بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد اُس خالق کارساز کو مناسب ہے کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا بہشت و دوزخ کو ہویدا کیا انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ صفت خالق بیچون بانی بنائے شمس و قمر کی کر سکے زبان خامۂ دو زبان لال ہے حمد اُسکی محال ہے

نظم

خالق حکمت که به یک کاف و نون — از عدم آورده دو عالم برون
نقش طرازندهٔ کون و مکان — سقف فرازندهٔ نه آسمان
ارض و سما نقطهٔ پرکار او — نقش طرازندهٔ صور کار او
چهره‌گشای صور کائنات — راه نمای همه سوی نجات
داد و بلندی به سپهر برین — پهن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد — گرم به نور مهر گه روز کرد

اے خالق بیچون و بے مثل میری کیا مجال ہے جو ایک حرف تیری صفت مین تحریر کر سکون ستار العیوب و دافع البلیات تیرا نام ہے پرورش ہم ایسے بندون کی تیرا کام ہے

نعت احمد مختار حبیب پروردگار

سبحان اللہ ہم لوگ امت مرحومہ کہلاتے ہین اور امتون پر ظاہر مین گراہوئی ہم لوگون سے
سراسر خطا ہوئی اُس پردہ پوش عالم نے ایسا پیغمبر برحق ہمکو عطا فرمایا کہ تلاطم بحر حشر ونشر
مین ہم گناہگارون کی کشتی شکستہ کنارے پر پہونچایگا فخر نوح و خلیل پیغمبر جلیل ہم گناہگارون
کا کفیل حاکم کوثر و سلسبیل مورخ تواریخ نے لکھا ہی کہ روز حشر عجب روز ہولناک ہوگا کہ پیغمبران
سلف نفسی نفسی پکارینگے مگر ہمارے حضرت کو اُس تلاطم مین بھی یاد امت عاصی ہوگی پہنے
اُمتی اُمتی زبان پر ہوگا حضرت یعقوب ایسے نبی ہجر یوسف مین ایسے کہ نابینا ہوگئے
روز حشر عرض کرینگے پروردگار میرے گناہ بخشدے اور مقدمہ یوسف مین مجکو اختیار ہو
ے حضرت امت کے مہربان اُس زمانۂ آفت مین بھی ہم گناہگارون کے بیچ مین
ے ہوگئے خطاب رب اکبر ہوگا کہ ای محمد بیچ مین سے ہٹ جاؤ یا گناہگاران امت
حساب لاؤ اُسوقت حضرت علما و فضلا جنسے کبھی گناہ نہین ہوا اور عابدان و زاہدان
ت کو چن کر پیش کرینگے حکم رب اکبر ہوگا ای حبیب میرے یہ تو سب ہمارے دوست
ہ گناہگاران امت کو لاؤ ہم اُنسے حساب لینگے پرسش کرینگے حضرت اُن لوگون کو
لینگے کہ جنکے گناہ و ثواب برابر ہین حکم ستار العیوب ہوگا کہ انکو بھی داخل بہشت کرو مگر
گناہگاران امت کو سامنے لاؤ اب جو حضرت سر اُٹھا کر ملاحظہ فرماینگے وہ گناہگار
جن کے گناہ غالب ہین اعضاے جسمی پرسش حاکم کے طالب ہین آواز آیگی
ب میرے کیا نگاہ حسرت دیکھ رہے ہو انکے درمیان سے ہٹ جاؤ ہم انپر عذاب
ل کرینگے انھون نے ہمیشہ ہماری نافرمانی کی نفس کی ہمیشہ پرورش کرتے رہے اگر انکے
بیچ سے نہ ہٹوگے تو یہ شعلہ انکی آگ تمکو بھی صدمہ دے حضرت کا نپتے ہوے ہٹینگے گناہگارون
بد فریاد بلند ہوگا کہ یا حضرت آپ کہان جاتے ہین ہم گناہگارون کو چھوڑے جاتے ہین یہ
۔۔۔ درد آمیز سنکر حضرت مجمع سے نکلتے نکلتے زمین پر گر پڑینگے عرض کرینگے ای پروردگار
گناہگارون کا ہاتھ نہ چھوٹیگا اُسوقت جناب سیدۂ دوسرا دختر حبیب خدا زوجہ
۔۔۔ یعنے جناب فاطمہ زہرا اسباب نجات ہم گناہگارون کا لینے گوہر دندان اشرف انبیا

اور عمامہ پرخون جناب علی مرتضے و بارہ ہاے جگر حسن مجتبے و پیراہن مشبک شہید کربلا و پہلوے شکستہ اپنا لیکر تشریف لاوینگی عرض کرینگی اے پروردگار تا پایۂ عرش ہلاوینگی میری داد لے میرے حسن و حسین کو شہید کیا میری بیٹیون کو گرفتار کرکے سامنے یزید پلید کے لیگئے آج کے دن وہ لوگ بھولے ہوے تھے اُسوقت تاج شفاعت جناب سیدہ کو پروردگار عطا فرمائیگا گنہگاران امت ہمراہ جناب علی مرتضے داخل بہشت ہونگے پل صراط سے دوستون کو اتارینگے بہشت مین پہونچادینگے نظم

اے شدہ مرسل آن خلاصۂ کون	پردہ پوش گنہ بداہن عون
اسم احمد کہ در احد غرق ست	کمر خدمت از پئے فرق ست
احمد اندر احد کمر بندست	یعنی این بندہ آن خداوند است
عاصیان را در آفتاب نشور	ظل ممدود دار در از فشور
نور او آفتاب را مایہ	سایۂ خلق را برو سایہ
بہر تعظیم وے ارادت پاک	سایۂ او رہا نکردہ بخاک
پایۂ قدرش آسمان پیوند	سایۂ نورش آفتاب بلند
روشنائی دہ چراغ یقین	نور پیشین و شمع بازپسین
نور او کز سپہر صد چند است	سر شگافت و سپہر پیوند است

ہزار ہزار شکر اُس رب اکبر کا کہ جسنے ہمکو امت مین اپنے حبیب کی قرار دیا جب نا درود پڑھتا ہون کیا اوصاف بالانصاف اُنکے لکھ سکتا ہون مگر درود پڑھکے خاموش

منقبت حیدر صفدر کشندۂ عمرو و عنتر کنندۂ باب خیبر قوت بازوے پیغمبر دست زبردست رب اکبر

سبحان اللہ جیسا جی ویسا اُسکو دیا جسنے گہوارے مین اژدر کو چیر ڈالا کہ جب وقت ولادت باسعادت اُن حضرت کا آیا جناب فاطمہ بنت اسد براے ... قریب ... آئین دعا کرنے لگین کہ اے کریم واسطہ اپنے جد امجد جناب ابراہیم کا دیتی ہون کہ تعمیر آسان کر فورا دیوار خانہ کعبہ شق ہوئی اور صدمہ جلال خداوندی سے اندر

مصرع تو ہی کنیز خاص علی خانہ زاد ہی + ای فاطمہ اندر آؤ کہ ہمارا شیر ظاہر ہوا چاہتا ہی جناب
محترمہ داخل خانۂ کعبہ ہوئین فرماتی ہین کہ جو تکلیف دردزہ مجھپر تھی وہ فوراً دفع ہوگئی ناگاہ
بائین ران میری شق ہوئی اور شیر بیشۂ ابی طالب غالب کل غالب ظاہر ہوے چند
بیبیان جو برائے خدمت آئی تھین اُنھون نے مجھکو مژدہ دیا کہ ای فاطمہ تو ادر ابوالائمہ
ہوئی تیرے رتبہ کو سوائے خدا کے کون جانتا ہی مشہور روایت ہی کہ تین شبانہ روز جناب
فاطمہ بنت اسد اندر خانۂ کعبہ کے رہین کہتے ہین کسی طرف کی دیوار خانہ کعبہ مین ایک اژدہا
رہتا تھا اکثر بچون کو کھا جاتا تھا لوگونکو ضرر پہونچاتا تھا جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہین کہ مین نے
علی کو گہوارے مین لٹا دیا ناگاہ وہ اژدہا سمت سے طایۂ آتشین چھوڑتا ہوا قریب گہوارہ
آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ دہن مین علیؑ کو اٹھا لے اُس شیر بیشۂ رب اکبر نے دونون ہاتھ
اپنے بڑھا کے گلا اُس موذی کا تمام کر جھٹکا مارا کہ دُم تک اژدر کو دو کر دیا جناب فاطمہ
بنت اسد فرماتی ہین کہ مین بیقرار ہوکر قریب گہوارے کے پہونچی فرزند کے بوسے لینے لگی
اب دیکھا تو وہ صاحبزادہ مثل لڑکون کے ہاتھ کا انگوٹھا چوس رہا تھا نظم

حیدر کو بھی خالق نے دیا تخت سلیمان
تھا ابر رواں انکے لیے تخت سلیمان

کیونکر ہو شجاعت مین کوئی ہمسر حیدر
کب ٹھیک تن مور پہ ہو رخت سلیمان

انگشتری پاک جو حضرت نے عطا کی
اللہ نے سائل کو دیے بخت سلیمان

انگشت نگین ہاتھ لگا انکو دو بارا
کیا سہل کیا حادثۂ سخت سلیمان

حضرت کے قدم میرے جنازے پہ جو آئین
پھر تختۂ تابوت بھی ہو تخت سلیمان

مقداد کی مقدار بڑھی حب علیؑ سے
اللہ نے سلمان کو دیا بخت سلیمان

تابوت علی آپ ہی اعجاز سے اٹھا
ہوتا تھا ہوا پر جو رواں تخت سلیمان

بلقیس کی چادر غم زینب مین ہوئی چاک
شبیر کے ماتم مین پھٹا رخت سلیمان

سن سے مرا مضمون جو اسیر آہ نہ کھینچے
بلقیس کے غم مین دل صد لخت سلیمان

ان بزرگ کے مقدمہ مین سوائے جبہ سائی کے قلم اور کیا کر سکتا ہی ہر وقت اُسکو سکتا ہی کہ
سر سے اس راہ کو طے کرون گر عاجز ہو کر لکھتا ہی رباعی

اوصاف علی بہ گفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

سبب تصنیف کتاب ہذا

اصل یہ ہی کہ کتاب لاجواب کا نام زمان تصنیف طلسم ہفت پیکر مین تحریر کر چکا ہون یعنے طلسم خیال سکندری اسکا نام ہی اول مین حال ابتداے سلطنت سکندر ظاہر کرون کس مرتبے سے کس رتبے پر پہونچا دارا ایسا بادشاہ کہ جسکی فوج مثل مور و ملخ تھی اسپر غالب آنا سامان قدرت خدا ہی ورنہ دارا جس طرف رخ کرتا تھا شیر بیشون سے نکل جاتے تھے طائران ہوائی اُسکے ہاتھ سے امان نہ پاتے تھے یہ تو ظاہر ہی کہ ہفت پیکر کی تینون جلدون مین اس طلسم کا پتہ دے چکا ہون اتفاقاً ایک روز قدر شناس فلک اساس فرزند دلبند جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ کیا سبب ہی کہ آپ قلم نہین اُٹھاتے طلسم خیال سکندری کیون نہین تحریر کرتے ایسے سخن سنج نکتہ فہم ہین کہ چند لفظون مین اس حقیر کو تسخیر کر لیا دوسری وجہ یہ ہوئی کہ پانچ مہینے ہفت پیکر کو تمام کیے ہوے گذرے اور الحمد للہ کہ اُسکی دو جلدین شائع بھی ہو چکین اور اب تیسری جلد کی کتابت بھی قریب ختم کے ہی بس یقین ہی کہ ناظرین باتمکین طلسم ہذا کو دیکھکر بہت پسند فرمائینگے خلعت تحسین و آفرین اس حقیر گوشہ نشین کو مرحمت ہوگا اول حال سکندر ظاہر کر دونگا اب ناظرین پر ظاہر او رواضح ہو کہ روز قتل ہفت پیکر صاحبقران غائب ہو گئے ہین اُنکا پتہ لگانا فرور ہر فرزندان و سرداران نامی تلاش مین نکلے ہین اور فتاح اس طلسم کا نور الدہر بن بدیع الزمان کو قرار دیا ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان سکندر ذوالاحتشم و ذکر قتل دارا و باقی حالات متعلقہ کو داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہی تو ساقی فرخندہ فال
طلسم سکندر کا لکھنا ہی حال
عجب ہی طلسمات نیرنگ ساز
دکھا دون جہان کا نشیب و فراز
کہ حال سکندر جو ترقیم ہو
ہر اک داستان صاف ترمیم ہو

بہار مضامین رہے اوج پر — نہال گلستان بھی لائے ثمر
کہیں ناظرین خجستہ لقا — قلم آفرین مرحبا مرحبا
بڑی جوش پر ہی طبیعت تری — بڑھی نثر کی خوب شوکت تری
کیا قصۂ نور افشان رقم — ہوئین رنگ کی داستانین بہم
بقیہ کی جلدین بصنعت لکھین — عجب داستانین فراہم ہوئین
لکھا ہفت پیکر بصد شد و مد — طبیعت نے کی ہر جگہ پر مدد
طلسم سکندر کی دکھلا بہار — کہ باغ سخن مین ہی ہر جا بہار
یقین ہی کہ ہون ناظرین خوش کمال — دکھا دے طبیعت بھی اپنا جمال
مرے ساتھ مہ لقا خوش ادا — نقاب مضامین کو رخ سے ہٹا
تری شکل کے دل سے مشتاق ہین — یہ جائز نہین ہی کہ ہم چپ رہین
کھلے لطف طبع خجستہ نہاد — کہ دین ناظرین داستانون کی داد
کہین ای قلم خوب تقریر ہی — کہ کس جوش پر رنگ تحریر ہی
جہان عشق والفت کا ہی تذکرا — کیا نام فرہاد و شیرین ادا
ہوا قیس محزون وہ دل باختہ — کہ دلدادہ ہی سرو پر فاختہ
بس ای ساقیٔ مہروش بر ملا — شراب مضامین کا ساغر پلا
سناؤن وہ مضمون رنگین ادا — کہ ہو عاشقون کو بھی حسرت سدا

یہ چہرہ رہروان منازل قیل و قال وطے کنندگان مراحل لطف وصال اس داستان نیرنگ کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف قلم کھینچ تصویر مضمون کی + سنا مجھکو تقریر مضمون کی + انجام مین طلسم ہفت پیکر کے تحریر کر چکا ہون کہ روز قتل ہفت پیکر عجب قیامت کی لڑائی ہوئی جب دوسرے دن علمشاہ بارے مردانگی تب ہفت پیکر کو قتل کیا کہ یہی فتح طلسم ہفت پیکر تھے ذکر کر چکا ہون کہ صاحبقران زخمی ہوے بادشاہ نے دیکھا کہ صاحبقران بہ جرأت دشمن سے منہ پھیر نکلے آخر گھوڑے سے گر پڑینگے وانئے کو وہین فرش بچھوا دیا تھا صاحبقران کو لا کر اسی فرش پر لٹایا جو سردار زخمی ہوا قریب صاحبقران کے لا کر اسکو

لٹا دیا صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جو سردار زخمی ہو کر آتا ہی کف افسوس ملتے ہین اور اپنے
پاس اُس سردار کو بٹھا لیتے ہین زخمدار بقرار بعد چند ساعت پاس صاحبقران کے
لیٹ جاتا ہی چالیس سردار گردپیچ مین صاحبقران لڑائی نے ایسا طول کھینچا کہ کئی دن
جنگ مغلوبہ رہی ہفت پیکر بمقابلۂ رستم نہ آتا تھا جانتا تھا کہ یہ طلسم کشا صاحب لوح
ہی اسکے سامنے جا کر بچنا دشوار ہوگا گر رستم نے جو اپنے سردارون اور سرداران صاحبقران
کو زخمدار پایا شیرانہ جنگ کرتے ہوے سامنے ہفت پیکر کے ہونچے ہفت پیکر کو بھاگنے
کا موقع نہ ملا اُسنے کئی سحر کیے رستم نے لوح کو جنبش دیا سحر باطل ہوے اور چند سردار آکر
مقابل رستم ہوے مگر جو اُس غیر کے مقابل آیا طعمۂ شمشیر آبدار ہوا ہفت پیکر بھی کھڑا دیکھا
کیا آخر رستم پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے خالی دیکر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا
برق جانسوز تڑپ کر گری خرمن حیات ہفت پیکر کو جلا کر خاک کیا مرنا ہفت پیکر کا
پہر بھر کامل اندھیرا رہا سنگباری برفباری ہوائی اُس اندھیرے مین ساحر بھاگ کر
نکل گئے کسی نے یہ صلاح کی کہ خدمت لقراط ثانی مین چلین بعض نے دامن صحرا سے
مُنھ چھپایا ہر چند کہ برق شمشیر سے بچے گر طعمۂ گرگ و پلنگ ہوے جو گھر کر رہ گئے اُنھون
نے چادر رہائی امان طلب کی رستم نے سب کو امان دی بر سر سرداران زخمی آئے لندھور
وغیرہ کو ہوش پایا مگر صاحبقران جو بیہوش تھے اُنکا پتہ نہ ملا ذکر کر چکا ہون کہ بارگاہ سلیمانی
مین آکر خواجہ زادون سے پوچھا کہ طلسم خیال سکندری کا کون فتاح ہی اُس طلسم
عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر سر اُٹھایا عرض کی اُس
طلسم کو نور الدہر بن بدیع الزمان فتح کرینگے یہ سنتے ہی ایرج اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا خواجہ زادون کو رشوت پہونچگئی ایرج کے اُٹھتے ہی کل سرداران دست چپ
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نور الدہر نے جو قصد کیا بدیع الزمان نے بہ نگاہ قہر طرف
نور الدہر کے دیکھا اشارہ سے فرمایا اے نور نظر جانے دو تمھارے نام فتاحی ہی یہ سب
جلکر آوارۂ دشت ادبار ہونگے ایرج جو اُٹھکر باہر آئے شاپور سے فرمایا لشکر تیار
کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا سب سرداران دست چپ مثل جہانگیر و چوگان بن حمزہ

و قاسم بن علمشاہ ایرج کے ساتھ ہوئے یہ سب دست بہی بلوہ کیے ہوئے طرف طلسم
کے جاتے ہین کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد انکے جانے کے نورالدہر مسلح ہوئے
بدیع الزمان نے بھی بیٹے کا ساتھ دیا لندھور بن سعدان بھی ہمراہ ہوئے کہ انکا
بھی ذکر تحریر ہوگا لیکن حقیر کو منظور ہی کہ قبل ان سردارون کے حال سکندر تاریخ سے
ظاہر کرون کہ یہ طلسم کیونکر تیار رہا سکندر خراج گزار دارا اور دارا بادشاہ ہفت اقلیم
ہی سکندر کا وزیر ارسطو سے خوش تدبیر ہی ایک روز سکندر تخت پر بیٹھا تھا گرفتۂ شراب
مین مخمور وزرا امرا حاضر کہ اسی وقت فرمان دارا آیا کہ خراج کیون نہین بھیجا سکندر نے
حالت نشہ مین پشت فرمان پر لکھدیا ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + یہ جواب جو دارا
کو پہونچا بد دماغ ہوکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بر سر سکندر لشکر کشی ہی اس مغرور نے کیا سمجھکر یہ مصرع
لکھا اسکو جا کر معزول کرون تاج و تخت لیلون اور ناظم مقرر کردون لکھا ہی کہ جب دارا سوار
ہوا علاوہ فوج کے کئی ہزار افسر ہمراہ تھے ہرکارون نے سکندر کو خبر دی کہ دارا با ارادۂ رزم
دیکا را آتا ہی یا تو سلطنت چھوڑ کر بھاگ جایے یا یہان سے برائے مقابلہ چلیے سکندر نے ارسطو
سے ذکر کیا ارسطو نے قرعہ پھینک کر کہا بسم اللہ برائے مقابلہ چلیے جیسا آپنے لکھا ہی اسکا جواب
دیجیے بلکہ حقیر عرض کرتا ہی کہ آپ کی فتح ہوگی دارا کی شکست ہی سکندر بقدر فوج ہمراہ گئی
کہ بمقابلۂ دارا عشر عشیر سمجھنا چاہیے لیکر سوار ہوا مگر ہر مقام پر ارسطو سے کہتا ہی کیون استاد ہمارا
لشکر قلیل کیونکر مقابلۂ دارا مین ٹھہرے گا اسوقت لشکر سکندر سرحد مین ایک قریہ کی تھا سکندر
نے دیکھا سامنے ایک کھیت مین فاختہ تیتر سے لڑ رہی ہی ارسطو نے کہا ای شہنشاہ مین فال
دیکھتا ہون آپ مثل فاختہ و دارا مثل تیتر ہی اگر فاختہ غالب آئی تو گویا آپ دارا پر غالب
آئے اور دارا مثل تیتر ہی غالب ہوا ملک ہو سکندر نے بھی قبول کیا تماشہ لڑائی کا دیکھنے
لگے فاختہ نے لڑتے لڑتے اچک کر لات ماری کہ آنکھ تیتر کی نکل پڑی اس صدمہ سے
تیتر بھاگا فاختہ اسی کھیت مین گونجنے لگی ارسطو نے کہا کہ کیون شہریار اب میرے قول
کا اعتبار ہوا سکندر کو کسی قدر قوت ہوئی مگر دل دھڑک رہا ہی اسی مقام پر لشکر اتارا
کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کہ تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی روے آفتاب چھپ گیا تھا۔

دبرگرد سنے تمام صحرا کو گھیر لیا آمد لشکر دارا شروع ہوئی بارگاہ دارا استادہ ہوگئی اسقدر لشکر دارا
آیا کہ کئی منزل کا صحرا لشکر دارا سے معمور ہو گیا تب دارا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
سکندر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر سکندر نے شب کو ایک نخل پر چڑھکر دوربین ہاتھ مین
لی لشکر دارا کی طرف دیکھا جہان تک نگاہ نے کام کیا سواے فوج دارا کچھ نظر نہ آیا ہزارہا
خیمہ استادہ ہی ہر مقام پر طبل ونقارے بج رہے ہین کمیدان و رسالدار اپنی پلٹنون و رسالون کو ترغیب
جنگ دے رہے ہین سکندر کانپتا ہوا نخل سے اُترا اپنے خیمے مین آکر ارسطو کو بلایا حال کثرت
لشکر دارا بیان کیا ارسطو نے کہا اے شہنشاہ فتح آپ کی ہی میری کتاب خبر دیتی ہی کہ دارا کا
پیمانۂ عمر لبریز ہوا اس جنگ سے زندہ پلٹ کر نجائیگا یہی صحرا اُسکا مشہد و مقتل ہوا اجل گھیر کر لائی
ہی مگر مین بھی حیران ہون کہ ظاہر تو کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی باطن کا حال پروردگار
جانتا ہی مگر حضور انتشار نکرین آپ کو یاد ہوگا کہ فاختہ کیونکر تیتر پر غالب آئی اسی طرح آپ کی
بھی فتح ہوگی کوئی سبب پیدا ہو جائیگا شاہ و وزیر مین شب بھر یہی باتین رہین جبکہ آئینہ دار
فلک چہارم آئینۂ مہر ہاتھ مین لیکر فلک زبرجدی پر آکے ٹھہرا آئینہ چمکایا تاریکی شب رفع ہوئی
تمام عالم نورانی و منور ہوا سکندر وہ لشکر قلیل ساتھ لیکر میدان مین آکر ٹھہرا کہ اتنے مین آمد
لشکر دارا شروع ہوئی دارا مرکب بادرفتار پر سوار کئی ہزار افسر گھیرے ہوے کنارے پر
لشکر کے آکر ٹھہرا پشت مرکب سے اُترا کرسی پر جلوہ فرما ہوا طشت طلا مین گلاب و کیوڑہ
بھر کر سامنے رکھا گیا اسمین دارا نے پاؤن ڈالدیے دو غلامان ترکی قوی تن چوڑی
تیغے کھینچے ہوے دست راست و دست چپ کو آکر کھڑے ہوے یہ پہلو مین ہر وقت
کھڑے رہتے ہین جب صف لشکر جم چکی دارا نے ایک افسر کو اشارہ کیا وہ افسر گھوڑا چمکا کر میدان
کارزار مین آیا لشکر سکندر پر نعرہ کیا سکندر نے بھی ایک افسر کو اشارہ کیا مگر افسر سکندر ہاتھ سے
افسر دارا کے مارا گیا دوسرے افسر سکندر نے نکلا افسر دارا کو قتل کیا شام تک اسی طور سے
جنگ رہی دس سرداران سکندر مارے گئے اور پندرہ افسران دارا قتل ہوے اسی طرح
ہر روز جنگ ہوتی رہی جب سکندر بیٹھتا ہی ارسطو سے کہتا ہی استاد فتح کی کوئی صورت معلوم
نہین ہوتی ارسطو وہی کلمہ کہتا ہی کہ انجام کو آپ کی فتح ہی سکندر خاموش ہو رہتا ساتوین دن

جو لشکر دارا میدان مین آیا اور دارا نے افسر کو اشارہ کیا وہ افسر میدان مین آیا سلحشوری کر کے
آواز دی سکندر نے نگاہ اُٹھا کے اپنے لشکر کو دیکھا کوئی افسر نہ پایا ساری فوج بے سردار ہی
سکندر نے ارسطو سے کہا اُستاد آج کوئی افسر نہین ہی کہ مقابلہ مین جائے کیون اُستاد اب کسکو
بھیجون ارسطو نے کہا اب خود حضور نکل کر جنگ کرین ورنہ آج ہی شکست ہوگی مین حیران ہون
کہ فال بھی ٹھیک آئی ہے علم ستارہ شناسی دیکھ رہا ہون کہ آپ کی فتح ہوگی مگر حیران ہون کہ کسصورت
سے فتح ہوگی اب حضور ہی کا جانا میدان مین بہتر ہی سکندر رستم کب بڑھا آکر اُس افسر سے مقابل
ہوئے اُس افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے سپر کو پناہ سر کیا سبب سپر تلوار کو رد کر کے ہاتھ تلوار
کا مارا کہ اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا افسر طرف سے دارا کے آیا وہ بھی ہاتھ سے سکندر
کے مارا گیا شام تک ساٹھ افسر طرف سے دارا کے نکلے مگر ہاتھ سے سکندر کے مارے گئے دونون
لشکر چھٹے دارا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر دس برس لڑون اور وزیر سے ہی پہلوان قتل ہون تو بھی
افسر کم ہون سکندر کہان تک لڑیگا پیام صلح قبول نہ کرونگا اب تک تو مجکو یہ خیال تھا کہ اگر
سکندر عذر کریگا تو معاف کر دونگا مگر اب معاف نہ کرونگا وہ قیامتین برپا کرونگا کہ زمین پر دریا
خون بہے یا بدولت کرکچہ تردد نہ لکہا ہی کہ چار مدن اسی طرح سکندر نے میدان داری کی کبھی وہی
افسر کبھی بارہ قتل ہوئے اور جب سکندر زخم کہا کر آتا ہی ارسطو علاج کرتے ہین زخم کو اندمال
ہوتا ہی سکندر ہر روز تنہائی مین آکر کہتا ہی کیون اُستاد اب کیا ہوگا ارسطو وہی جواب دیتے
ہین کہ انجام مین فتح آپ کی ہی مگر دیکھیے کس طور سے فتح ہوتی ہی اور انجام کیا ہوتا ہی سکندر ارسطو
سے باتین کر رہے ہین وقت شب ہی زخم جسم سکندر مندمل ہوئے مگر خون جسم سکندر سے
اسقدر نکل گیا کہ ارسطو سے کہہ رہا ہی کہ اُستاد اب مین کل مقابلہ کے لائق نہین ہون ارسطو وہی
جواب دیتے ہین کہ شہریار گھبراؤ نہین پروردگار مالک ہی کہ دربان نے بڑھکر عرض کی ایک شخص
منہ لپیٹے ہوئے آیا اور یہ کاغذ مجکو دے کر چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ یہ کاغذ سکندر پڑھین اور جواب
اسکا فلان صحرا مین لکھکر ڈالدین سکندر نے جو اُسکو پڑھا وہ دو غلامان ترکی کہ پہلو دن پہ
دارا کے با شمشیر برہنہ کھڑے ہوتے ہین اُنکی طرف سے لکھا ہی کہ ای سکندر اگر فلان ملک کا اُسکو
بادشاہ کرو تو ہم سر میدان سامنے کل فوج کے دارا کو قتل کرین ارسطو پڑھکر اُچھل پڑا اور کہا کہ

ای شہر یار دیکھیے خدا نے صورت فتح کی ظاہر کی فوراً اُسکا جواب بھرا نی سکندر نے لکھکر مقام موعود
پر بھجوا دیا وہ غلامان ترکی اُس کاغذ کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور آمادہ ہوے کہ کل دارا کو
سر میدان قتل کریں سکندر سے سلطنت لیں یہان سکندر بھی رات بھر اسی فکر مین رہا کہ کل
کیونکر مقابلہ کرونگا مجھ مین توت جنگ باقی نہین ناگاہ سکندر فلک چہارم راہ ظلمات کو طے کر کے
چرخ زبرجدی پر آیا تمام عالم روشن ہوا سکندر بر حسب قاعدہ قدیم مرکب چمکا کر میدان مین
آیا مگر مایوس دل کو پریشانی کہ ای سکندر آج جو کوئی مقابلہ مین آئیگا کیا جواب دیگا ساتھ ان
برابر گذرے میدانداری کرتے ہوے کسقدر خون جسم سے نکل گیا اس سوچ مین سکندر کھڑا
ہی نیزہ ہلا رہا ہی گھوڑا چمکا رہا ہی زبان درازی کر کے آواز دیتا ہی ہیبت گران سر کرا بار سر
بر تن ست • حکیم علاجش بدستان ست • یہ کہکر سکندر نے سر اُٹھایا غلامان ترکی سے آنکھ
لگئی اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کر مضبوط ہونے اقرار کا حال پوچھا سکندر نے متوجہ ہو کر اشارے سے
کہا کہ یہ اقرار شاہون کے ہین جو زبان سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی تم اپنا کام کرو جو ہمنے کہا ہی وہ
لو اور انعام وافر دیگا یہ کہکر سکندر نے مضبوط ہونے عہد کی ایسی دو چار باتین کہین کہ اُن دونون
غلامون کو یقین کامل ہوا کہ سکندر نے جو کہا ہی وہی کریگا جیسے ہی سکندر نے نعرہ کیا کہ ای دارا
آج کیا ہی کہ کوئی مقابلہ مین نہین آتا مین دین اگر جوہر شمشیر دکھا دون بس غلام ترکی نے ہاتھ
تلوار کا دارا کو مارا سر دارا کا ڈھلک گیا دوسرے نے بھی چاہا کہ ہاتھ مارون دارا نے اس
حال پر ملال مین جھڑک کر کہا او نمک حرام سامنے سے دور ہو دونون غلام تلوارین پھینک کر بھاگے
لوگون نے اُنکو گرفتار کیا سکندر گھوڑا اُڑا کر قریب دارا کے گیا سر دارا کا اُٹھا کر زانو پر رکھا
اور سکندر کو بھی عبرت ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شاہ مین آپکا وہی خراجگذار
ہون مین یہ نہ چاہتا تھا کہ سرکار کو ایسا صدمہ ہو پھر دارا نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای سکندر
دنیا مقام عبرت ہی نہ جانے عشرت مجھ ایسا بادشاہ جانتا تھا کہ اگر لشکر کشی کسی پر کرونگا تو گاو زمین
بار نہ اُٹھا سکیگی مگر ای سکندر سامنے سے ہٹ جا کہ مجکو اپنی تلوار سے بوے خون آتی ہی ارسطو
نے اتنے عرصہ مین افسرون کو اور وزرا کو ملا لیا سب سے وعدہ کر لیا کہ تمھارے عہدہ ہاے قدیم
سے مرتبے زیادہ ملین گے سکندر بڑا عادل و منصف ہی یہان سکندر نے حکما کو براے علاج دارا

بھیجا دارا نے پوچھا تم لوگ کسکے بھیجے ہوے آئے ہو حکما نے دست بستہ عرض کی حضور سکندر کو بڑا قلق ہی جب سے آپ کے سامنے سے گیا آب و دانہ پر توجہ نہین کی مثل ابر باران رو رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی ہاے میرا شہنشاہ اُسنے ہم کو بھیجا ہی ہم شاہ کا بلطف علاج کرینگے جب دارا نے سکندر کا یہ حال سنا تو کہا سکندر کو بلاؤ مین کچھ وصیت کرونگا لوگون نے جاکر سکندر کو اطلاع کی سکندر فوراً حاضر ہوا آکر دارا کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ ہو کر سامنے بیٹھا دارا نے کہا اے سکندر دنیا کا کچھ اعتبار نہین اپنی جان کی حفاظت ضرور ہی خبردار بہت ہوشیاری سے سلطنت کرنا مین نے اُن پاجیون کو جان کا نگہبان کرکے یہ صدمہ عظیم اُٹھایا ہر چند کہ تیرا وزیر صاحب تدبیر ہی لیکن اپنی جان کی حفاظت کرنا اور مین تجکو کیا وصیت کرون یہ جانتا ہون کہ میرے بعد تو ہی بادشاہ ہوگا ارسطو نے اتنے عرصے مین انتظام کرلیا ہوگا ایک خیال رہے کہ میری دختر بلند اختر ملکہ روشنک کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اُسکی خوشنودی کا جو یار رہنا میرے قاتلون کو اُسکے حوالے کرنا جو چاہے وہ سزا دے بدلہ میرے خون کا لے یہ کہکے سر سکندر کا اپنے سینے سے لگالیا کہا میرا حکم ہی اے وزیران سلطنت و مشیران ام بہت حکم سکندر سے گردن تابی نہ کرنا میرے بعد یہی بادشاہ ہی روشنک کا اسکے ساتھ عقد کر دینا یا روگاہ ہو کہ مین کیا کہتا ہون

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وشش
اس چمن کی ہواے ہین وہ دیکھ	آستین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد	جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل	تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان	ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار	تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین	چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ۔ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہ ہی الحان ۔ فاغلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین ۔ باغ مین آبشار روتے ہین
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر ۔ کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آثار پڑھکر دارا کے آنسو جاری ہوے سب افسران فوج رونے پر دارا کے چیخین مارکر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ شاہ نے کیا اشعار پڑھے ہین ناپائداری دنیا آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش و عشرت نگاہون سے گر گئی اتنا بڑا بادشاہ کیا مجبور و ناچار ہی کس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ہین موت بھی عجب چیز ہی کسکو تمیز ہی کہ اسکا کب سامنا ہوگا ابھی چند ساعتین گذرین کہ ہم سب پر حکمران تھا اب اسوقت کیسا مجبور و ناچار ہی دنیا عجب مقام ہی حباب لب دریا سے مثال دیتے ہین اُس سے بھی اسکو کم قیام ہی مقام فانی اِسکا نام ہی اسی طرح ہر شخص حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جائیگا بجز حسرت و یاس کوئی ساتھ نہ ہوگا بقول مصنف نظم

بے مہری زمانہ کہیے کہان تک ۔ بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا ۔ خویش و عزیز سارے تھے ساتھ بس یہانتک

یارو مقام تصور ہی کہ تاج شاہی ہیکار کشکول گدائی والا بھی مجبور و ناچار یہ فوج یہ لشکر کوئی ساتھ نہ جائیگا افسوس صد ہزار افسوس مطلع تعجب کیا تحسین ای ساکنانِ ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + بلکہ اگر تصور فرمایئے تو اصل یہ ہی نظم

بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر ۔ خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای برق ۔ بیکسی گور پر برستی ہی

کوئی خوشی اس دنیا سے نہ لیجائیگا بعد مرنے کے ضرور پچتائیگا اتنا بڑا سفر اور زاد راہ ناممکن بند

کام آوینگے تربت مین نہ ازواج نہ اطفال ۔ نے ملک نہ جاگیر نہ منصب نہ زر و مال
وہ کیا ہین کہ جو ساتھ نہ چھوڑینگے بہرحال ۔ اعمال ہین اعمال ہین اعمال ہین اعمال

ہمدرد بجز بیکسی و یاس نہ ہوگا
سووینگے لحد مین تو کوئی پاس نہ ہوگا

آخر دارا نے انتقال کیا سکندر روتا ہوا خود لاش کے ساتھ ہوا ہر ایک سے متوجہ ہو کر کہتا تھا
کہ یارو اسکو یاد رکھو بیت ای دوست بر جنازهٔ دشمن چو بگذری ÷ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا
رود + اس کلام حسرت انجام سکندر پر اہل فوج بلک بلک کے روتے تھے پھر تو بعد وفات
دارا سکندر تخت پر بیٹھا الغا ہی کہ آپ روشنک سے عقد کیا قاتلان دارا روشنک نے
قتل کیے ایک دن کا معاملہ ہی جب سکندر صاحب اقبال اُس فوج دریا موج کو لے کر
ایک صحرا مین اترا شب کو منظور ہوا کہ اپنے لشکر کو دیکھون دوربین لیکر جو نگاہ ڈالی جہانتک
حد نگاہ پہونچی اپنا ہی لشکر معلوم ہوا اسوقت سکندر کو غرور ہوا کہ میرا وہ لشکر ہی کہ جسپر لشکر کشی
کرون گھیرا جائے اب کون مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہی ایسے ایسے کلمات غرور دل مین آئے رات
کو آرام کیا صبح کو لشکر مین غل ہوا سکندر نے ارسطو سے پوچھا خیر تو ہی کہ ہرکارے نے آکر عرض کی کہ آپ
کے لشکر کے گرد ایک دیوار اٹھ گئی ہی سکندر ارسطو کو ساتھ لے کر باہر نکلا ارسطو نے آکر دیوار
پر ہاتھ رکھا کہا حضور یہ مٹی نہین ہی کسی جانور نے آپ کو گھیرا ہی پھرتے پھرتے ایک مقام پر آکے
دیکھا کہ اژدہے نے دم اپنی منھ مین لیلی ہی اُسی کے دورے مین سب لشکر ہی سکندر نے توبہ
کی اور عرض کی کہ ای پروردگار دامن قدرت تیرا دراز ہی ایک جانور صحرائی اگر کروٹ لے
تو یہ تمام لشکر پس جائے کوئی ذیحیات باقی نرہے اور تاج پہن کر سامنے اژدر کے آیا کہا ای
اژدہے بحکم خدا بیان کر کہ تو نے مجکو کیون گھیرا ہی وہ اژدہا مثل انسان گویا ہوا کہ ای بادشاہ
عامل و باذل مین آپ کے پاس فریادی آیا ہون سامنے جو کوہ فلک شکوہ ہی اُسکے دامنہ
مین ایک غار ہی بہ آسائش اُسی مین رہتا تھا ایک بچھو آیا اُسنے آکے غار پر قبضہ کیا جب وہ
ڈنک مارتا ہی پہاڑ کا ٹکڑہ اڑ جاتا ہی بخوف اُسکے بھاگا بھاگا پھرتا ہون آپ اشرف المخلوقات
سے ہین دارا ایسے بادشاہ کو مار کر سلطنت لی ہی مرا مکان دلوا دیجیے سکندر نے بہ صلاح ارسطو
اژدہے سے وعدہ کیا اژدہے نے دم کو چھوڑ دیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اب سکندر نے
آکر دور سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک غار عمیق ہی اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی جب وہ بچھو نکلکر
ڈنک مارتا ہی تو پہاڑ کا ایک حصہ اڑ جاتا ہی سکندر نے آکر ارسطو سے کہا ای استاد والا نژاد
جب تک یہ بچھو مکان اژدر نہ چھوڑیگا مین ای صحرا مین رہونگا آگے نہ بڑھونگا ارسطو نے

تدبیر کرنا شروع کی غرض کہ جا بجا شیلا بارود مین پڑتی ہین اُنکو مجتمع کیا اور ایک نقب زیر غار اژدر
کھدوائی اور ایک بڑا تھا بارود نقب مین معمور کر دین فتیلہ لگا کر کئی کوس پر دور جا رکھا اژدہے کو بلایا
کہا اب دیکھو تمھارا دشمن مارا جاتا ہی یہ کہکر فتیلہ مین آگ لگا دی جب آگ اُس مقام تک پہونچی
ایک دھماکا ہوا طبقے کا طبقہ اُڑ گیا بچھو کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا سکندر نے اژدہے سے کہا ای
برادر اپنا مسکن لو اژدہے نے بہت دعائین دین اور کہا ای شہریار ہر چند کہ مین بیکار ہون لیکن جب
کوئی ضرورت ایسی ہو کہ کسی طرح حل نہ ہو سکے تو غلام کو طلب فرمایئے گا چند موے سر اپنے توڑ کر سکندر
کو دیے اور فرمایا کہ جب اسکو حضور آگ دکھائینگے غلام فوراً حاضر ہوگا سکندر نے وہ موے سر
اپنے پاس رکھے جب سکندر کو سفر دریا درپیش ہوا جہاز تیار کرا کے اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر
دریا مین چلے کئی مہینے کے بعد ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک مقام گرداب ہی کہ کئی سو جہاز اُس
بھنور مین چرخ مار رہے ہین اور جو لوگ اُس پر سوار ہین بھوکے پیاسے سوکھ کر رہگئے ہین جب
سکندر کو کئی دن اُس مقام پر گذرے ارسطو سے کہا اُستاد کوئی ایسی تدبیر بتایئے کہ اِس
مقام پر کوئی شی بنا دون کہ دور سے دیکھنے والا دیکھے اور جہاز کو پھیر لیجائے یہان تک نہ آئے
ارسطو نے کہا ای شہریار اِس مقام پر پانی چرخ مارتا ہی طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہی کوئی شی یہان بن
نہین سکتی تب سکندر نے ناچار ہو کر موے سر اژدر کو آگ دکھائی اژدہا فوراً آکر موجود ہوا سب
حال سکندر نے اُس سے بیان کیا اژدہے نے کہا ای شہنشاہ آپ لاکھون من سیسہ منگوایئے
مین دُم کے بھل کھڑا ہوتا ہون کل سمندر مین میری تھاہ ہی دیکھون یہان کیا کیفیت ہی یہ کہکر
اژدہا اُس مقام پر آیا دُم ٹیک کر کھڑا ہوا فقط کلہ اُسکا باہر رہا سکندر سے کہا جہازون کو
قریب لایئے اور سیسہ میری حلق مین ڈالنا شروع کیجیے مین ایک میل بنکر رہجاؤنگا میرے
سر پر عمارت بنایئے اُس پر بانس نصب کیجیے اُس پر پنجہ بنا کر لگا دیجیے ارسطو ایسا عقیل آپکے ساتھ
ہی وہ پنجہ ہلا کرے کئی سو کوس سے جب دیکھنے والا دیکھے تو اسطرف نہ آئے ارسطو نے اژدہے
کی رائے کی بڑی تعریف کی اور کہا سبحان اللہ ثابت قدمان کو سے الفت ایسے ہوتے ہین الغرض
لاکھون من سیسہ دہن اژدر مین بھروا دیا اُسکے سر پر میل بنایا ایک ستون کلان لگایا
اُسمین پنجہ لگا دیا کہ اُسی کا سد سکندر نام ہی کئی ہزار برس اس بات کو گذرے مگر اب تک

فیض اثر جاری ہو دریے تا جر وکھکر پلٹ جاتے ہین آج تک وہ نشان باقی ہو اُسی کو
سد یاسد سکندر کہتے ہین حبہ۔ سکندر رفتہ رفتہ بمدد حضرت خضر و الیاس تا بپردۂ ظلمات
پہونچے اور چشمۂ حیوان تک رسائی ہوئی سکندر نے شیشے پانی کے بھرے دیکھا چند زاغ
و زغن قریب چشمہ پڑے تڑپ رہے ہین سکندر نے پوچھا تم کون ہو وہ طائر بیقرار ہو کر رو کے
کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ ہمنے پانی چشمۂ حیوان کا پیا اب صورت یہ ہو کہ پر پرواز کر گئے
منقار گل گئی مثل مضغۂ گوشت تڑپ رہے ہین آب و دانہ کی تلاش مین نہین جا سکتے لہذا اے
سکندر یہ خیال رکھنا کہ اس پانی کو نہ پینا وہ موت جو پروردگار نے مقرر کی ہے بہتر ہو اگر اسس
حال مین زندہ رہے تو کیا فائدہ سکندر نے یہ حال سنکر شیشے پانی کے توڑ ڈالے یہ باعث
ہوا کہ سکندر نے پانی نہ پیا جب وہان سے پلٹا قریب درخت وقواق پہونچا اُس درخت سے مثل
انسان آواز آئی اے سکندر کہان جاتا ہے سکندر نے کہا سر حد دنیا ملاحظہ کرونگا درخت سے آواز
آئی کہ زندگی تمھاری بہت کم ہے جا کے اپنی مان سے ملاقات کرو وہ تمھارے واسطے بہت
بیچین ہو اور فرزندان دارا جنکو تم جا بجا بادشاہ کر آئے ہو وہ تمسے آمادۂ جنگ ہونگے باپ کے
خون کا عوض لے کرینگے سکندر نے کہا یہ کون شخص بول رہا ہو درخت سے آواز آئی اے سکندر پروردگار
نے تجکو بہت نعمتین مرحمت فرمائی ہین اور کل علوم پر قادر کیا ہو تو نے خوب کیا کہ پانی چشمۂ حیوان کا
نہ پیا۔ نہ اولاد دارا تجکو چین دو میل کرنی سکندر نے کہا اُنکا مین یہ انتظام کرتا ہون مثلاً ایک کو
آدھے ملک کا حاکم کیا دوسرے کو کا بھور کی سرحد ہی کا بخور والے سے کہدیا کہ لکھنو والے سے خراج لے کر
جمع کرنا اور لکھنو والے سے کہدیا کہ کا بخور والے سے خراج منگا کر اپنے پاس رکھنا ایک سے ایک
لڑتا رہیگا بھائی کو بھائی ہوس ملک وہان مین قتل کریگا تو آپ چین نہ لا ہوگا مگر البتہ مان کے دیکھنے
کا بہت مشتاق ہون جو جو باتین درخت وقواق نے کہین وہ سکندر نے صفحۂ قلب پر لکھ لین اور
وہان سے پلٹا بڑی تعجیل بھی کہ جا کے مان سے ملون زندگی کے دن شمار کرتا ہوا وطن مین پہونچا
خبر معلوم ہوئی کہ اولاد دارا آپسمین جنگ کر کے مقتول ہوئی ایک بیٹا باقی ہو اُسکو سکندر نے
بہ تدبیر ارسطو قتل کیا مگر موت کا انتظار ہو کہ وقت موت قریب آیا سکندر بیمار ہوا وزیر اسے
وصیت کی کہ ہاتھ میرے کفن سے باہر نکال دینا وہی ہوا یہ روایت مشہور ہو **نظم**

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

عقلا نے یہ بات نکالی کہ سکندر دکھلاتا ہی کہ یارو دیکھو لو بیت ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جاینگے سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے + اور مان کو یہ وصیت کی کہ حال مان کا بہت ابتر تھا کہا ای والدہ میرے فاتحے کا کھانا خود لیکر نکلنا جس گھر مین کوئی مرا نہو اُس گھر مین وہ کھانا دینا وہ ضعیفہ پیر زمین گیر بعد انتقال سکندر کھانا فاتحہ کا لیکر نکلی شہر بھر مین پھری ہر گھر سے یہی آواز آئی کہ ہمارا گھر موت سے خالی نہین ہی حکیمون نے کہا ای ضعیفہ سکندر نے یہ وصیت تمکو اسواسطے کی کہ سب نے صدمۂ فراق اُٹھایا ہی سب کے مرگئے ہین آپ بھی صبر کیجیے ضعیفہ روتی ہوئی قبر سکندر پر آئی آواز دی ای سکندر یہ تو میری کیا تسکین کر گیا کسی کا ایسا بیٹا نہ مرا ہوگا کہ حاکم بحر و بر بیٹا چشمۂ حیوان مجھکو کیونکر صبر آئے زمین سے آواز آئی او ضعیفہ کس سکندر کو تو پوچھتی ہی جو صفتین تو بیان کرتی ہی اسی زمین پر اس صفت کے کئی ہزار سکندر دفن ہین جاکر آرام کر تب اُس ضعیفہ کو صبر آیا سکندر نے حکیمون سے یہ گذارش کی تھی کہ میری لاش کو محفوظ رکھنا اور ایک مکان مین رکھنا ارسطو نے بعد سکندر ایک قصر عالی بنوایا اُسمین لاش سکندر صندوق مین بند کرکے رکھدی اور ایسا روغن جسم پر ملا کہ لاش گلنے سڑنے نہ پائی اور وصیت کی کہ مدام ایک حکیم معقول بر سر صندوق رہا کرے اور مین طلسم بنائے دیتا ہون کہ بعد کئی ہزار سال کے فتاح اُسکا پیدا ہوگا تب مردمان طلسم کو تکلیف پہنچیگی جب زمانہ بقراط ثانی کا آیا وہ زیر صندوق بیٹھا کئی سو ملک کے بادشاہ سال مین خراج لیکر آتے تھے روپیہ جو بیحساب جمع ہوا بقراط کو غرور ہو گیا دعوی خدائی کر بیٹھا نیرنگساز شعبدہ باز تھا اپنے علوم سے طلسم کو رونق دی ساحرون کو اپنے تصرفون مین رکھا اُسکی ملاقات ہفت پیکر سے لکھ چکا ہون جب اُسنے خبر پائی کہ ہفت پیکر مارا گیا تو صاحبقران کو گرفتار کرا منگایا حکم دیا کہ باغ آتشبار مین لیجاکر قید کرو جب خبر سنونگا کہ اسکے ورثا اسکی رہائی کو آتے ہین اسی کو اُنکے مقابلہ مین بھیجونگا یہی جاکر سب کو زیر کریگا یا بدولت کو سب سجدہ کرینگے خدائی کو رونق ہوگی آتشبار جادو صاحبقران کو لیکر باغ آتشبار مین آئی

ایک قصر مین لا کر امیر کو قید کیا اگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی جو تلاش مین صاحبقران کی
نکلے تھے مہینون سرگردان پھرے لیکن صاحبقران کا پتہ نہ پایا **سقراط ثانی** سریر خدائی پر بیٹھا
ہی تقدیرین بگھار رہا ہی کہ چند طائر آسمان سے آئے فلاطون مکرالسان نے عرض کی یا خداوند
فرزندان **صاحبقران** مع فوج دریا موج صحراؤن کو پامال کرتے ہوئے آ رہے ہین کی صحرا سے
اپنے افسر کی تلاش مین ہین **سقراط** نے حکم دیا کوئی ساحر ایسا جائے کہ فرزندان **حمزہ** کو گرفتار
کرکے لائے عجائب نگار جادو اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی یا خداوند جا کر وہ شعبدہ
کرون کہ فرزندان **حمزہ** کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ فرزندان **حمزہ** کو سردارون سے لڑواؤن
سقراط نے حکم دیا عجائب نگار نے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ لیا قصر سکندری سے
روانہ ہوئی یہان **ایرج** نوجوان لشکر گران لیے ہوئے جاتے ہین کل دست چپ انکے ہمراہ
ہین ایک مقام پر آکر دوراہہ ملا **ایرج** نے پوچھا یہ راستہ کدھر کو گیا ہی دریافت ہوا یہانسے پانچ کوس
پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ قاموس کہتے ہین **قاموس** شیر سوار پہلوان زبردست وہان کا حاکم
و ناظم ہی **ایرج** نے پلٹ کر جہانگیر کو حکم دیا کہ ہم تو تلاش مین جد عالی تبار کی جاتے ہین آپ
جاکر قاموس کو گرفتار کر لائیے جہانگیر فوراً چابک کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ قاموس کے چلے **قاموس**
شیر سوار کو خبر ہوئی کہ فرزند حمزہ میرے مقابلہ کو آتا ہی لاکھ سوار و پیدل ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر
نکلا تیسرے دن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا جہانگیر والا تدبیر پشت مرکب پر سوار بارہ ہزار سوار و پیدل
اسی جاہ و حشم سے آکر پہونچے مقابلہ قاموس مین آکر فرودکش ہوئے **قاموس** نے طبل جنگی بجوایا
صبح کو جوش و خروش میدان مین آیا ادھر سے جہانگیر فوج ظفر موج کو ساتھ لیکر مع چابک
عیار رفتار میدان کارزار مین پہونچے جہانگیر کو دیکھکر **قاموس** ہنسا ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ یہ پسر
حمزہ کیا سمجھ کر میرے مقابلہ مین آیا چیر پھاڑ کر اسکو پھینکدونگا یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا
پکار کر آواز دی او پسر **حمزہ** یہ وہ قلعہ ہی کہ بڑے بڑے پہلوان ارادہ کرکے آئے اور رایت دولت
کو دیکھکر بھاگ گئے اگر تمھاری موت ہی تو میرے مقابلے مین آؤ جہانگیر نے پودھا باگ کا لیا اور
مرکب باد رفتار کو اُڑا یا وہ مرکب تیز رو صبا دو طرارے بھرتا ہوا اگلے مثل ماہ نو کیے ہوے
دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے **قاموس** کے پہونچا **قاموس** سے جہانگیر تکا ور زن ہوے

پانچ قدم شبر قاموس کا پیچھے ہٹا اور تین قدم مرکب جہانگیر پس پا ہوا جمال جوان آیا پر جو
قاموس کی نگاہ پڑی دیکھا جوان غزال چشم شیر خشم چوڑا سینہ چہرے پر رعب دبدبہ تو قاموس مثل آئینہ
حیران ہوا اور دیکھکر آواز دی ای جوان رعنا مجکو تیری کمسنی پر رحم آتا ہی مناسب ہی کہ میری
اطاعت کرو ورنہ بہت پچھتاؤ گا مین نے صدہا پہلوانون کو چیر پہاڑ کر پھینکدیا ہی کوئی کبھی آگے میرے
فتحیاب نہین ہوا ہی مین تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ جرأت تیری مجکو بہت پسند آئی
کہ بلا تکلف میرے مقابلے مین چلا آیا جہانگیر نے کہا ای قاموس اسقدر غرور نکر صف مین تو
میری دیکھ تجھ ایسے کئی پہلوان میرے زیر کردہ موجود ہین قاموس نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر
نے نیزے کو نیزے پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر * تو گوئی کہ بور ند
دو شیر * تین سو ساٹھ طعنین نیزہ بازی کی ردو بدل ہوئین ایک مقام پر جہانگیر نے نیزہ قاموس
کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاموس کے نکل گیا قاموس نے جھلا کر تلوار کھینچی جہانگیر پر
ہاتھ مارا جہانگیر نے زیر گلہ سپر فنجہ ہوکر تھپکی ماری کہ تلوار قاموس کی ہٹ پڑی جہانگیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا کہ تلوار چھین لون قاموس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان
لپٹے ہوے زمین پر آئے قاموس گاؤ زوری کرنے لگا جہانگیر ایک مقام پر پڑے دو ٹیپے قاموس
چاہتا تھا کہ سر کو ن مگر زمین پانوْن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی ایک مقام پر پانوْن گاڑ دیے جیسا ہا
پٹھون جہانگیر نے دونون شانے پکڑ کے جھکا مارا کہ کوز قاموس کا اُتر گیا شل بیدکانپ کر غش طاری
ہوا سر کندھے پر جہانگیر کے رکھدیا جہانگیر نے قاموس کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای ملازمان قاموس
یہ صید زبون ہی اسکو لیجاؤ چند پہلوان طرف سے قاموس کے آئے قاموس کو گود مین لے کر جادا
پر سوار کیا بارگاہ مین داخل ہوے کو لہ بچھایا تب قاموس کو ہوش آیا پہلوانون سے کہا باہر جاؤ جب
قاموس بارگاہ مین تنہا ہوا اپنی مجبوری پر رونے لگا کہتا ہی کہ یا خداوند بقراط ثانی یہ کیسی حکمت کی کہ میرا
کوزا اُتر گیا میں حمزہ کو غرور ہوگا کہ مین میدان سے اسطرح ہٹ آیا کبھی آج تک ایسا معرکہ ہوا تھا عیار
اُسکا سر ہنگ سبک رو نام در بارگاہ پر حاضر تھا جب پہلوان باہر آئے تو سر ہنگ نے پوچھا کہ سرکار
کیا کرتے ہین پہلوانون نے کہا اُنکو اپنے کوزا اُترنے کا بڑا افسوس ہی سر ہنگ اندر آیا قاموس کو
دیکھا کہ رو رہا ہی قدمون کو بوسہ دے کر عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان آپ کیون

القصہ طول ابن قاموس نے کہا اے رفیق شفیق کبھی مجھ پر ایسا معرکہ نہ گذرا تھا جو ہاتھ سے پسر حمزہ کے
کیفیت ہوئی انصاف کرتا ہوں کہ فرزند حمزہ زور و طاقت میں یکتا ہے اگر اب کی مقابلہ ہوا تو
وہ مجھکو زیر کر لیجائیگا کیا تدبیر کروں کیونکر اسپر غالب آؤں سرہنگ نے کہا اگر حکم ہو تو گرفتار
کر لاؤں قاموس نے خوش ہو کر کہا اگر یہ ہو سکے تو بڑا احسان ہے مجھے پسر حمزہ سے قلبی نفرت ہے
سرہنگ قاموس کو مطمئن کر کے باسباب عیاری سے آراستہ ہوا ایک مرد پیر کی شکل بنکر لشکر
جہانگیر میں آیا پھرتا پھراتا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگانے لگا مہرہ نقب
کا بارگاہ جہانگیر میں آکر ٹوٹا نقب سے نکلا اول روشنی گل کی قریب چھپر کھٹ پہونچا کاشست
دوشالہ ہٹایا معلوم ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا چاند نکل آیا سرہنگ کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا
مگر اپنے کو سنبھال کر بیہوشی نکالی کچھ برابر دماغ کے لگایا جہانگیر بیہوش ہوئے سرہنگ نے پشتارہ
باندھا اسی نقب سے نکلا راستہ پکڑا طرف اپنے لشکر کے چلا قضائے کار چابک صبا رفتار طلایہ
پر پھر رہا تھا کیسو یک بجے خدمت میں ایک دوکان میں بیٹھا تھا کہ آنکھ بند ہو گئی عالم خواب میں
دیکھا کہ ایک سگ سیاہ میرے آقا پر حملہ کر رہا ہے چابک نے گھبرا کر آنکھ کھولی ساتھ والوں سے کہا
یارو آقا پر کوئی آفت آئی ہے تم بازاروں کی حفاظت کرو میں بڑھکر آقا کی خبر لوں شاگردوں کو چھوڑ کر
دربارگاہ جہانگیر پر آیا دیکھا نگہبان جاگ رہے ہیں انسے گھبرا کر پوچھا خیر و عافیت ہے سب نے کہا غلام
جاگ رہے ہیں کیا مجال ہے کہ کوئی آسکے چابک اندر آیا پلنگ شاہزادے کا خالی پایا مہرہ نقب کا
دیکھا نقب میں پھاند پڑا نقب سے باہر نکلا تلاش میں عیار کی چلا بلندی سے دیکھا ایک عیار بلند بالا
پشتارہ بدوش جاتا ہے چابک ایسا بیقرار تھا کہ بلندی سے پھاند پڑا پکار کر آواز دی کہ او دزد کہاں
جاتا ہے دشمن مہتر چابک صبا رفتار سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکا دبلا پتلا تنچہ کھینچے ہوئے
آتا ہے جی میں کہتا ہے سرہنگ یہ طفل میرا کیا کریگا پشتارہ رکھکر ٹھہر گیا چابک قریب پہونچکر
برس پڑا تنچے مارنے لگا سرہنگ خالی دے رہا ہے مگر عاجز ہے کہ یہ طفل تو بلائے روزگار ہے ایسا
نہ ہو کوئی تنچہ پڑ جائے تو اعضا بیکار ہو جائیں مگر پشتارہ زمین پر رکھا ہے چاہتا ہے کسی ترکیب سے
پشتارہ اٹھاؤں اور سامنے سے اسکے بھاگوں مگر چابک دم نہیں لینے دیتا کہ صحرا سے چند شاگردان
سرہنگ آکر پہونچے اب سرہنگ نے جو اپنے شاگردوں کو آتے ہوئے دیکھا دلیر ہوا کہا او طفل

اب کہان جائیگا شاگردان سرہنگ نے کمندین لیکر طرف چابک کے چلے بس چابک نے گوپھن
سے ڈھیلا پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر مارا ایک شاگرد کا سر اڑ گیا وہ ڈھیر ہو گیا سرہنگ کو اسی قدر
مہلت غنیمت ہوئی پشتارہ اٹھا کر دوش پر لگایا شاگردون سے کہا تم اسکو گرفتار کرو مین جاتا ہون یہ
کہکے بھاگا چابک نے جو دیکھا کہ سرہنگ جاتا ہی ایک پتھر سر سرہنگ پر مارا پتھر سرہنگ کے
پانون پر پڑا لنگڑاتا ہوا بھاگا شاگردان سرہنگ نے چاہا کہ چابک کو روکین ان دس بارہ کو
چابک جواب دے رہا ہی کئی پیاپے نیچے مار کر ڈالدیے کسی کے ہاتھ پر نیچہ مارا کسی کے پانون پر کئی کو زخمی کیا
کئی جان سے مارے گئے چابک ان سب کے بیچ سے جست کر کے نکلا ہر چند کہ سرہنگ دور
نکل گیا تھا مگر چابک نے پھر جا کر سرہنگ کو گھیرا نیچہ مارا کہ شانہ سرہنگ کا زخمی ہوا سرہنگ
نے زخمی ہو کر فوج کو آواز دی کہ یارو مجھے اس طفل کے ہاتھ سے بچاؤ چند سوار دوڑے ایک سوار نیزہ
اٹھا کر چلا اسنے چاہا نیزہ پر چابک کو اٹھا لون چابک نے سنان نیزہ کو خنجر سے قلم کیا اور بیٹھ کر
پلٹ کا ہاتھ مارا کہ چارون پانون مرکب کے اڑ گئے سوار کو گرتے گرتے خنجر سے ہلاک کیا قاموس
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ اسنے ہلڑ سنکر پوچھا ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ آپ کا
عیار سرہنگ جہانگیر کو گرفتار کر کے لایا ہی اسکے عیار نے سرہنگ کو زخمی کیا اور کئی سوار مار کر
گرادیے چاہتا ہی سرہنگ کو قتل کر دون اور اپنے آقا کو لیکر بھاگون سرہنگ عاجز ہو رہا ہی کہ وہ
طفل بلاے روزگار ہی قاموس یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے مقام سے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا اسوقت
آکر دیکھا کہ چابک پر نیزے پڑ رہے ہین مگر چابک لوٹ مار کر نیزونکو خالی دیتا ہی جست کر کے جس سوار
پر خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا کئی سوارون کو چابک مار چکا ہی قاموس وہین سے للکارا کہ او عیار
کیون شامت آئی ہی اور کمان کیانی کاندھے سے اتاری جب تو چابک بھاگا راہ مین بھاگا
ہوا جاتا تھا حسین خنجر زن نامے خلیفہ سرہنگ آتا تھا چابک سے اسنے پوچھا ارے تو
کون ہی کہان سے آتا ہی چابک نے قریب آکر کہا کہ استاد سرہنگ نے اس کمین عیار کو مار ڈالا
ہی اب ارادہ ہی کہ جہانگیر کو قتل کرے مین ہر کارہ لشکر اسلام کا ہون یہ خبر لیکر جاتا ہون کہ سرداران
جہانگیر کو خبر کر دون وہ آکر لڑین لیکن بڑی شکست ہوئی جب افسر گرفتار ہو گیا تو اب لازم
کیا کرینگے یہ کہتے کہتے جواب مار کر حسین کو بیہوش کیا کنارے پر اسکو کھینچ کر لایا سر اسکا کاٹا

سر کو اپنے سر کی صورت بنایا اور آپ اُسکی صورت بنکر سر کو رومال مین لیے ہوے خون تازہ ٹپکتا
ہوا طرف بارگاہ قاموس کے چلا یہان سر ہنگ لے لاکر جہانگیر کو بارگاہ قاموس مین پہونچایا
فوراً قاموس نے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا حضور ایسا نہ کرین یہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا
آہنگر کو بلا لیجیے اسکو مسلسل اور مطوق کرا دیجیے تب ہوشیار کرونگا قاموس نے حکم دیا کہ آہنگرون
کو بلاؤ آہنگر نے آکر جہانگیر کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین طوق آہن گلے مین ڈالا تب جہانگیر کو
ہوشیار کیا جہانگیر کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہمکو کوئی گرفتار کر لایا
بل کرکے اُٹھے قاموس کو تخت پر دیکھا بارگاہ مین سب پہلوان بیٹھے ہین ایک ایک دیو خصال
عفریت مثال دنگلون پر جھوم رہے ہین اور قاموس تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر نے مثل اہل اسلام
کے سلام کیا کہا کیون ای قاموس یہی شیوہ جرأت ہی کہ دربارگاہ پر غلغلہ ہوا سر ہنگ نے
پوچھا ارے خیر تو ہی ایک عیار نے بڑھکر عرض کی آپ کا خلیفہ حسین خنجر زن چابک کا
سر لایا دربارگاہ پر ذکر ہو رہا ہی سب آپکے شاگرد خوشیان کر رہے ہین سر ہنگ نے کہا ارے
اُسکو اندر بلاؤ بڑے عیار کو اُسنے مارا بڑا کارنمایان کیا شاگرد جاکر حسین نقلی کو اندر بارگاہ کے
لائے سر سامنے قاموس کے ڈالدیا کہا حضور جنگل مین مجھسے اس سے خوب تلوار چلی کسی طرح
دھوکا نہ کھاتا تھا مین نے فقرہ دیا کہ دیکھو ترے پیچھے کون ہی یہ پلٹا مین نے تیغہ مارا سر کٹ کر گرا
مین سر لیکر بھاگا اس خیال سے کہ شاید کوئی شاگرد اسکا دیکھ لے تو خرابی ہو سر ہنگ بہت خوش
ہوگیا قاموس نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر کہا ای حسین یہ انعام لے حسین نے بڑھ کے
قاموس کے قدمون کو بوسہ دیا مالا پہنکر دعائین دینے لگا کہا حضور آج بہت کچھ لونگا قاموس
نے کہا جو کہیگا وہی دونگا تو نے بڑے شخص کو مارا جہانگیر کا قوت بازو تھا سر ہنگ نے کہا ای
حسین میرے بارہ سو شاگرد اسپر گرے مگر سبکو جواب دیتا تھا کتنا دے پر لشکر کے آکر کئی سو سوار
بھی اسنے مارے تو نے بڑا ہی کام کیا ایسے جلبے روزگار پر کیونکر غالب آیا۔ قضائے کار قاموس
کا شانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی کہ جسکا نام نامی لیلائے عنبرین موی محل مین تھی وزیرزادی
اسکی مہر طلعت پہلو مین بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ پسر حمزہ گرفتار ہوکر آیا ہی اور عیار
بھی اُسکا قتل ہوا سر اُسکا سامنے تخت کے لٹکا ہی معرکہ دیکھنے کے لائق ہی لیلا نے مہر طلعت

وزیرزادی کا ہاتھ تھاما کہا بوا چلو یہ تماشہ دیکھیں پشت پر چند کنیزیں آگے آگے لیلا وزیرزادی کا ہاتھ تھامے ہوئے پائینچے سنبھالتی ہوئی کوٹھے پر آئی دریچہ میں بیٹھکر دیکھنے لگی سر چابک کا جو سامنے قاموس کے رکھا گیا قاموس نے پکار کر کہا کہ او پسر حمزہ یہ تیرے رفیق کا سر ہے اطاعت میری قبول کرو ورنہ یہی حال تیرا بھی کردونگا جہانگیر نے زنجیر سنبھالکر جو سر اٹھایا لیلا سر کھولے ہوئے دیکھ رہی تھی نگاہ آپسمیں چار ہوئی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو میں لیس تھے تو وہ دل پر دونون کے پڑے کہ لیلا تو کانپنے لگی اور جہانگیر تھرا کر گرے اور بیہوش ہوگئے قاموس نے کہا ارے دیکھو یہ کیا ہوا خوف سے مابدولت کے اسکا یہ حال ہوا کہ سرہنگ اسکو ہوشیار کر چابک کہ بشکل حسین خنجر زن کھڑا تھا اُسنے بڑھکر پانی کا چھینٹا مارا جہانگیر نے آنکھ کھولکر سر جو اپنے عیار کا دیکھا عشق و عاشقی کو بھولے قلب تھرا گیا بے اختیار پکار کر آواز دی ای برادر ہمنے تم نے ایک مقام پر پرورش پائی تم راہی ملک عدم ہوے اور ہمکو ساتھ نہ لیا یہ کہکر شاہزادہ چھینیں مارکر رونے لگا مہر طلعت وزیرزادی نے کہا واری دیکھیے اپنے عیار سے کیا محبت رکھتا ہے کیسا بیقرار ہو کر رو رہا ہے شاہزادی نے کہا جسکا ایسا رفیق مارا جائے کیون نہ بیقرار ہو ساتھ کھیل کر بڑے ہوے راہ میں اُسنے سنتی ہون کیا کیا دکاوش کی بارہ عیارون سے لڑا چند کو مارا چند کو زخمی کیا اور پھر آکر کئی سوارون کو مارا نہین معلوم کیا دھوکا پڑا کہ ہاتھ سے حسین کے چوٹ کھا گیا قاموس نے پکار کر آواز دی او پسر حمزہ خوف جان سے کیون روتا ہے تجھے معاف کردونگا خداوند بقراط ثانی کو سجدہ کرین اپنے مقام پر تجکو جگہ دونگا جہانگیر کو نہایت غصہ تھا کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہے مردان عالم کہیں جان کا خوف کرتے ہین مگر ہر مرتبہ سر اٹھا کر طرف دریچے کے دیکھتے ہین کہ لیلا سے نگاہ ملجاتی ہے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیتے ہین جب قاموس کو جہانگیر نے جواب سخت دیا تب قاموس نے یہ کلمہ سنکر جام شراب کہ پی چکا تھا پیالہ جہانگیر پر کھینچ مارا درد شراب جو جہانگیر پر پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تھا شاہزور میں آکر جھٹکا مارا کہ سنکری ٹوٹی اور نعرہ کیا قسم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از کف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قیدکو توڑکر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ایک پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار اسکی
چھین کر اسکو مارا قاموس نے آواز دی یارو اسکو مارلو جس پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ ماردیا اُس پہلوان کے بھی دو ٹکڑے
ہوے چابک نے جو دیکھا کہ آقا پر مجمع ہی چار جانب سے پہلوان گھیرے ہوے ہین بچہ کھینچکر جا پڑا
نعرہ کیا کہ منم مہتر چابک جہلغدار ای آقاے نامدار آپ سرکو غلام کے دیکھکر بیقرار نہوجیے مین زندہ ہون
جہانگیر مین جان آگئی اُس ہنگامے مین چابک کو گلے سے لگالیا کہا ای خلاصۂ خاندان خواجہ عمرو اُنکے
فرزندون مین کوئی تیرا ہمسر دنیمین ہی چابک نے کہا ای شہریار آپ نے جلدی کی مین نے اپنا حال
ظاہر کردیا غلام کو کون مارسکتا ہی خدا قبلہ وکعبہ کو سلامت رکھے سب بھائیون نے تعلیم کیا ہی مگر
ملکہ لیلا و مہر طلعت وزیرزادی جنگ جہانگیر دیکھکر دنگ ہو رہی ہین مہر طلعت کہتی ہی واری
عیار اپنے آقا سے زیادہ بہادر ہی لیلا نے کہا اری مہر طلعت تجھے دیوانی ہوئی ہی جہانگیر فرزند
صاحبقران ہی تو نے یہ بھی خیال کرکے دیکھا جب سر اپنے رفیق کا نظر آیا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا
اور قید آہن مثل تار عنکبوت توڑ ڈالی مہر طلعت نے کہا واری یہ درست ہی مگر عیار کی جرأت دیکھیے
کہ آقا جو گرفتار ہوے عیار کا بچہ نہین چھوٹا سا مین گھبرایا سے پر لشکر کے آکر سوارون کو مارا جب
خود قاموس سمجھا تو بھاگ گیا اس جرأت کو ملاحظہ فرمایے کہ حسین خنجر زن کو مارا اُسکی شکل بنکر
بارگاہ مین آیا اگر جہانگیر قید نہ توڑتے تو رات کو قاموس کی گردن لیتا ان عیارون نے سیکڑون ملک
فتح کرادیے وزیرزادی و شاہزادی آپس مین یہ کلام کر رہی ہین شاہزادی تو جرأت جہانگیر کی تعریف
کر رہی ہی مگر مہر طلعت جرأت عیار کو جرأت جہانگیر پر غالب کرتی ہی جب ملکہ خفا ہوکر جواب
دیتی ہین تب مہر طلعت خاموش ہو رہتی ہی مگر جہانگیر چاہتے ہین قریب قاموس کے پہونچون اسکو زیر
کرون تو مطلب حاصل ہو لیکن قاموس امتحان کرچکا ہی قریب نہین آتا دور سے لپٹا لپٹا کر رہا ہی پہلوان
جھپٹ جھپٹ کر آتے مین ہاتھ سے جہانگیر کے مارے جاتے ہین جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا لاشون کے
انبار کردیے دریا سے خون جاری سر خود سرون سے ٹھوکرین کھا رہے ہین بہ قول شاعر
بیت کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھی ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو + بارگاہ مین
دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی جتنے باہر خبر سنی کہ فرزند حمزہ نے قید آہن توڑ ڈالی ہوش اُڑ جاتے ہین

اگر چلے آتے ہین جہانگیر رلتے بھڑتے سامنے تخت قاموس بدبخت کے پہونچے آواز دی کہ او
نامردو دور سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین مردان عالم کے نہین آتا تو مسلح و مکمل ہی یہان زرہ تک نہین
مگر اڑ رہے ہین قاموس نے یہ سنکر تلوار کھینچی جہانگیر نے قصد کیا کہ جھپٹکر تخت پر چڑھ جاؤن
ایک سر کٹا ہوا وہان پڑا تھا اس سر سے یہ آگاہ نہ تھے پاؤن اُس پر پڑ گیا لڑکھڑا کر گرے
کافر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے ہر چند جہانگیر نے چاہا کہ اُٹھون مگر ایک ایک ہاتھ مین دس دس
کافر لپٹ گئے بلوہ کر کے جہانگیر کو گرفتار کر لیا اُسوقت ملکہ نے بیقراری مین گھبرا کر کہا مہر طلعت
تو نے دیکھا اِن نامردون نے کیا مکر کیا اُس جری نے ہر چند قصد کیا مگر ان بیحیاؤن نے نہ اُٹھنے
دیا اور دے بلوے کے گرفتار کیا اگر ایک ایک مقابلہ کرتا سب کو قتل کر کے نکل جاتے افسوس

صد ہزار افسوس نظم

نہ دیا شربت وصلت بُتِ ترسا ہوکر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہوکر
کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود پہ رسوا ہوکر
تم ہو عشق پُر آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہی دریا ہوکر
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام — چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر
ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید ای دل — لامکان پہونچا ہی وہ گنبد مینا ہوکر
شعلۂ آہ مرادود جگر کے ہمراہ — اب تو سینے سے نکلتا ہی غبارا ہوکر
رات کو اُس دُرِ دندان کا تصور جو بندھا — چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر
اُسکے ہکلانے مین جو منھ سے نکلتا ہی سخن — چیرتا ہی دلِ عشاق کو آرا ہوکر
بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر
شوخ چشمی تری اللہ رے چشم بد دور — پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہی — فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہوکر
قتل کرتے ہوکر و شوق سے ہان بسم اللہ — پر کہے دیتے ہین پچھتاؤگے رسوا ہوکر
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہین — دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہوکر
دین بھی نذر بتان کرتے ہو ای حضرت دل — کیسے نادان ہوے جاتے ہو دانا ہوکر

یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط　　دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

اسطرح یہ اشعار ملکہ پڑھتی کہ مہر طلعت سکے آنسو ٹپک پڑے کہا واری اب کمال عیار کا دیکھیے کہ بھاگتا نہین گھسا پڑتا ہی کہ آقا کو رہا کرلون ملکہ نے جھنجھلا کر کہا اب اس نگوڑے سے کیا ہو سکیگا سر سنگ نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند چابک پر مارے چابک نے چاہا جست کرون شاگردان سر سنگ لوٹ پڑے چابک کو بھی گرفتار کر لیا دونون کو سلسل و مطوق کیا قاموس نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ مین لیجاؤ یہ دونون قیدخانے گئے بہمن زر درو ایک پہلوان ہی قاموس نے اسکو نگہبان قرار دیا کئی ہزار جوان ساتھ لیکر بہمن در زندان خانہ پر جا ٹھہرا مگر ملکہ لیلا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کوٹھے سے اُترین ساد ین جو وزیرزادی نے سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای مہر طلعت کیا کہون کہ کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اُٹھاے دل	غمخوار غم کا کون ہی آخر سواے دل
دلبر اگر جدا ہو تو اُسکو بلاے دل	ہو رہنا جو عشق تو ہو شوق ہاے دل
پوچھا عزیز مصر جا کے زلیخا سے دلکی قدر	زرہی بہاے یوسف و یوسف بہاے دل
رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق	طاقت ہی اتنے بوجھ کو تنہا اُٹھاے دل
ہی خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر	مثل کتان ہی چاک ہماری قباے دل
بیجا نہین ہی اسکو جو عرش خدا کہون	کرسی سے بھی بلند ہی اعلی بناے دل
منظور علاقہ لگی ہی تو دل کو لگا کے دیکھو	ارمان دل نکال کے کر دل مین جاے دل
یہ عشق دلربا ؤن کا ہر دل عزیز ہی	دلدادہ اُسکو رکھتے ہین بر مین بجاے دل
مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز	دل میرا آشنا ہی نہ مین آشناے دل
رعنا لگا نہ بیٹھیے دست نگار دیکھو	وزدحنا نہ آنکھ بچا کر چراے دل

اسطرح کے اشعار پڑھتی ہوئی کوٹھے سے نیچے آئی بارہ دری مین آکر بیٹھی وزیرزادی سے باتین ہونے لگین وزیرزادی کو اپنے سے زیادہ بیقرار پایا ملکہ نے قسم دے کر پوچھا مہر طلعت مفصل بیان کرو کہ تمھاری کیا کیفیت ہی مہر طلعت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ واری میری جان تو عجب پر جاتی ہی کیسا شوخ و شنگ ہی جرأت کا یہ رنگ ہی کہ شاگردان سر سنگ بھاگتے پھرتے تھے

کوئی تدبیر نہ آتا تھا اگر داہ رسے جانباز کسی مقام پر نہ رکا یہی چاہتا تھا کہ میری جان جائے مگر اپنے آقا کو رہا کروں مگر خداے نادیدہ نے اُسکی جان بچائی خداوند لقراط ثانی کو تو یہ لوگ بُرا کہتے ہیں ملکہ نے کہا کہ اے مہر طلعت میں آسمان کے خدا کا اعتقاد کرتی ہون حیران ہون کہ کیونکر پہنچوں جب گرفتار ہوے تھے تو حیران چار جانب دیکھتے تھے مگر یہ خوف سب پر طاری تھا کہ کوئی قریب نہ آتا تھا اگر کوئی دوست ہوتا تو رہائی کی تدبیر کرتا اب تو زمانہ انقلاب ہے بہ قول شاعر نظم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک می بینم — فتنہ و شر ز سما تا بسمک می بینم
حال محتاج بد و نیک بہ آخر پیداست — سنگ اسود بجدا سنگ محک می بینم
شور و شر نیست چو در ذات نمک پرورده — ہر نمک خوار جدا کز نمک می بینم
گشت برگشتہ و فاسد چو عقاید در دین — قلب ارباب یقین قالب شک می بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور — روے آوردہ و محتاج کمک می بینم
بجز دست مے عیش و خردمندان را — بادہ خون جگر و دل چو گزک می بینم
تحفہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج — عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم
سبب برہمی عالم و آدم رعنا — ہمہ از شعبدہ بازی فلک می بینم

لیلا نے کہا اے مہر طلعت اس حکایت و شکایت سے کیا نفع کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ان گرفتاران مجلس رنج و الم کو رہا کریں مہر طلعت نے کہا واری میرا بھائی پیشہ عیاری کرتا ہے اگر حکم ہو تو اُسکو بلاؤں وہ کوئی تدبیر بتائیگا ملکہ نے کہا ایسا نہ ہو کہ یہ راز افشا ہو جاے مہر طلعت نے کہا حضور کا نمکخوار ہے اُسکی ذات سے کیا افشاے راز ہوگا وہ اپنی جان لگا دیگا ملکہ نے کہا کہ اے مہر طلعت اعتبار ہے اگر وہ رہا ہو کر یہاں آجائیں تو عجب لطف ہو مہر طلعت جا کر گلرو اپنے بھائی کو بلا لائی گلرو جو باغ میں آیا تو ملکہ کا عجیب حال دیکھا گھبرا کر پوچھا کیوں حضور کیسا مزاج ہے مہر طلعت نے سب حال بیان کیا گلرو نے کہا میں ہول جا کر خبر لاؤں کہ بعہدہ نگہبانی کون شخص ہے کس طرح قید کیا ہے تو میں تدبیر کروں یہ کہکے گلرو چلا در زندانخانہ پر اُس وقت آ کے پہنچا کہ بہمن زرد رو کمر باندھ رہا ہے گلرو نے بڑھکر پوچھا کیوں سردار صاحب

اسوقت کہان تشریف لیجایئے گا بہمن نے کہا ابھی خبر ملی ہی کہ گھر مین درد اُٹھا ہی اُسکی فکر مین
جاتا ہون جاکر زوجہ کا علاج کرونگا گلرو ایک گوشے مین جاکر چھپا بہمن گینڈے پر سوار ہوا طرف
مکان کے چلا گلرو نے آکر ملکہ سے بیان کیا کہ بہمن اسوقت اپنے مکان گیا اگر حکم ہو تو بہمن
کی شکل بنکر جاؤن سب کو بیہوش کردن دو کنیزین میرے ساتھ کر دیجیے کہ تپلہ شراب کا اُٹھا لین
اور مجھے قید خانہ تک پہونچا دین ملکہ نے کہا کہ اچھا تم جاؤ ایسا نہو تم بشکل بہمن جاؤ اور بہمن آجائے
گلرو نے کہا اُسکی زوجہ بیمار ہوگئی ہی اب وہ شب کو نہ آئیگا گلرو روغن عیاری لگا کر تیار ہوا ایک
کنیز کو مزدور بنایا تپلہ شراب کا اُسپر لادا آپ بشکل بہمن گھوڑے پر سوار ہوا طرف قید خانہ کے
چلا یہان نگہبان بیٹھے ہین کہ دیکھا افسر ہمارا آتا ہی سب کھڑے ہوگئے گلرو آکر اُترا کہا یارو یہ تپلہ
شراب کا شاہ نے میرے واسطے بھیجا تھا مین تو درد زہ مین ہون شراب نہ پیونگا تم لوگ پی لو سب
سپاہی خوش ہوگئے تپلہ سر سے مزدور کے اُتارا آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی گلرو بشکل بہمن
کھڑا ہی مگر خائف ہی کہ ایسا نہو بہمن آجائے سب کو شراب پلوا رہا ہی کہہ رہا ہی کہ یارو جلدی شراب
پی لو تو مین جاؤن گھر مین درد کی ترقی تھی مین جاکر کچھ علاج کرون سب شراب پی رہے ہین گلرو طرف
راستے کے دیکھ رہا ہی کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی گلرو نے پلٹ کے دیکھا کہ بہمن آتا ہی گھبرا گیا
چاہا کچھ فقرہ کرون مگر دیکھا کہ بہمن کی رکاب تھامے ہوئے سرہنگ عیار بھی ساتھ ہی گھبرا کر ساتھ والون
سے کہا تم لوگ سب شراب پیو مین آتا ہون یہ کہکے گھوڑا بھی وہین چھوڑا گلرو بھاگ کر نکلگیا بہمن آ کر
پہونچا دیکھا سب شراب پی رہے ہین سب نے کہا حضور کیون پلٹ آئے بہمن نے پوچھا یہ شراب
کہان سے آئی سب نے کہا آپ ہی نے یہ شراب دی یہ گھوڑا بھی آپ کا کھڑا ہی یہ سنکر سرہنگ نے
کہا یہ کوئی مکار تھا جن لوگون نے شراب پی تھی وہ بیہوش ہو ہو کے گرے سرہنگ نے تپلہ شراب کا
پھینکدیا کہا دیکھو گھوڑا کونسا ہی گھوڑے کو جو پہچانا کہا یہ گھوڑا تو ملکہ علم کے اصطبل کا ہی اکثر ملکہ بھی اسپر
سوار ہوتی ہین بہمن نے کہا ای سرہنگ اسکو جلد دریافت کرو یہ کیا معرکہ تھا ایسا نہو قید مین فتور
پڑے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو سب شراب پی کر بیہوش ہوتے وہ قیدی کو لیجاتا تو کیسی بدنامی
کی بات تھی نہ معلوم ہوتا ہی ملکہ علم کی کوئی کنیز اس جوان پر عاشق ہوئی وہ ہی آئی تھی مگر یہ
خبر کسنے دی کہ نگہبانون کا افسر بہمن ہی آنے والا میری شکل بنکر آیا مین جاکر باغ مین دیکھون

پھر بہمن نے کہا ای سرہنگ تمہین پتہ لگاؤ گے ہم تو ان باتون کو نہین سمجھتے رد نے بچھڑنے کے دُگ
مین سرہنگ چلا یہان ملکہ لیلا دو شہزادی صحن باغ مین ٹہل رہی ہین اور ملکہ واسطے گلرو
کے دعا مین مانگ رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز گلرو جس ارادہ سے
گیا ہے وہ ارادہ پورا ہو مہر طلعت نے عرض کی واری خدا اسکو بچائے آپ جس گھوڑے
پر اکثر سوار ہوتی ہین اُسی مرکب پر سوار ہو کے گیا ہے کہ گلرو بھاگا ہوا آیا مگر ہانپتا ہوا کانپتا
ہوا ملکہ نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے گلرو نے کہا غضب ہوا مین آگیا مین جان بچا کر بھاگا گھوڑا
وہین رہا ملکہ نے منہ پیٹ کر کہا بیٹا غضب کیا اُس گھوڑے کو سب پہچانتے ہین ایسا نہ ہو مرکب
کی تحقیقات ہو اس عرصے مین سرہنگ پہنچا دیوار باغ پر چڑھا دیکھا کہ گلرو کھڑا ہوا سب حال
کہہ رہا ہے ملکہ دمبدم کہتی ہین بیٹا گھوڑے کا رہ جانا بڑا غضب ہوا سب اُسے پہچانتے ہین یہ حال
سنکر سرہنگ دیوار سے اُترا ملکہ دمبدم کہتی ہین بیٹا جا کر خبر تو لاؤ کہ وہان کیا گذری گلرو کہتا ہے
اب میرا جانا بہتر نہین ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے اور مین گرفتار ہو جاؤن مگر سرہنگ سوچتا ہوا چلا کہ
اب کیا تدبیر کرون کیا غضب کی بات ہے کہ ملکہ جہانگیر پر عاشق ہو مین یہ خبر شاہ تک پہونچی تو بادشاہ
قیامت برپا کریگا وہ پہلوان بگڑتی کب گوارا کریگا صبح تو آفت برپا ہوگی چلکر جہانگیر کو قتل کر ڈالون
تو بہتر ہو جائے ورنہ یہ بلا سر پہنچے گی اور ہمین خرابی ہوگی جست و خیز کرتا ہوا قریب قید خانہ
پہونچا بہمن نے پوچھا اے سرہنگ کیا ہوا کچھ پتہ ملا سرہنگ نے کان مین بہمن کے کہا اے
پہلوان دوران غضب ہو گیا کہ نیلا اُس جوان کی مجنون ہوئی گلرو بھائی مہر طلعت کا تمہاری
شکل بنکر آیا دونون کو نہر لیجاتا ہمارے آجانے سے یہ مقدمہ رکھا بہتر یہ ہے کہ جہانگیر کا اب سر
کاٹ لو بہمن یہ سنکر جلگیا تیغ کھینچے ہوئے قید خانہ مین گھسا یہ کہتا ہوا کہ مین ابھی دونون کا سر کاٹے
لیتا ہون جہانگیر یاد میز معشوقہ کی سرنگون بیٹھے تھے سر اٹھا کر دیکھا کہ بہمن تیغ کھینچے ہوئے قید خانہ
مین آیا کہتا ہوا کہ تمہارے مژدہ یہان بھی پیدا ہوئے دونون کے سر کاٹ لونگا جہانگیر تو خاموش ہین
گرجا بیک دعا مین مانگنے لگے کہ اے پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے مگر بہمن نے جہانگیر پر
ہاتھ مارا جہانگیر نے دونون ہاتھ اٹھا دیے تلوار پڑی ہتکڑی کٹی ہتکڑی کٹتے ہی جہانگیر نے
قید توڑ کر ہتکڑی سر بہمن کے ماری کہ بہمن کا سر پھٹا دی تلوار جہانگیر نے اٹھا لی چابک کی

قید کاٹی قیدخانہ سے نکلے نگہبان گھبرا گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا جہانگیر نگہبانون کو قتل کرنے لگے چابک نے حربۂ آتشبازی نکال کر داغا تمام اندھیرا چھا گیا جہانگیر نے نعرہ کیا کسی کے حقے سے منھ چلے گھوڑون مین بشتک دولتی چلنے لگی یہان ملکہ سامنے گلرو کے رونے لگین اور بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھے **نظم**

کب جنون مین مائل چاک گریبان مین نہ تھا
کب پریشان صورت زلف پریشان مین نہ تھا

کونسا مین بھی مزے جام مئے گلرنگ کے
حیف ہر شب کو شریک بزم جانان مین نہ تھا

کیون ہمہ اُڑا کر اے صبا مٹی مری برباد کی
خاک پاے یار تھا گرد بیابان مین نہ تھا

آشنا سب صورت بلبل رہے فریاد سے
کونسی شب تھی جو ہجر گل مین نالان مین نہ تھا

داغ بر دل صورت لالہ تھا پھر کس کے لیے
شیفتہ وارفتہ اگر اے ماہ تابان مین نہ تھا

شکل دکھلانے مین نخرے یار کو زیبا نہ تھے
طالب دیدار تھا موسی عمران مین نہ تھا

ابر تھا ٹھنڈی ہوا تھی بادۂ گلرنگ تھا
خدمت جانان مین حاضر اک نگہبان مین نہ تھا

دیکھ کر اُس غیرت یوسف کی صورت چاندسی
آئینہ کی شکل کب از نور حیران مین نہ تھا

گلرو کے یہ اشعار جو ملکہ نے سامنے گلرو کے پڑھے تڑپ گیا کہا حضور مین براے خبر جاتا ہون یہ کہکے گلرو چلا دور سے صدا جہانگیر کی سُنی کہ باشندہ کافران بیحیا دا کہ نابکاران پر دغا منم جہانگیر والا تدبیر فرزند صاحبقران گلرو حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہے قریب جاکر دیکھا جہانگیر و چابک لڑ رہے ہین مگر نگہبانون نے بلوہ کیا ہے سرہنگ جو نکلکر بھاگا در دولت قاموس پر پہونچا بلوا کر عرض کی ای شہریار عجب معرکہ گذرا عشق لیلا بیان کرکے کہا کہ قیدی نے ہمین کو مارا دونون رہا ہوگئے اب در زندان پر لڑ رہے ہین قاموس غصہ مین گینڈے پر سوار ہوا سرہنگ نے رکاب پر ہاتھ ڈالا قاموس نے کہا اے سرہنگ تو ہیرے ساتھ نہ آ فوج کو تیار کراکے لا ورنہ اُن نگہبانون کو مار پیٹ کر جہانگیر نکل جائیگا سرہنگ فوج لینے چلا گرد [illegible] جاکر ملکہ کو خبر کی ملکہ خائف کھڑی رو رہی تھین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی کہا اے مہر طلعت مین جاکر اپنی جان دونگی صبح کو راز ہمارا کھلیگا لہذا سامنے اُس شہریار کے تصدق ہوجاؤنگی بدنام ہونے سے نجات پاؤنگی یہ کہکے ملکہ اُدہان پر سوار ہوئین نقاب سرخ چہرے پر ڈال لی ایک گھوڑی پر مہر طلعت سوار ہوئی سو کنیزون نے ساتھ دیا ملکہ باغ سے نکلکر چلین تھوڑی دور وہ مقام [illegible] تھا کہ صدا [illegible]

نعرۂ جہانگیری سنتے ہی بیقرار ہوگئیں کہا مہر طلعت سُن مہر طلعت نے عرض کی میرے نزدیک زمناسب
یہ ہی کہ طرف صحرا کے نکل چلیے لیلا نے کہا اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں یہ کہکے طرف قید خانہ کے چلیں
اُسوقت یہ پہنچیں کہ جہانگیر گرد شبخوان کا بیٹے لڑ رہے ہیں کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہی مہر طلعت
نے دیکھا کہ چابک بھی جانبازی کر رہا ہی کہا ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے عیار کیا جانبازی کر رہا ہی
دیکھیے کسی کو پشت پر آقا کی نہیں آنے دیتا ملکہ نے کہا ای مہر طلعت اب وہ آفتاب لب بام
چراغ سحری ہو رہے ہین خدا اُنکو بچائے ملکہ نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری سب کنیزون
نے کمانین اپنی سنبھالین سو تیر جو یکایک رہا ہوئے سو جوان مر کر گھوڑون سے گرے چاہا کہ دوسرا وار
کرون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا قاموس آتا ہی دہن سے نعرے کرتا ہوا کارے اس قیدی کو مار لو
افسر ہمارا اسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے خون کا بدلہ لو اپنے مالک کی آواز سنکر نگہبان جمع کر لڑنے لگے
مگر جہانگیر نے جو نقابدار کو دیکھا چابک سے کہا کیون برادر یہ نقابدار کون ہی چابک نے کہا یقین
ہی کہ لیلاے عنبرین مو دختر قاموس ہی جہانگیر چاہتے ہین کہ مین لڑتا ہوا قریب نقابدار پہونچون
اور دریافت کرون کہ یہ نقابدار کون ہی لیکن اسقدر فوجین ٹوٹی ہوئی ہین کہ جہانگیر نکل سکے ملکہ
تیر مار رہی ہین قاموس بھی حیران ہی کہ یہ نقابدار کون شخص ہی کہ جو اسطرح لڑ رہا ہی تیراندازی مین
طاق شہرۂ آفاق جب تیر چلا خطا نہ کی جس سوار کو تاک کر مارا وہ گھوڑے سے گرا ساتھ والے بھی تیراندازی
کر رہے ہین قاموس لڑتا ہوا نعرے کرتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی اس بلوے مین جہانگیر کو مار لون جہانگیر نے
جو قاموس کو آتے ہوئے دیکھا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی آ کر مقابلہ کر کہ لطف شجاعت ملے ایک جوان
کو مار کر جہانگیر نے گھوڑا لیا ہی گھوڑے کو جھکا کر قریب قاموس کے پہونچے قاموس نے ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر قاموس کی پھینک دی دست زبردست کمر زنجیر
مین ڈالا تاش زین سے قاموس کو اُٹھالیا چرخ دے کر فرمایا ہی شرط کہ زمین پر مارون
قاموس نے پکار کر آواز دی ای شہریار الامان جہانگیر نے فرمایا امان بشرط ایمان قاموس
نے خوف جان سے کہا ای شہریار بجان و دل سے تابعدار ہون جہانگیر نے کلمہ پڑھایا یہ
مکار دل مین منافقون کی طرح کینہ و حسد رکھکر شامل ہوئے کہ مسلمان ہو خیال مین ہی کہ بارگاہ مین
چلکر گرفتار کرونگا گر مسلمان ہوتے ہی اُسنے پوچھا کہ شہریار یہ نقابدار کون ہی جہانگیر نے

کہا مین آگاہ نہین غیب سے مدد کو آیا ہی قاموس تھوڑا جھکا کر قریب لقا بدا کے آیا پوچھا ای لقا بدا
تیرا نام نامی کیا ہی ملکہ سمجھین کہ یہ مسلمان ہو چکا نقاب چہرے سے اُلٹ کر کہا کہ آپ کی کنیز ہون
بیٹی کو وہ لڑکا بہت برہم ہوا جی مین کہتا ہی جو سرہنگ نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا اب بارگاہ مین
چلکر اس جوان کو گرفتار کرون تو اس گیسو بریدہ کو شہزادون بیٹی سے ملاقات کر کے قریب شاہزادے
کے آیا کہا یہ کنیز واسطے خدمتگزاری کے حاضر کی اسکو حکم دیجیے کہ یہ باغ مین جائے سرکار سے اسکا
عقد کر دونگا جہانگیر نے چابک سے اشارہ کیا کہ ملکہ سے کہو تمنے بہت خلاف کیا ہمارے مذہب
مین عورت سے جہاد ساقط ہی مگر اتنا تو سمجھا ملا باپ بھی اس راز سے آگاہ ہوا اب تم باغ مین چلو انشاءاللہ
مین بھی آؤنگا جب چابک نے جا کر ملکہ سے کہا مہر طلعت نے نوک سے نیچی کی پشت چابک
پر اشارہ کیا چابک نے پلٹ کر اُس مہر درخشان کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا سمجھا کہ یہ مجھپر
مائل ہی کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ساتھ ملکہ کے باغ مین چلو آقا نے فرمایا ہی کہ مین
آؤنگا مہر طلعت نے کہا تم تو بڑے عیار طرار ہو مگر یہ بھی خیال کر کے دیکھا کہ قاموس کی باتون سے
کہہ دیا ہی ذرا ہوشیار رہنا چابک نے کہا خدا مالک ہی ہم تمسے آکر ملینگے ملکہ سب کنیزون کو ساتھ
لیکر باغ مین گئین جہانگیر قاموس کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلے قاموس اہتمام کرتا ہوا بصد
شوکت و حشمت شاہزادے کو لیکر بارگاہ مین آیا سرہنگ بھی پلٹ کر آیا اُسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آقا
مطیع ہوے قاموس سے اشارہ مین پوچھا قاموس نے اشارہ کیا کہ مین نے مصلحت اطاعت کی
ہی دونون کی گردن لیتا ہون آج ہی خدمت مین خداوند کی پہونچاؤنگا سرہنگ خاموش ہو رہا
اور کار و بار مین مشغول ہو گیا شراب آغشتہ دارو بیہوشی کا قاموس نے جام اپنے ہاتھ مین
لیا بطور نذر سامنے جہانگیر کے لایا کہا یہ حضور جام محبت ہی نوش فرمائیے سب پر ثابت ہو کہ قاموس
بدل مطیع ہوا جہانگیر نے جام لیا چابک سمجھ گیا ہر چند کہ سرہنگ نے چابک کو باتون مین بہت
لگا رکھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی آپ ایسا استاد مجھکو ملا اب کوچہ عیاری سے خوب واقف
ہو جاؤنگا مگر چابک جست کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ای شہریار جام نہ پیجیے گا قاموس سے
لیجیے کہ ہمین پیو جہانگیر نے کہا کہ ای قاموس یہ جام تمہین پیو قاموس نے خوشامدانہ عرض کی
یہ جام حضور کے نام زد ہو چکا جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی ہم خود تمکو دیتے ہین اسکو پی جاؤ

انہو قاموس گھبرایا جہانگیر نے کئی مرتبہ کہا ای قاموس عذر نہ کرو جام پی جاؤ قاموس نے بخوف
منہہ سے لگایا مگر ہاتھ جو کانپا جام چھوٹ کر زمین پر گرا اسمین وہ سم قاتل ملایا تھا کہ فرش تک آتا سیاہ
ہوگیا جہانگیر نے کہا او مکار یہ کیا تھا قاموس نے گھبرا کر کہا ان یارو اس جوان کو مار لو کئی سو
پہلوان تیغے کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھے جہانگیر پر تلوارین پڑنے لگین چابک پر عیار آگرے
از روے بلوے کے جہانگیر کو پھر گرفتار کرلیا چابک بھی پکڑا گیا قاموس نے کہا ای تہمتن
اس جوان کو بہ خدمت خداوند سپہر پہنچا دو تہمتن اپنے مقام سے اٹھا جہانگیر و چابک کو اراب پر
سوار کرلیا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے روا روی کرتا ہوا چلا مہر طلعت نے زبانی کنیزون کے
یہ خبر پائی کہ شاہزادہ پھر قید ہوگیا تہمتن نامے پہلوان شاہزادے کو لیے ہوے جاتا ہی ملکہ خاموش
بارہ دری مین بیٹھی تھین کہ مہر طلعت نے آکر سب کیفیت بیان کی کہ شاہزادے کو پھر مکر و دغا سے
گرفتار کرلیا اور یقین ہی کہ آپ کے باغ مین آئے حضور پر بدعت کریگا ملکہ روتی ہوئین اپنے
مقام سے اٹھین اور کہا ای مہر طلعت فلک درپے آزار ہی دیکھیے انجام کا کیا ہو کیونکر جان بچے
مین وہ بدنصیب ہون کہ میری یہ کیفیت ہی **نظم**

بلبلو دل سے جو مصروف ہون مین شیون مین — تم تو کیا ہو نہ ہنسے پھول کبھی گلشن مین
ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین — نور ہوتا ہی فزون شمع تہ دامن مین
ماری ڈالیگی یہ زندگی ہجر سبھے — رشتۂ جان ہی کہ پھانسی ہی مری گردن مین
تیرے وحشی کو یہی وضع پسند آئی ہی — دل کے سو ٹکڑے ہون سو چاک ہون پیراہن مین
غیر جلتے ہین جلا قبر پہ میری نہ چراغ — حشر تک فتنے کا ملا لایا ہی کیا روغن مین
اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے سرخ آنسو — لوگ بھانپینگے جو یہ داغ رہا دامن مین
انکو پازیب مبارک ہمین زنجیر جنون — ہان جھم جھم مین مزہ ہی تو یہان جھن جھن مین
نازہی دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر — ایسے پیوند بہت ہین مرے پیراہن مین

اسطرح رو کر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ مہر طلعت بھی رونے لگی کہا واری دیکھین یہ عشق کیا
رنگ دکھانے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہان سے نکل چلیے ورنہ تھوڑی دیر مین جان پر بنے گی
یہ ذکر تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور قاموس برائے

بربادی باغ آتا ہی قید شاہزادے کی تہمتن لیکر گیا ملکہ آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھین مادیان
کسکر سامنے آئی نقاب چہرے پر ڈال کر سوار ہوئین رہی سو کنیزون نے ملکہ کا ساتھ دیا اور جان
بچاکر بھاگین آپسمین کہتی ہوئین کہ کل سے بی بی نے قیامت برپا کردی اب باپ سزا دیگا جو
اُنکے ساتھ رہیگا بہت خراب ہوگا ملکہ تو روتی ہوئین باغ سے نکلین طرف صحرا چلین ہرکارون
نے بڑھکر قاموس کو خبر دی کہ ملکۂ عالم باغ سے نکل گئین قاموس نے دور سے دیکھا کہ ملکہ
نقاب ڈالے ہوے آگے سب کنیزون کے طرف صحرا کے جاتی ہین قاموس نے ساتھ والون
سے کہا گھوڑے بڑھاکر گھیرلو رسالے لیکر رسالدار بڑھے اور للکارا کہ او بایمو کہان جاتے ہو حکم
شاہ ہی کہ ہاتھ باندھکر حاضر ہو خبردار آگے نہ جاؤ ملکہ نے کنیزون سے کہا اب پلٹ کر نہ دیکھو جہان
تک بھاگا جائے بھاگو یہ کہکے مادیان کو جو اُڑایا تو مادیان طرارا بھر کے چلی نقاب چہرے سے
اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر سے چاند نکل آیا مگر وہ گھبراہٹ تھی کہ کچھ نقاب اُٹھ جانے کا ملکہ کو
خیال نہ ہوا اسی طرح گھوڑی کو بڑھائے ہوے جاتی ہین سو کنیزین بھی ہمراہ اسکو کوئی دوپٹہ
سنبھالتی ہی کوئی باگ پر ہاتھ ڈالے ہوے کوئی گردن سے گھوڑے کی لپٹی ہوئی کہ سامنے سے
گرد اُڑی ایک پہلوان میلاد خارہ شکن نامے اُسی حوالی کا رہنے والا مدت سے ملکہ کے حسن
کی تعریف سنا کرتا تھا اشتیاق تھا کہ کیونکر دیکھون گینڈے پر سوار برائے شکار آتا تھا اور قلعہ اُسکا
یہان سے پانچ کوس پہاڑ پیسے ہی نخلستان سے گھوڑا بڑھاکر نکلا نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ
پر پڑی دیکھا ایک معشوق غنچہ دہن سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد ماہ جبین جھکائے مادیان
اُڑائے ہوے آتی ہی میلاد نے پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
ذرا ٹھہر جاؤ میری تو روح نکلی جاتی ہی صورت زیبا دیکھکر عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و
ملال ہی

نظم

انگار دل نہین ہی کہ ٹکڑے جگر نہین — اب بھی وفاے دوست سے قطع نظر نہین
فرقت تری ذریعۂ آہ سحر نہین — رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہین
قلت نہین ہی نور بنا گوش کیلیے — یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
اتنے تکلفات رقیبون کے واسطے — کیون ای ستم شعار ہماری خبر نہین

کب آئے آپ کب گئے مین اپنی دُھن مین تھا
اللہ جانتا ہے مجھے کچھ خبر نہین ہے

کیا مشق تو نے کی ہے تحیر کا ہے مقام
تیری زبان پہ رہتی ہے آٹھون پہر نہین

ہان پر تری مدار قبول دعا کا ہے
تیرا دہن ہے حلقۂ باب اثر نہین

پر سارے کائنات ترے دم قدم سے ہے
تو ہے تو گھر بھی ہے جو نہین تو تو گھر نہین

حاضر ہے دل صفیر کا داغ آئے کے درد آئے
جھاق سے عزیز کریمون کو گھر نہین

ایک کنیز نے جواب دیا ارے لو تو اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ہماری مالک کی جان پر صدمہ ہے قاموس ایسا پہلوان ملکۂ عالم کا باپ ملکہ کے قتل کا درپے آتا ہے اگر ہوسکے تو اُسکے ہاتھ سے بچالے میلاد نے کہا تم پہلو سے صحرا مین ٹھہرو مین قاموس کو روک لونگا ملکہ نے یہ سُنکے اپنی جان کو اُسدم غنیمت جانا گوشۂ صحرا کی طرف چلین میلاد گینڈا بڑھا کر آیا پکار کر آواز دی او قاموس خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگا قاموس نے جھلا کر آواز دی تو سامنے سے ہٹ جا کیون شامت آئی ہے اگر میرا شکار نکل گیا تو تجھ سے سمجھونگا میلاد جوش محبت مین کب سمجھتا ہے گینڈا بڑھا کر سامنے قاموس کے آیا قاموس و میلاد سے نیزہ چلنے لگا قاموس جہاندیدہ کار آزمودہ چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے میلاد کے نکالدیا میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا قاموس نے تلوار کو ڈھال پر روکا ہاتھ مار کر میلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون پر اُسکے جاڑا اتنے عرصے مین ملکہ دور نکل گئین اب جو قاموس نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے دختر کو نہ پایا سمجھا کہ نکلگئی مجبور ہو کر پلٹا مگر ہونٹھ اپنے کاٹتا ہوا کہتا ہوا کہ عورت کا مقدمہ کیا نازک ہے میلاد نے مُفت مین اپنی جان دی وہ ظالم اُسے لڑا کر نکل گئی دیکھکر اُسے عاشق ہوا تھا اب عشق کا مزہ ملا کر لاشہ جنگل مین پڑا ہے ساتھ والے جان بچا کر بھاگ گئے ہائے کیا کرون مین نے ہر چند اُسے بچایا بہت کہا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا کچھ سوار دوڑائے سوارون نے ہٹ کے آکر عرض کی دور تک گئے مگر کہین اُنکا پتہ نہین ملتا عرصے تک آپ کے اُنکے مقابلہ ہوا اس اثنا مین وہ کوسون نکل گئین آخر ناچار ہو کر قاموس پلٹا قلعہ مین آکر بیٹھا مگر بڑا غصہ ہے کہتا ہے یہ ظالم بڑا داغ دیگئی صحیح و سالم نکلجانا اُسکا مجھپر شاق ہوا اگر تمتن جہانگیر کو لیے ہوئے جاتا ہے دوسری منزل ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے صحرا مین درختون کے سایہ مین ٹھہرا ساتھ والے چاہتے ہین کہ کنوین سے پانی بھر کر دین تمتن کھڑا جھوم رہا ہے کہ صحرا سے

گرد عظیم بلند ہوئی گھبرا کر تہمتن دیکھنے لگا دیکھا آگے آگے ایک جوان کمسن مرکب پری پیکر پر سوار عیار
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بڑے بڑے سردار گھوڑون پر ہاتھیون پر سوار اُنکے بعد تمام
لشکر خیمے بارگاہین لدی ہوئین گرد مین سب اَٹے ہوے گرمی کی شدت دھوپ کی حدت
سے چہرے سانولے ہوگئے ہین آگے جو سب کے جوان ہی نہایت حسین وجمیل اُس جوان نے
لشکر تہمتن دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون ہین کہان جاتے ہین اور کہان سے
آتے ہین عیار رکاب چھوڑکر بڑھا آگرا رابے پر جہانگیر کو دیکھا ہٹ کر نورالدہر کو خبر دی کہ آپکے
چچا جان کو ایک پہلوان گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی نورالدہر نے وہین سے گھوڑا بڑھایا
للکار کر آواز دی او مردود تو کون ہی کہ عم نامدار کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی تہمتن کی نگاہ مین
نورالدہر نہ سمائے گینڈا بڑھا کر سامنے آیا کہا اے جوان تجھے مجھے کیا مطلب ہی جا کر الگ اُتر اب
ٹھیک دوپہر کا وقت ہی کل صبح کو مقابلہ ہوگا نورالدہر نے کہا اے جوان ایسا تجکو مجھے گمان ہی تجھ
ایسے ملازم میرے ہین مقابلہ کیواسطے دن رات کیسا ہمین میدان ہین چوگان قبضہ پر ہاتھ رکھو
ہر چند نورالدہر نے کہا مگر تہمتن یہی کہے گیا کہ یہ وقت مقابلہ نہین ہی ٹھیک دوپہر کا وقت پیاس سے
سب پریشان لشکر اسوقت جانا دشوار ہی ناچار ہوکر نورالدہر پلٹے اسی صحرا مین لشکر اُترا شاہزادہ
خسرو شیردل کہ ہمراہ نورالدہر ہین جب لشکر اُتر چکا تو گھوڑے پر سوار ہوکر براے سیر چلے دوچار
جانور شکار کیے عیاران کا برق ثانی ساتھ ہی برق ثانی سے اشارہ کیا بڑھکر دیکھو تو آگے
صحرا مین کیا ہی کوئی قریہ وغیرہ بھی قریب ہی برق ثانی بھی تڑپ کر چلا ایک مقام پر آکے ٹھہرا
نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا دیکھا ایک مقام پر چند عورتین جاتی ہین قزاقون نے پہاڑ سے اُتر کر جا
گھیر کر لوٹ لین اُنھون نے تیر مار کر کچھ سوار گرائے ایک قزاق قوی تن قوی ہن ساتھ والون سے کہتا
ہی آگے بڑھکر ملکہ کو منع کرو کہ ہمسے جنگ نہ کرو ہم تمکو بالا سے قلعہ اُتار دینگے ملکہ نے اُس سوار کو
جواب دیا کہ ہم عورتین کیونکر تمھارے دام مکر مین آئین ہم سے الگ رہو خبردار قریب نہ آنا جب تو
قزاق کو غصہ آیا گینڈا بڑھایا آواز دی تم سب ملکہ قہار دم وہان آتے ہین تمکو یہین اُتار لینگے
آگے نہ جانے دینگے ملکہ نے تیر مارا قزاق نے تیر سپر پر روکا کنیزون نے تیر مارے قزاق نے
سب تیر قلم کیے اور گینڈا بڑھاتا ہوا چلا اب تو بیقرار ہوکر عورتین دعائین مانگنے لگین برق ثانی

نے بڑھکر شاہزادے کو خبر کی کہ حضور کچھ عورتین ہین انکو قزاق لوٹا چاہتے ہین یہ سنکر خسرو بڑے صاد
نعرہ کیا کہ او ظالم کہان جاتا ہے قزاق نے پلٹ کر ایک جوان کمسن کو دیکھا کہ اسباب جواہرات وغیرہ
پہنے ہوے آتا ہی قزاق خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ پہلے اس جوان کو لوٹ لون پھر عورتون سے
سمجھ لونگا طرف خسرو کے پلٹا میمون قزاق نے آکر ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھل کر
سے ہاتھ نکالکر اس کی گن سے ہاتھ مارا کہ میمون کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
جس جوان نے اس مغرور کو مارا شاہزادے کی صورت زیبا سے کسقدر مشابہ ہی سایہ کے
قزاق میمون کے بھاگ گئے لیکن مہر طلعت قریب خسرو آئی سلام کرکے عرض کی کیون
حضور آپ شاہزادہ جہانگیر کو جانتے ہین خسرو نے کہا ہان وہ میرے بھائی ہین مگر جہانگیر
کہان ہین مہر طلعت رونے لگی کہا او شہریار آنکو ایک مکار نے گرفتار کرکے بخدمت بقراط ثانی
بھیجا ہی نہین معلوم آس شہریار پر کیا گذری ہماری ملکہ عالم اس شاہزادے پر عاشق ہین جان و
آبرو کے خوف سے بھاگ آئین یہان اس قزاق نے گھیر لیا چاہتا تھا کہ گرفتار کرے ہماری ملکہ
فرماتی تھین کہ ہم جان دینگے مگر زندہ اسکے قبضے مین نہ جائینگے خسرو نے یہ سنکر کہا کہ ملکہ عالم کو خبر کردو
کہ بھائی جہانگیر کے آئے ہین انھین کے ہاتھ سے قزاق مارا گیا آپ یہان تشریف لائیے حال جہانگیر
بھی آپ کو معلوم ہوگا جب ملکہ نے تمام خسرو سنا اور معلوم ہوا کہ یہ جہانگیر کے بھائی ہین بے تکلف چلی
آئین خسرو ملکہ کو لیکر لشکر مین آئے لاکر اپنی بارگاہ مین اتارا یہان تہمتن نے طبل جنگی بجایا اپنی جرأت
پر تہمتن کو بڑا ناز ہی اور خیال ہی کہ یہ چھوٹے سے قد کا جوان مجھسے کیونکر مقابلہ کریگا سنان نیزہ پر اسکو
اٹھا لونگا رات بھر اسی خیال مین رہا چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا طائرون نے
اپنی اپنی زبان مین حمد الٰہی شروع کی نورالدہر میدان مین آئے تہمتن بھی جوشان وخروشان
پہونچا سلحشوریان دکھا کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور سردارون نے قصد کیا مگر نورالدہر
سب کو روک کر صف سے بڑھے مرکب پرلوش کو بڑھایا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاہزادہ ایرج
نوجوان بڑے کروفر سے آئے ہین نیلم اور فیلم انکے رفیق اور سرداران نامی مثل مالک وجمہور
وغیرہ مرکبون کو جلوہ دیتے ہوے صفون پر آکے ٹھہرے ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو
کرو کہ کشتی گیر زادہ کسکے مقابلہ مین گیا ہی شاپور نے دریافت کیا وہان سے پلٹ کر حاضر ہوا کہا

ای شہریار شاہزادہ جہانگیر جو بمقابلہ قاموس گئے تھے وہان جاکر بڑے مقابلے پڑے اُسنے مکر سے
گرفتار کرکے بخدمت بقراط ثانی بھیجا ہی نورالدہر نے یہ جرأت کی کہ اسکو راہ مین روکا ہی اُسی سے
مقابلہ ہی شاہزادے کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا ای شاپور جاکر نورالدہر سے منع کرو کہ ہم آکے تہمتن سے
مقابلہ کرینگے تم پلٹ جاؤ شاپور سرنگون سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے پوچھا ای شاپور
بھائی صاحب نے کیا ارشاد فرمایا ای شاپور نے سر جھکا لیا کہا مین نہین عرض کرسکتا لیکن اگر مناسب
ہو تو تہمتن کا مقابلہ نہ کیجیے وہ کہتے ہین کہ اپنے طرفدار کو ہم رہا کرینگے نورالدہر نے کہا اگر ہمکو قبل سے
معلوم ہوتا تو ہم طبل جنگی نہ بجواتے اگر ہمکو اُسنے پکارا تو ہم ضرور اُسکے مقابلہ مین جائینگے شاپور پلٹا
ایرج سے جو اگر یہ معاملہ بیان کیا ایرج نہایت برہم ہوے کہا کل وہ کشتی گیر زادہ ضرور میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا مجھے بڑا خیال یہ ہی کہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین ایسا نہو کہ فساد عظیم ہو مالک سنے
نیزہ ٹیک کر کہا حضور مطمئن رہین مین بندی کو ٹوک لونگا ہاتھی انکا نہ بڑھنے دونگا جمہور نے کہا وہ مغربی
میرا حصہ ہی مرزبان خراسانی بولے کہ مین اُس چینی کو دیکھ سنبھال رکھونگا تمام دست چپ تلملانے لگے شاپور
نے دست بستہ عرض کی حضور ہنگامۂ عظیم ہوگا مناسب یہ ہی کہ آپ لشکر کو یہان سے پہلیجیے وہ تہمتن
سے سمجھ لینگے ایرج نے شاپور کو جھڑک دیا کہا تجھے کیا ان باتون مین دخل ہی ہم سمجھ لینگے شاپور
نے پھر دست بستہ عرض کی کہ حضور یہ ہنگامہ صاحبقران کے خلاف ہوگا آپسمین کیون فساد کیا گیا
ایرج نے منہ پھیر لیا فرمایا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا انشاءاللہ صبح کو میدان کارزار مین دریائے خون
بہیگا اور یہ بھی واضح رہے کہ دونون دریائے لشکر میدان مین موجزن ہین ایرج تیغۂ دودمۂ سکندری
ٹیک کر اٹھے کہ مین ابھی جاکر فیصلہ کیے دیتا ہون ہرچند سردارون نے روکا ایرج نہ رکے کرہ بن
اشقر پر سوار ہوے سردارون نے ہتھیار سنبھالے ایرج نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکرین
مین جاکر اُس تہمتن کو سمجھائے دیتا ہون ہمارے عم نامدار کی قید ہمارے سامنے لیجائے اور ہم آنکھون سے
دیکھین قاسم نے اشارہ کیا کہ ہان فرزند جاکر تہمتن کو قتل کرو اور جہانگیر کو قید سے چھڑاؤ اب ایرج
اور زیادہ تیز ہوے مرکب اڑاتے ہوے چلے اُسوقت میدان مین پہونچے کہ فوجین جم چکی ہین
تہمتن میدان مین نکل چکا ہی اور نورالدہر چاہتے ہین کہ مقابلۂ تہمتن مین جاوین کہ ادہر سے گرد اڑی
نورالدہر نے دیکھا کہ ایرج نوجوان مثل شعلۂ جوالہ گھوڑا اڑاتے ہوے آتے ہین دہین سے للکار کر

آواز دی کہ او تہمتن تیرا حریف مین ہون نورالدہر نے ارادہ کیا کہ مقابلہ مین تہمتن کے جا پڑون کہ ایرج نے نورالدہر کو روکا کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی فساد عظیم ہوگا آپ تامل فرمایئے نورالدہر رُک گئے ایرج مقابلہ تہمتن مین پہونچے آتے ہی نگاہ درزن ہی تہمتن کا گینڈا پانچ سات قدم پیچھے ہٹا تین قدم کرہ بن اشقر پس پا ہوکر ٹھہر گیا نورالدہر دیکھ رہے ہین کہ تہمتن نے جو جمال جہان آرائے ایرج کو دیکھا دنگ ہوگیا دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا کیا نام ہی ایرج نے کہا نقدر وح روان صاحبقران ایرج بن قاسم عالیشان سرکوب دست رُستمان یہ کلمہ جو ایرج نے پکار کر کہا طہماس نے کہ پہلوے نورالدہر مین کھڑا تھا کہا ای شہریار یہ کلمات تو غلام پر بہت شاق ہوتے ہین نورالدہر چاہتے تھے کہ جواب دین طہماس نے گینڈا بڑھا دیا نورالدہر ہان ہان کرتے رہگئے ایرج نے جو طہماس کو آتے دیکھا کہا او تہمتن وار کر کیون حیران کھڑا ہی تہمتن نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ تہمتن پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ پکڑکر توڑ ڈالا اور تلوار نیام انتقام سے کھینچی کہ طہماس نے دہن سے للکارا کہ ای شاہزادہ والا قدر آسمان خوبی کے بدر یہ خدمتگزار حاضر ہوتا ہی اس دیو خصال سے سمجھ لیگا آپ تکلیف نفرمایئے اب تو ایرج کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پلٹ کے چاہا کہ طہماس کو جواب دو تہمتن نے جو دیکھا کہ متوجہ ایرج کا پھر اغفلت مین ہاتھ تلوار کا ماردیا ایرج کا سر زخمی ہوا ایرج نے آواز دی او لمقدر تیرے کلام نے مجھے زخمی کرایا ورنہ اس مردود کی یہ مجال تھی کہ مجکو زخمی کرتا طہماس قریب پہونچا اور ساطور ہفت صد منی کھینچا اور چاہا تہمتن پر ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام جنگل کے درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے وہ غبار بلند ہوا کہ ایک کو ایک نہین دیکھتا دست چپ جو سب جمع کر آئے تھے ہوا مین سب سردار اُڑنے لگے کوئی گھوڑے سے گرا کوئی بجود کانپ رہا ہی بعض نے جو تلوار کھینچکر اُٹھائی ہی ہاتھ بلندی سے مائل بہ پستی نہین ہوتا لشکرون مین ہنگامہ پڑگیا تہمتن نے جو مسلمانون کا یہ حال دیکھا طہماس کو بھی زخمی کیا فوج کو اشارہ کیا مسلمانون کو مارلو فوج کو بڑھا کر لشکر اسلام پر جا پڑا الندھور و مالک وغیرہ ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہو رہے ہین اپنی تلوار کام نہین کرتی ہاتھ پانوٗن بیکار مثل بید کانپ رہے ہین ہوا کی ترقی ہوتی جاتی ہی اور نئی بات یہ ہی کہ کافرون پر تاثیر ہوا کی نہین ہوتی اُنکی جرأت و جوش بڑھتا جاتا ہی جس سردار کو

رُکا اُسپر جا پڑا اُسنے ہاتھ مارا تہمتن پر تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ مارا یا سر زخمی ہوا یا شانہ مجروح ہوا تہمتن
نے پلٹ کے دیکھا کہ قریب ارابہ جہانگیر کرسی نشین ہی وہ زنجیرین ہلا رہے ہین زخمی ہونا سردارون کا
دیکھکر گھبرا رہے ہین فرماتے ہین ای چابک تو دیکھتا ہی کہ لندھور زخمی ہوے لو مالک بھی زخمی
ہو گئے تہمتن نے ایک سوار کو اشارہ کیا ان گناہگارون کا تو سر کاٹ لے ایسا نہو کہ قید توڑ ڈالے
وہ سوار تلوار کھینچ کر قریب جہانگیر آیا کہا او قیدی کیون زنجیرین ہلاتا ہی سر جھکا کر بیٹھ تیرے قتل کا
مالک سے حکم ملگیا جہانگیر نے بہ نگاہ حسرت اُس سوار کی طرف دیکھا سوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کی زنجیر کٹتے ہی جہانگیر نے چرخ دے کر وہی
ہتکڑی سر پر اُس سوار کے ماری سوار کا سر پھٹا گھوڑے سے گرا جہانگیر نے تلوار سوار کی اُٹھا لی
طوق وغیرہ مڑوڑ ڈالا چابک کو قید سے رہا کیا چابک نے کہا ای آقاے نامدار اگر مناسب ہو
تو نکل چلیے جہانگیر نے کہا ایسے وقت مین مین جا کر تہمتن کو مارتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا چابک
رکاب سے لپٹا ہوا جہانگیر نے تہمتن کو للکارا کہ او نامرد ہمسے چار آنکھین کر عنایت پروردگار دیکھ
ابھی تیری قید مین تھے اب رہا ہو گئے تہمتن کا یہ حال ہی کہ تلوار سے خون ٹپک رہا ہی خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین مجمع سرداران مین لڑ رہا ہی اور کان مین آواز آ رہی ہی کہ ای تہمتن اس
لڑائی کو فتح کرلے کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کریگا سب مسلمان بیکار ہو رہے ہین اور ہوا کی وہ ترقی ہی
کہ گھوڑون کے پاؤن زمین پر نہین جمتے سوارون کو لیے ہوے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کہ تہمتن
جہانگیر پر جا پڑا جہانگیر نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کچھ تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ تلوار کا مارا
سر جہانگیر زخمی ہوا گھوڑا رانون سے نکلا جاتا ہی تہمتن نے چاہا سر جہانگیر کا کاٹ لون چابک
نے دیکھا کہ آقا زخمی ہوے اب قتل ہوا چاہتے ہین حقۂ آتشبازی کا داغ دیا گیند پٹا تہمتن کو اور
طرف لیگیا تہمتن روتا ہوا چلا جہانگیر نے دیکھا کہ جو سردار زخمی ہوا گھوڑا اُسکو جنگ سے نکال لیگیا
جہانگیر نے بھی قصد کیا کہ لڑتا بھڑتا نکلجاؤن یہ کیسا انقلاب ہی کہ ہماری تلوار کام نہین کرتی ہزارہا
بندگان خدا بحسرت قتل ہو رہے ہین اور آندھی کی دمبدم ترقی ہی زور ہوا کا بڑھتا جاتا ہی ہوائی ترقی
ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے زانو پر ہاتھ مارکے کہا ای پروردگار
یہ کیا انقلاب ہی کہ شبرنگ سامنے سے آیا کہا ای شہریار سامنے پہاڑ ہی اُسپر ایک جادوگرنی اُسکر

ٹھہری ہی اُسنے وہ سحر کیا کہ یہ انقلاب ہوگیا مین نے ارادہ کیا تھا کہ جاکر عیاری کرون مگر اسوقت عیاری
نہین ہوسکتی دن کا وقت ہی کنیزون کو اُسنے پہاڑ سے اُترنے نہین دیا سب کو بالاے کوہ رکھا ہی خود
سحر کررہی ہی اور وقت پر اسکا انتظام ہوگا شاپور نے یہ ہی خبر ایرج کو سنائی آخر اُسی آندھی مین
یہ شیران دشت نبرد خمدار و بیقرار مجبور و ناچار جسکا جس طرف منہ اُٹھا اُسی جانب چل نکلے نہ ہاتھون
مین طاقت اور نہ روح کو راحت عیارون نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ دلون پر ہول طاری ہی جس
طرف سردار گئے اسی طرف عیار بھی گئے بدحواسی بڑھتی جاتی تھی تھوڑے عرصے مین تہمتن نے سر
اُٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر اسلام پراگندہ ہوگیا ہزار ہا لاشہ پڑا ہی بہت سے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین
کچھ خیمے جلے ہوے پڑے زمین ہو کا میدان معلوم ہوتا ہی ہوا اس زور سے چل رہی ہی کہ زمین
کانپتی ہی درخت ہزارون گرے ہوے پڑے ہین آشیانۂ عندلیب خوشنوا ویران تہمتن حیران تھا کہ
ایسے بہادر کیون مجبور و ناچار ہوے تعریف بقراط ثانی کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ اے حکیم مطلق
براے مسلمان یہ ہوا تو عاد کا ہینہ تھا کی چار سو ساٹھ سے چارسو سرداران نامی گرامی فرزندان حمزہ
صف شکن تیغ زن تھے اُنکو یون عاجز کیا کہ اُنکی تلوار نہ کاٹتی تھی ہمارا حربہ تاثیر کرتا تھا آخر کو سب
تباہ ہوے یقین ہی سب ہلاک ہوجائینگے کہ دیکھا پہاڑ سے ایک ساحرہ چند کنیزین ساتھ مین لیے ہوئی
سامنے تہمتن کے آئی کہا کیون اے تہمتن بربادی مسلمانان دیکھی کہ دم بھر مین سب کو تباہ کردیا یہ ایک
میرا ادنا سحر تھا مین نے خیال کرکے دیکھا کہ تو قتل ہوا چاہتا ہی تیرے ہی ہاتھ سے انکو تباہ کراؤن مین نے
پہاڑ پر جا کے سحر کیا اب یہ لوگ خداوند بقراط ثانی کے اگر معتقد نہ ہونگے ایک لمحہ بھر مین تباہ
ہونگے مگر اے تہمتن ایک امر تجھپر واجب ہی اگر نام کا طالب ہی تو جا کر ان سب کو تلاش کر جسکو جہان
پائے قتل کر جبھی تیرا نام ہوگا مین اب انکو کہان ڈھونڈھتی پھرون مین اپنے باغ عجائب مین جاؤنگی
اگر مناسب ہو جس کسی کو گرفتار کرنا میرے باغ مین لیکر آنا مین تیرا مطیع کرادونگی تہمتن عجائب نگار
جادو پر مائل بھی ہوا کہ بت بن ٹھن کے آئی تھی اور نگاہوں کی باتین کین تہمتن اور زیادہ مبہوت ہوا
عجائب نگار سے وعدہ کیا کہا مین جاتا ہون دو چار کو گرفتار کرکے تمہارے باغ مین لاؤنگا اگر کوئی
نہ بھی ملیگا تو بھی آؤنگا میرے تمہارے ملاقات کا وعدہ رہا تہمتن اُسی وقت لشکر اپنا تیار کرکے تلاش
سرداران نامی چلا عجائب نگار جادو نے چند نامے اُسی مقام پر لکھے اور بدست طائران سحر

روانہ کردیے ہر ایک سرحد دار کے نام ایکبیدھی کہ فلان صحرا مین ذمین نے سردارونکو تباہ کیا جسکی سرحد مین جو پہونچے فوراً اُسکو قتل کرے سر خدمت خداوندمین روانہ کردے اور اگر کوئی سردار تمھاری سرحدمین آیا اور اُسکو دامن پناہ دیا تو تمکنا ہنگار ہوگے مبتلا بقہر خداوندی ہوگے اور ایک تخت پر بیٹھکر کنیزون کو ساتھ لیا اور طرف اپنے باغ کے چلی کہ انشاءاللہ ذکر اسکا آئندہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان اولان اول نورالدہر بن بدیع الزمان کہ یہی فتاح طلسم ہین پہونچنا انکا باغ عجائب نگار مین و عیاری شہزنگ بن عمرو و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام رنج و الم — کہ مجبہ ہوا ہی ہجوم ستم
لکھون حال فرزند صاحبقران — مصیبت مین ہی اندرن نوجوان
یہ تھا حال سب ایک جا گہ پہ تھے — یکایک تباہی مین سب پڑ گئے
لکھون حالِ زارِ فریدون حشم — جو ہی نورِ چشمِ امیر اُمم
کہ نورالدہر جسکا ہی نام پاک — کہ ساحر ہون جل جل کے غصہ سے خاک
اسی رنگ مین حال جرأت لکھون — اُسی شیر کا رنگ شوکت لکھون
سر نامِ نام خدا اے کریم — کہ ہی وہ حلیم و غفور و رحیم
اُسی کی یہ قدرت کے سامان ہین — کہ عاقل سبھی بان پہ حیران ہین
کہ ایسی شکست آہ دم مین ہوئی — کہ نالان جو بلبل الم مین ہوئی
نہال مضامین ہی جو سخن پر — ہنسے کھیل کھلا کر جو گل بیشتر
صبا نے کہی باغبان سے خبر — کہ گل رشک شادی سے ہین جوش پر
کہا باغبان سے کہ بادِ صبا — خزان کا تجھے محض دھوکا ہوا
خزان کی ہوائین چلین گی ابھی — کہ شاخین بحسرت جاینگی ابھی
کہ تو آمدِ فصلِ بادِ خزان — نکلتا ہی شاخون سے ہردم دھوان

کہ تیون کی زردی گلون پر ستم
سُناؤن تجھے داستان عجیب
نقلی پہ ہی باغبان سخن

ہر اک شاخ پر بھی ہی بار الم
کہ سالار لشکر ہوے ہین غریب
نیا ہو گیا پھر یہ رنگ چمن

چہرہ ۔ غریبان صحرائے پرہول جرأت دعلی کنندگان راہ مصیبت بہ صد شوکت اس داستان
حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان
درین پردہ آواز ناہم چہ فی

درین دیر نہ پردۂ آسمان
بہ احوال جسم یا بہ احوال کی

ناظرین متوجہ ہون جبکہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سحر عجائب نگار جادو سے
زخمی ہوے اور دیکھا کہ تلوار بھی کام نہین کرتی اور دل پر ہجوم غم والم ہے ناچار ہوکر ہاتھ گردن مین
اسپ پریوش کے ڈالے سر سے خون بہتا ہوا طرف صحرا کے نکل بھاگے مرکب لے جو ہنہنے بالک
کو سست پایا ہشتکین مارتا ہوا اور لغتیان اچھالتا ہوا اُس آندھی مین ایک طرف لے نکلا شبرنگ
بن عمر و کہ عیار سید شاہزادے کا اُسنے رکاب نہین چھوڑی رکاب ہی سے لپٹا رہا پھر بعد کمال ہر کے
رہروی کی ایک صحرا مین جاکر ٹھہرا شبرنگ نے نور الدہر کو پشت مرکب سے اُتارا اور زانو پر سر
رکھکے بیٹھا پانی حلق مین ٹپکایا زخم مین ٹانکے دیے آرام جو ہوا نور الدہر نے آنکھ
کھولی اپنے یار وفادار کو سرہانے پایا کہا ای شبرنگ یہ کیا انقلاب ہوا شبرنگ نے عرض کی حضور
اُسی ساحرہ کا سحر تھا کہ اب لوگون کا حربہ تاثیر نہ کرتا تھا اور تہمتن کے ہاتھ سے سب سردار زخمی ہوکے
اور سب اسی طرح نکل گئے یا شاید کسی کو گرفتار بھی کر لیا ہو جب حضور کو مرکب لیکر چلا مین بھی ساتھ
ہو لیا شکر ہے کہ دامن دولت نہین چھوٹا پھر خدا لشکر دیگا لیکن ایرج نوجوان کی بے اعتدالیان
دیکھین نور الدہر نے کہا ای شبرنگ حقیقت مین زبانی قبلہ و کعبہ کی سُن چکا ہون کہ کوچک باختر
مین اس سے زیادہ بد بختین قبلہ و کعبہ پر ہوئین مگر اس بار کو اٹھانے تھے جب لشکر مین آتے تھے
صاحبقران سے ذکر ہوتا تھا وہ بہلا دیتے تھے مین جد عالی تبار سے ذکر بھی نہ کرونگا شبرنگ سے
یہ باتین کر رہے تھے کہ گیر و دار و دار و گیر کی صدا کان مین آئی کہا ای شبرنگ کہین لڑائی ہو رہی ہی
ذرا بڑھکر خبر تو لاؤ کہ کون کس سے لڑ رہا ہی معرکہ پڑ رہا ہی شبرنگ برائے خبر چلا نور الدہر اُٹھکر

بیٹھے ہیں بیخ نخل پر تکیہ کیے ہوے سر صحرا کر رہے ہیں لیکن شبرنگ نے ایک بلندی سے بڑھ کر دیکھا کہ طہماس بن عنقویل دیو پر دو بارہ ہزار جوانوں میں گھرا ہی مگر اس زور شور سے لڑ رہا ہی کہ بارہ ہزار جوان عاجز ہو رہے ہیں افسر ان سب کا کپتان ببر کش دور سے لپٹا لپٹا کر رہا ہی قریب طہماس نہیں آتا طہماس نے جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اڑ جاتے تھے ہیں مگر زخم سر کھلا ہوا قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں شبرنگ یہ معرکہ دیکھ کر چلا کہ جا کر آقا سے خبر کروں کہ وہ آن کر شریک جنگ ہوں مگر بعد جانے شبرنگ کے نورالدہر نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش اپنے باز کے تعاقب میں آتا ہی باز نے تیہو کو آسمان پر گھیرا ہی طمانچے مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی وہ تیہو زمین پر آکر گرا باز نہ باز آیا آسمان سے اترا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار گھوڑا اڑاتا ہوا آیا اپنے باز کی محبت میں گھوڑے سے جو اتر اکان ہوپچی بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے ہٹی اک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ پردۂ حجاب ابر سورج پر تھا وہ پردہ ہٹا اب جو نگاہ نورالدہر کی پڑی ایک نازنین سرو قامت نہایت حسین یاسمن بو غنچہ دہن کو دیکھا بیت ہر خندہ کہ لب بر انگیختہ * نمک بر دل خستگان ریختہ * کاکلیں زلف عنبریں کی چہرے پر لہرا رہی ہیں ثابت ہوتا ہی کہ چشمہ خورشید میں مارسیاہ کا گذر ہوا یا ناگن ادس چاٹنے آئی ہی سینے پر نار پستان کا ابھار آمد شباب کا نکھار یہ قول قمر بیت نارپستان کی کیا کروں تعریف * یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا * اس نازنین نے بھی نورالدہر کو دیکھا نورالدہر جو مست مارے اٹھنے لگے رعب حسن جمال سے لڑکھڑائے اور گر کر بیہوش ہو گئے اس نازنین نے قریب آکر جمال جہان آرا دیکھا اپنی انگوٹھی ہاتھ سے اتاری ہاتھ میں نورالدہر کے پہنا دی اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی نورالدہر اسی طرح بیہوش پڑے ہیں کہ شبرنگ آکر پہونچا اس نے دیکھا کہ شاہزادہ ایڑیاں رگڑ رہا ہی چہرہ آداس ہاتھ پاؤں سرد ہیں شبرنگ حیران ہو گیا کہ اتنے عرصہ میں یہ کیا معرکہ گذرا کہ شاہزادے کا اس حال میں پاتا ہوں جا کر جھیل سے پانی لایا شاہزادے کے منہ پر چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا شبرنگ نے پوچھا کیوں شہریار خیر تو ہی نورالدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچی جواب دیا ای یار وفادار دلسوز و غمگسار کیا کہوں اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہیں خدا سے	اللہ بچا لے شب فرقت کی بلا سے

مرکر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے
باز آئے نہ تم رہگذر جور و جفا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجکو کسی طرح قضا سے

چلمن بھی اُٹھائی ہی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ بھی مجھے سو ناز و ادا سے

بگڑے ہوئے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ سبب مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا
ہین شربت دیدار کے ایک عمر سے پیاسے

اللہ رے یہ گمرہی فرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھ سے تو بگڑا مین خدا سے

اُس شوخ کی آنکھون پہ بشر کیون نہو عاشق
مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی خطا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہی محشر مین خدا سے

ای برادر کیا بیان کرون ایسے ظالم قاتل سے سامنا پڑا کہ جمال جہان آرا دیکھکر بیہوش ہوگیا نام و نشان بھی نہ پوچھنے پایا بے ہوش ہوگیا یہ کہہ رہے تھے کہ ہاتھ پر نگاہ پڑی ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا کہ نشانی بھی دے گئین ای شبرنگ اگر کوئی تدبیر کی تو فبہا ورنہ اس حسرت مین جان جائیگی شبرنگ نے عرض کی ای شہریار ریان سے قریب طہماس کو بارہ ہزار جوانون نے گھیرا ہی مگر وہ شیرانہ لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نورالدہر نے کہا ای شبرنگ ہاتھون مین طاقت نہین جی کو راحت نہین مگر اُس رفیق قدیم کی مدد کرنا ضرور ہی زخم مین شبرنگ ٹانکے لگا چکا تھا اسپ بر پوش پر شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا طہماس یکہ و تنہا کئی ہزار لاشے گرد کھڑا ہوا جھوم رہا ہی نورالدہر نے قریب آکر آواز دی ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار جن لوگون نے تمکو گھیرا تھا وہ کہان ہین طہماس نے جو آواز نورالدہر کی سنی جسم بیجان مین جان آگئی آنکھین اپنی کھولکر حال باکمال نورالدہر کو دیکھا گر پڑنے لگا کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ کو اسوقت دیکھکر جان آگئی مین زخمی ہو کر اسطرف نکل آیا نخل کے نیچے بیٹھا تھا قصد کیا کہ سر مین ٹانکے دون کہ یہ پہلوان موسوم بہ کتان ببر کش بارہ ہزار فوج سے جاتا تھا میرا نام دریافت کر کے مجھپر ٹوٹ پڑا مگر آپ کے تصدق سے سب کو مار کر بھگایا آخر کو وہ بیچارا شکست کھا کر بھاگا لاشے دیکھیے دو ہزار جوانون کے پڑے ہین نورالدہر نے اپنا حال بیان کیا کہ میرے سر مین ٹانکے شبرنگ نے دیے مگر کتان جو بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ ایسے جوانان شیر دل نگاہ سے نہین گذرے

دو ہزار جوان مارے گئے مین زخمی ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اُسکا سمنان صبا رفتار کھڑا ہوا
تھا اُسنے عرض کی اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن جنگل مین وہ اکیلا ہوگا مین گرفتار کر لاؤنگا مین نے
دیکھا کی ایک زخم بھی اُسکے سر پر ہی کسی جنگ سے لڑ بھڑ کر آیا ہی کنتان نے کہا اے سمنان
میرے پاس نامہ پہونچ چکا ہی کسی جنگل مین عجائب نگار کے سحر سے یہ تباہ ہو کر آئے مین عجائب
کا نامہ آیا تھا کہ جس سرحد مین جو سردار پہونچے اُسکو قتل کرنا بس مین سر روانہ کرون سمنان بہانے
چلا نورالدہر نے طہماس کے ٹانگے دیے نخل کے نیچے زین پوش بچھا لے اُسی پر لیٹے نورالدہر نے
شبرنگ سے کہا اے برادر اُس سفاک کا پتہ لگاؤ شبرنگ نے کہا حضور یہان تشریف رکھین
غلام پر نے تلاش جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ چلا نورالدہر و طہماس زیر نخل پر سر رکھکر سو گئے کہ سمنان
آکر پہونچا شب ماہ ہی دور سے دیکھا ایک ماہ تابان یا مہر درخشان زیر نخل پر سر رکھے سو رہا ہی
اور طہماس گروہ سپر کا سر کے نیچے رکھکر قریب پاے نورالدہر سو رہا ہی خیال مین اسکے گذرا کہ یہ
دوسرا کون شخص ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نبیرہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان یہی شخص
ہی اگر اسکو گرفتار کیا تو یہ جوان عاشق نورالدہر مشہور ہی سر کٹا کے اپنی جان دیگا ایسے مضمون سوچتا
ہوا قریب آیا دونون کو اس ظالم نے بیہوش کیا اب منظور ہوا کہ دونون کو لے چلون آخر نورالدہر
کا پشتارہ اٹھایا طرف قلعہ کے چلا شبرنگ راہ مین سوچا کہ اے شبرنگ تو دونون پہلوان ایک
مقام پر ہین ایسا نہو کہ سو جائین ایسی ایسی باتین سوچ کر شبرنگ پلٹا دور سے دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی بدحواس ہو گیا وہین سے پکارا کہ او نا عیار خبردار کہان جاتا ہی منم
شبرنگ بن عمرو اور یہ بھی شبرنگ نے دیکھا کہ طہماس تو بیہوش پڑا ہی آقاے نامدار کو یہ لیے
جاتا ہی شبرنگ نے جو للکارا سمنان نے پلٹ کے دیکھی کہ ایک عیار طرار خنجر گذار جست و خیز
کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے کئی آوازین دین مگر طہماس بیدار نہوا سمنان بھاگا شبرنگ
نے پیچھا کیا پتھر گلا گو پھن مین رکھکر مارا سمنان نے آڑا ہو کر خالی دیا کئی پتھر شبرنگ نے مارے
سمنان نے خالی دیے شبرنگ پنجہ کھینچے ہوے قریب پہونچا سمنان بھی لڑنے لگا جب
سمنان نے پنجہ مارا شبرنگ نے جھکر پنجہ خالی دیا اور پلٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانون سمنان
کے اُڑ گئے زمین پر گرا شبرنگ نے عیار کا سر کاٹا نورالدہر کو ہوشیار کیا سب حال مفصل

بیان کیا نورالدہر نے کہا تو مجکو قلعہ مین لیچل مین قلعہ تسخیر کرلونگا شبرنگ نے کہا مین طہماس
کو لیے جاتا ہون وہ جنگ آغاز کریگا آپ باہر سے آجائیے گا یہ راے نورالدہر کو پسند آئی آسکے
طہماس کو بھی ہوشیار کیا سب حال کہا اور کہا ای طہماس مین بشکل سمنان بنکر تمکو گرفتار کرکے
لیچلون باہر سے آقا آجاینگے دونون شیر ملکر قلعہ تسخیر کرلین طہماس نے کہا بہتر شبرنگ
نے رنگ و روغن عیاری کلا سمنان کی شکل بنکر تیار ہوا طہماس کو پشتارے مین باندھا
طرف قلعہ کے لیچلا یہان کنتان خوشی مین در قلعہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی زنگ
کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار شیر یار روباہ شبرنگ نے آواز دی آپکے
اقبال سے شیر ہون کنتان نے کھڑکی کھولی شبرنگ طہماس کو لیکر اندر آیا کنتان ساتھ
ساتھ جب اپنی بارگاہ مین پہونچا تو اُسنے کہا اس جوان کو ہوشیار کرکے اپنا حال زار دیکھے شبرنگ
نے کہا مین فوراً سر کاٹے لیتا ہون افسر سب اسکے آگے بارگاہ مین بھر گئے ہین شبرنگ قریب
طہماس آیا خنجر کھینچا ہوا ہاتھ مین سر جھکا کر کہا اُٹھیے طہماس نعرہ کرکے اٹھا آواز دی باشید
ای کافران بجیا وای نابکاران بُرد غانم ہر بر مینہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر
طہماس بن عنقویل دلاور و ور شبرنگ نے بھی خنجر کھینچا طہماس نے ایک پہلوان کو مارا تلوار
اُسکی لی اور مصروف جنگ ہوا کنتان کہتا ہی کہ یار دغا کیا ہوا میرے عیار نے کیا غداری کہ
دیدبان نے قلعہ پر سے آواز دی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ایک پہلوان گھوڑے پر سوار
گھوڑے کو اُڑاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی کنتان گھبرا کر بالاے قلعہ آیا ساتھ والون سے کہا کہ
اس جوان کو مار لو دیکھا ایک جوان آفتاب جمال گرز ہلاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی گر پری جمال
حور شمائل و ہین سے للکارتا ہوا کہ جلد قلعہ کا پھاٹک کھولدو ورنہ قیامت برپا کرونگا کنتان نے کہا
گولے مارو کہ یہ جوان اُڑ جائے توپ چلنے لگی مگر وہ جوان کب رُکتا ہی کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا
کوئی گولہ بائین سے نکل گیا جو گولہ سامنے آیا اسکو طمانچہ گرز کا مارا گولہ اُلٹا پلٹ گیا جا کر زمین پر
گرا کہ خاک اُڑی اس طرح گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا گھوڑے کی اڑی کی خندق عبور کر
قریب پھاٹک آیا پھاٹک پر گرز مارا کہ پھاٹک ٹوٹ کر گرا نورالدہر اندر گھسے کنتان حیران ہی کہ یہ
جوان کون ہی وہان طہماس لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین

آئی حیران ہوگیا کہ آقا میرا کیا جری بہادر ہی کہ چشم زدن مین قلعہ مین آگیا نورالدہر نے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

همای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

دیگر
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم
لقا را بیکدست بر داشتم

نعرے کی آواز لشکر کہتان کے ہوش اڑگئے کہ نبیرہ حمزہ کہان سے آیا قلعہ سے اتر کر مصروف جنگ ہوا ساتھ والون کو ترغیب دیرہا ہی کہ ان دونون جوانون کو مارلو معلوم ہوتا ہی میرا عیار مارا گیا اُسکی شکل بنکر یہ جوان گھس آیا اب چار جانب سے اسے گھیر لو ہر طرف سے دونون شیرون پر بلوہ ہی شبرنگ بھی زور رہا ہی کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب کہتان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد دور سے لینا لینا کرتا ہی مقابلہ مردان عالم مین نہین آتا کہتان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھالیا کہتان نے آواز دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان کہتان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو منع کیا سب اہل فوج دائرۂ اسلام مین آئے افسرون نے قدمون کو بوسہ دیا مگر کہتان نے حیران ہوکر شبرنگ سے پوچھا کہ ای عیار طرار میرا عیار کیا ہوا شبرنگ نے بیان کیا کہ آپ کا عیار میرے ہاتھ سے مارا گیا مین طہماس کو لیکر قلعہ مین آیا کہتان طہماس و نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار نامدار کو سلامت رکھے یہ کہکے کہتان کو تخت پر بٹھایا آپ آگر دکل بر بیٹھے دربار جمع ہوا مگر بھائی کہتان کا بستان زور آزما جب بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اس جوان کو مع برادر مارون سلطنت پر قبضہ کرون آخر ناچار ہوکر سامنے نورالدہر کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار غلام کو شکار کی بڑی عادت ہی اگر حکم ہو شکار کھیل آؤن نورالدہر نے کہا جاؤ بستان سامان شکار کرکے طرف صحرا کے روانہ ہوا سب پہلے قراول ساتھ ہین راہ مین اُنسے کہ رہا ہی کہ مین نے مذہب دل سے نہین بدلا اتفاق ضا سے وقت نے کیا کلمہ پڑھ لیا کسی تدبیر سے اس جوان کو مارونگا سلطنت پر قبضہ کرونگا ساتھ والے کہرہے ہین کہ ہم آپکے تابعدار ہین جو کیجیے ہم آپ کے شریک ہین جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا ایک ہرن

ایک مقام پر آکے شکار کیا دوسرا ہرن تیر خوردہ آیا اسکو بھی اسنے مارا عقب مین اس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا اور تیر اپنا اسکے ہاتھ مین پایا پکار کر آواز دی کہ او اجل گرفتہ تو کون ہی کہ جو میرے شکار کو شکار کیا بستان نے کہا آپ اپنا شکار لیجا ئیے نقابدار نے کہا تو نے تو میرا لطف کھو دیا مین عرصہ سے اس آہو کے تعاقب مین تھا تیر مارا مگر تیرا دھچا پڑا آہو بھاگا مین اسکے پیچھے تھا تو نے کیون شکار کیا یہ نہ سمجھا کہ کسی کے ہاتھ کا تیر پڑا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو اب تجھکو شکار کرونگا بستان نے کہا ای نقابدار کیون جانور کے واسطے تکرار کرتا ہی مگر نقابدار گھوڑا اپنا اڑا کر قریب آیا خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بستان نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر جو اٹھایا تکان سے بند نقاب ٹوٹا دیکھا ایک نازنین مہ جبین ہی مگر چہرہ زرد ہو رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اس ادا کو دیکھکر بستان حیران ہوگیا ساتھ والون سے کہا محافہ لاؤ پانچ چھ اور کنیزین جو پشت پر تھین انکو بھی گھیر لیا سب نے کہا ہم کو کیون گھیرتے ہو ہم تمھاری اطاعت مین ہین بستان نے ملکہ کو محافہ مین سوار کیا کہا ای جان جہان تمکو خاتون محل قرار دونگا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اپنی کیفیت نظم

عاقبت این ست چون اندیشۂ درمان ما	داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب تاریک اگر شمع جا نشد گو مباش	ز آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان	نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما
کو گیاہ خرمی ر دیدہ کہ در ہنگام کشت	ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما
مشکل بودی ترا اسلام در محشر قبول	گر نبودے ہچو کفرے شاہ ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عاقبت	بسکہ ہر لحظہ فزون ست موجۂ طوفان ما
رنگینم مخفی زبس خون ناب دیدہ در چمن	امتیازے نیست در خار و گل بستان ما

یہ کہکر ملکہ بلک بلک کر رونے لگی بستان محافہ پر ہاتھ رکھے ہوے سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ ای جان جہان مین بادشاہ قلعہ کا بھائی ہون ایک ظالم نے قلعہ پر قبضہ کیا ہی اب مکر کر کے اسکو اور بھائی کو مارونگا ملکہ جواب دیتی ہین اگر تیرے قبضے مین سلطنت ہفت اقلیم بھی آجاے تو مین تجھکو قبول نہ کرون کنیزون کو جو ملازمون نے گھیرا ہی روتی ہوئی محافہ کے ساتھ چلی آتی ہین کنیز فلک ہمر کے ساتھ

شکر ہی اُس گل کے دل کو عشق پھر پیدا ہوا　　ہمنشین مدت سے خالی تھا مکان عندلیب
باغبان صدمہ قفس کا اس سے اٹھنے کا نہین　　مثل گل نازک ہی جسم ناتوان عندلیب
خون عاشق ہوگا نخل گل نہ کاٹ ای باغبان　　شاخ پر منقار برگ گل زبان عندلیب
ہو ہوا ے گلشن عالم اگر انصاف پر　　شاخ گل پر ہوا بھی بس آشیان عندلیب
عاشق صادق کی باتون کا ہون کشتہ تو مین　　قتل کرتی ہی مجھے تیغ زبان عندلیب

ملکہ یہ اشعار پڑھکر رونے لگین کنیزین بھی ساتھ رو رہی ہین کہ بستان کی آمد ہوئی شبرنگ نے دیکھا کہ بستان بھاری لباس پہنے ہوے آیا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہوا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشہ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہی کئی دن مجکو تڑپ تڑپ کے گذرے ہین راتین ہجر کی اس قدر دراز ہوئی ہین کہ کاٹے نہین کٹتین اب تم مجکو قبول کرو ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری رو کر کہا ای بستان تو مجکو قتل کر ہم تیرا کہا نہ مانینگے شبرنگ نے یہ سب باتین سُنین جو تصویر نورالدہر نے تقریر مین بتلائی تھی وہ مطابق پائی بستان جب باتین کرکے چلا آیا تب شبرنگ کوٹھے سے اُترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے ملکہ کے آیا پوچھا ای ملکہ عالم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی ملکہ حیران ہوگئین کہ میری کنیز ہوکر میرا نام ونسب پوچھتی ہی ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا کیون کلمچہرہ آج کیا ہی کہ ہمارا حسب ونسب پوچھتی ہو شبرنگ قدمون پر گر پڑا عرض کی غلام کو حضور نے نہین پہچانا مین نورالدہر کا عیار ہون واسطے تحقیق کے آیا ہون مفصل حال تلایئے تو مین تدبیر کرون اور اس ظالم سے آپ کی نجات ہو ملکہ بلک کر رو دین کہا ای شبرنگ مجھ بدنصیب کا کیا حال پوچھتا ہی شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر کی منظور نظر ہون فلک نے کہان کہان آوارہ کیا لشکر اسلام مین پہونچی اُس لشکر پر تباہی آئی مین بھاگ نکلی اس ملعون کے پلے پڑی یہ ظالم جبر کرتا ہی ابتک تو مین نے اپنی عصمت کو بچایا پروردگار حافظ میری عصمت کا ہی ای شبرنگ بڑا احسان ہوگا اگر اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے نجات دو اور شاہزادہ جہانگیر تو انکے غم نادار مین مجکو احتیاط سے رکھینگے تا بہ جہانگیر پہونچا دینگے شبرنگ نے جواب دیا اب آپ نگھرایئن مین جاکر شاہزادے سے عرض کرتا ہون وہ بستان سے مانع ہونگے یہ کہکے شبرنگ خدمت نورالدہر مین آیا

شاہزادہ یاد مین اپنے معشوق کی پڑا تڑپ رہا تھا جیسے ہی شبرنگ نے یہ کیفیت بیان کی شاہزادہ گھبرا کر اُٹھا کہا ای شبرنگ مجھے لے چل اگر وہ جہانگیر کی طالب ہین تو مین ان تک آنکھو پہونچا دونگا شبرنگ نورالدہر کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آیا نورالدہر نے جمال ملکہ دیکھکر بہ ادب سلام کیا اور کہا اچھی اماں انشاءاللہ مین آپکو تا بہ جہانگیر پہونچاؤنگا اور بہ نگاہ حسرت طرف شبرنگ کے دیکھا فرمایا ای شبرنگ میرا کیا حال پوچھتا ہی مجبور ہی جفاری حقیقت مین یہ عندلیب اور باغ کی ہی میری کیفیت یہ ہی

نظم

ز سوز سینہ ام آہ آتشناک میخواہم	در آتش آشیانے از خس و خاشاک میخواہم
نے گردد تسلی دلم از نامہ و پیغام	گریبان صبوری ہمچو گل صد چاک میخواہم
ز درمان اطبا دفع دردم نے گردد	خمار آلودۂ دردم ز آب تاک میخواہم
نمی دیدم گیاہ خرمی در باغ اسدم	چو ابر نوبہاران دیدۂ نمناک میخواہم
نمیابد دلم تسکین ز آہ و نالہ ای مخفی	چو گل جیب و گریبان فغان صد چاک میخواہم

یہ کہکر شاہزادے کی آنکھون سے آنسو نکلے ملکہ نے بلائین لیکر کہا ای فرزند مین اپنے سے زیادہ تمکو بیقرار پاتی ہون نورالدہر نے انگوٹھی انگلی سے اتاری اور عرض کی ای اچھی اماں مین ایک صحرا مین بیٹھا تھا کہ اسیطرح ایک نقابدار آیا مین اُسے دیکھکر بیہوش ہوگیا وہ قاتل یہ نشانی اپنی دیکر چلی گئی آٹھو پہر اسی کو دیکھا کرتا ہون تمہارا حال سنکر مجکو گمان ہوا کہ شاید وہی محبوب ہو لیلا نے انگوٹھی دیکھکر کہا ای شہزادے یہ میرے چچا کی بیٹی ہی حضور شبرنگ کو میرے ساتھ کرین باغ بہار آباد مین اُس نازنین کا مقام ہی اب مین جاکر اسکا حال تو دیکھون کہ اُسپر آپکے فراق مین کیا گذری کیا کررہی ہی مین اُسکو مشتاق کرکے آپ تک پہونچاؤن نورالدہر ہاتھ باندھنے لگے کہ اچھی اماں عمر بھر خدمتگزاری کرونگا لیلا سے عنبرین موئے کہا ای فرزند تمنے میری آبرو بچائی کیا کوئی کوشش اٹھا رکھونگی آپ بے اُسکو بلائے نہ رہونگی انشاءاللہ تعالے اُسکو لیکر آؤنگی نورالدہر نے کہا اچھی اماں تمہارا جانا تو مناسب نہین ایسا نہو راہ مین کوئی افتاد پڑے شبرنگ کو تم تہا بھیجو یہ تدبیر کرلیگا عیاران نامدار سے ہین فرزند خواجہ عمرو ایسی تدبیر کرینگے کہ اُن سے بلطف ملینگے ملکہ نے کہا ای شبرنگ یہان سے جب نکلوگے تو ایک کوہ کلان ملیگا اُس کوہ کلان کی پشت پر باغ ہی اُسی باغ کا نام باغ بہار آباد ہی اپنے کو

اُس باغ مین پہونچانا کسی طور سے ملاقات کر کے حال دل دریافت کرنا اور میرا پیام دینا کہ دختر
قاموس لیلاے عنبرین مو وہان موجود ہی تمکو بلایا ہی شبرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور سب حال
دریافت کرونگا نور الدہر نے باہر نکلکر دروازے پر پہرہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ بستان اُسکے
مکان مین نہ آنے پائے ہمارا نام لینا کہ اُنھون نے منع کیا ہی اگر نہ مانے گا تو ہم سمجھ لینگے نور الدہر
اُٹھکر اپنے مقام پر آئے شبرنگ اُسی وقت تلاش باغ بہار آباد قلعہ سے نکلکر روانہ ہوا
پانچ چار کوس طے کیے تھے کہ کوہ کلان ملا شبرنگ نے پہاڑ پر چڑھکے دیکھا حقیقت مین چھپے
کوہ پر ایک باغ بہشت آئین ہی شبرنگ پہاڑ سے اُترا پشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا تو
دیکھا ایک معشوق گلعذار مسند پر سرنگون بیٹھی ہی کنیزین جا رہی ہین شگفتہ کرین وہ نازنین شگفتہ
نہین ہوتی جب کنیزین بہت کہتی ہین تو ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ چند اشعار پڑھتی ہی نظم

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہوگیا — دل مرا تیر حوادث کا نشانہ ہوگیا
موت آئی وہ جو گھر اپنے روانہ ہوگیا — اُسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا
دوست دشمن ہوگیا اُلٹا زمانہ ہوگیا — انقلاب لکھنؤ بھی اک فسانہ ہوگیا
جب ارادہ اُس مہ خوبی نے زینت کا کیا — پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا
روے انور کا ہوا سے ہے ہوا دونا فروغ — غیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ ہوگیا
ہاتھ اُٹھا کر اسقدر مانگی دعاے وصل یار — پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہوگیا

کنیزین حیران ہین کہ کیونکر ملکہ کو شگفتہ کرین آخر بعضون نے ملکہ عرض کی حضور گانا سنین شبو نامے
ڈومنی کو بلا کر لائین آپ سنے جھکر گانا شروع کیا گاتے گاتے پھر رفع حاجت چمن مین آئی شبرنگ
نے اُترکر گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے ملکہ کی بلائین لین کہ واری کنیز
سے تو حال بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شبو کیا بیان کرون کہ آج آٹھوان دن ہی
کہ آب و دانہ ترک ہوا کسی شی کو دل نہین چاہتا کلیجہ منہ کو آتا ہی طبیعت گھبراتی ہی ہاے کیا کرون مین کمبخت
کیون براے شکار گئی تھی کہ خود شکار ہوکر آئی شبرنگ نے عرض کی لونڈی سے حال بیان کیجیے
لونڈی فوراً تدبیر کریگی یہ تو مین سمجھ گئی کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین بہ صنعت عشق کیجوش و خروش مین
بہ قول شاعر نظم

آمد بہار و داد بگلشن نماے عشق
بلبل ہزار نالہ بساز و نواے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد
یابم اگر ترشح آب و ہواے عشق

بیہودہ کاوشش تو بہ بنغم طبیب جست
درمان درد ما نکند جز دواے عشق

خواہی بصبر خو کن و خواہی بہ آب چشم
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دواے عشق

در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد
فرہاد نامراد تو از نالہ ہاے عشق

مجنون ازان بریدن لیلی ز ہوش رفت
کاید صداے درد ز بانگ دراے عشق

کشتی اگر شکست نداریم بیم و غم
بر سر سلامت است مرا ناخداے عشق

یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت
مخفی و درد و محنت بے انتہاے عشق

ہو شبنو جیسے کیا بیان کرون ایک جوان سبز صورت زیر نخل بیٹھا تھا مجکو دیکھکر وہ بھی بدحواس ہوا عشق لیجا لکر امجد کیفیت کو اتنا خیال رہا کہ اپنی انگوٹھی پہنا دی، اور اُسکی انگوٹھی آپ پہن لی جب گھر آئی ہزار ہا طرح کے شکوک نے گھیرا ہی ایسا ہو کسی جانور نے مجنون کو ستایا ہو یا کوئی قزاق دہ آیا ہو ہزار روپیہ کے ہتھیار تھے اُسکے لالچ سے دشمنون کو آزار پہونچا ہے اسی خیال مین آب و دانہ ترک ہو دیا مگر شبرنگ نے کہا کنارے چلیے تو حال مفصل عرض کرون ملکہ اُٹھکر کمرے مین آئین شبرنگ نے انگوٹھی نکالکر پیش کی اور رقعہ لیلا کا پیش کیا اُسمین سب حال لکھا تھا ملکہ مضمون پڑھکر بہت خوش ہوئین فرمایا کیون شبنو ملکہ لیلا کا حال سنا تھا کہ نکل گئین مگر معلوم ہوا کہ وہان پہونچین اگر شبنو میرے سر کی قسم سچ بتا کہ تو وہان تک کیونکر پہونچی شبرنگ نے عرض کی غلام آپ کے مطلوب کا عیار ہے شبرنگ بن عمرو میرا نام ہے شبنو کو بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا وہ اُس گوشے مین پڑی ہے اور مین اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا حضور تک پہونچا ملکہ گلبدن نے کہا کیون شبرنگ میرا چلنا کیونکر ہوگا شبرنگ نے کہا مین اپنے ساتھ لیچلونگا آپکو بخیر و عافیت وہان تک پہونچا دونگا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا بھیا میرا چلنا تو مشکل ہی اگر ہو سکے تو شاہزادے کو یہان تک لاؤ شبرنگ نے کہا بہت خوب مگر ایک رقعہ اپنی جانب سے لکھیے کہ مین وہ نشانی لیجاؤن اس رقعہ کو دیکھکر تشریف لاوینگے آخر مین کوئی سند بیان کرون کہ اُنکے تشریف لانے کا باعث ہوا چلے رہا وہ عیار ادہر اسی حال مین جا کر قلعہ کہستان پر لڑے ملکہ لیلا کو قبضے مین کیا حال

لیلا کا شکر شکر دینے لگیں کہا جتنا یہاں سے پانچ کوس پر قلعہ ہی کہ قلعہ رنگین پوشان اسکو کہتے
ہین رنگین پوش نام ہے پہلوان ہمیرا باپ یہ لڑکا اس الکان کے پہلوان اسکے نام سے ڈرتے ہین مجھکو
خوف ہی کہ اسکو خبر نہو مستقل کتان کے وہ پہلوان ہین ہدیہ تو اپنے ہاتھ سے ملکہ نے لکھا کہ ای
سوختہ آتش دوری وا فروختہ نار مہجوری لرید الدہ شکر شبرنگ میرے پاس پہونچا تیرے اشتیاق
سے لکھتی ہون کہ اگر ہو سکے تو اپنے کو ہم تک پہونچا دو ورنہ لیلا کو بعد سلام شوق معلوم ہو کہ تمہارا ذکر سنکر
دل کو بڑا اشتیاق ہوا ہم تمہارے دیکھنے کے بھی مشتاق ہین مگر خیر اپ جیسے مقام پر پہونچ گئین کہ کوئی
تم تک نہ پہونچیگا ہمکو کسی طرح کا خوف نہین مگر باپ کو خبر ہوجائیگی تو نہایت مشکل ہوگی شہر یار
بہت مخفی ہوکر آئین مین اہتمام کر رکھونگی ورنہ مدار کو صحبت مین خوب رہنے دونگی - رقیمہ گلبدن ہجران
دیدہ آفت کشیدہ - یہ رقعہ شبرنگ نے لیا اور شبہو کو بتادیا کہا ملکہ مین تو نکل جاؤن آپ شبہو
کو بلوا لیجیے گا شبرنگ یہان سے نکلا طرف نورالدہر کے چلا آکر قلعہ مین پہونچا یہان یہ معرکہ گذرا
کہ جب بستان نے جاکر ملکہ کے پاس جانے نگہبانون نے منع کیا اور بستان نے یہ بھی سنا کہ نورالدہر
یہان آئے انکے جاکی یہ معشوق ہی صبح کو جو دربار مین آیا نورالدہر کے سامنے ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا
اگر سے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقاے نامدار مجکو معاف فرمایئے گا مین ناواقف تھا کہ اس معشوق کو
یون لے آیا اب کبھی اسکا نام نہ لونگا اور اب تک غلام بصدق مسلمان نہوا تھا اب بصدق مسلمان
ہونگا یہ کہکے بھائی کو الگ بلایا اور کہا ای کتان مین یقین کرتا ہون کہ جس طرح مین مکر سے مسلمان
ہوا تم بھی بصدق نہوے ہوگے آج مین نورالدہر کو زہر دیتا ہون عیاری بھی اسکا نہین ہی جب
پی جائے تو اسکو مار لو تمنے سنا میرے ساتھ کیا غضب کیا جس معشوق کو مین جنگل سے لایا آج
کئی دن سے اسکی منت خوشامد کرتا تھا اب اسنے وعدہ کیا تھا کہ مین وصل قبول کرونگی نہین
معلوم جاکر اسکو کیا سمجھایا بھڑکایا کہ وہ مجھسے باغی ہوگئی نگہبان جو مقرر کیے ہین تمہارے ملازم
ہین انکو منع کردو کہ مجکو جانے کو نہ روکا کرین مین جاکر بجبر اس سے وصل حاصل کرونگا سلطنت
تمہاری ہوجائیگی کتان اچھا اچھا کہا کہ جب بستان اندر گیا سب حال کتان نے نورالدہر
سے کہا کہ بستان جام شربت لیکر آیا کہا ای آقاے نامدار یہ جام محبت ہی اسے نوش فرمایئے نورالدہر
نے کہا یہ جام تمھین پیو طہماس نے بہ نگاہ قہر طرف بستان کے دیکھا اور کہا آقاے نامدار

یہ جام تمہین کو بخشتے ہین اسی مین خیر ہی کہ اسے بسہولیت پی جاؤ ورنہ ایک ساطور مارونگا کہ جنازہ
نکلجائیگا بستان کا نپاجام کو کیونکر پیاجاتا ہی کہ اسمین زہر ملا کر لایا ہون ہاتھ جو کانپا جام
چھوٹ کر زمین پر گرا فرش سیاہ ہوگیا طہماس نے کہا کیون ای بستان اس جام مین کیا تھا
جب توستان نے طرف بھائی کے دیکھا کہا بلوہ کرکے اس جوان کو مار لو کتان سے کچھ جواب نہ دیا
طہماس نے اٹھکر بستان کی گردن کھینچ لی یہی ہنگامہ ہو رہا تھا کہ شبرنگ آکر پہونچا نور الدہر سے
کہا کہ مین کاغذ ملکہ کے ہاتھ کا لایا نور الدہر خوشی ہوکے پکار اٹھے بیت قاصد رسید نامہ رسید و
خبر رسید ۔ درحیرتم کہ جان کجا می کنم نثار ۔ نامہ شبرنگ سے لیکر پڑھا نامہ پڑھکر پاس لیلا کے
آئے کہا اجی اماں چند الفاظ آپ کے نام لکھے ہین لیلا نے بھی نامہ پڑھا نامہ پڑھکر کہا ای فرزند کیا ارادہ
ہی نور الدہر نے کہا مین جاتا ہون اگر بنا ہی تو ملکہ کو لیکر آتا ہون لیلا نے کہا ای فرزند بہت سمجھ کر جانا باپ
اسکا نہایت زبردست پہلوان ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا ہی اسکی نگاہ مین کوئی نہین
ٹھہرتا نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا یہ کہکر لباس پہنکر باہر نکلے ہتھیار لگائے طہماس کو جو خبر معلوم ہوئی کہا
آقا مین ساتھ چلون نور الدہر نے منع کیا کہ تم یہین رہو مین اکیلا جاؤنگا طہماس کو یارا کلام کا نہ ہوا
نور الدہر اکیلے طرف باغ کے چلے یہان رنگین پوش قلعہ مین بیٹھا تھا اسکو ہرکارون سے خبر دی کہ
کہربا سے اژدر چشم کہ پہلوان نہایت زبردست ہی قدرت نے حکم دیا ہی کہ مسلمان زخمی ہوکر پراگندہ
ہوے ہین جسکو جہان پاؤ وہان قتل کرو اسطرف سے جاتا تھا آپ کی بیٹی کا حال سنکر قریب باغ ٹھہر گیا
ہی چاہتا تھا کہ باغ مین جاؤن ملکہ نے دروازہ بند کر لیا اور کہلا بھیجا کہ اگر یہان آئیگا تو مجکو زندہ
نہ پائیگا وہ اسی مقام پر اترا ہوا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگین پوش مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ
ہزار فوج ہمراہ لیکر طرف باغ کے چلا ملکہ نہایت بیقرار کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین آمد اپنے باپ
کی فوج کی دیکھی اور زیادہ گھبرا گئین رنگین پوش آکر مقابلہ مین کہربا کے اترا اور کہلا بھیجا کہ ای
کہربا یہان سے چلے جاؤ یہان تمکو دخل نہ ملیگا کہربا نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا رنگین پوش نے
بھی اسکے جواب مین طبل جنگی کا حکم دیا ملکہ اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہین کہ قریب باغ کے معرکہ جنگ
ہی ایسا نہو وہ شیر بیشۂ صحا جنرانی آتا ہو اور یہ دونون بھیا دیکھ لین تو کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ
سے اور زیادہ دل کو بیتابی ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے کہربا نے میدان مین آکر

سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی ای رنگین پوش میرے مقابلے مین نہ آ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دے اگر مین قدرت سے کہونگا تو وہ بخوشی اس فعل کو کر دینگے ورنہ ملک و مال تباہ کر دونگا قلعہ مین چین سے رہنے دونگا یہان سے جا کر مسلمانون کو تلاش کرون ان سب کے سر کاٹ کر روانہ کردن رنگین پوش کے اور پہلوانون نے قصد کیا مگر اسنے منع کیا خود مقابلے مین کھربا کے ہوئے بعد گفتگو تیزہ جلا خونریز سے لوٹے تلوارین کھنچین کھربا نے جو دیکھا کہ رنگین پوش فنون سپہگری مین طاق شہرۂ آفاق ہے گیا اُٹھا ای رنگین پوش پہ پشت پر تیری کون کھڑا ہے مجکو تیر مارنا چاہتا ہے رنگین پوش پلٹا کھربا نے ہاتھ مارا کہ سر اسکا زخمی ہوا زخم کھا کر رنگین پوش نے ہاتھ مارا کھربا نے گینڈا اپنا ہٹا لیا بس رنگین پوش کو غش آنے لگا کھربا نے بلوہ کر دیا دونون لشکر آپسمین لگے لشکر رنگین پوش نے جو اپنے افسر کو سست پایا اور دیکھا دشمن دباؤ ڈال رہا ہے اور لشکر پیچھے ہٹتا ہوا چلا آتا ہے سب افسرون نے چاہا کہ باغ مین جا کر پناہ لین اُسوقت ملکہ کی بیقراری دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کرکے پکار اُٹھی کہ ای رب اکبر و ای خالق بحر و بر اس ظالم کی دست سے بچا نا **نظم**

تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعا مے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیرے نزدیک کیا بات ہے تو حلال مشکلات ہے **بیت** شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ دل ریش نگر + بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ وہی شیر دلیر گر یکہ و تنہا پیادہ رکاب پر ہاتھ رکھے آ گیا ہے نور الدہر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شیر جنگ سے کہا دریافت تو کرکہ یہ کیا معرکہ ہے شیر جنگ مفصل حال دریافت کرکے آیا کہا کہ رنگین پوش زخمی ہوا ہے کھربا چاہتا ہے کہ ان سب کو مار کر باغ مین جاوے ملکہ کو نکال لاوے نور الدہر نے وہین سے نعرہ کیا با شیدائے فرمان

بیچارہ ای نابکاران بے وفا **نعرۂ نور الدہر**

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در روز رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر

ظفر حمسندۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر	شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

صدائے نعرۂ شیر بیشۂ صاحبقرانی جنگل مین گونجی رنگین پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال

خورشید مثال آتا ہی نورالدہر نے رنگین پوش سے پکار کر کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مین اسکا علاج
کیے دیتا ہون رنگین پوش بھی حیران دیکھنے لگا ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ نورالدہر
صفون پر پہلوانون کو مارتے ہوے مقابلہ کہربا مین پہونچے کہربا نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے تلوار کو تلوار پر کاٹا اُٹھا اُجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تیغ خاراشگاف سلیمانی ایک برق
تھی کہ تڑپ کر گری کہربا کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے کہربا کا مارا جانا کہ رنگین پوش نے
فوج کو اشارہ کیا افسر جو مارا گیا فوج کہربا بیدل ہو رہی تھی فرار پر قرار کیا لاشہ کہربا کا لیکر بھاگے
جب لڑائی فتح ہوئی نورالدہر نے آکر رنگین پوش کو سلام کیا رنگین پوش نے کہا مین نے
حضور کو نہین پہچانا نورالدہر نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہین باغ مین تشریف لے چلیے جسکو مارا
ہی یہ ناز مند کا رقیب تھا واصل جہنم ہوا ملکہ گھبرا رہی ہین کہ اب دیکھیے بابا جان سے کیسی گذرے
رنگین پوش کو عیار نے خبر دی کہ اے شہریار یہ نبیرہ صاحبقران ہین ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گلبدن پر مائل ہین اگر یہ نہ ہوتے تو لشکر کا خاتمہ تھا اب آپکو اختیار ہی پیوند معقول ملا ہی
صاحبقران کے سمدھی کہلایئے گا اور یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان فتاح طلسم خیال سکندری
ہی قدرت جو کچھ چاہین اپنے مقام پر فرمایئن مگر سب نجومیون نے حکم لگایا ہی کہ عمر طلسم ختم ہو چکی
فاتح اسکا پیدا ہو گا ان لوگون نے بعض مقام کا ارادہ کیا اُسکو برباد کر دیا اور اپنا قبضہ کر لیا
غلام کے نزدیک تو یہی بہتر ہی اور بہت اچھا انتظام ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا کے ساتھ ہو نگے
دربندون کو فتح کرتے ہوے تا بطلسم رسائی ہو جانے والے یہی جاین گر رنگین پوش کو طلسم کشا
سے توسل ہی رنگین پوش بھی خاموش رہا عیار کی باتین سمجھ جاتا کہ یہ میرا خیرخواہ ہی نورالدہر
کو گھوڑے سے اُتارا طرف باغ کے لیکر چلا ملکہ نے جو دیکھا کہ نورالدہر باپ کے ہمراہ آتے ہین کچھ
اطمینان ہوا کچھ گھبرا ئین بطور استقبال دروازے پر آکر ٹھہرین قریب در آکر رنگین پوش
ٹھہر گیا نورالدہر نے کہا آپ بزرگ ہین آگے چلیے رنگین پوش اندر دروازے کے آیا بیٹی نے
سلام کیا اُسنے گلے سے لگا لیا پکار کر کہا کہ اے نورالدہر آیئے خانہ بے تکلف ہی نورالدہر سر جھکائے
ہوے اندر آئے ملکہ حجاب سے پسینے پسینے مگر باپ کا دامن تھامے ہوے بارہ دری مین
آکر ہو بیٹھین رنگین پوش نے نورالدہر کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا بیٹی سے کہا

ای نور نظر آؤ بیٹھو شبرنگ نے ایک کنیز کو تاکا کہ سب کی افسر موسوم بہ گلچہرہ تھی شبرنگ اُسکے قریب جاکر بیٹھا دست بستہ عرض کی کیون شہریار غلام کچھ گائے نور الدہر نے اشارہ کیا شبرنگ نے چنگ مرصع توڑے سے نکالا اور یہ غزل عاشقانہ بجانے لگا نظم

لی مرغ جان نے تن سے نکلکر چمن کی راہ
بھولیگا کیا غریب مسافر وطن کی راہ

چھنتا ہی حسن جسم منعم پیرہن کی راہ
رہتا ہی چھوٹتی ہی ہر اک موے تن کی راہ

دل پر ہوا شرفی کی طرح نقش پا کا نقش
بیٹھے تمہارا سکہ چلیگا چلن کی راہ

آگے مرے دھری ہین شب بھر گلابیان
دیکھا کیا مین ساقی پیمان شکن کی راہ

وہ گل سوار ہوکے گیا ہی ادھر سے کیا
پھولون مین ہی بسی ہوئی ساری چمن کی راہ

العدر سے عداوت صیاد پر جفا
کرتا ہی بند موسم گل مین چمن کی راہ

ای باغبان مین آؤنگا دیوار پھاند کر
چھٹنے گا جو بند کریگا چمن کی راہ

مرنے کے بعد بھی ہین وہی بیقرار یان
دل کی تڑپ کو دیکھیے چاک کفن کی راہ

سوفار کی روش سے جو منھ ہی کھلا ہوا
نکلی ہی جان عاشق بیکس دہن کی راہ

مدت سے ڈوب مرنے کی ہی اس کنوین مین چاہ
ملتی نہین ہی یوسف دل کو ذقن کی راہ

بعد فنا مقیم سرا تنگ لحد مین ہین
مرتے ہی ہمنے ڈھونڈ نکالی وطن کی راہ

دربان روکتا ہی تو روکا کرے ہمین
پیدا کرینگے اور تری انجمن کی راہ

ای نور خادمون سے نجف مین کھولنگا مین
بتلا دے کوئی روضہ شاہ زمن کی راہ

اس رنگ مین یہ غزل شبرنگ نے گائی کہ رنگین پوش بہت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا نور الدہر سے کہا اب غلام بارگاہ مین جاتا ہی آج صبح سے دربار نہین ہوا نور الدہر نے کہا ہم بھی چلینگے رنگین پوش نے منع کیا اور کہا کہ آپ یہان تشریف رکھین دس بارہ کوس آپ چلے ہوے آئے ہین یہان آرام فرمائیے ہین کل حضور کو بارگاہ مین طلب کرونگا سب آپکے مشتاق ہین نور الدہر نے رنگین پوش کو رخصت کیا جب رنگین پوش جاچکا تو ملکہ نے کہا ای شہریار تمنے باپ سے ہمارے خوب راہ پیدا کی کہ اژدر چشم سے بچنے کی امید نہ تھی آپ کے ہاتھ سے جو وہ مارا گیا رنگین پوش کو بھی خوف ہوا آپ نے سوال اسلام نہ کیا نور الدہر نے کہا بارگاہ مین جاکر انتظام

کر لینگے اور مذہب اوسی کینگے ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا ناچ گانا ہونے لگا جام بے اندیشہ انجام
چلا دونون فراق دیدہ سینے غنچہ آرزو کھلے جب ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپکے نورالدہر نے
دامن سے پاک کیے عجب فرحت کی صحبت ہی ایک کے ملال کا دوسرے کو خیال شب بھر جلسہ
عیش ونشاط رہا وقت سحر نورالدہر ملکہ سے رخصت ہوے کہا بارگاہ مین تمھارے باپ کی جاتا
ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو خیال ہی کہ ایسا نہو بہ بدی پیش آئے سبز نگار نے کہا ظاہر
مین تو اُسکے تیور اچھے ہین یقین ہی کہ کچھ مکر وحیلہ نہ کرے اگر کریگا تو سزا پائیگا نورالدہر پشت مرکب
پر سوار ہو کر قلعہ مین جو آئے دو کاندار دوکانون سے اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگے نورالدہر سب کا سلام
لیتے ہوے بارگاہ مین آئے رنگین پوش برائے استقبال نکلا نورالدہر کو بارگاہ مین لیکر آیا مقام صدر
پر نورالدہر کو بٹھایا نورالدہر نے سوال اسلام کیا رنگین پوش کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا سر ونکو
بلا کر قدمون پر گر پڑا رنگین پوش بھی جوان طرحدار سانولی صورت مسلح کمل تخت پر بیٹھا ہی کہ
ہوا ٹھنڈی چلی رنگین پوش اُس ہوا کے چلنے سے گھبرا یا اُٹھ کھڑا تخت پر بیٹھا ہی تھوڑے عرصے
مین ابر سنہری آسمان پر پیدا ہوا بارگاہ پر آکر وہ ابر پھٹا نورالدہر نے دیکھا ایک تخت پر ایک
نازنین دوازدہ سالہ دریاے جواہر مین غوطہ زن آکر اُتری تخت پر چڑھ آئی رنگین پوش سر
جھکائے بیٹھا ہی وہ نازنین تخت پر پہلوے رنگین پوش مین بیٹھی رنگین پوش حجاب سے گڑا
جاتا ہی کہ اُس مہ جبین نے کہا کیون صاحب چپ کیون بیٹھے ہو باعث سناٹے کا کیا ہی شیر رنگ
دوراً جادوگرنی کو دیکھ کر ستون کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون ہی رنگین سے باتین
محبت آمیز ہونے لگین ساحرہ نے پوچھا صاحب کئی دن سے آپ نہین آئے اسکا کیا باعث ہوا
رنگین طرف نورالدہر کے پلٹا کہا آقاے نامدار تشریف لائے حریف چڑھ آیا تھا آقاے نامدار نے
آکے اُسکو مارا ہماری جان وآبرو بچائی ساحرہ نے پلٹ کر طرف نورالدہر کے دیکھا کہ ایک جوان
رعنا حور مثال پری تمثال تیغ پہلو مین مہر پشت بر خورشید وہلال کا ساتھ ہی عجب حسین وجمیل
تھرا گئی پسینے پسینے ہو گئی کہا ای رنگین یہ جوان کون ہی اور اسنے کیا کام کیا رنگین نے کہا ای
ملکۂ عالم لہر باسے اژدر چشم لشکر کشی کر کے آیا تھا ملکہ گلبدن کا خواہان تھا قریب اُترا جاتا
تھا باغ مین گھس جاؤن ملکہ پر قبضہ کرون مین لشکر کشی کر کے پہونچا اُس سے مقابلہ ہوا اُسنے

بجو کرسے زخمی کیا لشکر پر شکست ہوئی اسوقت یہ شہر دلبر آکر ہو بجا اور کہربا کو مار لشکر کو اسکے شکست دی مین نے ملکہ گلبدن کو اسی جوان کے ساتھ منسوب کیا یہ سُنکر گلپوش جادو نے کہا ای رنگین یہ تمنے کیا کیا اس جوان کا نام نامی کیا ہی رنگین نے کہا نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان اور بھی ملکۂ عالم ایک باعث ہی جو کتاب کہ حکیم صاحب نے سوانحات طلسم مین لکھی ہی اسمین یہ بھی لکھا ہی کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران فتاح اس طلسم کا ہی لہذا یہ سال آخر طلسم کا ہی اسوجہ سے مین نے اس شہریار کی اطاعت کی یہ حال سُنکر گلپوش نے اپنا منہو پیٹ لیا کہا ای رنگین بڑا غضب کیا قدرت ارشاد فرماتے ہین کہ مین اس تقدیر کو پلٹ دونگا رنگین نے کہا ملکۂ عالم اس تقدیر کا پلٹنا دشوار ہی اور نجومیون کا بھی اسی راے پر اتفاق ہی سب نے یہی حکم لگایا ہی کہ اس سال اختتام عمر طلسم ہی طلسم کشا ضرور آینگا اور چہار جانب سے طلسم پر بلوہ ہی صاحبقران زمان قید ہین فرزند اُن کی رہائی کی تدبیر ضرور کرینگے گلپوش یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی دل مین سوچ رہی ہی کہ اب مین کیا تدبیر کرون یہ جوان تو نہایت حسین وجمیل ہی آج شب کو جلسہ ہو اس جلسہ مین اس جوان سے سوال وصل کرون اگر وصل پر میرے راضی ہو جائے تو مین بھی اسکی اطاعت کرون یہ سوچ کر خاموش ہو رہی رنگین سے کہا آج شب کو ہم ناچینگے جلسہ آراستہ کر نا رنگین نے ساقیان سیمین ساق کو حکم دیا کہ آج شب کو جلسہ ہوگا تم لوگ موجود رہنا شہرنگ نے جو یہ سب حال سنا عقل سے پہچان گیا کہ یہ ساحرہ آقا پر عاشق ہوئی دیکھیے شب کو کیا ہو تدبیر کر رکھون یہ سوچ کر میخانہ مین پہونچا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملاتا پھرتا ہی جب شب کو جلسہ آراستہ ہوا رنگین کے پہلو مین آکر گلپوش بیٹھی نور الدہر ایک دنگل پر بیٹھے ہین شہرنگ بن عمرو شراب منحانہ سے پہونچ رہا ہی وہی خیال ہی کہ آقا بھی نوش کرینگے بیہوش ہو جاینگے مین ہوشیار کر لونگا مقدم تو ساحرہ سے سمجھنا ہی اسکو کچھ اور خیال ہی آقا انکار کر جائیگے اسکو شاق ہو گا ایسا نہو کچھ برائی کر بیٹھے ایسی باتین دل مین سوچ کر گلا بیان بھیجنا شروع کین یہان صحبت مین ساقی بچون نے پہلے جام رنگین کو دیا رنگین نے وہ جام گلپوش جادو کو دیا گلپوش جادو پی گئی شہرنگ نے جب دیکھا کہ کل گلابیان محفل مین پہونچ گئین تو خود بھی محفل مین آیا ایک ساقی بچے نے جام لبریز کیا

کہ بعد رنگین نورالدہر کو دے شبرنگ نے اشارہ کیا کہ حضور نوش فرمائین نورالدہر کے
پہلو مین ایک میدان بیٹھا تھا وہ جام اُسکو دیدیا شبرنگ نے جام سادہ نورالدہر کو دیا
اب شبرنگ مطمئن ہوا دور چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گلپوش کو جو نشہ ہوا طرف
نورالدہر کے بلبلی کہنے لگی کہ ای جوان وہ تیرا مرتبہ کرون کہ کوئی پہلوان تجھسے مقابلہ نکر سکے
اگر مجکو قبول کر۔ نورالدہر نے کہا ایک شرط ہی کہ جب خدا فضل کرے اور یہ طلسم فتح ہو جائے
اور تو سحر سے توبہ کر تو شادی مین تجکو بعہدہ معشوقی قبول کرون دوسرا عذر یہ ہی کہ ہمارے سردار
سے تجکو توسل ہی رنگین کو کیسا انتشار ہوگا کہ آقاے نامدار نے میری معشوقہ کو قبول کر لیا اور
میرے اُسکے رشتہ خُردی وبزرگی کا ہی گلپوش بلبلا کر اُٹھی کہا ای جوان تکیہ مین چل مین تجھسے
باتین راز و نیاز کی کرون بڑے لطف اُٹھائیگا زور تیرا بڑھ جائیگا یہ کہکر جو اپنے مقام سے
اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رنگین بھی اپنے مقام سے اُٹھ کے گرا
بیہوش ہوا کل محفل والے اُٹھے ہان ہان کرتے ہوئے گر کر بیہوش ہوئے نورالدہر حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ پہلو سے سامنے آیا کہا ای شہریار مین جانتا تھا کہ آپ وصل اسکا
قبول نکرینگے تو مین نے سب کو بیہوش کیا اب اس سے سوال اسلام کرتا ہون نورالدہر نے کہا بہتر
ای برادر تمنے بڑا کام کیا شبرنگ نے زبان مین گلپوش کی سوزن دی ایک ستون سے باندھا
ہوشیار کیا ساحرہ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سب اہل محفل بیہوش پڑے ہین مین ستون سے بندھی
ہون وہ جوان ہوشیار بیٹھا ہی اور ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ڈرا رہا ہی کہ ای گلپوش
شاہزادے کی اطاعت کر طلسم چلکر فتح کرین تجکو عہدے جلیل ملینگے ہرچند کہ سختیان پڑینگی
مگر طلسم خیال سکندری ضرور فتح ہوگا یہ حال جو گلپوش نے دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ زبان
سے میری سوزن نکال مین اطاعت کرونگی شبرنگ نے جو عقل سے خیال کیا تو وہ اُسکے مرے
جاتے جواب مین کہا ای گلپوش تیرا دل صاف نہین ہوا ہرچند کہ یہ لشکرہ شناسی ذات پر قبلہ وکعبہ
کی موقوف ہی مگر ہم بھی اُنکے فرزند ہین جی مین کہتی ہی ای گلپوش یہ عیار بڑا چست وچالاک ہی دلکو
صاف کرون کہا ای شبرنگ مین بدل وجان اطاعت کرتی ہون کنیزان شاہی مین منسوب
رہون جو مجھے حکم دیگے بجا لاؤنگی جو مجھے حال طلسم معلوم ہی لفظاً لفظاً بتاؤنگی کسی بات مین حذر

نہو گا مگر اپنی کنیز سیمجبین شبرنگ نے طرف نورالدہر کے دیکھا نورالدہر نے کہا ای گلپوش یہ بڑا اعتراض
ہی کہ تو رنگین سے توسل رکھتی ہی اُسپر بشاق ہوگا مین ہمیشہ تجھپر نگاہ لطف و محبت رکھونگا اور ابھی
بڑے بڑے ساحر شریک ہونگے طلسم بہت وسیع ہی ہر چند کہ لشکر تباہ ہو گیا رمال ہمارے لشکر
کے نہین معلوم کہان ہین ورنہ اُنسے پوچھا جاتا کہ لوح طلسمی کیونکر ملیگی اور کس مقام پر ہی گلپوش
نے کہا ہمارے عزیز دار اُسکے منتظم ہونگے مین اسکا پتہ لگاؤنگی تب نورالدہر نے اشارہ کیا زبان
سے اسکی سوزن نکال لو شبرنگ نے بڑھکر سوزن گلپوش کی زبان سے نکالی سوزن نکلتے ہی
گلپوش نے اپنے کو رہا کیا قدمون پر نورالدہر کے گر پڑی عذر کرنے لگی نورالدہر نے پشت پر
ہاتھ رکھا اور کہا ای گلپوش مجکو تیرا رنج گوارا نہوگا اب مین لشکر کشی کرونگا اپنے کو قریب قصر
سکندری پہونچاؤنگا تاکہ بقراط سے مقابلہ پڑین گلپوش نے ہنسکر عرض کی ای شہریار وہ وہ
ساحر ہمراہ بقراط کے ہین کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دین آسمان کو زمین پر کھینچ لین اُنکو کون جواب
دیگا نورالدہر نے کہا ای گلپوش اسکا خیال نکرو ہم لوگون کا تکیہ پروردگار پر ہی گلپوش نے عرض
کی یہ کنیز جائیگی اور پتہ لوح کا لگائیگی ملکہ نازک چشم کہ اُس سے میری قرابت بھی ہی اور وہ نہایت
مجھ سے محبت کرتی ہی صحبت مین بقراط کے رہتی ہی مین اُس سے حال لوح پوچھونگی اگر فکر لوح کر دیگی
تو حال معلوم ہوگا نورالدہر نے کہا پروردگار مسبب الاسباب ہی غیب سے پتہ لوح کا ملیگا بجرأت و شوکت
لوا ہم کر لوح لینگے لوح کا پتہ ملیگا مگر خیر تم بھی جاؤ رنگین کو بھی ہوشیار کیا جب نگین کو بھی معلوم ہوا کہ
ملکہ گلپوش مطیع ہوئین شبرنگ کی بڑی تعریف کی غضب بھر تو جلسہ تا صبح کو گلپوش نے کہا ای
شہریار جو کنیز نے وعدہ کیا تھا اُسی کے انتظام مین جاتی ہون شبرنگ نے کہا ای ملکہ عالم ایک گلدستہ
اپنے ہاتھ کا بنا کر رکھتی جاؤ کہ اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو ہمکو معلوم ہو جائے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے
گلدستہ بنایا سامنے میز پر رکھدیا کہا ای شبرنگ مین ہمیشہ اُس صحبت مین جاتی ہون خداوند بڑی
مہربانی فرماتے ہین مین نازک چشم سے حال پوچھونگی یہ کہکر طرف قصر سکندری کے چلی بیان وہ
وقت ہی کہ بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی تمام اہالی طلسم آتے جاتے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا
داخل سرحد ہو چکا ہر چند کہ عجائب نگار نے وہ سحر کیا کہ سب کو تباہ کر دیا مگر وہ لوگ زخمی ہوکر اسی
سرحد مین رہے اپنی اپنی عقل کے موافق ساحر کلام کر رہے ہین بقراط کہتا ہی کہ قدرت نے جو

کتاب سوانحات لکھی ہی تم لوگ اسپر اعتبار نہ کرنا تقدیر کو قدرت پھیر سکتے ہین اب یہ لوگ اس سرحد
سے زندہ نہ نکل سکینگے سب کو مبتلاے آفت کرونگا ای عجائب نگار تم اپنے باغ عجائب مین رہنا
ہر وقت خیال رکھنا عیار طلسم کشا فرزند ساربان زادہ کا ہی جسکا نام لینا مناسب نہین ایسا
نہو تم تک پہونچے اور کوئی بے ادبی کرے قدرت بھی خیال رکھینگے ہر بات کی تمکو اطلاع دینگے
عجائب نگار یہ حکم سنکر روانہ ہوئی کہ گلپوش آکر پہونچی بکراہت بقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط بد دماغ
ہوا کہا کیون گلپوش مزاج کیسا ہی عرض کی قدرت کی جان و مال کو دعا مین کیا کرتی ہون مگر طلسم کشا
قلعۂ رنگین پر پہونچ گیا کئی مرتبہ کنیز نے ارادہ کیا کہ جاؤن اور گرفتار کر لاؤن مگر یہی خیال رہا
کہ قدرت سے دریافت کرکے جاؤن بقراط نے کہا بیٹھو گلپوش قریب ملکہ نازک چشم کے آکر
بیٹھی مزاج وغیرہ پوچھکر چپکے پوچھا کہ کیون بوا لوح طلسمی کہان ہی نازک چشم نے کہا لوح ایسے مقام پر
ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جا سکتی گلپوش نے کہا وہ کیا مقام ہی نازک چشم نے کہا ایک مقام ہی کہ اسکو
ہفت آفت کہتے ہین ساتوین درجے مین لوح ہی یہ سنکر گلپوش خاموش ہوئی بقراط نے پکار کر
پوچھا کہ کیون نازک چشم تمسے کیا چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین نازک چشم نے کہا بوا نے حال لوح
کا پوچھا مین نے بیان کر دیا کہ قصر ہفت آفت مین ہی بقراط نے بگڑکر کہا کیون ای گلپوش
تمنے حال لوح کیون پوچھا آج تمنے سجدہ بھی بے طریقے کیا ہمکو اسکا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ طلسم کشا
سے کچھ سازش کی ہو یہ وہ زمانہ ہی کہ ہمارے مصاحب طلسم کشا سے میل کرینگے اور قصد کرینگے
کہ مقام ہفت آفت تک پہونچائین مگر ملنا لوح کا بہت دشوار ہی ہمکو تمھارے چہرے سے
تغیر ثابت ہوتا ہی گلپوش عذر کرنے لگی کہ یا خداوند مین نے لوح کو اسواسطے پوچھا کہ اگر مقام
سخت پر ہو تو ہم جا کر اسکی تدبیر کرین شاید کوئی مطلب نکلے بقراط بگڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی
ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا قریب قصر آکر پھٹا ایک جادوگر کو دیکھا کہ تخت پر سوار کوٹھا ہاتھ مین
ایک کنیز کو مقید کیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا کہا یا خداوند میری زوجہ گلپوش جادو
میرے قبضے سے نکل گئی جا کر طلسم کشا پر مائل ہوئی یہ کنیز آئی اس کو گلپوش نے حکم دیا تھا
کہ تحفہ جات ہمارے نکال لاؤ مین نے اسکو گرفتار کیا دو کوڑے جو اسکو مارے سب حال اسنے
بیان کر دیا کہ طلسم کشا سے وعدہ کرکے آئی ہی کہ مین مقام لوح دریافت کرنے جاتی ہون

مین اپنے باغ مین تھا مین نے دریافت کیا کہ اب گلپوش کہان ہی طائر نے خبر دی کہ خدمت خداوند
مین حاضر ہی نازک چشم سے حال لوح پوچھ رہی ہی مین نے کہا چل کر خدمت کے سامنے
سزا دون گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند مجھپر سراسر تہمت ہی یہ کنیز تہمت لیتی ہی مین قلعہ رنگین
پر نہین گئی شکاک جادو نے پڑھکر گلپوش کے بال پکڑے گلپوش چلائی کہ یا خداوند آپ
مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچایئے مین قلعہ رنگین پر نہین گئی اور طلسم کشا سے ملاقات نہین
ہوئی بقراط نے کہا ای شکاک اسکو چھوڑدو ہم ابھی دریافت کیے لیتے ہین شکاک نے کہنے
سے بقراط کے چھوڑا بقراط نے گلپوش کو قریب بلایا پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای گلپوش تم
رات کو کہان تھین خبردار خلاف نہ کہنا گلپوش نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین ہلاے
ملاقات رنگین گئی تھی طلسم کشا کو دیکھکر مائل ہوئی اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ لوح کا
حال دریافت کراؤنگی بقراط نے کہا اسکی زبان مین سوزن دو شکاک نے بڑھکر زبان مین
گلپوش کے سوزن دی اور ستون سے باندھا بقراط نے کہا ارے تو اس کو سزا نہین دیتا تب
شکاک نے کنیز کو چھوڑا ایک کوڑا گلپوش کو مارا کہ خون کے فوارے بہنے لگے بقراط مسکرایا ایک
برق چمک کر گری کہ گلپوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنا گلپوش کا کہ تمام سردار کانپ گئے بقراط
نے شکاک سے کہا ای شکاک زوجہ کے مرنے کا رنج نہ کرنا کنیزان خداوندی سے تمکو ایک
نازنین ملیگی انھین قصرون کی پشت پر قصر عشرت ہی اسمین ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین جشن
کر رہی ہین غزلین گا رہی ہین اُس قصر مین جاؤ جسکو پسند کرو اُسکی تمھارے ساتھ جوڑی پہرا دین
یہ سنکر شکاک بہت خوش ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزان خداوند ڈھول بجا بجا کر یہ غزل
گا رہی ہین

نظم

ازل سے زیر دِ خمدار کی اک چوٹ ہی دلبر
وہ بسمل ہون کہ دم پھر کا ہوا ہی تیغ قاتل پر

نظارای مہروش کرتا ہی جو رخسار کے تل پر
سمجھتا ہی فروزان ہی ستارہ ماہ کامل پر

برنگ مرغ بسمل رات دن بر مین تڑپتا ہی
ذرا اِسجان سکھکر ہاتھ تو دیکھیے دل پر

دکھا کر ابرو خمدار مجکو بے اجل مارا
کرونگا خون ثابت گردن شمشیر قاتل پر

کیون بعد فنا پھیلا کے سوئے پاؤن مرقد مین
ملی راحت جہان پہونچا مسافر آگے منزل پر

حباب آسا محیط عشق مین مین دم کا مہمان ہون
جہاز عمر کا لنگر ہوا ہی آکے ساحل پر

قدم کیونکر ہو نہ باہر جادۂ راہ محبت سے
اسی کوچے مین تو چلتا نہین ہی زور کچھ دلپر

برائے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر بران کو
سر اپنا کاٹ کے رکھدونگا مین خنجر پئے قاتل پر

ترے بسمل تہ تنگ چمن سے اُٹھ نہین سکتا
نہ کیونکر قول کر رہجاے مرغ جان بسمل پر

کرون کسطرح ترک دوستی اُس دشمن جان سے
جہان دیکھا اُسے قابو نہین رہتا ہی بس دل پر

عجب حالت وفور غم سے ہی کہرام برپا ہی
تڑپتے ہین کبھی وہ بیٹھتے ہین لاش بسمل پر

شب فرقت مین ای دل نالۂ بے سود سے حاصل
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر

اسی نے خاک چھنوائی ہی مجکو کوے جانان کی
نہ رکھتا نور پہلو مین جو بس چلتا مرا دل پر

شکاک جادو اس قصر کو دیکھکر حیران ہوگیا ایک ایک ماہ پارہ آفت جان ایک ایک مہ جبین شکاک پر آوازین کسنے لگین کوئی کہتی ہی بڑا نا لنگور ہی کوئی کہتی ہی عقل و فراست سے دور ہی کوئی کہتی ہی نگوڑے کی آنکھین پھوٹین تکا ہون مین کہا لیے جاتا ہی ایک نے کہا بوا میرا تو خون ہلکا ہی سر مین درد پیدا ہوگیا ایک نے کہا بوا میرا کلیجہ اُچھلتا ہی ایک نے بڑھکر کہا نگوڑے یہان سے دور ہو کیا کھڑا ہو دیکھ رہا ہی ایک نے بڑھکر کان پکڑلیا ایک نے گورے گورے ہاتھ سے چٹے پڑے ایک نے دو طمانچے مارے ایک کہتی ہی بوا ایک دو جوتیان تو اِسکو مارو شکاک جادو وہان سے بھاگا کانپتا ہوا سامنے لقراط کے آیا کہا یا خداوندا ایک ایک اُنمین شعلۂ جوالہ ہی جسکو مناسب جانیے میرے ساتھ کر دیجیے مین جان و دل سے خاطر کرونگا پہلو تو میرا الیسی زوجہ کے مرنے سے سرد ہوگیا لقراط نے پکارکر آواز دی ای زعفران پوش ذرا یہان آؤ ایک نازنین زعفرانی لباس پہنے ہوئے سامنے لقراط کے آئی لقراط نے کہا ای زعفران جادو ساحرہ شکاک جادو کے جاؤ مگر اِی شکاک اسکا خیال رہے کہ یہ شاہزادیان پرورش یافتۂ قصر عشرت ہین کسی طرح کا اسکو ملال نہ پہونچے شکاک نے عرض کی مین اسکو آنکھون مین رکھونگا یہ شاہزادی نہایت با ناز و ادا ہی حسن و جمال مین یکتا ہی یہ کہکے تخت پر بٹھا لیا طرف اپنے باغ کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے ہوئے رنگین سے باتین کر رہے ہین کہ گلدستہ بنایا ہوا گلپوش کا جو رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی جل کر راکھ ہوگیا رنگین نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ گلپوش قتل ہوگئی بڑی خیر خواہ مری نور الدہر نے

کہا خسرا جہان پاک ہے قول شاعر مطلع بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس کم و جہان پاک + پھر شاہزادہ نے کہا ای رنگین اگر گلپوش زندہ رہتی ضرور فتور کرتی وہ مجھسے طالب وصل تھی رنگین خاموش ہور ہا وزرا سے اشارہ کیا جینے ترنج خوشبوی سینہ پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نے کہا ای رنگین ہم پر زمانہ انقلاب ہی مگر انشاءاللہ بعد فتح طلسم مقدکہینگے دادا جان قید مین دونون ملعون کی فوج ساتھ لیکر نورالدہر نے کوچ کیا طرف قصر سکندری کے چلے طہماس سپہ سالار ہی گرہر کارون نے خبر عروج نورالدہر بقراط ثانی کو پہونچائی بقراط ثانی نے سر دربار کہا کوئی پہلوان ایسا ہی کہ اس جوان کو گرفتار کرکے لائے بڑے افسوس کی بات ہی کہ اسی جوان کا نام بعدہ کشائی مندرج ہی اور حکما بھی یہی لکھ گئے ہین کہ یہی جوان طلسم کشا ہی اور وہ طرف قصر سکندری کے آتا ہی مفتاح زرین کمر ذنگل سے اٹھا یہ کہکر کہ غلام آپ کا نورالدہر کو لاتا ہی یہ عرض کرکے ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا نورالدہر کو تیسری منزل ہی ایک صحرا مین لاکر لشکر اتارا ہی بارگاہ استادہ ہوری ہی نورالدہر ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی مفتاح زرین کمر با فوج قاہرہ مقابلہ نورالدہر مین آکر اترا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان بہت کروفر سے آتا ہی فوج جنگی ساتھ مفتاح نے سالار تیغزن کو نامہ دیا کہ اس جوان سے جاکر کہو کہ اس راہ سے پلٹ جائے ورنہ آمادۂ حرب و پیکار ہو سالار نامہ دو بلغے سے باندھے ہوے بڑے زور شور سے بارگاہ نورالدہر مین آیا نامہ ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے نامہ پڑھکر فرمایا کہ ای پہلوان اپنے افسر سے کہنا کہ ہم خود مقابلہ کے مشتاق ہین اور ہم کل کوچ کرینگے جو روکیگا اس سے تلوار چلیگی سالار نے خلق و مروت نورالدہر کی ایسی دیکھی کہ عاشق ہوگیا جواب پاکر پلٹا جب سامنے مفتاح کے آیا جواب نامہ جنگ دیا مفتاح نے کہا ای سالار تو رسم نامہ بری کیا تھا جب اسنے ایسا جواب دیا تو کیون نہ گرفتار کر لایا سالار نے کہا ای افسر وہ جوان ایسا نہین ہی کہ جسکو یون گرفتار کر لاتا اسکا سپہ سالار دیو خصال ذنگل پر بیٹھا جھوم رہا تھا تمہارے لشکر مین کوئی افسر اسکے مقابل نہین معلوم ہوتا مفتاح نے کہا تم خائف ہوگئے جو مین جاتا تو ابھی اسکا لشکر ہٹا دیتا سالار نے کہا اب میدان مین مقابلہ کرنا مفتاح و سالار سے تکرار ہونے لگی سالار بھی مرد سپاہی ہی اسنے قبضے پر ہاتھ رکھا مفتاح نے کہا اسکو پکڑ لو سالار تلوار کھینچ کر اٹھا بارگاہ مین تلوار

چلنے لگی آخر زخم کھا کر گرا از روے بلوہ کے گرفتار ہو گیا مسلسل کر کے مفتاح نے سامنے بلایا
کہا کیون ادنکو ام ہمارے سامنے حریف کی تعریف کرتا ہو اب تیرا کیا حال کرون سالار نے
کہا مین نورالدہر کے واسطے لڑا اور لڑکر گرفتار ہوا یقین ہو کہ وہ میری خبر لے مفتاح
نے کہا یہ بارگاہ ایسی نہین ہو کہ کوئی بجرات قدم رکھے اگر آ جاے تو اُسکا بھی یہی حال
کرون سامنے سے اسکو لیجاؤ دار پر کھینچو دیکھون تو وہ جوان کیونکر آتا ہو اور کیونکر اسکو آکر
چھڑاتا ہو اُسکو بھی گرفتار کرون اور دار پر کھینچوا دون لوگ اسکے سالار کو لیکر بیرون بارگاہ
آئے دار پر استادہ ہونے لگین شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی کہ سالار آپ کے واسطے
لڑا اور لڑکر گرفتار ہوا اب دار پر کھینچا جاتا ہو مگر کہتا ہو کہ مین مسلمان ہوا اور بقراط پر لعنت
کی تم نے خیالی دعوی دروغ خدائی کیا ہو حکیم ہو خدائی کیسی مین تمپر لعنت کرتا ہون یہ سنکر
نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نور آپنے مقام سے اُٹھا کہا آقاے نامدار آپ نہ جائیے
غلام جا کر سالار کو لاتا ہو یا قضا لیے جاتی ہو یہ کہکر طہماس چلا گر کہ گیا کہ ای شہریار بہر خدا
آپ نہ آئیے گا نورالدہر تو رک گئے مگر طہماس نور اگردن پر سوار ہو کر اُس مقام پر پہونچا کہ جس مقام
پر سالار کو لوگ دار پر کھینچا چاہتے تھے طہماس نے آتے ہی نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای
نابکاران بدفعا منم ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل
دیو پر ور نعرہ کر کے کفار پر گرا ساطور کو جنبش دی دس دس کے سر اُڑنے لگے لڑتا بھڑتا قریب
سالار کے پہونچا للکارا کہ او نامرد مفتاح ندین تو کہان ہو ہم اسکو رہا کرنے آئے ہین اسے
کھو کہ آکر روکے لڑتا بھڑتا نگہبانون کو قتل کرتا ہوا آگے سالار کو رہا کیا قید کاٹی جا یا لیکر نکلا چاہون
ہرکارون نے یہ خبر مفتاح کو پہونچائی مفتاح غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا کہ اس نبیرہ حمزہ نے
کیا سمجھا ہو کہ اپنے سپہ سالار کو بھیجا جا کر سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلا طہماس نے
سالار شیغزن کو گھوڑے پر سوار کیا کہا ای برادر چلو لوگ دور سے لعنا لعنا کر رہے ہین کوئی
قریب طہماس نہین آتا کہ تھا یک فوج رکی اور آواز آئی کہ ای طہماس آگے نہ بڑھنا طہماس
مثل شعلہ جوالہ بیٹ پڑا پھر فوج سے لڑنے لگا سالار بھی شمشیر زنی کر رہا ہو کہ مفتاح بھی آکر
پہونچا طہماس نے گنبد اڑھا کر ایک او چھڑ سپر کی لگائی گینڈے سے تیر اُسکے چرخ کھایا خجردار

خبردار کہکے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف بآسیب سپر تلوار کو
رد کر دیا بدلے مین ہاتھ ساطور کا۔ مفتاح نے سپر کو اٹھایا ساطور ہفت ہمدمنی جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے وہان سے گر کر خود کو کاٹا اُدھا سا زخم سر پہ آیا کہ دو انگل ساطور سر
مین در آیا اور پہلوان بیچ مین آ گئے مفتاح کو بچایا کہ ایک طرف سے آواز نعرۂ شیری آئی کہ باشید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر
شبہ ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر فوجین درہم و برہم ہونے لگین نورالدہر لڑتے ہوئے
قریب طہماس کے پہونچے سامنے دیکھا کہ مفتاح زخم باندہ رہا ہی نورالدہر کو دیکھکر جا پڑا
تلوار کا وار کیا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا اور ہاتھ تیغۂ خاراشگاف کا مارا تیغۂ برق تاب
جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سر پر گرا مع گنبدٹے چار ٹکڑے کیے فوج والے گھبرا گئے کوئی
کہتا ہی کیا تلوار کا کاٹ ہی کیا دست زبردست ہی جبھی تو نام اسکا بعدہٗ فتاحی طلسم لکھا ہی
اگر ایسا جری نہوتا تو اتنے بڑے کام پر کیون دست انداز ہوتا اس عرصے مین بادشاہ انکے لشکر
کا کہتان تاجدار فوج لیکر پہونچا ملازمان مفتاح نے دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اب جنگ دشوار
ہی آخر فوج کے پیر اُٹھے لاش بکمال تلاش مفتاح کی اٹھائی طرف قصر سکندری کے چلے نورالدہر
نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ہم تو اسی مقام پر رکتے ہین تم بڑھکر خبر تو لاؤ کہ بقراط ثانی کیا کر رہا ہی کیا
آمادۂ حرب و پیکار ہی شبرنگ نے کہا غلام جاتا ہی فوراً خبر لے کر آتا ہی یہان نورالدہر سالار
کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے خلعت عطا کیا نہایت خاطر سے پیش آئے سالار
خوش بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ ای شہریار شکر تا ہون کہ اُس مکار کے دام مکر سے نکلا سرکار کو غلام کیواسطے
بڑی کد و کاوش کرنا پڑی نورالدہر نے کہا ہمارے یہانکا یہی دستور ہی کہ ایک خدمتگار کے واسطے
جان لڑا دیتے ہین جمہور سرداران صاحبقران مین تھا امیر نے جو خبر پائی کہ جمہور قید ہو گیا فوراً
طلسم ہزار اسپ ایسے سخت مقام مین داخلہ کیا کئی سال مین اُسکو فتح کیا جسکے واسطے گئے تھے
اُسکو قید سے رہا کر کے لائے سالار تیغزن کو نورالدہر سے محبت پیدا ہوئی لیکن لاشہ مفتاح
جو لیکر اہل فوج بھاگے بارہ چودہ کوس جا کر رک گئے ایک صحرا مین جا کر اُترے قضائے کار
شکاک جادو شوہر گلپوش جو زعفران پوش کو لیکر چلا تھا راہ مین گھبینی گلشن جہان کر رہا تھا

جاتا ہی منت خوشامد کر رہا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم اب سلطنت تمھارے سپرد کرونگا مین تابعداری مین
مصروف رہونگا زعفران پوش کہتی ہی کہ ہم ایسے وقت قصر سے نکلے ہین کہ زندگی کے لالے ہین
ایسا نہو کسی مقام پر مسلمانون سے الجھ جائین تو کیسی مشکل پڑے ہر طرف سے مسلمان چلے آتے
ہین ہمکو قلق ہی کہ ایسا نہو بنون پر ہماری کوئی افتاد پڑے تو کیسی دقت ہی اور قدرت آمادہ ہین کہ
قصر عشرت والے ضرور برائے مقابلہ نکلین مسلمانون سے لڑائی پڑے ہر چند کہ ساٹھ ہزار کنیزین
ہین دس کرور پری رو کافی ہین مگر عیاران اسلام اس طور سے عیاری کرتے ہین کہ ایک عیار دس ہزار
بیس ہزار کو قتل کرتا ہی کہ اُس مقام پر تخت پہونچا ملازمان مفتاح ارتھی وغیرہ کی تدبیر کر رہے ہین
شکاک نے دیکھا کہا دیکھو صاحب یہ کیا ہی ذرا چلو دریافت کرین یہ لوگ کسکی ارتھی بنا رہے ہین
یہ کہکے شکاک نے تخت اتارا اُن لوگون سے آکر ملا کہا یارو یہ لاشہ کسکا ہی جسکی ارتھی بنا رہے
ہو فوج نے بیان کیا کہ مفتاح زرین کمر جو برسر مسلمانان گیا تھا مقابلہ بھی نہونے پایا کہ مارا گیا
ہم لوگ لاش لیکر نکل آئے اب منظور ہی کہ جلادین اور لوگ بھی لشکر کے آتے ہونگے یہ حال پر ملال
سنکر زعفران پوش نے کہا کہ لشکر مسلمانان آتا ہوگا سامنے پہاڑ ہی مین اُسپر بیٹھکر سحر کرون ایسا
سحر کرون کہ سب جلکر رہجائین کوئی نکل نہ سکے شکاک نے کہا صاحب ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے
زعفران پوش نے کہا ہم اُڑکر نکلجائینگے شکاک نے کہا مجکو بھی زوجہ کا قلق ہی مین بھی شریک
ہونگا ان دونون نے لاش مفتاح کو جلوایا دونون عاشق و معشوق بالائے کوہ آئے بیٹھکر سحر
دیکھنے لگے لشکر زیر کوہ آتا ہی انکو سمجھا دیا ہی کہ جب لشکر مسلمانان مین انقلاب ہو تم لوگ تلوار کھینچکر
جا پڑنا تمپر انکا حربہ تاثیر نہ کریگا تمھاری تلوار کا لگی سب قتل ہو جاینگے یہ تدبیر بتلا کر اب دونون
انتظار مین لشکر اسلام کے بیٹھے ہین زعفران پوش دیکھ رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شتر سوار
سانڈنی سوار نمایان ہوئے ان سب کے گذرنے کے بعد ایک علم زنگاری بڑے قد کا جوان گینڈے
پر سوار لیے ہوئے ساطور کمر مین لگا ہوا ایک جوان آفتاب جمال علم کا سایہ کیے ہوئے گینڈے
کو بڑھائے ہوئے آتا ہی شکاک نے [illegible] جب مین سحر کرتا ہون مگر زعفران پوش سراپائے
نور الدہر دیکھ رہی ہی دونون عارض گلاب کے پھول آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھینچے ہوئے خنجر
کہ دل عاشق پر پڑتے ہین تیر مژگان کیا ان خانہ ابرو مین بہر دلدوزی لیس ہین گلوئے نازک

شیشہ گلاب کا یا صراحی شراب کی سینہ چوڑا غزال چشم شیر خشم بازو بھرے بھرے سلاح سے آراستہ
جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی طایران صحرا تیر مژگان سے شکار ہوتے ہین شکاک نے جو زعفران پوش کو
دیکھا پھر کہا مین سحر کرتا ہون اُسی عالم محویت مین منھ سے نکلگیا کہ اچھا صاحب سحر کرو مین سحر یاد کر رہی
ہون شکاک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھونکا اور ماش کے
دانے چھینکے وہ ماش کے دانے جو گرے طہماس کو ایک پھریری سی آئی طرف نورالدہر کے پلٹا
کہا کیون شہریار مقلم تعجب ہی کہ ہم مدت سے خدمت مین ہین کچھ شرف نملا نورالدہر نے کہا ای
طہماس مین تمکو اپنی جان جانتا ہون کیا شرف چاہتے ہو طہماس نے علم اسی مقام پر گاڑ دیا
قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ یارو نئی بات ہی کہ آج طہماس آقا پر ساطور
اُٹھاتا ہی فوج والے معتاح کے سمجھے کہ اب لشکر اسلام مین ہنگامہ ہی سب کو چلکر مار لین یہ
سوچ کر سوار ہوے لشکر اسلام پر جا پڑے کچھ لوگون پر تاثیر ہوئی تھی دشمن کو جو آتے ہوے دیکھا
جن پر تاثیر ہوئی تھی وہ تو گوشون مین چھپنے لگے اور جن پر تاثیر نہوئی تھی وہ مصروف جنگ ہوے
دشمن کو قتل کرنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے بیس ہزار آدمی آئے تھے پانچ ہزار جب
مارے گئے باقی بھاگنے لگے مگر طہماس نے جب کلام سخت نورالدہر سے کیے تو نورالدہر نے جواب
دیا کہ ای طہماس کیا کوہ آذر کا گنبد دھڑ کا بھول گئے وہی حال تمہارا کرونگا بس طہماس نے
ساطور کھینچا ملکہ نے جو دیکھا کہ اُس معشوق پر مصیبت ہی نورالدہر پر نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ دل
زعفران پوش کا بیقرار ہو گیا تاب نہ آئی پکار اُٹھی خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا طہماس نے فوراً ساطور
نیام مین کیا اور سامنے نورالدہر کے ہاتھ باندھنے لگا اور کہتا تھا کہ غلام کو اسوقت کیا ہو گیا تھا
کہ بندگان عالی سے اسوقت ایسے بیہودہ کلام کیے نورالدہر ہنس پڑے کہا ای طہماس یہ کسی کا
سحر تھا لیکن زعفران پوش نے جو بیقراری مین یہ کلمہ کہا کہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا شکاک نے
کہا ای ملکۂ عالم یہ تمنے اسوقت کیا کہا میرا سحر کس زور دن پر تھا تم نے اُسکو مٹایا ورنہ مین نے
خاتمہ کر دیا تھا تمنے دفع سحر کیا مین نے بخوبی دیکھا کچھ کہہ نہین سکتا زعفران پوش نے کہا ای
شکاک تو کیا جانے کہ جو ہم پر گذر رہی ہی لایق بیان نہین ابھی تو یہ کیفیت ہی نظم

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ		پیدا کر ارتباط بھی دیدۂ آشنا کے ساتھ

باتین نہ کر سکے دم مرگ آشنا کے ساتھ
آنسو کی طرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ

جو دانہ گل لٹا کیا صفت آسیا کے ساتھ
پیسا جنون نے اک نگہ سرمہ سا کے ساتھ

غیر دن کو زہر چشم کی قند لب مجھے
رہتے ہین یہ مزاج کے درپے دوا کے ساتھ

وہ جانتے ہین میری تپ غم ہی لاعلاج
آئیگا طبیب کیا مرض لادوا کے ساتھ

ورے جدا ہین شمس سے تارے قمر سے دور
عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خودنما کے ساتھ

اوردن کے واسطے ہی امیرون کا مال و گنج
کچھ کرسکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ

قسمت مین استخوان کے سوا کچھ لکھا نہین
کیا ہو اگر ہی ظل سعادت ہما کے ساتھ

ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین
سایہ ہما کا ہی تری دولت سرا کے ساتھ

یاد آئی نارسائی طالع کی جب کبھی
آنسو نکل پڑے سر سے آہ رسا کے ساتھ

کھوتا ہی اپنے پاس کا مایہ بھی تیرہ بخت
ملتی ہین دولتین بھی بہت کیمیا کے ساتھ

چاہے جو انبساط تو الفت سخن سے رکھو
غنچے شگفتہ ہوتے ہین بس اک صدا کے ساتھ

ہی قد یار ملک عدم دور کچھ نہین
چھوڑا کمان پہ تو نے قیامت کولا کے ساتھ

اک روز جو بدی ہی وہ ہونی ہی ای صفیر
کب تک رہیگا ظل سعادت ہما کے ساتھ

شکاک نے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی زعفران پوش نے کہا بس بہتر یہ ہی کہ ہمارے ساتھ سے چلے جاؤ اسوقت ہمکو قصر عشرت یاد آیا بہنون کے ساتھ عیش کیا کرتے تھے صدہا غزلین اُنکے ساتھ گاتے تھے ڈھول بجاتے تھے اب تو ہمکو کہان لیے جاتا ہی اے عیش کرنے والا ہمارا دل تیرے ساتھ نہ لگیگا یہ کہکے زعفران پوش نے ہاتھ ہلا دیا جن لوگون پر تاثیر سحر شکاک ہوئی تھی وہ جاتی رہی وہ سب ہوشیار ہو گئے دشمن سے لڑنے لگے شکاک نے کہا ای زعفران پوش مین نے خیال کرکے دیکھا کہ تو نے سحر میرا اُتار دیا اگر تو دخل نہ دیتی یہ جوان جو میرے قد کا ہی اس چھوٹے قد والے پر حملہ کرتا یہی کل کا افسر معلوم ہوتا ہی پھر زعفران پوش نے یہی جواب دیا کہ ای شکاک اصل یہ ہی کہ مین قصر عشرت سے جدا ہوئی اور ان سب کی جدائی میرے اوپر شاق ہی شاید اس خیال مین سحر اُلٹا ہو گیا اب سبکو قتل کر سکتی ہون تم جاؤ مین سب کے سر لیکر جاؤنگی کیا میرے ہاتھ سے بچین گے اونا سحر مین آسیبین اُڑنے لگے

اسوقت مجھسے نہ بولو میرے دل کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

میانِ دیدہ و دل روز و شب ہمین جدل ست
کہ کار ہر دو در افشاے راز و خلل ست

میان عالم و جاہل برابراز سرموے
تفاوتے نبود تا کہ علم بے عمل ست

خیال خام ز سر کن برون برو لیلی
کہ مستی دلِ مجنون ز بادۂ ازل ست

بہار و بادہ و بزم طرب غنیمت دان
کہ روز حادث و ایام عمر بے بدل ست

ز آہ و نالہ ترا منع تا مبے تحقی
تسلی دل بلبل لصوت با غزل ست

ای شکاک اسوقت ہمارے ہوش درست نہین ہین تم طرف اپنے باغ کے جاؤ مین ہبنون کو دیکھکر آؤنگی اور ان سب کے سر لیلونگی تمہین سب کے سر دار کرونگا مگر مجکو یہین چھوڑدو اسوقت جاؤ شکاک نے کہا ای جان جہان اگر تمہارے ہوش درست نہین ہین تم سحر نہ کرو خاموش بیٹھو مین تھوڑے ہی عرصہ مین خاتمہ کیے دیتا ہون زعفران پوش نے کہا اسوقت مجکو یہ بھی ناگوار ہی کہ میرے سامنے تم سحر کرو اور مین بیٹھی دیکھا کرون شکاک نے کہا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ تو اس جوان پر عاشق ہوئی اُسی جوش مین یہ اشعار پڑھے میرے جلنے کے بعد تو اس سے ملاقات کریگی مین تجکو سامنے قدرت کے بیلو نگار زعفران پوش نے کہا ای کمین خیر ہی کہ اسوقت سے چلے جاؤ تمہاری یہ مجال ہی کہ مجھے سامنے قدرت کے لیجاؤ میرا جی چاہیگا جاؤنگی حکماے سابق نے شاہزادیان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اس قصر مین بسائین سحر سکھائے مین کچھ قدرت کی لونڈی نہین ہون شکاک نے ہاتھ بڑھایا کہ کھینچکر اسکو لیجاؤن زعفران پوش نے ہر چند منع کیا مگر شکاک نے نہ مانا جیسے ہی ہاتھ بڑھایا زعفران نے اُف کیا منھ سے شعلہ نکلا کہ ہاتھ شکاک کا جلنے لگا جھلا کر یہ اپنے مقام سے اُٹھا ہر چند چاہتا ہی بجھاؤن آگ بڑھتی ہی جاتی ہی دوبارہ پھر زعفران پوش نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق گری شکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شکاک کا تھا کہ پر ہنگامہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من شکاک جادو بود نور الدہر نے اسی ہنگامہ مین سب کو شکست دی ہمراہیان مفتاح کچھ مارے گئے کچھ بھاگے یہ آواز سنکر طہماس سے کہا دیکھو ساحر کے مرنے کی آواز آئی کوئی دوست پہونچ گیا سحر کرنے والے کو مارا اسی مقام پر لشکر اُتارو مین بالاے کوہ جاکر دیکھون طہماس نے لشکر کو اُتارنے کی تدبیر کی نور الدہر طرف کوہ کے چلے زعفران پوش جادو شکاک کو مار کے

سرنگون بیٹھی ہی اور یہ مطلع پڑھ رہی ہی مطلع ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہی + رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی + نورالدہر گھاٹیان طے کرکے بالاے کوہ پہونچے دیکھا ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن جوڑا زعفرانی زیب جسم سرنگون بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری کبھی مطلع مذکور پڑھتی ہی کبھی کف افسوس ملتی ہی کہتی ہی کہ او دل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا مجھے بلاے زلف عنبرین مین پھنسا دیا ہاے اب کیا کرون شکاک کو بھی مار چلی اسکی پرسش ہوگی دیکھیے قدرت کیا فرماین کہ پاؤن کی آہٹ سنکر سر اُٹھایا اسی جوان کو دیکھا دریاے خون مین نہایا ہوا تیغہ برہنہ ہاتھ مین جیسے ہی زعفران پوش نے نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا کھڑی ہوگئی اور پکار اُٹھی مطلع۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست +

نورالدہر اُس نازنین کو دیکھکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا　　وہ تجلی تھی کہ موسےٰ کے بھی لیجاے ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق　　زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور　　اختر برق جہندہ تھا کہ نجم دُر گوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح　　میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ　　خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز +　　مردمک آنکھ مین یا بچۂ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے برنگ گل و مد　　متبسم صفت غنچہ دہن تھا خاموش
شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا　　جسم معمور نزاکت سے شراب سرجوش
حور تمثال و قمر طلعت و آئینہ جمال　　نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم　　بے حجابانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش

جنبش لب کا اشارہ ہی کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ ہی کہ بس ہین خاموش

نورالدہر نے اس حال سے جو اُس مہ جبین کو دیکھا ایک محویت حاصل ہوئی حیران جمال و محو دیدار ہوے حیران اُسکو دیکھکر اُسنے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا آئیے آپ حیران

کیون ہین سامنے تختۂ سنگ مرمر پڑا تھا اُسپر نور الدہر بیٹھ گئے زعفران پوش بیتاب ہو گئی
کہا اے شہریار آپ آفتاب عالمتاب سلطنت ہین فرش خاک پر نہ بیٹھیے مین ابھی فرش کیے دیتی
ہون نور الدہر اُٹھ کھڑے ہوے زعفران پوش نے کچھ اشارہ کیا کہ فرش مخمل کاشانی کا
بچھ گیا ایک طرف مسند لگی ہوئی اُسپر نور الدہر آکر بیٹھے وہ مہ جبین بھی شرمائی ہوئی قریب
آکر بیٹھی باتین کرنے لگی پوچھا کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے نور الدہر نے مفصل بتا دیا
کہا آپ اپنے اسم شریف سے مطلع فرمایئے زعفران پوش نے کل کیفیت اپنی بیان کردی کہا اے
شہریار اب مین سامنے بقراط کے جانے کے لایق نہین ہون دیکھیے لاشہ سامنے پڑا ہے
مین نے شکاک کو مارا یہ سب حال اُسکو معلوم ہو جائیگا وہ آپکے لشکر کو تباہ کرتا تھا مجھسے
نہ دیکھا گیا جب اُس جوان نے آپ پر ساطور کھینچا میرا قلب تڑپ گیا اُس بیچارے ذبح
کرتے دیکھ لیا انکار کرتا تھا مین نے ہاتھ ہلا دیا برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لہذا اب مین اگر
پاس بقراط کے جاؤنگی تو وہ مجکو سزا دیگا گلپوش کو اسی خطا پر سر در بار مارا یہی حال میرا کریگا
نور الدہر نے کہا تم ہمارے لشکر مین چلو بآرام بیٹھو بقراط ثانی کی کیا مجال ہے کہ تم پر ہاتھ اُٹھائے
یہ جو معشوق نے کہا زعفران پوش نہال ہو گئی کہا اے شہریار مین نے بھی کتاب مین دیکھا ہے کہ آپکے
نام فتاحی طلسم لکھی ہے ہر چند کہ لوح اس طلسم کی ملنا بہت دشوار ہے مگر آپ کا خدا ے نادیدہ مدد کریگا
آپ کو لوح حاصل ہوگی اگر لوح نہ ملیگی تو طلسم کیونکر فتح ہوگا مین بھی کوشش کرونگی آپ اپنی
بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہونگی اپنے کو مخفی قصر عشرت مین پہونچاؤن بہنون سے حال لوح
پوچھون شاید کسی کو مجھسے زیادہ معلوم ہو تو دریافت کرکے فکر کرون آپ کو لوح دلواؤن
آکر پھر آپ کے ساتھ رہونگی ایک نقرہ مین نے سُنا ہے کہ آپ لک ساحرہ کو قبول نہین کرتے نور الدہر
نے کہا بعد فتح طلسم جب سحر سے تائب ہوگی تب انشاء اللہ عقد بھی ہو جائیگا چند باتین کرکے
نور الدہر کوہ سے اُترے آکر اپنی بارگاہ مین ٹھہرے مگر زعفران پوش نور الدہر سے جدا ہو کر
طرف قصر عشرت کے چلی سب شاہزادیان ڈھول بجا بجا کر گا رہی ہین اور یہ بھی کہتی جاتی
ہین کہ زمانہ ہمارے رنج و مصیبت کا آن پہونچا دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرین کہ زعفران
آسمان سے آکر اُتری سب نے پوچھا کیون بوام شکاک کے سپرد ہوئی تجھپر کیسی گذری

زعفران پوش نے کہا بوا شکاک کو مین نے مار ڈالا وہ جبر کرنا چاہتا تھا مین نے ہاتھ چلا دیا اُسکے
دو ٹکڑے ہوے مین تم سبھون کے دیکھنے کو آئی ہون طلسم کشا کو دیکھا اُسپر مائل ہوئی وہ بھی
محبت پیش آیا جوان حسین فتاح طلسم خیال سکندری ہی اُنکو خود خداوند اپنی کتاب مین لکھ چکے ہین
اور اب فرماتے ہین اُسکو بدلونگا ہین یہ نا ممکن ہو مین جان و دل سے کوشش کرکے لوح اُنکو دلاؤنگی
اور اسی قصر پہ بھر کے بڑھینگے آخر قدرت بھاگ کر طلسم مین جا بیٹھینگے مگر وہان بھی سرکوب ہو جیگا
قدرت عاجز ہوسنگے لوح اُنکو ہدایت کریگی مرحلے طے کرتے اُٹھینگے ساحر مکر کرنے کا ارادہ کرینگے مین شکل
کبوتر ہمراہ رہونگی کہ سے ہر ایک سے آگاہ کرونگی کسی کے مکر کا رنگ نہین جمنے دونگی تم لوگ یہ
بتاؤ کہ لوح کیونکر ملیگی اتنا تو سنا ہی کہ لوح اس طلسم کی قصر ہفت بلا مین ہی سب نے کانپ کر
کہا ہوا تنے بڑا قصد کیا ہم کچھ نہین کہ سکتے بس اسقدر ہمت کافی ہی کہ قدرت سے اطلاع نہ کرینگے
جب تمھارا جی چاہے ہمکو آ کر دیکھ جاؤ ابھی تو فتح قصر سکندری باقی ہی اسکے بعد جیسا کچھ ہوگا ہم لوگ
بھی جان بچانے کی تدبیرین کرینگے ہر چند زعفران پوش نے حال لوح پوچھا مگر کسی نے کچھ نہ کہا
زعفران پوش پلٹی نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے طماس سے سب حال بیان کر رہے تھے کہ آسمان
پرستارہ چمکا سب دیکھنے لگے کہ زعفران پوش آکر پہونچی سب حال نور الدہر سے بیان کیا کہا
حضور نہین مجھے باغی ہو مین اتنا رحم کیا کہ قدرت سے اطلاع نہین کی اب آپ کوچ کرین
قصر سکندری پہ چلین لڑائی تو شروع ہو جاے پھر دیکھا جائیگا نور الدہر شب بھر اسی مقام پر
رہے صبح کو لشکر آراستہ ہوا زعفران پوش ابر زعفرانی مین چھپکر پیش لشکر ہی اس رنگ سے لشکر
نور الدہر کا طرف قصر سکندری کے جاتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان ایرج نوجوان و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام عشق بتان　　کہ ظاہر ہو انجام عشق بتان
ترے دور مین ساقئ بیخبر　　رہے تجھ سے محرم وہ ای سیمبر
جدائی تری قلب پر شاق ہی　　کہ دل تیری صورت کا مشتاق ہی

مرے دلمین صبر و قرار اب کہان — کہ معشوق ہو باوفا جب نہان ہے
فلک در پئے ظلم و آزار ہے — کہ اب زندگی بھی ہے مجھے بار ہے
دلِ غمزدہ گنجینہ یادِ ہم — کہ شاید ہی ملجائے اُسکی خبر
اُسے باغ مین ہے تری جستجو — یہی اب مرے دلمین ہے آرزو
کسی گل نے پائی نہ اُس گل کی بو — نہ بر آئی دل کی مرے آرزو
فغان بلبلون کی پھراتی ہے سر — صبا بھی ہوئی حال سے بیخبر
ہر اک نخل سے ہے یہی التجا — کہ اُس گل کی بو کا ٹھکانا بتا
یہ کہنے مین برگِ درختان تر — ہمین کچھ نہین اُس صنم کی خبر
ہر اک سرو ہے خم سے اب پا بہ گل — ہے حالِ گل یاسمن مضمحل
جو دیکھا تو سنبل پریشان ہے — کہ آئینۂ آب حیران ہے
زبانی جو اُس باغ مین اُسکی بو — چلا سمت صحرا بصد جستجو
غزالان صحرا سے ہے ارتباط — کہ جنگل مین کس سے کرون اختلاط
یہ کہتا ہون ہر دم بصد شور و شین — کہ کس سے ملے میرے اس دل کو چین
لباسِ بدن گردِ صحرا ہوئی — کہ جنگل مین حالت مری کیا ہوئی
ذلیخا کے قصۂ دلفریب — بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

چہرہ۔ سرگردان کوے بدنامی و رواج دہندگان اشرفی ناکامی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

شہیدانِ تیغِ ادائے حبیب — حریفانِ آلام و فرقت نصیب
رقم کرتے ہین حالِ شہزادگان — سناتے ہین اس رنگ کی داستان

کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان اُس ہنگامۂ سحر مین تہمتن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے شاپور نے کہا اے شہریار نکل چلیے سحر تخت مین مبتلا ہوئے ایرج نے یہی دیکھا کہ سب سردار زخمی ہو کر نکل گئے جہانگیر نے بھی رہائی پائی آخر کرہ بن اشقر کے گلے مین ہاتھ ڈالے وفادار مرکب نے جوانبے راکب کو سست پایا شاہزادے کو لے نکلا ایک صحرا مین آکر دم لیا شاپور

ساتھ ہی شاہزادے کو گھوڑے سے اُتارا ملنے سر مین لگا کے ایرج نے کہا ای رفیق شفیق سب
ہے سے جدا ہوے پانی کی خواہش ہی شاپور چھاگل لیکر براے تلاش آب چلا اس سرحد مین ایک
قزاق رہتا ہی وہ ایک قافلہ لوٹنے گیا تھا مال اسباب لوٹ کر پلٹا ہی دور سے دیکھا ایک مرکب
کو سر کوہ کفل کھڑا ہی زیر نخل ایک جوان آفتاب جمال بیہوش پڑا ہی گھوڑے سے اُتر کر قریب
ایرج آکر سر مین مانگے دیکھے لگی ہونٹھ خشک ہین سمجھا کہ یہ جوان کسی مقام پر لٹا گھوڑا اسطرف نکال
لایا اسکو اپنے قلعہ مین لیچلون اسکا علاج کرون ساتھ رہیگا بہادر ہی یہ سوچ کر چارپائی منگائی ایرج
کو اٹھا لیا اپنے قلعہ مین لایا ایرج نے آنکھ کھولی ایک جوان کو دیکھا کہ مگس رانی کر رہا ہی ایرج
نے پوچھا ای جوان یہان مجھے کون لایا مین تو زیر نخل تھا جوان بخت قزاق نے جواب دیا
اس حقیر نے جناب کو وہان پڑے دیکھا نہایت افسوس آیا یہان اٹھا لایا مرکب آپ کا موجود
ہی بارہ ہزار قزاق کا مالک ہون منزلون سے لوٹ لاتا ہون قلعہ مین لا کر کھاتا ہون مگر حضور کا
نام نامی کیا ہی ایرج نے مفصل اپنا نام بتایا جوان بخت گھبرایا کہ یہ جوان تو خداوند کا دشمن ہی
اسکی کیا تدبیر کرون ایرج کے منہ سے نکلا کہ مین پیاسا ہون جوان بخت نے شربت بنا کر دیا بیہوشی
اسمین ملائی ایرج نے پیا پیتے ہی بیہوش ہوے جوان بخت نے مسلسل و مطوق کیا قیدخانہ مین
بھیجا ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی ایک سوار سے کہا اس کاغذ کو قصر سکندری مین پہونچا دے
در قصر پر جانا نگہبان کو عرضی یہ کہکر دینا کہ جوان بخت قزاق نے یہ عرضی بھیجی ہی قدرت خود دیکر
اسکا جواب لانا سوار عرضی لیکر روانہ ہوا جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہی مگر حیران ہی کہ اگر
یہ جوان طرف قصر سکندری کے بھیجا گیا قدرت قتل کرینگے یا میرے نام حکم قتل بھیجین گے
تو مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ ایسے شیر دلیر کو قتل کرون مجکو اسکی صورت دیکھکر رحم آتا ہی مگر وہ
عرضی پاس بقراط ثانی کے پہونچی عرضی کو پڑھ کر عنتر فیل سوار کو حکم دیا کہ تو یہان سے جا
قید اس جوان کی لے آ عنتر دس ہزار سوار لیکر چلا مگر شاپور شیر دل جو پانی لینے گیا ایک مقام
پر ہنگامہ دیکھا ایک بلندی پر چڑھ کے خیال کیا کہ شاہزادہ جہانگیر کو دس ہزار سوار دن نے
گھیرا ہی سر زمین خدا اس حال زار مین جہانگیر شیرانہ لڑ رہے ہین افسر دور سے لپٹا لیٹا کر رہا ہی قریب
جہانگیر نہین آتا شاپور بیچین ہو گیا بلندی سے اُتر کر اس مقام پر آیا دو تین حقہ آتشبازی کے

مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیر دل جہانگیر نے شاپور کی آواز سُنی ادھر حربہ ہاے آتشبازی چھٹے
گھوڑوں میں دہشت سے دولتی چلنے لگی سواروں کو گرا کر طرف جنگل کے بھاگے جہانگیر نے گھوڑا
بڑھایا قریب افسر کے پہونچے قیصور صحرانورد کہ یہکا افسر ہی اُسنے ہاتھ تلوار کا جہانگیر پر مارا
جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر چاہا زمین
پر ماروں قیصور نے آواز دی الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان قیصور صحرانورد
بہ صدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے آکر قدموں کو بوسہ دیا جہانگیر نے
قیصور کو مسلمان کیا شاپور سے پوچھا ہمارے بیٹے کا خیر کہاں ہے تم کہاں سے آتے ہو شاپور
نے کہا سامنے اس صحرا میں شاہزادے کو چھوڑکر آیا ہوں یقین ہے وہیں ہوں جہانگیر مع فوج
قیصور ہمراہ شاپور اُس مقام پر گئے ایرج کو نہ پایا شاپور نے کہا آقا کو کوئی لیگیا خدا خیر
کرے سامنے قریہ تھا شاپور نے آکر وہاں دریافت کیا ایک گنوار نے بیان کیا کہ جوان بخت
قزاق اُٹھا کر لیگیا شاپور نے آکر جہانگیر سے بیان کیا اور کہا میں جاتا ہوں دیکھوں وہاں کس
رنگ میں ہیں شاپور صورت بدل کر اُسطرف چلا جہانگیر اُسی مقام پر ٹھہرے شاپور قلعہ کا نشان
پوچھتا ہوا اندر قلعہ کے آیا لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہے حکم
لقراط کا مشتاق ہے یہاں جہانگیر بیٹھے تھے کہ سواے گرد اُٹھی ایک پہلوان کو دیکھا کہ فیل پر
سوار بارہ ہزار جوان پشت پر اُسنے جو جہانگیر کو زیر نخل دیکھا جاسوں سے نام دریافت کرایا فوج
سے اشارہ کیا کہ لو یارو اور فرزند صاحبقران طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لو جب جہانگیر نے دیکھا کہ
فوج براے رزم و پیکار آتی ہے تلوار ٹیک کر اُٹھے قیصور نے فوج کو اشارہ کیا دونوں لشکر
ملگئے تلوار چلنے لگی جہانگیر دلسے بڑھے قریب عنتر فیل سوار پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا
عنتر نے امان مانگی جہانگیر نے سوال اسلام کیا عنتر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا جہانگیر نے
عنتر سے حال پوچھا عنتر نے کیفیت بیان کی کہ میں بحکم لقراط براے قتل ایرج نوجوان
جاتا تھا کہ آپ سے مقابلہ پڑا اب جو حکم دیجیے بجالاؤں کہ شاپور آکر پہونچا اب صلاح ہوئی کہ
ایرج کی رہائی کی تدبیر کریں شاپور نے کہا اے عنتر تم آگے بڑھکر ایرج کو قلعہ سے نکالو ہم

جہانگیر کو لیکر آستے مین تم قریب ایرج نوجوان رہنا ایسا نہو کہ جوان بخت انکو قتل کر ڈالے عنتر نے کہا آپ نہی تشریف لائیے تو مین انکو رہا کرلاؤنگا جہانگیر نے کہا ہم صورت بدل کر تمھارے ساتھ چلینگے اس بات کو سب نے گوارا کیا جہانگیر کی صورت ہمایون نے تبدیل کی ایک رسالدار کی شکل بنایا طرف قلعہ کے چلے جوان بخت کو خبر ہوئی کہ عنتر فیل سوار آتا ہی عنتر نے نامہ لکھا کہ ای جوان بخت گناہگار کو قلعہ سے باہر لاؤ مین فوراً قتل کردونگا حکم تاکیدی میرے پاس ہی جوان بخت نے ایرج کو ارابہ پر سوار کیا مگر افسوس مین ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا ایسا جوان حسین وجمیل میرے قلعہ پر قتل ہوتا ہی پہلوان مجھے بدنام کرینگے کہ اپنے گھر لاکر قتل کرایا اسنے بڑی نامردی کی ہاے کیا کرون اگر یہ مذہب خداوندا ختیار کرے تو مین اسکی جان بخشی کردون یہ سوچتا ہوا قریب ارابہ ایرج آیا کہا ای نبیرہ حمزہ صاحبقران مجھے تجھ سے ایک محبت ہی اب عنتر براے قتل آتا ہی اگر تو لقراط ثانی کو سجدہ کرے تو مین جان بخشی کردون ایرج نے جواب دیا کہ مین تو اس حکیم مکار پر لعنت کرتا ہون قزاق کو بہت ناگوار ہوا زنجیر دار سے کہا ارے تو سنتا ہی کہ قدرت پر اسنے لعنت کی سزا نہین دیتا ہی زنجیر دار نے سونٹا اٹھایا کہا ای جوان قدرت پر لعنت کرتا ہی جیسے ہی اسنے سونٹا اٹھایا ایرج نے ہتھکڑی ماردی کہ زنجیر دار کا سر پچکا ایرج نے جھٹکا مارا قید کو توڑا ایک سوار کو مار کر تلوار لی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف

نعرہ کرکے لڑنے لگے جہانگیر عنتر کے ساتھ قریب جو آئے نعرۂ ایرج کی آواز سنی کہا ای عنتر وغضب ہوا وہ شیر گڑ گیا جلد چلو یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا دور سے دیکھا زیر کوہ تلوار چل رہی ہی ایرج نے کئی سو قزاق مار ڈالے ہیں لاشے جابجا پھڑک رہے ہین قزاق دور سے تیر مارتے ہین کوئی قریب نہین آتا جوان بخت لینا لینا کر رہا ہی کہ جہانگیر نے قریب آکر نعرہ کیا منم جہانگیر والا تبار کہ شہریار تاب کا ہوا خواہ آن پہونچا جہانگیر شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے تھے ایرج کو بڑی شرم آئی کہ ایسا نہو جہانگیر جوان بخت کو مارلے ایک قزاق کرہ بن اشعر کو لیے کھڑا تھا

ارادہ تھا کہ جب ایرج قتل ہو جائیگا تو یہ مرکب مین جوان بخت سے مانگ لونگا ایرج نے بڑھکر اسکو مارا کرہ بن اشقر زاد اپنے آقا کی سُنکر بیقرار ہو رہا تھا ایرج نے جو اُسکو مارا مرکب نے سر قدم پر رکھدیا ایرج اُسکی پشت پر سوار ہوے اب جو پشت پر کرہ بن اشقر کی آئے ذرا جو رانون مین مسلا گھوڑا چاہتا ہی سبزہ آسمان کو پامال کردن طرارہ بھر کر چلا قزاقون کو گراتا ہوا! دولتیان مارتا ہوا کسی کو منھ سے کاٹ کھایا کسی پر پشنک ماردی اسطرح جھپٹتا ہوا قریب جوان بخت پہونچا جوان بخت نے دیکھا کہ سبحان اللہ جیسا مرکب ویسا راکب کس زور شور سے مجھ تک پہونچا ہی تلوار نیام سے کھینچی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار روک کے ہاتھ تیغ دودمہ سکندری کا مارا جوان بخت نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر جو گری شانہ جوان بخت کا نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر کمر مین ڈالا جوان بخت کو اُٹھا لیا جوان بخت نے امان مانگی ایرج نوجوان نے سوال اسلام کیا جوان بخت کہ ایرج سے محبت رکھتا تھا فوراً کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ایرج و جہانگیر آپس مین ملے کہ صحراے گرد اُڑی ایک فقیر کو دیکھا کہ ہو حق کرتا ہوا آیا قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر نے کہا شاہ صاحب مین نے کبھی تمکو نہین دیکھا مین کیونکر پہچانتا چابک نے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جہانگیر نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بہت خوش ہوے ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ سب لشکر دامنہ کوہ مین اُترے جوان بخت و تیصور و عنتر بارگاہ مین استادگی کے آتر پڑے جہانگیر جو شب کو بارگاہ مین آئے چابک ساتھ ہی فرمایا ای یار وفادار ہرچند کہ معشوق کو ہمارے بھائی صاحب نے قبضے مین کیا تھا ملاقات بھی نہونے پائی کہ لشکر مین انقلاب ہوا جو دل کا عجیب حال ہی نظم

بھر نظارہ گل رخسار جانان چاہیے ۔ بلبل گلزار کو سیر گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے ۔ خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے
جان لب پر ہون بوسہ لب ہای جانان چاہیے ۔ بہر طول عمر مجکو آب حیوان چاہیے
عاشق رخ کو خیال کوے جانان چاہیے ۔ یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے
ہنسنے کیا ہو ایک بوسہ سبزہ عارض کا دو ۔ مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے

حلقۂ خاتم بنا ہون مین وفور ضعف سے
اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے

ای معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون
سیر کرنے کو فقط مجکو گلستان چاہیے

حور جنت کو مبارک ہوئے میوہ خلد کا
عاشقون کو بوسۂ سیب زنخدان چاہیے

ہین ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار
غسل میت کو ہماری آب نیسان چاہیے

ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین
درج سلک گوہر شہوار دندان چاہیے

گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین
ای جنون پاے نظر مین خار مژگان چاہیے

لور دا رفتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام
گنج قارون مجکو جاے کنج زندان چاہیے

چابک نے عرض کی یہ تو غلام نے دیکھا تھا کہ جب لشکر تباہ ہوا اور برف گرنے لگی تو ملکہ ایک مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل گئی عین مقدمۂ عورت تو نازک ہے شاید کسی نے گرفتار کیا ہو کل صبح کو اتنا دریافت کیجیے کہ لشکر یہان دو چار روز رہے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ تلاش کرلاؤن لیکن اگر لشکر کوچ نہ کرے جہانگیر نے کہا فرزند کو ہمارے جلدی ہے مگر ایرج سے جو دریافت کیا ایرج نے یہ کہا مین چاہتا ہون کہ اپنے کو تا قلعہ سکندری پہونچاؤن لوح طلسمی حاصل کرون فاتح طلسم ہو دا ماجان کی رہائی کی صورت نکلے ایسا نہو جیسے بیشتر وہ کشتی گیر دا پہونچ جائے جہانگیر نے کہا ای فرزند تمھارا جلدی کرنا جاے ہے لیکن اگر دو چار روز اسی مقام پر رہو تو بہت مناسب ہے ایرج نے قبول کیا خیال ہے کہ عنتر ساتھ ہے رد براہ تا بہ قصر سکندری پہونچائیگا چابک جہانگیر کو سمجھا کر تلاش مین لیلا کی چلا یہی وہ طلعت کے خیال مین ہی آنکھون کے نیچے صورت اس محبوب کی پھر رہی ہے جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے ایک صحرا مین جاکر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھی آگے آگے طہماس ہراول لشکر بنا ہوا اس مقام پر پہونچا لشکر کو ٹھہرایا کہ نور الدہر بھی آئے لشکر اسی مقام پر اترا نور الدہر نے دیکھا ایک نخل کے نیچے مہتر چابک کھڑا ہے نور الدہر نے آواز دی ای مہتر والا گہر ذرا ہمارے پاس آؤ تم سے کچھ کہنا ہے چابک قریب آیا نور الدہر نے پوچھا تمھارے آقاے نامدار کہان ہین کہا حضور یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے جوان بخت قزاق وہان کا حاکم ہے اس مقام پر آکر ایرج و جہانگیر اترے ہین نور الدہر نے کہا ای مہتر والا گہر ملکہ لیلا سے غمزین ہو

ہم تک پہونچین اُنکو اور وزیر زادی مہر طلعت کو باحتیاط رکھا ہی بڑی خاطر سے اُنکو اپنے
ساتھ لیا ہی مگر وہ آٹھ پہر ملول و حزین رہتی ہین تم اُنکو لیجاؤ چابک نے جو یہ مژدہ سنا خوش
ہوگیا آکر لیلا و مہر طلعت سے ملاقات کی ملکہ نے کہا بھیا مجکو لیچلو مین ان تک پہونچ جاؤن
نور الدہر نے لیلا و مہر طلعت کو محافہ مین سوار کیا چند سوار ہمراہ کیے چابک محافہ لیکر
چلا کوئی دو کوس نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی شاہور دزد کسی قافلہ کی تلاش مین چلا تھا راہ مین
جو محافہ دیکھا قزاقون سے کہا گھیر لو چند سوار ساتھ تھے وہ لڑ بھڑ کر مارے گئے شاہور
نے محافہ پر قبضہ کیا ساتھ والون سے کہا آج اسی مقام پر اترو ایک معشوقہ دستیاب
ہوئی ہی اُسپر قبضہ کرلون تو پھر آگے بڑھون شگون تو اچھا ملا قافلہ بھی چلکر لوٹین گے
چابک نے جب دیکھا کہ ساتھ کے سوار مارے گئے اور محافہ پر قبضہ سواران شاہور کا
ہوگیا چابک مرکبون کے شکم کے نیچے ہوکر نکل بھاگا یہان جہانگیر انتظار کر رہے تھے
دربارگاہ پر ٹہل رہے تھے کہ چابک گھبرایا ہوا آیا کہا ای شہریار جلد چلیے معشوقہ قبضہ مین
نور الدہر کے تھی سوار ساتھ کیے اُنھون نے روانہ کیا راہ مین شاہور نامے قزاق ملا اُسنے
سوارون کو قتل کیا اب اُسی مقام پر اُترا ہی ضرور ملکہ پر بدعت کریگا جہانگیر فوراً سوار ہوے
ایرج نے خبر نہ پائی کہ عمّ نامدار کہین جاتے ہین کسی کو ساتھ نہین لیا چابک نے آنکر کچھ خبر دی
سنکر گھبرا گئے ایرج نے شاپور سے کہا ای برادر دریافت تو کرو کیا خبر سنکر جاتے ہین شاپور
گیا اور چابک سے دریافت کرکے آیا ایرج سے سب حال بیان کیا ایرج نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا افسوس ہی کہ کشتی گیر زادہ کا احسان ہوا چار کے سامنے بیان کریگا ای شاپور جلد
مرکب تیار کرو جوان بخت نے کہا حضور تامل کرین غلام جاتا ہی میرے آگے ملاقات بھی ہی
مین بجھا دونگا ایرج نے کہا جلد جاؤ جوان بخت چند قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان شاہور
نے ایک بارگاہ استادہ کرائی کہا ملکۂ عالم کو آمین و آتار و ملکہ روتی ہوئی آترین جب شاہور
دروازے پر آیا تو ملکہ نے پکار کر کہا کہ ای شاہور اندر نہ آنا ورنہ مجکو زندہ نہ پاؤ گے ہاتھ نکالکر
الماس کی انگوٹھی دکھائی کہ مین یہ کہا لونگی شاہور خوشامد مین کر رہا ہی کبھی دباؤ ڈالتا ہی
ملکہ رو رو کے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای مالک تو حفاظت آبرو کریگا اس عالم کو کیا

اسکے بہلاؤن جب شاہور نے بہت منت کی تو ملکہ نے کہا ای شاہور مین سوداگر بچی ہون لیکن
نام سے مرد کے نامحرم اب تیرے قبضے مین ہون مگر آج کی شب کی مہلت دے کل جو تو کہیگا قبول
کرونگی شاہور کبھی نا شناہی کبھی کتاہی مین ایک نظر دیکھ تو لون جی مین کتاہی ہم لوگ زر دیبہ
کے آشنا ہین دیکھون کہ زیور کیسا پہنے ہی یقین ہی کہ جواہر مین لدی ہوئی ہو اس لالچ مین
دروازے سے نہین ہٹتا کہ لشکر مین غل ہوا نعرہ جہانگیر کی صدا آئی شاہور نے پلٹ
کے پکارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگون نے خبر دی کہ ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال فخر رستم و زال ہی کہ تنہا لشکر پر آکے حملہ کیا کئی سو جوان مار ڈالے سب قزاق بخوف
بھاگے پھرتے ہین کوئی اسکے مقابلہ مین نہین جاتا اکیلے نے تہلکہ ڈالدیا شاہور گھبرا کر
طرف ساتھ والون کے پلٹا کہا گینڈا بدولت کا لاؤ گینڈے پر سوار ہو کے چلا سامنے آکر دیکھا کہ
جہانگیر لڑتے ہوے آتے ہین جہانگیر نے جو دور سے افسر کو دیکھا وہین سے آواز دی او نامرد
مقابلہ مین آ ان غریبون کو کیون قتل کراتا ہی ساتھ والون نے شاہور کے جہانگیر کو راستہ دیا
لڑتے بھڑتے جا با قریب شاہور کے پہنچون مگر شاہور جنگ دیکھکر حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی
اس جوان کو کیا سبب ہی کہ اکیلا میرے لشکر پر آگرا قزاقون سے کہ رہا ہی ارے یارو اس اکیلے کو
گھیر کر مار لو یا گرفتار کرکے میرے سامنے لاؤ مین اسکو سزا دون کیسے کیسے قزاق قتل ہوے کہ جو جرات
مین نظیر تھے ایک ایک قزاق میرا ہزار ہزار جوانون پر بھاری ہی مگر اسکے سامنے کچھ نہین چلتی نیزے
اور تلوارین چل رہی ہین جہانگیر سب کے وار خالی دیکر جس پر جا پڑے اسکو مار ڈالا لاشون کے
انبار کردیے شاہور چاہتا ہی مقابلہ مین جاؤن مگر خوف جان سے رک جاتا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی جوان بخت قزاق کو دیکھا کہ گھوڑا اڑاتے ہوے آتا ہی سو دو سو قزاق پشت پر نیزے
تانے ہوے جوان بخت نے وہین سے پکار کر آواز دی ای برادر بیجان برابر نامرد کس پر کو ہاتھ
نہین ڈالا ٹھہر کر شاہور نے جواب دیا ای برادر اس اکیلے جوان نے سارے لشکر مین تہلکہ
ڈالدیا اب تمھین اختیار ہی جانتا ہون کہ میرے ہم پیشہ ہو شامل شریک ہونے کو آئے ہو جوان بخت
نے پکار کر کہا مین اس جوان کا تابعدار ہون بہتر یہ ہی کہ تم بھی اطاعت کرو ورنہ زندہ نہ بچو گے
یہ اکیلے دس بیس ہزار مین لڑے ہین اس فوج کو کب خیال مین لاتے ہین مین تمھین سمجھانے

آیا ہوں شاہور گینڈا بڑھا کر قریب جوان بخت کے آیا پوچھا اس جوان کا نام کیا ہی جوان بخت
نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کشور گیر صاحب جاہ و توقیر بھتیجا اسکا ایرج نوجوان
سامنے جو قلعہ ہی وہاں رفیق آ سکے لاکھ سوار و پیدل اُترے ہیں اگر وہ سب آ گئے تو دم بھر مین
لشکر تمھارا تباہ ہو جائیگا پھر امان نہ ملیگی شاہور نے کہا مین بڑھ کر اس جوان سے مقابلہ کرون
جوان بخت نے منع کیا اور پکار کر آواز دی ای شہریار یہ خدمت مین حاضر ہی اور بڑی بات یہ
ہوئی کہ اُس خیمہ مین بھی نہین گیا شاہور رومال سے ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا جہانگیر نے
ہاتھ کھولے شاہور کو گلے سے لگایا فرمایا ای برادر وہ ہمارا ناموس ہی شاہور بصدق مسلمان ہوا
جہانگیر محافہ لیکر چلے ایرج سلح بیٹھے تھے کہ شاپور نے آکر خبر دی کہ لڑائی فتح ہوگئی جہانگیر
محافہ لیکر آتے ہین ایرج خود اُٹھ کھڑے ہوے باہر آکر ٹہلنے لگے جب محافہ آیا تو پائے محافہ
کے ہاتھ رکھدیا اور لیلا لو خود اُتروایا جب جہانگیر آئے تو فرمایا کہ عم نامدار سب کچھ بہتر ہوا مگر
ملکہ کا آنا معرفت کشتی گیر مادہ کے ہوا جب کبھی سامنا ہوگا تو ضرور طعنہ دیگا جہانگیر نے کہا ای
فرزند ہمنے ایسے سیکڑون احسان کیے ہین اگر اُنکی ذات سے ایک کام نکلا تو کیا حرج ہی
ایرج نے شاپور سے کہا ای برادر یہ تو سمجھتے نہین اور مزاج سے اُنکے آگاہ نہین مگر تم فکر رکھنا
کوئی ایسی افتاد پڑے تو مین جاکر دستگیری کرون یہ فرماکر کئی دن اُس مقام پر رہے جہانگیر کو بہت
خوش دیکھا بعد کئی دن کے وہان سے کوچ کیا لشکر لیے ہوے جاتے ہین جوان بخت و شاہور
و قیصور وغیرہ ہمراہ ہین آتے آتے سامنے ایک باغ کے لشکر پہونچا وہ باغ عجائب نگار جادو
کا تھا عجائب نگار کو خبر پہونچی کہ ایرج و نورالدہر بالشکر گران آتے ہین اور ایرج کا لشکر
اس میدان مین آگیا صبح کو جو اُٹھی بالاے بام آکر بیٹھی دیکھا لشکر میدان مین اُترا ہی سب
جوانون مین چہل پہل ہی مگر شاپور شیردل نے جو یہ خبر سنی کہ یہ باغ عجائب نگار کا ہی اسنے
لشکر کو شکست دی تھی نکل کر بن نکلا عقب مین باغ کے آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا کنیزین پھر رہی
ہین ایک کنیز موسوم بہ لالہ عذار چمن لالہ مین آکر براے رفع حاجت بیٹھی شاپور دیوار سے اُترا
کنیز نے دیکھا ایک مرد آتا ہی سہم گئی کہ یہ مرد کہان سے آیا خاموش دیکھنے لگی شاپور نے
جھپٹ کر جاب بیہوشی مارا کہ لالہ عذار بیہوش ہوکر گری شاپور اُسکو کھینچ کر کنارے لایا

رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کی صورت بنکر تیار ہوا کنیزون نے پکارا ای لالہ عذار دیکھو
ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین شاپور نہ بولا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خیلہ جواب نہین دیتی شاپور
سمجھا کہ جسکی مین شکل بنا ہون اُسکا نام لالہ عذار ہی کہا بوا مین درختون کو دیکھ رہی تھی اسوجہ سے
نہین بولی کیا حکم ہی کنیزون نے کہا ملکہ پکار رہی ہین تب لالہ عذار کو بھیجدو شاپور بالاے بام آیا
دیکھا عجائب نگار بیٹھی ہی لشکر ایرج کا نظارہ کر رہی ہی جیسے ہی شاپور سامنے آیا عجائب نگار
نے اشارہ کیا کہ لالہ عذار پاندان تو اُٹھالا شاپور نے تور جو عجائب نگار کے بد دیکھے سوچا کہ اسنے
مجھکو پہچان لیا گرفتار کرنے کی فکر مین ہی پاندان تو اُٹھا لایا اور کنیزین جو کھڑی تھین اُنسے کہا کہ ملکہ
کے سامنے لیجاؤ آپ بھاگا۔ بچا کر کوٹھے سے اُترا چاہا نکل جاؤن عجائب نگار نے پلٹ کر کہا کہ
اری لالہ عذار کہان گئی پاندان نہ لائی دوسری کنیز نے پاندان لاکر سامنے رکھا کہا حضور وہ
تو زیر بام گئی ہی عجائب نگار نے کہا ہمین اُسی سے کام ہی ذرا اُسے بلاؤ ایک کنیز نے پکارا شاپور
چمن مین جاکے چھپا کنیزون نے پکارا آواز نہ آئی ایک کنیز نے بڑھ کر کہا حضور لالہ عذار کی
آواز نہین آتی عجائب نگار نے کہا ہم بلائے لیتے ہین یہ کہکر ایک دستک دی کہ بی لالہ عذار
ذرا یہان آؤ ہاتو شاپور چھپکر بیٹھا تھا خود نکل آیا حاضر حاضر کرتا ہوا بالاے بام پہونچا تب
عجائب نگار نے کہا کیون لالہ عذار ہم تمکو پاس بلاتے ہین تم زیر بام کیون گئین شاپور
کانپ رہا ہی کچھ جواب منہ سے نہین نکلتا عجائب نگار نے ایک کنیز سے کہا لالہ عذار کو ہمارے
پاس بلا کو دو کھڑی ہی جواب نہین دیتی اُس کنیز نے چاہا ہاتھ شاپور کے تھامے شاپور نے
خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک قہقہہ ہاک مار کر اُسکو کوٹھے سے پھاند پڑا اور بھاگا لاشہ کنیز کا جو
سامنے گرا عجائب نگار نے کہا مین اسوقت سحر کر رہی ہون یہ موذی کالا سا رہان زیادہ کا
بھیکرا عیاری کرنے آیا تھا کیا مجھکو نادان سمجھا ہی اب بھاگ کر کہان جائیگا ابھی لشکر کو تباہ
کرتی ہون وہان چالاک صبار فتار بازار مین لشکر کے کھڑا تھا کہ شاپور کو دیکھا بھاگا ہوا آتا
ہی بھاگ کر بھائی صاحب براے عیاری گئے تھے شانہ ہلانے گئے عیاری نہ بن پڑی ایک چالاک
تو چل یہ سوچ کر طرف باغ کے چلا دیکھا در باغ پر ایک کنیز لالہ عذار لالہ عذار کہتی پھرتی ہی
اور ایک ایک سے پوچھتی پھرتی ہی کہ لالہ عذار کسطرف گئی چالاک نے اُس کنیز کو جواب

مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا مگر بڑبڑاتا ہوا کہتا ہوا کہ واہ بی لالہ عذار بڑا داغ دیا ملکہ جلاتی ہین
حاضر نہین ہوتی ہو مین بیرون باغ ڈھونڈھ آئی کہین پتہ نہین لا عجائب نگار نے جو زیر بام
دیکھا کہ گلچہرہ بڑبڑاتی ہوئی آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلچہرہ تم ہمارے پاس آؤ لالہ عذار
نہین ملی تو اُسے جانے دو کہان تک چھپے گی آخر آئیگی چالاک سمجھا کہ اِسنے نہین پہچانا حاضر حاضر
کرتا ہوا سامنے پہونچا عجائب نگار نے کہا میرے پاس آ مین کچھ کہونگی چالاک قریب گیا عجائب نگار
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ناعیار گلچہرہ کو تو نے کیا کیا چالاک نے چاہا خنجر مار کے ہلاک
کرون عجائب نگار نے سحر کر دیا کہ ہاتھ نہ اُٹھا اُسنے چند کنیزون کو پکارا جب کنیزین آئین
تو کہا اِس نگوڑے کو گرفتار کر دو ایک گیا دوسرا آیا مین اسی خیال مین بیٹھی تھی کہ مجکو معلوم ہوا کہ گلچہرہ
کو بیہوش کیا آخر نگوڑا گرفتار ہوا وہ چلا لالہ عذار بنکر آیا تھا اُسکی بھی فکر کرتی ہون کنیزین چالاک
کو لیکر چلین عجائب نگار نے ایک جانور بنا کر چھوڑا جب وہ اُڑکر چلا تو پکار کر آواز دی کہ ای طائر
جمشیدی شاپور شیردل کو لا طائر اُڑتا ہوا چلا شاپور ایرج کے سامنے کھڑا ہوا حال سب بیان
کر رہا ہی کہ وہ طائر سر پر آکے لہرایا کئی چرخ مارے شاپور نے ایرج سے کہا مین بانا کی خبر لے
آؤن تو حاضر ہوتا ہون یہ کہکر طرف بازار کے چلا بازار غلہ فروشان مین آیا گر گھبرا رہا ہی دل مین
کہتا ہی کہ پاس عجائب نگار کے چلو کہ اس طائر نے پھر سر پر آکر چرخ مارا اب تو شاپور حیرت و خیر
کرتا ہوا چلا طرف باغ کے جاتا ہی عجائب نگار نے بام سے دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار اسی طرف
آتا ہی اور سحر کو زور دیا وہ طائر پھر پیدا ہوا گرد سر شاپور پر چرخ مارا اب تو شاپور مبہوت ہو گیا یہی دل
چاہتا ہی کہ اپنے کو پاس عجائب نگار کے پہونچاؤن کان مین آواز آتی ہی کہ ای مہتر والا گہر پاس
عجائب نگار کے جاؤ وہ ساحرہ قدردان ہی تمہاری قدرشناسی کریگی شاپور پلٹ پلٹ کے
دیکھتا ہی کہ کون میرے کان مین کہ رہا ہی آخر دروازے پر باغ کے آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی
کھڑی ہوئی پکار رہی ہی کہ مہتر صاحب آؤ چلو تمکو ملکہ عالم نے بلایا ہی جب شاپور قریب آیا اندر
باغ کے قدم رکھا اب ہوش آگیا جی مین کہتا ہی ای شاپور تم اپنے پاؤن سے گور مین آئے جادوگرنی
سے کہا کہ ملکہ چلو مین تمہارے ساتھ ہون تمہارا کیا نام ہی میری سفارش کرنا وہ دیکھو ملکہ عالم
پکارتی ہین اُسنے کہا کہ میرا گلنار جادو نام ہی جب شاپور نے کہا کہ ملکہ پکارتی ہین گلنار

اسطرف بلٹی شاپور نے خنجر مارا گلنار کا شکم چاک قصہ پاک شاپور مار کر گلنار کو بھاگا عجائب نگار
ایلاے بام بیٹھی ہوکر گلنار کے مرنے کی آواز آئی زانو پیٹ کر کہا ارے یہ کیا ہوا ایک طلسم آسمان
سے گرا عجائب نگار رہے کہا باغ مین آکر اسکو ہوش آیا گلنار کو مار کر نکلگیا عجائب نگار نے
کہا آخر کہان جائیگا مین سارے لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون یہان چالاک کو جو کنیزین لیکر
چلین ایک کوٹھری مین لاکر چالاک کو بٹھایا چالاک نے کہا ای ملکہ عالم اب ہماری جان کیونکر
بچے گی اُس جادوگرنی نے کہا ای چالاک تم لوگ بھی تو ستم کرتے ہو کہ ایک عیار بھاگ گیا
تھا تم گلچہرہ کی شکل بنکر آئے اب گلچہرہ و لالہ عذار کو کنیزین اٹھانے گئی ہین چالاک نے
کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہے وہ لیلو میری سفارش کرنا کہ ملکہ عالم مجھے نوکر رکھ لین مین سب کے
سرکاٹ کے لادون گر مجکو سامنے خداوند کے لیچلین قدرت خطا معاف کردین اپنے بندون
مین شامل کردین مین ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا اُس ساحرہ نے کہا تو نے کہا تھا میرے پاس
کچھ روپیہ ہے روپیہ کسقدر ہے چالاک نے کمر سے پوٹلی نکالی کہا لواسے گن لو ساحرہ نے جو گرہ
کھولی ایک دھوان نکلا ساحرہ بیہوش ہوکر گری چالاک نے بتعجیل اُسکی زبان مین سوزن
دوی گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا ساتھ والیون سے پوچھا کہ کیون
لو اچمن آرا قیدی کو اچھی طرح رکھا چالاک نے کہا تم دروازے پر بیٹھی رہنا اندر نہ جانا بلا کا
مکار ہی یہ کہکے چالاک باغ مین آیا دیوار پھاند کر نکلا راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور
نے اپنا ذکر کیا چالاک نے کہا ای برادر ایک ساحرہ کو مین پھنسا کر بھاگ آیا ہون اب جیسی
گذرے شاپور نے کہا بھائی الگ الگ چلو الیسا ہو اُسکا سحر پھر آتا ہو یہان جب شاپور گلنار
کو مار کر نکلگیا اور عجائب نگار نے آواز سنی کہا مین کل کا خاتمہ کرتی ہون یہ کہکے کچھ روئی کے
گالے نکالے ایک تھالے پر پانی ڈالا طرف آسمان کے اڑا دیا ایرج وجہانگیر بارگاہ مین
بیٹھے ہین کہ دیکھا ابر آسمان پر آنے لگا تھوڑے عرصہ مین ابر محیط ہوگیا بوندیان پڑنے لگین
ایک ذرا عرصے مین ایک حجاب تھا کہ مثل ابر کے سارے لشکر پر چھا گیا اور برف پڑنے لگی
سفید پہاڑ برف کے بنکر تیار ہوگئے جابجا انبار برف کے لگے ہوے ہین ہر طرف سے صدائے
فریاد و الغیاث بلند ہوئی اور اہل اسلام بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے لگے کہ ای مالک کار ساز داد

رب بے نیاز اپنا رحم شریک کر نظم

رنگ و بو از یک گل ست اندر چمن گلزار را — می رسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
دیدۂ بینندہ باید طالبِ دیدار را — تا ببیند چار سو روشن جمالِ یار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کند — دل دہد ہر کس کہ بیند روے آن دلدار را
رو نمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین — کرد روشن از رخ انور در و دیوار را
در مقام یک زبانی اہل وحدت کی دہند — دخل در اقرار و جدا ننہش انکار را
یک زمان محروم نگذارد ز فیض عام خویش — جن و انسان بلکہ وحش و طیر و مور و مار را
می دہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان — می رساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن — شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ خنداند بگلشن غنچۂ لب بستہ را — گاہ گریاند بصحرا عندلیب زار را
گاہ در محراب مسجد سر نہد اندر سجود — گاہ در گردن ببندد رشتۂ زنار را
بر زمین پیش درش سایند مشتاقان جبین — سرمہ می سازند پاکان خاک این دربار را
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابرِ تر رسید — ذرۂ ز انوار رویش مہر پر انوار را
دردمندانِ محبت را غمش بخشد شفا — می دہد درد سرش و دوا ہر عاشق بیمار را
از رہِ فضل و کرم کن یا الٰہ العالمین — دولتِ عرفان عنایت ہندیِ نادار را

سب بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ترقی برف کی ہوتی جاتی ہی کہ شاہ ہرو چاپک قریب لشکر پہونچے دیکھا تو ایک سرپوش ابر کا لشکر پر ڈھکا ہوا ہی دعائین مانگنے کی آواز آتی ہی ایرج و جہانگیر نے قصد کیا کہ اس سرحد سے نکلا مین دیکھا مرکب تا زانو برف مین دبے ہوے زمین مین گڑے ہین ایرج قریب کرہ بن اشقر کے آئے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا اوی مرکب اصیل اوی رفیق کفیل ہمکو یہان سے نکال چل مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ایرج کے دیکھا گویا کہنے پیدا تھا کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین روح کو راحت نہین وہ جرأت و شوکت نہین ایرج ناچار ہو کر پلٹے قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ بڑے بڑے پتھر جو برف کے گرے تھا مین بارگاہ کی ٹوٹین ستون گرے بارگاہ سرنگون

ہوئی ایرج ہٹ کر ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوئے مگر برف بڑھتی چلی جاتی ہی اور ابر کا
زور شور بڑھتا جاتا ہی صد ہا سفید پہاڑ بنے ہوے این باہر سے شاپور و چابک نے جو یہ حال
لشکر کا دیکھا چابک نے کہا کیون بھائی شاپور بدون قتل عجائب نگار یہ آفت رفع نہوگی شاپور
نے کہا مین جاتا ہون جاکر تدبیر کرتا ہون مگر قضاے کار شاپور تو فکر مین چلا لیکن شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے تھے بالاے سر زعفران پوش ابر زعفرانی مین
چھپی ہوئی تھی جیسے ہی اُسنے ابر کو دیکھا ابر سے اپنے نکلکر سامنے نور الدہر کے آئی کہا ای شہریار غضب
ہوا عجائب نگار نے سحر کیا ہی کہ تمام لشکر آفت برف مین مبتلا ہی رونے کی آواز آرہی ہی آپ
آگے نہ بڑھیں اور ہٹ چلین طلماس نے کہا ای ملکۂ عالم مقدمہ سحر و ساحری ای خدانخواستہ ایسا نہو
کہ لشکر ایرج پر کوئی آفت آجائے تو ہم لوگ مُنہ دکھانے کے لائق نہ رہینگے صاحبقران فرمائینگے کہ
تمنے اس آفت مین ایرج کو دیکھا اور مدد نہ کی ہماری بڑی رسوائی ہوگی زعفران پوش نے کہا
ای طلماس کنیز ابھی جاکر دفع سحر کرتی ہی اور یہ سحر عجائب نگار ہی ساحرون مین سے کوئی اسکا
مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین ابھی جاکر مٹائے دیتی ہون گر وہ بھی کوئی کمال نہ اُٹھا رکھیگی لیکن مین اِس
سحر کو توڑ پھوڑ کر پھینک دونگی یہ کہکے زعفران پوش بلند ہوئی برق بنکر ابر پر گری اور کچھ شعلے
زمین پر گرائے اُن شعلون کی حدت سے پہاڑ برف کے گھلے پانی ہوکر بہ گئے جیسے ہی ابر ٹوٹا
اور برف برسنا موقوف ہوئی عجائب نگار نے بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ ہا تو ابر دھوان دھار چھایا تھا
یا آفتاب نکل آیا کیسی کڑی دھوپ پڑ رہی ہی کہ زمین تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہی عجائب نگار
نے پکار کر آواز دی ای باران قطرہ زن کیون پلٹ آئے سب کو مٹا دو ایک آواز آئی ای
ملکہ ذرا اُٹھکر دیکھو تو تمکو معلوم ہو عجائب نگار نے سر اُٹھا کے دیکھا تو زعفران پوش نظر آئی
پسینے پسینے سحر کر رہی ہی تو در پیش نہین یہ معاملہ دیکھکر عجائب نگار نے للکارا کہ کیون ری زعفران
تمنے میرا سحر کیون مٹایا زعفران پوش نے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ سر عجائب نگار کا
زخمی ہوا زعفران پوش بڑھی کہ بڑھکر عجائب نگار کو گرفتار کرون عجائب نگار بھاگی
کہتی ہوئی چلی کہ ارے اس ظالم کو رد کو یہ میرے قتل کی درپی ہی جس جادوگرنی نے بڑھکے
روکا زعفران پوش سکرائی بر سی گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی جادوگرنیان

قتل ہوئین اور زعفران پوش بڑھتی چلی آتی ہی منہ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہی ہی عجائب نگار
سوچی کہ باغ مین جلکر سحر تیار کرون شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ ابر رفع ہوا برف برسنا
موقوف ہوئی فتنہ دیے لگا کر چلا عجائب نگار باغ مین آکر ٹھہری کنیزون سے کہتی ہی کہ جاکر رد کو
کنیزین کہتی ہین کہ واری جو آپ سے رد کے نہین رکی وہ ہمسے کب رکیگی مگر جاتے ہین یہ
کہکر باغ سے باہر نکلین طرف صحرا کے بھاگ گئین درہائے کوہ مین جاکر چھپین شبرنگ نے
جو آکر دیکھا کہ کنیزین باغ سے نکلکر بھاگ رہی ہین رنگ روغن عیاری کا لگا کے ان جادوگرنیون
مین گھسا پوچھا صاحبو تم سب کا افسر کون ہی ایک بول اٹھی ہماری افسر کا نام سیہ فام
ہی یہ سنکر شبرنگ خاموش ہو رہا کہ دیکھا سیہ فام جادو سامنے سے بھاگی ہوئی آتی ہی
کنیزون نے کہا یہی ہماری افسر ہی شبرنگ نے پوچھا کیون بی بی اب کیا ہوگا سیہ فام
نے کہا بی زعفران پوش نورالدہر کے ساتھ ہین انسے کون مقابلہ کرسکتا ہی دیکھین فلک
کیا دکھائے ہماری افسر عجائب نگار جادو پہلے ہی سحر مین اسکے زخمی ہوئین ہر چند چاہا
سحر روکون مگر نہ روک سکا اول تو بی زعفران پوش پرورش یافتۂ قصر عشرت ہین کہ جہانکی
ایک ایک کنیز بلائے روزگار ہی اور یہ تو شاہزادی ہین لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ مسلمانون کا
ساتھ دیا شبرنگ نے کہا پسران حمزہ حسین وجمیل ہین جمال نورالدہر دیکھکر پھسل گئین ایسے
شیر دلیر نگاہ سے کاہے کو گذرے تھے جادوگرنیون کے ہوش اڑجاتے ہین جمال جہان آرا
دیکھکر مسلمانون کو جادوگرنیون سے نفرت ہی گر جادوگرنیان آپ لوٹی پڑتی ہین جاتی ہین
جان جائے ایمان جائے مگر مسلمانون کو پسند کرین یہ ذکر تھا کہ بلوہ ہوا سیہ فام کو شبرنگ
نے اشارہ کیا لو بھاگ کر گوشے مین آؤ سیہ فام کو ایک گوشے مین لگا کر لایا وہان جاکر بیہوش
کیا سیہ فام کی شکل بنکر چلا مگر عجائب نگار جو اپنے باغ مین آئی اور وہان بھی امان نہ پائی کہ
شعلہ ہائے آتش آنے لگے اور زعفران پوش آکر باغ مین ٹھہری عجائب نگار نے گوشے
سے چھپ چھپ کر سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایک نخل کے سایہ مین آکر کھڑی ہوئی پکار
رہی ہی یا خداوند بقراط ثانی کیا ستم ہی کہین ٹھہرنے کی جگہ نہین دمبدم ظلم زعفران پوش
کا بڑھتا جاتا ہی اسوقت مدد کو آئیے اپنی بندی خاص کو بچائیے کہ پشت سے امداد آنی

کنیز حاضر ہوئیں ہے عجائب نگار نے دیکھا کہ میری کنیزون کی افسر سیہ روے جادو گوے کو چرخ
دیتی ہوئی آتی ہو جمجیٹ کے قریب آئی کہا واری جسطرح حضور دعا مانگ رہی ہین اسیطرح مین
گوشے مین دعا مانگ رہی تھی کہ ایک گوشے سے آواز آئی ای بندی قدرت ادھر آؤ مین نے
بھاگے دیکھا قدرت کھڑے ہین کہا کیا کہتی ہو مراد اپنی بیان کر قدرت خود قصر سکندری
سے چلے آئے تو نے اس بیقراری سے دعا کی کہ قصر ہل گیا مین نے فرشتون سے پوچھا کہ کسکی
یہ درد و صدا ہو فرشتون نے بیان کیا کہ بندی آپ کی بیقرار ہو کر دعا مانگ رہی ہو فوراً قدرت
چلے آئے ہین لے بیان کیا کہ بی زعفران پوش نے ہماری مالک کو ایسا حیران کیا ہو کہ بھاگ کر
باغ مین آئی ہیں یہ گولہ نکال کر مجکو دیا ہو کہ جا کر اپنی مالک کو دے وہ جا کر زعفران پوش پر مارے
عجائب نگار نے ہاتھ بڑھایا دوسری طرف سے آواز آئی واری مین بھی حاضر ہون مین نے
جان توڑ کے سحر تیار کیا ہو یہ شاپور تھا جمجیٹ کے قریب آیا اسنے ایک ترنج ہاتھ مین دیا اور سیہ رو
سے آنکھ ملائی ہر چند کہ سیہ روے نقلی کانپنے لگا کہ شاید اس کنیز نے مجکو پہچانا مگر شاپور پہچان گیا
کہ ہمارے بھائی شبرنگ بن عمرو ہین ایک نے گولہ دیا اور ایک نے ترنج دیا اور کنیزین آتی
تھین انکو پکار کر شبرنگ نے آواز دی کہ وہین ٹھہرو یہان نہ آنا عجائب نگار نے گولہ و ترنج
ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہاتھ مین لیا دونون پھٹے دھوان نکلا ایک طرف سے شاپور نے ایکطرف سے
شبرنگ نے خنجر مارا عجائب نگار کا شکم چاک قصہ پاک دونون مار کر عجائب نگار کو بھاگے
لشکر ایرج پر سے وہ ابر بالکل دفع ہوا برف پانی ہو کر بہہ گئی لشکر ایرج مین نوبت نقارے
بجنے لگے کہ شاپور آکر پہونچا بیان کیا کہ حضور جا کر عجائب نگار کو مارا شبرنگ بھی پہونچ گیا تھا
مین بھی وقت پر پہونچا یہان ایرج و جہانگیر خوش خوش کھڑے تھے کہ چالاک نے آکر خبر دی
کہ نور الدہر کی وجہ سے یہ کام ہوا ایرج نے کہا یا دست راستی ہمیشہ بھروسے پر جادوگرنیون کے
کام کرتے ہین جب دادا جان رہائی پائینگے ان سب کی گوشمالی ہوگی کہ سامنے سے گردان لشکر
نور الدہر بعد کر وفر آکر پہونچا اسی صحرا مین اترا ایرج نے چاہا کہ جا کر نور الدہر سے گفتگو کرون
جہانگیر نے منع کیا کہ ای فرزند کیا ضرور راہ ہو یہ قول آپ کے کبھی یہ لوگ بارگاہ مین آپ سے سر بر نہین
ہوے اب بھی سامنے امیر کے ذلیل ہونگے ایرج نے کہا کل صبح کو پہلے ہم کوچ کرینگے طرف

قصر سکندری کے نورالدہر سوچ رہے ہین کہ پہلے ہم کوچ کرینگے اور تا بقصر سکندری پہونچنگے بقراط ثانی سے مقابلے شروع ہوجاینگے لوح کی فکر پروردگار کریگا ایرج نوجوان اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین جلسہ خوشی کا آراستہ ہی شاپور وجاپاک بیٹھے ہین چنگ مرصع بج رہا ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

حال بیتابیٔ دل پردہ نظر کرتا نہین — ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین — یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین کمر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا — عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مین حسینونکا عبث — صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
ای مسیحا چمکدہا ہی آتش فرقت سے دل — کچھ دوا ے سوزش داغ جگر کرتا نہین
آج کل نشو ونما پر ہی گل داغ فراق — اس چمن کی سیر وہ رشک چمن کرتا نہین
ہی پری پیکر ہی ان روزون ترقی پر جنون — کچھ علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور — شکوتین کب شام سے مین تا سحر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو — بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

دماغ سب کے تر ہین کہ مین گرمی صحبت مین ایک ہرکارے نے آکر خبر دی ای شہریار تہمتن نامے پہلوان صحرا مین جاتا تھا شاہزادہ خاور سپاہ زخمی ہوکر اس مقام پر گرے تھے اُسنے اُنکو گرفتار کرلیا اب لیے ہوے جاتا ہی یہان سے بارہ کوس پر ہی ایرج یہ سنتے ہی بیقرار ہوگئے تلوار ٹیک کر اُٹھے قیصور سے کہا لشکر جلد تیار کرو اسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا ایرج وجہانگیر بتلاش تہمتن چلے نورالدہر نے اُنھکر دیکھا کہ لشکر ایرج جاتا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آپکے قبلہ وکعبہ کو گرفتار کیے ہوے ایک پہلوان لیے جاتا ہی اُسکی تلاش مین گئے ہین نورالدہر چلے تھے کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار شاہزادہ بدیع الزمان جو زخمی ہوکر نکلے تھے گھوڑے نے لاکر ایک صحرا مین گرایا چند سردار اُن کے آگئے اُنھون نے اُنکو ہوشیار کیا زخم دوزی کی کہ ایک پہلوان مسمار کوہی ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا نخل کے نیچے شاہزادہ بیٹھا تھا مسمار نے دیکھکر فوج کو حکم دیا سب ملکر ٹوٹ پڑے بدیع الزمان اور فضل بن گیا ہو اور

قارن بلند کمان وامیہ بن عمرو جنگ مین مصروف ہوے بدیع الزمان نے جاکر مسمار کو اُٹھا لیا
مسمار بصدق دل مسلمان ہوا وہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ تھا بختیار صحرائی وہان کا حاکم تھا
اُسنے جو خبر سُنی کہ لشکر مسلمانان صحرامین فروکش ہی رات کو آکر اُسنے شبخون مارا بدیع الزمان
نکلکر لڑے بختیار زخمی ہوا بدیع الزمان نے پیچھا کیا وہ بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا شاہزادہ
نے چاہا قلعہ فتح کرون اُسنے عیار بھیجکر بدیع الزمان کو گرفتار منگوایا ہی سردارون نے
قلعہ کو گھیرا ہی جب تسخیر کرنے کا قصد کرتے ہین وہ بدیع الزمان کو زیر تیغ بٹھاتا ہی سردار
ناچار پلٹ آتے ہین ایک ہفتہ سے یہی معرکہ گذر رہا ہی یہ خبر سُنکر نور الدہر بیقرار ہو گئے اور
طہماس سے کہا لشکر تیار کرو زعفران پوش نے کہا اے شہریار آپ تامل فرمایئے مین جاکر
قلعہ پر آگ برسادون بدیع الزمان کو رہا کرون سردارون کو قلعہ مین پہونچا دون نور الدہر
نے کہا اے زعفران پوش یہ ارادہ نہ کرنا مقابلہ مین ساحر کے تمکو اختیار ہی غیر ساحر کے مقدمہ
مین باعث بدنامی ہی براے خدا تمھارا جلنا بھی بہتر نہین بلکہ ہم چند بانگا ہین اور خزانہ وغیرہ کو
اسی مقام پر چھوڑ جائین تسخیر قلعہ کرکے اسی مقام پر آ ملینگے زعفران پوش نے ہرچند کہا مگر نور الدہر
نے قبول نہ کیا اور زعفران پوش کو اسی مقام پر چھوڑا تین حصہ فوج ساتھ لی ایک حصہ اسی
مقام پر چھوڑی زعفران پوش یہین رہین بختیار نے بالاے قلعہ فوج کو حکم دیا کہ نبیرہ حمزہ کو
لاو دار استادہ کرائی کہا آج اگر یہ سردار آئینگے تو اپنے آقا کو دار پر کھنچا ہوا پائینگے دار استادہ جلاد
با خنجر برہنہ موجود فضل وغیرہ تیاری کر رہے ہین کہ قلعہ پر چڑھ جائین ہمراہیو نسے کہتے ہین آج
تو یار جسطرح سے بنے قلعہ مین گھس جائین اور آقا کو اپنے رہا کرین یا اپنی جان دین امیہ نے
کہا یار و آٹھ دن سے یون ہی انتظام ہوتا ہی کہ جانبازی کر کے قلعہ تک پہونچتے ہو جب اپنے آقا
کو زیر تیغ دیکھتے ہو مجبور ہوکر پلٹ آتے ہو ناحق لشکر تباہ کر رہے ہو تکلیف بھی ہوگی اور مطلب
بھی نہ نکلیگا فضل نے کہا آج نہ پلٹین گے جسطرح سے بنے گا قلعہ مین پہونچینگے امیہ نے کہا اے
فضل تمھاری جرات مین فرق نہین مگر آقا کو جب مبتلاے مصیبت دیکھتے ہو پلٹ آتے ہو میرے
نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج یلوہ نہ کرو شب کو مین اپنے کو قلعہ مین پہونچا دونگا اگر خدا نے چاہا تو اپنے
آقا کو رہا کرونگا اُسوقت تم لوگ یلوہ کرنا جب خبر سُننا کہ قلعہ مین تلوار چل رہی ہی اور نعرہ آقا کی

آواز آتی ہے اسوقت بلوہ کرکے جانے سے قلعہ تسخیر نہ ہوگا ہزار دو ہزار جوان مارے جائینگے
سرداران نامی تابہ قلعہ پہونچینگے وہ جیا مکار ہوشیار بیٹھا ہی آج مین شب کو ضرور قلعہ مین جاؤنگا
آقاے نامدار کو رہا کرونگا اے امیہ کی سب نے پسند کی کرسیان بچھا کر بیٹھے بختیارہ نے قلعہ
سے دیکھا کہ سب سرداران نامی بدیع الزمان کرسیون پر بیٹھے ہین گرملول وحزین نہایت غمگین
بختیارہ نے کہا آج مسلمان بلوے سے تو عاجز ہوے شب کو مین شبخون ماردونگا تمام سردارونکو
قتل کرونگا ایک ایک سردار پر چار چار سردار مقرر ہون گھیر کر یار ومار لینا بچنے نہ پائین ساتھ والے
اسکے کہ رہے ہین ای پہلوان دوران مسلمان بڑے بے جگیے ہین لیکن ہم اس طور سے بلوہ
کرینگے کہ انکو جان بچانا مشکل ہو کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی بختیار
دیکھنے لگا سامنے آکر گریبان خاک چاک ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان آگے آگے پہلو مین طہماس
سا طور ہم مقصد منی کاندھے پر شبرنگ بن عمرو رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر گران
نورالدہر نے چاہا کہ سرِ سواری قلعہ کو فتح کرون باپ کو رہا کرون کہ فضل نے بڑھ کر سلام کیا
کہا ای آقاے نامدار آٹھ دن سے ہم لوگ لڑ بھڑ کر قریب قلعہ پہونچتے ہین وہ بچیا آقاے نامدار کو
تکلیف پہونچاتا ہی ناچار ہو کر پلٹ آتے ہین کیا کوئی پہلو تمہارا کہ اگر آقا آنکے قبضہ مین ہین یہی
باعث مجبوری ہی آپ تامل فرمایئے نورالدہر نے فرمایا ای فضل تمہاری کیا جرات مین کچھ فرق
ہی لیکن ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا کہ قبلہ وکعبہ قید ہون اور ہم براحت آرام مین بیٹھے تنہا جاتا ہون
فضل نے عرض کی غلام ضرور ساتھ چلینگے نورالدہر نے فوراً پشت مرکب پر بڑی جانی
طہماس بھی گینڈا چمکا کر قریب آیا ایک طرف سے فضل بن گیا ہور ایک طرف سے قارن
بلند کمان شبرنگ بن عمرو رکاب نورالدہر سے لپٹا امیہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا ہمراہ ہوا
بختیار نے بالاے قلعہ سے دیکھا اور ہرکارون نے خبر بھی دی کہ بیٹا بدیع الزمان کا شاہزادہ
نورالدہر کہ جرأت مین ہمثیل ہی وہ قریب قلعہ ضرور پہونچے گا بختیار نے دیکھا کہ چار جوان
دو عیار لقہر وغضب آتے ہین اور نورالدہر نے نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظر حمزہ صاحبقران
نجشم ولقہر ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + ادستگار باہر نکل کر مقابلہ کر تو حال جرأت
کھلے افسر لشکر کو بیکر گرفتار کر لیا قلعہ مین چھپا بیٹھا ہی اسپر دعوی جرأت بختیار نے کچھ جواب

نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ توپین مارو توپ چلنے لگی یہ چارون شیر گولون کو رد کرتے
ہوسے آتے ہین گولون سے نہین رکتے جو گولہ سامنے آتا ہی اُسپر گرز مار دیتے ہین ننگا نہ ہلکا نہ
چلے آتے ہین بلکہ مثل سمندر آتش دریاے آتش کو طی کرتے ہوے آتے ہین کہ بختیارک نے کہا
یارو دیکھو کوئی گولہ بھی پڑا یا نہین پڑا اب جو ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا چارون جوان
برلب خندق جھوم رہے ہین ارادہ رکھتے ہین کہ باہر پھاٹک کے پہونچین خندق کو فصیل مین
بختیارک نے جو چارون جوانون کو دیکھا کہ نعرے کر رہے ہین او بختیارک پھاٹک کھول کر
نکل آ ہم چارون مین جس سے چاہے مقابلہ کر ہمارے لشکر کا دستور ہی کہ ایک سے دو مرد
مقابلہ نہین کرتے بختیارک نے جلادون کو اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کو لاؤ چند جوان بدیع الزمان
کو کشان کشان بلاے قلعہ لائے زیر تیغ بٹھا دیا بدیع الزمان کو جو نور الدہر نے بالاے
خندق سے سلسل و طوق دیکھا فوراً آنکھون مین آنسو بھر آئے پشت دست دندان تحیر
سے کاٹنے لگے رو کر فرمانے لگے ای فضل یہ جفا بقدر مہ قبلہ و کعبہ مجھے نہین دیکھی جاتی اُدھر
بدیع الزمان نے جو فرزند کو ملول و حزین دیکھا پکار کر آواز دی ای نور نظر تم جانبازی کر کے
یہان تک آئے ہو تو مجھے قتل ہونے دو مگر تم نہ ٹھہرو اپنے کو اس پار پہونچاؤ اگر ہماری حیات
ہی تو بچ جائینگے اور اگر اسی نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبور و ناچار ہین نور الدہر نے گرز ہاتھ سے
پھینک دیا اور فرمایا او بختیارک ہم چلے جاتے ہین قبلہ و کعبہ پر بدعت نہ کر بدیع الزمان نے
آواز دی نہ مر کو جلاد نے بدیع الزمان پر سوٹا اُٹھایا اور کہا او قیدی خاموش نہین
رہتا سوٹا جو اُسنے اُٹھایا بدیع الزمان کانپنے لگے کہا او دیجیا خنجر و تلوار ہمارے واسطے
کافی تھا سوٹا کیون اُٹھایا جلاد نے کوئی کلمہ سخت کہا اور جھٹک کر زنجیر کو جھٹکا مارا فوراً
بدیع الزمان نے ہنکاری سر پر اُس جلاد کے ماری جلاد کا سر پھٹا چرخ کھا کر گرا بدیع الزمان
نے نعرہ کیا یا شیدای کافران بجہاد خاکساران یہ دعا نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من ست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من ست

خانۂ زرین آکر قید کو توڑ ڈالا آخر یہ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے اور خندق کو پھاندے دامن گردانتے ہوئے طرف پھاٹک کے چلے بدیع الزمان نے ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی اور نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم ببے ملک اسلام شد — کہ سر فتنہ باختم نام شد
سہ برج خولی سشہ انجمن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نور الدہر نے جواب کے نعرے کی آواز سنی گرز پھاٹک پر مارا طہماس نے چول میں ہاتھ ڈال کر ٹہلہ مارا کہ پھاٹک اٹھا اڑا کر گرا فوج نے جو اپنے سرداروں کو دیکھا کہ پھاٹک گرا کر اندر گھسے سب بلوہ کر کے چلے بدیع الزمان بالائے قلعہ لڑ رہے ہیں نور الدہر پھاٹک پر ڈٹے ہوئے ہیں طہماس کا ساطور مقتصدی چل رہا ہے فضل و قاسن بھی لڑ رہے ہیں امیہ و شبرنگ حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہیں و تناتاختون کا جب حقہ پھٹا گھوڑوں میں دولتی پشتک چلنے لگی سوار پیدلوں پر گر رہے ہیں گھوڑے کوتل پھر رہے ہیں ادھر بالائے قلعہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے بدیع الزمان توپیں پتھر ہیوں پر سے گرا رہے ہیں گولا انداز کدو کاوش کر رہے ہیں نور الدہر چاہتے ہیں میں لڑ بھڑ کر بالائے قلعہ پہونچوں قبلہ و کعبہ سے لوں کہ انکی فوج بھی آئی اب تو قلعہ میں ہر گلی کوچہ میں تلوار چلنے لگی مسلمان بڑھتے ہوئے تھے لاشہ ہائے کفار سے گلی کوچے بھرے گر نور الدہر ین بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب بختیار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ قلعہ کیونکر لیا اور بدیع الزمان بھی جنگ کرتے ہوئے قلعہ سے اُترے کہ بدیع نے دور سے دیکھا کہ نور الدہر قریب بختیار کے پہونچ گئے بختیار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا فرمایا کہ زمین پر ماروں کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوں بختیار منتیں کرنے لگا کہ اے شہریار تابعدار ہوں نور الدہر نے فرمایا کہ اسلام اختیار کر تو تجکو بنا ہے بختیار کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا نور الدہر نے اُسکو چھوڑ دیا تلوار چلنا موقوف ہوئی بختیار نور الدہر و بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ میں آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمایئے دونوں شیروں نے انکار کیا بختیار کو تخت پر بٹھایا

فرمایا ای بختیار ہم تاج و تخت کے خواہان نہین ہین رواج دین اسلام کی خواہش ہی انشاء اللہ
اب چلکر قصر سکندری لیتے ہین میان بقراط کی فکر ہو رہی ہی ساری حکمت بھول جائینگے ایسا
غرور ہوا کہ دعوے خدائی کا کیا اگر دستیاب ہوا تو اُسکو بھی راہ پر لائینگے اگر بھاگا تو طلسم مین جاوینگے
وہان بھی اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے نور الدہر بیٹھے ہین بدیع الزمان بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوے
فرمایا ای نور نظر تم وقت پر پہونچے ورنہ یقین تھا کہ سردار ہمارے عاجز ہو چکے تھے اور فردا مین لڑبھڑکر
گھس آتے مگر رہائی تمھارے آنے پر موقوف تھی الحمد للہ کہ قلعہ فتح ہوا شبرنگ دوڑا ہوا
آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار کی عمر دراز رہے ایرج نوجوان و جہانگیر عالی شان برای رہائی قاسم گئے تھے جاکر
تہمتن کو اُٹھا لیا وہ مکر سے مسلمان ہوا رات کو سامان دعوت کرکے سب کو مکر سے گرفتار کر لیا
فوج کو شکست دی اسی قلعہ پر آتا تھا کہ بختیار کو بھی ساتھ لون راہ مین خبر پائی کہ قلعہ حضور نے
تسخیر کیا پلٹ کے دوسری جانب جاتا ہی یہ سنکر نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے بدیع الزمان بھی
مسلح ہوے برای رہائی ایرج چلے طہماس ساتھ ہوا فضل نے کہا مین بھی چلون بختیار نے
کہا لشکر تیار کرون نور الدہر نے کہا کچھ احتیاج نہین پانچ چھ شیر پر چلے شبرنگ بھی ساتھ ہوا
تہمتن جو قید سب کی لیے ہوے جاتا ہی ایک صحرا مین جاکر ٹھہرا ایرج و جہانگیر و قاسم و قماس
وغیرہ ایون پر زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین تہمتن نے پکار کر کہا ارے
قیدیو کیون قضا آئی ہی حکم خداوندی ہی کہ سب کو قید کرکے ہمارے پاس لاؤ ورنہ اسی صحرا مین
قتل کرتا اور اب بھی مجکو اختیار ہی کہ سب کو قتل کرون ایرج نوجوان آتشو شعلہ مزاج نے
جھلا کر جواب دیا کہ او نامرد تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کرے مکر سے گرفتار کیا ہی اُس پر یہ ناز
کرتا ہی تہمتن تلوار کھینچکر دوڑا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی
کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی تھما کر پھینک ماری قاسم نے دیکھا کہ ہمارا شیر بگڑ گیا قید کو توڑا
اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — ز تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختہ شد بزیر نگین

دیگر آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لعل پوش خاوری جنگ مین مصروف ہوے ایرج نے قید توڑ کر جہانگیر کو رہا کیا یہ تینون شیر جنگ مین مصروف ہوے اور سردار زنجیرین ہلا رہے ہین مگر نگہبان نیزے لیے کھڑے ہین اُٹھنے نہین دیتے تہمتن جو ہنکڑی کھا کر بھاگا پشت اپنی سہلاتا جاتا ہی فوج کو آواز دی کہ یار وان سب کو مار لو قیدی بگڑ گئے کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر و بدیع الزمان وطہماس وغیرہ اُسوقت پہونچے کہ جوانان مذکور گھرے ہوے ہین نورالدہر نے وہین سے نعرہ کیا باشیدا ای کافران بیحیا و نابکاران بدفا نعرہ نورالدہر

ہما سے اوج رفعت شہسوار عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان مہر برج خوبی شہ انجمن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور آواز دی قاسم کو کہ ای فرزند نہ گھبرانا مین آپہونچا قاسم صدا سے بدیع سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے لاشون کے انبار کردیے بدیع و نورالدہر آکر گرہ رکھتے ہوے طرف قاسم کے چلے طہماس نے طرف ایرج کے رخ کیا ایرج نے پکار کر آواز دی او ملعون سے اسطرف نہ آنا یہان شیرون کا گذر ہی مگر طہماس جنگ کرتا ہوا قریب تہمتن کے پہونچا تہمتن نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کردیا تلوار تہمتن کی ٹوٹی اوپر سے طہماس نے ہاتھ ساطور کا مارا تہمتن نے سپر کو جہر سکی پناہ کیا یہ ساطور ہفتقدمنی سپر سے کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کے کٹتے ہی تہمتن نے اپنے کو گینڈے سے گرادیا ساطور نے گینڈے کے دو ٹکڑے کیے تہمتن نے چاہا کہ بھاگون اُدھر سے نعرہ ایرج ہوا للکار کر آواز دی کہ او نامرد مین آپہونچا ایرج بھی گھوڑے سے پھلانڈ پڑے تہمتن کو لپٹ گئے اُکھیڑ کر مارا کہ تہمتن چارون شانے چت گرا کود کر چہاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین بہ در دگاری کیا کہتا ہی تہمتن نے عرض کی مین تو تابعدار ہون ایرج نے چھوڑدیا تہمتن پھر کلمہ مکر سے پڑھکر کینہ دل مین رکھکر مسلمان ہوا خیال مین ہی کسی اور

طور سے دھوکہ دو بھاگ ان لوگون کو تا بہ خداوند پہونچاؤ بھاگو فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے
اطاعت کی اب ہاتھ روک لو یہ سردار بھی رکے باقی جو سردار تھے انکو رہا کیا قاسم نے
بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے برخوردار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای شیر بیشہ
جرأت ماشاء اللہ کیا کیا ایرج نے آکر قاسم سے کہا اب یہان سے چلیے ٹھہرنا بہتر نہین ہی یہ
لوگ اپنے قلعہ پر جائین ہماری مدد کر چکے اب باتون کا وقت نہین ہی قاسم نے سر جھکا لیا فوراً
گھوڑے پر سوار ہوے فوج انکی بھاگ کر جو در پہ رہا ہے کوہ مین چھپی تھی وہ بھی آکر شریک
ہوئی ایرج نے اسی وقت اٹھا بارگاہ نکالدو یا طرف صحرا کے روانہ ہوے نور الدہر و بدیع
دیگرہ طرف اپنے قلعہ کے پلٹے مگر تہمتن اسی فکر مین ہی کہ ان لوگون کو پھر قید کرون ایک
دوراہے پر لشکر پہونچا ایک طرف راہ قصر سکندری ہی ایک سمت راہ قلعہ دودمان ہی تہمتن نے
جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قلعہ دودمان پر آتش جادو ساحرہ حسین حاکم و ناظم ہی بس اس
مکار نے ایک نامہ لکھا کہ ای ملکہ عالم مین نے ایرج و قاسم و جہانگیر کو پکڑا تھا مگر رہا ہو گئے رنج
مگر انکی اطاعت کی ہی اب تم آکر ایسا سحر کرو کہ مین محفوظ رہون لشکر مسلمانان تباہی مین پڑے
جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا ویسا سحر آکر کرو مین وقت پر بگڑا جاؤنگا کہ انکا حربہ تاثیر نہ کرے
اور ہماری تلوار کاٹے ایک سوار کو یہ نامہ دیا کہا ملکہ آتش جادو کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا وہ مقام
فرحت خیز تھا ایرج نے تین دن کے مقام کے لیے حکم دیا لشکر اترا ہوا ہی مگر ایرج حیران ہو کر
قاسم سے کہتے ہین کہ کیون قبلہ و کعبہ اب تک لوح کی فکر نہین ہوئی قاسم فرماتے ہین کہ ای نور نظر
ہم لوگ فاتح طلسم نہین ہین یہ سرکشی بسبب جرأت ہی لوح ہمکو دستیاب نہوگی ایرج نے
کہا عجب تلوار بھی بیقرار ہوا جاتا پھر تیگا قاسم نے کہا ای فرزند مقدمۂ طلسم نازک ہوتا ہی جسکے نام
فتح طلسم ہوتی ہی اسی کو لوح ملتی ہی لوح کا ملنا دشوار ہی ایرج خاموش ہو رہے مگر سوار بھیجا ہوا
تہمتن کا پاس آتش جادو کے پہونچا آتش تخت پر بیٹھی کر یہی ذکر تھا کہ کچھ حال مسلمانان معلوم
نہوا مصاحبین کہ رہی ہین عجائب نگار نے شکست دی تھی مگر مسلمان زخمی ہو کر نکلگئے پھر کچھ
خبر نملی کہ آن فریبون پر کیا گذری یہ عرض ہوئی ایک سوار نامہ لیکر آیا ہی ملکہ آتش نے نامہ اوسکو
سامنے بلوا یا نامہ لیکر پڑھا صاحب حال سے واقف ہوئی کہا دیکھو صاحبو چند مسلمان تہمتن کے

ساتھ ہین مین جا کر سب کو گرفتار کرا دون یہ کہکے اپنے مقام سے اسکی پشت پر اسی نامہ کے جواب لکھدیا کہ ای بہمن جسطرح تمنے لکھا ہم اسی طرح آکر عمل کرتے ہین جب دیکھنا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہوئی اُسوقت بگڑ جانا سوار نامہ لیکر چلا آتش جادو نے اسباب سحر مہیا کیا جھولی مین سب اسباب رکھکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف ایرج کے چلی مگر سوچ رہی ہی کہ وہ سب غیر ساحر ہین کون سا سحر کرون بس اتنا ہی کافی ہی کہ اُنکو گرفتار کرا دون مگر قتل نکرون قتل کی خداوند اور کچھ تقدیر کرین یہ سوچتی ہوئی آتی ہی مگر صبح کے وقت شاپور برائے بالادوی نکلا ہی ایک مقام پر آکے ٹھہرا دور سے دیکھا کہ ایک سوار کاغذ کو کمر مین رکھتا ہوا اسی جانب آتا ہی شاپور کے خیال مین گذرا کہ شاید یہ سوار بہمن ہی مین نے اسکو لشکر مین دیکھا تھا فوراً آزنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک فقیر کی شکل بنا پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا پانی پیتے جاؤ سوار نے دیکھا ایک فقیر بلاتا ہی ٹھہر جاؤن گھوڑے سے اُتر کر قریب فقیر آیا شاپور نے کنوین سے پانی بھر کر سامنے پیش کیا سوار پی گیا چاہا گھوڑے پر سوار ہون مگر پشت مرکب پر نہ جا سکا لڑکھڑا کے گرا شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کر نامہ نکالا اور یہ نامہ بہمن بپشت برجواب آتش جادو شاپور پڑھکر بہت خوش ہوا نامہ پاس رکھا سوار کو ایک غار مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر ٹہلنے لگا حیران ہی کہ آتش جادو کس مقام پر آئیگی مگر آتش جادو اُڑتی ہوئی بالائے کوہ پہونچی ایرج نوجوان کنارے پر آکے لشکر کے ٹھہرے ہین تیر اندازی کر رہے ہین جو طائر آشیانہ سے نکلا تیر مارا کہ وہ طائر گرا ملازم دوڑ دوڑ کر اُٹھا لاتے ہین آتش جادو سامنے پہاڑ پر آکر ٹھہری قصد تھا کہ سحر کرون نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرائے ایرج پر نگاہ پڑی ایک جوان آفتاب جمال خورشید تمثال تیر و کمان ہاتھ مین شکار مین مصروف ہی دیکھتے ہی آتش جادو عاشق ہوئی بے اختیار بول اُٹھی کہ ای فلک تفرقہ پرداز کس ظالم پر نگاہ پڑی کہ دل قابو مین نہین جی چاہتا ہی جاکر تصدق ہون نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ حرمان ساتھ ہی — آنکھ پڑ جائے جہان پر اشک باران ساتھ ہی
ولیکن ہی اب بھی خیال گیسو پیچان یار — مجھکو ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے — مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی

پانون کا چکر ہوا یارب یہ دور آسمان　　مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہی اگر سوزن تو رشتہ آہ دل　　قیس ہی لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھائے ہین ای عندلیب　　میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
وا اورے جذب محبت خوب دکھلایا اثر　　وہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہی　　باغبان آتا ہی اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچۂ محبوب ہی موسیٰ نہین یہ کوہ طور　　حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی العذری بے صبریان　　وقف حسرت ہی زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
لاشۂ رعنا کے ہی ہمراہ بس اک بیکسی　　درد یا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہی

حیران حیران جمال بیمثال دیکھ رہی ہی ایرج نوجوان اکثر تیر لگا کر جو طائر گرتا ہی خود دوڑ کر اُٹھا لاتے تھے مین اداسے ایرج کا جانا اور شکار کو اُٹھا کر لانا پھر آن کر کرسی پر بیٹھنا دوسرے طائر کا تاکنا اِسکے دل مین کھب گیا خیال مین گذرا کچھ تو سحر کرون کہ تہمتن کو خبر ہو یہ سوچکر کچھ پھول جھولی سے نکالے طرف صحرا کے پھینکے صحرا پر بہار ہوا ایرج نے دیکھا کہ غنچے چٹک کر گل ہوے زرد پتے درختون کے سب ہرے ہو گئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ایرج حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابھی صحرا خشک تھا یا پُر بہار ہوا حیران حیران طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین مگر اور سوار پیدل جھومنے لگے تہمتن نے جو یہ علامت دیکھی فوراً بگڑ کر اُٹھا جتنے لوگ جھوم رہے تھے اُنکو قتل کرنے لگا لشکر مین جو ہڑ ہوا ایرج نے پوچھا خیر تو ہی ایک سوار نے بڑھکر خبر دی کہ حضور تہمتن بگڑ گیا اپنی کل فوج سے تیار ہو کر لڑنے لگا کئی سو جوان آپکے مارے گئے آپ کو تلاش کر رہا ہی ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ تہمتن مغرور اس امر پہ کہ مسلمانون کی تلوار کام نکرے گی ایرج کو دیکھکر للکارا کہ اے دبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین تو آ آج اپنا زور دکھاؤن ایرج پر تو سحر کی تاثیر نہ تھی گھوڑا جھپکا کر جا پہنچا اُسنے بخوف ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا آتش جادو بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ کس بانکپن سے ایرج نے تہمتن کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیا طرف آسمان کے

پھینکا اترنے وقت چونگ ہوائی قلم کیا اہل فوج منت کرنے لگے کہ حضور اسکی موت ہی تھی روز یہی تدبیرون کرتا تھا کہ کیونکر حضور کو گرفتار کر کے قتل کرون لیکن اُسکا فریب نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا ثمر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ایرج نے سر جھکا لیا سب کو پناہ دی قاسم و جہانگیر بھی آ گئے یہان شاپور اُس سوار کی شکل پر ٹہل رہا تھا کہ آتش جادو نے کوہ سے دیکھا کہ وہی نامہ دار ٹہل رہا ہے پکار کر آواز دی او نامہ دار تو ابھی پاس تہمتن کے نہین پہونچا اور وہ مارا بھی گیا شاپور نے کہا او ملکۂ عالم مین بہک گیا تھا اس جنگل مین ٹھہر گیا آپ نے کیا کیا آتش نے کہا مین کیا کرون اس صورت کا جوان صحرا مین شکار کر رہا تھا اُسپر مائل ہوئی ہون وہ نامہ تیرے پاس ہے مین اُس جوان کے لیے کچھ فقرے لکھ دون یہ نامہ جاکر اسکو دینا شاید اُسکو ہمارا خیال ہو دفع رنج وملال ہو شاپور قریب پہونچا اور نامہ نکالکر دیا آتش جادو نے لکھا نظم

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے — شکل ہو سے چاندی صورت دکھانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے — عیش وعشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے
ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہی — اس گل تر کی قبا بھی زعفرانی چاہیے
فصل گل آئی مگر ہائے دل خالی رہا — ساقیا مجکو شراب ارغوانی چاہیے
کہنے سننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین — اپنے عاشق سے نہ تمکو بدگمانی چاہیے
ای دل بیتاب بلبل کیطرح نالے نہ کر — صبر بہتر ہے ہنوز راز نہانی چاہیے
اشک خون رو رہا ہون بہر لعل لب کو دیکھیو — یاد مین دندان کی اب گوہر فشانی چاہیے
شربت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہو مین — چشمۂ حیوان کا مجکو میٹھا پانی چاہیے
وصف مین ناز و ادا کے یار کے لکھون اگر — خضر کے مانند عمر جاودانی چاہیے
زہر کھائے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے — تمکو تو ای لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے
ای صنم وہ کشتۂ ابرو ہے عالم ہی گواہ — نور پر اب کیا تمھین تیغ آزمائی چاہیے

اور لکھا کہ ای شہریار تیرا اندازی آپکی دیکھکر دل بیشک ہوا اب مناسب ہے کہ اس کنیز کو سرفراز فرمائیے تہمتن نے مجھے بلایا تھا مگر مین نے وہ عذر نہین کیا کہ باعث زوال لشکر حضور ہوتا اس سفر مین ہمراہ رہونگی تا بہ قصر سکندری پہونچا دونگی وقت پر کنیز کا امتحان

ہوگا شاپور نے وہ نامہ لیا اور وعدہ کیا کہ آج شب کو بارگاہ میں تشریف لایئے وہیں ملاقات ہوگی
آتش جادو طرف اپنے قلعہ کے گئی شاپور وہ نامہ لیکر خدمت ایرج میں آیا نامہ دکھایا کہا
ای شہریار بڑی خدا نے خیر کی کہ وہ حضور کو دیکھ کر مائل ہوئی جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا
یہ ویسا ہی سحر کرنے آئی تھی آج شب کو حاضر بارگاہ ہوگی ایرج نے شب کو جلسہ آراستہ کیا اگر
قاسم و جہانگیر کو بارگاہ میں نہیں بلایا دوسری بارگاہ استادہ کرا دی قاسم و جہانگیر اس بارگاہ میں
بیٹھے ہیں ایرج اور بارگاہ میں بیٹھے ہیں شاپور بیٹھا ہوا گا رہا ہے چنگ مرتعش بجا رہا ہے کہ
آتش جادو وہ دن بھر بیقرار رہی آخر شام کو طاؤس پر سوار ہو کے آئی در بارگاہ ایرج پر پہنچی
نگہبان نے جا کر عرض کی ایرج نے کہا ہے شاپور وہی ساحرہ آئی ہے جا کر اسکو لاؤ شاپور
باہر آیا آتش جادو اندر آئی اب ایرج کو بارگاہ میں دیکھا سطوت و صولت دیکھکر بیقرار ہوگئی
قدموں کو آکر بوسہ دیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی مشرف ہوئی ایرج نے کہا
شرط اول یہ ہے کہ اطاعت اسلام کرو آتش جادو نے کہا میں نے بدل و جان اطاعت
اسلام قبول کی ایرج نے کہا بعد فتح طلسم تیرے توبہ کرنا ہوگا آتش جادو نے عرض کی
مجھکو یہ بھی قبول ہے اب آپ کا کیا ارادہ ہے چلکر قلعۂ دود مان پر اتریے وہ مقام محفوظ ہے میں
جا کر بقراط سے حال لوح پوچھوں کہ حضور نے لوح طلسمی کہاں رکھی ہے آکر حضور کو بتاؤں
اگر ہو سکے تو لا کر آپ کو لوح دوں ایرج بہت خوش ہوئے کہا ای آتش جادو اگر لوح کا
پتہ لگا دیا اور لوح مجھکو ملی تو جان سے زیادہ مجھکو عزیز کرونگا مگر ای آتش جادو ایک بڑا
اعتراض ہے کہ نجومی جو ہمارے لشکر کے ہیں خواجہ بزرجمہر کے بیٹے انھوں نے حکم لگایا ہے
کہ فاتح طلسم بنام نور الدہر ہوا لوح کا مجھکو ملنا ناممکن ہے آتش جادو نے کہا کنیز آگ لگا دیگی
پتہ لگا لاونگی حاصل کرنے کا آپ کو اختیار ہے ایرج مزاج کے جانتے ہیں آتش جادو نے
جو اسطور سے کہا اور زیادہ گرم ہوئے کہا ای آتش جادو تم پتہ لگاؤ اگر آگ کا دریا ہوگا تو میں
اسے طے کرونگا آتش جادو نے کہا کنیز خداوند سے پوچھیگی دریافت کرکے عرض کریگی پھر آگے
آپکا کام ہے ایرج نے کہا کہ شش مثل میرے کوئی کیا کریگا جب میں زمان کفر میں تھا اور منظور
تھا کہ تابہ قلعۂ ظلمات جاؤں اٹھارہ سو ملک درمیان میں تھے سب مسلمان میرے نام کے

دشمن مگر مین کسی سے روکے نہ رکا اور تا بہ قلعۂ ظلمات پہونچا خدا کو بجے سپاہ روکنا مستطوع نہ تھا
کہ قلعہ فتح کر لیتا تھا اور جو کوئی مددگار مسلمانوں کا آجاتا تھا اُس سے لڑ بھڑ کے پلٹ جاتا تھا کئی
برس قلعۂ ظلمات پر لڑا آخر مین خدا نے فضل کیا کہ امیر کے ہاتھ سے مین زیر ہوا حال میری
پیدائش کا لکھا سارا ایرج نامہ اس مضمون سے بھرا ہی اور کبھی ذکر کرونگا یا اگر کتاب تمکو
دستیاب ہو تو لیکر دیکھو یہ کتابین بہت کمیاب تھین مگر اب منشی نولکشور صاحب سی - آئی
ای مرحوم کے مطبع مین کل دفاتر معرض طبع مین آکر اشاعت پذیر ہوگئے ہین اور ملکون ملکون
پہونچ گئے ہین بالفعل تم استاد دریافت کر لاؤ کہ فلان مقام پر لوح ہی میرا عیار ثانی عمرو ہی فوراً
تمھاری مدد کے پہونچیگا ابھی اُسنے عجائب نگار جادو کو مارا جب راستہ کھلا ورنہ کسی کی مجال
نہ تھی کہ اسطرف سے گذر کرے یہ وہ ساحرہ تھی کہ تہمتن کے ہاتھ سے سب سردارون کو زخمی
کرایا اور آج تک سب سردار تباہی مین ہین فقط ہم چند کس ظاہر ہوے ہین آتش جادو
نے ایرج کو تسکین دی اور کہا کنیز جاتی ہی اب جو آؤنگی تو مقام لوح دریافت کر لاؤنگی
پاس سے ایرج کے اُٹھی شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی کسی طرح ساتھ چل سکتے ہین آتش
نے کہا میری کنیز ہی گلچہرہ اُسکی صورت ہو تو اپنے ساتھ لے چلون شاپور نے کہا مین
اُسکو دیکھون آتش نے جھولی سے تصویر نکالی کہا یہ تصویر تو موجود ہی شاپور اُس تصویر کو لیکر
گوشے مین آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلچہرہ کی صورت بنا اور گوشے سے نکلکر آواز
دی بی آتش جادو عشق نے خوب گرمی دکھائی دربار مین دشمن کے چلی آئی مین جاکر
خداوند سے اطلاع کرتی ہون قدرت سے کہونگی مجکو حکم ہوا تسکین باندھکر لیجاؤن
آتش جادو اپنے مقام سے اُٹھی کہا او نمک حرام میرے ساتھ یہ مکر ای گلچہرہ تونے یہ کیتنا اُدھم
آتش جادو نے جھولی سے ایک مار سیاہ نکالا کہا حرامزادی مین کیا تجکو زندہ جانے دونگی
یہان جاؤگی وہین یہ مار سیاہ پہونچیگا گلچہرہ نے کہا کیا مجال مار سیاہ کو طاؤس بنکر کھا جاؤنگی
یہ کہکر منہ چڑھایا آتش قریب پہونچی چاہا گلچہرہ کی چوٹی پکڑ لون شاپور نے ہنسکر کہا بی بی کچھ
خوف بھی ہی ہم مہتر شاپور شیر دل ہین آتش نے سر شاپور گلے سے لگا لیا کہا اے شاپور
حقیقت مین کیا صورت بنائی ہی تصویر کو دیکھکر بیشباہت اب مین تمکو اپنے ساتھ لیجاؤنگی

اے مہتر والا گہر کوئی نہ پہچانیگا یہ سنکر شاپور نے کہا اگر رنگ جا تو میان بقراط کی گردن لونگا
آتش جادو نے تخت سحر تیار کیا انہیں گلچہرہ نقلی کو بٹھایا آپ بن ٹھن کے سوار ہوئی تخت کو
اڑاتی ہوئی چلی راہ مین ایک مقام پر لشکر نورالدہر کو دیکھا آتش نے کہا کیون مہر صاحب
یہ لشکر کسکا ہے شاپور نے کہا یہ لشکر انجیظم آقاے نامدار کا ہے انھین کے نام پر فنای طلسم لکھی ہے اول
طلسم انھین کو طلسم کشا کہتے ہین مگر ہمارے آقاے نامدار جرأت و شوکت مین اپنا مثل نہین
رکھتے چاہتے ہین کہ مین طلسم مین پہونچون اور اسوقت تک کسی مقام پر کمی نہین کی لیکن لشکر
اسلام کے نجومی ہمثل و بینظیر ہین اُنکے حکم مین فرق آنا ناممکن ہے اے آتش بہت سمجھ کے کام
کر۔ آتش نے کہا اے مہتر والا گہر خداوند مجھ پر مہربان ہین اور جبسے تم لوگون کا ملبہ ہوا اکثر
ارشاد فرمایا کہ اے آتش جادو تم بھی کسی مقام پر مسلمانون کو گھیر نا مین یہ بھی کہونگی کہ اب
میری سرحد مین لشکر آیا چاہتے ہین ایک سحر مین سب کو قتل کر دونگی شاپور نے کہا جو کام
کرنا سمجھ بوجھ کے ایسا نہو خدانخواستہ تم پہچانی جاؤ تو مین بھی پھنس جاؤن آتش نے کہا کہ اے
شاپور اگر خدانکردہ حال کھلجائے تو تم اپنی نکاسی کرنا میرا خیال نہ رکھنا اسطرح کی باتین
کرتے ہوے سامنے ایک باغ کے ہوپہنچے باغ مین گانا ہو رہا ہے ایک تاجدار مسند پر بیٹھا ہے
گرد امراو زرا کا مجمع سامنے نازنین ماروئی ہے یہ اشعار زبان پر نظم

نکہتِ زلف جنون خیز ہے مجھ مہرو کی — ہوش برّان کیے دیتی ہے مہک گیسو کی
شعلہ رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین — بجلی بھی جائیگی اے بحر کرم بازو کی
چشم گیسو کا انھین میری طرح سودا ہے — وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہرک آہو کی
ذرے افشان کے چمکے ہین ستارونکی طرح — روشنی ہے شب ظلمات مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کمر ہاتھ نہین آنے کا — دل کو رہتی ہے عبث فکر نئے پہلو کی
قرب عارض نہین اچھی ہین ہوا سے زلفین — آندھی کعبہ سے یہ اٹھی ہے نئے گیسو کی
اشک گرم اپنے کسی دن جو جھڑا دے گے — پردے آہو نکے جلا دیگی تپش آنسو کی
تو کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہے اسکا — زنگ آئینے کو کرتی ہے صفا زانو کی
غب کو سلک دُر دندان کا تصور ہو جدا — تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی

سحر سے کم نہین عشاق کو نظر مین اُسکی — سرسہ آنکھون مین چلا موٹھ چلی جادو کی
دردِ سر نکہت کاکل سے ہوا ہی پیدا — عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی
ایک موذی ہو تو کچھ پڑھکے مین کیلون پھوکون — زلف مین سانپ کی ابرو مین ہی خو بچھو کی
چشم جانان کو چھلاوہ جو کہون زیبا ہی — شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین سب آہو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی — نہ تھمی تا بسحر نور جھڑی آنسو کی

اُس تاجدار نے سر اٹھاکے دیکھا تخت ملکہ آتش کا دیکھا اپنے مقام سے اٹھا پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ تشریف لایئے اسوقت میرے دل کو آپ کی یاد ہی مین لہرا تھا کہ سب سامان موجود ہی ملکہ آتش آجائین تو صحبت مین گرمی ہو جائے اسوقت آپ کا آنا باعث خوشی ہوا تشریف رکھیے آتش نے طرف شاپور کے دیکھا شاپور نے اشارہ کیا چلیے یہ کون صاحب ہین آتش نے ہنسکر کہا یاقوت لعل پوش ہمارے مدت کے عاشق ہین ملکہ آتش جادو عشق مین ایرج کے بھوت ہو رہی ہی جون جون یاقوت منت کرتا ہی آتش کو ناگوار ہو رہا ہی مگر شاپور کے اشارے پر رضامند ہوئی تخت اُتارا شاپور اسطرف آکے بیٹھا آتش جادو کو یاقوت نے مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھا گانے والی تانین مار رہی ہی سب تعریفین کرتے ہین مگر گلچہرہ نقلی سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ تعریف نہین کرتی یاقوت نے کہا کیون گلچہرہ ہماری گانے والی کا گانا پسند نہین شاپور نے سر جھکا کر کہا حضور انکا کیا کہنا خوب گا رہی ہین مگر خیال کر کے ملاحظہ فرمایئے ساز بالکل الگ ہی یہ سنکر وہ گانیوالی بھپکی کہا بی گلچہرہ ایک بات کہدی کچھ کمال دکھاؤ زبان سے نکالو ہم دیکھین ساز سے کیونکر ساز ہوتا ہی گانے والی نے جو یہ جھلاکر کہا شاپور جھک کر اٹھا بیچ مین آکر بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا کہ ہان تم سب سازون کو اسطرح ملاؤ اور ہاتھو سے تال دیکر کہا اسکا خیال رہے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مضمون ترے قد کا بندھ رہا ہی — مصرع شمشاد طرح کا ہی
خط مین مضمون قتل کا ہی — لکھا ہی وہی جو کچھ لکھا ہی
لٹکی ہوئی کاکل رسا ہی — باندھون مضمون پیش پا ہی
زلفون نہین ہی قصہ مختصر طول — ناحق ای دل اُلجھ رہا ہی

دیکھا ہو اُسکے آگے سو بار — آئینہ تو صورت آشنا ہو
گلشن ہی آب آب تجھسے — ہر گل پانی کا بُلبُلا ہو
آ دل مین ہمارے خیر مقدم — ای تیر نگاہ مرحبا ہو
ناصح کیون کر لگاؤ چھوڑون — سنتا ہون وہ دیر آشنا ہو
ظاہر ہی کبھی نہ صلح ہو گی — مضمون کی طرح سے لڑا ہو
مُنھ اُسکا استخوان ہمارے — ای سہ یہ سعادت ہما ہو
میری ہڈی سمجھ کے کھانا — ہڈی تجھ مین بھی ای ہما ہو
کرنا اُس سے سمجھ کے باتین — ای یار صفیر منچلا ہو

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ خود گائن بلائین لینے لگی اور یاقوت تو بہوت ہو گیا خوشی سے تعریفین کرتا ہی کہتا ہی ای بی گلچہرہ ہم ایسا نہ سمجھے تھے تم تو کامل و اکمل ہو گانا بتانا دونون تم پر ختم ہین جس چیز کو بتانا صورت اُسکی دکھا دی گائن ہر مرتبہ بلائین لیکر کہتی ہی کیون بی گلچہرہ تم گونے کی بیٹھنے والی یہ کمال کہو کر حاصل ہوا شاپور نے کہا بی اُستاد و نکی ہمنے خدمتین کین جب یہ کمال حاصل ہوا گانے کے علاوہ اور ایک کمال رکھتی ہون کہ کوئی سوا میرے نہ کر سکے یاقوت نے پوچھا بی گلچہرہ وہ کیا ہی کہا حضور ساقی بنون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال جو قطرہ شراب کا گرے یاقوت نے کہا بی گلچہرہ یہ تو مشکل ہی شاپور نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے ابھی اسکا امتحان ہو جائیگا آتش جادو کو تعجب ہی چپ بیٹھی ہی دل سے اپنے کہتی ہی یہ کہو کر ہو گا سر سے ضرور شراب گریگی گانا جو بن پڑا میان شاپور کیلا گئے دیکھیے کیا آفت برپا ہو یاقوت نے کنجی پھینکی شاپور کنجی اُٹھا کر میخانہ مین آیا پکار کر آواز دی جسکا جی چاہے شراب لیجائے ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے ملازمان یاقوت یہ خبر سنکر دوڑے کوئی گلابی کوئی کنستر کوئی پتلا اُٹھا کر لیجانے لگا شاپور بتلاتا جاتا ہی یہ گلابی جو لیے جاتے ہو چار آدمیون کا حصہ ہی یہ کُپّہ جو لے جاتا ہی اُس سے کہدیتا ہی اسمین پچاس آدمیونکا حصہ ہی ملازمون نے یاقوت کو خبر دی کہ سارا میخانہ بی گلچہرہ نے تقسیم کر دیا یاقوت نے کہا مجکو تو کمال دیکھنے کا اشتیاق ہی کیون ملکہ آتش جادو کبھی تمھارے سامنے بی گلچہرہ نے ساقی گری

کی ہی آتش نے گھبرا کر جواب دیا کہ صاحب باغ مین ایسے تماشے روز رہتے ہین گلچہرہ کی ذات سے
ہماری صحبت مین بڑی چہل پہل رہتی ہی شاپور نے چند گلابیان ذرا غوانی سے بھرین گھڑے اُنکے
تمامی سے باندھے محفل مین لیکر آیا سامنے گلابیان رکھین سب کہتے ہین بی گلچہرہ کی اب حماقت ظاہر
ہوگی گانے مین تو بڑی تعریف ہوئی مگر یہ ساقی گری اب ان کو ذلیل کرائیگی آتش جادو آنکھون
سے اشارے کر رہی ہی کہ کیون گلچہرہ یہ کیا کرتی ہو شاپور اشارے کا بھی جواب نہین دیتا گت
شروع کر دی جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا توڑے بھی لے رہا ہی کبھی پکار کر
آواز دیتا ہی مطلع الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا * کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
مگر کیا مجال کہ قطرہ گرے یاقوت تو دنگ ہو رہا ہی کہتا جاتا ہی ای ملکہ عالم سحر سے یہ کمال بڑھا ہوا ہی
حقیقت مین گلچہرہ بے مثل و بے نظیر ہی آتش جادو نے کہا میرا لاکھون روپیہ خرچ کرا کے اُستادونکو
دیا اور یہ کمال سیکھا شاپور نے قریب یاقوت کے آکر سر جھکایا کہا ایسے شاہون کو سہرے شراب
پلانا چاہیے یاقوت نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو شاپور نے دورہ باندھا
اور پکار کر کہا کہ صاحبو میرے قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین کس کس تک پہونچون کنیزین
خود پینے لگین تھوڑے عرصے مین شاپور نے ساری محفل کو شراب پلا دی باغ پر جوتی بیزار چل
رہی ہی دو کہین بیہوش پڑے ہین دو لڑکھڑا کر چمن مین گرے کسی کو کسی کی خبر نہین یاقوت
بیٹھے بیٹھے بلبلا یا نشہ کے جوش مین آنکھین غلہ سی نکل آئین یہ کہکر اُٹھا کہ مین گلچہرہ کی بلائین لون جیسے
اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا ادھر سے گرا ساتھ والے یہ کہتے ہوے اُٹھے ہی ہی ہمارے مالک کو کیا ہوا
جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا آتش جادو جو اُٹھی یہ بھی گر کر بیہوش ہوئی شاپور خنجر کھینچ کر یاقوت
کی چھاتی پر چڑھا کہ سر کاٹ لون آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش او مکار ایسے ساحر پر یہ بدعت آتش
بیہوش پڑی ہی شاپور نے چاہا کود کر بھاگون کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُس نے
زمین پر دو چھڑ مارا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس ساحر نے قریب
شاپور کے آکر آواز دی منم سرہنگ جادو او ظالم تو نے ابھی یاقوت کو مارا ہی
ہوتا اور بی آتش جادو نے یہ آگ لگائی ہی دیکھو انکا بھی کیا حال کرتا ہون قدرت
کے سامنے سب انصاف ہونگے کہ بی آتش جادو کیونکر آئین عیار کو کنیز بنا کر لائین

گا نادان عیارون کا سحر ہی کون ایسا ہی کہ ان کے دام مین نہ پھنسے شاپور نے کہا ای شہنشاہ ساحران مین آتش کے ساتھ نہین آیا سرہنگ نے خنجر اُٹھایا کہا ایک ہاتھ مار دونگا کہ سر اُڑ جائیگا خبردار ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دینا ہمکو سب خبر معلوم ہوئی جب تو ہم وقت پر آئے یہ باغ یاقوت جادو کا ہی نگہبان مقرر ہے ہین شاپور تو خاموش ہوا لیکن سرہنگ نے پہلے آتش جادو کو ہوشیار کیا اب جو آتش اُٹھی دیکھا کہ شاپور گرفتار ہی سرہنگ جادو تیغ لیے موجود ہی چاہتا ہی کہ یاقوت کو ہوشیار کرون آتش نے کہا میان سرہنگ یہ کیا معرکہ ہی یہ عیار کہان سے آیا کیونکر ہم سب کو بیہوش کیا تمنے وقت پر آکے جان بچالی سرہنگ نے کہا ای آتش اب نادان بنتی ہو اپنی کنیز بناکر عیار کو لائین اور پھر باتین بناتی ہو مین اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے خبر دی کہ بی آتش جادو عیار کو بہ شکل گلچہرہ کنیز لائی ہین اُس عیار نے سب کو بیہوش کیا ہی یاقوت کو قتل کیا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ تب مین آیا طائران سحر کبھی خلاف نہین کہتے یہ خداوند جمشید کے بنائے ہوے ہین جب مین نے یہ خبر پائی تب اپنے کو یہان پہونچایا یہان یہ معرکہ دیکھا اگر ایک دم بھر اور نہ آتا تو یاقوت کا خاتمہ تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم سب کو خدمت خداوند مین لیے چلتا ہون آخر تم لوگونکا مسلمانون سے کیا لگاؤ ہوا حال تو بیان کرو آتش جادو نے کہا مجھپر سراسر تہمت ہی مین نہین جانتی تھی کہ میری کنیز بدل گئی یاقوت جادو کو اُٹھاؤ سب حال کھل جائیگا اور قدرت انصاف کرینگے کہ اگر مین عیار کو لاتی تو مین کاہے کو بیہوش ہوتی عیار کو بچا کر لیجاتی تمھاری کیا مجال تھی کہ یہ باتین بناتے اور مجھے مسلمانون سے کیا واسطہ مین آجتک آگاہ نہین سرہنگ نے کہا مین تمھاری مشکین باندھکر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا قدرت کو اختیار ہی وہ دریافت کرینگے کہ کون گناہگار ہی بلکہ تم سب حال اپنا آپ بتاؤ گی تمنے نہین سنا کہ گلپوش جادو پر کیا بدعت ہوئی آخر قتل کی گئی گلپوش جادو نے خود اپنا احوال آپ کہدیا تمسے بھی قدرت قبول کرا لینگے قدرت کی زبان مین تاثیر ہی خلاف نہ کہہ سکو گی جب خود قبولو گی تب میرا کہنا ثابت ہوگا طائر سحر نے صاف صاف خبر سنائی کہ بی آتش جادو کے آنے پر یہ آگ لگی کہ یاقوت بیہوش ہوا اور اگر

انکا نمونہ بھی دیکھا کر یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی چھاتی پر یاقوت کی عیار کو پایا مین نے عیار
کو پکڑا اب زیادہ تڑاؤ نہین مین تمھاری مشکین باندھتا ہون اور لیے چلتا ہون آج وہ کورنگ
پڑ جیگے کہ سارا حسن وجمال خاک مین ملجادیگا آتش نے دیکھا کہ اب تو خاتمہ ہی یہ سب کنیزین
گراہیان دینگی کہ آتش کے ساتھ عیار آیا بگڑ کر کہا او غلام زادے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہماری
مشکین باندھیگا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی یہ کہکے چند دانے ماش کے پھینکے سرہنگ نے
اُن ماش کے دانون کو دفع کر دیا جب تو آتش جادو نے کارد سحر جھولی سے نکالی اور اپنی
اُنگلی کاٹ کر اُسپر اپنا خون ڈالا کہا سرہنگ بچ یہ کہکے کارد پھینک ماری وہ کارد سینہ پر
سرہنگ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سرہنگ گرا آتش نے کہا ای شاپور یہانسے
نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور آفت برپا ہو تو کون بچائیگا ان ایسے ساحرونسے مین کم نہین ہون لیکن
ڈر ہی کہ اگر لقراط کو خبر ہو جائے اور وہ کسی ایسے کو روانہ کرے جس سے مقابلہ مشکل پڑے
اور وہ آتے ہی گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو شاپور نے کہا یاقوت رہا جاتا ہی یہ کہکے خنجر کھینچ کر
چلا کہ درختون سے چند طائر پرونسے سر پیٹتے ہوے یاقوت پر گرے اور مثل انسان کے پکارے
کہ ای یاقوت اُٹھو یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی کہ ایک طائر نے سر پر شاپور کے عکس ڈالا شاپور
آہ کرکے گرا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ طائر بیہوش کرکے مجھکو جاتا ہی دیکھون تم کیا دکھاتا ہی
اُدھر وہ طائر بلند ہونے لگا آتش جادو نے جھولی سے تیر وکمان سینگ کا نکالا اور تیر جوڑ کر
سینۂ طائر پر مارا کچھ اسم سحر بھی پڑھا کہ تیر نے خطا نہ کی سینہ بکینہ پر طائر کے پڑا توڑ کر پشت
کو پار گذرا اور طائر جو درختونسے اُتر کر آئے تھے اور گرد یاقوت لڑ رہے تھے وہ بھی سب
جلکر خاک ہوے آتش نے کہا ای شاپور ان طائرون کو بھی مین نے مارا ابتک خیریت ہی نکل چلو
ایسا نہ ہو کوئی اور آفت آجائے تو پھر کون بچائیگا شاپور نے نرما خنجر یاقوت کو مار دیا یاقوت کا
شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت
جادو بود ایسا مرنے سے یاقوت کے ہنگامہ ہوا کہ کنیزین ہوشیار ہو گئین لاش یاقوت دیکھکر
کانپنے لگین آتش نے کہا اما جو تم اطاعت اسلام کرو تو اسی باغ مین رہو اور یہ راز چھپاؤ سبنے
قبول کیا اب آتش نے شاپور سے کہا ای بہتر والا گہر اب کہانلے چلو قصر سکندری مین چلین یا نہ چلین

یہ بڑا جادوگر مارا گیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ لاشہ یاقوت جادو کا خودبخود زمین سے بلند ہوا اور
طرف آسمان کے اُڑتا ہوا چلا شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم اب قصر سکندری مین چلنا مناسب
نہین ہی یقین ہی کہ حکیم کو خبر پہونچے لاشہ پہر لیگئے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ طرف لشکر ایرج کے
پلٹ چلو اُسی وقت آتش نے تخت بنایا کیا شاپور کو بٹھا کر طرف ایرج کے لیچلی لیکن بقراط ثانی
قصر سکندری مین تخت نخوت پر بیٹھا ہی تاج نکبت سر پر تقدیرین بگھار رہا ہی کہ آسمان پر
سنناتا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک لاش کو چند ساحر اُٹھائے ہوے سامنے بقراط ثانی
کے لائے اور فریاد کی کہ یا خداوند افسوس ہمارا مارا گیا ہم لوگ دیکھ رہے تھے مگر دخل نہ دیسکے
بقراط نے کہا کیا معرکہ ہوا کیا لشکر طلسم کشا وہان آگیا کہا حضور یاقوت تاجدار جلسہ
جمائے بیٹھا تھا آتش جادو پر مدت سے عاشق تھا کہ مین وقت پر بی آتش جادو
آئین گلچہرہ نامے کنیز ساتھ تھی گانے سے کچھ تکرار ہوئی گلچہرہ ایسی گائی کہ سب محو
ہو گئے اُسنے ساقی گری کی سب کو بیہوش کیا چاہا یاقوت کو قتل کرے نگہبان جان اُٹھا عین اُس
وقت پر آیا عیار کو پکڑ لیا بی آتش نے سرہنگ کو مارا یاقوت جادو کو عیار نے قتل کیا ہم لاش اُٹھا کے
لیکر بھاگے بی آتش جادو و عیار باغ مین اپنا انتظام کر رہے ہین بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا کہا
یارو مین نے ایسی جادوگرنیان ڈھونڈھ کر سرحد طلسم مین بسائین یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ نازنینان مہ جبین
فرزندان حمزہ پر عاشق ہونگی اور یہ آفت برپا ہوگی بربادی سرحد طلسم ہو رہی ہی دیکھیے انجام کیا
ہو ارے کوئی تم مین ایسا ہی کہ آتش کی مشکین باندھ کر لائے مارے کوڑون کے کھال گرادون
اسی وجہ سے مین نے گلپوش کو قتل کیا کہ ان شاہزادیون کو عبرت ہو گمان جادو اپنے مقام
سے اُٹھا کہا یا خداوند مین آتش جادو کی مشکین باندھ لاتا ہون ناظرین پر واضح رہے کہ یہ
گمان جادو مدت سے آتش پر عاشق ہی اسی جوش مین اُٹھا دست بستہ عرض کی یا خداوند مین باغ
یاقوت سے جا کر دونون کو لاتا ہون بقراط نے پشت پہ ہاتھ رکھا کہا ای گمان جادو ہم جانتے
ہین کہ تم مدت سے آتش پر عاشق ہو تم اسکو گرفتار کر کے لاؤ ہم تمھارے وصل پر اُسے جلد رضامند
کر دینگے گمان عہد و پیمان کر کے تلاش آتش مین چلا یہان یہ دونون باغ سے نکل کر ایک جنگل مین
پہونچے کہ وہ جنگل نہایت ویران تھا خاک اُڑ رہی ہی درخت سوکھے ہوے کھڑکھڑاہٹ کی

آواز آتی ہی صدا لیے زاغ و زغن بلند تہے زرد درختون کے جابجا انبار آتش نے کہا ای شاپور اس جنگل مین شہر جاؤ بعد تھوڑی دیر کے چلینگے تخت اوتارا ویرانی جنگل کو دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز آئی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان بعد مدت دراز کے آج سامنا ہوتا ہی نظم

پرتو فگن جو عارض پرنور ہو گئے ۔ داغ فراق شمع سر طور ہو گئے
عاشق جو چشم مست کے مشہور ہو گئے ۔ تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہو گئے
لاغر ہوے مین یہ تپ رنج فراق سے ۔ چشم گمان وہم سے مستور ہو گئے
افشان چنی جو ماتھے پہ اس شمع نور نے ۔ تارے فلک پہ شرم سے کافور ہو گئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بھی بہ گئی ۔ آنکھون کے جام ساغر بلور ہو گئے
شاہون سے بھی کلام انھین ننگ و عار ہی ۔ ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہو گئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف ۔ ہم منفعل قصور پہ ای حور ہو گئے
اوڑھا ذو دپٹہ شب کو جو زرتار یار نے ۔ اختر تمام چرخ پہ بے نور ہو گئے
کاہیدگی سے ہمکو کوئی دیکھتا نہین ۔ ایسے دفور ضعف سے مستور ہو گئے
نازان ہون خاک عمر دو روزہ پہ لوگ ہم ۔ پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہو گئے

آتش نے سر اٹھا کے دیکھا گمان جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی سامنے آکر کھڑا ہوا شاپور تو کود کر بھاگا ایک غار مین چھپا گمان باتین کرنے لگا کہا ای ملکۂ عالم قدرت تسے بہت خفا ہین تمکو حکم ہوا ہی کہ مشکین باندھکر لاؤ مگر مین دل و جان سے تمھارا تابعدار ہون یا قوت ستہ جادو کو مارنا تمھارا قدرت پر سب ظاہر ہوا قدرت اور کسی کو بھیجتے تھے مین نے بمنت حکم لیا کہ مین گرفتار کرلاؤنگا مگر مین کہتا ہون کہ تم گرفتار نہو میرے ساتھ چلی چلو کوئی سبب قدرت سے کہدینگے اور کوئی خطا تمھاری ثابت نہین ہوگی آتش نے کہا ای گمان کیون دیوانہ ہوا ہی مجھکو کیا غرض ہی کہ مین اس جھوٹے دغاباز کے سامنے جاؤن مین نے خدائے نادیدہ کی اطاعت کی گمان نے کہا ملکہ بس چپ رہو خداوند کو جھوٹا بناتی ہو آتش نے کہا او دیوانے تو ابھی حال سے اس مکار کے آگاہ نہین حکم سامری و جمشید کو مٹایا تھوڑے ہی عرصے سے اپنے کو خداوند بنایا بھولا بیٹھا ہی بلج و خراج چلا آتا ہی اسیر یہ گھمنڈ گمان نے کہا

ملک خاموش رہو مجکو حکم تھا کلام نہ کرنا مشکین بانزہ لاتا ہین نے کلام کیا اُسکا یہ نتیجہ پایا آتش
نے کہا اب جو تمسے ہو سکے وہ کرو مین جواب دون مشکین بانزہ حنا کیا دل لگی ہی یہ باتین تھین کہ لب
سے رونے کی آواز آئی گمان نے کہا ارے یہ کون درد رسیدہ ہوتا ہی خداوند سے فریاد رسی
کر رہا ہی جھپٹ کے بڑھا ایک نخل کے سایہ مین دیکھا کوئی عورت مُنہ لپیٹے پڑی ہی ایڑیان رگڑ
رہی ہی معلوم ہوتا ہی دم نکلتا ہی پکارتی ہی یا خداوند بقراط ثانی ہمارے مدد آؤ یا ملک الموت
کو بھیج اب مجھ سے کشاکش نہین اُٹھتی حد سے زیادہ صدمہ بڑھ گیا گمان نے جو چادر منہ سے
ہٹایا دیکھا ایک نازنین آفتاب عالمتاب لبون پر دم ہی ایڑیان رگڑ رہی ہی گمان نے پوچھا
ای نازنین تو کون ہی اُسنے اشارے سے کہا صاحب سامنے سے ہٹ جاؤ میری روح نکلنے کو
ہی کشاکش مین ہون نامحرم کی صورت نہ دیکھون ہائے میرے چاہنے والے کو اُٹھا کر لیگیا مجکو زخمی
کرکے ڈال گیا اب جو گمان نے بہ نگاہ غور دیکھا لاشین اور پنڈلیان اُس نازنین کی زخمی ہین جب
گمان نے بہت پوچھا تو اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجکو لیے جاتا تھا جنگل
سے شیر نکلا شوہر کو اُٹھا لیگیا مین جو محبت مین دوڑی دو پنجے مجھے مارے اس صدمہ سے دم
نکلا جاتا ہی گمان نے کہا اب تو بیکس و بیبس ہی مین دیکھ لے تیرا علاج کردن شاید خداوند
صحت دین تو باعث خوشی ہو اُس نازنین نے کہا صاحب تم سامنے سے ہٹ جاؤ مجکو تمھارا
دیکھنا بہت ناگوار ہی تم تو مجھا ہون مین کہاے جاتے ہو گمان نے سر کے نیچے ہاتھ دیا اُٹھا کے
بمشکل بٹھایا نخل سے پیٹھ لگا کے وہ بیٹھی لیل نے ایک گلابی نکالی کہا خیر یہ بڑی بات ہی
کہ تم معتقد بقراط ثانی ہو اُس قوم مین تو نہین ہو کہ جو خداوند کو بھا لگتے ہین اسمین سے چند
قطرے میری حلق مین ٹپکا دو کہ دل کو تسکین ہو جا رہی مجکو گذرے جب صدمہ زیادہ ہوتا ہی
چند قطرے پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون گمان نے وہ گلابی اُٹھائی ارادہ کیا کا اسکو شراب
پلاؤن کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای گمان یہ کیا وہم ہی قدرت کا
بھیجا ہوا آیا ہون بس گلابی گمان نے الگ پھینکدی تلوار کمر سے کھینچی سر سے اشارہ کیا
کہ رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُتر گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر کمر سے لگائے بیٹھا
ہی گمان نے کہا کہ او ناعیار مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین تیرا سر کاٹ لونگا آتش جا دو

دیکھا کہ شاپور نے عیاری کی تھی مگر گمان نے پہچان لیا قتل کیا چاہتا ہی وہین سے گولہ مارا گولہ
چلتا ہاتھ سے گمان کے نیچے چھوٹا گمان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر پھینک ماری
آتش کا شانہ نشانہ ہوا آتش نے وہی چھری اٹھالی اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا وہ چھری مثل برق کے
چمکنے لگی آتش نے وہی چھری گمان پر پھینک ماری اور ایک دستک دی اور آواز دی کہ
ای خونریز اسکو لینا گمان نے دشکین دین بہت کچھ اُچھلا کودا لیکن چھری سینے پر آکے پڑی
آدکر سینہ کو پار گذری جنگل مین اندھیرا ہوگیا اُس طائر نے جو یہ معاملہ دیکھا زفیل مارکر مثل انسان
آواز دی ای آتش جادو تمنے گمان کو مارا جاکر قدرت سے اطلاع کرون وہان سے کوئی
ایسا آئے کہ تمھاری شکیں باندھکر لیجائے یہ کہکر چاہا بلند ہوکر نکل جاؤن آتش نے جھولی سے
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب اُسے کاٹا طرف طائر کے پھینکا طائر نے دیکھا کہ ایک عقاب آتا ہی
چاہا لپٹ کر ایک منقار ماردون کہ عقاب کا سینہ چاک ہو لیکن عقاب نے بڑھکر ایک پنجہ مارا کہ
بہت سے پر نوچ کر پھینکدیے آپسمین پنجہ اور منقار چلنے لگی مگر جب تڑپ کر گرتا ہی اس طرح کا
پنجہ مارتا ہی کہ پر اُسکے بکھر کرتے ہین تھوڑے عرصے تک آپسمین یون ہی مقابلہ رہا آتش نے
پکار کر آواز دی کہ ای خونریز کیون دیر لگائی ہی عقاب تڑپا طائر کو دونون پنجون سے پکڑ کر چیر ڈالا
تمام اندھیرا ہوگیا اُس طائر کے مرتے ہی آواز آئی کشتی مرا نام من طیران وگمان جادو بود اور
آواز آئی کہ ای آتش تونے بڑا ستم کیا مصاحب خداوند کو مارا اسکا بدلہ تمھارے ساتھ ہوگا
آتش جادو قریب شاپور کے آئی کہا ای گمتر نکل چلو معلوم ہوا کہ لقراط سب معاملے دیکھ رہا ہی
یہ طائر اُسی کا سحر تھا جب اتنی دیر میرے عقاب سے لڑا ورنہ کسی کی مجال نتھی کہ میرے سحر سے
جنگ کرے یہ اختتام کے سحر ہین انکو کون روک سکتا ہی معلوم ہوا کہ اسوقت لقراط نشہ مین ہی
شراب بہت پیتا ہی شرابخواری نے اُسے مبہوت کیا ہی ورنہ اُسی قصر مین بیٹھے بیٹھے سارے
طلسم کی خبر لیتا ہی جو ساحر کہ تاجدار ہین انکو برابر فرمان بھیجتے ہین وہ بموجب اُسکے کاربند
ہوتے ہین ہمیشہ فرمان روانہ کرتا ہی احکام ماضی بتبدیل ہوا کرتے ہین شاپور خاموش کمر طے تھے
آتش نے با اہتمام کر زبردستی تخت پر بٹھالیا سحر کرکے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ایرج
نوجوان انتظار مین بیرون لشکر کمر طے ہین جانگیر سے فرماتے ہین کہ ای عم نامدار اگر خدا نے

فضل کیا تو لوح کا پتہ ملتا ہی اُسی جستجو مین آتش جادو نکلی ہو انشاء اللہ لوح لیکر ایک ہفتہ مین
طلسم فتح کرون اور دادا جان رہا ہون تو فتاحی کی صورت نکلے اُنکا قید ہونا باعث پریشانی
ہوا ہی اپنے دل پر حیرانی ہی کہ دیکھا آسمان پر ابر پیدا ہوا آتش جادو و شاپور تخت پر چلے آتے
ہین ایرج نوجوان اپنے عیار کو دیکھکر پکار اُٹھے بیت از کجا میرسی ای ہمہ فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقہ مرغان ارم ٭ شاپور نے جواب دیا ای شہریار ساعت نیک سے نکلے
تھے وہ افتادین سخت پڑین مگر خدا نے بچایا کہ جمال جہان آرا آپ کا دیکھا تخت سے اُترکر
سب حال بیان کیا آتش نے اپنی گرمیان ظاہر کین اور شاپور کی تعریف کی کہ حضور کا
عیار بلاے روزگار ہی یہان تو آتش ایک بارگاہ مین داخل ہوئی ایرج شاپور کا
ہاتھ تھامے بارگاہ مین آئے وہان سامنے بقراط ثانی کے لاشہ کمان وطیران پہونچا
بقراط نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا بڑی جادوگرنی شریک مسلمانان ہو گئی مگر کہان جا سکتی ہی
وہ سزا دون کہ آب ودانہ بند کردون تڑپ تڑپ کے مر جائے سو سردار بیٹھا ہوا ہی پکار کی آواز
دی ہے تم مین کوئی ایسا ہی کہ آتش اُسکا سحر نہ مٹا سکے خونریز تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا
ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا یا خداوند کیا مجال ہو کہ ہم سحر بنا ئین اور کوئی مٹا سکے غلام جاتا ہی
جا کر بی آتش کو بھی اسی آفت مین مبتلا کرتا ہی اتنا تو ملاحظہ فرمایئے کہ آتش کہان ہی بقراط
ثانی نے ایک پرچہ کاغذ کا جیب سے نکالا اُسکو دیکھا اور برہم ہوا کہا او رغضب دیکھو
بی آتش جادو نے ایرج نوجوان سے آنکھ لڑائی اُسی کے لشکر مین بارگاہ کے اندر
بیٹھی ہین اے خونریز جاکر آب ودانہ بند کردے سارا لشکر ملاطم مین پڑے تڑپ تڑپ کے
مرین خونریز تاجدار چلا یہان یہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی
دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہین آتش جادو بھی موجود ہی ایک گوشے پر شاپور بیٹھا ہی کہ ایک
ہواے گرم آئی آتش نے کہا شہریار خدا خیر کرے یہ ہواے سحر تھی کہ ایرج نے شاپور کو اشارہ
کیا کہ اگالدان اُٹھاؤ جب تک شاپور اگالدان اُٹھائے ایرج کو قے ہوئی سب سردار دسترخوان
سے ہاتھ کھینچکر اُٹھنے لگے آتش نے کہا آپ سب صاحب بیٹھین یہ صورت سحر ہی او شاپور خبر لو
کوئی ساحر آیا شاپور تو اٹھکر بھاگا آتش جادو اُٹھی جیسے ہی بر لب فرش پہونچی اُسکو بھی قے

ہوئی اب تو جملہ سردار ترقی کرنے لگے آتش جس سے پانی مانگتی ہی وہ خدمتگار بھی جاکر وسکے لگتا ہی آتش چاہتی ہی مین اُٹھون باہر جاکر دریافت کرون کہ کیس صاحب کا سحر ہی مگر جب اُٹھتی ہی اُبکائی آتی ہی پھر بیٹھ جاتی ہی قی کرتے ہی چہرہ اُداس ہو جاتا ہی تھوڑے عرصہ مین یہ نوبت ہوئی کہ ایرج کو اسقدر قی ہوئی کہ آتش جادو کو خوف ہوا کہ دشمنون کا دم نہ نکلجائے قریب ایرج پہنچی ہی چاہتی ہی سحر کرون اسقدر اُبکائیان آتی ہین کہ اسم سحر یاد نہین رہا آنکھون سے آنسو جاری ہین گھبرا کر کہتی ہی کہ ای شہریار خدا آپ کو اس آفت سے نجات دے جو آفت ہو کنیز پر گذرے ہاے کیا کرون نظم

رو رہا ہون الم زلفِ دوتا سے پہلے	مینہ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سرِ ہو عشق نہ تھا زلفِ دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
آمد تو دل مین یہی ہی کہ بہ روز پرستش	بتکدہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہی یار	میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے
لال کی چاندنی رو رو کے لہو عاشق نے	اُڑ گیا طائرِ جان رنگ حنا سے پہلے
سائل بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار	ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
ای طبیبو مین ہون بیمار خطِ سبز صنم	زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
اشہبِ ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن	باغ مضمون مین پہونچتا ہی صبا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

آتش جادو تڑپ رہی ہی باہر جانے کی مہلت نہین پاتی سارے لشکر مین یہی عارضہ پیدا ہوا جو جس مقام پر بیٹھا ہی قی کر رہا ہی جو بیٹھے تھے ہین ایک کی خدمت مین ایک مصروف ہی دس اگر قی کر رہے ہین تو شاید ایک شخص محفوظ ہی آتش جادو ہر چند چاہتی ہی باہر نکلون ممکن نہین ہوتا قی کی ترقی ہی ایرج نوجوان اسقدر نحیف ہوے ہین کہ فرماتے ہین اب روح قالب سے نکلجائیگی ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے دعا کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز رب کارساز یا تو یہ مشکل آسان ہو یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری روح قبض کرے تجکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ خاکی مجبور و ناچار ہی نظم

خدا ہستی در اقلیم خداوندی خداوندا | توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان مخدوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا | چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلےٰ توئی والی توئی مولا | توئی واحد توئی یکتا توئی دانا توئی بینا
تو رزاقی تو خلاقی خدائے جملہ آفاقی | تو ہستی والی سب کے تو ہستی مالک دنیا
تو در عظمے تو در لحمی تو در عصبی تو در شحمی | تو در روحی تو در جانی تو در جسمی تو در اعضا
تو سلطانی تو رحمانی تو منانی تو سبحانی | جبر گیسہ غریبانی چہ در سترا چہ در ضرا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بیت خانہ معبودی | تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
توئی حاضر بہر محضر توئی ناظر بہر منظر | توئی ساکن بہر مسکن توئی قائم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری | عطا پاشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن | نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

سارے لشکر میں ہنگامہ ہے کوئی روتا ہے کوئی دعا مانگتا ہے کوئی بلک رہا ہے کوئی بھائی جانی کو سنبھالتا ہے کوئی پکارتا پھرتا ہے یارو میرا نوجوان بیٹا شدت قے سے مرا جاتا ہے ہر چند ترشی کا صرف کرتے ہیں مگر قے نہیں رکتی پردے بھی بارگاہ کے اٹھا دیے کہ ہوا تو آئے مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا **آتش جادو** نے اس حال ابتر میں دو طائر جھولی سے نکال کر چھوڑے اور کہا اے خبر رسان خبر لا کر ہم کو سناؤ کہ یہ کس ظالم کی سحر ہے اور وہ ساحر کہاں سے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے وہ طائر جیسے ہی بارگاہ سے نکلے در بارگاہ پہ ایک نخل تھا اُسپر بیٹھکر ہچکیاں لینے لگے معلوم ہوا کہ انکو بھی ابکائیاں آتی ہیں مگر منہ سے کچھ نکلتا نہیں ایرج نوجوان اپنے مقام سے تلوار ٹیک کر اٹھے ضعف سے لڑکھڑا کر گرے آنکھیں الٹ گئیں چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں مردنی چھا گئی اب تو **آتش جادو** بہت گھبرائی سر اٹھا کر اُن طائروں کو آواز دیتی ہے اے خبر رسان آج کیا ہے کہ جو برائے خبر نہیں جاتے وہ طائر پروں سے سر پیٹتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ **آتش جادو** کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہم اُڑنے سے مجبور ہیں **آتش جادو** نے اُسی حال پر ملال میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سنہری تیلی نکالی اُنگلی کو چاک کیا چند قطرے خون کے اُسپر ڈالے جیسے ہی خون اُس تیلی پہ پڑا مثل انسان گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے کنیز جمشیدی خبر تو لا کہ یہ سحر کون کر رہا ہے وہ تیلی

تڑپ کر چلی جیسے ہی باہر نکلی زیر نخل ٹھہری تھی کہ ہچکیاں لینے لگی آتش نے اور چند قطرے خون
کے چھینٹے اب تیلی تڑپ کر چلی نظروں سے غائب ہو گئی آتش نے قریب ایرج آکے کہا شہریار دیکھیے
خبر آتی ہی ہر چند کہ حال میرا ابتر ہی مگر اُس ساحر کو جاکر ماروں تب یہ بلا دفع ہو سارے لشکر کا یہی
حال ہی میرے ہوش گم ہیں جب ہوا آئی تھی میں نے کہا تھا کہ یہ ہوا سحر ہی اتنے ہی عرصہ میں
شہریار کا یہ حال ہو گیا ساری فکر میری بیکار گئی یہ ذکر تھا کہ تیلی سامنے سے آئی مگر ماتمی ہوئی کہا
ای ملکۂ عالم خونریز تاجدار بحکم لقراط ثانی آیا درۂ کوہ میں آکر ٹھہرا ہی یہ سحر کر رہا ہی کنیز اپنی آنکھوں سے
دیکھ آئی آتش جادو تھرتھراتی ہوئی اٹھی مگر ہر قدم پر یہی گمان ہوتا ہی کہ اب گر پڑیگی وہی تیلی بغلون
میں ہاتھ دے کر سنبھالتی ہی سب نے دیکھا کہ آتش جادو سامنے درۂ کوہ کے پہنچی جھانک کر
دیکھا کہ خونخوار تاجدار تختۂ سنگ مرمر پر بیٹھا ہی اور سامنے تپلہ فولادی رکھا ہی جب اُسکے سر پر
ہاتھ رکھتا ہی وہ تپلہ قے کرتا ہی اہل لشکر پر مالش کی شدت ہوتی ہی آتش نے یہ سحر دیکھکر للکارا
کہ او نامرد یہ کیا سحر کر رہا ہی باہر نکل تو احوال کھلے خونریز اپنے مقام سے اٹھا اور سر پر تپلے کے
ہاتھ رکھا اُس تپلے نے قے کی آتش جادو تھرائی ہر چند آتش نے اپنے کو روکا نہ رک سکی
اس زور سے قے ہوئی کہ تھرا کر گری تپلے نے مثل انسان کے آواز دی بیت جان دینے میں
کبھو کد نہ کریں ۰ قے کریں سب کا کنارہ نہ کریں ۔ یہ آواز جو کان میں آتش کے آئی اس زور
سے قے ہوئی کہ اُسنے کلیجا اپنا تھام لیا اور زمین پر بیہوش ہوئی خونریز تلوار کھینچکر جھپٹا تپلے نے
مثل انسان کے آواز دی کہ ای افسر قبیل اچھا نہیں اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا سب لشکر
کا ایک حال ہو جائے اُس وقت اختیار ہی اب میں کلام کرونگا جو کچھ کرنا مجھ سے کرنا کہ خونریز نے
دیکھا ایک طرف سے ایک مالن تھال ہاتھ میں آدھی ساری باندھے ہوئے نصف اوڑھے ہوئے
بناز آتی ہی خونریز کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو میں لیس تھے تو وہ دل پر لیے شوق
ہوے ایک آہ سرد کھینچکر پکار اٹھا

نظم

لطف تیرے ہی منظور نہ تھا جسم سمن میں
جنت شعرا کو ہی عبث تیرے دہن میں

اس طرح کا ایک نہیں دیکھا ہی سخن میں
سب ایک زبان ہیں ترے اوصاف حسن میں

شیر نیستان کس طرح ہوں تیرے سخن میں
دندان ہیں کہ مصری کی ڈلیان ہیں دہن میں

کس طرح سے تم وصل کا اقرار کروگے — اک بات سمائی نہین تنگی سے دہن مین
کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا — باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین
الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین — شاہین پہ جبریل ہی میدان سخن مین

اُس نازنین نے پیٹ کر دیکھا جواب دیا کہ خداوند لقا کی عملداری ہی کیا دن کو ڈاکہ پڑتا ہی راستہ نہ چلین خونریز نے کہا ذرا میرے قریب آؤ تو مین اپنا حال دل بیان کرون مالن قریب آئی خونریز نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ تھام لون مالن نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کیا زن بازاری مقرر کیا ہی میری جٹھانی کے پیٹ مین درد اٹھا ہی مین شوالے مین پوجا کرنے جاتی ہون تقدیر خداوند اُس شوالے مین ہی اُنسے فریاد کرون کہ آسانی سے لڑکا پیدا ہو یہ موہن بھوگ اُنکی نذر کا ہی جی چاہے چکھ لو یہ کہکر تھوڑا سا موہن بھوگ اٹھا کر ہاتھ مین دیا کہا لے کھالے خونریز نے کہا اے جان جہان مین اس کوہ مین چھپ کر بیٹھا ہون عیارون کا خوف ہی بی آتش جادو کو تو بیہوش کر چکا کہ اسنے میرا پتہ لگایا تھا ابھی تک کسی نے نہین جانا اگر مین یہ موہن بھوگ بغیر کاغذ دیکھے نہ کھاؤنگا شاپور نے کہا خیر دیکھو اے خونریز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کاغذ دیکھنے لگا نوشتہ پایا کہ خبردار نہ کھانا یہ مالن نہین ہی شاپور شیر دل عیار ہی شاپور اس عرصہ مین کود کر بھاگا خونریز نے جو سر اُٹھایا سامنے اُس مالن کو نہ پایا جی مین کہتا ہی ایسے عیارون کو کون پہچان سکتا ہی کس قیامت کی صورت بنکر آیا تھا ہرچند کہ بھید ظاہر ہوگیا مگر دل یہی کہتا ہی کہ پھر اُسی صورت کو دیکھون مگر اے خونریز اب وہ ظالم دکھ گیا پھر آئیگا دیکھیے کیا رنگ دیگا اس سوچ مین چپ بیٹھا ہی شاپور وہان سے بھاگ کر قریب لشکر آیا دیکھا سارا لشکر عارضۂ قے مین مبتلا ہی اور ہر ایک کا حال ابتر ہوتا جاتا ہی کوئی پڑا ہوا اوک رہا ہی کوئی تکیہ لگائے ڈاک رہا ہی اور ہر طرح نوجوان تو بیہوش زمین پر پڑے ہین سردار بیٹھے دعا مانگ رہے ہین نظم

خدا ز کتم عدم کرد آشکار وجود — خدا نمود ز نابود اشکل صورت بود
خدا ز پردۂ توحید جلوۂ نمود — ز دیدہ ہاے جہان بین ہر آنچہ پنہان بود
خداست واحد و موجود و حامد و محمود — خداست ساجد و مسجود و عابد و معبود
خداست طالب و مطلوب و راغب و مرغوب — خداست شاہد و مشہود و قاصد و مقصود

خداست بحر عطا و خداست کان شفا	خداست منبع احسان خداست معدن جود
قدم براہ طریقت اگر بود قائم	رسد بمنزل مقصود مرد سالک زود
بہر حساب خدای یگانہ محسوب است	شمار واحد مطلق بہر عدد معدود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی	کہ داردت بہمہ حال ذات حق خوشنود

شاپور نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا کلیجہ منہ کو آ گیا جی مین کہتا ہے ای شاپور مقام افسوس ہے کہ آقائے نامدار اس حال سے پڑے ہین پہر دو پہر مین پھر کیا آفت برپا کریگا یا تو چلکر اپنی جان دو یا خونریز کو مارو یہ سوچ کر پھر اسی طرف چلا دیکھا قریب درۂ کوہ کے ایک نخل بلند ہے شاپور نے زبانی آتش کے جو صورت بقراط کی سنی ہے دل کو طرف خدا کے رجوع کیا کہ ای پروردگار اصل و نقل مین فرق نہ آئے ویسی صورت بنجائے رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بقراط کی بنکر تیار ہوا آئینہ لیکر صورت دیکھی سوچا اگر فرق بھی ہوگا کچھ بات بنا لونگا لباس زردوزی نکالکر پہنا تاج مکلل بجواہر تو بڑے سے نکالا اسکو سر پر رکھا یہ وضع بنا کر درخت سے کودا اور زبان سے آواز دی ای بندۂ خاص الخاص تو نے بڑا کام کیا خود قدرت تیری ملاقات کو آئی ہین دھماکا جو ہوا خونریز نے سر اٹھا کے دیکھا کہ خداوند بقراط ثانی سامنے کھڑے ہین ایک ہار پھولون کا ہاتھ مین فرماتے ہین کہ ای خونریز یہ طرہ پھیری تجکو دیتا ہون مین نے جو قمر سے یہ واقعہ دیکھا کہ کل مسلمان مبتلائے مصیبت ہین اور آتش جادو کو بھی بیہوش کیا چاہا سا یا تھا اسکے دام مکر مین نہ پھنسا آخر وہ بھاگا قدرت نے اسکو جہنم مین پھینک دیا جلکر خاک ہوا اس لشکر کا خاتمہ ہے قدرت قدیر مضبوط کر چکے ہین کہ تیرے ہاتھ سے اختتام ہوگا تو سرکردہ جملہ ساحران ہے سب پیغمبر با دولت کے تیرے حکم مین رہینگے تیری ہی صلاح سے اب کام طلسم کا ہوگا طلسم خیال سکندری کا تجکو حاکم کیا جس سے تو بیزار ہوگا طلسم سے نکال دیا جائیگا تیری رضامندی پر تاجدار رہینگے یہ جو بقراط ثانی نقلی نے کہا خونریز بھول گیا جی مین کہتا ہے چند نازنینان شہر مین عمدہ اس طلسم مین ہین پہلے انہین پر قبضہ کرونگا محلات متعدد ہونگے ان محلات مین وہ شاہزادیان رہینگی اپنے مقام سے اٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا سر جھکا کر قریب آیا بقراط ثانی نے وہ ہار چھا دیا جب ہار گلے مین پہنچا تو خیال مین آیا کہ ای خونریز

شاید کوئی اسمین بھی فریب ہو توڑنے کا غذ دیکھا جیسے ہی ہار گلے مین پہنا خوشبو دماغ مین آئی
بہوت ہو گیا جھولی پر ہاتھ لیجاتا ہی ہاتھ کا بنا ہار کہتا ہی یا خداوند آیئے ذرا یہان بیٹھ جایئے
مین اور کچھ عرض کرونگا شاپور درہ کوہ مین آکر بیٹھ گیا کہا ای بندہ مین جو کتاب کہ تیرے واسطے
قدرت نے تصنیف کی ہی کل فرشتۂ رحمت لیکر آئیگا تو ان سب کا خاتمہ کر کے آتا ہون تجکو سرفراز
کرونگا خونریز یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند آپ یہان بیٹھے مین بھی اسی وقت سب افسرون کے سر
لیکر آتا ہون آج ہی کتاب مجکو ملے فرشتۂ رحمت آئے شاپور نے کہا اچھا فرشتۂ رحمت تھر قدرت
سے کتاب اُٹھا رہا ہی وہ دیکھو آتا ہی تم جاکر سرلاؤ آتش کو تو قتل کرو خونریز نے تلوار نیام سے
کھینچی چاہا جھپٹ کے آتش کا سر کاٹون جیسے ہی اُٹھا بوے عطر بیہوشی دماغ مین تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا بس منھ سے یہ نکلا کہ ہاے یہ بھی فریب تھا جب گر کر بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیردل فرزند خواجہ عمرو اور چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا جیسے ہی خونریز کا سر
کٹا پہاڑ کے پتھر گرنے لگے سنگباری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین خونریز
جادو بود یہان ایرج کو ہوش آیا سب لشکر والے اپنے آپ مین آگئے تو موقوف ہوئی بدن
مین قوت آئی ایرج نے کہا ہمارا باروفادار کہان ہو سردارون نے کہا حضور جسوقت آپ نے تو
کی وہ اُسی وقت نکلکر بھاگے ایرج نے کہا ڈھونڈھا ہوگا یہان آتش جادو کو ہوش آیا دیکھا کہ
خونریز تراب رہا ہی شکر کر کے یہ بھی بھاگی لشکر مین آئی کہ شاپور نے سر خونریز لاکر پیش ایرج پیش کیا
تمام کیفیت اُسکے قتل کی بیان کر رہا ہی کہ آتش جادو آکر پہونچی اُسنے کہا حضور یہ سحر خاص بقراط
کا تھا خونریز کو دے کر بھیجا تھا مگر بڑے لطف سے اُسنے صرف کیا کنیز نے اپنے کو بہت بچایا
بمشکل قریب درہ کوہ پہونچی لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے افسرون نے آکر ایرج کو
سلام کیا تقاضاے کار بیر بیٹھے ہوے بقراط ثانی کے آئے لاشۂ خونریز اٹھا کر لیگئے سامنے بقراط
کے ڈال دیا بقراط نے منھ پیٹ لیا کہا یارو سراسر نادانی کی مین نے کاغذ دے دیا تھا کہ جب
اس کاغذ کو دیکھیگا کل حال کھل جائیگا پیرون سے پوچھنے لگا عیار کس صورت پر آیا کہ اسنے
کاغذ دیکھا پیرون نے بیان کیا کہ یا خداوند مالن کی صورت پر آیا موہن بھوگ
خونریز کو دیا خونریز کاغذ دیکھنے لگا وہ مالن عیار تھا کود کر بھاگا دوبارہ قدرت کی شکل پر آیا

اور ایک بار ہاتھ مین لایا اور نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی بس خونریز کے ہوش درست
نرہے اُسنے جو کہا کہ مین تجکو طرہ پیغمبری دیتا ہون یہ سر جھکا کر سامنے گئے اُسنے وہ ہار پہنا دیا وہی
مار جیت تھی اُٹھے اُٹھا کر گرے اُسنے چھاتی پر چڑھکے سر کاٹ لیا جلوگ لاشہ لیکر خدمت مین آئے
بقراط نے کہا یارو کیا غضب ہی اب آتش جادو مسلمانون کو ساتھ لیکر قریب قصر سکندری
آئیگی وہ بندے جنکو مغضوب کیا ہی اُنکی صورت دیکھنا پڑیگی کوئی تم مین ایسا پہلوان ہی
کہ جا کر ایرج کا سر لائے شبگرد مردم در ایک دیوانہ بیٹھا ہی زنجیر مین ہلاتا ہوا اُٹھا کہا
یا خداوند میری چوبدست وہ بلائے روزگار ہی اگر پہاڑ پر ماردون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
انسان کی کیا حقیقت ہی ایک ضرب مین پیوند خاک کردونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا زیر قصر
آیا بارہ ہزار دیوانے اُسی کے مارے جو اُسکے ہمراہ ہوئے تھے چہار طرف سے دوڑکر قریب آئے
کہ ای افسر کیا ارادہ ہی شبگرد نے کہا اُسکے مقابلہ مین جاتا ہون جسنے خونریز کو مارا ایک ضرب
چوبدست مین پیوند زمین کردونگا اگر تلاش کرے تو ہڈی نہ ملے سب نے کہا ای آقائے نامدار
آپ سے زیر فلک کون مقابلہ کرسکتا ہی کیسے کیسے پہلوان آپ نے مارے جنگل شیرون سے خالی
کردیے آپ کے بیشے مین بھوت پلید نہین آتا جن اپنی جان بچاتے ہین شبگرد نے کہا خیر جب
نبیرۂ حمزہ پر غالب ہون تو دل کو آرام آئے یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا طرف ایرج کے کوچ
کیا یہان لشکر ایرج نوجوان مین رات باعیش بسر ہوئی وقت سحر ایرج نے سردارون کو اشارہ
کیا سب نے لشکر تیار کیا ایرج پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے ملکہ آتش جادو سحر کرکے
بلند ہوئی یقین ہی کہ ایرج گھوڑا بڑھائین اور سارا لشکر طرف قصر سکندری کے روانہ ہو
آتش جادو آگے بڑھی ہی کہ اسی نشان پر سب آئین آسمان پر تھرا رہی ہی شاپور شیردل
رکاب پر ہاتھ رکھے کھڑا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب دیکھنے
لگے دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو گینڈے پر سوار چوبدست فولادی ہاتھ مین جست وخیز کرتا
ہوا سامنے لشکر ایرج کے پہونچا پکار کر آواز دی ای ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
اب قدم آگے نہ بڑھانا منم شبگرد مردم در جسپر قہر خداوندی ہوتا ہی اسیر یا بدولت لشکر کشی
کرتے ہین اب آگے نہ بڑھنا ایرج رک گئے شبگرد مقابلہ مین اُترا بیٹھا ہوا اپنے مقام پر

کہہ رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ رات کو بھاگ جائیگا طبل جنگی بجے لشکر میں شبگرد کے طبل جنگی بجا شاپور نے
ایرج کو خبر دی کہ حضور شبگرد نے طبل جنگی بجوایا ہی نہایت دیوانہ مغرور ہی کہ بیٹھا ہوا لاف و
گزاف کر رہا ہی ایرج نے کہا بفضل خدا لشکر میں ہمارے بھی طبل جنگی بجے صبح کو میدان میں
سمجھا جائیگا اس دیوانے کو اگر ہوشیار نہ کیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا قاسم نے کہا ای فرزند
ہمارے نام پر طبل جنگی بجاؤ کل ہم اس سے مقابلہ کریں تم افسر لشکر ہو ہر کس و ناکس کے
مقابلے میں تمہارا نکلنا بہتر نہیں ہر چند قاسم نے کہا ایرج نے نہ مانا اپنے نام پر طبل جنگی
بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چہار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ دیوانہ
پھر انور زنجیر ہائے شعاع میں لپٹا ہوا میدان زبرجدی میں آکر قائم ہوا تماشا دیکھنے میں
مصروف ہو گیا دیوانہ شبگرد جست و خیز کرتا ہوا میدان میں آیا بارہ ہزار دیوانے
پشت پر انتظار کر رہا ہی کہتا ہی کہ شاید وہ جوان بھاگ گیا مابدولت کا ایسا خوف ہی کہ مقابلے
میں بھی نہ آیا کہ صحرا سے گرد اٹھی تمگے آگے ایرج نوجوان قاسم و جملہ سردار پشت پر
صفیں باندھے ہوئے علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریروں پر تعریف
الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم دیوانہ نے بنگاہ غور دیکھا کہا یہ شخص بڑا
گستاخ ہی کہ مابدولت کے مقابلے میں آیا ہی پہلو میں اسکا بھائی سیاہ روئے روز گرد کھڑا
تھا کہا ای برادر تم جا کر مقابلہ کرو سیاہ رو فوراً میدان میں آیا خوب جست و خیز کی پکار کر
آواز دی ایرج نوجوان کسکا نام ہی مقابلے میں مابدولت کے آئے ایرج نے فوراً گرہ بن
اشقر کو اٹھایا جب سامنے سیاہ رو کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے کہا ہمارے واسطے
ننگ ہی کہ پیل سے سوار ہو کر لڑیں کہ سیاہ رو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سیاہ رو زور دلیر
تنومند قوی تن چوبدست کو چرخ دے رہا ہی جیسے ہی ایرج کو سیاہ رو نے چوبدست
ماری ایرج نے پینترا بدل کے خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی گرد اڑی کہ اندھیرا ہو گیا
دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ زمین و پست کر دم مارا ادر کا مقام کیا ایرج نے نعرہ کیا او چھیا
حریف تیرا میں موجود ہوں دیوانے نے دوسری چوبدست لگائی ایرج سامنے کھڑے
رہے کلہ چوبدست کو تھام لیا جھٹکا مارا کہ سیاہ رو جھکا چوبدست چھوڑ کر جا پڑا کہ ایک جنگل

مار دون ذرہ ذرہ کر پھینکدون ایرج نے کلائیان پکڑلین دیوانہ ہر چند زور کرتا ہی مگر ہاتھ نہین چھوٹتے ایرج نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک بکہ مارا کہ سر اُسکا جھکا ایرج نے کولے پر لادکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا ایرج کودکر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سینے پر رکھی فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیوانہ نے کلمہ سخت کہا ایرج نے ایک بانون اُسکا دونون بانون سے دبایا اور ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ایک بکہ مارا تین جھنکوان مین چیر کر پھینک دیا آواز دی او مغرور اب تو آ تجکو بھی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی سالا دیوانہ بن نکلا ہیگا آج تجھے ہوشیار کردونگا شبگرد نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا جست کرکے قریب ایرج کے آیا کہا ای آقا سے سرخ تو نے بڑی گستاخی کی کہ بھائی کو میرے مارا تجکو اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو افسوس نہ آ ایسے کلمات کہتا ہوا میدان مین آیا چوبدست کو چرخ دیا بہ قوت تمام چوبدست لگائی ایرج نے چاہا کہ کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالون چوبدست آہنی تھی اُسپر سے ہاتھ چوپھسلا شانے پر پڑی کہ ایرج کا شانہ نشانہ ہوا چرخ کھاکر زمین پر گرے دیوانہ ڈھلنگین لگانے لگا قصد کیا کہ اس گرے ہوے پر ایک چوبدست لگاؤن قاسم بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

ایکہ اما ابتدا غیر از تو نیست | وانتہا ما انتہا غیر از تو نیست

دوستان ہنگام مطلب دوستاند | صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست

حل مشکل از تو گردد یا دگر | در جہان مشکل کشا غیر از تو نیست

وقت حاجت بندۂ محتاج را | مالک حاجت روا غیر از تو نیست

خالق و رزاق و رب العالمین | و خدائی اہ خدا غیر از تو نیست

نیست غیر از تو بغربت آشنا | دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست

ہست این ناچیز عاجز خاکسار | بر کمال فضل تو امیدوار

حیران ہین کہ مین کیونکر سہو بچون اور اپنے نور نظر کو بچاؤن اگر اسکی چوبدست چل گئی تو استخوان ریزہ ریزہ ہو جائینگے علاوہ قاسم کے سارے لشکر کو بھی انتشار ہی کہ اس دیوانہ کے ہاتھ سے ایرج نوجوان کیونکر بچینگے کہ ہیونے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نور الدہر آیا

پریوش پر سوار ابر زعفرانی سر پر سایہ فگن پشت پر سرداران نامی غبر نگ بن عمرو رکاب تھامے
ہوے دوڑے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ایرج بیہوش پڑے ہین شانے سے خون بہ رہا ہے تمام لباس
خون مین تر ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست گران کو چرخ دیتا ہوا چاہتا ہے وار کرے نور الدہر
کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا وہین سے شیرانہ نعرہ کیا کہ باش او دیبا خبردار دور ہو کہ مین تیرے
علاج کو آن پہونچا سنم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمر بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر سپہر ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر اس جوش و خروش
سے یہ نعرہ کیا کہ دیوانہ کانپ گیا سر اٹھا کر دیکھنے لگا نور الدہر گھوڑا اڑا کر اس جلدی مین سامنے
اس دیوانہ کے آئے کہ ایرج کو پشت پر لیا اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ چھوٹے قبلہ و کعبہ
انکو تو اٹھا لیجایے قاسم نور الدہر کو دعائین دیتے ہوے کہ ان دونون شیر دلکو خدا سلامت
رکھے ان دونون کی ذات سے نام جرأت قائم ہے گود مین ایرج کو اٹھا کر لیگئے دیوانہ نے
نعرہ کیا طرف قاسم کہا کہ میرے شکار کو کہان لیے جاتے ہو نور الدہر نے بڑھکر روکا کہا
او دیبا نہین معلوم کیا افتاد پڑی ورنہ یہ تیرا شکار نہین تیری جان کا ملک الموت ہے دیوانہ پلٹا
جمال جہان آرا سے نور الدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا ای آقاے سرخ مجھے تجھپر رحم آتا ہے میرے
ساتھ چل تجکو بادشاہ کرونگا ہم دیوانے سب تیرے ساتھ رہینگے نور الدہر نے کہا تجکو ساتھ ہی لینے
کو آئے ہین دیوانہ نے کہا چوبدست لگاؤن یہی حال تیرا بھی ہوگا نور الدہر نے کہا جو تجسے ہو سکے
قصور نہ کر خدا بچانے والا ہے طلماس تڑپ رہے ہین کہ آقا ایسے دیوانے کے سامنے گئے ہین
کہ جسکی چوبدست فولادی پر چہ کوہ ہے خدا آقاے نامدار کو بچانے مگر نور الدہر نے اپنے ابر زعفرانی کو
اشارہ کیا کہ یہ ابر آگے بڑھ جاے خوف ہوا کہ ایسا نہو زعفران پوش کوئی سحر کرے اس دیوانے
کے زور دل مین کوئی فرق آے کے چھوٹے قبلہ و کعبہ دیکھ رہے ہین اور دعائین دیتے ہین پھر
طعن و تشنیع کرینگے ای رحیم تو اس ظالم سے بچانے والا ہے گھوڑے سے کود کر دیوانہ کے سامنے
آگئے دیوانہ نے بہت سمجھایا کہ ای آقاے سرخ میری ضرب دست نہ قبول کرو نور الدہر نے
قسم دی کہ تجکو قسم ہے بقراط ثانی کی بہ قوت تمام ضرب لگا ابر جو سر پر چھایا تھا زعفران پوش

سنے ابرے دیکھا کہ ایسے ظالم سے سامنا ہی خیبا شاہزادے کو بچانے اگر یہ چوبدست پڑگئی
تو کیا حال ہوگا اسی چوبدست نے ایرج کا یہ حال کیا انکے دشمنون کا بھی کہین یہ حال نہوا ابر کو
بڑھا دیا آپ ایک عقاب کی صورت بنکر نخل پہ آ بیٹھی تماشا دیکھنے لگی جب نورالدہر نے دیوانہ
کو قسم دی تو دیوانہ جھلا کر پیچھے ہٹا چرخ دے کر چوبدست لگائی نورالدہر نے خیال کر کے
کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مار کر دیوانہ کے ہاتھ سے چوبدست نکل گئی دیوانہ
نے شرمندہ ہو کر چنگل مارا زرہ فولادی نوچ لیکیا جسم پر بھی نورالدہر کے صدمہ پہنچا
خون بہنے لگا مگر چپٹ کر دیوانہ کے بال پکڑے ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ کو چکر آگیا منہ کھولدیا
ہانپنے لگا ہاتھون سے سر کو ٹٹولتا ہی کہ سر تو نہین اُڑ گیا منہ کھولے کا پتا کیا جب ہوش درست
ہوے تو پھر چنگل مارا گوشت پوست نوچ لیگیا نورالدہر نے ابکی جھلا کر گھونسہ مارا دیوانہ
کو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا منہ کھولدیا تھوڑی دیر تک برابر کھڑا رہا جب ہوش درست ہوے
تو لپٹ پڑا نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک دو جھٹکے مارے صدمہ جو دیوانہ کو پہنچا
شانے پر نورالدہر کے ایک چکت ماری بوٹی گوشت کی دیوانہ کے منھ مین آگئی نورالدہر
نے ایک گھونسہ مارا کہ بوٹی منہ سے گر گئی کشتی ہونے لگی ہر چند کہ دیوانہ بڑا زبردست ہی
مگر نورالدہر نے پھر گھونسا اٹھایا دیوانہ کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا ای آقاے سرخ اب نہ کاٹونگا
نورالدہر کے جسم و شانے سے خون بہ رہا ہی اسی حال مین کشتی ہو رہی ہی جب تھکا تو ہانپنے لگا
کہا ای آقاے سرخ اب مین تھک گیا ٹھہر کے لڑونگا یا جا کر اترو صبح کو مقابلہ کرنا نورالدہر
نے ہاتھ پکڑا کہا مین تو نہ جانے دونگا جس طرح تیرا جی چاہے مقابلہ کر دیوانہ جھلایا اور پھر
لپٹ پڑا پھر کشتی ہونے لگی نورالدہر ایک مقام پر سینہ مین سر لڑا کے لے دوڑے دیوانہ
ہٹتا ہوا آتا ہی اپنے پیچھے دیکھا ایک درخت ہی نورالدہر کو چھوڑ کر اُس درخت سے لپٹ گیا
کہتا ہی ای یار وفادار تو آقاے سرخ کو مارے اور یہ کہکے زور کیا درخت کو اکھیڑ لیا زمین
پر مارا شاخین سب الگ ہوئین ایک ڈنڈا سا رہ گیا اُس ڈنڈے کو لیکر کھڑا ہوا چرخ دیکر
نورالدہر پر مارا نورالدہر نے وہ بھی چھین لیا پھر دیوانہ لپٹ پڑا اچھلتا ہی چکت مارون
جب نورالدہر گھونسا دکھاتے ہین دیوانہ سر ہلاتا ہی اور رک جاتا ہی دو پہر کامل دیوانہ

لڑا نورالدہر نے وہ پیچ باندھے کہ دیوانہ دنگ ہوگیا ایک مقام پر ذرا رکا تھا نورالدہر نے کولے پر لادا اُکھیڑ کر مارا دیوانہ زمین پر گرا نورالدہر چھاتی پر سوار ہوے خنجر کھینچکر گردن پر رکھا دیوانہ کانپنے لگا ہاتھ باندھے کہا ای آقا سے سنخ مین اطاعت کرتا ہون معاف فرمایئے نورالدہر نے خنجر گردن سے ہٹایا دیوانہ لوٹ مار کر [illegible] کھڑا ہوکر سراپا سے نورالدہر دیکھنے لگا دل مین اپنے کہتا ہی کہ آقا تو بہت چھوٹا سا [illegible] مین کیونکر گرا یہ سوچ کر بھپ جھپٹ پڑا نورالدہر نے پھر دے مارا کہا کیون جاہل اطاعت کرے اور پھر قصد کرتا ہی کہا آقا تابعدار ہون اب تیرے ساتھ رہونگا جتنے میرے دیوانے ہین سب اسی طریقے کے ہین جب بگڑ جاینگے تجھ سے لڑینگے نورالدہر نے کہا ہم سبکو سمجھا لینگے وہ پھر ڈھیلے ڈھیلے دیوانہ نے ساتھ والون کو پکارا کہا یارو مین اس آقا سے سنخ سے زیر ہوا تم سب کو اختیار ہی خواہ لڑو خواہ اطاعت کرو وہ چوبدستین لے کر سامنے نورالدہر کے آئے نورالدہر نے دو چار کو دے مارا کسی کو تھپڑ مارا کسی کو گھونسا کسی کی چوبدست چھین لی تب اُن سب نے اطاعت کی نورالدہر شاگرد کو ساتھ لیکر اسی طرح روانہ ہوگئے قاسم ایرج کے علاج مین معروف ہوے کہ ان دونون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان وارادے ہندلندھور بن سعدان کہ اُسی مغلوبہ سے یہ بھی فرار ہوکر نکلے ہین پہونچنا باغ نیرنگ ساز تک — و دیگر باقی حالات

متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جامِ آتش فشان — کہ لکھنی ہی لندھور کی داستان
مرے سامنے خیمہ جلد آ — کہ ہی باغ مین رنگ عشرت فزا
ہر اک نخل پر عندلیبون کا شور — جھنی ہی قمری تو رقصان ہین مور
پپیہے کی پی پی سے اک شور ہی — گھٹا چرخ پر آج گھنگھور ہی
تو رندان مشرب بھی ہین جوش مین — کہ بنت العنب بیدن ہوئی ہوش مین

یہ رندون کی معشوق ہے بے بہا | چھپی ہے یہ شیشے مین کیون پارسا
کہ پہلو مین رندونکے آتی نہین | یہ صورت کسی کو دکھاتی نہین
یہ رندون سے کب تک کریگی حجاب | چمکتا ہے جام مے آفتاب
ہوا اے فرح خیز چلنے لگی | ہر اک شاخ میوونسے پھلنے لگی
ہر اک نخل گلشن ہوا سبز پوش | اڑاتی ہے بلبل محبت گل کے ہوش
صبا نے خبر دی یہ با صد ہنر | کہ آتی ہے باد بہاری ادھر
کہو بلبلون سے کہ جلسہ کرین | گلون کے کٹورون مین شربت بھرین
چمن پر ہے اس سال فضل الٰہ | دکھاتی ہے رنگ زمرد گیاہ
یہی وقت ہے اے خجستہ سیر | کہ دون داستان چمن کی خبر

چہرہ ۔ غازیان غزوات صفدری و مجاہدان معرکہ ہنر پروری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم مصنف

مرصع نگاران جادو خیال | دلپسندگان فصاحت مقال
دکھاتے ہین تازہ چمن کی بہار | کہ لندھور کا حال ہو آشکار

جب دارائے ہند لندھور بن سعدان ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے شبرنگ تازی پر سوار ہوئے جب دیکھا کہ سب سردار نکلے جاتے ہین انھون نے بھی زخمی ہو کر مرکب مہمیز کیا ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گرد غبار ایکا داراب گلبرگی رکاب سے لپٹا ہوا ہے اپنے ساتھ اپنے آقا کا نہین چھوڑا شب کو ایک صحرا مین لندھور آکر پہنچے گھوڑے سے اترے کہا اے داراب اگر پانی ممکن ہو تو لا لندھور زیر نخل بیٹھے داراب تلاش آب چلا اُس صحرائے ویران سے نکلا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی کسی مقام پر یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے نظم

مین وہ بلبل ہون جو چہکا گلشن اشعار مین | داغ لکنت سے زبان نکتہ چین منقار مین
زار ہون عشق خط بہاے شکر بار مین | چونچ ہان مجھکو کمسبینی گی نفس کے تار مین
یون ملال آسا ہوا مین عشق مہ رخسار مین | جس طرف جاتا ہون انگلی اٹھتی ہے بازار مین
صید عاشق ہون اشارون مین چلا آؤنگا مین | کھینچ لے صیاد تو مجکو نظر کے تار مین

حسن سے دی بھیک بھی لیلی نے قیس زار کو / شربت دیدار ڈالا شربت دینار مین
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر / طاقت اتنی ہو کہین اُس نرگس بیمار مین
ہو گئے وحشی دیکھکر تجکو حسینانِ جہان / صورتِ ناقوس بت چلّا نیلگے کہسار مین
بال بکھرا کر وہ گردش دے رہے ہین آنکھ کو / تتلیان پھرتی ہین دیکھو حلقۂ زلف یار مین
جس طرف نکلا بزیر خاک مردے جی اُٹھے / ہر مسیحائی مضمر اُس شوخ کی رفتار مین

داراب حیران ہوا کہ اس ویرانے مین کون گا رہا ہی تھوڑی دور بڑھا دیکھا ایک باغ کے دروازے پر حاجب دربان نہین دروازہ اندر سے بند ہی اُسی باغ کے اندر گانا ہو رہا ہی داراب پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا عجب معرکہ دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے دیکھا کہ ایک نازنین صندلی پوش تاج سر پہ مسند پر بیٹھی ہی پہلو مین دو مسندین اُسپر دو نازنینان گلنار پوش پہلو مین اُنکے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان و مغربی وار شیون پرزاد بیٹھے ہوئے اختلاط کر رہے ہین داراب حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ صندلی پوش نے کہا کہ ای پہلوان دوران فرہاد خان والد تمہارے کس مقام پر ہین فرہاد خان نے کہا زخمی ہوکر ہم دونون بھائی ساتھ نکلے والد ہمارے زخمی ہوئے تھے گھوڑا اُنکو طرف صحرا کے لیگیا کچھ حال نہین کھلا دریافت کیا جائے کہ زخمی ہو کر کس طرف گئے تو ہم اُنکو بھی ہدایت کرین کہ لقراط ثانی کو سجدہ کرو صندلی پوش نے کہا ای شاہزادگان والا قدر لندھور نہایت سمجھدار ہین نور قدرت کو سجدہ کرینگے مین خود اُنکی تلاش مین جاتی ہون اُنکو لیکر اسی باغ مین آتی ہون فرہاد خان نے کہا آپ کیون تکلیف فرماتی ہین مین جا کے تلاش کرون اگر وہ نہ مانین تو مین اُنسے مقابلہ کرون صندلی پوش نے کہا اِن دونون معشوقون کو تم دونون شیرون سے وہ محبت ہی کہ تمہارا جدا ہونا ان پر شاق ہوگا تمہارا فراق اُنکو ہلاک کریگا کل شب کو تم تھوڑی دیر کو باہر گئے تھے یہ دونون روتی تھین اور کہتی تھین کہ اگر معشوق ہمارے پلٹکر نہ آئے تو ہم اپنی جان دینگی مین ناچار ہوکر برائے تلاش نکلی اور تم دونون کو تلاش کر کے لائی کیون نرگس و نسترن مین برائے تلاش جاؤن کہ ان کو پھیرون وہ دونون رونے لگین کہا ای مادر مہربان آپ نے ہمکو بناز و نعم پرورش کیا اور ان معشوقون کے ساتھ منسوب کر دیا اب ہمارے یہ وارث ہین ہین آنکھ پھیرا انھین سے

کام ہی یہ کہکے دونون شاہزادون سے لپٹ گیئن انھون نے اشک حسرت انکے دامن سے
پونچھے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہم تمسے جدا ہونا کب چاہتے ہین صندلی پوش
نے آواز دی ارے مادیان تیار کرو کنیزون ایک مادیان تیار کرکے لائین صندلی پوش
سوار ہوئی نقاب صندلی چہرے پر ڈالی گھوڑی اڑاکر باغ سے نکل گئی داراب حیران ہوا
کہ یہ ملعونہ جاکر لندھور کے ساتھ کیا مکر کریگی مین جاکر آقاے نامدار کو خبر کردون یہ تو طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ جادوگرنیان ہین سحر مین دونون جوانون کو پھنسایا ہی فرزندان لندھور
ایسے نہ تھے کہ ایک ساحر کو سجدہ کرتے مگر انکے سحر مین مبتلا ہین بعد جانے صندلی پوش کے
ان دونون معشوقون نے کہا ای شاہزادو مادر مہربان تمھارے والد کو لیکر آویگی اب رات
زیادہ آئی چلکر بارہ دری مین آرام کرو یہ دونون جوان اٹھے معشوقون کے ہاتھ تھام لیے
چمنستان کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین داخل ہوے کنیزون نے پردے چھوڑ دیے داراب
دیوار سے اترا کہ مین جاکر لندھور کو خبر کردون کہ تمھاری تلاش مین ایک ساحرہ نکلی ہی اپنے کو اسکے
مکر سے بچانا اور دونون بیٹے تمھارے دام سحر مین پھنسے ہین لقراط کو سجدہ کرچکے دونون
معشوقون کے ساتھ عیش کررہے ہین یہ سوچتا ہوا طرف لندھور کے چلا رات کو جس راستے
سے آیا تھا وہ راستہ فراموش ہوا مگر لندھور رات بھر زیر نخل بیٹھے رہے جب گریبان سحر
چاک ہوا اور ستارۂ سحری چمکا لندھور نے سر مین ٹانکے دیے تلاش مین شکار کے چلے کہ کوئی
آہو وغیرہ شکار کرون کباب لگا کر کھاؤن شب بھر بھوک پیاس مین گذرا شبرنگ مرکب کو
اڑاتے ہوے بڑی دور چلے گئے کہ سامنے سے ایک آہوے خوردہ آتے ہوے دیکھا
لندھور نے اسکے تیر مارا وہ آہو گرا لندھور نے اسکو ذبح کیا خیال مین آیا کسی طرف اسکو
لیچلون کباب لگا کر کھاؤن کہ گرد لکے کی قسم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار صندلی پوش
تیر و کمان ہاتھ مین چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہی اپنے شکار کو جو دیکھا طرف لندھور کے متوجہ ہوا
کہا کیون اجل گرفتہ تو نے میرے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا لندھور نے کہا صحرا مین کیا کسی
کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا ہمنے اسکو شکار کیا اسپر تم اٹھا لیجاؤ مگر نقابدار نے تیغ کمر سے کھینچا
لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی

گریبان ہاتھ ڈال کے جو نقاب دار کو اٹھایا تکان جو پہونچی نقاب چہرے سے ہٹ گئی معلوم ہوا کہ
ایک چاند ابر سے نکل آیا پتلے پتلے ہونٹھ پان سے لال اُنمین مسیحائی حسن و جمال کی رعنائی زیبائی
زلفین عنبرین عارض پر بکھری ہوئین لہرا رہی ہین براے عاشقان دام ہین لندھور نے جو صورت
زیبا کو دیکھا ہاتھ کانپا پسینہ آگیا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی لندھور چیخ مار کر گرے بیہوش ہو گئے
اُس نازنین نے بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے زمین پر بیٹھ گئی سر لندھور کا اُٹھا کر زانو پر
رکھا اشک حسرت بہانے لگی لیکن اُن آنسوون نے گلاب کی تاثیر کی بوے زلف عنبرین جو دماغ
مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا لندھور کی آنکھ کھلی سر اپنا زانوے محبوب پر پایا اُسی معشوق کو
سرھانے بیٹھے دیکھا لندھور اُٹھ بیٹھے بہ نگاہ حسرت اُس نازنین کو دیکھنے لگے اُس نازنین نے
کہا اے دارائے ہند آج کئی روز مجھکو گذرے تمھاری جستجو کرتے ہوے آج تقدیر سے تمھارا سامنا
ہوا دونون فرزند تمھارے میری وزیرزادیون پر عاشق ہوے مین نے خدمت مین حاضر کر دیا مگر
تمھارے واسطے بہت بیقرار ہین تمکو یاد کیا ہی مین نے اُنسے وعدہ کیا تھا کہ مین براے تلاش
جاتی ہون لندھور کو لیکر آتی ہون شکر ہی خداوند بقراط ثانی کا کہ تم ملگئے اگر مناسب ہو تو میرے
ساتھ چلو لندھور نے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہی نظم

بین نمود گر بجستم رہ کوے سلامت را — ز جیب دجوے خود پیدا کنم راہ ملامت را
بریزم خون دل چندان بمحشر از پشیمانی — کہ رشک جنت الماوا کنم رشک قیامت را
ز دفترہاے عصیانم نماند نکتہ باقی — اگر قدرے بود در روز حشر اشک ندامت را
منال دولتِ دنیا مذلت بارے آرد — بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را
برآرم گر ز دل آہے ز روے درد در محشر — دہد بر باد حسرت خاک صحراے قیامت را
بمحشر گر گناہت را بہ بخشد شفقتِ ایزد — ز کف آسان مدہ مخفی تو دامان شفاعت را

ممکن ہی کہ مین تمسے چھوٹ کر زندہ رہون مین فرزندون کے لیے پریشان تھا اُنکا بھی پتہ ملا مین ضرور
تمھارے ساتھ چلونگا یہ کہکے لندھور رکگئے اُس نازنین نے کہا کہ اے دارائے ہند بڑے تعجب
کی بات ہی کہ تم ایسا عقل مذہب کا خیال نہ کرے تھے کیا ہم کے خداے نادیدہ کو سجدہ کیا ہی لندھور
نے کہا اے ملکہ عالم مین مذہب لات و منات مین تھا اُس زمانہ مین حمزہ پہونچا میرا زمانہ کمسنی کا

تھا مین حمزہ کا جمال دیکھکر عاشق ہوا مین نے اسکا مذہب بھی فوراً اختیار کر لیا مگر آج تک حقیر نے مذہب نہین بھا نازنین نے کہا خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو اگر موقع ہوگا تو ہم تحقیق خداوند کو کبھی دینگے خود بات کر لینا جو جی چاہے کرامت طلب کرنا یہ کہکے اُس نازنین نے گلے سے تصویر لقراط ثانی اُتاری لندھور نے وہ تصویر مین لی اور تصویر کو سجدہ کیا اُس نازنین کے ساتھ مرکب پر سوار ہو کے چلے **داراب** راستہ بھولا ہوا مین تکتا پھرتا ہی دل سے اپنے باتین کرتا ہی کہ ای داراب فرزندان لندھور مذہب سے پھر گئے اسقدر معشوقون کی اطاعت مین ہین کیونکر طرف اہل اسلام کے آوینگے اور **صاحبقران** جو سنینگے تو کیسے پریشان ہونگے یہ سب معاملہ سحر کا ہی کہ دور سے دیکھا لندھور ائی صندلی پوش کے ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین اور اسقدر مبہوت ہین کہ ہر مرتبہ اُسکی رکاب پر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ مسکرا کر ہاتھ لندھور کا رکاب سے ہٹا دیتی ہی کبھی ہی او والاے ہند نہ گھبراؤ اگر خداوند لقراط ثانی نے چاہا تو ہمارا تمھارا ساتھ عمر بھر رہیگا مگر مذہب قدرت پر دل سے نثار رہنا ایسا نہو کہ فرزندان حمزہ ملین اور تمکو بہکائین اور تم پھر طرف خداے نادیدہ کے رجوع کرو یہ سمجھو کہ اگر مذہب سے پھر وگے تو مجکو نپاؤگے ہین **قدرت** کے حکم مین ہون لندھور جواب دیتے ہین کہ ای قاتل عاشقان مجھے کسیطرح تم سے عذر نہین ہی مین کیا کہون جو میرے دل کا حال ہی یہ دل کی کیفیت ہی نظم

شب فراق صنم مختصر نہین ہوتی	یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
جنون کو پند و نصیحت سے خاک ہو تسکین	یہ وہ دوا ہی کہ جو کارگر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران ہین	کبھی اُدھر کی بھی دنیا اِدھر نہین ہوتی
حباب کی یہ غریزی حرارت اک دم ہی	کبھی بقاے چراغ سحر نہین ہوتی
کھلا ہی اشکون مین بے شبہ لعل لب کا خیال	کبھی یہ شوخی خون جگر نہین ہوتی
بہار مین گل و بلبل سے کیا ہی سرگوشی	کہ کانون کان کسی کو خبر نہین ہوتی
یہ آشیانے مین کی ہے مغلق مایوسی	قفس مین بھی ہوس بال و پر نہین ہوتی
نگاہ بیازون کی تمیز کیا کرین خوش چشم	ہزار آنکھین بڑی ہون نظر نہین ہوتی
کمال والون کی کچھ آب و تاب اور ہی ہی	ہر ایک بوند کہ آب گہر نہین ہوتی

بیان مین نہین آتی کشش کچھ اسکی صفیر		بسان دام کمند نظر نہین آتی

وہ نازنین ہنس دیتی ہے کہتی ہے اے داراب اے ہندمین ہر وقت تمہارے ساتھ رہونگی گاہے ماہے
خدمت خداوند مین جاتی ہون تھوڑی دیر کو جاؤنگی چلی آؤنگی داراب نے جو دور سے معاملہ
دیکھا ہوش اڑ گئے کہ ای داراب یہ کیا غضب ہوا کہ لندھور نے بھی مذہب تبدیل کیا یہ بڑی
ساحرہ سفاک ہے اسکے دام مکر سے نکلنا مشکل ہے دیکھیے کیا ہو لندھور کو داراب روتے
دیکھتا ہوا آتا ہے جی مین کہتا ہے انکا انجام بھی دیکھون کہ باغ مین جاکر کیا گذرتی ہے وہ نازنین
در باغ پر آکر اتری کنیزون کو آواز دی فرہاد خان نے آکر دروازہ کھولا باپ کو دیکھکر سلام
کیا پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے لندھور نے کہا میرے مزاج مبارک کی بہتری ملکہ عالم کی مہربانی
پر موقوف ہے کہ ارشیون بھی آئے باپ کو سلام کیا لپٹ گئے کہا قبلہ وکعبہ آپ کی جدائی نے
ہم لوگون کو پریشان کردیا مگر بی صندل جادو نے ہر وقت تسکین دی آخر آپ کہا ئین لندھور
فرزندون سے کہتے ہین ای فرزندو مین عمر بھر اس معشوق کے ساتھ رہونگا کبھی اطاعت سے سر
نہ اٹھاؤنگا جو حکم دیگی وہ بجالاؤنگا مذہب کا بھی حال کھل گیا افسوس کی بات ہے کہ جس خدا کو
نہین دیکھا اسکو سجدہ کرنا سراسر عقل کے خلاف ہے اب جو باغ کی ہوا لگی اور طائرون نے بھی
زمزمہ سرائی کی اور زیادہ لندھور مبہوت ہوے وسط باغ مین جو چبوترہ ہے اسپر فرش بچھا تھا
دونون معشوقین مسند پر بیٹھی تھین صندل جادو نے پکار کر آواز دی کہ لو بی بیو تمہارے سسر صاحب
بھی آگئے اٹھو سلام کرو ان دونون نے اٹھکر لندھور کو سلام کیا لندھور نے دونون کو
گلے سے لگایا کہا ای نور نظر مین بادشاہ ملک ہندوستان ہون سات سو جزیرے میرے قبضے
مین ہین سب کا تمہین اختیار ہے مگر ہمارے فرزندون کو کوئی تکلیف نہ پہونچے دونون نے ہاتھ
باندھکر جواب دیا کہ ہمارے شوہر ہین ہم کبھی بچا ہینگے کہ انکو تکلیف پہونچے خداوند کو راضی
رکھین ہم خدمت مین حاضر ہین دن رات اطاعت مین مصروف رہینگے کبھی کوئی ایسی فرمائش ہم
نہ کرینگے کہ انکے اختیار مین نہو جو ہمکو ضرورت پڑیگی اپنی مادر مہربان سے عرض کرینگے وہ مہیا
کردینگی داراب نے یہ سب باتین سنین روتا ہوا باغ سے نکلا خیال مین آیا کہ ای داراب
بالو استاد سے ملاقات ہو یا کوئی فرزند انکا ملے تو اس سے یہ سب ماجرا بیان کرون بیشک

یہ جادوگر نیان مکار ہین خدا انکے کر سے ان شیرون کو بچائے رو ے معصیت نہ کہانے یہ سوچکر تلاش مین شاہزادون کی چلا یہان لندھور مسند پر آکے بیٹھے دونون فرزند بھی معشوقونکو لیے بیٹھے ہین گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ باواز دردناک گانے لگی نظم

رونا فسردہ رخ یار ہے حسن وجمال سے — ہوتی ہے ماہِ نو کی ترقی کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہین قیل وقال سے — کیا فائدہ حضور جواب وسوال سے
بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب — سچ تو یہ ہے کہ مجکو ہے نفرت سوال سے
دل کو خیال گیسوے جانان غضب کا ہے — اس صید کو بلا کی محبت ہے جال سے
یہ آرزوے دل ہے اگر وہ الگ مین — ہونٹھو لنے ہو نخل گل طوق انکے گال سے
تجلی بھوون سے حسن رخ یار بڑھ گیا — ہے لطف آفتاب دو چنداں ہلال سے
مضمون میانِ یار کا باریک ہے بہت — نازک ہے بات کیون نہو باہر خیال سے
مجھسا ابھی نجیب نہین کوئی جہان مین — آگاہ مدتون سے نہین اپنے حال سے
دنیا کے مکر سے نہین آرام جان کو — ہر نوجوان تنگ ہے اس پیر زال سے
کیا نور جلد ترک ملاقات ہو گئی — دو دن ملے نہ اُس بت شیرین مقال سے

لندھور کا دماغ تر ہے معشوقہ پہلو مین بیٹھی ہے دونون فرزند معشوقون کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین بوس وکنار کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار جھولی بائین ہاتھ پہ پڑی ہوئی تاج سر پر تخت اتار کر لائی صندل جادو نے پوچھا کیون لوا زعفران کہان سے آتی ہو زعفران نے کہا مین فکر مین بہرام کی ہون قدرت نے حکم دیا ہے کہ تم بہرام کو تسخیر کرو مین نے تمام جنگلون مین ڈھونڈھا کہین اُس حبشی کا پتہ نہ پایا راتمین ہجر کی مجھپر سخت گذرتی ہین عجب کیفیت ہے کہ بیان نہین کرسکتی نظم

ہے دونون اُس ستم ایجاد پہ دل مائل ہے — اور جو روز ولادت سے مرا قاتل ہے
سر ٹپکتا ہون ترے ہجر مین زخمی دل ہے — تونے اعضاے رئیسہ کو کیا گھائل ہے
رہ گیا لیلی ومجنون کا فسانہ باقی — نہ وہی ہین نہ وہ ناقہ ہے نہ وہ محمل ہے
قابل شرح نہین حال ہمارا جانی — مرغ بسمل جسے کہتے ہین ہمارا دل ہے

صندلی رنگ کی دھن مین خفقانی ہون مین	الفتِ زلف پریشان مین پریشان دل ہی
غیر کے ہاتھ سے رسوائی ہی بالی اُسنے	دل مرا ماہیِ بے آب جگر بسمل ہی
عشق کی راہ مین جانبر نہین ہونے کا مین	آج کی کل سے سوا نور کی منزل ہی

لندھور نے کہا ای ملکہ زعفران بہرام ہمارا طرفدار ہی جسوقت تم نشان دو گی فوراً آئیگا مگر سردار
قدیم ہی صاحبقران کا مذہب مین انکار کریگا اگر کہو تو مین تلاش مین جاؤن زعفران نے کہا ای
داراے ہند قدرت نے تمکو پہلوان قدرت قرار دیا ہی سکان مقصدی فوج لیکر آئیگا
پسران حمزہ فوج لیکر آتے ہین اُنسے جا کر مقابلہ کرو سکان مع فوج تمھارے ساتھ ہوگا
فرزندان صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا جسکو زیر کروگے وہ تمھاری اطاعت کریگا تھوڑے سے
عرصہ مین لشکر گران لیکر سرحد طلسم کی سیر کرو کل سرحد کا تمکو حاکم کیا جسکو تم چاہو آنے دو جسکو
نہ چاہو نہ آنے دو مراد قدرت کی یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے لڑائی کو فتح کرائین تمہین کو حاکم کرین
سکان ہمیشہ تمھارے ساتھ رہیگا سپہ سالار لشکر قدرت کہلاؤگے تم اِس باغ سے کہین نجاؤ اسی
مقام پر ٹھہرو کل احوال سب ظاہر ہوگا مین تلاش مین بہرام کی جاتی ہون لندھور نے گرز پہ ہاتھ
ڈالا اور کہا ای ملکہ عالیہ گرز فرزندانِ حمزہ کو پیوند خاک کریگا فرزندان حمزہ بڑے سرکش ہین
بڑی مشکل مین اطاعت کرینگے مگر مین تو سمجھ لونگا زعفران پوش اسی تخت پر بیٹھی چلی گر قضائے کار
بہرام گرد بن خاقان چین جو اس جنگ سے زخمی ہو کر نکلا یکہ و تنہا اِس صحرا مین پہونچا گھوڑے
سے اُتر کر زخم دوزی کی تنگے تھے آپ پیچھے پیچھے مرکب اس تلاش مین چلے کہ کوئی مقام محفوظ ملے
تو وہان زخم کو صحت دیجیے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بہرام بڑے
تکلف سے اُس باغ مین آئے سامنے دیکھا ایک جوان دھوتی باندھے ہوے مرزائی دوہری
نیچے نیفہ اور اوپر فن سکھ بیلچہ ہاتھ مین زرد پٹکے گلے سے بیچل چمن سے نکالتا ہوا آتا ہی بہرام کو
دیکھکر ٹھہر گیا پوچھا ای جوان تو کون ہی بہرام نے کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اُس تاجر کو قزاقون
نے لوٹا مین زخمی ہو کر اسطرف نکل آیا اس باغ کو دیکھا چلا آیا مگر تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا
فولاد داروغہ میرا نام ہی اس باغ کا مالک یہ باغ ملکہ زعفران پوش کا ہی مین اسکا منتظم
ہون اگر آئے تو کچھ حرج نہین ای نوجوان مین تمکو اپنا فرزند کرتا ہون گوشے مین میرا بنگلہ

پڑا ہوا اُسی مین رہا۔ خدمتگزاری کرونگا جو مجکو ممکن ہی وہ سب پیش کرونگا بہرام سوچے کہ چندے اسی مقام پر بسر کرو جب زخم صحت پائیگا کسی فرزند صاحبقران کی آمد سنینگے جاکر شریک ہوجائینگے یہ سوچکر بہرام نے فرزندی فولاد کی قبول کی فولاد نے کچھ میوہ توڑکر سامنے رکھا ایک گلابی شراب کی اُٹھاکر لایا ایک جام بہرام نے پیا اور ایک فولاد کو پلایا فولاد مسخرہ پن کرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی دھوتی اپنی کھولکے ڈالتا ہی۔ بہرام سمجھاتے جاتے ہین کہ آواز آئی دروازہ کھولو فولاد نے کہا اے فرزند چلکے میرے جنگل مین ٹھہرو ملکۂ عالم تشریف لائی ہین صبح کو مین نے خبر سُنی تھی کہ شکارگاہ مین گئی ہین اب شکار سے پلٹ کے آئی ہین یہ کہکے فولاد دروازہ کھولنے چلا بہرام کنج باغ مین آئے چلمن سے دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک معشوق پریرو عنبرین مو خال ہند و چشم جادو سب کے آگے آگے چلی آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین خرامان

نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
بھرین ناست بازوے جلاد حسن

نزاکت عیان چال مین ڈھال مین
زمین وان کی چلنے سے بیحال مین

اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
قیامت نہان گوشۂ چشم مین

وہ تھی سرو قد اور غنچہ دہن
لجاتی تھی یہ شرم سے یاسمن

ادائے ستم کش جلو مین وان
سراسر تھی وہ قاتل عاشقان

بہرام اس جمال بیمثال کو دیکھکر عاشق ہوے کلیجہ تھام کر رہگئے آنکھون مین جلن دل مین پھڑک کلیجہ مین دھڑک پیدا ہوئی جب وہ نازنین چلی گئی بہرام غش کھاکر گرے ایڑیان رگڑنے لگے وہ معشوق جاکر بارہ دری مین بیٹھی تھوڑی دیر مین فولاد دوڑا ہوا آیا آکر بہرام کو ہوشیار کیا پوچھا کیون فرزند مزاج کیسا ہی بہرام نے کہا مجکو دورہ ہوتا ہی بیہوش ہوجاتا ہون پھر ہوشیار ہوتا ہون فولاد خاموش ہورہا کہا اے فرزند آج ملکہ شب کو تشریف رکھینگی دوچار گلدستے تو بناؤن زیور تیار کرونگا اُنکا بنانا مشکل ہی بہرام نے بہت خوب کہکر ایک گلدستہ اٹھایا یہ شعر اُستاد کا پھولون مین گوندھ دیا ۔ قول مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ۔ شاخہائے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین ۔ شام کو فولاد گلدستے اٹھاکر باغ مین لیگیا ملکہ نے اُسی گلدستہ کو

تھا یا جو بہرام نے بنایا تھا پڑھا تو دیکھا اُسمین یہ شعر لکھا ہی فولاد سے پوچھا کہ یہ گلدستہ کسنے بنایا فولاد نے کہا غلام نے بنایا ملکہ نے ایک مصرع اُسکا طول ڈالا کہا ای فولاد ان پھولونکو نصب تو کرو فولاد دروف کو کیا جانے اپنے طریقے سے نصب کرنے لگا ملکہ نے ایک جبشن کو اشارہ کیا بنفشہ نامے جبشن تلوار کھینچکر سر پر فولاد کے آئی جب جان کا فولاد کو ڈر ہوا تو ہاتھ جوڑکر کہا کہ حضور میرا بیٹا چین سے بڑی بڑی کارگیریان سیکھکر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ بنایا ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ کہ ہم اُسکو سزا دین ایسے الفاظ ہمارے سامنے کیون پیش کیے فولاد کانپتا ہوا گیا بہرام سے جاکر کہا کہ چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین بہرام مسلح ہوکر تلوار ہاتھ مین سپر کاندھے پر اکڑتا ہوا چمنستان سے نکلکر آیا ملکہ کی جو نگاہ بہرام پر تو مائل تھی صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئی فولاد سے پوچھا سچ بیان کر کہ یہ جوان کون ہی فولاد نے کہا کل مین باغ مین کام کر رہا تھا کہ یہ جوان آیا مجھے اسکی شوکت و صورت پسند آئی مین نے اِسکو بیٹا بنا کر رکھا ہی ملکہ نے کرسی بچوائی بہرام سامنے زعفران کے بیٹھے ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا اس جوان سے کہو کہ اپنا حال مفصل بیان کر بہرام نے کہا ای ملکۂ عالم مین چین و ماچین کا شاہزادہ ہون سردار صاحبقران ایک مقام پر لشکر فرد کش تھا تہمتن نامے پہلوان نے شبخون مارا ہم لوگون کے دونون پہلو مین غالب تھا اور کفار دلیرانہ لڑ رہے تھے آخر زخمی ہوکر میدان جنگ سے نکلے اسطرف پہونچے یہان آنکے زخمون کی آنچ فولاد نے فرزند بنا کر رکھا مجھسے کہا گلدستہ بناؤ مین نے اُسمین یہ شعر جو دیا نام بہرام جو ملکہ نے سنا فوراً چلمن اُٹھادی کہا ای بہرام قصر سکندری مین ایک قصر ہی کہ اُس مکان کو نقشہ تصویر عالم کہتے ہین اُسمین تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوئی قدرت نے حکم دیا کہ جاکر تلاش کرو مین آج ایک مدت سے تمکو تلاش کرتی پھرتی ہون یہ نہ جانتی تھی بیت با دو در خانہ و من گرد جہان میگردم آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم * کہ میرے مکان مین حضور فرد کش ہین قدرت کو منظور ہوا کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو مگر مقام افسوس ہی کہ تم ایسے عقیل و فہیم جری بہادر خداوند لقراط ثانی کو نہین پہچانتے یہ کہکے تصویر گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای بہرام اس تصویر کو سجدہ کرو یہ تصویر خداوند کی ہی بہرام نے فوراً تصویر لی اور تصویر کو سجدہ کیا ہاتھ گلے مین معشوق کے ڈالدیے کہا ای جان جان

واہ آرام دل مشتاقان میری عجب کیفیت ہی آج تمنے بڑی عنایت فرمائی کہ سامنے آئین نظم

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے — عیش مین رنج ہم اے راحتِ جان بھول گئے
وعدۂ وصل تم اے جانِ جہان بھول گئے — سر جھکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے
داستان سُنکے مرے عشق کی یہ محو ہوئے — قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے
جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر — یہ اُڑے ہوش کہ اور وہان بھول گئے
محوِ الفت نہ جہان مین کوئی ہم سا ہوگا — دل تمھین دے کے ہم اے جانِ جہان بھول گئے
سحری تقدیر سے یہ محو ہوئے وقتِ سحر — موذنی سو گئے اور مرغ اذان بھول گئے
ہجر مین کثرتِ افکار سے نسیان یہ بڑھا — نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان بھول گئے
خال ابرو ہی ترا ہوش رُبا کس درجہ — یک قلم تیر پری زاغ کمان بھول گئے
یاد مطلق نہ رہی وصل مین تکلیف فراق — چین مین ہم ستم و جورِ بتان بھول گئے
وہ حسین تو ہی کہ ہم دیکھکے تیری صورت — یوسفِ مصر کو اے جانِ جہان بھول گئے
فاتحہ کے لیے کیا خاک سرِ قبر آتے — تربتِ عاشقِ بیکس کا نشان بھول گئے
ہم سا عالم مین نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس — یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے
لوگ سکتے مین ہین اشعار وہ میرے سُنکر — حسن بندش کے سوا لطفِ زبان بھول گئے

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار اب میرے تمھارے عمر بھر کا ساتھ ہی مجھے قدرت نے حکم دیا ہی کہ خدمت مین بہرام کی جا کر حاضر ہو مین بموجب حکم خداوند تمکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی یہ کہکے زعفران پوش نے پشت پر بہرام کی ہاتھ رکھا کہا قدرت کو سجدہ کرو بہرام نے پہلے تصویر کو سجدہ کیا اور تصویر گلے مین ڈال لی جلسہ آراستہ ہوا زعفران نے پکار کر آواز دی ارے صاحبو مہمان تمھارے گھر مین آیا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزین لے آئین شراب کی اور کشتیان کبابکی لائین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم کیا بہرام پیہم جام پیتے ہین اور پہلو مین دیکھتے ہین کہ وہ معشوق آفتاب طلعت مہر صورت پری پیکر بناز و ادا ابھی ہی ہر بات مین یہی حکم ہی کہ کسی طرح سے یہان کی دلبستگی نہ ہو دونون عاشق و معشوق سمجھے ہین جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی ایک گائن پری پیکر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین
ہر روز کون کتا ہی آنے کے واسطے
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے
قاتل نگاہ بد سے بچالے خدا تجھے
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش
گھر میرے آکے خوش تو بے مجھے ایکدن کرو
لازم ہی اپنے دل پہ نظر رکھیے آپ بھی
مین بھی لبِ لعل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
مشکل نہین ہی چاہ ہزارون سے بن پڑی

چھپتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
ہی نہر کی تڑپ ترے تیر نگاہ مین
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
لجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
کیا لطف ہی ہوئی جو ملاقات راہ مین
ہی انتہا کا توڑ مرے تیر آہ مین
قصہ تمام ہی تری نیچی نگاہ مین
ہی لطف ای صفیر ترا کے پناہ مین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی زلف لیلاے شب کرے گذ چلی ہی کہ ایک طائر ہفت رنگ آکر آسمان سے درخت پر بیٹھا گلے مین اسکے نامہ بندھا تھا کچھ ایسی آواز دی کہ زعفران پوش نے کہا ای بہرام لندھور نے نامہ بھیجا ہی بہرام لندھور کا نام سنکر شگفتہ ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم جلد بتلاؤ کہ لندھور کہان ہی زعفران پوش نے کہا اپنی آنکھ سے چلکر دیکھ لینا لندھور سپہ سالار لشکر خداوند ہوے معلوم ہوتا ہی کہ حکم آگیا اب تم لوگون کو مناسب یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرو انکو زیر کرکے قدرت کو سجدہ کراؤ سرحد مین تمھاری عملداری رہیگی یہ کہکے طائر کو اشارہ کیا طائر دوش پر زعفران کے آبیٹھا گلے مین جو نامہ بندھا تھا اسکو کھول کر پڑھا عجا طرف سے لندھور کے یہ لکھا تھا کہ ای ملکہ زعفران پوش بہرام کو لیکر باغ بہار آرا مین آؤ ہم انکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ ایرج ولنور الدہر نکلین بہرام تلوار کو ٹیک کر اٹھے کہا ملکہ جلدی چلو مرکب تیار ہوکر آیا مرکب پر بہرام سوار ہوے مازیان پر زعفران طرف باغ بہار آرا کے چلے بہرام کو بڑی خوشی ہی کہ لندھور سے ملاقات ہوگی گھوڑونکو اڑاتے ہوے صحراؤن کو طی کرتے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے در باغ پر جاکر دونون اُترے سب سے پہلے ملکہ زعفران پوش اندر گئی بہرام بھی داخل ہوے ہواے سرد جو

آئی فوراً ملکہ زعفران پوش نے کہا لو صاحب باغ بہار آرا مین آ گئے کہ ساز کی آواز کان
مین آئی زعفران نے ہنسکر کہا کہ اب دارائے ہند سے ملاقات ہوگی چند روشین طی کر کے
وسط باغ مین پہونچے بہرام نے دیکھا لندھور مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین معشوق صندلی پوش
اور ایک طرف فرہاد اور ارشیون بیٹھے ہین پہلوون مین انکی عورتین زعفران پوش ہاتھ
بہرام کا تھامے ہوے سامنے لندھور کے لائی اور لندھور بھی براے تعظیم اٹھے کہا ای
بہرام تمھارا منونا ہم پر شاق تھا بہرام نے کہا جسوقت مین نے آپ کا نام سنا اور نامہ آپکا
پہونچا فوراً روانہ ہوا اب جو فرمایئے بجا لاؤن لندھور نے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے
لاکر ایک مسند بچھائی اسپر بہرام و زعفران بیٹھے کہ گریبان سحر چاک ہوا شاہ زرین آفتاب نے
سپر زرین پشت پر لگائی نیزۂ خطوط شعاعی کا ہاتھ مین لیا توسن فلک پر سوار ہوکر تخت زبرجدی
پر آ بیٹھا بہرام لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ بیرون باغ سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اور آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے لگا صندلی پوش نے کہا
ای دارائے ہند یہ طائر طرف سے خداوند کے آیا ہی تمکو مژدہ دیتا ہی کہ مبارک ہو سکان
ہفت صندی تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہی تمکو اُسکے لشکر کا سپہ سالار کیا لڑائی کو جھٹ پٹ فتح
کرو قدرت کو تردد ہوتا ہی ہر طرف سے سرحدین تباہ ہو رہی ہین کئی تاجدار مسلمان ہوے
دو جادوگرنیان کامل و اکمل قدرت کی سکھائی ہوئین شریک مسلمانان ہوگئین جلد اس تردد کو
دفع کرو لندھور نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا ای ملکۂ عالم ایرج و نورالدہر میرے سامنے پیدا
ہوے ہرچند کہ بڑے جری و بہادر ہین مگر مجھ سے وہ کیا مقابلہ کرینگے بھگا کے لے آؤنگا پھر
صندلی پوش نے ہنسکر کہا ای دارائے ہند اگر تم نورالدہر کو بھگا کر لے آئے تو وہ معشوق انکو
ملیگی کہ جسکا تمام عالم مین مثل نہو ہمیشہ سب ملکر اسی باغ مین آرام کرو سرحدین بہت باغات
ہین بہار یہان سے سب جگہ بھیجی جاتی ہی اگر مین ذرا بھی غفلت کرون تو جملہ باغ ہر طرف کے
خزان نصیب رہین لندھور نے کہا ای ملکۂ عالم یقین تو یہ ہی کہ نورالدہر مجھ سے مقابلہ نکرے
اور اگر لڑا تو اپنی جان کا دشمن ہوا یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار گولہ دار پگڑی سر پر باندھے مونچھ
چینی ہوئی چپکن پہنے ہوے لندھور کے سامنے آکر حاضر ہوا لندھور نے پوچھا کہو کیا صاحب

کچھ کہا چاہتے ہو چوبدار نے عرض کی اے سکان مقصدری سات لاکھ فوج لیکر باغ پر حاضر ہے
گزارش کی ہے کہ سپہ سالار صاحب سے جا کر کہو کہ سوار ہو جیے مقابلہ نور الدہر میں چلیے
ایسا نہو کہ وہ لڑتا بھڑتا تا بہ قصر سکندری پہونچے قدرت کو منظور ہے کہ راہ میں اسکا فیصلہ
ہو جائے لندھور ٹیک کر گرز کو اٹھے بہرام و فرہاد خان وارشیون یہ بھی تینون اٹھکر
اپنے مقام سے لندھور کے ساتھ چلے لندھور بیرون باغ آئے دیکھا کہ ایک تاجدار مع
سات لاکھ فوج پرا باندھے ہوے در باغ پر کھڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ براے استقبال لندھور
آیا ہے لندھور کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھون پر ایک نامہ رکھکر بہ طور نذر پیش کیا
لندھور نے وہ نامہ پڑھا طرف سے بقراط ثانی کے لکھا تھا کہ اے سپہ سالار قدرت
فوج تمھارے واسطے روانہ کی ہے یہ سب پرورش یافتہ بشیہ قدرت ہین جس طور سے
حکم دوگے برابر لڑینگے کبھی میدان سے منہ نہ پھیرینگے بڑے بڑے معرکون مین یہ لوگ
لڑے ہین کبھی کسی مقام پر منہ نہین پھیرا جس جنگ پر گئے فتح کرکے آئے یہ تاجدار تمھارا
تابعدار ہے جس طور سے حکم دوگے اسی طرح سب لڑینگے ہر طرح کے فن جانتے ہین لندھور
نے وہ نامہ بہرام کو دکھایا ایسا ہی کچھ مقدمہ بہرام مین بھی لکھا بہرام بہت خوش ہوے
کہا اے دارا ے ہند آپ تکلیف نفرمایئے مین جا کے نور الدہر کو لاتا ہون لندھور نے بہرام
کو گلے سے لگایا کہا آفرین مرحبا ثابت قدم ایسے ہی ہوتے ہین لندھور کا مرکب شبرنگ تازی
آیا اسپر سوار ہوے ایک جانب بہرام اور ایک جانب زرعراق لندھور گر لندھور نے کہا اے
سکان معشوقون کی جدائی ہم پر شاق ہو گی اسکی کیا تدبیر ہو سکان نے کہا مین جا کر مالکہ عالم
سے عرض کرتا ہون یہ لوگ ہر منزل پر آپ کے ساتھ رہینگے ہر جگہ پر صحبت عیش و نشاط
آراستہ رہیگی یہ کہکے سکان اندر باغ کے گیا صندلی پوش سے بیان کیا کہ دارا ے ہند
کو تمھاری جدائی گوارا نہین ہے صندلی پوش نے جواب دیا کہ تم لندھور کو لیجاؤ ایک
بارگاہ الگ استادہ کرنا ہم چار دن نازنینان مہ جبین آراستہ اسی مقام پر حاضر ہونگی لندھور
سوار ہو کر چلے سکان تخت پر سوار ہوا لندھور نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا سکان نے کہا اے
دارا ے ہند آپ کا مرتبہ اعلی ہے مجکو شرمندہ نہ کیجیے اس طور سے ساتھ نہ رہیے آپ

بعدہٗ وہ سپہ سالاری آگے بڑھے جن مین قلب لشکر جن مثل دل کے رہون لندھور بہت بہتر کیلئے آگے بڑھے تخت قلب لشکر مین آیا سات سو نقارہ رزمی بجتا ہوا علمہا ے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُنپر تعریف بقراط ثانی مرقوم سوار پیدل خوش خیلسان کرتے ہوے تلاش مین نورالدہر کی جاتے ہین مگر داراب عیار لندھور کئی دن سے اس صحرا مین پریشان ہو تلاش مین ایرج و نورالدہر کی پھرتا ہوا ایک نخل کے نیچے ٹھہرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیران ہوکر دیکھنے لگا لندھور اور بہرام اور ارشیون اور فرہاد آگے آگے لشکر کے ایک تاجدار سیاہ رو تیرہ بخت تخت پر سات لاکھ فوج پشت پر اسقدر گرد اُڑی ہی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا داراب حیران کہ لندھور کو لشکر کہان سے ممکن ہوا ایک راہ گیر کی شکل بنکر ہیر والون سے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جائیگا ایک بنے بیان کیا کہ برائے مقابلہ نورالدہر بن بدیع الزمان جاتے ہین لندھور کو حکم خداوند ملا ہی داراب ٹھرا گیا ہیر والون کے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا حیران ہی کہ ای داراب کیا کرون آخر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی شام کا وقت ہی کہ ایک تخت پر چار جادوگریان آپسمین باتین کرتی ہوئین تخت اُڑاتی ہوئین جاتی ہین صندلی پوش کہتی ہی جب ہم لوگ شام کو ان جوانون سے ملینگے جوش و خروش انکا بڑھیگا مقابلہ مین کدو کاوش کرینگے ایک ہفتہ مین سب کا خاتمہ کرادینگے ہمارا نہ ہونا باعث خرابی تھا داراب یہ دیکھکر اور باتین سنکر بہت گھبرایا خیال مین گذرا کہ یہ چار جادوگریان الشکر ہین وہ چارون شیر بھی مجت مین موجود ہونگے کوئی عیاری میرے ذہن مین نہین آتی یہ سوچ کر نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کہ ای کارساز بے نیاز جب اتنا بڑا لشکر مقابلہ مین اُس شاہزادہ کے پہونچیگا کیا جواب دینگے دیکھیے کیا کیفیت ہو خداوندا شاہزادگان والا قدر کو ہاتھ سے ان ساحرون کے بچانا وہ تو غافل ہین اور یہ ہوشیار ہوکے چلے ہین تو ان سکو بچانا **نظم**

چراست بندہ خاکی بہوش من گستاخ	عجب کہ حوصلہ این خاکسار کرد فراخ
چرا نہ مرہم صبر از خدا سے خود خواہد	کہ ہست بر دل ریشم ز درد ہم سوراخ
چرا بلند کند بندہ قصر دنیا را	کہ شکل خاک شود زانقلاب صد کاخ

[illegible]

چرا ز خاک کند عار بندهٔ خاکی — که کان گوہر و لعل و جواہر است این لاخ
غنی عبادت حق گر کند عبادت نیست — که وقت میوه شود سرنگون ہمیده ز شاخ
کشاده دار بہ نیکی مدام دست عطا — طلب ز رازق خود کن ہمیشه رزق فراخ
بہ پیش اہل سخن از ادب علم و فضل مزن — نگاہدار ادب ہند با مشو گستاخ

رات بھر نخل کے نیچے داراب پڑا رہا پڑے پڑے دعائیں مانگا کیا سامنے ایک پہاڑ تھا
اونچا اُس پر چڑھ کے دیکھا کہ رات کو لشکر لندھور اسی کوہ کے دامن میں اترا تھا پھر رات رہے
سے کوچ کر گیا داراب نے یہ بھی دیکھا کہ تھیسر والے اپنا اپنا اسباب لے لے کر چلے جاتے
ہیں رات کو لندھور بن سعدان جب منزل پر تھکے ماندے پہونچے سکان کے سامنے
آئے کہا ای بادشاہ عالیجاہ شاہزادیاں تینوں آئیں سکان نے کہا بارگاہ تو الگ استادہ
کرائیے لندھور نے فوراً حکم دیا کہ ایک بارگاہ زرنگی کنارے پر لشکر کے استادہ ہو جب وہ بارگاہ
استادہ ہو چکی تو سکان نے عرض کی اب آپ لوگ اس بارگاہ میں تشریف لیجائیے لندھور
و بہرام و فرہاد و دارشیون اُس بارگاہ کے قریب جو آئے دیکھا دروازے پر چلمدار بیٹھی ہیں
کنیزیں محل کی ہیں ناظر بجیا کے انتظار میں لندھور تینوں لقراط ثانی کی کرنے لگے کہا ای
بہرام دیکھو یہ پرورش خداوندی ہے یہ کہتے ہوئے اندر آئے چاروں معشوقوں کو دیکھا کہ اندر
بیٹھی ہیں کنیزیں مگس رانی کر رہی ہیں لندھور کو دیکھکر معشوقیں اپنے مقام سے اٹھیں اور
اپنے اپنے عاشقوں کو لا کر بٹھایا شراب کباب موجود ہوئے دور چلنے لگا ایک گائن نہایت
حسین سامنے بیٹھکر ساز درست کر کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

پیچ در خم ہیں گیسوئے غمخوار دونوں ایک ہیں — حسن میں وہ چاند سے رخسار دونوں ایک ہیں
آب تو اور چرخ جام یار دونوں ایک ہیں — چاندنی اور سایۂ دیوار دونوں ایک ہیں
آب کوثر بادۂ گلنار دونوں ایک ہیں — در جامے زاہد و میخوار دونوں ایک ہیں
وصل کی ہر دم الٹ پھیر ای تمنا و بکسا — میرا بخت اور پہلوے دلدار دونوں ایک ہیں
ایک دم تک دیکھیے پر میرا استغنا نو جھ — عمر جاوید اور ترا دیدار دونوں ایک ہیں
منہ ادھر بگڑا ادھر برہم ہوا اسکا مزاج — میرا دل اور آپکا رخسار دونوں ایک ہیں

باتون مین کیون تلخ و شیرین ذائقہ رکھتے ہین یہ — چومنے مین تیر سے لب اے یار دونون ایک ہین
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے — جب اٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجکو صفیر — چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک ہین

ہنگامہ عیش و طیش گرم ہی داراب رات بھر تڑپا دعائین مانگتا ہی کہ ای مسبب الاسباب
ایسا سبب پیدا کر کہ یہ جادوگرنیان قتل ہون صبح کو آنکھ بند ہو گئی دیدۂ ظاہری بند ہوے
دیدۂ باطنی وا ہوے دیکھا ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کیون داراب
کیا مراد ہی عرض کی ای شہریار داراے ہند تلاش نورالدہر جانتے ہین خدا انکو مظفر
و منصور کرے کفر سے انکو بچائے باطل پرستی سے محفوظ رہین کوئی تدبیر بتایئے حکم ہوا کہ ای
داراب باین بر جو صحراے ویران ہی اُسمین جاکر شہر خواجہ عمرو کا اُسطرف گذر ہوگا
کلید فتح اُسکے ہاتھ مین ہی بہت نکمبا انجام بخیر ہی یہ فرماکر وہ بزرگ نظرون سے مخفی
ہوے داراب کی آنکھ کھلی صحرا مین خوشبو پائی قلب مین قوت تھی بہ تعجیل اُٹھا نماز
صبح ادا کرکے نکر خواجہ مین طرف صحراے ویران کے چلا یہ تو تلاش مین خواجہ کی جاتا ہی
بزرگ نے ہدایت کی ہی مگر مالک اژدر صاحب نیزہ و سرغلام نبی و چاکر حیدر جو جنگ سے
زخمی ہوکر نکلا عرب دراز عیار ساتھ ہی ایک صحرا مین آکر زخم دوزی کی عرب سے کہا سامنے پہاڑ
پر قلعہ ہی دریافت تو کرو کہ قلعہ کسکا ہی عرب دراز گیا اور دیکھتا ہوا واپس آیا عرض کی کہ ای
شہریار آپ کا فرزند ابراہیم مع ستر امیرزادون کے زخمی ہوکر اس صحرا مین آیا بالاے
قلعۂ کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ شبخون اسکا نام ہی اٹھارہ جوانون کو بہ مکر گرفتار کر لیگیا
اُن اٹھارہون کے واسطے دار بنا شادی ہین سب کو قتل کیا چاہتا ہی مالک فوراً
بادپایان پر سوار ہوے طرف قلعۂ کوہ کے چلے دیدبان نے دیکھکر غل مچایا کہ ایک جوان
آتا ہی شبخون پاے دار بن ایستادہ کرا رہا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر بالاے قد آیا گوز افگنون
کو اشارہ کیا مالک پر گولے چھوڑنے لگے مگر یہ گولون کو رد کرتے ہوے در قلعہ پر پہونچے
گرز سے ہمالک توڑا قلعہ مین آکر نعرہ کیا باشندہ ای کا قزاق بھیا و نابکاران پیر دغا نوہ مالک

سپہ دار دلشکر ابلہ دون	سنہ مالک اژدر خشمگین

ستانیم از ملک باج و خراج ۔ کہ این نیزۂ من بود تخت و تاج

فرزند کو اپنے مع ستر امیر زادون کے دیکھا کہ سلسل بیٹھے ہین مالک نے شمشیر زنی کر کے اُن کل جوانون کو رہا کیا یہ بھی سب لڑنے لگے کئی ہزار قزاق مارے گئے شبخون گینڈے پر سوار ہو کر آیا مالک پر نعرہ کیا مقابلہ مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا قزاقون کا جماؤ ہی ہر طرف سے بوہ ہوا کہ اپنے افسر کو رہا کرلین اٹھارہ جوانون نے وہ شمشیر زنی کی کہ قزاقون کو قریب مالک نہ آنے دیا مالک نے شبخون کو چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارین شبخون نے آواز دی کہ الامان مالک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان شبخون کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار قزاق جو مصروف جنگ تھے اُنکو منع کیا کہ یارو مین نے اس شیر کی اطاعت کی مالک کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اٹھارہ جوان آکر بیٹھے شبخون نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہو شا ہو ش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

کس ادا سے ہی چلا بزم گہ دشمن مین ۔ سو جفائین ہین چھپی تیری جھلی گردن مین
شمع بجھ جاتی ہی تحریک ہوا سے لیکن ۔ آہ سے سوز بڑھا اور دلِ روشن مین
حاصلِ شکوہ ہی یہ داں کہ پھپھولے پھوٹین ۔ کہ علاجِ خلشِ آبلہ ہی سوزن مین
کیا گلے ملنے کو تیغ آئی ہی قاتل ۔ صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قد آدم نظر آنے لگے شعلے رقصان ۔ تیرے جلوے جو ترے ساتھ ہوے گلشن مین
دم خفا ہو کے کھنچا ئیگا زلفون کے لیے ۔ پہلے تھا لکھا میرے خطِ گردن مین
کیا عجب ہی جو تری تیغ کا ڈورا جل جاے ۔ کہ ہی بجلی کی تڑپ میری رگِ گردن مین
صحن مین بیٹھنا اچھا نہین اے پردہ نشین ۔ جاتی ہی مست تماشے کی نظر روزن مین
جانتا ہی مرا سب حال پھر اے شوخ مزاج ۔ پوچھتا ہی کہ یہ کیون چاک ہی پیراہن مین
شعلہ رو دل ترا ٹھنڈا ہوا مرنے سے مرے ۔ تجھ سے تو شمع ہی اچھی کہ جلی مدفن مین
رونے مین خندۂ جانان کا تصور ہی صغیر ۔ بجلیان کوندتی ہین [illegible] خرمن مین

عین گرمی صحبت مین مالک نے شبخون سے کہا دریافت تو کرو کہ اس حوالی مین کسی فرزند حمزہ
کا لشکر اترا ہی شبخون نے دست بستہ عرض کی کہ کل مجھے ہرکارون نے خبر دی تھی کہ لشکر لندھور
بن سعدان بڑے زور شور سے آتا ہی وہ برائے مقابلۂ نورالدہر جاتے ہین مالک نے
گھبرا کر جواب دیا کہ تمھارے ہرکارے نے غلطی کی اگر لندھور کو لشکر حملہ ہوا ہوگا تو یہ مین کفر آباد
کو وہ بھی ویران کریگا نورالدہر کے مقابلہ سے کیا واسطہ یہ ذکر تھا کہ صبح قریب ہی ستارۂ سحری
آسمان پر چمک چکا ہی صدائے مرغ سحر بلند قلعہ مین اذان ہو رہی ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوئے
آئے کہا ای شہریار لشکر لندھور بڑے زور شور سے آتا ہی سکان تاجدار بادشاہ لشکر ہی شبخون
نے عرض کی ہمارے ہرکارے غلط خبر نہین لاتے ہو لوگ قزاق جو ہر ہمارا داروغہ ہی خبر کے
آنے پر بہ شبخون جاتے ہین کاروان لوٹتے ہین اگر خبر غلط دئے تو ہم لوگ گرفتار ہو جائین مالک نے
کہا جو خبر ہرکارے نے دی ہی اسکا مجھے اعتبار نہین آتا لندھور برائے ملاقات نورالدہر
جاتا ہوگا غرض بالائے قلعہ دنگل بچھ جائین اور ای عرب دراز تم برائے خبر جاؤ خبر دریافت کر کے
آؤ اگر خدانخواستہ جانا لندھور کا ثابت ہو تو مین نہ آگے بڑھنے دون اسوقت ایرج نوجوان
کو یہ خبر ہوگی فرمائینگے کہ تمنے احوال سنا اور لندھور کو روکا ہر چند کہ وہ ہندی بھی خود ہی کس بات کا
اُسکی اعتبار نہین شاید کہ کچھ غرور دماغ مین بھر گیا ہو گو نورالدہر وہ جوان ہی کہ لندھور کا گرز
وغیرہ چھین لیگا اور اگر شاید کمین ایرج نوجوان کا سامنا ہوا تو وہ بہت ہی انکو ذلیل کریگا اب تو
سر دست میرا امتحان ہی شبخون نے اُسی وقت دنگل بالائے کوہ بچھوائے مالک آکر بیٹھے
عرب دراز عیار برائے خبر چلا مالک نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی سب کے آگے لندھور
گرز کاندھے پہ ایک طرف بہرام گردن خاقان چین اور ایک سمت فرہاد خان یک غرلی
وار شیون پرنزاد و سات لاکھ سوار و پیدل کا لشکر پشت پہ مگر مالک نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ لندھور
کے گلے مین تمغہ ہائے طلائی و نقرئی پڑے ہین اسی طرح بہرام کی گردن مین سیاہ تعریف بجھے دون کے
بقراط ثانی کی تاجداری بشکل نقارہ لباس سیاہ پہنے ہوئے تاج سیاہ سر پر رکھا ہوا آتی
دامنۂ کوہ مین آکر لشکر اترا ابھی تھوڑی دیر کے عرب دراز دوڑتا ہوا آیا کہا ای شہریار لندھور
دین اسلام سے بیگانہ ہوئے مذہب بقراط ثانی قبول کیا تلاش دین فرزندان صاحبقران کی

نکلے ہین مالک نے کہا کیون شجون کسقدر فوج تمہارے ساتھ ہی مین اس ہندی کو بہت ذلیل کر دونگا
آگے نہ بڑھنے دونگا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا ہر چند کہ ہندیون کا مذہب کیا لیکن اس جوان سے تعجب
ہی شجون نے عرض کی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر میرے ساتھ ہی مالک نے حکم کیا لشکر آراستہ
کرو چلکر لشکر لندھور کو روکنا چاہیے شجون نے اُسی وقت لشکر تیار کیا نوبت نقارے درست
ہوئے قزاق چالاک وچست ہوئے مالک مادیان پر سوار ہوئے پہاڑ سے اُترے مگر شجون
کہتا ہوا ای شہریار سات لاکھ فوج اُسطرف ہی مالک نے کہا ای برادر دولہا دلھن سے مقابلہ
پڑتا ہی یہ سب تماشہ دیکھنے والے ہین جسوقت لندھور کو زیر کیا یہ سب بھاگ جائینگے صورت
نہ دکھائینگے شجون خاموش ہو رہا مگر بجا شد دوسری یہان لندھور رات بھر ہمراہ معشوقان پریچہرہ
مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو نکلکر مرکب پر سوار ہوئے سکان تخت پر آیا لشکر سب تیار
کھڑا ہی امیدوار ہین کہ سپہ سالار بڑھے تو ہم سب ساتھ چلین لندھور نے قصد کیا کہ مرکب
مہمیز کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لندھور بہ نگاہ غور
دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد شگافتہ ہوا لندھور نے دیکھا کہ مالک مادیان کو اُٹھاتا ہوا ہی وضع
لندھور کی دیکھکر مالک ہنسے پکار کر آواز دی ای جانشین صاحبقران کس حال مین مین تمکو
دیکھتا ہون دین اسلام کو فراموش کیا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے لندھور نے آواز دی ای
مالک بہتر یہ ہی کہ دین خداوند لقراط ثانی اختیار کرو بڑے لطف ملینگے مرتبے حاصل ہونگے
مالک نے مقابلہ لندھور مین لشکر اُتارا لندھور بھی اُسی مقام پر رُک گئے جیسے ہی جاکر داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا معشوقان پریچہرہ مسندون پر حاضر ہین صندلی پوش نے لندھور
سے پوچھا ای دارائے ہند کیا معرکہ ہوا کیون کوچ مین تاخیر ہوئی لندھور نے کہا میرا چشم
میرے مقابلہ مین آیا ہی چند قزاق ساتھ لایا ہی سر میدان بیک ضرب گرز پیوند خاک کر دونگا
صندلی پوش نے طرف معشوقون کے دیکھا ایک نے اُنہین سے اشارہ کیا کہ آپ ملکہ سمن
رنگین پوش کو بلایئے صندلی پوش نے ایک نامہ لکھکر ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ اُنکو دینا اور
کہنا جو مناسب ہو وہ بھیجے عرصہ کا موقع نہین ہی طائر نامہ لیکر روانہ ہوگیا لندھور بارگاہ مین
آکر بیٹھے معشوق سے اختلاط کرنے لگے بہرام نے کہا ای دارائے ہند آپ بیجگہ عیش مشتے

مین مالک کی مشکین باندھکر لاؤنگا لندھور نے کہا ای بہرام مالک بلاے روزگار ہی اُس سے
مقابلہ مشکل ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو فرہاد نے کہا قبلہ دکعبہ آپ مقابلہ مالک مین بجا مین ہم لوگ
بھرے لینگے لندھور نے بیٹے کو کچھ جواب نہ دیا بہرام سے اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجاؤ طبل جنگی پر
چوب پڑی عرب در انرنے خبر مالک کو پہونچائی مالک نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاریان رہین صبح کو لندھور سوار ہوے مگر سکان
سے ارشاد کیا ہمکو خبر معلوم ہوئی کہ مالک کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی اسی قدر فوج ہمارے
بھی ساتھ ہو یہ نہ کہنے کو ہو کہ مالک کو سحر سے پکڑ لیا یا فوج زیادہ دکھا کر ڈرایا سکان نے حکم دیا
جسوقت لندھور طرف میدان کے چلے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ تھے اُدھر سے مالک میدان
مین آئے اِدھر سے لندھور پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرد کیت کرنا کا
کمکر ہٹے لندھور نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت سکان کے آئے سکان تخت سے کود پڑا
قدمون کو لندھور کے بوسہ دینے لگا کہا ای سپاہ سالار قدرت تم اپنے مرتبے سے بیخبر ہو قدرت
نے تمکو سپہ سالار فرمایا ہماری کیا حقیقت ہی لندھور نے کہا اجازت میدان سکان نے
کہا آپ کو اختیار ہی مین حکم دینے کے لائق نہین ہون میری خدمتگزاری پر قدرت نے خیال
کر کے مجکو آپ کے ساتھ روانہ کیا مین آپ کا افسر نہین ہون اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو بہتر بحکم
بقراط ثانی جایئے وہی آپ کی مدد کرینگے کہ بیابہ کے جوان سے مقابلہ ہی ہم لوگون نے سنا ہی
کہ جب صاحبقران نے زیر کیا ہی تو تم دونون جوانون کو ساتوین دن پہر دن رہے زیر کر کے
پلٹے لہذا آج خداوند تمہاری مدد کرین کہ اس جوان پر غالب کرائین لندھور کو بھی خیال ہی کہ
دیکھیے کیا ہو مالک جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہی گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آکے سلحشوری
دکھائی پکار کر آواز دی کہ ای مالک اگر مقابلہ کرو بہت گران ہر کلا بار سر برتن ست + چلیم علاش
بدست من است + مگر ای مالک بچہ کے مقابلہ مین آنا جرات جوانمردی دکھانا منم سپہ سالار
بقراط ثانی میدان مین حال کھیلیگا مالک نے ماویان کو چمکایا بٹھایا الکا ابراہیم قدمو نسے
لپٹ گیا کہا ای والد نامدار آپ تامل فرمایئے مین ہمراہ اسد نامدار سپاہ ہون وہ حال کرون
کہ لندھور کو بھاگتے راستہ نہ ملے مالک نے کہا ای فرزند لندھور دت سے ہمراہ حمزہ کے

رہا کل فنون سے آگاہ ہو مین ہی جا کر اسکو سمجھاؤنگا یہ کہکر مالک نے مادیان کو بڑھایا مقابلہ
لندھور مین آیا لندھور نے نیزہ مارا نیزہ آپسمین چلنے لگا مالک صاحبقران نیزہ داران ہی
نیزہ لندھور کا نکالا لندھور نے گرز اٹھایا اور زنجیر دار زنجیر دار کہکر گرز مارا مالک تحت گرد مین
چھپ گئے لندھور نے پکار کر آواز دی زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا بیت کجا
پہلوانان گردن کشان ٭ اگر خاک جوئی بیابی نشان ٭ عرب دراز نے جو مالک کو تحت گرد
مین دیکھا چھاگل مین پانی لیکر گھس پڑا دیکھا کہ مالک مثل بید کانپ رہا ہی مادیان تنگ تک
زمین مین غرق ہو گئی ہی مگر ہاتھ مالک کے مثل ستون قائم ہین عرب دراز نے چھینٹا پانی کا
منھ پہ مارا مالک نے آنکھ کھولی کہا ایسی ضرب لگائی کہ چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا مگر
بچا ہاکہ مادیان کو اڑا اون عیار نے عرض کی مادیان گرا چاہتی ہی ہاتھ پاؤن مین اسکے رعشہ ہی اب
طاقت نہین کا پھر چڑھکر مقابلہ کیجیے مالک مادیان سے کود پڑا تحت گرد سے نکلا رومال سے
گرد چہرے کی جھاڑتا ہوا تحت گرد سے باہر آیا لندھور نے مرکب کو کودا کیا مالک نے بڑھ کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر مرکب کے آڑ گئے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرکب گیا لندھور کود پڑے آپسمین
کشتی ہونے لگی ہر چند کہ لندھور زیادتی کرتے ہین مگر مالک کسی مقام پر کمی نہین کرتا دن بھر ایک
طور پر کشتی ہوئی آخر آپسمین تکرار ہونے لگی خنجر کھینچے جانبین کے سردار آئے سکان بھی کود کر آیا وزرا
آتے ہی اصلاح کرائی کہ ای بہادرو اب رات ہوئی کل پھر مقابلہ کرنا لندھور نہ پلٹے تھے سکان
نے بہت خوشامد لندھور کو پلٹایا ابراہیم وغیرہ آکے مالک کو لیگئے راہ مین ابراہیم نے
پوچھا کیون قبلہ و کعبہ لندھور کو کیسا پایا مالک نے کہا اگر یون ہی جنگ رہتی صبح ہوتے ہوتے
بلا تکلف زیر کر لیتا ہندی بیچ خور کی کیا حقیقت ہو جوانان عرب سے لڑ سکتا ہی کیا مین اسکو
جانے دونگا کمبخت نے اس بڑھاپے مین ترک مذہب حق کیا بقراط پرست ہو کر چلا ہی اگر یہ آگے
بڑھ گیا تو فرزندان صاحبقران کو آزار پہنچائیگا مگر لندھور جو پلٹ کے آئے داخل بارگاہ عیش
ہوئے صندلی پوش نے پوچھا کیون صاحب کیا گذری لندھور نے کہا اگر اسی طرح مقابلہ رہتا تو
چار پہر مین زیر کر لیتا جان بچا کر پلٹ گیا صندلی پوش نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت مالک کو دیجیے
وہ خود آپکے پاس آوینگے لندھور نے اسی وقت ایک نامہ لکھا کہ ای مالک آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون

اگر اس میعاد مین تنے مذہب خداوند اختیار کیا تو فبہا ورنہ سر میدان مشکین باندھونگا نامہ دار نے نامہ جا کر ابراہیم کو دیا کہ یہ دربارگاہ پر بعہدہ نگہبانی حاضر تھا ابراہیم نے نامہ لا کر مالک کو دیا مالک نامہ پڑھکر ہنسے کہا دیکھو یہ ہندی بغلین جھانکنے لگا کیا حرج ہی آٹھ روز کی مہلت دی اور کہا ای فرزند تم لشکر سے ہوشیار رہنا مین شکار کھیل آؤن تو اُسکا سپر دبا ڈالون اسکیا مجال ہی کہ ایک قدم یہان سے بڑھے دون داساب ایک گوشے مین بیٹھا ہوا تقیر بنا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ صبح کو دیکھا کہ مالک مادیان پر سوار ہوکر بیٹے قرادلون کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہ ایک آہو سامنے سے نمایان ہوا مالک نے گھوڑا بڑھایا آہو بھاگا مالک نے تعاقب کیا آہو ایک باغ کی پشت پر پہونچا جست کرکے باغ مین داخل ہوا مالک کو نہایت غصہ تھا مادیان کو دبایا پڑجو کی چار دو تیلیان جھاڑکے دیوار کو فرا گئی مالک باغ مین آسے اُس مادیان سے کودے تیر و کمان ہاتھ مین چمنستان سے آہو نکل کر میدان مین آیا کچھ عورتون کی آواز کان مین مالک کے آئی دیکھا چبوترے پر فرش بچھا ہی اُسپر ایک شاہزادی بیٹھی ہی گرد کنیزین ایک گائن بناز معشوقانہ سامنے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

اک پریزاد کے تھے ناز اٹھانے ہمکو — اسیلے نور بنایا تھا خدا نے ہمکو
زندہ در گور کیا زلف دوتا نے ہمکو — مار ڈالا ترے گیسوے رسا نے ہمکو
شکوۂ جور بتان عشق مین لاحاصل ہی — رنج اٹھانے کو بنایا تھا خدا نے ہمکو
طائر دل قفس تن مین نہ پھڑکے کیونکر — یاد ہین نغمۂ بلبل کے ترانے ہمکو
راز غنچون کے چٹکنے کا کھلا یہ ہمپر — چٹکیون مین وہ گل آیا ہی اڑانے ہمکو
وصل مین عارض روشن سے دوچند ہٹا — کیا جلایا ہی تری شرم و حیا نے ہمکو
ہمسا لاغر بھی زمانہ مین بہت کم ہوگا — انتہا یہ ہی کہ پایا نہ قضا نے ہمکو
مردے ای ہجر وصل بتان مہرو — مار ڈالا شب فرقت کی بلا نے ہمکو
پانون رکھا نہ مسہری پہ کسی صورت سے — ہاتھ کھینچا تو لگے قسمین دلانے ہمکو

جیسے وہ آہو جست کرتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا مالک نے تیر مارا اُس نازنین نے منہ پیٹ کر کہا ارے کس خطا شعار نے تیر مارا ہو کو تیر مارا ہی دودھ سے بھاگا ہوا آیا تھا ہا نب رہا تھا یہ کہری تھی

کہ مالک سامنے سے نکل جانیں سے نگاہیں چار ہوئیں کمان خانۂ ابرو میں دونوں کے جو تیر ہاے دلدوز مژگان چڑھے ہوے تھے دونوں کے دل پر لب معشوق ہوے مالک رعب حسن و جمال سے تھرا کر گرے منھ سے یہ بیت نکلگئی بیت مرا کشتی و تکبیر نہ گفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + مالک زمین پر گر کے ایڑیاں رگڑنے لگے وہ نازنین جھپٹ کر بالین مالک پر آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے اشارہ کیا کوئی گلاب لائی کسی نے کیوڑا منھ پر چھڑکا کنیزون نے تلوے سہلائے مالک نے آنکھ کھولی اپنے مسیحا کو سرہانے پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا بے اختیار ہیں کہ اُٹھے نظم

بس ہے عذاب ہجر ترے دل کباب کو
مرقد میں آئیں گے نہ فرشتے عذاب کو

جینے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پُرآب کو
حاجت نہیں ہے برق کی کچھ اس سحاب کو

دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات
چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو

لیتے ہیں مجھ سے بوسہ وہ دیکر شب وصال
صاحب نہ رانہ بھولیے گا اب حساب کو

دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ
اُٹھا دے دود آتش مے سے سحاب کو

قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہاے گل
دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو

آغوش پر کرم تو بظاہر نہیں مگر
چھپکر وہ میری آنکھوں میں آتے ہیں خواب کو

زیبا ہے سب غرور حسینوں کے واسطے
ہے ماہ کو جمال جلال آفتاب کو

جوتی سے روند ڈالی جو مجھ سوختہ کی خاک
سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو

دو بار دور ساغر کو تو نے اے صفیر
پھیرا ہے جام مے کی طرح آفتاب کو

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا صاحب اپنے ہوش میں آؤ اسقدر پاؤں نہ پھیلاؤ چلو فرش پر بیٹھو مالک کا ہاتھ تھام کے لیچلی مالک لڑکھڑاتے ہوے اُس نازنین کے ساتھ آکر مسند پر بیٹھے باتیں ہونے لگیں اُس نازنین نے جام شراب لبریز کیا اور تصویر لقراط ثانی گلے سے اُتاری گلے میں مالک کے ڈالدی کہا لو صاحب مبارک ہو کہ تم بندگان خداوند میں داخل ہوے مالک نے ہنسکر کہا کہ صاحب میں تو اس تصویر کو سجدہ نکرونگا اُسنے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا جام تو نوش

فرمایئے پھر انجام کا آپ کو اختیار ہی مالک نے جام پیا آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ گلنار تصویر کو
فوراً سجدہ کیا کہا ای ملکۂ عالم مذہب ہمارا صاحبقران زمان نے مٹایا ورنہ ہمیشہ سے لات پرست
تھے اور یہ تو جانگی بوت کے خداوند ہین بلکہ خداوند زمرہ انکا اعتقاد تو واجب و لازم ہی جواب اُس
نازنین نے اشارہ کیا کنیزون نے لاکر صراحیان شراب کی اور کشتیان کباب کی حاضر کین مالک
بوس و کنار کر رہے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی اور ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ صاحب اسکا
خیال رہے کہ اگر ہجر ہوگا تو مین تڑپ کے مرجاؤنگا مسکراکر وہ جواب دیتی ہی مین کسی کی کنیز
نہین کسی کا خوف نہین ہر وقت صحبت رہیگی تمھاری طرف سے البتہ بیمروتی نہو مالک کہتے ہین
ای شہنشاہ خوبی وای سرو بلغ محبوبی مین بھی ذی اختیار ہون ملک عرب سے خراج آتا ہی
اور اکثر ملک تسخیر کیے اُن ملکونکے بھی خراج لینے کا اختیار ہی ہرچند کہ مین نے اُن ملکون مین سعد
بن قباد کا سکہ جاری کیا اگر مجکو اختیار ہی اُسکا خراج اپنے نام مقرر کردونگا وہ خراج میرے پاس
آئیگا تمھارے کام آئیگا مین آٹھ پہر مثل پروانہ گرد شمع جمال رہونگا جدائی میری طرف سے غیر ممکن
یہ ذکر تھا کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا کنیزون نے وہ نامہ کھولکر ملکہ
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھکر چند فقرون مین کچھ جواب بھی لکھا اور اسی طائر کے گلے مین
باندھ دیا جب طائر اُڑکے چلا تو پکار کر آواز دی ارے کہنا کہ مطلب ہوگیا طائر اُڑکے چلا گیا تھوڑے
عرصہ مین وہی طائر پھر آیا گلے مین نامہ بندھا ہوا ملکہ نے پھر کھول کر پڑھا اور مسند سے اُٹھی مالک
نے دامن پکڑا کہ کیون صاحب کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہماری افسر جو صندل جادو ہی اُسنے بلایا
ہی مین ملاقات کرکے آتی ہون مالک نے کہا ای ملکۂ عالم اتنی دیر کا فراق کیونکر اُٹھاؤنگا مجھ سے
صدمۂ جدائی نہ اُٹھ سکیگا میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم *

دشمن ترے ہزارون ہین تجکو خبر نہین — ہاں ہی مرے لہو مین تو ہاتھ اپنے بھر نہین
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہین — ہی کہ چاندنی شب غم کی سحر نہین
مجھ بیحواس کی ہو یہی زندگی کی شکل — ای جان مرا سیج ہی درد جگر نہین
یارب یہ اہل دید کو فرحت ہی کس لیے — کچھ عاشقون کا چاک گریبان سحر نہین
مستانہ چال چلتے ہین رستے مین بیخطر — میری خبر ہو کیا اُنھین اپنی خبر نہین

وقفۂ شبِ وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے
برقِ شرر فشان نہین عمرِ شرر نہین

اب آج یہ دماغ ہوا شانِ کبریا
ہمنے بھی تمسے کی ہی یون ہی بیشتر نہین

بدنام ہو رہے ہو رقیبون کے واسطے
اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہین

سب کی نظر مین کھب گیا دیوانہ پن مرا
دنیا مین کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہین

مجکو بلانے جاتے ہو کسوقت آؤن مین
تم حور ہو بہشت مین شام و سحر نہین

انداز تجھ مین حور کے ہین ڈھب پری کے ہین
یہ بات آدمی کے لیے اے قمر نہین

ملکہ نے یہ اشعار سنکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب مجھے بھی جدا ہونا تمسے بہت شاق ہی مگر مالک نے طلب فرمایا ہی کیونکر بجا ؤن فرمائنگی کہ معشوق کو پہلو مین بٹھا کر ایسی مغرور ہوئی ہو کہ ہمارے پاس آنا ممکن ہی جانے آنے مین مجکو عرصہ ہوگا علاوہ ازین پہلے جو طائر آیا تھا اور نامہ لایا تھا اسمین یہ لکھا تھا کہ کیا کر رہی ہو مین نے صاف صاف جواب دیا کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر جانشین صاحبقران سے مجھے واسطہ ہوا انکو مین نے باغ مین جگہ دی ہی اب انھون نے مجکو یہ لکھا ہی کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تھوڑی دیر ٹھہر کے چلی جانا مین بھی تیرا عاشق ہون کیا عرض کرون قطعہ

حرارتِ جگری سے اثر نہین ہوتی
ابھی حضور کو اسکی خبر نہین ہوتی

وصال یار مین کب جاگتی نہین تقدیر
ہماری آنکھون مین کس دن سحر نہین ہوتی

خدا کی شان کہ سرگرم اہتمام ہون غیر
یہ رتجگہ کی ہین کو خبر نہین ہوتی

شبِ وصال کے جھگڑے مین دید کے قابل
ق
تمام عمر مہم اسکی سر نہین ہوتی

نقطہ لڑاتے ہین وہ ہم زبان لڑاتے ہین
زبادتی پہ طبیعت کدھر نہین ہوتی

ہمین تمھاری محبت نے کر دیا بےچین
دگرنہ یارون کی پہلی نظر نہین ہوتی

مذاق سے ابھی ہنسنا انھین نہین آتا
ابھی نمائش سلک گہر نہین ہوتی

پلک رہا ہے لہو چشم تر سے رنگ ہے زرد
یہ حال اور انھین کچھ خبر نہین ہوتی

صفیر بس یہ طلاقت زبان الکن پر
کہانی تیری کبھی مختصر نہین ہوتی

یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین زار زار رونے لگی اشک جو رخسار پر بہے مالک نے دامن سے پاک کیے کہا صاحب کوئی تسکین کی تدبیر بتاؤ نازنین نے کہا آپ بھی چلیے سپہ سالار قدرت سے

ملاقات ہوگی مالک نے پوچھا سپہ سالار قدرت کون ہین اُسنے کہا آپ سے شناسا ہونگے جری
بہادر صف شکن تیغ زن حسن مین بے نظیر ادر مین خاص اسواسطے آپ کو لیے چلتی ہون کہ ہماری
افسر صاحب آپ کو دیکھکر رشک کرین اپنے مقام پر فرمائین کہ ملکہ سمن نے ہمارے معشوق سے بہتر
معشوق پیدا کیا حسن مین جمال مین جرأت مین تم کیا کسی بات مین کم ہو یقین ہی کہ حسد کرین مگر تمھارے
ہاتھ انصاف ہی کہ اُنکا جمال دیکھکر بھسل نہ جانا مالک نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی
اگر ہزارہا معشوقان پریچہرہ جمع ہون تو میری نگاہ تمھارے جمال پر رہے کبھی کسی معشوق پر توجہ نہ ہو
دل تمھارے قبضے مین ہو میرے اختیار مین نہین مگر مین ساتھ چلونگا تنہا گھبراؤنگا اُس نازنین نے
تخت سحر تیار کیا مالک کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی پہلو مین بیٹھی چند کنیزین پاس بٹھالین تخت کو
اُڑاتی ہوئی چلی راہ مین سمجھاتی ہی کہ ای مالک وہ مرتبے ملینگے کہ قدرت اپنے لشکر کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر وہ سپہ سالار کہلائینگے تو تم بادشاہ کہلاؤگے مین مرتبے مین صندل جادو سے کم نہین ہون
تم کسی طرح پر رشک وحسد نکرنا برابر اُنکے بیٹھنا بی صندل پر نگاہ نہ ڈالنا اُنسے محبت کرنا دردسر کا
پیدا ہونا ہی مالک فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین تو صاف کہچکا کہ پریزادون کے حسن کا بڑا شہرہ ہی اگر مجمع
پریزادون ظاہر ہو تو اُسپر نگاہ نہ ڈالون دل تمکو دیدیا اب تمھین رنج وراحت کا اختیار ہی کوئی ساعت
مجھے جدا نہو نا نازنین نے کہا ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران قدرت کو رنج دینے آتے ہین وہ
چاہتے ہین برابر قصر سکندری کے پہونچین تمکو اُنکے مقابلہ کے لیے مقرر کیا جائیگا مالک نے کہا اگر
قدرت یہ پرورش فرمائینگے تو ایک نیزے پر ایرج کو اُٹھاؤنگا مجھے کیا کسی کے مقابلہ مین عذر
ہی جہان خداوند بھیجین گے وہان جاؤنگا اب دور سے مالک نے دیکھا کہ ایک لشکر منزلون
کے گرد مین اُترا ہی روشنی لشکر مین جابجا ہو رہی ہی مرکب جابجا بندھے ہین ایک بارگاہ سے گانے
کی آواز آتی ہی ملکہ سمن نے کہا ای مالک وہ سامنے بارگاہ سپاہ سالار قدرت ہی بی صندل جادو
نے جلسہ آراستہ کیا ہی تم بھی چلکر شریک صحبت ہو ہم تمھارے پہلو مین بیٹھین گے بی صندل کو بھی رشک
ہوگا مالک نے کہا نہین معلوم وہ کون شخص ہی ہندوستانیون کو اپنی وضع پر بڑا غرّا ہی ہم لوگ جیادقبا
پہنتے ہین جو پہلوانون کی وضع ہی وہ ہماری بھی وضع ہی مثل عورتون کے ہم لوگ بناؤ نہین کرتے ملکہ سمن
نے کہا تمھارا یہی بناؤ کافی ہی تخت آن کر بارگاہ مین اُترا مالک کی نگاہ لندھور پر پڑی لندھور

کھڑے ہوگئے کہا ای شہریار آئیے ہین آپ کا بہت مشتاق تھا مالک و لندھور آپس مین بغلگیر ہوے لندھور نے لاکر مالک کو اپنے پاس بٹھایا سمن جادو کو صندل نے اپنے پہلو مین جگہ دی مالک نے دیکھا کہ بہرام و فرہاد و ارشیون بھی بیٹھے ہین اور ہمشوقان پریچہرہ سب کے پہلو مین جام شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک مہ جبین بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بتون سے مدعا کھلیگا بے مدعائی سے	دل اپنا ہاتھ مین لے لے پرائی آشنائی سے
نزاکت سے گل رخسار کا جوبن ٹپکتا ہی	نہ ٹھہرا ایک دم گلگونہ عارض کی صفائی سے
مقدر سے ملے روکھا سوکھا اسپہ قانع ہو	بشر کو چاہیے پرہیز منعم کی رکھائی سے
شکایت رنج کرتے ہو کہ شکوے کو بڑھاتے ہو	ہمارا ذکر کرتے ہو مگر کس کس برائی سے
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر مری مٹی بناسینگے	بگولون کو نہ ہوگا خاک حاصل بادپائی سے
حسینون کا سنگار آخر انھین آشفتہ کرتا ہی	گریبان چاک پھولون کا ہوا رنگین ادائی سے
چلینگے جب تک اعضا اس جہان سے اک سفر ہوگا	اگر نکلے قطع ہم راہ عدم بے دست و پائی سے

فرہاد خان و ارشیون نے اٹھکر مالک کو سلام کیا مالک نے دونون کو گلے سے لگایا کہا ای فرزندو باپ کے ساتھ رہو مگر فرزندان حمزہ سے اپنے کو بچانا فرہاد خان نے کہا کہ ای عم نامدار میرا لقب ہی یکضرب ایک ہی ضرب چوبدست مین حریف کو چونہ خاک کرتا ہون آپ کا تشریف لانا بہت مناسب ہوا مالک نے طرف سمن کے دیکھکر کہا کہ مین اس نوجوان کو روک لونگا تا بہ قصر سکندری نہ جانے دونگا لندھور نے کہا کہ ای برادر ہمارا اور تمھارا سرحد پر قبضہ ہوگا اس سرحد مین کسی کو نہ آنے دینگے اگر صاحبقران آئے تو انکو بھی شکست دینگے داراب گلبرگی عیار لندھور کا جنگل مین تغیر بنا ہوا بیٹھا تھا خدمتگار بنکے لشکر مین آیا بارگاہ مین لندھور کی پہونچا دیکھا کہ مالک بھی بیٹھے ہین اور ذکر اپنی جرأت کا کر رہے ہین داراب کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای داراب اگر یہ نوجوان مقابلہ مین ان شیرون کے پہونچے تو بڑا کشت وخون ہوگا یہ لوگ بھی جری و بہادر ہین ہاے یہ کیا انتظام ہوا فلک نے کیا انقلاب دکھایا اس سوچ مین داراب مضطر تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی ہزارہا طائر بارگاہ مین آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے داراب حیران کہ

یہ کیا معرکہ ہی صندل نے کہا صاحبو ہوشیار ہوجاؤ قدرت کی آمد ہی لندھور و مالک سنبھل بیٹھے معشوقین اُٹھکر تسلیمات بجا لائین کہ ایک دفعتاً ہوا زمین ہل گئی سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھین کھلین تو دیکھا کہ وسط بارگاہ مین ایک تخت زبرجدی بچھا آس گرد چند شخص بصورت مہیب کھڑے ہین داراب نے دیکھا کہ اُسپر جو شخص بیٹھا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی ای صندل ای سمن وای زعفران اُٹھکر سجدہ کرو سب جادوگر زبان اپنے مقامات اُٹھین لندھور و مالک وغیرہ کو اشارہ کیا یہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے تخت کے آکر برائے سجدہ خم ہوئے بقراط نے آواز دی ای لندھور و مالک وغیرہ سر سجدے سے اُٹھاؤ سجدہ تمھارا قبول ہی لیکن جاکر نورالدہر و ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ یہ ستون کی آڑ مین کون شخص کھڑا ہی کہ سجدے کو قدرت کے نہین جھکا اسکو گرفتار کرلو ایک کنیز نے داراب کا ہاتھ تھاما داراب نے خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک دفعۃً پاک ہوا کود کر داراب بھاگا بقراط نے کہا ای لندھور یہ تمھارا عیار تھا کہ بے ادبانہ داخل بارگاہ ہوا کیون صندل یہ خیال نہ کیا صندل جادو عذر کرنے لگی کہ یا خداوند اسوقت جو آپ آئے کنیز بحیرت آپ کے جمال کو دیکھ رہی تھی کیا مجال ہی کہ غیر شخص اس بارگاہ مین قدم رکھے کنیز کو سب طرح کا خیال ہی اسوقت قدرت کہان سے تشریف لاتے ہین بقراط نے کہا قدرت بالائے عرش اسطرف گئے تھے وہان خیال آیا کہ بندگان تمہارے جمال سے محروم نہ رہین قدرت بلا تکلف چلے آئے جانتے تھے کہ صحبت تخلیہ کی ہی یہ خیال نہ تھا کہ عیار مکار بارگاہ مین داخل ہی مگر ای صندل جادو تم لوگون کا کام خوب پورا ہوا اب نورالدہر و ایرج سے مقابلہ پڑے تو احوال کھلے کہ یہ لوگ کس راہ پر ہین لندھور و مالک نے ہاتھ باندھکر عرض کی یا خداوند فرزندان صاحبقران کو نہ سمجھیے کل ہمکو خبر لگی تھی کہ وہ لوگ لشکر گران لیے ہوئے آتے ہین چند ملک الخون نے فتح کیے صندل جادو سے بقراط نے کہا ای قوت بازو وای زینت پہلو آتش جادو و زعفران پوش عشق مین ایرج و نورالدہر کے بہوت ہو رہی ہین وہ ہمہ تن آمادہ ہین کہ اُن جوانون کو ساتھ لیکر تا بہ قصر سکندری آئین اُن دونون کی تدبیر بھی واجب و لازم ہی ورنہ وقت پر وہ تمھارے سحر مین دست انداز ہونگی سمن و صندل نے دست بستہ عرض کی آج اُن دونون کی فکر ہم کرینگے اُنکو بھی بلا کر اسی بارگاہ مین داخل کرتے ہین ابھی تو فکر مالک کی تھی

وہ تو آگے ایرج کے مقابلہ پہ آمادہ ہین کہ ایرج سے مقابلہ کرینگے وداراب باہر پھر رہا ہی اس
فکر مین تھا کہ پھر اندر جاؤن ایک خدمتگار کو کانون مین لگا کر بیہوش کیا پھر وداراب اندر آیا جیسے
ہی وداراب نے اندر قدم رکھا بقراط نے کہا ای صندل جادو مسلمان کی بو دماغ مین آتی ہی
صندل جادو کچھ انگلیون پر شمار کرنے لگی وداراب پھر باہر نکل گیا حیران ہی کہ ای وداراب کیا
کرون کیونکر اس بچیا کی گردن لون کئی مرتبہ وداراب اندر گیا اور بقراط نے وہی کلمہ کہا کہ ای صندل
ہوشیار ہو جا جب صندل نے انگلیون پر شمار کیا داراب باہر نکل گیا صندل جادو نے عرض
کی یا خداوند سوائے معتقدین قدرت کے کوئی غیر اس بارگاہ مین نہین ہی قدرت باطمینان تمکین
مالک ولندھور وغیرہ ہاتھ باندھے سامنے بقراط کے کھڑے ہین جوش وخروش دمبدم بڑھتا جاتا ہی
یہی کہ رہے ہین یا خداوند اب آپ ایرج ولد الدہر سے مطلق رہین یقین ہی ہمارے لشکر کی آمد
سنکر بھاگ جائین اور اگر مقابلہ آئے تو سزا پا دینگے بقراط سر ہلا رہا ہی کہتا ہی ای بندگان من تمسے
سب طرح کی امید ہی تمھارے بقراط پرست ہونے مین جیسے ہی معشوقان پریچہرہ تمھارے ساتھ
لگ گئین ایسے عیش کرو مگر فرزندان حمزہ کو سرحد سے نکالدو ولندھور نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے کہ ہم انکو
نکلکر نہ جانے دینگے بقراط نے کہا اگر وہ قدرت کے سامنے آدین تو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانکر
فوراً سجدہ کرین مگر جو لوگ کہ گئے یا شریک ہوے یا مارے گئے آتش وزعفران پوش بجا دعویٰ
کرکے گئین جاتے ہی سحر مسلمانان مین پھنس گئین اب صندل جادو انکو بلاسے تو قوت انکی کم ہو
تمھارے پہونچتے ہی دونون کا انتظام ہو جائیگا صندل وبہمن وغیرہ یہ سب تو فکر کرینگی قدرت
بھی تقدیر پر مضبوط کر دینگے یکایک بقراط نے ایک نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی پھر سب کی آنکھین
بند ہو گئین اب جو آنکھین کھلین بقراط کو اس مقام پر نہ پایا صندل نے کہا ای وداراے ہند
قدرت کو تم لوگون کی خاطر منظور ہوئی کہ صورت اپنی دکھا گئے کہ تم لوگ یہ شکایت نہ کرو کہ ہمنے جمال
قدرت نہین دیکھا مگر وداراب نے جب دیکھا کہ بقراط چلا گیا دیر تک کھڑا ہوا تماشا محفل دیکھا کیا
مالک ولندھور مین وہ خلق وذہنیت پایا کہ جنگ کا بالکل ذکر نہین بہمن نے مالک سے یہ کہا
کہ کیون صاحب تمھارا لشکر جو مقابلہ مین اترا ہی مالک نے کہا مین ان سب کو لاتا ہون جسنے اطاعت
سے انکار کیا اسکو زبان شمشیر جواب دونگا بچے کی کیا مجال ہی کہ اطاعت سے انکار کرے شبخون نا

قزاق وہ میر از ہر کردہ ہی یہ کہکے مالک اُٹھے نیزہ ٹیکتے ہوے باہر نکلے پشت مادیان پر سوار
ہوے یہان ابراہیم مع اٹھارہ امیرزادون کے داخل بارگاہ ہی پوچھ رہا ہی کہ آج کئی دن
گذرے کہ مالک پلٹ کر نہین آئے کہ ہرکارے نے خبر دی کہ مالک لشکر لندھور سے آتے
ہین شبخون براے استقبال نکل آیا کنارے پر لشکر کے آگے سلام کیا مالک نے کہا ای شبخون ہے
اور لندھور سے مصالحہ ہوگیا اگر ہماری اطاعت چاہتے ہو تو لشکر کو اُٹھا کر لے چلو اب ہم کوچ کرینگے
منظور ہی کہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لادین ای شبخون سوچو تو پیدا کرنے والے سے بغاوت کیا حتی
آنجنین قدرت کا حکم ہوا ہی کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہین تو سرحد سے نکلجائین ورنہ لندھور جا کر
نور الدہر کو گھیرینگے اور مین ایرج کا پیچھا کرونگا لندھور کو تو اختیار ہی مگر مین زندہ ایرج کو
نہ جانے دونگا ایک ضرب نیزہ کافی ہی شبخون نے یہ باتین سُنکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مالک
شبخون سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ابراہیم نے سلام کیا مالک نے منھ پھیر لیا اور
کہا ای فرزند بقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ آمادۂ مقابلہ ہو یہ جوان تو تعلیم یافتہ صحبت اسد غازی
ہین ابراہیم نے کہا آپ تشریف لیجلیے ہم سب کو لیکر حاضر ہوتے ہین شبخون کو بھی اشارہ کر دیا انھے
بھی کہا حضور مین سب کے ساتھ حاضر ہوتا ہون جو آپ کی راے ہے ہمین کیا عذر ہی مالک
پلٹے مادیان پر سوار ہوکے پھر اُسی بارگاہ مین آئے سمن سے کہا ای جان جہان لشکر تو میرا آتا مگر
مین نے اس طرح سے کہا کہ اُن لوگون نے اقرار کیا ہی کہ ہم آتے ہین سمن نے کہا ای مالک اس
قول فعل کا اعتبار نہین ابراہیم وغیرہ اٹھارہ نوجوان ہمراہیان اسد غازی ہین وہ ضرور فتور کرینگے
مالک نے کہا اگر فتور کرینگے اپنی جان سے ہاتھ دھوئینگے سمن نے کہا تم پھر جاؤ اپنے ساتھ لاؤ
دوبارہ مالک لشکر مین گئے ابراہیم نے باصلاح کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون سب فوج کو تسخیر کر لون
تو حاضر ہون قزاق لوگ فتور کرنے والے اس لشکر مین ہین ہم سب بقراط ثانی کو سجدہ کرینگے آپ
جا کر شریک صحبت ہون ہم رات ہی کو لشکر لیکر آوینگے اور آپ کی خدمت کرینگے مالک پلٹ گئے
آکر جلسہ مین بیٹھے معشوق پہلو مین ایک نازنین نہایت چست و چالاک بیباک یہ غزل گانے لگی نظم

اس رُخ کا ہی تیرے دلِ بیتاب مین جلوہ	ہو آئینۂ مہر کا سیماب مین جلوہ
یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا	اک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ

روتے میں تصور رخِ روشن کا بندھا ہی
اُس غیرتِ خورشید کا ہی آب میں جلوہ

ہر پھول میں آتا ہی نظر نور کا عالم
اُس مہر کا ہی ہر گلِ شاداب میں جلوہ

دریا میں نظر آے نہ کیون چاندسی صورت
عکسِ رخِ پرنور کا ہی آب میں جلوہ

پرنور ہی خط عارضِ روشن کی ضیا سے
مہتاب کا ہی ہالۂ مہتاب میں جلوہ

چھٹکے نہیں میں اطلس گردونپہ ستارے
خالِ رخِ پرنور کا ہی کمخواب میں جلوہ

روشن ہی جو سب بزم جہان مہر کے مانند
عکس ماہ کا ہی عالمِ اسباب میں جلوہ

اُس مہر جہانتاب کے ذرّون کی روش سے
ہی نور ہی ہر کرمک شب تاب میں جلوہ

یہان ابراہیم بن مالک نے پہرات لئے بوق ترکی بجایا ساٹھ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ابراہیم نے شبخون سے کہا چلکر میان لندھور و مالک کی خدمت کیجیے مگر یارو وہان فوج بے انتہا ہی میرے بوق ترکی پر کاربند ہونا دس دس ہزار کو قتل کرو اور نکل چلو اور برادر مین نے مالک کے تیور بد دیکھے اسوجہ سے انکو ٹالا کہ یہ حیرت مین مبتلا ہین اگر مین کچھ خلاف کہتا تو آمادہ فساد ہوتے اسوجہ سے مین نے انکو ٹالا شبخون نے کہا جو آپنے کیا بہت بجا کیا دیکھیے تو کس طور سے شبخون مارتے ہین ترکیب سے لڑنا تو ہمارا کام ہی لڑین بھڑین اور نکل چلین ابراہیم نے پشت پر شبخون کی ہاتھ پھیرا کہا ہان جا لجو دس دس کی ٹولی باندھکر آنا کہ لشکر کفار سمجھے کہ ہم سات لاکھ ہین دس لاکھ ہم پر آگرے کہ گھبرا جاوین شبخون نے افسرون کو مقرر کیا دس دس کی ٹولی باندھی ابراہیم نے بوق بجایا سب کے آگے اٹھارہ امیرزادے ابراہیم نے مثل اسد کے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بجنبید و بزنید دار ابراہیم جا کر لشکر پر گرا خیمون کی طنابین کاٹنا شروع کین دس دس قزاق گھوڑے اڑا اڑاکر آنے لگے جب گرد اڑی نقارہ بجا یہ اٹھارہ جوان شمشیر زنی کرتے ہین جس غول مین گئے طنابین خیمون کی کاٹ دین شبخون بھی آکر ابراہیم سے شبخون کے قزاقون نے قیامت برپا کردی ہر غول مین گھوڑے دوڑاتے ہوے نکلے طنابین کاٹ دین خیمون پر فتیلے بارود کے پھینکے خیمون مین آگ جلنے لگی مردمان فوج لندھور کے گھبرائے بھاگنے لگے لیکن مالک و لندھور نے جو یہ صدا سنی نکل کر سوار ہوے اول لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا ہندستان + اگر نامم نمیدانی

منم لندھور بن سعدان + ایک طرف سے مالک نے نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک اژدر
خطلین + سپہ دار در لشکر کافرین + ایک جانب آکر بہرام نے نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک سمت سے فرہاد وارشیون نے نعرہ کیا کہ
منم سپہ سالار لشکر بقراط ثانی مگر دیکھا کہ قزاق مثل شعلہ ہائے جوالہ لڑ رہے ہین گر ڈرتے ہین کہ
سحر نہو جائے کبھی آگ لگائی کبھی طنابین کاٹین مالک اژدر بے مین باہر نکلے ایک مرکب عربی
تیار تھا اُسی پر سوار ہو کر چلے کہ مالک نے ابراہیم کو لڑتے دیکھا للکار کر آواز دی کہ او فرزند ند
ناسعادتمند مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا ابراہیم نے بھی مرکب پھیرا اور سامنے آیا
کہا ای والد نامدار الامر فوق الادب یہ کہکے نیزہ دکھایا مالک نے نیزہ مارا کہ سنان نیزہ پر
اسکو اٹھا لون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون ابراہیم نے نیزہ خالی دیکر نیزہ مالک
پر مارا مالک نے سینے کو بچایا ابراہیم نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ پر مارا نیزہ گھوڑے کی آنکھ
مین در آیا مرکب چرخ کھانے لگا ابراہیم نے ہاتھ تیغ کا مارا کہ سر مالک کا زخمی ہوا بر
پڑا استر شانہ تا پشت پہلو مالک کے زخمی کیے لیکن مالک چاہتے ہین کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدین
مگر ابراہیم نے اس جلدی مین تیغے مارے کہ مالک کلائی پر ہاتھ نہ ڈال سکا اور ابراہیم بھاگا
مالک نے آواز دی، سے لینا چند افسرون کو مار کر ابراہیم نکلا مالک کو اٹھا کر لوگ سامنے لندھور
کے لائے لندھور بہ قہر و غضب چلے سامنے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ لڑتا ہوا آتا ہی لندھاوہ بن
لندھور نے جو باپ کو دیکھا آواز دی کہ ای پدر بزرگوار صاحبقران زمان کو اپنی صورت
کیا منہ دکھائیے گا لندھور نے للکارا کہ او ناسعادتمند ہکو اپنے فعل کا اختیار ہی جو چاہا سو کیا
حمزہ کے ہم غلام زر خرید ہین قدرت نے یہ خاطر کی کہ خود ہماری ملاقات کو آئے ہم
انکے مذہب کا پاس نہ کرین لندھاوہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا قبلہ و کعبہ مین کیا آپ کے
حلقے سے باہر ہون بقراط ثانی کی بھی خدمت کرونگا قریب آکر کھڑا ہوا کہا دیکھیے پشت پر
کون کھڑا ہی جیسے ہی لندھور پلٹے لندھاوہ نے ہاتھ مارا برابر کی تلوار تھی تلوار نے
خوب کاٹا دوسرا ہاتھ شانے پر مارا قبیل بن مقبل نے دم دیکر فرہاد خان کو زخمی کیا
ساحرون نے آواز دی سکان یہ حال دیکھکر گھبرایا اور خیمہ پر آکے پکارا ای ملکہ صندل

دشمن جادو باہر آؤ سحر سے ان ظالمون کو روکو ایسا نہو افسوس علے کوئی مارا جاے جیسے ہی لکہ
سکان نے یہ آواز دی صندل جادو وملکہ سمن وغیرہ پانچون جادوگرنیان اسباب سحر کی
ہاتھ مین لیے ہوے نکلین دیکہا لندھور و مالک وغیرہ زخمی پڑے ہوے کراہ رہے ہین مشتون
کا جو یہ حال دیکہا آنکہون کے نیچے اندھیرا آگیا اسباب سحر جہولی سے نکالے ابراہیم کو بڑھ کر
داراب نے خبر دی ای شہریار ماشاء اللہ خوب لڑے خوب انکو سزا دی بابراہیم نے کہا ای داراب
کیا مین انکو تا بہ نور الدہر وایرج جانے دونگا ہر منزل پر بہٹوکونگا داراب نے کہا
ای شہریار اب جائیے جادوگرنیان باہر آئی ہین سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو انکا سحر چل جائے
اور آپ کے دو چار سردار گرفتار ہون تو مشکل پڑیگی لشکر لندھور بہت ہے سات لاکھ کافر
جمع ہین سکان ہشتمعدی سات لاکھ فوج لیکر آیا جادوی سب جاؤ ہر ایک ایک نام مسلمان کا
دشمن یہ سنتے ہی ابراہیم نے بوق کرے نکالکر بجایا آمین آواز یہ تھی کہ ای قزاقان بدرر و ید
گہوڑے چپکا چپکا کر قزاق نکلے جس غول پر رخ کیا انہون نے راستہ دے دیا یہ لوگ لڑتے
بہڑتے نکلے پانچ کوس پر جاکر ابراہیم ٹھہرے قزاق فرداً فرداً آئے صندل نے جو
سحر کیا کئی ہزار ساتھ والے دیوانے ہوگئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

فغان کا سامنے تو بار سے سوال کر بیٹھے
بہلا حضور بہی دل کو سنبہال کر بیٹھے

فساد ہم مین تبسم نہین ڈال کر بیٹھے
جو بیٹھے بزم مین تو یہ کمال کر بیٹھے

وہ شکل دوست ہین لازم نہین حضور پہر
لگن مین جیکہ تمہارا خیال کر بیٹھے

پہڑک رہے ہین سر بزم صورت بسمل
تمہارے واسطے عمولی بحال کر بیٹھے

جو دیکہا عالم ارواح مین جمال آنکا
ہوا نہ ضبط خدا سے سوال کر بیٹھے

ہماری بزم مین آتے ہوے وہ ڈرتے ہین
جو بیٹھے بہی تو بہت دیکہہ بہال کر بیٹھے

سنے ہمارے فسانے کو جو کوئی آکر
تو وہ دونون ہاتہون سے دلکو سنبہال کر بیٹھے

یہ اہل درد کی محفل ہے ہو دا غفلو ہشیار
جو بیٹھے یہان وہ ذرا دیکہہ بہال کر بیٹھے

بلا سے یہ کہو دن عاشق ہے ہماری طرح
تمہین جہانمین عدیم المثال کر بیٹھے

ہمین نہین کہ جسے سر بہت چڑھا یا تہا
خبر نہین یہ کسے پائمال کر بیٹھے

جو کچھ کہ ہمنے کہا ہو ہمین بھی کہ ڈالو / تمھارے رونے کے مدت سے ملال کر بیٹھے
بھری ہی انجمن دہر دلفریبون سے / بشر کو چاہیے یان دیکھ بھال کر بیٹھے
بنے تھے کاتب اعمال راز دار اپنے / خدا کے سامنے اظہار حال کر بیٹھے
صفیر جانے کو کہتے ہین وہ تو جانے دو / تم اپنے دل کی تو حسرت نکال کر بیٹھے

صندل جادو نے دیکھا کہ ہمارے لشکر والے دیوانے ہو گئے اپنے ساتھ والون کو قتل کر رہے ہین اور ہا ہو کا شور ہی اسی جھگڑے مین صبح ہو گئی جو لوگ کہ سحر مین مبتلا تھے اُنکے سر سے **صندل** نے سودا اُتارا **لندھور** کے قریب آئی کہا ای دارا سے ہند تمکو کسنے زخمی کیا **لندھور** نے کہا مین اپنے فرزند کے ہاتھ سے زخمی ہوا وہ جعلساز مکار **اسد غازی** کے ساتھ رہا ہی وہی مکر و حیلہ نقتین کرتا ہوا میرے قریب آیا کہا دیکھیے آپ کی پشت پر کون ہی مین تو پلٹا اُس نامرد نے ہاتھ تلوار کا مارا مین زخمی ہوا کئی مرتبہ مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی تلوار تھام لون ایک قزاق نے پشت پر سے تیر مار دیا اسوجہ سے مین زخمی ہوا اگر پکڑ پاتا تو ٹکڑے کر کے مار ڈالتا ہر چند کہ مین زخمی تھا مگر وہ سامنے سے بھاگ گیا مین ناچار گھوڑے سے گرا جادوگرنیان ان سب زخمیون کو اُٹھا کر بارگاہ مین لائین زخم دوزی کی **لندھور** نے کہا اب اگر شبخون آئین تو احوال معلوم ہو **مالک** نے کہا مین طلایہ پر ہونگا جب گرد اُٹھیگی تو آگے بڑھکر روکونگا گر **ابراہیم** کی قضا دامنگیر ہی اُنکے قتل کی یہی تدبیر ہی جس وقت سامنا ہوگا دیکھون تو کیا چالاکی کرتے ہین اب تو مین ایسا دھوکا نہ کھاؤنگا سامنا ہوتے ہی دیکھ بھال لونگا صلاح کر کے **مالک** مسلح ہوے اور بارہ ہزار جوان لیکر دوسری شب طلایہ پر آئے حاضر باش و ناظر باش کی صدا دینے لگے اگر کوئی لشکر سے بھی نکل گیا اور پھر پلٹ کر آیا تو اُسے تیر مار دیا آخر سپہ سالارون نے آکر عرض کی کہ حضور بے سمجھے قتل نہ کیجیے یہ تو لشکر والے ہی مارے گئے **مالک** نے کہا اب سمجھ کے قتل کرینگے مین حیران ہون کہ آج یہ نامرد کیون نہ آیا وہان **ابراہیم** قزاقون کو لیکر پانچ کوس پر اترا اگر **داراب** بھی انھین کے ساتھ تھا پہر رات گئے **ابراہیم** نے کہا ای داراب خبر تو لاؤ **داراب** گیا تھوڑی دیر مین کانپتا ہوا آیا کہا ای شہریار آج **مالک** طلایہ پر ہین لاف و گزاف کر رہے ہین آج دھوکا دیجیے نہ جایئے **ابراہیم** نے کہا اگر آج نہ گئے تو کچھ نہ کیا سب سردارون نے کہا

ان کے مزاج مین حیلہ ادہین ہر ای و ار اب جسقدر بجھاؤ گے انکو ضد ہوگی غرور شبخون مارینگے جب
زلف لیلائے شب کمر سے گذری اور آدھی رات کا وقت آیا ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق
تیار ہو کر سامنے آئے لندھاوہ بن لندھور سے کہا کہ تم دو ہزار جوان لیکر پہلے جاؤ مالک کو لگا لیجاؤ
پھر ہین آکر لشکر کی سرکوبی کرونگا لندھاوہ بن لندھور دو ہزار جوان ساتھ لیکر سامنے لشکر کے
پہونچا مالک ہنگامہ عذر دیکھ رہے تھے للکار اکہ او نامرد ٹھہرا اور لندھاوہ نے سامنے سے
گھوڑا بھگایا مالک نے پیچھا کیا جب جنگل مین پہونچے تو لندھاوہ نے پلٹ کر ایک تیر گھوڑے
کی آنکھ مین مار دیا گھوڑا مرکر گرا مالک کو دو ہزار قزاقون نے گھیر لیا قریب کوئی نہین آتا دور سے
نیزہ و تلوار دکھاتے ہین اور بھاگتے ہین مالک نے اگر غفلت ایک قزاق کو پکڑا دوسرے نے
پشت پر سے آکے نیزے کی ڈانڈ ماری مالک پلٹے جسکو پکڑا تھا وہ رہا ہوکے بھاگا مالک
تو اس خیال مین پریشان ہین لشکر والے مطمئن بیٹھے ہین کہ بوق ترکی کی آواز آئی کہ منہم
ابراہیم تیغ زن غلام اسد صف شکن نعرہ کرکے جو لشکر پر گرا تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو کشتہ کیا
خیمون مین آگ لگائی طنابین کاٹین جس بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہوتا ہی اس بارگاہ کے سر پر
ایک فتیلہ بارود کا پھینکا وہ بارگاہ جلنے لگی صندل نے لندھور سے کہا کیون صاحب دیکھتے ہو
یہ بدعت ہو رہی ہی پانی برسا کے آگ بجھائی مگر لندھور باہر نکلے دیکھا سارا لشکر لٹ رہا ہی
قزاقون نے قیامت برپا کی ہر غول مین قزاق موجود ہین بوق ترکی بج رہا ہی پلٹنون اور
رسالون مین گھسے ہوے بڑے لطف سے شمشیر زنی کر رہے ہین کیا عجب ہی زبان شمشیر و کلہ از
گو دے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سب لنظیم کو اٹھے ہین پریشانی مین بال کھولدیے
ہین کچھ سوار تلاش مالک مین چلے یہان مالک اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین ہر طرف سے
قزاقون کے حملے مالک جب دست راست کیطرف مڑے تو طرف دست چپ سے حملہ ہوا
جدھر جاتے ہین رنج اٹھاتے ہین ہر کس و ناکس مالک پر تا ہوا ہی کئی زخم مالک نے کھائے
ہین سوارون نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ نو یہان گھرے ہین وہان صاحبزادے
نے سارا لشکر لوٹ لیا مالک پلٹے مع قزاقان سے رطنجر طے کے نکلے کسی سوار نے اپنا گھوڑا
دیا مالک طرف لشکر کے چلے قزاقون نے تالیان بجائین کہ بھاگا ہی بھگوڑا ہی مالک

غصے میں پلٹتے ہیں قزاق بھاگ کر دور کھڑے ہوتے ہیں لیکن لندھور نے قصد کیا کہ مرکب پر
سوار ہو کر جا پڑوں صندل جادو نے دامن پکڑ لیا کہا خدا کے لیے نجاؤ دیکھتے ہو قیامت
کا ہنگامہ ہی ایسا نہو قزاق تمہیں جا کر گھیر لیں جاؤ میرے دل کی عجب کیفیت ہی اس ہنگامہ کو دیکھکر میرے
دل کی یہ صورت ہی نظم

مول لیجے اسے یہ مال ہر سستا ٹھہرا　　دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہر سودا ٹھہرا
بھیجکر خط میں گنہگار رسا ٹھہرا　　سیہ نامہ مرے محبوب کا پرچا ٹھہرا
مبتلائے غم جانکاہ رہا فرقت میں　　درد سینہ میں اٹھا درد جو دل کا ٹھہرا
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ روکر بولے　　کیوں اچھلتا تو نہیں اب تو کلیجا ٹھہرا
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا　　ای حسین حسن میں تو بدر سے اچھا ٹھہرا
حال بیتابی کا ہجر میں کیا پوچھتے ہو　　دل یہ تڑپا کہ نہ تا صبح یہ اصلا ٹھہرا
توڑ کر جوڑتے ہیں شیشۂ دل کو میرے　　اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
گل شگفتہ ہوے گلزار میں بلبل چہکی　　سبب لطف چمن وہ گل رعنا ٹھہرا
گالیاں کوسنے ملتے ہیں عوض بوسوں کے　　ستم لگا کر انھیں پہ میرا دہارا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی　　آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
شام ہوتی نہیں پر عمر گھٹی جاتی ہی　　طول میں دن شب فرقت سے زیادا ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہیں　　اب تمھارا تو نہیں مال ہمارا ٹھہرا
نور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر　　کس طرح طی یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

صندل نے جو یہ اشعار بحسرت پڑھے سب معشوقین رونے لگیں کہا صاحبو ہم سمجھے تھے کہ
یہ جلسہ بلطف قائم رہیگا مگر ان قزاقوں نے تو بے طور پیچھا لیا ہی شرارہ جادو جو ارشیون
پر عاشق ہی اُسنے کہا بی بیو کیوں روتی ہو میں ابھی جا کر سب کو بھگاتی ہوں یہ کہکر اُسنے
کاتی دوپٹہ کی باندھی جس مقام پر غول قزاقوں کا تھا وہاں جا کر اتری اور جھولی میں اپنا
ہاتھ ڈالا کہ ماش کے دانے نکالوں اور سب پر ماروں اور ایسا سحر کروں کہ سب کے
گھوڑے رہروی سے باز رہیں اور اہل فوج اُن سب کو مار ڈالیں دونوں مٹھیوں میں

ماش کے دانے لے امادہ ہوا کہ پھینک مار دن قبیل بن مقبل جو پشت پر کھڑا تھا اُسنے کمان کیانی روش سے اُتاری تین بھال کا بیر کمان مین پیوست کیا تاک کر پشت پر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا لڑکھڑا کر ساحرہ گری ایک قزاق نے سر کاٹ لیا مرنا اس جادوگرنی کا ارشیون جو بہادر سے فرہاد مین کھڑے تھے زمین مین گرکر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے جسم پر بت طلائی و نقرئی آراستہ دیکھے اور بھائی کو بھی اسی حال مین دیکھا باپ کو دیکھا کہ یہ بھی بت گلے مین ڈالے کھڑے ہین جل کر کے اُٹھا کہا کیون قبلہ و کعبہ یہ بت کسنے ہمارے گلے مین ڈالے لندھور نے کہا ای فرزند یہ نشان ہو لقراط پرستون کا ارشیون نے کہا ہمین سحر مین پھنسا کر یہ کام کیا تلوار کمر سے کھینچی لندھور پر ہاتھ مارا لندھور کا سر زخمی ہوا لندھور نے زخم کھا کر ہاتھ مارا کہ سر ارشیون کا زخمی ہوا فرہاد بھی طرف ارشیون کے متوجہ ہوے کہا او نالائق باپ پر ہاتھ مارا ارشیون نے کہا جب مذہب باتو سے گیا تو باپ بھائی کیسا معلوم ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی یہ کہکے لڑنے لگا ابراہیم کو دار اب نے خبر دی کہ ارشیون قتل ہوا چاہتا ہی تین جوانون نے برابر گھیرا ہی بہرام و فرہاد و لندھور تلوارین کھینچکر بڑھے ہین ابراہیم نے آواز دی کہ ای شخون ارشیون کو بچا کر نکال لاؤ یہان ارشیون دیوانہ وار سر سے خون بہ رہا ہی تیزون کے وار خالی دیتا ہی جس کسی کی تلوار پڑ گئی شانہ یا پشت یا پہلو زخمی ہوا صندل منع کر رہی ہی کہ ہان ای لندھور یہ کیا کرتے ہو ہم اسکو بھی درست کیے لیتے ہین خدا وند سے باغی ہونے پائیگا لندھور غصے مین ہین کچھ جواب نہین دیتے مشتورہ بہرام بہرام کو روکتی ہی کہ صاحب جو تم تامل کرو ہم دیکھو ابھی سمجھا کے دیتے ہین کوئی نہین سنتا ایک طور پر لڑ رہے ہین کہ قزاقون نے سامنے آکر ایک لیٹو ٹوڑ ہو تیرون کی ماری کسی کے سینے پر پڑا کسی کے شانے پر قزاقون نے ارشیون کو گھس کر گود مین اُٹھا لیا ایک مرکب کوتل پر سوار کیا لڑتے ہوے نکل گئے لندھور نے کہا مرکب لاؤ ملازم مرکب لائے لندھور نے چاہا سوار ہو کر پیچھا کرون قبیل بن مقبل نے دور سے دیکھا کہ لندھور نے سوار ہو کر قزاقون کا تعاقب کیا گھوڑے کی آنکھ پر تیر مارا کہ تیر آنکھ مین گھوڑے کی در آیا مرکب چرخ مار کر گرا لندھور طرف قبیل کے چلے حارث بن سعد کہ پہلو پر لڑ رہے تھے

انھون نے تیر مارا کہ لندھور کا شانہ نشانہ ہوا بہرام نے چاہا بڑھون علقمہ بن جمہور نے
بڑھکر تبر زمین مارا کہ شانہ بہرام کا نشانہ ہوا ابراہیم نے بوق بجایا ای قزاقان بد سیب
قزاق سمٹ کر جا گھسے بیچ مین سے فوج کے لڑتے ہوے نکلے بازار غلہ فروشان مین پہونچے
بنیون نے چاہا غلہ سمیٹ لین قزاق جو آکر گرے بقالون کو قتل کیا اور ایک ایک بورہ اپنے
اپنے گھوڑون پر لادلیا اور رڈ بھڑ کر صاف نکلگئے پانچ سات کوس پر جا کر تنگے دامنہ کوہ
مین ٹھہرے گھوڑون سے اُترے گرد ڈھانک کا جنگل ہو دامنۂ کوہ مین اُتر پڑے ابراہیم
نے بارگاہ مین استاد کرائین غلہ تقسیم ہونے لگا قزاق خیمون مین ادھر بارگاہون مین اُتر پڑے
دائرے بجنے لگے چہار بیت ہونے لگی قزاقون کی زمزمہ سرائیان ہر طرف ہنگامۂ عیش
یہان لندھور تو زخمی ہو کر پلٹے کہ لوگ مالک کو لائے دیکھا کہ مالک انتہا کے زخمی ہین
لندھور نے پوچھا ای برادر تم کہان زخمی ہوے مالک نے کہا آپ کے صاحبزادے
مجھے لگا کر لیگئے صحرا مین جا کر گھوڑا مارا گیا قزاقون نے اسطرح گھیرا کہ نوبت بجان وکار رد
بہ استخوان تھا دو ہزار کے حملے اگر لوگ نہ پہونچ جائین تو قزاق مجھے گرفتار کرکے لیجاتے
لندھور نے کہا یہ اٹھارہ امیرزادے تعلیم کردۂ اسد غازی ہین امیر حمزہ نامہ مین بھی لکھا
ہو کہ باختر مین اسد غازی اسی ترکیب سے ایرج سے لڑتا تھا ایرج نے اکثر اسد کو
گرفتار کیا مگر اسی وقت رہا ہو جاتا تھا عیار اسکا ضرغام شیر دل جان دیکر آتا تھا اور اسد کو
لیجاتا تھا وہی سب ترکیبین یہان بھی پائی جاتی ہین مگر جس دن جس کسی کو مین پاگیا چیر کر پھینکدونگا
مالک نے کہا ارشیون کہان سے گئے لندھور نے کہا نہین معلوم کیا ہوا کہ اُسکو سب
قزاق نکال کر لیگئے دیکھے اُسپر کیا گذرے لندھور نے مالک کی زخمدوزی کرائی مالک
نے کہا ہمارا عیار کہ تمسے جدا ہوا نہین معلوم کہان ہی مگر کوئی ایسا ہوتا کہ خبر لاتا کہ یہ سب
قزاق کہان جا کر اُترے ہین مین گھس کر گرفتار کر لاتا صندل جادو نے کہا آپ
لوگ کچھ کاوش نہ کرین ہم اسکی فکر کرلینگے مالک نے گھبرا کر کہا آج شب کو کون
طلایہ دیگا لندھور نے ہنسکر تلوار کو اُٹھا کر کہا آج شب کو مین طلایہ دونگا ہر چند سب نے
منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مرکب شبرنگ تازی تیار ہو کر آیا لندھور اُسکی پشت پر

سوار ہوے لشکر مین آکر انتظام طلایہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ دار اب عیار یہ خبر لے کر خدمت
ابراہیم مین آیا کہا ای افسر آج لندھور نے خدمت طلایہ قبول کی ہی ابراہیم سے کہا آج
شبخون مارنا ضرور ہی ورنہ یہ ہندی بڑا غرور کریگا سرداروں نے کہا آج تامل فرمایئے تب
ابراہیم نے ارشیون سے کہا اگر آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کیجیے تو مطلب نکل آئے
ارشیون نے کہا ہم جان نثار ہین جسطرح ارشاد ہو بجا لائین کہا تم دو ہزار جوان لے کر
جاؤ گے ای ارشیون اسطرح لندھور کو للکارنا کہ تمھارا پیچھا ضرور کرے ارشیون نے
کہا مین سمجھ لونگا دو ہزار جوانون کو ارشیون لیکر چلا یہان لندھور کنارے پر اپنے لشکر کے
کھڑے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی آگے سب کے ارشیون پریزاد پشت پر تمام قزاق
ارشیون نے وہین سے للکارا کہ اہندی بے دولت اس بڑھاپے مین کیا سودا ہوا ہی
آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون پیچھے ہٹا لندھور
نے للکارا کہ او نامرد ٹھہر جا ارشیون نے کہا یہ مقام خارستان لائق مقابلہ کے ہی آگے آیئے
تو میرے آپ کے دو دو ہاتھ چلین لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون نے فرار پہ قرار کیا
جب چار پانچ کوس نکل آئے وہان پر آکر ٹھہرے کہ لندھور پہونچے چہار طرف سے لندھور
کو قزاقون نے گھیر لیا علقمہ بن جمہور نے دور سے دیکھا کہ لندھور پہ قزاقون کا ہجوم ہی بلیت
پر آگے آسنے شانے پر تبر کا وار کیا لندھور کے ہاتھ سے سپر چھوٹ پڑی شانہ نشانہ ہوا ابراہیم
اسطرف کل فوج کو ساتھ لے کر لشکر پر گرے آج سکان بہت ہوشیار تھا تخت پر سوار ہوا
پکار کر آواز دی بارو قزاقون کو گھیر کر مار لو یہ کہکے تخت اپنا بڑھایا ابراہیم نے دیکھا ترتیب
پر سکان کی اہل فوج جان دے رہے ہین مرکب بڑھایا قزاقون نے بھی جم کے شمشیر زنی
کی سکان کے قریب ابراہیم پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا ابراہیم نے توق ترکی کو
بچایا شبخون نے پیچھے سے آکر ہاتھ تلوار کا مار دیا سکان زخمی ہوا ساتھ والون کو آواز دی
یارو گھیر کے مار لو لاکھ چیختا ہی کوئی قریب نہین آتا ابراہیم نے قریب پہونچکر کہا ای سکان دیکھ
پشت پہ تیری حریف پہونچگیا ہان بھائی اسکا سر کاٹ لو سکان سمجھا کہ کوئی میری پشت پہ
ہی جیسے ہی پلٹ کے دیکھنے لگا ابراہیم نے جھپٹ کے خنجر مارا کہ سکان کا سر کٹ کے گرا

سرداروں نے سر سکان نوک نیزہ پر چڑھایا خیمے جل رہے ہیں آواز آرہی ہی کہ افسر ہمارا مارا گیا
مالک نے جو یہ ہنگامہ سنا گھوڑے پر سوار ہو کے باہر نکلے نعرہ کرکے جا پڑے قبیل بن مقبل نے
تاک کر تیر مارا کہ انکا تیر کبھی خطا نہیں کرتا مالک کا گھوڑا مارا گیا حارث بن سعد نے پہلو پر
آن کر تلوار کا وار کیا شانہ بھی مالک کا نشانہ ہوا آمن جادو نے جو دور سے مالک کو
زخمی دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بیقرار ہو کر آواز دی یارو دیکھتے ہو کہ افسر کو
تمہارے کشتہ کر رہے ہیں یا تم سب سامنے سے ہٹ جاؤ تو میں سحر کروں کہ گھوڑے اینکے
انکو پامال کریں لوگ فوج کے ہٹنے لگے مگر قزاق کب انکو ہٹنے دیتے ہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ
کے قتل کر رہے ہیں ہزار ہا لاشوں کا انبار ہو گیا جسطرف دیکھا یہی رنگ ہی کہ ہر کس و ناکس
بھاگا چلا جاتا ہی سرداران ابراہیم نے بجرأت شمشیر زنی کی جہاں تک ہو سکا فوج کفار کو
قتل کیا باقی جان بچا کے بھاگے اب جادوگریان اپنے اپنے مقام سے بڑھیں چاہا
سحر کریں اور آواز دیں کہ باشید ای قزاقان کہاں جاتے ہو قزاقوں نے تیروں کی بوچھار
کی جادوگرنیان تیروں کو کب مانتی ہیں ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری کہ سب تیر جلا
اور کٹ کر گرے قزاقوں نے پکار کر آواز دی او فاحشاؤ بے قتل کیے تمکو نہ چھوڑینگے
یہ کہتے ہوے لڑتے بھڑتے نکلگئے لندھور بھی زخمدار بھاگے ہوے آئے مالک کو
ساتھ لیکر بارگاہ میں بیٹھے لندھور نے صندل جادو سے بمنت کہا کہ آج خدمت طلا یہ بھیر
تمکو ملے میں ابراہیم کے خون کا پیاسا ہوں مگر بلا کے تیز و طرار ہیں ایسے بھاگ کر نکلتے ہیں کہ جنکا
ملنا دشوار ہو جاتا ہی مالک نے کہا ای دارائے ہند یہ چوٹا ہیں انکا کہاں تک چلیگا جسدن
دستیاب ہوے پیس کر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیں گے کیا میں زندہ چھوڑ دونگا
کیوں ملکہ سمن جادو کوئی ہرکارہ ایسا نہیں ہی جو خبر لاسکے کہ یہ لوگ کہاں چھپا رہے ہیں
معشوق فرہاد خان گلنار جادو نے کہا میں پرواز پیدا کرکے جاتی ہوں پہر بھر میں
سو کوس کی خبر لونگی اگر کہو تو سب کو پابند کر آؤں تم چلکے سب کو قتل کرو صندل نے کہا بوا
گلنار یہ بات تمنے خوب کہی اُنپر ایسا سحر کرو کہ اپنے مقام سے نہ اٹھ سکیں فوج جاکر
سب کو قتل کر ڈالے گلنار جادو پر پرواز پیدا کرکے چلی فرہاد نے آنکھوں میں

آنسو بھر کے کہا ای ملکۂ عالم عرصہ نہ کر نا میرا عجیب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی آل میں چال ذرا نظم

بہر گلگشت چمن وہ ستم ایجاد آیا — رنگ ابھی چمنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
پھول کر بال چمن میں وہ پری زاد آیا — بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
سرمہ دے کر نہیں ترک ستم ایجاد آیا — میان سے تیغ کو کھینچے ہوے جلاد آیا
عندلیبیں لگین قمری کی روش دم بھرنے — سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
ای بتو رنج کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — رنج وہ دل نے اٹھایا کہ خدا یاد آیا
باغ میں نغمۂ بلبل نے لگایا لاسہ — صید خود ہو گیا نزدیک جو صیاد آیا
صبح کو لطف شب وصل نے بیچین کیا — عہد پیری میں جوانی کا مزا یاد آیا
شوق سے کہتے ہیں اسے شوق اسیری یہ ہی — پانون پھیلا دیے خود میں نے جو صیاد آیا
زعفران زار کی صورت جو بنا تھا میں نزار — ذبح کے واسطے ہنستا ہوا جلاد آیا
بعد مردن مری الفت نے اثر دکھلایا — اشک بھر لائے وہ آنکھوں میں جو میں یاد آیا
ہون وہ بلبل نہوئی سیر چمن مجکو نصیب — فصل گل آنے نپائی تھی کہ صیاد آیا
نور رہ رہ کے تاسف یہ مجھے آتا ہی — کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا

گلنار نے کہا صاحب نہ گھبراؤ میں بہت جلد آؤنگی ای مالک ولندھور تم تیار رہنا میں
آتے ہی تمکو حکم دونگی لشکر لیکر چلنا سب کو قتل کر لینا یہ کہکے اپنے مقام سے آنکھی پر پرواز
پیدا کیے تلاش میں ابراہیم وغیرہ کی چلی کبھی مشرق کبھی مغرب کبھی جنوب کبھی شمال ہر
طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی ایک پہاڑ پر جاکر اُتری کان میں دائرے کی آواز آئی صاف ثابت
ہوتا ہی کہ چھاردیت ہو رہی ہی گلنار نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک مقام پر لشکر کا جماؤ ہی قزاق
دائرے بجا رہے ہیں اور ابراہیم بن مالک سب کے بیچ میں قزاقوں سے کہ رہے ہیں کیون
بجاؤ آج کچھ دشمن کو سزا دوگے سب نے عرض کی غلام حاضر ہیں خبر تو منگوائیے داراب
سامنے حاضر تھا ابراہیم نے کہا ای داراب ذرا خبر تو لشکر دشمن کی لو کہ آج کسکا انتظام ہی
کون صاحب طلایہ پر ہیں داراب بانہانے عیاری سے آراستہ ہوکر برائے خبر روانہ ہوا
گلنار نے جب بخوبی پہچان لیا کہ وہی لشکر وہی افسر وہی سب قزاق ہیں جنھون نے لشکر ہمارا

تہ و بالا کیا انکو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا
نکالا ایک طائر اسکا کاٹا اور اُسکو ہاتھ سے چھوڑ کر کہا اے طائر مین تو جاتی ہون مگر خبردار ہوشیار رہنا
یہ سحرکر کے گلنار نے ایک دستک دی کہ وہ طائر اُڑ گیا اور گرد لشکر ایک چرخ مارا قضاے کار
ابراہیم بن مالک ولندھاوہ بن لندھور وعلقمہ بن جمہور وقبیل بن مقبل وحارث بن سعد
وارشیون پریزاد وغیرہ سب ایک ہی مقام پر بیٹھے ہین طائران سب کے گرد چرخ مارکر ایک
درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ابراہیم نے کہا بھائی عجب معرکہ ہی کہ خود بخود ہاتھ پانو مین
رعشہ پیدا ہوا ہی دل کانپ رہا ہی سب نے کہا حضور ہمارا سب کا بھی یہی حال ہی قلب پر ہجوم
غم وملال ہی افسوس ان نے یہ کہا تھا کہ سب قزاق فریاد فریاد کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ ہاتھ پانوٗن مین درد ہوتا ہی بعض نے آواز دی کہ ہمنے اُٹھنے کا ارادہ کیا ہم سے اُٹھا نہین
جاتا سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ عارضہ درد دست وپا مین مبتلا ہوے ہر چند چاہتے ہین
کہ اس مقام سے اُٹھین لیکن اُٹھ نہین سکتے سارے لشکر مین یہی آفت برپا ہی جب طائر سحر وگفتار ہی
کہ یہ لوگ خاموش ہوے پھر اُٹھکر چرخ مارتا ہی فریاد والغیاث کی صدا بلند ہو جاتی ہی بعض
اُس بیقراری مین پکار رہے ہین کہ اے رب کارساز واے مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا برا سے محنت است	معدن رنج وغم وآلام ومکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر وفاقہ دولت است	خاکساران خدا را خاکساری عزت است
حب دنیا وحشت است ونخوت است وغفلت است	زحمت است وذلت است وحسرت است ونکبت است
دو دن غنیمت بہ قدر از مرگ حاصل فرصت است	لیکن این فرصت است اندک وقت اندک مدت است
بر سر اشاد است در دنیاے دون پیک اجل	آخرین دم ہر دم وہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کف امروز حق دیگر است	مال بیگانہ تمام این گنج ومال ودولت است
تو نقش ناتوانی وما نقش ناطاقتی	از نقش غم عشرت وعزت سراپا ذلت است
ہیند یا ہرگز منال اندر غم مال ومنال	زانکہ در دنیا منال ومال وداغ حسرت است

بیقرار بیان کر رہے ہین مگر گلنار جادو سحرکر کے سامنے صندل جادو کے پہونچی تمام
کیفیت بیان کی کہ حضور ایسا سحر کر آئی ہون کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکین بھاگنا اور لڑنا تو

بڑی بات ہے لندھور اور مالک یہ کہکے اُٹھے کہ دی گلنار رو نے بڑا کام کیا وہ اگر ہمارے سے
لائق ہوں تو ہم اُن سبکو ماریں گلنار نے کہا چلکر ملاحظہ فرمایئے مالک و لندھور سپر تلوار لیکر
چلے باہر آکر مرکبوں پر سوار ہوئے مالک نیزہ ہلاتے ہوئے لندھور تلوار چمکاتے ہوئے
گلنار بلا کے کوہ پہونچی جاکر اور سحر کو زور دیا اب سب اپنے مقام سے اُٹھتے ہیں اور گرتے ہیں
کسی طرح اُٹھ نہیں سکتے گلنار نے اب عاری کو بھی بلا لیا عاری پرچہ کاغذ کا جھولی میں رکھ لیا خود
بیٹھی سحر کر رہی ہے ہر چند کہ ابراہیم بھی درد دست و پا سے بیقرار ہیں لیکن اپنے درد کو ضبط
کر رہے ہیں اور ساتھ والوں سے کہتے ہیں کیوں یارو یہ یکایک کیا ہوا جسوقت سے ہوا
گرم آئی درد سب کے ہاتھ پاؤں میں پیدا ہو گیا بعض کہتے ہیں حضور یہ تاثیر سحر کی ہے ابراہیم
نے کہا یارو میں کیونکر کہوں کہ ہم لوگ تو سحر میں مبتلا ہوں اور مالک اور لندھور ہمکو قتل کریں
اُن لوگوں نے صاحبقران کی آنکھیں دیکھی ہیں یہ ذلت کیونکر گوارا کرینگے کہ سامنے سے گرد
اُٹھی دیکھا مالک و لندھور طرکس اور پشت پر آمادۂ حرب و پیکار آتے ہیں اب تو قزاق اور
زیادہ گھبرائے چاہا کہ اُٹھ کر جا لگیں پاؤں اُٹھنے نہیں دیتے اگر مثل کھڑے ہوئے چاہا قدم
اُٹھائیں بڑھکر حریف سے مقابلہ کریں لڑکھڑا کر گرے تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پشتی باقی
نہیں کرتی تلواریں جوہر کمان کمان بے خم خنجر بے دم عاری تیر پہ خندہ اُڑاتا کیسا آشیانۂ ترکش سے
سر نکالنا دشوار ہے تڑپ تڑپ کے سر ٹکرا رہے ہیں کہ مالک و لندھور آکر گرے اُن عاجزوں
کو قتل کرنے لگے ابراہیم نے پکار کر آواز دی اے نامردو ساحرہ کے بھروسے پر ہمیں قتل کرتے
ہو خیر اگر ہماری قضا نامردوں ہی کے ہاتھ سے ہے تو مجبور ہو ناچار ہیں اور اگر زندہ بچ گئے تو
انشاء اللہ وہ سزا دینگے کہ عمر بھر یاد کروگے افسوس کہ پاؤں میں طاقت نہیں ورنہ ہم انشاء اللہ عاجز
کرکے قتل کرینگے کہ جرأت سے مقابلہ ہو حوصلہ دلمیں نہ باقی رہے یہ کیا غضب ہے کہ بیکاروں
کو قتل کر رہے ہو تمکو غیرت نہیں آتی کہ ہمیں سحر میں پھنسا کے یہ بدعت کرتے ہو لندھور نے جواب
دیا کہ تم ایسے دشمنوں کو مجبور کرکے قتل کرنا چاہیئے شبخون میں تمنے چالیس ہزار بندگان خداوند
قتل کیے اُنکا خون کیا بالا بالا جائیگا اُنہیں کے خون کا یہ بدلہ ہے قدرت نے اپنی قدرت
سے یہ آفت تم پر نازل کی اب ہم ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے ابراہیم نے قزاقوں سے کہا ہاں

یارو یہ وقت دعا ہی پروردگار رحم کرے یہ کہکے ابراہیم نے خود سر سے اتارا سب امیرزادے بخضوع و خشوع دعائین مانگنے لگے کہ ای رحیم و ای کریم اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی معین و مددگار نہین

نظم

الغیاث ای حاکم تخت و حکومت الغیاث | الغیاث ای والیِ ملک ولایت الغیاث
المدد ای داروے دردِ دل ہر دردمند | الغیاث ای چارہ سازِ اہلِ علت الغیاث
دافعِ ہر محنت و غم رافعِ رنج و الم | ہمدم ہر اہلِ دم وقتِ مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر | معدنِ احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندۂ بیدست و پا ور بیکسی | ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمان و رحیم | خوانِ نعمت ابرِ رحمت گنجِ حکمت الغیاث

تمام قزاق بیقرار ہو رہے ہین چار سمت صداے فریاد و الغیاث بلند ہی مگر یہ دونون بے درد بیٹھے جراءت کے نامرد قتل کرتے پھرتے ہین سب سردارون نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز یزل بے بدل مہتر داراب جو براے خبر لشکر کفار گیا تھا جاکر اسنے دیکھا کہ آج طلایہ کا انتظام نہین ہی کچھ فوج کے لوگ سوار پیدل بازارون مین گرے ہین داراب بخوبی دریافت کر کے پلٹا اور یہی خبر دریافت کی کہ مالک و لندھور بارادہ قتل قزاقان گئے ہین کسی کنیز سے یہ بھی دریافت کیا کہ ایک ساحرہ بھی ساتھ گئی ہی فرہاد خان اپنے خیمے مین تڑپ رہے ہین صندل دشمن اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ آج گلنار نے بڑا کام کیا ان لٹیرون کا خاتمہ ہوا اب کون براے شبخون آئیگا دو دن مین مقابلہ ایرج و لنور الدہر مین پہونچ جائینگے آتش و زعفران پوش کا بھی آج انتظام ہو جائیگا داراب بھیجتا ہوا آتا ہی جب سامنے لشکر کے پہونچا تو دیکھا مالک و لندھور قزاقون کو قتل کر رہے ہین داراب نے گھبرا کر چار جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ پہاڑ سے ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی داراب کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جادوگرنی کی شکل بنا پہاڑ پر چڑھتا ہوا چلا قریب آکر آواز دی ای ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا عمدہ سحر کیا ہی مگر ملکہ صندل نے فرمایا ہی کہ پانی برساؤ ان سب پر برف گراؤ کہ بہت جلد یہ سب ٹھنڈے ہون ان لوگون سے بڑے صدمے پہونچے

ابھی دیکھو مین سحر صندل وہی ہون کہ سب کو درد سر پیدا ہو برف مین سب دب جائین اس سحر سے
مہلت پائین گلنار نے جو ساحرہ کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ہوا کیا مین کسی سحر مین جلبو
ہون ایسی برف برساؤن کہ چشم زدن مین سب ٹھنڈے ہون یا ابر آتش نشان بناؤن کہ سب
جلکر خاک سیاہ ہون مین کیا اُنکو چھوڑ دونگی اِن لوگون نے بڑے صدمے دیے ہین ان شبخونون
مین چالیس ہزار بندگان خداوند مارے گئے پرے کے پرے خالی ہوے کسی پلٹن رسالے مین
پورے ہزار جوان نہین ہین داراب درست درست کہتا ہوا قریب آیا کہا انگیٹھی اٹھاؤ ملکہ صندل
نے یہ سحر بنا کے دیا ہے دھوین کا ابر بنے گا آگ برسے گی دونون مسلمانون کو جان بچانا دشوار
ہوگا ٹھنڈے ہون پھر جل کر خاک ہو جائین گلنار نے انگیٹھی اُٹھائی داراب نے اُسمین
کوئلے سلگائے جیب سے لوبان نکالا کہا ملکہ اِسکو دونون ہاتھون مین لو خداوند لقراط ثانی
کا نام لیکر اسے آگ پر ڈالو دیکھو کیا عجائب وغرائب تماشے پیدا ہوتے ہین مین بھی جاکر
انسرون کو قتل کرون لوبان ہاتھ مین گلنار کے دیا گلنار نے وہ لوبان آگ پر ڈالا
بھڑک کر دھوان نکلا دماغ پر گلنار کے پہونچا گلنار چھینک مارکر بیہوش ہوئی داراب
نے خنجر مارا شکم چاک تھا ایک اندھیرا ہو گیا قزاق بل کرکے اُٹھے چار طرف سے مالک و
لندھور کو گھیرا ارشیون نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا چند قزاقون
نے مالک پر نیزون کے جھبے بکے مالک روک رہے ہین ابراہیم نے پشت پر آ کے
نیچہ مارا کہ سر مالک بھی زخمی ہوا چار طرف سے نیزے اِن دونون پر پڑنے لگے قتیل بن
مقتیل جب نیزہ ومد تا بجز پشت وپہلو مانگے زخمی ہو رہے ہین آخر لندھور نے طرف مالک
کے دیکھا کہا ای سالار یہ قزاق زندہ نہ چھوڑینگے اب نکل چلو مالک نے کہا بڑی شرم کی بات ہے
کہ سامنے سے لڑکون کے بھاگین لندھور نے کہا کسی طرح جان تو بچے یہ دونون جوان لڑتے
بھڑتے ہوئے بھاگے قزاقون کے مجمع سے نکلتے ہوے طرف صحرا کے رخ کیا قزاق کب
پیچھا چھوڑتے ہین پشت سے نیزہ وتیر مارتے ہوے چلے آتے ہین مالک ولندھور گھوڑون
پر قمچی وچابک مار رہے ہین گھوڑے بدحواس بھاگے ہوے جاتے ہین لیکن یہان فرہاد خان
یک فرنی اکیلا بارگاہ مین بیٹھا ہوا یاد مین معشوق کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک

غش کھاکے گرا کنیزون نے گلاب کیوڑا چہرہ کا چھین کر یادین ملکہ گلنار کی یہ جوان بے ہوش
ہوا ہی فرہاد خان کی جو آنکھ کھلی گلے مین اپنے بت طلائی ولقری پا سنے اٹھکر کنیزون کو
قتل کرنا شروع کیا کہتا ہی یار دیکھنے میرا حال کیا یہ تصویر بقراط ثانی کہنے گلے مین ڈالدی
ہین بقراط ثانی پر لعنت کرتا ہون کنیزین سامنے سے بھاگین فرہاد خان باہر نکلا چوکی
کا گھوڑا لگا ہوا تھا اُسپر سوار ہو کے چلا راہ مین لوگون سے پوچھا لندھور و مالک کہان
گئے لوگون نے کہا برائے قتل ابراہیم وغیرہ گئے ہین یہ سنکر فرہاد خان غصے مین کانپنے
لگا کہا کیا ستم ہی کہ باپ بیٹے کے قتل کو گیا ہی اگر ملجائین تو اُنکی گردن لون یہ کہتا ہوا فرہاد
جاتا ہی کوس بھر لشکر سے نکلا ہی کہ لینا لینا کی آواز کان مین آئی اور قزاق غل مچا رہے
ہین کہ او نامرد کہان جاتا ہی فرہاد خان نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ لندھور و مالک
بھاگے ہوئے آتے ہین قزاق دور سے نیزے اور تیر مارتے ہوئے چلے آتے ہین
مالک ولندھور بدحواس بھاگے ہوئے چلے آتے ہین فرہاد خان نے پکارکر آواز دی
ای لندھور بن سعدان مین تمھاری خدمت کرونگا ادھر سے فرہاد خان چلا لندھور
نے پکارکر آواز دی ای مالک غضب ہوا کہ فرہاد خان آتا ہی مالک نے کہا فرہاد خان
کیا کریگا لندھور نے کہا دیکھو بت وغیرہ اُسنے توڑ ڈالے بڑے غصے مین آتا ہی مالک
نے پکارکر آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو سلام کرو فرہاد خان نے کہا او مالک اِس
برا چاہیے مین یہ زیور گلے مین پہنا ہی یہ کہکے جو دست اُٹھائی مالک ولندھور نے طرف
جنگل کے گھوڑے بڑھائے کہ سامنے سے ابراہیم وارشیون آتے تھے فرہاد خان کو
جو آتے ہوئے دیکھا ارشیون دوڑکر گلے سے لپٹ گیا کہا ای برادر ہم تم سحر مین مبتلا تھے
خدا نے اس آفت سے نجات دی کہ داراب سامنے آیا ابراہیم نے سب حال بیان کیا
داراب نے کہا یہ مدد خدا تھی کہ مین پہلے ہی لشکر سے نکل گیا تھا وہان سے خبر دریافت
کرکے پلٹا تھا یہان آکر یہ قیامت دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک ساحرہ بالائے کوہ سے
سحر کر رہی ہی جب وہ سحر کرتی ہی بیتابی قزاقون کی بڑھ جاتی ہی مرشد زادون کی جان کی
بازی آتی ہی ساحرہ کو مارا دیکھو آواز آرہی ہی برا اُسکے غل مچا رہے ہین کہ کیا یک

سب کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من گلنار جادو بود سب قزاق وامیرزادے ہنستے ہوے پلٹے لندھور و مالک کی بدحواسی کا ذکر ہو رہا ہی قزاق کہتے ہین کیون شہریار دونون کیسے نوک دم بھاگے کافر ہونے کی سزا پائی ابراہیم نے کہا آج وہ شبخون مارون کہ لشکر کے لوگ انکے اپنی زندگی سے بیزار ہو جائین اپنی جان دینا چاہین قزاقون نے عرض کی انشاء اللہ شام تو ہونے دیجیے فرہاد دوار شیون آپہین ملے سب احوال سامنے ابراہیم کے بیان کیے ابراہیم نے کہا یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ لندھور و مالک اپنے ہوش مین نہین ہین ورنہ اتنے لوگون سے یون بدحواس ہو کر بھاگتے اگر اپنے ہوش مین ہوتے تو آتی فوج کی انکے نزدیک کیا حقیقت تھی یہ کہکر ابراہیم نے کہا ای دوراب جاکر خبر تو لو کہ اب ان لوگون نے کیا انتظام کیا ہی دوراب فوراً اپنا سے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا لٹھیا ہاتھ مین کمر مین خم حریب ٹیکتا ہوا چلا پھرتا پھرا تا لشکر مین آیا دیکھا جون جون شام قریب ہوتی ہی لشکر والے اپنا انتظام کر رہے ہین دوکاندار بھاگے جاتے ہین آپس مین کہتے ہوے یار وا ب رات ہوتی ہی وہ لٹیرے ضرور آوینگے لندھور اور مالک کی یہان زمہ وری کی جب یہ لوگ ہوشیار ہو کے بیٹھے اور یہ خبر سنی کہ لشکر والے بھاگے جاتے ہین مالک کمر باندھکر اٹھے کہا مین طلایہ کا انتظام کرونگا سارا لشکر گھبرا رہا ہی لندھور نے کہا مین بھی چلون مالک نے کہا بھائی صاحب آپکا کیا کام ہی مین ان لٹیرون کو روک لونگا جادوگرنیون نے کہا ہم بھی چلکر ٹھہرین معشوقون پر تو دونون جان دیتے ہین مالک نے کہا تم لوگون کے چلنے کا کیا کام ہی تمھارے واسطے یہ سارا انتظام ہی اگر وہ لوگ ٹھہر گئے اور میرا مقابلہ ٹھہر گیا تو ابراہیم کو قتل کرونگا کیا میرے ہاتھ سے کوئی بچیگا اپنا تو یہ حال ہی دیکھین کیا ہو

نظم

اے قضا احسان تجھپر کر چلے　　ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان مین جانا ہی ضرور　　چاہے آرہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہی کوئے بتان کی سرگذشت　　سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
سیر نیرنگ جہان کیا خاک ہو　　شش جہت مین آکے ہم ششدر چلے
نور سے عالم منور ہو گیا　　جب سوئے معراج پیغمبر چلے

میکشو لازم ہی شغل میکشی | پھر بہار آئی چلو ساغر پہ چلے
ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار | جب یہان باد صبا صرصر چلے
قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی | کشتۂ کاکل پہ کب منتر چلے
فرش پر ہی یون خرامان رشک مہ | عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائین | ناز سے گر وہ پری پیکر چلے
طو سو ہر گزر و ظلمات زلف | دل مرا گون کے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام | سوے رب جب شافع محشر چلے

دونون معشوقون کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے کہا او جلاد دہین بھی تمھارے واسطے انتشار ہی الیسا نہو قزاق گھیر لین مگر ہم بھی تیار بیٹھے رہینگے جسوقت انکی آمد ہو ہم بھی برابر ہو پہنچینگے ایک اشارے مین دیوانہ کر دینگے داراب ایک نخل کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا اُسنے کہ لندھور اور مالک مسلح ہو کر نکلے جابجا سوار پیدل مقرر کرنے لگے آپ کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ایک نخل کے سایہ مین زین پوش بچھا کے بیٹھے سوار گھوڑے اُڑا کر آگے بڑھجاتے ہین کہتے ہین ابھی تو کوئی نہین آیا مالک و لندھور کہتے ہین خاموش رہو آج آئے اور ہم نے گردن لی داراب یہ سب حال دیکھکر پلٹا آکر ابراہیم کو خبر دی کہ لندھور و مالک کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہین آپ کا انتظار کر رہے ہین مگر کھلبلی پڑی ہی ہر کس یہی جانتا ہی کہ ہاتھ سے قزاقون کے زندہ نہ بچینگے یہان داراب نے جو ابراہیم سے خبر کہی ابراہیم نے بوق بجایا سب سوار جمع ہوے کہا نعل لپیٹے اپنے گھوڑون کے کھول ڈالو جب نعل کھل چکے تو ابراہیم نے حکم دیا کہ اُلٹی نعلبندی کرو تھوڑے عرصے مین اُلٹی نعلبندی ہو گئی ابراہیم نے فرہاد و ارشیون سے کہا کہ دو دو ہزار سوار لیکر جاؤ لندھور اور مالک کو لشکر سے نکال لیجاؤ ہم پشت پر سے آکے لوٹ لینگے فرہاد خان وارشیون پر نیادے چار ہزار سوار ساتھ لیے دونون گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے سامنے مالک ولندھور ایک نخل کے نیچے بیٹھے تھے اُنکے سامنے آکر دونون نے نعرے کیے مالک طرف ارشیون کے چلے ارشیون نے گھوڑا بھگایا مالک نے آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہی ایک ضرب نیزے کی تو قبول کر ارشیون ہٹ کر اشارہ کرتا ہی کہ نیزہ پیچھے چلے جب مالک نے گھوڑا بڑھایا تب ارشیون بھاگتا ہی لندھور نے یہ معاملہ آنکھون سے دیکھا کہ ارشیون بھاگا ہوا جاتا ہی مالک اُسکے تعاقب

ہین جاتے ہین لندھور حیران دیکھ رہے تھے دیکھا کہ فرہاد خان یکفری وہین سے للکارتا
آتا ہی کہ اس بڑھاپے مین خوب بڑبس ہوا تو اسی کو لیکر پہلو مین بیٹھے ہو لندھور نے گھوڑا اڑایا فرہاد خان
سامنے سے بھاگا لندھور نے فرہاد خان یکفری کا تعاقب کیا تھوڑے عرصے مین فرہاد خان
سامنے سے غائب ہو گیا لندھور نشان نعل دیکھکر طرف صحرا کے چلے کہین پتہ نہین ملتا حیران
ہین کہ ای لندھور یہ لوگ بھاگ کر کہان گئے اُدھر مالک بھی آوارہ ہین نشان نعل پر جستجو کر رہے
ہین اگر وہ طرف مشرق کے گئے تھے تو یہ مغرب کی جانب جاتے ہین ایک صحرا مین مالک اور لندھور
سے ملاقات ہوئی لندھور نے پوچھا ای مالک ہین تو عرصہ سے آوارہ پھر رہا ہون کسی کا پتہ نہین ملتا
اِن کمبختون کو زمین کھا گئی یا آسمان پر گئے عرصہ دراز مجکو ہوا کہ ڈھونڈھ رہا ہون لندھور نے کہا
یہی حال میرا بھی ہی کہ سامنے سے غائب ہو گئے یہان لشکر والے بعد جانے مالک و لندھور
کے حیران دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابراہیم کو جو سب نے آگے
آگے دیکھا گھبرا گئے چاہا کہ بھاگ کر نکلجا ہین ابراہیم نے وہین سے نعرہ کیا اور بوق ترکی کو
دم دیا کہ ای قزاقان بزنید و بہ بند بد قزاقون نے سامنے آکر اول کمانین کاندھون سے اُتارین
تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا چالیس ہزار تیر جو ایک مرتبہ چلے خطا شعار کب بچتے تھے چالیس
پچاس ہزار آدمی گرے گھوڑے جو اُنکے کوتل ہوے قزاقون نے تالیان بجائین آتشبازی کے
حقے داغے گھوڑے کڑکڑا کے بھاگے ہزارون اُن کوتل گھوڑون سے پامال ہوے اب
جو آگے قزاق گرے لگنا ہین کا تین خیمون پر فیتلے بارود کے پھینکے بارگاہین جلنے لگین مسلمان چہار
طرف سے گھیرے ہوے ہین صندل نے جو یہ ہنگامہ سُنا تمن کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلی دیکھا کہ
ہنگامہ گرم ہی اہل فوج استقدر قتل ہوے ہین کہ خون کا دریا بہہ رہا ہی لاشین جابجا تڑپ رہی ہین
صندل دشمن نے چاہا کہ سحر کرکے افسرون کو تو مین گرفتار کر لون ایسا نہو کہ اِدھر اُدھر نکلجا ہین
دونون چھپین داراب نے بڑھکر ابراہیم کو خبر دی ابراہیم نے فوراً آکر بوق بجایا کہ ای
قزاقان بدرروید قزاق تڑپ کے نکلے ایک غول مین ابراہیم گھرے تھے چاہا کہ لڑبھڑ کر نکلون
لوگون نے گھیرا داراب نے جو دور سے دیکھا کہ ابراہیم گھرے ہوے ہین نکل نہین سکتے داراب
نے قریب آکر ایک حقہ آتشبازی کا مارا اندھیرا جو ہوا داراب نے اُس اندھیرے مین سطح

خنجر زنی کی کہ کچھ گھوڑوں کے پاؤن کاٹے کچھ سواروں کو مارا گھوڑدوں مین ددلتی اور لٹپٹک
چلنے لگی ابراہیم نے جب کافرون مین انتشار دیکھا تو شمشیر زنی کرکے نکلے داراب ایک نخل کے
بیچ مین چھپ گیا جب دیکھا کہ ابراہیم نکل گئے تو ایک بڑھیا کی شکل بنکر روتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ
ہاے میرا فرزند نوجوان ایک مہینے کی تنخواہ بھی نپائی قزاق دغاباز نے میرے بچے کو دھوکا
دیکر مار لیا مگر بڑھیا کے دودھ کی ایسی تاثیر تھی کہ چار پانچ قزاقوں کو مارا مگر ایک قزاق دغاباز
تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی وہ نگوڑا نادان پلٹ کر دیکھنے
لگا اُس قزاق نے بے دردی سے ہاتھ مار دیا سر اُسکا کٹ کے گر پڑا ورنہ وہ ابھی دس کو قتل
کرتا صندل نے دور سے دیکھا کہ یہی شخص گھس پل کر گیا تھا آتشبازی چھوڑ کر ابراہیم کو مجمع
سے نکالا تھا اب بڑھیا بنا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای بڑی بی ذرا ادھر آؤ مین تمھاری
تنخواہ مقرر کرونگی داراب سامنے چلا آیا صندل نے پکار کر کہا اسکا ہاتھ پکڑ لو جیسے ہی
کنیز نے ہاتھ پکڑنا چاہا ویسے ہی داراب نے خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک جست کرکے
بھاگا چاہا کہ صندل نے جو کنیز کا لاشہ دیکھا اور داراب نے قصد کیا کہ مجمع فوج مین گھس جاؤن
صندل نے ایک دم سحر زمین پر مارا اور آواز گیردی داراب لڑکھڑا کر گرا کنیزون نے گرفتار
کر لیا مشکین باندھکر سامنے صندل کے لائین صندل نے کہا اِسکا منہ دھلاؤ منہ جو دھلایا گیا
روغن عیاری کا چھوٹ گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار خنجر برہنہ ہاتھ مین چست وچالاک بیباک ہی
صندل نے کہا اسکو بجا کر قید کرو صبح کو اسکو قتل کرونگی داراب کو قید کیا چند سوار پیدل
براے نگہبانی بیٹھے یہان ابراہیم اپنے مقام پر آکر پہونچے فرہاد وارشیون بھی آئے سب کو
ابراہیم نے شمار کیا فقط داراب کو نہ پایا حیران ہوکر فرمایا صاحبو داراب پر کیا گذری لوگون
نے کہا جب حضور نے بوق ترکی بجایا ہم لوگ اپنی اپنی جان بچا کر نکلے مگر داراب حضور کے
پاس پہونچا مجمع مین جا کر حقہ ہاے آتشبازی مارے پھر نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری ابراہیم نے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ داراب پھنس گیا مین جب مجمع سے نکلا ہون تو مین نے دیکھا تھا کہ ایک نخل کے
پیچھے جا کر چھپا صورت بدل رہا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہوگیا تو
کیونکر اُسکی رہائی ہوگی کوئی تم مین ایسا ہو کہ جا کر خبر لاسے یہ سنکر ایک سوار چلا پھرتا پھراتا لشکر مین

پہونچا جابجا یہی ذکر ہو رہا ہی کہ آج عیار گرفتار ہوا ملکہ نے اُسکو قید کیا ہی صبح کو قتل کیا جائیگا میدان
خونی کی تیاری کا حکم دے چکی ہین اُس سوار نے سامنے آکر دیکھا ایک خیمہ مین داراب
زنجیر پہنے بیٹھا ہی دروازے پر چند نگہبان مونڈھے بچھائے بیٹھے ہین جو کوئی سامنے آتا ہی
اُسے للکار دیتے ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا کوئی اِسطرف سے راستہ نہین چلتا سوار یہ سب
باتین دیکھکر پلٹا خدمت مین ابراہیم کی آیا تمام کیفیت بیان کی کہ حضور داراب گرفتار ہی
صبح کو صندل اُسے قتل کریگی ابراہیم نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا انشاءاللہ کیا مجال ہی
کہ داراب کو کوئی قتل کرسکے یہان مالک نے داراب کو بلوایا لندھور نے کہا اے داراب
تو ہمیشہ سے میرا عیار ہی کبھی کوئی تجھکو تکلیف نہین پہونچی ہمیشہ تیری قدردانی کی تو مجھ سے کیون
باغی ہوا ہی اُن چورون کا پتہ بتا دے اور مال جو یہان سے لوٹ لیگئے ہین اُسکا پتہ دے
میرے پاس ہین سے رہ اے داراب جو مین نے خیال کیا تو مذہب خداوند لقراط ثانی ٹھیک ہی
ایسی خداوند نے خاطر کی کہ خود تشریف لائے جال ابنار کھا گئے ہین تجکو بھی قدرت کے سامنے
پیش کرونگا قدرت سرفراز فرماینگے تیرا مرتبہ بڑھاینگے داراب نے کہا اے آقاے نامدار آپ بجولی
واقف ہین مین شاگرد خواجہ عمرو کا ہون مجھے کون پا سکتا ہی مین نے خاص اسی واسطے اپنے کو
گرفتار کرایا کہ اُن دزدون کے پاس سے نکلون آپ کی خدمت مین پہونچون لہذا میری آرزو پوری
ہوئی میرے ساتھ چلیے مین سب کو گرفتار کرادون مال ایک دره کوه مین اُن سب نے رکھا ہی
میرے ساتھ چلیے مین مال نکلوا دون اُس مین سے ابھی کچھ صرف نہین ہوا مین سب اٹھوا دونگا
مگر وہ لوگ میرے ساتھ بغاوت کرینگے لندھور نے کہا کیا مجال ہی کہ تمپر نگاہ بد ڈال سکین داراب
نے کہا چلیے لندھور و مالک تیار ہوے داراب نے کہا میری قید کاٹ دیجیے اور لندھور کے
اطمینان کو تصویر لقراط ثانی رکھکر سجدہ بھی کیا لندھور خوش ہو گئے مالک سے کہا یہ میرا عیار
ہی سب کو گرفتار کرا دیگا اسکی راے پر کام کر صندل نے کہا کہ اے داراے ہند ایسا نہ ہو یہ
کوئی مکر کرے تمہارے ہاتھ سے نکل جائے لندھور نے کہا میرا عیار ہی میرے ساتھ رہیگا اب اُنکا
ساتھ نہ دیگا داراب مالک و لندھور کو لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا کبھی آگے بڑھ جاتا ہی جب لندھور
پکارتے ہین چلا آتا ہی لندھور کو مطمئن کرتا ہوا ایک پہاڑ کے پاس لایا درے مین گھُس کر

ایک صندوقچہ نکال لایا کہا دیکھیے سب مال مین ہو درہ کوہ بھرا ہوا ہی صبح کو جب آن کے دیکھینگے
تو بہت چہنیگے مال کا ابراہیم کو بڑا غم ہوگا اپنے لشکر کا خرچ اسی مال پر رکھا ہی یہ کہکر وہ صندوقچہ
لندھور کے ہاتھ مین دیا پھر کہا کہ آپ اسکو ہاتھ مین نہ لیجیے مین اور مال نکال لاؤن آپ ادھر
سے کنارا کر آئیے وہ صندوقچہ بھی لندھور سے لے لیا لندھور و مالک دوسری طرف سے چلے داراب
دورے سے نکلکر بھاگا پکار کر آواز دی اب مین تمھارے واسطے ان لوگون کو لاتا ہون یہان ابراہیم
ہم بیر سوچ رہے ہین کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ داراب آتا ہی ابراہیم نے اٹھکر گلے سے
لگایا کہا ای یار وفادار کیونکر رہائی پائی داراب نے سب حال بیان کیا کہ دونون کو دھوکہ دیکر
آئے ہین وہ جنگل مین پھر رہے ہین جلکر انکو گھیر لیجیے ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق تیار
ہوکر سامنے آئے داراب کو سب سے ملوایا کہا صاحبو چلو ای داراب وارشیون تم جلکر لندھور
و مالک کو گھیر وہ مین جا کر لشکر کو لوٹ لون فرہاد وارشیون طرف لندھور کے چلے ابراہیم نے
چار پانچ ہزار جوان فرہاد وارشیون کے ساتھ کیے کہا خبردار انکو ذلیل کرنا مگر کوئی وار نہ پڑنے
پائے کہ جان پر بنے فرہاد وارشیون ادھر چلے ابراہیم گھوڑا اڑاتے ہوے مع قزاقون کے لشکر
پر آ کے گرے خیمون کی طنابین کاٹین اور فتیلے پھینکے کہ خیمے جلنے لگے ہر طرف سے شعلے نکلنے لگے
لشکر بے سردار گھبرایا بھاگنے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا کوئی درخت کی آڑ مین چھپا بعض منہ
لپیٹ کر بچھو پڑ رہے اگر کسی نے آکر کہا کہ لڑائی کا وقت ہی ای برادر اٹھو جنگ مین شریک ہو جاییے
کہ جانی بخار چڑھا ہوا ہی شام سے عارضے مین مبتلا ہین اٹھنے کے لائق ہی نہین ہین ورنہ ہم ایسے
تھے کہ جنگ سے چھپتے سب طرح کے لوگ ہین کوئی بھاگ کر جھیل مین ڈوبا کوئی اندھیرے کنوین
مین گر ڈوب کر جان دی مگر تلوار کے منہ پر دو چڑھے چند بھاگے کہ جاکر لندھور و مالک کو خبر کرین کہ
آپ تو شکار کو لیکر ادھر آئے وہان قزاقون نے لشکر لوٹ لیا ہزارہا مارے گئے اب سارا لشکر
تباہی مین ہی جلد پہنچیے یہ سوچکر تلاش مین لندھور و مالک کی چلے وہان لندھور و مالک داراب
کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ ہوا سے گرد اڑتی دیکھا قزاق آتے ہین قزاقون کو دیکھکر سمجھ گئے کہ دیکھیے
ان قزاقون سے کیا گذرتی ہی یہ سب جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہین فرہاد نے وہین سے للکار کر
قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان دونون کو گھیر لو قزاقون نے آکر چار جانب سے گھیرا نیزے و تیر

مارنے لگے جدھر مالک ولندھور ردوڑتے ہین وہ سامنے سے بھاگتے ہین پشت پر جو لوگ ہین
وہ نیزے مارنے لگتے ہین خون کی چھینٹین جسم سے دلون کے آ رہی ہین چاہتے ہین کہ فرہاد و
ارشیون پر جا پڑین مگر قزاق کب بڑھنے دیتے ہین اور یہی کہتے ہین کہ ای داراے ہند
ہمارے سامنے سے بھاگ جاؤ اپنی جان بچاؤ اگر مار ڈالنا منظور ہوتا تو اب تک قتل کر چکتے
ہمارے افسر کا حکم ہی کہ جان نہ لینا زخمی کرنا لندھور و مالک لپک لپک کر لڑ رہے ہین اور بڑی
جانبازی کے ساتھ مصروف جنگ ہین آخر مالک و لندھور ایک نخل کے سایہ مین آ کر کھڑے ہوے
ہین قزاق تیر مار رہے ہین یہ دونون جوان تیرون کو قلم کرتے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی کئی ہزار
سوار بدحواس بھاگے ہوے آئے پکار کر آواز دی کہ ای داراے ہند جلد چلیے ورنہ لشکر کا خاتمہ
ہوتا ہی چالیس پچاس ہزار جوان مارے جا چکے اب کسی کا قدم نہین ٹکتا اور آپنے کچھ مال بھی
پایا لندھور نے کہا مال کے خیال مین آ کر گم گئے اب ہماری خود جان پر بنی ہی آ کے شمشیر زنی کرو
ہم ان ظالمون کے ہاتھ سے بچین تو لشکر مین پہونچین دیکھین تقدیر کیا دکھاے ابراہیم وغیرہ
نے بڑی قیامت برپا کی ہو گی ہمین یقین تھا کہ وہ لوگ رہا کرنے داراب کو آوینگے مگر داراب
ہم کو دم دے کر نکلکا اب دیکھین کیا انجام ہو سوارون کو دیکھکر کچھ قزاق ہٹے کہ الیاس ہو یہ بھی ہمسر
ہو کرین لیکن وہ لوگ ایسے خائف و ترسان ہین کہ دور ہی سے پینا لینا کر رہے ہین بخوف
قزاقان قریب نہین آتے مالک و لندھور لڑتے ہوے نکلے اپنے سوارون کے بیچ مین
پہونچے کہا یارو نکل چلو سوار لندھور و مالک کو لیکر بھاگے فرہاد و ارشیون نے پشت سے
تیر اندازی کی کئی سو سوارون کو گرایا لندھور نے انکا گرنا غنیمت جانا کہا یارو جو مارے گئے
وہ مارے گئے جو بچے ہین انکو لیکر بھاگو مگر اسوقت آ کر پہونچے کہ ابراہیم لشکر کو لوٹ رہے ہین
یہان شور سنکر صندل جادو وہمن و خنداں بارگاہ سے نکل ہین دونون نے سر اٹھا کے دیکھا
خزانہ لٹ گیا ہی خیمہ جل رہے ہین شعلہاے آتش نکل رہے ہین قزاق لوٹنے مین طاق جو
سوار مر کر گرا اسکی کمر سے ہمیانی کاٹ لی گھوڑے ہزارون ڈر رہا پلٹین تلوارین جو سوارون کی
گرتی ہین سب اٹھا کر اپنے گھوڑون پر لاد لیتے ہین کہ لندھور و مالک کا نعرہ ہوا ابراہیم
نے دور سے دیکھا کہ لندھور و مالک اس رنگ سے آتے ہین کہ بدن تمام فگار و بنا ہی

خود پرزے پرزے ذرہ بارہ صندل وسمن وغیرہ نے ارادہ کیا کہ اب سحر کرین داراب
نے جیت کر ابراہیم کو خبر کی کہ حضور اب نکلیے جادوگرنیان خیمے سے نکل آئین ایسا نہ ہو
کوئی افتاد پڑے ابراہیم نے اسی وقت بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بد رروید سب
قزاق لڑاتے بھڑتے نکلے ابراہیم نے سب کو ساتھ لیا سامنے سے لندھور و مالک کے
لڑتا ہوا چلا اور آواز دی کہ ای مالک و لندھور ہم کو صاحبقران کا خیال ہر کہ انکا پتہ
چلے اور انکو رہا کرین تب تم لوگون کو حجاب ہوگا لندھور نے کہا ای ابراہیم جسدن تمکو
پاگیا فوراً قتل کرونگا قزاقون نے جواب دیا کہ او ہندی بے دولت اسی امید مین
رہیگا ہمارے افسر کو پا سکتا ہے لندھور نے چاہا پیچھا کرون صندل نے پکار کر آواز دی
ای دارائے ہند قزاقون کا پیچھا نہ کرو ان چوٹٹون کو نکلجانے دو اب ہم سحر کا انتظام کرینگے
ایک سحر مین سب کو گرفتار کر لینگے سمن جادو نے مالک کو پکارا کہ ای پہلوان دوران آگے
نہ بڑھو چلو کہ تمھاری زخم دوزی کرین شام سے صحبت ویران پڑی ہے ہم لوگ حیران ہین

نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا — تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا
کہان ہمنے نہ اس دردِ نہانی کا اثر پایا — یہان اٹھا وہان چمکا ادھر آیا ادھر پایا
کیا ترکش جو خالی میرے تیر انداز نے مجھپر — پکارے سب یہان زخمِ سفاک بھر پایا
دل بیتاب کے پہلو سے جاتے ہی گیا سب کچھ — نہ پائین سینے مین آہین نہ آہون مین اثر پایا
نہ ملنے کا وہ شاکی ہو اگر ہمسے عجب کیا ہے — کہ اسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا
ہماری آنکھ اور ایک اشک حسرت تک نہین باہم — پھرا دیکھا کیے اکثر جسے خالی وہ گھر پایا
جیب اپنا اگر دیکھا تو داغِ عشق کو دیکھا — طبیب اپنا اگر پایا تو اک دردِ جگر پایا
کیا گم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کی — کسی کو پا کے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈ کر پایا
نہ دیا لا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری مین — جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا
بہت سے اشک رنگین ای جلال اس آنکھ سے ٹپکے — مگر بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگِ اثر پایا

معشوقون نے لندھور و مالک کو سمجھا کر بارگاہ مین داخل کیا لندھور و مالک کی زخم دوزی
ہوئی مگر داراب ہرچند کہ ابراہیم نے فتح حاصل کی مگر روتا پھرتا ہے دل سے باتین کرتا ہے

کہ دی داراب ایسا نہوا گر اس شبخون مین یہ شاہزادے امیرزادے سامنے لندھور اور مالک کے پہونچلیئے تو وہ مبہوت ہو رہے ہین انکے دشمنون کو قتل کر ڈالینگے یا قزاق کہ ہر روز نئے طور سے شبخون مارتے ہین کسی دن ذلت کے خیال سے لندھور اور مالک اپنی جان دیدین یا قزاقون کے ہاتھ سے مارے جاوین یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ اپنے آپ مین نہین ہین سحر مین انکے قلب اُلٹ گئے ہین مبہوت ہو رہے ہین جو حرکت نہ اُنسے ہو جاوے عجب نہین جب تک کہ صندل دشمن قتل نہوگی یہ دونون جوان ہوش مین نہ آوینگے پھر میری تو یہ مجال نہین ہی کہ ایسی جادوگرنیون پر ہاتھ ڈالون رات بھر اسی خیال مین رہا کیا صبح کو اُٹھتے ہی خواب مین بزرگ کا آنا یاد آیا طرف صحرائے ویران کے چلا اس صحرائے ویران مین پہونچکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی گرا دیچی باندھے ہوے ایک تھیلہ کاندھے پر لدا ہوا لوٹا دوسرے ہاتھ مین لیے ہوے ایک کنوین پر چڑھ گیا پانی بھرنے لگا پانی بھر کے پیا دوسرا لوٹا بھر ہاتھ منہ دھونے کو بھرنے لگا کہ صحرائے گرد آلودہ دیکھا کہ خواجہ عمرو حیران و پریشان ریش وغیرہ پر خاک پڑی ہوئی جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین مسافر کو دیکھکر کنوین پر چڑھ گئے دوڑکر لپٹ گئے کہا بھائی کہان سے آتے ہو تمنے ہمکو نہین پہچانا مسافر نے کہا مین کئی سال سے راجہ کا نوکر تھا اب تنخواہ وغیرہ لیکر گھر جاتا ہون خواجہ کمر مین لپٹ گئے ہاتھ جو کمر پہ مارا یہ کہکر کہ بھائی میرے اسی مقام پر درد ہوتا ہی ہمیانی ٹٹول لی کہا پانی بھرو ہمارے پاس شکر ہی شربت بناؤ تم بھی پیو ہم بھی پئین پیاس کے مارے عجب حال ہی مسافر خوش ہوگیا لوٹا بھر لادا راب دور سے دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے کمر سے ایک تھیلی نکالی اسمین شکر بھری ہوئی تھی بہت سی لوٹے مین ڈالدی کہا بھائی تم پی لو پھر ہم پئینگے مسافر خوشی خوشی پی گیا پیتے ہی کلیجہ مین آگ جلنے لگی کہا بھائی اب مجھسے پانی نہین بھرا جاتا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی عمرو نے کہا شیرینی گرم ہوتی ہی شربت نے اپنی تاثیر کی ذرا ٹہلو کہ تسکین ہو مسافر ٹہلنے لگا جیسے ہی قدم بڑھایا بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ سر تلے ٹانگین اوپر خواجہ نے مسافر کے کپڑے اُتار لیے ہمیانی کمر سے کھول لی داراب نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک سپاہی کی شکل بنکر دوڑا ایکارتا ہوا او قزاق تو کون ہی کہ مسافر کا مال لیتا ہی مین تجکو پاس کوتوال کے لیچلونگا مین اس جنگل کا نگہبان ہون خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ پیادہ دوڑا ہوا آتا ہی چاہا جست کر کے نکلجاؤن سپاہی نے

دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کوتوال کے پاس چل عمرو نے کہا بھائی مین نے بے سمجھے اسکو بیہوش کیا اشرفیان
پیتل کی نکلین تمھارا جی چاہے تمھین لیلو داراب نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی یہ مسافر جو
راجہ کے یہان سے آتا ہی وہان پیتل کی اشرفیان تھی ہین خواجہ نے جلدی سے پوٹلی نکالی کر
داراب نے کہا ان باتون کو مین نہ مانونگا جتنی اشرفیان ہین سب نکالو دو چار تم لے لو
باقی مین سب اشرفیان لونگا ورنہ تمکو کوتوالی دکھاؤنگا خواجہ نے کہا ای سپاہی کیون حیران
کرتا ہی میرے پاس شمالہ ہے لے کر کھاؤ مین اپنے پاس سے تمھین اشرفیان دونگا میرا سراسر
نقصان ہوا داراب نے کہا کیا میری بھی فکر کیجیے گا جب تو خواجہ گھبرائے کہ یہ تو رازدان معلوم
ہوتا ہی آنکھ جو ملاتے ہین پہچانا کہ داراب عیار ہی فرمایا کہ ابے مجھ تیری شامتین آئی ہین ہمیشہ لندھور
کے دروازے پر پڑے رہے سپاہگری تمھارے باپ دادا نے بھی کی ہی چلو کوتوال کے پاس چلو
داراب نے بھی قدمون کو بوسہ دیا کہا استاد آپ کے جمال دیکھنے کی آنکھین مشتاق تھین ایک مرد
بزرگ نے عالم خواب مین ہدایت فرمائی تھی کہ اس شہر مین استاد سے ملاقات ہوگی آپ کا منتظر بیٹھا
تھا کہ آپ نے آتے ہی مسافر کی کملی کٹھری کی کیا جھٹ پٹ مار لیا ہی فرمایا ہٹو اور جو کچھ پاس اسکے
ہو مین لیلون داراب نے کہا آپ لیجیے فرمایا کہ نہین تم ہٹ جاؤ تم نظر لگاؤ گے داراب نے منھ
پھیر لیا خواجہ نے کپڑے بھی مسافر کے اتار لیے رقم لیتے جاتے ہین اور آہ آہ کرتے ہین فرماتے ہین
کہ بڑا نقصان ہوا ایک روپیہ کی تو مین نے شکر پلادی یہ پھٹے ہوئے کپڑے دستیاب ہوئے ٹانگ پکڑ لی
گھسیٹ کے مسافر کو کنوین مین ڈال دیا فرمایا ای داراب کہان سے آتے ہو داراب نے
روز کے سب حال بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ ایک
مہینہ کامل ہوا تلاش مین آقا کی پھر رہا ہون اب تک پتہ نہین ملتا اتنا تو معلوم ہوا کہ بقراط نے کہین
قید کیا ہی ہمکو پتہ نہین ملتا داراب نے کہا لندھور و مالک کو تو ابراہیم نے شبخون مار مار کے روکا
ہی ورنہ اب تک مقابلہ مین ایرج و نور الدہر کے پہونچ گئے ہوتے پہلے دن مالک لندھور کے مقابلہ
مین آئے دن بھر کشتی ہوئی دوسرے دن جاکر لندھور سے لگے فرہاد و دارشیون کی مشکین قتل
ہوئین اب بہرام و لندھور و مالک باقی ہین اسقدر جوش و خروش مین ہین کہ فرزندون کے قتل
پہ آمادہ ہین مگر ابراہیم نے ایسا دق کیا ہی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو رہے ہین جادوگرنیان مقابلہ کو

خلقت مین گر حوصلہ نہین پڑتا کہ سحر کرین خواجہ نے کہا کہ تم جاؤ خواہ لندھور سے خواہ الگ رہو
مین آؤنگا جادوگرنیون کی فکر کرونگا یہ باتین دونون کر رہے تھے کہ ایک طرف سے گرد اٹھی
دیکھا عرب دراز چیختا ہوا آتا ہی عمرو نے کہا عرب دراز کو پکارو داراب نے عرب دراز
کو پکارا عرب دراز بھی آیا خواجہ سے لپٹ کر رونے لگا کہا آپ اور مالک کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
پاؤنون مین آبلے پڑ گئے عمرو نے کہا تم دونون چلکر پاس ابراہیم کے ٹھہرو مین آؤنگا دونون عیار خواجہ
کو بخوبی سمجھا کر طرف ابراہیم کے چلے ابراہیم سے جا کر سب حال بیان کیا ابراہیم نے بیقرار ہو کر
کہا کہ خواجہ کو یہان بلا لے ہوتے مگر اب تم دونون عیار جا کر لشکر مین لندھور کے ٹھہرو جب
لندھور و مالک ہوش مین آئین تو ہمکو خبر کرنا لشکر بہت ہی ایسا نہو کہ گرفتار ہو جائین داراب
و عرب دراز خدمتگار بنکر لشکر لندھور مین آئے ارادہ ہی لندھور کا کہ کوچ کرین جادوگرنیون
سے تاکید ہی کہ جلد چلو جو حکم خداوند ہو وہ بجا لائین ایرج و نورالدہر کو سجدہ کرین کہ سرکار قدرت
سے ہمکو مرتبے حاصل ہون صندل نے کہا آج کی شب یہین رہو شاید قزاق نہ آوین اور
جو آوینگے تو ہم سحر کرینگے وہان ابراہیم پانچ کوس پر مسلح بیٹھے انتظار مین ہین کہ عرب دراز اور
داراب آ کر خبر دین تو ہم برائے مدد لندھور و مالک و بہرام جائین یہان صندل نے
جلسہ آراستہ کیا معشوق پہلو مین بیٹھے ہین ساقی نیچے حاضر ہوئے ایک نازنین شوخ و شنگ

موسوم بہ جلترنگ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا ۔ تڑپ کر رہ گیا نا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
آنکھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا ۔ مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
گلہ کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے ۔ کہ اسکو گدگدانا تھا تمہین بیباک ہونا تھا
حقیقت اسکی سب دریافت کرتے دیکھکر مجکو ۔ تحیر کو مرے آئینہ ادراک ہونا تھا
جو بھڑکانے سے بھڑکی تھی تو بجھ جاتی بجھانے سے ۔ لگی کو میرے دل کی آگ ہو کر خاک ہونا تھا
کبھی دل کو تو ہوتا حسرت دیدار کا صدمہ ۔ اسے بھی سینے آنکھین پھاڑنے پر چاک ہونا تھا
خدا کے سامنے نسے توبہ نہ کین نہ چار آنکھین ۔ دہن شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
یہی صحبت مین ہو انگور تار رگ کے پٹک پڑتے ۔ فلک کو وصل کی شب دار قیست تاک ہونا تھا

مگر جب تاب لائی تھی زعفریان دیکھ سکنے کی ۔۔۔ مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہوتا تھا
نہین معلوم ہم بھولے سے کسکو یاد آئے ہین ۔۔۔ خبر لاتا تھا دل کو ہچکیون کی ڈاک ہوتا تھا
لپٹ پڑتا تھا دشمن سے جلال اس صید افگن کے ۔۔۔ رگ گردن کو نخچیرون کی خود فتراک ہوتا تھا

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی یہ دونون عیار بھی بصورت مبدل دربار مین حاضر ہین کہ خوشبو آئی
معلوم ہوا کہ ہزار ہا مشک نافے کھلگئے صندل نے کہا کہین خداوند جاتے ہین دیکھو صاحبو کیسا
خوشبو آئی ہی کہ ایک دنا ماہوا اور آواز آئی کہ تم لقراط ثانی سب نے دیکھا کہ تخت پر سوار ہین تاج
مکلل بجواہر سر پہ رکھا ہی بہت بھاری لباس زیب جسم ایک گلابی شراب کی تخت پر رکھی ہی جلی
تخت اُترتا ہوا زمین پر آیا صندل نے اُٹھکر سجدہ کیا سمن بھی اپنے مقام سے اُٹھی لندھور
ومالک وبہرام نے اُٹھ اُٹھکر سجدے کیے لقراط ثانی نے کہا ای بندگان خبردار ہمکو سجدہ نکرو
وہ بندے کہ جو باغی ہین جب اُنکو سجدہ کرینگے تب تمکو بھی حکم دینگے سب خاموش ہو رہے
مگر لندھور نے کہا یا خداوند کل ہمارا ارادہ ہی کہ مقابلۂ نورالدہر مین جائین مگر قزاقون نے
بہت پریشان کیا ہی لقراط نے کہا ای بندۂ من ای سپہ سالار قدرت آج دریافت ہوا کہ دونون
بیٹے تمھارے ابراہیم کے ساتھ ہین مگر آج قدرت نے منع کر دیا کہ کوئی بر شبخون نہ آئے اب
وہ تمپر شبخون نہ آئینگے لیکن قدرت کو دریافت ہوا کہ صندل وسمن دختران آمادہ ہین کہ اگر
وہ لوگ شبخون نہ آئین تو ہم اُنکو سحر کرکے قتل کرین یہ سنکر سب تعریفین کرنے لگے کہ خداوند اُنکا
آنا باعث قوت ہوا لقراط نے کہا ایک ایک جام شراب اس شراب سے پی لو قدرت نے اسکو
آسمان پر رکھا تھا آج ایک گلابی لیتے آئے مگر صندل وسمن وغیرہ کا حصہ ہی دو دو سو برس
عمرین بڑھجائینگی لندھور ومالک وبہرام نے عرض کی ہماری عمرین خداوند نہ بڑھائیے گا لقراط
نے کہا تمھارے لیے اور تدبیر ہو جائیگی تم سپہ سالار قدرت ہو کوئی وقت ایسا نہین کہ تماری فکر ہو تمھارے
ومرتبے اعلے کرینگے کہ اہالی طلسم خیال سکندری تمھارے مرتبے پر رشک کرینگے لندھور دعائین دینے
لگے کہ ہم قدرت کی پرورش کے امیدوار ہین یہ کہکے لقراط نے جام لبریز کیا پہلے صندل کو اشارہ کیا صندل سلام
کرتی ہوئی اُٹھی جام ہاتھ سے قدرت کے لیکر پی گئی دوسرا جام لبریز کیا طرف سمن کے اشارہ ہوا سمن نے
بھی بتعظیم وتکریم جام لیا معشوقۂ بہرام دیکھنے لگی کہ یا خداوند کیا مین محروم رہونگی لقراط نے کہا اب

گلابی مین شراب نہین مگر تھوڑا پانی منگوا دو شیشہ دھو کر تمکو جام بھر کر دینگے اُنے پانی حاضر کیا بقراط نے شیشہ خوب دھویا جام لبریز کرکے معشوقۂ بہرام کو پلایا اور چنگ مرصع اپنے پاس سے نکالا اور چنگ بجا کے خود یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

لگا ہی مجکو اک خونریز بیپروا کے دامان کا ۔۔۔ نہ وہ خون شہیدان کا نہ وہ خاک شہیدان کا
یہ دل تمام حلہ طی کر گیا جو کوے جانان کا ۔۔۔ لیا ہی کام آج اس منچلے نے مرد میدان کا
وہ آتے ہین مرے گھر کہین ہون مین آپسے باہر ۔۔۔ کہ صاحب خانہ کو لازم ہی استقبال مہمان کا
وہ کافر ہی مرے تابوت کے ہمراہ ہولیتا ۔۔۔ کوئی کہدے کہ جاتا ہی جنازہ اک مسلمان کا
ہمارا دل وہ اکثر توڑتے ہین ہمکو یہ ڈر ہی ۔۔۔ یونہی لپکا نہ پڑ جائے شکست عہد و پیمان کا
تم آئے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا ۔۔۔ اُلٹ جائے نہ یہ تختہ کہین گور غریبان کا
جنون فصل بہاری کا کوئی تو رنگ دکھلائے ۔۔۔ چُبھین جو خار تلوون مین بنے کانٹا گلستان کا
کسی کی انجمن مین ہمکو جانا بھی چھپانا ہی ۔۔۔ ادھر تو داغ سودا کا اُدھر چاک گریبان کا
یہی دو کام ہین روز ازل سے ای جلال اُنکے ۔۔۔ کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل و جان کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صندل جادوگرنی ہی کہ یاخداوند آج تو نیا کمال سُنا بقراط نے کہا جب بہشت مین جاتے ہین حور و غلمان جمع ہوے اُنکے سامنے یہی شغل ہوجاتا ہی آج دل چاہا کہ بندگان تو کو بھی سنا دیجیے ہر مرتبہ صندل کہتی ہو یاخداوند ما و شعر گائیے قدرت خوب گا رہے ہین قضاے کار سمن نے نیچے بیٹھے کہا ای بوا صندل تمہارے سر پر سانپ کاٹنے آیا ہی مین موذی کو مارے دیتی ہون سر جھکائے بیٹھی رہنا صندل تو سر جھکا کر بیٹھی سمن نے ایک ڈھائی سیر کا جوتا اُٹھایا سر پر صندل کے دھڑ سے مارا صندل سمن کو لپٹ گئی کہا بیبا سامنے خداوند کے جوتیان مارتی ہو بقراط نے معشوقۂ بہرام کو بھی اشارہ کیا یہ بھی اتھلا رانے لگی جھوم جھوم جھاتا ہونے لگا آخر دونون جھگڑ کر تینون بیہوش ہو کر بستر خاک پر گرین عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم ۔۔۔ سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زکرشش کی بیاری ۔۔۔ جان سر ہنگ و دہ خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار ۔۔۔ عمرو آن شاہ عیاران عیار

لندھور و مالک و بہرام اُٹھے کہ عمرو کو پکڑلین عمرو نے ان تینون پر حباب بیہوشی مارے عمرو نے تینون جادوگرون کو قتل کیا صندل کا مرنا تھا درد سر پیدا ہوا ہنگامہ دار و گیر بلند سنگباری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من صندل دشمن وخندان بود اب عمرو منتظر ہو کر ان تینون کو ہوش آئے دیکھون تو کس حال مین ہین تینون پر حباب دافع بیہوشی مارا تینون ہوشیار ہوئے کانون سے بت توڑ کر پھینکے صد ہا سردار دوڑکر آگے کہ آج مارگاہ مین کیا قیامت ہو صدائین مختلف آرہی ہین یہ تینون سردار تلوارین کھینچکر جا پڑے اپنے حال پر روتے تھے کہ جادوگرون نے خوب ہمکو ذلیل و رسوا کیا دارا ب وعرب دراز کہ بشکل خدمتگار حاضر تھے جلکر ابراہیم کوہ جگر کی ابراہیم فوج تیار کیے ہوئے بیٹھا تھا فوراً بوق ترکی بجایا سب قزاقون کو لیکر آگیا سکان کا بھائی بہتان نیزہ باز کل فوج ساتھ لیے جنگ کر رہا ہی کہتا ہی ان تینون کو گرفتار کرلو کہ نعرہ قزاقان کی صدا آئی آواز بوق کی سنکر بھاگنے لگے بہتان نے کہا یارو سات لاکھ سوار لیکر ہم آئے تھے لاکھ سو جوانون مین قتل ہوئے اب بھی چھ لاکھ باقی ہین تین جوانون کا مار لینا کیا بڑی بات ہی ہر طرف سے زنجیرین اور کمندین لندھور و مالک و بہرام پر پڑنے لگین قریب ہی کہ گرفتار ہو جائین لندھور نے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اسوقت

مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی **نظم**

تمہر تابع فرمان تو شہان محتاج — ضعیف سائل درگاہ تو جہان محتاج
تو شاہ دور زمانی زمانہ محکومت — توئی خداے جہان و جہانیان محتاج
تو بے سوال دہی گنج و مال سائل را — چہ حاجت است کشایدبدان زبان محتاج
کہ الطف تو سلطان ملک و مال شود — غنی شود بعطاے تو ناتوان محتاج
تو بحر فیضی و مخلوق تشنۂ دم آب — تو خوان نعمتی و خلق بہر نان محتاج
بحود و صورت گردون سر نیاز نگون — پے حصول مقاصد بر آستان محتاج
ہمیشہ صاحب حاجت کشادہ دست دعا — نہادہ گردن تسلیم ہر زمان محتاج
بیار بار خدایا غریب ہندی را — بفضل و رحمت خویشی در جہان محتاج

اُس ہنگامہ داری مین ابراہیم آکر پہونچا فرہاد نے جو دورسے باپ کو مصیبت مین دیکھا تو لڑتا ہوا قریب

باپ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ نہ گھبرایئے گا دونون جھگڑنے لگے خواجہ عمرو نے جب
دیکھا کہ جنگ بخوبی ہونے لگی بھائی کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کا حال نہین معلوم ہوتا خواجہ حقہ ہاے
آتشبازی مارتے ہوئے قریب خزانہ کے پہونچے اول بصورت چوبدار سامنے خزانچی کے آکے کہا
بارگاہ مین جاؤ قدرت تمہین یاد فرمارہے ہین خزانچی اودھر گیا عمرو نے دیکھا ایک خیمہ مین توڑے
بچھے ہوئے ہین جال ایسا ہی نکالکر مارا آواز دی کہ ای جال جنجال ہو کے گر یوٹی بھی جار جا انگل اٹھا عمرو
اب جو جال کھینچا توڑے زنبیل مین آگئے وہان گھمسان پڑ گیا اب خواجہ چلے راہ مین لاشے پڑے
ہوئے ملے انگلیان انگلیان اتارنے لگے قضاے کار جب صندل گری اور عمرو نے سرکاٹا سب تو باہر
چلے آئے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی کہ صندل کا سر چٹا ایک طائر پیدا ہوا اڑتا ہوا طرف قصر سکندری کے
چلا وہ وقت ہی کہ لقراطانی تخت پر بیٹھا ہی گرد سب سردار ساحر وغیرہ ساحر جمع ہین لقراط کہہ رہا ہی
اب کل لندھور مقابلہ نورالدہر ہین اور مالک مقابلہ ایرج مین پہونچینگے کہ سنتا ہوا سب نے
دیکھا کہ ایک طائر سبز رنگ دربارگاہ سے پیدا ہوا کاندھے پر لقراط کے آکر بیٹھا لقراط نے طائر
کو دیکھکر سر پیٹ لیا پکار کر کہا اے تونے کیونکر رہائی پائی طائر نے زمزمہ سرائی کرکے کہا یا خداوند
صندل قتل ہوئی لندھور وغیرہ ہوش مین آئے اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے قزاق آکر لوٹ پڑے
ہین عمرو اب مردون کو ٹٹولی رہا ہی خزانہ تو لوٹ چکا لقراط نے پکار کر آواز دی ارے کوئی جائے عمرو
کو اٹھا لائے پرند جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام جاتے عمرو کو گرفتار کر لائے لقراط نے
کہا اے پرند جادو جلد جاؤ نخل کے نیچے ایک لاش پڑی ہے اسکو عمرو لوٹ رہا ہی ہمیانی کھولا جاہتا ہی
جاتے ہی سحر کرنا ہاتھ پاؤن بیکار کرکے پکڑ لینا مگر میرے پاس اس ظالم کو نہ لانا جزیرۂ آتشبار مین
لیجانا آتشبار جادو سے کہنا کہ جہان صاحبقران قید ہین اسی مقام پر جا کر ساربان زادہ کو بھی قید
کردے پرند جادو چلا حقیقت مین خواجہ ایک مردے کو کھینچکر زیر نخل لائے ہین ہمیانی کاٹ رہے ہین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم پرند جادو وار دہین سے سحر کیا خواجہ منہ کے بل گرے پرند نے جھپٹ کر
خواجہ کو اٹھا لیا جب لیکر بلند ہوا تو دیکھا کس زور و شور سے لڑنے والے لڑ رہے ہین ابراہیم نے
صفین درہم و برہم کی ہین امیرزادے اسکی پشت پر جس غول مین پہونچے ہزار ہا لاشے گرادیے کسی کو
خبر بھی نہوئی کہ عمرو کو کون لے گیا پرند جادو عمرو کو لیکر بلند ہوا آسمان سے دیکھا ہر مقام پر

تلوار چل رہی ہی بستان ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی پکارتا ہی یارو مین تم سب کو افسر
کراؤنگا قدرت سے انعام دلواؤنگا تم چھ لاکھ ہو وہ چالیس پچاس ہزار ہین کہ بہرام لڑتا ہوا
قریب بستان کے پہونچا پکار کر آواز دی مردان عالم سے مقابلہ کر تیری جرأت ہم بھی دیکھین
بستان بہرام کو دیکھکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار
چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا بستان نے آواز دی الامان بہرام نے کہا
امان بشرط ایمان بستان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا لڑائی موقوف ہوئی ابراہیم نے بھجوا
آیا سالندھور و مالک کی زخمداری ہوئی مالک کو بیقراری ہی کہ مین بخدمت ایرج جاؤن ابراہیم
نے پچیس ہزار سوار ساتھ کیے مالک ان سب کو لیکر طرف ایرج کے روانہ ہوے جب لندھور
نے خبر پائی کہ مالک طرف ایرج کے گئے تو لندھور نے ابراہیم سے اطلاع کی کہ ای فرزند اب
ہم بھی خدمت نورالدہر مین پہونچین ابراہیم نے لندھور کو بعہدۂ سپہ سالاری قائم کیا اور آپ
قزاقون کو لیکر الگ ہوا لندھور بن سعدان طرف نورالدہر کے روانہ ہوے لیکن پرند جادو خواجہ
کو لیکر چلا وہ صحرا طی کرتا ہوا جاتا ہی منظور ہی کہ جہان صاحبقران قید ہین وہین لیجا کر عمرو کو بھی قید کرون
آتشبار جادو نے صاحبقران کو باغ آتشبار مین قید کیا ہی گرد دیوارون کے آگ روشن ہی بیچ
باغ مین ایک چبوترہ ہی صاحبقران کو قفس مین بند کرکے ایک نخل مین لٹکا دیا ہی اور اسم اعظم
صاحبقران بند کرکے بارہ دری مین شیشہ رکھا ہی آٹھ پہر حفاظت کرتی ہی ایک دن اپنے مکان مین
بیٹھی تھی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ دیکھیے اس قیدی کا کیا انجام ہوا اگر آب و دانہ نہ پہونچاتے تو اب تک
تڑپ کے مرجاتا کہ پرند جادو آکے پہونچا کہا ای ملکہ عالم اس ساربان زادے کو مین لایا صندل
دستمی گلنار وغیرہ نے بڑا کارنمایان کیا تھا مگر موت نے انکو مہلت نہ دی اسی ساربان زادے
نے جاکر انکو مارا آپ کے نام فرمان خداوندی ہی کہ اس ساربان زادے کو بھی بھیجیے آپ کی حفاظت
کی قدرت تعریف کرتے ہین آتشبار نے کہا ای پرند مہینون کا زمانہ نہ گذرا کہ مین نے حمزہ کی
حفاظت کی بڑا خیال اسی ظالم کا تھا کہ ضرور فکر مین صاحبقران کی آئیگا تمنے بڑا کام کیا کہ اسکو
پکڑ لائے مین ایسے طور پر قید کرونگی کہ جو بھی وہان نہ جاسکے اصل کیفیت یہ ہی کہ باغ کے چار
طرف آگ روشن ہی وسط باغ مین چبوترہ بلور کا اسی مقام پر حمزہ کو قفس مین لٹکا دیا ہی یہ سکے

کنیزون کو اشارہ کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ قفس آیا پرندے نے اپنا سحر اتارا آتشبار نے اپنا سحر قائم
کیا سحر کی جو بدلی ہوئی عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سراپا آتش ہر ناک سے شعلے آتش کے
نکل رہے ہین اور ایک ساحرہ بردست تاکید قید کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ ای ملکہ عالم اگر آپ فرمائین تو
مین بھی اسی مقام پر رہون دونون کی حفاظت کرون آتشبار نے کہا ای پرندہ تم خدمت خداوندین جلو
اور کہنا کہ آتشبار نے عرض کیا ہے کہ اب ان لوگون کو اور کہین قید کیجیے مین نے اپنے اوپر آب و
دانہ حرام کیا ہے یہ وہ لوگ ہین کہ انکو کوئی قید کر سکتا ہے دو وقت جاتی ہون آب و دانہ پہونچاتی ہون
اگر قدرت ایسا کرین کہ ان قیدیون کو بلوالین تو بڑا احسان ہو آج تک تو کسی نے ارادہ نہین کیا
کہ میرے باغ مین آتا مین نے نخل پر سحر کر دیا ہے جو کوئی قریب آئے تو نخل بجا خبر دے مالی بھی باغ
کے قریب اس نخل کے نہین جاتے لیکن جب ساحرہ جنگی قید انکی خدمت خداوندین بھیجدونگی ایک
کوئی انکی قید نکھ سیلگا پرندہ نے بڑی تعریفین کین کہ ملکہ تمنے بڑا کام کیا صاحبقران کی قید کا رکھنا جنکی
فکر مین طلسم کشا آتا ہے کیا آسان ہے یہ باتین آپسمین بڑی دیر تک رہین آخرکار پرندہ جادو رخصت
ہوا بخدمت لقا اطنانی جلا آتشبار نے عمرو کا قفس بھی لاکر درخت مین لٹکا دیا صاحبقران بھی
اسوقت ہوشیار ہوگئے تھے قفس مین تڑپ رہے تھے کہ آتشبار نے لاکر دوسرا قفس لٹکایا امیر نے بہ نگاہ
غور دیکھا اپنے یار وفادار کو پایا پکار کر آواز دی ای یار وفادار ذرا آنکھ تو کھولو آج تمھاری قید آسنے
سے رہائی کا خیال نہ رہا عمرو نے آواز صاحبقران کی سنکر آنکھ کھولی عرض کی آقائے نامدار جس
دن سے آپ غائب ہوئے سرداران ہمقوم آپ کی تلاش مین پھر رہے ہین آپ ہی کی جستجو مین
اکثر قلعے فتح ہوئے خدا کا شکر کہ انکا باج و خراج اُنھین سردارون کے پاس آتا ہے امیر نے
فرمایا خواجہ ہماری کسی نے خبر نہ لی عمرو نے عرض کی ای آقائے نامدار واہ مولائے قدر شناس
دو صحیفے مین تمام کوہ و دشت بیابان مین نے چھانے مگر کہین آپ کا پتہ نہ پایا آخر عیاری کرکے ایک
مقام پر پہونچا تھا کہ داراب نے آکر بیان کیا کہ لندھور و مالک و بہرام سحر مین صندل دشمن
و خندان کے مبتلا ہین لیکن ابراہیم نے وہ کارنمایان کیا کہ لندھور و مالک وغیرہ کو جانے نہین
دیا جو اسد غازی نے ایرج کے ساتھ کیا تھا وہ رنگ ابراہیم نے لندھور کو دکھایا آپ مین نے جا کر
اُن جادوگرنیون کو مارا نہین معلوم اس پرندہ نے مجکو کیونکر پایا اگر آپ مطمئن رہین لو اللہ ہر کو آپ کا

برا حال ہے ہر وقت یہی فکر ہے کہ جد عالی تبار قید مین ایرج و نور الدہر اٹھہرا سی فکر مین ہین کہ تا بحضور پہونچین یا تو وہی شیرا کے رہا کرینگے یا شاید کوئی اور باعث پروردگار پیدا کریگا امیر دیر تک باتین کیا کیے عمرو بھی حال صاحبقران دیکھکر بہت رویا ریش کے بال بڑہتے ہوئے ناخن جو رشک ہلال تھے انکو مرتبہ کمال ملا ہے چہرہ زرد جدائی مین فرزندون کی دل مین درد عمرو نے بہت تسکین دی کہ آقا ے نامدار آپ نہ گھبرایئے غلام حاضر ہوا ہے انشاءاللہ اب کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی میرا تو حال آپ جانتے ہین کہ جہان مین قید ہوا جسنے قید کیا اسکو مارا آج روز اول تھا مین نے آتشبار سے کچھ کلام نہین کیا انشاءاللہ جو آئیگی کلام کرونگا کوئی تدبیر نکلیگی خواجہ عمرو و صاحبقران سے یہ باتین ہو رہی ہین مگر پرند جادو خواجہ کو یہان چھوڑکر طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین ایک پہاڑ پہ آکے ٹھہرا سر اٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب ستیھی پر سوار پشت پر فوج بحساب سرداران اپنے لشکر ساتھ لیے ہوے آگے ہوئے پرند نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ایرج نوجوان ہے خیال مین گذرا کہ انکو کچھ صدمہ پہونچاؤن کہ آگے نہ بڑھ سکین بخل سے کچھ پتے اور پھول توڑے کچھ اسم سحر کا پڑھکر طرف لشکر ایرج کے پھینکے قیصور تاجدار دس ہزار لوگون کو لیے ایک جانب سے گذر رہا ہے کہ ہوا سے سرد چلی صحرا پر بہار رہا غنچے چٹک کر کھلے پھول وجد مین آئے شاخہاے نخل کے خم گویا خنجر برہنہ درخت جھومنے لگے طائران زمزمہ سرا درختون پر ظاہر ہوے یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

تاب جس دل مین نہ صبر اے ہجر دلبر رہگیا
اضطراب اسمین نہین معلوم کیونکر رہگیا

دل گیا سینے سے داغ عشق دلبر رہگیا
چل دیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا

سر جھکے چھوڑکر فرقت مین احباب اٹھگئے
اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا

کچھ رکاوٹ تو نہ تھی قاتل کے دلمین وقت ذبح
ہاے کیون میرے گلے پر چلکے خنجر رہگیا

دل کی بیتابی کے سر کاٹنے سے بھی سر کا نمرہ
جس طرح چھاتی پہ تھا چھاتی کا پتھر رہگیا

امتحان لیتے ہین زور ناتوانی کا ہم آج
اٹھ گیا یا در پر اسکے اپنا بستر رہگیا

داغ قسمت رہ گئے ہم تو نہ ہوے ماہ زبین
نقش پا اپنا نہین معلوم کیونکر رہگیا

اب گلے ملنے کو پائیگا کہان اسکو عدو
بیرہنہ پہلو مین کمر کا تیری خنجر رہگیا

برہمن آباد تو کرتا ہی اپنا بتکدہ — دل کو بھی لیجا مرے یہ ایک پتھر رہگیا
دوست کو زینت پرانی لیکے آیا ہی جلال — حشر تک احسان دشمن کا یہ ہمپر رہگیا

یہ ہنگامہ جو یکایک ہوا شاپور بھاگا ہوا گوشے مین آکر دیکھا کہ بالائے کوہ سے پھول اگر و خون
برگرتے ہین درختون کو دیکھا ہوتا ہی پھول کھل رہے ہین طائرون کی زمزمہ سرائی سمجھا کہ کوئی ساحر
اس پہاڑ پر آیا ہی ایک جادوگر کی شکل بناکر طرف کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا
سحر کر رہا ہی شاپور نے آواز دی ارے تو کون ہی کہ جو ہمارے صحرا کو پر بہار کر رہا ہی اس صحرا کو
قدرت نے یہی مرتبہ دیا ہی کہ ہمیشہ خشک ہی پڑا رہتا ہی تم پر بہار کرنے والے کون قدرت
نے جسکا جو مرتبہ جانا اسکو وہ مرتبہ دیا ایسا نہو طائر زیادہ زمزمہ سرائی کرین سر ٹکرا ٹکرا کر
مرین یہ کسکی گردن پر خون ہوگا اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ بھائی میرے پاس آؤ غصہ نہ کرو
شاپور گھوڑے کو چرخ دیتا ہوا قریب آیا کہا ایک گولہ ماردون کہ تمھارا سر پھٹ جاے پرند نے
کہا کہ ای برادر مین وہ ساحر ہون کہ مین نے گرفتار کرکے عمرو ایسے عیار کو پاس آتشبار کے
پہونچایا یہان جو آیا مین نے لشکر مسلمانان دیکھا خیال مین آیا کہ اسکو برباد کرتا چلون شاپور
نے کہا بخیر و عافیت مین حصار سحر کر چکا ہون آپ اپنا سحر اٹھالین رات کو یہ سب دیوانے ہوجاینگے
آپسمین لڑینگے بھائی کو بھائی قتل کریگا باپ کو بیٹا مار ڈالیگا لشکر مین وہ ہنگامہ ہوگا کہ رات بھر
مین سب تباہ ہوجائینگے ہم کیا کسی بات سے غافل ہین آٹھ پہر مسلمانون کا خیال رہتا ہی جو اس
صحرا مین آگیا تر و تازہ زندہ نہین گیا ہمارے سحر مین یہ صفت ہی کہ پھول کھلین غنچے چٹکین اب
یہ سب لوگ جہان تک اترے ہین سب صحرا سحر بند ہی رات کو کوئی ایسا نہوگا کہ سر نہ ٹکراتا پھرے
آپ اپنا کمال نہ دکھایئے ابھی یہان سے اٹھ جایئے کل بارہ ہزار مسلمان آکر اترے تھے رات
بھر مین سب قتل ہوے اب انکی بھی فکر ہو جائیگی پرند نے کہا مین یہ نہ جانتا تھا مگر ذرا میرے سحر کا
تماشا دیکھو تھوڑے عرصے مین تلوار چلیگی اور لاشے غائب ہوجائینگے مسلمان امان نہ پائینگے
شاپور نے کہا مین اپنا کمال دکھاؤن تم اپنا کمال دکھاؤ مگر برادر تم میری عملداری مین آئے ہو
ایک جام شراب تو بموجب دعوت تمھاری کرنا ضرور ہی تم مسلمانون کے دشمن مین ان سب کا دشمن
یہ کہکے گلابی کرسے نکالی کہا تو بھائی ایک جام پی لو ایک مین پیون پھر دونون بھائی ملکر

سحر کرین پرند کو تو خواہش تھی کہ شراب ممکن ہو تو مین سحر کو نذر دون جیسے ہی اُسنے جام دیا بے اندیشہ
انجام پی لیا پیتے ہی کانپنے لگا کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کلیجہ مین آگ لگ گئی شاپور نے کہا ذرا تھمکر
ذرا ٹہلو ہوا لگے تو نشہ قاعدے سے ہو یہ سنتے ہی پرند اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر زہر کی
تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کرکے سر پرند کا کاٹ لیا ایرج حیران ہو رہے
تھے کہ لوگون کی وحشت بڑھتی جاتی ہے اب جو دیکھا پہاڑ پر اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
پرند جادو بود سب ہمراہیان ایرج آکر شریک ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی ایرج نوجوان
اُترے لشکر ایرج مین چہل پہل ہو رہی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی مالک آتے ہین بڑی
بلا مین پھنس گئے تھے ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ مالک کسی ارادہ سے آتے
ہین مالک لندھور سے جدا ہوکر پچیس ہزار سوار و پیدل لے کر چلے مین ایک صحرا مین آکر
اُترے تھے لشکر کا انتظام ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان آیا گینڈے پر سوار لاکھ
سوار و پیدل ہمراہ مالک کو دیکھکر دریافت کیا کہ یہ سالار لشکر صاحبقران ہے مین جادو کو
قتل کرکے جاتا ہے اُسی مقام پر اُتر پڑا عبدال دیوکش اسکا نام ہے مالک سے کہلا بھیجا کہ آکے
اطاعت کرو مالک نے جواب سخت دیا عبدال نے طبل جنگی بجایا عرب درازنے مالک کو خبر
دی مالک نے بھی طبل جنگی بجایا دونون لشکرون مین نیا سیان ہونے لگین چار پہر رات تیاری
مین گذری صبح کو عبدال دیوکش میدان مین آیا اِدھر سے مالک پہونچے فوج میمنہ و میسرہ آراستہ
ہوئی نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کر کا کنکر بنے عبدال نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کر
آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو دعوی جرأت ہو میرے مقابلہ مین آئے مالک نے مادیان کو
نکالا مادیان طرارہ بھر کے میدان مین آئی عبدال نے رعب و دبدبہ دیکھکر کہا اے مالک مجھسے
مقابلہ نہ کر عبدال دیوکش میرا نام ہے ایک صحرا مین ایک دیو رہتا تھا اُسکو جاکر مارا اُسدن سے
عبدال دیوکش لقب ہوا مالک نے کہا وہ دیو بیچارہ ہوگا مردان عالم سے مقابلہ کر اُسنے نیزہ مارا
مالک نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مالک تھا صاحبقران نیزہ داران مین نون گیارھوین طعن
مین نیزہ عبدال کا کٹا [illegible] عبدال نے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا مالک نے بانڈہ بچا کے کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا یا کشاکش جو ہوئی گینڈا اور گھوڑا بیٹھ گیا لپٹے ہوئے

زمین پر آرہے آپس مین کشتی ہونے لگی عبدال نے پہر دن رہے جھلا کر کہا ارے پہلوان دن بھر تجہسے
مقابلہ ہوا کچھ نہ فیصلہ ہوا ایک زور آخری کرتا ہون یہ کہکر عبدال مالک کو ریل کرے دو ڈہائی
قدم ریل کر لایا وہان پر آکے ہُگّہ مارا مالک کا بایان گھٹنہ آشنا ے زمین ہوا مالک نے ٹریکر
لنگر مارا کہ زانو تک غرق ہو گئے عبدال اوپر آکے چھایا ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر
کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر مالک کے لنگر مین حس و حرکت بنائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا مالک نے اُسکے
دونون بازو تھام کر سینہ مین سر اڑایا ریل کرکے دو ڈہائی پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندرھوین
قدم پر آکے ہُگّہ مارا کہ دونون گھٹنے عبدال کے آشنا ے زمین ہوے مالک نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا یا جیسے رکاب کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا قصد کیا کہ چرخ دے کر مارون عبدال پکار اٹھا الامان مالک نے کہا امان
بشرط ایمان عبدال دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ آیا کہ جان بچا تا ابھی سپاہ گری کا
کام ہے مالک کو ساتھ لے کر اپنی بارگاہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا شراب بیہوشی لا کے مالک
کو پلائی مالک مع ہمراہیون کے بیہوش ہوے عبدال نے سلسل و سطوق کیا صبح کو فوج کو
بھگا دیا مالک کو ارابے پر ڈال کر طرف قصر سکندری کے چلا ادھر ایرج نے شاپور کو پراے
خبر بھیجا تھا شاپور جو لشکر مین آیا مالک کو قید مین پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عبدال نے
گرے گرفتار کیا ہے طرف قصر سکندری کے جایا چاہتا ہے شاپور پھر گیا ایرج سے اطلاع
کی ایرج اکیلے سوار ہوے جہانگیر نے کہا اے فرزند مین ضرور ساتھ چلونگا تینون جوان ایرج
و قاسم و جہانگیر گھوڑون پر سوار ہو کے چلے عبدال کوچ کیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا اُس
صحرا مین کنوان تھا اہل فوج پانی بھرنے مین مصروف ہوے مالک کا ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
مالک نے کہا بھائیو ذرا ارابے کو بڑھاؤ دھوپ مین ہمکو تکلیف ہے زنجیردار نے زنجیر کو
جھٹکا مارا کہ او قیدی خاموش نہین رہتا مالک نے ہتکڑی زنجیردار کے ماردی زنجیردار کا سر
پھٹا ساتھ والون نے بلوہ کیا مالک نے غصہ مین قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی نعرہ
کیا باشد ای کافران بیچارہ ای نابکاران بدنما نعرۂ مالک

منم مالک اژدر شکین		سپہ دار در لشکر اہل دین +	

مالک پر نوج کا جلوہ ہے مالک شیر انداز ہے ہیں مین گری جنگ ہے کہ ہوا سے گرد اہی

ایرج کا نعرہ ہوا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔۔۔ کہ صاحبقران ہم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف ۔۔۔ تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ۔۔۔ زگاو زمین تیغ دمن برکشم

دوسرے پہلو سے نعرۂ قاسم کی آواز آئی نعرۂ قاسم

منم قاسم آن شاہ خاور سپاہ ۔۔۔ زفر تیغ برابر و پیچیدہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ سشتم زمین ۔۔۔ ہمہ باختر شد بزیر نگین
دیگر
قناب مشرق زمین پر درے ۔۔۔ شہسوار اقبال پوشش خاورے

پھر جہانگیر کا نعرہ ہوا منم جہانگیر دلاور ابن تیغ شیردن کا آنا زمین کا تھرانا کہ ایرج دیدے
بڑھتے سامنے عبدال کے پہونچے عبدال نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تیغۂ دودم
سلندری پر روکا اُچھادے سے ہاتھ نکال کر اس کی سے ہاتھ مارا کہ بھر کے دو ٹکڑے کرکے
برق تیغ نے خرمن حیات عبدال کو جلا دیا عبدال کا مارا جانا کہ سارے افسرون نے فریاد
کی دیکھا کہ چار جوانون نے چار طرف قیامت برپا کردی ہے اور ہر طرف لاشے زمین پر لوٹ رہے
ہین سب افسرون نے حلقۂ اطاعت ایرج گوش جان مین ڈالا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے
ایرج لشکر کو ساتھ لے کر اپنے لشکر مین آئے مالک نے سب حال اپنا بیان کیا کہ عجب بلا مین
پھنس گئے تھے مگر خواجہ نے جادوگرون کو ملا مین نے اور لندھور نے رہائی پائی مگر ی
شہر یار بعد جنگ پھر خواجہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے شاپور نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
قبلہ و کعبہ گرفتار ہوگئے تلاش مین صاحبقران کی ہونگے کہ بعد جنگ ان کا نہ ملنا باعث خرابی
ہوا کوئی اُنکو گرفتار کرکے لیگیا مگر مین نے جو بزرگ کو قتل کیا تو اُسنے یہ بھی کہا تھا کہ مین خواجہ
کو گرفتار کرکے آیا ہون حضور تامل فرمائین مین تلاش مین قبلہ و کعبہ کی جاتا ہون شاپور
نے صورت بدلی ایرج سے رخصت ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا مگر آتشبار جادو نے جو
خواجہ و امیر کو قید کیا ہے ایک روز جو باغ سے ٹہلتے آئی اپنے قصر مین بیٹھی ہر کہ آسمان کی

شعلہ ہاے آتش چمکے آتشبار نے خوش ہوکر کہا بیٹی میری آفتاب گرم خو آتی ہے ابر آن کر جھپٹا دیکھا تخت پر آفتاب سوار گرد کنیزیں ہاں سے آکے ملی لپٹ کر رونے لگی کہا کیوں مادر مہربان یہ کیا خطا کی کہ دو دن سے آپ ہمیں نہیں سرفراز کرتیں آتشبار نے کہا بی بی قدرت نے وہ بامیر سے بیپردگی کی ہے کہ آٹھ پہر اسی فکر میں رہتی ہوں اگر ایسا نہ کرتی تو اتنے دنوں قید رہنا صاحبقران کا ناممکن تھا بی بی اصل یہ ہے کہ حمزہ کا سن تو زیادہ ہے مگر جرأت و شوکت انکے چہرہ سے ٹپکتی ہے آج تک ایسے جوان نگاہ سے نہیں گذرے جب جا کے دیکھتی ہوں دل بیقرار ہوتا ہے کہ ایسا جوان رعنا زیبا اس آفت میں مبتلا ہے مگر حکم خداوند کا خیال کر کے ضبط کر کے رہجاتی ہوں آتشبار نے ذکر صاحبقران جو کیا آفتاب کو اشتیاق ہوا کیونکر اس جوان کو دیکھوں پاس سے آتشبار کے اُٹھی چند کنیزیں ساتھ جو راز دان ہیں بنگلہ کے ایک کنیز موسوم بہ گل بہار اس سے کہتی ہوئی آتی ہے کہ اے گل بہار کیا کہوں مجکو حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے مگر میں ڈرتی ہوں کہ قدرت انکے دشمن ہیں ایسا نہو کہ قدرت کو خبر پہنچ جائے تو باعث خرابی ہو دلکو میرے آج صبح سے بیتابی ہے یہ کیفیت ہو گئی ہے

نظم

گریباں کو جنوں میں تا بہ دامن چاک ہونا تھا — جواب جادہ صحراے وحشت ناک ہونا تھا
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے — لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا
تغافل کے گلے سنکے جھکا لیں تو نے کیوں آنکھیں — مجھے شرمندہ کرنے کو ذرا بیباک ہونا تھا
نہ آیا تجکو میرے آنسوؤں میں تیرنا اے دل — لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر تیراک ہونا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر میں — کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا
نکلجاتی نہ رہتی حسرت پرواز تک باقی — قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا
رقیب آئے ہیں انکے ساتھ کثرت ہے عذابوں کی — نہیں گذرا وہ مردے پر جو زیر خاک ہونا تھا
اگر تر دامنی ہی کا لگانا تھا زاہد دھبا — تو پھر غوطہ خم مے میں لگا کر پاک ہونا تھا
نہ مرجاتے نہ چارا آنسو بہتا کوئی تربت پر — مقدر میں ہمارے خاک سے یوں پاک ہونا تھا
خدا کی شان کہتا ہے بتوں کی ناک کا تنکا — مری تقدیر میں سب زیوروں کی ناک ہونا تھا
بتوں میں جلوہ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا — برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دل کی دکھاتا تھا جلال ان غنچہ چشموں کو		دہن کی بحث نے ششتی جہان چالاک ہوناتھا

گل بہار لگتی ہو واری قدرت ایسی تقدیر نہ کرین کہ ان مسلمانون سے کوئی پھنسے جو انکے دام
مین پھنسا پھر نہ نکلا خبر سنی ہو کہ بی زعفران پوش برائے بربادی لشکر مسلمانان آئی تھین مگر
جمال بے مثال انھین صاحبقران کے پوتے کا دیکھکر مائل ہوگئین آخر کو مشہور رہو کہ انھین کے ساتھ
ہوگئین آپ حمزہ کو نہ دیکھیے اگر شاید حمزہ کو دیکھا اور طبیعت زیادہ بے لطف ہوئی تو باعث
خرابی ہو مادرمہربان آپ کی حفاظت مین مصروف ہین اگر کہین انکو معلوم ہوگیا تو قیامت
برپا کرینگی انکو بڑا خیال ہو کہ میری نگہبانی مین کوئی فتور نہ پڑے جس روز قدرت کا حکم آجائیگا
اسی دن سر روانہ کرین یہ باتین سنکر آفتاب گرم خو خاموش ہو رہین قضاے کار شاپور
شیر دل جو تلاش مین چلا تھا اسی صحرا مین آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ آگے آگے ایک نازنین
چند کنیزون پشت پر اچھلتی کودتی چلی آتی ہین شاپور نے بڑھکر ایک کنیز کو دھوکہ دیا اور گوشے مین
لاکر اُسے بیہوش کر دیا اُسی کی صورت بنکے کنیزون مین آملا کہ ملکہ نے پکارا او زعفران کہان
گئی شاپور نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا پوچھا کیون تو آج کیا ہو چہرہ
زرد ہو رہا ہو ملکہ پکارتی ہین تم بولتی نہین ہو اپنی جوانی کا بڑا غرور ہے شاپور نے کہا او ملکہ عالم
مین تو آپ کی کنیز ہون مین کیا غرور کرونگی مگر سمجھ گیا کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام زعفران
ہو جست و خیز کرتا ہوا قریب آفتاب کے آیا کہا واری مین آپ کو چپ چاپ پاتی ہون مزاج
اقدس کیسا ہو آفتاب نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا او زعفران ہمارا حال کیا پوچھتی ہو کیونکر
اپنے دل کو سنبھالین آج مادرمہربان نے اس طور سے صاحبقران کا ذکر کیا کہ دل بیقرار ہوگیا
یہی خواہش ہو کہ کسی طور سے مین انکو دیکھون یہ سن و سال کہ پوتے اُنکے جوان ہین مگر آج تک
یہ جمال بے مثال ہو کہ مادرمہربان کیسی سخت طبیعت ہین مگر فرماتی تھین کہ حمزہ پر رحم آتا ہو اگر خود
خداوند ہوتا تو قید سے رہا کردیتی شاپور نے کہا او ملکہ عالم آج شب کو اس مقدمہ مین صلاح
کرینگے مین آپ سے عرض کرونگی کہ اس طور چلکر ملاحظہ کیجیے وہان سے ابھی سوال کیجیے گا کوئی اور
بات نکلیگی سحر مین تو آپ انتہا کی طاق ہین حسن مین آپ بھی شہرہ آفاق ہین بڑے بڑے
بادشاہون نے آپ کی مادرمہربان کو نامے لکھے کہ ہمارے ساتھ نسبت کردو مگر نہین معلوم کہ کیا

والدہ کو کیا منظور ہی آفتاب نے کہا بوا زعفران تمنے اسوقت میرے مزاج کے موافق باتین
کین شب کو اس مقدمہ مین صلاح ہوگی آفتاب نے ہاتھ تھام لیا بوا زعفران بوا زعفران
کتنی ہولی اپنے باغ مین آئی مگر کسی کام مین دل نہین لگتا زعفران کو اپنے پاس بلا لیا کہا کیون
بوا تم حال سے صاحبقران کے بخوبی آگاہ ہو زعفران نقلی نے کہا واری مین نے کتابین
دیکھین انمین سب حال لکھا ہی نوشیروان کی سلطنت لیلی گاؤ لنگی گاؤسوار ملک خیار پر قبضہ
کیا لڑتے بھڑتے سجان پہونچے گنجاب الہیا بادشاہ سترہ سو سردار اُسکے دربار مین بیٹھا تھا
اسکو اُنکے بیٹے اور پوتے نے شکست دی باختر مین خدائی زمرد شاہ باختری کی لی کر
بعد سال بھر کے قیطوات سے اُڑا تھا اُسکو روز حشر قرار دیا تھا اٹھارہ سو تاجدار آکر جمع ہوتے
تھے اسکو دربدر خاک بسر کیا اب ملکون ملکون بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم نور افشان فتح
کیا ابھی تھوڑے دن ہوے کہ ہفت پیکر کی خدائی مٹائی اب اس ملک مین قدم رکھا ہی دیکھیے
کیا ہوتا ہی شاہ طلسم ہی وہ لوح کی فکر مین پھر رہا ہی واری چلیے دیکھا ر چلی آیئے گا صبح کو ملکہ
آپ کی کھانا کھلانے جاتی ہین پہرون چڑھے چلی آتی ہین جب آپ کی مادر مہربان آلین تب
یہان سے چلکر دیکھ لیجیے حقیقت مین نہایت شکیل ہین کنیز آپ کے ساتھ چلیگی آفتاب ان
باتون سے بہت خوش ہوئی حال جرأت سنکر اور اشتیاق بڑھا آفتاب نے کہا ای زعفران
مادر مہربان نے گرد باغ کے آگ روشن کردی ہو شاہپور نے کہا آپ اس آگ کو بجھا سکتی ہین
آفتاب نے کہا ایسا سحر کرون کہ دم بھر مین راستہ ہمارے جانے کے موافق پیدا ہو جائے فقط
عیارون کے واسطے مادر مہربان نے راستہ بند کیا ہی مین راستہ پیدا کرلونگی سب طرف آگ روشن
رہے ایک طرف سے راستہ پیدا کرلونگی شاہپور نے کہا کل تشریف لیچلیے مین تو آپ کی خوشی سے
مطلب ہی آپ راضی رہین ہم بھی اپنی جان لگا دینگے رات بھر زعفران و آفتاب سے
باتین رہین صبح کو آفتاب نے لباس فاخرہ پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت سحر تیار
کیا کہا بوا زعفران آؤ زعفران نقلی تخت پر سوار ہوئی آفتاب تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب
قریب باغ پہنچی دیکھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین طائر بھی اُس راہ سے نہین نکلتا اگر
کوئی طائر بھٹک کر آگیا کباب ہوکر آگ مین جل گیا آفتاب تخت سے اُتری سامنے دروازے کے

چونکہ دریا سحر کیا کہ آسمان پر ابر آیا بجلی چمکنے لگی اسقدر پانی برسا کہ دروازہ پیدا ہوا آفتاب و شاپور اندر باغ کے چلے ہوا سے گرم چل رہی ہی طائرون نے جو آفتاب کو دیکھا سر جھکا لیا شاپور نے دیکھا وسط باغ مین قریب چبوترہ کے ایک نخل ہی کہ اسمین دو قفس لٹکے ہین صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین خواجہ کہتے ہین انشاءاللہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کی رہائی کا زمانہ قریب آیا لیکن آفتاب جھپٹ کر قریب قفس صاحبقران آئی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی دیکھا کہ گل عارض زرد ہو رہے ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین آتشبار جادو جو آکر کھانا کھلاتی ہی صاحبقران اسقدر کھا لیتے ہین کہ جان ٹھہر جاے بس شکم پشت سے ملا ہوا ہی مگر رعب و دبدبہ و سطوت و صولت چہرہ سے آشکارا ہی آنکھین جو نرگس شہلا تھین اب نرگس شبہہ نرگس بیمار ہی عارض جو ماہ تابان سے تھے وہ زرد ہو کر مثل آفتاب ہین سامنے جو آکر آفتاب کھڑی ہوئی صاحبقران کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ خوبی عارض گل گلزار محبوبی سینے پہ ابھار صاف ظاہر ہی کہ نارنگیان پردے مین پنہان ہین یا سنانین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش نقاب محرم چہرے پر ڈالے ہوے اکڑ رہے ہین حسن کی رعنائی ہونٹون مین مسیحائی صاحبقران کو پسینہ آگیا پکار اٹھے کہ ای معشوقہ شعلہ رخسار اصل کیفیت یہ ہی ذرا ان اشعار آبدار کو بگوش ہوش سن لو

نظم

گردش سے آنکھ فتنہ بپا ہی مین رہ گئی ۔ تنسے پہ چال دل کی تباہی مین رہ گئی
پھینکی تھی بام یار پہ اے دل کمند آہ ۔ وہ بھی فلک کے عرش الٰہی مین رہ گئی
سب گھٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا ۔ کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہ گئی
عشق بتان مین حضرت زاہد کی گفتگو ۔ اب تک ہماری پاک نگاہی مین رہ گئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کون آج ۔ قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہ گئی
رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین ۔ کیسی بھٹک یہ ہمت راہی مین رہ گئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار ۔ سرخی سی کچھ جو دل کے سیاہی مین رہ گئی
گذرے گا کون ادھر سے کہ خاک اس فقیر کی ۔ اڑ اڑ کے آمد آمد شاہی مین رہ گئی

کیون ای دعاے وصل صنم تونے کیا سُنا
پوری نظر اُس آنکھ کی تجپہ پڑے گی کیا
لکھتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دستِ شوق کی
دیر آتی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال

چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی
رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہگئی
اندیشہ ہاے ناتناہی مین رہگئی
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

اس طورسے صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ آفتاب نے سنکر سر جھکالیا رعب حسن سے شرم سے بات نہ نکلی زعفران نے کہا بی بات توکریجیے آفتاب نے کہا ای زعفران کیا بات کرون دل کے ٹکڑے ہوگئے کس مصیبت مین انکو دیکھا جی گھبراتا ہی کیا تدبیر کرون کیونکر یہ رہائی پائین قید سے چھوٹ جائین ای زعفران اول انکی رہائی کی تدبیر کرنا چاہیے شاپور نے کہا واری یہ صاحب اسم اعظم ہین یہ تو دریافت ہوکہ اسم اعظم بند ہوگیا یا کھلا ہی آفتاب تو شرما گئی مگر شاپور نے بڑھکر عرض کی ای شہریار اسم اعظم اور حرز ہیکل کہان اور کس جگہ ہی صاحبقران نے فرمایا جب ساحرون نے مجکو قید کیا تو اسم اعظم بند کرلیا اور حرز ہیکل اُتارلی نہین معلوم کہان رکھا ہی اول یہ دریافت ہونا چاہیے کہ کہان رکھا ہی شاپور نے اپنے کو باتون مین ظاہر کیا خواجہ عمرو نے بھی شاپور کو پہچانا اشارے سے فرمایا ای نور نظر اول مقام اسم اعظم دریافت کرو جب وہ رہا ہو تب آقاے نامدار رہائی پائین بغیر رہائی اسم اعظم قید سے رہا ہونا امیر کا غیر ممکن ہی آفتاب کو شاپور نے آمادہ کیا کہ جاکر اپنی مان سے حال اسم اعظم دریافت کرو آفتاب اُٹھی باہر آکے پھر آگ کو اُسی طرح روشن کیا راستہ بند ہوا وہ مین شاپور نے پھر آمادہ کیا کہ اپنی مادر مہربان سے احوال مقام اسم اعظم دریافت کیجیے جب اسم اعظم رہا ہو تب صاحبقران رہائی پائین آفتاب رونے لگی کہا ای زعفران مجکو خیال آتا ہی کہ مین توضرور مادر مہربان سے پوچھونگی الیسا نہو انکو شک پیدا ہو ہرچند کہ مین نے اسطرح سے سحر مین دروازہ پیدا کیا کہ نشان تک نہین ظاہر ہوسکتا مگر مادر مہربان کو سحر مین بڑا دخل ہی اگر حال کھلگیا تو بیشک عتاب پاؤنگی زعفران نقلی نے کہا انکے شکوک پر مجکو بھی خیال ہی مگر بدون دریافت چارہ نہین طرف مکان

آتشبار کے آفتاب چلی دل کو یہی خیال ہر کتی ہر کہ ای زعفران ایسا نہو کہ مادر مہربان
باغ مین جاکر سحر کرین تو فوراً ظاہر ہوجائیگا مگر آتشبار جادو حسب عادت قدیم طرف
باغ کے چلی مگر قریب باغ جو آئی دیکھا شعلۂ آتش ، مین کچھ کمی ہر فوراً اُسکو کھٹکا گذرا
ایک طرف دیکھا کہ چوکہ دبا ہوا ہر سمجھی کہ کوئی یہان آیا تھا قریب چوکے کے آئی خاک
وہان کی اٹھا کے سونگھنے لگی کچھ ذہن مین نہ آیا باغ مین داخل ہوئی پہلے آب طلسم
سحری سے ہونچایا پھر طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او ساربان نادے کوئی جادوگر بھی تیرا شریک
ہر عمرو نے گڑگڑا کر جواب دیا ہمارا کون شریک ہر وحدہ لاشریک ہر اگر آپ کو ہمپر
رحم آئے تو قید سے رہائی ہو زمین کو دیکھنے لگی زمین پر نشان نقش پا پایا وہ بھی خاک
اُٹھا کر سونگھی کچھ ذہن مین نہ آیا وہان سے حیران و پریشان چلی اپنے قصر مین جو آکر
ہونچی دیکھا کہ آفتاب بیٹھی رو رہی ہر پوچھا کیون نور نظر باعث انتشار کیا ہر چہرہ تمھارا
اُترا ہوا ہر عجب حال مین تمکو پاتی ہون آفتاب نے کہا ای مادر مہربان مجکو شب سے
بڑا خوف پیدا ہوا ہر کہ عیار بھی صاحبقران کا آپکے پاس قید ہر مشہور ہر کہ جہان یہ ظالم
ہوا اور جسکی قید مین ہوا اُسپر کوئی زوال ضرور آتا ہر تو آپ اسم اعظم اور حرز ہیکل میرے
سپرد کیجیے کہ مین اسکو باحتیاط رکھون اور خداوند کو عرضی لکھیے کہ صاحبقران کو زمانہ
گذرا اب حکم قتل دیجیے کہ سر کاٹ کر روانہ کردون اگر صاحبقران قتل ہوجائین تو پھر
محافظت اسم اعظم و حرز ہیکل کی کوئی ضرورت نہین پھر کوئی آپ سے متعرض ہوگا زعفران
نے بھی کہا ای چلی سے زیادہ کون دوست ہر اگر مناسب ہو تو اسم اعظم انکے سپرد
کیجیے انسے زیادہ حفاظت کون کریگا اکثر ہم لوگ موجود رہتے ہین کسی غیر کو انکے باغ
مین آنے نہ دینگے اور قتل نامہ بھی آپکے پاس آجائے کہ غنیمت ہو ایسا نہو کہ کوئی رہائی
صاحبقران کی تدبیر کرے اب عرصہ ہوچکا جلد قتل کی تدبیر کیجیے آتشبار نے کہا ای نور نظر
مین اپنی بلا تمھارے سپرد کرون اور ماتھا ٹھنکا سوچی کہ شاید یہی ظالم گئی ہو مین نے غضب
کیا کہ خاک چوکی کی نہ اُٹھائی اُسکا پتہ لگا کر اُس سے پوچھتی لیکن بیقراری مین منھ سے نکل گیا
کہ بیٹا سامنے صندوق ہر اسی مین اسم اعظم اور حرز ہیکل رکھی ہر جب ساحر اُن کو قید

کرکے لایا تھا تو حرز ہیکل اور شیشہ لاکر دیا فرمان خداوندی مین یہ مرقوم تھا کہ جہان تک ہوسکے اسکی حفاظت کرنا بدون اسکی سمائی کے رہائی صاحبقران ممکن نہین آفتاب نے بہت مان کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا کہا اب کنیز بھی یہین رہیگی حفاظت صندوق کرونگی کیا مجال کہ اسکے قریب کوئی آسکے یا صندوق کو ہاتھ لگا سکے آتشبار چپ ہو رہی سامنے اُس صندوق کے آکر آفتاب بیٹھی مگر بھی کر رہی ہے زعفران سے کہتی ہے اسکی حفاظت سے مان کی خیر ہے ایسا نہو کوئی میری مان کو قتل کرے تو مین کدھر کی ہونگی جان اپنی صرف کرونگی ایسا سحر کرونگی کہ کس پہرے اس گرد مین کوئی نہ آسکے یہ کہکے مان کو شراب پلانے لگی جام پے در پے پلائے آتشبار مسند پر گر کے بیہوش ہوئی آفتاب نہایت بیقرار ہو رہی تھی فوراً قریب صندوق کے آئی اور صندوق کھولا شیشہ اسم اعظم کا اور حرز ہیکل کو نکالا زعفران نقلی کو اُٹھایا کہا لو بوا شیشہ اور ہیکل مین نے نکال لی اب برائے رہائی صاحبقران چلو شاپور آٹھا مگر کا بنا ہوا تخت پر سوار ہوکے طرف باغ کے چلی قریب دیوار آتش آکر اُسنے شیشہ اسم اعظم توڑا حرز ہیکل کو جو چمکایا آگ تمام بجھ گئی کہا زعفران تم جاکر صاحبقران کو رہا کردین اپنے باغ مین چلتی ہون وہین اُنکو بھی لانا زعفران نے حرز ہیکل کو لیا قریب قفس جو آئی ویسے ہی صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا اور باآواز بلند پڑھا قفس ٹوٹا عمرو کا بھی قفس ٹوٹا زعفران نے آکر دونون کو قید سے رہا پایا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام کی شفقت کام آئی کہ حضور نے رہائی پائی اب باغ آفتاب مین چلیے مگر آفتاب گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا کئی دن سے آپ کہان تھین ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جو میرا حال نہ پوچھو کہ مین کس حال مین ہون

نظم

شب وصل اپنے یار جو یہ دیوانہ ہو جاتا — کسی سے پیشتر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
ادھر بھی جلوہ فرما کوئی مہمانا نہ ہو جاتا — کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحب خانہ ہو جاتا
بھری تھی میرے دل مین امنگ کے دلان اتی — نکل آتی تو سایا شہر اک دیر، نہ ہو جاتا
وہ کہتے ہین جو ہوتا ہمین ذکر غیر بھی شامل — مرے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا

عدو کے لب تک آکر ٹوٹ جاتا صحبت مے مین
تیرا پیمانہ او ساقی کبھی دیوانہ ہو جاتا

کسی کی یاد مین چپ بیٹھے رہنا تھا جو قسمت مین
الٰہی کاش دربانِ درِ بت خانہ ہو جاتا

ترے گیسو مین کچھ دل جمع سمجھے آشفتہ ہو جاتے
ستم ہوتا جو اُس مجمع مین دخل شانہ ہو جاتا

جو چڑھتے پھول تربت پر نہ دیتے بو محبت کی
جو اُگتا سبزہ اپنی خاک پر بیگانہ ہو جاتا

خوشا وہ درد دل جسکا سنانا وصل کی شب مین
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہو جاتا

گرہ جو دل مین پڑتی یاد وہ محبوب کی ہوتی
محبت کا بھی رشتہ سبحہ صد دانہ ہو جاتا

جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اٹھتا
پتنگے بنتے قاصد نامہ بر پروانہ ہو جاتا

تمھین پنہا نکرتے تو بنتے دوست کیون دشمن
نہ آنکھین غیر ہو جاتین نہ دل بیگانہ ہو جاتا

نہ کرتا مجمع محشر مین ہمسے یار روپوشی
جو راز حسرت دیدار جلال افسانہ ہو جاتا

کہنہ ہون خاموش ہو رہین فرش وغیرہ بچھوایا بارہ دری کو آراستہ کیا خود آکے دروازے پر
ٹھہری انتظار کر رہی ہے کہ دیکھا سامنے سے صاحبقران والاحشم آتے ہین خواجہ عمرو
ساتھ چہار جانب دیکھتے ہوے جو باغ مین صاحبقران آے اُسی نازنین کو دیکھا کہ
براے استقبال کھڑی ہے صاحبقران بسم اللہ کہکر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر بیٹھے
آفتاب بکرم خو سے حال پوچھا اُسنے سب حال اپنا بیان کیا کہ مین آتشبار کی بیٹی
ہون کیون زعفران اب جو مادر مہربان اُٹھینگی مجکو بنا بنگی یقین ہوگا کہ آفتاب
اسم اعظم لیگئی یقین ہے کہ آتی ہون وہی ہوا کہ وہان آتشبار کا جو نشہ اُترا آنکھ کھول کر
جو دیکھا کہ صندوق کھلا پڑا ہے جھک کے دیکھا کہ شیشہ اسم اعظم و حرز سیکل غائب منھ
پیٹ کر کہا صاحبو آفتاب نے غضب کیا کہ شیشہ اسم اعظم لیگئی حرز سیکل بھی نکال لی اُسکے
بوپہنچنے سے پہلے ہی میرا ماتھا ٹھنکا تھا مگر مہر بادری سے نہ جا رہ گئی کچھ بن نہ پڑا وہ کیکے
ہوئی غصہ مین طرف باغ کے چلی قریب آکر دیکھا وہ جو آگ روشن ہو رہی تھی وہ سب بجھی
پڑی ہے قفس لوٹے پڑے ہین طاہر سر ڈالے ہوے خاموش بیٹھے ہین نہ زمزمہ سرائی نہ
وہ باغ کی رعنائی نہ بالی غصہ مین طرف باغ آفتاب کے چلی اُس وقت پہونچی کہ صاحبقران
بارہ دری مین بیٹھے ہین آفتاب سے باتین کر رہے ہین کہ نعرہ ہوا اسم آتشبار جادو

او گیسو بریدہ تو نے خداوند سے بغاوت کی صاحبقران زمان تیغہ پکڑ کے اُٹھے آتشبار
نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا حیران ہوگئی آواز دی او گیسو بریدہ تیری
وجہ سے حمزہ کو یہ دن نصیب ہوا ہے میرے سحر کو دفع کر دیا خواجہ عمرو کود کر ایک گوشہ
مین چھپے شاپور ایک جانب بھاگا لیکن آتشبار سحر کر رہی ہے امیر پر تاثیر نہین ہوتی
آفتاب کھڑی دیکھ رہی ہے حیران ہے کہ کیا کرون اس ظالم کو روکون آتشبار نے جو دیکھا
کہ آفتاب خاموش کھڑی ہے جست کر کے مثل باز کے گری جیسے باز کنجشک کو دبا لیتا ہے
اس طرح آفتاب کو اُٹھا لیا بغل مین دبا کر بجلی صاحبقران زمان جب تک تیر و
کمان اُٹھائین آتشبار چیاک کر نکل گئی کنیزون نے کہا اے شہریار غضب ہوا جاتا ہے بیٹی کو
قتل کر ڈالیگی خواجہ عمرو نے کہا مین جاتا ہون اگر بنتا ہے تو آفتاب کو رہا کر کے
لاتا ہون شاپور نے کہا قبلہ و کعبہ آپ تامل فرمائیے مین اس سے صورت آشنا ہون
جاتے ہی عیاری کرونگا پہلے اپنی خیر خواہی ظاہر کرونگا اگر مان لیا اور دام مکر مین
پھنسی تو آفتاب کو فوراً لاتا ہون خواجہ نے کہا بیٹا جاؤ مگر سمجھ کے عیاری کرنا شاپور
بشکل زعفران بھاگا یہان آتشبار آفتاب کو لیکر آئی ستون سے باندھا کہتی ہے
کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے بڑا ہی غضب کیا حمزہ سے آنکھ لڑائی کچھ
تجکو میرا خوف نہ آیا کہ آخر یہ حال ظاہر ہوگا تو کیا ہوگا کوڑا ہاتھ مین لے کر کھڑی
ہوئی چاہتی ہے کوڑا مارے کہ آواز آئی داری ذرا ٹھہر جائیے ابھی کوڑا نہ لگائیے یہ
نازک اندام مر جائیگی پھر سر پر ہاتھ رکھکر روئیے گا بارہ برس کی محنت مفت رائگان ہوگی
آتشبار ٹھہر گئی دیکھا زعفران روتی ہوئی آتی ہے کہا زعفران تو نے اسکی گستاخی دیکھی کہ
غیر مرد سے کو لیکر باغ مین جا بیٹھی اگر قدرت سنینگے تو میرے لیے کیسی بدنامی ہوگی
مین نے جو نئی بیٹی پرورش کی وہ سب ضائع ہوئی زعفران نقلی نے کہا داری آپ سچ
فرماتی ہین مین انکو یہی سمجھا رہی تھی کہ حمزہ کو قید کیجیے اب تدبیر ٹھہری تھی بیہوشی دارو کی تھی
کہ حمزہ کو شراب پلا کر بیہوش کرون اس عرصے مین آپ پہنچ گئین مین نہ کہہ سکی کہ تعاقب
نہ کیجیے آپ انکو گرفتار کر لائین مین اپنا ذمہ کرتی ہون کہ ابھی جا کر حمزہ کو بیہوشی

بلاکر بیہوش کرتی ہین اور لاکر آپ کے سپرد کر دیگی آتشبار نے جو صورت بیٹی کی دیکھی کہ منھ
پر ہوائیان اُڑ رہی ہین آنکھون مین حلقے دل دُکھ گیا شاپور نے باتین کرتے کرتے
پشت پر آکے کہا واری اب میرا کہنا مانیے صاحبزادی کو کھول دیجیے پردے مین
دوستی کے حمزہ کو گرفتار کرلینگے وہ دیکھیے صاحبقران بھی آتے ہین جیسے ہی آتشبار
نے مُنھ اُسطرف پھیرا شاپور نے حلقہ ہے کمند مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیردل جھٹکا
مارکے جناب مار دیا شاپور خنجر لے کر چلا کہ اسکا سر کاٹون کہ نخل سے آواز آئی او
نا عیّار خبردار آتشبار کو قتل نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا شاپور نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک
زاغ آواز دے رہا ہی شاپور نے کچھ خیال نہ کیا طرف آتشبار کے چلا وہ زاغ تیر پکر
گرا آتشبار کو اُٹھا لیگیا شاپور شیردل نے ملکہ آفتاب سے کہا کہ واری اسکی موت تو
نتھی زاغ اٹھا لیگیا مین آپ کو رہا کرون آپ باغ مین تشریف لیچلیے صاحبقران
خود آتے تھے اور خواجہ عمرو نے بھی قصد کیا تھا مگر مین نے اُنکو روکا یہ کہکے شاپور
نے زبان سے آفتاب کی سوزن نکالی رسّیان کاٹین آفتاب رہائی پاکر ساتھ شاپور
کے چلی دو باغ سے نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان تاجدار گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار آتا ہی اُس نے جو اِس نازنین کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای آفتاب گرم خو منم شعلہ خوار جادو سلام کو خداوند کے گیا تھا اُنھون
نے مجکو خبر دی کہ ای شعلہ خوار منسوبہ تمھاری آتشبار کے پاس سے نکلکر پاس صاحبقران
کے جایا چاہتی ہی مین جو آیا تجکو بموجب حکم خداوندی اُسی مقام پر پایا بس بہتر یہ ہی کہ
چپکی چلی آؤ اپنے ملک مین تمکو لیچلون وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ زنان شہر رشک کرین
آفتاب گرم خو نے جھلاکر آواز دی او کافر بیحیا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھ تو
اس لائق ہی کہ مین تیرے پہلو مین بیٹھون شعلہ خوار طرف فوج کے متوجہ ہوا آواز
دی اِس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو کیا سخت باتین زبان سے نکالتی ہی مین جلا ان
باتون کو کب سُن سکونگا بارہ ہزار ساحران غدّار نے آفتاب پر ہجوم کیا آفتاب
گرم خو کو ملکہ گرگی کئی سو ساحر جو ہجوم کرکے چلے تھے وہ پھر گئے اور پکار اُٹھے نظم

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا　　تحیر نگہ شوق خود حجاب ہوا
خجل جو پیکے میں اک ساغرِ شراب ہوا　　سبُو عرق سے بھرے کچھ یہ آب آب ہوا
وہ آئے کیا شبِ وعدہ قیامت آ پہونچی　　ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا
سنبھالتے دلِ بیتاب کو فراق میں کیا　　اثر نہ آہ میں ٹھہرا وہ اضطراب ہوا
لبوں پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع　　کسی کے بوسوں کا ارمان سدِّ باب ہوا
نگاہ کیسی ہی اُٹھ سکی کہ آپ اُٹھے محفل سے　　جو دل کو بار ہوا کیا وہ بار یاب ہوا
ہماری آنکھوں میں آنے کی آرزو ہی رہی　　تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا
وہ مست ہوں کہ مرے ہوش کی تجسس میں　　بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا
اگر بہشت ہے یارب مقام آسائش　　تو کوئے یار میں مجھ پر یہ کیوں عذاب ہوا
میں کہکے آرزوے وصل آپ پچھتایا　　مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا
نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ　　بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا
ملا کے دیکھے کسی نے ستم کیا ہمسر　　تسلیوں سے جلال اور اضطراب ہوا

گئی سو جوان دیوانہ وار طرف صحرا کے بھاگے لئی افسروں کو آفتاب گرم خو نے قتل کیا لاشے پڑے پھڑک رہے ہیں شعلہ خوار نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب نے قیامت برپا کی جھٹ سے سحر کیا کہ آسمان پہ ایک ابر آیا ابر سے برف برسنے لگی آفتاب گرم خو برق بن کر چلی تمام برف پانی ہو کر بہہ گئی ابر کو ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیا اب تو شعلہ خوار گینڈے سے کودا طرف آفتاب کے چلا کہ آسمان پر ابر آتش فشان آیا آتشبار جادو بھی آکر پہونچی آتشبار نے پکار کر کہا اے فرزند تمکو کیونکر خبر ہوئی شعلہ خوار نے کہا مجکو قدرت نے بھیجا ہے کہ جا کر آفتاب کو گرفتار کرلو آتشبار نے کہا اے نور نظر یہ وہ ظالم ہے کہ تیرے ہوے گرفتار نہ ہوگی یہ کہکے آتشبار جھلی للکارا کہ او گیسو بریدہ اب کہاں جائیگی آفتاب گرم خو نے جو ابھی ماں کو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگی کہ اے ارحم الراحمین اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے نظم

ہست تابش ہر نظر نور خدا　　مثل خور زیر و زبر جلوہ نما

بر جبینِ خوبرویانِ جہان جلوہ گر ہست آن جمالِ جان فزا
ہر گدا سائل بباب دولتش خاک بوسِ بارگہ ہر بادشا
دام ودد وحش وطیور ودانس وجان مستقیر در بندگی صبح ومسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان در دعا گوئی دہانِ خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند جان ومالِ خویش بر جانان فدا
ہر کرا از نقطہ اوے دہ بیند اورا در خلاؤ در ملا
سینۂ اہلِ صفا از ہر غبار مثلِ آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جہان خواہشِ دولت نہ فکر کیمیا
دائما خدا را گردن در سجود کن عبادت کن عبادت خدیا

آفتاب تو دعا مین مانگ رہی ہے اور آتشبار جادو نعرے کرتی ہوئی آتی ہے اب یہی خیال ہے کہ گرفتار کرکے اسکو شوہر کے حوالے کردون مدت سے اس سے نسبت بھی ہے اور یہ وقت پر بھی آگیا لیکن آفتاب نے جو بیتاب ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی آفتاب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان تیغ عقرب کھینچے ہوے خواجہ پہلو پر آتے ہین شاپور گوشے مین چھپا ہوا تھا اُسنے بھی نکل کر آواز دی ای شہریار جلد اپنے کو پہونچائیے ایسا نہو کہ آفتاب گرفتار ہوجائے صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا بافید

ای کافران بے حیا وای نابکاران بر دغا نعرہ صاحبقران

امیرِ عرب ضیغم روزگار بحکم خدا بستہ شمشیر جار
یکے تیغ صمصام وقمقام نام یکے تیغ عقرب یکے ذو الحسام
بن کافران از جہان پاک کرو سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فوج شعلہ خوار پر آکے گرے اسم اعظم جو پکار کر جادو ساحرون کے باطل ہونے لگے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے جو آقا کو اپنے شریک جنگ دیکھا آکر حقہ آتشبازی مارا مردون کو لوٹنے لگے جو ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اسکی ہمیانی کاٹ لی اگر ہمیانی نہ نکلی تو ایک لات ماردی اور کہا کہ عمر بھر کیا کھایا مگر ہمارے لیے کچھ نہ رکھا بدنصیب ایسے ہی ہوتے ہین

ہمکو کچھ نہ ملا یہی بدنصیبی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب شعلہ خوار کے پہونچے شعلہ خوار کو یہ گمان ہی
کہ یہ بھی ساحر ہی مگر ساحر کامل ہی امیر پر سحر کیا جب نا اثر ہوئی تلوار کھینچے ہوے قریب آیا
بہت سے سحر تلوار پہ کر کے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ ماردیا
چمک کر جو تلوار گری سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر تلوار گری تا جگرگاہ تلوار نے کاٹا لاشہ
شعلہ خوار کا گرا اب امیر نے آفتاب کو اشارہ کیا کہ آتشبار تمہاری جویا ہی جسطرح بن پڑے
میری پشت پر آجاؤ آفتاب گرم خو سحر کرتی ہوئی چلی راہ مین جسنے روکا سپر ہاتھ چکادیا
کئی سو کو دیوانہ بنادیا وہ اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے مگر آتشبار نے جو لاش
اپنے داماد کی دیکھی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ساحرون سے کہا یارو کیا ہوگا باپ اسکا
شعلۂ جوالہ جو اپنے بیٹے کی لاش دیکھیگا تو کیسی شکایت مجکو لکھیگا ساحرون نے کہا ملکہ عالم
ہمارا پاؤن نہین تھمتا سحر جواب دیتا ہی یہ ممکن نہین کہ ہم اس شخص سے لڑسکین غیرجنسیہ جرات
ہی اور یہ زنانہ کیسا ہوتا ہی نقش سحر ایسی پیدا ہوتی ہی کہ سوسو ایک مرتبہ جل جاتے ہین آتشبار
نے کہا اسکا عیار بھی بلائے روزگار ہی حقہ ہائے آتشبازی واقف ہی وہی آگ جلاتی ہی
تم لاش لیکر پاس شعلۂ جوالہ کے چلو مین بھی آتی ہون ساحرون نے جان اپنی دے کر
لاش شعلہ خوار کی اٹھائی آتشبار بھی لڑتی ہوئی نکلی صاحبقران پر آگ برسائی تلوارین
گرائین کسی سحر نے تاثیر نہ کی ساحران غدار جو مارے جانے سے بچے وہ مجمع کرکے لاش
شعلہ خوار کی لیکے چلے آتشبار بھی آکر شریک ہوئی آفتاب گرم خو پر ہاتھ نہ ڈال سکی
جب آتشبار نے قصد کیا آفتاب گرم خو قریب صاحبقران کے آگئی آتشبار رک
گئی کہ ایسا نہو مین قریب ہوجاؤن اور وارث حمزہ کا مجبر جل جائے اب آفتاب گرم خو
صاحبقران کو ساتھ لے کر مع خواجہ عمرو و شاپور شیردل طرف اپنے باغ کے چلی مگر
آفتاب نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ لاش لے کر پاس شعلۂ جوالہ کے گئے ہین
وہ بڑا ساحر زبردست ہی یقین ہی کہ آکر آفت برپا کرے صاحبقران زمان نے
فرمایا ان ساحرون سے لڑنا ہی جہان پر آجائین وہین پر لڑائی پڑے آفتاب
گرم خو صاحبقران کو باغ مین لائی کنیزین اپنی مالک کو دیکھ کر دوڑین فرزنا دی

اسکی گل اندام جوانی نگاہ خواجہ کی اُسپر پڑی نہایت چست وچالاک پایا قریب آکر فرمایا کیون بی گل اندام تمکو ملکۂ عالم کے بیان کیا عمدہ ہے گل اندام نے صورت دیکھی کہ ایک دُبلا پتلا نا ٹھیا بندے کا کرتہ پہنے کلاہ نمدی سر پر رکھے ہمہا اوموش صحرائی کے بچے تو کیون مجھ سے پوچھتا ہی ملکہ نے کہا ای گل اندام یہ عیار صاحبقران ہین لوا سے شوکت صاحبقران کہلاتے ہین دمامہ اور شمشیر کو انھون نے مارا کیسے کیسے مقام مٹائے انکو یہ نگاہ حقارت نہ دیکھنا شکر کر کہ تجھپر نگاہ پڑی گل اندام نے جھک کر کہا واری یہ تقدیر میری آپ کے پہلو مین تو یہ آفتاب تابان مین تو اس سے پاپخانہ مین رہنا بھی نہ رکھوا دُنگی اسکے مرتبے کو آگ لگاؤن اس سے کہیے مجھ سے بات نہ کرے صاحبقران نے آفتاب سے اشارہ کیا کہ تم خاموش رہو یہ اسکو راضی کر لینگے وسط باغ مین آکر فرش بچھا صاحبقران مسند پر آکر بیٹھے گل اندام بھی آکر بیٹھی صاحبقران نے اشارہ کیا کہ خواجہ کچھ گاؤ خواجہ نے چنگ مرصع نکالا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

فرقت مین رشک درد مرا ہمنشین رہا
اُٹھ بھی کھڑا ہوا تو یہین کا یہین رہا

پوچھا کیا بغل مین جو وہ نازنین رہا
ارمان کوئی اور تو دل مین نہین رہا

اُس بت نے رشک سجدہ نہ میرا کیا قبول
ٹیکا کلنک کا بھی مجھے داغ جبین رہا

نکلا تھا رات سیر شب ماہ کو کوئی
اک حشر آفتاب یہ زیر زمین رہا

اُس دل مین جسقدر ہوئی اُلفت بہت ہو کم
جسمین ہمیشہ ایک نہ اک نازنین رہا

آنکھ اُٹھا سکے روز حشر بھی ہمسے نہ چار کی
محو دم کشتۂ نگہ شرمگین رہا

تاب وتوان شکیب وتحمل قرار وصبر
جو لے گئے رہے بزم مین انکی وہی رہا

اُٹھے جو بزم یار سے تنہا ہم آئے گھر
طاقت کہین حواس کہین دل کہین رہا

کیا کیا صبا کو کدری لیکن مرا غبار
اُٹھا نہ اُس گلی سے مرا جانشین رہا

غصہ مین حسن یار کو سوجھی نئی نئی
گہ ابرو ان کا بل کبھی چین جبین رہا

آخر کیا تمام یار کی بھلی نگاہ نے
آغاز عشق ہی سے مین انجام مین رہا

جس ہاتھ سے بچا نہ گریبان عشق مین
کس کام کا وہ پھر صفت آستین رہا

دن پھرتے ہی نہین کسی فرقت نصیب کے	کیا ای سپہر دور ترا ایک پر نہین رہا
دل لیکے مجھ سے یار نے یون کھو دیا جلال	دونون جہان مین جسکا ٹھکانا نہین رہا

گانے گاتے خواجہ ایک مرتبہ چپ ہوئے آفتاب سے کہا ملکۂ عالم آپ نے کچھ ملاحظہ کیا بی گل اندام
میری بلائین لیتی ہین اور کہتی ہین کہ مجھے گانا سکھا دو گل اندام نے منھ پیٹ لیا کہا واری مجھپر
تہمت لیتا ہی آنکھین پھوٹین جو مین نے اس نگوڑے کی طرف دیکھا بھی ہو مین اب صحبت مین
بھی نہ ہونگی عمرو نے کہا مین اُٹھا جاتا ہون یہ کہکے اُٹھے چمن مین جاکر غائب ہو گئے
آفتاب نے کہا اے گل اندام تمنے لطف صحبت مٹایا گل اندام نے کہا واری آپ دیکھتی
ہین کہ مجھپر تہمت لیتا ہی ایک خواص لالہ عذار گل اندام کو اُس سے بڑی محبت ہی عمرو نے چمن مین
جاکر اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر آکر پہلو مین گل اندام کے بیٹھے جب دو پہر رات گئی
آفتاب صاحبقران کا ہاتھ تھام کر اُٹھی خواجہ بشکل لالہ عذار گل اندام کے ساتھ ہوئے
جب گل اندام اپنی صحنچی مین آئی پلنگ پر لیٹی لالہ عذار نقلی نے کہا مین پیر دبا دون گل اندام
نے کہا لو اختیار ہی خواجہ نے پانون اُٹھا کر گود مین رکھ لیے اس لطف سے دبائے کہ ذرا
گل اندام سو گئی اب تو خواجہ بصورت اصلی ہو کر پاس گل اندام کے لیٹے لب بلب سینہ بسینہ
ناف بناف پانون اُسکے اُٹھا کر اپنے اوپر رکھ لیے آرام سوئے صبح کو جو آفتاب اُٹھی دیکھا
کنیزین قریب صحنچی گل اندام کے جمع ہین کہ رہی ہین کہ لو ہمزہ دیکھو بی گل اندام کو کیسا
انکار تھا اب عمرو کو لیے پڑی ہین آفتاب و صاحبقران بھی اُسی مقام پر آئے کنیزون
نے جو باتین کین گل اندام کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو میرے پاس لیتا ہی خواجہ نے آنکھ کھولکر
کہا یا صاحبقران آپ لوگ یہان کیون آئے یہ نہ سمجھے کہ میان بی بی ایک مقام پر لیٹے ہین
گل اندام نے چاہا ایک طمانچہ مارون بھلا خواجہ کب طمانچہ کھاتے ہین کود کر کنارے ہوئے
گل اندام اُٹھ بیٹھی سر پیٹنے لگی کہتی تھی بی بی آپ کے قدمون کی قسم کہ مین نے عمرو کو نہین
بلایا لالہ عذار میرے پاس تھی بھگوا نے ذلیل کیا مین اپنی جان دونگی صاحبقران نے گل اندام
کو گلے سے لگایا کہا اے گل اندام کمبخت جس پہ عاشق ہوتا ہی اسکو یونہی ذلیل کرتا ہی اب ہمارا
کہنا مانو کہ عمرو کو قبول کر لو ورنہ یہ ہر روز یونہی تمھارے پاس سوئیگا گل اندام گانے پر تو مائل

ہوئی جلکی بھی عرض کی اے شہریار آپ کو اختیار ہے صاحبقران بعیش و عشرت باغ میں آفتاب
کے ہیں لیکن شعلۂ جوالہ باپ شعلہ خوار کا قصر میں بیٹھا ہوا کہ رونے پیٹنے کی آواز کان
میں آئی کہا ارے یہ کون روتا ہے کہ ملازمان شعلہ خوار لاش لیے ہوئے سامنے آئے کہا آپکے
فرزند ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے شعلۂ جوالہ نے تاج دے مارا کہا یارو اب
گھر سارا برباد ہو گیا سرداروں نے سب حال بیان کیا کہ معشوق کو لینے گئے تھے وہاں یہ معرکہ ہوا
کہ صاحبقران موجود ہیں آخر لڑائی پڑی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اثر سحر تاثیر
نہیں کرتا یہ جوش میں آ کر جا پڑے بیک ضرب شمشیر کام تمام ہوا شعلۂ جوالہ رو رہا ہے کبھی پکارتا
ہے کہ اے فرزند تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا قدرت نے تمکو اپنے پاس بلا لیا جا کے قدرت کا
دامن پکڑونگا کہ میرے فرزند کو زندہ کر دیجیے جسطرح بنے گا قدرت کو راضی کرونگا یقین ہے کہ
قدرت کو میرے حال پر رحم آئے کہ آسمان پر شعلۂ آتش چمکے آتشبار جادو آ کر پہونچی
سمدھی صاحب کہکر باتیں کرنے لگی کہا کیا کہوں آفتاب قبضہ سے نکل گئی صاحبقران کو
قید سے رہا کیا شوہر کو قتل کرایا میں نے شکست کھائی اب تمہارے پاس آئی ہوں جو مناسب
جانو وہ صلاح کرو میں یہ چاہتی ہوں کہ حمزہ میرے قبضے میں آئے حکم خداوند کا بھی انتظا
ر کروں سر کاٹ کے روانہ کر دوں شعلۂ جوالہ نے کہا وہ سحر کروں کہ تڑپ تڑپ کے مریں
اپنے منھ اپنی موت مانگیں اور موت نہ آئے چلکر باغ کو گھیر لوں گرد آگ جلا دوں تمام نخل
و پتے زمین و آسمان آگ کا ہو جائے کیا مجال کہ باغ سے نکل سکیں آتشبار نے کہا چلیے
شعلۂ جوالہ نے آتشبار کو تخت پر سوار کیا آپ ہزبر آتشین پر سوار ہوا ساٹھ ستر ہزار ساحر
کا لشکر لیکر چلا اور اپنے قصر سے نکلا ایک شب لشکر اُس مقام پر اُترا دوسرے دن بغرور
غضب تمام چلا دن بھر میں دس بارہ کوس کا راستہ طے کیا ایک صحرائے سبزہ زار میں آکر اُترا لشکر
اُتار رہا ہے آپ ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر موسوم بہ نخوت جادو تخت پر سوار
بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر ہمراہ لیے بسر نکلا تھا لشکر شعلہ جوالہ دیکھکر ساتھ والوں سے کہا در
یافت کرو کہ یہ لشکر کسکا ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ شعلۂ جوالہ کا بیٹا شعلہ خوار ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا بدلہ لینے اُسکا باپ جاتا ہے بی آتشبار جادو ساتھ ہیں ماں آفتاب کی

وہ بھی جاہتی ہو بیٹی کو گرفتار کرادوں نخوت نے کہا دو آدمی کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی جا کے آتشبار کو بلا لاؤ کہنا یہاں نخوت جادو تمھیں بلاتے ہیں تم دونوں آدمی تماشا دیکھنا ہم دونوں کو گرفتار کرینگے خود گھبرا کر باغ سے نکل آئیں سوار دن نے جاکر آتشبار سے کہا آتشبار نے جواب دیا نخوت کچھ دیوانہ ہوگیا ہو اور غرور میں ایسی باتیں کرتا ہی کہنا کو اُسپر سحر تاثیر نہیں کرتا وہ صاحب اسم اعظم ہی بڑے بڑے ساحروں کو مارا عیار اُسکا عمرو نامدار ہی کہ جسکا ساحر نام نہیں لیتے جہاں اُسکا نام آیا اور وہ پہونچا ساحر کیسے کیسے ذلیل ہوتے ہیں نخوت نے کہا جن ساحروں کو سحر نہ آتا ہوگا اُنکو ذلیل کرتا ہوگا ہم طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دیں ہمسے عیار کیا عیاری کر سکتا ہی دم بھر میں پھونک کر خاک کر دیں آتشبار سے جاکر ساحروں نے یہ باتیں کہیں آتشبار بیٹی سے شعلہ جوالہ کے اُٹھی شعلہ جوالہ نے کہا بی سدھن صاحب نخوت جادو بڑا بدنگاہ ہی ایسا نہو مجھپر نگاہ ڈالے ذرا اُسے کو بچانا ہر چند کہ بیٹا میرا مارا گیا مگر میری نیک نگاہ ہی گھر تمسے آباد کرونگا آتشبار نے کہا ای شعلہ جوالہ مجھے ہمیشہ سے تمہارا خیال ہی نخوت جادو کس گنتی میں ہی تمھارے آگے اُسکی کیا حقیقت ہو اُسکو ناحق کا غرور ہی اپنے نام کی پیروی کرتا ہی یہ کہکے آتشبار بمعہ ہماری جوڑ بہن کر چلی نخوت دروازے پر ٹہل رہا تھا آتشبار کو جو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہوگیا تھا پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار کر آواز دی ای جان جہاں و آرام دل مشتاقاں جلد میرے قریب آؤ تمھاری چال نے پامال کیا دل کو پانوں سے ملتی ہوئی آتی ہو آتشبار نے سنکر کہا کیوں دیوانہ ہوا ہی مجھے تمسے کیا واسطہ سمدھی میرے شعلہ جوالہ مجھپر جان دیتے ہیں میں اُنکے گھر بیٹھونگی نخوت نے جھلاکر کہا ارے صاحب اُس بیچارا کا نام نہ لو برا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نقصہ

کل تصور جو ترا وہ ستم ایجاد آیا
پوچھنے یار مزاج دلِ ناشاد آیا
عرصہ حشر میں جو وہ ستم ایجاد آیا
ہوگیا خون تمنائے شہادت دل میں
جتنے ارمان تھے یوں نکلے ہمارے دل کے
آپ سے آپ ز خود رفتہ ہوا جاتا ہوں

تجھے وہ تیور کہ میں سمجھا کوئی جلاد آیا
بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
دیکھنے کو ترے سننے مری فریاد آیا
جسم آیا تھیں ہمیر کر یہ جلاد آیا
تجھے لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
نہیں معلوم کہ میں آج کسے یاد آیا

نزع کے وقت تم آئے ہو عیادت کو مری — شکر صد شکر کہ اب بھی مین تمھین یاد آیا
نکلی اک اور تمنا بھی بس حسرت قتل — لاشہ بھی میری اٹھانے وہی جلاد آیا
جان لب پہ ہے ہمین بوسہ دیا تھا سچ ہی — کیون یہ بھولا ہوا احسان تمھین یاد آیا
شوخی گل نے کیا بلبل ناشاد کا خون — ہاتھ ملنے کے لیے باغ مین صیاد آیا
لیجیے یون بھول گئے ہو کہ جو پوچھا ہمنے — یاد کرتے رہے تم اور نہ دل یاد آیا
زندہ رہنا ہی ترے ہجر مین کشتہ ہونا — ہم مسیحا کو سمجھتے ہین کہ جلاد آیا
خود لگا لائی جسے ہو کے نشیمن بلبل — جانب باغ کوئی آج وہ صیاد آیا
ایسی ایذا کوئی دی ہے کہ کلیجہ منھ کو — شکوے فریاد کے کرتا بس فریاد آیا
پھر گیا آنکھون مین سامان شب وصل جلال — خواب اک بھولے ہوے تھے وہ ہمین یاد آیا

یہ اشعار پڑھ کر نخوت نے چاہا کہ آتشبار کا ہاتھ پکڑلون اور ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ
ڈالون آتشبار نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیون نخوت کچھ دیوانے ہوے ہو اپنے ہوش مین آؤ
زبردستی ہاتھ نہ لگاؤ مین اپنے غم مین ہون نخوت نے کہا مین سب کام آنکھون سے کرونگا
ئی مجھسے لیجیے حمزہ کا سر لیجیے عیار کو دیوانہ کردون جنگلون مین سر پٹکتا پھرے مگر واسطے خدا اونہ
بقراط ثانی کا اسوقت چلکر تخلیے مین بیٹھو جو کہون وہ قبول کرو ورنہ کیا اب مین تمھین جانے دونگا
وہ سحر کرون کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤ ہر چند آتشبار نے سمجھایا کہ دیکھو نخوت ہوش مین ہو
سمجھ کے بات کرو ایسا نہو کہ تم ذلیل ہو اگر شعلۂ جوالہ سن پائیگا تو بہت بڑی طرح
پیش آئیگا کئی دن سے میرا اسکا ساتھ ہے مگر ایسا اسکو لحاظ ہے کہ اصل مطلب کی بات
نہین کہتا تم ایسے ملبلائے کہ سب کے سامنے ایسی باتین کہنے لگے بس اب جاکر کنارے بیٹھو نخوت
نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکے لپٹنے کو بڑھا چاہا سینے پر ہاتھ رکھدون جب تو آتشبار نے روکا کارد سحر
نکالکر ماری کہ نخوت کا شانہ نشانہ ہوا نخوت نے جھلاکر آواز دی ارے یارو اسکو پکڑلو جادوگر بلوہ کرکے
چلے آتشبار بھی لڑنے لگی ہرکارون نے یہ خبر جاکر شعلۂ جوالہ سے کہی شعلہ یہ سنکر گینڈے پر سوار ہوا دوڑ
سے آکر دیکھا کہ آتشبار بیچ مین ساحرون کے گھری ہوئی لڑ رہی ہے نخوت دعوے سے لپٹا لیتا
کرتا ہے قریب نہین آتا کہ وہین سے شعلۂ جوالہ نے نعرہ کیا کہ باش او نخوت کیون شامت آئی ہے

میری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہوا آکے گرا اور سحر کرنے لگا گر نخوت نے عین گرمی جنگ مین آکر ہاتھ آتشبار کا تھام لیا اور کہا ای جان جہان اب میرے حال پر رحم کرو اور منھ پہ ہاتھ پھیر اُسکے منھ پر ہاتھ پھیرتے ہی آتشبار کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہا ای نخوت مین تیری تلاش مین تھی شعلہ جوالہ کو باعث ملال یہ ہی کہ اُسکا بیٹا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا اس جوش مین وہ جاتا ہی کہ جاکر اُن سب سے بدلہ لے تم تعرض تو مین سے انکار نہین رکھتی یہ کہکے نخوت کے ساتھ ہوگئی اور لشکر شعلہ جوالہ پر باہم سحر کیا شعلہ جوالہ عاجز ہوا کہ اب دو دو ساحران زبردست میرے لشکر پہ آگ برساتے ہین اور میری خرابی کے درپے ہین مین قدرت کو تحریر کرونگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو تمنے یہ ظلم دیکھا کہ نخوت نے معشوق کو میری چھین لیا اور سحر کرکے اُسکو بطن کر دیا اُسکے سحر سے بہت لوگ مارے گئے اب مین طلب امان بھجواتا ہون تم مین سے کوئی سردار قدرت کے پاس میرا نامہ لیکر جائے قدرت ہی اسکا فیصلہ کریگی لشکر میرا بہت قتل ہوا اور میرا تو یہ حال ہی کہ محبت مین آتشبار کی بہوت ہو رہا ہون مین نے تو اُس سے یہ کہا تھا نظم

تو مبارک ہو کہ تجھ پر دل ناشاد آیا	بیوفائی کے چلن سیکھ لو استاد آیا
قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا	منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
اُس سے کیا اہل وفا شکوہ بیداد کرین	ظلم کی اپنے جو خود مانگنے کو داد آیا
جستجو کو جو چلے ہم دل پر حسرت کی	رو دیے دیکھکے جو کوچہ آباد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی	پھر کے اب تک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
کٹ گیا کوہ شب غم ہو سے دل جو ایک	خواب مین میری مدد کر نیکو فرہاد آیا
زلزلہ باغ مین ہے چال سے اک خوش قد کی	سرو و عرعر پہ گرا سرو پہ شمشاد آیا
چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی	پہلے فصد اپنی بھی لی اُسنے جو فصاد آیا
کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری	بھیس مین میرے تصور کے بہزاد آیا
نالہ اپنا سو محشر جو کہین جا نکلا	غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
بوجھ ایسے پہ غم عشق سمجھکر ڈالے	بیستون سے تو کبھی دب کے نہ فرہاد آیا
چال اپنی شب وعدہ بھی فراموش کی	آج بھی دل مین کسی غیر کے تو یاد آیا

ایک دل تھا کہ چرا لیگئے اُدھر سے تو رنج	ایک قاصد ہی کہ ناشاد گیا شاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُس نے	آہ سے میرے بخدا عشق خداداد آیا
کھینے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہی جمال	بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

اپنے ساتھ والون سے صلاح کر کے طبل بازگشت بجوایا مقابلہ نخوت مین آکر اترا اور نخوت آتشبار
کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا جلسہ آراستہ کیا آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہی اختلاط ظاہری
کر رہا ہی آتشبار دمبدم کہتی ہی کہ ای نخوت میری بہن کو چلکر حمزہ کے قبضے سے نکالو انکا پاس
حمزہ کے رہنا مجھپر شاق ہی مگر شعلۂ جوالہ نے بارگاہ مین آکر لقراط ثانی کے واسطے عرضی لکھی مضمون
یہ تھا کہ یا خداوند نخوت نے میرے ساتھ یہ بے اعتدالی کی کسی ایسے ساحر کو بھیجیے کہ وہ آکر نخوت
کو سمجھا دے مشیر جادو انکا وزیر بیٹھا تھا کہا ای مشیر خدمت خداوند مین یہ نامہ لیجاؤ قدرت
کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا اور کسی ساحر زبردست کو ہمراہ لیکر آنا کہ نخوت کے لیے تنبیہ ہو مشیر جادو
عرضی لیکر چلا آکر قصر سکندری مین پہونچا عرضی لقراط ثانی کو دی لقراط ثانی پڑھکر بہت
برہم ہوا پکار کر آواز دی تم مین سے ایک ساحر چاہتا ہون کہ جاکر نخوت و شعلۂ جوالہ سے
اصلاح کرا دے اور پھر ساتھ اُنکے جاکر حمزہ کو گرفتار کرے معیار جادو اپنے مقام سے اُٹھا
یہ کہکر کہ مجکو نخوت بہت مانتا ہی مین جاکر سمجھا دونگا کہ یہ زمانہ آپس کے فساد کا نہین ہی جہانتک ہوسکے
مسلمانون سے لڑو طلسم سے اُنکو نکالو دمبدم اُنکا زور بڑھتا جاتا ہی معیار جادو و مشیر جادو کے
ہمراہ ہوکر چلا دونون باتین کرتے ہوے آتے ہین طرف سے باغ آفتاب کے گذر ہوا خواجہ کے گانے کی
آواز کان مین آئی ٹھہر کے دونون سننے لگے معیار نے کہا دیکھو حمزہ دختر آتشبار کو لیے بیٹھا ہی اور عمرو
گا رہا ہی ذرا ٹھہر جاؤ جب یہ لوگ سوئین تو مین عمرو کو گرفتار کر لون لیکر خدمت مین خداوند کے چلون پھر
نخوت اور شعلۂ جوالہ کا فیصلہ ہو جائیگا ایک گوشے مین آکر دونون ٹھہرے جب صاحبقران آفتاب
کو ساتھ لیکر بارہ دری مین گئے عمرو گل اندام سے باتین کرتا ہوا طرف صحنچی کے چلا معیار نے نظر
کیا کہ عمرو علٰحدہ ہوا گل اندام تو اپنی صحنچی مین گئی خواجہ عمرو ایک گوشے مین حیران کھڑے ہین معیار
نے آکر گرفتار کر لیا مشیر سے کہا لو مین عمرو کو لایا اب چلو نخوت کا فیصلہ کرا دین تو اِسکو لیکر خدمت
خداوند مین چلین اور خداوند سے عرض کرین کہ یہ بہت بڑا عیار ہی اگر یہ قتل ہو جائے تو حمزہ کی قوت

کم ہو پھر مار لینا حمزہ کا کوئی بات نہین ہی ایسی ایسی صلاحین کر کے عمرو کو لیے ہوے طرف نخوت کے
چلے یہان نخوت جادو صبح کا وقت ہی آتشبار سے باتین کر رہا ہی کہ خبر پہونچی معیار جادو آتا ہی
نخوت نے جو اپنے دوست کا نام سنا برائے استقبال نکل آیا معیار سے پوچھا کیا آنیکا سبب ہوا معیار
نے کہا قدرت نے بھیجا ہی کہ آپس مین صلاح کر لو مین عمرو کو لایا ہون اسکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگا
نخوت نے کہا ای معیار اتو مین نے آتشبار پر قبضہ کر لیا قدرت اس مقدمہ مین کچھ دخل نہ دین
مین اب آتشبار کو نہ دونگا معیار نے کہا شعلہ جوالہ نے خداوند کو عرضی بھیجی حکم خداوندی ہی کہ آپسمین
لیجاؤ ہم تم سب ملکر حمزہ پر چڑھ چلین دختر آتشبار کو دلوادین حمزہ کو گرفتار کرین نخوت نے کہا ای
معیار تم ہٹ جاؤ معیار نے کہا مین بحکومت آیا ہون آتشبار کو ساتھ لیکر جاؤنگا نخوت بگڑا کہا مین تو معشوقہ کو
نہ دونگا معیار نے گرز مارا نخوت نے تلوار کاٹا شعلے جو بھڑکے عمرو پر گرے عمرو پر سے سحر اترا عمرو کی
آنکھ کھلی عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے صورت بدلی ایک نازنین کی شکل بنکر نخوت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نخوت
مین حور قدرت ہون قدرت نے مجھکو تمھارے واسطے بھیجا ہی اور جھپٹ کر معیار سے کہا تم گھبراتے
کیون ہو مین ابھی سب کا فیصلہ کیے دیتی ہون نخوت نازنین کو دیکھکر خوش ہو گیا کہ آتشبار کی کیا
حقیقت ہی حور بہشت مجھکو ملی معیار سے لپٹ گیا کہا بھائی مین اس نازنین کو قبول کرتا ہون آتشبار
کو پاس شعلہ جوالہ کے بھیجا دو معیار بھی اس بات پر راضی ہوا شعلہ جوالہ کو بھی بلا بھیجا نخوت نے کہا
اپنی معشوقہ کو لو شعلہ جوالہ آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا پہلو مین نخوت کے خواجہ بیٹھے سازندون سے کہا
ذرا ساز ملاؤ ساز درست ہوے خواجہ نے کہا یہ غزل عاشقانہ سن لو یہ کہکے سبکو بٹھایا مگر معیار کہرہا
ہی کہ ای نخوت تو نے ایسا سحر کیا کہ عمرو بھاگ گیا مگر مین پھر پکڑ لاؤنگا جب ساز درست ہوے خواجہ
نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آنکھ نے چھپنے کا راز اُسکے نہ کھولا ہوتا — دل تو کہتا کہ ذرا مجھکو تو لا ہوتا
غیر بے خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین — میرا قاتل تو کوئی آپ سا بھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث — اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی — دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہین — آن تکا ہون مین کسی نے ہین تو لا ہوتا

جانتا میں اُسے فرقت میں مسیحا اپنا | زہر جسنے مری تربت میں گھولا ہوتا
دل پر نور کا گم ہو کے نہ ملنا بہتر | ہاتھ آتا تو ہتھیلی کا پھپھولا ہوتا
سبزہ رنگوں کی محبت میں جو ہوتی تاثیر | کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا
صید کرنے تھی جو دل مرغ نگہ کو تیرے | باز پھر اسکو نہ بنا تھا مولا ہوتا
کوچۂ یار میں میلہ جو ہوا چرخ کو بھی | یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
حشر میں حق سے کہنا تھا نہ مجھکو اے بت | آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا
چرخ انکا مونہہ پہ لوٹا تھا شب وصل جلال | ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ کولا ہوتا

صاحب اہل محفل تعریفین کرنے لگے نخوت کہتا ہے صاحبو یہ حور قدرت ہین انکے گانے کی کیا تعریف قدرت انکو سکھاتے ہونگے بہشت مین جاکر مزے اڑاتے ہونگے عمرو نے کہا اے نخوت ایک کمال اور دکھاؤن کہ تم سبکو راضی کر دون کنجی میخانہ کی مجھے دو مین ساقی گری کرون سب اہل محفل کو سرسے شراب پلاؤن کہ سب خوش ہوجائین نخوت نے کہا صاحبو یہ کمال دیکھو یہ کہکر کنجی ازار بند سے کھول کر دی خواجہ جھپٹ کر میخانہ مین آئے شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی صاحبو آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نرہے ملازمان نخوت و شعلہ جوالہ دوڑے گلابیان قرابے اٹھا اٹھا کر لیجانے لگے جابجا چرچا شراب کا شروع ہوا ملازم پینے لگے خواجہ مغبچہ بچاس گلابیان مئے ارغوان سے بھرین کمر سے انکے تاشی سے باندھے کشتی مین لگاکر محفل مین لائے پشواز بھاری پہنی گت شروع کی

نظم

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا | وجد کرنے لگا تدرو ادا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل | ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی | جان اُسے سسک سسک کر دی

اس لطف سے گت تلپے کہ اہل محفل کی بُری گت ہوئی جام بلورین بھر اٹھو کرین لیتے ہوئے اول سامنے نخوت کے آئے کہا مین پہلے اپنے عاشق کو پلاؤن نخوت خوشی خوشی جام پی گیا دوسرا جام شعلہ جوالہ کو دیا معیار سے اس ادا سے نگاہ ڈالی کہ معیار ذبح ہو گیا لبے سے ہاتھ بڑھاتا ہے کہ مجھکو بھی جام پلاؤ خواجہ نے اسکو خوب ڈھکایا پھر جام معیار کو دیا معیار جانتا ہے کہ یہ نازنین مجھپر مائل ہے کہا تب ہوئے مجھکو نہ بھول کرسے جام بخوشی پی گیا اشارے کر رہا ہے خواجہ اشارون پر

آنکھ کو گردش دیتے ہین نخوت نے جو اشارے دیکھے کہا کیون ای معیار یہ کیا حرکت ہے یہ معشوقہ مجھے
قدرت نے عطا کی ہے آتشبار سے مین نے ہاتھ اٹھایا تم اسپر نگاہ نہ ڈالو ورنہ بہت بری ہوگی ایسا سحر کرونگا
کہ اپنی جان سے بیزار ہو جاؤگے معیار نے کہا قدرت نے جو معشوقہ عنایت کی اُسپر تجھکو بڑا ناز ہے ایسا نہو
قدرت کے خلاف گذرے دونون مین ایسی تکرار ہوئی کہ نخوت تیغ کھینچکر اٹھا شعلہ جوالہ ہان ہان کہکر
بیچ مین آیا چاہا دونون مین اصلاح کراؤن مگر نخوت نے گرز مارا معیار نے گرز کاٹا شعلہ جو بیچ مین پڑے
کئی سو جادوگر چلگئے سب لشکر والے بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے مگر افسران نامی مثل معیار جادو
و شعلہ جوالہ و نخوت و آتشبار بیہوشی پی چکی تھے دو دو ہاتھ کرکے گرے بیہوش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا
بانشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران بے وفا نعرہ عمرو عیار ہون مین عیار صاحبقران ہون مرے کرسے
کانپتا ہے جہان ہون تراشندہ ریش کفار ہون زمانے کا سرکار و غدار ہون ہو مرا تیز رفتار ہو کر قدم جو سب
ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم پہ اُڑا دون صبا کے گلی مین ہوش کہا بتائے مری گرد پا پوش کو باد وزندہ
جہانگرد و طرار ہون جہانگیر عالم کا عیار ہون ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے یہ
کہکے اول سر معیار کا کاٹا اور پھر شعلہ جوالہ کو قتل کیا پھر نخوت کو مارا آتشبار جادو کو اٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اور بارگاہ کو خوب لوٹا خزانے پر آکے قبضہ کیا ہر ایک جانب ساحرون کے مرنے کی صدائین
بلند مشیر جادو کہ یہ بارگاہ مین نہین تھا بازار کا منتظم ہے خواجہ نے اسکو بلوا بھیجا مشیر نے آکر
بارگاہ مین دیکھا کہ افسرون کے لاشے تڑپ رہے ہین ہزار ہا ساحر ننگا پڑا ہے گھبرا کر کہا ای نازنین دل
جبین ان ساحرون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای مشیر جادو مین نے تیرے جوش محبت مین ان سبکو
قتل کیا ایک جام شراب پی لے تو مین تجھے راضی کرون مشیر خوش ہوگیا سوچا کہ یہ نازنین مجھپہ
عاشق ہے میرے واسطے سب افسرون کو قتل کیا یہ سوچکر شراب کا جام پیلیتے ہی گھبرایا کہا کیون ای
حسن قدرت اس شراب مین کیا ملا تھا کہ میرا دل گھبراتا ہے عمرو نے کہا یہ شراب بہشت کی تھی اس مین گرمی
زیادہ ہے ذرا اُٹھکر ٹہلو ہوا لگے تو نشہ کم ہو مشیر گھبرا کے اٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اُسکو بھی جہنم واصل
کیا ان افسرون کو مار کر خواجہ بھاگے آتشبار کے مقتل مین سوچتے ہوے کہ اسکا کیا انجام ہوگا اگر
یہ بھی مطیع اسلام ہو جائے تو ان بتیون سے خوب مطلب نکلین یہان صاحبقران واسطے عمرو کے
گھبرا رہے ہین گل اندام سے فرماتے ہین کہ نہین معلوم میرے یار وفادار پر کیا گذری ای آفتاب

دریافت کرو تو مین تلاش مین اپنے یار وفادار کی جاؤن آفتاب نے چند کنیزون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ عمرو
کو کون لے گیا چار کنیزین گئین چار طرف پھر رہی ہین ایک صحرا مین آکر دیکھا بارگاہین سرنگون پڑی ہین
خیمے جلے ہوے ہین ہزارہا لاش پڑی ہی جو کنیز کہ ان سب کی افسر ہی اُسکا نام داغ بر دل ہی صحرا مین
بھی پڑی کاوش ہی کہ رہی ہی صاحبو یہ کیا معرکہ ہی کسنے یہان دریاے خون بہایا ان ساحرون کو کسنے مارا
کہ دریاے خون بہ رہا ہی اتفاقاً ہنگام جادو کہ سرحد اُسکی قریب ہی قلعے سے نکلا ہی ہرکارون نے اسکو
خبر دی کہ کل ایک لشکر آکر یہان اُترا تھا آپس مین لڑے آخر اصلاح ہوئی صبح کو سب کے لاشے دیکھے
نہین معلوم کیا معرکہ ہوا کہ یہ سب مارے گئے یہی باتین کر رہے ہین یہان داغ بر دل کہتی ہی کہین کسطرح
دریافت کرون کہ ان سب کو کسنے مارا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ساحرون پر زوال آیا کہ لاکھون ساحر مارے
گئے قضاے کار بقراط ثانی قصر سکندری مین تخت پر بیٹھا ہی کئی ہزار ساحر جمع ہین یکایک اسکو
یاد آیا مکار جادو بھائی معیار کا اُسکے قریب جو بیٹھا تھا اُس سے کہا اے مکار خبر تو لاؤ کہ معیار پر کیا گذری
ہمنے برائے اصلاح نخوت و شعلۂ جوالہ بھیجا تھا وہ پلٹ کر نہ آیا مکار چلا اُس مقام پہ آکر پہونچا قریب
بارگاہ جو آیا اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا سر پیٹنے لگا جی مین کہتا ہی کہ اے مکار اب کیا ہوگا ایسا بھائی یون مارا گیا
نخوت کا بھی لاشہ پڑا ہی شعلۂ جوالہ بھی قتل ہو گیا کہ ایک جانب دیکھا چند عورتین کھڑی ہین ایک نازنین خسرو
خو تو چند کنیزین پشت پر سوچا کہ انھین عورتون نے ان سبکو مارا وہین سے نعرہ کیا او ظالمو تمنے غضب کیا
میرے بھائی کو مارا مین کیا تمکو زندہ چھوڑونگا داغ نے پکار کر کہا اے ساحر ہم خود حیران ہین کہ انکو کسنے
مارا تو ہمپر تہمت لیتا ہی ہم بھی باتفاق سے ادھر آگئے مگر مکار ایسے غصے مین تھا کہ داغ بر دل پر آگ
برسائی داغ بر دل ہنس پڑی آواز دی اے صحراے جنت نشان مین سراسر بیٹھا ہون اے صحرا
اس مکار کو لینا یکایک پھول کھلے غنچے چٹکے عندلیبان خوشنوا نے وہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

وہ پوچھنے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا	پیامبر تھا الٰہی مرا شباب نہ تھا
ارادہ کرتے تو جان حزین نکل جاتی	ہجوم غم شب فرقت مین سد باب نہ تھا
رقیب فاتحہ اگر پڑھے غضب آیا	لحد مین جیسا ابھی تک تو کچھ عذاب نہ تھا
جو راہ میکدہ زاہد ہمین بتا دیتا	گناہ بھی نہ ٹھہرتا اگر ثواب نہ تھا
گرا مین کوچۂ جانان مین سر سے جل کر	سنبھالتا مجھے ایسا تو انقلاب نہ تھا

یہ گم ہوا تھا سیاہی میں شام فرقت کی　　کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُٹھا کے رنج پکارا یہ کوے یار میں دل　　بہشت میں تو آئی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا　　یہ رنگ چھپنے ہی والا تہ نقاب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خراباتیون نے محفل سے　　خدا نخواستہ مین تارک شراب نہ تھا
ہماری آنکھوں پہ بھی باندھی نہ تھی پٹی　　اگر حسین کو دم قتل کچھ حجاب نہ تھا
نگاہ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہے　　جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

مکار جادو جھومنے لگا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا داغ بردل نے کہا جاؤ قدرت کے پاس
جا کر اپنا علاج کرو یہ سنتے ہی مکار تلوار کھینچے ہوے بھاگا داغ بردل پلٹی خدمت مین آفتاب
کے آئی تمام حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کا فقرہ چل گیا اُنھون نے
اُن ساحرون کو مارا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز آئی خواجہ نے آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے پوچھا کہ خواجہ کیا معرکہ گذرا عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ داغ بردل آکر پہونچی سب کیفیت
ظاہر کی آفتاب سے کہا خواجہ اب ہوشیار رہنا یقین ہے کہ لقراط ثانی کو خبر ہو اور تمھاری فکر کرے
خواجہ نے کہا مین ہر وقت ہوشیار رہتا ہون لیکن مکار جادو جھومتا ہوا قصر سکندری مین پہونچا
لقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ مکار نے للکارا کہ او جھوٹے تو خدا بنکر بیٹھا ہے مین تجھکو قتل کرنے
آیا ہون لقراط نے للکارا کہ او نافہم قدرت کی خدائی مین فرق ڈالتا ہے لاکھون بندے میرے
معتقدین کئی ہزار تو اسوقت بیٹھے ہین یہ کہکے آواز دی کہ مکار کو گرفتار کر لو کئی ہزار ساحر اُٹھے
مکار ہٹتا ہوا طرف لقراط کے چلا گالیان دیتا ہوا کہ او بیحیا تو نے جھوٹ دعوی کیا ہے یہ کہتا ہوا اُڑتا پھرتا
برابر تخت کے پہونچا چاہا ہاتھ مارون لقراط نے ہاتھ ہلا دیا ایک تلوار چمک کر گری کہ مکار کے دو ٹکڑے
ہوے مکار کا مارا جانا کہ قصر سکندری مین اندھیرا ہو گیا سرداران حاضرین نے دیکھا کہ مکار
کا لاشہ پڑا ہے کہا یا خداوند یہ لاشہ مکار پڑا ہے ابھی خداوند کے پاس سے گیا تھا ابھی یہ دیوانہ کیون ہوا
لقراط نے کہا کہ قدرت نے نہین سمجھا کر اسپر کیا معرکہ گذرا دیکھو ابھی ثابت ہوا جاتا ہے یہ کہکے اشارہ
کیا کہ سر مکار کا پھٹ گیا ایک طائر پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ گیا تھا قدرت کے پاس
وہان کنیز آفتاب کی داغ بردل موجود تھی اُسکے سحر مین یہ مبتلا ہو کر آیا یہان قدرت کے

ساتھ بے ادبی کی آخر مارا گیا اور آیندہ کا حال آپ کیا پوچھتے ہین آفتاب کے ہاتھ سے مسلمانون کو
بڑے نفع پہونچین گے لوح کا پتہ بھی یہی بتائیگی آخر کو نور الدہر کا ساتھ دیگی آتشبار جادو وان
جادوگرون کی وجہ سے گرفتار ہوئی دیکھیے اب اُسکا انجام کیا ہو طائر نے جو یہ تصریح یہ کہا بقراط
گھبرا گیا طائر سے اشارہ کیا جاکر آتشبار کی خبر تو لا دیکھ اُسپر کیا گذری یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑتا ہوا چلا
یہان جب خواجہ خدمت مین صاحبقران کی آئے آفتاب سے سب حال بیان کیا آفتاب
نے جو مان کا حال سنا کہ پاس خواجہ کے موجود ہو آفتاب نے کہا خواجہ صاحب مان کو میری نکالیے
خواجہ نے آتشبار کو ایک نخل سے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا آتشبار کی آنکھ کھلی
بیٹی کو پہلوے صاحبقران مین پایا عمرو کو ڈانٹ کر ایسے کھڑا ہو کہرہا ہو کہ ای آتشبار بیٹی تیری راہ راست
پر آئی خدا کی قدرت کو دیکھ کر مجھکو گرفتار کرکے ساحر لیگیا تھا مین نے جاتے ہی تمہارے عاشق کو قتل کیا
اور اُسکو مارا اور مشیر جادو کو مارا اور تمکو بعنایت گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام
قبول کرو ورنہ ابھی قتل کرڈالونگا آتشبار ڈری کہ بیٹی کو مجھسے رنج ہو ایسا نہ ہو قتل کرڈالے اشارہ
کیا کہ خواجہ مین اطاعت کرتی ہون مگر دل مین یہ ہو کہ اگر رہائی پاؤن تو آفتاب کو گرفتار کرکے
لیجاؤن خدمت خداوند مین پہونچاؤن شاید خداوند اسکو راہ راست پر لائین عمرو نے جو خیال کرکے دیکھا
کہ پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہو کہا ای آتشبار دل کو اپنے صاف کر اب تیرا کوئی مکر نہ چلیگا آفتاب کی
دشمنی تیرے دل مین ہو اور آفتاب معشوق صاحبقران ہو اگر اسکو گرفتار کرکے لیجائیگی تو سکندری
مین قیامت برپا کردونگا بقراط بھی جانیگا کہ عیار ایسے ہوتے ہین دمامہ جادو کو تخت پر چڑھکے
مارا ششمش کو دریاے قلزم مین جاکر گرفتار کیا یہی حال بقراط ثانی کا بھی ہوگا عمرو نے جو دل کا
حال آتشبار سے کہا آتشبار گھبرا گئی سوچی کہ اب اگر تامل کرونگی تو یہ مجھکو قتل کریگا کہا خواجہ تمہارے
کمال مین کوئی فرق نہین بہ اعتقاد دل اطاعت دین اسلام کرتی ہون عمرو نے کہا ای آفتاب قول تو
اسکا سچا ہو مگر اسکی ذات سے کوئی فتور برپا ہوگا آفتاب اُٹھکر مانسے لپٹ گئی زبان سے سوزن نکالی
آتشبار قدمون پر صاحبقران کے گری کہا ای شہریار فخر کرتی ہون کہ آپ ایسے جلیل کی خدمت
مین میری بیٹی ہو امیر نے پشت پر آتشبار کی ہاتھ رکھا آتشبار بھی خدمت مین صاحبقران کے
حاضر رہی مان بیٹیان دونون حاضر ہین اور وہ طائر بھیجا ہوا بقراط کا یہ سب حال دیکھا کیا جب

آتشبار سنخول سے اطاعت کی توا اڑکر چلا قصر سکندری مین آیا بقراط نے پوچھا ای طائر کیا سرگذرا
طائر نے سب حال آتشبار کا بیان کیا کہ وہ بھی مطیع صاحبقران ہوئی بقراط نے جھلا کر کہا او نالائق
تجھکو اسی واسطے بھیجا تھا کہ آتشبار اطاعت کرے اور تو چپکا چلا آئے یہان سے جا جس طرح بنے آتشبار
کو لگا کر لا طائر یہ سنکر اڑتا ہوا چلا یہان دو پہر رات گئے تک صحبت رہی جب صاحبقران ہمراہ آفتاب
بارہ دری مین تشریف لائے اور آتشبار جادو طرف اپنی چھپی کے چلی طائر نے آتشبار کے سر پر اپنا
عکس ڈالا اور بھاگا کہ ایسا نہ ہو آتشبار مجھکو دیکھ لے طائر تو زقیل مارکر نکل گیا مگر جیسے ہی آتشبار پہ
عکس طائر کا پڑا طرف سے پتی کے دشمنی پیدا ہوئی پہلے سوچی کہ عمرو کو لیچلون پھر سوچی کہ عمرو سے کچھ مطلب
نہ نکلے گا فوراً طرف بارہ دری کے چلی آفتاب و صاحبقران سو رہے تھے کہ آتشبار نے آکر آفتاب
پر سحر کیا وہ سوتے مین بیہوش ہوئی آتشبار نے آفتاب کو اٹھا لیا پنجے مین دبا کر لے نکلی جب باغ سے
نکلی تو خیال مین آیا کہ اگر اسکو خدمت مین خداوندی لیجاؤنگی ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو قتل کر ڈالین
تو مین کیا کرونگی اول اسکو اپنے باغ مین لیچلون وہان چلکر سمجھاؤن جب راہ پر آجائے تب سامنے
خداوند کے لیجاؤن یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلی راہ مین ایک پہاڑ ملا اس کوہ پر اتری زبان مین
آفتاب کی سوزن دی اور ہوشیار کیا آفتاب نے اپنے کو بالاے کوہ پایا سامنے آتشبار غصے مین
بھری ہی کیون او کیسو بریدہ تو نے دیکھا مین تجھکو کیونکر لائی اب بہتر یہ ہی کہ اطاعت بقراط ثانی قبول
کر ورنہ قتل کر ڈالونگی تجھکو بڑا گھمنڈ یہ ہوگا کہ عمرو تیرے رہا کرنیکو آویگا مگر مین تجھکو قتل کر کے طرف
حجرۂ حکما کے چلی جاؤنگی وہان کوئی نہین جاسکتا اور یقین ہی کہ قدرت بھی جب دیکھینگے کہ قصر سکندری
مین فتور ہوا وہ بھی طرف حجرۂ حکما کے چلے جاینگے وہان کوئی نہین جاسکتا عمرو جاینگا بلا مین پھنسے گا آفتاب
نے اشارہ کیا کہ ای مادر مہربان زبان سے میری سوزن نکال لے مین آپکی اطاعت کرونگی آتشبار
نے کہا کہ او مکارہ میرے ساتھ مکر کرتی ہو دل سے بیان کر تب مجھے یقین آئے آفتاب نے کہا ای
آتشبار یہ کمال عمرو ہی کو ہی کہ دل کے حال سے آگاہ ہوتا ہی تو اگر مجھکو جھوٹا جانتی ہی پھر مجھکو قتل
کیون نہین کرتی ہان تینون مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ پہاڑ تھرایا ہر تپھر سے دھوان نکلنے لگا بیچ مین سے
پہاڑ شق ہوا آواز آئی تم سنگ بار جادو دیکھا زمین سے ایک ساحر نے سر نکالا تاج سر پر رکھے ہوے
سیاہ فام بد انجام پکار کر آواز دی ارے تم لوگ کون ہو میرے پہاڑ پر یہ بیٹھین یہ مقام گذرگاہ خداوندی

اگر خداوند بقراط ثانی اس پہاڑ پر آنے میں پہرون ٹھہرتے ہین پر مدوسان نہین آسکتا آتشبار نے کہا
ای سنگ بار تو مجھے نہین پہچانتا سنگ بار کی نگاہ آفتاب پر پڑی سراپا خوب ہمہ جبین ہمہ خوب
رعنائی زیبائی ہو ہمتون مین سیمائی جمال آفتاب دیکھکر تھرا گیا سنگ بار نے کہا ای آتشبار بیٹی کو کیون
یون گرفتار کیا ہو آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین اُسکے پہلو سے اسکو گرفتار کر کے
لائی ہون چاہتی ہون کہ اسکو خدمت خداوند مین لیجاؤن خطا اسکی معاف کراؤن مگر یہ ظالم دل سے نہین
قبول کرتی سنگ بار نے کہا ای آتشبار مین اسکو ابھی راضی کیے لیتا ہون اور طرف آفتاب کے دیکھکر
کہا کہ ای حور مثال وای پری تمثال تجھکو دیکھکر میری عجب کیفیت ہو اصل مین یہ صورت ہو نظم

دامن نہ چھوڑ سامرکے بھی دشت غبار انگیز کا	مین اک بگولہ بنگیا صحرائے وحشت خیز کا
شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہو گلا	ظالم رگ گردن مین ہو قاتل کی تیغ تیز کا
پیدا دلبر کی سند کچھ اور رہم رکھتے نہین	دل ہاتھ مین ظالم کے ہو کیا کام دستاویز کا
آشفتہ سو سنبل بھی ہو سرگشتہ ہے گل بھی ہو	سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
پڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر بیماے گا	ہے یہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا
پیدا کرے دشمن جگر جب آ ز ملنے کچھ اثر	میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے	دیکھا ہو ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

رو رو کر یہ اشعار پڑھے آفتاب نے نگاہ قہر طرف سنگ بار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی آتشبار
جادو نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین اِن کے نزدیک کوئی مرد حسین وجمیل نہین ہو حمزہ
سے بھی بہتر جو حسین وجمیل ہوا سپر یہ توجہ نکرین سنگ بار جھلایا کہا ای آتشبار مین ابھی راضی کرونگا فقط
تمہارا پاس ہو اگر تم حکم دو تو ایک سوہنی پڑھ دون کہ مثل میرے انکو ابھی مجھسے محبت ہو آتشبار نے کہا
ای سنگ بار یہ کم بخت اگر کسی ساحر کو قبول کرے تو باعث خوشنودی ہو اُس سلمان کو تو چھوڑے اُسکے
نام پر یہ جان دیتی ہو کل شب کو جو مین برائے چند ساعت ٹھری کیا کہون کہ مین نے کیا رنگ دیکھا اِنکے
ناز اُنکے نیاز اِنکی خواہش اُنکی کاہش اُسی اثنا مین مجھکو یہ خیال ہوا کہ عمرو کو آنکر پھر لیجاؤنگی جس ظالم
کی ذات سے یہ فساد ہو اسی کو لے چلون شاید عشق اسکا دفع ہو جائے مگر طریقے سے اس کم بخت کے
یہ معلوم ہوتا ہو کہ سامنے خداوند کے بھی انکار کریگی دیکھو تمہارے سامنے کیسی بگڑ رہی ہو آنکھون مین

آنسو بھرے ہوے ہین سنگ بار نے کہا مین ابھی علاج کیے لیتا ہون دم بھر مین مجھپر مائل ہوتے مجھے زیادہ بیقراری کرے اب احوال کھلے گا آفتاب رے کہا تمہین اختیار ہو سنگ بار نے کچھ گل بوٹے توڑے چند برگ نخل کے لیے گلدستہ بنایا گلدستے کو لیکر طرف آفتاب کے چلا اُسوقت آفتاب کی بیقراری چاہتی تھی اپنی جان دیدون مگر یہ میرے قریب نہ آئے لیکن نخل سے بندھی ہوئی ہو زبان مین سوزن سامنے جان کا دشمن کوئی اختیار نہین چلتا دل دھڑک رہا ہو دعا کر رہی ہو کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے میری عصمت مین فرق نہ آئے نظم

تو کردی اے خداوند جہان ملک جہان پیدا
زمین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا

توئی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا
توئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا

بفرمانت شود از ذرہ روشن نیر تابان
ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا

خبر از رنگ و بویت میدہد گلشن بدوران
ہر آن غنچہ کرشہ در بہار از بوستان پیدا

بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را
بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

وجودت بود موجود اے وجود عالم ہستی
نہ بود ونیکہ در ایجاد از ہستی نشان پیدا

تواند کے کہ گوید شکر ثنائے خداوندی
گر انسان را بہر موے بدن گردد زبان پیدا

چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت
دل ساحت بجان طاقت تن گردد توان پیدا

بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان
بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا

بہ بتخانہ زروے بت اگر تو جلوہ ننمودے
نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا

لیکن سنگ بار نے وہ گلدستہ دماغ سے آفتاب کے لگا ہی دیا بُو جو دماغ مین آفتاب کے پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر کہا اے سنگ بار مجھکو کیون قید کیا ہو زبان سے سوزن نکالو مین تو تمھاری تلاش مین تھی میرا حال ابتر ہو دل میرا اُلٹ پٹ ہو رہا ہو نظم

وہ دل نصیب ہوا جسکو داغ بھی نکلا
ملا وہ عکدہ جس مین چراغ بھی نکلا

گئی تھی کہکے مین لاتی ہون زلف یار کی بو
پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نکلا

اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد
وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نکلا

جنون کے عشق مین کیا ہوئی ہے بلا
کہ دل بھی خانہ ٹھکانے فراغ بھی نکلا

خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوا ایسا — حواس رفتہ کا اب تک سراغ بھی نکلا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر — نظر فریب یہین ایک داغ بھی نکلا
بھر آئے محفل ساقی مین کیون نہ آنکھ اپنی — وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نکلا
چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین — شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نکلا
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم — چمن کو پھول ملے ہمکو داغ بھی نکلا

یہ اشعار جو آفتاب نے پڑھے سنگ بار خوش ہو گیا زبان سے سوزن نکالی آفتاب نے قید توڑی پہلو مین سنگ بار کے آبیٹھی وہان صبح کو جو صاحبقران اٹھے آفتاب کو قریب نہ پایا خواجہ عمرو کو پکارا جب خواجہ آئے تو صاحبقران نے فرمایا کہ آفتاب کو کوئی لیگیا خواجہ عمرو نے آتشبار کو ڈھونڈھا نہ پایا یقین ہوا کہ آتشبار آفتاب کو لیگئی کہا ای آقاے نامدار میرا دل اسکی اطاعت سے دھڑکتا تھا مگر آپکے خوف سے نہ کہہ سکا اسوقت اسنے دل کو صاف کیا اگر بغاوت اسکے دل مین بھری تھی صاحبقران نے فرمایا خواجہ جلد جاؤ اگر وہ آفتاب کو لیکر قصر سکندری مین گئی تو مین وہین گھس جاؤنگا بقراط ثانی بڑا شعبدہ باز ہے ایسا نہ ہو کہ اسکو صدمہ پہونچائے خواجہ نے عرض کی غلام فوراً جاتا ہے اور پتا ہے تو آفتاب کو لاتا ہے خواجہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے اس مقام پر آئے جہان سے آفتاب غائب ہوئی تھی چند دانے ماش کے وہان پائے یہ تو یقین کامل ہوا کہ ساحر سحر سے لیگیا ہے مگر آتشبار کیا کسی بات مین کم ہے جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا فتور برپا کرے کمان ہے چلے خواجہ جست و خیز کرتے ہوے چلے خدا کی قدرت کہ پھرتے ہوے اسی صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا پہاڑ پر آفتاب گرم خواب ایک ساحر سیاہ فام کے پہلو مین بیٹھی ہے اور آتشبار ترغیب دے رہی ہے خواجہ سمجھے کہ آفتاب سحر مین ہے کنارے سے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر چلے جب قریب پہاڑ کے پہونچے تو پکار کر آواز دی کہ یہ کون ساحر بیٹھا ہے نام اپنا بیان کرے قدرت نے مجھکو بھیجا ہے سنگ بار نے ایک نازنین حسین دیکھی کہ ایسی عورت نگاہ سے نہین گذری وہ ہنس ہنس کے سنگ بار سے اشارے کر رہی ہے ان اشارون سے یہ مراد ہے کہ کیا اس شغل کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہے مجھے قدرت نے تیرے واسطے بھیجا ہے مین افسر ہون حوران بہشت کی میرے مکان کے پہلو مین تجھے مکان ملیگا زندہ بہشت مین جائیگا اگر تیری خوشی نہ ہو تو پلٹ جاؤن خداوند سے عرض کرونگی

کہ آپنے جسکے واسطے بھیجا تھا اُسے قبول نہین کیا مین پلٹ آئی پھر پھر بہشت سے نہ نکلونگی یہ جو ناز سے اُس
نازنین نے اشارے کیے سنگ بار بیتاب ہوگیا اُٹھکر دوڑا یہ بھی شرم ہے کہ ایسا نہو آفتاب کے
خلاف ہو کس شکل سے راضی ہوئی ہے لیکن عالم بیقراری مین اُس نازنین جدید کو لا کے مسند پر بٹھایا آفتاب
کو اشارہ کیا کہ تم اِسکے ناز پر خیال نکرو تمھاری محبت دل سے ہے ذرا صحرا کی سیر کر آؤ کہ تمھارے
دلکو فرحت ہو آفتاب اُٹھی ٹہلتی ہوئی کنارے آئی آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ کیا غضب کیا آفتاب
کو چھوڑ دیا ایسا نہو کہ وہ ہوش مین آجائے تو پھر اُسکو کوئی روک نہ سکیگا سنگ بار نے کہا میرا حواس اپنا نہین
ہوکر سر سے اُترے ای آتشبار نہ گھبراؤ پہلے اس فرستادہ قدرت سے بات کر لون تو اسکو بھی بلا لون کہ اُس
نازنین نے ہنسکر سنگ بار کے پٹے پکڑے اور دو طمانچے مارے کہا کہ تو نے میرے سر پر سوت بلائے گا
اب آفتاب کی محبت دل سے نکال ڈال میری محبت کا دم بھر ایک جام شراب تو مجھکو پلا اور یہ تو بتا کہ اب تو
بہشت مین چلیگا یا تجھے جہنم مین بھیجون اب تیری زندگی نہ ہوگی سنگ بار اُٹھکر جا کا بھٹی سے جاکر شراب
لایا لاکر سامنے اُس نازنین کے رکھی خواجہ نے آتشبار کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی اس لطف مین شریک ہو
آتشبار بھی خوشی خوشی جلسے مین آبیٹھی خواجہ نے اول جام بھر کے سنگ بار کو دیا سنگ بار نے
جام پیا اور دل مین بہت خوش ہے کہ قدرت نے میرے واسطے بہشت سے معشوق بھیجی اب مرتبہ بھی میرا
زیادہ ہوگا آتشبار کو بھی خواجہ نے جام دیا یہ بھی خوشی خوشی پی گئی دونون شراب پیکر گھبرائے کہا کیون
ای حور جنان شراب پیتے ہی دل اندر سے گھبراتا ہے خواجہ نے کہا میرے ہاتھ لگانے سے شراب مین
گرمی زیادہ ہوگئی ذرا اُٹھکر ٹہلو تو نشہ کم ہو دونون ٹہلنے کو اُٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کر گرے
خواجہ نے نعرہ کیا نعرہ عمرو کرزن اُستاد عیاران عالم ۂ سراپا دانش و عقل مجسم ۂ بباغ دین زکرش
آبیاری ۂ جہان سرہنگ در خنجر گزاری ۂ بہر کشور بلاے جان کفار ۂ عمرو آن شاہ عیاران عیار خنجر
مارا اول آتشبار کو قتل کیا لباس اُسکا اُتارا پھر سنگ بار کو بھی ذبح کیا کہ آفتاب کو ہوش آیا خواجہ
کو دیکھکر رونے لگی کہا خواجہ مجھے یہان کون لایا عمرو نے سب حال جو زبانی آتشبار و سنگ بار سنا تھا
بیان کیا کہ آتشبار تمکو اپنی سنگ بار نکل کر عاشق ہوا اُسنے تمکو گلدستہ سنگھایا چاہتا تھا کہ تمکو اپنے قبضے مین
کرے شکر خدا کہ مین آپہونچا مین نے دونون کو قتل کیا آفتاب و خواجہ تخت پر سوار ہوکر طرف باغ کے
چلے پہاڑ سے آگے بڑھے ہین کہ ایک آندھی اُٹھی آفتاب سنبھلا اب خدا خیر کرے کہ آندھی شق ہوئی

ایک ساحر نعرے کرتا ہوا پیدا ہوا کہ تم آفت جادو وا آفتاب جادو تو نے غضب کیا کہ ان کو اپنی قتل کرایا
لشکر آفت جادو نے نہایت غصے سے زمین پر ایک دو ہتڑ مارا کہ زمین کانپی خواجہ تو کود کر علیحدہ ہوے
ہر چند آفتاب نے چاہا کہ روکون لیکن چیخ مار کر گری بیہوش ہو گئی آفت تلوار کھینچ کر چلا کہ پہلو سے
آواز آئی ای بندۂ خاص اس گنہگار پر مہر خداوندی ہے پلٹ کے آفت نے دیکھا کہ خداوند بقراط ثانی
آتے ہین جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند مین آپکا حکم پاتے ہی پہونچا آتے ہی آفتاب
کو بیہوش کیا قدرت نے کیون تکلیف کی بقراط ثانی نے کہا قصر عشرت سے آواز آئی کہ آفتاب
ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہے قدرت جا کر اسکو بچائین ایسی ساحرہ حسین طلسم مین نہین ہے قدرت نے خود
تکلیف فرمائی ای آفت اسے ہوشیار کر دو قدرت سمجھا کر اسے قبضے مین کرین آفت نے کہا یا خداوند یہ ساحرہ
زبردست ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑے گی پھر اسکا روکنا دشوار ہوگا بقراط نے کہا او بے شرم قدرت
کے سامنے کیا کریگی ہے شرط کہ تجھے جلال خداوندی دکھاؤن آفت کانپنے لگا کہا یا خداوند مین ہوشیار
کرتا ہون اگر سحر کرے تو روک دیجیے گا بقراط نے کہا مین تیرا اور اسکا مقابلہ دیکھونگا آفت نے کہا مین نے
آگے ہی انجام کا سحر کیا اب وہ سحر ایک تیار نہین ہو سکتا بقراط نے پھر پر نگاہ قہر طرف آفت کے
دیکھا آفت نے مجبوری سحر آفتاب پر سے اتارا آفتاب جو تڑپ کر اٹھی آفت سے لڑنے لگی بقراط
ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ او آفتاب کچھ شامت آئی ہے سامنے قدرت کے سحر کرتی ہے تجھ بھی کوئی سحر کر دون
دیوانہ تجھکو بنا دون آفتاب سوچی کہ آفت کو مار کر بھاگ جاؤنگی اس شعبدہ باز کے سامنے کیا سحر
کر سکونگی ہر چند بقراط ثانی بگڑا مگر آفتاب نے کچھ خیال نہ کیا کارد سحر جھولی سے نکالی خون اپنا چھری پر
ڈال کے چھری پھینک ماری سینہ پر آفت کے پڑی کر توڑ کر پشت کو پار گذری اب آفتاب ڈری کہ
ایسا نہو بقراط سحر کرے تو مین کیونکر اٹھا سکونگی قصد کیا کہ بھاگون پر پرواز پیدا کرون بقراط نے دوڑ کر
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون ای آفتاب ہمارے سامنے یہ سب بے اعتدالیان آفت کو ہمارے سامنے مارا اب تجھکو
دیوانہ بنا دون آفتاب منتین کرنے لگی تب خواجہ نے بائین آنکھ کا تل دکھایا آفتاب لپٹ گئی کہا
خواجہ نے اعلام کہا حقیقت یہ ہے کہ ایسی صورت بنے ہو کہ اگر اُسکے سب سردار بھی دیکھین تو بھی نہ پہچان سکین
اب نکل چلو آفت کو بقراط نے بھیجا تھا مگر مین نے بہت جلد اُسے قتل کیا بڑا ساحر زبردست
آفتاب دونون نے چاہا تھا کہ روانہ ہون کہ پھر زمین کانپی برابر سے نخل کے ایک ساحر نے سر نکالا او

نعرہ کیا کہ ستم مسافت جادو اسے آفتاب آگے نہ بڑھنا آفتاب نے پلٹ کر سحر کیا خواجہ نے اپنے کو ایک غار میں گرا دیا آفتاب اور مسافت سے سحر چلنے لگے یہاں تک مسافت اور آفتاب سے سحر چلے کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا تمام درختوں سے آگ نکلنے لگی زمین مثل کرۂ نار جلنے لگی ہر طرف سے آوازیں سائیں سائیں کی آتی ہیں طائر اُس گرمی میں گھبرا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں

نظم

مستی میں میں جو شکل قدح خندہ زن ہوا — زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا
زاہد پہ بُت پرست یہ کیا طعنہ زن ہوا — کہتا ہے شیخ آج سے توبہ ہمن ہوا
مجھ پر نیا ستم تو چرخ کہن ہوا — گردش میں آ کے بخت غریب الوطن ہوا
صحرا نورد کون ہوا اے بہار گل — صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا
سمجھے یہ ہم جو رات کو تارے چمک گئے — بخت سیہ پہ اپنے فلک خندہ زن ہوا
جو ہے وہ دیکھتا ہے مجھے بزم میں تری — میں دنگ ہو کے آئنۂ انجمن ہوا
تا صبح کی بات ہو گئی گویا دعائے وصل — کیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا
جس میں خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل — کچھ حسرتیں غریب تھیں انکا وطن ہوا
پوچھی جو ہم سے خضر نے تکلیف راہ شوق — کانٹا زبان آبلۂ پا دہن ہوا
رو یادہ چلے حسرت پرواز پر مری — جس مرغ پر شکستہ کو شوق چمن ہوا
خلوت میں بھی نہ تجھسے تو خلوت ہوئی نصیب — سیرا ہجوم شوق مرا انجمن ہوا
اک گرد باد تھا کسی عریان کی خاک کا — لپٹا جنون میں یون کہ مرا پیرہن ہوا
انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں تاک سے — کون آ کے آج باغ میں توبہ شکن ہوا
دل تو جھکا چکا تھا مجھے روبروے غیر — مانع اگر ہوا تو مرا بانکپن ہوا
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی — مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

اُن طائروں نے گرمی میں تڑپ تڑپ کے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ آفتاب کا چہرہ سرخ ہوا انکھیں اُبل آئیں پکار کر آواز دی اے مسافت تو کیا حکم لایا ہے خداوند نے کیا فرمایا ہے تپش صحرا سے ہڈیوں سے آگ نکل رہی ہے ہر رگ جسم جل رہی ہے یقین ہے کہ میں اور تو دونوں پھنک جائینگے مسافت نے دیکھا کہ اب آفتاب راہ پہ آئی قریب آ کر کہا اے ملکہ عالم خداوند نے تمھیں یاد فرمایا ہے تمھاری

خطائیں معاف کرینگے قصر عشرت مین شاہزادیان تمہاری مشتاق ہین بی نیلوفر نے کہا ہو کہ اگر آفتاب
یہان آوین اور ہمارے ساتھ شریک صحبت ہون اور تعریف خداوندگانی جائے تو ان کو لطف ملے آفتاب
نے جواب دیا ای مسافت مین قدرت کو برا کہہ چکی میرا قصر عشرت مین جانا مناسب نہین شاہزادیون کو
ملال ہوگا مسافت نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب نہین آتی کہ پیچھے
آواز آئی کہ ای مسافت کیون گھبراتا ہو ہمنے معشوق کو بھیجا ہو یہ آفتاب کو سمجھا لیگی مسافت نے پلٹ کے
دیکھا ایک نازنین نہایت حسین اور خوش رو عنبرین گیسو خال ہندو چشم جادو آئی ہے مسافت نازنین کو دیکھکر
گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای مہ جبین تو کون ہو آنے کا کیا باعث ہوا نازنین نے مسکرا کر کہا ای مسافت
تمہاری باتین قدرت سن رہے ہین مجھکو ارشاد ہوا کہ جا کر آفتاب کو سمجھاؤ اور ہمارے پاس
قصر سکندری مین لاؤ مین فورا پہونچی اوراے مسافت پلٹ کے دیکھو سامنے قصر عشرت ہے
شاہزادیان اشارے کر رہی ہین تمہارا ہی چاہیے چلو مسافت پلٹا جیسے ہی مسافت پلٹا نازنین نے
حلقہ ہاے کمند مارے جیسے ہی حلقہ ہاے کمند پڑے نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم — رنگ از رخ چنگ بہ اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی — تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ مسافت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آفتاب نے دوڑ کر خواجہ کو گلے سے لگا لیا کہا
خواجہ کمال کیا اب میرا دل اٹھنے لگا تھا یقین تھا کہ اگر تھوڑا عرصہ اور گذر جاتا تو ساتھ مسافت کے
چلی جاتی مگر تم خوب وقت پر پہونچے اسوقت بقراط ہمارا تمہارا حال دیکھ رہا ہے یہ ساحر اسی نے روانہ
کیے تھے ایسا نہو کہ کسی اور کو بھیجے تو پھر یہان سے نکلنا مشکل پڑ جائیگا خواجہ و آفتاب باتین کرتے ہوے
طرف باغ کے چلے یہان جب صاحبقران گھبرائے تو باغ سے نکلے انتظار عمرو کر رہے ہین کہ صحراے
ترازی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پہ سوار ہے دار و گیر کرتا ہوا آتا ہے حال صاحبقران پہ جو نگاہ پڑی
عیار کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب ہین عیار قریب صاحبقران کے آیا کہا اے شہریار آپ کا نام
نامی کیا ہے صاحبقران نے فرمایا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان عیار نے جا کر اس پہلوان سے کہا کہ اسکا
نام ابلاغ مردم در ہے کہا ابلاغ نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو تمام فوج لینا
لینا کرکے طرف صاحبقران کے چلی صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار		بحکم خدا بستہ شمشیر چار		یکی تیغ صمصام و قمقام نام
بہ تیغ عقرب سلیمے ذوالنظام		بُن کافران از جہان پاک کرد		سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوڑ کے فوج پر ابلاغ کے گر رہے ہیں کہ خواجہ عمرو اور آفتاب آکر پہونچے عمرو نے صاحبقران
کو بیچ کفار میں دیکھا صاحبقران پر چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہیں مگر صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہیں
ہاتھوں سے انبار کر دیے چاہتے ہیں اپنے کو ابلاغ تک پہونچاؤں فوج والے گھیرے ہوئے ہیں آگے
نہیں بڑھنے دیتے آفتاب نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میں ایک سحر ایسا کر دوں کہ سب گرد سے ہٹ
جائیں اور افسر اطاعت کرے قدموں پر صاحبقران کے گرے عمرو نے کہا ای آفتاب خبردار
ایسی حرکت نہ کرنا صاحبقران کے خلاف ہوگا وہ نہیں چاہتے کہ غیر ساحر کو لڑواؤں دیوزادوں سے بیرات
لڑے ہر مقام پر خدا نے اُنکی مدد کی سمندون ہزار دست کو مارا عفریت کو قتل کیا ہر مقام پر غالب
رہے ہیں ابھی جا کے تہلکہ ڈالے دیتا ہوں آفتاب تو در باغ پر آکر ٹھہری خواجہ جست کر کے مجمع میں
آتے آتے ہی نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران		مرے مکر سے کانپتا ہے جہان		ترا شندہ ریش کہنا ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں		مرا تیز رفتار ہو گر قدم		سبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں سبا کبھی میں ہوش کو		نہ پائے مری گرد پاپوش کو		دو ندہ جہانگیر و طرار ہوں
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

دو تین حقہ ہائے آتشبازی عمرو نے ایسے مارے کہ فوج میں کھلبلی
پڑ گئی سوار پیادے تلے اوپر گرے صدہا سوار گھوڑوں سے گرے امیر نے جو اتنی مہلت پائی اڑتے بھڑتے
قریب ابلاغ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر وشتی ہانی کو موجود ہے کیا مجال کہ کوئی سوار یا پیدل
پشت پر آ سکے جو سوار یا پیدل پشت پہ آیا عمرو نے خنجر مار کے گرا دیا صدہا سوار و پیدل قتل کیے امیر
نے کلائی پر ابلاغ کی ہاتھ ڈالا تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ابلاغ نے آواز دی الامان
امیر نے فرمایا ای ابلاغ امان بہ شرط ایمان ابلاغ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کل فوج نے
اطاعت کی صاحبقران کو ابلاغ لیکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا امیر نے عمرو سے ملاقات کی سب حال
پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ راہ میں کئی ساحروں سے مقابلہ ہوا بقراط ثانی کو آفتاب
کے شریک ہونے پر بڑی مدد دی مگر آفتاب ثابت قدم کو سے ہمت ہر مقام پہ بہی ہوا ہے مگر میں تو

اب مطیع اسلام ہو چکی صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کچھ سرداروں کا حال معلوم ہی عمرو نے کہا ایرج
و نور الدہر دربندوں کو فتح کرتے ہوے طرف قصر سکندری کے جاتے ہیں لندھور اور مالک
وغیرہ بڑی آفت میں پھنس گئے تھے مگر میں نے جا کر وہاں بھی جادوگرنیوں کو مارا امیر نے فرمایا مجھکو بھی
طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے عمرو نے عرض کی قصر سکندری بدرجہ سحر کے پڑینگے شاپور نے
عرض کی اب حکم ہو تو غلام رخصت ہو صاحبقران نے ابلاغ سے حکم دیا کہ شاپور کو خلعت فاخرہ دو
بیو ہاری۔ رہائی کی کوشش میں مصروف رہا خواجہ نے کہا آقاے نامدار وقت رہائی آپکا آگیا تھا شاپور نے
کوشش کی امیر نے نہ مانا خلعت منگوایا خواجہ باہر آکر کھڑے ہوے جب شاپور خلعت پہنکر نکلا تو کہا ای
فرزند خلعت اُتار دو آقاے نامدار مجھکو دیتے تھے میں نے کہا اسکو پہنا دیجیے کہ یہ فخر ایرج کے سامنے
بیان کریگا اور ای شاپور میرے آقاے نامدار کا خلعت تیرے کیا واسطہ شاپور نے کہا میں تو نہ اُتارونگا
اور نہ کھینچا خواجہ نے کہا ای مسخرے چند فقرے عیاری کے تجھکو تعلیم کیے اب آج مجھی پہ چلاتا ہو ایک وار میں
سر اُڑا دونگا اور ای فرزند یہ خلعت تمہارا رکھا ہے گا جب کوئی جلسہ ہوگا اُسمیں پہننے کو دونگا بے وجہ
اشیاے نادرہ کا پہننا کیا ضرور ہی اور ای فرزند سواے تیرے میرے اسباب کا کون وارث ہی چالاک ہو
مجھے توجہ نہیں تو ہی زنبیل وغیرہ پائیگا اس طرح شاپور کو سمجھایا کہ شاپور نے ناچار ہو کر خلعت اُتار دیا
خواجہ نے وہ خلعت لیکر زنبیل میں رکھا اور شاپور رخصت ہو کر طرف ایرج نوجوان کے چلا صاحبقران
باغ آفتاب میں آئے شب کو صلاح ہوئی کہ اب مجھکو طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے آفتاب نے
کہا بسم اللہ مگر ای شہریار قصر سکندری بڑا سخت مقام ہی جب تک نور الدہر لوح نہ پائیگا جب تک
قصر سکندری کا فتح ہونا بہت دشوار ہی اٹھارہ سو ساحر تابع اسکی صحبت میں رہتا ہی اتنے ساحر آکر مارے
گئے بقراط ثانی کا کچھ نقصان نہیں ہوا ایک ایک اپنا اپنا کمال دکھلائیگا مقابلہ سرکار میں آئیگا بہر نوع جو
کنیز سے ہو سکیگا خدمت و پیروی کریگی مگر نور الدہر کو ایک نامہ روانہ کر دیجیے کہ حصول لوح کی کوشش میں
مصروف ہوں لوح بہت سخت مقام پر ہی کنیز کا حال کھل گیا اگر میں قصر سکندری میں جانے پاتی تو ضرور
حال لوح دریافت کر لاتی میرا ارادہ ہی کہ میں بہ اطاعت ظاہری خدمت بقراط میں حاضر ہوں مجھپر توجہ بھی
سکتا ہی اکثر کلام محبت آمیز کیے مگر اس نے میری نہیں قبول کیا ورنہ وہ مجھکو قصر عشرت میں داخل کرتا
کئی ہزار شاہزادیاں قصر عشرت میں ہیں وہ سب اسکی خدمت میں آئی ہیں مزے سے عیش کرتا ہی ایسی ہی

مصیبت پڑیگی تب قصر عشرت چھوڑیگا امیر نے فرمایا وہین قصر بد نور الدہر سے ملاقات ہوگی اور
سمجھائینگے کہ ای فرزند تم طلسم کشا ہو مہلات بد توجہ کرو لوح کی فکر واجب و لازم جانو آپس مین صلاحین کرکے
کوچ کا دن قرار دیا ابلاغ سے حکم دیا کہ فلان دن لشکر تیار رکھو کوچ کرینگے صاحبقران نے ذات پر
سلاح آراستہ کیے پشت اشقر پر سوار ہوے ابلاغ نے بارہ ہزار فوج کو تیار کیا آفتاب نے ایک ابر
آراستہ کیا اُس ابر مین مثل آفتاب چمکی اس زور شور سے صاحبقران لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری
کے چلے القصہ صاحبقران لشکر کو لیے ہوے جاتے ہین تین منزلین طی کرکے ایک صحراے سبزہ زار
و نواح دل کشا مین آکر فروکش ہوے صاحبقران تماشہ صحرا کا دیکھ رہے ہین مگر یہان سے تین کوس پر
ایک قلعہ ہے وہان کا حاکم اخفاے تیغ زن کہ اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہے اُسکو خبر پہونچی کہ صاحبقران
سیر صحرا مین فروکش ہین ساٹھ ہزار فوج لیکر مقابلہ صاحبقران مین آیا سامنے آکر اُترا شام کو طبل جنگی
بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین صبح کو اخفا کو منظور ہوا کہ سوار ہوکر میدان مین جاؤن قریب
گینڈے کے کھڑا ہوئی فوج تیار ہوکر آرہی ہے کہ صحراے گرد اڑی دارا اے دُر در گوش گینڈے پر سوار
ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پر براے ملاقات اخفا آیا پوچھا کہ بھائی کس سے مقابلہ ہے اخفاے تیغ زن نے
ظاہر کیا کہ صاحبقران زمان سیر صحرا مین آکر اُترے ہین ارادہ ہے کہ اُنکو یہان سے ہٹا دون دارا
نے کہا ای اخفا کچھ دیوانہ ہوا ہے تو جانتا ہے کہ حمزہ کون شخص ہے شکار کنندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قاتل ہمندون و عفریت تمام سرکشون کو مار کر ثانی
سلیمان لقب پایا جو اُسنے ارادہ کیا ہے وہی ہوگا کوئی اُسکو روک نسکیگا مجھکو بھی قدرت نے حکم دیا تھا مین
کئی مہینے سے صحراؤن مین پھر رہا ہون مگر مقابلہ مین نہین آتا جانتا ہون کہ مقابلہ ہوا اور زیر ہوا تم کس
شمار مین ہو اپنے قلعہ مین جاکر بیٹھو یا مارے جاؤگے یا اطاعت کروگے اخفا نے کہا ای دارا اے دُر در گوش
تو نامرد ہے کہ حکم خداوندے پھر گیا چل کے میدان مین تماشہ دیکھ سر میدان مشکین باندھونگا دارا اے دُر در گوش
نے کہا پہلے آپ مجھے تو امتحان کیجیے تب صاحبقران کے مقابلہ مین جائیےگا اخفا نے کہا ایک ضرب شمشیر
مین تیرا کام تمام کر دونگا تجھکو قضا گھیر کر لائی ہے دارا اے دُر در گوش نے جواب دیا کہ کیون بکتا ہے تلوار
کھینچ تو تیری جرأت کھلے اخفا نے کہا جب تلوار کھینچونگا تو زمین کانپنے لگیگی دارا نے کہا جرأت تیرے
چہرے سے چمک رہی ہے زلزلہ اوقات سے مقابلہ کرنے آیا ہے اگر اُنکے مقابلہ مین گیا تو لاش کا بھی پتہ نملیگا

حمزہ نے ایسے ایسے پہلوان مارے جنکا مثل ونظیر زیر فلک نہ تھا الغرض ایسا پہلوان مالک کل
ہندوستان اُسکے گرز کھانے اور زیر کیا جب قدرت نے مجھکو حکم دیا مین نام حمزہ سنکر خاموش ہورہا
مجھکو یہ ہوس ہی کہ حمزہ کا اگر سامنا ہو تو امتحان کرکے حمزہ کی اطاعت کرون ورنہ اُنکا ہم نبرد
ہونا نہایت دشوار ہی اخفا نے کہا تو نے حکم خداوند کے خلاف کیا تو لائق قتل کے ہو دارا سے
ذر در گوش نے کہا طبل جنگی تو بجوا چکا ہی کارزار مین چل سامنے حمزہ کے میرے تیرے مقابلہ
ہو صاحبقران میدان مین آکر ٹھہرے ہین انتظار اخفا کر رہے ہین فرماتے ہین کہ جنگ سے اخفا
مُنھ چھپاتا ہی میدان مین کیون نہین آتا کہ عمرو نے خبر دی ای شہریار یہ پہلوان جو ابھی آیا ہی دارا سے
ذُر در گوش اسکا نام ہی آپ کی طرفداری کے کلام کر رہا ہی دیکھیے دونون میدان مین آتے ہین ایک
طرف سے دارا سے ذر در گوش آکے میدان مین ٹھیرا صاحبقران کو سلام کیا پکار کر آواز دی ای
شہریار مین آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپکی طرف سے اخفا سے مقابلہ کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ
سامنے سے اخفا بھی آیا میدان مین ہونچکر نعرہ کیا او دارا سے ذر در گوش میرے مقابلہ مین آ
دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون دارا نے گینڈا اُچکایا مقابلہ اخفا مین آیا اخفا نے نیزہ مارا دارا نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اخفا نے ہاتھ تلوار کا مارا دارا نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اخفا نے گریبان
پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے صاحبقران لاحظہ فرما رہے ہین کہ دارا سے ذر در گوش
نے وہ وہ پیچ اخفا پر باندھے کہ اخفا اپنی جان سے بیزار ہورہا ہی پہر اُلجھا اُلجھ کے لڑا آخر دارا نے
اکھیڑ کر مارا اچھا ر ون شانے چت گرا دارا کو دکر چھاتی پر سوار ہوا کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہی اطاعت حمزہ کی کریگا یا نہین اخفا نے جواب سخت دیا دارا نے غصے مین اُٹھا اخفا کو چیر کر پھینکدیا
اہل فوج اخفا کانپ گئے دارا نے پکار کر آواز دی جسکو اطاعت حمزہ کی کرنا ہو میرے ساتھ آئے
جسکو نا منظور ہو نکل جائے سب فوج والے دارا کے ساتھ ہوے دارا اپنی فوج و فوج اخفا کو ساتھ لیکر
سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آپ مؤید من اللہ ہین جب مین بقراط سے
حکم لیکر چلا رات کو ایک صحرا مین آکر اُترا اگرچہ انتشار تھا کہ صاحبقران سے کیونکر مقابلہ کرونگا اسی خیال مین
سو یا ایک بزرگ خواب مین آئے ہدایت اسلام کی اور فرمایا کہ ای دارا صاحبقران کی اطاعت کرنا شکر ہی
کہ عین وقت پر آیا ورنہ اس اخفا سے بہت تکلیفین پہونچتین صاحبقران نے دارا سے ذر در گوش

کو سپہ سالار لشکر کیا اور کل لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر انشاء اللہ تحریر ہوگا

در کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق — کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق والفت کے سامان ہین — کہ حیران سب جن وانسان ہین
کبھی قیس کا ساتھ اسنے دیا — کہ مجنون لقب آخر اسکا ہوا
سدا نجد مین عمر اسکی کٹی — نہ صورت ہوئی وصل معشوق کی
رہا عشق لیلیٰ کو بھی بر ملا — کہ مجنون کی خواہش تھی اسکو سدا
کبھی سر مین فرہاد کے جا بسا — دیا جان شیرین کو یون بر ملا
لقب کوہکن اسکا مشہور ہے — اسی نام سے وہ تو مسرور ہے
ہ آخر کو اسکا فسانہ ہوا — کہ محروم یان سے روانہ ہوا
خبر جبکہ شیرین کو یہ ہو گئی — تو بالین عاشق پہ وہ بھی گئی
سنا حال عشق و محبت کا جب — ہوا دل پہ اس درجہ رنج و تعب
کر دی جان اپنی یہ سودا ہوا — یہ دونون کا آخر نتیجا ہوا
کہین وامق وذل کا افسانہ ہے — کہین رونق بزم کا شاہد ہے
کہ ہو شمع محفل پہ پروانہ محو — کرین کس طرح انکا افسانہ محو
جلانا جو اپنا گوارا ہوا — یہ صادق محبت کا چارا ہوا
کہ جس جا پہ یہ شمع روشن ہوئی — بہار مضامین گلشن ہوئی
چمن مین کلی گل کی جس جا کھلی — تو بلبل کو اس گل سے رونق ہوئی
لکھون حال سلطان والا حشم — کہ رکھتے ہین سرحد مین یہ بھی قدم

چہرہ رہروان منازل عشق والفت وطے کنندگان مراحل محبت اس داستان شوکت بیان کو

یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی و چینین گو یندر مز نکتہ دانی ہا کہ جب بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعدین قباد و الا نژاد اس مغلوبہ مین زخمی ہوے مرکب خنگ سیاہ قیطاس اُس خونخوار مین شہریار کو لیکر نکلا جسنے ارادہ کیا کہ روکے مرکب نے اُسے پامال کیا پشنگ اور دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی رات بھر مرکب چلا صبح کو ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا بادشاہ پشت مرکب سے گرے مرکب نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹتا ہی مگر بادشاہ بیہوش پڑے ہین قضاے کار اُس صحرا کا حاکم صفدر کوہ نشین قزاق ہی کہ بارہ ہزار سوارون سے قافلہ لوٹتا ہی اس روز کئی کوس پر جا کے ایک قافلہ لوٹا ہی گھوڑون پر مال لدا ہوا آتا ہی ایک جوان کی نگاہ جمال بیمثال بادشاہ پر پڑی دیکھا لاکھون روپیہ کا جواہرات جسم پر آراستہ ہی چہرہ آفتاب عالمتاب قزاق نے صفدر سے کہا ای شہریار دیکھیے آپ کے حوالی مین کسی نے مار کر ایک جوان کو ڈالدیا ہی گھوڑا بھی بے نظیر کوہ سرین او کفل ہی گلے مین سونے کی ہیکل ہی مگر باگین کٹی ہوئین چرا مین مصروف ہی صفدر گھوڑا بڑھا کر قریب بادشاہ کے آیا زخمون کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے گرآمد و شد نفس کی پائی جمال دیکھکر عاشق ہو گیا ساتھ والون سے پکار کر کہا یارو ظ‍ہر ہی کہ شخص زندہ ہی چارپائی منگاؤ اسکو قلعہ مین لیچلو وہان چلکر علاج کرونگا کیا جری دہباد ہی پر جرات کا بے بہادر ہی ایسے زخم کاری کہائے مگر قبضہ تلوار کا دیکھو ہاتھ مین جما ہوا ہی کس جرات سے انگلیان قبضے پر پڑی ہین جنگ سے کیونکر نکلا اور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ چند کس سے مقابلہ پڑا قزاق دوڑ کر چارپائی لائے اُسپر بادشاہ کو ڈال لیا خود پائے پر ہاتھ رکھکے لے چلا دمبدم سینہ پر ہاتھ رکھتا ہی کہتا ہی یارو اسکا علاج بہ احتیاط ہو جلد صحت پائے مین اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قزاقون نے کہا نشان سلطنت اسکے چہرے سے ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی کہین کا بادشاہ ہی تاج سر سے گر گیا ایسی مغلوبہ مین کیونکر اپنے کو سنبھالا جنگ سے کیونکر نکلا نہین معلوم کہان مقابلہ پڑا صفدر کہتا ہی مین سب حال اس شخص سے پوچھونگا بہادر جھوٹھ نہین بولتے صاف صاف کہدیگا غرض بادشاہ کو لیکر قلعہ مین آیا جراح کو بلا کر کہا اگر اس نوجوان کے زخم بہت جلد اچھے کرویگا تو تیرے صلہ سے زیادہ دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین صفدر کرسی بچھا کے قریب پلنگ کے بیٹھا ہی جمال کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی بادشاہ کو جو آرام پہونچا آنکھ کھولی دیکھا مکان عمدہ ہی ایک جوان سپاہی وضع رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی بادشاہ سمجھے کہ مجھکو زخمداری مین اٹھا لایا صفدر

نے پوچھا ای شہریار آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہی کس مقام پر لڑائی پڑی کہان حضور زخمی ہوے بادشاہ
نے فرمایا اول تمھارے نام سے آگاہ ہون تو اپنا بھی نام و حال بتائین صفدر نے کہا یہ حقیر قزاق ہی صفدر
کوہ نشین میرا نام ہی آپکو صحرا مین پڑا دیکھا اُٹھا لایا قصد ہی کہ علاج کرون جو خدمت گزاری ہو سکے بجا لاؤن
مین بہادر کا عاشق ہون جو میرے یہان کام ہی اُسکا افسر کرونگا بادشاہ نے ہنس کے فرمایا کہ ای بہادر
تیرے احسان کی کچھ حد نہین ہی تو نے جان بخشی کی مگر آگاہ ہو کہ مین بادشاہ لشکر اسلام ہون راہ مین ایک
مقام پر لشکر اُترا ہوا تھا ایک ساحرہ نے ایسا سحر کیا کہ سب افسر زخمی ہوے لڑتے بھڑتے نکل گئے
شاید کچھ گرفتار ہوے ہون مگر مجھے کسی کا حال نہین معلوم مجھے مرکب اس طرف نکال لایا نام بادشاہ لشکر
صفدر قدمون سے لپٹ گیا عرض کرنے لگا کہ ای شہریار آپکا تشریف لانا غریب خانہ پر باعث سعادت
دارین ہوا مجھکو قزاقی کرتے ہوے مدت ہوئی یہی دعا تھی کہ کسی بہادر کا ساتھ دون اب حضور کے ہمراہ
رہونگا قزاقی چھوڑ دونگا بادشاہ نے فرمایا ای صفدر اگر ہمسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو لقیراط ثانی
پر لعنت کرو صفدر نے کہا ای شہریار یہ آرزو ہی کہ جس روز آپ صحت پائین جلسہ کرون اُسی جلسہ مین
مسلمان ہون یہ کہکے یخنی وغیرہ لایا بادشاہ پی کر پھر غافل ہوے صفدر رگس رانی کر رہا ہی کہ ایک
قزاق نے آکر خبر دی کہ آپ کے قلعہ سے کئی کرور روپیہ کا مال جاتا ہی سلطان کج کلاہ کسی ملک پر لشکر
کشی کرنے گیا تھا وہ مال سب اُسنے اپنے گھر بھیجا ہی ملازم اُسکے چھکڑون پر بار کیے ہوے آج شام کو آپکے
نیچے قلعہ سے گذرینگے اگر چلیے تو دو کوس آگے بڑھکر روک لین اپنی سرحد مین لوٹنا باعث بدنامی ہی صفدر
مال کا نام سنکر اُٹھا مسلح ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا لیکن جب محل مین آیا زوجہ
نے پوچھا صاحب کہان جاتے ہو صفدر نے سب حال بیان کیا زوجہ رونے لگی کہا صاحب میرا دل
نہین چاہتا کہ تم اس مہم پر جاؤ صفدر نے کہا صاحب کئی سو چھکڑے مال کے جاتے ہین اور دو سو جوان
صرف ساتھ ہین گھوڑا دوڑا کر سبکو مار لونگا ایک کمرے سے بیٹی اُسکی گل اندام پری طلعت نکل
آئی ماں کو روتا دیکھکر بیتاب ہو گئی قریب آکر سب حال سُنا باپ نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر مجھکو رات
بھر وہین گذریگی بادشاہ لشکر اسلام میرے مہمان ہین لہذا یخنی لیکر تم جانا مجھکو جو پوچھین تو حال بیان کردینا
کہنا کہ باپ میرا صبح کو حاضر ہوگا گل اندام نے جو ذکر بادشاہ لشکر اسلام کا سنا مشتاق ہوئی کہ جمال
جہان آرا جاکر دیکھونگی قباد شہریار کے فرزند ہین یقین ہی کہ نہایت حسین وجمیل ہون صفدر کوہ نشین

تو فوج کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہو گیا شام کو گل اندام بخشی لیکر حاضر خدمت ہوئی بادشاہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور ہمارے افسر صاحب اپنی صاحبزادی سے کہ گئے تھے لہذا وہ بخشی لیکر حاضر ہوئی ہین بادشاہ نے خدمتگار کو اشارہ کیا وہ تو باہر گیا گل اندام حاضر ہوئی جمال باکمال پہ بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان بے مثال ہے کہ سطوت و صولت و رعب و دبدبہ و شجاعت چہرے سے ہویدا و آشکارا ہے رخسار گلاب کے پھول آنکھو نسے جرأت حصول ہے تو تین مسیحائی جمال باکمال رعنائی و زیبائی سپر و شمشیر آگے رکھی ہے گل اندام نے سلام کیا بادشاہ نے سر اٹھا کے جمال باکمال دیکھا کہ ایک حور مثال پری تمثال ماہ آسمان کمال سامنے کھڑی ہوئی برائے تسلیم خم ہے قد سرو باغ خوبی آنکھیں غزال صحرائے

محبوبی نظم

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمہاری آنکھیں
سیکڑوں آنکھڑیوں میں ہیں یہ پیاری آنکھیں

باغ باغ اُنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں
چل رہی ہیں روش باد بہاری آنکھیں

مار اُتارا جاتا ہے اک ترچھی نظر کی سے تمنے
دیکھنے میں تو چھری ہیں دو کٹاری آنکھیں

قلزم اشک جہانوں سے جو خالی دیکھا
خود نکل کر ہوئیں اُس سیل میں جاری آنکھیں

شرم کو اب نہیں ملتی کسی گوشے میں جا
قبضۂ شوخ نگاہی میں ہیں ساری آنکھیں

وہ محافہ میں کوئی حور لقا آتا ہے
دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھیں

جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
دل ہی تجھے ہیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں

یہ جو پھر جاتی ہیں پھر جاتی ہے جیسے اک خلق
گردش بخت دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں

شادی وصل ہو یاد کیجیئے رنج فرقت
آج کل دونوں پھڑکتی ہیں ہماری آنکھیں

آبلے پڑ گئے ہیں کیا دل سوزاں میں جلال
اسلیے پھوٹ کے روتی ہیں تمہاری آنکھیں

اِدھر بادشاہ کو توجہ ہوئی اُدھر گل اندام سر جھکا کے بیٹھ گئی چند ساعت بیٹھی بادشاہ نے حجاب سے کچھ کلام نہ کیا گل اندام نے چاہا کچھ کلام کرے مگر سعد بن قباد متوجہ نہ ہوے آخر گل اندام شرما کر اُٹھی چلتے وقت جھک کر عرض کی کہ حضور قبلہ و کعبہ تو بے ضرورت گئے ہیں جس شی کی ضرورت ہو بلا تکلف طلب فرمالیجیے گا میں اپنی کنیز گوہرہ کو چھوڑے جاتی ہوں یہ کہکر رخصت ہوئی گھبرائی گھبرائی ہوئی محل میں آئی ماں نے پوچھا کیوں گل اندام مزاج کیسا ہے گل اندام نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کہ والدۂ

ماجدہ بادشاہ کو بڑا لحاظ ہے کیون نہو بادشاہ لشکر اسلام ہین مین نے جو انکا جمال بے مثال دیکھا رعب و دبدبہ آنکھون سے ٹپکتا ہے حقیقت مین جب ایسے شیر لشکر کشی کرینگے تو بقراط ثانی کو شکل پڑیگی یہان سے یہ لکر اپنے مقام پر آئی کنیزون سے کہ رہی ہے کہ صاحبو تمنے جمال شہنشاہی دیکھا صاف تو یہ ہے بہ قول شاعر بیت سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ولے ایسا بے مثل طرح وار نہ دیکھا نہ شنا وہین پر نگاہ غور دیکھ رہی تھی وہ مجھکو دیکھکر متغیر تو ہوے مگر دل پہ جبر کیا زبان سے کچھ نہین کہا کسی کی مجال تھی کہ میرے جمال کو دیکھکر صبر کر سکتا لیکن صاحبان ظرف ایسے ہوتے ہین مین تو لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہون مگر دل کی یہ کیفیت ہے **نظم**

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا　جب قصد کیا عرش بریں زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت　یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے　ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی　دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
جو یاس کمر تھی نگہ شوق جدا ای یار　منظور شب وصل تماشائے عدم تھا
پایا بھی اگر دیدۂ دل مین تو اُسی کو　دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
دل دے کے اُنھین جان بھی دی اللہ ری ہمت　پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
پامال جلال آمد ہا کوے بتان مین　وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

کنیزون نے کہا ملکۂ عالم نہ گھبرائیے جانے کی صورت تو نکل آئی کلام کی بھی صورت نکل آئیگی گل اندام نے کہا انکو اپنے حسن و جمال کا غرہ ہے مگر انکو بھی چمن چھوڑ کر آئی ہون گلچہرہ کنیز آئے تو اُس سے یہ احوال معلوم ہوکہ میرے بعد بھی میرا ذکر کیا یا نہین شاید کچھ پیغام لائے یہ ذکر تھا کہ گلچہرہ آئی اور اُسنے عرض کی آپکے آنے کے بعد جو مین نے شہریار کو ملول و حزین دیکھا چھیڑ کر پوچھا کہ کیون حضور کیسا مزاج ہے تو ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ بہت دل بیقرار ہے تجھسے کیا کہین کوئی تسکین دینے والا پوچھتا تو اُس سے حال مفصل بیان کرتے تو سنکر بدنام کریگی مین نے بعجز کہا کہ شہریار مین درانداز نہین ہون جو رازکی بات ارشاد فرمائیے اسکو دل مین رکھون لاکھ کوئی پوچھے نہ بیان کرون جب مین نے اس طرح تسکین دی تو فرمایا کہ اگر محل مین جانا تو گل اندام کا مزاج پوچھنا اور کہنا بادشاہ نے خیر و عافیت پوچھی ہے اور کہنا کہ پھر بھی اگر مہلت ہو تو آنا ورنے زیبا ہمکو دکھانا یہ پیغام سنکر گل اندام شاد ہوگئی کہا کیون

صاجو میں کیا کہتی تھی ہرچند کہ انکا حسن جاذب کشش اور سزاوار فریب ہے مگر مجھپر بھی انکی توجہ ہوئی میں خود حاضر ہونگی یہ کہکے کچھ شربت مقوی دماغ تیار کراکے انکو لیکر گل اندام چلی کنیزیں جو رازدار تھیں انکو ساتھ لیا اور سب سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں یہ کہکے شربت ہمراہ لیے اس حیلہ سے آئی آکے سلام کیا بادشاہ نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب آؤ تشریف بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ہا کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ہا اور فرمایا کہ ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ حدیقۂ خوبی کیفیت اپنی یہ ہے

نظم

طلب کرتی ہے انکی ہر ادا دل — کہاں سے لاؤں اتنے یا خدا دل
وفا کرتے ہیں کس سے بیوفا دل — بہت پچتاؤگے لیکر مرا دل
جگہ دل میں کسی کے اپنی کرتا — وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
جو پوچھا کیونکر آنکلے ادھر تم — وہ بولے کھینچ لایا آپکا دل
ملا مجھکو جو داغ عشق سمجھا — دیا اللہ نے یہ دوسرا دل
کسی کی آہ کا مطلق نہیں خوف — دکھاتے ہیں جو دل انکا بلا دل
نکل آئے تڑپ کر انکے آگے — نکالے کچھ تو اپنا حوصلہ دل
کرو پہلو تہی کی جائے کس سے — سوا تم دل سے ہو تم سے سوا دل
کسی سے ملکے بیگانہ واری — ادھر تو دیکھ او نا آشنا دل
جلال اب ہاتھ آئے یا نہ آئے — ٹھکانے سے تو گم ہو کر لگا دل

ای گل اندام تمہارے باپ نے مجھپر بڑا احسان کیا اگر انصاف کروں تو وہ میرا جان بخش ہے میں صحرا میں پڑا تھا مجھکو اٹھا لایا علاج کیا خود مسلمان ہوا انکو حکم دیا کہ خدمت میں حاضر ہو کون ایسی تدبیر کروں کہ انکا احسان میرے سر سے اترے یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑتے ہوے آئے انہوں نے پکار کر آواز دی ای شہریار غضب ہوا باہر آئیے بادشاہ جو باہر آئے دیکھا کہ چند قزاق زخمدار بیقرار روتے ہوے آتے ہیں بادشاہ نے پوچھا صاحبو خیر تو ہے قزاقوں نے عرض کی ای شہریار جب یہاں سے صفدر بارہ ہزار قزاق لیکر پہونچے درہ کوہ پر کمین گاہ میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی کئی سو چھکڑے نقد و جنس سے لدے ہوے سامنے نمایاں ہوے ہمارے افسر نے حکم دیا ان

ہمارا یہان مال کو جانے لوادر مال پر قبضہ کر و اس زور و شور سے ہم لوگ درہ کوہ سے نکل کر گرے کہ چند
کس اُدہر کے قتل ہوے اور باقی مال چھوڑ کر بھاگ گئے سلطان کج کلاہ کرپشت پہ شکار کھیلتا ہوا
آتا تھا اور یہ مال سب اُسی کا تھا یہ فراری سامنے اُسکے جا کر پہونچے ذکر کیا کہ صفدر کوہ نشین قزاق
نے آپکے ملازمون کو قتل کیا اور مال پر قبضہ کر رہا ہے یہ سنکر سلطان جھلایا کہا اس قزاق کو بڑا گھمنڈ ہو گیا
ہمارے جانا مال آکے لوٹا ہے کہکے گھوڑا پھیرا ساتھ والے سلطان کے ہمت کر ساتھ ہوے ہم لوگ مال
لا رہے تھے کہ سلطان کے نعرے کی آواز آئی تلوار کھینچ کر جو وہ بادشاہ گرا جسکے قریب پہونچا اُسکے
دو ٹکڑے کیے لڑتا بھڑتا قریب صفدر کے آیا اور للکارا کہ او نامرد میرے ساتھ پہ بے قاعدگی صفدر نے ہاتھ
مارا اُسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ساتھ والون نے اُسکے ایک ایک قزاق کو پکڑ لیا مع افسر
سات سو قزاق گرفتار ہوے باقی بھاگ گئے اب یقین ہے کہ سبکو لیجائے ہم چند کس ادہر آئے کہ چلکر حضور
سے اطلاع کرین۔ وہ بادشاہ قاہر و جابر ہے اپنے مقام پر پہونچتے ہی سبکو دار پر کھینچ دیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا
بادشاہ نے کہا جا۔ گھوڑا تیار کر و بارگاہ مین آکر سلاح جسم پر آراستہ کیے گل اندام نے پوچھا او شہریار
کہان تشریف لے چلے بادشاہ نے فرمایا تم شہر مین ابھی آتا ہون جس مقام پر جاتا ہون تمسے کہنے کا موقع
نہین ذرا اس تمہارے بادشاہ نے فرمایا کہ گل اندام سواے بہت خوب کہکے کچھ نہ کہہ سکی بادشاہ باہر نکلے پشت
مرکب پر سوار ہوے گل اندام نے کنیزون سے کہا اسے دریافت تو کرو کون آیا اور کیا خبر سنائی کہ
بادشاہ مسلح ہو کر گئے ہین کنیزون نے نکل کر پوچھا خیمون نے بیان کیا کہ آپکے والد قید ہو گئے اُنکی
رہائی کے لیے بادشاہ تشریف لیگئے گل اندام دختر قزاق تھی فنون سپاہ گری مین طاق حسن مین بھی
شہرۂ آفاق بہ تعجیل مردانے کپڑے پہنے ہتیار لگا کر نقاب چہرے پہ ڈالی سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
چلی یہان وہ وقت ہے کہ سلطان نے قزاقون کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین اُنہین چھکڑون پہ ڈال کے خود
دو چار سوار کو ڈال لیا چاہتا ہے لیکر چلے کہ صحراے گرد آتی ہی آواز آئی کہ با خبر ادبکا فرمان بے حیا او

تا بکاران پہ دغا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تہ لرزل فتد در میانِ مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	دگاو زمین تج دہن بر کنم

صفدر نے دیکھا کہ بادشاہ مجاہد مثل شعلۂ جوالہ آکر فوج سلطان پر گرے سلطان نے آواز دی

اے اہالی فوج اس جوان کو گھیر کر مار لو چار طرف سے بادشاہ کو فوج نے گھیر اگر بادشاہ اُس مجمع مین شیرانہ لڑ رہا
ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لیکن قریب سلطان نہین پہونچ سکتے سلطان بھی دور سے
دیکھ رہا ہے کہ اکیلے نے ہزارون کو مار کر ڈالدیا مین گرمی جنگ مین دوسری گرد اڑی صفدر نے
دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش سات سو جوانون سے آکر پہونچا اور قریب فوج آکر کمان کاندھے سے اُتاری
ساتھ سو کمانین اُترین ساتھ ہی تیر چلے عقاب تیر پر کھول کر اُڑے سات سو طائران جان کو شکار کیا
خطا شعار سم کر گھوڑون سے گرے تیر چلنے لگے تیر کے وار کرکے نیزہ پکڑ کر وہ نقابدار گیا بادشاہ نے
ہو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوئے اُس مقام پہ پہونچے جس مقام پر صفدر قید ہے وہان پہ آکے شمشیرزنی
کی نگہبانون کو مار کر ہٹایا قریب صفدر کے پہونچے ہتکڑیان کاٹین صفدر کو رہا کیا اسنے چھوٹتے ہی
ایک سوار کو مار کر گھوڑا قبضے مین کیا نعرہ کرکے چاپڑ اُڑنے لگا اپنے قزاقون کو رہا کیا ہے کہ پھر صحرا سے
گرد اُٹھی وہ قزاق کہ گرفتار ہونے سے صفدر کے بھاگ گئے تھے اور درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے آقا کی
رہائی دیکھ کر دوڑے آکر شریک جنگ ہوے بادشاہ صفدر کو رہا کرکے لڑتے ہوے طرف سلطان
کے چلے سلطان نے دیکھا کہ نقابدار کی تیراندازی نے فوج کو پامال کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا
لڑتا ہوا طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے حیران ہو کر طرف بادشاہ کے دیکھا بادشاہ جہجاہ گھوڑا
بڑھا کر بڑھے نقابدار کو پشت پر لیا سلطان کو للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے مقابلہ کر اِدھر
کہان جاتا ہے سلطان جری و بہادر ہے بادشاہ نے جو تُو کا تلوار کھینچے ہوے آیا بادشاہ سے تلوار
چلنے لگی کئی ہاتھ سلطان نے مارے بادشاہ نے خالی دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے سلطان کو اُٹھا لیا نقابدار نے چمک کر شمشیرزنی کی ایک طرف سے لڑتا ہوا صفدر آیا اُس
مقام پر خوب تلوار چلی بادشاہ نے سلطان سے سوال اسلام کیا سلطان یہ جرأت دیکھکر عاشق ہو چکا
تھا قدم پر جھکا بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے جنگ سے ہاتھ کھینچا گر صفدر نے مال پر
قبضہ کیا سلطان نے کہا اے صفدر مین خود تمہارے افسر کے ساتھ ہون مال بھی تمہارا جان بھی
تمہاری مگر تمنے اس شہریار کو کیونکر پایا صفدر نے بیان کیا میری تقدیر نے یاوری کی بخت نے
مددگاری کی یہ شہریار زخمی ہو کر میرے حوالی مین آئے مین نے اس گوہر بے بہا کو اس طرح پایا
سلطان نے بادشاہ سے پوچھا اے شہریار آپکو صفدر کے گرفتار ہونے کی خبر کیونکر ہوئی بادشاہ نے

فرمایا اے سلطان یہ ہمارا جان بخش ہے صفدر نے عرض کی ایسا نہ ارشاد فرمایئے مین غلامان راسخ الاعتقاد سے
ہون نقابدار کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب بادشاہ نے سلطان کو زیر کیا نقابدار نے اپنے ساتھ والون سے
کہا اب پلٹ چلو شہریار نے جنگ کا خاتمہ کر دیا سلطان گرفتار ہوا واللہ باہو سے اب کون مقابلہ کریگا
اپنے ساتھ والون کو ساتھ لیکر گھوڑا اڑاتا ہوا نکل گیا بادشاہ نے صفدر سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا
صفدر نے دست بستہ عرض کی کہ یہ کنیز سرکاری حیدر کی دختر تھی بادشاہ نے فرمایا اے صفدر گل اندام
نے بڑا کمال کیا صفدر نے عرض کی کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا اگر آج انکو جوش جرأت تھا یہ تو مین بھی
واقف ہون کہ فنون سپاہ گری مین انکو دخل ہے مگر آج رستمانہ لڑی نہین معلوم کیا سبب تھا بادشاہ نے فرمایا
تمہاری گرفتاری کا حال سنکر آئی صفدر نے عرض کی غلام کا روز مرہ یہی کام ہے اکثر گرفتار بھی ہوا مگر کبھی
گل اندام نے یہ قصد نہین کیا بادشاہ نے فرمایا فنون سپاہ گری وقت پر کام آتا ہے صفدر بادشاہ اور
سلطان کو ساتھ لیے ہوے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا سلطان کی بڑی دھوم سے دعوت کی
مین گرمی صحبت مین بادشاہ بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین کہ ایک کنیز نے آکر بادشاہ کے کان مین عرض کی
اے شہریار ملکۂ عالم نے باغ مین روشنی کرائی ہے اگر مناسب ہو تو آپ بھی تشریف لیچلیے بادشاہ مسکرا کر
اُٹھے صفدر نے عرض کی حضور کہان تشریف لیچلے بادشاہ نے فرمایا مجھے نیند آئی ہے صفدر
سے بید کر کے کنیز کے ساتھ چلے کنیز شہریار کو ساتھ لیے ہوے در باغ پر آئی گل اندام کو خبر
ہوئی برائے استقبال دوڑی بادشاہ نے دیکھا نیچہ بالی نزیب کمر سپر مدور پشت پر دو رایہ آہن
متن فولادزن موتیون کے ہار گلے مین یاقوت احمر کے زیب گلو وہ خوش رو خوش خوان ہان سے
دربان پر کھڑی ہے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے شہریار اصل کیفیت کنیز کی یہ ہے
نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جلے جو پروانہ کہی پیدا ہو
کیونکر آنسو کوئی اے نوحہ گری پیدا ہو — دل پسیجے تو کچھ آنکھون مین تری پیدا ہو
سرو آئین جو کبھی کھنچ کے ہون تنگ آئین — گریبان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
کام کر عشق مین اے غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بیخبری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
اڑ کے جانے کا خط شوق ہار دہ تو گر سے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

وادیِ عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی
ہر قدم پہ سرِ شوریدہ سری پیدا ہو

زلفِ پیچان کے تصور میں جو کھینچوں آہیں
پیچ کھاتا ہوا دودِ جگری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پہ میرے
عوضِ داغِ جنون چترِ زری پیدا ہو

جلوہ دکھلائے اگر شامِ جوانی اپنا
لیکے پیری بھی چراغِ سحری پیدا ہو

تم اگر باندھ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع
کھول دو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو

ہم یہ سمجھیں کہ کسی نے ہیں قاصد بھیجا
پوچھنے کو جو خبر بے خبری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہ ہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا ہو

بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا ای ملکۂ عالم تم نے جنگ میں کار نمایاں کیا اگر تم آکر شریک نہوتیں تو لڑائی فتح نہوتی ملکہ نے عرض کی ای شہریار پروردگار آپکے اقبال کو ترقی دے جب کنیز نے دیکھا کہ باپ گرفتار ہوگیا اور حضور بھی جاتے ہیں میں سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس جوش میں یہ کام بن پڑا الغرض بادشاہ کو لاکر مسند پہ بٹھایا تمام باغ میں روشنی ہے سب کنیزیں لباس فاخرہ پہنے ہوے حاضر ہیں ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گارہی ہے

نظم

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہو
کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو

ہم ہی کون کرے میری جو فریاد نہو
بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہو

بیچھے بلبل شیدا کو لگاکر سو باغ
بوے گل نام ہے جسکا کوئی صیاد نہو

کہہ بلائیں شب غم بیچ کے کتنا ہے فلک
دیکھ تو اٹھ کے ابھی میں وہ پیدا نہو

بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل میں
ہم تمہارے ہیں جو تمہیں غیر کا گھر یاد نہو

دل دیا ہے کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہوں
کہ وہ کمبخت بھی خوگر وہ بیداد نہو

کھینچنا دم ہمہ تن میں نہیں بہتر اسکا
ضبط جب آہ میں تاثیر خداداد نہو

تم سا ناشاد بھی مشتاق میں ہوگا نہ جلال
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو

بادشاہ تو شریک صحبت ہیں مگر صفدر نے ایک قزاق سے کہا جاکر دیکھو تو اگر شہریار سو نہ گئے ہوں تو میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر خلاف نہو تو تشریف لاسیے وہ قزاق گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی بادشاہ خوابگاہ میں نہیں ہیں صفدر تلوار کھینچ کر اٹھا طرف باغ گل اندام کے چلا سلطان کج کلاہ

نے کہا ای صفدر کہان جاتے ہو عرض کی مجھکو گمان ہے کہ شاید بادشاہ نے میرے ناموس مین رخنہ
اندازی کی ہے مین جاکر انکو سزا دونگا سلطان نے بہ فصاحت سمجھا کر کہا ای صفدر اگر ایسا ہو تو مقام فخر
ہے کہ صاحبقران کے پوتے سے تمہارا پیوند ہوا صاحبقران کے سمدھی کہلاؤ گے اگر مقابلہ منظور ہو تو پہلے
مجھسے مقابلہ کرو تم خوب جانتے ہو کہ مین تمکو زیر کر چکا ہون اور شہریار تمکو زیر کر چکے پھر تم اُنسے مقابلے
کا کیا حوصلہ کرتے ہو بہتر یہی ہے کہ تم جاکر سر انکے قدمون پر رکھو اور دختر کو خدمت بادشاہ مین حاضر کرو
اور شاہون مین فخر کرو کہ صاحبقران کا سمدھی ہون شاہان ایران و توران و فرنگستان وغیرہ تمہاری
تعظیم اور تکریم کرینگے اور مین نے سنا ہے کہ تم بیٹی کو خود حکم دے گئے تھے کہ خدمت شاہ مین حاضر ہو اگر
وہ حاضر ہوئی تو کیا خلاف ہوا اگر منظور ہے کہ فساد کرو تو پہلے مین موجود ہون اگر مجھپر غالب آؤ تو بادشاہ
سے ارادہ کرو ورنہ وہ تمکو زیر کر لینگے اس فساد سے کیا نفع ہوگا جو تمہاری بات ہے وہ بھی جاتی رہیگی
اس طرح سلطان نے صفدر کو سمجھایا صفدر کوہ نشین نے سر جھکا کر کہا اچھا جو بادشاہ تشریف
لاوین تو مین ترنج خوشبوئی سینے پر لگاؤنگا اور عرض کرونگا کہ کنیز خدمت مین حاضر ہے صفدر نے
دیکھا چند کنیزین ملکہ کی واسطے خبر کے صحبت مین حاضر ہین گلچہرہ نامے کنیز کو صفدر نے بلایا کہا جاکر شہریار
سے عرض کرو کہ صفدر چاہتا ہے حضور بارگاہ مین تشریف لاوین تو مین اظہار خدمت گزاری کرون گلچہرہ
نے جاکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا ای گل اندام معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا حال صفدر پر
کھل گیا گل اندام نے کہا آپ تشریف رکھیں مین یہین انکو بلواتی ہون گلچہرہ سے کہا بابا جان سے
جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ حضور براے چند ساعت یہان تشریف لاوین کنیز کو کچھ عرض کرنا ہے
گلچہرہ نے جاکر صفدر سے کہا صفدر نے سلطان سے بیان کیا سلطان نے کہا مین بھی تمہارے
ساتھ چلونگا سلطان کج کلاہ و صفدر کوہ نشین باتین کرتے ہوے چلے جب قریب در باغ
پہونچے ملکہ کو خبر ہوئی کہ بابا جان تشریف لاتے ہین آنکر براے استقبال آئی آکے باپ کو
سلام کیا سلطان کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای والد نامدار ابھی تک شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہے
مین نے فقط بادشاہ کو صحبت مین بلایا ہے جیسا آپ ارشاد فرمائین بجا لاؤن سلطان نے کہا ای شاہزادی
جو کچھ تو نے کیا یہی مناسب تھا مین صفدر کو لایا ہون کہ قدمون پہ بادشاہ کے گراؤن اور یہ خوشی
عرض کرین کہ یہ کنیز مین نے واسطے خدمت گزاری کے حاضر کی ہے امیدوار ہون کہ قبول ہو وہ بادشاہ

جلیل ہیں یقین ہے کہ قبول فرماینگے ملا ساتھ لیکر سلطان وصفدر کو اندر باغ کے آئی صفدر نے
دیکھا باغ نہایت لطف سے آراستہ ہے جا بجا جھاڑ اور کنول روشوں پر روشن ہیں قفس طائران
نغمہ سرا کے درختوں ہیں لٹکے ہوے ہیں عروسان چمن کا نکھار جوش پر باغ کی بہار طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہیں روشنی دیکھکر چہک اُٹھتے ہیں اپنی اپنی زبان میں پیدا کرنے والے کی تعریف کر رہے ہیں صفدر
وسلطان بہار باغ دیکھتے ہوے اُس مقام پر آئے جہان بادشاہ تشریف رکھتے تھے آکر بادشاہ کو
صفدر نے سلام کیا گل اندام پیچھے کھڑی کانپ رہی ہے مگر سلطان نے صفدر کو قدموں پر گرا دیا
کہا اے شہریار صفدر عرض کرتا ہے کہ آپنے مجھے سرفراز کیا میں نے اپنے بخت پر ناز کیا یہ کنیز خدمت گزاری کو
حاضر ہے یہ عرض کرکے سلطان نے ترنج خوشبوئی سینے پر بادشاہ کے لگایا عرض کی اس کنیز کو قبول کرتا
ہوگا گل اندام سے کہا لا گردان ہے گل اندام گر پڑی وہ جو خوف دل میں تھا وہ نکل گیا سلطان نے
گل اندام کا ہاتھ تھام کر پہلو میں بادشاہ کے بٹھایا بادشاہ نے حجاب سے سر جھکا لیا فرمایا اے صفدر
ہم تمہارے بہت ممنون ہوے گویا تمنے دوبارہ جان بخشی کی صفدر عذر کرنے لگا کہ اے شہریار میں
جو حکم دے گیا تھا کہ خدمت میں شہریار کی تو حاضر ہونا شکر کرتا ہون کہ یہ مقبول خاطر والا ہوئی بادشاہ
بہت محجوب ہوے ہمراہ سلطان وصفدر اُٹھکر بارگاہ میں تشریف لائے صفدر کو نذریں گذرنے لگیں
کہ یہ عروسی مبارک ہو بادشاہ نے فرمایا اے صفدر انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری ہم عقد کرینگے
اب کل ہمارا کوچ ہے نہیں معلوم ہمارے سرداروں پر کیا گذری صفدر وسلطان نے عرض کی
غلام ہمراہ رہینگے ہمراہ حضور کے چلیں گے بادشاہ نے لشکر تیار کیا سلطان کج کلاہ کو تخت پر
سوار کیا صفدر کوہ نشین کو سپاہ سالار قرار دیا لشکر گران ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے
کوئی پانچ کوس منزل طے کی تھی کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ نے کہ فیروزہ ہے عمرو گرد میں آتا ہوا
جست وخیز کرتا ہوا آیا قدمبوس بادشاہ کے ہوے وہ عرض کی ایرج ونور الدہر ولندھور وبا لک
وصاحبقران زمان با لشکر گران طرف قصر سکندری کے جاتے ہیں حضور بھی اُسی سمت چلیں
جہانگیر وقاسم ایرج کے ساتھ ہیں بدیع الزمان اپنے فرزند کے ہمراہ ہیں سب خبر ہے جو فیروزہ
نے مفصل سنائیں بادشاہ کو بھی جوش جرأت ہوا کہ ہم بھی قصر سکندری پر چلیں اسی مقام پر لڑائی
پڑیگی نوبت نقارے بجتے ہوے سلطان وصفدر ہمراہ ہیں روز آب تو جاے نوس طرف منزلیں

ملا کرتے ہوے جاتے ہین مگر بقراط ثانی کہ ہر شب کو داخل قصر عشرت ہوتا ہی بارہ ہزار شاہزادیان سبکو جلسہ جاتی ہین بقراط تمام شب عیش کیا کرتا ہی ایک شب کا ذکر ہی کہ بقراط حسب معمول عیش کر رہا ہی شہزادیان حسب معمول بجا رہی ہین غزلین عاشقانہ گا رہی ہین کہ ایک شوخ و شنگ سامنے بقراط کے اشعار عاشقانہ تعریف مین پروردگار کی گانے لگی نظم

ای ز ابر رحمت خرم گل بستان ما — گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما
سو بسوے ما نمائی گو ز شوق درد شد — تشنۂ خون محبت ظاہر و پنہان ما
العطش گویان بکشتی فنا ہر گوشۂ — صد ہزاران نوح غرق موج طوفان ما
گر قبول افتد ز او رہنمائی یک جو نیاز — چون سلیمان سر نہ پیچد دیو از فرمان ما
قطرۂ اشکے نیاید رو بروے دیگرے — خون دل چون شد گہر بر سر مژگان ما
در شکیبائی چو نی اید بہ آہ و نالہ ساز — نیست چون درمان پذیران درد بیدرمان ما
گر ز ظلمات ہوس بیرون نہم مخفی قدم — رہ نیابد خضر سوے چشمۂ حیوان ما

اکثر بقراط برہم ہوتا ہی کہ اس طرح کے اشعار نہ گاؤ مگر شاہزادیان سب طرح کے اشعار گا رہی ہین سب کی افسر میمونہ قمر طلعت کہ اسی قصر مین اسنے بھی پرورش پائی ہی مگر جب بقراط اسکو تخلیہ مین طلب کرتا ہی کچھ حیلہ کر کے ٹال دیتی ہی آج بقراط طرف میمونہ کے متوجہ ہوا کہا ای جان من قدرت کو عرصہ ہوا کہ تمھارے جمال پر فریفتہ ہون مگر تم تخلیہ مین نہین آتین آج ضرور ہمین سرفراز کرو تخلیہ مین آؤ میمونہ نے کہا یا خداوند آپ کو جاری فکر ہی ہین فکر قصر عشرت ہی کہ زمانہ بربادی قصر عشرت کا آتا ہی بقراط نے کہا اسکا خیال نکرو ہمارے ہی تاجدار و پہلوانان صف شکن و ساحران پرفن ہر وقت دربار مین حاضر رہتے ہین یہ لوگ جسوقت بلوہ کرینگے اور اپنے مقام سے اٹھین گے کتنا ہی لشکر دشمن بیکا ہتا مگر قصر سکندری پر قبضہ نکرسکین گے لوح کا پتہ آج تک طلسم کشا کو نہین ملا اور نملیگا اور عمر بھر کوشش کرے تو تا بہ لوح نہ پہونچے میمونہ نے کہا یا خداوند آپ کتب بین کیا لکھے بیٹھے ہین آج مین نے کتاب سوانحات کا مطالعہ کیا صاف صاف مضمون دیکھا کہ طلسم تمام ہوئی قدرت کو قصر سکندری سے بھاگنا ہوگا سب طرف سے مسلمان آتے ہین آج مین نے یہ خبر سنی کہ بادشاہ لشکر اسلام نے سلطان کج کلاہ کو نذر کر دیا اسکو ساتھ لیے ہوے آتے ہین یقین ہی کہ اب قصر سکندری پر پہونچین اور طلسم کشا فکر لوح مین ہی یقین ہی کہ تا بہ لوح پہونچ جائے

اور لوح انکو حاصل ہو جسوقت لوح مل گئی پھر کیا مجال ہو کہ قصر سکندری مین قدم آپکا قائم رہے ہم لوگ
کہان جائینگے اس زمانہ مین عیش و راحت کو ترک کیجے فکر مین مسلمانون کی مصروف ہو جیے بقراط نے کہا
اس تحریر کو عدم جانو قدرت نے جوش مین اپنے بندون کے ڈرانیکو یہی لکھدیا کہ طلسم فتح ہوجائیگا طلسم
پھر کون اختیار پاسکتا ہو کیسے کیسے حکماے زبردست طلسم مین ہین علمدار یان کر رہے ہین ہو سکتا ہو کہ اپنی
حکومتین چھوڑین اور کوشش نکرین وہ لوگ جب سر اُٹھائینگے مسلمانون کو دم بھر مین مٹا ئینگے میمونہ نے
کہا یا خداوند بڑے تعجب کی بات ہو کہ آپکی تحریر و تقریر کا اعتبار نہین کیون ایسا مضمون دل خراش
لکھا کہ جو باعث خرابی ہو وہ کتاب سب کے پاس ہو جو کچھ آپنے اُسمین لکھا ہو وہی ہو رہا ہو اب آپ
انکار فرماتے ہین سب بندون کے پاس وہ کتاب موجود ہو اور اُسی کے مطالعہ پر اعتبار ہو ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی آپ کو عیش سے فرصت نہین اب خبر منگائیے کہ کون کون سردار آتا ہو اور
ابھی ج ونور الدہر آپس مین چشمک کرتے ہین بلائیکی آپکے بندون کے سر پر نازل ہوتی ہو ہم مین کی
ایک شاہزادی زعفران پوش جادو نکل گئی اگر مجکو حکم ہو تو مین جاکر آمد لشکر مسلمانان دیکھون کل
مین نے سنا ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے کروفر سے آتے ہین سلطان کج کلاہ انکے ہمراہ ہو شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان پر جاکر زعفران پوش عاشق ہوئی انہین کے ساتھ ہو جب وقت تلاش
لوح آئیگا زعفران پوش ضرور کد و کوشش کریگی اُسکی کوشش خالی نجائیگی سالہا سال قصر عشرت مین
رہی کون سا راز ایسا ہو کہ جس سے وہ آگاہ نہین ہوئی اُسکا نور الدہر پر عاشق ہونا خالی از خدشہ نہین ہو
دیکھیے انجام کار کیا ہو بقراط نے کہا تم لوگ نگھبراؤ جسدن تدارک کرونگا زمین ہلا دونگا ای میمونہ نگھبراؤ
تمہارے جانے کے نام سے دل گھبراتا ہو میمونہ خاموش ہو رہی مگر دیر تک بقراط سے باتین کین
کہ بقراط کو بھی تردد ہوا ہر چند کہتا ہو شاہزادیو کا او بگاڑ کر کوئی شاہزادی جواب نہین دیتی بقراط رنجیدہ
ہو کر بارگاہ مین آیا ہرکارون سے کہا جاکر خبر لاؤ صورت جادو وہیبت جادو دونون ہرکارے
خبر کو روانہ ہوے بقراط دن بھر بارگاہ مین رہا شام کو قصر عشرت مین آیا شاہزادیون سے عیش
کرنے لگا کہ آسمان پر چمک ہوئی صورت و ہیبت آکر حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی یا خداوند ہم جو گئے
راہ مین لشکر بادشاہ لشکر اسلام لاتا جدار یہی موجود ہو سپاہ سالار لشکر صفدر کوہ نشین ہو
جنگ دیدہ کار آزمودہ اس انتظام سے لشکر لاتا ہو کہ غلام خائف ہوے اور آگے تر بڑے منظور ہوا

کہ جاکر خداوند سے عرض کرین خداوند کوئی تدبیر کر کے لشکر بادشاہ کو روکین یہ سنکر میمونہ اپنے مقام سے اٹھی کہا یا خداوند آپنے ہمارا کہنا نہ مانا ہماری عرض کو خلاف جانا دیکھیے آمد لشکر شروع ہوگئی اب یہ کنیز جاتی ہی کہ بادشاہ کے روکنے کی تدبیر کرے یہ کہکے ہرکارون سے پوچھا کس صحرا مین لشکر بادشاہ کا ہی سب پتہ نشان بتاؤ ہرکارون نے عرض کی صحراے رستخیز مین لشکر بادشاہ کا فروکش ہی وہ صحرا بہت پسند آیا حقیقت مین صحراے پربہار ہی آٹھ دن کے مقام کو ارشاد فرمایا ہی میمونہ نے سب دریافت کر کے کہا یا خداوند جاکر بادشاہ کو لاتی ہون اگر بادشاہ قید ہوگئے سب کے جی چھوٹ جاوینگے پھر طرف قصر سکندری کے نہ آوینگے بقراط نے کہا اے جان جہان تمہارے جانے سے دل جلتا ہی مین نے خبر سنی ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام بہت حسین وجمیل ہین ایسا نہ ہو جاکر اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہو دختر صفدر کیسی جری و بہادر اُسکے دام مین گرفتار ہوئی آخر صفدر نے منسوب کی مگر بادشاہ نے وعدہ کیا ہی کہ بعد فتح طلسم عقد کرونگا۔ وقت رخصت کیا بے قرار تھی دمبدم یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی

نظم

کیا تھا کہ جو لی سینۂ سوزان کی خبر آج — آنسو نہین معلوم نکل آے کدھر آج
دیکھین تو نہین دیکھتے کیونکر وہ ادھر آج — کس پردے مین چھپتی ہی نگاہون کی نظر آج
اُٹھتی ہی قیامت ترے کشتون کے سرہانے — اللہ ری غفلت کہ نہین کل کی خبر آج
سر کاٹ کے قاتل کو دیے دیتے ہین اپنا — اے دل ہوئی جاتی ہی رہ عشق کی سر آج
کیا ضبط کے احسان ہین اے روز جدائی — خود ڈھونڈھ رہا ہی مرے نالون کا اثر آج
شرمندہ کیا نالۂ شبگیر نے آخر — پھر میری طرف دیکھ کے ہنستی ہی سحر آج
جو گھر مین سناکرتے تھے بیٹھے ہوے نالے — دل تھامے کھڑے ہین وہ سر راہگذر آج
اے شوق مین سچ تو یہ ہی تو نے کمی کی — لے اُڑتے قفس کو بھی تو ٹوٹے ہوے پر آج
لینے لگی تسنیم خرابات مین لہرین — رندون نے نچوڑا تھا کہین دامن تر آج
کہتا ہون جو مین ہجر مین طوفان نہ اٹھا — کرتی ہی اشارہ مژۂ دیدۂ تر آج
کیا پھوٹ کے روئے ہین سب پاؤن کے چھالے — پوچھی تھی ذرا چھیڑ کے تکلیف سفر آج
اللہ ری تڑپ مرغ گرفتار قفس کی — اُڑتی ہوئی سُن لی ہی رہائی کی خبر آج
فردا سے قیامت اسے ہم دیکھینگے کیونکر — لاتی ہی جلال آنکھ نہ جب تاب نظر آج

مراد اُنکی یہ تھی کہ اُنکا بدار بنکر ہمراہ لشکر رہون بادشاہ نے بمشکل سمجھا کے اُسکو چھوڑا میمونہ بولی کہ یا ملعونہ
مین بارہ برس سے آپکے قصر مین ہون اور سب شاہزادیون کی افسر کہلاتی ہون یہ آرام مجھکو کہان
خنجۂ آرزو دیکھو کر کھلیگا ایک نگاہ قہر لشکر پر ڈال کے چلی آؤنگی سب ٹکرا ٹکرا کر مرینگے اپنی جان دینگے
ناچار ہوکر مٹ جائینگے بقراط نے کہا اچھا جاؤ مگر بادشاہ سے کلام نہ کرنا میمونہ نے کہا کلام کیسا مین
دور سے نگاہ سحر ڈالکر چلی آؤنگی لشکر کو اُنکے تباہ کر دونگی یہ عیش مجھکو کہان ممکن ہوگا قدرت ناچ نچاتے
ہین بقراط نے کہا اے میمونہ کیا کہون جو دل کی حالت ہے قلب کی کچھ عجب کیفیت ہے ہاے غضب
یہ ہوا کہ اتنا زمانہ تجھکو قصر عشرت مین رہتے گذرا مگر ایکدن صحبت تخلیہ مجھکو نصیب نہوئی خیر تم جاؤ مین
تمھارا خیال رکھونگا یہ کہکر باہر آیا ایک ساحرہ سے خفیہ کہا اے اسرار رازدار تم علحدہ سے ساتھ جاؤ اگر
اسکی طبیعت کا کچھ بگاڑ دیکھنا فوراً میرے پاس سے آنا مین وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے راتون کو فریاد
کرے قید مین ڈالدونگا قصر عشرت مین نہ آنے پائیگی میمونہ بقراط ثانی سے رخصت ہوئی عقب مین
بقراط نے شاہزادی اسرار رازدار کو خوب سمجھا کر روانہ کیا کہا اے اسرار خبردار کوئی [illegible]
مفصل خبر لانا بعد جانے میمونہ کے اسرار بھی چلی یہان بادشاہ جمجاہ صحراے رستخیز مین ذوس
مین کئی دن سے لشکر اسی مقام پر فروکش ہے کنارے پر لشکر کے بیٹھے تیر و کمان ہاتھ مین [illegible]
جھنڈی سے نکلتا ہی اُسپر تیر مارے دیتے ہین فیروزہ جا کر اُس [illegible] ذبح کرکے اُٹھالاتا ہے سلطان کج کلاہ
وصفدر کوہ نشین خدمت مین حاضر ہین تیراندازی کی تعریفین کر رہے ہین بادشاہ اُنکی تعریف پر بہت
خوش ہوتے ہین فیروزہ سے فرماتے ہین کوئی آہو گھیر کر لاؤ تو تیراندازی کا لطف ملے غرضکہ فیروزہ
جست کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا منظور یہ ہے کہ آہو کو لگا کر سامنے بادشاہ کے لاؤن اُسوقت میمونہ فرط
غصہ مین بھری ہوئی برباد ی قصر عشرت کے خیال مین یہان پہ آکے اُتری چاہا سحر کرون پھر خیال مین
آیا کہ ذرا دیکھ تو لون سامنے کون کون ہے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر نگاہ جو اُٹھائی تو نگاہ بادشاہ اسلام پر
پڑی دیکھا ایک تاجدار جلیل اپنے ساتھ والون کا کفیل تاج کج سر پر شمشیر زیب کمر کنٹھے یاقوت کے
زیب گلو خوش رو خوش خو حسینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری بیٹھا ہے دیکھتے ہی میمونہ کانپ گئی پسینہ آیا
کہنا بقراط ثانی کا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے ہرچند سنبھالتی ہے دل نہین سنبھلتا ہر مرتبہ دلکو
روکتی ہے مگر دل نالان کہتا ہے نظم

تصور ہے جب تیرا کیا پیش نظر پایا — تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا

گمان ہے نہ اس دیدہ دنیائی کا اثر پایا — یہان اٹھا وہان چمکا ادھر آیا اُدھر پایا

پتا اُسنے دیا تیرا لا جو عشق مین خود گم — خبر تیری ہوا اُسی سے پائی جسکو بیخبر پایا

دل بیتاب کے پہلوے یاتے ہی گیا جب کچھ — [illegible] سینے مین آہین نہ آنکھون مین اثر پایا

اُچھالا سات کو یون اضطراب دلنے سوتے مین — کہ بستر پر [illegible] کے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا

سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق مذہب مین — [illegible] پایا تھا نازک دل تمہین نازک کمر پایا

کسی کو اپنی مین خود رفتگی کا حال لکھتا تھا — پتا خط کا نہ کچھ اب تک سراغ نامہ بر پایا

نہ ملنے کا دو شاکی ہوا گر ہے عجب کیا ہے — کہ اُسنے آپ سے باہر ہمی ہمکو [illegible] پایا

ہماری آنکھ اور تاک اشک حسرت [illegible] مین — پھرا دیکھا کیے اکثر [illegible] نہ پائی وہ گھر پایا

کیا گم ہے دلکو جستجو مین داغ حسرت کی — [illegible] کو پاکے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا

نہ دبالا کیا کچھ انکو ایسا [illegible] سے — [illegible] پامال نہ پایا جہان دل تھا جگر پایا

بہت سے اشک رنگین [illegible] ہی آنکھ سے — [illegible] بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ [illegible] پایا

ہر طرح دل کو سنبھالتی ہے دل نہین سنبھلتا کہتی ہے کیونکر [illegible] کرون ہائے اس ظالم سے کیونکر بات کرون
اس فکر مین ہے کہ اسرار رازدار آکر پہونچی ایک گوشے مین کھڑی ہو کر دیکھنے لگی دیکھا جمال باکمال بادشاہ
میمونہ دیکھ رہی ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اسرار کے خیال مین آیا کہ میمونہ کا رنگ بگڑا بہتر
یہ ہے کہ اُٹھا لیچلون بڑھی تھی کہ کمر مین بچہ دون کہ فیروزہ بن عمرو چست و چالاک عیار بے باک آہو کو
لگائے ہوے [illegible] پر آہو ٹھہر جاتا ہے گنگنا کر اس طرح تان مارتا ہے کہ آہو سنکر مبہوت ہو جاتا ہے
جدھر فیروزہ چاہتا ہے [illegible] لیجاتا ہے سامنے لاکر بادشاہ کے آہو کو پہونچایا اسرار کی نگاہ جو جمال
فیروزہ بن عمرو پر پڑی اور گانے کی آواز جو کان مین پہونچی بیتاب ہو گئی اپنے اختیار مین نہ رہی کہتی ہے
یہ کیا کم بخت گاتا ہے حقیقت مین دل لبھاتا ہے آہو دشتی جانور اسکو لا کر لایا مالک کے سامنے پہونچایا کہ چالاک
نے زنبیل بجا کر بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ تیر و کمان لیے بیٹھے تھے تاک کے تیر مارا کہ آہو گرا میمونہ پکار
اُٹھی قربان اس تیر اندازی کے ماشاء اللہ کیا نشانہ لگایا ہے [illegible] نے درد آمیز سے میمونہ نے کہا
کہ بادشاہ نے سر اُٹھا دیا دیکھا ایک نازنین غنچہ دہن سیم تن سرو چمن غنچۂ نوخاستہ معشوق آراستہ خوش سرو

خوش نو خال ہندو چشم جادو ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال غزال چشم حسین و جمیل اپنے عاشقوں کی کفیل بادشاہ بے اختیار پکار اُٹھے بیت زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ پاجاسہ صبرم در کف خفت دامن یوسف دست زلیخا دیگر کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہو ؛ کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہو ؛ عجب نازنین حور مثال کو دیکھا آفتاب آسمان حیات گوری رنگت نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے / پائیچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے

سرو شرمندہ اُسکی قامت سے / تھی خرامان بڑی نزاکت سے

زلف ہے اُسکی یا کہ دام بلا / مرغ دل جو پھنسا نہین چھوٹا

دیکھکر وہ جبین کہان تاب / منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب

یون نمایان تھے ابرو خمدار / دست قاتل مین جیسے ہو تلوار

آنکھ سے شرم چشم نرگس کو / تھی مژہ تیر قلب مومن کو

پاس آنکھون کے بینی پہ ضیا / یون نمایان ہو جیسے شمع کی لو

تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار / جان گل جس پہ ہو فدا سو بار

لب پہ مستی تھی یا کہ وصل کی رات / یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات

دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے / چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے

تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان / ماہی بحر حسن تھی وہ زبان

واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن / جس مین یوسف نے کھینچے رنج و محن

صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی / طور سینا پہ شمع روشن تھی

حسن کی کیسی خوشنمائی تھی / [illegible]

آئینہ تھا حلب کا وہ سینہ / نہ کدورت نہ جس مین تھا کینہ

تھا شکم رشک مخمل و سنجاب / ناف تھی بحر حسن کا گرداب

اب جو لازم ہے کمر کا حال / نہ بیان کر کہ ہے یہ بات محال

چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر / وصف اُسکا کرے بشر کیونکر

حسن پانون کا کس طرح ہو رقم / دل پہ چلتا ہے اپنے خنجر غم

پھرے کتا ہو بار بار قلم	پانون ہون رکن عرش حسن رقم
نام گل برگ پھول سی صورت	گل سا اندام خسرو سا قامت
کہ بری سے جون ہی دوچار ہوا	تیر الفت جگر کے پار ہوا
دلکو ہاتھون سے اپنے تھام لیا	اڑدکمڑا کر علی کا نام لیا

اُدھر میمونہ پر کوہ الم گرا ادھر بادشاہ تھرتھر کانپے غش کھاکر گرے میمونہ نے اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی اڑدکمڑا کر گری بیہوش ہوگئی ایذا. بان رگڑنے لگی اسرار رازدار کا یا تو کچھ اور ارادہ تھا یا دام زلف فیروزہ مین پھنسی بر نگاہ غور فیروزہ کو دیکھ رہی ہے میمونہ کو جو بیہوش پایا دل تو لطف عشق سے آگاہ ہو چکا تھا جھپٹ کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کے زانو پر رکھ لیا اشک حسرت بہانے لگی میمونہ نے آنکھین کھولین اسرار کو دیکھکر گھبرا گئی یہان سلطان اور صفدر نے جو بادشاہ کو بیہوش پایا گودمین اُٹھا کر بارگاہ مین لائے مگر فیروزہ حیران ہے کہ یکایک یہ کیا معرکہ ہوا اسرو پہاڑ کی طرف اُٹھایا اسرار سے آنکھ چار ہوئی برچھی مژگان کی اسکے بھی دل کے پار ہوئی عیار چست و چالاک بے باک جست و خیز کرتا ہوا طرف پہاڑ کے چلا اسرار کو غش لگی سو بھی ہاتھ سے اشارہ کیا فیروزہ اڑدکمڑا کے گرا پھر جھاڑ پونچھ کے اُٹھا گھاٹیون کو طے کرتا ہوا چلا بمشکل اپنے کو پہاڑ پر پہونچایا کئی مرتبہ اسرار نے ٹھوکر کھا کے گرایا آخر فیروزہ قریب آکر ہاتھ باندھنے لگا کہتا ہے اے سرو خرامان گلزار خوبی و اے غنچہ نودمیدہ حدیقۂ محبوبی اپنا تو یہ حال ہے کہ ربط و ضبط محال ہے نظم

باقی ہے شوق قاتل شمشیر زن ہنوز	اُبکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہے عزت جلوہ پردگی ہین	کرتے ہین پاک کچھ لحد مین کفن ہنوز
ہوتی نہین ہے کم مری [illegible] وحشتی	جاتا نہین ہے سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ	کھولے ہوئے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجھ بیوفا کی یاد رخ و زلف مین ہوئی	مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منتظر ہے ترے شوق دید مین	پابند آرزو ہے بہار چمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہائے دل	اے اشک جل رہی ہے ہوائے چمن ہنوز
اے جان اضطراب کر رات ہے ابھی	باقی ہے بزم صحبت شمع و لگن ہنوز

ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہے نسیم	بھولا نہین ہے یار کا وہ نور تن ہنوز

اسرار نے مسکرا کر کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جا کے اپنے آقا کی خبر لے دیکھ تو انپر کیا گذری ای عیار ملکہ میمونہ
افسر قصر عشرت مین انکا حال چھپے گا نہین اور مجھکو بقراط نے واسطے خبر کے بھیجا تھا مجھے تجھپر رحم آگیا
اب ہم طرف قصر عشرت کے جاتے ہین دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے جب مین حال نہ کہونگی تو یقین
ہے کہ بقراط کو نہ معلوم ہو ہر چند کہ بقراط بلاے روزگار ہے مگر ہمین لوگ خبر پہونچاتے ہین ورنہ
بقراط کو خبر نہین ملسکتی بخیر وخوبی اگر مہلت پا دینگے تو ہم لوگ دیکھنے ضرور آوینگے مگر بادشاہ سے عرض
کرنا کہ صحراے رستخیز سے نہ بڑھیے آپ کی تشریف آوری کی خبر بقراط ثانی کو پہونچ گئی ایسا نہو
کسی اور ساحر کو روانہ کرے فیروزہ کو بخوبی بہلا کر رخصت کیا بعد جانے فیروزہ کے میمونہ سے
پوچھا کیون ملکۂ عالم اب مناسب یہی ہے کہ قصر عشرت مین چلیے دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے میمونہ
نے کہا ای اسرار تیری توجہ ہوا طرف بیمار کے باعث بہتری ہے ورنہ راز کھل جاتا اسرار نے
عرض کی میرا قصد ہوا تھا کہ مین آپ کو اٹھا کر لیجاؤن اور صاف صاف بقراط سے کہون کہ ملکہ میمونہ
بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئین مگر اسی وقت لشکر عشق نے میرے قلب کو پامال کیا یہی خیال ہوا کہ
اس راز کو چھپاؤ دیکھو انجام کیا ہوا حضور یہ دلیل قوی ہے کہ عمر طلسم تمام ہو چکی جو زندہ رہیگا وہ قتل
بقراط دیکھیگا بقراط کی عقل پر فتور ہے کیسا کیسا ہم لوگ سمجھاتے ہین مگر وہ تحریر سابق کی تردید کرتا ہے
کہتا ہے عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہزار ہا برس اُسکی عمرین باقی ہین اور لوح طلسم کی ہمین لوگ تدبیر کرینگے
جسوقت نور الدہر نے لوح پائی قصر سکندری مین قیام دشوار ہوگا میمونہ و اسرار باتین کرتی
ہوئین چلین مگر میمونہ دمبدم یہی کہتی ہے کہ ای اسرار دشمن کے سامنے چلنا مناسب نہین اگر اُسپر حال
کھل گیا تو بڑی بد پیش آئیگا وہان کون ہمکو بچائیگا اسرار کہتی ہے کہ ملکہ کوئی آگاہ نہوگا اگر بقراط کے تیور بد
پائینگے فوراً چلے آوینگے مگر سلطان وصفدر جو بادشاہ کو اٹھا کر بارگاہ مین لائے لخلخے وغیرہ سنگھا کے
بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ آنکھین کھول کر حیران حیران چار جانب دیکھنے لگے سلطان نے کہا
ای شہریار آپ کسکو تلاش کرتے ہین بادشاہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا ای سلطان کیا حال پوچھے

نظم

ہو دل مضطر کی عجب کیفیت ہے

پہونچے ہین تمہارے دل دوستان قریب	آئے ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کچھ لحد کا حال کہیں ہم کسی سے کیا ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر پہونچا ہے لخت دل کا مرے کاروان قریب

اے ہمنفس لب جان قفس جسم سے نکل جلدی پہونچ بہشت کا ہے کاروان قریب

فریاد با گزلے زمانہ بتنگ ہے بدلینگے کوئی اور لباس فغان قریب

اے مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب

لب تک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے رخصت طلب ہے یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچۂ جانان ہے متصل آتا چلا ہے دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل پتہ بتا کہ سکونت وہین کرین ہے مے فروش کی جس جا دکان قریب

جینا ہجوم آہ شرربار سے محال تن پھونک دینگے شعلۂ سوزنہان قریب

اے دل سنبھل کہ دام مصیبت ہے سامنے وہ دیکھ آچکا ہے کوچۂ زلف بتان قریب

کس طرح درد آوے جیتا ہے تو نسیم رکتا ہے دم وہان کہ جہان ہو وصول قریب

اس طرح سے یہ اشعار بادشاہ نے پڑھے کہ سلطان حیران ہوگیا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اے رفیقان ہمدم و اے دوستان محترم ایک خواب پریشان مین نے دیکھا کہ پہاڑ پر ایک مہ جبین پر نگاہ پڑی نہین معلوم پہاڑ پر ہے یا نہین سلطان نے کہا غلام جا کر دیکھتا ہے سلطان چلے تھے کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو گھبرایا ہوا اس باختہ چہرہ زرد دل کو سنبھالے ہوے آکر پہونچا بادشاہ سے عرض کی اے شہریار میوۂ قمر طلعت افسر قصر عشرت آپ پر مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی اور دوسری شاہزادی اسرار ساز وار اس حقیر پر مائل ہوئی ہین تو اے شہریار اسکا جمال دیکھکر مر گیا مگر آپ کو منع کر گئی ہین کہ اسی صحراے رستخیز مین رہیے آگے نہ بڑھیے گا اب وہ قصر عشرت مین گئی ہین غلام نے بہت چاہا کہ انکو نہ جانے دون مگر انھون نے کہا کہ ہمارا حال نہ کھلے گا بلکہ نہ جانے مین باعث خرابی ہے بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ اے فیروزہ تم اپنے کو پہونچاو اپنی آنکھون سے دیکھو کہ انپر کیا گذرتی ہے بقراط ثانی ہمدان اور جہانگیر ہے اگر انپر کوئی جفا ہو تو مین اپنے کو پہونچاؤن زنجیر کر انکو چھڑاؤن یا اپنی جان دون مجکو انکی صحبت مین شریک ہونا واجب و لازم ہے فیروزہ اسی وقت با لباس عیاری یعنی قنطورۂ زربفتی و پیتادۂ سقرلاتی سے آراستہ ہوکر طرف قصر عشرت کے چلا لیکن بقراط ثانی قصر عشرت مین داخل ہوکر ایک طائر

اُڑتا ہوا سامنے بقراط کے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا بقراط بنگاہ غور سن رہا ہے سر ہلاتا جاتا ہے طائر
تو اُڑ گیا شاہزادیون نے پوچھا یا خداوند یہ طائر کیا کہہ گیا کہ آپ متغیر ہیں بقراط نے زانو پہ ہاتھ مار کر
کہا جس بات کا مجھکو خیال تھا آخر اُسی کا سامنا ہوا شاہزادیان ہرچند پوچھتی ہین بقراط کچھ نہین بتاتا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا میمونہ قمر طلعت رنگ چہرے کا اُڑا ہوا اسرار سے باتین کرتی ہوئی آکر پہونچی
بقراط نے پوچھا کیون اے میمونہ کیا گذری میمونہ نے جواب دیا ایسا سحر کر آئی ہون کہ بادشاہ
صحرا سے رستخیز سے پلٹ جاوینگے بقراط نے کہا ذرا میرے قریب آؤ جیسے ہی میمونہ قریب
آئی بقراط نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو بادشاہ اسلام پر جا کر عاشق ہوئی اور اسرار
کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کنیزون سے کہا ان دونون کو قصر تاریک مین قید کرو کنیزین دو قفس آہنی لائین
میمونہ و اسرار کو انمین بند کیا اور لیجا کر قصر تاریک مین جسمین وہ اندھیرا ہے کہ تاریکی پردہ ظلمات
کی بھی مات ہے قفس لٹکا دیے یہ شاہزادیان پرورش یافتہ قصر عشرت اس مصیبت مین جو پھنسین
تڑپنے لگین یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی بیقرار ہو کر پکارتی ہین کہ او بقراط ہم کو قتل کر
ہمسے یہ صدمہ نہین اُٹھتا کون شہریار تک ہماری خبر لیجائے کہ آپ کی کنیزین قید ہوگئین کوئی صورت
رہائی کی نہیں معلوم ہوتا ہے قضا لیکر آئی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہو شہزادیان صدائے دردناک میمونہ
کی سُن کر گھبراتی ہین سامنے بقراط کے کہتی ہین کہ یا خداوند میمونہ سراسر بیخطا ہے بقراط کہتا ہے کم بخت
سنو تو بھی میرے رقیب کا نام لیکر رو رہی ہے بادشاہ اسلام کو پکارتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان بھی
نہین آسکتی تڑپا تڑپا کے اسکو قتل کرونگا انکی اب قید سے رہائی دشوار ہے ہے کیا کیا سمجھا دیا تھا کہ دیکھو
اپنے کو بچانا سامنے بادشاہ کے نہ جانا اُسنے وہی کیا کہ جاتے ہی اُسپر نگاہ ڈالی اور یہ بھی اسرار
عیار پر عاشق ہوئی ہین دونون کے سر کاٹ کر انکے معشوقون کے پاس بھیجونگا تم لوگ جا کر سمجھاؤ کہ وہ
محبت سے بادشاہ اسلام کی ہاتھ اُٹھائے ورنہ صبح کو دربار عام مین بلاؤنگا سب شاہون کے سامنے
ذلیل کرونگا اب کسی ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ جا کر بادشاہ پر سحر کرے کہ وہ دیوانے ہو کر صحرا سے
رستخیز سے نکل جائین ہرچند بقراط ثانی نے شہزادیون کو سمجھایا مگر اس عاشق صادق نے ہر ایک
کو جواب سخت دیا کہا اُس بیہودہ سے کہو کہ جو تجھسے ہو سکے وہ کر سر دربار بلا دار پر کھینچ مین اپنے
ہوش مین نہین ہون اپنا تو یہ حال ہے نظم

گل چھری پا بگلے بیچتے ہین اسیران قفس
دنکو مہمان قضا سا ہے کو مہمان قفس

وے کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد
تنگ آگئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

لوریان گو وہی لیکر جو قضا نے دی ہین
پانون پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس

مژدہ چاک قفس کیا ہے اسیرون کے لیے
آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلاتین یوہین کاش اسیران قفس

خوابگاہ ستم افزا ہی گرفتارون کی
یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس

فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین دلشاد
کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس

مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہے
چھوڑنے کے مرے ناخن نہین دامان قفس

مخلصی نے نہین پھر شوق اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے
تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس

چھوڑ دے توڑکے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہے اٹھانا ہمین احسان قفس

چھٹ کے ہم سکن یاد سے بھی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

اشک خونی کے ہین قطرے مرے بصورت گل
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

بقراط ثانی جھلایا کہا یہ اپنا جوش عشق ہمکو دکھاتی ہے کل اسکو سزاے معقول دونگا چار پہر رات اسی ہلاکے مین بسر ہوئی

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ

سپہ کی علامت سے پیدا ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بقراط ثانی اٹھکر دربار مین آیا تمام سرداران و تہمتن و ساحران پرفن آکر دربار مین بیٹھے

بقراط نے پکار کر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اسلام کا سر لائے کہ سامنے میمونہ کے
پیش کرون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ خداوند ایسے ذی اختیار ہین اگر تم مین سے کوئی نہ جائے تو خود
قدرت جائین سر سعد بن قباد لیکر آئین اس عاشق زار کو دکھائین یہ کہکے قصد کیا کہ تخت سے اٹھون
صحرائے رستخیز مین جا کر وہ سحر کرون کہ خود بادشاہ یہان دوڑے ہوئے آئین سر دربار انکو قتل
کرون تب میمونہ کا جوش و خروش کم ہوگا اقلیم جادو کہ یاسے روزگار ہی پہلوے تخت بقراط
سے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین غلام ابھی جاتا ہی غیر ساحر کا گرفتار کرکے لاتا کیا
مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ وہ دوڑے ہوئے خود چلے آئین جب قدرت کے سامنے آوین جلاد کو
حکم دیجیے سر کٹوا کر سامنے میمونہ کے لیجائیے ہر چند بقراط نے کہا کہ اے اقلیم تم تکلیف نکرو قدرت
اب خود تکلیف فرمایا کرینگے ورنہ بندگان مغضوب بلوہ کرکے قصر سکندری پہ چلے آوینگے اقلیم
نے کہا یا خداوند غلام پہ بہت شاق ہی کہ آپ ایسے حقیر کام پر جائیے یہ کہکے بقراط کو خوب سمجھایا کہا
آپ قفس دربار مین منگوا لیجیے مین بادشاہ کو لیکر آتا ہون خالی نہ پلٹونگا یہ کہکے اقلیم جادو بڑے
جوش و خروش مین اس صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی تفنن کا رفیروزہ بن عمرو کہ جو واسطے خبر
کے چلا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر چیختا ہوا آتا ہی کچھ پڑھتا ہوا کچھ اشیا جھولی سے نکالتا ہی
پھر جھولی مین رکھ دیتا ہی فیروزہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جادوگر کی شکل بنا اور سامنے
سے دوڑا کبھی بقراط ثانی کا نام لیتا ہی پکارتا ہی یا خداوند بقراط ثانی آج کیا ہی کہ جو آپ تشریف
نہین لائے صحرا کا حاکم کرکے چلے گئے جب مقیم قریب آیا تو فیروزہ نے دوڑ کر دامن پکڑا کہا اے
ساحر تو کون ہی کہان آتا ہی اور کہان جاتا ہی مقیم نے کہا تیرا کیا نام ہی تو کیون گھبرایا ہوا پھرتا
ہی فیروزہ نے کہا میرا نام صمصام جادو ہی قدرت نے مجکو اس صحرا کا حاکم کیا ہی مگر آج صبح
سے کچھ عجب رنگ ہی کچھ طائر آسمان سے آتے ہین زمزمہ سرائی کرکے چلے جاتے ہین مین بیٹھا تھا
کہ ایک دیو آیا جب میری طرف بڑھا تو مین نے پکار کر کہا کہ یا خداوند بقراط ثانی مجھے اس
ظالم کے ہاتھ سے بچائیے جیسے ہی نام خداوند لیا وہ دیو کانپنے لگا کہا تو بندہ بقراط ثانی
ہی مین تجکو خبر دینے آیا ہون کہ تو خنجر برہنہ لیے ہوئے موجود رہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو اٹھا کر
لاتا ہون فوراً قتل کر ڈالنا مقیم نے کہا اے صمصام تو نے عجب خبر سنائی دل بیحال ہو گیا مین

بادشاہ کو لینے جاتا ہون خداوند نے میمونہ واسرار کو قید کیا ہے جرم عشق بادشاہ پر مین اسی واسطے جاتا ہون کہ بادشاہ کو پکڑ لاؤن سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کر دون مین ابھی پہونچا نہین اور ہنگامہ پڑا ہوا ہے کہ دیوانگر مجھے کہ گیا مین ہی تجھے آگاہ کرتا ہون کہ مین جا کر سحر کرونگا اور بادشاہ دوسرے ہوسے اسی راستے سے آئینگے تو قتل مین دیر نکرنا فیروزہ مقیم سے باتین کرتا ہوا آتا ہے خنجر برہنہ ہاتھ مین چاہتا ہے کیونکہ اسے قتل کرون اگر یہ لشکر بادشاہ تک پہونچ گیا تو بڑی آفت برپا کریگا ایک مقام پر آکر روکا کہا اے مقیم وہ سامنے دیکھو گرد اڑی ایک تاجدار آتا ہے شاید یہی بادشاہ لشکر اسلام ہون جیسے ہی مقیم اُس طرف پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے پیچھے ہٹ کر جھٹکا مارا کہ مقیم جادو گرا فوراً حباب بیہوشی منہ پر مقیم کے مارا کہ مقیم بیہوش گیا فیروزہ نے چھاتی پر چڑھ کے مقیم کا سر کاٹ لیا لاش کو ریت مین چھپا دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مقیم کی شکل بنا طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین دیکھا ایک گنوار آتا ہے فیروزہ نے اُسے حباب مار کر بیہوش کیا بادشاہ اسلام کی شکل بنایا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا جست و خیز کرتا ہوا در قصر سکندری پر پہونچا نگہبان سے کہا جا کے قدرت سے عرض کرو کہ مقیم جادو بادشاہ کو لیکر آیا ہے بقراط نے جو نام بادشاہ کا سُنا خوش ہوگیا میمونہ واسرار کہ سامنے بقراط کے حاضر ہین نام بادشاہ سنکر دونون رونے لگین مگر میمونہ دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق لم یزل بادشاہ کو اس آفت سے بچا لے نظم

اے کہ شد ذات تو در دیدہ و حرم مسجود ما — مطلب و مقصود ما و شاہد و مشہود ما

مشکل دل ہستی بہ پلوست دل و جانم نہان — مثل جان پوشیدہ اندر وجود بود ما

سوز غم داریم از چشم جان و در دل نہان — ہست اندر سینہ عشق آتش بیہ ود ما

سرنگون پیش بتان سنگدل ما کی کنیم — در وجود بت نباشی تا تو خود مسجود ما

رہبری کن رہبری اے رہنماے گمرہان — مینماید دور زین جا منزل مقصود ما

در شمار و عدد خود ہستند بے حد و شمار — عفو نا محدود و تو عصیان نا معدود ما

سرنگون در سجدہ گردد بجز امداد تو — نفس شیطان و شریر و کافر و مردود ما

تا بجا پشت کمر بستیم بہر بندگی — شد بجور روز است این وعدہ موعود ما

مدح حق گوئیم ہندی در زبان پارسی — ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

کہ فیروزہ اندر آکے پہونچا اُس گنوار کا پشتارہ سامنے بقراط کے ڈالدیا بقراط نے پوچھا ای مقیم کیونکر بادشاہ کو لایا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ صحرائے رستخیز مین شکار کھیل رہے تھے مین تے جاتے ہی سحر کیا گھوڑا اُنکو لیکر بھاگا ایک نخل کے نیچے گھوڑے نے اُنکو گرایا مین نے جاتے ہی اُٹھالیا پشتارہ باندھکر لایا ان کے ساتھ کے سوار دوڑے تھے مین نے اُن پر سحر کیا وہ صحرائے ویران مین سرگرداں پھرتے ہین بقراط نے جلاد کو بلایا کہا جلاد اسکا سر کاٹ لے فیروزہ نے عرض کی مین ہی نہ اُنکو قتل کردون ای میمونہ دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون ای اسرار دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نقلی کا سر کٹا بقراط نے کہا ای مقیم بڑا کام کیا تونے دشمن کو ہمارے مارا میمونہ و اسرار دونون چیخنے لگین زار زار رو رہی ہین کہ مقیم نقلی نے بڑھکر دونون کو جاب مارے دونون بیہوش ہوئین کہا ہاتھ اونکے باندھکر ان کو صحرائے نیرنگ مین قید کرتا ہون جسوقت یہ قدرت کو سجدہ کرینگی تب اُنکو لاؤنگا خدمت مین لاکر پہونچاؤنگا بقراط نے چاہا کہ کچھ حکم دون مگر فیروزہ نے جھٹ پٹ دونون کا پشتارہ باندھا اور قصر سے نکلا بیرون قصر ایک نخل کے سایہ مین ٹھیرا دونون کو ہوشیار کیا کہا ای میمونہ و اسرار نکل چلو میمونہ رونے لگی کہا ای فیروزہ غضب ہوا کہ بادشاہ قتل ہوگئے فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ پر کون نگاہ ڈال سکتا ہے ایک گنوار تھا کہ اُسکو صورت بادشاہ کی بناکر لایا تھا جب تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا دونون شاہزادیان پر پرواز پیدا کرکے چلین فیروزہ ایک جانب بھاگا مگر بقراط ثانی خوشی خوشی قصر عشرت مین آیا دیکھا شاہزادیان گا رہی ہین مگر گانے کا عجب رنگ ہے عجب طور کے اشعار گا رہی ہین نظم

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے — یہ حرکت رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر لائے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات — کہ آج تا بہ دہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تھے نالان شب اجل خاموش — کہین بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
نشان بے ادبی ہین ہمکے بوسون کے — کہ دونون صفحۂ رخسار پہ اُبھر آئے
ہوا ہے سیر چمن بھی قفس نصیب ہوا — کمال جبکہ دبستی پہ بال و پر آئے
تمھارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے — کہ پیچ کھا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے
فراز عرش سے نالے مرے اُتر آئے

دہان مجھے لیے جاتا ہے اور دل بیتاب
کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا
کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے

بقراط نے کہا بی بی کس مضمون کے اشعار گا رہی ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہے یہ اشعار گاؤ نظم

تمھارے واسطے گردش مین خورشید درخشان ہے
ادائے دور دامن پر تصدق چرخ گردان ہے

کنشت و کعبہ دونون مین ظہور عشق یکسان ہے
کہین ناقوس نالان ہے کسی جا شمع گریان ہے

چمن زار بہاری جلوۂ رخسار جانان ہے
نگاہ و دیدۂ حیران گل مقصد بدامان ہے

لگانا دل ہر اک سے دل لگی ہے عشق آسان ہے
مگر دشوار الفت مین تو ضبط راز پنہان ہے

نہ شغل بادۂ احمر نہ ذکر بزم رندان ہے
بھلا یہ واعظ خودبین کوئی انسانین انسان ہے

روان آنسو شب غم مین دل بیتاب نالان ہے
قیامت سی قیامت ہے کوئی طوفان سا طوفان ہے

چلا تو ہے خیال یار تنہا چھوڑ کر غش مین
ہمارا ہاتھ ہے روز جزا اور تیرا دامان ہے

چمک پر ہے بتون کے عشق مین بھی داغ دل اپنا
خدا کے فضل سے روشن چراغ نور ایمان ہے

ہزارون جان سے جاتے ہین اکثر جان بانخوت
قیامت خیز ہے رفتار شوخی فتنہ سامان ہے

ادائے منہ پہ آنچل ڈال کے اقرار کرتے ہین
حجاب عارضی ابتک بوقت عہد و پیمان ہے

زمین مین خود گڑا جاتا ہون مین بار ندامت سے
کہ میرے خون ناحق سے بت قاتل پشیمان ہے

کہین ایسا نہو اُسپر طبیعت اپنی آ جائے
عدو کا جور انداز شکست عہد و پیمان ہے

تمھارے عشق مین ساری خدائی ہو گئی کافر
اگر ایمان کی پوچھو تو زاہد کب مسلمان ہے

نہین تھکتی ہے وہ شمشیر جب تک جمع ہے خلقت
نکالی اُسنے جبدم میان سے پھر میان پہ لی ہے

مقام ہو اُدھر کعبہ اِدھر سنسان بت خانہ
در دلدار پہ اب مجمع گبر و مسلمان ہے

اشارے ہین ہمارے اُنکے باتین ہو ہی جاتی ہین
نگاہ شوخ گویا پردۂ چشم نگہبان ہے

کبھی روتا ہون ساری رات ہنستا ہون کبھی دن کو
وفور یاس و حرمان ہے تمام شوق و ارمان ہے

خدارا اب چل نہ انکار کر صنم گور غریبان پر
یہی چالین ہین تو ملک عدم آباد ویران ہے

ہلایا عرش اعظم کو بنایا لامکان گھر کو
یہ نالہ ہے کہ آفت ہے یہ گریہ ہے کہ طوفان ہے

کفن پہناتے ہین مجھکو یہان یاران وحشت　　وہان دست بت سفاک مین شمشیر عریان ہے
غم الفت نے وحشت مین کیا ہے زار اسدرجہ　　مرے حال زبون پر خندہ زن چاک گریبان ہے
ہوسے ہو کیون سڑی آؤگے تم کسکی باتون پر　　چلو بھی میکدے ای ضبط بہ واعظ تو نادان ہے

کیونکہ سر اسلام گویا کٹ گیا بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوے لاشہ صحرا مین پھینک دیا گیا مقیم جادو دونون
شاہزادیون کو صحراے نیرنگ مین لیگیا وہان قید کریگا ایک شاہزادی نے ہنسکر کہا یا خداوند بادشاہ لشکر
اسلام کو کون قتل کرسکتا ہے ایک گنوار قتل ہوا دوسری بولی وہ مقیم جادو نہ تھا فیروزہ بن عمرو
عیار بادشاہ لشکر اسلام کا تھا وہ شاہزادیون کو قید سے رہا کرکے لیگیا دونون طرف بادشاہ کے جاتے
ہین یہ مضمون سنکر بقراط نے کہا سر تو کنگرہ سے اُتار لاؤ مین دیکھون تو کہ کسکا سر ہے ملازم سر
اُتار کر لاے دھوپ مین جو رکھا گیا رنگ و روغن اُڑ گیا بقراط نے دیکھا ایک گنوار کا سر ہے
زانو پیٹ کر کہا بی بیو یہ تو بتاؤ کہ مقیم جادو پر کیا گذری ایک نے کہا اسکو فیروزہ بن عمرو
نے قتل کیا اُسی کی شکل بنکر آیا شاہزادیون کو قید سے رہا کر لیگیا اب عیار قصر سکندری
مین بھی آنے لگے اب مشکل پڑیگی عیارون کا حوصلہ بڑھا بقراط نے سر پیٹ کر کہا ارے
یہ ظالم بڑا غضب کر گیا سامنے سے قدرت کے میمونہ و اسرارہ کو لیگیا مین ابھی انکو بلاتا ہون
یہ کہتا ہوا دربار مین آیا سردارون نے جو خبر پائی کہ خداوند دربار مین آئے سب اپنے
اپنے مقام سے اُٹھ اُٹھ کر حاضر ہوے بقراط ثانی نے پکار کر کہا قدرت کو کرامت ظاہر
ہوا کہ عیار عیاری کر گیا میمونہ و اسرارہ کو لیگیا مگر دونون ابھی صحراے رستخیز مین نہین پہونچین
کوئی ایسا ہے کہ دونون کو گرفتار کرکے لاے جبروت جادو بلکر کے اُٹھا کہا یا خداوند ابھی
جاکے لاتا ہون صحراے رستخیز تک نہ پہونچنے دونگا یہ کہکے جبروت جادو چلا میمونہ
و اسرارہ قریب صحراے رستخیز ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہری ہین کہ ایک آندھی سیاہ
اُٹھی تمام نخل صحرا گرنے لگے میمونہ نے دستک دی کچھ آندھی کا زور کم ہوا دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام بد انجام نے آتے ہی نعرہ کیا سنو جبروت جادو آیا ہے دو منتر مارا کہ میمونہ
و اسرارہ تھرا کر گرین جبروت جادو نے آتے ہی سحر سے زبان بند کین دونون کی دمی منظور
ہوا کہ اُٹھا کر لیجاؤن کہ پہلو سے آواز آئی ای یار بے وفا دار کیا خوب سحر کیا ہے ان دونون کے

سر کاٹ لے جبروت نے پلٹ کے دیکھا کہ خداوند آتے ہیں نعرے کرتے ہوے کہا ای جبروت
کیا کہنا ہے تم خداوند بقراط ثانی جبروت نے جو بقراط کو دیکھا جھک جھک کر سلام کرنے
لگا کہا یا خداوند میں نے آتے ہی ان دو نوں کو بیہوش کیا نہیں معلوم وہ مکار کہاں گیا آپنے حکم
دیا تھا کہ تینوں ساتھ جاتے ہیں بقراط نے کہا انکو میں نے گرفتار کیا ہے وہ دیکھ لے زرغۂ
نخلستان میں پڑا ہے پہلے اسی کا سر کاٹ لے بقراط نقلی جبروت کو ساتھ لیے ہوے طرف
زرغہ کے چلا جب قریب زرغۂ نخلستان پہونچا کہا مار گولہ کہ اسکا سر پھٹ جائے جیسے ہی
جبروت طرف نخلستان کے پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ کمند میں پھنس کر
جبروت گرا فیروزہ نے جاب بیہوشی مار کے خنجر کھینچا لپک کے خنجر مارا کہ جبروت
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا میمونہ و اسرار کو ہوش آیا فیروزہ نے زبان سے
سوزن نکالی کہا ای میمونہ نکل چلو زیادہ ٹھہرنا یہاں بہتر نہیں ہے بقراط فکر کر رہا ہے یقین
ہے مرنے کی جبروت کے اسکو خبر ہو وہ بڑا ہے روزگار ہے خدا اسکی بدعت سے بچائے سب
حال آئینہ میں دیکھتا ہے الغرض تینوں اکٹھا ہو سے چاہتے ہیں کہ روانہ ہوں اسطرف بقراط ثانی
جبروت کو بھیج کر قصر عشرت میں آیا دیکھا شاہزادہ وہاں سر جھکائے بیٹھی ہیں بقراط
نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان افسر کے نکل جانے سے تم بہت پریشان
ہو وہ گرفتار ہو گئی جبروت لیکر آتا ہوگا ایک نازنین گلنار ایسی شوخ نہایت شوخ و شنگ
سو سو بہ گلرنگ ہا جھک کے بول اٹھی یا خداوند وہ جبروت مارا گیا اب اسوقت تینوں ایک
مقام پر ہیں بقراط نے ہاتھ کو ران پر رگڑا اسکو بھی معلوم ہوا کہ جبروت مارا گیا گھبرا کر قہر
سے بھرا ہوا پکار کر کہا یار جبروت کے مزاج میں غرور آگیا تھا اسکو قدرت نے قتل کرا ڈالا
کوئی ایسا ساحر جائے کہ ضرور تینوں کو گرفتار کرے شنجیز جادو اپنے مقام سے
اٹھا یہ بارہ ہزار ساحروں کا افسر ہے اسکے اٹھتے ہی بارہ ہزار ساحر اٹھے ان سب کو
لیکر چلا ایک ابر سیاہ چھایا ہوا اس میں ساحر چھپے ہوے یہاں فیروزہ نے میمونہ
و اسرار کو ساتھ لیکر قصد کیا ہے کہ روانہ ہوں کہ ابر سیاہ پیدا ہوا میمونہ سنبھلی چاہتی ہے
تو تڑپ کر ابر پہ جا پڑوں کہ شنجیز ابر سیاہ سے پیدا ہوا فوج کو اشارہ کیا فوج نے

چار جانب سے بلوہ کیا فیروزہ نے ہرچند ارادہ کیا کہ کود پھاند کر نکل جاؤں مگر ساحروں نے
چار جانب سے ایسے سحر کیے کہ فیروزہ گرا زمین سے اٹھ نہیں سکتا میمونہ ہرچند اٹھاتی ہے فیروزہ
کہتا ہے پاؤں میں طاقت نہیں اسرار و میمونہ دونوں ملکر سحر کرنے لگیں کہ فیروزہ کو اٹھالیں
شنجیز نے جو دیکھا کہ دونوں جادوگرنیاں اٹھانے میں فیروزہ کے مصروف ہیں پشت
پر سے آکر دام سحر مارا کہ دونوں پھنس کر گریں قریب آکر اسنے نہ پاؤں میں سوزن دی اور
ساحروں سے کہا الگ رہو دیکھو کس تکلف سے تینوں گرفتار ہوے ایک تخت سحر بناکر لاؤ
اسپر ان تینوں کو سوار کر کے خدمت خداوند میں لیچلو تخت سحر تیار ہونے لگا مگر بقراط ثانی
شنجیز کو بھیجکر قصر عشرت میں آیا کہا لو شاہزادیو اب وہ تینوں گرفتار ہوے وہی گلرنگ
اپنے مقام سے یہ لیکر اٹھی کہ یا خداوند میں جاتی ہوں تینوں کو اٹھا کر لاتی ہوں ہرچند بقراط
نے منع کیا کہ اے گلرنگ تم نہ جاؤ شنجیز ساحر زبردست ہے بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہیں
بلوہ کر کے اسنے گرفتار کیا ہے تخت سحر تیار کر رہا ہے باحتیاط لیکر آئیگا مگر گلرنگ نے کہا یا
خداوند بے میرے جائے کچھ نہ ہوگا ہلوگو کے عیش میں فرق آگیا کہ افسر ہماری یہانسے نکل گئی
آٹھ پہر ہمکو تردد رہتا ہے اسکو لاکر بچائینگے بدون افسر کے ہمارا دل نہیں لگتا عیش میں فرق
آگیا یہ کہکے تڑپ کر اٹھی طرف اسی صحرا کے چلی مگر دل سے دعائیں کرتی ہوئی کہ اے آسمان
کے خدا اے نادیدہ میں تیرا اعتقاد کرتی ہوں میری مشکل کو آسان کر **نظم**

کند خلق تسلیم حکم قضا را — زند دم نہ آنجا سکندر نہ دارا
ببخشد خدا مال و زر بینوا را — بگیرد خدا دست بیدست و پا را
بمطلب رسد طالب از بارگاہش — شود زو میسر گدا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد — کند عفو زاہل خطا ہر خطا را
در بد عاجز برویش نہ بندد — کشاید سبر آن کس کہ دست دعا را
بقرب و صالش خدا میرساند — کند بندہ گر ترک حرص و ہوا را
بخلق خدا میکند زندگانی — طلبگار خالق بخلق و ہوا را
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی — پئے بندگی کرد ما بندہ را

شود مشتہر فارسی نظم ہندی — آئی بہ ایران وبلخ وبخارا

بھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ای پروردگار مین تیرے تمام ستے آگاہ نہین ہون مگر دل تجھسے دعا کر رہی
ہون میری افسر پہ کوئی نہ وال نہ آنے پاے گلرنگ چمکتی ہوئی آئی ہو سحر ہاتھون مین تیار کہ اگر
پہاڑ بھی سامنے آجاے تو اسکو بھی اڑا دے یہان شبخیز نے تینون کو گرفتار کر لیا اور زبانون مین
سوزن بھی دی فیروزہ کی مشکین باندھ لین تینون کو تخت پر ڈالا میمونہ واسرار کو ہوشیار
کیا کہا ای محبوب پریچہرہ قدرت تمپر کسقدر عنایت فرماتے ہین اب مین تمکو لیے چلتا ہون بہ دل
قدرت کی اطاعت کرنا ای ملکہ میمونہ خیال تو کرو تمھارا مرتبہ کسقدر اعلیٰ ہی بارہ ہزار
شاہزادیان سب کی تم افسر ہو خود قدرت تمپر توجہ فرماتے ہین بلکہ فرماتے تھے کہ میمونہ
نے ہمارے ساتھ عجب مکر کیا اپنے وصل سے ہمکو محروم رکھا عہدۂ معشوقی اُسکو دونگا میمونہ
نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا او شبخیز صورت تو اُس مردود کی دیکھ مُنھ سے بھڑوے کے بو آتی ہو
گندہ جنم ہو خدا نے اُس ملعون کی بدعت سے بچایا میرا تو اصل مین یہ حال ہو **نظم**

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا
تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہوگیا — ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہوگیا
حیف ہو فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی — مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہوگیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح — خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا
جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی — دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا
شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری — قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا
ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون — کھلتے کھلتے پھول سینہ پہ گلستان ہوگیا
اشک خونین نخل گل رہتے ہین اسمین ہر گھڑی — اسقدر دامن بھی مرا جیب گلستان ہوگیا
خون کے دھبون نے کیا کیفیتین ہین ای نسیم — گوشہ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا

اُس شہریار پہ عاشق ہوئی ہون کہ شاہان ایران وتوران جسکی غلامی کا فخر کرتے ہین
شبخیز نے کہا ای میمونہ اگر یہی باتین سامنے بقراط کے کروگی تو وہ فوراً قتل کا حکم دیگا معلوم
ہوا کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو اب مجھکو یقین کامل ہوا کہ قدرت کی تم اطاعت نہ کروگی تو لیس

خطا بھی معاف ہوگی مین یہین سے تمھارا سر کاٹ کر لیجاؤن ای اسرار تم گواہ رہنا کہ مین نے بخوبی سمجھایا مگر یہ ظالم نہین مانتی تم قدرت کے سامنے گواہی دینا کہ شبخیز نے بخوبی سمجھایا مگر اس ظالم نے انکار ہی کیا کوئی لفظ ایسا نہ کہا کہ جس سے تسکین ہوتی اسرار نے کہا ای شبخیز اگر تیرا ارادہ ہے کہ میمونہ کو قتل کرے تو پہلے مجھکو قتل کر مین بخوشی اجازت دیتی ہون ایسی معشوق پریچہرہ کے بعد زندہ رہنا سراسر حماقت ہے نظم ۔

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب ہو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا

کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پارہ کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ہوس
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا

کرتی تھی مرگ بازوِ قاتل پر آفرین
ہر زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا

پاسکتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا

ای جوش شوق تو نے کیا ہم امیدوار
ورنہ مجھے [illegible] خواب مزار تھا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

مین نے دہان آبلہ مین اسکو دے دیا
میدان مین زبان لگا سے [illegible] تھا

ای حسرت بہار دو رنگی تھی کیا ضرور
تاج حسرت خزان نہ امید بہار تھا

مثل خیال یار رہین گردشین سے مجھے
آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت
مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

آنے لگی ہے مین تالش دست سے ای نسیم
انجام عیش دہر مین کچ مزار تھا

ای شبخیز بخوشی تجھسے کہتی ہون کہ پہلے تو مجھکو قتل کر مین الی آنکھ دن سے لاش [illegible] دیکھا تیری ہی خوشی ہے جا مجھ [illegible] کا دل آرام پاسکے یہ باتین سنکر شبخیز نے [illegible] اور طرف اسرار کے چلا میمونہ نے کہا ای بیجیا اسرار مجھ جان [illegible] شی

حکم دیتی ہون کہ پہلے مجھے قتل کر نظم

پیش و پس ہر راست و چپ زیر و بالا دیدہ ایم
نور ذات و ہمہ عالم خدا یا دیدہ ایم

ہر کسے را در غم عشق تو شیدا دیدہ ایم
بر رخت ہر دیدہ را محو تماشا دیدہ ایم

چشم ظاہر را نیا مد روے پر نورت نظر
دیدۂ باطن کشادیم و بہر جا دیدہ ایم

آمدہ در نقش ہر صورت نظر ای ذات پاک
قطرۂ و دیدیم دگر دیدیم و ہر جا دیدہ ایم

قائل توحید تو ہر نیک و بد را یا فتیم
جملہ ہندو و مسلمان گبر و ترسا دیدہ ایم

یافتیم از خلق ذات حضرت خلاق را
تا بہر بندہ صفات ذات مولا دیدہ ایم

ای شیخیز میرے قتل مین تامل نکر دونون معشوقون کا بک بک کے رونا شیخیز خنجر کھینچے کھڑا ہی فیروزہ حیران ہی کہ افسوس ایسے مقام پر موت آئی کہ جہان کوئی کفیل نہین بادشاہ جمجاہ جب سنینگے تو انتہا کا صدمہ ہوگا فرمائینگے کہ ہمارا یار وفادار ناراگیا افسوس ہی کہ فتح اس طلسم کی ہمنے نہ دیکھی اب کون صورت ہی بچنے کی اپنی جان سے بیزار ہوکر شیخیز کو گالیان دینے لگا کہتا ہی کہ او مردود تو ان دونون سے پہلے مجکو قتل کر اسرار نے فیروزہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پکار کر کہا او شیخیز اب خنجر مار مگر اس طرح ہاتھ لگا کہ ہم دونون کے ایک ہی مرتبہ سر کٹ کر گرین ایک کا غم ایک نہ دیکھے عدم مین بھی ساتھ جائین گر میمونہ کا غم نہ دیکھین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر خدا افضل کرے اور ہمارے بعد تمہارا خدمت شاہ مین جاتا ہو تو عرض کرنا کہ فیروزہ جمال کا مشتاق گیا اگر موقع پائیے گا تو ہماری قبر پر آئیے گا آپ کے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی میمونہ نے کہا ای عیار طرار یہ ظالم ہین بھی زندہ نہ چھوڑیگا آنکھون کے نیچے صورت شہریار کی پھر رہی ہی لیکن شیخیز نے ان باتون کا خیال نہ کیا خنجر کھینچے ہوے طرف فیروزہ و اسرار کے بڑھا دونون نے تہ دل سے دعا کی چاہتا ہی شیخیز کہ خنجر مارے کہ ایک برق چمک کر آسمان سے گری شیخیز کے دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ برپا ہوگیا میمونہ نے گھبرا کر کہا کیون اے اسرار و فیروزہ پروردگار نے فرشتون کو بھیجا دیکھا کہ گلرنگ آسمان سے اُترتی ہوئی چلی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مین دیدار کی مشتاق تھی شکر ہی کہ وقت پر پہونچی اس مردود کو مارا مین بھی آپ کے ساتھ ہون چاہتی ہون کہ بقراط پر لعنت کرون اور اطاعت اسلام اختیار کرون میمونہ

سے پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا گلرنگ نے کہا ایسے کلمات واہیات بہ نسبت آپکے اُس ملعون
نے کہے کہ دل کو تاب نہ آئی مین یہ کہکر نکلی تھی کہ میمونہ قمر طلعت کو قتل کرنے جاتی ہون بقراط نے
بہت روکا مین نے یہ جواب دیا کہ میرا ہی جانا بہتر ہے اُس قصر مین اب دل نہین لگتا اور سب
شاہزادیان بقراط سے بیزار ہو رہی ہین جسوقت طلسم کشا قصر سکندری پر پہونچینگے
یقین ہے سب شاہزادیان اُنکے شریک ہون اور بقراط کی عمائی چاہین میمونہ بہت خوش
ہوئی گلرنگ کو بھی ساتھ لیا فیروزہ نے کہا مین آگے بڑھتا ہون بادشاہ کو خبر کرون لیکن
لشکر جو شبخیز کے ساتھ آیا تھا میمونہ نے قتل ہونے ہی شبخیز کے جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی ایک
دستک دی کہ کل فوج والے مطیع ہوے فیروزہ بن عمرو اول روانہ ہوا گلرنگ و اسرار
نے میمونہ کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف صحراے
رستخیز کے چلین راہ مین جو کانٹا ملا میمونہ نے انکو بھی صاف کیا کہتی جاتی ہے کہ شہریار اسی رستے
سے آوینگے انکو کوئی تکلیف نہ ہو راستہ پاک و صاف پائین یقین کامل ہے کہ ہر مقام پر ہر طرف
سے غیب کی مدد ہو ہر بلا بہ آسانی رد ہوا گلرنگ تمھارے آنے سے دل کو بڑی قوت
ہوئی بڑے کافر کو تم نے مارا انکو ہمارے حال پر رحم نہ تھا ہمارے قتل پہ کیسا خوش ہوتا
تھا مگر موت اُسکی قریب تھی تم نے آکر اُس سنگدل کو مارا اُنکی صحراؤن مین اور جادوگرنیان تھین
اُنھون نے چاہا کہ میمونہ کو روکین میمونہ نے ہر مرتبہ ہاتھ ہلا کر صحرا کو جلا دیا یہان بادشاہ جمجاہ
متفکر ہو رہے تھے کہ فیروزہ آکر پہونچا میمونہ کے آنے کی خبر دی بادشاہ نے سلطان کج کلاہ
کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان کج کلاہ تخت پر سوار ہوے لشکر سے نکلے تھے کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی سلطان نے مرکب بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا ملکہ میمونہ تخت پر سوار ہین اور ایک طرف اسرار رازدار اور ایک
طرف ایک اور شاہزادی والا تبار ہے لباس گلنار زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین
نرگس شہلا ہونٹ نے مسیحائی نمایان صف مژگان تیر دلدوز عاشقان آنکھون مین شرم و حجاب
زلفون مین پیچ و تاب ہر حلقے مین صد ہا دل اسیر ہین زلفین گرہ گیر ہین ابروے خمدار کھنچی ہوئی
تلوار ابرو ملے رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ خنجر بے دل پہ چل رہے ہین گلرنگ کی

بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک تاجدار نوجوان مرد سپاہی تاج کج سر پہ سپر و شمشیر زیب کمر حسین و جمیل اپنے آقا کا کفیل گلرنگ اور سلطان کی جو نگاہیں ملیں برچھیان دونو کے دلونکے پار ہوئیں ادھر تو سلطان لڑکھڑا ئے ہر چند چاہا اپنے کو سنبھالوں نہ سنبھل سکے لڑکھڑا کے گرے غش آگیا ادھر گلرنگ گر کر بیہوش ہوئی ملکہ میمونہ تخت سے اتریں دل میں اپنے بہت خوش ہوئیں کہ شکر ہے گلرنگ کا بھی دل الجھا سلطان کو مصاحبوں نے ہوشیار کیا سلطان اٹھا مگر اُسی جانب دیکھ رہا ہے گلرنگ نے میمونہ سے پوچھا آپ کے تاجدار یہی ہیں میمونہ نے کہا وہ بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں یہ سلطان کج کلاہ اُنکا ملازم ہے گلرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم مجکو افسوس تھا کہ میرے دل نے بڑی بے ادبی کی کہ آپ کے معشوق پر مائل ہوا جس تیغ ادا کی آپ بسمل ہیں اُسی تلوار کا میرا دل بھی گھائل ہوا مگر اب دل کو تسکین ہوئی سلطان سب کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سعد بن قباد نے میمونہ سے فرمایا کہو ملکۂ عالم کیا گذری میمونہ نے کہا سب کیفیت فیروزہ آپ سے عرض کریگا فیروزہ بن عمرو نے سب حالات بیان کیے کہا او شہریار لقراط نے بڑی کد و کاوش کی غلام نے لقراط کو بخوبی دیکھا اُسی کی شکل بنکر عیاری کی ساحر کو مارا بادشاہ بہت خوش ہوے اُسی وقت خوشی میں جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے کان میں عرض کی ای شہریار سلطان گلرنگ پر عاشق ہوے ہیں بادشاہ نے گلرنگ کو پہلو میں سلطان کے جگہ دی فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا
اُف تک نہ کر سکا کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ تر میں کمی کہاں
دریا ہے وہ نہیں کہ چڑھا اور اتر گیا

اللہ ری سیاہی شام شب فراق
سمجھا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا بھی پاس رضا آگیا مجھے
منکر ہوے وہ قتل سے میں بھی مکر گیا

چھوڑ رہا ہوں یاد دل گم شدہ میں
ای میرے لا ڈلے مرے پیارے کدھر گیا

جاگو غنودگان لحد خواب تا کجا
تا جیب حشر چاک قبائے سحر گیا

اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار
کوئی فریج کوئی طپان کوئی مر گیا

اب دست اشتیاق اٹھانے سے فائدہ
برسوں گذر چکے کہ وہ ماہ اتر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا ۔ افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم ۔ ہو جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے جب وقت آخر ہوا قلیل دن باقی رہا بادشاہ جمجاہ باہر آکر کرسی پر
بیٹھے ایک طرف سلطان کج کلاہ قریب سلطان کی کرسی کے گلرنگ آکر بیٹھی ملکہ میمونہ
پس پشت بادشاہ جمجاہ ایک جانب اسرار راز دار مگر اسرار فیروزہ کو بہ نگاہ محبت
دیکھ رہی ہے بادشاہ تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں جو طائر سامنے سے گذرا تیر مار کر گرا دیا
فیروزہ چست و چالاک جو طائر بادشاہ شکار کرتے ہیں فیروزہ ذبح کر کے اسکو اٹھا لاتا ہے
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار فوج اور ایک
ابر باریک آسمان پر چھایا ہوا اس سے بوندیاں پڑتی ہوئیں کہ میمونہ نے کہا اے شہریار اس
پہلوان کے ساتھ کوئی ساحرہ بھی ہے بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا وہ پہلوان آکر سامنے اترا
لشکر بھی فرو کش ہوا ادہر ہمت کر داخل بارگاہ ہوا بادشاہ آمد لشکر کا تماشہ دیکھا کیے
تھوڑے عرصہ میں دیکھا کہ ایک سوار نامہ لیے ہوئے آیا بادشاہ نے ذلگی اسکو بیٹھنے کو دیا اسنے
نامہ پیش کش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا انمیں مرقوم تھا کہ منم اجلال بن جلیل مردم در ای
بادشاہ لشکر اسلام آپکی بدعتوں کی خبریں قدرت کو پہونچیں کہ تین جادوگرنیاں آپکی شریک
ہوگئیں پس قدرت نے فرمایا ہے کہ ان جادوگرنیوں کی ہم صورت دیکھنا نہیں چاہتے
ان جادوگرنیوں کو لیجاؤ مگر سرحد سے ہمارے طلسم کی لشکر کو الگ کرو اگر خلاف منظور ہو
تو میرے ہاتھ سے کوئی بچا نہیں آمادہ حرب و پیکار ہو سر میدان حال کھل جائیگا بادشاہ نے
نامہ ملاحظہ فرما کر پشت پر اسکی جواب جنگ لکھا جب اجلال کو جواب معلوم ہوا تو طبل جنگی
بجوایا مگر سوار کو پھر بھیجا اسنے آکر عرض کی کہ اجلال نے فرمایا ہے کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تم
جادوگرنیوں کے بھروسے پہ میدان میں آؤگے یا زور بازو کا دعوی رکھتے ہو بادشاہ نے
فرمایا ہم جادوگر کا ساتھ رکھنا ناجائز جانتے ہیں ہم ہمیشہ تکیہ پروردگار پر رکھتے ہیں تم میدان میں
آؤ ہم تمسے بزور بازو مقابلہ کرینگے کوئی ساحرہ دخل نہ دیگی یہ پیغام دیکر سوار کو رخصت کیا اور
فیروزہ سے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

دونون لشکرونمین تیاریان ہونے لگین بادشاہ نے میمونہ وگلرنگ واسرار سے فرمایا کہ ہم
چاہتے ہین کہ کل تم لوگ بارگاہ مین رہو تماشاے جنگ بھی نکرو پہلوان نے طعنہ دیا ہے اور مراد
اسکی یہ ہے کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر ملک تسخیر کیے ہین لہذا ہم تم لوگون کی مدد نہین چاہتے
جو خدا چاہیگا وہ ہوگا انشاء اللہ لڑائی کو ہم بقوت بازو فتح کرینگے میمونہ نے عرض کی اے شہریار
یہ پہلوان مکار و غدار ہے اسکی باتون پر نہ جائیے ایسا نہو کوئی مکر کرے ہم لوگ دور سے تماشہ
دیکھینگے جہان سحر کا لگاؤ پاوینگے اُس مین دخل دینگے اور اگر لگاؤ سحر کا نہوگا تو فقط تماشہ دیکھا کرینگے
ہرچند میمونہ نے کہا مگر بادشاہ نے نہ مانا تیاری لشکر کا حکم دیدیا اجلال کہ طیفور کو ساتھ لیکر آیا ہے
وہی علامت ابرتھی اسنے تخلیہ کرایا طیفور کو بلا بھیجا طیفور آکے پاس اجلال کے بیٹھی شراب
پینے لگی مراد دل پوری ہوئی کہ اجلال نے کہا اے ملکہ عالم ذرا لشکر مسلمانان مین جاؤ ایسی تدبیر
کر آؤ کہ صبح کو مین بادشاہ کو زیر کرون طیفور نے کہا اے اجلال میمونہ ایسی ساحرہ وہان
موجود ہے اگر وہ دخل دیگی تو میرا زور نہ چلیگا افسر قصر عشرت ہے دوسری اسرار رازدار
تیسری گلرنگ ایسی ساحرہ ان تینون کا علاج مین کیا کرونگی مگر مین جاتی ہون اگر بن پڑتا ہے
تو بادشاہ کو گرفتار کرکے لاتی ہون جسوقت بادشاہ کو پاؤ فوراً یہان سے نکل چلو پھر نہ ٹھیرو
فوراً خدمت مین خداوند کے پہونچا دو اگر یہان ٹھہر جاؤگے تو بڑی مشکل پڑیگی یہ جادوگرنیان
پیچھا کرینگی جو کوئی اُنسے مقابلہ کریگا تباہ ہوگا یہ کہکے طیفور طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ
بیجاہ سے جب دربار برخاست کرنے کا وقت آیا تو فیروزہ نے عرض کی کہ آج حضور کے
طلایہ دینے کی باری ہے صفدر فوراً کھڑا ہو گیا کہا حضور غلام اس خدمت کو بجا لائیگا سلطان
کج کلاہ نے عرض کی کہ غلام انتظام کریگا بادشاہ نے دونون کو جواب دیا اور فرمایا کہ ہمارے
لشکر کا یہ دستور ہے کہ جسکی باری آکر پڑتی ہے وہی طلایہ دیتا ہے انتہا کہ جد عالی تبار صاحبقران
تاجدار خود طلایہ دیتے ہین اکثر اتفاق پڑی مگر جد عالی تبار نے اس انتظام کو یون ہی قائم رکھا
لہذا اے فیروزہ انتظام کرو سو سوار چند پیدل ہمراہ لو اور ہم خاصہ کھاکے آتے ہین میمونہ
نے عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی بادشاہ نے فرمایا تمہاری کیا ضرورت ہے میمونہ کو منع کرکے
دسترخوان بچھوایا خاصہ نوش فرمایا میمونہ و اسرار و گلرنگ بارگاہ مین رہین بادشاہ نکل کر

سوار ہوے آگے طلایہ کا انتظام کیا جابجا سوار و پیدل مقرر کرکے کنارے پر لشکر کے آگے تھیر سے ایک نخل سایہ دار تھا اُسکے سایہ میں آکر بیٹھے مگر طیفور آسمان سیر جو چلی تھی سامنے آکر پہونچی اور ایک نخل کے سایہ میں ٹھیری کہ نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا ایک نخل کے نیچے آفتاب درخشاں معلوم ہوتا ہے نگاہ کو ٹھیرا اسکے جو دیکھا تو چاند سورج نہیں ہے ایک جوان رعنا غضب گردن بلند بالا اور تنومند درشت چنگال ہے چہرہ آفتاب عالمتاب سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی زمین پر غش ہے بیٹھا عیاروں سے باتیں کر رہا ہے جمال بے مثال بادشاہ کا دیکھکر طیفور کا پنی پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہوکر پکار اٹھی نظم

چھپ چھپ کے وہ پردہ سے نظارا نہیں ہوتا　　مدت ہوئی اے جان اشارا نہیں ہوتا
کب جانتے ہیں ہم دولت و خشم سے خالی　　کس روز یہ احسان تمہارا نہیں ہوتا
دربان گھر سے کتے ہیں خفا ہوتے ہیں اغیار　　کس کس کا ترے در پہ اجارا نہیں ہوتا
فرماتے ہیں اغیار سے کیونکر نہ ملیں ہم　　آتے ہیں اجنا تو کنارا نہیں ہوتا
اتنا تو کہو حشر میں دکھلاینگے صورت　　مرجاتا ہے انسان جو سہارا نہیں ہوتا
دکھلاتے ہیں گو شمع صفت شعلہ پنہان　　لیکن تری محفل میں گزارا نہیں ہوتا
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتے نہیں اک ہاتھ　　مرجاؤں میں یہ بھی تو گوارا نہیں ہوتا
برسوں سے ستکے ہیں نہیں صورت آرام　　مدفن میں بھی اپنا تو اُتارا نہیں ہوتا
آتے ہیں نسیم آپ سے وہ گھر پہ ہمارے　　گردش میں جو طالع کا ستارا نہیں ہوتا

طیفور نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک عورت زیر نخل کھڑی ہوئی یہ اشعار پڑھ رہی ہے بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ دیکھو تو یہ کون ہے جانے جب وہ اسے خبر چلا طیفور کو ایک خوف پیدا ہوا اپنے پرواز پیدا کرکے نکل گئی اجلال دربار میں بیٹھا ہے کہ طیفور ہانپتی ہوئی سامنے اجلال کے آئی اجلال نے پوچھا کیون اے طیفور خیر تو ہے چہرہ متغیر ہے تم متردد و متحیر ہو کیون گھبرائی ہوئی ہو طیفور نے کہا اے اجلال بہتر ہے کہ یہان سے لشکر اٹھاؤ اور خدمت خداوند میں چلو اُسکے بعد دیکھا اور کسی کو یہ اسکے مقابلہ میں اے اجلال مجھے کچھ نہوگا میں نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ کو چھپا لاؤن مگر وہ

عجب وہ وجہ یہ دیکھا کہ جو صدمہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی ابتک ہوش درست نہین ہین گویا قلب پہ خنجر پھر گیا نظم

خدا جانے ہوا کس لغزش دل کی خاک سے پیدا
کہ خوشے آبلون کے ہین نہال تاک سے پیدا

ہمیشہ ہر ایک مایوسی ہوا افلاک سے پیدا
بھلا جز خاک کیا ہو گا ہماری خاک سے پیدا

غضب کی لذتین تیر نگہ نے تیرے بخشی ہین
کہ لاکھون حسرتین ہین بستۂ فتراک سے پیدا

وہ جلوہ ایک ہی دیکھے اگر چشم حقیقت سے
کہین ہی نور مین ظاہر کہین ہی خاک سے پیدا

تعشق مین خیال و فہم سب بیکار رہتے ہین
محبت سے وہ ہی جو کچھ نہو ادراک سے پیدا

مقرر دل ہوا خون آدمی ہی اشک گلگون مین
خبر ہی جا بجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سے پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی
کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سے پیدا

نہین جو قوس الفت ہی کسی طفل برہمن کی
فشان رشتۂ زنار ہوا افلاک سے پیدا

ادب آموز ہون رشتے طرز بیحجابی مین
مزے کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا

اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی تک
ہوا دور تسلسل کاسۂ گل کے چاک سے پیدا

سخن نا فہم سے لکھیئے تحسین نامناسب ہی
نہو یہ مرتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہی سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ پیدا تاک دانے سے ہوا دانہ تاک سے پیدا

نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دبتے ہین
یہ رتبہ ہی ثنائے صاحب لولاک سے پیدا

اجلال نے کہا اے طیفورہ تو تو ایسی بیقرار ہی معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ پہ عاشق ہوئی اگر شاید یہ خیال ہی تو خیال خام تصور ناتمام ہی میمونہ فرصت تجھے دیگی وہ آٹھ پہر بادشاہ کے ساتھ رہتی ہی میں کس لطف سے تیرے ساتھ نباہ رہا ہون مگر تجھکو میرا خیال بالکل نہین ایسا ہاتھ سے میمونہ کے ذلت پائیگی کہ بہت پچھتائیگی طیفورہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بس ہم تجھکو سمجھا کر کہتے ہین کہ لشکر کو اپنے اٹھا کر لیچل مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی بادشاہ اسلام کا تعاقب کرونگی راہ مین قصر سکندری کی انگوٹھی لونگی جب قریب قصر سکندری کے پہونچینگے تب انکو گرفتار کر کے نذر شاہ کو کہاؤنگی کہ قدرت پر بھی ثابت ہو کہ طیفورہ ساحرہ معقول ہی اور تو اگر مقابلہ

مین بادشاہ کے جائیگا بڑی ذلت اُٹھائیگا بادشاہ زور و طاقت مین کسی سے کم نہین ہین مقابلہ و جدال
تو اُنکا کام ہو وہ تجھے جنگ مین کیا دینگے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
سیرا کہنا مان لے لشکر کو تیار کرا اپنی جان بچا کے نکل چل اگر صبح کو مقابلہ کریگا ہاتھ سے
بادشاہ کے مارا جائیگا اجلال بول اُٹھا کہ اے ملکہ طیفور کیا مین تمہارے بھروسے پر
آیا ہون بادشاہ کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا خدمت مین خداوند کی پہونچاؤنگا کئی پہلوان یہی
دعوی کر کے آئے مگر ہاتھ سے ان مسلمانون کے مارے گئے مین خالی نہ پلٹونگا طیفور
نے کہا اے اجلال ہم بھی کل تماشہ دیکھینگے کہ کیا تجھے گذرتی ہے مگر مجھے امید نہ رکھنا اگر مین سحر
کرونگی تو میمونہ دگلرنگ و اسرار موجود ہین وہ کیونکر گوارا کریگی کہ مین سحر کرون اور وہ
دیکھا کرین ضرور کدوکاوش کرینگی مین الگ سے تماشہ دیکھونگی اجلال نے کہا تجھے اختیار ہے
مین تیرے تماشہ کا بھی خواہان نہین طیفور خاموش ہو رہی ہر چند اجلال نے چاہا کہ طیفور
کو تکیہ مین پھر لیجاؤن مگر طیفور نے قبول نہ کیا الگ خیمے مین جا کر لیٹی مگر تڑپ رہی ہے صورت
زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے کبھی بیقرار ہو کر پکار اُٹھتی ہے نظم

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا	اشارہ ہو کے رہجاتا ہے مہربانی کا
نہین سنتا اُسے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے	مزا محفل مین تیری مٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہے اے مرگ آنکھین بند کیا ہونگی	بجا ئیگا نگاہونسے تعلق پاسبانی کا
نگاہونمین سبک ہون اسکی پی جانے نہ کیون ظالم	لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا
خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہے ظالم	نسیم ابتک وہی عالم ہے آنکھونکی سوانی کا

مگر اجلال نے فوج کو جو حکم دیا ہے لشکر مین ہنگامہ ہے تیاریان ہو رہی ہین چار پہر رات گذر کر جبکہ
اجلال باجلال نیر اعظم بصد شوکت و حشم تخت زر جدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع
صف باندھ کر کھڑی ہوئی تماشائے جنگ مین مصروف ہوئی کہ اجلال خواب خرگوش سے
بیدار ہوا آنکھین ملتا ہوا اُٹھا مسلح و مکمل ہوا گینڈے پر سوار ہو کے لشکر کو ساتھ لیا طرف میدان
کارزار کے چلا مگر طیفور ایک پہاڑ پر جا کے ٹھیری کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ جمجاہ
مع فوج میدان مین آ کر پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین جب نقیبون نے نقابت کی

گرد کیت کز کا کھکر ہٹے اجلال نے گینڈا بڑھایا طیفور بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کہ اجلال نے
گینڈا اپنا نکالا کشوری کرنے لگا چاہتا ہے کہ بادشاہ کو پکاروں کہ پہلو سے گرد اڑی ایک ساحر
عجیب صورت خر پرند پر سوار آکر پہونچا اجلال نے کہا کہ ای پہلوان دوران منم خرپال
جادو قدرت نے مجھے تیری مدد کو بھیجا ہے قدرت کو معلوم ہو گیا کہ طیفور تم سے باغی
ہو رہی ہے تم بادشاہ کو پکارو میں ایسا سحر کرونگا کہ اُسکے ہاتھ میں طاقت نہ رہے اور تم گرفتار کرلو
قدرت کو منظور یہ ہوا کہ بی طیفور کو بھی معلوم ہو کہ اور ساحر بھی قدرت کو ملک میں ہیں یہ
کہکے خرپال ہٹا ایک تحل کے سلئے میں آکر ٹھیرا ماش کے دانے جھولی سے نکالے سحر کرکے طرف
بادشاہ کے پھینکے اجلال نے پکار کر آواز دی خود سعد بن قباد میرے مقابلہ میں آوین بادشاہ نے مرکب
بڑھایا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے میں سونے کی ہیکل طرارے بھرتا ہوا چلا نظم

قدرت وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے	ملا ہے عجب رنگ مشکین اُسے
ابھی سے لقب اسکا شبرنگ ہے	تڑپتا ہے میدان میں سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ تنگ ہے

طرارا بھر کر مرکب میدان میں آیا اجلال سے نگاہ دو چار ہوے مرکب چند قدم پیچھے ہٹا گینڈا اجلال
کا زیادہ پسپا ہوا اجلال نے جھلا کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا خرپال نے جو یہ زور
بادشاہ کا دیکھا چند دانے ماش کے اور پھینکے اجلال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بدحواس ہو کر
سر آگے کر دیا سر سراسر شہریار کا زخمی ہوا بادشاہ چاہتے ہیں کہ زخم سر باندھوں مگر قبضے سے تلوار نکلی
جاتی ہے سپر پشت سے گری پڑتی ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ خون سر سے بہ رہا ہے اجلال چاہتا ہے سر کاٹ
لون طیفور کی جو نگاہ پڑی دل بیقرار ہو گیا جی میں کہتی ہے کہ ایسے صاحب قوت و طاقت کو اس مردود
خرپال نگوڑے نے مجبور کیا ہے بہت روئی جھولی پہ ہاتھ ڈالا ہاتھوں کو درست کیا سحر کو چالاک و چست
کیا خرپال نے سحر کو اور زور دیا اب بادشاہ چاہتے ہیں مرکب پیچھے ہٹاؤں مرکب قدم آگے بڑھاتا ہے
اُسوقت بادشاہ کی مجبوری بیقرار ہو کر طرف خالق لیل و نہار کے متوجہ ہوے پکار اُٹھے ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شہ پہ کر نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	ای بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جلالت کلبہ احزان ما

باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور
حیف بر مہجوری ما و لے بے حرمان ما

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی طیفور نے دیکھا اجلال بادشاہ کو قتل کیا چاہتا ہے گھبرا کر دونون ہاتھ اٹھا دیے دس انگلیون سے دس برقین چمکین خرپال پہ گرین کہ خرپال کے دو ٹکڑے ہوے ایک برق انھین دس مین سے سر پہ اجلال کے گری کہ اجلال کے بھی دو ٹکڑے ہوے خرپال کا مرنا کہ بادشاہ کے پانون مین طاقت آئی ملازمان اجلال بادشاہ پہ آ پڑے بادشاہ نے زخم سر باندھا مرکب بڑھا کے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان

نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین تیغ و بن برکشم

ادھر سے سلطان کج کلاہ پہونچا صفدر نے قزاقون سے اشارہ کیا دونون لشکر لڑ گئے کلکال زور آزما بھائی اجلال کا فوج کو لڑاتا ہوا چلا بادشاہ نے اول بڑھکر علم فوج قلم کیا اس زخمداری مین جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان کج کلاہ نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار ہین اور کلکال جوان زبردست بڑے قد کا جوان نامی پہلوان ہے وہین سے للکارا کہ او کلکال مین تیرے مقابلہ کا مشتاق ہون اے شہریار آپ اس سے نہ مقابلہ کیجیے یہ ذلیل و حقیر آپ کے مقابلہ کے لائق نہین ہے ملازمان شاہی کیا اس سے منھ پھیرینگے آپ کا نمک کھایا ہے برابر اس سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا مارا کلکال بھی اسطرف پلٹا سلطان تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہ اسکا مارنا کتنی بڑی بات ہے میری جنگ کرامات ہے لشکر کردۂ قدرت مشہور ہون کیا مین اس سے بھی کمی کرونگا یہ سوچکر کلکال سلطان پر چلا پڑا سلطان نے گھوڑا بڑھا کر سامنا کیا کلکال نے ہاتھ مارا سلطان نے اپنے کو سپر مین چھپا لیا جیسے ہی ہاتھ کلکال کا قریب سپر پہونچا بجلی کا ہاتھ مار دیا کلکال کا ہاتھ کٹکے گرا کلکال نے چاہا بھاگون کسی طرح جان بچاؤن مگر سلطان نے بڑھکر او جھڑ سپر کی ماری کلکال عاجز ہو رہا تھا کہ ہاتھ ہاتھ سے جا چکا تھا ناچار ہو کر رک گیا سلطان نے ہاتھ مارا چمک کے تلوار گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے کلکال کا مرنا کہ لشکر کے پانون اکھڑنے لگے آخر افروز نے دیکھا کہ نکل جانا مشکل

ہی امان طلب کی بادشاہ نے ہاتھ روکا سب فوج رک گئی بادشاہ نے سبکو امان دی مگر طیفور جادو
خرہ بال کو مار کر ایسی خائف ہوئی کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل گئی یہ بھی خیال ہی کہ میمونہ وہان جینے
نہ دیگی مگر صورت زیبا سے بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ٹھنڈی سانسین کھینچتی ہی دل سے باتین
کرتی ہی کہ اتو مین نے خیر خواہی کی تھی یقین تھا کہ میمونہ بھی کچھ نہ کہتی بادشاہ کے بچانے کا احسان مانتی
اس فکر مین ایک پہاڑ پر جا کر ٹھیری حیران کھڑی ہوئی ہی بیقرار رہی ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر ‌ ‌ ‌ زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پہ خوشبو ‌ ‌ ‌ نقطہ دینا تھا یہ تیرے خط پیشانی پر
صاف رکھہ قاتل عالم شکن ابرو کو ‌ ‌ ‌ مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر

طیفور بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہی ہی مگر بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہی کہ چند طائر آکے
پہونچے ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی اور پر رونے سر پیٹنے لگا بقراط نے جو اُس طائر کو دیکھا
ہوش اُڑ گئے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ غضب ہوا اجلال و خرہ بال قتل ہوے یہ کہکے پکار کے
آواز دی ارے طیفور کو لینا فلان پہاڑ پر بیٹھی رو رہی ہی شمیم ابر سوار یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی
کہ یا خداوند مین ابھی اُس گیسو بریدہ کو لاتی ہون خدمت قدرت مین پہونچاتی ہون بادشاہ کو بھی
ذلت دیتی ہون اور انکی معشوقہ جان کو بھی کچھ دنون کوئی میمونہ بھی یاد کرین کہ قدرت کو یہ
اختیار ہی یہ کہکے شمیم ابر سوار چلی یہان جب بادشاہ دربار مین آئے تو فرمایا ای میمونہ آج عجب
معرکہ درپیش ہوا کہ جب مین نے اجلال سے مقابلہ کیا ایک مجھکو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت
نکل گئی اسی حال مین مین زخمی ہوا انہین معلوم کہ پھر ساحر کو کسنے قتل کیا اور اجلال کو کسنے مارا تب
میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی میمونہ نے سر جھکا کے انگلیون پر شمار کیا کہا ای شہریار عجب اتفاق
ہوا اجلال کے ساتھ طیفور ساحرہ تھی وہ حضور کو گرفتار کرنے آئی تھی مگر جمال عاشق کش
آپکا دیکھکر عاشق ہوئی جا کر اجلال کو منع کیا کہ بادشاہ سے مقابلہ نکر اسکو فنون سپاہ گری کا گھمنڈ
تھا اُسنے نہ مانا طیفور الگ ہوگئی عین وقت پہ خرہ بال جادو آکر پہونچا اسیواسطے کنیز عرض کرتی
تھی کہ میدان میں مین موجود رہون اگر مین موجود ہوتی تو حضور کیون زخمی ہوتے خرہ بال نے آکر
بندگان عالی پہ سحر کیا بس طیفور نے براہ خیر خواہی خرہ بال و اجلال کو مارا یہان تو دربار مین یہ

باتین ہو رہی ہین بادشاہ فرماتے ہین پروردگار اپنی قدرت سے سامان پیدا کرتا ہی مگر شمیم ابر سوار
قریب کوہ پہونچی نعرہ کیا کہ بی طیفور کیون اپنے آپ سے باہر ہو کہان تک بادشاہ کی یاد کرو گی طیفور
نے سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ مثل شعلہ جوالہ آتی ہی چاہا کہ تڑپ کر نکلون شمیم نے آتے ہی ایک
دو ہتڑ مارا زمین کانپی طیفور لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی شمیم نے دہان مین سوزن دی کمر مین بقچہ
دیکر لے اڑی راہ مین جو طیفور کی آنکھ کھلی اپنے کو بقچہ مین شمیم کے پایا زبان مین سوزن گرفتار دام
رنج و محن مگر شمیم جو چلی کہتی ہوئی کیون طیفور تو نے اجلال دختر پال کو مارا کچھ خوف خداوند نہ آیا
قدرت تجھسے بہت آزردہ ہین مگر اسطرف سے لیکر نکلی کہ دربار مین بادشاہ میمونہ سے باتین کر رہے ہین
کہ آسمان سے آواز آئی واہ بی میمونہ خداوند کو چھوڑ کر یہ دربار پسند آیا یہ کہکر شمیم نے مٹھا ماش کے دانون
کا جھولی سے نکالا کہ اور اسکا تو مزا کچھو گھڑی دو گھڑی تردد رہیگا ماش کے دانے جو شمیم نے پھینکے شعلے
بھڑک کے بارگاہ مین گرنے لگے میمونہ نے آواز دی ای گلرنگ اس سحر کو روکنا مین اس گیسو بریدہ
کو سزا دون بیچاری طیفور کو چھڑاؤن بقچا کو یہ لیے جاتی ہی نہین معلوم اسپر کیا گذرے ہاے
شہریار کی عاشق صادق ہی گلرنگ واسرار نے دستگین دیکر پانی برسایا تب وہ شعلے بجھے
مگر میمونہ تڑپ کر بلند ہوئی للکارا کہ او شمیم ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا شمیم سرحد لشکر سے نکل گئی تھی آواز
جو نعرہ میمونہ کی سنی جی مین کہتی ہی یہ بیرا کیا کریگی اسکو بھی لیتی چلون یہ سوچکر ٹھہر گئی چاہا سحر کرون
طیفور کو ہاتھ سے چھوڑا طیفور وسط ہوا پر تھرانے لگی میمونہ جست کر کے اڑتی ہوئی قریب شمیم
کے پہونچی شمیم نے چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون میمونہ نے سحر کیا کہ جھولی جلکر گری اب شمیم گھبرائی
زیور اتارنے لگی کان سے بجلی نکالی منظور ہوا اسے پھینک مارون کہ برق بنکر گرے میمونہ
کے دو ٹکڑے ہون مگر میمونہ برابر پہونچی جس ہاتھ مین بجلی تھی اسی ہاتھ کو پکڑ لیا بجلی چھین کر
پھینک دی شمیم چاہتی ہی ہاتھ چھڑاؤن ہاتھ کب چھوٹتا ہی دربار سے بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین
کہ میمونہ نے جا کر اس ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا ساحرہ جب قصد کرتی ہی کہ سحر کر کے نکلون میمونہ
اُف کر دیتی ہی منہ سے شعلہ بھڑکتا ہی گرد شمیم پھرتا ہی شمیم کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگتی ہین اپنی
جان سے بیزار ہی دل سے کہتی ہی ای شمیم یہ کس آفت مین اپنے کو پھنسایا فلک نے یہ روز سیاہ
دکھایا طیفور بھی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی میمونہ نے کئی مرتبہ کہا ای طیفور تجھے ہمارے شہریار

پر احسان کیا یہ اُسکا بدلہ ہو شمیم نے دیکھا کہ ہاتھ نہیں چھوٹتا اور معلوم ہوتا ہو کہ کلائی ٹوٹ جائیگی منھ سے
انگارے چھوڑنے میمونہ نے پسینہ پیشانی کا اُن انگاروں پر ڈالدیا وہ انگارے پانی ہوکر گرے اُسی غصے
مین داہنے ہاتھ سے تو اُسکا ہاتھ تھامے ہوے تھی بائین ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ عارض شمیم کا سرخ
ہو گیا شمیم کو معلوم ہوا کہ عارض پر عارضہ پیدا ہوا چاہا تڑپون ہاتھ سے میمونہ کے نکلون میمونہ
نے دوسرا طمانچہ مارا کہ سر شمیم کا اُڑ گیا قریب تھا کہ طیفور زمین پر گرے کہ میمونہ نے سنبھالا زبان سے
سوزن نکالی منھ پر ہاتھ پھیرا کہ ہوش و حواس طیفور کے درست ہوے الغرض میمونہ اپنے ساتھ لیکر
طیفور کو بخدمت بادشاہ آئین طیفور نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا طیفور آگے
بیٹھی دربار دُربار کو دیکھکر حیران ہو گئی سلطان کج کلاہ ایسا رفیق صفدر ایسا شفیق اور کیدان
رسالدار جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین میمونہ دگر رنگ و اسرار
رازدار تمام دربار سرداران نامی سے معمور ہو فیروزہ ایسا عیار سامنے حاضر ہو کہ چوبدار نے بڑھکر
عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار حاضر ہو نام اپنا شبرنگ بن عمرو بتاتا ہو کہتا ہو نور الدہر کی
عرضی لیکر آیا ہون بادشاہ نے فرمایا عیار کو بلاؤ شیر بیشہ صاحبقران کا عیار ہو مگر کیا سبب ہو کہ
نور الدہر نے عیار کو بھیجا شبرنگ بن عمرو کو سامنے بلوایا پوچھا ای شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
شبرنگ نے عرضی نور الدہر کی حاضر خدمت بادشاہ کی بادشاہ نے وہ عرضی سلطان کو دی سلطان
نے باواز بلند پڑھی مرقوم تھا کہ ای شہریار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ مین نے ہمیشہ مدد پروردگار سے چاہی ہو
اور حضور کی پرورش کا ہمیشہ سے خواہان رہا ہون مجکو خبر ملی ہو کہ جس راہ سے حضور آتے ہین اُس راہ
مین ایک بیشہ ہو کہ جوان شیر بند فیلسوار اُس بیشے مین رہتا ہو اُسنے مجکو نامہ لکھا ہو کہ مین جب آپکی
جرأت کا قائل ہونگا کہ میرے بیشے سے گذر جاے آج تک کوئی پہلوان میری سرحد سے نہین گذرا پس اُسکو
اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو لہذا اعلام اُسی بیشہ پر جاتا ہو اگر حضور کو فرصت ہو تو حضور بھی اُسیطرف تشریف
لاوین اور تماشا دیکھین غلام کا ارادہ ہو کہ اُسکو قتل کرون یا زیر کرون مگر حضور کی تشریف لانیکا مشتاق
ہون آپکی مدد کو عنایت بزرگان جانتا ہون حضور خوب آگاہ ہین کہ قاسم و ایرج بھی اس سرحد مین
آئے ہین یقین ہو کہ وہ بھی اُس بیشے پر آوین شیر فیل سواران اُس بیشے کا نام ہو یہ سنتے ہی بادشاہ نے
شبرنگ کو خلعت دیا اور پشت پر جواب عرضی یہ لکھا جو فرزند جرأت کو تمھاری خدا زیادہ کرے مین فوراً بیشے پر

جاتا ہون اور کیوان غیر ہند فیلسوار سے مقابلہ شروع کرتا ہون شبرنگ چلا بادشاہ نے اُسیوقت
لشکر تیار کیا آپ منتظم کل لشکر اور صفدر قزاق سپاہ سالار لشکر سلطان کج کلاہ بادشاہ لشکر اسلام مگر
طیفور نے عرض کی ای شہریار اُس بیشے کے قریب مسکن ساحران زبردست ہی یقین ہی کہ ساحر اُنکی مدد کو
آوین اگر حکم ہو تو کنیز جا کر ساحرون کو روکے میمونہ نے کہا ای طیفور تمہارے ہمراہ اسرار جائیگی تم
دونون ملکر آمد ساحران کو روکنا طیفور و اسرار اول روانہ ہوگئین کہ حال اُنکا وقت پر تحریر کرونگا
بادشاہ لشکر ظفر اثر ہمراہ لیکر طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے سلطان کج کلاہ سے فرماتے ہین کہ نور الدہر
وہ جری اور بہادر جوان ہی کہ کبھی کسی مقام پر رُکا نہین طہماس ایسا جوان اُسکے لشکر کا سپاہ سالار ہی لیکن
نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اُسنے مجکو عرضی لکھی ہی میں اپنی جان دونگا اور فیلسوار کو جا کر زیر و زبر کرونگا
کہ راستہ صاف ہو اور نور الدہر فکر کوچ مین مصروف ہو مگر قضائے کار شبرنگ بن عمرو جست و خیز
کرتا ہوا اور خلعت عطیہ سلطانی در بر جسم حمایت پر بادشاہ کی ناز کرتا ہوا جاتا تھا ادھر ایرج نوجوان نے
شاپور کو برائے خبر بھیجا ہی شاپور ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا کہ اُسنے شبرنگ کو آتے ہوے دیکھا خلعت
جو زیب جسم نظر آیا جی مین کہا ای شاپور یہ کہانسے مرغ زرین بنا ہوا آتا ہی ذرا اسکی خبر لو یہ سوچ کر سر راہ
آیا حلقہ ہائے کمند خس پوش کئے ایک گوشہ مین چھپ کر بیٹھا جیسے ہی شبرنگ اُس مقام پر پہونچا شاپور
نے شیر کی آواز دی شبرنگ ڈر کا حلقہ ہائے کمند مین پھنسا شاپور نے جھٹکا مارکر حباب مار دیا کہ شبرنگ
گرکر بیہوش ہوا شاپور نے تلاشی لی عرضی نور الدہر کی مع جواب تو بٹوے سے نکال لی شبرنگ کو
ایک نخل سے باندھ دیا سوچا کہ کوئی شیر وغیرہ آکر اِسکو کھا جائیگا مین یہ عرضی جلکر ایرج نوجوان کو دون کہ
وہ بادشاہ و نور الدہر سے پیشتر اُس بیشہ مین پہونچین اُس پہلوان کو مارین راستہ کھلے بس نامہ لیکر شاپور
بھاگا ایرج نوجوان بسر منزل ہی کہ شاپور آکر پہونچا وہ نامہ ایرج کو دکھایا ایرج نے نامہ دیکھتے ہی
سردارون کو حکم دیا کہ لشکر ہمارا طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے بموجب حکم کے لشکر اُسی جانب چلا کیوان
شیر ہند فیلسوار بیشے مین اپنے بیٹھا شراب پی رہا ہی مصاحبان خوشامد گو بیٹھے تعریفین کر رہے ہین کہ
ہرکارے آکر حاضر ہوئے کافرون نے کافر کو بد دعا دی مصاحبون نے عرض کی پیش باد کو ہوئی تم کیا
خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کہ نبیرۂ صاحبقران زمان شاہزادہ ایرج نوجوان با فوج و لشکر آپکے
بیشے کی جانب آتے ہین یقین ہی کہ کل یا پرسون آپکے مقابلہ مین پہونچ جاوین یہ سنکر کیوان نے ایک چیخ ماری

کہ سارا بیشہ جل گیا فوراً ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سہیل جادو اپنے کو جلد پہونچاؤ بادولت برائے
مقابلۂ ایرج نوجوان جاتے ہین اپنے کو ضرور وقت پر پہونچانا نامہ ہرکارے کو دیا کہا سامنے
جو جھیل ہے اُسمین جاکر یہ کاغذ ڈالدے ہرکارہ کاغذ لیکر بھاگا جیسے ہی کاغذ کو جھیل مین ڈالدیا ایک
مچھلی نے جست کرکے نامے کو دہن مین لیا غوطہ مار کر غائب ہوئی سہیل اپنے مقام پہ بیٹھا تھا
کہ مچھلی نے جاکر نامہ دیا نامے کو پڑھکر سہیل نے پھاڑ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھا یکہ و تنہا چلا یہان کیوان
نے جب خبر پائی کہ ایرج نوجوان بیشے سے پانچ کوس پر ہے اسنے ستر ہزار جوانان کوہی ساتھ لیے سوار
ہوکر چلا یہان ایرج نوجوان قریب بیشۂ نابود پہونچے ہین لشکر اُتر رہا ہے کہ صحراے گرد اُڑتی نمایان ہوئی
اگرد دامنۂ گرد شگافتہ ہوا کیوان کو دیکھا قد و قامت مین مثل دیو سفید تھے بڑے ہاتھ پانون گینڈے پر
سوار پشت پر جوانان کوہی ہمراہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچا ایرج سے کہلا بھیجا کہ اس طرف
بادولت کا بیشہ ہے ادھر سے راستہ نہ ملیگا اس بیشے سے کبھی کسی نے گذر نہین کیا ایرج نے نامہ پھاڑ
ڈالا ایلچی کو جواب سخت دیا کیوان اُتر پڑا ایلچی پلٹ کر گیا اُسنے زبردستیان ایرج کی بیان کین
کہ وہ لوگ نہین پلٹتے مقابلے پر آمادہ ہین کیوان نے کہا کل سبکو شکست دونگا طبل جنگی بجے ادھر ایرج نے
خبر سنی انھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا ہے بھی کیوان نے کہلا بھیجا کہ آتش جادو آپ کے ہمراہ ہو اُسکے
بھروسے پر میدان مین نہ آنا ایرج نے آتش سے کہا ای ملکۂ عالم کل تم میدان مین نہ چلو بارگاہ مین آرام کرو
ہرچند آتش نے کہا کہ چپ ہون سکا ہے کینہ کا چلنا ضرور ہے ایرج نے اپنے سر کی قسم دی آتش ناچار ہوکر
بارگاہ مین رہی صبح کو ایرج نوجوان مع قاسم و جہانگیر میدان کارزار مین آکر پہونچے اُدھر کیوان رات کو
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ سہیل جادو آکر پہونچا کیوان سے کہ گیا کہ مین وہ سحر کرونگا کہ لشکر مسلمانان گھبرا جائے جو
تمھارے مقابلہ مین آوے مر جائے اُسکا کام نہ کر سکے ناچار ہوکر زخمی ہوکے لٹکے چلا گیا صبح کو کیوان سوار ہوا
مقابلۂ ایرج مین آکر مجمع الصفین جمین کیوان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی تم مین کا ایسا
کون ہے جسکو دعوی جرأت ہو میرے مقابلہ مین آوے ایرج نے مرکب بڑھایا مگر ایرج نے دیکھا کہ وہ بن
اشقر بہت سست ہو رہا ہے نہ وہ طراوے نہ وہ رفتاری ایرج بمشکل میدان مین پہونچے کیوان نے کہا ای
جوان کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ہرچند کہ ایرج کے مُنھ سے کلام نہین نکلتا مگر ضبط
کرکے بمشکل جواب دیا کہ او ملعون مردان عالم کہین میدان سے پلٹتے ہین ہم تیری جان کے ملک الموت ہین

کیوان نے نیزہ مارا ایرج نے بمشکل نیزہ اسکا رد کیا اُلجھ اُلجھ کے لڑنے لگے کیوان ہر مرتبہ پکارتا ہو اور
ضرب مارتا ہو ایرج نے بمشکل نیزہ کیوان کا گانٹھا کہ مارا کہ دونون نیزے ٹوٹے ایرج کو بڑا افسوس
ہوا کیوان نے تلوار کھینچی اُسوقت ایرج کا یہ حال ہو کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو بمشکل تلوار کھینچی کیوان
نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو تو جبر سے کی پناہ نہ کیا بجاے سپر کے سر آگے کر دیا تلوار پڑی کہ سر زخمی
ہوا شاپور یہ حال ایرج کا دیکھکر بہت گھبرایا مگر کیوان بھرس پڑا سر بھی زخمی ہوا اور شانہ بھی ایرج کا چھولا
جب تو شاپور نے بڑھکر باگ مرکب ایرج کی کھینچی اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار فرزند آپکا قتل
ہوتا ہی قاسم نے مرکب ڈال دیا مقابلہ کیوان مین پہونچے سیارہ ہمراہ مرکب ہو اس جلدی مین قاسم
گھوڑا لائے کہ ایرج کو الگ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا کیوان نے ہاتھ مارا کہ سر قاسم کا بھی زخمی ہوا
ہاتھ تلوار کے مارنے لگا وہی حال قاسم کا بھی ہوا کہ سر و شانہ و پشت و پہلو زخمون مین چور چور ہو گئے
سیارہ ہن عمرو کہرا ہو آج ہمارے آقاے نامدار کی جنگ کا طور ہی اور ہو مگر خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی
جہانگیر نے جو دیکھا کہ قاسم کا خاتمہ ہوا جاتا ہو گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے آیا قاسم کو ہٹایا
جہانگیر نے کیوان کا مقابلہ کیا منظور یہ ہو کہ لپٹ کے اسکو قاش زین سے اٹھالون زمین پر مارون کہ ہڈیان
اسکے چور چور ہون مگر جب مقابلہ مین آئے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین کئی مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھنچ
نہین سکتی بہ نگاہ حسرت طرف چابک کے دیکھتے ہین چابک ناچاری پر جہانگیر کی رو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جہانگیر نے بھی چند زخم کھائے عنتر نے آکر جہانگیر کو بچایا خود مقابلہ کیا جب سامنے
کیوان کے پہونچا وہی حال عنتر کا بھی ہوا کہ بجاے سپر کے سر کو سپر کر دیا سر زخمی ہوا چار پانچ
تلوارین عنتر نے بھی کھائین فوج والون نے جو افسرون کا یہ حال دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے کیوان
بے خوف لشکر ایرج پر آپڑا پہلوانان باقی ماندہ کو زخمی کیا اہل اسلام جب تلوارین اٹھاتے ہین ہاتھ کانپتا ہی
کلیجہ تھراتا ہی قبضے پر ہاتھ نہین جمتا دورسے تلوارین دکھاتے ہین عیارون نے بھی بڑی کد و کاوش کی
مگر کچھ نہ ہوا آخر لشکر پر شکست فاش ہوئی ایرج و قاسم و جہانگیر کو سردار لیکر طرف جنگل کے بھاگے کیوان
نے دور تک تعاقب کیا مگر یہ لوگ بھاگ کر نکل گئے کیوان بل کرتا ہوا بڑھا بارگاہین خیمے لوٹ لیے خزانہ
اپنے قبضے مین کیا کہا کہ آج شب کو یہان رہون صبح کو طرف اپنے بیٹے کے پلٹ جاؤن لشکر اسکا اترا جا بجا
روشنی ہوئی فوج والے مال و اسباب لوٹ کر چلے ہین اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین کیوان

خبر فتح لشکر آئین سامنے مبارکباد ہو رہی ہے اُدھر بارہ کوس پر آکے لشکر ایرج شکست خوردہ اترا شاپور اور
سیارہ اور چابک نے انتظام کیا جوانان زخمی کی زخم دوزی کرائی شاپور وغیرہ ان کامون سے فارغ ہو کر
بارگاہ مین آئے چابک بھی اُس جلسے مین ہے آتش جادو بیٹھی رو رہی ہے کہتی ہے کیون ای شہریار. مین نے جو
عرض کیا تھا وہی سامنا ہوا مین عرض کرتی تھی کہ یہ پہلوان مکار ہے شاپور نے کہا یہ تو مجکو یقین کامل ہوا
کہ یہ جوانان شیردل جو زخمی ہوے اپنے ہوش مین نتھے بجائے سپر کے سر کو سپر کرتے تھے اتنی تلوارین کھائین
کوئی ہاتھ انکا بھی چلا ثابت ہوتا تھا کہ اپنی جان سے بیزار مین ہا تہا کے مجبور و ناچار مین آتش نے کہا اسکے پیشے
کے قریب مسکن ساحران ہے کسی ساحر کو اسنے بلا بھیجا اُسنے آکے سحر کیا اس سے یہ قیامت برپا ہوئی
کوئی صورت ایسی نکلی کہ اُسپر غالب آتے شاپور نے کہا مین جاتا ہون خبر لیکر آتا ہون چابک نے کہا
بھائی مین بھی ساتھ چلون شاپور نے چابک کو بھی ساتھ لیا دونون عیار چلے یہان کیوان بارگاہ مین
ابنی مست بیٹھا ہے سہیل جادو جو سامنے کیوان کے آیا کہا کیون کیوان تمنے دیکھا کہ کیا انتظام ہوا یہ
لوگ وہ مین کہ سوائے سحر کے انپر کوئی غالب نہین ہوا خزانہ تمنے بہت کچھ پایا کچھ ہمارا بھی حصہ ہے کیوان نے کہا
آپ چلیے مین آپکے واسطے کچھ روانہ کر دونگا سہیل رنجیدہ اُٹھا اور بڑا افسوس کیا کہ مین نے ایسا کام
نمایان کیا اسنے مجکو حصہ نہ دیا فقط ٹال دیا اب یہ کیا بھیجے گا سر جھکائے ہوے اُٹھا کہا ای کیوان اب مین
جاتا ہون جو تمپر کوئی افتاد پڑیگی تو مین ضرور آؤنگا یہ ہی سحر کرونگا کہ مسلمانون کا ندر کم ہو مزاج برہم ہو
تمہارا مزاج ٹھیک رہے جو نشانی جرأت کی ہے وہ تم مین پائی جائے کیوان ہان ہان کیا کیا سوچا کہ یہ اپنی
غرض کو آپ ہی آئیگا مین نے ڈر بھر کر خزانہ لوٹا ہے مین اس بیجا کو کیا دونگا فقط ذرا دو چار دانے ماش کے
مارے ہے تو اس مین اسکا کیا حق ہے مین نے بجرأت سبکو زیر کیا میرے پہلوان لڑے بھڑے ایسے جوانونکو
زخمی کیا انکا حق ہے یہ وہ باتین سوچکر سہیل کو رخصت کیا سہیل طرف اپنے دریا کے روانہ ہوا اگر بادشاہ
جمجاہ جو کوچ کرکے چلے تھے منزل در منزل تشریف لاتے ہین فیروزہ بن عمرو آگے آگے لشکر کے
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے دور سے دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو اک نخل سے بندھا ہے فیروزہ بیقرار ہو گیا
شبرنگ کو کھولا منہ دھلایا پوچھا ای برادر یہ تمپر کیا گذری شبرنگ نے کہا یقین کامل ہے کہ شاپور نے مجکو
پھنسایا مین راہ پر آتا تھا شیر کی آواز سنی کمند وہ مین پھنسا اور گرا اس جلدی مین اُسنے جیاپ مارا کہ مین
سنبھل نہ سکا مین عقل سے کہتا ہون کہ ضرور وہ شاپور تھا یہ چستی و چالاکی اسی کا کام ہے تو بڑے سے

عرضی بھی لیگیا وہ جو طریقہ اُنکے آقا کا ہے وہی کیا مجھ بھائی کا بھی پاس نہ کیا یہ خیال نہ آیا کہ جنگل میں جو یہ بندہ جارہیگا کوئی شیر آکر کھا جائیگا اگر تم نہ آتے تو کوئی شیر وغیرہ آکر کھا لیتا دونوں عیار کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ سعد بن قباد آکر پہونچے سب حال شبرنگ سے آکر دریافت کیا شبرنگ کو تو رخصت کردیا آپ برواروی چلے مقابلہ میں آکر کیوان کے پہونچے کیوان کوچ کرکے اترا ہے لشکر میں جشن ہو رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی کیوان نے دیکھا کہ سلطان کجکلاہ تخت پہ صفدر قزاق استقبال لشکر کرتا ہوا قلب لشکر میں بادشاہ جمجاہ ستارون میں گویا ماہ مرکب اڑاتے ہوے آتے ہیں سوچا کہ سہیل آئیگا پھر بھی سحر کریگا میں ان سبکو کل مار لونگا کسیکو جینے نہ دونگا دم بھر تھمنے نہ دونگا بادشاہ آکر مقابلہ میں کیوان کے اترے مگر سہیل جو کیوان سے رخصت ہوکر گیا اُسکو نہایت قلق ہے کہ مین نے فتح کرائی کیوان نے مجکو کچھ نہ دیا خالی رخصت کردیا کہ گانے کی آواز کان میں آئی کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے نظم

مژدہ صحت سنا دل کھل گیا آزار کا
لے گیا ساغر مزہ منھ چوم کر دلدار کا

آگیا گھٹنے پہ اب پڑھا شب بیمار کا
ایک عالم ہے دل دیوانہ کا ابتک نسیم

ہے دل مشتاق شوق بوسہ بیکار ہے
کام پنہا کر گیا جادو نگاہ یار کا

سہیل نے پلٹ کر دیکھا ایک بڈھا ڈھول بجا رہا ہے ایک طفل ماہ طلعت زیر بغل دبا ہوا تانیں مار رہا ہے آواز پر سوز وگداز سنکر بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا پوچھا بڑے میاں صاحب تمہارا کیا نام ہے ہمارے قلعہ میں چلو وہان چلکر گاؤ سب تمہارے مشتاق ہونگے بڈھے نے کہا گستیاں ہمارا نام ہے ہمارا یہی کام ہے جس ملک میں جاتے ہیں پیٹ بھر کھا لاتے ہیں مگر جبسے ادھر سے جا بجا مسلمانونکی عملداری ہوئی جلوگ فاقے کرنے لگے مسلمان کسیکو کچھ نہیں دیتے جلوگ مارے مارے پھرتے ہیں آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بندہ سامری وجمشید ہیں کہاں سے اسوقت تشریف لاتے ہیں سہیل نے کہا بیشک فیلسواران پہ مسلمان جو چڑھ آئے تھے انکو شکست دلاکے آیا ہوں لڑکا یکایک پلٹ گیا کہا اے شہنشاہ ساحران آپکی بارگاہ میں خوب چلکر گاؤنگے اپنا کمال دکھائینگے سہیل نے دونونکو ساتھ لیا لڑکا راہ میں گنگناتا ہوا بڑے میاں ہر مرتبہ کان پکڑ لیتے ہیں فرماتے ہیں ارے نا سمجھ کیسی اُلٹی سیدھی تان لیتا ہے بڑے میاں گنگنا کر بتانے کے خیال سے جب تان اڑا دیتے ہیں سہیل بیقرار ہو جاتا ہے کہتا ہے بڑے میاں بس بس میں تمہارا یہی کام ہے کیا تان لگائی ہے میں کیا آپکی تعریف کرون القصہ اپنے قلعہ میں دونونکو پہونچایا محفل میں لاکر بٹھایا اشارہ کیا بڑے میاں ڈھول بجاؤ میاں لڑکے کوئی غزل گاؤ لڑکے نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور بڑے میاں ٹکڑے باندھ رہے ہیں سر ہلاتے جاتے ہیں نظم

ملنے کے نہین نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بے مثل ہین لذت سخن مین

ہمسے بھی تو کچھ کہو عزیزو
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے

پچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
سب اٹھ گئے ہم زبان ہمارے

بڑے میان نے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ لڑکا ہمارے روزگار ہی فتح و حریم خان دادا اسکے تھے انھون نے اسکو بتایا ہے یہ ساقی گری خوب کرتا ہے پاؤن سے ناچے ہاتھ سے بتائے منھ سے گائے سر سے شراب پلائے لڑکے نے کہا باوا جان مین تو اسوقت ساقی گری نکرونگا اسطرح کا ربط و ضبط کرنا ہوتا ہے کہ جان پر بنتی ہے بڑے میان نے کہا بیٹا شکر کرو کہ صحبت ساحرونکی نصیب ہوئی کوئی اپنا مسلمان نہین ہے بہت کچھ ملیگا یہ سات سو روپیہ ہے گھر مین بیٹھکر کہا تا ان دینے والونکو دعائین دینا جو کمال رکھتے ہو وہ دکھاؤ بہت کچھ انعام پاؤگے خود شہنشاہ ساحران بہت کچھ دینگے سہیل نے کہا بڑے میانصاحب مین نے اتنی بڑی لڑائی فتح کرائی کیوان سے خوب خزانہ لوٹا ایک ایک فقیر اسکے لشکر کا غنی ہوگیا مین نے جو اپنا حصہ مانگا تو مجکو ٹال دیا اگر ہم کچھ لائے ہوتے تو سب کچھ تمھین کو دیدیتے لیکن تمکو اپنے پاس سے دونگا صاحبزادے تمنے اپنا کیا نام بتایا لڑکے نے خوش آہنگ اپنا نام بتایا سہیل نے کہا اے خوش آہنگ اب تماشا ساقی گری کا دکھاؤ لڑکے نے کہا حضور بڑے میانصاحب سے کہیے یہ ساقی گری کرین مین تو تھک جاتا ہون بڑے میان نے کان پکڑکے دو طمانچے مارے کہا او بدنصیب غنیمت نہین جانتا کہ سب ساحر جمع ہین بہت کچھ تجکو ملیگا حضور لائیے کنجی میخانہ کی مجکو دیجیے سہیل نے کلید میخانہ ازار بند سے کھولکر سامنے لڑکے کے پھینکی لڑکے نے کنجی نہ لی پھینکدی بڑے میان نے کہا بیٹا اب زیادہ نخرے نکر میخانہ مین جاؤ شراب کو تقسیم کردیا تم پیشواز پہنو گھنگھرو وغیرہ باندھو مین جاکر شراب لاتا ہون یہ کہکر بڑے میان اٹھے میخانہ مین آئے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یارو خوش آہنگ ساقی گری کریگا کوئی باقی نرہیگا شراب لیجاؤ لازم ہے آواز سنکر دو دو بوتلین اٹھا کر لیجانے لگے کوئی قرابہ لیگیا کسی نے خم اٹھایا کہ ہم دس آدمی ملکر بانٹ لینگے بڑے میان نے سو گلابیان چھانٹین انمین ہموار خوانی بھری کھڑے اکے تامی سے باندھے کشتی مین لگاکر محفل مین لائے خوش آہنگ کو دیکھا کہ پاؤن پھیلائے بیٹھا ہے بڑے میان نے کہا بیٹا خوش آہنگ پیشواز پہنو گھنگھرو باندھو خوش آہنگ رونے لگا کہا خان میان اس محفل والے بڑے سخت معلوم ہوتے ہین کچھ دیتے نہین سہیل نے سو روپیہ منگواکر سامنے خوش آہنگ کے رکھے تب خوش آہنگ نے پیشواز پہنی گھنگھرو باندھکر یہ غزل مضمون شراب کی شروع کی

نظم

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پی کر شراب ۔ جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو ۔ فرقت دلدار مین ساقی پئین کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی ۔ یہ تمنا ہی پئین قاتل تہ خنجر شراب
بھن گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب ۔ گر میان کرتی ہی جیسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم ۔ ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

اس رنگ مین یہ غزل خوش آہنگ نے گائی کہ سہیل نے خوش ہو کر کہا ہان بجائیو خوش آہنگ کو
دو کہ انکا جی لگے ہر طرف سے روپیہ اشرفی برسنے لگا خوش آہنگ اُٹھا اُٹھا کر بڑے میان کو دیتا جاتا ہی اور
کہتا جاتا ہی کہ حساب یاد رکھیے گا بڑے میان ہنسکر کہتے ہین ای فرزند کوڑی کوڑی تجکو سمجھا دونگا محفل مین
ہنگامہ ہی لڑکا تانین لگاتا ہوا چلا جام شراب سر پر رکھا سامنے سہیل جادو کے آیا عرض کی ایسے شاہ کو
سر سے شراب پلانا چاہیے سہیل نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام کو بخوشی لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جو
خوش آہنگ نے دورہ باندھا جسکے پاس پہونچا اُسنے بخوشی جام لیا بی اندیشۂ انجام پی گیا تھوڑے عرصہ
مین ساری محفل کو شراب پلائی یہان تو محفل مین یہ ہنگامہ ہی اور وہان لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین کیوان
مغرور بیٹھا ہی کہ جسطرح ایرج کو شکست دی اسیطرح بادشاہ کو بھی شکست دونگا سہیل اپنی غرض کو آپ دوڑا آئیگا
محفل کا حال سنیے کہ جب دو پہر رات گئی سہیل کے پہلو مین ایک پہلوان بیٹھا ہی سہیل نے اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا
ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمہارے سر پر سانپ کاٹنے آیا پھن لہراتا ہی کاٹا ہی چاہتا ہی وہ پہلوان
سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے ڈھائی تلے کا جوتا اُٹھایا سر پر اُس پہلوان کے مارا اُسنے جھنجھلا کر کہا آپ سر محفل
جوتیان مارتے ہین سہیل نے کہا مین نے سانپ کو مارا تجکو یہ گمان ہوا جب تو اُس پہلوان نے تلوار کھینچی
کہا او حیا سر محفل ذلیل کرتا ہی سہیل نے سحر کیا ہاتھ پاؤن اُس پہلوان کے گرفت ہو گئے ہر چند وہ چاہتا
ہی کہ اپنے مقام سے اُٹھون مگر ہل نہین سکتا اتنے عرصہ مین ساری محفل مین ہنگامہ ہو گیا آپسمین جوتی
پیزار ہو رہی ہی کوئی منہ کے بل گرا کوئی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین ساری محفل
بہ لب فرش فرش ہوئی خوش آہنگ جسکا نام تھا اُسنے نعرہ کیا منم چابک صبا رفتار جسے نے
نعرہ کیا منم شاپور شیر دل دونون خنجر پکڑ کے گرے ساحر اور غیر ساحر جو سامنے پڑا اُسے قتل کیا سہیل
کا بھی سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا لٹکا دیا سر اُسکا رومال مین باندھا اب دونون نے قصد کیا کہ بارگاہ سے

تکلیں کر رونے کی آواز کانون مین آئی کہ ارے ظالمو تم نے غضب کیا میری بھائی کو بے خطا مار ڈالا اب کہان
جا گے ان دونون نے چاہا کہ نکل کر بھاگین اُس ساحرہ نے نعرہ کیا نام کمیل جادو ہمشیرہ سہیل اور
زمین پر وہ پتھر مارا کہ دونون بیمار گر پڑے کمیل نے آکر دیکھا بارگاہ مین دریاے خون جاری ہے لاشہ
بے سر سہیل کا بارگاہ مین لٹکا ہے بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت روئی دونون کی کمرین پنجہ دبا لیکر چلی قضا سے
کہ آتش جادو کہ ہمراہ ایرج نوجوان ہے جب ایرج نے شکست کھائی اور صحرا مین آکر اُترے آتش
نے کہا اے شہریار جو علامتین حضور ظاہر کرتے ہین یہ سب علامتین سحر کی ہین اگر مین میدان مین موجود بھی
تو کیا مجال تھی کہ وہ سحر کر سکتا اگر کوئی ساحر ہوتا مین اُسے پہچان لیتی شاپور و چابک کو تو بلاؤ ایرج و
جہانگیر نے کہا وہ دونون اسی فکر مین کل سے گئے ہوے ہین پلٹ کر نہین آئے آتش نے زانو پر ہاتھ مار کر
کہا افسوس کا مقام ہے کہ ہمکو اطلاع نہ کی اور تلاش مین گئے مین جا کر دیکھون اُنپر کیا معرکہ گذرا یہ کہکے
آتش جادو چلی مگر کمیل جادو شاپور و چابک کو پنجے مین دبائے ہوے ایک پہاڑ پر پہنچی
بھائی کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے خنجر کمر سے کھینچا کہا او ظالمو تمنے میرے بھائی کو مارا مین
تمکو اسی مقام پر قتل کرونگی دونون کے سر کاٹ کے اُسی قلعہ پر لٹکاؤنگی شاپور و چابک گھبرائے ہر چند جتن
کرتے ہین مگر کمیل کا غصہ بڑھتا جاتا ہے خنجر کھینچے ہوے مثل برق چمک رہی ہے یہ دونون مجبور و ناچار
سحر مین اسکے پھنسے ہوے ہاتھ پاؤن بیکار ہو رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین قضا رکار آتش جادو
جو آسمان پر اُڑتی ہوئی آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ شاپور و چابک سرنگون بیٹھے ہین کمیل جادو
قتل کیا چاہتی ہے بیقرار ہوگئی پکار اُٹھی او بیحیا کیا کرتی ہے خبردار خنجر نہ لگانا اور سحر جھولی سے نکالی
اسم سحر پڑھکر پھینک ماری وہ کارد آکر سینے پر کمیل کے پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری کمیل مر کر گری
شاپور اور چابک نے رہائی پائی آتش نے آکر ان دونون سے حال پوچھا ان دونون نے سب
کیفیت بیان کی آتش نے کہا او شاپور شہریار نے ہمارا کہنا نہ مانا ورنہ یہ نوبت نہوتی ہم پہچان جاتے
سہیل کو مارنے پر شکست کاہے کو ہوتی ہم مجبور و ناچار ہین ہمنے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کسی ساحر کا کام
ہے شاپور نے کہا اے ملکہ عالم تم خوب وقت پر پہونچین اگر تم نہ پہونچتین تو یہ بے حیا ہمکو قتل کر چکی
تھی آتش و شاپور و چابک طرف لشکر ایرج کے چلے یہان کیوان جوشان و خروشان میدان
مین آیا جانتا ہے کہ سہیل نے ضرور سحر کیا ہوگا اُدھر سے بادشاہ جمجاہ با فوج قاہرہ میدان مین آئے

کیوان گینڈہ اُٹھکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
کل ایرج کو بھگا چکا ہون آج تم سب کو قضا کھینچ کر لائی ہی بادشاہ نے گھوڑے پہ کوڑا کیا نعرہ کیا کہ باش
ادیبیا آگاہ ہو منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر نبیرۂ صاحبقران زمان نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
نہال گلستان صاحبقران

بہار گلستان کاؤس وجم
اگر تیغ کین برکشم از غلاف

منم شیر دل صف شکن نوجوان
تزلزل فتد در میان مصاف

ایسا نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ کیوان کانپ گیا بادشاہ گھوڑے کو اُڑا کر آ پہونچے کیوان کی جولانگاہ جلال
بیمثال پہ پڑی جی مین کہتا ہی یہ جوان کیا مجھ کے برابر مقابلہ آیا ہی یہ تو ایک معشوق ہی اسکو زیر کر کے
لیچلون شراب اسکے ہاتھ سے پیا کرون یہ خیال کر کے آواز دی ای بادشاہ لشکر اسلام یہ وہ تیغ ہی کہ جسنے ایرج
اور جہانگیر کے خون کا مزا چکھا ہی یہ کہکے دو دستی ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغ انتقام پر روکا اور گھوڑے کو
بڑھایا مرکب بیمثل و بےنظیر ہی فرشتون نے صدا بلند کی دونون ٹاپین اپنی مُنہ پر گینڈے کے رکھدین
کیوان نے چاہا ہٹون مگر تیغِ قضا چمک کر گرا کیوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ نے اول اسکے
سپر کے کنگرے اُڑائے پھر سپر کو کاٹ کر جو تیغ گرا یا تو قبہ سپر پہ جھکا تھا یا زیر تنگ آ کر زمین کو بوسہ دیا
فوج والون نے جو کیوان کو کشتہ دیکھا یلغار کر آ پڑے ادھر سے صفدر قزاق فوج لیکر پہونچا دونون
لشکر آپس مین مل گئے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی تمام کوہی بڑے بڑے قد کے جوان سامنے سے غازیان
کے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا کہ ہمارا افسر مارا گیا کبھی اسنے شکست
نہ کھائی تھی جو اس کے مقابلہ مین آیا شکست کھا کے بھاگا وہان شاپور و چابک و آتش جادو سامنے
ایرج کے آ کر پہونچے سب حال بیان کیا آتش نے کہا ای شہریار یہ گرمی سحر سہیل کی تھی مین
عرض کرتی تھی مگر حضور نے کہنا نہ مانا ورنہ دو ہی میدان مین حال کھل جاتا وہ بیچارا شکست کھاتا
ایرج نے جہانگیر سے کہا فوراً سوار ہو بیشے مین گھس کر اُس مکارہ کو مار ڈالونگا اور طعنہ دونگا
کہ سامردون کے بھروسے پہ کام کرتا ہی یہ فرما کر حکم دیا ای شاپور مرکب تیار کرو ایرج نوجوان کرہ
بادشقر پہ سوار ہو کر سب سے آگے بڑھے جہانگیر والا تدبیر ساتھ ہین یہان بادشاہ نے سب کو پیچھے کو
بھگایا لڑتے بھڑتے بیشے مین داخل ہوے بیشۂ اسلام آباد ہوا گزدم کے نام کا بادشاہ اسلام کے جلیس ہوا
کیوان کا بھائی الحان تیغ زن اسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سمجھا دیا کہ ایرج و نور الدہر

جو ادھر سے آوین ایک شب لشکر کی دعوت کرنا اور راستہ قصر خیال سکندری کا بتلا دینا ہم بھی
اُسی طرف جاتے ہین ایوان نے بدل و جان قبول کیا بادشاہ اُس مقام پر نہین اُترے اُسی طرح
گھوڑے پر سوار رہبر و راہ قصر سکندری ہوے ایوان انتظام کر رہا تھا کہ لشکر مین غریو برپا ہوا
فریاد و فریاد کی صدا آنے لگی ایوان نے گھبرا کر کہا یارو یہ کیا آفت آئی سرکارون نے خبر دی کہ ایرج
نوجوان نبیرۂ صاحبقران لشکر پر آ کے گرے ہین ایک ایک سے فرماتے ہین کہ کیوان نامرد کہان
ہے جو ساحرون کے بھروسے پر یہ کام کرتا ہے اب مقابلہ مین آوے تو حال کھلے اہل فوج کہہ رہے ہین کہ خدا
ہم مسلمان ہین سعد بن قباد نے کیوان کو مارا ابھی عملداری کر کے گئے ہین آپ فرو کش ہون دعوت
ہماری قبول کرین مگر وہ فرماتے ہین کہ اس بیشے مین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا کیوان نے عیاری کے
ساتھ مکر کیا اُس مکر کا بدلہ یہی ہے کہ خون کے دریا بہا دونگا ایوان نے یہ حال سنکر رومال سے
ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالکر حاضر خدمت ایرج نوجوان ہوا دیکھا کہ تیور پر بل پڑے ہوے ہین
تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین بلا تکلف قتل کر رہے ہین ایوان نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار ملاذ مومنین مجھے کس
کیا باعث جسقدر لوگ آپنے قتل کیے یہ سب مسلمان تھے خدا بادشاہ لشکر اسلام کو سلامت رکھے ابھی وہ
کیوان کو قتل کر کے گئے ہین ملاحظہ فرمایئے گڑا ور سکہ انھین کے نام کا جاری ہے کوئی خطا تازہ ہم سے
سرزد نہین ہوئی امیدوار پرورش ہین جب ایوان نے اسطرح کہا تب ایرج نوجوان نے ہاتھ روکا
انکے ہاتھ روکتے ہی سب فوج والے رک گئے مگر ایرج نے کہا اے شاپور بڑا تمنے غضب کیا وہ ساحر
مدد کو کیوان کی آتا بادشاہ بھی خلل میرے عاجز ہو کے شکست کھا کے بھاگتے جب دلکو تسکین ہوتی مفت
مین انکا نام ہوا قیصو وغیرہ نے عرض کی اے شہریار مراد تو یہ تھی کہ راستہ کھلے جو کچھ ہوا بہتر ہوا ابھی تک
نور الدہر نہین آئے آپ نکل چلیے مقابلہ لقراط ثانی مین اتر پڑے یہ سنکر ایرج نے باگ کو پھیرا
ایوان نے عرض کی دعوت تو غلامون کی قبول فرمانا چاہیے ایرج نے خنجر کمر سے نکالکر بطور انعام
ایوان کو دیا فرمایا کہ دست راست والے اس فکر مین نہین سمجھتے ہین کہ کہین جاکر اترین کوئی خاطر
کرے کھانا کھلائے ہم مہمان غدار ہے ہین یہ فرما کر باگ پھیری کل لشکر کو ہمراہ لیکر طرف قصر سکندری
کے چلے مگر شاہزادہ نور الدہر مشتاق ہین کہ شبرنگ پلٹ کر آئے تو مین طرف بیشہ نیلسواران
کے کوچ کرون جب کئی دن گذرے اور شبرنگ پلٹ کر نہین آیا تو نور الدہر کو بڑا انتشار ہوا

زعفران پوش سے فرمایا کیا سبب ہوا کہ شبرنگ پلٹ کر نہین آیا میرا دم گھبراتا ہے زعفران پوش
نے عرض کی کہ اُسطرف مسکن ساحران ہے خدانخواستہ ایسا نہو کہ کسی ساحر کے قبضے مین آگیا ہو اگر حکم
ہو تو مین بڑھکر دریافت کرون نورالدہر نے زعفران پوش کو حکم دیا کہ تم بڑھو ہم منزل در
منزل آتے ہین زعفران پوش تو پر پرواز پیدا کر کے چلی کوہ و دشت دیکھتی ہوئی جاتی ہے لیکن
نورالدہر کوئی پانچ کوس چلے تھے کہ صحراے گرداڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑا قد و قامت
پشت پر ساٹھ ہزار فوج سامنے سے نورالدہر کے گذر گیا نورالدہر سے متعرض نہوا اُدھر ایوان
بیشۂ فیلسواران مین بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ تمرد خون آشام مع ساٹھ ہزار فوج کے
بحکم بقراط ثانی قریب آگیا آج شب کو تامل کریگا کل صبح بیشے کے قتل عام کا حکم دیگا ایوان گھبرا گیا
کہ تمرد پہلوان زبردست ہے بادشاہ آگے بڑھ گئے ایرج بھی جا چکے مگر مجبور سوار ہوا فوج بیشے کی
ساتھ لیکر بیرون بیشہ آکر اُترا کہ سامنے سے گرداڑی تمرد خون آشام با فوج قاہرہ آکر پہونچا لشکر کے
مقابل مین اُتارا تمرد نے جو دیکھا کہ کیوان کا بھائی ایوان مقابل مین آیا جھلا کر طبل جنگی بجوا دیا ایوان
نے بھی ناچاری سے طبل جنگی بجوایا مگر ایوان بیقرار ہے کہ اس بے حیا کو کون جواب دیگا کیا معرکہ درپیش ہو
رات بھر دعائین مانگین کہ اے خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر دے تیرے نزدیک سب آسان ہے
صبح کو لرزان و ترسان میدان کارزار مین آیا اُدھر سے تمرد خون آشام بلبلاتا ہوا میدان مین
پہونچا گینڈے کو بڑھایا پکار کر آواز دی اے ایوان تو نے بڑا غضب کیا کہ اطاعت مسلمانان اختیار کی وہ نہ
تیری مدد کو آتے اب میرے مقابلے مین ایوان نے مقابلہ کیا تمرد نے نیزہ مارا ایوان نے نیزہ روکا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزہ تمرد کا ٹوٹا تمرد نیزہ پھینک کر طرف تلوار کے متوجہ ہوا تیغہ بیتاب نیام
انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سر ایوان کا زخمی ہوا تمرد نے چاہا سر کاٹ لون دوسرا پہلوان
آپڑا اور کئی ہاتھ تلوار کے مارے تمرد نے سپر پر روک کر ہاتھ مارا وہ مرد مومن سیاح گلشن جنان ہوا کئی
پہلوان طرف سے ایوان کے نکلے جو سامنے تمرد کے آیا ایک ضرب شمشیر مارا گیا دس بارہ پہلوان
دوپہر تک اُسنے قتل کیے برابر گینڈے کو جست کر رہا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے او ایوان اسی مین خیر ہے کہ اگر
قدرت کو سجدہ کر ایوان جواب دیتا ہے کہ جو مجھسے ہوسکے قصور نہ کیجے کسی مسلمان نے ایسا نہین کیا
کہ مذہب باطل اختیار کرے مین سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے کھڑا ہون ساتھ والے بھی ایوان

کے کہرے ہین کہ حضور اگر یہ مغلوب کریگا جان دینگے مگر مذہب اسکا نہ اختیار کرینگے جب بارہ پہلوان
مارے گئے اب پرا بند ہوا کوئی مقابلہ مین تمرد کے نہین آتا تمرد گینڈا مہمیز کر رہا ہے اور پکارتا ہے کہ ای
ایوان آج اس بیشہ مین مذہب خداوندی جاری کراؤنگا مذہب خدا ے نادیدہ مٹاؤنگا کہ صحرا سے
گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان پشت پر لشکر ظفر اثر آگے وہ شیر زاسپ پریوش
اڑاتے ہوے ظاہر ہوے ہرکارے نے بڑھکر عرض کی ای شہریار اسی بیشے کو بادشاہ فتح کرکے
گئے ہین تمرد خون آشام فرستادہ بقراط ثانی نے سب کو تنگ کر رکھا ہے بارہ پہلوانون کو قتل
کر چکا ہے ایوان ہرچند کہ زخمدار ہے مگر ثابت قدم کوے جرات ہے بقراط پرستی سے انکار ہے کہتا ہے جان
دونگا مگر اُس مکار کو سجدہ نکرونگا نور الدہر نے دین سے مرکب کو اُڑایا للکارکر آواز دی او مغرور
تیرے مقابلہ مین مین آتا ہون کیون اسقدر بلبلاتا ہے نخل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدہ مومنان و
مسلمانان شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و قہرا
شہسوار چشم شاہزادہ نور الدہر ہون اور آکر نگاور زن ہوے تمرد کو گرد برد کر دیا قریب تھا
گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھال کر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمرد کے نکل گیا اُسنے جھلا کر تیغہ کھینچا شاہزادے پر وار کیا
نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تمرد نے گریبان پر ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے
دونون جوان زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی تمرد ہرچند چاہتا ہے ریل کرے
دوڑون مگر یہ ثابت قدم کوے جرات شیر بیشۂ جلالت ہین تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا کہ
لٹے کا لٹھ زمین پر گرا نور الدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہے تمرد نے جواب سخت دیا نور الدہر بقہر و غضب اُٹھے تمرد کو سر میدان چیر کر پھینک
دیا فوج پر جا پڑے چند حملون مین تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا آخر کفار نے مجبور و ناچار ہو کر اپنے
افسر کا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے نور الدہر بفتح فیروزی پلٹے بیشے مین آکر
اُترے ایوان کی جانفشانی قبول کی ایوان نے بیان کیا کہ ای شہریار ایک نوجوان آئے تھے مین
نے جب سامنے جاکر عذر کیا تب تلوار روکی مگر جانی غلام کی قبول نہ کی اُسی طرح چلے گئے نور الدہر
نے کہا وہ بڑے شخص ہین دعوت مسلمان کی کیون قبول کرتے نور الدہر کے خلق پر ایوان

بہت خوش ہوا لشکر کو لاکر بیشے مین اُتارا کہا ای شہریار وہ طرف قصر سکندری کے گئے ہین
نور الدہر نے کہا گئے ہین تو جانے دو پروردگار ہمارا بھی معین و مددگار ہی کیون ایوان
لوح طلسم کا پتہ کیونکر ملے زعفران پوش اسی فکر مین گئی ہو وہ پلٹ کر آئے تو کچھ احوال معلوم
ہو ایوان نے کہا ای شہریار ہمارے بیشے مین ایک قصر ہو کہ اسکو قصر طلسمی کہتے ہین اُسپر ایک
طاؤس بیٹھا رہتا ہی بزرگون سے سنا ہو کہ جو طاؤس کی آواز کو سمجھے اور اُس قصر مین داخل ہو تو کیا عجب
ہو لوح کا پتہ ملے کل چلکر اسکو ملاحظہ فرمایئے نور الدہر یہ مژدہ سنکر شاد ہوگئے شب کو آرام نہین
فرمایا ▪ مین کیا کیے کہ ای پروردگار لوح طلسمی کا پتہ ملے غنچہ آرزو کھلے بوقت سحر ایوان حاضر ہوا
کہا حضور تشریف لیچلین اُس قصر کو ملاحظہ فرمائین کسی طور سے اُسکے اندر جایئے شاید مطلب دلی حاصل
ہو نور الدہر سوار ہوے بدیع الزمان و طہماس وغیرہ ہمراہ ہین شیر رنگ بھی اس عرصہ مین
پہونچ گیا ہی رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی نور الدہر نے سامنے سے آکر دیکھا کہ ایک قصر عالی وسط صحرا مین
بنا ہوا ہی اُسپر ایک طاؤس بیٹھا ہو منقار کھول کر کچھ آواز دیتا ہی نور الدہر نے فوراً کمان کیانی
دوش سے اُتاری تیر پھر کمان مین پیوست کیا جب طاؤس نے منھ کھولا تیر مارا کہ حلق مین
طاؤس کے بڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا طاؤس آواز ہیہات دیکر بلند ہوا بلندی پر جاکر ایک آواز دی
کہ ای طیران زرین بال وقت مدد ہی نور الدہر نے دیکھا کہ طاؤس غائب ہوگیا ایک عقاب
آکر اُسی قصر پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اتنے مین پہلوے قصر سے ایک ابر تیرہ و تار
پیدا ہوا یعنے ایک ساحرہ مالک قصر ہی کہ قصور جادو اُسکا نام ہو اپنے مقام پر بیٹھی تھی طائر
کی آواز جو کان مین آئی کنیزون سے کہا آج یہ کیا معرکہ ہی طائر غل مچاتے ہین کیون ہوش اُڑاتے
ہین یہ کہکے اُسنے کچھ اشارہ کیا کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر پر سوار ہوئی بیرون قصر نکلی نگاہ اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال تنومند درشت چنگال آنکھین بعینہ چشم غزال بجرأت
و شوکت طائر و نہم تیر مار رہا ہی مگر کوئی طائر شکار نہین ہوتا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال محو
دیدار ہوئی خیال مین گذرا اسکو اُٹھا لاؤن اسی قصر مین جیکر چین کرون ہر چند دلکو سنبھالا نہ سنبھل سکا
آخر ابر کو ہٹا یا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ کیا بےادبی ہی جو آپ کر رہے ہین اس تیر اندازی
سے کچھ نہ ہوگا آخر تڑپ کر گری اور نور الدہر کو اُٹھا لیگئی قصر طلسم مین لاکر پہونچایا اُسکے سر دانہ

سب گریان ونالان ہلتے سب سے زیادہ بدیع الزمان بیقرار ہین مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا
چلا گرد اُس مکان کے چرخ مارنے لگا طرف جنوب کے جو آیا دیکھا ایک چار دیواری باغ کی معلوم
ہوتی ہی اندر سے اُسکے گانے کی آواز آتی ہی شبرنگ تڑپ کر طرف دیوار کے آیا کمند مار کر دیوار
پر چڑھا دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی اور نور الدہر سامنے ہاتھ پاؤن بیکار مجبور و ناچار سرنگون
بیٹھے ہین ایک گائن بنا بتا کے گا رہی ہی وہ ساحرہ دمبدم نور الدہر کے آگے ہاتھ جوڑتی ہی کہتی
ہی ای شہریار اس کنیز کو قبول فرمائیے نور الدہر جواب سخت دیتے ہین اور فرماتے ہین ای قصور
جادو تو مجھکو سحر کر کے اُٹھا لائی بہت پچتائیگی مین فتاح طلسم خیال سکندری ہون مین چاہتا ہون
کہ لوح کا پتہ لے قصور جادو نے ہنسکر کہا ای شہریار طائر وہم و خیال کے پر جل جائین اگر لوح کا
نام زبان پر لائے لوح طلسم خیال سکندری نابود ہی ای شہریار اگر آپ کنیز کو قبول کرینگے
تو ہر مقام پر مدد کرونگی یہ سب حال شبرنگ نے سنا دیوار سے اُترا ایک درخت مین چھپ کر بیٹھا
قصور جادو نور الدہر کے سامنے منتین کر رہی ہی نور الدہر کہتے ہین او ملعونہ اپنی صورت دیکھ مین
کیونکر قبول کرون قصور نے کہا ای شہریار یہ صورت میری اصلی نہین ہی بضرورت سحر ایسی صورت
بنائی ہی جب میری صورت اصلی آپ ملاحظہ کرینگے اپنی معشوق کو بھول جائینگے آپ مجھے مایوس
فرماتے ہین معشوق پن دکھاتے ہین ایک گلدستہ سحر سنگھا دونگی مثل میرے آپ بھی بیتاب ہونگے
مانند میرے مجھپر عاشق ہو گئے ہین کسی فن مین عاجز نہین ہون نور الدہر نے کہا ای قصور سراسر
قصور ہی عقل و فراست سے دور ہی اگر تو نے بیہوش کر کے میرے ساتھ وصل کیا جب ہوش مین آؤنگا
اپنی جان دیدونگا قصور نے کہا میری زندگی مین تو ہوش مین نہ آؤگے بعد میرے اختیار ہی شبرنگ
یہ سب معاملے دیکھ رہا ہی کہ نیرنگ نامے گائن اپنے مقام سے رفع حاجت کے خیال مین اُٹھی اُسی
نخل کے پاس آکر بیٹھی شبرنگ نے اُسکو حباب مار کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا قصور کو
سمجھانے لگا کہ ملکہ عالم نہ گھبراؤ اُسکو قید رکھو ابھی طائر تو گرفتار ہی اسی وجہ سے بیقرار ہی مین اسکو
رضامند کر دونگی قصور شبرنگ سے باتین کر رہی ہی کہ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا الیٰ بیہوش
شیرین ادا کا کہ شب ماہ کی سیر کو نکلی ہی اس طرف سے گذر ہوا آواز گانے کی کان مین پہونچی
یہان شبرنگ بن عمرو بشکل گائن یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جانتے ہین ہم سے شرمائینگے آپ	عمر بھر اس جان ترسائینگے آپ	کب بھلا ہمکو یقین آتا ہی یہ
مہربانی آج فرمائینگے آپ	کوئی دم تسکین دل ہوجائیگی	میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین	کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ	کل کے سب اقرار پورے ہوگئے
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ	خیر ہی بستہ اُٹھایا کیون نسیم	اب بہانے کسطرف جائینگے آپ

مینوش نے جو یہ اشعار سنے اور یہ بھی دیکھا کہ ایک آفتاب تابان حسین نوجوان مسند کے سامنے مجبور بیٹھا ہے قصور جھلا رہی ہے مینوش اُتر آئی نورالدہر کی نگاہ مینوش پر پڑی ایک شعلہ جوالہ کو دیکھا کہ پائچے سنبھالتی ہوئی آتی ہے نورالدہر و مینوش سے آنکھین چار ہوئین دونون آپسین مائل و مبتلا ہوے مینوش نے آکر قصور سے کہا کیون بہن مزاج تو اچھا ہی کیون رنجیدہ بیٹھی ہو قصور نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا بوا کیا حال پوچھتی ہو بیت این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے راء بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے راء اس ظالم نے بہت پریشان کیا ہی میری شامت تھی کہ مین قصر سے نکلی ابر پر سوار ہوکر دیکھنے لگی نگاہ اس ظالم پر پڑگئی بس جھٹ جگر مین گڑ گئی اُٹھا لائی اب یہ انکار کررہا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو گر قید مین عمر بھر رکھونگی آب و دانہ بھی بند کردونگی قید مین تڑپ تڑپ کے رہینگے مینوش نے کہا بوا قصور عشق و محبت کہین زبردستی بھی ہوتا ہی تمکو توجہ ہو اسکو تم پر توجہ نہین اور غضب تمنے یہ کیا کہ صورت اصلی تمنے دکھادی یہ زیادہ باعث انکار کا ہی یقین تھا کہ اگر صورت اچھی بناکر آتین تو شاید پسند کرلیتا تم اسکو میرے سپرد کردو مین اپنے قصر مین لیجاؤن تمہارے واسطے راضی کرلاؤن قصور نے کہا بھلا بوا مین کاہیکو قبول کرونگی کہ میرے معشوق کو تم اپنے قصر مین لیجاؤ یہ سمجھے کہ تم کمسن ہو ساحرہ حسین ہو تم پر مائل ہوجائے تو مین کیا کرون میرا سن ابھی کیا ہی کل تین سو برس گذرے ہین مین نے ابھی تو لطف شباب بھی نہین دیکھا مینوش نے کہا بوا کیا زبردستی دباؤ ڈالو گی قصور نے کہا بوا ایک گلدستہ بناکر سنگھادونگی مٹھیان تمکو یاد ہین میرا سا حال اسکا بھی ہوجائیگا مینوش نے کہا بوا یہ بہتر نہین اس فریب سے کیا نفع ہوگا جب صورت ظاہری ایسی نہین کہ مرد اُسے پسند کرے پھر اس کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جسدن کوئی سحر اتار دیگا اسدن تمکو ملال پہونچے گا آپس مین فساد ہوگا قصور نے کہا بوا چپ رہو چرب زبانی کو کام نہ فرماؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمۂ سخت میرے منھ سے نکلجائے

جو دل مین ہمارے آئیگا کرینگے کسی کے ہم تابعدار نہین تم جہان جاتی ہو جاؤ مینوش نے ہنسکر غصہ
قصور کا ٹالدیا اور مسند پر آکر بیٹھی جب قصور نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ بی مینوش نگاہین لڑا رہی ہین جلاکر
کہا ہوا جاؤ اسوقت تم کیون آئین مین تمھارے آنیکو اچھا نہین جانتی تم تو آنکھیں لڑا رہی ہو کچھ اشارون
مین باتین ہو رہی ہین اپنا حسن دکھاتی ہو اس گوری صورت پر بہت بہلاتی ہو مینوش نے کہا ای
قصور ایک تو زبردستی محبت کرتی ہو اوپر سے ایسے لگے کہہ رہی ہو ہم مانتے ہین تم بات کو بڑھاتی ہو ایسا نہ
مجھے بھی غصہ آجائے قصور نے کہا تمھارا غصہ میرا کیا کریگا ایک سحر مین دیوانہ کرونگی اور ایسا سحر کرون
کہ تم کو اسکی صورت سے نفرت ہو مینوش نے کہا ای قصور اب دل کا تھمنا دشوار ہے صاف صاف
تجھ سے کہتی ہون کہ اب دل ہمارا نہین مانتا یہ سنکر قصور اور زیادہ جلائی یہان تک تکرار آپس مین
بڑھی کہ قصور نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکال کر پھینک مارے شعلۂ آتش مینوش پر
گرے مینوش مسکرائی مینوش کے مسکرانے ہی چند قطرات آب گرے کہ شعلہ ہائے آتش کو بجھا دیا
کئی سحر قصور نے کیے مینوش نے ہنس ہنس کے دفع کیے کہتی جاتی ہے دیکھو بابت پچتاوگی آخر گورے
گورے ہاتھون سے کان کی بجلی اُتاری تو قصور کنکر پھینک ماری تڑپ کر ایک برق گری کہ قصور
کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مہن قصور جادو بود نور الدہر کے پانون قبضے مین آ گئے
نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے چاہا نکل جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ معشوق جاتا ہے نور الدہر پر ہاتھ
سے اشارہ کر دیا کہ پانون زمین نے تھامے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پشت سے گری شبرنگ ہان
ہان کرتا رہ گیا مینوش نے جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا اور نور الدہر کو لے اُڑی شبرنگ بہت پریشان ہوا
مجبور و ناچار اُس مکان سے نکلا لشکر مین آیا بدیع الزمان وغیرہ بیقرار تھے شبرنگ نے سب
حال بیان کیا کہا اس قصر کے قریب آپ کیون اُترے ہین شاہزادہ اس قصر مین نہین ہے مینوش
قصور کو مار کر لیگئی پھر شبرنگ نے کہا کیون ای ایوان تم کو کچھ حال مینوش کا معلوم ہے ایوان
نے کہا ایک مقام ہے کہ اُسکو باغ نگارستان کہتے ہین وہان مینوش رہتی ہے یہ کہکے سمت کا پتہ دیا کہ
طرف شمال کے جائیے صحرائے نرگس ملیگا نرگس جادو وہان کا حاکم ہے اگر نرگس نے راستہ
دیا یا آپنے اُسے قتل کیا تو اُس صحرا سے آگے باغ نگارستان ہے بدیع الزمان نے لشکر اُٹھایا
بارگاہ مین لدوائین طرف باغ نگارستان کے کوچ کیا مگر شبرنگ چلا گئی دونکے بعد دیکھا ایک طرف

روشنی معلوم ہوتی ہے کچھ طائر اُڑ رہے ہین شبرنگ نے اپنے کو ہٹایا ایک گوشے مین کھڑے ہو کر
ایک ڈھیلہ زمین سے اٹھایا وہ ڈھیلہ چمن نرگس مین پھینکا طائر غل مچانے لگے درختون سے شعلہ ہائے
آتش نکلے پہلوے چمن مین ایک بنگلہ بنا تھا نرگس جادو اس صحرا کا حاکم ہے طائرون کی جو
آواز سنی بنگلے سے ٹہلتا ہوا چلا چمنستان سے باہر نکلا طائرون کو اشارہ کرتا ہے اسے دیکھو تو یہ
ڈھیلہ کسنے پھینکا تھا کسکی قضا آئی ہے کس کو اجل کھینچ کر یہان تک لائی ہے تلاش کرتا ہوا چلا کہ ایک
طرف سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی مجبور و ناچار بیمار تڑپ تڑپ کے کہرا ہے یا خداوند لقراط ثانی
یہ کیا عنایت کی کہ اس صحراے ہول خیز مین آپڑا ہون کہ آب و دانہ نا ممکن ہے مارا مارا پھرتا ہون
کسی شیر بھیڑیے کو حکم دیجیے کہ مجکو کھا جائے نرگس ٹہلتا ہوا قریب نخل کے آیا کھونٹی دار کھڑاؤن
پہنے تھا ایک ٹھوکر مار کر کہا او بیمار تو کون ہے اس صحرا مین تجھے کون لایا اُس بیمار نے ایک آہ کی
کہ زمین ہل گئی کملی جو اوڑھے پڑا تھا وہ اپنے جسم سے اُتاری نرگس نے دیکھا کہ ایک بیمار عارضۂ
جذام مین مبتلا ہے ہاتھ پاؤن پھٹے ہوئے پیپ و خون بہرا ہے اور جہان پر نرگس نے ٹھوکر ماری
تھی وہ زخم بہت پھٹ گیا ہے بیمار نے وہ مقام دکھا کر کہا کہ ای بندۂ خداوند مجھ غریب کو ٹھوکر مارنے سے
کیا فائدہ ہوا ایک خنجر مار دے تو تیرا احسان ہو خداوند میری مدد کو نہین آتے میری یہ نوبت پہونچی کہ
اب لوگ ٹھوکرین مارتے ہین یہ کہکے بیمار بہت رویا نرگس کو یہ باتین سنکر رحم آیا جھولی مین ہاتھ
ڈال کر اشرفیان نکالین کہا ای بیمار دلفگار یہ اشرفیان لے میری خطا معاف کر دے مین نے ٹھوکر نادانستہ
ماری بیمار نے ہاتھ دکھائے کہ دیکھیے اُنگلیان تک گل کر گر گئین مگر یہ جھولی جو زیر بغل ہے اگر آپ کی
خوشی ہو تو یہ اشرفیان جھولی مین ڈال دیجیے نرگس جھکا مگر ایک بو ایسی آئی کہ نرگس نے منھ پھیر
لیا ہاتھ بڑھا کر اشرفیان ڈالنے لگا بیمار نے پاؤن کھینچے حلقہ ہاے کمند کہ پاؤن مین آویزان تھے
اس طور سے مارے کہ گلے مین نرگس کے پڑے ہاتھ جو جھولی کے قریب لایا تھا ہاتھ بھی جھولی
مین پھنسا نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا کہ نرگس گرا شبرنگ نے حباب بیہوشی
مار کر خنجر کمر سے نکالا نرگس کا سر کاٹ ڈالا نرگس کے مرتے ہی وہ چمن جلنے لگے آواز آئی کشتہ شد
نامم من نرگس جادو بود شبرنگ نرگس کو مار کر آگے بڑھا ایک مقام پر رکے ٹھہرا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بدیع الزمان و طہماس وغیرہ لشکر نور الدہر کو ساتھ لیے ہوئے

اُسی صحرا مین آکر فروکش ہوئے شبرنگ نے آکر بدیع الزمان سے ملاقات کی سب کیفیت بیان کر دی کہ مین نے نرگس جادوگر کو مار ا آب یہ راستہ کھلا دیکھیے آگے کیا مقام ملے مگر حضور اسی مقام پر رہین آگے نہ بڑھین ایسا نہ ہو مینوش کو خبر ہو جائے کہ لشکر نور الدہر آیا ہی کچھ سحر کر دے کہ راستہ پھر بند ہو جائے بدیع الزمان کو خوب سمجھا کر صحرائے نرگس سے نکل کر چلا مگر مینوش نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکر باغ نگارستان مین آئی وسط باغ مین فرش بچھوایا مسند پر نور الدہر کو بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھی کہا کیون صاحب اب کیا منظور ہی کیا اس کنیز کی جان لینا چاہتے ہو میرا تو یہ حال ہی

نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
جیسے ہی کس لیے تجھے اے گلبدن حجاب

افسوس شرم باعث تسخیر ہو چکا
کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اٹھاتی بڑے مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہی پروانہ شمع پر
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

نور الدہر نے جواب دیا کہ اے معشوق شوخ و شنگ تو شعلۂ جوالہ ہی اُسی وقت سے تجھپر توجہ ہی مگر ہم تلاش مین لوح کی نکلے ہین اگر تمکو معلوم ہو تو حال لوح تعلیم کرو جسطرح زعفران پوش لشکر مین رہتی ہین اُسیطرح تم بھی رہو بعد فتح طلسم انشاءاللہ بہتر سے تو بہتر تمکو محل مین داخل کیا جائیگا مینوش نے عرض کی اے شہریار یہ جا ایسے مقام پر ہی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا آپکو معلوم ہی کہ باغ کیکاؤس یہ کہان پر ہی نور الدہر نے کہا مین نے تو آج نام سنا مجکو نہین معلوم کہ باغ کیکاؤس یہ کہان پر ہی مینوش نے کہا اے شہریار کاؤس تاجدار کہ نہایت بادشاہ زبردست ہی وہ اس اقلیم کا مالک ہی ستر جادوگر نیان کہ ایک ایک اُن مین بلائے روزگار ہی محافظت مین وہان کیا مجال ہی کہ کوئی گذر سکے اگر کاؤس مطیع شہریار ہو اور اپنے ساتھ لیکر آپکو باغ مین جائے تو شاید پتہ لوح کا ملے ادھر شبرنگ تلاش کرتا ہوا قریب باغ پہونچا

کمند مار کر دیوار پر چڑھا وہان سے یہ سب باتین سن رہا ہی مینوش نے یہ بھی کہا کہ آپ قریب سرحد گیکاؤ سیم
آ گئے ہین کیا عجب ہی کہ کاؤس تاجدار سے مقابلہ پڑے مگر آج تک کوئی اُسپر غالب نہین ہوا جادوگر یہان مدد
کو آتی ہین دوسرے پہلوان کا نہ دو سکتا تی ہین اور کاؤس خود بھی صاحب جرأت ہی نور الدہر نے کہا
ہم خود لشکر کشی کرکے اُسپر جائینگے جادوگر یہان کیا سحر کرسکینگی مینوش نے کہا کنیز حاضر رہیگی نور الدہر
نے کہا ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین آخر شبرنگ دیوار سے اُترا دبے پاؤن پشت نور الدہر پر آیا ایک
کنیز کی شکل بن کے اشارہ کیا نور الدہر حیران ہین کہ کنیز کیا اشارہ کرتی ہی اُٹھکر کنارے آئے شبرنگ نے
کہا اے شہریار جیسے آپکو قصور جادو اُٹھا کر لیگئی غلام سرگردان پھرتا ہوا نرگس جادو کو مار کر یہانتک
پہونچا آپکے والد کا عجیب حال ہی صحرائے نرگس مین اُترے ہین اگر ہو سکے تو اپنے کو اُن تک پہونچایئے نور الدہر
نے کہا اے شبرنگ تم جاؤ مین حیلۂ شکار کرکے آؤنگا میرا ارادہ ہی کہ مین کاؤس تاجدار پر لشکر کشی کرون
شبرنگ شاہزادے سے باتین کرکے رخصت ہوا نور الدہر نے مینوش سے کہا کہ ملکہ کوئی مرکب ہی اُسنے کہا
اے شہریار ایک جنگ سے میرا باپ ایک مرکب لایا تھا کہ مرکب خلیل اُسکا نام ہی نہایت خوبصورت مگر انسان
کی بو سے بگڑتا ہی کئی سائیس اُسنے مار ڈالے کنج باغ مین بندھا ہی کیونکر عرض کرون کہ آپ اُسپر سوار ہون
نور الدہر نے کہا ہم تو اُس مرکب کو دیکھین ملکہ نے کہا چلیے دیکھیے نور الدہر نے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ
ایک مرکب نہایت معقول زنجیرون سے بندھا ہی اور سُمون مار رہا ہی نور الدہر نے جو اُس مرکب کو دیکھا بیقرار
ہوگئے کہا اے ملکہ عالم زین وغیرہ منگواؤ ملکہ نے کہا اے شہریار اسکے قریب نہ جایئے زین و لجام کیا ہوگا نور الدہر
نے کہا ملکہ تم منگواؤ تو اگر بو سے انسان کی بھاگتا ہی تو ہمکو قریب نہ آنے دیگا اور جو اُسنے مان لیا تو کس کر سوار
ہونگے اسی باغ مین ٹہلائینگے ملکہ نے زین مرصع کار منگوایا نور الدہر چمکارتے ہوئے قریب آئے اول مرکب
نے بہ نگاہ قہر دیکھا پھر سر جھکا لیا سینے پر مُنھ رکھے زبان سے سینہ چاٹنے لگا نور الدہر نے پشت پر ہاتھ پھیرا
اور زین سے مرکب کو آراستہ کیا لجام اُٹھائی مرکب نے مُنھ کھولدیا مگر مینوش کانپ رہی ہی کہتی ہی اے شہریار
اپنے کو بچایئے نور الدہر نے دامن گردانے جست کرکے پشت پر سوار ہوئے مرکب نے تیور بدلے اور
نتھنون سے فرّاٹے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر نے اُسکو ٹہلانا شروع کیا ذرا جو آسن دبایا مرکب نے
طرارہ بھرا دیوار باغ فرا گیا ملکہ روتی ہوئی در باغ پر آئین دیکھا مرکب ایک جانب جاتا ہی
ملکہ نے خواصون سے کہا ... سے ذرا بڑھکر خبر تو لو ایسا نہو شہریار کو کسی نالے مین گرادے وہ تو طرارے

پھرتا ہی چند خواصین بیقراری ملکہ کی دیکھکر پاسے خبر چلین ملکہ روتی ہوئی لیٹین کہتی ہوئین کہ صاحبو مجھ بدنصیب نے کیون گھوڑے کا ذکر کیا کہدیتی کہ مرکب آپ کو منگوا دونگی صدہا مرکب عربی آجاتے اگر کاوس تاجدار کو لکھ بھیجتی وہ دو چار مرکب بھیجدیتا جس بادشاہ کو لکھتی وہ مرکب روانہ کرتا ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین اور نورالدہر کو گھوڑا لیے ہوے جاتا ہی کہ انشاء اللہ حال انکا وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھنا منظور ہی

دو کلمہ داستان جلالت عنوان رستم پیل تن علم شاہ نوجوان و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقی لانا شراب سرجوش / پھر آپہونچے ہین حضرت ہوش
لانا بنت العنب کو لانا / جتنی ہو شراب سبکو لانا
دریا نوشون کا سا نشا ہی / دو چار خمون کی اصل کیا ہی
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا / دس پانچ برس ادھر کی دینا
وہ ہی جو ہو بیمثال سب مین / وہ ہی کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روے یار کی دے / جو بو عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے / جسپر زاہد کی رال ٹپکے
وہ مے کہ جسکا صبح ہی جام / وہ زہر کہ جسکا ہی دوا نام
تابان ہی جو آفتاب کی طرح / دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہی ادا مست / جسکا دیوانہ ہی سدا مست
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے / متوالا ہی سور جسکا وہ مے
شیشہ ہی جس پری کا مسکن / جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسپر ہی مری طبیعت آئی / جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل / آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہی جنسی خوشی جو ہم کو / کھوتی ہی جو فکر و ہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم / آپہونچی جو دختر رز پری چھم

کیا سرنے ذرہ پروری کی	کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی	مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام	ملنے لگا لب سے لب جام
بھر تو تن تن کے پان تک پی	خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ نے اپنا رنگ لایا	لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان تہور شعار اس داستان شوکت بیان
کو یون تحریر فرماتے ہین بیت

تہمتن توان رستم داستان	چنین داد رخش سخن را عنان

جبکہ رستم پیل تن علم شاہ صف شکن اُس جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوئے ایسا انقلاب ہوا
کہ سمک یلداقی بھی اُنسے جدا ہو گیا رات بھر مرکب نے رہروی کی صبح ایک بیشہ مین
آکر پہونچا رستم پشت مرکب سے گرے گھوڑا چرا مین مصروف ہوا قضاء کار سمک یلداقی
کہ تعاقب مین اپنے آقا کے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا رستم کو جو صحرا مین پڑا ہوا دیکھا سر
خاک سے اٹھا کر زانو پر رکھا زخم سر مین ٹانکے دیے رومال سے سر کو باندھا جب
رستم کو آرام پہونچا آنکھین کھولین سمک کو اپنے قریب پایا اٹھ بیٹھے فرمایا ای یار وفادار
جب مین جدا ہوا معرکہ تھا سب سرداروں پر کیا گذری عرض کی ای شہریار آپ کے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہو کر سامنے ایک بیشہ ہی اسمین آکر سب جمع ہوئے منظور
تھا کہ آپ کی تلاش کرین کہیال اٹھ در سوار لاکھ فوج سے جاتا تھا اُسنے سبکو گرفتار
کر لیا ہر چند کہ آپکے سردار خوب لڑے مگر فوج اُسطرف زیادہ تھی گھوڑے مارے گئے
اور وے بلوے کے سب کو پکڑ لیا چلو مین دشت ہی اُس مین اُترا ہی یقین ہی کہ کل کوچ
کرے اور ہرکارے بھی اُسنے روانہ کیے ہین کہ اور سردار جہان جہان زخمی ملین اُن کا
پتہ لگاؤ مین سب کو گرفتار کر کے لیجاؤن رستم نے فرمایا کہ ای سمک مین اسکو کب
گوارا کرونگا کہ میرے سرداروں کو گرفتار کر کے لیجائے مین ابھی چلتا ہون انشاء اللہ بھی
اپنے سرداروں کو رہا کرونگا ایسا نہو کہ اُنپر کوئی تکلیف ایسی پہونچے کہ کوئی سردار

ہلاک ہو جائے یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے بہت کہا کہ حضور اکیلے ہین وہان لاکہ سوار و پیدل ہین فرمایا کہ مین شبخون مارونگا انشاء اللہ شل کپتان فرنگی اسکو بھی قتل کرونگا اور سرداردن کو رہا کرلونگا یا قضا لیے جاتی ہی سمک ناچار ساتھ ہوا رستم مرکب آڑاتے ہوے چلے جب اُس صحراے نکلے دیکھا کہ لشکر کہپال اُترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان بیچ مین استادہ ہی گرد سوار و پیدل اُترے ہین فرمایا کہ ای سمک مین اول نام قبلہ کعبہ کا نعرہ کرتا ہون سمک نے کہا بسم اللہ مین حقہ ہاے آتشبازی مارونگا رستم نے گھوڑا بڑھایا اول چند تیر مارے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا وای نابکاران پردغا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
کیے تیغ صمصام و قمقام نام	کیے تیغ عقرب کیے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

سمک نے حقہ ہاے آتشبازی مارے رستم نے دو چار جوانون کو اُس مقام پر مارا سمت مشرق سے نعرۂ صاحبقران کیا تھا اب طرف مغرب سے آئے اور لندھور کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان

اور چند ساعت اُس مقام پر شمشیر زنی کی طرف جنوب آئے مالک کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ مالک

منم مالک اژدر خشمگین	سپہ دار در لشکر اہل مین

کسی طرف اپنے نام کا نعرہ کیا کسی طرف نعرۂ بدیع الزمان کر دیا کہین ایرج کا نام لیا کسی طرف نور الدہر کا ذکر کیا سب سرداران نامی کے نعرے کیے فوج مین تلوار چلنے لگی کفار اُس شب تیرہ و تاریک مین مشرق والے مغرب والون سے بھڑ گئے اور جنوب والے شمال والون سے شمشیر زنی کرنے لگے آپس مین تلوار چل رہی ہی بھائی کو بھائی اور باپ کو بیٹا قتل کر رہا ہی لیکن کہپال کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران مع سرداران نامی و فوج بے حساب شبخون آکے کرے ہین اتنا غلامون نے دیکھا کہ ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی لاشون کے انبار لگے ہین کہپال نے گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہو تجلی ساتھ اب جو بارگاہ

نکلا ہر مقام پر دیکھتا ہی کہ بھائی سے بھائی لڑ رہا ہی پیدل بھی اسی لشکر کے اور سوار بھی اسی طرف کے
آپس مین مصروف جنگ ہین ہر طرف سے صداے دار و گیر بلند ہی سب کو ہٹاتا ہوا کہپال آتا ہی
کہتا ہی یارو مسلمان کہان ہین سب میرے ہی لشکر والے سردار ہین اب جو روشنی مین دیکھا تو باپ
بیٹے کی لاش پر رونے لگا اور بیٹا باپ کے واسطے سر پیٹنے لگا کہپال جھلا کے گالیان دیتا ہی کہ او
نامردو آپ ہی قتل کیا اور آپ ہی روتے ہو اندھیری رات مین خیال نہ کیا آخر مسلمان کسطرف
ہین لشکر کو جنگ سے منع کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر سامنے دیکھا ایک جوان صاحب سطوت و صولت
ایک غول مین لڑ رہا ہی تاک تاک کے افسرون کو مار رہا ہی گرد لاشے تڑپ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی مگر وہ جوان شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی جو پہلوان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
کہپال نے للکارا کہ او حمزہ مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سمک یلداقی
نے قریب خیمۂ قید خانہ پہونچکر چند حقے آتشبازی کے ایسے مارے کہ نگہبان بھاگے
سمک نے سردارون کو رہا کیا یہ بھی سب نکلتے ہی جنگ مین مصروف ہوے چالیس
سردار ہین کافرون کو مار کر گھوڑے لیے اُن گھوڑون پر سوار ہوے جنگ رستمانہ
کرتے ہوے آتے ہین یکایک دور سے آلا گرد فرنگی نے دیکھا کہ آقاے نامدار مقابل
مین کہپال کے پہونچے کہپال نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
چاہا تلوار کو تلوار پر رد کرون مگر گھوڑا جو بیچ مین تھا ہاتھ سر پر سے ہٹا تلوار کہپال کی
پڑی کہ خود کو کاٹا زخم کاری سر پر آیا رستم نے مرکب ہٹایا سردارون نے جو اپنے
آقا کو زخمی دیکھا کہپال پر جا پڑے اپنے کو زخمی کرایا مگر رستم کو اس مجمع سے نکالا
رستم کے سر سے خون بہتا ہوا گرد سب سردار وہ بھی زخمدار مگر سینے تانے ہوے لڑتے
بھڑتے رستم کو لے نکلے ہر چند کہپال نے کد و کاوش کی کہ ان سب کو مارلون مگر ممکن
تھا یہ جوانان شیردل چالیس جوان لاکھ فوج مین لڑے ہر چند کہ قید سے نکلے تھے اور زخمی
بھی ہوے مگر حوصلہ مین کمی نہین یہی چاہتے ہین کہ صفون کو درہم و برہم کرین رستم نے بھی
اُس حال مین کئی مرتبہ قصد کیا کہ مقابلہ مین کہپال کے جا پڑون مگر سرداران جانباز نے روکا
کہ حضور کے پہلے زخم سر پر دوسرا زخم آیا اب آپ لائق مقابلہ نہین ہین مجروح ہوسکے نکل چلیے

سرداروں نے کمانیں کاندھوں سے اُتاریں سمک نے بڑھکر حقہ ہاے آتشبازی مارے
حقوں کا جو دنا ٹا ہوا مجمع متفرق ہوا رستم سرداروں کو لیے ہوے نکلے دور تک فوج کفار
نے پیچھا کیا جب فوج قریب آگئی پلٹے اور پلٹ کر لڑے سو دو سو کو مارا پھر بڑھے ایک
دشت ویران مین آکر پہونچے سرداروں نے رستم کو اُتارا مگر صحراے ویران جنگل سنسان
کف دست میدان ہو اُسی ریگستان مین اُتر پڑے ایک نے ایک کے زخم مین ٹانکے دیے
زین پوش بچا بچا کے بیٹھے سمک نے اس دشت ویران مین کھانے کا یہ سامان کیا کہ
درختوں سے کچھ پھل توڑ کر لایا آٹا پاس سے نکالا آگ روشن کرکے روٹیان پکائین رستم
وغیرہ کو کھلائین مگر کھپال جب جنگ سے پلٹا لشکر مین شمار کیا پچیس ہزار آدمی مارے گئے
سردار اسکے آپس مین ناز کرنے لگے کہ ہم خوب لڑے مسلمانوں کو قتل کیا مگر جب دیکھا تو
بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کا خون بہایا کھپال نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ تلاش
کرو کہ یہ لوگ کہاں جا کر اُترے ہین ہرکارے روانہ ہوے جہان یہ لوگ اُترے تھے خون
کے نشانوں سے اُس مقام تک آئے دیکھا وہی چالیس جوان اور ایک جوان شیر اندام اُس صحراے
ویران مین بیٹھے ہین مگر رستم کا قصد ہو کہ مین اسکو زندہ نہ جانے دونگا مقام افسوس ہو کہ مین
پہلے ہی وار مین زخمی ہوگیا تیغ کیتان نہ چلا اگر وار پڑ جاتا تو مع گینڈے چار ٹکڑے ہوتے
سرداروں نے عرض کی ای شہریار آپ انتہا کے زخمدار ہین علاج بھی ہم نہین پہونچا ہم کیونکر
عرض کرین کہ حضور اس حال مین چلین نہین معلوم کیا معرکہ ہو ہرچند کہ غلام زخمدار ہین مگر غلامان
جان نثار مین ایسا لڑینگے کہ کفار کو تنگ کر دینگے لیکن آج تامل فرمایئے ذرا تو زخم خشکی پر آئین
سرداروں نے رستم کو سمجھایا مگر ہرکاروں نے یہ خبر دریافت کی طرف کھپال کے روانہ
ہوے کھپال انتظار مین بیٹھا بلبلا رہا ہو کہتا ہو کہ یارو ایک ضرب میری سر حمزہ پہ پڑی
حقیقت یہ ہو کہ حمزہ نہایت خوبصورت ہو گرد چہرے کے دھاڑا گویا سورج کے گرد کرن
بڑا شمشیر زن ہو اُسکے سرداروں نے آکر وہ شمشیر زنی کی کہ لڑ بھڑ کر حمزہ کو نکال لے گئے ورنہ
کہان مین زندہ جانے دیتا اب سامنا ہو جائے تو ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کر دون دو ت
بھی دوسرے دار کی نہ آنے پائے یہان کے پہلوانوں نے کہی کی اُسکے ساتھی خوب چمک کر لڑے

انتہا کے معرکے پڑے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے پہلے کافر دون نے کاذکر

بد و عادی قطعہ

اے فخر جہانبانی و فاسقطازو	گوہر بہ ہمن داری و دریا سا قطازو
روز دان و شبان زحق تعالی خواہم	مرکب و ہدت خدا و با سا قطازو

شہریار عالم کی عمر کوتاہ ہو دشمن کو ترقی دولت و مال ہو عجب معرکہ گذرا کہ غلام جا کر پہونچے بیابانسے دس کوس پر وہ صحرا ہی جہان وہ لوگ اترے ہین ہمنے خود اپنے کانون سے سنا کرتا انکا اسی وقت آنے پر آمادہ تھا مگر ساتھیون نے روکا غلام دیکھکر حاضر ہوے وہ آپکا بیچانہ چھوڑینگے اسکے ہمراہیون نے بمشکل سردار کو روکا ہی حضور تامل فرمائین وہ خود آوینگے اور یہ بھی ہمنے خوب معلوم کرلیا کہ نہ حمزہ ہی نہ لندھور فقط ایک بیٹا صاحبقران کا رستم پلتن علمشاہ نوجوان ہی سردار جو اسکے قید ہوے اس اکیلے نے آکر شبخون مارا لشکرمین تہلکہ ڈالدیا اور بچکر نکل گیا اپنے سردارون کو لے گیا کہپال نے کہا مین ابھی جاتا ہون سردارون نے عرض کی جب وہ خود آنے پر آمادہ ہی تو آپ کیون تکلیف فرماتے کہپال نے کہا مجھے اس جوان کا زندہ رہنا ناگوار ہی کہ جسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا اکیلا میرے لشکر پر آپڑا حقیقت مین ایسا ڈرا کہ پچیس ہزار آدمی مارے گئے ایسے شخص کا غرور دماغ سے نکالون جاکر شکین باندھکر لاؤن اسی صحرا مین قتل کردون یہ کہکر اٹھا گینڈے پر سوار ہوا کہا یارو مین بھی اکیلا جاتا ہون اور گھسکر اسکو گرفتار کرکے لاتا ہون مگر فوج والے تیار ہوے کہا حضور یہ اسی جوان کا کلیجہ تھا کہ اکیلا آپڑا اور اپنے سردارون کو رہا کرکے لیگیا ہرچند کہپال نے منع کیا مگر ساتھ والون نے نہ مانا پچھتر ہزار جوان دو ڈھائی سو پہلوان ساتھ ہولیے کہپال یلغار کرکے چلا یہان رستم بیٹھے ہین وہ صحرائے ویران کہ خاک اڑرہی ہی بگولے گرد کے براے تعظیم اٹھتے ہین جانور کا اس صحرا مین نام نہین اگر کوئی طائر آگیا تو زمین پر گرا پر پرزے جلگئے جا بجا طائر تڑپے تڑپ کے ہین سمک یلداقی جھیلون سے پانی لاتا ہی سب کو پہونچاتا ہی کہ سامنے سے سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار ہوشیار ہوجائیے کہپال مع فوج آپہونچا چارطرف سے صحرا گھر گیا ملاحظہ فرمائیے گردین اڑرہی ہین ہرطرف سے پہلوان آتے ہین رستم نے فوراً قبضے پر ہاتھ رکھا

چالیسون جوان مسلح ہوے گھوڑون پر سوار ہوے علشاہ سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوگئے چالیس جوان پشت پر کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہپال نعرہ گینڈا بڑھائے ہوے آتا ہی پشت پر سب جنگی جوان تلوارین کھینچے ہوے کہپال نے وہین سے نعرہ کیا اے رستم نوجوان کہانسے گریبان تمہارا پنجۂ اجل مین پھنسا کشان کشان یہان لایا اب کیونکر بچوگے رستم نے مرکب بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب علشاہ رومی شہ فیل زور	مگر	لیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

تمام صحرا تھرا گیا چالیسون جوان مثل شیر غضبناک گھوڑون کو بڑھا کر جا پڑے مگر رستم طرف کہپال کے جاتے ہین جو راہ مین ملا اُس سے مقابلہ کیا فرمایا سامنے سے ہٹ جا مگر سرداران رستم نے جم کر وہ شمشیر زنی کی کہ خون کا دریا بہا دیا لاشون کے انبار لگا دیے جس مقام پہنچ گئے پہلوانون کو مارا افسرون کو قتل کیا تلوار کے جھنانے کی صدا بلند ہی کہپال ایک مقام پر کھڑا تھا فوج کو ترغیب دے رہا تھا کہ رستم کو دیکھا شیرانہ تلوار کھینچے ہوے سامنے پہونچے للکارا کہ او نامردان غریبون کو قتل کراتا ہی آپ تماشہ دیکھ رہا ہی میرے مقابلہ مین آ تو احوال کھلے تجھکو تو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اور یہان مین اپنا حافظ خداے کارساز و بندہ نواز ہی کہپال نے جو نعرۂ شیر کی آواز سنی گینڈا بڑھایا رستم آکر اسطرح تگاور زن ہوے کہ گرد بر و کردیا قریب تھا کہ گینڈے سے زمین پر کہپال گرے مگر مشکل اپنے کو سنبھالا خبردار رکھیے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ کپتان پر روکا الجھا دنے سے ہاتھ لگا لا خبردار رکھیے ایک ہاتھ مارا تیغۂ کپتان تڑپ کر گرا اور سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کو کاٹا دو بلغہ و عرق چین کو کاٹ کر سر اس سر کے دو پرکالے کیے کھنچتی ہوئی تلوار تا بسینہ پہونچی وہان سے اُتر کر زین کو کاٹا پھر زین کو کاٹا مع گینڈے کہپال کے چار ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے نمک حلال بلدا قی یا تو حقہا ے آتشبازی مارہا تھا کہپال کا جو لاشہ زمین پر گرا سرانے کہپال کا نوک نیزہ پر بلند کیا سب افسرون کی جو نگاہ پڑی کہ افسر کلان مارا گیا سرداران رستم نے غلغلہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار نے کہپال کو مارا اب کل فوج کو بھگا دینگے کافر جیسے کیا لڑ سکین گے

صفون مین ہنگامہ ہوا قریب تھا کہ فوج کے پاؤن اٹھین کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوال
کرگدن سوار بھائی کہپال کا پچاس ہزار فوج سے آکر پہونچا مگر بھائی کا سر دیکھکر آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا کہتا تھا کہ یارو میرا بھائی الیسا نہ تھا فوج والون نے کد و کوشش نہ کی سب
نے مل کر میرے بھائی کو مارلیا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ اے پہلوان دوران الیسا نہ فرمایئے
دو مسلمان ایک سے لڑنا عیب جانتے ہین چالیس جوان زخدار کس گہمسان سے لڑ رہے ہین فقط
اکیلے رستم کے ہاتھ سے کہپال مارا گیا یہ سنکر اقوال نے فوج کو اشارہ کیا اقوال کے آنے
سے فوج کے پاؤن تھمے جگر رہنے لگے قضا سے کار آلاگرد فرنگی اپنے ساتھ والون سے الگ
ہوگیا تھا ایک غول مین لڑ رہا ہی اقوال نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا مجمع عام مین لڑ رہا
ہی کئی افسرون کو مار چکا ہی پیادے سوار پر ہاتھ نہین ڈالتا افسر کو ٹوک کر مارتا ہی فوجون
کو بے افسر کر رہا ہی اسنے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرو چار طرف سے کمندین
اور زنجیرین پڑنے لگین آلاگرد بندھکر گرا کفار ٹوٹ پڑے ہر چند کہ گرتے گرتے آلاگرد نے
کئی جوانون کو مارا آخر گرکر بیہوش ہوگیا کئی ہزار جوان ٹوٹ پڑے اقوال نے دیکھا کہ
آلاگرد گرفتار ہوکر سے بھی آیا مگر میری فوج دلدہی نہین کرتی سب کے قدم اُٹھے جاتے ہین
ہر چند اقوال غل مچاتا ہی کہ یارو کیون قدم ہٹاتے ہو مگر فوج والے نہین ٹھہرتے کئی ہزار جوان
بھاگ کر جنگل مین جاکر ٹھہرے اقوال نے آلاگرد کو مسلسل کیا ایک اراب پر ڈال لیا فوج کو
علٰحدہ کرکے کہا اے یارو نکل چلو اب تم لوگون کا قدم نہین ٹکتا اور دیکھ رہا ہون کہ قاتل کہپال
نے زمین ہلادی لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی آخر سب کو ساتھ لیکر اقوال بھاگا رستم پیچھا چھوڑتے تھے
مگر سمک نے بڑھکر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا اے شہریار یہ آپ کا اقبال ہی کہ فوج بھاگی جاتی ہی اب
آپ پیچھا نہ کیجیے رُک جایئے علمشاہ سمک کے کہنے سے رُکے کفار اتنے عرصہ مین کئی کوس
نکل گئے علمشاہ کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ سردار اُنکے پلٹ کر آنے لگے جب سب سردار آگئے
مالاگرد سے پوچھا تمہارے بھائی صاحب کہان ہین مالاگرد نے عرض کی حضور وہ زخمی
ہوکر گھوڑے سے گرے اقوال نے ان کو فوراً گرفتار کرلیا غلامون نے ہر چند کد و کوشش
کی مگر وہ لوگ آلاگرد کو لے کر نکل گئے فرمایا کہ اے سمک تو نے مجبور رکھا ورنہ آلاگرد کو وہ

لوگ نہ لیجا سکتے اب تو جٹ کر خبر تو لاکہ آلاگرد کو کہان لے گئے مجھکو ان کے گرفتار ہونے کا بڑا ملال ہے اگر خدانخواستہ ان کو قتل کرڈالا تو مین لشکر مین منھ دکھانے کے لایق نہ رہون گا سردار طعنہ دین گے کہ اپنے سردار عالی کو قتل کرا دیا سمک نے کہا مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون سمک با نہایت عیاری سے آراستہ ہوکر چلا پندرہ کوس پہ اقوال جاکر اترا تھا شفقت تمام شام کو سمک قریب لشکر اقوال پہونچا دیکھا اسنے کہ لشکر اقوال فروکش ہے اقوال ایک بارگاہ کلان مین داخل ہے اور ایک خیمہ سیاہ پہلوے لشکر مین ہے اس مین آلاگرد فرنگی مسلسل اور مطوق بیٹھا ہے بارہ ہزار جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے گرد اس خیمہ کے بیٹھے ہین سمک نے یہ حال دیکھکر ایک دکان دار سے بیٹھ کر پوچھا تو دریافت ہوا کہ اقوال حکم دے چکا ہے کہ صبح کو آلاگرد کو دار پہ کھینچون گا سمک گھبرایا کہ مین دن بھر مین یہان پہونچا اب رات بھر مین اگر مین خدمت رستم مین پہونچا تو ان کے آتے آتے آلاگرد قتل ہو جائیگا اگر بن پڑے تو رات کو تدبیر کرکے آلاگرد کو رہا کر دے یہ سوچ کر سمک پھرنے لگا ہر طرف جاتا ہے کہ کہین پہلو پاؤن تو نقب دون اپنے کو خیمے مین پہونچاؤن مگر کسی طرف محل نہین پاتا ایک گوشے مین آکر ٹھیرا ہے کہ صبح کو بوقت قتل خنجر زنی کرون گا یا جان دونگا یا آلاگرد کو لے نکلون گا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ نگہبانون مین غل ہوا کہ قیدی خیمے سے غائب ہو گیا اقوال سوار ہوکر آیا بارگاہ مین دیکھا نقب لگی ہوئی ہے اور ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے اس مین لکھا ہے کہ اے اقوال آگاہ ہو کہ منم نشان صف شکن سردار رستم کو تو چاہتا تھا کہ قتل کرے میرا قلعہ بالاے کوہ ہے مین نے جو خبر سنی مجھکو بہت ناگوار ہوا کہ ایسے شہریار کا سردار ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو اگر تجھکو دعوا ہے جرات ہے تو لشکر کشی کرکے قریب قلعہ آ وہان سمجھا جائے گا دیکھون تو کیسا بہادر ہے اگر نہ آیا تو مین خود آکر تیری سرکوبی کرون گا بارہ ہزار قزاق جوانان صف شکن ہمراہ رکھتا ہون یہ مضمون پڑھکر اقوال بہت جھلایا سردارون کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار رہین اب ایک قزاق کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے گنہگار کو لے گیا فرزند حمزہ تک تو مضائقہ تھا

ایک قیشر ایسی حرکت کرے وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے سمک نے ہان گزار ا صبح کو دیکھا
کہ اقوال سوار ہوکے طرف قلعہ لکوہ کے چلا سمک پلٹا کہ جاکر رستم سے اطلاع کرون اِس جوان
نے تو دوستی کی ہو اِس کے ساتھ خیر خواہی چاہیے سمک بھاگا بھاگ خدمت رستم مین پہونچا
تمام معرکہ بیان کیا رستم اُسی وقت سوار ہوے طرف قلعہ لکوہ کے چلے گر نشان صف شکن
آلاگرد و فرنگی کو لیکر آہنی قلعہ مین آیا قید جسم سے دور کی بارگاہ مین لاکر مقام صدر پہ جگہ دی اور
قزاقون سے کہا یارو یہ تمھارا مہمان ہو انھین کے حیلے سے رستم سے ملاقات ہوگی مگر اقوال
ضرور فساد برپا کرے گا سب نے عرض کی اقوال کی کیا حقیقت ہو آپ کے مقابلہ مین آسکے
اگر آئے گا تو مزہ اُٹھائے گا ذلیل ہوکر جائے گا سب کو آمادہ کرکے نشان صف شکن
بیٹھا ہو آلاگرد کی خاطر کر رہا ہو آلاگرد شرمندہ فرمارہے ہین کہ اے نشان انشاءاللہ رستم
سے تمسے بڑے لطف سے ملاقات ہوگی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ
اقوال لاکھ فوج سے قریب قلعۂ کوہ آپہونچا چاہتا ہی پہاڑ کو گھیر لون آلاگرد تلوار ٹیک کر
اُٹھے کہا اے نشان صف شکن تم تو ہمپر احسان کر چکے لیکن انشاءاللہ ہم جاکر اقوال سے
مقابلہ کرینگے اگر خدا چاہے گا تو اُس کی مشکین باندھکر لائینگے تمھارے قدمو پر گرا ئینگے نشان
نے عرض کی اے مہمان عزیز یہ کب ہوسکتا ہو کہ ہم مہمان کو لڑنے کا حکم دین اور آپ بیٹھکر آرام
کرین مین جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے نشان نے قزاقون کو تیار کیا مگر آلاگرد بھی ساتھ ہوے
نشان چلنا آلاگرد کا قبول نہ کرتا تھا مگر آلاگرد نے نہ مانا بارہ ہزار قزاقون کو لیکر زیر قلعہ
آئے لشکر کو آراستہ کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوال کر گدن سوار بجمعیت
لاکھ سوار و پیدل آکر پہونچا اول نشان کو نامہ لکھا کہ اے نشان تمنے بڑی گستاخی
کی مگر معاف کرتا ہون میرے قیدی کو حوالے کرو ورنہ کل یہان خون کا دریا بہادونگا
ایلچی جو اِس مضمون کا نامہ لیکر آیا اور نامہ ہاتھ مین نشان کے دیا آلاگرد نے نامہ لیکر
پھاڑ ڈالا ایلچی کو نکلوا دیا اقوال کو جو خبر پہونچی بہت جھلایا طبل جنگی بجوایا نشان نے جو
خبر سُنی اُسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین مگر نشان نے رات کو آلاگرد سے
کہا اگر آپ کی صلاح ہو تو لشکر اقوال پر شبخون مارون میرے قزاق خوب تیار ہین آلاگرد نے

کہا شبخون مارنا مردان عالم کے نزدیک خلاف جرأت ہے ہماری صلاح نہین نشان نے اصرار کیا آلاگرد نے کہا جو تمھارے نزدیک بہتر ہو وہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین لڑینگے مرینگے پر چشم زخم نہ آنے دینگے دو پہر رات گئے نشان نے لشکر تیار کیا آلاگرد بھی ساتھ ہین بارہ ہزار کے چار غول کیے ایک غول آلاگرد نے لیا تین ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر سب کے آگے آلاگرد ہے نشان محجوب ہوتا ہو کہتا ہو کہ اے مہمان عزیز آپکا تکلیف فرمانا مجھپر بہت شاق ہی ہم چاہتے ہین کہ تم آرام کرو ہم انکو سزا دے کر چلے آوینگے اس لشکر کشی کا مزہ چکھا دینگے الغرض جب آلاگرد سامنے لشکر اقوال کے پہونچا اقبال کو کمن نے کہ طرف سے اقوال کے طلایہ پر تھا گینڈا بڑھایا چاہا مجمع کو روک لون آلاگرد نے بڑھکر للکارا کہ او نامرد ہٹ جا اقبال نے نہ مانا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو آلاگرد نے بڑھکر شمشیر زنی کی لڑتے بھڑتے تا بہ اقبال پہونچے اقبال نے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد نے روک کر اس کمن سے ہاتھ مارا کہ اقبال کے دو ٹکڑے ہوے اقبال کو مار کر آلاگرد بڑھے کہ نشان بھی آکر پہونچا نشان نے دور سے دیکھا کہ آلاگرد فرنگی شیر انداز اہو فوج اقوال مین ہنگامہ پڑ گیا اقوال کو خبر ہوئی کہ نشان نے شبخون مارا مسلح ہو کر اپنے خیمے سے نکلا باہر نکلا تھا کہ ملازم لاشہ اقبال لیکر آئے بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت رویا پوچھا کون ایسا بہادر ہو کہ جس کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا میری آنکھون کے نیچے اندھیرا ہو لوگون نے بیان کیا کہ اسی گنہگار کے ہاتھ سے یہ مارے گئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہی فوج مین لڑ رہا ہو فوج کے پیر نہین جمتے بہت لوگ بھاگ گئے اقوال نے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ یارو بڑے شرم کی بات ہو کہ قزاقون سے بھاگے جاتے ہو ترغیب جنگ دیتا ہوا بڑھا جس مقام پہ پہونچا یہی معرکہ نظر آیا کہ قزاق گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین چہار طرف آگ لگی ہوئی ہو ہنگامہ گیر و دار بلند ہو اقوال نے زانو پر ہاتھ مارا اور پکار کر کہا یارو تم لاکھ آدمی ہو اور قزاق بارہ ہزار فوراً جی داری کرو سب کو گھیر کر مار لو اقوال نے جو یہ نعرہ کیا بھاگے ہوے پلٹے قزاق مجمع مین گھر گئے نشان لڑتا ہوا قریب آلاگرد کے آیا

کہا اے بہادر ہلوگ گھر گئے آلاگرو نے بڑھکر شمشیر زنی کی ڈٹتے ہوے سامنے اقوال کے پہونچے للکارا کہ او اقوال مردان عالم سے مقابلہ کر کیا فوج کے بھروسے پر لڑ رہا ہی اقوال نے گینڈا بڑھایا مقابلہ آلاگرو مین پہونچا آلاگرو نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کہ ایک شخص نے پہلو پر آ کے برچھا مارا شانے پر آلاگرو کے پڑا یہ تو اپنے کو سنبھالنے لگے اوسی ہاتھ اقوال نے مارا کہ سر بھی آلاگرو کا زخمی ہوا اقوال نے چاہا سر کاٹ لون نشان لے قزاقون کو آواز دی یارو بڑی شرم کی بات ہی مہمان قتل ہوتا ہی اپنی جانین دو و اوسکو بچاؤ قزاق بلوہ کر کے ٹوٹ پڑے اقوال نے اوس بلوے مین کئی قزاقون کو قتل کیا مگر قزاقون نے دم شمشیر پر گلے رکھ دیے اقوال کو بھی زخمی کیا کسی نے نیزہ مار دیا کسی نے دیکھا کہ یہ خطا شعار دور ہی تو تیر مارا اقوال کے پڑا خانہ زرہ کو توڑ کر جسم مین در آیا مگر اقوال نے تیر اکھیڑا اور پھینک دیا کبھی تیر اندازون پر جا پڑا کبھی بڑھکر تیر و کمان کو قلم کیا بڑی ہوشیاری سے جنگ کر رہا ہی پہلوان کارآزمودہ جنگ دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ فوج بےحساب ساتھ ہی نشان نے دیکھا کہ مین اس مجمع سے نکل نہین سکتا یقین ہی کہ موت گھیر کر لائی ہی بے اختیار پکار اوٹھا کہ ای خالق بےنیاز وای رب کارساز ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم

نظم

زہے شمعے کہ روشن کرد نورش جملہ محفل را ❊ زہے طورے کہ داد از پرتو خود روشنی دل را

زہے عقدہ کشا کز وی کشاید عقدۂ لاحل ❊ کند آسان بوقت کارسازی کار مشکل را

زہے ہادی کہ در راہ ہدایت راہبر باشد ❊ زہے عاقل کہ در غفلت کند آگاہ غافل را

خداوندیکہ ہرگز نیست انکار از خدائیش ❊ چہ دانا را چہ نادان را چہ عالم را چہ جاہل را

زہے خالق زہے قادر زہے صانع کہ ہر موسم ❊ برار و برگ و بار از چوب خشک و گل کند گل را

زہے قاصد کہ در مقصد زخ محکم بود پاپش ❊ زہے سالک کہ طی در راہ عرفان کرد منزل را

ز صرف و نحو و منطق عالمان را علم حد تلبس ❊ ز شی حرف تہجی یک الف کافی است فاضل را

زہے حالت خوش است اندر جدائی عاشق کامل ❊ غم ہجران مذاق وصل بخشد مرد واصل را

بجز جانان غم جان ہم ندارد عاشق ہجران ❊ بغیر از دلربا با دل تعلق نیست بیدل را

بجز ذکرش ندارد مرد ذاکر بر زبان ذکرے　　بجز شغلش نباشد شغل دیگر مرد شاغل را
شہید تیغ ہجران زندہ تا محشر نمیگردد　　غریق لجۂ الفت نہ بیند روے ساحل را
درین مقتل سلامت ماند از دست عدو جانش　　کشد ہر کس کہ با تیغ ریاضت نفس قاتل را
خداوندی بخلاق زمین و آسمان زیبد　　شہنشاہی سزاوار است آن سلطان عادل را
ز نور او بنور جمالش حسن روز افزون　　کند بر مطلع خوبی منور بدر کامل را
بگنج دولت عرفان غنی گردی و مستغنی　　کنی حاصل اگر ہندی حصول لا حاصل را

آلا گرد فرنگی بھی دعا مانگنے پر نشان کے لفظ آمین کہہ رہا ہی یقین ہی کہ کفار کے ہاتھ سے مہلت نہ پائین گے مجمع مین گھر کر مارے جائین گے خضوع اور خشوع سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم مع چالیس سردارون کے گھوڑا اڑائے ہوے آتے ہین دور سے ملاحظہ کیا کہ ہمارا رفیق شفیق مجمع عام مین پھنسا ہوا ہی اقوال فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ ان قزاقون کو مارو میرے ساتھ یہ گستاخی کی کہ میرے قیدی کو رہا کر لائے علمشاہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا یا شیدای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا سر گرداندہ و ہر کہ ماند بداند نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب　　نیست علمشاہ چو رستم لقب

دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور　　کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

چالیسون سردار مثل بلاے مبرم آکر گرے علمشاہ لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان حسین زخمون مین چور چور کاکلین کٹی ہوئین دوش پر پڑی ہین مگر یہ ہی چاہتا ہی کہ اقوال سے جا بھڑون رستم نے سمک سے پوچھا کہ ای یار وفادار یہ جوان کون ہی جو اس زخم داری مین شمشیر زنی کر رہا ہی چہرے سے اسکے جرأت ہویدا ہی سمک نے عرض کی نشان صف شکن قزاق یہی ہی آلا گرد کو یہی رہا کر کے لایا اقوال طرف نشان کے چلا تھا کہ علمشاہ نے وہین سے للکارا کہ او اقوال مکار خبردار آگے نہ بڑھنا زخم دار پہ جاتا ہی جیسے آنکھ نہین ملاتا ہی کہ احوال معلوم ہو اس زخمی پر یہ بلا اقوال پلٹ پڑا ہر چند کہ غصے مین رستم کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا مگر جی مین کہتا ہی اگر اس جوان کو زیر کیا

تو اپنے لشکر کا اسکو بادشاہ کر دون گا ملک گیری پر قدم ماردون گا یہ سوچ کر رستم پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا نشان صف شکن جمال بے مثال رستم دیکھکر محو مطلق ہو گیا کہتا ہی کہ
جیسا اس شہریار کا نام ہی ویسی ہی خدا نے صورت زیبا اسکو عطا فرمائی ہی مگر اقوال نے جو
ہاتھ مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ تلوار چھین کر پھینک
دی دست زبردست کمر زنجیر مین ڈال کر نعرۂ تکبیر کیا اور اقوال کو فاش زمین سے اٹھالیا
نشان لڑتا ہوا اس مجمع مین آیا گرد رستم چرخ مار کر اس طرح شمشیر زنی کی کہ کسی کو قریب
نہ آنے دیا رستم نے فرمایا ای اقوال کیا کہتا ہی اقوال کی جان پر بنی ہی جانتا ہی کہ اگر
پھینک مارا تو استخوان چور چور ہو جائینگے پکار اٹھا کہ ای شہریار تابعدار ہون دین اسلام
قبول کرتا ہون رستم نے ہاتھ سے رکھدیا اقوال نے فوج کو منع کیا سب سردار آکر رستم
کے قدمبوس ہوے رستم نے سب کو امان دی نشان صف شکن خوشی سے پھولا نہین
سماتا ساتھ والون سے کہرہا ہی کہ یار دستو آج میرا اختر بخت ماہ کامل ہوا رتبۂ جلالت
مجھکو حاصل ہوا فرزند صاحبقران رستم نوجوان نے میرے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت
لزوم سے منور اور روشن فرمایا عمدہ بارگاہ نکال کر استادہ کرو سامان روشنی مہیا ہو تمام
قلعہ مین مشہور کردو کہ عمدہ طائفے حاضر ہون آج جشن نوروزی کی بنا کرون سب کو
معلوم ہو کر نشان صف شکن بصدق مسلمان ہوا جس ہرکارے نے مجھکو خبر دی تھی
کہ کل سردار رستم قتل ہو جائے گا مین یہان سے آمادہ ہو گیا شکر ہی کہ رہا کر لایا اسی کی
وجہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ آج دعوت رستم مین مصروف ہون قزاقون نے بارگاہ
زربفتی زیر کوہ استادہ کی تمام لشکر مین روشنی ہی طائفے چلے آتے ہین داروغہ ارباب
نشاط سب کو اتار رہا ہی سب کے واسطے الگ خیمے استادہ ہین ایک جانب دیگین
چڑھی ہوئی ہین ملازمان نشان لباس فاخرہ پہنے ہوے بخوشی تمام انتظام کر رہے ہین
نشان نے بہ اعزاز و اکرام رستم کا استقبال کیا بارگاہ زربفتی مین لایا مقام صدر پہ رستم
کو بٹھایا رستم نے نشان کا ہاتھ تھام لیا اپنے پہلو مین بٹھایا طائفون کو ارشاد کیا نازنینان
پری پیکر و حسینان حور منظر بناز و کرشمہ سامنے آکر کھڑی ہوئین گت ناچ کر یہ غزل عاشقانہ

گانے نگین نظم

آفرینش مین نہ تھا چرخ ستمگر کا جواب — کیون نہ پیدا کر سکا میرے مقدر کا جواب

ناامیدی ہی سوال وصل دلبر کا جواب — چپکے سن سے نامہ بر میرے مقدر کا جواب

دیکھ ہم کہتے ہین آئینہ سے بحث اچھی نہین — سر جھکا دیتا ہی او مغرور ہمسر کا جواب

دی جو قاتل کو دعا کوئی پکارا مرحبا — تھی یہ شہرگ کی صدا یا اُسکے خنجر کا جواب

مین نے کیون موسیٰ سی پوچھا طور کی جلوہ کا حال — اور خود گم کر گیا ششدر کو ششدر کا جواب

کوئی جادوگر دکھا دے یہ کرشمہ ہی نہین — سحر سے پیدا کرے چشم فسون گر کا جواب

چھیڑ کر مژگان کو کیا حاصل ہوا ای چشم تر — خون رُلوایا اثر رکھتا تھا نشتر کا جواب

حشر مین نادم کریگا پرسش بیداد کو — داد خواہون کو سکوت اور اُس ستمگر کا جواب

کچھ حواس لین تو مجھسے قبر مین کرنا سوال — ای فرشتو ہوش کھو دیتا ہی مضطر کا جواب

حشر نے کیون دیر کی ہم تھے مشوش زیر خاک — دے چلا دل کو تسلی تیری ٹھوکر کا جواب

مانگتا ہون مین جو خط ایک غیرت لعلین کا — سن کے یہ ہی پھڑکتا ہی کبوتر کا جواب

میکدون کی ابر رحمت نے اُڑا دالی ہی خاک — ڈھونڈھتا پھرتا ہی میرے دامن تر کا جواب

سے غلط ہی اُسنے ملنے سے کیا انکار محض — صاف ای قاصد نہین ہوتا مکدر کا جواب

یو نہین معلوم اُنکو آگئی کس مست کی — کہتے ہین میکش نہین مئی کے ساغر کا جواب

کس سے طالب ہی اثر کی ای فغان بے اثر — پھر سنیگی گنبد چرخ ستمگر کا جواب

یار کی تحقیق جرم اظہار میرا ہو گیا — داور محشر کی پرسش اہل محشر کا جواب

کیا کرام کاتبین گنجان لکھتے ہین حساب — ہوگئی اک فرد عصیان ایک دفتر کا جواب

شب بھر ہنگامہ عیش ونشاط گرم۔ تا صبح کا وقت ہی بھیرو ین کی تانین پڑ رہی ہین اور براے خمار شکنی دور دو جام اور چلے ہین ساقیان ماہ رو سامنے حاضر گلابیان سرنگون جام کا انجام کر دل بھرے ہوے خط جام تحریر تقدیر گانے ہین گانون کے تاثیر پر دے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر دچار قب شہنشاہی دربر مگر لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ والے بارہ چودہ ہزار جوانان

خوشرو مگر سب کالے کپڑے پہنے ہوے نشان نے جو آمد اُس بادشاہ کی دیکھی دوڑ کر باہر
نکل آیا گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے تخت کے پہونچا پکار کر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ کس
ارادے سے آتے ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اگر ارادۂ حرب و پیکار ہی بسم اللہ شروع
کیجیے اگر کچھ اور ارادہ ہی تو وہ ظاہر کیجیے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بارگاہ مین تشریف
رکھتے ہین اُس بادشاہ نے پکار کر آواز دی ای نشان صف شکن مجھکو نہین پہچانتے ہم
ضرغام تاجدار اسی حوالی کا بادشاہ ہون اپنے زور بازو سے ملک تسخیر کیے سنکر آیا ہون
کہ فرزند صاحبقران زیر قلعۂ کوہ جلوہ فرما ہین مین بھی چلکر قدمبوس ہون نشان نے گھوڑے
سے کود کر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بہ اعزاز و اکرام لیکر چلا اور سرداران قزاق بھی آ گئے
اقوال بھی یہ خبر سنکر پہونچا آلا گرد مالا گرد وغیرہ بھی آئے ضرغام تاجدار کو سب سردار
سامنے رستم کے لائے ضرغام تاجدار نے سلام کیا رستم اُٹھ کھڑے ہوے تاجدار
کو گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی تخت آکر ضرغام کا بچھا رستم نے ساقی نیچے کو اشارہ کیا
ساقی بیچے نے جام شراب ضرغام تاجدار کو دیا ضرغام نے رستم کو سلام کرکے جام لیا
بے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا وہ بادشاہ
تخت سے اُٹھا رستم کے سامنے رونے لگا کہا ای شہریار مین فریادی آیا ہون مجھکو فلک
نے لوٹ لیا یہان سے قریب غلام کا قلعہ ہی سب آگاہ ہین کہ مین نے اس حوالی مین اپنے
زور بازو سے علمداری کی بڑے بڑے سرکشون کو زیر و زبر کیا تب خراج مقرر ہوا پروردگار
نے مجھکو ایک فرزند دلبند عطا فرمایا تھا حسین و جمیل وصف شکن و تیغ زن اُسنے جوان ہو کر
میرا نام روشن کیا ہنر بہ اژدر سوار اُسکا نام تھا یہان سے پانچ کوس پر ایک درۂ کوہ ہی
اُس درے مین ایک نقابدار اژدر پوش رہتا ہی میرے فرزند کا جو اُس طرف گذر
ہوا وہ نقابدار بھی درے سے نکلا تھا آپس مین تکرار ہوئی اژدر پوش سے اور میرے
فرزند سے مقابلہ پڑا اژدر پوش نے میرے فرزند کو زیر کیا مشکین باندھکر لیگیا فوج کو
درہم و برہم کیا غلام کو خبر پہونچی بیقرار ہو کے گیا طبل جنگی بجے صبح کو مقابلہ ہوا بعد
رد و بدل اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر میرا زخمی ہوا تلوار اُسنے گلے پر رکھدی کہا ای

ضرغام تاجدار تو مرد ضعیف ہی جا مین نے تیری جان بخشی کی اب اگر آئیگا تو مارا جائیگا
ای شہریار خوف جان سے چلا آیا مگر آنجہ بہر یاد فرزند مین بے قرار ہون لباس سیاہ پہنتا
ہون اور یہ بارہ ہزار جوان کہ میرے ساتھ رہتے ہین یہ بھی سب سیاہ پوش ہین امیدوار
ہون کہ میرے فرزند کو مجھے ملا دیجئے اب مجھے صدمہ فراق نہین اٹھا مان اُسکی رو رو کے
روتے اندھی ہو گئی رستم نے یہ حال سنکر ضرغام تاجدار کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ ہم چلکر تمھارے فرزند کو رہا کر لائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکے تاجدار کو اُترنے
کا حکم دیا ضرغام تاجدار جا کر اپنی بارگاہ مین اُترا جب ضرغام جا چکا تو نشان اپنے
مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار حضور نے وعدہ بھی کر لیا مگر جانے کا قصد نہ کیجیے گا
وہ نقابدار بلاے روزگار ہی میرا بھی ایک روز اس درے کیطرف گذر ہوا مین شکار
کھیل رہا تھا کہ وہ درے سے نکل آیا جو جانور مین نے شکار کیے تھے وہ زبردستی لینے
لگا مجھے بڑا غصہ آیا بعد تکرار بسیار مقابلہ ہوا اسطرح کا ہاتھ تلوار کا اُسنے مارا کہ میرا
سر زخمی ہوا تلوار گلے پر رکھدی اور کہا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی خبردار اسطرف
اب کبھی مت آنا ورنہ بہت پچھتائیگا حضور مین زخمی ہو کر چلا آیا کئی پہلوانون سے
بھی یہی حال سُنا کہ اُسکا وار رکتا نہین جو گیا وہ زخمی ہوا مگر جان بخشی کرتا ہی نہین معلوم
اسکے بیٹے سے کیا ضد تھی کہ گرفتار کر کے لیگیا حضور جانے کا قصد نکرین رستم نے
فرمایا ای بہادر اگر قضا دامن گیر ہی تو جان دینے کی یہی تدبیر ہی اور اگر حیات مستعار
باقی ہی تو انشاء اللہ اُسکو زیر کرینگے کل ہم ضرور جائینگے ای نشان صف شکن قول
مردان جان دارد دو سخن مردان اعتبار ا جو وعدہ کر چکے اگر مزاج مین آوے تم بھی چلنا
چل کے تماشا دور سے دیکھنا انشاء اللہ تلوار پر اُسکی ہاتھ ڈالدین تلوار چھین کر پھینکدین
کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لین رات بھر نشان اور اقوال رستم کو سمجھایا کیے مگر رستم نے
سوائے انکار کے اقرار نکیا صبح ہوتے ہی اپنے خانہ سے فراغ حاصل کر کے حکم کیا لشکر
تیار ہو چالیسون سردار ہمراہ ہوے اقوال و نشان بھی ہمراہ ہوے ضرغام تاجدار
بھی آیا لشکر بیان نے چلا طرف درہ کوہ کے جاتے ہین صبح کا وقت ہے ہوا جو ٹھنڈی

چلی رستم نے بند قبا کھول دیئے کمان کیانی کاندھے سے اتاری جو طائر جھنڈی سے نکلا
اسے شکار کیا سمک سے فرمایا ای سمک کوئی آہو دریافت کرو شکار کھیلتے ہوئے
وہان تک پہونچین سمک نے چاہا کہ برائے تلاش جاؤن کہ سامنے سے ایک آہوے
وحشی کہ چھالین بھرتا ہوا آیا سنگو تیان مثل زلف محبوب پیچ کھائے ہوئے پشت پر ایک
سپید لکیر پڑی ہوئی قصد کیا سامنے سے جست کرکے نکلون رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو
زیادہ تیز ہوا رستم نے گھوڑے کو بھی تیز کیا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے رستم اور سب
سردار تو رہگئے مگر سمک رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی
بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا سمک نے بڑھکر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کر رستم نے
دیکھا کوئی سردار ہم تک نہین پہونچا ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے سمک سے کہا اس کے
کباب تیار کرو سمک نے فوراً لکڑیان سلگائین کباب لگانے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی
دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آتا ہی سمک تو سر جھکائے بیٹھا ہی
مگر رستم طرف نقابدار مرصع پوش کے دیکھنے لگے نقابدار نے جو جھٹ گھوڑا دوڑایا
گھوڑا بہ لگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑے نے طرارہ بھرا اسنے
نقاب چہرے سے ہٹایا یہ معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا نیر اعظم نکل آیا اب جو بنگاہ غور دیکھا
ایک مہ جبین نظر آئی حور مثال پری تمثال سراپا خوب معشوق دونون ابروے خمدار
کھینچے ہوئے معلوم ہوتا ہی کمان کیانی ہین تیر مژگان دلدوز ہین قد سرو باغ الفت
نارپستان کی عجب کیفیت یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ مروڑ مین
کھڑے ہین یا دو حباب دریاے نور برابر تھے گئے ہین شکم صاف ساق بلورین جس پر بنیاد
حسن قائم ہی آئینہ حلبی کف پاے خود مطلبی بہ تعجیل اُس معشوق نے بند نقاب کو چہرے
پہ درست کیا کچھ خیال نہ ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ باز میرا طاؤس کو دباتا ہوا آتا ہی اسی کو دیکھتی
ہوئی آتی ہی شغل شکار مین مصروف ہی مگر رستم پر تلوار چل گئی کلیجہ تھام لیا طاؤس آکر سامنے
گرا باز جھپٹ کر سینے پر طاؤس کے سوار ہوا ملکہ گھوڑے سے کودی چاہا کہ اپنے باز کو
اٹھا لون رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا ای عاشق کش وای معشوق مغرور ذرا حال عاشقان پر بھی

نگاہ حیا سے آتش جلوۂ رخسار نے کلیجہ جلا دیا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی **نظم**

کھلی ہی آنکھ جوشِ انتظارِ یار جانی ہی ۔ بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہی
لبون پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی ۔ چل اُٹھ او بیوفا پہلو سے اب کیون مہربانی ہی
نگاہون آگ کف کرنے مین وہ شعلہ زبانی ہی ۔ بشکل شمع سارے جسم مین سوزِ نہانی ہی
کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد ۔ اندھیری ہی سبو ساغر کہان پھر نوجوانی ہی
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون ۔ مدد ای مرگ بے تقصیر ذوقِ جانفشانی ہی
خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہی ۔ جگر جلتا ہی دل بجھتا ہی اشکون کی روانی ہی
ادا و ناز و ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو ۔ تعلق جس سے ہو جانے بلائے ناگہانی ہی
پسند آئی ہی اسدرجہ اذیت دوستی ہمکو ۔ نظر مین دھوپ سی دشت مصیبت کی سہانی ہی
خیال میرزائی ای نسیم دہلوی کب تک ۔ تجکو بڈھے ہوے اب رخصت عہدِ جوانی ہی

علمشاہ نے یہ اشعار پڑھے کہ جو اُس نازنین کا ہاتھ تھاما اب اُسنے بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ طلعت صاحب سطوت وصولت ہی ہتھیار زیب جسم تیغ برق تاب سپر مدور کامل کا جواب کمان کیانی دوش پر معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ترکش مین تیرہاے دلدوز معلوم ہوتا ہی کالے ناگ سے منھ نکالے ہین لاکھ اس نازنین نے جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھڑا لون اور گھوڑے پہ سوار ہو کے نکل جاؤن مگر رستم نے ہاتھ نہ چھوڑا یہ عاجزی کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دم بھر کو بیٹھ جاؤ بات کرین ہم تمھارے حال سے واقف ہون تم ہمارے حال سے آگاہ ہو شاید طبیعت کو توجہ ہو تمھارے بھی دل کو یہی خواہش ہو کہ چند ساعت یہان بیٹھیے وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر بہ نگاہ غور جمال بے مثال رستم کو دیکھ رہی ہی جون جون جمال پر نگاہ پڑتی ہی حیران جمال محو دیدار زیادہ ہوتی جاتی ہی رستم نے پوچھا ای نازنین دلفریب تمھارے نام نامی سے آگاہ ہونا چاہتا ہون کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا ای شہریار گل رخسار میرا نام ہی تھوڑی دور یہان سے درہ کوہ ہی اُس درے کا نام درہ کوہ اژدر پوشان ہی نقابدار اژدر پوش جسکا اصلی نام اژدہان فیل نور ہی وہ وہان رہتا ہی مین اسکی دختر ہون شکار دوست

ہون اکثر اس صحرا مین آکر شکار کھیلتی ہون مین نے خبر سنی تھی اور خواب مین بھی دیکھا تھا کہ رستم نوجوان فرزند صاحبقران براے مقابلۂ اژدر پوش آتے ہین آج اس خیال مین نکلی تھی کہ اُن کو منع کرون کہ اژدر پوش نے صدہا پہلوانونکو زیر کیا جو پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ضرب اُسکی کسی سے نہین رکتی مگر سراسر مکر ہی یہ سپر جو میری پشت پر پڑی ہی ایک ساحرہ نے اُسکو بنا کر دی ہی اس سپر کا عکس ڈالتا ہی ہم نبرد کی آنکھ جھپک جاتی ہی وہ ہاتھ مار دیتا ہی بڑے بڑے پہلوان مقابلہ مین آے مگر ذلیل ہو کر گئے بارہ ہزار اژدر پوش کہ سب لباس چرم اژدر پہنے ہین اُنسے لاکھون پر حملہ کرتا ہی رستم نے کہا اے حور پیکر تو جسکی حفاظت کو نکلی ہی وہ مین ہی ہون اب تو اُس نازنین نے وہ سپر پشت سے اُتاری رستم کو دی کہا جب مقابلہ مین جاے گا اول اس سپر کا عکس ڈالیے گا وہ خود بیقرار ہو جائیگا تب حرب کیجیے گا بیشک وہ زخمی ہو گا اب تو ایسا مغرور ہی کہ سپر کی بھی پروا نہین کرتا اگر آپ اُس باغ مین آئیگا تو کنیز سے ملاقات ہوگی یہ کہکے سپر گلرخسار نے رستم کو دی سب کیفیت بیان کر کے کہا اب مین رخصت ہوتی ہون کہ خواب سے اسکے بیدار ہونے کا وقت ہی گلرخسار نے سب پتہ نشان بتایا پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی یہان رستم کباب کھا کر ہمراہ سمک لشکر مین آے ضرغام تاجدار کہ شاہزادے کا مشتاق بیٹھا تھا رستم جو لپٹ کر آئے اُسنے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے رستم نے فرمایا نقابدار اژدر پوش کی فکر مین گئے تھے آخر مکاری اُسکی ثابت ہوئی اسی کر سے اُسنے بندگان خدا کو آزار پہونچایا انشاء اللہ کل میدان مین حال کھلے گا جو مکر اُسنے قرار دیا ہی کل جنگ مین حال ظاہر ہو جائیگا ضرغام نے پوچھا کہ اے شہریار کیونکر آپ کو ظاہر ہوا کہ وہ کیا مکر کرتا ہی رستم نے سپر پشت سے اُتار کر دکھائی فرمایا کہ یہی اُسکا کمال ہی ایسا ایک بندۂ خدا کا اُسنے یہ سپر ہمکو دی سردارون نے جو یہ مژدہ سنا سب قریب آگئے خوش ہو ہو کے حال پوچھنے لگے رستم نے کہدیا کہ بیٹی اُسکی گلرخسار حقیقت مین ایسی حسین وجمیل ہی کہ ایسی عورتین نگاہ سے نہین گذرین اُسنے عاشق ہو کر اس راز سے ہمکو آگاہ کیا ہمارے آنے سے ایک دن پیشتر اُسنے خواب مین ہم کو دیکھا خاص کر کے ہمارے ہی واسطے نکلی تھی

شکر ہی کہ ملاقات ہو گئی رستم یہ باتین کر رہے ہین اور ہر کارے نقابدار اژدر پوش کے
حاضر ہین یہ خبرین سنکر پشت دست کاٹ رہے ہین اور آپس مین کہتے ہین کہ یہ غضب دیکھو
کہ باپ کی بیٹی قاتل ٹھہرتی ہی یہ خبرین لیکر بھاگے رستم خوش بیٹھے ہین ضرغام تاجدار کو
تسکین دے رہے ہین فرما رہے ہین کہ ای برادر نہ گھبرا ناکل تمھارے بیٹے کو رہا کرینگے
یہ نقابدار بھی تم سب کے ساتھ شریک ہو گا یا مارا جائیگا مگر ہر کارے جو بھاگے
آپس مین تعجب کرتے ہوے کہ یہ کیا خبر چلکر سنائین مگر خبر ہونچانا ضروری شاید کچھ انتظام
کرین آپس مین صلاحین کرتے ہوے بارگاہ مین پہونچے نقابدار مقام صدر پر بیٹھا ہی
رفقا ذکر کر رہے ہین کہ ضرغام تاجدار فرزند صاحبقران کو لیکر آیا ہی کل اس سے مقابلہ
پڑیگا نقابدار کہتا ہی سر سیہ ان قتل کر دونگا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کر دونگا میرے
مقابلے سے کبھی کوئی بچا ہی پسر حمزہ کو موت کشان کشان لائی ہی کہ ہر کارے آکر پہونچے
عرض کی ای شہریار ایک خبر ضروری غلام لائے ہین سرکار کی جان کا خوف ہی جیسے ہی لشکر
فرزند صاحبقران آیا ہم لوگ بارگاہ مین جا پہونچے ستون کی آڑ مین کھڑے تھے کہ رستم شکار
سے پلٹ کے آئے ضرغام تاجدار نے پوچھا کہ آج حضور کو دیر کیون ہوا رستم نے
بیان کیا کہ فکر گرفتاری نقابدار مین گیا تھا پروردگار نے وہ سامان ممکن کیا پھر ایک پری
دکھائی کہ اسی پری سے نقابدار پہلوانون پر غالب آتا ہی اب ایسا مغرور ہی کہ ہمنون پری کو ہاتھ
نہین لگاتا ملکہ گلرخسار اسکی بیٹی نے مجھکو یہ پری دی ہی شاید رستم کو خواب مین دیکھکر عاشق
ہوئی تھین اور انھین کی تلاش مین نکلی تھین یہ خبر سنکر نقابدار کانپنے لگا کہا اگر خبر مین تمھاری
فرق پڑا تو سبکو تیرباران کر دونگا ابھی جاکے اُس سے محل مین حال پوچھتا ہون اگر اُسنے
دیدی تو آن کے تمکو قتل کر دونگا اور اگر پری اُسنے نہ دی تو اُس کو قتل کر دونگا ہر کارون نے
کہا حضور پری یہان کہان ہی پری پسر حمزہ کے پاس ہی ہم بچشم خود دیکھ آئے حضور اگر خبر ہماری
خلاف نکلے تو مع اہل و عیال قتل کیجیے نقابدار اژدر پوش اکڑتا ہوا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان
ملکہ شکارگاہ سے پلٹکر آئی ہین کہ کنیزون نے خبر دی حضور آپ کے والد تشریف لاتے ہین
مگر ایسے غصے مین ہین کہ ہاتھ پانون مین رعشہ ہی گلرخسار گھبرا گئی یا تو اسباب عیش و نشاط

جمع ہو رہا تھا یاسب کو ہنسانا شروع کیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ داری ہین دربار مین حاضر تھی ہرکارون نے آکر یہ خبر سنائی کہ حضور سے اور رستم سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی اور آپ سپر رستم کو دے آئین ہرکارون نے سب مفصل کہدیا اسپر سرکار کو بڑا غصہ ہی ہرکارون سے کہکر آئے ہین کہ اگر خلاف خبر ہوگی تو تمکو آکر قتل کرونگا اور اگر سپر اُسے ندی تو اُسکو قتل کرونگا اس غصے مین بہت بیقرار ہین حضور پر بہت غصہ کرینگے مناسب ہی سپر کو نکال رکھیے ورنہ فساد برپا کرینگے ملکہ یہ خبر سنکر کانپنے لگین خیال کیا کہ ای گلرخسار سپر دے آنا بڑا غضب ہوا اس گھبراہٹ مین نقاب چہرے پر ڈال لی گھوڑے پر سوار ہوئی پشت باغ سے باہر نکلی طرف صحرا کے چلی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہ یہ خبر سچ ہی جب تو بی بی گھبرا گئین سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ پڑا دیکھیے اب ہم لوگون کے ساتھ سرکار کیون کر پیش آتے ہین یہ ذکر تھا کہ نقابدار اژدر پوش باغ مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ گلرخسار کہان ہی کنیزون نے عرض کی حضور کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گئین الیا کچھ اُنکو خوف ہوا کہ سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ پڑا نقابدار نے کہا سلاح خانے مین دیکھو تو وہ سپر رکھی ہی یا نہین جس پر پھول زمرد کے لگے ہین کنیزون نے سارا سلاح خانہ چھانا مگر کہین پر پتا نہ لگا سب نے آکر عرض کی کہ حضور نے جو خبر پائی وہ ٹھیک ہی سپر دوش پر ڈال کے شکار کو گئی تھین نقابدار جھلا کر باہر نکلا ایک رسالدار باہر کھڑا ہی کہ پانچ ہزار سوار و پیدل کا افسر ہی کہا ای افسر عالی مقدار و ای رفیق قدیم تم تکلیف کرو اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلاؤ مین سزا دون غضب کیا اُسنے کہ میری زندگی دشمن کے قبضے مین کردی اب مین اس سے مقابلہ نہین کرسکتا نہین معلوم مقابلہ مین کیا گذرے رسالدار پانچ ہزار سوار لیکر چلا گلرخسار جو باغ سے نکلی کبھی یون آوارہ گردی کا کاہے کو اتفاق ہوا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی اور پریشان ہی کہ ای گلرخسار کدھر جاؤن اس سوچ مین تھی کہ پشت سے گرد اڑی دیکھا دیلمان بلند بالا پانچ ہزار سوارون سے آتا ہی وہین سے للکارا کہ ملکہ عالم آگے نہ بڑھیے گا آپ کیون اسقدر گھبرائین باپ مین آپ کے خطا معاف کردیگے آپ کہان گھبرا کے نکل آئین اور بڑا جرم آپ کے ذمے

سپرد دینے کا لگا یا گیا مین وعدہ کرتا ہون کہ سپر رستم کے پاس سے مجھوا سنگاؤنگا کیا رستم
کے پاس سپر رہنے دونگا ایسی باتین کرتا ہوا قریب آیا ملکہ کو کچھ اسکی باتونسے تسکین ہوئی پہلے تو
یہ کہا کہ سب انتظام مین کرلونگا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا او ظالم تونے باپ کے قتل پر
ابھی جو کمر باندھی تجھے خوف کرنا چاہیے مین ابھی تجھکو لیچلونگا دیکھتے ہی اژدر پوش قتل کر ڈالیگا
اور اگر تجکو جان کا خوف ہی تو مجھکو قبول کرو میرے ساتھ چلو ملکہ کی اس بجا سی مین نقاب جو
چہرے سے ہٹ گئی چہرۂ زیبا دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا تیر عشق کلیجے پر کاری لگا **نظم**

بتا سکتے نہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہی	ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
خبر ہی کوئی اُس محفل مین رسوا ہونے والا ہی	وہ دل ہی دل کی حسرت ہی وہ مین ہون میرا نالا ہی
کہین ایسا نہ ہو وہ پھوٹ کر آنکھون سے بہجائے	جسے کہتے ہین دل سینہ کا اپنے ایک چھالا ہی
سیہ بختی کو ہم پلہ نہ دیکھا سبز بختی سے	وہ کمل ہی فقیرونکا یہ شاہونکا دوشالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھری تیرے	کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تونے نکالا ہی
تڑپ دل کی وہی ہی گو کیے سو لطف قاتل نے	بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
اُٹھاتا ہی وہی دل ہجر کے جھٹکون پہ جھٹکے	تمہاری زلف نے سائے مین اپنے جسکو پالا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل	اجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اجالا ہی
وہ سب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہیبت بھاری تھین	پہاڑونکو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہی

ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا ای پہلوان دوران وای سپاہ سالار خیال تو کر مین تیرے سامنے پیدا
ہوئی باہر نکلتی تھی تم لوگ گودیون مین کھلاتے تھے آج تو ایسی باتین کہتا ہی مین تیرے
ساتھ نکل چلون مگر عہد کرلے کہ مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی جان دیدونگی پہلوان سوچا کہ جب
میرے پاس رہیگی راضی ہوجائیگی ورنہ دباؤ ڈالونگا ظاہر مین کہدیا کہ نہین ملکہ مین تجھسے
خلاف عہد نکرونگا جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی جرأت میری مشہور ہی پانچ ہزار
آدمی میرے ساتھ ہین اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ڈکیتی کرونگا زمیندارون کو لوٹ کر بسر کرونگا
یہ کہکے ملکہ کو عماری مین سوار کیا آپ پاسنے پہ عماری کے ہاتھ ڈالکر چلا یہ سمجھتا ہی کہ تعاقب اب
اژدر پوش میرے تعاقب مین نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو مین اُس سے دبتا نہین مقابلہ کرونگا

بڑی بات یہ ہی کہ جس سپر کا اُسکو گھمنڈ تھا وہ تو اُسکے قبضے سے نکل گئی اور یون بھی مین
اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایسی ایسی باتین سوچتا ہوا جاتا ہی قضائے کار پہلوے
دشت مین کوہ ہی بالائے کوہ قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہی اُس قلعہ کا حاکم اغلال پنجہ کش
بارہ ہزار قزاقون سے قلعہ مین رہتا ہی اسطرف کا راستہ بند ہی جو تاجر نکلا اُسکو اغلال نے
لوٹ لیا بالائے قلعہ بیٹھا ہی دوربین ہاتھ مین طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک جوان
گینڈے پر سوار مسلح و مکمل پشت پر پانچ ہزار جوان سب کے ہاتھون مین نیزے محافے کے
قریب سر جھکا جھکا کے باتین کرتا ہوا اسی طرف آتا ہی اغلال نے دیکھکر ہرکارے سے
کہا بڑھکر دریافت تو کر یہ کون ہی مفصل خبر لا ہرکارہ صورت ہل کر گیا آکے حال دریافت
کیا لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ محافے مین دختر نقابدار اژدر پوش کو جسکا نام اژدران
فیلسوار ہی لیے ہوے جاتا ہی مگر باغی ہو گیا ہی ملکہ سے باتین کرتا ہوا آتا ہی یہ سنکر اغلال نے
زفیل بجائی بارہ ہزار قزاق تیار ہو کر آئے اغلال نے کہا یار و سونے کی چڑیا جاتی ہی اُسکو
لو اور کباب لگا کر کھاؤ اتنے بڑے پہلوان کی بیٹی لاکھ دو لاکھ کا زیور پہنے ہو گی وہ لے لین
عورت پر قبضہ کرین جب سے میری معشوقہ نے انتقال کیا مین اکیلا بہت گھبراتا ہون سب نے
کہا چلیے لوٹ لین مگر لڑائی پڑیگی اغلال نے کہا اسکا کیا خوف ہی بارہ ہزار قزاق لیکر چلا
دلیمان بلند بالا نے دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی قزاق آتے ہین گھوڑون کو دوڑاتے
ہوئے نیزے چمکاتے ہوے وہین سے اغلال نے نعرہ کیا کہ او پہلوان اگر اپنی زندگی
چاہتا ہی محافہ رکھدے اپنی جان بچا کے الگ ہو جا دلیمان نے آوازدی کہ او قزاق
کیون شامت آئی ہی اس محافے کو کوئی لے سکتا ہی اسمین اُسکی بیٹی ہی جسنے سیکڑون پہلوانون
کو زیر کیا جو آیا اُسکے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا اغلال نے کہا تو تو باغی ہی ولی نعمت کی بیٹی
کو لیے جاتا ہی سب مجھکو حال معلوم ہوا مین کیا تجھکو جانے دونگا یہ کہکے زفیل بجائی بارہ ہزار
قزاق گھوڑے دوڑا کر آپڑے پہلے تیر مارے پھر نیزے چلے اغلال تلوار کھینچکر دلیمان
پر جا پڑا دلیمان نے ہاتھ تلوار کا مارا پیچھے سے آکر ایک قزاق نے نیزہ مارا کہ پشت کو
توڑ کر سینے کے پار ہو گیا منھ کے بل دلیمان گرا اغلال نے سر کاٹ لیا ساتھ والون نے

جو دیکھا کہ افسر مارا گیا جان اپنی غنیمت جانکر بھاگے بعض نے گھوڑے بھی چھوڑ دیے پکار کر
آواز دی کہ اپنے گھوڑے بھی تمکو دیتے ہین جان ہماری چھوڑ دو اغلال نے آکر محافے پر
قبضہ کیا ملکہ مثل برگ بید کانپ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای فلک یہ کیا گردش دکھائی پہر واسطے
بدماو گرفتاری ما افسوس اس شہریار سے چھوٹی قبضے مین اس قزاق کے آئی دیکھیے اب
فلک کیا دکھائے حضرت عشق کے یہی نیرنگ ہین اب تو اپنی زندگی سے تنگ ہین دیکھیے
یہ کسطرح پیش آئے ایک خنجر تو ملکہ نے اپنے پاس رکھ لیا کہ اگر جبر کریگا تو جان دونگی کہ
اغلال نے قریب محافے کے آکر کہا کہ ای جان جہان دای آرام دل مشتاقان میرا جاہ وجلال
تیرے باپ سے کم نہین ہی بڑے بڑے بادشاہون کی ارسالین مین نے لوٹ لین اس
راہ سے کبھی کوئی سالم نہین گذرا کل قلعہ کا آپ کو اختیار ہی ہزارہا کنیزان چینی اور رومی
مین نے قلعہ مین لبھائی ہین سب کو خدمت مین حاضر کرونگا وہ بدل وجان خدمت گزاری
کرینگی ملکہ نے جواب دیا ای اغلال اپنے ہوش سے باہر نہ ہو مین آوارۂ دشت مصیبت
اس ظالم کے ہاتھ لگ گئی بجبر مجھکو لیے جاتا تھا اب تنے قبضہ کیا مناسب یہ ہی کہ مجھکو اپنے
قلعہ مین لیچلو مگر اور کچھ ارادہ نکرنا ورنہ یہ خنجر میرے پاس موجود ہی سر اپنا کاٹ کر تمکو
دیدونگی بہت پچھتاؤگے مراد نہ پاؤگے ملکہ نے جو خنجر دکھایا اغلال کانپ گیا کہا اے
ملکۂ عالم تمہاری خوشی کے خلاف نکرونگا یہ کہکے محافہ لیچلا مگر ہمراہیان دیلمان جو بھاگے
تھے آپس مین صلاح کی کہ اپنے مالک کے پاس چلو اس حال سے اُسے آگاہ کرو کہ نمک حرام
مارا گیا مگر بیٹی ہاتھ سے جاتی ہی ایسا نہ ہو قزاق قبضہ کرلے یقین ہی کہ وہ لشکرکشی کرکے
آوین قلعہ وغیرہ قزاق کا لوٹ لین قزاق خود ہی اطاعت کریگا نکریگا مارا جائیگا اُنپر
غالب نہ ہوسکیگا یہان نعابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی کہرہا ہی مین نے سیاہ سالار کو بھیجا تھا
پلٹ کر نہین آیا کیون دیر ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ تلاش مین دور تک گیا وہ بچپن کا یار رفیق
ہی بدون حصول مطلب واپس نہ ہوگا افسران حاضر دربار تسکین دے رہے ہین کہتے ہین
کہ ملکہ کو لیکر آتا ہوگا کہ رونے کی صدا کان مین آئی دیکھا چند کس اُفتان وخیزان زخمدار و
بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اژدران یہ سنکر کانپنے لگا کہا ارے اس قزاق

کو میرا حال نہین معلوم قلعہ کو کھود کر پھینکدونگا افسر نمک حرام ہو گیا تھا اسوجہ سے مارا گیا اور جو
وہ راہ راست پر رہتا تو اغلال کی کیا مجال تھی کہ اُسپر ہاتھ ڈالتا لاؤ گینڈا لاؤ گینڈا منگوا کر
سوار ہوا طرف قلعۂ کوہ کے چلا یہان رستم نے گھبرا کر سمک سے کہا کہ دریافت تو کرو نقابدار
ہمارے مقابلے مین کیون نہین آیا سمک بہانے عیاری لگا کر اُسوقت پہونچا کہ نقابدار
سوار ہو رہا ہی سمک نے ایک سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلرخسار نکل گئی کسی پہاڑ پر
کوئی قزاق ہی اُسکے قبضے مین ہی نقابدار جنگ کرنے جاتا ہی کہ اُس سے جا کر بیٹی کو چھینے سمک
حیران حیران پلٹا آ کر رستم سے اطلاع کی کہا ای شہریار معشوق اژدہان کی بدعت سے نکل گئی
کسی پہاڑ کے قریب پہونچی کسی قزاق کے قبضے مین ہی نقابدار جاتا ہی کہ جا کر بیٹی کو چھین لون
رستم فوراً سوار ہوے سب فوج والے تیاری کرنے لگے رستم نے منع کیا کہ میرے ساتھ
کوئی نہ آئے آلا گر و مالا گر وغیرہ چالیس سردار جو قدیم ہین اُنھون نے کہا ای شہریار ہم ضرور
ساتھ چلینگے رستم ناچار ہوے مع چالیسون سردارون کے طرف کوہ کے چلے اب قزاق کا احوال
عرض کرتا ہون کہ جب معشوق کو لیکر آیا جلسہ آراستہ کیا مگر گلرخسار نے خنجر ہاتھ سے نہین چھوڑا
جب قزاق نے سوال وصل کیا ملکہ نے جواب دیا ای برادر مین تمکو برادر دینی جانتی ہون ایسے
خیال دل سے نکال ڈالو مین فوراً اپنے کو ہلاک کر دونگی میرا دل میرے قبضے مین نہین ہی عجب
کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا	تجھ نے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا	وہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھیرا اگر آ بھی گیا وہ بیوفا	دل ہمارا ہجر مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری	عاشقون مین تھو معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُنکے سامنے	وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اے کیا ہو گیا
آہ جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین	شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت کی اُٹھی	حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا
ہائے وہ کہنا کسیکا تم ہو دیوانے جلال	ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

اغلال تحسین کر رہا ہی مگر گلرخسار یاد مین رستم کی مبہوت ہو رہی ہی کہتی ہی ای اغلال اگر مجکو
ہاتھ لگایا تو زندہ نہ پاؤگے سر اپنا کاٹ کر تمھارے آگے رکھدونگی کہ چند قزاق دوڑتے
ہوے آئے عرض کی ای پہلوان دوران وہی گرشاسپ جہان نقابدار اژدر پوش
با فوج قاہرہ آ پہونچا آتے ہی بلوہ کریگا بڑا اُسکو غصہ ہی کہتا ہی کہ رسالدار نے نمک حرامی
کی تھی آخر کہان جاتا آوارہ رہتا مین کسی نہ کسی طرح اُسکو گرفتار کر لیتا کیا مجال تھی کہ
وہ پلٹ کے نہ آتا قزاق اغلال نے جو یہ خبر سنی تو ذرا ٹھٹک کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز
دی کہ مجکو وہ کیا سمجھا ہی ہان یارو تیار رہو سب مسلح ہوے اغلال فوج کو لیکر پہاڑ سے اُترا
صف باندھکر کھڑا ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار اژدر پوش بصد جوش و خروش
آکر پہونچا گینڈا مہمیز کر کے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای اغلال تونے بڑی بے ادبی
کی بہتر یہ ہی کہ بیٹی کو میرے حوالے کر دے تو مین پلٹ جاؤن ورنہ قلعہ کوہ کو برباد کرونگا اغلال
نے جواب دیا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر اژدر پوش نے آواز دی میرے مقابلہ مین آ اغلال نے
گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین بمقابلہ اژدر پوش آیا اژدر پوش نے نیزہ مارا اغلال نے
نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا اژدر پوش نے چاہا کہ اینٹھ کر جھٹکا مارون
کہ نیزہ ہاتھ سے اغلال کے نکل جاے مگر اغلال نے جلدی کر کے نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش
کے نکالا جب نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش کے نکلا مثل ابر گرّایا اور قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار
تو اسکی برق مثال ہی اسطرح تلوار کھینچی کہ بجلی چمک گئی آنکھون کے نیچے اغلال کے اندھیرا
آیا اژدر پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا اغلال نے گرد سپر کا چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو گری
سپر کو کاٹتا زخم کاری سر پر آیا قزاقون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر آ پڑے
اژدر پوش نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر اغلال کو ساتھ والون
نے ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو افسر گرفتار ہو جاے بھاگ کر
بالاے کوہ پہونچے گھاٹیان درست کین جا بجا تیر انداز مقرر کیے اژدر پوش نے جو یہ
انتظام دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے قزاقو ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے
بگاڑے ہین مین ابھی بالاے کوہ آتا ہون وہین آکر گرفتار کرونگا بیٹی کو بھی لونگا یہ کہکر

بڑھا گینڈا جھکا تا ہوا چلا قزاقون نے جب دیکھا کہ زد پر آگیا باڑھ تیرون کی ماری کئی ہزار خطا شعار گرے اژدر پوش نے سب کو ٹھہرایا کہا مین بالاے کوہ جاتا ہون جب مین بالاے کوہ پہونچ جاؤن تب تم بھی آجانا بالاے کوہ تلوار چلیگی یہ کہکے گرد سپر کا اُٹھایا اپنا سر اور گینڈے کا سر چھپایا گینڈے کو مُڑاتا ہوا چلا ہرچند تیر پڑ رہے ہین لیکن اژدر پوش جس مقام پر جھپٹا ہی تیرون کو قلم کرکے انبار لگا دیتا ہی رُکتا نہین اغلال نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا اے معین و مددگار میرا تو یہ حال ہوا کہ زخمون سے چور چور ہوگیا وہ بیحیا آتا ہی اور مین تیری محبت مین دیوانہ ہون دل کی یہ صورت ہی نظم

تم تک ہمین لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان رستہ معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہنکاتے ہین اور مجھکو بلاتے ہین
لو اور نئی سوجھی منھ دیکھ کے خنجر کا

خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا

اک عمر کا قصہ ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا

البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
گھبرائے نہ کیون بلبل منھ دیکھ کے گل تر کا

ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
دشمن تو ابھی تک تیرے پہلو سے نہین سرکا

عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
حاجت نہین کچھ رکھتا محتاج ترے در کا

مفلس ہین کہان ساماں تو آکہ نہ آ ایجان
ارمان بہت کچھ ہین ٹوٹا نہین یان زر کا

اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو باکر
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

اُسنے جو چڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
ٹکڑون سے ملا پرون سر پیچ کبوتر کا

ملکہ نے جواب دیا اے اغلال اب میرا وقت موت قریب ہی یقین ہی کہ اگر بابا جان مجھکو دیکھ پاوینگے فوراً قتل کرینگے اب مین مرتی ہون اے اغلال سامنے سے ہٹ جا کہ مین اپنے خدا سے نادیدہ کو یاد کرون اغلال ایسا خائف ہوا کہ سامنے سے ہٹ آیا ملکہ نے بخضوع و خشوع دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ اے کریم کارساز داور رب بے نیاز اس کنیز نے بقرط ثانی پر لعنت کی اور تیری عظمت کو قبول کیا یہ میرا اعتقاد

دلی ہی تو رحیم و کریم و قدیر لم یزلی ہی نظم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خداست موجد ایجاد جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش	کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات
تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی ناحق تو در جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بود ار خود ہندی	مرو بجانب دیگر برائے تحقیقات

بے قرار ہو کر جو ملکہ نے دعائی اغلال کے بھی قلب مین قوت ہوئی کہا ای ملکہ عالم دل سے عہد کرتا ہون کہ اگر یہ آفت ٹل جائے اور ساتھ در فیل سوار قتل ہو تو مین آپ کی غلامی اختیار کرونگا آپنے ایسے اشعار پڑھے کہ دلکو میرے ہدایت ہوئی مین نے بھی بقراط ثانی پر لعنت کی یہ کہکے اغلال باہر نکلا سب قزاقون سے کہا یارو بقراط ثانی پر لعنت کرو اور خدائے نادیدہ کا اعتقاد دل مین جماؤ اور پکارو کہ ای خدائے نادیدہ آسمان کے ہمکو پنجۂ ظلم سے اس ظالم کے بچائے اپنا فضل شریک کر وسے ہم تیرے سنے بندے ہین ہم پر رحم و کرم واجب و لازم ہی کمال قدرت اپنی دکھا دے فضل اپنا شریک کر سب قزاق بیقرار ہو کر پکارنے لگے کہ ای کارساز و ای بندہ نواز ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا بڑے بڑے تاجداران باوقار حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے نظم

بسا تاجداران اہل حکومت	بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت	بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا رہروان واقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت	بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جہان والیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
کہ بودند در دار دنیائے فانی	شب و روز سرگرم در عیش و عشرت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت

نه آن مال ماند و نه دولت نه سامان — نه آن زور ماند و نه قوت نه طاقت

از ایشان بجز نام باقی نشانے — دوباره نماند اندرین دار حیرت

نیاید نظر اندران نا امیدی — نه تاج حکومت نه تخت امارت

کس از دوستداران و یاران همدم — به ایشان نکرد اندرین ره رفاقت

همه دولت و مال و ملک و خزانه — بیفتاد در دست اهل وراثت

همه خویش و بیگانه پامال کرده — کشادند هر چار سو دست غارت

بهر حیله بردند و بے باک خوردند — بعیش و نشاط و خوشی و فراغت

کن از دست خود مال و زر صرف هندی — وگرنه بدل زو بماند ندامت

سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی اور اژدر پوش دیو کو وہ پہونچا ہی گینڈے سے اترا ہی
دامن گردان رہا ہی پکار رہا ہی کہ باشیدائی قزاقان عجب سگلے کہرے ہو خداوند کو برا
کہتے ہو آسمان سے خدائے نادیدہ کو پکار رہے ہو دیکھین تو کون مدد کو آتا ہی کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم علمشاہ نوجوان مع چالیس سردارون کے وہین سے
نعرے کرتے ہوے پہونچے کہ باش او اژدر پوش اگر گھاٹی پر قدم رکھا تو سارے
لشکر کو مٹا دونگا اژدر پوش نے جو پلٹ کر رستم کو دیکھا دل تو کانپا مگر گینڈے پر
سوار ہو کر پلٹا کہتا ہوا کہ بندگان خداوند کیون قتل ہون مین اس جوان سے خود سمجھونگا
اغلال نے جو بالائے کوہ سے رستم کو دیکھا دوڑا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا اے ہادی و رہبر
یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا اے اغلال میرا وارث ہی مین اسی کے واسطے گھر سے
نکلی تھی اب میان اژدر پوش کو حال جرات کھلے گا سیکڑون بندگان خدا کو
مکر سے شکست دی یہ شاہزادہ اسکا سرکوب ہی یہان رستم للکارتے ہوے
مقابل اژدر پوش مین پہونچے وہی گرز اسپر کا ہاتھ مین ہی آکر لگاؤ ماری گرد برد کر دیا
گینڈے سے گرنے لگا اژدر پوش سنبھلا اغلال بالائے کوہ سے دعائین مانگ
رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ پروردگار نے میرے مسلمان ہونے کا کیا سامان نکالا اژدر
نے غصے مین تلوار کھینچی چاہا ہاتھ مارون رستم نے گرز اسپر کا اٹھایا اژدر پوش کی

آنکھون کے نیچے اندھیرا چھایا رستم نے وار اُسکا روک کر اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کپتان
جو تڑپ کر گرا سپر اژدر پوش کی کٹی اسنے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تیغہ خون کفار کا پیاسا ہو رہا
سے قبضۂ رستم مین ہی رستم نے اسطرح جما کر ہاتھ مارا کہ اژدر پوش کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھائی دیا اُدھر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچی وہان سے
کھینچتی ہوئی پشت کر گردن کو کاٹتی ہوئی زمین مین آکر تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی اغلال
نے دیکھا کہ رستم نے اژدر پوش کو مار لیا اور فوج نے بلوہ کیا رستم گھوڑا اُٹھا کر طرف
فوج کے چلے اغلال نے قزاقون کو آواز دی ہان یارو آقا کا ساتھ دو کفار کو قتل کرو خبردار
کمی نہ کرنا مال و اسباب ان بے حیاؤن کا لوٹ لو سب قزاق پہاڑ سے اُترے اور لشکر
اژدر پوشان پر جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے ملکہ بالاے کوہ سے دیکھ رہی
ہین کہ جس غول مین رستم پہونچے لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہا دیا بڑھکر
علم فوج سرنگون کیا علم فوج کا گرنا تھا کہ لشکر کفار پر شکست فاش واقع ہوئی قدم اُٹھ
رستم مارتے ہوے چلے ملکہ نے گھبرا کر اغلال سے کہلا بھیجا کہ شاہزادے سے کہو کہ
کیون پیچھا کرکے جاتے ہین مین مشتاق جمال ہون اغلال نے بڑھکر رستم کو روکا کہا اے
شہریار مین نے حلقۂ اطاعت حضور کا گوش جان مین ڈالا دل سے مطیع ہون مناسب یہ
ہو کہ حضور اب واپس ہون ملکۂ عالم اب بہت بیقرار ہین رستم نام معشوق سنکر پلٹے
مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اغلال رستم کو لیے ہوے بالاے کوہ آیا ملکہ نے جو خبر سنی
کہ رستم آتے ہین بہ اسے استقبال آکر در بارگاہ پر کھڑی ہوئین جیسے ہی سامنے سے آفتاب
عالمتاب صاحبقران جلوہ فرما ہوا ملکہ نے بڑھکر سلام کیا رستم نے جو معشوقہ کو دیکھا
کہ چہرہ زرد ہو رہا ہی بالون پر پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی ہے گلے سے لگا لیا ملکہ شاد ہوئین گو
رستم کو دیکھکر چہرے پر سرخی آئی رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور فرمایا کیون ملکۂ عالم
بڑے صدمے اُٹھائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا اے شہریار جسوقت مین آپکو سپرد کرکے پلٹی
اسیوقت اسکو خبر پہونچ گئی مجھکو خوف جان دامنگیر ہوا آخر کو بھاگ نکلی اول سردار
اژدر پوش نے گرفتار کیا بعد اُسکے اغلال نے اُسکو مارا یہ بھی یہی کہتا تھا کہ مجھکو قبول

سکیجیے گا مگر جب مصیبت پڑی تو خدائے جہان آفرین کو یاد کیا خدا نے آکے پہونچایا رستم
رات بھر قلعۂ کوہ پر رہے صبح کو جب لشکر مین آئے تو ضرغام تاجدار نے عرض کی کہ یہ
بے حیا تو مارا گیا لیکن غلام زادے کا پتہ غلام رستم نے اغلال سے کہا کہ تم آگے بڑھو جاکر
بیشے مین دیکھو اور درۂ کوہ مین تلاش کرو اُنکے فرزند کا تم پتہ لگاؤ لا کر انسے ملاؤ اغلال
فوراً سوار ہوا قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان اُس درۂ کوہ پر سہمناک کرگدن سوار مامون
اژدر پوش کا برائے ملاقات آیا تھا جب اسنے خبر پائی کہ اژدر پوش کو رستم نے مارا
کوہ پر قبضہ کیا اسنے یہ صلاح کی کہ چلکر بدلہ خون اژدر پوش کا لون درۂ کوہ سے نکل کر
اُترا تھا کہ اغلال آکر پہونچا مقابلہ مین اُتر پڑا سہمناک نے جو خبر سنی کہ سردار رستم آیا ہی
کہلا بھیجا کہ آکر اطاعت کر یا آمادۂ حرب و پیکار ہو اغلال نے جواب دیا کہ مین تو درے
پر قبضہ کرونگا جو روکیگا وہ مارا جائیگا سہمناک نے طبل جنگی بجوایا اغلال نے ایک
عرضی بخدمت رستم روانہ کی کہ ای شہریار مامون اژدر پوش کا آمادۂ حرب و پیکار ہی
درے مین جانے سے روکا ہی غلام نے طبل جنگی بجوایا ہی الغرض چار پہر رات تیاری
مین جنگ کی گذری جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش نور اپنا لپیٹا لیلاے شب چادر
سیاہ سے منھ چھپا کر داخل قلعۂ مغرب ہوئی شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش
تخت چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تماشاے جنگ مین مصروف ہوا کہ دونون لشکر
میدان مین آئے سہمناک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
اغلال نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلہ سہمناک مین آیا سہمناک نے نیزہ مارا اغلال نے
نیزہ روک کر وار کیا تھوڑی دیر نیزہ چلا سہمناک نے نیزہ اغلال کا نکالا اغلال نے
ہاتھ تلوار کا مارا سہمناک نے روک کر ہاتھ مارا کہ اغلال زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون
اغلال کا بھائی اجلال جا پڑا کٹی ہاتھ تلوار کے مارے سہمناک سے کوئی وار خالی نا
کوئی سپر پر روکا تیسرے وار مین سہمناک نے اپنا وار کیا اجلال بھی زخمی ہوا اسیطرح
چار پانچ سردار زخمی ہوئے اب یہ رنگ ہوا سب قزاق بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ ای رب کارساز داور رحیم بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

بکوان کافرون پر مظفر و منصور کر نظم

امداد و مشکل از شہ مشکل کشا طلب
حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب

فائز کند بمنزل مقصد ترا طلب
باشد اگر براہ خدا رہنما طلب

فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ
ہرگز وفاے عہد نہ زین بیوفا طلب

ای بندہ بندگی کن و شاہنشہی بخواہ
بہر حصول شرط بود ہند یا طلب

سب بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ صحراسے گرد اڑی دیکھا کہ رستم پلٹن سامنے سے پیدا ہوے وہین سے نعرہ کیا اور ملاحظہ فرما چلے کہ اغلال زخمی کھڑا ہی فوراً نعرہ کرکے سہمناک پر جا پڑے سہمناک نے للکار کر آواز دی ای جوان تونے غضب کیا اژدر پوش ایسے شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے ادھر کا راستہ بند تھا کبھی کوئی بہادر ادھر سے نہین گذرا جو اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تونے اس شخص کو مارا کہ ادھر کا راستہ کھل گیا یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود بر سر رستم لگایا رستم نے تیغے کو تیغے پر روکا چاہا اُسنے کہ تلوار مار کر پہلوان رستم نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سر گنبد سے چار ٹکڑے ہوے مار کر اسکو اُسکی فوج پر جا پڑے فوج کو شکست دی اندر درے کے جو داخل ہوے دیکھا قصرہاے عالی بنے ہوے ہین عیش خانہ اژدر پوش مین آکر دیکھا ایک شخص ہین بیٹا ضرغام تاجدار کا بند ہی رستم نے اُسکو رہا کیا ضرغام تاجدار کو بلوایا باپ کو بیٹے سے ملوایا مقام بیشہ سبز و خرم پایا فرمایا دو چار روز ابھی ہم یہان رہینگے اغلال سے حکم دیا کہ ناموس کو بھی یہان لاؤ اغلال جا کے بہ اعزاز و اکرام ملکہ کو سوار کرا کے لایا رستم نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آئین عیش خانہ مین جلسہ تھا وہانسے اُٹھکر واسطے لینے ملکہ کے چلے ملکہ نے دور سے دیکھا کہ رستم آتے ہین واسطے تسلیم کے خم ہوئین رستم نے چاہا جھپٹ کر ہاتھ تھام لون کہ زمین شق ہوئی ایک پنجہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پنجہ کمر مین ملکہ کی ڈالکر اُڑ گیا رستم آہ کر کے گر پڑے فرمایا کہ ای سمک تمنے دیکھا کہ یہ کیا ہو کر گذرا نظم

ہر گھڑی کرتی تھی عمل گردشِ تقدیر کا
اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا

خون چلایا جب ہوا دیت سایل شیر کا
نوک پستان نے مزا چکھا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی وہان زخم مین ۔ سے لیا کسنے مزا ظالم زبان تیر کا
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے ۔ سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
بھید پنہان ہی نہ کھلے کچھ مگر زبان رکھتا نہین ۔ ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا
شوخیان [illegible] دکھاتی ہین ستے انداز سے ۔ چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا
رات دن جو گذرتے ہین شب آرام سے ۔ تم پر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا
بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی ۔ بوجھ پالا ہے سحر ہی چادر تنویر کا
مرگیا مین ذبح ہو پہلے وہ راحت دوست تھا ۔ کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین ۔ خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا
وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہو چکے ۔ قطرۂ خون بنگیا چھالا لب شمشیر کا
جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ ۔ حوصلہ باقی ہی پھر اس قصر کی تعمیر کا
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی ۔ مائل پرواز ہی کاغذ مری تحریر کا
تھا دم طفلی جو مجھکو شغل آہ سرد سے ۔ آکے جم جاتا تھا میرے منھ مین قطرہ شیر کا
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم ۔ حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا عرض کی آقا نہ گھبرائیے یہ تو ظاہر ہوا کہ یہ کسی ساحر کا کام ہی آکر لیگیا مین پتہ لگاتا ہون مگر حضور اپنے کو درست رکھین مین بہت جلد حاضر ہوتا ہون یہ کہکے سمک روانہ ہوا رستم لشکر کثیر لیے ہوے درۂ کوہ پر اُترے ہوے ہین آٹھ پہر یہی ذکر رہتا ہی کہ دیکھیے سمک کیا خبر لائے مگر سمک یلداتی درے سے نکلا صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی دو پہر کامل رہروی کی تھی کہ سامنے سے ایک باغ معلوم ہوا چند کنیزین ایک باغ سے نکلین ایک کنیز کسی کام کو طرف صحرا کے چلی جب قریب سمک کے پہونچی تو سمک نے اس کنیز کو بے ہوش کیا اُسی کی صورت بنکر کنیزون مین آیا کہا بوا چلو مالک کی خدمت کا وقت ہی ایک نے اُنہین سے کہا ای لا اعذار ہمارے مالک کے ہوش درست نہین ہین جسوقت سے اُس نازنین کو لائے ہین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین کہ کیونکر اس سے وصل حاصل کرون وہ ایسی ہی کہ اُنکا کہنا نہین مانتی ہم لوگون کو حکم ہوتا ہی کہ اُسکو سمجھاؤ

ہماری سمجھانے بجھانے زبانین گھس گئین مگر وہ کسی طرح نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہے
سمک خوش ہوا کہ خیریت تو ملا باتون مین نقشہ پوچھ لیا نام پوچھا کہ لوامین آقاے نامدار
کا نام بھول گئی اُسنے کہا لالہ عذار تمھارے مزاج مین ابھی تک بچپن ہی مالک کا نام
مشہور ہی شنکل فیل زور کیسے کیسے ساحرون کو مارکر اس صحرا مین قبضہ کیا ہی اُسکا
مثل بیان کون ہی نام و نشان دریافت کرکے سمک کنیزون کے ہمراہ اندر باغ کے
آیا دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کے درخت جابجا لگے ہین نہرین
بصد جوش و خروش جاری ہین حوض مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون
کی کیفیت معلوم ہوتی ہی سمک یہ کیفیت دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا چبوترے
پر فرش بچھا ہی مسند پر ایک ساحر سیاہ فام بدانجام بکبر و غرور بیٹھا ہی اور قفس آہنی
مین ملکہ گل رخسار کو دیکھا کہ سرنگون کلیجہ خون مثل برگ خزان دیدہ چہرہ زرد ہو رہا ہی
آنکھون مین حلقے گرا نے پیدا کرنے والے سے دعا کر رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز
و اے رب کارساز میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے یا موت میری بھیجدے نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان بچار سوی زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مبدم شب و روز — شود عنایت مولا و فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ خلق سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آن — کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
جو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خداوندی — ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

سمک نے جو اس حال مین ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر سامنے شنکل کے آیا
کہا اے شہنشاہ اسوقت عجب معرکہ گذرا مین چمن مین سیر کر رہی تھی کہ ایک طائر نے

میرا نام لیکر پکارا مین حیران ہو کے دیکھنے لگی لبواڑی جو پہلے باغ مین ہی دیکھا
اسکے بیچ مین قدرت کھڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ ای لالہ عذار ہمنے تجھکو علم
موسیقی کا اختیار دیا جب تو ارادہ کریگی راگنیان راگ خود حاضر ہونگے مین نے
چاہا کچھ اور پوچھون کہ نظرون سے قدرت غائب ہو گئے مین امیدوار ہون کہ میرا کچھ
امتحان تو لیجیے کہ حقیقت مین کمال علم موسیقی مجھکو ملا یا نہین شنکل نے کہا ای لالہ عذار
کیا خوب شعر کسی شاعر نے کہا ہی بیت کیا ہمنے کیا خاک کوئی رو سکے ۔ جی ٹھکانے
ہو تو سب کچھ ہو سکے ۔ سمک نے کہا ای شہنشاہ ساحران ملکہ کو مین سمجھا لونگی اسطرح
سمجھاؤن کہ آپ کا کہنا قبول کرین قدرت نے میری زبان مین بھی تاثیر دی ہی یہ کہکے
بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

کاش مرجائے کسی کوچے مین ہم ذوقِ نصیب ۔ یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان ۔ تھا بہت مشتاق ان چالون کا اک آفت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے ۔ عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ راحت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغِ عشق دوست ۔ خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
وائے ناکامی کسی کے عاشقِ ناکام کی ۔ دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
شر کی باتین اس سے ول کرتا ہی یارب خیر ہو ۔ وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے ۔ ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آ کر پیش یار ۔ اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم ۔ تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
نقش پائے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال ۔ یہ بھی دور افتادہ تم بھی یار سے فرقت نصیب

اس رنگ مین سمک نے یہ اشعار گائے کہ شنکل بیقرار ہو گیا جب غزل تمام ہوئی
تو سمک نے قفس اٹھا لیا کہا ای شہریار الگ لیجا کر سمجھاتی ہون آپ کا مشتاق
کرکے لاتی ہون یقین ہی کہ آپ کے نام پر جان دے لیکن اسکی آبرو مین فرق نہ آئے
وہ مرتبہ دیجیے کہ بڑے بڑے جادوگر حیران ہون اور اونچے مقام پر کہین کہ شنکل کے

محل مین کیا چہل پہل ہے کلکتی ہے اور لالہ عذار تو کیون دیوانی ہوئی ہے اسکی قید مین ہون چاہے قتل کرے چاہے بخشے لیکن اگر عصمت کو ہاتھ لگائیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی الماس کی انگوٹھی چبا لونگی چاہتا ہے سمک کہ قفس لیکر بارہ دری مین جاے کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی بھائی صاحب ہم بھی آتے ہین شُشکل نے کہا بھائی صاحب آیئے آپ کا گھر ہے سمک یہ آواز سنکر ٹھہر گیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بد خو زشت رو آسمان سے اُترکر آیا شُشکل نے سلام کیا کہا ای بہادر ہیکل کہاننے آتے ہو ہیکل جادو نے جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا چلے آئے مگر یہ کون گنہگار ہے جسکو قفس مین رکھا ہے تو معشوق پری چہرہ ہے عشق پر یہ بدعت شُشکل نے کہا ای بھائی ہیکل مین طرف سے کوہستان کے اُڑتا ہوا آتا تھا کہ اس ظالم پہ نگاہ پڑگئی جمال بے مثال کو اسکے دیکھا دل قابو مین نرہا حقیقت مین عجب دلفریب ہے

نظم

سرو نورستہ و یگانہ ہے | اسکا انداز جادوانہ ہے
سادہ و شعلہ رنگ او رچکار | حور اندام نادرہ گفتار
بذلہ سنجی سے ذوق ہے اسکو | نکتہ چینی سے شوق ہے اسکو
بکھرے بالون کو اُسکے کیا کہیے | دام کہیے کہ دلربا کہیے
دیکھکر جسکو غش ہو آہو چین | لاکھ تار نظر سے مشکین
شوق مین اُسکے مضطرب و پیچان | طرۂ تار سنبل و ریحان
عرق افشان ہے گیسوے پر خم | پردۂ شب مین جس طرح شبنم
نکہت افشان ہے وان ہوئی جب | تارے جھڑتے ہین دامن شب سے
شانہ جب زلف سے گذرتا ہے | حور کے دلکو چاک کرتا ہے
زلف ہے یا کہ ہے شب دیجور | مانگ ہے یا کہ ہے سر رہ نور
گر نزاکت پہ اُسکی دل روئے | بال بال اُسکا پھر گہر ہوئے
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا | شعر شاطر نے یہ ورد کیا
زلف کا کھولنا بہانہ تھا | مدعا ہے سے منھ چھپانا تھا

ای برادر جمال اس محبوب کا دیکھکر مین اپنے ہوش مین نرہا آخر عرق زمین ہوکر اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کس کس طرح اس ظالم کو سمجھایا دن بھر کنیزین سمجھاتی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتی ہے انکار اس ظالم کے سامنے جان دونگا مگر قید سے اسکو نہ رہا کرونگا ہیکل کی جو نگاہ پڑی جمال جہان آراے نازنین دیکھکر کانپنے لگا اپنے ہوش مین نرہا پکار اُٹھا کہ ای برادر

میرا تو عجیب حال ہوا اب زندگی بیکار ہے نظم

وہان سے آنہ سکا جو کہ باریاب ہوا	پیامبر مرے پیغام کا جواب ہوا
اُسیکا فیض تھا عاشق جو یون خراب ہوا	نگاہ مست کو تیری بڑا ثواب ہوا
دعاے وصل کا دیکھو مری اثر اُلٹا	مین نا امید ہوا غیر کامیاب ہوا
ابھی تو شب ہی کو دیکھا تھا بزم مین اپنی	تمہین بھول گئے کیا مین کوئی خواب ہوا
کچھ اُنسے کہنے کو تھے ہم کہ یاس نے روکا	سوال کرنے سے پہلے ہمین جواب ہوا
لکھا تھا انکو کہین مہربان من خط مین	بیان کر نہین سکتا کہ جو عتاب ہوا
ستم ہوا کہ وہ بے پردہ ہوگئے سرِ بزم	نگاہ شوق کا اپنی خود اک حجاب ہوا
ٹھہر سکا نہ کوئی دل مین آکے دم بھر بھی	جگر کو رشک سے پیدا وہ اضطراب ہوا
دکھا دیا جو اثر جذب دل نے حسن اپنا	مری تلاش مین کیا کیا کوئی خراب ہوا
ہم آج چرخ کو پاتے ہین بیقرار بہت	مگر کہین کوئی ناکام کامیاب ہوا
جلال دونون یہ بے دید و بیمروت ہین	کسیکا حسن ہوا یا مرا شباب ہوا

شنکل نے کہا اے برادر ہیکل اپنے ہوش مین رہو بیہوشی کی باتین نہ کرو دیکھتے ہو کہ مین نے جان و مال اپنا اس محبوب پر نثار کیا مین کیونکر قبول کرون کہ دوسرا اسپر قابض ہوتے تو بے دھڑک کہدیا ہیکل نے کہا اے برادر مین نے اسوجہ سے کہا کہ تمکو اگر نہین پسند کیا شاید مجکو پسند کرے شنکل نے کہا مین تجسے چھوٹا ہون تمھارا سن زیادہ ہے مین کیونکر کہون کہ تمکو قبول کریگی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رستم پر عاشق ہے اور کوئی اسکی نگاہ مین نہین سماتا آخر دونون مین تکرار ہونے لگی سمک نے بھی شنکل کو اُبھارا کہ حضور کیسا آپکا بھائی ہے کہ آپکی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالتا ہے اسکو سزا دیجیے کہ ایسا کلمہ اور کوئی مُنھ سے نہ نکالے شنکل تلوار کھینچ کر کھڑا ہوگیا کہا بھائی صاحب جو اپنی جان کو آپ عزیز رکھتے ہین تو یہانسے چلے جائیے ورنہ ایک تلوار ماردونگا ہیکل نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی سحر بھی ہو رہے ہین منھ سے آگ چھوڑ رہے ہین کبھی ایک آگ مُنھ سے چھوڑتا ہے دوسرا پانی مُنھ سے چھوڑکر آگ کو بجھاتا ہے ایک مقام پر شنکل نے ہاتھ مارا

ہیکل نے روک کر کمرگاہ پر ہاتھ مارا کہ ششکل کے دو ٹکڑے ہوئے ششکل کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا کنیزوں سے ہیکل نے کہا اب تم سبکو کیا منظور ہی سبکو پھونک دونگا سمک دوڑکر لپٹ گیا کہا ای ہیکل ششکل اسی لائق تھا آپکا کہنا نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ اب لاشہ بھی کوئی نہ اٹھائیگا ہم آپ کے ساتھ ہین مگر مین ایک بات آپ سے عرض کرتی ہون کہ یہ مشوقہ ہی طلسم کشا کی اسکا عیار آیا ہی ایک گوشے مین بیٹھا ہی آپ چلیے مین بتادون اسکو گرفتار کر کے قتل کیجیے مین بغور دیکھ رہی ہون کہ آپ جب سے تشریف لائے ہین آپ ہی کو مشوق بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی یہ کہکے سمک جھکا کہا ای ملکۂ عالم تم سمک عیار ہی تم اتنا کہدو کہ مین تجھپر عاشق ہوئی پھر دیکھا جائیگا ملکہ نے اشارے سے کہا بھیا یہ کلمہ میرے منھ سے نہ نکلیگا اگر ہو سکے رہا کر کے لے چلو ورنہ مجکو میرے حال پر چھوڑ دو جو میری تقدیر مین لکھا ہوگا وہ ہوگا آج کئی دن گذرے کہ عجب حال مین ہون دن رات روتے گذرتا ہی کیا اس ملعون سے کوئی دقیقہ اٹھا رکھا تھا کہتا تھا سحر کرونگا کہ تو میری محبت کا دم بھریگی بس یہی ایک سحر باقی رہگیا تھا یہ ملعون میرا کیا کریگا یہ سنکے سمک ٹھٹھا مار کے ہنسا کہا لو میان ہیکل بڑے خوش نصیب ہو مشوق تمپر جان دیتی ہی مگر وہ بھی کہتی ہی کہ پہلے عیار کو مار لو ورنہ وہ میرے قتل کرنے کو آیا ہی ضرور مجکو وہ قتل کریگا سمک ہیکل کو لگا کر لپٹا کہتا ہوا کہ وہ سامنے گوشے مین عیار بیٹھا ہی سحر کیجیے کہ زمین پانون تھام لے ہیکل نے بڑھ کے قصد کیا کہ گولا پھینکون سمک نے پشت سے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ہیکل نے چاہا پلٹوں سمک نے جھٹکا مارا کہ ہیکل منھ کے بل زمین پر گرا سمک نے جاب مارا کہ ہیکل بیہوش ہوا سمک نے ہیکل کا سر کاٹا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہیکل جادو بود سمک پلٹا دوڑتے دیکھا کہ قفس ٹوٹا پڑا ہی ملکہ حیران حیران چارہا جانب دیکھ رہی ہی قید سحر بھی نکل گئی سمک نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ دشمن کو مارا لاشہ اسکا زمین پر پڑا ہی ملکہ نے سمک کو آتے ہوئے دیکھا باغ باغ ہو گئین پکار کر آواز دی ای سمک بڑا کار نمایان کیا اب مجکو لے چلو ایسا نہ ہو کوئی اور ساحر آجائے سمک کہتا ہوا آگے بڑھا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تمکو لیے چلتا ہون اور کنیزین تو خائف ہو کر بھاگین سمک نے

قصد کیا کہ قریب ملکہ آؤن کہ ملکہ پر آسمان سے ایک برق چمک کر گری ملکہ کو اُس برق نے اٹھا لیا
ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ برق جا کر اُس ابر مین چھپ گئی لکۂ ابر ایک جانب
چلا سمک نے ابر کو بہ نگاہ غور دیکھ لیا اُسی ابر کے نیچے دوڑا ہوا آتا ہے دیکھتا جاتا ہے کہ
ابر کسطرف جاتا ہے ایک پہاڑ پر جا کر ابر اُترا سمک بھی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا طرف
کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک جادوگر قوی تن قوی ہن سپر و شمشیر آگے رکھے ہوئے جھولی
بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی اُسی نازنین کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے سمک دیکھکر سمجھا کہ یہی ساحر اُٹھا
لایا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے سمک کیونکر اسکو مارون یہ سوچ کر پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ
ساحران مجھے کچھ آپ سے کہنا ہے ساحر نے سر اُٹھایا دیکھا ایک جادوگر بہ شکل عیب چلا آتا ہے
ہاتھ مین ایک کاغذ ہے سر نامے پر مُہر بقراط ثانی کی کہتا ہوا کہ پہلے اسکو پڑھ لیجیے پھر آپکو
اختیار ہے ساحر نے ہنسکر کہا منم برقان ابر سوار مین سیر کرتا ہوا جاتا تھا لاشۂ شنکل و
ہیکل دیکھکر نیچے اُترا نگاہ اس محبوبہ پر پڑی عجب حال ہوا جی چاہتا تھا کہ اسکے گرد پھرون
آخر اُٹھا لایا اب یہان وصل کے لیے اُترا ہون سمک نے بڑھکر نامہ ہاتھ مین دیا برقان
نامہ پڑھنے لگا سمک نے حلقۂ اے کمند مارے برقان کے منھ سے اُف نکل گئی کمند کے
حلقے بہلے سمک زمین پر گرا برقان تلوار کھینچ کر اُٹھا کہتا ہوا کیون او شخص تو کون ہے
تو نے میرے قتل پر کیون کمر باندھی سمک نے کہا میرا نام ہے سمک ہیلداقی عیار ہون
طلسم کشا کا ملکہ مین اس معشوقہ کی تلاش کو نکلا تھا ہیکل و شنکل آپس مین لڑے لڑکر مر گئے آپ
معشوقہ کو لے آئے مین یہان آیا آکر گرفتار ہوا اب آپکو اختیار ہے لیکن اتنا جانتا ہون کہ اگر
مجکو قتل کر ڈالیے گا تو یہ معشوق آپکو قبول نہ کریگی یہ میرے حکم مین ہے اگر مجھے حکم دیجیے تو مین
اسکو رضامند کر دون پھر مرضے اُڑ اسیٔے ملکہ نے جو سمک کو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے
لگی آواز دی اے کس بیکسان و اے مددگار غریبان اس بیچارے کی مدد کر اس گرفتار
کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

بیچارہ سوے جہان روشن است جلوۂ ذات	زنور ذات احد شد ظہور جملہ صفات
رسند بمنزل مقصود راہرو آخر	رہ سلوک اگر طی کند بپاے ثبات

غرور و فخر و تکبر مکن اگر مردے
نہان نہ دیدۂ مردم بخاک گور شوی
سر نیاز بنہ مثل بندگان خدا
ز شک و وہم و گمان و خیال بیرون شو
یقین بدان کہ بغیرت بغیر تو ندہد

برین قیام دو ساعت برین دو روزہ ثبات
اگر تو نوش کنی مثل خضر آب حیات
بخاک عاجزی و بندگی و تسلیمات
کہ حق ترا برساند بپایہ اثبات
ہر آنچہ بہر تو رازق نوشتہ است برات

اِدھر بیقرار ہوکر ملکہ نے دعا کی اور اُدھر برقان اُٹھا کہ سمک کو قتل کرے کہتا ہے کہ مین سنتا تھا عیار بلاے روزگار ہوتے ہین آج دیکھ لیا سمک کہتا ہے کہ اے شہنشاہ ساحران میری بات تو سن لیجیے برقان مبہوت ہورہا ہے تلوار کھینچے ہوے طرف سمک کے جاتا ہے اور ملکہ اشک حسرت بہا رہی ہے کہتی ہین افسوس ہے اس بیچارے نے میرے واسطے مشقت کی یہ یون قتل ہوتا ہے اگر شاہزادہ بچی تورستم کو کیا مُنھ دکھاؤنگی فرمائینگے میرے عیار کو قتل کرا ڈالا ہاے مین کیا کرون کیونکر اسکو بچاؤن قضاے کار زعفران پوش کہ نور الدہر سے لنکر فکر وہ مین اُنکی تھی آسمان پر آکے یکی دیکھا کہ ایک عیار طرار زیر تیغ بیٹھا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے کار دہر جھولی سے نکالی اسم سحر کامل پڑھا اور چھری کو خوب تیار کرکے نعرہ کیا کہ باش اے نامرد کیون اس غریب کو قتل کرتا ہے برقان نے سر اُٹھایا زعفران پوش نے کارد پھینک ماری پیشانی پر پڑی کہ توڑ کر گدی کے پار گذری ہاتھ بھی چمکایا کئی برقین بھی گرین برقان کے چار ٹکڑے ہوے مرنا برقان کا کہ اندھیرا ہوگیا زعفران پوش نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا آنی پکار کر آواز دیدی کہ اے عیار طرار آگاہ ہو تم زعفران پوش کنیز طلسم کشادہ بھی جنگ کرتے ہوے آتے ہین زعفران پوش تو روانہ ہوگئی سمک نے عطر بیہوشی سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لیچلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے ایک صحرا مین سمک کا گذر ہوا اس دشت مین ایک عیار رہتا ہے کہنگ تیز پا اسکا نام ہے چار پانچ سو شاگرد دے دشت مین پھرا کرتا ہے اسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش آتا ہے کہنگ تیز پا نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گھیر کر پشتارہ چھین لو شاگرد کہنگ کے کہ جو فنون عیاری مین طاق تھے تیغ کھینچ کر نکلے اور

سمک کو للکارا کہ او جانے والے شہر جا پشتارے مین کیا ہی ہمکو دکھا دے سمک نے کہا اس پشتارے مین وہ شی ہی کہ دکھلانے کے لائق نہین ہی ایک نے بڑھکر نیمچہ مارا سمک بیٹھ گیا نیمچہ زمین پر پڑا وہ عیار جھکا سمک نے پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانؤن عیار کے اُڑ گئے سمک آگے بڑھا دوسرے نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے سمک نے جست کرکے کمند کو خالی دیا اور حلقہ کمند کا عیار پر ہاما عیار کے گلے مین حلقہ پڑا ایک جھٹکا مارا کہ عیار منھ کے بھل گرا سمک نے نیمچہ مارا کہ سر جا بسکا اُڑ گیا تیسرا عیار بڑھا اُسنے پتھر مارا سمک نے پتھر کو پتھر پر روکا دوسرا پتھر اس خوبصورتی سے مارا کہ عیار کا سر پھٹا چیخ کھا کر زمین پر گرا چوتھا غائب ہوا تین لاشے جو تڑپتے ہوے دیکھے بھاگ کر پاس کہنگ کے آیا کہا استاد تو ہلاے روزگار ہی تین شاگرد اُسنے آپ کے مارے اور دیکھے راہ طی کرتا ہوا جاتا ہی جب تین ساتھی میرے مارے گئے مین بخوف جان بھاگ آیا اب آپ بڑھکر مقابلہ کیجیے کہنگ حلقہ ہاے کمند لیکر چھپتا کنارے پر صحرا کے آکر للکارا کہ او پشتارہ بدوش شہر جا خبردار آگے نہ بڑھنا تو نے میرے تین قوت بازو قتل کیے ہین بغیر مارے تمکو نہ چھوڑونگا سمک کو غیرت آئی کہ نہین معلوم یہ عیار کون ہی سمجھے گا کہ میرے پکارنے سے نہ ٹھیرا پشترے سے کھڑا ہوا کہا کہ آئیے دیکھون آپ کیسے ہین جانتا ہون کہ قضا آپکی دامن گیر ہی کہنگ نے سمک کو جو پشترے سے کھڑا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی یہ سوچ کر پتھر کھینچ مارا سمک نے پتھر خالی دیا کئی پتھر کہنگ نے مارے سمک نے خالی دیے جب چوتھا پتھر مارا تو سمک نے جرات دکھائی کہ پتھر کو ہاتھ مین روک لیا اور وہی پتھر کو کلہ کو پھن مین دیکر کہنگ پر مارا کہنگ پیچھے ہٹا سمک نے پتھر مار کر حقۂ آتشبازی کھینچ مارا حقہ آتشبازی جو قہقہ کرکے چلا کہنگ بھاگا کانٹون کا جنگل تھا اُسپر جاکر حقہ پھٹا جنگل جلنے لگا کہنگ نے اپنے کو بچایا سمک نے ہرچند للکارا کہ او بھگوڑے شہر جا پشتارہ تو دیکھ لے جنگل دہڑ دہڑ جل رہا ہی کہنگ نہ آیا سمک یلداقی طرف لشکر کے چلا مگر کہنگ کو بڑا قلق ہی جی مین کہتا ہی کہ یہ کون تھا عجب حرکت کر گیا بڑا کام کر گیا مگر خبر منگاؤن کہ یہ کون شخص تھا اور پشتارے مین کیا لیگیا ایک شاگرد کو حکم دیا کہ جاکے دریافت تو کر کہ کسکا عیار ہی اور پشتارہ کہان لیگیا مین لشکر

مین جاکر اسکو گرفتار کرونگا شاگرد برائے دریافت خبر چلا یہان رستم ہر وقت سمک کی یاد کرتے
ہین فرمایا کرتے ہین کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری رفقا عرض کرتے ہین
انشاء اللہ سمک بخیر و خوبی آئیگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین غل ہوا رستم نے پوچھا یار و خیر تو ہی
سب نے کہا حضور مہتر سمک عیار ایلداقی آئے ہین رستم باہر نکل آئے جیسے ہی سمک
دکھائی دیا پکار کر آواز دی ای مونس وغمگسار و ای یار وفادار بیت از کجا میرسی ای ۔ ۔
فرخندہ قدم ہا و قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ہا سمک نے عرض کی ای آقائے نامدار
ملک عالم کو تو لایا مگر بڑی جفائین اٹھائین شکر ہے کہ بخیر و عافیت پہونچا رستم نے کہا ای یار
وفادار اگر تم دو تین دن اور نہ آتے تو مجکو زندہ نہ پاتے اپنا تو یہ حال تھا نظم

مری داستان فراق نے شب وصل عجب مزا دیا
کہیں مین نے رو کے ہنسا دیا کہین اُسنے ہنس کے رلا دیا

تجھے کوچے کا کبھی راستہ جو صبا کو ہمنے بتا دیا
تو اُدھر سے ہو کے جدھر گئی اُسے خاک ہی مین ملا دیا

شب وصل چارہ گری مری تیرے التفات نے خوب کی
کبھی زخم سینے کے بھر دیے کبھی داغ دل کو مٹا دیا

کہین دیکھنے کا تو حوصلہ کرے کوئی جلوۂ یار کا
جو کلیم سے سر طور تھا وہ حجاب ہمسے اٹھا دیا

مین خیال یار مین سو گیا تو یہ خواب مین بھی اچھل پڑا
مری آنکھ لگ گئی جب ذرا دل فتنہ گر نے جگا دیا

ترے دل کا چھپ کے کیا ہے خون انہی شوخیون کے نباہ نے
ابھی ایک کشتہ کی لاش کو تہ خاک ہمنے چھپا دیا

پس مرگ یار جلاؤ گے سر قبر تم کے چراغ کیا
کئی بار زیست مین تمنے جب مجھے زندہ دلکو بجھا دیا

نہ گلہ اسمین شکوہ ہے دوست کا نہ عدو کی ہے کچھ خطا
مجھے اٹھ کے درد جگر نے خود کسی انجمن سے اٹھا دیا

جو بقا ہے نقش مراد کی تو نہین نشان جلال ہی
یہ سمجھ لو نگیا آپ ہی کہ اُسی کو اُسنے مٹا دیا

سمک بیقراری پر رستم کی رونے لگا کہا غلام کو بھی یقین تھا کہ اگر خالی پہنچونگا تو آقا کو بہت
شاق ہوگا اب مناسب ہو کہ طرف قصر سکندری کے چلیے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض
کی شاپور شیر دل در دولت پر حاضر ہے رستم نے شاپور کو سامنے بلوایا شاپور عجب
حال سے آیا گریبان پھٹا ہوا چہرہ زرد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رستم نے پوچھا کیون
ای شاپور خیر تو ہے شاپور نے عرض کی ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ ایرج نوجوان و قاسم
عالیشان و جہانگیر والا تبار و دیگر چند سردار بعد عظم و شان طرف قصر سکندری کے

جاتے تھے کہ ایک پہلوان ہامان شنگر دنامے مقابلہ مین آیا طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا ایرج
نوجوان کسی کا میدان مین نکلنا نہین چاہتے ہین نکل کر اُس سے مقابلہ کیا تین پہر مین اُسکو زیر
کر لیا اُسنے بہ مکر اطاعت کی غلام نے شاہزادے سے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہے
مگر آقا نے کچھ سماعت نہ کی اُس پہلوان مکار نے رات کو جلسہ آراستہ کیا مین شراب و کباب کو
دیکھتا جاتا تھا جو شئے سامنے آتی تھی اُسکو دیکھ لیتا تھا اُس مکار نے جب دیکھا کہ اس عیار کی وجہ سے
بیہوشی نہ دے سکونگا مجھسے کہا باہر جو سردار ہین اُنکو بھی بلا لاؤ مین شاہزادے سے کہکر اُٹھا کہ
جب تک مین نہ آؤن تب تک آپ شراب نہ نوش فرمایئے گا میرے جاتے ہی اُس مکار نے
اپنے ہاتھ سے ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ کو شراب بدبلائی جب مین دربار مین آیا تو مین نے
سردارون کا رنگ دگرگون پایا اب کیا کر سکتا تھا مین نے ایرج کو اشارہ کیا کہ اُٹھ چلیے
نشے مین تو بیٹھے ہی تھے ٹیک کر تلوار کو اُنھے اُٹھتے ہی گر کر بیہوش ہوے قاسم و جہانگیر بھی
گر کر بیہوش ہوے مین نے پکار کر کہا کہ او مکار اس مکاری کی سزا پائیگا اُسنے اشارہ کیا
کہ اس عیار کو گرفتار کر لو مین نے خنجر کھینچا آپ کے گھر کا غلام ہون کئی سو جوانون کو مار کر
ڈالدیا جب وہ خود میری جانب چلا تب مین بارگاہ سے نکل کر بھاگا ایک جنگل مین آکر چھپا اوذر
جادوگریان جو ایرج نوجوان کے ساتھ ہین اُنکو ایرج نوجوان نے برائے تحقیق حال لوح
پہلے ہی روانہ کر دیا تھا مین چلا تھا کہ جا کر نور الدہر سے اطلاع کرون کہ راہ مین آپکے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر پائی منظور ہوا کہ آپ سے عرض کرون وہ اُن سب قیدیونکو
لیے ہوے یہان سے پانچ کوس پہ صحرا ہے اُس طرف سے جائیگا رستم نے فرمایا کہ مرحبا او سمک
بانہاے عیاری سے آراستہ ہونے لگا رستم نے کہا ای سمک تم لشکر مین رہو سمک نے
عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگا شاپور نے بھی کہا حضور عیار کا ساتھ رہنا ضرور ہے رستم
جانتے ہین کہ شاپور وہ عیار ہے کہ جسکو خواجہ فخر دودمان عمرو کہتے ہین اور فرماتے ہین
کہ ہماری وراثت یہی سنبھالیگا ہر چند کہ چالاک نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اور دوسرا
یہ مرتبہ چالاک کو ملا کہ ساتھ نہ دیا افراسیاب کے منعقد ہوا کل ہوشربا پر اسی کا قبضہ ہے
سلطنت [illegible] تمام چالاک ہے مگر خواجہ شاپوری کو پسند فرماتے ہین جب شاپور

نے کہا کہ عیاروں کا ساتھ ہونا ضرور ہی رستم خاموش ہو رہے سرداران موجودہ کو ہمراہ لیکر طرف
لشکر ہامان شبگرد کے چلے قریب شام اُس صحراے پرہول مین پہونچے دیکھا لشکر ہامان
اُترا ہی ایک خیمہ سیاہ وسط لشکر مین ہی اُس خیمے مین سب سردار مقید ہین زنجیرین ہلا رہے ہین
بارہ ہزار نگہبان نیزے ہاتھون مین لیے ہوئے گرد بیٹھے ہین ہامان کا بھائی سوہان شبگرد
بارہ ہزار جوانون سے طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی رستم نے
جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یارو مین شبخون کرتا ہون ضرغام تاجدار و ہزبر
اژدر سوار و نشان صف شکن قزاق و آلاگر د و مالاگر د و اغلال قزاق وغیرہ
سب نے یہی عرض کی بسم اللہ رستم نے بلا تکلف گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا نعرۂ رستم
ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے سردارون نے نعرہ کیا لڑتے ہوئے چلے سوہان
کو خبر ہوئی کہ علم شاہ آپڑے گینڈے کو بڑھا کر بڑھا رستم نے جو سوہان کو آتے ہوئے دیکھا
مقابلہ مین پہونچے سوہان بھس پڑا رستم نے وار روک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ
ڈال کے اُٹھالیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ساتھ والے اُسکے ٹوٹ پڑے اسقدر تلوارین
اور تیرے رستم پر چلے کہ کئی زخم کھائے کمر زنجیر سوہان کی کٹی سوہان زمین پر گرا سوہان
نے چاہا اُٹھکر بھاگون رستم کو نہایت غصہ تھا گھوڑے سے کود پڑے اُس مقام پر خوب تلوار چلی
ہزارہا آدمی رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے پہلوان اُدھر کے چاہتے ہین کہ سوہان
کو اُٹھالین رستم کسی کو قریب نہین آنے دیتے وہ جگر شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کمان عمود سے
صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی مگر ہر طرف سے بلوہ زیادہ ہوتا جاتا ہی آخر بلا زور اٹھکر
سوہان کو لے بھاگے ایرج نوجوان نے جو نعرۂ رستم کی صدا سنی قاسم سے کہا کیون اے
قبلہ و کعبہ اب جد عالی تبار آکے قید سے رہا کرین تب رہائی پائین یہ کہکے زنجیرین ہلانے
لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید وہ سخت ہی کہ زنجیرین نہین ٹوٹتین مگر ہامان شبگرد
پڑا ہوا سو رہا تھا خدمتگارون نے بیدار کیا کہ حضور اُٹھیے کوئی آپ کے لشکر پر شبخون آیا
ہی ہامان اپنے مقام سے آنکھین ملتا ہوا اُٹھا باہر آکر کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ گینڈا لاؤ مگر بلا زیم اسقدر

بدحواس ہین کہ کوئی ہامان کی نہین سنتا چلاکر ہامان نے کہا ارے یارو کیون اسقدر گھبراتے ہو بھاگے
بھاگے پھرتے ہو کہ چند ملازم روتے پیٹتے سامنے آئے سوہان کو لاکر زخمدار سامنے ڈالدیا کہا ای
شہریار رستم فرزند صاحبقران چالیس سرداران زبردست سے آپ کے لشکر پر اسے
شبخون آئے ہین لشکر تمام پراگندہ ہورہا ہو بھائی صاحب آپ کے رستم کے ہاتھ سے زخمی ہوے
قیدی بگڑے ہوے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین ہامان نے کہا گینڈا امیر الاذاب شکست لشکر
درست نہ ہوگی مین ان قیدیون کو بالاے ہفت کوہ لیجاون گینڈا آیا گینڈے پر مسلح ہوکر سوار
ہوا مقام قیدخانہ پر آیا ارابے منگوائے ہرچند کہ یہ جوان بگڑے ہوے تھے مگر ان سب کو
ارابون پر سوار کیا اور لیکر چلا تھوڑی دور نکل گیا تھا کہ رستم کو خبر پہونچی سمک نے بھی آکر عرض
کی کہ ہامان ستمگر قیدیون کو لے جاتا ہو رستم نے گھوڑا اُس طرف بڑھایا سرداران رستم تو
لشکر باقی ماندہ سے جنگ کرنے لگے مگر رستم نے پیچھا ہامان کا کیا ہامان جب پلٹ کے دیکھتا ہی
اکیلے رستم کو شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے دیکھتا ہو رستم گھوڑا بگٹٹ دوڑائے چلا رہے
ہین جو راہ مین مل گیا اُسے علف شمشیر آبدار کیا ہامان نے قیدیون کا لینا غنیمت جانا دو ہزار
جوان اسکے ساتھ ہین بھاگا ہوا جاتا ہو نصف فوج کو اسنے اشارہ کیا کہ تم رستم کو روکو مین بالاے
ہفت کوہ پہونچ جاؤن ہزار جوانون نے آکر رستم کو گھیرا مگر رستم نہین رُکتے ہامان
بھاگا ہوا ہامان ہفت کوہ مین پہونچا چاہتا ہو پہاڑ پر چڑھ جاؤن کہ طرف سے ہفت کوہ
کے گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ مشقال تیغ زن ساتھ ستر ہزار جوان
پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہو ہامان کو جو بدحواس دیکھا پوچھا کیون ای پہلوان اسقدر کیون
بدحواس ہو ہامان نے کہا ایک جوان مثل شیر گرسنہ ہمارے تعاقب مین ہے مین قیدیون کو
لیکر بھاگ نکلا مگر وہ جوان پیچھا نہین چھوڑتا مشقال نے پلٹ کر ملازمون کو دیکھا کہا ارے
جلد جاؤ فیل مردم در کو کھولدو وہ جو فیلبان اُسپر سوار ہوتا ہو اسکو حکم دو کہ جاکر رستم
کو روکے اور ہاتھی کو اشارہ کرے وہ فیل آج تک کبھی کھولا نہین گیا اب جو رہائی پائیگا کیسی
آفت برپا کریگا ملازمون نے جاکر فیلبان کو اٹھایا کہا فیل مردم در کو لیجاؤ مشقال نے حکم
دیا ہو کہ جاکر رستم کو روکو جب تک ہاتھی انکو روکیگا یقین تو یہی ہو کہ ہم لوگ بہ خیر و عافیت

ہفت کوہ پر پہونچ جاوینگے ہاتھ سے اُس ظالم کے امان پاوینگے فیلبان نے آکر ہاتھی کو کھولا
اور آپ جست کرکے گردن پر ہاتھی کی بیٹھا کجک ہاتھ مین لی پہری دست کہتا ہوا لیچلا یہان
رستم مصروف جنگ تھے دامن ہفت کوہ مین تلوار چل رہی ہو کہ سامنے سے دیکھا ایک پہاڑ
کا پہاڑ فیل مست آتا ہو اتنا بڑا ہاتھی ہو کہ کوہ سے مثال دینا اُسکی حقارت ہو درختون کو پامال
کرتا ہوا آتا ہو جس درخت کے قریب پہونچا بھسونڈ اُٹھاکر جڑ سے اُکھیڑ لیا کئی سو درخت پامال
کرتا ہوا آتا ہو دور سے فیل کی نگاہ رستم پر پڑی فیلبان نے جو اشارہ کیا فیل چک کر چلا
رستم کو جو لوگ گھیرے ہوے تھے وہ تو سب بھاگے لیکن رستم نے دیکھا کہ ہاتھی پلک سے قریب
آیا ایک چنگھاڑ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا ہرچند رستم روکتے ہین مگر نہین
رکتا ران سے نکلا جاتا ہو آخر رستم ناچار ہوکر پشت مرکب سے کود پڑے تیغ برق مثال کھینچے
ہوے سامنے فیل کے پہونچے فیل نے بھسونڈا بڑھایا رستم نے ہاتھ بڑھا دیے اُسنے بھسونڈے
مین ہاتھون کو لپیٹا رستم نے اور ہاتھون کو ڈھیلا کیا اُسنے تو اپنے نزدیک گویا گرفتار کر لیا اور
رستم نے بھسونڈا تھاما کہ اُنگلیان بھسونڈے مین اُتر گئین اور دونون پاؤن پیرونیر فیل کے
رکھے نعرہ اللہ اکبر کرکے جھٹکا مارا مع زنجیر سے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھاکر گرا دہ حال ہوا
کہ زمین تھرا گئی منقال ہامان وسوہان کو ساتھ لیے ہوے طرف ہفت کوہ کے چلا کوہ اول
پر آکر ساٹھ ہزار جوان چھوڑے اور کہا کہ خبردار یاروا اس راستے سے رستم نہ گذرنے پائے
بڑا صاحب طاقت ہو کہ فیل مردم در کو مار لیا دوسرے کوہ پر آکر چالیس ہزار جوان مقرر
کیے تیسرے کوہ پر تیس ہزار الغرض ساتون پہاڑون کو مضبوط کرکے آٹھوین کوہ پر قید یونکو
لایا کہتا تھا یار دیہ وہ مقام ہو کہ مجھ ایسا پہلوان اس ہفت کوہ مین رہتا ہو بڑے بڑے شاہون
کو لوٹ لیا دو دو لاکھ کا لشکر بادشاہ لائے دامنہ ہفت کوہ مین پڑے رہے آخر ناچار ہوکر
چلے گئے یہ اکیلا کیا کریگا یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن دریاے
خون مین نہائے ہوے تیغ کپتان کھینچے ہوے طرف سے صحرا کے نمایان ہوے خیال کرکے
دیکھا کہ پہاڑ انتہا کا بلند و مرتفع ہو اگر کوئی سر اُٹھاکر دیکھے تو کلاہ سر سے گر پڑے رستم نے کچھ
خوف نہ کیا دامن گردان کے قریب گئے ٹیون سے آنے جھنڈی پکڑی اور جست کی اس طرح

گھاٹیون کو طی کرتے ہوے چلے بالاے کوہ اول پہونچے ساٹھ ہزار جوان کہ جو یہان موجود تھے انھون نے تلوارین کھینچ کر رستم کو گھیر لیا رستم بھی اُن سب سے لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بائین ہاتھ مین گرد اسپر کا جب ادھر مار دی دس دس آدمی تلے اوپر گرتے ہین تیغہ کپیتان بالاے کوہ چمک رہا ہی رستم چاہتے ہین غول سے ان سب کے نکلون مگر وہ لوگ جان دیے ہوے لڑ رہے ہین آگے نہین بڑھنے دیتے اگر دس کو قتل کیا تو سو اُس مقام پر آگئے اور ایرج نوجوان وغیرہ کہ آٹھوین کوہ پر مقید ہین اُنکو نیزے دار گھیرے ہوے ہین جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قید کو توڑین نیزے دار نیزے چبھوتے ہین سرنگون خاموش ہین دیکھ رہے ہین کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین بالاے کوہ اول وہ ہنگامہ ہی کہ ساٹھ ہزار سوار و پیدل کے افسر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جس طور سے رستم جنگ کر رہے ہین کبھی ایسی جنگ صاحبقران کو نہین پڑی قاسم عش عش کر رہے ہین اور دعا مانگتے ہین کہ ای پروردگار قبلہ و کعبہ کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا نا دیکھیے تقدیر کیا سامان دکھاے تیری عنایت ہر مقام پہ شریک ہی تو وحدہٗ لاشریک ہی ہمکو اس آفت سے بچاے نظم

ز روے گل تو بنمائی بگلشن چہرۂ زیبا	کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردۂ برپا	تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسفی خود کردہ بودی گرم بازاری	تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی	بموسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون	کنند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان	برآوردی تو از آب مصفیٰ لؤلؤ لالا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی	ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی	بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

مگر رستم نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے لاشون کو روندتے ہوے جست کرتے ہوے دوسرے کوہ پر پہونچے دیکھنے والون کے ہوش اُڑ گئے کہتے ہین کہ یان و جرأت اسکا نام ہی جو ارادہ کیا اجتک وہی قصد ہی دوسرے کوہ پر

بڑھنے لگے ہر چند خطا شعار تیر مارتے ہین نیزے چمکاتے ہین مگر رستم ایک طرح سے لڑتے
ہوے جاتے ہین راہ کے پتھرون کو طے کیا گھاٹیون کو فراز کر بالاے کوہ گئے پہونچتے ہی نعرہ کیا
اس درہ کوہ پر جو چالیس ہزار جوان موجود تھے فوراً مصروف جنگ ہوے دیر تک تلوار چلی
رستم نے کئی سو افسرون کو مارا کئی سو کو گردن پکڑ کے نیچے ڈالدیا کہ استخوان اُنکے ریزہ ریزہ
ہوگئے منقال ساحر والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی کہتا ہی یارو ہفت کوہ پر کبھی ایسی
خونریزی نہین ہوئی آج تو سامان برسات ہی کہ سر خود سرون کے مثل اُولون کے برس رہے ہین
اور دریاے خون جاری ہی زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی مگر رستم کی جرات مین فرق
نہین ایک طور پہ جنگ کر رہے ہین جس غول پہ جا پڑے اُس مجمع کو متفرق کر دیا لیکن قیامت
کا بلوہ ہی اگر سو جوان ایک مقام پر مارے گئے تو دو ہزار جوان آکر اُس مقام پر جمع ہو گئے
دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی اور منقال پکار رہا ہی یارو جی داری کرکے لڑو سپہر مین تمھاری
زر دوجواہر سے بھر دونگا ایک ایک کو غنی کر دونگا پہلوان کیسے کیسے ارادے کرکے آتے ہین مگر
ہاتھ سے رستم کے مارے جاتے ہین جب رستم نے دیکھا کہ یہ لوگ نہین ہٹتے دامن گیر دانا ایک
سردار کلان جو مقابلہ مین آیا تھا اُسکی کلائی پکڑکے تلوار چھین لی اور اُسکو بائین ہاتھ مین بجاے
سپر لے لیا جب کوئی کافر حربہ کرتا ہی اُسی پر روکتے ہین اہل فوج حربہ کرنے سے رُک گئے
کہ اپنے ہاتھ سے اپنے سردار کو کیونکر زخمی کرین رستم اسی طرح لڑتے بھڑتے کافرون کو قتل
کرتے ہوے بڑھے چلے جاتے ہین الغرض اسی شوکت و شان سے رستم دن بھر لڑے اب وہ
وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پہ ڈالی اور جنازہ فلک پہ سوار ہوکے طرف دشت
تنہد کے چلی وہ اندھیرا رات کا وہ پہاڑون کا راستہ اب رستم چوتھے کوہ پر آکے جم گئے رات
بھر اُسی مقام پر شمشیر زنی کی کفار جب فتیلے روشن کرتے ہین رستم اُسی روشنی مین لڑتے
بھڑتے بڑھتے ہین جب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کا شانہ مشرق سے نکلا فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیے ہوے اور شہنشاہ ماہ تابان سفید پوش نے شکست فاش کھائی اور طرف
قلعہ مغرب کے بھاگا فوج ثوابت و سیارگان اُفتان و خیزان ہمراہ ہی قلعہ مغرب مین آکر
پناہ گزین ہوا شہنشاہ زرین پوش جہر نے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر توسن فلک پہ جلوہ

فرمایا تمام عالم کو منور و روشن کیا رستم نے خیال کرکے دیکھا کہ پانچوین درۂ کوہ پر بین گھرا ہوا
ہون اور منقال پکار رہا ہے یارو آٹھ پہر جنگ کو گذرے ایک شخص کو نہین مار سکتے ہو
حقیقت مین یہ جوان یکہ تاز میدان جلالت وصف شکن معرکہ حشمت ہے اب دو درۂ کوہ بیچ
مین باقی ہین مین بھی آتا ہون یہ کہکے ہامان وغیرہ کو ساتھ لیکر بڑھا پانچوین درۂ کوہ پر آکے
نعرہ کیا کہ ہم منقال تیغ زن ساتھ والے اسکے یکجا ہو کر رستم پہ گرے رستم کو لڑتے
لڑتے آٹھ پہر گذرے ہین کلائیون پر ورم آگیا ہو قبضۂ تیغہ کپتان پر ہاتھ پڑا ہوا شیر انداز ہے
ہین کہ منقال لڑتا ہوا قریب پہونچا للکارا کہ اے رستم مین تمھارے مقابلہ کا مشتاق ہون مگر
رستم پیدل وہ گینڈے پر سوار کہ اُٹھے آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے گرداسپر کا سر پہ کھینچا
تلوار کو منقال کی سر کا زیر شکر کر دامن مین کھس کر دونون ہاتھ پیٹ مین کر گردن کے لگاکر زور
کیا نعرۂ تکبیر کی صدا دی اللہ اکبر کہکے مع گینڈے منقال کو اُٹھا لیا چرخ دیتے ہوے لے چلے
فوج نے گھیرا ہامان کی جو شامت آئی قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے مع گینڈے منقال
کو ہامان پر کھینچ مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے رستم نے درۂ کوہ سے جست کی اور چھٹے
کوہ پر پہونچے منقال نے گرتے گرتے پکار کر آواز دی تھی کہ ہان یارو تم قیدیون کو تو
مار لو ایسا نہ ہو وہ لوگ رہائی پاوین تو اُنکو کون روکیگا اسی بیٹھے کے وہ بھی شیرین بارہ ہزار
جوان تلوارین چمکاتے ہوے ایرج و قاسم و جہانگیر پر جا پڑے ایک شخص نے بڑھکر ایرج
پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی سر پر اُس
جوان کے ماردی کہ اُسکا سر پھٹا ایرج نے نعرۂ شیرانہ کیا بیت ملک ایرج آن آفتاب
منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ٭ قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ہر چند کہ بدن
سے سراتے خون کے بلند ہوے مگر ایک پہلوان کو مار کر تیغ و سپر لی لڑتے ہوے قریب
قاسم کے پہونچے دیکھا ایک جوان قاسم کو قتل کیا چاہتا ہو آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
للکارے کہ او نامرد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا اُس جوان نے پلٹ کر ایرج پر ہاتھ تلوار
کا مارا ایرج نے تلوار چھین کر پھینک دی مع گینڈے اُس پہلوان کو اٹھا لیا اور قاسم کو
آواز دی قبلہ و کعبہ اُٹھیے جد عالی تیار دس پہر کوشش کرکے یہان تک پہونچے ہین وہ

دیکھیے ساتوین پہاڑ پر آتے ہین یہ کہکے بڑھے قاسم کی قید کاٹی قاسم نعرہ کرکے اُٹھے نظم

آفتاب مشرق دین پروری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دمِ تیغ شستم زمین

دیگر

شہسوار لعل پوشش خاوری
زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

کئی جوانون کو مار کر قریب جہانگیر پہونچے پکار کر آواز دی ای عم نامدار اُٹھیے قبلہ و کعبہ کی جرأت ملاحظہ فرمائیے یہ سات پہاڑ فتح کرنا اور لڑتے ہوے آنا اُنھین کا کام تھا اس جنگ کو دیکھ رکھیے یقین ہو کہ اس داستان شوکت بیان کو ضرور قمر صاحب لکھینگے بنام ہفت کوہ دست رستم صاحب شوکت وحشم پر کس خوبصورتی سے ہوئی کہ پہاڑ و نپر کھلبلی پڑ گئی جہانگیر نے بھی قید کو توڑا اپنے رفیقون کو رہا کیا ہرچند کہ زخم کھائے مگر رفیقون کا بڑا اقبال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی زوال آجائے جب سب سردار چھوٹے ساتوین درہ کوہ پر خوب تلوار چلی دن قلیل باقی تھا کہ فوج مشقال کے پاؤن اُٹھے بھاگ کر داخل قلعہ ہوے ایرج وغیرہ خندق پر آکے رُکے حیران ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی اور صحراے گرد اڑی وہ چالیسون سردار جو فوج ہامان سے لڑ رہے تھے جنگ کو فتح کرکے اسوقت یہان آکر پہونچے وہین سے نعرہ کیا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا ستم آلا کر دوما لاگر دو غیرہ سبھون نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ رستم خندق پر جھوم رہے ہین فوج کفار قتل ہوئی جو قلعہ مین گھس گئے ہین اُنھون نے دروازہ بند کر لیا ہو جانتے ہین کہ جب سو پہلوان زور لگاتے ہین تب یہ دروازہ بند ہوتا اور کھلتا ہو کون اندر قلعے کے آسکیگا مگر رستم نے جو دیکھا کہ ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ حیران کھڑے ہین تیغہ کپتان کو ٹیک کر جست کی کہ خندق کو فرا گئے قریب پھاٹک کے آکر دست حق پرست اپنا بڑھایا چول مین پھاٹک کی ڈالدیا نعرہ تکبیر کہکے ہتہ مارا کہ پھاٹک تھرایا اِدھر ایرج نے آکر پھاٹک پہ گرز مارا کہ پھاٹک گرا مگر رستم جو پھاٹک سے لپٹے ہوے تھے غش کھاکے گرے کفار نے چاہا کہ علمشاہ کو مار لین قاسم و جہانگیر تلوارین کھینچے ہوے آئے گرد رستم چرخ مارنے لگے کسکی مجال تھی کہ ان شیرون کے مقابلہ مین آتا جو بڑھا ہاتھ سے قاسم کے مارا گیا ایرج نے جو دادا کو

اپنے فرش خاک پر پڑے ہوے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا سر سے پانک جار ابلباس خون آلود قبضہ شمشیر ہاتھوں میں جما ہوا ایرج ہاے جد عالی تبار کہکر قریب پہونچے زمین پر بیٹھ گئے اور رستم کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے پکارا دادا جان آنکھ کھولیے ہم سب گھبراتے ہیں رستم نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ قاسم و جہانگیر تو لرزتے ہوے اندر قلعہ کے پہونچے مگر ایرج نوجوان سر زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہی سمک بلداقی تلوستے ملا را ہو رستم اُٹھ بیٹھے ایرج نے کہا دادا جان آپنے بڑی تکلیف اُٹھائی رستم نے کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر اکثر ایسی جنگیں پڑی ہیں غرور ہی باختر پر جب دو دہ زنگی کو مارا ہی تو چار سو اُسکے بیٹے اسی فکر میں تھے کہ کسی طرح رستم کو قتل کریں مگر بعنایت پروردگار اُن سب کو شکست دی اور قلعہ پر قبضہ کیا یا بالاے چرن کوہ قباد و شہریار پر جب لندھور نے بلوہ کیا تھا عشق میں ملکہ مہران فیل زور کے چاہتا تھا کہ اس شہریار کو قتل کرون میں عین وقت پر پہونچا اور لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا لیا مگر سیر اگر دہ پھٹ گیا تھا قتل ناے کار اُسی وقت قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان طلسم شعلہ جنگی فتح کرکے پہونچے اور اُنھون نے وہ نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی اور پھر میرے سرھانے بیٹھ کر رو رو کے دعا کی کہ پروردگار نے مجکو صحت کامل مرحمت فرمائی ویسی ہی یہ جنگ بھی تھی مگر اسوقت ہاتھ دستگیری نہیں کرتے قدموں سے ثابت قدمی علیحدہ ہو گئی دل قابو میں نہیں ہی شکر ہی پروردگار کا کہ تم لوگوں نے رہائی پائی یہی آرزو تھی کہ بے تمکو رہا کیے نہ پلٹوں وہ مراد پوری ہوئی حقیقت میں وہ بندہ نواز کارساز مرادیں دل کی پوری کرتا ہی اُسکے اوصاف حمیدہ و محامد پسندیدہ کیا کوئی بیان کرے قلیل سے قلیل یہ اُسکی صفت ہی ہر امر میں اُسکی رحمت ہی

نظم

ہر چہ نازان است انسان ضعیف	ہر چہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا و زندگی	چون بسر مرگ ست استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا کمند توان	حق ببخشد تاب و طاقت با ضعیف
کن ہمیشہ عصمت و معصوم باش	پیشۂ عفت کن ای مرد عفیف

این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم	زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

رستم نے جو حالات اپنی جرأت کے سامنے ایرج کے بیان کیے ایرج کو جوش جرأت ہوا تلوار
کھینچ کر اندر قلعہ کے پہونچے بھائی مشقال کا اجلال قلعہ شکن قاسم وجہانگیر سے لڑ رہا ہی
کہ نعرۂ ایرج کی صدا آئی قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ تنہا ایرج آتے ہیں گھبرا کر کہا قبلہ وکعبہ پر کیا
گذری ہرکارے نے خبر دی در قلعہ پر بیٹھے ہیں اسقدر زخمی ہیں کہ اُٹھنے کی طاقت نہیں ہی لیکن اب
بھی تلوار مار رہے ہیں جو قلعہ سے بھاگ کر نکلتا ہی ہاتھ سے رستم کے مارا جاتا ہی اُدھر ایرج نوجوان
لڑاتے بھڑتے قریب اجلال قلعہ شکن کے پہونچے للکارا ای بہادر میں تیری جنگ کا مشتاق ہون
میں نبیرۂ رستم جنھون نے تین شبانہ روز جنگ کر کے اس ہفت کوہ کو فتح کیا اجلال ایرج
پر جا پڑا اسکی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار اسکے روک کر ہاتھ تیغ دو دمۂ سکندری کا
مارا تلوار پھٹ کر گری سر اجلال کا زخمی ہوا اجلال سامنے سے بھاگا ایرج نے پیچھا کیا اجلال
بھاگتا ہوا قریب در قلعہ پہونچا چاہا قلعہ سے نکل جاؤن ویسے ہی دروازے سے نکلا دھڑ دکے
کی شیر کی آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی میں رستم پیلتن فرزند حمزۂ صف شکن اجلال نے
دیکھا رستم زخمون میں چور چور فرش خاک پر بیٹھے ہیں خیال میں گذرا کہ انکا سر کاٹ لون اہل اجلال
ذکر رہیگا کہ جسنے اس ہفت کوہ کو فتح کیا وہ ہاتھ سے اجلال کے مارا گیا اگر یہ قتل ہو جائے تو جنگ
کا خاتمہ ہوا ایسا کچھ سوچ کر گینڈا بڑھایا تلوار کے سایہ میں رستم کو لیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
گینڈے کی ٹانگ پڑ کے جھٹکا مارا کہ گینڈا منھ کے بھل گرا اجلال سامنے گر کر لوٹنے لگا رستم
نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اجلال کا اُڑ گیا اہل قلعہ نے جب دیکھا کہ اجلال ومشقال دونون
مارے گئے فریاد کی صدا بلند کی چادرین ہمائین علمون کے پھریرون سے آواز الامان آتی
تھی گویا علمون نے مثل فریادیون کے بال اپنے کھول دیے تھے ڈانڈے جو لڑاتی تھی یہ معلوم
ہوتا تھا کہ افسرون کے مرنے کا ماتم کرتے ہیں ہر طرف سے صدائے فریاد والغیاث بلند تھی ہر کس
ناکس دردمند تھے رستم نے تلوار روکی نیام انتقام میں کی سواک اشرور کر سپاہ سالار
لشکر ہوا اول اُسنے کلمہ پڑھا پھر کل فوج واہل شہر نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا رستم پلٹ کے
قلعہ کی بارگاہ میں آئے ایرج نے اپنا لشکر جمع کیا لشکر رستم بھی خبر سنکے آیا دامن قلعہ ہفت کوہ

مین لشکر گران آ کے اترا اسواک رستم کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوا جلسہ آراستہ کیا ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی جام چل رہا ہی سب سردار خوش وخرم بیٹھے ہین نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجراے خط
کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفاے خط

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجراے خط

افسانہاے ہجر کی طولانیان یہ تھین
برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہاے خط

فرصت کہان ہی ضعف سے کچھ حال لکھ سکین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجاے خط

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعاے خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد براے خط

گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر
کہہ دینا مدعاے مصیبت فزاے خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یہان
اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہواے خط

غفلت یہ ہی تصور رخسار یار سے
لکھا ہزار بار وہی مدعاے خط

تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار یہی منھ سے ہاے خط

سمجھین نہ کر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشناے خط

آجاے نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین
دینا مرے مزار پہ لاکر ہواے خط

آجاے نامہ بر نہ کسی کے فریب مین
ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلے مدعاے خط

قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثناے خط

مضمون خون دل کو بھی شنجرف سے لکھا
کس رنگ پہ ہی شوخی رنگ حناے خط

پڑھکر وہ خط شوق مرا اُٹھ کھڑے ہوے
تعلیم خاکسار ہوا ماجراے خط

پرہیزگار شوق ہین وہ ہمکو جانتے
مضمون پاک ڈھونڈھتے ہین جاے خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
معلوم کچھ نہین سبب التواے خط

رخسار مہ جبین کے نظارون کا شوق ہی
قاصد دکھاوے ناصیۂ خوش نماے خط

قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہی
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونماے خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا
بہتر یہی ہی کہ آپ چلو تم بجاے خط

دو پہر سے زیادہ شب تجاوز کر چکی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے گانے والی کی ادا دیکھکر ہر میخوار
مبہوت ہو رہا ہے قضائے کار اسی شب کو لقراط ثانی بارگاہ سے اٹھکر قصر عشرت مین آیا کے
دیکھا کر سناٹا پڑا ہے نہ کوئی شاہزادی ڈھول بجاتی ہے نہ کوئی گاتی ہے لقراط نے جھلا کر کہا ارے
آج کیا معرکہ ہے کہ تم سب سناٹے مین پڑی ہو یہ مقام عشرت ہے واضح رہے کہ جب سے زعفران
نکل گئی کہ وہ بھی ایک افسر تھی اُسکے مقام پر گلگونہ گلگون پوش افسر ہوئی ہے یہ بھی نہایت
حسین و جمیل ہے ناز و کرشمہ مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے لقراط ثانی بہت جھلایا گلگونہ
تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کیا ستم ہے آپ ہر وقت غرور خدائی مین رہتے ہین تمہاری
جان کی فکر نہ حفاظت سرحد کا خیال کچھ آپ کو خبر ہے کہ کیا معرکہ گذرا رستم پیلتن فرزند صاحبقران
صف شکن لڑتے بھڑتے تا بہ ہفت کوہ پہونچے ہفت کوہ پر قبضہ کیا آج وہان جلسہ عیش
و نشاط ہے یہان سب شاہزادیان گا رہی تھین مین نے دیکھا شاہزادیان گانے مین اُلجھتی ہین کسی کے
گانے کا رنگ نہین جمتا ہے جو مین نے دریافت کیا تو مجکو معلوم ہوا کہ ہفت کوہ پر قبضہ ہو گیا اب
سردارون کا رخ طرف قصر سکندری کے ہے مین متفولیت کے پڑ رہی سب شاہزادیان بھی لیٹ
رہین یہ باعث ہے سناٹے کا اگر حکم ہو تو جاؤن جا کر لشکر رستم کو مٹاؤن اگر یہ فرزند صاحبقران
مارا جائے تو یقین ہے طلسم کشا مارے خوف کے پلٹ جائے ہفت کوہ پر رستم نے وہ جرأت
دکھائی کہ ہر ایک جرأت پر رستم کی وجد کرتا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اکیلا شخص لڑتا بھڑتا جنگ
رستمانہ کرتا دس پہر مین تا بہ قلعہ پہونچا اور پھر آکر پھاٹک گرایا سب قیدیون کو چھڑایا اشتقال اور
اجلال قتل ہوئے سواک اژدر پوش نے اطاعت کی اُسنے دیکھا کہ اکیلے نے تو یہ قیامت
برپا کی اب سب لشکر آگیا اب کیونکر جان بری ہوگی اس سے وہ بظاہر مسلمان ہو گیا خداوند یہ
وہ زمانہ ہے کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہنا چاہیے کہ کون سردار کس طرف آیا ہزار ہا پہلوان و ساحر
آپ کی خدمت مین موجود ہین جسکو چاہیے روانہ کیجیے مسلمانون کو کچھ تو صدمہ پہونچے ادر مین تو
جا کر زمین کو اُلٹ پلٹ کر دونگی رستم پر عیش بیٹھے ہین ذرا نگاہ اٹھا کے تو دیکھیے سامنے قصر مین
تصویر ہفت کوہ کی لگی ہے غور کر کے دیکھیے کہ ہفت کوہ کی ہر گلی کوچے مین جشن کی بنا ہے اور
جا بجا ناچ ہو رہا ہے تمام قلعہ روشنی سے معمور ہے ہر ایک مصروف عیش و سرور ہے لقراط نے

جو سر اُٹھا کے تصویر دیکھی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای گلگونہ تمھارا خاموش رہنا اس وجہسے تھا مگر تمھارا آنا اِسوقت قدرت پر شاق ہی دل عیش و جیش کا مشتاق ہی گلگونہ نے عرض کی ای خداوند اگر آج ہی اختتام لشکر سلمانان نہوا کل ہی وہ سب ملکر کوچ کرینگے قصر سکندری پر آکے وہ معرکہ پڑیگا کہ سنبھالے سے آپ کے نہ سنبھلیگا یہ کہکے گلگونہ اُٹھی لباس فاخرہ پہنا اسباب تحمل ذات پر آراستہ کیا کہا یا خداوند کنیز جاتی ہی بقراط ثانی نے اسوقت جمال گلگونہ دیکھا اور کہا نظم

حسن ترکیب مین قیامت ہی — آب و رنگ رخ لطافت ہی
کیا لکھون کیا جبین ہی نورانی — یہ وہ ہی جسکو جو ہی پیش آئی
دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو — عید کا چاند اُسپہ قربان ہو
اُسپہ جب بکھرے بال دیکھتے ہین — دو دگر و ہلال دیکھتے ہین
عار صندل سے رکھتی ہی وہ دور — تا نہ ہو درد سر کسی کا دور
چھنتی افشان اگر و صندل کی — تو جبین اور بھی ستم ہوتی
پھیکے افشان وہ بادے سے نفور — سادگی پر وہ اپنی ہی مغرور
جسکو خالق نے حسن بخشا ہی — اُسکو پروا ہے خال و خط کیا ہی
حسن محتاج کب ہی زیور کا — پھیکے ہی آئنہ سکندر کا
کیا کرون وصف ابروے پُرخم — ہی کبھی زہر کی یہ تیغ دودم
جنبش اُنکی ہی تیغ کا چلنا — اُس سے بہتر ہی سر جھکا چلنا
کفر و اسلام کو یہ کیا جانے — کشت و خون کے سوا بلا جانے
ابروون مین جو آن فاصل ہی — کیا کہون دل ہمین یہ قائل ہی
بیچ سے تھا نہ یہ ہلال جدا — معجزہ نور نے دو نیم کیا
باصفائے جبین نے زور کیا — سدِّ ظلمات صاف توڑ دیا

بقراط نے بیقرار ہوکر کہا ای گلگونہ کیا حسن خداداد ہی جسنے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا سب اعضا درست کیے ناز و کرشمہ و حسن کو تم پر ختم کیا اسی وجہ سے زعفران پوش کو تمکو افسر قرار دیا اسوقت تمھارا جانا بہت ناگوار ہی جی چاہتا ہی قدرت خود ساتھ چلین

تمھارا سحر کرنا دیکھین گلگونہ نے مسکرا کر کہا یا خداوند زیادہ باتین نہ بنائیے مین وہ فکر کرتی ہون
کہ ہمیشہ آپ کو چین رہے ایسا نہ ہو کہ مثل ہفت کوہ کے آپ پر بھی زوال آئے مین ابھی جا کے
قیامت برپا کرتی ہون ہر چند بقراط نے روکا مگر گلگونہ نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہو کے
مثل ستارہ سحری آسمان پر جلکے چلی طرف ہفت کوہ کے چلی ایک نخل پر آ کے اُتری نگاہ
اُٹھا کے دیکھا تمام صحرا فوج رستم سے بھرا ہے جا بجا روشنی ہو رہی ہے پریزادان حور وش ہر
مقام پر ناچ رہی ہین روشنی کی ترقی ہے ہر مقام پر گل فروش بیٹھے ہوئے ہین آوازین لگا رہے
ہین ہار ہین بیلے کے بیلا ہے البیلا بیلا ہے پلنگ توڑ بیلا ایک طرف سے آواز آ رہی ہے مزہ انگور کا
ہے رنگترون مین کوئی کہتا ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی مزہ برفی کا ہر طرف دوکاندار صدائین
لگا رہے ہین گلگونہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہے کہ قدرت کی غفلت نے یہ انجام
دکھایا ہفت کوہ ایسا مقام کہ جسکے نشیب و فراز سے دل کانپتا ہے ایسے پہاڑ پر وہ شخص کیونکر
آیا اپنے قیدیون کو آ کر چھڑا لیا بیشک بہادر بے نظیر ہے قبضہ بھی ہفت کوہ پر ہو گیا لشکر مین تو
یہ ہنگامہ ہے بارگاہ مین کیا رنگ ہوگا یہ مسلمان فوج والون کو بھی راحت پہونچاتے ہین جب تو یہ
لوگ جنگ مین جان دیتے ہین اول جا کر بارگاہ کو دیکھون ان سب کا تباہ کرنا کیا بات ہے ایک سحر
مین سب بیہوش ہو کے رہ جاینگے پھر خیال مین آیا ذرا تماشہ تو دکھا دون ان لوگون کے عیش مین
خرق ڈالون سب بھاگے گلین یہ سوچ کر گلے کے ہار پھولون کے اُتارے طرف آسمان کے پھینکے اہل
لشکر نے دیکھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ٹکڑا ابر اُٹھا اُس ٹکڑا برسے پھول برسنے لگے جس کے سامنے
پھول گرے اُسنے بہ اشتیاق اُٹھا لیے سونگھنے لگا جیسے پھولون کی بو دماغ مین پہونچی پھول تو ہاتھ
سے پھینک دیے خود پھول گئے اپنے کو بھول گئے تلوار کمر سے کھینچی بیٹے کا نام لیکر پکارا بیٹا دوڑتا
ہوا آیا کہا ای فرزند یہ پھول تو چنو دیکھو باغبان قضا و قدر کی بہار آمیزی کہ عوض پان کے پھول
برس رہے ہین اس سے زیادہ کیا فیض بہار ہوگا بیٹا پھول چننے کو جھکا باپ نے اوپر سے
ہاتھ تلوار کا مار دیا بیٹے کا سر کٹ کے گرا اب جو باپ نے بیٹے کا سر دیکھا لاش پر بیٹھ کے رونے
لگا لوگ جو آتے ہین وہ پوچھتے ہین کہ بیٹے کو تمھارے کسنے مارا تو کہتا ہے یارو کیا کہون مین نے
خود بیٹے کا سر کاٹ لیا اب اپنی حماقت پر روتا ہون گلگونہ نے عجب رنگ کا سحر کیا ہے گانے والیان

ناچنے والیان اپنی نائکہ سے لڑ رہی ہین کوئی کہتی ہی مین کیدان کے گھر بیٹھ جاؤنگی تب اس بڑھیا
نائکہ کو حقیقت کھلنے کی بیٹھی ہولی چین کرتی ہی لونڈون سے آشنائیان کرتی ہی ہماری کمائی دھگڑون
کو کھلاتی ہی ہمکو جلاتی ہی پیدا کرنے کے نام سے بھاگتی ہی کل جو مین رقم لائی اس قحبہ نے مرزا
کے بیٹے کو سب روپیہ دیدیے ساتھ والون کے بانٹے کا بھی خیال نہ رکھا سب کو مجھے دینا پڑا
جب مین نے ہیکل اپنی رہن رکھی تب سب کو بانٹا ادا کیا غرض یہی گانے ناچنے کے جا بجا یہ
ہنگامے ہین کہین تلوار چل رہی ہی کہین ہنسی قہقہے کہین رونے پیٹنے کا شور لشکر بھر مین تہلکہ پڑا
ہی مگر چند شاگردان مہتر سمک یلداقی جو لشکر مین موجود تھے جب انھون نے دیکھا کہ رنگ
لشکر کا دگرگون ہوا یہ لشکر سے نکل گئے گلگونہ نخل سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی جب ہنس
دیتی ہی پھول اور زیادہ برستے ہین ہرکارے بدحواس ہوکر بھاگے اسوقت دربار مین آئے
کہ رات بہت قلیل باقی ہی رستم مقام صدر پر ایرج وقاسم وجہانگیر وغیرہ گرد بیٹھے ہین ذکو نیز
سرداران صف شکن جوانان تیغ زن بیٹھے جھوم رہے ہین گانے والیون سے سبکی نگاہین
لڑ رہی ہین کہ بیٹھے بیٹھے رستم نے کہا اسوقت دل گھبراتا ہی نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی سمک
سر پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی اسنے بھی کہا اے شہریار میرا دل گھبراتا ہی گانا انکا طبیعت کو ناگوار ہی
کچھ اسمین اسرار ہی کہ ہرکارے آکر موجود ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ
اُٹھا کر دعا دی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو ہر ایک سردار سرفراز ہو
غلامون کو ہمیشہ خدمت گزاری پر ناز ہو قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابہ چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

لشکر مین سرکار کے عجب ہنگامہ ہی پھول آسمان سے برس رہے ہین کئی ہزار جوان آپسمین
لڑ کر قتل ہوے رنڈیان لڑ رہی ہین انکو تو منع کیجیے رستم فوراً اٹھے تیغہ کپتان ہاتھ مین لیا سپر
پشت پر ڈالا سردارون نے چار جانب سے گھیر لیا رستم سب کے آگے آگے سمک یلداقی
پہونچے مگر اپنے کو چھپاتا ہوا ہفت کوہ کو طے کرکے زیر قلعہ آئے صبح ہو چکی ہی ستارہ سحری
آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار طائر آشیانون سے نکل کر یاد باغبان قضا وقدر مین زمزمہ سرائی

کر رہے ہین ہر ایک طائر کی زبان پر یہ اشعار ہین نظم

بر فگن ای دلربا از چہرۂ پرنور نقاب　　نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب

پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتے مہر و ماہ　　چہرۂ پرنور تو بودے اگر اندر نقاب

پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود　　مینماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب

پردہ بر روے منور مانع دیدار نیست　　ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب

دیدۂ نادیدۂ دیدار روشن میشود　　گر بیند از ی ز چہرہ ای مہ انور نقاب

جان نمیخواہ کرو پردہ بود آن جان جان　　کی پسند دول کہ باشد بر رخ دلبر نقاب

اہل بینش مے شناسندش ز ہر طرز و طریق　　خواہ باشد رو بر تو خواہ باشد در نقاب

نور روے روشنش آخر ظہور خود کند　　گرچہ باشد بر عذار نیر اکبر نقاب

سینہ ہا از خوبی رخسار انوارش خبر　　چون شود از جلوۂ رخسار جلوہ گر نقاب

ہست یا بیشک قصور اندر نظر داریم ما　　ورنہ بر چہرہ ندارد یار مہ پیکر نقاب

پھولون کا کھلنا غنچون کا چٹکنا طائرون کا چہکنا صحرا کا مہکنا عجب لطف دیتا ہے رستم کو جو آتے ہوئے سب نے دیکھا تلوارین پھینک کر دوڑے کوئی کہتا ہے کہ اے شہریار یہی مجھے حماقت ہوئی کہ مین نے اپنے بوڑھے باپ کو مارا ماں کو بیوہ کیا ماں کو کیا جواب دونگا رستم ہنس کر فرماتے ہین یارو مین اس بے وقوفی کا کیا جواب دون اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو مارا اور مجھ سے فریاد کرتے ہو مین کیا اسکی داد دون کیا فریاد کو سنون ہر طرف سے لشکر کے غول چلے آتے ہین گلگونہ نے جو سنا کہ افسر لشکر آتے ہین محل سے اتر آئی سایے مین نخل کے کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی اور ہاتھ سے اشارہ کر رہی ہے جب اشارہ کرتی ہے غول کے غول جمع ہو کر سامنے رستم کے آتے ہین اب سب کا قصد ہوا کہ آقا کو قتل کرین گلگونہ نے اور سحر کو زور دیا کہ اس سحر مین سب کے قلب الٹ گئے یہی کہتے ہوے آتے ہین کہ اب چلکر آقا کو قتل کرین مگر جب سامنے پہونچتے ہین تو رعب و دبدبہ دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا اس انتظار مین ہین کہ کوئی اور بے ادبی کرے تو ہم بھی جا پڑین بڑھکر لڑین لیکن رستم سب کے آگے آگے ہین تیغ کپیتان کو تولتے ہوے دو دستہ تلوار کا کھولتے ہوے بائین ہاتھ مین سپر فولادی جسپر کئی لاکھ روپے کے پھول جڑے ہوے ہین سمک چمکتے سے

کہتا تھا ای شہریار ہوشیار رہیے سب کے تیور بدلے ہین چاہتے ہین کہ آپ پر ٹوٹ پڑین رستم کہتے ہین انکی کیا مجال ہے کہ جیسے نگاہ ملا سکین سمک کہتا تھا ای شہریار یہ سب تمہارے سحر معلوم ہوتے ہین دیکھیے تو کیا رنگ ہوتے ہین آنکھین اُبلی ہوئی ہین یہی چاہتے ہین کہ حضور پر ٹوٹ پڑین مگر تلوار تول کر رک جاتے ہین رستم سارے لشکر مین پھرتے ہوے سامنے اُس نخل کے پہونچے جہان گلگونہ کھڑی تھی گلگونہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خنجر ابرو دام گیسو خال ہندو چشم جادو آتا ہے۔ نظم

جانے دید از حد بشر دور — نہ دیدہ نہ پری شنیدہ از حور
ز باغ نوجوانی سربسر حسن — تماشے بجانے حسن بر حسن
کحل نرگسش از سرمۂ ناز — ز مژگان مدہ جگر با ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان — معنبر سائبان خوابناکان

رباعی

کہتے ہین کہ حسن کا تھا بانی یوسف — رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی باتین ہین کہین تھا دون تھا — ہرگز بھی نہ دیکھا اسکا ثانی یوسف

گلگونہ کی جو نگاہ پڑی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا کچھ منہ سے نہ نکلا گر یہ خیال آیا کہ اہل لشکر مبہوت ہو رہے ہین ایسا نہ ہو اس شیر بیشہ ہمت و یکہ تاز میدان جلالت کو تکلیف پہونچائین جو خیر کرا ای گلگونہ جرأت اس جوان کی فتح کرنے ہفت کوہ سے ظاہر ہے کہ دس پہر مین اکیلے لڑکر اس پہاڑ کو فتح کیا یہان آنا پہاڑ تھا تقدیر کا بقراط پرستون کی بگڑ گئی تھا شغال ایسا پہلوان علیحدہ مارا گیا بھائی اسکا اجلال بھی قتل ہوا آخر سب نے اطاعت کی مگر یہ ہوتی بڑی چیز ہے لشکر پر سے سحر اُتار و جو تقدیر دکھا لگی وہ دیکھینگے گلگونہ نے یہ کچھ سوچ کر طرف ابر کے اشارہ کیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بادل برسنے موقوف ہوے جو جوان ظاہر مین قتل ہوے تھے کلمہ پڑھکر اٹھ بیٹھے بیٹا باپ کو بھائی نے بھائی کو گلے لگا کر مژدہ خوش خبری دیا رنڈیان یا تو لڑ رہی تھین یا متنبہ ہوئین آپس مین اصلاح ہونے لگی سازندون کو اشارہ کیا پھر سازنیے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یہانتک طلب [illegible] ہمہ تن [illegible] شب مین — دعائین مانگ کر ہو رہے ہین آغوش مطلب مین
[illegible] جانے [illegible] مطلب مین — نہ ہو جائیگی [illegible] جام لبالب مین

رہین حضرت سلامت کیلئے صلواتین سناتین
مرے آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے
سپے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارون کا
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سبکے ہوتے دو
بہا ہے نور کا دریا ترے چاہ زنخدان سے

غضب کی شوخیان ہین انکی دشنام مؤدب مین
ٹپکتا ہے زلال اشک چھن کر دامن شب مین
ثواب مرگ ملتا ہے عذاب نیش عقرب مین
نگاہین ڈوب کر رہ گئین جام لبالب مین
شرار آہ خوابیدہ ہوئے پہلوے کوکب مین
کہ ہوتے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین

چہار جانب وہی ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہو گیا گلگونہ نے بہت ارادہ کیا کہ شاہزادے سے ملاقات کرون مگر حجاب نے دامن نہ چھوڑا سامنے رستم کے نہ آئی سحر البتہ اُتار دیا جو لوگ مارے گئے تھے انکو بھی زندہ کیا رستم حیران ہین سردارون سے اپنے کہرہے ہین کہ ہمارے ذہن مین نہ آیا کہ یکایک سب بدحواس ہو گئے اور پھر سب درست ہوے نہین معلوم یہ کیا سحر تھا سمک نے عرض کی کہ آپ لوگون کی اقبالمندی تو ظاہر ہے کہ دشمن دست ہوتے ہین کوئی ساحر آیا اُسنے اگر سحر کیا کہ لوگون کا یہ حال تھا کہ آمادۂ شر وفساد تھے اب راہ پر آئے آپ کے اقبال نے یاری کی بخت نے مددگاری کی اسکا حال آخر مین معلوم ہوگا مگر گلگونہ گلگون پوش سحر اُتار کر رنجیدہ کبیدہ طرف قصر سکندری کے چلے چونکہ ملول وحزین ہو رہی تھی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھیری یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

عدو کو رنج نہ تم سے نہ آسمان سے ملا
وہ پاس غیب کے ہے کہرہے ہین وہ سے ہم
دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا
ہمیشہ دل سے رہین سرد مہربان اُسکی
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی گو ہے یکجائی
پکارتا ہون مین تنگ آکے نالۂ دل کو
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے

نہین کہو یہ مقدر مرے کہان سے ملا
نہ دل مین اُتو ذرا آنکھ ہی وہان سے ملا
ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا
جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
لہو نہ دل کا مگر چشم خون فشان سے ملا
سر اب اُٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا
کبھی تو موے کمر جسم ناتوان سے ملا

جو آئے کوئی مجھسے تو جذب سے پوچھین — بتا یہ پہلے کہ تجھکو اثر کہان سے ملا
ادھر نفاق ہوا ولمین اور مجھ مین جلال — ادھر بگڑکے مرا بخت آسمان سے ملا

اسوقت گلگونہ کا عجیب حال ہوا چار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہی ہو کہ صورت زیبا دکھائی دے مگر ناممکن کبھی طائران صحرا کو دیکھتی ہی کبھی ہوا سے کہتی ہو کہ ای باد صبا میرا پیغام رستم تک پہونچا کہ گلگونہ کی جان جاتی ہو جمال بے مثال دکھایئے جہور تک اپنے کو پہونچا لیجے اب صبر نہین ہوسکتا ہاے مین نے کیا کیا اُس دل نازک پر صدمہ پہونچایا پھر بعد اُسکے اُس صدمے کو دور کیا لیکن یقین ہو کہ مراد دل پوری ہوکہ پھر جمال بے مثال دیکھون دیکھیے وہ کونسا وقت ہوتا ہو کہ خدمت مین پہونچون اور راز و نیاز کی باتین ہون دیکھیے زندگی مین یہ امر ممکن ہو یا نہو گلگونہ کی طبیعت کو الجھن ہو کبھی بیقرار ہوتی ہو کبھی اُٹھتی ہو کبھی بیٹھتی ہو قضاے کار زعفران پوش جادو بیجی ہوئی نور الدہر کی فکر لوح مین نکلی ہو اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ نگاہ اسکی پڑی دیکھا گلگونہ گلگون پوش ایک نخل کے سایہ مین دیوانہ وار بیٹھی ہو کبھی اشعار پڑھتی ہو کبھی اپنے پر نفرین کرتی ہو کہ کیون اے گلگونہ معشوق کا لحاظ کرنا کیا تھا کیون نہ ملاقات کی جو حال دل بیان اظہار کررہی ہو یہی حال پر ملال سامنے اُس شہریار کے بیان کرتی شاید عاشق زار پر رحم آجاتا یقین ہو وہ شیر دلیر خلیق بھی ہو اور مجھپر رحم کرکے تسکین قلب بھی کرے زعفران پوش نے گلگونہ کو پہچانا ہوا سے اُتر آئی ہر چند کہ سامنے آئی مگر گلگونہ نے توجہ نہ کی یہ تصور سے باتین کررہی ہو وجد مین ہو گویا مجنون فراق لیلی مین دشت نجد مین ہو زعفران نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون حضور مین کس حال مین آپ کو پاتی ہون بہت آپ کو دیکھکر گھبراتی ہون مین نے تو یہ خبر پائی تھی کہ میرے بعد آپ افسر ہوکین شاہزادیان سب آپکے قبضے مین ہین مگر اس حال مین آپکو دیکھا ہو کہ ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے مگر مجھے حال بیان کیجیے مین نے تو قصر کو چھوڑا از لشکر سلطان سے بخوبی آگاہ ہون اب فکر لوح مین نکلی ہون کئی دن گذرے کہ ماری ماری پھر رہی ہون لیکن آپ کی دستگیری کرونگی گلگونہ نے ایک آہ کی اور کہا اے یار ہمدرد کیا تجھسے اپنا حال بیان کرون قصر عشرت سے یہ کہکر نکلی تھی کہ رستم نے ہفت کوہ پر قبضہ کرلیا ہو جاکر لشکر تباہ کرون بقراط نہ مانتا تھا مگر میرے دل نے نہ مانا

وہان جو پہونچی آتش رخسار رستم نے میرے قلب کو جلا دیا خاک مین ملا دیا سحر اُتار کر چلی آئی اب
شرمندہ ہون کہ ملاقات کیون نہ کی شاید معشوق کو رحم آتا ای زعفران ہو سکتا جو کہ رستم تک
بہ لطف رسائی ہو زعفران نے کہا مین جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی انکا لشکر نہایت شوکت پر ہی
ہر چند کہ ایرج نوجوان اس فکر مین ہین کہ لوح حاصل کرون اور مین طلسم فتح کرون مگر سب
کتابون مین مین نے یہی دیکھا کہ نور الدہر فتاح طلسم ہین اُنھین کو لوح ملیگی صاحبقران نے
بھی رہائی پائی ایک ساحرہ چست و چالاک نہایت بے باک انکی بھی شریک ہوئی وہ بھی اسی
فکر مین ہین کہ لوح طلسم حاصل کرون اگر مناسب ہو تو میرے ساتھ چلو قصر لوحداران پر
چلکر ملاقات کرین فکر لوح مین مصروف ہون معرفت نور الدہر رستم سے ملاقات ہو جائیگی
وہ اُنکے فرزند اُنکے بھائی کے بیٹے ہین نہایت لحاظ کرتے ہین فوراً آوو بلوا لینگے یہ سنکر گلگونہ
نے کہا مین لوحداران سے عزیزداری رکھتی ہون مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون مگر رستم
کے ہمراہ ایرج نوجوان بھی ہین ایسا نہ ہو وہ رشک کرین کہ انکے واسطے فکر لوح کی نہ کی ایسا نہو کہ
رستم کے خلاف گذرے زعفران نے کہا ان لوگون مین دستور ہی کہ آپس مین چشمک رکھتے
ہین مگر وقت مصیبت ایک دوسرے کا شریک ہو جاتا ہی آپس مین چشمک ہی لیکن ایک کا ایک دشمن
نہین ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نور الدہر کسی بلا مین مبتلا ہون مین جا کر مدد کرون یہی
نور الدہر کا بھی قصد ہی غرض آپس مین صلاحین کر کے گلگونہ و زعفران پوش اس امر پر
آمادہ ہوئین کہ چلکر لوحداران سے ملاقات کرین دونون کی دونون پر پرواز پیدا کر کے
طرف قصر لوحداران کے چلین لوحداران جادو اپنے قصر مین ہی خبرین اسکو معرفت بقراط کے
ملتی ہین کہ عزیزداران طلسم کشا نے ہفت کوہ پر بھی قبضہ کر لیا لوحداران کہتی ہی صاحبو عجب
طرح سے بلوہ ہوا ہی مجھے خداوند کو منع کیا تھا کہ مقدمۂ مسلمانان مین دخل دیجیے قدرت نے نہ مانا
اور ساحر بھیجے اُنکے افسر اعلیٰ صاحبقران کو قید کیا ایک ایک سردار اُنمین طلسم شکن ساحر کُش دیوبند ہی
جدھر خروج کیا اُس اقلیم کو ویران کر دیا ایسے سرداران صف شکن سے کون لڑ سکتا ہی حسین ایسے
کہ جس شاہزادی نے دیکھا عاشق ہو گئی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہی قدرت نے مجھ کو نامہ
لکھا تھا کہ زعفران پوش نور الدہر پر عاشق ہو کے نکل گئین اب بی گلگونہ افسر

ہوئی ہین یہ باتین ہو رہی ہین چند شاہزادیان جو اسکی خراج گزار ہین وہ بھی حاضر ہین کہ لاکہ
ابر گلنار آسمان پہ پیدا ہوا اٹھے زور و شور سے ابر آیا اور زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے
ہوے کہ ابر سامنے سے آکر پھٹا دیکھا بی گلگونہ وزعفران پوش ایک تخت پر سوار چند
کنیزین پشت پر مگس رانی کرتی ہوئین آتی ہین لوحداران کھڑی ہو گئی پکار کر آواز دی
کہ شاہزادیو آؤ مین تو تمھاری بہت مشتاق تھی دونون تخت سے اترین لوحداران نے دونون
کا ہاتھ تھام کر مقام صدر پر لاکے بٹھایا گھبرا کر پوچھا اسوقت کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا گلگونہ
نے کہا ای مادر مہربان جب سے ہماری والدہ نے انتقال کیا ہے تمکو بجاے ماں کے سمجھا اسوقت
بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر مادر مہربان سے ملاقات کرین طلسم کی حفاظت ہو قدرت
تو آٹھ پہر عیش مین مصروف رہتے ہین ہفت کوہ تک مسلمانون نے قبضہ کر لیا لوحداران نے
کہا بی بی جو ہونا ہے وہ ہوگا قدرت تو صاف صاف لکھ چکے ہین اب ان احکام کو نسخ کرتے ہین
وہ کتابین منسوخ نہین ہو سکتین حکماے سابق نے بھی اس حکم مین دخل دیا ہے طلسم کشا کی صورت
کی تصویر کھینچدی ہے کہ یہ شخص فتاح ہے حسب ونسب بھی لکھدیا وہی سب ہو رہا ہے جو اس مین
لکھا ہے یہ کہکے لوحداران نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جلسہ آراستہ کرو مہمانون کی خاطر مین
مصروف ہو فوراً ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہوئین لوحداران
اسطرف دوسرے قصر کے چلی زعفران کا حال تو اسپر ظاہر ہے مگر حیران ہے کہ بی گلگونہ
کس فکر مین آئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اسپر بھی کوئی افتاد پڑی اسکی بھی نگاہ کسی سے لڑی دیکھیے
تقدیر کیا دکھاے گلگونہ نے پوچھا کہ مادر مہربان تم کہان جاتی ہو کہا مین دوسرے قصر مین
ہوکے آتی ہون گائن سے اشارہ کر دیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آہ نے دیر کی ہے جو خط کے جواب کی — اٹھی ہوئی ہے ڈاک یہان اضطراب کی
کیفیتین دکھاتی ہے بارش سحاب کی — بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی — تربت الگ بنے دل بے اضطراب کی
تیری تڑپ نے یار کی شوخی نے بزم مین — تصویر کھینچ دی ہے سوال وجواب کی
انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے — یوسف سے لینی چاہیے تعبیر خواب کی

جاتے ہوے دوبارے کی پھر رو تی
آنکھون کے نیچے پھر گئی رخصت شباب کی

ہرچند جوش گریہ ہو آنکھون کو کیا خطر
طوفان مین ڈوبتی نہین کشتی حباب کی

اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے
حاجت ہوئی شباب مین ہمکو خضاب کی

زیر مزار وحشت دل نے نکلنے دی
حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی

ملتی ہے متصل خبر ہجر یار مین
دل نے بنا دی ڈاک یہان اضطراب کی

دلکی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی
بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی

بنتا ہے ترک عشق جوانی مین کب جلال
بے اعتبار ہوتی ہے توبہ شباب کی

گلگونہ و زعفران مقام صدر پر بیٹھی ہین مگر گلگونہ نے طرف زعفران کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ لوحداران کو ہمارے آنے سے کھٹکا ہوا قصر آئینہ مین گئی ہے اگر اُسنے آئینۂ سکندری دیکھا تو سب حال آئینہ ہو جائیگا زعفران نے کہا اگر اُسکو ہمسے کھٹکا ہوتا تو اس طرح وہ تکریم سے پیش نہ آتی مگر لوحداران قصر آئینہ مین آئی آئینۂ سکندری اُٹھایا گردپوش ہٹایا دیکھا کہ آئینہ پہ غبار چھایا ہوا ہے بہت مکدر ہوئی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ اے آئینۂ سکندری یہ آئینہ پر غبار کیسا غبار دفع ہو حال گلگونہ و زعفران مجھپر آئینہ ہو کہ اسوقت یہ کیون آئی ہین جب دیر تک لوحداران نے پوچھا کیا اور منتین کین ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ مین تو ثابت قدم ہون آج تک مذہب سے منھ نہین پھیرا مجھسے کدورت کیسی یکایک گرد دفع ہوئی آئینہ سے ایک پنجہ پیدا ہوا اُسنے لکھا کہ اے لوحداران آگاہ ہو کہ گلگونہ و زعفران فکر لوح مین آئی ہین پی گلگونہ علم شاہ پر عاشق ہو مین یہی فکر ہے کہ مسلمانون پر احسان کرون اے لوحداران ہوشیار رہنا اُنسے کوئی راز کی بات نہ کہنا لیکن عمر طلسم تمام ہو چکی ہے یقین ہے کہ طلسم کشا یہان تک آوے اور لوح حاصل کر لیجائے گر احتیاط تو ضرور ہے لوحداران نے یہ احکام دیکھکر ایک کنیز کو پکارا وہ کنیز جو آئی اشارہ کیا کہ گلگونہ و زعفران کو بیہوشی ملا کر شراب پلا دو کسی طرح مطلب نکلے ورنہ دونون زبردست ہین لڑ بھڑ کے نکل جائینگی اُس کنیز نے جاکر شراب مین بیہوشی ملائی پہلے جام گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام زعفران کو دیا وہ بھی پی گئی تب لوحداران قصر سے نکلی دیکھا دونون کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین چہرے تمتمائے ہو

مین لوحداران نے پکار کر آواز دی کیون بی گلگونہ و زعفران کچھ مطلب تو بیان کرو اب
یہ طلسم کیونکر بچے گا تم ایسی شاہزادیان حیرت ہے بے نظیر راز دار طلسم پیروی کریں ہو کہ لوح مسلمانون
کے قبضہ مین جائے مگر آج قضا تمہاری لیکر آئی ہے یہان لاکر پہنچایا گلگونہ بولی ای مادر مہربان حقیقت
مین لوح کو کہان رکھا ہے یہان کے قصر عجائب وہ ہین کہ اگر خود خداوند آئین تو لوح کو نہ پائین
اور کسی کی کیا حقیقت ہے کہ خلاف تمہارے حکم کے یہان پیروی کرے لہذا تم ظاہر کرو کہ لوح
کس قصر مین رہتی ہے لوحداران نے کہا او مکارہ مین حال لوح ظاہر کرون یہ کوئی عقل
کی بات ہے میری عقل پر کیا تم پڑے ہین جو تمہے حال لوح بیان کرون اری کنیزو ان
دونون کو گرفتار کر لو دونون تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھین کہ سحر کرین قصر ہلا دین شاید لوح
ملے ورنہ جان بچا کر نکل جائین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی جیسے ہی اپنے مقام سے اٹھین لڑکھڑا کے
گرین لوحداران نے اگر دونون کی زبان مین سوزن دی ماران سیاہ بدن مین لپٹائے
دو قفس آہنی منگائے اُس مین دونون کو بند کیا صفیر گوشہ نشین کو کہ یہ مصاحب لوحداران
جو پکارا جب صفیر حاضر ہوئی لوحداران نے دونون قفس صفیر کے سپرد کیے کہا انکو لیجا کر
قصر مخلوقات مین قید کرو مین قدرت کو لکھونگی جو حکم وہان سے آئیگا انکو بجا لاؤنگی صفیر نے
لا کر قفس قصر مین لٹکائے آپ بعد ہ نگہبانی بیٹھی لوحداران نے اُسی وقت عرضی بقرار اطاعت نانی
کو لکھی سامان شعلہ عذار نامے ایک کنیز ہے انکو نامہ دیا مضمون عرضی یہ تھا کہ زعفران
زعفران پوش عاشق نور الدہر و گلگونہ گلگون پوش عاشق علم شاہ ان دونون کو
کنیز نے قید کیا ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤن کنیز نامہ لیکر چلی یہان قید خانہ مین جب گلگونہ و زعفران
کو ہوش آیا اپنے کو گرفتار قفس پایا حیران ہوگئین گلگونہ نے زعفران سے اشارہ کیا کیون
بوا تمنے دیکھا کہ کیا معرکہ درپیش ہوا زعفران نے کہا بوا نہ گھبراؤ پروردگار مدد کریگا
انشاء اللہ لوح کو لیکر پاس نور الدہر کے چلینگے اور اگر اجل گریبان گیر ہے تو ہمارے
قتل کی یہی تدبیر ہے زعفران پوش نے صفیر کو اندر بلایا کہا کیون صفیر ہم نے کیا کیا کہ
جو لوحداران نے قید کرایا صفیر نے کہا واری مجکو نہین معلوم مجکو تو حکم نگہبانی ہے گلگونہ نے
کہا ای صفیر ہم قید نہ رہینگے پروردگار ہماری رہائی کا سامان پیدا کریگا وہ خالق ارض و سما دستگیر

بیکسان حاجت رواے غریبان ضرور ہماری مدد کریگا تم فقط اتنا کرو کہ لوحداران سے
دریافت کرلو کہ ہماری کیا خطا ہو ای صفیر جو ہمارے ساتھ احسان کریگا وہ احسان بالا بالا
نہ جائیگا اور جو اسوقت ہمارے ساتھ ظلم وبدعت کریگا ضرور مارا جائیگا ہم چاہتے ہین کہ ایک خط
ہمارا تا بہ شاہزادہ نور الدہر جو پہنچادو وہین ہماری رہائی کی تدبیر کرینگے ای صفیر اسکو خوب
دل سے یقین کرو کہ اس طلسم مین وہ قدر ہوگا کہ تم لوگون کو بیٹھنے کا مقام نہ ملیگا ایک ایک ساحر
شل طلسم ہفت پیکر مسلمان ہونے کی آرزو کریگا بہت زمانہ قریب ہو اب اس طرف کا حال
سُنیے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بافوج قاہرہ منزل در منزل آتے ہین ایک
روز ایک صحرا مین گذر ہوا صحرائے سبزہ زار تھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت
باغبان قضا وقدر کا بھر رہے ہین پھولون کا زر انجام سا نثار بلبلین بار فراق گل سے سبکدوش
ہوئے پھولون کی مدہوش نور الدہر نے جو صحرا کا تماشہ دیکھا زعفران کی یاد آئی فرمایا ای
شبرنگ ہم کو کئی دن کا زمانہ گذرا کہ جا بجا ٹھہرتے ہوئے آتے ہین لیکن زعفران پلٹ کے
نہ آئی مقام افسوس ہو ذرا دریافت تو کرو کہ زعفران کہان پہونچی اور اُسپر کیا گذری شبرنگ
بن عمرو للا کو بھر پا کے ٹھیرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا سوچ رہا ہو کہ کہان جاؤن حال زعفران
دریافت کرنا کیا ہنسی ہو نہین معلوم کہان پہونچی کس سے دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا ہو
کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار طاؤس کو اُڑاتی ہوئی آتی ہو
بہت تیز رو ہو مگر سر جھکا جھکا کے دیکھتی آتی ہو کہ اگر کسی مقام پر پانی ملے تو اتر کر پانی پیون
ناگاہ جھیل پر نگاہ پڑی طاؤس کو اُسی طرف پھیرا طاؤس کو اُتارا طاؤس بہے اتر پڑی
طاؤس ٹہلتا ہوا طرف جنگل کے گیا وہ ساحرہ جھیل پر پانی پینے لگی شبرنگ نے ایک ساحر کی
شکل بن کے آواز دی خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہجائیگی ساحران نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک جادوگر کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہو گھبرا کر رک گئی پانی چلو مین لیا تھا پھینک دیا کہا
کیون میان ساحر صاحب پانی کی کیون ممانعت ہو ساحر نے قریب آکر کہا ای ملکہ عالم ممانعت
کی وجہ یہ ہو کہ اژدہے اکثر یہان کا پانی پیتے ہین اسوجہ سے قدرت نے ہمکو مقرر کیا ہو کہ جو کوئی
پانی پینے کا ارادہ کرے اسکو روکو اور کہدو کہ جو کوئی بندہ ہمارا اسکا پانی پیے گا تو پانی ہوکر بہجائیگا

دل مین حوصلہ رہجائیگا مین دن بھر اسی مقام پر رہتا ہون جو میرے سامنے آیا اُسے منع کرتا ہون
اور جو میرے ہونے کے وقت آیا تو مین ناچار ہون شبرنگ نے اس طرح کی باتین کین کہ سامان
شعلہ عذار دعائین دینے لگی کہا بھیا تنے بڑا احسان کیا قدرت کو اپنے بندون کا بڑا
خیال ہے سامان نے بہت شکر یہ ادا کیا شبرنگ نے کہا آپ میرے مقام پر چلیے پانی نوش
فرمایئے جو کچھ ماحضر آش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہے تناول فرمایئے یہ کہکے ساحرہ کو ساتھ لیا
قریب درۂ کوہ آکر کہا آپ یہان ٹھہریے مین پانی لاتا ہون سامان شعلہ عذار ٹھہر گئی تھوڑی
دیر مین دیکھا کہ جام آب چھلکتا ہوا ساحر لیکر آیا کہا لو ملکۂ عالم یہ پانی نوش فرماؤ کہ فرحت تازہ
و سرور بے اندازہ حاصل ہو ساحرہ نے فوراً جام لیا ساحر کو دعائین دیکر پی گئی ساحر نے
ہنسکر کہا ای ملکۂ عالم اب مطلب ہو گیا اب ر دیراہ جاؤ ساحرہ چلی چند قدم پر جا کر گری شبرنگ
نے جھولی اُسکی کھولی ایک نامہ نکلا اُسکو جو پڑھا تو بڑے مطلب کا مضمون پایا خیال مین کہا کہ
چلکر شاہزادے سے سب حال بیان کرون ساحرہ کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ گھبرایا ہوا خدمت
نور الدہر مین آیا نامہ لوحداران کا دکھایا کہا حضور ایک کنیز خدمت بقراط مین جاتی تھی
مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا تو یہ نامہ نکلا نور الدہر نے نامہ پڑھکر فرمایا کہ ای شبرنگ
بڑا غضب ہوا زعفران پوش قید ہو گئی گلگونہ گلگون پوش اُسکے ہمراہ ہے تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ ہمارے عم نامدار پر عاشق ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر قیدخانہ مین گلگونہ نے
صفیر کو بہت سمجھایا زعفران پوش نے بھی تصدیق کی کہ ای صفیر اگر خط ہمارا پاس نور الدہر
کے پہونچ جائیگا اور صورت ہماری رہائی کی نکل آئیگی تو ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے صفیر نے
قلم دوات و پرچہ کاغذ کا لاکر زعفران کو دیا زعفران نے نور الدہر کو نامہ لکھا کہ ای صاحب
حسن و جمال و ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال زاد اللہ حشمہ عالم عالم آرزوے محبت و جان جہان
تمناے صحبت کے بعد عرض یہ ہے کہ کنیز آپ کے لشکر سے نکلی اور منظور ہوا کہ لوح کی تدبیر کرون
مقام لوحداران پہ آکر کنیز گرفتار ہوئی امیدوار ہون کہ کوئی تدبیر رہائی فرمایئے اور جیسا
مناسب وقت ہو دیسا کیجیے نامۂ عاشق زار زعفران پوش صفیر کو لکھکر نامہ دیا
کہ کسی طرح یہ نامہ کوتاہ بنور الدہر پہونچادو صفیر نے اپنی ایک کنیز سے کہ اُسکا مطیر جادو

نام ہو کہا یہ نامہ لشکر نور الدہر مین پہونچا کے چلی تا ہر ایک کی نگاہ سے اپنے کو بچاتا جھٹ پٹ چلی آتا
مطیر نامہ لیکر چلی لشکر نور الدہر مین پہونچی جسوقت نور الدہر یہ نامہ پڑھ رہے تھے اور شبرنگ
سے صلاح ہو رہی تھی اُسی وقت مطیر نامہ لیکر پہونچی ایسی خائف تھی کہ نامہ پھینک کر بھاگی ہر چند
شبرنگ نے ٹھیرایا نہ ٹھیری کہا مجکو خوف معلوم ہوتا ہو کہ کوئی مجکو بیہوش کر کے نہ ڈالدے شبرنگ
نے کہا یہ باتین دشمنون کے واسطے ہین تم تو ہماری دوست ہو جب شبرنگ نے اسطرح کہا تب
مطیر ٹھیری نور الدہر نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف گویا خنجر تھا فرمایا کہ ای شبرنگ جو ہو سکے تو
اُنکی رہائی کی تدبیر کر و ورنہ مین لشکر کشی کر کے چلتا ہون شبرنگ نے کہا بہت مناسب ہو حضور کا
لشکر منزل درمنزل آئے غلام آگے بڑھتا ہو شبرنگ مطیر کے ساتھ لشکر سے باہر نکلا نور الدہر
نے بھی اُسی وقت لشکر تیار کیا نقارے پر کوچ کے چوب پڑی تمام صحرا ابل گیا لشکر نور الدہر
چلا شبرنگ نے راہ مین مطیر سے باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کر اُسکو تو بیہوش کیا ایک درۂ کوہ
مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر چلا بھاگا بھاگ آتا ہو لوحداران اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہ خفیہ نویس نے
پرچہ لکھا کہ لشکر نور الدہر اس طرف آتا ہو لوحداران خاموش ہو رہی شب کو جو جلسے مین بیٹھی
ایک کنیز سے کہا کہ کئی دن سے ہماری صاحبزادی نہین آئی ہین باغ مین اُنکے جاؤ کہنا مان نے بلایا ہی
کنیز روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ ہمارے مرصع پوش دختر لوحداران مجمع کنیزان ماہ رو مین
بیٹھی ہو ناچ گانا ہو رہا ہو مگر ہمارے مرصع پوش سرنگون بیٹھی ہو کہ کنیز نے آکر عرض کی کہ آپ کی
والدہ نے آپ کو بلایا ہو ہمارے مرصع پوش اُٹھی اُس کنیز کے ساتھ چلی چند کنیزین ہمراہ صحبت
لوحداران مین پہونچی پہلے برائے تسلیم خم ہوئی لوحداران نے ہاتھ پھیلا دیے کہ بیٹی آؤ کئی دن
سے نہین آئین مزاج کیسا تھا چہرہ اُترا ہوا ہو مگر رنج و غم کس بات کا ہو ہمارے مرصع پوش نے
عرض کی ای والدۂ ماجدہ مین نے خبر سُنی ہو کہ آپنے گلگونہ و زعفران کو گرفتار کیا ہو لشکر نور الدہر
اسطرف آتا ہو یہ لوگ بڑے سرکش ہین اسی خیال مین مجکو بخار آگیا اسوقت ایک کنیز نے آپ کے بلانے
کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوئی مگر آپ سے پوچھتی ہون کہ طلسم کشا کے روکنے کی کیا تدبیر ہوگی تب
لوحداران نے کہا ای نور نظر تم اسکا بالکل خیال نکرو تمھاری ایک کنیز جائیگی وہ طلسم کشا کو پکڑ
لائیگی فوراً قتل کر ڈالونگی ساری طلسم کشائی بھول جائینگے اور جو ساحر کہ گرفتار ہوے اور

مارے گئے اُنھون نے خیال نہین کیا مجھے ہر وقت یہ خیال ہے کہ دونون میرے یہان قید مین ضرور
طلسم کشا مع لشکر کشتی کر چکے ہین کوئی پہلوان نہین ہے ان ایک سحر مین لشکر پراگندہ کر دونگی اگر وہ
بیس لاکھ ہو نگے تو ایک کو ایک کی خبر نہوگی یہ ذکر تھا کہ شبرنگ بن عمرو صورت بر اُس کنیز کی آکر
پہونچا محفل مین آکر بیٹھا یہان تو مان بیٹی سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر رستم پیلتن جو بارے ہفت کوہ
ہین شاپور شیردل ایک صبح کو برائے بالا ودی نکلا ایک نخل کے سائے مین آکر پھیرا چار طرف
دیکھ رہا ہے دیکھا ایک جادوگرنی درۂ کوہ مین بیہوش پڑی ہے شاپور نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُس
ساحرہ کو ہوشیار کیا کہا تو کون ہے آسمان رونے لگی کہا یہان ساحر میرا حال نہ پوچھو لوحداران نے
مجکو بخدمت خداوند روانہ کیا تھا یہان صحرا مین آکر ایک ساحر ملا اُسنے مجکو پانی پلا دیا مین سوگئی تم
کون ہو شاپور نے کہا مجکو خداوند نے بھیجا ہے کہ لوحداران کی کنیز فلان درے مین بیہوش پڑی ہے
جاکر اُسے ہوشیار کرو سب حال اُس سے پوچھ لین آسمان نے سب حال بیان کیا کہ زعفران و گلگونہ
کو قید کیا ہے لوحداران حکم خداوند کی منتظر ہے کہ اُنکو قتل کرے یا خدمت خداوند مین بھیجے شاپور
نے کہا خداوند حکم بھیجدینگے مگر تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہے شاید کچھ تمنے کھایا نہین یہ کہکے پاس سے مٹھائی نکالی
کہا یہ کھاکے پاس لوحداران کے چلی جاؤ ہم جاکر قتل نامہ روانہ کرا دینگے آسمان نے مٹھائی
کھائی شاپور نے پانی بھی لاکر پلایا پھر آسمان بیہوش ہوئی ہی مین کہتا ہے اے شاپور یہ احسان
نورالدہر پر ہوگا رنگ و روغن عیاری کا لگایا آسمان کی شکل بنکر چلا جا بجا پوچھتا ہوا قصر
لوحداران پر آیا اُسوقت پہونچا کہ مان بیٹیان باتین کر رہی ہین سب اہل دربار خاموش
بیٹھے ہین ہمارے مرصع پوش نے کہا اے مادر مہربان یہ کیا ضرور ہے کہ جب آپ کی سرحد مین آئین
تب قتل کیجیے مین جاکر اُنکو پھیر دون لوحداران یہ سنکر تھرا گئی کہا بی بی بڑا خوف ہے ابھی تمھین
بیٹھا برس شروع ہے مین تمھارا نکلنا بہتر نہین جانتی ہمارے کہا مین وقت شب مین پوشیدہ ہو کے
جاؤنگی اُنکے حالات نہ دیکھونگی ایک سحر کر دونگی کہ سارا لشکر نورالدہر پر جلوہ کرے کس کسکا
وار روینگے کیونکر بچینگے سُنتی ہون کہ دو لاکھ فوج ہمراہ ہے بڑا اُنکا سپاہ سالار اعلی طہماس بن
جنقویل دیو پے ور ہے کہ سترہ سو من کا ساطور باندھتا ہے اُسکے حربہ مین اُنکا خاتمہ ہوجائیگا
لوحداران نے کہا بی بی یہ لوگ بڑے بہادر ہین جتنے سردار ساتھ ہین سب کو اُسنے زیر کیا

ہو حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا ہو لاکھ دولاکھ سے اکیلے لڑتے ہین بچپن سے اُنکا یہی کام ہو اسی جرأت سے اُنکا نام ہو مجکو خیال یہ ہو کہ کسی دشمن کی نظر پڑ جائے میری بچی کو نظر لگ جائے میری تو عمر بھر کی تم کمائی ہو اور مقام لوحداران مشہور ہو خبردار کسی کے سامنے لوح کا ذکر نہ کرنا ہر چند کہ میرا لوحداران لقب ہو مگر لوح کو چھو نہین سکتی کہ لوح قصر ہفت قفل مین ہو جو کوئی لوح کو چھوئے جلکر خاک ہو جائے مین نے آج تک کبھی لوح کو ہاتھ نہین لگایا کتاب مین سب حال لکھا ہو مگر مین نے کبھی اُس حال کو بھی نہین پڑھا سنتی ہون کہ حکماے سابق تحریر کر چکے ہین کہ جب وقت زوال طلسم آئیگا تو لوح طلسم کشا کو مل جائیگی مگر لوح اور مقام پر ہوگی اس قصر ہفت قفل مین کسی کا گذر نہین ہو سکتا بہت کچھ اس مقام پر حکیمون نے لکھا ہو ساکنان طلسم کو حفاظت لوح کی بڑی تاکید ہو چپکے چپکے بیٹی سے یہ باتین لوحداران کرہی ہو شاپور اور شبرنگ حیلہ ساز ہام کے قریب تحت آتے ہین کہ باتین لوح کی سنین مگر لوحداران خاموش ہو کر کہتی ہو پی آسان د سطیر اُسی طرف پھیر و دور دور بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین ڈنگو نسے شعلے نکل رہے ہین کوئی بشکل اژدر کوئی بشکل ببر اور کوئی بشکل فیل وہ صورت اپنی دکھاتے ہین کہ شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم مین جو خدمت خداوندین گئی تھی راہ مین عیار نے مجھے بیہوش کر کے ڈالدیا نہین معلوم کیا خیال آیا کہ قتل نہین کیا قدرت نے ایک ساحر کو بھیجا اُس ساحر نے آکر پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا یہ دست قدرت ہو تجکو کمال علم موسیقی دیا امیدوار ہون کہ اُسکا امتحان تو لیجیے اب حکم خداوند آئیگا لوحداران نے کہا اے آسان مین نے ان دونون کو قید تو کر لیا مگر قلب پر صدمہ ہو لشکر نور الدہر آتا ہو یقین ہو جو عیار تجکو بیہوش کر کے ڈال گیا تھا اُسی نے خبر پہونچائی جب تو نور الدہر نے ادھر کا رُخ کیا راہ مین صحراے سفاک جو سفاک جادو وہان کا جو حاکم ہو اُسکو نامہ لکھتی ہون کہ لشکر نبیرۂ حمزہ نہ آنے پادے وہ اُسی مقام پر روک لیگا آگے نہ بڑھنے دیگا اچھا گانا تو سناؤ شاپور نے فوراً سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا **نظم**

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو مجکو خار کا	آفتاب ایک زرد پتہ ہو سے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا	ہوگیا سنگ زمرد خال چشم یار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہوں میں — یاد آتا ہے کف پا میں کھٹکنا خار کا
جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے — ٹوٹنا ممکن نہیں ہے آنسوؤں کے تار کا
کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرگین — رزق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہیں — اور فرط شوق ہے ہان زخم دامن دار کا
پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے — ہر شجر اس باغ کا پھل بن گیا تلوار کا
پیش طاق ابروے خمدار یہ گیسو نہیں — کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا
ای صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا — رنگ اُڑ جاتا ہے روے مردم بیمار کا
اُس پری رو کے جو کوچے میں گذرتا ہے خیال — بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا
آنکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہیں سر — کی قیامت ہے صنم عالم تری رفتار کا
خم ندامت سے کیا محراب میں کعبہ کی سر — گردن زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا
زندگی میں بے ادب ہونے نہ دے گو رعب حسن — خاک ہے میری پس از مرگ اور دامن یار کا
بوے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوس نظر — فخر ہے روز محشر یار کے دیدار کا

لوحداران نے کہا ای آسمان حقیقت مین قدرت نے تمکو کمال دیا ہے بی ہمارے مرصع پوش کو سمجھاؤ کہ لشکر نورالدہر پر جانیکا ارادہ نہ کرین سفاک جادو ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دیگا یہ کہکے اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای سفاک جادو اگر لشکر نورالدہر تمہاری سرحد مین آئے تو سب کو تباہ اور آوارہ کر دو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ مین تمکو طرۂ پیغمبری دلواؤنگی سب طلسم والے تمہارے ممنون احسان ہونگے یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جاکر سفاک کو دینا مگر شبرنگ نے جب گانا شاپور کا سنا تو دل سے باتین کر رہا ہے کہ ای شبرنگ یہ عیار تو تاجر زادے کا معلوم ہوتا ہے مگر ذلیل و خوار عیاری کی کہ جسکو ہم بیہوش کرکے آئے تھے اُسی کی شکل بن کے آکے سامنے ایرج اور نورالدہر کے یہ ذکر ضرور رہیگا الغرض ہمارے مرصع پوش خاموش ہو رہی شبرنگ و شاپور بصورت مذکورۂ بالا حاضر دربار لوحداران ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر ہمارے مرصع پوش مان کے دربار سے اُٹھی پریشانی دل کی کم نہوئی باغ مین آئی کنیزون نے چاہا شگفتہ کرین

مگر رہا خاموش بیٹھی ہو ادھر سفاک جادو اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ کنیز لو حداران نے آکر نامہ
دیا سفاک نے پشت پر جواب لکھا کہ غلام کو خبر ہی کل وہ میری سرحد مین پہونچینگے دیکھیے
کیا انقلاب ہوتا ہون آپ کو خبر معلوم ہو جائیگی کنیز کو جواب دیکر روانہ کیا آپ بالاے قلعہ آکر بیٹھا
ساحر گرد جمع ہین کہ صحرا سے گرد اڑی آگے سب کے نور الدہر پہلو مین طہماس و دیگر سرداران
نامی پشت پر دو لاکھ کا لشکر صحرا مین آکر اُترے بارگاہ گوہر نگار استادہ ہوئی لشکر جا بجا اُترا سفاک
نے کہا اندھیری رات مین کیا سحر کرون صبح کو اُٹھکر پراگندہ کر دونگا نور الدہر بارگاہ مین آئے
رات بھر جلسہ رہا صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سفاک بالاے قلعہ سے سحر کر رہا
ہی کہ طہماس واسطے سلام کے آیا باتین کرتے کرتے بگڑ گیا کہا ای شہریار آپنے ہمکو تباہ و برباد کیا
سلطنت چھوٹی آج ہم سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے ساطور کھینچ کر اُٹھا نور الدہر ہنس رہے ہین فرماتے
ہین ای طہماس اپنے ہوش مین ہو تمہارا تو چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہا آج مین امتحان ضرور کرونگا اگر
آپنے مجھکو زیر کیا تو تابعدار ہون اور اگر میرا حربہ چل گیا تو نام بدیع الزمان کا مٹا دونگا یہ کہکے
طہماس نے ساطور کھینچا اور ہاتھ ساطور کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ ساطور
چھین لون لیکن طہماس کو کوئی صدمہ نہ پہونچے کہ یکایک اسکا مزاج بگڑ گیا ہی کوئی باعث
ضرور ہی طہماس چاہتا ہی کہ ہاتھ چھوٹے دوسرا حربہ کرون مگر نور الدہر کا ہاتھ کلائی پر پڑ گیا
اب کب چھوٹتا ہی کشاکش ہو رہی ہی کہ یکایک لشکر مین ہڑ بڑ ہوا جابجا تلوار چلنے لگی بھائی نے
بھائی کو باپ نے بیٹے کو مارا علاوہ طہماس کے سرداران دیگر بلوہ کرکے چلے کہ نور الدہر کو
آج قتل کرینگے یہان طہماس ایسے جوان سے کشاکش ہو رہی تھی کہ دیکھا اور سردار آتے ہین
غلغلہ کرتے ہوے کہ ای طہماس ماشاء اللہ آج نور الدہر سے بدلہ لو نور الدہر نے جھٹکا
مارا کہ ساطور ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا نور الدہر نے وہی ساطور اٹھاکر کہا کہ ای
طہماس ایک ہاتھ مار دون کہ دو ٹکڑے ہون طہماس نے کہا مین امیدوار ہون کہ ایک
ہاتھ لگانے مین بھی پست ہمت دونگا زور مین آپ میرا لیا کیجیے گا مگر چالیس سردار جو سامنے سے
آتے تھے نور الدہر کو دیکھکر ٹھٹکے اور پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار ہم نے مدتون
سے آپ کی اطاعت کی اب ہم سے جبر نہین اُٹھتا آج یا اپنی جان دینگے یا آپ کو قتل کرینگے

ہو گئے سب نور الدہر پر آپڑے نور الدہر حربے اُن کے روک رہے ہیں کسی پر خود حربہ نہیں کرتے جانتے ہیں کہ یہ سب اپنے ہوش میں نہیں ہیں بچا بچا کے لڑ رہے ہیں چالیس سرداروں کے حربے ایک اکیلے کا روکنا ہر ایک کو للکارنا اور پھر خود وار نہ کرنا انھیں کا کام تھا مگر کل لشکر میں تلوار چلنے لگی سوار و پیادے سب لڑ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ آج اس لشکر کا نام مٹا دو نور الدہر کو زندہ نہ چھوڑو نور الدہر سب کی آوازیں سن رہے ہیں اور دل سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار یکایک میرے سرداروں کو کیا ہو گیا کہ سب میرے دشمن ہو گئے

نظم

ترا او اندہر جا مردو انا
کنندہ خلق در آفاق غوغا
تو بیشک واحدی ولاشریکی
تو ہستی کارساز کار دنیا
گے مجنون گے فرہاد گشتے
فدا جان کرد در عشقش زلیخا
بصحن باغ غنچہ میدہد بو
چو بنمائی بگل رخسار زیبا
قلم ہردم بتعریف تو جاری
کند بلبل ببستان شور برپا

ترا بیند بہر سو چشم بینا
بجنت دیدہ ام محو تماشا
تو لاثانی و بے مثلی و یکتا
زمین و آسمان و عرش و کرسی
گے شیرین شدی و گاہ لیلا
گے پنہان شدی در صورت ہیر
ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ
زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
تو والی و کریمی و رحیمی

ز عشقت در زمانہ شور برپا
زبانہا ذاکر و مشغول دلہا
تو در دین رہنماے بندگانی
شد از حکم تو ای خلاق پیدا
چو در یوسف جمال خود نمودی
گے ظاہر شدے در شکل رانجا
شود اندر عرق چون ابر تر غرق
بدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا
کند کوکو بہ صحن باغ قمری
بلطف خویش بر مندی بہ بخشا

یہاں تو لشکر میں قیامت برپا ہے ہر کس و ناکس کو جوش جنگ ہے مگر ملکہ مرصع پوش جہان کے پاس سے پلٹ کے آئی دل کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی ہے رات بھر تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح کو بیٹھی ہوئی تصور کر رہی ہے کہ اے ہائے مرصع پوش یہ کیا ہوا مادر مہربان نے کیا تجویز کیا سفاک جادو نے نہیں معلوم کیا سحر کیا ہوگا کنیزیں پوچھتی ہیں کہ حضور رات کو بھی پریشان رہیں اور اس وقت بھی خاموش بیٹھی ہیں کچھ تردد سرکار کو معلوم دیتا ہے کنیزوں کو آگاہ کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہیں کہ آپ کے تردد کا انتظام کریں آپ کی مادر مہربان کی خبر لادیں

گلگونہ روز عفران کے قید ہونیکا اگر تردد ہے تو قیدیون کو دیکھ آئین اُنکے قتل کا وقت پوچھ آئین
نہین معلوم خداوند نے کیا حکم دیا ہمارے مرصع پوش کے دل مین اور ہی فکر ہے کچھ جواب
نہین دیتی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی مطیر آئی ہے کہتی ہے مین حضور کی زیارت کرونگی ملکہ
نے کہا مطیر کو بلا لو مطیر سامنے آئی آکے قدمون سے لپٹ گئی بلائین لین ترقی حسن و جمال
کی دعائین دین عرض کی واری آپ کو مبارک ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہے کہ دشمن پامال
ہو رہے ہین ابھی صبح کو نامہ سفاک کا آیا تھا لکھا تھا کہ مین نے ایسا سحر کیا ہے کہ آپس مین سب
اہل لشکر لڑ رہے ہین اور قتل نور الدہر کے درپے ہین ای لوحداران جادو آپ جاری
افسر ہین آکے ملاحظہ کیجیے اب پہر دو پہر مین گل کا خاتمہ ہوتا ہے عجب ہنگامہ برپا ہے چالیس سردار
تو نور الدہر پر جھکے ہین اور فوج والے آپس مین جدا لڑ رہے ہین کئی کوس کے گرد مین برق
شمشیر چمک رہی ہے اور مین نے ابھی سحر کو زور نہین دیا آپ آکے ملاحظہ کرین تو سحر کا حال کون
آپ کو بھی ظاہر ہو کہ ایسے ایسے آپ کے ملازم ہین دو لاکھ کے لشکر کی حقیقت ہی کیا ہے تھوڑی
دیر مین پراگندہ ہو جائیگا آپ کی والدہ نے جواب لکھ دیا کہ ہمین فرصت نہین ہے سحر کا صرف کرو
طلسم کشا زندہ نہ بچے اور باقی کا زندہ مردہ رہنا بیکار ہے آخر اپنے ملکون مین بسین گے ہماگکر
کہان جائینگے خداوند تم سے بہت خوش ہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو طرۂ پیغمبری ملیگا اُس اقلیم کا
خراج تمہارے پاس آیا کریگا افسر اعلی کہلاؤ گے مرتبہ عظیم پاؤ گے یہ جواب لکھکے آپ کی والدۂ
ماجدہ نے ہم سب کو سمجھایا اور کہا باغ کو آراستہ کرو آج جشن ہوگا کہ طلسم کشا مارا گیا نور الدہر
کا سر لیکر آپ ہی سامنے قدرت کے پیش کرین ہم بھی اپنی آنکھون سے دیکھین کہ دشمن خداوند
مارا گیا جب اس طرح مطیر نے سامنے ہمارے مرصع پوش کے بیان کیا تو ہمارے بگڑکر کہا ای
مطیر خاموش رہو اور قتل پڑھتا ہے مین ابھی جاتی ہون جا کر سحر سفاک کو مٹاتی ہون یہ کیسی
بدعت ہے کہ ایک اکیلے پر چالیس شخص بہوت ہوکر گرے ہین اور جوان بھی وہ جوان کہ جس
مقام پہ آیا لڑائی کو فتح کیا نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان مطیر تقلی نے جو تماشا سہا زہیا یا
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا واری تماشہ دیکھنے کے لائق ہے حضور تشریف لیچلین بڑا ثواب ہوگا
پھر آکر جشن مین شریک ہون آج لوحداران جادو نے کئی سرحدارون کو نامے لکھے ہین بلنہین

جشن کامل ہوگا ہامے مرصع پوش بدظن ہوکر اُٹھی طاؤس پر سوار ہوئی تخت تیار کریا کہا
ای مطیر تم تخت پر سوار ہو چلکر تماشہ دیکھو کوئی بندۂ خدا قتل ہو تم خوش ہونا جشن مین ہنگامہ کرنا ای
مطیر ہم کو تو غم ہی و فور رنج والم ہی ایسا شخص قتل ہوتا ہی جو سارے طلسم مین مشہور ہی حسن و
جمال مین بے نظیر رعب و جلالت مین رستم و اسفندیار اُسکے بزرگون پر کیا گذریگی کہ ہاے ایسا شخص
مارا گیا اور کچھ علاج نہو سکا مطیر نے کہا جلدی چلیے نامہ بہت سویرے آیا تھا اب وقت اختتام
ہوگا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ شبرنگ بن عمرو بشکل مطیر بنا ہوا رات سے بیقرار تھا کہ ہاے
لشکر آقا پر کیا گذریگی جس وقت سے نامہ سفاک کا آیا بیقرار ہو رہا تھا آخر یہ سوچا کہ ہما کو چلکر
آگاہ کرون شاہزادی حسین و جمیل ہی کیا عجب ہی کہ کچھ مطلب نکلے ہامے مرصع پوش کو
ساتھ لیکر چلا تخت اُڑتا ہوا طاؤس زرین بال پر ہامے مرصع پوش سوار کہ دور سے
کان مین آواز آئی کوئی دعا مانگ رہا ہی کوئی بیقرار ہوکر چلاتا ہی کوئی پکار رہا ہی ای کریم کارساز
مدد کر یہ کیا آفت ہی کسی کی آواز آتی ہی کہ ہاے مین نے اپنے جوان بیٹے کو مار ڈالا کوئی پکارتا
ہی ہاے بھائی تم چل بسے لعنت دنیا کچھ نہ دیکھا ہامے مرصع پوش نے کہا دیکھو لشکر مین
قیامت برپا ہی مطیر نے کہا طاؤس بڑھائیے تخت سحر کو زور دیجیے ہم بھی اپنی آنکھون سے
دیکھین کہ مسلمان قتل ہو رہے ہین ہامے مرصع پوش نے کہا ای مطیر کیا غضب ہی تمہاری
زبان نہین رُکتی شبرنگ نے کہا واری آپ خوش ہین ہم بھی خوش ہین ہامے مرصع پوش
نے کہا مجکو تو قلق ہی پیچ و تاب اُٹھ رہا ہی کوئی رو رو کے دلکو ملتا ہی یہ کہکے طاؤس بڑھایا
مطیر کے تخت کو بھی دوڑا دیا شبرنگ ہاتھ بتاتا چلا آتا ہی ہامے مرصع پوش منع کرتی ہی
کہ ای مطیر خاموش رہو ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتی ہو اپنی کہے جاتی ہو مطیر نقلی نے عرض
کی ہم آپ کی خوشی مین خوشی کرینگے اور آپ کے رنج مین رنج کرینگے آج سے زیادہ کون
خوشی کا دن ہی کہ اُس مقام پر آکے طاؤس پہونچا اب ہامے مرصع پوش کی نگاہ پڑی
کہ نور الدہر بیچ مین چالیس سردار حملے کر رہے ہین مگر نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین
بدیع الزمان نے جو خبر سنی کہ نور الدہر کو چالیس سردارون نے گھیرا ہی تلوار کھینچ کر
دوڑے دور سے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین چالیس سردار ایک ایک صف شکن

تیغ زن گھیرے ہوئے ہین سب کے حملے روک رہے ہین اور بڑی جلالت یہ ہی کہ اپنا وار نہین کرتے سردارون کو پکارتے ہین گرد اسپر کا ہاتھ مین ہی تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھنچا ہوا ہی گر کبھی پیچھے ہٹ جاتے ہین کبھی آگے بڑھتے ہین کبھی زیر گھاسے سپر غنچہ بنکر چھپتے ہین خود حملہ نہین کرتے دوسرے کسی کا تیرہ جو پڑ گیا ہی شانے سے خون بہہ رہا ہی خون کی چھینٹین تمام لباس پہ پڑی ہوئی ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہولی کا رنگ کھیل کر نکلے ہین تلوار چمکاتے ہین اپنے کو بچاتے ہین دشمن کا بھی خیال ہی چہرہ اُداس عالم یاس مگر جلالت کی ترقی ہی بدیع الزمان تلوار کھینچکر آپڑے چند سردارون کو زخمی کیا اور فرماتے ہین یارو تمکو کیا ہو گیا نور الدہر نے کیا خطا کی مگر کوئی سنتا نہین کئی کوس تک لشکر جو اترا ہی سب جگہ تلوار چل رہی ہی نیچے سرنگون ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین ہمارے مرصع پوش نے بھی یہ سحر کر دیکھا کہ باپ بیٹون پہ بلوہ ہی چالیس سردارون سے لڑ رہے ہین اوپر نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ سعاک جادو بالائے قلعہ بیٹھا ہی رفیقون کے ساتھ ہنس رہا ہی کہتا ہی یارو ملکہ عالم نے آئین جو یہ تماشہ ملاحظہ کرتی ہین کیا خوبصورت سحر ہی کہ سب مبہوت ہو رہے ہین اب جو ملکہ کی نگاہ جمال جہان آرائے نور الدہر پہ پڑی بے قرار ہو گئی زبان سے آہ نکل گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے **نظم**

اسدرجہ تھا قلق مجھے رد سوال کا	دریا بہا گیا عرق انفعال کا
اللہ ری تردد خاطر کی کثرتین	تودہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا
ایسی سہی کہ اوسکی سنا محال ہی	افسانہ لکھنا چاہئیے ہی میرے حال کا
ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے	کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا
کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی ملائی تھی	ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ سفال کا
یہ سر رقیب کو نہ صد ہزار شکر	دھوکا ہوا کیا اُنہین میرے سوال کا
سیلے ہین نہین ہاتھ بازمرگ میری روح	دامن پھر کا ہی گریبان ہلال کا
کیا کیا ٹوٹتا ہی جگر دل ادھر اُدھر	اُستاد ہی خدنگ نظر دیکھ بھال کا
چکر کیا کیا تپش دل سے مدتون	لوہا ہوا گداز جو تیرون کی چال کا
کیا اس حرام خور کو جو مردہ ہی نصیب	آیا نہ منھ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلہ نہین آفتاب مین انجم مین ماہ مین ۔ جلوہ کہان کہان ہے تمہارے جمال کا
تکرار ایک بوسے مین تمکو نہ چاہیے ۔ دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا
روے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین ۔ مرنے کے بعد لطف ملا ہے وصال کا
حیرت نہ کیونکر ہے تصویر کو ہو مرے ۔ آئینہ سامنے ہے کسی کے جمال کا
سنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم ۔ عاشق ہوا ہون ایک بت خردسال کا

مطیر نقلی نے پوچھا کیون ملکہ عالم اتنہو دلکو آپکے خوشی ہوئی ہمارے مرصع پوش نے منہ پھیر لیا مطیر نقلی یعنی شبرنگ نے جب دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی گھبراکر کہا حضور یہی وقت ہے دیکھیے شاہزادہ کس آفت مین پھنسا ہے حضور بھی سحر کرین ہمارے مرصع پوش نے ہاتھ ہلا دیا ہاتھ ہلاتے ہی جوش وخروش سردارون کا کم ہوا بدیع الزمان نے جو پکار کہا کہ اے دو نور الدہر نے تمہاری کیا خطا کی ای طہماس تجھ ایسا عاشق صادق اور قتل نور الدہر کا خواہان ہے تو مجکو قتل کر کہ تیرا دل خوش ہو نور الدہر تو سراسر بیجا ہے طہماس نے ہاتھ روک کر عرض کی کہ غلام آپکا تابعدار ہے ہمکو نور الدہر نے مسلمان کیون کیا ہم اسکا بدلا لینگے زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھکر طہماس کا پکڑ لیا اور فرمایا کہ ایک ضرب مجہپر لگاؤ دیکھو کیا لطف ملتا ہے نور الدہر کو معاف رکھو طہماس کے رکتے ہی سب سردار رک گئے شبرنگ نے نکھانے کی راہ سے کہا واری یہ آپنے کیا کیا بدیع الزمان کے کہنے پر سب سردار رک گئے معلوم ہوتا ہے کہ اب قتل نکرینگے دیکھیے بدیع الزمان سے سب سردار عذر کرتے ہین ہمارے مرصع پوش نے کہا کیون مطیر تو خاموش نہین رہتی تجکو کیا معلوم کہ ہمارے دل پر کیا گذرتی ہے نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا ۔ نالہ بھی میرے دہن سے بےفغان پیدا ہوا
بےنشان رنگ ہے وہ کانشان پیدا ہوا ۔ ہے وہ طائر ہے کہ جو بےآشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بےرحم کی منظور تھی ۔ ہر دہان زخم عاشق بےزبان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند ۔ آفتاب داغ دل بےآسمان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن وہ بھی مژدہ ساتھ تھا ۔ جب بہار آئی نہین خود خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مثل یار ناممکن ہے ہا ۔ شوق اپنے دلکا آنکھو نے نہان پیدا ہوا

ہو اسے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مُردہ پسند	اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدرداں پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور	دیکھ لو پھر آسماں پر آسماں پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف	آنکھ جب اُٹھی نگاہوں میں دھواں پیدا ہوا
روز یک آفت ہے سر پر اُسکے شاید اے نسیم	خاک کا پتلہ برائے امتحان پیدا ہوا

یہ اشعار سنکر **مطیر لقلی** نے کہا واری یہ آپنے کیا کر دیا یا تو حملہ سردار قتل نور الدہر پر آمادہ تھے اب تو سب
خاموش کھڑے ہیں کیا بدیع الزمان کے پاس کوئی چیز دستحر کی ہے ہائے **مرصع پوش** نے
کہا تو کیا جانے یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے **سفاک** کے سحر نے کی کی سرداروں کے ہوش درست ہوتے
جاتے ہیں ایسا آقا سے نامدار کسکو ممکن ہوتا ہے کہ خود زخم کھائے مگر کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا سرداروں کو
بچاتے رہے حسین جمیل صف شکن تیغ زن کیا اسوقت جرأت دکھائی ہے کہ اپنے کو بھی بچایا اور سرداروں کو
بھی محفوظ رکھا ہر چند کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں وہ ابھی کشتہ سحر ہیں دیکھیے گی کہ زندہ ہو جائیں **مطیر**
لقلی نے عرض کی واری یہ تماشہ تو ضرور دیکھونگی میں نے مُردوں کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا مگر
سفاک نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا کہ نور الدہر سرداروں سے کھڑے ہوئے باتیں کر رہے
ہیں بدیع الزمان سب کو سمجھاتے ہیں لشکر میں بھی تلوار چلنا کم ہوئی جا بجا کچھ کھٹ پٹ ہو رہی ہے
غالب جھلایا ساتھ والوں سے کہا یارو کسی نے میرے سحر کو اُتارا اب وہ سحر کروں کہ **سامری** و
جمشید بھی نہ اُتار سکیں یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا کارد سحر جھولی سے نکالی اپنی زبان کاٹ کر
خون اُسپر ڈالا پکار کر آواز دی اے خونریز دریائے خون بہادے **نور الدہر** کو قتل کرادے
یہ جو پکار کر کہا ادھر کار دیکھنگی **مطیر** نے دیکھا کہ پھر لشکر میں ہنگامہ ہوا سردار **بدیع الزمان**
سے بگڑنے لگے کہتے ہیں آپ ہٹ جائیے ہم **نور الدہر** کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑینگے **نور الدہر** نے
کہا قبلہ و کعبہ آپ ہٹ جائیے دیکھوں تو مجکو کیونکر قتل کرتے ہیں ابتک تو میں بچاتا رہا اب میں بھی
حملہ کرونگا دم بھر میں دریائے خون جاری ہوگا میں انتہا کا ضبط کر چکا **سفاک** دستکیں دے رہا
ہے اور پکارتا ہے کہ اے خونریز کیوں دیر لگائی ہے چالیسوں سرداروں نے نور الدہر پر حملہ کیا
بدیع الزمان نے الفت فرزند میں سینہ سپر کر دیا زخم کھائے سر و شانے سے خون بہنے لگا شہزادہ
نور الدہر نے لپک کر ایک ہاتھ **طہماس** کو مارا طہماس کا سر زخمی ہوا طہماس پیچھے ہٹا

ساطور تول کر چلا سطیر نے سر پیٹ لیا کہا واری دیکھیے خاتمہ ہوتا ہی یہ ضرب طماس کا نہ رُکیگا
جاے مرصع پوش نے طاؤس کو بلند کیا سر پر آ کے سفاک کے چکی گیر کیکے دونون ہاتھ
ہلا دیے دس برقین دسون اُنگلون سے چکین سفاک پر گرین کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
مرنا سفاک کا اندھیرا ہو گیا طماس نے ساطور پھینک دیا دوڑ کر قدمون نے نور الدہر کے
لپٹ گیا کہتا تھا آقاے نامدار میرے سر پر کوئی بھوت سوار تھا دل میرا میرے قابو مین نہ تھا
سب سردار نور الدہر کے آگے ہاتھ باندھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سفاک جادو بود جتنے لوگ لشکر نور الدہر مین مر گئے تھے سب کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھے
نور الدہر نے پلٹ کر قلعہ پر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ ایک لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی وزرا امرا روتے ہے
ین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر کو کس نے مارا نور الدہر نے طرف طماس کے دیکھا
فرمایا کہ اس قلعہ پر یلوہ کر دو اہل قلعہ نے ہم پر سحر کیا تھا یہی باعث تھا کہ ہمارے ملازمون کو
تکلیف پہونچی طماس یہ سنکر ساطور اُٹھا کر بڑھا اہل قلعہ نے سحر کرنا شروع کیا جاے مرصع پوش
دستگیر ہے رہی ہی سحر اہل قلعہ کا پلٹ کر قلعہ پہ آتا ہی سحر کرنے والا نشانہ ہوتا ہی طماس جنگ
کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا ایک ضرب ساطور پھاٹک پر لگائی پھاٹک تھرا کر گرا طماس
اکیلا اندر قلعہ کے گھس گیا سفاک کا بھائی بیباک دار الامارہ سے نکلا دیکھا ایک جوان قتل کرتا
آتا ہی جب ساطور ہلا دیا دس کے سر اُڑ گئے طماس کو بڑا غصہ ہی نور الدہر نے خبر
پائی کہ طماس اکیلا قلعہ مین لڑ رہا ہی تلوار کھینچ کر پہونچے ہماے مرصع پوش برابر سحر رہی
ہی اہل قلعہ کے سحر کا رنگ نہین جمنے دیتی نور الدہر کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی کرستانہ لڑتے
ہوے پہونچے قلعہ مین گھس گئے نور الدہر نے قلعہ مین پہونچتے ہی ہنگامہ ڈال دیا خون کا دریا
بہا دیا اور جو کوئی سحر کرتا ہی وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُسی کے سینے پہ پڑتا ہی ہزار ہا ساحر مر کے گر رہا
ہی صدا اے گیر و دار بلند ہی بیباک نے جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرتا ہوا طرف نور الدہر کے
بڑھا مگر سحر تاثیر نہین کرتا بیباک لڑتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا حیران ہی کہ کیا سبب ہی
یہ تو بڑا غضب ہوا کہ سحر جواب دیتا ہی بالکل تاثیر نہین کرتا جب قریب نور الدہر کے پہونچا ہاتھ
تیغ سحر کا مارا نور الدہر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے

اٹھا لیا بیباک نے امان مانگی نور الدہر نے سوال اسلام کیا بیباک بصدق دل مسلمان ہوا سب
فوج کو منع کیا سب افسر آ کے قدمونپر گرے نور الدہر سبکو ساتھ لیکر طرف دار الامارۂ شاہی کے
چلے ہماے مرصع پوش نے مطیر سے کہا اب تمہارا بہتر نہین ہے ایسا نہ ہو مادر مہربان کو معلوم ہو جا
مطیر نے کہا واری آپ نے کیا کیا کہ جو ملکہ لوحداران خفا ہو گی آپنے تماشہ دیکھا کہا اے مطیر تجکو
سحر مین دخل نہین ہے سفاک کو مین نے قتل کیا ورنہ یہ سردار کیا تعاقب نور الدہر کا چھوڑتے
مین نے خیال کیا کہ ایسا شخص مارا جاتا ہے اسکو بچاؤ پس مین نے بلند ہو کر سحر کیا کہ سفاک مارا گیا
یہ تو تو نے آنکھون سے دیکھا کہ یا تو سب نور الدہر کے دشمن تھے یا اب دوست ہو گئے منت
و خوشامد کرنے لگے ساتھ انکے بارگاہ مین گئے ہین مطیر نے ماتھا کوٹکر کہا خیر واری جو کیا وہ خوب
کیا مگر پلٹ چلیے اگر یہ سحر کرتا ہے تو ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ایسا نہو کوئی آفت آجائے ہماے مرصع پوش
نے کہا اے مطیر خبردار اس بات کا ذکر سامنے ملکہ لوحداران کے نکرنا مرنے کی سفاک کے خبر انکو
پہنچیگی سمجھ جائینگی کہ نور الدہر کے ساتھ کوئی ساحر ہوگا اُسنے قتل کیا میرا نام کوئی نہ جان سکیگا
مگر مادر مہربان اگر آئینۂ سکندری مین دیکھینگی تو سب حال معلوم ہو جائیگا اُسوقت قیامت برپا ہوگی
مگر مین اس راز کو چھپاؤنگی حتی المقدور بات بناؤنگی مجھپر تو فلک ٹوٹ پڑا نظم

روز میلاد سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا منہ پر ہائے
مہ نو نے تہ ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہوا جب کبھی ابرو سے
گیسوے یار ہوے درہم و برہم پیدا

شبہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچہ پر
ہین موتی کہ ہین غنچۂ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو زخم نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرّ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست بھی دشمن جان ہوگیا اپنا آتش	نوشدارو نے کیا یان اثر سم پیدا

شبرنگ بن عمرو سمجھ گیا تھا کہ یہ نورالدہر پر مائل ہو چلی ہی خیال کیا کہ اب یہان سے
پلٹو اسی کے ساتھ رہو یہ سوچ کر کہا ملکۂ عالم چلیے یہان نورالدہر بہ فرحت قلعہ مین داخل
ہین گلی کوچون مین سجدین بن رہی ہین قلعہ مین چہل پہل ہی لیکن ملکہ ہماے مرصع پوش
شبرنگ کو جانتی ہی کہ مطیر میری کنیز خاص ہی راہ مین سمجھاتی ہوئی چلی کہ ای مطیر یہ راز
نہ کھلے مطیر کہتی ہی حضور کیا مجال کہ یہ راز زبان سے نکلے آپکا حال لونڈی کہیگی مین اب
حضور کی ملاقات نورالدہر سے کرائنگی اور سب احسان آپکے بیان کرونگی ہماے مرصع پوش
نے کہا مین اپنا احسان ظاہر کرنا اُنپر نہین چاہتی وہ بخیر و عافیت رہین ملاقات کی بھی کوئی
صورت نکل آئیگی مین چاہتی ہون کہ اتنا صبر کرون کہ لوح طلسم مجکو ملے مین جاکر لوح پیش
کرون انکو بھی معلوم ہو کہ یہ مطلب جلیل حاصل ہوا آیندہ جو منظور خدا اس طرح کی باتین
کرتی ہوئی اپنے باغ مین آئی کنیزون نے بیان کیا کہ بی لوحہ اران کے باغ مین آج جشن
کی تیاری ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کو مار لیا ملکہ نے بے اختیاری کے عالم مین کہا خاک اُنکے
مُنھ مین جو ایسا کہتے ہین وہ قلعہ سفاک مین چین کر رہے ہین مطیر نے پہلو مین آکر چٹکی لی
اشارے سے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے ہماے مرصع پوش نے کہا مجھے اُنکی بُرائی
نہین سُنی جاتی یہ کہکے اپنی محفل آراستہ کی پریشان بیٹھی ہی صورت زیبائے نورالدہر
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ مطیر نے عرض کی واری مین ایک غزل گاؤن ملکہ نے اشارہ
کیا خوشی تیری مطیر نقلی نے بایان چھیڑا سید عا سید عا ٹھیکہ بجاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دیکھ لے ترچھی نگاہون سے ادھر اچھی طرح	سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنیکا نہ ای دل عشق مین	آہ مین جبتک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پہ آپ ہنسیے شوق سے	یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح
اسکے یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش	بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر ہے بہر خرام ناز ہے	زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
اپنا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے	بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح

یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی ۔ دل نہ دے ہاتھوں کو پیکاں سلاخ کر اچھی طرح
دل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم ۔ چند دن پہلے پھرا لو در بدر اچھی طرح
شمع جانوں پر کسی کے اے فلک گذرین کبھی ۔ دن کے ہوں یا رات کے دو ہی پہر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آ نکلا ہے سینہ کی طرف ۔ پوچھتا ہے دل کا اے درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہے شب فرقت نہیں پہچان لے ۔ آج تو میری دعا کو اے اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پہ سر تھا جلال ۔ کوے جاناں میں ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

انجمن فلک میں قندیل ماہ تاباں روشن ہے شمعیں کواکب کی جھل ملا رہی ہیں ملکہ بدل گانا سُن رہی ہیں کہ عرض ہوئی آپکی والدۂ ماجدہ نے آپکو بلایا ہے کنیز دروازے پر حاضر ہے یہ سنکر ہما اُٹھی مسطیر نقلی کا ہاتھ تھام لیا کہا ہوا چلو اُنکے باغ کی بھی تیاری دیکھیں آج جشن کی بڑی تیاری ہے مسطیر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ ہما ے مرصع پوش باغ میں لوحداران کے آئین دیکھا جا بجا فرش بچھا ہے ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے چاندنی ماہ تاباں کی بچھی ہوئی ہے درختوں میں قفس طائران زمزمہ سرا لٹکے ہوے ہیں جانتے ہیں صبح ہو گئی تو چہک اُٹھتے ہیں وسط باغ میں شامیانہ بادلے کا باب مروارید استادہ ہے اُسکے نیچے فرش تیمر مسند عمدہ بچھی ہے اُسپر لوحداران جادو بیٹھی ہے گرد شاہزادیاں سر حدوار ملکہ نیرنگ جادو خضران سبز پوش دستخوار مینوش ایک جانب بڑے بڑے ساحران غدار اخلاق جادو و محاق جادو و فواق جادو و چالاک سینہ سپر و خشاک نامہ بر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان گلگون یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں

نظم

دیکھا یا آئینہ فکر نے جب صفاے آب و رو تن کا ۔ دہن کو جو مہر کھلا زبان کا نہ بانکو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جوہر پہ آب دیدہ ۔ جو زخم گل سے بلبل کا ہے تو داغ تپا لہ سے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی بیکسی کو ۔ جو دیکھوں تیشہ تو سرکے ٹکڑون خیال بندھ جائے کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یاں عدم سے برہنہ یاں سے چلا عدم کو ۔ نہ بیرے کا فور میں نے سونگھی نہ داغ مجکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا ۔ لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار میں نے کیا ہرن کا
نگاہ اول میں چشم میگون سے رنگ محفل کے سو گرگون ۔ وہ حال ہوئے جو وقت آخر شراب خوارون کی انجمن کا

جو حال پروانہ عشق میں ہے وہی محبت میں عالم دل | یہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو سوختہ صحرا میں قبر دیکھی تو میں نے کندہ کیا یہ اُسپر | عبیر غربت جیب کا ہو غبار خاطر نہو وطن کا
نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حور میں یہ نزاکت آتش | جو ہار پھولوں کا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

اُسوقت محفل لوحداران میں ایک سمان بندھا ہوا ہے ہمائے مرصع پوش کو دیکھکر سب شاہزادیان اُٹھیں ہمائے مرصع پوش آکر ان کے پہلو میں بیٹھی لوحداران نے پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہے ہمائے مرصع پوش نے عرض کی آج صبح سے سر مین خلل تھا دیکھیے بندا اچھا کا ہے مین نے جو خبر سنی کہ آپنے جشن کیا ہے مین نے بھی جلسہ آراستہ کیا تھا آپ نے طلب کیا مین چلی آئی مگر وہان کا احوال کچھ معلوم ہوا لوحداران نے کہا سفاک نے خاتمہ کر دیا ہوگا حقیقت مین اُسنے عجب لطف کا سحر کیا کہ جملہ سردار طلسم کشا کے دشمن ہو گئے کل لشکر مین تلوار چلنے لگی دن بھر مین کیا کوئی بچا ہوگا اسوجہ سے آج رات کو جلسہ کیا قدرت کو اب نامہ لکھونگی چند ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین یقین ہے خبر قتل طلسم کشا لیکر آدین لفظ قتل سنکر ہما کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے مگر مسطیر نقلی پہلو مین بیٹھی ہے ہر مرتبہ زانو دبا دیتی ہے ہمائے مرصع پوش خاموش ہو جاتی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دو طائر کلان آکر ہونچے زمین پر گرے غلطک مارکر بشکل انسان ہوے لوحداران نے پوچھا ارے کہو کیا گذری کوئی نوشتہ سفاک کا بھی لائے ہرکارے رونے لگے کہا اے ملکہ عالم ہمنے قلعہ مین جاکر یہ دیکھا کہ لشکر طلسم کشا بعیش و راحت اُترا ہے نوبت نقارے بج رہے ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہے ہمنے دریافت کیا کہ سحر سفاک سے یہ لوگ کیونکر بچے وہ کاندار رونے لگے اور کہا یارو کیا پوچھتے ہو سفاک بالاے قلعہ سے سحر کر رہا تھا قریب تھا کہ طلسم کشا قتل ہو جائے کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے طلسم کشا قلعہ مین گھس آیا یہ تو ہم لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی ساحر نہ تھا اِدھر کے ساحر جو سحر کرتے تھے اُنھین کا کام تمام ہوتا تھا سفاک کا بھائی بیباک ایسا ساحر اُسنے طلسم کشا پر کیسے کیسے سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر طلسم کشا نے اُسے زیر کر کے مسلمان کر لیا تمام خزانہ وغیرہ لٹ گیا ہم لوگون نے بھی مجبور و ناچار اطاعت کی اگر اطاعت نہ کرتے تو کیا کرتے گلی کوچے مین دریاے خون بہہ رہا تھا ہم مخبر

لیکر بھاگے لوحداران طرف شاہزادیون کے متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمھاری کچھ عقل مین آتا ہے
کہ یہ کیا معرکہ ہوا شاہزادیون نے عرض کی کوئی ساحر نامی اُڑا ہوا جاتا ہوگا اُسکو حال پر نورالدہر
کے رحم آیا اُسنے سفاک کو غفلت مین مارا مگر نورالدہر سے اُسکو کوئی واسطہ نہ تھا کہ طلسم کشا
سے ملاقات کرتا اٹھ بیٹھ کر چلا گیا اب ساحرون کو قتل کرایا گر وہ ساحر یہ سمجھا ہوگا کہ یہ شخص طلسم کشا
ہے اور کیا عرض کرین عقل مین کچھ نہین آتا لوحداران نے آواز دی کہ مین ابھی اسکا بدلا لیتی ہون
ایسے ساحر کو بھیجون کہ جو جاکر قلعہ اُلٹ دے سب اُسی مین دبکر رہجائین کوئی وہان سے نکل نہ سکے اے
اخلاق جادو تم پر مجکو بڑا بھروسہ ہے تم فوراً جاؤ صبح ہوتے ہوتے قلعہ جاکر اُلٹ دو میرا جشن تو
یون ہی قایم رہے ورنہ قدرت اپنے مقام پر فرمائینگے کہ لوحداران نے یہ خبر سنکر تامل کیا مین
ایسے حقیر معرکہ پر کیا جاؤن مجکو شرم آتی ہے لوگ کہینگے لوحداران نے اپنے ہاتھ سے طلسم کشا
کو قتل کیا طلسم کشا مت جائے تم سبکو بھی آرام ہو میرا بھی نام ہو کہ قصر لوحداران تک
نہ پہونچ سکے ہر چند کہ یہان آنا بہت دشوار ہے جس قصر مین لوح ہے راہ مین باغ عجائب و غرائب
پڑتا ہے کہ غرائب سرکش وہان کا حاکم و ناظم ہے اگر قدرت خود ارادہ کرین تو انکو بھی روک
لے آگے نہ بڑھنے دے کئی ہزار ساحر براے خبرداری اُس باغ مین موجود ہین جو کوئی غیر اُس
باغ مین قدم رکھے تو سب طائر غل مچائینگے مجکو بھی خبر ہو جائیگی اور قدرت بھی آگاہ ہونگے
فوراً تو علاج کرینگے یہ سب باتین ہماے مرصع پوش سن رہی ہے کلیجہ کانپ رہا ہے دم بدم
چاہتی ہے کہ مان سے گر جاؤن مگر مطیرہ نقلی روک رہی ہے کہ اخلاق جادو اپنے مقام سے بل
کرکے اُٹھا کہا حضور جیسا آپ فرماتے ہین وہی کام کرونگا کہ جاکر قلعہ کو اُلٹ دونگا اتنا بڑا قلعہ
جو گریگا تو کیا مجال کہ پھر کوئی زندہ بچے دبکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوکر
چلا ہمارے مرصع پوش یہ معرکہ دیکھکر گھبرائی مطیرہ نے بھی اشارہ کیا کہ واری جلد چلیے
ایسا نہ ہو جو کہا ہے وہی جاکر گذرے ہمارے مرصع پوش فوراً اُٹھی لوحداران نے
کہا بیٹا کہان چلین کہا والدہ ماجدہ میرے سر مین اسوقت بہت درد ہو رہا ہے مجھسے بیٹھا نہین
جاتا لوحداران خاموش ہو رہی مگر نورالدہر مع بدیع الزمان قلعہ سفاک مین
داخل ہین شبرنگ کا بروقت خیال ہے سردارون سے فرمارہے ہین کہ نہین معلوم جا

یار وفادار پر کیا گذری عرصے سے گیا ہوا ہی پلٹ کے نہیں آیا سردار عرض کرتے ہیں کہ شبرنگ
بیکار نہ ہوگا سب ہوا خواہان حضور جستجوے لوح میں مصروف ہیں جملہ سردار دربار میں حاضر
ہیں بعضے رنڈی کو پکار رہے ہیں کہ ہوی آ و مجرا شروع کر دی باتیں بدل گئیں اب تمھارا نمبر ہی
آ کے گانا شروع کرو جملہ سردار قصد کرتے ہیں کہ اب دربار سے اُٹھیں اپنے اپنے مقام کو جائیں
کہ ایک شخص پاخانے سے نکلا سامنے کھڑے ہو کر نور الدہر سے کہنے لگا کہ ای شہریار اسوقت
نیا سر کہ ہوا میں جو پاخانے گیا تو دیوار و در ہلتے تھے میں نے اپنے کو بہت بچایا ورنہ یقین تھا کہ گر پڑتا
کہ بارگاہ میں جنگاہ ہوا سب نے کہا ای شہریار دیواریں ہل رہی ہیں کہ ایک طرف سے دھماکے کی
آواز آئی چند مد شگار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار باغیں پر جو برج تھا وہ گرا کئی ہزار
آدمی نیچے اُسکے دب راہ آمد و رفت مسدود ہوئی رسالہ زیر برج اُترا ہوا تھا صرف رسالدار
بچے اور باقی مرکب و راکب سب دب گئے سرداروں نے عرض کی کہ آپ جلد بارگاہ سے
اُٹھیے دیکھیے ساری بارگاہ ہل رہی ہو ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی پر گرے سارے قلعہ میں ہنگامہ ہی
شہر دو بزرگ شکایت کر رہے ہیں کہ قلعے کے مکان ہل رہے ہیں سارا قلعہ جنبش میں ہی نور الدہر
باہر نکل آئے دیکھا ہر طرف تہلکہ پڑا ہی دوکاندار کہتے ہیں دوکانیں گرا چاہتی ہیں مکاندار
مکانوں کی شکایت میں ہیں مکانوں سے نکل کر دوڑے ہوے آتے ہیں سامنے نور الدہر
کے آکر فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار پروردگار سے دعا کیجیے نور الدہر نے ہاتھ درگاہ بے نیاز
میں اُٹھا دیے پکار اُٹھے کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم یہ کیا بلا نازل ہوئی بندے تیرے کیونکر
بچیں گے کل قلعہ میں زلزلہ آیا ہو دمبدم جنبش بڑھتی جاتی ہی رحمت اپنی شریک کر کسکی مجال ہی
کہ تیرے حکم سے سر پھیرے بہشت و دوزخ کا تو حاکم ہی انتظام دنیا کا ناظم ہی نظم

ایکہ از حسن پر انوارت منور آفتاب	جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ و گردون گردن جاکرت	روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تاباں کہ آید روبرو	در مقام جلوہ گر گردد برابر آفتاب
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا	ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان	ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب

جلوہ ات از جلوۂ شام و سحر یابد ظہور ۔ مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب

پہ تو افکن گاہ میگردد مہ نو بر فلک ۔ گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب

یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند ۔ عرش عزت پایہ کرسی رتبہ برتر آفتاب

پردہ از روے منور بر کشا در جہان ۔ چہرہ بنماید دگر تا روز محشر آفتاب

ماہ از حسن تو دار د داغ حسرت بر جگر ۔ سینہ دار د گرم مثل شمع انور آفتاب

سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش ۔ چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب

طبع روشن در بیضا مین حق چو فرمودش عطا ۔ گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

بعضے عاشق تن زوجہ کا ہاتھ تھامے ہوے لڑکون کو گود مین لیے ہوے پکارتے ہین کہ ای شہر یار بچائیے اب یہ آفت نہین رُکتی سارا اسکان جنبش کر رہا ہی رعایا کا عجیب حال ہی ہمارے مکان لہرا رہے ہین غلامون کا آپ کے بُرا حال ہی تھوڑے عرصے مین پامال ہو جائینگے ایسا زلزلہ کبھی نہ آیا تھا آج تو کُل قلعہ لہرا رہا ہی غلام کہان جائین کیونکر جان بچائین نظم

خیال وہ دو ہی دل رات دن نظر مین رہا ۔ ہمیشہ ڈر مجھے رہزن کا رہگذر مین رہا

تصور رخ پر نور چشم تر مین رہا ۔ کہین رہا وہ پہ یہ وہ مری نظر مین رہا

نہ تندرست کبھی ہجر سیمبر مین رہا ۔ جو دل سے درد کوئی دم ہٹا جگر مین رہا

پیام یار کو سنکر ہوا مین شادی مرگ ۔ مین جان سے گیا خط دست نامہ بر مین رہا

شب فراق مین تڑپا کیا دل مضطر ۔ قرار سے نہ گھڑی بھر بھی رات بھر مین رہا

یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بن گئے موتی ۔ کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر مین رہا

سارے قلعہ مین ہنگامہ پڑا ہی کہ گرا چاہتا ہی ہر ایک مکان جنبش مین ہی ہر شخص قلعہ سے جانے کی کوشش مین ہی مگر ملکہ جامے مرصع پوش اول باغ مین آئین لباس ہمہ جسم پر آراستہ کیا ایک دستک دی گوشۂ باغ سے ایک طاؤس آیا سامنے آکر ٹہلنے لگا اشارہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کہتا تھا مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئین طرف قلعہ سفاک کے چلین مسطیر نے پکار کر عرض کی واری یہ کنیز رہی جاتی ہی بڑے تعجب کا مقام ہی کہ یہ تماشہ لین نہ دیکھون کنیز کو ضرور ساتھ لے لیجیے ملکہ نے طاؤس کو اشارہ کیا طاؤس نے منقار مین

مسطیر کو بھی اٹھا لیا مسطیر غل مچانے لگی کہ واری کنیز گر کر پامال ہو جائیگی ہما نے اشارہ کیا
کہ تو نہ گھبرا ہاتھ تھام کر پشت پر طاؤس کے بٹھا لیا طاؤس اڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہے کہ
نور الدہر جنبش قلعہ سے نکل آئے ہین باہر کھڑے ہین سب سردار گھیرے ہوئے ہین رعایا و کلنا
اپنے اپنے مکان چھوڑ کر نکل آئے ہین عرض کرتے ہین ای شہریار طرف صحرا کے نکل چلیے کہ لوگون
نے پلٹ کے دیکھا ایک مرد سیاہ فام بدانجام گرد مین اڑتا ہوا دیوار قلعہ کو اکھاڑ رہا ہے لوگ جو
منع کرنے کو گئے اس ساحر نے اشارہ کر دیا کہ وہ لوگ اسی مقام پر گر پڑے اٹھ نہین سکتے اب تو
سب مین غلغلہ ہوا کہ ایک ساحر آیا ہے چاہتا ہے قلعہ کو گرا دے اسقدر اس مین طاقت ہے کہ دیوار و
در جنبش مین ہین ہر چند پکارتے ہین جواب نہین دیتا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ ساحر کا جوش
دمبدم بڑھتا جاتا ہے کبھی دیوارون کو جنبش دیتا ہے کبھی برجون کو ہلاتا ہے جو لوگ اسکے قریب گئے
وہ منھ کے بل گر پڑے اٹھ نہین سکتے اور گرانا ایسی ترکیب سے ہے کہ ایک گوشے مین جو فرش ہے
جو گرا وہ سائے مین دیوار کے رہا ترکیب سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ جو گرے یہ لوگ جو گرے ہین
سب برابر دب جائین مہلت نہ پائین لوگ کہتے ہین کہ ہم پیشتر سے بھاگ کر نکل جائین جان بچا کر
ٹل جائین کہ کسی طرح جان تو بچے سب لوگ دعائین مانگ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے
آج جان بچانا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے مگر وہ ساحر گرد قلعہ کے اب چرخ مار رہا ہے اور خاک
اڑاتا ہے کہ گرد قلعہ کے غبار چھا رہا ہے وہی غبار پلٹ کر دیوارون پر بیٹھتا ہے ہر ایک فریاد و
کر رہا ہے کوئی اس انتشار مین پکار رہا ہے کہ ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان آج
ہم سب پیوند خاک ہو جائینگے تیرے اوصاف کون بیان کر سکتا ہے نظم

ناتوانان را توی بخشی توان	تحفہ جانان را دہی آرام جان	خاکبوس درگہت شاہنشہان
سرنگون در سجدہ‌ات گردن کشان	گاہ از نطفہ بشر پیدا کنی	گاہ از قطرہ کنی دریا روان
ہر و مہ حلقہ بگوشش بندگی	تابع فرمان ہمہ دور زمان	حالت سوز دل این خستہ جان
کی رقم گردد زکلک دو زبان	مشکل آسان کن ای پروردگار	چون توئی عقدہ کشای بندگان
حامیم ہستی بوقت بیکسی	وقت تنہائی محافظ پاسبان	در زمانہ واقف عالم توئی
ہر زمان اندر علاج درمان	ای شفیق و مشفق و رفیق و رفیق	محرم و دلدار و یار مہربان

ہست این ناچیز عاجز خاکسار | برکمال فضل تو امیدوار | ناگاہ دیکھا آسمان پر برق

چمکی ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد گلرخسار گل باغ حسن و جمال دونون ابروے
خمدار کھنچی ہوئی تلوار ایک کنیز پشت پر طاؤس کے آکر آسمان پر ٹھہرائی وہ جو نازنین پشت پر
ہو اُسنے کہا ای ملکۂ عالم غضب ہوا قلعہ جنبش کر رہا ہی خلاق جادو قلعہ کو ہلا رہا ہی سارا لشکر
تلاطم مین ہی وہ دیکھو شاہزادہ کھڑا ہی اُس نازنین نے بہ نگاہ محبت طرف نور الدہر کے دیکھا
ہاتھ ہلا دیا قلعہ جنبش سے ٹھیرا خلاق جادو نے جو دیکھا کہ قلعہ جنبش سے رُک گیا پیچھے ہٹ کر ایک
ٹکر ماری کہ پھر قلعہ ہلنے لگا کچھ اینٹین کھڑ کھڑا کے گرین دو چار جوانون کے سر پھٹے بس فوراً اُس
نازنین نے طاؤس کو بلند کیا خلاق جادو نے بھی سر اُٹھا کے دیکھی کہ ملکہ ہماے مرصع پوش
طاؤس پر سوار ردِ سحر کر رہی ہی جھلا کر کہا او گیسو بریدہ مین نے تجھکو دیکھا دشمنون کو بچاتی ہی
سامنے لوحداران کے روبکاری ہوگی صاف صاف بیان کرونگا وہان کیا جواب دوگی
مثل زعفران و گلگونہ گرفتار ہو جاؤگی ہماے مرصع پوش نے آواز دی اپنی جا کی
تو خیر منا تو کہان اور ملکہ لوحداران کہان ابتو لوحداران کو نہ دیکھیگا تجھے قضا لیکر آئی
ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر چلی خلاق نے قلعہ کو چھوڑ دیا چمک کے بلند ہوا دونون
ہاتھ ہلائے کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا اُس لکۂ ابر نے ہما پر دباؤ ڈالا ملکہ زمین پر گری
مسطیر جادو تو گرتے ہی بھاگی ریگ زار مین گری ہما و خلاق سے سحر چلنے لگا تلوارین برس
رہی ہین خنجر [illegible] رہے ہین کبھی پانی برستا ہی اُسکے ساتھ برف کی سلین گر رہی ہین کبھی دھوپ کڑکڑا کر
نکلتی ہی پرندے گرد کے براے تعظیم اُٹھتے ہین پھر دھوپ موقوف ہوتی ہی ابر آسمان پر آجاتا ہی
برف برسنے لگتی ہی اُس برف سے اکثر بندگان خدا کو آزار پہونچتا ہی ہماے مرصع پوش
نے بھی دھوپ کو موقوف کیا اور ابر پر زور دیا بہت سلین برف کی برسنے لگین اخلاق
نے جو یہ معرکہ دیکھا اور سمجھا کہ یہ بلاے روزگار ہی اسپر غالب ہونا مشکل ہوگا لوحداران
نے سب کچھ بتایا ہی ہاے مین کیا جانتا تھا ورنہ لوحداران سے دفع سحر ہماے مرصع پوش
لے لیتا ایک سحر مین خاتمہ ہوتا دیکھو کیسا سحر کر رہی ہی سینہ سپر ہی جان کا اچھی کب خطر ہی شاہزادہ
نور الدہر کو کس نگاہ سے دیکھ رہی ہی اُسپر جان دیتی ہی آخر اخلاق جادو نے زبان کو

کا ٹا خون چلتو مین لیکر ہماے مرصع پوش پر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای زمین گیر اس فتنہ انگیز کو لینا یا خداوند بقراط ثانی مدد کیجیے یہ وقت مدد ہے تک جو خون پھینکا ایک قطرہ اُس خون کا ہما پر پڑا ہما چکر کھا کر گری بیہوش ہوگئی اخلاق جادو تلوار کھینچ کر چلا کہ اسکا سر ابھی کاٹ لون ہر چند کہ دل مین خوف ہے کہ دختر لوحدار ان ہو ایسا نہو لوحداران دامن پکڑے کہ میری بیٹی کو کیون قتل کیا کیا جواب دونگا لیکن یہ خطا بیان کر دونگا کہ اسنے قلعہ گرانے دیا مجھسے برابر لڑی سرکاٹ بھی لو جواب دے لینگے یقین ہے کہ عاشق ہو نا نور الدہر پر آئینہ سکندری اسکو خبر دیگا یہی تدارک ہے کہ اسکا سر لیجلو مگر نور الدہر نے جو دیکھا کہ وہ جو لڑ رہی تھی اور قلعہ نہ گرانے دیتی تھی وہ تو گر کر بیہوش ہوئی وہ جلاد صاحب بیداد تلوار کھینچے ہوے بڑا اسے قتل اُس نازنین کے جاتا ہے تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا خبردار میں لشکر پر ہاتھ نہ ڈالنا کہ یہ مددگار لشکر اسلام ہے نہین معلوم اس پریزاد کا کیا نام ہے تجھسے مغلوب ہوئی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت فضا ہیا نورد مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم		نقارا بیک دست برداشتم
ظفر بر غلامان عرب یافتم		سلیمان ثانی لقب یافتم

نور الدہر جو بڑھے تمام لشکر نے بلوہ کیا اخلاق نے پکار کر آواز دی تم لوگ کیا سمجھکے بڑھتے ہو اگر ارادہ کرون تو سب کے سر اُڑ جائین لیکن تم سب کا مار ڈالنا نہین منظور ہے یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ سب رُک گئے اب قدم نہین اُٹھتا ان سب کو روک کر تلوار کھینچے ہوے اخلاق بڑھا اُسوقت نور الدہر کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز دای رب کارساز اس نیک بخت کو بچا لے کہ اسنے سب کی جان بچائی حقیقت مین دنیا عجب مقام ہے کبھی ہنسی کبھی رنج ابھی خوشی ہو رہی تھی یہ مہ جبین کس زور و شور سے لڑ رہی تھی ما یون بیہوش پڑی ہے آنکھین کھلی ہین سب معرکہ دیکھ رہی ہے مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتی حیران و پریشان نگران ہے مثل آئینہ حیران ہے نظم

در بہار چند روزہ ہست گل خندان چرا | دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا
باوجود عقل انسان میشود حیوان چرا | میکند با این لیاقت کار نادانان چرا
چون خزان آید بہ بستان جہان بعد از بہار | شور مرغان چمن در صحن چمنستان چرا
چون برای رفتن اندر ملک دنیا آمدیم | وقت رحلت دید رنج و حسرت و ارمان چرا
بندہ در دنیا چرا پابند زنجیر بلاست | ہست در قید تعلق اندرین زندان چرا
دارد آخر مسکن خود زیر خاک این خاکزاد | می برد تا اوج گردون گنبد ایوان چرا
بر سر استادہ است چون پیک اجل ہر بندہ را | ہست در فکر قیام خویش این نادان چرا
اصل انسان نیست چون در اصل از یک قطرہ بیش | میکند برپا ز جوش طبع خود طوفان چرا
حضرت جانان بنقد جان ز تو راضی شود | بہر جان دارد دریغ این عاشق بیجان چرا
نحن اقرب چون خداوند جہان فرمودہ است | میکنی ہندی بدل اندیشۂ حرمان چرا

سب اہل لشکر نورالدہر دعائیں مانگ رہے ہین اور اخلاق تلوار کھینچے ہوے جاتا ہی جوش ہی کہ جلد جاکر اسکو قتل کرون ایسا نہو دفع سحر کرے اب کے اگر اٹھی تو غضب ہو جائیگا کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے پیغمبر نامرسل تیرا مرتبہ اعلی ہوا قدرت نے طرۂ پیغمبری دیا اور اس چھوکری کی قبض روح کو ملک الموت اپنے مقام سے چلا ہی حکم ہی کہ اس سختی سے اسکی روح کو قبض کرو کہ استخوان تک اسکے چور چور ہون جہنم مین روح قبض کرکے لیجائیگا بدن کو اسکے ڈالدیگا فرشتے گرز آتشین مارینگے جلا جلا کے اسکو خاک کرینگے فرشتگان عذاب کھینچنگے کہ شرکت مسلمانان کا مزہ ملا اب یہان کوئی مددگار نہین آتا اس عذاب شدید سے کوئی نہین بچاتا اخلاق نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن سیم تن غنچہ دہن قد سرو باغ مراد حقیقت مین غیرت شمشاد خرامان ایک گلدستہ ہاتھ مین لیے آتی ہی اخلاق سے جو چار آنکھین ہوئین مسکرا کر کہا لو اے اخلاق اب تم پیغمبر ہوے سب طرح کا تعین کو اختیار ہی کوئی تمھارے مقدمہ مین دخل نہ دیگا کتاب بھی تمھارے واسطے لائی ہون اور یہ گلدستہ نشان سرفرازی ہی یہ ہار پہن لو جس محفل مین جاؤ گے پیغمبر کہلاؤ گے قدرت کے پاس جایا کرو گے دس نازے جو اُس نازنین نے کہا مخرج دہن کا کھانا تھا کہ دانتو نسے

ایک برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا اخلاق تو ذبح ہو گیا کانپتا ہوا دوڑا کہتا ہوا
کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہین عدم سے باز آیا تو مجکو بھول جائے تو سمجھون کہ
دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اوس نازنین نے کہا او بے مروت
گوشے مین آکر کلام کر درخت کی آڑ مین آ تو مین تجھسے بات کرون یہ جو نازنین نے کہا اخلاق
پھول گیا کہتا ہی کہ جان و مال تم پر فدا کرونگا سچ کہو صاحب تم مجکو بھول سکتی ہو اوس نازنین نے
کہا اب اسوقت تو مین تیرے قبضے مین ہون آئندہ قدرت کو اختیار ہی کدو کاوش بیکار ہی مین بہی
تجکو دیکہکر بیقرار ہوئی کیا صورت تیری زیبا ہی کیا قد ہی کہ لائق مرقد ہی کالی کالی صورت پاکالی
کی سورت دانت ہین کہ پہاڑ کے ٹکڑے سینہ پر کینہ یا پتھر کا نگینہ ایسی صورت کبھی نگاہ سے
نہین گذری اخلاق منہ پہیرتا ڈپیرتا ہوا درخت کی آڑ مین آیا اوس نازنین نے قریب آکر
اول ہار پہنایا اور کان پکڑ کر دو طمانچے مارے فرمایا کیون نگوڑے مجھے کس نگاہ سے تو گھورتا
ہی میرا نانا جان معلوم ہوتا ہی مین تیری نواسی ہون مگر تیرے خون کی پیاسی ہون یہ کہکے گلدستہ
بڑھایا کہا دیکھ کیا خوشبو آتی ہی اخلاق نے گلدستہ سونگھا اور سے لگے جھومنے لگا لہرا کر گرا اوس نازنین نے
خنجر کمر سے نکالا ایک ہی ہاتھ مارا کہ سر اخلاق کا اڑ گیا مرنا اخلاق کا کہ اندھیرا ہو گیا گیر و دار کی
صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم من اخلاق جادو
بود ملکہ کو ہوش آیا ہاتھ پانؤن مین طاقت آئی ملکہ نے پلٹ کے دیکھا کہ سطیر جادو کھڑی ہی خنجر
کمر مین رکھ رہی ہی ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا ای سطیر یہ عورت کون تھی کہا حضور سب حال
آپ سے عرض کرونگی اسوقت پوچھنے کا موقع نہین ہی نور الدہر سے ملاقات کر لیجیے
مہ جبین نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ای سطیر تیرے مقدمہ مین مجکو حیرت ہو کہان غائب رہی
کیونکر ظاہر ہوئی اخلاق کیونکر مارا گیا آخر اس مین کیا بھید ہی سطیر نے کہا سب بھید آپ پر
کھل جائیگا جلدی نہ کیجیے سب کیفیت عرض کرونگی کہ نور الدہر نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا
ای جان جہان تمھارا نام نامی کیا ہی حقیقت یہ ہی

نظم

عدم سے جانب ہستی حسین تجھسا نہین آیا	جو آیا بہی تو آئینہ مین عکس مہجبین آیا
غنیمت جان ای دل نقش عشق یار جانی کو	شرف ہی اوس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتے	وہ ناداں ہے جسے خوف کرام کاتبین آیا
اٹھا اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے	فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اس شاہ خوباں کا	دل اپنا نذر لیکر سیکڑوں کرسی نشین آیا
دکھائے جو ہر اپنے آئنے کے فکر رنگین نے	مقر سنکر ہوئے باطل گمانوں کو یقین آیا
سنو گا حسن کا بھسا ہی عاشق کوئی دنیا میں	نیاز اس سے کیا پیدا نظر جو ناز نین آیا
مباحث سے تری تشبیہ دی جو شعر میں اسکو	زبان پر میری صدقے ہونے مار یاسمین آیا
نہ دیکھیں گی کبھی جسکو پھر آنکھیں وہ تماشا ہے	غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
کیا ادبار کو پیوند خاک اقبال مندی نے	خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

نور الدہر نے جب یہ اشعار پڑھے تو ہمارے مرصع پوش رونے لگی کہا اے شہر یار میری ماں کا نام لوحداران جادو ہے بڑی ساحرہ زبردست ہے میں چاہتی ہوں کہ لوح کو حاصل کر کے آپکی خدمت میں پیش کروں آپ فتح طلسم میں مصروف ہوں مجھ کو میری خیر خواہی ظاہر ہو آٹھ پہر اسی فکر میں رہتی ہوں مگر اب دیکھوں کہ اس اخلاق کے قتل ہونے پر کیا رنگ ہوتا ہے تو پھر میں آپ کو بتلاؤں مطیر نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہر یار ایک بڑی بات یہ ہے کہ شاپور شیر دل بشکل آسمان جادو وہاں میں لوحداران کے موجود ہے یقین ہے وہ اپنا رنگ جمائیگا ایرج نوجوان کو بھی لائیگا ہی تدبیر کریگا کہ ایرج کو لوح ملے مگر لوح طلسم کشا کو ملیگی دوسرا کوئی لوح پا نہیں سکتا ہمارے کہا اے مطیر ہیں اس مطلب کو نہ سمجھی آسمان جادو تو کنیز ملکہ لوحداران کا نام ہے تمہیں اس سے کیا واسطہ ہے نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم یہ مطیر جادو نہیں ہے میرا عیار ہے شبرنگ بن عمرو اسی نے اخلاق کو مارا ہے فرزند ان خواجہ عمرو کے ہیں کئی دن گذرے کہ تمہارے ساتھ ہیں اور تم آگاہ نہیں ہو ہمارے مرصع پوش کے ہوش اڑ گئے کہا اے مطیر تو نے اپنا حال کیوں چھپایا مجھ سے نہ ظاہر کیا شبرنگ نے عرض کی کل حال آپ سے پردہ یہ رہ عرض کرتا تھا خیر شکر خدا کہ دو جادوگر قتل ہو گئے ورنہ بڑی آفت برپا ہوتی آپ کو ترغیب ہی کی تسکین بھی دیتا رہا ہمارے مرصع پوش نے ہنسکر کہا تم ایسے جلسازوں سے ڈرنا چاہیے نور الدہر نے کہا یہ جو آپ کے ساتھ رہیگا بڑے مطلب ہونگے

ہماے مرصع پوش نے کہا مین رخصت ہوتی ہون میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ایسا نہو کہ مرنا اخلاق کالو حدار ان پر ظاہر ہو اور وہ آئینۂ سکندری مین معائنہ کرے صاف اُسپر آئینہ ہوجائیگا آج شب کو مین بہ محبت مادر مہربان سے سب حال پوچھونگی اور آپکو بلواؤنگی باغ غرائب کا طی کرنا بہت دشوار ہی نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم اتنا خیال رہے کہ اب اگر ملاقات نہوگی تو ہم بہت بیقرار ہونگے بہ قول شاعر نظم

کھنچ رہے دل مین کچھ آزردہ اگر تو ہوکر
چین پیشانی اشارے کرے ابرو ہوکر

مجھسے جھگڑا جو ہی رہجائیگا یکسو ہوکر
بول اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہوکر

کیسے فتنے ہو کہ اُٹھتے نہین گھر سے اپنے
کیا ستم ہی کہین چلتے نہین جادو ہوکر

اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین
پانون پھیلاتی ہی کیا یار کا گیسو ہوکر

اُس سر انگشت حنائی کا تصور اِی آنکھ
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہوکر

نہ فقط دم گل عارض ہوسے بوسونے جو سُرخ
پہ چھپتے دیکھا ہی اسی رنگ کو تو بو ہوکر

ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حسن بتان کی چالین
بانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہوکر

ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا
تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہوکر

دلمین آیا تھا کوئی دیکھیے بڑھنا دل کا
گہ بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہوکر

ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے
ڈھونڈھ لیتا ہین پیکان کو دلجو ہوکر

چوکڑی بھولے ہو گم ناقۂ لیلی نہ کہین
وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہوکر

وہ بلا دوست ہون آتی ہو بلا جو سر پر
جلوہ گر ہوتی ہی معشوق پہ رد ہوکر

آبلہ دل کا بھی ایک روز آکے پھوٹے
ہجر مین آرزوے خونشدہ کی بو ہوکر

دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہوکر

کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان
نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہوکر

یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا
لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہوکر

پیار کی باتین تھین یار دیکھ گیا کوئی کمال
کچھ تو خفگی ہی کہ ہم آپ ہوے تو ہوکر

دونون عاشق و معشوق مین عجب راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین ہماے مرصع پوش

کہتی ہو ای شہریار جہان تک ہو سکے اس راز کو چھپائیے گا اگر یہ راز کھل گیا تو اس کنیز پر بڑی آفت ہوگی نہین معلوم کیا قیامت ہوگی نور الدہر فرماتے ہین کہ تم ایسی معشوقہ وفادار کا راز ظاہر کرونگا دل کو تقویت ہوتی ہی کیا تعجب ہی کہ تمھاری وجہ سے لوح مل جائے ہمانے عرض کی ای شہریار مین کیا کوئی پیروی اُنکی کرونگی لفظاً لفظاً حال پوچھونگی شبرنگ نے عرض کی ای ملکۂ عالم آج آپ چلیے جسطرح مین کہونگا وہ تدبیر کیجیے مقدمۂ لوح مین بڑا راز ونیاز ہی ابھی تو سلسلہ آغاز ہی اگر لوح ملگئی تو پھر طلسم کو توڑنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی ہین کیا کوئی بات اُٹھا رکھینگے بڑی مشقتین اُٹھاکر یہان تک پہونچے ہین ہماے مرصع پوش بہت روئی کہ ہچکیان لگ گئین نور الدہر نے دامن سے اشک پاک کیے گلے لگاکر کہا ای جان جہان وای باعث تسکین دل عاشقان نہین معلوم کیا کیا صدمے اُٹھانے ہونگے مگر انجام بخیر کہ ہم طلسم کے فتاح ہین جو زندہ رہیگا وہ یہ بادی بقراط ثانی دیکھے گا طلسم ہفت پیکر کیسا سخت تھا مگر عم نامدار نے کس حُسن سے اسکو فتح کیا بڑی سختیان اُٹھائین وہی سختیان اب ہمارے واسطے ہین ہماے مرصع پوش اُسی طرح طاؤس پر سوار ہوئی شبرنگ کو بہ شکل مسطیر ساتھ لیا روتی ہوئی نور الدہر سے رخصت ہوئی راہ مین کہا ای شبرنگ اب تمھاری رائے ہی کہ مادر مہربان کے پاس جاؤن اُنسے حال لوح پوچھون شبرنگ نے کہا بسم اللہ چلیے ہماے مرصع پوش نے طاؤس اُسی طرف پھیرا یہان لوحداران اکیلی باغ مین ٹہل رہی ہی چند کنیزین پشت پر اُنسے کہہ رہی ہی کہ صاحبو اخلاق جادو گیا ہی وہ بیشک قلعہ گرادیگا عمارت کے مٹانے مین قلعہ گرانے مین اسکو بڑا دخل ہی یہ ذکر تھا کہ ایکبار برق چمکی لوحداران نے دیکھا کہ ہماے مرصع پوش آئی ہی شگفتہ ہوگئی بیٹی کو دیکھکر ہاتھ پھیلادیے پکار کر کہا بی بی سویرے سویرے کہان پھرتی ہو ہماے مرصع پوش نے کہا ای والدۂ ماجدہ نہ دن کو چین ہی اور نہ رات کو آرام ہی آٹھ پہر رونے سے کام ہی جب سے یہ خبر سنی کہ طلسم کشا نے ادھر کا رخ کیا اور قلعۂ سفاک پر مقام ہوا کچھ دل کا عجب عالم ہی کچھ خبر آپنے سُنی کہ اخلاق جادو پر کیا گذری لوحداران نے کہا یقین تو یہی ہی کہ اُسنے خاتمہ کیا ہو نہایت پُر غضہ ساحر ہی اس علم سے کمال ماہر ہی بڑے بڑے قصر اُسنے گرائے اکثر مکان بگاڑ ڈالے

وہ خالی نہ پڑے گا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکہ عالم غضب ہوا ہے
اپنی آنکھون سے جاکر دیکھا جنگل مین لاشۂ اخلاق پڑا ہی کون خیال کرے کوئی ایسا نہین کہ
اُسکی لاش تو اُٹھائے لوحداران نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسنے مارا ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ قدرت خود بربادی طلسم چاہتی ہین جو ساحر بچاتا ہی اُسکو قتل کرادیتی
ہین جب قدرت کو یہ منظور ہی تو کیا ہم کرینگے لوح بھی ایک دن نکل جائیگی قصر سکندری
فتح ہو جائیگا اصل طلسم پر معرکے پڑینگے یہ ہی سردار جاکر وہان لڑینگے کیون صاحبو مین
کیا کرون موت و زیست تو میرے قبضے مین نہین یہ باتین سنکر ہمارے مرصع پوش کا رنگ
پست ہو گیا اسقدر روئی کہ ہچکیان لگ گئین کہا ای والدۂ ماجدہ مجھسے تو احوال مفصل ظاہر کیجیے
کہ لوح طلسمی کس جگہ و کس مقام پر ہی جلنے والا کیونکر جائیگا کیونکر لوح پائیگا لوحداران نے
اُس بدحواسی مین کہدیا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر اصل یہ ہی کہ حکمائے طلسم نے ایک لوح طلسمی
بنائی دوسری لوح محفوظ قرار دی وہ لوح محفوظ میرے خزانے مین ہی لیکن لوح کا ملنا مشکل ہی
اول مشکل یہ ہی کہ طلسم کشا کو لوح محفوظ ملے وہ لوح گلے مین ہو تب طلسم کشا باغ عزاب مین
جائے جسقدر درختون پہ طائران زمزمہ سرا ہین وہ سب ساحر ہین غل مچائینگے خداوند لقراط
تک خبر پہونچے گی اگر اُنکو منظور ہو تو وہ آسکتے ہین لیکن طلسم کشا لوح محفوظ کو گلے مین ڈالے ہو
کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا کوئی ساحر زبردست ساتھ ہو کہ بلوے سے ساحرون کے بچائے جب
باغ عزاب کو طی کرکے سامنے قصر مربع حصار کے پہونچے تو اُس قصر مین جائے ایک
تختۂ سنگ رکھا ہی اُسپر چالیس گلدستے بہ صورت تمار نخیر مختلف رکھے ہین کچھ شگفتہ کچھ ناشگفتہ جب
طلسم کشا پہونچے گا تو وہ ناشگفتہ بھی شگفتہ ہو جائینگے زرد تھے پھر رونق آجائیگی طلسم کشا بسم اللہ
کہکر ہاتھ مارے جس گلدستے مین لوح ہی اُسی پر ہاتھ پڑیگا لوح مثل جرم قمر ظاہر ہو گی
اُسپر قبضہ کرے اُسی طرح لڑتا بھڑتا چلے کسی مقام پر مکث نہ کرے باغ عزاب سے نکل جائے
پھر ایک صحرا مین پہونچے گا اُس صحرا مین چشمۂ آب ہی ہزارہا طائران خوش رنگ اُس چشمے
پہ پانی پی رہے ہونگے اُن طائرون کو وہ لوح دکھا کر اُسی پانی مین غوطہ دے تب حروف
ظاہر ہونگے اُسی مقام پر ہمراہیان طلسم کشا بھی آجائینگے مناسب ہی کہ فتح کی تدبیر کرے

یہ سب باتین کرکے لوحداران رونے لگی کہا ای نور نظر سات سو برس سے لوح تمھارے
بزرگون کے قبضے مین ہی مگر یہ حال کسی سے کسی نے نہین کہا اسوقت بدحواسی مین میرے مُنھ
سے نکل گیا واسطہ خداوند بقراط ثانی کا یہ لفظین کسی کے سامنے نہ نکالنا اگر کوئی دشمن پالیئے اور
تا بہ طلسم کشا خبر پہونچ جائے تو طلسم کشا کو فکر ہوگی کہ میرے خزانہ پر قبضہ کرے ہما نے
دست بستہ عرض کی ای والدۂ ماجدہ اب دلکو تسکین ہوئی کسی کی یہ مجال نہین کہ آپکے خزانے
سے لوح محفوظ لے اور تا بہ قصر مربع حصار جاکے دو دن گذرے ہین کہ مین نے آب
ودانہ نہین کہایا اب جاکر کھانا کھاؤنگی لوحداران خاموش ہو رہی مطیر جادو بیٹے شبرنگ
بن عمرو کنارے کھڑا ہو دیکھا اسنے شاپور شیردل کو زمرۂ خدمتگاران مین محسوب ہو ٹہلتا
ہوا آتا ہی شبرنگ نے بڑھکر ملاقات کی ہاتھ تمام کرکہا ای مہتر والاگہر اگر بن پڑے تو آج شبکو
لوحداران کو بے ہوش کرو قصر مربع حصار مین گھس کر لوح لواگر مین پاؤنگا تو اپنے
آقاے نامدار کو دونگا اگر تمھین دستیاب ہو تو ایرج نوجوان کو جاکر دو طلسم فتح کرین شاپور
نے اشارہ کیا کہ آج رات کو مین ضرور لوحداران کو بے ہوش کرونگا جو بن پڑے آج ہی
ہوجائے ہمارے آقاے نامدار مولاے قدردان طلسم کے فتاح ہین اس منازل عجائب وغرائب
کے سیلح مین اس زور و شور سے قصر سکندری پر پہونچین کہ بقراط کو گھبرا کر مارین
شبرنگ نے شاپور کو خوب افروختہ کیا اور بخوبی جانتا ہی کہ خواجہ زادون نے تمام شاہزادۂ
نور الدہر حکم لگایا ہی یہی لوح پا دینگے مگر لوحداران کا بے ہوش ہونا بھی بہتر ہی بلا کی
لڑائی پڑیگی بخوبی شاپور کو سمجھا کر ملکہ ہما کے قریب آیا مسکرا کر سب حال شاپور کا بیان کیا
اور کہا وارثی اتھو سب حال آپ سے آپ کی مادر مہربان نے کہدیا تسکین ہوئی چلکے خاصہ نوش
کیجیے اب تردد نہ فرمایئے یہ سختیان کون جھیل سکتا ہی کون اپنی جان پر کھیل سکتا ہی بخوبی ہما کو
سمجھا کر اشارہ کیا کہ چلیے مگر لوحداران نے جوش مین یہ سب حال کہ تو دیا اب بہت شرمندہ
ہی کہ مین نے یہ کیون کہا بیٹی سے دمبدم کہتی ہی کہ ای نور نظر خبردار اس راز کو تنہائی مین بھی
منھ سے نہ نکالنا ہما نے پلٹ کر عرض کی یہ کنیز کبھی اس بات کا ذکر نہ کریگی اتھو مین جاکے کھانا کھاتی
ہون طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی مگر لوحداران بارہ دری مین آکر بیٹھی کنیزون نے

گھڑی ہو آج بیٹی نے مجھسے سب حال پوچھا یا مین نے وہ حال کہا کہ سات سو سال سے کبھی بیان نہ ہوا تھا مقدمہ دختر ہی کچھ کہہ نہین سکتی کہ ایسا نہ ہو بیٹی کے خلاف گذرے تو بڑی مشکل ہو کنیزون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین بیٹی سے حال کہا کسی غیر سے تو نہین کہا لو حداران سوچ مین بیٹھی ہو کسی سے کلام نہین کرتی مگر ہمارے مرصع پوش جو اپنے باغ مین آئی کہا اے شبرنگ کیا کہون کہ جو کچھ دل کا حال ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا قلب پر چھری چل رہی ہو نظم

گل شاداب باغ حسن ہو وہ — آفتاب ایاغ حسن ہو وہ
بدر سیما ہو ماہ پیکر ہو — گلشن حسن کا گل تر ہو
گورا گورا ہو جسم پر تنویر — سر سے پا تک ہو نور کی تصویر
زلف پر پیچ کا یہ ہو عالم — دعا دیا قہر جب ہوئی برہم
پرشکن ہو وہ گیسوئے مشکین — ابروون کی طرح ہو چین جبین
غیرت مہر ہو وہ پیشانی — آئنے کو ہو جس سے حیرانی
جام صہبائے نور ہین آنکھین — غیرت چشم حور ہین آنکھین
نہین ایسی سُنین کہین آنکھین — سحر افزا ہین سرمگین آنکھین
تیر دلدوز ہو نظر چتون — صید کر لیتی ہین غزال ختن
اُس جبین پر وہ ابروے پُرخم — جس طرح دو ہلال ہون باہم
تیر مژگان کی یاد مین ای حور — شیشۂ دل ہو میرا چکنا چور
دشمن جان ہو عشق پیشانی — دیکھیے کیا ہو اس مین پیش آئی
تیرے ابرو کی یاد مین قاتل — لوٹتا ہون مین صورت بسمل
وہ زنخدان جو یاد آتا ہو — جوش الفت کنوین جھکاتا ہی
بوسۂ چشم کی تمنا مین — خون دل روتی ہین مدام آنکھین
قد موزون کی رات دن ہو یاد — دم بخود ہون بصورت شمشاد
یاد آتے ہین دیدۂ فتان — ابر باران کی طرح ہون گریان
عشق گیسو مین ہو پریشانی — عشق رخسار مین ہی حیرانی

لخت دل اس الم مین کھاتا ہون		لب کی لفت مین لب چباتا ہون

اے شبرنگ کیا کہون کہ کیا دل کی کیفیت ہے کچھ عجب صورت ہے اب حیران ہون کہ اپنے کو خزانے مین کیونکر پہونچاؤن لوح محفوظ کیونکر نکالکر لاؤن یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بارہ دری مین ٹہلنے لگے کہا اے شبرنگ مین جاتی ہون اول لوح محفوظ لاتی ہون یہ کہکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی کہ اپنے کو خزانے مین پہونچاؤن اُسی قصر مین جاکے نکلون جی مین کہتی ہے اے ہمارے مرصع پوش اگر آجکی شب کو کچھ نہوا پھر مشکل ہوگی ایسا نہو کہ لوحداران لوح محفوظ کو وہان سے ہٹادے اور کسی مقام پر مخفی کردے اے پروردگار رات کو بڑھا دے کہ میرا اسطلب نکل آئے اے مالک ومعین آج ضرور مدد کر تیرے نزدیک سب آسان ہے تو بڑا رحیم ہے نظم

ہر طلبگار خدا اشتاق ذات	ذات را چند زانوار صفات
اہل بینش را وجود پاک ذات	می نماید از وجود کائنات
از طریق حق نہ لغزد قدم	گر بود بر جائے خود پائے ثبات
نسبت کامل بذات خالق است	جسم وجان را در حیات ودرممات
گاہ خالق زندہ را مردہ کند	گاہ بخشد مردہ را نور حیات
مید بہ نام خداوند کریم	برزبانہا لذت قند ونبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون	خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہ جناب ذوالجلال	گردن گردون براے گوشمات
بہر ہر بندہ بہ فرمان خدا	ہست کار بندگی اندر حیات
ہند یا پیش خدا کن التجا	در زمانہ بہر حل مشکلات

دعامین مانگتی ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی جاتی ہے مگر دل کانپ رہا ہے کہ اے ہمارے خلعہ پوش کہین والدۂ ماجدہ نے خلاف نہ بتادیا ہو اور لوح محفوظ نہ دستیاب ہو تو نورالدہر کے سامنے کیسی حقارت ہوگی وہ فرزند صاحبقران فرمائینگے کہ اس عورت نے خلاف کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس سوچ مین خزانہ مین جاکر سر نکالا دیکھا ایک تہ خانہ

تیرہ وتاریک ہی اُس مین بڑے بڑے صندوق رکھے ہین جس صندوق کو کھولا اُس مین روپیہ
بھرا ہوا پایا کسی مین جواہر دیکھا اب بیقراری بڑھی گمان غالب ہوا کہ مان نے غلاف کیا لوح محفوظ
کا اور مقام ہی جا ہا کہ پلٹ چلون کہ گوشے مین دیکھا ایک مار سیاہ لہرا رہا ہی اور کچھ اُٹھا کر قصد کرتا ہی
کہ ہمارے جا پڑون کسی باعث سے رُک جاتا ہی وہ سبب ثابت نہین ہوتا ہمارے مرصع پوش
نے قریب آکر جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا ایک طاؤس کاٹا اور آواز دی کہ ای طاؤس ہماری
اس مار سیاہ کو کھالے تڑپ کے جو طاؤس گرا مار سیاہ کو نگل گیا اب دیکھا کہ وہان کی زمین سیاہ
ہوگئی دھوان نکلنے لگا آواز آئی کہ ای خواہان لوح محفوظ تو نے بڑی مشقت کی اور نگہبان کو
ہٹایا اسی زمین سیاہ کو کھود ہما چار طرف دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ پایا سمجھی کہ ای ہما یہ مدد
غیبی ہی عنایت ایزدی ہی زمین کھود کے دیکھو شاید گوہر مراد دستیاب ہو یہ سوچ کر اُس زمین سیاہ کو
کھودا کوئی ہاتھ بھر زمین کھودی تھی کہ ایک صندوقچہ ظاہر ہوا اُس صندوقچے کو نکالا کنجی قفل مین
لگی ہی کنجی سے قفل کھولا بسم اللہ کہکر پٹرا ہٹایا ایک بجلی چمکی کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نگاہ
جما کے جو دیکھا ایک تختی مدور یاقوت احمر کی ہی اُسپر حروف بخط جلی مرقوم ہین اور پیشانی پر لکھا ہی
کہ یہ لوح محفوظ ساختۂ حکیمان خدا پرست ہمارے مرصع پوش خوش ہوگئی خوشی سے ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا سجدۂ شکر پروردگار مین جھکی اُس زمین کے مقام کو بند کیا جس راہ
نقب سے آئی تھی اُسی راہ سے چلی دہانۂ نقب پر شبرنگ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا
زمین سے ہمارے مرصع پوش نے سر نکالا مگر گھبرائی ہوئی پسینے پسینے ہاتھ مین کوئی شی مثل
ستارۂ سحری چمک رہی ہی شبرنگ نے پوچھا ای ملکہ خیر ہا رو باد ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ
بانیان طلسم بڑے ہوشیار تھے سوا میرے اور کوئی جاتا تو لوح محفوظ دستیاب نہ ہوتی مگر
تم جاؤ جا کر شاہزادے کو لاؤ رات کم ہی اور سامان زیادہ مجکو یقین ہی کہ شاپور نے اپنا کام کیا ہو
شبرنگ نے کہا وہ ہمارے روزگار مین اُسکو خوب آمادہ کر آیا تھا یہ کہکے شبرنگ چلا کہ
شاپور کا حال دریافت کرون بیان بمعرکہ گذرا کہ شام کو لوحداران نے خبر پائی کہ اخلاق
بھی مارا گیا سوچی کہ مین کل خود جاؤنگی وسط باغ مین چبوترہ ہی اُسپر آکے بیٹھی شاپور نے دست بستہ
عرض کی آج میرا ارادہ ہی کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن لوحداران نے اشارہ سے پوچھا

کہ اے آسمان آج کیا ہی عرض کی کہ حضور کو تردد مین پاتی ہوان چاہتی ہون کہ آپکا دل بہلاؤن ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے فوراً گانے لگا نظم

بر گشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہی
بکتا نہین الٰہی جو جوہری بھی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اسقدر
دل ہو نہ میرا اگر داغ کھاؤن مین

مجھسے کیطرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پاسبان کی انکو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین جا چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہی شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اُسپر لگاؤن مین

گھر مین جو تجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو گھر مین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمائیے تو شب کو کسی روز آؤن مین

ہان ایک مین ہون شاعر نازک خیال مین
مضمون جان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیے
فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ لوحداران تعریف کرنے لگی پوچھا کہ اے آسمان یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا عرض کی وارہی کل مین پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ یکایک کسی نے جگایا آنکھ کھولکر دیکھا کہ خداوند کھڑے ہین فرماتے ہین اے آسمان ہم تمھین دیکھنے کو آئے ہین اسوقت دل مین یہی آیا کہ اپنی بندی خاص کو جاکر دیکھین قدرت بلا تکلف چلے آئے کیا مانگتی ہی جو مانگے وہ دین میرے منھ سے نکلا کہ میری مالک کو گانے کا بڑا شوق ہی مین خوش آواز ہونا چاہتی ہون بس قدرت نے گلے پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ کمال ساقی گری بھی تجھکو دیا مین نے پوچھا کہ کمال ساقی گری کیا چیز ہی فرمایا کہ پاؤن سے ناچنا ہاتھ سے بتانا سر سے شراب پلانا زبان سے گانا تو حضور ایک کمال کا تو امتحان ہوگیا اب امیدوار ہون کہ کنجی میخانہ کی مرحمت ہو تو مین ساقی گری کا بھی امتحان کر لون لوحداران نے کنجی نکالکر دی شاپور جھپٹ کر میخانہ مین آیا شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا جمعدار

جسکا جی چاہے شراب لیجائے باغ مین جو یہ بڑھ ہوا کنیزین باغبان بچیان سب دوڑین کوئی
گلابی کوئی بوتل کوئی تپلہ اٹھا کر لے گئی جا بجا بیٹھکر پینے لگین شاپور نے سو گلابیان ارغوانی
سے معمور کین کٹورے انکے تامی سے باندھے بہ تکلف تمام کشتی مین لگا کر محفل مین لایا شاپور کو
جلدی ہے کہ لوحداران کو بیہوش کرون اور اپنے آقا ایرج نوجوان کو لاؤن لوح محفوظ کے
حال سے تو آگاہ نہین ہے بلغ غرائب کا راستہ سن لیا ہے دل سے کہہ رہا ہے وہ صف شکن تیغ زن
ہیں فوراً اگر لوح حاصل کرینگے یہ سوچ کر محفل مین آیا جب کشتیان شراب کی رکھین تب
لوحداران نے کہا ای آسان کس سلیقہ سے شراب لائی ہو کہ اگر جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی
شراب پیے آسان نے عرض کی ایسی شاہزادیون کو اسی طرح شراب پلانا چاہیے یہ کہکے
گھنگرو باندھے پیشواز بھاری پہن کر پہلے گت شروع کی اور یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز ہین ہر تیرے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
دیتا ہے کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آئنے کا منھ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہے مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہے اور تیر غضب تیر کا جواب

کیا دخل بیش و کم کو ہمارے خیال مین
لکھنا محال ہے خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

اچھی زمین ہے سوکے کہے شعر اے نسیم
لکھا ہے ہمنے آتش دلگیر کا جواب

اس رنگ مین یہ اشعار شاپور نے گائے کہ لوحداران خوش ہو گئی کہا ای آسان
حقیقت مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئین قدرت تمپر دل سے مہربان ہوئے
مگر جو کبھی خواب مین آئین اور کچھ ارادہ کرین تو انکار نہ کرنا بلکہ اپنی طرف سے تگاو کرنا
کہ یا خداوند مجھے سرفراز فرمائے ایسا خوش آواز ہونا اور جام شراب سر بمہر کے توڑے
لینا اور قطرے کا ذکر نا سوائے عنایت خداوند کے ممکن نہین کہ انسان یہ کام کرسکے
آسان نے عرض کی آپ کی خدمت جو کنیز نے مدتون کی قدرت کو خیال آیا کہ یہ کنیز
راسخ الاعتقاد ہے یہ کمال عنایت فرمائے یہ کہکر شاپور نے سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو

سر سے شراب پلانا چاہیے لوحداران نے دونون ہاتھ پھیلا کے جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گئی اب شاپور نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی اشعار عاشقانہ گاتا جاتا ہی کس کس خوبصورتی سے بتاتا ہی کہ اگر رمس کا ذکر آیا تو ہاتھ پھیلا کر گلے مین ڈالے بوسہ بازی کا طرز اور معشوق کا انکار عاشق کا اصرار اشارون سے جتارہا ہی اگر صحرا کا ذکر آیا تو خاک چھان کر دکھائی دوپٹہ پھاڑ کر کفنی بنائی گلے مین ڈال لی تنکے دانتون سے کاٹ کاٹ کر پھینکنا شروع کیے کہ پہلو مین لوحداران کے وزیرزادی بیٹھی ہی اُسکے سر پر بہار کا عکس پڑا لوحداران نے کہا ہو گلعذار تمھین سانپ کاٹنے آیا ہی گلعذار نے کہا حضور اس کمبخت موذی کو مار لیجیے لوحداران نے ادھائی تلے کا جوتا اُٹھایا اور بہ قوت سر پر گلعذار کے لگایا گلعذار نے ملکہ کے بال پکڑے شہزادی اور وزیرزادی سے جوتی پیزار ہونے لگی اور کنیزین ہان ہان کہکے اُٹھین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بے ہوش ہو گئی لوحداران لڑتے لڑتے گری وزیرزادی کے کپڑے نوچ ڈالے ایک طرف گلعذار گر کر بے ہوش ہوئی اور ایک طرف لوحداران بے ہوش ہوئی شاپور بارگاہ سے نکلا دیکھا سارے باغ بھر مین کنیزون اور بالنون کا فرش ہی یہ تماشا دیکھتا ہوا باغ سے نکلا واسطے بلانے ایرج نوجوان کے چلا مگر شبرنگ بن عمرو کہ قبل مین چلا تھا خوشی خوشی جاتا ہی کہ آج آقاے نامدار کو لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی یہان نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے فرمارہے ہین نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق دغریق لجۂ فراق پر کیا گذری دیکھین کیونکر حال معلوم ہو جب نور الدہر زیادہ پریشان ہوتے ہین تو گائنین غزلہاے عاشقانہ گا کر اپنی طرف متوجہ کرتی ہین شاہزادہ فرماتی صاجو کیا پوچھتی ہو

نظم

سیرادہ دل نہین ہی کرے جسکو تو پسند
آگے تری نگاہ کے او خوبرو پسند

اُس دل کے یہ خطاب ہین جسکو ہی تو پسند
حسرت پسند یاس پسند آرزو پسند

ای عشق کدے خاک مین کسکو ملائیگا
آنسو مرے پسند ہین یا آبرو پسند

سیری سینگا داور محشر نہ حشر مین
اُس بت کی آگئی جو کہین گفتگو پسند

سو بار دلکو کھوئیے سو بار ڈھونڈھیے
گم گشتگی ہی اُسکو ہین جستجو پسند

اپنا دماغ خود نہیں ملتا کبھی اُنھیں
اللہ رے وہ بخت جو لڑ جائے عشق میں
کیا رنج دل کو ہے کہ وہ ہی خشک ہوگیا
اپنا جسے یہ شیخ و برہمن نہ کر چکے
دل میں بٹھاؤں میں کہ کلیجے میں یار کو
توڑے سبو سے مے کو الٰہی نہ محتسب
بولے دکھا کے لطف بھی اپنا ستم بھی وہ
بت ہنستے بولتے ہوے دل کو بنا دیا
دو رنج ہی بلا کے کوئی تم جلال کو

جنکو ہے یار تیری محبت کی بو پسند
تقدیر بھی پسند ہے تو جنگ جو پسند
پیکان تیر یار کو جو تھا لہو پسند
آیا ہے ہمکو وہ بت بیگانہ خو پسند
دونوں نے کی ہے وصل میں یک آرزو پسند
زاہد ہی کرلے اس سے تو بہر وضو پسند
دیکھیں تو انھیں سے کیسے کرتا ہے تو پسند
پچتائے ہم تو کرکے تری گفتگو پسند
یہ بھی نہ کیا خوشی سے کریگا عدو پسند

نور الدہر کو ہر چند اہل محفل سمجھاتے ہیں مگر شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا ہے فرما رہا ہے کہ اس شب کا شبرنگ نے وعدہ کیا تھا اور ابھی تک کچھ خبر نہیں ملی خدا اُسکو بخیر و عافیت لائے دشمنوں میں ملا ہوا ہے ایک فقط دوست ہے اگر اُسکا ہاتھ چل گیا تو کیا عجب ہے کہ ہمکو بلانے آتا ہو سردار کہرے ہیں یہ فرزند خواجہ عمرو ہے کسی بات میں کمی نہ کریگا یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان میں آئی دیکھا شبرنگ بھاگا ہوا آتا ہے مگر پسینے پسینے سامنے آکر قدموں سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس ملکہ نے آج بڑا کار نمایاں کیا کہ خزانہ لوحداران سے جاکر لوح محفوظ لائی ہیں آمادہ ہیں کہ آج ہی شہکو لوح حاصل ہو جائے جلد تشریف لیچلیے ملکہ مشتاق بیٹھی ہیں نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو حمائل کیا سپر پشت پر لگائی جس پر جال موتیوں کا پڑا ہوا ہے خنجر کمر سے لگایا جسکے قبضے پر گوہر بے بہا نصب ہیں لباس فاخرہ پہن کر آراستہ ہوے شبرنگ کے ساتھ جب چلے تو طہماس قدموں سے لپٹ گیا عرض کی غلام کو ضرور ساتھ لیجیے آج معرکہ عظیم ہے نور الدہر نے فرمایا کہ ای طہماس تنہا ہی جانا مناسب ہے مقدمہ لوح ہے علاوہ اسکے لوح محفوظ ملتی ہے سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا انشاء اللہ لڑ بھڑ کر تا بہ لوح پہونچیں اور لوحداران کو خبر نہ ہو مگر تم گوش بر آواز رہنا جب ہمارے نعرے کی آواز سُننا لشکر کو لیکر آجانا سب کو یہی بھاگر

ساتھ شبرنگ کے چلے قدم اٹھائے پیدل آتے ہیں شبرنگ بھی جلدی کر رہا ہی کہ جلد
اپنے کو تا بہ ملکہ جمائے مرصع پوش پہونچا دے دیکھے کیا انجام ہو نور الدہر رو اروی
کرتے ہوئے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا جمائے مرصع پوش ذرا جو آنے مین شاہزادے
کے دیر ہوئی تو دروازے پر آکے ٹہری انتظار شاہزادے کا کر رہی ہو سامنے سے جو نور الدہر کو
آتے ہوئے دیکھا باغ سے نکل آئی لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈال دی کہا ای شہریار
چلیے مین نے موت کا مزہ چکھا ہو سر کو ہتیلی پر رکھا ہی فلک انجام بخیر کرے شبرنگ جو پشت
پر نور الدہر کے کھڑا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ شبرنگ قصر سے لوحداران کے نکلا
گھبرایا ہوا طرف لشکر ایرج کے جاتا ہی شبرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے شاپور کچھ کام کرکے
آیا ہی گھبرایا ہوا ہی ایرج کو لینے جاتا ہی نور الدہر نے کہا ای جمائے مرصع پوش اب
جلدی کرو ایسا نہو کہ شاپور قبل ہم پہونچے اور وہ تاجرزادہ آجائے لوح کے ملنے مین
قصور پڑے یہ تو مین جانتا ہون کہ خواجہ زادون نے میرے نام فتح مقرر کی ہی انکا
حکم کبھی خلاف نہین ہوتا مگر وہ تاجرزادہ اگر فساد برپا کریگا لوح کا ملنا رہجائیگا یہ کہکے
قبضے پر تیغ خارا شگاف سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نور الدہر طرف باغ غرائب کے چلے اور
جمائے مرصع پوش پشت پر ایک طرف شبرنگ بن عمرو تھوڑا راستہ طی کرکے
اول قریب باغ لوحداران کے پہونچے جمائے مرصع پوش نے بلند ہو کر دیکھا کہ
لوحداران بے ہوش پڑی ہی سب کنیزین باغ مین جابجا بے ہوش ہین باغ مین سناٹا
چھا رہا ہے جمائے نے نور الدہر کو خبر دی کہ ای شہریار حقیقت مین فرزندان عمرو بلائے روزگار
ہین بہ شکل مطیر جادو شبرنگ نے خیر اساتھ دیا اور شاپور نے چشل سامان وہان جاکر
سبکو بے ہوش کر دیا اب ایرج کو بلانے گیا ہی وہان سے آگے بڑھے دروازے پر جو باغ
غرائب کے پہونچے دیکھا چند زنگیان آدمخوار در باغ پر مثل دیو ہین تیغ ہائے برہنہ چمکا
رہے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ آیندو روندہ اس راہ سے نہ آتا یہ راہ باغ غرائب ہی جسنے
یہان آنیکا قصد کیا وہ جلکر خاک ہوا نور الدہر نے چلا کر للکارا ای زنگیان سیاہ رو بھی
سامنے سے ہٹ جاؤ اندر باغ کے جانیکا راستہ دو اگر سرکشی کا ارادہ کیا تو قتل ہوگے

جان سے اپنی ہاتھ دھو گے وہ زنگی تلوارین کھینچ کر نور الدہر پر آپڑے نور الدہر
اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چارون زنگیون کو قتل کیا جامے مرصع پوش
نے آواز دی ای شہریار ماشاء اللہ جلد اندر باغ کے جائیے نور الدہر نے قدم بڑھایا دیکھا
اندر سے باغ کے چنگھاڑنے کی آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ایک فیل مست جھومتا ہوا
اندر سے پیدا ہوا ایک چیخ ماری کہ دیوارین باغ کی ہل گئین ہما نے پکار کر آواز دی ای شہریار
خوف نہ کیجیے گا نور الدہر نے جواب دیا ہم سواے اپنے خدا کے اور کسی سے نہین ڈرتے
ہاتھی بڑھکر مقابلہ مین نور الدہر کے آیا بھسونڈا بڑھایا نور الدہر نے دونون ہاتھ بڑھائے
ہاتھی نے ہاتھون کو بھسونڈے سے تھاما نور الدہر نے بقوت تمام بھسونڈے پہ ہاتھ
لو الالوح محفوظ جو چکی ہاتھی نے ایک چیخ ماری چاہا چھڑا کر بھاگون مگر آب پنجے مین شیر کے
آگیا بھاگنا دشوار ہی نور الدہر نے دونون پانون اپنے پانون پر فیل کے رکھے اور
بھسونڈا تھام کر ایک جھٹکا مارا مع زرہ ہاتھی کی گردن کھینچ لی ہاتھی کو مار کر جست کی کر
اندر دروازہ عجائب کے داخل ہوے جیسے ہی نور الدہر نے اندر باغ کے قدم رکھا
دو پہلوون سے دو شیر ببر دُم اُٹھائے ہوے آئے آتے ہی نور الدہر پر حملہ کیا شاہزادہ
نور الدہر نے دونون کو ٹکرا کے مارا جیسے ہی وہ شیر مر کر گرے ہزارہا طائر جو درختون پر
بیٹھے تھے اپنے اپنے آشیانون سے نکلے اور بلند ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک طائر کی یہی
آواز تھی کہ ای ملکہ لوحداران جادو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا باغ مین آگیا دوڑو
جامے مرصع پوش ہر چند سحر کرتی ہی چاہتی ہی کہ طائر غل نہ مچائین جب ہاتھ چمکایا برق
تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے مگر زمین پہ گرتے گرتے پھر سر جسم سے مل جاتے ہین
اور بلند ہو کر آواز دے رہے ہین چند ساعت رات باقی ہی باغ کا سناٹا جانان چمن
خاموش عروسان گلشن کو حجاب کا جوش ہوا چل رہی ہی پتون کا کف افسوس ملنا اور
شاخون کا سر پیٹنا پیچ تحل سے رونے کی آواز آتی ہی ہر طرف سے یہی صدا ہی کہ یا خداوند
دوڑیے ای ملکہ لوحداران خبر لو قضاے کار ایک کنیز اپنی صحنچی مین پڑی سو رہی تھی
کہ اُسنے شراب نہ پی تھی یہ آوازین اُسکے کان مین آئین گھبرا کر اُٹھی صحنچی سے باہر نکل کر دیکھا

کنیزین جابجا بے ہوش پڑی ہین ہر ایک کو ہوشیار کرتی ہوئی قریب لوحداران پہونچی
دیکھا لوحداران بھی بے ہوش پڑی ہین کنیز نے حوض سے پانی لیکر لوحداران کا منھ دھلایا
لوحداران کو ہوش آیا دیکھا ہزارہا طائر آسمان پر غل مچا رہے ہین کہ ای لوحداران جلد
آ ورا باغ عزاب کو طلسم کشا لیکر آیا ہے فیلان اور ببران مارے گئے ہمارا کچھ زور طلسم کشا
پر نہین چلتا لوح محفوظ اُسکے گلے مین ہے یہ صدا سنکر لوحداران گھبرا گئی اول دوڑکر خزانے مین
گئی مار سیاہ کو نہ پایا زمین کھدی ہوئی دیکھی ہاتھ مُلا صندوقچی ندارد منھ پیٹ لیا کہا ارے
دشمنون نے اپنا کام کر لیا اب کیا ستم ہوگا بارہ ان سحر برسا کر سب کنیزون کو ہوشیار کیا بارہ ہزار
کنیزین اور جادوگر جمع ہوے سبکو ساتھ لیکر چلی اول در باغ عزاب پر پہونچی دیکھا نگہبانون کے
لاشے پڑے ہین ایک طرف لاشۂ فیلان اور ایک جانب لاشۂ ببران پڑا ہے لوحداران اپنا منھ
پیٹنے لگی باغ مین گھسی دیکھا نور الدہر پر طائر ہزارہا گر رہے ہین چاہتے ہین کہ زندہ کو منقار
سے نوچ کر پھینکدین مگر جب عکس لوح کا پڑتا ہے تو طائر جلکر گرتے ہین کچھ تلوار سے شاہزادہ
نور الدہر کی قتل ہوتے ہین ہمارے مرصع پوش نے جب سحر کیا سر طائر کا کٹکر گرا اور
پھر سر جسم سے مل گیا طائر اُٹھا نور الدہر پر پھر گرنے لگا مگر لوح محفوظ بائین ہاتھ پر مثل سپر کے
تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ مثل شیر غضبناک لڑ رہے ہین مگر ہمارے مرصع پوش
کبھی بلند ہوتی ہاتھ چمکاتے برق گرائی طائرون کے سر کاٹے کبھی قریب نور الدہر گرتی پھر
ہوئی مگر لوحداران نے یہ سب معرکہ جو اپنی آنکھون سے دیکھا للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ
تونے پردہ در پردہ اپنا سب کام کیا مجھے سامنے خداوند کے بدنام کیا اگر قدرت تجکو پاجائینگی
تو جہنم مین پہنچوائینگی نہین معلوم کس طرح پیش آوینگے اب بھی اپنی جان بچا ہٹ جا مین طلسم کشا
کو روک لونگی آگے نہ بڑھنے دونگی کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر تیری محبت نے مجبور کیا ہے
اِسوقت تک یہی چاہتی ہون کہ تیری جان بچے تجھپر کوئی آفت نہ آئے مگر افسوس ہے کہ تو اپنی جان
دینے پر آمادہ ہے میرے ہاتھ سے قتل ہوگی ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی
ای مادر مہربان طلسم کشا کا ساتھ دو کتاب جو قدرت نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اُسکو دیکھو
اپنے بزرگون کی تحریر سے انکار نکرو اور مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون نظم

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین اے یار سحر | دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز | ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہین کس وقت سے ہم دیکھتے ہین | ہو گئی اب تو بشکل کمر یار سحر
پوچھیے کس سے گذرتی ہی شب غم کیونکر | رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر
کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی انکی صورت | دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر
آگئین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ | اب نہ دیکھینگے ترے تازہ گرفتار سحر
مین تو ہون نزع مین انکو ہی اذیت ہر دم | کس طرح کرتے ہین دیکھون ترے غمخوار سحر
منھ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین | رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر
کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل | ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار سحر
ہر نفس مین دم آخر کے مزے کھینچین | یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر
وہ تڑپ پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین | آج کس طور سے ہوگی دل بیمار سحر
رو نہ دو چار سے گل نظر آئین نسیم | جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

یہ جوش وخروش ہماے مرصع پوش کا لوحداران دیکھکر حیران ہو گئی کہا او فتنہ انگیز تو تو اپنے ہوش مین نہین ہی بڑا جوش وخروش ہی دیکھ تیرے سامنے نورالدہر کو قتل کرتی ہون یہ کہکے بارہ ہزار ساحرون کو لیکر بڑھی اور اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر گرز سے تیر اور نا رنج لیکر بڑھے نورالدہر بھی سحر کرنے لگے نورالدہر نے جو لوح محفوظ کو چمکایا سب کے اشیاے سحر پلٹے جسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ہزار ساحر مر کر گرے لوحداران نے پکار کر آواز دی اسے سحر کر و تلوار سے مار لو تم بارہ ہزار ہو وہ یکہ وتنہا انکا مار لینا کیا مشکل ہی تمام ساحران باقی ماندہ یلوہ کرکے نورالدہر پر آپڑے نیزہ وتلوار مارنے لگے بعض نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے تیر ماے ہماے مرصع پوش نے کاغذی سپرین بنائین انپر سحر کرکے اڑایا وہ سپرین گرد نورالدہر لہرانے لگین تلوارون کو روکتی ہین تیر بھی انھین سپرون پر پڑ رہے ہین نورالدہر تک تیر نہین پہونچتے تیرون کی خطاکاری تلوارون کی بیکاری دیکھ کر سپرین سینہ سپر ہین لوحداران گھبرائی چلاکر آواز دی او گیسو بریدہ تو نہین مانتی کیا مین

تجھسے عاجز ہون یہ کہکے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہاے آتش نے ہما کو گھیرا بدن مین آبلے پڑنے لگے ہماے مرصع پوش نے جھولی سے کچھ روئی کے گالے نکالے اُنکو طرف آسمان کے پھینکا آواز دی کہ ای باران جادو جلد آن شعلہاے آتش کو بجھا شعلہاے آتش بھڑک رہے ہین کہ ابر سیاہ گھر کر آسمان پر آیا موسلدھار پانی پڑنے لگا وہ قطرے جو جسم پر پڑے آبلے جسم کے مٹ گئے گرد جو شعلہاے آتش تھے وہ سب بجھ گئے لوحداران نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو ہما نے دفع کیا جھلا کر دوڑی قریب آکر ایک طمانچہ مارا ہماے مرصع پوش نے ہاتھ پر ہاتھ مار دیا لوحداران نے جو دیکھا کہ اس سحر سے بھی بچی زمین پر ایک ٹکر ماری کہ زمین کانپی لہرا کر ہما گری گرتے ہی بیہوش ہو گئی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس کو اٹھا لو کنیزین جب اٹھانے کو آئین تو ہماے مرصع پوش نے ہوشیار ہو کر آواز دی ای شہریار

کنیز گرفتار ہوتی ہے نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک اُڑتی ہی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

دل مین تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا تری مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
لبلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفون کو ای مشاطہ سلجھا تو کیا
کھودے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے ای افسانہ گو
اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

جان کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
خود کے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے

دست ساقی مین اشارے کر رہا ہے ہنس کے جام
ای ہر ستو بندۂ مستانہ ایسا چاہیے

دیر سے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گری
کیون تجھے ای جلوہ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین
برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے

ہجر کی شب تیرہ بختی کو چاری ای فلک
دیکھکر ہنس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر ای تڑپ	کوئی تو انداز بیٹھا بانہ ایسا چاہیے
ہاے کیوں اُس دوست کے دشمن کو دل دیتا جلال	کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

نور الدہر کے کان مین جو آواز ہماے مرصع پوش کی پہونچی پلٹ پڑے لوح محفوظ
کو چمکاتے ہوے قریب آئے جن کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ ہما کو اُٹھالین اُنپر جو عکس لوح
پڑا کئی سَو کنیزین جلکر خاک ہوئین نور الدہر اُس مقام پہ کھڑے ہوکر لڑنے لگے ہما پر
لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا عکس پڑا ہماے مرصع پوش اُٹھ بیٹھی کھڑی ہوکر سحر
کرنے لگی کئی ہزار کنیزون کو مار ڈالا سب کے لوٹنے لگے یہ ہنگامہ جو لوحداران نے دیکھا
بدحواس ہوگئی لڑتی ہوئی بڑھی چاہتی ہے سحر کرون نور الدہر کے پاس سے ہما کو ہٹالون مگر
نور الدہر فرماتے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرے پاس سے نہ ہٹنا جب
لوحداران قریب آئے تو مین اسکو مارون لوحداران نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک
اژدہا لاکہ آتشین چھوڑتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا چاہتا ہے دہن مین نور الدہر کو لیلون
مگر نور الدہر نے بڑھکر دونون سرے اژدر کے تھامے نعرہ شیرانہ کرکے چیر ڈالا بس دیکھنا جو
نور الدہر نے لوحداران تڑپ کر گری کمر مین پنجہ ہماے مرصع پوش کے دیا لیکر بلند
ہوئی ہما نے پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے گاہے گاہے مزار غریبان پر
آئیے گا فاتحہ خیر ضرور پڑھیے گا بیت چو آئی بے مروت بعد مردن بر مزار ما بہ استقبال
تو از قبر برخیزد غبار ما کیا عجب ہے کہ قبر سے آواز آئے بیت ای شہسوار گور غریبان پر آنکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ٭ ای شہریار یہ کنیز بحسرت تمہارے دنیا سے جاتی
ہے ضرور خواب مین آؤنگی جمال جہان آرا دیکھ جاؤنگی نور الدہر نے جو یہ صداے دردناک
سنی دل ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتے ہین ای نور الدہر لوحداران جو اسکو گرفتار کرکے لیجائیگی
بقراط ثانی فوراً حکم قتل دیگا اس چمن کا بچنا دشوار ہے اسی وجہ سے دل بہت بیقرار ہے جو چلّہ
کمان کیانی شانہ سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا لوح محفوظ کا بھی عکس
ڈالا جیسے ہی لوحداران نے چاہا کہ کڑک کر بلند ہوں نور الدہر نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے
خطا نہ کی جاکر سینۂ پُر کینہ لوحداران پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لوحداران کے پیچھے

ہما چھوٹی تڑپ کر ساحرون پر گری کئی ہزار کے سر اُڑا دیے کبھی برق بنکر چمکی کرن کا ٹکڑ
نکل گئی مثل برق جنده تڑپ رہی ہو جو ساحر کہ باغ کے نگہبان تھے انکو بھی مارا اور کنیزین
جو ہمراہ لوحداران آئی تھین وہ بھی قتل ہوئین مرنے پر لوحداران کے اندھیرا ہوگیا
تھا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود بس ادھر تو ملکہ
لوحداران مری اُدھر زعفران پوش وگلگونہ گلگون پوش جو قفسہاے آہنی
مین قید تھین یکایک قفس ٹوٹے زمین پر گرین ایک نے ایک کی زبان سے سوزن نکالی
دونون تڑپ کر چلین جو یہان نگہبان تھے انکو قتل کیا کسی کنیز کی زبان سے نکل گیا کہ آج
روز قیامت ہے ساحرون پر آفت ہے طلسم کشا باغ غرائب کو طے کر رہے ہین دین بی لوحداران
گئی ہین ان قیدیون کی خبر نہ لی مقام افسوس ہے یہ دونون رہا ہوگئین اور اشیاے سحر لوحداران
کے مٹ رہے ہین ہر طرف اندھیرا ہے فوج غم والم نے گھیرا ہے یہ خبر جو ان دونون شاہزادیون
نے سنی گلگونہ نے کہا اے شہریار مژدہ من اللہ ہے تا بہ لوح پہونچے ارے صاحبو یہ بھی کچھ معلوم
ہوا ہے کہ تا بہ باغ غرائب کیونکر پہونچے ہین و مددگار کون ہے کنیزون نے کہا بی ہماے صبح پوش
عاشق ہوئین لوح محفوظ جھپٹ کر انکو دی طلسم کشا کے ساتھ لڑ رہی ہین ملکہ گلگونہ نے کہا
کہ اے زعفران تم تو جاؤ مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون دیکھون لوحداران نے کیا قیامت
برپا کی ہے لوحداران بلاے روزگار ہے تماشین برپا کرتی زعفران نے کہا مین کہان جاؤن
مین تو پروانہ شمع جمال شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان ہون پروردگار تمہاری
بھی آرزو پوری کرے کہ تا بہ رستم پہونچو غرض یہ دونون کی دونون طرف باغ غرائب
کے چلین یہان وہ وقت ہے کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے تا بہ در قصر مربع حصار پہونچے
ہین اندر سے قصر کے کئی لاکھ ساحر نکلے ہماے صبح پوش نے پکار کر آواز دی اے شہریار
یہ نمود بے بود طلسم ہین انپر لوح کا عکس ڈالیے یہ سب غائب ہوجائینگے لوح محفوظ
سے پناہ خدا پائینگے نورالدہر نے اسی وقت لوح کو گردش دی کہ آسمان پر برق چمکی
اور نعرہ ہوا کہ منم گلگونہ گلگون پوش و منم زعفران پوش نورالدہر نے جو
زعفران کو دیکھا خوش ہوگئے پکار کر پوچھا اے ملکۂ عالم کہان تھین عرض کی اے شہریار

سب حال عرض کرونگی حضور اندر قصر کے جائین لوح طلسمی کو حاصل کرین سب مطلب نکل
آئینگے گلگونہ نے بھی اشارہ کیا ای فرزند اب تامل کا وقت نہین ہو مطلب اصلی حاصل کرو شاہزادہ
نور الدہر حیران ہوے کہ اس شاہزادی نے فرزند کیون کہا چلنے عرض کی ای شہریار یہ
عاشق جمال رستم پیل تن ہین مگر آج تک اس فکر مین رہین کہ آپ کو لوح دلواؤن یہ ذکر تھا
کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا لقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان ایک طرف
قاسم اور ایک طرف رستم پشت پر فوج ظفر موج آتے ہی ایرج نے نعرہ کیا وہ ساحر جو
اندر سے قصر کے نکلتے تھے نور الدہر انکو نابود کر رہے تھے انھون نے جو اس فوج کو دیکھا آہ
کرتے ہوے آ پڑے اور ایرج لڑتے ہوے طرف نور الدہر کے چلے مگر ہر مرتبہ مرکب رک
جاتا ہو رہروی سے باز رہتا ہو لیکن آتش جادو کہ سر پر ایرج نوجوان کے لہرا رہی ہو ہر
مرتبہ دفع سحر کرتی ہو کہ ایرج نوجوان کا گھوڑا بڑھتا ہو ایک مقام پر سحر ہوا کہ گھوڑا ایرج
کا رکا آتش نے چاہا دفع سحر کرون ایرج غصے مین گھوڑے سے پھاند پڑے مگر نور الدہر
بن بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ دروازہ صاف ہو قصر مربع حصار پر سناٹا پڑا ہو لوح کو
چمکاتے ہوے اندر گئے دیکھا ایک تختہ سنگ پر چالیس گلدستے بصورت غیر مختلف رکھے
ہین نور الدہر نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا دیکھا ایک گلدستہ خشک تھا وہ شگفتہ ہوا نور الدہر نے
چاہا ہاتھ مارون مگر پشت پر سے ساحر گولے ترنج نارنج مار رہے ہین نور الدہر انکو پلٹ کر
جواب دیتے ہین ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی کہ حضور اپنے کام مین مصروف
ہون انکا سحر آپ پر کچھ نہین کر سکتا انکا سحر انکے واسطے ہو کہ جو طلسم کشا نہین مین اور گس
آئے انکے لیے انکا سحر کافی ہو آپ طلسم کشا ہین آپکا یہ کیا کر سکتے ہین کہ ایرج بھی گرتے پڑتے
پیدل در قصر مربع حصار پر آ چکے ہین رستم جو برابر ہوتے کے پہونچے تو گلگونہ بھی چمک
چمک کر سحر برابر کرنے لگی مطلب یہ ہو کہ رستم دیکھین کہ ہم مدد مین آپ کے فرزندون کی مصروف
ہین یہی چاہتے ہین کہ ایرج کو لوح ملے مگر ملنا لوح کا ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہو دیکھیے
اقبالمندی کھلا چاہتی ہو نور الدہر نے ہاتھ بڑھایا جیسے ہی عکس نور الدہر کا پڑا وہ گلدستہ
کہ بہت ہی خشک تھا شگفتہ ہوا ایک غنچہ مثل ستارہ اسمین چمکی اور آواز آئی ای طلسم کشا یہی

لوح طلسمی ہے نور الدہر نے چاہا بڑھکر ہاتھ ماروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش او مکار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ارے گلگونہ ذرا ٹھہر جا سحر نہ کرنا ورنہ پھونک دونگا اے زعفران تجھے کچھ
ہمارا ڈر نہیں سب نے دیکھا کہ بقراط ثانی آسمان سے پیدا ہوا جس پر ہاتھ ہلایا اُسی مقام پر
رُکا بقراط تڑپ کر گرا اُسی گلدستے پر ہاتھ مارا کہ لوح طلسمی نکال لے نور الدہر پر سحر کیا کہ لوح
محفوظ گلے سے اُتر کر زمین پر گر پڑی جامے مرصع پوش اُسی مقام پر گر پڑی لوح محفوظ کی
حفاظت کر رہی ہے کسی کو قریب نہیں آنے دیتی مگر بقراط نے لوح طلسمی کو اُٹھا لیا نور الدہر
دور سے دیکھ رہے ہیں کہ لوح طلسمی گلدستے سے نکلی بقراط ثانی نے اُس لوح کو اُٹھا کے
جھولی میں ڈالا اتفاق یہ ہوا کہ بقراط ثانی قصر عشرت میں بیٹھا تھا شاہزادیاں گا رہی ہیں کہ
زمین کانپی اور آسمان سے آواز آئی کہ یا خداوند دوڑو لوح طلسمی جاتی ہے بقراط گھبرا کر اُٹھا
شاہزادیوں نے دامن پکڑ کہا یا خداوند ایسا نہ ہو اس آوازے آپ کو صدمہ پہونچے بقراط نے کہا
تم لوگ دخل نہ دو میں ابھی جا کر لوح طلسمی لاتا ہوں شاہزادیاں ناچار ہوئیں بقراط کو چھوڑا
بقراط قصر عشرت سے نکلا قصر زمردین میں آیا قصر زمردین وہ مقام ہے کہ طائران
زمرد پوش کھونٹیوں پر بیٹھے ہیں ایک طائر کو اُٹھایا قصد کیا کہ اُس سے پوچھوں کہ قصر ریحان
پر کیا گذری کہ ایک اندھیرا ہوا طائران جواہر سر ٹکرانے لگے اور آواز آئی کہ کشتی مرا امام من
لوحداران جادو بمعہ یہ آواز سنکر بقراط زیادہ گھبرایا طائر کو ہاتھ سے پھینکا ایک صندوق تھا
اُسے کھولا لباس فاخرہ نکال کر پہنا اُڑتا ہوا چلا یہاں جو پہونچا تو وقت اخیر تھا کہ لوح چمک
چکی نور الدہر کے اُٹھانے کی دیر تھی کہ بقراط نے آتے ہی سحر کیا لوح محفوظ گلے سے اُتر کر
الگ گری اور نور الدہر تھرائے ہر چند قصد کیا کہ ہاتھ ماروں ممکن نہ ہوا مگر جامے مرصع پوش
کہ لوح محفوظ کی حفاظت کر رہی تھی چند کنیزیں جو بقراط کے ساتھ آئی ہیں اُنکا قصد ہوا کہ ہم اس
لوح محفوظ کو اُٹھا لیں جامے مرصع پوش نے ہاتھ ہلایا کسی کا سر اُڑ گیا کوئی گر کر تڑپنے لگی
لٹی سی کنیزوں کو مارا بقراط نے آواز دی او ظالم لوحداران کو قتل کرایا طلسم کشا کو
یہاں تک پہونچایا اب کیا چاہتی ہے کہ طلسم برباد ہو جائے ابھی یہ طلسم نہ مٹنے گا اے زاغ جادو
جامے مرصع پوش کو لیجا کہ ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے منقاریں جامے مرصع پوش کو

اُٹھایا پلٹ کے ایرج درستم کو یا قاسم کو اُٹھا یا زعفران زعفران پوش ہمہ پر کا سیلہ
ڈالدیا زعفران اُس کے پر مین لٹک گئی معنت عرض کرتا ہو کہ مع گلگونہ تینون معشوقین و
ایرج وقاسم وعلمشاہ کو زاغ سیاہ نے اُٹھایا بقراط نے کہا ان کو طلسم مین لیجا اشکاک
جادو اور تم نگہبان رہو یقین ہو قدرت بھی آویگی زاغ سیاہ بلند ہوا عیارون نے اپنے کو
غارون مین گرادیا مخفی ہوے اپنے کو چھپایا زاغ سیاہ ان جوانون کو اور معشوقون کو لیکر چلا
گیا نورالدہر نے جو ذرا حس وحرکت ہاتھ پانون مین پائی پلٹ کے لوح محفوظ اُٹھالی بقراط
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے لوح محفوظ پر قبضہ کر لیا جھپٹ کر قریب آیا چاہا لوح محفوظ
چھین لون نورالدہر نے ہاتھ تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کا مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا
بقراط آہ کا نعرہ کرکے پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ قصر مربع حصارے آواسی تیرے
لیے کافی ہو ایسا آوارہ ہو کرتا یہ دشت گرد آباد پہونچے اسی مین ٹکرا ٹکرا کے سر یہ لگکے
ہاتھ ہلایا شعلے گرے چالیسون گلدستے جل گئے قصر مین سناٹا ہوا وہ سارے جو لشکر ایرج سے
لڑرہے تھے سب غرق زمین ہوگئے لشکر ایرج اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا قصر سے نکل گیا
طماس بھی لشکر کے ساتھ ہو سب ہمراہی طماس کے غل مچاتے تھے نظم

جو ترے عشق مین ہلاک نہین	زیست کا لطف اسکو خاک نہین
نہرین کیون ہین بہشت مین جاری	زاہد اگر شراب پاک نہین
ہر شب ہجر ہون مین وحشی سست	اسلیے جیب صبح چاک نہین
خاک سے کیون ہو اجتناب ایسا	ایک دن غیر خاک خاک نہین
دل پہ ظاہر ہو حال ہر دل کا	اس نگر مین کسی کی ڈاک نہین
کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین	کب گریبان صبح چاک نہین
آگے اُس گل کے دعوی خوشبو	باغبان گل کے منہ پہ ناک نہین
ہاے ناسخ فراق جانان مین	کونسی رات ہولناک نہین

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے گریبان چاک چہرون پر خاک آگے سب کے طماس
و دیگر سرداران نامی پشت پر سارا لشکر سر ٹکراتے ہوے طرف صحرا کے جاتے ہین کہ ان

سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان کے لوح محفوظ تو قبضے
مین رہی اب جو سر اٹھا کے دیکھا قصر مربع حصار مین گلدستے جلے پڑے ہین خاک کا
ڈھیر ہی ہمراہیان ایرج نوجوان قصر سے روتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
نکل گئے ہر طرف سناٹا ہی معشوقان پریچہرہ کو زاغ سیاہ لے گیا تلوار کو حمایل کیا زخمی بھی
انتہا کے ہین مکانات دیکھے کوئی مکان جل گیا کوئی گرا اینٹون کا جابجا انبار ہی خاک کا ڈھیر ہی
ناچار ایک آہ کی کہ ای فلک تو نے یہ کیا سامان دکھایا ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی رحم اپنا
شریک کر کہ مقام مقصد پر پہونچون لوح طلسمی دست یاب ہو مشکل آسان ہو

نظم

سوے تو باز است چشم انتظارم روز و شب — دیدہ را شایق بیدار تو دارم روز و شب
داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب — تازہ می باشد درین گلشن بہارم روز و شب
در غم ہجران تو جان مے سپارم روز و شب — ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب
مثل بدری از سوز عشقت بیقرارم روز و شب — شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب
قبلہ و کعبہ ترا من می شمارم روز و شب — روے از ہر سو فقط سوی تو دارم روز و شب
بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب — مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب
گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب — لیک از الطاف تو امیدوارم روز و شب
غم بجز رہ نگام غم ای غمگسارم روز و شب — دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب
ہند یا ذکر خدا چون ہست کارم روز و شب — میرسد ہر دم بہ درد گارم روز و شب

نور الدہر حیران و پریشان نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار فقط ایک یار سائم ہی سینے
بہ ور دگار خاک اڑاتے ہوے قصر سے باہر نکلے تو پلٹ کے دیکھا کہ قصر مربع حصار
بھی نظرون سے غائب ہو گیا سامنے نگاہ اٹھائی اپنے لشکر کا نشان نہ پایا ایک طرف دشت
ہولناک نظر آیا یقین ہوا کہ ای نور الدہر لشکر پہ ہمارے بھی کوئی آفت آئی قبلہ و کعبہ بلکہ
نہ بتانے مگر کسی ساحر نے آکر سحر کیا کہ سارا لشکر آوارہ ہو گیا نہین معلوم قبلہ و کعبہ پر کیا
گذری ایرج نوجوان نے مفت مین اپنے کو بلا مین پھنسایا ہمارے سامنے زاغ سیاہ
اٹھوا کے لے گیا اگر منع کرتے تو وہ ہمارا کنا کاہے کو مانتے افسوس نہین معلوم اونپر کیا گذری

چھوٹے قبلہ و کعبہ بھی اُنھین کے ساتھ ہین زعفران پوش جو ہواخواہ لشکر تھی وہ
بھی اور جسکا نام گلگونہ تھا نہین معلوم یہ شاہزادی کہان سے آئی تھی ہم لوگون کے ساتھ
آفت مین پھنسی ہمارے مرصع پوش آنکھون کے سامنے گرفتار ہوئی دیکھیے اب ان لوگونکو
ہم پاتے ہین یا ان کے دیدار سے محروم رہجاتے ہین رستم کیسے گھبراتے ہونگے نہین معلوم
ایرج نوجوان کا اور رستم کا کیونکر ساتھ ہوا کیسے پریشان ہوتے ہونگے جری بہادر صف شکن
اُنپر یکایک یہ آفت آئی دل سے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحراے ویران مین دو
سے ایک قریہ معلوم ہوا چند مکان پختہ و خام گرد قریہ جابجا زراعت چند گنوار دھوتیان باندھے
ہوے آب کشی کر رہے ہین حراست زراعت مین مصروف ہین اُن لوگون نے جون ہی جمال
بے مثال نور الدہر کو دیکھا چند گنوار دوڑے سعید نامے جو اس گانون کا زمیندار ہے اُسکو
جاکر خبر کی کہ ایک جوان رعنا حسین و جمیل بہادرونکا کفیل اس ویرانے مین مارا مارا پھر رہا
ہے سعید یہ خبر سنکر اٹھا ہتھیار جسم پر لگائے تیر تکمہ ہاتھ مین لیا تلاش مین نور الدہر کی چلا
زمیندار جو بیوقت اپنے مکان سے نکلا جس نے خبر سنی کہ زمیندار صاحب کسی کار ضروری کو
جاتے ہین اپنے اپنے مکانسے نکل کر ساتھ ہو لیا تھوڑے عرصے مین کئی سو مرد ہمراہ ہو لیے
زمیندار قریے سے نکلا ایک بلندی پر کھڑے ہو کے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صحراے
ویران مین پھر رہا ہے بلندی سے اُتر اسب کو اُسی مقام پر چھوڑ آگے بڑھا اور پکار کر آواز دی
کہ اے آوارۂ دشت غربت والے ساکن صحراے حسرت اس طرف تشریف لائیے ہین آپ کے
حال سے آگاہ ہون کس وجہ سے اس صحراے ویران مین آنا ہوا ہم لوگ جہان دوست ہین
زہے نصیب ہمارے کہ تم ایسا مہمان ہم کو سرفراز کرے نور الدہر یہ صداے محبت آمیز
سنکر ٹھہر گئے کہ سعید قریب آیا جمال جہان آرا دیکھکر قدمون کو بوسے دیے کہا اے جوان مفصل
بتا کہ سرگردان ہونے کا کیا باعث ہے تیری آوارگی دیکھکر دل ٹکڑے ہوتا ہے نور الدہر نے
فرمایا اے مہمان نواز مین ایک مرد تاجر ہون یہان سے کئی منزل پر شب کو اترا تھا کہ رات کو
قزاق آئے تلوار چلی کچھ قزاق مارے گئے مگر ہمارے کاروان کے لوگ خوف جان سے
بھاگ گئے رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو اپنے کو تنہا پایا ناچار چل نکلا مال دنیا سے کچھ پاس

باقی نور الفقد جان کو غنیمت جانا یہ باعث آوارگی ہی زمیندار نے عرض کی یہ حقیر امیدوار ہو کہ
جب تک آپ کے کاروان کا پتہ لگے تب تک مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ چھچھوٓ آش اس ذرّۂ
بے مقدار کو میسر ہو بلاتکلف نوش فرمائیے جب آپکا قافلہ آپکو مل جائے اُسوقت آپکو اختیار
ہو نور الدہر کے خیال مین آیا کہ یکہ و تنہا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار مین کوئی
دوست و مونس ہمراہ نہین مقام بیٹھنے کا ملتا ہو اسکو غنیمت جانو کہ یہ زخم تو صحت پا جاوین حاکم
آسمان و زمین رب العالمین جو ہمارے حق مین بہتر جانے گا اُسکا سامنا ہوگا یقین ہو کہ پروردگار
پھر فوج و لشکر ممکن کردے زمیندار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای زمیندار ہم بدل و جان تمھاری مہمانی
قبول کرتے ہین سعید زمیندار یہ مژدہ سنکر خوش ہو گیا ساتھ والے جو دور کھڑے تھے
اُن سب کو بلایا کہا لو یارو تمھارے گانو ٔن مین برکت آئی ایسا جوان ماہ رخسار تمھارا مہمان
ہوتا ہو تم سب مل کر انکو بہ اعزاز لیچلو اور ہمارا مکان جو عیش گاہ ہو اُس مین اُتارو سب نے خوشی
خوشی نور الدہر کو گھیر لیا بجت باتین کرتے ہوے لیچلے کوئی گرد و غبار چہرے کا جھاڑتا ہو کوئی
قدمون کو بوسہ دیتا ہو کوئی پکار کر کہتا ہی یارو بعد کئی سو برس کے یہ مہمان ہم لوگون کو نصیب ہوا ہی
بدل و جان اسکی خدمت کرینگے سعید نے نور الدہر کے ہاتھون کو بوسہ دیا نور الدہر نے
پوچھا ای سعید رشید تمکو مہمان نہین ملتا ہوتا سعید نے کہا حضور ہمارے یہان جو کتاب
سوانحات بزرگان کی رکھی ہو اُس مین لکھا ہو کہ ہمارے پردادا اسی صحرا مین سیر کر رہے تھے
کہ ایک مسافر دستیاب ہوا انکو بہ اعزاز لیگئے چالیس دن مہمانی کی بعد چالیس دن کے
اُس مہمان نے کہا ای میزبان ہم اب رخصت ہوتے ہین بعد سو برس کے ایک اور مہمان آویگا
کہ اُس سے سعادت دارین تمکو حاصل ہوگی یقین ہو کہ وہ آپ ہی ہین سو برس کے بعد جب
ہمنے مہمان پایا جان و دل سے خدمت گزاری پر آمادہ ہوے کیسی خوشی کی بات ہو کہ ہمارے
گھر مین آپ ایسا مہمان آیا آسمان کا جو خدا سے نادیدہ ہو وہ ایسی ہی قدرتین دکھاتا ہو یقین ہو
کہ آپ کے مہمان ہونے سے ہمارے قریہ مین آبادی ہو زراعت کو ترقی ہو کئی سال سے
اس قریہ مین مینھ نہین برسا آج جو زراعت کو خیال کرتا ہون سب سبز و شاداب ہو باغو نکے
درختون مین کبھی ایسا پھل نہین آیا تھا مین کئی دن سے کہتا تھا کہ کوئی مہمان عزیز آنے کو ہو

اُسی کے قدموں کی یہ برکت ہے تمام رعایا خوشیاں کر رہی ہیں صاحبان باغ باغ ہیں مگر آپ آزردہ نہ ہوں تو میں عرض کروں نور الدہر نے کہا اے سعید تمہاری بات کوئی خلاف نہیں سب باتیں معقول ہیں مہمان کے آنے کی یہ خوشی اہل اسلام کا یہی دستور ہے کہ مہمان کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں خدمت گزاری بدل و جان کرتے ہیں ہمکو بھی یہی دل سے منظور ہے کہ چندے تمہارے ساتھ بسر کریں جب ہمارے ملازم ہمکو مل جاوینگے تب تم سے رخصت ہونگے مگر ہمیشہ تمہارا خیال رہے گا جو کہنا ہو وہ کہو زمیندار نے کہا حال آپنے اپنا مفصل نہیں بیان کیا آپ تاجر نہیں معلوم ہوتے نور الدہر نے کہا اے سعید تمہاری صفائی کلام ہمکو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو اصل حال ہمارا تھا وہ ہمنے تمسے بیان کر دیا خواہ اسکو اصل جانو خواہ نقل تصور کرو ہم ہر نوع تمہارے مہمان ہیں زمیندار نے ہنسکر کہا اے شہریار یہ بھی تو دستور ہے کہ اہل اسلام جھوٹ نہیں بولتے آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یزدان پرست ہیں دیکھیے سامنے وہ مکان بنا ہے اُسمیں تصویر بقراط ثانی کی تھی جب سے میری عملداری ہوئی تصویر کو نکال کر پھینکدیا دیکھیے ویران پڑا ہے ہمارے گاؤں میں سب لوگ یزدان پرست ہیں مفصل فرمائیے کہ آپکے مسلمان ہونے میں تو کوئی فرق نہیں ہے نور الدہر نے کہا کہ اے سعید ہم ہمیشہ عربستان کے رہنے والے ہیں ہمارے بزرگ خانہ کعبہ کے خادم ہیں اب فلک ہمارے ساتھ درپئے آزار ہے کہ ہم آوارہ ہوکر اس طرف نکل آئے اس طرح کی باتیں کرتا ہوا زمیندار نور الدہر کو اپنے مکان پر لایا فرش معقول بچھایا ایک نوکر سے اشارہ کیا کہ جراح کو بلاؤ جراح جو آیا کہا آپکا علاج کرو زخموں میں ٹانکیں دو یہ کہکے اندر گیا ایک کاغذ لیکر آیا وہ جراح کو دیا جراح نے جو اُسکو پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ اے جراح آگاہ ہو مجاور خانہ کعبہ کے پوتے آج ہمارے یہاں مہمان ہوے تو انکا علاج کر جو کچھ مانگیگا وہ دیا جائیگا مگر علاج انکا بدل و جان کرنا کوئی دقیقہ رہ نجائے جراح نے بہ احتیاط زخموں کو دھویا ٹانکے لگائے اور کہا زمیندار صاحب میں بدل علاج کرونگا میری تقدیر کی خوبی تھی کہ مجاور خانہ کعبہ کا فرزند اور اُسکا میں علاج کروں میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا مقام شکر ہے کہ کوئی رگ پٹھہ نہیں کٹنے پایا اسی ہفتے کے اندر صحت حاصل ہوگی زخموں کو دھوکر اپنے

ہاتھوں سے بسہولیت ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین یخنی تیار کی نورالدہر کو پلائی اب
نورالدہر نے دیکھا کہ ہر خرد و کلان ادنیٰ و اعلیٰ انپر نثار جان جو آتا ہی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
اور گرد پھرتا ہی اور چاہتا ہی کہ کچھ خدمت کرون کہ سعادت حاصل ہو نورالدہر ان لوگون کے
مجمع مین بخوشی بسر کر رہے ہین تیسرا دن ہی کہ وقت سحر جراح آیا اُسنے آکر پٹیان بدلین پھاہے
زخمون پر لگار ہا ہی زخمون کو سعید کے تئین دکھلاتا جاتا ہی کہ حضور دیکھیے زخمون کی سفیدی
رفع ہوگئی اب تو سب زخم سرخ ہین بھرتے آتے ہین دو ہی چار دن مین فراغت حاصل
ہوگی کہ سامنے سے گرد اڑی سعید زمیندار گھبرا گیا کہا ای شہریار سفاک مردم و رنا ہے
پہلوان اس طرف سے جاتا تھا اُسنے جو اس گانٔون کو آباد دیکھا پلٹ پڑا ہی کہتا ہی آج شبکو
یہین رہینگے ایک شب کا غلہ ہمکو دو حضور بارہ ہزار آدمی اُسکے ساتھ ہین اور اب فصل آخر
ہی اگر اُسکو غلہ دیدین تو ہم کیونکر بسر کرین نورالدہر نے کہا آپ بیٹھیے اُسکو کہنے دیجیے جواب
صاف کہلا بھیجیے کہ غلہ ہمسے نہین ہو سکتا یہ ذکر تھا کہ سفاک گینڈا اُڑاتا ہوا سامنے آیا پکار کر
آواز دی ای سعید زمیندار بہتر اسی مین ہی کہ غلہ بھیجدو نہ ہم کل گانٔون کو قتل کرینگے نورالدہر
نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا زمیندار سے اشارہ کیا کوئی مرکب ہی زمیندار نے کہا حضور ایک مادیان
ہمارے خاندان مین پلی آتی ہی مگر ایک آنکھ سے کانی ہی اور لنگ کرتی ہی نورالدہر نے
کہا جو کچھ ہو لاؤ ہم اسکو ابھی جواب دینگے ایسا نہ ہو قتل کا حکم دیدے تو چارے بیزبانون
کو صدمہ پہونچے زمیندار مادیان کو کس کر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ قدم بمشکل اٹھاتی ہی لڑکھڑاتی
آتی ہی نورالدہر جست کرکے اُسی پر سوار ہوے اب چورانون مین مسلاطراسے بھرنے لگی
مقابلہ مین اُس پہلوان کے پہونچے تمام اہل قریہ آکر جمع ہوگئے آپس مین کہرہے ہین کیا ذلت
کی بات ہی کہ ہمارا مہمان لڑنے جاتا ہی اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم سب چلکر بلوہ کرینگے جان اپنی
دینگے مگر مہمان کو بچائینگے اُسکا جانا ہی ہمپر ناگوار ہی مگر نورالدہر گھوڑی کو اُڑا کر مقابلہ
مین سفاک کے پہونچے اور للکار کر آواز دی کہ کیا نامردی ہی کہ اہل قریہ پر لشکرکشی ان
غریبون سے یہ سرکشی لاحول یہ کہکر اُسنے جو جمال نورالدہر دیکھا کہنے لگا ای جوان صف شکن
کیا مجھکو میرے مقابلہ مین آیا ہی اپنے آپکو کیا سمجھتا ہی میرا سفاک مردم و رنا نام ہی آج

اتفاق سے اس طرف نکل آیا ایک سات کا غذ چاہتا ہون تو کیون مقابلہ مین آیا اپنی جان بچا پلٹ جا سیرا دار قہر خداوند بقراط ثانی ہو نور الدہر نے کہا اب تیری تنبیہ واجب ولازم ہوئی کہ تو بقراط پرست ہو کیا سمجھ کے اس مذہب کو اختیار کیا ایک حکیم قائد دے کا دیکھنے والا وہ دعوی یکتائی کرے تم لوگ اسکو بخدا ئی مانو پیدا کرنے والے کو نہ پہچانو سفاک نے نیزہ مارا نور الدہر کے پاس نیزہ نہین ہو پہلے سے تلوار کے سنان نیزہ کو اڑا دیا ڈانڈ کو کاٹا سفاک نے نیزہ پھینک دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا شاہزادہ نور الدہر نے اپنے کو تو بچایا مگر تلوار اسکی گھوڑی پر پڑ گئی گھوڑی کا سر کٹا گھوڑی کا مارے جانا کہ نور الدہر گھوڑی سے کود سے سفاک نے دوسرا ہاتھ مارا نور الدہر نے سر جھکا کے اپنے کو زیر شکم کر گدن پہونچایا پیٹ کے نیچے ہاتھ دیے اور بار اسکا سر پر لیا سفاک کو مع گینڈے اٹھا لیا ہاتھون پر تول کے فرمایا کہ ہو شرط کہ مار دون کہ استخوان چور چور ہون اومغرور عقل و فراست سے دور اسی جرات پر دعوی تھا بڑے حکمر کی باتین کہتا تھا سفاک کے ہوش اڑ گئے سمجھا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو جو اسکی اطاعت کریگا آبرو پائیگا جو اسکے برخلاف ہوگا وہ مارا جائیگا قدرت اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب چاہتے ہین کہ اس تحریر مین فرق ہو پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار الامان نور الدہر نے جواب دیا امان بشرط ایمان سفاک نے جواب دیا کہ مین آپکی تابعداری مین بدل وجان راضی ہون نور الدہر نے چھوڑ دیا سفاک مع بارہ ہزار جوانون کے مسلمان ہو آسعید زمیندار حیران تھا کہ سفاک ایسا بہادر کہ اس اکناف کے جملہ پہلوان اسکے نام سے ڈرتے تھے اسنے بدل اطاعت کی یہ شخص اپنے کو چھپاتا تھا اب احوال کھلے گا ہاتھ باندھکر سامنے آیا قدمونکو نور الدہر کے بوسہ دیا عرض کی ای شہر یار امیدوار ہون کہ نام نامی مفصل ارشاد ہو کہ آپ گل کس گلستان کے اور ماہ کس آسمان کے ہین ہم بھی اس سعادت سے فیض یاب ہون سفاک سے کیا کہا کہ وہ بصدق مسلمان ہو گیا اس سے کبھی کوئی لڑ نہ سکتا تھا جس طرف کا اسنے قصد کیا اسکو تسخیر کر لیا زم کے کوہ پہلوانون سے بھرے ہوئے تھے سب اسی کے ہاتھ سے خالی ہوئے پہلوان

بعض مارے گئے بعض زیر ہو کر شریک ہوئے دیکھیے کیسے کیسے پہلوان اسکے شریک ہین
نور الدہر نے کہا اے سعید رشید تمنے ذکر سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
اسیر عالی شان اُنکے فرزند بدیع الزمان اُنکا فرزند مین ہون نور الدہر بن بدیع الزمان
میرا نام ہے اس طلسم کا فاتح ہون دیکھو گلے مین لوح محفوظ موجود ہے باغ غرائب پر مقابلہ پڑا
لوح طلسمی تک پہونچا مین وقت پر بقراط آگیا اُسنے ایسا سحر کیا کہ لوح محفوظ گلے سے نکل گئی
سب ساتھ والون کو گرفتار کر کے لیگیا دو جادوگرنیان ساتھ تھین کہ جنکا نظیر نہ تھا اُنھین کی کوشش
سے تا بہ لوح پہونچا مگر حقیقت مین بقراط بے مثل و بے نظیر ہے سحر مین اُسکا کوئی ہمسر نہین ایک
چشم زدن مین سب کو گرفتار کر کے لیگیا مین آوارہ ہو کر تمھارے قریہ مین پہونچا یہ میری
کیفیت ہے اب تمھین اطاعت اور غیر اطاعت کا اختیار ہے سعید گر و پھرا کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر نو
مصدق مسلمان ہوا کہنے لگا حضور میرے بزرگ پیشین گوئی کر گئے ہین کہ تو سردار طلسم کشا
سے ہوگا وہ سعادت آج مجھکو حاصل ہوئی سفاک نے لشکر اپنا اُتارا بارگاہ زربفتی استادہ
کرائی اُس مین لاکر نور الدہر کو بٹھایا ایک طرف سفاک آکر بیٹھا ایک طرف سعید زمیندار
کہ جسکو نور الدہر جان بخش کہتے ہین اب صلاح مین ہونے لگین نور الدہر نے کہا بھائیو تم
سب صاحبون کو اختیار ہے خواہ میرا ساتھ دو خواہ چھوڑ دو مین طرف قصر سکندری کے جاتا ہون
ضرور وہان تک جاؤنگا سعید و سفاک نے عرض کی کہ غلام حضور کے ساتھ ہین جہان حضور
جاوینگے وہان ہم بھی ساتھ چلینگے مگر سفاک نے عرض کی کہ کل سے تو سفر درپیش ہوگا
آج غلام امیدوار ہے کہ دعوت قبول فرمایئے نور الدہر نے کہا اے سفاک تمھین تو غلہ کی
یہ مشکل تھی کہ غلہ کے واسطے جنگ کرنے آئے تھے سامان دعوت کیونکر ہوگا سفاک نے
کہا اے شہریار یہ عجب ایک مضمون ہے ایک نجومی میرے یہان آیا اُسنے بیان کیا کہ اے سفاک اب
زمان انقلاب ہے تم سفر کرو تو تمھارے واسطے بڑی بہبودی ہوگی جہان موقع ہو وہان جنگ
کرنا ہر طرح بہبودی ہوگی اسی وجہ سے مین نے آکر زمیندار سے سوال کیا کہ غلہ ہمین دو کہ شاید
اسی وجہ سے جنگ ہو اس جنگ کا یہ انجام ہوا کہ حضور کی رفاقت مین پہونچا شکر ہے کہ وہ عالے
دلی حاصل ہوا نور الدہر نے کہا اے سفاک تم تو مسلم ہو تمھاری دعوت بجان و دل قبول ہے

سفاک نے اُسی وقت ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع کیے دربار کو آراستہ کیا نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین مع ساز و غیرہ حاضر ہوئین یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و ادا گانا شروع کی

نظم

کسکو ہی گلگون سے بے یار کے مطلب تھا — خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا
کیا سکھے کٹی کیونکر اوبت شب تنہائی — اللہ غنی گاسے گہ نعرۂ یارب تھا
غمازے خلطہ ہو اُس بت کو تو کیا غم ہی — درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا
سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی — ہر صبح مسافر تھا مہمان نہین ہر شب تھا
کیا تلخ کیا اُسنے اس عمر دو روزہ کو — زہر اپنے لیے عشق معشوق شکرلب تھا
خون شہداے تھی اُسپر جو شفق پھولی — ہر دش کہو دچرخ اُس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے — ادنیٰ تمھارے حق مین بس بادر یہی النب تھا
پہلو مین جارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو — تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا
الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا — مین اور رقیب آتش یک جان دو قالب تھا

جب غزل ختم ہوئی رات قلیل باقی تھی نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا سفاک و سعید زمیندار دونون ساتھ ہین بارہ ہزار کا لشکر ہے ان سبکو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے ایک صحراے ہولناک مین پہونچے لشکر نورالدہر اُترر ہا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نورالدہر دیکھنے لگے دیکھا شبرنگ بن عمر و حیران و پریشان آقا کو اپنے ڈھونڈھتا ہوا آکر پہونچا نورالدہر کو بہ شوکت دیکھکر قدمونسے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس آپکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھاے جسوقت بقراط آکر ان شہزادیون کو لیگیا ایرج و قاسم و جہانگیر گرفتار ہوے غلام نے دیکھا تو آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا پھر جو نگاہ اُٹھائی حضور بھی نہ دکھائی دیے مگر لشکر ایرج نوجوان کو دیکھا کہ غرق زمین ہو کر غائب ہوا آپ کے سرداران لشکر بسرداری طہماس ایک جانب روتے پیٹتے روانہ ہو گئے جب تو غلام ناچار ہوا شکر کرتا ہون کہ آپ کو بہ خیر و عافیت پایا آپ تک خدا نے پہونچا یا اب حضور کا کیا مقصد ہی

نور الدہر نے فرمایا کہ اب قصد یہ ہے کہ اپنے کو تا بہ قصر سکندری پہونچاؤن ہر چند کہ لوح طلسم سامنے آکر غائب ہو گئی مگر شکر ہے کہ لوح محفوظ مل گئی کہ جس پہ سحر تاثیر نہین کرتا شبرنگ نے عرض کی اب عیار بھی مل گیا اب چلنا حضور کا بہت مناسب ہوگا جب حضور پر کسی کا سحر تاثیر نکرے گا کوئی آپ سے نہ لڑ سکیگا غرض صلاحین بخوبی کر کے شاہزادہ نور الدہر بہ شوکت تمام و بکیفیت مالاکلام طرف قصر سکندری کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پہونچنا انکا صحراے سکندری مین و عیاری خواجہ عمرو باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامہ

ساقی اب وہ شراب دے تو
جس سے آئے گلاب کی بو

طائر مانند اشک بلبل
خوشرنگ بسان چہرۂ گل

رخشندۂ آفتاب صورت
پاکیزۂ مثل آب رحمت

اُس بادہ کی بو نہین کہ مرہین
بیٹھا ہون وضو کیے ہوے مین

بہر ساقیٔ حوض کوثر
لا جلد وہی شراب اطہر

لینے کو ہون مُنہ سے پاک اک نام
دینا تو غوطہ دیکے اک جام

لانا بنت العنب کو لانا
جتنی ہو شراب سب کو لانا

دریا نوشون کا سامنا ہے
دو چار خمون کی اصل کیا ہے

کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا

وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین

جو سرخی روے یار کی دے
جو بو عرق بہار کی دے

جسکا مارا مرے تڑپ کے
جس پر زاہد کی رال ٹپکے

وہ مہر کہ جسکا برج ہی نام — وہ زہرہ کہ جسکا ہی دوانام
تابان جو ہی آفتاب کی طرح — دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہی ادا مست — جسکا دیوانہ ہی سدا مست
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے — متوالہ ہو سور جسکا وہ مے
شیشہ مین ہی جس پری کا مسکن — جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جس پر ہی مری طبیعت آئی — جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل — آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو — کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم — آپہونچی جو دخت رز پری چم
کیا مہر نے ذرہ پروری کی — کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی — مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام — لگنے لگا لب سے لب جام
بھر تو تن تن کے یان تلک پی — خالی ہوے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ وہ اپنا رنگ لایا — لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

چہرہ سیاحان منازل جانبازی وطی کنندگان مراحل سرفرازی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان — درین زیر شہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چونی — براحوال جم یا بہ احوال کی

صاحبقران نے جب جنگ عظیم سے مہلت پائی سرداران مسلمان شدہ کو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے قضاے کار آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت مقام خوفناک تھا درخت جلے ہوے زرد پتون کے جابجا انبار بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین خواجہ نے عرض کی ای شہریار ہرچند کہ شام ہو چکی ہی مگر اس صحرا سے نکل چلیے امیر نے فرمایا ای خواجہ یہ صحراے خوفناک ہی ایسا نہو کہ آگے

بڑھو ورنہ شب میں کوئی لشکر پر آفت آجائے ہر چند عمرو نے منع کیا مگر امیر نے فرمایا
لشکر اسی مقام پر اترے جملہ لشکر فروکش ہوا ہوا سے گرم چل رہی تھی جب شب ہوئی تو یہ
معرکہ دیکھا کہ ماہ تابان آسمان پر نکلا گرمی سے معلوم ہوتا تھا کہ رال کا گولہ ہے ستارے نہ تھے
بلکہ چھرے اور گویان ہوا سے گرم چل رہی ہے امیر نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی جب
گریبان سحر چاک ہوا یکایک لشکر میں غل ہوا کہ املاغ مردم در لشکر سے غائب ہوا ملازم
املاغ کے روتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار ہم لوگوں کی نگہبانی میں فرق نہیں آیا
مگر نہیں معلوم کسوقت دشمن آیا اور املاغ کو لیگیا نہ کسی کا پتہ معلوم ہوتا ہے نہ سراچہ چاک ہے
نہ آثار سحر ہیں اور نہ رنگ عیاری معلوم ہوتا ہے غلام حیران ہیں کہ سردار پر سرکار کے کیا
گذری امیر بھی تاسف کر رہے ہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی امیر نے دیکھا کہ املاغ
مردم در اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے سے آتا ہے یہ اشعار ورد زبان ہیں

نظم

آباد غم و درد سے ویرانہ ہے اسکا ٹوٹا ہوا جو دل ہے وہ کاشانہ ہے اسکا
جس دل میں کہ ہے شوق وہ بتخانہ ہے اسکا جس آنکھ میں ہے کیف وہ میخانہ ہے اسکا
جب دیکھیے کہتا ہے وہی ذکر سناؤ معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہے اسکا
بے ہوش اگر میں ہوں تو یہ ہوش کہاں ہے جو خلق ہے اس دہر میں دیوانہ ہے اسکا
ذرات ہے یہ مسکن انوار تصور سینہ جسے کہتے ہیں پریخانہ ہے اسکا
ای دل ہوس وصل سے مشتاق ہیں ہم تو جان اول و دار میں بیعانہ ہے اسکا
جو سینۂ روشن ہے وہ ہے منزل الفت جو دل صفت شمع ہے پروانہ ہے اسکا
کہتے ہیں جسے حسن وہ ہے شمع جہانتاب کہتے ہیں جسے عشق وہ پروانہ ہے اسکا
جب فصل گل آتی ہے صدا دیتی ہے وحشت زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہے اسکا
دیکھا تو سفر روح کا ہوتا ہے اسی سے کہتے ہیں جسے موت وہ پروانہ ہے اسکا
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہیں آنسو دامن میں ہے معشوق کے جو دانہ ہے اسکا
منہ عاشق صادق کے نہ چڑھ واعظ ناکار ہر حال میں جو حال ہو رندانہ ہے اسکا
آگاہ نہیں قصۂ منصور سے ای دل دشمن ہوں زن و مرد وہ یارانہ ہے اسکا

کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار | دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہوگا

صاحبقران زمان حیران ہوگئے تھوڑی دیر ابلاغ سامنے ٹھیرا دیوانہ پن کرتا ہوا طرف
صحرا کے روانہ ہوگیا صاحبقران ہرکارون سے فرماتے ہین کہ خبر تو لاؤ کہ ابلاغ کہان
غائب ہوا تھا اور کیا ہنگامہ دیکھا کہ دیوانہ ہوکر آیا اور دوستون مین نہ ٹھیرا طرف صحرا
کے روتا پیٹتا چلا گیا شاگردان عمرو برائے خبر نکلے مگر صاحبقران دن بھر پریشان بھی
رات بھر اسی انتشار مین پریشان رہے جب پلنگ پر جا سکے لیٹے اور خواجہ عمرو تخلیہ مین
آئے تو امیر نے فرمایا تمنے کچھ اس بارے مین جستجو نہ کی خواجہ نے کہا غلام ابھی جاتا ہی
مگر آپ میرے افلاس سے بخوبی آگاہ ہین مہاجنون کا قرضدار ہون وہ میری فکر مین رہتے
ہین اگر مجھکو دیکھین گے پکڑ لیجائینگے اگر مناسب ہو کچھ زر سود مرحمت ہو کہ مین انکو دیکر راضی
کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ جہان تمسے کسی کام کو کہا ہو
اور تمنے پاؤن نہ پھیلائے ہون عمرو نے کہا خزانے بھرے پڑے ہین ہمکو نہین دیا جاتا
کہ کام نکلے امیر نے کہا خزانہ دار کو بلاؤ خزانہ دار جب آیا تو امیر نے فرمایا کہ پانچ توڑے
خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا آقا پانچ توڑون سے کچھ مطلب نہ نکلے گا زبان ہلاتے افسوس
ہوتا ہی پچاس توڑون کا حکم دیجئے امیر نے فرمایا کہ خواجہ بس عمرو نے جب زیادہ پاؤن
پھیلائے تب امیر نے حکم دیا کہ او خزانہ دار دس توڑے عمرو کو دلوادو خزانہ دار نے
دس توڑے لاکر عمرو کو دیے عمرو نے زنبیل مین رکھ لیے کمر چست باندھکر برائے جستجو نکلے
عمرو پھرتا ہوا قریب خیمۂ داراے دُر دَر گوش آیا دیکھا عمرو نے کہ داراے دُر دَر گوش
خیمے سے نکلا آگے دارا چلا اور خواجہ اُسکے پیچھے چلے مگر داراے دُر دَر گوش
خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا اپنے کو چھپاتا ہوا میر طلایہ سے بچتا ہوا لشکر سے نکلا عمرو نے
دیکھا کہ اس جوش و خروش مین جاتا ہی کہ جیسے کسی کی جستجو مین کوئی نکلتا ہی عمرو دیکھ رہا ہی
کہ خارستان کو داراے دُر دَر گوش نے طی کیا اب دشت فرحناک مین پہونچا جست
کرتا ہوا قریب ایک درۂ کوہ کے آیا اُس درے مین گھس گیا عمرو حیران ہی کہ یہ کہان گیا
تھوڑی دیر مین داراے دُر دَر گوش درۂ کوہ سے نکلا مگر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا

یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے **نظم**

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا	یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا
چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہے جلا	غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا
دل پہ چوٹ اُس رخ رنگین کے نظارہ سے لگی	پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا
عاشقو نے طلب بوسہ کہان جاتی ہے	مور سے ہو نسکے ترک کبھی شکر کا
آفت جان ہے فرومایہ کو طاقت ہونا	چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا
چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق	سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا
نالۂ عاشق دلسوختہ ہے آفت جان	بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہو خاکستر کا
دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ	زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا
عہد طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم	حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا
خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا	صبح سر چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا
کیا اثر ہو مری آہو نسے بتونکے دلمین	صدمہ کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا
جانے دے آتش اگر اہل جہان مجھسے پھرے	مرد پیچھا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

عمرو حیران تھا کہ یہ کسکو دیکھو آیا کہ دیوانہ وار وہان سے نکلا یہان صبح کو صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہین گرد گمیدان رسالدار حاضر ہین ملازمان دارا خبر دے رہے ہین کہ حضور دارا رات سے غائب ہو گیا نہین معلوم کس مقام پر گیا امیر متردد ہین کہ دارا کی آواز آئی دیکھا دارا اسے دُر در گوش مثل املاغ دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا لشکر مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا پھر پلٹ کے طرف صحرا کے روانہ ہو کر غائب ہو گیا عمرو پیچھے پیچھے دارا کے تھا متفکر تھا کہ سنون آقا سے نامدار کیا کہتے ہین امیر نے جو دارا کو دیکھا بہ قہر و غضب فرمایا کہ یہ ساربان زادہ کہان گیا رات کو مجھسے دس ہزار روپئے لیکر غائب ہو گیا اب جو آوے تو مین اُس سے سمجھونگا روپیہ دیا ہوا پھیر لونگا عمرو نے جو یہ باتین صاحبقران کی سُنین گھبرا کر اپنا دل سے کہتا ہوا کہ یہ عرب طوطہ چشم جب بگڑتا ہے تو کسی کی نہین مانتا ایسا نہ ہو کہ روپیہ واپس مانگے اور روپیہ مہاجن کے گھر پہونچا

اب روپیہ کہان سفت مین تکرار ہوگی یہ سوچکر خواجہ لٹے پلٹے پھرتے ہوئے قریب اُسی
درۂ کوہ کے آئے گلیم اوڑھ لی اور درے مین داخل ہوئے درے کو طی کرکے باہر نکلے
ٹھنڈی ہوا آئی کہ سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک دروازہ
باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے چند کنیزین جوان جوان دروازے پر کھڑی ٹہل رہی ہین
اور آپس مین باتین کر رہی ہین کہ ملکۂ عالم کو کئی دن سے چھٹی نہین عمرو یہ باتین سنتا ہوا اور گلیم
اوڑھے ہوئے باغ مین داخل ہوا دیکھا گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک
چبوترہ بہت عمدہ بنا ہوا ہے اُسپر فرش مشجر بچھا ہے ایک جادوگرنی نوجوان بھاری جوڑا پہنے
ہوئے بہ تکلف تمام بیٹھی ہے کنیزون سے کہ رہی ہے ارے اُن قیدیون کو جو قید کیا ہے ایسی
تکلیف پہونچانا کہ تڑپ تڑپ کر مرین کنیزین عرض کرتی ہین واری اس طرح قید کیا ہے
کہ دونون جوان سرنگون اپنے حال پر رو رہے ہین دمبدم اپنے آقا کو پکارتے ہین وہان
آقا کہان آسکتے ہین اپنی وحشت پر سر پٹکتے ہین عمرو نے یہ باتین کھڑے ہو کر سنین ایک
کنیز کا پیچھا کیا جب وہ قریب ایک نخل کے پہونچی گلیم اُتار کر خواجہ نے اپنی اصلی صورت
زیبا اُسکو دکھائی بس وہ کنیز آہ کرکے گری اور دانت اُسکے بیٹھ گئے عمرو نے اُسکو اُٹھا کر
تہ زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کنیز کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے پکارا
بوا گلشن عمرو نے جواب نہ دیا تب اُس کنیز نے آکر ہاتھ تھاما کہا بوا ہم پکارتے ہین تم جواب
نہین دیتین خواجہ سمجھے کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام گلشن تھا کنیزون سے
باتین کرتے ہوئے سامنے اُس جادوگرنی کے آئے کہ اُسکا چمن پیرا ہے شعبدہ بازی
تمام ہے عمرو نے آکر سلام کیا کہا بی بی آج مین نے خداوند بقراط ثانی کو خواب مین دیکھا
اور سب پوتے دونو بھائی اُنکے ساتھ تھے کنیز تو سمجھ گئی کہ ہمارے خداوند سب سے
بڑے بھائی ہین وہ سب ہاتھ باندھے ساتھ تھے بس خداوند نے مجھسے کہا اے گلشن
تجکو گانے کا شوق نہین ہم تجکو علم موسیقی والون کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکے میرے گلے پر
ہاتھ رکھدیا اُسوقت سے مین دیکھ رہی ہون کہ راگنیان چلی آئی ہین راگ اُنکے شوہر ہین

ساتھ ہین مین امیدوار ہون کہ میرا امتحان تو لیجیے چمن پیرا سے شعبدہ باز نے کہا
ای گلشن تیری تو آواز بھی بڑی ہی مجکو کبھی گانے پر توجہ بھی نہین ہوئی کہا حضور اسی وجہ
سے تو امتحان چاہتی ہون شعبدہ باز نے کہا اچھا گلشن سناؤ خوشی تمھاری قدرت
کو سب طرح اختیار ہی گلشن لقلقی نے ہاہان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر فورا یہ غزل
عاشقانہ شروع کی نظم

روے مژہ اُن آنکھون سے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

کافر سے بھی نہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دلکو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہی صنم
بجلی گرائیگا جو کبھی مسکرا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سنکر اُسے گلال صبا نے اُڑا دیا

بیداغ ہونے سے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبا لگا دیا

احسان مانو حسن خداداد کا جو
پھرتے تمکو شیشے سے نازک بنا دیا

خطے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے سے اِس چراغ کے دلکو بجھا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پاے یار سے ہی یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہی دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین جسکو ملا دیا

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ چمن پیرا سے شعبدہ باز بے اختیار رونے لگی
اور ایک آہ کی کہ منھ سے شعلہ نکلا وہ شعلہ آسمان پر چمکا عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ
کیا سحر کہ ہی قصد ہی کہ ذکر ساحری کا کرون کہ یا تو وہ شعلہ آسمان پر چمکا تھا یا اُس شعلے سے
ایک طائر پیدا ہوا غل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چمن پیرا سے شعبدہ باز
طرف طائر کے متوجہ ہوئی طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی ای شعبدہ باز تیرے سامنے یہ
شعبدہ ہی اور بنگاہ غور دیکھ رہی ہی نہین جانتی کہ یہ کون شخص ہی خبردار ہوشیار رہنا
ایسا نہ ہو کہ یہ شخص اپنا رنگ جائے یہ کہکے ایک آہ کی کہ شعلہ منھ سے نکلا جلکر طائر خاک ہوا

ایک شعلہ چمک کر منہ پر عمرو کے گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی نکل آئی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے میرے سامنے یہ مکاری عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگوں دیکھا پانوں میں طاقت نہیں ناچار ہو کر بیٹھ گیا شعبدہ باز نے آواز دی ارے کیا دیکھ رہی ہو کنیزوں نے آکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو بہ مجبوری پکڑا گیا کنیزیں کشان کشان عمرو کو لے چلیں باغ سے نکل کر دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ ہے اُس قصر سے زنجیروں کی آواز آ رہی ہے وہ کنیزیں عمرو کو لیے ہوے اُس قصر میں آئیں عمرو نے اُس قصر میں آکر دیکھا کہ ابلاغ و دارا سلسل و مطوق بیٹھے ہیں مگر بیقرار د بیچین دمبدم پکارتے ہیں ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مشکل کو آسان کر تیرے نزدیک سب آسان ہے تیری صفت میں یہ چند اشعار کافی ہیں نظم

شد چو آن خلاق اکبر خود خریدار وجود	ہم چو یوسف صد غلام آمد بہ بازار وجود
بندہ گردید و بہ بند بندگی پابند شد	شد چو روح حضرت انسان گرفتار وجود
باز بر عرش بریں مثل ملک یابد عروج	چون سبکدوشی کند حاصل ازین بار وجود
جان شود آوارہ و از زندگی گردد خراب	چون شود مسمار وقت مرگ دیوار وجود
ہر کہ قبل از مرگ مرد و جان بجانان سپرد	دور کرد از بوستان روح خود خار وجود
خدمت روح است اخلاص و یقین صدق و صفا	خاکساری و نیاز و بندگی کار وجود
ہندیا این وعدہ موعود کی گردد خطا	روز اول گشت چون بر مرگ اقرار وجود

عمرو نے جوان دونوں سرداروں کو دیکھا اور دارا اور ابلاغ کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی حیران ہو گئے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ کیا سحر کہ ہوا تم کیونکر گرفتار ہوے عمرو نے کہا تمھاری رہائی کے واسطے آئے تھے وہ تو بلا کی ساحرہ ہے اُسنے پہچان کر گرفتار کر لیا مجبور و ناچار ہوے تم لوگوں پر کیا گذرتی ہے دارا اور ابلاغ رونے لگے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری دو دن ہمکو اس قصر تاریک میں گذرے آب و دانہ بالکل بند ہے یقین ہے کہ تڑپ تڑپ کر مریں کون صورت زندگی کی ہے عمرو نے کہا انشاء اللہ بہت جلد اسکی تدبیر ہوگی اُس ملعونہ نے آب و دانہ بند کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ

سوت اسکی بہت قریب ہے انشاء اللہ تدبیر ہو جائیگی اُن کنیزون نے عمرو کو اُسی قصر سیاہ
مین پاس دونون سردارون کے قید کیا قصر مین قفل لگا کے چلی گئین یہان صاحبقران
زمان نے دن بھر عمرو کا راستہ دیکھا شام کو فرمایا ہمارے یار وفادار پر کوئی اُفتاد پڑی
حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت ہو یہ کلمات حسرت و یاس کہکر اُٹھے اب
دسترخوان بچھا کھانا نوش کرنے لگے تو نوالہ حلق مین اٹکتا ہے امیر حیران ہو گئے فرمایا کہ
اسقدر خواجہ نے کارہاے نمایان کیے مگر ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا کہ پلٹ کر نہین آئے کھانا
صاحبقران نے اُٹھوا دیا آپ آکر ایک مکان مین بیٹھے عمرو کو یاد کر رہے ہین آخر ناچار
ہو کر پلنگ پر لیٹے کسی قدر غنودگی ہوئی تھی کہ کسی کے پاؤن کی آہٹ سُنی آنکھین کھولکر
دیکھا ایک ساحرہ بہ قوت تمام اپنے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے ہے اور کچھ اسماے
سحر بھی پڑھتی ہوئی آتی ہے قریب پلنگ کے پہونچی امیر نے نعرۂ خواب کو اور زیادہ بلند کیا
ساحرہ نے چاہا کہ سحر کرون امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اُسکا دفع ہوا کئی مرتبہ اُس نے
ماش کے دانے پھینکے امیر پر تاثیر نہ ہوئی ساحرہ سمجھی کہ امیر بیہوش ہو گئے چاہا کہ
دوشالہ مُنھ سے ہٹاؤن امیر نے بایان ہاتھ تھام کر چاہا کہ ایک طمانچہ مارون کہ اسکا سر
اُڑ جائے ساحرہ نے جھٹکا مار کر اپنا ہاتھ چُھڑایا پر پرواز پیدا کر کے چلی امیر نعرہ کر کے
اُٹھے نگہبان جو بارگاہ پر تھے صداے نعرۂ امیر سُنکے سب اندر بارگاہ تک آئے امیر نے
کمان کیانی اُٹھائی تیر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر ساحرہ کو مارا اُسنے سحر کیا کہ تیر
جلکر گرا کئی تیر امیر نے مارے مگر اُسنے سحر کر کے جلا دیے تڑپ کے نکل گئی سردارون
نے امیر سے پوچھا امیر نے فرمایا کہ ایک ساحرہ میرے گرفتار کرنے کو آئی تھی مین
جاگتا تھا بھاگ کر نکل گئی معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے سحر مین دارا ے دُر در گوش و
ابلاغ پھنسے ہین نہین معلوم کہ خواجہ عمرو پہ کیا گذری یہ فرما کر صاحبقران پھر پلنگ پر
لیٹے کہ پھر پاؤن کی آواز آئی صاحبقران نے پھر آنکھین کھولکر دیکھا کہ وہی ساحرہ آتی ہے
صاحبقران نے نعرۂ خواب کو پھر بلند کیا کھڑے ہو کر ساحرہ نے سحر کیا جب اطمینان ہوا
کہ اب مبتلاے سحر ہو گئے ہونگے تب ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ چہرے سے ہٹاؤن ادھر

صاحبقران نے پھر ہاتھ بڑھایا وہ ساحرہ تڑپ کر بھاگی پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی
رات کو تین مرتبہ آئی صاحبقران بر پنجہ قابض نہ ہوا صاحبقران کا بھی ہاتھ اسپر نہ پڑا
کہ ملازم حاضر ہوئے صاحبقران برلیے نماز اُٹھے نماز ادا کی نماز پڑھ کے سر جو جھکایا
ایک غنودگی حاصل ہوئی دیدہ ظاہری بند ہوئے دیدہ باطنی وا ہوئے ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ فرماتے ہین یا صاحبقران تم عمرو کو یاد کرتے ہو عمرو گرفتار ہو گیا مناسب ہی
کہ تم خود تلاش مین عمرو کی نکلو جب تک خود نہ جاؤ گے یہ مشکل آسان نہوگی صاحبقران
چاہتے تھے کہ کچھ اور پوچھین کہ یکایک آنکھ کھل گئی دیکھا جاے نماز پر بیٹھا ہون امیر نے
آواز دی ملازم آکر حاضر ہوئے امیر نے سردارون کو بلایا فرمایا کہ لشکر سے ہوشیار و
خبردار رہنا مین تلاش مین ساحرہ کی جاتا ہون شب کو تین مرتبہ وہ میری گرفتاری کو
آئی مگر خدا نے مجکو بچایا عمرو گرفتار ہو گیا مین اُسکی رہائی کی تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ
صاحبقران سردارون کو سمجھا کر چلے پشت اشقر پہ سوار ہوے سائیس تک ہمراہ نہین
ایک صحراے خارستان کو طے کیا تھا کہ دوسرا صحراے سبزہ زار ملا امیر نے دیکھا کہ ایک
آہو نہایت خوشنما جست وخیز کرتا ہوا سامنے سے گذرا امیر نے گھوڑا بڑھایا آہو بھی تیز
ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تھوڑی دور جاکر آہو چوکڑی کو بھولا
امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کر بہ قربانی نہ بچایا کھینچ کر اُسکو زیر درخت
لائے چاہتے ہین کباب لگاؤن لکڑیان جمع کین آگ چلک چھری سے نکالی چاہتے
ہین گوشت کو درست کرون کباب لگاؤن مگر حیران ہین کہ کیونکر درست کرون کبھی اکیلے
اتفاق نہین ہوا کہ ایک طرف سے ہو حق کی آواز آئی دیکھا کہ ایک فقیر کرتا پہنے ہوے
تسبیح ہاتھ مین ذکر خدا کرتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا امیر کو دیکھکر سلام کیا کہا یا صاحبقران
مین کباب درست کردون امیر سمجھے کہ صاحب کمال ہو امیر نے کہا داتا تمنے مجکو کیونکر
پہچانا درویش نے کہا بابا تیرا جاہ وجلال حسن وجمال مشہور عالم ہے تجکو دیکھے اور نہ پہچانے
صاحبقران کو اور زیادہ اُسکے کمال کا اعتقاد ہوا درویش نے بیٹھکر کباب درست
کیے نمک مرچ ڈال کر دوالی کباب بنا بنا کر صاحبقران کو دینے لگا امیر نے بے خوف

کباب نوش فرمائے درویش جھیل سے پانی لایا امیر نے پانی بھی پیا بس جب پانی بھی صاحبقران پی چکے تو ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا قلب کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون درویش ان کبابون مین کیا تھا کہ میرے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ ہی کلیجے مین آگ لگی ہی درویش نے جو دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین اُبل آئین اور چہرہ گلنار ہوگیا تو پکار کر آواز دی کہ او حمزہ تو نے مجکو نہین پہچانا سنم چمن پیرا ے شعبدہ باز نہین معلوم کیا سبب ہی کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے یہ شعبدہ کیا کہ اول آہو روانہ کی جانتی تھی کہ تو شکار کو آیا ہی آہو کا ضرور پیچھا کریگا اور مین فقیر بنکے آئی کہ کباب لگانے کے فقرے مین تو آ دیگے یہ کہکے منھ پہ اپنے ہاتھ پھیرا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بدانجام سامنے کھڑی ہی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے بے ہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے ساحرہ نے صاحبقران کا پشتارہ باندھا خیال مین گذرا کہ اُسی قصر مین پہونچاؤن اور بے آب ودانہ ہلاک کرون پھر سوچی کہ اول اپنے باغ مین چلون کنیزین بھی آگاہ ہو جائین پھر اُس قصر مین پہونچادونگی یہ سوچکر طرف اپنے باغ کے چلی دیہ باغ پر چند کنیزین مشتاق کھڑی تھین اُنھون نے جو اپنی مالک کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ پشتارہ کسکا ہی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی کہ مین جاتی اور خالی پلٹتی جو بات سوچی تھی وہی ٹھیک پڑی شکار کے حیلہ مین مین نے حمزہ کو گرفتار کیا مگر کیا صاحب جرأت ولیاقت ہی کہ صورت اسکی دیکھکر دل کانپتا ہی مین نے دل پر پتھر رکھ لیا جو کوئی اسکو دیکھے عاشق ہو جائے مگر مین نے تباہی قدرت کو یاد کیا اسکی صورت کو نگاہ بھر کے نہین دیکھا گرفتار کر لائی مسند بچھا کنیزون سے باتین کرتی باغ مین آئی بارہ دری مین آکے بیٹھی صاحبقران کا پشتارہ سامنے پڑا ہی شراب پی رہی ہی کنیزون تعریف کرتی ہین کہ ملکۂ عالم اب قدرت آپکو اپنا پیغمبر نامرسل کریگے طرۂ پیغمبری لیگا غنچۂ آرزو کھلے گا چمن پیرا کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران ایک ہیکل پہنے ہین اُسپر لکھا ہی کہ این حرز ہیکل دافع سحر ست قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اب ثابت ہوا کہ اس ہیکل کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا تھا ہیکل گلے سے صاحبقران کے آتا سلی اپنی جھولی مین رکھی کہا لو صاحبو

جس بھروسے پر صاحبقران تھے اُسپر میرا قبضہ ہوا بس اب یہ بیکار ہی ہتکڑیان بیڑیان
لاؤ کنیزین دوڑکر ہتکڑیان بیڑیان لائین صاحبقران کو اُسی عالم بیہوشی مین مسلسل و مطوق
کیا منظور ہوا کہ اب اسکو ہوشیار کرون کنیزین کہرہی ہین کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہین
کہ اُس شخص کو آپنے گرفتار کیا کہ جسکی نیب شمشیر نے یہ وہ قاف مین کھلبلی ڈال دی
تھی نوشیروان نامہ جو کتاب ہی اُسمین سب حال انکی جرأت کا لکھا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
لکۂ ابر صندلی نمایان ہوا وہ ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل طاؤس
زرین بال پر سوار آئی چمن پیرا نے پکار کر آواز دی بوا صندلان سرفرازہ کرو
فرما یہان آؤ مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جس نے سمندون وغیرہ کو مارا اور
دمامہ جادو اور ساحرہ مشمش اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اب بزرگون کے
خون کا بدلہ لونگی آب و دانہ بند کرونگی ذرا تم بھی دیکھ لو ہرچند کہ طلسم کشا اور شخص ہی
مگر یہ سب کا افسر ہی صندلان طاؤس اُتار کر آئی صاحبقران کی آنکھین بند بے اختیار
پڑے ہوے ہین یہ حال دیکھکر کانپ گئی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای چمن پیرا تو نے اس
شخص کو کیونکر گرفتار کیا چمن پیرا نے کہا بوا پہلے مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ
جو سر بریدۂ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران کہلاتا ہی مشمش و دمامہ خاص اسی کی عیاری
سے مارے گئے مگر افسر لشکر یہ ہی اور وہ ظالم دشمن ساحران تھا پہلے اُسے گرفتار کیا دو
پہلوان اسی طلسم کے اُنکو دیوانہ بنا کر قید کیا آج انکو بھی لے لیا جو جو چمن پیرا باتین کرتی
ہی صندلان کی رنگت متغیر ہوتی جاتی ہی چاہتی ہی ضبط کرون مگر نہین ہو سکتا دمبدم
ٹھنڈی سانسین کھینچتی ہی کہتی ہی ای چمن پیرا تو نے غضب کیا میرے نزدیک تو یہ بہتر
ہی کہ انکو رہا کر دے تیرے حوالی سے نکل جائین انکا راستہ نہ روک ورنہ سب فرزند انکے
تجھپر بلوہ کرکے آئینگے پوتا انکا طلسم کشا ہی لوح محفوظ تک پا چکا ہی لوحداران قتل ہوئی
خود خداوند آکر لوح لیگئے نہین معلوم لوح لیجا کر کہان رکھینگے جسوقت یہ خبر مشہور ہوگی کہ
چمن پیرا نے طلسم کشا کے دادا کو مارا سب اسی سرحد مین ہونگے چمن پیرا نے کہا
بوا صندلان تم مجھکو ڈراتی ہو مین خائف و ترسان نہین ہونگی مین نے نگاہ بھر کے

اسکی صورت نہین دیکھی کہ ایسا نہ ہو مائل ہو جاؤن اور میری سحر مین دوسرا آنہین سکتا یہان
صندلان اور چمن پیرا سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے
ایک ابر سیاہ سامنے آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ مگر شعلہ جوالہ باغ مین آئی کہا کیون بوا چمن پیرا
آج تو سنتے ہین کہ تمنے بڑا کام کیا کہ عمرو اور حمزہ کو گرفتار کر لیا صندلان نے کہا بوا
صمصام مین انکو سمجھاتی ہون کہ اس شخص کو چھوڑ دو سب سردار اسکے تمہاری فکر مین
آوینگے اور فرزندان عمرو کہ ایک ایک انمین بلائے روزگار ہے تمہاری فکر کرینگے
صمصام نے بھی یہی کہا کہ ای چمن پیرا اس شخص کا گرفتار رکھنا بہتر نہین ان لوگونکو
جسنے گرفتار کیا یا مارا گیا یا مسلمان ہوا بوا اپنی جان ہے تو جہان ہے اور جب جان ہی نہین
تو کون حکومت کریگا چمن پیرا نے جھلا کر کہا تم لوگون کو کیا خوف ہے مین سمجھ لونگی مین نے
آپ لوگون کو کچھ بلایا نہین ہین اپنے کیے کو آپ بھر دونگی جیسا کچھ ہوگا سمجھ لونگی دونون نے
کہا بوا تمہین کس بات پر گھمنڈ ہے ہم مدت سے اسی فکر مین پھرتے ہین جب اس تک پہونچے
اس مرد سپاہی کو ہوشیار دیکھا کبھی اسپر تنجبہ قابض نہین ہوا مگر اسوقت اقبال خداوندی کو
قدرت نے بھی تقدیر مضبوط کی اور ہمکو یہ کہکر روانہ کیا کہ ای چمن پیرا جا کر حمزہ کو
گرفتار کر لو تو یہ گرفتار ہوا مگر ہوشیار رہنا چمن پیرا نے کہا بوا مین نے رات
بھر مین تین پہرے کیے جب گئی اسکو ہوشیار پایا نہ وہ سحر کیے کہ میرا ہی دل خوب
جانتا ہے اگر اور کسی پر وہ سحر کرتی تو جلکر خاک ہو جاتا مگر اس شخص کے پاس ایک ہیکل
تھی جس کی تاثیر سے سحر باطل ہوے اب مین نے وہ بھی اتار لی اب کیا کر سکتے ہین صندلان
نے کہا بوا ہوشیار رہو صمصام نے کہا بوا ہوشیار نہ کرنا یہ قید توڑ کر چلا جائیگا مگر یہ باور دو
صمصام وصندلان جوش محبت صاحبقران مین یہی کہہ رہی ہین چمن پیرا نے
جھلا کر جواب دیا کہ ای صمصام وصندلان میری قید سے کوئی نہ چھڑا سکیگا جب
ایسا کوئی ساحر زبردست ہو کہ پہلوے باغ مین جو ایک قصر مختصر ہے اور بنایا ہوا بزرگان
دین کا ہے قدرت نے بھی اُسپر اپنا کمال صرف کیا ہے قصر تاریک اُسکا نام ہے اول
اُس قصر مین جائے قصر مین کئی سو قفس جانورون کے لٹکے ہین ایک قفس کلان ہے

کہ اُس مین مینا بیٹھی ہی جب اُس سے کلام کرو تو وہ جواب دیتی ہی وہ تین طرح کے کمال رکھتی ہی اُس ساحرہ کو تسخیر کرے مینا کو چیر کر پھینکے اُسکے شکم سے لوح نکلے گی پھر کیا ہی وہ لوح سب طرح کی باتین تعلیم کریگی اُس لوح کے زور سے مرحلے توڑین جب ادا تا بھور تجھ تک پہونچے پس اگر سامری و جمشید بھی چاہین تو مجھکو نہ قتل کر سکین کسکی لیاقت ہی کہ قصر تاریک مین پہونچے اور مینا کو مار کر لوح لے مرحلہ جات پر سختیان ہین انسان گذر نہین سکتا جہان جائیگا ساحر فکر کرینگے صندلان نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بوا سچ ہی مگر یہ لوگ صاحب اقبال ہین کوئی تو ایسا ہوگا کہ انکو قصر تاریک مین پہونچائیگا راستہ انکو بتائیگا صدہا طلسم ان لوگون نے فتح کیے میرا تو خوف سے عجب حال ہی **نظم**

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے جو بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے — غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معمون مین معما ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — ی ہو تو یہ ہی اور جو صہبا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلونسے کر آتش — حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

چمن پیرا نے یہ اشعار سنکر کہا بوا تمھاری باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شخص پر عاشق ہوئین صندلان نے کہا بوا یہ وہ شخص ہی کہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اسکی محبت مین جان دی مین کیا اس پہ عاشق ہونگی بوا چمن پیرا انکو اختیار ہی ہمین جو سمجھانا تھا وہ سمجھا چکے صمصام رنجیدہ و کبیدہ ہوکر پاس سے چمن پیرا کے اُٹھی اور صندلان نے کہا بوا انکو اختیار ہی جو مزاج مین آوے وہ کرین لیکن صندلان ایک طرف و صمصام ایک طرف روانہ ہوگئی مگر صندلان کے دل مین درد چہرہ زرد

لب پر آہ سرد جی چاہتا ہے یہان سے نہ اُٹھون جمال جہان آرائے صاحبقران دیکھا کرون
سامنے پہاڑ تھا اُسپر جا کر بیٹھی سر جھکا کر رونے لگی دعائین مانگتی ہے کہ ای بے نیاز کیا کرون
کیونکر صاحبقران کو قید سے چھڑاؤن اگر عمرو چھوٹا ہوا ہوتا تو اُسکو لاتی صاحبقران
کو رہا کراتی وہ پہلے ہی سے قید ہے اب کہان جاؤن اُسی بارہ دری کی جانب دیکھ رہی ہے
کہ دیکھا چمن پیرا اپنشارہ لیے ہوئے نکلی اُس مکان کو آ کر کھولا جہان دار لے ورد گوش
و خواجہ عمرو و ابلاغ قید ہین اُسی قصر کے اندر لا کر صاحبقران کو بھی چھوڑا کوہ سے
صندلان نے دیکھا کہ چمن پیرا قصر سے نکلی کنیزون کو دروازے پر چھوڑ کر ایک طرف
روانہ ہو گئی صندلان کے دل کو کب آرام تھا بیقرار ہو رہی ہے کبھی رو رو کے پکارتی ہے
یا صاحبقران زمان آپ کے قید ہونے کا مجھکو بڑا رنج ہے یہ میرا حال ابتر ہے کہ زندگی
وبال ہے

نظم

صدمہ نہین ہے دوش پہ گردن کے بوجھ سے — خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے
ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی — دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان — آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے
ساز سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان — سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین — واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
نماز اپنا ذکر نہ لائے حضور دوست — گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
آتش ہمارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ — مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہے آخر سوچی کہ در قید خانہ پر چلون صاحبقران کو قید سے
رہا کرون یہ سوچکر کوہ سے اُتری یہان صاحبقران جب قید خانہ مین آئے عمرو نے
امیر کو بے ہوش دیکھا ہوشیار کیا صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا خانہ
زنجیر مین غل ہوا صاحبقران اُٹھے عمرو نے پوچھا ای آقاے نامدار حرز ہیکل
کیا ہوئی امیر نے فرمایا دشمن نے لے لی ہوگی مگر اسم اعظم تو یاد ہے عمرو نے کہا اسم اعظم
پڑھیے امیر نے جو اسم اعظم پڑھا زنجیرین ٹوٹ کر گرین صاحبقران قید سے

رہا ہوے زنجیرین ابلاغ ددار اکی توڑین دروازے پر کنیزین جو بہ عہدۂ نگہبانی تعین زنجیرین ٹوٹنے کی آوازین اُنھون نے سنین دروازہ کھول کر اندر گھس آئین دیکھا صاحبقران عمرو وغیرہ کو رہا کر رہے ہین کنیزین گھبرا گئین مل کر سحر کرنے لگین امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا جس کنیز نے جو سحر کیا تھا وہ سحر اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کے پار گذر گیا صاحبقران کنیزون سے لڑنے لگے کسی کا ہاتھ تھام کے طمانچہ مار دیا کسی کو چیر کر پھینکا صاحبقران جنگ مین مصروف ہین کنیزون کا بلوہ موقوف نہین ہوتا کنیزین چاہتی ہین کہ ان چارون کو گرفتار کر لین چند کنیزین یہ کہکر بھاگین کہ جا کر ملکہ سے اطلاع کرین جیسے ہی باہر نکلین صندلان آپہونچی صندلان نے سحر کر کے کنیزون کو مارا آگ برسادی سب کو جلا کر خاک کر دیا سامنے صاحبقران کے آئی جھک کر سلام کیا امیر نے فرمایا اے نازنین مین نے تجکو نہین پہچانا صندلان نے سر جھکا کر عرض کی گلچین گلشن جمال حضور ہون قصر مین چمن پیرا کے دیکھا حال نزار پر حضور کے رحم آیا کنیز بلاے رہائی حاضر ہوئی شکر ہے کہ آپکو رہا پایا امیر نے فرمایا جس ساحرہ نے مجکو گرفتار کیا اُسنے حرز ہیکل اُتار لی مگر اُسکو اسم اعظم سے آگاہی نہین ہوئی مین نے اسم اعظم پڑھکر رہائی پائی کنیزون کو تمنے قتل کیا صندلان نے عرض کی اب حضور طرف قصر تاریک کے چلین وہان پر لوح طلسمی حاصل ہوگی مین نے سب حال چمن پیرا سے پوچھ لیا ہے صاحبقران صندلان کے ساتھ چلے اُس قصر سے نکل کر تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر پیدا معلوم ہوا چند زنگیون نے جو دروازے پر بیٹھے تھے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی اس طرف کون آتا ہو امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ صاحبقران**

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
کیے تیغ صمصام و قمقام !ام	کیے تیغ عقرب میکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

با شیداے زنگیان آدمخوار ایک زنگی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بارِ

بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر اسی تلوار سے اُس زنگی کو قتل کیا اور زنگیون
نے آواز دی یارو دوڑو طلسم کشا آگیا جو مضمون ملکہ عالم بیان کرتی تھین اُسی کا سامنا
ہوا ہے اور ہم لوگون کو تعلیم کرتی تھین کہتی تھین کہ ہوشیار رہنا یارو یہ وقت دستگیری ہے
یہ جو زنگیون نے پکار کر کہا اندر سے کئی ہزار زنگیان آدم خوار غلغلہ کرتے ہوے نکل کر
صاحبقران پر حملہ کرنے لگے امیر شیرانہ تنہا تنہا لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی سو کو قتل کیا تھا کہ اندر سے غریو کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی طویل القامت
کریہ صورت تیغہ کھینچے ہوے نعرہ کرتا ہوا قریب امیر کے آیا سبکو آواز دیتا ہے کہ سامنے
سے ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرونگا میرا ہمنبرد خداوند لقا اطشانی نے کوئی پیدا ہی
نہین کیا جس جنگ پر گیا اسکو فتح کیا میری تلوار کی دھاک ہے دم بھر مین قصہ پاک ہے یہ
کہتا ہوا سامنے امیر کے آیا للکار کر آواز دی او حمزہ کیا تجکو دیوان قاف سے بجھا ہے ارے
مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بی صندلان کی قضا قریب ہے کہ تمکو ساتھ لیکر
آئی ہین جسوقت چمن پیرا کو خبر ہوگی ایک دم مین تمہارا خاتمہ کریگی وہ بادشاہ طلسم ہے
بہتر یہ ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ اپنے رہا ہو جانے کو غنیمت جانو جان بچاکر نکل جاؤ امیر
نے فرمایا او مردود کیا بیجا لاف و گزاف کرتا ہے زبان تیغ سے کلام کرین اپنا حال کیا
تجھے کہون کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا عفریت ایسے دیو کو مین نے مارا
سمندون ہزار دست کو للکارا وہ بڑے بڑے دیو مجھسے شکست کھاتے تھے آخر
ڈر کر بھاگ جاتے تھے جس روز مین نے ارجنگ آہن شاخ کو مارا ہے سرکشان قاف
کانپتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب اس آدم زاد سے مہلت نہ پائینگے اٹھارہ برس
پردہ قاف مین رہا کسی سے آنکھ نہین جھپکی ہر مقام پر نئے طور سے مقابلہ پڑا یہ
سنکر وہ زنگی جوان یک رنگی تلوار کھینچے ہوے قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا رو کر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ باش او مغرور عقل و فراست
سے دور ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق تاب دست زبردست صاحبقران ثانی جناب چمک کے

تلوار جو گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو دو نیم کیا وہان سے کھینچتی ہوئی تا بہ جگر
پہونچی گینڈے کے بھی دو ٹکڑے ہوے لاشہ جو زنگی کا گرا اندھیرا ہو گیا سنگ باری
اور برف باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من نگہبان طلسم
بلو صندلان نے بڑھکر صاحبقران کو مبارکباد دی عرض کی اے شہریار آپکی جرأت کے
قربان وشار کس زور وشور سے نگہبان کو مارا اسکا دعویٰ جلسے تعجب کوئی شخص دعویٰ
طلسم کشائی کر کے آیا چمن پیرا نے اسکو بھیجا یہ گیا ما اسکو گرفتار کر لا یا قتل کیا آج اسکی
قضا تھی کہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا امیر نے دیکھا اور سب زنگی غائب ہو گئے فقط نگہبان
کا لاشہ پڑا ہے صندلان نے کہا آگے بڑھیے امیر اندر قصر کے آئے دیکھا انتہا کا اندھیرا
ہے کچھ نیک و بد نہین سوجھتا امیر نے فرمایا اے صندلان یہان انتہا کا اندھیرا ہے فوج
غم والم نے گھیرا ہے صندلان نے کہا اسم اعظم آپ پڑھیے اسی کی برکت سے روشنی
ہو گی امیر نے اسم اعظم پڑھا تاریکی رفع ہوئی دیکھا سامنے ایک صندوق کلان رکھا ہے
بڑا سا قفل اسپر لگا ہے امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑ دین کہ صندلان نے قریب آکر کہا
حضور خوف ہلاکت ہے قفل نہین مار سیاہ ہے خدا حضور کو بچائے رنج والم نہ دکھائے امیر نے
دیکھا ایک مار سیاہ کلان کپھے کو بلند کرتا ہے فرانے بھر رہا ہے دونون زبانین منھ سے نکالتا
ہے امیر پر قصد ہے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم پڑھا مار نے کپھہ زمین پر
ڈالدیا مثل مردہ صد سالہ ہو گیا امیر نے بسم اللہ کہکر صندوق کھولا ایک دود غلیظ نکلا
کہ تمام مکان مین پھر اندھیرا ہو گیا صاحبقران گھبرائے مگر صندلان نے عرض کی کہ
حضور اس اندھیرے سے نہ گھبرائین یہی مقام لوح ہے امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا اور
صندلان نے بڑھکر ہاتھ بلایا دیکھا روشنی ہوئی امیر نے اب جو ملاحظہ کیا خانۂ صندوق
مین ستارہ چمک رہا ہے دیکھا کہ تختی زبرجد کی ہے اسپر حروف یاقوت احمر کے یہ پیشانی
پر مرقوم ہے کہ این لوح طلسم مین زارست صاحبقران نے لوح کو اٹھالیا کئی مرتبہ
آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس لوح سے تیرا مطلب نہ نکلے گا مگر صندلان کے جاتی ہے
کہ حضور یہی لوح طلسم ہے حضور کا اسی سے مطلب ہے شیاطین طلسم سے کوئی مردود یہان ہے

کہ ایسی آوازین آپ کو دیتا ہی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای
سیارہ این عجائبات یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکہا ہی اُسے پڑھکر دم کر پہر قدرت پروردگار
کا تماشہ دیکہ امیر نے اسم اعظم پڑہا عفریت جادو کہ زیر صندوق رہتا ہی جیسے ہی ہارسیاہ
غرق زمین ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ یارو طلسم کشا آگیا جسوقت عفریت جادو نے ہارسیاہ
کی آواز سنی پیچ وتاب کہاکر اپنے مقام سے اُٹھا صندوق ہٹاکر گرادیا آواز دی ارے تو
کون ہی کہ ہارسیاہ تیرے سامنے سے بہاگا شاید نگہبان طلسم ہار آگیا مگر اب میرے ہاتہ
سے کیونکر بچیگا منم عفریت طلسم چمن زار چوب آہن کو جنبش دیتا ہوا صاحبقران پر
جا پڑا چوبدست کو چرخ دیکر حملہ کیا اور امیر پر ضرب ماری امیر نے پہلوتہی کر کے
ضرب خالی دی چوب دست زمین پر پڑی اس زور سے چوبدست لگائی تہی کہ زمین
کانپی اور پانی نکل آیا عفریت نے پکار کر آواز دی کہ زوم وپست کردم میری ضرب
دست سے کون بچ سکتا ہی بڑے بڑے سرکشوں کو مین نے مار اخاک مین ملادیا ایک چوبدست
میری تمام عالم کو کافی ہی صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا او بیحیا حریف تیرا مین موجود
ہون عفریت نے جو پلٹ کر دیکہا اور صاحبقران کو صحیح وسالم پایا پشت دست کاٹنے
لگا چوبدست کو پہینکا دوڑ کر لپٹ گیا امیر نے گردن پر ہاتہ رکہکے ایک ہتہ مارا کہ سرکو
زمین سے ملادیا عفریت نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او آدم زاد مجہے چہوڑدے
ورنہ چیر پہاڑ کر کہا جاؤنگا امیر نے دوسرا ہتہ مارا اور ریل کر لے دوڑے ہرچند
وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو چہڑاؤن مگر پنجۂ شیر سے کب رہائی ہوتی ہی جب امیر ریل کر لے
دوڑتے ہین چیخین مارتا ہی کہ او آدم زاد چہوڑدے امیر ریلتے ہوے لیے جاتے ہین
پچیس قدم ریل کر لائے عفریت نے کہا او حمزہ ذرا مجہے چہوڑدے مین اپنے کو درست
کرلون پہر تجہسے سنبہال کر لڑون جب اُسنے شرط پیش کی صاحبقران نے چہوڑدیا
عفریت جست کر کے بہاگا چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن صندلان نے پکار کر
آواز دی او شہریار یہ خضو نے کیا کیا ایسے ظالم کو چہوڑدیا اگر یہ نکل گیا تو آفت
برپا کریگا اپنے بہائی بندون کو لائیگا امیر نے کمان کمانی دوش سے اُتاری تیر کلان

تیس پھال کا کمان مین جوڑ ا تاک کر مارا سینہ پر کینہ عفریت پر پڑا جا کے خون شعلہ آتش نکلا جلتا ہوا آسمان سے زمین پر گرا جیسے ہی لاش اُس بد معاش کی زمین پر آئی اپنی آگ مین آپ جلنے لگا جل جلکر خاک ہوا ایک ابر سپید آسمان پر آیا خاک پر عفریت کی برسا خاک سے انڈا پیدا ہوا بیضے پر جو قطرہ پڑا بیضہ شق ہوا ایک طائر پیدا ہوا جو جوا کھاتا ہی نشو ونما پاتا ہی چند ساعت مین ایک طائر کلان کی شکل بنکر تیار ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا
مگر ابتک نہین ہوتا ترا موے کمر پیدا

نیا مضمون ہوتا ہی طبیعت سے اگر پیدا
یہ ہوتی ہی خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا

نہین تیرے لب و دندان خدا نے اپنی قدرت سے
کیے ہے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا

تہ باطل خشک ساحل ہین نہ عاطل رند تر دامن
خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہی خشک و تر پیدا

زمرد کی انگوٹھی کب ہی انگشت حنائی مین
ہوا ہی اک ہری رو شاخ مرجان سے ثمر پیدا

نہ مارے ہول کے اب قبر مین بھی چین آئیگا
سنا ہی خلق ہوگی حشر مین بار دگر پیدا

فلک پر مہرومہ کی طرح رہتا ہی دماغ انکا
کیا جن غافلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا

تپ فرقت نے آگ ایسی لگائی میرے اعضا مین
عرق کے بدلے ہوتے ہین مساموں سے شرر پیدا

خدا سے ان بتون کو بھی یہی نسبت ہی او زاہد
ضیا شمس سے ہو جس طرح نور قمر پیدا

طلسم خندہ دندان تمہارے یار تو دیکھو
ہوئی ہی حقۂ یاقوت سے سلک گہر پیدا

رہے صندل ہمارک تیری پیشانی کو دو کا تو
یہان تجھ ہوے بہر علاج درد سر پیدا

تمام آباے علوی تک بھی ہین اولاد مین ناسخ
علی روح القدس سے بھی ہوے ہین پیشتر پیدا

اس طرح کے اشعار پڑھ کے وہ طائر اڑ گیا صندلان نے عرض کی حضور اس قصر سے نکلین یہ طائر چمن پیرا کو خبر کرنے گیا ہی کنیز اپنے کو مخفی کرتی ہی بر اے خدا جو مقدمہ پیش آئے بدون ملاحظۂ لوح دست اندازی نہ فرمائیے گا ایسا نہو کہ لوح قبضے سے نکل جائے امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو بچاؤ مین اپنی تدبیر کر لونگا صندلان نے دونون ہاتھ ہلائے ایک غبار بلند ہوا اُسی غبار مین چھپ گئی امیر لوح کو لیے ہوے قصر سے نکلے

ایک چشمے پر آکر وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بعد قتل عفریت بہت ہوشیار رہنا چمن پیرا آتی ہو اب اُسکو خبر ہو جائیگی یہان چمن پیرا اُسی باغ مین بیٹھی ہو کنیزون سے کہرہی ہو کہ ذرا جاکر صندلان کی خبر لاؤ دیکھو وہ کیا کر رہی ہو مجکو ذات سے صندلان کی خوف ہو مگر تم جاتے ہی کہنا کہ تمھاری دوست چمن پیرا نے بلایا ہو اگر میرے بلانے سے صندلان چلی آئے تو سب تدبیرین بن پڑین اور اگر صندلان نے مخالفت کی تو مقام مشکل ہو کنیزین گئین اور پلٹ کے آئین کہا حضور عالم باغ ملکہ صندلان کا ویران پڑا ہی بی صندلان کا پتہ نہین نہین معلوم کہان تشریف لیگئین چمن پیرا خاموش ہو گئی مگر رنگ رو متغیر و متحیر کنیزین چاہتی ہین کلام کرین چمن پیرا اشارہ کرتی ہو کہ مجھے بات نہ کرو مین عجب کشاکش مین ہون خیال کرکے دیکھتی ہون تو صاف ثابت ہوتا ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی مین ناکام ہوئی صندلان کو ڈھونڈھ کر لاؤ کہ میرا دردسر مٹے کوئی تدبیر نکل آئے کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین اور خالی واپس ہوکر آتی ہین دمبدم عرض کرتی ہین حضور صندلان کا نشان نہین ملتا یہ ذکر تھا کہ فرانے کی آواز آئی چمن پیرا نے دیکھا کہ ایک طائر منقار کھولے ہوے پردونسے سر پیٹتا ہوا آیا مثل انسانون کے پکار کر آواز دی ای چمن پیرا ہوشیار ہو جا غضب ہوا کہ طلسم کشا آگیا دونون رفیق بھی اُسکے ساتھ ہین نظم

رشک کے مارے زمردخاک مین ملجائیگا
سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال
پانونمین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا

آسیا کی گردش اور اسکی سکونت ایک ہی
سیکڑون دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون اُسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

چار دیوار عناصر کی ہو وسعت کس قدر
شش جہت کو تنگ کردیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہو اُس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کو تل کیوہ چرخ کو دوڑائیگا

یہ صدا آتی ہو مجھ دیوانے کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار پنجہ دی مین پائیگا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصہ آتش نکر		چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

اس طرح سے یہ اشعار طائر نے پڑھے کہ چمن پیرا سر پیٹنے لگی کہا لو صاحبو غضب ہو گیا
طلسم کشا نے لوح پائی عفریت ایسا ساحر ہولناک مارا گیا اگر وہ نہ مرتا تو یہ طائر کیون
ہوش اُڑاتا کیونکر ہم تک آتا بطور عجائب وغرائب اس طائر نے اُسکے اربع عناصر مین دخل
پایا تھا وہ مارا گیا یہ طائر یہان تک آیا اب جلدی چلو شاید نجہ قابض ہو اور مین طلسم کشا کو
قتل کرون اب تو مجکو سب طرح مشکل ہو گئی بی صندلان کو مجبت طلسم کشا کا وہ دوسرے
وہ ضرور روکینگی ہر مقام پر ٹوکینگی مگر مین بھی آج زمین ہلا دونگی یہ کہکر ایک دستک دی
کہ چار طرف سے ساحر سمٹ کر آئے ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا چمن پیرا
اُسپر سوار ہوئی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ لیے براے مقابلہ طلسم کشا چلی یہان صاحبقران
جب قصر سے نکلے پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غبار پیچ و تاب کہار ہا ہے صاحبقران
کو ایک قصر معلوم ہوا لوح نے حکم دیا کہ اس قصر مین اپنے کو پہونچائیے مگر جیسے ہی قریب
قصر کے پہونچنا لوح کو قصر سے مس کرنا پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھنا آئندہ جب
ضرورت ہو لوح کو ملاحظہ کرنا صاحبقران تیغ خون آلود ہاتھ مین قریب قصر آئے لوح
کو جو دیوار سے مس کیا ایک دندناتا ہوا ایک زنگی قوی ہیکل تنومند مسلح و مکمل نعرے کرتا ہوا
نکلا تلوار چمکاتا ہوا قریب امیر کے آیا نعرہ کیا کہ منم احول جادو ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
بجانب سپر لوح کو آگے کر دیا احول نے ایک چیخ ماری ہاتھ کو روکا جیسے ہی اُسکا ہاتھ
رُکا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ احول زمین پر گرا گر کر ایک چیخ ماری کہ کئی سو جوان
احول کے ہم شبیہ پیدا ہوے امیر پر حربے کرنے لگے کہ غبار سے آواز آئی کہ ای شہریار
لوح پھینک دیجیے اور یہ فرمایئے کہ جو زبردست ہو لوح لیلے مین نے لوح سے ہاتھ اُٹھایا
امیر نے یہی فعل کیا جیسے ہی لوح زمین پر گری آپس مین سب لڑنے لگے ایک نے ایک کو
مارا تھوڑے عرصے مین لڑکر سب تمام ہوے ایک زنگی قوی ہیکل رہگیا وہ بمقابلہ امیر آیا
حربہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سنگ باری ہو رہی ہے پانی زور سے برس رہا ہے آوازین مہیب آرہی

ہین کہ نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا کہ او طلسم کشا غضب کیا کہ احول کو بھی مارا
لیکن اب کہان جائیگا منم چمن پیرا اے شعبدہ باز اس حال سے تجکو قتل کرون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ترس نہ آئے ہان صاحبو اس
شخص کو مار لو کہ آرام ملے ساٹھ ہزار جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر لوح کو چمکاتے ہین
کبھی اسم اعظم ورد زبان کرتے ہین ساحر قتل ہو رہے ہین امیر پر کسی ساحر کا حربہ
نہین اثر کرتا ساحر قتل ہو رہے ہین گولے اُلٹے پلٹ رہے ہین ماش کے دانے اُنھین
ساحرون پر گرتے ہین غبار سے برق چمک کر گرتی ہی کہ دس دس کے سر اُڑ جاتے
ہین کبھی غبار بلند ہوتا ہی ساحرون کی آنکھون مین جو غبار لگتا ہی نابینا ہو کر سر ٹکراتے ہین
کبھی غل مچاتے ہین کہ فریاد ہی یا خداوند بقراط ثانی آیئے مدد کیجیے اس بلا کو رد کیجیے مگر
چمن پیرا نے خیال کر کے دیکھا کہ غبار سے وہ وہ سحر نکل رہا ہی کہ ہزارہا ساحر ہلاک
ہو رہے ہین چمن پیرا نے بڑھکر ایک دستک دی کہ زمین کانپی غبار رفع ہوا چمن پیرا
نے دیکھا کہ صندلان کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کبھی ہاتھ ہلاتی ہی برق سحر چمکاتی ہی کبھی
آگ برساتی ہی چمن پیرا نے للکارا او گیسو بریدہ تو نے بہت ساحر مارے خوب تو
چھپ کے کھڑی ہوئی مین حیران تھی کہ یہ آگ کون برساتا ہی اب معلوم ہوا کہ مجت یہ
دھگڑے کی طلسم چمن زار کو برباد کرایا آفت برپا کرو نگی زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے
چمن پیرا نے گولہ مارا وہ گولہ قریب صندلان آکر پھٹا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوے
قریب تھا کہ صندلان پر گرین کہ صندلان نے بالون کو کھولا ابر سیاہ پیدا ہوا گرج گرج
کرکے اسقدر برسا کہ شعلے سب نابود ہوے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ قریب تھا
چمن پیرا ڈوب جائے چمن پیرا نے ایک لات زمین پر ماری ایک غار پیدا ہوا
کہ تمام پانی اُس غار مین داخل ہوا چمن پیرا محفوظ رہی آپس مین ایسے چند سحر
رد و بدل ہوے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ صندلان متغیر ہو رہی ہی
نعرہ کرکے جھپٹے چمن پیرا نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح طلسمی کو آگے کر دیا
گولہ پھٹ کر گرا دوبارہ دستک دی آگ صاحبقران پر برسنے لگی مگر صاحبقران

صاحب لوح و اسم اعظم ہین سحر کب اثر تاثیر کرتا ہی سحر دفع کرتے ہوے قریب پہونچے
چمن پیرا نے نئی ہاتھ تلوار کے مارے **صاحبقران** نے لوح کو آگے کیا تلوار نے
تاثیر نہ کی الجھا وسے ہاتھ کو نکالا ہاتھ تلوار کا مارا **چمن پیرا** نے سپر سحر کو سامنے کیا
مگر وہ تیغہ سپر سحر سے کب رکتا ہی تڑپ کر جو گرا سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹکر جو گرا سر چمن پیرا
کا زخمی ہوا **چمن پیرا** نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اگر گرا نہ دیتی تو دو ٹکڑے ہو جاتی تڑپ کر
بلند ہوئی **صندلان** نے پکار کر آواز دی ای شہریار اسکا زندہ نکل کر جانا اچھا نہین ہی
مرحلون پر ترغیب کریگی ساحرون کو راہ بتائیگی سرکار پر سختی پڑیگی **امیر** نے چاہا کہ تیر
و کمان نکالون مگر **چمن پیرا** نکل گئی ساحر جو ساتھ آئے تھے وہ سب بدحواس ہوے
ایک ایک کا یہ قول تھا کہ مالک نکل گیا اب ہم کسکے بھروسے پر لڑین اور مقابلہ طلسم کش
سے صاحب لوح مالک اسم اعظم محترم و محتشم ایسے کا ہم کیا کر سکتے ہین یہ کہتے ہوے بھاگے
کچھ پر و لغو پیدا کر کے نکل گئے کچھ صحرا مین جا کر چھپے جھیلون مین ڈوبے بعد تھوڑی
دیر کے **صاحبقران** نے دیکھا کہ روشنی ہوئی کسی ساحر کو قریب اپنے نہ پایا مگر **صندلان**
قریب کھڑی ہی عرض کرتی ہی کہ ای شہریار بادشاہ طلسم آپ سے آکر لڑی مگر زندہ بچکر
نکل گئی لوح کو ملاحظہ فرمائیے براے فتاحی مرحلہ جات جائیے مگر بہت ہوشیار رہیے گا
چمن پیرا نے ساحرون کو آگاہ کیا ہوگا ساحرون نے مکر بنائے ہونگے **امیر** نے
فرمایا خدا مالک ہی وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی بچائیگا جب تک مین غافل نہ ہونگا کوئی
زوال نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ برابر سے پاؤن کے **صندلان** کے زمین شق ہوئی اور
دھوان نکلنے لگا **صندلان** حیران ہی کہ یہ دھوان کیسا چاہتی ہی کہ دفع سحر کرون کہ دھوئین
سے **چمن پیرا** پیدا ہوئی پنجہ کرین **صندلان** کے دیکر لے اڑی ہر چند **صندلان**
تڑپی پھڑکی مگر کچھ نہ ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ لونڈی رخصت ہوتی ہی یہ ملعونہ
مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ قبر پر کنیز کی آئیے گا فاتحہ خیر پڑھکر روح کو
شاد فرمائیے گا بموجب قول شاعر **بیت** چو آیی بے مروت بعد مردن بر مزار ما
بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما اور کیا تعجب ہی کہ قبر سے آواز آئے **بیت**

ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ❊ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ❊ مگر یہ کنیز عاشق جمال ہی نہین معلوم قبر مین کیا گذرے یقین ہی کہ یہ خیال رہے نظم

لپٹ کر سوئے اُس آتشین رو سے زمستان مین
نکلکر سنبلہ سے آفتاب آیا ہی میزان مین

عجب کیا مانہ رو ہو جو گوش یار کا موتی
الجھ جاتا ہی اکثر حلقۂ گیسوے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیرے باز آ
چھپائے رکھے گا کب تک چراغ ہو دامان مین

کرم کا جوش جو آتا ہی وان ابر بہاری مین
ڈبو دیتا ہی طاؤس چمن دریاے باران مین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہی تیرے دندان مین

کھینچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دیتا ہی قابو ے انسان مین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھرا چاہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اُس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہی اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہی جو سورہ قرآن مین

تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہی ناخدا کشتی کو طوفان مین

تماشا ہی جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب شمعین ہین محفل مین حجاب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے
لطافت شرط ہی آویزۂ گوش سخندان مین

اس طرح کی صدا دیتی رہی صاحبقران نے ہر چند کد کی کہ تیر سے اسکو مارون مگر وہ خطا شعار اسقدر بلند ہوئی کہ تیر نگاہ بھی نہ پہونچا صندلان چلاتی رہگئی چمن پیرا غائب ہوگئی صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کا تہارہنا شرط ہی مرحلہ جات پر جائے صندلان سے پھر ملاقات ہوگی امیر نے دوبارہ لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دست راست پر جو صحرا ہی اُس طرف جاؤ صاحبقران اُسی جانب چلے چند قدم طی کیے تھے کہ رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی صندلان کو گرفتار کیے ہوئے کشان کشان لاتا ہی صندلان غل مچا رہی ہی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے ہم اب رخصت ہوتے ہین افسوس ہی کہ فتح طلسم نہ دیکھا کہ ہم بھی خوش ہوتے ہمکو چمن پیرا نے اس ظالم کے سپرد کیا یہ ہمکو قتل کرنے لایا ہی یہ نہ جانتے تھے کہ بروقت انتقال جمال

جان آر احضور کا سامنے آنکھون کے ہوگا صاحبقران دوڑے مگر اُس زنگی نے
سامنے ایک نخل تھا اُس مین ایک رسن لٹکائی گلے مین صندلان کے پھانسی ڈال کر کھینچ لیا
صندلان کا تڑپنا صدمے سے آنکھین نکل آئین چہرے پر مُردنی چھائی اور آپ ایک
جانب بھاگا امیر نے چاہا کہ بدلہ خون کا لون اس بے حیا کو قتل کرون مگر قریب ایک نخل
کے جاکر وہ زنگی غائب ہوا جیسے ہی غائب ہوگیا صاحبقران مایوس قریب لاش
صندلان تشریف لائے لاش سے لپٹ گئے کلمات حسرت کہنے لگے فرمانے لگے ای
صندلان افسوس ہو کر تم حسرت لیکر پردہ دنیا سے گئین راحت نہ دیکھی ہم کو ہمیشہ غم والم
رہے گا امیر جو لاش سے لپٹے عکس لوح جو لاش پر پڑا دھوان نکلا صورت بدل گئی امیر
نے حیران ہوکر جو دیکھا تو ایک بوڑھی زنگن کی لاش ہو اب امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
نوشتہ نکلا کہ یہ عجائب وغرائب حاکمان مرحلے کے ہین صندلان زندہ ہو امیر آگے
بڑھے کہ عمرو کی آواز کان مین آئی دیکھا امیر نے وہی زنگی خواجہ کو گرفتار کیے لاتا ہو
عمرو چلا رہا ہو کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس یہ غلام رخصت ہوتا ہو اس
بے حیا نے مجھے گرفتار کیا کہتا تھا کہ سامنے تیرے آقا کے تجھے قتل کرونگا امیر بے تاب
ہوکر دوڑے لیکن اُس زنگی نے بہ تعجیل تمام عمرو کو بھی درخت مین لٹکا دیا ایک خنجر مارا
کہ سر کٹکر عمرو کا گرا امیر دوڑ کر لاش سے لپٹ گئے فرماتے تھے ای یار وفادار اور رای
مونس وغمگسار غربت مین ستم نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا لو اے
شوکت صاحبقران کہلاتے تھے ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ہمکو یون چھوڑوگے یکایک محبت
سے منھ موڑوگے اب مین بھی اپنی جان دونگا تمہاری تلاش آکر ملک عدم مین کرونگا
امیر بیقرار و بیتاب رو رہے تھے کہ لاش سے دھوان نکلا صورت عمرو کی بدلی
دیکھا ایک گنوار کی لاش ہو امیر چھوڑ کر الگ ہوے جیسے ہی امیر لاش سے الگ ہوے
پہلو سے آواز آئی او طلسم کشا یہ غم والم تجھپر کم ہوا امیر نے دیکھا ایک زنگی دارا دابلاغ
کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہو چاہتا ہو نخل مین لٹکاؤن امیر جھپٹ کر قریب زنگی پہونچے
زنگی نے امیر کو گرز مارا امیر نے گرز کو تلوار سے کاٹا گرز کاٹ کر چاہا ٹھون کہ زنگی

لپٹ پڑا امیر نے عکس لوح کا ڈالا زنگی نے ایک چیخ ماری کہ او طلسم کشا مجھے چھوڑ دے
مگر امیر کب چھوڑتے ہین ریل کرے دو نے اٹھا کر مارا کہ چار ون شانے چت گرا
امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے عکس لوح ڈالا زنگی جلنے لگا تھوڑی دیر مین جلکر خاک
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نعمان جادو بود مرنا اس زنگی کا کہ صحرا تمام جلنے لگا شعلے
تمام طرف امیر کے بڑھتے ہین امیر نے لوح کو چہرے کی پناہ کیا اور عکس لوح کا ڈالا
جب عکس لوح کا پڑا تب آگ بجھی اب ایک طرف سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر جیسے ہی سامنے آیا پکار کر آواز دی ارے طلسم کشا
کو مار لو ساٹھ ہزار جوان چار جانب سے ٹوٹ پڑے ہر ایک کا قول تھا کہ طلسم کشا
کو مار لو یہ قاتل ساحران ہی تمام خاندان ساحران اسی شخص کی وجہ سے برباد ہوا امیر
نے عکس لوح کو جو بلند کیا اور لوح کو گردش دی جس پر عکس پڑتا وہ جلنے لگا گویا
ترنج بلائے سحر کرنے والون کے سینون پر پڑے تو ترکش کو پار گذرے کئی ہزار جادوگر
جلکر خاک ہوے صاحبقران لڑتے ہوے قریب افسر فوج کے پہونچے اُسنے گینڈا
بڑھایا قریب صاحبقران آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا اتر پڑے کے تلوار جو گری اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوے
جیسے ہی وہ افسر مارا گیا جسم سے اُسکے شعلہاے آتش نکلے سوار و پیدل پر گرے
مثل ہیزم خشک سب جلنے لگے تھوڑے عرصے مین کل فوج والے جل جلکر خاک
ہوے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من گلپوش جادو وزیر طلسم بود
مرنا وزیر کا تھا صاحبقران نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ظاہر ہوا گل خودرو سے جنگل نمونہ
گلشن تھا طائران زمزمہ سرا نغمہ زن ہر ایک جانب گل سمن و نسترن جا بجا چمن خوش
و محفوظ صدمات خزان سے محفوظ نسیم سحری کا اٹکھیلیان کرنا مگر بہ سہولت چلنا کہ ایسا
نہ ہو دوڑ کے چلون گرد اُڑکر آوے گل پر پڑے باعث رنج بلبل ہو جھیلین پانی کی
موج مار رہی ہین جانوران ہوائی شناوری کر رہے ہین اُڑ اُڑ کر ہوا سے آتے ہین
شناوری اپنی دکھاتے ہین آب صاف و شفاف مین غوطے لگاتے ہین اور سامنے

ایک پہاڑ نہایت سر سبز و شاداب ہی حقیقت مین کوہ لاجواب ہی نخل جھوم رہے ہین سبزے نے پتھرون کو چھپا لیا ہی گویا سبزۂ خوابیدہ ہی ہر طرف جوش بہار ہی امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بر سر کوہ جاؤ امیر طرف پہاڑ کے چلے چند گھاٹیان طی کی ہین کہ کان مین آواز آئی کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

کرینگے جمع معنی فہم اجزاے پریشان کو
شکنجے مین جب کھینچین گے صاف اپنے دیوانو

فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کر
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُنکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو
دماغ اُنکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو

خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھون مین
لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو بہنے تیغ عریان کو

تمھارے چہرۂ پر نور کے بیداغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

ہوا ہی یار جو سیر چمن مین ساتھ ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہی گاہے روے خندانکو

انھین سے جوہری فریاد کرتے انگلی کٹتی ہین
پیے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندانکو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

کبھی دل کھول کر رو دیا جو ہون شوق شہادت مین
کیا ہی حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو

جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہی
حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو

شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے
جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو

خیال آتا ہی صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر جیب و گریبان کو

زہے اقبال سیم و زر زہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے بنا اُس رخ نے افشانکو

یہ اشعار سنکر صاحبقران کے کان کھڑے ہوے صدا کی طرف چلے پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرے مین ایک نازنین بیٹھی ہوئی چنگ مرصعی بجا رہی ہی اور اشعار مذکور گا رہی ہی صاحبقران کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی جھک جھک کے سلام کرنے لگی کہتی تھی ای گشندۂ ساحران عالم ای محترم والی محتشم تشریف لائیے بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے ہم تو آپ کے بہت مشتاق تھے انتظار کر رہے تھے شکر خداوند لقراط ثانی کہ آپنے

سرفراز فرمایا ہم نہال ہوئے مشتاق جاہ و جلال ہوئے آپ کے بڑے مرتبے ہین ہر چند کہ بی چمن پیرا فرما گئی ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرنا مگر مین حضور سے عرض کرتی ہون کہ یہ مقام سخت صعب ہے چمن پیرا نے دام سحر پھیلایا ہے چاہتی ہے کہ آپ کو پھنسائے مگر سب آپ کے خیر خواہ ہین آپ کو کوئی نہ پھنسائیگا جس طرح کنیز مائل جمال شہریار ہوئی اُسی طرح سب ساحر آپ کے تابعدار ہونگے یہان حضور تشریف رکھین مین سب حلقون کو طلب کرتی ہون آپ کے قدمون پر گرواد مین قتل چمن پیرا کی ترکیب بتادون یقین ہے کہ حضور تا بہ چمن پیرا پہونچین مگر چمن پیراے جنگ سخت ٹھہیگی تین لاکھ ساحر اُسنے جمع کیے ہین گرفتاری حضور کی ترکیب مین ہے جس مرحلے سے آپ گذرے وہان کے ساحر بھاگ کر آئے اُن سب نے جادو کیا ارادہ ہے کہ ملوہ کر کے صاحبقران کو گرفتار کرین مگر خیر خواہ دولت آپکو ہوشیار کرینگے ذی نواز نے ایسی ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ صاحبقران سمجھے یہ بھی عاشق ہے مشتاق اپنا جانکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرمایا کہ اے ذی نواز تمہاری ذی نوازی ہمکو بہت پسند ہے اگر مزاج مین آئے تو کوئی غزل عاشقانہ شروع کرو ذی نواز نے عرض کی پہلے کنیز نامے روانہ کر دے حاکمان دربند آجائین تب تسکین ہو یہ کہکے وستک دی اری غنچہ دہن وا ای نسرین و نسترن وا ای سیم تن جلد حاضر ہو کہ طبیعت ہماری درہم و برہم ہے طلسم کشا تشریف لائے ہین نامے لیکر جاؤ چند کنیزین گوشہ ہاے مجمر سے پیدا ہوئین سامنے ذی نواز کے آئین ذی نواز نے صاحبقران سے کہا بسم اللہ قلم اُٹھائیے اپنے نزول اجلال وورود اقبال کے نامے تحریر فرمائیے امیر نے قلم اُٹھایا کاغذ ہاتھ مین لیا مضمون ہر نامہ کا اسطرح لکھا شاہان دربند پر واضح ہو کہ سنم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان قصر ذی نواز مین آیا ہون ذی نواز بمحبت پیش آئی مین اُسکا مہمان ہون تم سب صاحب آکر حاضر ہو جو اطاعت نہ کریگا سزا پائیگا یہ نامے لکھکر ذی نواز کو دیے ذی نواز نے کنیزون کو دیے کہا اے غنچہ دہن تو یہ نامہ ارحیل ومرجل کو دینا دسری کو نامہ دیکر کہا تو شنکل و ہنکل کو دینا ہر ایک کنیز کو دیکر سب کے نام بتائے کنیزین روانہ ہوئین قضاے کار غنچہ دہن جو نامہ لیا

چلی ارجل و مرجل بیٹھے ہین فوج جمع کر رہے ہین چمن پیرا نے ان سب کو لکھا ہے کہ لشکر جمع کر کے میرے پاس آؤ مین سب کو ساتھ لیکے چڑھ چلون اور طلسم کشا کو گرفتار کرون بی صندلان کو گرفتار کر لائی ہون اُنکو سامنے لیجا کر طلسم کشا کے قتل کرون ارجل و مرجل نامہ پڑھ چکے ہین کہ غنچہ دہن نے آکر نامہ دیا ارجل نے نامہ پڑھا کہا کیون بھائی مرجل کیا قصد ہے حکم صاحبقران قبول کرین یا نہین مرجل نے کہا اور ساحرون کو یہان بلاؤ دیکھو وہ کیا کہتے ہین کہ آسمان پر ابر اُٹھا تشکل دہشکل آکر پہونچا ارجل و مرجل نے اُنسے صلاح کی کہ بھائی کیون تمھارا کیا قصد ہے صاحبقران بلاتے ہین پناہ دیتے ہین اگر اسوقت چل کر شریک ہو عزت و آبرو رہیگی تشکل دہشکل نے کہا ہم بھی یہی جانتے ہین کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بڑے صدمے پہونچین گے صاحب لوح طلسمی عالم اسم اعظم محترم و محتشم سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا اُنپر کیونکر غالب آوینگے اُسکے علاوہ وہ صف شکن و تیغ زن ہین اُنپر کون غالب آویگا دیوزادون سے پردہ قاف مین لڑتے بڑے بڑے پہلوانون سے معرکے پڑے کسی سے کبھی نہین دبے اٹھارہ برس برابر پردہ قاف مین لڑے سرکشان قاف کو مارا ہر مقام پر فتح یاب ہوے ہم تو جا کر اُنکے شریک ہوتے ہین اگر زیر ہو کر مسلمان ہوے تو کیا حقیقت رہی شاید نہ معاف کرین قتل کر کے مقدمہ معاف کرین ارجل و مرجل نے کہا ہم تمکو نہ جانے دینگے اسی مقام پر رہ کر دیکھینگے دیکھین تو کیونکر جاتے ہو کہ دوسرا ابر اُٹھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل ساحرہ کی کفیل طاؤس زرین بال پر سوار جوڑا بھاری زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک حور بہ غیرت نسرین و نسترن برائے سیر جاتی تھی ان ساحرون کو جو بیٹھے دیکھا ہوا سے اُتر آئی پوچھا ساحرو کیا صلاح کر رہے ہو ارجل و مرجل نے نامۂ صاحبقران دکھایا کہا کہ نی نواز مطیع ہو چکی اپنے قصر مین جلوہ دی اُسی کی کنیزین نامہ لیکر آئی ہین کیون بی شہلا اے نرگسی چشم تمھارا کیا ارادہ ہے شہلا نے کہا مین تو براے ملاقات نی نواز جاتی ہون بلکہ میرا یہ ارادہ ہے کہ پاس چمن پیرا کے جاؤن کسی فقرے سے صندلان پر قبضہ کرون اور پھر اُسکے وسیلے سے براے ملاقات

صاحبقران جاؤ شہلا کی یہ باتین سنکر چارون ساحر گھبرائے کہا بی شہلا جو تمنے سوچا ہے اسمین چمن پیرا پر کیا گذریگی تمہاری شرکت سنکر سرپیٹ لیگی اپنے مقام پر رکھہ کی بات حقیقی بہن نے ہمارے ساتھہ کیا کیا شہلا نے کہا صاحبو مین بہن کا پاس کرون کہ اپنے دل کا حال دیکھون میری تو عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے نظم

تاچند کرون سینے ہی مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ جوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
ذرات رہا مثل حباب اپنا سکان بند

بیٹھہ دیکھتا ہون یار کا کچھہ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلی ہین مری لیکن ہے زبان بند

گردش ہے جو قسمت کی سو موجود ہے وان بھی
گو شیشۂ ساعت مین ہے یہ ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچے مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آکے شب وصل مین ہوجاے برہنہ
اندام کو اُس گل کے قبا کے ہون گران بند

سر سبز گلستان ہو چلے باد بہاری
کھولے اُسے ساقی جو ہے مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہے جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائیگا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہیگا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقان کو یہ قیامت ہے مکان بند

شہلا نے یہ اشعار جو سب کے سامنے پڑھے ارجل و مرجل بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگے شنکل و ہنکل نے پوچھا کہ ملکۂ عالم آخر کیا معرکہ گذرا کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو صندلات کو چمن پیرا گرفتار کرکے لائی مجھسے کہا کہ اسکو اپنی حفاظت مین رکھو مین نے شب کو اسکو اپنی صحبت مین بلایا اور بہ محبت سمجھایا اُسنے رو رو کر میرے سامنے سراپا صاحبقران کا بیان کیا اور یہ کہا میری زبان مین طاقت کہان کہ انکی خوبیون کا ذکر کرسکون سات کتابین مطول ہین جنمین انکی خوبیون و جرأت کا حال لکھا ہے مصنف اُن کتب کے سرگروہ شاعران عالی گہر متخلص بہ قمر ہر مقام پر یہی لکھتے ہین کہ صاحبقران پر کوئی غالب نہین ہوسکتا اس ذکر نے میرا یہ حال کیا کہ شب بھر اشتیاق مین رہی عجب

جفا سی دل چاہتا ہی جاکر اُنسے ملاقات کرون لیکن ایسے طور سے ملون کہ احسان مانین تم
چار دن سردار اگر ساتھ دو تو مین چلکر چمن پیرا سے کہون کہ بی صندلان کو ہمارے
حوالے کیجے کہ لیجاکر اسے جنگل مین قتل کرین کہ قلب پر صاحبقران کے صدمہ پہونچے
یہ لکر چمن پیرا سے صندلان کو حاصل کرون خدمت مین صاحبقران کے چلون
اور تم لوگون کے واسطے بھی بہتری ہی کہ عمر طلسم حقیقت مین تمام ہوئی اب چمن پیرا
دیکھے گی طلسم ضرور فتح ہوگا اس پہلو سے تم سب کی جان بچے گی اسوجہ سے مین تم سب
صاحبون کو بھائی جانکہ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کی پہونچاؤ اگر ہم لوگ
نہ شریک ہونگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اور اگر شرکت کرینگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اب طلسم
نہین بچتا کوئی مرحلے شکست ہوے لوح طلسمی مل گئی اب فتح ہونے مین کیا باقی ہی جب
شہلاے نرگسی چشم نے اسطرح کہا سب کے دلون کو فرحت حاصل ہوئی ہر ایک نے
خوش ہوکر کہا ای شہلا حقیقت مین تمہاری راے سے ہماری جان بچیگی اگر حقیر ہوکر ہم
مارے گئے تو کیا نفع ہوگا بسم اللہ چلو ہم تمہارے ساتھ ہین شہلا ان چار دن سرداروں کو
مع ستر اسّی ہزار ساحر ہمراہ لیکر طرف چمن پیرا کے چلی قضاے کار دزد جادو ایک
شہلا کی کنیز ہی ہمیشہ سے شہلا سے رشک رکھتی ہی وہ بھی ساتھ ہی دل مین اپنے صلاح
کر رہی ہی کہ مین چمن پیرا سے سب حال بیان کر دونگی آج ہی شہلا کو ایسا ذلیل
کراؤن کہ ہمیشہ کو یاد کرین اور کوئی مطلب حاصل نہ ہو چمن پیرا ان سب کو گرفتار
کرے ساتھ ساتھ شہلا کے چلی آتی ہی مگر دل سے اپنے یہ باتین کر رہی ہی قضاے کار
چمن پیرا جو زخمی ہوکر آئی اپنے باغ مین بیٹھی ہی حاکمان در بند چلے آتے ہین چاہتی ہی
کہ سب جمع ہولین تو چلکر طلسم کشا کو گھیرون دمبدم کہتی ہی آج ہی شہلا کہان ہین ہم تو
مبتلاے غم و الم ہین وہ صبح سے ہمارے پاس نہین آئین کہ چند حاکم آئے اشک مست سرشار
دمیجوار و ہوشیار و سنگ بار وغیرہ کے یہ چند سردار موجود ہین اور قفس سامنے
صندلان کا لٹک رہا ہی دمبدم طعن کرتی ہی کہ کیون بی صندلان تمکو نیا درد سر پیدا
ہوا کہ طلسم کشا سے جا ملین لیکن مین تمکو کس زدو شور سے لائی صاحبو سنا تمنے

جب مین انکو لیکر چلی ہون تو عاشق سے کیا کیا راز و نیاز کی باتین کین کہ میری قبر پر آنا فاتحہ خیر پڑھنا اشعار شاعرون کے اسی مضمون کے خوب خوب پڑھے بڑے بڑے نخرے کیے انھون نے بھی بڑی کدو کاوش کی تیر مجکو مارے لیکن وہ تیر مجھ تک نہ پہونچے مین نے دیکھا کہ وہ تڑپ کر رہگئے مین انکو لے آئی مین لشکر کشی مین میرا ارادہ ہے کہ اسکی شکل بنکر طلسم کشا کو دھوکا دون لوح پر قبضہ کرون جب لوح میرے قبضے مین آئی پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سب ساحر کہہ رہے ہین ای بادشاہ طلسم تمنے خوب تدبیر سوچی ہے یہ تدبیر خالی نہ جائیگی یہ باتین تھین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی چمن پیرا نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ لکہ ہاے سرخ و زرد آسمان پر پیدا ہوے وہ ابر آنکر برسر باغ لہرانے لگہ ہاے ابر پھٹے دیکھا آگے سب کے شہلاے نرگسی چشم پشت بہار جل و مرجل و شنکل و ہنکل ستر ہزار ساحران زبردست پشت پر علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے چمن پیرا نے کہا لو صاحبو میری قوت بازو آگئی مین حیران تھی کہ کہان گئی مگر چار ساحرون کو لیکر آئی ہے اب لشکر کشی سہل ہو گی ایک طرف سے مین سحر کرونگی اور ایک جانب شہلا ہو گی مین چشنکل صندلان اُس ہنگامے مین جاکر لوح مانگ لونگی گھبراہٹ مین لوح دیدینگے کہ شہلا آکر اتری جھک کر سلام کیا چمن پیرا نے گلے سے لگا لیا کہا ای شہلا تم آج صبح سے کہان تھین اب صندلان کو قتل کرتے ہین قصد ہے کہ لشکر کشی کرین طلسم کشا کو جاکر گھیرین شہلا نے کہا ای شہنشاہ ساحران میری مرضی یہ ہے کہ صندلان کو پہلے قتل کرین اسی نے امیر کو لوح دلوائی عفریت کو قتل کروایا تم لشکر کشی کرکے چلو مین صحراے ویران مین لیجاکر صندلان کو قتل کرون چمن پیرا خوش ہو گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہ قفس صندلان اُتارون کہ ورزو جادو اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا ای بادشاہ طلسم مجھے کچھ عرض کرنا ہے پہلے میری سُن لیجیے پھر قفس اُتاریے گا یہ کہکر قریب آئی کان مین کہا حضور یہ بی بی ہماری بی شہلا صاحب نادیدہ طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین چاہتی ہین صندلان کو رہا کرکے لیجائین ان چارون سردارون کو سمجھا کر اپنی جانب کر لیا ہے یہ سب لشکر بھی اُنھین کی

تابعدار ہین سب آپ کے دشمن ہین قفس ہمکو دیجیے گا اگر مناسب ہو تو ان سب کو گرفتار کر لیجیے
یہ خبر وحشت اثر سنکر چمن پیرا اُس کی بات قفس اُتارنے چلی تھی یا رک گئی شہلا نے کہا ای
شاہ طلسم خیر تو ہے آپ کیون رنگین ہین لشکر لیکر جاؤن بہ شکل صندلان طلسم کشا کو
دھوکھا دون آپ اسی مقام پر رہیے مین طلسم کشا کو گرفتار کر لون اور لوح طلسمی
چھینون مجبور کر کے طلسم کشا کو قتل کر دن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر
رو دین بلکہ لا کر اسی باغ مین قتل کر دن چمن پیرا سے ضبط نہ ہو سکا پکار کر آواز دی
کہ ان بی شہلا تمنے ہمارے قتل پر کمر باندھی ہے کیون ارجل و مرجل و شنکل و مشکل
تم سب نسبانی پر شہلا کی مغرور ہوے اب مین تم سب کو جانے دونگی ایک سحر
مین سب کو مٹا دونگی شہلا نے کہا ای بادشاہ طلسم یہ تمسے کسنے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہوئین
تمھاری خیر خواہ ہون کیا مجکو صندلان بنایا دُزد و جادو ہیشہ کی مکارہ ہے اسنے کچھ اگر
دراندازی کی اسقدر شفق کو جوتیان مارونگی کہ سر اسکا گنجا ہو جائیگا ایسے فتنہ ہیشہ کیا کرتی ہے
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا دزد کی چوٹی پکڑی اپنی جانب کھینچا دزد نے پکار کر آواز دی ای
ملکہ چمن پیرا مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے مگر شہلا نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر دزد
کا اُڑ گیا چمن پیرا نے کہا بی شہلا یہ کیا کیا کہا حضور میرے آپکے فساد کراتی ہے جو مین نے
کہا ہے اُسی طور سے کیجیے ورنہ مین جاتی ہون جا کر طلسم کشا سے لڑونگی میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے لائیے قفس صندلان مجھے دیجیے ایسے صحرا مین قتل کرون
کہ جہان پانی بھی نہ ہو لاش کو دفن و کفن بھی نہ ملے چمن پیرا کے منھ سے نکلا کہ ہان ای سردارو
بی شہلا کو مار لو سب سرداران مذکور خونخوار و سنگبار وغیرہ اپنے مقام سے اُٹھے
چاہا کہ شہلا پر سحر کرین یا گرفتار کر لین شہلا نے ایک دستک دی اور ہاتھون کو چمکایا
زمین پر چند تڑپ کر گرین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا اور کسی کا پانون کٹا چند کنیزان
شہلا بد حواس ہو کر بھاگین یہان صاحبقران اپنے مقام پر بیٹھے ہین لوح کو جو ملاحظہ
کیا لوح مین عجب نوشتہ نکلا کہ اپنے دوست کی خبر لو صاحبقران حیران کہ میرا دوست
کون ہے جب لوح دیکھتے ہین یہی مضمون نکلتا ہے کہ دوست کی اپنے خبر لو صاحبقران

حیران و پریشان ہین کہ شاید خواجہ عمرو کسی بلا مین پھنسے اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کرو ورنہ یقین ہے کہ قتل ہو جائین نہین معلوم اُس یار جاودانی و محبوب جانی پر کیا گذری کہ وہ ظالمہ گرفتار کرکے لیگئی ہے نہین معلوم کس طرح پیش آئے اُسی کی لوح خبر دیتی ہے کہ چند کنیزین شہلا کی آکر یہہ پہونچین عرض کی اے شہریار ملکہ شہلا سے نرگسی چشم کہ دختر وزیر طلسم ہے صندلان سے حال آپکا سنکر مائل ہوئین رات تڑپ تڑپ کے کاٹی جب آنکھ کھلتی تھی بیقرار ہوکر فرماتی تھین نظم

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا ۔۔۔ گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا
ہزار بوسہ ہر اک لب کے گن کے لونگا مین ۔۔۔ جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا
خضر راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھوں مین ۔۔۔ مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا
ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا ۔۔۔ سفید رنگ سرخ یاسمن نظر آیا
دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ ۔۔۔ قفس کے چاکون سے مجکو چمن نظر آیا
کرگئی برق جمال اسکی بند آنکھون کو ۔۔۔ وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا
یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمہ حیوان ۔۔۔ شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا
پیالے پانی کے دکھلائی دینگے کاسہ چشم ۔۔۔ رلائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا
کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے ۔۔۔ کمال ہجو تو مشکل یہ فن نظر آیا

جب صبح ہوئی تو سوار ہوکر نکلین ایسے مقام پر پہونچین کہ جہان ارجل و مرجل و شنکل و منکل چار سردار بیٹھے ہوے صلاحین کر رہے تھے کہ بادشاہ طلسم کی مدد کو جائین ہماری بی بی جو وہان پہونچین آپ کی جلالت و جرات کا ذکر کرکے اُنکو تسخیر کیا صلاح ہوئی کہ چلکے صندلان کو رہا کرلائین لیکن دزد جادو کنیز نے سب حال چمن پیرا سے کہہ دیا کہ اب باغ مین لڑائی ہو رہی ہے چمن پیرا کے ساتھ شاہان دربند ہین اور ملکہ ہماری بجرات لڑ رہی ہین اُنکی طرف تین لاکھ ساحر دس بارہ افسر ہین لیکن ہماری ملکہ کسی سے آنکھ نہین چھپاتین برابر لڑ رہی ہین عین گرمی جنگ مین ہمارے خیال مین آیا کہ چلکر حضور کو خبر کرین آپ کو تخت پر سوار کرکے لیچلین آپ کے پہونچنے سے شہلا کو

بڑی جرأت ہو گی اور چمن پیرا گھبرا جائیگی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے کنیزون نے عرض کی ہم تخت تحریر تیار کرین اُسپر سوار ہو کے چلیے بہت جلد پہونچائینگے امیر نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھکر طرف آسمان کے دم کر و قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو امیر نے اسم مذکور بتعداد مرقوم پڑھکر طرف آسمان کے دم کیا جیسے ہی امیر نے اسم دم کیا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سفید رنگ منقار کلان آنکھین یاقوت احمر کی پر سات رنگ کے اُڑتا ہوا آتا ہو زمین پر آکے اُترا منقار بڑھائی کہ صاحبقران کی کمر مین منقار دیکر لے اُڑے دون امیر نے طائر کی گردن پکڑی اور جست کر کے پشت پر سوار ہوے چند پر دنپر ہاتھ ڈالا وہ طائر اُڑتا ہوا صاحبقران کو لیچلا پشت پر وہ کنیزین جنھون نے صاحبقران کو خبر دی تھی وہ بھی اُڑتی ہوئی چلی آتی ہین یہان گرمی جنگ ہو شہلا کو ساحرون نے گھیرا ہو مگر ارجل و مرجل و شنکل و ہنکل مثل پروانے کے گرد شمع جمال شہلا پھر رہے ہین جو ساحر قریب آیا اُسے مار کر گرا دیا ستر ہزار ساحر جا بجا گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ لڑ رہے ہین چمن پیرا ہر مرتبہ کڑک کر شہلا پر آتی ہو مگر شہلا جب دستک دیتی ہو تو چمن پیرا ہٹ جاتی ہو واضح ہو کہ قفس مین صندلان یہ حال دیکھکر بے قرار ہو رہی ہو اور شہلا سے اشارے کرتی ہو کہ بوا کسی طرح مجبور ہاکر و تو پھر مزہ دیکھیے کسی طور سے صاحبقران کو خبر کر دو شہلا جواب دیتی ہو کہ اے ہمشیرہ کیونکر رہا کرون تم تک پہونچ نہین سکتی ہزار طرح کی کد و کاوش کر رہی ہون مگر ممکن نہین ہوتا میرا خود عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو بقول شاعر

نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہو اجل کے خواب کا
رنگ پیدا اس قدر ائس قاتل احباب کا

بر ہمن بننا غضب ہو گاؤ کو قصاب کا
بند آخر کو نکلنا ہو گیا مہتاب کا

رو... مژگان ہو کیا اُس طاق ابرو کیطرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانۂ قصاب کا

رخصت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
بے ورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منھ کعبہ کی محراب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلا لیتے ہین	دل ہمارا ہی مرقع صحبت احباب کا
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین	فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا
بے تکلف آستان یار پر سارا قدم	دور کو سون رہ گیا ہمسے محل آداب کا
چشم تر سے کانپتی ہی قالب خاکی کی روح	کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہو گرداب کا
سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ	بھولنا ہی دل سے بہتر ہی پریشان خواب کا

ملکہ صندلان قفس مین بیتاب و بیقرار ہی شہلا ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ قفس کو چھپٹ کے مین آثار لون مگر ساحر تو نے پڑھتے ہین ہر چند شہلا قصد کرتی ہی مگر پہنچ نہین سکتی فوج چمن پیرا نے گرد قفس کے پرے باندھے ہین صندلان دعائین کر رہی ہی کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز مجھکو رہا کر نظم

عفو کن عفو ای شہ عالی جناب	زانکہ دارم جرم بے حد و حساب
گمرہان را ۔ رہنمائی میکنی	بر طریق نیک و بد را ہ صواب
ہست ہر ذرہ ز لطفت مستفیذ	ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب
دیدہ گریان شایقان را مثل شمع	سینہ بریان عاشقان را چون کباب
ماند مداح جناب کبریا	ہندی نادان بہ پیری و شباب

صندلان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت خداے لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب خشمگین کردگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
ازان کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ساحرون نے دیکھا کہ صاحبقران ایک طائر کی پشت پر سوار آسمان سے ظاہر ہوے طائر تڑپ کے زمین پر آیا امیر پشت طائر سے کودے قضاے کار طائر نے قریب قفس امیر کو اُتارا طائر نے بھی پرون کو جنبش دی چنگاریان آگ کی نکلین جیسے

چنگاری پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگا کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے امیر نے جو قفس سے صندلان کو دیکھا لوح کا عکس جو ڈالا قفس ٹوٹا ایک کنیز نے زبان سے صندلان کی سوزن نکالی صندلان تڑپ کر بلند ہوئی کئی سو ساحرون کو کاٹکر قریب شہلا کے آئی شہلا نے گلے سے لگا لیا صندلان نے پوچھا ہوا تمھارا کیونکر آنا ہو شہلا نے کہا اے ہمشیرہ میرا مقدمہ طولانی ہو خدا اس مقدمہ سے بہ خیر و عافیت مہلت دے تو بیان کرونگی مگر بیان آنیکا یہ باعث ہوا منظور تھا کہ تکو رہا کرین مگر فلک نے نہ چاہا شکر ہو کہ طلسم کشا پہونچ گئے میری کنیزین جو خیرخواہ دولت ہین اُنھون نے جاکر صاحبقران کو خبر دی اسوجہ مین امیر کا آنا ہوا مگر اے صندلان تمھاری رہائی کی سبکو خوشی تھی شکر ہو کہ تمنے رہائی پائی مگر اب مصروف جنگ ہو ساحرون کا بلوہ ہو یہ سوار جو جنگ کر رہے ہین انکو قتل کرو یہ فوجون کو ترغیب دے رہے ہین یہ سنکر صندلان بڑھی ایک طرف شہلا نے قصد کیا دونون کڑک کڑک کر گرین شہلا نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا ٹھنڈھی چلی پھول سب بنے غنچے مسکرائے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے آگ لگائی اشعار آتش کے پڑھے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہو کسکا	کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہو کسکا
پیشتر حشر سے ہوتی ہو قیامت برپا	جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہو کسکا
شادی مرگ سے پھولا ہین سماتے کاہنین	گور رکھتے ہین کسے نام کفن ہو کسکا
دہن تنگ ہو موہوم یقین ہو کسکو	کمر یار ہو معدوم یہ ظن ہو کسکا
ایک عالم کو ترے عشق مین سکتہ ہوگا	صاف آئینے سے شفاف بدن ہو کسکا
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو	پھر یہ عناب لب و سیب ذقن ہو کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین	سنبل اس طرح کا پرپیچ و شکن ہو کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہو خدا کی قدرت	باغبان کون ہو اسکا یہ چمن ہو کسکا
خاک مین اسکو ملاؤن اُسے برباد کرون	جان کسکی ہو مری جان یہ تن ہو کسکا
یار کو تمسے محبت نہین تو اے آتش	خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہو کسکا

کئی ہزار ساحر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف جنگل کے نکل گیا کئی ہزار بھوت ہوکر
جنگ مین مصروف ہوئے ہمراہیان چمن پیرا کو قتل کرنے لگے جب چمن پیرا نے دیکھا
کہ میرے ہمراہی ایسے بھوت ہوئے کہ بھائی کو بھائی اور بیٹے کو باپ قتل کرتا ہے تو چمن پیرا
نے ایک دستک دی کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جس پر قطرہ پڑا وہ ہوش مین
تو آیا مگر جسنے جوان بیٹے کو قتل کیا تھا وہ اُسکا لاشہ دیکھکر چیخین مارکر رونے لگا کوئی بھائی کی
لاش پر روتا ہے کوئی باپ کی لاش پر چیخین مارتا ہے بعض کو آکر چمن پیرا نے اُٹھایا کہا صاحبو
اب کیون روتے ہو ایسا عشق صندلان مین درد سر پیدا کیا کہ بیٹے کو ہاتھ سے مار ڈالا
اب رونے سے کیا فائدہ جسطرح بن پڑے دشمن کو بتاؤ بیٹے کے خون کا بدلہ لو طلسم کشا
عین وقت پر آئے مین خوب جانتی ہون کہ بی شہلا نے طلسم کشا کو بلوایا ایسا نہو کہ اب
طلسم کشا سے مجھے مقابلہ پڑ جائے مجھے افسوس یہ ہے کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا
کہ ہوشنگ مردار خوار ایک ساحر قوی تن قوی من عفریت مثال دیو خصال جو بیٹھا
ہوا سامنے چمن پیرا کے آیا کہا اے شہنشاہ طلسم چمن زار مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے
لاتا ہون زور وقوت مین اُنسے دہ چند ہون مروڑکر مار ڈالونگا یہ کہکے چلا سامنے طلسم کشا
کے آکر سحر کیا آگ برسی تلوارین گرین لیکن امیر پر تاثیر نہ ہوئی کسی طرح کے سحر اس ساحر نے
کیے قضاے کار ملکہ شہلا لڑتی ہوئی سامنے ہوشنگ مردم خوار کے آگئی ہوشنگ
للکار کر جا پڑا شہلا نے بجلی کان سے اُتاری اور طرف ہوشنگ کے کھینچ ماری برق چمک کر
گری ہوشنگ نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے دور جاکر برق گری
لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے چمن پیرا نے للکارا کہ کیون شہلا اب ہمارا کچھ پاس
نہین ملازمون کو ہمارے تو قتل کرتی ہے تجکو خوف نہین آتا جسوقت خداوند لقراط ثانی
کا سامنا ہوگا اور قدرت عیسیٰ پوچھین گے کہ میرے بندون کو کیون مارا تو کیا جواب دیگی
قدرت اُن سب کو حیات تازہ عطا کرینگے تجکو جہنم مین پھنکوا دینگے کون تجکو بچائیگا
شہلا نے جواب دیا اے چمن پیرا یہ تیرا ہی اعتقاد ہے لقراط ثانی بالکل بے اختیار اور
جلسا زہے یہ سنکر چمن پیرا جھلائی جھولی سے گرز نکال کر مارا شہلا کے سر پر برق

گری کہ سر اسکا زخمی ہوا امیر نے جو دوسرے دیکھا کہ سر شہلا کا زخمی ہوا اور چمن پیرا
قتل کرنے کے لیے چلی ہو نعرہ کرکے جا پڑنے شہلا پیچھے ہٹی ہوشنگ غریو کرتا ہوا قریب
صاحبقران آیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی ہوشنگ پٹ پڑا امیر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ہکہ مارا کر سر زمین سے
ملا دیا ہوشنگ نے چاہا ریلی کرے دوڑون امیر نے پیر جمائے ہوشنگ سے کشتی
ہونے لگی ہوشنگ کو اپنے زور پر بڑا ناز ہوا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ اللہ اکبر
کیا زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا داہنا پیر آگے بایان پیر پیچھے رکھکر ہوشنگ کو چرخ دیا چرخ دیکر زمین پر مارا
ہوشنگ نے چاہا منہ کی کھا کر سنبھلون امیر نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون
شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا در شناخت پروردگار
چہ می گوئی اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سینے سے اُٹھکر ہوشنگ کو مثل کرپاس کنہ چیر کر
پھینک دیا چمن پیرا نے جو لاشہ ہوشنگ کا دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا ساتھ والونسے
کہا کہ بڑا دیو مارا گیا کن کن لڑائیون کو اسنے فتح کیا دیو بردبار جب آکر درہ کوہ مین ساکن ہو
ساکنان طلسم کو آزار پہونچاتا تھا جو راہ گیر نکلتا تھا اسکو چیر پھاڑ کر کھا جاتا تھا ہوشنگ
اُسکے مقابلہ مین گیا اور درہ کوہ پر جا کر للکارا للکار کر اُس سے مقابلہ کیا اسکو ٹوک کر مارا
آج اسکو حمزہ نے کس زور و شور سے قتل کیا لاشہ اسکا پھڑک رہا ہے کہ ایک طرف سے
غریو کی آواز آئی زمین تھرائی پالہنگ کرگدن سوار نعرہ کرکے آگرا کہتا تھا میرے
بھائی کو کسنے مارا چمن پیرا نے بڑھکر کہا ای پالہنگ تیرے بھائی کو حمزہ نے مارا
پالہنگ نعرہ کرکے صاحبقران کی طرف چلا راہ مین جو ملا اُسے چیر کر پھینک دیا
منہ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا پالہنگ کی جو نگاہ جمال
جہان آرا پر پڑی مثل آئینہ حیران و بہ مثل زلف پریشان ہو کر کہا یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین یہ آرزو کرکے آیا تھا کہ طلسم کشا کا شریک
ہونگا اب مجکو از حد غصہ ہو کر بھائی کا لاشہ دیکھا اب چاہتا ہون کہ تجکو قتل کردون چیر پھاڑ کر

کھا جاؤن ہڈیان تک چبا لون صاحبقران نے آواز دی او مردک کیا بکتا ہی جو ہو سکے
تصور نکر زبان تیغ سے کلام کر پالہنگ نے دیکھکر آواز دی مجھے آپ کے جمال پر افسوس
آتا ہی کہ تمھارے فرزند یتیم ہو جاوینگے بس بہتر یہی ہی کہ میری اطاعت کرو قدمون کو بوسہ دو
امیر نے فرمایا اگر تجکو دعوی جرات ہی تو یہی گو ہی یہی میدان ہی پالہنگ نے گرز گران سنگ
آہن ہمسان سنگ ہشت پہلو دو دستی اٹھایا خبردار خبردار کہکے صاحبقران پر لگایا
امیر نے گھاٹ پر تلوار کے روکا گرز کھٹکے گرا جھلاکر پالہنگ نے ڈنڈا امیر پر کھینچ مارا
امیر نے اسکو بھی خالی دیا اب تو پالہنگ جھلایا کہا حمزہ تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی اس
فن مین بھی شہرۂ آفاق ہی مین تیری جرات سن چکا ہون راستہ طلسم خیال سکندری کا
بند تھا کوئی جا نہ سکتا تھا اب راستہ کھلتا ہی چمن پیرا نے ایسا انتظام کیا تھا کہ اس طرف
کوئی آ نہ سکتا تھا دشمنون نے تمھارا ساتھ دیا لوح دلوائی یہان تک پہونچایا ورنہ یہ وہ
مقام ہی کہ ہوا کا بھی گذر نہ ہو سکتا تھا ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی تھی ایسے مقام پر تلوار چلی
مین تمسے کشتی مین امتحان چاہتا ہون امیر آستین چڑھا کر موجود ہوے صندلان و شہلا
لڑ رہی ہین ہنگامۂ سحر گرم ہی گولے تیغ چل رہے ہین جو سحر چمن پیرا کرتی ہی صندلان و
شہلا اسکو دفع کر دیتی ہین چمن پیرا حیران ہی کہ کیا کرون ان دونون کو کیونکر میدان سے
نکالون جھٹ جات طلسمی جھولی سے نکالے ایک کاغذ سفید نکالکر طرف آسمان کے پھینکا آگ
برسنے لگی ان شعلہاے آتش کی گرمی سے رنگ صندلان متغیر ہوا شہلا بھی متردد و
متحیر حیران دیکھ رہی ہین کہ اس آگ کو کیونکر دفع کرین شعلۂ آتش بھڑک کر طرف
صاحبقران کے آئے ادھر پالہنگ آمادہ ہی کہ امیر سے کشتی لڑیون گرمی آگ کی
جسم کو جو پہونچی امیر نے لوح کو چمکایا شعلۂ آتش بھڑک کر طرف چمن پیرا کے چلے چند
شعلے پالہنگ پر گرے پالہنگ غل مچانے لگا کہ ای بادشاہ طلسم یہ کیا سحر کیا مین جلا
جاتا ہون بہتر یہ ہی کہ ان شعلون کو دفع کرو ورنہ ہڈیان جلنے لگین گی چمن پیرا نے ناچار
ہو کر شعلۂ آتش دفع کیے پالہنگ خم مار کر امیر سے لپٹ پڑا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ لوح طلسی
گلے سے اتار لون مگر امیر لوح کو بچاتے ہین ہر مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مار دیتے ہین اور فرماتے

ہیں ای پالہنگ جرأت کو کام کر کمر وحید سے ہاتھ اُٹھاتو چاہتا ہے کہ لوح مجھ سے لے جبتک
سر میرے جسم پر باقی ہو کیا مجال جو کوئی لوح لے سکے بڑی کوشش سے لوح لی ہو یہ لوح طلسم حجن زار
فتح کرائیگی کشتی بزور و شور ہو رہی ہو صاحبقران ہر مرتبہ چاہتے ہیں کہ ریل کر پالہنگ کو بے
دو ٹوڈون مگر پالہنگ جما ہوای قدم نہیں ہٹاتا آخر امیر نے بہ قوت تمام دونوں مونڈھے تھامے
ریل کرتے دوڑے ہر چند پالہنگ چاہتا ہو کہ اپنے کو روکون مگر تھم نہیں سکتا پیچھے ہٹتا جاتا ہو
دس قدم امیر ریل کر پالہنگ کو لائے وہاں پر لاکر کہ مارا دونوں گھٹنے پالہنگ کے آشنا ہزمین
ہوئے امیر نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر کرکے زور کیا ہر چند پالہنگ نے بچے مارے تڑپا مگر
صاحبقران نے جو زور کیا پالہنگ کو سر سے بلند کیا پالہنگ کو چرخ دینے لگے سپر کہیں خنجر کہیں تلوار
کہیں ہاتھ کے دستانے کہیں پاؤن کے موزے کہیں مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا فوج نے جو
دیکھا کہ ہمارے افسر کو طلسم کشا نے اُٹھالیا چار طرف سے بلوہ کرکے ٹوٹ پڑی امیر نے بجاے سپر
بائیں ہاتھ پر پالہنگ کو لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا بولتی ہوئی سپر کو آگے کر دیا پالہنگ غل مچاتا ہو
یار و میری جان لوگے مگر ہزمین کون سنتا ہو چوترہ و نیزہ تلواریں پڑ رہی ہیں جب تلوار پڑتی ہی
آہ کرتا ہو شبرنگ نیزہ باز نے کہ پہلوان زبردست ہو بادہ کبر و نخوت سے مست ہو دور سے جو
یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والوں سے کہتا ہو طلسم کشا نے پہاڑ کو اُٹھالیا کسکی مجال تھی کہ ایسے
خونخوار کو اُٹھالیتا اور جم کر لڑتا بجاے سپر ہاتھ نیزہ بلند ہو اور تیور پر بل ہیں نہنگانہ ملے ہاین ہر چند
پہلوان چاہتے ہیں کہ لڑ بھڑ کے چھین لیں مگر امیر کسی کو قریب نہیں آنے دیتے آخر شبرنگ
نعرہ کرکے آپڑا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا طعنین نیزوں کی چلنے لگیں بائیں
ہاتھ پر پالہنگ علم ہو عجب ہجوم غم والم ہو کہ اتنے بڑے پہلوان کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے نیزہ بازی
کر رہے ہیں تمام لشکر دیکھ رہا ہو کہ امیر سے اور شبرنگ سے نیزہ بازی ہو رہی ہو جب صاحبقران
بار پالہنگ سے عاجز ہوے تو داہنے ہاتھ پر تول کر شبرنگ پر پالہنگ کو پھینک دیا دونوں پراٹھا
ہو کر گرے مطیان صاحبقران ٹوٹ پڑے دونوں کی مشکیں باندھ لیں ملکہ شہلاے نرگسی چشم
لڑتی ہوئی پہنچیں گرد صاحبقران پھرنے لگیں مار کر سب کو ہٹایا اسلحہ کا سحر کیا کہ ساحر جتنے تھے
بھاگے بعض جھومنے لگے آنکھیں اُبل آئیں چہرہ سرخ ہوا یہ اشعار عبرت پڑھتے ہوے دیوانہ وار

وحشی مثال طرف صحرا کے بھاگے نظم

نازک حباب سے ہے مرا دل مرا مزاج	ہم جائے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم	پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا نہ کا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم	بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین	چھٹ جاتی ہے غذا نہین پاتی دوا مزاج
دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا پہ خلق کو	آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

پہاڑون نے سر ٹکراتے ہوے جھیلون مین گر کر اپنی جان دی آبرو کھوئی پناہ پائی مشکل ہوئی ملکہ چمن پیرا نے جو دیکھا کہ اب لشکر معرض زوال مین ہے سب سردار مارے گئے فوج والون کو شہلا وصندلان نے دیوانہ کر دیا وحشی بنایا کچھ طرف صحرا کے بھاگے کچھ کنوون مین گرے بعض اپنی صلاح کر رہے ہین کہ طلسم کشا کی شرکت کرو طلسم کشا رحیم مزاج ہے عزیز دار صاحب معراج ہے یقین ہے کہ خطا معاف کرے ہماری خطا کا خیال نکرے کنیزون نے چمن پیرا کو خبر دی کہ اہل فوج آپکے بیدل ہو رہے ہین یقین ہے کہ صاحبقران کی شرکت کرین چمن پیرا یہ سنکر گھبرا گئی کنیزون سے کہا صاحبو مین کیا کرون کدھر نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا کے آنے سے لڑائی بگڑی ورنہ میرے ہمراہ تین لاکھ فوج تھی ہمراہیان ارجل و مرجل و تشنکل و دہنکل ستر ہزار جوان تھے کیا میری فوج سے لڑ سکتے مگر شہلا وصندلان نے آگ برسا دی حقیقت تو یہ ہے کہ سب کے پاؤن اٹھ جاتے ہین کنیزون نے کہا واری نکل چلیے پاس خداوند کے اپنے کو پہونچائیے دیکھیے قدرت کیا صلاح دیتے ہین یقین تو یہ ہے کہ خسرو آپکو عمدہ معقول دین بلکہ کیا تعجب ہے کہ آپکو طرۂ پیغمبری ملے کلی آرزو کی کھلے کہ آپنے بڑی مشقت و محنت اٹھائی ہے یہ بات چمن پیرا کو پسند آئی طاؤس پر سوار ہوئی طرف آسمان کے چلی اور پکار کر آواز دی کہ جسکو قصر سکندری پر چلنا ہو وہ آئے ہرچند کہ بہت سے مارے گئے کچھ دیوانہ وار طرف صحرا کے نکل گئے مگر ساٹھ ہزار جو صحیح و سالم تھے جمع ہو کر ہمراہ چمن پیرا آئے چمن پیرا اسکو ساتھ لیکر بلند ہوئی لگا ابر سیاہ مین سب چھپے وہ ابر اٹھتا ہوا روانہ ہوا امیر نے جو دیکھا کہ لشکر دشمن نکل گیا چند تیر بھی مارے صندلان و شہلا نے ابر پر بجلیان گرائین مگر ابر نہ رکا صاحبقران بہ فتح و فیروزی مع ارجل و مرجل و تشنکل و دہنکل و صندلان و شہلا

وباقی سرداران وغیرہ کے باغ چمن پیرا مین تشریف لائے بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی سب
سردار آکر بیٹھے صاحبقران فرماتے ہین کہ یارو فلک نے کیا انقلاب دکھلایا کہ چمن پیرا زندہ
نکل گئی شہلا نے عرض کی کہ حضور چمن پیرا کہین نہ جائیگی پھر آپسے آکر لڑیگی اُسکو طلسم چمن زار کا
بڑا خیال ہے یہ باغ وسیع ودل کشا بڑی مشقت سے بنوایا ہے ہر سال ایک قصر یادو قصر بنواتی ہے گانے
بجانے کا بڑا ذوق وشوق ہے نیرنگ زعفران پوش وزیر زادی چمن پیرا کی بحبت شہلا
شریک ہوئی ہے اُسنے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو یہ کنیز جائے جہان چمن پیرا اُترے رات کو
گرفتار کرکے لاؤن شہلا نے کہا ای نیرنگ یہ بات کبھی صاحبقران نہ قبول کرینگے کہ تم یکہ وتنہا جاؤ
نیرنگ نے کہا مین طریقے سے چمن پیرا کے آگاہ ہون اس رنگ سے اپنے کو پہونچاؤن کہ دوست ودشمن
کو خبر نہ ہو یہ کہکے قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا حضور کے اقبال سے جو کہتی ہون وہی کرونگی
کنیز کو اجازت ملے صاحبقران نے مجبور ہوکر فرمایا ای نیرنگ تمہارا جانا مجکو بہت ناگوار ہے لیکن
تم اس طور سے کہتی ہو کہ سوائے اجازت دینے کے کوئی چارہ نہین مگر اپنے کو بچانا کسی بلا مین نہ پھنسنا
نیرنگ زعفران پوش ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چل نکلی مگر چمن پیرا
جو شکست خوردہ بھاگی اُفتان وخیزان حیران وپریشان بارہ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اُسکو صحرائے
زعفران پوشان کہتے ہین وہان پہونچی زعفران جادو وہان کی حاکم ہے جسوقت زعفران نے خبر پائی
کہ چمن پیرا شکست خوردہ آتی ہے کنیزون کو ساتھ لیکر برائے استقبال اپنے باغ سے نکلی راہ مین
آکر سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا اپنی بارگاہ مین لائی کہا ای چمن پیرا کیا کہون کہ جو دلپر صدمہ ہے جی
چاہتا ہے کہ بی شہلا کا سر لاؤن صندلان کو تیرباران کرون ان دونون نے یہ آفتین برپا کین
چمن پیرا نے کہا ای زعفران کیا مین اُنکے واسطے کوئی بات اُٹھا رکھونگی وہ کد وکاوش کرون کہ
سرمیدان اُنکو دار پر کھینچون تم سب صاحبون نے دیکھا کہ اگر یہ راستہ نہ بتلاتین تو قصر تاریک مین طلسم کشا
کبھی نہ پہونچتے باغ زعفران مین بارگاہ استادہ ہوئی پردے اُٹھے ہوئے کیدان رسالدار جمع ہین چمن پیرا
فکر کر رہی ہے کہ دیکھا آسمان پر سنہرا ابر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک ہے بڑے
زور وشور سے ابر آتا ہے چمن پیرا نے کہا مین تو پہچانون کہ یہ کن صاحب کا ابر ہے تارے ہزار ہا چمک
رہے ہین جیسے قندیلین قصر مین روشن ہوتی ہین ہر طرف شعلے چمک رہے ہین زعفران نے کہا

مین جاکر خبر لاتی ہون یہ کہکے زعفران چلی کہ جاکر دریافت کرون قریب ابر جاکر ایک دستک
دی کہ دروازہ ابر کا کھلا زعفران ہنستی ہوئی اندر ابر کے داخل ہوئی دیکھا تخت پر ایک ساحرہ
ہے دو دو من زلفین عنبرین عارض پر لہرا رہی ہین پیشانی چشمہ خورشید شاعر آٹھ پہر اس خیال مین
رہتے ہین کہ رخسارۂ خوب کو کس سے مثال دین آخر عاجز ہو کر کہتے ہین کہ عارض لاجواب ہے بلکہ
رشک آفتاب و ماہتاب دہن غنچۂ گل زلفون کا تسلسل گلا صراحی دار گلزار حسن کی بہار سینہ پر ابھار
موے کمر ہمیشہ سے مشہور ہے شعرا عدم کہتے ہین ہم عرض کرتے ہین کہ شعاع نیر اعظم ہے ساق بلورین
جنپر بنائے حسن قائم ہے شاخ شجر بلورین یا سراپا نورین پاے نازک حنا مالیدہ دوپٹہ کندھون پر
پڑا ہوا بہ تکلف تمام تخت پر جلوہ فرما ہے پشت پر کئی سو کنیزین مگس رانی کر رہی ہین بعض کے ہاتھون مین
عہدے ہین زعفران نے جو اُس شہزادی کو دیکھا بہ ادب تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ اے
محبوب مسند نشین اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتی ہین اور کہان جانیکا ارادہ ہے محبوب نے
مسکراکر جواب دیا بوا زعفران اسوقت باغ مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا منظور ہوا کہ صحرا کی سیر
کرین تمہاری سرحد مین اسوقت گذر ہوا لشکر بہت سا گرد باغ اُترا ہوا ہے مگر سنا تھا یہ کیا کہین لشکر
کشی ہے زعفران نے دست بستہ عرض کی حضور کو کچھ حال معلوم ہے کہ بادشاہ طلسم چمن زار پر
کیا گذری دشمنون نے اُنکا طلسم برباد کرا یا بانی صندلان و شہملا بالا علان طلسم کشا کی شریک
ہوئین لوح کے مقام پر لگئین لوح دلوائی ظاہر مین لڑین سرداران دربند کو ورغلانا چار سردار شریک
طلسم کشا ہوے آخر چمن پیرا نے شکست کھائی اول تو صاحب لوح پر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرے
طلسم کشا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہے لاکھون مین اکیلا لڑے کیونکر شکست نہوتی شکست کھائی
ہوئی جاتی تھین مین نے لا کے اپنی سرحد مین اُتارا ہے اگر مناسب ہو تو آپ بھی ملاقات کر لیجیے چمن پیرا پر
وقت تنگ ہے محبوب نے ہنس کر جواب دیا اے زعفران اسوقت ملاقات سے یہ مراد ہے کہ اُنکی مدد کرین
جن لوگون نے اُنکو صدمہ پہونچایا اُنکی گرفتاری کی تدبیر ہو اُنکو پھر بادشاہ طلسم کیا جائے اے زعفران تو نے
ایسا طلسم کشا کا حال بیان کیا کہ جس سے لڑنا نہایت دشوار ہے لوح کا پاس ہونا علامت طلسم کشائی
ہے ذاتی جرأت بھی وہ ایسی رکھتے ہین کہ اکھونے اکیلے لڑتے ہین مگر ابتک کسی ساحرنے کوشش نہین کی
ورنہ غیر ساحر کی کیا مجال ہے کہ سحر کو دفع کر سکے مین چلکے ملاقات کرتی ہون ایک سحر مین بے چھڑ داد دونگی طلب

تمھارا یہی ہی کہ چلکے بی چمن پیرا سے لون اُنکی مشکل آسان کرین یہی بڑا احسان کرون اگر یہ نہ ہوا تو ملاقات بیکار ہی آج مین بھی کتاب دیکھ رہی تھی صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ طلسم چمن زار نہ فتح ہوجائیگا کوئی ساحر اس طلسم کا امان نہ پائیگا قدرت ایسا لکھ چکے ہین تو پھر نجات کی کونسی صورت ہی اور ہم ہمیشہ سے مددگار طلسم چمن زار کہلاتے ہین ہمکو ضرور ہی کہ اُنکی مدد کرین اس کشاکش سے اُنکو بچائین طلسم کشا کو نیا رنگ دکھائین کہ معلوم ہو اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر بھی ہین قدرت کی تحریر کو رد کرین اسوقت مین چمن پیرا کی مدد کرین زعفران نے محبوب کو ایسا آمادہ کیا کہ تخت کو اُتار لائی چمن پیرا اُٹھکر ملی محبوب کو لاکر مسند پر بٹھایا محبوب نے سب حال پوچھا چمن پیرا نے رو رو کر سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسا دباؤ پڑا کہ مقام بزرگان مجھسے چھوٹا آخر شکست کھاکے یہان آئی محبوب نے تسکین دی آنسو پونچھے کہا ای چمن پیرا تم اسقدر نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی اور طلسم کشا کو گرفتار کرونگی مگر سنتی ہون کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہین اکیلے چمن پیرا پر آپڑے اور ایسا لڑے کہ آخر شکست ہوئی مین جاتی ہون اب مین جاکر انتظام کرونگی یہ شب گذر نے دو اول مین جاکر دیکھون کہ طلسم کشا کون شخص ہی ایسا جری و بہادر ہی کہ جس سے کوئی نہین لڑسکتا چمن پیرا نے کہا یہ اوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین اول پر دۂ قاف مین جاکر اٹھارہ برس لڑے دیوزادون کو مارا کوئی افسر پردۂ قاف مین باقی نہ رہا پر دۂ دنیا مین جو آئے نوشیروان کو شکست دی گنجاب سے مقابلہ پڑا ملک سنجان کو لے لیا باختر پہ گئے لقا ایسے بادشاہ کو شکست دی اب لڑتے بھڑتے طلسم خیال سکندری پر توجہ کی ہی جتنے مین سب دربند فتح ہورہے ہین بیٹے اُنکے جس دربند پر گئے اُسپر قبضہ کیا صاحبقران لڑتے ہوے اسطرف آگئے اب یہ خبر اُنکو ملی کہ بیچ مین طلسم چمن زار ہی اُسکو آکے فتح کیا مرے شکست ہوے یہ نوبت پہونچی کہ مین شکست خوردہ سرحد زعفران مین آئی محبوب نے یہ سب حال سنکر کہا ای چمن پیرا مین وہ کدوکاوش کرونگی کہ طلسم کشا کو مناؤن لوح چھین لون آجکی شب تو آپ تامل فرمائیے کل صبح کو جاؤنگی تدبیر کرونگی چمن پیرا کو محبوب نے خوب مطمئن کیا اب یہ سب جلسے مین بیٹھے لیکن محبوب خاموش بیٹھی ہی حالات صاحبقران سنکر عجب تردد ہی دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ ایسے شخص کو تو دیکھنا چاہیے کہ کس جلالت کے ہین محبوب تو اس فکر مین بیٹھی ہی چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب

خاموش بیٹھی ہی چہرے سے انتشار ظاہر ہی سوچ رہی ہی کیونکر صاحبقران کو دیکھون آتی لڑائیان لڑے کہین انکو شکست نہین ہوئی اگر شکست ہوئی بھی تو چندے مین انتقام ہو گیا لقا ایسے شخص کو بھگا یا چمن پیرا نے کہا ای محبوب تمھارے چہرے سے تردد پایا جاتا ہی ساقی بچون کو حکم دون کہ آکر حاضر ہون گانے سامنے بیٹھکر گانے کہ تردد دفع ہو تمکو شگفتہ کرنا چاہتی ہون یہ کہکے ساقی بچے بلا کے جلسۂ عیش وعشرت آراستہ ہوا گانے والے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا — تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا — قرانِ مشتری و ماہ کا دوران قرین آیا
ہنسین تیرے کرم سے تمام شل برق ای ساقی — مبارک ہوئے ہمکو ابر باران آفرین آیا
پری شیشے مین اتری کیسا قالب مین روح آئی — عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
ہر نقش حُب کا مشتری کے رو نکلتا ہون — ستارہ نیک تیرا تو وہ زہرہ جبین آیا
ضیا دیکھی تو پوشش چشم تیرے دست نازک تھے — تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
مبارک کشتیان ہی کی بتان ہند کو جو دین — جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا
رجوع اپنے دل سے دشمن سے کر آتش ہو شعلہ — گیا محرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی محبوب گا نا سن رہی ہی قضا سے کا ریا شعار عاشقانہ جو سنے آنکھوں سے آنسو جاری ہوے لیکن نیرنگ زعفران پوش وزیرزادی چمن پیرا کی صاحبقران سے وعدہ کرکے چلی تھی اسوقت آکے آسمان پر ٹھیرا ئی محفل کو دیکھا سحر کرکے گوشے مین اُتری تمام محفل کا حال دیکھا یقین ہوا کہ کل صبح کو محبوب جاکر صاحبقران پر سحر کیگی خیال مین گذرا کہ ای نیرنگ اگر بن پڑے تو ابھی محبوب کو گرفتار کرکے لیچلون اگر یہ باقی رہی تو بیشک فساد بپا کریگی یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپی اس فکر مین تھی کہ محبوب اپنے مقام سے اُٹھی براے رفع ضرورت طرف خیمۂ بیت الخلا کے چلی نیرنگ نے پیچھا کیا جب محبوب بیت الخلا مین بیٹھی پشت سے نیرنگ نے آکر سحر کیا محبوب پر غنودگی ہوئی یہان تک کہ بیہوش ہوکے گری نیرنگ نے ہاتھو پر بینی لا السطوح پشتارہ اُٹھا کر سے نکلی باہر آکر پشتارہ دوش پہ لادا طرف صاحبقران کے چلی یہان صاحبقران زبان شب بھر نیرنگ کے انتظار مین رہے بین صبح کو دربار مین آکر بیٹھے سب سردار حاضر ہین کہ آسمان پر برق

چلی نیرنگ زعفران پوش پشتارہ بدوش سامنے اگر پہونچی صاحبقران نے پوچھا ای نیرنگ کسکو لائین نیرنگ نے عرض کی محبوب مسندنشین اس طلسم مین ایک ساحرہ ہی پرا سے مدد چمن پیرا آئی تھی مین اسکو گرفتار کر لائی اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی چمن پیرا سے وعدہ کر رہی تھی کہ مین جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کرونگی کنیز نے دیکھا کہ اسکی ذات سے فساد برپا ہونگے اسکو گرفتار کر لائی صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہوشیار کرو دربار سمجھا جائے نیرنگ نے زبان مین ہوزن نہین دی بھول گئی فوراً سحر اتارا محبوب کی آنکہ کھلی نگاہ پڑی کہ زنگل شوکت پر صاحبقران عالیشان جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامی صاف ظاہر ہی کہ چرخ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان سپر پشت پر تیغ برق تاب زیب کمر گرد چہرے کے داڑھی عاشق عنبر تر کے یا گرد آفتاب کرن ہی معشوق برفن ہوس محبوب کا یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا بے اختیار زبان سے نکل گیا **نظم**

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جاتے ہالوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف ہی زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین کوسے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار مین سایے کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی جو بہار آئی ہی
پھر نہ پڑا اڑا ہی صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خط شوق کا دانے دیکھون
روز ہو آتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس

کارِ زنجیر جوان گیسوئے پیچان سے ہوا
رو دینگے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہی قدم ای آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھ کے ہر خار کے پاس

یہ اشعار پڑھکر محبوب تھر تھر کانپنے لگی لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہو سکا غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی صاحبقران نے کنیزون کو اشارہ کیا اسپر گلاب کیوڑہ چھڑکو کنیزون نے محبوب کو ہوشیار کیا جیسے ہی محبوب ہوشیار ہوئی شاہزادیون کو جو محفل مین دیکھا شرما آئی خیال کرکے دیکھا کہ زبان مین ہوزن نہین ہی مین اپنے اختیار مین ہون فوراً سحر کرکے بلند ہوئی ہرچند دل نہین چاہتا تھا کہ اس محفل سے جاؤن لیکن یہی مناسب جانا کہ اسوقت نکل جاؤن پھر جیسا مناسب

ہوگا کیا جائیگا نیرنگ بلند ہونے سے محبوب کے گھبرا گئی کہا یا صاحبقران مین نے بڑا دھوکہ
کھایا کہ زبان مین سوزن زدہ کی آخر نکل گئی یہ بڑی ساحرہ ہی اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یقین ہی کہ جاکر
آفت برپا کیے صاحبقران نے فرمایا اب اس سے کوئی ملال نہوگا عاشق ہوکر گئی ہی تیور اُسکے تم
لوگون نے نہین دیکھے کسطرح کے اشعار پڑھے آخر گھبرا کے نکل گئی یہان تو سب افسوس کر رہے ہین
مگر محبوب جو نکل گئی بلند ہو کے آسمان پر آئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھیری لشکر صاحبقران کو دیکھتی ہی
دل سے باتین کرتی ہی کہ ای محبوب کیا تدبیر کرون کیونکر دلکو سنبھالون سوچتے سوچتے آخر یہ عقل مین
آیا کہ صحبت چمن پیرا مین چلو وہان چلکے سمجھا جائیگا یہ سوچکر پرواز پیدا کیے یہان چمن پیرا گھبرا رہی
ہی ہر ایک سے کہتی ہی صاحبو محبوب کو کون لیگیا برای رفع ضرورت گئی تھی پھر پلٹ کے نہ آئی کوئی
دشمن لگا ہوا تھا کہ وہ اسکو اُٹھا لیگیا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ محبوب آکے پہونچی مگر رنگ
زرد متغیر چہرہ اُداس عالم یاس چمن پیرا نے پوچھا کیون بوا تمھین کون لیگیا تھا محبوب نے ضبط کرکے
بیان کیا کہ مجھکو بی نیرنگ زعفران پوش لے گئی تھین دربار صاحبقران کا دکھا در حقیقت
صاحب جرأت وشوکت ہین بی شہلا دست لالان دربار مین بیٹھی تھین انتظام کر رہی تھین لیکن مین
اس زور وشور سے نکلی کہ کسی نے مجھکو نہ روکا اگر کوئی صاحب روکتین تو جلا کر خاک کر دیتی لیکن
چمن پیرا دیکھ رہی ہی کہ ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی چمن پیرا نے پوچھا کیون بی بی کیسا مزاج
ہی محبوب نے کہا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون حقیقت مین جمال صاحبقران نمونۂ سحر
سامری ہی تسخیر انسان انکی آنکھون مین بھری ہی مین کیا کہون کہ کیا کیفیت گذر رہی ہی عجب حال ہی نظم

کام ہی شیشہ سے ہم کو اور نہ ساغر سے غرض	مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال کا ہی معنی کی طرف	جب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی	زر کی خواہش یان حسینون کو ہی زیور سے غرض
اپنے فعلون سے وہ تھوڑا ہی نہووے جو فساد	زن سے مطلب ہی زمین سے مدعا زر سے غرض
بوسہ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار	زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہو شکر سے غرض
سامنے آنکھون کے قد یار کی تصویر ہی	عاشق صادق نہین رکھتے صنوبر سے غرض
فرش قالین ونمد کا آشنا ہوتا نہین	آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

ای چمن پیرا مین نے ضبط کیا مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ
عشق سے ٹوٹا ایسا ہی جبر کیا کہ نکل آئی دل چاہتا تھا کہ اُسی مقام پر رہجاؤن ای چمن پیرا اگر مناسب
ہو تو صاحبقران کی اطاعت کر دین وعدہ کرتی ہون کہ سلطنت طلسم نعین کو دینگے صرف انکو راستہ
کھولنا منظور ہی کیا یہان بیٹھکر عملداری کرینگے شاہان دربند کے ساتھ یہی معاملے ہوے جس ملک کو
تسخیر کیا اُسی کے بادشاہ کو وہان کا حاکم کیا اسیطرح تمکو بھی طلسم کا حاکم کرینگے چمن پیرا نے کہا ہوا توبہ کرو
مین خداوند بقراط ثانی کو چھوڑ دون اور مسلمان کی اطاعت کرون یہ مجھسے کبھی نہوگا صاحبقران
کا یہی طریقہ ہی کہ رواج دین اسلام کی جستجو کرتے ہین بادشاہ یہان کے سب مسلمان ہون یہی انکو آرزو
ہی مین خداوند بقراط ثانی کو نہ چھوڑونگی ہاتی جوت کا خداوند اُس سے کیونکر پھرون محبوب نے
کہا ہوا بڑی خرابی ہوگی آخر مین یہی ہوگا کہ حکم انکا قبول کرنا پڑیگا مقام اپنے رہنے کا تمسے چھوٹا
وزیر زادی تمہاری انکی شریک ہوگئی شہلا وصندلان موجود ہین وہ یہان بھی صاحبقران کو لائینگی
پھر تبلاؤ کیا ہوگا چمن پیرا نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر اطاعت صاحبقران نکرونگی باتون مین
تکرار بڑھی چمن پیرا نے کہا ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مثل صندلان و شہلا تم بھی آمادۂ فساد ہو
مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون مین فقط طلسم کشا سے ڈرتی ہون اور کسی سے مجھے خوف
نہین خواہ جان رہے خواہ جائے اسکی پروا نہین محبوب نے کہا ہوا تمہین اختیار ہی مین تو اب
رخصت ہوتی ہون یہ ذلت بھی میری تقدیر مین تہی کہ نیرنگ مجکو گرفتار کر لیجائے دربار صاحبقران
دیکھا کیا کہون کیسی زیبائی تھی دلکو رغبت ہوتی ہی کہ انکے دربار مین بیٹھے لیکن یہی مناسب
تھا کہ تمسے ملاقات کرون تمکو سمجھاؤن جب میرا کہنا تمہارے خیال مین نہین آتا تو میرا تمہارے
پاس بیٹھنا فضول ہی یہ کہکے محبوب اُٹھی اپنے تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے چار طرف سے
گھیر لیا اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے محبوب کے چمن پیرا نے کہا یہ کیا میری شرکت کریگی اب یہ بھی
خدمت مین صاحبقران کے جائیگی رنگ چہرے کا اُڑا ہوا پریشان ہو رہی ہی اب یہ دربار مین
صاحبقران کے جائیگی مجھے اسکی کیا پروا ہی اگر یہ جاکر شریک ہونگی تو کیا مین اُنسے سحر مین پایہ
کمی کا رکھتی ہون جسوقت تحفہ جات صرف کرونگی اُسوقت احوال کھلیگا میرا قتل کیا آسان
ہی یہان تو یہ صلاحین ہو رہی ہین صاحبقران زمان نے نیرنگ سے پوچھا ای نیرنگ

تمنے بڑا کام کیا تھا حقیقت مین بڑی ساحرہ کو لائی تھین مگر دھوکہ ہوا لیکن مقام چمن پیرا
تو دیکھا آئین اب لشکر کشی کرو ہم فوراً جائینگے وہین جاکر مقابلہ پڑیگا سردارون کو حکم ہوا کہ لشکر تیار کرو
اُسیوقت تیاری لشکر کشی ہونے لگی شبکو آرام فرمایا بوقت سحر لشکر تیار ہوا صاحبقران زمان
سوار ہوے لشکر کشی کرکے طرف چمن پیرا کے چلے چمن پیرا اُتری ہوئی ہو کر آمد لشکر طلسم کشا
ہوئی ارجل ومرجل وتشنکل ودہنکل اتالہ بارگاہ ٭ شکر پہونچے چمن پیرا اپنے جوان چارون
سردارون کو دیکھا پکارکر آواز دی او نمک حرامو تمنے بدل وجان حمزہ کی اطاعت کی دیکھو تو
کسطرح پیش آتی ہون مین تو سمجھ چکی کہ طلسم برباد ہوا میری قضا قریب ہو جو مجھسے ہو سکیگا کیا مین
اُٹھا رکھونگی بعد تھوڑی دیر کے نقارے پہ چوب پڑی صاحبقران زمان مرکب پر سوار صندلان
وشہلا ہمراہ نزول اجلال وورود اقبال فرمایا صاحبقران نے ایک نامہ چمن پیرا کو لکھا مضمون یہ
کہ ای چمن پیرا بعنایت پروردگار مرحلہ جات ہمنے فتح کیے لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہی بہتر
یہ ہی کہ اگر اطاعت کرو ورنہ آمادۂ مرگ وہیاے تمہارا ہو طبل جنگی بجا کر میدان مین آؤ جب نامہ تیار ہوا
تو پکارکر آواز دی ایک سردار تم مین سے چاہتا ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس چمن پیرا کے جائے سوال
وجواب مردانہ وار کرے جواب باصواب لائے یہ سنکر ملکہ شہلا اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای شہریار کنیز
نامہ حضور کا لیکر جائیگی اور جواب باصواب لائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ ای شہلا ایسا نہو کہ تمہارے
ساتھ فساد کرے شہلا نے کہا ای شہریار کنیز کیا کسی بات کو اُٹھا رکھے گی اگر میری قضا ہی تو مجبور ہونچار
ہون ورنہ نامہ بری بوجہ احسن کرونگی مین قاعدے سے حضور کے آگاہ ہون شہلا نے نامہ لیکر سر سے
لگایا چالیس کنیزین ہمراہ لین طرف چمن پیرا کے چلی جب لشکر مین چمن پیرا کے داخل ہوئی جھنڈے
بانارون کے قلم کرائے بہ کیفیت تمام دربارگاہ پر پہونچی سرنام جادو بعہدۂ درگہسالاری بیٹھا تھا
شہلا نے آکر کہا ای سرنام چمن پیرا سے جا رہی ا٭٭م کرو ہم نامۂ طلسم کشا لیکر آئے ہین سرنام
کو حکم پہونچ چکا تھا کہ گھڑی دو گھڑی نامہ دار کو ٹھیراتا سرنام نے کہا ای ملکہ شہلا کوئی آدمی اندر سے
آئے تو مین کہلا بھیجون شہلا ٹہلنے لگی کئی چوبدار اندر گئے اور باہر آئے شہلا نے قریب آکر کہا
ای سرنام یہ چوبدار گئے اور آئے اُنسے تمنے نہ کہلا بھیجا سرنام نے کہا کوئی شخص معقول آئے تو
مین کہلا بھیجون شہلا نے کہا یہ جو آئے اور گئے یہ نامعقول تھے اب ہم خود جاتے ہین سرنام نے کہا

کیا مجال کہ بغیر ہمارے حکم کے قدم بڑھاؤ یہ سنکر شہلا کو غصہ آیا آگے بڑھی سرنام نے ہاتھ تلوار کا مارا
شہلا نے سحر کیا کہ ہاتھ سرنام کا خشک ہوگیا مجبور رہا شہلا نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر
سرنام کا اُڑ گیا اور سر دھڑ علاحدہ ہوا سامنے چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے کہا ارے سرنام کو
کسنے مارا چوبدارون نے عرض کی کہ بی شہلا صاحب بہ عہدۂ ایلچی گری آئی ہین یہ اُنکے ہاتھ کی صفائی ہے
چمن پیرا خاموش ہوگئی مگر اپنے سردارون کو اشارہ کیا کہ جب مین شہلا سے کلام کرون تب
تم لوگ چارون جانب سے ٹوٹ پڑنا بکر اُسکو گرفتار کر لینا مین فوراً اُسے قتل کرونگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا محبوب مسند نشین پھر آکر پہونچی چمن پیرا کو سلام کیا ایک طرف خاموش
بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا اے محبوب ان شاہزادیون پہ بھوت عشق کا سوار ہے بی شہلا بہ رسم
ایلچی گری آئی ہین سرنام کو مار ڈالا یہ ذکر تھا کہ شہلا اندر آئی پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر
ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو ساحرون نے چاہا گھیر لین چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ اسکو بیٹھنے دو
لیکن شہلا صاحب سلامت کرکے ایک فرش خالی پڑا تھا اُسپر بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا کیون بی
شہلا کس ارادے پر آنا ہوا شہلا نے کہا مین نامہ صاحبقران کا لائی ہون اول اسپر زر نثار
کرو بعد اُسکے دونون ہاتھ پھیلاؤ نامے کو بہ اعزاز ہاتھ مین لو لیکن یہ سمجھ لینا کہ اگر نامے پر کوئی حرف
آیا تو میرا سر اس نامے کے ساتھ ہے پڑھوا کر سنو اور جواب باصواب دو صاحبقران تم پہ رحم
فرماتے ہین اگر مناسب ہو اطاعت کرو یا اگر یارائے جنگ ہو تو طبل جنگی بجا کر میدان مین آؤ بس
چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا چند کشتیان جواہرات کی آئین سامنے شہلا کے رکھ دین
کہا کہ یہ کشتیان تم لو شہلا نے کہا مین کیا تمھارے جواہر کی محتاج ہون نامے پر زر نثار کرو
چمن پیرا نے اشارہ کیا کنیزون نے نامہ پر نثار کرکے کشتیان اُٹھالین اب کنیزین آمادہ ہوئین
کہ جواہر لوٹین خواجہ عمرو کہ ایلچی کے ساتھ آئے ہین بہ شکل خدمتگار کھڑے ہین مُنہ مین پانی بھر آیا
کہ مشقت ہم کرین مفت کی لوٹنے والیان کشتیان لیا چاہتی ہین پھیر کر جال مارا کہ کشتیان مع
جواہرات اور دوپٹے کنیزون کے سب جال مین آگئے یہ تو سب کھینچ کر نذر زنبیل کیا چند دانے
مٹر کے کچھ کوڑیان اور ٹھیکریان بارگاہ مین پھینک دین اس خیال سے کہ لوٹنے والے
محروم نہ رہین کنیزین جو گرین کسی نے ٹھیکریان اُٹھالین کسی نے مٹر کا دانہ پایا اب جو شہزادیان

بند کر کے اُنمین ایک نے پوچھا بوا تمنے کیا پایا اُسنے کہا میرے ہاتھ مین کچھ گول گول چیز ہو معلوم
ہوتا ہی کوئی موتی پایا مٹھی جو کھولی ہاتھ مین مٹر کا دانہ تھا پٹک کر کہا ہماری تقدیر پھوٹ گئی یہ مٹر کا دانہ
ہمارے ہاتھ مین آنا بدا تھا دوسری نے کہا میرے ہاتھ مین کچھ چھوٹا چھوٹا ہے یقین ہو کہ ہیرا پایا الماس کا
نگینہ ہو اب جو مٹھی کھولی کوڑی ٹھیکری ہاتھ مین تھی پٹک کر کہا آتا جو اہرات تھا ہماری تقدیر مین
کنکر پتھر تھے ایک نے دوسری سے کہا بوا میرا دو پٹہ تمنے لے لیا آپسمین تکرار ہونے لگی چمن پیرا نے
جو یہ ہر مسنا کہا ان سبکو ہٹاؤ بارگاہ شاہی کو کیا بازار سمجھا ہی کوڑے والون نے کنیزون کو ہٹا یا
چمن پیرا نے کہا اب تو نامہ دو شہلا نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اسپر تو چمن پیرا اگبڑی کہا مین کیا
فقیر ہون مین ہاتھ نہ پھیلاؤنگی شہلا نے کہا مین نامہ نہ دونگی اسپر تکرار ہوئی وہ سردار جنکو کہ
چمن پیرا نے گھیر رکھا تھا دس بارہ جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے قصد کیا کہ شہلا کو پکڑ لین
محبوب نے جو دیکھا کہ شہلا گرفتار ہوا چاہتی ہی دس بارہ سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
ہین یقین ہی گرفتار کر لین چپکے چپکے سحر کیا کہ سب ساحر گرے چمن پیرا نے غور کیا کہ یہ کسکا
سحر تھا کہ ساحر اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکے دیکھا کہ محبوب مُنہ پھیرے ہوے بیٹھی ہی اور شہلا سے
اشارے کر رہی ہی کہ ای شہلا خوف نہ کرنا مین موجود ہون جان اپنی لگاؤنگی مگر تمکو بچاؤنگی بڑی
جرات کر رہی ہو چمن پیرا نے جو یہ اشارے محبوب کے دیکھے جل گئی ساتھ والیون سے کہا کہ اول
بی محبوب کا انتظام کرو جب بی محبوب گرفتار ہو نگی تب شہلا پر ہاتھ پہونچیگا چند کنیزین طرف
محبوب کے چلین چمن پیرا نے پکار کر کہا بی محبوب اور شہلا کو گرفتار کر لو شہلا چمک کر
اُٹھی جیسے ہی کنیزون نے چاہا کہ اسپر ہاتھ ڈالین سحر کیا کہ پانچ سات کے سر اُڑ گئے جو کنیزین
محبوب پر چلی تھین اُنکو محبوب نے مارا اب تو بارگاہ مین بلوہ ہو گیا یہ دونون شانے سے شانہ
ملا کر سحر کرنے لگین جس کنیز نے قصد کیا کہ انپر ہاتھ ڈالے ہاتھ ہلا دیا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ
کٹا لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے چمن پیرا نے جب دیکھا کہ کنیزون کے روکے سے یہ نہ رکینگی
خود اپنے مقام سے اُٹھی زبان کو کاٹ کر خون اُسکا محبوب پر پھینکا کہ محبوب لڑکھڑا کر گر پڑی
شہلا نے جو دیکھا کہ محبوب زمین پر گری گرد محبوب پھرنے لگی ہر چند چمن پیرا چاہتی ہی
کہ محبوب کو گرفتار کرے مگر شہلا نے کئی سو جادوگرون کو مارا چمن پیرا نے خنجر کمر سے نکالکر پھینکا

اُس خنجر سے شہلا کو زخمی کیا شہلا نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر محبوب کے پاس سے نہ ہٹی ہر چند محبوب کو اشارہ کرتی ہے کہ بھاگ سنبھل کر شیوہ ساحروں کا چار طرف سے بلوہ ہے محبوب جب اُٹھنے کا قصد کرتی ہے لڑکھڑا کر گرتی ہے اُس خون کے سرنے پہ تاثیر کی ہے کہ محبوب کی قوت بالکل سلب ہو گئی اور چار طرف سے حربے پڑ رہے ہیں شہلا بیچاری ہیں دعائیں مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیرے نزدیک سب آسان ہے نظم

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند — پایۂ دریوزہ گر از بادشہ برتر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان — گہ کند اصغر گہے اخضر گہے احمر کند
مرغ دل را گر ز فرط شوق پر بخشد خدا — از زمین تا آسمان پروازہا بے پر کند
دور سازد آئینۂ باطن شود گرد و غبار — چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال — ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

خواجہ عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ شہلا و محبوب انتہا کی زخمی ہیں یقین ہے کہ اب از روے بلوہ گرفتار ہو جائیں جال الیاسی زنبیل سے نکالا ہٹو ہٹو کہتے ہوے آگے بڑھے ملازمان چمن پیرا سمجھے کہ ہماری مالک کا ملازم کوئی جادوگر ہے گرفتار کرنے دونوں کو جاتا ہے سب نے راستہ دیا خواجہ عمرو شہلا و محبوب کے قریب پہونچے قریب آ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران — مرے ڈر سے کانپتا ہے جہان
زمانے کا مکار و غدار ہوں — تراشندۂ ریش کفار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکریں کھاے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو — رہے پاے گردی گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں — رونده جہانگرد و طرار ہوں

سطور سے آ کر جال مارا کہ دونوں جال میں پھنسیں کھینچ کر دونوں کو نذر زنبیل کیا جست و خیز کرتے ہوے بھاگے لوگوں نے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے کسی کا دوپٹہ کھینچ لیا کسی پہ خنجر مار دیا کئی سو ساحروں کو مار کر بجرأت نکل گیا کوئی قریب نہ آسکا اور کہہ گیا کہ اے چمن پیرا تو ابھی کے ساتھ بگرم پیش آئی ایسا آکر ذلیل کروں گا کہ خوب یاد کریگی حکم آقا سے نامدار نہیں ہے ورنہ ابھی تیرا سر کاٹ لیجاتا یہ کہتا ہوا عمرو نکل گیا چالیس کنیزیں جو شہلا کے ساتھ آئی ہیں وہ بھی ادھر ادھر نکلیں زخمی تو ہوئیں مگر کوئی گرفتار نہیں ہوئی

بعد نکل جانے عمرو کے چمن پیرا نے کہا صاحبو یہ کیا بلا نازل ہوئی تھی بڑا کوئی جادوگر تھا کہ
آنکھون کے سامنے سے دونون کو لیگیا تم سب دیکھا کیے یہ نہو سکا کہ گرفتار کر لین بڑا صدمہ ہے گیا
جو جادوگر کہ حال سے عمرو کے آگاہ تھے انھون نے بیان کیا کہ ای ملکہ عالم یہ عیار صاحبقران
تھا اسی نے دمامہ و شمشش کو مارا اعظم آباد ایسے ملک کو فتح کیا جا بجا اس شخص کے ذکر ہوتے ہین
یہ شخص بلاے روزگار ہے اسپر کون شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے چمن پیرا حیران ہے کہ اب
کیا کرون لیکن خواجہ عمرو ان دونون کو لیے ہوے خدمت صاحبقران مین پہونچے صاحبقران
نے پوچھا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ شعلہ نے بڑی جرات سے ایلچی گری
ختم کی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ چمن پیرا مسلمان نہو گی ہرچند کہ نامہ نہین پڑھا گیا لیکن بی
چمن پیرا کے طریقے ایسے ہین جس سے ثابت ہوا کہ مقابلہ کریگی سر میدان لڑیگی اور رای شہریار درحقیقت
محبوب مسندنشین نے شعلہ کی بڑی مدد کی مگر چمن پیرا نے ایسا سحر کیا کہ بیکار ہو کے گری
دونون کو عمرو نے زنبیل سے نکالا صاحبقران نے صندلان کے سپرد کیا کہ انکا علاج کرو دن تو
گذرا سر شام صاحبقران نے فرمایا کہ اب طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پہ چوب پڑی ہرکارے جو
لشکر چمن پیرا کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے چمن پیرا کے آئے کافرون نے اہل
کافرہ کو ہاتھ اٹھا کے اول یہ بد دعا دی قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بچرند
گر نہ آتش ہزار رنگا رنگ
حکمت طبل تا سگان بدرند
بہ سر تو مو کلان بزنند

ملکہ عالم کی عمر کوتاہ ہو دل کو پیچ و تاب ہو دشمن فتح یاب ہو صاحبقران نے طبل جنگی بجوایا ہی
کل انکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہون یہ سنکر چمن پیرا خاموش ہو گئی طرف سردارون کے
دیکھا سردارون نے کہا حضور طبل جنگی بجوائیے میدان مین وہ جانبازی کرینگے کہ مسلمانون کو
دنگ کر دین چمن پیرا نے کہا صاحبو تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو لیکن انپر سحر تاثیر
نہین کرتا جب لوح چمکتی ہے ساحرون کے ہوش اڑ جاتے ہین آنکھین جھپکاتے ہین مگر مین آج شب کو
خود لشکر حمزہ مین جاؤنگی اگر بنے گا تو حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے محلسرا سے
فراغت حاصل کر کے خود انھی دریاے تحیر مین غوطہ زن ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلی

ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوئی سامنے بارگاہ کے آکر ٹھیری سرداروں کی آمدرفت دیکھی جب
دربار برخاست ہوا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین گئے صاحبقران اکیلے بارگاہ مین رہگئے
تو چمن پیرا نے دیکھا کہ خواجہ عمرو آئے اور بارگاہ صاحبقران مین گئے باہر نکل کر آواز دی
یارو ہوشیار رہنا یہ کہکے ایک طرف چلے گئے چمن پیرا نے دیکھا کہ نگہبان آکر پہرے پہ بیٹھے اور
حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوئی چمن پیرا نے گوشے مین آکر سحر کیا کہ نگہبان ساکت ہوئے
دو سہمے تھے مین جھکر سو گئے چمن پیرا بارگاہ صاحبقران مین آئی دیکھا کہ صاحبقران سو رہے
ہین لوح طلسمی گلے مین پڑی ہے شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چمن پیرا نے شمعون کو گل
کیا قریب صاحبقران کے آکر اول لوح گلے سے اتاری جھولی مین رکھلی پھر کھڑے ہوکر سحر کیا کہ
صاحبقران سوتے مین غافل ہوگئے اب چمن پیرا نے صاحبقران کو اٹھایا پشتارہ دوش پر
لادا لیکر چلی مگر سحر کرتی ہوئی جاتی ہے جو راہ مین ملا اُسے غافل کردیا کسی پر ہاتھ چمکایا کہ سر اُسکا اُڑ گیا
اسطرح سحر کرتی ہوئی لشکر صاحبقران سے نکلی بہت خوش ہے کہ جاکر طلسم کشا کو قتل کرونگی لوح
میرے قبضے مین آگئی سحر اکو طے کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین پہونچی سردارون نے دیکھکر آواز دی کہ آج
مین طلسم کشا کو لائی لوح بھی میرے قبضے مین آگئی یہان حسب دستور ایک خدمتگار جگانے کو صبح
برائے نماز آیا پلنگ امیر کا خالی پایا اُسنے ایک چیخ ماری کہ یارو دوڑو صاحبقران پلنگ
پر سے غائب ہوئے سب سردار یہ آواز سنکر دوڑے ملکہ شہلا و صندل لان و محبوب مسند نشین
یہ خبر وحشت اثر سنکر دوڑی ہوئی آئین دیکھا خدمتگار رو رہے ہین حکم ہوا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ
پڑے سو رہے ہے خدمتگارون نے جاکر جگایا جب خواجہ نے آنکھین کھولین جھلا کر پوچھا کیون یارو
کیا ہے سونے نہین دیتے خدمتگار نے عرض کی صاحبقران کو کوئی پکڑ لیگیا عمرو نے کہا پھر مین کیا
کرون اپنی آپ اُنھون نے حفاظت نہ کی مین کہہ آیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا بمشکل خدمتگار خواجہ کو لیکر اندر
بارگاہ کے آئے دیکھا محبوب و شہلا و صندل لان رو رہی ہین کہا خواجہ غضب ہوا کہ امیر کو کوئی
لیگیا مقام افسوس ہے ہم لوگ اگر یہ جانتے تو خود بہ عہدہ نگہبانی بیٹھتے عمرو نے کہا وہ خود اپنے زمانے کے
صاحبقران ہین مقام افسوس ہے کہ جاگتے نہ رہے دشمن سے مقابلہ تھا چمن پیرا لیگئی ہوگی محبوب نے
کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی شہلا نے کہا مین جاکر آگ لگادونگی جسطرح بنیگا صاحبقران کو رہا کرینگے

اگر خدا نخواستہ وہ اُسکے قبضے مین گئے تو بڑی مشکل ہوگی وہ دشمنون کو قتل کریگی عمرو نے کہا آپ
لوگ تامل فرمائین مین جاتا ہون لیکن خوف یہ ہو کہ کوئی قرض خواہ اگر مل گیا تو مجکو گرفتار کریگا تینون
شاہزادیون نے زیور اپنے اُتار کر رکھدیے کہا خواجہ یہ تو موجود ہے مگر تشریف لیجایئے صورت رہائی
صاحبقران کی کیجیے عمرو نے زیور تینون کا لیکر بدرزنبیل کیا کہا اب مین جاتا ہون یہ کہکر چلے صورت
بدل کر داخل لشکر چمن پیرا ہوے بارگاہ مین پہونچے ایک کنیز کی شکل بنکر سرہ چمن پیرا کے
آنکے مگس رانی کرنے لگے چمن پیرا نے حکم کیا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو کنیزون نے امیر کو ہوشیار
کیا جیسے ہی امیر کی آنکھ کھلی امیر تھبرا کر چارجانب دیکھنے لگے پھر حیران حیران طرف چمن پیرا کے
دیکھنے لگے چمن پیرا نے پکار کر آواز دی او حمزہ تجکو کچھ خوف نہ آیا طلسم چمن زار کو ویران کیا
یہ نہ خیال تھا کہ بادشاہ طلسم کدہ کوشش کریگی آخر تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح گرفتار کیا شب کو مین خود
پہونچی آخر تجکو گرفتار کرلائی بھولی پر ہاتھ ڈال کے لوح طلسمی نکالی پکار کر کہا کیون حمزہ تجکو بہت
بڑا گھمنڈ تھا اب وہ شاہزادیان کہان بھاگ کر جائینگی کیونکر مجھسے جان بچائینگی ایک سحر مین اُن سب کو
گرفتار کرونگی اُنکی بھی یہ مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرین صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا غش غش کرنے لگے
ہرکارے جو لشکر اسلام کے حاضر ہین آپسمین کہرہے ہین کیون یارو آج صاحبقران کو کیا ہوگیا
کہ کلام کا جواب نہین دیتے کبھی ایسا صاحبقران کو پریشان نہین دیکھا ایک ہرکارے نے کہا لو
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کچھ کلام نہین کرتے حیران حیران دیکھ رہے ہین چمن پیرا
کیا کیا باتین کررہی ہے کہتی ہے مین قتل کردونگی امیر کے سردارونکو برا بھلا کہہ رہی ہے اور یہ چپکے
سُن رہے ہین جب صاحبقران نے جواب نہ دیا چمن پیرا نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو تو
سزا دے کسی کا خوف نکر تا اُس کنیز نے بڑھکر ایک ٹھوکر صاحبقران کو ماری جب صاحبقران کو
ٹھوکر ماری تو اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے ہرکارے دنگ ہین نہایت تنگ ہین آپسمین کہرہے
ہین کہ یارو غضب ہوا صاحبقران کو ٹھوکر ماری اور صاحبقران کچھ جواب نہین دیتے چمن پیرا
نے اشارہ کیا کہ حمزہ کا سرکاٹ لے کنیز نے خنجر کھینچا سرہ صاحبقران کے آئی چاہا کہ خنجر مارے امیر
اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ کیون دیر کرتی ہے کنیز نے خنجر مارا امیر کا
سر کٹ گرا آواز آئی کشتی مرا نام من بھوت جادو ہے چمن پیرا نے کہا ارے میرے مصاحب کا

یہ تو نام ہی خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا بولا کہ عالم مطلب مجھے سنیے یہ سردار آپکا گونگا بہرا تھا جو اسکو پکڑ کر لیگیا حمزہ کو زنبیل مین چھپا لیا مبہوت کو بشکل حمزہ پلنگ پہ سلایا اسکو تم گرفتار کر لائین چمن پیرا نے کہا او خدمتگار تجھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہا سامنے دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی چمن پیرا جیسے ہی پلٹی عمرو نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور پشت پر چمن پیرا کے ایک دولتی ماری کہ اوندھے منہ تخت سے زمین پر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تماشندہ ریش کفار ہون
صبا مجھکو کرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

اور مونہ دکھاوے صاحبقران کو ورنہ دولتی کی جگہ پر ایک خنجر مار دیتا کہ سر اڑ جاتا آقاے نامدار کو کون گرفتار کر سکتا ہی چمن پیرا تو منھ کے بل گری خواجہ نے جست کر کے سراچہ فرمایا چمن پیرا نے آواز دی لینا ارے غضب کر گیا میرے سردار کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا تب ہرکارون نے آپس مین کہا اُستاد کی طراری ظاہر ہوئی ہم حیران تھے کہ یہ کیا سبب ہی مگر اب وہ مطلب نکلا اگر صاحبقران ہوتے تو اُٹھتے ہی صاحب سلامت کرتے یہ جادوگر تھا اسکے ہوش اُڑ گئے دوسرے گونگا بہرا نہ سنتا تھا نہ بول سکتا تھا آخر یہ انجام ہوا یہ باتین کرتے ہوئے ہرکارے پلٹے چمن پیرا نے کہا یہ بھی عنایت بقراط ثانی تھی اسیوجہ سے مین میدان داری سے موقوف رہی اب کل مقابلہ کرونگی یہان خواجہ دربار مین آئے تینون شاہزادیون نے پوچھا کیون خواجہ حمزہ پر کیا گذری کہا چمن پیرا نے قید کیا تھا مین نے جا کر امیر کو رہا کیا راہ مین قرضخواہون نے چھین لیا اب کچھ رقم دی جائے تو صاحبقران رہائی پائین شاہزادیون نے اور دس دس ہزار روپیہ دیے تب عمرو نے امیر کو زنبیل سے نکالا صاحبقران بیہوش تھے شاہزادیون نے ہوشیار کیا امیر ذرا نگلی بیٹھے سب حال سنا عمرو نے کہا ای شہریار مین تو لٹ گیا جب وہان سے بھاگا دو صندوقچے میری کمر مین تھے اُنمین زیور تھا راہ مین گر پڑے اب حاجی مین اکیا حال کرینگے امیر نے فرمایا ایسے تحفے تمکو بہت آتے ہین میرے خزانے مین کچھ نہین ہی عمرو نے کہا کبھی تمہاری خزانے مین ایک پیسہ بھی ہوتا ہی ہمارے نام کو دیا ہی آپ فرماتے ہین غرضکہ لڑ لڑا کے امیر سے بھی دس ہزار روپیہ عمرو نے لیا امیر نے

فرمایا یہ روپیہ بیت المال کا گویا مین نے پھینک دیا اب شاہزادیون نے صحبت جشن آراستہ کی اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

کشتہ ہو گرم جوشیِ ہر جائی یار کا — مارا ہوا ہو دل مرا فصلی بخار کا
بلبل کو ساز وار ہو موسم بہار کا — عہد شباب تجھکو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہو اندام یار کا — موے کمر کو رتبہ ہو سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تار فراق نے — دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہو مجھے ابلق ایام شوخیان — پہچانتا نہین مگر آسن سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہو گویائی کا نشان — طوطی کا پر ہو سبزہ ہمارے مزار کا
آتش پہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم — وہ دلربا ہو دشمن جان دوستدار کا

یہان تو دربار صاحبقران مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو مگر چمن پیرا نے غصے مین طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران کو خبر پہونچی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ محبوب نے عرض کی آج کی خدمت طلایہ کنیز کو مرحمت ہو صاحبقران نے فرمایا کیا ضرور ہو محبوب نے عرض کی چمن پیرا نے بڑی ذلت اٹھائی ہو آج یقین ہو کہ پھر آئے کنیز ہوشیاری کریگی امیر نے کہا اچھا تم ہی طلایہ پر جاؤ مگر اے محبوب ہوشیار رہنا محبوب چند کنیزون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئی بازارون مین جا بجا کنیزون کو مقرر کیا قریب خیمۂ صاحبقران آکر بیٹھی دمبدم اٹھکر جاتی ہو بازارون کی خبر لاتی ہو کنیزون کو ہوشیار کرآتی ہو مگر چمن پیرا کو بڑا قلق ہو کہ ہاے مبہوت کو مین نے خود قتل کیا دو پہر رات سے گئے سردارون سے یہ کہکر چلی کہ برائے گرفتاری طلسم کشا ہم جاتی ہون آج پہچان کر ہاتھ ڈالونگی ایسا دھوکہ کہا یا کہ مجھکو نہ قلق ہو ساربان زادہ سعد بدگستاخی کر گیا میری پشت مین بڑی چوٹ آئی تم لوگ آمادہ رہنا مین خالی نہ بیٹھونگی یہ کہکے سحر سے صورت تبدیل کی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر صاحبقران مین آئی مگر چمن پیرا نے محبوب کو طلایہ پر دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کے خیمے مین کوئی نہین جا سکتا ہو بس چمن پیرا نے یہ دیکھکر ایک دستک دی کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی محبوب جھومنے لگی کنیزون سے کہا تم ہوشیار رہنا مین ذرا لیٹونگی یہ کہکے لیٹی اور سو گئی

چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب سوئی نگہبانون پر بھی سحر کیا سب غافل ہوئے محبوب کو پکڑ کر
چمن پیرا نے اُٹھایا پشتارہ ہوش پہ لادا زبان مین سوزن دی طرف اپنے لشکر کے چلی بعد چند لمحہ
کے کنیزون کی آنکھ کھلی اپنی مالک کو نہ پایا کنیزین روتی ہوئین خدمت مین خواجہ کی آئین کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری معلوم ہوتا ہے کہ چمن پیرا خود آئی تھی محبوب کو لیگئی عمرو اُسیوقت قنتور ہلے زنبقی
لگا کر دوڑے بصورت مبدل لشکر چمن پیرا مین آئے جابجا ذکر سُنا کہ آج چمن پیرا محبوب کو
لائی ہین دیکھیے کیا ہو محبوب سے چمن پیرا کو بڑا رشک ہے چلو چلکر تماشہ دیکھین سردار خیل خیل
چلے جاتے ہین عمرو اُن سب کے ساتھ خدمتگار بنے ہوئے بارگاہ چمن پیرا مین آئے دیکھا کہ
چمن پیرا تخت پہ بیٹھی ہے محبوب کا پشتارہ رکھا ہے کہ چمن پیرا نے کنیزون کو حکم دیا اس فتنہ پرداز
کو مسلسل و مطوق کرو آج طلسم کشا کو صدمہ پہونچیگا کنیزون نے لاکر ہتکڑیان اور بیڑیان محبوب
کو پنہائین چمن پیرا نے سحر اُتارا محبوب ہوشیار ہوئی ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھی کہ
ہم گرفتار ہوگئے فلک نے انقلاب دکھایا اوپر جو نظر اُٹھائی سامنے تخت پر چمن پیرا کو پایا تمام
کافران خر بیس طینت میمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت جمع ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ محبوب کو
زندہ نہ چھوڑیے اسکو فوراً قتل کیجیے جب محبوب ہوشیار ہوئی دل کو یقین ہوا کہ سامنے چمن پیرا
کے گرفتار ہو کے آئی ہون چمن پیرا نے پکار کر آواز دی کیون بی محبوب اپنے کو تم کس
حال مین پاتی ہو اب وہ عاشق تمہارے کہان ہین اب تمہارے قتل کا وقت قریب ہے اب اپنے
خداے نادیدہ کو بلاؤ محبوب نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اور یہ کیا بکتی ہے اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ایسی وحشت نہین دل کی کہ سنبھل جاؤنگا ۔ صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رُکھائی سے جو ٹل جاؤنگا ۔ آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح ۔ منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو ۔ ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے ۔ کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ ۔ پاؤن تھک تھک کے جہان سر کے بل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش ۔ سر کے گل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

چمن پیرا نے کہا کیون بی محبوب عشق کا بڑا جوش وخروش ہے دیکھو اسکا مزا چکھاتی ہون یہ کہکے
حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد سامنے آیا اشارہ کیا گردن پر کوئلے کا خط دے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا
شمشیر لگانے لگا آواز دیتا تھا ای ملکہ عالم بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست چو مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر صیاد چیست ہاں کسکا سر رشتۂ عمر منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی
ہے تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازوے پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون عمرو نے جو یہ حال
دیکھا گھبرایا کہ اگر محبوب قتل ہوگئی تو غضب ہوگیا عمرو نکل کر بھاگا آکر صاحبقران کو خبر کی کہ ای
شہریار غضب ہوا محبوب قتل ہوا چاہتی ہے صندلان و شہلا سب سے زیادہ گھبرائین اسباب
سحر فات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے چلین صاحبقران نے ہر چند آواز دی کہ ای
صندلان و شہلا ٹھہر جاؤ دونون نے پلٹ کے جواب دیا ای شہریار غضب ہوگیا اگر خدانخواستہ
محبوب قتل ہوگئی تو ہم لوگ اپنی جان دینگے اسکی محبت یاد آتی ہے کس لطف سے اُسنے بسر کی
دربار مین چمن پیرا کے کس زور وشور سے لڑی آخر زخمی ہوئی اب خدا اُسکو بچائے روز
سیاہ نہ دکھائے اُسکا حال سنکر کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا یہ کہکے روانہ ہوئین صاحبقران
سوار ہوکے چلے لشکر والے تیار ہوکر ساتھ ہوے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی مگر صاحبقران
گھوڑا دوڑائے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو خیمہ کھینچے ہوے رکاب پر ہاتھ رکھے عرض کرتے ہین
کہ ای شہریار اپنے کو جلد پہونچائیے جلاد آچکا تھا صاحبقران نے مرکب مہمیز کیا صندلان
و شہلا اُڑی ہوئی جاتی ہین لیکن ملکہ محبوب مسند نشین نے جب دیکھا کہ جلاد سپر و خنجر برہنہ
ہاتھ مین غلغلہ کر رہا ہے چمن پیرا کہتی ہے ارے جلاد کیون دیر کرتا ہے سر کاٹ لے اب اسکو مہلت
نہ دے جیسی خطا کی ہے اسکی سزا پائے پھر کوئی ایسی خطا نہ کرے جلاد تیغہ کھینچ کر چلا کہ ہاتھ مار دون
محبوب کا سر کاٹ لون اُسوقت محبوب کی بیقراری اشکباری پکار رہی ہے ای خالق
لیل و نہار وای پروردگار رحم اپنا شریک کر امیدوار ہون کہ اس بلا سے نجات پاؤن
پھر زندہ صاحبقران کو دیکھون **نظم**

ہست سرکار اکرم العالمین سرکار فیض ۔۔۔ ہست دربار خداوند جہان دربار فیض
حق بدار عافیت آباد دارد دار فیض ۔۔۔ حکم از سلطان سکندر حق کند دیدار فیض

سعی کن تا فائدہ یابد ز تو خلق خدا — کوششے فرما کہ از دستت بر آید کار فیض
حمد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب — تا کہ یابد فیض ہر شایق ازین اشعار فیض

بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے برق تڑپ کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ منم ملکہ صندلان جادو دوسری برق چمکی اُسنے کئی سو جادوگرون کے سر اُڑا دیے اور نعرہ ہوا کہ منم شہلاے نرگسی چشم چمن پیرا کو آنا ان شاہزادیون کا بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ صاحبو انکی عشق مین طلسم کشا کے غیرت بالکل جاتی رہی ہمارے سامنے یہ گستاخیان صندلان آگ رد محبوبہ پھرنے لگی کئی سو ساحرون کو مارا چاہتی ہے کہ کسی طور سے بلوہ کم ہو تو محبوب کو رہا کرون مگر ساحر پر ساحر گرنے لگا مجمع بہت ہے کہ چمن پیرا نے آواز دی ہان صاحبو انکو مارلو کنیزین سحر کرتی ہوئین آگے بڑھین افسران فوج بجے جوے لڑ رہے ہین ان دونون پر چار جانب سے بلوہ ہے صندلان و شہلا تنگ ہو رہی ہین قدم اُٹھانے کی مہلت نہین ملتی مگر برق چمکا رہی ہین آگ برسا رہی ہین سامنے چمن پیرا کے جو کئی ہزار ساحرون کے سر کٹکے گرے بڑا غصہ آیا ہنو ہنو کہتی ہوئی بڑھی بڑھکر شہلا کا سامنا کیا اور للکارا کہ اوستانی وہ گڑے کا بڑا پاس ہے یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بیضۂ سفید نکالا اسکو طرف آسمان کے پھینکا ہاتھ سے اشارہ کیا وہ بیضہ دو ٹکڑے ہوا ایک طائر اُس مین سے نکلا سامنے شہلا و صندلان کے آیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

ہاتھ سے تیرے لکھی ہے جو مری قاتل قضا — زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا
زندگی مین کر دیا ہے مجھکو مردہ عشق نے — میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا
دل نہ دونگا پیشتر سے دے چکا ہون یار کو — جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا
بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری — کر چکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا
بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو غم اسکا نہین — عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا
عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے — پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا
پھر قبض روح آتش حور بنکر آئیگی — عشق بازی مین اگر سمجھی ہمین کامل قضا

دونون شاہزادیون سے آنکھین ملاکر جو طائر نے یہ اشعار پڑھے دونون شاہزادیان سحر بھولنے لگین کنیزون نے انتہا کا زخمی کیا صندلان حیران ہے کہ ہمارا تو وقت اخیر ہے مگر صاحبقران کو کہان دیر لگی یقین ہے

جب تشریف لائینگے کنیزون کی آگ لاش دیکھینگے مگر ای بے نیاز رب کارساز جمال جہان آرا سے صاحبقران دکھادے دنیا مقام افسوس ہے خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ جاتا ہوگا **نظم**

اغنیا باخود چہ زین دنیا برند
کی برای سیم و زر محنت کشند
چون کند جلوہ بر ایشان شیر رگ
ہست درویش نہ باندازان پسند

در غم و افسوس و حسرت جان دہند
در سرانجام ہمہ این جہان
دم بخود باشند شکل گوسفند

طالبان حق درین دنیای دون
کی تلف عمر عزیز خود کنند
فارسی نظم تو ای ہندی مدام

بیقرار ہو کر جو دونون شاہزادیون نے دعا کی ادہر چمن پیرا زخمی ہوئی کہ دونون شاہزادیون کے سر کاٹ لون ادہر کنیزین چمن پیرا کی سحر سے تلوارین برسا رہی ہین کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نعرہ صاحبقران کی آواز آئی **نعرہ امیر**

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ عقرب سیہ ذو الجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
جن کافران از جہان پاک کرد

لیے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے عمرو نے عرض کی ای شہریار دونون شاہزادیان انتہا کی زخمی ہین ذرا انکو بچالیجے چمن پیرا انکی طرف جاتی ہے چہرے انکے زرد ہو رہے ہین یا تو وہ طائر ہر مرتبہ سامنے دونون شاہزادیون کے زمزمہ سرائی کرتا تھا صاحبقران کو دیکھکر بلند ہوا چاہتا ہے آسمان مین جاکر چھپ جاوئن امیر نے تنے ہی باول لوح چمکائی جنگ رستانہ کرتے ہوئے سامنے دونون شاہزادیون کے پہونچے جیسے ہی لوح کا عکس انپر پڑا سحر بھولا ہوا یاد آگیا ہر چند کہ زخمی ہین مگر تڑپ تڑپ کے لڑنے لگین چمن پیرا ہر چند تسکین دیتی ہے مگر طائر قریب نہین آتا آسمان بیقرار ہے شہلا نے آواز دی ای شہریار یہ طائر کا سحر تمہاری حیات طلسمی ہے یہ لوح کو ملاحظہ کرکے اسکو قتل کیجے امیر نے لوح کو ملاحظہ کرکے نوشتہ پایا کہ اس طائر کو تیر سے مار و امیر نے کمان کاندھے سے اتاری اسم حافظ لوح پڑھا طائر تھرتھراتا ہوا قریب آیا خود نشانہ بنگیا امیر نے تاک کر تیر مارا طائر نے خود سینہ سپر کر دیا تیر سینے پر پڑا تو زرتشت کو بار گذرا طائر کا مرنا کہ آندھی سیاہ اٹھی زمین کانپنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام ہے طائران جادو بود چمن پیرا نے سر پیٹ لیا کنیزو نے دیکھکر آواز دی بڑا غضب ہوا کہ وہ طائر مارا گیا اب بچنا محال ہے بانیان طلسم نے اسی طائر کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ جب بادشاہ طلسم عاجز ہوکر طائران کو طلب کرے اور طائران ہاتھ سے طلسم کشا کے

قتل ہو تو فتح طلسم کی یہی صورت ہی لو صاحبو اب طلسم نہ بچیگا اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ کوشش بیکار ہی
حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی پھر کنیزون کو اشارہ کیا کہ جہانتک ہوسکے لڑو اگر ہوسکے صندلان و شہلان
کو قتل کرو مگر اب انکے مددگار آگئے اب انکا قتل ہونا دشوار ہی کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب
انکے پہونچ گئے اور قریب محجوب پہونچ کر قید کو توڑا زبان سے سوزن نکالی جب محجوب رہا ہوئی
محجوب بسنے رہا ہوتے ہی وہ آگ برسائی کہ صدہا کنیزین جلکر خاک ہوئین ہر طرف لاشون کے
انبار تھے دریاے خون کی طغیانی تھی الامان الامان کی صدا آنے لگی کنیزون نے بڑھکر چمن پیرا
کو صلاح دی کہ طبل امان بجوائیے صاحبقران رک جائینگے لڑائی موقوف ہوگی ورنہ آج کوئی
صورت بچنے کی نہین ہی چمن پیرا نے فوراً اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران
تینون شاہزادیون کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے چمن پیرا خستہ و شکستہ کنیزین زخمی ساتھ
سردارون کے لاشے اٹھوائے کئی سردار نامی مارے گئے بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا صاحبو اب کیا صلاح
ہی کیا صورت فلاح ہی طبل جنگی بجوا کر اگر میدان مین جاؤن تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے
کنیزین کہتی ہین کہ واری بھاگ چلیے کسی صحرا مین جاکر چھپیے چمن پیرا کہتی ہی کہ یہ بات غیرت کی ہی
لڑ بھڑ کر جان دونگی مگر سامنے سے نہ بھاگونگی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر نوجوان تخت پر
سوار ایک کتاب کھلی ہوئی آگے رکھی ہوئی مضمون اسکا پڑھکر ہنستا ہی کبھی روتا ہی کبھی کہتا ہی
واے غفلت کہ آنکھین بند رہین دشمنون نے اپنا کام کر لیا بالکل وقت آخر مین آے چمن پیرا
نے جو اُس ساحر کو دیکھا پکار کر آواز دی ای کتابدار ای اختر شناس جادو تمنے اب ہماری خبر لی
یہان کا پتہ تمھین کیونکر ملا اختر شناس تخت اتار کر زمین پر آیا کہا ای ملکہ عالم آپ میرے حال سے
بخوبی آگاہ ہین کہ مین قصر کوکب مین رہتا ہون آٹھوین دن بروز منگل پوجا پاٹ کرتا ہون آج
جو پوجا کرنے بیٹھا تصویر خداوند کے آنسو جاری ہوے مین نے گھبرا کر پوچھا تصویر نے جواب دیا
کہ او غافل کتاب دیکھ تجھکو کچھ معلوم ہو کہ چمن پیرا پر کیا گذری مین نے فوراً کتاب دیکھی کیا کہون
کہ کیا کیا مضامین نکلے بیحد حسرت ٹپکتی تھی آخر مین یہ مضمون تھا کہ سرحد زعفران جادو مین
چمن پیرا فروکش ہی جاکر اُسکی خبر لو مین حاضر ہوا موافق تحریر کے آپکو اسی سرحد مین پایا تب
چمن پیرا نے کہا ای اختر شناس ہر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اب مقابلہ طلسم کشا ہی کوئی تدبیر

کرنے والا نہین ہو بی بی محبوب برائے مدد آئی تھین وہ بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئین آج بڑی
جنگ ہوئی کنیزون نے صلاح معقول بتائی کہ جلد امان بچا کر چلیے ای اختر شناس اب حیران
ہون کہ کیا کرون طلسم کشا پہلوان یگانہ ہو بہتر فتنے مدد پیدا ہوتی ہو کوئی آتا نہین کہ میدان کارزار
مین جائے اور طلسم کشا کو جواب دے مین کد و کاوش کر رہی ہون اختر شناس نے کہا مین تخت
اڑائے ہوئے آتا تھا کہ گذر میرا صحرائے ہفت رنگ مین ہوا مقتول زرین کمر کو وہان کا حاکم ہو
دیکھا مین نے کہ کثرت کر رہا ہو کئی ہزار شاگرد جمع ہین وہ وہ نال اکھاڑے پر رکھے ہین کہ ہر ایک نال پہاڑ کا
ٹکڑا ہو مگر مقتول انگوشل تنکے کے اٹھاتا ہو شاگردون کو تعلیم کر رہا ہو ایک نامہ اسکو لکھیے وہ بیشک
آکر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کیا عجب ہو کہ حمزہ پر سہ غالب آئے کتاب مین بھی یہ مضمون دیکھا کہ مقتول
کے ہاتھ سے حمزہ کو صدمات پہونچین گے کیا عجب ہو کہ باعث ہلاکت ہو چمن پیرا خوش ہو گئی اسیوقت
نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمہاری جرات کے چار جانب
ہنگامے ہین ایک حریف زبردست تمہارے مقابلہ کا جو چاہو مناسب ہو تو فوراً کوچ کر کے اوس حریف
مذکور سے مقابلہ کرو طلسم چمن زار کو اوسنے لوٹ لیا اکثر نمک حرامون نے انکا ساتھ دیا جب
یہان آؤگے سب حال کھل جائیگا نامہ لکھا اختر شناس کو دکھایا اختر شناس نے نامہ پڑھا ایک
ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر چلا مگر مقتول زرین کمر صحرائے ہفت رنگ مین اکھاڑے پر بیٹھا
جھوم رہا ہو کہتا ہو رستم و اسفندیار ہوتے تو انکے بھی کان مین حلقہ اطاعت ڈالتا افسوس ہو کہ
بادولت کے زمانے مین نہوئے اب کوئی دنیا مین میرا ہم نبرد نہین ہو درختون کو اکھیڑ کر پھینک
دیتا ہون پہاڑ مین ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہون تو گھاٹیون کو جنبش ہوتی ہو یہ میرے نال و مگدر مین
کئی سو پہلوانون کو زیر کیا جس اکھاڑے پر پہونچا اپنی اوستادی کا دم مارا کئی سو اکھاڑون پر
میرا نام لیا جاتا ہو شاگرد لوگ پکارتے ہین کہ اوستاد مقتول زرین کمر کی جے ہو ہے اب کوئی
مجھسے مقابلہ کا نام نہین لیتا شاگرد اسکے بجا و درست کہ رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ آپکا کوئی
ہم نبرد نہین ایک واقف کار بول اٹھا کہ ای رستم زمان فی الحال مسلمانون نے سر اٹھایا ہو دربندونکو
فتح کرتے ہوئے آتے ہین مقتول نے کہا جسدن جاؤنگا سبکی مشکین باندھ لاؤنگا اچھی طرح جاؤ
ہو لیکن دو مدت سے میرا ارادہ تھا کہ سنجان اور باختر مین جا کر اس فرقے کو ڈھونڈون مگر موقع نہ آیا

یہ ذکر تھا کہ نامہ وار چمن پیرا کا پہونچا اُسنے نامہ ہاتھ مین دیا مقتول زرین کمر نے نامہ پڑھا
کہا لو صاحبو جو میرا ارادہ تھا اُسی کا سامنا ہوا جو سب مسلمانون کے افسر ہین اُنھین سے مقابلہ پڑیگا تیار
ہو کر چلو گیندا تیار ہو کر آیا ایک آواز دی کہ جوانان کو ہی تیار ہو کر آئے تین لاکھ فوج تھی کہا صاحبو
اگر کل فوج جمع کرون تو چھ لاکھ فوج ہو لیکن اب سب کون بلوائے مین اکیلا لاکھون پر کافی ہون لشکر
تو برائے ہیبت ساتھ ہوتا ہے مجھے کچھ لشکر کی احتیاج نہین ایسے غرور کرتا ہوا طرف چمن پیرا کے چلا
صاحبقران زمان در بارگاہ پر بیٹھے ہین ارجل تیغزن و مرجل دندان شکن و شنکل اژدر پہول
و ہنکل کوہ بازو ایک جانب ملکہ محبوب مسند نشین ایک جانب ملکہ صندلان و شہلائے
نرگسی چشم وغیرہ حاضر خدمت صاحبقران ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مقتول زرین کمر مثل فیل
جھومتا ہوا گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل چمن پیرا نے بڑھکر
استقبال کیا خوشامد سے رکاب پر ہاتھ رکھدیا مقتول گینڈے سے کود پڑا کہا ای بادشاہ طلسم چمن زار
کیا ملال پہونچا ہین زمین کے طبقے ہلا دونگا مین ہمیشہ سے مشتاق تھا کہ مسلمانون سے مقابلہ پڑے
عنایت خداوند لقراط ثانی کہ سرگروہ مسلمانان حمزہ صاحبقران فاتح سنجان و باختر سے مقابلہ ہی
دیکھیے سر میدان کیا کرتا ہون چیر پھاڑ کر پھینک دونگا ملکہ نے کہا ای مقتول دیکھو ارجل و مرجل
و ہنکل و شنکل کیسے خدمت مین صاحبقران کے خوش بیٹھے ہین تمہاری آمد دیکھکر پریشان ہوئے
جنکو اختر شناس نے صلاح دی کہ ایسا پہلوان قریب موجود ہے برائے مدد اُسکو بلا لیجیے تب مین نے تمکو
نامہ لکھا فوراً تم تشریف لائے مجھکو بڑا ممنون کیا مقتول نے عرض کی ہین آپکا تابعدار ہون چلکے
طبل جنگی بجوائیے کل صبح کو دیکھیے میدان مین کیا شکار کھیلتا ہون ان سبکو سنادونگا چمن پیرا مقتول
کو استقبال کر کے لائی لا کے دنگل زرین پر بٹھایا کہا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارون نے جاکر صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صاحبقران اُٹھکر بارگاہ مین آئے محبوب نے دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار یہ مقتول جو آیا ہے بڑا مغرور عقل و فراست سے دور ہے اسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعویٰ ہے کر و حیلہ بھی اسکا کام ہے حضور سمجھکر اس سے مقابلہ کرین صاحبقران نے فرمایا خدائے ما
بزرگ است کیا مکر و حیلہ کریگا سر میدان فنون سپاہ گری کا امتحان ہے سمجھا جائیگا رات بھر تیاریان

رہین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین کمر آفتاب نے سپر زرین
ضیا کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ نور کو حمایل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا
اور ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپا دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے مقتول سب کے آگے بڑھا ہوا فوجون کو درست کرتا ہوا میدان مین
آکر پہونچا صاحبقران چالیس قدم برتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے علم زرنگار کا سر پر سایا چلچل
دمرچل وشنکل دہنکل دست راست و دست چپ پر حاضر ہین محبوب ہر مرتبہ عرض کرتی ہی کہ
اے شہریار اگر حکم ہو تو فوج مین تہلکہ ڈالدون صاحبقران منع فرماتے ہین کہ سحر کا کام نہین جب فوجین
جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ بڑے مقتول نے گینڈا بڑھایا سامنے چمن پیرا کے آیا
عرض کی اے بادشاہ چمن زار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو چمن پیرا نے کہا جاؤ تمکو خداوند
لقا اطاثانی کے سپرد کیا اگرا ہے مقتول سواے صاحبقران کے اور کسی سے مقابلہ نکرنا اگر انکو چیر پھاڑ
کر پھینک دیا تو سبکو ایک سحر مین پامال کر دونگی بی محبوب مسند نشین کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی ایک
تحفہ صرف کرونگی تو زبان بند ہو جائیگی بی شہلا کو گرفتار کر لونگی بی صندلان کو ملت سحر کی نہ دونگی
اور سبکی کیا حقیقت ہو کہ مجھے مقابلہ کرین مقتول گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا طلمشوری دکھلا کے
پکارا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے گر مین افسر لشکر کا خواہان ہون صاحبقران نے خواجہ
سے فرمایا کہ خواجہ میدان ترقی کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اُچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران
نکلین گے بیدل ہو کر سب سرداروں نے گھیر لیا کہ یہ ان رسالدار عرض کرنے تھے غلامان جانباز
مقابلے مین جائین صاحبقران نے فرمایا اُسنے میرا نام لیکر پکارا ہی مین ہی اُسکے مقابلہ مین جاؤنگا یہ کہکر

مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نظم

قد وصف توسن رقم کیا کرون	گر شب نیز خامہ کا پا تنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
بس بے لقب اُسکا شبرنگ ہی	ترچھا ہی میدان مین سیماب وار	جبا نام رکھون تو یہ تنگ ہی

تین جھپکیون مین مرکب صاحبقران مقابلہ مین مقتول کے پہونچا مقتول نگاور زن ہوا پانچ قدم
گینڈا مقتول کا ہٹا تین قدم مرکب صاحبقران کا گھوڑا اُڑ کر جو صاحبقران سامنے مقتول
کے آئے مقتول جمال مہر تمثال دیکھکر دنگ ہو گیا کبھی سراپاے صاحبقران دیکھتا ہی کبھی

رعنائی پر سلاح کی نگاہ ڈالتا ہے جب جمال بے مثال خوب دیکھ چکا کہا کیون حمزہ تونے ماہ دولت کا
خوف نہ کیا مقابلہ مین میرے چلا آیا اب بھی مین رحم کرتا ہون کہ میری اطاعت کر تین لاکھ فوج ساتھ ہی
باقی تین لاکھ جابجا نظامت پر ہے اگر انکو بھی طلب کرون تو گاوزمین بار نہ اٹھا سکے کل فوج کا بادشاہ
کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے مقتول زیادہ گھمنڈ مت کر مغرور ہمیشہ ذلیل رہتا ہے اگر تو میری
اطاعت کرے تو فی الحال سپاہ سالار لشکر کرون کہ سرداران قدیم تیرے مرتبے پر رشک کرین تب
مقتول نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی کہا اے سخن ساز میری بات کا ایسا جواب دیا کہ دل ہل گیا
مگر یہ میدان کارزار ہے ناچار نیزہ اٹھاتا ہون فنون سپاہ گری دکھاتا ہون یہ کہکے نیزہ اٹھایا داہنی بغل
و بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ صاحبقران پر نیزہ
مارا امیر نے تیرے کو نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان آگ کی نکلنے لگین آپسمین نیزہ بازی شروع
ہوئی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزہ مقتول کا گانٹھا
گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مقتول کے نکل گیا مثل خط شعاع بلند ہوا مانند تیر شہاب کے زمین پر
گرا دونون لشکرون مین غریو بلند ہوا کہ صاحبقران نے نیزہ مقتول کا نکالا فنون سپاہگری مین
طاق ہین حقیقت مین شہرۂ آفاق ہین مقتول نے شرمندہ ہو کر تیغ کمر سے کھینچا سوا دو من کا تیغ جوہردار
لنگر دار نیام انتقام سے یون نکلا صاف ثابت ہوتا تھا کہ اژدر غار سے قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا
ہر چند کہ تیغ اسکا مثل برق چمکا مگر صاحبقران کی پلک نہ جھپکی نگاہ لڑی ہوئی ہے جیسے اسنے ہاتھ
مارا صاحبقران نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مقتول نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جھٹکے
چلنے لگے مقتول کا گینڈا امیر کا سر کب زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوئے زمین پر گرے آپسمین
کشتی ہونے لگی جہان ایک گھڑی دو گھڑی لڑتے ہین پسینے کے چشمے بن جاتے ہین مقتول ہر مرتبہ
ریل کرکے دوڑتا ہے صاحبقران دو چار قدم ہٹ آتے ہین جس مقام پر جی چاہتا ہے پلٹ پڑتے ہین
اور جب مقتول کو پکڑ لاتے ہین جہان مقتول زمین پر آتا ہے صاحبقران دو چار گھٹنے ایسے
مارتے ہین کہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے ناک سے خون جاری ہوتا ہے بمشکل نکلتا ہے جان کو
بچا رہا ہے مگر گھبرا رہا ہے تین پہر ایک طور پر کشتی ہوئی مگر مقتول اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہے
چاہتا ہے بلا سے چت ہو جاؤن جان تو بچے بلا کا حریف ہے کسی فن مین کمی نہین کرتا ایک مقام پر

مقتول نے دونون مونڈھے پکڑے ریل کر صاحبقران کو لیچلا ساتوین قدم پر امیر جا کر رکے
مقتول نے کہا کیون حمزہ مجکو بانکپن دکھاتا ہے امیر نے فرمایا ای مقتول اب نہ ہٹین گے خواہ
زمین ہٹے مگر جہان قدم گاڑ دیے پھر نہین پیچھے ہٹے مقتول نے کہا مین نہ ٹلنے دونگا یہ کہکے
بہ قوت پہلوانی زور کیا چاہا ریل کرلے دوڑون مگر صاحبقران نے قدم نہ ہٹایا مقتول نے
قدم آگے بڑھایا وہان پر موشہانہ تھا دونون پانون مقتول کے موشہانے مین جاتے رہے امیر
نے جو جھٹکا مارا کولہ مقتول کا اتر گیا تھر تھرا کر مثل بید کے کانپا سر کاندھے پر امیر کے رکھدیا بیہوش
ہوگیا امیر نے مقتول کو ہاتھون پر سنبھالا پکار کر آواز دی کہ ای پہلوانان مقتول اس ہیمذ بونگو
سامنے سے لیجاؤ کولہ اسکا اتر گیا جب صحت پائیگا پھر برائے امتحان آئیگا ملازمان مقتول دوڑ پڑے
مقتول کو لیکر ہوادار پر سوار کیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹے لا کے مقتول کا علاج کیا صاحبقران
پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہوئے مقتول کو جب ہوش آیا اور حال معلوم ہوا کہ میرا
کولہ اترا مقابلے صاحبقران سے خستہ ہو کر پلٹا آنکر اپنی بارگاہ مین آیا چمن پیرائے ملاقات
کی بڑی شرمندگی ہوئی بارگاہ مین تنہا آکر بیٹھا حکم دیا اسوقت کوئی جاری ملاقات کو نہ آئے مگر
عیار اسکا نہروان دشت نورد جو قریب بارگاہ آیا اور یہ خبر سنی کہ آقا تنہا بیٹھے ہین کسی کے
جانے کا حکم نہین نہروان نے کہلا بھیجا کہ غلام حاضر ہو مقتول نے حکم دیا کہ عیار کو آنے دو
نہروان سامنے پہونچا دیکھا کہ مقتول رو رہا ہے رونے سے آنکھین سرخ ہین یکہ و تنہا بیٹھا ہے عیار
نے آکر سلام کیا کہا ای آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس آپکو بہت پریشان پاتا ہون سبب
تو ارشاد فرمائیے مقتول نے کہا ای نہروان و ای یار وفادار کیا سبب پوچھتا ہے ایسے حریف سے
مقابلہ پڑا جس سے یقین کامل ہوگیا کہ اب جو مقابلہ پڑیگا وہ مجکو زیر کر لیگا کل فنون سپاہ گری
مین حمزہ بے نظیر ہے اب مجھپر حال کھلا کہ مجھسے بھی زبردست ہے یہی خوف ہے کہ اب کیا کرون
صحرائے ہفت رنگ سے کوچ کر کے آیا اور خالی پلٹون ہائے کیا تدبیر کرون عیار نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین مین حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا چاہے قتل کیجیے خواہ بخشیے سرکار کو سب طرح اختیار
ہے مقتول یہ مژدہ سنکر خوش ہوگیا کہا ای عیار طرار اگر تو نے یہ کام کیا تو وہ مرتبہ تیرا کرونگا
کہ سب سردار رشک کرین کہ نہروان کا یہ مرتبہ ہے نہروان خوش ہوگیا اسباب عیاری ذات پر

آراستہ کر کے چلا صورت تبدیل کر کے لشکر اسلام مین پہونچا سامنے بارگاہ کے کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ
سردار آتے ہین مجرا کر کے چلے جاتے ہین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو تشریف لائے
امیر نے فرمایا خواجہ جا کر لشکر کفار سے خبر لاؤ مقتول کا کو ن اترا اب اسکا کیا ارادہ ہے مقابلہ کریگا
یا پلٹ جائیگا خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلے صورت بدل کے طرف لشکر کفار کے چلے نہروان بڑھیا
بنا کھڑا اتحاد دعائین دیتا ہوا سامنے عمرو کے آیا کہا بابا و امرتبہ تیرا زیادہ ہو کچھ بڑھیا کی خبر لے خواجہ
نے جواب دیا ای ضعیفہ تو اسی مقام پر موجود رہنا مین لشکر کفار مین خبر لینے جاتا ہون وہان سے
پلٹ کر جو آؤنگا کچھ تجھکو دونگا عیار کو معلوم ہوا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین جاتے ہین جب خواجہ
سامنے سے چلے گئے تو نہروان نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت خواجہ
کی بنکر تیار ہوا مثل خواجہ کے جست و خیز کرتا ہوا چلا راہ مین شاگردوں سے انکے سلام لیتا ہوا
بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران نے پوچھا خواجہ کیا خبر لائے مقتول کس فکر مین ہے
عرض کی ای شہریار دو چار روز مین کو ل اسکا اچھا ہوگا پھر برائے مقابلہ میدان مین آئیگا اسکو
ابھی دعوی باقی ہے ذرا حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون صاحبقران نہروان کے
ساتھ گوشے مین آئے نہروان نے صاحبقران کو پان کھلا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا سراچہ
چاک کر کے نکلا جست و خیز کرتا ہوا گوشوں مین چھپتا ہوا چلا وہان خواجہ جب دربار چمن پیرا مین گئے
مقتول کو بارگاہ مین نہ پایا خادمون سے دریافت کیا کہ آج مقتول بارگاہ مین کیون نہین آیا
زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ مقتول اپنی بارگاہ مین ہین آج برائے ملاقات چمن پیرا
نہین تشریف لائے یہ دریافت کر کے خواجہ پلٹے وسط صحرا مین پہونچے ہین کہ زنگ کی آواز
کان مین آئی ایک گوشے مین چھپکر دیکھا کہ نہروان عیار صاحبقران کو لیے ہوے آتا ہے عمرو
کے ہوش اڑ گئے ایک گوشے مین آکر بیٹھے کمند کو خس پوش کیا جب نہروان اس مقام پر
پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین آیا عمرو نے شیر کی آواز دی نہروان رکا عمرو نے جھٹکا مارا نہروان
گرا کود کر عمرو چھاتی پر سوار ہوا جلاب مار کر بیہوش کیا پشتارہ امیر کا لیکر زنبیل کیا اب
نہروان کو نخل سے باندھا کوڑا پکڑ کے کھڑے ہوے فیتلہ دفع بیہوشی دیا جب نہروان کی
آنکھ کھلی دیکھا عمرو کوڑا پکڑے کھڑا ہے ہوش اڑ گئے عمرو نے پکار کر آواز دی ای نہروان پشتارہ

صاحبقران کا کیا ہوا مفصل بتاؤ نہروان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین چند
ساعت کو بیہوش ہوگیا تھا مجھکو احوال نہین معلوم کہ صاحبقران پر کیا گذری عمرو نے کہا اے نہروان
بقراط ثانی پر لعنت کر دین اسلام و ملت بیضا اختیار کر ورنہ ابھی قتل کرونگا اسی جنگل مین ڈالدونگا
نہروان ڈرا کہ اگر عمرو یہان مار ڈالیگا تو کون خبر لیگا دست بستہ عرض کی مین شاگرد ہوتا ہون
عمرو نے کہا صدق دل سے بیان کر پیشانی تمھاری سیاہ معلوم ہوتی ہے نور اسلام پیشانی پر نہین چمکا
اب نہروان کو اعتقاد کامل ہوا سوچا کہ عمرو بڑا بشرہ شناس ہے اسکے سامنے مکر نہ چلیگا صدق دل سے
مسلمان ہوا عمرو نے نہروان کو ساتھ لیا کہا تم تو لشکر مین چلو مین تمھارے آقا سے ملاقات کرکے
آتا ہون مگر خبردار تم نہ آنا میرا تعاقب نہ کرنا نہین معلوم مجھے کیا منظور ہے نہروان طرف لشکر صاحبقران
کے چلا خواجہ بہ صورت نہروان لشکر مقتول مین آئے راہ مین ایک گنوار جاتا تھا اسکو بیہوش
کر کے بہ شکل صاحبقران بنایا مقتول انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اُستاد پیشارہ بوقت
آتے ہین مقتول خوش ہوگیا کہ نہروان نقلی سامنے آیا مقتول کو سلام کیا کہا اے آقاے نامدار مین
صاحبقران کو لایا بڑی کوشش پڑی لیکن لڑ بھڑ کر صاحبقران کو لایا اور ایک معرکہ گذرا جب
راہ مین عمرو نے مجھکو گھیرا تو یقین تھا کہ مین گرفتار ہو جاؤن یا عمرو مجھکو قتل کرے ایک صداے غیب
آئی عمرو تو آواز سنکر بھاگا مین کھڑا رہا دیکھا مین نے کہ خداوند بقراط ثانی سامنے تشریف لائے
فرمایا اے نہروان تو نے بڑا کام کیا کہ حمزہ ایسے شخص کو گرفتار کر لایا لیکن اور مرتبہ مجھکو دیگا اب
فی الحال مجھکو علم موسیقی کا عالم کر دیا ہین تو آسمان پر جا سے پاس آیا کہ فرشتو نے تیری ملاقات
کرائینگے مرتبہ تیرا بڑھ جائیگا تو آپ امتحان تو کیجیے کہ مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا پھر اسیر کو ہوشیار
کیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے مقتول نے کہا بہتر اپنا امتحان کرو سب سرداران مقتول
آکر جمع ہوگئے عمرو نے بابان چھیڑا یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

حسن کس روز ہمسے صاف ہوا
ذرہ دامن ہوا کہ صاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون جگر
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

لے لیا تھکر کرکے ساقی سے
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
گردش کوچے پھرا آتش

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ مقتول خوش ہوگیا

کہا ای نہروان حقیقت مین تو نظر کردہ خداوند ہوا نہروان نے کہا اب دلکو قوت ہوئی کہ جو جو
کمال قدرت نے مناسب جانے وہ عطا کر دیے ایک کمال اور بھی مرحمت فرمایا ہی اسکا بھی امتحان
ہو جائے وہ کمال یہ ہی کہ ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے کلید میخانہ مجکو مرحمت فرمایئے مقتول
نے خوش ہوکر کلید میخانہ دی خواجہ جست کر کے میخانے مین آئے کل شراب کو خراب کیا بے ہوشی
ملائی پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے خادمون نے جو یہ آواز سنی دوڑے
ہوے آئے کوئی گلابی لیگیا کسی نے چند اُٹھایا بیٹھکر اپنے اپنے جلسے مین پینے لگے خواجہ نے چند عمدہ
گلابیان مے ارغوانی سے معمور کین لیکر محفل مین آئے مقتول خوش بیٹھا ہی ساتھ والونسے کہہ رہا ہی
کہ میرا عیار نظر کردہ خداوند ہوا کہ خواجہ نے گلابیان لاکر سامنے رکھین گھنگرو پانوُن مین باندھے
گت شروع کی جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے مقتول کے آئے سر جھکا کر
کہا ایسے بادشاہون کو سرے شراب پلانا چاہیے مقتول نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر
پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی بعد چند عرصے کے
دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کے تھپڑ مارا ایک کو ایک پٹ گیا تھوڑے عرصے مین
ساری محفل مین دھینگا مشتی ہونے لگی مقتول یہ کہکر اُٹھا کہ کیا میری صحبت کو بازار بنایا ہی اُٹھکر
چلا کہ سردارون کو مارون چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا
تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش ہوے عمرو نعرہ کر کے اُٹھے مقتول کی ریش تراشی
محفل کو لوٹ لیا ایک پرچہ لکھکر مونچھ مین مقتول کی باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ ای مقتول زرین کمر
آگاہ ہو کہ تیری دغابازی نے سر محفل تجکو بے ہوش کیا مین چاہتا تو سر کاٹ لیتا مگر آقاے نامدار
کو وعدے کہ حکم نہین ہی مگر اب مناسب ہی کہ اگر صاحبقران کی بدل اطاعت کرو ورنہ جب چاہونگا
تیرا آکر سر کاٹ لیجاؤنگا بڑا اپنے زور پر گھمنڈ رکھتا تھا آقاے نامدار سے مقابلہ کر کے عزا اُٹھا یا جو تونے
مکر کیا وہ تیرے گلے پڑا نہروان مسلمان ہوا وہ ہمارے لشکر مین ہی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گزاری یہ پرچہ باندھکر خواجہ نکل گئے یہان چمن پیرا کو خبر ہوئی کہ صاحبقران گرفتار ہو کر
آئے ہین لیکن محفل مقتول مین گانا ہو رہا ہی چمن پیرا چلی کہ جاکر مین بھی رنگ دیکھون حمزہ
کو قتل کرون اُسوقت آکر پہونچی کہ دروازے پر چوبدار و خدمتگار آپس مین لڑ رہے ہین ایک

کہتا ہی توکل مو ہا ہی دوسرا کہتا ہی تیرا خود مُنھ کولا ہی ایک کہتا ہی میرا عصا کیا ہوا دوسرا کہتا ہی خاصدان
کہان گیا سب کل ہو ہے لڑ رہے ہین چمن پیرا اسے کہان سکو نکالوان سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا
مصاحبان مقتول لڑ رہے ہین وہی ہنگامہ ہے لات گی جوتی پیزار ہو رہی ہی مقتول ایک
عورت کو لیے پڑا ہی وہ عورت غل مچاتی ہی کہ او بے حیا تو کون ہی مین ہون وزیر مقتول
تو یہ کیا حرکت کرتا ہی مقتول کہتا ہی ای جان جہان اپنی ناک سے پوچھنا عمول پہونچ گیا ہوگا
چمن پیرا نے آتے ہی کہا ای مقتول یہ کیا ذلت ہی اپنے کو سنبھالو دیکھو یہ پرچہ کاغذ کیسا
منھ مچھ مین بندھا ہی اور یہ دھاڑی کیسی ترشی ہوئی ہی مقتول کا مُنھ دُھلا یا بیدار کیا چمن پیرا
نے آئینہ دکھایا آئینہ دیکھکر مقتول بہت شرمندہ ہوا پرچہ کاغذ کو پڑھا مضمون پر چکر تھر آگیا کہا
ای چمن پیرا غضب ہوا نہروان کی صورت بنکر عمرو آیا تھا نہروان ایسا عیار طرار کس
بلا مین پھنسا کہ شریک مسلمانان ہوا چمن پیرا نے کہا جو تقدیر مین قدرت نے لکھا تھا وہ
پیش آیا اب جیسا کچھ قدرت کو منظور ہوگا وہ ہوگا چمن پیرا نے ساری محفل کو درست کرایا
مقتول نے مارے شرم کے نقاب چہرے پر ڈال لی کہا جب دھاڑی لگیگی تب نقاب اتارونگا
چمن پیرا بارگاہ مقتول درست کر کے اپنی بارگاہ مین آئی مصاحبو نسے کہا لو صاحبو آج
عمرو نے بارگاہ مقتول مین قیامت بپا کی لوٹ مار کر چلدیا دھاڑی مونچھین میان مقتول
کی منڈ گئین اب نقاب چہرے پر ڈالے ہین ایک کنیز کو حکم دیا کہ مقتول کو بلا کر لاؤ کہ اُس سے
پوچھین کہ اب پھر مقابلہ کروگے یا نہ کروگے ظاہر مین تو معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا جی چھوٹ گیا اب وہ
کیا مقابلہ کریگا مین ہی کچھ تدبیر کرون کنیز نے جا کر مقتول سے عرض کی کہ ملکہ عالم یاد فرماتی
ہین مقتول بارگاہ چمن پیرا مین آیا چمن پیرا نے پوچھا ای مقتول اب کیا منظور ہی جو جو
خرابیان ہونا تھین وہ ہو چکین عیار تمہارا جا کر مسلمان ہوا تم اب اپنے صحرا کی طرف چلے جاؤ
ابکی جو صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا تو وہ تمھین زیر کر لیجائینگے اور جو مسلمان ہوتا ہی وہ پھر طرف
بقراط کے نہین پلٹتا ان شاہزادیون پر کیا کیا مصیبتین پڑین کبھی کسی نے دین اسلام سے
انحراف نہین کیا زبان سے اتنا بھی نہ کہا کہ خداوند بقراط ثانی سے خطا معاف کرائینگے نہین
معلوم کیا وجہ ہی کہ قدرت کو مسلمانون کے حال پر بڑی توجہ ہی حسن و جمال اولاد صورت

زیبا طلعت جہان آرا سب ان لوگون کو عطا کی جس ملک مین گئے اُن لوگون نے بدل خدمتگزاری کی جان سے سرفراز ہو کر رہے اگر قدرت نہ دیتے تو یہ اسباب انکو کیونکر ملتے مقتول نے کہا کہ ای ملکۂ عالم عنایت خداوند ان باتون پر موقوف نہین ہے زور وزر و اقبال و اولاد عنایت خداوند سے نہین ملتی دنیا کا یہی طور ہے مگر مین عرض کرتا ہون کہ مین حمزہ کو مٹا کے جاؤنگا آج طبل جنگی بجوا لیے کل مقابلہ کرونگا ایکی مقابلہ مین خاتمہ ہے خالی نہ پلٹونگا یا زیر ہو جاؤنگا یا زیر کر لاؤنگا آپ آج کے دن اور تامل فرمائیے کل دم بھر مین آفتین بپا کردونگا چاہیے کہ میرے زور سے حمزہ بچ جائے تو یہ ناممکن اگر میرا کوڑا اتر گیا تو اس سے کچھ میرے لیے حرج نہین ہوا مین حمزہ سے دب نہین گیا مگر آج کے روز تامل فرمائیے کل ضرور قیامت بپا کرونگا ایسے ایسے جملات بیٹھا بیان کیا کیا چمن پیرا خاموش ہو رہی شام کو جب چمن پیرا سے عرض ہوئی کہ طلایہ لشکر کا مقرر کر دیجیے تو اپنے مقام سے مقتول اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم آج خدمت طلایہ پر مین جاؤنگا چمن پیرا نے کہا کیا مضائقہ مقتول دس ہزار سوارون کو ساتھ لیکر برائے انتظام طلایہ آیا جا بجا سوار مقرر کیے اپنا مقام بازار کلان مین قرار دیا ساتھ والون سے کہدیا کہ جب ہم طلب کرین تو فوراً آجانا سب نے عرض کی بہت خوب لشکر صاحبقران مین یہ حال گذرا کہ شام کو دارا سے دُر در گوش نے عرض کی آج خدمت طلایہ سرکار کے نام ہے صاحبقران نے فرمایا انتظام کراؤ ہم جائینگے ہم خود طلایہ دیکھیگے یہ فرما کر جامہ سوار ہے سے نوش فرمایا خواجہ عمرو کو ساتھ لیا دو ہزار سوار جبر آدار اکے لیے آگر بازارون مین سوار مقرر کیے آپ کنارے پر لشکر کے اگر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے خواجہ سے کہدیا تھا کہ دو ایک گلابیان ما ءاللحم کی ہمراہ رہین خواجہ نے قربوس اسپ مین لگادی تھین وہ نکالکر خواجہ لائے صاحبقران نوش فرما رہے ہین خواجہ ہر مرتبہ جام دیتے ہین صاحبقران نوش فرماتے ہین منظور یہ ہے کہ خدمت طلایہ مین فرق نہ پڑے نیند نہ آوے نہروان دشت نورد جو اپنے مقام سے اُٹھا خبر سنی کہ خود صاحبقران طلایے پر ہین ٹہلتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا تھوڑی دیر ٹھیرا پھر کہا مین لشکر کفار کو دریافت کرون کہ اُس طرف طلایے پر کون ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ نہروان پھرتا ہوا قریب مقتول کے آیا دیکھا کہ مقتول زرین کمر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے سوچا کہ کچھ

امیر کے ساتھ خیر خواہی کرون کسی طور سے مقتول کو گرفتار کرادون یہ جانتا ہو کر صاحبقران تنہا لڑینگے اور مقتول کو زیر کرینگے غرضکہ نہروان نے آکے مقتول کو سلام کیا مقتول نے پوچھا ای یار وفادار اسوقت مین تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا نہروان رونے لگا کہا ای شہریار مین مجبوری گرفتار ہوا کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا اگرچہ کہ عمرو کے شریک ہون مگر دل سے آپکا خیر خواہ ہون سامنے زیر نخل صاحبقران شراب پی رہے ہین بالکل اکیلے بیٹھے ہین اگر مناسب ہو بلوہ کر کے گرفتار کر لیجیے جب تک صاحبقران کے ملازم آوینگے آپ گرفتار کر لیجیے گا یہ سنکر مقتول نے اپنے ساتھ والون کو آواز دی دس ہزار سوار و پیدل آکر جمع ہو گئے اُن سبکو لیکر مقتول چلا امیر نے جو مقتول کو آتے دیکھا تیغہ ٹیک کر کھڑے ہو گئے للکار کر آواز دی ای مقتول کیا ارادہ ہے مقتول نے ساتھ والون کو اشارہ کیا وہ سب بلوہ کر کے صاحبقران پر چلے امیر اُنپر نعرہ کر کے آپڑے تلوار چلنے لگی لیکن مقتول کمینگاہ مین کھڑا ہی صاحبقران جو اُسطرف سے نکلے اسنے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے پہلوان زبردست کے ہاتھ کے چلتے صاحبقران اُسمین پھنس کر گرے ہاتھ تلوار کا بھی اسنے مارا امیر زخمی بھی ہوے سب کافر ٹوٹ پڑے انزروے بلوے کے امیر کو گرفتار کر لیا مقتول نے امیر کو ارابے پر ڈالا آہنگرون کو بلاکر مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون سے کہا اب طرف صحراے ہفت رنگ کے نکل چلو وہان چلکر قتل کرونگا یہ کہکر طرف صحراے ہفت رنگ کے چلا خواجہ عمرو نے جب دیکھا تھا کہ امیر پر بلوہ ہوا طرف لشکر کے دوڑے کہ سردارون کو لاؤن مغلوب مین شریک ہون دارا ے دُرِ دَرگوش کو تیار کر کے لائے اُسوقت پہونچے کہ صاحبقران کو لیکر مقتول روانہ ہو گیا تھا دارا نے چاہا کہ پیچھا کرون عمرو نے منع کیا کہ تم تامل کرو مین جاتا ہون عمرو پیچھے راہ مین آکر دیکھا کہ صاحبقران ارابے پر بیٹھے ہین ہمراہیان مقتول سب آگے پیچھے امیر کو گھیرے ہوے لیے جاتے ہین عمرو نے ہر چند تدبیر کی کہ راہ مین کوئی فکر کرون نہ بن پڑا آخر مقتول صحراے ہفت رنگ مین پہونچ گیا آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا حکم کیا کہ حمزہ کو بارگاہ مین لاؤ اگر مان جائے اور اطاعت کرے تو اُسکو ابھی رہا کرون ورنہ قیدخانہ مین رہیون ملازمان مقتول صاحبقران کو لیکر چلے اب واضح ہو کہ مقتول کے محل مین ایک دختر ہو اُسکی کریم تن نیزہ باز اُسکا نام ہر فنون سپاہ گری مین

طاق حسن مین شہرۂ آفاق یکایک نہروان گھبرایا ہوا آیا کہا ای ملکۂ عالم ہرچند کہ مین امیر کا شریک ہوا تھا مگر موقع پاکر امیر کو گرفتار کرایا باپ آپکے لیکر آئے ہین کوٹھے پر سے چلکر تماشا دیکھیے کہ صاحبقران اور مقتول سے کیا گذرتی ہے سیم تن نام صاحبقران سنکر شگفتہ ہوگئی چند کنیزونکو ساتھ لیکر بالاے بام آئی جھروکے مین بیٹھکر دیکھنے لگی یکایک خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا صاحبقران دوہری زنجیرین پہنے ہوے سر برہنہ دربار مین مقتول کے آگے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا سیم تن نے کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو کیا جرأت ہے گرفتار ہوکر آئے ہین مگر کس دبدبہ سے صاحب سلامت کی اور جمال دیکھکر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جی مین کہتی ہے کہ کیا جوان صاحب جرأت ہے کچھ مقتول کا خوف نہ کیا مقتول نے پکار کر کہا یا صاحبقران اب آپ میرے قبضے مین ہین ابھی قتل کرونگا ورنہ میری اطاعت کیجیے صاحبقران نے فرمایا تو بقراط پرست ہے مین تجھپر لعنت کرتا ہون مقتول نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرے اسوقت نہروان سامنے آیا کہا ای شہریار جو تدبیر مین نے کی تھی وہ موافق پڑی مگر فوراً اسکا قتل کرنا بہتر نہین ہے ایسا نہو کہ اسکے لشکر والے بلوہ کرکے آجائین تو مشکل پڑیگی آپ اسکو قید کیجیے تب مقتول نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ مین لیجاؤ صاحبقران کو قید خانہ مین لیگئے مقتول نے حکم دیا کہ آب و دانہ بھی بند رہے کہ حمزہ تڑپ تڑپ کے مرے مگر سیم تن یہ معرکہ دیکھکر رنجیدہ اپنے مقام سے اٹھی اپنے باغ مین سوار ہوکے آئی مسند پر آکر بیٹھی کنیزون سے کہتی ہے صاحبو میرا تو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بہ قول شاعر

نظم

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا — سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا — صلب کافر سے بھی ہوتا ہے مسلمان پیدا

خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے — چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دست نگارین سے نہین کچھ تجھکو — یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

بلبل بستان نکر انکو پکڑ کر صیاد — بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا

روکے آنکھونسے نکالون مین بخار دلکو — کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا

موجد اسکی ہے یہ روزی جاری آتش — ہم نہ ہوتے تو نہوتی شب ہجران پیدا

کنیزون نے کہا ای ملکۂ عالم اب تو صاحبقران قید خانے مین ہین رہائی کی کون صورت ہو جو
ہمکو حکم ہو بجا لائین مگر خواجہ عمرو پھرتے پھراتے پشت پر اُس باغ کی آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے
ایک نخل کی مدد سے باغ مین اُترے ایک کنیز برائے رفع حاجت آئی اسکو بیہوش کرکے ایک گوشے
مین ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر پاس سیم تن کے آئے سمجھانے مین مصروف ہوئے سیم تن نے کہا صاحب
میرے دلکو کیونکر آرام آئے مین نے سنا ہو کہ قید خانہ مین اُنپر آب و دانہ بند کیا ہو کاش کہ یہ جفا واسطے
میرے ہوتی پھول سے عارض مرجھائے ہوئے تھے کس قدر چہرے پر پریشانی تھی اب قید خانے
مین کیا گذرتی ہوگی ایک کنیز نے کہا ذرا نہروان کو ڈھونڈھ کر لاؤ اُسی نے بادشاہ کو صلاح دیکر قید
کرایا ورنہ مقتول تو آمادہ تھا کہ قتل کرون یہ ذکر تھا کہ نہروان خود آیا ملکہ نے کہا کیون بھیا اب
کوئی رہائی صاحبقران کی صورت بھی ہو سکتی ہو نہروان نے کہا ای ملکۂ عالم مین خود شرمندہ
ہون کہ خواجہ عمرو مجھسے فرمائینگے کہ تو نے صاحبقران کے ساتھ کوئی نیکی نہ کی مگر آپ کھانا اعلے
بہ دارو ے بیہوشی پکوا لیئے مین وہ طعام لیکر جاؤن نگہبانون کو بیہوش کرون صاحبقران کو
رہا کرکے لاؤن ملکہ نے اُسی وقت کھانا تیار کرایا کنیزون کے سر پر خوان رکھے نہروان مشعل
ہاتھ مین لیکر طرف قید خانہ کے چلا یہان نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین صاحبقران قید خانے
مین بیتاب و بیقرار دوسرا دن ہو کہ آب و دانہ نہین پہونچا خاموش سرنگون بیٹھے ہین نگہبانون نے
روشنی مشعل کی دیکھی پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہو نہروان نے بڑھکر اپنی صورت دکھائی
کہا دختر شاہ بیمار ہوگئی تھی یہ کھانا نذر لات و منات کا ہی حکم ہوا ہو کہ قیدی کو کھلا دو نگہبانون نے
کہا اس قیدی کا آب و دانہ بند ہو نہروان نے کہا تم سب لوگ ملکر کھانا کھالو مین جا کر کہدونگا
کہ قیدی کو دے آیا یہ سنکر نگہبان خوش ہوگئے اپنے اپنے حصے لینے لگے نہروان نے کہا کہ اس
کھانے کو رکھنا نہین کھڑے کھڑے کھالو ایسا نہو خداوند کے خلاف گذرے نگہبان کھانا کھانے
لگے تھوڑے عرصے مین کھانا کھا کر سب بیہوش ہوئے نہروان نے قید خانہ مین جا کر صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی حضور تشریف لے چلیئے آپکو دختر مقتول نے بلایا ہی صاحبقران جھلا کر اُٹھے
چاہا کہ قید توڑ ڈالون نہروان دشت نورد نے کہا حضور کیون تکلیف فرماتے ہین غلام
ابھی کیلین کاٹ کر حضور کو لیئے چلتا ہو یہ کہکے کیلین کاٹین صاحبقران کو ساتھ لیکر طرف باغ

ملکہ کے چلا قضا ے کار سکان شبگرد کو توال طلایہ پھرتا ہوا جو اسطرف آیا دیکھا سب نگہبان مرے پڑے ہین قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا ہی سکان یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا دور سے دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش جاتے ہین صاحبقران کو پہچانا پیچھے پیچھے ہولیا اس خیال سے کہ انکی خبر لگاؤن کہ یہ کہان جاتے ہین آگے آگے صاحبقران عقب مین نہروان دور دور سکان چلا آتا ہی مگر ملکہ بعد جانے نہروان کے بیقراری کر رہی ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی خدا نہروان کا مطلب دلی پورا کرے ای کارساز بے‌نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہی تو صاحبقران کو یہانتک پہونچا نظم

رو نماید آفتاب و ماهتاب	پیش لمعان رخ خوبت چه تاب	روز و شب شام و سحر از حکم تو
میشود پیدا به عالم انقلاب	باد و آتش جلوهٔ ذات تواند	مظهر انوار تو آب و تراب
تو ز هر خاطر کنی اندوه دور	ای بمه‌ی از دل تو رنج و اضطراب	حامی و همدم بخیر و شر تو ئی
حافظ و ناصر به بیداری و خواب	نیکی حاصل از تو نیکوکار را	بهر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو	یا به تندی دم زند وقت خطاب	

کنیزین کہتی ہین حضور نہ گھبرایئے نہروان بڑا عیار عقلمند ذی‌یقین ہی صاحبقران کو لیکر آئے گا چند کنیزین دوڑی ہوئین آئین عرض کی ای ملکہ عالم مبارک ہو کہ ایک جوان آگے آگے ہی نہروان اُنکے پیچھے شاید صاحبقران کو نہروان لیکر آتا ہی ملکہ بیقرار ہو کر کھڑی ہو گئی دروازے پر آکے ٹھیری کہ نہروان آگے بڑھکر آیا کہا ای ملکہ عالم مبارک ہو کہ مین صاحبقران کو لایا کہا ای نہروان مجھے انکے آنے سے کیا مطلب ہی فقط انکا حال سنکر یہ چاہتی تھی کہ قید سے رہا ہو جائین اب کہ اُنھون نے رہائی پائی اُنکے لشکر مین اُنکو پہونچا دو نہروان نے کہا اب تو باغ مین بلا لیجے بٹھائیے پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا ای نہروان خوشی تمھاری کہ صاحبقران بھی آگر پہونچے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سکان شبگرد نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا یہ سب صورتین دیکھکر چلا کہ جاکر مقتول کو خبر کرون یہان ملکہ نے صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی ساقی بیچے حاضر ہوئے جام گردش مین آیا خواجہ سے نے سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا	جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا
آنکھین دکھاتی ہی وہ نرگس فتان کیا کیا	داغ دیتی ہی مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری اے ظالم	ورنہ گردون سے ہوئے کار نمایان کیا کیا
روے دلبر کی صفائے تھا بڑا ہی دعوی	سامنے ہو کے ہوا آئنہ حیران کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش	کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

صاحبقران نے گائن کا گانا جو سنا آواز دی اری گائن ذرا قریب آ جب عمرو قریب آیا امیر نے ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہ بشکل کنیز تھا غل مچائی کہ ملکہ عالم مجھے بچائیے میرے گانے مین صاحبقران اشارے کر رہے تھے اب زبردستی کرتے ہین آپ ایسی معشوقہ پہلو مین موجود ہے اور پھر مجھپر توجہ کرتے ہین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحب کیون اسکو حیران کرتے ہو تمھین اختیار ہے گوشہ مین بیجاو تنہائی مین اختیار ہے مگر اب آپکو یہ گائن مبارک ہو مجھسے اب بات نہ کیجیے گا حمزہ نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ یہ تمھاری کنیز نہین ہے یہ میرا عیار طرار ہے عمرو نامدار کا نام جو سنا ہوگا وہ یہی ہے ملکہ کو تسلی دیکر صاحبقران عمرو سے مخاطب ہوے کہا خواجہ کیونکر پہونچے عمرو نے کہا آپ ہی کے تعاقب مین آیا امیر نے کہا صورت اصلی ملکہ کو دکھاؤ کہ ملکہ کو یقین آئے عمرو نے کہا کچھ رونمائی چاہیے ملکہ نے کچھ جواہرات سامنے رکھے عمرو نے جست کی اور آواز دی ای دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری صورت اصلی دکھایئے اب جو عمرو زمین پر آیا ملکہ نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تنتیا ہے کنیزین ہنسنے لگین کوئی کہتی ہے بن مانس ہے کوئی کہتی ہے جلا مانس ہے عمرو نے کہا صاحبو تمکو کیا ہو گیا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب تو باغ مین بڑی چل پہل ہوئی نہروان بھی حاضر ہے عمرو نے نہروان کی بڑی تعریف کی کہا تم نے بڑا کار نمایان کیا مگر میرا دل دھڑک رہا ہے کسی نے تمکو آتے ہوئے تو نہین دیکھا تب نہروان نے کہا مین شاہراہ سے صاحبقران کو نہین لایا آپ کہیے تو وہان کی خبر لاؤن عمرو نے کہا تم ٹھیو گرا ہی نہروان کچھ مکر نہ کرنا تمسے مجھکو خوف آتا ہے نہروان نے کہا استاد اب مین دل و جان سے تابعدار ہون یہ تکلیف صاحبقران کو بڑی تھی کہ گرفتار ہو کر آئے اب مناسب ہے تو لشکر مین جا کر اپنے خبر کیجیے وہ لوگ اُدھر سے لشکر کشی کر کے آوین اِدھر سے صاحبقران نکلین مقتول کی تدبیر ہو جائے عمرو نے قصد کیا کہ بارگاہ مقتول مین جاؤن وہان کی خبر لاؤن مگر وہان صبح کو مقتول اگر بارگاہ مین بیٹھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور قیدخانہ ٹوٹا قیدی

چھوٹا مقتول غصہ کرنے لگا کہ کیا نگہبان مر گئے تھے ہرکاروں نے عرض کی کہ نگہبان سب مردہ
پڑے ہیں بیجانے والا قتل کر کے لیگیا یہ ذکر تھا کہ سکان شبگرد آیا دیکھا تو بادشاہ ہرکاروں پر غصہ
کر رہا ہے کہ سکان نے آکر سب کیفیت بیان کی کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ نہروان عیار حمزہ
کو رہا کر کے لیگیا اور سر باغ میں ملکہ سیمتن کے پہونچایا ملکہ استقبال کر کے باغ میں لیگئیں یہ سحر کہ غلام
نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اب صاحبقران باغ سیمتن میں ہیں لشکر لیکر چلیے فوراً انکو گرفتار کر لیجیے
مقتول اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا اس گیسو بریدہ سیمتن کو کیا ہوا کہ اپنے باغ میں دشمن کو
جگہ دی سب نے کہا حضور ہم گرفتار کر لینگے پچیس ہزار سوار و پیدل لیکر چلا یہان خواجہ عمرو
واسطے خبر کے نکلے ہیں باغ کے باہر آئے تھے کہ طرف سے قصر مقتول کے گرد اڑی دیکھا مقتول
گینڈے پر سوار پچیس ہزار فوج لیے ہوے آتا ہے عمرو نے پلٹ کر صاحبقران کو خبر دی کہا ای شہریار
معلوم ہوتا ہے مقتول کو خبر پہونچ گئی فوج لیکر مقتول آپہونچا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ
رونے لگی کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہیں ایسا نہو گھیر جائیے صاحبقران نے فرمایا پروردگار ہمارا
ساتھ ہے وہ مدد کریگا خواجہ عمرو پیچھے پیچھے ایک جانب نہروان صاحبقران دروازہ باغ سے نکلکر
کھڑے ہوے مقتول نے دور سے دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ بیرون باغ کھڑا ہے چہار
جانب سے گھیر لو پچیس ہزار فوج بلوہ کر کے پہونچی امیر نعرہ کر کے جا پڑے فوج میں لڑنے لگے
ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا افسروں کو امیر نے ٹوک ٹوک کر مارا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے
فوج میں تہلکہ پڑا کئی سو کے منہ جلے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے امیر لڑتے ہوے تا بہ مقتول
پہونچے افسران فوج ٹوٹے پڑتے ہیں صاحبقران قریب مقتول نہیں جا سکتے عمرو نے جو یہ
ہنگامہ دیکھا لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے بھاگا حیران ہے کہ کسکو براے مدد لاوے ملکہ نے جو باغ
سے یہ دیکھا کہ صاحبقران اکیلے فوج میں لڑ رہے ہیں دعائیں مانگنے لگی کہ ای رحیم و کریم فضل و
کرم اپنا شریک کر تیری عنایت سے سب آسان ہے بندوں پر تیرا احسان ہے نظم

ای علیم است مر ترا معلوم ‏ حال موجود و حالت معدوم ‏ تو تیمی و قاسم و رزاق
میرسد از تو جا بجا مقسوم ‏ تو رحیمی و راحم و رحمان ‏ رحمت میرسد بهر مرحوم
تو قدیری و قادر قدرت ‏ تو مقیمی و قایم و قیوم ‏ جا بجا ابر رحمت بارد

نخل امید بار ور بر آرو۔ خواجہ نے دور سے دیکھا کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا ہی عمرو نے بڑھکر دعائے ترقی اقبال دی کہا اے نقابدار بہادر تیرا جملہ سردارون پر احسان ہی تو نے ہر مقام پر ہر سردار کی مدد کی ہی خود صاحبقران زمان سامنے باغ کے گھر گئے ہین اکیلے پچیس ہزار جوان سے لڑ رہے ہین اگر مناسب ہو تو جنگ مین شرکت کیجیے مگر یہ بڑی مشکل ہی کہ آپکو صاحبقران ہی سے دعویٰ ہی ہمیشہ آپ باننائے صاحبقرانی کے طالب رہتے ہین نقابدار نے خواجہ کو گلے سے لگایا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین جان و دل سے خدمتگزاری صاحبقران کو حاضر ہون مین نے اپنا مقدمہ کلیہ کہدیا کہ بزرگان دین سے دریافت کرین مین یہ چاہتا ہون کہ صاحبقران سے اور مجھسے جنگ نہو چونچی بانے مجکو دردین لقا وغیرہ سے بچھو لونگا آپکو ابھی خبر نہین ایک طرف تو لاہوتک غول آتا ہی ایک طرف سے خان اعظم نے خروج کیا ہی پہلوے زرین ہرمز کو دعویٰ ملک ایران ہی کہ اپنے جد کی سلطنت لون ان صاحبون سے مقابلہ ا سخت پڑیگا اول تو آپکو ملال پہونچیگا کہ زمرد شاہ باختری بڑے بادشاہ جلیل کے پاس پہونچا ہی جسکا عیار مہتر بلا شور ہی آپکے کئی فرزندون کی جان اُسکے ہاتھ سے جائیگی اُسکا قاتل میرا عیار ہی ہرچند کہ آپکے فرزند مہتر شاپور شیر دل وچالاک ہین عمرو بلائے روزگار ہین مگر مہتر بلا شور ان لوگون کو ہرگز نہ مانیگا میرے ہی عیار سے دبے گا بس خواجہ صلاح کرکے باننائے صاحبقرانی مجکو دلوا دیجیے اور سنبل وغیرہ میرے عیار کو دیجیے مین کل مقدمات کو سمجھ لونگا ان کا فرونکا استیصال میرے ہاتھ پر موقوف ہی بزرگان دین یہ سب خبرین مجکو دے چکے ہین مین ان لوگون سے روگردانی نہ کرونگا یقین ہی خان اعظم ایران مین پہونچ گیا ہو مدت ہوئی اُسنے لشکرکشی کی تھی ترکستان پر گیا وہان تو اُسنے قبضہ نہ پایا اب لشکر ایران مین گیا ہی بہرین زرلانسل یک چشمی بھی اُسکے ساتھ ہی یہ سب کافر آپسمین ہم عہد ہوئے ہین کہ ان مسلمانونکو مٹاؤ پھر آپسمین ملک تقسیم کرینگے پوتے کو نوشیروان کے اپنے اوپر بادشاہ کیا ہی یہ سب ملکر لشکر ایران مین گئے ہین جستجو کر رہے ہین مگر خیر اب مین چلتا ہون یہ کہکے ساتھ والون کو آواز دی بارہ ہزار جوان جو شکار کھیل رہے تھے گھوڑے اُڑا کر سب قریب آئے نقابدار خواجہ کے ساتھ چلا اُسوقت آگے پہونچا کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوئے ہین مگر مستانہ جنگ کر رہے ہین کسیکو

اپنے قریب نہین آنے دیتے نقابدار نے جو دور سے جنگ صاحبقران دیکھی تعریفین کرنے لگا
کہتا تھا ای شہنشاہ اوج عیاری اس پیرانہ سالی مین صاحبقران کس لطف سے جنگ کر رہے ہین
کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتے پشت و پہلو سے کیسے خبردار ہین یہ کہکر مرکب بڑھایا اور نعرہ
کیا کہ منم نقابدار زرین پوش صاحبقران زمان سرکوب کافران صاحبقران نے پلٹ کر
جو نقابدار کو آتے ہوے دیکھا پشت مرکب پر پڑی جالی جنگ کرتے ہوے ٹھٹھے فرماتے ہوے
کہ ای نقابدار کلمات خلاف زبان پر نہ لا صاحبقرانی کے اسباب تو پہلے پیدا کر حقیقت مین مرکب
رخشی تیرے پاس ہی جرأت مین بھی بیشک تو بے مثل و بے نظیر ہی مگر خبردار اب اپنے کو صاحبقران
نہ کہنا مجکو یہ لفظ خلاف گذرتے ہین جب ساٹھ برس شمشیر زنی کی جا بجا قید ہوے پردہ قاف مین جاکر
اڑے تو یہ نام پایا ہی جب قبر رستم پر پہونچا ہون تو رستم کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا عالم خواب مین میرے
پاس آیا کہنے لگا ای شہریار مین مردہ ہون کیا تحفہ آپکو دون دنیا سے حسرت و یاس لیکر اٹھا دنیا جاے
آرام نہین ہی آپنے سنا ہوگا کہ کمان کہان لڑا میری کمان قبر پر رکھی ہی جسمین سو من کا تیر جوڑتا تھا وہ
کمان آپسے اگر اٹھ سکے اور اسکو کام مین لا سکیے تو بسم اللہ لیجایے دیو کشی مین کام آویگی یہ سب باتین
رستم نے اسطور سے کہین کہ ہر لفظ سے غرور ٹپکتا تھا میری جو خواب سے آنکھ کھلی مین نے کمان کو اٹھا کر
کھینچی توڑ کر اُس کمان کو قبر رستم پر چڑھا دیا غصے مین یہ کہا کہ اسی گھٹی ہوئی کمان پر ناز تھا زور تمنے
مردان عالم کا دیکھا رستم پھر میرے خواب مین آیا شرمندہ ہوکر ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہریار آپ اپنے
زمانے کے صاحبقران ہین مجکو خیال تھا کہ کمان میری آپسے نہ اٹھ سکیگی مگر آپنے اُسے توڑ ڈالا دیو سفید
کو مین نے مارا تھا اُسکے بازو مین سونے کی کھال تھی کئی سو من اُسمین سونا ہی فلان درہ کوہ مین پڑی
ہی اسکو لیجایئے غازیون کو دیجیے گا میری خطا معاف فرمایئے صاحبقران کی یہ باتین سنکر نقابدار نے
کہا آپکی جرأت مین کیا فرق ہی لیکن ہر ایک بات کا وقت ہی اب آپکی صاحبقرانی ختم ہو رہی ہی اگر
بانے مجکو نہ دیجیے گا تو تمام مشقت آپکی ضایع ہوگی جو ملک کہ آپنے اسلام آباد کیے ہین وہ پھر کفار آباد
ہوجاینگے صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بس بابنا سے صاحبقرانی کا نام نہ لو مجھسے مقابلہ کرو نقابدار
خاموش ہوگیا جنگ مین معروف ہوا صاحبقران نے جو ذرا مہلت پائی لڑتے ہوے قریب مقتول
پہونچے للکار کر آواز دی کہ او نامرد اب تو مقابلہ مین آکر تجھپر احوال جرأت کھلے مجکو بھی جنگ کا مزا ملے

چونکہ مقتول نے فوج کو آواز دی ہان یارو حمزہ کو گھیر کر قتل کرو اُسوقت فوج نے
صاحبقران پر بلوہ کیا مگر صاحبقران اُس بلوے مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین نقابدار
جنگ صاحبقران دیکھکر ساتھ والون سے کہہ رہا ہو دیکھو یارو مقام انصاف ہو ہر کو
ہا نے دینا کیونکر قبول کرین کیا طرز جنگ ہو فوج کافرون کی طرز جنگ سے تنگ ہو فوج
کو درہم و برہم کر رہے ہین افسرونکو چن چنکے مارا ہو مقتول کو بھی للکارا ہو مقتول نے
ہر چند چاہا کہ اپنے کو قریب مقتول پہونچاؤن مگر فوج کا اِسقدر بلوہ ہو کہ قریب
مقتول پہونچ نہ سکا مگر صاحبقران افسرونکو مار کر قریب مقتول پہونچ گئے ہین
اُس سے مقابلہ پڑا ہو نقابدار ساتھ والون سے یہ باتین کر رہا ہو لیکن نگاہ طرف
صاحبقران کے ہو ہر ضرب کو دیکھکر تحسین و آفرین کرتا ہو کہتا ہو کہ حقیقت مین اِنکا
زیر کرنا بہت دشوار ہوگا بزرگان دین کے کہنے کو بھی نہین قبول کرتے جب مین نے
سوال کیا کہ بزرگان دین سے پوچھکر ہا نے دیجیے تو جواب دیا کہ بزرگان دین کو
میرے مقدمہ سپاہ گری مین کیا دخل ہو مین اُنکے حکم کو قبول نہین کرتا آخر کس طرح
سمجھاؤن اُنکو یہی منظور ہو کہ سر میدان مقابلہ ہو دیکھون فلک کیا دکھائے ہر چند
کہ بحکم بزرگان دین آیا ہون مگر کلیجہ کانپتا ہو قلب تھرّاتا ہو صاحبقران نے مقتول
کو جو للکارا مقتول تیغ کھینچے ہوے قریب آیا للکار کر آواز دی اے حمزہ کیا میں بھی
فن مین کم ہون آؤ اِسکا بھی امتحان ہو جائے یہ غرور دماغ سے نکلجائے یہ کہکے
صاحبقران پر برس پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے خالی دیکے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مقتول نے تلوار نہ چھوڑی صاحبقران
نے بڑھ کر مارا کہ گینڈا مقتول کا بیٹھ گیا مقتول نے لنگر مارا کہ گینڈے کی اُسکے کمر
ٹوٹ گئی کود کر گینڈے سے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا بیٹھکر ماروں کہ صاحبقران کا
گھوڑا بھی قتل ہو صاحبقران بھی مرکب سے کودے مقتول لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی نقابدار بھی گھوڑا اُڑا کر قریب آیا گرد صاحبقران پھرنے لگا پکار کر کہتا ہو
یا صاحبقران بیدل نہ ہوجیے گا غلام ہر اسے کمک موجود ہو کیا مجال ہو کہ کوئی کچھ

قریب آسکے قیامت برپا کرونگا آپ پر چشم زخم نہ آنے دونگا یہ کہتا ہوا اور گرد پھرتا ہی
جو افسر قریب آیا اُسکو قتل کیا کئی افسرون کو جو نقابدار نے مارا اب کوئی افسر
قریب نہین آتا گرد مرکب نقابدار کے لاشے سردارون کے پھڑک رہے ہین
امیر نے مقتول کی کمر مین ہاتھ ڈالا کمر زنجیر تھام کر جو زور کیا پہلے زور مین تا بہ
زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا پیر آگے
بایان پیر پیچھے مقتول کو چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے ہاتھ پر چرخ کھانے
لگا امیر نے آواز دی ای مقتول شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مقتول نے
خائف ہوکر جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک رشتۂ حیات باقی ہی غلامی
سے گردن تابی نہ کرونگا ہمیشہ مثل چاکران کمترین حاضر خدمت رہونگا امیر نے
مقتول کو چھوڑ دیا مقتول قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہی ای شہریار مین دل و
جان سے تابعدار ہون امیر نے کلمہ پڑھایا مقتول بصدق دل مسلمان ہوا اب
مقتول نے اپنی فوج کو منع کیا سب نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی امیر
با توقیر کو مقتول ساتھ لیکر اپنے مقام قیام پر آیا مگر نقابدار جنگ موقوف
ہوتے ہی لڑتا بھڑتا چلا گیا جب صاحبقران بارگاہ مقتول مین پہونچے مقتول
خبر سُن چکا تھا ترنج خوشبو سینے پر لگایا کہا مین نے اپنی بیٹی کو شہریار کے ساتھ
منسوب کیا صدا ے مبارک سلامت بلند ہوئی یہ خبر سیمتن کو پہونچی کہ باپ نے
میرے مجھکو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا باغ مین خوشیان ہونے لگین
سب کھلکھلا کر شگفتہ خاطر ہوے سیمتن غنچے مین بیٹھی ہنس رہی ہی ادھر امیر
نے مقتول سے کہا ہم کل صبح کو طرف اپنے لشکر کے جائین گے مقتول نے
کہا غلام نے اسیواسطے تابعداری اختیار کی ہی کہ ہمراہ رکاب رہون مین بھی
ہمراہ سرکار چلونگا صاحبقران نے فرمایا یہی تو خوف ہی کہ اکثر پہلوان نامی
بیشہ ہاے ہفت صحرا مین رہتے ہین ایسا نہ ہو خبر سُنکر چڑھ آئین مقتول نے
کہا جو آئیگا وہ سزا پائیگا مقتول نے شب کو سامان دعوت کیا رات بھر گانا

عیش و نشاط گرم رہا صبح کو صاحبقران نے مقتول سے کہا ہمنے نسبت بدل قبول کی مگر انشاءاللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری عقد شرعی کرینگے ہمکو بھی اِسکا خیال ہی کل فوج کو تیار کر کے مقتول ساتھ ہوا پچیس ہزار فوج ساتھ ہی ایک افسر اعلی کو براے حفاظت دختر چھوڑا جب صاحبقران رخصت ہونے کو آئے تو ملکہ نے باغ کی کھڑکی کے جھروکون سے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز کیونکر زندہ رہیگی کنیز کا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی یہ کیفیت ہی نظم

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بُت اِس حسن کا دیر برہمن مین نہین

یاسمن مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہو سو چمن مین نہین

باغ ہو بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک سے ہین شبنم کے قطرے گلکے دامن مین نہین

فصل گل مین سامنا چاک گریبان نے نہ ہو
ہو نگہ بہ بین کا رشتہ چشم سوزن مین نہین

شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

تیرے دیوانونکی نفرت ظاہر آرائی سے ہی
پانون مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین

بیڑیان کھدوا کے پھنکوا دی ہین اُس سفاک نے
عاشقونکے مُردے بیچے اپنے مدفن مین نہین

جلوۂ خورشید کر جا دیگا اُسپر کار برق
قطرۂ شبنم ہی جو اسنے اپنے خرمن مین نہین

تمغک کی پھانسی کے ولا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ زہر آلود مین نہین

چشم بد بین کا نہین اندیشہ حُسن یار کو
کونسا ہی حرز جو بازو کے جوشن مین نہین

گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہی جا منیا
ذرہ کو پروا نگی آنیکی روزن مین نہین

بے چھُری کرتے ہین کافر عاشقونکو ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین

آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن مین نہین

سنگ کے سجدے کا میرے سر کو سودا ہی
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ اکتش حال پوچھ
جان کو دل پیچتا کس روز گردن مین نہین

صاحبقران نے سنکر فرمایا ای ملکۂ عالم صبر کرو اور پروردگار سے دعا کرتی رہو کہ طلسم خیال سکندری فتح ہو تو ہم واپس ہوکر آوین نہین معلوم جسکے نام فتح

طلسم ہو اسیر کیا گذری شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فکر لوح مین معروف
ہو خداوند وہ دن کرے کہ اُسکو لوح طلسمی حاصل ہو کفار پر غالب آئے قصر سکندری
بقراط سے چھوٹے اصل طلسم مین جانا ہو ابھی تو سرحد طلسم فتح ہو رہی ہو سب
فرزند اسی فکر مین ہین کہ سرحد سے فراغت پائین لوح کے ہونے سے طلسم کشا
کو قوت ہوگی انشاء اللہ ہمکو تمھارا خیال رہیگا بمشکل تمکین کو امیر نے سمجھایا باہر
نکلکر مرکب پر سوار ہوئے مقتول زرین کمر پچیس ہزار فوج سے ساتھ ہو یہان
چمن پیرا نے یہ خبر سُنی کہ مقتول صاحبقران کو گرفتار کرکے لیگیا سرداران
صاحبقران پریشان تھے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسر اعلی کا نہ ہونا باعث
خرابی ہو کہ چمن پیرا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سرداران نامی کو دی
سب کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ نہین معلوم چمن پیرا کیا آفت
برپا کریگی شہلا و محبوب وصندلان نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ جسطرح وہ لڑیگی
مقابلہ کرینگے لشکر کو تباہ نہ ہونے دینگے ہر چند کہ اُسکے سحر کے ہمسر نہین ہین مگر
جسطرح بن پڑیگا جان دیکر اُسکو روکین گے آیندہ پروردگار کو اختیار ہی
اسلیے کہ وہ بادشاہ طلسم ہو کون اُس سے مقابلہ کرے محبوب نے کہا مین
اُس سے مقابلہ کرونگی مگر جب تحفہ جات طلسمی وہ صرف کریگی اُسوقت مشکل ہوگی
پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون
مین تیاریان ہو رہی ہین محبوب وصندلان وشہلا ہوسخانے مین آکر بیٹھین
اپنے اپنے سحر تیار کر رہی ہین بیرون سے سوال وجواب ہو رہے ہین مگر
ہر ایک کے پیر کا یہی قول ہی کہ چمن پیرا کو گرفتار کرینگے مہلت نہ دین گے
چمن پیرا نے بھی رات کو سحر تیار کیے ہین یہ دعوی ہو کہ کل آفت برپا کرونگی
مقتول ضرور صاحبقران روانہ کریگا وہ بھی تو امیر سے عاجز ہو رہا ہو یقین
ہو کہ لیجاکر قتل کرے انکو زندہ نہ چھوڑے آجتک کبھی مقتول کو ایسا پریشان
نہین دیکھا جیسا حمزہ سے مقابلہ کرکے پراگندہ ہو ایہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی

لشکروں میں تیاریاں ہیں ملازمان چمن پیرا آپس میں کہ رہے ہیں کہ کل لشکر حمزہ کو ضرور لوٹ لیں گے مسلمانوں نے بڑا مال جمع کیا ہو وہ سب ہمارے حصّے کا ہو ملازمان صاحبقران پریشان ہو رہے ہیں کہتے ہیں کہ ایک افسر کا نہ ہونا باعث خرابی ہو کیا تدبیر کریں دیکھیں کل کیا گذرے اسی ہنگامے میں ساحر زرین پوش فلک پوجا پاٹ کرکے ہوبخانۂ مشرق سے نکلا میدان چرخ زبرجدی میں آکر ٹھیرا اور ساحرماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان بھاگ کر شکست خوردہ قلعۂ مغرب میں آکر محصور ہوا اب ہر دو لشکر میدان میں آئے چمن پیرا بہت بڑے زور و شور سے تخت پر سوار ناریل اُچھالتی ہوئی میدان میں آکر پہونچی ادھر سے محجوب و صندلان وشہلا افسر لشکر میدان میں آئیں ارجل دمرجل و بنکل و ننکل یہی کہتے ہوئے آتے ہیں کہ آج ہم چمن پیرا سے ملاقات کرینگے کیا اُس سے منہ پھیرینگے جان دینے پر آمادہ ہیں خدا جمال باکمال صاحبقران دکھائے محجوب کہتی ہو اگر خدانخواستہ کچھ باعث خرابی ہوتا تو خواجہ ضرور پلٹ کر آتے مگر معلوم یہ ہوتا ہو کہ وہاں جاکر صاحبقران نے رہائی پائی ہر کارے بھی پلٹ کر نہیں آئے یہی باعث تردد و انتشار ہو صندلان فرماتی ہیں صاحبو پروردگار پر نگاہ رکھو وہ احکم الحاکمین رب العالمین ہو اُس کے نزدیک سب آسان ہو

نظم

بندۂ محکوم سری بیجا از طاعت عبث	ہست دربند ہوا و حرص ہر ساعت عبث
سکندا این گل بہ اندک موسم خود در چمن	ناز بر حسن و جمال و خوبی و صورت عبث
زادم دانا عبث دیوانگی یابد ظہور	بر خلاف آدمیت جوش زین وحشت عبث
ہستی انسان چہ در ہستی برائے بندگی ست	در دماغ بندہ ہست اظہار این نخوت عبث
مبتلا آخر چو در دست اجل تنہا شود	جمع خدام و فوج و لشکر و حشمت عبث
گشت چون ذلت مآل عزت دنیائے دون	سکندا حاصل مذلت بہر این عزت عبث
پیش بندہ دست خواہش سکندا حق دہد	بر در انسان کنی خم گردن منت عبث
دولت و اولاد ہندی ہر دو جانی دشمن اند	سکنی اندر جہان با دشمنان الفت عبث

اسطرف سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ چمن پیرا تخت سے کودی میدان مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے لشکر مین کھل بلی پڑ گئی محبوب قصد کرتی ہو کہ مین نکلون صندلان کا یہ ارادہ ہو کہ مین جاکر اسکے مقابل ہون شہلا تڑپ رہی ہو کہ مین جاکر جان دون ارجل ومرجل ومہتکل وشتکل گھوڑے جپکاتے ہین کہ ہم مقابلہ کرینگے جاکر لڑینگے مرینگے ای محبوب ہمکو نہ روکو اسوقت محبوب کی بیقراری شہلا کی اشکباری کوئی پکار رہا ہو کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا کو دور کر اور چمن پیرا پکار رہی ہو کہ ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان وای خیرہ سران میدان مین آؤ مجھسے آکر مقابلہ کرو تم لوگون نے مجکو بڑے صدمے پہونچائے مسلمانون سے میل کیا آج میرا قابو ہو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تم لوگون کے قتل سے منھ نہ موڑونگی محبوب نے جو دیکھا کہ چمن پیرا پکار رہی ہو اور مجھے للکارتی ہو کہ واہ بی محبوب خوب عشق کر کے بیٹھین اب آج اسکا نتیجہ ملیگا اسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسطور سے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے تم لوگون کی طرف سے میرے دل مین داغ ہو مگر مجھے آج غم والم سے فراغ ہو کہ دامن اپنا محبوب نے ہاتھ سے سردارون کے چھڑایا کہا صاحبو کیون ذلیل کرتے ہو اس ملعونہ کی زبان سے یہ الفاظ ناشایستہ سنواتے ہو برا ہے خدا مجکو نہ روکو مقابلے مین اس غرور کے جانے دو مرنا جینا خدا کے اختیار ہو اسکی حکم شوری بیکار ہو یہ کہکے قصد کیا کہ طاؤس اپنا بڑھاؤن سب سردار تڑپ کر دعائین مانگنے لگے سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم اب وقت مدد ہی تیرے حکم سے سب بلا رد ہی نظم

ای کہ از حسن پر انوار ت منور آفتاب	جلوہ گر نور جلالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ و گردون گردان چاکر	روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید روبرو	در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب

خاک ناکارہ زالطاف تو گردد کیمیا | ذرہ رہ احاصل شود عز و شرف بر آفتاب
جست از غربان تو ای بادی گم گشتگان | ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
جلوہ ات از جلوہ شام و سحر یابد ظہور | مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
پرتو افگن گاہ میگردد مہ نو بر فلک | گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان | چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر | سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش | چون تو کردی او کرم گستر نظر بر آفتاب
نور اندر ماہتاب از جلوہ رخسار تست | مینماید صورتت شام و سحر در آفتاب
طبع روشن در مضامین حق چو فرمودش عطا | گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

سب سرداروں نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گرد سے برخاست تمام صحرا میں غبار اڑا سامنے اکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے سب کے زلزال آفاق تاہی ہلیان گھوڑے کو چمکاتے آتے ہیں دور سے جو دیکھا کہ چمن پیرا میدان میں مبارز طلبی کر رہی ہے صاحبقران نے وہیں سے مرکب کو اڑایا سرداران صاحبقران مثل گل شگفتہ ہو گئے ہر ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ پروردگار نے اپنا فضل کیا ہمارے آقاے نامدار آ گئے چمن پیرا نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا فوراً رنگ رو متغیر ہو گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا لیکن میدان سے پلٹنا مناسب نہ جانا صاحبقران پر آگ برسانے لگی امیر نے لوح کو چمکایا سحر دفع ہو چمن پیرا نے کئی سحر کیے تلواریں برسائیں خنجر گرائے مگر صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے آتے ہیں جو سحر قریب آیا دفع ہوا تین شیکوں میں مرکب باد رفتار طرار دم بھر کے قریب چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے جب صاحبقران کو قریب دیکھا تلوار کھینچ کر جاپڑی فوج کو بھی اشارہ کیا اہل فوج صاحبقران پہ آپڑے ادھر محبوب مسند نشین غصے میں کھڑی کانپ رہی تھی گولہ لیکر جاپڑی اہل فوج کو

جو آتے ہوئے دیکھا دہن کشا نامے جادوگر بھائی چمن پیرا کا آگے بڑھا ہوا آتا تھا محبوب نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا سے سرو چلی گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلمون طائران زمزمہ سرا بزبان حال یہ اشعار پر بہار عاشقانہ بہ آواز پڑھنے لگے نظم

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہی
رہینگے مجھکو نکیرین دیکھکر خاموش

نہین قرار زمانے کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون مین نالان تو دوپہر خاموش

جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

چمن مین کونسا غنچہ نہین شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہی اسقدر خاموش

بتو کے دل کو دکھاؤن مین اپنے دل کیطرح
خندہ اسکے قہر کیا رکھتا ہی مجھکو ڈر خاموش

ہوئی ہی قائل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی کرتی ہر سحر خاموش

روانہ ہوتا ہی پہلو سے یار پچھلے پہر
چراغ صبح سے کرتا ہون بیشتر خاموش

کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار ای شانہ
رہا بہت مین گلا گھونٹ کر خاموش

نہ پھیر تھے ہوئے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہی معشوق کی کمر خاموش

طائرون نے جو یہ اشعار بہ زمزمہ سرائی پڑھے دہن کشا منہہ کھولکر رہگیا دو ہزار جوان جو اسکی پشت پر تھے اُنسے آواز دی ہان یارو حکم معشوق بجالاؤ یہ جو کہا سب جادوگر مبہوت ہو چکے تھے تلوارین کھینچکر جنگ مین مصروف ہوئے مگر یہی قصد ہی کہ لشکر چمن پیرا کا خاتمہ کرین گو سے بھی مارے تیغہائے برہنہ سے لڑنے لگے چمن پیرا نے جو دور سے دیکھا کہ دہن کشا منہہ کھولے ہوئے میری جانب آتا ہی للکار کر آواز دی ای برادر مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی کہ آپ کو اسقدر غصہ ہی دہن کشا نے جواب دیا کہ ہمشیرہ میرا یہ دل چاہتا ہی کہ حکم معشوق سر سے بجالاؤن تم کیا سمجھ کے میدان مین آئین اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی اور میری جان محبوب پر جاتی ہی محبوب نے وعدہ کیا ہی کہ اگر تمہارا

سر ملے تو مطلب دلی حاصل ہو اور مین بھی اقرار کر چکا کہ چمن پیرا کا سر لاتا ہون اب
بہتر یہی ہے کہ سر جھکا کر بیٹھو مین تمھین قتل کرون اور سر سامنے معشوق کے لیجا ڈالون
یہی چاہتا ہون کہ محبوب رضامند ہو تم میدان مین آئین یہ سوچتے کہ لشکر حیف سردار
کو تباہ کرنا کیسی نامردی ہے اُنکے خدا سے نادیدہ نے مدد کی کہ عین وقت پر امیر آگئے
چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ ان سب کو مار لو آپس مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے
شہلا نرگسی چشم نے بڑھکر جو آنکھون سے اشارہ کیا برق گرنے لگی رعد گرجا اس زور
سے پانی برسا کہ تمام چشمے چتر ملو ہو گئے نخل بہتے چلے جاتے ہین پتھر پہاڑ کے سب
مثل سنگان بازاری غل مچاتے پھرتے ہین لنڈھکتے ہوے چلے جاتے [illegible]
نے اگر سحر محبوب روکا تو سحر شہلا کا دباؤ پڑا اگر شہلا کا وار روکا تو صندلان کے
سحر کا زور رہا کہ چند سردارون نے بڑھکر چمن پیرا سے کہا اے ملکہ عالم اب فتح سے تو
ناامیدی ہے بھاگ کر نکل چلیے جان بچائیے ذرا ملاحظہ تو کیجیے طلسم کشا کس زور و
شور سے لڑ رہے ہین ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین جس نے جیدا [illegible]
مین گیا وہ قتل ہوا کوئی صاحبقران کے ہاتھ سے نہین بچتا عیارون نے آتشہ دو دو
آتشبازی داغے ہین کہ تمام میدان آتش بہار ہو رہا ہے محبوب و شہلا و صندلان
و ارجیل و مرجیل و شنگل و ہنگل وغیرہ نے قیامتین برپا کی ہین کس کسکو روئیے گا
آپ کے لشکر کو اکیلا طلسم کشا کافی ہے محبوب و صندلان و شہلا کے سحر نے ہزارون کے
قلب اُلٹ دیے آپس مین لڑنے پر آمادہ ہین چمن پیرا ابھی اپنے رفیقون سے یہی
صلاح کرتی تھی کہ قضا سے کار لڑتا ہوا اختر شناس جادو قریب آگیا تنہا چمن پیرا نے
بیقرار ہو کر کہا اے اختر شناس اب تمھاری کیا رائے ہے اختر شناس نے کہا مین تو
کتاب مین دیکھ چکا کہ آج شکست فاش ہوگی کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی
مگر تو جگر لڑ لیجیے مین بڑھکر صاحبقران کو روکتا ہون چمن پیرا نے کہا اے اختر شناس
مین بھی رنگ کو خوب سمجھتی ہون مگر اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون اتنا بڑا
پہلوان مقتول زرین کمر مطیع صاحبقران ہوا دیکھو ساتھ آیا ہے مثل چاکران کمترین

ہمراہ ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ بیٹی اسکی سیمتن صاحبقران پر عاشق ہوئی اُسی نے یہ سب
آفتین برپا کین کہتی تھی کہ مجھکو اپنے ساتھ لیتے چلیے امیر نے قبول نہ کیا یہ باتین کرکے
اختر شناس بظاہر بہ ظاہر بین صاحبقران کو للکارا باطن مین صاحبقران سے اشارہ
کیا کہا ای شہریار چمن پیرا کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر نکلجاؤن اگر اس لڑائی سے نکلجائیگی
تو آفت برپا کریگی بڑے بڑے فساد ڈالیگی غلام اسکو لگا کر لاتا ہی جسطرح بنے
اسکو قتل کیجیے مجھے اپنا نابعدار جانیے صاحبقران نے ہاتھ اٹھا کر اشارے سے
جواب دیا کہ ای اختر شناس جو تم نے کہا مین سمجھا تم اسکو لاؤ انشاء اللہ مین ضرور
قتل کرونگا مجھے تو خود جلدی ہی مین بہت جلد اسکو قتل کرنا چاہتا ہون اختر شناس
نے کہا مین جاتا ہون چمن پیرا کو لگا کر لاتا ہون قید مین اُس ملعونہ کی بہت سے
بندگان خدا ہین صاحبقران لڑتے ہوے ایک جانب چلے اختر شناس قریب
چمن پیرا کے آیا کہا ای ملکۂ عالم ایک تدبیر مین نے سوچی ہی کہ آپ سامنے سے
سحر کیجیے امیر دفع کرنے مین سحر کے مصروف ہونگے مین پشت سے جا کے زخمی
کرونگا ایک مرتبہ زخمی کرون دوبارہ گرفتار بھی کرونگا جب قبضے مین آئین فوراً
قتل کر ڈالیے تامل نہ کیجیے طلسم کشا کے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین اگر
قید کیا تو رہا کرنے والے پیدا ہوجائینگے چمن پیرا نے کہا وہ آگ برساؤن
کہ بی محبوب کو شعلۂ آتش مین پھنساؤن شہلا کو دیوانہ کرون بی صندلان کو در
سر ہوا رجل ومرجل کو جلادون ہشکل وشمکل کو مٹا دون بی محبوب نے اپنے
نزدیک یہ بڑا سحر کیا کہ وہین کشا منہ کھولکر نکلگیا پہاڑون مین سر ٹکرا رہا ہی اب
اُسکی جان نہ بچیگی مین نے بہت زور کیا کہ اسکو روکون مگر وہ نہ رکا دیکھو سامنے
درۂ کوہ مین گھستا پھرتا ہی محبوب کا نام لیکر پکار رہا ہی مین ایسا سحر کرون کہ شمکل
وہشکل آپس مین لڑکر مرین اختر شناس چمن پیرا کو لگا کر سامنے صاحبقران کے
لایا چمن پیرا نے سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مگر صاحبقران لوح سے بہت
ہوشیار ہین ہر مرتبہ لوح کو چمکاتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین رنگ سحر چمن پیرا

مین جتا صاحبقران نے جب دیکھا کہ چمن پیرا قریب پہونچی کمان کیانی دوش سے
اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ تاک کر تیر مارا چمن پیرا
نے چاہا تیر کو سحر سے جلادون امیر نے تو تیر کو لوح سے مس کر کے مارا تھا بھلا وہ
تیر کب خطا کرتا آکر سینے پر چمن پیرا کے پڑا کہ توڑ کر لپشت کو پار گذرا چمن پیرا چرخ
کھا کر گری اُدھر سے محبوب لڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ چمن پیرا تیر کھا کر
گری فوراً جھپٹ پڑی کہ اسکا سر کاٹ لون اختر شناس نے بڑھکر چمن پیرا کا سر
کاٹ لیا چمن پیرا کا مارے جانا اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین کچھ زاغ و زغن
اسکی خاک سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے تھے آخر آواز آئی کشتی مرا نام من
چمن پیرا سے جادو شہنشاہ طلسم چمن زار بود دیگر اختر شناس نے بڑھکر افسرونکو
سمجھایا کہ یارو طلسم کشا کی اطاعت کرو ورنہ سب مارے جاؤگے افسران فوج
رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے قدمونکو امیر کے بوسہ دیا امیر نے ایک ایک کو
گلے سے لگایا اختر شناس کو کل کا افسر کیا اختر شناس نے عرض کی اب قلعۂ طلسمی
مین تشریف لیجیے ہزارہا بندگان خدا وہان قید ہین بخطا اس ملعونہ نے بندگان
خدا کو آزار پہونچایا صدہا قافلے لوٹ لیے تاجران جلیل کو گرفتار کیا وہ لوگ ابتک
قید ہین صاحبقران ساتھ اختر شناس کے قلعے مین تشریف لائے رعایائے قلعہ
نے آکر اطاعت کی ایک مرد پیر گچھا کنجیون کا لیکر آیا عرض کی کوٹھون کو کھولیے
خزانۂ طلسمی ملاحظہ فرمائیے وہ سب آپ ہی کا حق ہے امیر نے کنجیان لیکر کوٹھے کھولے
کئی سو صندوق جواہر کے نکلے خواجہ عمرو نے عرض کی غلام اسکی حفاظت کرے
امیر نے فرمایا یہ حق وہال غازیون کا ہے عمرو نے کہا سب غازی تھان پر ہتھیار ہے
ہین وقت پر یہین کام آتے ہین امیر نے شنکل وہنکل کو بلا کر نگہبان کیا اب طرف
اُس قصر کے چلے جسمین قیدی ہین اُس قصر کو آکر کھولا دیکھا کئی ہزار بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین زنجیرون ہلار ہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہوا ایک طرف
ایک گوشے مین ایک تاجدار نوجوان تاج شکستہ سر پر لباس کہنہ در بر سر نگون

بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی **نظم**

قدر کیا رکھتی ہی پیش چہرہ بہ نور شمع ۔۔ دام کو چربی کا پتلا گو ہوئی مشہور شمع
صاف آتا ہی نظر پوشاک سے نور بدن ۔۔ پیرہن فانوس ہی جسم بت مغرور شمع
تپش زن کو اپنی دولت سی نہیں ممکن فروغ ۔۔ کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع
شب کی شب اُس شمع رو سے گرم صحبت ہو سکیا ۔۔ صبح کو پیدا اگر کی سردی کا فور شمع
ای فلک اِتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو ۔۔ یار کے نزدیک بیٹھین ہم گھڑی ہو دور شمع
بام پہ تو نے جو بچھوایا پلنگ ای شعلہ رو ۔۔ رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع
جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر ۔۔ راہ بتلاوے پری بجکو دکھادی حور شمع
دیدۂ بینا و دل روشن نظر آتا نہین ۔۔ اڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع
صورت پروانہ جلتے ہین رقیب روسیاہ ۔۔ سوز غم سے ہو گیا ہی آتش رنجور شمع

صاحبقران نے قید یون کو رہا کیا قریب اُس تاجدار کے پہونچے مگر وہ اپنے رنگ مین ایسا مبہوت ہی کہ سر بھی اُٹھا کر نہین دیکھتا کہ قیدی کب رہا ہوے اور کون اِس قید خانے مین آیا صاحبقران نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ اے گرفتار رنج و مصیبت و ای مبہوت دام محبت کسکی یاد مین مبہوت ہو مجھے تو حال زار اپنا بیان کر طلسم چمن زار فتح ہوا چمن پیرا قتل ہو گئی جو قیدیان طلسم سے وہ چھوٹے تم اپنا حال تو کہو کسکے واسطے رو رہے ہو اب اُس تاجدار نے سر اُٹھایا جمال صاحبقران دیکھکر شگفتہ ہوا کہا ای شہریار و ای شیر بیشۂ جرات و ای معین غربا و ای حلال مشکل ہشکل کشا مین عجب حال زار مین ہون ہرچند کہ آپ کے سامنے بیان کرنے سے مشکل آسان ہو گی مگر وہ مشکل ہی کہ جسکے آسان ہونے کی امید نہین صاحبقران نے فرمایا ای برادر بیان تو کرو وہ کیا مشکل ہی یہ کہکر قید جسم سے تاجدار کے دور کی لباس فاخرہ زیب جسم کرایا ہرچند کہ وہ تاجدار لباس عمدہ پہنے کو قبول نہ کرتا تھا مگر صاحبقران نے بہ منت لباس فاخرہ پہنایا بارگاہ مین لیکر آئے سب سردار آکر جمع ہوے امیر نے اپنے پہلو مین اُس تاجدار کو

جگہ دی فرمایا کہ اے پیر اور تمہارے حال کا مشتاق ہون اُس تاجدار نے ایک آہ کی
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر غلام کا
قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین تاجدار اس گنہگار کا نام ہے مین
اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا برسون دیوانہ رہا مثل دیوانون کے جنگلون مین پھرتا
تھا بعد مدت مشیرون وزیرون نے چچا صاحب کو سمجھایا تب اُنھون نے اس گنہگار
کو قبول کیا موافق رسم مذہب شادی ہوئی شمع جمال کا اُس معشوقہ کے پروانہ تھا
حقیقت مین ایسے حسن وجمال کسی نے نہ پائے ہونگے جب وہ معشوق قبضے مین آئی
تو آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہتا تھا تیسرا چوتھا مہینہ گذرا ہوگا کہ برائے شکار صحرا
مین آیا محافۂ زرین مین وہ معشوقہ بھی ساتھ تھی اُسوقت چمن پیرا کا اُدھر گذر ہوا
اُسنے مجھکو گرفتار کیا ملکہ نے اپنے کو محافے سے گرادیا اور پکار کر آواز دی کہ او
قید کرنے والے جہان میرے ہمپہلو کو لیے جاتا ہے مجکو بھی ساتھ لے ورنہ
تڑپ تڑپ کے جان دونگی زندہ نہ بچونگی چمن پیرا نے جو پلٹ کے دیکھا کہ ایک
آفتاب محافے سے نکل آیا اُسے ملکہ کو بھی ساتھ لیا لیجاکر اپنے باغ مین قید کیا
شب کو جلسہ آراستہ ہوا مجھکو اپنی محفل مین بلایا کہا مجھکو قبول کر مین نے کہا او
بیہودہ کیا بکتی ہے چاہے میرا سر کاٹ لے مگر وصل تیرا نہ قبول کرونگا اُسنے نگہبانون
کو حکم کیا کہ انکو قید خانے مین لیجاؤ مین مسلسل ومطوق وہ قفس آہنی مین بند دونون
دردمند شب کو اُس معشوق باوفا نے مجھکو سمجھایا کہ صاحب سوا اسکے قبول کرنے
کے کوئی چارہ نہین کیون نہین قبول کرتے شاید اس حیلے سے رہائی ہوجائے
مین نے جواب دیا کہ مجھے اُسکی صورت سے نفرت ہے جسوقت سے اُسنے نام دل
کا لیا قلب کانپ رہا ہے جی چاہتا ہے کہ اب اگر کہے تو جان دیدون صاحب مین اس
امر خاص مین مجبور ہون شاید قضا لیکر آئی ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجبور وناچار ہون خدا
اُسکی بدلت سے بچائے کئی دن چمن پیرا کا یہی طریقہ رہا صحبت آراستہ کرکے مجھکو
بلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی اور مین صاف انکار کرتا تھا ایک دن جھلا کر کہا

کہ او نامنصف مین بادشاہ طلسم چمن زار ہون وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ لوگ رشک
کرین مگر تو نہین مانتا باعث یہ ہو کہ تیری معشوقہ کا نفس تیرے پاس رہتا ہو اُس سے
باتون مین مصروف رہتا ہو آج اُسکو تجھسے جدا کرونگی کہ تو سر ٹکراے معشوقہ کا نام
لیکر چلائے اور صورت اُسکی دیکھنا ممکن نہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ اُسی نے تجھکو منع کیا
ہو اُسکا مزہ ذرا اُسکو بھی چکھاؤن کہ دیکھ انکار کا یہ مآل ہو اور میرا تیری محبت مین
عجب حال ہو کیا کہون

نظم

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا ۔ شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
قید مین آنا بہت دشوار ہو آزاد کا ۔ غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
خود فراموشی اثر ہو اُس پری کی یاد کا ۔ دل دکھانا خاص شیوہ ہو تری فریاد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا ۔ دیکھتا ہو دور سے قابو نہین صیاد کا
قبر پہ آیا ہو دینے کو مبارکباد مرگ ۔ یہ نیا ایجاد ہو میرے ستم ایجاد کا
واہ کیا رعب جنون ہو اپنے صدقے جائیے ۔ ہاتھ کیسا کانپتا ہو جسم بھی فصاد کا
پانون جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح ۔ بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
ایک کیا دو چار بوسے تو خوش کر لین مجھے ۔ سہل ہی مجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
یاد آئین بیتر بان اور وہ گرانی طوق کی ۔ کم ہوا شور امرا منھ دیکھکر حداد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے ۔ وہ وہین چوے مرا مین بوسہ لون فریاد کا
اُسکے کانون تک گئی ممنون احسان ہم ہوے ۔ آج اپنے جی مین ہو منھ چومیے فریاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف ۔ تیر ہوتا ہو نشان بھی خانۂ آباد کا
کتنے کتنے رہگئے ہنگام استفسار حشر ۔ کچھ محبت آگئی منھ دیکھکر جلاد کا
روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان ۔ دیکھیے ایجاد کبتک اُس ستم ایجاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہو فکر ۔ جسطرح پہلو بدلتا ہو تری بیداد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال ۔ رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
دیکھ لیتا ہون جو اُسنے آنکھ سے دیکھا نہین ۔ شوق تیرا نور دل ہو کور مادرزاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائین آکے تیرے ہاتھ سے — حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
حب دنیا الفت زر دل سے دم بھر کم نہین — اسپہ بھی زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نہ چھوٹا ہے گھر — آگئی شرم وفا مجھکو دیکھکر صیاد کا
حق خدمت چاہتا ہی چلتے ہیے ای نسیم — مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا

او ظالم تجھکو میرے حال پر رحم نہین آتا دیکھ تیرے ساتھ کیا بدعت کرتی ہون
مین جانتا تھا مجھکو ڈراتی ہی وہ بکا کی مگر مین نے کچھ جواب نہ دیا آخر اسی شب کو
اُسنے قفس ملکہ کا اُتارا مین بہت چھپا پڑا مگر اُس بیداد گر نے نہ سُنی اور قفس ملکہ کا
اُتار کر لیگئی سُنتا ہون کہ کئی دن تو اسپر بدعت کی پھر نشان نہین معلوم ہوا کہ اُس
معشوق باوفا پہ کیا گذری امیر نے اختر شناس سے پوچھا کہ تمکو کچھ احوال اسکی
معشوق کا معلوم ہی کہ چمن پیرا نے کیا کیا شاید کوئی قید خانہ ہو جہان اُسکو لیجا کر
وہان قید کیا ہی اختر شناس بولا اتنا مجھکو معلوم ہی کہ وہ اسکی زوجہ کو ہر روز بلواتی اور
بدعت کے بعد کہتی کہ اپنے دھگڑے کو سمجھاتی نہین مجھکو کیون نہین قبول کرتا تیرے
ان قفس لیے بیٹھی تھی کہ معمور جادو وقت پر آیا پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا سد کہ ہی
یہ عورت کون ہی اسکو کیون قید کیا ہی کیون اسپر بدعت ہی چمن پیرا نے سب
حال بیان کیا معمور نے کہا اس معشوق کو مجھے دیجیے مین اس سے مطلب حاصل
کرونگا چمن پیرا نے انکار کیا اُس وقت تو معمور چلا گیا رات کو چھپ کر آیا قفس کو
چرا کر لیگیا اسقدر معرکے ہوے کہ طلسم فتح ہوا کئی نامے چمن پیرا نے معمور کو لکھے
مگر وہ اُسکی مدد کو بھی نہ آیا امیر نے فرمایا ای اختر شناس تمکو مقام معمور کا معلوم ہی
مین اُسپر لشکر کشی کرونگا کہا ای شہریار اول اُسکا مقام باغ دلستان تھا مین نے
خود جا کے دیکھا کہ وہ باغ ویران پڑا ہی نہین معلوم معشوق کو کہان لیگیا امیر نے
خواجہ سے فرمایا کہ تم تلاش کرو عمرو نے کہا آپ آگاہ ہین میرے افلاس سے مجھکو
قرض خواہ گھیر لین گے اُس تاجدار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اگر معشوق کو
ڈھونڈھکر لا دیجیے تو مین خدمتگاری کرونگا عمرو نے کہا ای رنگین تاجدار مین تمہا

مجبور ہون نکل نہین سکتا جو کچھ دینا ہو وہ منگا دو کہ مین مہاجنون کو دون رنگین چ
اپنے قلعۂ رنگین حصار سے دس توڑے بمشکل منگا سے آگے خواجہ کے رکھے
خواجہ نے کہا یہ تو سود بھی اِس مہینے کا نہین ہر وہ لوگ نہ مانین گے مین اُسنے
تکرار نہین کر سکتا دس توڑے صاحبقران نے منگوا کر دیے خواجہ نے نذر زنبیل
کیے رنگین تاجدار سے سراپا معشوق پوچھا تقریر کے تصویر آثار لی قلعہ سے
نکلے تلاش مین معشوق رنگین تاجدار کی چلے جست وخیز کرتے ہوے جاتے تھے
دو دن خواجہ کو جستجو مین گذرے تیسرے دن حیران ہوکر ایک نخل کے سامنے
مین بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

سینہ سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُسنے حریفون کے کھائے ہین
حق حق کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہی خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اِکدن شکار ہو
تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہی دُھن مین نشے کی دونی ہوا وصل
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط

اے شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو
جادہ سے بھٹکے پاے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہی نام جو کوچے کو یار کے
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہی پیدا ان ہو کے جو ہیچ
ہستی کو اُس کمر کی ہو کہنا عدم غلط

پھل پائیگا نہ عشق سے ابرو سے یار کے
اے دل ہی ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

ای کو خواجہ عالم وجد مین بجا رہے ہین اور اشعار مذکور گا رہے ہین قضاے کار
جمہور جادو بھائی ممور جادو کا واسطے شکار کے جاتا تھا کہ خواجہ کے گانے
کی آواز کان مین آئی تخت کو پھیرا آسمان سے آکر ایک طرف اُترا اگر خواجہ پر
نگاہ ہی خواجہ گوشۂ چشم سے دیکھ رہے ہین اور جمہور گانے پر خواجہ کے بیقرار
ہو جاتا ہی اِسکو اُٹھا کر اپنے باغ مین لیجاؤن ناظرین پر واضح رہے کہ جمہور جادو

معمور کا بھائی ہمراہ اسے شکار جاتا تھا گانا سنکر اتر آیا خواجہ نے عطر بیہوشی زنبیل سے
نکالا کپڑون مین مل لیا اور پنبہ اپنے دماغ مین دے لیا جمہور نے قریب آکے سحر کیا
کہ ہاتھ خواجہ کا کانپا جھپٹ کر کمر مین چمٹ گیا لیکر اڑا جب دس گز زمین سے بلند ہوا
بوے خوش دماغ مین آئی مثل بید کے کانپا خواجہ پنجے سے چھوٹ کر ایک جانب
گرے ایک طرف جمہور بھی گرا خواجہ نے کمند آصفا زنبیل سے نکالی جمہور پر پھینکی
گردن اسکی پھنسی کھینچکر اسکو اپنے قریب کیا خنجر نکالکر مارا کہ جمہور کے دو ٹکڑے ہوے
خواجہ نے کپڑے اتارے قضاے کار معمور جادو اسوقت اپنے باغ مین بیٹھا ہی
اور گلدستہ جمہور کے ہاتھ کا بنایا ہوا سامنے رکھا تھا مرتے ہی جمہور کے گلدستہ
جلنے لگا معمور کی نگاہ جو گلدستے پر پڑی گھبرا کر اٹھا قریب گلدستے کے آکر رونے لگا
دل سے کہتا ہی کہ کون ایسا زبردست تھا جسنے میرے بھائی کو مار لیا ورق نکالکر دیکھا
معلوم ہوا کہ فلان صحرا مین لاش اسکا پڑا ہی ایک شخص کپڑے اتار رہا ہی فوراً اپنے
مقام پہ آکر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا اسوقت آکر پہونچا کہ خواجہ جامہ اتار چکے
ہین زیر جامہ اتار رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او دزد او ننگ تو کون ہی
کہ میرے بھائی کو مارا اور لباس اتار رہا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا خواجہ نے جو نعرے
کی آواز سنی فوراً گلیم اوڑھلی معمور یہ کرشمہ دیکھکر حیران ہوا دل مین خیال کرنے لگا
اور پکارنے لگا کہ یا سامری و جمشید یہ شخص کیا ہوا بڑا ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو
میری نگاہون سے مخفی کیا آجتک خداوندی خدائی مین ایسا شعبدہ نظر نہ پڑا تھا
فوراً زمین پر اتر آیا خواجہ گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ معمور چار جانب بیتاب و
بیقرار ہوکر ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ او ساحر زبردست مین تیرے
دیکھنے کا مشتاق ہون مجھے صورت زیبا اپنی دکھا دے خواجہ نے کنارے آکر
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک صورت مہیب بنائی ملک الموت کی قطع بنکر
منھ مین کود دبایا آدھا سلگا ہوا نفط بے سلگا دال منھ مین بھر کر چھوڑنے لگے
شعلہ آتش منھ سے مثل اژدہے کے نکلنے لگے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی

ارے کیسے ڈھونڈھتا ہی میرے سامنے آکر منھ کھول کہ مین تیری روح قبض کرون
اب جو معمور نے صورت دیکھی اور یہ کلمہ سُنا کہ میری روح قبض کرنے آیا ہی کانپنے
لگا ہاتھ باندھکر ڈرتا ہوا سامنے آیا لیکن منھ نہین کھولتا منھ کو بھینچے ہوے ہی خواجہ
نے کہا اگر تو منھ نہ کھولیگا تو مین تیری روح جانب اسفل سے قبض کرونگا معمور یہ
سنکر گھبرایا دوسرا ہاتھ اپنا مقام پوشیدہ پر رکھ لیا اور رونے لگا کہتا ہی اے ملک الموت
قدرت کوئی صورت میرے بچنے کی ہی فرمایا کہ ہان اگر روپیہ صرف کرو تو البتہ برس
دو برس کو بچ جاؤگے مین اس عہدے پر اکیلا متعین ہون مین تو مان بھی لونگا مگر
ساتھ والے بڑے ظالم ہین ہزار روپیہ سال مین لیتے ہین جان بخشی کردیتے ہین کیا
خداوند دیکھا کرتے ہین اور کیسی روح قبض کرکے مردہ خداوند کے روبرو پہونچا
دیتے ہین قدرت کو مردے سے مطلب ہی بعد ملاحظہ حکم دیتے ہین کہ اسے جہنم یا
بہشت مین داخل کرو ہم لوگ اُنکے حکم کی پابندی کرتے ہین یہ سب کام ہم ہی لوگون
کے حوالے ہین جسکو چاہا جہنم مین داخل کردیا جس سے پایا اُسکو بعد مرنے کے جنت
بہشت مین پہونچایا اب تم بیان کرو کہ تمھارے لیے کیا ہو سکتا ہی معمور نے کہا
میرے ہاتھ مین سونے کے کڑے ہین اور کمر مین زنجیر ہی یہ حاضر ہی اگر میرے مکان
چلیے تو بہت کچھ دونگا سو پچاس سال کی رقم دیسکتا ہون خواجہ نے کہا تم جادوگر
ہو تمھارے قول و فعل سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو وہان جاکر بدل جاؤ سرہنگی کرو
اُسوقت تو ہم لوگ تامل کر جائینگے مگر دوسرے وقت آکر آفت برپا کردین گے
تمھارے گھر بھر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے مارے پھروگے اگر
پنجہ قابض ہوا تو تمھاری روح قبض کرینگے اُس جہنم مین تمکو پہونچا ئینگے جہان کہ ہمیشہ
جلتے رہو معمور نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین عہد کرتا ہون کہ آپ سے خلاف نہ کرونگا
میری سو برس عمر بڑھا دیجیے عمرو نے کہا چلو اگر لاکھ روپیہ دوگے تو سو برس زندہ
رہوگے جب یہ زمانہ ختم ہونے لگےگا پھر دینا پھر بڑھا دینگے ہمیں میل رکھوگے تو
کبھی نہ مروگے ہمیشہ زندہ رہوگے معمور خواجہ کو ساتھ لیکر چلا راہ مین یہ باتین

گذرتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے پوچھا تمھارا نام اصلی کیا ہی معمور نے کہا میرا
معمور جادو نام ہی ای ملک الموت بڑے تردد مین ہون ایک معشوقہ کو چین
لایا وہ نہایت حسین وجمیل ہی لاکھ لاکھ طرح پر سمجھاتا ہون ڈراتا ہون دھمکاتا
ہون مگر وہ ظالم مجھکو قبول نہین کرتی ای ملک الموت اگر اُسکو سمجھا دو اور وہ
مجھسے راضی ہوجائے تو کئی لاکھ روپیہ حاضر کرون میرے پاس جواہرات جمع ہین وہ
بھی سب دیدونگا خواجہ نے کہا اُس معشوقہ کو مجھے دکھا مین خوف دلا کر راضی
کرا دونگا یہ مژدہ سُنکر معمور بہت خوش ہوا خواجہ کو اُسی شکل پر اپنے باغ مین
لایا خواجہ آکر مسند پر بیٹھے دوڑکر قفس معشوقہ کا اُٹھا لایا کہا ای ملک الموت
بیت این است کہ خون کردہ و دل پردہ ایسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست
کسے را + خواجہ نے دیکھکر پہچانا کہ رنگین تاجدار نے جو پتے دیے تھے وہ سب
نشان ٹھیک ہین قریب آکر کہا کہ کیون او نازنین تو اِسے نہین قبول کرتی ہی
ہمنے اِسکی سو برس عمر بڑھادی ہی ابھی تیری روح قبض کرلونگا وہ نازنین مہ جبین
کانپنے لگی ہاتھ باندھکر کہا ای ملک الموت آپ روح میری قبض کر لیجیے جو چاہیے
سزا دیجیے لیکن میری عصمت بچائیے خواجہ نے کہا کچھ روپیہ صرف کرو اُس مہ جبین
نے زیور اپنا اُتار کر سامنے رکھدیا کہا اِسقدر تو حاضر ہی جب اپنے مکان پر مین
پہونچونگی تو اور کچھ بھی دونگی خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا کہا کہ اے
معمور اِسے نوش کرو سو برس عمر بڑھ جائیگی اور پردے آنکھون سے اُٹھ جائینگے
دربار قدرت دیکھوگے عجب لطف تمکو حاصل ہونگے خدمت خداوندی مین جایا
کروگے فرشتون سے صحبت رہیگی حوران جنان تمھاری مشتاق ہونگی بہشت بلائیگی
بڑے بڑے فخر حاصل ہونگے معمور سیب کو دیکھکر خوش ہوگیا جلدی سے اُسکو
کھاتا مع چھلکون کھانے لگا خواجہ نے کہا ای معمور یہ کیا کیا اب تو عمر گھٹ گئی ہمنے
تمسے کہا تھا کہ اِسکو چھیلکر کھاتے عمر بڑھ جاتی معمور نے کہا مین یہ سمجھا کہ یہ میوہ
بہشت ہی اِسکا چھلکا پھینکنا جائز نہ ہوگا کہا اچھا کھاؤ ہم دوسری ترکیب کر دینگے

جسطرح بن پڑے اسکو کھا جاؤ معمور نے جو سیب کو کھایا آنکھین ابل آئین چہرہ سرخ ہوا گھبرا کر کہا ای ملک الموت خداوند آئے ہین مجھے بلاتے ہین خواجہ نے کہا ارے خداوند نہین ہین تو نے جو سیب کھایا آسیب نے آکر تجھکو دبایا اب جلد جاؤ اہل جہنم تمھارے مشتاق ہین معمور یہ سنکر اپنے مقام سے گھبرا کر اٹھا اور لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرے نعرے کا جیتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد باد پش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
روندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین چھکے
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے خنجر مارا کہ سر معمور کا کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ ایک طرف پھڑکنے لگا سر اُس خود سر کا بار بار اُچھلتا ہی عمرو حیران ہو کہتا ہی یہ آج نیا سانحہ پیش نظر گذرا مین نے ہزارہا ساحر قتل کیے مگر یہ معرکہ کبھی نہین دیکھا کہ سر اسکا سراسر تین مرتبہ اُچھلا چوتھی مرتبہ جو اُچھلکر گرا سر شق ہوا اندر سے اُسکے ایک طائر پیدا ہوا پر پروانہ پیدا کر کے چلا عمرو کو دیکھکر سکتہ ہوا دل مین کہتا ہی کہ اس طائر نے تو ہوش اُڑا دیے مگر قضائے کار معمور جادو کی ایک بہن ہی کہ سفاکۂ جہانگرد اُسکا نام ہی اپنے صحرائے وحشت مین بیٹھی ہی مار و عقرب گرفتار کرکے مار مار کر کھا رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے سفاکۂ جہانگرد معمور نے اپنی جان دی عمرو نے ملک الموت بنکر اُسے مارا اُسی باغ مین ابھی موجود ہی سفاکہ اپنے مقام سے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے اُڑتی ہوئی طرف باغ کے چلی یہان خواجہ نے معمور کو مار کر نقش اُس مہ جبین کا اُٹھایا اور زنبیل مین نقش کو رکھا ہی کہ زمین تھرائی آواز آئی سنم سفاکۂ جہانگرد و ظالم اب کہان جائیگا خواجہ نے چاہا جست کر کے بھاگون کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا خواجہ لڑکھڑا کر گرے پانؤن زمین نے تھام لیے سفاکہ سامنے آئی عمرو کی کمر مین پنجہ دبا لیکر طرف اپنے باغ کے چلی خواجہ کی بیقراری و اضطراری کبھی دعا مین

بجز گستہ ہین کہ ای کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس بلا سے نجات دے اور اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچا اے ارحم الرحمین نظم

تمام خلق بنور غضب و توئی مرغوب	زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب
کہ دارد ای شہ خوبان بجز تو چہرۂ خوب	جمال و حسن دلاویز و شکل خوش اسلوب
نگاہ بزیر نظر آئی و گہی بالا	گہے بمشرق و مغرب گہے شمال و جنوب
فروغ نور تو آید ز ہر پس پردہ	توئی حجاب و توئی حاجب و توئی محجوب
جنون عقل تو دیوانہ را کنی عاقل	بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب
جہان منور پیادہ و رکابدار تو اند	عنان بدست تو دارند راکب و مرکوب
خلق مالک و ممالک ہر دو ملک تو اند	مطیع و حاکم و محکوم و غالب و مغلوب
چرا قبول خلائق نگردد این دیوان	کہ ہست دفتر توحید ہندی این مکتوب

خواجہ اس تردد مین پیچے مین سفاک کے دبے ہوے جاتے ہین قضا سے کار گذر سفاکہ کا طرف سے قصر زمردین کے ہوا ہانکی حاکمہ زمرد سبز پوش سنے یہ بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے کہا واری دیکھیے ایک ساحرہ کسی بدمعاش کو لیے جاتی ہی زمرد نے دیکھتے ہی گرز اٹھایا تاک کر سینہ پر کینہ سفاکہ پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرا کر خواجہ بچاسنا کر سے چھوٹ کر سامنے زمرد کے دو ٹکڑا کر گرے گرتے ہی آواز دی سہ ہمیشہ دلبرے جوان مبارک باشد یہ اشعار گانے لگے ایسی دو تین چیزین کہ زمرد حیران ہو گئی کہ اے شخص تو کون ہی عمرو نے کہا میہو تان درازخان کا نواسا ہون تان توڑخان میرا نام ہی اس ساحرہ بدذات نے مجرا سنا مجکو ہوا شیر مجھ پر عاشق تھی مین نے انکار کیا کہ کیا ہمکو علائی بھی ہی ہر چند مین نے کہا او جو فروش ہند ہنایہ میرے واسطے کیا تجویز کیا اسی غصے مین مجکو پکڑ کر لیے جاتی تھی کہ جنگل مین قتل کرون اتفاقا آپ کی سرحد کی جانب سے گذر ہوا آپ نے مہربانی فرما کر اس ظالمہ کے پنجہ سے چھڑایا اب مین آپ کو اسکے عوض مین گانا سناتا ہون یہ سنکر زمرد شاد و مشتاق ہوئی اور کہا ہان میان تان توڑخان گانا اپنا سناو

خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

گیسوئے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے	چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا	بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے
لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے	بیچنے پہ بیچا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے
رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار	اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے
ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے	ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب الٹ منہ سے نقاب	گرد شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے
کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ	دیکھکر طاؤس بھی آخر کو چلانے لگے
نام جیسے عشق کا روئے کتابی سے لیا	انکو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے
آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اسکا ہوا	مردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے
مشک کی بو سونگھکر کچھ بد دماغی سی ہوئی	یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے
دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو	عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے
مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے دوگی	کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

زمرد نے کہا میان تان توڑ خان کیا کرتا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اور ایک کمال مین مجکو دخل ہے کہ پاؤن سے ناچون منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو آپ نے میری قدر کی مین آپ کو خوب راضی کرونگا زمرد نے کہا میان تان توڑ خان حقیقت مین وہ ساحرہ بڑی ناقدری تھی کہ تم ایسے کامل کو سواسیر بچو دیتی تھی مین تمکو خدمت مین شاہ کی بھیجونگی عمرو نے کہا مین پہلے آپ کو تو راضی کرلون پھر دیکھا جائیگا یہان کے بادشاہ کا نام کیا ہے زمرد نے کہا یاقوت سرخ پوش نام ہے مین اُسکی وزیرزادی ہون کل انتظام کار سلطنت میرے ہی قبضے مین ہے یہ سنکر خواجہ نے کنجی میخانے کی طلب کی زمرد نے کنجی اپنے ازاربند سے کھولکر سامنے خواجہ کے پھینکدی خواجہ نے کنجی اٹھالی قفل میخانہ کھولکر اندر آئے تمام شراب کو خراب کیا پکارکر آواز دی کہ یارو شراب پیو جو

لوگ نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے مثل مشہور ہے کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے کہیں گلابی لگ گیا کسی نے قرابہ اُٹھا لیا کسی نے کنٹر جو زیادہ پینے والے تھے اُنھون نے پٹیلا لیا خواجہ نبلا نے جاتے ہین کہ اسمین دس آدمی شریک ہون اسمین پانچ سو گلابیان و کنٹر الماس نگار خواجہ نے چھانٹ کر معمور کیے جسنے خبر سُنی کہ آج کوئی گویا کامل آیا ہے وہ ساقی گری کریگا وزیر اعظم کے مکان مین جلسہ ہے مصاحب وغیرہ آنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین خوب جماؤ ہوا زمرد جادو مسند پہ بیٹھی ہے جو آیا اُسکو اپنے پہلو مین جگہ دی لوگون سے پوچھ رہی ہے کہ میان تان تنوڑ خان کیا کر رہے ہین کہ کنیزون نے خبر دی اب گلابیان آراستہ کر کے لاتے ہین زمرد بہت مشتاق ہے دیکھا کشتیون مین گلابیان آراستہ کیے ہوئے لیکر محفل مین آئے زمرد نے لوگون سے کہا دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ جو نہ پیتا ہو اُسکا بھی دل چاہے کہ پیجیے عمرو نے گلابیان رکھکر گھنگرو پانون مین باندھے اول گت شروع کی سب اہل محفل تعریف کر رہے ہین مضمون شراب کے اشعار گا رہے ہین بہ قول مصنف نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہے مینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو — ساقی اخیر کر دیا دورہ شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستونکی اجل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشہ شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے — عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

ان اشعار نے خوب رنگ دیا عمرو نے سامنے زمرد کے سر جھکایا کہا آپ ایسی میرو اور نکو سر سے شراب پلانا چاہیے زمرد نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کے گلے مین پہنایا اور جام بے فکر انجام پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو

شراب پلائی ابتو محفل مین وست درازیان ہونے لگین ایک نے بیٹھے بیٹھے کہا
کہ رسالدار صاحب آپ کی مونچھون پر کوا بیٹھا ہی رسالدار نے جواب دیا کیا اِس
حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہی تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو کہا چُپکے بیٹھے
رہو ہاتھ نہ ہلانا مین پکڑے لیتا ہون چُپکے چُپکے ہاتھ بڑھا کر مونچھین اُنکی پکڑ کے
ایک جھٹکا مارا اُنھون نے کہا یہ کیا حرکت کرتے ہو کہا بھائی کوا اُڑ گیا پونچھ ہاتھ
مین رہگئی اِس طریقے سے سب جا بجا بیہوش ہونے لگے کسیون نے دوپٹے
اُتار کر پھینکدیے ننگی دوڑی دوڑی پھرتی ہین نائکہ پھول بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ
اری گُنتا یہ تجھکو کیا ہوگیا وہ جواب دیتی ہی کہ امی جان آپ سب کپڑے اُتار کے
پھینکدیجیے کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا لگے کمیدان اِشارے کر رہے ہین زمرد نے جو
یہ حالات دیکھے جھلا کر اُٹھی کہا یارو میری محفل مین یہ کیا بیہودہ حرکتین ہین اُٹھتے
اُٹھتے لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرم که کلاه از سر قیصر ببرم		رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم	
در مجلس خسروان چو گردم ساقی		تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	

اول بڑھکر زمرد کو برہنہ کیا زیور و لباس اُتارا پھر خنجر مارا کہ سر زمرد کا جدا ہوا
گردن سے ایک لعل بے بہا زمین پر گرا عمرو نے چاہا اِس لعل قیمتی کو اُٹھا لون کہ
مفلسی مین کام آوے گا خواجہ جیسے ہی جھکا کسی نے چپت دن مین دیکر دیا کہ منھ کے
بھل زمین پر گرے وہ لعل طائر بنکر اُڑ گیا بالا سے آسمان یاد آیا کر چہکار دری اور
آواز دی کہ او ساربان زادے لالچی حرف ارادے پر تو ایک دھکا تو نے کھایا اگر
مجھکو تو پکڑ لیتا تو زندہ نہ چھوڑتا اب تو ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک لکہ ابر مین مخفی
ہوکر غائب ہوگیا خواجہ دیکھکر حیران ہوے دل مین خیال کیا کہ یہ سحر زمرد کا تھا
دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہی ابتو خواجہ کو غصہ آیا مزہ قصابان بارگاہ کو بنایا صدہا
لاشہ پھڑکنے لگا کسیکا ہاتھ کاٹا کسیکا سر اُڑا دیا بے خوف قتل کر رہے ہین ادھر
یاقوت سرخ پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہی کہ آج کوئی گھڑی محفل زمرد

مین آیا جو مصاحب لوگ بھی گئے ہین مگر اسوقت تک کوئی پلٹ کر نہین آیا کہ حال
معلوم ہوتا یکایک آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور آواز آئی کہ او
غافل عمرو نے سب کا خاتمہ کیا تجھکو ابھی تک خبر نہین اور ایک طائر ابر سے باہر آیا
سامنے آکر پہونچا چیکار مار کر کاندھے پر یاقوت کے بیٹھ گیا کچھ سرگوشی کی یاقوت
نے اُس طائر کو جواب دیا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ زمرد نے دھوکا کھایا اب تو
خبر لیکر آیا جب زمرد قتل ہوگئی اب مین خود جاتا ہون جاکر اُس ظالم کو پکڑ لاؤن کباب
اسکے لگاؤن خواجہ عمرو تو یہان بے خوف بارگاہ کو لوٹ رہے ہین کہ یاقوت
اپنے مقام سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے چلا باہر نکلکر دیکھا کہ تھر زمرد سے آوازین
مہیب آرہی ہین پیر غل مچاتے پھرتے ہین ہر ایک طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ
ارے ہماری افسر کو مارا یاقوت غصے مین سر بارگاہ پر آیا اور نعرہ کیا کہ باش
او ساربان زادے تو نے میرے سب مصاحبون کو قتل کیا اب تو کہان جائیگا
تیری قضا لیکر آئی ہے عمرو نے دل مین اپنے خیال کیا کہ یہ اُسی طائر نے جاکر آفت
برپا کی فوراً اپنے کو گرا دیا مُردون مین چھپا دیا یاقوت جو اندر آیا دیکھا اپنے
بارگاہ مین دریا سے خون بہ رہا ہے قتل کرنے والے کا پتہ نہین دستک دی ایک
آواز آئی کہ ابھی بارگاہ مین عمرو ہے اب یاقوت ڈھونڈھے چہار جانب ڈھونڈھتا
پھرتا ہے مگر کہین پتہ نہین ملتا پکار کر آواز دی او ظالم منم بادشاہ قلعۂ سرخ پوشان
کہان جائیگا یہ کہکر ایک پتھر زمین پر مارا سب مُردے اُچھلنے لگے عمرو جس مُردے
کے پہلو مین چھپا ہوا تھا اُس مُردے نے آواز دی اے شہنشاہ عمرو میرے
پاس موجود ہے یاقوت نے جھپٹ کر عمرو کو پکڑا کہا کیون او ظالم تو یہان کیونکر
پہونچا مین ہمیشہ سے حال مسلمانان سنتا تھا تیرے ہی مارے چمن پیرا کا شہر تباہ
نہ ہوا عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ چمن پیرا زندہ ہے میری زنبیل مین
موجود ہے آپ اُسکو لیجیے میری جان بخشی کیجیے مجھ غریب کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا
مین نے ان سب کو نہین قتل کیا مین بھی سحر مین پھنسا ہوا تھا یاقوت نے کہا

چمن پیرا کو تو مجھکو دیجیے مین نے خبر مفصل سنی ہی کہ چمن پیرا طلسم کشا کے ہاتھ سے
قتل ہوئی عمرو نے کہا میرے ہاتھ چھوڑ دیجیے مین چمن پیرا کو دکھا دون یاقوت نے
ہاتھون کو عمرو کے چھوڑا جب ہاتھ عمرو کے قابو مین ہوے تو عمرو نے چوراسی
گھنڈیان زنبیل کی کھولین آواز دی او شہنشاہ ساحران اس مین جھک کر ملاحظہ
فرمائیے اب جو یاقوت نے سر ڈالکر دیکھا ساحرون کو اس ذلت مین پایا کہ عرقچیان
باندھے ہوے ٹوکریان مٹی کی سرون پر ہاتھ مین گڑ کی ڈلی انکو چھے مین جُو ادھر بھری
ہوئی گڑ پر مکھیان بھنک رہی ہین مٹی کی ٹوکریان پھینکتے پھرتے ہین میٹ بھر اسے
انتقام ساتھ ہی کہ ذرا رکے اور سونٹا پڑا ایک طرف ہزارہا صندوقچہ جواہرات
کار کھا ہوا ہی روپے کے جا بجا انبار لگے ہوے ہین ایک جانب ہزارہا باغات
دروازے باغون کے کھلے ہوے مالنین حسین وجمیل گلگام کے لنگے پہنے ہوے
سرخ چندریان اوڑھے ہوے زرد کرتیان انھین تخت و نرم بیل دبے ہوے
بیلچے ہاتھ مین سڑے گلے پھل زرد پتے کیاریون سے نکالتی پھرتی ہین کچھ مالی اپنی
عورتون سے رمز و کنایہ کرتے کبھی شیرین کلام ہوتے کبھی ترش رو ہو کر کیاریان
سینچنے لگتے ہین زرد پتے نکالتے جاتے ہین چمن صاف حوض پانی سے معمور فوارے
ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی ہر سرو خیابان
گل بلبلون کا غل زمزمہ سرائی کر رہی ہین لب جو قمریان کو کو کر رہی ہین چہار جانب
باغون مین جوش بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار عروسان چمن کا نکھار نخلہاے
پُر اثمار زیر شجر میوونکا انبار بلبلین منقارین پھول دبائے ہوے شاخون پر
زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک طرف دریاے زخار لطمہ زن موجین اٹھ رہی ہین
کشتیان و جہاز و بجرے آ آکر ٹھہرتے ہین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین سب
نواڑہ کھیل کر آئی ہین ناز و کرشمہ کر رہی ہین یاقوت اس تماشے مین مصروف
ہی ایک جانب قلعہ جات لڑ رہے ہین پہلوانان صف شکن جوانان تیغ زن لشکر
کشی کیے ہوے بر سر قلعہ جاتے ہین اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ ہمارے قلعے

مین خشک سالی ہوئی روپیہ ہمسے نہین ہوسکتا پہلوان جواب دیتا ہی کہ حکم ہی
خواجہ کا کہ خراج بیباق کرو اب تمامی سال ہو ایک طرف ہزار ہا تاج پرنثار ہین
سپاہی بندوقین لیے ہوے پہرا دیتے ہین کیا مجال کہ کوئی اُسطرف سے گذرے
ہر طرف عمرو ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہر شخص یہی کہتا ہی کہ ہمین کیا اختیار ہی جو خواجہ نے
حکم دیا ہی وہ بجا لاتے ہین ایک طرف صحبتین جمی ہین شاہزادیان تخت پر بیٹھی ہین
جام ارغوانی گردش مین صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ساقیان
سیمین ساق و مطربان خوش آواز مہ جبین و نازنینان مہ جبین بہ خوش آوازی ابجد صنوبر
گدازیہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہوجائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہوجائے گا

جو قناعت سے کرے آشنا ہوجائیگا
بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہوجائیگا

تیرے کشتو نے جو صورت آشنا ہوجائے گا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہوجائے گا

حالت اُسکے اور میرے استخوان کی ایک ہی
شمع کا فورِی کا پروانہ ہما ہوجائے گا

ہین ڈالا دل کو خال عنبرین کی یاد نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہوجائے گا

کیمیا ہی مہربانی صاحب تاثیر کی
مس کیا پارس سے جب آہن طلا ہوجائے گا

بحر غم سے پار اُتار ے گی ہمین کشتی مے کی
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہوجائے گا

خون مسلمانوں کا کرتے ہو بہت مگر اُسے
دولے کا فر کے سیہ رنگ حنا ہوجائے گا

عاشقی سے یار کی کیونکر نہ ہو دلکو سرور
نشئے مین اُسکے ہمارا مدعا ہوجائے گا

عیب عریانی چھپانے مین قیامت ہوئیگی
اطلس ہفت آسمان حرف قبا ہوجائے گا

خدو لاتا ہی محبت آنکھین چھپا کر مجھکو یار
سوز دل سے جسم خاکی توتیا ہوجائے گا

اسقدر ناز دل نہ ہوا ی شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہوجائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو ہمسے کی تو کی
[illegible]ت کا وعدہ تو اُدا آتش وفا ہوجائے گا

یہ تماشے یاقوت جمک کر دیکھنے لگا خواجہ نے زور سے دھکا دیا کہ یاقوت زنبیل
کے اندر جا تا رہا جیسے ہی یاقوت گرا لوگوں نے دوڑ کر پکڑا باہر ہوا کہ جادوگر آیا

ایک نے آکر کہا ارے جلدی کپڑے اُتار دیکھو لباس مین شکن نہ آنے پائے ورنہ
حساب ہم لوگون کو سمجھانا پڑیگا کسی نے دو طمانچے مارے کسی نے کہا ارے اِسے
خدمتگارون مین داخل کرو دوسرے نے کہا یہ خدمتگار رہنے کے لایق نہین ہی اِسے
مزدورون مین داخل کرو کپڑے اُتروا لیے غرقی بندھوائی ٹوکری سر پر رکھی مٹی
ڈھونے لگا ذرا اُرکا میٹ نے سونٹا مارا ہرچند چاہتا ہو سحر کرون تڑپ کے
نکلجاؤن کوئی سحر یاد نہین آتا آخر ناچار ہوکر مٹی ڈھونے لگا یہان خواجہ نے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی بہ صورت یاقوت تاجدار بنائی
بارگاہ مین یاقوت کی آئے مصاحبون نے پوچھا ای شہنشاہ کہان تشریف لیگئے
تھے کہا یارو بارگاہ زمرد جادو مین خون کے دریا بہ گئے صدہا مصاحب ہمارے
قتل ہوے مین نے جاکر عمرو کو مار ڈالا آج مجھکو بڑی خوشی ہی اُس شخص کو مارا
کہ جسنے دو نامہ و ششمش کو قتل کیا بزرگان دین ہمارے کیا صدمے اُٹھاکر یہ وہ
دنیا سے اُٹھے آج اُنکے خون کا بدلہ ہوا کیسا دشمن سخت مارا گیا جواہر خانہ کھولو
سب صندوقچے اُٹھاکر لاؤ خزانہ دار دوڑا گیا کئی سو صندوقچے اُٹھاکے لایا
عمرو نے کہا مین تم سب صاحبون سے اطلاع کرتا ہون کہ اِس مقام پر جو مال
رکھا جائیگا وہ دونا ہوجائیگا خداوند لقراط ثانی جسوقت آئینگے نگاہ اپنی مال پر
ڈالینگے مال دونا ہوجائیگا ابتو سب لوگ دوڑے جورون سے کہا زیور
سب اُتار دینگے گھر مین مال گڑا ہوا تھا اُسکو کھود کر لائے رومالون مین باندھ
باندھکر ڈالنا شروع کیا مہاجن لوگون نے روپیون کے انبار لگا دیے تھوڑے
عرصے مین کرورہا روپیہ جمع ہوگیا چاندی سونا پیتل تانبا جو جسکو ملسکا اُٹھے لاکر
جمع کیا کہ سارا کمرہ بھر گیا خواجہ نے کہا اب مین شب کو پوجا پاٹ کرونگا رات کو
جاکر اپنے گھر مین آرام کرو سویرے آنا مال دونا اُٹھاکر لیجانا سب اپنے اپنے
گھرون پر گئے خواجہ بہ صورت یاقوت کمرے مین داخل ہوے جال الیاسی
نکالکر مارا آواز دی او جال جنجال ہوکر گرہ یونہی بھی بالشت بالشت بھر اُٹھا لیجیو

بیاریوں کے ہاتھ تک جائیگی لوگ اپنے اپنے گھر چو گئے جاکر حساب کرنے لگے کہ پانچ تولے سونا جو دس تولے ہو جائیگا دس تولے چاندی ایک من تانبا یہ سب رونا ہو کر ملیگا عورتیں آپس میں سب کہتی ہیں کہ بوا ہم نے تو کپڑے تک اُتار کر دیدیے یہ سب دونے ہو کر ملینگے فیض خداوندی سے کوئی محروم نہ رہیگا سارے شہر میں یہی خوشیاں ہو رہی ہیں ایک کہتی ہو کہ بوا ہم نے پکانے کو دیگچی بھی نہیں رکھی خواجہ رات کو لوٹ مار کر نکل گئے صبح کو سب لوگ جمع ہو کر آئے اگر دیکھا کمرہ کھلا پڑا ہی ایک غار عظیم الشان ہی روپے پیسے کا ٹھکانہ نہیں ایک طرف دیکھا ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہوا ہی اُسپر بہ خط جلی لکھا ہی کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری دیکھو یارو کیا مہربانی کی کہ تم سبھوں کی جان چھوڑ دی روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہی بادشاہ تمھارے یاقوت تاجدار نوکری ڈھونڈ رہے ہیں اُنکو مہلت نہ ملیگی سب سر پیٹنے لگے کہ یارو یہ کیا غضب ہوا اگر خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے رنگین تاجدار کو اُسکی معشوقہ سے ملایا وہ بھی بہ صدق مسلمان ہوا اب جمعیت کثیر صاحبقران کے ساتھ ہی حقیر عرض کرتا ہی کہ کل لشکر صاحبقران کا اس مقام پر آگیا امیر نے محبوب مسند نشین وصندلان وشہلائے نرگسی چشم ان سب کو لشکر ساحران کا افسر قرار دیا اور رنگین تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا اس زور شور سے طرف قصر سکندری کے روانہ ہوئے پہلوان بھی ساتھ ہیں ساحران مقتول ہیں لوگ راہبر ہیں اب دیکھیے کب صاحبقران اس لشکر کو لیکر قریب قصر سکندری پہونچیں مصنف عرض کریگا ناظرین والا مقام پر واضح ہوگا کہ کس وقت صاحبقران زمان پہونچتے ہیں

دو کلمۂ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان لوح محفوظ پاکر طرف قصر سکندری کے چلے ہیں ذکر اُسکا اب منظور ہی باقی جملہ حالات متعلقہ

داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی ہو کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزاں کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
نظروں ہی میں دیکھکر جو پہچانوں
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل
قابو میں جو وہ پری کروں میں
جسکی مداح ہی خدائی
ساروں کی ہی اسکی شان ساری
مہ پیکر و ہاجرہ خصائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہوں نخنداں
ترائی بڑی رسیلی آنکھیں
شوخی کو گھلتے ہی کریں صید
ساقی یہ تنکے مسکرایا
پھر ذہن کھلا ترنگ آئی

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بارے
دل میرا ہو ڈانواں ڈول کب تک
مرنے سے ملے نجات جی جاؤں
آنکھوں میں پڑیں جو لال ڈورے
ساقی کی برابری کروں میں
رستم دل و آسیہ طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوئے ایڑیوں تلک بال
پہونچے جو شمیم زلف شبگوں
پیاری پیاری نشیلی آنکھیں
دن رات نثار چاند سورج
اٹھکر شیشہ پری کا لایا
آغاز ہوا بیان رنگین

او روز الست کے شرابی
دے جام اپنی سلامتی کا
او میری دعا کے لینے والے
بلوا دے دختر عنب سے
اترے جسدم وہ رشک محفل
بجائیں نشے میں کالے گورے
اسنے بھی تو اک پری ہی پالی
مریم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
رہتے ہیں جو دیکھ لیں وہ دنداں
نافے میں ہو مشک کا جگر خون
جب بند ہوں تو حیا یہ ہو قید
ہیں دونوں عذار چاند سورج
شمع مانگی جب مراد پائی
سنئے نئی داستان رنگین

بچہرہ فتاحان طلسم حیرت و طے کنندگان جادۂ منازل جلالت اِس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر گہر سنجان دریاے معانی + ورق خوانان وحی آسمانی + چو تاریخ جہان کروند آغاز + چنین دادند از آدم خبر باز + شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع سفاک مردم ورد سعید والاگہر طرف قمر سکندری کے روانہ ہوئے تھے مگر اپنے سامنے مرداران تہمتن کا گرفتار ہو کر غائب ہونا جو دیکھا تھا بڑا قلق ہو تیسری منزل ہو ایک صحراے ہولناک میں پہونچے لشکر اسی مقام پر اترا جب شاہزادہ بارگاہ میں آکر بیٹھا فرمایا کہ اے شبرنگ مقام تاسف ہو کہ ہمارے

سامنے فرزندان صاحبقران قید ہوگئے اور ہمارا کچھ زور نہ چلا تم فرزند خواجہ عمرو
نامدار ہو جاکر سب کو تلاش کرو ہم اگر سُن پائیں کہ وہ لوگ دریاے آتش میں قید
ہیں تو اپنے کو گرادیں اور اُن شیرون کو چھڑا ئیں مگر افسوس ہی کہ تم غافل بیٹھے
ہو شبرنگ نے عرض کی اب حضور اسی منزل پر رہیں میں پتہ لگا کر آتا ہوں یہ کہکے
شبرنگ اُٹھا با تمامے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا
دیکھا ایک ساحر مہیب شاپور کی مشکیں باندھے ہوے کہہ رہا ہی میرا مال بتادے
ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا شاپور دم دلاسے میں اپنی جان بچا رہا ہی کبھی کہتا ہی
اُس درخت کے پاس کبھی کہتا ہی وہ جو سامنے غار ہی اُس میں مال رکھا ہی شبرنگ
نے جھٹ پٹ ایک گوشے میں بیٹھکر خواجہ کو یاد کیا پکار کر آواز دی اے والد
نامدار کوئی تدبیر آکر بتا دیجیے کہ اِس ساحر کو قتل کروں برادر کو رہا کروں دونوں
ملکر تلاش میں مصروف ہوں یہ کہہ رہا تھا کہ غنودگی طاری ہوئی دیکھا سامنے خواجہ
کھڑے ہیں فرمارہے ہیں کہ اے فرزند ضعیفہ بنکر جاؤ باتوں میں رنگ جماؤ اِس عیاری
میں باتوں کا بڑا کام ہی شبرنگ نے آنکھیں کھولیں رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوا محمودی کا دوپٹہ سفید اطلس کا پائجامہ
جالی کی کرتی سفید بالوں کا جوڑا چھوٹا سا بندھا ہوا جیسے لہسن کی پوتھی ایک بٹوا
کمر میں گھسا ہوا لٹھیہ ٹیکتا ہوا چلا پکار کر آواز دی اے فرزند آج صبح سے غائب
ہوے کھانا بھی نہیں کھانے آئے ایسے گلی ڈنڈے میں مشغول ہوے تمہارے
ہاتھ کس موے مونڈی کاٹے جوانا مرگ جلا وطنے باندھے ہیں یہ کہکے روتا ہوا
قریب ساحر کے آیا کہا بتا کہ اِسنے تیری کیا خطا کی ہی کیوں اِسکا ہاتھ باندھا ہی
جنے تو اِس ناز و نعم سے پالا کہ نو مہینے پیٹ میں رکھا دو برس دودھ پلایا اِسی
اِسی دن کے واسطے کہ تو میرے بچے کی مشکیں باندھے مفصل بتا میں کوئی محتاج
نہیں ہوں اگر اِسنے ہزار دو ہزار کا نقصان کیا ہو تو میں ابھی ادا کردوں جسدن سے
اِسکا باپ مرا لاکھوں روپیہ اِسنے مٹانے میں نے دم نہیں مارا تیری کیا خطا کی

یہ کہکے بڑھیا نے شبیہ اُٹھائی کہا او موچھ مُنڈے ایسی لاٹھی مارونگی کہ تیرا سر پھٹ
جائیگا تیری داڑھی مین آگ لگادونگی ساحر نے کہا او شغتل بیہ اکنکالہ تو نے
تو اسے بڑے نخرون سے پالا لیکن چوری کا لپکا ڈالا اِسنے آکر میرا گھر گھالا گل
مال میرا اُجاڑ ڈالا یا مین نے اِسکو گرفتار کیا پھر بھی اِسی جنگل مین دوڑاتا پھرتا ہی
مقام اصلی نہین بتاتا ہی کہ مال کہان لیجا کر رکھا ہی اب تو پوچھ کہ مال کہان ہی ورنہ
تیری بھی جان لونگا بڑھیا نے کہا نگوڑے میرا ایک سو پچاسی برس کا سن آیا مگر
کسی نے جان نہین لی سارے بال سر کے مثل روئی کے گالے کے سفید ہو گئے نہین
معلوم کتنون کو مین نے خود عدم کا راستہ بتایا ہی یہ کہکر بڑھیا قریب شاپور کے
آئی کہا کہ او فرزند ایسو نکا مال نہ چُرایا کرو کہ جو مال کے بدلے جان لینے کا ارادہ
رکھتے ہین بیٹا مین صدقے قربان جاؤن مال بتادو شاپور حیران ہی کہ یہ بڑھیا
کون ہی آنکھ جو ملائی معلوم ہوا کہ میرا بھائی شبرنگ بن عمرو ہی خوش ہو گیا
سوچا کہ اب مطلب نکل آئیگا کہا او مادر مہربان سامنے جو غار ہی اُسمین مال رکھا
ہی مین صبح کو جوا کھیلنا تھا تمسے جو دو روپے لیگیا تھا ایک روپیہ ہار گیا ایک روپیہ
بچا رکھا تھا وہ شب کو رنڈی کے یہان جا کر گلی ڈنڈے مین سوخت ہو گیا مگر
اِنکا مال مین نے بچایا میرا دل نہین چاہتا کہ مال دون تیسرے پہر کا پیرجو اریون
سے وعدہ ہی خانصاحب کے مکان پر جلسہ جمے گا اول میرے کھیلنے کی فکر کردو
تب اِنکا مال اِنکو دو آجتک تمنے میری دلشکنی نہین کی مٹھیان بھر بھر روپے دیے
دو تین روپے روز چوک مین صرف کرتا تھا یہ سُنکر بڑھیا نے نیفے سے بٹوا نکالا
کھولکر کچھ روپے نکالے شاپور کو دیئے کہا او فرزند اب اِسکا مال بتادو چوری
نہ کیا کرو ایسے جلادون سے جنہین رحم کا نام نہین ڈرا کرو شاپور نے روپے پاکر
کہا اب ضرور بتادونگا تامل نہ کرونگا مجھکو بھی خوف ہی کہ مال کے بدلے جان
نہ لے لین چلو اب بتادون اتنے مادر مہربان نے دل بھر دیا یہ کہکے اِشارہ
کیا کہ وہ سامنے درۂ کوہ کے پاس جو غار ہی اُسمین سے چل کے نکال لو بڑھیا

کہتی ہوئی بڑھی میان جادوگر صاحب آیئے اب آپ میرے فرزند کو چھوڑ دیجیے
ساحر نے کہا بڑی بی میرا مال پاؤن تو اسکو چھوڑون بڑھیا نے منھ کھولا کہا او نگوڑے
تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ساحر نے دیکھا کہ بڑھیا کے منھ مین دانت بھی نہین
ہنسنے لگا کہا بڑی بی صاحب زیادہ غصہ نہ کرو ورنہ گر پڑوگی بڑھیا نے کہا
بھلا وے میرے بچے کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرا مال وہ چار روپے سے زیادہ
نہین ہے اُسپر یہ دھت تکرار ہے نگوڑا ایسا باؤلا ہی پھر رہو ہے ارے بڑے انگریزونکا
مال ہے اتنا ہیرا اسکا منہ اٹھاتا ہے بڑھیا دور کر قریب غار کے آئی جھک کر دیکھا
کہا لو میان جادوگر صاحب یہین کئی پاندان اور کٹورے اور لوٹے ہین سب
موجود ہین جو مال آپ کا ہو وہ لے لیجیے باقی رہنے دیجیے اول اپنے مال کی پہچ
نشانی بیان کیجیے میرا بچہ بڑی مشقت سے لاتا ہے سیندلگاتا ہے بھینکتا دیوار پھاندتا
اس نگوڑے کا کام ہے ساحر قریب غار کے آیا بڑھیا نے کہا دیکھو وہ گوشے مین
مال و اسباب رکھا ہے خبردار بڑا پاندان نہ لینا وہ پاندان میرا ہے یہ موذی رات
کو چھپا کر لے آیا تھا مین نے رات سے پان نہین کھایا ہے وہ مجھے اٹھا دے
تو مین پان لگاؤن دیکھ تو کیسا چونا لگاتی ہون ساحر نے جھک کر دیکھا کہا بڑی بی
بڑا چھوٹا پاندان کہان ہے بڑھیا نے کہا موے اندھے آنکھون کے آگے ناک
سوجھے کیا خاک لا تیری ناک کاٹ کر دکھا دون بہ نگاہ غور دیکھو ساحر جھکے ہوئے
دیکھنے لگا بڑھیا نے پیچھے آکر حلقۂ کمند و جاب مارا ساحر غار مین گرا شبرنگ بھی
ساتھ ہی پھاند پڑا کمر سے خنجر نکالکر مارا کہ ساحر کا شکم چاک قصہ پاک شاپور چھوٹا
شاپور نے شبرنگ کو گلے سے لگایا کہا بھائی آج تو بڑی تیزی سے عیاری
کی شبرنگ نے کہا والد نامدار ہمکو تعلیم کر گئے تھے اتنا فرمایا تھا کہ بڑھیا بنکر
جانا مین سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی یہ مراد ہے تب مین پہونچا تمکو رہا کر لیا اب جادو جو سرِراہ
کر قید ہوئے ہین انکی فکر واجب و لازم ہے شاپور نے کہا مین اسی فکر مین پھرتا
تھا کہ اس ساحر نے گرفتار کر لیا مال مانگتا تھا مین دم دیتا پھرتا تھا مگر شکر ہے کہ

تم بہوش نجگئے ورنہ کچھ دم دیکر چھوڑتا دونون آپس مین صلاح کر کے ایک جانب چلے
تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے باغ دکھائی دیا قریب اُس باغ کے پہونچے دیکھا
چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین مگر کسیکا انتظار کر رہی ہین شاپور وشبرنگ نے
دو کنیزون کو علحدہ بلایا ایک گوشے مین پشت باغ پر جا کر دونون کو بیہوش کیا
آپ اُنکی صورتین بنکر کنیزون مین آکر سب سے پوچھا کسکا انتظار ہو سب نے
کہا ملکہ ہمارے غنچہ دہن آیا چاہتی ہین اُنھین کے انتظار مین ہین کہ آسمان پر ستارے
چمکے ماہ تابان زیادہ روشن ہوا چاند سے ایک ستارہ گرا شاپور وشبرنگ نے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین ایرج کو بغل مین دابے ہوئے آئی آکر
مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہا اِسکو بیٹھالو کہ دوسرا ستارہ گرا ایک اور نازنین قاسم
کو لیے ہوئے آئی تیسرا ستارہ گرا ایک نازنین جہانگیر کو لیکر آئی آخر مین چاند
تڑپ کر گرا دیکھا ایک جادوگرنی مہیب صورت کالی کی مورت مین قفس ہاتھ
مین لیے زمین پر آئی ہما نے کہا کیون بوا شیرین ادا تینون پر کیا گذری کہا
بوا رات بھر بیچین رہتی ہون یہ تینون رات بھر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی
دعائین مانگتی ہین نیند حرام ہو گئی ہے جب آنکھ کھلی اِنکو تڑپتے ہی دیکھا آخر ناچار
ہو کر خفا ہوتی ہون اور ڈانٹتی ہون تب یہ خاموش ہو جاتی ہین تھوڑی دیر
کو آنکھ لگجاتی ہے شیدا نے کہا کیون بوا اشعار سے معشوق کا کیا حال ہے ابھی تک
انکو قبول نہین کیا شیدا نے جواب دیا کہ اِس جوان کا قاسم نام ہے معشوق
شہباز کا باپ ہے جسکا ایرج نوجوان لقب ہے اِسقدر آتش خو شعلہ مزاج ہے کہ وہ
باتون مین لڑتا ہے دونون باپ بیٹے اِنکار کرتے ہین شاپور نے بڑھکر کہا اے
شاہزادیو یہ شیر ساحر کش ہین اِنکو گمان یہ ہے کہ اِن جادوگرنیونکے سن زیادہ ہین
اکثر وہ جادوگرنیان زیادہ سن کی تھین جنکے لاشے اِن لوگون نے دیکھے ہین اب
اِنکو یقین ہے کہ اِن جادوگرنیون نے بھی سحر سے صورت بنائی ہے ہم اِنکو سمجھا دینگے
کہ اِن جادوگرنیون نے سحر سے صورت نہین بنائی ہے یقین ہے کہ جب اِنکو معلوم ہو

کہ یہ صورتین اصلی ہین یقین ہی کہ قبول کرین جادوگرنیون نے کہا ای نسیم و شمیم سمجھاؤ شبرنگ و شاپور کو تو جو انون کے پاس آئے ایرج سے شاپور نے کہا غلام کو حضور نے پہچانا مین ہون شاپور آپکا غلام مناسب یہ ہی کہ سرکشی موقوف کیجیے ہم ابھی انکو مارے لیتے ہین ایرج نے کہا ای شاپور ہماری زبان سے نہین نکلتا جو کہا وہ کہا شبرنگ نے قاسم کو سمجھایا قاسم نے بھی یہی جواب دیا جہانگیر کو بھی سمجھایا وہ سب سے زیادہ آتشخو شعلہ مزاج ہین یہی جواب دیا کہ جو کہا سو کہا ایسا عیارون نے باتون مین اپنا رنگ جمایا کہا ای ملکۂ عالم یہ لوگ خود آپ پر عاشق ہین لیکن شرم انکے مزاج مین بہت ہی جلسہ آراستہ کیجیے پھر گانا بجانا ہو یہ سنکے شاپور نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد — شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم — نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھ جائینگے — بیکسی کا نہین ملنے کا پتا میرے بعد
زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے جھگڑے — مجھکو کیا غم ہی اگر حشر ہوا میرے بعد
دوستداری کا گنہگار ہون وہ دشمن جان — مغفرت کی مری مانگے گا دعا میرے بعد
مین ہون نوشاہ وہ بنجائیگی آغوش عروس — گور سے آئیگی تمنا کی صدا میرے بعد
خون ناحق کا مرے کھینچیگا خمیازہ — ہاتھ ملیگا بہت ملکے حنا میرے بعد
قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر — بوے گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد
ہڈیان کھاکے جو مجھ کشتہ کی لذت پائے — صدمہ ہوگا مرے قاتل پہ ہما میرے بعد
مین نہ ہونگا تو نہ ہوگا یہ قرار الفت — کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد
گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز — قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد
آئینہ رکھیے بنانے کے نہین شانے سے — مختصر ہو نے لگی یہ زلف رسا میرے بعد
قبر پر فاتحہ کو آنے وہ شوخ ای آتش — نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

اِس رنگ سے یہ غزل گائی کہ سب شاہزادیان تعریفین کرنے لگین دوسری سنے

کہا حضور انکا تو کمال سُنا میرا تو کمال سماعت فرمائیے شاہزادیون نے کہا ان دونون
بہنون مین آپس مین کد رہتی ہے جو کمال ایک حاصل کریگی دوسری بھی ضرور حاصل کریگی
اچھا بی نسیم شمیم تو اپنا کمال ظاہر کر چکین تم بھی کچھ کماؤ شبرنگ نے کہا حضور مین نے
دوسرا کمال حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ساقی گری کرون اور مرے سے شراب پلاؤن مین
امیدوار ہون کہ کبھی بیجانے کی مجکو اجازت فرمائیے تو مین کمال اپنا ظاہر کرون کبھی
بیجانے کی جو سب سے پیشتر شاہزادی آئی تھی اُسکے پاس تھی اُسنے کبھی بی نسیم نے
کہا بوا شمیم تم بھی ستم یاب ہو دونون نے جاکر شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کے
آواز دی ارے صاحب آج ہم ساقی ہوے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑکر شراب
لیجانے لگین چند گلابیان آراستہ کرکے انیم وشمیم نقل محفل مین لائین قصد ہی کہ فیض
اپنا جاری کرین کہ آسمان سے برق چمکی ایک ابر پیدا ہوا شاہزادیون نے کہا ای
نسیم وشمیم ذرا ٹھہر جاؤ بوا بادہ کش آتی ہین کہ ابر آکر شق ہوا شبرنگ وشاپور
گھبرائے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک طرف تخت پر رستم بیلتن کچھ
بکھاتی ہوئی تھی اور رستم جھلا کر جواب دیتے ہین کہ او لکا تا کیا بیہودہ بکتی ہے لیکن
بادہ کش نے آتے ہی انیم وشمیم کو بہ نگاہ قہر دیکھا اہل صحبت سے کہا صاحبو یہ دونون
کون ہین کہا بی شمیم ابھی گانی سنتی ہین انیم نے اُسکا جواب یہ کیا کہ کہا مین ساقی گری
کرونگی دیکھو کس سلیقے سے شراب لائی ہین بادہ کش نے کہا ای نسیم وشمیم مجھے بھی
پہچانتی ہو نسیم وشمیم نے دست بستہ عرض کی حضور ہم خوب آپ کو پہچانتے ہین کہا
بس آگے نہ بڑھنا ای مکارو تمنے محفل مین خوب رنگ جمایا اگر مین نہ آتی تو تمنے تو
ساری محفل کو بیہوش کیا ہوتا یہ کہکے اشارہ کیا کہ دونون کے پانون زمین نے
تھام لیے رنگ دونون عیاری چہرے سے اُڑ گیا سارے اہل محفل حیران تھے
کہ یہ کیا معاملہ ہے بادہ کش نے حکم دیا کہ انکو لیجاکر قید کرو شبرنگ وشاپور کو
چند کنیزون نے گرفتار کیا مسلسل ومطوق کرکے لیچلین شاپور بلک بلک کے
روتا تھا کنیز گیسو کشا سب کی افسر ہو اُسنے پوچھا کہ کیون میان شاپور کیون

روتے ہو جو حرکت کی اُس کا یہ انجام ہی شاپور نے کہا ملکۂ عالم مین یہ عرض کرتا ہون
کہ کوئی صورت ہماری رہائی کی ہی گیسو کشا نے جواب دیا کہ ملکہ بادہ کش نے تمکو قید
کیا ہی کوئی صورت رہائی کی ممکن نہین شاپور نے کہا مین اسیواسطے پوچھتا تھا کہ ہم
لوگون مین رسم ہی بعد انتقال تیجہ چالیسوان ہوتا ہی اُسمین جو ٹرا دیا جاتا ہی اگر نہ پا گیا
تو روح بھٹکتی پھرتی ہی میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ آپ لے لیجیے میری نذر و نیاز آپ
دلوا دیجیے گا گیسو کشا نے پوچھا کتنا روپیہ ہی شاپور نے کہا کنارے چلیے تو مین روپیہ
حاضر کرون نصف روپیہ آپ لے لیجیے اور نصف نذر و نیاز مین لگا لیجے گا اور بیڑا
تیجہ کیجیے گا ورنہ آپ کا برا نتیجہ ہوگا گیسو کشا یہ سُنکر خوش ہوگئی جی مین کہا جی
جو روپیہ ہو سے وہ لو قیدی کی بات کی کون سماعت کرتا ہی کل یہ سب قتل ہو جائینگے
کون پوچھیگا شاپور کو گیسو کشا کنارے لائی شاپور نے کمر سے پوٹلی روپے کی نکال
دی اور پائجامہ اپنا کھولکر گرا دیا گیسو کشا نے منھ پھیر لیا کہا ارے یہ کیا کیا شاپور
نے کہا روپے بندھے ہین سب مال تمکو دونگا یہ کہکے دوسری پوٹلی نکالی کہا لو اسکو
کھولو گیسو کشا نے جیسے ہی گرہ اُسکی کھولی پوٹلی سے دھوان نکلا گیسو کشا کے
دماغ مین پہونچا بیہوش ہوکے گری شاپور نے اپنی صورت بنا کر گیسو کشا کو
اُسی قیدخانے مین ڈالدیا آپ بشکل گیسو کشا باہر نکلا ہانپتا ہوا ملکہ بادہ کش
عجب معاملہ گذرا ابھی خداوند لقا تعالی تشریف لائے تھے کئی لاتین عیار کو ماریں
کہ عیار بیہوش ہوگیا فرماتے تھے اِسے جہنم مین پھینکونگا آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے
بادہ کش اُٹھی شاپور نے راہ مین ہاتھ تھام لیا کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی
بادہ کش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے گیسو کشا محبت مین رستم کی بہت بیقرار
ہون اُنکو یہ کیفیت ہی

نظم

رخ و زلف پر جان کھویا کیا ۔۔۔ اندھیرے اُجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار ۔۔۔ قلم اپنا موتی پرو دیا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر ۔۔۔ مین جاگا کیا بخت سویا کیا

رہی سبز بے فکر کشت سخن
یہ ہمن کو باتون کی حسرت رہی
نہ غم کے کھانے کا جسکو پڑا
نہ بخد ان سے آتش محبت رہی

نہ جوتا کیا اور نہ بویا کبھی
خدا نے جتون کو نہ گویا کبھی
وہ اشکو نسے ہاتھ اپنے دھویا کیا
کوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

شاپور نے عرض کی ای ملکۂ عالم آپ رُستم کے پاس مجھکو بھیجے کہ مین اُسکو آپ کے واسطے راضی کرون بادہ کش نے شاپور کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین جاؤ وہین قفس رُستم کا رکھا ہی شاپور جھپٹ کر قریب رُستم کے آیا عرض کی ای شہریار غلام آپ کا شاپور ہون چاہتا ہون سب صاحبون کو رہا کرون مین نے اول اپنا رنگ جمایا تھا مگر بادہ کش نے آکر قید کر لیا مین گیسو کشا کو زندان مین بیہوش کرکے یہان آیا ہون آپ اتنا کہیے کہ مجھے خود تجھسے محبت ہی مگر تو نے جو ابتدا سے ظلم کیا اسوجہ سے مین نے انکار کیا پھر مین سمجھونگا جہانگیر و قاسم و ایرج سب نوجوان اسی مقام پر قید ہین اگر آپ اتنا زبان سے کہدین تو پھر میرا رنگ جمے ابھی ان سب کو مار لون شاپور نے بمنت رُستم کو راضی کیا دوڑا ہوا شاپور بشکل گیسو کشا پاس بادہ کش کے آیا کہا ای ملکۂ عالم وہ خود کہتا ہی کہ مین تو آپپر عاشق ہون مگر ابتدا سے ظلم کیا اس خیال سے انکار میرے منھ سے نکل گیا اب جو بادہ کش نے دریافت کیا تو مین نے حال مفصل کہا بادہ کش یہ سُنکر خوش ہوگئی کہا ای گیسو کشا تیرا بڑا احسان ہوا اگر رُستم سے وصل ہوا تو اولاد حسین و جمیل پیدا ہوگی گیسو کشا نقلی نے عرض کی واری سب صاحبون کو جمع کیجیے مین قفس رُستم بھی لاتی ہون بادہ کش آ کے محفل مین بیٹھی سب شہزادیونکو بلایا کہ اپنے اپنے معشوق کو لیکر آئین شاپور قفس رُستم لایا رُستم کو قفس سے نکالا بادہ کش نے پہلو مین جگہ دی بلائین رُستم کی لیتی ہو کہتی ہی ای فرزند صاحبقران مین جو کنیز و نہین ملکہ ہو نگی انکھون سے خدمتگذاری کرونگی وہ سحر تیار کرون کہ کوئی پہلوان تمپر غالب نہ آئے ایک ہیکل بناونگی واوزنکو پہناونگی اُس ہیکل کی یہ تاثیر ہوگی کہ جس سے مقابلہ

کرو اُسے زیر کرلو گیسو کشا نقلی نے کہا اے ملکۂ عالم معشوق کو وہ تحفہ دیجیے کہ جو نایاب
ہین نایاب ہو بادہ کش نے انگوٹھی انگلی سے اُتاری کہا لو رستم اسے پہن لو یہ انگشتر
سامری ہی کیسا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا بڑے بڑے ساحران زبردست اس انگشتر کے
خواہان رہے مگر کسیکو بھی نہ ملی اللہ مین تیر سامری سے جاکر لائی چالیس دن سحر
کیا جب کنیزون سے اتفاق ہوا تب اُنھون نے اس انگشتر کا پتہ دیا مین فورًا
اس انگشتر کو لیکر بھاگی اُسیوقت قدرت نے یاد کیا آکے تم دونون کو گرفتار
کرلیا رستم چلیق نے یہ سنکر اُس انگشتر کو پہن لیا بادہ کش نے کہا اے گیسو کشا کچھ
گانا آتا ہو تو گاؤ کچھ اشعار سناؤ گیسو کشا نقلی نے سامنے بادہ کش وغیرہ کے
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

پوشیدہ ہی چھالون سے ہر اک زخم تن اپنا — پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
معروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کی — رکھتے ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش پتہ کچھ نہین ملتا — مسکن ہی کسی جا نہ کہین ہو وطن اپنا
اللہ ری جیتابی دل بعد فنا بھی — سو جائے مشبک ہی مزار کفن اپنا
ہم گریہ کنان تک سے یاد گل تر مین — صیاد بنا لینگے قفس مین چمن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس ہمارے — پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
اے غم ہین اس درجہ گھلا دے تو تجھے — ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا
ساقی وہ پلا کر دو عالم ہون فراموش — ہو جائے خدائی سے نرالا چلن اپنا
وہ اشک تھے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہوے خشک — دم بھر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا
خاموش نسیم اب نہ کچھ بس رہو بس بس — بیہودہ سنا ؤ نہ کسی کو سخن اپنا

اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ سب شاہزادیان خوش ہوگئین ہر ایک یہی
تعریف کرتی ہی کہ گیسو کشا کیا خوش آواز ہی آواز مین تاثیر ہی صدا اسکی دل کو
بیچین کرتی ہی ڈرتے ڈرتے شاپور نے کہا اب شراب کا بھی دور چلے ملکہ
بادہ کش نے کہا اے گیسو کشا تمکو اختیار ہی صحبت کا رنگ ڈھنگ دیکھکر جو

مناسب وقت ہو وہ سامان کرو اتنے میں شاپور نے گلابیان کھینچین گمانی سے پڑیان بیہوشی کی ملائین جام لبریز کر کے پہلے بادہ کش کو دیا بادہ کش چاہتی ہی کہ پیالہ منہ کو لگائے ایک طائر نے آواز دی ای بادہ کش ہوشیار رہنا شراب مین بیہوشی ہی بادہ کش نے ہاتھ کھینچا اور شاپور کو دیکھکر کہا کہ کیون گیسو کشا یہ طائر کیون منع کرتا ہی میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ شاپور کے ہوش درست نہین رہے مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ چونکہ عیار اس محفل مین آچکے ہین سرکار کو دھوکہ ہوا طائر منع کرتے ہین انکو گمان ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آگیا ہو مین تو آپ کی کنیز ہون شراب مین بیہوشی کہان سے آئی بادہ کش طرف طائر کے متوجہ ہوئی کہا ای نگہبان باغ عجائب یہ تو میری کنیز ہی بیہوشی کیونکر ملائی طائر نے پھر منقار کھولی کہ دوسرا طائر اڑکر قریب آیا پہلے چہچہہ زن ہوکر یہ آواز دی نظم

ہر رفیق بیکسی منزل پہ منزل رہگیا
گر پڑا آنسو کسی کا اور کہین دل رہگیا

صید لاغر کردیا تاخیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لایق نہین مرنے کے قابل رہگیا

ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی
آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا

وائے قسمت بخل قاتل سے نہ برآئی مراد
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا

جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے
آئنہ میری طرح اُنکے مقابل رہگیا

سخت جانی نے مزے کیا کیا اٹھائے وقت ذبح
رگ گیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہگیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا

سایۂ انگن کا کل پہچان ہی روئے صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا

دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھکر
ای نسیم افسوس نو دیدار قاتل رہگیا

اتنے بادہ کش نے کہا کہ کیون گیسو کشا سنتی ہی کہ طائر کیا کہہ رہا ہی یہ طائر ہماری جان کے محافظ ہین گیسو کشا نے دست بستہ عرض کی اگر کنیز سے شبہہ ہی تو قتل کیجیے اگر مین گنہگار ہون تو مجھے کیا عذر ہی نگہبانان باغ کہتے ہین انکا کہنا فرو کیجیے

بادہ کش نے کہا ای گیسو کشا میرا دل تو تیری طرف سے صاف ہی لیکن طائر نے
پردہ بہ پردہ کہا اسوجہ سے مجھکو بھی شک ہوتا ہی کہ طائران باغ کسی وقت نگہبانی
سے باز نہین آتے اکثر ہماری کنیزین جو ہمارے ساتھ بغاوت کرتی ہین تو طائر آگاہ
کر دیتے ہین گیسو کشا و بادہ کش سے تکرار ہو رہی ہی شاپور شیر دل سینہ سپر کیے
ہوئے کلام کر رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ملکۂ عالم جام نوش کیجیے وقت وصل جاتا ہی بہ ہزار
بمشکل معشوق کو راضی کیا ہی ایسا نہ ہو معشوق کا مزاج بدل جائے تو پھر مشکل ہی
کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کلان آسمان پر پیدا ہوا اور شاپور کے سر پر آکر
پر ہلائے برق چمک کر گری رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے شاپور کے
اُڑ گیا نگاہ جو بادہ کش کی پڑی پکار کر آواز دی ای گیسو کشا اب صورت تو اپنی دیکھو
کیا صورت ہو گئی شاپور قدمون پہ گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہی مین نے کوئی
خداوند کی خطا کی کہ جو میری صورت تبدیل ہوئی عیار کی صورت مجکو مرحمت ہو گئی
بادہ کش نے حکم دیا اسکو گرفتار کرو ای افسر طائران حقیقت مین مفصل بتا دے کیا
سحر کہ ہوا طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے گیسو کشا کو نگہبان کیا
تھا اس ظالم نے اُسکو بیہوش کر کے قید خانے مین ڈالدیا اُسکی شکل بنکر آیا اب تو
کنیزون نے شاپور کی مشکین باندھین کشان کشان طرف قید خانے کے لیچلین
بادہ کش نے کہا ای رستم مین نے تمکو انگشتر سامری دی ابتو ساغر وصل سے سیراب
کرو رستم نے کہا مین موجود ہون جسطرح تیرے مزاج مین آئے بادہ کش نے بہت سی
شراب پیکر رستم کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلی آکر پلنگ پہ گر پڑی کہتی جاتی
ہی ای رستم مجھے ہاتھ نہ لگانا تمھارے تیور دیکھکر دل کانپتا ہی تو جلاد معلوم ہوتا ہی
رستم قاعدے سے جا بیٹھے بادہ کش نے منھ اپنا بند کر لیا اور خاموش ہو کر لیٹ
رہی مگر دل اندر سے شگفتہ ہو رہا ہی کہ ای بادہ کش فرزند صاحبقران سے وصل ہوتا
ہی اس معشوق کے ساتھ بڑے لطف سے عمر بسر کرو گی مگر رستم نے گردن پر
ہاتھ رکھے جو زور کیا مثل طائر بسمل پھڑکنے لگی اشارے کرتی ہی کہ او ظالم مجھے چھوڑ دے

مگر مجھ سے شیر کے کب بچ سکتی ہو رستم نے گردن دبا کے بادہ کش کو مارا بادہ کش کا
مرنا کہ باغ میں ہنگامہ پڑ گیا طائر پرون سے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ یارو دوڑو
تمام جادوگرنیاں یہ آوازیں سنکر دوڑیں آکر دیکھا کہ رستم دست بہ قبضہ کھڑے ہیں
بادہ کش پھڑک رہا ہے آواز دی کہ اس جوان کو مارو سب نے سحر کرنا شروع کیا مگر
جب رستم انگوٹھی چمکاتے ہیں سب کے سحر باطل ہو جاتے ہیں شاہباز جادو عاشق
جہانگیر تڑپ کے رستم پر گری کہ پنجہ کمر میں دیکر اٹھا لیجاؤں شاپور نے آواز دی
اے شہریار ہوشیار رہیے گا انگشتر کو چمکائیے رستم نے انگشتر کو چمکایا شاہباز جادو
کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا جو آثار سحر اپنے اوپر کیے تھے سب عکس انگشتر سے
رفع ہوئے ڈگمگا کر گری زمین پر تڑپنے لگی رستم نے اسکی بھی گردن کھینچ لی شاہباز
کے مرنے کی آواز آئی انجم روشن رای کہ جو ایرج پر عاشق ہے تڑپ کر سحر کرنے
لگی ہر مرتبہ چاہتی ہے کہ رستم کو جلا دوں جو شعلے آگ کے آتے ہیں اور رستم انگشتر کو
ہلا دیتے ہیں وہ شعلے پلٹ کر کنیزوں پر گرتے ہیں کنیزیں جل جاتی ہیں ایرج و قاسم
دیکھ رہے ہیں جب شاہباز ماری گئی تو جہانگیر نے قفس سے رہائی پائی لڑائی
میں مصروف ہو کر چاہتے ہیں کہ رستم کی مدد کروں مگر ساحرہ سحر کرتی ہے جہانگیر گر پڑتے
ہیں رستم دوڑ کر اٹھاتے ہیں جہانگیر پھر لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں انجم نے
رستم پر ستارے گرائے ان تاروں نے رستم پر تاثیر نہ کی انجم روشن رای نے
چاہا نکل جاؤں تڑپ کر بلند ہوئی شاپور نے آواز دی اے شہریار یہ انجم جاتی ہے اور
شاپور کو بھی یقین کامل ہوا کہ رستم کو عجب تحفہ حاصل ہوا رستم نے کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تین بھال کا تیر اسمیں پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ پر انجم کے پڑا توڑ کر
پشت سے پار گذرا انجم کا لاشہ بھی گرا شیرین ادا بھی ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئی
جتنوں جادوگرنیوں نے بھی رہائی پائی رستم نے اس لڑائی کو فتح کیا نقارے لشکر
یان سرداروں کا بہ افسری طہماس صحراؤں میں بار بار ابھرتا تھا اور اشعار عاشقانہ
سب پڑھتے پھرتے تھے

نظم

چھڑانے سے نہ چھوٹیگا ارے غافل نہیں پڑکا وفادارونکے خونکا داغ کیا دھبا ہی کپڑے کا
شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر شفق اپنی مجھے دکھلا رہی ہے نور کے تڑکے کا
زوال حسن ہی عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین بہار باغ ہوتی ہی خزان موسم ہی پتجھڑ کا
عجب محبوب باشوکت ہوای باد بہاری تو صدا ے خندۂ گل ہی سواری کا تری کڑکا
جو چاہے سینۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر شعاع مہر ہر اک تار ہی مشعل کے گودڑ کا
زلیخا کو دکھا ای آسمان تصویر یوسف کی یہ دل دیوانہ ہی جسکا پری پیکر ہی وہ لڑکا
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہی قلم ہی شاعرون کا یا کوئی رہبر ہی بیہڑ کا
روا رکھو کلفت ایام مین بھی قدر رنگینی کی بچھے کپڑون مین بھی اِنکو بھرے لعل گودڑ کا
خزان کے جور سے ایمن بہار حسن رنگین ہی چمن کا اپنے مرمر سے کبھی پتہ نہین کھڑکا
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم اِسے گلچین کا اندیشہ اُسے صیاد کا دھڑکا
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہی مزاج اپنا جوانو نہین جوان بڈھو نہین بڈھا لکو نہین لڑکا
دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو قفس کی تیلیان ٹوٹینگی یہ طائر اگر پھڑکا
ترے فیل فلک رفعت سے تھا وہ ابلک و اشتر کمیت خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا
لیے رہتا ہی زرشمسی مین میرے سوال لینے کو وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجبیر ہی دم پھڑکا
ہماری قبر سے شاید کہ بوے شیر آتی ہے وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا
سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع اثر رکھتی ہی آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

دیوانہ پن کی باتین کرتے تھے کہ ایک دھماکا ہوا زمین ہل گئی غل تھرانے لگے سب کے سب بیہوش ہوگئے بعد تھوڑے عرصے کے طہماس کی آنکھ کھلی آنکھ کھلتے ہی نور الدہر یاد آئے سب اُٹھتے ہی اپنے آقا کا نام لیکر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای افسوس ہمارے آقا ے نامدار کہان چھوٹے طہماس نے کہا یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہم تم سب مبتلا ے سحر تھے جسکے سحر مین تھے اُسکو کسی نے مارا ہم تم اب ہوش مین آئے جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے اسی مقام پر طہماس نے تجدید وضو کر کے دوگانہ پروردگار ادا کیا کہ ای معبود آقا ے نامدار سے

ملادے پاس آقا کے ہمکو پہونچا سب نے عرض کی اے طہماس جان و دل سے تمہارے
ساتھ ہین سب فوج کو جا کر طہماس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر
ابن بدیع الزمان مع سفاک مردم در و سعید نامور جو چلے گئے تھے سامنے سے نمایان
ہوئے طہماس نے جو نور الدہر کو دیکھا گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی اے آقائے نامدار خدا نے آپ سے ملایا زندگی مین جمال جہان آرا دکھایا
غلام آوارہ دشت ادبار رہے نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا اب نور الدہر
نے افسر لشکر طہماس کو کیا بہ شوکت تمام طرف قصر سکندری کے چلے یہان رستم
نے بعد فتح جنگ لشکر کا اپنے حال پوچھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا مہتر سمک
آکر ملا رستم نے سمک کو ساتھ لیا لشکر ایرج نوجوان جو سب غرق زمین ہو گئے
تھے جب اُن سب کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک قصر تاریک مین پایا زنجیرون مین
سلسل خانہ زنجیر مین غل ہے گل کی قید کا تسلسل ہے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے
کریم کارساز و اے بندہ نواز اس قید سے ہمکو نجات دے ہمارے آقا کا جمال ہمکو
دکھادے اب وقت رحم ہے

نظم

چشم ما روشن اگر چہرہ نمائی بے حجاب — خاطر ما خوش گر از بہر دمے بر آئی بے حجاب
میرود از دل کدورت گر تو آئی بے حجاب — مثل آئینہ رخ روشن نمائی بے حجاب
گاہ از کثرت بخلوت خانۂ وحدت تو ای — گاہ از وحدت بہ بزم کثرت آئی بے حجاب
شایق دیدار تو از دوری میشد ترا — مثل ماہ نو بہ اوج کبریائی بے حجاب
در ظہور خلق نورت میکند ظاہر ظہور — مینمائی اے خدا اندر خدائی بے حجاب
سینہ ہی دیدار بے پردہ تو اہل دیدرا — چہرہ روشن بہر دم مینمائی بے حجاب
گاہ روپوشی تو اندر پردۂ شرم و حیا — گاہ آئی در مقام دلربائی بے حجاب
بے نقاب آید بہ بازار محبت دلربا — باز میگردد بکوے آشنائی بے حجاب
پردہ وگلشن ہندی از روی سخن رفت چون — گل کلام اندر مقام بیریائی بے حجاب

سب بلک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ایک دھماکا ہوا زمین کانپ گئی

سب کے سب گر کر بیہوش ہوے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو سب نے ایک صحراے ویران مین پایا مگر صحرا ویران کف دست میدان درخت بے برگ و بار زاغ و زغن کی ہر سمت پکار رہو نڈنے گرد کے اُڑ رہے ہین چشمے خشک پڑے ہین سب حیران ہو کر ایک جانب چلے اُس صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایرج و جہانگیر و قاسم سامنے سے آتے ہین اہل فوج نے بڑھکر سب سے ملاقات کی ایرج نے سردارون کو گلے سے لگایا حال پوچھا سب نے ذکر مصیبت قید خانہ بیان کیا ایرج نے اپنی کیفیت کہی فوج کو اپنے ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے رستم ان سب کے آگے آگے ہین جس مقام پر اُترتے ہین وہ مقام آباد ہو جاتا ہی مگر حال بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ اب وہ آٹھ پہر قصر عشرت مین داخل رہتا ہی بارہ سو شاہزادیان حسین و جمیل کسن سامنے بیٹھی گا رہی ہین سب کا ملکر گانا بجانا دکھاتا ناز و غمزے دکھاتی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و نیاز گا رہی ہین

نظم

اُسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا	بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوسے جاناں مین ہی اب اُسکا پتا ملتا نہین	دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین لو کوہکن	بار اپنا پہر سے سر سے مار کر جاتا رہا
بکشش معشوق مین پاتا ہون نہ عاشق مین جذب	کیا بلا آئی محبت کا اثر جب تا رہا
دو دوسے اندھیر پہر روشنی شمع مہر	دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشے مین لو یا آتی میکشون کو موت دے	کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا
اک نہ اک ہوش کی فرقت کا فلک نے غم دیا	درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حُسن کھو کر آشنا سب سے ہوا وہ نونہال	پہونچے تب نیم جہم جب ثمر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا وہند ونکو نہین	کب تپ شیر آتی کسیدن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آیا قبر آتش پر نہ یار	وہ ہی جان مین پاس اُلفت اسقدر جاتا رہا

بقراط ثانی نظارۂ جمال نازنینان مہ جبین سے مست ہو رہا ہی کبھی کسیکو گلے سے لگاتا ہی کبھی کسی کے منھ پر منھ رکھدیتا ہی اُن مہ جبینون کے ناز و کرشمے دیکھکر خوش

ہو رہا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر سامنے آ کے پھٹا
ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بھاری لنگی پہنے ہوئے سیاہ چادر سر پر بال اپنے نوچتی ہوئی
خراش ناخن غم جا بجا جبین مارتی روتی ہی ہی کہتی ہی ہائے یہ جلسہ یون برباد ہوا
خداوند کو تقدیر کرتے ہوئے افسوس نہ آیا باغ بحران کو مٹا دیا ایسی شاہزادیان
حسین و جمیل مدت سے خداوند کی کفیل عیارون کے ہاتھو سے انکو قتل کرایا کبھی
کہتی ہی ہائے بادہ کش نے بڑا دھوکہ کھایا کہ انگشتر سامری رستم کو دیدی اول تو وہ
تیمور بیشہ صاحبقران اُسکو انگشتر سامری کا دستیاب ہونا ان تقدیر اتّے سے قدرت
کو کچھ خیال نہ ہوا ایسی شاہزادیون کے مٹنے کا کچھ ملال نہ ہوا لقراط نے اول ہاتھ
اٹھا کر شاہزادیون کو گانے سے روکا پوچھا کیون ای خطور جادو خیر تو ہی خطورہ
نے سامنے سر دے مارا کہا یا خداوند کیا عرض کرون کہ کیا سانحہ گذرا چار بہنین کنیز
کی ایک ایک اُنمین آفتاب جہانتاب بلکہ شاید قدرت کو یاد ہو کہ شاہباز پر خود
قدرت کی نگاہ پڑتی تھی کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ اسکو قصر عشرت مین داخل کر دنگا مگر قسمت
اُسکی دامنگیر تھی اُسکے قتل کی یہی تدبیر تھی کہ اُسنے انکار کیا کہ مین قصر عشرت مین نہ ہونگی
چارون بہنین باغ بحران مین قتل ہو گئین یہ مین جانتی ہون کہ باغ بہشت مین
آپ نے انکو بھیجا ہوگا مگر لونڈی تباہ ہو گئی آج تیسرا دن ہی کہ باغ مذکور مین جو گئی
ان مہ جبینون کے لاشے دیکھے کاش کہ مجھکو نابینا پیدا کیا ہوتا کہ مین ان ستارون کو
خاک و خون مین غلطان نہ دیکھتی یہ قدرت فرمائین کہ مریخ حصار مین جو آپ تشریف
لے گئے اور لوح طلسمی وہان سے لائے تو اُس لوح کو کیا کیا کہان رکھا لقراط نے
کہا ای خطورہ یہ معاملہ طول و طویل ہی مگر ملکہ شعلہ جوالہ جو آب کل کی افسر ہو اس راز سے
بخوبی آگاہ ہی اُسکے ہاتھون لوح طلسمی مین نے بھجوا دی ایسے مقام پر ہی کہ جہان کا
بھی گذر نہین ہو سکتا ایک طلسم کشا تو کیا ہی اگر ہزار ایسے ہون تو بھی وہان
نہین جا سکتے کیا مجال ہی کہ کوئی ارادہ کرے اور تا بہ لوح پہونچے ای خطورہ جادو
جبسدن سے لوح لیکر آیا اس تردد مین رہا کہ ادھر کا بالکل خیال ہی نہین کیا اس تقدیر

بے بالکل بے خبر ہون اکثر مسلمان خود تقدیر کر لیتے ہین اکثر ایسا بھی ہوا کہ تقدیر
یا بدولت کو تدبیر سے بدل دیتے ہین ورنہ ان چار دون کو کون قتل کر سکتا تھا یہ کہکے
خطور کو ہنسایا یا تو مقدمہ حملہ آیا شعلۂ جوالہ کو اشارہ کیا کہ او شعلۂ جوالہ خطور ٹیا
تم اُٹھا کے آئی ہو اسکو رضامند کرو کہ غم و الم اسکے دل سے مٹے شعلۂ جوالہ نے
عرض کی یا خداوند اب تو سب سردار طرف قصر سکندری کے آتے ہین اگر مناسب
ہو تو میرے نام حکم ہو کہ مین جا کر طلسم کشا کو روکون آگے نہ بڑھنے دون مجھے
قدرت میرے بخوبی آگاہ ہین وہ سحر کرون کہ زمین متزلزل و متحرک ہو طلسم کشا دیوانہ
ہو جائے پہاڑون سے سر ٹکرائے بقراط نے کہا او شعلۂ جوالہ ہین تمہارے
بھیجنے پر آمادہ ہون مگر خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا پر مائل ہو جاؤ جو جاتا ہے
وہین رہجاتا ہے جمال فرزندان حمزہ عابد کش زاہد فریب ہے شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ
قدرت مطلق رہین مین ایسے طور سے جاؤن کہ ہوا کو بھی خبر نہ ہو وہ سحر کرون
کہ تمام لشکر طلسم کشا کا دشمن ہو جائے کس کس کو سنبھالین گے سنتی ہون کہ کئی لاکھ
کا لشکر ہمراہ ہوا کبھون آدمی جو ارادہ کرینگے کہ ایک شخص کو قتل کرین کیا جرأت
ہو کہا جیگا کیونکر اپنی جان بچائیگا ایک مرد دار اعلیٰ اُسکا ساٹھ آر بچ کا قد و قامت
جوان پر ہیبت ہے ستر و س کا ساطو باندھے ہوئے اگر بہ قوت وار کرے تو
کوہ کے دو ٹکڑے ہون دو بیٹے اُسکے حمزہ کے مارے جس وقت وہ جا پڑیگا
طلسم کشا کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا یا خداوند آپ سے کیا عرض کرون کنیز اب
جاتی ہے بعد طلسم کشا سب کو فرداً فرداً دوکون گی مگر او خطور کدھر سے طلسم کشا
آتے ہین کہا کوہ ہفت در کر آئی طرف سے راستہ معقول ہے تشریف لاتے ہین
یا اور طرف سے ارادہ ہو مگر یہ تو بخوبی معلوم ہے کہ کوہ ہفت در پر انتظام کرنا
واجب و لازم ہے اسوجہ سے کہ ادھر کا راستہ آسان ہے یقین ہے کہ اُسی طرف
سے آوین ملکہ شعلۂ جوالہ نے کہا مین اُسی راہ کو جا کر روکتی ہون اُس پہاڑ
کے مسافت دور سے ہین ہر دو مسافت ملا سے ناگہانی پیدا ہو یہ کہکے پچھلیون سے

کہا تو ہوا جاتے ہین بقراطا نے کہا جاتے وقت ایک غزل تو سُنا دو شعلۂ جوالہ بیٹھ گئی اور رُوصوا اپنے ہاتھ سے بجانے لگی اور باتانہ و ادا یہ غزل گانے لگی نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا — بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حسن کیطرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق — زلفین وان سُنبلِ گلگین یان حال پریشان نہ گیا
پھر ہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی — ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے — رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اُڑ کے پہونچا مدد جوش جنون سے وانتک — پانوٗن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز و شب زلف و رُخ یار کا افسانہ رہا — ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کیطرح رقص کریگا طاؤس — چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجسا کیش — شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
خاک پا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی جو لگی — باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
مجسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین — کون سی مجلس ماتم تھی مین جہان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین تر کین — تھے شرمندہ مین ای خار مغیلان نہ گیا
عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش — بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

بقراطا ثانی ان اشعار کو سُنکر قصد کرنے لگا کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگا لون کہ شعلۂ جوالہ نے کہا یا خداوندا اس خدمت سے لونڈی کو معاف کیجیے آپ نے ایک دن فرمایا تھا کہ شعلۂ جوالہ دختر قدرت ہی لہذا کنیز کو معاف فرمایئے مین حقیقت مین دختر قدرت ہون مین گلنوش کو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون اپنے مقدمات کا قدرت کو اختیار رہی بقراطا ثانی بہت شرمندہ ہوا کہا ای رونق قصر عشرت بہت جلد واپس آنا ہرچند کہ قدرت کو تیرا ہر وقت خیال ہی تیرے جانے کا بھی ملال ہی لیکن لشکر طلسم کشا پہ بہہ کے جانا الگ سے سحر کرنا ایسا نہ ہو طلسم کشا سے سامنا ہو جائے اُس ظالم کے پاس لوح محفوظ ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرا فقرہ یہ ہوا کہ رستم کو انگشتر سامری ملی اُن دونون جوانون پر سحر کرنا بالکل ہی بیکار ہی

حقیقت مین جب یہ دونون اُن تحفہ جات کو لیکر آوینگے تو ساحرون بکو جان بچانا دشوار ہوگی دیر تک بقراط باتین کرتا رہا چاہتا تھا کہ شعلۂ جوالہ کو جانے نہ دون شعلۂ جوالہ نے نہ مانا خطور جادو نے عرض کی کہ ای افسر قیصر عشرت اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ چلون مین مسلمانون سے جلی ہون تم لشکر نور الدہر پر جانا مین لشکر ایرج پر جاؤن اُسکو ستاؤن کیونکہ اُسی کے عشق مین کریل جوان ایک بہن میری قتل ہوئی آنکھون مین ان جوانون کے مٹی ہو مین نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ راتون کو تڑپتی تھی اور پھڑکتی تھی سر دیسے مارتی تھی راتون کو حال تباہ آسمان پر نگاہ صدا سے آہ آہ مین جو پوچھتی تھی کہ کیون بہن کیا حال ہو کیون اپنے کو اسقدر بیچین کرتی ہو تو ٹھنڈھی سانس کھینچکر جواب دیتی تھی کہ بوا آرام کہان جسدن سے عاشق ہوئی آرام و چین کو بالکل بھول گئی اُس بے رحم پر طبیعت آئی کہ اُسکو ترس نہین آتا مین لاکھ چاہتی ہون کہ کسی طرح سو رہون مگر نیند نہین آتی اسی رنج و غم مین آخر اپنی جان دی ہائے وہ بھولی بھولی صورت گہر ریزی زبان کی آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو غیرت ہلال کس قدر کی اُسکی تعریف کرون مگر اُس بے رحم نے کبھی اُسکو بہ نگاہ محبت نہ دیکھا جب اُسنے بلاکر سوال وصل کیا سخت لفظین کہین مگر اُسنے کبھی یہ نہ کہا کہ کیا بکتا ہو اُس عاشق صادق کو یہ الفاظ بھی پسند تھے چھیڑ چھیڑ کر باتین سنتی تھین اکثر راتون کو سر دھنتی تھین بقراط نے کہا ای خطور اسی وجہ سے میرا دل نہین چاہتا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ وہانتک جائین ایسا نہ ہو کہ کیسے دام مین پھنس جائین وہ شاہزادیان جاکر مسلمانون سے ملین سحر کرتی پھرتی ہین ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ طلسم کشا کو لوح دلائین قیصر سکندری تک آنے کی خواہش ہو یہی ہر ایک کو کاہش ہو خطور نے کئی مرتبہ شعلۂ جوالہ سے کہا کہ ملکۂ عالم مجکو ضرور ساتھ لیجیے شعلۂ جوالہ نے کہا مجھے احتیاج نہین مین اکیلی جاکر جو کچھ کرونگی وہ خبر مشہور ہو جائیگی بقراط ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ آجتک یہ میرے دام مکر سے بچی رہی ذرا آگے تو لگاؤن شعلۂ جوالہ جواب دیتی ہو کہ یا خداوند آپ دختر فرما چکے ہین دختر کی طرح گلے لگا لیجے زیادہ پاؤن نہ

بھیلا لیے اگر کچھ اور ارادہ ہو تو یہ بارہ سو شاہزادیاں موجود ہین جو رنگ چاہیے
اِنکے ساتھ کیجیے یہ خاص اِسی واسطے ہین کہ آپ کی خدمتگزاری کرین بقراط بہت
حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ ہاے کیا غضب ہو کہ میرے دام سے نکلی جاتی ہو اب مین
کیا تدبیر کرون یقین ہو کہ یہ جاتے ہی مائل ہو خیر اب اِسی کو اختیار ہو کدو کاوش
میری بیکار ہو ایسے کلام ہو کر شعلۂ جوالہ رخصت ہوئی مگر چلتے وقت گلنوش سے
کہہ شہزادی انتہا کی حسین ہو کما اِو گلنوش مین تمکو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون
شاہزادیون کا انتظام بخوبی رکھنا پیچھے ہٹ کر بقراط کو سلام کیا ایک طاؤس
زرین بال پر سوار ہو کے چلی طاؤس اُڑتا ہوا جاتا ہو جدھر چاہا اُدھر چل گئی مگر
ہفت درہ کوہ پر آکر ہرائی پہاڑ پر اُتری ایک نخل کے نیچے بیٹھی نگاہ اُٹھا کر دیکھنے
لگی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے
نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آکر پہونچے لشکر اُترنے لگا
طہماس اٹالہ بارگاہ کا لیکر پہونچا ایک جانب ایک ابر گلبار ہو وہ بھی آکر بیٹھا دو افیون
بارہ ہزار کنیزین اُنکی بارگاہ ایک طرف استادہ ہوئی جادوگرنیان اُس بارگاہ مین
داخل ہوئین چہل پہل ہونے لگی لیکن شعلۂ جوالہ نے بہ نگاہ غور شاہزادہ نور الدہر
کو دیکھا کہ یوسف بازار مصر محبت قیصر اقلیم جرأت مین صف شکن و صفدر ہتھیار
جسم پر آراستہ کمان کیانی دوش پر دوسرے شانے پہ سپر مدور جس پر جال دیو کا
پڑا ہوا تیغہ ہلالی کمر مین لگا ہوا بڑی بڑی انگڑیان خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا
نہال قامت نے عجب رنگ دکھایا ہو کچھ بن نہین پڑتا ہو ہر چند چاہتی ہو کہ اِس جوان
کو بہ نگاہ محبت نہ دیکھون مگر آنکھ نہین پھرتی پسینے پسینے ہو کر اُسی پہاڑ پر گری گر کر
ایڑیان رگڑنے لگی جب آنکھ کھلی تو پکارنے لگی کہ او گل گلزار خوبی واو سرو باغ
محبوبی یہ کنیز بہت بیقرار ہو **قطعہ**

کوثری کا ہو گیا ہو کٹورا گلاب کا		ہو جیسے دست یار مین ساغر شراب کا
حاصل ہوا ہو رتبہ سرون کو حباب کا		دریاے خون کیا ہو تری تیغ نے رواں

صیاد نے قتل بلبل کے واسطے　　کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہی　　خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
ای موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو　　دریا بھی ہی اسیر طلسم حباب کا
بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ　　منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا
اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہی　　زنجیر مین ہماری ہو لوہا رکاب کا
حسن و جمال سے ہی زمانے مین روشنی　　شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال　　روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا　　موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا
انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے　　دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا
الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو　　طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا
معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ دہن　　مضمون ملگیا مجھے چاہ گلاب کا
پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام　　چشمہ مگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا
آتش شب فراق مین پوچھونگا ماہ سے　　یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

ہر مرتبہ سر اٹھاتی ہی اور پھر سر ڈالدیتی ہی عرصے تک یہی حال رہا آخر بہ مشکل اٹھی ارادہ ہوا کہ قصر عشرت مین چلون پھر خیال مین آیا کہ قصر عشرت میرے واسطے قصر مصیبت ہی آرام نہ آئیگا اور زیادہ دل گھبرائیگا یہ سوچکر پھر خیال کرتی ہی کہ اب کیا کرون ای شعلہ جوالہ قریب اس ظالم کے جاکر قدمون پر گرپڑون شاید میرے حال پر کچھ رحم آجائے اسی نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس شخص سے ملون کہ بڑی زبان کی کیا لطف دیگی یقین ہی کلام مین نرمی باتون مین گرمی ہو لیکن او شعلہ جوالہ جو کچھ ہو اس شخص سے ضرور ملو یہ سوچ کے انتظار مین ہی کہ اب گھوڑے سے اترین بارگاہ مین جاکر بیٹھین تو صورت بات چیت کی ہو قضائے کار جب لشکر اتر چکا جادوگرنیان بارگاہ مین گئین ملکہ ہماے مع سپہ بارگاہ مین جاکر نکل آئین نورالدہر سے عرض کی اگر حکم ہو تو سارے صحرا کو چھانون

شاید کوئی دشمن آیا ہو نور الدہر نے کہا ای ہمارے مرصع پوش اب سامنا جنگ کا ہی جا بجا جنگ پڑیگی یقین ہی بقر اطاثانی ساحروں کو بھیجے کہ جاکر ۔۔ دو روکو کوئی اس خیال سے آئے تو عجب نہین ملکہ ہمارے مرصع پوش بلند ہوئین آسمان پر آکے دیکھا کہ ایک نازنین سمن عذار کبک رفتار شیرین گفتار باغ حسن پر عجب طرح کی بہار بیٹھی ہوئی دیکھ رہی ہی جمال نور الدہر پر نگاہ کبھی اُٹھتی ہی کبھی پھر بیٹھ جاتی ہی ہما کو یقین ہوا کہ یہ ساحرہ برائے بربادی لشکر آئی ہی سوچ رہی ہی کہ مین قبل سے اسپہ سحر کرون لیکن مزاج سے نور الدہر کے ڈرتی ہی کہ ایسا نہ ہو اُنکے خلاف گذرے کہ تمنے بے پوچھکر سحر کیا ہوتا ہمارے مرصع پوش آسمان سے اُتری قریب نور الدہر کے آئی دست بستہ عرض کی ای شہریار جو کنیز کو گمان ہوا تھا اُسی کا سامنا ہی ایک نہایت حسین وجمیل پہاڑ پر بیٹھی ہی سحر کیا چاہتی ہی اگر حکم ہو تو اُسکو مارون ہرگز سحر نہ کرنے دون نور الدہر نے کہا ای خیر خواہ دولت حقیقت مین تمنے تو خوب تجویز کیا لیکن تقدم اُسطرف سے ہوئے تب تم جواب دو ایسا نہ ہو اُسکا کچھ اور ارادہ ہو کہا ای شہریار یہ تو مین خوب سمجھ گئی کہ وہ سحر کیا چاہتی ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ساحرہ زبردست ہی اگر اُسکا سحر ہو گیا تو پھر سحر آثار نا دشوار ہوگا لشکر معرض زوال مین آجائیگا سو دو سو کی جان جائیگی اور ابھی خیر ہی مین فوراً گرفتار کرونگی نور الدہر نے کہا ای ہمارے مرصع پوش تم سامنے جاؤ مگر جب وہ سحر کرے تب تم سحر کرو تقدم تمھاری جانب سے نہ ہو ہما نے کہا کنیز جب زخم کھالیگی تب علاج کریگی بجے آپ کے قوانین کا بڑا خیال ہی مگر ای شہریار یہ جادوگرون سے مقابلہ ہی جو جسطرح لیجائے اُسکو قتل کیجیے اگر ساحر کہین آپ کو پا جائین تو کیا زندہ چھوڑ دین حضور ناحق ایسا فرماتے ہین لیکن مین پابندی حکم ضرور کرونگی مگر صاف یہ ہی کہ ایسی ساحرہ صاحب حسن وجمال نگاہ سے نہین گذری نور الدہر کو بھی اشتیاق ہوا کہ مین اُسکو کیونکر دیکھوں ہما نے عرض کی دوسرا پہاڑ سامنے ہی اُسپر چڑھکر آپ ملاحظ فرمائیے جمال دیکھ لیجیے گا دوسرے پہاڑ پر نور الدہر آئے وہان سے بخوبی

نگاہ اُٹھاکے دیکھا حقیقت مین حُسن اُس ساحرہ کا عابد کش و زاہد فریب ہو بحسرت
بیٹھی ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے دیکھ رہی ہو اور ارادہ کرتی ہو کہ سحر کرون مگر
دل منع کرتا ہو کہ اُس شہریار کو صدمہ پہونچیگا نور الدہر نے کہا ای ہماے مرصع پوش
حقیقت مین اسکے تیر مژگان سے دل کو مشبک کیا لیکن حسرت مین بیٹھی ہو اور کچھ
سوچ رہی ہو ہما نے کہا مین سامنے جاتی ہون ہماے مرصع پوش پہاڑ سے اُتری
جس کوہ پر شعلۂ جوالہ بیٹھی ہو سامنے جاکر سلام کیا کہا ای مہ جبین کس فکر مین بیٹھی ہو
شعلۂ جوالہ نے کہا ای ہماے مرصع پوش تجنے مجکو نہین پہچانا مین براے تباہی لشکر
آئی تھی یہان آکر دام عشق مین پھنسی اُسی حسرت مین بیٹھی ہون ہما نے کہا جمال
بہا کامل طلسم کشا جسنے دیکھا وہ فریفتہ ہوا میرے ساتھ چلو مین ملاقات کرا دون
دیکھو شاہزادہ کیسا خلیق ہو شعلۂ جوالہ نے کہا ای ہما مجھے خوف ہو کہ جان پہچان بھی
نہین ہو کیا کہینگے کس طور سے جاؤن کیونکہ ملاقات کرون بے غیرتی ہو کہ
بات کرون ہما نے بہ محبت کہا کہ بوا نہ گھبراؤ ہم سب تمھاری جلالت بیان کر دینگے
جامۂ خلق اُنکے زیب جسم ہو یقین ہو کہ خوش ہو جاؤگی یہ سُنکر شعلۂ جوالہ کا قصد
ہوا کہ ساتھ ہما کے جاؤن دل مین سوچ رہی ہو کہ شاہزادے سے جاکر ملاقات
کرون اور بخوشی ملون لیکن بقراط ثانی تخت عشرت مین بیٹھا ہوا ہو گلنوش گا رہی
ہو اور بصد ناز و انداز بتا رہی ہو بقراط ثانی کو لُبھا رہی ہو بقراط بھی بہت خوش
ہو رہا ہو کبھی گلنوش کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہو کبھی بوس و کنار کرتا ہو کہ ایک
نازنین نے کہا یا خداوند حال شعلۂ جوالہ پر تو نگاہ کیجیے وہ جاکر ہماے مرصع پوش
سے ملی اب ملاقات کو نور الدہر کی جایا چاہتی ہو گفتگو ہو رہی ہو یقین ہو کہ وہ حاضر
خدمت نہ ہو دوسری نے کہا ہان بوا مین نے بھی دیکھا پہاڑ پر حسرت مین کھڑی
ہوئین ہماے مرصع پوش بہکا رہی ہو اب ہما لے جائیگی کون اُنکے کلام کا جواب
دے بقراط نے کہا ای گلنوش شعلۂ جوالہ کو لینا جانے ہی تڑپ کر گرنا میرا نام
لے کے منھ پر ہاتھ پھیر دینا سحر فراموش ہوگا کمر مین بجز دیگر اُٹھا لانا اگر ہوشیار رہی

تو بڑے غضب کی ساحرہ ہو بے ماہ دولت کے جائے وہ گرفتار نہ ہوگی اور نکل جائیگی کیکے ہاتھ نہ آئیگی گلنوش نے کہا یا خداوند جو آپ نے کہا ہی مین وہی کرونگی اگر تیہ نہ پہونچی تو مجبور ہون آپ اپنے کو پہونچا لیجئے گا بقراط نے کہا ماہ دولت فرور آئینگے گلنوش چلی لیکن بقراط پرچہ کاغذ کا دیکھ رہا ہی یہان ہماد شعلۂ جوالہ باتین کرتی ہوئی جاتی ہین کہ آسمان پہ برق چمکی نعرہ ہوا اشم گلنوش او شعلۂ جوالہ کہان جاتی ہی قدرت سے برگشت ہوئی اب ارادہ ہی کہ پہاڑ سے اُتر جائے جاکر طلسم کشا ست ملے او شعلۂ جوالہ تونے اپنی خرابی کی شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلنوش آتی ہی ابھی یہی پیشتر سے کھڑی ہوئی جیسے ہی گلنوش زمین پہ آئی ہاتھ بڑھایا کہ منھ پہ ہاتھ پھیرون شعلۂ جوالہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر گلنوش کا گھومنے لگا لہرا کر گری بیہوش ہوگئی شعلۂ جوالہ نے ہماے کہا لو یہی حال کھلگیا بقراط ثانی کو معلوم ہوگیا وقت پر سمجھا جائیگا ہما شعلۂ جوالہ کو چھوڑ کر الگ ہوئی شعلۂ جوالہ کا ارادہ ہی کہ پہاڑ سے پھاند پڑون کہ پہاڑ تھر تھر کانپا زمین کوہ شق ہوئی بقراط نے سر نکالا پکارا کہ آواز دی ای شعلۂ جوالہ یہ تجھے کیا ہوا شعلۂ جوالہ نے ایک گولہ بقراط پہ مارا بقراط نے اُس گولے پہ ہاتھ مارا اگولہ پھٹ کر زمین پہ گرا اور آواز دی کہ کیون سودائی ہوئی ہی دیکھ تو سامنے کیا ہی اب جو شعلۂ جوالہ نے سر اُٹھایا دیکھا ایک دریا ہے تہہ دار سواج لطمہ زن آفت زا موج مار رہا ہی اور نہرار ہا پھلیان اُس دریا سے اُبھرتی ہین آواز دیتی ہین ای شعلۂ جوالہ کیون تونے خداوند سے بغاوت کی اب اِس دریا سے رہائی دشوار ہی نہنگان خون آشام بھی پکارتے ہین اور کہتے ہین لی شعلۂ جوالہ دریا مین پھاند پڑو اپنی آبرو بچاؤ ورنہ تمکو پناہ پانی مشکل ہوگی قتل ہیڑا ذبحے گا بڑی حیرانی و پریشانی ہوگی شعلۂ جوالہ نے جو یہ آوازین سنین کانپنے لگی پھلیون کو آواز دی ارے ساحرو تم سبب سے معاملے مین دخل نہ دو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

طرہ مشکبار ہی جلوۂ ابر در شب		نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

شفق سی خط اساف جھوٹ ہی آپ کا گذر — چشم غنودہ میں ہو عیاں حسرت انتظار شب

آنکھیں جلد بے وفا دل نہیں ماتمام — چہرہ کو وزیر جھکا گیسوئے تابدار شب

حال نہ پوچھ ہمنشیں ہو غم سے دلبر حسین — شعلۂ آہ آتشیں ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا دور سے بخت نارسا — اول شام سے ہوا پہلے ہی اختصار شب

ہی کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب — حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالۂ آتشیں سے ڈر جل کے نہ خاک ہو مگر — ہوتی ہی شام صبر کر اے دل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایک دم فرقت یار کے ستم — صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب

دیکھتے ہیں نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم — ہجر میں طول روز غم وصل میں اختصار شب

یہ اشعار سنکر شعلہ جوالہ گھبرائی چہار طرف دیکھکر دریا میں پھاند پڑی ایک نہنگ نے
شعلہ جوالہ کو نگل لیا بقراط ثانی بھی غرق زمین ہوا قصر عشرت میں ہانپتا ہوا آیا اور
گلنوش کو ایک کنیز جاکر اٹھا لائی بقراط نے آواز دی اے آبدار جادو شعلہ جوالہ
کو لاؤ ایک جادوگر آسمان سے اترتا ہوا آیا بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ناک سے بھی
قطرات آب ٹپک رہے ہیں شعلہ جوالہ کو بغل میں دبائے ہوئے سامنے بقراط
کے لایا بقراط نے کہا کیوں شعلہ جوالہ یہ کیا حرکت کی جو تجھے کہا تھا وہ نہ کیا تجھے
کہا تھا کہ جمال جہان آرا سے طلسم کشا سے بچنا تونے اسکے خلاف کیا برائے ملاقات
جاتی تھیں میں وقت پر پہونچا تمکو گرفتار کر لایا کیوں شعلہ جوالہ دیکھا تو نے
کہ دم بھر میں دریا تیار ہوگیا آبدار نے تمکو گرفتار کر لیا اب کیا ارادہ ہے شعلہ نے
جواب دیا یا خداوند آپ کو اختیار ہے لیکن دل دام زلف عنبرین میں گرفتار ہو
اب دشوار ہے کہ یہ کنیز اپنے ہوش میں آئے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بقراط نے
حکم دیا کہ اے گلنوش اسکو لیجاکر قید کرو گلنوش نے شعلہ جوالہ کو قفس آہنی میں بند
کیا ایک کمرے میں لیجاکر لٹکا دیا یہاں ہمارے مرصع پوش جو پہاڑ سے اترکر آئی
نور الدہر سے سب حال بیان کیا کہا کہ اے شہریار شعلہ جوالہ اسنے قصر عشرت
آپ کے لشکر کی تباہی کو آئی تھی مگر جمال حضور دیکھکر مائل ہوئی بقراط ثانی آکر اسکو

لگیا نہین معلوم کیا دیکھا کہ پہاڑ سے کود پڑی نور الدہر نے کہا اے شبرنگ قدر
رہائی شعلہ جوالہ ہین جاؤ شبرنگ اُسی وقت بنہانے عیاری نکاکر فکر شعلہ جوالہ
مین چلا قریب قصر سکندری پہونچا کنیز بنکر کنیزون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ گلنوش کی قید مین ہو اب شبرنگ حیران ہو کہ تا بہ گلنوش کیونکر پہونچون قصہ تا
کار دریافت ہوا کہ سامنے ایک باغ ہو اسمین گلنوش رہتی ہو شبرنگ پھرتا
پھرتا پشت پر باغ کی آیا سُنا کہ کوئی گاتا ہو دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ ایک کنیز
نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو نظم

بیچ چاہ اپنی رسوائی کا پھیلا ہو دیار وطن مین — کہ مرقوم نام لکھتے ہین سہرے پر اشتہار وطن مین
ہوا ہو لحظہ کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا — وہی پتھر نظر آتے ہین جتک کوہسار وطن مین
مین وہ غم دوست ہون جب کوئی مانہ غم چھپا — نہ نکلا ایک بھی بہرے سوا امید وار وطن مین
کہ شبیہ گلگون یہ غرور اتنا بھی اے خسرو — پیادے رو دیئے کل آج ہو تو شہسوار وطن مین
جو آنا ہو تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہو — نہ جب شد و کھائیگی رہی بگھلو نہ یار وطن مین
بہانہ در وسہ کا آپ کو کیا جسے کرنا تھا — تب غم نے ہماری جان کھو دی دو چار وطن مین
ہراسان ہوتے ہین کب رو کے تازگی تیرے — کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزار وطن مین
بدن مین جان تازہ آئی ہو سونگھے سے ہی آتش — عجب خوشبو ہو اُس گل پیرہن کے پاس یار وطن مین

شبرنگ نے جب یہ اشعار سنے تو دیوار سے اُتر کر زرد نخلستان مین چھپا گانا کاٹتے
گاتے بولا کے اُٹھی برائے رفع حاجت قریب اُس نخلستان کے آئی شبرنگ نے
اُسکو جاب مار کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر سامنے گلنوش
کے آیا گلنوش نے دیکھا جلترنگ بہت ہنستی ہو پوچھا کیون جلترنگ بے وجہ
ہنسنے کا کیا باعث ہو عرض کی واری عجب معرکہ گذرا کنیز برائے رفع حاجت گئی تھی
دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین میری جانب ہاتھ بڑھایا مین نے اپنے کو کھینچا قدرت نے
ہاتھ گلے پر رکھکر فرمایا کہ مجھکو علم موسیقی کا دیباچہ کمالات کی بھی عالم ہیگی گلنوش
مقبول بارگاہ دابدولت ہو کہ اُسنے اُس دشمن کو قید کیا جسنے محبت مین طلسم کشائی

قدرت کو فراموش کیا طلب وہ قید سے رہا نہ ہوگی ہر چند کہ عیار تجویز ہی لیکن تا بہ
گلنوش کو ولی نہ آسکیگا حضور میرا گانا تو سنیں امتحان تو کرون کہ یہ کمال حاصل بھی ہوا
پھر دوسرے کمال کا ذکر کرونگی گلنوش نے اشارہ کیا جلترنگ نقلی نے پایان کھینچا
گھنگرو باندھنے لگی گلنوش نے کہا اے جلترنگ یقین ہی کہ قدرت میرے پاس بھی
آتے مگر تمکو دیکھکر رک گئے اچھا جلترنگ نقلی نے سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ غزل
عاشقانہ بصد ناز و انداز گانا شروع کی نظم

جاتی ہی جیسے دلبر عیار کی طرح	بیہوش ہوں میں مردم بیمار کی طرح
کہتے ہیں مجھکو دیکھئے خاموش خیر ہی	کیوں چپ کھڑے ہو ساٹ دیوار کی طرح
اے روزن دریچۂ جانان قصور کیا	کیوں گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح
اللہ ری درازی گیسوے دلربا	گھٹتی نہیں کبھی شب بیمار کی طرح
کچھ اپنا حال کہ تو ہوا کیا تجھے نسیم	کرتا ہی آہیں کیسلے بیمار کی طرح

اس رنگ میں شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ گلنوش بیچین ہو گئی جھومنے لگی
کہا اے جلترنگ اس تھوڑے ہی عرصے میں تیرا رنگ بدل گیا آواز میں کیا سوز و
گداز ہی جلترنگ نے دست بستہ عرض کی قدرت کی تشریف آوری کرامت سے
ظاہر ہی اب میرا حوصلہ بڑھا کہ جو جو کچھ فرما گئے ہیں اُن سب چیزوں پر حاکم ہوئی
فرمایا تھا کہ تو ساقی گری خوب کریگی گلنوش نے کہا ساقی گری تو کوئی کمال نہیں ہی
جلترنگ نے عرض کی واری پاٹوں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منھ سے گاؤں
سر سے شراب پلاؤں تب حضور پہ میرا کمال ظاہر ہو مگر امیدوار ہوں کہ کلید
میخانہ مجھکو مرحمت ہو کنیز جو ساقی ہو تو کوئی باقی نہ رہے گلنوش نے ازاربند
سے کنجی کھولکر جلترنگ نقلی کو دی شبرنگ جھپٹ کر میخانے میں آیا شراب میں
بیہوشی ملائی چند گلابیاں آراستہ کرکے کشتی اپنے سر پہ رکھی باقی وہاں کی شراب
کنیزیں اٹھا کر لیگئیں آپس میں بیٹھکر پینے لگیں جلترنگ نقلی گلابیاں اٹھا کر
محفل میں لائی گلنوش نے خوش ہوکر کہا دیکھو صاحبو جلترنگ کس سلیقے سے

شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے جسکا دل چاہتا ہو وہ بھی پی لے
جلترنگ نقلی نے جام لبریز کر کے گلنوش کو دیا گلنوش نے جیسے ہی جام ہاتھ مین
لیا ہوا ے سرد چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹکے چند طائر آشیانون سے
نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلنوش اس سامان کو دیکھنے لگی اور ہنس ہنسکر
کہتی ہو کیون ای گلعذار کیون ای غنچہ دہن کیون ای طیران پرفن کیون ہوش
اُڑاتی ہو میرا دل گھبراتا ہو ای طیران صاف صاف کہو کہ ایک طائر تڑپ کر گرا اُسنے
جام پہ پر مارا کہ جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا شراب جو زمین پر گری
اتنا فرش جل گیا گلنوش حیران ہوئی کہا ای جلترنگ یہ شراب کیسی تھی اب مجھکو
تردد ہوتا ہو طیران نے تو خیرخواہی کی کہ جام کو توڑ ڈالا اب مین کیا کرون
ای جلترنگ قریب تو آ شبرنگ چاہتا ہو کہ نکل جاؤن اگر قریب جاؤنگا تو حال
کھلیگا وہان جلترنگ کو زیر نخل ہوش آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دیکھا بالکل
برہنہ پایا اسی حال سے چیختی ہوئی دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مجھے کسنے
برہنہ کر کے ڈالدیا گلنوش نے کہا صاحبو ان مین جلترنگ اصلی کون ہو لیکن
شبرنگ دلیرانہ کہے جاتا ہو کہ حضور مین جلترنگ اصلی ہون یہ کون ہو کہ جو
میری شکل بنکر آیا ہو گلنوش نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ یہ جو گا رہی تھی اِسکا
ہاتھ پکڑ کر کھینچ لا جیسے ہی کنیز نے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم
چاک قصہ پاک مرنے سے کنیز کے اندھیرا ہوا شبرنگ اُس اندھیرے مین
نکل بھاگا گلنوش نے سحر کر کے روشنی کی اب جلترنگ کو محفل مین نہ پایا اسنے
پکار کر آواز دی ای غنچہ دہن حال تو کہو کہ کیا رنگ تھا کہ ایک قہقہہ چلا آواز
آئی کہ او بے وقوف کھلی ہوئی عیاری تھی شبرنگ بن عمرو تھا جلترنگ کو بیہوش
کر کے محفل مین آیا رہائی شعلۂ جوالہ کی تدبیر مین ہو جا کر قید خانے مین خبر لے مگر
شبرنگ جو بھاگا باہر آ کر جلترنگ کی صورت تو بنا ہوا تھا ایک گلابی ہاتھ مین
لی پکارتا ہوا چلا کہ صاحبو شعلۂ جوالہ کا قید خانہ کہان ہو آج اُسکے حال پر مالک کو

رحم آیا خداوند نے ابھی حکم بھیجا تھا اُسکو شراب دینے کا حکم ہوا ہی شاید شراب
پی کر سر و زمین قدرت کو سجدہ کرے ہوش و حواس درست ہو جائین کنیزون
نے بتلایا کہ سامنے جو کمرہ ہی اُسمین قفس لٹک رہا ہی وہان جا کر ملاقات کر و شراب
بھی پلاؤ شبرنگ جھپٹ کر قریب آیا قفس اُتارتے اُتارتے کہا ای ملکۂ عالم
مین شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا تمھاری رہائی کو آیا ہون کیا تدبیر کرون کہ
تم رہا ہو شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ قفس اُتارو مجھے نکالکر جھولی مین ایک
پتلی سنہری ہی اُس سے کہو کہ میری زبان کی سوزن نکالے جب سوزن نکلیگی مین
تڑپ کر نکلجاؤنگی بلکہ کہو تو تمکو بھی نکال لیچلون شبرنگ نے قفس اُتارا جھولی
سے شعلۂ جوالہ کی پتلی نکالی ہی کہ آواز آئی او مکار خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا
کیا مجال کہ تو رہا کر سکے مین نے تیرا مکر دریافت کر لیا شبرنگ قفس کو چھوڑ کر
بھاگا مگر پتلی اسکے پاس رہی ہر چند کہ گلنوش دوڑی مگر شبرنگ کو کب پاتی ہی
شبرنگ بھاگ کر ایک صحرا مین آیا پتلی کو اپنے ہاتھ مین پایا جیسے ہی اُسکو ہاتھ
مین لیا پوچھا کہ ای کنیز سامری اب مین کیا کرون رہائی ملکہ کی موقوف ہوئی
اور آقاے نامدار سے معشوقۂ وفا شعار بہت بیقرار ہین اگر پلٹ کر خالی
جاؤنگا تو آقا نہایت پریشان ہونگے اب کیا کرنا چاہیے پتلی نے کہا کہ ای
شبرنگ ملکہ نے بہت آسان تدبیر بتلائی ہی اگر سوزن اُنکی زبان سے نکلجاتی
تو بیشک رہا ہوتین مجھکو رانون کے نیچے رکھ لو مین اُڑ کر اُس قصر پر پہونچا دون
اگر سوزن تمنے زبان سے ملکہ شعلۂ جوالہ کے نکالی تو رہائی ضرور ہو جائیگی مگر
شبرنگ بن عمرو یہ کلام پتلی کا سنکر گھبرایا حیران ہی کہ ای شبرنگ پتلی پر سوار
ہو کے چلون اگر ملکہ کو رہا کر لیا تو بڑی بات ہی اگر ابکی کوئی فتور پڑا تو پھر جانا
ناممکن ہوگا لیکن پتلی نے کہا ای عیار کیون خوف کرتا ہی مین تجھے پاس قفس کے
پہونچا دونگی اگر بن پڑا تو مین ہی سوزن نکالونگی ناچار ہو کر شبرنگ پشت پر
پتلی کی سوار ہوا اور پتلی اُڑ کر لے چلی قضاے کار ملکہ گلنوش کے سامنے سے

جب شبرنگ بھاگ گیا تو گلنوش گھبرائی کہ اس عیار نے تو میرا پیچھا لیا ہی ہر مقام پر حاضر ہوتا ہی اگر شعلہ جوال رہا ہو گئی تو بڑا غضب ہوگا خداوند کو ایسا میرا اعتبار تھا کہ میرے سپرد کیا اگر میری قید سے رہا ہو گئی تو باعث بدنامی ہوگا باغ میں آئی اور پکار کر آواز دی ای طیران اب عیار کہان گیا ایسا نہ ہو کہ شعلہ جوالہ کو رہا کرے شبرنگ بھاگ کر صحرا مین پہونچا تھا طیران نے صاف صاف بتا دیا کہ اسوقت عیار صحرا مین گیا ہی تصویر کنیز سامری نے اُسکو ہدایت کی ہی کہ میری پشت پر سوار ہو کر چلو وہ اُسکی پشت پر سوار ہو کے آتا ہی ای ملکہ جلد اپنے کو پہونچاؤ ورنہ وہ قریب قید خانہ پہونچ چکا ہی جاتے ہی رہا کریگا مگر آپ بھی اسوقت نہ جائیے گا کیونکہ ساعت خلاف ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر بھی کچھ زوال آجائے کنیز سامری بلا سے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر غالب آئے تو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سنکر گلنوش نے کہا مین کنیز سامری کو گرفتار کرونگی یہ کہکے چلی یہان شبرنگ قریب قید خانے کے چلا پتلی الگ ہوئی دروازہ کھولا پتلی نے آواز دی کہ ای عیار قفل اُتار لے شبرنگ نے بڑھکر قفل اُتارا پتلی دروازے پر بیٹھ گئی ان کے کھڑی ہی قفل اُتار کر شبرنگ نے رکھا پکار کر آواز دی ای تصویر سامری تو مین نے قفل اُتارا اب جو مناسب ہو وہ کرو تصویر نے جواب دیا ای شبرنگ سوزن نکال تو پتلی مثل بجلی کے ہی کہ آسمان پر برق چمکی گلپوش آپہونچی پتلی نے کہا ای شبرنگ اپنے کو مخفی کر وہ گلنوش آپہونچی شبرنگ تو کود کر الگ ہوا ایک غار مین جا کر چھپا مگر گلنوش نے للکارا کہ او کنیز سامری تو جسے برگشتہ ہوئی جلال خداوندی کو فراموش کیا دم بھر مین تجھکو جلا دیگی مین کیا تجھے پایہ کمی کا رکھتی ہون تصویر نے آواز دی اے گلنوش مجھ تک نہ آنا ملکہ شعلہ جوالہ نے میری ایسی خدمت کی ہی مین اُس سے بہت راضی ہون مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون میری خوراک پہونچاتی ہی پوجا پاٹ مین مصروف رہتی ہی ہرچند گلنوش نے سمجھایا مگر کنیز یہی کہے گئی کہ خبردار میرے پاس نہ آنا گلنوش نے نہ قبول کیا لپک کے گو رہا ...

کنیز نے گولے پر تھپکی ماری گولا پھٹ کر زمین پر گرا کنیز نے پھر آواز دی کہ اے گلنوش
مین ابتک تمھارا لحاظ کر رہی ہوں اگر مین سحر کرونگی تو گھبراؤگی پھر پناہ نہ پاؤگی یہ کلمہ
سنکر گلنوش نے جواب دیا کہ مین تیرا پیچھا نہ چھوڑونگی دروازے پر سے ہٹ جا کنیز نے
کہا اچھا تو سحر کر گلنوش نے پھر گولا مارا کنیز نے اُسی گولے کو تھام لیا یا سامری
کہکر پھینک مارا وہ گولا آسمان پر جا کر پھٹا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی نخل تھرانے لگے
نیچون سے وہین کھوے طائرون نے بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار شروع کیے نظم

قد صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا — نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا
ہوا ہو زلف سے گستاخ کسقدر شانہ — ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا
نہ کھینچا تھا زلیخا کو دامن یوسف — اُسی کا پردہ عصمت دریدہ ہوتا تھا
دیا نہ تھا یہ تو صبر و قرار سے نہ دیا — روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا
مثالے سے کہین ٹلتا ہو یا طلوع کے حق — تجھے اختیار سے کیا ہے گزیدہ ہوتا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہونگا کا تیرا یہ دل — تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
رُلاتا شام و سحر کسطرح سے طالع پست — بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو — غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا
نہ آئی دامن دریا مین نیند اے آتش — درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

اِسطرح یہ اشعار طائرون نے پڑھے کہ گلنوش کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل
آئین آندھی زور سے چل رہی ہے زمین سے دھوان نکل رہا ہے گلنوش زمین پر اُتی
گر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے کبھی اُف اُف کرتی ہے جس سے صاف
یہی ثابت ہوتا ہے کہ گرمی کی ترقی ہے زمین پہ آکر کنیز کو سلام کیا کہا اے کنیز ساحری
تیرے ہوش و حواس درست نہیں ہین میرے حال پر رحم کر ایسا نہ ہو کہ مین
اپنا گلا کاٹ لون کنیز نے کہا اے گلنوش تمکو یہ مناسب ہے کہ سامنے ایک پہاڑ
جسکا نام کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر جاکر بیٹھو کسی سقدے مین دخل نہ دو اور قدرت
کی ملاقات کو نہ جانا ورنہ قدرت اور کچھ بھی جانیگی تمکو دیوانہ بنائینگے گلنوش

یہ سنکر طرف پہاڑ کے چلی گھاٹیون کو طی کرکے پہاڑ پر چڑھ گئی یہ سب معاملہ شبرنگ
دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ گلنوش پہاڑ پر جا چکے تو مین جا کر شعلہ جوالہ کو رہا کر دون
جب گلنوش پہاڑ پر جا کر زیر نخل بیٹھکر جھومنے لگی یکایک ایک برق آسمان پر چکی
معرکہ یہ گذرا کہ بقراط ثانی قصر عشرت مین بیٹھا ہی گانا ہو رہا ہی کہ ایک کنیز نے کہا
یا خداوند غضب ہوا کنیز سامری کے سحر مین گلنوش گرفتار ہوئی یہ سختی اُٹھائی
کہ پہاڑ پر جا کر بیٹھی ہی جلد کوئی فکر کیجیے بقراط نے پکار کر آواز دی ای باغبان پنجے
کو جلد پہونچا ایسا نہ ہو کہ گلنوش اپنا گلا کاٹ ڈالے کنیز سامری اپنا مطلب نکالے
باغبان جہان نما ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُڑتا ہوا
چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ گلنوش پہاڑ پہ جھوم رہی ہی کنیز نے شبرنگ کو آواز
دی ہی کہ او شبرنگ آؤ ملکہ کو رہا کرو شبرنگ غار سے نکلا آسمان پر نعرہ ہوا کہ
او کنیز سامری کیون بدحواس ہوئی ہی تم باغبان جہان نما کنیز نے اشارہ کیا
شبرنگ پھر غار مین جا کر چھپ گیا باغبان جہان نما نے اول آتے ہی یہ فعل
کیا کہ ہاتھ مین گلدستہ تھا طرف گلنوش کے پھینک مارا ہوا سے سرو چلی ایک
نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن مین نہایت پرفن ہاتھ مین کچھ پھول
لیے ہوے سامنے گلنوش کے آئی آکر وہ پھول سنگھانے کہ گلنوش پھولون کو
سونگھکر پھول گئی اپنے مقام سے اُٹھی طرف قصر قید خانے کے چلی کنیز نے ہاتھ
ہلایا ایک برق چمکی اُس نازنین پر چمک کر گری کہ جتنے پھول سنگھائے تھے اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اُسکا مرنا گلنوش کا پلٹنا پھر اُسی پہاڑ پر جا کر بیٹھی جھومنے لگی
باغبان جہان نما نے جو یہ معرکہ دیکھا طرف کنیز کے چلا اور للکار کر آواز دی
اری بڑی مغرور ہو گئی ہی پشت پر تو دیکھ کنیز نے پلٹ کر دیکھا دروازہ ایک
باغ کا کھلا ہوا ہی ہوا سے سرو آزاد ہی پھول آنکھین کھولے ہوے غنچے چٹک
رہے ہین طائر چہک رہے ہین پھول گل باغ کے مہک رہے ہین طائران

زمزمہ سرا یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

سکتے ہین عطر جسکو یہ مردم گلاب کا
ای ترک درد ہی تری جھوٹی شراب کا

خط دیکھو پیچھے یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہو تو نے سامنے رکھکر جو اسّ مین شعر
آئینہ برج بن گیا ہی آفتاب کا

کیا کیا طرارے توسن جلاد نے کیے
بوسہ لیا جو مین نے تڑپکر رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہو رہے یاں
چہرہ کا دھو رہا ہی زمین پر گلاب کا

ساقی کے دور کھینچنے سے رکتا ہو دم مرا
انگور سے خوش آتا ہی کھنچنا شراب کا

حرص و ہوا کو جینے مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا بھلے لوگ
کعبہ ہی نام ایک کہنہ خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین
یوسف کے منہ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دھو تو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

مٹنے کا عقدہ اسکو بھیجو نہ ای بتو
ٹوٹا طلسم ہند جو ٹوٹا نقاب کا

آڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح یار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی ارزو ہی ای شمع وا رہے
اسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

طائر یہ اشعار گا رہے ہین پتی کے جو کان مین یہ آواز آئی کنیز کی آنکھین ابل آئین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ کنیز ساحری جوڑا گلنار پہنے ہوئے خرامان خرامان ادا سے سیر باغ چلی جیسے ہی دروازے پر پہونچی کہ اندر سے دیکھا چند خدمتگار باہر آئے کئی کرسیان بچھا دین اور گلنوش نے متوجہ ہو کر کہا ملکہ عالم تشریف رکھیے کنیز ساحری بیٹھ گئی کہ اندر سے معلوم ہوتا ہی نیر اعظم بصد شوکت و حشم کاشانہ مشرق سے برآمد ہو کر چرخ زبرجدی پہ آتا ہی گلنوش روشنی دیکھکر کھڑی ہوگئی دیکھا ایک جوان ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار پیرہن عمدہ پہنے ہوئے خرامان خرامان آتا ہی چند مصاحب گھیرے ہوئے عرض کر رہے ہین کہ ای خداوند

ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہیں وہ جوان بدمزاج ہوکر بولا کہ مشتاق ہی تو ہونے دو
ہمیں فرصت نہیں یہ کہکر خاموش ہو رہا کنیز سامری کھڑی ہوکر ٹہلنے لگی کہ اندر سے
وہ جوان آفتاب جمال نکلا کنیز کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی کہ اے جوان ذیشان
ماہ رخسار یک نظرے خوش گذرے ذرا مشتاقون کی جانب بھی دیکھ لو نگاہون کے
تیر چل رہے ہین اُس جوان نے مسکرا کر منھ پھیر لیا اسطرح ہنسا کہ برق دندان
چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جب وہ جوان آگے بڑھا اور چاہا کہ جمال
دکھا کر نکل جاؤن کنیز سامری نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا بہ محبت کہا اے جان جہان
دادار ام دل مشتاقان چند ساعت یہان بیٹھ جاؤ تھوڑی دیر باتین کر لو کچھ
حسن مین کمی نہ ہوگی مزاج مین بیہی نہ ہوگی وہ جوان ناچار ہوا آکے کرسی پر بیٹھا
کنیز سامری ہنس ہنسکے باتین کرنے لگی وہ جوان مغرور ہر مرتبہ منھ پھیر لیتا ہی بات کا
جواب نہین دیتا ہی آخر کنیز سامری ہاتھ جوڑنے لگی جوان نے پوچھا آخر کیا
خواہش ہی کیون کاہش ہی کنیز نے کہا دل چاہتا ہی کہ تیرے عارض انور کا
بوسہ لون گرد تیرے پھرون دل و جان تصدق ہون جوان ہنس دیتا ہی مگر
بہ محبت جواب نہین دیتا قضا بے کار قفس سے شعلۂ جوالہ نے یہ سب معرکہ
دیکھا بڑا ہی قلق ہوا جی مین کہتی ہی اے شعلۂ جوالہ ہمارے مصر کی یہ خرابی ہوئی
باغبان جہان نما ہوا پر تقرار رہا ہی جب نگاہ پتلی پر ڈالتا ہی تو جوش وخروش
اُسکا بڑھ جاتا ہی مگر شعلۂ جوالہ نے دوسری پتلی جھولی سے نکالی قفس سے نکالکر
پھینک دی ہرچند کہ زبان مین سوزن ہی آنکھون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تیری
بہن پر کیا گذر رہی ہی ایسا نہ ہو کہ وہ جلا کر خاک کرے خیال کرکے دیکھو باغ کی
رعنائی بڑھتی جاتی ہی یہ سنکر اور اشارہ سمجھکر یہ دوسری پتلی چلی سامنے آکے
للکارا کہ اے باغبان اب زیادہ گلچینی بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ عندلیبان خوشنوا
کو صدمہ پہونچے باعث خرابی ہو باغبان نے جو دوسری پتلی کو دیکھا پکار
آواز دی ذرا پہلو پر تو دیکھو پتلی جو لپٹی دیکھا ایک بوستان پرخزان ہی ہر ایک سمت

بہار کا سامان چمنستان پھولے پھلے نخل گلدار چنبر عدہ بہار طائرون کی پکار ہر ایک طائر زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہی انکی زمزمہ سرائی چہکنے پہ موقوف ہی منقارین کھولکر چہکار رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین بقول شاعر نظم ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہ لا شریک لہ گوید + برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتر معرفت کردگار + ایک طائر نے منقار کو اپنی کھولا طرف پتلی کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کہ او غافل چمن دنیا بے ثبات ہی آج آمد بہار کل آمد خزان بربادی گلستان کا سامان وہ بھی دیکھنا پڑیگا کہ نظرین توٹی ہوئی پڑی ہین آج تو یہ رنگ ہی نظم

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا — بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب آمین کیون — کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہی یار کا
بوسے فریب سے جو لب یار کے لیے — برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
دم آچکا تھا شرم نے بجھا دیا مجھے اور — بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جاتے جگانیگی پر جیب حشر کی — احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو — کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا
ای چرخ بس ستیزہ تکلیف اب نہ کر — احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
مہلت کی راحتون نے شب غم نہ بھولنا — ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر — میرا سا اسکا حال ہوا روزگار کا
جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین — بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا
وہ پھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین — شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر — بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہان تو اگر بلائے تو آؤن مین ہر طرح — ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا
آتے نہین وہ پاس یہان حال غیر ہی — اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوئے ہین — پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہوجائے جسے پرسش اعمال ابھی تو خوب	وعدہ بہت دراز ہے روز شمار کا
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم	شیدا آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

یہ اشعار سُنکر تیلی کا رنگ زرد متغیر ہونے لگا تھا کہ تیلی نے آواز دی المدد یا سامری
ابتک رنگ بہار رہیگا یہ جو تیلی نے پکار کر کہا ہوائے گرم چلی پھول درختون سے
گرے غنچون نے منھ کھولدیے شاخین شجر برہنہ بن گئین پتے زرد ہوکر گرنے لگے
ہر نخل کے پاس برگ ہاے زرد کا انبار ہے طائرون مین بھی پکار ہے کہ یارو آشیانے
بچاؤ صیاد دام لیکر آنے لگے جابجا ٹٹیان لگائین اکثر طائر پھنسے بعض چہکارے مارکر
اُڑ گئے بعض نے آواز دی کہ اے عروسان چمن تمکو باغبان حقیقی کے سپرد کیا بروقت
آمد بہار آوینگے اس فصل خزان مین سبز بختان چمن کو کیا منھ دکھاوینگے یہ جھونکے
ہوائے گرم سنکے ہمسے نہین سہے جاتے بال و پر جلے جاتے ہین کسیطرف سے آواز
آتی ہے عروسان چمن کا نکھار گیا آمد خزان نے عجب سامان دکھایا باغبان جہان تک
نے جو یہ معرکہ باغ کا دیکھا پھر دلسکین دینے لگا مگر ہواے خزان اس زور وشور
سے چلی تھی کہ گلنوش کے بھی ہوش وحواس درست ہوئے قصد ہوا کہ پہاڑ سے
اُتر جاؤن اپنی بے برگ وباری عروسان چمن کو دکھاؤن مگر باغبان دمبدم روکتا
ہے اور پکار کر آواز دیتا ہے کہ اے گلنوش خاص تمھارے واسطے یہ ہنگامے برپا ہوئے
اور تم ہوش مین نہین آتین عروسان چمن سے کیون شرماتی ہو وہ جوان جو پہلے
آیا تھا اور اُس تیلی کے پاس بیٹھا تھا اور تیلی ہر مرتبہ ہاتھ باندھتی تھی وہ جھونکا
ہوائے گرم کا چلا کہ وہ جوان اُف اُف کرکے اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے
دیکھا کہ دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھر آتا ہے یہ حالت جو باغبان نے دیکھی چاہا کہ گلنوش
کو اُٹھا لون اس ہواے گرم سے بچالون مگر اُس جوان نے جوش سے ہاتھ اُٹھایا
سب نے دیکھا ایک جوان سیاہ رو بدصورت کھڑا ہوا ہے کنیز سامری نے منھ پھیرا
آواز دی دور ہو سامنے سے او مکار جعلساز شعبدہ باز تو نے مجکو دام مکر مین لیا تھا
بہن کو سامری وجمشید سلامت رکھین کہ انھون نے آکر تیرا رنگ روشنا یا اس

حیثیت کو پہونچایا کہ جو دیکھے اُسے نفرت ہو یہ کیسے کہ یہ کایا کہان سے آیا کیا رنگ
دکھایا ثمر یا کر وہ جوان بھاگا چاہا کہ بھاگ کر باغ مین جاؤن تیلی نے آواز دی ارے
بھگوڑے کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ اُس
جوان کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُس جوان کا کہ دونون باغ جلنے لگے بیچ ہاے
نخل سے شعلے نکلنے لگے ایک نخل نے ایک کو جلایا تھوڑے عرصے مین دونون باغ
جلکر خاک ہوے یا تو وہ رعنائی وزیبائی تھی یا وہ سناٹا ہوا کہ بونڈے گرد کے اُڑنے
لگے زاغ و زغن کا جاؤ نہرین خشک پڑی ہین خیمہ ہاے حباب اُکھڑ کر گر گئے طائران
گلشن کے آشیانے بگڑ گئے دونون تیلیون نے آواز دی او باغبان جہان نما
اب کہو کیا ارادہ ہی گلنوش کو بچاؤ ورنہ اسکی قضا قریب ہی یہ کہکے ہاتھ ہلائے
برقون نے گلنوش کو گھیر لیا ہر طرف سے برقین گرنے لگین گلنوش ہاتھ ہلا ہلا کے
بچاتی ہی چاہتی ہی کہ نکل جاؤن مگر اُن برقون سے نکلنا ناممکن باغبان جہان نمانے
جو گلنوش کا یہ حال دیکھا آسمان سے اُترا چاہا کہ گلنوش کو اُٹھا لیجاؤن لیکن
برقون نے اُسکو بھی گھیر لیا باغبان چاہتا ہی کہ اپنے کو بچائے مگر اب بچنا ناممکن
معلوم ہوتا ہی کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی او باغبان جہان نما تم ایسا ساحر
کیسا ہوا خداوند کا سامنے کنیزان سامری کے ایسا بدحواس ہو رہا ہی ذرا تھم
ہوشیار رہو یہ جو مین لائی ہون اس سحر کو پورا کرو باغبان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا
ایک نازنین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے ایک کاغذ دوسرے ہاتھ مین سرنامے پر
مہر بقراط ثانی پکار کر آواز دیتی ہی اسے لے اول کاغذ کو پڑھ قدرت نے سب
حال تیرا دیکھا تھم حضرت نے مجھکو بھیجا ہی یہ کہکے جھپٹ کر قریب آئی اول کاغذ
ہاتھ مین دیا پھر بیٹھ گئی لیکن باغبان جمال بیمثال اُس نازنین کا دیکھکر مثل آئینہ
حیران و خجل زلف پریشان سراپا اُسکا بغور دیکھکر شگفتہ ہو رہا ہی کہ یہ نازنین بھی
حسین و جمیل ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ساحران عالم کی کفیل ہو خرامان آئی ہی
جمال سے دل پامال ہوا باغبان ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا بیقرار ہو کر پکارتا ہی

کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان **نظم**

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہی
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہی

بلبل روح دم قتل چہک کر نکلی
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہی

مر گئے ہم مگر اسکی نہ گئی خاموشی
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہی

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے
جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہی

بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا
قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہی

مضطرب کیون نہ رہے میرا لفتہ بدن
آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ بے گردن ہی

کیون جنازے پہ لپیٹ کر دو بت رو نسیم
کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہی

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا ای **باغبان** اپنے ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کاغذ پڑھو اسمین کیا لکھا ہی **باغبان** نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو تجھپر جان جاتی ہی چاہتا ہون کہ اپنی غلامی مین مجکو قبول کرو نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ پہلے اپنی زندگی کی تدبیر کرو بعد اسکے عشق عاشقی کا نام لو اِس گلدستے کو ذرا سونگھیے قدرت نے بھی فرمایا ہی اسکے سونگھنے کے بعد پردے تمھاری آنکھون سے اُٹھ جائینگے باغبان نے وہ گلدستہ سونگھا جون ہی بو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا کہتا تھا حقیقت مین کیا خوشبو ہی دل کو فرحت روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی تین مرتبہ جو ناک سے لگایا پیشانی پر پسینہ آیا تھر تھر کانپا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اُس نازنین نے کمر سے خنجر نکالا گلنوش نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون وہ جو بجلیان گر رہی تھین ایک برق کلان تڑپ کر گری کہ گلنوش کے دو ٹکڑے ہوے اُسی اندھیرے مین اُس نازنین نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اِن دونون کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین مکر کشتی مرا نام من گلنوش جادو بود باغبان جہان نما بود چیلیون نے پکار کر آواز دی ای شبرنگ کیا کیا اب چہکر ملکہ کو دعا کرو کوئی کا نشان باقی نہین رہا باغبان نے پھر پوچھا

سحر کیے مگر خدا نے ہمکو بچایا اُنھین دونون کو روز سیاہ دکھایا آخر مارے گئے
دونون تیلیان شبرنگ کو ساتھ لیکر قریب قفس آئین شبرنگ نے قفس اُتارا
تیلیون نے قفل توڑا چاہتی ہین کہ شعلۂ جوالہ کو نکالین کہ ایک صداے عیب آئی
او کنیزان سامری بے ادبی نکرنا یہ مقام خدائی خداوند بقراط ثانی کا ہی اگر اُنکو
خبر ہوگی تو تمکو نکالدینگے یا ایسے مقام پر قید کرینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پاؤ یہ سنکر
شبرنگ تو پہاڑ سے کود کر ایک طرف بھاگا تیلیون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ڈٹ کر
دروازے پر کھڑی ہوئین اور آواز دی کہ کون آتا ہی اپنے کو ظاہر کرے ہم ہر طور
آمادۂ حرب و پیکار ہین ہم بخوبی آگاہ ہو چکے کہ جو صاحب ہین وہ بقراط ثانی کے
مصاحب ہین ہم کسی سے جنگ مین باہر نہین ملکہ شعلۂ جوالہ نے بارہ برس سے ہمیں
پرورش کیا کہ جان دیتے ہین ہمکو کوئی عذر نہین شبرنگ جو بھاگ گیا تھا تیلیون نے
بلا لیا اور آپ دروازۂ قیدخانے پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا پہلوے کوہ سے ایک
زنگن سیاہ رو تیوری چڑھائے غل مچاتی ہوئی آتی ہی کنیزون نے للکارا کہ او وحشت زدہ
کیون اسقدر گھبرائی ہی جسے مقابلہ کرے شعلۂ جوالہ تک نہ جانے دینگے اپنی جان
اُسپر نثار کرینگے مگر زنگن نے سامنے آکر گولہ مارا تیلی نے گولہ تھام لیا وہی گولہ
ہاتھ مین لیکر کچھ اسماے سحر پڑھے طرف زنگن کے مارا اور آواز دی کہ ذرا پشت
پر تو دیکھ زنگن جو پلٹی دیکھا ایک جوان خوش رو خوشخو پسینے پسینے جنگل مین دوڑتا
پھرتا ہی اسقدر پسینہ آیا ہی کہ تمام لباس پسینے مین تر حال ابتر گرد چہرے پر پڑی
ہوئی مگر زنگن سے اشارے کرتا ہی او جان من ذرا ادھر تو آؤ اگرچہ یہ زنگن کسی پر
کبھی مائل نہ ہوئی تھی مگر بلانے پر اُس جوان کے بیقرار ہو گئی حاضر حاضر کہکر دوڑی
وہ جوان ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو گیا آواز دی کہ او جان جہان آغوش
مین آؤ ذرا گلے لگجاؤ ایک بوسۂ عارض انور دلواؤ کہ دل کو تسکین ہو روح کو
راحت قلب کو قوت حاصل ہو زنگن یہ باتین سنکر بہت ہنسی کہا لو صاحب کیا
ہین تمسے کسی امر مین باہر ہون تمھارے ارادے سے بخوبی ماہر ہون زنگن جو

قریب پہونچی اُس جوان نے ہاتھ زنگن کا تھام لیا طرف درہ کوہ کے لیچلا پتلیان ہنس
رہی ہین کہتی ہین او شبرنگ یہ معاملہ دیکھا یہ ایک ادنی شعبدہ تھا پھر پتلیون نے کہا ای
شبرنگ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ بقراط سب معاملے دیکھ رہا ہی جس بات کا
تم ارادہ کرتے ہو بقراط ثانی اُس بات سے آگاہ ہوجاتا ہی ساحرہ کو بھیجتا ہی یہ ساحرہ
بڑے زور سے آئی تھی مگر غارت ہوئی یہ ہمارے غرکا بیر تھا جو اُسکو لگاکر لے گیا
کسی نالے مین یا چاہ مین گرادیگا اور کیا تعجب ہی کہ دونون شیطان آپس مین ملکر
ایک ہوجائین لیکن ہمنے اُسکو دفع کردیا شبرنگ ہان ہان کہتا ہوا قریب قفس کے
پہونچا قفل توڑا شعلۂ جوالہ نے شعر پڑھا یا شبرنگ نے سوزن نکالی ملکہ نے دونون
ہاتھ ہلادیے قفس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ نے شبرنگ کو گلے سے لگالیا کہا او
شبرنگ کس زور و شور سے گلنوش و باغبان جہان نما کو مارا ہی مگر آج تو
بقراط کو ہمارے نکلجانے کا بڑا ملال ہوا ہوگا اور دونون پتلیان گردن پکڑ کے
جھولی مین ڈال لین کہا اب آرام سے بیٹھو آج تمکو بڑی مشقت پڑی شبرنگ کا
ہاتھ تھام کر کہا او شبرنگ تمکو بڑی تکلیف ہوئی اب ہم جاتے ہین شبرنگ نے
کہا ای ملکۂ عالم شاہزادہ آپ کا دل سے مشتاق ہی مین آپ کو جانے نہ دونگا سامنے
شاہزادے کے لیچلونگا شعلۂ جوالہ نے کہا او شبرنگ مین شب کو آؤنگی مجھے خود
ملاقات کا اشتیاق ہی مین تحفہ جات بھی اپنے لے آؤن تو حاضر خدمت ہون مگر
یقین ہی کہ ہمارے مرصع پوش کو بھے ملال ہو کہ وہ مدت سے عاشق جمال ہین اسپر
شبرنگ نے کہا اسکا خیال نہ فرمائیے کیا مجال ہی کہ کوئی رشک و حسد کا نام لے اپنے
اپنے عہدے پر سب قایم ہین شعلۂ جوالہ نے کہا او شبرنگ لوح کے مقام تک ہم ہی
شاہزادے کو لیجائینگے کیا مجال ہی کہ پی ہما وغیرہ دخل دے سکین وہ راستہ ایسا
سخت و صعب ہی کہ انسان کی تو کیا مجال اگر جن یا پری ارادہ کرے تو جلکر خاک ہوجائے
ہماری طرف سے دعاے ترقی اقبال و حسن و جمال دینا مگر او شبرنگ خیال رکھنا
کہ شب کو ہم آوینگے شبرنگ سے یہ سب وعدے کرکے شعلۂ جوالہ ایک جانب چلی

شبرنگ جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا نور الدہر سے ملاقات کی نور الدہر نے
پوچھا اے یار وفادار کیا گذری شبرنگ نے سب حال بیان کیا کہ اے شہریار ہم بھی
مین قید تھی حقیقت مین شعلہ جوالہ عجب ساحرہ ہی مگر خدا کی عنایت سے اور آپ کے
اقبال سے اُسکو رہا کیا بڑے معرکے پڑے کیفیت سحر شعلہ جوالہ سینے کر خود قید مین
تھی مگر پتلیان لڑین آخر مین ایک ساحر باغیان جہان تھا آیا اُس سے خوب سحر
ہوے آخر مین نے اُسکو مارا اور پتلیون نے گلنوش جادو کو مارا آخر کو شعلہ جوالہ
رہا ہوکر گل ہین تحفہ جات لیکر شب کو آوینگی نور الدہر نے شام کو بارگاہ مین داخل
ہوکر محفل عیش ونشاط آراستہ کی ہماے مرصع پوش آکر بائین پہ بیٹھین ملکہ زعفران
زعفران پوش قریب ہماے مرصع پوش آکر بیٹھین ساقیان سیمین ساق اور
مطربان خوش آواز جمع ہین ایک نازنین خوش آواز بعد سوز وگداز یہ غزل
عاشقانہ بہ آواز بلند گا رہی ہی

نظم

لب لعلین نے بدخشان کو یمن دکھلایا — مشک کو زلف نے تاتار وختن دکھلایا
راز سے حسن کے مشتاق نہ آگاہ ہوے — نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا
آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے — جامہ زیبون کو رخ گور وکفن دکھلایا
پالون شل ہوگئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے — ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا
یاد وہ نوائی چمن نے وہ تری گفت وشنید — گوش گل نے مجھے غنچے نے دہن دکھلایا
تادم مرگ تو بیمار رہا پھر وہ مریض — ایک نظر تو نے جسے سبب و تن دکھلایا
کوچہ یار بھی مجکو وہی دکھلائیگا — جسنے بلبل کو تماشاے چمن دکھلایا
ناحرین نے شب وصل اُسے عریان رکھا — آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا
دل کو اُس انکھونکا دیوانہ سمجھ صحرا نے — سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا
وہی جا ہیگا تو اُس سے یہ چھٹے گی آتش — حکم اللہ نے جو روح کو تن دکھلایا

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی اکثر شبرنگ بھی محفل مین آتا ہی چنگ مرصع بجاتا ہی اشتیاق
محفل مین عجب کیفیت ہی ملکہ ہماے مرصع پوش گلشن جمال نور الدہر کر رہی ہین

نور الدہر بھی خاموش بیٹھے ہین لوح محفوظ گلے مین ہر کہ آسمان پر ابر گلنار اشتہار قین
چمک چمک کر بارگاہ مین گرنے لگین ملکہ ہمارے مرصع پوش نے کہا او شہریار کوئی
حریف آتا ہو رنگ محفل دیکھکر اُسکو ناگوار ہوا آنے والا چاہتا ہو کہ رنگ محفل کو
مٹا لیے اگر حکم ہو تو آنے والے کو روکون نور الدہر نے کہا آنے دو جب سامنے
آئیگا تب دیکھا جائیگا دہ ابر سر بارگاہ پر آ کے پھٹا دیکھا تخت مرصع نگار پر ملکہ
شعلہ جوالہ چار پتلیان سنہری چارون کونون پر تخت کے بیٹھی ہوئی مگس رانی
کر رہی ہین اِس زور و شور سے ملکہ شعلہ جوالہ آکر پہونچین پہلو مین نور الدہر کے
ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھین نور الدہر نے پوچھا او ملکہ شعلہ جوالہ لوح کا کیونکر
پتہ لے شعلہ جوالہ نے جواب دیا او شہریار ابھی تو جنگ قصر سکندری پر پڑے گی
بقراط سامان لشکر کشی کر رہا ہو آپ کے کل سردار اول قصر سکندری پر آئین
لشکر کشی کو بقراط کی سنبھالین لوح کے مقام پر ہین آپ کو لیلو نگی یہی چارون
پتلیان آپ کے ساتھ ہونگی بیچ مین کئی مرحلے پڑتے ہین پھر باغ عجائب و
غرائب مین حضور کا داخلہ ہوگا وہان جنگ عظیم پڑے گی تب لوح دستیاب
ہوگی شعلہ جوالہ نے پھر عرض کی کہ مین باعث تخریب جلسۂ عیش و نشاط ہوئی یہان
شبرنگ گا رہے تھے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم تھا ہر ایک مے پرست بادۂ عشرت
سے بدمست تھا میرے آتے ہی ہنگامہ موقوف ہوا اگر حکم ہو تو مین رخصت
ہون یہ سُنکر نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ بیچ مین آکر بیٹھا اور یہ
اشعار گانے لگا

نظم

گل کو قبا پہن کے تو او کج کلاہ کاٹ	مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہو اشارہ یہی اُسے	صورت دکھا کے رنگ رُخ مہر و ماہ کاٹ
مخنا و کر دیا تجھے او مار زلف یار	سوتے مین سو نگھ جاگتے مین بیکو تو واہ کاٹ
اُس ترک ساہی کو نشا خونریز دوسرا	کسکی کمر کی تیغ کا ہو بے پناہ کاٹ
کہتا ہو بجز مین یہی اُس شمع رو کا دھیان	تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

ای ترک تیرے قبضے مین ابرو کی تیغ ہو
چُن چُن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موئے مژہ ہر ایک چھری ہو بکیست کی
بد بین ملا مین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

بیوجہ عاشقون سے نہ منھ او صنم چھپا
بیجرم و بے قصور نہ حق سپاہ کاٹ

قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو
سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خموش دل نہ پسیجے گا یار کا
بے معنی ہو یہ مصرع موزون آہ کاٹ

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو نور الدہر نکلکر باہر بیٹھے بیرون بارگاہ
کرسیان بچھین نور الدہر بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے
پر سوار پشت پر اتنی ہزار فوج ایک طرف سے ابر سیاہ اٹھا وہ ابر کڑکتا ہوا
سامنے آکر ٹھہرا اُس ابر کو دیکھکر ملکہ شعلہ جوالہ نے کہا اے شہریار بقراط نے
فوج بھیجی ہے یہ جو پہلوان آگے آیا ہے شب باش کرگدن سوار اسکا نام ہے اور
ابر مین گلفام جادو افسر نازنینان مہ جبین قرار دیکر اُسکو بقراط نے بھیجا ہے یہ
سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا خدا ے ما بزرگ است جو آئیگا اُس سے مقابلہ
پڑے گا دیکھیے کیا ہو شب باش مقابلے مین آکر اُترا ایک بارگاہ پہلو پر آراستہ
ہوئی ابر پھٹا ایک ساحرہ اُس بارگاہ مین اُتری شب باش کرگدن سوار نے
اول پاس نور الدہر کے پیغام بھیجا کہ او طلسم کشا بہتر یہ ہے کہ اس راہ سے پلٹ
جاؤ قدرت حامعت فرماتے ہین ورنہ کل سب کو قتل کرونگا نور الدہر نے جوابدیا
کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ جو کچھ ہوسکے قصور نہ کر ہم تا بہ قصر سکندری ضرور
جاوینگے اور انشاء اللہ بقراط ثانی کو شکست دینگے ایلچی پلٹ کر گیا جاکر شب باش
سے کہا شب باش نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی
کہ اُنے طبل جنگی بجوایا ہے نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجے شعلہ جوالہ نے کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو بی گلفام کو پکڑ لاؤن
اِس پہلوان کی مدد کو آئی ہے یقین ہے کہ وقت پر سحر کرین اگر ارشاد فرمایئے تو
اُسکا جاہ و جلال مٹا دون مگر نور الدہر نے حکم نہ دیا اور فرمایا کہ ہم دشمن سے مکر کرنا

نہین جانتے میدان مین مقابلہ پڑے تب دیکھا جائیگا حوصلہ تو اُسکا کھلجاے یہ سنکر
ملکہ شعلہ جوالہ خاموش ہورہین چار پہر رات تیاری مین گذری جب ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار — مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش آکر میدان چرخ زبرجدی مین شہزادون نو
لشکر میدان مین آئے آکر ٹھہرے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی زرکیت
کرکا کھکر جتے کرشب باش کرگدن سوار نے گھوڑا اپنا صف سے بڑھایا میدان
کارزار مین آیا صفشوری دکھانے لگا گھوڑے کو روک کر پکارا ای فرقۂ حق پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے آکر مجھسے مقابلہ کرے بلکہ مین اول اُن نمکحرامون کو
چاہتا ہون کہ جنھون نے قدرت کو رنج دیا لڑنے کو آئے اور پسر حمزہ کے شریک
ہوگئے وہ لوگ نکلین تو انکو سزا دون یہ جو اُسنے پکار کر کہا سفاک مردم در
گھوڑا اُڑا کر سامنے نورالدہر کے آیا کہا ای شہریار یہ مغرور ہمارا اخوان ہی ہم
خوب جانتے ہین کہ یہ بڑا زبردست ہی جو گذرے گی وہ غلام جھیلے گا جان پر اپنی
کھیلے گا نورالدہر نے کہا ای سفاک مین جنگ کا طول ہونا نہین چاہتا ہون
بلکہ جلد ان لوگو سے فیصلہ ہوا اپنے کو تا بہ قصر سکندری پہونچاؤن اُسنے کہا ای
شہریار جو وقت قضا و قدر سے مقرر ہی اُسوقت پہونچیگا غلام کو اجازت
میدان دیجیے اُس مغرور نے بڑا طعنہ دیا ہی غلامان جانباز سے یہ فقرے نہین
سُنے جاتے اگر موت اسکے ہاتھ سے ہی تو جان اپنی دینگے یا اِسکو باندھ لاینگے
نورالدہر نے سفاک کو بہ مشکل اجازت دی سفاک گھوڑا بڑھا کر چلا مقابلے
مین شب باش کے پہونچا بعد تگاورزنی آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر نورالدہر
نے دیکھا کہ سفاک اُسے اُلجھ کے لڑ رہا ہی آخر سفاک کا نیزہ ٹوٹا سفاک نے

قبضے پر ہاتھ ڈالا بنیام انتقام سے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شب باش
نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس میں چلے تھے شب باش نے جلدی کر کے
کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سر سفاک کا زخمی ہوا سفاک نے زخم کھا کر ہاتھ مارا
شب باش نے گینڈا ہٹا لیا ہاتھ جو خالی گیا سفاک کا سر ہر تہ زمین کو جا لگا اب تو
شب باش نے قصد کیا کہ سر کاٹ لوں سعید زمیندار نے جو دیکھ رہا تھا گھوڑے کو
کوڑا کیا اور مقابلہ شب باش میں پہونچا بعد تکاور تلواریں کھینچیں شب باش نے
کئی وار کیے سعید نے روکے تھوڑے عرصے تک وہ دونوں رد و بدل رہی ایک مقام
پر سعید کا ہاتھ الجھا شب باش نے کمر بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا کہ سر سعید کا بھی زخمی
ہوا لیکن سعید زخم خوردہ عرصے تک لڑا کیا شب باش کو بھی دانتوں پسینہ آگیا زرے
سے گھبرا گیا یکایک غصہ کر کے سعید کی جانب جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سعید نے
تلوار کو تلوار پر روکا شب باش نے جھٹکا دیکر تلوار کو قبضے سے سعید کے نکال دیا
اور چاہا سر کاٹ لوں کہ شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ صید زبون
پر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا اگر ایک موے سر سعید یا سفاک کا کم ہوا تو تمام لشکر کو
تباہ کرونگا شب باش رک گیا نور الدہر نے قصد کیا کہ مقابلے میں شب باش
کے جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو
اڑاتے ہوئے آتے ہیں ایک پہلوان کو میدان میں دیکھا وہ سردار زمیندار اور
نور الدہر کا قصد ہے کہ میدان میں نکلوں ایرج نے وہیں سے مرکب اڑا دیا آ کے
تکاور زن ہوئے شب باش کو گرو برد کر دیا شب باش نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مارا ایرج نے گھوڑے کو کاوا دیا چاہا زیر بغل جا کر لپٹ پڑوں وہاں پر موش خانہ
تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے گرا تلوار شب باش کی آ کر پڑی
تا دو ابرو پہونچی ایرج نے چاہا زخم باندھوں اور حریف کو زندہ نہ چھوڑوں کہ اتنے
اپنا تیغہ اٹھایا ایرج نیچے۔ بنے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا کئی مرتبہ للکارا کہ
خبردار او بیحیا اس شیر بچہ جرأت پر ہاتھ نہ مارنا ورنہ قیامت برپا کرونگا بیحیا

کب سُنتا ہی بہ قوت تمام ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو بمشکل تلوار پر لگا تھا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ایرج نے ہاتھ مارا اُس نے گینڈا اٹھا لیا ایرج کا وار خالی گیا سر بسر تہ زمین کو جا لگا اب تو بہ اطمینان تمام شب باش بڑھا کہ ایرج نوجوان کا سر کاٹ لے اُسوقت نور الدہر کی بیقراری دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار اگر خدانخواستہ ایرج مارا گیا تو مین کیا روے سیاہ دکھاؤنگا نظم

نقاب از چہرہ رنگین چو آن گل پیرہن گیرد
بسوزد خرمن گلزار و آتش در چمن گیرد

وہم ارزان اگر جنبش دہد آن دلربا خواہد
کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد
گہے شعلہ بجان آید گہے آتش بہ تن گیرد

درین فانی سرا ہر کسکہ آید میرود آخر
وطن ہر کسکہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

بہ آب و تاب گلشن دل مبند ای بلبل شیدا
کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگ چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان آن بت سنگین
رباید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد
بغیر از رنج و غم باخود چہ زین دار المحن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کرد این غزل بندگی
شہید عشق کی آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد
مگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

چاہتا تھا شب باش کہ ہاتھ مارے کہ صحراے گرد اڑی نور الدہر نے دیکھا کہ رُستم پیلتن علمشاہ نوجوان مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین دور سے جو ایرج کو زخمی دیکھا اور ایک پہلوان چاہتا ہی کہ شاہزادے کا سر کاٹ لون وہین سے نعرہ کیا باش اوکافر زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تمام لشکر تیرا تباہ کرونگا نعرہ کہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ✚ کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ خیل زودنا کہ بر تخت مرزوق افگندہ شود ✚ مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے بیچ مین آیا ایرج کو علحدہ کیا شاپور ایرج کو زخمداری مین لشکر مین لایا ایرج کی جو آنکھ لگی شاپور نے عرض کی جد عالی تبار آپ کے دشمن سے مصروف حرب و پیکار رہین وان شب باش نے جو جال بیمان آرا ے رُستم کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

بمشکل ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ضرب تیغہ
کپیتان کی لگائی تیغہ کپیتان رست زبردست رستم ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُنگلی مین انگشتری
سامری ہی چمک کے جو تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری خود و بلغہ عرقچین
زرہ ٹوپ کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی گلفام جادو کہ ایک نخل پر بہ صورت طائر بیٹھی ہی
جب لاشہ شب باش کا گرا دیکھکر حیران ہوگئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے ہر چند سحر کیا
مگر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اہل فوج شب باش مرکب اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم لڑنے
لگے نور الدہر نے فوج کو اشارہ کیا سب سے پیشتر ہزبر بیشہ کلکان صاحب ساطور
گران صف شکن دعفد رطہماس بن عقویل دیو پرور ساطور کھینچکر جا پڑا اُسکے اہلی
فوج بھی جا پڑے رستم نے تھوڑے ہی عرصے مین فوج کو تار تار کر دیا آخر سب بھاگے
فرار پر قرار کیا رستم اُسی طرح لڑتے ہوے ایک جانب نکل گئے ایرج نے جو
دیکھا کہ رستم لڑتے ہوے نکل گئے آپ بھی کوچ کا حکم دیا کُل لشکر کو ساتھ لیکر روانہ
ہو گئے نور الدہر بہ فتح و فیروزی چلے مگر گلفام رنجیدہ کبیدہ ہوکر بارگاہ مین آئی
کنیزون سے کہا عجب معرکہ گذرا کہ شب باش ایسا پہلوان مارا گیا ہر چند مین نے
سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ پاس اُس جوان کے کوئی تحفہ ہی کہ
جسکی وجہ سے سحر نے تاثیر نہ کی اور وہ جوان سحر سے محفوظ رہا اب دل یہ چاہتا ہی کہ
صحرا مین جا کر اُسے گھیرون سب نے عرض کی بحکم خداوند چلیے حقیقت مین جو آپ قصد
کرینگی وہی ہوگا گرفتار کر لینا اُس جوان کا کتنی بڑی بات ہی اُسی وقت گلفام جادو
بارہ سو کنیزین اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی رستم دس بارہ کوس پر
جا کر ایک صحرا مین اُترے تھے گلگونہ گلگون پوش نے عرض کی اگر حکم ہو تو یہ
کنیز برائے حفاظت سرکار قبۂ بارگاہ پر رہے کیا مجال کہ کوئی آسکے رستم نے کہا کہ
کیا مضائقہ ہی گلگونہ ایک طاؤس بنکر قبۂ بارگاہ پر آبیٹھی منقار سے ایک روزن
کر لیا روزن سے چہار جانب دیکھ رہی ہی رستم کو بھی دیکھتی جاتی ہی مگر گلفام ایک
پہاڑ پر آکر ٹھہری دو پہر رات گئے پر پرواز پیدا کرکے سامنے بارگاہ رستم کے

آئی طاؤس کا خیال نہ کیا ستارہ بنکر ٹوٹی سر بارگاہ پہ آکر ٹھہرا لی ارادہ کیا کہ اُترون
گلگونہ نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آتی ہی بنگاہ غور پوشیدہ روزن سے دیکھا
جب گلفام قریب آپہونچی اور چاہا سحر کرکے بارگاہ مین جاؤن کہ گلگونہ نے سحر
کیا گلفام رُکی اب خیال کرکے جو دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین وجمیل سر
بارگاہ پر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی برقین چمکا رہی ہی گلفام نے رد سحر شروع کیا مگر
گلگونہ اس غضب کا سحر کر رہی ہی کہ جسکا دفع ہونا دشوار ہی ایک برق کڑک کر گری
کہ سر گلفام کا زخمی ہوا زخم کھا کر چلو مین خون لیا گلگونہ پر پھینک مارا اُسکی سو خنجر
تلوارین سنان نیزہ طرف گلگونہ کے چلین گلگونہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک
پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اُسکی چار سپرین کاٹین چار جانب ایک ایک سپر کو اُڑایا
مشرق ومغرب وجنوب وشمال سپرین قایم ہوئین جو حربہ تھا سپرون نے سینہ
سپر کیا گلگونہ پر تلوار نہین آتی جو تلوار سپر پر پڑتی ہی ٹوٹ جاتی ہی گلفام جادو
یہ زبردستیان دیکھ رہی ہی جب کئی سو تلوارین ٹوٹین ناچار ہوئی آخر مین کمر سے
نیمچہ کھینچا اُسپر قطرات خون ڈالے خبردار خبردار کہکر کھینچ مارا اُس نیمچے نے سپرونکو
کاٹا یقین ہی کہ گلوگاہ پر گلگونہ کے پڑے گلگونہ نے نشتر نکالا ران پر اپنی مارا
خون چلو مین لیکر سامنے تلوار کے کیا وہ تلوار خون پر گری بالکل سرخ ہو گئی
گلگونہ نے وہی نیمچہ کھینچ مارا قریب گلفام نیمچہ پہونچا اُسنے قصد کیا کہ قبضہ پکڑلون ہاتھ
زخمی ہوا خون بہنے لگا جب بہت خون نکل گیا تب ناچار ہوکر چھری کمر سے نکالی
گلگونہ پہ کھینچ ماری گلگونہ نے چھری کو بھی خون دیا اپنے کو بچایا اور چھری لیکر کھینچ
ماری اور آواز دی ای خونخوار بدون خون جسم سے واپس نہ ہونا اسی وقت سے
سناٹے مین رستم کی جو آنکھ کھلی یہ معرکہ جو دیکھا پریشان ہو گئے یہ بھی دیکھا کہ ران
سے گلگونہ کی خون بہ رہا ہی یہ معرکہ دیکھکر دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے
اور پکار کر دعا کرنے لگے کہ ای خالق لیل ونہار و ای پروردگار رحم اپنا کر کہ

نظم

تیرے نزدیک سب آسان ہی

نباشد غیر حق ذات وگرکس درجہان وارث	کہ بعد از قتل ہر اہل مکان گردد جہان وارث
بہر ملک و بہر کشور بہر شہر و بہر قریہ	خداے انس و جان مالک خداوند جہان وارث
گہے مالک بہ ہستی وگہے در نیستی حاکم	گہے اندر زمین فرمانروا و در زمان وارث
خدائی بادشاہی ذوالجلالی حی وقیومی	بدل حاضر بجان ناظر نہان مالک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینۂ زر را	کند برباد ورنہ بعد تو وریک زمان وارث
نہ شہ ماند باقلیم شہنشاہی نہ شہزادہ	نہ این مالک بود بر مسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را	کہ بعد از تو بگنجینہ نیابند ان نشان وارث
چو از ملک جہان سعدی وجامی تخت بربستند	باقلیم سخن شد ہندی اہل زبان وارث

آخر مین گلگونہ نے وہی چھری تھام کر گلفام پر پھینک ماری گلفام نے ہرچند اپنے کو بچایا چاہا کہ اپنے قریب چھری کو نہ آنے دون مگر چھری مثل شعلۂ جوالہ آتی تھی آخر بھاگی چھری پیچھے چلی جس مقام پر پہونچتی ہی چھری کو اپنے قریب پاتی ہی حیران ہی کہ کہان جاؤن آخر چھری پشت پر آکے پڑی سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری جب لاشہ گلفام کا زمین پر گرا اور آواز آئی کشتی مرا نام من گلفام جادو بود رستم نے پوچھا ای گلگونہ یہ کون ہی عرض کی ای شہریار وہ پہلوان جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکی معین و مددگار تھی اُسکی محبت مین پہچانا کیا کنیز موجود تھی کنیز نے نہ آنے دیا اُسی کے سحر سے اُسکو مارا یہ چھری اور تلوار جو پھینکی تھی کہ کیسا ہی سحر ہوتا نہ بچتی پروردگار کا شکر ہی کہ اُسی کے سحر نے اُسکو مارا رستم آکر بارگاہ مین بیٹھے گلگونہ بھی دریاے خون مین نہائی ہوئی آکر بیٹھی رستم نے پوچھا ملکہ یہ خون کیسا ہی کہا ای شہریار اپنی ران کو مین نے آپ کا نام خون تلوار و چھری کو دیا تب سحر ملیا ورنہ یہ سحر پلٹنے کے نہ تھے رستم نے بھاری خلعت منگا کر گلگونہ کو دیا اور فرمایا کہ ای گلگونہ تم جان بخش ہو گلگونہ نے دست بستہ عرض کی مین کنیز سرکاری ہون خیر خواہان دولت کا یہی حال ہی کہ مالک کو بچاتے ہین اور اپنی جان لٹاتے ہین خدا نے بڑا فضل کیا خوف یہ تھا کہ سرکار کو بچا سکیگی یہی فکر مین آئی تھی رستم نے کہا پروردگار مالک ہی اب تصر

سکندری پر جلوہ گلگونہ نے کہا اول مناسب یہ ہے کہ طلسم کشا جائین رستم نے کہا وہ
بھائی کا فرزند ہے ہم قبل مین پہونچین جنگ آغاز کرین پھر طلسم کشا بھی آجائینگے گلگونہ
نے عرض کی بسم اللہ تشریف لے چلیے رستم چاہتے ہین سوار ہون کہ ہمراہے گرد
آزری اختباس نامے پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا لشکر
مقابلہ رستم مین آثار ارادات کو طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کا حکم
دیا رات بھر تیاریان ہوئین جب کہ شہنشاہ زرین پوش بہ صد رعنائی و زیبائی چرخ
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست
خوردہ قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا تمام زمانہ منور و روشن ہوا طائران زمزمہ سرا
آشیانون سے نکلکر شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف صحرا مین رعنائی
و زیبائی عروسان چمن سبز پوش ہر نخل پر طائران زمزمہ سرا کا خروش دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے رستم پشت مرکب پر سوار سرداران تہمتن ہمراہ میدان
مین آکر ٹھہرے کہ دوسری طرف سے گرد آزری اختباس گینڈے پر سوار تین
لاکھ فوج ہمراہ رکاب آپ آگے بڑھا ہوا صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ درست
ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے اختباس نے گینڈا اپنا بڑھا
پکارکر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے
مقابلے مین آئے رستم نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلہ اختباس مین پہونچے بعد
تگ و دو اختباس نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بعد چند
طعنون کے رستم نے گانٹھکر نیزہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اختباس کے نکل گیا نیزہ
کا نکلنا کہ اختباس نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا ہاتھ بہ قوت تمام مارا رستم نے تیغ کیبتان پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی
مگر تیغہ پھسل کر شانے پر گرا کہ خانۂ رستم کا نشانہ ہوا مگر رستم نے زخم کھا کر اپنے کو
سنبھالا للکار کر آواز دی اور تیغہ مارا تیغ کیبتان سات سو من کا تیغہ جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا

اختیاس نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی لیکن
با حواس رہا اختیاس نے پھر ہاتھ مارا ابکی مرتبہ رستم کا بھی سر زخمی ہوا مگر زخم
کھا کر دوسرا ہاتھ مرکو بتا کر پھر مارا شپ سے تلوار گذر گئی لاشہ زمین پر اختیاس
کا گرا ابھر اہی ایکے دوڑ پڑے رستم زخم باندھکر فوج پہ جا پڑے ادھر سے بھی سب
لشکر والے آگرے دونون لشکر آپس مین ملگئے صداے گیر و دار بلند ہوئی رستم
نے بڑھ بڑھکر حملے کیے مگر زخم جو باندھا تھا وہ کھل گیا غش آنے لگا رستم نے تلوار کو نیام
انتقام مین رکھا دونون ہاتھ مرکب کی گردن مین ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل مجھ
لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان اچھالنے لگا میدان پاکر
ایک جانب لے نکلا جھنڈ رہ و مین روکا کسیکو کاٹ کھایا کسیکو پٹک ماردی رستم
کو لیکر نکلگیا ہوے دلیران کی صدا ابھری ہوئی اڑا ہوا جاتا ہی دو پہر برابر رہروی
کی قریب ایک باغ کے پہونچکر چرا مین معروف ہوا ناگہان جو پہونچی رستم پشت مرکب
سے زمین پر گرے باغبانون کا افسر فولاد نامے کسی کام کو باہر نکلا دور سے دیکھا
کہ زمین پر ایک ستارہ پڑا ایک رہا ہی قریب آکر دیکھا کہ ایک جوان حور تمثال مگر
زخمدار بیہوش زمین پر پڑا ہی صورت زیبا دیکھکر رحم آیا دل بیقرار ہو گیا باغبانونکو
پکارا کہا دیکھو یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان کو چند قزاقون نے گھیرا
مگر نرا جری و بہادر ہی کہ انکے بیچ سے لڑ بھڑ کر نکلا ایک باغبان نے کہا دیکھیے سامنے
گھوڑا بھی چر رہا ہی فولاد قریب گھوڑے کے پہونچا جا کر دیکھا مرکب بھی بے نظیر ہی
باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین معروف ہی فولاد نے باغبانون سے اشارہ
کیا کہ مرکب کو گھیر و اس جوان کو اٹھا کر لیچلو ہم علاج کرینگے اپنے بادشاہ سے عرض
کر کے ان قزاقون کو سزا دلوائینگے بہت گستاخی کی کہ اکیلے کو دس نے ملکر گھیرا اور
زخمی کیا مگر گرفتار نہ کر سکے یہ جوان ایسا ہی بہادر تھا کہ لڑ بھڑ کر ان سب سے نکلا
گھوڑے نے لاکر یہان گرا دیا باغبان چارپائی لائے گھوڑے کو چمکار کر ساتھ لیا
اپنے بنگلے مین لاکر پہونچایا جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم دھویا ٹانکے لگائے

پٹیان مرہم کی چڑھائین فولاد سے کہا آپ نہ گھبرائیے کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹا
کہ جس سے کوئی خوف ہو بہت جلد صحت ہوگی فولاد ہر وقت رومال ہاتھ مین لیے
مگس رانی کیا کرتا ہی بعد دوپہر کے رستم کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ادھیڑ آدمی رومال
ہاتھ مین لیے بیٹھا ہوا مکھیان جھل رہا ہی رستم اُٹھ بیٹھے فولاد نے پوچھا ای شہریار
آپ کو قزاقون نے کہان گھیرا تھا رستم کو نام قزاق سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ
قزاق ہمکو کیا گھیرتے اختیاس نامے پہلوان اُس سے مقابلہ پڑا تھا وہ ہمارے
ہاتھ سے مارا گیا مین زخمی ہو گھوڑا اسطرف نکال لایا فولاد نے گھبراکر پوچھا
آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی علمشاہ نے جوابدیا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن
فرزند صاحبقران تیغ زن بقراط ثانی پر لشکرکشی ہی یہ سنکر فولاد نے سر جھکالیا مگر
خاموش حیران ہی کہ میرے بادشاہ نے قیلاس روئین تن کو ان سب کے روکنے کے
لیے روانہ کیا ہی اور یہ جوان میرے گھر مین ہی اگر بادشاہ سنے گا تو کیا کہیگا بہت
بڑی بدنامی ہوگی اور دل مین سوچکر سوہان تاجدار کے پاس نامے خداوند
بقراط کے آنے مین فوراً اُٹھکر باہر آیا باغبانون سے صلاح کی سب نے یون کہا
کہ آپ بادشاہ سے اطلاع کر دیجیے جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے ایسا نہو
کہ بادشاہ کے خلاف ہو فولاد اُسیوقت بھاگا ہوا قلعے مین آیا دیکھا بادشاہ تخت پر
بیٹھا ہوا لشکرونکو جمع کر رہا ہی قیلاس روئین تن کو روانہ کرچکا ہی کہ فولاد نے
آکر سلام کیا کہا حضور مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون رستم پیلتن فرزند صاحبقران
زخمی ہوکر میرے باغ مین آیا ہی مین نے ٹانکے دلوائے اب جب اُسکو ہوش آیا
تو اُسنے اپنا نام بیان کیا غلام نے سرکار سے اطلاع کی بادشاہ نے کہا او بیحیا تو
دشمن خداوند کو کیون اُٹھا کر لایا اسکو لیجا کر قید کرو کل صبح کو دار پر کھینچا جائیگا
ہرچند فولاد نے عذر کیا بادشاہ نے کچھ سماعت نکی ملازمان شاہی نے فولاد کو
مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین لیگئے اب سارے قلعے مین خبر ہی کہ فولاد سے
یہ خطا سرزد ہوئی بادشاہ نے قید کیا ہی صبح کو دار پر کھینچا جائیگا چند باغبان ہمراہیان

فولاد جو قلعے مین آئے یہ خبر سنکر روتے ہوئے بھاگے وقت صبح ہی رستم اٹھکر بیٹھے
زمین جراحت پٹیان چڑھا رہا ہی کہ چند باغبان روتے ہوئے سامنے رستم کے آئے اور
عرض کی کہ ای شہریار بڑا غضب ہوا افسر ہمارا قید ہو گیا بادشاہ کو آپ کا آنا بہت
ناگوار ہوا فرمایا کہ دشمن خداوند کو کیون باغ مین جگہ دی کہ چند باغبان اور آئے
اُنھون نے عرض کی کہ ای شہریار اب تو وہان میدان خونی کی تیاری ہو گئی ہی اور
قید خانے سے فولاد کو طلب کیا ہی یہ سنکر رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا ارے تم
لوگ کیون روتے ہو کیا مجال ہی کہ ہمارے واسطے فولاد قتل ہو جاے ہم ابھی
جا کر رہا کرتے ہین باغبانون نے عرض کی حضور کئی لاکھ فوج وہان جمع ہی خراجگزار
چلے آتے ہین تاجدار اُترے ہوے ہین حضور اکیلے کیا کرینگے رستم نے کہا جو کچھ
ہوگا دیکھ لینا مرکب ہمارا تیار کر کے لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم مسلح ہو کر سوار
ہوے ہر چند باغبانون نے منت کی مگر رستم نے نہ مانا طرف قلعے کے روانہ ہوے
یہان وہ وقت ہی کہ سوہان تاجدار تخت پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آیا دارین
اِستادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ فولاد نے بڑی نمکرامی
کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین رکھا اور اُسکا علاج کیا بعد اِسکے قتل کے قتل رستم
کا بھی حکم ہوگا بعض کہتے ہین وہ جوان صف شکن تیغ زن ہی دیکھیے کیا ہو کہ ملازمان
شاہی گئے فولاد کو ارابے پر سوار کر کے لائے بادشاہ نے حکم دیا اِسکو زیر دار
لیجا کر دار پر کھینچو جلادکشان فولاد کو زیر دار لائے زنجیر پانون مین فولاد
کے باندھی دار پر کھینچا بادشاہ نے حکم دیا تیر اندازونکو لاؤ خود بھی تیر و کمان ہاتھ
مین لیا فولاد بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی یہی قول ہی کہ ای خالق بے نیاز تو
داور رب کارساز رحم اپنا شریک کرین بدل وجان اطاعت مذہب رستم اختیار
کرتا ہون میری مدد کر

نظم

دیدہ در جوش محبت بست گریان الغیاث	ز آتش پرسوز ہجرت سینہ بریان الغیاث
وحشتم آوارہ میسازد بہر شہر و دیار	میکشد دیوانگی سوے بیابان الغیاث

رہبر مان ور راہ عرفان ہر زمان استادہ اند — شہوت و حرص و ہوا و نفس و شیطان الغیاث
دشمن جان است ہر کس اندرین دنیاے دون — نیست غیر از ذات تو دیگر نگہبان الغیاث
بہر دنیا ہست لاحق این دل طماع را — اضطراب و حیرت و افسوس و ارمان الغیاث
میرود کج نفس بجرو ہر زمان از راہ راست — الغیاث اے رہنماے راہ عرفان الغیاث
از رہ لطف و کرم ہندی خدا داوش دہد — سکندر ہر کس کہ بردربار یزدان الغیاث

فولاد نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صفین فوج کی درہم و برہم ہونے لگین صدہا سر کٹ کٹ کر
گرے آواز آئی ہیبت علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شود
باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پُردغا ہمارے باغ مین رکھنے سے فولاد ایسا
مجرم ہوگیا کہ اُسکو دار پہ کھینچا ہے باغبان جو پیچھے رُستم کے آئے تھے اُنھون نے بھی
رُستم کو شیر انہ لڑتے دیکھا کہ تین لاکھ مین یکہ و تنہا سینہ سپر کیے ہوے جاتے ہین
کہ ایکطرف سے گذر ہوا افسر نے بڑھکر روکا رُستم نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا اُس پہلوان نے گھبرا کر کہا کہ مین تابعدار ہون کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا علمشاہ نے کلمہ پڑھا کر چھوڑ دیا وہ بھی ہمراہ رُستم کے
لڑنے لگا ساتھ والون نے اُسکے اپنے افسر کو جو دیکھا آپس مین کہنے لگے کہ افسر
کا سامنا کرین یا نہ کرین اِسکو کیا ہوگیا اگر سامنا کیا اور فتح نہ پائی تو کیا ملال ہوگا
کہ اُس پہلوان نے پکار کر آواز دی یارو مین راہ راست پہ آیا مین نے مذہب
رُستم اختیار کیا جسکو مذہب حق اختیار کرنا ہو وہ میرا ساتھ دے تین ہزار جوانونکا
یہ افسر تھا اُنکے دلونپر تاثیر ہوئی سب نے آواز دی کہ لاکھ جان ہماری جان پر
رُستم کی نثار ہو ایک شب جسکے مہمان رہے اُسکے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے
ایسے قدردان کسکو ملتے ہین تین ہزار جوان قریب اپنے افسر کے آگئے تلوارین
کھینچکر لڑنے لگے رُستم نے جو تین ہزار جوان پائے شگفتہ ہوکر لڑنے لگے اب تو
جس غول پر پہونچے درہم و برہم کر دیا جسکا افسر مارا گیا اُس فوج نے فرار پر قرار
کیا سو ہان تاجدار غل مچاتا ہے کہ یارو تم تین لاکھ ہو اگر تین ہزار نے اُنکا ساتھ دیا تو

تو انکی کیا حقیقت ہی نقیبوں سے اشارہ کیا نقیبوں نے بڑھکر آواز لگائی کہ یارو دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی خیال تو کرو بقول شاعر نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا وقف فنا ۔ نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہی ۔ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوے اس برج ۔ گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال ۔ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا ۔ سرد ہی سانس نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم ۔ کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج انکے غبار ۔ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں ۔ اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نقیبوں نے جو یہ آوازیں لگائیں اہل فوج چنگ کے لڑنے لگے رستم بھی لڑتے بھڑتے قریب سوہان تاجدار کے پہونچے کئی پہلوانوں نے گھوڑے رکینڈ سے بڑھائے کہ اپنے مالک کی طرف نہ جانے دیں مگر رستم کا ہاتھ بند نہ پڑتا ہی ان پہلوانوں کو مار کر سامنے تخت کے پہونچے سوہان تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا فرمایا ہی شہریار کہ ماروں زمین پر کہ استخوان چور چور ہو جائیں سوہان نے آواز دی کہ اے شہریار الامان رستم نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان یہ سنکر سوہان نے جوابدیا تا زندہ ایم بندہ ایم رستم نے کلمہ تعلیم فرمایا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم نے تخت پر بٹھا دیا سوہان نے فوج کو پکارا کہ خبردار اب تلوار نیام میں کرو ہمین نے اس شہریار کی اطاعت کی سب افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے رستم نے آکر فولاد کو رہا کیا اپنے ساتھ لیا سوہان تاجدار رستم کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا رستم کو مقام صدر پر جگہ دی عرض کی اے شہریار غلام سے یہ خطا سرزد ہوئی کہ قیلاس روئین تن کو آپ کی فوج پر روانہ کر دیا وہان اُس

جا کر قیامتین برپا کین ہونگی اگر حکم ہو تو اُسکو نامہ لکھیون کہ وہ واپس آئے رستم نے کہا جلد کوچ کی تیاری کرو سوہان تاجدار نے عرض کی کیا اب مین وامن دولت چھوڑونگا ہمرکاب کے ہمراہ رہونگا رستم نے تیاری کی تین لاکھ فوج ساتھ لیکر بتعجیل کوچ کیا بارہ کوس پر آکر اترے شب کو جلسہ آراستہ ہوا خبر ہوئی کہ در دولت پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا سمک بلد اتی تبلاتا ہی رستم نے بلوایا اپنے یار وفادار کو دیکھا رستم نے کہا ای سمک تمہارا کیونکر آنا ہوا لشکر کا کیا حال ہی عرض کی غلام کے سامنے قیلاس نے طبل جنگی بجوایا صبح کو لشکر آپ کا مقابل ہوا چار سردار جان سے مارے گئے دس بارہ سردار زخمی ہوے تین روز قیلاس نے میدان داری کی تب میدان مین نکلا دو چار کو قتل کیا دس پانچ زخمی ہوے تب غلام حضور کی تلاش مین نکلا تشکر ہی کہ تا بہ حضور پہونچا رستم نے کہا ای سوہان تاجدار کل لشکر مین حکم ہو پہر رات رہے تیار ہو اور دو منزلہ کرتے ہوے چلین یہ حکم لشکر مین پکار دیا گیا سب افسرون نے لشکر تیار کیا رستم کا قصد تھا کہ کوچ کرین ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ہی روشنی ہوتی جاتی ہی طائر آشیانون سے نکلکر شاخہاے نخل پر بیٹھے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے ہین نہرین جا بجا بھری ہوئین جانوران ہوائی گر رہے ہین مچھلیو نکا چکنا نہنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین جانوران دریا کنارے نکلکر بیٹھے ہوے ہوا کھا رہے ہین گلہاے خودرو سے جنگل ہمنونہ گلشن ہی کسی جانب کوڑیالا کھلا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فرش زمردین پہ جال مرواریدکا پڑا ہی رستم بہار صحرا دیکھ رہے ہین سوہان تاجدار نکلکر تخت پر سوار ہوا ہی لشکر سب تیار کھڑا ہی کہ صحراے گرد اڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے پیدا ہوا رستم نے بڑھکر تیر مارا کہ وہ آہو گرا سمک نے جھپٹ کر بہ قربانی پہونچایا رستم نے تیر نکالا معلوم ہوتا ہی کہ نام اسپر کسی کا کندہ ہی رومال سے خون پونچھ رہے ہین کہ گرد کے کی ہم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش پیدا ہوا اپنا شکار پڑا ہوا جو دیکھا قریب رستم کے آیا کہا او بے ادب تو نے یہ کیا غضب کیا کہ

ہمارے شکار کو شکار کیا رستم نے کہا صحرا مین کسیکا اجارہ ہی نقابدار نے کہا بہتر
اسی مین ہی کہ شکار کو اُٹھا لو اور ہمارے مقام پر پہونچاؤ ورنہ تمکو شکار کرونگا رستم
نے کہا اے نقابدار کچھ دیوانہ ہوا ہی نقابدار نے خنجر کمر سے کھینچا ہاتھ مارا رستم نے
بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشار دو کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار
نکل گئی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر بکہ دیگر جو اُٹھایا بند نقاب ٹوٹا ثابت ہوا کہ لکّۂ
ابر ہٹ گیا چاند ابر سے نکل آیا ایک نازنین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار
عارض رشک ماہ تابان زلفین رشک مشک اذفر حسن وجمال کی رعنائی لب لعلین
مین مسیحائی سینے پر اُبھار ثابت ہوتا ہی کہ دو ماہ تابان دریچے سے سر نکالے بیٹھے
ہین شکم صاف وشفاف تختۂ نور آگے مقام حجاب ہی دلکو پیچ وتاب ہی ساق بلورین
جنپر بنائے حسن قایم ہی بقول شاعر نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور	یا ترا شی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال شعدی سے دونون تھے کف پا	ہاتھ ملتا تھا اپنے دُزد حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی	کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دو پٹے کا	پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

رستم کا ہاتھ کاندھا وہ نازنین چھوٹی رستم ڈگمگا کر گرے بیہوش ہو گئے مگر اُس نازنین
نے اُسیطرح بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے مرکب پر سوار ہو کر جس جانب سے
آئی تھی اُسی جانب روانہ ہو گئی سمک نے رستم کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی رستم نے
فرمایا کہ اے سمک وہ قاتل کہان ہی وہ معشوق آنکھون سے نہان ہی سمک نے
عرض کی وہ نازنین مادیان پر سوار ہو کر چلی گئی ایسا اُسکے حسن کا رعب وجلال تھا
کہ عدو کہ نہ سکا مین آپ کے گرنے سے سہم گیا تھا مگر کوئی چارہ نہ ہوا رستم نے
گریبان پھاڑ ڈالا خاک اُٹھا کر منہ پر ملی فرمانے لگے اے سمک اُس قاتل کو تلاش کرو
ورنہ ہم تڑپ تڑپ کے جان دینگے سمک نے کہا آقا سے نامدار کوچ موقوف ذرا

بارگاہ مین تشریف لے چلیے سمک تلاش کرنے جائیگا یہ فرزند عمرو بے پتہ لگا
نہ آئیگا سردار رُستم کو بہلا کر بارگاہ مین لائے مگر رُستم خاموش محبت معشوق
کا جوش سرنگون غم سے کلیجہ خون گریبان چاک چہرے پر خاک کسی سے کلام
نہین کرتے ہر چند سردار چاہتے ہین شگفتہ کرین مگر نا ممکن اُسیطرح خاموش
بیٹھے ہین مگر سمک یلدائی رُستم سے رخصت ہوکر تلاش مین معشوق کی چلا رُستم نے
تقریر مین تصویر کھینچ دی ہو وہ صفت سُنکے سمک اپنے آقا کے واسطے بیقرار و مضطر
جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہو دن بھر پہاڑون مین پھرا لیکن کہین نشان اُس آہوے
وحشی کا نہ پایا رات کو ایک درخت کے نیچے پڑ رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو دل سے
باتین کر رہا ہو کہ اوسمک اگر خالی پلٹ گیا اور جاکر حال کہا کہ پتہ نہین ملتا تو
رُستم کو بڑا قلق ہوگا ہاے کیا کرون آٹھ پہر مجھکو پھرتے ہوے گذرے اور
نشان تک نہ پایا اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی سمک نے
دیکھا کہ ایک بہلی اُڑی ہوئی آتی ہو ایک نازنین نہایت حسین اُسپر بیٹھی ہوئی
ایک ضعیفہ ہمراہ ہو اور ایک شخص گاڑی ہنکانے والا سمک نے اپنے کو مخفی کیا
جب وہ گاڑی اُس مقام پر پہونچی سمک نے قاعدے سے دریافت کیا کہ یہ
ڈومنیان معلوم ہوتی ہین جوڑی طبلے کی بھی رکھی ہو اور ایک سارنگی پہلو مین ہو
اُس نازنین نے ضعیفہ سے کہا ای جان ذرا ٹھہر جاؤ مین رفع حاجت کرلون تو
چلون وہ نازنین گاڑی سے لُٹیا لیکر اُتری گوشہ صحرا مین آکر بیٹھی سمک یلدائی
نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے جواب مار کر بیہوش کیا اُسکے کپڑے
اُتارے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا خال مین خط مین
فرق نہ ہوا کھڑا سوچ رہا ہو کہ اُس ضعیفہ نے آواز دی اری چنچل کیون دیر کرتی
ہو وہان انتظار ہوگا آج کئی دن کے بعد طلب فرمایا ہو ایسا نہ ہو آزردہ ہون
سمک نے کچھ جواب نہ دیا کہ وہ ضعیفہ سامنے سے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
او جوانی پیٹی جنگل مین کیا دیکھ رہی ہو سمک نے جواب دیا ای جان درختونکو مین

دیکھ رہی ہوں کیسے بڑے بڑے درخت لہرا رہے ہیں کیوں اے جان ان درختوں کو
پانی کون پہونچاتا ہے ضعیفہ نے کہا اری ان خیالات سے درگذر باغبان قضا و قدر
کو سب طرح کا اختیار ہے جس مقام پر چاہتا ہے نمونۂ قدرت دکھلاتا ہے یہ کہکے ہاتھ
پکڑ کر کھینچا کہا چلکے سوار ہو اری دیوانی یہ جوانی چند دن کی مہمان ہے ابھی چار پانچ ہی
برس گذرے ہیں کہ مشتاق دروازے پر کھڑے رہتے تھے اب کوئی نہیں آتا اس
زمانے میں پیدا کر لو وقت پر کام آئیگا سمک نے کہا اے جان جس گھوڑے کو
غرض ہوگی وہ آپ ہی آئیگا مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ میں کسیکو تلاش کروں بڑھیا نے کہا بیٹا
جب یہ جوبن ڈھلیگا تب حال کھلیگا سمک باتیں کرتا ہوا ساتھ اس ضعیفہ کے آیا
باتوں میں معلوم ہوا کہ شیرین شہزادی بیٹی بادشاہ قیصر آئینہ نگار کے یہاں چلتے ہیں
سمک خاموش چلا باتوں میں کسو و کہیں ادھر کے سب حال پوچھ لیا مگر یہ معلوم ہوگیا
کہ آج بعد کئی دن کے ملکہ نے طلب فرمایا ہے انھیں کے مجرے کو جاتی ہے سمک نے
باتوں میں نشان صورت کا پوچھا سب دریافت کر لیا کہ سامنے باغ کے آکر پہلی
پہونچی دیکھا دروازے پر چند کنیزیں اور ایک محلدار کھڑی ہیں محلدار نے پکار کر
آواز دی اے گلاب تو بڑی بے مروت ہے ہمسے بہنا پا کیا آج کئی دن کے بعد آئی ہے
ہم تجھے یاد کرتے تھے کیوں چنچل تیرا مزاج کیسا ہے کچھ پھولی بیٹھی ہے چنچل نقلی نے کچھ
جواب نہ دیا لیکن گلاب نے کہا سنو بی بی ہم لوگ کام کاج میں رہتے ہیں فرصت
نہ ہوئی نہ آئے مگر تمھاری محبت کا دل پر نقش رہتا ہے لیکن چنچل کی طرف ہاتھ بڑھایا
کہا آؤ بیٹا اترو سمک کے منھ سے نکلگیا کہ حاضر ہوتا ہوں محلدار نے کہا لو بوا گلاب
اوئی غضب دیکھو چنچل مردانی باتیں کرتی ہے اب سمک سوچکر خاموش ہوا کسی سے
بات نہیں کرتا کنیزوں نے چہار جانب سے گھیر لیا یہی کہے جاتی ہیں کہ بوا چنچل بولو
اب سمک کبھی کہتا ہے چلتی ہوں کبھی کہتا ہے چلتا ہوں کنیزیں ٹھٹھے مارکر ہنستی ہیں
کہتی ہیں لو اور مزہ دیکھو لونڈیا کیسی باتیں کرتی ہے کبھی مردانے کلام کبھی زنانی باتیں
دروازے پر یہ چرچا ہوا ایک کنیز نے جا کر شیرین شہزادی سے کہا کہ اے ملکۂ عالم چنچل

تو آج عجب طرح کی باتین کرتی ہو ملکہ نے کہا اب تم لوگ اُسکو نہ حیران کرو میرے
پاس اُسکو آنے دو گلاب سے کہو کہ ہمارے پاس لاؤ زیادہ اُسکو نہ ستاؤ ہم سمجھا لینگے
دل سے کہتی ہو کہ وہ بھی کسی پر عاشق ہوئی شرم سے نہین کہتی ہو مین قبول کرا لونگی
مجھے نہین اعتراض کر سکتی کنیزون نے جا کر گلاب سے کہا ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین
چنچل کو پریشان نہ کرو گلاب نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا چلو مالک بلاتی ہین سمک
چلا مگر کنیزین جو گھیرے ہین اُنسے وہی اُلٹی سیدھی باتین کرتا ہوا جاتا ہو اب جو کنیزین
سمک کو باغ مین لائین سمک سر جھکائے ہوے سامنے شیرین نوشاد کے آیا
جھک کر سلام کیا ملکہ نے سر اُٹھا کر چہرہ دیکھا دلکو یقین کامل ہوا کہ یہ بھی کسی شخص
پر عاشق ہوئی لونڈیون کو ڈھکیل دیتی ہو ملکہ نے کہا کیون چنچل مزاج کیسا ہو کہا
واری دعاے ترقی و اقبال مین مصروف رہتا ہون ملکہ نے کہا تو کون ہو صاف
صاف بتا ورنہ ایک ہاتھ مارونگی کہ سر دھڑ سے اُڑ جائیگا پھر کیا ہاتھ اُٹھایگا سمک نے
جو صورت زیبا دیکھی کہ رنگ روز رد بال پریشان خراش ناخن غم جا بجا سر جھکائے
ہوے بیٹھی ہو سمجھ گیا کہ یہ وہی محبوب ہو ملکہ نے ہاتھ سمک کا پکڑا کھینچتی ہوئی طرف
کوٹھے کے لے چلی راہ مین کہا چنچل صاف صاف کہ کیا کسی پر عاشق ہوئی ہو چنچل
نے نام عشق کا سُنکر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا واری کیا عرض کرون نظم

مبدل بے سبب کب ہو اختیار رنگ رو میرا — کسیکی جستجو مین ہو دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل انگاری کی تسکین — خبر کچھ اور دیتا ہو یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہو مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہو دل ہو سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والونکو — لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہو لہو میرا
امید مجھسے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین — رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے — یقین ہو دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اُسیکو مدعی پایا — کسیکو کیا کہون دشمن مرا دل ہو عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن — غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا
جدا ہونے میں لپٹا تا ہی خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھیں آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت مجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہی ہے قاتل خیال آبرو میرا

کبھی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزاروں صورتیں بدلے
بہار دامن جا کر دیکھیگا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے
نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی
بست ابتر کری حال زلف مشکبو میرا

سمک نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے ملکہ نے ہنسکر کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ چنچل کسی پہ عاشق ہوئی چنچل بتا تو وہ مرد آخر کون ہی کیا تو اُس تک پہونچ نہیں سکتی ہی سمک نے صورت رستم کا پتہ دیا کہ ایسا شیر دلیر صف شکن تیغ زن صاحب تہور جلال صورت میں ماہ آسمان کمال آنکھیں نرگس شہلا ملکہ نے برہم ہو کر کہا کیون چنچل یہ تصویر خیالی جو تو نے بنائی اُسکو کہان دیکھا ہی کہا حضور میں مجرے گئی تھی یکایک پردہ اُٹھا کر وہ سامنے آئے جسوقت سے دیکھا ہی دل قابو میں نہیں ہی ہائے کیا کرون کیونکر اُس تک اپنے کو پہونچاؤن جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑ کر نکل جاؤن اور اپنی جان روون ملکہ نے کہا ای چنچل تجھکو جانا آسان ہی مجرے کے حیلے سے چلی جا مگر میں کمبخت حال اپنا کیا کہون بڑا تعجب کرتی ہون کہ تو اُس شہریار پہ عاشق ہوئی ہی کہ جہان تیرا گذر نہیں ہو سکتا مجھ کمبخت نے کنارے پر لشکر کے اُنکو دیکھا میرے آہو کو شکار کر لیا تھا مجھکو غصہ آیا ہر چند کہ میں نے چور رنگ لگانا سیکھا ہی لیکن اس پھرتی سے ہاتھ کو کلائی پر ڈالدیا اور مجھکو اُٹھا لیا کہ بند نقاب چہرے سے ٹوٹا مجھ بدنصیب کا چہرہ دیکھکر مثل بید کا نپنے لگے اور غش کھا کر گرے بیہوش ہو گئے اُسوقت مجھکو اپنے حسن و جمال کا خیال آیا فوراً نقاب درست کی مادیان پہ سوار ہو کر چلی آئی نہیں معلوم اُس شہریار پہ کیا گذری ای چنچل میں کیا بیان کرون کہ جو حال اُس شہریار کا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب دشمن زندہ نہ اُٹھیں گے جب چلی آئی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا غضب

کیا کہ بیمار کا اپنے علاج نہ کیا اب حیران ہون کہ کیونکر وہانتک پہونچون ای چنچل ہرچند
کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی اور نہایت نازک ہی لیکن اگر تو کسیطرح وہانتک پہونچے
اور تیری معرفت ملاقات ہو تو مین شہریار سے عرض کرون کہ اسکا بھی عمل کیجیئے تو نے
ایسے اشعار پڑھے کہ دل پر نقش ہو گئے تجھکو اپنے ساتھہ رکھون جو رنج تیری جانب
سے پہونچے اُسکو ساتھہ خوشی کے قبول کرون سمک قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکہ عالم
مین آپ کا غلام خاص ہون میرا نام سمک پلہ اقی ہزونہ خواجہ عمرو ہون مین نے
اُس شہریار کے ساتھہ پرورش پائی اُنھین کے ساتھہ رہا اصل یہ ہی کہ آپ کے تشریف
لانے کے بعد انکا یہ حال ہوا کہ آب و دانہ ترک ہو گیا آخر مین تلاش مین نکلا دو
دن مجھکو گذرے تلاش مین آج راہ مین یہ گا سنتی آتی تھین مین نے چنچل کو بیہوش
کیا اُسکی شکل بنکر حاضر ہوا اور سمک نے رنگ و روغن جو چہرے کا دھویا صورت
اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ای سمک تو نے بڑی گستاخی کی مگر حال اُس شہریار کا سنکر
دل کو بڑا ملال ہوا پہلے تم جا کر چنچل کو لاؤ ورنہ اُسکی ماں جو سن پائیگی تو اپنی جان
دیدیگی سمک جا کر چنچل کو جنگل سے لایا اور کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ نے کہا کل
شب کو رستم کو لاؤ مین تیاری کر رکھونگی سمک نے کہا اگر وہ تشریف لاوینگے تو پھر
آپ کے باپ سے بھی مقابلہ پڑیگا انکو بھی مسلمان کرینگے کیا یہ امر یون تھوڑے
ملتوی رہیگا ملکہ نے کل شب کا وعدہ کیا سمک باغ سے ملکہ کے نکلا صبح سے ملکہ
کو انتظار رہی ملکہ نے باغ کو صاف کرایا شہر مین درست ہوئین ہزارے فوارے
لگا دیے گئے روشنی کو حکم ہوا مسند بچھوا کر آپ بیٹھین کل کنیزین حاضر ہوئین چنچل
سامنے آ کر بیٹھی نہایت گانا خوش آواز تھی یہ اشعار عاشقانہ بے تکلف گانے لگی نظم

پاسبان حسن ہی خال اُس رخ پر نور پر — رکھتے ہین قلفل حفاظت کے لیے کافور پر
باغ عالم مین یہی پھل جسنے پایا تھا سو اب — دانت اُسکی تیغ کا ہی زخم کے انگور پر
موذیون کے خانمان برباد کرتا ہی فلک — جب نہ تب آتی ہی آفت خانۂ زنبور پر
کی خدا نے کافرون پر ہی منعم جنت حرام — ورنہ کسکی آنکھ پڑتی تیرے ہوتے حور پر

داغ ہی دل زلف و رخ پر چاہیے دونوں کا پاس ۔ مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم کافور پر

دیکھکر تجھکو گلوں سے یہ پھرا بلبل کا دل ۔ بعد مردن بھی چمن سے بھاگتے ہیں حور پر

ہی جو دعوا ہے جدائی کر حجاب اغیار سے ۔ ای صنم کتنے ہی پردے ہیں خدا کے نور پر

رنج اٹھاتے ہیں حسینوں سے جہانمیں اسقدر ۔ بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑے گی حور پر

جذبۂ عاشق کند جلوۂ معشوق ہے ۔ قبل موسیٰ کے تجلی کب ہوئی تھی طور پر

ماہیان چشمۂ خورشید آتی ہیں نظر ۔ مچھلیاں بالے کی ہیں یا عارض پرنور پر

خاک کا پشتارہ وحشی روح سے اتری نہیں ۔ یا الٰہی ہی وبال اب بوجھ اس مزدور پر

پاک ہی جو حسن وہ محتاج پردے کا نہیں ۔ حاجت فانوس تھی ناسخ نہ شمع طور پر

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی ملکہ کے دیدۂ افتخار طرف باغ کے ہیں جہان کوئی کھٹکا ہوا گھبرا کر کہا کیا سبب آتا ہی قضا ے کار پہلو سے باغ میں ایک گروہ ہی کہ وہاں کا حاکم افتخار برق بار ہی شب کو جو چاندنی دیکھی تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا ناگاہ طرف باغ کے گذر ہوا گانے کی جو آواز کان میں آئی تخت کو روکا دیکھا عجب باغ پربہار ہی ہر طرف طائروں کی پکار ہی ایک جانب صحبت عیش ونشاط گرم ہی تمام باغ جمال بیمثال ملکہ سے روشن ومنور ہی افتخار کی نگاہ جمال بیمثال ملکہ شیرین نژاد پر جو پڑی بیقرار بیچین ہو گیا پہلو میں وزیر اعظم نیک راے بیٹھا تھا اس سے کہا ای نیک راے دریافت تو کر کہ یہ نازنین کس خاندان سے ہی اور اسکا کیا نام ہی وزیر گیا دریافت کر کے آیا افتخار سے آکر اطلاع کی کہ قیصر آئینہ نگار کی صاحبزادی ہی شیرین نژاد نام ہی افتخار نے کہا ای نیک راے اول پاس قیصر کے جاؤ اور کہو کہ بادشاہ کوہ آئینہ تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی بہتر یہ ہی کہ بخوشی بادشاہ کے ساتھ کردو وہ مرتبہ تمھارا ایسا کرینگے کہ کوئی تمسے مقابلہ نہ کر سکیگا عملداری بھی جہان کہوگے وہان کرادینگے نیک راے بحکم افتخار اول دربار قیصر میں آیا دیکھا قیصر تخت پر بیٹھا ہی وزرا امرا گرد بیٹھے ہیں صحبت عیش ونشاط آراستہ ہی نیک راے نے آکر سلام کیا قیصر نے کرسی دی کرسی پر بٹھایا سب اہل محفل حیران ہو رہے ہیں کہ یہ شخص آسمان سے

کیونکر آیا بعض نے کہا سا جو معلوم ہوتا ہو نیک رائے نے قیصر سے عرض کی ای بادشاہ
عالی جاہ ہمارا بادشاہ جلوے کو آئینہ مین رہتا ہو اِسوقت سیر کو نکلا تھا آپ کی
صاحبزادی ملکہ شیرین نژاد باغ مین تشریف رکھتی تھین اُنکا جمال دیکھکر ہمارا بادشاہ
عاشق ہوا آپ کے پاس کہلا بھیجا ہو کہ یہ خوش دختر کو اپنی ہمارے ساتھ کر دیجیے ہم
لیجا مین بعد ہفتے کے سامان شادی ہوگا بادشاہ کو یہ کلمات بہت ناگوار ہوے جواب دیا
کہ اپنے بادشاہ سے ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ نسبت کا یہ طریقہ نہین ہو ہرچند کہ آپ
بادشاہ جلیل ہین نام آپ کا سب جانتے ہین اپنے ملک سے جا کر نامہ بھیجیے بہ طور
اسم نویسی کے ہم سامنے اپنے وزرا اُمرا کے پیش کرینگے اگر سب نے وہ اسم نویسی
پسند کی تو لکھ بھیجین گے کہ قبول کیا اگر خلاف ہوگا تو جواب صاف ہوگا کہ ہمین یہ
منظور نہین یہ طریقہ نہین ہو کہ آپ فرماتے ہین ابھی ہمارے ساتھ کر دیجیے یہ غیر
ممکن ہو وزیر نے کہا ای بادشاہ آپ جواب نامناسب دیتے ہین ہمارے شاہ کے
بہت خلاف ہوگا جسوقت سے اُنھون نے جمال بیمثال اُس شہنشاہ اقلیم خوبی کا
دیکھا ہی بیقرار ہو رہے ہین اور آپ ایسا جواب دیتے ہین کہ جس سے طول کلام ہوگا
پایا جاتا ہو قیصر نے سر جھکا کر کہا ای وزیر باتمکین دستور معظم آپ بلاتکلف جائیے اور یہی
جواب دیدیجیے نیک رائے یہ کہکر اُٹھا کہ ای بادشاہ تمنے اچھا نہ کیا جواب صاف
دینا مناسب نہ تھا آپنے جو مزاج مین آیا وہ کہدیا اب بھی یہی بہتر ہو کہ ملکہ کو ساتھ کر دیجیے
قیصر نے کہا یہ تو ناممکن ہو مین بادشاہون مین بدنام ہو جاؤنگا اکثر شاہون نے
نامے طلب مین لکھے اُس مغرور حسن و جمال کی پسند پر نسبت موقوف رہی اگر آپکے
بادشاہ نامہ بھیجین تو اُسکے ساتھ تصویر بھی اپنی روانہ کرین کہ وہ تصویر سامنے اُس
شہنشاہ اقلیم خوبی کے پیش ہوگی وزیر برہم ہو کر اُٹھا پاس افتخار کے آیا اور تمام
کیفیت بیان کی کہا ای شہریار ملکہ کی پسند پر معاملہ شادی کا موقوف ہو یہی قیصر نے
جواب دیا افتخار نے کہا مین ابھی اُسکو لیجاؤنگا یہ کہکے ایک دستک دی چند طائران
خوش الحان پیدا ہوے وہ طائر گرد سر چرخ مارنے لگے تخت اُڑتا ہوا چلا ملکہ

انتظار رستم مین بیٹھی ہین کہ آسمان سے تخت افتخار کا پیدا ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام تاج یاقوت احمر سر پر اسپر ایک شعلہ چمک رہا ہی چار طائر گرد سر پھیر رہے ہین سب حیران ہو گئے کہ یہ آسمان سے کون آتا ہی قریب ملکہ کے آکر بیٹھ گیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کون شخص ہی جو بلا تکلف پاس آکر بیٹھ گیا رنگت متغیر ہو گئی سب کنیزین نہایت درجہ حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہین آپس مین کہتی ہین کہ یہ شخص بہت بڑا گستاخ معلوم ہوتا ہی کہ پاس آکر بیٹھ گیا گلچین گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کہ طرف ملکہ کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین آپ کا عرصے سے عاشق زار ہون عجیب حال ہی یہ کیفیت ہی نظم

درس عشقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اختری اخترشناسان ترا — ہر فلک ہر دم قران دیگر است
تا بگو سرگرم کاسازِ جہان — این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق کو سوز جگر — نقل این کو از مکان دیگر است
درمیان خلق کو جوید دلیست — طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم — ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را — باثمنت را زبان دیگر است
در نیاید فہم چشم حق شناس — ہر وصید ان را نشان دیگر است
اور نیاید ہر کسے اسرار عشق — این معلم را بیان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست — ہر کسے از کاروان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان — مختفیا از آسمان دیگر است

جسوقت سے آپ کا جمال بیمثال دیکھا ہی اپنے ہوش مین نہین ہون ہاتھ پانون مین رعشہ ہی زبان مین لکنت دل کی عجب کیفیت ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے میرے ساتھ چلیے اسی ہفتے مین سامان شادی مہیا کرونگا یقین ہی کہ آپ شہر کے رئیس سامان شادی دیکھکر کہین گے کہ ایسی شادی ہمنے کبھی نہین دیکھی

طلسم گلچین میرے ہی قبضے مین ہی کل سامان وہان کا لاؤنگا وہ عجائب و غرائب دکھاؤنگا
کہ کبھی نہ دیکھے ہون ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے کہا ای شخص تو بڑا گستاخ ہی کہ روبرو
ہمارے ایسے کلام کرتا ہی چند ساعت بیٹھیے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جایئے
اور اس خیال خام کو اپنے دل مین دخل نہ دیجیے قیصر تاجدار بادشاہ قلعۂ آئینگار
ہو انسے پیغام کیجیے جو مناسب جانینگے وہ جواب دینگے ہمین ان مقدمات مین کیا
دخل ہی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اب انکو رخصت کرو ایسا نہ ہو جسنے وعدہ ہی
دہ آتے ہون وہ ضرور برہم ہونگے اپنے دل مین کہینگے کہ یہ عورت بڑی گستاخ ہی
کہ غیر مردون کو اپنی صحبت مین جگہ دیتی ہی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ ساحر
اب آپ رخصت ہو جیے نامہ وغیرہ انکے والد کے پاس بھیجیے گا وہ جواب باصواب
یا ناصواب جو مناسب جانینگے دینگے افتخار تو برہم ہو رہا تھا اسطرحکا جواب
جو سنا بہت ناگوار ہوا دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی چارون
طائرون کو اشارہ کیا چارون طائر تڑپ کر گرے ایک ایک طائر ایک ایک
پائے مین تخت کے لپٹ گیا تخت کو کاندھا دیکر لے اڑے کنیزین ہان ہان کرتی
ہین ملکہ غل مچاتی ہین کہ ارے یہ کیا بدعت ہی زبردستی ہمکو لیے جاتا ہی ہم تجھے رہتی
نہین ہین تیرے ساتھ نہ جائینگے ہر چند ملکہ روئین پیٹین لیکن افتخار نے کچھ جواب
نہ دیا جیسے ہی طائر تخت کو لیکر سرحد باغ سے نکلے ملکہ نے ایک چیخ ماری اور پکارکر
آواز دی ای کنیزان باوفا ہمکو تو یہ ملک الموت لیے جاتا ہی اگر شاید وہ شہریار
تشریف لاوین تو ہماری زبانی کہنا کہ کنیز رخصت ہوئی مزار غریبان پر ضرور آئیے گا
فاتحہ قبر پر پڑھ دیجیے گا بیت جو آید بے مروت بعد مردن بر مزارما * بہ استقبال
او ستانہ برخیزد غبار ما * ملکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے فرد ای شہسوار گور
غریبان پر آنکل * اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین * ملکہ کہتی رنگیلین کنیزین
روتی رہگئین تخت نظرون سے کنیزون کی ناپدید ہوا چند کنیزین دوڑین کہ جاکر قیصر
کو خبر کرین ستارہ سحری آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار ہین قیصر تاجدار چاہتا ہی کہ مین

محل مین جاؤن کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین غرض کی اے شہریار غضب ہوا کہ افتخار تاجدار صحبت ملکہ مین آیا گستاخیان کرنے لگا ہم لوگون نے منع کیا اُسکے سر پر چار طائر اُڑ رہے تھے اُنکو کچھ اشارہ کیا طائرون نے تخت ملکہ کا اُٹھا لیا ہم لوگ دیکھتے رہگئے کسیکا زور نہ چلا تخت نظرون سے غائب ہوگیا قیصر یہ سُنتے ہی اپنی دختر کی بیقرار ہو گیا تاج سر سے اُتار کر زمین پر دے مارا روتا ہوا طرف باغ کے چلا وزرا اُمرا ساتھ تھے ہر چند سنبھالتے تھے دل نہین سنبھلتا روتا پیٹتا باغ مین آیا اُس مقام کو دیکھا اور روتا ہوا باہر آیا قضا سے کار رستم جو ساتھ سمک کے چلے تھے شب بھر صحرا مین بھٹکتے رہے لیکن صبح ہوتے ہی سامنے باغ کے پہونچے سمک نے جو شور گریہ و زاری سُنا کہا حضور ذرا ٹھہر جائین اول مین جا کر کیفیت دریافت تو کر لون کہ کیا معرکہ ہے جو صدائے گریہ و زاری بلند ہے ہر شخص دردمند ہے سمک نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ رو رہا ہے کنیزین بچھاڑین کھا رہی ہین ہائے ملکۂ عالم کا شور ہے سمک نے دریافت کیا کہ یہ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز نے کل احوال سمک سے بیان کیا کہ بعد تمھارے جانے کے ملکۂ عالم نے جلسہ آراستہ کیا تھا چہل پہل مچی تھی گا رہی تھی صحبت عیش و نشاط گرم تھی کہ یکایک ایک شخص اجنبی آیا اور صحبت ملکہ مین بلا تکلف بیٹھ گیا چار طائر بھی اُسکے ہمراہ تھے اُسنے ملکہ سے شادی کا پیغام دیا ملکہ نے صاف جواب دیا کہ مین نہین قبول کر سکتی قیصر آئینہ نگار میرے والد کا نام ہے اُنسے جا کر کہو جیسا وہ کہین ویسا منظور کرو ملکہ نے جو یہ جواب دیا اُس شخص کو غصہ آیا مگر ملکہ نے پھر اُس سے دریافت کیا کہ تمھارا نام نامی کیا ہے اُسنے اپنا نام افتخار تاجدار بادشاہ طلسم گلچین بیان کیا ملکہ نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ اِنسے کہو ہمارے باغ سے چلے جائین ورنہ پچھتائینگے ایک کنیز نے جا کر افتخار سے کہا کہ آپ یہان سے چلے جائیے افتخار تو غصے مین بیٹھا ہوا تھا اُسنے چارون طائرون کو اشارہ کیا ایک ایک طائر ایک ایک پایۂ تخت مین کاندھا دیکر تخت کو لے اُڑا ہر چند ملکہ نے غل مچایا لیکن افتخار کب سنتا ہے فوراً ملکہ کو اُٹھا لیگیا ہم لوگ بھی اپنے سرونکو پیٹتے رہگئے

لیکن چلتے وقت ملک نے اُس آہ و زاری مین اتنا کہا کہ اگر وہ شہنشاہ خوبی و سرو باغ
محبوبی آوین تو کہدینا کہ تمھاری کنیز تیر سے تصدق ہوگئی اگر تمھارے مزاج مین آوے
تو مزار غریبان پر آکر قبر پر فاتحہ پڑھ دیجیے گا یہ احوال سنکر سمک کو بڑا قلق ہوا فوراً
آکر رستم سے کل حالات بیان کیے رستم نے جو سُنا پسینے پسینے ہوگئے پاس قیصر کے
آئے دیکھا قیصر تاجدار پچھاڑین کھا رہا ہے کنیزین نام ملک لیکر رو رہی ہین لیکن جمال
رستم دیکھکر قیصر آئینہ نگار دنگ ہوگیا آنسو پونچھکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے رستم نے کہا نام ہمارا آپ کو معلوم ہوجائیگا مگر ملک کی رہائی کی کچھ تدبیر نہین ہوتی
قیصر نے کہا مین بخوشی عرض کرتا ہون کہ اگر آپ ملک کو رہا کرکے لادیجیے تو مین شادی
ملک کی آپ کے ساتھ کرون اور چہارم مال سلطنت کا بھی دون رستم نے کہا مال کی
ہمکو خواہش نہین از روے رواج دین اسلام ہے ہمکو اُسکا مقام بتادو وزرا نے
عرض کی اوشہریار سامنے جو کوہ ہے کبھی اُسکے پار کوئی نہین گیا نہ کسی نے اُس ملک کو
دیکھا نہین معلوم اُس طرف کیا ہے رستم نے کہا ہم ضرور جائینگے اور خدا نے چاہا تو اُس
ملعون کو اس گستاخی کی سزا دیکر ملک کو لائینگے مگر مقام افسوس ہے کہ نہین معلوم قیلاس
نے ہمارے لشکر کے ساتھ کیا کیا ہم اُسکی فکر مین چلے تھے یہان یہ معاملہ درپیش ہوا
سمک آؤ اِن سب کو خدا کے سپرد کیا اب اِسی طرف چلو قیصر رستم کے ساتھ ہوا کوئی
دو کوس راستہ چل گیا تھا کہ کوہ آئینہ دکھائی دیا تمام صحرا مثل برق کے چمک رہا ہے اور
نیر اعظم جو آسمان پر نکلا عکس جو اُسکا کوہ آئینہ پر پڑا معلوم ہوتا ہے کہ صدہا آفتاب
چمک رہے ہین رستم نے کہا کہ ایک گنہگار کو بھیجو کہ پہاڑ کو چھو کر چلا آوے ایک گنہگار کہ جو
لایق گردن زدن تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ اگر تو پہاڑ کو چھو کر چلا آیا تو تجھکو رہا
کرینگے وہ گنہگار جست و خیز کرتا ہوا چلا جب قریب درۂ کوہ کے پہونچا ایک شعلہ
چمک کر گرا کہ وہ گنہگار مثل ہیزم خشک جلنے لگا دم بھر مین جلکر خاک ہوا خاک کو
ہوا نے اُڑا دیا کئی آدمی گئے مگر ہر ایک پر یہی معرکہ گذرا رستم نے کہا او سمک اب
ہم جاتے ہین سمک نے عرض کی اوشہریار شب کو اِسی مقام پہ اُتریے رجوع بہ غیب

دیکھیے دیکھیے کیا حکم ہوتا ہے آپ کے بزرگ اسیطرح ہر طلسم پر گئے ہین رُستم نے قیصر سے کہا کہ آج شب کو اسی مقام پر رہو ایک خیمہ علٰحدہ استادہ کرا دو اسمین سجادہ بچھوا کے بخورات روشن کرا دو ہم عبادت پروردگار کرینگے دیکھین غیب سے کیا حکم ہوتا ہے قیصر نے ایک خیمہ ایستادہ کرا دیا بخورات وغیرہ رکھوا دی بوقت مغرب رُستم داخل خیمہ ہوے نماز واجب پڑھکر ہاتھ بدرگاہ بے نیاز بلند کیے پکار رہے ہین کہ اے بے نیاز رحم اپنا شریک کر حال مفصل معلوم ہو کہ کیونکر داخلہ طلسم مین کرون تیرے نزدیک سب آسان ہے **نظم**

از خدا جوید دواے درد دل بیمار روح	شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح
جلوہ گر باشد بچشش نور ذات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال	از صداے نغمہ پر سوز موسیقار روح
دیدہ می بند دز حسن صورت صاحب جمال	میشود حاصل بباطن ہر کرا دیدار روح
پاک گردد جسم خاکی ز اختلاط آب و گل	شوید از رو لیش سیاہی چشم گوہر بار روح
درگذر از رنگ و بوے جسم خاکی درگذر	سیر ای بلبل بکن در گلشن بیدار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم اے	دور دار از جسد می آسیب تن وآزار روح

بلک بلک کے رُستم دعائین کر رہے ہین سمک گوشے مین بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ رُستم روتے روتے پہر رات رہے بیہوش ہوکے گرے رُستم کے جب دیدۂ ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطن وا ہوے دیکھا ایک مرد بزرگ سامنے کھڑے پوچھ رہے ہین کہ ای فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو رُستم نے کہا تلاش لوح طلسم نگین ہے چاہتا ہون کہ اسمین داخل ہون اُن بزرگ نے فرمایا کہ جب صبح کو ہوشیار ہو تا منھ ہاتھ دھو کر لباس فاخرہ پہنکر سامنے کوہ کے نہ جانا نہ داہنی جانب کو بلکہ بائین طرف کوہ کے جانا اگر کوئی پکارے تو آواز نہ دینا جب صحرا مین پہونچ گے تو زیر نخل ایک چشمہ ہے اُسپر ایک آہو پانی پیتا ہوگا اُسکو تیر مارنا وہ تیر کھا کر بھاگے گا تم اپنے کو چشمے مین گرا دینا جہان پہونچ گے رنگ قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جو رنگ پیش آئے سمجھ کے کام

کرتا صبح ہوتے رستم کی آنکھ کھلی تجدید وضو کر کے نماز ادا کی سمک نے پوچھا رستم نے
بیان کیا باہر نکلکر قیصر سے سب کیفیت بیان کی کہا ای قیصر ہم تجھسے رخصت ہوتے ہین
چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد اُسکے جاننا کہ انتقال کیا قیصر بہت رویا کہا ای شہریار
مجھکو آپ کی جدائی بہت ناگوار ہی نام وغیرہ دریافت کیا کہا مین فقیر ہوکر بیٹھتا ہون
اگر آپ بخیر وخوبی تشریف لائے تو تاجدار ہون ورنہ فقیری مین عمر بسر کرونگا یہ کہکے
قیصر نے شجرفی لباس پہنا دو چار مالے گلے مین ڈالے بھبوت منھ پر ملا اپنی دختر کے
غم مین اور خیال رستم مین سامنے درہ کوہ کے فقیر ہو کے بیٹھا رستم طرف صحرا کے
روانہ ہوئے جاکر چشمہ دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک آہو چشمے پر آیا پانی پینے لگا
رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم قریب چشمے کے آئے سمک نے دور سے
دیکھا کہ رستم بسم اللہ کہکر چشمے مین کود پڑے سمک حیران پریشان صحرا مین پھرنے لگا
کبھی فقیر بنکر بیٹھتا ہی کبھی مسافر راہ ہوکر صحرا مین پھرتا ہی مگر رستم کی جو آنکھ کھلی دیکھا
ایک صحرا ہے سبزہ زار مین باغ ہے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی
رستم بسم اللہ کہکر اندر باغ کے آئے جب باغ مین پہونچے دیکھا گلہاے رنگارنگ
شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران زمزمہ سرا درختون پر تعریف
باغبان قضا وقدر کر رہے ہین رستم کھڑے ہوئے طائرون کا تماشہ دیکھ رہے ہین
کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے پیدا ہوا قریب رستم
کے آیا رستم جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر اڑا ابر کہکشان فلک تک
پہونچا اب وہ طائر وہان سے پلٹا طرف زمین کے چلا رستم نے دور سے دیکھا ایک
چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی ہزارہا نخل گلدار ہین ایک گوشے مین ایک نخل بلند ومرتفع
سر پر اُس نخل کے ایک پھول گلاب کا مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی لیکن اسقدر
خوشبو ہی کہ دماغ جان معطر ومعنبر ہوتا ہی اُس طائر نے منھ اپنا پھیرا اور مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای طلسم کشا یہ نخل جو سامنے ہی اور یہ پھول جو مثل ستارے کے چمک رہا
ہی یہی لوح طلسم گلچین ہی جسطرح بنے اِسکو حاصل کیجیے مین آپ کو اسی مقام تک ابھی

پہونچاتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ طائر نے عرض کی نہال جبنی میرا نام ہے مین کئی برس سے اِس طلسم مین قید ہون امیدوار ہون کہ حضور وعدہ کرین کہ جب لوح حاصل ہو اور مرحلجات توڑین تو غلام کو بھی رہائی دیجیے رستم نے کہا انشاء اللہ اے نہال ہم احسان فراموش نہین ہین ضرور تمھاری فکر کرینگے اور تمکو حکومت طلسم دینگے نہال نے قدمون کو بوسہ دیا اور نخل جس مین پھول مثل ستارۂ سحری چمک رہا تھا اُسکی بیخ کے برابر لاکر رستم کو اُتارا اُدھر رستم کے پانون زمین سے آشنا ہوے کہ تمام پھول بھی کھلکھلا کر ہنسنے غنچے چٹکنے لگے طائرون نے غل کیا کہ اے نگہبانان باغ لوح طلسم کشا آگیا لوح کو بچاؤ یہان رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ پھول لون کہ گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا ساحر پیدا ہوے غلغلہ کرتے ہوے دوڑے کہ طلسم کشا کو مارو کسی نے گرز پھینکا کسی نے ترنج و نارنج ایک ساحر کلان کہ سنگ پر سوار تھا اُسنے آتے ہی سنگ پر ایک تبر مارا کہ سنگ بیقرار ہو گیا ایک چیخ ماری کہ دیوارین باغ کی ہلگئین جسقدر پھول تھے وہ درختون سے گرے جھونکے ہوا کے سرو کے چلے طائر پرون سے اپنے سر پیٹنے لگے آوازین دیتے تھے کہ اے نگہبانان باغ ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا اور اُسکی صورت دیکھکر قلب تھرا گیا کئی لاکھ جادوگر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے حربے کرنے لگے رستم چاہتے ہین کہ کسیطرح پھول لیلون مگر ساحرون نے سینے سپر کر دیے چاہتے ہین لپٹ جائین اور غل مچاتے ہین کہ یا خداوند بقراط ثانی ہماری مدد آنیے لوح طلسم کو بچا لیے طائرون نے جو زیادہ غل کیا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا اُڑتا ہوا آیا اور آواز دی کہ اے طلسم کشا ذرا گوش حق نیوش اِسطرف کیجیے ہماری بھی سن لیجیے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ برابر آوازدے رہا ہے منقار کھولکر پکارتا ہے

نظم

ادب تا چند اے دوست ہوس قاتل کے دامن کا	سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
غضب ہے جان کو پہلو مین ہونا دل سے دشمن کا	کہ خوف ہے ہمسایہ تقاضاب و برہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر	ہمارے اُسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہے جو ہین تو
مے گلرنگ سی جھلکی جو سرخی پان کی انکھین
ہمارا ایک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کی
چھپی افشان جو پیشانی پر اُسکے چاندنی چھٹکی
اندھیرے مین جو ذرے لگے وہ خورشید ہو لیتا
گزر اپنی آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
ذرا تاڑ ہو کے اے شیخ تو نار جہنم سے
در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے
ہوئی ہے مردم دنیا کی صورت سے یہ بیزاری
شمع روز سیہ ہر صبح انکھون کو نظر آیا
لگین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہے
نہین ہمسا گنہگار اے فلک کوئی زمانے مین
مجھے بھی گر کسی نے محکمہ مین حشر کے پوچھا
کیا ایک آن مین تیغ قضا نے ہمکو دو ٹکڑے

برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور گردن کا
گلو سے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
کبھی مستی لنو آئینے مین بھولا تختہ سوسن کا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
کلف و داغ مین یکسان ہے عالم سو آہن کا
سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا
گمان ہوتا ہے اپنے سائے پر بھی ہمکو دشمن کا
ہمارا کوکب طالع مگر چہرہ تھا دشمن کا
دل صدچاک مین میرے ہے صاف انداز چلمن کا
ہمارے مردے کو درکار ہے غسل آب آہن کا
تو بس لینا کہ یہ دھبہ لگا قاتل کے دامن کا
گمان ہی ہوگیا دشمن کو آتش اپنے دامن کا

طائر نے جو آنکھ ملا کر رستم سے بخوش الحانی یہ اشعار پڑھے رستم کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کہ زمین شق ہوئی کہ نہال جنی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اِس نخل کو تیغ کیپتان سے قلم کیجیے ورنہ بے اختیاری بڑھتی جائیگی رستم نے تیغ کیپتان نیام انتقام سے کھینچا اور نہال جنی گرد پھر رہا ہے حربہ ہاے سحر روکتا ہے جسم پر رستم کے کوئی حربہ آنے نہین دیتا رستم نے بمشکل بڑھکر نخل کو قلم کیا نخل جو کٹکر گرا ایک آواز نہایت ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرائی دوسری آواز آئی کہ منظر غرائب جادو ایک ساحر قوی تن قوی من چوبدست آہن ہاتھ مین نہال کو للکارتا ہوا کہ اے شریر تو ہمارے باغ مین طلسم کشا کو لایا تو نہین جانتا تھا کہ یہ اصلی طلسم کشا ہے مین تجھکو زندہ چھوڑونگا نہ تیرے قتل سے منہ موڑونگا جھپٹ کر چوبدست نہال جنی پہ لگائی نہال جنی

جست کر کے پشت رستم پر پہونچا کہا اے شہریار اس حربے کو تیغۂ کیپیتان سے قلم کیجیے
رستم نے تلوار ست اُس چوبدست کو قلم کیا غراب جادو نے ایک چیخ ماری کہ نہال
ڈرکر اٹھا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے کہ رستم نے بڑھکر عکس انگشتری سا فرق نہال جنی
پر ڈالا نہال رُکا غراب نے بڑھکر وار تلوار کا رستم پر کیا رستم نے تیغۂ کیپیتان چمکایا
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر غراب پر حملہ کیا غراب نے آہ کر کے
سر آگے کر دیا تیغے نے سراسر غراب کے دو ٹکڑے کیے مرنا غراب کا کہ جسقدر
ساحر آئے تھے سب کے جسمون سے بجائے خون کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تھوڑے
عرصے مین سب ساحر جلکر خاک ہوے ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری
ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب جادو بود وہ پھول جوشن ستارہ سحری
تک رہا تھا رستم کے سامنے آیا ایک پنکھڑی پر نوشتہ پایا یہی لوح طلسم گلچین ہی
اسکو اٹھا لو رستم نے وہ پھول اُٹھا لیا اب جو اُسکو سونگھا قوت طاقت ہاتھ پاؤن
مین زیادہ ہوئی ایک پنکھڑی پر نوشتہ پایا کہ نہال جنی کی پشت پر سوار ہوکر باغ
کیکاؤس مین جاؤ کیکاؤس جادو بڑا مکار ہی اپنے کو اُسکے مکر سے بچانا رستم نے
نہال سے کہا اے نہال باغ کیکاؤس مین لیچلو نہال شل مرکب سامنے آیا جب
اُسکی پشت پر سوار ہوے تو ایک مرکب باد رفتار تھا ایک طرف جست کرتا ہوا اچھلا
باغ سے نکلا مشرق کی جانب راستہ لیا کوہ و دشت و بیابان طے کرتا ہوا چلا جاتا ہی تھوڑے
عرصے مین بارہ کوس راستہ طے کیا تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی مرکب بدلگامی کرنے
لگا ٹھہر کر رستم سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی باغ کیکاؤس قریب ہی رستم پشت
نہال سے کود پڑے مرکب صحرا مین جاکر غائب ہوا مگر چلتے وقت کہ گیا کہ اے شہریار
اگر مین بھی سامنے آؤن تو لوح کو دیکھکر کام کیجیے گا بلا تکلف لوح نہ دیجیے گا ایسا
نہو کہ لوح قبضے سے نکل جائے تو پھر لوح نہ دستیاب ہوگی یہ کہکے غائب ہوا رستم
چند قدم چلے تھے کہ دروازہ باغ کا نظر آیا اندر سے باغ کے آواز آئی کہ غلام خوش
حاضر ہوتا ہی دیکھا کہ نہال جنی اندر سے باغ کے دوڑا ہوا آتا ہی کہتا ہوا کہ لوح مجکو

دیدیجیے تو مین کیکاؤس کو جاکر مارون ورنہ بڑا فتور ہوگا رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات یہ مہال جنی نہین ہی جب یہ قریب آئے تو
عکس لوح اسپر ڈالیے گا صورت متغیر ہوجائیگی رستم نے لوح گلے سے اُتاری اور
ہاتھ بڑھایا کہ ای مہال جنی لوح تو کیا لوح تجھے عزیز ہی جو مناسب جانو وہ کرو یہ سنکر
کیکاؤس نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح لون رستم نے عکس لوح کا ڈالا ایک پنکھڑی پر ایک
اسم لکھا تھا اُسکو بھی دم کیا کیکاؤس جادو زمین پر گرا صورت تبدیل ہوئی رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام زمین پر لوٹ رہا ہی دونون پانوُن زمین پر مارے
کہ زمین شق ہوئی اندر اُتر گیا رستم اندر باغ کے آئے حکم لوح پڑھ لیا ہی تھوڑی دور
چلے تھے کہ دیکھا سمک یلداقی آتا ہی قریب آکر عرض کی ای شہریار مین نے سنا ہی کہ لوح
طلسمی گلاب کا پھول ہی ذرا مین تو دیکھون شکریہ پروردگار کرون کہ حضور نے لوح
طلسمی پائی مگر بڑی لڑائی پڑی حصول لوح مین بڑی کوشش ہوئی رستم سمک سے تو باتین
کر رہے ہین مگر نگاہ لوح سے لڑی ہوئی ہی اب جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ
سمک یلداقی نہین ہو وہی کیکاؤس جادو ہی اِس صورت پہ دھوکا دینے آیا ہی
رستم نے کمر سے تیغہ کھینچا کیکاؤس سامنے سے بھاگا رستم پیچھے اُسکے چلے وسط باغ
مین آکر کیکاؤس نے ایک چیخ ماری کہ یارو طلسم کشا کو لینا کئی ہزار جادوگر حربے
سحر ہاتھ مین لیکر رستم کی جانب متوجہ ہوے چاہتے ہین اپنے مالک کو بچالیجائین مگر
رستم کو حربہ ہاے سحر کا خوف نہین کسیکا حربہ اِنتک نہین آتا لڑتے بھڑتے قریب
کیکاؤس کے پہونچے کیکاؤس نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کیکاؤس نے سر کو آگے
کر دیا کیکاؤس کے دو ٹکڑے ہوے مرنا کیکاؤس کا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب
آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا
ہون کہ یکایک پشت سے ایک طائر پیدا ہوا بالاے آسمان جاکر چنگھار ماری اور
آواز دی کہ ای رستم تجنے میرے مالک کو لوح کے ذریعہ سے مارا ورنہ اگر لوح طلسمی

تمھارے قبضے مین نہ ہوتی تو تمکو حال معلوم ہوتا یا اُسکا بھائی مایوس جادو جو ہراکے
شکار گیا ہی اگر وہ موجود ہوتا تو تم بھی زندہ نہ بچتے اب مین جاکر اُسکے بھائی سے اطلاع
کرتا ہون یہ کہکر طائر اُڑتا ہوا چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا مایوس جادو صحرا مین پرندے
شکار کھیلتا پھرتا ہی جو طائر شکار ہوے ہین ہمراہیان مایوس اُنکے کباب لگا رہے ہین
کہ یہ طائر اول جاکر ایک نخل پر بیٹھا مایوس نے جو دیکھا طائر کی جانب نشانہ تاکا طائر
چہکار مارکر کاندھے پر مایوس کے آبیٹھا اور کہا کہ او مایوس مین خبر لیکر آیا ہون تیرے
بھائی کیکاؤس کو رُستم نے باغ مین آکر ایک پھول کے ذریعہ سے مار ڈالا تمام باغ
ویران ہوگیا اگر وہ پھول رُستم کے ہاتھ مین نہ ہوتا تو کیکاؤس غالب آتا اب معاوضہ
لینے کا تجھکو اختیار ہی یہ کہکر طائر زمین پر لوٹ مارکر غائب ہوگیا مایوس ہوکے
روتا ہوا دوڑا چند ساحر جو ہمراہ تھے وہ بھی رو رو ری کرتے ہوے چلے یہان تو
رُستم یہ خیال کر رہے ہین کہ یہ ساحر بڑا زبردست تھا واقعی اگر مین لوح طلسمی کو نہ پاتا
تو یہ ساحر مجھ پہ غالب آتا خدا کا شکر ہی کہ مین نے اُسکا کوئی دھوکا نہ کھایا ورنہ لوح میرے
قبضے سے نکلجاتی اور یقین تھا کہ مجھکو زندہ نہ چھوڑتا اور یہ اُسکا سحر تھا جو طائر بنکر سامنے
آیا اور غائب ہوگیا اب دیکھیے اُسکا بھائی آکر کیا آفت برپا کرتا ہی رُستم نے یہ خیال کرکے
دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے اور دعا کی کہ پروردگارا ہر حال مین تیری مدد کافی
ہی مرحلہ کیکاؤس تو تیری مدد سے فتح ہوگیا ہی مایوس بھائی کیکاؤس کا زندہ ہی آگے
بھی مقابلہ پڑیگا دیکھیے وہ آکر کیا کرتا ہی تو ہی مالک و مختار ہی اپنا اسم شریک کر نظم

جہان زیدہ وجاانت بہرہ بجمود	شد از ایجاد پیدا اشکل موجود
بحکمت ہیں گردہ عاجز از عدد	بچیر ویشہ جان از جسم نزود
بہرمذہب بہ ہمت جہد دین	تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کسے دیگر مدد گر بندہ و گر نگار	نیازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو سبحانی تو دیان	تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
دریں جب جگہ اہل نظر را	ہمہ شاہد شدی و گاہ مشہود

فقط کردی تو روشن نام ہندی — بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

رستم یہ دعا کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی خدا تمکو مظفر و منصور کرے مگر ای رستم
لوح کو ضرور ملاحظہ کرتے رہو کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد اڑی رستم نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ فام بدانجام نیزہ ہاتھ مین دوڑتا ہوا چلا آتا ہے چند ساحر اُسکے پیچھے روا روی
کرتے ہوئے چلے آتے ہین رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا فورًا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ ای رستم ہوشیار ہو جاؤ مایوس جادو بھائی کیکاؤس کا آپہونچا آتے ہی حملہ کریگا
مایوس جیسے ہی سامنے رستم کے پہونچا کہ وہی طائر زمین سے پیدا ہوا اور آواز دی
کہ ای مایوس برادر کیکاؤس یہی شخص رستم ہزاری نے تیرے بھائی کو مارا یہ کہکر طائر
غلطک مار کر غائب ہو گیا مایوس نے جھپٹ کر رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا جھلکی کا ہاتھ مار کر نیزہ مایوس کا ہوائی کیا مایوس نے قبضہ
تلوار پر ہاتھ ڈالا رستم نے تیغہ کیتان کمر سے کھینچا مایوس نے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے تلوار کو تیغے پر روکا پلٹ کر ایک ہاتھ مارا مایوس نے روک کے دوسرا
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے آڑا
تیغہ گردن پر مایوس کی مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا گردن سے شعلہ آتشین
نکلنے لگے اور آواز آئی کشتی مرا نام من مایوس جادو بود جو ساحر ہمراہیان مایوس
کھڑے رستم پر سحر کر رہے تھے کسی کے ہونے تاثیر نکی وہ بھی جلنے لگے تھوڑے ہی
عرصے مین لاشہ مایوس کا مع ساحران جلکر خاک سیاہ ہوا رستم نے سر بالا سے
آسمان بلند کیا اور شکر پروردگار ادا کیا اب جو اپنے کو دیکھا دریائے خون مین نہائے
ہوئے مگر حیران پریشان ہین کہ باغ کیا ہوا اور وہ ساحر جو سب لڑ رہے تھے وہ
کیا ہوئے کہ سامنے سے منہال جنی آیا کہا ای شہریار فتح مرحلہ کیکاؤس مبارک ہو اب
تھوڑے عرصے مین افتخار جادو آتا ہے بہت سمجھ کے حضور اُس سے مقابلہ کرین کیونکہ
وہ بافوج گران آئیگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی
دیکھا رستم نے کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام تاج کلان سر پر رکھے ہوئے گرد فوج ساحران

علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے چلے آتے مین
افتخار نے آتے ہی حکم دیا کہ رُستم کو گھیر لو ساحرون نے چہار جانب سے رُستم کو گھیرا
نیزہ و تلوار تیر و تفنگ سے لڑنے لگے مہال جنی تو دونون پانون مار کر زمین مین غائب
ہوا رُستم لڑ رہے ہین جب دو ہزار ادھر بہ چلا کچھ ذبح کیے کچھ قلم کیے مگر ایک دو نیزے
پڑ ہی جاتے ہین جسم رُستم سے خون جاری ہو مگر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے
دیکھا مہال جنی پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او شہریار بادشاہ کی جانب توجہ کیجیے تب تک
یہ طلوہ کم نہ ہوگا جبتک کہ بادشاہ نہ مارا جائیگا رُستم لڑتے بھڑتے طرف تخت کے چلے
کہ سامنے دیوار باغ تھی وہ گری دیکھا قیصر تاجدار سامنے ذوقیر بنا بیٹھا ہے خیمہ بارگاہ مین
استادہ ہین قیصر نے جو رُستم کو لڑتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا فوج کو لیکر آیا
لڑائی مین مصروف ہوا مگر ساحرون سے لڑائی اکثر ہمراہیان قیصر قتل ہو رہے ہین
قیصر نے پکار کر آواز دی او شہریار ساحرون سے زور نہین چلتا کنیز سرکاری کا بھی
پتہ ملا رُستم نے اُس مغلوبہ مین آواز دی او بادشاہ عالیجاہ جابجا مقابلے پڑے اور
کئی مقام پر لڑے مگر مقام افسوس ہو کہ کسی مقام پہ اُس محبوب جانی یار جادو نی کا
پتہ نہین پایا مگر انشاءاللہ پتہ ملیگا قیصر نے بڑھکر شمشیر زنی کی ساتھ والون کو بھی اشارہ
کیا کہ ہان یارو اپنے آقاے نامدار کو بچاؤ اِس بادشاہ مکار کو گھیرو فوج والے بھی
بکر لڑنے لگے رُستم نے لوح کو چمکایا پھول کو جو جنبش دی وہ جو پہلے سب ساحر آئے
تھے بیہوش ہو کر گرنے لگے کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر گرے اور سب بھاگے جب
افتخار جادو اکیلا رہگیا رُستم جا پڑے افتخار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رُستم نے
روک کر ہاتھ مارا پھول کو بھی جنبش دی افتخار نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤن پشت
سے قیصر آیا رفیقان قیصر نے بھی اُس مقام پر طلوہ کیا چہار طرف سے افتخار گھر گیا
رُستم نے ہاتھ تلوار کا مارا افتخار نے ناچار ہو کر سینہ سپر کر دیا تلوار سر پر پڑی تلوار
نے سر سراسر کاٹا تا جگرگاہ پر جا کر تلوار رُکی ایک رفیق نے کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا تین ٹکڑے
ہو کر لاشہ افتخار گرا وہ اندھیرا ہوا کہ تمام باغ پر وہ ظلمات تھا اُس اندھیرے

اندھیرا قبر کا بھی مات تھا منہال جنی کو رستم نے اپنے قریب پایا عرض کی حضور لوح کو گردش دیجیے کہ روشنی ہو رستم نے دیکھا سامنے ایک قصر عالی ہے اُسپر قفل لگا ہوا ہے اندر سے قصر کے رونے کی آواز آتی ہے کوئی ہجران کشیدہ دور رسیدہ بلک بلک کے رو رہا ہے اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

دل مین ساکن ہے خیال اک بت بے پروا کا
آشیانہ مرے ویرانے مین ہے عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا
نور ہے دست مسیحا مین کف موسے اسکا

کسکے گیسو کے تصور مین ہے طوفان سرشک
حلقۂ زلف ہے گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہے قد اور ہے رخ شعلۂ طور
دست دلدار مین عالم ہے ید بیضا کا

کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند
ہے دم فکر خیال اُسکے قد بالا کا

ہوگیا سیلی اُستاد سے تغیر جو رنگ
چہرۂ یار مین عالم ہے گل رعنا اسکا

تو وہ خورشید ہے اُسلئے جو گلستان مین نقاب
چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع
مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہے نرگس مینگو نکا خیال
گنبد قبر مین ہے جوش خم صہبا کا

یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہے سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہے کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھون کو ہوا دیوانہ
ید بیضا سے ہوا ہے یہ خلل سودا کا

جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سیدھے
ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ
وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

یہ صداے دردناک سُنکر رستم بیقرار ہوگئے منہال جنی سے پوچھا کہ اس قفل کی کلید کہان ہے منہال جنی نے پکار کر آواز دی اے اشرف خزانہ دار کلید اس قصر کی لاؤ کہ آقا سے نامدار دیکھین کہ ایک پہلو سے ایک مرد پیر رنگ کو دیکھا حاضر حاضر کہکر سامنے آیا گچھا کنجیون کا ہاتھ مین لیے ہوے رستم کو گچھا دیا رستم نے وہ قفل کھولا اندر تشریف لاے دیکھا پہلو مین ایک حجرہ ہے اُسمین قفس آہنی لٹک رہا ہے اور بلکہ

شیرین نژاد اُس قفس مین کپڑے میلے بدن مین پہنے ہوئی رو رہی ہین رُستم جو سامنے
آئے شگفتہ ہو گئین رُستم نے قفس اُتار کر توڑا شیرین نژاد کو نکالا چند کنیزین جو ساتھ
آئی تھین اُنسے اِشارہ کیا اُنھون نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا بیرون قصر لیکے آئین قیصر
نے جو بیٹی کو دیکھا بیقرار ہو گیا دوڑ کر گلے سے لگایا پوچھا اے نور نظر کیونکر عصمت بچی
شیرین نژاد نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ رُستم پیلتن نے وہ کار نمایان کیا کہ
انسان کا کام نہ تھا مگر شکر ہے کہ وہ بیحیا ہلاک ہوا اے والد نامدار جب مجھکو اُٹھا کے
لیگیا اپنے باغ مین لیجا کر تخت کو زمین پر رکھا ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکہ عالم مجھے
قبول کرو مین نے جواب دیا کہ مین تو عاشق جمال رُستم ہون ہرگز تجھے قبول نکرونگی
وہ عصمت کا خواہان تھا اور مین کہتی تھی کہ یہ جسم خاکی اِس لائق ہے کہ اِسکو شادے
لیکن عصمت کا مجھسے سوال نہ کر جب عاجز ہوا تو قفس مین بند کر کے اِس مکان مین
قفس لٹکا دیا ہر شب مجھکو بلواتا تھا مگر مین نے جو انکار کیا تو وہی کے گئی جورونہ
اول کہا تھا کل رات کو بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اب اِس نازنین کو دار پر کھینچونگا کہ
چند کنیزین واسطے تیاری میدان خونی کے پہونچین دار بن استادہ ہوئین جلادونکو
حکم ہو گیا مین منتظر تھی کہ افسوس جمال جہان آرا ے رُستم نہ دیکھا اور حسرت لیکر
پردہ دنیا سے چلی کہ دروازہ کھلا رُستم نوجوان بعد شوکت و شان پہونچے تن
بیجان مین جان آئی دل پژمردہ نے تازگی پائی لیکن حیرت ہو گئی کہ یہ کیونکر یہان
پہونچے معلوم ہوا کہ دشمن خدا مارا گیا قیصر نے بیٹی کو محافے مین سوار کیا کنیزین
ساتھ کر کے طرف قصر آئینہ کے روانہ کر دیا رُستم نے مال نکلوایا کئی ہزار خفتان
مرصع نگار کئی سو سرداروں کا سامان مع راکب و مرکب برآمد ہوا اور کئی سو صندوقچے
جواہرات کا روپیہ بہت سا نقد نکلا ارابون پر مال بار کر دیا اہل طلسم کو ساتھ لیکر
قلعہ قیصر مین آئے قیصر نے ملکہ شیرین نژاد کو ساتھ رُستم کے منسوب کیا رُستم نے
عرضی پر قیصر کی جواب لکھ دیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم شیرین نژاد سے عقد کرینگے
پھر قیصر سے کہا جلد لشکر تیار کرو نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا معرکہ گذرا اقلیاس پر کیا بیتی

نے کہا اُسپر تلوار تاثیر نہین کرتی نہین معلوم کیا بدعت کی ہوگی قیصر نے لشکر تیار کیا ہرچند کہ
رُستم نے چاہا قیصر کو نہین چھوڑین مگر قیصر نے عرض کی غلام دامن دولت نہ چھوڑیگا
ہمرکار کے ساتھ رہیگا قیصر کو تخت پر سوار کیا پہلوان اپنے اپنے لشکر کو لیکر ہمراہ رُستم
ہوئے رُستم چلے مگر حال لشکر رُستم عرض کرتا ہو کہ قیلاس روئین تن نے تو میدان داری
کین ہر میدان داری مین دس بیس زخمی ہوتے تھے اور دو چار ہلاک ہوتے تھے
دسوین دن جو طبل جنگی بجوایا ہمہ دار ان رُستم آمادہ مرگ و مہیاے قضا تھے طبل جنگی
بجوا کر تیاری مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سب فوج
رُستم پہونچی میمنہ میسرہ درست ہوا قیلاس روئین تن میدان مین آیا پکار کر آواز
دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے ایک رسالدار موسوم بہ
مینوش جنگ آزما غصے مین صف پر کھڑا تھا قیلاس کے پکارتے ہی جا پڑا باہم
نیزہ بازی ہونے لگی قیلاس ہرچند چاہتا ہو کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین ہوتا دیر تک
نیزہ چلا آخر قیلاس نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا رسالدار نے تلوار کھینچی کمر بتا کر سر پر ہاتھ لگا
سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا اور اپنے کو بتایا بائین پر مارا چار پانچ تلوارین لگائین مگر
تلوار نے نہ کاٹا قیلاس نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ سردار کا سر زخمی ہوا
فوج والے ہٹا کر لیگئے اب قیلاس ہرچند آواز دیتا ہو لشکر رُستم سے کوئی نہین نکلتا
قیلاس پکار کر کہتا ہو یارو تم نہین آتے تو مین خود آتا ہون وہین آکر پامال کرونگا مگر
اُسوقت اہل لشکر بیتاب و بیقرار دعائین مانگ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ اے
خالق لیل و نہار و پروردگار مدد کر

گاہ در دل خیال وحدت تست	گاہ در دیدہ نور رؤیت تست
بر رہ حق قدم شد ثابت	ہر کہ او پیرو طریقت تست
گاہ از حق زبان نمی بندد	ہر کہ او واقف شریعت تست
با دگر کس نمی کند الفت	ہر کہ وابستۂ محبت تست
کی تعلق بما سوا دارد	ہر کہ معروف در عبادت تست

جلوہ گر چار سو بدیدہ خلق	ہمچو خورشید نور قدرت تست
طالب دیدار از ہر صورت	پیش دیدہ ظہور صورت تست
بہ زمین و زمان بدارد کار	ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
عاشق از خود خبر نمیدارد	غم جان خوف سر نمیدارد

بیقرار ہوکر جب سب نے تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا قیلاس کا قصد ہوکر گینڈ اصبیر کرکے لشکر رستم پر جاوٴن کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے علمہا زنگاری کے پھریرے چگے جنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہو سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا رستم پیلتن پشت مرکب باد رفتار پہ سوار پشت پہ لشکر ظفر اثر کی تاجدار تخت ہائے زرین پر سوار اور کئی پہلوانان تہمتن اور جوانان صف شکن شل چاکران کمترین ہمراہ ہمرکاب ہین ہاتھ ڈالے ہوئے اہل لشکر مین جان آگئی اپنے آقائے نامدار کو جو آتے ہوئے دیکھا نوبت نقارے بجانے لگے رستم نے بھی دیکھا کہ سب سردار زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پہ چڑھی ہوئی ہین ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال میدان مین جھوم رہا ہی چاہتا ہی لشکر پہ جا پڑے کہ رستم نے درمین سے مرکب بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر دست خود را نگہ دار کہ اینک رسیدیم یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قریب قیلاس کے پہونچے قیلاس نے جو جوان کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھکر آواز دی اے جوان رعنا اگر تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا تجھکو بادشاہ کردون رستم نے دیکھکر آواز دی کہ اے قیلاس ذرا دین حق صف لشکر پہ دیکھو کہ ایک بادشاہ تخت پہ ہی تاج شہریاری برسر چار قب شہنشاہی دربر موتیون کے ہار گلے مین اس بادشاہ کو پہچان کہ یہ کون ہی تب مجھے اپنے لشکر کا تو بادشاہ کرنا قیلاس نے جو سر شمار دیکھا اپنے بادشاہ کو تخت پہ پایا پکار کر آواز دی اے شہریار مین آپ کو جو دیکھتا ہون تو مجھے دھوکا ہوتا ہی قیلاس نے جو دیکھا اپنے بادشاہ کو پہچانا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان آپ اس مسلمان کے ساتھ کیون ہین یہ سنکر سوہان تاجدار نے جواب دیا کہ مین نے رستم کی اطاعت کی تجھکو بھی مناسب ہی کہ تو بھی

شہریار کے بوسے دے ہیں فتاح طلسم ہفت پیکر ہیں ہفت پیکر ایسے شخص کو مارا ہی فی الحال طلسم گلچین کو فتح کرکے آئے ہیں یہ سنکر قیلاس نے دیکھکر کہا ای بادشاہ اگر آپنے ہزار طلسم فتح کیے اور شاید ہی کہ دیوزادون کو بھی مارا ہو تو میرا کیا کرسکیگا تلوار مجپر تاثیر نہیں کرتی ہی میں لنظر کردہ خداوند بقراط ثانی ہون جرأت میں لاثانی ہون آپ کی بھی قضا دامنگیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا رستم نے تلوار کو تیغے پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ شانے پر قیلاس کے تیغہ پڑا زرہ ٹک گئی مگر جسم پر اُسکے زخم کوئی نہ آیا رستم نے کئی ہاتھ مارے اور تلوار نے تاثیر نہ کی قیلاس نے جو ہاتھ مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کود کر ایک ٹکہ مارا کہ قیلاس زمین پر آیا پینے میں سر اٹھایا پکڑ لے دوڑے دس بارہ قدم پہلا کر جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے گھتہ مارکر قیلاس کو چت کیا چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہی قیلاس نے جواب سخت دیا رستم نے ایک ہاتھ اپنا سر کے نیچے اور دوسرا ٹھڈی پر رکھکر چرخ دیا کہ دیکھ مع زرہ کے گردن گھسیٹ لی سر طرف لشکر کے پھینکا اہل لشکر رستم پر آپڑے سوبان وقیم نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس میں گتھے رستم قلب فوج میں لڑتے ہوے جانتے این علم فوج کو قلم کیا افسران فوج نے دیکھا کہ کوئی دم میں شکست فاش ہوگی سب افسران فوج اپنے بادشاہ کے قریب آئے بصدق اطاعت کی رستم کل فوج کو لیکر اُس قلعے پر اُترے ایک افسر کو بطور نگہبان چھوڑا وہان سے بہ فرفیروزی وبہ حشمت جمشیدی طرف قصر سکندری کے کوچ کیا مگر بقراط ثانی تہ عشرت میں بیٹھا تھا کہ نازنینان مہجبین گاتے گاتے رکین بقراط نے پوچھا کیون ای معشوقان قدرت تامل کا کیا باعث ہی کہا یا خداوند غضب ہوا طلسم گلچین فتح ہوگیا طلسم کشا دم طلسم کشا بہ صد کر وفر آتے ہیں بقراط وہان سے اُٹھکر بارگاہ میں آیا کئی سو تاجدار افسر بیٹھے تھے بقراط نے پکار کر آواز دی تم میں سے ایک جوان چاہتا ہون کہ طلسم کشا راہ ہفت کوہ سے آتا ہی کوئی جا کے آگے روکے شادان دیو کش بل کرکے کو اپنے

مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر کوئی کرور سوار سے آتا ہوگا تو اُسکو بھی شکست دونگا اور
طلسم کشا کو تو اِس حال خراب سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال پر
روئینگے اور کسیکو رحم نہ آئے تین لاکھ فوج لیکر شاداں چلا نور الدہر بدیع الزمان
ہفت کوہ سے گذر کر صحرائے بیخس و خاشاک مین پہونچے ہین لشکر کو اُتار رہے ہین
آپ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ سیاہان آکر بیٹھین نور الدہر آکر دنگل پہ بیٹھے ہین
گرد سردار شکن ہوے ذکر ہو رہا ہے کہ تا بہ قصر سکندری پہونچین واقف کار کہ رہے ہین
کہ آج کے چوتھے روز پہونچینگے کہ صحرائے گرد اُڑی شاداں دیو کش گینڈے پر سوار
پشت پر فوج جرار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے صدائے لات و منات
بلند اِس کر و فر سے شاداں آکر پہونچا بارگاہ استادہ کرانے کے اُترا کل لشکر فروکش ہوا
شاداں اُٹھکر بارگاہ مین آیا پہلوانون سے صلاح کی کہ کیون یار و تمہاری کیا صلاح ہے
طلسم کشا کو سر میدان مارون یا اُسکی بارگاہ مین گھس جاؤن جاکر کہون کہ لشکر یہان سے
اُٹھا لیجاؤ اگر مان لے تو بہتر نہ مانے تو اسطرح پیش آؤن کہ تھوڑی دیر مین کل لشکر کو
شکست دون سب نے عرض کی حضور طبل جنگی بجوائین شاداں نے اُسیوقت حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے شاگردان شبرنگ جو بطور جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے
سامنے نور الدہر کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاداں نے طبل جنگی بجوایا ہے اُسکا
ارادہ ہے کہ صبح کو معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے نور الدہر
نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا شاداں کو
خبر ہوئی بہت جھلایا اپنے مقام پہ کہتا ہے کہ اِن مسلمانون کو بڑے گھمنڈ ہین کہ طرف قصر
سکندری کے چلے ہین جسوقت قریب قصر سکندری پہونچینگے اور خداوند سردار دیگر
حکم دینگے ساتھ ہی سردار بارہ ہو ساحران غدار جب جلوہ گر ہوکے آوینگے تب مسلمانون کو
معلوم ہوگا جدھر جاوینگے مارے جاوینگے ابھی تو بڑا زور و شور ہے جب وہان پہونچینگے
تب حال کھلیگا سب سردار درست درست کر رہے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے
افسر سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جو مقابلہ کریگا وہ زیر ہوگا حیران کرگدن سوار سے

کہا او بر اور تم طلاے پر جاؤ لیکن خیال رہے کہ اگر طلسم کشا خود طلاے پر آجاوے
تو چپکے مقابلہ کرنا جیران کرگدن سوار نے کہا او بر اور مجکو بڑی آرزو ہی کہ طلسم کشا
سے مقابلہ کرون اور سر کھینچ لون جیران بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر برسر طلایہ آیا اگر
بازارون کا انتظام کرنے لگا ہر بازار مین چند چند سوار چھوڑے تین ہزار سوارون
سے سارے لشکر کا انتظام کیا نو ہزار سوار براے طلایہ ساتھ لیے کنارۂ لشکر پر
آیا صدا سے حاضر و ناظر باش کی بلند کی یہان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن
بدیع الزمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ شبرنگ بن عمرو فرد طلایہ لیکر آیا خبر نگار
نے جو وہ فرد لاکر ہاتھ مین شاہزادے کے دی شاہزادے نے جو فرد کو دیکھا معلوم
ہوا کہ آج طلایہ گشت ہمارے نام ہی فرمایا اے شبرنگ تدبیر کرو ہم طلاے پر جائینگے
شبرنگ نے تیاری کی سب کو معلوم ہوا کہ خود آقاے نامدار طلاے پر جاوینگے
کل سردارونکا قصد ہی کہ ہم بھی ساتھ شاہزادے کے جائین اودھر کے طلاے پر
وہ شخص ہی کہ جو آمادۂ فساد ہی مگر نور الدہر نے کسیکو ساتھ نہ لیا چار سو سوار ہمراہ
لیے شبرنگ کو ساتھ لیکر طلاے پر آئے جابجا سوار مقرر کرکے دو پہر رات
گئے کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ہین کہ دیکھا جیران کرگدن سوار نو ہزار لشکر
ساتھ لیے ہوا آتا ہوا سامنے سے آیا نور الدہر کو جو دیکھا وہین سے للکارا کہ او پسر
حمزہ تو نہ جانتا تھا کہ آج نابدولت طلاے پر ہین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ
ان سب کو مار لو نو ہزار سوارون سے آپڑا ہمراہ نور الدہر کے تین سو جوان تھے
دل فوج مین آکر لڑنے لگے تین سو مسلمانون نے تین ہزار جوان مار کر ڈالدیے
جیران کرگدن سوار بہت خفیف ہوا اچھلا کر نور الدہر پہ جا پڑا للکارا کہ او طلسم کشا
تجھکو بڑا دعوی جرأت ہی اسی مین خیریت ہی کہ بھائی صاحب کی خدمت مین چلکے
حاضر ہو نابدولت اقرار کرتے ہین کہ تیری خطا معاف کرا دینگے اور عہدۂ جلیل
ملیگا نور الدہر نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر

خداے بازرگست حیران گینڈا اڑاکر قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نورالدہر
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ویسے ہی اوسنے ہاتھ مارا تلوار اوٹھاکر جھکنی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ
اسکا مع تلوار کٹکر گرا پرنالہ جو خون کا جاری ہوا گھبرا گیا چیخین مارتا ہوا بھاگا گاؤ جنگ
شادان اوٹھکر بیرون بارگاہ آیا ہرکاروں سے کہ رہا ہی کہ خبر لاؤ یہ کیسا ہنگامہ برپا ہی
ہرکارے دوڑے ہوے گئے خبرین لیکر حاضر آئے عرض کی او پہلوان دوران وائی
گرشاسپ جہان بھائی صاحب کا آپ کے ہاتھ کٹا سامنے سے نورالدہر کے بھاگے
یہ سنکر شادان جل گیا کہا حیران عجب نامرد ہی مجھکو بدنام کیا کہ سامنے سے پسر حمزہ
کے بھاگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا کہ حیران کرگدن سوار دریاے
خون مین نہایا ہوا پرنالہ خون کا جاری روتا ہوا سامنے شادان کے آیا کہا او برادر
غضب ہوا کہ میرا ہاتھ ہاتھ سے گیا اب مین کیا کرون شادان کو یہ دیکھکر بڑا غصہ
آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا اسوقت پہونچا کہ نورالدہر چھ ہزار جوانون مین گھرے
ہوے لڑ رہے ہین مگر شیرانہ معروف جنگ ہین پشت و پہلو سے بخوبی آگاہ ہین جو
جسطرف سے آیا اسکو بخوبی جواب دیا دور سے تیر مار رہے ہین جو قریب آیا وہ واصل
جہنم ہوا شادان گھبرایا اب اتفاق جنگ ہوا سمجھا کہ دعوی اس شخص کا بیجا نہین ہی
حقیقت مین شیر بیشہ جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت ہی کترا کر پشت پر آیا اور ایک
سوار کو اشارہ کیا اوسنے پہلو پر آکر وار نیزہ کا کیا نورالدہر نے سنان نیزے کو بیچ
سے اڑا دیا جھپٹ کر اسکو ہاتھ مارا کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوے مگر شادان نے
پہلو پاکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اوس افسر کا زخمی ہوا نورالدہر نے پلٹ کر
ہاتھ مارا شادان توکل پر گینڈے کے پہونچا گینڈے کا منہ کٹا گینڈا شادان
کو لیکر بھاگا نورالدہر اسی تردداری مین لڑا کیے پہر رات رہے غش آنے لگا تب
دونون ہاتھ حائل گردن مرکب کیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل اب طاقت
جنگ کی نہین ہی ایسا نہ ہو کہ پشت مرکب سے گر پڑون مرکب نے جو اپنے راکب کو
سست پایا کنوتیان بدلین پٹکین اچھالتا ہوا دولتیان مارتا ہوا لے نکلا

نور الدہر یہ خبر سنکر آئے باقی ماندہ کو قتل کیا بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر حیران ہین کہ آقائے نامدار پر کیا گذری سب جمع ہوے شبرنگ کو بلایا شبرنگ نے کہا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا اُنکو کسی جانب نکال لیگیا اگر دشمن گرفتار ہوتے تو کفار کے طریقے سے معلوم ہوتا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہیے گا جہانتک ہوسکے کوئی خرابی نہ آنے پائے سرداروں نے کہا اگر بہرام فلک بھی آئیگا تو اُس سے بھی لڑینگے شبرنگ سبکو بخوبی سمجھا کر قفقو رہا سے زربفتی لگا تلاش مین اپنے آقا کی روانہ ہوا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا درختوں پر جانور بہت سے بیٹھے ہین جسطرف سے شبرنگ نکلا وہ طائر بیتکا نور شبرنگ کو دیکھتے ہین اور غل مچاتے ہین شبرنگ حیران کہ یہ معرکہ کیا ہی مگر خیال مین گذرا کہ ای شبرنگ یہ مقام خالی از علت نہین ہی کہ دمبدم مجھی کو دیکھتے ہین اور ہر پرواز سے اُڑتے ہوے میرے پیچھے چلے آتے ہین مین بہ تعجیل یہان سے نکلجاؤن کہ ایک طائر نے سامنے آکر ایک چیخ ماری اپنی آواز مین کچھ آواز دی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی پہلوے صحرا سے ایک ساحرہ آہو پر سوار لیکن شراب کے نشے مین آدھا جسم آہو پر اور آدھا زمین مین لٹکتا ہوا آہو بھاگتا ہوا آتی ہی وہ ساحرہ پکارتی ہوئی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شبرنگ نے جو ساحرہ کو اس حال سے دیکھا ایک جانب بھاگا مگر وہ ساحرہ آہو کو مارتی ہوئی چلی آتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای آہوے صحرائی تیری کہ چھال تو مشہور ہی بڑے عجاب کی بات ہی کہ آدمی تجھسے نکلجائے یہ جو ساحرہ نے کہا آہو نے جست کی تین ٹھیکون مین برابر شبرنگ کے پہونچ گیا قریب پہونچکر ساحرہ نے آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا یہ جو پکار کر ساحرہ نے کہا شبرنگ کا پانون لڑکھڑایا منھ کے بھل زمین پر گرا ساحرہ نے جھپٹ کر شبرنگ کو پکڑ لیا شبرنگ نے کہا ای ساحرہ مین نے کیا خطا کی کہ جو مجھکو گرفتار کیا ساحرہ نے کہا نہین معلوم تو کون ہی کہ مین بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ شراب حلق مین اٹکنے لگی مین بہت حیران ہوئی کہ یہ کیا

سرکرہ کر شراب حلق مین انڈیلتی ہو تھوڑی دیر اس فکر مین تھی کہ ایک طائر صحرا سے پہونچا
کہا اے ملکۂ عالم ایک عیار آج صحرا مین آیا ہی مین جلدی مین دوڑی مین نے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ یہ عیار کسیکی جستجو مین جاتا ہی میرے پیرون نے خوب پہچانا اس صحرا سے
کوئی گذر نہین سکتا یہ صحرا سے سرہنگ مشہور ہی سرہنگ جادو میرا نام ہی مین
تیرا نام دریافت کرتی ہون یہ کہکے طائرون کو پکارا طائر سب اُڑکر اسی مقام پہ
آئے ایک نخل پر آکر بیٹھے سرہنگ نے پکار کر آواز دی کیون طائرو اس عیار کا
کیا نام ہی ایک طائر اُنمین سے اُڑکر ایک شاخ پر بیٹھا اور مثل انسان کے پکار کر
آواز دی کہ اے ملکۂ عالم یہ اشعار مین پڑھتا ہون مطلب سمجھ لیجیے گا یہ کہکر یہ اشعار باواز
بلند دل دردمند پڑھنے لگا

نظم

کرتے ہین عجب یار سراغ پر طاؤس — زینت کو نہین اُسکے دماغ پر طاؤس
صیاد بھی زخمی ہی اسے باندھین گے دونون — جو دم ہی غنیمت ہی فراغ پر طاؤس
محتاج نہین روشنی شب ریتی کا — داغ ایسا ہی ہر شمع و چراغ پر طاؤس
اوابر ترے عشق نے یہ رنگ دکھایا — ہر داغ ہی اک لالۂ باغ پر طاؤس
دھویا کرے باران بہاری اسے آتش — مٹنے کا یہ رنگ نہین داغ پر طاؤس

اُس طائر نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ساحرہ نے انگلیون پر کچھ شمار کیا قہقہہ مار کر
ہنسی کہا اے شخص مین نے تجھکو پہچانا تو طلسم کشا کا عیار ہی تیرے ہاتھ سے اکثر ساحر
مارے گئے قدرت بہت خوش ہوگئے یہ کہکر پنجہ کرتین دیکر اُڑی اُس صحرا سے تھوڑی
دور پر ایک قصر بنا ہوا تھا اُسمین آکر اُتری آپ مسند پر بیٹھی شہرنگ کو سامنے
بٹھا دیا مگر ہاتھ پانون بیکار کر دیے ہین کہا او ظالم اب مین تجھکو بہ خدمت خداوند
بقراط ثانی روانہ کرونگی وہ تجھکو قتل کرینگے نامہ آیا تھا کہ اے سرہنگ بہت جلد
آمد طلسم کشا کی آمد ہی تیرے قتل سے طلسم کشا کا زور کم ہوگا شہرنگ منتین کر رہا ہی
کہ اے ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے اب مین کبھی اسطرف نہ آونگا سرہنگ کہتی ہی او
ظالم تجھے کبھی ہمیشہ نہ چھوڑیگا تو اُس شخص کا فرزند ہی کہ جسکا ہم لوگ کبھی نام نہین لیتے

مگر قضا سے کا جب شبرنگ تلاش مین نور الدہر کی نکل گیا ایک دن دربار مین بیٹھے
بیٹھے شعلہ جوالہ نے کہا طالع سے معلوم ہوتا ہو کہ شبرنگ کسی بلا مین پھنس گیا پتہ
آقا کا نہین ملا یہ کہکے تلاش مین شبرنگ کی چلی یہان شبرنگ مکان مین سرہنگ کے
بیٹھا ہوا سرہنگ کو دم دے رہا ہو مگر سرہنگ وہ ساحرہ ہو کہ شبرنگ کی باتون پر
ہنستی ہو کہتی ہو ارے دیوانے مین تیرے ان نخرون مین آونگی صدہا ساحر تیرے
ہاتھ سے مارا گیا صبح کو خدمت قدرت مین لیکر جاونگی یہ کہکے گلابی اٹھالی شراب
پینے لگی وہ دو جو بچتا ہو وہ شبرنگ پر پھینکتی ہو شبرنگ اپنی جان سے عاجز ہورہا ہی
دوپہر رات آئی تھی سرہنگ نشے مین بیٹھی ہوئی کچھ شعر یہان گا رہی ہو شبرنگ اپنی
جان سے بیزار بیٹھا ہو دمبدم کہتا ہو ای ملکۂ عالم میری مشکین کھولدیجیے اگر حکم ہو
تو مین دو چار شعر گاؤن سرہنگ نے کہا اچھا گاؤ تیرا گانا تو سنون دیکھون تو
کیسا گاتا ہو شبرنگ نے اسی حالت مین گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تنگ کرتا ہو بدل جانا یہ سو سو بار کا — رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہو مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا ازدحام خلق ہی — رخنۂ دل ہوگیا روزن دری دیوار کا
حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر — طول ہو زخمون کے دامن مین خط پرکار کا
عادت بے سود کھو دیتی ہو آنکھون سے وقار — کچھ اثر کرتا نہین خندہ لب سو فار کا
جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے — آبلون کے منھ مین آجانا زبان خار کا
ایک نقطہ دے کے خامے نے پتہ بتلا دیا — آج ثابت ہوگیا ہونا دہان یار کا
روے روشن کی حرارت سے پھنکا جاتا ہی دل — آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا
دیکھ طعنون کے گذر مین رات کو وحشت کا رنج — کیا پسند آیا مکان آنکھو دہان یار کا
شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف — باغبان گوشہ بتا دے دامن گلزار کا
جو اسے سنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے — اب ہمارا ذکر نالہ ہوگیا بیمار کا
چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم — شاید آجاے نظر جلوہ جمال یار کا

شبرنگ بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہی آخر سرہنگ کو رحم آیا کہ ہاتھ شبرنگ کے کھولدیے

شبرنگ بتاتا بھی جاتا ہے سرہنگ تعریفین کر رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی شبرنگ نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار قفس آہنی مین نور الدہر بند ہین وہ ساحرہ
کہتی ہوئی کہ ای نور الدہر اگر یہ اکتا نہ مانوگے تو بہت پچتاؤ گے سرہنگ نے سر جو
اٹھا کے دیکھا پکارا کہ آوازدی کہ ای ملکہ کمیل آئینہ نگار کہان جاتی ہو قفس مین کون
شخص ہے آؤ تکانا سنو کمیل نے آوکی کہا ای سرہنگ کیا پوچھتی ہے آج چوتھا دن ہے کہ آب و
دانہ چھٹ دل دردمند ہے اس ظالم کے خیال مین بے آب و دانہ یہ دن گذرے شامت میری
کہ برائے سیر اپنے باغ مین گئی تھی بارہ دری سے دیکھ رہی تھی کہ ایک مرکب پشت پر ایک
یہ جوان زردار اس صحرا مین آکر پہونچا گھوڑے نے جو سبزہ دیکھا چرا مین معروف ہوا
ستم کہ شہ...ری یہ پشت مرکب سے گرے ثابت ہوتا تھا کہ ستارہ و پشت مرکب سے گرا
بلکہ رقم آیا کوٹھے سے اتر آئی بالین پر اس جوان کے پہونچی جیسے ہی صورت پہ نگاہ پڑی
تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین بس تھے تو دو دل پر پڑے بے اختیار میرے منھ سے
نکلگیا بیت تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ۔ بر دل نشست و خوب نشست و بجا
نشست ۔ اس ظالم کو اٹھا کر لائی جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے جب مین نے
صحبت مین اپنی طلب کیا تو انکار کرتا ہے آج چار راتین گذری ہین کہ دن بھر اور رات بھر
لیے لیے اسکو پھرتی ہون عجائب وغرائب سحر کے دکھاتی ہون مگر یہ ظالم نہین مانتا ہے
گلے مین اسکے ایک تختی پڑی تھی وہ لوح محفوظ تھی اسکو اتار لیا تب سحر اسپہ ہوا ہے اے
سرہنگ اگر تجھسے کچھ علاج ہو سکے تو کر ساحرہ نے کہا ای کمیل ٹھیر جا تا سنو شاید یہ
جوان تجھ پر رغبت کرے لیکن تم اسکو میرے حوالے کر دو مین سمجھا لونگی کمیل خاموش ہوئی
قفس سامنے رکھا آپ قریب سرہنگ کے بیٹھی شبرنگ نے جو اپنے آقا کو دیکھا اور
تڑپ تڑپ کے گانے لگا ایسی دو چار تانین اڑائین کہ کمیل بھی تعریفین کرنے لگی سرہنگ
سے پوچھتی ہو کہ یہ کون شخص ہے اسے کیا خطا کی جو اسکو قید کیا ہے کہا ای کمیل یہ ادعا
طلسم کشا ہے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے میرے صحرا مین آیا ظالم نے میرے
قمر روی کو ... نے اسکو گرفتار کیا اب جاکر تلاش کر کے طلسم کشا کو بھی لاؤنگی ان دونو

خدمت خداوند مین روانہ کرونگی کمیل نے کہا او سرہنگ یہی شخص طلسم کشا ہی مگر مین اسکی خطا کو معاف کرتی ہون مگر یہ ظالم جان کا خوف نہین کرتا سرہنگ نے کہا ای کمیل یہ قدرت خداوند لقبر اطاثانی کی ہی کہ یہ دونون دستیاب ہوے تم اسکو مجھے حوالے کرو مین صبح دونون کو خدمت خداوند لقبر اطاثانی مین روانہ کرون بڑا امیر انام ہوگا تم بھی جان بچیگی صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحر اس اقلیم سے نابود ہو جائینگے خداوند لقبر اطاثانی چولا تبدیل کرینگے اہل دنیا کو منھ نہ دکھائینگے اگر یہ جوان قتل ہو جاے تو عمر طلسم کی ہزار برس کی ہو ساحر بہ لطف عملداری کرین قدرت کی خدائی کو آرام سے کمیل نے کہا او سرہنگ انصاف تو کر مین اپنا معشوق کیونکر حوالے کر دون میرا دل نہین مانتا جب طلسم ٹوٹے گا کہا جائیگا سرہنگ نے کہا ای کمیل مین نہ جانے دونگی طلسم کشا ایسا شخص اسکا زندہ رہنا بہتر نہین قدرت شکایت کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ اس جوان کے ہاتھ سے عاجز ہو کر چولا تبدیل کرونگا کمیل نے کہا میری اسیر جان جاتی ہی مجھے منظور نہین کہ یہ کیسکے پاس جائے اور نہ کہ قدرت کے پاس پہونچے اور وہ اسے قتل کرین مین کیونکر گوارا کرون سرہنگ نے کہا ای کمیل ہاتھ اٹھا اسکی محبت مین جان نہ دے یہ فرزندان حمزہ مین جو زبان سے کہا وہ کہا یہ کبھی تجھکو قبول نہ کرینگے مفت مین پریشان رہیگی کمیل نے کہا مجھے سب کچھ گوارا ای شبرنگ نے سرہنگ کو اشارہ کیا کہ قفس چھین لیجیے آپ نے کس لطف سے سمجھایا مگر اسنے نہ مانا آخر کو سرہنگ اٹھی کہا ای کمیل قفس چھوڑ دو اور جاؤ کمیل نے کہا کیا بکتی ہی تیرے کہنے سے کیا مین اپنی جان کو چھوڑ دون اور تجھکو دون کہ دشمنوں کے آگے قتل کرے سرہنگ نے گولہ مارا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ گولہ پھٹ کر گرا کئی سحر سرہنگ نے کیے کمیل نے ہنس ہنس کے دفع کر دیے اور کہتی جاتی ہی کہ او سرہنگ کیون قضا آئی ہی مگر سرہنگ نہین مانتی سحر کیے جاتی ہی آخر کمیل نے بجلی کمان سے اُتاری اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری برق جہندہ بنکر وہ بجلی سر سرہنگ پر گری سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے جب سرہنگ مری شبرنگ نے سحر سے رہائی پائی

ہو کر الگ ہوا کمیل نے قفس اُٹھا لیا چاہا کہ روانہ ہو جاؤن مگر حیران ہی کہ وہ عیار
کہان گیا ہر مرتبہ نام لیکر پکارتی ہی کہ اے عیار طرار مین تیری جویا ہون مین تیرے ساتھ
برائی نہ کرونگی شبرنگ کھڑا سن رہا ہی ایک نخل کی آڑ مین چھپا ہوا ہی مگر جواب نہین دیتا
خیال ہی کہ ساحران غدار ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور کرین کہ اس عرصے مین ملکہ شعلہ جوالہ جو
تلاش مین شبرنگ کی چلی تھین آسمان پر اُڑتی ہوئی آتی تھین کہ کان مین آواز پہونچی
کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود مرنے کی سرہنگ کے جو آواز کان مین آئی
بلند ہو کر دیکھا کہ ایک قفس مین نور الدہر بن بدیع الزمان بند ہین اور ایک ساحرہ
اُس قفس کو گود مین لیے بیٹھی ہی حیران ہو گئی کہ یہ ساحرہ کون ہی کہ شاہزادے کو لیے
بیٹھی ہی حیران ہو کر باغ مین آئی ایک طائر کی شکل بنکر نخل پر بیٹھی باتین سُننے لگی دیکھا
کہ کمیل کہ رہی ہی اے شہریار مجھے قبول کیجیے نور الدہر فرماتے ہین اے کمیل اپنی سر درد
کو مفت فائدہ دور رو بے جو کہا وہ کہا جسقدر کد و کاوش کریگی ملال پیدا ہوگا کوئی
نفع حاصل نہ ہوگا شعلہ جوالہ سمجھی کہ یہ شاہزادے پر عاشق ہی اور شاہزادہ انکار کرتا
ہی وہ عاشق زار ہی کیونکر اسکو ہارگی جب یہ قفس رکھے تو اُٹھا بچا کے لے بھاگون پھر
سوچتی ہی کہ اگر دیکھ لیا تو پیچھا کریگی جانے نہ دیگی اے شعلہ جوالہ یون ہی کہ کہ سر گردو
کر اسکے دو ٹکڑے ہون آخر دل مین سوچتے سوچتے کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر
اسم سحر پڑھا چھری پر دم کر کے کھینچ ماری جب کارد رہا ہوئی تب آواز دی کہ اے
کمیل ہوشیار رہو کہ موت تیری قریب ہی وصل سے شاہزادے کے بے نصیب ہی
پیچھے ہی کمیل پلٹی کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری کمیل کا مرنا کہ قفس
ٹوٹا نور الدہر نے قفس سے نکلتے ہی کمیل کی جھولی پر ہاتھ ڈالا لوح محفوظ نکالا لیکن
شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کیا مگر نور الدہر شعلہ جوالہ پر بہت خفا ہوے کہ دھوکے
مین کسیکو قتل نہ کرنا اگر ایسی حرکت پھر کروگی تو ہم تمسے ملنا چھوڑ دینگے بات نہ کرینگے
شعلہ جوالہ ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہریار تخت سحر تیار کرون نور الدہر نے کہا کہ تم
پر پرواز پیدا کر کے چلو ہم شبرنگ کے ساتھ آتے ہین شعلہ جوالہ پر پرواز پیدا

کر کے چلی نور الدہر و شبرنگ باغ سے باہر نکلے دو کوس راستہ طے کیا نور الدہر نے
کہا ای شبرنگ مجھسے پیدل نہین چلا جاتا کہین سے مرکب لاؤ شبرنگ نے کہا کہ ای
شہریار اس صحراے ہول خیز مین مرکب کہان جسقدر آپ نے راستہ طے کیا ہی اُسیقدر
اور باقی ہی نور الدہر نے کہا مجھسے نہ چلا جائیگا شبرنگ تو انکار کر رہا ہی کہ مرکب ممکن
نہین اور نور الدہر فرماتے ہین کہ لشکر مین جاؤ مین اسی مقام پر ٹھہرا ہون جب تم
مرکب لیکر آؤ گے تب چلونگا کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ مرکب پر
سوار پشت پر بارہ ہزار سواران جرار گھوڑا اُٹھاے ہوے اسی طرف آتا ہی اُسکی جب
کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال زیر نخل کھڑا باتین کر رہا ہی
شاطر سے کہا کہ جا کر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی اس صحرا مین آنے کا کیا باعث
ہوا عیار جست کرتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا رعب و جلال دیکھکر دنگ ہو گیا
جھککر سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریار ہمارا بادشاہ نعیم تاجدار اس
اقلیم کا مالک ہی آپکا نام نامی دریافت کرتا ہی نور الدہر نور رنجیدہ کھڑے سے تے
فرمایا کہ جا کر کہدو کہ نور الدہر ہین بدیع الزمان سرکوب بقراط ثانی ایک ساحرہ
اُٹھا لائی تھی اُسکو مار کر اب اپنے لشکر کو جاتے ہین عیار نے جا کر نعیم تاجدار سے
کہا نعیم تاجدار نے سرافسران فوج سے کہا عجب نعمت ملی کہ قدرت اس سے
بہت تنگ ہو رہے ہین ہمارے پاس بھی حکم آیا تھا کہ اگر ہو سکے تو گرفتار کر کے
لانا اب یہ اکیلا یہان مل گیا ہی چہار طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو بارہ ہزار سوار ان
جرار گھوڑے اُٹھا کر چلے نور الدہر تلوار کھینچکر بڑھے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نور الدہر
ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی بہادر کشا دانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ✤ عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ ✤
دیگر ز طفلی بجرأت ہنر و اشتم ✤ بفقار ابیک دست بر داشتم ✤ ظفر بر یلان عرب یافتم ✤
شد نوجوانان لقب یافتم ✤ شبرنگ نے بڑھکر حقۂ آتشبازی مارا گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے ایک سوار کو تاک کر نور الدہر نے مارا اُسکے گھوڑے پر سوار ہوے

طرف تاجدار کے چلے شبرنگ پشتی بانی کرتا ہوا حقہ آتشبازی مار رہا ہو لشکر مین بھی
ہنگامہ برپا ہو جس کسی نے بڑھکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پہ لگاتا تھا اور
معاوضہ مین ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے چالیس پچاس جوان مارکر ڈالدیے
لڑتے بھڑتے سامنے نعیم تاجدار کے پہونچے نعیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے پیچھے بڑھکر کلائی تھام لی تلوار چھینکر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے
اٹھا لیا فرمایا ہو شہر طلک ماردون زمین پہ استخوان تیرے چور چور ہو جائین نعیم تاجدار
نے عرض کی اے شہریار الامان نورالدہر نے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی کہ اے
شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک کہ زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا یہ سنکر
نورالدہر نے چھوڑ دیا نعیم تاجدار نے اہل فوج سے پکار کر آواز دی کہ یارو تلوار
نیام انتقام مین کر دین کہ اس شہریار کی اطاعت کی کل افسر رومال سے ہاتھونکو
باندھکر حاضر ہوے نورالدہر نے سب کو کلمہ پڑھاکر گلے سے لگایا سب بصدق
مسلمان ہوے نعیم تاجدار نورالدہر کو لیکر قلعۂ النعمانیہ مین آیا ایک شب اور
ایک دن بڑے لطف سے شاہزادے کی دعوت کی نورالدہر نے کہا کہ اے
شبرنگ آج شب کو مین نے ایک خواب پریشان دیکھا ہو خدا لشکر کی خیر کرے حکم
دیا کہ لشکر تیار رہے ہم کل کوچ کرینگے نعیم تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام
دامن دولت چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا نورالدہر نے حکم دیا لشکر تیار رہے ہم
صبح کو کوچ کرینگے صبح کو نعیم تاجدار نے لشکر تیار کیا تخت باہر نکلا محل مین رخصت
ہونے کو گیا زوجہ سے کہا صاحب ہم رخصت ہوتے ہین شاہزادہ نورالدہر کے
ساتھ جاتے ہین انشاء اللہ بقراط ثانی کو قتل کرکے آوینگے ابھی تو قمر سکندری پر
لشکر کشی ہو بعد اسکے طلسم باطن مین جانا ہوگا قضاے کار نعیم تاجدار کا شانۂ عفت
مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہو نسرین شیرین کلام اُسکا نام ہو اُسنے جو کمرے مین سے
سنا کہ والد نامدار کہین سفر مین جاتے ہین دوڑکر جو آئی پیشانی پر پسینہ آگیا نازک اندام
ابرو رشک ہلال آنکھین نرگس دیدۂ غزال ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار آکر باپ کو

سلام کیا کہا اے والد نامدار کیا قصد ہی نعیم نے کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر مین نے جس شیر کی اطاعت کی وہ جرأت وہمت وسخاوت و صورت مین بے مثل و بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی اب وہ قصر سکندری پر لشکر کشی کرکے جاتے ہین مین اپنی سعادت جانتا ہون کہ ہمراہ رکاب جاؤن خدمتگذاری کرون ایسا فخر کسکو ملتا ہی جو مجھکو حاصل ہوا لشکر اُنکا یہان سے دو منزل پر ہی شادان و یوکش کوئی پہلوان ہی وہ مقابلے مین اُنکے لشکر کے اُترا ہی شاہزادے نے شب کو خواب پریشان دیکھا ہی اسوجہ سے زیادہ جلدی کی ہی اِس رنگ سے سامنے بیٹی کے نعیم نے بیان کیا کہ نسرین بھی مشتاق ہوئی کہ کیونکر جمال باکمال دیکھون نعیم تاجدار تو شب سے رخصت ہوکر باہر آیا مگر نسرین شیرین کلام ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی مجمع مین اپنی کنیزون کے آئی کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری کیسا مزاج ہی حضور کو عجب رنگ مین پاتے ہین نسرین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا بیان کرون دل کی کیفیت ہی عجب صورت ہی

نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارہ اپنا
لا چکا حسن جہان سوز جرارہ اپنا

یاد خاطر رہے جنبش تری مژگان کو صنم
کہ نگہ کو ہو نہ فراموش اشارہ اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہی نہین تقدیر سے چارہ اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارہ اپنا

آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارہ اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی
کشتی و پل سے نہ ہوویگا گذارہ اپنا

زیر دیوار رہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارہ اپنا

بحر ہستی مین یہ طوفان عدم اُٹھنے سے
غوطے کھلوانا ہی ساحل سے کنارہ اپنا

صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار
منھ نہ دکھلاے ہمین عمر دوبارہ اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش
اِس قلمرو مین ہی مدت سے اجارہ اپنا

کنیزین گھبرا گئین کہا واری یہ کیا بلا فرمایا کہا صاحبو کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ

گذرا اسوقت والد نامدار نے طلسم کشا کا ذکر کیا دل مشتاق ہی کہ کیونکر جمال بے مثال کو
دیکھون حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کنیزون نے عرض کی واری ایک نامہ لکھیے جسکو
حکم دیجیے وہ لیجائے نامہ آنکے ہاتھ تک پہونچائے یقین ہی کہ وہ بھی مشتاق ہون
اور آپ تک آئین اسطور سے ملاقات ہو آپ کا جمال بے مثال عابد کش زاہد فریب
ہی یقین ہی کہ ضرور مائل ہون آخر یہ صلاح ٹھہری کہ رقعہ اشتیاق آمیز لکھیے اسمین تصویر
اپنی رکھدیجیے پر اسے بہت پسند ہوئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا مضمون یہ تھا
کہ اے پروردۂ تمکنت کج ادائی واے غزال صحراے بے اعتنائی زاد حسنہ بعد آرزوے محبت و
تمناے الفت کے عرض ہی آپ کا ذکر حسن و جمال و جرأت زبانی والد نامدار کی سنا
اشتیاق ہوا کہ جمال بے مثال دیکھون اور قدمبوس ہون دل کی جو کیفیت ہی اسکو
کیا بیان کرون

نظم

ہاتھ پاؤن مین درد رہتا ہی	رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی
صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا	ہاے فرقت نے دل کو توڑ دیا
ناتوانی چڑھی ہی زورون پر	رنگ لاتا ہی روز خون جگر

ہاے اور کیا حال مصیبت مآل اپنا لکھون قلم دو زبان کا سینہ چاک اشک سیاہ ٹپکتے
ہین اسی کاغذ مین اس مشتاق کی تصویر رکھی ہی ایک کنیز شگوفہ نامے اسکو یہ نامہ دیا
سر نامے پر اپنی مہر کر دی شگوفہ مردانے کپڑے پہنکر چلی نور الدہر بن بدیع الزمان
نے دن جو چڑھ گیا فرمایا کہ انشاء اللہ کل کوچ کرینگے آج گویا یا تراب کیا کل ضرور
پہر رات رہے سے لشکر تیار رہیگا یہ حکم دیکے بارگاہ مین آئے سرداران تہمتن
معشوقان پرفن گرد بیٹھے ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی گا رہی ہی آنکھین ملا کر
بتا رہی ہی نور الدہر مست بیٹھے ہین کہ شگوفہ دریافت کرتی ہوئی در بارگاہ پر آئی
درگہ سالار بیٹھا ہی شگوفہ نے درگہ سالار کو آکر سلام کیا اور کہا یا تو اپنے شہریار کو
یہ نامہ پہونچا دیجیے یا ہمکو حکم ملے کہ ہم خود جا کر پیش کرین درگہ سالار نے حکم دیا کہ
جاؤ شگوفہ مردانہ بھیس کیے ہوے اندر جو بارگاہ کے آئی عجب دربار دیکھا کہ ایک

دنگل شوکت پر نور الدہر گرد سرداران نامی ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہو کہ شگوفہ
نے آکر مودب سلام کیا دونون ہاتھون پر نامہ رکھکر پیش کیا نور الدہر نے نامہ لیا
سرنامے پر مہر دیکھکر طبیعت کو رغبت ہوئی لفافہ کھولا نامہ پڑھا وہ لفظین اشتیاق آمیز
پائین کہ دل کو فرحت اور روح کو راحت ہوئی نامہ پڑھکر تصویر پر جو نگاہ ڈالی مثل تصویر تصویر
حیران جمال ومحو دیدار ہوگئے بیت نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ہ نوبت بہ زلف
او چو رسد از او میکشد ہ نور الدہر کے منہ سے بے ساختہ نکلگیا کہ فرو مراکشتی و تکبیرے
نگفتی ہ عجب سنگین دلے اللہ اکبر ہ یقین تھا کہ شاہزادہ غش کھاکر گرے اپنے کو
سنبھالا پہلو مین تخت بچھا ہی اُسپر نعیم تاجدار بیٹھا ہی اُسنے یکایک دیکھا کہ رنگ
روے شاہزادہ متغیر ہوا چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین نامہ ہاتھ مین ہی دمبدم
نامہ دیکھتے ہین کبھی نامے کے بوسے لیتے ہین نعیم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار
اس نامے مین کیا لکھا ہی کہ حضور کا رنگ رو متغیر ہوگیا مین دیکھتا ہون دمبدم تغیر
بڑھتا جاتا ہی نور الدہر نے وہ نامہ ہاتھ مین نعیم کے دیا نعیم نے جو نامہ پڑھا خوش
ہوگیا کہا اے شہریار زہے فخر وسعادت غلام کی کہ حضور کے پہلو مین وہ کنیز بیٹھے اُسی
وقت وزرا کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی لاؤ وزرا ترنج خوشبوئی لائے طرف شاہزادے
کے اشارہ کیا وزرا نے وہ ترنج سینے پر شاہزادے کے لگایا اُسیوقت نذرین
گذرنے لگین مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نعیم نے کہا امیدوار ہون کہ ایک
ہفتہ حضور قیام فرمائین کہ نکاح مین حضور کے کنیز کو لاؤن نور الدہر نے کہا آج ہی
تقریب ہوجائے کل کوچ مین فرق نہ ہو نعیم نے کہا یہ بھی ممکن ہی کارگزاران شاہی کو
حکم ہوا تیاری ہونے لگی نعیم نے کہا حضور تشریف لاوین مین اُسے جاکر عروس بناؤن
عالم کو حضور ساتھ لیتے آوین عقد ہوجاوے نعیم نے جاکر محل مین آکر کیا نسترن کو
دُلھن بنایا جوڑا بھاری پہنایا مشاطہ نے زیور ولباس سے عروس کو آراستہ کیا
یہان نور الدہر سردارون کو ساتھ لیکر سوار ہوے طرف قصر نعیم کے چلے جاکر
مسند پر بیٹھے عالم کو بلاکر عقد پڑھایا بعد ازان عالم کو کشتی وغیرہ دیکر رخصت کیا دُلھن کو

محافے مین سوار کر کے لیچلے چند قدم چلے ہین کہ پشت سے تیر ہوا تا طریچکا نے بھاگنے
لگے کہاریاں الگ گرین نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو خیر تو ہی ناظرین پر
واضح ہو کہ پہلو مین اِس قلعے کے ایک پہلوان رہتا ہی کہ اُسکو سکان مردم در
کہتے ہین جب حسن و جمال ملکہ نسرین شیرین کلام کا شہرہ ہوا تو سکان نے نعیم کو
پیغام دیا تھا کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے ورنہ بہت بڑی بے ادبی ہوگی
کہ لشکر کشی کرونگا قلعے کی تباہی پر آمادہ ہونگا سرکار کو تکلیف پہونچیگی نعیم نے
بخوف خونریزی قبول کر لیا تھا مگر یہ کہا تھا کہ بعد دو برس کے شادی کرونگا سکان
نے قبول کیا یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ فرزند حمزہ کے ساتھ تیری منسوبہ کا عقد ہو گیا
اور برات لیے ہوے جاتے ہین سکان کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا بارہ ہزار سوار
سے آپڑا نور الدہر نے جو یہ خبر سُنی گھوڑا بڑھا کر جا پڑے مگر دیکھا کہ سکان لڑتا
ہوا قریب محافے کے پہونچا چاہتا ہی پلٹ کے دیکھا کہ ایک کمیدان موسوم بہ
غراب شیر شکن لڑتا ہوا ساتھ ہی نور الدہر نے کہا اے غراب تیرے ساتھ کتنے
لوگ ہین کہا حضور دو ہزار جوانون کا افسر ہون نور الدہر نے کہا اے غراب
مین محافے پر قبضہ کر کے تیرے ساتھ کرتا ہون تو اپنے ہمراہ لیکر چل مین سکان
کو شکست دیکر آتا ہون غراب خود مدت سے ملکہ پر عاشق تھا کہا اے شہریار
غلام ساتھ جانبازی کے اپنے ہمراہ محافہ لیجائیگا نور الدہر نے بڑھکر شمشیر زنی
کی ملازمان سکان کو قریب سے محافے کے ہٹایا محافے پر قبضہ کیا غراب سے
کہا تمھارے دو ہزار جوان جو ہین اُنکو ساتھ لو طرف صحرا کے نکلجاؤ کسی مقام پر
جا کر ٹھہر نا ہم فوراً آتے ہین غراب کو گویا نعمت ملی محافے پر قبضہ کیا لیکر طرف
صحرا کے چلا جی مین کہتا ہی یہان سے نکل چلو کسی اور ملک مین چلکر بسین گے ہم
جہان جائین گے وہان ہماری قدر ہوگی دو ہزار جوان ساتھ ہین محافہ لیے ہوے
جاتا ہی چاہتا ہی دور نکل جاؤن کہارون پر تاکید ہی کہ جلدی چلو کہار بھی بھاگے ہوے
جاتے ہین قضاے کار ایک پہاڑ ہی کہ کوہ املاک اُسکا نام ہی املاک قزاق اُسپر

رہتا ہی وہ بر سر کوہ بیٹھا تھا بارہ ہزار جوان گرد بیٹھے ہین کہ دور سے اسنے دیکھا
ایک محافے کو دو ہزار جوان گھیرے ہوے آتے ہین ایک جوان آگے آگے سب کے
رواروی کرتا ہوا جاتا ہی املاک بارہ ہزار جوانون کو لیکر اُترا للکارا کہ خبردار
آگے نہ بڑھنا غراب گھبرا کر ٹھہر گیا املاک گینڈا بڑھا کر قریب آیا پوچھا اسمین کون
سوار ہی غراب نے کہا جو ہماری جان و مال کی مالک ہی جسکے عشق مین مدت سے
بیتاب و بیقرار تھا آج اُسکو لیے جاتا ہون شراب وصل پیونگا املاک نے کہا بہتر
اسی مین ہی کہ محافے کو یہین چھوڑ دے تو چلا جا ورنہ پچھتائیگا عنقریب موت کا
مزا چکھائیگا یہ سنکر غراب نے گینڈا بڑھایا ہاتھ تلوار کا مارا املاک نے کہ قزاق
زبردست جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہی تلوار کو تلوار پر کاٹا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ
مارا دیا غراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون کو بھی مار لیا محافے پر قبضہ کیا
محافے کو لیکر پہاڑ پر پہونچ گیا ایک مکان مین ملکہ کو اُتروایا کنیزون کو حکم دیا خبردار
بہ تکلف خدمتگزاری کرنا کوئی تکلیف نہ پہونچے کنیزان چینی وردی فرستادۂ املاک
برائے خدمت حاضر ہوئین مگر نسرین شیرین کلام نہایت حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا
ہوا مگر کس سے بیان کرے غیر کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین ایک گوشے مین
جا کر ملکہ بیٹھین یہان نور الدہر مصروف جنگ ہین لڑتے بھڑتے قریب سکان
کے پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا
جیسے ہی اُسنے چاہا کہ دوسرا ہاتھ مارون خبردار خبردار کہکر نور الدہر نے کمر کو
بچا کر سر پہ ہاتھ مارا سکان نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا مگر تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرا
سپر کو کاٹ کے پھر جو گرا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ہلاک ہوا کہ سکان مارا
گیا ساتھ والے اسکے بھاگے کچھ خدمت مین نور الدہر کی حاضر ہوے کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نعیم تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای
شہریار بڑے مغرور کو مارا کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا کسیکی مجال نتھی کہ اُس
سے مقابلہ کرے مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع مددگار نور الدہر نے پوچھا کہ ای

نعیم غراب کہان ہی ہرکارون نے خبر دی کہ وہ محافہ لیکر بیرون قلعہ گیا نور الدہر نے کہا بڑی حماقت کی معلوم یہ ہوتا ہی کہ اُسکے دل مین کچھ فتور ہی یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ہمراہیان غراب روتے پیٹتے آتے ہین نور الدہر نے پوچھا بھائیو خیر تو ہی کہا ای شہریار غضب ہوا کہ افسر ہمارا غراب ابھی ہاتھ سے املاک قزاق کے مارا گیا املاک نے اُسکو مار کر اور ہمکو بھگا کر محافے کو ساتھ لیا اور ادہر چھپا پہنچ کر آیا نور الدہر نے کہا ای نعیم ہم تو تلاش مین ملکہ کی جاتے ہین نعیم نے کانپکر عرض کی ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہی کہ سکان ایسے پہلوان کو مارا مگر یہ املاک قزاق بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا ای بادشاہ اِسکا خیال نہ فرمایئے خداے بزرگ امت مقام ستم ہی کہ ہمارے ناموس پر قبضہ کرے اور ہم سنین اور نہ جائین یہ تو بڑی غیرت کی بات ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طرف اُس کوہ کے چلے یہان املاک اپنی فوج کو لیے بیٹھا ہی کنیزون سے کہلا بھیجا ہی کہ ملکہ کو رضامند کرو جب ماہ دولت اندر آئین تو انکار نہ کرین کنیزین دوڑ دوڑ کر جا رہی ہین جس کنیز نے جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے جواب سخت دیا اُس کنیز نے پلٹ کر املاک سے کہا کہ وہ عاشق جمال نور الدہر ہوا اور وہ کلمن ہی ہوئی ہی سکان نامے پہلوان نے جرات مین فساد کیا نور الدہر نے غراب کے ساتھ محافہ روانہ کر دیا تھا کہ تو محافہ لیکر چلا جا مین سکان سے مقابلہ کرکے آؤنگا وہ سکان سے لڑنے لگے غراب یہان آکر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مگر نہین معلوم غراب کے دل مین کیا فتور تھا کہ اسطرف نکل آیا املاک یہ حال سنکر پریشان ہو رہا ہی کہتا ہی یارو میری کیونکر زندگی ہوگی جب سے ذکر اُسکے حسن و جمال کا سنا ہی برا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

ماتم بہت رہا مجھے اشک چکیدہ کا　　آخر کو یاس آ ہی گیا نور دیدہ کا
نام فراق پھیر لیا مین نے عمر بھر　　تھا ذائقہ زبان پہ عذاب شدیدہ کا
اب وہ مزہ نہین لب شیرین کے قند مین　　چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا
او چرخ پیر دور جوانی سے درگذر　　اب پاس چاہیے تجھے پشت خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن انکھ مین غضب
دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہوئی حصول
اے ساکنان چرخ ستمگر بس بچو بچو +
وہ ناتوانیان ہین کہ جسم ضعیف پر
بے دیدہ دیدہ ہین نہین آتے کسی طرح
او گل خیال ہو عرق جسم کا ترے
بادنگا وست سے ہو دل کو انتشار
قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
جلوے دکھا رہا ہے یہ فرش زمردین
چڑھتی ہے روز چادر گل جلتے ہین چراغ
بالون کو اے نسیم رنگو گے خضاب سے

کیا مدعا ہے قاتل خنجر کشیدہ کا
تھا او رمدعا مرے دست کشیدہ کا
طوفان ہوا بلند مرے آب دیدہ کا
جامہ ہے عنکبوت کے دام تنیدہ کا
گم آشیان ہے طائر رنگ پریدہ کا
شیشہ ہے دل ہمارا گلاب چکیدہ کا
پیمانہ ہے غراب شراب چکیدہ کا
تار نفس کیسے گلوے بریدہ کا
سبزہ مزار پر ہے گیاہ دمیدہ کا
یہ ڈھیر ہے مزار کسی برگزیدہ کا
کسکو عصا بناؤ گے پشت خمیدہ کا

سردار سمجھا رہے ہین کہ اے افسر اعلی آپ کی بڑے لطف سے بسر ہوتی ہے اپنے کو
اس کشاکش مین نہ ڈالیے جب دو چار دن یہ نازنین رہیگی آپ کی محبت دل مین
آویگی آپ خود دیکھیے حسین وجمیل ہین جلدی نہ کیجیے املاک نے کہا یارو مین دل کو
سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا مین جبر سے اُسپر قبضہ کرونگا مسلح تو بیٹھا ہوا تھا کہ
ٹیک کر تلوار کو اُٹھا دروازے پر قصر کے آیا پکار کر آواز دی اے جان جہان و
اے آرام دل مشتاقان میرا حال بہت ابتر ہے دل بیقرار و مضطرب ہوا آتا ہون کہ
ایک نگاہ آکے جمال بیمثال دیکھ لون تو شاید دلکو میرے صبر آئے کیا حسن مین
کمی ہوگی جو ذرا صورت دکھا دو اپنے عاشق کا معشوق پاس کرتے ہین نسرین
پر دروازے پر آئی کہا املاک خبردار اندر نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤ گے مین تمہاری
ساری املاک تہ و بالا کر دونگی اپنی زبردستی سے بہت پچتاؤ گے اگر مین یہ جانتی
کہ تم غراب کو مار کر مجھپر قبضہ کرو گے تو مین کہانے سے ہرگز نہ اترتی املاک نے
آواز دی اے ملکۂ عالم اب دل نہین مانتا مین آتا ہون ملکہ نے خنجر نکالکر دکھایا کہ

اگر اندر آئیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا املاک چاہتا ہی کہ اندر جاؤن اور ملکہ تڑپ رہی ہی کہ ہر کارے نے بڑھکر آواز دی اے پہلوان دوران اے دوگر شاسپ جہان باہر آؤ دیکھو سامنے گرد اڑی طالب اس مہ جبین کا آتا ہی نہایت جری و بہادر ہی یقین ہی پہاڑ پر چڑھ آئے املاک نے کہا مین وہ بہادر ہون کہ میرے صحرا کے گرد مین کوئی پہلوان نہین رہا جس پہلوان نے سر اٹھایا اسکو جاکر زیر کیا اب اس جوان کا سر کاٹ کر معشوق کے سامنے لاکر رکھدون کہ اسکے دل سے غرور نکلجاے پہلوانون نے کہا وہ خود صف شکن تیغ زن ہی املاک نے کہا مجھے مقابلہ نہ کر سکیگا میرے ہاتھ سے زیر ہوگا یہ کہکے پلٹا کنیزون نے ملکہ سے خبر کہی کہ شاہزادہ آگیا املاک برابر مقابلہ گیا ہی ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئی دور سے دیکھنے لگی دیکھا کہ نور الدہر گھوڑا اڑاے ہوے آتے ہین نور الدہر جب قریب پہاڑ کے پہونچے گھوڑے سے اترے دامن کوہ کے آستینین چڑھامین جست و خیز کرتے ہوے پہاڑ پر چلے ہر چند گھاٹیون پر قزاقون نے روکا مگر شیر بیشۂ جرأت کب رکتا ہی گھاٹیون کو خالی کرتے ہوے جاتے ہین ہر مقام پر غلغلہ پڑا ہی نور الدہر نے گھاٹیان خالی کرائین مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ شاہزادے پہ بلوہ ہی صورت بدلکر ایک کنیز کی شکل بنا پتھرون مین چھپتا ہوا در قصر پر پہونچا اندر گیا قریب ملکہ کے پہونچا ملکہ کھڑی ہوئی بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ شاہزادہ مجمع عام مین گھرا ہی ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز شاہزادے کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اس مجمع کو دیکھکر میرا تو کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب تھرتھراتا ہی

نظم

تاکی از ہجر نیم جان باشم	زار و کمزور و ناتوان باشم
در غمت خون دل کنم تا کے	دم بخود گنگ و بے زبان باشم
تاکی اندر زمانہ سرگردان	روز و شب مثل آسمان باشم
کن کرم تا کہ ز آفت دوران	ہر شب و روز در امان باشم
رہنما شو براہ صدق و یقین	تا کہ خالی ز بدگمان باشم

دو فراغت کہ در میان جہان — فارغ از فکر این و آن باشم
بندۂ حکم باشم و شب و روز — سر نہادہ بر آستان باشم
باشم اندر عبادتت مشغول — تا کہ من زندہ در جہان باشم
بہ حریم حرم چہ کن کرم یارب — کہ ثنا خوان بہر زبان باشم
ہر زمان بر زبان بود ذکرت — روز تا شب بدل نہان فکرت

شاہزادہ لڑتا بھڑتا سمر کو وہ پہونچا ایلاک نے للکارا او پسر حمزہ کہان سے گریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کھینچکر یہان لایا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ
نورالدہر نے کہا او مغرور زبان تیغ سے کام لے اب سوال و جواب کا وقت نہین
ہی ایلاک نے تلوار کھینچی للکار کر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس
مین تلوار چلنے لگی دو چار وار ردوبدل ہوے تھے کہ نورالدہر نے جلدی کر کے
کمر کو بچا کر سر پر ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری اول گردہ سپر کا پھر سر کو کاٹ کے
کلہ و جبڑہ کاٹتی ہوئی تا بہ جگر گاہ پہونچی نورالدہر نے نعرۂ تکبیر کیا پلٹ کے دیکھا
سماک کو اپنے قریب نہ پایا سماک کا قریب نہ ہونا بہت شاق ہوا جب قزاق دس بیس
مارے گئے افسران فوج نے دیکھا کہ اس جوان پر کوئی غالب نہ آئیگا اتنے بڑے مجمع
مین کئی سو سردار مارے گئے آخر انجام بخیر ہوا کہ سرداران وہان سے ہاتھ باندھکر سامنے
نورالدہر کے آئے عرض کی ہم لوگ حضور مسلمان ہوتے ہین نورالدہر نے سبکو
کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سب بصدق مسلمان ہوے نورالدہر ٹہلتے ہوے طرف اُس
قصر کے چلے چاہا اندر جاؤن مگر شبرنگ نے بشکل کنیز پہلو سے ملکہ پر حاضر ہو دست بستہ
عرض کی کہ اے ملکۂ عالم غلام کو آپ نے پہچانا کہا ارے تو کون ہی شبرنگ نے جواب دیا
مین ہون آپ کا نمکخوار شبرنگ بن عمرو اسی ہڑ مین پہونچ گیا ملکہ نے بیقرار ہو کر
کہا اے شبرنگ تو جا کر شاہزادے کو لا مین بھی آتی ہون شبرنگ بڑھا ملکہ اپنے کو
سنبھالتی ہوئی طرف سیڑھیون کے چلی شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نورالدہر اندرون قصر
آیا چاہتے ہین ملکہ نے اور جلدی چاہا کہ کوٹھے سے اُتر آؤن کہ آسمان نے چمک کے

ایک بجلی گری شبرنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہ ملکہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا ہوا لیکر بلند ہوا
شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا قمر سے باہر آیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ شبرنگ قمر سے
باہر آیا مگر کچھ چہرہ اداس ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پوچھا کیون ای یار وفادار خیر
ہی شبرنگ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ملکہ کو کوئی اُٹھا لیگیا نور الدہر نے زانو پر
ہاتھہ مارا کہا ای برادر کیا ارادہ ہی شبرنگ نے کہا مین تلاش مین جاتا ہون طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی
اُٹھا کر لے گیا نور الدہر نے کہا مین اِس مقام کو تسخیر کرکے لشکر مین چلتا ہون تم
وہین آنا شبرنگ بہت اچھا کہکر روانہ ہوا جس جانب پنجہ ملکہ کو لے گیا تھا اُسی
جانب یہ بھی چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا پنجہ ملکہ کو لیے ہوے جاتا ہی یہ بھی پیچھے
پیچھے رواروی کرتا ہوا چلا جاتا ہی کئی صحرا کو طی کرکے ایک مقام پر دیکھا کہ وہ پنجہ ایک
باغ مین اُترا شبرنگ پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر پہونچا دیکھا ایک ساحر
سیاہ رو بر خومسند پر بیٹھا ہی اور ملکہ کو سامنے بٹھا لیا ہی چند ملازم کھڑے ہین اُنسے
حکم دیا ہی کہ اِسے سمجھاؤ کہ بادولت کو یہ شوہری قبول کرے ملازمون نے جو ملکہ سے
کہا ملکہ نے سخت جواب دیا کہ اِس سے کہو مجھے کھالے مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ وہ
بہت پچھتائیگا مین خود اپنے غم والم مین ہون خدا کسیکو یہ صدمہ نہ دکھائے **نظم**

ہاتھون مین آج کی شب مہندی لگائیے گا — تجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو — پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون — طوفان اور کوئی مجھپہ اُٹھائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناحق کی گفتگو ہون — بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین + — پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا
بیہودہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا + — پھر گل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خون مجھسے — جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیے گا
یہ کیون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے — جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا

مشتاق نے تو جامہ گلگون لباس کیون ہو ۔ یہ رنگ نوعروسی کسکو دکھائیے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے ۔ کیا منہ اب آپ کا ہی جو منہ چھپائیے گا
ہم خوب جانتے ہین استادیان تمھاری ۔ محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی ہی بیرحمیون کی صاحب ۔ کبتک تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
کچھ لحظ اور شہزور تا روح تن سے نکلے ۔ آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
بیٹھے ہوے ہین جو کچھ دل مین بھری ہی آگ ۔ کاہیکو آئیے گا کاہے کو آئیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان ۔ مجھکو نہ پائیے گا مجھکو نہ پائیے گا
سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی ۔ فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا
کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی ۔ مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا
ٹھنڈی کبھی نہ ہوگی کیا گرمیان تمھاری ۔ آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا

شبرنگ دیوار سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ نے تو رو رو کر یہ اشعار پڑھے اور وہ ساحر سیاہ رو کہ جسکا ششکال جادو نام ہی قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے معشوق خوبرو یہ اشعار تو مجھے پڑھنا زیبا تھے شبرنگ نے قصد کیا کہ مین سامنے جاؤن مگر دل نے گواہی نہ دی اتر کر باہر آیا حیران کھڑا ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس ساحر کے سامنے جاؤن اس فکر مین کھڑا تھا کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا ایک ساحر اسی طرف آتا ہی شبرنگ نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا اور چار چتے رکھلیے ایک طرف آگ روشن کردی کچھ کوڑیان پیسے ڈالدیے جب وہ ساحر سامنے گذرا پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا فقیرون سے ملاقات کرتے جاؤ ایک گھونٹ حقہ پی لو وہ ساحر پلٹ کر آیا کہا شاہ صاحب نوکری بری چیز ہی اگر ذرا دیر ہو تو خفگی الگ ہو اور نوکری بھی جاتی رہے شاہ صاحب نے فورًا حقہ بھرا حقہ بھرنے مین پوچھا کسکے نوکر ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان کو جاؤگے اور تمھارا نام کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام کہین جادو ہی اور مین ملازم خداوند بقراط ثانی کا ہون سامنے باغ مین ششکال جادو رہتا ہی قربان خداوندی لیکر

آیا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون کہ طلسم کشا کی آمد شروع ہوئی ہان یارو بڑھکر روکو اور
کئی جگہ نامے پہونچانے ساری رات اُسی دوڑ دھوپ مین گذری بس اب اور کسی کو
نامہ دینا نہین ہو نقیر نقلی نے تمباکو مین بیہوشی ملائی سلفہ بھر کر کنڈے کی آگ رکھی
حقہ لاکر سامنے ساحر کے رکھا کہ ایک دم مار کے چلے جاؤ کہین جادو نے جیسے ہی
حقے پر دم مارا اُلٹ گیا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا نقیر نقلی نے نامہ اُسکی
جیب سے نکالا بقراط کی سرنامے پر مُہر تھی اُس نامے کو اپنے پاس رکھا کپڑے اُسکے
اُتار لیے آپ پہنے خال و خط بنایا کہین جادو کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ ہاتھ مین لیا اور
جست و خیز کرتا ہوا چلا باغ مین شنگال کے آیا شنگال چپ بیٹھا ہو ملکہ کے تصور
مین خاموش دریاے محبت کا جوش ساحر نقلی نے نامہ پیش کیا شنگال جادو نے
نامے کو پڑھا کہا قدرت کو میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا
کہ یا قدرت غلام غافل نہین ہو آٹھ پہر یہی فکر ہو صبح و شام مین طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤنگا اور خدمت مین ضرور پہونچاؤنگا مگر ایک بات اور قدرت سے کہنا کہ
مین ایک عورت کو لایا ہون وہ مجھے قبول نہین کرتی قدرت ایسی تقریر کرین کہ وہ
مجھے بدل قبول کرے شبرنگ نے کہا او شہنشاہ ساحران اُس عورت کے پاس جاکر
آپ بیٹھین مین ایسا رضامند کردون کہ جو آپ کا حال ہو رہی حال اُسکا ہو جاسے
بدل آپ کو قبول کرے اگر دم بھر آپ کو نہ دیکھے تو مثل آپ کے بیقرار رہے یہ کہے
کہ ہمیشہ میری آنکھون کے سامنے رہو تمکو اختیار ہو جو ناز و نیاز کروگے وہ قبول کریگی
شنگال نے جو یہ باتین کہین جادو نقلی سے بہت نہال ہو گیا کہتا تھا بھائی عمر بھر
تمہاری خدمت کرونگا اُدھر سے بڑے بڑے قافلے سوداگرونکے نکلتے ہین مین
ایک پورا قافلہ لوٹ کر تمہارے حوالے کرونگا سامنے جو بارہ دری ہو اُس مین
قفس لٹکا ہو جاکر کلام کرو شبرنگ تو اُسطرف چلا شنگال خوش بیٹھا ہو زمانہ
سے کہ رہا ہو کہ یہ ساحر مدتون سے خدمت مین خداوندی کی رہتا ہو اگر دو چار تقریرین
کرتا گیا ہو تو کیا عجب ہو بیشک یہ راضی ہی کرکے ایگا دل کو معشوق کے الٹ دیگا

یہ باتین کر رہا ہی اور وہ تصویر ملکہ ہاتھ مین تصویر دیکھ دیکھ کے جھوم رہا ہی کہ آسمان پر برق
چمکی ایک ساحر ششکال کا ہم صورت آیا ششکال نے ہاتھ پھیلا کر کہا آؤ بھائی ککلکال
کہان سے آتے ہو آج بعد کئی دن کے تمکو دیکھا کس فکر مین رہے ککلکال نے کہا ای
برادر آج کئی دن سے حکم خداوندی آیا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے
پاس بھیجو مین کئی دن سے برابر فکر طلسم کشا مین جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا
ششکال نے کہا بھائی بیٹھو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا ککلکال نے پوچھا بھائی
ہاتھ مین کیا ہی ششکال نے کہا یہ تصویر معشوق ہی ککلکال نے کہا ذرا مین دیکھون
ششکال نے تصویر ہاتھ مین ککلکال کے دی ککلکال نے جو تصویر کو دیکھا پیشانی پر
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا تصویر کے بوسے لینے لگا ششکال نے کہا او بے ادب تصویر
کے بوسے کیون لیتا ہی یہ تیری بڑی بھاوج ہی ککلکال نے کہا ای برادر قاعدے
سے رشتہ مجھکو پہونچتا ہی مین کیا کرون دل نہین مانتا آپس مین تکرار ہونے لگی
ششکال نے کہا او دیوانے ایسی بزرگ کے بوسے لیتا ہی ہو شرط کہ ایک تھپڑ مارون
ککلکال نے جواب دیا ای برادر مین کیا تجھسے عذر کرونگا جس طرح پیش آؤگے مین
ویسا ہی جواب دونگا کیا مین تجھسے کسی بات مین کم ہون اگر ہم شریک ہوکر اس نازنین
سے محبت کرین تو کیا برائی ہی ششکال نے کہا او بے حیا یہ خیال خام تصور نا تمام
دل سے دور رکھ معلوم ہوتا ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے تلوار کھینچ چاہا
کہ ہاتھ تلوار کا مارون ککلکال نے منھ سے دھوان چھوڑا کہ ہاتھ ششکال کا خشک
ہوگیا وہی تلوار ہاتھ سے ششکال کے ککلکال نے لی ایک ہاتھ مار دیا کہ ششکال
کے دو ٹکڑے ہوگئے شبرنگ نے جو بارہ دری سے یہ معاملہ دیکھا کہا کہ اب غضب ہوا
اسنے اپنے بھائی کو مار ڈالا اب ہم پر توجہ کریگا معشوق کا خواہان ہوگا اسنے قفس
کھولا اور ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکے بھاگا بعد دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نام من ششکال جادو بود ککلکال نے غلامون سے کہا کہ وہ نازنین
معشوقہ پریچہرہ کہان ہی غلامون نے کہا بارہ دری مین جائیے اب جو ککلکال جادو

بارہ دری مین آیا دیکھا قفس ٹوٹا ہوا پڑا ہی ملکہ ندارد دیوانہ ہوگیا اور یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھنے لگا

نظم

سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُگلنے والے ۔ آہوے چشم چھپاوے کہین چھلنے والے
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا ۔ پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیر کے چلنے والے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہو ۔ شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے
آئنہ رکھکے کیا ہو جو کبھی تو نے بناؤ ۔ دیکھکر خاک مین مل مل گئے جلنے والے
پانون تک تیرے جو پہونچے نہین ہو پاینا ۔ کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے
یہی سوزش ہی گرمی ہی اگر نالون کی ۔ صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح ۔ رہین سرسبز جو ہین پھولنے پھلنے والے
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا ۔ مرگئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ سہی ۔ جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے
بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا اے آتش ۔ ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

آخر بگڑے ہوکے سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون غلامون سے پوچھتا ہی کہ معشوق کو کون لیگیا غلامون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک نامہ دار آیا تھا وہ خدمت خداوندگار رہنے والا تھا اُسکو ششکال نے حکم دیا تھا کہ تم جاکر بھگا لاؤ وہ بھگانے آیا تھا آپ دونون صاحب لڑنے لگے وہ معشوقہ تو سحرگاہ ہی جسکی نگاہ پڑی وہ دیوانہ وار وحشی مثال اُسکے جمال باکمال کا ہوا اب معلوم ہوتا ہی کہ ملازم خداوند لے بھاگا کلکال غصے مین آستینین چڑھاتا ہوا تلاش مین نامہ دار کی چلا شبرنگ بھاگا ہوا جاتا ہی دل کانپ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آجائے ذرا پیچھے کو مڑکا اور شبرنگ بھاگا کلکال نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی دل جو گوشہ رداہت گیا ہی ثابت ہوتا ہی کہ پشتارے مین ماہ تابان یا مہ درخشان ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا آگے دبڑھنا ورنہ مزا پائیگا شبرنگ نے پلٹ کے دیکھا کہ وہی قاتل ششکال آتا ہی دل مین یہ سوچا کہ صحرا بے وسیع ہی گر پشتارہ پاؤ

اگر گلی کوچہ ہوتا تو اُس مین اپنے کو مخفی کرتا درختون کی آڑ پکڑونگا تو یہ ضرور دیکھ لیگا ناچار شہر گیا کہا اے شہنشاہ ساحران کیا ارشاد کرتے ہو کلکال دو شیکون مین قریب آیا کہا بتلا کر اس پشتارے مین کیا ہو آخر کہان جاتا ہو شبرنگ نے کہا یہ وہی مشکل ششکال ہو جب آپ نے ششکال کو مارا تو میرے خیال مین آیا کہ لیجا کر کہین چھپا دون ایسا نہ ہو کہ غلام قبضہ کرلین یہ معشوقہ تو آپ کے لایق ہو آپ ایسا جوان میری نگاہ سے نہین گذرا خوشامد کر کے جو شبرنگ نے تعریفین کین کلکال پھول گیا ہنسکر کہنے لگا کہ او برادر کیا مین خوبصورت ہون خداوند بقراط ثانی نے جو صورت مرحمت فرمائی ہمنے قبول کی اُنکی تقدیر سے کسیکو عذر نہین شبرنگ نے کہا آپ اپنی معشوقہ کو لیجیے مطلب دلی حاصل کیجیے مین بارہ دری مین پاس تقفس کے کمر اتنا اس مہ جبین کو برا سے ششکال سمجھا رہا تھا مگر یہ انکار کر رہی تھی کہ ایک آواز میرے کان مین آئی اے کین جادو معشوق کو لیجا کر بھاگ جا ہم تقدیر کر چکے کہ یہ معشوقہ برائے کلکال جادو ہو اب کسی مقام پر بیٹھ جایئے تو مین شراب لاؤن آپ نشے مین شراب کے مطلب دلی حاصل کیجیے معشوقہ بھی راضی ہوجائیگی قدرت تقدیر کر چکے اب کیا عذر ہو کلکال نے کہا اے کین جادو تم اسی مقام پر شہر مین بستی سے جا کر شراب لاؤن تم بھی پینا کین نقلی نے کہا مین نہ پیونگا تو مطلب کیسے حاصل ہوگا کلکال جادو ایک جانب دوڑا بستی پہ جا کر شراب لی دوڑا ہوا آیا شبرنگ نے اتنے عرصے مین ملکہ کو ہوشیار کیا کہا اے ملکۂ عالم کلکال نے ششکال کو مارا اتنا کہدینا کہ مین تجھے راضی ہون ملکہ نے کہا اے شبرنگ میرے منھ سے یہ کلمہ ہرگز نہ نکلیگا شبرنگ نے ملکہ کو ایک گوشے مین بٹھایا آپ ٹہل رہا ہو کہ کلکال جادو آیا شراب لاکر رکھی شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

فراق مین ہو دم تیغ موج آب مجھے ۔۔۔ ہو گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
جو مے فروش نے ذرہ لیکے دی شراب مجھے ۔۔۔ عوض مین ذرے کے بخشا ہو آفتاب مجھے
دم انتظار مین نکلا نہ آیا ہاے جواب ۔۔۔ جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

جوان دل ہو تو پیری نہیں ہو مانع عیش
سفیدی بالون کی ہو جوش ماہتاب مجھے

تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا
نظر جو آگئی چین جبین کی آب سے مجھے

خوشی جہان کو ہو میری اشک باری سے
کیا ہو بخت نے ہم طالع سحاب مجھے

چھینگی جان مری روز ہجر مین کیونکر
دکھا رہا ہو فلک تیغ آفتاب مجھے

جنون سے ملتے ہین کتنے ویرانہ ہو تعمیر
کیا ہو عشق نے جو خانمان خراب مجھے

درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک تاج
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

اسطرح یہ اشعار گائے کہ کلکال طرف ملکہ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے بہ تعجیل جام بھر کر کہا ای کلکال ایک دور تو پیلو یہ کہکے جام دیا آنکھیں ملا کر کہا ای کلکال دیکھو کس اشتیاق سے معشوقہ تمکو دیکھ رہی ہو اسکو بھی اشتیاق ہو کلکال جام پی گیا اب تو شبرنگ نے مسخرہ پن کرنا شروع کیا کبھی چٹکی لیتا ہو کبھی معشوقہ سے اشارہ کرتا ہو کہ پیٹے پکڑکے ایک دو دھانچے مارد و ملکہ خود کانپ رہی ہو رنگ رو اُڑا ہوا اور دوسرا جام بیہوشی ملا کر کلکال کو شبرنگ نے اپنے ہاتھ سے دیا اشارہ کیا کہ ای کلکال اب کیون دیر کرتے ہو آتشی شراب پی چکے اب ملکہ کی شراب وصل سے سیراب ہو حلوکل اختیار ہو کلکال اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی دو قدم چلا کہ لڑکھڑا کر گرا شبرنگ نے نعرہ کیا ملکہ کانپنے لگی کہتی ہو ای شبرنگ میرا دل کانپ رہا ہو شبرنگ نے کہا اب مین اسکی خدمت کرونگا پڑا اسکو خیال تھا کہ مین معشوقہ پر قبضہ کرون یہ کہکے خنجر مارا کلکال کا شکم چاک قصہ پاک شبرنگ نے عطر بیہوشی کی روئی نکالی ملکہ کو سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا طرف لشکر نور الدہر کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر مع لشکر آتے ہین نور الدہر نے شبرنگ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار کیا لائے شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور کا اقبال یاور ہوا طالع نے مددگاری کی ورنہ بڑے فساد مین ملکہ پھنس گئی تھین کئی ساحرونکو مارا ملکہ کو لایا نور الدہر نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا لشکر اُترنے لگا جابجا کرب

جمع ہو گئے تمام صحرا آباد ہو گیا نور الدہر شبکو اُسی صحرا مین اُترے سرداران نامی حاضر
خدمت مین حکم دیا کہ ترکے لشکر تیار رہو نہین معلوم شادان ہمارے لشکر کے ساتھ
کیونکر پیش آیا یہان شادان کو جب معلوم ہوا کہ نور الدہر زخمی ہو کر نکل گئے
اپنے لشکر پر دباؤ ڈالا اول تو سوال کیا کہ تم سب آکر میری اطاعت کرو سب نے
جواب دیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شادان نے طبل جنگی بجوایا ملازمان نور الدہر
مقابلے کو نکلے ہاتھ سے شادان کے زخمی ہوئے تین دن برابر میدان داری کی
بارہ چودہ سردار زخمی ہوئے پھر پکار کر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو وہ میرے
مقابلے مین آوے ہر پریشان کانگان نے کیا یاد مین اپنے آقا کی خاموش کھڑے تھے جوش
جرأت مین گینڈا بڑھایا سامنے شادان کے آئے قبضۂ ساطور پر جو ہاتھ رکھا
سترہ سو من کا ساطور جوان قدر دار شادان کانپنے لگا حیران تھا کہ اس جوان کی
کیونکر جان بچیگی آخر ایک مکر یاد آیا کہا ای طہماس دوسرا کون شخص تمہاری پشت
پر کھڑا ہی مجھکو تیر مار رہا ہی اسکو تو منع کرو تم ایسا جوان اور ایسا مکر کرتے
طہماس غصے مین پلٹا شادان نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر طہماس کا زخمی ہوا
زخم کھا کر طہماس نے ساطور مارا اسپر کچھ شادان پیچھے ہٹا لیکن ساطور جو گرا تو
گینڈے کی گردن اُڑا دی شادان گھبرایا کود کر الگ ہوا طہماس نے گینڈا بڑھایا
اور آواز دی کہ ایک ضرب تو اور قبول کر او مکار تو نے بڑا فتور کرکے مجھکو زخمی
کیا ہی لیکن طہماس زخمی ہو چکے ہین سر سے قطرات خون ٹپک رہے ہین آنکھو پر
قطرے خون کے چلے آتے ہین رومال سے پونچھتے جاتے ہین شادان نے
جھکر پلٹ کا ہاتھ مارا دونون پانون گینڈے کے اُڑ گئے طہماس گینڈے
سے کود کے گینڈا تو ایک جانب گرا طہماس جو زمین پر قایم ہوئے شادان نے
اوپر سے ہاتھ مارا کہ زخم سر طہماس کا چوبارہ ہو گیا سردار دوڑ پڑے ہاتھ سے
شادان کے طہماس کو بچایا کئی زخم ہاے کاری طہماس نے کھائے مغلوب ہین
اور بھی زیادہ زخم کھاے سرداران نامی طبل امان بجوا کر طہماس کو لیکر پلٹے

اگر داخل بارگاہ ہوئے شاداں جو پلٹ کے گیا سرداروں سے کہنے لگا آج کا دن
بہت سخت تھا عجب سردار سے مقابلہ پڑا اگر میں نے کس خوبصورتی سے اسکو زخمی کیا
سردار بچا کر لیگئے سرداروں نے عرض کی حقیقت میں اس تین دن میں آپ نے بڑی
جرات دکھائی پسر حمزہ زخمی ہو کر نکلگیا ورنہ وہ بھی آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا پشنگ
شاداں کہنے لگا اب میں کل لشکر کو جواب دونگا آج کے دن قدرت نے تقدیر معقول
کی کہ طہماس کے ہاتھ سے بچا اور وہ زخمی ہو کر پلٹ گیا اب کوئی سردار ایسا نہیں ہے
از ما بدولت سے مقابلہ کرے یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاروں نے خبر اہل اسلام
کو پہونچائی ہرچند کہ طہماس کا عجیب حال ہو کہ سر زخمی شانہ زخمی پشت وپہلو زخمی مگر
حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے ہاے ای فلک تو نے یکو ایسا زخمدار کر ایا
یہ حرکت مجھسے نہیں دیکھی جاتی یارو کل تم ایک کام کرنا کہ کمند میری کمر میں باندھکر لشکر
کر گردن سے لپیٹ دینا میں مقابلے میں اُس مکار کے جاؤنگا وہ جو کل اُسنے مکر کیا
اُسکا بدلہ کرون یا جان کو اپنی نام پر آقاے نامدار کے نثار کرون نہیں معلوم کہ
اُس شیر بیشہ جرات پر کیا گذری دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا کیے تیاریاں ہوتی
ہیں جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش فوج ماہتابان سے جنگ کو نکلا
شہنشاہ ماہتابان نے مع فوج ثوابت وسیارگان شکست فاش کھائی آخر جا کر قلعہ
مغرب میں چھپا شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر آکر جلوہ افروز ہوا صبح کو طائران
چمن کا چہکنا پھولوں کا مہکنا ایک جانب پپیہے کی پی پی دوسری جانب کوئل کی کوکو
دل کو خراش کرتی ہو قمری بر سر ولب جو سرو کو کو فاختہ قلندر مشرب لباس خاکی
زیب جسم سرو حق سرہ قطرات شبنم جام گل میں مملو ہیں اسی پانی سے سبزہ گل کو
دھوپا طفلان غنچہ غون غان کر رہے ہیں نسیم سحری مستانہ چال چلتی ہو لیکن اسقدر
پاس ہو کہ کوئی جھونکا نہ چلے جو خاک اُڑکر روے گل پر پڑے اگر فرط نہروں کے
جانی ہو حباب لب جو کو دیکھکر شرم آتی ہو کہ زور سے نہ چلوں کہ سر حباب شکست ہو
انتظام کا بندوبست ہو کہ شاداں مسلح ہو کر سوار ہوا میدان کارزار میں آیا اور

پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طہماس نے قصد
کیا اُس حال مین کہ چتیان مرہم کی چڑھی ہین چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد تھا
پر گردچا ہا گینڈے کو بڑھا کر مقابلے مین جاؤن سب سردار دوڑ کر لپٹ گئے کہ اے
آقا اے نامدار ہم آپ کو نہ جانے دینگے آپ کا عجب حال ہی ذرا گینڈے نے جنبش کی
قطرات خون شانے سے ٹپکنے لگے شادان نے جو دیکھا کہ طہماس نے قصد کیا تھا
اور سردارون نے روکا سب سردار عاجز ہو رہے ہین پکار کر آواز دی کہ کیون یارو
اگر تم مین سے کوئی نہین آتا تو مین خود وہان آؤن اب وہین اگر سب کو بھاؤن تم
لوگون نے قدرت کے سامنے بڑی بیباکی کی یہ کہکے قصد کیا کہ گینڈا بڑھاؤن کہ
سردارون نے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم اس
ظالم کے ظلم سے بچا لے اے خالق کارساز اے بندہ نواز وقت مدد ہی تیرے ہی
حکم سے سب بلا رد ہی تو مالک ہی نظم

تو بودی بیشک و لاریب موجود ... نبُد و نتیک بود بود و نابود
ز جود تو ظہور جسم و جان است ... وجود ہر وجود از تست موجود
تو مطلوبی برائے اہل مطلب ... تو مقصودی برائے اہل مقصود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ ... زمین و آسمان موجود شد زود
تو کردی گرم بازار محبت ... ازان سود ار ساندی خلق را سود
بفرمان تو بدگرد و نکوکار ... شود مقبول از حکم تو مردود

سب یقہ ادیان کر رہے ہین اور طہماس کا قول ہی کہ آج مین جان دونگا یا
اس بھیا کو مارونگا تمام اہل لشکر پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ
اگر آج یہ نامرد بلوہ کرے تو ایسا جکڑ کر کافرون کے دانت کھٹے ہو جائین ان
بھیاؤن کو بھاگتے رستہ نہ ملے یا اپنی جان دین یا کافرون کو بھگائین طہماس کو
چند سردار لپٹ گئے ناچار ہو کر رونے لگا مگر شادان اہل اسلام کو دیکھکر خوش
ہوا سردارون کو اپنے دیکھکر کہ رہا ہی کہ چار جانب سے اہل اسلام کو گھیر لو جب مین

طہماس کے مقابلے مین جاؤن تو تم سب آکر وار کرنا اگر طہماس کو مار لیا تو بڑا نام
ہوگا ہرچند کہ زخمی ہی مگر مثل شیر ڈکار رہا ہی اسکے قتل سے اہل اسلام بھی ناچار ہوجاینگے
چاہتا ہی کہ جلوہ کرون اہل اسلام نے تہ دل سے دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی شادان
حیران حیران دیکھنے لگا طہماس مرجع نگار کے پھر پھرے جو تھکے پریشان پریشان
دیکھ رہا ہی کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے گل گلزار خلیل الرحمن نور
دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب اڑاتے ہوئے آئے پشت پر کئی
تاجدار تخت ہاے زرین پر طہماس نے جو نور الدہر کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہتا ہی
کیونکر جاکر قدمبوس ہون مگر شادان کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مثل بید
کانپنے لگا کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کہان گیا تھا اکیلا زخمی ہوکر گیا اب اسقدر فوج
سے آیا کئی تاجدار تخت ہاے زرین پہ ہمراہ ہین نور الدہر نے جو شادان کو میدان
مین پایا وہین سے مرکب اڑایا اور نعرہ کیا کہ باش او حیا مین آپہونچا لشکر بے مروا
پر بدولت نامرد ونکا یہی طریقہ ہو شادان نے یہ سنکر جواب دیا کہ او جوان یہ لشکر
و فوج کہان سے پایا نور الدہر نے مختصر کر کے فرمایا کہ ان سب کو زیر کیا یہ سب
ہمارے رفیق ہین یہ کہکے شادان سے نگاور زن ہوے شادان نے نیزہ مارا
نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ لیا دونون لشکر باہم نگران ہین کس
زور و شور سے تلوار چل رہی ہی مگر شادان الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی خوف
ہوتا ہی کہ یہ جوان بلاے روزگار رہا اسپر غالب آنا بہت دشوار ہی اس تھوڑے
زمانے مین اتنا بڑا لشکر لیکر آیا ہی کیا رفیق پاے ہین کیا کیا جوانان صف شکن
ہین حقیقت مین سب تیغ زن ہین کئی تاجداران جلیل مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہین انتظار مین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ آقا حکم دین تو ہم جا پڑین آخر نور الدہر نے
ایک مقام پر نیزہ کا نشانہ تھیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شادان کے نکلگیا غصے مین
تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور تیغ

خارہ شگاف کو جنبش دی تلوار چمکی آئینۂ شمشیر مین شادان کو جلوۂ عروس مرگ
دکھائی دیا مگر کب سامنے سے ہٹ سکتا ہی گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر
تڑپ کر جو گری اول اپر شمشیر کے ٹکڑے اُڑا ئے جیسے ہی سپر کٹی شادان سامنے سے
نور الدہر کے بھاگا قریب لشکر کے آکر آواز دی یارو دیکھ رہے ہو کہ یہ جوان مجھے
قتل کیا چاہتا ہی سب ملکر اِسے گھیر لو مہلت نہ لینے دو چار سو جوان تلوارین کھینچکر
چلے طہماس یہ رنگ دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا یارو کیا مگر ان ہو چار سو جوان اکیلے
پر آتے ہین ہرچند کہ آقا ان سب کو جواب دینگے مگر یہی وقت ہی کہ برا سے مدد
پہونچاو دشمن کو جاکر جواب دو سب سردار کہنے سے طہماس کے دوڑ پڑے سب
چار سو جوانون مین نور الدہر لڑ رہے تھے کہ پہلو پر آکر طہماس نے نعرہ کیا
کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور
گران جمعیت شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور آکے جو ساطور کو جنبش
دی دس دس کے سر اُڑنے لگے مگر نور الدہر لڑتے بھڑتے طرف شادان
کے جاتے ہین اور ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ ای پہلوان زمانہ یا تو وہ زور و شور
تھے کہ آواز دے رہے تھے کہ مین آتا ہون وہین آکر سب کو پامال کرونگا اب
جو مقابلے کا وقت آیا تو چھپتے پھرتے ہو سامنے آؤ تلوار کھینچو کچھ فنون سپاہگری
دکھاؤ حریف کو آزماؤ شادان اور پہلوانون کو اِشارے کر رہا ہی کہ ہان یارو
اس جوان کو مجھ تک نہ آنے دو تمھین سب ملکر مار لو وہ پہلوان جلکر جواب
دیتے ہین کہ آپ تو لڑتے لڑتے بھاگ آئے ہمکو اُس شیر دلیر کے مقابلے مین
بھیجتے ہین وہ وہ جوان ہی کہ سب کو جواب دے رہا ہی گرد و مرکب لاشے ہاے
پہلوانان کا انبار لگا ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی دیکھو جو شخص پر آیا
اُسکو بھی مارا پشت سے ایک جوان نے نیزہ مارا دیا نیزے کو خالی دیکر اُسکو
بھی قتل کیا حریف پیچھے نہین جانے پاتا ایسے سے کیا مقابلہ کرین آپ سب کے
افسر ہین آپ بڑھکر لڑیے شاید آپ کی ضرب کھا جاے شادان پہلوانون نے

یہ سنکر دلیر ہوا آگے بڑھا پکار کر آواز دی اوجوان میں پھر تیرا اشتیاق ہون نورالدہر نے گھوڑے کو بڑھا کر سامنے شادوان کے پہونچے شادوان نے دو دستی تیغہ مارا نورالدہر نے بازو سپر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ٹھوکر چھین کر پھینکدی کمر بہ کمر میں ہاتھ ڈالکر جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا شادوان نے فریاد کی کہ اوشہریار میں تابعدار ہون چاہتا ہون کہ آپ کی رفاقت کرون نورالدہر نے بہ آسانی ہاتھ سے رکھدیا شادوان کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج آکر قدمبوس ہوئے نورالدہر شادوان کو لیکے بہ فتح و فیروزی پلٹے لشکر میں بڑی خوشی ہوئی سرداروں نے جشن کیا تمام لشکر میں رنگینی ہوئی جس مقام پر ایک جوان کی بھی ورد بجتی تھی وہان بھی طائفے ناچ رہے تھے اشعار عاشقانہ کی صدا بلند تھی نازنینان مہ جبین ومعشوقان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کر گا رہی تھیں

نظم

جو ہر اپنے اشک رخسار کا دکھلا ئے گا
بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین بھی شوق سے
لالہ رو لیکر لگاتے ہین گل اندام سنگ داغ
کشتہ آنگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
ازو سرا دار اہل دولت سے فقیروں کا غرور
کون پیشے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
راہ مین وقفہ کر لیگا جو دشل آفتاب
یہ صدا آتی ہو شور بہرستی سے سبھے +
حلق کے مانند اسیر زلف پیچان کی مری +
گرمی خورشید سنکر کیا جلا وے گی مجھے
پوست دسکا مرن نقش پا ئے یار ہوگا ابد تک

سبزہ خط یار کا تنکے کے جیند اسے گا
تاکہ کش مومن نہ اس رغبت سے طوا کی ہگا
روز محشر شاعرونکا پوست کھینچا جائے گا
تیسرکے چھے کے زخمی کیطرح چلائے گا
ہاتھ کو جو کھینچ لیگا پانون کو پھیلائے گا
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائے گا
پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائے گا
گوہر مقصود اس دریا سے باہر پائے گا
باغ عالم مین مجھے شفتا لو لب کھائے گا
ابر رحمت حال پر میرے کرم فرمائے گا
آتش دینا ہاتھ تیرے پانون تک پھیلائے گا

رات بھر جشن کی تیاری رہی ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارہ صبح ہی آسمان پر چمکا نورالدہر برون بارگاہ کرسیون پر آ کے بیٹھے سب سردار گرد بیٹھے ہین جس سے

یہ ثابت ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان کہ آسمان پہ ابر سیاہ پیدا ہوا اور وہ ابر آ کے سامنے لشکر نور الدہر کے تھا برشق ہوا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمان ابرو دام گیسو نرگس شکن چشم اہو غنچہ دہن گلرو گرد کئی ہزار کنیزین تخت زرین پر آیا ملکہ باغ دلکشا اس نازنین کا نام ہی جب تخت سے اُتری اور سامنے مجمع دیکھا کنیزون سے پوچھا ان لوگون مین طلسم کشا کون ہی ایک کنیز نے نور الدہر پہ اشارہ کیا کہ بیچ مین سب کے طلسم کشا بیٹھے ہین باغ دلکشا کی نگاہ جمال جہان آرا سے نور الدہر پر پڑی دیکھا خود زرین بر سر قبا سے زرہ وزری در بر سپر فولادی پشت پر ایک تیغ بلالی زیب کمر ملکہ مثل تصویر حیران و خاموش دریاے محبت کا جوش حیران حیران جمال جہان آرا دیکھ رہی ہی کہ دوسرا ابر سفید پیدا ہوا وہ ابر بھی آکر پھٹا ایک نازنین زہرہ جمال خورشید مثال تخت پہ سوار گرد کنیزین گھیرے ہوے مروارید سفید پوش اس نازنین کا نام ہی تخت زمین پہ آیا مروارید خرامان خرامان قریب باغ دلکشا کے آئی ہاتھ پکڑ کر کہا کیون ہوا کیا دیکھ رہی ہو باغ دلکشا نے جواب دیا اے مروارید دیکھو وہ سامنے طلسم کشا بیٹھے ہین شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی دیکھو کس رعب و دبدبے سے بیٹھا ہی فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ◆ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ◆ مروارید نے صورت زیبا دیکھکر ہر چند کہ جمال بے مثال نے دل مین جگہ کی مگر ہنسکر کہا کہ ہوا کیا ایسے شخص کو دیکھ رہی ہو جو دشمن خداوند ہی اور ہم لوگونکا قاتل ہی ایسے کے جمال سے نفرت چاہیے باغ دلکشا نے ہنسکر کہا کہ او بوا ذرا بنگاہ غور دیکھو

نظم

تھا نہ تیری یاد مین ہر سیم بر بہشت — زہر غم فراق مزے مین ہزود بہشت
غلمان و حوریان مین تصور مین بیشمار — ہر روبرو ہے وسعت دل تو بہشت
جاتے ہو اور دست کو تم چھوڑ کر کدھر — وہ گم رہو ادھر ہو سقر اور ادھر بہشت
جلکر سموم نالۂ دل سے ابھی ہون خشک — رکھتا ہو خوب ضروتے گلہاے تر بہشت
فرقت مین مجکو دوزخ غربت قبول ہی — کیا کام اگر وطن مین ہی ہر رہگذر بہشت

بنت العنب ہو حور تو غلمان ہون مغبچے ۔ زاہد مجھے ہین بادہ فروشون کے گھر بہشت
آنا ترا محال ہو کیسا جواب خط ۔ کوچہ ہو تیری جو رکا اے نامہ بر بہشت
دنیا مین لاکھ سعی سے پایا نہ ایک باغ ۔ ملتا نہ سہل جان تو اے بیخبر بہشت
تیری گلی کی راہ چلا ہون کوئی قدم ۔ مشتاق کیون نہ میرے قدم کا ہو در بہشت
بہر بہشت منت رضوان اٹھاؤن کیون ۔ بیشک دلائینگے مجھے خیر البشر بہشت
اغیار کی سعی سے جو بالفرض جاؤن مین ۔ واللہ ہوئیگا وہ مین مثل سقر بہشت
مجھکو نواے بلبل شیراز یاد ہو ۔ کیا لکھنؤ کو چھوڑ کرون ہو اگر بہشت
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است ۔ رفتن بپاے مردی ہمسایہ در بہشت
ناسخ کو جیتے جی تو گذرنا محال ہے ۔ او رشک حور تیری گلی ہو مگر بہشت

مروارید نے ہنسکر کہا بوا یہ اشعار کیسے پڑھے کیا اپنے ہوش مین نہین ہو یہ سنکر باغ دلکشا نے ضبط کرکے جواب دیا کہ بوا مین نہین معلوم کس سوچ مین ہون تم مجھے کلام نہ کرو بارگاہ مین چلکر بیٹھو مین بھی تھوڑی دیر مین آتی ہون مروارید نے کہا واہ بوا قدرت نے چلتے وقت سمجھا دیا تھا آخر اُسی کا سامنا ہوا کہ آتے ہی دام زلف عنبرین مین پھنسین مین بارگاہ مین جاکر کیا کرون جہان تم ہو وہان مین بھی ہون مگر حقیقت مین طلسم کشا جوان بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے جرأت وہ دکھائی کہ راہ کے مقامات کیسے سخت تھے سب فتح کرکے یہانتک پہونچے اب کیا مشکل ہے یہان سے کوچ کرکے چوتھے دن زیر قصر سکندری پہونچ جاوینگے مگر قدرت نے بڑے انتظام کیے ہین اور طلسم کشا کے ساتھ بھی بڑی فوج ہے لیکن خداوند نے کل خراج گزارون کو نامے لکھے ہین جسوقت وہ سب آوینگے تو گاو زمین بھی نہ سنبھال سکیگی باغ دلکشا نے کہا کہ بوا تمھین مفصل حال نہین معلوم یہ لشکر صرف طلسم کشا کا ہے اور سرداران صاحبقران آئے ہین خود صاحبقران زمان با فوج گران سفر مین ہین حقیقت مین جب دونون لشکر مقابلے مین آجائینگے تو گویا دو سمندر موج مارینگے جو سردار نکلا ملکون کو فتح کرتا ہوا آیا کئی سو ملکون سے خراج

آتا ہی عم نامدار اِنکے شاہزادہ رُستم پیلتن علمشاہ نامور فاتح طلسم ہفت پیکر اِس
زور وشور سے آوینگے کہ قدرت گھبرا جاویگی مجال ہی کہ اِن لوگون سے کوئی مقابلہ
کرسکے ملکہ مرواریہ نے جواب دیا تمکو طلسم کشا کا خوف ہی تم کیون آئین اُنکی طرف سے
ساحر بھی لڑینگے جادوگرنیان بھی لڑینگی دیکھو کرسیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال کی
کر رہی ہین ہوا خیال کرکے دیکھو بی زعفران رہتا سے مرصع پوش و شعلہ جوالہ
کن نگاہون سے طلسم کشا کو دیکھ رہی ہین یہ شاہزادیان کیسی صاحب مرتبہ سحر مین
زبردست اِنکی شرکت بے کیسے ہوئی ہی پھر تو اپنے لیے بہتر سمجھا جو شرکت کی ہی یہ
ہنسکر کہا ہوا تم اُنہین جاکر شریک ہو جاؤ اپنی جان بچاؤ باغ دلکشا نے کہا ای مرواریہ
تم طعن وتشنیع ناحق کرتی ہو گو کہ برائے بربادی لشکر طلسم کشا ہم لوگ آئے ہین مگر
مین تو ہرگز سحر نہ کرونگی بلکہ جب تم سحر کرنے لگوگی مین منع ضرور کرونگی اگر میرا کہنا مانا
تو خیر ورنہ جو مجھکو معلوم ہی اُسکو صرف کرونگی خواہ اِسمین تمکو ملال ہو خواہ خوشی
ہو اُس طرف کی صرف ایک شعلہ جوالہ ایسی ہی کہ تمکو پست کردیگی تمہارے سحر کا رنگ
نہ بندھنے دیگی مرواریہ نے جھلا کر جواب دیا تمہاری باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ
دل وجان سے طلسم کشا کی شریک ہو گئین یہان بارگاہ کیون ایستادہ کرائی وہین
جاکر اُترو یہ دونون شاہزادیان باتین کر رہی ہین آپس مین تکرار ہو رہی ہی کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج
سب کے ہاتھ مین نیزے چوڑے تیغے کمر مین لگے ہوئے سپرین چوڑی پشت پر
دور کا سیہ مرکب زیر ران عیار نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار یہ پہلوان مغرور
افلاق کوہ در جثہ دعوی کرکے آیا ہی غرور کر رہا ہی کہتا ہی جسطرح کمو طلسم کشا کو مین
پکڑ لاؤن فوج والے اِسکے اِسقدر مغرور ہین کہتے ہین کہ چند حملون مین لشکر طلسم کشا
کو پراگندہ کردینگے نور الدہر نے جواب دیا ہر شخص اپنے کو ایسا ہی جانتا ہی ایسے کیسے
پہلوان آئے کہ جنکے دماغ مین وہ غرور بھرے تھے کہ اگر کوہ روئین ہوتا تو اُکھیڑ کر
پھینک دیتے مگر جب مقابلہ پڑا احوال کھل گیا مگر افلاق نے لشکر صحرا مین اُتارا

بارگاہ استادہ ہونے کو حکم دیا آپ ٹہلتا ہوا وہان پر آیا جہان دونون شاہزادیان کھڑی
ہین دونون شاہزادیونکے جمال کو دیکھکر بیقرار ہو گیا پیشانی پر پسینہ آیا بڑھکر باغ دلکشا
سے کہا اے شہنشاہ خوبی وائے سرو باغ محبوبی یہان کیون کھڑی ہو چلکر بارگاہ مین بیٹھو
اگر تمھاری بارگاہ استادہ ہونے مین دیر ہے تو میری بارگاہ استادہ ہو چکی ہے وہان چلکر
تشریف رکھیے ایک دو جام نوش فرمایئے ساقی بنے حاضر ہین باغ دلکشا نظارہ
جمال نور الدہر کر رہی ہے اغلاق نے جو اسطرح کہا باغ دلکشا نے بغصہ جواب دیا
کہ اے اغلاق کچھ دیوانہ ہوا ہے مین تیری بارگاہ مین کیون جاؤن میرے ساتھ کیا اور
بارگاہ نہین ہے مین اپنی بارگاہ استادہ کراؤنگی جا کے بیٹھونگی مرواریدنے کہا بواتم
بات کرنے سے ایسی خفا ہوتی ہو تم تو لڑائی پر آمادہ ہو ہمارے خداوند کا ملازم ہے
اگر اسنے کہا تو کیا برائی کی مروارید نے جو اسطرح کہا باغ دلکشا کو بہت ناگوار ہوا
کہا اے اغلاق انکو اپنی بارگاہ مین لیجاؤ یہ تمھارے ساتھ شراب پیئین گی اغلاق نے
کہا اے ملکہ مروارید اگر مناسب ہو تو تم ہماری بارگاہ مین چلو مروارید نے اغلاق کا
ہاتھ تھام لیا مروارید کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا مروارید کو لا کر اندر بارگاہ
کے مقام صدر پر جگہ دی آپ مسند پر بیٹھا کہا کیون بی مروارید باغ دلکشا کیون
برہم ہو رہی ہین مروارید نے کہا وہ طلسم کشا پر مائل ہو ئین صاف صاف مجھے رو
کا چکین کہ ہم انکو سحر نہ کرنے دینگے دیکھیے انجام کیا ہو اغلاق نے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو
ابھی باغ دلکشا کو پکڑ لون خدمت خداوند مین انکو روانہ کیجیے مروارید نے کہا کہ یون
باغ دلکشا نہ گرفتار ہوگی کیونکہ ساحرہ زبردست ہے بڑے فساد برپا کریگی مگر مین
پر محبت بلائی ہوں شراب مین بیہوشی ملا کر پلا دیکرے انکو گرفتار کرو اغلاق نے
کہا پھر آپ جایئے یہان بلانے کے انکو لایئے بعد جانے مروارید کے باغ دلکشا نے
بارگاہ استادہ کرائی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ بوا مروارید
بھی آزردہ ہو کر گئی ہین یہ ذکر تھا کہ مروارید سامنے سے آئی قریب باغ دلکشا
کے آکر بیٹھ گئی کہا بوا ابر اسے چند ساعت بارگاہ اغلاق مین چلو وہ طبل جنگی بجواسکے

مقابلہ کریگا ہم تم تماشہ دیکھین کہ جرات مین طلسم کشا کیسا ہی مرت طبل جنگ بجوا کر
چلی آتا باغ دلکشا یہ کہکر اٹھی کہ اغلاق کی کیا حقیقت ہی کیا طلسم کشا سے مقابلہ کریگا
زور و طاقت مین اُسنے زیادہ پہلوان آئے تھے مگر سب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے
گئے باغ دلکشا سامنے مروارید کے کھڑی ہوگئی مروارید باتین کرتی باغ دلکشا
سے بارگاہ اغلاق مین آئی اغلاق برائے تعظیم اُٹھا لاکر مسند پر بٹھایا مروارید باتین
کرنے لگی کہا اے اغلاق شراب وکباب کا چرچہ ہوگا اغلاق نے آوازدی ساقیان
سیمین ساق ومطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک نازنین شوخ وشنگ موسوم
بہ جلترنگ یہ اشعار گانے لگی نظم

غالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا | او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند | اے دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا | بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اُٹھ گئے | کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
مانع ہوئی حنا سے قدم کی خرام کی | دیکھین تو آج یار کریگا بہانہ کیا
رونے کے شور مین ترے حسن ملیح کے | اے دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے مین بدگمانیان | سمجھے کوئی دوست اُنھین دوستانہ کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات | کھینچے گا پھر عدم کی طرف اب روانہ کیا
زلفون کی بھی ہوس ہی محبت ہی خال کی | لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا
منظور جبہہ سائی عاشق نہین تجھے | خالی پڑا رہیگا یونہی آستانہ کیا
مقتل مین مرا اجازت جاروب قتل گہ | قاتل مگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ کہ چاتے رہین ہو کے | نظارہ سوے سینۂ صدچاک شانہ کیا
رہ جایا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین | مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
دیکھا اُدھر کو تونے پڑا تیر ناز ادھر | آتا و رخ بدل کے اُڑایا نشانہ کیا
خط نا تمام سائل رخصت ہی مرغ روح | قاصد سے پہلے ہوگا یہیں خود روانہ کیا

کیا تاب مری جو زبان تک ہلا سکے		لکھی نسیم نے یہ غزل عاشقانہ کیا

جب ہنگامۂ عیش و نشاط خوب گرم ہوا اغلاق نے گاگن کو اشارہ کر دیا گاگن نے وہان
باغ و دلکشا کا ہاتھ تھام لیا اور ٹہلنے لگی باغ و دلکشا چونکہ چوٹ کھائے ہوئے ہو ویسے متوجہ
ہو گئی اس حال مین مروارید نے جام آغشتہ بداروے بیہوشی دیا باغ و دلکشا وہ جام
بلا اندیشۂ انجام پی گئی وہ جام مروارید نے باغ و دلکشا کو دیتے جام پیتے ہی دماغ
الٹ گیا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی تصور مین نور الہی
کے یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ صاحب آئے ہو تو کیون نہین آتے فرد بیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم + یہ تنگ آمدہ ام تنگ در کنار کشم + دو قدم اٹھکر چلی تھی کہ بیہوشی
نے طمانچہ مارا کہ دھکم اکر گری مروارید نے کنیز کو اشارہ کیا کہ زبان مین سوزن
دو ایک کنیز نے زبان مین سوزن دیکر مسلسل و مطوق کیا بعد عرصۂ دراز کے ہوشیار
کیا باغ و دلکشا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا اغلاق و مروارید پہلو بہ پہلو بیٹھے
ہوے ٹھٹھے مار رہے ہین کہ مروارید نے آواز دی کہ کیون اے باغ و دلکشا دیکھا
قدرت تھے آزردہ ہوے کیونکر گرفتار ہوگئین جس سحر پر تمکو بڑا ناز تھا اب کچھ
اس سحر کا زور نہ چلا یہ حکم خداوند کا باعث ہے کیا تقدیر برجستہ کی اب کہو تمکو روانہ
کرین بہ خدمت خداوند جادو دل لگانے کا مزہ اٹھا و یا اسی مقام پر سزا دین یہ سنکر
باغ و دلکشا کو اسقدر غصہ آیا کہ اشارے سے جواب دیا او ظالمو جو تمسے ہو سکے تم
کرو مین کیا خداوند کی لونڈی ہون قدرت میرا کیا کرینگے اسطرح مردانہ وار مکالمہ
باغ و دلکشا نے گفتگو کی کہ اغلاق اور مروارید جل گئے آخر اغلاق نے مروارید سے کہا
بہتر ہے کہ اسکو قتل کرو قدرت کو بھی کلمات سخت کہتی ہے ہم قدرت کو جواب دینگے
مروارید نے فوراً حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو وارین استادہ ہوے لگین جلاد
آکر موجود ہوگئے آوازین لگانے لگے کہ اے اغلاق وا او پہلوان دوران جو حکم ہو
وہ بجا لائین مروارید اشارے کر رہی ہے کہ اے اغلاق ذرا اسکو ڈراو جلاد تلوارین
کھینچ کھینچکر قریب آتے ہین خنجر دکھا کر الگ ہو جاتے ہین مروارید کہتی ہے کہ اے باغ و دلکشا

توبہ کرو تمنے کہا تھا کہ مین تمھارے سحر کو روکونگی کہو کیا انجام ہوا زبان ہی تمنے مین نہین بالکل بے اختیار ہوگئین اسپر بھی قائل نہین ہو قدرت نے اپنی قدرت نمائی کی بس توبہ کرو ہمارے ساتھ مکر سحر کرنے کا اقرار کرو تو ہم ابھی تمکو رہا کردین لیکن باغ دلکشا کی آنکھ سے آنسو جاری ہین کہتی ہی افسوس ہی کہ اُس شہریار تک نہ پہونچی ان مکارون نے مکر سے قید کرلیا مین نے مرواریہ کے مکر کو نہ سمجھا فقرہ دیکر بلا لائی یہان یہ آفت درپیش ہوئی مین کیا جانتی تھی کہ یہان یہ انقلاب ہوگا ملاغلاق نے ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ جلاد قریب باغ دلکشا کے آیا کوڑے کا خط گردن پر کھینچا اسوقت باغ دلکشا کی پریشانی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل سے کہہ رہی ہی اے باغ دلکشا اگر اس مصیبت سے رہائی پاؤن تو لقا ثانی پر لعنت کرون اور مذہب حق اختیار کرون اے کریم کارساز اے بندہ نواز مدد کر نظم

زیر و بالا جلوۂ وحدت ببین ۔ نور ذات واحد از کثرت ببین
دیدۂ بینا ترا گر دادہ اند ۔ جلوۂ صانع تو از صنعت ببین
عاشق ذات مصور گر توئی ۔ جلوہ اش بر چہرۂ صورت ببین
راحت و عیب زیر و بالا پیش و پس ۔ پرتو افگن نیر قدرت ببین
ذات حق را کن بہر مذہب خیال ۔ نور آن مولے بہر ملت ببین
کل نمی باشد جدا از جزو خویش ۔ صورت خلاق از خلقت ببین
برکم و بیش زمانہ کن نظر ۔ گاہ کثرت مین گہے قلت ببین
غور کن در ظاہر و باطن مدام ۔ گاہ صورت مین گہے سیرت ببین
گر دوئی گردد ترا دور از نظر ۔ نور حق گردد ز ہر سو جلوہ گر

قضاے کار یہ کارے جو لشکر اسلام کے جاسوس تھے خبر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر دربار مین بیٹھے ہین سردارونکا دور دورہ ہی شعلہ جوالہ ہو رہی ہین اے شہریار خدا وہ دن دکھائے کہ لقا ثانی شکست کھائے طلسم باطن مین جاسے اور حضور کا بھی داخلہ ہو اور لوح کا پتہ لگے کنیز کو بڑی پیروی کرنا پڑی کیونکہ

دربندوں سے گزرنا مقام خاص پر پہونچنا وہاں مقابلہ عظیم پڑیگا اُس جگہ کنیز کے
سحر کو ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کیفیت ہوتی ہی نورالدہر جواب دیتے ہین کہ اے ملکۂ عالم
غیب سے مدد ہوگی تب لوح ملیگی پھر مرحلہ جات پر جانا شعلۂ جوالہ کہتی ہی حضور
مرحلہ جات بہت سخت و صعب ہین نورالدہر فرماتے ہین خداے ما بزرگ است
سرداریان شعلۂ جوالہ سُنکر حیران ہو رہے ہین کہ ہر کارے سامنے آئے لیکن
گھبراے ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے
جان درازی قطعہ ای بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد ✦ وی نگہبان تن و جان تو
اللہ الصمد ✦ لم یلد یار ے ولم یولد ہمہ جا دستگیر ✦ لم یکن یاری و مونس لہ کفواً
احد ✦ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو آج نئی طرح کا معرکہ
درپیش ہوا غلام مفصل نہین عرض کر سکتے ظاہرا یہ دیکھا کہ اصل ملکہ باغ و لکشا
دمرواریدسفید پوش آکر پہونچین مگر باغ دلکشا نے جو جال حضور دیکھا طریقے
سے معلوم ہوتا ہی کہ مائل ہوئی مرواریدسے تکرار ہونے لگی باغ دلکشا نے کھلکر
کہا کہ اے مرواریداگر تم ہمراہے بربادی لشکر طلسم کشا کروگی تو مین ہمر تمھارا
ردوکونگی میری شرکت کی امید نہ رکھو آپس مین تکرار ہو رہی تھی کہ اغلاق کودھکیر
آکر پہونچا دونون شاہزادیون کو دیکھکر مائل ہوا باغ دلکشا سے کچھ سوال کیا
باغ دلکشا نے جواب سخت دیا مرواریدکو لگا کر اپنی بارگاہ مین لیگیا باغ دلکشا
اپنی بارگاہ مین تھی وہان اغلاق و مروارید مین کچھ صلاح ہوئی کہ ے باغ دلکشا
کو بلوایا شراب مین بیہوشی پلا کر گرفتار کر لیا مگر غلامون نے اپنے کانون سے
سُنا کہ حضور کا نام لیکر رو رہی ہو جیسا مناسب وقت ہو ویسا کیا جانے یہ سُنکر
نورالدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے کہا کنیز جائیگی نورالدہر نے کہا
میرا ہی جانا مناسب ہی انشاء اللہ اسکو چھڑا کر لاؤنگا اگر تم گئین تو دشمن بدنام
کرینگے کہ ساروکے بھروسے پر کام کرتے ہین اسوجہ سے مین خود جاؤنگا اور
جا کر اسکو چھڑاؤنگا ہر چند سرداروں نے سمجھایا اور قصد کیا کہ ہمراہ چلین نورالدہر نے

کسی کو ساتھ نہ لیا مرکب تیار ہوکر آیا نور الدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب پر
ہاتھ رکھا گھوڑا اڑا کر چلے یہان وہ وقت ہو کہ اغلاق تو چاہتا ہو کہ حقیقت مین قتل
کرے لیکن مروارید منع کر رہی ہو کہ اسکو ڈراؤ اور قتل نہ کرو شاید اعتقاد خداوندی
کا اقرار کرے ای اغلاق اگر اسکو قتل کیا تو خوف یہ ہو کہ شاید خداوند اعتراض کرین
اور فرمائین کہ باغ دلکشا کو کیون قتل کیا اگر جرم عشق بیان کیا تو خداوند کہین گے
کہ ہم اُسکا دل پھیر دیتے ایسی ساحرہ کو کوئی قتل کرتا ہو اس بدنامی کا خیال ہو مگر جلاد
خنجر کھینچے شلنگین لگا رہا ہو اور دس مرتبہ قریب آتا ہو چاہتا ہو خنجر ماردون مروارید پرہر
اشارے سے منع کرتی ہو مگر باغ دلکشا نور الدہر کا نام لیتی ہو اور دعائین کر رہی
ہو کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا کو رد کر مین کیا جانتی تھی کہ یہان آکر اس بلا مین مبتلا
ہونگی ورنہ اگر ظاہر مین مروارید سرکشی کرتی تو لشکر مین اسکے آگ لگا دیتی یہان
اغلاق کو بھاگتے راستہ نہ ملتا دربارگاہ پر ہزارہا ملازمان اغلاق جمع ہین کہ سامنے
سے گرد اڑتی دیکھا ایک شیر دلیر تلوار کھینچے ہوے آتا ہو راہ مین جسنے روکا اُسکو
ہاتھ مار دیا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین افسران فوج گینڈے بڑھا بڑھا کر قریب
آتے ہین بعض سحر کر رہے ہین مگر سحر ساحرون کا قریب نور الدہر نہین پہونچتا ہو
اگر عکس لوح محفوظ پڑگیا تو سحر اُلٹا پلٹ گیا اور سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا اور
توڑ کر پشت کو پار گذرا ساحرون مین ہنگامہ ہو کہ یارو یہ کیا معرکہ ہو کہ سحر ہمارا ہمکو
دبا دیتا ہو تا بہ طلسم کشا نہین پہونچتا نور الدہر لڑتے بھڑتے دربارگاہ تک پہونچے
کئی ہزار نے دروازے پر روکا مگر شبرنگ نے کئی حقہاے آتشبازی مارے
شعلے جو بھڑکے گھوڑون مین پشنگ وددولتی چلنے لگی سوار میران پیدل پشیمان
ہرکارون نے بڑھکر اغلاق کو خبر دی کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے آگئے دربارگاہ پر
تلوار چل رہی ہو کئی ہزار جوان کام آچکے ساحرون کا سحر تاثیر نہین کرتا کس زور و
شور سے آپ کے ملازم لڑ رہے ہین مگر کئی سو افسران نامی مارے گئے طلسم کشا کے
چہرے پر گرد تیور پر بل پڑے ہوے خونخوار ہوا لڑ رہا ہو اغلاق یہ خبر سنکر تلوار پھینک کر

اُٹھنے لگا مروارید نے کہا اے اغلاق کیون جاتے ہو ظاہر معلوم ہوتا ہو جادوگرنیان
عاشق ہین انھون نے کوئی انچھر بتا دیا ہوگا طریقے سے طریقۂ سحر سکھا دیا ہوگا مین
ایک سحر مین پھونک دونگی یہ بی شعلۂ جوالہ کی چالاکی ہو کہ سحر سے بچین تو لشکر والون
کے سحر سے بچین گے کہ ہمارے سحر سے بچین گے وہان نور الدہر جلو خانے مین پہونچے
ستون بارگاہ تھام کر ایک ہڑ مارا کہ بارگاہ لہرائی ملازمون نے آواز دی کہ
حضور بھاگیے بارگاہ گرا چاہتی ہو اغلاق نے کہا یہ وہ بارگاہ نہین ہو کہ گرے وہ کئی
لنگر استاد کر دیے ہین ملازم خاموش ہو رہے نور الدہر نے دوسرا ہڑ مارا اب
بارگاہ لہرا کر گری کئی ہزار آدمی دبے مروارید تڑپ کر بلند ہوئی اغلاق کود کر
بھاگا باہر نکلکر آوازین دینے لگا کہ یارو طلسم کشا کو مار لو چار طرف سے کافرون
نے بلوہ کیا کہ پہلو سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک دیو گینڈا بڑھا ہوے
آتا ہو ساطور گران سنگ آسمان رنگ کاندھے پر ہو جب اُسکو جنبش دیتا ہو
دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین کافر گھبراتے ہین ساحرون مین ہنگامہ ہو کہ یارو
کیا غضب ہو کہ سحر تاثیر نہین کرتا طلسم کشا محفوظ ہو کس رنگ سے لڑ رہا ہو کہ کسیکو
اپنے قریب نہین آنے دیتا برق شمشیر چمک رہی ہو سپر بن جو ملکر اُٹھی ہین گھنگھور
گھٹا چھائی ہو باجون کی آواز بلند صاف معلوم ہوتا ہو کہ ملعون نے بال کھولے
ہین پیرہرون نے دامن پھیلائے ہین اہل فوج بھاگے جاتے ہین اغلاق نے جو
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا کہتا ہو یارو یہ کیسا غضب ہو کہ دو جوانون سے بھاگے جاتے
ہو سب ملکر گرفتار کر لو چار جانب سے کافر بلوہ کر کے چلے نور الدہر بلوے کو
ہٹا کر در بارگاہ گرا کر اُس مقام پر پہونچے کہ جس مقام پر وہ حریق آتش اشتیاق
وغریق لجۂ فراق ماہ لقا باغ دلکشا سرنگون بیٹھی ہو زبان مین سوزن قلب پر ہجوم
غم و محن کہ نور الدہر نے قریب آ کر زبان سے سوزن نکالی اور فرمایا کہ اے ملکۂ عالم
اُٹھو باغ دلکشا کی جو زبان سے سوزن نکلی تڑپ کر اُٹھی اُٹھتے اُٹھتے غش کیا کہ
تمام لشکر مین مروارید کے آگ لگ گئی شعلے زمین سے نکلنے لگے ساحران غدار

ہے آگ جلنے لگے کئی ہزار ساحر جلکر گرے مروارید نے للکارا کہ اے باغ دلکشا بندگان
خداوند کو یون جلاتے بے دریغ ہو اگر قدرت پوچھین گے تو کیا جواب دو گی کیسی پریشان
ہو گی مجھسے مقابلہ کرو تمکو اپنے سحر پہ بڑا ناز ہے باغ دلکشا نے کہا اے مروارید مین تیری
مشتاق تھی کہ تجھسے مقابلہ پڑے تو حال سحر و ساحری کھلے دیکھا تونے کہ کس شیر نے
آکر ہمکو رہا کیا میان اغلاق دور سے کھڑے لبنا لیبا کہہ رہے ہین مقابلے مین نہین
جانتے کہ حال جرأت کھلے مروارید نے بڑھکر گولہ مارا باغ دلکشا نے گلے سے
اپنے کچھ پھول توڑکر پھینکے گولہ پلٹ کر گرا کئی کنیزان مروارید کو جلا دیا مروارید
نے جھلاکر کارد سحر پھینکی باغ دلکشا نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور گجرہ
ہاتھ سے کھولا دونون کو یہ کہکے پھینک مارا کہ اے چمن زار مروارید کو لپیٹا جاکر
پھول جو قریب مروارید کے گرے اور پھولون کی بو دماغ مین پہونچی چہرہ
سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین آخر مروارید بیقرار ہو کر پکار اُٹھی

نظم

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے — اُسی اللہ نے مجھکو بھی محبت دی ہے
تیغ بے آب ہے نے بازوے قاتل کمزور — کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے
اِسقدر کسلیے ہے جنگ و جدل اے گردون — نہ نشان مجھکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے
سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب درد مجھے — کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے
کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتے ایسی — خاکساری نہین دی ہے مجھے اُلفت دی ہے
فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون — زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے
یاد محبوب فراموش نہ ہووے اے دل — حسن نیت نے مجھے عشق سے اُلفت دی ہے
گوش پیدا کیے سننے کو ترا حسن و جمال — دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے
لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ — دو جہان سے اِس اسیری نے فراغت دی ہے
کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش — زلف خوبان سے رسا تمکو طبیعت دی ہے

مروارید کا عجب حال ہے دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے
کف منہ سے جاری سامنے آکر باغ دلکشا کے کھڑی ہوئی ہاتھ باندھکر عرض کی

کہا او ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن باغ دلکشا نے کہا اغلاق تمہارا بہت
خواہان ہے اور دل سے تم پر عاشق ہے اُسکا سر لاؤ یہ سنتے ہی مروارید جوش مین بڑی
لشکر اغلاق پر ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے اغلاق نے جو
آفت دیکھی گھبرا گیا چاہا کہ نکل بھاگون گینڈا بڑھا کر ایک جانب چلا کہ اُدھر سے
دیکھا نور الدہر لڑتے ہوئے آتے ہین نور الدہر نے للکارا کہ او اغلاق کہان
جاتا ہے مجھ سے مقابلہ کریگا اغلاق پلٹا نور الدہر سے تلوار زن ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا
تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹکر اغلاق کے دو ٹکڑے
کیے لیکن مروارید دیوانہ وار لشکر اغلاق کو قتل کر رہی ہے نور الدہر لڑتے ہوئے
قریب باغ دلکشا کے آئے کہا او باغ دلکشا اگر مناسب ہو تو مروارید کو اس
آفت سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ سر ٹکرا کر اپنی جان دے باغ دلکشا نے کہا اُسکا گرفتار
ہونا کیا مشکل ہے یہ کنیز کرین اسکے پھنس گئی تھی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار
کر سکتی پھر کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کہ مروارید کو گرفتار کر لو کنیزون نے جاکر
سامنے کہا او مروارید ملکہ باغ دلکشا تمکو یاد فرماتی ہین مروارید چھٹی کنیزونکے
ساتھ سامنے آئی باغ دلکشا نے کہا اپنی زبان مین سوزن دو کہا واری مجھے
کیا عذر ہے زبان مین اپنی آپ ہی سوزن دی ملکہ نے ایک قفس منگوایا کہا کہ ای
مروارید قفس مین جاؤ خوشی خوشی مروارید داخل قفس ہوئی نور الدہر بن بدیع الزمان
لشکر اغلاق کو تباہ کر کے پلٹے باغ دلکشا ہمراہ ہوئی نور الدہر اپنے لشکر مین آئے
ایک طرف بارگاہ عالی باغ دلکشا کی استادہ ہوئی گرد ہزار ہا کنیزین دربارگاہ پر
کمدار بیٹھی ہین نور الدہر بارگاہ مین آئے شعلا جوالہ نے پوچھا کیون شہریار کیا
گذری فرمایا باغ دلکشا راہ ہوئین مروارید کو گرفتار کر لیا شعلا جوالہ کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا او شہریار باغ دلکشا کو آپ کیا سمجھے ہین اُسکو سحر مین کیا دخل ہے عمر بھر
جتنے خدمت خداوند مین رہی کچھ سحر بھی سیکھا اور مروارید کو اگر مناسب ہو تو سہل

کرا دیجیے ورنہ آفت برپا ہوگی نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا شعلۂ جوالہ خاموش ہوئی
مگر خیال ہی کہ مروارید کی قید سے لقراط ثانی ضرور فساد برپا کریگا یہان باغ دلکشا
نے اپنی بارگاہ مین حکم دیا کہ قفس مروارید لاؤ جب مروارید قفس مین قید ہوئی تب
اُسکو ہوش آیا تڑپنے لگی سر ٹکرانی ہی کہ ہاے یہ کیا معرکہ گذرا کنیزین قفس لیکے
سامنے باغ دلکشا کے آئین باغ دلکشا نے کہا اے مروارید مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا
کی اطاعت کرو ہم تو بدل شریک ہو چکے اب اُنکے ساتھ مین جہان وہ جائینگے
وہان ہم بھی جائینگے تلاش لوح واجب و لازم ہی مروارید نے جھلا کر جواب دیا کہ اگر
بند بند میرا جدا کروگی تو مین خداوند سے دشمنی نہ کرونگی اُنکے دشمن سے نہ ملونگی
باغ دلکشا نے جھلا کر حکم دیا کہ جاؤ طلسم کشا سے عرض کرو کہ مروارید اطاعت
نہین کرتی اگر حکم ہو تو اسکو قتل کرین کنیزون نے آکر نور الدہر سے کہا نور الدہر
نے کہا ملکہ کو اختیار ہی باغ دلکشا نے یہ سنکر حکم دیا کہ میدان غول کی تیاری ہو
دارین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے ملکہ قفس کو تخت پر رکھکر بیرون بارگاہ آئین
اودھر نور الدہر و شعلۂ جوالہ بھی براے تماشہ آکر کھڑے ہوے مگر شعلۂ جوالہ ایک
طاؤس پر سوار کنارے آکر شہری کنیزون سے کہ رہی ہی کہ مروارید قتل نہ ہوگی
کچھ فتور پڑیگا یہان باغ دلکشا نے مروارید کو قفس سے نکلوایا اور پھینکوا دیا
تیر و کمان طلب کیا کنیزین تیر و کمان لیکر حاضر ہوئین پشت پر باغ دلکشا کی بھی
باغ دلکشا نے کمان اُٹھائی کنیزون نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے باغ دلکشا
نے جیسے ہی تیر کمان سے چھوڑا کنیزون نے بھی تیر چھوڑے اُسوقت مروارید کا
تڑپنا دل سے پکار رہی ہی کہ یا خداوند لقراط ثانی مدد کیجیے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
اس زور سے ہوا چلی کہ نخل صحرا گرنے لگے اِسقدر غبار بلند ہوا کہ اندھیرا ہوگیا بعد
تھوڑی دیر کے غبار رفع ہوا آندھی بھی موقوف ہوئی دیکھا قفس تو خالی ہی اور
دار پر مروارید نہین ہی زنجیرین کٹی پڑی ہین شعلۂ جوالہ نے قریب نور الدہر کے
آکر کہا دیکھیے اے شہریار جو مین نے کہا تھا وہی ہوا لقراط ثانی خود کہ مروارید کو

لیگیا باغ دلکشا بہت شرمندہ ہوئی کہتی ہوئی چلی کہ میں اسکی فکر کرونگی شعلہ جوالہ نے کہا کہ باغ دلکشا اب اپنے کو بچا میں خود بقراطا آکر مروارید کو لیگیا اب مروارید کی فکر میں ملکہ باغ دلکشا کی نکلنے کی انکو چاہیے ہو کہ اپنی حفاظت کرین مگر مروارید کی جو آنکھ کھل دیکھا میں قصر عشرت میں بیٹھی ہون بارہ سو شاہزادیان گرد بقراطا کی بیٹھی ہین اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

وہی چیتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی نشو و نما ہے سبزہ کو گو غریبان پر
ہوا ہے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفونکے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر کا چٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکاتا ہے وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتوں کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

فراق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سودا ہے کاکل کا وہی عالم ہے جو کہ سابق تھا
وہ شب بیمار پہ بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جنوں کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے
وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

مروارید نے گھبرا کر عرض کی یا خداوند یہ کنیز کیونکر آج رہا ہوئی بقراطا نے کہا اے مروارید جب قدرت کو معلوم ہوا کہ باغ دلکشا مروارید کو قتل کیا چاہتی ہے تو قدرت خود گئے اور تمکو اُٹھا لائے باغ دلکشا کو ملال دینا منظور تھا کیسی گھبراتی ہوگی کہ ہائے مروارید صحیح و سالم نکلگئی مروارید نے کہا یا خداوند مجھکو رخصت دیجیے کہ میں جا کر ملکہ باغ دلکشا کو لاؤن بقراطا نے کہا اے مروارید باغ دلکشا ایسی نہیں ہے کہ جسکو تم گرفتار کر لاؤ عرض کی یا خداوند میری جان پر صدمہ ہے وہ رنج اُٹھایا کہ ہوش و حواس درست نہیں رہے اور اُس ظالم نے ایسا زیر کیا کہ میں خود قفس میں گرفتار ہوئی مگر قدرت کو سامری و جمشید سلامت رکھیں کہ قدرت نے بڑی عنایت فرمائی کی

بقراط نے کہا سامری و جمشید کیا مسخرے تھے میرے سامنے اُنکا نام لیتی ہو وہ مر گئے
مگر مروارید نے کسی طرح کہنا بقراط کا نہ مانا اور فکر مین باغ و دلکشا کی تھی اسباب سحر
جسم پر آراستہ کر لیا دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے شام کو لشکر باغ و دلکشا مین
آئی بڑھیا بنکر پھرنے لگی مگر شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا اُسطرف آیا ایک بڑھیا کو دیکھا
کہ پھر رہی ہی پکار کر آواز دی بڑی بی صاحب مروارید نے جو دیکھا کہ عیار مجھے بُلاتا ہی
سحر کیا کہ غائب ہو گئی شبرنگ گھبرایا ہوا پاس باغ و دلکشا کے آیا بیان کیا کہ اِسطرح
ایک ضعیفہ آپ کے لشکر مین پھر رہی تھی مجکو اُسپر گمان ہوا مین نے اُسے آواز دی
وہ غائب ہو گئی باغ و دلکشا نے کہا ای شبرنگ مروارید سفید پوش میری فکر مین
آئی ہی مگر خدا چاہیگا تو مجھ تک نہ آسکیگی بہت پریشان ہو گی مگر مروارید قریب دو پہر
رات گئے ایک طائر بنکر نخل پر آکے بیٹھی اور وہ نخل روبرو بارگاہ باغ و دلکشا کے تھا
مروارید نے دیکھا کہ دروازہ بارگاہ باغ و دلکشا پر نگہبان بیٹھے ہین مروارید نے
سحر کیا کہ ہواے سرد چلی سب نگہبان سو گئے مروارید نخل سے اُتری پردہ اُٹھا کے
اندر آئی دیکھا کہ سامنے پلنگ ملکہ باغ و دلکشا کا بچھا ہی اُسپر سو رہی ہی مروارید
آگے بڑھی کہ پہلو سے آواز آئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک شیر آتا ہی شیر پر سحر کیا کہ شیر وہین
رک گیا دوسری طرف سے اژدہے کی آواز آئی کہ اژدر منھ کھولے ہوے قلابہ آتشین
چھوڑ رہا ہی یہ دیکھتے ہی مروارید خائف ہوئی جسطرف جاتی ہی یا شیر یا اژدہے کو پاتی
ہی بیقرار ہو کر تصویر بقراط ثانی جیب سے نکالی تصویر سے کہا ای تصویر خداوندا اب
کیا تدبیر کرون کہ قریب اِس ظالم کے پہونچون تصویر نے ہنسکر جواب دیا کہ اپنا
خون نکال کر اِن دونون پر پھینکو معدوم ہو جائینگے مروارید نے چپکے ہنکر نشتر
تھیلی سے نکالا اور ران کا خون لیکر شیر پر پھینک مارا شیر غائب ہوا دوسرا چلو
اژدر پر پھینکا اژدر بھی غائب ہوا دونون کو غائب کر کے قریب پلنگ پہونچی
سوتے مین سحر کیا سو تو رہی تھی اور بھی بیہوش ہوئی مروارید کو نہایت ہی غصہ ہی
باغ و دلکشا کی زبان مین سوزن دی کمر مین پنجہ دیکرے اُڑی وقت سحر ہو نور الدہر

بارگاہ مین اپنی بیٹھے ہین کہ کنیزان باغ ولکشا روتی ہوئی آئین کہا ای شہریار عجب
سحر گذرا باغ ولکشا پلنگ پر سورہی تھین سوتے سوتے غائب ہوگئین نگہبان
بیہوش ہوگئے تھے شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا مین تو عرض کرتی تھی کہ باغ ولکشا پر کوئی
آفت اوپڑیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم جاؤ باغ ولکشا
کا پتہ لگاؤ مگر زعفران زعفران پوش کو کہ باغ ولکشا سے بہت محبت ہو بڑا ملال ہوا
شبرنگ بن عمرو یا سہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا بعد جانے شبرنگ کے ملکہ
زعفران زعفران پوش بھی چلی مگر جب مرواریدہ باغ ولکشا کو لیکر لشکر سے نکلی
تو خیال مین گذرا کہ اول اپنے باغ مین لیجاؤن وہان جاکر طعن و تشنیع کرون قدرت
اسکو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے اپنے باغ مین لیکر آئی کنیزون نے جو ملکہ
مرواریدہ کو دیکھا دوڑی ہوئی آئین مرواریدہ نے کہا ایک قفس آہنی تو لاؤ کنیزین
قفس لائین مرواریدہ نے باغ ولکشا کو قفس مین بند کیا سحر اُتار کر ہوشیار کیا جیسے کہ
باغ ولکشا کی آنکھ کھلی مرواریدہ نے پکار کر آواز دی کیون ای باغ ولکشا اب وہ
تمہارا عاشق و معشوق کہان ہو اب قدرت کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگی اپنے
مقدمے مین پشیمان ہوگی باغ ولکشا نے اشارہ کیا کہ مین کیا اُس حکیم کی لونڈی
ہون مین نے نوکری کی تھی چھوڑ دی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر گھر مین چاہیے کہ اپنے
قول سے پھرون یہ غیر ممکن ہو میری جان قدمون پر طلسم کشا کے جائیگی مرواریدہ
نے کہا ای باغ ولکشا ہاے مین نے اخلاق کا کہنا نہ مانا وہ کہتا تھا اسکو جلد قتل کرو
مین نے اشارہ کرکے روکا اُسکا ثمرہ پایا اب نہ چھوڑونگی قدرت کے پاس لیجاؤنگی
قدرت تمکو قتل کرینگے کہ چند کنیزین براے سیر باغ سے نکلین جنگل مین ٹہلنے لگین کہ
اُدھر سے شبرنگ آتا تھا شبرنگ نے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے
سب کنیزون مین ٹہلنے لگا پوچھا کیون صاحبو ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین کنیزون نے
کہا باغ ولکشا کو لائی ہین سمجھا رہی ہین مگر وہ محبت نور الدہر مین مدہوش ہو ایک ہی
کلمہ کہے جاتی ہو شبرنگ یہ سنکر طرف باغ کے چلا اُس مقام پر آیا کہ جہان مرواریدہ

بیٹھی ہی قفس سامنے باغ دلکشا کا رکھا ہو طعن و تشنیع کے کلمات کہہ رہی ہو شبرنگ کو منظور ہوا کہ کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار تخت اُڑائے ہوے جاتا ہو مروارید نے جو تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او شبدیز تاجدار ہمارے مکان کے سامنے سے جاتے ہو اور ہماری ملاقات نکروگے شبدیز جادو نے تخت اُتارا زمین پر آیا قفس باغ دلکشا کو دیکھکر بیقرار ہوگیا پوچھا او مروارید اِسنے کیا خطا کی ہو کہ جو یون گرفتار ہو مروارید نے سب حال بیان کیا کہ دشمن خداوند ہو شبدیز نے کہا او مروارید اِسکو میرے حوالے کرو مین لیجاکر ضرور سمجھا لونگا مروارید نے کہا یہ دشمن خداوند ہو مین اِسے نہ دونگی پھر شبدیز نے کہا او مروارید میرا تو عجیب حال ہو

نظم

سنگ تربت لال ہو میرے تن محرور کا — پھول کمھلاتا نہین گرکر چراغ گور کا

حشر کے گنتی ہو دن منہ تک رہی ہو صور کا — حامل ہو قبر لاشہ لیکے مجبور رنجور کا

گھل گیا تھا جسم اسدرجہ ترے رنجور کا — ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ وہان مور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہو اکثر آرزو — میرا افسانہ بھی ہو شاید سراپا حور کا

دیکھیے کچھ دن ہوا ہین اسکو آہ سرد کی — جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی — دلمین روشن ہو مرے شعلہ چراغ طور کا

ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہو قانع کے لیے — بند ہو کر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا

جم گیا ہو خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک — آبلہ رکھتا ہو دیدہ وہ جو ہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان تیے یار کو — یاس ہو وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین — کون استفسار کرتا ہو تردد مور کا

ہائے کیا دیکھا کہ مجھکو دیکھنے آتے ہین لوگ — قہر لایا یاد آنا بت مستور کا

حال دل چھیڑا تو بولے اور کچھ فرمایئے — ذکر خوش آتا ہو کسکو قصۂ مشہور کا

کون سن سکتا ہو کسکو اتنی طاقت ہو نسیم — اپنا ہر نالہ ہو ہمدرد وکنار صور کا

مروارید نے کہا او شبدیز اپنے کو سنبھالو دشمن خداوند پر نگاہ نہ ڈالو شبدیز نے

کہا مین تو اِسکو لیجاؤنگا مروارید نے ہر چند اِنکار کیا مگر شبدیز ایسا مبہوت تھا کہ بل کرکے اپنے مقام سے اُٹھا بجبر قفس کو اُٹھا لیا مروارید نے قصد کیا کہ اپنے مقام سے مین اُٹھون ہاتھ شبدیز کا تھام لون مگر شبدیز قفس کو لیکر اپنے تخت پر آیا طرف آسمان کے روانہ ہو گیا مروارید حیران حیران دیکھتی رہی حوصلہ نہ پڑا کہ اِسکے تعاقب مین جاؤن شبرنگ کہ بشکل کنیز بیٹھا تھا اسنے مروارید سے کہا کہ ملکہ شبدیز کا تعاقب کرو مروارید نے کہا یہ ساحر زبردست ہے اسکا پیچھا کرنا اچھا نہ ہوگا مین جاکر ابھی خداوند سے کہونگی کہ میرے سامنے شبدیز باغ دلکشا کو لیگیا قدرت پیغام بھیجین گے فوراً گرفتار ہو کے آئیگا شبرنگ نے ہر چند اُبھارا مگر مروارید نے پیچھا نہ کیا شبدیز نکلگیا مروارید نے کہا اے گلپوش تمہارے مزاج مین آوے تو تم بھی چلو مین جاکر خبر کرون شبرنگ نے کہا حضور یہان باغ کی حفاظت کون کریگا باتین بناکر شبرنگ تو یہین رہگیا مگر مروارید روانہ ہوئی اُسوقت خدمت بقراط مین پہونچی کہ بقراط معروف عیش و نشاط ہے کہ رہا ہے کہ طلسم کشا قریب ہے ایسا نہ ہو کہ یہان آجائے منگال فیلسوار پہلوان زبردست یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند غلام ابھی جاتا ہے اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہے شاہزادیون نے خوب ڈھول بجایا اور یہ اشعار بطور مبارکباد گانے لگے

نظم

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا — غل نالۂ زنجیر مین ہے مسلسل علے کا
بیہوش کیا ہے کسی باہوش نے مجھکو — جھگڑا نہ رہا یار و عدو اب دوسرا کا
صدقے ترے او شافع روح و تن عاشق — وہ غیظ مین اب وقت ہے وعدہ کی وفا کا
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش — اب ہاتھ نہ احسان اُٹھائین گے دعا کا
مرنے پہ بھی لائی نہ تری نکہت گیسو — احسان نہ ہو اروح پہ بھی باد صبا کا
جز بیخودی شوق نہ گر ہے نہ فریاد — نے دوست جدا جسسے تعلق رفقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھین ہین سوزان — مین صدقے یہ انداز ہے تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ — ہر زخم جگر لفظ بنا مسلسل علی کا

قربان اُٹھا عارض پر نور سے پردہ	مر جاؤں نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ	عاشق ہوں ترا نام کو بندہ ہوں خدا کا
اعمال نسیم اپنے برے ہیں کہ بھلے ہیں	لیکن ہے بھروسہ ہمیں محبوب خدا کا

اُسی وقت پر مرواریدہ جاکر پہونچی سامنے لقا ثانی کے سر و سے مارا کہا یا خداوند
عجب تقدیر آپ نے کی ہے کہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں خراج گزار سرکشی دکھاتے
ہیں میں کس مشقت سے باغ دلکشا کو گرفتار کر کے لائی اپنے باغ میں اس خیال
سے ٹھہری کہ اُسکو مطیع خداوند کر کے پہلوں میں بٹھاؤں ہی تھی لیکن ملکہ باغ دلکشا
کا یہی قول تھا کہ ہمکو قسم ہے رب محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ نہ اُٹھا بیٹھے کہ شدیز جادو
آکر پہونچا زبردستی قفس اُٹھا کر باغ دلکشا کا لیگیا میں نے ہر چند سمجھایا کہ یہ تیمن
خداوند ہو مگر اُسنے ایک نہ مانی یہ سنکر لقا ثانی غصے سے سرخ ہو گیا کہا ارے
میرے بندگان خاص میرے ساتھ دشمنی کرتے ہیں کوئی جاکر جلد اُسکو لاؤ ورنہ
بہت بڑی بدعت کرونگا سرتام جادو اُنھیں شاہزادیوں میں ہے یہ کہکر اُٹھی کہ
یا خداوند میں ابھی جاکر لاتی ہوں لقا ثانی نے کہا باغ دلکشا کا قفس بھی لانا
مگر اتنا سمجھ لو کہ وہ ساحرہ زبردست ہے سوزن اُسکی زبان میں ضرور ہے سرتام
بہت خوب کہکر بلند ہوئی ننگال تین لاکھ فوج ساتھ لیکر برائے مقابلہ شاہزادہ
نور الدہر چلا نہایت لاف و گزاف کرتا ہوا کہ جاتے ہی لشکر پر گرونگا درگاہ
میں کم کر گرفتار کرونگا اجتک بڑے بڑے پہلوان گئے اور وہ ہاتھ سے طلسم کشا
کے زیر ہوے بعض مارے گئے اور بعض نے زیر ہو کر اطاعت کی مگر میں ضرور
طلسم کشا کو گرفتار کرونگا لیکن شدیز تاجدار جو قفس ملکہ باغ دلکشا کا لیکر بلند
ہوا مبہوت ہو رہا ہے صورت دریا دیکھ دیکھ کر وجد کر رہا ہے سامنے ایک پہاڑ
دیکھا اُسپر نخل سایہ دار بہت سے تھے خیال میں آیا کہ اسی جگہ اُتر دوں امتحان تو
کروں کہ مجھسے رضامند ہوتی ہے یا نہیں یہ سوچکر اسی پہاڑ پر اُترا قفس ملکہ سامنے
رکھا اور کہا کہ اے باغ دلکشا میری جان جاتی ہے میں دم لینے تھکا [illegible] آیا اور کچھ خیال

دیکھا کہ قدرت آزردہ ہونگے پس تم مجکو بہ شوہری قبول کرو لیکن شبرنگ ابھی جانے
ملکہ مرواریدہ کے باغ سے نکلا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہو مگر خیال لگا ہوا ہو کہ دیکھیے وہاں
شدیز باغ ولکشا کے ساتھ کیا کرے کہ دور سے دیکھا شدیز ایک پہاڑ پر بیٹھا
ہوا باغ ولکشا کو بہلا رہا ہو شبرنگ نے رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک ساحر
کی شکل بنکر پہاڑ پر چڑھا شدیز کو آکر سلام کیا شدیز نے پوچھا تو کون ہو شبرنگ نے
جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین شدیز کے دیا شدیز نے دیکھا کہ سرنامے پر مہر خداوندی
مہر دیکھکر کانپنے لگا سمجھا کہ خداوند کا مجپر کچھ عتاب آیا لیکن نامے کو جو کھولا اُس مین
مرقوم تھا کہ اے شدیز تنے کیا کار نمایان کیا کہ ملکہ باغ ولکشا کو لے بھاگے ورنہ
عیار طلسم کشا پاس مرواریدہ کے پہونچ گیا تھا عیاری کرکے مرواریدہ کی آبرو لیتا
یا مار ڈالتا تم جو باغ ولکشا کو لیگئے وہ مایوس ہوکر پلٹ گیا شدیز بہت خوش ہوا
کہا اے ساحر یہ نامہ تجکو خداوند نے کب دیا ساحر نے کہا جب مرواریدہ نے جاکر فریاد
کی تو قدرت نے نامہ لکھکر مجکو دیا کہ شدیز فلان پہاڑ پر بیٹھا ہو نامہ اسکو جاکر دینا
یہ کہکے شبرنگ نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک طرہ پھولونکا نکالا کہا اے شدیز یہ طرہ
پیغمبری تمکو خداوند نے دیا ہو اور یہ بھی فرمایا ہو کہ ہم تقدیر کر چکے باغ ولکشا تمکو
بہ صدق دل قبول کریگی ہمیشہ تمھاری خدمت مین رہیگی یہ باتین سُنکر شدیز مثل
گل کے شگفتہ ہوگیا شبرنگ نے کہا یہ طرہ کان مین لگاؤ کہ اسکی بو دماغ مین پہونچے
اور ہی مزاج ہوجائے اور طرف باغ ولکشا کے دیکھکر آواز دی کہ اے عورت تجکو
کچھ خیال بھی ہو قدرت نے اِسکا مرتبہ بڑھایا پیغمبر بنایا طرہ پیغمبری کان مین لگایا تو
اِسکو بدل وجان قبول کر اگر انکار کریگی تو بجلی گریگی کہ تو جلکر خاک ہوجائیگی اور
مجھے قدرت نے اِسیواسطے بھیجا ہو کہ باغ ولکشا کو رضامند کرکے پہلو مین ہمارے
بندہ خاص کے بٹھا دو باغ ولکشا نے ارادہ کیا کہ انکار کرون پھر سوچی دیکھون تو
نامہ کس مضمون کا آیا ساحر زبانی کیا کہ رہا ہو مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ تو کیا ہی
اور حیرے خداوند کیا ہین مین لقا دا پر لعنت کر چکی ہون اطاعت دین اسلام

بہ دل و جان قبول کی شبرنگ اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای باغ دلکشا ذرا سمجھکر
کلام کرو ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا جی مین کہتی ہی کہ ای باغ دلکشا
یہ ساحر بڑا ظالم معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا کرے ہر مرتبہ شبرنگ اُٹھتا ہی کوڑا دکھا
رُک جاتا ہی اور اشارے کرتا ہی کہ مین ہون شبرنگ بن عمرو ای باغ دلکشا تو
میرا کہنا مان لے باغ دلکشا حیران ہی کہ یہ ساحر کیا اشارے کر رہا ہی کچھ ذہن
مین نہین آتا کہ قضاے کار سرنام جادو جو تلاش مین شبدیز کی چلی تھی بالاے
آسمان آکر جھکی دیکھا شبدیز پہاڑ پر بیٹھا ہی قفس باغ دلکشا کا سامنے رکھا ہوا ہی
ایک ساحر دھتکار رہا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او شبدیز قدرت نے تجھکو بلایا
ہی یہ کہکر تڑپ کر گری چاہا کہ شبدیز کو اُٹھا لیجاؤن شبرنگ تو ایک غار مین چھپا
مگر سرنام جادو نے منھ سے ایک دھوان چھوڑا کہ شبدیز بیہوش ہو گیا اب تو
سرنام زمین پر آئی قصد ہی کہ اسکو لے بھاگون ایک ہاتھ قفس کی جانب بڑھایا
اور ایک ہاتھ سے چاہا شبدیز کو اُٹھاؤن کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی کہ کوئی
خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھ رہا ہی نظم

دل مرا مرگ شب فرقت مین ایسا شاد ہی　　شیون یاران مجھے شور مبارکباد ہی
شگوفۂ فصل بہار روے جانان ہی حیف　　مثل دل سینہ مرا صد چاک مادر زاد ہی
زنگ ہو جاتا ہی منزل مین پہنچتے ہی خوشی　　گور مین بھی میرے دل کو نالہ و فریاد ہی
قدر دانی جور سے خالی نہین ہی دہر مین　　دست گلچین سے گلون پر باغبین بیداد ہی
جی نہین بچتا نظر آتا شب فرقت مین آج　　کہکشان تلوار ہی اور آسمان جلاد ہی
قصر تن کی بے ثباتی کا جو آیا ہی خیال　　ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہی
شوق گلزار فنا مین میرے مرغ روح کو　　چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہی
یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ　　ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہی
سر جھکائے ہون تواضع سے گنہگارو کیطرح　　ہر کوئی اسیر بھی میری جان کو جلاد ہی
کیا سمجھکر کوے مہرویان مین پھر جاتا ہی تو　　آفت عشق گذشتہ تجھکو نا یاد ہی

سرنام حیران ہو گئی کہ یہ آواز دلفریب کسکی ہی کہ دلکو برماتی ہی پلٹ کے جو دیکھا تو ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین خرامان خرامان آتی ہی سرنام ٹھہر گئی وہ نازنین قریب
آئی سرنام سے کہا صاحب تم کون ہو کہ بلا تکلف اِس پہاڑ پہ کھڑی ہو سرنام نے
حال بیان کیا کہ مین فرستادۂ خداوند لقا ثانی ہون برائے گرفتاری شدید آئی اِسنے
اِرادہ سرکشی کا کیا تھا مین نے اِسے سحر کرکے بیہوش کر دیا اُس نازنین نے کہا
اے سرنام باغ دلکشا کی رہائی کا حکم ہی مین حور بہشت برین قدرت ہون ہم سب
حور و غلمان باغ مین سیر کر رہے تھے کہ قدرت آئے کہا کہ اے حور قدرت اپنے کو جلد
فلان کوہ پر پہونچاؤ سرنام کو پیغام دینا کہ باغ دلکشا کو رہا کر دے وہ ہمارے پاس
حاضر ہوگی سرنام کے منھ سے نکلا کہ قدرت نے مجھسے کچھ کہا اور مجھکو یہ پیغام دیا بعد گذشتن
وقت کے دیکھا جائیگا مین اِسکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی جو قدرت زبان سے
فرمائینگے وہ کرونگی نازنین نے کہا دیکھو وہ سامنے قدرت خود آتے ہین سرنام نے جونہی
پلٹ کے دیکھا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک چاہا شدید کو بھی قتل کرون
باغ دلکشا سے کہا اے ملکۂ عالم مین اشارے کرتا تھا مگر آپ میرا اِشارہ نہین سمجھین
مروارید کے باغ مین بھی مین پہونچا تھا مگر آپ کو شدید لے بھاگا باغ دلکشا نے
کہا پہلے مجھے رہا کر دو پھر اسکو قتل کرنا شبرنگ نے زبان سے باغ دلکشا کی سوزن
نکالی جیسے ہی زبان سے باغ دلکشا کی سوزن نکلی تڑپ کر نرہ مارا کہ قفس ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا باغ دلکشا قفس سے نکلی اب شبرنگ طرف شدید کے چلا خنجر برہنہ
چمکاتا ہوا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ آسمان سے آواز آئی او نا عیار خبردار کیا کرتا ہی شدید
کو نہ قتل کرنا منم مروارید سفید پوش تڑپ کر چلی کہ شبرنگ کو اُٹھا لون باغ دلکشا
نے آواز دی کہ او مروارید تو بڑی بے غیرت ہی ایک سحر کرونگی ابھی دیوانی ہو جائیگی
مگر مروارید کب مانتی ہی بال سر کے نوچکر باغ دلکشا پر پھینکے اور زمین پر دوہتھڑ مار کر
دستک دی چند ماران سیاہ لہرا کر چلے منھ کھولے ہوے کینچلے چھوڑے لیکن باغ دلکشا
نے جو دستک دی ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر ماران سیاہ کو کھا لیا باغ دلکشا

پھر للکارا کہ اے مروارید جاؤ جب مروارید نے نہ مانا تو باغ دلکشا نے گلے سے ہار پھولوں کا اُتارا مروارید پر پھینک مارا اور آواز دی کہ اے چمن زار تو کہان ہے کیون نظرون سے پنہان ہے کہ ایک پہلو سے چھماکے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین پکارتی ہوئی آتی ہے کہ اے مروارید ذرا ادھر متوجہ ہو مروارید نے جو پلٹ کر دیکھا نازنین نے قریب آکر مروارید کے منھ پر ہاتھ پھیرا اور پشت پر ہاتھ رکھا کہا کہ دیکھو ملکہ باغ دلکشا کیا ارشاد فرماتی ہین مروارید خاموش کھڑی رہگئی وہ نازنین پشت پر ہاتھ رکھکر غائب ہوئی مروارید کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین پکارکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم

نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے — رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین — صلح کو ننگ رہا کرتا ہے
صلح کی دل سے ہین یان ملتفتین — وان سر جنگ رہا کرتا ہے
دل مرا اپنے محبت کی شراب — نشے مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سے عار ہے مجھ مجنون کو — ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن — عشق چو رنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا — کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو — بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم — گل اور رنگ رہا کرتا ہے
تیرے گوش شنوا کا مشتاق — ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے
بندش چست سے تیری آتش — قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

یہ اشعار پڑھکر عرض کی ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن باغ دلکشا نے اشارہ کیا کہ شبدیز کا سر کاٹ لو مروارید نے بلا تکلف جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ شبدیز جادو کے دو ٹکڑے ہوئے شبدیز کو مارکر مروارید تلوار اپنے گلے پر رکھنے لگی باغ دلکشا نے منع کیا کہ کیون مروارید یہ کیا کرتی ہو تو جاکر بقراط کا سر لا مروارید نے کہا

کنیز گئی اور لائی مرواریدجھومتی ہوئی چلی باغ و دلکشا و شبرنگ پہاڑ سے اُتر کے
طرف اپنے لشکر کے چلے لقراط اطلولی قصر عشرت مین بیٹھا ہی افسرون نے کہلا بھیجا
ہی کہ یا خداوند باہر تشریف لایئے لقراط نے جواب دیا کہ اِسوقت قدرت نشے مین
ہین نہ تشریف لاوینگے سردارون نے دیکھا لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی
صدا آنے لگی سردار بیرون بارگاہ بیٹھے تھے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مروارید تیغ کھینچا
ہوا ہاتھ مین دوپٹہ منہ سے ڈھلکا ہوا بائے ہاتھ سے جھومتے ہوئے فوج پر گولے
مار رہی ہو جس کے گولا کے گرتی ہو جس سردار کو پاتی ہو اُٹھا لیجاتی ہو بالائے آسمان
جاکر چیر کے پھینکدیتی ہو افسرون نے در قصر عشرت پر آ کے فریاد کی کہ یا خداوند
نیا معاملہ ہی کہ مروارید سفید پوش لشکر قدرت کو تباہ کر رہی ہو لقراط گھبرا کے
باہر نکل آیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ مروارید بیچ لشکر مین لڑ رہی ہو پکار کر آواز دی کہ ای
مروارید کیون اپنی آبرو دیتی ہو لشکر والون نے کیا کیا مروارید نے جو لقراط کو
کھڑے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اوسکار جلسا زشعبدہ باز ملکہ باغ و دلکشا
نے تیرا سر مانگا ہو بہتر اسی مین ہو کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون اور خدمت
مین ملکہ باغ و دلکشا کی لیجاؤن ورنہ بڑی مشکل پڑیگی بڑی ذلت اُٹھائیگا لقراط
نے منھ پھیر لیا سردارون نے عرض کی یا خداوند کیا الفاظ بہ نسبت خداوند کہتی
ہو اور قدرت سنکر خاموش ہو رہے لقراط نے کہا وہ اپنے ہوش مین نہین ہو
ورنہ کیا مجال تھی کہ وہ ایسے فقرات کہتی یہ کہکے پکار کے آواز دی کہ ای طیران
مروارید کیسکے سحر مین ہو کہان اِسنے یہ صدمہ اُٹھایا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
کہ جسکے تین سر دست راست پہ اور تین سر دست چپ پر اور ایک سر کلان بیچ
مین تھا بیچ والے سر سے بولا آواز دی کہ یا خداوند بی باغ و دلکشا نے اِسکو دیوانہ
کیا یہ سنکر لقراط نے طائر کو اشارہ کیا کہ ای طیران ہفت سر اِسکو ہمارے قریب
لاؤ طائر نے بڑھکر سر پہ مروارید کے چرخ مارا چرخ مار کر بلند ہوکر غائب ہوا کہ
مروارید یا تو کلمات سخت کہ رہی تھی یا چپ ہوکر سر جھکا لیا تلوار کا خون پونچھنے لگی

اب سحر نہین کرتی سر جھکائے ہوئے قریب بقراط کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی
کہا یا خداوند فریاد ہی کہ باغ دلکشا نے میرا یہ حال کیا کہ میرے ہاتھ سے بندگان
خداوند مارے گئے امید وار ہون کہ معاف فرمائیے بقراط نے ہاتھ تمام کر پشت
پر ہاتھ رکھا مرواریدہ نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوگئی سب سردار دیکھ
رہے ہین کہ بعد تھوڑے عرصے کے مروارید کو ہوش آیا تو موں سے بقراط کے
لپٹ گئی کہ یا خداوند معاف فرمائیے مجھے بڑی خطا سرزد ہوئی بقراط نے ہاتھ پکڑ
منھ پر ہاتھ پھیرا مروارید کانپنے لگی کہا ای مروارید جاؤ اپنے کو لشکر طلسم کشا مین
پہونچاؤ باغ دلکشا و طلسم کشا کا سر لاؤ مروارید بہت خوب کہکر چلی طرف لشکر
طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سردار ان
نامی گرد کہ ہرکارون نے خبر دی خنجر نگ و باغ دلکشا آتے ہین نور الدہر نے
چند سردار براے استقبال بھیجے باغ دلکشا و خنجر نگ دونون سامنے آئے
شاہزادہ نور الدہر نے حال پوچھا سب کیفیت ملکہ باغ دلکشا نے بیان کی اور
کہا کہ آپ کا اقبال ہر مقام پر بلند تھا لیکن جیسے آپ جری ہین ویسا ہی آپ کا
عیار ہی ہر مقام پر پہونچا نور الدہر نے خنجر نگ و باغ دلکشا کو خلعت دیا کہ
سراے گرد اڑی نہنگال فیلسوار فیل کو بڑھاے ہوئے گرز گران سنگ
کاندھے پر تین لاکھ فوج کاندھے پر روا روی کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو لشکر
طلسم کشا کو دیکھا اسی طرف بڑھا نور الدہر سمجھے کہ مقابلے کو آیا ہی یہین اترےگا
طبل جنگی بجوائیگا مگر نہنگال بڑھا ہوا چلا ہی آتا ہی جب قریب لشکر طلسم کشا آیا
فوج کو اشارہ کیا کہ سب کو قتل کر ڈالو ان نور الدہر نے جو دیکھا کہ یہ لوگ
بھیڑ آپڑے تلوارین لیکر لڑنے لگے نور الدہر نہنگال کی زبردستی دیکھکر باہر
نکلے سوار ہوکر آگے ایک طرف سے طماس پہونچا اب دونون لشکر ملکئے
تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہنے لگی باغ دلکشا و شعلہ جوالہ دربارگاہ پر کھڑی
تماشہ جنگ کا دیکھ رہی ہین اگر باغ دلکشا نے سحر کرنے کا قصد کیا تو شعلہ جوالہ

منع کرتی ہین کہ شہریار کے مزاج کے یہ خلاف ہو ورنہ ایک اشارے مین پامال ہو جاؤ
نہنگال کے ہاتھ مین گرز کلان ہو جب اسکو گردش دیتا ہو دس دس پانچ پانچ کے
سر پھوٹ جاتے ہین اگر ہاتھ پر پڑا تو ہاتھ ٹوٹ گیا اگر سر پر پڑا تو وہ جوان پیوند زمین
ہوا نور الدہر نے جو زبردستی نہنگال کی دیکھی للکارے او پہلوان ان غریبانے تیرا
کیا کیا ہو انکو کیون قتل کرتا ہو نہنگال ہنو ہنو کرتا ہوا طرف نور الدہر کے چلا یکایک
آسمان سے تلوارین برسنے لگین کئی ہزار سر اڑ گئے شعلہ جوالہ نے جو تلوارون کی
بارش دیکھی کہا ای باغ دلکشا کوئی ساحر بھی اس بیبا کے ساتھ ہو تلوارین برسا رہا ہی
یہ کہکے شعلہ جوالہ آگے بڑھی جھولی مین ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اسکی سپرین کاٹ کر
پھینکین وہ سپرین سرون پر سردارون کے ہوا مین جو تلوار آسمان سے گری سپرون
نے سینہ سپر کیا اپنے اوپر تلوارین لیتی ہین تلوارین ٹوٹ جاتی ہین ابر سیاہ جو چھایا
ہوا تھا وہ بھی لخت لخت ہوا جب ابر پھٹا تو سب نے دیکھا کہ مروارید سفید پوش سحر
کر رہی ہو نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھتی ہو کہ طلسم کشا کس طرف ہو باغ دلکشا نے جو ملکہ
مروارید کو دیکھا جھلا کر آواز دی کہ بی شعلہ جوالہ آپ ہٹ جائیے مین اس سے سمجھ
لونگی مروارید کڑک کر گری دس پانچ جوانون کے سر اڑ گئے زمین پر قایم ہو کے
ڈرتی ہوئی چلی باغ دلکشا نے آواز دی ذرا پشت پر تو دیکھ مروارید نے پلٹ کر
دیکھا ایک باغ دلکشا ہوے پر رکھا جس مین جوش بہار ہو طایران زمزمہ سرائی پکار رہی
کر او سیارگان باغ دلکشا اسکو آکر دیکھو بہار سے اسکی فیضیاب ہو و باغ ترو تازہ
ہو مروارید اس باغ کو دیکھکر بہت شگفتہ ہوئی جیسے ہی اس باغ مین قدم رکھا کہ
جانورون نے غلغلہ کیا انکی آوازون سے برابر بخوش الحانی یہ صدا آتی تھی نظم

سوا سے گرز مانے مین رسم و راہ نہین ۔۔۔ وہ کون جا ہو جہان آب زیر کاہ نہین
مین گو کہ حسن سے ظاہر ہون مثل ماہ نہین ۔۔۔ ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین
ہوئی ہو مجھکو جرس سے یہ بات اب ثابت ۔۔۔ شگفتہ دل جو ہوا اسکے لب پہ آہ نہین
جگر کے داغ مین بے لطف گر نہ ہوتا سوز ۔۔۔ جہان مین کون ہو وہ باغ جسمین چاہ نہین

ہمیشہ کام مین غیرونکے ہین سعادتمند | ہماکو اپنے لیے فکر عز و جاہ نہین
محبت ہی یار کو پھر دل جلے کے قتل مین سوچ | چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہین
سفیدی کفن مردہ سے ہی وہ مہتاب | شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہین
بجا ہی بزم صنم مین رقیب سبز قدم | مین کیونکر اسکو اکھاڑون وہ کچھ گیاہ نہین
گرا تھا جس مین عزیز دل و مہ کنعان | ہنوز چشمۂ خورشید ہی وہ چاہ نہین
ہجوم فوج عدو سے جہان مین ای ناسخ | سوائے قلعۂ ایمان کہین پناہ نہین

جب طائرون نے یہ اشعار سامنے مروارید کے پڑھے اور مروارید نے سنے زیادہ
مبہوت ہوئی دوڑ دوڑکر درختون سے لپٹنے لگی اور باغ ولکشا نے ایک دستک
دی پہلوے باغ کے ایک جوان پیدا ہوا لباس فاخرہ پہنے ہوے مروارید نے
جو اُس جوان کو دیکھا پکارکر آواز دی کہ ای جوان خوشرو ذرا مجھ تک آ اُس جوان نے
قریب آکر ہاتھ مروارید کا تھام لیا ایک نہر کے قریب آکر کہا کہ ہم تو اِس دریا
مین رہتے ہین مروارید نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین وہ جوان جھیل مین پھاند پڑا
مروارید بھی ساتھ اُس جوان کے جھیل مین پھاند پڑی باغ ولکشا نے کہا ای شہریار
اگر آپ کے خلاف نہو تو نہنگال فیلسوار کا بھی یہی حال ہو نورالدہر نے کہا
خبردار ایسا ارادہ نکرنا ساحرہ کو تمنے جواب دیا بہت مناسب ہوا غیر ساحر پر
سحر کرنا مناسب نہین اب لشکر کو تو سحر سے مہلت ہوئی لشکر نہنگال سے تلوار
چل رہی ہی تیرانداز خطاکار دور سے تیر مارتے ہین نورالدہر دوچار تیر کھاکر
طرف نہنگال کے چلے اور للکارکر آواز دی کہ او پہلوان دوران لشکر کو کیون
تباہ کرتے ہو ہمارے تمھارے مقابلہ ہو دو مین سے ایک رہجاے اگر تم غالب
ہو ہم تمھاری اطاعت کرین شاید اگر ہم غالب ہوے تو تمکو اختیار ہی جو تمھارے
مزاج مین آوے تو ہماری اطاعت کرنا یا نہ کرنا نہنگال نے جو آواز نورالدہر کی
سنی صورت زیبا دیکھکر متغیر ہوا اور ہو ہو کرتا ہوا فوج والون سے کہتا ہوا اچھلا کر
بارو مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتا ہون ابھی اِس جوان کو مٹاتا ہون قدرت نے

اجتک اُس جوان پر رحم کیا اُنکی سرکشی بڑھتی جاتی ہو آج سزا پاوینگے میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاوینگے منہگال بجوش وخروش قریب نورالدہر کے آیا مگر طہماس نے جو
دور سے دیکھا کہ یہ دیو خصال مقابلہ طلسم کشا مین جاتا ہو بیقرار ہوگیا گینڈہ بڑھاکر
آواز دی کہ او منہگال مین ایک ادنیٰ اُس شہریار کا رفیق ہون مشہور ہی کہ غلام
کے سامنے آقا کو تکلیف نہ ہو منہگال نے کچھ جواب نہ دیا اور قریب نورالدہر
کے پہونچا آکر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُسکا قلم کیا اُسنے قبضے پر تیغے کے ہاتھ
ڈالا چہوڑا تیغہ مثل برق کے چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا منہگال نے بڑھکر
ہاتھ لگایا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا روک کر وار کیا جھک کر تلوار جو
گری بھسونڈا ہاتھی کا اُڑ گیا جیسے ہی بھسونڈا ہاتھی کا کٹا منہگال فوراً ہاتھی سے
کود انورالدہر نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون کہ فوج والے گرد آگئے منہگال
نے ایک گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہوا اور مقابلہ نورالدہر مین آیا آتے ہی
وار تلوار کا کیا نورالدہر نے اُسیطرح وار تلوار کا تلوار پر روکا اُلجھاو سے
ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا منہگال نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا تلوار جو تڑپ کر گری
تیغہ خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نورالدہر سپر کو کاٹ کر سر پر آیا
سر کاٹکر سراسر گلے و چہرے کو کاٹا اور مع گینڈے منہگال کے چار ٹکڑے ہوے
منہگال کو مارکر فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی افسر تاک تاک کر مارے
علم فوج کو قلم کیا آخر جب چند سردار مارے گئے فوج کو بھی شکست فاش ہوئی
تھوڑی دور تک نورالدہر نے فوج کا تعاقب کیا آخر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر
داخل لشکر ہوے آتے ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو قصر سکندری پر پہونچین دوسرے
روز لشکر تیار ہوا سویرے سے کوچ کیا ہرکارون نے یہ سب خبرین بقراط کو
پہونچائین کہ طلسم کشا آ پہونچے کل آپ کے مقابلے مین پہونچ جاوینگے بقراط
گھبرایا پہلوانون کو جو حکم دیا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو سب نے عرض کی یا خداوند
کیا فائدہ جو جاتا ہو مارا جاتا ہو یا زیر ہوکر اطاعت کرتا ہو آپ کے سامنے سب

لڑمرینگے طلسم کشا کو نہ جینے دینگے ہرچند لقبراطا تاقی نے کہا مگر کسی پہلوان نے
قصد نہ کیا تب لقبراطا تاقی ناچار ہوکر قصر عشرت سے نکلا بیرون قصر سکندری
آکر بارگاہ استادہ کرائی آپ اُسمین بیٹھا مگر لشکر کو جو خیال کرتا ہو تو بائیس لاکھ فوج
ہو سوچتا ہو کہ یہ لشکر جب غل مچائیگا تو مسلمانون کا کلیجہ پھٹ جائیگا افسر بھی بہت
ہین جادوگر بھی بہت سے بیٹھے ہین مگر دیکھتا ہو کہ سب کے رنگ رو متغیر ہین آمد
طلسم کشا کا آپس مین ذکر ہو رہا ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یارو مسلمان کیا صاحب
حوصلہ ہین جو جو حوصلہ کیا وہ سب آگزرے ملکون کو فتح کیا در بند اپنے قبضے مین
کیے اب یہان آتے ہین دیکھین کیا گذرے بعض کہتے ہین کہ لشکر یہان بہت ہو
دوسرے نے جواب دیا کہ اہل اسلام اکیلے لاکھون مین لڑتے ہین کیا مغلوب نہین
ہوئین اکثر جا بجا مقابلے پڑے کہ فرزندان صاحبقران اکیلے ہوے اور تین
تین چار چار لاکھ مین گھرے مگر کسی مقام پر کمی نہین کی صبح کا وقت ہو لقبراطا کے
گرد سردار بیٹھے ہین بڑے بڑے پہلوان اور بڑے بڑے ساحران جمشید عہد
سامری زمان بائیس لاکھ کا لشکر اُترا ہوا ہو ساحر اپنے اپنے کمال ساحری کہہ رہے
ہین کوئی کہتا ہو ایسی آگ برساؤن کہ لشکر کو بھاگتے راستہ نہ ملے کوئی کہتا ہو
تلوارین برساؤن گا کوئی کہتا ہو دیوانہ کردونگا کہ پہاڑون سے سر ٹکراتے پھرین
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے شاہزادہ نور الدہر والا شان ہین بپشت
اسپ پریوش پر سوار مسلح و مکمل چالیس سردار گرد گھیرے ہوے چار لاکھ کا لشکر ایک
طرف سے ابر تیرہ و تار اُٹھا شعلۂ جوالہ باغ دلکشا زعفران زعفران پوش
وہماے مرصع پوش وغیرہ ستر اسی ہزار کنیزین طاؤسان زرین بال پر سوار اسی
دھوم سے لشکر نور الدہر آیا مگر سامنے لشکر لقبراطا کے بہت کم ہو بائیس لاکھ کا
لشکر دریا ہو کہ موج مار رہا ہو ساحران نامی و بندگان لقبراطا تاقی بارگاہ سے نکل
آئے تماشہ لشکر نور الدہر کا دیکھنے لگے کہ لشکر ظفر اثر آکر مقابلے مین لقبراطا تاقی
کے اُترا لقبراطا تاقی لشکر نور الدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا یارو دیکھو میرے لشکر کے

اگر غل مچائینگے تو اہل لشکر طلسم کشا کے کلیجے پھٹ جاوینگے کہ دوسری گرد اٹھی نوبت نقارے کی صدا آئی شاہزادیوں نے جو سُنا کہ آمد لشکر مسلمانان ہی یہ بھی سب آکر بارگاہ بقراط ثانی مین ٹھہرین دوسری گرد جو اُٹھی تھی اُسنے تمام صحرا مین اندھیرا کر دیا سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب نے رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے چند جادوگرنیان ہمراہ ابر پر چرخ مارتے ہوے ان ابرون سے اُترین بارگاہون مین داخل ہوئے نگین آمد لشکر رستم دیکھکر بقراط ثانی گھبرایا علمشاہ ایک طرف آکر اُترے اِنکے لشکر کے آتے آتے شام ہو گئی جو جہان پہ تھا وہین اُتر پڑا مگر علمشاہ بارگاہ نور الدہر مین آئے بدیع الزمان نے استقبال کیا لاکر مقام صدر پہ جگہ دی فرمایا صحبت عیش آراستہ ہو ساقی بچے آکر موجود ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا مہتر سمک بلداقی و تشبر بن عمرو ایک نے ساز اُٹھایا دوسرے نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

واعظ یہ ہوتی نہین بہ ہشیار سے گلے مین — بہونہ رنگین ساز کے ہر تار سے گلے مین
ہر بات سے ہی دوسری بات اُسکی مخالف — اقرار زبان پر ہی تو انکار سے گلے مین
سودا ہی مجھے شیشے پہ اے بادہ فروشو — کیون ہاتھ نہ ڈالو سر بازار سے گلے مین
کیا آج کیا ہی شب فرقت نے اندھیرا — گھٹتا ہی دم اے دیدۂ بیدار سے گلے مین
تعویذ کی حاجت ہی نہ درکار ہی گنڈا — باندھون خط محبوب مین بیمار سے گلے مین
کیا بادہ کشو مجلس ہو گئی برہم — قطرے ابھی اُترے نہین دو چار سے گلے مین
کیا جوشش سودا سے ہی خشکی مجھے ساقی — موج مے گلرنگ ہوئی خار سے گلے مین
ہی دست دراز اپنا جنون دور ہو ناصح — آجائیگی سر سے ابھی دستار سے گلے مین
مومن تو ہون پر ہوس کافر ہے عشق — تسبیح تو ہی ہاتھ مین زنار سے گلے مین
رنگینی سے خالی نہین قاتل کی بھی مستی — رومال ہی تلوار کا اک ہار سے گلے مین
یہ زر سے تنفر ہی کہ ہوتا ہون جو بیمار — جاتا ہی اُنک شربت دینار سے گلے مین
کہتے ہین سخن تری آواز کو سنکر — ہی نالے گلو یا کوئی مزمار سے گلے مین

اک چونچ لگا دیگا اگر کلک نوا سنج	دھن جائینگی بلبل تری منقار سے گلچین
طاقت نہیں اب اتنی کہ ناخن سے کروں بخیہ	دو چار گریبان کے جو بین تار سلگے ہین

تمام لشکر مین روشنی ہو ہر مقام پہ ناچ ہو رہا ہو بقراط ثانی کے یہ ہنگامۂ عیش و نشاط دیکھتا صبح کو بقراط ثانی بیرون بارگاہ آکر بیٹھا گریبان سحر بخوبی چاک ہوا تھا بڑے بڑے تارے آسمان پر جھلملا رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہو کہ ہوا سے گرد اڑی بقراط ثانی گھبرا گیا نوبت نقارے کی آواز آئی غبار اسقدر بلند ہوا کہ تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایرج نوجوان ایکطرف قاسم عالیشان ایک جانب شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر و دیگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی و چند تاجدار چار لاکھ کا لشکر ہمراہ چابک دست شاپور شیردل شاگرد پشت پہ دونون آگے آگے جست و خیز کرتے ہوے اکتارہ بجاتا ہوا اس دھوم سے آکر ایرج نوجوان اترے شاپور شیردل نے دست بستہ عرض کی کہ رستم عالیشان شب سے بارگاہ نور الدہر مین ہین آپ تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا واہ واجان کشتی گیر زادے کی آبرو بڑھاتے ہین ہمین کیا ضرورت ہو قاسم عالیشان نے بھی یہی جواب دیا کہا کہ اے فرزند الگ بارگاہ استادہ کراؤ ہوا مین لشکر اتار و ایرج نوجوان نے ایک طرف بارگاہ استادہ کرائی لشکر کو اتارا کہ دوسری گرد اڑی بقراط ثانی نے جو دیکھا گھبرا گیا دل مین کہتا ہو کہ دیکھیے اب کون آتا ہو کہ ایسی گرد اڑی حیران دیکھ رہا ہو اور کہتا ہو کہ یارو دیکھو مسلمانون نے بہت بڑے انتظام کیے ہین کہ یکایک اب جو دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ مالک بڑے زور و شور سے آکے پہنچے لشکر ایرج نوجوان مین آکے اترے دوپہر ڈھلتے پھر گرد اڑی سب نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگے آپس مین کہنے لگے کہ ابکی مرتبہ کوئی بڑے زور و شور سے آتا ہو کہ دیکھا دارا ے ہند لندھور بن سعدان فیل تمن

پر سوار فوج ظفر موج پشت پر دور سے مالک کو دیکھا کہ لشکر ایرج نوجوان کا انتظام
کر رہے ہین لندھور رسیدہ تھے لشکر نور الدہر ہین آئے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا سات
دن مین لشکر فرزندان صاحبقران آیا بقراط حیران ہو گیا بارہ چودہ منزل کے گرد سے کا
صحرا نخل تمام کٹ گئے جابجا لشکر اُترے ہوے ہین آٹھوین دن گرد عظیم بلند ہوئی
طبل سکندری پر چوب پڑی کہ تمام صحرا ہل گیا شیران صحرا کچھارون سے بھاگنے لگے سب
حیران ہین کہ یہ کون آتا ہی بقراط حیران حیران دیکھ رہا ہی مگر کل فرزندان امیر
صدائے طبل سکندری سُنکر اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے گھوڑون پر سوار ہو کر برائے
استقبال چلے کہ سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا سب کے آگے دیکھا صاحبقران
اشقر دیوزاد پر سوار سامنے سے نمایان ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے ایک
سمت خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار کئی ہزار پیک بچے جست و خیز کرتے ہوے
اس طور سے آمد لشکر صاحبقران ہوئی قریب چار لاکھ کے فوج پشت پر گرد سب
افسر با مالک و لندھور نے آکر قدمون کو بوسہ دیا صاحبقران نے فرزندی
و بہ حشمت جمشیدی ایک طرف آکر فرد کش ہوے سب فرزند سلام کر کے رخصت ہو
اپنی اپنی بارگاہون مین آئے صاحبقران کی بارگاہ سلیمانی ایکطرف استادہ ہوئی
لشکر اپنے مقام پر اترا جب صاحبقران زمان داخل ہو چکے تو پھر گرد بلند ہوئی
سب سردار واسطے استقبال کے نکلے صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر سوار
ہو کر چلے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ظل اسد مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سریر گردون سیر شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر
بصورت نورانی چند جادوگر بھی ہمراہ ہین اول صاحبقران نے گھوڑا اپنا
بڑھا کر ہاتھ تھام کر بادشاہ کو تخت پر سے اُتارا اتنے مین بارگاہ استادہ ہوئی بادشاہ
داخل بارگاہ ہوے اب جو بقراط ثانی نے دیکھا تو نصف میدان سے زیادہ
لشکر اہل اسلام سے مملو ہو گیا بقراط ثانی تو سرنگون پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھا
مشیران سلطنت و وزیران ابہت سے کہ رہا ہی کہ بڑا اطمینان مجکو اس امر پر تھا

که لشکر میرا دہچند ہی لیکن اب مسلمانون نے بڑی جمعیت حاصل کی ہی اب کون صورت
مقابلے کی ہوگی ہائے کیا تدبیر کرون کیا پیغام صلح طلسم کشا کو بھیجون وہ لوگ کاہے کو
تامل کرین گے مشیران سلطنت سے صلاح کر رہا ہی کہ تا بہ قصر سکندری یہ سب لوگ
آگئے اب کیا تدبیر کرون مشیر عرض کر رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار
مین جائیے ہم لوگ کیا کمی کرین گے جانین لڑا دین گے **بقراط ثانی** اس سوچ مین
بیٹھا ہی یہان **نورالدہر** نے نامہ تیار کیا چوکی پر رکھکر آواز دی کہ ای سرداران
نامی وای ساحران گرامی تم مین سے ایک شخص کو چاہتا ہون کہ نامہ لے کر پاس
بقراط ثانی کے جائے اور اُس سے جواب باصواب لائے **ملکہ شعلۂ جوالہ**
کرسی سے اُٹھین اُٹھکر جام نوش کیا نامہ لے کر دوپٹے سے باندھا **شبرنگ بن عمرو**
نے قریب آکر شرائط نامہ داری بیان کیے کہ ای ملکۂ عالم **بقراط ثانی** بڑا مکار و
جلساز ہی نامہ داری کے یہ طریقے ہین کہ نامہ اُسی کے ہاتھ مین جائے زرنثار ہو
استقبال لیا جائے تب جاکر نامہ دیا جائے اگر اسکے خلاف ہوا تو **نورالدہر** کے
خلاف گذریگا **شعلۂ جوالہ** نے کہا کہ بہ اقبال طلسم کشا یہ سب شرطین بجالاؤنگی
جب **شعلۂ جوالہ** چلین تو **باغ دلکشا** اپنی کرسی سے اُٹھی کہا کہ ای ملکۂ عالم ہرچند
کہ میری کیا لیاقت ہی نہ سحر مین آپ کی ہمسر ہون نہ جاہ و جلال مین مگر کنیزون مین مگر
مین بھی ساتھ چلونگی **شعلۂ جوالہ** نے جو یہ کلام محبت سُنے گلے مین **باغ دلکشا** کے
ہاتھ ڈال دیے کہا کہ بوا تمھارے مرتبے سے سب آگاہ ہین دربار خداوندی
مین تمھارا کیا مرتبہ رہا یہان بھی شاہزادہ ساتھ محبت کے پیش آتا ہی افسرۂ لشکر
طلسم کشا کہلاتی ہو مین اپنے ہمراہ تمکو نہ لیجاؤنگی **باغ دلکشا** نے کہا کہ مین ہرگز
نہ مانونگی کنیزون مین مل کر مین بھی ساتھ رہونگی **شعلۂ جوالہ** نے مجبور و ناچار ہوکر
چالیس کنیزین ہمراہ لین اور طاؤس پر سوار ہوئین **باغ دلکشا** ایک عقاب پر
سوار ہوکر ہمراہ ہوئین **نورالدہر** نے **شبرنگ** کو مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچاتا
اگر **بقراط ثانی** بہ بدی پیش آئے تو مین برابر اپنے کو پہونچاؤن **شبرنگ** کو تو یون

روانہ کیا پھر آکے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری و ای ہنر بر دشت طراری آپ کا دستور رہی کہ ہمیشہ آپ ایلچی کے ساتھ جاتے ہین اگر خلاف نہ ہو تو ہمراہ شعلۂ جوالہ جائیے آپ کا ہونا ضرور ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای فرزند مین آجکل بہت قرضدار ہون ایکے مہینے مین سو دمڑی نہین پہونچا مہاجن مجھے رو کینگے نورالدہر نے دو توڑے روپئے کے منگا کر پیش کیے کہا یہ تو حاضر ہی اگر آپ نے کوئی کام کیا تو انشاء اللہ اور بھی خدمتگزاری کرونگا خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوے کہا کہ ای نورنظر تمھارے حکم سے مین بخوبی راضی ہون یہ کہکر نورالدہر تو داخل بارگاہ ہوے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ شعلۂ جوالہ ہوے شعلۂ جوالہ کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طاؤس زرین بال کو اُڑاتے ہوے لشکر بقراط ثانی مین پہونچین ہر طرف ایک ہنگامہ ہوا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ برسم سفارت آئی ہین دیکھیے خداوند سے کیا گذرے سردار سب جاکر بارگاہ بقراط ثانی مین جمع ہوگئے ہر ایک کو شعلۂ جوالہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی مگر شعلۂ جوالہ نے لشکر مین آکر بدعت کرنا شروع کی جو جھنڈا بازار کا ملا اُسکو قلم کروا ڈالا یہ کہکر کہ کافر کے جھنڈے کے نیچے سے ہم نہ جائینگے ہرکارون نے یہ خبر بقراط کو پہونچائی کہ حضور جھنڈے بازارون کے قلم ہو رہے ہین بقراط نے طرف وزیرون کے دیکھا کہا کہ کسی کو بھیجدون وہ نامہ اُنسے لے آوے بہ طور مناسب جواب لکھ دینگے وزرا کیا جانین کہ وہ قاعدے کی پابند ہین ہاتھ مین بقراط کے نامہ دینگی وزرا نے بے ساختہ کہدیا کہ ہان کسی کو بھیجیے کہ وہ جاکے نامہ مانگ لاوے اُنھین شاہزادیون مین سے جو کہ قصر عشرت مین رہتی ہین ایک شاہزادی ہی کہ ملکہ رفیق روشن راے اُسکا نام ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای رفیق تم جاؤ وسط لشکر مین شعلۂ جوالہ کو ٹھہراؤ اور نامہ اُنسے لے کر ہمارے پاس آؤ ہم جواب بھیجدینگے رفیق روشن راے یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر نامہ لاتی ہون پانچ سو کنیزین ساتھ لے کر چلی ملکہ شعلۂ جوالہ وسط لشکر مین پہونچی تھین کہ سامنے سے رفیق نمایان ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ شعلۂ جوالہ آپ کا

مزاج تو اچھا ہی خوب معشوق پیدا کیا شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ بُوا تمھین اس
بات سے کیا کام ہی جو مزاج مین آیا وہ کیا تمھاری تشریف آوری کا کیا باعث
ہی رفیق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم لشکر مین خداوند کے بدعت کر رہی ہو یہ سب خبرین
قدرت کو پہونچ رہی ہین تمھارا برسم ایلچی گری آنا اُنپر شاق ہوا مین اس مقام پر
بارگاہ استادہ کراتی ہون تم بآرام بیٹھو نامہ مجکو دو مین لے کر جاؤن اور جواب
لادون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ یہ نامہ نبیرۂ صاحبقران کا ہی ہاتھ مین بقراط
کے جائیگا رفیق نے کہا کہ بُوا اس سرکشی سے کیا فائدہ شعلۂ جوالہ نے کہا کہ
بُوا جو قاعدہ مقرر ہی وہ ہوگا رفیق نے کہا کہ مین تو خود اُس سے وعدہ کر کے
آئی ہون کہ نامہ لے کر آتی ہون مین تو آگے نہ بڑھنے دونگی شعلۂ جوالہ نے کہا
کہ جس طرح منظور ہو اُس طرح روکو مین جاتی ہون یہ کہکر طاؤس بڑھایا رفیق
نے گولہ مارا باغ دلکشا پہلو مین تھی گولے کو روک لیا رفیق نے پلٹ کر دیکھا کہا
کہ واہ بی باغ دلکشا تمنے بھی طلسم کشا کا ساتھ دیا دیکھو تمکو بڑا املال ہوگا بی
شعلۂ جوالہ کو سمجھاؤ یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم کیا مُنہ دیکھ رہی ہو
صرف چالیس کنیزین ساتھ ہین انکو تو مار لو بی شعلۂ جوالہ سے مین سمجھ لونگی
گلرو نامے کنیز سب کنیزون کی افسر ہو وہ سب کو لے کر بڑھی پانچ سو کنیزون نے
سحر کیا آگ برسائی کہ دس کنیزین جل کر گرین شعلۂ جوالہ نے پیچھے ہٹ کر ایک ترنج
مارا کہ لو بی گلرو رنگ تو دکھاؤ بدحواس ہو جاؤ ترنج جو پھٹا اُس مین سے
دھوان نکلا وہ جو گلرو کے مُنہ پر لگا چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین یکایک
پکار اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکی کنیز ہون دلکی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

جب سے گلدم اُسنے دیکھا ہی مرے صیاد کا ｜ ہوش بلبل مین ہی عالم نکہت برباد کا
ہی وہ دل ویران نشین جبین فروزان داغ عشق ｜ روشنی ہونا نشان ہی خانۂ آباد کا
عہد طفلی سے اسیر عشق مین مجنون ہوا ｜ خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے اُستاد کا
ترنج وہ کرتا تو ہی پر چاہیے ای مرغ دل ｜ دم بھڑک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا

جلوهٔ شمشاد جو دیکھا قد دلدار مین ✦ غش مین گر گرین وہین سایۂ شمشاد کا
فصل گل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا ✦ ای جنون دیوانہ ہون مین اپنے دل کی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہون پامال ناز اہل نظر ✦ پھیے دل آواز پا اعماے مادرزاد کا

شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ رفیق کو مار لو اب رفیق نے دیکھا کہ ایک طرف سے ملکہ
شعلۂ جوالہ اور ایک طرف سے باغ دلکشا سے تیس کنیزون کے اور پانچ سو کنیزین پری
یہ سب مل کر مجھپر آتی ہین بال نوچ کر پھینکے کہ آسمان سے مار سیاہ برسنے لگے شعلۂ جوالہ
نے ایک دستک دی کہ کئی طاؤس پیدا ہوے ماران سیاہ کو نگل گئے رفیق نے آگ
برسائی منظور یہ ہی کہ گلرو کو مار لون مگر گلرو سب کے آگے مثل شیر ببر ڈکارتی ہوئی
آتی ہی کہ اور رفیق کیون تیری شامتین آئی ہین رفیق نے قصد کیا کہ پر پرواز پیدا
کرکے نکل جاؤن خاک اٹھا کر بازوؤن پر ملی پر پیدا ہوے جیسے ہی اڑکر چلی شعلۂ جوالہ
نے آواز دی کہ ای گلرو رفیق نہ جانے پائے تم خود رفاقت کرو اسکو پکڑ لو سب
کنیزون نے جست کرکے رفیق کو پکڑ لا کہ چیخی ہی مگر چیونٹیون کی طرح لپٹ گئین دس نے
ایک ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین پندرہ دس نے منہ پکڑا کہ زبان نہ ہلے سحر نہ کرنے پائے
رفیق کی زبان بند ہوئی دس بیس نے مل کر زبان منہ سے کھینچ لی دس نے سر توڑ دیا
چہار طرف سے گھونسے مارے کہ پسلیان چورچور ہو گئین لاشہ وہین زمین پر پڑا رہنے
دیا رفیق کو مار کر سب کنیزین ہاتھ باندھے ہوے سامنے شعلۂ جوالہ کے آئین کہا
کہ واری اب کیا حکم ہوتا ہی شعلۂ جوالہ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو دروازے پر
بارگاہ کے چل کر انتظام کرو تیس کنیزین اپنی اُسمین سے الگ کر لین اُنکو اپنے ساتھ
رکھا گلرو مع کنیزون کے تنتی ہوئی چلی راہ مین جو ساحر ملا اُسنے پوچھا کہ کہان جاتی ہو
گلرو نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ہم دربارگاہ پر انتظام کرنے جاتے ہین ہماری مالک
ملکہ شعلۂ جوالہ آتی ہین اُس ساحر نے کہا کہ تم تو رفیق کی ملازم تھین شعلۂ جوالہ
تو دشمن خداوند ہی تم شعلۂ جوالہ کا نام کیون لیتی ہو گلرو نے کنیزون کو اشارہ کیا
کہ مارو جو یہ ہماری مالک کا دشمن ہی اسکو بھی مار لو کنیزین مثل چیونٹیون کے لپٹ گئین

اُس ساحر کو گھیر کر مارا جب ملکہ شعلۂ جوالہ پہونچین تو معلوم ہوا کہ یہانتک کنیزین
پہونچین اس ساحر کو مار کر کنیزین آگے بڑھی ہین باغ دلکشا نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ
تمنے انتظام تو بہت خوب کیا یہ جاکر انتظام کرینگی اگر کوئی بغاوت کرے تو ان کے
ساتھ کرے بعد اُسکے تم پہونچوگی کہو تو مین بھی ان سب کے ساتھ جاؤن اور جاکے
دربارگاہ پر انتظام کرون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بہتر ہی گلرو سب کنیزون کو لیے ہوے
جاتی ہی جہان بازارون مین جھنڈے لے اُنکو قتل کیا کئی سو ساحرون کو مارا جسنے
ذرا بھی بات کی گلرو نے اشارہ کردیا کنیزین ٹوٹ پڑین اُس ساحر کو بے بس کر کے
مارا دربارگاہ پر پہونچکر چوب دچماق ہاتھ مین لی کہا کہ ہاتھی گھوڑون کو ہٹاؤ
جسنے ذرا بھی سرکشی کی اُسکو مار لیا دربارگاہ پر ہنگامہ کر رہی ہین باغ دلکشا بھی
آکر پہونچی پکار کر کہا کہ اے گلرو سواری ملکہ کی قریب ہی یہان سے سب کو ہٹا دے یہ
کہکر جو کیا ہاتھی گھوڑے بھاگنے لگے دربارگاہ پر انتظام کر کے باغ دلکشا جلوخانے
مین ٹھہرین کیا مجال ہی کہ کوئی اُس مقام پر ٹھہرنے پائے ایکطرف کرسی پر باغ دلکشا
بیٹھی ہین گلرو صف باندھے کھڑی ہی جو کوئی آیا اُسکو جلوخانے سے نکال دیا کہ
الگ جاکر ٹھہرو دربارگاہ پر ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سب خبرین بقراط کو پہونچ رہی ہین
کہ رفیق روشن راے قتل ہوئی باغ دلکشا نے جلوخانے مین آکر انتظام کیا ہی
ابھی شعلۂ جوالہ کے آنے کی دھوم ہی بقراط پہلو بچاتا رہا ہی چاہتا ہی کہ بارگاہ
سے اُٹھ جاؤن مگر چونکہ کل سردار بیٹھے ہین اُنکی غیرت مین خود بھی سرنگون بیٹھا ہی وزرا
نے کہا کہ یا خداوند آج بارگاہ مین بڑی خونریزی ہوگی شعلۂ جوالہ کو ہم سب لوگ
مل کر مارینگے بقراط ثانی نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ جو پڑھے وہی
کرو نامہ پڑھکر اُسکو جواب دیدو ایہا الحاضرین خبردار کلام سے شعلۂ جوالہ کے
کوئی گردن تابی نہ کرے جس طرح آتی ہی آنے دو ہرکارون کی طرف متوجہ ہو کے
کہا کہ طلسم کشا کس رنگ مین ہی ہرکارون نے عرض کی کہ وہ مسلح بیٹھے ہین اپنے
یہانکے ہرکارون کو حکم دیدیا ہی کہ اگر شعلۂ جوالہ کا ایک موے جسم کم ہوگا اور

مجکو خبر نہ ملیگی تو تم سب کو سزا دونگا شبرنگ خاص اسی انتظام پر مقرر ہی دمبدم کی خبر
پہونچا رہا ہی جب رفیق روشن راے گئی ہی اور پانچ سو کنیزوں سے جاکر راستہ روکا
ہی طلسم کشا کا ارادہ ہوا تھا کہ مین جا پڑون شبرنگ نے خبر دی کہ رفیق کو مار لیا اور
اُسکی کنیزونکو منتظم کرکے دربارگاہ پر مقرر کیا ہی گلرو جو سب کی افسر ہی انتظام کر رہی ہی
یہ خبر سُنکر طلسم کشا خاموش ہو رہے ورنہ یقین تھا کہ آکر شریک جنگ ہوتے یہ حال
سُنکر ٹھہر گئے حال طلسم کشا سُنکر بقراط کانپ گیا کہا یارو اگر شعلۂ جوالہ کو یہان مار لیا
تو بڑی خونریزی ہوگی اور طلسم کشا کسی کے روکے نہ رُکیگا وہ جان دینے پر آمادہ ہی
بھائی بند سب اُسکے اُترے ہین اپنی اپنی جا مین فساد کرینگے بارگاہ بقراط مین تو یہ باتین
ہو رہی ہین باغ دلکشا انتظام کرکے بیٹھی ہی دیکھا کہ شعلۂ جوالہ سامنے سے آتی ہین
باغ دلکشا نے بڑھ کر استقبال کیا اور اپنے انتظام مین مصروف ہوئین شعلۂ جوالہ
آکر پہونچین انتظام پر باغ دلکشا کے بہت خوش ہوئین کہا کہ ای باغ دلکشا خوب تم نے
مین خوب انتظام کیا یہ کہکر ملکہ شعلۂ جوالہ آگے بڑھین سامنے درگہ سالار کے آکر
کہا کہ ہماری اطلاع کرو کہ ایلچی طلسم کشا حاضر ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی بقراط
نے کہا کہ بُلا لو درگہ سالار نے آکر باادب کہا کہ تشریف لیجائیے ملکہ شعلۂ جوالہ اندر
بارگاہ کے آئین دیکھا کہ بقراط کے سب سردار بیٹھے ہین شعلۂ جوالہ نے بطریق اہل اسلام
پکار کر سلام کیا جادوگر بل کرنے لگے بقراط نے سب کو منع کیا ملکہ سلام کرکے طرف
بقراط کے چلین دیکھا کہ ایک سردار نہایت شوکت سے پایۂ چارم تخت پر بیٹھا ہوا
بل کر رہا ہی شعلۂ جوالہ نے قریب اُسکے آکر کہا کہ ای مشیر مغل خداوندی تھوڑی دیر کے
واسطے دنگل خالی کردو اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے دنگل سے نہ اُٹھونگا اور کسی مقام
پر جاکر بیٹھو کیا سب مین مجکو ذلیل جانا ہی شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ ہمنے تمکو سب مین
جلیل سمجھا ہی مناسب یہ ہی کہ دم بھر کو ہٹ جاؤ ورنہ ہم تمکو زبردستی اُٹھائین گے مشیر جادو
نے کہا کہ مین تو نہ اُٹھونگا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسکا ہاتھ تھام کر کھینچ لون مشیر نے
خنجر مارا ملکہ باغ دلکشا پشت پر تھین اُنھون نے مشیر کا ہاتھ تھام لیا شعلۂ جوالہ نے

جو دیکھا کہ باغ دلکشا شیر کا ہاتھ تھامے ہوئے ہین شعلۂ جوالہ نے گردن شیر کی پکڑ کر
اُٹھا دیا اور آپ آکر وکل پر بیٹھیں پُکار کر آواز دی منم نامہ دار آقائے نامدار بقراط
نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم کسکا نامہ لائی ہو ملکہ نے کہا کہ او مغرور مین نامہ لیکر طلسم کشا کا
آئی ہون بقراط نے کہا کہ نامہ لاؤ ملکہ نے کہا کہ ای بقراط اول نامہ پر زر نثار کرو
بقراط نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کشتیان جواہرات کی لاؤ ملازم چالیس کشتیان
جواہرات کی لے آئے بقراط نے کہا کہ لو ملکہ یہ کشتیان حاضر ہین شعلۂ جوالہ نے کہا
کہ اس روپیے کو لٹا دو یعنی نامے پر زر نثار ہو بقراط نے اشارہ کیا ظہیر جادو نے
کہ ہی افسر کنیزان ہی کشتیان اُٹھوائین لٹانے کو چلی خواجہ کرمشت پر شعلۂ جوالہ کے
کھڑے ہین سوچے کہ مال مفت جاتا ہو جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور کشتیون کی
طرف پھینکا پکار کر آواز دی کہ ای جال بجال ہو کر بو آخر سب مال اور کشتیان مع
تورے پوش اور چہ برادرون کی پگڑیان تک لیکر زنبیل مین رکھ لین کچھ کنکر پتھر اٹھا کر
پھینک دیے لوٹنے والے جو گرے کسی نے ٹھیکری پائی کسی نے کنکر پایا سر پر دیکھا کہ
پگڑی ندارد ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری پگڑی تمنے لی اُسنے کہا کہ اے
برادر مین تو ملازم خداوند ہون بھلا ایسی حرکت کرونگا بقراط نے جو دیکھا کہ لڑ
ہو رہا ہی حکم دیا کہ ان سب کو نکالدو سب لوگ نکالدیے گئے اب بقراط نے کہا کہ ای
شعلۂ جوالہ نامہ دو شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ تخت سے اُٹھیے سات قدم
ملکہ کا اور چودہ قدم میرا استقبال کیجیے بقراط سر جھکا کر اُٹھا چودہ قدم ملکہ کا اور
سات قدم نامے کا استقبال کیا پھر دونون ہاتھ پھیلائے شعلۂ جوالہ نے نامہ دیا
اور عرض کی کہ یا خداوند یہ نامۂ افسر ہی اسکے ساتھ میرا سر ہی نامے پر کوئی غصہ
نہ کیجیے گا بقراط نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ مجھے فساد نہین منظور ہی ورنہ ابھی فساد
ہوتا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اگر فساد کا ڈر ہوتا تو آپ کی بارگاہ مین کیون آتے جو
منظور ہو وہ کیجیے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بقراط نے کہا کہ مین شر نہین چاہتا جو کچھ
ہوگا وہ میدان کارزار مین ہوجائیگا نامہ لیکر ایک ساحر کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو منبری

جاکر پڑھو اُس ساحر نے نامہ پڑھا پہلے تعریف آلہی پھر نعت رسالت پناہی اُسکے بعد مرقوم
تھا کہ ای بقراط حال تو تمھاری جرأت کا کھل گیا تمام مقامات فتح کیے اور لڑتے بڑھتے
تا بہ قصر سکندری پہونچے فوج کی جمعیت پر ناز نہ کرنا اب بھی اگر اطاعت کرو ورنہ وہ
سزا ملیگی کہ یاد کروگے اور یہ سب دعوی باطل ہوگا سب کے سامنے ذلیل ہوگے آگاہ ہو نظم

دو شعلہ چو یک تیغ دارم بہ چنگ	یکے نور صلح و دوم نار جنگ
مرا ہر چہ بایست کردم پیام	حکایت برین ختم شد والسلام

جیسے ہی نامہ تمام ہوا بقراط نے اشارہ کیا اُس جادوگر نے نامہ ہاتھ مین بقراط
کے دیا اب شعلہ جوالہ و باغ دلکشا کرسیون پر بیٹھین بقراط نے پوچھا کہ مین اسیر
کیا لکھون شعلہ جوالہ نے جواب دیا کہ صلح و جنگ کا تمکو اختیار ہے بقراط نے روئے
نامے پر مطالعہ نمودہ شد لکھا اور پشت پر جواب نامہ جنگ ایک ساحر کہ برابر بقراط
کے بیٹھا تھا اُسنے قصد کیا کہ نامہ لے لون اور چاک کردون خواجہ کہ بشکل کنیز کھڑے تھے
اُنھون نے اُسکے ہاتھ پر تھپکی ماری اور نامہ لیکر شعلہ جوالہ کو دیا شعلہ جوالہ نے
نامہ کمر سے لگایا اور اپنے مقام سے اُٹھی جست کرکے بیچ بارگاہ مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای ساحران غدار تمھارے خداوند کو ذلیل کرکے جاتی ہون اگر
کچھ دعوی ہو تو مین موجود ہون ورنہ تمھین اختیار ہے یہ نہ کوئی کہے کہ اگر شعلہ جوالہ
ٹھہرتی تو ہم بدلہ لیتے ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا بقراط نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
جاؤ میدان کارزار مین دیکھا جائیگا شعلہ جوالہ بصد زور و شور پلٹ کر باہر بارگاہ
کے آئی دیکھا کہ وہی پانچ سو کنیزین جمی ہوئی کھڑی ہین ملکہ نے ان سب پر سے سحر اُتارا
سب اپنے ہوش مین آئین باغ دلکشا نے کہا کہ صاحبو ابتک تم ہمارے سحر مین تھین
اب تم اپنے ہوش مین ہو اطاعت و غیر اطاعت کا تمکو اختیار ہے سب کنیزون نے
عرض کی کہ حضور ہم آپکے ساتھ ہین ملکہ اُن سب کو ساتھ لے کر طرف لشکر کے چلین
شبرنگ نے نور الدہر کو خبر دی کہ ملکہ سفارت گری کرکے آتی ہین سردار واسطے استقبال
کے آئے شعلہ جوالہ نے آکر نامہ واپس کیا اور سب کیفیت بیان کی نور الدہر نے جو

جواب نامہ جنگ دیکھا سر دربار فرمایا کہ انشاء اللہ سر میدان سمجھا جائیگا ابھی غرور بقراط کم نہین ہوا لیکن بقراط سرنگون بیٹھا ہی بعد جانے ایلچی کے ذکر ہو رہا ہی سردار کہتے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے میدان مین اپنے اپنے عجائب و غرائب دکھائین گے بقراط کہتا ہی کہ یارو مجھے بڑا ناز یہ تھا کہ فوج میری بیحساب ہی مسلمان پامال ہو جائین گے ابتو اُنکے یہان بھی جمعیت کامل ہی ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی کہ یا خداوند صحراے جنوب کی جانب سے ایک گرد عظیم اُٹھی ہی کہ اندھیرا ہو گیا ہی نہین معلوم کون آتا ہی ہرکارونکو حکم دیا کہ بڑھ کر خبر لو نورالدہر کو بھی خبر پہونچی پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے غرضکہ سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت بلند بالا گینڈے پر سوار برچھا ہاتھ مین پشت پر فوج بے شمار ہی ہرکارون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سمسار کوہکن نو لاکھ فوج سے براے مدد بقراط آیا ہی ہرکارون نے جاکر بقراط کو بھی یہ خبر پہونچائی بقراط نے کلاہ کج کر کے کہا کہ اے بندگان من قدرت مرا دیدید اس پہلوان کو ہمیشہ قدرت مین پرورش کیا تھا آج کے دن کے لیے رکھا تھا سرداران بقراط گئے سمسار کوہکن کو استقبال کر کے لائے سمسار نے آتے ہی عرض کی کہ یاخداوند غلام کو جو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہی شکار کھیل رہا تھا اُسیطرح چل نکلا ابھی کوئی مقابلہ تو نہین ہوا بقراط نے کہا کہ قدرت تمہارا انتظار کر رہے تھے پہلے تمہین سے مقابلہ پڑے تو بہتر ہی سمسار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر نورالدہر کو پہونچی نورالدہر نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا جانبین مین تیاریان ہونے لگین مگر سمسار کوہکن کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی کہہ رہا ہی کہ یا خداوند کل طلسم کشا کو سر میدان ٹوکونگا سب ساحرون نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین آپ بجرأت لڑیے گا ہم لوگ سحر کرینگے سمسار نے کہا کہ میری لڑائی مین کوئی سحر نہ کرے مجکو معیوب معلوم ہوتا ہی میری جرأت کیا کم ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش مشرق کے اکھاڑے سے نکلا شاگردان ضیاد شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تماشا دیکھنے لگا اول میدان مین بقراط بڑھ سے

زور و شور سے آیا تین تیس لاکھ کا لشکر چار سو ساٹھ چار سو سردار ساحر و غیر ساحر اودھر سے
بھی گرد اُڑی سب کے آگے نور الدہر تخت پر بادشاہ اسلام صاحبقران بھی آگے
بڑھے ہوے مگر ایرج نوجوان کہ انکے ساتھ قاسم و جہانگیر ہین مقابلۂ نور الدہر جو
آ ٹھہرے مسمار کوہکن پایۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے زنجیرون سے کمر باندھے ہوے
نیزہ بڑا ہاتھ مین گویا تاڑ کا درخت ہی اُس نیزے کو ہلاتا ہوا قلب لشکر مین آ کر ٹھہرا صفین
آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے مسمار نے گینڈا اٹھایا بقراط
سے اجازت لی بقراط نے کہا کہ تجکو ید قدرت کے سپرد کیا مسمار میدان مین آیا ایک
دیو ہی کہ کھڑا جھوم رہا ہی تھوڑی دیر مین آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے ایرج نے قصد کیا تھا کہ جا پڑون اس دیو خصال کو ماردون کہ مسمار نے کہا
کہ مین سواے نور الدہر کے کسی کو نہین چاہتا ایرج کا گھوڑا رانون مین تڑپ رہا ہی
نور الدہر مرکب اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے
بشفقت فرمایا کہ ای شیر بیٹے بدیع الزمان اور سب سردار منتظر کھڑے ہین نور الدہر نے
کہا کہ وہ میرا ہی خواہان ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ خدا کے سپرد کیا نور الدہر جو
گھوڑا اُڑا کر چلے ایرج سامنے کھڑے تھے گرد جو اُڑی وہ جسم ایرج پر پڑی ایرج
نے کہا کہ بھئی واہ کیا گھوڑا بے تمیز ہی نور الدہر نے کہا کہ بے تمیزون کو بے تمیز ہی
معلوم ہوتا ہی ایسا گھوڑا کسی کو میسر ہوا ہی یا دادا جان کے پاس مرکب اشقر ہی
یا میرے پاس یہ گھوڑا ہی اسکو دیکھ کر رشک کرتے ہو ایرج نے یہ سنتے ہی نیزہ مارا
نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایرج چاہتے ہین کہ نیزہ نکالدون مگر کسی
مقام پر شت کو شست نہین پاتے بدیع الزمان کے منھ سے نکلا کہ واہ کیا لیاقت ہی
وہ تو مقابلۂ حریف مین جاتا تھا راہ مین اُسے روک لیا لیکن کیا کر سکینگے قاسم سنتے ہی
جھلا کر بدیع الزمان پر جا پڑے کہا کہ کیون گستی گیر بیٹے کی طرفداری کرتا ہی یہ کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا جمہور نے دیکھ کر آواز دی کہ مقام
افسوس ہی صاحبقران سامنے کھڑے ہین اور یہ لوگ لڑ رہے ہین کچھ خیال نہین فرامرز

دیکھ کر کہا کہ اوطرطوسی جنتجے کیا دخل ہی شاہزادے ہین جو مناسب جانا وہ کیا جمہور نے
تیر مارا افرامرز نے تیغے پر روکا مالک نے دیکھ کر آواز دی کہ ای لندھور شاہزادون
کو منع کرو صاحبقران برہم ہونگے لندھور نے کہا کہ اوبچہ سوس مار ریگ بیابان شمار
طعن و تشنیع کرتا ہی سامنے آ تو حال معلوم ہو مالک نے بڑھ کر نیزہ مارا لندھور نے
تلوار سے سنان نیزے کو اُڑا دیا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب دست راستی و
دست چپی بگڑ گئے اور آپس مین تلوار چلنے لگی بقراط نے ہنس کر کہا کہ ای بندگان
من قدرت مرا دیدید آپس مین سب کو لڑوا دیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب
سرداروں مین تلوار چلنے لگی مالک و لندھور بھی لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار
چل رہی ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای نوجوانان خوب آپ مین
خود رو ہو رہے ہو ہمارا بالکل پاس نہین قریب نورالدہر کے آکر فرمایا کہ کیون
بھئی یہ کیا حرکت ہی نورالدہر سر جھکا کر پیچھے ہٹے صاحبقران نے پھر ایرج کی طرف
بھی دیکھ کر یہی فرمایا کہ کیون بھئی یہ کیا حرکت ہو آپس مین جنگ کیسی حریف موجود ہی
اُس سے جا کر لڑو ایرج نے کہا کہ ای جد عالی تبار یہی تو مجکو قلق تھا کہ مین میدان
مین جاؤن اس پہلوان دیو خصال کو مارون امیر نے فرمایا بسم اللہ ایرج نوجوان نے
بجوشی گھوڑا اُڑایا صاحبقران نے قریب لندھور آکے کہا کہ ای داراے ہندی
مناسب ہی کہ آپس مین جنگ کرو دشمن کا زور بڑھے لندھور بہت خوب کہ کے
الگ ہوے مالک کو بھی جزء کا مالک نے کہا کہ حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا خالاس
ہندی بہتی خورکی تھی ہر مرتبہ منھ پر چڑھتے ہین مین بچا کے لڑتا تھا ورنہ نیزہ مار دیتا کہ
سینے کو توڑ کر پار گذرتا لندھور نے کہا کہ ای آقاے نادار جبدن میرا گرز چل جائیگا
اُس دن یہ پرانا ہو جائین گے صاحبقران نے دونون کو گھر کا سب کو علحدہ کیا
لیکن ایرج نوجوان کرد بن اشقر کو اُڑا کے مقابلہ مسمار کو ہکن مین پہونچا گاو زرین
ہوے چار قدم گھنڈا اُسکا ہٹا کوئی دو تین قدم کرد بن اشقر بھی ہٹا مسمار نے دیکھکر
آواز دی کہ او نبیرہ حمزہ تو کیون میرے مقابلے مین آیا ایرج نے جواب دیا کہ

کشتی گیر زادے کہ ہم مددگار رہیں اس وجہ سے ہمنے تمسے لڑنے کا قصد کیا ایسا نہ ہو کہ اُسکو
کوئی چشم زخم پہونچے اسی وجہ سے ہم اُس سے لڑے آخر تیرے مقابلے مین آئے مجھکو خود
دادہجان نے حکم دیا تو مین تیرے مقابلے مین آیا اب حال کھلے گا یہ سُنکر مسمار کوہکن نے
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا یہان تو آپس مین نیزہ چلنے لگا
جب صاحبقران سب کو الگ کر چکے تو دیکھا نورالدہر رو رہے ہین امیر نے گلے سے
لگا لیا نورالدہر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے بلا تکلف حکم دے دیا وہ
تاجزادہ مقابلہ کرنے لگا یہی تو اسکی مراد تھی صاحبقران نے فرمایا مین نے اِسکا
خیال نہین کیا اُسنے فوراً مجھسے کہا مین نے اجازت دیدی مگر بیٹا تم کیون روتے ہو
نورالدہر نے کہا کہ قانون کے خلاف ہوا وہ میرا نام لے کر پکارتا تھا اور مین
نہ گیا صاحبقران نے نورالدہر کو بلا کر شگفتہ کیا مگر سب لوگ کھڑے ہوے بنگاہ
غور دیکھ رہے ہین مگر ایرج نے بعد دو گھڑی کے نیزہ اُسکا نکالا مسمار نے جھلا کے
تیغہ کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ غار سے اژدہا نکلا دودستی تیغہ مارا ایرج نے گردا سپر کا
چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ تڑپکر جو گرا سپر کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو پہونچا ایرج کے
گھونٹے سے سکندری بھی کھائی تھی اس وجہ سے ایرج زخمی ہوے نورالدہر نے
قصد کیا کہ مین جا پڑون مگر جمہور نے گھوڑا صف سے بڑھا دیا اجازت بھی بادشاہ
سے نہ لی نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران سے عرض کی کہ دیکھیے دستیجی
ایسے بدتمیز ہین کہ اجازت بھی نہ لی اور مقابلے مین جا پڑے صاحبقران یہ سُنکر
خاموش ہو رہے جمہور جلدی سے پہونچا ایرج کو ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا
مسمار نے وہی تیغہ خون آلود اُٹھایا کہا کہ او جوان میرے صید کو ہٹا دیا جمہور نے
کہا کہ اتفاق کی بات ہے جو یہ شیر زخمی ہوا خبردار خبردار کہکر مسمار نے ہاتھ تلوار کا
مارا جمہور نے سپر اُٹھا دی تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر تلوار
جو گری تا دوابرو پہونچی جمہور نے دستانہ مارا تیغہ چھٹکا کر نکل گیا اُس زخمداری مین بھی
جمہور نے جیداری کر کے تبرزین کا ہاتھ مارا مسمار نے گینڈا اپنا ہٹا لیا وار جو

خالی گیا سر جمہور کا ہر نہ زمین سے لگا مسمار نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون اُس وقت اور
دستہ چپی آپڑے نور الدہر چاہتے ہین کہ یہ لوگ رکین مگر دستہ چپی نہین رکتے شام
تک دس بارہ جوان مسمار نے زخمی کیے کئی جوان جان سے مارے گئے مسمار نے
گینڈا امیر کیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا
میرے مقابلے مین نہ آئے ورنہ اس سے بدتر حال کرتا مسمار کو کہن کلمات لاف و
گزاف کہتا ہوا پلٹا کہا کہ اب کل کیونکر جان بچاؤ گے بقراط ثانی نے حکم دیا کہ مسمار
پر سے زر نثار کرو اُسی وقت زر نثار ہوا بقراط خوش خوش اُسکو لیکر پلٹا مسمار کہتا ہی
کہ یا خداوند آج جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور چند جان سے
مارے گئے اگر آج طلسم کشا آتے تو اس سے بدتر حال کرتا بقراط کہتا ہی کہ ای مسمار
تو نے آج عجب لطف سے میدانداری کی تجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی مسمار اور زیادہ
بلبلایا اور جرأت کا ذکر کرنے لگا کہ مین نے فلان مقام پر جاکر شیران صحرا کو مارا اور
غیلان صحرا بھی میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے ہین مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ سنکر
بقراط نے کہا کہ ای مسمار تمھاری بات کا کیا جواب دین طلسم کشا سے وہ وہ پہلوان
جاکر لڑے کہ جنکا مثل نہ تھا اور تمسے جرأت و زور مین بھی زیادہ تھے آج مین نے بہت
تقدیر مضبوط کی تھی کہ تم بچ کر چلے آئے ورنہ یقین کامل تھا کہ اگر نور الدہر سے اور
تمسے مقابلہ ہوتا تو تم زندہ نہ پلٹتے بڑی خرابی ہوتی مجکو ہر وقت یہی خیال ہی اب تم کل
میدان کارزار مین نہ جانا اگر جاؤ گے تو اسکا اقرار کرو کہ مین طلسم کشا سے مقابلہ نکرونگا
طلسم کشا کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہین ایک رفیق اُسکا طہماس بن عنقویل دلاور در
ایسا ہی کہ دو بیٹے صاحبقران کے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مین نے کتاب مین دیکھا ہی
کہ طلسم کشا نے طہماس ایسے پہلوان کو گیند دھڑکا کر دیا تھا اور بھی بڑے بڑے پہلوان
زیر کیے جو کہ رفیقون مین اُنکے اب بھی موجود ہین آج میری تقدیر نے تجکو بچایا بلکہ
مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا کو جُرا منگواؤ اسطرح بقراط نے بیان کیا کہ دل پر مسمار
کے تاثیر ہوئی عیار اسکا سرطان تیز رو ہی اُسکو خلوت مین بلایا کہا کہ ای سرطان تیز رو

مین سب سے تو لڑلو نگا مگر طلسم کشا سے نہ لڑونگا قدرت فرماتے ہین کہ طلسم کشا پر غالب نہ ہوگے
اگر تجسے ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑ لاؤ مین قید کرکے اُسکو قتل کرون یا قید مین آب و دانہ بند کرون
سرطان نے عرض کی کہ سرکار کے اشارے کی دیر ہی حضور جانتے ہین میشے مین مشہور ہی
کہ جیسا سردار ویسا عیار کہان کہان غلام نے عیاریان کین میرا نام کوہستان مین
روشن ہی یہ کہکر سرطان نے اُسی وقت با نہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے مسمار سے
رخصت ہو کر چلا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ
مین آئے خاصہ طلب فرمایا خاصہ آیا نوش کرکے آرام کرنے کو خلوت مین آئے پلنگ پر
لیٹے چار خدمتگار خاص بطور چیپی پیر دبانے لگے سرطان ایک گوشے سے یہ سب معاملہ
دیکھ رہا ہی کہ اِسنے دیکھا نورالدہر نے آرام کیا جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا دوشالہ
کاندھے سے ہٹایا جمال جہان آرا کو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان
سو رہے ہین بیہوشی دماغ سے لگائی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا کے اپنے لشکر کی
جانب چلا خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ اپنی بارگاہ مین نہین آرام کرتے دوکانین جو لشکر
کی ہین جب دوکاندار اُٹھ جاتے ہین تو کسی شہدے کی شکل بنکر کسی دوکان پر پڑ رہتے ہین
عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگِ سیاہ نورالدہر پر حملہ کر رہا ہی عمرو گھبرا کے اُٹھا
سوچا کہ نورالدہر پر کوئی افتاد پڑی گھبرا کر عمرو دوڑا قریب بارگاہ نورالدہر آکر
آواز دی کہ یارو جاگتے ہو نگہبانون نے جواب دیا کہ غلام جاگ رہے ہین عمرو بارگاہ
مین آیا دیکھا کہ نقب لگی ہی پلنگ پر نورالدہر ندارد رات بہت قلیل باقی تھی عمرو
نشان نقش پا دیکھتا ہوا چلا مگر سرطان بارگاہ مسمار مین پہنچ گیا مسمار نے پوچھا کہ
ارے شیرہ روباہ عرض کی کہ اقبال شہنشاہی ہمراہ ہی طلسم کشا کو لایا آہنگر کو بلوایئے
کہ اسکو مسلسل کیا جائے آہنگر حاضر ہوا نورالدہر کو مسلسل کیا خواجہ تو ایک گوشے
مین آکر ٹھہرے جب نورالدہر کو مسلسل کر چکے تو ہوشیار کیا نورالدہر کی جو آنکھ کھلی
تمانہ زنجیر مین غل ہوا حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہوا شبرنگ کو لوگون نے خبر دی کہ آقا
کو تیرے کوئی چُرا لے گیا خواجہ عمرو گئے ہین شبرنگ بھی دوڑا صورت بدلکر بارگاہ مین آیا

دیکھا کہ نور الدہر سے مناظرہ ہو رہا ہی نور الدہر کہہ رہے ہین کہ کیون او مغرور تو نے
عیاری پر کمر باندھی ہی مردان عالم کے ساتھ یہ غرور سمسار نے کہا کہ اے طلسم کشا قدرت
کو اختیار ہی اُنھون نے یہی تقدیر کی ہر چند کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے مقرر تھی مگر اُنھون
نے قید لگا دی کہ عیار گرفتار کر کے لائے اور اُسے قتل کرو اب بہتر یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کرو
قدرت تو تقدیر کر چکے فقط اشارے کی دیر ہی نور الدہر نے کہا کہ اُس جلسا ز و مکار کو
ہم سجدہ کرین گے تم ایسے گدھون کو اُنے پہچانا ہی خدا وندین کے بیچارہ جو تجھے ہو سکے
تصور نہ کر اگر قضا ہماری تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے ہی تو کیا چارہ سمسار نے چلا کر
آواز دی کہ جلاد کو بلاؤ شبرنگ نے چاہا کہ جلاد بنکر جاؤن مگر پہلو سے جلاد پیدا ہوا
خواجہ بھی دیکھ کر رہگئے شبرنگ تو گھبرایا ہوا پھر رہا ہی مگر خواجہ پشت پر سمسار کی
خدمتگار بنے کھڑے ہین جلاد نے آکر کوے کا خط گردن پر دیا اور پکار کر آواز دی فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ❊ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ❊
تیغہ بازو دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون سمسار
نے اشارہ کیا کہ ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کر جلاد تیغہ کھینچے ہوے سر پر آیا چاہا
کہ ہاتھ مارون خواجہ نے گوپھن سے گولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
کلہ گوپھن مین دے کر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا سمسار نے کہا کہ ارے جلاد دیوانہ تھا
خنجر پھرا کر اپنے سر پر مار لیا سرطان نے کہا کہ یہ تو کسی نے پتھر مارا دوسرا جلاد بلائیے
سمسار نے آواز دی دوسرا جلاد بلاؤ دوسرا جلاد آیا وہ بھی آوازین دے کر قریب
نور الدہر کے پہونچا خنجر مارا خواجہ نے دوسرا پتھر مارا جلاد کا ہاتھ ٹوٹا سرطان
نے کہا کہ اے شہنشاہ پہلوانان یہ جو خدمتگار پشت پر کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا ہی سمسار
پلٹا خواجہ نے کہا کہ حضور مین بتا دون جسنے پتھر مارا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہی جیسے ہی
سمسار پلٹا خواجہ نے خود سر سے لیا سرطان کو ایک دولتی ماری اور اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

	عمرو ہون مین عیار صاحبقران		مرے کرے کا پتا ہی جہان	

تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — دبائے مری گرد پاپوش کو
دو وزدہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

او مسمار خبردار اگر ایک موے جسم نور الدہر کم ہوا تو تیرے قبیلے بھر کو زندہ نہ چھوڑونگا
ایک ایک کو قتل کر ڈالونگا اس وقت بھی چاہتا تو قتل کرتا مگر آقا کا حکم نہیں ہی ورنہ خنجر
مار دیتا کہ سر اڑ جاتا یہ کہکر عمرو نے جست کی سراسیچے کو فرار اس بار پہونچا شاگرد رشید
سرطان کا گیہان نیزرو یہ باہر کھڑا تھا اسنے چاہا کہ عمرو کو خنجر مارون پہلو سے نعرہ ہوا
کہ خبردار خنجر نہ مارنا دیکھ مسمار نے کیا حکم دیا ہی یہ آواز سنکر گیہان پلٹا شبرنگ نے
لپک کر خنجر مارا کہ گیہان کا شکم چاک قصہ پاک ہوا سرطان نے دور سے دیکھا کہ
خلیفہ مارا گیا خواجہ کا پیچھا کیا چند عیار شبرنگ بن عمرو کے پیچھے دوڑے شبرنگ
تو جست وخیز کرکے نکل گیا مگر سرطان خواجہ عمرو کا پیچھا نہیں چھوڑتا جب جنگل مین
خواجہ عمرو پہونچے تو دیکھا سرطان چلا ہی آتا ہی پلٹ پڑے فرمایا کہ ای سرطان کیا
مجکو حلوا سمجھا ہی سرطان نے آکر پنجہ مارا خواجہ نے سپر کاغذی کو آگے کر دیا جیسے ہی
سپر کٹی اُسمین سے دھوان نکلا سرطان بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے سرطان کو تو ایک
نخل سے باندھ دیا اور آپ سرطان کی شکل بنکر طرف بارگاہ مسمار کے چلے راہ مین
ایک گنوار کا سر کاٹ لیا اُسکو اپنے سر کی صورت بنایا مسمار کہہ رہا ہی کہ میرا عیار
ایسا نہیں ہی کہ خالی پلٹے یقین ہی کہ سر لیکر آتا ہوگا ایک عیارون مین غل ہوا کہ اُستاد
آتے ہین مسمار نے پوچھا کہ کس حال سے ہی شاگردون نے کہا کہ خون مین نہلائے ہوے
ایک سر لیے ہوے آتے ہین مسمار نے کہا کہ بلالو خواجہ عمرو سامنے آئے سر آگے ڈالدیا
کہا کہ ای پہلوان دوران راہ مین مقابلہ پڑا مین نے ایک ہاتھ مار دیا سر اس کا
اڑ گیا مین سر لے کر چلا آیا لاشہ جنگل مین جانورون نے کھالیا نور الدہر نے سر خواجہ
کا جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے جی مین کہتے ہین کہ بڑا غضب ہوا آج لوائے شوکت

صاحبقرانی گر گئنا یقین ہی کہ دادا جان اپنے کو ہلاک کرین میری گرفتاری دیکھکر خواجہ بدحواس ہو گئے ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ اُنپر ہاتھ مارتا خواجہ نے کہا کہ ای پہلوان دوران آج وہ شخص مارا گیا کہ جسکا عدیل ونظیر نہ تھا بڑے بڑے ساحر اسنے مارے غلام کا جی چاہتا ہی کہ آج بڑی خوشی کرے آپ کو شراب پلائے مسمار نے کہا کہ اختیار ہے سرطان نقلی نے پایان اپنے ہاتھ مین لیا سامنے مسمار کے یہ اشعار شروع کیے نظم

وحشت دل مین ہون دیوانہ تری تاخیر کا — چشم آہو بنگیا حلقہ ہر اک زنجیر کا
دوستونکے سر کیے چُن چُن کے مقتل مین قلم — چشم بینا ہی ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت مین ہی بربادی عجب کیا ہی اگر — کاغذ بادی بنے کاغذ مری تصویر کا +
گلشن کوے بتان کا ہی جو زندان مین خیال — نغمۂ بلبل ہی ہر نالہ مری زنجیر کا +
کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہی عیب جو — خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہو گیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجھسے نہ کام — سادہ کاغذ ہی مگر نامہ مری تقدیر کا
پہونچے ہم آتش زبانونکو ضرر دشمن سے کیا — شمع کو کرتا ہی روشن تر ستم گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اُڑ گیا — میرے پیکر مین ہی عالم کاغذ تصویر کا
اہل جنت کی بدولت ہوتی ہی منعم کی قدر — مرتبہ بے مس ملے ہی خاک اور اکسیر کا
برسون گذرے ہین صدا ہی نکل سکتی نہین — ہی ہمارا ضعف دربان خانۂ زنجیر کا +
ناتوانی سے پناہ ای ظالمو مانگا کرو — دیکھ لو اک بال ہی بازو شکن شمشیر کا
شکل انکی ایسی ہی ہی گر کہین پڑ جائے عکس — تاقیامت آئنے مین شبہہ ہو تصویر کا
ای مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے — خاک گلخن سے بنا گردہ مری تصویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گانے کہ مسمار تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای سرطان آج تو خوب کمال دکھایا سرطان نقلی نے عرض کی کہ اب وہ کمال دکھاتا ہون کہ جس سے عمرو ہزارون کو بیہوش کرتا ہی ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب حضور کو کمال ظاہر ہو کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے مسمار نے کلید میخانہ ازار بند سے کھول کر دی خواجہ نے آکر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا

بلازم یہ آواز سنکر دوڑے شراب اٹھا کرنے گئے خواجہ نے کئی سو گلابیان مئے ارغوانی سے
معمور کین کشتی مین لگا کر محفل مین لائے مسمار نے کہا کہ دیکھو سرطان کس سلیقے سے شراب
لایا ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے خواجہ نے چراسی گھنگرو پانون مین باندھے
دیر تک گت ناچے جام سر پر رکھا توڑے لیتے ہوے طرف مسمار کے چلے تعریفین برابر
ہو رہی ہین مگر سرطان کہ جنگل مین بندھا تھا گھسیارے جو ادھر آئے سرطان نے پکارا کہ
یارو مجھے یہان عمرو باندھ کے چلا گیا ہی ذرا آکر کھول دو گھسیارون نے سرطان کو آکر کھولا
سرطان جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا شاگردون سے باہر سنا کہ آپ تو آج ساقی گری
کر رہے ہین سرطان نے کہا کہ وہ ساربان زادہ ہی میری صورت پر کام کر رہا ہی اسوقت
اندر پہونچا کر خواجہ سامنے مسمار کے پہونچے ہین اور سر جھکا کر کہا ہی کہ ایسے شاہون کو سر سے
شراب پلانا چاہیے سرطان نے پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان دوران شراب نہ پیجیےگا
یہ وہی ساربان زادہ ہی سرطان اصلی آپ کا حاضر ہوا جیسے ہی عمرو نے سرطان کو
آتے ہوے دیکھا جام شراب مسمار پر پھینک مارا نعرہ کر کے بھاگے سرطان نے پیچھا نہ کیا
کہ ایسا نہ ہو پھر جا کے گرفتار ہو جاؤن یہ ساربان زادہ بلاے روزگار ہی مسمار کو بھی
خوف پیدا ہوا حکم دیا کہ طلسم کشا کو قید کرو نورالدہر تو قید خانے مین پہونچے شبرنگ نے
جا کر صاحبقران کو خبر دی کہ نورالدہر قید ہوے قبلہ وکعبہ تدبیر مین ہین کہ نورالدہر
کو رہا کرین یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کہو کیا ہوا
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ مین نے نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر وقت پر
سرطان آگیا انشاءاللہ اب کوئی تدبیر رہائی کی کرونگا سرداران نورالدہر نے
خواجہ عمرو کو لالچ دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ہم لوگ کچھ خدمتگزاری بھی کرین گے
مگر کوئی شکل رہائی ہمارے آقا کی کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین جانتا ہون آپ سب صاحبون
کو میرے اخلاص کا خیال ہی مین نے تو نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر کیا جانتا تھا کہ وہ
ملعون وقت پر رہا ہو کر آجائیگا ورنہ اُسکو زنبیل کی سیر کراتا چند ساعت جاکر ٹوکری
ڈھوتا سارا غرور عیاری کا نکل جاتا مگر ایہاالحاضرین جو کچھ دینا ہو وہ منگا دیجیے کہ مین

مہاجنون کو بھجوا دون ایسا نہ ہو کہ مین عیاری کو نکلون اور وہ لوگ گرفتار کرلین تو
باعث خرابی ہی طہماس نے بارہ توڑے منگوا کر پیش کیے سرداران نورالدہر نے فرداً
فرداً کرکے کئی ہزار روپے خواجہ کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے مگر
شبرنگ اس خیال سے پہلے ہی نکل گیا کہ قبلہ وکعبہ نہ پہونچنے پائین مین پہونچون سامنے
قیدخانے کے پہونچا طلایہ پھر رہا ہی ہر طرف حاضرباش و ناظرباش کی صدا بلند ہی در
قیدخانہ پر دو سو سوار تین سو پیدل بیٹھے ہین سب کا افسر بہرام گرگدن سوار ایک کرسی
پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ آج کیا سبب ہوا ہمارے واسطے پہلوان صاحب نے شراب نہین
بھیجی رات زیادہ آگئی شبرنگ طرف بارگاہ مسمار کے بھاگا قریب بارگاہ ٹہل رہا تھا
کہ ایک چوبدار نے آواز دی کوئی مزدور ہی یہ تپلہ شراب کا قیدخانے پر لے چلے اسکو
مزدوری اچھی ملیگی شبرنگ ایک شہدے کی شکل بنکر بکتا ہوا چلا کہ آج تو پریون نے ہمارے
ساتھ وہ بُرائی کی کہ جان تک ہار جاتے ہم تو بھئی رنگ باز ہین جسدن ہمارے حساب کی
چار داؤن کھیل جائیگی سلطنت جیت لین گے وہ رنگ ہرے ہین کہ دن کی رات ہوگئی
اگر پاس ہوتا تو جان تک بد دیتے چوبدار نے کہا کہ میان شہدے صاحب اب رنگ برنگ
کا ذکر موقوف کیجیے یہ تپلہ اُٹھا لیجیے بہرام گرگدن سوار کہ قیدخانے کا نگہبان ہی بہت
کچھ دیگا شہدے نے کہا کہ حضور چار گنڈے لین گے مگر پیسے پہلے مل جائین نیفے مین رکھ لین
تو لے چلین چوبدار نے پیسے نکال کر دیے شبرنگ نے تپلہ اُٹھایا فتیلہ ہاتھ مین چوبدار کے
تھا شہدے نے کہا کہ حضور فتیلہ مجھے دیجیے بڑی بےادبی ہوتی ہی چوبدار نے فتیلہ ہاتھ مین
دیا اب شہدا آگے بڑھا ہر چند کہ مرد پکارتا ہی میان شہدے صاحب ذرا ٹھہر کے چلو شہدا
جواب دیتا ہی حضور اب پریون مین دل لگا ہی چار گنڈے نیفے مین ہین چلتے ہی ایک
داؤن بدین گے تھوڑی دیر مین کئی روپے نیفے مین ہو جائین گے یہان بہرام بیٹھا ہی
انتظار کر رہا ہی کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہی شہدے نے
جواب دیا اور ٹھوکر کھائی مُنھ کے بل گرا فتیلہ پھونک دیا چوبدار قریب آیا دیکھا کہ میان
شہدے آہ آہ کر رہے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ اتنی دیر مین دس بیس روپے جیت لیے ہوتے

مردے نے کہا کہ میان شہدے صاحب اب اُٹھو شہدے نے فتیلہ دیا چوبدار فتیلہ جلانے گیا شبرنگ نے جھٹ پٹ مُنہ پتیلے کا کھولا بیہوشی ملائی مُنہ پھر باندھ دیا پتیلے کو اُٹھا کر کاندھے پر رکھا چوبدار فتیلہ لیکر آیا شبرنگ اور چوبدار سامنے بہرام کے پہونچے شبرنگ نے پتیلے کو ڈال دیا اور کہا کہ حضور حقہ بھر دون بہرام نے سب کو شراب بانٹی سب پینے لگے شہدا سب کو حقے بھر بھر کے پلا رہا ہی کوئی پکار کر کہتا ہی کہ میان شہدے صاحب ایک پیسے کی دال موٹھ لے آؤ شہدا پیسہ لیکر دوڑا ہوا جاتا ہی سب کہ رہے ہین کہ شہدا بڑے کام کا آدمی ہی دیکھو بھئی کیا دوڑ دوڑ کے کام کر رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب شراب پی چکے آپس مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُتاری کسی نے کسی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا جابجا لوگ بیہوش ہونے لگے جب شبرنگ نے دیکھا کہ سب بیہوش ہوے مگر بہرام بیٹھا جھوم رہا ہی قریب آکر کہا کہ افسر صاحب دیکھیے مین نے ایک غزل یاد کی ہی اسکو سماعت فرمائیے بھیانک آواز مین یہ اشعار شروع کیے

نظم

ہو جو تیرا روے رنگین پرتو افگن آب مین
جاے ہاری بلبلون کا ہو نشیمن آب مین

تو لبِ دریا اگر جائے اندھیری رات کو
قمقمے سارے حبابونکے ہون روشن آب مین

ہی جو افتادہ اُسے کیا ضربِ دشمن سے گزند
تیر لگنے مین نہین پڑتا ہی روزن آب مین

رات دن روتا ہون اک خورشید رو کے عشق مین
کیون نہ مثلِ نیلوفر ہون تا بگردن آب مین

لعلِ خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہی
دیکھتا لعلِ بدخشان کا ہی معدن آب مین

جمع ہوتے ہین نہانے کو ہزارون گلبدن
روز آتے ہین نظر پھولونکے خرمن آب مین

جو ہوا با آبرو دنیا مین وہ ہی دلفگار
جیسے پڑتا ہی گہر سُفتے سے روزن آب مین

وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا اِدھر طوفانِ اشک
تیرتا تھا اُسے قاتل کا توسن آب مین

دیتی ہی اکثر زبانِ چرب آفت سے نجات
جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین

کیون سراپا مچھلیان پُرخار آتی ہین نظر
کیا تری پلکین ہوئی ہین سایہ افگن آب مین

کسقدر دنیا سے خفت اُٹھائی بعد مرگ
کیا عجب ترتا پھرے گر سنگ مدفن آب مین

میکشی سے یہ دلِ سوزان ہی نالان ہجر مین
آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین

گریہ ہو تر ساہو نکے غم مین ناسخ جوش اشک	کیا تعجب غرق ہو جائے جو لندن آب مین

بہرام نے خوش ہو کر کہا کہ میان شہدے صاحب خوب گاتے ہو شہدے نے کہا کہ حضور
ذرا اُٹھکر ٹہلیے تو آپ کو اور تماشا معلوم ہو بہرام کرسی پر سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا یہ بھی بیہوش ہوا شبرنگ نے دو چار کے سر کاٹے سوچا کہ لوگ بہت ہین انکے
قتل کرنے مین عرصہ ہوگا سب کو پڑا رہنے دون آقا کو رہا کردن یہ سوچ کر اندر قید خانے
کے آیا دیکھا کہ نورالدہر سر بزنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین خیال ہو کہ ای نورالدہر دیکھیے کیونکر
رہائی ہو کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار اُٹھیے اور سوہن نکالکر
بیڑیان کاٹین ہتھکڑیان بھی جدا کین نورالدہر کو قید آہن سے رہا کر کے عرض کی کہ چلیے
نورالدہر اُٹھے جب باہر قید خانے کے آئے تو دیکھا دو چار کے سر کٹے پڑے ہین
اور باقی سب جوان بیہوش پڑے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان نے کچھ توجہ نہ کی
شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ ایک مرکب لاؤ تو اُسپر سوار ہو کر چلین شبرنگ نے کہا
کہ حضور تھوڑی دور چلیے پھر مرکب مل جائیگا نورالدہر ناچار ہوے آگے آگے شبرنگ
اور پیچھے پیچھے آپ چلے قضاے کار نعمان سبکرو کوتوال طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا ہرکارے
نے خبر دی کہ دو کس خیمون کے بیچ مین چھپتے ہوے جاتے ہین نعمان نے اپنے ساتھ والون
کو اشارہ کیا کہ یارو تم ان دونونکو مار لو جانے نہ پائین اگر دزد نہ ہوتے تو خیمون کی آڑ
کیون پکڑتے ہوے جاتے شبرنگ نے جو کوتوال اور پیادون کو آتے ہوے دیکھا کہا
ای شہریار دشمن آگئے اور تلوار اپنے پاس سے نکال کر شاہزادۂ نورالدہر کو دی
نورالدہر نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین لیکر آڑ سے خیمے کی نکلے پیادون نے شاہزادۂ نورالدہر
کو گھیرا نورالدہر نے بڑھ کر دو چار پیادون کو مارا اب کوئی بخوف جان پاس نہین آتا
نعمان شبگرد نے گھوڑے پر سے دیکھا کہ دس پانچ پیادون کو اس اکیلے نے مار کے
ڈال دیا معلوم ہوا کہ یہ کوئی بہادر ہے اسکے سامنے جانا بہتر نہین دور ہی سے آواز دی
کہ ای جوان تو کون ہے اتنی رات گئے کہان سے آتا ہے ہتھیار ڈالدے مین وعدہ کرتا ہون
کہ ایک مرکب عمدہ دے کر تجکو رخصت کر دونگا نورالدہر نے جواب دیا کہ حسب و نسب سے

ہمارے تیرے لشکر کے سنگر بنے تک آگاہ ہین ذکر سُنا ہوگا طلسم کشا سے قصر سکندری سرکوب
بقراطِ ثانی نعمان شاگرد کو جو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی کانپنے لگا نورالدہر نے چاہا
کہ جھپٹ کر ہاتھ لون اور ٹانگ پکڑ کر کھینچ لون مرکب بر اسے سواری لون کہ نعمان خود
کود پڑا اور بھاگا پیادون کو ترغیب دیتا ہوا جاتا ہی کہ یارو اسکو گھیر لو مین فوج لیکر آتا ہون
جاکر مسمار کو خبر کرونگا فوج خداوندی مین بھی آواز دونگا کہ طلسم کشا رہا ہو کر جاتا ہی پیادے
ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ہتھیار اپنے
پھینک دے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی بھلا کب کسی کی سُنتے ہین ہر غول پر جھپٹ جھپٹ کر
جاتے ہین دو چار کو مارا اور آگے بڑھے مگر نعمان شاگرد بھاگا ہوا جاتا تھا طرف سے
قیدخانے کے جو گذر ہوا دیکھا کہ بہرام مع ساتھ والون کے بیہوش پڑا ہوا ہے اسنے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام گھبرا کر اُٹھا ساتھ والون کو جگایا سر پیٹ کر کہا کہ یارو ہم سب کو
یہ کیا ہوا کہ ایسے غافل رہے کہ قیدی نکل گیا مگر نعمان شاگرد بدحواس بھاگا ہوا پاس
مسمار کے پہونچا بازو ہلا کے جگایا کہا کہ ای پہلوان دوران اُٹھیے طلسم کشا نے
رہائی پائی فقط میرے پیادے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ بہرام پہونچا ہو مسمار یہ سُن کر
سوار ہوا یہان نورالدہر نے مرکب نعمان کا لیا ہی ہر چند کہ شبرنگ کہتا ہی نکل چلیے
مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جمے ہوے کھڑے ہین اول بہرام آکر پہونچا شاہزادہ
نورالدہر ہمراہیان بہرام سے مصروف جنگ ہوے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا
نوبت و نقارے کی آواز آئی مسمار کل فوج سے اپنی آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ یہ
تنہا نورالدہر اُس مجمع مین شیرانہ لڑ رہے ہین ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو
چہار طرف سے اس جوان کو گھیر لو کل فوج بلوہ کر کے چلی مگر نورالدہر نے کچھ خوف نہ کیا
اُن سبھو پر جا پڑے مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ نورالدہر پر کل فوج کا بلوہ ہوا ایک طرف
سے نکل کر بھاگا لشکر نورالدہر مین پہونچا دیکھا کہ طہماسپ طلایہ دے رہا ہی پکار کے
آواز دی کہ ای ہژبر بیشہ کارکنان آقا تمھارے فوج اعدا مین گھر گئے ہین نہ جسم مین زرہ ہی
نہ سر پر خود ہی مگر وہ شیر دلیر ہٹتا نہین رہا ہی طہماسپ نے یہ سُنکر گھوڑا اپنا بڑھایا سوکھ

آگے پہونچا کہ دیکھا مسمار فوج کو ترغیب دے رہا ہی پکارتا ہی کہ یارو اکیلے جوان کا گھیر لینا کچھ
بات نہیں ہی کمندین رسیان مار کر پکڑ لو کہ ایک طرف سے ہاڑ ہوا اہل فوج مسمار غل مچانے لگے
کہ دیو آگیا اسکے ہاتھ سے کیونکر بچین گے نورالدہر نے دیکھا کہ طہماس لڑتا ہوا آتا ہی
آواز دی کہ ای برادر مسمار کی فکر کرو طہماس گینڈا پھیر کر ساطور ہلاتا ہوا چلا چاہا کہ مسمار
پر جا پڑون مگر مسمار نے جو طہماس کو غصے مین دیکھا خوف جان سے ہٹا اُدھر سے نورالدہر
نے للکارا کہ ای مسمار ٹھہر جا میرے تیرے تو مقابلہ ہو مسمار نے جو نورالدہر کو آتے ہوے
دیکھا سرطان سے کہا کہ جا کر قدرت کو خبر کرو کہ آکر تقدیر کرین کہ مسلمان نکل نہ سکین یہ آہنین
مین طاقت ہی سرطان دوڑا بارگاہ بقراط ثانی مین آیا نازنینان مہ جبین جمع تھین اُنسے
پوچھا کہ قدرت کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ دوسری بارگاہ مین آرام کر رہے ہین
سرطان نے کہا کہ جا کر جگادو کنیزون نے بلا تکلف بقراط ثانی کو جگا دیا بقراط ثانی
آنکھین ملتا ہوا اٹھا سرطان نے دست بستہ عرض کی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی جنگ
ہو رہی ہی تشریف لے چلیے یہ سُنکر بقراط ثانی نے کہا کہ تخت کو تل لے جاؤ مین فوج کو
حکم دیتا ہون جب اسقدر فوج جائیگی اگر ہر شخص ایک ایک چٹکی خاک ڈالیگا تو طلسم کشا
دب جائیگا سرطان حیران ہوا تخت تو قدرت کا اٹھوا لیا لیکر باہر نکلا بقراط ثانی نے
پکار کر آواز دی کہ کُل فوج تیار ہو کر چلے طلسم کشا کو مار لو یا گرفتار کرکے لاؤ بائیس لاکھ
سوار و پیدل اپنے مقام سے چلے مگر شبرنگ بن عمرو طہماس کو بھیج کر آواز لگاتا ہوا جاتا
ہی جس سردار نے سنا وہ چلا قریب بارگاہ رستم آکر پہونچا قضائے کار سامنے بارگاہ شعلہ جوالہ
تھی اُس بیقراری مین آواز دی کہ ای ملکہ عالم جلد خیمے سے نکلیے شعلہ جوالہ بوجہ نیند کے
آنکھین ملتی ہوئی باہر آئین پوچھا کہ ای شبرنگ کیا ہی شبرنگ بن عمرو نے سب حال
بیان کیا شعلہ جوالہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ جہالت سے شاہزادے کی بہت پریشانی
کیا ہی جلدی جلدی لباس جسم کا درست کیا شانون پر کچھ اشارہ کیا کہ پر پیدا ہوے اُڑکر
آسمان مین ڈبکی ہوا کو کاٹتی ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بائیس لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے چلتے ہین شعلہ جوالہ نے دور سے دیکھا آسمان سے آگ برسائی کئی ہزار ساحر

جلکر گرے مسروق جادو کہ وزیر بقراط ثانی ہوا تھے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی لگا ابر اپنے اُڑایا اُس ابر سے پانی برسا شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ مسروق جادو ہمارے سحر کو دفع کر رہا ہی بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز دی کہ ای مسروق سامنے تو آ ؤ مسروق نے جو سر اُٹھایا شعلۂ جوالہ کے جمال بیمثال پر نگاہ پڑی مسروق جادو ہاتھ باندھنے لگا شعلۂ جوالہ نے چند دانے موتی کے پھینکے وہ موتی سامنے مسروق کے آکے پھٹے موتیون سے دھوان نکلا اُس دھوین نے گرد مسروق کے چرخ مارا مسروق کا چہرہ سُرخ ہوا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار و فرمان بردار ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

زلف سے کچھو شانے کو نہ زنہار جدا ۔۔۔ کاٹ کھاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا
آنکھ بے لطف ہی پلکین ہون جو ای یار جدا ۔۔۔ کس طرح آبلۂ پا سے کرون خار جدا
دل کو مجھسے کرین گے ابرو خدار جدا ۔۔۔ عضو کو عضو سے کر دیتی ہی تلوار جدا
لون جو بوسہ نہ لیونگے دون لب یار جدا ۔۔۔ ہو وہ بلبل ہی جو غنچون سے ہو منقار جدا
سر عشاق یہان بکتے ہین معشوق وہان ۔۔۔ کوے قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان حیوان ۔۔۔ تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھون نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور ۔۔۔ اُنگلیان ہو گئین یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہی جو بے قبضہ کرے خونریزی ۔۔۔ ورنہ مہمل ہی جو قبضہ سے ہو تلوار جدا
کیا ہی دلچسپ ہو وا اسد بدن اُس بت کا ۔۔۔ مثل رگ ہوتے نہین رشتۂ زنار جدا
ہم بغل ہوتے ہی مین جزو بدن ہو جاؤن ۔۔۔ نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا
نام رکعت ہی کہین لغزش مستانہ کہین ۔۔۔ نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

مسروق سر ٹکراتا ہوا طرف جنگل کے بھاگا گھاٹیون کو طی کرکے بر سر کوہ پہونچا بہ نگاہ غور شعلۂ جوالہ کو دیکھ رہا ہی شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای مسروق جادو پہاڑ پر سے کود پڑو مسروق جادو بلا تکلف پہاڑ پر سے پھاند پڑا سر پھٹ گیا ہاتھ پانؤن ریزہ ریزہ ہوے جب مسروق مرا اور کان مین آواز بقراط ثانی کے پہونچی گھبرا کر کہا کہ اسے یہ کیا

غضب ہوا سرو ق کو کسنے مارا ہرکارون نے خبر دی کہ شعلہ جوالہ پر عاشق ہوکر اپنی خود جان دی بقراط ثانی کو بہت ناگوار ہوا تخت پر سوار ہوکے چلا میدان مین آکر دیکھا کہ دو جوان اتنی بڑی فوج سے لڑ رہے ہین پکار اُٹھا کہ ای نامردو کیا مردی سے مُنہ موڑا ہی دو کس کو قتل نہین کرسکتے معاذ تو یہ ہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان حسرت و یاس لے کر دنیا سے گئے قدرت بھی ایک دن چولا تبدیل کرین گے ذرا سوچو تو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وخش
اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی — آستین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا — تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفلِ باغ
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب مٹے میکشانِ محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رُخِ زرد

بقراط ثانی ہرچند کہ فوج کو بھاتا ہی فوج جب بلوہ کرتی ہی یہ دونون شیر بچے ہین افسر بدحواس ہوکر بھاگتے ہین قضاے کار رستم بیلتن علشاہ نوجوان سو کر اُٹھے ہین مُنہ ہاتھ بھی نہین دھونے پائے کہ سمک بلداقی روتا ہوا سامنے آیا رستم نے پوچھا کہ ای سمک خیر تو ہی سمک نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آج نشان بدیع الزمان شہنشاہی رات سے نورالدہر ہمراہیان سمار اور کل فوج بقراط ثانی حملہ آور ہی مگر وہ شیر نہنگانہ جنگاور اُس فوج بے شمار مین گھرا ہوا لڑ رہا ہی علشاہ نے تیغۂ کیہان کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا کہ مرکب ہمارا لاؤ سرداران نورالدہر بیقرار ہو رہے تھے چار سو سردار آزمودہ کار دہماے مرصع پوش وغیرہ عقب مین رستم کے چلے رستم جدھر گذرے جو جوان ملا وہ ہمراہ رستم ہوا قاسم و جہانگیر و ایرج نوجوان یہ بھی ساتھ ہوے رستم نے ایرج نوجوان کو دیکھ کر کہا کہ مقام افسوس ہی تم بچے ہی کا دعوی کرو اور مدد کو نہ جاؤ ہمکو تمسے بڑا ملال ہی ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ ای دادا جان مین اپنی جان کو مٹانا کچھ بات نہین جانتا مگر کشتی گیرزادہ بچہ رستم نے کہا کہ خبردار ایسا لفظ کبھی نہ کہنا وہ شیر بیشۂ جرأت ہی کیا کیا

کارہاے نمایان اُسکے ہاتھ سے ہوے کہ اُن کامون کا حال کتب مین مذکور ہی مُلّا فیضی نے
خوب خوب لکھا ہی اس طلسم پر کیا کیا کام کر رہا ہی کئی جگہ تمھاری مدد کی اور تم کشتی گیرزادہ
کہتے ہو ایرج نوجوان نے سر جُھکا لیا چُپکے سے مالک سے کہا کہ دادا جان کو اُس
کشتی گیرزادے کا بڑا پاس ہی شاید اُسکے برابر کوئی بہادر نہین ہی مالک نے کہا کہ خانخواہ
ہو رہیے بزرگ ہین آپ کی جرأت کے سکّے پڑے ہوے ہین اٹھارہ سو ملک باختر
کو طی کرکے آپ تا بہ قلعۂ ذوالامان پہونچے کیا کیا کارہاے نمایان کیے دوسرا اس
مقام پر ہوتا تو جی چھوٹ جاتے آپ ہی کا کام تھا اور آپ جو رُکے تو اسد غازی نے
مکاری کرکے روکا کوئی جرأت سے آپ کے سامنے نہین آیا ایرج یہ سُنکر ہنسنے لگے کہا
کہ ای مالک تمھاری محبت ہی مین کس لائق ہون رستم اُس وقت پہونچے کہ شاہزادہ
نورالدہر کا فردن کا بلوہ ہی چار جانب سے حربے ہو رہے ہین مگر نورالدہر
جسپر جا پڑے اُسے واصل جہنم کیا طہماس گرد نورالدہر پھر رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ
پھرتا ہی کہ رستم نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا
منم رستم بیلتن علمشاہ صف شکن چار سو سردار سات آٹھ لاکھ فوج پشت پر آکے
گرے فوج بقراط ثانی کو تہ و بالا کر دیا لڑتے بڑھتے قریب نورالدہر پہونچے دیکھا
کہ نورالدہر دریاے خون مین غوطہ زن ہو رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین رستم نے
آکر خون جسم کا پاک کیا خود سر پر نورالدہر کے رکھا زرہ پہنائی ایرج و قاسم سے بتاکید
کہا کہ خبردار انکے ساتھ رہنا اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو مجکو بڑا ملال ہوگا قاسم و ایرج
داہنی بائین جانب نورالدہر کے ہوے اب بشوکت و شان نورالدہر لڑنے لگے عمرو نے
یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بھی بیقرار ہوکر عین گرمی جنگ مین پہونچے
نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا تمکو کب زندہ چھوڑتا ہون یہ
کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر + امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار +
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + دیگے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد +
سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایکطرف سے نعرہ بادشاہ جمجاہ کا ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + چو تیغ یلی برکشم از غلاف +
تزلزل فتند درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم +
منم نیر برج اسلامیان + منم نور عینین صاحبقران + سات سو تاجدار ہمراہ بادشاہ
آکر گرے سات لاکھ آدمی کفار کے واصل جہنم ہوے تین ہزار جوان اہل اسلام کے ہاتھ
سے کفار کے قتل ہوے بقراط ثانی نے دیکھا کہ صاحبقران میری جانب آتے ہین وزرا
سے کہا کہ کیا صلاح ہے سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم
نوازش طبل بازگشت دیا فوراً طبل امان پر چوب پڑی لشکر جانبین کے الگ ہوے نورالدہر
نے بھی ہاتھ روکا ایرج نوجوان نے بھی جنگ موقوف کی بقراط ثانی طبل بازگشت
بجا کر داخل قصر عشرت ہوا سب شاہزادیان آکر بیٹھین چاہتی ہین کہ بقراط ثانی
کو شگفتہ کرین مگر بقراط ثانی شگفتہ نہین ہوتا شاہزادیون سے کہتا ہے کہ اب کوئی
صلاح معقول بتاؤ لشکر حمزہ کے سب جوان جنگ دیدہ و کارآزمودہ ہین آج پرچۂ
اخبار مین دیکھا سات لاکھ اہل فوج و چار سو ساڑھے چار سو افسر مارے گئے علدار
کیسا بہادر وصف شکن تھا اُسکو نورالدہر نے قلب فوج مین جاکر مارا ایک طرف سے
ایرج پہونچے ایک طرف سے قاسم کا نعرہ ہوا علدار گھبرا گیا نورالدہر سامنے سے
پہونچے اُسکو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو تینون جوان مل کر حملہ کرین اُسنے ہاتھی کو پھیر دیا
چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نورالدہر نے پیچھا کیا بیچ فوج مین جاکر مارا سب شاہزادیون
نے عرض کی کہ یا خداوند اگر ارشاد فرمائیے تو ایکمرتبہ جو مغلوبہ ہو تو ہم سب شریک ہو کر
لڑین جتنی شاہزادیان شریک مسلمانان ہین سب کو گرفتار کرین سب سے زیادہ تر بی بی
شعلۂ جوالہ کو دعویٰ ہے اُنکو دم نہ لینے دین ایسا سحر کرین کہ دیوانہ وار وحشی مثال
آپ کے سامنے آوین بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ رہنے والے قصر عشرت کے ہو
تمھین سر میدان جنگ کرنا مناسب نہین شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوندا اہل اسلام جب
پہلو پائین گے تو قصر عشرت مین گھس آئین گے کیا اُسوقت بھی ہم خاموش بیٹھے رہین گے
خواہ نخواہ زبان ہلانی ہوگی یہ باتین ہو رہی ہین اور بقراط ثانی فکر مین ہے کہ کس تدبیر سے

جنگ کرون کہ اہل اسلام پر غالب آؤن کہ یکایک آسمان پر ایک آندھی سیاہ اُٹھی سورج
کو گہن لگ گیا تخل اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے قصر عشرت کو جنبش ہوئی سب شاہزادیون نے گھبرا کر
کہا کہ یا خداوند یہ کیسی تقدیر تو آپ نے کی ہو بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ اب
سب مسلمان غارت ہونگے معلوم ہوتا ہو کہ میخوار آسمان سیر کی آمد ہو شاید ان مغلوبون
کی خبر پائی ہو وہ ابر او۔ قریب آیا بقراط ثانی اُس ابر کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا ہو لیکن
شاہزادیان گھبرا رہی ہین وہ ابر قصر عشرت پر آکے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک شاہزادی
نہایت حسین وجمیل تخت زبرجدی پر بیٹھی ہو اور فوج بے شمار پشت پر نوبت و نقارے
بجتے ہوے علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُس شاہزادی نے جو بقراط ثانی کو
بیٹھے ہوے دیکھا خود اُتر کر قصر عشرت مین آئی سات سو کنیزین کہ جو قریب تخت ہین وہ تو
ساتھ آئین باقی فوج کو اشارہ کیا کہ باہر چل کر اُترو جہان اور فوجین اُتری ہین وہان
تم بھی فرودکش ہو فوج تو اُس طرف گئی میخوار آسمان سیر خدمت بقراط ثانی مین آئی
آتے ہی سجدہ کیا کمر سے کتاب نکالی کہا کہ یا خداوند یہ کیا آشوب ڈالا ہو پہلے آپ ہی لکھا
کتاب سب کے پاس بھیجی اب وہی ظہور ہو رہا ہو آپ سمجھے ہونگے کہ ہمنے اپنا کمال ظاہر کیا
یہ نہ سمجھے کہ بعض بعض اہالی طلسم اس کتاب کو دیکھ کر ہمسے باغی ہو جائینگے سب کو یہ ظاہر
ہوا کہ قدرت کوئی چیز نہیں ہین ہان کاہن زبردست ہین آپ نے خود یہ احکام لکھکر طلسم مین
تفرقہ ڈال دیا اب وہی ہو رہا ہو یہ کہکر کتاب کھولی کہا کہ یا خداوند شعلۂ جوالہ کون
شاہزادی ہو بقراط ثانی نے نام شعلۂ جوالہ سُنکر ایک آہ کی کہا کہ شعلۂ جوالہ نے
ایسا ایسا جلایا ہو کہ شریان تک چونا ہو گئین اور جو کچھ کہ اُسنے میرے ساتھ کیا یہ اُس کا
زیبانہ تھا بروقت روانگی مین نے بہت تاکید کر دی تھی کہ اپنے تئین عشق و عاشقی سے بچانا
اُسنے وہی کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اور اُنکے ساتھ رہنا اختیار کیا میخوار آسمان سیر نے
عرض کی کہ مین نے جس وقت سے کتاب مین حال شعلۂ جوالہ کا دیکھا طبیعت کو بڑا انتشار
ہو کہ شاہزادیون مین کون ایسی بیمروت شاہزادی ہوگی کہ خدمت قدرت مین رہے اور
پھر یون ساتھ چھوڑ کر چلی جائے یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند مین تماشا لشکر مسلمانان کا دیکھونگی

مین نے کتاب مین دیکھا کہ قدرت نے ہاتھ سے مسلمانون کے بڑے صدمے اُٹھائے ہین
بقراط ثانی نے کہا کہ کل اہل اسلام کا دیکھنا تو آمد لشکر پر موقوف ہی یا مطلوبہ ہو تو سب
اہل اسلام معلوم ہون میدان کارزار مین سب سردار آتے ہین میخوار آسمان سیر نے
کہا کہ اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین کوہ ملال پر سے جا کر تماشا مسلمانون کا دیکھ
چلی آؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای میخوار مجھے خوف آتا ہی فرزندان حمزہ ایسے جمیل
وحسین وشجاع وبہادر ہین کہ جو جو شاہزادیان جنپر عاشق ہوئین وہ اُنکے ہمراہ ہین
صاحبقران نے سب کو مرتبہ دیا ہی اپنے اپنے عہدون پر رہتی ہین مگر بی میخوار تم اپنے کو
بچانا میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند مجھپر مسلمانون کا جمال تاثیر نہ کرے گا کسی
واقف کار کو میرے ساتھ کر دیجیے وہ سب کے نام بتاتا جائے سب کو پہچنوا دے وہی بوقت
سحر کام آدیگا یہ کہہ کر میخوار اُٹھی ایک کنیز کو بقراط ثانی نے ساتھ کر دیا اس کنیز کا نام
نرگس خوش نگاہ ہی یہان وہ وقت ہی کہ ابر آسمان پر چھایا ہی کچھ بوندیان جو پڑین
بادشاہ اسلام نے سلطان کج کلاہ کو حکم دیا کہ بارگاہ جل کر کنارے پر صحرا کے
استادہ کراؤ اور بہلیون کو حکم دو کہ وہ آکر حاضر ہون شکار کو گھیر کر لائین ہم شکار کھیلینگے
فیروزہ بن عمرو نے اُسی وقت بارگاہ زربفتی کنارے پر صحرا کے ہو نچائی بہلیے میر شکار
آکر حاضر ہوے صحرا مین شکار تلاش کرنے لگے بادشاہ آکر بیٹھے تیر و کمان ہاتھ مین لیا
بہلیون نے جنگل سے شکار تلاش کیے گھیر کر سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے تیر اندازی
شروع کی فیروزہ بن عمرو کو اشارہ کیا فیروزہ بن عمرو چنگ رمعی بجانے لگا
اور گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

جنون پسند مجھے چھاؤن ہی ببولون کی
اگرچہ آئی ہی برسات پھول پھولے ہین
امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
کہان امید ترقی ہی جیتے جی ہمکو ✦
جو چشم اہل وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا

عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولون کی
وہان رقیبون مین تیاریان ہین جھولون کی
یہ مشت خاک ہی بس منتظر بگولون کی
ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولون کی

جو آئے وہ تو نہ پھولا سماؤن قبر مین مین ۔ خبر کرے کوئی اُس گل کو میرے پھولون کی
نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا ۔ تھین تو اُمتین بخشو گے سب رسولون کی

سب سردار سرنگون بیٹھے ہین گانے پر فیروزہ کے تعریفین کر رہے ہین اس اثنا مین میخوار آسمان سیر آکر پہونچی پہاڑ پر آکر اُتری نرگس خوش نگاہ پہلو مین ہمسر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا کہ ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک تاجدار سرو قد خورشید خد مسند پر جلوہ فرما ہی گرد تاجداران جلیل اور ایک عیار طرار سامنے بیٹھا ہوا چنگ بجا رہا ہی اور جی توڑ توڑ کر گا رہا ہی میخوار کی نگاہ جو بادشاہ جمجاہ کے جمال جہان آرا پر پڑی محو ہو گئی اور نرگس نے جو فیروزہ کو دیکھا بدحواس ہو گئی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی میخوار نے پوچھا کہ ای نرگس کیا دیکھتی ہو نرگس نے کہا کہ واری حقیقت مین یہ عیار طرار کس لطف سے گا رہا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس تو نے بہ نگاہ غور نہین دیکھا بادشاہ جمجاہ جو سب کے افسر ہین حسن و جمال مین بہت بہتر ہین کیا بیان کرون میری تو عجب کیفیت ہی نظم

سر رگڑ دون آستانِ بتِ نازنین سے مین ۔ رگڑ جی مین داغ سجدہ مٹاؤن جبین سے مین
کافی ہی سر پہ داغ جنون دل مین نام یار ۔ بیزار ہون فلک ترے تاج و نگین سے مین
تصویر یار کی جو مجھے کھینچ دے کوئی ۔ سمجھا نہ ان مرغ دل کو گل کاغذین سے مین
کھتا ہی چین گیسوِ مشکین سے دل مرا ۔ کچھ رہتے ہین کم نہین خاقان چین سے مین
آیا نہ کہکشان مین یہ عالم نظر کبھی ۔ کیا جلوہ دیکھتا ہون تری آستین سے مین
ہی اُس جبین گیسوِ مشکین سے جسقدر ۔ رکھتا ہون نفرت اُتنی ہی چین جبین سے مین
ناسخ نہ ہو جیو نکس خوان اغنیا ۔ سنتا ہون یہ سخن لب نان جوین سے مین

نرگس نے کہا واری آپ نے بہ نگاہ غور عیار طرار کو نہین دیکھا دیکھیے کیا کیا کام کر رہا ہی گاتے گاتے شکار کو دوڑ جاتا ہی جہان بادشاہ نے کسی کو تیر مارا اور طائر گرا جھپٹ کے اُسے ذبح کرتا ہی کباب لگاتا ہی پھر اُسی انتظام سے گاتا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس یہ تمام لشکر کے بادشاہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین انکے اوصاف کوئی کیا بیان کر سکتا ہی نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوتا ہی مگر عیار کی تیزی و طراری کو دیکھیے کتنی مرتبہ گانا

چھوڑا اور پھر آکے بیٹھا اسی دُھن پر قایم ہو گیا میخوار نے کہا کہ ای نرگس کیا تدبیر کرون کیونکر اس شہر یار سے ملون اور کس طرح ملاقات ہو نرگس نے کہا کہ مین تو جا کر صحرا مین عیار سے ملاقات کرتی ہون میخوار آسمان سیر نے کہا کہ ای نرگس صلاح کرکے ہم تم ساتھ چلین گے کسی حیلے سے ملین گے تنہا ملاقات نہ کرو نرگس نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی بارگاہ مین جملہ تاجدار و سردار ہوتے ہین شرم دامنگیر ہوگی میخوار نے کہا کہ کچھ مقام غور نہین ہم کہدین گے کہ تمھاری بارگاہ کا دیکھنا منظور تھا اسوجہ سے چلے آئے نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوا اگر آج ہی شب کو تشریف لے چلیے اب اس مقدمے مین دیر نہ ہو میخوار نے کہا کہ قدرت سے بغاوت ہوگی نرگس نے کہا کہ کئی شاہزادیان نکل گئین تو قدرت نے کیا کیا آخر خاموش ہو رہے اسی طرح ہمارے آپکے نکل جانے پر بھی فقط افسوس کر لین گے اور کنیز کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی تصور تو فرمائیے نظم

رات بھر جو سامنے آنکھون کے وہ مہ پارہ تھا — غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا
بنگیا گرداب سیل اشک جاے گرد باد — ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تھا
تونے آنکھین پھیر لین یان کام آخر ہو گیا — طائر جان پاے بند رشتۂ نظارہ تھا
مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی — روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا
خرمی ہوتی ہی بیدردون کو سیر باغ مین — ہمنے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا
خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب — جن دنون اپنا خیال اخبار کا ہرکارہ تھا
شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوے آسمان — اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا
ای اجل دی تونے بار جسم سے آکر نجات — کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا
خوف سب جاتا رہا دل سے عذاب ہجر کا — نقد جان دینا گناہ عشق کا کفارہ تھا
کہتے ہین مارا گیا مجرم تیغ ناز سے — آو جہ قاتل مین ناسخ نام جو بیچارہ تھا

دونون آپس مین صلاحین کرتی ہوئین بارگاہ بقراط ثانی مین آئین بقراط ثانی کو دیکھا کہ شاہزادیون کے ساتھ بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کسی کا مُنھ چھو لیا کسی کے گال مین چٹکی لے لی

کسی کا دوپٹہ سر سے کھینچ لیا شاہزادیاں گالیاں دیتی ہین کہ او نگوڑے کیون ہمین ستاتا ہی
بقراط کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہر چند کہ غم و الم کی حد نہین جو
کچھ صدمات ما بدولت کو ہین وہ ظاہر ہین مگر تم سبھون کے پاس جو آتا ہون تو اپنے دل کے
بہلانے کو آتا ہون جب تم لوگون مین آجاتا ہون دل بحال ہوتا ہی شاہزادیان کہتی ہین
کہ نگوڑے جب تو آتا ہی تیری صورت نحس دیکھ کر دل گھبراتا ہی منھ سے اسقدر بو آتی ہی
کہ دماغ پریشان ہوتا ہی سر مین کنگھی کرنا کبھی نصیب نہین ہوتی عجب ہلچل ہی بقراط ثانی نے
میخوار کی جانب دیکھ کر کہا کہ ای میخوار کیون چہرہ اترا ہوا ہی لشکر اسلام کو دیکھ آئین
میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند لشکر مسلمانون کا بہت ہی مین آج شام کو فکر
مین جاؤنگی اگر کچھ قابض ہوا تو طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر نرگس میرے ساتھ رہے
دو چار جوانون کو تاک آئی ہون اور بی شعلۂ جوالہ کو تو جلا دونگی انکو تو محبت طلسم کشا
پر بڑا ناز ہی اس ناز کو انکے دور کرون میخوار آسمان سیر نے جو یہ بقراط ثانی سے
کہا بقراط ثانی خوش ہو گیا سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر لائے شام کو بقراط ثانی آکر بارگاہ مین بیٹھا کہا کہ کیون میخوار طبل جنگی بجواؤن میخوار
نے کہا کہ ضرور بجوائیے بقراط ثانی نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر
صاحبقران کو بھی پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سب سرداران
بقراط ثانی حیران ہین کہ کل کون میدان مین نکلیگا طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ
موجود ہی جو مقابلے مین جائیگا ذلت پائیگا بقراط ثانی بھی خاموش بیٹھا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند کاؤس فیل در جمعیت نو لاکھ فوج سے
آپہونچا اسکا قصد تھا کہ لشکر اسلام پر گر پڑون مگر آپ کے سردارون نے جا کر روکا
کہ طبل جنگی بج چکا ہی صبح کو مقابلہ کرنا وہ لشکر نہ اتارتا تھا اور نہ کمر کھولتا تھا کہتا تھا کہ بدون
قتل طلسم کشا کمر نہ کھولونگا گر وزرا و امرا پہونچے انھون نے سمجھا بجھا کر لشکر اتروایا اور
کمر کھلوائی اب برائے قدمبوسی قدرت آتا ہی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا کاؤس
جھومتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سجدے کو سر جھکایا بقراط نے

پشت پر ہاتھ رکھا کاؤس زنگل پر آکے بیٹھا غصے میں کف منھ سے جاری ہی ہر مرتبہ قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ یا خداوندا اگر حکم ہو تو بارگاہ نور الدہر میں در آنہ
گھس جاؤن ایک کو زندہ نہ چھوڑون طلسم کشا کا کان پکڑ کے لاؤن بقراط ثانی
کہتا ہی کہ ای کاؤس قدرت نے بڑے معرکے اُٹھائے ہین حوصلہ نہین پڑتا کہ بارگاہ
طلسم کشا کا پتہ دون اگر اُس بارگاہ مین جائیگا تو نہایت رنج و ملال اُٹھائیگا کاؤس
کہتا ہی کہ یا خداوندمین نے فنون سپہ گری کو ایسا حاصل کیا ہی کہ بڑے بڑے پہلوان
آئے مگر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوا غلام کی جرأت ملاحظہ فرمایئے میخوار نے ہنس کر
کہا کہ ای کاؤس اسقدر غرور نہ کر دصبح کو میدان کارزار مین جانا ہم سحر کرین گے
کہ بھائی کو بھائی قتل کرے اور بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا کیا مجال ہی جو ہمارے سحر کو
کوئی دفع کر سکے یہ سُنکر کاؤس اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوندمین ابھی جاتا ہون
وزرا و امرا سمجھاتے ہین کہ ای کاؤس وقت شب ہی نہین معلوم کیا ہو کاؤس نے
کہا کہ جب مین صحرا مین براے شکار جاتا ہون تو بارشیرون سے اور جنگل ہاتھیون سے
خالی ہو جاتا ہی میخوار نے کہا کہ اختیار ہی جاؤ مگر ای کاؤس بڑا ملال اُٹھاؤگے
شرمندہ ہو کر لشکر اسلام سے آؤگے شرم سے پھر منھ نہ دکھاؤگے کاؤس اور
زیادہ جھلایا باہر نکل کر گینڈے پر سوار ہوا تیغے کو تولتا ہوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
جاتا ہی قضاے کار مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکلے تھے یہ بھی
خبر سُنی ہی کہ ایک ساحرہ کامل داکمل آئی ہی اور ایک پہلوان بڑا زبردست کہ ہر ایک
کو اپنے سامنے حقیر جانتا ہی تو خواجہ عمرو چلے تھے کہ چل کر اُن کو دربار مین بقراط کے
دیکھ آؤن جنگل مین زیر نخل کھڑے سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن کہ دور سے
دیکھا ایک جوان دیو خصال گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی خواجہ عمرو راہ گیر بنکر
راستہ چلے کاؤس نے جو راہ گیر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او راہ گیر بارگاہ طلسم کشا
کون سی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین سب کا حال جانتا ہون کاؤس کا سر اپا خواجہ
دیکھ رہے ہین بارگاہ لندھور کی جانب اشارہ کیا کہا کہ وہ جو بارگاہ استادہ ہو وہی

بارگاہ طلسم کشا ہی کاؤس اُسی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ لندھور اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہی اور ارشیون پریزاد در بارگاہ پر متعین ہی بعہدۂ درگہ سالاری کھڑا ہوا ہی
کہ سامنے سے کاؤس آکر پہونچا گینڈے سے کودا ارشیون سے کہا کہ طلسم کشا کیا کرتے
ہین ارشیون نے کہا کہ یہ وقت تخلیہ ہی اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین اسوقت
جاؤ اور وقت آنا یہ سنکر کاؤس نے کہا کہ ای جوان ہم برای ملاقات طلسم کشا آئے ہین
تم کہتے ہو کہ یہ وقت تخلیہ ہی ہم اس وقت ضرور جائینگے یہ کہکر کاؤس چلا ارشیون نے
تیغہ آڑا کیا کاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ارشیون کا سر زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی
ارشیون لہرا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا کاؤس پردہ اُٹھا کر اندر چلا مگر داراب نے
لندھور کو خبر دی کہ کاؤس فیل درنا ے پہلوان آپکی بارگاہ کو بارگاہ طلسم کشا
سمجھا ہی بکبر و نخوت آتا ہی ارشیون کو بھی زخمی کیا لندھور کو بہت ناگوار ہوا کہ سامنے
سے کاؤس آیا لندھور کو جو مقام صدر پر دیکھا کہا کہ ای طلسم کشا بہتر اسی مین ہی کہ
میرے ساتھ چل قدرت نے تجکو بُلایا ہی لندھور نے کہا کہ وہ قدرت تمھارے کون ہین
اُسکو ہمارے بُلانے سے کیا مطلب کاؤس نے کہا کہ مین زبردستی لے چلونگا لندھور کو
تو ناگوار ہو ہی رہا تھا کاؤس نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون لندھور نے بائین ہاتھ سے
داہنا ہاتھ پکڑا اور داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ کاؤس چرخ کھا کر گرا زمین پر
ایڑیان رگڑنے لگا لندھور سرہانے کھڑے ہین کاؤس کی جو آنکھ کھلی لندھور کو اپنے
سرہانے پایا جلدی سے آنکھ بند کر لی لندھور نے جو کاؤس کو اس طرح دیکھا پکار کر
آواز دی کہ ای کاؤس اُٹھ اپنے مکان کو جا اب کیون خوف کرتا ہی کاؤس جھاڑ پونچھ کے
اُٹھا طرف دروازے کے بھاگا گینڈے پر سوار ہو کے لشکر اسلام سے باہر نکلا کھڑا ہوا
سوچ رہا ہی کہ ای کاؤس اگر دربار خداوندی مین جاؤنگا یہ خبر ضرور پہونچیگی اب لشکر
مین نہ چلو جنگل مین چل کر بسر کرو یہ سوچ کر صحرا مین آیا گینڈے کو چرنے چھوڑ دیا آپ زیر
نخل زین پوش بچھا کر بیٹھا تیر و کمان پاس تھا ایک آہو کا شکار کیا اُسکے کباب لگا کے
کھانے لگا اِدھر بقراط ثانی سے ہرکارون نے جا کر کل حال بیان کیا بقراط سنکر خاموش ہو رہا

وزرا نے کہا کہ یا خداوند کاؤس کو تو اپنے زور پر بڑا ناز تھا ایک ہی طمانچے مین یہ حال ہوا
گئے تھے طلسم کشا کی تلاش مین لندھور تک کیونکر پہونچے عیار اسکا باہر بیٹھا ہوا ہی کہ جسکا
سالوس مکار نام ہی یہ ذکر سنکر گھبرا کر اُٹھا سوچتا ہی کہ آقاے نامدار کیون نہین آئے
لشکر سے نکلا پہلے لشکر اسلام مین پہونچا بارگاہون مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی جس بارگاہ
مین گیا اپنے آقا کو تلاش کیا کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر لشکر سے نکلا نشان سم پر گینڈے
کے چلا آگے دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے کاؤس بیٹھا ہی سالوس نے آکر ملاقات کی اور کہا
کہ ای آقاے نامدار دشت نوردی کا کیا باعث ہی کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار کیا
حال پوچھتا ہی سالوس نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مین اُسکو گرفتار کر لاؤن اُسکو سامنے
خداوند کے لے چلیے سرکار کا نام ہوگا کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار اگر ایسا کام کرے
تو بڑا احسان ہو یہ سُن کر سالوس بابہانے عیاری لگا کر چلا لشکر لندھور مین آیا
لندھور کو اس کا خیال بھی نہین پشت بارگاہ لندھور پر آیا نقب لگانا شروع کی
نقب لگا کر بارگاہ لندھور مین پہونچا قریب پلنگ کے آکر نتھنون سے کچھ بیہوشی کا لگا دیا
لندھور بیہوش ہوے عیار لندھور کا پشتارہ باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا صحرا
مین پاس کاؤس کے لایا کہا کہ ای پہلوان دوران یہ دشمن آپ کا حاضر ہی کاؤس
نے کہا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ ورنہ یہ فساد برپا کریگا سالوس جا کے ہتھکڑیان بیڑیان لایا
لندھور کو مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا لندھور نے دیکھا کہ ایک صحرا مین
کاؤس بیٹھا ہی مجھے مسلسل و مطوق کیا ہی زنجیرین ہلانے لگے کاؤس نے کہا کہ ای
لندھور خوف نہ کرو مین تمکو صحیح و سالم گھر پہونچا دونگا تمھاری جان پر ضرر نہ آنے دونگا
سامنے خداوند کے اتنا کہدینا کہ کاؤس مجکو بارگاہ سے پکڑ کے لایا ہی لندھور نے کہا
کہ کیا مضائقہ ہی کاؤس لندھور کو لے کر چلا لشکر مین جو اپنے پہونچا سردارون نے
پوچھا کہ ای پہلوان دوران یہ کیا معرکہ گذرا کاؤس ہنسنے لگا بڑے غرور سے کہا کہ صاحبو مین
اسکی بارگاہ مین گیا مین نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ چلو تمھین خداوند بلاتے ہین انھون نے چاہا
کہ ہاتھ چھڑا لون مین نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کھینچتا ہوا صحرا مین لایا وہان لا کر مسلسل و مطوق کیا

سے مجھے اس جوان کی صورت پر رحم آتا ہی ابھی مرتبہ رہا کردونگا پھر گرفتار کر لاؤنگا لندھور
خاموش ہین کاؤس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ تم قیدی کو لیکر آؤ مین خدمت مین خداوند
کی چلتا ہون ملازمون نے سر زنجیر کو تھام لیا سالوس دربار بقراط ثانی مین پہونچا
بقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران کیا معرکہ گذرا کاؤس نے
کہا کہ جو مین کہہ گیا تھا وہی مین نے کیا ایک مسافر نے مجکو بہکا دیا جانشین صاحبقران کو
گرفتار کر لایا تمام فرزند ان حمزہ اسکو عم نامدار کہتے ہین پوتے صاحبقران کے چھوٹے
دادا جان کہتے ہین اسکا مثل نہین ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہمنے تو اور خبر سنی تھی اُسکا
بیان کرنا مناسب نہین کاؤس نے کہا کہ اُس خبر کا ذکر نہ کیجیے مین سامنے قیدی کو بلواتا ہون
اُس سے پوچھ لیجیے بقراط ثانی نے کہا کہ قیدی کو لاؤ ملازمان کاؤس قیدی کو لے کر
دربار مین آئے لندھور نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا بقراط ثانی نے کہا کہ ای
دارائے ہند دیکھو یہ کیا کہتا ہی لندھور نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی بقراط ثانی نے کہا
کہ ای دارائے ہند کاؤس کہتا ہی کہ مین بارگاہ سے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لایا کاؤس
نے کہا ای لندھور کہدو لندھور نے مُنہ پھیر لیا کہا کہ ای بقراط اس نامرد کی
بات کا مین کیا جواب دون عیار اسکا مجکو پکڑ لایا ہوا مین حالت بیہوشی مین مسلسل کیا
راہ بھر سمجھاتا ہوا آیا ہی کہ سامنے خداوند کے کہ دینا کہ سر دربار مجکو گرفتار کیا اب بھی
اشارے کر رہا ہی کہ کہدو کاؤس نے جھلا کر کہا کہ ای لندھور مین ابھی تمکو قتل کر دونگا
صاف صاف کہو لندھور نے کہا کہ او نامرد مین نے صاف کہدیا راہ مین تو منتین کرتا تھا
کہ میری بات بن جائیگی سامنے قدرت کے کہدینا کہ مجکو کاؤس سر دربار پکڑ لایا کاؤس نے
جھلا کر کہا کہ تو نے میرا کہنا کہان کیا قدرت کے سامنے خلاف کہتا ہی ارے زنجیر دار اسکو
کھینچ کر لیجا اور لیجا کر قید کر جب دو چار دن رہیگا تب اسکا غرور مٹیگا زنجیر دار نے چاہا کہ
لندھور کو کھینچوں لندھور نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا قضاے کار رداراب عیار نے جا کر
صاحبقران سے اطلاع کی اور ہرکارون نے آ کر خبر دی کہ لندھور سے سر دربار گفتگو
ہو رہی ہی صاحبقران تیغ عقرب ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ ایسا نہ ہو میرے جانشین کو کاؤس

قتل کروا دے برق فرنگی سامنے حاضر تھا اُسنے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ تکلیف
نہ کرین غلام لندھور کو رہا کر کے لاتا ہی ہرچند سب نے منع کیا لیکن برق سنتا نہ تھا بانا بے
عیاری لگا کر چلا جست و خیز کرتا ہوا دربار مین بقراط ثانی کے آیا ایک خدمتگار کی شکل
بنا ہوا دربار مین آکر کھڑا ہوا سالوس ایک مقام پر کھڑا تھا اُسکے قریب آکر کہا کہ حضرت
ذرا باہر چلیے مین آپ سے کچھ عرض کرونگا برق سالوس کو باہر لگا کر لایا باہر آکر کہا
کہ دیکھیے قدرت آپ کو پکارتے ہین جیسے ہی سالوس پلٹا برق نے پگڑی سالوس کی
اُچھال دی اور ایک دھول ماری سامنے سے بھاگا نعرہ کرتا ہوا کہ منم مہتر برق فرنگی
سالوس دوڑا جنگل مین آکر برق پلٹا کہا کہ میان سالوس کیا مجھے حلوا سمجھا ہی منم
شاگرد رشید مہتر مہتران تیغ آپس مین چلنے لگا جب برق نے دیکھا کہ سالوس مصروف
جنگ ہی کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے سالوس سمجھا کہ کوئی پشت پر آگیا پلٹا برق نے
حلقہ ہاے کمند مارے سالوس گرا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا برق نے سالوس
کو درخت سے باندھ دیا آپ سالوس کی شکل بنکر چلا دربار مین بقراط کے آیا بقراط
نے پوچھا کہ ای سالوس یہ کون تھا کہا کہ حضور شاگرد عمرو کا برق فرنگی کہ بڑا تیز دوڑا
ہی لگا کر مجکو لے گیا تھا جنگل مین جا کر جنگ کرنے لگا مین نے ایک تیغچہ مار دیا کہ پاؤن اُسکا کٹا
لنگڑاتا ہوا بھاگ گیا اب کیونکر عیاری کریگا اور کاؤس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای
آقاے نامدار اگر حکم ہو تو لندھور کو قتل کر دون یہ کہنا نہ مانے گا کاؤس نے اشارہ کیا
برق تڑپ کر قریب لندھور کے آیا سر زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہا کہ او گنہگار ٹھہر جا قتل
کا تیرے حکم ہو گیا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ منم برق فرنگی لندھور سنبھل کر بیٹھے
برق نے ہاتھ مارا کہ ہتھکڑی لندھور کی کٹی لندھور نے قید کو توڑا طرف کاؤس کے
چلے آواز دیتے ہوے کہ او نامرد اب مین موجود ہون ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیجا صاف صاف
جو کہا تجکو بہت ناگوار ہوا قتل کا حکم دیا کاؤس اُٹھ کر بھاگا لندھور نے جھپٹ کر پایۂ
تخت بقراط پہ ہاتھ ڈالا بقراط نے غل کیا کہ لندھور گرے برق تو کود کر بھاگا راہ مین
پہونچا تھا کہ کاہ وزہ شون نے سالوس کو رہا کیا برق کو دیکھ کر للکارا برق بھی جا پڑا

دو چار ہاتھ لڑکے کرتبا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر سالوس کا اُڑ گیا اب منظور ہوا کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرون برق کنارے پر لشکر کے پہونچا تھا کہ نورالدہر بیرون بارگاہ کھڑے تھے پوچھا کہ اے برق خیر تو ہے برق نے سب حال بیان کیا کہ بقراط ثانی نے لندھور کو سحر سے پکڑ لیا نورالدہر اُسی وقت اسپ پریوش پر سوار ہو کے چلے طہماس کو جو معلوم ہوا گینڈے پر سوار ہو کے پیچھے چلا یہان بقراط ثانی نے جب سحر سے لندھور کو گرفتار کیا کاؤس سے کہا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ کاؤس نے ملازمون کو حکم دیا لندھور کو کشان کشان لے چلے کاؤس سب کے آگے بل کرتا ہوا جاتا ہے فوج والے اسکے تیار ہو رہے ہین کہ یکایک نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمتش ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده لقا را بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

فوج کاؤس مین تہلکہ پڑ گیا کہ طہماس بھی آکر پہونچا نورالدہر نے کاؤس کو للکارا کاؤس مقابلے مین نورالدہر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری ایک چار انگل کا زخم سر مین آیا کاؤس پیچھے ہٹا طہماس نے بڑھ کر نگہبانون کو مارا لندھور کو رہا کیا لندھور نے رہا ہوتے ہی ایک درخت اکھیڑ لیا اُسے زمین پر مارا کہ سب شاخین ٹوٹ گئین ڈنڈو کا کاندھے پر رکھ کر اڑتے ہوے چلے جس غول مین پہونچے لوگ بھاگتے ہین غلغلہ ہوتا ہے کہ دیو آیا مگر لندھور اڑتے بھڑتے سامنے سالوس کے پہونچے للکارے کہ ٹھہر جا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے اُسی درخت پر اُس وار کو روک کر جو وار کیا سالوس نے سپر کو اُٹھایا مگر سپر پر درخت پڑا سپر ہاتھ سے چھوٹی خود پر پڑی خود کاسۂ سر مین سر گردن مین گردن شکم مین اُتر گئی اہالی فوج کاؤس بھاگنے لگے نورالدہر و لندھور و طہماس قتل کر رہے ہین بقراط ثانی کو

خبر پہونچی کہ کاؤس مارا گیا تینون جوانون نے قیامت برپا کی ہی بھاگا ہوا قصر عشرت
مین آیا شاہزادیون کے سامنے آکر کہا کہ اب قدرت سوار ہوتے ہین تینون جوانون نے
قیامت برپا کی ہی شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوند آج ہم بھی میدان مین آوین گے
بقراط ثانی یہ کہکر باہر نکلا کہ تمکو اختیار ہو قضاے کار ملکہ مہجواہر و نرگس کہ ہر وقت
آپس مین صلاح کیا کرتی ہین نرگس نے مہجواہر سے عرض کی کہ کیون بی بی جب یہ بارہ
ہزار شاہزادیان نکلین گی اور سحر کی بوچھار کرین گی صاحبقران و نورالدہر و علمشاہ
تو محفوظ رہین گے اور جملہ سردار تباہ ہونگے کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ شاہزادیان
نہ جائین مہجواہر نے باہر نکل کر چارون دروازون پر چار شیر ماش کے آٹے کے بنا کے
بٹھادیے اور اُسنے کہدیا کہ خبردار کسی کو باہر نہ آنے دینا جو شاہزادی جسطرف
سے نکلتی ہی شیر حملہ کرتا ہی وہ پھر پلٹ جاتی ہی وہان بقراط جو باہر نکلا کل فوج تیار ہوگئی
سحر جو ہونے لگے لندھور و طہماس کے ہاتھ پاؤن کانپنے حربے ہاتھون سے چھوٹے
نورالدہر جھپٹ کر انکے قریب آئے لوح محفوظ کا عکس ڈالا دونون جوان رُکے اب
نورالدہر کو مشکل پڑی کہ اگر انکے قریب رہتا ہون تو جنگ مین فتور ہوگا اگر ان کے
پاس سے ہٹتا ہون تو یہ لوگ گرفتار ہوجائین گے نورالدہر ایک ہی مقام پر کھڑے
لڑ رہے ہین کہ رستم کے نعرے کی آواز کان مین آئی طنبور گڑگڑایا رستم آکر گرے شاہزادیان
قصر عشرت مین تڑپ رہی ہین جب باہر نکلتی ہین چارون دروازون پہ شیر بیٹھے ہین
گل پیرہن نے کہا کہ لو قدرت روک سکے گئے ہین یہ قدرت کا سحر ہی انکو منظور ہی کہ ہم
لوگ نہ نکلین عمل کر نہ لڑین پھر قصر عشرت ہی مین بیٹھو بارہ ہزار شاہزادیان قصر عشرت
مین آکر بیٹھین ڈھول بجنے لگا اور یہ اشعار شروع کیے نظم

خوب سا نظارۂ قاتل تہ خنجر کیا　　سر دیا لیکن مہم عاشقی کو سر کیا
تو نہین ملتا تو ہم تجھسے بھی اب ملتے نہین　　سنگدل ہمنے بھی اپنے دل کو اب پتھر کیا
جیتے جی کیا ہو کمند بیقراری سے نجات　　برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
روے آتشناک کے نظارے کی آئی نہ تاب　　اشک سے گو سالہا آنکھون کو مین نے تر کیا

جان شیرین کب گئی ہی کوہکن کی رائگان
کب مین دینداری سے گذرا اُس صنم کے عشق مین
کون ہی جسکو نہین اُس صاحبِ عصمت کی یاد
ہو گیا ضبط فغان کے ساتھ سینہ چاک چاک
جوشش مضمون نے طوفان زا ہوئی ناتخ یہ بحر

کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
جب کمر دیکھی خیال موسے پیغمبر کیا
گھر مین بیٹھے بیٹھے اک عالم کے دل مین گھر کیا
لاکھ در تو اہمنے گو ہمنے بند اک در کیا
کشتی طبع روان کو ہمنے اب لنگر کیا

رستم پہونچے تھے کہ صاحبقران بھی آکر پہونچے اب تو بقراط ثانی گھبرایا اور یہ جزء اخبار گذرا کہ سب فرزندان حمزہ آگئے حمزہ و رستم و نورالدہر پر سحر تاثیر نہین کرتا نو لاکھ آدمی اب لشکر کے ساحر و غیر ساحر مارے گئے بقراط پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہی کہ شاہزادیان نہین آئین اگر وہ آجاتین تو قیامت برپا ہوتی ہرکارون سے کہا کہ جاکر شاہزادیون کو خبر کرو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ شاہزادیان گا رہی ہین ہماری بات کا جواب نہین دیتین بقراط بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہی شاہزادیون نے خود وعدہ کیا تھا اور نہ آئین سامنے سے دیکھا کہ نورالدہر لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین گھبرا گیا دیکھا کہ چہار طرف سے نورالدہر پر سحر کی بوچھار ہی مگر سحر تاثیر نہین کرتا طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم دیا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر علحدہ ہوے بقراط جھلایا ہوا قصر عشرت مین آیا اب دروازون پر وہ شیر نہ تھے اندر آکر کہا کہ کیون شاہزادیو کیا باعث ہوا کہ تم شریک جنگ نہ ہوئین سب نے عرض کی کہ قدرت ہی تو ہمکو روک گئے تھے چارون دروازون پر شیر بٹھا گئے تھے بقراط ثانی نے کہا کہ دروازے تو خالی پڑے ہین نہ شیر ہین نہ بھیڑیے تم لوگون کو اپنی جان کا خوف ہوا قدرت کا کچھ خیال نہ کیا میخوار سامنے بیٹھی تھی کہا کہ یا خداوندان سب کے نام پر طبل جنگی بجوائیے یہ ضرور عمل کر لین گی مسلمانون کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا بقراط نے اس صلاح کو پسند کیا کہا کہ صاحبو تم سب کے نام پر طبل جنگی بجواتا ہون فردا فردا سحر کرنا مسلمان عاجز ہو جائین گے یقین ہی کہ جنگ سے منھ چھپائین گے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا گل پیرہن کہ سب کی افسر ہی اسنے کہا کہ شاہزادیو مین آج لشکر اسلام کو

دیکھو آؤن حمزہ و نور الدہر و علمشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین تاک آؤن کہ کون کون
لوگ آکر اترین گے اُن پر سحر کرون کہ طرف صحرا کے بھاگین پہاڑون سے سر ٹکرائین ان
تین کس کی جب فکر ہو جائیگی تو اور سب کا مارنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر گل پیرہن
قصرِ عشرت سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوے لشکر اسلام مین آئی کہ گانے کی آواز
کان مین آئی لوگون سے پوچھا کہ یہ کون گا رہا ہی خدمتگارون نے خبر دی کہ سامنے
بارگاہ جہانگیر ہی عیار انکا چابک صبا رفتار رمل فنون مین کامل و اکمل ہی وہ
گا رہا ہی گل پیرہن خوش آوازی کا گانا سنکر خدمتگارون کے غول مین ملی ہوئی اندر
بارگاہ کے آئی دیکھا کہ جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین چہرہ آفتاب عالمتاب بڑی بڑی
انکھڑیان جنچی بھوین تیغۂ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ دامن پشت پر گل پیرہن
جمال جہانگیر دیکھکر دنگ ہو گئی اور دیکھا کہ عیار لباس فاخرہ پہنے یہ اشعار گا رہا ہی نظم

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجکو دلِ زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شبِ ہجر کہین — سو مجھے حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگیِ بخت کی کیا کہیے کہ جز خوابِ عدم — عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو — کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد اُس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی — ہجر مین مجکو شبِ تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح — نالۂ مرغِ گرفتار نے سونے نہ دیا
سبجھے تجھے بعد فنا پائین گے راحت ناسخ — حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

اس لطف سے گا اور رہا ہی کہ کل اہل محفل محو ہو رہے ہین گل پیرہن بنگاہ غور دیکھا کی
جب عیار نے گانا موقوف کیا تو یہ بھی اُداس ہو کر باہر نکلی مُنہ سے کلام نہین کرتی دل چاہتا
ہی کہ وہی گانا ہوا کرے مین بیٹھ کر سنون کانون کو اُس آواز کی ہوس ہی انتہا کا پیش دیس ہی
حیران حیران نہایت پریشان دل سے کہتی ہی کہ افسوس جو مین یہ جانتی تو کبھی نہ آتی
کیونکر دل سے ہو سکے کہ ایسے لوگون پر سحر کرون جمال دیکھکر بیتاب ہون نظم

تم تک مجھے لایا تھا جوشِ اِس دلِ مضطر کا — اب جاؤن کہان رستا معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہنساتے ہین اور مجکو رلاتے ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہے برسون وعدے بھی ہوے لاکھون
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بُلاتے ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آکے نہ آئی جان
اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو باکر
اُسنے جو بڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا

لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے خنجر کا
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
گھبرائے نہ کیون بلبل منہ دیکھ گُل تر کا
لیکن نہ ملا ای جان اک بوسہ لب تر کا
دشمن تو ابھی تک بھی پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین رکھتا ہی محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچھ ہین توڑا نہین ہی زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا
تلوون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا

کبھی اشعار پڑھتی ہی کبھی پلٹ پڑتی ہی نہایت حیران ہی دل سے کہتی ہی کہ ای گل پیرہن کیا کرون کیونکر اس طرار سے ملاقات کرون آخر ناچار ہوکر بیٹھی جب قصر عشرت مین پہونچی تو میخوارہ و نرگس بھی حیران بیٹھی تہین گل پیرہن اُنہین کے پاس آکر بیٹھی میخوار نے پوچھا کہ کیون بُوا گُل پیرہن مزاج کیسا ہی گل پیرہن نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کہ واری آپ سے کیا بیان کرون عجب دام مین پھنسی شاہزادیون کے نام پر طبل جنگی بجا ہی آپ سب صاحب سحر کرنے جاوینگی مین نے کہا کہ تین آدمیون پر سحر تاثیر نہین کرتا جاکر اُنکی کچھ فکر کرون اور فرزندان صاحبقران کو بھی دیکھ آؤن سرے پر لشکر کے بارگاہ شاہزادہ جہانگیر برپا ہی حقیقت تو یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران عیش کرتے ہین عیار انکا چابک صبا رفتار نام ہی اس لطف سے گا۔ ہاتھا کہ دل کے ٹکڑے کر دیے ہر چند چاہتی ہون کہ ضبط کرون غیر ممکن ہی اب تھوڑی دیر مین شاہزادیان سوکر اُٹھین گی سب سحر کرنے جاوینگی مین بہت حیران ہون کہ کیا کرون مین نے تمکو اپنا عنایت فرما جانکر یہ راز کہا اب سب شاہزادیان جاکر سحر کرینگی کیون حضور مین کیا کرون حیران ہون نہین کس تو سحر سے محفوظ رہین گے اور باقی نہین محفوظ رہین گے اگر کوئی سردار ضائع ہوا تو بڑا غضب ہوگا جب کبھی سامنا ہوگا تو حجاب ہوگا کیا جواب دونگی میخوار یہ سنکر ہنس پڑی کہا کہ ای گل پیرہن ہم دو

آدمی اس فکر مین تھے کہ بارہ ہزار شاہزادیان جب بربادی لشکر اسلام کی فکر کرینگی
تو ہم دونون آدمی سحر کو دفع کرینگے تیسری تم بھی ہمین آج دیکھین تو یہ شاہزادیان
کیا کرتی ہین کیونکہ یہ سب قصر عشرت کی رہنے والی ہین بڑے بڑے سحر کرینگی ہم سے
دفعیہ ہو یا نہ ہو تمکو بھی شریک کرلینگے ڈیڑھ پہر سے شب تجاوز کرچکی ہے جب زلف لیلاے
شب کمر سے گذری شاہزادیان سوکر اُٹھین ایک نے ایک کو جگایا سب نے ہاتھ
منھ دھوے آمادہ ہوئین کہ چل کر سحر کرین اپنی اپنی جھولیان اُٹھائین بلند ہو کے
آسمان پر آئین کسی نے ابر سیاہ بنایا کسی نے برج بنایا کسی نے ابر مین چھریان بھرین
کسی نے لگا ابر مین کٹاریان قایم کین بارہ ہزار ٹکڑے ابر کے سبز و سُرخ و سیاہ و کبود
و زعفرانی آسمان پر لہرا رہے ہین جب یہ شاہزادیان سحر بنا کے آگئی ہین تو قید لگادی
ہے کہ جب لشکر اسلام میدان کارزار مین آئے اُس وقت یہ ابر برسین اپنی اپنی جلالت
دکھائین جب یہ شاہزادیان پلٹ کر آئین میخوار و گل پیرہن و نرگس کو بیٹھے دیکھا اپنا اپنا
سب نے حال بیان کیا ایک نے کہا کہ میرے ابر سے آگ برسے گی ہزارون کو جلائیگی
ایک نے کہا کہ میرے ابر سے تلوارین برسین گی اپنے اپنے کمال سب نے ظاہر کیے
میخوار نے سب کا حال سُنکر کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی میخوار نے نرگس سے اشارہ کیا
کہ بُوا اب چلو کوئی دم مین میدان کارزار مین قیامت برپا ہوگی لطف جب ہے کہ جنھون نے
مشقت سے سحر بنائے ہین اُنکی مشقت خالی نہ جائے یہ سوچ کر تینون چلین گل پیرہن
تھر تھر کانپتی ہوئی ہمراہ ہوئی میخوار نے کہا کہ بُوا کیون پریشان ہو جس راہ مین قدم رکھا
جو سختی ہوگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون اسقدر
پریشان نہ ہو یہ کہتی ہوئین تینون قریب ابرون کے پہونچین نرگس و گل پیرہن الگ
سے سحر کرنے لگین مگر میخوار بلاے روزگار ہے ابرون مین گھس گئی اندر جاکے سحر کیا اپنا
سحر قایم کیا انکا سحر مٹایا سحر مٹا کر ابر سے نکلین نرگس و گل پیرہن سے کہا کہ بُوا تم ابرون
مین نہین گھسین گل پیرہن نے جواب دیا کہ بُوا پرایا سحر ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ رنگ دکھائے
تو باعث خرابی ہو میخوار نے کہا کہ تمھین اختیار ہے مگر ہمارا سحر تو مزہ دکھائیگا مین نے اکثر

ابردن پر اپنا خون گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا ہی کہ سحر کبھی کمی نہ کریگا قدرت تو خوش ہو رہے ہین
کہ آج شاہزادیان قصر عشرت کی لڑینگی اگر خدا ے نادیدہ نے چاہا تو مزہ ملے گا
ایک پہر رات اسی چرچے مین گذری تینون جادوگرنیان بھی باتین کرتی رہین اب وہ وقت
آیا کہ ساحر زرین پوش ہو خانۂ مشرق سے نکلا جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے ہوے ساحران
ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہوا البقراط ثانی خوشی خوشی سوار ہوا ساتھ والون
سے کہتا ہی کہ آج تباہی لشکر اسلام کی ہوگی فوج والے تو نہ زندہ بچینگے تین افسر
کلان زندہ رہجائینگے اُنکی بھی تدبیر ہوجائیگی چوبیس لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار
مین پہونچا ملکہ میخوار و نرگس و گل پیرہن بھی طاؤسان زرین بال پر سوار ہین ادہر سے
صاحبقران لشکر لیکر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر میخوار نے جو جمال جہان آرا دیکھا
کہ تاج شہریاری برسر و چار قب شہنشاہی دربر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی تخت سلیمانی
پر بصورت نورانی سات سو تاجدار گرد گھیرے ہوے صاحبقران پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے نورالدہر سب کے آگے بڑھے ہوے پہلو مین طہماس ساطور ہفت صد منی
کاندھے پر رکھے بشوکت تمام سترہ سو سردار مثل صدر ان ماہ منظر و دراج ذرودر گوش
و ضرغام خان و بیجن خان وغیرہ آگے بڑھے ہوے ایکطرف بدیع الزمان
بائین پر بادشاہ کے ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و جہانگیر والاتدبیر چابک
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے گل پیرہن نے کہا کہ اے میخوار دیکھتی ہو میخوار نے کہا مین تو
پروانۂ شمع جمال بادشاہ ہون نرگس نے کہا کہ عیار بادشاہ جمجاہ کو تو دیکھو کس شوکت
سے آیا ہی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بانہاے عیاری سے آراستہ جیسے ہی دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے اسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا البقراط نے
پلٹ کر دیکھا دروازہ قصر عشرت کا کُھلا بارہ ہزار شاہزادیان آپس مین خوشیان
کرتی ہوئین با ناز و کرشمہ نمایان ہوئین البقراط نے اشارہ کیا اُن شاہزادیون نے
طرف ابردن کے دیکھا وہ مثل ابر لہرا رہے تھے یکایک کانپے اور تھراے لشکر لشکر اسلام پر
آکر برسنے لگے البقراط نے دیکھا کہ کسی ابر سے آگ برسی کسی ابر سے تلوارین کسی ابر سے

خنجر جسپر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا تھوڑے ہی عرصے مین دس گیارہ لاکھ آدمی مر کر گرے بقراط ثانی نے گھبرا کر طرف شاہزادیون کے دیکھا سب نے اشارہ کیا کہ ہم مجبور ہین ہمنے دو پہر رات گئے سحر تیار کیا تھا کسی نے اُلٹا کر دیا بقراط نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی بقراط رنجیدہ پلٹا کہتا ہوا کہ شاید بی شعلۂ جوالہ نے یہ فتور کیا ہین اُنکو گرفتار کرونگا گرفتار کرکے سزاے کامل دونگا گیارہ لاکھ ساحر جو مارا گیا کئی سو افسر قتل ہوے تمام لشکر مین شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی کہ نوجوان بھائی مارا گیا کسی کا قول ہی کہ نوجوان بیٹا میرا بے لڑے بھڑے قتل ہو گیا مین دیکھتا تھا کہ خنجر اُسپر گرا ہر چند وہ بھاگا مگر نہ بچا ایسا خنجر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے بقراط ثانی سب کو تسکین دیتا ہوا پلٹا کہتا تھا کہ قدرت سب کو زندہ کر دینگے اب چلکر دریافت تو کرون کہ یہ فتور کسکی ذات سے ہوا کہ میرا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ ہو گیا یہ کہتا ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کہ شاہزادیان عیش پسند ڈھول بجا بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

سرو عاشق ہو گیا اُس غیرتِ شمشاد کا — غل مچایا قمریون نے بھی مبارک باد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار — خنجرِ قاتل مجھے آئینہ ہی فولاد کا
الفتِ ابرو مین کھینچا ہی یہ ماتھے پر الف — ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے مین مجھ آزاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم — بوریا اُڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہی نہ دل سینے مین داغون کے سوا — اِن چراغون سے نشان ہی خانۂ آباد کا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی — دیکھتے ہین ہم تماشا گلشنِ ایجاد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپکو — جیسے آشوبِ جہان ہی حُسن آدم زاد کا
خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہی محال — شاد ہونا ہی یونہین اپنے دلِ ناشاد کا
عاشق و معشوق ہین دامِ محبت مین اسیر — شغل بلبل صید ہی ہر گل بھی اُس صیاد کا
رہگذر ہی راہگیرون کی گرفتاری کو دام — حلقہ ہی ہر نقشِ پا گویا مرے صیاد کا
عاشقِ جانباز کا ضایع نہین جاتا ہی خون — خسرو و شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

جو سلے بیخود مجھے مجنون ترا عاشق اُسے
باغ سے وحشت ہوئی یادِ قدِ دلدار مین
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
تونے جو پانی پیا ہی اے بت شیرین دہن
کون سا طرز سخن ہی جو اسے آتا نہین

خود فراموشی نشان ہی یاد تیری یاد کا
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
آبخورے مین ہی عالم کو زد فرہاد کا
کیون نہ ہو شاگرد ہی ناسخ ہر اک اُستاد کا

بقراط ثانی جیسے ہی اندر آیا شاہزادیان چپ ہو گئین بقراط نے کہا کہ کیون بی بیو ہمارے لشکر کو شکست ہوئی کئی سو افسر قتل ہوے اور کئی سو تاجدار مارے گئے تم خوشیان کرتی ہو اب دریافت کرو کہ یہ فتور کسنے کیا کہ سحر تمھارے اُلٹے ہوے ایک نے ہنس کر کہا کہ مین کیا جانون دوسری نے کہا کہ مین جانتی ہون کہہ نہین سکتی تیسری نے کہا کہ کیون چھپائین چوتھی نے کہا کہ برا مین نام بتاتی ہون پانچوین نے ہنس کر کہا کہ یا خداوند بی میخوار صاحب کا یہ فتور ہی بی نرگس و بی گل پیرہن بھی شریک ہین ان تینون صاحبون نے سحر کو ہمارے اُلٹ دیا ہی اب قدرت کو اختیار ہی بقراط نے بلبلا کر کہا کہ کیون میخوار یہ کیا حرکت تھی میخوار نے کہا کہ یہ سراسر تہمت ہی بقراط نے چاہا کہ ہاتھ میخوار کا پکڑلون میخوار نے اُف جو کہا ایک شعلہ بھڑک کر گرا ہاتھ بقراط کا جل گیا چلا کر آواز دی ای شاہزادیو تم دیکھتی ہو کہ تم سب کو جھوٹا بتاتی ہی اور میرے ساتھ یہ سرکشی کی کہ ہاتھ مین آبلہ ڈالدیا میخوار اپنے مقام سے اُٹھی بارہ ہزار شاہزادیون نے میخوار پر بلوہ کیا تینون نے جو مل کر سحر کیا کئی سو کے سر اُڑ گئے بقراط نے سر پیٹ لیا کہا اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ اندرون قصر عشرت خونریزی کی ارے صاجوان تینون شاہزادیون کو پکڑلو مگر تینون شاہزادیان مثل برق تڑپ رہی ہین جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو شاہزادیان اوی قتل ہوئین جب تو بقراط نے للکارا کہ او میخوار سامنے قدرت کے یہ بے ادبی میخوار نے کہا کہ او ہیجیا قدرت بنکے بیٹھا ہی یہ کہہ کے کڑکی گرج کر گری بقراط پر پنجہ مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا جیسے ہی خون سر سے ٹپکا بقراط نے دونون چلوون مین خون اپنا لیکر میخوار پر پھینک مارا میخوار چرخ کھا کر گری نرگس کو بھی گرفتار کر لیا گل پیرہن سے جا ہا

کر تڑپ کر نکل جاؤن گی ایک لو کاٹ کر چکی مٹھا ماش کے دالون کا پھینکا گئی سو شاہزادیان
جل کر خاک ہوئین بقراط ثانی نے وہی قطرات خون گل پیرہن پر بھی پھینک مارے
گل پیرہن بھی گر کر بیہوش ہوئی جب یہ تینون گرفتار ہوئین بقراط ثانی نے تین قفس آہنی
منگائے تینون کو اُن پنجرون مین بند کیا شاہزادیون کے حوالے کیا کہا انکو قصر مین لٹکاؤ
شاہزادیون نے قفس لٹکا دیے بقراط دربار مین آیا تاجدارون سے ذکر کیا کہ یارو
مار آستین گرگ بغل پیدا ہوے ہین بی مینوار دو نرگس و گل پیرہن کو مین نے قید کیا سامنے
لشکر اسلام کے تیرباران کرونگا مگر ابھی سبب نہین کھلا کہ ان شاہزادیون کو محبت
اسلام سے کیا واسطہ ہے یہ کہکر بقراط نے ایک دستک دی اور سر اُٹھا کر طرف آسمان کے
دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای اختران انجم سیاہ جلد آؤ دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
جادوگر قوی تن دو قوی من تخت پر سوار آکر پہونچا ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے عرض کی
کہ یا خداوند خیر تو ہی کیون غلام کو طلب فرمایا ہے بقراط ثانی نے کہا کہ تمکو ملاحظہ کتاب
کی عادت ہی ہرچند کہ قدرت بتا سکتے ہین مگر تم بتاؤ کہ سب پر ظاہر ہو مینوار دو گل پیرہن
و نرگس کو دوستی اہل اسلام کا کیا باعث اختران نے وہ کتاب کھولی مضمون دیکھکر
دیر تک سر ہلایا کیا بقراط نے کہا کہ ای اختران صاف صاف بتاؤ اختران نے کہا
کہ یا خداوند آپ ہی کی یہ کتاب تصنیف کردہ ہے حقیقت تو یہ ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی لوح
بھی طلسم کشا کو مل جائیگی اور مینوار بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی اور نرگس اُنکے
عیار پر اور گل پیرہن عمار شاہزادۂ جہانگیر پر یہ شاہزادیان جان و مال سے مدد مسلمانان
مین حاضر ہین انکا قلب صاف ہونا دشوار ہے بقراط نے کہا کہ آج شب کو صلاح کرکے
باقی شاہزادیون کو لشکر اسلام پر بھیجونگا سحر کرکے چلی آدین گی اختران نے کہا کہ اگر
حکم ہو تو غلام بھی شرکت کرے بقراط نے کہا کہ تمکو اختیار ہے مگر جاسوسان لشکر اسلام
کہ حاضر دربار بقراط تھے یہ خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا خواجہ
و برق فرنگی آتے ہین برق نے پکار کر پوچھا کہ بھائیو کہان سے آتے ہو کیون اسقدر
گھبرائے ہوے ہو خواجہ عمرو کو دیکھکر ہرکارے ٹھہر گئے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عجب

معرکہ آج دیکھا کہ ملکہ مہتوار آسمان سیر و نرگس و گل پیرہن و دوستی اہل اسلام مین گرفتار
ہوگئین بقراط نے اُن سب کو قید کیا ہی اور قفس اُنکے قصر عشرت مین لٹکائے ہین یہ سُن کر
برق نے کہا کہ ای اُستاد و الا نژاد اگر حکم ہو تو جاؤن تدبیر رہائی کرون خواجہ عمرو نے
کہا کہ اب شہر جا صلاح کرکے چلتے ہین تجھے بھی لے چلین گے ہرکارے تو برائے اطلاع امیر
گئے خواجہ و برق صلاح کرنے لگے خواجہ نے کہا کہ ای برق تم اُس صورت پر چلو کہ
مین تمکو فروخت کرون برق کنارے گیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین
کی شکل بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک عرب کی شکل بنے برقع مین برق کو چھپا کرے چلے لاتے لاتے سامنے
دربار بقراط کے پہونچے قضائے کار شلنگ شیگرد کوتوال بیرون بارگاہ بیٹھا تھا اسنے
دیکھا کہ ایک عرب مع ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے آتا ہی نوکرون سے کہا کہ اس
عرب کو بُلا لو نوکرون نے آواز دی کہ بڑے میان صاحب یہان تشریف لا ئیے
آپ کو کوتوال شہر بُلاتے ہین خواجہ عمرو سامنے آئے کوتوال کو سلام کیا کوتوال نے
کہا کہ آغا صاحب یہ کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ زمانۂ افلاس ہی اپنی دختر کو
بیچتا ہون کوتوال نے کہا کہ ذرا اسکی صورت تو دیکھین اگر پسند آئیگی تو قیمت بھی طی
کرلین گے خواجہ عمرو نے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا جمال بے مثال پر جو کوتوال کی
نگاہ پڑی دیکھا کہ بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین صف مژگان تیر دلدوز آنکھون سے
اشارۂ طلب جان عاشق لبون مین مسیحائی رعنائی و زیبائی سینے پر اُبھار گلشن حُسن
پُر بہار کوتوال بیتاب ہوگیا کہتا ہی کہ بڑے میان صاحب تمنے بہوت مارا اب
اسکی قیمت ظاہر کیجیے بڑے میان نے کہا کہ بابا قیمت اسکی بہت دور ہی زمانۂ افلاس
ہی جو دیدو گے وہ لے لین گے کوتوال نے دو توڑے منگوا کر دیے بڑے میان نے
بخوشی لے لیے دختر کو سمجھایا کہ ای نور نظر اب غیر ملک مین تمکو بسر کرنا ہی جب ہم سفر
سے پھر کے آیا کرین گے تو تمکو بھی دیکھ جایا کرین گے شوہر کی بدل خدمت کرنا کسی بات
مین عذر نہ ہو کوتوال نے بڑے میان کو رخصت کیا آپ وہان سے اُٹھکر پہلو سے

قصر عشرت مین ایک کمرہ ہی اُسمین آکر بیٹھا نازنین سے کہا کہ یہ تمھارا امکان ہے
بلا تکلف بیٹھو اُسنے جو چادر وہ چہرے سے ہٹایا ایک بجلی چمک گئی کوتوال نے کلیجہ پکڑ لیا
کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرے قریب آکر بیٹھوا تو یہ کیفیت ہی نظم

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر
ذرے کیا خورشید غش ہی روزن دیوار پر

جب غزل کرتے ہین موزون قامتِ دلدار پر
توالف لکھتے ہین جاے صاد ہم اشعار پر

نوک آتا ہی کسی مغرور کی مژگان نہ ہو
دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم مین خار پر

ہی یہ میرے ضعف کا روز جدائی مین اثر
شام ہی اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر

طاق کعبے پر لگا یا ہی کسی نے آئنہ
یا جبین صاف ہی اُس ابروِ خمدار پر

شب جو اُلٹی اُسنے روے حیرت افزا سے نقاب
چاندنی مثل سفیدی رہگئی دیوار پر

سر برہنہ ہو گیا جوشِ جنون سے آفتاب
دیکھ کر مقیش کا طرہ تری دستار پر

باغبان کا کیون نہ ہو رضوان سے عالی تر دماغ
آج پھولون کا ہی طرہ یار کی دستار پر

مجھسے روپوشی کا شکوہ سُنکے بولا وہ صنم
گرتی ہی بجلی خدا کے طالب دیدار پر

دیدۂ گریان سے ہجیشی جو کی تو مثل برق
کیا ہنسی آتی ہی مجھکو ابر دریا بار پر

وہ نازنین آکر گود مین بیٹھ گئی داڑھی پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا کہ مین تو تیرے قبضے مین ہون
تو یہ اُلٹے پلٹے اشعار کیون پڑھتا ہی کوتوال نے گلے سے لگا لیا چاہا کہ بوسہ لون نازنین نے
ایک طمانچہ مارا کہا کہ ارے بیحیا تیرے یہان کچھ شراب وکباب کا چرچا نہین ہوتا کوتوال
سوچا کہ جام پی کر یہ بدلحاظ ہو جائیگی میز پر سے گلابی اُناری جام لبریز کیا کہا کہ ای نازنین
اسے پی نازنین نے مُنھ لگایا گھائی سے پڑا بیہوشی کی دی نہین معلوم کوئی قطرہ حلق سے
اُترا یا نہین اُترا ٹھ ٹھوکر کے جام رکھدیا کہا کہ پہلے تم پیو کوتوال خوشی خوشی جام پی گیا
پیتے ہی جام کے گھبرایا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کوئی مجکو آسمان پر
لیے جاتا ہی گرمی انتہا کی معلوم ہوتی ہی نازنین نے کہا کہ شاید شراب تو کشیدہ ہی اُٹھ کر
ٹہلیے کوتوال اُٹھا اُٹھتے ہی گرا گرتے ہی بیہوش ہوا برق نے کوتوال کو صندوق مین بند کیا
اور رنگ وروغن عیاری کا لگا کر کوتوال کی شکل بنا دروازے پر قصر عشرت کے آیا سنا

کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی پکار کر آواز دی کہ ایک شاہزادی کو قدرت بُلاتے ہین یہ سنکر
ایک شاہزادی نسیم چمن پیرا نامے دروازے پر آئی برق نے اُسے حباب مار کر بیہوش کیا
نسیم کو بھی کمرے مین بند کیا اور آپ نسیم کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادیان گا رہی ہین
بعض سحر تیار کر رہی ہین یہ بھی تو گمان ہی کہ سب صبح کو لشکر اسلام پر جائینگی برق نے
آتے ہی کہا کہ صاحبو آج کیا شراب کا چرچہ نہ ہوگا یہ کہکر کنٹر شراب کا اُٹھا کر لایا جام
لبریز کرکے سب کو پلانے لگا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی گانے مین شاہزادیان
بہکنے لگین بعض سحر کرتے کرتے اُٹھین یہ کہتی ہوئین کہ لوا کیسے ہاتھ چمکاتی ہو مجکو غمزے دکھاتی ہو
یہ کہکے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی دوسری یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ آج تو خداوند سامری و جمشید
آئے ہین مین اُنکی ناٹک لیتی ہون یہ کہکر اُٹھی وہ بھی بیہوش ہوئی اسی طرح ہر حیلے سے
ہر ایک اُٹھی اور گر گر کر سب بیہوش ہوئین برق چلا کہ جاکر میخوار کو رہا کردن یہان بقراط
دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہوشیار رہو جیسے
برق فرنگی قصر عشرت مین پہونچ گیا بقراط گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ سب
شاہزادیان بیہوش پڑی ہین برق فرنگی قفس میخوار اُتارا چاہتا ہی للکارا کہ او ناعیار
خبردار کیا کرتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی خبردار قفس نہ اُتارنا یہ کہکر ایک دو ہتڑ مارا کہ
برق فرنگی گرا زمین نے پاؤن تھام لیے بقراط نے آکر برق کو گرفتار کیا قفس مین
بند کرکے وہین لٹکا دیا سب شاہزادیون کو ہوشیار کیا کہا کہ صاحبو ہوشیار رہو یہ کہکر
بقراط ثانی پھر دربار مین آکر بیٹھا سردارون سے کہا کہ برق عیار اندر قصر کے پہونچا
تھا میخوار کو رہا کیا چاہتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کر لیا ہرکارون نے یہ خبر سُنی جاکر
خواجہ عمرو کو خبر دی کہ برق گرفتار ہو گیا خواجہ حال برق سُنکر بیقرار ہوگئے کنارے
پر لشکر کے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا صورت ہیبتناک بنائی ایک تاج جواہر کا
نکال کر سر پر پہنا موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجدی
زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہوے طرف بارگاہ بقراط کے چلے بقراط بارگاہ مین بیٹھا ہوا
سردارون سے باتین کر رہا ہی کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ کر دونگا برق نے قیامت برپا کی تھی

مگر قدرت نے جاکر اُسے پکڑ لیا شاہزادیان تیاریان جنگ کی کر رہی ہین مین سب کو ہوشیار
کر آیا ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے دنانے کی آواز آئی شعلہ ہاے آتش گرنے لگے بقراط
نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت تاج کلان سر پر قباے قلمکار زیب جسم انور
تخت کو اُتراتے ہوے آتا ہی تخت کو آکر بارگاہ پر ٹھہرایا پکار کر آواز دی کہ منم جمشید براد
سامری بقراط کھڑا ہو گیا کہا کہ ای برادر آئیے آج کیونکر گذر ہوا جمشید نے تخت اُتارا
ایک طرف بارگاہ مین تخت قایم ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای بقراط تو نے غضب کیا کہ دعوا
خدائی کر بیٹھا ہمارے بندے بیخطا مارے جاتے ہین ہمنے اُنکے واسطے تجویز کی ہی کہ اُنکی عمر مین
بڑھائین تجکو بھی ہاتھ سے ملک الموت کے بچائین آسمان پر آج پورے دو سو بھائی جمع تھے
یہی سب نے تقدیر کی کہ بقراط کا خاتمہ ہو مجھے پھر خیال آگیا کہ اگرچہ غیر ہی مگر ہمارا بھائی ہی
اُسنے دین حق کو رونق دی بڑے زور باندھے ہین مگر موت زیست کا حال کیا جانے دیکھیے
کیا گذرے شراب منگاؤ جو ایک جام پی لیگا اُسکی سو برس عمر بڑھیگی مین القاب اپنا اُس پر
پڑھ دونگا ملک الموت دور بھاگیگا بقراط نے حکم دیا کہ مٹکے شراب کے لاکر رکھے گئے خواجہ
نے اُٹھ کر نقش اُنپر جمایا ہاتھ رکھ کر اپنا القاب پڑھا کہا کہ اب سب لوگ پئین ای بقراط
پہلے ساحرون کو پلاؤ اُسکے بعد تم پیو کوئی تدبیر ہو جائیگی ایک جام کلان اُٹھا کر دیا بقراط
نے لبریز کیا جس ساحر کو دیا خواجہ نے پکار کر کہا کہ ایک ہی سانس مین پینا وہ ایک ہی
سانس مین پی گیا خواجہ نے کہا کہ ای بقراط قصر عشرت کا تجکو بڑا پاس ہی شاہزادیون
کی عمر نہ بڑھ جائے گا ایک مٹکا وہان بھی بھیجدے بقراط نے کہا کہ وہ شاہزادیان باعث
زندگی ہین ایک مٹکا وہان بھی لیجاؤ ساحرون نے ایک مٹکا قصر عشرت مین بھی پہونچایا
یہ جو خبر شاہزادیون کو ملی کہ خداوند جمشید تشریف لائے ہین اُنھون نے عمر بڑھانے کی
تدبیر کی ہی شراب آپس مین تقسیم ہونے لگی یہان خواجہ نے کل درباروالون کو شراب پلائی
بقراط نے دو جام آپ بھی پئے جام پیتے ہی اُٹھ کر ناچنے لگا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اہل دربار
اُٹھنے لگے جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین کل اہل دربار بھی بیہوش ہوے
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا منظور ہوا کہ بقراط ثانی کو اُٹھالون داخل زنبیل کرون

مگر پھر خیال مین آیا کہ اسکو پڑا رہنے دو ایسا نہ ہو کہ اسکی ذات سے فتور برپا ہو خواجہ نے بقراط کی ریش تراشی کی اور تاج سر سے اُتار لیا داخل زنبیل کیا یہان قصر عشرت مین بھی سب شاہزادیان شراب پی کر بیہوش ہوئین خواجہ قصر عشرت مین جو آگئے دیکھا کہ برق فرنگی قفس مین بیٹھا ہی قفس میخوار بھی لٹکا ہی مگر میخوار سرنگون بیٹھی ہی خواجہ نے جو میخوار کو نہایت پریشان دیکھا سناٹا آگیا طرف قفس کے چلے مگر میخوار خوف کر رہی ہی کہ یہ کون بلا ہی جو اس طرف آتا ہی مجکو کھا جائیگا کیونکر جان بچیگی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای میخوار خدا وند جمشید آج بقراط کو پچھاڑا برق تو سمجھ گیا اُستاد ہین مگر میخوار کانپنے لگی عمرو نے کہا کہ سجدہ کر میخوار نے کہا کہ مین تو مطیع اسلام ہو چکی اب تجکو سجدہ نہ کرونگی جو تیرے مزاج مین آوے وہ کر چاہے مجھے قتل کر ڈال مگر مین نے خدائے نادیدہ کی اطاعت کی ہو مجھسے ہو سکے قصور نہ کر خواجہ قریب قفس کے آئے دیکھا کہ قفس مین قفل مار سیاہ لگا ہی خواجہ نے پہلے برق کو نکالا چاہا کہ قفس میخوار کھولون مار سیاہ نے کفن بڑھایا خواجہ نے ہاتھ ہٹا لیا میخوار نے جھولی سے ایک تیلی نکال کر دی کہا کہ اسکو مس کیجیے تب مار سیاہ غائب ہوگا خواجہ نے اُس تیلی کو مس کیا مار سیاہ نابود ہوا خواجہ نے قفس میخوار کھولا میخوار کو نکالا زبان سے سوزن نکالی کیونکہ میخوار اشارے سے سب باتین خواجہ سے کر رہی تھی سوزن کے نکلتے ہی ہاتھ چمکائے دس بارہ تین گرین شاہزادیان قتل ہونے لگین اب میخوار نے دونون قفس توڑے نرگس وگل پیرہن کو نکالا تھوڑے عرصے مین تینون شاہزادیون نے اُن بارہ ہزار کو مارا ان سب کو مار کر خواجہ عمرو نے لباس سب کا لیا کہا کہ ملکہ اب نکل چلو میخوار چکی آسمان پر پہونچی آسمان پر جاکے طرف لشکر اسلام کے چلی دونون شاہزادیان بھی ساتھ ہین خواجہ عمرو نے جب بقراط ثانی کی ریش تراشی کی تھی تو مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک پرچہ لکھ کر اُسمین باندھ دیا اور آپ بھی اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے خدمت نورالدہر مین پہونچے کہا کہ ای فرزند بقراط تیغ اپنے سرداروں کے بیہوش پڑا ہی جلوہ کر کے قصر عشرت کا خاتمہ کرو نورالدہر

فوراً تیار ہوئے بادشاہ جہجاہ مع اپنے سرداروں کے بارگاہ سے نکلے تھے کہ خواجہ نے
آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کی ایک عاشق صادق قید ہو گئی تھی اُسے جاکر
رہا کیا اور میاں فیروزہ سے کہا کہ او طفل بے ادب تمہاری بھی ایک عاشق آتی ہین
ملکہ نرگس خوش نگاہ اُنکا لقب ہی بادشاہ جاکر تخت پر بیٹھے کہ ملکہ میخوار آکے
پہونچین قدم شاہی کو بوسہ دیا اعتقاد اپنا ظاہر کیا کہ یہ کنیز مطیع اسلام ہی حضور
جلدی کرین قصر عشرت تصرف تمام ہوا فیروزہ نے یہ بھی خبر دی کہ نورالدہر جا پڑے
لیکن بقراط ثانی کے دربار مین اپنے بیہوش پڑا ہی جب اہل فوج قتل ہونے لگے
اور صدای فریاد و الغیاث بلند ہوئی تو کچھ لوگ دوڑ کر آئے کہ قدرت کو خبر کرین
مگر دروازہ قصر کا بند پایا مجبور ہو کر پلٹ گئے بادشاہ نے جو فیروزہ سے خبر سُنی فوراً
سوار ہوئے نقارہ جو بجا صاحبقران نے اپنے مقام پر فرمایا کیا معرکہ ہی بادشاہ
کیون سوار ہوئے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہریار مبارک ہو کہ نورالدہر
لشکر بقراط ثانی پر جا پڑے اہل فوج بھاگ رہے ہین بادشاہ بھی برای جنگ
جاتے ہین صاحبقران بھی سوار ہوئے جادوگرنیان جو سرداران نامی کے ہمراہ
ہین مثل شعلہ جوالہ و ہمای مرصع پوش و زعفران پوش یہ بھی سب
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر جاکے شریک جنگ ہوئین اہل فوج بھاگ رہے ہین
جادوگرون نے آکر سحر کیا ساحرون پر آگ برسی خنجر برس رہے ہین دریای آتش
جوش مار رہا ہی جو ساحر بھاگا غرق دریای لعنت ہوا لاکھون ڈوبے تھل بیڑا
نہین لگا جوش و خروش آب سلامتی نایاب پریشانی و حیرانی جوش پر بانی آبرو کی
تلاش ہزار بدمعاش چاہتے ہین کہ نکل جائین مگر جانبری نہین ہوتی ایک طرف خنجر
برس رہے ہین مگر میخوار نے جو آکر سحر کیا چند ساحر و غیر ساحر بیقرار ہو کر پکار اُٹھے نظم

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا	چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا
عشق مین زلف و رُخ دلدار بے تمثال کے	کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا
گھلتے گھلتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن	ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہو گیا

آنکھیں دکھلاتے ہیں مثل پاسبان منکر نکیر
کنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہو گیا

کی گہر ریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقعت بیابان ہو گیا

حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
داغ میرے داغ سے مہر درخشان ہو گیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہائے آہ دل
ایک مشت استخوان پر سب کا احسان ہو گیا

ناتوانی نے یہان تک آج یہ تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہو گیا

کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم
شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہو گیا

ہر طرف سے میدان کارزار مین ہنگامہ ہی ایک جانب نور الدہر ایک جانب رستم
ایک جانب صاحبقران زمان مصروف قتل کفار ہین جادوگرنیون نے سحر کی بوچھار
کردی صاحبقران لڑتے بھڑتے دربار بقراط ثانی پر پہونچے بقراط ثانی بیہوش
پڑا ہوا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی اُسنے بقراط ثانی کو ہوشیار کیا
بقراط ثانی جو اُٹھا مونچھ مین پرچہ بندھا ہوا ہی اُسکو جو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ منم مہر سپہر
عیاری وقطب فلک خنجر گزاری او بقراط حمزہ کو دعا دے ورنہ تیرا سر کاٹ لیجاتا اگر
انشاء اللہ اگر دین اسلام نہ قبول کریگا تو مثل ہفت پیکر واصل جہنم ہوگا یا تو تو اُسکی
مدد کرتا تھا یا خود مدد کا خواہان ہوگا یا تو آج تیری قضا ہی کہ ہاتھ سے غازیون کے
قتل ہوگا یا طلسم مین بھاگ کر جائیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر کہ خطا تیری
معاف ہو یہ نوشتہ دیکھ کر بقراط ثانی نے پتلی سے کہا کہ ای رازدار میری وای
مونس وغمگسار میری تو نے آکر ہوشیار کیا ورنہ یونہین پڑا رہتا حمزہ کے نعرے کی
آواز دروازے پر آرہی ہی قصر عشرت مین جا کر شاہزادیون کو خبر کرو کہ حمزہ کو
روکین پتلی نے کہا کہ یا خداوند قصر عشرت ماتم سرا ہوا سب شاہزادیان قتل ہوئین
سارا بان زادے نے مزبلۂ قصابان بنا دیا اب آپ اپنی فکر کیجیے بقراط ثانی نے
دیکھا کہ سردار وتاجدار سب بیہوش پڑے ہین گر برہنہ جسکو بقراط ثانی نے جگایا وہ
ننگا اُٹھا ننگا اُٹھکر وہ ننگ خاندان ایک جانب بھاگا ہر چند کہ بقراط پکارتا ہی
کہ ارے باہر جاؤ سرداران حمزہ کو روکو وہ نہین سُنتا جہان بھاگ کر باہر نکلا

ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا بقراط ثانی حیران و پریشان چہار جانب پھر رہا ہی
سرداروں کو جگاتا پھرتا ہی جو اُٹھا وہ بھاگا بلو باہر گیا وہ جہنم میں پہونچا بقراط
چاہتا ہی کہ تخت آئے میں سوار ہوکر باہر نکلوں جنگ آغاز ہو آج زمین ہلا دوں سب
کمال اپنا صرف کروں لیکن سردار بھاگے بھاگے پھرتے ہیں قصر عشرت ماتم سرا ہوا
کون مدد کو آئے اہل فوج باہر قتل ہو رہے ہیں سرداران نامی و پہلوانان گرامی
غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار جنگ رستانہ کر رہے ہیں جو آیا علف شمشیر
آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہی زمین سے آگ نکل رہی ہی آسمان پر ابر تیرہ و
تار گھرے ہیں اُن سے خنجر اور تلواریں برس رہی ہیں بقراط ثانی نے حیران ہوکر
نقاب چہرے پر ڈالی جو لباس تھا وہ پہن لیا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا کہ فوج میں بلوہ
ہی بڑے بڑے ساحران نامی پہاڑوں سے سر ٹکرا رہے ہیں ملکہ مہ جوار نے آکے
آگ برسائی ہی اور صورت تسخیر دکھائی ہی بڑے بڑے افسر رومال سے ہاتھ باندھکر
حاضر خدمت صاحبقران نامور ہوئے صاحبقران نے خطا معاف کی وہ ساحر
ہمراہ صاحبقران ہوئے مگر چہرہ سُرخ آنکھیں اُبلی ہوئیں مہ جوار کو بہ نگاہ غور
دیکھ رہے ہیں مہ جوار نے قریب آکر منہ پر ہاتھ پھیرا اور زبان سے کہا کہ ہوش میں آؤ
وہ ہوش میں آکر سحر کرنے لگے اس عرصے میں ملکہ مہ جوار سحر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئیں سحر
توان پر سے اُتر ہی چکا ہی یہ پھر منحرف ہو گئے کہ ہم اطاعت اسلام نہ کرینگے انھوں
نے پھر چند سرداران صاحبقران کو اپنے سحر میں پھنسایا اُدھر سے پھر مہ جوار کا گذر ہوا
پکار کر آواز دی کہ او دروغ گویو اطاعت اسلام کرکے پھر باغی ہوئے یہ کہکر ہاتھ چمکا دیا
برق گری اُن ساحروں کے دو دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح صدہا افسر مارے گئے افسروں
سے میدان خالی ہو گئے بقراط نے جو افسروں کے لاشے دیکھے ہوش اُڑ گئے کہتا ہی
کہ یارو یہ انقلاب نہ سمجھا تھا مگر اب طلسم میں جاکر قصر عیش پسند میں جلوس کرونگا دیکھوں
تو وہاں مسلمان کیونکر آتے ہیں اور طلسم کشا صاحب لوح کیونکر جاتے ہیں ہر چند کہ لوح محفوظ
انکو مل گئی جسکی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا اسپر وہ فخر کرتے ہیں اس سے کیا ہو سکتا ہے

اس حوالی مین آنے سے یہ مرتبہ ملا جب طلسم مین جائین گے تو حال معلوم ہوگا لیکن جو ساحر سامنے اسکے فریاد کرتے ہوے آتے ہین اور ذکر کرتے ہین کہ یا خداوند فلان ساحر نامی مارا گیا وہ سامنے دیکھیے وارث اُسکے سر بگذار رہے ہین بقراط ثانی جواب دیتا ہی کہ جو مر گیا اُسکا افسوس نہ کرو طلسم مین چل کر سب کو زندہ کرونگا طلسم باطن مقام خوف نہین ہی وہان اس مجمع کے ساتھ طلسم کشا نہ آسکیگا قدرت اب طلسم مین جاتے ہین جسکو آنا ہو قدرت کے ہمراہ آئے یہ جو بقراط ثانی نے پکار کر کہا ہنگامہ کو اور زیادہ جوش ہوا ساحرون نے چاہا کہ جنگ کرین ادھر میخوار نے بڑھ کر جھولی سے ایک گلدستہ نکالا پکار کر آواز دی کہ او نامردو ذرا اس طرف دیکھو اُن لوگون نے نگاہ اُٹھائی میخوار نے گلدستہ مارا گلدستہ جا کر آسمان پر پہنچا منور جادو کہ دس ہزار کا افسر ہی دس ہزار ساحرون کو لیے ہوے جنگ کر رہا ہی جب گلدستہ آسمان پر جا کر پھٹا تو ہوا آسر دیکھی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک رہے ہین پھول مہک رہے ہین طائر چہک رہے ہین منور نے دیکھا کہ ایک گوشے سے ایک نازنین مہ جبین ایک گجرہ پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی نظم

نوجوانی مین ہوا عشق اُس بت گلفام کا — عالم اپنے داغ مین ہی اب چراغ شام کا
خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی — گور مین بھی دھیان ہی ہمکو کسی کے بام کا
سبزۂ بیگانہ بلغ حسن سے کرتا ہی دور — نام رکھا باغبان نے ترے حجام کا
کھینچ لائی وادی مستی مین بیتابی مجھے — رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا
آرہی ہی تن پرستی حق پرستی کے عوض — رہگیا ہی گا ذخواری اب نشان اسلام کا
اشتیاق چشم جانان مین گئے ہین جی سے ہم — ہر چراغ اپنی لحد کا روغن بادام کا
ای فلک دیکھون تو کب تک روز وصل آتا نہین — منتظر بیٹھا ہون مین اب گردش ایام کا
جوشش مستی مین ناسخ مطلع ثانی پڑھون — ساقی کوثر سے ہی مجکو سوال اک جام کا
لوح محفوظ اک نگینہ ہی علی کے نام کا — عرش کہتے ہین جسے زینہ ہی اُسکے بام کا
رجعت خورشید اور شق قمر سے ہی عیان — ہو بنی مالک نیابی کا علی ایام کا

منصور جادو مع دس ہزار جادوگرون کے یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا مگر سب تلوار کھینچے ہوے آنکھیں اُبلی ہوئین چہرے سُرخ گریبان پھٹے ہوے منھ پر سب کے خاک پڑی ہوئی بلوہ کیے ہوے جاتے ہین اُس طرف سے شاہزادۂ نورالدہر اُڑتے ہوے آتے تھے منصور کو جو آتے ہوے دیکھا وہین سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منصور نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا کچھ شعلۂ آتش بھی گرے کئی خنجر برسے نورالدہر لوح محفوظ پہنے ہوے ہین ان چیزون نے تاثیر نہ کی شاہزادۂ نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا وار اسکا روک کر ہاتھ تیغہ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جوہر بگر گرا خرمن ہستی کو اُسکی جلا دیا برابر سے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر تلوار پکڑ کر اُس فوج پر گرے دو چار نے سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹا سحر کرنے والون کا کام تمام کیا جب دس پانچ مر کر گرے تو ساحرون نے آپس مین اشارے کیے کہ ان مسلمانون پر سحر تاثیر نہین کرتا تلوار و نیزے سے جنگ کرو سب نے تلوارین کھینچین یہ غازی جنگ دیدہ جنگ آزمودہ طماس آ گرا مگر ملکہ مہ خواران سب ساحرون کو دیوانہ کیے ہوے تھین کہ دیکھا ایک طرف سے فرتوت جادو لڑتا ہوا آتا ہی اور خوب جم کر سحر کر رہا ہی بارہ ہزار جوان اسکی پشت پر ہین مہ خوار نے اسکے سامنے آ کر اول اپنا چہرۂ زیبا دکھایا فرتوت کی جو نگاہ پڑی کہ ایک نازنین خوشخو و خوشرو خنجر ابرو دام گیسو فرد بتی کز دیدن آہ ماہ رخسارہ * بہ بند دزاہد صد سالہ زنار * جیسے ہی صورت زیبا دیکھی آگے بڑھا مہ خوار نے ہار گلے سے پھولون کا اُتار کر پھینکا وہ جا کے ٹوٹا پھول برسے ہوا سے سردچلی روشین جا بجا بن گئین آوازین آنے لگین نظم

پھر شجر سرسبز ہین کہتے ہین آتی ہی بہار	رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون	دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی	صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار
بیتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گریان	یارون کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
کوئی گل ہی سُرخ کوئی زرد کوئی نیلگون	دیکھیے جس رنگ مین پھر رنگ لاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردہ مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق دیکھ کر
سُنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اُسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چُراتی ہی بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی بچشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

آمدِ فصل خزان ہی لطف رخصت ہی نسیم
چلیے اب سوے چمن سُنتے ہین جاتی ہی بہار

ہر طرف ہنگامہ ہی بقراط ثانی نے جو فوج کے یہ رنگ دیکھے گھبراگیا فرتوت جادو
پر جواس ایک جانب جاتا ہی اُدھر سے رستم لڑتے ہوے آتے تھے دیکھا کہ ایک ساحر
زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست پشت پر بارہ ہزار جادوگر تلوار کھینچے جاتا ہی رستم جاکر
ان سب پر گرے فرتوت کو قتل کیا فوج کو بھگایا فرتوت کے مرتے ہی ایک ابر
تیرہ و تار آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر آکے سر پر بقراط ثانی کے
ٹھہرا یا چند ساحر اُس ابر سے باہر آئے آواز دی کہ یا خداوند چلیے ساکنان طلسم آپ کے
مشتاق ہین اور آپ کو یاد کر رہے ہین صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ بقراط
تخت پر کھڑا ہوا ساحرون کو ترغیب جنگ دیرہا ہی نعرہ کرکے جا پڑے ملازمان بقراط
روکنے لگے ایک طرف سے شاہزادۂ نور الدہر آئے ایک طرف سے نعرۂ رستم ہوا
بادشاہ تہجاہ جو آکر گرے اب تو کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی شریک جنگ ہوے
وہ سُنہری تیلی جسنے بقراط ثانی کو جگایا تھا وہ چپکی کھڑی ہی نعرے کی جو سردارون کے
آواز آئی لاشے ساحرون کے گرنے لگے بقراط ثانی گھبراگیا وہ سُنہری تیلی پشت پر
کھڑی ہی پلٹ کر بقراط ثانی نے طرف تیلی کے دیکھا کہا کہ اے رازدار اب تیری
کیا صلاح ہی تیلی نے کہا کہ یا خداوند اب چلیے سب اہل طلسم نے قدرت کو بلایا ہی
اور پیغام دیا ہی کہ اگر قدرت یہان تشریف لادین تو ہم لوگ اقرار کرتے ہین کہ جان
و مال سے براے خدمتگزاری حاضر ہون یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی جو کوئی یہان
آئیگا گرفتار ہوگا اور یہ جو سانحہ گذرا قدرت نے رنج اُٹھایا یہ سرحد طلسم تھی وہ ساحر
جو ابر سے نکلے تھے اُنھون نے بھی یہی تاکید کی کہ اب قدرت کا ٹھہرنا مناسب نہین ہی

ایسا نہ ہو کہ قدرت کسی بلا مین پھنس جائین دیکھتے ہین آپ کہ کل سردار اڑتے ہوے
چلے آتے ہین بقراط ثانی نے طرف ابر کے اشارہ کیا ابر پھٹا چار ساحر پیدا ہو
اُن چارون نے تخت کو کاندھا دیا پتلی نے سر پر بقراط ثانی کے سایہ کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا اور سب تو ٹھہر گئے مگر نورالدہر گھوڑا بڑھائے ہوے چلے جادوگرنیان
بھی ساتھ ہین ہماے مرصع پوش نے عرض کی کہ حضور کس واسطے ساتھ جاتے ہین
جو حکم ہو ہم بجا لائین مقام اُسکے ٹھہرنے کا دیکھ آئین نورالدہر یہ سُن کر ٹھہر گئے ایک
صحرا مین فروکش ہوے بقراط ثانی جا کر طلسم مین داخل ہوا جس وقت داخل ہونے لگا
ہماے مرصع پوش آسمان پر پہونچی ایک نخل پر عقاب بن کے بیٹھی دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ ہو اور ایک طاؤس زرین بال برج قلعے پر بیٹھا ہوا آواز ہیہات
وافسوس دے رہا ہو اور خندق مین آگ جوش مار رہی ہو شعلے بھڑک کر آسمان پر
پہونچتے ہین ہرچند کہ آگ ایک ہی جانب روشن ہو مگر شعلہ ہاے آتش چار طرف
سے قلعے کو گھیرے ہوے ہین پتلی نے قلعے کے سامنے آکر آواز دی کہ ای طاؤس طلسمی
خداوند بقراط ثانی تشریف لائے ہین ادب کا مقام ہو یہ صدائین موقوف کرو
طاؤس نے زبان روکی شعلہ ہاے آتش مین کمی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک
کھلا لاکھ جادوگر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے قلعے سے نکلے ایک تخت کو کئی ہزار
جادوگر کاندھے پر اُٹھائے ہوے نمایان ہوے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند
تشریف لائیے ہم سب آپ کے مشتاق ہین اہل طلسم نے آپ کو بُلایا ہو بقراط ثانی
اُچک کر اُس تخت پر آیا کئی ہزار جوانون نے تخت اُٹھا لیا آگ مین بھی دروازہ پیدا ہوا
جو کئی سو ساحر بھاگ کر آئے تے وہ بھی بقراط کے ساتھ داخل قلعہ ہوے ہماے مرصع پوش
عقاب بنی بیٹھی ہو جب بقراط داخل قلعہ ہو چکا پھر دروازہ بند ہوا شعلون نے قلعے کو
گھیر لیا ہماے مرصع پوش نے قصد کیا کہ چلون طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی
کہ ای ہماے مرصع پوش تو کیون خداوند کی دشمن ہوئی اب جا کر اُن سب کو خبر کر کہ یہ
آگ جسم انسان کی مشتاق ہو کہ جسم مسلمان کو جلائے ہماے مرصع پوش یہ آواز سُن کر

اُڑکر آسمان پر آئی دیکھا کہ قلعے مین ہلڑ ہو رہا ہی ہر گھر سے یہی آواز آتی ہی کہ قدرت
تشریف لائے ہین اب مسلمان بھی آدین گے اسی خندق مین جلین گے بڑی بڑی سرکشیان
کرچکے اب جو یہان آدین گے تو بخوبی سزا پادین گے ہر گلی کوچے مین ہزارون جادو
اور غیر جادوگر خوشیان کرتے ہوے چلے آتے ہین ہمارے مرصع پوش یہ معاملہ دیکھکر
لرزان و ترسان پلٹی یہان شاہزادۂ نورالدہر صحرا مین فرد کش ہین شعلۂ جوالہ
کہ رہی ہی کہ آج بقراط ثانی جان بچاکر نکل گیا اب اُسکا ملنا دشوار ہی کہ صاحبقران
وغیرہ بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے صاحبقران
دنگل آصفی پر بیٹھے رستم دست چپ پر ایک جانب ایرج نوجوان ایک جانب دست
راست پر نورالدہر آکر بیٹھے سب سردارون کا دورہ بندھا ہی خواجہ عمرو بھی
حاضر ہین جادوگرنیان جو جملہ سردارون کے ساتھ ہین وہ خواجہ پر طعنین کر رہی ہین
کہ حقیقت مین آپ نے بہت بڑی عیاری کی مگر آپ نے بقراط ثانی کو کیون چھوڑ دیا
خواجہ عمرو کہتے ہین کہ کیا مین جانتا تھا کہ آج یہ بھاگ کر طلسم مین چلا جائیگا یہ ذکر تھا
کہ ہمارے مرصع پوش آکر پہونچی سلام کیا کرسی پر آکر جا بیٹھی صاحبقران نے
پوچھا کہ کیون ہمارے مرصع پوش کہان تھین مجھے خیال تھا کہ تمکو کوئی ساحر گرفتار
کرکے لے گیا اگر گرفتار کرے جاتا تو باعث خرابی ہوتا شکر ہی کہ تم ساتھ خیریت کے
آئین ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین بقراط ثانی ایسے
مقام پر گیا کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا ایک قلعہ ہی فولادی بنا ہوا
برج اُسمین ہین ہر برج عجائب و غرائب سے معمور ہی بڑے بڑے اژدہے دیو
قلعہ پر بیٹھے ہین بقراط ثانی کو آکر لاکھون جادوگر استقبال کرکے لے گئے
خوشیان کر رہے ہین کہ اب سب مسلمان آدین گے اسی آگ مین جلین گے یہ آگ
جسم مسلمانان ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون بیٹی نورالدہر سنتے ہو میرا تو قصد ہی
کہ مین غرو بیہ باختر پر جاؤن وہان لقاے بے خوف و خطر بیٹھا ہوگا بھیلے سنجان
باختر کے مع ہوگئے ہونگے دیکھیے کیا رنگ ہو نورالدہر نے عرض کی کہ بہت بہتر ہی

کہ حضور مقابلۂ لقا مین چلین یہ غلام آپ کا سر بقراط لے کر آدیگا اگر آگ مین جل کے مرنا مقرر ہو تو بہ مرضی پروردگار کی مین تعاقب بقراط نہ چھوڑونگا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ پروردگار نے یہ فتح دکھائی اسکا جشن ہو جلسہ آراستہ کرو خواجہ عمرو نے روشنی کو حکم دیا تمام لشکر مین خواجہ عمرو نے روشنی کرائی دربار مین سب سردار آکر بیٹھے جب جلسہ جم چکا تو صاحبقران نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا خواجہ عمرو بیچ دربار مین آکر بیٹھے چنگ مرصعی نکالا فرمایا کہ آج قرضہ ادا ہو جائیگا جب سب متوجہ ہوے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

جو تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر
سیارے ہون تمام سیاہ آسمان پر

دیکھا ہی ہمنے خوب نشیب و فراز دہر
آنسو زمین پہ ہین تو آہ آسمان پر

خالی نہین ہی جلوۂ جانان سے میری جا
وہ گل زمین پہ ہی تو ماہ آسمان پر

رکھتے مین کس ادا سے زمین پر قدم حسین
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر

میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ
تحقیر سے کرے وہ نگاہ آسمان پر

دیکھین جو تجھسے آکے مقابل زمین پہ ہو
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر

ایسا اُچھالتا ہی مجھے اضطراب دل
ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر

رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم
ملتی نہین ہی ماہ کو راہ آسمان پر

بے شبہہ نسر طائر اُسی دم شکار ہو
پھینکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر

ناسخ بھلا دیا ہو وطن کو جو اسقدر
شاید مسیح کو ہی رفاہ آسمان پر

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کے وقت صاحبقران عالی وقار نے دیکھا کہ نورالدہر مسلح ہو کر آئے عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہی فکر بقراط ثانی واجب و لازم ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند دل نہین مانتا کہ تم اکیلے جاؤ رستم پیلتن فوراً دنگل سے اُٹھے فرمایا کہ مین اپنے فرزند کے ساتھ جاؤنگا قاسم نے کہا کہ بھلا یہ کب ہو سکتا ہی کہ قبلہ و کعبہ جائین اور مین نہ جاؤن مین نے نورالدہر کو پرورش کیا ہی مین ضرور جاؤنگا بدیع الزمان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھے ہین

صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر تم کیون خاموش ہو عرض کی کہ مین تو حضور کے ساتھ ہون اگر حضور خود بہ باختر پر چلین گے تو مین بھی ساتھ چلونگا صاحبقران نے فرمایا کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے جاتے ہین مین کیونکر نہ جاؤن سب سردار آمادہ ہو کر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہریار کب ممکن ہی کہ اس وقت نورالدہر کو تنہا چھوڑین صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند آج تامل کرو کل انشاءاللہ سارا لشکر کوچ کریگا نورالدہر یہ سن کر بیٹھ گئے کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ کل سارے لشکر کا کوچ ہو گا
اب کوچ کرنا لشکر ظفر اثر کا تحریر کرون گا

در کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر کشی صاحبقران زمان بر سر طلسم خیال سکندری و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔

ساقی نامۂ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے جم
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
قسم تجکو میناے سرجوش کی
قسم تجکو مینوش کے ہوش کی
پلا جام صہباے لطف و کرم
کہ آمادۂ جنگ ہین آج ہم
اب آئی ہی کس رنگ پر داستان
کہ تیار ہین جنگ پر پہلوان
امیر جہانگیر والا حشم
ہین بقراط کی فکر مین دمبدم
گیا اب طلسمات مین بے ہنر
کہ ہین جمع ساحر بعد کر و فر
ہر اک سمت نامے روانہ ہوے
کہ دل تیر غم کے نشانہ ہوے
لکھا سب نے بقراط کو یہ جواب
کہ حاضر ہین ہمراہ والا جناب
لڑائی کے سامان بہم ہو گئے
کہ آپس مین سب ہم قسم ہو گئے
ہر اک کو یہی فکر در پیش ہی
کہ ناحق کا یارو پس و پیش ہی
حوالی مین جو لوگ سر سبز تھے
خبر ہو کہ ساحر بھی جمکر لڑے
نہ بھاگے اگر فوج صاحبقران
بتنگ آئین پھر سے پہلوان
کرین گے مسلمان جنگ گریز
دکھائین ہم ان سبکو رنگ گریز
جنھون نے خداوند کو چھوڑ کر
دیا ساتھ اسلام کا بے خطر
انھین ہم گرفتار کر لائین گے
جدائی کی آخر سزا پائین گے
لکھون داستان مرصع رقم
کہ مشتاق ہین ناظرین دمبدم

چہرہ کشایان مرحلہ جات طلسمات حیرت خیز و رہروان منازل پرہول و عبرت خیز اس داستان شوکت بیان کو یون

تحریر فرماتے ہین شعر مرصع نگار جواہر رقم چنین می نگارد بہ طرز حشم تحریر کر چکا ہون کہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ شاہزادۂ نورالدہر آمادۂ لشکر کشی ہین مگر سب کے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان سوار ہوے ملکہ شعلۂ جوالہ کہ راز دار طلسم ہی ہمراہ رکاب سعادت انتساب کہتی ہی کہ ای شہریار جو خبر ہمارے مرصع پوش نے دی امورات سابق سے سراسر خلاف ہی کنیز کو نہین معلوم کہ یہ قلعۂ طلسمی کب بنکر تیار ہوا اگر کنیز اسکی فکر کرے گی معلوم ہوتا ہی نمود بے بود طلسمی دکھائی ہی کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو آپ کے اقبال سے ایک سحر مین آگ بجھا دونگی شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ پہلے چل کر علامت دیکھو مین عبادت مین دریافت کرون کہ بزرگان دین کیا حکم دیتے ہین اُسکے بعد دریافت کیا جاویگا کہ یہ قلعہ کیسا ہی ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ لاکھون ساحرون نے آکے بقراط ثانی کو گھیر لیا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ساحر اُسکو بہ اعزاز و اکرام ایک قصر یاقوت نگار مین لے گئے بقراط ثانی بڑے آرام سے ہی جیسا شکست خوردہ یہانسے گیا تھا ویساہی وہان جاکر آرام پایا شاہزادۂ نورالدہر برابر روا روی کرتے ہوے جاتے ہین شب کو منزل پر اُترتے ہین صبح کو روانہ ہوتے ہین لیکن ایرج نوجوان بھی برابر چلے آتے ہین قصد ہی کہ جہان نورالدہر جائین وہان مین بھی جاؤن شاپور شیر دل نے عرض کی کہ ای شہریار اُنکے نام طلسم کشائی ہی اگر آپ ایسا قصد کرینگے تو گرفتار ہوجائینگے لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہی تمام افسوس یہ ہی کہ تحفہ جات بھی آپ کو ممکن نہ ہوے ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ای شاپور ہمارا تحفہ سپر و شمشیر ہی جب تلوار کھینچی حیلہ بھوت و پلید نہیب شمشیر سے بھاگتے ہین بعنایت پروردگار تیغۂ دودمۂ سکندری پر قبضہ ہی جب کھینچا تو کوئی سامنے نہین ٹھہر سکتا جہان نورالدہر جائین گے وہان مین بھی ضرور جاؤنگا شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس وہ طلسم کشا ہین ہر مقام پر جا سکتے ہین لوح محفوظ اُنکے پاس ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا کہ ایک صحرا مین آگ

لشکر اُترا سب سردار آکر دہین فروکش ہوے پہر رات گئے لشکر مین ہنگامہ ہوا نورالدہر گھبراکر اُٹھے شبرنگ سے کہاکہ دریافت توکرو کہ کیون اہل لشکر بیقرار ہو رہے ہین بڑہ کر شبرنگ نے دیکھاکہ چند شیران صحرائی جنگل سے آتے ہین اور بڑے زور وشور اور ہیبت سے اہل لشکر کو پامال کر رہے ہین اہل لشکر فریاد والغیاث کر رہے ہین بعض جری وبہادر تلوار کھینچ کر شیرون پر جا پڑے جب ہاتھ تلوار کا مارا شیر نے سر آگے کر دیا تلوار اُچٹ گئی شیر نے پکڑ کر چیر پہاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی مارے جاچکے ہین شبرنگ نے آکر نورالدہر کو خبر دی نورالدہر تیغ خارہ شگاف سلیمانی کھینچ کر نکلے جس مقام پر شیر آرہے تھے سرراہ جاکر ٹھہرے جو شیر صحرا سے نکلے تھے وہ پلٹ گئے جو آپڑے تھے وہ لڑ رہے ہین نورالدہر اُنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اُدہر لشکر رستم مین تلاطم تھا رستم بھی اُنپر تلوار کھینچ کر جا پڑے جس شیر پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لشکر صاحبقران مین بھی یہی ہنگامہ تھا صاحبقران زمان نے نکل کر اسم اعظم پڑھا شیر سب غائب ہوے نورالدہر جو سامنے صاحبقران عالی وقار کے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند کوئی ساحر اس صحرا مین آیا ہو یہ اُسی کا شعبدہ ہی خواجہ عمرو کو بُلاکر حکم دو کہ جاکے تلاش کرین ورنہ جب ہم بارگاہ مین جادین گے یہی شیر پھر آدین گے مین نے جب آکر اسم اعظم پڑھا تو سب غائب ہوگئے اس سے ثابت ہوا کہ سحر ہی کہ سامنے سے خواجہ عمرو آئے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمنے یہ معرکہ دیکھا خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین نے تو کچھ نہین دیکھا مین بہت قرضدار ہون قرضدارون کی فکر مین تھا چند قرض خواہ آئے تھے اُنکو سود دے کر ٹالا ہون اپنی مصیبت مین ہون کسی کے معاملے کو کیا دیکھون آپ حیران وپریشان ہون ایرج نوجوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اپنی بارگاہ مین لائے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری دس ہزار روپیہ تو موجود ہین شاپور شیردل اُچک کر سامنے آیا کہا کہ ای آقاے نامدار انکو ایک پیسہ نہ دیجیے زنبیل مین جمع کرتے جاتے ہین کسی کے قرضدار نہین ہین غلام جانتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو اُسکا سر لاتا ہون ایرج نے وہ توڑے اُٹھوا دیے

خواجہ نے بلبلا کر کہا کہ او جوانا مرگ اس مہینے کا سود تو ادا ہو جاتا خدا کرے تو جا کے
گرفتار ہو شاپور نے کہا کہ آپ کی بلا سے آپ میری مدد کو نہ آئیے گا شاپور بانہایت
عیاری سے آراستہ ہو کر طرف صحرا کے چلا صحرا مین آ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا
دور سے دیکھا کہ بہت سے شیر پھر رہے ہین ایک طرف سے صحرا کے گرد اُڑتی دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام شیر پر سوار شیرون سے پوچھ رہا ہی کہ تم سب
کیون پلٹ آئے شیر جواب دیتے ہین کہ ای شہریار سارے لشکر کو پامال کر سکتے ہین
مگر تین آدمیون کو دیکھ کر دل کانپتا ہی سوا بھاگنے کے کچھ بن نہین پڑتا اور ہم سب
غائب ہوتے ہین اُس شیر سوار نے کہا کہ مین سمجھا اُن تینون جوانون کے پاس کچھ
تحفہ جات ہین اُسی کا یہ باعث ہی کہ تمھارے دل کانپتے ہین اور غائب ہوتے ہو مین
اور تدبیر کرونگا اب چل کر ملکہ حسین سے صلاح کرون دیکھون وہ کیا فرماتی ہین کہ
ان تینون جوانون کے پاس کیا تحفہ جات ہین جس سے ہمارا سحر باطل ہوتا ہی وہ شیر
سمٹ کر ایک گوشۂ صحرا مین جا کر بیٹھے مگر وہ شیر سوار مع چند خادم و خدمتگار کے
شیر کو اُڑاتا ہوا جاتا ہی شاپور شیر دل کنارے کنارے چلا تھوڑی دور کے بعد
ایک باغ دکھائی دیا کہ دروازہ اُسکا کھلا ہی چند ساحر دروازے پر کھڑے ہوئے تھے
اُنھون نے شیر سوار کو سلام کیا اور ہاتھ تھام کر پشت شیر سے اُتارا اور کہا کہ ای
حارث جادو خاتمہ کر آئے مسلمانون کا لشکر پراگندہ ہوا حارث جادو نے کہا
کہ میرے بھیجے ہوے شیر پلٹ آئے اب دریافت کرونگا وہ ساحر حارث کو لے کر
اندر باغ کے گئے شاپور پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار پر سے
دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی حارث جادو کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
آئیے ہم آپ کے دل و جان سے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت کو اُتار کر لائی تخت اپنا
بلندی پر ٹھہرایا کہا کہ کیون ای حارث کیا ہوا حارث نے کہا کہ لشکر اسلام مین
تین جوانون پر سحر تاثیر نہین کرتا حسین نے کہا کہ اُنکے نام تو دریافت کرو کہ وہ کون لوگ
ہین ہمارے سحر کے مٹانے سے اُنکو کیا نفع حارث نے کہا کہ مین ابھی اُن تینون آدمیونکا

نام دریافت کیے دیتا ہون ایک خدمتگار سے کہا کہ دروازے پر باغ کے ایک نخل
لگا ہو اُس نخل کی شاخ پر ایک طائر بیٹھا ہوگا اُس سے ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام
ہمارا اُسکو دینا کہ حارث نے کہا ہی اُن تینون جوانون کے نام معلوم ہونا چاہیین
جنپر کہ سحر تاثیر نہین کرتا وہ خدمتگار بہت خوب کہکر روانہ ہوا اور در باغ سے نکلا
نزدیک درخت کے آیا دیکھا کہ ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا ہی پکار کر آواز دی
کہ اے طیران رازدار حارث جادو دریافت فرماتے ہین کہ اُن تینون جوانون
کے نام کیا ہین طائر نے پر کھولے اُڑکر بلند ہوا شاپور شیر دل ایک پہلو سے
دیکھ رہا ہو کہ طائر آکر پھر شاخ پر بیٹھا پکار کر آواز دی کہ جاکر عرض کرو کہ اُنمین ایک تو
صاحبقران زمان ہین مالک اسم اعظم الٰہی دوسرے رستم پیلتن علمشاہ امیر کے
صاحبزادے اُنکے پاس انگشتر سامری ہی ساری عمدگی اُسمین بھری ہی تیسرے
نور الدہر بن بدیع الزمان کہ وہ طلسم کشا ہی ہین اُنکے پاس لوح محفوظ موجود
ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اس وجہ سے بیرپلٹ آئے اُنپر کبھی کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا
وہ خدمتگار یہ سنکر پلٹ کر چلا شاپور شیر دل نے قریب آکر باتین کرتے کرتے اُسے
حباب مارا حباب مار کر اُسے بیہوش کیا آپ اُسی کی شکل بنکر اندر باغ کے چلا وہ طائر
زمزمہ سرائی کرتا رہ گیا شاپور اندر پہونچا باغ کو دیکھا کہ نہایت آراستہ ہی روشین
درست باغبانان چالاک وچست نہرین آب صاف وشفاف سے مملو مچھلیان مثل برق
تڑپ رہی ہین جدھر سے شاپور نکلتا ہی آواز آتی ہو کہ میان جانے والے ذرا
سمجھ بوجھ کے جانا شاپور شیر دل حیران حیران چارجانب دیکھتا ہو کہ یہ کون کہتا ہی
کہ ہوشیار ہو کے جانا یہ سوچتا ہوا سامنے حارث کے پہونچا حارث شیر سوار نے
پوچھا کہ اس طائر نے کیا خبر دی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران
عجب معرکہ گذرا کہ مین نے جو جاکر طائر سے پوچھا اُسنے بیان کیا کہ صاحبقران زمان
مالک اسم اعظم الٰہی ہین اور رستم پیلتن کے پاس انگشتر سامری ہو نورالدہر کو لوح محفوظ
ملگئی ان تینون پر کبھی سحر تاثیر نہ کریگا مین طائر سے یہ سنکر آگے بڑھا گوشۂ باغ مین

روشنی پائی دیکھا کہ قدرت ٹہل رہے ہین مین نے جا کر قدمون کو بوسہ دیا میرے گلے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم تجکو کمال علم موسیقی تعلیم کرتے ہین حارث شیر سوار کے سامنے جا کر گا اُسکا دل بہلا یہ کہ کر سامنے بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

پھرتا ہان جانتا ہو بشر آئینے کو — دیکھتا ہو جب کہ تو وقت سحر آئینے کو
یون خجل کرتا ہو وہ رشک قمر آئینے کو — زشت رو جیسے ہو نادم دیکھ کر آئینے کو
عاشقون کا دعیان جو ہی جانتا ہو وہ صنم — شانہ کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو
عکس افگن اب کبھی مجھ سے بھی ہوتا نہین — وہ صنم حیران ہوا ہو دیکھ کر آئینے کو
دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف — زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو
پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین — ہو ترے تیر نگہ سے خوف ہر آئینے کو
گر صفائے دل تجھے منظور ہو کر حبس دم — دم سے ہوتا ہو ارے غافل ضرر آئینے کو
پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا — جائے جوہر ہاتھ آتا ہو شرر آئینے کو
دیکھتا ہون مین خط آئینۂ رخسار یار — ڈھونڈھتا ہو وہ صنم ماہ صفر آئینے کو
پڑ گیا ہو اُسکو اب دیدار جانان کا مزہ — خانۂ زندان نہ کیون ہو جائے گھر آئینے کو
توڑ کر زنجیر جوہر کی چلے ہے راہ ہند — جبکہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو
چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر — ہوگیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو
ہوگیا مجکو یقین اک بال دسمین پڑ گیا — اُسنے دکھلائی جو ہی اپنی کمر آئینے کو
زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین اکثر نظر — دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

حارث نے کہا کہ ای شبدیز بیشک تجکو خداوند کمال دیگئے تو اسوقت ایسا گایا کہ دل بیقرار کر دیا یہ کہکر حسین جادو سے اشارہ کیا کہ دیکھو شبدیز کیا باتین کر رہا ہی حسین جادو نے شاپور کو اپنے قریب بلایا منہ پر شاپور کے ہاتھ پھیر دیا ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا شاپور نے چاہا کہ بھاگون زمین نے پاؤن تھام لیے حارث نے قریب آکر کہا کہ ارے تو کون ہی میرے خدمتگار شبدیز کو کیا کیا حسین جادو نے کہا کہ ارے کیون گھبراتا ہی وہ جنگل مین بیہوش پڑا ہی یہ ظالم دیر سے

فکر مین تھا خدمتگار کو بیہوش کر کے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر آیا حارث نے کہاکہ اس عیار
کو خدمت مین خداوندی کی روانہ کرو ہمسے اور تمسے یہی حکم ہوا تھاکہ لشکر مسلمانون کا
جاکر تباہ کرو بڑے زور و شور سے لشکر لیے ہوے آتے ہین نو دس لاکھ فوج ساتھ
ہی جادوگرنیان کیسی کیسی کامل و اکمل عاشق ہوکر ہمراہ ہوگئین اُنکی بھی تدبیر کرنا
اب یہ عیار گرفتار ہوا ہی یقین ہی کہ اسکی تلاش مین لوگ آوینگے دو چار کو
اور گرفتار کرون تو پھر روانہ کرون قدرت کو یہ تو ثابت ہوکہ طلسم مین آنے سے
یہ نفع ہوا کہ مسلمان گرفتار ہوکر آنے لگے ہم زن و شوہر کافی ہین کسی اور کو تکلیف
نہ ہو ہم ہی انکا انتظام کرینگے شاپور دست بستہ عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مجھ
نوکر رکھو لیجیے مین سب کو گرفتار کردونگا حسین جادو کہتی ہی کہ او مکار کیون باتین بناتا ہی
تو کبھی ہماری خیر خواہی نہ کریگا جب پہلو پادیگا قتل کر کے نکل جائیگا یہ ذکر تھا کہ
باغ مین ہلڑ ہوا ایک شیر سوار آتا ہی کہتا ہی کہ نامہ خداوند کا لایا ہون حارث
نے کہاکہ اُسکو بلالو سب نے کہا وہ کسی کے روکے نہین رُکتا وہ خود آپ کے سامنے
آئیگا حارث و حسین نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر سیہ فام ایک گرز ہاتھ مین
شیر کو اُڑائے ہوے آتا ہی قریب آکر شیر پر سے کودا نامہ جیب سے نکالا کہاکہ ای
حارث یہ نامہ پڑھو دیکھو کہ قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی جب شیر سوار پشت سے
شیر کی کودا شیر تو جان بچاکر طرف جنگل کے بھاگا حارث نے جو نامے کو دیکھا سر نامے
پر خداوندی کی مُہر اور یہ عبارت پائی کہاکہ لو ملکۂ عالم قدرت تحریر فرماتے ہین کہ
شاپور کو جو گرفتار کیا ہی اُسکو چھوڑ دو ورنہ باعث خرابی ہی حسین جادو نے
کہاکہ نامہ کھول کر اچھی طرح پڑھو جیسے ہی حارث نے نامہ کھولا اُسمین سے دھوان نکلا
دونون میان بی بی ارے کر کے گرے ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ قران - سریع السیر
چون بادِ بہاری ٭ جہان سرہنگ در خنجر گزاری ٭ بہ میدان اژدر آتش فشانم ٭
منم مہتر قران شیر ژیانم ٭ بغدہ مارا دونون کے سر کٹے شاپور شیر دل کو دکر ایک
جانب بھاگا قران ان دونون کو مار کر نکلے ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ ہزار ہا شیر

مرے پڑے ہین شاپور جو یہان سے بھاگا سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایرج نوجوان نے
پوچھا کہ اے شاپور شیر یار رو باہ شاپور نے عرض کی آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر ہی
رہتے ہین حسین جادو و حارث شیر سوار کو مارا اب کوچ کیجیے ایرج نوجوان نے
افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو نورالدہر نے جو سُنا فورًا حکم دیا کہ ہمارا بھی
لشکر تیار ہو جب لشکر تیار ہو چکے تو کوچ کیا ساتوین دن سامنے قلعۂ طلسمی کے سب سردار
آکر پہونچے نورالدہر نے قلعے کو ملاحظہ کیا سرداروں سے کہا کہ دیکھا تمنے اس قلعے
کو کئی سو بُرج ہین کسی بُرج مین غول کسی بُرج مین زنگیان آدمخوار تیغہ ہاے برہنہ
در دست بادۂ کبر و نخوت سے مست ایک کو ایک گھور رہا ہے ایک بُرج مین نقارہ
رکھا ہے ایک زنگی سیاہ رو بدخو چوب آہنی ہاتھ مین لیے کھڑا ہے ایک برج مین ایک
جوان قرنا مُنھ سے لگائے کھڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پھونکا چاہتا ہے خندق مین آگ روشن
ہے شعلہ ہاے آتش سر کھینچ رہے ہین مگر قلعہ پر سناٹا ہے کسی تماشا دیکھنے والے کا نشان
نہین ایرج نوجوان تیمور شاہزادۂ نورالدہر کے دیکھ رہے ہین نورالدہر نے
چاہا کہ گھوڑا اُٹھاؤن شیر رنگ نے باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار علامت
کو ملاحظہ فرمایئے نورالدہر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک چھو کر چلا آ
وہ گنہگار بڑھا قرنا نواز نے قرنا پھونکی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا جو زنگی تلوارین
لیے کھڑے تھے اُنھون نے تلوارین چمکا کر کہا کہ او اجل گرفتہ اِدھر کہان آتا ہے خبردار
قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ جان سے جائیگا یہان آنے سے کیا ہاتھ آئیگا مگر وہ گنہگار نہ
رُکا جب نصف راہ طے کر چکا تو وہ شور و ہنگامہ موقوف ہوا پھاٹک کُھلا خندق پر پل تختہ
گرا دو نازنینان مہ جبین جوان مگر لرزان و ترسان آئین دو کرسیان لا کر خندق پر
بچھائین اور پکار کر آواز دی کہ او عاشق مزاج جلد آ ملکہ حسین نازک اندام
آتی ہین تجکو شاد کرین گی وہ جوان دوڑا جا کر کرسی پر بیٹھا وہ کنیزین اندر گئین ایک
روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک نازنین سمنبر عارض رشک قمر قد رشک صنوبر بلچے ہاتھ سے
سنبھالے آتی ہے یہ گنہگار صورت زیبا دیکھ کر بے اختیار اُٹھا فریاد کیا کہ ترا نگ در کنار کشم

تنگ آمده ام چند انتظار کشم + اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ اے عاشق صادق و
اے یار موافق تیرے انتظار مین بیقرار تھی خداوند بقراط ثانی نے تیری صورت
دکھائی آٹھ پہر تیری یاد مین تڑپتی تھی کیا کہون کہ کیا کیفیت تھی یہ صورت تھی نظم

بیٹھ کر یون ہاتھ دوڑاتا ہون زلفِ یار پر | دوڑتا تھا جس طرح ثعبانِ موسیٰ مار پر
سست بنیادی ہی ختم اپنے مکانِ تار پر | منہدم ہو چاندنی آجائے گر دیوار پر
کہتے ہین سب دیکھ کر ابرو کو چشمِ یار پر | کھینچی ہے تلوار کس بے رحم نے بیمار پر
ہے مژہ برگشتہ مائل ابروِ خمدار پر | میل اس خنجر کو جنسیت سے ہے تلوار پر
تیرِ مژگان بھی غضب ہے پہ کیا ابرو نے قہر | کٹ گئے لاکھون جو نوبت آگئی تلوار پر
کیا پیون دورِ فلک مین ساقیا جامِ شراب | قطرۂ شبنم نہین ٹکتا زبانِ خار پر
دن کو زاہد بھولے ہین اپنی سیہ بختی سے راہ | شمع مینا چاہیے میخانے کی دیوار پر
روے خندان زخم ہین تیرے تصور مین مجھے | سبزۂ خط کا ہے عالم مرہم زنگار پر
بے ارادہ طے ہوئی جاتی ہے یان راہِ عدم | طائرِ روح روان کو کچھ نہین درکار پر
میری گردن ضعف سے اتنی نہ جھکتی تھی کبھی | باڑھ رکھوائی ہے اُسنے آج کیا تلوار پر
ایک اشکِ گرم ناسخ گر نہ رونے مین گرے | طعنہ زن فوارہ ہو منقارِ موسیقار پر

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے گنہگار کا چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین اپنا ہاتھ
بڑھانے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب ذرا ٹھہر جاؤ بہت نہ گھبراؤ پکار کر آواز دی
کہ ارے گلابی شراب کی لاؤ ایک نازنین گلابی اور جام لیکر آئی اُس نازنین نے جام
شراب سے لبریز کیا اُس گنہگار کو پلایا جام پیتے ہی وہ گنہگار آپ سے باہر ہوا کبھی دست
ہوس بڑھاتا ہے کبھی چاہتا ہے کہ لپٹ جاؤن وہ نازنین کہتی ہے کہ ارے صاحب
ذرا ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو میرا شوہر آتا ہو مگر گنہگار نہین مانتا دست درازی کیے جاتا ہے
آخر اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور پکار کر آواز دی کہ صاحب مین ناچار ہون
اس ظالم نے مجھپر جبر کیا اب اسکا اور کچھ ارادہ ہے نورالدہر نے دیکھا کہ پھر پھاٹک
کھلا ایک زنگی قوی تن و قوی من تیغ کھینچے ہوے پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے حسین نازک اندام

کمان گئی جیسے ہی اُس نازنین نے زنگی کو دیکھا کانپنے لگی کبھی ہاتھ باندھتی ہے کبھی منت
کرتی ہے کہ صاحب مین مجبور ہون یہ مجھپر زبردستی کرتا ہے اُس زنگی نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا پس یہ گنہگار چلا کر اُٹھا کہا کہ او ظالم یہ تو نے کیا کیا
کہ اس معشوقہ کو مار ڈالا زنگی نے کہا کہ تو کون ہے تو بھی سے تو نے غضب کیا کہ میرے
ناموس مین رخنہ انداز ہوا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس گنہگار کے بھی دو ٹکڑے
ہوے بالاے قلعہ قرنا نواز نے قرنا بجائی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا زنگیون نے غل کیا
کہ ہمارے بھائی نے کیا کارنمایان کیا سامنے طلسم کشا کے اس بیحجاب کو مارا جو کوئی
قلعہ پر ٹھہریگا اور نگاہ ڈالیگا اُسکا یہی حال ہوگا پھر اُسی طرح پھاٹک بند ہوگیا
کرسیان اُٹھ گئین شاہزادۂ نورالدہر نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن
شبرنگ بن عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار یہ معاملات طلسم ہین طلسم کشا کے
جانے کا اور راستہ ہوگا اس طرف سے جو کوئی جائیگا اسی طرح مارا جائیگا کچھ جرأت
و شوکت کو یہان دخل نہین ہے نورالدہر گھوڑے سے اُترے جب نورالدہر گھوڑے
سے اُتر چکے تب ایرج نوجوان بھی گھوڑے سے اُترے اور شاپور شیر دل سے کہا
کہ دریافت کرتے رہنا ایسا نہو کہ یہ کشتی گیرزادہ چھپ کر چلا جائے مین اسکی سرکوبی
کو موجود رہون ساتھ ہی اسکے جاؤنگا شاپور نے کہا کہ مین دریافت کیے رہونگا
نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ عبادت خانہ استادہ کراؤ وہان سجادہ بچھواؤ
شبرنگ نے ایک سفید خیمہ استادہ کرایا شاپور نے ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اب
نورالدہر ٹھوکے کھلائین گے سامان عبادت ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے
بھی سجادہ بچھوایا ادھر نورالدہر عبادت کو بیٹھے اُدھر ایرج نوجوان ردو دوکی
دعا کرنے لگے پہر رات رہے نورالدہر کو غنودگی آگئی دیکھا کہ ایک بزرگ بشکل
نورانی تشریف لائے ہین فرماتے ہین کہ اے فرزند بائین پر اسی قلعہ کے صواے ناریخ
ہے پہلوے صحرا مین ایک نخل کلان ہے اُسکے نیچے بیٹھ کر یہ اسم جو ہم بتاتے ہین اس کو
پڑھنا ایک طائر آسمان سے آئیگا اُسکی پشت پر سوار ہو کر جانا وہ صحراے نرگستان مین

پہونچادیگا اور ایرج نوجوان جو بیہوش ہوے ایک تاجدار کو عالم خواب مین دیکھا
اُنھون نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تم طلسم مین نہ جاسکوگے ایرج نوجوان نے
خواب مین بھی جواب سخت دیا اور کہا کہ ہاد رکہین رُکتے ہین ہم تمسے مدد نہین چاہتے
اُن تاجدار نے کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ مجھپر کیون غصہ کرتے ہین مین مجبور و
ناچار ہون اس مقدمے مین بے اختیار ہون جانے نہ جانے کا آپ کو اختیار ہی وہ
تاجدار یہ کہکر غائب ہوا ایرج نوجوان کی آنکھ کھُل وقت نماز تھا شاپور شیر دل
آیا دیکھا کہ غصے سے ایرج کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی جب ایرج نوجوان نے سلام پھیرا
تو شاپور نے پوچھا کہ کیون ای آقاے نامدار کیا حکم ہوا ایرج نے کہا کہ ایک تاجدار
آیا تھا مین نے اُسکو جھڑک دیا اور یہ کہا کہ مین تمھاری مدد نہین چاہتا شاپور نے
تھراکر جواب دیا کہ ای آقاے نامدار آپ طلسم مین جانیکا قصد نہ کرین ایرج نے
کہا کہ سامنے سے ہٹ جا تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی جو ہمارے مزاج مین آویگا
وہ کرین گے مجھے بات کا جواب دنے بمقام افسوس ہی کہ کشتی گیرزادہ جائے اور
مین نہ جاؤن شاپور یہ سُن کر خاموش ہو رہا یہان شاہزادۂ نورالدہر جو اُٹھے
شبرنگ نے پوچھا کہ ای شہریار کیسے بزرگان وہین نے کیا ہدایت کی نورالدہر نے
کہا کہ بائین پر اس قلعے کے صحراے نارنج ہی وہان نخل نارنج بے حساب ہین اُنمین
جو نخل کلان ہی ایک اسم تعلیم فرماگئے ہین اُسکے نیچے بیٹھکر پڑھونگا ایک طائر آکر مجکو
لیجائیگا یہ ذکر تھا کہ شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش دونون شاہزادیان آئین شاہزادے
نے سب حال اُنسے بیان کیا دونون نے عرض کی کہ ای شہریار ہی راہ طلسم ہی کنیزین ساتھ
چلین گی نورالدہر بن بدیع الزمان اندھیرے مین تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی
لے کر اُٹھے وہ اسم تو یاد ہی صحراے نارنج مین آکر بہ نیچے زیر نخل کلان بیٹھکر وہ اسم
شروع کیا شعلۂ جوالہ وہماے مرصع پوش دیکھ رہی ہین نورالدہر نے جب
اسم کو بہ تعداد معینہ تمام کیا آسمان پرسناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ اپنی منقار
کھولے ہوے صدائین مختلف دیتا ہوا زمین پر آیا نورالدہر کی طرف بہ نگاہ حسرت

دیکھ رہا ہی نور الدہر جست کرکے پشت پر سوار ہوے طائر نور الدہر کو لیکر اُڑ گیا
شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش یہ بھی اُڑتی ہوئی چلیں محبت مین نور الدہر کی
بیقرار ہین آپس مین اشارے ہین کہ بوا جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ شاہزادے پر کوئی
اُفتاد پڑے تو پھر مشکل ہوگی مگر ایرج نوجوان نے شاپور کو بُلایا کہا کہ جاکر دریافت
تو کر کہ کشتی گیر زادہ کیا کر رہا ہی شاپور گیا اور آکر خبر دی کہ حضور بائین پر قلعے کے
صحرائے نارنج ہی اُس طرف نور الدہر گئے ہین اور یہ بھی خبر مین نے سُنی ہی کہ
ملکہ شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش ساتھ گئی ہین ایرج نوجوان نے ہنس کر
کہا کہ کشتی گیر زادہ بڑا مکار ہی اسی حیلے سے فرار پر قرار کیا کیا مین اُنکا پیچھا چھوڑونگا
یہ کہکر تلوار اُٹھائی کاندھے پر تلوار رکھ کر باہر نکلے شاپور سے کہا کہ یہ کدھر کو گئے شاپور
نے عرض کی کہ صحرائے نارنج مین گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ وہین جاکر اُنکی گردن
لونگا یہ کہکر تنتے ہوے صحرا مین آئے نور الدہر کو وہان نہ پایا تو بڑا ہی غصہ آیا غصے
مین کانپ رہے تھے کہ ایک طرف سے شبرنگ کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کہ کیون مہتر صاحب
آپ کے آقا کہان تشریف لے گئے ہین شبرنگ نے عرض کی کہ رات کو عبادت کی
جو حکم ہوا وہ کیا اس نخل کے نیچے آکر اسم پڑھا ایک طائر آیا اُسپر سوار ہوکے گئے
ایرج نوجوان نے ہنس کر کہا کہ خوب جان بچائی خوب پہلو ہاتھ آیا یہ کہکر تلوار کھینچی
جس نخل کے نیچے سُنا کہ نور الدہر نے بیٹھ کر اسم پڑھا تھا پہلے اُس نخل کو قلم کیا درخت
کاٹتے ہوے چلے جو نخل سامنے ملا اُسکو قلم کیا کئی سو نخل کاٹے ایک جو سب مین کلان تھا
اُسکی بیخ پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے جب تلوار سے نخل نہ گرا تو دوڑ کر اُس نخل سے
لپٹ گئے ہکہ مارا وہ نخل چرچرایا دوسرے زور مین نخل کو اُکھیڑ کر پھینک دیا زیر بیخ
نخل ایک غار پیدا ہوا اُس غار مین دیکھا کہ ایک شیشہ رکھا ہی اُس شیشے مین ایک
مار سیاہ مثل یاقوت احمر کے سر ڈالے بیٹھا ہی جیسے ہی ایرج نے اُس شیشے کو اُٹھایا
مار سُرخ رنگ نے آواز دی کہ اے نبیرۂ صاحبقران تمھاری ذات سے حل
مشکل ہوگی آپ کو غلام سے نفع ملیگا ایرج نوجوان اُس شیشے کو لیکر غار سے باہر آئے

پوچھا کہ ای مار یاقوت تو کون ہی تجکو کسنے اس مقام پر دفن کیا یہ کیا سانحہ گذرا اُس
مار نے کہا کہ گلا شیشے کا توڑیے مین نکلون تو اپنا حال زار بیان کرون ایرج نوجوان
نے گلا شیشے کا توڑا مار تڑپ کر نکلا زمین پر گرتے گرتے ایرج نے دیکھا کہ ایک جوان
خوش رو بنگیا تاج شکستہ سر پر لباس معقول در بر مگر لباس بوسیدہ ہوگیا ہی وہ ہی وہ
جوان پہنے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ کی اقبالمندی
ہی کہ جو مین آپ کے ہاتھ آیا حضور کا اسم گرامی کیا ہی ایرج نے کہا کہ ایرج نوجوان
نبیرۂ صاحبقران ہی چشم میرا نورالدہر کسی وجہ سے طلسم مین داخل ہوا یا اور کہین
بھاگ گیا میرے خوف سے یہ سب باتین ہین مین ہر چند کہ مین اُنکے ساتھ کوئی حرکت
نہ کرتا مگر اُنکو جان کا خوف تھا اس وجہ سے سامنے سے نکل گئے آخر کہان جا ئینگے اسی
غصے مین مین نے درخت کاٹے مگر تم کون ہو اور تمکو کسنے اس شیشے مین بند کر کے
اس مقام پر گاڑا اُس جوان نے کہا کہ آگاہ ہو جیے میرا نام یاقوت جنی ہی اہل
فوج بھی میرے جابجا قید ہین سیر کو اس طرف آیا یکایک لشکر مین پانی ہو چکا جستجوے
آب مین ہر طرف دوڑا کہین پانی کا نشان نہ پایا تب اس صحرا مین آیا ایک درویش
روشنضمیر کو بیٹھے ہوسے دیکھا گھڑا پانی کا رکھا تھا مین نے قریب آکے سلام کیا اور کہا
کہ شاہ صاحب میرا پیاس سے عجب حال ہی اگر فرمائیے تو ایک آبخورہ پانی کا پیون
درویش نے غصے مین جواب دیا کہ تو نے ہماری عبادت مین فرق ڈالا مگر اب بھی جلا جا مین
اُس فقیر پر غصہ کیا کہ پانی پلانے مین آپ کو یہ غمزہ ہی مین پانی پیونگا دیکھون تو کیونکر
روکتے ہو مین نے جیسے ہی آبخورہ اُٹھایا اور پانی اُنڈیلا اور پیا درویش نے بیقرار ہوکے
کہا کہ زبردستی اس شخص نے پانی پیا یہ مار سُرخ نہین ہو جاتا مین زمین پر گرا اور بشکل
مار سُرخ ہو گیا اُس درویش نے اُٹھکر ایک شیشہ نکالا مجکو اُس شیشے مین بند کیا اور یہ
بھی کہا کہ اب مدت کو چھٹی ہو گئی پر شیشہ اسی مقام پر دفن کر دیا مجکو کئی سی برس ہوے
کہ دین و دنیا کی خبر نہین اسی شیشے مین سر پٹکتا تھا کئی مرتبہ عالم خواب مین یہی دیکھا کہ
ایک بزرگ فرماتے ہین ای یاقوت جنی کیون گھبراتا ہی نبیرۂ صاحبقران تجکو رہا کرینگے

شکر خدا کرتا ہون کہ آج مین نے آپ کے دست حق پرست سے رہائی پائی مجکو علم نجوم مین
بھی دخل ہو یہان سے قریب میرا باغ ہو وہان چل کر تشریف رکھیے ایرج نوجوان نے
کہا کہ مین طلسم خیال سکندری مین جانا چاہتا ہون یاقوت جنی نے کہا کہ باغ مین
چلیے مین آپ کے طالع دیکھون کہ آپ طلسم خیال سکندری مین جا کر کیا کرین گے
ایرج نوجوان نے کہا کہ مین اسکا خواہان نہین کہ کچھ مال و دولت لے مگر جہان
میرا ہچشم پہونچے وہان مین بھی پہونچون اور شمشیر زنی کرون اور پھر بقراط ثانی میرے
ہاتھ سے قتل ہو یاقوت جنی آتش مزاجی ایرج کی دیکھ کر بہت گھبرایا بہلا کر اپنے
باغ مین لایا مقام صدر پر ایرج کو جگہ دی آپ قرعہ لے کر بیٹھا قرعہ پھینکا منسوبات
دیکھنے لگا بعد عرصۂ دراز کے سر اُٹھایا نقشہ کھینچا دست بستہ عرض کی کہ حضور آپ
طلسم خیال سکندری کے فتاح نہین ہین آپ تامل کرین اسی باغ مین رہین کوئی
صورت پیدا ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یاقوت جنی نے
دامن ایرج کا پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار جس طرح سے غلام عرض کرے وہ کام کیجیے
ورنہ کسی آفت مین مبتلا ہو جایئے گا پھر کیونکر نجات پایئے گا ایرج نوجوان نے کہا
کہ مین ان جھگڑون کو نہین جانتا جب تلوار کھینچی تو کوئی بھوت پلید سامنے نہین آتا اب
بھاگتے ہین یاقوت جنی نے منت کر کے ایرج کو سمجھایا اور کہا کہ اے شہریار آپ نہ
گھبرایئے مین کوئی نہ کوئی تدبیر کرونگا جو غلام کے کہنے پر حضور کاربند ہونگے تو سرفرازی
حاصل ہوگی اگر آپ جلدی کرین گے تو کسی بلا مین پھنس جاوین گے پھر سوائے طلسم کشا
کے آپ کو کوئی رہا نہ کر سکیگا ایرج نے کہا کہ مین احسان اُسکا نہین چاہتا جس
مقام پر شمشیر زنی کرونگا زمین ہلا دونگا یاقوت جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ مقدمۂ
طلسم ہی قاعدے سے سب کچھ ہوتا ہو دو چار ملازم جو وہان حاضر تھے اُنسے شراب
منگائی کھانا عمدہ پکوایا ایرج نوجوان کی دعوت کی رات کو وسط باغ مین لا کے
بٹھایا باتین کر رہا ہو مگر ایرج نوجوان وہ ہی جا ہلانہ جواب دیتے ہین یاقوت جنی
کہتا ہو کہ اب بہ اطمینان ستارہ شناسی کرونگا ایسے مقام پر آپ کو پہونچاؤنگا کہ جس

آپ کا کچھ مطلب حاصل ہو آپ جلدی نہ کرین مین تدبیر کرتا ہون ایرج نوجوان کو
یاقوت جنّی نے بصد شفقت ومحبت باغ مین رکھا آٹھ پہر سمجھایا کرتا ہی ایرج نوجوان
ہر وقت آمادہ ہوتے ہین کہ اب مین جاؤن ایسا نہ ہو کشتی گیر زادہ کوئی کار نمایان
کرے یاقوت جنّی نے کہا کہ اے شہریار یہ ایسا مقام نہین ہی کہ آپ جرأت کو
کام فرمائین اب مین باغ سے نکل کر حال دریافت کرتا ہون آپ نہ گھبرائیے گا
یاقوت جنّی تو اُس طرف گیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر چاہا کہ گھوڑے پر سوار ہو کے
نکل جاؤن مگر یاقوت جنّی نوکرون کو سمجھا گیا ہی کہ خبردار ایرج نوجوان باغ کے باہر
نہ جانے پائین خادم قدمون سے لپٹ گئے بمنت روکا ایرج کو بارہ دری مین لیکر
آئے ایرج تو یہان باغ کی بارہ دری مین بیٹھے ہین یاقوت جنّی دریافت کرنے گیا
ہی جب دریافت کرکے آئیگا تب ایرج کو ہدایت کریگا مگر نورالدہر جو طائر کی پشت
پر سوار ہو کر چلے تھے دو پہر طائر اُڑا دوپہر کے بعد مائل بہ پستی ہوا ایک صحرا مین لاکر
نورالدہر کو اُتارا نورالدہر نے صحراے بے خس وخاشاک دیکھا ایک جانب روانہ ہوے
طائر تو چلا گیا نورالدہر بڑھے ہوے جاتے تھے کہ ایک طرف سے ایک دیو کو دیکھا
کہ دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوے آتا ہی نورالدہر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے
دور سے جو نورالدہر کو دیکھا خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند راس الشیاطین آپ نے عجب نعمت عطا کی آج لطف زندگی ملیگا گوشت
انسان بڑے مزے کا ہوتا ہی یہ کہکر طرف نورالدہر کے متوجہ ہوا اور پکار کر
پوچھا کہ او جوان مین تیری بہتری کرتا ہون مین منھ پھیلا کر بیٹھون اور تو میرے
دہن مین بخوشی چلا آ مین یونہین تجکو نگل جاؤن تاکہ تجھے کچھ صدمہ نہ پہونچے نورالدہر
نے جواب دیا کہ آپ نے بڑا احسان تجویز کیا آپ بیٹھیے مین آپ کے منھ مین پھاند پڑونگا
دیو منھ پھیلا کر بیٹھا نورالدہر نے سو من کا پتھر اُٹھا کر دہن دیو مین پھینکا ہزار دو
دانت دیو کے ٹوٹ کر حلق مین گئے پتھر جو حلق مین اٹکا کہا کہ لقمہ آدم زاد کا بہت سخت
ہی آنکھین جو کھلین تو نورالدہر کو صحیح وسالم پایا جھلا کر اُٹھا کہا کہ او آدم زاد یہ

تو نے کیا کیا میرے دو دانت توڑے اب تجکو چبا چبا کے کھاؤنگا ہڈیان تک تیری سرمہ
کرونگا یہ کہکر ایک چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آپسمین کشتی ہونے لگی
جب عکس لوح محفوظ پڑا تھر تھر کانپا مثل قطرۂ آب گرکر زمین مین غائب ہوا نور الدہر
نے لاحول پڑھی کہ یہ کون شیطان تھا کہ جو مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگیا حیران
و پریشان ہین کہ ای نور الدہر کس طرف جاؤن اس حیرانی مین کھڑے تھے کہ ایک
طرف سے آواز آئی کہ السلام علیک نور الدہر نے دیکھا کہ ایک جوان ہنستا ہوا
سامنے آیا قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ حیران حیران
کیون صحرا مین کھڑے ہین میرے ساتھ چلیے بادشاہ اقلیم کے مہمان ہوجیے یقین ہی
کہ وہ خدمتگزاری بدل وجان کرے پھر جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا نور الدہر اُس
جوان کے ساتھ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا دیکھا
دروازہ شہر کا کھلا ہی کاہ فروش وہیزم فروش شہر مین چلے جاتے ہین کہ اندر سے
قلعے کے نوبت ونقارے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک تاجدار جلیل تخت یاقوت نگار پر
سوار پشت پر بارہ ہزار اہل فوج بادشاہ کے سر پر تاج زبرجدی لباس پُرتکلف
زیب جسم کیے ہوے وزرا و امرا گرد گھیرے ہوے ہین اسی طرف وہ بادشاہ آتا ہی
نور الدہر کو جو اُس تاجدار نے آتے دیکھا تخت سے کود پڑا باشتیاق آواز دی
کہ ای شہریار آئیے مین تو آپ کا مدت سے مشتاق تھا تشریف لائیے زہے خوش نصیبی
کہ آپ نے سرفراز کیا تخت سے کود کر نور الدہر کا ہاتھ تھام لیا اور تخت پر نور الدہر
کو سوار کیا نوبت ونقارے بجاتا ہوا لے چلا جب شہر مین آیا تو زر نثار کرنا شروع کیا
وہ تاجدار نور الدہر کو لیے ہوے با اعزاز واکرام تمام قلعے مین آیا بارگاہ مین
نہ لایا بارہ دری مین لاکر بٹھایا ساتھ خاطرداری کے پیش آیا شب کو نور الدہر نے
آرام کیا کہ کھٹکا معلوم ہوا نور الدہر نے آنکھین کھول کر دیکھا دیکھا کہ ایک
نقابدار بادلہ پوش دبے پاؤن آتا ہی قریب آکر خود نور الدہر کا اُٹھایا اور
لے کر چلا نور الدہر نے للکارا کہ او دزد مکار کہان جاتا ہی وہ نقابدار بھاگا

نور الدہر جست کرکے قریب پہونچے نقابدار جست کرکے دوسرے کوٹھے پر پہونچا نور الدہر بھی برابر پہونچے اب کوٹھون کوٹھون نقابدار جاتا ہی چوتھے کوٹھے پر نقابدار جاکر کھڑا ہو گیا نقاب چہرے سے اُلٹی اور خود دکھا رہا ہی نور الدہر برابر پہونچے دیکھا کہ ایک مہجبین نہایت حسین معشوق طناز سرگرم خرام ناز ہی نور الدہر نے جو چہرۂ بے نظیر کو دیکھا خود ہاتھ سے لیا کہا کہ ای نازنین میرا سر کاٹ کرکے چلی تھی کہان جاتی ہی نازنین نے خود رکھ دیا کہا کہ ای شہریار سامنے میرا باغ ہی وہ ہی کنیز کا مکان ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق ہون اسی حیلے سے آئی کہ کسی طور سے جمال جہان آرا دیکھون شکر ہی خدا کا کہ جمال سے مشرف ہوئی اب آپ کو پتہ اپنا دے دیا نور الدہر خود دے کر ملنے لگر اُس نازنین سے وعدہ کیا کہ مین آؤنگا مہجبین پلٹ گئی نور الدہر پہر رات رہے اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے رہروی کرتے ہوے چلے در باغ پر پہونچے آواز سُنی کہ جیسے کوئی گا رہا ہی

نظم

تاثیر زلف سے ہی خطِ روے یار سبز
کرتا ہی جسم کو اثرِ زہر مار سبز

عاشق کے دل کے حال سے ہی کسکو اطلاع
باطن مین پُر شرر ہی بظاہر چنار سبز

اک دن ہوئی صنوبر دل کو نہ تازگی
بے برگ ہو کے نخل ہوے لاکھ بار سبز

لاریب ہین یہ گلشنِ فردوس کے شجر
سید نہ کیون لباس کرین اختیار سبز

پست و بلند عالم بالا سب ایک ہی
کرتا ہی کوہ و دشت کو ابرِ بہار سبز

تاثیر دیکھو افعی کاکل کے زہر کی
مو بات سُرخ ہوگئے ہین لاکھ بار سبز

مینائے بادہ کو جو تصور ہی ساقیا
آنکھون کے ڈورے ہوگئے وقتِ خمار سبز

ہین گلعذار ماہِ محرم مین سبز پوش
گویا کہ پھول سُرخ ہین اور شاخسار سبز

ٹھوکر لگے جو توسنِ بادِ بہار کی
مانند برگ سنگ سے نکلین شرار سبز

عالم تمام صید ہی دامِ بہار کا
کرتا ہی چوب تیر کو خون شکار سبز

ہم خاک ہوگئے ہین خط سبز یار پر
مثل گیاہ سو وہ ہوا اپنا غبار سبز

مار اجتون نے مجکو شروع بہار مین	لازم ہی شامیانہ بروے مزار سبز
ناسخ کمال یار پہ جوشش بہار ہی	کیا روے سُرخ پرہی خطِ مشکبار سبز

نورالدہر نے جو یہ صدا سُنی جھُومتے ہوے دربار باغ پر آئے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا چہکارے مار رہے ہین باغبان قضاوقدر کو پُکار رہے ہین نخل سرسبز و شاداب پھُول لاجواب ہر نخل کے نیچے پھُولونکا انبار ہی باغ سارا پُر بہار ہی نورالدہر تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہی نازنین مسند پہ جلوہ فرما ہی ایک کنیز بیٹھی تانین لگا رہی ہی نورالدہر کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نماو فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اُٹھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نورالدہر کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی کنیزون کو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا اُس نازنین نے شاہزادۂ نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار آپ والد نامدار کے کیون مہمان ہوے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ قاعدۂ طلسم سے طائر مجکو اس صحرا مین لایا اسی حیلے سے مین یہان بھی پہونچا اُس نازنین نے کہا کہ آپ ایک کام کیجیے اب جو والد سے ملاقات ہو تو فرمائیے کہ ہمکو گنبد گیتی نما کی سیر کرا دیجیے وہان جا کر آپ کو مراد حاصل ہوگی اور حال آوارگی طلسم ظاہر ہو جائیگا جو لوگ کہ طلسم مین رہتے ہین وہ سب آوینگے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا کہ گنبد گیتی نما مین نہ آوے جو لوگ کہ گنبد گیتی نما مین آوینگے اُن سب کو دیکھیے گا اُسی مین کوئی نہ کوئی بات نکل آوے گی بادشاہ سابق جو طلسم مین مدت سے قید ہی سکندر ثانی اُسکا لقب ہی اُسکی بھی قید آوے گی اُسکو آپ ملاحظہ کیجیے گا مگر وہان خاموش بیٹھے رہیے گا کسی سے کچھ کلام نہ کیجیے گا اگر آپنے وہان کچھ کلام کیا تو باعث خرابی ہی اور سکندر ثانی کی رہائی آپکے ہاتھ پر موقوف ہی اگر آپ نے بادشاہ سابق کو رہا کر لیا تو سب حالات آپ پر کھلین گے وہی پتہ لوح کا بتاوے گا مقابلۂ بقراط مین کسی کی مجال نہین کہ ٹھہر سکے مگر البتہ بادشاہ سابق

بقراط ثانی کا مقابلہ کر سکتا ہی نور الدہر اُس نازنین سے باتین کر رہے ہین اور گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہین قضاے کار کشیر تاجدار کہ اس مہ جبین کا باپ ہی اور اس مہ جبین کا نام
سلطان خوبان ہی محل مین پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا طلسم کشا میری بیٹی سے
ہم کلام ہی آنکھ کھلی اُٹھا اُسی حالت مین باہر آیا سائیس سے کہا کہ مرکب تیار کر دو چار مصاحب
یہ خبر سنکر دوڑے کہ بادشاہ پہر رات رہے برآمد ہوے ہین مصاحبون نے پوچھا کہ حضور
کہان تشریف لیجائینگے غصے مین جواب دیا کہ مین نے وہ خواب پریشان دیکھا ہی کہ جس سے
دل قابو مین نہین مرکب تیار ہوکر آیا چند مصاحب ساتھ ہوے راہ مین اُسنے کہتا ہوا چلا
باغبانان طلسم نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو اپنا مہمان کرنا مین اُس مہمانی مین یہ خرابی نہ سمجھا تھا مگر
اب جاکر دونون کو سزا دونگا مصاحب کہتے ہین کہ ای شہریار قواعد طلسم سے سب مجبور ہین جو
لکھ گئے ہین وہ ہی ہوگا کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اگر یہ ذکر کتاب مین ہوتا کہ کشیر تاجدار
کی بیٹی سلطان خوبان طلسم کشا پر مائل ہوگی تو مین کبھی یہان مہمان نہ کرتا اب کیا گیا ہی ابھی
جاکے بیچ نے دیتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ کے قریب آیا محافظ در باغ پر بیٹھی تھی بادشاہ
کو دیکھ کر گھبرائی دوڑی ہوئی سامنے نور الدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار ہشیار ہو جائیے
بادشاہ تشریف لاتے ہین کئی مصاحب بھی ساتھ ہین ملکہ تو گھبرا گئی نور الدہر نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا کہ سامنے سے کشیر تاجدار آیا پکارتا ہوا کہ او طلسم کشا تو نسل اعلیٰ سے ہو
یہ کیا حرکت نامعقول کی اور کسنے پتہ بتایا کہ تو یہان تک پہونچا مین ابھی تجکو قتل کرونگا
نور الدہر نے کہا کہ ای کشیر تاجدار حال اسکا تمپر کھلیگا اب جس طرح تمہارے
مزاج مین آئے ہمسے سمجھ لو اور سواے کلام کرنے کے ہمنے ہاتھ نہین لگایا ہمارے مذہب کا
طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین کرتے مین خطاوار نہین ہون مگر کشیر تاجدار
ایسے غصے مین تھا کہ گھوڑے سے کود کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا فرمایا کہ ہی شرط ماردون زمین پہ کہ
استخوان چور چور ہون کشیر تاجدار نے کہا کہ الامان نور الدہر نے کہا کہ امان بشرط ایمان
کشیر تاجدار نے کہا کہ مین حلقۂ اطاعت گوش جان مین ڈال چکا ہون بقراط ثانی پر

لعنت کرچکا ہون نور الدہر نے زمین پر رکھدیا کشیر تاجدار قدمون سے لپٹ گیا بیٹی کو دعائین دینے لگا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے یہ شرف پایا کہ دائرۂ اسلام مین آیا ای شہریار اب آپ یہان تشریف رکھین مین جاکر کل شہر کو مسلمان کرون نور الدہر نے رخصت کیا کشیر تاجدار خوشی خوشی باہر آیا مصاحبون نے پوچھا کہ ای شہریار کیا ہوا کشیر تاجدار نے کہا کہ مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی لقراط ثانی پر لعنت کی دین اسلام عجب نعمت ہی یہ دولت بسبب بیٹی کے ملی ورنہ وادی ضلالت مین گرفتار رہتا تم سب مسلمان ہو اطاعت طلسم کشا مین بڑے نفع ہین تم سب کو طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا مرحلہ جات فتح ہونگے کشیر تاجدار نے قلعے مین آکر سب کو مسلمان کیا حکم ہوا کہ مسجدین بنائین جابجا مسجدین بنین دیر معدوم ہوے اس طرح کا انتظام کرکے کشیر تاجدار بیٹھا بوقت سحر ملکہ سلطان خوبان سے نور الدہر رخصت ہوے کہا کہ ای ملکہ شام کو آوینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ یہ پہاڑ سا دن کیونکر کٹیگا اور مجکو کیونکر چین آئیگا نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا ہمین دشمن سمجھ کے یاد کرنا
دعائین دین گے چھٹ کر قیدی زلف جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ نہ مجھپر رحم اوجلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اُڑادو خاک میری ٹھوکرون سے اگر منظور ہی برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا اٹھا بے بسی کی گالیون مین اُسی مجھو سے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اُٹھ چکے میرا تو تم بھی ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی غضب لایا ترا بیداد کرنا

نور الدہر نے کہا کہ ای سلطان خوبان اسقدر نہ گھبراؤ جس وقت طلب کروگی مین ضرور آؤنگا اب تو صفائی ہوگئی نور الدہر باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوکے

بارگاہ مین کشیر تاجدار کی آئے کشیر تاجدار شاہزادہ نورالدہر کو دیکھ کر تخت سے اترا
کہا کہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نورالدہر نے کہا کہ تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے
دنگل زرین بچھواؤ کشیر تاجدار نے دنگل بچھوایا پایۂ چہارم تخت پر آکے نورالدہر بیٹھے
اسباب عیش و نشاط مہیا تھا ساقی بچون نے جام شراب کو گردش دی نازنینان مہ جبین
سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اسقدر زیر فلک ہی سرو گل اندام رقص — کر رہا ہی لولی گردون کو بے آرام رقص
لگتی ہین مینا سے گردون کو ہزارون ٹھوکرین — کرتے ہین مستی مین جب ہم رندی آشام رقص
ہو گیا پیری مین تعبش اپنا جوانی سے دوچند — ہاتھ مین رعشے سے کرتا ہی مے کا جام رقص
دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثل آسیا — پیستا ہی دل کو تیرا ای بت خودکام رقص
جی اُٹھے مردے ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا — واسطے رندون کے لایا موت کا پیغام رقص
ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہی اُسکے سامنے — ہر سخن اُسکا ہی ای ناسخ غنا ہر گام رقص

نورالدہر گرمی صحبت مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای بادشاہ
عالیجاہ مفتاح زرین کمر پہلوان اس بیٹے کا رہنے والا جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ کشیر مسلمان
ہو گیا غصے سے قلعے مین گھس آیا ہی بے گناہون کو قتل کر رہا ہی دربارگاہ کے قریب آپہونچا ہی
کشیر تو سنکر خاموش ہوا مگر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر آکر دیکھا کہ ایک پہلوان
ساٹھ ہزار جوانون سے رعایا پر گرا ہی بندگان خدا کو قتل کر رہا ہی نورالدہر نے للکارا کہ
او جلاد صاحب بیداد ان غریبون کو کیون قتل کرتا ہی انھون نے کیا کیا ہی مفتاح نے للکارا
کہ ای طلسم کشا تمھارے ہی یہان آنے سے کشیر تاجدار ایسا خود رو ہو گیا کہ خداوند لقراط ثانی
کو بُرا کہا اسکی تمھین سزا دونگا نورالدہر نے گھوڑا بڑھایا مفتاح نے فوج کو اشارہ کیا
کہ اس جوان کو مارلو ساٹھ ہزار جوان طرف نورالدہر کے چلے کشیر بیقرار ہو گیا اپنی فوج
کو اشارہ کیا بارہ چودہ ہزار جوان جو موجود تھے وہ تلوارین کھینچ کر چلے نورالدہر اپنے
نام کا نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے کشیر تاجدار کے بارہ ہزار جوان ساٹھ ہزار پر جا پڑے
رعایا نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے ہماری مدد کی وہ بھی سب دلیر ہوے بنیے بقال دوڑے مگر

نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتاح زرین کمر کے پہونچے للکارا کہ او جوان ان غریبون نے تیرا کیا لیا ہی مین تیرا خطاوار ہون مجھسے مقابلہ کر مفتاح نے پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان تلوار کھینچ کر قریب نورالدہر کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوان نامی جب مارے گئے تو مفتاح نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی چاہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالون اہل فوج ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیرودار بلند ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ مفتاح کو ٹوکا مگر یہ بھگوڑا مقابلے مین نورالدہر کے نہ آیا فوج کو ہٹا کر بیرون قلعہ پہونچا چاہتا ہی کہ باغ مین ملکہ کے گھس جاؤن ملکہ نے جو سنا کہ مفتاح زرین کمر لڑ رہا ہی بیقرار ہوکر رونے لگی زمین پر سجدہ مین جا کر پکار اٹھی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لینا یہ کنیز تیری دل سے معتقد ہی نظم

بشرق و بغرب و جنوب و شمال
گہے جلوہ گر صورت آفتاب
دو جو دستش ثمرآز لوث عدم
خدا محرم راز ہر بیش و بس
بحکمش روان چرخ و شمس و قمر
کسی را کند مفلس و تنگ دست
کسی کار فرما و فرمان روا
کسے خرم و خوش بزم خوشی
کسے اہل زور و کسے ناتوان

خداوند عالم نماید جمال
گہے پرتو افگن چو بدر کمال
کمالش مبرا ز نقص و زوال
خدا واقف حال ماضی و حال
چو پرکار گردجہان ماہ و سال
کسی را دہد مخزن ملک و مال
کسی بندہ و خادم و پائمال
کسے در غم و درد و رنج و ملال
کسے مثل رستم کسے شکل زال

ملکہ نے جو سر سجدے سے اٹھایا دیکھا کہ نورالدہر ہر فوج کا بلوہ ہی بیچ مین فوج کے لڑ رہے ہین مفتاح آواز دیتا ہی کہ یارو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے بھاگے بھاگے پھرتے ہو سب فوج بلوہ کر کے آتی ہی مگر ہاتھ سے نورالدہر کے تنگ ہین بمجبوری مصروف جنگ ہین ملکہ نے جو یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئین کوٹھے سے اتر آئین نقاب چہرے پر

ڈالی کہا صاحبو یہ کوئی انسانیت ہی کہ اپنا معشوق باوفا یون دشمنون مین گھرا ہوا ہو مین
جاکر شریک جنگ ہونگی یا اپنی جان دونگی یا اُنکو بچا کر لاؤنگی یہ کہکر یادبان پر سوار ہوئین
سات سو کنیزین ہمراہ ہوئین مفتاح زرین کمر لڑ رہا ہی فوج کشیر کو پامال کر رہا ہی اور
ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ باغ مین گھس جاؤن کہ اندر سے باغ کے ملکہ نقابدار بادلہ پوش بنکر
نکلین سات سو کنیزون بھی نقابین چہرون پر ڈالے پشت بہ زین باہر آکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری سات سو کنیزون نے بھی کمانین کھینچین سات سو عقاب تیر پر کھول کر چلے
سات سو جوان مفتاح کے گرے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان
نے جو اتنی مہلت پائی ہوش وحواس درست ہوے کہ اتنے عرصے مین نقابدار بازو تیرون
کی مار کر تلوار کھینچ کر آگرا تیغ زنی کرنے لگا سات سو تلوارین ایک مرتبہ چلین سات سو
جوان گھوڑون سے گرے سات سو مرکب کوتل ہو کر بھاگے فوج مین تہلکہ پڑ گیا مفتاح
طرف نقابدار کے چلا نقابدار کے مرکب نے جو طرارہ بھرا گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا
معلوم ہوا کہ آفتاب طالع ہوا اور نورالدہر نے بھی دور سے دیکھا پہچان گئے کہا کہ
یہ کیا غضب ہوا ملکہ باغ سے نکل آئین اس دیو کے ہاتھ سے کیونکر بچین گی گھوڑے پر
کوڑا مارا مفتاح چاہتا تھا کہ قریب نقابدار کے پہونچون کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی
نورالدہر نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا اور للکار کر کہا کہ او نامرد مجھسے آنکھ چار کر
نقابدار پر کہان جاتا ہی مفتاح نے جو نورالدہر کو قریب پایا دودستی تیغہ بزور مارا
نورالدہر نے ہتکنی کا ہاتھ مار دیا دونون ہاتھ مفتاح کے اُڑ گئے چاہا سامنے سے
بھاگون نورالدہر نے مہلت نہ دی بڑھ کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا تیغہ جو
تڑپ کر گرا خرمن حیات مفتاح کو جلا دیا مفتاح کے برابر سے دو ٹکڑے ہوے فوج
والے فریاد کرتے ہوے بھاگے نورالدہر لڑائی کو فتح کر کے قریب ملکہ کے آئے اور فرمایا
کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون باہر نکل آئین
ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار بام قصر سے یہ سب معرکے مین دیکھ رہی تھی بیتاب ہو کر
باہر نکل آئی مگر ماشاء اللہ وہ جو ادعاف طلسم کشا کے سُنے تھے وہ سب آپ مین پائے

یہ بڑا مغرور تھا سال میں دو چار مرتبہ آکر والد پر دباؤ ڈالتا تھا دو چار لاکھ روپیہ لیجاتا کرتا تھا زبردستی کر کے میرے ساتھ نسبت کی میں رضامند نہ تھی میں تو تصویر آپ کی دیکھ چکی تھی آٹھ پہر اُسی تصویر کو دیکھا کرتی تھی شکر ہی کہ پروردگار نے مراد میری پوری کی نورالدہر ساتھ ملکہ کے باغ میں آئے ملکہ نے نورالدہر کو لاکر بارہ دری میں بٹھایا دورۂ جام چلنے لگا ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

رکھتے ہین گل عشق رخ شوق قد جانانہ شمع
گل ہوئی ہی شکل بلبل صورت پروانہ شمع

کیونکر اُسکے آنسوؤں کا تار ٹوٹے ایک دم
کہتی ہی میری زبانِ حال سے افسانہ شمع

دیکھتے ہین قامتِ جانان کو حیران ہین تمام
فاختہ شمشاد و بلبل شاخ و گل پروانہ شمع

اُسکے نور رُخ کے آگے بوستان بزم سے
دور ہوتی ہی برنگ سبزۂ بیگانہ شمع

شرم سے اُڑجائے شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح
دیکھے محفل مین جو نور رخ جانانہ شمع

نرگس ہی شاہد شہید چشم مست ناز کا
ساغر مے ہین چراغ اور شیشۂ میخانہ شمع

بزم عشرت ہی بیابان چاندنی ہی جائے خش
جانتا ہون غول کی آنکھون کو مین دیوانہ شمع

کیون نہ مین تشبیہ دون زلفونکو دود شمع سے
شمع کا شعلہ ہی چہرہ قامت جانانہ شمع

کیا موثر ہی مرے سوز درون کا ماجرا
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع

پنجۂ نازک جو ہین مہندی سے شعلے شمع کے
صاف آتے ہین نظر ابساعد جانانہ شمع

مجرم اظہار محبت پر نہ کیون سر ہو قلم
سامنے جانان کے کیا روتی ہی گستاخانہ شمع

اک طرف ہو اشک افشان اک طرف ہی خندہ زن
رکھتی ہی اوقات تیرے عشق مین مستانہ شمع

اور لکھنی ہی جنون انگیز اب مجکو غزل
داغ سودا کی ہی روشن دل دیوانہ شمع

عین گرمی صحبت مین نورالدہر طرف کشیر تاجدار کے متوجہ ہوئے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار ہمکو بزرگان دین کی ہدایت ہوئی تھی کہ پشت طائر پر سوار ہو کر جاؤ یہان آئے خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ تم مسلمان ہوئے یہ جلسہ ممکن ہوا اب ہمارے واسطے جو مناسب جانو وہ کرو ہمارا بیٹھنا اچھا نہین کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار میرے قبضے مین کوئی تحفہ نہین ہی اگر رہبری کرونگا آپ کو گنبد گیتی نما مین پہونچا دونگا مگر وہ مقام مسکن ساحران زبردست ہی

اگر انکو یہ ثابت ہو جائے کہ طلسم کشا کو لیکر کشیر تاجدار آیا ہی تو میرے درپی جان ہون اُن کی
دشمنی سے بچنا دشوار ہی مگر مین جان و مال سے حاضر ہون حضور کے ساتھ چلونگا یقین تو ہی
کہ بادشاہ طلسم یعنی خداوند بقراط ثانی بھی تشریف لائین کل حضور طلبین روز جشن داخلہ
ہوگا قید سکندر ثانی کی بھی آئیگی آپ کے بھائی صاحب بھی اس سرحد مین آئے ہین
وہ بھی ضرور آوین گے ممکن نہین کہ جو سرحد طلسم مین ہو اور وہ گنبد گیتی نما مین نہ آئے
نور الدہر نے کہا کہ اگر تمام عالم آئے تو کچھ خوف نہین پروردگار حافظ و نگہبان ہی اگر
بقراط ثانی ہمسے کچھ کلام کریگا تو سوال کا جواب پائیگا کشیر تاجدار نے عرض کی یقین
تو یہ ہی کہ کاہن طلسم جو ہی وہ آپ کو آکر پہچانے اور اہل طلسم کو آگاہ کرے کہ طلسم کشا آگئے
اور کشیر تاجدار کے گھر مین مہمان ہین سب میرے دشمن ہونگے مگر مجھے کچھ خوف نہین ہی آپکے
ساتھ ہون جو گذریگی وہ جھیلونگا جان پر کھیلونگا آئندہ جو کچھ ہو الغرض محفل کشیر سے یہ صلاح ہوئی
کشیر نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی خدا نے بڑا فضل کیا کہ یہ پہلوان مارا گیا ورنہ
یہ روز ایک نہ ایک فتور برپا کرتا آپ کو بڑی مشکل ہوتی یہ کہکر کشیر رخصت ہوا قلعے مین آکر
حکم دیا کہ کل سب فوج تیار رہے وزرا و امرا سویرے سے حاضر ہون کل کوچ ہی طرف
گنبد گیتی نما کے مگر طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا سب نے عرض کی کہ غلام تیار ہین مگر ہمراہی
طلسم کشا مین ساز و سامان کی ضرورت ہی کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اسکی کیا فکر ہی اُنکے
لیے کل سامان مہیا ہو جائین گے کشیر یہ کہکر اُٹھ گیا رات بھر تیاری مین مصروف رہا ایک
تخت کو تل لیکر صبح کو ملازم حاضر ہوے وزرا و امرا بائیس ہزار فوج کو لیکر افسران فوج
مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوے کشیر تاجدار نے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شہریار سے خبر کرکہ
اب فقط حضور کے آنے کی دیر ہی جلد تشریف لائیے ورنہ منزل کھوٹی ہوتی ہی مین شاہانہ
روز رہروی کرنا پڑیگی سوار نے جاکر نور الدہر سے یہ خبر عرض کی نور الدہر شب بھر صحبت
سلطان خوبان مین رہے ہین یہ خبر سُنکر مسلح و مکمل ہوے ارادہ باہر چلنے کا کیا کہ
سلطان خوبان رونے لگین کہا کہ ای شہریار ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی صدمہ پہونچے
کنیز کدھر کی ہوگی میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین صعوبت ہی

وصل مین تھی رونق محفل تو آئے چنگ و شمع
آہ و افغان و داغ سوزان اب ہی یان آہنگ و شمع

شعلے عارض دو دو زلفین قد ہین سانچے مین ڈھلے
کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ و شمع

روشن اُسکے سینہ پُر نور سے ہوتی ہی بزم
نور مین یکسان ہی وہ آئینۂ بیرنگ و شمع

داغ سوزان اُسپہ آفت شعلہ ہی اُسپر وبال
شعلہ رو یکسان ہی تیرا عاشق بے ننگ و شمع

گوری گوری اُنگلیون پہ فندقون کا رنگ ہی
قدرتِ حق سے ہی یا توام گل اورنگ و شمع

یار میرا سنگ دل ہی اور مین ہون موم دل
دیکھے جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ و شمع

عاشق اُسپر دل سے ہین دیتے ہین جی اُسپر پتنگ
ہی برابر شان مین وہ روے آتش رنگ و شمع

تھا لقا اک رات اے ناسخ بس محمل روان
گوش و چشم اپنے لگائے بر صداے زنگ و شمع

نور الدہر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم دامن کھینچ کر ایک مقام پر ہمارا بیٹھنا مناسب نہین ہمنے طلسم کشائی پر قدم مارا ہی خدا تا بہ منزل مقصود پہونچائے رو سے شاہد مراد نظر آئے لوح طلسمی ملنے پر ہزارون سختیان ہین انھین سلسلون سے لوح ملیگی اب تم پروردگار سے دعا کرنا کہ ہماری تمھاری پھر ملاقات ہو ایسا نہ ہو کہ اس فراق کا انجام بد ہو ملکہ نے ناچار ہو کے جدائی قبول کی نور الدہر مسلح ہو کر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے کشیر تاجدار تخت پر سوار ہوا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جیسے ہی قلعے سے باہر نکلے صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے آکر پہونچا نور الدہر کو چارطرف سے گھیر لیا کہا کہ اے کشیر تاجدار یہ فخر تمھارے واسطے زیبا نہین ہم اہتمام کو کیا کم ہین نور الدہر کو اپنے بیچ مین لیا نقابدار آگے بڑھا ہوا چوبدار آوازین دیتے ہوے کہ یارو ہوشیار رہو سواری طلسم کشا کی آتی ہی کشیر تاجدار ہر چند منع بھی کرتا ہی نقابدار جواب دیتا ہی کہ اے کشیر تاجدار انکا پردہ نہین رہ سکتا ہی کل طلسم مین ہنگامہ ہی کہ طلسم کشا آگئے کس کس سے چھپاؤگے انکا چھپنا ممکن نہین اور کیون چھپائین یہ جری و بہادر ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین گنبد گیتی نما مین جانا انکا واجب و لازم ہی اور وہان جا کر سب حال کھلیگا اے کشیر تاجدار تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو یہ کہتا ہوا وہ نقابدار نور الدہر نامدار کو لیے ہوے منزلین طی کرتا ہوا تیسرے دن ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ

صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ری کو سون تک سبزہ ہی معلوم ہوتا ہی بعض مقام پر گو ر بالا
کھلا ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمردین پر جال موتیون کا پڑا ہی نور الدہر تماشاے صنعت
باغبان قضا و قدر دیکھ کر نہایت محظوظ ہوے گھوڑے سے اُترے نقابدار نے قریب
آکر کہا کہ حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین سامنے اس صحرا کے ایک بارہ دری ہی اُس مین
پردہ پڑا ہی اسی پردے مین خداوند ہین اپنے کو ظاہر کرین گے نور الدہر کھڑے ہوے
تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اُڑی تاجداران جلیل و ساحران بے عدیل مرکب ہاے
بادرفتار پر سوار فوجین ساتھ علمون کے پھر ہرے کھلے ہوے نمایان ہوے آکر اُسی صحرا مین
اُترنے لگے نور الدہر نے پوچھا کہ ای نقابدار یہ لوگ کون ہین نقابدار نے کہا کہ یہ
سب مراد مند ہین گنبد گیتی نما کی سیر کو آئے ہین تھوڑے عرصے مین تمام صحرا لوگون سے
معمور ہوا وسط صحرا مین جو گنبد بنا ہی دروازے پر اُسکے آکر ساحر ٹھہرے ایک چوبدار
نے آواز دی کہ ہان مراد مندو آؤ وقت جلوس آگیا سب تاجدار فرداً فرداً دروازے
پر گنبد کے بیٹھے نور الدہر نقابدار کے ساتھ چلے مگر ایرج نوجوان کہ بلغ مین یاقوت
کے ہین یاقوت جنّی نے ایک دن آکے عرض کی کہ ای شہریار گنبد گیتی نما مین چلیے
وہان چل کر آپکا مدعا حاصل ہوگا یاقوت جنّی نے بارہ ہزار جنّات ساتھ لیے ایرج
کو گھوڑے پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا منزلون کو طی کرکے اس صحرا مین
پہونچا گرزان و ترسان مع ایرج نوجوان کے آکر در گنبد پر ٹھہرا کہ چوبدارون نے
آواز لگائی یارو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا آپہونچا نور الدہر در گنبد پر پہونچے ساحرون
نے انکو راستہ دیا نور الدہر بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوے ایرج نوجوان نے جو دیکھا
کہ نور الدہر اندر چلے تیغ تولتے ہوے بڑھے ساحرون نے ایرج کو روکا کہا آپ
ٹھہر جائیے پہلے سب کے طلسم کشا اندر جائیگا یاقوت جنّی نے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہر جائیے
ان لوگون سے تکرار نہ کیجیے نور الدہر اندر داخل ہوے دیکھا کہ گنبد نہایت باصفا بنا ہی
بیچ مین ایک تخت جواہر نگار گرد اُسکے چیز دنگل کرسیان مگر پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار
بچھی ہی ایک دنگل یاقوت نگار پایۂ تخت چارم پر بچھا ہی کشیر تاجدار نے اشارہ کیا پایۂ چہار

تخت پر جاکر نور الدہر بیٹھے اور تاجدار بھی آکر جابجا بیٹھنے لگے مگر سب نور الدہر کو بغور
دیکھ رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں کہ کیا جمال باکمال ہے تمام گنبد روشن ہو رہا ہے یکایک
ہلڑ ہوا کل تاجدار اُٹھکر دور تُ گئے نور الدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی تاج زبرجدی سر پر
رکھے ہوے قباے مرصع نگار پہنے ہوے بہ تجزر تمام تاجداروں کے بیچ میں آکر تخت پر بیٹھا
ایک جانب گوشے میں ممبر بکھا ہے زینوں پر اُسکے نوکریاں شیرینی کی رکھی ہیں ایرج
بھی سب کو ہٹاکر اندر پہونچے ایک کرسی چوبی بچھی تھی یاقوت جنی نے اشارہ کیا ایرج
ناچار ہوکر اُسپر بیٹھے مگر یاقوت پر بڑا غصہ ہے کہ اسنے مجکو روک کر شرمندہ کرایا نور الدہر
پایۂ چہارم تخت پر دنگل یاقوت نگار بجاے بیٹھے ہیں ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہیں جاکر نور الدہر
کو اُٹھادوں مگر یاقوت جنی روک رہا ہے کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ باعث ہتک ہے
مگر ایرج نوجوان بہت بیقرار ہیں کبھی چاہتے ہیں کہ بقراط پر جا پڑوں مگر یاقوت ہر مرتبہ
روکتا ہے کہ چوبدار نے پکار کر آواز دی ہاں یارو ہوشیار ہو جاؤ بادشاہ سابق کی قید آتی
ہے دیکھا سب نے کہ آگے آگے کئی سو جوان بدصورت تلواریں کھینچے ہوے ایک جوان
سانولی رنگت کا ایک تاج ٹوٹا سا سر پر ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے آتا ہے ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ اسکو قید ہوے مدت گذری دیکھیے اس شاہ کی کب رہائی ہو یہ ذکر تھا کہ اُس تاجدار
کو سب نے لاکر سامنے بقراط ثانی کے ٹھہرایا بقراط ثانی نے دیکھکر آواز دی کہ اے
سکندر ثانی یہ تصور نہ کرنا کہ تم اب رہائی پاؤ گے پس اب تمھاری رہائی قید حیات پر
موقوف ہے ایسے مقام پر میں نے تمھیں قید کیا ہے کہ جہاں ہوا کا بھی گذر نہیں انسان کی تو
کیا مجال ہے کہ وہاں تک پہونچے سکندر ثانی نے جواب دیا کہ او بیحیا کیوں غرور کرتا ہے بعنایت
پروردگار میری رہائی ہوگی اور اب وقت رہائی بہت قریب آیا ہے تو اپنی جان کی خیر
منا شکر کرتا ہوں پروردگار کا کہ دین اسلام پر قایم ہوں اعتقادات خلاف کو چھوڑا
ہر چند کہ زمانہ قید کو بہت گذرا لیکن میں ہمارے آگئے تیری سرکوبی کریں گے ہمارا تو
پختہ اعتقاد یہی ہے کہ نظم

یک است آن خداوند کون و مکان		یک است آن شہنشاہ دور زمان

زہر نام نامش عیان میشود
بہر خانہ او خانہ داری کند +
گہے بے حجاب و گہے پردہ دار
گہے گل بود گاہ بلبل شود +
گہے رگ گہے پی بود گاہ پوست
گہے وحش و طیر و گہے آدمی
گہے با نوا و گہے بے نوا +
گہے مرد محتاج دریوزہ گر

زہر یک نشان است ظاہر نشان
بہر یک مکان ست اہل مکان
عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے خار باشد گہے بوستان
گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے ناتوان گاہ اہل توان
گہے شاہ اقلیم دور زمان

او بقراط میرا اعتقاد تجھپر ظاہر ہوا بقراط ثانی بولا کہ اس قیدی کو میرے سامنے سے لیجاؤ وہ لوگ سکندر ثانی کو سامنے سے لے گئے نور الدہر نے چاہا کہ قیدی کو نہ جانے دون مگر کشیر تاجدار مانع ہوا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کشیر تاجدار یہ کون صاحب ہین کشیر نے کہا کہ یا خداوند یہ میرے مہمان ہین مشتاق تھے کہ گنبد گیتی نما کی سیر کرین مین انکو اپنے ساتھ لایا بقراط خاموش ہو رہا کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے پکار آواز دی کہ ہان صاحبو ہوشیار ہو جاؤ نجم اخترشناس آتا ہی جو کچھ حال ہوگا وہ مفصل بیان کریگا کتب ہاے پارینہ کا حافظ ہی اُسپر سب راز ظاہر ہین کل اہل طلسم اُسکی بزرگی سے ماہر ہین نور الدہر نے دیکھا کہ پھاٹک بالکل کھلا آگے سب کے ایک جوان خوش رو کلاہ زرین سر پر پہنے ہوے قباے قلمکار زیب جسم ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے نمایان ہوا آکر بقراط کو سلام کیا بقراط ثانی نے برہم ہو کر کہا کہ کیون ای کاہن طلسم آج کیا باعث ہی کہ تو نے سجدہ نہ کیا اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند مقام ادب ہی طلسم کشا بجرأت و شجاعت یکتا نبیرۂ صاحبقران صاحب شوکت و شان سرکوب حضور غرور و تکبر سے دور سامنے تشریف رکھتا ہی مین کیونکر سجدہ کرتا مجکو سب طرح کا خیال ہی ایسا نہ ہو کہ اُنکی نظر سے گر جاؤن جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اس گنبد کی بزرگی مین وہ سب بیان کرتا ہون بقراط ثانی نے کہا مین تیرے بیان کا بہت مشتاق ہون کاہن نے عرض کی

سُنیے مین مترجم زبان سامری ہون جو اس کتاب صحیفۃ الکتاب مین لکھا ہو لفظاً لفظاً پڑھونگا
بلکہ اُسکے معنی بیان کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہکے نجم اخترشناس منبر پر گیا
اور کتاب کو کھولا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین مقام افسوس ہی کہ بادشاہ سابق کی قید
گئی لیکن اُسکی رہائی کا وقت قریب ہی سامری و جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج کی تاریخ
طلسم کشا داخل گنبد گیتی نما ہوگا کشیر تاجدار کے ہمراہ اور دوسرا پردہ تا صاحبقران کا
شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم پیلتن جری دبہادر وصف شکن وہ بہی تشریف
رکھتے ہین ہمراہ یاقوت جبنی آئے ہین ای لبقراط ثانی تیرے غرور نے اس طلسم کو مٹایا یہ
روز سیاہ دکھایا کہ طلسم کشا گنبد گیتی نما مین تشریف لائے اور بہی حکما قصر سکندری مین
حاکم رہے مگر کسی نے دعوی خدائی نہین کیا آپکو یہ نخوت ہوئی کہ دعوی یکتائی کر دیا اسکا انجام
اچھا نہین جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل ہو کر مارا جائیگا مین بخوبی
ظاہر کرتا ہون کہ اب بہی خیر ہی جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ طلسم کشا کا ساتھ دے ورنہ اختیار
ہی اور جو نہ ساتھ دیگا اُسکے واسطے خرابی ہی عمر طلسم ختم ہو چکی جو جو کاہن یہ دیکھ بیان کرتا ہی
لبقراط ثانی کا رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہی کہتا ہی کہ ای کاہن کہان تک زبان درازی کریگا
کاہن جواب دیتا ہی کہ یا خداوند آپ کے خداوندون کا لکھا ہوا مضمون ہی اُسکا ترجمہ
بیان کرتا ہون بلکہ جو کچھ لکھا ہی اُسکو کم کرکے بیان کر رہا ہون قبول کرنے نہ کرنے والون کو
اختیار ہی جسکی چاہین اطاعت کرین جسکے چاہین ساتھ رہین مین نے جو حق تھا وہ ادا کیا مگر
لبقراط کے خیال مین ہی کہ بعد جانے طلسم کشا کے کاہن کو گرفتار کرکے قتل کرونگا اس
بدزبانی کی سزا دونگا مگر کاہن جو منبر سے اُترا قریب نور الدہر آکر بیٹھا مگر حیران ہی تیور
لبقراط ثانی کے دیکھ رہا ہی لبقراط کہتا ہی کہ میان کاہن صاحب آج تو تمنے خوب زہر
اُگلا کاہن نے جواب دیا کہ یا خداوند آپ نہ گھبرائیے مین آپ کی بہتری کرونگا لبقراط
نے کہا کہ ای نجم اخترشناس حقیقت مین تجکو کچھ ہمارا پاس نہ آیا جو چاہا وہ کہدیا اہل
دربار برہم ہوے ہر ایک کے مزاج مین یہی ہی کہ اپنی جان بچائین یا طلسم کشا کا ساتھ دین
دیکھو تو نابدولت کیسی تقدیر کرتے ہین کہ نام مسلمان باقی نہ رہے ایسی ایسی باتین آپسمین

دیر تک ہوا لیکن بقراط ثانی کا ارادہ ہو کہ دربار برخاست کرون کہ صحرا سے گرد اُڑتی
دیکھا سب نے کہ مادیان معقول پر ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے
اسی طرف آتا ہو قریب دربارگاہ آکر گھوڑے سے کودا اور اندرون گنبد گیتی نما داخل ہوا
بل کرتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا سلام کیا سر سجدے کو جھکاتا تھا کہ بقراط ثانی نے
منع کیا کہا کہ ای نقابدار بہادر وقت بیہودہ گذر گیا اب مناسب یہ ہو کہ اپنے مقام
پر ہوشیار رہو نقابدار اُس کرسی جواہر نگار پر بیٹھا طرف نور الدہر کے دیکھ رہا ہی آخر
کاہن سے پوچھا کہ آپ کے کچھ اوصاف بیان کرو یہ سُنکر نور الدہر نے کہا کہ ای نقابدار
نام میرا ظہیر الشمس ہو مجکو منظور ہوا کہ گنبد گیتی نما کی سیر کیجیے ہمراہ کنیز تاجدار آیا شکر
ہو کہ گنبد گیتی نما کی زیارت سے مشرف ہوا آپ سب صاحبون سے ملاقات ہوئی آپ
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے نقابدار نے سر جھکا لیا اور کہا کہ میرا نام
آپ پر ظاہر ہو جائیگا اس وقت نہین بتا سکتا مگر امیدوار ہون کہ جب امورات ضروری
سے مہلت ہو تو میرے غریب خانے کو روشن و منور فرمائیے گا نور الدہر نے فرمایا کہ
دولت خانہ آپ کا کیونکر معلوم ہو نقابدار نے کہا کہ کنیز تاجدار آپ کو ظاہر کر دیگا آخر
ای چلیے تشریف لائیے یہ کہکے نقابدار اُٹھا بیرون گنبد گیا مادیان پر سوار ہو کر
روانہ ہوا جب تک نقابدار سامنے رہا نور الدہر بہ نگاہ غور دیکھا کیے پھر کاہن سے
اشارے سے پوچھا کہ یہ نقابدار بہادر کون صاحب تھے انکا نام ظاہر کرو کاہن نے
اشارے سے کہا کہ یہ موقع ایسا نہین ہو کہ پکار کر آپ کو نام بتاؤن آپ پر خود ظاہر
ہو جائیگا آپ طلسم کشا ہین آپ پر کوئی پردہ نہ رہیگا مگر وقت پر موقوف ہو آپ کا مرتبہ
قدرت نے ایسا بڑھایا کہ کوئی پردہ آپ پر نہ رہا جب نقابدار جا چکا تو بقراط ثانی
تخت سے اُٹھا باہر آیا تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا مگر بقراط ثانی کو بڑا قلق ہو کہ آج
کاہن نے مجکو سر جلسہ ذلیل کیا مصاحبون نے کہا کہ اگر بُلا کر کاہن سے شکایت کیجیے گا
بقراط ثانی نے کہا کہ اُسکو ایسی گستاخی مناسب نہ تھی مگر ایرج نوجوان نے جب دیکھا
کہ گنبد مین سناٹا ہوا لوگ اُٹھ اُٹھکر جانے لگے تو یہ بھی اُٹھے مگر بڑا غم ہو کہ ای ایرج

افسوس ہی کہ کشتی گیر زادہ تو آبرو پاوے اور ہم یون کمی پر رہجائین مگر ای ایرج یہ حرکتین
یاقوت جنی کی ہین اگر یاقوت ہمکو بیشتر لاتا تو اندر آکر اُسی دنگل پر بیٹھتے مقام نشست
خلاف قرار پایا مگر اب مین باہر نکل کر طلسم کشا صاحب کو ٹوکو نگا نہ جانے دونگا ایرج
تو اس سوچ مین ہین جب دیکھا کہ اب صرف نورالدہر ہین کچھ کاہن سے آپس مین اشارے
ہوے ہین ایرج نوجوان غصے مین بیرون گنبد آئے تو یاقوت جنی نے کہا کہ جھٹپٹ
سوار ہو کر نکل چلیے آپ کا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایرج نے کہا کہ ای یاقوت جنی
اصل تو یہ ہی کہ تمنے دیر کر کے یہ رنگ دکھایا ایک ساحر نے قریب آکر کہا ای ایرج کیون
ہوس کرتے ہو فتاحی طلسم بنام نورالدہر بن بدیع الزمان ہی تم رشک کرتے ہو رشک
سے کچھ نہ ہوگا اس بے لطفی سے اُس ساحر نے کہا کہ ایرج کو غیظ آگیا برابر تو وہ ساحر
کھڑا ہی تھا اُسکو ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا جبر گردن سے اڑ گیا کل ساحرون نے
ایرج پر بلوہ کیا ایرج نے تلوار کھینچی ساحرون پر کب تاثیر کرتی ہی آخر اُن جادوگرون
نے بلوہ کر کے ایرج نوجوان کو گرفتار کر لیا کشان کشان لے چلے کاہن نے نورالدہر
سے عرض کی کہ غضب ہوا ایرج نوجوان گرفتار ہو گئے نورالدہر یہ سُنکر بیقرار ہوے
تیغہ لمعارہ شگاف سلیمانی سنبھال کر اُٹھے کہا کہ ای کشیر تاجدار اگر ایرج نوجوان
گرفتار ہوے تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی اپنے مقام پر کہنے والے کہین گے کہ
نورالدہر نے ایرج کو گرفتار کرا دیا مین کب خواہان ہوا تھا کیون یہان تشریف لائے
لیکن اب براے رہائی ایرج نوجوان جاؤنگا یہ کہکر باہر نکل کر دیکھا کہ ساحر ایرج
کو لیجا چکے تھے نورالدہر نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کا نشان نہین اور لوگ ذکر
کر رہے ہین کہ ایرج نے بڑی جرأت کی اس طور سے لڑے مگر سحر سے گرفتار ہو گئے اگر
خواجہ عمرو یہ خبر سُنین گے تو اُنکو بھی یہی خیال ہوگا کہ نورالدہر نے براہ رشک اس
بہادر کو گرفتار کرا دیا نورالدہر نے کہا کہ مین اسی فکر مین ہون کہ جس طرح بنے رہا کرون
کشیر تاجدار سے کہا کہ ای کشیر تاجدار دریافت تو کرو کہ ایرج کو گرفتار کر کے کہان لیگئے
کیونکر پتہ ملے کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار مجکو نہین معلوم کہ کہان لے گئے اب ضرور

یہاں سے غریب خانے پر چلیں انشاء اللہ حال کھل جائیگا مگر جب نور الدہر اُٹھ کے باہر
آئے ساتھ کشیر تاجدار کے جانے کا ارادہ کیا دیکھا کہ وہ جو نقابدار آیا تھا میدان
کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نور الدہر کے پہونچا تو گھوڑی بدلگامی کرنے لگی ہر چند
نقابدار نے روکا مگر نہ رُکی آخر بگڑی چلکے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑی نے طرارہ بھرا
اب جو گھوڑی اُتری زمین پر آئی اس طرح بدلگامی کی کہ گوشۂ نقاب چہرے سے
ہٹ گیا نور الدہر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین خورشید جمال عارض ماہ آسمان
کمال آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو خنجر آبدار نکیلے مژہ مانند تیر کے دل کے پار ہوے
مُسکرا کر طرف نور الدہر کے دیکھا ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا
نور الدہر نے چاہا کہ نقابدار کے پیچھے جاؤن کشیر تاجدار نے لگام پر ہاتھ رکھ دیا
اور منع کیا کہ ای شہریار آپ اُس طرف نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی درپیش ہو
صرف آپ کو گنبد گیتی نما کی سیر کا حکم تھا اور کہین تشریف نہ لے جائیے کل اہل طلسم
آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہین اور سب نے پہچان بھی لیا ہی کہ یہی طلسم کشا ہین لہذا
آپ کا کہین جانا مناسب نہین سرطان جادو کہ نگہبان سکندر ثانی تھا آپ کو بہ نگاہ
غور دیکھتا تھا کیا عجب ہی کہ وہ فکر کرے اتنا بڑا جادوگر ہی کہ تمام طلسم مین اُسکا کوئی ثانی
نہ تھا اس وجہ سے بقراط ثانی نے اُسے نگہبان بادشاہ سابق کیا ہی نور الدہر نے
کہا کہ انشاء اللہ تعالٰے اُسکی رہائی کی تدبیر کرینگے کشیر تاجدار نے اس طرح باتون
مین اُلجھایا کہ وہ نقابدار نقاب کو درست کرکے چلا گیا جب وہ جا چکا تو نور الدہر گھبرا کر
چہار جانب دیکھنے لگے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار تمنے اس وقت ایسا باتون مین اُلجھایا کہ وہ
نقابدار نکل گیا اب مین کیا تدبیر کرون دل کا عجب حال ہی کہ ضبط کرنا محال ہی

نظم

ہی دل سوزان مین نور اُسکی تجلی گاہ کا ... روے آتش ناک ہر شعلہ ہی میری آہ کا
وصل کیا ہم خاکسارونکو ہو اُس دلخواہ کا ... خاک مین آلودہ ہونا کب ہی ممکن ماہ کا
نور افشان جب سے ہی دل مین خیال اُس ماہ کا ... طور کا شعلہ دھوان ہی میری شمع آہ کا
قامت موزون نظر آسکے تجھے جاے الف ... تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا

بیجے میکش دیکھا ابرو تیرے بالائے چشم
آمد خط مین تو ہونے دے نگاہون کا گذر
جا برابر ہی دل مادر مین ہر فرزند کی
خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہِ رجب
سفلہ ہوتا ہی بوقتِ امتحان بے آبرو
دیکھ کر تجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب
یار کا ناسخ پھٹا ہی پیرہن تو عیب کیا

میکدے سے مرتبہ اعلیٰ ہی بیت اسد کا
دیکھ لے بچنے نہین پاتا ہی سبزہ راہ کا
رتبہ زیر خاک یکسان ہی گدا و شاہ کا
ہمنے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے ماہ کا
ہی دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا
بیشتر کتون کو بھونکاتا ہی جلوہ ماہ کا
ہی کتان کو چاک کرتا کام نور ماہ کا

کثیر تاجدار نے عرض کی کہ حضور ضبط کرین مین اس لقابدار کا حال نہین عرض کر سکتا یہ کتاب مین ضرور لکھا ہی کہ گنبد گیتی نما مین طلسم کشا کسی پر مائل ہونگے مگر کچھ انجام اسکا نہ لکھا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کثیر تاجدار باعقلمندی نور الدہر کو سمجھاتا ہوا قلعہ مین لایا مگر نور الدہر پریشان ہو رہے ہین شب کو آرام جو کیا تڑپتے تڑپتے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئے کہ دیکھا سامنے سے وہی معشوقۂ دلفریب خرامان خرامان ہنستی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے دونون ہاتھ پھیلائے اُس نازنین نے اپنے تو الگ کھینچا کہا کہ ای شہریار یہ مقام ایسی باتون کا نہین ہی باغ ہمیشہ بہار مین آئیے وہان بہ اطمینان ملاقات ہوگی جس وقت سے گنبد گیتی نما سے پلٹ کے آئی ہون آب و دانہ ترک ہی لیکن مقام شکر ہی کہ آپ سے ملاقات ہوئی ہرچند کہ مین گلچینی گلشن جمال کی کر چکی لیکن یہ ہوس باقی ہی کہ تنہائی کا مقام ہو اور آپ سے باتین راز و نیاز کی ہون دیکھین یہ تقدیر مین ہماری ہی یا کہ نہین اس طرح کے کلام حسرت آمیز جو اُس نازنین نے کیے نور الدہر نے چاہا کہ ہاتھ گلے مین ڈال دون وہ نازنین پیچھے ہٹی نور الدہر آگے بڑھے سیر فرش کی ٹھوکر لگی گرتے ہی آنکھ کھل گئی نظم

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
رو کے کہتا تھا کیا ہوا یہ خدا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
ہائے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
ستیاناس ہو ئے آنکھون کا

کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا　　پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
ہاے کیون سو گیا تھا مین اسدم　　خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ　　کر دیا مجکو بیٹھے بیٹھے تباہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی　　کس بلا مین ہماری جان پڑی
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی　　کون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی
ای صبا کہہ کے حال یہ سارا　　اس غزل کو ہماری پڑھ دینا

غزل

کیا لکھون حال چاک دامان کا　　تار باقی نہین گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل　　دونگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر　　زخم اٹھا ہی جو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین　　حال لکھون جو آہ سوزان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر　　ہی عصا اب تو دست دربان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو　　زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
ناربستان کی کیا لکھون تعریف　　یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون　　پاؤن چھلا جو دست جانان کا

اس طرح بلک کر جو نورالدہر رونے ملکہ سلطان خوبان نے خبر سنی کہ شاہزادہ روراہی بیقرار ہوکر دوڑی ہوئی آئین کشیر تاجدار بھی پہونچا ہر ایک پوچھتا ہی کہ ای شہریار باعث بیقراری کا کیا ہی نورالدہر کسی کو جواب نہین دیتے صبح ہوگئی بیقراری نورالدہر بڑھتی جاتی ہی دمبدم دلولۂ جنون زیادہ ہی سب سردار حیران و پریشان ہورہے ہین بارگاہ مین نورالدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ شعلۂ جوالہ دھماے مرصع پوش آکر پہونچین حال شاہزادے کا دیکھ کر حیران ہوئین کشیر تاجدار نے سب حال گنبد گیتی نما کا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایرج نوجوان قید ہوگئے شعلۂ جوالہ نے ہاتھ زانو پر رکھ کر کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو پریشان نہ کرین مین آپ کو لیکر

نشان پر لوح کے چلونگی آپ کو ابھی معرکۂ عظیم باقی ہین نورالدہر نے ان دونون سے بھی حال اپنے عشق کا نہ بیان کیا خاموش ہو رہے شعلۂ جوالہ نے تخلیے مین آکر عرض کی کہ لونڈی سے کچھ حال نہ چھپایئے کنیز کو سب حال کی خبر ہی آپ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن پر عاشق ہین وہ دختر بلند اختر سکندر ثانی بادشاہ سابق ہی اور منظور نظر بقراط ثانی بھی ہی نام نازک اندام غنچہ دہن کا سُنکر نورالدہر مثل گُل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا کہ اے شعلۂ جوالہ مین اُسکی محبت مین بیقرار ہون باغ ہمیشہ بہار کہان ہی شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ آپ باغ ہمیشہ بہار مین جاکر کیا کیجیے گا وہان اُس سے ملاقات نہ ہوگی نورالدہر نے کہا کہ باغ تو دیکھ لین گے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اے شہریار ربط و ضبط کو کام فرمایئے نورالدہر نے کہا کہ مین تو خود چاہتا ہون ضبط کرون مگر میری تو یہ کیفیت ہی نظم

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات و تھی
صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گُل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت پر
چھوٹے سے مُنہ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہتِ گُل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُلاتا تھا مین صورتِ ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

خاک مین مل گئے اے شاہسوار اہل نیاز
نازمعشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو مُنھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندشِ مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہلالے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون سے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ اگر حضور کا قصد ہو تو باغ ہمیشہ بہار مین جایئے مگر معشوق سے تو ملاقات غیر ممکن ہی اور کنیز تو یہ چاہتی ہی کہ ایسے موقع پر چلون کہ بوجہ احسن ملاقات ہو

پھر چار گھڑی ایک مقام پر بیٹھیے میرا کہنا خیال مین رہے مگر ربط وضبط کو ضرور در کام فرمائیے زیادہ بیقراری بہتر نہین اور یہ بھی عرض کرتی ہون کہ کنیز کو بڑی مشقت پڑیگی تلاش لیجیے ہر مقام پر یہ کنیز بہت کام آئیگی نہ ہر تا ـ شعلہ جوالہ تخلیے مین رہی اور خوب خوب سمجھایا نورالدہر نے قبول کیا آخر شعلۂ جوالہ رخصت ہوئی نورالدہر جو بارگاہ مین آکر بیٹھے شب کے خواب کا تصور بندھا دل سے کہتے ہین کہ ای نورالدہر مقام افسوس ہی کہ اچھی طرح معشوقہ سے بات بھی نہ کرنے پائے دن بھر اسی تردد مین کاٹا خاصہ بھی نہ نوش کیا شام کو سرداران نے جمع ہو کر شاہزادے کو بمشکل کھانا کھلایا چھپر کھٹ پر واسطے آرام کرنے کے آئے شعلۂ جوالہ پھر حاضر ہوئی نورالدہر نے کہا کہ اب تم جاکر آرام کرو شاید نیند آجائے شعلۂ جوالہ اُٹھ گئی نورالدہر کو تڑپتے تڑپتے جب دو پہر رات گذری تو غنودگی آگئی آنکھ بند ہوتے ہی دراشتیاق کھلا عالم خواب مین دیکھا کہ وہی باغ بہشت آئین ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین بہ آب وتاب جاری ہین قفس ہاے مرصع نگار جابجا لٹکے ہوے ہین اُنمین طرح طرح کے جانور بند ہین ایک طرف سے دیکھا کہ وہی معشوقۂ پریچہرہ کئی کنیزین بہشت پر عہدے ہاتھون مین لیے ہوے آتی ہی نورالدہر کو دیکھ اُٹھنے کھڑے ہوے دیکھا مسکرا کر کہا کہ کیون صاحب ہماری ملاقات کو نہین آتے تمکو بالکل خیال نہین ہم تو عورت پردہ نشین ہین کیونکر تلاش کرین اگر تمہین ہماری ملاقات منظور ہی تو قصر سے نکل کر بائین ہاتھ پر صحراے سبزہ زار ہی اُسکا راستہ لو کیا عجب ہی کہ باغ ہمیشہ بہار تک پہونچ جاؤ نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُٹھتے ہی طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلنے کا قصد کرونگا یہ کہکر چاہتے تھے کہ کچھ اور کلام کرون آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی ہر طرف دیکھا وہی مکان خالی پایا جی مین کہتے ہین کہ ای نورالدہر اُسکی محبت تو ظاہر ہی کہ خواب مین راستہ بتایا لہذا تلاش مین چلنا چاہیے بیقرار ہو کر اپنے مقام سے اُٹھ کہتے ہوے کہ ای جستجوے یار رہبرا ہی کرنا تا بہ در محبوب پہونچانا جمال جہان آرا دکھانا نظم

شاق جانان دیکھ کر جلتی ہی خود پروانہ شمع
کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا

شعر مین اُسکو نہ باندھیگا بجز دیوانہ شمع
دیکھ روتی ہی بروے لاشۂ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہی گم ہوا ہی نور آفتاب
شاہ عادل کی عدالت سے نہین دنیا مین جور
اسلیے ای شمع رو فانوس مین رکھتے ہین بند
ہون وہ پروانہ کہ ورتاب باوجود عذر لنگ
لالہ و گل کو گلستان مین بنادے گرچراغ
تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر
جلتے ہین معشوق جاتے ہین جو عاشق اور پاس
اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل

کب ہی ممکن کہ رکے روشن مرا کاشانہ شمع
بزم عالم مین رہے اب کیون نہ بیباکانہ شمع
جل نہ جائے تجھپہ اگر صورت پروانہ شمع
نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع
شاخ سنبل کو کرے نور رخ جانانہ شمع
گنتی ہی فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع
کیون نہ محفل مین جلادے شہپر پروانہ شمع
ہی مری آتش زبانی بہر خلوت خانہ شمع

شب تیرہ و تار ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر غم و الم نے گھیرا ہی قصرت ہو نکلے داہنے ہاتھ چلے پتہ بتانے والے نے بائین پر راستہ بتایا تھا تھوڑی دور چلے تھے کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا دیکھا صحراے خارستان ویران ہی اسقدر سنسان ہی کہ کف دست میدان ہی ببول کے درخت جابجا لگے ہین اکثر جانور جو اڑتے ہوے اُس صحرا مین پہونچ گئے ہین تو کانٹون مین اُلجھ کر تڑپ تڑپ کر مرے ہین کانٹے جو جابجا پڑے ہین تو وہ انگلیان اُٹھا رہے ہین کہ ای آنے والے خبردار اس طرف نہ آنا ورنہ آفت مین پھنسے گا جون جون دن چڑھا تمازت اور حرارت آفتاب کی اسقدر بڑھی کہ تمام صحرا کرہ نار معلوم ہونے لگا نور الدہر جس طرف جاتے ہین تمازت و حرارت آفتاب کی زیادہ پاتے ہین پانی کے واسطے جس طرف نگاہ دوڑاتے ہین اُس طرف موجۂ ریگ روان معلوم ہوتا ہی جابجا گرمی کا سامان ہی بمشکل دوپہر کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے چاہا کہ کوہ سے سر ٹکرا دون مگر پھر اپنے کو روکا جی مین کہتے ہین کہ ای نور الدہر نشان بتانے والے نے عجب پتہ بتایا تھا کہ صحراے سبزہ زار ملیگا اُسکے بدلے مین یہ صحراے خارستان ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا سائے مین کوہ کے پہونچے ہر چند کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہی ہر مقام پر دھوپ ہی مگر ناچار اُسی دھوپ مین خاک پر بیٹھ گئے ہاتھ سے ریت ہٹانے لگے مگر جو پہاڑ کی خالی ہوئی کرارا اچٹ پڑا نور الدہر ریت کے نیچے دب گئے وہان صبح کو جو شعلۂ جوالہ اُٹھی اول بارگاہ نور الدہر مین آئی پلنگ

خالی پایا کشیر تاجدار کو بلایا کہا کہ ای کشیر تاجدار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ آقا نکل کے گئے
مین تلاش مین جاتی ہون کہ تلاش کرون جہان گئے ہونگے مصیبت اُٹھائی ہوگی ہائے میرا
کہنا نہ مانا اُس ظالم نے جمال اپنا دکھا کر اُس شیر بیشہ جرأت کو دیوانہ کیا وہ اپنے ہوش مین
نہین ہین یہ کہکر شعلۂ جوالہ چلی آنکھون سے آنسو جاری ہین جی مین کہتی ہی کہ ای شعلۂ جوالہ وہ
عجب کشاکش مین پڑے ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جائین اُڑی ہوئی جاتی ہی ہر طرف
نگاہ ڈالتی ہوئی کہ اُس صحراے ویران مین گذر ہوا جابجا نشان نقش پا پایا بے اختیار ہوکر
پکار اُٹھی کہ ای شہریار نشان تو پایا جاتا ہی دیکھیے کیونکر آپ کا پتہ ملے ابھی تو یہ کیفیت ہی
دیکھیے کیونکر آپ سے ملاقات ہو نظم

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ موزون ہو گیا	میرے سائے کے اثر سے بید مجنون ہوگیا
آنکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو جیحون ہوگیا	ٹھوکرین کھا کھا کے میری کوہ ہامون ہوگیا
تھرتھرایا ہی جو رعب حُسن سے جسم نزار	سامنے لیلی کے مجنون بید مجنون ہوگیا
بندش مضمون قامت نے کبھی چاہی نہ فکر	خود بخود دل سے نکلتے ہی وہ موزون ہوگیا
بعد مردن بھی ہمارے ساتھ ہی سرگشتگی	گنبد اپنی قبر کا گردش سے گردون ہوگیا
چاہیے معشوق کو عاشق سے ایسا اتحاد	اُسنے پہنا طوق منت کا مین مجنون ہوگیا
مار ڈالا مسکون کی قدردانی نے مجھے	مثل زر خاک کدورت مین مین مدفون ہوگیا
میرے قاتل کا فرس اُس سے نہ آگے بڑھ سکا	خون میرا گرم رفتاری مین گلگون ہوگیا
عقل سے خالی ہی خمخانے سے جسکو ہی گریز	خم وہ ہی ناسخ کہ ما واے فلاطون ہوگیا

قضاے کار نور الدہر زیر کوہ ریت مین بیہوش پڑے ہین مگر سرطان جادوکہ اس
صحرا کی حاکم ہی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی کہ یہ صحراے ویران اُسی کا بنایا ہوا ہی یہ جو
صحرا مین نکلی پھرتے پھرتے زیر کوہ پہونچی سب جسم نور الدہر کا زیر خاک ہی مگر کلغی خود
کی چمک رہی ہی سرطان نے جو دور سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک ستارہ چمک رہا ہی جھپٹ کر
قریب آئی ریت کو جو ہاتھون سے ہٹایا دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب ریت مین دبا ہوا
پڑا ہی سرطان شاہزادے کو دیکھ کر رونے لگی جی مین کہتی ہی کہ یہ آفتاب عالمتاب

یہان تک کیونکر پہونچا گئے زیر ریت دبا یا ای سرطان اسکو اپنے باغ مین پھلون باغ
کی ہوا پہونچے غنچہ خاطر شگفتہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہ کسی وجہ مین آوارہ ہوکر یہان تک آیا
ہی ریت مین دب گیا ہی ای سرطان کیا کرون آخر مین بچہ دیا مگر لوح محفوظ جو گلے مین
نورالدہر کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی تو گھبرا جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای سرطان
یہ کیا معرکہ ہی بمشکل نورالدہر کو لیے جاتی ہی مگر تھکی جاتی ہی ایک نخل کے نیچے آکے ٹھہری
زمین پر نورالدہر کو ڈال دیا اب جو خیال کیا تو کچھ تھکن نہ معلوم ہوئی دل مین سمجھی کہ
ای سرطان کوئی تحفہ اسکے پاس ایسا ہی کہ جو مانع سحر ہی جب سحر کرتی ہون تو معلوم ہوتا
ہی بدن مین آگ لگ گئی اب جو اس جوان سے الگ ہوئی تو تسکین ہوئی دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی ای سرطان دل نہین مانتا طبیعت یہ کہتی ہی کہ اپنی جان اسپر نثار کرون لیکن
نورالدہر زمین پر پڑے ہوے ہین سرطان ایسی ایسی باتین دل مین سوچ رہی ہی
قضاے کار ملکہ شعلہ جوالہ اس طرف سے نکلی آسمان سے دیکھا کہ نورالدہر زمین پر
بیہوش پڑے ہین ایک ساحرہ سیاہ فام تہمد باندھے ہوے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوے
قریب کھڑی ہی ہر مرتبہ قصد کرتی ہی کہ زمین سے شاہزادے کو اُٹھاؤن پھر رُک جاتی ہی
کچھ بن نہین پڑتا یہ حادثہ دیکھکر شعلہ جوالہ کا قلب ٹھرا گیا جی مین کہتی ہی کہ یہ شیر بیشۂ
جرأت اس ساحرہ کے قبضے مین کیونکر آیا اب اسکا مارنا واجب ہی سرطان شاہزادے
کو اُٹھانے چلی ہی تھی کہ شعلہ جوالہ نے للکارا او ساحرہ مکارہ کیون اس جوان پر
عاشق ہوئی ہی آہن سردا کوفتن چہ ضرور ناحق کو سر ٹکرائیگی اور اپنی جان سے جائیگی
شعلہ جوالہ نے یہ کہکر زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا سرطان نے جست کرکے اپنے
کو بچایا اُسی صحرا کو اشارہ کیا صحرا تو گرمی کا بنا ہوا تیار ہی شعلہ جوالہ پر آگ برسنے لگی
شعلہ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلایا پہلوے صحرا سے ابر سیاہ اُٹھا کڑکڑا کر برسنے لگا
ساری آگ بجھ گئی جب دو تین مرتبہ سرطان نے سحر کیا اور شعلہ جوالہ نے دفع کیا تو سرطان
نے زبان کاٹی خون چلو مین لیکر پھینکا دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ نے درختون سے بوے خوش
آنے لگی چھوٹے چھوٹے پودے نمایان ہوے اُنمین سے غنچے چٹکے پھول پھولے طائرون نے

آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ اب ہمارے دام سے کیونکر بچیگی ذرا ادھر دیکھو شعلۂ جوالہ نے سر اُٹھایا دیکھا کہ موسم بہار معلوم ہوتا ہے سبز ہر پتے درختوں کے تالیاں بجا رہے ہیں یہ آوازیں دیتے ہیں کہ ای شعلۂ جوالہ ہشیار ہونا اسکا خیال رہے نظم

برنگِ گل مجھے کیا چاہیے گریباں چاک
کہ مثلِ غنچہ ہزاروں ہیں دل میں پنہاں چاک

تصور اس دلِ صد چاک میں ہے اُس مہ کا
ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تاباں چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہے چمن میں ترا گریباں چاک

تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو
کتاں کی طرح گریبانِ ماہ کنعاں چاک

یہی دعا ہے خدا سے کہ ہوں بیابان مرگ
نہ میرے غم سے ہو پیراہنِ عزیزاں چاک

جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو
عدو کے سینے کو کرتے ہیں دیکھ ناداں چاک

نہیں ہے جادہ میں وحشی پھنسا جو زنداں میں
ترے فراق میں ہے سینۂ بیاباں چاک

کیا کلال قضا نے خمیر خاکِ بتاں
یہ مہر و ماہ پیالے ہیں چرخ گرداں چاک

لکھوں میں دشتِ جنوں کا اگر کوئی مضمون
یقین ہے تلخ ابھی ہو تمام دیواں چاک

شعلۂ جوالہ نے ناچار ہوکر گلے سے ہار پھولوں کا اُتارا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھکر زبان کو تراشا وہ خون ہار پر ڈالا اور وہ ہار پھینک مارا پھینک کر آواز دی کہ ای گل اندام یہ وقت تامل نہیں ہے وہ ہار جاکر ٹوٹا غنچوں سے شعلے نکلے اُنہوں نے درختوں کو جلایا کانٹے بھی جل کر خاک ہوے بہار ہرنت۔ یہ غبار زرد اُٹھے ایک بونڈلہ پیچان و خروشان سامنے سرطان کے آیا اندر سے اُسکے آواز آئی کہ ای سرطان ہاتھیوں سے گنّے کھاتی ہے سرطان بوجہ خوف کے گھبرا گئی رنگ رو متغیر و متردد ہوا سامنے آکر وہ بونڈلہ پھٹا دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ گلدستہ ہاتھ میں لیے ہوے سامنے سرطان کے آئی گلدستہ مُنہ کے سامنے کیا اور کہا کہ کیوں ای سرطان تو نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ آفت لی شعلۂ جوالہ صاحب خداوند بقراط ثانی ہے اُس سے کیونکر سربر ہوگی چلو تمکو غنچۂ تاجدار نے بلایا ہے یہ سن کر سرطان اُس نازنین سے لپٹ گئی کہا کہ بُوا میں تو تمہاری مشتاق تھی میں شعلۂ جوالہ سے مقابلہ نہیں کرسکتی ہوں غنچۂ تاجدار ہمارا انتظار کرتی ہونگی یہ کہکے ساتھ اُس نازنین کے

چلی گر پریشان پریشان آئینۂ رُخ پر حیرانی کبھی ٹھہر جاتی ہی کبھی یہ اشعار زبان پر لاتی ہی نظم

دل سنگ وضعون سے اپنا آشنا ہوتا نہین ۔ سنگ مقناطیس ہرگز کہربا ہوتا نہین
خط کو روے یار پر نشو و نما ہوتا نہین ۔ سبزۂ بیگانہ گُل سے آشنا ہوتا نہین
تو بھی آغوشِ تصور سے جدا ہوتا نہین ۔ ای صنم جسطرح دور اک دم خدا ہوتا نہین
ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے اظلم پیری مین ۔ کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین
فقر سے ایسی مری خاطر کو ہی چسپیدگی ۔ محو اعضا سے نشانِ بوریا ہوتا نہین
دانۂ باروت بنتے ہین مرے تخم امید ۔ تا نہ برق اُنپر گرے نشو و نما ہوتا نہین
بن گیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا ۔ آئنے مین جا کے عکس اُسکا جدا ہوتا نہین
سوزیون کو ڈھونڈتے پھرتے ہین ہم وحشت مین بھی ۔ کب سرِ خارِ مغیلان زیر پا ہوتا نہین
ہو سریر سلطنت یا تختۂ تابوت فقر ۔ پر دماغ دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین
تیرے دیوانے ہین معشوقان عالم ای پری ۔ کون گُل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین
باغ عالم مین برنگِ سبزۂ بیگانہ ہون ۔ غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

وہ نازنین جو ساتھ ہی دمبدم پشت پر ہاتھ پھیرتی ہی قریب ایک چشمے کے لے گئی اور اُسکے قریب آکر کہا کہ اس مین پھاند پڑو سرطان جادو جوش و خروش مین تھی اُس نازنین کے کہتے ہی چشمے مین پھاند پڑی غرق دریاے لعنت ہوئی شعلہ جوالہ نے آکر نورالدہر کو اُٹھایا ہوشیار کیا اور کہا کہ ای شہریار کنیز کے کہنے کے خلاف آپ چلے آئے بڑا صدمہ اُٹھایا اگر کنیز نہ جاتی تو یہ ساحرہ آپ کو لے جاتی ابھی تک اُسنے پہچانا نہ تھا کہ آپ طلسم کشا ہین آپ کو زیر کوہ بیہوش دیکھا اُٹھا کر لے چلی تھی کہ کنیز پہونچ گئی اُسکو چشمے مین ڈبو دیا یہ جادوگرنیان جو اِدھر اُدھر کی ہین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتین ان سب پر کنیز آپ کی غالب ہی نورالدہر عشق مین نازک اندام غنچہ دہن کے بیتاب ہو رہے ہین شعلہ جوالہ نے سمجھا کر کہا کہ ای شہریار آپ جس نازنین پر مائل ہوے ہین یہ آپ کے عقد مین ضرور آئیگی مگر مین نے جو بزور کہانت دیکھا تو معلوم ہوا کہ سرکار کو صدمات عظیم پہونچین گے کئی پہلوان زبردست اُسپر مائل ہین لیکن اب لشکر مین چلیے کنیز فکر کر رہی ہی کہ کسی طور سے لوح آپ کو ملے آپ اس

جھگڑے مین پھنسے ہین حضور تحمل کرین ورنہ باعث خرابی ہوگا آج ہی آفت برپا ہوئی تھی
اور بقراط ثانی تو اس بات پر آمادہ ہی کہ اگر میرے سامنے قید طلسم کشا آجائے تو فوراً اُسے
قتل کرون مگر اُسکا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی کسی طرح اُسکا پنجہ آپ پر قابض نہ ہوگا مگر صدمات
فراق سہنا پڑیگا کوئی صورت ایسی نہین ہی کہ اس کشاکش سے آپ جلد رہائی پائین کنیز کو صدمہ عظیم
ہی شعلہ جوالہ شاہزادہ نورالدہر کو بہلا کر لشکر مین لائی سب سردارون سے حال بیان کیا
اور کہا کہ آپ لوگ ہر وقت قریب شاہزادے کے رہین انکو تنہا نہ چھوڑین سب سرداران نامی
نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آئے مگر نورالدہر خاموش بیٹھے ہین نہ کچھ کہتے ہین اور نہ
کچھ سُنتے ہین اور جو بمشکل کلام کرتے ہین تو یہ فرماتے ہین کہ ای یارو ہمارے عیار شبرنگ
کو تلاش کرو یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی شبرنگ آتا ہی نورالدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا بیتاب
و بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای شبرنگ تمنے سُنا کہ ہم کس آفت مین مبتلا ہین گنبد گیتی نما مین جو
گئے وہان ایک مہ جبین کو دیکھا کہ اُسنے صبر و قرار ہمارا لوٹ لیا اگر ہو سکے تو کچھ اسمین فکر کرو
شبرنگ نے عرض کی کہ غلام ضرور فکر کریگا دن بھر یہی باتین رہین شام کو نورالدہر اُٹھے
خوابگاہ مین تشریف لائے شبرنگ ساتھ نہین چھوڑتا ہر وقت ساتھ ہی نورالدہر نے
آرام کیا پلنگ پر لیٹے مگر نیند نہین آتی تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر آیا تو دیدۂ ظاہری بند ہوئے
اور دیدۂ باطنی وا ہوے عین خواب مین دیکھا کہ وہی باغ بہشت آئین ہی گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون جابجا کھلے ہین نہرین سلسبیل آسا جاری ہین طائر چہکارے
مار رہے ہین پھولون کی لپٹین آرہی ہین صبا کا اٹھلا کے چلنا نورالدہر باغ کا تماشا
دیکھ رہے ہین اُسی خواب مین روش بڑی کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین کہ سامنے سے دیکھا وہی
مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن حُسن خداداد لبون سے مسیحائی ظاہر شوکت حُسن و جمال
ناز و کرشمے سے ماہر سامنے آئی بحسرت ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ کیون صاحب ہم تک
نہین آسکتے ہمنے جلسہ وغیرہ سب موقوف کیا اپنی تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

صباح عید ہوئی ساقیا شراب چلے	نہ پیشتر کہین ساغر سے آفتاب چلے
شراب و آب یہ تردامنو مبارک ہو	برسنے کو طرف میکدہ سحاب چلے

گلون کی پردہ دری کیا تمھین ہوئی منظور — جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
خرامِ ناز تو اُس کو جب گرد کا دیکھو — نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے
ملے جو وادیِ غربت مین مجھسے وہ ناگاہ — نہ ٹھہرے پاس مرے کوئی دم شتاب چلے
چلا مین صورتِ بدمست ٹھوکرین کھاتا — وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانبِ شرق — جو سوے غرب وہ مانند آفتاب چلے

اس حسرت سے اُس نازنین نے سامنے نورالدہر کے یہ اشعار پڑھے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوگئے آخر مین یہ کہا کہ کیون صاحب باغ ہمیشہ بہار کا راستہ ایسا مشکل ہی کہ آپ نہین آسکتے ہم کسی رہبر کو روانہ کرین نورالدہر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہتے ہی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ شبرنگ سو رہا ہی گھبانون کی بھی آواز کم آتی ہی پلنگ سے اُٹھے سراپچہ چاک کیا تلوار فقط اُٹھالی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پھر رات رہے نکل گئے مگر بائین جانب چلے تعلیم روز اول یاد آگئی راہ کو طی اور پئے کرتے ہوے جاتے ہین وہ شب تیرہ و تار ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ساری رات جس قدر باقی تھی اُسی رہروی مین گذری صبح ہوتے ایک صحرا مین پہنچے وادی فرحناک و بے خس و خاشاک ہی چند مسافرون کو دیکھا کہ جاتے ہین اُسنے بڑھکر پوچھا کہ یارو تمھین معلوم ہی کہ باغ ہمیشہ بہار کس مقام پر ہی مسافرون نے جواب دیا کہ ہمنے کبھی یہ نام بھی نہین سُنا کہ باغ ہمیشہ بہار کسے کہتے ہین اور کس مقام پر ہی نورالدہر پھر ایک جانب چلے گوشۂ صحرا مین دیکھا کہ ایک مالن ضعیفہ گجرے وغیرہ بنا رہی ہی نورالدہر نے آکر اُس ضعیفہ کو سلام کیا وہ جمال جہان آرا کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار آئیے تشریف لائیے مین تو آپ کے انتظار مین تھی نورالدہر پاس اُس ضعیفہ کے بیٹھے پوچھا کہ ای مادر مہربان یہ زیور گل کسکے واسطے تیار کرتی ہو اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای نور نظر یہ زیور ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کے واسطے بناتی ہون جب ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین آتی ہین تو مین یہ اشیا بنا کر لیجاتی ہون نورالدہر نے کہا کہ ای مادر مہربان ہمکو بھی ساتھ لیچلیے گا اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای شہریار مین آج شام کو یہ اشیا لیکر جاؤنگی آپ میرے ساتھ چلیے گا دن بھر اُس ضعیفہ نے وہ زیور گل بنایا شام کو نورالدہر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ایک گلدستہ بنا دون

وہ بھی لیتی جاؤ سامنے لیجاکر پیش کرنا اُس ضعیفہ نے پھول نورالدہر کو دیے شاہزادہ نے یہ دو شعر گلدستہ مین گوندھ دیے اشعار ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری + ہرچند وصفت میکنم درحسن زان زیباتری + آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری + یہ گلدستہ بناکر نورالدہر نے ضعیفہ کو دیا ضعیفہ قریب شام جب سب زیور لیکر چلی سب کے اوپر گلدستہ رکھ لیا اور کہا کہ ای شہریار مین جاتی ہون آپ میرے بعد آنے کے پہر رات گئے پشت باغ پر پہونچ کر گوشہ باغ مین آکر بیٹھیے گا جمال بے مثال ملکہ کا دیکھ لیجیے گا ضعیفہ تو یہ کہکر روانہ ہوگئی نورالدہر انتظار مین رات کے بیٹھے ہین جب قریب سوا پہر کے رات آئی تو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے طرف باغ کے چلے لیکن ضعیفہ نے جاکر جو زیور گل پیش کیا ملکہ نے زیور گل ملاحظہ کیا گلدستہ جو اُٹھاکر دیکھا اُسمین یہ اشعار گندھے ہوے پائے کہا کہ کیون بڑی بی یہ گلدستہ کسنے بنایا بڑھیا نے کہا کنیز نے بنایا ملکہ نے دوتین دائرے کھول ڈالے اور دوتین نقطے بھی نکال ڈالے کہا کہ بڑی بی صاحب اب تو اسکو نصب کیجیے بڑھیا بے پڑھی اسکو کیا جانے کچھ کا کچھ بنانے لگی ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خبردار ہمارے سامنے خلاف نہ کہنا جو صاف صاف ہو وہ بیان کرو بڑھیا نے کہا کہ واری کیا عرض کرون ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال میرے یہان بطور مہمانی آیا اُسنے یہ گلدستہ بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون نالائق تو نے غیر کے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا ہمارے سامنے پیش کردیا ضعیفہ نے کہا کہ واری کیا عرض کرون اُس شخص نے ایسی منت وخوشامد کی کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا وہ نہایت آپ سے مشتاق ہین یہ سُنکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور حکم دیا کہ اس ضعیفہ کو سامنے سے ہٹادو ضعیفہ ہٹادی گئی ملکہ گلدستہ لیے ہوے بیٹھی ہین پھولون کو اُسکے دیکھ رہی ہین مگر نورالدہر راہ طے کرکے بموجب ہدایت ضعیفہ پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیوار پر سے دیکھا کہ وہ شہنشاہ خوبی وسرو باغ محبوبی مسند ناز پر جلوہ فرما ہے گرد کنیزین اپنے عہدون پر کھڑی ہین مگر ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلدستے کو دیکھ رہی ہین نورالدہر دیوار سے اُترے ایک درخت کی آڑ مین چھپ کر بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون آخر ناچار ہوکر قصد کیا کہ سامنے

چلو شاید سرفراز کرے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلدستے کو ملاحظہ کر رہی ہین اس سے اشتیاق
ظاہر ہی قصد کیا کہ سامنے چلا جاؤن کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی چند نازنینان مہ جبین ایک
تخت کوتل لیے ہوے آئین آکر ملکہ کو سلام کیا کہا کہ واری چلیے آپ کو قدرت نے یاد کیا ہی
اور فرمایا ہی کہ کیا ہماری صحبت سے تمکو نفرت ہی جو آنا کم کر دیا ملکہ نے کہا کہ قدرت سے
جا کر عرض کرو کہ ایک ہفتہ معاف فرمایے بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی مجھے خود آپ کی ملاقات
کا اشتیاق ہی اور آج کل سب طرف سے مسلمانون کا بلوہ ہی یہ کچھ حال بھی آپ سے پوچھنا ہی
کنیزون نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج کوئی عذر آپ کا نہ سنا جائیگا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ
پھر آج تو میرا جانا ممکن نہین اُن کنیزون نے کہا کہ حضور ہم عرض کر چکے آج حکم قطعی ہی
کہ معشوقہ کو لیکر آؤ اگر آپ تشریف نہ لے چلین گی تو خداوند کو بڑا ملال ہوئیگا ملکہ نے
ہر چند انکار کیا مگر اُن کنیزون نے نہ مانا ایک نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ بس اب
تخت پر سوار ہوجیے زیادہ باتین نہ بنائیے اگر ہم آپ کو نہ لیجائین گے تو قدرت ہماری صورت
سے بیزار ہو جائین گے ملکہ نے اُس وقت ناچار ہو کر بحسرت کنیزون کی طرف دیکھا مگر کنیزین
آپس مین کہنے لگین کہ صاحبو مقدمے مین قدرت کے کون دخل دے آخر ایک نے ملکہ
کو گود مین اُٹھا کر تخت پر بٹھایا ایک رومال سے مگس رانی کرنے لگی ایک نے قدمون کو ملکہ کے
بوسہ دیا چار نے مل کر تخت اُٹھایا جلسہ درہم و برہم ہوا نورالدہر کی آنکھون سے جو وہ
نازنین مخفی ہوئی ایک چیخ ماری اور آہ کرکے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک
بیہوش پڑے رہے جب گریبان سحر چاک ہوا نورالدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے
ویران مین پایا حیران ہوے کہ ای نورالدہر یہان کیونکر پہونچے آخر ایک جانب چل نکلے
صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای جانے والے ٹھہر جا بس
آگے نہ بڑھنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان عورت ایک آہو پر سوار بال سر کے
کھلے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا آہو اُڑاتی ہوئی آتی ہی اُسنے جو یہ آواز دی کہ میان جاتے کہان
ٹھہر جاؤ نورالدہر نے پلٹ کر جو اُس عورت کو اس حال سے دیکھا پکار کر جواب دیا کہ کیون
ای نیکبخت کیا مطلب ہی اس عورت نے کہا کہ مین تیری تلاش مین نکلی تھی حکم خداوند لقا طاقانی ہی

کہ ای غزال صحرا نورد جا نے لے طلسم کشا کو ڈھونڈھ کر لاؤ مین اسی تلاش مین نکلی تھی
اب تمکو دیکھ پایا بھلا کیونکر جانے دون یقین ہی کہ قدرت تمکو قتل کرین یہ سُنکر نورالدہر نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی مین نے لیقراط ثانی کا کیا لیا ہی جو
وہ میری تلاش مین ہی مگر اُس ساحرہ نے آہو کو مہمیز کیا آہو نے جو جست کی وہ ساحرہ پُشت
آہو سے زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار نے نورالدہر کو گھیر لیا نورالدہر نے
لوح محفوظ کو جھکا یا وہ غبار پھٹا اُس ساحرہ نے قریب آکر ترسول مارا نورالدہر نے
تیغ خارہ شگاف سے ترسول کو قلم کیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغے کا مارا اُس نے
سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغ جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ساحرہ نے چاہا کہ تڑپکر نکل جاؤن
مگر تیغ کب مہلت دیتا ہی چمک کر سر پر گرا یا تو قبۂ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر بوسہ دیا مرنے
سے اُس ساحرہ کے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غزال صحرا نورد
بود نورالدہر غزال صحرا نورد کو مار کر آگے بڑھے دیکھا کہ پہلوے صحرا مین ایک قصر بنا ہی
اُسکے دروازے پر پانچ چار عورتین کچھ باتین کر رہی ہین نورالدہر نے قریب آکر اُن سے
پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُن عورتون نے کہا کہ ہم کنیزان ملکہ نازک اندام غنچہ دہن
مین سے ہین فرصت لیکر آئے ہین اب شام کو باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے یہ سُنکر
نورالدہر نے پوچھا کہ ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین ہین اُن سب نے عرض کی کہ اُنکا وہ ہی
عیش گاہ ہی وہانسے کہان تشریف لیجائینگی دسوین پندرھوین روز قلعۂ عجائب مین
جاتی ہین ہم وہان اُنکے ساتھ جاتے ہین لیکن آپ نے کیون پوچھا نورالدہر اُن
عورتون سے منت کرنے لگے کہ ہمکو اپنے ساتھ لیچلنا کنیزون نے عرض کی کہ ہم ضرور آپ کو
لے چلینگے مگر آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی نورالدہر نے بوجہ خوشامد اصل نام اپنا
بتا دیا اور فرمایا کہ مین طلسم کشا ہون کنیزون نے کہا کہ آپ شوق سے ہمارے ہمراہ چلیے یہ کہکے
نورالدہر کو اُس قصر مین لائین لا کر مقام صدر پر بٹھایا نورالدہر کو اشتیاق ہی کہ دن
ختم ہو تو معشوقۂ پریزاد کو دیکھین وہ سارا دن تڑپ تڑپ کر بسر کیا جب دن تمام ہوا تو وہ
کنیزین آراستہ ہوئین لباس فاخرہ پہنے کہا کہ ای شہریار چلیے نورالدہر تو مشتاق بیٹھے تھے

تلوار ٹیک کر اُٹھے کنیزون کے ساتھ چلے جب قصر سے نکلے تو کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ ایک بات کا حضور کو خیال رہے کہ ہم اپنے ساتھ نہین لے جا سکتے ہم دروازے کی طرف سے خدمت مین جاتے ہین آپ پشت باغ سے کمند اڑا کر آئیے اول تو دیوار پر چڑھیے گا بعد اُسکے اُتر کر کسی مقام مخفی مین بیٹھیے گا وہانسے بیٹھ کر جمال بے مثال ملکہ دیکھ لیجیے گا لیکن اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا ورنہ ہم لوگ ذلیل ہونگے تحقیقات ہوگی کہ کسکے ساتھ آئے خداوند بقراط ثانی نے ممانعت کر دی ہی کہ کوئی مرد باغ مین نہ آنے پائے نور الدہر نے یہ سب قبول کیا جب کنیزین سامنے باغ کے پہونچین نور الدہر کترا کر پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہ معشوقۂ مطلوب مسند پر جلوہ فرما ہی اور ایک گائن سامنے ملکہ کے بیٹھی بناز و ادا یہ اشعار گا رہی ہی اور بجاتی بھی جاتی ہی

نظم

بنیان اُسکی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہی یہ آنسون بھر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہوئے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ

امن مین رکھتی ہی شر سے فتنے کے روشن دلی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اُسکو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

کون کہتا ہی شرارے ای برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانے کا ہر روزن چراغ

دوستداری سنگ و ہے سے آشنا ہوئے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

ایک دل اسے دو سیہ روپکے ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

نور الدہر ایک درخت گلستان مین چھپے ہوے بیٹھے ہین وہانسے دیکھ رہے ہین جب گائن یہ غزل گا چکی اور خاموش ہوئی تو پکار کر ملکہ نے کہا کہ اری گلشن آرا ذرا میرے پاس تو آ ایک کنیز اُن سب مین سے اُٹھ کر قریب آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور کیون مکدر ہین ملکہ نے کہا کہ کیون گلشن آرا مجھے بڑی حیرت ہی کہ شاہزادے نے کئی مرتبہ وعدہ کیا مگر افسوس کہ آج تشریف نہین لائے مین کئی مرتبہ تاکید کر آئی اور وہ بھی مثل میرے بیقرار ہین مگر نہین معلوم اُنکے

نہ آنے کا کیا باعث ہوا میں نے سامنے بقراط ثانی کے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اور
صاف صاف کہدیا کہ ای بقراط میں تیرا وصل نہ قبول کرونگی میرے والد یعنی جناب
حکیم صاحب کو کہ جو ہمیشہ فیض رسان میں رہتے ہیں انکو بلوایا اور شکایت کی والد نے سر جھکا کر
جواب دیا کہ یا خداوند غلام کو اسکے مقدمے میں دخل نہیں ہی جس روز سے اسنے ہوش سنبھالا
شاہان جلیل نے درخواست کی میں نے وہ نامے خدمت میں اسکی پیش کیے اسنے جواب دیا کہ
میں مرد کے پاس جانا نہیں چاہتی اب حضور کو خواہش ہی تو کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ اسکا دل
آپ پر راغب ہو بخوشی آپ کو قبول کرے اور میں تو آپ کے حکم کا پیرو ہوں داخلہ طلسم کشا
کا طلسم میں ہو چکا مجکو خوف آتا ہی کہ کہیں طلسم کشا پر مائل نہ ہو گئی ہو کیونکہ طلسم کشا اس دن
گنبد گیتی نما میں آیا تھا اور یہ بھی وہان آئی تھی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا نے اسکو دکھا ہو یہ
تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اسکا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی اگر طلسم کشا نے دیکھ لیا تو باعث
خرابی ہی یہ جو ملکہ نے گلشن آرا سے باتیں کیں وہ کنیزیں اپنے مقام سے اٹھیں سامنے آکر
عرض کی کہ ای ملکہ عالم طلسم کشائی دن سے اس دشت میں آوارہ ہیں اگر حکم ہو تو ان کو
بلاؤں ملکہ نے اشارہ کیا کہ اگر یہاں آئے ہیں تو سامنے کیوں نہیں آتے اب تو نورالدہر
دلیر ہوے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھوں سامنے اس شہنشاہ خوبی کے جاؤں قریب سے
جمال دیکھوں وہ کنیزیں بھی اپنے مقام سے اٹھیں قریب زرمغ کے آکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے نورالدہر خوش ہو کر اٹھے اور زرمغ نخل سے نکلے کنیزوں نے عرض کی
کہ اچھے موقع پا کر عرض کیا ملکہ آپ کو یاد فرماتی ہیں نورالدہر خوش ہو گئے جیسے ہی زرمغ
سے نکلے کہ ایک طرف سے آواز آئی او برباد کن خانمان ساحران عالم خبردار قریب ملکہ کے
نہ جانا دیکھا کہ ایک طرف سے ایک دیو غل کرتا ہوا چوبدست آہن کو چرخ دیتا ہوا آتا ہی
ملکہ نے پکار کر کہا کہ او عفریت تو کیوں غصہ کرتا ہی میں اپنے بلغ کا اختیار ہی مگر دیو جست کر کے
قریب نورالدہر کے آیا تو نورالدہر سامنے ملکہ کے پہونچے ہی تھے کہ اس دیو نے چوبدست
لگائی نورالدہر نے تیغ خارہ شگاف کھینچا چوبدست پر ہاتھ تیغ کا مارا چوبدست کٹ گئی دیو
کٹی ہوئی چوبدست کو پھینک کر قریب آیا چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دلیسے

کشتی ہونے لگی مگر یہ فرزند صاحبقران دیوبند و دیوکش ہین دیو کو کو سے پر لاد کر مارا کہ
دیو زمین پر گرا نورالدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو نے جواب
سخت دیا نورالدہر نے اُٹھ کر دیو کو چیر کر پھینک دیا ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار
یہ اسی لائق تھا اب نورالدہر بھر بڑھے کہ قریب ملکہ کے جاؤن آسمان پر برق چمکی وہی
چند کنیزین تخت لیے ہوے آئین قریب ملکہ کے آکر کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بُلایا ہی آپنے
دیو کو قتل کرایا ملکہ رونے لگین کہا کہ صاحبو جو کوئی کسی کا ارادہ کریگا وہ اپنی جان نہ بچائیگا
قدرت سراسر جبر کرتے ہین کنیزون نے جبرًا قہرًا ملکہ کو تخت پر سوار کیا تخت کو لیکر اُڑین اسوقت
ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اگر زندہ رہے تو ملین گے نظم

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

واے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
خامتہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ای جان جہان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایک ساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
خامتہ تقدیر مین ہی پہلو سے دلدار کا

اسقدر لطف تلون دوستی ہر شی مین ہی
بڑھ کے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی تری دیوار کا

اور ابھی چندے ٹھہرا ای صدمۂ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطر غمخوار کا

کسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہی ہمکو سفر اک منزل دشوار کا

اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرتا ہی ہمکو چشم گوہربار کا

دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دل بیمار کا

ملکہ کو بیقراری نورالدہر کی اشکباری تھوڑے ہی عرصے مین وہ تخت نظرون سے مخفی ہوا
نورالدہر نے بیقرار ہو کر ایک آہ کی لہرا کر گرے گر کر بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے
تک بیہوش پڑے رہے بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوے آنکھ کھول کر دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی
اور نہ وہ کنیزین اور نہ وہ جلسہ ایک صحرا مین اپنے کو پڑا ہوا پایا حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون
ای نورالدہر عجب عجائب و غرائب ہین بقول شاعر فرد تقدیر دیکھنا ہی کہان ٹوٹی ہی کمند

دو چار رہا ہے جبکہ لب بام رہ گیا + آخر اُس مقام سے اُٹھے ایک جانب چلے مگر ملکہ کو ہمدم کنیزین لے گئین بقراط ثانی داخل ہفت محل ہی وہ ہی جلسہ نازنینان مہ جبین کا جمع ہے تخت پر بقراط ثانی بیٹھا ہی کہ کنیزین ملکہ کو لیکر آئین دیکھا سب نے ملکہ کا رنگ رو متغیر و تحیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بقراط نے کہا کہ کیون نازک اندام ہی شرط کہ تمکو جہنم مین جھنکوا دون تمنے طلسم کشا کو باغ ہمیشہ بہار مین بلوایا اور چاہتی تھین کہ اُس سے ملون جتنے کیسا تھین بلوالیا ہان صاحبو جاکر انکے والد ماجد کو لاؤ مین اُنسے کلام کرون ملکہ نے جواب دیا کہ ای بقراط ثانی تو کیون اسقدر کد و کوشش کرتا ہی مجھپر تیرا قبضہ نہ ہوگا اور اگر جان لینا ہی تو اختیار باقی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مین نے طلسم کشا کو نہین بلوایا عفریت جادو نے کیا کونی بات اُٹھا رکھی مگر وہ طلسم کشا ہین کس زور و شور سے اُسکو قتل کیا آپ جانین اور آپ کو اختیار ہی چند کنیزین گئین ملکہ کے والد نامدار کہ جنکا ارسطوے ثانی لقب ہی اُنکو بلا کر لائین ارسطوے ثانی جو آئے اُنھون نے آکر بقراط ثانی کو سلام کیا بقراط نے کہا کہ کیون ارسطوے ثانی اب تمنے ہمارا سجدہ بھی موقوف کیا طلسم کشا کے آنے سے تمکو بڑا غرور ہی ارسطوے ثانی نے جواب دیا کہ مجھے کیا دخل ہی آپ ہر مرتبہ مجکو یاد فرماتے ہین اب نہ قبول کرے تو مین کیا کرون آپ کیون نہین تقدیر کرتے کہ ملکہ راضی ہون اور آپ کو قبول کرین اور مجکو طلسم کشا کے آنے سے کیا غرور ہوگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو تم یہ خیال کرو کہ یہ طلسم خیال سکندری ہی وہ وہ عجائب و غرائب طلسم کشا کو دکھاؤن کہ اپنی زندگی سے طلسم کشا بیزار ہون بہتر یہ ہی کہ اس سرکش کو سمجھاؤ حکیم صاحب نے پھر بہ دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند مین مجبور ہون میرا اس مقدمے مین کچھ اختیار نہین ہی اگر نازک اندام بخوشی قبول کرے تو مجھے کچھ اعتراض نہین اور اگر نہ قبول کرے تو آپ جبر نہین کر سکتے بس اب کلام ہمارے آپکے ہوچکا اگر بلائیے گا تو بھی ہم نہ آئین گے یہ سنکر بقراط بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا ارسطو اپنے مقام سے اُٹھے نازک اندام سے کہا کہ ای نور نظر چلو بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو یہ قاعدے کے خلاف کرتے ہو ہمارے سامنے یہ سرکشی زیبندہ نہین ارسطو نے کہا کہ مین آپ سے کیا سرکشی کرونگا مگر حفاظت

ناموس واجب و لازم ہی اسکو چھوڑکر نہ جاؤنگا یہ کہکر بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ جس تخت پر
سوار ہوکر آئی تھین اُسی تخت پر جا بیٹھین ارسطو نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا اور لیکر ہوا پے
آسمان ہوا بقراط ثانی کو بہت غصہ آیا اور اُسی غصے مین بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اب
میان ارسطو کی شامت آئی ہی طلسم سے نکال دونگا ملک و مال چھین لونگا کہ آسمان پر
برق چمکی دیکھا کہ نجم اختر شناس کاہن طلسم جنے گنبد گیتی نما مین دخط کھی تھی کتاب بغل
مین لیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سلام کیا بقراط بہت بگڑا اور کہا کہ کیون ای کاہن
طلسم اب تنے یہ کیا اختیار کیا ہی کہ سجدہ کرنا بالکل ترک کیا کاہن نے کتاب کھولکر سامنے
بقراط کے رکھدی کہا کہ یا خداوند آپ اسکو ملاحظہ فرمائیے آپ ہی کی تحریر کردہ ہی مقدمۂ
نازک اندام مین آپ نے تحریر فرمایا ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہوگی وہ صحیح ہی آپ نے کوئی
جملہ نہین چھوڑا جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہی وہی ہو رہا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہم اس
تحریر کو نہین قبول کرتے اب تقدیر دوسری کرین گے کاہن نے کہا کہ یا خداوند آپ
جو سوانحات لکھ چکے ہین اُسمین فرق نہ پڑیگا مین تدبیرین ہون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن اُسکی
گرفتار کرکے آپکے پاس لاؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن تو نے اگر یہ کوشش
کی اور طلسم کشا قتل ہوگیا تو تمکو حاکم طلسم کردونگا کاہن نے جواب دیا کہ اگر طلسم کشا
کے ہاتھ سے جان بچیگی تو حکومت پائینگے ورنہ ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہونگے اب
مین رخصت ہوتا ہون جا کر طلسم کشا کی تدبیر کرونگا فقط آپ کو کہا نے آیا تھا اگر مناسب ہو
تو میرا کہنا قبول کیجیے بمقدمۂ نازک اندام غنچہ دہن صبر کیجیے اب وہ طلسم کشا تک
پہونچیگی کچھ آپ کا زور نہ چلیگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن طلسم خوب اس بات کا
خیال رکھنا وہ تقدیر کرونگا کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کیا مجال ہی کہ طلسم کشا
تا بہ نازک اندام پہونچے کاہن طلسم برہم ہوکر اُٹھا کہا کہ یا خداوند اسی غرور نے
آپ کو یہ رنگ دکھایا تھے اول مین منع کیا تھا کہ ہفت پیکر کی مدد نہ کیجیے آپ نے نہ مانا آخر یہ
انجام ہوا اب بھی آپ خیر خواہان دولت کا کہنا نہین مانتے ہم کد و کوشش کرینگے جو کچھ
کہ ہونیوالا ہی وہ ہوگا کوئی ایسے وقت مین یون غافل نہین رہتا جیسی کہ آپ کو غفلت ہی

در طلسم پر عزیز داران طلسم کشا فردکش ہین اور طلسم کشا بھی طلسم مین آگیا اب تک کوئی
پیر دی معقول نہین کرتے تقریرین بگھارا کرتے ہین یا تو یہ حال تھا کہ ہر مقدمے مین آپ کتاب
ملاحظہ فرماتے تھے یا اب کتاب پر بالکل توجہ نہین فرماتے دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بقراط نے
کہا کہ مین نے اہل مرحلہ کو نامے لکھے ہین اور لوح کے انتظام کا حکم دیا ہی جب تک لوح طلسم کشا
کو نہ ملیگی کچھ نہو گا اور لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ جس دن طلسم کشا قصد کریگا گرفتار ہو جائیگا
اور مین اسکا مشتاق ہون کہ طلسم کشا چند ساعت کو قید ہو کر میرے سامنے آئے تو اُس کو
اُسی وقت قتل کر دون ایک لمحہ تامل نہ کرون کاہن نے کہا کہ شاید ایسا ہی ہو غلام اب
رخصت ہوتا ہی یہ کہکر کاہن روانہ ہوا بقراط نے بعد جانے کاہن کے کہا کہ تم سب
صاحبون نے سُنا کاہن کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ملاقات طلسم کشا کا خواہان ہی
اگر یہ شریک ہو جائیگا تو میرا کیا ہرج ہو گا چند ساحر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ یا
تعداد ندہم جاتے ہین گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتے ہین دیکھیے گا کہ ہم لوگ کیسی جانبازی
کرتے ہین یہ کہکر وہ ساحر روانہ ہو گئے بقراط بعد جانے جادوگرون کے مصروف عیش و
نشاط ہوا مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جو اپنے مقام سے اُٹھے ایک نخل کے
سائے مین آکر ٹھہرے حیران ہین کسطرف جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحر
کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ ملاقات
نازک اندام کے خواہان ہین کیون آوارہ پھر رہے ہین آپ طرف عجائب نگار کے
جائیے عجائب شعبدہ گر یقین ہی کہ آپ سے ملاقات کرے وہان سے پتہ نازک اندام
کا ملیگا اور غلام کو خیر خواہ دولت جانیے نجم اختر شناس میرا نام ہی آپ سامنے جائیے
شہر ملیگا عجائب شعبدہ گر آپ کے استقبال کو آئیگا با اعزاز لیجائیگا یہ کہکر کاہن طلسم
رخصت ہوا نورالدہر اُس طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ
ایک پہلوان قوی تن دتوی بن گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اس گرد فرسے
آتا ہی نورالدہر کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والونسے اشارہ کیا کہ اس جوان کو جلد
گرفتار کر لو کئی ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر چلے مگر یہ طلسم کشائے خیال سکندری ہین

تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلے ایک سوار کو مارا مرکب اسکا لیا اسپر سوار ہوے مگر حیران ہین کہ
کاہن نے کیا کہا تھا یہان یہ کیا معاملہ پیش ہوا مگر جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عین
گرمی جنگ ہی وہ پہلوان سب کو ترغیب دے رہا ہی اور نعرے مارتا ہی کہ منم فولاد سرکش
نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + جسپر جھپٹ کے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چاہتے ہین کہ افسر پر جا پڑون مگر فولاد دور کھڑا ہوا فوج کو
ترغیب دے رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو افسر مار کر گرا دیے کہ صحراسے گرد اُڑی
نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی قریب فوج آکر
نعرہ کیا کہ یا شیدائی کافران بیحیا وای نابکاران بردغا منم نقابدار مرصع پوش
یہ کہکر فوج کنار پر گرا اُڑتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار کو للکارا علمدار نے بڑھ کر ہاتھ
تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا گھوڑے کو جو اشارہ کیا گھوڑے نے دونون
ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین نقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا علمدار
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو
گری علمدار کو مع علم قتل کیا کافرون پر علم رنج والم گرا مگر فولاد سرکش نے جو دور سے دیکھا
کہ نقابدار نے علمدار کو مارا نعرہ کرکے جا پڑا نقابدار نے گھوڑا بڑھایا للکارا کہ او
فولاد حربہ کر کرے کہ حوصلہ نہ باقی رہے فولاد نے کہا کہ اگر میرا وار چل گیا تو وہ غضب
لات و منات ہی قیامت برپا ہو گی نقابدار نے جواب دیا کہ او مغرور وہ غضب تیری
گردن پر ٹوٹیگا شکر ہی کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیش قدمی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا
بچائیگا تو ہم بھی وار کرین گے نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مقابلے مین
فولاد کے پہونچ گیا جی مین کہتے ہین کہ ایسا نہ ہو نقابدار پر چشم زخم پہونچے گھوڑے کو
اُڑایا راہ مین جسنے روکا وہ ہاتھ سے نورالدہر کے مارا گیا نورالدہر قریب نہ پہونچنے
پائے تھے کہ فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے
ہاتھ نکال کر نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین ہل گئی اور ہاتھ تلوار کا مارا تڑپکر تلوار گری سپر فولادی کو

کا ٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی فولاد جو مرکر گرا ایک جوان نے بڑھکر نیزہ نقابدار پر مارا نیزہ شانے پر پڑا شانہ نقابدار کا نشانہ ہوا خون بہنے لگا گوشۂ نقاب بھی کٹا گوشۂ نقاب جو ہٹا نور الدہر نے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن مصروف جنگ ہین نور الدہر نے بیقرار ہوکر آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نظم

ماہ نو ہی مثل ابرو لیکن آشکار و نہین
ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین

کونسا تن ہی کہ مثل روح اُسمین تو نہین
کون ہی گل جو ترا مسکن برنگ بو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین

عشق مین بدمست ہون مین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہی جام مئے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہی جو ایک بھی آہو نہین

ہوگیا ہی یہ قران آفتاب ماہ نو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہوگیا ہی مثل مو تار نگاہ اپنا سیاہ
آگے آنکھون کے صنم جب سے ترے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتے ہین بآواز بلند
دیر سے بہتر ہی کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان دیوانی ہین کیونکر گلے مین ہو نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

نور الدہر نے جو شانۂ نازک ملکہ سے خون بہتے دیکھا یہ اشعار پڑھکر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی تمنے کیون تکلیف فرمائی کہ یہ صدمہ پہونچا شانہ نشانہ ہوا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میرے کلیجے پر یہ نیزہ پڑا ہرچند کہ مین نے اُس بےحیا کو قتل کیا دل کو چین نہین ملکہ نے گھوڑا پھیرا اسب ساتھ والے سمت کر قریب آئے نور الدہر ہاے ہاے کرتے رہگئے ملکہ نے گھوڑا بڑھایا مع ساتھ والون کے ایکطرف روانہ ہوگئین جب ملکہ نظرون سے مخفی ہوگئین تو نور الدہر نے ایک آہ کی اور تڑپکر گھوڑے سے گرے اور بیہوش ہوگئے جب آفتاب سر پر آیا گرمی جو معلوم ہوئی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرائے خارستان سنسان لق و دق میدان ہی ہرطرف سے بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین زاغ و زغن کی مہیب آوازین آتی ہین جابجا ریگ روان کی طغیانی اُس صحرا مین پانی نایاب چشمے خشک پڑے ہین اگر کسی غار مین پانی ہی تو کھول رہا ہی دھوان نکل رہا ہی نور الدہر اُس صحرا کو دیکھکر

بہت پریشان ہوے مرکب بھی سواری کا نہین حیران ہوے کہ وہ متقل کیا ہوا کہ جہان صدہا لاشے پڑے تھے اس صحراے ہولناک مین کسنے پہونچا یا دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار تا بہ شہر عجائب پہونچایہ ملکہ کا براے مدد آنا اور باعث خرابی تھا ای رحیم وکریم رحم اپنا کر نظم

صاحب دولت فراہم میکند دولت عبث	میکشد بر دوش بہت بار این حسرت عبث
ہست ہر چند روزہ زندگانی درجہان	جملہ سرگردانی و حیرانی و محنت عبث
زین جہان چون رفتن است آخر مسافر بندہ را	فکر ایوان وسراے و منزل و مکنت عبث
بر تن خاکی کہ گرد و خاک بعد از چند روز	جامۂ زرتار و شال و زیور و زینت عبث
ہست در ملک فنا این سلطنت بیفائدہ	تخت دولت تاج حشمت مسند عزت عبث

نورالدہر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ ایک جوان پست قد لحیم وشحیم سامنے سے آتا ہی نورالدہر نے پکارا کہ میان جانیوالے ہمکو راستہ شہر عجائب نگار کا بتادو وہ شخص ہنسا کہا کہ ای طلسم کشا تمہارے مطلب کو مین سمجھا سامنے سیدہے جاؤ ایک نخل چنار ملیگا اُسکے سائے مین ٹھہرنا ایک ضعیفہ مع ایک نوجوان عورت کے آئیگی اور تمسے کہیگی کہ ای مہمان عزیز ہمکو سرفراز کرو اُسکے ساتھ جانا اور اُسکے گھر مہمان رہنا مگر شب کو آرام نکرنا جب زیادہ رات آویگی تو وہ جوان عورت اُس ضعیفہ عورت سے کہیگی کہ نانی امان مجھکو نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو بڑھیا کا عاقلۂ بالغہ تام ہو دہ بیان کریگی وہ مضمون خاص تمہارا ہی ہوگا اُسکو سُنکر اُسکے بیان پر عمل کرنا ملکہ سے ملاقات ہوگی نورالدہر نے کہا کہ ای رہبر کامل تجکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اُس جوان نے ہنس کر کہا کہ شہر عجائب نگار مین سب مسلمان رہتے ہین مگر تقیہ مین ہین حکیم صاحب نے مجھسے کہا تھا کہ آج جو یہان سیر جاؤگے تو طلسم کشا سے ملاقات ہوگی اُسکی رہبری کامل طور پر کرنا کہ طلسم کشا ہم تک پہونچے پھر جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اس صحرا مین کوئی راستہ نہین چلتا سواے آپکے کوئی اس صحرا مین نہین آیا اس وجہ سے ہمنے پہچانا حکیم صاحب ہمہ دان دہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین علوم حکماے اشراقین سابق کے عالم یہ انھین کے شعبدے ہین جو آپ دیکھ رہے ہین بقراط ثانی کی کیا حقیقت ہی کہ اُنکی دختر پر قبضہ کرے روبرو کلام کرآئے

ادر کو آئے کہ اس خیال سے در گذریے مگر وہ نہین مانتا رنج اُٹھائیگا آپ ایسا جلیل ہماری
نگاہ سے نہین گذرا دیر تک وہ کوتاہ قد نور الدہر سے کلام کیا کیا کہا کر بسم اللہ منزل
مراد پر جائیے نور الدہر اُسی طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نخل چنار ملا اُسکے سائے
مین ٹھہرے دیکھا تو ایک ضعیفہ ایک نوجوان عورت کا ہاتھ تھامے ہوئے آتی ہی قریب
نور الدہر کے آکر سلام کیا کہا کہ ای شاہزادۂ والا قدر آسمان جلالت کے بدر آج کی
شب مجھے سرفراز کیجیے وہ نوجوان عورت مُنھ پھیر کر کھڑی ہوئی نور الدہر توکل حال
سُن چکے تھے اُس بڑھیا کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ شہر کا معلوم ہوا
چند آدمی کھڑے تھے وہ نور الدہر کو دیکھ کر بڑے عرض کرتے تھے کہ ہمین سرفراز کیجے آج
ہمارے یہان مہمان رہیے ضعیفہ منع کرتی ہی کہ ای شہریار آپ مجھے وعدہ کر چکے ادر کی
مہمانی قبول فرمائیے نور الدہر نے کسی کا کہنا نہ مانا ضعیفہ کے ساتھ شہر مین آئے دیکھا کہ
شہر آباد رعایا دلشاد ہر بازار مین کٹورہ کھنک رہا ہی نور الدہر جس طرف سے گذرتے ہین
دوکاندار اُٹھ اُٹھ کر سلام کرتے ہین تعریف حُسن وجمال مین مصروف ہین کہتے ہین کہ ای
حاقلۂ بالغہ تو بڑی صاحب نصیب ہی کہ یہ شہریار تیرے ساتھ پرسم مہمانی جاتا ہی ہکو رشک
آتا ہی ضعیفہ ہنس کر خاموش ہو رہتی ہی کسی کو جواب نہین دیتی چوک مین جو آکر پہونچے دیکھا
کہ چوبدار اہتمام کر رہے ہین دوکانین بند کراتے ہین مردون کو سامنے سے ہٹاتے ہین
کہتے پھرتے ہین کہ یارو ادب سے رہو سواری ملکۂ عالم کی آتی ہی بعد تھوڑی دیر کے ضعیفہ
نے نور الدہر سے کہا کہ ایک گوشے مین ٹھہر جائیے نور الدہر ایک گوشے مین آکر ٹھہرے
چند شتر سوار ہٹو بچو کہتے ہوے پیدا ہوے بعد اُسکے کچھ کہاریان ناظر بچکانے سامنے سے
گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک نقابدار جواہر پوش مرکب باد رفتار زیر ران ہودے پر
پنجہ نگار مین پڑا ہوا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نور الدہر پہونچا توجہ بدارنے
بڑھ کر نور الدہر سے کہا کہ پردے مین ہو جائیے ضعیفہ نے کہا کہ میان مرد ہے صاحب
تمام بازار بند ہی کوئی مرد وعورت سامنے نہین ہی یہ میرے مہمان ہین انکو نہ ہٹاؤ کہ گھوڑا
نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا گھوڑے پہ مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا

اب جو زین پر اُترا بند نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹ گیا نور الدہر کی نگاہ پڑی ملکہ نازک اندام
کو دیکھا ملکہ نے مسکرا کر بند نقاب کو درست کیا نور الدہر بڑھے کہ کچھ کلام کرین ملکہ نے
گھوڑے کو کوڑا مارا کہ گھوڑا سامنے سے گذر گیا نور الدہر بیقراری کرنے لگے فرماتے تھے
کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے مجھے دکھائی ہی نظم

کوئی نامہ یا کوئی پیغام بھیج	ہون مین بے آرام کچھ آرام بھیج
تیرے در پر کب سے کرتا ہون سوال	عاشق آنکھون کا ہون دو بادام بھیج
ہجر مین کرتا عوض ای آسمان	وصل ہی جائے سحر اب شام بھیج
تا کجا پرخون رہے دل ای فلک	کوئی مینائے مئے گلفام بھیج
ایک مدت رو چکین آنکھین لہو	نشے سے بھی سرخ ہون اب جام بھیج
تیری کرتی جالی کی درکار ہی	بہر مرغان معانی دام بھیج
بھیجنا خط کا کیا اُس بُت نے ترک	اب خدایا موت کا پیغام بھیج
یا الٰہی ہو بہم عیش و معاش	ساتھ زر کے کوئی سیم اندام بھیج
آگیا ناسخ کو پیغام اجل	اب تو کوئی نامہ ای خودکام بھیج

نور الدہر نے قصد کیا کہ ہمراہ رکاب اس شہسوار کے دوڑا ہوا جاؤن بڑھیا نے
ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا غضب کرتے ہین صبر کیجیے اور کنیز کے یہان چلیے
وہ نوجوان عورت جو ضعیفہ کے ساتھ تھی وہ تو کنیزون مین ملکہ کی مل کر چلی گئی شاہزادے
نے کہا کہ بڑی بی صاحب آپکی نواسی کیون ملکہ کے ساتھ چلی گئین ضعیفہ نے کہا کہ حضور وہ تو
انکی ملازم ہی وقت پر آگئی اور آپکے واسطے یہ بہت خلاف ہی کہ ہمراہ رکاب دوڑتے ہوے
جائین صبر کیجیے جب ملاقات کا وقت آئیگا تو ملاقات ہوگی مگر دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوڑیے ضعیفہ نور الدہر کو ساتھ اپنے لے چلی جو سامنے آیا اُسنے جھک کر سلام کیا اور
ضعیفہ کی تعریفین کرنے لگا اور کہا کہ ای عاقلۂ بالغہ تمہارا بڑا مرتبہ ہی ایسا مہمان عزیز لا
ضعیفہ نے لاتے لاتے نور الدہر کو ایک محلہ مین پہونچایا سب محلہ بھر کے دروازے کھلے
ہوے تھے ایک مکان مین قفل لگا تھا اُس ضعیفہ نے ازار بند سے کنجی کھولی قفل کو کھول کر

نورالدہر کو اندر لائی مکان نہایت آراستہ و پیراستہ تھا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا
چند کنیزین جو موجود تھین اُسنے حکم دیا کہ سامان دعوت کرو کنیزون نے سامان کرنا شروع کیا
کھانا وغیرہ تیار کیا پہر رات گئے عاقلۂ بالغہ نے دسترخوان بچھایا کہ نواسی عاقلہ کی
آئی نورالدہر نے بلحاظ اُسکو اپنے قریب بٹھایا پوچھا کہ کیا تم ملکۂ عالم کی خدمت مین گئی تھین
ملکہ کس کام مین معروف ہین اُس نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ وقت عیش و عشرت ہی
جلسہ آراستہ ہوا ہم چلے آئے کہ ضعیفہ نے کہا خاصہ تیار ہی بسم اللہ نوش فرمائیے
نورالدہر خاصہ کھانے لگے بعد خاصہ نوش کرنے کے ضعیفہ نے جام شراب پیش کیا جب رات
زیادہ آئی ضعیفہ نے عرض کی کہ حضور اب آرام فرمائین نورالدہر چھپرکھٹ پر آئے مگر
اُس جوان لطیم و شمیم کی وصیت یاد آئی نیند کب آتی ہی یاد اُس محبوب جانی کی بیقرار
کر رہی ہی ظاہر مین آنکھین بند ہین ضعیفہ بھی ایک چارپائی پر لیٹی کہ نواسی نے عرض کی کہ ای
نانی امان نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو ضعیفہ نے کہا کہ ای نورِ نظر میرا دل خود
چاہتا ہی کہ کچھ ذکر کرون یہ کہکے ذکر نورالدہر کا شروع کیا کہ طلسم کشا مارے مارے
پھر رہے ہین آج قصد کیا تھا کہ ہمراہ رکاب جائین مگر مین نے روکا اب اُنکو مناسب یہ ہی
کہ باغ عجائب مین جائین شاید ملاقات ہو نورالدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے
دبے پاؤن مکان سے نکلے راستے کو طی کرتے ہوئے اُس شب تیرہ و تار مین جاتے ہین دور
سے دیکھا کہ دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی دروازے پر خوب روشنی ہی چند
کنیزین ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا کہ ظاہر ہو کر باغ مین چلون یقین ہی کہ ملکہ میرا انتظار
کر رہی ہونگی یہ سوچ کر اندر باغ کے چلے اور سامنے اُن کنیزون کے آئے کنیزون نے جھُک کر
سلام کیا اُن کنیزون نے نورالدہر کو گھیر لیا نورالدہر کو ساتھ لیکر اندر باغ کے آئین
دیکھا کہ باغ نہایت پُربہار ہی درخت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب نورالدہر یہ تماشا
دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہی معشوقہ مسند پر بیٹھی ہی نورالدہر کو جو آتے
ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نورالدہر کو معلوم ہوا کہ دولت
کونین ہاتھ آئی وہ نازنین نورالدہر کو لائی اور لاکر مسند پر بٹھایا کانُن کو اشارہ کیا وہ گئین

بصد ادب آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

آئنے سے ہی دوچار ای آئنہ رو آئنہ — میں ہون حیرت سے مقابل جسم سے تو آئنہ
سامنے شمشاد کے ہو جس طرح جو آئنہ — دیکھتا ہی اسطرح وہ سرو دلجو آئنہ
حسرت انجام سکندر کی اگر مجھ سے سنے — چشم جوہر سے ابھی ٹپکائے آنسو آئنہ
عکس تیرا پڑ گیا رنگت ہوئی گلبرگ کی — ہو گیا مانند گل ای جان خوشبو آئنہ
دیر سے دیکھا نہین چشم سیاہ یار کو — جوش سودا سے بنا ہی چشم آہو آئنہ
باغ مین جو میرے خوش قد کے مقابل ہو گیا — سرو کی شرمندگی کو بن گئی جو آئنہ
ہو گیا ہی عکس تیرا کیا مسخر ای پری — سیکھ آیا ہی کسی ساحر سے جادو آئنہ
دل ہی اپنا ہو گیا کیا آگے تیرے آب آب — جب ہوا تیرے مقابل بن گیا جو آئنہ
جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر — قصر ہستی مین لگا رکھا ہی ہر سو آئنہ
ہند مین پہونچا حلب سے طالب دیدار دوست — آدمی سے کم نہین کرتا تگاپو آئنہ
حسن محبوب الٰہی کا اثر ہی آج تک — عکس روے مہر سے بنتا ہی مہرو آئنہ
تیری زلفون کا تصور کون سے دلمین نہین — اب نظر آتا نہین دنیا مین بے جو آئنہ
یار اگر خود بین ہی ای ناسخ مبارک ہو تجھے — جلد بنجا جوش حیرانی سے اب تو آئنہ

یہ اشعار گا ہی رہی ہی ملکہ چاہتی ہی کہ اس ہجران دیدہ و آفت کشیدہ سے باتین کرے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا چند کنیزین ایک تخت کوتل لیے ہوے آئین ملکہ اُن کنیزون کو دیکھکر پریشان ہو گئین اُن کنیزون نے آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بلایا ہی ملکہ نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگی کہ ایک گوشے سے آواز آئی او طلسم کشا یہ بے ادبی کہ باغ مین ملکہ کے چلا آیا دیکھا نور الدہر نے کہ ایک پہلوان گینڈا اُڑاے ہوے آتا ہی نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا کئی ہاتھ تلوار کے پہلوان نے مارے نور الدہر نے تلوار پر سب وار روکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے اندھیرا ہو گیا ہوا زور سے چلنے لگی درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے نور الدہر

اُس آندھی کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعد چند ساعت کے ہوشیار ہوے دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ جلسہ ایک صحراے ہولخیز مین ایک درخت کے سائے مین کھڑا ہون حیران تھے کہ یہ کیا سحر کہ ہوا ای نورالدہر بڑے غضب کی بات ہی کہ بقراط آٹھ پہر اسی فکر مین ہی آج تو اُسنے بجز بلوایا دیکھیے کیا انجام ہو اس خیال مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی نوبت و نقارے کی آواز آئی نورالدہر حیران دیکھ رہے ہین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار و سانڈنی سوار و چوبدار و پیادل بڑھے ہوے آتے ہین اُنکے بعد ایک حکیم وضع شیر و شکر کی پگڑی سر پر باندھے ہوے جامہ ایک ہی ایک کلی کا پہنے ہوے کمر باندھے ایک تخت مرصع نگار کو کہار اُٹھائے ہوے وہ مرد حکیم وضع پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار رئیس و امیر پرے باندھے ہوے چوبدار آوازین لگاتے ہوے آئے اُس حکیم وضع نے بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ بسم اللہ تخت پر سوار ہو جیے تمام اہل شہر آپکے عرصے سے مشتاق ہین آپ اس مقام پر یکہ و تنہا کھڑے ہین تشریف لے چلیے کل رؤسا نے بھی بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار چلیے ہم لوگ کئی دن سے آپ کی زیارت کے مشتاق تھے کہ حضور تشریف لاوینگے آپ نے سرفراز نہ کیا ہم لوگ تلاش کرتے ہوے یہان آئے شکر ہی کہ آپ کو پایا یہ کہکر اُس حکیم نے بمنت و خوشامد نورالدہر کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے لے چلے قریب در شہر کے جو پہونچے تو دیکھا جملہ دوکاندار و رئیسانِ شہر مشتاق کھڑے ہین نورالدہر کو دیکھ کر براے تسلیم خم ہوے سبھنے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین ہر ایک کا قول تھا کہ ای پروردگار اس شہریار کو اپنی حفظ و امان مین رکھنا نورالدہر دونون ہاتھون سے سب کے سلام لیتے ہوے اندر شہر کے آئے دیکھا کہ کوٹھون پر عورتین کھڑی ہین اور نظارۂ جمال کر رہی ہین ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی کہ ای پروردگار اس شہریار کو مکر سے بقراط ثانی کے بچائیو وہ دن خدا کرے کہ ہمارا اسلام ظاہر ہو بالاعلان مسجدین بنین اور ہم لوگ روزہ نماز کرین خوف سے اُس ظالم کے تقیہ مین ہین ہر وقت جان و آبرو کا ڈر ہی دیکھین انجام کیا ہو ہر گلی و

کوچے سے یہی آوازیں آتی ہیں نور الدہر سب کا سلام لیتے ہوئے قریب دار الامارۂ
شاہی کے پہونچے اُس حکیم وضع نے بڑھ کر دروازہ کھولا اندر سے قصر کے چند وزراو
امرا ایک تاج لیکر باہر آئے چاہا کہ تاج سر پر نور الدہر کے رکھین نور الدہر نے انکار
کیا کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہمکو دعوی سپاہ گری ہے وزرا خاموش ہو رہے
ایک وزیر نے بڑھ کر عرض بھی کی کہ حضور تاجدار طلسم خیال سکندری ہین مگر جب بھی
نور الدہر نے عذر ہی کیا کہا کہ ہمارے جد عالی تبار نے کبھی یہ عہدہ نہین قبول کیا ہر چند
کہ سب تلک دادا جان کے نام ہین مگر تاجدار سعد بن قباد ہین ہم تاج کے مستحق نہین
انشاء اللہ تعالے وہ بھی اس طلسم مین تشریف لائین گے تخت حکومت پر بیٹھین گے حکیم نے
وزرا کو منع کیا کہ اب شاہزادے سے کچھ کلام نہ کرو یہ کہکر شاہزادے کو اندر دار الامارۂ
شاہی کے لایا دنگل یاقوت نگار بچھا تھا اُسپر نور الدہر آکر بیٹھے حکیم کرسی پر آکے بیٹھا گرد
تمام وزرا حکیم صاحب نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اب غلام پر جلوے ہونگے
آج بقراط ثانی کو ثابت ہوگا کہ ارسطوے ثانی نے اسلام اپنا ظاہر کیا کل شہر
مسلمان ہو تھوڑے ہی عرصے مین کل جلسہ آراستہ ہوا نور الدہر نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ جسکے
گھر مین مہمان تھا وہ اور اسکی نواسی آراستگی جلسے مین مصروف ہے اور وہ پانچون کنیزین
جو اپنے گھر مین لے گئی تھین وہ بھی شریک جلسہ ہین نور الدہر نے ضعیفہ کو اشارے سے
قریب بلایا جب وہ ضعیفہ قریب آئی تو اُس سے پوچھا کہ ہمارے آنے کی ملکۂ عالم کو بھی خبر ہوئی
عاقلۂ بالغہ نے عرض کی کہ مین اب جاکر خبر کرتی ہون یہ کہکر عاقلۂ بالغہ چلی محل مین آئی
ملکہ سو کر اُٹھی ہین منھ دھو رہی ہین کہ عاقلۂ بالغہ نے آکر عرض کی کہ داری مبارک ہو
طلسم کشا تشریف لائے ہین والد نے آپ کے وکل شہر نے اسلام اپنا ظاہر کر دیا اب
یقین ہے مقابلے پڑین ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا کہ قبلہ وکعبہ نے بڑا غضب کیا کہ ابھی لوح طلسمی
حاصل نہین ہوئی اور اسلام اپنا ظاہر کر دیا بقراط ثانی بڑی کوشش کریگا دیکھیے کیا ہو مگر
مین تو چل کر دیکھون ملکہ اپنے مقام سے اُنھین چند کنیزین ہمراہ ملکہ بام پر آئین دیکھا کہ
نور الدہر دنگل پر جلوہ فرما ہین حکیم صاحب پہلو مین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی ہے

اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

واعظا مسجد سے اب جاتے ہین میخانے کو ہم — پھینک کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانے کو ہم
کیا مگس بیٹھے بھلا اُس شعلہ رو کے جسم پر — اپنے داغون سے جلا دیتے ہین پروانے کو ہم
جیسے آگے کہتے ہین گُل گھول کر بازوے برگ — گلشن عالم سے ہین تیار اُڑ جانے کو ہم
کون کرتا ہی بتون کے آگے سجدہ زاہدا — سر کو دے مار کے توڑین گے بتخانے کو ہم
جب غزالون کی نظر آجاتی ہی چشم سیاہ — دشت مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانے کو ہم
بوسۂ خالِ زنخدان سے شفا ہو گی ہمین — کیا کرینگے ای طبیب اس تیرے بہدانے کو ہم
باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال — اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانے کو ہم
پنجۂ وحشت سے ہوتا ہی گریبان تار تار — دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانے کو ہم
عقل کھو دی تھی جو ای ناسخ جنون عشق نے — آشنا سمجھا کیے اک عمر بیگانے کو ہم

وہ پانچون کنیزین کسی کام کے حیلے سے پشت پر نورالدہر کے آئین شانے پر ہاتھ رکھکر اشارہ کیا نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ غرفہ کھلا ہی اُسمین وہ آفتاب طلعت ماہ صورت بحسرت طرف نورالدہر کے دیکھ رہی ہی نورالدہر سے جو آنکھ چار ہوئی ایک جوش محبت آیا بیقرار ہو کر ایک نعرہ کیا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان افسوس ہی کہ ہم تمھارے جمال سے بخوبی مشرف نہوے جب صحبت مین پہونچے ایک نہ ایک انقلاب ہوا نورالدہر نے جو یہ پکار کر کہا حکیم نے سر اُٹھا کر جھڑکا اور کہا کہ او شوخ چشم یہ کیا حرکت ہی ملکہ نے غرفہ بند کر لیا نورالدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے کہا کہ کیون حکیم یہ تو نے کیا حرکت کی کہ معشوقہ نے غرفہ بند کر لیا ایک نظرے خوش گزرے کا موقع تھا وہ بھی تو نے نہونے دیا نورالدہر تلوار کھینچ کر جو سر پر حکیم کے آئے حکیم نے کچھ بڑبڑایا اور کہا کہ حضور میٹھے اسقدر غصہ نکیجے اہل دربار سب اُٹھ کھڑے ہوے نورالدہر کی آنکھون کے نیچے سے جو وہ صورت زیبا چھپی تاب صبر نرہی چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی تیغۂ برہنہ لیے ایک قریے مین کھڑا ہون سامنے ایک دیر بنا ہی اُسمین تصویرین پتھر کی چوطرفہ رکھی ہین بیچ مین ایک تخت

جواہر کا بچھا ہی اُسپر ایک بت سونے کا بیٹھا ہی گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین مگر وہ بت
سُنہرہ آواز دے رہا ہی کہ ارے طلسم کشا کو پکڑلو چہار طرف سے قریب کے لوگ تلوارین
کھینچے ہوسے آتے ہین اور غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو مارلو نورالدہر نے بڑھکر ایک
سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا اُسپر سوار ہوے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بچیاو اسے
نابکاران بُرد غا نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان

بچشم نگون شد سر کافران
ظفر بر یلان عرب یافتم

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

تنم سر نگون لشکر کافران
لقا را بیک دست بر داشتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے جس کے
ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی عرصے مین مجمع منتشر ہوا افسر بھاگنے لگے
نورالدہر لڑتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے گھنٹ نوازون اور ناقوس نوازون نے
بلوہ کیا نورالدہر اُنکے بیچ مین آگئے جون جون اُنکو قتل کرتے ہین وہ زیادہ ہوتے جاتے
ہین دو گھڑی کامل نورالدہر اُن سب سے لڑے مجمع کسی طرح کم نہین ہوتا اور زیادہ ہوا کہ
آسمان پر سے آواز آئی کہ ای شہریار مقام افسوس ہی کہ دوست کو دوست نہ جانا اپنے
بیگانے کو نہ پہچانا نورالدہر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ارسطوے ثانی جو استقبال کرکے
لے گیا تھا ایک مرغ پرند پر سوار کہہ رہا ہی کہ سر اُٹھاکر طرف دست راست کے دیکھیے ایک
نخل انار ہی ہرچند کہ اُسمین انار بہت سے ہین مگر ایک انار کلان جو سر پر نخل کے ہی ان
لوگون سے نہ لڑیے اُس انار پر تیر ماریے تب یہ لوگ کم ہونگے بلکہ نابود ہوجائین گے مین
زیادہ ٹھہر نہین سکتا یہ کہکر حکیم تو نظرون سے غائب ہوے نورالدہر نے جو داہنی جانب
سر اُٹھاکر دیکھا اُسی صفت کا نخل پایا اور انار کلان بھی چوٹی پر پایا کمان کیانی دوش سے
اُتاری جب تیر بچر کمان مین پیوست کیا تو گھنٹ نواز و ناقوس نواز غل مچانے لگے اور کہنے لگے
کہ ای جوان اگر تو نے انار پر تیر مارا تو غضب ہوگا یہ تیر پلٹ کر تیرے ہی سینے پر پڑیگا یہ سُنکر
نورالدہر رُک گئے کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
قصر عالی بنا ہی اُسکے کوٹھے پر نازک اندام کف افسوس مل رہی ہین اور فرماتی ہین ہاے
افسوس صد ہزار افسوس کہ ہدایت اصلی سے یہ انکار دشمنون کے کہنے کا اعتبار پر اے خدا

تیر مارے اگر یہ خطا کی تو گرفتار ہو جائیگا نور الدہر نے پلٹ کر اُسی انار پر تیر مارا انار پر جو تیر پڑا انار پھٹا دانے منتشر ہوے جس گھنٹ نواز پر دانہ پڑا سر اُسکا پھٹ گیا جتنے دانے منتشر ہوے تھے وہ سب سرون پر گھنٹ نوازون اور ناقوس نوازون کے پڑے سبھونکے سر پھٹے اور جہنم واصل ہوے دور سے کچھ لوگ غلغلہ کر رہے تھے اُنکو یہ کب مانتے ہین وہ سونے کا بت جو تخت پر بیٹھا ہی وہ بھی غل مچا رہا ہی مثل انسان کے آواز دیتا ہی کہ ارے یارو طلسم کشا کو مار لو جب وہ آواز دیتا ہی تو پھر لوگ گوشۂ قریہ سے پیدا ہوتے ہین اور نور الدہر پہ بلوہ کرتے ہین نور الدہر اُنکو کب مانتے ہین جس غول پہ جا پڑتے ہین اُسے درہم برہم کر دیتے ہین نور الدہر لڑتے ہوے در دیر پر آئے دیر کے اندر قدم رکھا وہ بت تخت سے اُٹھا تیغہ پہلو مین رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر کا تھا بدلے مین جو ہاتھ مارا وہ بت تو تخت سے کود کر غائب ہوا تلوار پڑی تخت کٹا وہ بت سنگین اُٹھ اُٹھ کر بھاگے گوشۂ دیر مین جا کر غائب ہوے دیر مین سناٹا ہو گیا دیکھا یا بجا عارتین گری پڑی ہین جہان چھپرون کی بستی تھی وہان آگ لگ گئی چھپر جل رہے ہین نور الدہر نے دیکھا کہ چہار طرف سے شعلۂ آتش نے گھیرا ہی گرمی بہت معلوم ہوتی ہی بلکہ یقین ہی کہ قریب کے جو چھپر جلین گے تو ہمین بھی صدمہ پہونچیگا بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت کو دفع کر نظم

ہمسرت در دین نباشد نیست در دنیا شریک	واحدی و بیمثالی لایزالی لاشریک
نیست حکم لایزالت را علاقہ با سہیم	نیست ذات بیمثالت را تعلق با شریک
زشہان و سرفرازان و سران این جہان	کیست تا با تو کند در ہیچ دعوا شریک
مالکی و حاکمی و دائمی و قائمی	ہیچ کس با تو نباشد دیگران مولا شریک

الغرض جو نور الدہر نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت تمثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھون مین لیے ہوے تلوار کھینچے ہوے آکر پہونچے اُس پہلوان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو گھیر لو چہار طرف سے اُن نامردون نے نور الدہر کو گھیرا تلوار پڑنے لگی کہ دو شخص پہلوے صحرا سے گرد اُڑی

دیکھا کہ نقابدار جواہر پوش سات آٹھ سو نیزہ دار پشت پر وہین سے کہتا ہوا آیا کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا نور الدہر خوش ہوگئے کہ ملک مدد کو آئین نقابدار چمک چمک کے لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب اُس پہلوان کے پہونچا اور وہ تیراندازی کی کہ ہزار ہا خطا شعار ون کو مارا جو مرکر گرا لاشہ غائب ہوگیا اُس پہلوان نے جو نقابدار کو قریب پایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے دہ شعلے اور گرمی وغیرہ دفع ہوئی ساتھ والے اُس پہلوان کے بھاگنے لگے نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی فتح ہوئی اپنے ساتھ والون کو کچھ آواز دی یا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے یا سمٹ کر پشت پر نقابدار کے آئے نقابدار نے چاہا کہ سب کو ساتھ لیکر نکل جاؤن نور الدہر نے قریب آکر پودمے پر ہاتھ ڈالا فرمایا کہ او نقابدار مین تیرے نام سے آگاہ ہونا چاہتا ہون نقابدار نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرا نام یہی ہی کہ آپ کا خیرخواہ ہون نور الدہر کو اور زیادہ ایک محبت پیدا ہوئی باتین کرتے کرتے بند نقاب پر ہاتھ ڈال دیا نقاب جو چہرے سے اُٹھی نور الدہر نے دیکھا کہ ارسطوے ثانی ہی ارسطوے ثانی نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو خود آفت مین پھنساتے ہین غلام ہے طریقے کو ملاحظہ فرمایا اگر روبروے دیر نہ آکر خیرخواہی کرتا تو عمر بھر اگر آپ لڑتے تو گھنٹ لوازون پر فتحیاب نہ ہوتے وہ بڑھتے ہی چلے تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر رچاؤ ہوتا کہ گاؤ زمین اُنکا بار نہ سنبھال سکتی پھر جو مین نے خیال کر کے دیکھا کہ آپ فوج مین پھنسے ہوے ہین تھتن شیر سوار کی فوج سے اور آپ سے مقابلہ ہو رہا ہی غلام کو تاب نہ آئی آخر خود حاضر ہوا آپ کی مدد کی مگر میری کیا مجال تھی جو آپ کی مدد کرتا براے خدمتگذاری حاضر ہوا شکر ہی کہ آپ نے مہلت پائی لیکن آج غلام کا حال حضور نے کھول دیا بس اب تشریف لے چلیے سب آپکے مشتاق ہین اُس شوخ چشم کا جھڑکنا آپ پر شاق ہوا یہ جفا اُٹھائی اب آپ چل کر آرام سے بیٹھیں تو مین لوح کی فکر کرون نور الدہر کو ساتھ لیکر حکیم صاحب چلے اُس قریے سے نکلے نور الدہر نے دیکھا کہ سامنے در شہر ہی اس عجائب وغرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوے

سوچ کر یہ شعبدے حکیم صاحب کے ہین اہل شہر براے استقبال آئے نور الدہر کو لاکر شہر مین داخل کیا اہل شہر نے دیکھا کہ نور الدہر مرکب باد رفتار پر سوار ہین حکیم صاحب مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین سات سو جوان اہتمام سواری کا کرتے ہوے دار الامارہ پر لائے شاہزادہ دار الامارہ مین داخل ہوا اور دیکھا کہ اُسی طرح جلسہ جما ہوا ہی نور الدہر دنگل یاقوت نگار پر آکر جلوہ فرما ہوے مگر عاقلہ بالغہ کسی کام کے حیلے سے پشت پر آئی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ملکۂ عالم سے اطلاع کرون حضور جو اس جفا مین پھنسے ملکہ نے شب ہجر تڑپ تڑپ کر کاٹی قصد کرتی تھین کہ براے مدد جاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ ای نور نظر تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون تب ملکہ رنگین نور الدہر نے بمحبت کہا کہ ای عاقلہ بالغہ تم خود عقیل و فہیم ہو ملکۂ عالم سے اطلاع کرنا کہ آپ تامل فرمائین مین شب کو خود حاضر ہونگا عاقلہ بالغہ نے کہا کہ بہت مناسب فرمایا حکیم صاحب نے اشارہ کیا کہ او عاقلہ کیا طلسم کشا سے باتین کرتی ہی گا اُن کو بُلا گا اُن فوراً حاضر ہوئی سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

وہ کاوش خار خار غم کی جو ای گلبدن بھولے
جسے دیکھا وہ دیوانہ ہی تیرا باغ عالم مین
ہو دے تکلیف تیرا صحن رو اُسکو ایمان کی
فسون پرداز ہی شیرین زبانی میرے دلبر کی
نہین اسباب دنیا کون ساکشتی دنیا مین
گل رخسارۂ صیاد سے جو عشق کامل ہو
تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہی
بھی اسے آتش دعا ہی مرد مومن ہون

تری بشاش صورت دیکھ کر رنج و محن بھولے
برنگ بوے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے
کہ اسد اکبر بت پرستی برہمن بھولے
کلام اسد حافظ سُن کے اُس بُت کا سخن بھولے
وہ ٹھکر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن پہولے
قفس مین آشیانے کو ہوا مرغ چمن بھولے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے
حواس خمسہ زائل ہون جو یا دبنجن ' بھولے

پہر رات گئے حکیم صاحب نے جلسہ برخاست کیا دست بستہ عرض کی کہ خاصہ تیار ہو اتنہ نوش فرمائیے نور الدہر ہمراہ حکیم صاحب چلے ایک کمرے مین آکر دیکھا کہ دسترخوان آراستہ ہو نور الدہر نے ساتھ حکیم صاحب کے خاصہ نوش کیا دوسرے کمرے مین پھر گھٹ

بچھا تھا اُسمین لاکر عرض کی کہ آرام فرمائیے چار خدمتگار واسطے چپی کے چھوڑے نورالدہر
جو پلنگ پر آکر لیٹے تصویر خیالی ملکہ کی آنکھون کے سامنے آکر پھری کروٹین لے رہے ہین
دل مین خیال کرتے ہین کہ عاقلہ سے وعدہ کر چکا ہون اُسنے ضرور ملکہ سے اطلاع کی ہوگی
ملکہ انتظار کر رہی ہونگی آخر خدمتگارون سے فرمایا کہ اب تم بھی جاکر آرام کرو ہماری نیند کا
وقت ہی خدمتگار رخصت ہوے نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے لباس سیاہ زیب جسم
کیا تلوار لیکر کمرے سے نکلے کمند مارکر قصر سے اُترے دیکھا شہر مین طلایہ پھر رہا ہی
ایک طرف سے خود حکیم صاحب سوارون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دے رہے ہین صدائے
حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نورالدہر نے جو حکیم صاحب کو طلایہ دیتے ہوے دیکھا
بہت گھبرائے ایک کوچے سے ہوکر چلے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ کون جاتا ہی ذرا
ٹھہرجا مگر نورالدہر نہ ٹھہرے اور نہ کچھ جواب دیا وہ سوار گھوڑا دوڑا کر قریب
آیا للکار کر کہا کہ او دزد جواب نہین دیتا نورالدہر پلٹ پڑے اُسنے نیزہ مارا نورالدہر
نے سنان بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ سوار کا چھین لیا جب نیزہ لے لیا تب
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار بھی چھین لی ٹانگ پکڑ کے سوار کو گھوڑے
پر سے کھینچ لیا ایک لات ماری سوار کا سر پھٹ گیا اُس گھوڑے پر خود سوار ہوے
تھوڑی دور بڑھے تھے کہ اُس سوار کے ساتھ کے دس پانچ سوار آتے تھے اُنھون نے
جانا کہ ہمارے ساتھ کا سوار آتا ہی پکارے کہ وہ دزد کس طرف گیا ای برادر ہمین بتاؤ
ہم تم مل کر اُسے گرفتار کرین ایک سوار نے بڑھکر جو صورت دیکھی پکار کر کہا کہ یارو
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان نے سوار کو مارا اسکو گھیر لو اُسکو مار کر گھوڑا چھین لایا
ہی اُن سوارون نے نورالدہر پر بلوہ کیا اُدھر جو ہوا حکیم صاحب طلایہ دے رہے تھے
گھوڑا اُٹھا کر دوڑ پڑے حکیم صاحب جو بڑھے دس بارہ ہزار سوار انکی پشت پر تھے
سب لینا لینا کہکے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی مگر نورالدہر کو شرم ہی کہ ایسا نہ ہو
حکیم صاحب دیکھ لین نورالدہر لڑتے جاتے ہین اور طرف گلی کوچون کے متوجہ ہین
چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جس گلی کوچے مین جاتے ہین بلوہ سوارون کا پلٹتے ہین

ایک کوچے مین جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازے پر عاقلۂ بالغہ کھڑی ہی پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادہر آئیے نور الدہر کو بہت غنیمت ہوا کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب مجکو دیکھ لین تو پوچھین گے کہ آپ شب کو کیون نکلے تو کیا جواب دونگا مکان مین عاقلہ کے چلے آئے مکان سے سُن رہے ہین کہ سوار و پیدل ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ وہ دزد کدہر بھاگ گیا نور الدہر سُنا کیے تھوڑے عرصے مین ڈھونڈھ کر وہ سوار و پیدل چلے گئے نور الدہر نے عاقلۂ بالغہ سے کہا کہ ای ضعیفہ تیرا مجپر بڑا احسان ہی عاقلۂ بالغہ نے کہا کہ آپ یہ نہین جانتے تھے کہ حکیم صاحب اپنے شہر کا خود انتظام کرتے ہین آپ شب کو کہان چلے تھے نور الدہر نے کہا کہ برا سے ملاقات ملکہ چلا تھا عاقلہ نے کہا کہ ای شہریار آپ یہ نہ سمجھے کہ اس بلوے سے کیونکر نکلونگا حکیم صاحب خود دیکھ رہے ہین نور الدہر نے کہا کہ مین سمجھا تھا کہ اپنے کو باغ مین ملکہ کے پہونچا دونگا وہ کنیزین کہ جنکا مین مہمان ہوا تھا وہ خدمت مین ملکہ کی موجود ہین ذکر کرچکی ہین یقین ہی کہ ملاقات ہو جائے ای عاقلۂ بالغہ مین اپنا حال کیا بیان کرون اب تو یہ کیفیت ہی نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اُٹھا سکتا ہے تنک کہربا مین کاہ کو

پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا نردبان عرش یوسف چاہ کو

کیا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین جسینون سے سلوک
رس دیات ہر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کھانے کو جلئے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو

پست ہمت سے بچاتا ہی کوئی مال بخیل
زور سے اہل جہان لیتے ہین آب چاہ کو

شاخ گل سے ہی برنگ گل وہ طفل نی سوار
نکہت گل کہتے ہین ہم گرد بازی گاہ کو

نقش پا سے محتسب پلٹے نہ رندونکا سُراغ
سے طو کرنا ہی لازم میکدے کی راہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض می فروش
مستی مے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو

حلقۂ آغوش سے اُس طفل نے جب کی گریز / تیر مین سمجھا بس اُسکے قامتِ کوتاہ کو
کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل ای صنم / اپنے بندون سے نہین غفلت کبھی اللہ کو
ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کیطرح / آہ کرتا ہی فلک بھی سُنکے میری آہ کو
آدمی کو مبتلاے حرص کر دیتی ہی عقل / جانتے ہین طلفت اطفال بازی گاہ کو
ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم / یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

عاقلۂ بالغہ نے جو نور الدہر کو انتہا کا بیقرار پایا کہا کہ ای شہریار مین کیا عرض کرون جو
حضور کا حال ہی وہی ملکہ کی بھی کیفیت ہی ظاہر ہوا کہ دونون کی ایک صورت ہی آپ
میرے ہمراہ چلیے جاکر ملکہ سے عرض کرونگی کہ شہریار بڑی جفا اُٹھا کر آئے ہین ملاقات اُنسے
ضرور ہی نور الدہر یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے عاقلۂ بالغہ نے دیکھا کہ نور الدہر
کو انتہا کا جوش وخروش ہی نور الدہر کے ساتھ ہوئی عاقلہ آگے آگے نور الدہر
اُسکی پشت پر جیسے ہی مکان سے عاقلہ کے نکلے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ
ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار سوار ضعیفہ
کو دیکھ کر للکارا کہ او ضعیفہ کہان جاتی ہی نور الدہر نے جو یہ آواز سُنی یقین ہوا کہ یہ
تو ہمارا رقیب معلوم ہوتا ہی مگر وہ گرگدن سوار قریب عاقلہ کے پہونچا کہا کہ کیون
ضعیفہ جواب نہین دیتی ضعیفہ نے کہا کہ تو کون ہی ہم کار ضروری کو جاتے ہین ایک
سوار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ایک جوان پشت پر بھی آتا ہی اُس گرگدن سوار نے نیزہ
مارا عاقلہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا عاقلہ لہرا کر گری پکار کر آواز دی کہ ای شہریار
یہ کنیز نثار ہوئی نور الدہر جھپٹ کر آئے اُسنے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ
توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ
تلوار کا مارا گرگدن سوار بھی جوان زبردست ہی تلوار کو تلوار پر گانتھا پھر گرگدن سوار نے
ساتھ والون کو پکار کر آواز دی کہ ارے اس جوان کو مار لو سب جوان تلوارین
کھینچ کر نور الدہر پر چلے نور الدہر بھی اُن سب پر جا پڑے چند کنیزان ملکہ کسی ضرورت کو
نکلی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ عاقلۂ بالغہ پڑی تڑپ رہی ہی اور نور الدہر سوارون سے

بلوہ کیا ہی روتی ہوئی بھاگیں آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ عاقلہ تو سپارۂ گلشن جنان ہوئی
اور نور الدہر پر فوج کا بلوہ ہی میلاد خارہ شکن جو حضور کا منگیتر ہی اُسنے نور الدہر
کو گھیر لیا شاہزادہ اکیلا لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار ہوگئیں کہا کنیزو صاحبو مہمان کو راہ مین
گھیر لیا ہی بس مجھپر واجب ہی کہ اُنکی مدد کو جاؤن سب نے عرض کی کہ کنیزین حاضر ہین ملکہ بادپا
پر سوار ہوئین سات سی کنیزین ہمراہ مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ہوئین بر سر وقت آکر پہونچین
رستے مین لاشہ عاقلہ کا پایا اور زیادہ غصہ بڑھا مادیان کو بڑھا کر اُس مقام پر آئین
کہ جہان ہمراہیان میلاد خارہ شکن نور الدہر کو گھیرے ہوے ہی ملکہ نے آتے ہی
نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بیحیا دای نابکاران پر دغا نمد نقابدار مرصع پوش میلاد
نے پلٹ کر دیکھا ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو پہلے اس نقابدار کو مار لو یہ کہکر
گھوڑا پھیرا نور الدہر نے دیکھا کہ میلاد طرف نقابدار کے جاتا ہی گھوڑے کو کوڑا
مارا کہ گھوڑا طرارہ بھرکے بمقابلۂ میلاد پہونچا میلاد نے جو ایک جوان آفتاب
جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای جوان حسین تو کیون مفت
مین اپنی جان دیتا ہی مین اپنی معشوقہ کی ملاقات کو جاتا ہون سالہا سال مجھپر گذر رہے
جفاے شب ہجر اُٹھاتے ہوے اب مین نے سنا ہی کہ ملکہ کو طلسم کشا پر توجہ ہی خود
ہو آ کہ ملکہ کو نکال لاؤن ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑ جائے نور الدہر نے کہا کہ ای یاوہ گو
دار تو کر تب تجھپر حال کھلیگا اُس وقت تو نے جب اپنے کو کم زور پایا فوج سے اشارہ
کر دیا کہ اسکو گھیر کر مار لو اب یہ کہتا ہی یہ سُنکر میلاد نے پھر نیزہ مارا نور الدہر نے
نیزے کو اُسکے نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند ساعت
کے نور الدہر نے نیزہ میلاد کا نکالا میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اور ہاتھ تیغہ کا مارا میلاد نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دے دن
مگر تیغۂ برق مثال جو تڑپ کر گرا میلاد کے دو ٹکڑے ہوے میلاد کے مرتے ہی اُس کی
فوج والے گھبرائے نور الدہر فوج پر جا پڑے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا سب نے
کمانین کاندھون سے اُتارین تیر بجر کمان مین پیوست کر کے مارے سات سی تیر جو ایک مرتبہ

چلے سات سو خطا شعار گھوڑون سے گرے ملکہ نے کنیزون کو پھر اشارہ کیا سب کنیزین نیزے پکڑ پکڑ کر فوج میلادیہ پر جا پڑین سات سو جوان نیزون سے گرائے پھر تلوارین کھینچین اُسمین بھی کچھ جوان قتل ہوے جب دو ہزار جوان مارے گئے سب بھاگے نورالدہر گھوڑا اُڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر آپ نے عین وقت پر مدد کی امیدوار ہون کہ نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹائیے نام نامی بتائیے نقابدار نے کہا کہ آپ کس ضرورت مین نکلے تھے نورالدہر نے کہا کہ مین براے ملاقات ملکہ نازک اندام چلا تھا عاقلہ کا مارا جانا مجھپر ایسا شاق ہوا کہ مین نے اُسکے قاتل کو مارا یہ کہکر نورالدہر نے ہاتھ بڑھایا کہ نقاب چہرے سے اُلٹون ملکہ نے مازیان پیچھے ہٹائی گوشۂ نقاب جو چہرے سے اُٹھا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر چہرے سے ہٹ گیا چاند نکل آیا نورالدہر نے جو جمال بیمثال دیکھا ہرچند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا تھرتھر کانپ کر گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے ملکہ نے قصد کیا کہ گھوڑی سے اُترون سر اس جوان کا آغوش مین رکھلون کنیزون نے منع کیا مگر نورالدہر کی جو تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ مین دنگل یاقوت نگار پر بیٹھا ہون حکیم صاحب تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار بیٹھے ہین نورالدہر کو دیکھ کر حکیم صاحب اپنے مقام سے اُٹھے دست بستہ عرض کی کہ آج حضور کو بہت مکدر پاتا ہون نورالدہر نے حجاب سے سر جھکالیا شرم آئی کہ اُسے کیا بیان کرون کہ جو معرکہ گذرا ہی جب حکیم صاحب نے کئی مرتبہ پوچھا نورالدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ کیا عرض کرون لائق عرض کرنے کے نہین اتنی یہ کیفیت ہے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا	نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون	نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری	اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجھکو مبارک باد بے سود	بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی	بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا
کب اُس کوچے مین ٹھہرےگی مری نعش	نہ ہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اُس سے غلط سمجھا ہی او دل
بڑھا کر ہاتھ لین اُنکو یہ مشکل
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو
یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
کیا ہو تا کوئی احسان تو ظالم
نہین ممکن کہ تجکو رحم آئے
معاذ اللہ گری تو جوانی
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو

ستمگر سے تمنائے وفا کیا
نصیب اپنے مبارک پھر دعا کیا
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
محبت ہی تو پھر ایسے حیا کیا
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
تعجب ہی یہ تجکو ہو گیا کیا
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

حکیم صاحب نے ان اشعار کو سنکر سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ طلسم کشا ہین آپ کے بڑے مرتبے ہین ایک نقابدار گلگون پوش کہ اُسکو اپنی جرأت و زور کا بڑا دعوی ہی آپ کے مقابلے کا قصد کرتا ہی اگر حضور کا حکم ہو تو اُسکو طلب کرون اُسنے پیغام بھیجا تھا کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا نورالدہر نے پوچھا کہ تمنے کیا جواب دیا حکیم نے کہا کہ مجھے آپ سے دریافت کرنا تھا نورالدہر نے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے کہ وہ نقابدار صاحب تشریف لائین مین مقابلے کو موجود ہون نورالدہر کو یہ عجاب ہی ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کہین شب کا معاملہ پوچھین اور یہ بھی دل مین خیال کرتے ہین کہ ای نورالدہر یہ کیا مرکز گذرا شب کو کہان تھے اور دن کو کہان آگئے افسوس ہی کہ اُس یار جانی و محبوب جاودانی سے ملاقات نہوئی حکیم صاحب نے اُسی وقت ایک پرچہ اُٹھایا اُسپر لکھا کہ ای نقابدار بہادر طلسم کشا تمسے مقابلے کو آمادہ ہین تشریف لائیے ایک ملازم کو پرچہ دیا اور نورالدہر کا ہاتھ تھاما ایک گنبد تھا کہ اُسکو گنبد عرش فرسا کہتے تھے اُس پر لا کے نورالدہر کو بٹھایا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آ کر جمع ہوے گانا ہونے لگا ایک نازنین شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہی
دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہندو مجکو خالو نسے
پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
وہ دہقان غریب سر زمین عشقبازی ہون
فرومایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
نہین معلوم لذت کونسی رکھتا ہی زخم ایسی
نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُسکی چھاتی پر
ستارہ اپنا گردش مین ہی آتش اُسکی گردش نسے

اُبھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہی
رُخ محبوب ہی یا نا سلانون کی بستی ہی
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہی
کوئی تصویر روتی ہی کوئی تصویر ہنستی ہی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہی
برہمن اسلیے مصروف کار بت پرستی ہی
فلک کی تنگ چشمی ہی ہماری تنگدستی ہی

زیر گنبد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا اپنی کیفیت دکھلا رہا ہی عروسان سبز پوش لباس زمرد نگار زیب جسم کیے اپنا ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین نسیم عنبر شمیم کس ناز سے چلتی ہی ہر مرتبہ یہی خیال ہی کہ رُخ گل پر گرد نہ پڑے شاخون کا پیچ و خم نرگس شہلا خوش چشم یاسمین سفید پوش کو اپنی رعنائی کا جوش و خروش نور الدہر تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش پشت مرکب باد رفتار پر سوار اور پشت پر بارہ ہزار جوان نیزے سب کے ہاتھ مین گھوڑون کو چمکاتے ہوے زیر گنبد آکر ٹھہرا نور الدہر نے قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہو کے زیر گنبد جاؤن حکیم صاحب نے دامن تھام لیا اور کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا کہ جناب حکیم صاحب آپ ملاحظہ فرمائیے مین ابھی مشکین باندھ کر لاتا ہون حکیم صاحب کسی طرح نور الدہر کو جانے نہین دیتے نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ مین براے مقابلہ ضرور جاؤنگا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش کرگدن مست پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر آکر پہونچا آتے کے ساتھ ہی نعرہ کیا کہ منم نقابدار سیاہ پوش میرے خوف سے رستم چادر کفن منھ پر ڈالکر گوشۂ قبر مین چھپا کوئی ایسا زیر فلک نہین پیدا ہوا کہ میرے مقابلے مین آتا نقابدار گلگون پوش نے جو یہ آواز سُنی مرکب اپنا چمکایا اور راستے

نگاور زن ہوا کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور قضا تیری دامنگیر ہی یہی غرور تیرے
قتل کی تدبیر ہی نگاور جو چلی مرکب گلگون پوش تین قدم پیچھے ہٹا اور گردن سیہ پوش
سات قدم پیچھے ہٹا نور الدہر نے کہا کہ ای حکیم صاحب حقیقت مین یہ نقابدار
گلگون پوش سپاہ گری مین طاق ہی سیہ پوش نے نیزہ مارا گلگون پوش نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا گلگون پوش نے نیزے کو نیزے
سے گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سیہ پوش کے نکل گیا سیہ پوش نے تیغے کے
قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ جو کھینچا ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کرکے نکلا نور الدہر
نے حکیم صاحب سے کہا کہ تیغہ سیہ پوش کا لنگردار و جوہردار ہی خدا نقابدار گلگون پوش
کو بچائے کہ سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا گلگون پوش نے مرکب اپنا بڑھا زیر
بغل آکر تلوار کاٹی تلوار گانٹھ کر نعرہ کیا کہ او سیہ پوش دار مردان عالم کا قبول کر
یہ کہکر بچہ ہلالی چمکایا معلوم ہوا کہ ناگنی کیچلی جھاڑ کر نکلی خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تیغے کا مارا سیہ پوش نے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جو تڑپ کر گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی سپر کٹی سیہ پوش نے اپنی جان بچانے کو کلائی پر
نقابدار کے ہاتھ ڈالدیا گلگون پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈالکر یکہ مارا
کہ گینڈا سیہ پوش کا بیٹھ گیا سیہ پوش نے کہ کلائی پکڑے ہوے تھا یکہ مارا کہ گھوڑا
گلگون پوش کا بھی بیٹھ گیا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی
مگر گلگون پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی نور الدہر کہتے ہین کہ جناب
حکیم صاحب سیہ پوش مغلوب معلوم ہوتا ہی کس لطف سے گلگون پوش لڑ رہا
ہی مگر گلگون پوش ہر مقام پر کے مارتا ہی کہ سیہ پوش عاجز ہو رہا ہی سا تو ین پیچ
پر گلگون پوش سیہ پوش کو لے دوڑا سیہ پوش چاہتا ہی کہ مرکون مگر وہ برا
وقت ہی کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سترہ قدم گلگون پوش سیہ پوش
کو لایا اُس مقام پر لاکر یکہ مارا کہ سیہ پوش کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے
گلگون پوش نے کمر زنجیر مین سیہ پوش کے ہاتھ ڈالا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھرائی زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا مگر سیہ پوش بچیت ہو ڈھیلی کر کے چٹ گرا اور
لوٹ مار کر بچا گا فوج کو آواز دی ساٹھ ہزار جوان گلگون پوش پر آپڑے نقابدار
گلگون پوش تلوار کھینچ کر لڑنے لگا نورالدہر نے کہا کہ حکیم صاحب فوج گلگون پوش
بہت کم ہی اور فوج سیہ پوش بہت ہو اب گلگون پوش کی مدد کرنا چاہیے حکیم صاحب
نے نورالدہر کو پھر روکا کہا کہ حضور تماشا دیکھین گلگون پوش ان سب کو سمجھا دیگا
حقیقت مین گلگون پوش اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ پرے کے پرے پامال کر دیے
علمدار فوج علم زنگاری کی چھڑ بغل مین دبائے ہاتھی کو بڑھائے ہوے آتا تھا گلگون پوش
نے للکارا گھوڑے کو چمکایا اژدر جو کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین
ہر مرتبہ نورالدہر قصد کرتے ہین کہ جاؤن مگر حکیم صاحب نہین جانے دیتے گلگون پوش
نے علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا سیہ پوش نے جو دور سے دیکھا کہ علمدار
مارا گیا سمجھا کہ یہ نشان شکست ہی فوج کے بھاگنے کا بندوبست ہی سیہ پوش لڑتا ہوا
قریب گلگون پوش پہونچا گلگون پوش نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب باد رفتار نے اپنی
دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کی رکھدین سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
گلگون پوش نے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا کہ سیہ پوش
گینڈے سے گرا گلگون پوش مرکب سے کود اچھاتی پر سوار ہو کے کہا کہ شناخت
مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اور گلگون پوش نے نقاب بھی سیہ پوش کی نوچ ڈالی
سب نے دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو و تیرہ درون آہ کر رہا ہی لیکن سوال مذہب
سنکر جواب سخت دیا گلگون پوش سینے سے سیہ پوش کے اُٹھا ایک پاؤن اپنے
پاؤن کے نیچے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ہکہ مار امثل کرپاس کہنہ چیر کر
سیہ پوش کو پھینک دیا مارکر سیہ پوش کو گلگون پوش اُٹھا تلوار پکڑ کے سیہ پوش
کے لشکر پر جا پڑا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر نے جو افسر کو اپنے کشتہ پایا اور دیکھا
کہ نقابدار ہم سب کو پامال کر رہا ہی بمشکل اپنے افسر کی لاش اُٹھائی طرف صحرا کے

بھاگے اس جنگ مین تین پہر گذرے نقابدار تیغہ خون آلود لیے ہوے زیر گنبد آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا صاحب میرے مقابلے مین آئیے ہر چند کہ مین ایک سردار سے لڑ چکا ہون نور الدہر نے جواب دیا کہ اب موقع آپ سے مقابلے کا نہین ہی ایک سردار سے تم لڑ چکے ہو اگر ہم زیر کرین گے تو تم عذر کروگے کہ ہم ایک سردار سے لڑ چکے تھے اگر زیر کیا تو کیا کمال کیا حکیم صاحب نے بھی پکار کر کہا ای نقابدار بہادر پلٹ جاؤ کل آنا آقا آج بھی مقابلے پر آمادہ ہین لیکن مین نے روک لیا اب کل آنا تمسے مقابلہ ہوگا نقابدار نے گھوڑا پھیرا فوج کو ساتھ لیکر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا حکیم صاحب نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے جلسہ آراستہ کیا دن بھر جلسہ رہا رات کو دسترخوان بچھوایا حکیم صاحب نے گائن کو حکم دیا گائن سامنے آکر بیٹھی ساتھ راز و نیاز کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی نے مجکو بخشی ہی
اُتر کر پاؤن کی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مرے بیتابی فریاد کے جب زور کرتے ہین
کلیجہ مُنھ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

یہ دسے غیر کی فریاد کر لیتے ہین جیسی بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپرد دام کرتی ہی
کہ آنکھیں بند ہین مُنھ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

تصادی سینۂ بلبل مین دل نے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہین زیر خنجر بل سکون کیونکر
مرے بالاے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو جاتا جو ای کافر مسلمانون کی گردن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہی
چھری صیاد کی دیکھی جو مُنھ دیکھا تھا گلشن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبیع پُرفن کا

بعد جلسہ برخاست ہونے کے نور الدہر چھپر کھٹ پر آسوے لیکن نیند نہین آئی یاد دین اُس

محبوب جانی دیار جادو دانی کے تڑپ رہے ہین کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی لیٹ جاتے ہین جب بہت گھبراتے ہین تو اُٹھ کر ٹہلنے لگتے ہین چار خدمتگار کہ جن پر تھے اُنکو رخصت کیا آپ لباس سیاہ پہن کر اُٹھے خیال مین یہ ہی کہ باغ عجائب نگار مین ملکہ تشریف رکھتی ہونگی چل کے ملاقات کرون یہ سوچ کر سلاح جسم پر آراستہ کیے اُس قصر سے کمند مار کر نکلے طرف باغ کے چلے گلی کوچے طی کرتے ہوے جاتے ہین چند کوچے طی کیے تھے کہ ایک طرف سے قرنا کی آواز آئی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حکیم صاحب کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دیتے ہوے آتے ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نور الدہر نے جو حکیم صاحب کو آتے ہوے دیکھا ایک کوچے مین مخفی ہوے جب حکیم صاحب نکل گئے تب نور الدہر طرف باغ کے چلے راہ کو طی کر کے سامنے باغ کے پہونچے باہر سے دیکھا کہ اندر باغ کے روشنی ہی دروازے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین اب جو خیال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا وہی کنیزین ہین کہ جنھون نے ہمکو مہمان کیا تھا وہ کھڑی ہوئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا انتظار کر رہی ہین نور الدہر قدم بڑھا کر سامنے آئے اُن کنیزون نے جو شاہزادیکو دیکھا طرف درباغ کے بھاگین یہان ملکہ وسط باغ مین بیٹھی ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین ملکہ نے کہا کہ مین خود براے استقبال چلتی ہون اُنھون نے شب کو تکلیف فرمائی ہین باعزاز و اکرام اُنکو لاؤنگی آگے آگے ملکہ چلین پشت پر کئی سو کنیزین درباغ پر آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے نور الدہر آتے ہین نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی واے سردار ان باغ محبوبی یہ مشتاق حاضر ہی نظم

چاندنی رات مین کھولون جو ترے خواب مین بند — عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل جتنے کسی سے نہ کہی — رہگئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوق تہ — یک قلم ہوئین سیہ سیکڑون القاب مین بند

ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے — برہمن ہوتے ہین وان خانۂ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا — روح مستانہ ہی مینائے مے ناب مین بند
روز وصل آئیگا آخر شب ہجران ہوگی — کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند
رمزے کرتا ہی شاید کہ لگے ہین آتش — رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

نورالدہر نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نے مسکرا کے جواب دیا زیادہ نہ گھبرائیے ماشاء اللہ کیا خوب آپ نے یہ اشعار پڑھے آپ کی فصاحت وبلاغت کا کیا پوچھنا آپ فصیحان عرب کے فرزند ہین ایک عرصے سے آپ کی مشتاق تھی یقین تھا کہ آپ تشریف لاوینگے نورالدہر نے دیکھا کہ مسکرا کے ملکہ نے جو یہ باتین کین سپیدی اور براق دانتون سے ایک برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا نورالدہر بڑھے کہ در باغ تک جلدی پہونچون دس قدم کا فاصلہ در باغ سے باقی ہی کہ پہلوے باغ سے آواز آئی کہ کیون او شوخ چشم مجھسے تو یہ انکار اور مسلمان سے یہ اقرار دیکھ تجھے آکر سزا دیتا ہون اور پھر یہ آواز آئی کہ او طلسم کشا تیری قضا لیکر آئی ہی نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شترسوار پہلوے باغ سے پیدا ہوا تیغ برق تاب کھینچا ہوا ہاتھ مین لیے سخت وسست کہتا ہوا نورالدہر نے جو دیکھا کہ وہ شترسوار قریب ملکہ کے جاتا ہی للکار کر آواز دی کہ او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہی ادھر آ مجھسے مقابلہ کر شترسوار شتر بے مہار سے کود پڑا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم تمکو بھی آکر سزا دیتا ہون پہلے انکو سمجھا لون پھر تمہین آکر سمجھاؤن تم نے بہت بری حرکت کی بلا تکلف باغ سے نکل آئین اور سامنے مسلمان کے کھڑی ہو ملکہ نے نورالدہر کو اشارہ کیا نورالدہر جا پہنچے اس جوان نے تیغ مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ جوان نورالدہر سے لپٹ گیا اور نعرہ کیا کہ منم سر فیل شترسوار تجھ ایسے جوان بہت مارے ہین کیا مجال ہی کہ اس حوالی مین کوئی بہادر رہ سکے تمہاری ہڈیان توڑ کر رکھدونگا یہ کہکر نورالدہر سے کشتی لڑنے لگا نورالدہر نے کشتی لڑتے لڑتے ملکہ کو پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ تم باغ مین جاؤ در باغ پر کیون کھڑی ہو نامحرم کی نگاہ پڑتی ہی ملکہ بھاگ کر کوٹھے پر پہونچین وہانسے تماشا جنگ کا دیکھنے لگین نورالدہر نے گردن پر سر فیل شترسوار کے ہاتھ رکھ کے

کہ مارا کہ سر زمین سے ملا دیا ملکہ ملاحظہ کر رہی ہین کہ نور الدہر لے دوڑے دس بارہ قدم
ریل کر لائے وہان پر لاکر کہ مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے لگے نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر زور کیا اول زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین سینے تک لائے تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سے دبا کر فرمایا
او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شتر سوار نے جواب سخت دیا نور الدہر
نے سینے سے اُٹھ کر ایک پانون اپنے پانون سے دابا دوسرا پانون دونون ہاتھون سے
پکڑا اور ارادہ کیا کہ مثل کرباس کے منہ چیر کر پھینک دون یکایک قرنا کی آواز کان مین آئی
نور الدہر نے دیکھا کہ حکیم صاحب آتے ہین بڑا حجاب ہوا پسینے پسینے ہو گئے اُس حجاب
مین ہاتھ سے پانون شتر سوار کا چھوٹا وہ تو ایک جانب بھاگا مگر نور الدہر نے جو
حکیم صاحب کو دیکھا اُدھر کو ٹھے پر سے ملکہ نے آواز دی کہ ای شہریار ماشاء اللہ حریف
بھاگ گیا نور الدہر طرف شتر سوار کے دوڑے ایک مقام پر تختہ سنگ پڑا تھا اُسکی
ٹھوکر لگی نور الدہر ٹھوکر کھا کر گرے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے
اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ دربار جما ہوا ہی حکیم صاحب
تخت پہ بیٹھے ہین اور اپنے کو دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے پایا حکیم صاحب نے پھر پوچھا کہ حضور
کا مزاج کیسا ہی نور الدہر نے کہا کہ فضل الٰہی شامل حال ہی نور الدہر حیران ہین کہ
یہ کیا معرکہ ہی جب قریب در باغ پہونچتا ہون ایک نہ ایک افتاد پڑ جاتی ہی یہ کیا معرکہ ہی
کہ اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پاتا ہون لوح محفوظ کو دیکھا گلے مین ہی حکیم صاحب
و مبدم شاہزادے کو شگفتہ کرتے ہین مگر نور الدہر خاموش بیٹھے ہین گائن سامنے بیٹھی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر	پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر
شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر	ہاتھ پر صیاد نے جھلا لیا پر توڑ کر
پھوڑتا تیشے سے اپنا سر تھا کیون ای کوہکن	چھیننا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر
باز آیا نحل سے اپنی نہ بدمستی مین بھی	شیشے کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

شیشے کو توڑا اگر تو نے اڑا کر جام سے
آئنہ لیتا تو ہے وہ لا اُبالی دیکھتا
قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون تو کہتا ہی دل
یاد آتے ہین ستم اُس سنگدل محبوب کے
دیکھنے والا جو آرایش کا مجھسا اُٹھ گیا
دم فنا کرتا ہی آتش جنبش مژگان کا شوق

محتسب رکھدین تری گردن برابر توڑ کر
پھیر دیگا چار دن مین ای سکندر توڑ کر
توڑیے دیوار کو زندان کی لنگر توڑ کر
توڑتا ہی دل مرا شیشے کو پتھر توڑ کر
پھینکدوگے ای حسینو تم یہ زیور توڑ کر
چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

ہر چند کہ گانا ہو رہا ہی حکیم صاحب بھی باتون مین نورالدہر کو شگفتہ کرتے ہین مگر نورالدہر شگفتہ نہین ہوتے دل سے باتین کر رہے ہین حکیم صاحب نے جو نورالدہر کو ملول و حزین پایا کہا چل کے گنبد عرش فرسا پر بیٹھیے نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے حکیم صاحب کے ساتھ آکر گنبد پر بیٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ وہی جوان سر فیل شتر سوار اونٹ پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان زیر گنبد آیا آکر آواز دی کہ واہ حکیم صاحب آپنے قدرت کے ساتھ خوب دشمنی کی کہ طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی سب حال ہمکو معلوم ہوے نورالدہر نے جو شتر سوار کو دیکھا حکیم صاحب سے کہا کہ میرا مرکب منگائیے حکیم صاحب نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے نقابدار گلگون پوش آتا ہوگا وہ اسکو جواب دے لیگا نورالدہر نے کہا کہ آپکو کلمات سخت کہتا ہی مجھے نہین سُنے جاتے اور یہ ہمیا ملکۂ عالم کو بھی بدنام کرتا ہی حکیم صاحب نے بمنت نورالدہر کو بٹھایا کہ اتنے عرصے مین باغ کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مرکب باد رفتار پر سوار بارہ سو جوان پشت پر مگر سب نقابین چہرون پر ڈالے ہوے نقابدار آکر سامنے ٹھہرا کہ شتر سوار نے پھر نعرہ کیا کہ منم سر فیل شتر سوار اور پکار کر آواز دی کہ جناب حکیم صاحب یا تو کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے یا خود آئیے اگر کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا تو قصر کو پامال کردونگا نقابدار نے جو یہ آواز سُنی گھوڑے کو صف سے بڑھایا للکار کر آواز دی کہ او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی خبردار سامنے سے ہٹ جا اُس جوان شتر سوار نے کہا کہ او نقابدار تو کون ہی مین براے مقابلۂ طلسم کشا آیا ہون نورالدہر نے چاہا کہ مین مقابلہ مین جاؤن

کر نقابدار نے فوراً ہودھا باگ کا لیا آپ سامنے سرفیل شتر سوار کے پہونچا کہا کہ او بیحیا
کیا لاف و گزاف کرتا ہی سرفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون سرفیل لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی نور الدہر بغور دیکھ
رہے ہین کہ نقابدار عجب طور سے لڑ رہا ہی سرفیل کو ہٹنے نہین دیتا کلائیان پکڑین اور
ہکا مار دیا کبھی گردن تھامی اور ہکا مار کر سر زمین سے ملا دیا تیسرے ہکے مین سرفیل کی
کمر مین ہاتھ ڈالا زور جو کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کر لیا چرخ دیگر زمین پر مارا اور شل
کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا انھین بارہ سو جوانون سے بارہ ہزار پر جا پڑا تھوڑے عرصے
مین سب کو شکست دی تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے گنبد کے آیا کہا کہ ای طلسم کشا
آج بھی ہمارے آپ کے مقابلہ موقوف رہا نور الدہر نے کہا کہ مین موجود ہون مگر آپ
تھکے ماندے ہین ایسا نہو کہ زیر ہونے پر آپ عذر کرین کہ مین ایک حریف سے لڑ چکا تھا
قوت مین فرق آگیا تھا نقابدار نے کہا کہ مردان عالم کہین تھکتے ہین یہ کیا جنگ تھی
نور الدہر اُٹھنے لگے حکیم صاحب نے دامن تھام لیا کہا کہ آپ آج کے روز تکلیف نکرین
کل مقابلہ ہو جائیگا حقیقت مین آپ اگر غالب آ دین گے تو نقابدار عذر کریگا مین نہین
چاہتا کہ حضور بدنام ہون نقابدار کی شوکت آپ دیکھتے ہین نور الدہر نے کہا کہ یہ
کیا شوکت ہی انشاء اللہ شوکت ثانی ہو گی نقابدار نے بھی دیکھا کہ حکیم صاحب نور الدہر
کو روک رہے ہین مگر نور الدہر نہین رکتے فرماتے ہین کہ آج مین ضرور مقابلہ کرونگا
آخر مرکب باد رفتار پر سوار ہوے گنبد سے نیچے اُترے دیکھا کہ حقیقت مین سناٹا پڑا ہی
نہ تو فوج ہی نہ نقابدار ہی اور نہ گنبد معلوم ہوتے ہین نور الدہر حیران کھڑے ہین کہ
یہ نقابدار کہان گیا حکیم صاحب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ کیون
حیران ہین نقابدار چلا گیا اب کل مقابلہ ہوگا نور الدہر کو گھوڑے سے اُتار لا کر گنبد
پر بٹھایا ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ حضور کو مکدر پاتا ہون آپ کو کیا فکر ہی نور الدہر جواب
نہین دیتے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جوان تخت پر سوار کتاب کو دیکھتا ہوا بر سر
گنبد آیا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی کہ کاہن صاحب آئیے شاہزادہ نور الدہر نے

نجم اختر شناس کو پہچانا فرمایا کہ ای برادر آؤ نجم تخت سے اُترا آکر قدمونکو نورالدہر
کے بوسہ دیا اور حکیم صاحب سے متوجہ ہوکر کہا کہ کیون جناب حکیم صاحب آپ طلسم کشا
کو بہت ستاتے ہین آخر اس سے کیا نفع حکیم صاحب نے کہا کہ ای کاہن تم حال سے
ہمارے آگاہ ہو کاہن نے کہا کہ بس مناسب یہی کہ طلسم کشا کو راہ راست پر لگائیے
ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہوجائے حکیم صاحب نے کہا کہ کل مین ضرور رہبری کرونگا
نجم اختر شناس نے شاہزادے سے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی فقط برائے
ہدایت آیا تھا کہ حکیم صاحب کو سمجھادون کہ اس نشیب و فراز سے کیا نفع ہی حکیم صاحب نے
کہا کہ ای نجم اختر شناس مین بخوبی جانتا ہون کہ اگر طلسم کشا پر کوئی افتاد پڑی تو ہم
لوگ کدھر جاوینگے اور مین تمھارے حال سے بخوبی آگاہ ہون کہ کتاب قدیم تمھارے
پاس موجود ہی کوئی حال تم سے مخفی نہین رہ سکتا حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی اس طلسم مین
کسی ساحر کا نام نہ رہیگا دیکھین اب لوح کیونکر ملے کاہن نے جواب دیا کہ یہ طلسم کشا ہین
صاحب اقبال ہین لوح کی تدبیر ہوجائیگی آپ کو فخر حاصل ہوچکا اب آپ کو کیا تامل ہی
جانبین بیقرار رہین آپ دونون مین کیون خلل کرتے ہین آپس مین ملاقات ہوجانے حکیم صاحب
سر جھکائے کھڑے رہے نجم نے عرصۂ دراز تک سمجھایا نورالدہر کو سلام کیا دست بستہ عرض کی
کہ غلام رخصت ہوتا ہی انشاء اللہ وقت پر حاضر ہونگا تدبیر لوح کی بھی صورت نکلے گی غلام کو
افسوس یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ عاشق جمال بے مثال ہین نہین معلوم اُنپر کیا گذری کہ آپ تک
نہین آئین مین اُس وقت پر آؤنگا کہ جب آپ تلاش لوح مین چلین گے اُسوقت مین حاضر ہونگا
یہ کہکر تخت پر سوار ہوا اور روانہ ہوگیا حکیم صاحب نے کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ چلین
چل کر مرحلہ شکست کیجیے نورالدہر حکیم صاحب کے ساتھ ہوے حکیم صاحب گنبد سے اُترے
نورالدہر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے کوس بھر راستہ طے کرکے ایک نخل چنار کے سائے مین
آکر ٹھہرے ایک پرچہ کاغذ کا کمر سے نکال کر دیا کہا کہ یہ خیر خواہ رخصت ہوتا ہی بعد میرے
جانے کے اس کاغذ کو ملاحظہ فرمائیے گا جو حکم اسمین نکلے اُسپر کاربند ہوجیے گا مگر لوح محفوظ
سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر حکیم صاحب غائب ہوے نورالدہر نے کاغذ ملاحظہ کیا اُسمین

یہ نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھ کر دیکھے نور الدہر نے وہ اسم پڑھنا شروع کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند طائر آکر نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان جو اُن سب کے بیچ مین تھا اُسکی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

دل سے یہ دم فکر ہی قول اپنی زبان کا — بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا
عقدہ کھلے اُس گل کے جو غنچے سے دہان کا — موہوم سمجھتا ہون قصور اپنے گمان کا
شک ہی کمر یار کے اوپر رگ جان کا — کیسی رگ گل رشتۂ باریک کمان کا
مُنھ تجھے شب وصل ہی کس واسطے ڈھانکا — بیجا نکرو ناز یہ غمزہ ہی کہان کا
تشبیہ ئی دون ترے گیسوے رسا کو — اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا
لہرا کے نہ اُلجھے مژہ یار سے گیسو — سوزن نہین دیسکتی ہی زنجیر کا ٹانکا
فرقت مین تری صبر نہین ہونیکا مجھسے — بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اس سنگ گران کا
قد سرو ہی رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس — رفتار مین عالم ہی تری باغ روان کا
غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہی — اندیشۂ باطل ہی مرے وہم و گمان کا
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت — گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے — کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا
بے مثل ہو یکتا ہی جو تصویر ہی اُسکی یہ — کھینچا ہوا اُسکا یہ مرقع ہی جہان کا
دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا — جنت مین نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا
بیمار ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر — آخر مین دق اوّل مین مرض ہی خفقان کا
بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اسکے — انجام قیامت ہی جہان گذران کا
پیری مین جوانی کے کہان چھپے آتش — اب اپنی غزلخوانی ہی غل برگ خزان کا

نور الدہر نے جب یہ اشعار سنے کاغذ دیا ہوا حکیم صاحب کا دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ اس نخل کو اُکھیڑو نور الدہر نے نخل پر جھپٹ کر داہنے بازو سے ہاتھ مارا کہ نخل چرچرایا دوسری جانب بھی ہاتھ مارا النخل اُٹر اُٹرا کر گرا ایک نقب سی ظاہر ہوئی نور الدہر کاغذ دیکھنے لگے وہ طائر سب نخل سے اُڑے وہ طائر کلان بلندی پر آکر پکارا کہ ای طلسم کشا اسی غار مین

پھاند پڑے نور الدہر نے کچھ جان کا خوف نہ کیا بسم اللہ کہکے پھاند پڑے غلطان و پیچان
اُس غار مین چلے بعد تھوڑے عرصے کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا
خطرناک ہی سائین سائین کی آواز آرہی ہی بونڈرے گرد کے براے تعظیم اُٹھتے ہین جب
یہ قریب نہین جاتے تو ایک جانب چرخ مارتے ہوے روانہ ہو جاتے ہین کسی طرف سے
شیر بھیڑیے کی آواز آتی ہی اور کسی طرف ہزار ہا زاغ و زغن غل مچا رہے ہین نور الدہر
حیران ہین کہ کس مقام پُر ہول پر گذر ہوا کاغذ کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ رہروی
کرتے ہوے بائین پر جاؤ نور الدہر اُسی طرف چلے کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ صحراے
گرد اڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جوان فیل سوار تنہا آستے ہی
ہاتھی سے اُتر اُترکر نور الدہر کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کس فکر مین کھڑے ہین
آگے چلیے میرے غریب خانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیے نور الدہر اُس
جوان کے ساتھ چلے ہاتھی اُسی مقام پر کھڑا رہا کوس بھر راستہ ساتھ اُس جوان کے
طی کیا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس جوان نے کہا کہ باغ مین جائیے
گل و بلبل کا تماشا دیکھیے طبیعت کی فکرمندی مٹے نور الدہر طرف باغ کے چلے پلٹ کر
دیکھا کہ وہ جوان غائب ہو گیا حیران ہوے کہ یہ شخص کون تھا اور کہان لاکر چھوڑ گیا
دل مین سوچے کہ چلو چل کر باغ مین تماشاے قدرت باغبان قضا و قدر دیکھین یہ سوچکر
اندر باغ کے آئے باغ بہشت آئین دیکھا روش پٹری سے آراستہ چمن مین ہر سو بہار
نسیم عنبر شمیم اس روش سے چل رہی ہی کہ کیا مجال ہی گرد اُڑنے پائے غنچون کا چٹکنا
ہوا کا سنکنا کوئل کی کوک پپیہے کا پی پی کہنا عجب سامان باغ مین نظر آیا بند قبا کھولدیے
سیر دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار غلام کو بچائیے
شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جوان فیل سوار ایک شیر سے مقابل ہوا ہی شیر
چاہتا ہی کہ حملہ کرے یہ جوان بھاگتا پھرتا ہی اُس بیقراری مین نور الدہر کو پکار رہا ہی
کہتا ہی کہ ای شہریار مین نے آپ کی رہبری کی راہ راست بتائی ورنہ آپ اسی صحرا مین
رہتے یہانتک کیونکر پہونچتے اس دشمن نے غلام کو گھیرا ہی نور الدہر جھپٹ پڑے اُس

شیر نے دونون پنجے مارے نورالدہر نے دونون کلائیان پکڑین نعرۂ اللہ اکبر کر کے
ایک گھونسا مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا اُس جوان نے قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا
کہا کہ بے شک آپ طلسم کشا ہین اگر آپ براے مدد نہ آتے تو غلام کو یہ شیر جیتا نہ چھوڑتا
نورالدہر نے کہا کہ اس شیر کی کیا حقیقت تھی ہم شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جوان یہ باتین
کر کے کہنے لگا کہ غلام رخصت ہوتا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای برادر تم خیرخواہ معلوم ہوتے
ہو مگر اس باغ مین اور کوئی نہین معلوم ہوتا ہم اکیلے گھبرائین گے کیونکر بسر اوقات کرینگے
اُس جوان نے کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین آپ تنہا نہ رہینگے کوئی نہ
کوئی ہمدم آجائیگا شہریار کا دل بہلائیگا یہ کہکر وہ جوان ایک گوشے کی طرف روانہ ہوا
اور غائب ہو گیا وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی قریب چبوترے کے ایک نخل چنار ہی
نورالدہر اُسکی بیخ پر بیٹھے تماشا باغ کا دیکھ رہے ہین پھولون کی رعنائی عندلیبان
خوشنوا کی نغمہ سرائی پر نظر ہی کہ گوشۂ باغ سے پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھا کہ
چند حبشنین کچھ فرش وغیرہ لیکر آئین اُس چبوترے پر فرش بچھایا اُسپر مسند بچھا کر طرف گوشۂ
باغ کے بھاگین مگر جمال نورالدہر دیکھ کر آپس مین کہتی ہین کہ حقیقت مین کیا جوان خوشرو
ہی ایسے جوان خوشرو نگاہ سے نہین گذرے سطوت وصولت وجلالت مثل چاکران کمر بستہ
ہمراہ ہی حُسن خداداد جوانی کی اُمنگ سلاح جسم پر کس لطف سے آراستہ وپیراستہ ہین
نمونۂ قدرت پروردگار ہی حقیقت مین ماہ رخسار ہی یہ کہتی ہوئی وہ حبشنین غائب ہو گئین کہ
ایک طائر نے آواز دی بی گلشن آرا چمن پیرا وغنچۂ آرزو ملکہ گلگرداب آؤ اپنا اپنا
جوبن دکھاؤ یہ سنتے ہی چار طرف سے باغ کے چار شاہزادیان لباس فاخرہ پہنے ہوے آئین
چار مسندین بچھی تھین چارون پر چارون شاہزادیان بیٹھین نورالدہر اُنکا جمال بیمثال
دیکھ کر حیران ہو رہے ہین خیال ہی کہ دیکھین اب کیا گذرے کہ آپسین دورۂ جام چلنے لگا
نشہ جو ہوا اُنمین سے ایک چمک کر اُٹھی ساز درست ہوے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

لبھاتا ہی نہایت دلکو خط رخسار جانان کا	لپٹے گا تجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھ سے ہجر اک مہربان کا	شفق آلودہ ہوتا ہی ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حُسنِ بتان کی گرم جوشی ہی
جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا

حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر دلسان کا

گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا

لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

لکھے ہین سرگذشتِ دلکے مضمون یک قلم ایسے
تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
یقین ہی سیرخوری رتبہ گھٹو دیتی ہی مہمان کا

چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

عدم کو بازگشت روح ہی اک روز ہستی سے
ارادہ ہند ہو را ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا

نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہی ہر پتہ گلستان کا

کیا ہو خانۂ زنجیر مین جو یا صحرا کو
ہوا ہی دور مین ہر ایک روزن میرے زندان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر لکھتا ہی
بلند اقبال ہی یہ آستانہ تیرے ایوان کا

خط نورس نے دلوائے لبِ جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آبِ حیوان کا

جب رنگ گانے کا جما اور جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جسکا نام گلشن آرا ہی زیور جواہرات جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ اُٹھکر قریب نور الدہر کے آئی اول جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار ملکہ نازک اندام نے پیغام بھیجا ہی کہ طلسم کشا کو ہمارا سلام محبت التیام دینا اور کہنا کہ کیون ای شہریار باغ عجائب مین آنا آپکو دشوار ہی ضرور تشریف لائیے اب تو اس جلسے مین تشریف رکھیے گانا سُنیے ایک آدھ جام نوش فرمائیے نور الدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے اُس جلسے مین آکر بیٹھے ایک جام گلشن آرا نے انکو بھی دیا جیسے ہی شاہزادے نے جام نوش فرمایا سر پھرنے لگا تکیے پر سر رکھا آنکھ بند ہوئی عالم خواب مین دیکھا کہ وہی محبوب جانی و یار جادو دانی بالین پر استادہ ہی اور کہہ رہی ہی کہ ای شہریار افسوس ہی آپکو ہمارا بالکل خیال نہین جدائی کا ملال نہین ہم آپکے مشتاق ہین گلشن آرا نے پیغام دیا ہوگا مگر آپنے کچھ توجہ نہ فرمائی اب جیسے ملاقات نہ ہوگی ہم جاکر گوشۂ تنہائی مین بیٹھتے ہین ابھی

یاد مین رو رو کے تمام عمر اپنی بسر کرین گے نظم

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا / خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا
کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامان یار / کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا
خار صحرا پر کسی نے تہمت دزدی نہ کی / پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا
دوستون نے اسقدر صدمے ہوے ہین جان پر / دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا
جب اٹھایا پاؤن آتش مثل آواز جرس / کوسون پیچھے چھوڑ کے قافلہ جاتا رہا

ہمکو تمہاری بڑی یاد ہی مگر مقام افسوس ہی کہ تمکو ہمارا بالکل خیال نہین گلشن آرا سے کہو وہ تم کو باغ مین ہمارے پہونچادیگی نور الدہر نے چاہا کہ دامن تھام لون ملکہ جھک کر بڑھین نور الدہر جھپٹے کہ دامن تھام لون ٹھوکر لگی گرے آنکھ کھلی گلشن آرا سے کہا کہ ای ملکہ گلشن آرا ہمپر کچھ احسان کردگی گلشن آرا نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ہمارے بزرگون نے خبر دی تھی کہ ایک دن اس باغ مین طلسم کشا تشریف لائینگے ہمنے اپنی کنیزون سے کہدیا تھا کہ ہر روز یہان جلسہ ہوا کرے شکر خدا کا کرتے ہین کہ حضور کی زیارت سے مشرف ہوے آپ جو حکم کرین گے وہ بجالائین گے نور الدہر نے کہا کہ اتنی تکلیف کرو کہ ہمکو تا بہ باغ عجائب پہونچادو ابھی مین نے خواب مین ملکہ کو دیکھا بہت شکایت فرمائی تھین مین نے وعدہ کیا ہی کہ مین ابھی حاضر ہوتا ہون اور یہ بھی فرمایا ہی کہ گلشن آرا رہبری کریگی گلشن آرا نے یہ سنتے ہی شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا اور اپنا ہاتھ دیوار باغ پر رکھا ہاتھ رکھتے ہی ایک طراقہ ہوا دیوار مین در پیدا ہوا گلشن آرا نور الدہر کو لیکر چلی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین انھون نے جو دیکھا کہ آگے آگے گلشن آرا ہی اور عقب مین نور الدہر ایک کنیز بدحواس ہو کر بھاگی ملکہ مسند پر بیٹھی ہین کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ واری مبارک ہو ملکہ گلشن آرا حتم باغ زنگار رنگ شاہزادے کو لیے ہوے آتی ہین یہ سنکر ملکہ گھبرا گئین کہا کہ او ظالم تیرے کہنے کا مجکو اعتبار نہین آتا حکیم صاحب اپنے عجائب وغرائب انکو دکھا رہے ہین وہ کاہیکو یہانتک

آنے پائین گے کہ دوسری کنیز آئی اُسنے بھی یہی خبر سُنائی تیسری نے بھی یہی آکر عرض کی
جب تینون کنیزون نے یہی خبر سُنائی تب ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین براے استقبال چلین
در باغ پر جب آکر پہونچین پٹ پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگین دیکھا کہ حقیقت مین طلسم کشا ساتھ
گلشن آرا کے آتے ہین بیقراری مین در باغ سے باہر نکل آئین بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے نورالدہر نے جو ملکہ کو قریب دیکھا اور ملکہ نے ہنس کر کہا فرد رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + نورالدہر نے جواب مین
کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمھاری شکایت جا ہے ہی لیکن ہمنے
جب آنے کا قصد کیا کوئی نہ کوئی افتاد پڑی اور پھر اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا
ملکہ نے کہا کہ مقام شکر ہی آج تو آپ یہان تک پہونچ گئے جس روز سے آپ طلسم مین آئے
راحت و آرام مین خلل پڑا رات کا سونا بالکل موقوف ہوا نیند کے لیے آنکھین ہماری
ترس گئین آب و دانہ بالکل موقوف ہوا ناچ گانے سے نفرت ہوئی ہر وقت یہی ذکر
رہتا ہی کہ طلسم کشا سے کیونکر ملاقات ہو نورالدہر شکایت پر سرنگون ہین مگر جواب
مین فرماتے ہین کہ آپ کی شکایت سر آنکھون پر ہی ای ملکۂ عالم مین نہایت مجبور ہون
ملکہ نورالدہر سے باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئین کنیزین سب طرف سے دوڑین
نورالدہر کا استقبال کیا سبنے چہار طرف سے گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ
صاحبو مقام انصاف ہی ایسا حسین و جمیل جب آنکھون سے پنہان ہو تو کیونکر آرام آئے
ملکہ نے بڑا صبر کیا نہین معلوم حکیم صاحب کو کیا منظور ہی ملکہ نے پلٹ کر کنیزون سے کہا
کہ صاحبو یہ باتین نہ کرو ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کو خبر ہو جائے تو پھر کوئی شعبدہ کرین
اُنکے شعبدون ہی کا باعث تھا کہ باغ رنگا رنگ تک جاکر پہونچے گلشن آرا یہانتک
لائی دونون عاشق و معشوق ایک جا بیٹھے ہین دونون کو محبت کا جوش غم دین و دنیا
فراموش تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ دو جادوگرنیان تخت
کو اُڑائے ہوے آتی ہین فوراً تخت لا کر اُتارا ایک عورت نے بڑھ کر ملکہ کو سلام کیا
کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین جیسے ہی قریب تخت آئین دونون

جادوگرنیان لپٹ گئین ملکہ کو بجبر تخت پر سوار کیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جادوگرنیان فرستادۂ بقراط ثانی ہین اب کنیز کی زندگی دشوار ہی ملک عدم مین ملاقات ہوگی دنیا مین کب بات ہوگی اُس مردود کو خبر ہوگئی نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سُننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی بلبلِ گلزار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھون مین قصۂ لیلیٰ کو کیا بہ صَوتِ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار

جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

تھا شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گُلِ نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
عزیز تو جسے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہی گُلِ نرگس کا نرگستان مین
پھر اُسکا قبر پہ آخر ہو کسطرح سے گذار

مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
بزیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

یہ سن اُسکو نورالدہر اور زیادہ بیقرار ہوے اُدھر جادوگرنیان بزور سحر تخت کو لیے جاتی ہین اُس وقت کی بیقراری ملکہ کی لائق گزارش کے نہین رنگ رو متغیر ہی خود متردد و متحیر ہین کبھی بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادے کے دیکھتی ہین کبھی بیقراری کبھی اشکباری کبھی اپنے گرفتار ہونے کا غم کبھی شاہزادے کا الم نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا وہ تیر قریب تخت نہ پہونچا تھا کہ یکایک برق چمکی اور آواز آئی کہ ای شہریار نہ گھبرایئے آپ کا تابعدار دو فرمانبردار آپہونچا سنم نجم اختر شناس نورالدہر نے دیکھا کہ نجم چمکتا ہوا ظاہر ہوا آتے ہی ہاتھ ہلائے برق چمک کر گری کہ دونون جادوگرنیون کے سر اُڑگئے نجم تڑپتا ہوا قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے رو کر کہا کہ بھتیا بڑا کام کیا یہ جو مجکو لیجاتین پاس بقراط ثانی کے پہونچاتین وہ ملعون

طالب وصل ہوتا مین انکار کرتی تھین معلوم وہ ملعون کیونکر پیش آتا یقین ہی یا حکم قتل دیتا یا
شاید قید کرتا نجم نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے والد نامدار نے یہ عرصہ لگایا
ورنہ ابتک فکر لوح کی ہوگئی ہوتی اگر لوح دستیاب ہو جاتی تو لقراط ثانی بھی گھبرا جاتا
ادھر نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای نجم اختر شناس اگر احسان کیا ہی تو کامل طور پر کر نہ
تخت ملکہ کا زمین پر لاؤ نجم نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوتا ہی مین اسی فکر مین تھا کہ ایسے وقت
پر خدمت مین پہونچون کہ کوئی تو غلام سے کام بن آئے یہ کہکر نجم نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا
چاہا کہ مائل بہ پستی ہون کہ ایک آواز مہیب آئی کہ باش ای نمک حرام ابھی تک تیرے
دل سے بغاوت نہین گئی مگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ایک پنجہ کمر مین نجم کی پڑا اور ایک
پنجہ کمر مین ملکہ کی نور الدہر نے بغور دیکھا کہ خود بقراط ثانی ہی غصے سے کانپ رہا ہی
کہ پہلو سے نعرہ ہوا او مردود کیا مین تجکو جانے دونگا میری دختر کو کیون لیے جاتا ہی دیکھا
کہ حکیم صاحب ایک مرغ پر سوار اُسکو اُڑاتے ہوے آتے ہین بقراط ثانی کو دیکھ کر
تیغ کھینچا جھپٹ کر ہاتھ تیغ کا مارا بقراط ثانی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار حکیم صاحب
کی چھین لی پہلو سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ یا خداوند ہم حاضر ہین جو حکم ہو بجا لائین دیکھا
کہ دو پتلیان فولادی پیدا ہوئین آکر حکیم صاحب سے لپٹ گئین اُن پتلیون کے ہاتھ مین
قفس ہاے آہنی تھے ایک قفس مین حکیم صاحب کو اور ایک قفس مین نجم کو اور ایک قفس
مین ملکہ کو بند کیا اور لے کر چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین ایسی محبوب کا جدا ہونا دست
کا چھٹنا بہت ناگوار ہوا بیقرار ہو کر آواز دی کہ او بقراط ثانی تیری سرکشی ظاہر ہوئی
مگر انشاء اللہ اسکا بدلہ تجھسے لونگا آخر کہان جائیگا بقراط ثانی کب جواب دیتا ہی اسیطرح
اُڑتا ہوا چلا شاہزادۂ نور الدہر بیقرار ہو کر پکارتے رہے کہ او بیحیا کہان جائیگا نظم

پاتا ہون ہر دمہ کو تری عدل و داد سے — خالی یہ کعبتین ہی نقش مراد سے
سودا ہی سب کو زلف گرہ گیر یار کا — دل بستگی ہی کافر خوش اعتقاد سے
زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار — نیکی کی چشم داشت نہین بد نہاد سے
پار اُترین خاک بحر محبت کی کشتیان — طوفان نوح رہتا ہی باد مراد سے

شہرہ تمہارے حسن کا پہونچا ہی دور دور — مکتوب شوق آئے ہین کس کس بلاد سے
زور آوری پہ اپنی نہ سرکش کرین غرور — عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے
مر کر ملائی سرکشی نفس خاک مین — کی جان کھو کے ہمنے فراغت جہاد سے
عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر — بندے کو بھولتا نہین اللہ یاد سے
دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسن عارضی — اچھا نہین ہی سابقہ بے اعتماد سے
اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی — سائل ہون مین خبیر کریم و جواد سے
جو کچھ کہ ہون مین خوب اُسے جانتا ہی دوست — دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے
بیدرد و درد مند کا احوال کھل گیا — بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے
ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم — فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے
الفت یار مجھسے مین شیدائے یار ہون — مشتاق ہو گر ہین دو دل اتحاد سے
خون جگر سے پرورش شیر ہمنے کی — فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے
دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا — آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

پلٹ کر نور الدہر نے دیکھا کہ کنیزین سب بھاگ گئین باغ ہو کا مقام ہو گیا جہان عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین اُن مقامات پر زاغ و زغن غل کر رہے ہین شاخون مین خم آگیا بار غم سے درخت جھک پڑے ہواے گرم چلنے لگی نور الدہر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے اُس باغ ویران سے نکلے گریبان چاک کیا خاک مُنھ پر ملی جب باغ سے نکلے تو دیوارین باغ کی گر پڑین درخت لہرا کر گرے باغ بالکل ویران ہو گیا نور الدہر بن بدیع الزمان دل سے باتین کرتے ہین کہ جب وہ گل گلزار خوبی باغ مین نہین تو باغ کیونکر پر بہار رہے ویرانہ معلوم ہوتا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہر نخل بہ اشک شبنم روتا ہی یہ دل سے باتین کرتے ہوے نور الدہر خاک اُڑاتے ہوے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین وہی صحراے ویران کف دست میدان کسی طرف جو غول معلوم ہوتے ہین نور الدہر تلوار کھینچ لیتے ہین حیران پریشان تیسرے دن ایک دشت مین پہونچے کہ نہایت سبزہ زار تھا گوشے پر دشت کے ایک شکرا معلوم ہوا کچھ آدمی بھی اُسمین پھر رہے ہین نور الدہر نے کئی دن سے انسان کی صورت

نہ دیکھی تھی چڑھ کر اُس بلندی پر آئے دیکھا کہ وہ مقام شہر خوشان ہی قبرین پختہ اور خام
بنی ہوئی ہین ایک مقام پر ایک حجرہ ہی اُسمین ایک درویش بیٹھا ہی نور الدہر نے
آکر اُس درویش سے صاحب سلامت کی وہ درویش اپنے مقام سے اُٹھا کہا بابا آؤ
یہ مقام فقیر ہی کسی کی ممانعت نہین نور الدہر نے کہا کہ شاہ صاحب مین چاہتا ہون آپکا
چیلہ بنون فقیر نے کہا کہ بابا فقیری بہت دشوار ہی تم مرد سپاہی معلوم ہوتے ہو ایسا نہو
کہ کسی پر غصہ کرو کئی ہی میرے چیلے ہین سب شرفا زادے ہین یہانسے پانچ کوس پر شہر ہی
بھیک مانگنے جاتے ہین شام کو آوینگے اُنسے ملاقات ہوگی نور الدہر نے کہا کہ جو
حکم دیجیے گا وہ بجا لاؤنگا مین ترک دنیا کرتا ہون اُن یاران ہمدم سے چھوٹا کہ جنکا مثل و
نظیر نہ تھا سواے فقیر ہونے کے اور کوئی چارہ نہین یہ مقام خالی از غیر ہی اپنا بقیۂ عمر
اسی مقام پر بسر کرینگے یہ کہکر نور الدہر نے ہتھیار کھولے ایک گوشے مین رکھدیے
تہد باندھی اُسپر تسمہ کسا سامنے شاہ صاحب کے بیٹھکر ہوحق کرنے لگے دن بھر اسی طور پر
گذرا دن قلیل باقی تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دو سو فقیر جھولیان بھرے ہوے آکر پہونچے
شاہ صاحب کے سامنے سب نے جھولیان رکھدین نشہ پانی کرنے لگے کوئی گانجا ملنے لگا
کسی نے کسی سے پکار کر کہا کہ بھائی ادھر آؤ آج یہ ٹرہ کشمیر کا ملا ہی ذرا اسپر دم مارو
اگر کیفیت حاصل ہو ایک جیب کر گیا مٹی کے لوٹے مین شراب لایا چار مل کر بیٹھے اور
بجاے گزک کابلی سٹر رکھ لیے جام چلنے لگا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جب
اُن فقیرون نے نشے پیے بلبلاتے ہوے سامنے مرشد کے آئے کہا کہ اب کیا حُسن پرستی کا
ارادہ ہی یہ جوان خوبصورت کہانسے آیا ہی فقیرون مین اگر گھسا ہی ہم مین کیا مزہ پائیگا
شیر کما کر لا دینگے اس لوطری کو بھی کھلائینگے ہر چند کہ شاہ صاحب منع کرتے ہین
ایک چپ رہتا ہی تو دوسرا آوازے کستا ہی نور الدہر خاموش بیٹھے ہین مگر کلیجہ خون
ہو رہا ہی وہ سب بڑا باشرا یا کیے شاہ صاحب نے کہا کہ ارے یہ تمہارا بھائی ہی آج
چیلہ ہوا ہی سب نے کہا کہ یہ کیسا چیلہ ہی کہ ہمکو چاند و نہین دیا معلوم ہوتا ہی جھونکون مرتا
تھا یہان آگھسا خیر ہم سب لوگ کل اسکو بھی دینگے کیا اُنسے عذر کرینگے اگر چیلہ ہوا ہی

تو ہمارے ساتھ چلے شہر مین بھیک مانگے داتا لوگون کی کڑی نرم سُنے تب ہم جانین
کہ فقیر ہی ورنہ مرشد کے پہلو مین سوئیگا ہم تو مرشد کے خدمتگزار ہین مرشد کو اختیار ہی
جو چاہین کرین مرشد خاموش بیٹھے سُن رہے ہین نورالدہر کو نہایت قلق ہی کہ یہ
لوگ بڑے بدزبان معلوم ہوتے ہین ان مین کیونکر بسر ہوگی مگر اب تو جو کیا وہ کیا آخر
سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھ کر کھانا کھایا یہی ایک سے ایک کہا کیا کہ مرشد ہمارے
حُسن پرست ہین خوبصورت جوان کو دیکھکر پھسل پڑے چیلہ بنالیا نورالدہر خاموش
ہین مارے غصے کے کھانا بھی نہین کھایا صبح کو وہ سب تو جھولیان لے لیکر روانہ ہوگئے
اب جو سناٹا ہوا تو مرشد نے نورالدہر کو بُلا کر کہا کہ کیون بابا تم نے رات کی باتین
سُنین بہتر یہ ہی کہ تم بھی انکے ساتھ بھیک مانگنے جاؤ میرے پاس رقم لاکر جمع کیا کرو آٹھ
دس دن مین جو رقم جمع ہو جائے اُسکا چاندہ کیا جائے سب کو کھانا ملے تب کہین تم
انہین ملوگے مگر کھانا کھاؤ شاہ صاحب نے سمجھا بجھا کر نورالدہر کو جو کچھ سوکھے ٹکڑے
رات کے رکھے ہوے تھے دو چار لقمے کھلائے شام کو جو سب چیلے آئے شاہ صاحب
نے سب سے کہا کہ کل اپنے بھائی حسین شاہ کو بھی ساتھ لیجانا یہ تم سب کو چاندہ
بھی دین گے سب فقیر خوش ہوگئے پاس نورالدہر کے آکر کہا کہ داتا حسین شاہ
کل ہمارے ساتھ چلنا بڑا شہر آباد ہی وہان خوب بھیک ملتی ہی یہ کہکر وہ سب نشہ پانی
پینے لگے نورالدہر بیٹھے دیکھا کیے صبح کو جب سب تیار ہوے تو ہر ایک نے قریب
شاہزادے کے آکر کہا کہ بھائی صاحب جھولی اُٹھاؤ نورالدہر نے جھولی اُٹھائی
اُن سب کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ درِ شہر معلوم ہوا دیکھا سپاہی وغیرہ
دروازے پر بیٹھے ہین اُن سب کے ساتھ نورالدہر بھی شہر مین آئے وہ سب گلیون
مین گھس گئے مگر نورالدہر بازار مین آکر خاموش کھڑے ہوے جو سامنے سے نکلا
جھولی سامنے کردی زبان سے سوال کرنا نہین جانتے کسی نے روپیہ ڈال دیا کسی نے
دو روپئے ڈال دیے سواے روپئے کے پیسہ کوئی نہین دیتا تھوڑے عرصے مین
روپیون سے وہ جھولی بھر گئی اب نورالدہر کو خیال آیا کہ تکیے پر چلین اور مرشد کے

ملاقات کرین کہ نقارے پر چوب پڑی بچہ شتر سوار ہٹو ہٹو کرتے ہوے سامنے آئے
نورالدہر بھی کنارے کھڑے ہوے خاک چہرے پر پڑی ہوئی سر برہنہ پا پیادہ
کھڑے ہین کہ سامنے سے محافہ زرین پیدا ہوا ناظر بچکانے کہاریان بھاری لہنگے
پہنے ہوے اور مچھلیان سر پر لگی ہوئین ایک محافے کو گھیرے ہوے چلے آتے ہین بادشاہ
جو اس شہر کا ہی ملک نعمان تاجدار اُسکی بیٹی محافے مین سوار ہوکر اپنے باغ مین
جاتی ہی جب قریب نورالدہر کے محافہ پہونچا ہوا جو چلی پردہ اُٹھ گیا دختر شاہ کی
نگاہ نورالدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا وزیرزادی برابر بیٹھی تھی
اُسنے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم خیر تو ہی آپنے کیا دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہو گیا ملکہ
نے کچھ جواب نہ دیا ناظرون نے پردہ پھر چھوڑ دیا نورالدہر جھولی لیے ہوے
چلے راہ مین بھائیون سے ملاقات ہوئی سب نے پوچھا کہ کیون حسین شاہ آج کیا
پایا نورالدہر نے جھولی دکھائی دیکھا سب نے جھولی مین روپے بھرے ہوے
ہین سب کہنے لگے کہ بھائی تو صاحب اقبال ہی سب شاہزادے کو ساتھ لیکر تکیے پر
آئے نورالدہر نے جھولی سامنے مرشد کے رکھدی مرشد بھی خوش ہو گئے اُسی دن
چاندے کا سامان کیا خوب کھانا پکا فقیرون نے تن تن کے کھایا مگر ملکہ جو باغ مین آئین
وزیرزادی نے جلسہ آراستہ کیا ملکہ رونے لگین کہا کہ میرا کسی بات کو دل نہین
چاہتا جی چاہتا ہی کہ گوشے مین بیٹھ کر روؤن دل کو غم سے خالی کرون مگر دمبدم
غم و الم کی ترقی ہی کیا کہکر اب دلکو سمجھاؤن اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

سالکِ راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین ہین عاقبت اندیش نہین

مصحفِ رو کی تلاوت ہی نہایت مشکل
اسمین ای قاریو زیر و زبر و پیش نہین

ناخنِ غم سے ترے ہجر مین ای رشکِ بہار
دل نہین وہ جو رُخ گل کیطرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہی جائز یہ کہتا
نیک اعمال ترا بندہ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کہا
نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیلِ حوادث کیطرح
کونسا گھر ہی خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حسن پرستو کے لیے
کافر عشق ہون مین کوئی مرا کیش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین سگے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہی جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
روے سادہ کا یہ عاشق ہی بداندیش نہین

وزیرزادی سے کہا کہ لونڈی بھی آپ کسی پر مائل ہوئی ہین ملکہ نے کہا کہ ای گل چہرہ راہ مین جس مقام پر پردہ محلانے کا اُٹھ گیا تھا ایک فقیر کھڑا تھا اُسکے شعلۂ حسن نے خرمن قلب کو جلا دیا شب بھر نیند نہین آئی اگر ہو سکے تو کوئی صورت ملاقات کی نکالو ورنہ مین تڑپ تڑپ کر جان دونگی وزیرزادی نے عرض کی بیرون شہر تکیہ ہی درویش ابدال سب کا مرشد ہی اُنھین کا چیلہ وہ فقیر ہوگا ناظر کو بھیج کر کہلا بھیجیے کہ تمھارے سب چیلون کی دعوت ہی جب وہ آدین تو اُنکو کھانا کھلوا ئیے چلتے وقت اُس فقیر کو روک لیجیے یہ صورت ملاقات کی ہی ملکہ حسن آرا کو یہ بات بہت پسند آئی ناظر کو بھیجا تکیے پر ناظر نے جا کر درویش ابدال سے ملاقات کی کہا کل ملکۂ عالم نے آپ کی مع چیلون کے دعوت کی ہی شام کو لیکر سب کو آئیے گا یہ سُنکر سب فقیر خوش ہو گئے مرشد نے نورالدہر سے کہا کہ داتا یہ تمھاری اقبالمندی ہی کہ شاہزادی نے بلوایا کھانا بھی کھلائیگی کچھ نقدی بھی دیگی سنتے چاندہ ایسا کیا کہ کسی چیلے نے ایسا نہ کیا تھا نورالدہر نے کہا کہ آپ کی عنایت ہی شام کو ابدال نے سب چیلون کو ساتھ لیا نورالدہر کا ہاتھ تھاما طرف مکان ملکہ کے چلے ملکہ جھروکے مین بیٹھی ہین خواصین براے انتظام حاضر ہین ناظر بیچارے پھر رہے ہین کہ فقیرون کا سامنے سے جھروکے کے گذر ہوا ملکہ کی جو نگاہ پڑی اور نورالدہر کو دیکھا کہا کہ ای وزیرزادی یہی ظالم ہی اسی نے متاع صبر و شکیب کو لوٹا بقول شاعر فرد این ست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + وزیرزادی نے بھی تعریفین کین کہا حقیقت مین حضور جوہر شناس ہین ناظرون کو حکم دیا کہ ان سب کو کھانا کھلواؤ دس پانچ جلشنین دروازے پر لگا رکھی تھین اُنکو حکم تھا کہ جب یہ لوگ باہر جائین تو حسین شاہ کو روک لینا

جب سب کھانا کھا چکے پانچ پانچ روپئے اور ایک ایک تہمد سب کو دی حکم ہوا کہ سب باہر جائین فقیر مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوے باہر نکلے جب نورالدہر باہر جانے لگے جبشنون نے روکا شاہزادے نے ہرچند قصد کیا کہ نکل جاؤن مگر ان جبشنون نے قدمون پر سر رکھدیا اور جو دو چار فقیر ساتھ تھے اُنکو باہر نکال دیا نورالدہر کو سب جبشنین باغ مین لائین نورالدہر ہرچند غل مچاتے ہین مگر کون سنتا ہی جب سامنے ملکہ کے وہ جبشنین لائین نورالدہر نے ایک معشوقہ حسین کو دیکھا حسن آرا نے کہا صاحب کیون تڑپتے ہو یہ باغ رہنے کو ملیگا لباس فاخرہ پہنو پہلو مین آکر بیٹھو نورالدہر آکر بیٹھے خواصون نے حمام کرایا لباس فاخرہ جو پہن کر آئے ملکہ حسن آرا اور زیادہ عاشق ہو گئین صورت زیبا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہونے لگی ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

عہد نو روز ہی عشرت کا سرانجام کرین
باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
ہم فقیرون کو ہی دیوار کا سایہ کافی
گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر
شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
دوپہر گرمیون کی لطف سے گذرے کیا خوب
کیونکر اُن گیسوؤن سے جان بچے جو ایدل
حسن نے جو دھوین کے چاند سی صورت دی ہی
غیرت آتی ہی ہمین بوسے کا سائل ہوتے
کشش دل عمل محب کا اثر رکھتی ہی
ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا چاہے گا
آتش آغاز محبت کا ہوا انجام بخیر

شیشئے لبریز مئے ہوش ربا جام کرین
سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کرین
خوش رہین وہ کہ جو خسخانے مین آرام کرین
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین
ساتھ لیکر ہمین خسخانے مین آرام کرین
جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین
کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کرین
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین
چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین
وہ یہ کہتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری مبارک ہو
خدا نے خوب معشوق دیا کہ اس عرصے مین ایک کنیز نے عرض کی دروازے پر شتر سوار
حاضر ہی نامہ لایا ہی ملکہ نے کہا کہ نامہ لے آؤ وہ نامہ آیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ
پڑھو نامہ پڑھا گیا یہ مضمون اُسمین طرف سے گلفام عنبرین مو کے رقم تھا کہ ای ہمشیرہ
حُسن آرا ہمنے جشن کیا ہی ہمکو سرفراز کرو اگر اس جلسے مین نہ آؤگی تو بہت پچتاؤگی
ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ قیدیون کو قتل کرین ملکہ نے پشت پر جواب لکھا کہ ہم ضرور
آوینگے کنیزون سے کہا کہ شتر سوار کو انعام دو اور زبانی بھی ہماری طرف سے
کہدو کہ ہم ضرور آوینگے تحفے ایسے فقرے لکھے کہ دل کو مشبک کیا کنیزون نے جاکر
شتر سوار کو رخصت کیا نور الدہر نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی یہ نامہ
کہان سے آیا حُسن آرا نے کہا کہ ای صاحب انجم اختر شناس کاہن طلسم و معشوقہ
طلسم کشا یعنے ملکہ نازک اندام غنچہ دہن دختر حکیم صاحب و حکیم صاحب خود بحکم
بقراط ثانی ہماری مُنہ بولی بہن یعنی گلفام عنبرین مو کے پاس قید ہین مگر سُنا
ہی کہ گلفام کاہن پر عاشق ہوئی اُس سے سوال وصل کرتی تھی مگر کاہن نے انکار
کیا اب گلفام کو منظور ہی کہ ایک جلسے مین سب کو جمع کرون اور سب کے سامنے کاہن
سے سوال وصل کرون اگر کاہن منظور کرے تو بہتر ہی اور اگر نہ منظور کرے تو اُسکو
قتل کرون اِسی امر کا نامہ میرے پاس آیا ہی جادوگرنیان میرے پاس نوکر ہین وہ
تخت لے چلین گی نور الدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمکو بھی ساتھ لیچلو یہ سب ہماری
دوستی کے جرم مین قید ہوے ہین مین اُسی باغ سے آوارہ ہوکر آیا ہون درویش
ابدال کے یہان فقیرین کے بیٹھا ترک دنیا کیا مگر آپ نے بہ محبت بُلوایا آپ کی
وجہ سے یہ حال معلوم ہوا مقتضاے جرأت یہ نہین ہی کہ ہم اُس جلسے مین نہ جائین
اور کاہن وغیرہ کو نہ چھڑائین ملکہ نے کہا کہ ای شہریار گلفام بڑی ساحرۂ زبردست
ہی نور الدہر نے کہا کہ مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا میرے پاس لوح محفوظ موجود ہی اُسپر
سحر تاثیر نہین کرتا مین بعد چندے کے فکر لوح کرونگا یہ کاہن جو شریک ہوا ہی یقین ہی

کہ نشان لوح بتائے تم جاؤ تو سہی ملکہ نے کہا کہ آپ کیونکر چھپین گے زنانہ لباس پہن لیجیے
زیر لباس سلاح رہین نورالدہر نے کہا کہ ایک مہربانی اور فرمائیے تکیے پر درویش
ابدال کے یہان ہمارے سلاح موجود ہین وہ منگوا دیجیے ملکہ نے ناظر کو بھیجا کہ جاکر
درویش سے کہنا کہ سلاح حسین شاہ کے دیدو ناظر یہ حکم لیکر تکیے پر پہونچا ابدال
یہ سنکر بیقرار ہو گیا کہنے لگا کہ ناظر صاحب یہ تو بتائیے کہ ہمارا حسین شاہ کہان ہے ناظر
نے جواب دیا کہ مجھے حسین شاہ کا حال نہین معلوم ملکۂ عالم نے سلاح مانگے ہین
جس وقت تم طلب کروگے مین لادونگا درویش نے سلاح دیے ناظر نے لاکر پاس
نورالدہر کے پہونچائے مگر قضائے کار عیار نعمان شاہ یعنی سمند رسبک سم کسی
ضرورت سے تکیے پر آیا درویش سے باتون مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ کو ہم اپنے
ساتھ لے گئے تھے مکان مین ملکہ کے وہ غائب ہوا ہم لوگ رو پیٹ کر چلے آئے سمند
یہ سنکر دوڑا ہوا پاس نعمان شاہ کے آیا کہا حضور وہ جو کاہنون نے خبر دی تھی کہ
تکیے پر سے آگ لگے گی وہ ہی آج ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشائے آپ کی
صاحبزادی کے باغ مین داخلہ کیا سب فقیر کہتے ہین کہ ایسا حسین وجمیل جری وبہادر
نگاہ سے نہین گذرا اُسی کو ملکہ نے بلوایا ہے آپ جاکر باغ مین دریافت کرین نعمان
یہ سنکر گھوڑے پر سوار ہو اُٹھے مین اکیلا گھوڑا اُڑا کر چلا مصاحبون کو منع کیا کہ کوئی
میرے ساتھ نہ آئے در باغ پر نعمان تاجدار پہونچا ملکہ جانے کی تیاری کر رہی تھی
کہ کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد آتے ہین ملکہ گھبرا گئین نورالدہر نے کہا کہ
ملکہ گھبراؤ آتے ہین تو آنے دو یہ ذکر تھا کہ نعمان تاجدار باغ مین گھس آیا غصے
مین کئی کنیزون کو قتل کیا نورالدہر کو دیکھ کر آواز دی کہ او جوان ناموس شہنشاہی
مین تو نے رخنہ اندازی کی گھوڑے سے کودا تیغ کھینچ کر چلا نورالدہر آگے بڑھ آئے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون نعمان تاجدار نے کہا کہ الامان نورالدہر نے
کہا امان بشرط ایمان نعمان تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوے کہا حضور

اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ مین طلسم کشا ہون حمزہ مین یکتا فرزند صاحبقران سرکوب بقراط ثانی نعمان تاجدار نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تمہاری وجہ سے دولت اسلام حاصل ہوئی ملکہ نے کہا کہ باوا جان گلفام نے بلایا ہی کاہن وحکیم ارسطوے ثانی و نازک اندام غنچہ دہن اُسی کی قید مین ہین آپ بھی تشریف لے چلین تو اِنکا چلنا موزون ہو جائے اسپر نعمان تاجدار راضی ہوے نور الدہر کو پہلو مین بٹھایا بیٹی کو بھی تخت پر بٹھالیا نور الدہر بن بدیع الزمان کا نام نیاب راسے وزیر رکھا نور الدہر نے کہا کہ جب مین قیدیون کو دیکھونگا پھر مجکو تاب باقی نہ رہیگی نعمان تاجدار نے کہا کہ حضور تشریف لے چلین اتنا تامل کرین کہ دیکھیے گلفام کاہن سے کیا کلام کرتی ہی پھر آپ کو اختیار ہی نور الدہر نے قبول کیا کنیزین تخت اڑا کرلے چلین نور الدہر تیغ بکف بیٹھے ہین اسی فکر مین ہین کہ جلکر کاہن کو رہا کرون مگر حسن آرا نے کہدیا ہی کہ کئی ساحر زبردست وہان ہونگے اُن سب سے جنگ کرنا ہوگی نور الدہر نے کہا کہ اگر دس ہزار جادوگر ہونگے تو مین اُن سے سمجھ لونگا تخت اُڑتا ہوا آیا ایک باغ کے سر پر پہونچا وہان پر آکر تخت لہرایا کنیزون نے تخت کو اُتارا گلفام نے جو نعمان تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای عم نامدار آئیے آپ کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی ایک ظالم اظلم نے مجھے پریشان کیا ہی آپ بھی ذرا حال سُنیے اور اُس جوان کو سمجھائیے کہ مجکو قبول کرے نعمان تاجدار نے کہا کہ ای فرزند مین موجود ہون جو کہو وہ سمجھاؤن اُس گمراہ کو راہ پر لاؤن اگر نہ مانے تو پھر تم کو اختیار ہی یہ ذکر تھا کہ تخت جادوگرنیون کے آنے لگے نظیر جادو آکر بیٹھی اُسکے بعد بشیر جادو آئی یہ بھی دونون آکر جلسے مین بیٹھیں پھر ابر سیاہ اُٹھا سر باغ آکر ٹھہرا سہیل جادو کہ بڑا جادوگر زبردست ہی وہ بھی آکر داخل محفل ہوا اب تو گلفام نے اشارہ کیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک گائن نہایت خوبصورت نام بی دولت یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی نظم

فکر مین مضمون عالی کے جو دل آمادہ ہو		دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
عشق پیدا کرکے مستانہ آنکھون کا دلا
آستانِ دیر تک جاوے تو ای کعبہ نشین
عشق ہونے مین نہین ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز
آشنا چشم سخندان سے ہے میرا کلام
سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہی یار کا
خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون وہین
بے ادب وادی مین اپنے پانون رکھ سکتے نہین
روسیہ دشمن عبث کرتا ہی میری پیروی
پانون رکھتا ہی جو آتش کو چھُو جاوے جہین

لاکھون یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو
پردۂ باب صنم خانہ ترا استادہ ہو
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو
جیسے مینائے زمردگون مین گلگون بادہ ہو
آسمان اُسکو بنا دون جو زمین افتادہ ہو
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو
بندۂ زنگی بنا ڈٹے سے دعا جبزادہ ہو
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہو

گلفام سب کی خدمت کر رہی ہی کسی کے آگے گلابی رکھتی ہو گر جب قریب نعمان تاجدار آتی ہی جمال نور الدہر دیکھ کر تھرا جاتی ہی کہتی ہی کہ ای ساحران غدار صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ آج کے دن اس محفل مین طلسم کشا ضرور آویگا اس وقت تک تو کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا قدرت نے ذرا سے کو میرے لکھ دیا مین نہایت ہوشیار ہون میری صحبت مین طلسم کشا کیا آسکتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو قیدیون کو لاؤ کنیزین قیدیون کو لینے چلین مگر گلفام نے کہا کہ ای نعمان تاجدار یہ جوان جو تمھارے پہلو مین بیٹھے ہین ہم اکثر تمھاری صحبت مین آئے مگر انکو کبھی نہین دیکھا انکا نام نامی کیا ہی جب انسے آنکھ ملتی ہی قلب کانپ اُٹھتا ہی مفصل بتاؤ نعمان نے کہا کہ یہ ہمارے قدیم ملازم وزیر اعظم ہین ہمیشہ دربار مین آتے ہین سب وزرا و امرا انکی تعظیم و تکریم کرتے ہین آج تمنے انکو بلکہ نہین پہچانا انکی ذات سے ہمکو بڑے بڑے فائدے حاصل ہوے سب وزرا و امرا طلسم کشا سے مل گئے تھے انھون نے سب کو پہچان کر نکالا انکا ہمپر سراسر احسان ہی اب مین دم بھر انکو ساتھ سے جدا نہین کرتا یہ سُن کر گلفام خاموش ہو رہی وہ جو دل مین کھٹکا پیدا ہوا تھا وہ رفع ہوا مگر پھر خیال آیا کہ قدرت نے

صاف صاف اپنی کتاب مین تحریر فرمایا ہی کہ آج کے دن طلسم کشا ضرور اس محفل مین آئیگا
مگر اُسکا ابتک کچھ ظہور نہ ہوا یہ سوچ کر خاموش ہو رہی کہ سامنے سے تینون کنیزین آئین ایک
کے ہاتھ مین قفس حکیم صاحب اور ایک کے ہاتھ مین قفس نجم اختر شناس اور ایک قفس
ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کا لیے ہوے مگر قفس کاہن کا بیچ محفل مین رکھا گیا اور
گلفام طرف کاہن کے متوجہ ہوئی سبھون سے کہا کہ صاحبو اسکو سمجھاؤ کہ یہ میرا وصل
قبول کرے شاید تم لوگون کے سمجھانے سے راہ پر آئے کئی دن سے مین اسکو سمجھا رہی
ہون مگر یہ نہین مانتا کاہن نے کہا کہ مین دل وجان سے اطاعت طلسم کشا مین مصروف
ہون یہ نہین ہو سکتا کہ اُنکے خلاف کوئی امر کرون گلفام اس بات پر بہت جھلائی اور کہا
جلادون کو بلاؤ اہل محفل سے متوجہ ہو کر کہا کہ مین جانتی ہون اسکے قتل کے بعد مین بھی
زندہ نہ رہونگی مجھے فراق اسکا ناگوار ہی ایسی ایسی باتین کرکے چلا کر آواز دی کہ او
ناسنصف مقام افسوس ہی کہ مجھ ایسی معشوقہ کو نہین قبول کرتا بہت پچھتائیگا مین سب
صاحبون پر ظاہر کرتی ہون کہ اسکو قتل کرکے مین بھی جان دونگی یہ سُنکر جادوگرنیان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھین قریب قفس کاہن آئین سمجھانے لگین ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ ای نجم اختر شناس گلفام نے تمکو کیا تکلیف پہونچائی کہ اس عرصے مین جلاد نے
قریب آکر کاہن کو قفس سے نکالا گردن پر کوے کا خط کھینچا اور پکار کر آواز دی فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
ای کاہن جو ملکۂ عالم کہتی ہین وہ قبول کرو ورنہ باعث خرابی ہی ملکۂ عالم کیا کیا عجز کرتی ہین
آخر جلاد نے خنجر چمکایا کاہن سمجھا کہ موت قریب ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای خالق
بے نیاز دای رب کارساز مقام افسوس ہی کہ آقا نے میری ثابت قدمی نہ دیکھی نظم

ہست نور ذات واحد جلوہ گر شام وصباح	گاہ در شمس وگہے اندر قمر شام وصباح
طالب دیدار را از انقلاب روز و شب	می نماید چہرہ آن دلدار ہر شام وصباح
ذکر حق گویند ہر دم دام ودد وحش وطیور	حور وغلمان روز وشب جن وبشر شام وصباح
صنعت صناع اکبر دیدہ بکشا وبین	کن زنور معرفت روشن نظر شام وصباح

ہان درین دنیاے دون ضایع مکن عمر عزیز	بندگی کن در شب و در روز و در شام و صباح
کن عیان از آہ سوزان سوز دل مانند برق	دار شل ابر نیسان دیدہ تر شام و صباح

جلاد ہر مرتبہ تلوار کھینچ کر قریب آتا ہی مگر کاہن آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا رہا ہی نور الدہر
کو تاب باقی نہ رہی تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بیجیادای نابکاران
مُردغاک تمکو زندہ چھوڑتا ہون منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
بیت نظیر حمزۂ صاحبقران حشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + نعرہ کرکے
جا پڑے جلاد کو مار کر چاہا کہ کاہن کو رہا کرین گلفام نے آواز دی کہ صاحبو تم سب اسکو
مار لو اگر کوئی رفیق یا شفیق انکا آجائیگا تو آفت برپا ہوگی سب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام
سے اُٹھین کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی کو زور دیا کسی کے سحر سے ہواے گرم چلی
کسی کے سحر سے برف برسی ہر چند کہ ساحرون نے سحر کیے مگر نور الدہر کے گلے مین لوح
پڑی ہو بسبب لوح محفوظ کے کسی کا سحر اثر نہین کرتا جسنے سحر کیا اُسکا سحر پلٹا اُسی کے سینے پر
پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا سو جادوگرنیان اسی طرح مر گئین نور الدہر نے بڑھکر
زبان سے کاہن کی سوزن نکالی سوزن جو زبان سے کاہن کے نکلی تڑپ کر اُٹھا اور
پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار لاکھ جانین حضور کے قدمون پر سے نثار ہین لیکن
ماشاء اللہ کس زور و شور سے پہونچے یہ امید نہ تھی کہ عین وقت پر آپ آجائینگے یہ کہکر
سحر کرنے لگا مگر فکر یہ ہی کہ کسی طرح ملکہ کو رہا کرون یا حکیم صاحب رہائی پائین تو سب
جادوگرنیون کو مشکل پڑے انکے شعبدے پر سحر نہین تاثیر کرتا نجم اختر شناس یہی دلمین
سوچ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو آقاے نامدار کو یہ لوگ گرفتار کرلین کہ یکایک گلفام تڑپکر
بلند ہوئی اور پکار کر آواز دی کہان یارو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو شام سے میرا دل یہی
گواہی دیتا تھا کہ اسی رات کو صورت رہائی ان سب کی نکلے گی یہ کہتے ہی گلفام کے
ہر گوشے سے فوجین ساحرون کی پیدا ہوئین یہ دیکھتے ہی نور الدہر غولون پر جا پڑے
شیرانہ لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلفام پکار رہی ہی کہ اے یارو تم

لوگ ساٹھ ستر ہزار ہو یہ دو کس ہیں انکو گرفتار نہین کرسکتے اب جو گلفام نے خیال کر کے
دیکھا تو معلوم ہوا جو سحر کرتا ہی وہ سحر الٹا پلٹتا ہی اُسی جادوگر کے سینے پر پڑتا ہی پشت کو
توڑکر پار گذرتا ہی کئی سو جادوگرنیان و جادوگر نامی دگرامی مرکر گرے آواز جو اُنکے
مرنے کی بلند ہوئی گلفام گھبراگئی ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو غضب ہوا جلد
طلسم کشا کو گرفتار کرو مین خوف سے کاہن کے زمین پر نہین جاتی اگر سامنا ہوگیا تو مشکل
پڑیگی کاہن ساحر زبردست ہی مدت سے طلسم مین رہتا ہی سب نیک و بد جانتا ہی ایسا
نہو کہ مجھ بدنصیب کو گرفتار کرے تو بڑی سختی سے قتل کریگا ہان صاحبو جلد طلسم کشا کو
گھیر کر قتل کردو یہ سُنکر سب جادوگر اور جادوگرنیان بڑھ بڑھ کر سحر کرنے لگین مگر کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا قضائے کار ملکہ شعلہ جوالہ کہ اپنے آقائے نامدار کی تلاش مین نکلی تھی اسوقت
آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نورالدہر کئی ہزار ساحرون کے غول مین لڑ رہے ہین اور
ایک ساحرہ آسمان سے آگ برسا رہی ہی شعلہ جوالہ تڑپ کر گلفام پر گری مگر گلفام
نے اپنے کو بچایا چمک کر سامنا کیا شعلہ جوالہ نے للکارا کہ او گلفام تیری بھی یہ مجال
ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے قضا تیری دامنگیر ہی یہ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین دیکھا
کہ کئی سو جادوگر اور جادوگرنیان قتل ہوئین ای گلفام بھاگ جا یہ کہکر گولہ مارا گلفام نے
گولہ کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے دھوان نکلا کئی ہزار جادوگر نابینا ہوگئے اب تو
گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام اسکا سحر سے گرفتار ہونا بہت دشوار ہی
ساحر بلوہ کرین تو شاید شعلہ جوالہ کو گرفتار کرلین مگر نہایت دشوار ہی کہ دو کوشش
بالکل بیکار ہی مگر شعلہ جوالہ نے جو آسمان سے پتھر برسائے کئی ہزار کے سر پچے سب
ساحرہ بیحواس ہو ہوکر بھاگنے لگے مگر ایک سنگ کلان سر پر گلفام کے بھی گرا کہ اُسکے
صدمے سے گلفام زمین پر آئی جیسے ہی زمین پر گری نورالدہر لڑتے ہوے قریب گلفام
کے پہونچے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارون گلفام نے زمین پر دو پتھر مارا ایک
پہلوان قوی تن و قوی من للکار کر نورالدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے
لوح محفوظ کو جنبش دی عکس جو لوح محفوظ کا پڑا وہ جون مثل قطرۂ آب کے ایک زمین مین

جذب ہو گیا گلفام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ پہلوان غائب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شیران شیر سر آگر طلسم کشا کو کھانے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک شیر سوار تلوار ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا شیر کو اُڑاتا ہوا نزدیک شیر بیشۂ صاحبقرانی کے آیا للکارا کہ کیون طلسم کشا کیا تیری قضا دامنگیر ہی یہ کہکر شیر سوار گرا یا مثل مرکب کے شیر کو مہمیز کرنے لگا جب شیر کو پسینہ آیا تو گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام یہ اقبال مندی طلسم کشا کی ظاہر ہوتی ہی شیر کے جسم سے پسینہ نکلنا باعث خرابی ہی دیکھیے کیا ہو مگر شیر سوار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے دار اُسکا روک کر تلوار جو چمکائی شیر سوار نے سر آگے کر دیا برق شمشیر جو تڑپ کے گری شیر سوار کے سر پر زخم آیا خون سر سے بہنے لگا نور الدہر نے قریب آکر عکس لوح کا ڈالا عکس لوح محفوظ کا پڑتے ہی ایک دناتا ہوا شیر مع شیر سوار کے غائب ہو گیا اب تو گلفام بہت گھبرائی زمین پر گرکے تڑپی مگر شعلہ جوالہ نے اس عرصے مین قفس ملکہ نازک اندام توڑا نازک اندام رہا ہوئین پلٹ کر حکیم صاحب کو بھی رہا کر دیا جب حکیم صاحب چھوٹے تو چھوٹتے ہی ایک دستک دی کہ ہوا سے تند چلی سب ساحر سر ٹکرانے لگے غول کے غول غل مچاتے پھرتے ہین ایک کو ایک پکارتا ہی کچھ طائر ہوا پر اُڑ رہے ہین پروں سے سر پیٹتے ہین منقارین کھولکر یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

نالۂ دل سوز نے پھونکا دلِ بیتاب کو	عشق کی آتش نے کشتہ کر دیا سیماب کو
ہجر پیغامِ اجل ہی عاشقِ بیتاب کو	زندہ دیکھا ہی نہین ہی ماہی بے آب کو
عالمِ حسن جوانی قدرتِ اللہ ہی	ہجو دھوین شب کوئی دیکھے صورتِ مہتاب کو
نیم جانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا	کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخِ قصاب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو	جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
جان کھوئی حسرتِ آبِ دمِ شمشیر مین	طی کیا ہمت نے میری منزلِ بے آب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندو نسے ہی لاگ	زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و درِ محراب کو
امن مین رکھتی ہی جو رچرخ سے وارستگی	منزلِ رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو

کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوائے دہر ہی | نیند اُڑ جاتی ہی سُننے سے نفیر خواب کو
روز و شب روتا ہین آتش دنگا کی یاد مین | عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

سر ٹکراتے پھرتے ہین جب گلفام نے دیکھا کہ حکیم صاحب کے شعبدے نے ہزار ون ساحرون کو دیوانہ بنا دیا گلفام نے ایک ساحرہ موسوم بہ نظیر جادو کو کہ لڑتی ہوئی آتی تھی پکار کر آواز دی ہان لُوا نظیر شعلۂ جوالہ کو لینا نظیر جادو بڑھی شعلۂ جوالہ کو دیکھ کر للکارا کہ واہ بی شعلۂ جوالہ کیا رنگ دکھایا تمھارا مثل کا ہے کو ہی گھر سے محبت خداوند سے مُنھ پھیرا کچھ تمکو خوف نہ آیا پکار کر شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ مین تو دوستی کا طلسم کشا کی دم بھرتی ہون یہ سُنتے ہی نظیر جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ جھولی سے اسباب سحر نکالون شعلۂ جوالہ کڑک کر گری تیغہ کمر پر مارا نظیر کے دو ٹکڑے ہوتے ہی نظیر کے گلفام نے جھپٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا آگ بھڑکنے لگی شعلۂ جوالہ نے چاہا تڑپون کہ ہوائے گرم چلی مُنھ جھلک گیا جب دوسرا جھونکا ہوا کا آیا قریب تھا کہ تمام جسم مین آگ لگ جائے ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای برفبار اس گرمی سے بچاؤ یہ کہتے ہی ایک ٹکڑا ابر آسمان پر آیا برف گرنے لگی گرمی موقوف ہوئی شعلۂ جوالہ نے نورالدہر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس نابکار کو بیچے نورالدہر نے طرف گلفام کے رُخ کیا قیدی تینون چھوٹ چکے ہین حکیم صاحب بیٹی کی حفاظت کر رہے ہین جو سحر کسی کا آتا ہی اُسے شعبدہ کر کے دفع کرتے ہین گلفام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا کہ تڑپکر نکلجاؤن زمین پر گری اور پر پرواز پیدا کیے تڑپ کر اُڑی جب شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلفام جاتی ہی یہ بھی تڑپکر بلند ہوئی برق بنکر گلفام پر گری گلفام نے وار شعلۂ جوالہ کا سپر سحر پر روکا دونون آپس مین سحر کر رہی ہین نورالدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بھال کا تیر کمان مین پیوست کر کے تاک کر گلفام کو مارا شانہ گلفام کا نشانہ ہوا ملکہ شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ شانہ گلفام کا زخمی ہوا کڑک کر گری گلفام کے دو ٹکڑے ہوئے کنیزون کو حکیم صاحب نے مٹایا تھوڑے عرصے مین چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی حکیم صاحب نے دوڑ کر قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام کی

گستاخیاں معاف فرمایئے شعلۂ جوالہ نے بھی قدموں کو نورالدہر کے بوسہ دیا مگر نازک اندام کو دیکھ کر بہت شرمائیں حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار اب ہر وقت یہی خیال ہی کہ آپ کو تا بلوح پہونچاؤن شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ کنیز اب آپ کے ساتھ رہیگی حضور اب قصر ہفت رنگ مین چلین وہان چندے عیش و آرام کرین عشرت خیز جادو بہت آرام دیگی کتاب مین لکھا ہوا ہی کہ طلسم کشا کو سب سے پہلے قصر ہفت رنگ مین جانا چاہیے یہ کہکر نورالدہر کو ہمراہ لیا لیکر چلی حکیم صاحب بھی ہمراہ ہین مگر بقراط ثانی قصر عشرت فزا مین داخل ہی کہ خبر قتل گلفام جادو کی پہونچی زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ صاحبو غضب ہوا ارسطوے ثانی کو مین نے کس زور و شور سے قید کیا تھا یہ سمجھا تھا کہ تا بہ گلفام طلسم کشا پہونچ جائیگا نعمان تاجدار بھی ہمراہ ہی دختر نعمان طلسم کشا پر عاشق ہی نعمان تاجدار نے اطاعت کی تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر ان لوگون کو طلسم کشا سے جدا کر دے گلریز جادو بہن گلفام کی اپنے مقام سے اُٹھی سامنے بقراط ثانی کے آکر دعویٰ کیا کہ مین جا کر سب کو جدا کر دونگی اکیلا طلسم کشا کیا کریگا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے طاؤس پر سوار ہوئی براسہ مقابلہ نورالدہر چلی یہان نورالدہر ایک صحرا مین آکر اُترے ہین صحراے سبزہ زار در نواح دلکشا مین جلسہ آراستہ ہی دونون معشوقین پہلو مین بیٹھی ہین نازنینان مہجبین حاضر خدمت ہین ایک مہجبین بیچین و بیقرار اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

عزیز روح سے دم بھر ہی کا امید گل کا
خراب حال ہی بے مغز جب ہو اچھلکا

بہار آئی ہی دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہی صدا غلغلہ سلاسل کا

عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہو کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا
یہ کام ہی ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر
نہ ہو سکیگا یہ مجھسے ہی کام مشکل کا

خیال زلف ہی اُس رُخ کے شوق مین تا
دکھائی دینے لگا ہی سواد منزل کا

نظارۂ رخ لیلی کرو میان مجنون
جھکا کے نلغے کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہمکو دم نزع کے تنفس سے خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہی اے آتش	کشان کشان لیے جاتا ہی شوق منزل کا کریم رد نہین کرتا سوال سائل کا

قضائے کار حکیم صاحب بیرون بارگاہ آئے نازک اندام نے جو سُنا کہ والد نامدار باہر گئے خود بھی باہر تشریف لائین حکیم صاحب تو آگے بڑھ گئے ملکہ ٹہل رہی ہین سیر صحرا پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ دیکھا کہ عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین غنچے چٹک رہے ہین ہوائی سنک پھولون کی مہک نرگس شہلا مصروف دیدہ بازی سوسن عدہ زبان کی غمازی ہوا کو بڑا پاس ہی شاہد ان چمن سے التماس ہی کہ میری چال سے نگہبان گرد نہ اُڑیگی اس روش سے چلون کہ زمین کو خبر نہ چہرہ سے گل پر گرد کا اثر نہو ہر روش پر مستانہ چال چلتی ہی مینائے نخل سے شراب شبنم ٹپک رہی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرو چراغ لالہ جابجا روشن عندلیبان خوشنوا کا شاخ گل پر مسکن زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہی ہین صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ملکہ نے اُسی مقام پر کرسی بچھوائی کیفیت صحرا دیکھنے لگین زمزمہ سرائی طائرون کی ملاحظہ فرما رہی ہین حکیم صاحب تو دور ٹہل رہے ہین غنچہ و ثمر کو دیکھ کر وجد مین ہین فرماتے ہین کہ کیا قدرت باغبان قضا و قدر ہی مگر یہ جادو جو بقراط ثانی سے وعدہ کر کے چلی تھی آسمان پر آکر چکی ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا اگرد کنیزین کھڑی ہین اپنے اپنے عہدون پر سب مامور ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین دیکھکر ہزار رشک ہوا جی مین کہتی ہی کہ اس دختر حکیم نے ہزار رنگ جمایا اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچایا پہلے انھین کو لون عیش و فرحت مین انکے خلل ڈالون یہ سوچی اور تڑپ کر گری ملکہ نازک اندام کو کرسی سے اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی آگے بڑھ کر اسکا لشکر تھا اُس مین لیے ہوے ملکہ کو آئی قفس آہنی مین بند کیا ایک کنیز شعلہ خیز نامے تھی اُس سے کہا کہ انکو تو خدمت خداوند مین لیجا و کہنا اور بھی سب کو بھیجتی ہون اسکو اس واسطے پہلے بھیجا کہ قدرت کو اسپر توجہ ہی بجبر اس سے وصل حاصل کیجیے یا تقدیر کرکے قلب اُلٹ دیجیے یا کنیز حاضر ہو گی ایسا سحر کریگی کہ یہ قدرت کو قبول کرے عمر بھر اپنی تقدیر کو رو دے شعلہ خیز قفس لیکر چلی

اڑتی ہوئی جاتی ہو راہ مین ایک باغ ملا دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہو ہر ایک چمن بھی لاجواب ہو عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی اپنی اپنی منقارین کھولے یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمہارے منھ سے نہ کوئی سخن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست

دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہو بخیہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین ہر جو شکایتین
سنتا ہی تانے وہ بت سیمتن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی
سمجھا کہ ہو معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناخن خراش زخم کی دیتا ہی نہ متین
کرتا ہی شانہ زلف بت سیمتن درست

کس رشک گل کی شہرت نظارگی ہی آج
کرتے ہین غنچہ ہائے چمن پیرہن درست

زنگ دوئی سے آئنہ رہتا ہی پاک و صاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیمار ہو ہین چارہ گرون کی شفقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے مدتون مین ہوئے ہین دہن درست

پرنور ردیف اور کو جی بھر گیا نسیم
ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

شعلہ خیز کے خیال مین آیا کہ اس باغ کی سیر کرین تھوڑی دیر مین خدمت خداوندین پہونچ جائین گے یہ سوچ کر بلندی سے اُتری وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُس پر قفس رکھدیا آپ پھرنے لگی ہر ایک نخل کے سائے مین جاتی ہو پھل توڑ کر کھاتی پھرتی ہو کبھی نخل کو لات ماردی کہ نخل گرا اُسکا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگی ملکہ اس بدعت کو دیکھکر حیران ہین اور فرماتی ہین بڑے تاسف کی بات ہو کہ کوئی تدبیر رہائی کی نہین معلوم ہوتی

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس دام قفس سے رہائی دے ورنہ یہان تڑپ تڑپ کر مرونگی ای خالق مجھے بدبخت سے اسکی بچاے

نظم

بندہ ات وحش وطیر وانسان اند — خادم زار حور و غلمان اند

حاکمانِ زمانہ محکومت — اہلِ فرمان بزیرِ فرمان اند

سربلندانِ پایۂ دولت — سربسر زیر بار احسان اند

عاشقان جمالت ای دلدار — محو حیرت ہمیشہ ہی مانند

گاہ بیجان بصورتِ تصویر — مثل آئینہ گاہ حیران اند

گاہ مانند برق میخندند — گاہ مانند ابر گریان اند

گاہ در وصل خرم و خرسند — گاہ پابند بند ہجران اند

گاہ جیست اند وچابک وچالاک — گاہ کمزور و زار و بیجان اند

در ہمہ حال حاضر و موجود — از ہمہ خلق مر ترا دانند

عاشق زار و طالب دیدار — جلوہ ات بیند از در و دیوار

قضاے کار دیو کیوس کہ اس باغ کا مالک ہے اسی باغ مین رہتا ہے براے شکار گیا تھا کچھ ہرن کچھ چیتے شکار کیے ہوے سیخ آہن مین لگائے ہوے وہ سیخ کاندھے پر رکھے اڑتا ہوا آسمان پر آیا خیال کر کے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ مین دوڑتی پھرتی ہے صدہا درخت گرا دیے ہین سوچا کہ یہ باغ پامال کر ڈالیگی تڑپ کر گرا ایک چنگل مارا کہ شعلہ خیز ایک گولی بنگئی گولی بنا کر دیو جادوگرنی کو نگل گیا پیٹ سے صدائین ہیبتناک آنے لگین گھبرا گیا تھوڑی دیر تک گھبرایا گھبرایا پھرا بعد چند عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ خیز جادو بود مرتے ہی اس جادوگرنی کے درخت اسی طرح قائم ہوگئے نہرین موج مارنے لگین دیو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے اس عرصے مین چبوترے پر روشنی معلوم ہوئی دیو نے دیکھا کہ باغ کے چبوترے پر ایک قفس رکھا ہے اسنے چاہا کہ بڑھ کر قفس کو توڑ دون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او دیو خونخوار خبردار میرے قریب نہ آنا مگر دیو کب مانتا ہے تڑپ کر قریب آیا قفس توڑا ملکہ کو کاندھے پر سوار کیا سارے باغ مین دوڑا دوڑا پھرنے لگا کہتا ہے کہ ای جان جہان

وای آرام دل مشتاقان مین خدمتگزار ہون ملکہ نے جواب دیا کہ مجھسے کیا چاہتا ہی ایک لقمہ بناکر منہ مین رکھ لے کہ تیرا دل خوش ہو دیو نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای شہنشاہ پریزادان مین تمپر عاشق ہون یک نظر سے خوش گذرے ملکہ یہ سنکر نہایت حیران ہوئین جی مین کہتی ہین کہ اگر یہ کہا جائے تو نجات ملے مگر یہ کہتا ہی مین عاشق صادق ہون کبھی آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا ملکہ بہ مجبوری ناچار ہو کر اُس غیر جنس کی صحبت مین رہنا قبول کیا دیو کیوس نے لاکر بارہ دری مین بٹھایا اُڑتا ہوا گیا پانچ چار حور تین اور اُٹھالایا اُنکو ہمراہ خدمتگزاری ملکہ مقرر کیا وہ بخوف جان خدمتگزاری مین مصروف ہوئین کبھی دیو ندر کرجاتا ہی اژدہا مرا ہوا اُٹھالاتا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ یہ گوشت تناول فرمایئے کبھی ہاتھی کو لاکر ذبح کرتا ہی کہتا ہی کہ اسکا گوشت کھایئے ملکہ انکار کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ ہمارے واسطے آدمیون کے کھانے کی چیزین لاؤ آخر دیو دوڑا ہوا گیا کئی اونٹ میدے کے اُٹھالایا گوشت کی جو خواہش کی بکریان وغیرہ اُٹھالایا ملکہ نے کنیزون کی معرفت کھانا پکوایا جب ملکہ کھانے بیٹھین تو دیو منتین کرنے لگا کہ مین بھی کھاؤنگا ملکہ نے دس روٹیان اسکو بھی دین دیو ایک لقمہ کرگیا آخر یہ ٹھہری کہ جب ملکہ خاصہ پکواتی ہین تو دس پندرہ سیر کے آٹے کی روٹیان دیو کے واسطے پکوادیتی ہین کھانے کی لالچ سے دیو بیٹھا رہتا ہو کہتا ہی ای محبوبہ جانی وای یار جاودانی تمہارے دیکھنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہی ملکہ تو دیو کیوس کی قید مین ہین مگر نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے کہ کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ سیر لالہ وگل کررہی تھین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ ملکہ کو اُٹھاکرلے گیا ہم لوگ غل مچاتے رہگئے نور الدہر بیرون بارگاہ آئے جس مقام پر سے ملکہ غائب ہوئی تھین وہان آکر دیکھا حکیم صاحب کو بُلایا کہا کہ حکیم صاحب آپ نے سُنا ملکہ کو کوئی اُٹھا لے گیا اب کیا تدبیر کرون عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی نظم

دیدیم بے دوستی شادی وغم را	ما زہرزہ دوی پائے شکستیم ولم را
برگشت چو از خاک فنا جام جم وکی	آراستہ انگار تو این مسند جم را
گشتیم بیابان جہان را وگذشتیم	برخاک تمنا نہ نہادیم قدم را

تا داد ز بیداد ستانم بہ قیامت	از کف ندہم دامن بربان حکم را
بر خون شہیدان تو تا حشر دیت نیست	لب تشنہ نہان تا بکی این تیغ ستم را
گر پاے نہی در حرم بتکدہ مخفی	آہستہ کہ تا رم نہ دہی مرغ حرم را

نور الدہر نے جو رو رو کر سامنے حکیم صاحب کے غائب ہونا ملکہ کا بیان کیا حکیم صاحب
نے کہا کہ ای شہریار آپ طلسم خیال سکندری مین تشریف لائے ہین ابھی آپ کو بڑے
بڑے صدمات پہونچین گے بقراط ثانی بلاے روزگار ہی یہ تو غلام کو یقین ہی کہ بقراط
لاکھو کوشش کرے مگر دختر میری اُس ملعون کو نہ قبول کریگی یہ کہکے قرعہ پھینکا تھوڑی
دیر کے بعد سر اُٹھایا کہا کہ ای شہریار از روے طریقے کے معلوم ہوتا ہی کہ طرف مشرق
کے ایک باغ ہی اُس باغ مین ملکہ ہین اب راہ قصر ہفت رنگ کو چھوڑیے طرف اُس
باغ کے چلیے نور الدہر نے کہا کہ یہ تو مجھے آگاہ کیجیے ملکہ کو کون لے گیا حکیم صاحب نے بعد
عرصے کے عرض کی کہ گلریز جادو فرستادہ بقراط ثانی اس طرف سے گذری ملکہ کو بیٹھے
دیکھ کر اُٹھا لے گئی نور الدہر نے حکیم صاحب سے کہا کہ اچھا طرف ملکہ کے مجکو لے چلیے
شعلہ جوالہ نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ملکہ کو تلاش کر کے لاؤنگی نور الدہر
نے کہا کہ نہین ہمارا ہی جانا بہتر ہی حکیم صاحب کی راے پر کوچ کیا اُسی باغ کی جانب چلے
جہان حکیم صاحب کہتے ہین وہین اُتر پڑے ہین کوچ اور مقام حکیم صاحب کی راے پر
ہوتا ہی مگر گلریز جادو ملکہ کو روانہ کر کے بصورت مبدل لشکر نور الدہر مین آئی نعمان
لشکر کو درست کر رہے تھے گلریز تڑپ کر گری نعمان تاجدار کو بھی اُٹھا لے گئی یہ بھی خبر
نور الدہر کو پہونچی کہ آج کوئی نعمان تاجدار کو لے گیا دوسرے دن گلریز نے دختر
نعمان پر ہاتھ ڈالا بلندی پر جا کر نعرہ کیا کہ او طلسم کشا آگاہ ہو مین گلریز جادو فرستادہ
خداوند تیرے کل رفیقون کو جدا کر دونگی نور الدہر غائب ہونے پر نعمان تاجدار و دختر
نعمان کے سرنگون بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین کہتے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی
نور الدہر نے جو رونے کی آواز سُنی اُٹھ کر طرف آواز کے چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ
ایک شخص گرد مین اٹا ہوا زیر نخل بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے آکر گرد جھاڑی

فرمایا کہ ای برادر کیون روتے ہو یہ نگاہ غور جو دیکھا اپنے یار وفادار عیار کو پایا یعنے
شبرنگ بن عمرو فقیر بنا ہوا رو رہا تھا نورالدہر نے پوچھا کہ ای شبرنگ بن عمرو
تم یہان تک کیونکر پہونچے شبرنگ نے عرض کی کہ حضور کے آنے کے بعد ایک ساحرہ
مجکو اُٹھا لائی مین نے دم دیکر اُسے مارا اس صحرا مین فقیر بنکر بیٹھا حضور نے کیا کیا شاہزادہ
نورالدہر نے سب حال اپنا بیان کیا فرمایا کہ ای شبرنگ ملکہ نازک اندام و ملکہ
حسن آراو نعمان تاجدار تینون آدمی غائب ہوے شبرنگ نے عرض کی کہ غلام
فورًا تلاش کریگا مگر حضور اسی مقام پر فروکش رہین غلام پتہ لگاکر آتا ہی یہ کہکر شبرنگ
نے بانہا سے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے حکیم صاحب نے پتہ بتادیا کہ طرف جنوب کے
جاؤ گلریز جادو وہین گلفام کی لشکر کو لیے ہوے اُس مقام پر اُتری ہی جو ہوسکے وہ کرنا
شبرنگ ایک جادوگر کی قطع بنکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حکیم صاحب نے جو پتہ
اسے بتادیا ہی اُسی پتے پر جاتا ہی دو دن جست و خیز کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین آکر دیکھا
کہ حقیقت مین بارگاہ گلریز جادو کی استادہ ہی خدمتگار بنکر اندر پہونچا دیکھا کہ گلریز مقام
صدر پر بیٹھی ہی گرد مصاحبین بیٹھی ہین اُنسے کہہ رہی ہی کہ اب مین فکر مین حکیم صاحب کے
جاؤنگی یقین ہی کہ حکیم صاحب نے میرا پتہ بتایا ہو کہین طلسم کشا اس طرف نہ آجائے تو مشکل ہو
جب آمد لشکر دیکھنا مجکو اطلاع کرنا مین یہانسے کوچ کرجاؤنگی شبرنگ بن عمرو نے
دیکھا کہ نعمان تاجدار کو بلوایا ہی ایک قفس آہنی مین دونون باپ بیٹیان قید ہین
گلریز نے کہا کہ او نعمان تاجدار تمنے کیا سمجھ کے اطاعت طلسم کشا کی مجھے بڑا تردد ہی
کہ مین نے نازک اندام کو روانہ کیا ابھی تک رسید نہین آئی شعلہ خبر نہین ملتی
اسی وجہ سے تمکو روانہ نہین کیا شبرنگ لشکر مین چلا آیا بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین سامنے
گلریز کے جاؤن کوئی تدبیر کرون رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر
تیار ہوا ایک نامہ طرف سے بقراط ثانی کے تیار کیا گلریز نے نعمان تاجدار کو بہت
بہت ڈرایا مگر اس ثابت قدم کو سے محبت نے یہی جواب دیا کہ تمکو قتل کا اختیار ہی مین
بقراط ثانی پر لعنت کرچکا گلریز نے حکم دیا کہ انکو قید کرو کہ عرض ہوئی دروازے پر

ایک نامہ دار حاضر ہو گلریز نے نامہ دار کو بلوایا شبرنگ نے آکر ہاتھ مین نامہ دیا گلریز
نے نامہ پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای گلریز جادو تعجب ہی کہ جو تم وعدہ کر کے گئی تھین اُسکو
نہین پورا کیا یہ ساحر آتا ہی اسکی صلاح سے کام کرو گلریز نے نامہ پڑھکر ساحر کو بٹھایا
ساحر نے کہا کہ میرا گانا تو سُنیے پھر مین عرض کرونگا ایسی تدبیر قدرت نے بتا دی ہی کہ
تم لوگون کو کوئی قتل نہ کر سکے یا یان بجا کر گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

سخت گوئی سے بچے چاہیے ای یار لحاظ — بات بڑھ جاتی ہی کھو دیتی ہی تکرار لحاظ
جام توڑے سے نہ مانونگا تجھے زور آور — توڑتا یار کا ای چرخ ستمگار لحاظ
نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا — مجھے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ
اُٹھ گیا پردہ چھٹی روح سے آلایش تن — نہ رہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ
یار ہی باغ ہی سبزہ ہی مے گلگون ہی — مجھکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ
مثل عنقا ہی مجھے مردم دنیا سے گریز — صحبت بد سے ہی انسان کو سزاوار لحاظ
آبگینے سے ہی نازک دل بیمار آتش — بدمزاجی سے مری رکھتے ہین غمخوار لحاظ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ گلریز بہت راضی ہوئی کہا تمھارا نام کیا
ہی کہا حضور نے اکثر دیکھا ہوگا اس وقت فراموش ہو گیا آپ کو نہین یاد کہ قدرت کے
سامنے بھی گایا کرتا ہون کمیت جادو میرا نام ہی قدرت نے ایک اسم تعلیم کیا ہی مٹکے
شراب کے منگائیے اُنپر اسم تعلیم کردۂ قدرت پڑھ دونگا ایک ایک جام سب پئین قدرت
نے فرمایا ہی کہ سو سو برس کی عمر سب کی بڑھ جائیگی گلریز نے اُسی وقت کئی مٹکے شراب کے
منگائے شبرنگ بن عمرو نے سب کو اُلٹ پلٹ کیا سب مین بیہوشی ملائی گلابیان لبریز کرکے
صحبت مین لایا کہا اسکو پیجیے مگر شرط یہ ہی کہ جسکی سانس ٹوٹ جائیگی اُس کا رشتۂ حیات
کٹ جائیگا ایک سانس مین سب صاحب شراب پئین مین فقط ملکۂ عالم کو شراب پلاؤن گا
یہ کہکر سامنے گلریز کے آیا چند اشعار گائے جام بھر کر سامنے کیا مگر خوف ہی کہ ایسا نہ ہو راز
افشا ہو جائے تو مشکل ہو مگر کنیزین وغیرہ تو شراب پینے لگین جیسے ہی گلریز نے جام ہاتھ
مین لیا شراب نے چرخ مارا شعلہ جگر اُڑ گئی گلریز نے کہا کہ ای کمیت یہ کیا ہوا شبرنگ

دست بستہ عرض کی کہ حضور نے سحر کر رکھا ہی مین تو اس صحبت مین غیر ہون اسی سبب سے
شراب اُتر گئی آپ اپنے ہاتھ سے نوش فرمایئے گلریز سوچی کہ سچ کہتا ہی گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا یا خداوند کہکر پی گئی پیتے ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا گھبراکے کہا کہ ای
کمیت جادو قدرت بھی تشریف لائے ہین سامنے کھڑے ہوے ہین فرماتے ہین کہ ہم بھی
صحبت مین آوین شبرنگ نے کہا کہ اُنکو بھی بلایئے دیکھیے قدرت کو چین نہ آیا خود تشریف لائے
اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جب ہمارا نام لوگے ہم ضرور موجود ہونگے لہذا قدرت نے وعدہ وفا کیا
گلریز جادو مسند سے اُٹھی مگر گانے کا مزا دل مین بھرا ہوا ہی گت بھرتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی
جیسے ہی چند قدم چلی لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب گر گر کر بیہوش ہوئین باہر
والون نے بھی شراب پی تھی سارا لشکر بیہوش ہوا شبرنگ نے آکر قفس کھولا نعمان
و حسن آرا کو نکالا نعمان تاجدار نے پوچھا کہ ای ساحر تو کون ہی جو ہمکو رہا کرتا ہی شبرنگ
نے جواب دیا کہ منم شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا نعمان تاجدار نے قفس سے نکلکر گلریز
کو قتل کیا مرنے سے گلریز کے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نامم بن گلریز جادو بود نعمان تاجدار و حسن آرا و شبرنگ
روانہ ہوے بھاگا بھاگ چلے آتے ہین خیال ہی کہ ایسا نہ ہوا اہل لشکر ہوشیار ہوجائین لاشہ
گلریز کا دیکھ کر ہمارا پیچھا کرین تین چار کوس نکلے تھے کہ حسن آرا گھبرائی کہا کہ ای شبرنگ
مجھسے چلا نہین جاتا شبرنگ نے کہا تھوڑی دور اور نکل چلو تو مین کہین سے جاکر سواری
لاؤن ایک نخل کے سایے مین آکر تینون ٹھہرے کہ ایکطرف سے آواز آئی ارے جانیوالو
کہان جاتے ہو تم مین قاتل گلریز کون ہی یہ آواز سنتے ہی شبرنگ نے اپنے کو ایک غار مین
گرادیا نعمان تاجدار و حسن آرا کھڑے رہے سامنے سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے
آتے ہی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ دونون لڑکھڑا کر گرے وہ ساحرہ نیمچہ کھینچ کر چلی کہا کہ
ای نعمان تمنے بڑا غضب کیا کہ گلریز ایسی ساحرہ کو قتل کیا تیسرا شخص جو تمہارے ساتھ تھا
وہ کہان گیا نعمان نے کہا وہ عیار تھا جست و خیز کرکے بھاگ گیا یہ سنتے ہی اُس
ساحرہ نے کہا کہ اُسکا نشان معقول بتاؤ نعمان نے کہا کہ مین نہین جانتا اُسکا نشان نہین

بتا سکتا کہ پہلو سے آواز آئی او ساحرہ تو کون ہی مجھسے حال پوچھ مین اُس ظالم کا پتہ بتادونگی
توسن جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین دوازدہ سالہ جوڑہ بھاری پہنے ہوے دریا کی
ہوا ہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن پکارتی ہوئی آتی ہی کہ ای توسن ادھر آ جو یہ دونون
خطاوار نہین ہین اُسی ظالم نے عیاری کی انکو رہا کیا وہیان موجود ہی آ کے اُسکو گرفتار کرو
توسن یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ بی بی تم کون ہو اس نازنین نے کہا کہ خوش نگاہ جادو میرا
نام ہی اس صحرا کی حاکم ہون میرے سامنے وہ بھاگ کر گیا ہی اس زرغے مین چھپا ہی تم آکر
گرفتار کر لو میرے نام قدرت کا حکم آیا تھا کہ قاتل گلریز اس طرف سے گذریگا تم اُس کو
گرفتار کرا دینا مین انتظار مین تھی جب تمنے نعرہ کیا وہ عیار بھاگ کر زرغۂ نخلستان مین چھپا
مین سحر کم جانتی ہون اس وجہ سے تمکو بلاتی ہون آ کر سحر کرو کہ زمین اُسکے پاؤن پکڑے
توسن دعائین دیتی ہوئی اُس نازنین کے ساتھ چلی قریب ایک زرغے کے آ کر کہا کہ دیکھو
وہ سامنے عیار بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی آتے ہی عیاری کریگا توسن نے بڑھ کر سر جھکا کر
دیکھا کہا کہ زرغے مین تو کوئی نہین معلوم ہوتا نازنین نے ہنس کر گورے گورے ہاتھ سے ایک
طمانچہ مارا کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سو جھے کیا خاک تم اپنی ناک کٹوا ڈالو تو سوجھنے لگے ورنہ ہمیشہ
دھوکا ہوا کریگا وہ جادوگرنی ہنس پڑی کہا بی خوش نگاہ تم بڑی ظریف معلوم ہوتی ہو خوش نگاہ
نے کہا کہ جلدی سحر کرو ایسا نہ ہو کہ وہ بھاگ جائے اُسنے ہمکو تمکو دیکھ لیا عیار بڑے بلا کے ہوتے ہین
گلریز کو کس مکر سے مارا اتنی بڑی جادوگرنی کا زور نہ چلا آخر کو قتل ہوئی توسن نے بڑھ کر
گولہ جھولی سے نکالا کہا بی خوش نگاہ تمھارے کہنے سے سحر کرتی ہون مین نے کسی کو نہین دیکھا
خوش نگاہ نے کہا کہ جلد سحر کرو دیکھو وہ عیار اُٹھا ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے توسن نے گولے کو
چرخ دیا جیسے ہی گیر کے گولہ مارا اُس نازنین نے کوکھ پر خنجر مارا کہ توسن کا شکم چاک قصہ
پاک ہوا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو قریب نعمان تاجدار کے آیا نعمان و حسن آرا نے
سحر سے توسن کے نجات پائی شبرنگ نے کہا کہ بس اب نکل چلو حسن آرا معشوقہ بہ بہرہ
شاہزادی والا قدر ہی اس سے راستہ نہین چلا جاتا ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای شبرنگ مجھسے
نہین چلا جاتا شبرنگ دم دیتا ہی کہ تھوڑی دور اور نکل چلیے تو مین سواری کی تدبیر کرون

قضائے کار سامنے ایک کوہ نظر آیا سلطان قزاقان بالائے کوہ بیٹھا تھا دیکھ رہا تھا کہ ایک
نازنین زیور جواہر و غیرہ پہنے ہوئے دو مرد ساتھ ہین مگر نازنین گھبرائی ہوئی ہو ایک شخص
جو دُبلا پتلا ہو اُس سے کچھ طلب کرتی ہو وہ کچھ سمجھاتا ہو نازنین قدم اُٹھاتی ہو مگر روتی جاتی ہو
سلطان نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ جا کر ان دونون سے پوچھو کہ کسکی عورت کو
بھگائے لیے جاتے ہو اب تم لوگ کنارہ کرو اس عورت کو ہمارے پاس آنے دو وہ قزاق
گھوڑا جھکا کر سامنے نعمان تاجدار کے آیا شبرنگ نے چاہا تھا کہ چپ جاؤن مگر ملکہ وہی
تھامے ہوئے ہین یہی کہتی ہین کہ اے شبرنگ مجھے کوئی سواری لا دو میرا قدم نہین اُٹھتا
کہ سوار سامنے سے آکر پہونچا سوار نے آتے ہی کہا کہ تم دونون مرد پلٹ جاؤ جنگل کا رستہ
لو اس نازنین کو ہم لیجائینگے ہمارا افسر کہ جسکا سلطان قزاقان لقب ہو پسند فرماتا ہو
یہ عورت خوش نصیب ہو یہ وہ مقام ہو کہ تاجرون نے اس راستے کو چھوڑ دیا تاجرون
مین چرچا رہتا ہو کہ سلطان قزاقان کے کوہ سے بچنا دشوار ہوگا مال بھی جائیگا اور
نقد جان پر بھی بنیگی تم کہانکے بھولے بھٹکے اس طرف آنکلے بڑے بڑے تاجر کہ جنکے ساتھ دو دو
ہزار کا قافلہ ہوتا ہو وہ اس طرف نہین آتے یہ کہکر کہا کہ اے نیکبخت چل بڑے آرام مین رہیگی
لاکھون روپئے کا مال اور ساٹھ ہزار قزاق نوکر ہین چار چار منزل پر جاکر لوٹ لاتے ہین جسطرف
گئے اُسے لوٹ لیا ملکہ نے گھبرا کر طرف شبرنگ کے دیکھا شبرنگ نے ملکہ کو پیچھے کیا آپ
آگے بڑھ کر جواب دیا کہ اے بہادر جا کر سلطان قزاقان کو جواب دے کہ یہ معشوقۂ طلسم کشا
ہو جس وقت اُنکو خبر ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی سوار نے کہا کہ مین ہرکارہ نہین ہون جو خبر
لیکر جاؤن اور جا کر جواب و سوال کرون مین اس عورت کو لیکر جاؤنگا شبرنگ کے مُنہ سے
نکلا کہ یہ عورت تو نہ جائیگی قزاق نے شبرنگ کو نیزہ مارا شبرنگ نے پہلو تہی کر کے نیزہ
خالی دیا ٹیک کر نیچے کو جست جو کی برابر سوار کے پہونچا برابر پہونچ کر ایک پنجہ مارا کہ سر
سوار کا اُڑ گیا سلطان نے جو بالائے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا دس جوانون کو حکم دیا کہ جا کر
انکو گھیر لو اور گرفتار کر کے لاؤ بڑا غضب کیا کہ قزاق کو ہمارے مار ڈالا یہان شبرنگ نے
سوار کو مار کر گھوڑی اُسکی ملکہ کو دی کہا کہ آپ تو اسپر سوار ہو جیے بائین پر راستے لشکر

نورالدہر کا ہی گھوڑی کو بھگا یئے ہم لوگون پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ
گھوڑی پر سوار ہو مین بائین پر گھوڑی کو بھگایا کہ اُن دس سوارون نے آکر نعمان تاجدار
و شبرنگ کو گھیر لیا نیزے تان کر کھڑے ہوے کہتے تھے کہ ہمارے آقا کے پاس چلو شبرنگ
نے کہا کہ تمھاری یہ مجال نہین کہ ہمکو لیجاؤ سر کاٹ لو زندہ نہ جائین گے دسون سوارون نے
نیزے مارے ایک سوار اُن مین نہایت عقیل تھا اُسنے ملکہ کے پیچھے گھوڑا اڑالا جب ملکہ نے دیکھا
کہ یہ سوار میرے پیچھے آتا ہی رُک کر ایک نخل کے نیچے ٹھہرین کمان کاندھے سے اُتاری ترکش
سے تیر نکالا سیسر جو کمان کی کڑکی اُس سوار نے چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کرون کاوے پر لگاؤن
گھوڑے نے جست کی ملکہ نے تیر مارا سینے پر سوار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سوار
گھوڑے سے گرا ملکہ نے جنگل کا راستہ لیا ایک درہ کوہ مین جاکر چھپین یہان جس وقت
نو سوارون نے نیزے مارے شبرنگ نے اپنے کو گرا دیا نعمان تاجدار پر دو نیزے
پڑے مگر شبرنگ نے بیٹھ کر جو ہاتھ مارا کئی سوارون کے پیر اُڑا دیے جست کرکے جو
نیچے کو گردش دی کسی کا سر اُڑا دیا کسی کا پاؤن اُڑا دیا نو سوار ایسے زخمی ہوے کہ بالکل
بیکار ہو گئے چار تو مارے گئے پانچ اسقدر زخمی ہین کہ نیزے ہاتھ سے چھوٹ گئے کھڑے
کانپ رہے ہین خون بدن سے جاری ہی سلطان نے کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا خود
سوار ہوا جب سلطان چلا دس ہزار سوارون نے کمر باندھی ساتھ والون سے کہا کہ
دیکھو یارو دیکھنے مین تو یہ دُبلا پتلا ہی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاطر ہی نو سوارون کو
بیکار کیا اور پھر بچہ کپڑے کھڑا ہی مین جاکر اسکی گردن لیتا ہون بڑا غضب ہوا کہ وہ عورت
نکل گئی مگر کہان جائیگی یہ جنگل بارہ کوس کے گرد مین ہی گینڈے کو اُڑا کر سامنے شبرنگ
کے آیا کہا کہ کیون او دُبلے پتلے تانتیے تو بڑا سپاہی معلوم ہوتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ ہتھیار
پھینک دے یہ کہکر نیزے کو چرخ دیا سینے پر شبرنگ کے نیزہ رکھ دیا کہا کہ اگر جنبش کی
تو نیزے پر اُٹھا لونگا چند سوارون نے آکر نعمان تاجدار کی مشکین باندھ لین شبرنگ
بھی ناچار ہو کر ساتھ ہوا ان دونون کو قزاقون کے ساتھ کیا اور آپ گینڈا اُڑا کر جستجو سے
ملکہ مین چلا نہایت افسوس کرتا ہوا کہتا ہوا کہ میرے چیدہ جوان مارے گئے یہ دس جوان

دس بیس سے جنگ کر سکتے تھے جس قافلے پر گیا تہلکہ ڈال دیتا تھا مگر آج ایسے عاجز ہوئے
کہ چار کس کو اسنے مار ڈالا اور پانچ ایسے زخمدار ہین کہ جنکی امید جانبری کی نہین اب مین
جا کر اُس عورت کو ڈھونڈھوں یہان حُسن آرا نے ایک عرصے تک شبرنگ بن عمرو
کا انتظار کیا جب یہ نہ آیا ناچار ہوئین درہ کو سے نکلین مگر آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے
چہرہ اُداس حالہ یاس دل مین کہتی ہین کہ اے حُسن آرا اگر بخیر و خوبی تا بہ لشکر طلسم کشا
پہونچے تو بمقدمۂ شبرنگ کیا جواب دین گے کوئی پانو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صوا لے
گرد اُڑی ایک تاجدار برائے شکار آتا تھا دس بیس سوار پشت پر کچھ پیدل بھی ساتھ ہین
کہ اسکی نگاہ ملکہ پر پڑی ساتھ والون سے کہا کہ یہ عورت جو جاتی ہی اسکو لینا ایک سوار دو
پیدل جھپٹے ملکہ نے جو اُنکو آتے دیکھا تیر و کمان سنبھالا دونون پیادون کو تیر سے گرایا
سوار کا گھوڑا زخمی ہو ابلبلا کر سوار کو لے بھاگا ہر چند وہ چاہتا ہی کہ گھوڑے کو روکون
مگر گھوڑا نہین رُکتا یہ جو اُس تاجدار نے دیکھا ساتھ والون کو اشارہ کیا بیس پچیس سوار
لینا لینا کہکر بڑھے ملکہ نے تیر مارنا شروع کیے کسی کا مرکب زخمی ہوا کوئی خود زخمی ہوا
ماہ پیکر تاجدار ملکہ کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہین کہ صوا سے گرد عظیم
بلند ہوئی سلطان قزاقان نمایان ہوا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار ملکہ حُسن آرا
کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہین وہ لوگ جو تیر مارتے ہین بائین ہاتھ مین
سپر لی ہے ہین اُس سے تیرون کو قلم کرتی ہین سلطان قزاقان نے ماہ پیکر تاجدار
کو للکارا کہ کیون تیری قضا آئی ہی اس عورت کے سامنے سے ہٹ جا یہ ما بدولت کی منظور
نظر ہی تجکو کچھ خبر ہی منم سلطان قزاقان یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا ماہ پیکر تاجدار
نے جو قزاق کو آتے ہوے دیکھا مرکب عربی کو مہمیز کیا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ
ٹھہر جاؤ پہلے مین اس لٹیرے کو بھگا لون پھر اگر اس عورت کو گرفتار کرون مگر شبرنگ و
نعمان تاجدار کو جو دو قزاق لیکر چلے تھے شبرنگ نے کہا کہ اے بہادر حقیقت مین
تمھارا افسر فنون سپہ گری مین طاق ہی آپ لوگ نیزہ کمان لے چلین گے اگر جگہ ہار دیجیے
تو مین وہ عورت لا کر آپ کے آقا کے سپرد کردون ایک نے اُن مین سے کہا کہ تیری تو ہما

افسر بہت تعریفین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شاطر بے بدل ہی شبرنگ نے کہا کہ یہ اُنکی عنایت ہی مگر اُنکی جرأت مجھے بہت پسند آئی کس کن سے نیزہ میرے سینے پر رکھدیا کہ میرا کچھ بس نہ چلا کچھ نہ ہوسکا باتین کرتے کرتے شبرنگ نے ایک سوار کو خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا زنجیر گلے مین شبرنگ کے پڑی ہی مگر دونون سوارون کو یکے بعد دیگرے مارا ایک مرکب پر نعمان تاجدار کو سوار کیا آپ جست وخیز کرتا ہوا اچلا نعمان تاجدار سے کہدیا کہ ذرا ہوشیار رہنا اُس وقت شبرنگ بن عمرو پہونچا کہ ماہ پیکر تاجدار و سلطان قزاقان سے نیزہ چل رہا ہی قزاق تو فنون سپہ گری مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی فوراً ایک نیزہ ایسا مارا کہ ماہ پیکر تاجدار کے سینے کو توڑ کے پار گذرا ملکہ نے چاہا کہ مادیان کو بھگا کر نکلون مگر سلطان نیزہ ہلاتا ہوا قریب آگیا سنان نیزہ پیشانی پر ملکہ کی رکھدی کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی اب اپنے مقام سے جنبش نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوگی میری تو عجب کیفیت ہی کیا بیان کرون نظم

دولت حسن کی بھی ہی کیا لوٹ — آنکھون کو پڑ گئی ہی لوٹا لوٹ
چل رہی ہی دلا ہو اسے بہار — لالہ پھولا ہی داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے ای ترک — اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ
چار دن ہی بہار ای بلبل — زر گل کا ہزار توڑا لوٹ
صف مژگان سے کہہ رہی ہی وہ چشم — دل ہین جتنے لے بے تحاشا لوٹ
صرف سد مال دنیا کر — مرد ہی کچھ تو بہر عقبا لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو کے — آئنہ ہو تو ہو تماشا لوٹ
نعمت خوان جو جھول جائے — یہ سمجھ لے ہی من و سلوا لوٹ
کیا عجب جو وہ گیسو سرہنگ — لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے — نہین سردار پھیر لیتا لوٹ
کام مردون کا ہی یہ ای آتش — رکھتی ہی جان کا بھی کھٹکا لوٹ

ای جان جہان اگر میرے ساتھ نہ چلوگی تو اپنی جان دونگا اب قبضے مین آچکین شبرنگ سے

جو دور سے دیکھا کہ ملکہ قبضے مین قزاق کے آگئین ماہ پیکر تاجدار کا لاشہ زمین پر پڑا ہی
بدحواس ہوکر بھاگا دل مین سوچا کہ اگر بن پڑے تو آقاے نامدار کو خبر کردون یہ سوچ کر
بھاگا ملکہ نے جب دیکھا کہ سواران قزاق گرد آگئے اب کوئی زور نہین چلتا نقاب
چہرے پر ڈال لی اور ساتھ ساتھ سلطان کے چلین مگر راہ مین کہتی ہوئین کہ ای
سلطان قزاقان مین اُس شخص کی منظور نظر ہون کہ جو براے فتح طلسم خیال سکندری
آیا ہی تمسے بہتر اُسکے رفیق ہین اگر اُسکو خبر پہونچیگی تو آکر قیامت برپا کریگا پس مجکو ہاتھ
نہ لگانا ای سلطان اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا یہان نورالدہر صحرا مین
شکار کھیل رہے ہین دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو بھاگا ہوا آتا ہی بدحواس بدن سے
خون بہتا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان نے پکارکر آواز دی کہ ای یار وفادار
خیر تو ہی مین تمکو بہت منتشر پاتا ہون شبرنگ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار
لکر بزر جادو کو جاکر مارا نعمان تاجدار حسن آرا کو رہا کیا راہ مین آتے تھے کہ ایک
قزاق موسوم بہ سلطان قزاقان اُسنے گھیر کر ملکہ پر قبضہ کیا اور مین نے دور سے
دیکھا کہ ملکہ کو لے گیا مگر ملکہ کو ملول و حزین پایا وہ آپ پر شیفتہ و فریفتہ ہین یقین ہی کہ قزاق
قبضہ نہ کر سکیگا مگر تکلیف پہونچیگی یہ سنکر نورالدہر کانپنے لگے فرمایا کہ قزاق کو بھی یہ
لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر کو لیجائے گھوڑے کو پھیرا اکیلے اُسی طرف روانہ ہوے
شبرنگ ساتھ ہوا راستہ بتاتا جاتا ہی لیکن سلطان قزاقان جب زیر کوہ پہونچا
تو اُن دو سوارون کے لاشے پڑے ہوے پائے پوچھا کہ ارے انکو کسنے مارا دیدہ بان
جو بالاے کوہ بیٹھا تھا اُسنے خبر دی کہ عیار جو گرفتار ہوکر آیا تھا وہ ان دونون کو مار کر
نکل گیا یہ سنکر سوارون سے اشارہ کیا کہ تم تو ملکہ کو لیکر بالاے کوہ چلو مین اُس عیار
کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر گھوڑا پھیرا صحرا مین تلاش کرتا ہوا چلا تھوڑی دور چلا تھا
کہ دیکھا ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہی
شبرنگ نے دور سے آواز دی کہ ای شہریار یہی سلطان قزاقان ہی نورالدہر
نے للکارا کہ او لٹیرے کہان جاتا ہی اُس نازنین کو ایسا مجبور ناچار سمجھا تھا بڑی جرأت

دکھائی کہ عورت پر قبضہ کیا سلطان نے جو یہ آواز سُنی اور شبرنگ کو ساتھ دیکھا جل گیا سوچا کہ یہ شاطر اسی نوجوان کا ہی یہی جا کر اسکو لایا مگر اسکی قضا دامنگیر ہو کہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ رکھتا ہی سنان نیزے پر اُٹھا لونگا کھڑے کھڑے شکست دونگا یہ کہکر بلبلاتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سو دو سو طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ نورالدہر نے نیزہ سلطان کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکل گیا سلطان بہت شرمندہ ہوا کہا کہ اے جوان تیرا حُسن و جمال دیکھ کر مجھ کو تجھسے ایک محبت ہوگئی ہی اگر تلوار چلیگی تو تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا میرا وار خالی نہین جاتا میرے تیرے کشتی مین امتحان ہو مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر اگر مجکو زیر کریگا تو مین تیری اطاعت کرونگا اور اگر مین نے تجکو زیر کیا تو حلقۂ اطاعت تیرے گوش جان مین ڈالونگا عمر بھر اپنے ساتھ رکھونگا نورالدہر فوراً گھوڑے سے کود پڑے سلطان بھی گھوڑے سے کودا دامن گردان کر آستین چڑھا کر آمادۂ کشتی ہوا نورالدہر بھی سامنے آئے آپس مین کشتی ہونے لگی ہمراہیان سلطان قزاقان صف باندھے کھڑے ہین مگر شبرنگ کو دیکھا کہ تیغ کھینچے ہوے پشت پر اپنے آقا کی موجود ہی اور حقۂ آتشبازی بھی ہاتھ مین لیے ہو خیال ہی کہ اگر یہ لوگ آگے بڑھین تو حقہ مار دن دس بیس جھلس جائین قزاق آپس مین کہ رہے ہین کہ جیسے آقا ہین ویسا ہی شاطر بھی ہی تیغ تانے ہوے کھڑا ہی ہم لوگون پر نگاہ ڈال رہا ہی ہم سب سے خائف نہین ہی جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہی بلکہ نہین جھپکاتا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان کئی مرتبہ سلطان کو پکڑ لائے وہ گھسے مارے کہ پوست ماتھے کا اُڑ گیا زرہ پارہ پارہ ہوئی سلطان اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی مگر ناچار مجبور لڑ رہا ہی سارا دن اسی کشاکش مین تمام ہوا اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش کا شانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہِ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فتح پا کر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا سلطان قزاقان نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا کہ اے شہریار آپ نے بڑا کمال کیا کہ مجھ ایسے جوان سے

دو پہر کامل لڑے اب بالاے کوہ چلیے استراحت فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا نورالدہر نے جواب دیا کہ ای بہادر ہمارے یہان کا یہ دستور نہین کہ حریف کو بے زیر وزبر جانے دین سلطان نے کہا کہ اندھیرے مین کون جانبازی دیکھے گا نورالدہر نے کہا کہ تمھاری عملداری ہے روشنی منگاؤ سلطان نے جھلا کر ملازمون کو حکم دیا کہ یارو روشنی کرو ملازم جو بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ ملکہ سرنگون بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین کہ ہاے فلک نے کہان پہونچایا کس آفت مین پھنسایا نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا	تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان	جو اندھیرا سامنے آیا اُجالا ہو گیا
روسنی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان	گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی	سانپ نے جانی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا
ساغر امید بن جاتی ہے انسان کی دعا	ہاتھ جب سوے فلک اُٹھا پیالا ہو گیا
ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری زلف پر	موتیون کا گردن افعی مین مالا ہو گیا
مرگئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا	چین برسون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا
انتظار سنگ دل مین سنگ برسے آنکھ سے	تا بدامن اشک آتے آتے ژالا ہو گیا
پھر خم شمشیر ابر د کا ہوا سودا مجھے	زخم خشکی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہو گیا
ناسخ مغفور تھا اُستاد دیکھا ای نسیم	لکھنؤوالون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

قزاقون نے خبر دی کہ ای ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے نورالدہر نے سلطان کو روک لیا ملکہ نام نورالدہر سنکر شگفتہ ہو گئین معلوم ہوا روشنی جاتی ہے اب شب کو مقابلہ ہوگا قزاقون نے یہ بھی کہا کہ ہمارے آقا پست ہو رہے ہین دیکھیے کیا ہو قزاق سامان روشنی لیکر آئے میدان مین روشنی ہوئی تمام صحرا اردشن ومنور ہوا سلطان نے آواز دی کہ ای شہریار آپ نے نورالدہر پھر لپٹے کشتی ہونے لگی ملازمان سلطان دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین رات بھر کشتی ہوئی اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے خروج کیا خروج ضیا وشعاع لیکر آگرا شہنشاہ ماہ تابان نے شکست کھائی بھاگ کر قلعۂ مغرب مین پہونچا

سب نے دیکھا کہ نورالدہر صبح ہوتے ہی لے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر
ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سلطان کے آشنا بہ زمین ہوے نورالدہر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
زمین پر مارا اچاروں شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہوکے سوال اسلام کیا سلطان نے
کہا کہ مین تابعدار ہون کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا نورالدہر کو ساتھ لیکر بالائے کوہ
آیا ملکہ پر نورالدہر نے قبضہ کیا پردے مین داخل کیا نورالدہر کو سلطان لیکر قلعے
مین آیا مقام صدر پر جگہ دی نازنینان مہ جبین ساز وغیرہ لیکر حاضر ہوئین صدائے
رقص و سرود بلند ہوئی یہ غزل عاشقانہ گانے لگین

نظم

کہون سر رکھکے قدمون پر اُنھین سے
مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے

یہی شکوہ ہی بخت سرنگین سے
لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے

مری آنکھین تری صورت کو ترسین
گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے

جھکاتی ہی جو میری آنکھ تمکو
ادھر دیکھو نگاہ شرمگین سے

ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
بلائین لیتی ہین حورین وہین سے

خبر لے گا بام یار کی بھی
اگر نالہ پھرا عرش برین سے

ابھی اُٹھنا نہ میرے دل مین او درد
ذرا کہہ لون کچھ اپنے ہمنشین سے

چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو
پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے

ضرورت کیا کہ ہان کہواؤن اُنسے
مرا مطلب نکل آیا نہین سے

کبھی دست جنون کو جز گریبان
نہین دیکھا نکلتے آستین سے

مرا خط دے کے کہنا اُنسے قاصد
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ نوکین سے

ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
کسی بت کی نگاہ اولین سے

جلال اُٹری نہ مرکر بھی تپ عشق
بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کہ سلطان نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بیرون قلعہ
جو یہ پہاڑ دور تک ہر شب کو وہان روشنی اور صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوتی ہی اور

دو پہر رات گئے ایک تخت آسمان سے اُترتا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل ہی ایک
جوان کو ساتھ لیکر آتی ہی وہ جوان بھی نہایت حسین و جمیل ہی مگر خیال کرکے دیکھا تو حضور
کی صورت سے بہت مشابہ ہی اگر حضور ملاحظہ فرمائین اور اُس جلسے کو دیکھین تو اُس
جوان کو پہچانین کہ وہ جوان کون ہی ہزار ہزار طرح وہ ساحرہ سمجھاتی ہی مگر وہ جوان
اُسکو نہین قبول کرتا ایسا آتشخو و شعلہ مزاج ہی کہ کلمات سخت کہتا ہی اکثر وہ ساحرہ
بدعتین بھی کرتی ہی مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
جا کر دیکھو تو شاید شاہزادہ ایرج نوجوان ہون جس دن سے وہ گرفتار ہوے پھر کچھ حال
اُنکا نہ معلوم ہوا اگر خدانخواستہ اُنکو کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو یہ انتشار ہی کہ چھوٹے قبلہ و کعبہ
کو کیا مُنہ دکھاؤنگا وہ ارشاد فرمائینگے کہ تم طلسم کشا تھے تمنے تدبیر رہائی کی نہ کی مین کیا
جواب دونگا شرمندہ ہونا پڑیگا شبرنگ اُسی وقت اُٹھا برائے تحقیق خبر چلا سلطان سے
سب نشان پوچھ لیا بیرون قلعہ آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی کہ یکایک آسمان پر
سناٹا ہوا چند کنیزین آئین جاروب کشی کی فرش بچھایا کہ پھر برق چمکی چند جلسین آئین اُنھون
نے آکر ایک بارگاہ استادہ کی ایک طرف جا کر ٹھہرین کہ چند ستارے اوڑتے ہوے آسمان
سے اُترے ایسی ہوا چلی کہ شبرنگ کی آنکھ بند ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھول کے
دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہی اور سامنے
ایرج نوجوان مسلسل و مطوق سرنگون بیٹھے ہین وہ ساحرہ للکار رہی ہی کہ کیون او
نبیرۂ حمزہ تو اپنی موت کا خواہان ہی مین روز طرح دیتی ہون مگر تیرے خیال مین نہین
آتا آخر کس بات کا گھمنڈ ہی ہاتھ ہلا دونگی برق گریگی جلا کر خاک کر دونگی ایرج نوجوان
نے غصے مین جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم اپنی زندگی سے
بیزار ہین لیکن مجبور و ناچار ہین تیری آرزو کبھی پوری نہ ہوگی کیون ستاتی ہی ایک
عرصے تک وہ ساحرہ سمجھایا کی اور کنیزون سے بھی اشارہ کیا کنیزون نے بھی قریب آکر
ایرج نوجوان کو سمجھایا کہ ای معشوق خوبرو کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی ایرج نے
اُن کنیزون کو جھڑک دیا فرمایا کہ خبردار ایسی باتین نہ کرو مین اس ملعونہ کو بخوبی پہچانتا ہون

کہ یہ رنگ روانے سحر سے بنایا ہی اسقدر ضعیف ہی کہ مُنھ مین ایک دانت نہین ہین اسکو
نہ قبول کرونگا کنیزین کہتی ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ جوان نہایت تند مزاج ہی کبھی آپ کا کہنا
نہ مانیگا اتنا زمانہ گذرا ہم لوگ روز سمجھاتے ہین مگر یہ وہ ضدی ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی
نہین معلوم کیا گھمنڈ ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ رونے لگی کہتی ہی کہ بڑا افسوس کرتی ہون کس
ظالم پر طبیعت آئی لاکھ طرح دل کو سمجھاتی ہون مگر نہین مانتا عشق کے یہی سامان ہین قطعہ

مرحبا ای اثر عشق سبک تو نہ ہوا
آبرو ہو کے مٹا آنکھ کا آنسو نہ ہوا

رو کے شرمندہ کچھ ای دیدۂ تر تو نہ ہوا
خون کب خشک ہمارا کئی چلو نہ ہوا

کوئی دم بھر کو بغل مین مری آ بیٹھتا تھا
آج دل کو بھی یہ حسرت کہ مین پہلو نہ ہوا

لاکھ اُٹھاتا کوئی اُس در سے نہ اُٹھنے دیتا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہ ہوا

برہمی بخت دکھاتا بھی تو اک لطف کے ساتھ
پیچ تقدیر کا اپنی کبھی گیسو نہ ہوا

آئنہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہوے کیون
لب سے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہ ہوا

نہ ملا جام اگر دینے لگا می ساقی
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ چلو نہ ہوا

پی گئے آنکھون مین ہم کتنے ہی اشک حسرت
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پر اچھو نہ ہوا

حسرت وصل کو لے نکلی نہ ای حسرت ذبح
آج بھی سینہ کے جسکے تہ زانو نہ ہوا

جان عاشق کی نکالین ملک الموت آکر
کام پر اسکے مقرر کوئی خوشرو نہ ہوا

یاد رہجائیگی فرقت کی یہ مجبوری بھی
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہ ہوا

ہوش جلنے رہے وحشت تھی مگر دل کی وہی
چھر کر ہی بھول کے گمراہ یہ آہو نہ ہوا

برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بت
بخدا حشر ہی ہوتا کہین مین تو نہ ہوا

غم ہوا ہاتھ جو آیا کوئی خط اُنکا جلال
بنکے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا

ہرچند کہ اُس نازنین نے گریہ وزاری کی مگر ایرج نے جواب سخت دیا شبرنگ بن عمرو
نے ارادہ کیا کہ اپنے کو کسی صورت سے محفل مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرون اُٹھکر کنارے
آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوا کچھ مطلب سوچ کر طرف محفل کے
چلا اب جو گوشہ سے نکلا نہ وہ خیمہ پایا نہ وہ فرش تھا اور نہ وہ جلسہ اور نہ ایرج نوجوان

اور نہ وہ ساحرہ حیران ہوا چہار جانب کوہ کے دوڑتا پھرا مگر کہین نشان نہ پایا کہ گریبان
سحر چاک ہوا شبرنگ پلٹا خدمت مین شاہزادے کی آیا تمام کیفیت شب کی گزارش کی اور یہ
بھی عرض کیا کہ کنیزدن کی باتون سے معلوم ہوا کہ آہن جادو ایرج نوجوان کو گرفتار کر کے
لائی ہے عشق مین شاہزادے کے مبہوت ہے وہ اُسکو نہین قبول کرتے پھر سلطان قزاقان
سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سلطان عجب معرکہ گذرا کہ جب مین سب معاملہ دیکھ چکا تو قصد کیا
کہ عیاری کرون اپنے کو محفل مین پہونچاؤن کنارے آکر ایک ضعیفہ کی شکل بنا اب جو گیا تو
میدان صاف پایا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ گذرا سلطان نے کہا کہ تم جتنے عرصے مین
الگ ہوے اور ضعیفہ کی شکل بنے وہ ساحرہ چلی گئی ایرج نوجوان کو بھی وہان لے گئی
اب جو تم تلاش کرنے لگے تو کیونکر ملے فوراً عیاری کرتے شاید کچھ قابو ہوتا نور الدہر
نے کہا کہ ہم سب رہا کیے ایرج نوجوان کو بہانے نہ جائین گے ہمارے واسطے باعث بدنامی
ہے چھوٹے بڑے کعبہ شکایت کرین گے تو مین کیا جواب دونگا آج شب کو ہم خود چلکر دیکھین گے
دن اسی گفت و شنید مین تمام ہوا شب کو نور الدہر ہمراہ شبرنگ کے آئے آکر اُسی
مقام پر بیٹھے شب بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا نہ فرش بچھا نہ خیمہ استادہ ہوا اسی انتظار مین
صبح ہو گئی نور الدہر قلعے مین آئے سلطان سے بیان کیا سلطان نے عرض کی
آرزی ہے امعلوم ہوتا ہے کہ اُس ساحرہ کو کچھ خبر ہو گئی کہ میری تلاش مین آئے ہین اسلئے اس مقام
پر آنا موقوف کیا نور الدہر اس پریشانی مین بیٹھے ہین کئی دن گذر چکے ہین لیکن ملکہ
شعلۂ جوالہ فراق مین شاہزادے کے حیران ہین حکیم صاحب سے ذکر کیا کہ بڑے افسوس
کی بات ہے کہ شاہزادہ واسطے شکار کے گیا تھا کئی دن گذر گئے تشریف نہ لانے کا کوئی باعث
نہ معلوم ہوا کسی سردار نے بیان کیا کہ بیلے آئے ہین اُنسے دریافت کیا جائے شعلۂ جوالہ
نے بیلیون کو بلوایا اُنھون نے بیان کیا کہ شبرنگ نے آکر شکارگاہ مین کچھ ایسا بیان کیا
کہ شاہزادہ بہ غصہ شبرنگ کے ساتھ گیا ہم لوگون سے فرمایا کہ تم لشکر مین چلو شاہزادہ
شکارگاہ مین نہین ہے شعلۂ جوالہ نے اُسی وقت حکیم صاحب سے کہا کہ مین خدمت مین
شاہزادے کے جاتی ہون بدون شاہزادے کے یہ مقام ویران معلوم ہوتا ہے یہ کہکر

طاؤس پر سوار ہوئی تلاش مین شاہزادے کی چلی کوہ پر آکر جھکی نور الدہر کو دیکھ کر طاؤس کو اُتارا سلطان کو بعہدۂ رفاقت دیکھا سب حال پوچھا کہا کہ حضور نے یہان کیون تشریف رکھی اب مناسب یہ ہی کہ لوح کی فکر مین مصروف ہو جیسے نور الدہر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ایرج نوجوان کی قید کا نشان پایا ہی آہن جادو کوئی ساحرہ ہی اُسکی قید مین ہین اس پہاڑ پر آتی تھی جلسہ آراستہ کرتی تھی جس روز سے ہمنے فکر کی اُس روز سے اُسنے آنا موقوف کیا مین اس فکر مین ہون کہ کسی طور سے اُنکو رہا کر دن بے اُنکی رہائی کے یہان سے نہ جاؤنگا ای شعلۂ جوالہ اگر ہو سکے تو رہائی ایرج کی فکر کرو شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کنیز فکر مین جاتی ہی مگر ای شبرنگ تم بھی چلو شبرنگ اُسی وقت تیار ہوا ملکہ شعلۂ جوالہ بلند ہوئین شبرنگ کو دیکھتی ہوئی چلین شبرنگ جھپٹا ہوا جاتا ہی تیسرے دن قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر کرسی پر بیٹھا ہی چند ساحر بطور خدمتگار پشت پر کھڑے ہین کچھ فکر کر رہا ہو ایک ساحر کی شکل بنکر شبرنگ پہونچا جھک کر اُس ساحر کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو کہا سے آتے ہو شبرنگ نے کہا کہ ہم اسی صحرا مین رہتے ہین پریشان ہو کر برائے ملازمت آئے ہین حضور اس صحرا مین کیون رہتے ہین اُس ساحر نے کہا کہ طمطراق جادو میرا نام ہی خداوند کا نامہ آیا ہی کہ طلسم کشا کو جاکر روکو اسی فکر مین بیٹھا ہون سوچ رہا ہون کہ کس تدبیر سے جاؤن اور کیونکر طلسم کشا کو روکون سُنا ہی کہ طلسم کشا پہاڑ پر پاس سلطان قزاقان کے اُترے ہوے ہین مگر شعلۂ جوالہ ایسی ساحرہ وہان موجود ہی وہ ضرور دخل دیگی ہمنے تمکو ملازم کیا اب کوچ کرینگے ہین شبرنگ خدمت مین حاضر رہا شب کو جلسہ آراستہ ہوا طمطراق نے کہا کہ ای ساحر تمہارا نام کیا ہی شبرنگ نے کہا کہ شیر جادو مجھکو کہتے ہین طمطراق نے کہا کہ کچھ گانا بھی تمکو آتا ہی شیر جادو بیچ محفل مین آکر بیٹھا اور یہ غزل عاشقانہ گنگنا کر گانے لگا نظم

پل کھائین گے نہ صورت گیسوے یار سانپ	توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا	دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکون مین پیرہن	سودا کی زلف یار مین ہی تار تار سانپ

افشان چھڑک کے پاس زلف سیاہ پر	دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو خال دار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہر بال بال	کاکل ہر ایک یا کی کالے ہزار سانپ
اُس زلف مین ہی جسمے مرادا غدار دل	طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہی جو کچھ حال کیا کہون	رہتا ہی رات دن مرے سر پر سوار سانپ
روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف	بو پا کے یاسمین کی ہی بے اختیار سانپ
موذی کو چاہتا ہی تو اے آسمان دون	بو جا بنا یا کرتا ہی یہ بدشعار سانپ
آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہی	رخسار گنج ہین نہ تو گیسوے یار سانپ

طمطراق نے گانا شبرنگ کا بہت پسند کیا اپنے قریب بُلا کر بٹھایا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا منقار مین اُسکی نامہ تھا اُسنے نامہ ہاتھ مین طمطراق کے دیا طمطراق نے وہ نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مین ضرور حاضر ہونگا کشیر نقلی نے پوچھا کہ حضور کہان جائیگا طمطراق نے کہا کہ آہن جادو نامے ایک ساحرہ زبردست ہی اُسنے جلسہ کیا ہی ہم کو بمحبت طلب فرمایا ہی آج شب کو چند ساحر جمع ہونگے مگر مین نے خبر پائی ہی کہ کسی نبیرہ حمزہ کو گنبد گیتی نما سے لائی ہین اُسپر عاشق ہین یہ معاملہ بھی پیش ہوگا شبرنگ نے کہا کہ اے شہنشاہ مجھے بھی لے چلیے گا طمطراق نے کہا کہ ایسی صحبت مین کیا تمکو نہ لے چلین گے گانا تمہارا ایسا پسند آیا ہی کہ جی چاہتا ہی آٹھ پہر تمکو اپنے ساتھ رکھیں دن انھین باتون مین گذرا شب کو طمطراق نے تخت سحر تیار کیا اُسپر سوار ہوا شبرنگ کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چل کر ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُسمین بڑی روشنی ہی ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اور گرد جادوگرنیان جمع ہین جلسہ آراستہ ہی اور ایک قفس مین ایرج نوجوان بند ہین قفل کلان اُس مین لگا ہی وہ ساحرہ بعتاب خطاب کر رہی ہی کہ کیون او ظالم تو مجھکو نہ قبول کریگا ایرج نوجوان جواب دیتے ہین کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین تیری جانب مُنھ کر کے نہ بیٹھونگا اس جواب پر وہ ساحرہ بہت جھلا رہی ہی کہ طمطراق جادو آکر پہونچا کہا کہ اے آہن جادو تُنے ہمکو طلب فرمایا ہم فوراً آکر پہونچے ہرچند کہ ہمکو آجکل بڑی مہم درپیش ہی قدرت نے نامہ بھیجا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو رد کو مین اس فکر مین تھا کہ کشیر جادو

اگر میرا ملازم ہوا ایسا گاتا ہی کہ دل بیقرار ہوتا ہی ای کنیز جادو کچھ گا دو اپنا کمال یہاں بھی ظاہر کرو شبرنگ اُٹھ کر بیچ محفل مین آیا باجا بجا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا — آگیا ہوش مجھے جس وقت سے بیہوش ہوا

گل کو بلبل کیطرف سے تھی یہ کچھ بے خبری — ایک نالہ نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی — آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید — بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور — اُسنے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کا اک پردہ تھا — دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا

ٹوٹ جاتا ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی — تیرا پیمانہ ہوا شیشۂ مے نوش ہوا

تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جائین گے — آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا

یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر — خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا

میری توبہ شکنی ہو گئی میلہ زاہد — بھیڑ رندون کی خراباتیون کا جوش ہوا

سب یہ داخل ہین ترے ہجر دن مین اے عشق — دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال — پیچھے پیچھے مین چلا آگے مرا ہوش ہوا

شبرنگ ایسا گایا کہ آہن جادو نے قریب بلا کر بٹھایا کہا کہ ای کنیز جادو خوب گاتے ہو تم تو نمک صحبت ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال اور جانتا ہون کہ آپ بہت محظوظ ہون گی کل اہل محفل خوش ہونگے آہن جادو نے پوچھا کہ کیا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون کلید میخانہ مجکو مرحمت ہو سب کو شراب بانٹون اور آپ کی محفل مین لیکر آؤن تب آپ کو حال معلوم ہو آہن جادو نے کلید میخانہ ازاربند سے کھولکر دی شبرنگ میخانے مین آیا شراب مین بیہوشی ملائی کئی سو گلابیان مے ارغوانی کی درست کین اور پکار کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جادوگر یہ آواز سنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے وہ گلابیان جو شبرنگ نے درست کی تھین سلیقے کے ساتھ محفل مین لیکر آیا آہن جادو نے کہا کہ ای طمطراق تمھارا ملازم کس سلیقے سے شراب لایا ہے

کہ خواہ مخواہ دل چاہے کہ پیجیے شبرنگ نے شراب لاکر محفل مین رکھی گھنگرو باندھ کر گت ناچا
بعد اُسکے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا سامنے آہن جادو کے آیا یہ غزل گانے لگا نظم

گو مہ حسنت بر آید رد بروے آفتاب	از خجالت زرد گردد رنگ روے آفتاب
سیر در پا کرد عمرے در تماشائی ہنوز	تر نشد از قطرۂ آبی گلوے آفتاب
می چو در مینا بود گو شمع در مجلس مباد	روشنی نیست مر را پیش روے آفتاب
تا کہ جان باشد بہ تن بوہم رود دیوانگی	سایہ را پیوستہ باشد جستجوے آفتاب
گر زدم لاف محبت با تمت معذور دار	ذرہ را عیبے نباشد آرزوے آفتاب
رفت مخفی شعلۂ آتش سبے بر آسمان	شد نہان در برق آتش موبموے آفتاب

سامنے آہن جادو کے آکر سر جھکایا اور کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
آہن جادو نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا زمین سے دھوان نکلنے لگا
وہ دھوان بلند ہو کر شعلہ بنا آہن جادو رک گئی پھر وہ دھوان شعلہ بنکر شراب پہ گرا
کہ شراب اُڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آہن جادو نے آواز دی کہ ارے
وکون یہ کہ سکے ہاتھ ہلایا شعلہ چمکا وہ شعلہ چہرے پر شبرنگ کے گرا کر رنگ دروغن
عیاری کا اُڑ گیا محفل مین ہلڑ ہوا کہ عیار ہے آہن جادو نے سر سے دریافت کیا کہا کہ یہ عیار
طلسم کشاہی فکر مین ایرج کی آیا تھا طمطراق نے کہا کہ یہ بدنامی میرے ذمے ہے اس کو
قتل کیجیے یا تو جلسہ جما ہوا اٹھایا جو جادوگر بطور رہمانی آئے تھے وہ محفل سے اُٹھ کر چلے گئے ہر ایک
یہی کہتا ہوا گیا کہ اب رسم جلسے کا طلسم سے اُٹھ جائیگا جس مقام پہ ہم لوگ محفل کرینگے عیار
ضرور پہونچیگا جان بچانا دشوار ہے بہشت پہ آہن جادو کے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے عرض کی
کہ حضور کنارے چلیین تو مین کچھ عرض کرون آہن جادو نے پلٹ کر دیکھا شاخ نخل پر ایک
طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے یہ بھی عیار ہے کنیز نے چاہا کہ
آہن جادو کو خنجر مارون ایک کنیز بیچ مین آگئی اُسکے خنجر پڑا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے
مین نعرہ ہوا کہ منم شاہپور شیر دل ای شبرنگ یہ نہ سمجھنا کہ ملازمان آقاے نامدار کسی مقام پر
کمی کرینگے مین صبح سے اس محفل مین موجود تھا یہ کہکر جست کر کے چلا تھا کہ طمطراق نے دو خنجر مارا

کہ شاپور بھی زمین پر گرا آہن جادو نے کہا کہ یہ عیار اس قیدی کا ہی کیون صاحبو یہ لوگ کیونکر
پہونچے سب حیران ہو گئے کوئی جواب نہین دیتا طمطراق نے کہا کہ ان دونون کو قتل کرو
گریبان سحر چاک ہو چکا تھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آہن جادو نے میدان خونی کی تیاری کی
دارین استادہ ہوئین جلاد آکر موجود ہوے شاپور روشن رنگ کو زیر تیغ بٹھایا طمطراق نے
کہا کہ ای آہن جادو ایرج نوجوان کو بھی زیر تیغ بٹھاؤ شاید جان سے خائف ہو کر ہمارا
وصل قبول کرے آہن جادو نے حکم دیا کہ ایرج کو بھی قفس سے نکالو جلادون نے ایرج
کو بھی قفس سے نکالا زیر تیغ بٹھایا آہن و طمطراق کھڑے ہین حکم کی دیر ہی مگر آہن جادو نے
جلادونکو اشارہ کر دیا کہ دونون عیارون کو قتل کرنا ایرج کو خالی ڈرانا دونون جلاد منتظر
حکم کھڑے ہین کہ آہن جادو حکم دے تو انکو قتل کرین خنجر چمکا رہے ہین جو جلاد سر پر ایرج
کے کھڑا ہی وہ ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جوان کیون اپنی جان دیتا ہی تیرے حسن و جمال پر رحم آتا
ہی مقام افسوس ہی کہ تجھکو اپنی جان کا خیال نہین ایرج نوجوان غصے مین سر جھکائے ہوے
بیٹھے ہین جلاد کو جواب نہین دیتے آہن جادو نے جب دیکھا کہ کسی طرح معشوق راضی
نہین ہوتا پکار کر آواز دی کہ مین سو حکم کا ایک حکم دیتی ہون کہ ہان جلادو ان تینون کو قتل کرو
جلاد خنجر چمکانے لگے پیترے بدلنے لگے شاپور نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بحر و بر
ای رب اکبر اس آفت سے بچائے نظم

لطف کن بر من ای خدای رحیم	کن کرم ای جناب رب کریم
دار بر خاک آستانۂ خویش	روز و شب تا نگون سر تسلیم
بر در عجز دائما خم دار	سر تسلیم و گردن تعظیم
چونکہ این بندۂ صداقت کیش	ہست پابند بند نفس لئیم
مخلصی کن عطا ازین زندان	از رہ لطف خاص و فضل عمیم
گنج عرفان مرا عطا فرما	پاک کن دل ز خواہش زر و سیم
لطف کن ای خدای بندہ نواز	بر من عاجز و غریب و یتیم
بہ فقیران و خاکساران بخش	حرمت و فخر و عزت و تکریم

حب دنیا ببر ز خاطر من	دور کن از من این عذاب الیم
سینہ ام کن صفا چو آئینہ	از غبار تعصب و کینہ

اب جیسے ہی تینون جلادون نے قصد کیا کہ خنجر مارین ایک نخل سے تین پھول ٹوٹ کر تینون
جلادون کے سر پر گرے کہ جلاد مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے آہن جادو نے کہا کہ ارے یہ
کیا ہوا کہ یکایک طمطراق پر بجلی گری جسم سے اسکے دھوان نکلنے لگا چلا کر کہا کہ ای
ملکہ عالم غلام بے آگ جل رہا ہی آہن جادو نے پانی برسایا مگر پانی نے کچھ تاثیر نہ کی
آگ بڑھتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین طمطراق جل کر خاک ہو گیا آہن جادو نے
سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ آسمان سے سحر کر رہی ہین آہن جادو نے گولہ مارا
شعلۂ جوالہ نے وہ گولہ کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ اے آہن کیون تیری شامت آئی ہی
اسی مین خیر ہی کہ اپنی جان بچا ورنہ آفت بر[illegible] چاہتی ہی کہ ان عیارون کو قتل کرون
کیا مجال ہی دیکھو کس طرح تیرے دربار مین پہنچے مگر آہن کب مانتی ہی سر کھول کر ایک
دوہتڑ مارا کہ شعلۂ جوالہ زمین پر آئی گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا کہا تو نہ مانوگی مجھسے تو
آنکھ ملاؤ آہن نے آنکھ ملائی جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی شعلۂ جوالہ کی نگاہ سے ایک
شعلہ بڑھکا وہ شعلہ آہن پر گرا آہن جادو کے منہ پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے رہگئی بال
کے نوچ کر پھینکے بہت سے ماران سیاہ پھن کھولے ہوئے طرف شعلۂ جوالہ کے چلے شعلۂ جوالہ
نے دستک دیکر آواز دی کہ ای طاؤس مارخوار اس آفت کو دفع کر کہ پہلو سے ایک طاؤس
پیدا ہوا سب سانپون کو نگل گیا آہن جادو نے آواز دی کہ ای شیر دشت شعلۂ جوالہ
کو لینا بیرون باغ سے شیر کی آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر کلان منہ کھولے ہوئے آتا ہی ملکہ
شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای ہزبر شیر خوار اس شیر صحرائی کو لینا دوسرا شیر اُس سے
بڑا پیدا ہوا شیرون مین پنجہ چلنے لگا بوٹے گوشت کے کٹ کٹ کر گر رہے ہین شعلۂ جوالہ نے
اُسی ہنگامے مین ایک کارد جھولی سے نکالی ماتھے کا خون اُسپر ڈالا آواز دی کہ ای خونخوار
آہن کو لینا وہ چھری چمکتی ہوئی چلی آہن جادو نے چاہا کہ بھاگ جاؤن اے برج نوجوان
کی جانب بہ نگاہ یاس دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان تیری محبت لیکر دنیا سے جاتی ہون تیرے

واسطے قتل ہوتی ہون مین نے کیا کیا کوشش کی مگر تونے کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس نظم

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین — سب نماز اپنی قضا کرتے ہین
جنکی رفتار کے پامال ہین ہم + — وہی آنکھون مین پھرا کرتے ہین
تیرے گھر مین جو نہین جاتے قدم — کیا مرے تلوے جلا کرتے ہین
دھیان آتا ہی کفن کا مجکو + — کپڑے جب قطع کیا کرتے ہین
نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم — پھول کانٹون سے جدا کرتے ہین
ہوگئے کیا ترے تلوے گلگون — سنگ پا کا نہ حنا کرتے ہین
نہین ہوتے ہین فراموش صنم — خاک ہم یاد خدا کرتے ہین
گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج — ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین
موسم گل مین بشر ہین معذور — گل تلک چاک قبا کرتے ہین
شاد ہین باغ فنا مین وہ گل — اپنی ہستی پہ ہنسا کرتے ہین
چمن دہر مین محبوبون سے — کیا ہی عشاق وفا کرتے ہین
دل کو پہلو مین چھپایا تو کیا — کب ترے تیر خطا کرتے ہین
گو خزان آتی ہے پھولونکے ساتھ — پر عنادل کے اڑا کرتے ہین
آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ — کشور دل کو کشا کرتے ہین

شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ اپنے کو اس چھری سے تو بچا آہن جادو نے بہت تدبیرین کین مگر کارد آکر سینے پر پڑی پشت کو توڑکر پار گذری مرتے ہی آہن جادو کے اندھیرا ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام من آہن جادو بود آہن جادو کو مار کر شعلۂ جوالہ نے شبرنگ و شاپور کو رہا کیا ایرج کی قید کاٹی بارہ دری مین سلاح تھے ایرج نوجوان نے جسم پر لگائے شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ لشکر مین نور الدہر کے تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا کہ مین نہ جاؤنگا کشتی گیر زادے کے لشکر مین میرا کیا کام ہے شعلۂ جوالہ نے سرجھکا کر کہا کہ جب آپکو لشکر ممکن ہوگا تب چلا جائیے گا ایرج نے کہا کہ لشکر میرے دم قدم کے ساتھ ہی تم جاؤ ہم

چلے جائینگے ہر چند کہ شعلۂ جوالہ نے سمجھایا مگر آتشخود شعلہ مزاج نے نہ گوارا کیا آخر
شعلۂ جوالہ و شبرنگ بن عمرو طرف لشکر نور الدہر کے چلے مگر ایرج نوجوان نے
شاپور شیر دل سے کہا کہ او نالائق تونے ایسی عیاری نہ کی کہ مین رہا ہوتا بیکار کو اس
عورت کا احسان ہوا اب وہ جاکر کشتی گیرزادے سے بیان کریگی کہ مین نے ایرج نوجوان
کو رہا کیا مگر میری جو مراد تھی کہ مین طلسم مین جاؤن اور بخشی مین فرق نہ آئے وہ ہوا بہ عنایت
پروردگار موجود ہون نہین معلوم یاقوت جنی پر کیا گذری اگر یاقوت جنی مل جاتا تو
کچھ مطلب نکلتا کہ وہ علم نجوم مین بھی دخل رکھتا ہی وہ سمجھاتا تھا کہ آپ طلسم کشا نہین ہین
آپ دست اندازی نہ کرین شاپور سے باتین کرتے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ صحراے گرد اڑی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت پر اسکے بارہ چودہ ہزار جوان
جنگی نیزے سب کے ہاتھ مین شکار کھیل رہا تھا ایرج و شاپور آکر ایک نخل کے سایہ مین
ٹھہرے افغان تاجدار کی نگاہ جو ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان حسین و
جمیل آفتاب جمال خورشید مثال ایک شاطر سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہی اپنے عیار
سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی عیار قریب آیا جاہ و جلال دیکھ کر سلام کیا
عرض کی کہ ہمارا بادشاہ افغان تاجدار اس حوالی کا بادشاہ ہی آپ کا نام پوچھتا ہی
ایرج نوجوان غصے مین کھڑے تھے اصلی نام بتا دیا عیار نے جاکر افغان تاجدار
سے بیان کیا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کسی وجہ سے یہان آکر ٹھہرے ہین
افغان نے رفقا سے کہا کہ کیون یارو تمھاری کیا صلاح ہی اس جوان کو گرفتار کرلین
ہر چند کہ یہ طلسم کشا نہین مگر مثل طلسم کشا ہی جرأت کی اسکے شہرے ہین جب یہ دونون ایسی
طلسم کشا اور یہ ایک مقام پر ہو جاتے ہین تو آفتین برپا کرتے ہین رفقا نے کہا کہ ای بادشا
ہر چند کہ یہ تنہا ہی مگر کل لشکر کو جواب دیگا عیار نے کہا کہ ای شہریار ان سب کی راے
خلاف ہی چودہ پندرہ ہزار جوان آپ کے ساتھ ہین جب بلوہ کرین گے تو گھبرا جائیگا مین
وعدہ کرتا ہون کہ گھڑی دن مین گرفتار کرونگا افغان تاجدار نے فوج کو اشارہ کیا
ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خواہش بھی ہی کہ فوج میرے ساتھ ہو اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ ایرج نوجوان بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ بلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم
کنم نور مین ہنر بر جہان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے اول ایرج نے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیکر سوار ہوے جنگ رستمانہ کرنے لگے افسرون کو تاک تاک کر مارا افغان تاجدار شمشیر زنی ایرج نوجوان کی دیکھکر گھبرا گیا عیار سے کہا کہ تو کہتا تھا مین گرفتار کرلونگا دیکھ وہ شیرانہ ونہنگانہ لڑرہا ہی چالیس افسران نامی قتل ہو چکے عیار اسکا نہنگ تیز رو چالیس پیک بچون کو لیکر چلا ایک رسالہ دار سے اشارہ کیا کہ ذرا تم تو کو نخلستان مین یہ آئے تو مین گرفتار کرون رسالہ دار نے ٹوکا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بھلا کب رکتے ہین ٹوکتے ہی جا پڑے وہ رسالہ دار سامنے سے بھاگا ساتھ والون سے کہتا ہو کہ اس عیار نے میری جان لینے کا قصد کیا ہی یہ شیر گرسنہ ہی اسکو کون روکے ایرج نوجوان جب نخلستان مین آئے تو نہنگ تیز رو نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نوجوان کمندون مین پھنس کر گرے سوار و پیدل ٹوٹ پڑے از دحام بلوے کے ایرج نوجوان کو سب نے گرفتار کرلیا شاپور شیر دل صورت بدل کے مخفی ہوگیا اسی فوج کے ساتھ ہولیا اب افغان تاجدار نے بارگاہ استاد کرائی تخت پر بیٹھا تو حکم دیا کہ ایرج نوجوان کو لاؤ داروغۂ جیلخانہ ایرج کو لے کر آیا ایرج نے ہرچند کہ مسلسل و مطوق ہین مگر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کا قبل کرنے لگے افغان نے کہا کہ میری اطاعت کرو ایرج نے جواب دیا کہ مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا یہان تو یہ کلام ہو رہا ہی پردۂ بارگاہ اٹھا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی افغان نے دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہی لشکر جو اترا ہوا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ افغان تاجدار کا لشکر ہی بلا تکلف لشکر مین آیا تلوار ٹیکتا ہوا بارگاہ مین [illegible] نے تعظیم اٹھا کہا کہ ای نقابدار بہادر آئیے نقابدار

آکر پہلوے تخت مین جو ڈنگل بچھا تھا اُسپر بیٹھا دیکھا کہ ایک جوان گلرخسار آفتاب آسمان
خوبی ماہ فلک محبوبی مسلسل و مطوق زنجیرین ہلا رہا ہی پوچھا کہ ای افغان یہ کون شخص ہی
افغان نے کہا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کہین سے آتے تھے مین نے اِنکو
گرفتار کیا نقابدار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ ای افغان یہ کیا کہتا ہی یہ لوگ ایسے
جری و بہادر ہین کہ انپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا اصل حال یہ ہی نظم

ہر حال مین ہی اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گر دہرن دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہی وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہی ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہے ای ترک کشتنی
ابرو سے تیری ہی تری تلوار دلفریب

دیوانے گر درہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر اک دکان ہی بازار دلفریب

سودا اے عشق کے لیے ہی خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتی ہی خریدار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہی اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خمدار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سُنا ایکدن حبیب
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

ای افغان تاجدار انکا زیر کرنا بہت دشوار ہی افغان نے جھلا کر کہا کہ اس جوان
سے پوچھ لیجے عیار کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو بٹھا دے کہ کہے جکو افغان نے زیر کیا ہی
مین رہا کر دونگا اگر خلاف کہا تو قتل کرونگا عیار نے آکر بٹھایا بعد اسکے نقابدار نے پوچھا
کہ ای برادر تم کیونکر انکے قبضے مین آئے افغان کہتا ہی مین نے زیر کیا ایرج نوجوان
نے کہا کہ یہ جو کہتے ہین سچ ہی ہوگا نقابدار نے کہا کہ آپ کو قسم ہی سر صاحبقران کی سچ سچ
فرمائیے ایرج نے کہا کہ یہ مکار ہی عیار سے گرفتار کرایا مین پندرہ ہزار جوان سے اکیلا
لڑا آخر عیار نے کمندون مین گرفتار کیا اب مقابلہ کرے تو حال کھلے افغان نے کہا کہ ای
جوان خلاف کہتا ہی مین نے تجکو نہین زیر کیا یہ کہکر کہا کہ او زنجیردار اسکو سزا نہین دیتا

زنجیر دار نے زنجیر کھینچی جھٹکا جو مارا بغلون سے خون بہنے لگا اور سونٹا اُٹھایا بس ایرج نے ہتھکڑی ماردی کہ سر زنجیر دار کا پھٹ گیا ایرج نے ہتہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینک دیا ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی اور اُسی کا گھوڑا لیا اور سوار ہوے نقابدار گلگون پوش دیکھ رہا ہی کہ افغان اپنے مقام سے اُٹھا ایرج نے جو دیکھا کہ افغان اُٹھا للکارا کہ او نامرد اب مجھے زیر کر تو حال کُھلے یہ کہکر ہٹو ہٹو کرتے ہوے ایرج نوجوان قریب افغان کے پہونچے ایک شخص نے نیزہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان کا نشانہ ہوا شاہزادے نے پلٹ کر اُس نیزہ دار کو قتل کیا مگر مُنہ جو ایرج کا پھرا افغان نے پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر ایرج نوجوان کا زخمی ہوا مگر نقابدار نے جو ایرج کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا منظور رہوا کہ شرکت کرون ایرج نے جو چاہا کہ افغان سے بدلہ لون بیچ مین اور پہلوان آگئے افغان بچ کر الگ ہوا دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب ایرج نہین آتا ایرج نوجوان نے کئی پہلوانونکو مارا افغان اپنے کو بچا رہا ہی قریب ایرج نہین آتا مگر سر سے ایرج نوجوان کے اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخر مجبور ہو کر دونون ہاتھ گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے تلوار کو نیام انتقام مین کیا فرمایا کہ اے مرکب تجھسے اگر ہوسکے تو مجکو نے نکل گھوڑا دولتیان مارتا ہوا ایرج کو مجمع سے لے نکلا نقابدار نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کو گھوڑا نکال لے گیا ناچار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر ملول و حزین واندوہگین ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو تم نے افغان کا حال دیکھا ایسے جری و بہادر کا زیر کرنا کیا آسان ہی آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ قید کس طرح توڑ ڈالی اور کیسے کیسے افسرون کو مارا افغان نے کر سے زخمی کیا بڑے افسوس کی بات ہی مجکو یہ امر نہایت خلاف گذرا حُسن و جمال کو اُسکے دیکھکر آفتاب شرماتا ہی ایسے شخص نگاہ سے نہین گذرے بموجب قول شاعر نظم

کس حسن چو یار ماندارد ۔ زلفے چو نگار ماندارد
آئینۂ ما ز عیب پاک است ۔ دست آئینہ دار ماندارد
پژمردہ گلشن ز خاک رویہ ۔ ابرے کہ بہار ماندارد
بے نور بود گر آفتاب ست ۔ چشمے کہ غبار ماندارد
با نور دو چشم آفتابہم ۔ خورشید عیار ماندارد
قاصد کہ بنامہ میکند فخر ۔ مکتوب دیار ماندارد
رنگ از اثر حنا نگیرد ۔ دستے کہ نگار ماندارد
تا آب کنیم زہرہ شیر ۔ این جیشہ شکار ماندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد ۔ ہر دل کہ غبار ماندارد
در کشور حسن اعتبارے ۔ جز نقش و نگار ماندارد
در باغ بہشت عندلیبے ۔ صوتے چو ہزار ماندارد
با این ہمہ زور رستم ہند ۔ دستے چو چنار ماندارد
خاموش ز گفتگوے مخفی ۔ طالع سر وکار ماندارد

ایسی باتین کرتا ہوا نقابدار صحرا مین آیا اسی صحرا مین اسکا باغ ہے باغ مین آکر کوٹھے پر بیٹھا حیران حیران طرف صحرا کے دیکھ رہا ہے دیکھا کہ مرکب ایرج نوجوان کو لیے ہوے کنارے ایک جھیل کے پہونچا پانی پی کے جو بدن کو جنبش دی پشت مرکب سے ایرج گرے گھوڑا تو چرا مین مصروف ہوا نقابدار بیقرار ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ ما جو یہ کشش محبت اصلی کی تاثیر ہے کہ گھوڑے نے کہان لاکے گرایا ایسے بہادر کا علاج کرنا ضرور ہے چارپائی ساتھ لیکر نقابدار قریب ایرج نوجوان آیا بیقراری مین سرھانے بیٹھ گیا سر اٹھا کے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت بہانے لگا مگر ایرج کو ہوش نہ آیا آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اٹھا کر لیچلو ایک کنیز سے کہا کہ جراح کو بلا کر لا جب نقابدار نے سر اٹھایا کنیزین لپٹ گئین چارپائی پر ڈال لیا دس بارہ کنیزون نے ملکر چارپائی اٹھائی نقابدار نے بھی پائے پلنگ کے ہاتھ رکھ لیا لیکر طرف اپنے باغ کے چلا لاکر بارہ دری مین

پہونچایا کہ جراح آیا نقابدار نے جراح کو اشرفیان دین کہا کہ اگر اسکو صحت دیگا تو ہم
تجکو خوش کرین گے جراح نے زخم مین ٹانکے لگائے پٹی چڑھا کر چلا گیا نقابدار کے ہاتھ مین
رومال ہو مگس رانی کر رہا ہی ایرج کو آرام جو پہونچا آنکہ کھولکر دیکھا کہ ایک نقابدار بالین
پر بیٹھا ہی مگس رانی کر رہا ہی ایرج نے ارادہ کیا کہ اُٹھون نقابدار نے ہاتھ سے منع کیا کہ
ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین مگر ایرج نوجوان اُٹھ بیٹھے کہا کہ ای نقابدار بہادر تمنے
بڑا احسان کیا بارگاہ مین افغان کی بہی تمہین موجود تھے نقابدار نے چپکے سے کہا کہ
باتین نہ کیجیے ایسا نہو زخم کو صدمہ پہونچے جراح نے بڑی ترکیب سے زخم مین ٹانکے
لگائے ہین زخم بہت بے ڈھب تھا مگر جراح نے بڑی جانبازی کی ایرج نے کہا کہ آپ
ہمارے جان بخش ہین کہ اس حال مین اُٹھا لائے زخم دوزی کرائی مین ممنون احسان ہون
نقابدار نے کہا کہ آپ خاندان عالی سے ہین آپ پر کوئی کیا احسان کرسکتا ہی آپکے
جد عالی تبار کی فیض شمشیر سے صدہا ملک باسلام آباد ہوے بت پرستی چھوٹی آپ پر کون
احسان کرسکتا ہی ایرج نوجوان ان باتون سے بہت محظوظ ہوے سمجھے کہ یہ نقابدار ہمارے
حسب ونسب سے بخوبی واقف ہی جب تو ایسی باتین کرتا ہی ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ ای نقابدار بہادر اگر احسان کیا ہی تو صورت زیبا بھی دکھا دیجیے نقاب چہرے سے
اُٹھائیے نقابدار نے کہا کہ کیا جلدی ہی آپ صحت پا لیجیے تو مین نقاب چہرے سے اُٹھاؤنگا
اتفاق سے مین نے آپ کو یہان پایا اب مین آپ کا ساتھ دونگا مگر ایک آفت مین
مبتلا ہون وہ بھی حال آپ سے عرض کرونگا مگر ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ پردۂ نقاب
اُلٹ دون نقابدار نے منع کیا ایرج رُک گئے لیکن باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ عورت
ہی دن اُسی مقام پر تمام ہوا شب کو نقابدار نے شاہزادے کو لاکر محفل مین بٹھایا اسباب
عیش ونشاط مہیا ہوا نقابدار نے جب ایرج نوجوان کو جام دیا تو ایرج نے کہا کہ ای
نقابدار نہین معلوم تمہارا مذہب کیا ہی نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون
یہ کہکر کلمہ پڑھا ایرج نوجوان نے وہ جام نوش فرمایا ایک گائن نے سامنے آکے
یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

عیسی سے درد دل کی اصلاح گر نہ کرتا ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا اسم مبارک اُسکا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا قاتل ادہر کی دنیا کوئی اُدہر نہ کرتا

حُسن اُسکو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

او آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو منہ پھیرتا جدہر سے پھر منہ اُدہر نہ کرتا

صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران وہ روز بھی نہ ہر اک گل ہنس کر بسر نہ کرتا

جادو کہن کا اسپر چلتا جو ہی چلیگا گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حُسن گل سے نہین خوش آتا تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینے مین ضعف سے ہے جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تونے دیوانے ہوگئے ہم یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اُس سیمبر کو آتش تحریر اُسکو خامہ بے آب زر نہ کرتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور پہلوان دوران تشریف لائے ہین یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھبرا کر پردۂ نقاب چہرے سے اُلٹا نقاب جونہی تو معلوم ہوا کہ ابر ہٹا آفتاب نکل آیا ایرج کو صورت زیبا دیکھ کر سکتہ ہو گیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میری یہ کیفیت ہی کہ مین بادشاہ چین و ماچین کی بیٹی ہون بہرام جو آپ کے دادا کا سردار ہی مین اُسکی بہن ہون واسطے شکار کے نکلی تھی ایک صحرا مین آکر ایک آہو کو تیر مارا وہ ہرن زمین پر گرا اُس ہرن کے گرتے ہی فوراً ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا مجھکو اُٹھا لیا اسی باغ کے قریب زمین پر اُتارا مین حیران چہار جانب دیکھ رہی تھی کہ اس طرف سے ہین ایک پہلوان ہی نہایت پُرزور کہ اُسکو اخفائے پنجہ کش کہتے ہین اُسنے آکر مجھکو گھیرا

اس باغ مین لایا طالب وصل ہوا مین نے خنجر کمر سے کھینچا اپنے کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا
آخر اُسنے مجبور ہو کر مجھکو اس باغ مین رکھا کنیزین براے خدمت مقرر کین اب چندے سے
یہ حکم دیا ہی کہ سیر و شکار کو جایا کرو روز شب کو آتا ہی منت و خوشامد کرتا ہی لیکن مین نے
اب تک نہین قبول کیا خنجر ہر وقت اپنے پاس رکھتی ہون کہ اگر ہاتھ لگائے تو اپنے کو ہلاک
کردون آپ براے چند ساعت ہٹ جائیے کہ مین باتین کر کے اُسکو ٹال دون یہ بھی حال
معلوم ہوا کہ یہ مقام طلسم ہی جب تک طلسم نہ ٹوٹیگا اس سرحد سے نہ نکل سکونگی اب جو خبر پائی
کہ طلسم کشا اس طلسم مین تشریف لائے ہین اسی خواہش مین نکلی تھی کہ آپ کو پایا یہ پہلوان
بڑا مغرور ہی آپ کو دیکھ کر فساد کریگا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو رو ان
باغ محبوبی تمہارا ہمپر بڑا حق ہی اُس ملعون کو آنے دو مین اُسکو سزا دونگا ملکہ نے ہر چند
ہاتھ اپنے باندھے بہت منت کی مگر ایرج نے نہ مانا کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر بہت کہوگی تو مین
خود جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا جس طرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو خبردار جنبش نہ کرنا انشاء اللہ اُسکو
سزا دیکر تمکو سرحد طلسم سے نکالین گے ایرج نے پوچھا کہ تمہارا نام نامی کیا ہی ملکہ نے کہا کہ
اس کنیز کو ماہ رخسار چینی کہتے ہین کنیز کو دیر جو ہوئی اخفاے پنجہ کش گھبڑا کے سمت کو دا
بلا تکلف باغ مین چلا آیا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا حضور ہر چند روکا مگر وہ مغرور نہ رکا
اب روشون کو طی کرتا ہوا آتا ہی اور کنیزون سے پوچھ رہا ہی کہ آج کیا باعث ہوا کہ ملکۂ عالم
براے استقبال نہین آئین ہم لوگون نے کچھ جواب نہین دیا ایرج نوجوان قبضے پر ہاتھ رکھے
بیٹھے ہوے ہین کہ سامنے سے اخفاے پنجہ کش آیا نہایت قوی تن و قوی تن چوڑا تیغہ ہاتھ مین
بائین ہاتھ مین سپر دوسرے جو ملکہ کو بے نقاب اور ایرج کو قریب بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان ہمسے یہ انکار اور یہ شخص کون ہی جو پہلو مین بیٹھا ہی ایرج
کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ او جوان تو کون ہی تجکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف ہمارے باغ مین
چلا آیا یہ ماہ دولت کی معشوقہ ہی اس گستاخی کے عوض تیرے ٹکڑے اُڑا دونگا یہ کہہ کے تلوار
کھینچ کر دوڑا ملکہ تو خوف سے کانپنے لگین مگر ایرج نوجوان جس طرح بیٹھے ہین اُسی طرح بیٹھے رہے
اور جواب مین کہا کہ جا دور ہو کیون غرور کرتا ہی اخفاے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے

تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پکڑلی جھٹکا مار کر اخفاے پنجہ کش منھہ کے بھل
سامنے آیا ایرج نے کھڑے ہوکر گریبان مین ہاتھہ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا ملکہ بیقرار ہوگئین
بلک بلک کر دعائین مانگنے لگین کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھہ سے اس شیر کو بچا نا نظم

بہر چار سو ہست حق جلوہ گر	بہر دید و مخفی بشکل نظر
از او یافت نور خلایق ظہور	بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے باد و خاک و گہے نور و نار	گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل و خالی از عقل و ہوش	گہے صاحب علم و فضل و ہنر
گہے مست و گہ صوفی با صفا	گہے ہوشیار و گہے بے خبر
گہے قطرہ و ابر و بحر پر آب	گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے شمع بزم زمین و زمان	گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے شاہ گردن کش و سرفراز	گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے حاکم مسند عز و ناز +	گہے بستہ از بہر خدمت کمر
گہے بادشاہ بلند اقتدار	گہے بندۂ زار و خدمتگزار

پہر پہر کا ل کشتی ہوئی ایرج نوجوان نے ننگ کر دیا اپنی زندگی سے بیزار ہوا چاہتا ہے
کہ نہیو نون تو بھاگ جاؤن مگر شیر کے پنجے سے نکلنا دشوار ہو ایک مقام پر ایرج نوجوان
ریل کرے دوڑے چالیس قدم تک ریل کر لائے وہان پر لاکر ہتہ مارا دونون گھٹنے اُسکے
آشنا بزمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر زنجیر مین ہاتھہ ڈالا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر
زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کرکے چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارون کہ اخفاے پنجہ کش نے آواز دی کہ اب
حضور نے غلام کو سر سے بلند کیا ہے زمین ذلت پر نہ پھینکیے بڑی خوشی کی بات ہے
کہ مین ملکہ سے الگ رہا آپ کے جد عالی تبار کے سردار کی یہ ہمشیرہ ہین آپ ہی کا ان پر
حق ہے غلام خدمتگزاری سے باہر نہ ہوگا ایرج نے یہ سُنکر اخفا کو زمین پر رکھہ دیا
اخفاے پنجہ کش دوڑکر ایرج کے قدمون پر گرا گرد پھرنے لگا وجد کے عالم مین تھا

کہاکہ مین عاشق جمال بے مثال ہون امیدوار ہون کہ ہمراہ رکاب رہون خدمتگزاری
سے عذر نہ کرون ایرج نے کلمہ پڑھایا اخفاے پنجہ کش کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
ملکہ کو مادر مہربان کہا عرض کی کہ حضور قلعے مین تشریف لے چلین اہل قلعہ بھی مسلمان ہون
ایرج نوجوان اخفا کے ساتھ ہوے ملکہ کو محافے مین سوار کیا باہر جو ایرج آئے
دس بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اسکو بھی اخفا نے مسلمان کیا کہاکہ صاحبو مین ان کا
تابعدار ہون پروردگار نے مجکو وہ آقا مرحمت کیا کہ جنکے نام کی تمام دنیا مین شہرت ہے
ہزارہا ملک باسلام آباد ہوے دین اسلام نے انکے داداجان کے نام سے رونق
پائی ہے نوبت ونقارے بجواتا ہوا ایرج کو قلعۂ زرنگار مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا
کہ ای بہادر کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہے کہ لوح طلسمی دست یاب ہو اخفا نے کہاکہ ای
شہریار غلام گوشۂ طلسم مین بستا ہے لوح کا حال مجھے کیا معلوم ہے مگر فکر کرونگا یہ ذکر تھاکہ ایک
خدمتگار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک جوان حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ایرج
نے حکم دیا کہ آنے دو دیکھا کہ یاقوت جنی آکر حاضر ہوا کہاکہ ای شہریار غلام نے منع کیا تھا
کہ گنبد گیتی نما مین نہ جائیے مگر حضور نے نہ مانا آخر یہ انجام ہے کہ حضور نے بڑی بڑی
تکلیفین اٹھائین ایرج نے کہاکہ ای یاقوت جنی جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اس بات کا
بڑا قلق ہے کہ وقت پر آکر شعلۂ جوالہ نے مدد کی شبرنگ نے آکر عیاری کی پہچانا گیا
طمطراق جادو وآہن جادو نے ارادہ کیا تھاکہ ہمکو قتل کرین اُس وقت شعلۂ جوالہ مدد
کو آئی اُسنے آکر سب کو رہا کیا یہ ذکر تھاکہ شاپور شیر دل بھی آکر پہونچا شاپور شیر دل
نے صلاح دی کہ اب کوچ کیجے بڑی بات یہ ہے کہ آپ طلسم مین آگئے اب البتہ پہنچنی کا مرحلہ ہے
ای یاقوت جنی سکندر ثانی بادشاہ سابق طلسم جو قید ہے اُسکی رہائی کی تدبیر کیجے اگر
آپ نے سکندر ثانی کو رہا کیا تو کلید فتح طلسم آپ کے ہاتھ مین ہے ایرج نوجوان نے
اخفاے پنجہ کش سے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا اخفا
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا یاقوت جنی منتظم لشکر ہوا شاپور شیر دل بھی ہمراہ ہے
ایرج نوجوان لشکر کو لیکر قلعۂ زرنگار سے نکلے یاقوت جنی نے ایک منزل پر آکے

ستنکر شہریار کہا کہ ای شہریار آج قرعہ پھینکتا ہون کہ آپ سکندر ثانی کو رہا کرین گے یا
نہین یہ کہکے تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہریار
رہائی سکندر ثانی کی تو ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی مگر البتہ جمشید زرین ترکش کہ
بھائی ہی سکندر ثانی کا اگر حضور کد کرین تو کیا عجب ہی کہ اُسکی رہائی آپ کے ہاتھ سے ہو
ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ ای یاقوت طرف قیدخانۂ جمشید کے چلو یہ کہکر ایرج
نے طرف قیدخانۂ جمشید کے کوچ کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے
تھے کہ شعلۂ جوالہ وشبرنگ آکر پہونچے تمام کیفیت رہائی ایرج نوجوان بیان کی یہ سنکر
نورالدہر نے کہا کہ اول مین تدبیر رہائی ملکہ کرون بعد اُسکے برای رہائی سکندر ثانی
جاؤن دن بھر تامل کیا شب کو آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک باغ ہی بست بلند
و مرتفع عمارتین عمدہ اُس مین ملکہ کو دیکھا کہ ایک بارہ دری ہی اُسمین کھڑی رو رہی ہین
اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

آنکھون مین نہ تیر نظر تھا کہ نہین تھا	کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا
دو روز بھی جیتا نہ گیا آپ سے گھر مین +	کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا
دو بوسے تو دیتے جو نہ ہو سکتے تھے دس پانچ	آخر تمھین کچھ مد نظر تھا کہ نہین تھا
اس درجہ ستم عاشق بیچارہ پر ای جان	کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا
کیون دیکھ لیا کہ ہوئی اب تو تسلی	بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا +
تو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کیسے	پیچھے نہ جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا
بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ	آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا

جب نورالدہر سامنے پہونچے تو ملکہ نے فرمایا کہ ای شہریار مین دیو کی قید مین ہون یہ کہا
کہ جتنین نورالدہر نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ دیو بلند بالا
تیغ آہن کاندھے پر رکھے ہوے اُسمین کچھ اژدہے کچھ ہاتھی چھدے ہوے آکر پہونچا
نورالدہر کو للکارا کہ او شخص تو کون ہی کہ میری معشوقہ سے باتین کرتا ہی نورالدہر بڑھے
کہ اسکی گردن توڑ ڈالون دیو سامنے سے بھاگا نورالدہر اور آگے بڑھے ٹھوکر کھا کر گر سے

آنکھ کھل گئی ایک آہ کی شیرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی نور الدہر
نے سب حال بیان کیا شعلۂ جوالہ نے بھی آکر حال سنا کہا کہ حضور اب جلد چلین جو باغ
کہ آپ نے خواب مین دیکھا ہی وہ یہان سے قریب ہی مگر قضائے کار مہتاب پنجہ کش ایک
پہلوان ہی کہ یہ باغ اُسکا تعمیر کردہ ہی جب دیو نے اُسپر قبضہ کیا تو مہتاب گھبرا کر پاس
بقراط ثانی کے نالشی آیا ملکہ کا حال بھی کہا بقراط ثانی نے صفدر نامے ایک پہلوان کو
حکم دیا کہ تم جاکر دیو سے مقابلہ کرو مہتاب کو باغ دلوادو صفدر دس ہزار فوج لیکر چلا
بعد جانے صفدر و مہتاب کے رفیقون نے کہا کہ یا خداوند انسان کی کیا مجال ہی کہ دیو سے
مقابلہ کرسکے ایسا نہ ہو کہ دیو صفدر کو کھا جائے تب بقراط ثانی نے ایک جادوگر
کو کہ جسکا نام مہلیل خارہ شگاف ہی حکم دیا کہ تم جاؤ وقت پر صفدر کی مدد کرنا
یہان صفدر نے آکر باغ کو گھیرا دیو کیوس کو خبر ہوئی کہ صفدر میرے مقابلے کو آیا ہی باغ سے
جوشان و خروشان چوبدست ہلاتا ہوا نکلا للکار کر آواز دی کہ او آدمزادو تم تو میری
خوراک ہو کیون میرے مقابلے مین آئے ہو صفدر نے بڑھ کر دیو سے سامنا کیا دیو سے
اور صفدر سے کشتی ہونے لگی قریب ہی کہ دیو کیوس صفدر کو کھا جائے صفدر عاجز
ہورہا ہی کہ مہلیل جادوگر پہونچا اُسنے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ دیو کمزور ہونے لگا
صفدر کے زور کو ترقی ہوئی آخر صفدر نے کیوس کو گرایا گرتے ہی دیو کے مہلیل نے
آگ برسائی کہ دیو کیوس جلنے لگا چاہتا تھا کہ بھاگ جاؤن مگر جدھر جاتا تھا شعلۂ آتش
جلتے تھے ہر طرف سے آتش گر رہی تھی آخر دیو جل جل کر خاک ہوا اب صفدر و مہلیل چلے
کہ باغ مین چل کر ملکہ پر قبضہ کرین ملکہ نے جو بام پر سے دیکھا کہ دیو جل کر خاک ہوا صفدر ظفر
باغ کے آتا ہی مادیان پر سوار ہوئین نقاب چہرے پر ڈالی چند عورتین کہ جنکو دیو برائے
خدمتگزاری اُٹھا لایا تھا وہ ہمراہ ہوئین اور ملکہ کھڑکی کھول کر نکلین طرف صحرائے ویران
کے روانہ ہوئین ساتھ والیون سے کہتی ہین کہ جان جائے مگر عصمت مین فرق نہ آئے اب
جو پاس بقراط ثانی کے گئی تو وہ ضرور دست انداز ہوگا صفدر اندر باغ کے آیا چارطرف
تلاش کیا کہین ملکہ کا پتہ نہ پایا آخر باغ سے نکلا مہلیل سے کہا کہ تم جاکر خداوند کو خبر کردو کہ

ملکہ باغ سے نکل گئیں جھلیل روانہ ہوا صفدر اپنے لشکر میں آیا غل رہا ہو ساحروالوں
کہتا ہو کہ یارو تمنے فکر نہ کی باغ کو چار جانب سے گھیر لیتے ملکہ نہ نکلنے پاتیں کہ سحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ نورالدہر آکر پہونچے باغ کو دیکھا شبرنگ نے خبر کی کہ ان لوگوں نے
آکر دیو کو مارا ملکہ بخوف آبرو نکل گئیں نورالدہر مقابلۂ صفدر میں آکر اُترے صفدر
نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر پہونچی کہ صفدر نے طبل جنگی بجوایا ہو انھوں نے
بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے تیاریاں جنگ وجدال کی
ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلیٔ شب ردائے سیاہ
اوڑھ کر پردۂ مغرب میں چھپی مجنون روز بعد سوز وگداز دشت نجد مشرق سے نکلا
آسمان پر آکر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے صفدر نے گھوڑا اپنا صف سے
نکالا میدان میں آکر آواز دی کہ طلسم کشا کہاں ہو میرے مقابلے میں آوے ابھی تک کسی
سے مقابلہ نہیں پڑا انھوں نے ہنگامہ ڈال دیا قلعہ جات فتح کیے اب تک حال
پاکہ بہادر سے کیا گذرتی ہو نورالدہر نے مرکب بڑھایا ہر چند سرداران چاہتے تھے
باہزوہ مقابلے میں دشمن کے سماجائے مگر نورالدہر نے نہ مانا شعلۂ جوالہ نے بڑھکر
عرض کی کہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں ایک سحر میں اسکو دیوانہ کردوں کہ سر ٹکراتے پہاڑوں
میں جاکر اپنی جان دے نورالدہر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ ہماری جرأت سے بعید
ہو کہ ہم ساحروں کو حکم دیں کہ غیر ساحر پر سحر کرے ہمیشہ طلسم میں موجود ہو بارگاہ میں بیٹھا
ذکر کیا کہ جادوگر نیوں کو غیر ساحر سے لڑواتے ہیں انھیں کے بھروسے پر سارا عظم و شان
ہے کارے یہی پرچے لکھیں گے ہماری بدنامی ہوگی تب شعلۂ جوالہ ناچار ہوئیں نورالدہر
نے مرکب بڑھایا مقابلے میں صفدر کے آکر پہونچے بعد تلوار و نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے
بعد نورالدہر نے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صفدر کے نکل گیا صفدر نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوئے صفدر کو مار کر نورالدہر فوج صفدر
پر جا پڑے فوج کو شکست دی فوج دیگر باغ میں آئے کہیں نشان ملکہ کا نہ پایا ایکجا

ضعیفہ کہ بسبب ضعف کے رہگئی تھی اُس سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ ملکہ کہان گئین اُس ضعیفہ نے
کہا کہ حضور جب دیو مارا گیا تو ملکہ گھبرائین کہ اب دشمن قبضہ کرین گے نقاب چہرے پر
ڈال کر نکل گئین نوزالدہر نے آگر شبرنگ سے کہا کہ ملکہ بخوف آبرو نکل گئین اگر ہوسکے
تو تلاش کرو شبرنگ تلاش ملکہ مین چلا بعد جانے شبرنگ کے شعلہ جوالہ بھی طاؤس پر
سوار ہوکر چلین لیکن ملکہ نازک اندام مادیان کو اُڑائے ہوے جاتی ہین چند کنیزین
ساتھ ہین راہ مین ایسی دھوپ پڑی کہ سب کنیزون کا انتقال ہوا ملکہ اکیلی روتی ہوئی
جاتی ہین قریب ایک جھیل کے آکر مادیان سے اُترین کہ پانی پیوین اس عرصے مین صحرا
سے گرد اُڑی ایک تاجدار موسوم بہ زمردپوش براے شکار نکلا ہے ملکہ کے جو جمال
پر نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین قریب جھیل کے کھڑی ہے سمجھا کہ جل پری ہے بیقرار ہوکر
دوڑا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کہ اے جان جہان اپنا تو یہ حال ہے نظم

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
پھر بھی کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہے جو ملاقات رہے
غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت پر
ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
جن دنون شوق رلاتا تھا مین صورت ابر
باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا جو کا
ناک مین مل گئے اے شاہ سوار اہل نیاز
لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب اے یار
کرِیار تھی ازبس کہ نہایت نازک
جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
دیکھا تو سمجھا آتش

صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی
دلربا شی تھی مری جان تری گات نہ تھی
نازمعشوق تھا تو سن کی ترے لات نہ تھی
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی
روز روشن سے کم اے مہرلقا رات نہ تھی
تکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

جب وہ تاجدار قریب آیا تو ملکہ نے نقاب چہرہ پر ڈال لی آواز دی کہ ای بندۂ خدا تو کیون
ستاتا ہی اپنے کام کو جا اپنی ضرورت مین مصروف ہو ہمسے واسطہ نہ رکھ ہم آوارۂ دشتِ
بار مصیبت مین گرفتار ہین مجبور و ناچار ہین کیون ہمین تکلیف دیتا ہی زمرد پوش نے کہا
ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون میرا قلعہ
یعنی قلعۂ زمرد پوشان یہان سے بہت قریب ہی بلا مزاحمت وہان کی بادشاہت کرتا ہون کسی کو
میری سلطنت مین دخل نہین وہان چل کر سلطنت کیجیے ملک و مال سب آپ کا ہی مین ہمیشہ
جگزاری کیا کرونگا ہرچند زمرد پوش نے منتین کین مگر ملکہ نے جواب صاف دیا فرمایا
ای بادشاہ تیری سلطنت تجکو مبارک ہو ہم سلطنت کے خواہان نہین ہین دشت نوردی
و آوارہ گردی بدل و جان پسند ہی اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کر جان دین گے اگر شاید ہمارے
وارث کو پروردگار نے پہونچایا تو ہمارے واسطے راحت ہی ورنہ سامان مصیبت ہی مگر
کسی طرح زمرد پوش نے نہ مانا اتنے مین اسکے ساتھ والے بھی آگئے سو سوار کچھ پیدل
اُن سب نے چار جانب سے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہو کے ہمراہ ہوئی
راستہ طی کیا تھا کہ قلعۂ زمرد پوشان نمایان ہوا زمرد پوش ملکہ کو لیکر قلعے مین آیا ملکہ نے
کہا کہ ای زمرد پوش اول ہمکو الگ ایک مکان مین اُتار دے ہم اپنی تھکن دفع کر لین پھر
جو کچھ تو کہیگا سمجھا جائیگا سر چوک ایک مکان تھا قفل شاہی اُسمین لگا ہوا تھا زمرد پوش
نے اُس قفل کو کھولا ملکہ نے اُسمین داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا کہا کہ ای زمرد پوش
اب جا کر سر ٹکرا خبردار اگر یہان آئیگا تو ذلیل ہوگا زمرد پوش روتا ہوا قصر شاہی مین آیا
ڈھنڈورا پٹوایا کہ ایک نازنین کو ہم صحرا سے لائے ہین وہ ناراض ہی جو اُسکو راضی کرے
لاکھ روپیہ اُسکو ملین قضائے کار شیرنگ بن عمرو پھرتا پھرتا اس قلعے مین آیا اُس نے یہ
ڈھنڈورا سنا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر بادشاہ کے پاس آیا کہا کہ ای شہریار مین اُس عورت
ناراض کو راضی کر دونگی انعام کا پختہ اقرار کیجیے ایسا نہ ہو کہ وقت پر آپ نہ دیجیے بادشاہ
نے اقرار معقول کیا شیرنگ بصورت ضعیفہ دروازے پر اُس مکان کے آیا پکار کر آواز دی کہ
ای ملکۂ عالم دروازہ کھولیے تو یہ ضعیفہ حاضر ہو ملکہ نے دروازے پر آ کر کہا کہ او پیر زال

تو یہان آکر کیا کرے گی جس واسطے آئی ہو وہ مطلب حاصل نہ ہوگا شبرنگ نے عرض کی
آپ نے اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا مین شبرنگ بن عمرو ہون ملکہ نے جو نام شبرنگ کا سنا
شگفتہ ہو گئین دروازہ کھول کر اندر بلایا اور رونے لگین کہا کہ ای شبرنگ عجب زمانہ مجھ
سخت ہوا اُس دیو کو اپنا محسن جانتا تھا اُسکو آکر ساحرون نے جلا دیا اور مین بخوف اکبر و صمر
نکل آئی اس بادشاہ سے سامنا ہوا یہ گھیر کر لایا شبرنگ نے کہا کہ دو پہر رات گئے
دو گھوڑے لیکر آؤنگا سوار کر کے لیچلونگا ملکہ نے اقرار مدار کر کے خدمت مین بادشاہ کی آیا
کہا کہ دو گھوڑے چست و چالاک با ساز و یراق قریب اُس مکان کے کھڑے کرا دیجیے مین شب
سوار کرا کے ملکہ کو لاؤنگی مین نے باتون مین راضی کر لیا ہے وقت وصل جو شرطین کرگی آپ
قبول فرمائیے گا بادشاہ یہ سنکر خوش ہو گیا اُسی وقت دو گھوڑے تیار کرا کے قریب اُس
مکان کے کھڑے کرا دیے دو پہر رات گئے شبرنگ پہونچا ملکہ کو سوار کرا کے لے نکلا
قلعے سے باہر آکر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر مشتاق تھے کہ خبر پہنچی
شبرنگ ملکہ کو لاتا ہو سرداروں کو بھیجا سردار استقبال کر کے ملکہ کو لے گئے ملکہ کو پردے
مین داخل کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اب تدبیر لوح مین مصروف ہوجیے نور الدہر آمادہ ہوے
شعلۂ جوالہ وارسطوے ثانی حکیم ہمراہ ہوے اور نجم اختر شناس بھی ساتھ ہوے انکو
لیکر طرف صحرا کے [illegible] پہونچنا انکا تا بہ لوح طلسمی جلد ثانی مین ذکر ہوگا مین قائم پر اس جلد
کو ختم کرتا ہون زیادہ والسلام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد رب دو جہان و حمد اسے انس و جان و نعت اشرف الانبیا صاحب قاب قوسین
او ادنیٰ و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرا شاہ ارباب
شمشیر و شیر کشندہ در خیبر قاتل عمرو و عنتر خدمت ناظرین والا تمکین عرض رسا ہو کہ جناب
قبلہ و کعبہ نے یہ جلد اول طلسم خیال سکندری عجب شرح و بسط سے تحریر فرمائی ہے
کہ ہر وقت ملاحظہ ناظرین والا تمکین حظ وافر اُٹھائین گے اور دیگر قصص کو بھول جائین گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق رب صمد واحد و احد بانی بنائے دو جہان حاکم اشیائے کون و مکان خدائے یگانہ خالق عجائب و غرائب زمانہ کہ جسنے بیک لفظ کُن تمام عالم کو پیدا کیا عندلیب خوشنوا کو رنگ گل کا شیدا کیا کیا حاکم بے نیاز ہی ہر غریب و فقیر کا کارساز ہی جب سختی آتی ہی تو اُسکی یہی تدبیر ہی کہ وہ ہی دستگیر ہی اُس کے اوصاف با انصاف کسکی مجال ہی کہ لکھ سکے بس اتنا کافی ہی کہ خیال کرے ہمارا خدا ایک یکتا ہی سوائے اُس کے اور کسکا آسرا ہی ہر نیک و بد مین معین و مددگار ہی ہر مصیبت مین انسان مجبور و ناچار ہی ہر وقت یہی دعا ہی نظم

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد	توقیع قبول رو زیش باد
طغرا است بنام بادشاہی	کو راست چو عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی	بنیاد نہ بلند و پستی
دارندۂ کاخ ہفت افلاک	سازندۂ آدم از کف خاک
بیناکُن چشم اہل بینش	فیّاض وجود آفرینش
نقاش نگار خانۂ غیب	منشیِ صحیفہ ہائے لاریب

زینت گر آسمان ز انجم | تشریف دہ زمین بہ مردم
بر کوہ ہیولی چرخ خود را | او دادہ بہ ہند و زحل جاے
دادانہ پئے ضبط ہیولی مستش | از قوس قزح گجک بدستش
او دادہ زتارہاے خورشید | ابریشم چنگ و عود ناہید
بہ جبیس کہ دید دولت دین | شبہا دہش زعقد پر وین
شد قوس فلک کمان بہرام | لشکر کشی اش چو کرد انعام
او داد بہ آفتاب شاہی | وز خیل کواکبش سپاہی
زو یافتہ این عجوزۂ خاک | این پنبۂ صبح و چرخ افلاک
او کرد بنا سراچۂ تن | بکشاد در وز دیدہ روزن
بستہ ز کمال قدرت از مو | بر منظر دیدہ طاق ابرو
او ساختہ این ہمہ عجائب | او کردہ بنا این غرائب

قلم لاغر رقم زبان بریدہ عجز و قصور کرتا ہی کہ وصف خالق کونین کون لکھ سکتا ہی

نعت سید المرسلین حبیب رب العالمین یکہ تاز عرصہ گاہ سبحان الذی اسرے اعنی جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سبحان اللہ کیا رسول برحق بھیجا کہ جسنے شمع ہدایت روشن کی ظلمت کفر کو مٹایا تمام کتابین منسوخ ہوئین قرآن مجید فرقان حمید ہمارے حضرت پر نازل ہوا اُس کا سمجھنا بھی اُنھین کی ذات پر موقوف تھا قصص پیغمبران ماسلف سے ہدایت ہوئی حضرت موسے کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے جواب وسوال ہوتے تھے مگر ہمارے نبی برحق حبیب رب مطلق اُس مقام پر پہونچے کہ صاحب قاب قوسین او ادنے لقب ہوا سوال و جواب طالب و مطلوب اس طور سے ہوے کہ کتب معتبرہ مین مندرج ہین حضرت نے سوال کیا کہ کیون ای کارساز بے نیاز حضرت آدم کو کل ملائک نے سجدہ کیا اسکا بدلہ مجکو کیا ملا پردۂ اسرار سے

آواز آئی کہ ای مظہر اسرار رب العزت تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے حضرت آدم کا عز و افتخار تھا اُس سے ترک اولےٰ ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ داخل فردوس برین کرکے اُنپر نظر رحمت کیجیگے اسی طرح کُل نبیون پر حضرت محمدؐ کو فخر دیا ہر سوال کا جواب باصواب ملا انکی نعت مشکل ہی پروردگار ان کا مداح ہی جب بانیِ بنائے کون و مکان بہ محبت ارشاد فرمائے کہ یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلاً ای حبیب میرے اسقدر شب کی عبادت کرو کہ تمکو تکلیف نہ ہو پھر کوئی کیا اُنکی صفت کر سکے

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی بلا فصل احمد مختار زوج زہرائے نامدار

کیا اوصاف حمیدہ حضرت مرتضےٰ علیؑ کے ظاہر کرون کہ جسکو نبی برحق اپنا قوت بازو قرار دے لکھا ہی کہ حضرت گہوارے مین تھے جس دایہ کا دودھ پیتے تھے وہ کسی کام کو گئی تھی اور حضرت گہوارے مین تھے اُسکا فرزند صحن خانہ مین کھیل رہا تھا قریب ایک چاہ تھا وہان جاکر پہونچا اور اُس چاہ مین گرا جناب امیر علیہ السلام نے دست حق پرست اپنا گہوارے سے بڑھایا برادر رضاعی کو کنوئین سے نکالا کہ لڑکا پانی مین تر ہونے نہ پایا یداللہ لقب ہوا اور لکھا ہی کہ ایک اژدہا خانہ کعبہ مین رہتا تھا ساکنان خانہ کعبہ کے اطفال خرد سال کو تکلیف پہونچاتا تھا اور اکثرون کو کھاجاتا تھا جب جناب یداللہ نامور پیدا ہوے تو وہ اژدہا نکلا حضرت کی طرف جانیکا قصد کیا حضرت نے دونون ہاتھ بڑھا کر اژدر کو چیر ڈالا جناب فاطمہ بنت اسد نے حیدر کرار آپ کا نام رکھا ان کے بھی اوصاف با انصاف نہایت مشکل ہین لیکن چند اشعار پر اختتام کرتا ہون نظم

رواں تو ہون طرف شاہ ذوالفقار قدم	دیار ہند سے دشت نجف ہی چار قدم
چلا اگر رہِ حبِ علیؑ مین چار قدم	تو بڑھگیا مین نصیری سے بھی ہزار قدم
علیؑ کی راہ مین ہوتا ہی یہ شرف حاصل	کہ چومتے ہین فقیرون کے شہریار قدم

زہے وقار عجب زائرون کا رتبہ ہی — فرشتے دوڑ کے لیتے ہین بار بار قدم
چلون نجف کو الٰہی ہو طاقتِ رفتار — دکھائین آنکھون کو اُس باغ کی بہار قدم
ہوس نہ کم ہو کبھی راہِ شوق مولا مین — جو دوڑنے کو لین مجکو دو ہزار قدم
تمھاری راہ دمِ تیغ ہو اگر مولا — کرین قصور نہ چلنے مین زینہار قدم
وہی رہی روش راہ شوق مرگ کے بعد — کبھی جو نخل اُگے تو سرِ مزار قدم
یہ مجھسے شوق زیارت کا ہی سخن ہر بار — نکل تو شہر سے دشتِ نجف ہی چار قدم
یہ صاف راہِ نجف ہی کہ مثل پاے نظر — کبھی ہوے نہین آلودۂ غبار قدم
لکھین گے نامۂ زائرین اُتنے ہی حسنات — فرشتے کرتے ہین اس واسطے شمار قدم
یہ شوق راہِ نجف ہی مجھے کہ بہرِ خرام — برنگ موج ہین ہر وقت بیقرار قدم
کبھی تو لائیے میرے مزار پر تشریف — ملون مین آنکھو نسے یا شاہ ذوالفقار قدم
صراط پر انھین لغزش نہ ہو دمِ رفتار — یہ حشر مین ہین خدا سے امیدوار قدم
لے جو وقت سواری کے دلسے شاہ کا نام — گرے رکاب مین رکھے اگر سوار قدم
رہِ ادب مین کسی کو اگر ہوئی لغزش — تو بھول کر ہے اُسکے گلے کے ہار قدم
وقارِ شاہ سے سیکھی ہی اسنے سنگینی — زمین پہ کوہ کے ہو کیون نہ استوار قدم
بنائے ارض و سما کس طرح نہ قایم ہو — کہ درمیان ہی ترا ای فلک وقار قدم
اسیر کہتے ہین کودک مزاج اہلِ دول — زمین پر نہین رکھتے یہ تی سوار قدم

اوصاف جناب علی مرتضےٰ خداے تعالےٰ کرتا ہی ارشاد فرماتا ہی کہ علیؑ کا مرتبہ کسی نے نہین پہچانا مگر مین نے یا محمدؐ نے اور میرے حبیب کا رتبہ کسی نے نہین پہچانا مگر مین نے یا علیؑ نے اور مجکو کسی نے نہین پہچانا مگر رسولؐ نے اور اُسکے وصی نے پھر ہماری کیا زبان اور کیا تحریر و تقریر کہ ایسے بزرگ کے اوصاف با انصاف تحریر کرین ربّ اکبر اُن کا خود مدح خوان ہی

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران زمان کہ درۂ طلسم پر مقیم ہین

و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام پیہم مجھے
مسلسل مسیح بھی تقریر ہے
وہ آیا مرا ساقیِ باوفا
ارادہ کیا مہر ذبجاہ نے
نکل آئی پردہ سے اسدم پری
ادا نے کیا اُسکی پھر پائمال
پر رونق ہوئی محفل عیش مین
نہ مجنون کی خواہش سے باہر ہوئی
نہان ہوگیا آنکھ سے آفتاب
وہین غنچہ ہاے سمن کو ملے
ہر اک سرو آخر اکڑنے لگا
کہ پھر آگئی رنگ پہ داستان
کہ خواہش ہی ساقی کی ہر دم مجھے
چل ای توسن کلک زرین رقم
مرادین ملین اور ملا مدعا
پلائیگا رندون کو پیہم شراب
رہی آرزو اپنے دلمین بھری
چمک کر جو شیشے سے باہر ہوئی
کہ جاگہ ہوئی پھر دلِ عیش مین
اُٹھا ابر آخر بصد شد و مد
ہوا دلکو رندونکے کیا ہی طلب
ہر اک پھول فخر عذار چمن
قد یار کا رنگ پڑنے لگا
امیر جہانگیر کا ذکر ہو +
نیا رنگ اس وقت تحریر ہو
کہ سامان تحریر ہوئے بہم
اُٹھایا گلابی کو اُس ماہ نے
چمکتا ہی پردے مین کیون آفتاب
سُنا دخت رزنے یہ جسدم سوال
یہ ثابت ہوا سب کو بجلی گری
مری لیلی وقت ظاہر ہوئی
کرے ساقیِ مہر صورت مدد
نہالان گلزار مضمون یہ کھلا
کہ ہی جوش پر رنگ برگ سمن
کہون اُسکو کلک جلالت نشان
قمر کو بھی اس رنگ کی فکر ہو

چہرہ ساقیان خمخانۂ رنج وملال و رندان بادہ خواران بزم حُسن وجمال اس داستان رنگین کو بہ کیفیت تمام و بہ تکلف مالاکلام اس طرح تحریر کرتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین ادا + چنین می نگارند این مدعا + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ جب نورالدہر و ایرج نوجوان داخل طلسم ہوے کہ ذکر انکے تحریر کرچکا ہون اور پھر تسطیر کرونگا صاحبقران زمان کو خبر پہونچی کہ دونون شیر گئے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے شہنشاہ ادج عیاری بڑے افسوس کی بات ہی کہ نورالدہر و ایرج اندرون طلسم گئے یقین ہی کہ جاکر قیامت برپا کرین ہمکو بھی ضرور جانا چاہیے شاید اُن کی مدد کرین بقراط ثانی عرصہ دراز سے طلسم مین گیا ہی اُسنے کچھ نہ کچھ سامان کیا ہو گا کیا وہ غافل بیٹھا ہو گا مگر ہم کل اس قلعے مین جا دین گے یہ فرما کے طبل جنگی بجوایا سب سردارون کو معلوم ہوا کہ کل

صاحبقران زمان قلعۂ طلسمی مین جاوینگے مگر نورالدہر و ایرج نوجوان کو اور رستم
ملا ہم لوگ دیکھیے کس طرح جاوینگے سب سے پہلے رستم نے سمک یلداقی سے کہا کہ
ای برادر کل ہم بھی ساتھ صاحبقران عالی وقار کے جائینگے سمک یلداقی
نے کہا کہ بسم اللہ تامل نہ فرمائیے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کے وقت
صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب تھامی صاحبقران
جو گھوڑا بڑھا کر طرف قلعے کے چلے عقب مین رستم و سمک یلداقی ہمراہ رکاب
صاحبقران ہوے خواجہ عمرو بھی امیر کی رکاب سے لپٹے ہوے آتے ہین جیسے ہی امیر
سامنے قلعے کے پہونچے قرنانوازون نے قرنائین بجائین نقارہ نواز نے نقارہ بجایا
جو زنگی کہ سر قلعہ پر کھڑا تھا اُسنے آواز دی کہ یا صاحبقران زمان آپ کہان آتے ہین
وا ای رستم نوجوان انگشتر سامری کا بھروسا نکرنا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہے۔
اگر صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے کو بڑھا کر قریب خندق پہونچے تھے کہ
خندق کے پانی نے جوش مارا اُسمین سے ایک نہنگ تڑپ کر نکلا چاہا کہ صاحبقران
کو نگل جاوٗن صاحبقران نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے
صاحبقران نے اشقر کو جو مسلا خندق کو فرا گیا برابر پھاٹک کے پہونچے خواجہ عمرو
بھی اشقر سے لپٹے ہوے تھے خود بخود پھاٹک قلعے کا کھلا ایک نازنین مہ جبین جام
شراب ہاتھ مین لیے ہوے ظاہر ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جام
محبت نوش فرمائیے جیسے ہی اُس نازنین نے آنکھ ملائی صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا
خواجہ عمرو نے زیر شکم مرکب سے پتھر مارا کہ جام ٹوٹا سر اُس نازنین کا پھٹا وہ نازنین
لڑکھڑا کر گری صاحبقران زمان قلعے مین داخل ہوے علمشاہ بھی برابر پہونچے
کہتے ہوے کہ یہ غلام بھی آیا جیسے ہی قلعے مین پہونچے چار سمت سے نوبت نقارے بجنے لگے
نقارے کی آواز سُنکر ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی
در بر بارہ ہزار جوان پشت پر آیا صاحبقران عالیشان کو سلام کیا کہا کہ ای شہریار
تشریف لے چلیے یہ ملک مدت سے بے مالک و حاکم ہے آپ چل کر تخت پر بیٹھیں حکومت کرین

غلام بھہدۂ وزارت حاضر ہو رستم کے پہلو مین ایک تاجر آیا اُسنے کنٹھہ یاقوت احمر کا نذر دیا کہا کہ ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت غلام کی دوکان بے مالک ہو اور غلام لاولد ہو چل کر دوکان کی حکومت کیجیے رستم اُس تاجر کے ساتھ چلے صاحبقران ساتھ بادشاہ کے گئے بادشاہ صاحبقران کو لیے ہوے دارالامارۂ شاہی مین آیا کہا کہ حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم تخت پر نہین بیٹھتے اُس بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ ذنگل پر بیٹھے اُس بادشاہ نے عرض کی کہ حضور مجھسے اور ایک بادشاہ سے جنگ درپیش ہو وہ بادشاہ جلیل اس ارادہ پر آیا ہو کہ اس ملک پر قبضہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکی کیا مجال ہو جو تمھارے ملک پر قبضہ کرے یہ فرماکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ بادشاہ بھی ساتھ ہوا باہر آ کے اُس بادشاہ نے آواز دی کہ اہل فوج تیار ہو کر آؤ چالیس ہزار جوان نوبت و نقارے بجاتے ہوے آئے صاحبقران زمان آگے آگے وہ بادشاہ پیچھے پیچھے اُسکی پشت پر فوج جیسے ہی دارالامارہ سے نکلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تاجدار پشت پر ساٹھ ستر ہزار فوج مقابلے مین آکر اُترا صاحبقران عالیشان کا لشکر بھی اُتر پڑا اُس بادشاہ نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ اُس تاجدار نے طبل جنگی بجوایا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ نکل کر معرکہ آرای نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے جو تاجدار کہ صاحبقران کو لے کر آیا تھا صاحبقران نے اُس سے فرمایا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین پہر رات گئے جب صاحبقران نے خاصے سے فراغت حاصل کی تو تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے لشکر کا یہ دستور ہو جو بادشاہ ہوتا ہو شب جنگ وہ ہی طلایہ دیتا ہو صاحبقران نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہو خواجہ عمرو نے منع بھی کیا کہ حضور کا طلایہ پر جانا بہتر نہین صاحبقران نے نہ قبول کیا دسہی جوانون کو ساتھ لے کر طلایے پر آئے بازارون مین انتظام کیا سامنے لشکر کے آکر ٹھہرے اس خیال سے کہ شاید دشمن قصد شبخون کرے زلف لیلاے شب کمر سے گذری ہو کہ دیکھا وہ ہی

تاجدار گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر اسی جانب آتا ہی صاحبقران کھڑے ہوگئے پکار کر آواز دی کہ ای برادر ادہر اس طرف نہ آنا ورنہ بُرا ہوگا ہم طلائے بہ ہین اُس تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا اور گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ بہت کم ہین ان کو مار لو بارہ ہزار جوان لینا لینا کہ کے آپڑے صاحبقران نے تلوار کھینچی مگر خواجہ اشقر سے لپٹے ہوے ہین کہتے جاتے ہین کہ ای شہریار اسم اعظم الٰہی پڑھیے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ لوگ غیر ساحر ہین اسم اعظم کی کیا ضرورت ہی مگر خواجہ عمرو نے جب بہت تاکید کی تو صاحبقران زمان اسم اعظم پڑھنے لگے اسم اعظم پڑھنے سے یہ نفع ہوا کہ اُس طرف والے جو غول باندھے ہوے آتے تھے وہ منتشر ہوگئے یہ دو سو جوان بجرأت لڑ رہے ہین کئی ہزار کو مار کر گرا دیا جب اُس طرف کُشتی ہوئی اور صاحبقران نے دیکھا کہ وہ تاجدار دم سے ترغیب جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دیتا ہی کہ ہان یارو صاحبقران زمان کے ساتھ لوگ بہت کم ہین تم قتل ہونے پر بھی دس ہزار باقی ہو گھیر کر مار لو کوئی زندہ نہ بچنے پائے ارے ظالموان کے قتل ہونے سے طلسم کشا کو صدمہ پہونچے گا اگر یہ طلسم کشا سے مل گئے تو اور طلسم کشا کو زور ہوگا صاحبقران لڑتے ہوے قریب اُس تاجدار کے پہونچے للکارا کہ او نامردان تین ردیون کے پیادون کو کیون قتل کراتا ہی تو مقابلے مین آ تاجدار فوراً گینڈا جھکا کر سامنے صاحبقران کے آیا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُس وقت اسم اعظم پڑھنا موقوف تھا ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا تاجدار نے سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی سراسر سر کو کاٹا جگرگاہ تک پہونچی تلوار تو صاحبقران نے کھینچ لی مگر سر اٹا خون کا جسم سے اُس تاجدار کے بلند ہوا جیسے ہی خون بلند ہوا ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ عمرو نے غل مچایا کہ ای آقاے نامدار غلام کو روکیے زمین سے پاؤن اُٹھے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ رکاب تھامے رہو خواجہ عمرو رکاب سے لپٹ گئے اُس آندھی کے زد مین صاحبقران اشقر سمیت

اُڑے ہر چند کہ عمرو کہتا ہی آقاے نامدار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران الامان الامان
کر رہے ہین زبان سے اسم اعظم کی لفظین نہین نکلتین گھوڑا اُڑا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو
رکاب سے لپٹے ہوے ہین بعد تھوڑے عرصے کے اشقر نے پانون زمین پر قائم کیے
صاحبقران نے دیکھا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی صحراے ویران کف دست
میدان ریتی موج مار رہی ہی ہر طرف سے صداے زاغ و بوم آتی ہی صاحبقران نے
فرمایا خواجہ عمرو وہ شہر کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ مین بھی حیران ہون صاحبقران زمان
اشقر پر سوار حیران کھڑے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے
پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب نیزے چمکاتے ہوے وہ پہلوان نعرہ کرتا ہوا
سامنے صاحبقران کے آیا دیکھ کر آواز دی کہ کیون یا صاحبقران آپ اس
میدان مین کیونکر آئے بہتر یہ ہی کہ پلٹ جائیے وہ ہی شہر آپ کا مسکن ہی یہ سُن کر
صاحبقران نے فرمایا نام تیرا کیا ہی ہم خود نہین جانتے کہ اس صحرا مین کیونکر آئے
کس طرح یہان تک گذر ہوا تجھین ہمکو وہان تک پہنچا دو تمھارے جبر کرنے سے
نہ جائین گے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم مقرون صحرا نشین اور نیزہ مارا امیر
نے نیزے کو توڑ ڈالا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کودے وہ بھی گینڈے سے
اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر برابر صاحبقران عالیشان سے لڑا جب دوپہر
ڈھلی صاحبقران ریل کرے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے
ہکہ مارا دونون گھٹنے مقرون کے آشناے زمین ہوے خواجہ عمرو نے کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈال کر اللہ اکبر کہکر زور کیا سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر ماردن پہلوان
نے آواز دی کہ ای شہریار الامان میری گستاخی کو معاف فرمائیے امیر باتوقیر نے
کلمہ پڑھایا مقرون صحرا نشین کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا عرض کی کہ سامنے
پہاڑ ہی اُسکے دامنہ مین رہتا ہون وہان تشریف لے چلیے صاحبقران زمان
کو غنیمت ہوا کہ مقام سکونت تو ملا ساتھ مقرون صحرا نشین کے دامنۂ صحرا مین

تشریف لائے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہی بیرون قصر خیمے استادہ ہین مقرون نے ایک بارگاہ کلان استادہ کرائی لشکر والے خیمون مین اُترے صاحبقران کو لا کے مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے طلب کیے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آ کر سامنے بیٹھین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین نظم

عالم منطق مصور رہو تری تصویر کا ۔ مُنہ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی مہر کا
رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا ۔ جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا
زندۂ جاوید ہین قربانیان تیغِ عشق ۔ سر کا کٹنا جانتے ہین چھوٹنا نکسیر کا +
مثل شانہ دست رس اُس زلف پر ہوئے اگر ۔ دعوتِ افعی کرون بھر کر پیالہ شیر کا
جس سے لپٹا سو کھا مجنون کی طرح سے وہ درخت ۔ عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہی شک زنجیر کا +
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی ۔ زخم کی ایذا سے جوہر کھُل گیا شمشیر کا
سرخ باوصفِ سیہ کاری ہی رنگِ رو مرا ۔ سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا
خط لکھونگا یار سیم اندام کو مین ہر [illegible] قلم ۔ روشنائی مین ہو دودہ روغن اکسیر کا
ہر شب آدینہ آتا ہی وہ طفلِ شمع رو ۔ اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہی تسخیر کا
نوش سبے صرفہ کرے خونِ گنہگاران عشق ۔ خون سے رنگین ہی پھلڑا تری شمشیر کا
غش کرینگے کوڈ کان وحشت سے مجھ دیوانہ کی ۔ حلق بسمل ہی ہر اک حلقہ مری زنجیر کا +
خود بیان رُخ کی صباحت کا کرا ای شیرین دہن ۔ قند کے کوزے سے جاری ہوئے دریا شیر کا
روسیہ دشمن کا یون پاپوش سے کیجے فگار ۔ جیسے سلطٹ کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا +
روک مُنہ پر وار قاتل کا سپر کیطرح سے ۔ مرد کے چہرے کا زیور زخم ہی شمشیر کا
معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے ۔ کھینچیے دامن سر میدان گریبان گیر کا
چاک ہوتا ہی کتان میرے گریبان کیطرح ۔ یہ بھی دیوانہ ہی آتش جاندسی تصویر کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران بھی خوش بیٹھے ہین مقرون صحرانشین مصروف خدمتگزاری ہی کہ فریاد والامان کی باہر سے صدا آئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیسا غلغلہ ہی مقرون نے ہرکارون کو اشارہ کیا کہ جلد خبر لاؤ ہرکارے دوڑے ہوے گئے

بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوے عرض کی کہ ای شہریار ایک نقابدار گلگون پوش ساٹھ ہزار فوج سے بطور شبخون آیا ہی طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین خیمون مین آگ لگا دی ہی جو سوتے سوتے اُٹھا وہ مارا گیا کئی ہزار جوان مارے جا چکے ہین اور وہ نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی آپ کے اہل فوج بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقرون صحرانشین یہ نقابدار کون ہی کس باعث سے تمھاری فوج پر آگرا کیا تمھارے اور اس کے کبھی کا فساد ہی مقرون نے عرض کی کہ مین آگاہ نہین یہ نقابدار کون ہی اور کس وجہ سے میری فوج پر آگرا مین اس نقابدار سے بالکل آگاہ نہین یہ سُن کر صاحبقران اپنے مقام سے یہ فرماتے ہوے اُٹھے کہ ای مقرون مجکو ظاہر ہین یہ نقابدار نامرد معلوم ہوتا ہی شبخون مارنا مردان عالم کا کام نہین ہی کہ شب کو آکے بیگناہ بندگان خدا کو قتل کرے یہ مردون کا کام نہین یہ کہتے ہوے باہر آئے پشت اشقر پر سوار ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی طنابین کٹی پڑی ہین اہل فوج مقرون صحرانشین بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بحیا و ای نابکاران پُر دغا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار		یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام	بن کافران از جہان پاک کرد		سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران لڑنے لگے اب اہل فوج مقرون بھی ٹھہرے جس طرف جاتے ہین پلٹنون اور رسالون کو بھگاتے ہین کئی پہلوان ٹوک کر مارے نقابدار نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین بڑے بڑے کئی پہلوان مارے گئے امیر نے ٹوک کر علمدار کو مارا جب علم فوج نقابدار گرا ساتھ والے بھاگنے لگے ملازمان مقرون نے دبا دبا کر ڈالا نقابدار گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ یا صاحبقران یہ وار تو بچیے یہ کہہ کے نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نیزہ جو نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بار بچا کر کلائی پکڑ لی نقابدار نے چاہا

کہ چھٹرا اُن کشاکش جو ہوئی بند نقاب چہرے سے ہٹا صاحبقران عالیشان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گئے گھبرا کر بے اختیار پکار اُٹھے نظم

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون
عیسی سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا
وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتلِ سفاک
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہون گا
اک یہان بجر رنا کے بھی بہت ہین

دو چار تو کیا جی سے گذر جائین گے لاکھون
اک بات کے کہنے مین تو مر جائین گے لاکھون
گو جان سے جائین گے مگر جائین گے لاکھون
صیاد کے گھر تک مرے پر جائین گے لاکھون
تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائین گے لاکھون

صاحبقران نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے نقابدار محجوب سا ہوا بند نقاب چہرے پر درست کیا اور ایک جانب گھوڑے کو بھگایا صاحبقران نقابدار کے پیچھے چلے ہر چند عمرو پکارتا ہی کہ ای آقاے نامدار آپ کہان جاتے ہین صاحبقران پلٹ کر جواب نہین دیتے فرماتے ہین چھی گو یہ فرماتے ہین کہ ای یار وفادار تم بھی چلے آؤ مگر نقابدار کا مرکب بہت تیز جاتا ہی اشقرا یسے مرکب پر صاحبقران نے کوڑہ اُٹھایا یہ مرکب پرندکب کوڑہ کھاتا ہی بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا + تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا + اس طرح کا طرارہ بھرا کہ خواجہ عمرو تو تھک کر رہ گئے نہایت پریشان ہین کہ ای عمرو یہ کیا غضب ہوا ہاے آقاے نامدار سے چھوٹا کیا کرون نہین معلوم آقا نے کیا دیکھا کہ جو ایسے بدحواس ہو کر تعاقب مین گئے کہ پلٹ کر جواب بھی مناسب نہ دیا افسوس ہی نہین معلوم اُن پر کیا گذری شاید یہ نقابدار کوئی ساحر تھا یا شاطر تھا کہ آقاے نامدار کو لگا کر لے گیا ہاے آقا نے میرا کہنا نہ سُنا خواجہ عمرو تو بصد حسرت و یاس اُسی جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہین مگر صاحبقران نے لاکھ گھوڑا دوڑایا مگر برابر نقابدار کے نہ پہونچے نقابدار نکل گیا صاحبقران آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوے وہ صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار وا ای گردون غدار ایک تو غریب الوطنی مین گرفتار تھے نہ مونس نہ ہمدم قلب پر ہجوم غم والم پھر اُس عالم مین

یہ کیا رنگ دکھایا اشعار دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی + کہون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی + آفتِ تازہ سر پہ آن پڑی + کس بلا مین ہماری جان پڑی + ای باد صبا تو قاصد ہجران دیدہ ہی نامہ دار آفت کشیدہ ہی اس پیام کو سن لے اور اُس بادشاہ حسن سے عرض کرنا نظم ہانھ پاؤن مین درد رہتا ہی + رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی + صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا + تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا + ناتوانی چڑھی ہی زور دن پہ + رنگ لاتا ہی روز خون جگر + ای صبا کہہ کے حال یہ سارا + اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا نظم

کیا لکھون حال چاک دامان کا	تار باقی نہین گریبان کا +
بھر گئے وہ گھڑی مین سب جل تھل	وہ نگوڑا تھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دلِ مضطر +	زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین	حال لکھون جو آہِ سوزان کا
خشک ہو کر مرا تنِ لاغر	ہو عصا ابتو دستِ دربان کا
دیکھ پائے جو دستِ رنگین کو	زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
نارپستان کی کیا لکھون تعریف	یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
ای قمر نقدِ جان عوض مین دون	پاؤن چھلا جو دست جانان کا

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے صاحبقران بہ جو اس معشوق کی یاد زیر لب فریاد کبھی آہ کرتے ہین کبھی تصویر خیالی سے فرماتے ہین کہ کیون ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یقین ہی کہ ہمین یاد کرتی ہو کیا بے پروائی کی کہ گھوڑا بڑھا کر نکل گئین آنکھون سے مخفی ہوئین یہ نہ خیال فرمایا کہ ہمارا طالب کس حال مین ہوگا جیے گا یا مریگا کیونکر اپنی بسر کریگا صدمۂ فراق ہم سے نہین اُٹھتا اپنے پاس ہم کو بلاؤ ورنہ اسی صحرا مین جان دین گے کبھی اپنی پیشانی پر روتے ہین کہ کیون حمزہ یہ تو کس سے باتین کرتا ہی سراسر دیوانہ پن ہی یہ تو ظاہر ہوا کہ غریب الوطن ہی صاحبقران زمان کا تو یہ حال ہی کہ صحرا مین خاک اُڑا رہے ہین مگر اُس نقابدار کی یہ کیفیت ہی کہ ملکہ لالہ عذار نام دختر ملک لالان شاہ کہ بادشاہ قلعۂ لالا تیہ ہی فنون سپہ گری کو

خواب حاصل کیا ہی ایک دن لالان شاہ جو محل مین آیا بیٹی سے ذکر کیا کہ صاحبقران
بھی طلسم مین آگئے ہرچند کہ راہ راست پر نہین آئے خلاف راہ سے تشریف لائے مگر
وہ صاحب اقبال ہین عیار اُن کا ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کریگا تا بہ
طلسم پہونچین گے ملکہ لالہ عذار نے پوچھا کہ ای والد نامدار آپ تین لاکھ فوج کے
مالک ہین خود بھی فنون سپہ گری مین طاق پہلوان آپ کے شہرۂ آفاق ہین کیون
نہین گرفتار کرلاتے لالان شاہ نے کہا کہ ای نور نظر وہ ذیوبند اور دیوکش ہین
لاکھ دو لاکھ کی کیا حقیقت جانتے ہین صدہا دیوزاد اُن کے ہاتھ سے مارے گئے ہین
ملکہ نے پوچھا کہ اب وہ کہان ہین لالان شاہ نے کہا کہ مقرون صحرا نشین رہبر
ہوکر کوہ بے ستون تک لایا ہی اُسی کے دربار مین ہین یہ کہہ کے لالان شاہ نے
تصویر صاحبقران سامنے بیٹی کے پیش کی لالہ عذار تصویر صاحبقران زمان
کی دیکھ کر بیقرار ہوگئی کئی ابھی) فراق مین تڑپی وزیرزادی نے یہ صلاح دی
کہ چل کر شبخون ماریے آپ کا جمال عابدکش و زاہد فریب ہی اگر آپ کو دیکھ لیا تو پھر
ہوش مین نہ رہین گے ملکہ نے وہی کیا کہ شبخون مار کے اپنی صورت دکھائی امیر
بیقرار ہوے اب ملکہ پلٹ کر باغ مین آئین وزیرزادی سے کہا کہ مین نے صورت
جو دکھائی صاحبقران بہت بیقرار ہوے گھوڑا بھگا کر چلے آئے وزیرزادی
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین برائے خبر جاؤن کسی طور سے اُن سے ملون دریافت
کر کے اُن کو لاؤن ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شعلہ رخسار کیا پوچھتی ہی اُن کا
بیقرار ہو کر اشعار پڑھنا دل پر چھریان چل گئین مگر حجاب نے دامن نہ چھوڑا ہرچند
چاہا کہ ٹھہرون مگر حجاب مانع ہوا مادیان بحری زیر ران تھی بھاگ کر نکل آئی وزیرزادی
نے مردانہ لباس پہنا نقاب چہرے پر ڈالی تلاش مین صاحبقران عالیشان کی
چلی صاحبقران تھک کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین بحسرت گل ہاے
صحرا کی سیر کر رہے ہین جب پھولون پر نگاہ پڑتی ہی عارض دلدار یاد آتے ہین
سرو کو دیکھ کر قد کی رعنائی یاد آتی ہی غنچون کو دیکھ کر دہن محبوب کی مسیحائی پر خیال جاتا ہی

لیکن وزیرزادی نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای شہنشاہ خوبی وای گل گلزار محبوبی مقام افسوس ہی کہ تمکو ہماری بالکل یاد نہین اپنے چاہنے والے سے کوئی یون بیخبر ہوتا ہی دیکھیے تم تک کیونکر پہونچین وزیرزادی نے قریب آکر سلام کیا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نوجوان کھڑا ہوا سلام کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مہربان تم کون ہو کہ اس وقت مصیبت مین ہمکو سلام کرتے ہو وزیرزادی نے عرض کی کہ آپکی خیرخواہ ہون چلیے آپ کو معشوق نے بلایا ہی وہان بھی یہی کیفیت ہی صاحبقران یہ سنکر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ ہوے ملکہ قصر سے دیکھ رہی ہین کہ وزیرزادی صاحبقران کو لیے ہوے آتی ہی مگر صاحبقران کا عجیب حال ہی کہ دم بدم قدم بہ قدم یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے ہین نظم

ہر چشم کو دیدار ترا مدنظر ہی
اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہی
موے رگِ گل ہی کہ وہ باریک کمر ہی
بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
گردش ہی اشارے سے ترے ہفت فلک کو
سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین +
یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسی کی
شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہی گلون کو +
آفت ہی کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس گُل کے ہوا خواہون مین ہی آتش مسکین

جو گوشہ [illegible] مقصود اُسے تیری خبر ہی
یہ کوے سعادت ہی وہ چوگانِ ظفر ہی
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اِس کی خبر ہی
دیدار کا سائل ہو جو یار اُسے نظر ہی
پنہان یہ مسافر ہی عیان گرد سفر ہی
چشمک زنی انجم کی تری مدنظر ہی
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہی
ہستی مین تماشاے عدم مدنظر ہی
دو قطرۂ خون ہی نہ تو دل ہی نہ جگر ہی
خورشید سے بھی گرم مرا داشکِ قمر ہی
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہی
حاضر پئے آئینۂ خورشید سحر ہی +
کس نور کے تکّے کے لیے خاک بسر ہی

ملکہ قصر سے اُتر آئین دروازے پر آکر ٹھہرین جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے
بے اختیار پکار اُٹھین فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ
خانہ خانۂ تست + صاحبقران نے بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا گویا دولت کونین
ہاتھ آگئی اب سراپاے معشوق اچھی طرح دیکھا کہ قد خوشنو سرو لب جو چہرہ آفتاب
عالمتاب عذار لاجواب ہونٹھون مین مسیحائی حُسن کی رعنائی وزیبائی خراماں خراماں
صاحبقران کو باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا جام و صراحی
موجود ہوے کنیزین آپس مین کہہ رہی ہین کہ حقیقت مین ہماری ملکۂ عالم نے عجب
معشوق دلفریب پایا کہ جسکے دیدار سے دیدۂ دل روشن ہوتے ہین دیکھو کیا صورت
زیبا ہی اور کیا طلعت جہان آرا ہی ہر چند کہ ہماری ملکہ بڑی حسین ہین مگر سامنے انکے
جمال بے مثال کے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ذرۂ بے قدر کو آفتاب سے کیا مثال رہی
صاحب جرأت و شوکت ہین ابھی صاحبقران مسند پر بیٹھے ہین اور ملکہ لالہ عذار
ٹہل رہی ہین کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے والد
نامدار براے شکار گئے تھے یا تو پلٹے ہوے جاتے تھے یا اس طرف آنکلے ملکہ نے
صاحبقران سے کہا کہ آپ براے چند ساعت ہٹ جائیے صاحبقران زبان سے
فرمایا کہ سواے پروردگار کے اور کسی کا مجھے خوف نہین آتا ہی تو آنے دو ملک
لالان شاہ دروازے پر آکر گھوڑے سے کود ا یقین کامل ہوا کہ لالان شاہ
اندر باغ کے آئیگا ملکہ دم بدم کہتی ہین کہ ای شہریار آپ نے بڑی گستاخی کی یقین ہی
کہ والد نامدار خفا ہون یہ اُنپر شاق ہوگا یعنی نامحرم کا قریب آکر بیٹھنا کیا عجب ہی مجھسے
بھی برہم ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم کیون رنجیدہ ہو ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا کر کہا کہ صاحب مین یہ خیال کرتی ہون کہ دیکھیے والد کیا ارشاد فرمائین
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر بسہولت آئین سر پہ جگہ دون اگر کچھ تر بھس کرین گے
تو سزا پائین گے مین گیا اُن سے پایہ کمی کا رکھتا ہون میرا تکیہ پروردگار پر ہی یہ
ذکر تھا کہ لالان شاہ سامنے سے آیا صاحبقران کو جو بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی

ادھر حمزہ ہمکو خبر ملی تھی کہ جد طلسم کشا طلسم مین آیا اگر تو اس باغ مین کیونکر پہونچا کیون
لالہ عذار دشمن خداوند کو کیون گھر مین جگہہ دی قدرت ناراض ہونگے ملکہ لالہ عذار
تو کانپنے لگین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ ای لالان شاہ ہم تم کو اپنا
بزرگ جانتے ہین ہم سے کسی قسم کی گستاخی نہ ہوگی لالان شاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار
کا مارا امیر باتوقیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈالکر لالان شاہ
کو اُٹھا لیا فرمایا کہ کیون لالان شاہ ہم تو تم کو بزرگ کہین اور تم نے ہاتھ تلوار کا
مارا ہی شرط کہ زمین پر مارون استخوان چورچور ہون لالان شاہ ہاتھ باندھنے لگا
کہا کہ ای شہریار بقراط کا حکم آیا تھا کہ صاحبقران تمھاری طرف آتے ہین
اُن کو گرفتار کر کے روانہ کرو مجھے تو بڑا فخر حاصل ہوا کہ آپ میرے عزیزدار
کہلائینگے صاحبقران نے ہاتھ سے رکھ دیا لالان شاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر
نے کلمہ بتایا لالان شاہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا گائنون نے دھوم مچائی
اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے ایک نازنین سامنے مچل رہی ہی اور بتاتی
جاتی ہی ہر شعر پر رنگ جماتی ہی کبھی آگے بڑھتی ہی زلف عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہی
دام کا جو نام آیا زلفون کو پھیلایا دام برائے گرفتاری مرغ روح بنایا کبھی دیوانہ پن
بتاتی ہی عجب عجب طرح سے یہ غزل سُناتی ہی **نظم**

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہی جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

ای نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہی رہتا
مشتاق تو اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب خود اُڑ اُڑ کے پھنسینگے
ای زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

رکھتا ہی اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آنے ہی کا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہی ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیت کو کوئی دو گام کیے جا

شفتالو لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہی منت اُنکی تجھے بوسہ بھی ملیگا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

ن ابوسعید کو عاشق ملا راہ ثانیہ پسپیا ہی ... تصحیح ... حضرت صاحب

صاحبقران زمان کا دماغ تر ہی لالان شاہ حالات پوچھ رہا ہی کہ یکایک محلدار
دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی کہ باہر سے غریبوں کی آواز آرہی ہی کچھ لوگ فریاد والامان
کر رہے ہین صاحبقران نے پوچھا کہ ای محلدار یہ کیسا ہنگامہ ہی محلدار
خاموش ہو رہی طرف لالان کے اشارہ کیا لالان نے عرض کی کہ ای
شہریار شعلۂ خونخوار نامے ایک پہلوان یہان رہتا ہی جب اُس نے حُسن و جمال ملکہ کا
شہرہ سُنا تو مجکو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی میرے ساتھ منسوب کر دو ورنہ لشکر کشی کر دن گا
مین نے خوف سے جان کے اُس کے ساتھ نسبت قرار دی اور وعدہ کیا کہ فلان سال مین
شادی کر دونگا اب وعدہ پورا ہو گیا وہ آپڑا آپ کی بھی خبر سُنی ہی ظالم مون کو ہمارے
قتل کر رہا ہی صاحبقران تیغۂ عقرب ٹیک کر اُٹھے پشت اشقر پر سوار ہوے لالان شاہ
پیچھے پیچھے کہتا ہوا چلا کہ ای شہریار وہ قوی تن و قوی سن ہی صاحبقران فرماتے ہین
کہ آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کس طرح اُسکو سمجھاتا ہون ابھی مشکین باندھکر لاتا ہون
اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو جان دونگا مگر یہ غریبو سُن کر کہتا ہون کہ بندگان
خدا کو بے خطا قتل کر رہا ہی مین جا کر اُسکو جواب دون ملکہ بدحواس ہو گئین
پیچھے پیچھے حمزہ صاحبقران کے عجب حال پُر ملال سے چلین کہ دوپٹہ
سر سے ڈھلکا ہوا پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے سر کھلا ہوا آنکھون سے اشک حسرت
جاری کبھی فرماتی ہین کہ ای شہریار اُس ظالم کے مقابلے مین نہ جایئے وہ بڑا
زبردست ہی صاحبقران نے جھڑک کر فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم دخل نہ دو حال
کُھل جائیگا یہ کہتے ہوے باہر نکلے دیکھا کہ شعلۂ خونخوار لڑ رہا ہی جو سامنے آیا اُسے
قتل کیا تلوار سے خون ٹپک رہا ہی صاحبقران کو جو اندر سے آتے دیکھا پکار کے
آواز دی کہ کیون یا صاحبقران آپ کو کچھ خوف نہ آیا میری معشوقہ کے باغ مین
چلے آئے مین یہی خبر سُن کر آیا ہون صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ خبردار
ان غریبون کو کیون قتل کرتا ہی انھون نے کیا کیا ہی شعلۂ خونخوار نے ہاتھ روکا
تلوار کھینچے ہوے قریب صاحبقران کے آیا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے بڑے لوگون سے

لڑے ہین مگر ایسے دلیر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا امیر نے فرمایا زبان کو بند کر زبان شمشیر
سے کام لے کہ حال جرأت کھلے شعلۂ خونخوار نے خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا
مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا دوبارہ جو اُس نے وار کیا
صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شعلۂ خونخوار لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ملکہ
لالہ عذار دروازے سے دیکھ رہی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز صاحبقران زمان کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

نماید خدا طالبان لقا را	ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا
ہر آن بندہ کو می پرستد خدارا	بخاطر دہد دخل کی ماسوا را
مریض محبت نخواہد شفارا	تعلق بدرد ش نباشد دوا را
پرستار حکمش مسلمان وہندو	غلامان درگہ یہود و نصارا
نہادند سر پیش بت بت پرستان	چو حق جلوہ بنمود از سنگ خارا
شہا نرا چہ تشبیہ با بندگانش	چہ نسبت بخاک درش کیمیا را
اگر بندہ چشم بصیرت کشاید	ز ہر نور بیند ظہور خدا را

پھر بھر کامل شعلۂ خونخوار صاحبقران سے لڑا بعد پھر بھر کے صاحبقران عالیشان
ریل کر لے دو ٹے دس قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے اُسکے
آشنا بہ زمین ہوے بارہ ہزار جوان جو اُسکے ساتھ ہین وہ سب زور صاحبقران
کا دیکھکر کانپ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ یہ دیو بند اور دیو کش ہین ان سے کون
لڑ سکتا ہے وہ دیکھو صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا صاحبقران زمان نے
شعلۂ خونخوار کو اُٹھا لیا فوج مین اس کے غریو ہوا سب افسرون نے پکارا کہ
اے شہریار اس کی گستاخی کو معاف فرمائیے یہ آپ کے مرتبے سے واقف نہ تھا
کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہے صاحبقران نے سب کے کہنے سے شعلۂ خونخوار کو
چھوڑ دیا شعلۂ خونخوار قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمہ تعلیم کیا شعلۂ خونخوار نے
کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والے بھی مسلمان ہوے صاحبقران نے

در باغ پر شعلہ کو چھوڑا لالان شاہ کو ساتھ لیکر اندر باغ کے آئے ملکہ لالہ عذار نے تصدق اُتارا کہا کہ ای شہریار خدا نے آپ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچایا امیر نے فرمایا کہ چندان زبردست نہین ہی فقط دیکھنے مین لحیم و شحیم ہی اب دروازے پر بطور نگہبانی حاضر ہی ای لالان شاہ مین یہ چاہتا ہون کہ اپنے کو پاس نورالدہر کے پہونچاؤن لالان شاہ نے عرض کی کہ بیچ مین ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے باد انگیز کہتے ہین ہر وقت آندھی چلا کرتی ہی باد انگیز جادو وہان کی حاکم و ناظم ہی جب وہ صحرا فتح ہو سب طرف کا راستہ کھُلے صاحبقران نے فرمایا کہ مقام افسوس ہی ہمارا یار وفادار ہم سے چھوٹ گیا دیکھیے کیونکر صحراے باد انگیز سے گذر ہو قصد کرین گے آئندہ خدا کے اختیار ہی صاحبقران بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی پہلو مین لالہ عذار کے ماہ رخسار وزیرزادی بیٹھی ہی شعلۂ جوالہ نہایت کمسن شوخ و شنگ بےچین و بیقرار ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای ماہ رخسار آج تم کچھ گاؤ ماہ رخسار نے شرماکر کہا کہ کنیز نے تو اسکو چھوڑ دیا اب آپ ملاحظہ کیا کرتی ہین کہ مہینون اتفاق نہین ہوتا صاحبقران نے بھی فرمایا کہ ای ماہ رخسار تمھارے گانے کے ہم بھی مشتاق ہین ماہ رخسار مجبور و ناچار ہو کر بیچ محفل مین آکے بیٹھی گلشن نامے ایک کنیز کہ نہایت آراستہ و پیراستہ کام کرتی بھرتی تھی ماہ رخسار کے قریب آکے بیٹھی کہا کہ بی ماہ رخسار مین بایان بجاؤن اور تم گاؤ ماہ رخسار نے قبول کیا گلشن طبلہ بجانے لگی ماہ رخسار نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا	تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے	ایک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے	تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان	ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا
اے درد سوز ہاتھ ابھی تک بندھے نہ تھے	شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا
بخشی درازدستیِ وحشت نے مخلصی	لاشہ مرا حجابِ کفن سے نکل گیا

اب جائے حسن سبزۂ نوخیز ہی نمود	آب حیات چاہِ ذقن سے نکل گیا
لاشہ مرا لحد سے ہوا جاکے ہمکنار	دولھا کا اشتیاق دُلھن سے نکل گیا
مضمون آبدار نے جنبش لبون کو دی	گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا
تن کاہش فراق سے مثلِ خیال تھا	گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا
پائی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو	بل راستی کا سروِ چمن سے نکل گیا
اصلاح کی یہ نکہتِ گیسوے یار نے	سودا دماغ مشکِ ختن سے نکل گیا
رُخ جلوہ گر ہوا شبِ زلفِ سیاہ سے	مدت کے بعد چاند گہن سے نکل گیا
یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین	مین منھ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا
مانع ہوئی نہ کچھ سپرِ آسمان نسیم	ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا

جب یہ اشعار ماہ رخسار نے گائے گلشن نے ایسا طبلہ بجایا کہ ماہ رخسار اُس سے بہت خوش ہوئی گلشن نے ہاتھ گلے مین ماہ رخسار کے ڈالدیے کہا کہ ای آفتاب عالمتاب آسمان خوبی و ای ماہ فلک محبوبی حقیقت مین کیا خوب گاتی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ ای گلشن آج تو تو بہت گستاخ ہو گئی ہی سامنے صاحبقران تشریف رکھتے ہین اور لپٹی جاتی ہی الگ بیٹھ انسانون کی طرح بات کر گلشن نے صاحبقران کو بائین آنکھ کا تِل دکھایا صاحبقران نے پہچانا کہ خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے گلشن بنکر بے تکلفی سے ماہ رخسار کو کئی مرتبہ گلے لگایا اور خوب ستایا ملکہ لالہ عذار نے ہنس کر کہا کہ ای ماہ رخسار یہ خواجہ عمرو ہین جب تو ماہ رخسار نے ایک دوہتھڑ مارا اور کہا کہ نگوڑے دور ہو سرِ محفل مجھے ذلیل کرتا ہی خواجہ عمرو محفل سے اُٹھ کر بھاگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ماہ رخسار تمنے میرے عیار کو بھگا دیا ماہ رخسار نے عرض کی کہ حضور آپکے عیار نے خود میرے ساتھ گستاخی کی اور بھاگ بھی گیا مین اسکو کیا کرون مگر اب منع کر دیجیے گا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری ڈومنی بنکر بیچ محفل مین آئے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عجب تیری ہی ای محبوب صورت	نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہی روشن	اس آئینے کو ہی مطلوب صورت
نقاب اُلٹو رُخِ زیبا سے للہ	نہین بھاتی ہین محجوب صورت
جبین پر سے کرو چین شکن صاف	حسینون کو ہی یہ معیوب صورت
پری و حور بھی رکھتے نہ ہونگے	تمھاری شکل سے مجبوب صورت
وہ عاشق ہون مرے آگے ہو آتا	بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے	اگر دیکھین تری ایوب صورت
اُڑیگا شوق سے پیدا کریگا	کبوتر کی مرے مکتوب صورت
سر بازار تم سے جبکہ چاہے	ملائے یوسف یعقوب صورت
ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش	صفا بندش ہی معنی خوبصورت

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ اشعار گائے کہ ماہ رخسار کو بھی توجہ اِنپر ہوئی لیکن ظاہر مین انکار کیا باطن مین اقرار صاحبقران نے فرمایا خواجہ صورت اصلی دکھا کر لالان شاہ و لالہ عذار سے ... دیا تب خواجہ عمرو نے صورت اصلی دکھائی صورت اصلی دیکھ کر ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار یہ ساربان زادہ مجھے گھورتا ہی اسکو منع کیجے یہ جو محفل مین بیٹھے گا تو مین نہ بیٹھونگی خواجہ عمرو صحبت سے نکالے گئے ایک کنیز گلرخسار نامے تھی اُس کو بیہوش کیا اُس کی شکل بنے جب صاحبقران و لالہ عذار بارہ دری مین جانے لگے ماہ رخسار اپنی خوابگاہ کی طرف چلی راہ مین گلرخسار ملی ماہ رخسار کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی خوابگاہ مین ماہ رخسار کے آئی کہا حضور مین آپ کے پانوئن دباؤن گود مین پانوئن لے کر بیٹھے اس طرح سے پانوئن دبائے کہ ماہ رخسار سو گئی آپ بھی صورت اصلی بن کر پاس ماہ رخسار کے لیٹے اور سو گئے صبح کو باغ مین ہلڑ ہوا کہ بی ماہ رخسار یا تو انکار کرتی تھین یا خواجہ عمرو کو اپنے ساتھ لیے ہوے سو رہی ہین صاحبقران بھی بیدار ہوے لالہ عذار و دیگر کنیزین ہمراہ بالین پر خواجہ عمرو کے آئے خواجہ عمرو نے آنکھ کھول کر کہا کہ واہ حضور میان بی بی سو رہے ہین اور آپ لوگ چلے آئے ماہ رخسار کی جو آنکھ کھلی سرہانے اپنے

سب کا جماؤ دیکھا عمرو تو کود کر بھاگا ماہ رخسار پیٹنے لگی کہ اس ساربان زادے نے
مجھ کو ذلیل کیا صاحبقران نے گلے سے لگایا فرمایا کہ اس ساربان زادے کا یہی طریقہ
ہی جسپر عاشق ہوتا ہی اُسکو یون ہی ذلیل کرتا ہی اور کان مین فرمایا کہ ہماری خاطر سے
خواجہ عمرو کو قبول کرو ماہ رخسار گانے پر تو عاشق ہو ہی چکی تھی بہ ہزار مشکل
قبول کیا شب کو تو خوب جلسہ جمالالان شاہ نے اطلاع کی کہ حضور کی آرزوے
دل پوری ہوئی کہ خواجہ عمرو بھی آگئے اب مناسب ہی کہ خواجہ عمرو کو واسطے راستہ
کھولنے کے روانہ کیجیے صبح کو صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کوچ کی تیاری کرو
ہم طرف صحراے باد انگیز کے چلین گے مگر سُنا ہی کہ باد انگیز جادو بلا کی ساحرہ ہی
صبح کو لشکر تیار ہوا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار ہوے شعلہ خونخوار
پہلوان کو منتظم لشکر کیا ملکہ کو قلعۂ لالانیہ پر چھوڑا کوچ کرکے چلے مگر باد انگیز جادو
کہ حاکم صحراے باد انگیز ہی سحر و ساحری مین بہت تیز ہی یکایک طائران سحر نے اُسکو
خبر پہونچائی کہ صاحبقران اسطرف آتے ہین مغ[illegible] بیٹھکر جو ذکر کیا صباے سحر خیز
نے کہا کہ ای مادر مہربان دریافت کر آؤن کہ صاحبقران زمان کس راستے سے آتے ہین
جاکر راستہ روک دون کوچ بندی کردون یہ کہکر روانہ ہوئی لیکن ہر طرف دیکھتی ہوئی
کوہ ہزار رنگ کہ بر سر راہ واقع ہی اُس پر آکر ٹھہری صبح کا وقت تھا بر سر کوہ
آکر ٹہلنے لگی درختون پر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نسیم عنبر شمیم کا چلنا عجب لطف
دکھا رہا ہی کوہ ہزار رنگ سرسبز و شاداب ہی ہر طرف چشمہ ہاے لاجواب جاری ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ کچھ سپاہی اور کچھ شتر سوار اہتمام کرتے ہوے نمایان ہوے
صباے سحر خیز اہتمام سواری دیکھ کر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی
اول سب کے ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار اہتمام کرتا ہوا آگے پہونچا
صباے سحر خیز اُس پہلوان کو دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ کس جلیل کی فوج ہی کہ جسکا
مقدمۃ الجیش ایسا آیا لشکر کوسے کم اُتر پڑا خیمے وغیرہ استاد کر رہا ہی تھوڑی دیر مین
پھر نقارے بجے دیکھا کہ وہ ہی پہلوان براے استقبال جاتا ہی حیران ہی کہ کون آتا ہی

جسکے پینے کو یہ جاتا ہی اس حیرانی مین بیٹھی تھی کہ پھر پھرے علم ہاے زنگاری کے کھلے ہوے نمایان ہوے گھوڑے عمدہ عمدہ پاکھرین سے تونکی اُنپر پڑی ہوئین لشکر پہونچا بعد رسالہ دار وکمیدانون کے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال مرکب سہ چشمی پر سوار تمام رفقا گرد گھیرے ہوے وہ ہی پہلوان مثل جاکران کمترین رکاب بہ ہاتھ رکھے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا آتا ہی وہ جوان جو مرکب سہ چشمی پر سوار ہی خود زرین سر پر زرہ داؤدی زیب جسم انور سلاح لگائے ہوے مرکب کو اُڑاتا ہوا آتا ہی آنکھ جو مل گئی برچھی تھی کہ دل پر صبائے سحر خیز کے پڑی تھر تھر کانپی لہرا کر گری بیہوش ہو گئی بعد عرصۂ درازہ ہوشیار ہوئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ صاحبقران سامنے ٹہل رہے ہین حیران ہی کہ کیونکر ملاقات کرون کیونکر پاس جاؤن صاحبقران زمان نے جو بہار صحرا کی دیکھی خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کنارے پر صحرا کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم اُسمین بیٹھین گے خواجہ عمرو نے خیمہ استادہ کرایا فرش وغیرہ اُس مین درست ہوا صبائے سحر خیز کو ایسا اشتیاق تھا کہ سارا دن اُسی تپسے پر کاٹا جب شام ہوئی تو دیکھا کہ ایک خیمے مین امیر داخل ہین اور خواجہ عمرو روبرو بصد خوبی یہ اشعار نئی بین نئے طور سے بجا رہے ہین نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا
تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنے سے
جناب عشق نے ٹوٹا ہوا ہی یہ محل پایا

فراغت کب میسر آئی دونون کی کشاکش سے
نہین خالی مشقت سے کبھی دستِ اجل پایا

نہ غم ہی رنج اُٹھانے کا نہ کھٹکا ہی جگانے کا
نہایت بے تردد آنکھ نے خواب اجل پایا

دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین
تمھارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

اسی کی مہربانی سے یہ تکلیفین اُٹھاتے ہین
دلِ مضطر کو ہم نے دشمن زیر بغل پایا

پسندِ طبع ہوتا ہی جو معشوقون کو مرجانا
ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاقِ اجل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی
کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا

مقرر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہی +
ملے جب نقرہ دمس رتبۂ سیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیاتِ جاودانی ہی
فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
کسی کو آج حاصل ہی کسی نے رہ کے کل پایا
اکہی روز سو جائے یون ہی وہ فتنۂ عالم
مزا بوسون کا ہمنے آج بے رد و بدل پایا
نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو
زمین شعر مین جس روز سے ہمنے عمل پایا

ملکہ نے جو یہ گانا سُنا بیقرار ہو گئین پہاڑ سے اُترین طرف اُسی خیمے کے چلین جب دروازے پر پہونچین دروازے پر خیمے کے چوبدارون کو کھڑے دیکھا اُن سے کہا کہ جاکر عرض کرو کہ دروازے پر ایک مشتاق حاضر ہی اگر حکم ہو تو باریاب ہو صاحبقران کو خبر پہونچی صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جاکر دیکھو تو کون صاحب ہین خواجہ باہر آئے دیکھا کہ ایک مہ جبین زرین پوش دروازے پر کھڑی ہی مگر رنگ چہرے کا متغیر اُس نے خواجہ سے کہا کہ میری طرف سے صاحبقران کو آداب و تسلیمات عرض کیجیے اور عرض کیجیے کہ ہم مشتاق قدمبوسی ہین امیدوار ہین کہ زیارت سے مشرف ہون خواجہ نے نام پوچھا کہا کہ نام میرا صبای سحر خیز ہی دختر بادانگیز خواجہ شگفتہ ہو گئے آکے صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے اُسے بلا بھیجا جمالی جہان آرا دیکھکر نہایت پسند فرمایا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا پوچھا کہ کیون ملکہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کہ جاہ و جلال حضور کا سُنا زیارت کی مشتاق ہوئی اور یہ بھی خبر پائی کہ آپ کو منظور ہی صحرای بادانگیز کو فتح کرین مین اسکی کیفیت عرض کرونگی صاحبقران زمان نے تخلیہ کیا صرف خواجہ و ملکہ و صاحبقران رہ گئے خواجہ عمرو گا رہے ہین اور بتا رہے ہین ملکہ تعریفین کرتی جاتی ہین کہ خواجہ اس فن مین تمہارا مثل نہین خواجہ عمرو نے کہنے سے ملکہ کے یہ اشعار عاشقانہ نئی مین نئے طور سے بجائے نظم

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا
رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے نہ دیا
پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گرانباری کے
دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
اشک سے شمع کے پروانے کو شکوہ ہی یہی
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے نہ دیا

دل مین جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے مست مے عشق
آگیا ہوش ذرا خم کو اُبلنے نہ دیا

کبک وطاؤس مین تلوار مقرر چلتی
نازکی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا

آہ تک کر نہ سکے محفل جانان مین فلک
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا

تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے نہ پھری
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا

ل گئے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا

بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین ہوتے جلا
رہگئی کیون تپش شوق اُچھلنے نہ دیا

عین گرمی صحبت مین خواجہ عمرو نے دو تین جام صاحبقران کو پلائے اور دو ایک ملکہ کو بھی پلائے نشے کا جوش صدائے ہوشا ہوش دونوش بلند تھی جب خواجہ نے دیکھا کہ اب صاحبقران بہت بیقرار ہین ہر مرتبہ جمال محبوب دیکھ کر ہنستے ہین ملکہ بھی صاحبقران کو دیکھ کر مسکراتی ہین خواجہ عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا اپنی تئین گرادیا خراٹے کی صدا بلند کی ہر چند کہ جاگ رہے ہین مگر اپنے کو سوتے مین ڈالدیا پکار کر ایک خدمتگار سے کہا کہ خبر[illegible] دوسی آنے نہ پائے جب بالکل تخلیہ ہوا تو عاشق ومعشوق دونون پلنگ پر آئے چونکہ نشے کا جوش تھا صاحبقران نے آرام فرمایا وہ معشوق خوشخو بھی سوگئی مگر باد انگیز جادو اپنے دربار مین بیٹھی ہوئی کنیزون سے پوچھا کہ آج ملکہ صبائے سحر خیز نہین آئی صبح کو کہ گئی تھی کہ لشکر حمزہ دیکھنے جاتی ہون کچھ مجھ سے آکر خبر نہین کہی کنیزون نے عرض کی کہ جس وقت سے تشریف لے گئین پھر پلٹ کر نہین آئین شاید اپنے باغ مین ہون یہ سُن کر باد انگیز جادو تخت پر سوار ہوکے چلی دل آرام وزیر زادی کو ساتھ لیا باغ پر ملکہ کے آئی دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہے چند کنیزین جو وہان موجود تھین اُن سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ کل شب سے جو گئی ہین پلٹ کر نہین آئین باد انگیز کو کھٹکا ہوا کہا کیون اے دل آرام مجھے خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو حمزہ کے جمال بے مثال کو دیکھ لے تو خرابی ہو اس لیے کہ ان مسلمانون کا جمال دلفریب ہے کیا ان کے دام سے کوئی نکل سکتا ہے دل آرام نے کہا کہ واری چل کر تلاش کیجیے میرا بھی دل دھڑکتا ہے اکثر شاہزادیان اس فریب مین پھنسین یہانتک

کہ طلسم ہفت پیکر ایسے طلسم کو معشوقان طناز نے فتح کرایا خدائی کو ہفت پیکر کی ٹھایا
اُسکے بعد یہان کا معاملہ شروع ہوا قدرت نے کیسی کیسی کد کی شاہزادیان
قصر عشرت کی جاکر عاشق ہوئین قصر عشرت مین سوائے خداوند کے اور کسی کو دخل
نہ تھا لشکر دیکھنے کے حیلے سے گئین وہان جاکر پھنسین یہ بھی یقین تھا کہ بغیر فتح طلسم
نجات نہ ملیگی وہ ہی کیا کہ طلسم کو برباد کرایا چل کر ضرور تلاش کیجیے ابھی روز اول
ہی ذراسی تاکید مین مطلب نکل آئے گا باد انگیز جادو تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی اول
اُسی پہاڑ پر آئی دیکھا کہ صحرا مین سناٹا ہی اور ایک لشکر اُترا ہوا ہی ایک طرف
ایک خیمہ زربفتی استادہ ہی اور ایک جوان آفتاب مثال و خورشید جمال چھپر کھٹ
پر سو رہا ہی اور پہلو مین صبائے سحر خیز غافل پڑی سو رہی ہی باد انگیز جادو ظلکبی
وزیرزادی سے کہا کہ دیکھ یہ انجام ہوا پاس پڑی سو رہی ہی کوئی کنیز وغیرہ
ساتھ نہین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان آئی جمال حمزہ دیکھ کر مائل ہوئی
صحبت مین آنا کتنی بڑی بات تھی پہونچ گئی یہ کہ کر وزیرزادی کو اشارہ کیا کہ
ہٹ کر کھڑی ہو مین اس گیسو بریدہ کو لاتی ہون ہائے افسوس کن کن جادوگرون
نے خواہش کی مگر یہ پہلوے مسلمان مین جاکر بیٹھی یہ کہکر تڑپ کر گری گرتے ہی
صبائے سحر خیز کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا صبائے سحر خیز نے چلا کر آواز دی کہ ای
شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی صاحبقران نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک ساحرہ
نے اُس معشوقہ کو گرفتار کیا ہی چاہتی ہی کہ لے جائے صاحبقران اپنے مقام سے
اُٹھے چاہا کہ اُسے پکڑ لون مگر وہ ساحرہ ملکہ کو لے کر اُڑی ملکہ نے بیقرار ہو کے
آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہی ملک عدم مین اگر خدا
چاہیگا تو ملاقات ہوگی اب یہ زندہ نہ چھوڑیگی نظم

بسکہ ہون محوِ تصور شاہد مستور کا
دل مین عالم ہو مرے فانوس شمع طور کا
مختصر تھا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا
میری ہستی اک صدا تھی جو نہ آئی کان تک
شور نہان ہون سو وہ بھی خندہ ہائے دور کا

مر گئے لیکن ہوا سے شوق ہی چمکی ہوئی
دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ گور کا

کیا تر الطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
ہم نشان تنگ بھی نہین رکھتے دہان گور کا

کھینچ لائی اُن کو تاثیر دعا آغوش مین
شکر بھوسے عیش سے حق رہگیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
سر کچلا اتی ہی حرص فتنہ ہر زنبور کا

تلخ طینت کے لیے شیرین زبانی ہی ضرور
دیکھتے ہین شہد سے لبریز منھ زنبور کا

سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہی نور کا +

گھر بنائے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے
دل مرے سینے مین چھتا ہو گیا زنبور کا

ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا

مصرع ناسخ پسند طبع والا ہی نسیم
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا ++

صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ گھوڑا لاؤ گھوڑا تیار ہو کر آیا جب صاحبقران سوار ہونے لگے تو خواجہ عمرو نے دوڑ کر دامن پکڑا کہا کہ آقا آپ تشریف رکھین مین ملکہ کو لاتا ہون صاحبقران کو سمجھا کر بٹھایا آپ بانہلے عیاری لگا کے چلے باد انگیز جادو ملکہ کو لے کر قلعے مین آئی ایک برج مین بٹھا دیا صیقل جادو کہ منتظم کارخانہ شاہی ہی اُس کو بعہدۂ نگہبانی مقرر کیا اور آپ آکر حیران بیٹھی کنیزون سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو بتاؤ اب کیا ہوگا ایسا نہ ہو کہ اس کے منگیتر کو خبر ہو جائے تو وہ قیامت برپا کریگا بلاے روزگار ہی پھر سب سے کہتی ہی کہ اس بدنصیب کو جا کر سمجھاؤ کہ عشق سے ہاتھ اُٹھائے جو کنیز سمجھانے جاتی ہی ملکہ کو مبہوت پاتی ہی جواب ملتا ہی کہ صاحبو مجھ کو نہ سمجھاؤ میرے پاس نہ آؤ مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

اُس اَن مِلے سے آج تو کچھ ہمسے میل ہی
تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی

لین بوسہ اُن لبونکا جنھین چومتا ہی غیر
دیتے ہو وہ شراب ہمین جس مین میل ہی

طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے
چڑھتی نہین منڈھے جو کبھی یہ وہ بیل ہی

آنکھین کسی کے جلوہ سے روشن خدا نے کین
گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین تیل ہی

چاہے جو عشق کیون نہ ہو پانی ایک ہو	کیا خونِ دلمین آنکھ کے آنسو کا میل ہی
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی	رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج	میرے چراغ خانہ مین کیا تل کا تیل ہی
بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جلال	چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

کنیزین پاس باد انگیز کے آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ اپنے ہوش مین نہین ہی کسکو سمجھائین وہ نہین مانتی باد انگیز کہ رہی ہی کہ جاکر اطلاع کرد اگر نہ مانے گی اور عشق سے ہاتھ نہ اُٹھائیگی تو مین تجکو قتل کردنگی ملکہ جواب دیتی ہین کہ جلد مجھ کو قتل کر میری بھی یہی آرزو ہی کہ اُن کے نام نامی پر نثار ہوجاؤن یقین ہی کہ جب اُن کو خبر پہونچے تو مزار غریبان پر آئین شاید فاتحہ پڑھین روح کو شاد کرین کسی وقت بھولے ہوون کو یاد کرین مجکو بڑی یہی ہوس ہی یقین ہی کہ ہوس دل پوری ہو باد انگیز کہتی ہی کہ صاحب اس کو سودا ہوگیا ہی یہ تو اپنے آپ مین نہین ہی مگر خواجہ عمرو جو چلے تھے سامنے قلعے کے آکر یہ دیکھا کہ بالاے قلعہ ہنگامہ ہی ایک فقیر بنکر در قلعہ پر آئے سپاہی بیٹھا تھا کہا کہ جاؤ اب ہماری نوکری ہی وہ سپاہی گیا آپ اُس مونڈھے پر بیٹھے دیکھا کہ ڈیوڑھی پر چراغ جل رہا ہی ایک کنیز اندر سے آتی ہی اُنگلی سے بتی اُکساتی ہی دوبارہ جو آئی ایک قورمے کی بوٹی روٹی پر رکھ کر لائی کہا کہ لو سپاہی یہ کھالو خواجہ نے دوڑ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ کیون صاحب آج شام سے ہماری خبر نہین لی کنیز غمزے کرنے لگی خواجہ چھیڑ چھاڑ کرنے لگے وہ بہت جھلائی اور خفا ہوئی کہا کہ او نالائق تو مجکو کیون چھیڑتا ہی ملکہ سے کہ دونگی اسی مقدمے مین آفت برپا ہوچکی ہی ہنگامہ ہو رہا ہی مگر وہ مبہوت عشق خاموش بیٹھی ہی کسی سے کلام نہین کرتی آنکھون سے آنسو جاری ہین دیکھیے کیا انجام ہو خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس کنیز کو بیہوش کیا اور اُس کی شکل بنکر اندر آئے ساتھ والیون سے پوچھا کہ صباے سحر خیز کہان ہی کنیزون نے پتہ دیا کہ صیقل جادو کی نگہبانی مین ہی خواجہ اُسی طرف چلے سٹر پٹر کرتے ہوے کوٹھے پر آئے صیقل نے پکارا کہ ای

ریحانہ ادھر ہوتی جا خواجہ قریب صیقل کے پہونچے صیقل نے کہا کہ ای ریحانہ ہم نے
عرصے سے پان نہین کھایا ایک گلوری کھلوا دُ منھ خشک ہو رہا ہی خواجہ نے ایک
پان نکال کر صیقل کو دیا کہا کہ لو بوا صیقل یہ پان کھاؤ ایک ایک پان اور کنیزون
کو بھی دیا اب تو سب کنیزین اُٹھین کہتی ہوئین کہ بوا ریحانہ ایک گلوری ہمکو بھی دو
خواجہ نے سب کو گلوریان کھلائین صیقل چھینک مار کر بیہوش ہوئی سب ساتھ والیان
اُٹھین جو اُٹھی وہ گر کر بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہو چکین تو خواجہ عمرو جلدی سے
قریب صبائے سحر خیز کے آئے کہا کہ ای ملکۂ عالم منم خواجہ عمرو دیکھو تھوڑے
ہی عرصے مین سب کو بیہوش کیا ملکہ سے کہا کہ چلو ملکہ نے کہا خواجہ مین کیونکر چلون خواجہ نے
عطر بیہوشی سُنگھا کر پشتارہ باندھا اب حیران ہین کہ باہر کیونکر نکلون حبست و خیز
کرتے ہوئے چلے چند ڈیوڑھیان طی کین قلعے سے نکلے میدان پکڑا آدھ کوس
راستہ طی کیا تھا کہ گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار
ساحران غدار اسباب سحر لیے ہوئے پیدا ہوئے عمرو نے جو ان سب کو
آتے ہوئے دیکھا چاہا کہ کسی مقام پر چھپ جاؤن مگر اُس ساحر نے دور سے
دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے
ٹھہر جاؤ خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب چلے اُس ساحر نے ساتھ والون سے
کہا کہ اس کو گرفتار کرو جب ساحر چلے تو عمرو بھاگا کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرے
خیال مین گذرا کہ ملکہ کو ہوشیار کر دون ایک گوشے مین لا کر پانی کا چھینٹا دیا ملکہ
نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین قلعے سے تم کو
نکال لایا ایک ساحر اس وضع کا گینڈے پر سوار مجکو پکار رہا ہی صبا نے کہا کہ اسی
بے حیا کے ساتھ میری نسبت قرار پائی ہی اور پلٹ کر دیکھا کہ سب سوار و پیدل اسی
طرف چلے آتے ہین بس ملکہ نے چند سنگریزے اُٹھائے اور اُن ساحرون پر پھینک مارے
چالیس پچاس ساحر مارے گئے اب تو سب پیچھے ہٹے ملکہ تڑپ تڑپ کے گرنے لگین
اشفاق جادو کہ سب کا افسر ہی اسنے جو ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی

ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو نہین پہچانا مین تو ایک ادنے تابعدار ہون
میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

آسمان مرکے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی
پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خود بخود دیکھ دل شیدا کو ہی اندوہ و ملال
کس جبین کے لیے درکار ہی چین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہی یان چین جبین تھوڑی سی

عفو ہوجائینگے ہرچند کہ لاکھون ہون گناہ
یہ عطا ہی تری رحمت کے قرین تھوڑی سی

چار دن اپنے مجنون سے محبت کرتے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

ای جنون تنگ ہو وسعت کونین کو دیکھ
نہین تھوڑی سی جگہ ہی نہ دہین تھوڑی سی

توبہ کرنا ہی گناہون سے تو کرتے غافل
ورنہ فرصت ہی دم بازپسین تھوڑی سی

مدت العمر ہی اک چشم زدن کا وقفہ
کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہی یہ زمین تھوڑی سی

ملکہ یہ آوازین سنکر گرما کر لڑ رہی ہین اشتفاق جادو نے اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو چہار طرف سے گھیرلو سب نے چہار جانب سے ملکہ کو گھیرا سحر چل رہے ہین قین بین کی آواز آتی ہی فضائے کارزار انفصال جادو چار ہزار ساحرون کا افسر غول سے تنتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم اب مین سحر کرتا ہون تمھارے قتل کا حکم آگیا کیا تمکو اب مین زندہ چھوڑونگا یہ کہکر سحر کیا گولہ آہن کا پھینکا ملکہ نے برق چمکائی گولہ کمٹ کر زمین پر گرا پکار کر آواز دی کہ ای شور انگیز لینا یہ جانے نہ پائے ملکہ نے سحر اُس کا مٹایا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا آگ برسنے لگی وہ آگ کوکب انتا ہی اُسنے پانی برسایا آگ کو مٹایا چند سحر آپس مین رد و بدل کے ہوے تھے کہ عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی مارے حقہ ہائے آتشبازی جو پھٹے ساحر جابجا جلے ملکہ نے کلاہ سے بجلی اُتاری اُسپر کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس ساحر پر پھینک ماری ایک برق گری کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے یکایک دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ صاحبقران

منم سرکن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	منم رہبر راہ دین خدا
امیر عرب قاتل اشقیا	منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زپیشم فراری شدہ	و عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف	ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

مار کر ان جادوگرون کو مٹا دونگا گیا ان مین سے کوئی زندہ بچیگا صاحبقران زمان لڑتے ہوے طرف افسر کلان کے چلے ملکہ نے بھی سحر کی بوچھار کی خواجہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے اب ساحر گھبرائے چاہتے ہین بھاگ جائین لیکن یہ تین کس بلاے روزگار ہین صاحبقران جنگ رستمانہ کر رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ہرکارون نے یہ خبر باد انگیز کو پہونچائی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا راہ مین ملکہ گھر گئین داماد آپ کا خبر سن کر آیا اُسنے عمرو کو روکا مگر عین وقت پر صاحبقران بھی آگئے اب جنگ ہو رہی ہی باد انگیز نے کل فوج کو حکم دیا کہ سب تیار ہون تھوڑے عرصے مین سب تیار ہوے [illegible] تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے بجاتی ہوئی چلی اُس وقت پہونچی دیکھا کہ ملکہ صبا سحر خیز نے قیامت برپا کر دی ہی اور امیر چاہتے ہین کہ ملکہ کو لے کر نکل جاؤن ہزارہا ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین اسنے بھی اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو تم لوگ چار طرف سے گھیر لو اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرو مین سزا دونگی سر بازار قتل کرونگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو باد انگیز نے آکر گھیرا ڈالا ملکہ نے جو مان کو دیکھا گھبرا گئی دعائین مانگنے لگی یکایک پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر میرے وارث کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے نظم

بہ بخش ای مرد حق بہر خدا گنج	کہ یابی در عوض بے انتہا گنج
بہ محتاجان بدہ مالے کہ داری	کہ در عقبے بکار آید ترا گنج
سخاوت کن سخاوت کن سخاوت	کنی اندر زمین مدفون چرا گنج
بدہ خود ورنہ باصد حسرت و رنج	بگیرند از تو وقت انتہا گنج

بدنیا گر ترا بخشد خدا گنج	چو حاتم در سخاوت نامور باش
کہ از ہر گنج ہست این بے بہا گنج	زحق گنجینۂ عرفان طلب کن

خواجہ عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ بلوے مین گھری ہوئی گھبرا رہی ہی ساحرون نے
قصد کیا ہی کہ گھیر کر گرفتار کرین خواجہ نے دو ایک حقے آتشبازی کے مارے کہ آگ
برسادی کئی سو ساحر جل کر خاک ہوے عمرو لڑتا ہوا قریب ملکہ کے آیا جال مار کے
ملکہ کو زنبیل مین رکھ لیا ایک ساحر نے سحر کیا کہ عمرو بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر پکارا کہ
ای آقاے نامدار میرے قریب آکر اسم اعظم پڑھیے امیر نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا
جیسے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم مین طاقت آئی صاحبقران سے اشارہ کیا کہ اب
لڑتے بھڑتے نکل چلیے مین نے ملکہ کو زنبیل مین رکھ لیا عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا
صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے مرکب کو مہمیز کر کے چلے جس غول پر پہونچے اُس
غول کو منتشر کر دیا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے صاحبقران اُن سب کے غول
سے نکلے ساحرون نے چاہا کہ پیچھا کرین عمرو نے انہیں چند حقے آتشبازی کے مارے
کہ ساحر پیچھے ہٹے صاحبقران و عمرو لڑتے بھڑتے اپنے مقام پر پہونچے مگر مشتاق جادو
پاس باد انگیز کے آیا کہا کہ کیون مادر مہربان یہ کیا ہوا باد انگیز نے کہا کہ ای نور نظر
یہ ظالم لشکر صاحبقران دیکھنے گئی تھی وہان جا کر آفت مین پھنسی مین جا کر گرفتار
کر لائی تھی عمرو نے آکر عیاری کی رہا کر کے لے گیا مین نے بڑی کدوکاوش کی
مگر کچھہ نہ ہو سکا مشتاق نے کہا کہ مین مقابلۂ صاحبقران مین جاتا ہون یہ سُنکر
باد انگیز نے کہا کہ تم چلو مین بھی آتی ہون صاحبقران لشکر مین آکر پہونچے
تلوار کا خون پاک کیا مُنھ ہاتھ دھو کے بیٹھے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ ای شہریار مشتاق جادو منگیتر ملکہ کا ہی براے مقابلۂ حضور آیا ہی
صاحبقران نے فرمایا آنے دو اگر مقابلہ کریگا ہم موجود ہین مشتاق جادو نے
اُترتے ہی طبل جنگی بجوایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون

لشکر میدان مین آئے مشتاق نے آکر صفین باندھین ساتھ والون کو جنگ کی ترغیب دے رہا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ ایک سحر مین قیامت برپا کردونگا میرے سحر کی کون برداشت کرسکیگا یہ مغرور ایسی باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی۔ مشتاق نے دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر اسکر و فر سے آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین مشتاق جادو نے بھی آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے مین گینڈا صف سے نکالتا ہون صاحبقران نے مرکب بڑھایا سامنے پہونچے مشتاق نے نیزہ مارا اگر اسماے سحر پڑھتا جاتا ہی صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین نیزہ چل رہا ہی نقیب اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین ہر طرف سے آوازین آتی ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
اس چمن کی ہوا نے [illegible] دی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ
جب مٹے میکشان محفلِ درد
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
گُل ہوا جب چراغ عارض یار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
عندلیبون کے ہین یہی الحان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
آتشین زن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
تب ہوا لالہ زیب محفلِ باغ
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
تب نظر آیا گیسوِ سنبل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
غافلو کل من علیہا فان
باغ مین آبشار روتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گُلِ سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سن کر کڑک کڑک کر لڑ رہے ہین صاحبقران نے نیزہ اُسکا نکالا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا مشتاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو فوج پر جا پڑے ادھر سے لشکر صاحبقران پہونچا مگر باد انگیز جادو نے جب دیکھا کہ مشتاق لڑنے گیا تو یہ ہوا پر ٹھرا رہی تھی دور سے دیکھا صبائے سحر خیز ایک کرسی پر بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہی کڑک کر گری صبا کو اُٹھالے گئی لشکر مین ہلڑ ہوا کہ صبائے سحر خیز کو کوئی لیے جاتا ہی صاحبقران نے جو یہ خبر سُنی کہ صبا کو کوئی اُٹھالے گیا فرمایا کہ خواجہ بڑھ کر خبر تو لو یہ کیا معرکہ ہوا خواجہ عمرو بدحواس ہو کر دوڑے مگر باد انگیز ملکہ کو لیے [illegible] بالاے قلعہ آئی ماہ رخسار وزیرزادی سنے کہ کئی دن سے پڑی ہوئی تھی آب و دانہ غم مین ملکہ کے ترک تھا خبر جو سُنی کہ ملکہ گرفتار ہو کر آئین فرش خاک سے اُٹھی دوڑی پاس باد انگیز کے آئی کہا کہ بی بی یہ کیا غضب ہی نسبت جس سے تھی وہ تو مارا گیا اب کہین اسکی شادی کرو گی کہ عمر بھر بٹھا رکھو گی یہ جو بدنامی مشہور ہو گی تو پھر کون اسکے ساتھ شادی کریگا مین سمجھائے دیتی ہون یہ تمھاری بدگمانی ہی ملکہ فقط سیر دیکھنے گئی تھین گانا سُن کر بیٹھ گئین نیند آئی سو گئین صاحبقران سے کوئی واسطہ نہین ہی آپکے کہنے سے انکو بھی ضد ہو گئی ورنہ ان کو مرد کے نام سے نفرت ہی بدنامی نہ بڑھایے ورنہ مشہور ہو جائے گا کہ دختر باد انگیز صاحبقران پر عاشق ہوئی کوئی ساحر نہ پوچھیگا اس ہنگامے کو موقوف کر کے بیٹی کی شادی کیجیے اسطرح ماہ رخسار نے سمجھایا بجھایا کہ باد انگیز کے خیال مین آیا سچ کہتی ہی تیرا نام بڑا ہی تمام دنیا مین خبر پہونچ جائیگی اگر بیٹی کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے ماہ رخسار کی طرف دیکھا

ماہ رخسار نے اشارہ کیا کہ چند ساعت ٹھہر جائیے جب باد انگیز ہٹ جائین تب یہانسے
نکل چلیے یہ کہکے ماہ رخسار نے باد انگیز سے کہا کہ اب آپ کنارے ہٹ چلیے وہ
کنیزون مین بیٹھی ہین ذرا شگفتہ ہونے دیجیے باد انگیز ہٹ آئی ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین
آسمان پر آکر ماش کے دانے پھینکنے لگی ہزار ساحر جلے آگ برس رہی ہی باد انگیز نے جو دیکھا
کہ صبائے سحر خیز آسمان پر پہونچ گئی ہی اور وہان سے سحر کر رہی ہی ساحرون کو
اشارہ کیا کہ ارے اسکو گرفتار کرلو ماہ رخسار نے بڑا فقرہ کیا سب ساحرون نے
جو سحر کی بوچھار کی ملکہ آسمان سے زمین پر گری باد انگیز نے قریب آکر خاک قبر جمشید
اُڑادی ملکہ بیہوش ہوگئین دلالہ جادو دایہ کو دیا کہ اسے جنگل مین لے جاکر قتل کرو
دلالہ ملکہ کو لے کر جنگل مین آئی چاہا کہ قتل کرون خواجہ جو تعاقب مین چلے تھے دور سے
دیکھا کہ ایک ساحرہ صبا کو قتل کیا چاہتی ہی فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
ساحر کی شکل بنے پکار کر آواز دی کہ خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ کہکر قریب آئے کہا ارے
تو کون ہی جو اسکو قتل کرتی [illegible] خداوند نے کیا لکھا ہی یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا
دلالہ نے جو کاغذ کھولا بیہوشی اُڑی دلالہ بیہوش ہوکر گری خواجہ عمرو نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک ہوا باد انگیز جو سامنے قلعہ کے کھڑی تھی یکایک آواز کان مین آئی
کہ کشتی مرا نام من دلالہ جادو بود اور دیکھا کہ صبائے سحر خیز بلند ہوکر آسمان پر آئی
ماش کے دانے پھینک رہی ہی باد انگیز نے سحر کیا صبائے سحر خیز زمین پر آئی
آپس مین مان بیٹی کے سحر ہونے لگا لکہا ہے ابر آسمان پر آرہے ہین آگ اور پانی
برس رہا ہی لشکر والے چلے جاتے ہین کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا البتہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تلوار کھینچ کر آگرے صبائے سحر خیز کے سحر کو اور زیادہ زور ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین
شعلہ جادو شوہر باد انگیز کا کہ خدمت خداوند مین گیا تھا ابر پر سوار چلا آتا تھا
آسمان پر سے دیکھا کہ زیر قلعہ تلوار چل رہی ہی اور زوجہ کو دیکھا کہ مضطر وحشی مثال

زیر قلعہ لڑ رہی ہو اور ایک طرف صاحبقران زمان مصروف جنگ ہین ساحر جنگ
سے صاحبقران کی تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین شفاے جادو نے جو اپنی زوجہ کو
اس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب زوجہ کے آیا پوچھا کہ صاحب یہ کیا ہنگامہ ہی
زوجہ نے سب حال بیان کیا کہ دختر تمھاری صاحبقران پر عاشق ہوئی مین اُسکو
گرفتار کر لائی تھی ماہ رخسار نے دم دے کر رہا کرا دیا مین نے پھر گرفتار کر لیا تھا
دلالہ جادو کو واسطے قتل کرنے کے دیا تھا عمرو نے فریب دے کر دلالہ جادو کو
مارا اور تمھاری دختر کو پھر رہا کیا دیکھو وہ لڑ رہی ہو اب جو مناسب ہو وہ کرو یہ سنکر
شفاے جادو آسمان سے اُترا زمین پر آیا سامنے صاحبقران کے پہونچا للکارا
کہ او حمزہ بڑی جرأت پر کمر باندھی ہی یہ کہہ کے ایک دستک دی زمین شق ہوئی
ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا اور امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا تلوار نے امیر کی تا بہ صندوق
سینہ کاٹا صندوق سینہ سے ایک طائر نکلا اُس نے [illegible] گرد سر صاحبقران ایک
چرخ مارا زنگی نے پکار کر آواز دی کہ دیکھ او حمزہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین کہ
پہلو سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ عمرو
کے جسم مین آگ لگی ہوئی ہو آواز دے رہا ہی کہ حرز ہیکل مجھپر پھینکیے صاحبقران نے
حرز ہیکل کو پھینکا عمرو نقلی نے رد کا نعرہ ہوا کہ منم شفاے جادو دیکھ حمزہ یون
اسم اعظم بند کیا اور حرز ہیکل کو بھی لے لیا یہ کہکر حرز ہیکل اور شیشۂ اسم اعظم اپنی
جھولی مین رکھا زوجہ سے اشارہ کیا زوجہ نے آکر امیر کو گرفتار کیا صبا نے جو یہ
معرکہ دیکھا سر پیٹنے لگی آواز دی نظم

اکثر اس بات پہ آتا ہی تبسم مجکو	دہن اُن کو نہ ملا تاب تکلم مجکو
اپنے کوچے سے اُٹھاتے نہین اب تم مجکو	آئے عیسے بھی تو فرماتے ہوے قم مجکو
دل کو تعزیر نہ دو قتل کرو تم مجکو	حال دشمن پہ بھی آتا ہی ترحم مجکو
کیا ہنسی ہی دہن یار کا اب گم رہنا	کچھ نشان دے گئے آتا نہ تبسم مجکو

دل کو سمجھاتی تھی کچھ یاد تری سینے مین ۔۔۔ رات بھر آئی ہی آواز تکلم مجکو +

یارب آباد رہین زیر فلک بادہ پرست ۔۔۔ لا کے میخانے مین گاڑا ہی تہِ خم مجکو

اک تماشا نہ یاس ہوئی تھی شب ہجر ۔۔۔ دیکھتا تھا مین فلک کو مہ و انجم تکو

کاٹنا حلق کا آسان تھین لیکن مشکل ۔۔۔ قطع کرنی ادھر امید ترحم مجکو

مستعد نیش زنی پر رگ جان ہجر مین ہی ۔۔۔ سانس کہتی ہی کہ سمجھے رہو کژدم مجکو

بیخودی سی جو شب وصل ہی کچھ دونون طرف ۔۔۔ بدگمانی اُنھین ہوتی ہی تو ہم مجکو

کون آیا تھا دم نزع کہ مین جی اُٹھا ۔۔۔ ہو گئی موت کی ہچکی کی صدا قم مجکو

ہو امن دشتِ جنون پر مجھے پڑھنی ہی نماز ۔۔۔ تربتِ قیس پہ کرنا ہی تیمم مجکو +

ڈنک سے پڑتے ہین ہر گام ترے کوچے مین ۔۔۔ غیر کے نقشِ قدم ہوگئے کژدم مجکو

کوکب بخت سیہ کے یہ اشارے تھے فلک ۔۔۔ آنکھ شب بھر وہ دکھایا کیے انجم مجکو

لاکھ احسان تری بزم مین خاموشی کے ۔۔۔ بھولتے جاتے ہین انداز تکلم مجکو

خواہشِ دل ہی کہ کھو آئین [illegible] ۔۔۔ عقل کہتی ہی وہان پہلے کرد گم مجکو +

یہ کہکر آواز دی یا صاحبقران آپ نے غضب کیا اسم اعظم بند کرایا اور حرز ہیکل کو بھی خود حوالے کر دیا باد انگیز نے للکارا کہ او گیسو بریدہ گرم و سرد عالم ناچشیدہ اب اپنی تقدیر کو رو شفلے جادو نے قریب آ کر اُس حسین مہجبین کا ہاتھ پکڑ لیا اور گرفتار کیا زبان مین سوزن دی خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن شفاے جادو نے آواز گیر دی خواجہ بھی مُنھ کے بھل گرے خواجہ کو بھی شفاے جادو نے گرفتار کیا ہمراہیان صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا سب بھاگے بھاگ کر نکل گئے لیکن شفاے جادو نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر صاحبقران زمان کو سوار کیا صباے سحر خیز اور خواجہ عمرو کو بھی اُسی تخت پر ڈال لیا زوجہ سے کہا کہ کیون صاحب اب کیا صلاح ہی اگر ان سب کو قلعہ باد انگیز مین قید کرتا ہون تو جان بچانا دشوار ہوگی طلسم کشا طلسم مین آچکا ہی اور دوسرا ہمچشم بھی طلسم کشا کا پھر رہا ہی وہ سب جو سُنین گے کہ جد عالی تبار قید ہوے اسی طرف آدین گے کس کس کو رد کرونگا

فرزند صاحبقران رستم نوجوان بھی صبح و شام مین اس طرف آوین گے تو اور بھی
مشکل ہو گی صحراے بہارستان مین چلتا ہون بہار آموز جادو سب طرح مدد کریگی
ظاہر مین تو وہ صحرا ہی مگر طلسم بے لوح ہی جو آئیگا وہ پھنسیگا باد انگیز نے کہا وہین
چلیے شفاے جادو و باد انگیز ساٹھ ہزار ساحر کا لشکر ساتھ لے کر طرف صحراے
بہارستان کے روانہ ہوے تین روز راہ مین گذرے چوتھے دن ایک صحراے
سبزہ زار ملا ہزارہا آہو خوش چشم اُس صحرا مین پھر رہے تھے کہ یہ جو لشکر پہونچا وہ
آہوان صحرائی ہر ایک کے پاس بہ محبت آتے تھے ایک ایک کو دیکھ کر روتے تھے
باد انگیز نے پوچھا کہ کیون صاحب یہ آہو کون ہین شفاے جادو نے کہا کہ یہ سب
قیدی ہین کسی طور سے یہان آئے اور گرفتار ہوے بہار آموز نے سب کو اسی
صحرا مین چھوڑ دیا ہی یہ اسی صحرا مین پھرا کرتے ہین تم سب کے پاس اس حسرت مین
آتے ہین کہ کبھی ہم بھی مثل تمھارے تھے اب گرفتار صحراے مصیبت ہین اگر ہو سکے
تو ہمکو رہا کرو باد انگیز نے پوچھا کہ آخر انکو کوا[illegible]ئیگا شفاے جادو نے کہا کہ
انکی رہائی دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ایک طریقہ یہ بھی کتاب مین لکھا ہی
کہ قید آنا صاحبقران کا باعث رہائی انکا ہو گا یہ سُن کر باد انگیز کو سناٹا آگیا
کہا کہ کیون صاحب اس مضمون سے بہار آموز کیا آگاہ نہ ہو گی شفاے جادو
نے کہا کہ اہل طلسم اپنے غرور مین ہین مجھے کیا ضرورت ہی کہ اُن سب کو ہوشیار کرون
لیکن اب وقت تباہی صحرا آگیا جو یہ سبب نکلا دیر تک زن و شوہر آپسمین یہ باتین
کرتے رہے مگر شفاے جادو نے ایک عرضی لکھی کہ ای ملکۂ عالم یہ نیازمند تابہ
صحراے آہوان آگیا کچھ قیدیون کو لایا ہون امیدوار ہون کہ مجھے اپنے
پاس بُلائیے یہ نامہ لکھ کر زمین پر پھینکا نخل سے ایک طائر گرا نامہ منقار مین دبا کے
لے اُڑا بہار آموز جادو اپنے مقام پر بیٹھی تھی گلپوش جادو وزیرزادی
و غنچۂ آرزو دختر بلند اختر تخت پر بیٹھی ہی تمام اہل دربار جمال بیمثال غنچۂ آرزو
دیکھ رہے ہین جتنے تاجدار ہین ہر ایک کی یہی آرزو ہی کہ غنچۂ آرزو کے ساتھ ہماری

شادی کرے کہ آسمان سے طائر آیا نامہ کو دمین بہار آموز کے ڈالدیا بہار نے وہ نامہ پڑھا پڑھنے کے ساتھ ہی غنچۂ آرزو کو حکم دیا کہ بی جاؤ شفاے جادو کو استقبال کرکے لاؤ اور قیدیون کو سپرد قیدخانہ کرنا کسی کنیز کو براے نگہبانی مقرر کردینا غنچۂ آرزو ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی چالیس کنیزین ہمراہ ہین یہان شفاے جادو اُترا ہوا ہی دوسرے دن ابر گلنار آسمان پر اُٹھا پھولونکی لپٹین آنے لگین پھول شگفتہ ہوے نخل سرسبز و شاداب ہوے عروسان چمن خوش ہو رہے ہین عروس بہار نے سامان استقبال کیا شفاے جادو اپنے مقام سے اُٹھا براے استقبال کھڑا ہوا کہ ابر آکر بھٹا دیکھا شفا نے کہ ملکہ غنچۂ آرزو ہنس پر سوار آکر پہونچی شفاے جادو نے لاکر بارگاہ مین اُتارا سامان دعوت مہیا کیا گائنین بلائین ساقی بچے حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن نہایت حسین و جمیل بصد ناز و ادا سامنے آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

رُکتا ہی دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین
کسطرح نالے کرتے ہین ہم بھول ہی گیا
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
خود آرزوے وصل ہی توڑے ہوے مجھے
ہل چل مین حشر کی وہی اپنی جگہہ پہ ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کرلیا
عاشق تری گلی سے نہ جائین گے بے مٹے
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
حسرت ہی بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے

کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
چند اشک گرم اور یہ چھالے زبان کے ہین
احسان مجھ غریب پہ آہ و فغان کے ہین
مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین
صدمے تو نامرادیِ بخت جوان کے ہین
ثابت قدم جو معرکۂ امتحان کے ہین
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین
مٹجائے جو صلے جسے نام و نشان کے ہین
انداز جانکنی وہ ترے نیمجان کے ہین
رنگ آنسوؤنکی چال مین مجھ ناتوان کے ہین

کیونکر اُٹھائین گنبد مدفن کا بوجھ وہ
کیا دوستونسے بھاگتے پھرتے ہین ای جنون
بت اہل دیر کہتے ہین کعبے مین سب خدا
رحمت کچھ آگے بڑھکے اُٹھین لیگی ای جلال

شاکی تہ مزار جو خواب گران کے ہین
ہم موسم بہار مین پتے خزان کے ہین
دو اک سپتے یہ اُس صنم بے نشان کے ہین
جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

صحبت عیش وجیش آراستہ ہی کہ غنچۂ آرزو نے کہا ای شفا ے جادو قیدیون کو تو بلوا ؤ مین لے جاکران قیدیون کو کوہ بے ستون پر قید کرون شفاے جادو نے حکم دیا داروغہ قیدیون کو لے کر آیا سب کے آگے صاحبقران زمان ہرچند کہ قید آہن پہنے ہین مگر بل کرتے ہوے آئے جیسے ہی غنچۂ آرزو کی نگاہ جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی دیکھا کہ رعب ودبدبہ وسطوت وصولت مثل جاکران کمترین ہمراہ ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی ہرچند کہ خدا نے بیٹے اور پوتے عطا کیے ہین لیکن عارض پر جھری کا نام نہین آگر مثل اہل اسلام کے سلام کیا ایک پہلو پر خواجہ عمرو اور ایک پہلو پر ملکہ صبح سحر خیز غنچۂ آرزو نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہی شفاے جادو نے کہا کہ ای غنچۂ آرزو اسی کی ذات سے سارے فساد پیدا ہوے حمزہ کو تا بہ قلعہ پہونچایا ملکہ باد انگیز کئی مرتبہ گرفتار کرکے لائین ایک مرتبہ یہ ساربان زادہ عیاری کرکے لے گیا یہ آخر کا فقرہ تھا کہ وزیرزادی نے دم دے کر رہا کرایا پھر تو قیامت برپا ہوئی قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو مین پہونچ گیا یہ شیشۂ اسم اعظم ہی اور یہ حرز ہیکل شیشے مین بیٹی ہوئی ہی اس کو باحتیاط رکھنا غنچۂ آرزو نے شیشہ لیا مگر دل مین یہ ہی کہ صاحبقران کو چل کر قید سے رہا کردون انکا قید مین رہنا بہتر نہین شفاے جادو نے تینون قیدیون کو سپرد کیا غنچۂ آرزو تینون کو ساتھ لے کر چلی راہ مین خواجہ نے جو چشم وابرو غنچۂ آرزو کے دیکھے سمجھے کہ یہ آقا پر عاشق ہوئی کہا کہ ای ملکۂ عالم مین غریب ناحق کو پھنس گیا راہ راہ جاتا تھا مجکو بھی گرفتار کرلیا غنچۂ آرزو کچھ جواب نہین دیتی خاموش ہی جب خواجہ نے کئی مرتبہ کہا تو جواب دیا کہ اسے

شہنشاہ اوج عیاری آپ کے نام سے سب ساحر ڈرتے ہین کون آپ کو رہا کرے آپ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کرین گے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرا دستور ہی کہ جہان مین
قید ہوا جسکی قید مین رہتا ہون پہلے اُسی کی خدمت کرتا ہون جو حکم کیجیے وہ بجا لاؤن
لیکن پہلے مجھے رہا کیجیے مگر غنچۂ آرزو نے نہ مانا خواجہ عمرو و صبا سے سحر خیز کو قید کیا
چند کنیزین برائے نگہبانی چھوڑین اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیا تھوڑی دور
کوہ سے آکر عرض کی کہ ای شہریار آپ کا قید رہنا مجھپر شاق ہوا دل مشتاق ہوا
کہ آپ کو قید سے رہا کرون لیکن اس صحراے ہولخیز مین کہان جائیے گا مین اپنے
باغ مین آپ کو لیے چلتی ہون وہان تشریف رکھیے مگر خواجہ کو قید سے نچھوڑونگی
خواجہ کی مکاری مشہور ہی امیر نے کہا کہ وہ خود قید سے رہا ہو جائے گا قید مین
نہ بیٹھا رہیگا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبقران کو ہمارے باغ مین لے چلو مین
والدہ کے پاس سے ہو کر آتی ہون کنیزین صاحبقران کو لے کر چلین صاحبقران
نے کہا ملکہ شیشۂ اسم اعظم توڑ کر حرز ہیکل ہمین دو کہ مطلب نکلے ملکہ نے فوراً شیشہ
توڑا حرز ہیکل گلے مین ڈالدی جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اور حرز ہیکل گلے مین آئی امیر
کے چہرے پر رونق آگئی رنگ رو جو متغیر تھا چہرے پر بحالی آئی ملکہ نے شیشۂ اسم اعظم
توڑ کر صاحبقران کو طرف باغ دلکشا کے روانہ کیا اور آپ خدمت مین
بہار آموز کے آئی بہار آموز نے پوچھا کہ ای نور نظر کیا انتظام کیا ملکہ نے
کہا کہ درۂ کوہ مین تینون قید ہین جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا بہار آموز نے
طرف باغ کے دیکھا سامنے خانہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی جیسے ہی بہار آموز
نے نگاہ ڈالی غنچے کھلکھلا کے ہنسے پھولون نے آنکھین کھولین، ایک طائر شاخ
نخل سے اُڑا سامنے آکر بہار آموز کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار آموز نے
کہا کہ مین سمجھی غنچۂ آرزو بہار آموز کے پاس سے اُٹھی باغ مین آئی یہان خواجہ
درۂ کوہ مین قید ہوے شام کو ایک کنیز آئی اُسنے دونون قیدیون کو کھانا کھلایا
خواجہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے کہا کہ کیون خواجہ کیا کہتے ہو خواجہ نے کہا کہ

ای ملکۂ عالم میرے پاس کچھ روپیہ ہی چاہتا ہون کہ اُسکو اپنے پاس رکھ چھوڑو اگر مین قید سے رہا ہوا تو تمسے لے لونگا ورنہ میری نذر و نیاز مین لگا دینا کنیز نے کچھ سوچکر کہا کہ لائیے خواجہ نے کہا کہ میرا ہاتھ تو کھولدو کنیز نے ہاتھ کھولا تب خواجہ نے پوٹلیان روپے کی دین ایک پوٹلی دی کہ اُس مین نری اشرفیان تھین کہا اسکو کھول کر گن لو کنیز نے جو گرہ کھولی دھوان نکلا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اول زبان سے صبائے سحر خیز کی سوزن نکالی صبائے سحر خیز نے سوزن نکلتے ہی خواجہ کی سب قید کاٹی خواجہ نے کہا کہ تم تو کسی مقام پر ٹھہرو مین آقا کی تلاش مین جاتا ہون صبائے سحر خیز بلند ہو کر آسمان پر آئی خواجہ عمرو صاحبقران کو تلاش کرتے ہوے باغ مین پہونچے دیوار پر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مسند پر بیٹھے ہین اور غنچۂ آرزو آئی ہی خاطر صاحبقران کی کر رہی ہی کہ خواجہ نے آکے صاحبقران سے ملاقات کی غنچۂ آرزو نے پوچھا کہ خواجہ تمنے کیونکر رہائی پائی عمرو نے کہا کہ مین تو کہتا تھا کہ جہان مین قید ہوتا ہون مجھے قید کرتا ہی پہلے اُسی کا علاج کرتا ہون جس کنیز کو آپ نے کھانے کے لیے مقرر کیا تھا مین نے اُسکو بیہوش کیا اور مین نکل آیا غنچۂ آرزو نے کہا کہ خواجہ تمھارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہی کچھ ہمکو بھی سُناؤ خواجہ سامنے آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے غنچۂ آرزو کے شروع کیے نظم

ترے رخسار کا مضمون جو ای جان جہان باندھا — تو گویا ہمنے اک گلدستۂ باغِ جنان باندھا

دم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نے — تجھے خورشید باندھا اور زمین کو آسمان باندھا

کبھی عشق بتان مین بندھ گیا مضمون تبخانہ — تو ہمنے بنجیر کعبے کو سنگِ آستان باندھا

زمین پر مثلِ طفلِ اشک لوٹا بیقراری سے — تصور میرے نے بھی گر نرا ای نوجوان باندھا

ہوا جو چاند ای خورشید رو یہ تیری فرقت مین — مہ نو کو تو باندھا تیغ گردونکو فسان باندھا

نہ نکلی بات مُنہ سے کہا کہ اک تلوار قاتل کی — دہانِ زخم نے گویا مرا زخم دہان باندھا

جہان مین جتنے ہین جن دیری سب تجھ پہ مرتے ہین — عبث تعویذ و منتر تونے ای جانِ جہان باندھا

جو مین بھی دیکھتا سینے کی تیاری تو کیا ہوتا	مرے آتے ہی پر بند قبا کیون مہربان باندھا
نہین لٹکایا ناسخ شملہ یہ اُس بجز خوبی نے	ہماری کشتی عمر روان مین بادبان باندھا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غنچۂ آرزو مصروف خدمتگزاری ہی یہان بہار آموز نے کہ اپنے باغ مین بیٹھی ہی ایک طائر سے اشارہ کیا وہ طائر اُڑ گیا تھوڑے عرصے مین واپس آیا کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار آموز سمجھ گئی فوراً طاؤس پر سوار ہوئی باغ دلکشا کی طرف چلی اُس وقت آکے پہونچی کہ صاحبقران تو مسند پر بیٹھے ہین اور خواجہ عمرو گا رہے ہین غنچۂ آرزو پہلو مین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ ای شہریار اب کیا تدبیر کرون بڑے افسوس کی بات ہی کہ بدون قتل باد انگیز اور شفاے جادو آپ کا کیونکر نکلنا ہو مین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون مصیبت یہ ہی کہ مادرمہربان کے قتل کا پہلو نکلتا ہی دل نہین قبول کرتا کہ مادرمہربان قتل ہون اور وہ آپ کی اطاعت نہ کرینگی مزاج مین اُن کے غرور ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ مین کل ہی شفاے جادو اور باد انگیز کو فنا کردونگا اُسکے بعد جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ مین سب تیری باتین سُن رہی ہون شفا اور باد انگیز ہمارے دامن پناہ مین آئے ہین تو نے بڑا ظلم کیا کہ اسم اعظم کھولدیا مین پھر بند کرسکتی ہون سنو بہار آموز جادو غنچۂ آرزو مان کو دیکھ کر بہت گھبرائی بہار آموز زمین پر آئی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے بہار آموز نے سحر کیا امیر پر تلوارین برسنے لگین غنچۂ آرزو نے اُن تلوارون کو دفع کیا بہار آموز نے کہا کہ او بیحیا دھگڑے کو بچاتی ہی میرے ہاتھ سے کیونکر بچین گے یہ کہکر آواز دی کہ ای نگار رنگ جادو صاحبقران کو لینا پہلوے باغ سے ایک عورت لحیم و شحیم سامنے آئی صاحبقران کو للکارا کہ او حمزہ مجھسے تو مقابلہ کر ایک سحر مین تجھ کو پھونک دونگی امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ عمرو پر فوراً بہار آموز نے سحر کردیا کہ دونون پاؤن زمین مین جم گئے ہرچند کہ چاہتے ہین جست و خیز کرکے نکل جاؤن مگر ممکن نہین امیر نے اُس عورت پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس نے سر آگے کردیا تلوار نے

سر کو کاٹا تا جگر گاہ تلوار پہونچی شکم سے ایک طائر نکلا اُسنے گردسر امیر عالیشان
چرخ مارا بہار آموز نے اُس طائر کو شیشے مین بند کیا کہا کہ دیکھ او حمزہ اسطرح
اسم اعظم بند کرتے ہین مگر حرز ہیکل گلے مین صاحبقران زمان کے پڑی تھی جو سحر
بہار آموز کرتی ہی صاحبقران دفع کر دیتے ہین جہان حرز ہیکل کو جنبش ہوئی
سحر باطل ہوتا ہی جب بہار آموز نے دیکھا کہ سحر کی امیر پر تاثیر نہین ہوتی ایک
دستک دے کر غائب ہوگئی بعد دم بھر کے ظاہر ہوئی تلوار کھینچ کر جا پڑی کئی ہاتھ
تلوار کے صاحبقران پر مارے صاحبقران نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ
بہار آموز کے دو ٹکڑے ہوے باغ وغیرہ غائب ہوگیا نہ عمرو معلوم ہوتے ہین
نہ غنچۂ آرزو کا نشان ہی ناچار ہو کر ایک جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا خواجہ
آتے ہین پکارتے ہوے کہ ای آقاے نامدار غلام کو ذرا حرز ہیکل دیجیے امیر
کو کھٹکا ہوا جیسے ہی عمرو قریب آیا حرز ہیکل کو جنبش دی عمرو نے ایک چیخ ماری
اور آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگیا مگر آواز آئی کہ منم بہار آموز جادو پھر
صاحبقران آگے بڑھے اب نگاہ اُٹھا کے دیکھا قلعۂ ذوالامان حصار رہے
اور بدر بن زلازل یک چشمی نے قلعہ پر بلوہ کیا ہی سلیمان شاہ فارسی اور
مظفر بن ضیغم خون آشام توپین مار رہے ہین مگر بدر نہین رُکتا جا کر پھاٹک
قلعے کا توڑا صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار آگے
نہ بڑھنا بدر پلٹ پڑا صاحبقران سے مقابلہ کیا صاحبقران نے بدر کو زخمی کیا
بدر سامنے سے بھاگا صاحبقران قلعے مین آئے اول درِ قلعہ پر ملکہ گردیہ بانو
سے ملاقات ہوئی کلیجہ پکڑے ہوے سامنے آئین امیر نے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو
ہی گردیہ بانو نے عرض کی کہ ای شہریار بدر کے ساتھ ایک جادوگر تھا اُسنے
سحر کیا میرے کلیجے مین درد ہی ذرا حرز ہیکل مجھے دیجیے صاحبقران نے جو زوجہ
کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر گلے سے حرز ہیکل اُتاری جیسے ہی ہاتھ مین گردیہ بانو کے
دی گردیہ بانو نے آواز دی کہ باش او حمزہ منم بہار آموز میرا سحر دیکھا کہ

دم بھر مین کیا سامان بنایا یہ کہ کر امیر کو گرفتار کیا چند جادوگرنیان غنچۂ آرزو و عمرو کو لے کر آئین بہار آموز نے سب کو قفس ہاے آہنی مین بند کیا اور اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ ان سب کو لے کر کوہ شفتالو پر جاؤ شقاق الجادو بھائی میرا وہان کا حاکم ہے ان سب کو قتل کریگا سر میرے پاس بھیجدے گا مگر ملکہ غنچۂ آرزو کا عجب حال ہے قفس مین تڑپ رہی ہے اور سر کو دھن رہی ہے بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے نظم

کون وہ دل ہے جو محوِ رُخِ جانان نہ ہوا
کون آئینہ ہے جو دیدۂ حیران نہ ہوا +

پر لگائے مجھے وحشت نے اُڑا پھرتا ہون
مجھے پامال کوئی خار بیابان نہ ہوا +

پھٹ گئے لاکھ گریبان مری حالت پر
صبح کا ہجر کی شب چاک گریبان نہ ہوا

ہون وہ دیوانۂ میخوار کہ صحرا مین کبھی
چین جز سایۂ اشجار مغیلان نہ ہوا

جو ہوا چاند ترے سبزۂ خط کو دیکھا
اس برس ماہ کوئی جز مہِ شعبان نہ ہوا

شب تاریک جدائی نظر آتی [illegible]
شبچراغ آج بھی وہ لعل بدخشان نہ ہوا

لاکھ کافر کو کیا تونے مسلمان ناسخ +
ہے یہ افسوس کہ تو آپ مسلمان نہ ہوا

بہار آموز نے جو ساتھ والیون سے کہا کہ ان سب کی قید لے جاؤ سبھون نے عرض کی کہ اگر آپ ساربان زادے کی قید اپنے پاس رکھ لیجیے تو ہم صاحبقران کی قید اور غنچۂ آرزو کی لے جائین ساربان زادے سے ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے ہرچند کہ بہار آموز نے ساتھ والیون کو سمجھایا مگر اُن سب نے قبول نہ کیا تب بہار آموز نے جھلا کر کہا کہ کیا مین تم لوگون کے بھروسے پر سحر کرتی ہون مین ابھی قید روانہ کرتی ہون یہ کہ کر کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُسکے ابر بنائے اُن ابرون پر پنجرون کو رکھا اور سحر کیا کہ وہ ابر چرخ مارتے ہوے چلے اور پکار کر آواز دی ای ابر سحر کوہ شفتالو پر جا کے ٹھہرنا قیدی وہین پہونچ جائین راہ مین کہین نہ رُکنا ابر تیز ہو کر چلا شقاق الجادو اپنے دربار مین بیٹھا ہے کئی سو ساحر مصاحب اسکے حاضر صحبت ہین کہ ابر زنگاری آسمان پر نمایان ہوا اسنے

ہنس کر کہا کہ آج ہماری بہن کے سحر کا سامان معلوم ہوتا ہی کسی نے کہا کہ نہین حضور
کسی نے کسی پر موٹھ پھینکی ہی کہ وہ ابر آکر اُترا دیکھا کہ تین قفس اُس پر رکھے ہین اور
ایک نامہ ابر سے گرا اِس نے نامہ اُٹھا کے دیکھا مرقوم تھا کہ بھائی صاحب مین نے
حمزہ کو اور عمرو کو گرفتار کیا غنچۂ آرزو بھی لائق قتل ہی مین نے اسکو بھی روانہ کیا
کہ یہ گیسو بریدہ صاحبقران پر عاشق ہوئی میرے قتل پر کمر باندھی اب تمکو مناسب
ہی کہ انکو قتل کر کے سر ہمارے پاس روانہ کرو شقاق الجادو نے نامہ پڑھ کر
کہا کہ اب تو دن کم باقی ہی ان لوگون کو مجمع عام مین قتل کرنا چاہیے کل قتل کرونگا
تم مین کوئی ایسا ہی کہ شب کو انکی قید کی حفاظت کرے حمزہ اور غنچۂ آرزو کو
مین اپنے پاس رکھونگا فقط اس عیار کی قید کی حفاظت کرو سب ساحرون نے
کانون پر ہاتھ رکھے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران ہم عمرو کی قید کی حفاظت نہین کر سکتے
شقاق الجادو نے کہا کہ صاحبو کیا مین سلطنت تم لوگون کے بھروسے پر کرتا ہون
دائی امان سُبک رو جادو کو بُلاؤ بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ
میلے کپڑے پہنے ہوے ایک لٹھیا بانس کی کہ اُسمین نشتر جابجا جیبھڑے لپیٹے تھے سامنے
آکر پہونچی شقاق کی بلائین لین کہا کہ کیون ای نور نظر آج کیا تھا کہ مجھ کو یاد کیا
مہینون صورت نہین دکھاتے ہو شقاق الجادو نے کہا کہ ای مادر مہربان
مجھے ہر وقت دعوی رہتا ہی کہ جب کوئی بڑا ساحر آئے تو دائی امان کو بُلاؤن
مگر آج محل یہ ہی کہ عمرو کی قید آئی ہی کوئی ساحر اسکا رکھنا قبول نہین کرتا ہی
حمزہ و غنچۂ آرزو کو اپنے محل مین قید کرونگا مگر عمرو کی قید آپ لے جائیے صبح
کو میدان خونی مین لے کر آئیے گا مین اُسی مقام پر قتل کرونگا سُبک رو نے
کہا کہ ای نور نظر یہ بڑا ظالم اظلم ہی ایسا نہو کہ کچھ نہ کچھ فتور کرے شقاق نے
کہا کہ ای مادر مہربان مین رات بھر ان دونو کی حفاظت مین رہونگا آپ فقط اسکی
حفاظت کیجیے سُبک رو نے کہا کہ تیرا کہنا منظور مگر یہ شرط رہی کہ اگر رات کو تو بھی قید
اسکی طلب کریگا تو مین نہ دونگی رات بھر جاگ کر بسر کرونگی یہ کہ کے قفس خواجہ عمرو کا

اُٹھالیا راہ مین کہتی ہوئی چلی کہ کیون او ساربان زادے تونے دمامہ اور مشمش
کو مارا آج اُنکے خون کا بدلہ ہوگا یہ کہتی ہوئی شہر کے راستون کو طی کرکے ایک محلۂ
دیران مین پہونچی جابجا مکان گرے ہوے پڑے تھے ایک مکان کی دیوار خام
دروازہ گھُنا ہوا زنجیر مین باندھے ہوے اُس مکان کو کھولا قفس کو لے کے
اندر آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک دوپڑلہ چھپرٹرا ہی جالے جابجا لگے ہوے تمام مکان
سیاہ ہو رہا ہی چوڑھے پر چند ہنڈیان کالی کالی رکھی ہین قفس کو لاکر ایک مقام پر
رکھدیا گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی کچھ پتے وغیرہ سلگا کر کھچڑی پکائی مٹی کے
طباق مین نکال کر بیٹھ کر خوب کھائی جب ڈکاری تو مُنھ سے دھوان نکلنے لگا شام کے
وقت باہر آکر ایک چبوترہ مٹی کا تھا اُسپر کمل بچھایا سامنے الگنی مین قفس لٹکا دیا کمل
پر آکے بیٹھی ایک طنبورہ نکالا کالی بوتل اُٹھا کر لائی ایک مٹی کے پیالے مین شراب
اُنڈیلی اُسکو پی گئی بڑی بڑی مرچین کنکریان نمک کی بجاے گزک چبانے لگی جب کہ
نشہ ہوا تو طنبورہ اُٹھایا [illegible] انے لگی یعنی بھجن سامری و جمشید کے گا رہی ہی
خواجہ نے دیکھا کہ جو بات مین کہتا ہون یہ ملعونہ بہ غصہ جواب دیتی ہی اور کہتی ہی
کہ او ساربان زادے مجکو دم دینا چاہتا ہی اور سونٹا اُٹھا کے مار دیتی ہی خواجہ
بلک کر رہجاتے ہین جب خواجہ نے دیکھا کہ گانے مین خوب مصروف ہوئی اور بیٹھی
جھوم رہی ہی یعنی اپنے گانے پر ناز ہی اور کہتی جاتی ہی کہ اس گانے کو سامری و
جمشید پسند کرین گے خواجہ نے جب دیکھا کہ خوب جھوم جھوم کے گا رہی ہی ایک
تان ماردی بجلی چمک گئی سُبک رو نے طنبورہ روک کر کہا کہ ارے یہ آواز
کہان سے آئی دل پر نشتر پڑا چار جانب دیکھا کچھ سمجھ مین نہ آیا پھر اپنے کام مین
مصروف ہوئی خواجہ نے دوسری تان لگائی ابکے مرتبہ سُبک رو نے دیکھ لیا
کہا کیون ساربان زادے تونے تو کلیجے پر نشتر ماردیا اب گا مین تیرا گانا سُنونگی
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو قفس سے نکال لیجیے تو آپ کے سامنے گاؤن اور
آپکو راضی کردون سُبک رو نے سنیچہ لوہے کا گرم کرکے عمرو کے جسم پر رکھدیا

عمرو آہ کر کے رہ گیا کہا کہ جلد گا چاہتا ہی کہ مین تجکو قفس سے نکالون کہ تو کوئی عیاری
کر کے مجھے مارے جو اپنی زندگی چاہتا ہی تو جلد گا ورنہ پھر تیغ گرم کرتی ہون عمرو
کانپ گیا کہ اس حرامزادی پر عیاری نہ چلیگی ناچار ہو کر یہ اشعار گانے لگے نظم

مے سے روشن رہے دماغ اپنا ॥ گل نہ ہو ساقیا چراغ اپنا
ہجر مین تر ہوا دماغ اپنا ॥ خشک لب آپ ہی ایاغ اپنا
نکہت زلف کی سی آتی ہی ॥ نہین ملتا ہمین دماغ اپنا
کسکی ہم جستجو مین نکلے تھے ॥ نہین پاتے کہین سراغ اپنا
کیا ہی مذکور مرہم کافور ॥ جب نمک سودہ ہو نہ داغ اپنا
ہی شب ہجر وادی وحشت ॥ دیدۂ غول ہی چراغ اپنا
رات دن گلرخون سے صحبت تھی ॥ یاد آتا ہی خانہ باغ اپنا
سو رہا جو لپٹ کے وہ گل تر ॥ دل ہوا آج باغ باغ اپنا
ہر گل صاف بن گیا چھالا ॥ [illegible] ہوا داغ اپنا

خواجہ بزدر و شور گا رہے ہین سُبک رو جھوم رہی ہی قضائے کار ملکہ سلطان جادو
دختر خرد شقاق الجادو واسطے سیر کے نکلی تھی کہ علم موسیقی مین نہایت درجے کا
کمال رکھتی ہی عمرو کے گانے کی آواز جو کان مین آئی بیقرار ہو گئی دروازے پر
آ کے آواز دی کہ دادی امان دروازہ کھولو سُبک رو نے عمرو کو منع کیا کہ اب
خاموش رہ آواز دی کون ہی کنیزون نے جواب دیا کہ ملکہ سلطان جادو دختر
شقاق الجادو جلد دروازہ کھولیے سُبک رو نے دروازہ کھولا سلطان مع
کنیزون کے اندر آئی کہا کہ دادی جان اس وقت کون گا رہا تھا سُبک رو
نے کہا کہ مین ہی گا رہی تھی سلطان نے کہا کہ واہ دادی جان تمھاری آواز کو
تو مین خوب جانتی ہون خواجہ نے جو سلطان کو دیکھا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ پیر غلام گاتا تھا سُبک رو
نے ایک سونٹا عمرو کو مارا کہا کہ او ساربان زادے خاموش رہ سلطان نے

کہا کہ دادی امان آپ اِسکو کیون مارتی ہین یہ جو کہتا ہی سچ ہی مجکو یقین آیا
کہ یہی گاتا ہوگا یہ کون شخص ہی سُبک رَو نے کہا کہ یہ تمہارے باپ کا قیدی ہی یہ سُنکر
سلطان نے کہا کہ قفس مجکو دیجیے مین اپنے باغ مین لے جاکر اسکا گانا سُنون
سُبک رو نے کہا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہی یہ وہ ظالم اظلم ہی کہ تجکو دم دیکر
نکل جائیگا اور مین تیرے باپ سے شرمندہ ہونگی سلطان نے کہا کہ دادی امان
کیا غضب ہی آپ قیدی کا گانا سُنین اور ہم جو مانگتے ہین تو آپ نہین دیتی ہین مین
جاکر ابا جان سے کہتی ہون یہ کہکے بال سر کے نوچ ڈالے روتی ہوئی محل مین
آئی شقاق الجادو پڑا ہوا سو رہا تھا زوجہ اسکی ریحانہ بانو ہی اِسنے جو بیٹی کو
روتے ہوے دیکھا پوچھا کہ کیون نور نظر خیر تو ہی کیون آہ و زاری کرتی ہو سلطان
نے کہا ای اما جان بی سبک رو کو بڑا اختیار ہوا کہ قیدی کا گانا سُن رہی ہین ہمنے
جو تھوڑی دیر کے لیے مانگا تو قفس نہ دیا سب کنیزون نے گواہی دی ریحانہ نے
شوہر کو جگایا ایک دوہتھڑ مارکر کہا کہ بیٹی کو ساتھ لے جاؤ قیدی کو دلوادو یہ بھی
گانا سُنے گی شقاق الجادو نے کہا ای نور نظر اُسنے مجھسے وعدہ کرلیا تھا کہ مین شب
کو قیدی کو نہ دونگی کنیزون نے کہا کہ حضور خوب وعدہ کیا آپ تو مزے اُڑا رہی ہین
اور ملکہ کو نہ دیا شقاق الجادو نے سلطان کو گود مین اُٹھا لیا سلطان کو
ہچکیان لگی ہوئی ہین شقاق الجادو گود مین لیے ہوے مکان پر سبک رَو کے
آیا کہا دائی امان قفس دے دو سبک رو نے کہا کہ او نالائق لاڈلی بیٹیان لاڈ
مین خراب ہوتی ہین سلطان نے کہا کہ سو کنیزین میرے ساتھ رہتی ہین وہ جتنین
ہین کہ اس ساربان زادے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائین ہم کو کیا دم دیگا ذرا بھی
مکر کرے تو بوٹیان کاٹ کر پھینک دین وہی غزل جو گا رہا تھا اُسکو لکھوا لونگی بعد
اُسکے آپ کو اختیار ہی شقاق الجادو نے کہا کہ ای نور نظر صبح کو میدان خونی
کی تیاری ہوگی وہین اسکی قید کو لے آنا سر کاٹ کر روانہ کردونگا سلطان نے
کہا کہ خوب ایسا ہی ہوگا قفس لے کر اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہا کہ گرد آکر

بیٹھو کنیزین گرد بیٹھین خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ نے یہ غزل شروع کی نظم

مقابل آپکی آنکھوں کا آہو ہو نہین سکتا ۔ انھین یہ آتے جادو دگر سے جادو ہو نہین سکتا

مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ آب نیساں کا ۔ در نایاب ہو سکتا ہی آنسو ہو نہین سکتا

گدا ے کوچہ کیا درویش صحرا گرد کے آگے ۔ کوئی کُتا کبھی وحشت سے آہو ہو نہین سکتا

کرے کیا استفاضہ اُسکو استعداد لازم ہی ۔ کہ برگ شاخ گلبن گُل سے خوشبو ہو نہین سکتا

نزاکت شاخ گُل مین ہی کہان اُس گُل سے ہاتھونکی ۔ کوئی گلبرگ بھی تعویذ بازو ہو نہین سکتا

ہی اُس آتش کے پرکالے سے فرقت ایک جا ہمین ۔ سوا ے داغ حسرت گرم پہلو ہو نہین سکتا

جو او پہلو نشین تو کر گیا پہلو تہی ہمسے ۔ جدا پہلو سے دم بھر درد پہلو ہو نہین سکتا

ہوا جو خود نما اس باغ مین جلدی فنا ہوگا ۔ قیام رنگ گُل تا ہستی بو ہو نہین سکتا

خواجہ اس لطف سے گانے کہ سلطان خوش ہوگئی اور خواجہ عمرو بھی سلطان پر عاشق ہوے سلطان نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب نہ گھبراؤ میری جان کے ساتھ تمھاری جان ہی جو بادا جان میرا سرکار [illegible] تمھین بھی قتل کرین گے اب تم باغ مین پھرو مگر باہر نہ جانا خواجہ ٹہلنے لگے ٹہلتے ٹہلتے یکایک غائب ہوگئے سلطان رونے لگی کہا صاحبو خواجہ کو ڈھونڈھو کنیزون نے سارے باغ مین ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا سلطان نے روکر کہا کہ خواجہ تم ناحق غائب ہوے مین تمکو نہ دیتی خواجہ نے پہلو سے پکار کر کہا مین تو حاضر ہون جب آپ میری معین ہین تو مین کیون بھاگونگا سلطان نے مُنھ پھیر کر دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کہ خواجہ کچھ خوف نہ کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ جون جون رات گھٹتی ہی میرا خون گھٹا جاتا ہی ملکہ نے کہا کہ خواجہ نہ گھبراؤ اس عرصے مین ستارہ سحری چمکا ملکہ نے کہا کہ خواجہ قفس مین بیٹھ جاؤ اب لوگ لینے کو آوین گے وہان شقاق الجادو میدان مین آیا کہا کہ ابھی تک کیا معرکہ ہی کہ عمرو کو لے کر بیٹی نہین آئی دو سپہ سالار تھے سالار و اشرار اُن سے کہا کہ باغ ملکہ پر جاؤ عمرو کو لاؤ سالار و اشرار آئے دروازے پر باغ کے کھڑے کہلا بھیجا کہ عمرو کو دیجیے ملکہ نے اُنکو اندر بلوایا قفس مین عمرو کو دکھادیا

کہا دیکھو عمرو قفس مین قید ہی بادا جان سے کہدینا کہ رات کم باقی تھی مین غزل نہین
لکھنے پائی آج اور ٹال دیجیے کل مین خود لے کر آؤنگی آج اور معاف فرمائیے اشرار
وسالار ڈرے کہ یہ پیاری بیٹی ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ ہمسے خفا ہون کہنے گئے کہ ملکہ اسکو
باحتیاط رکھیے گا کل ہم آکے لیجائینگے جا کے شاہ سے بیان کیا کہ حضور ملکہ نے
بوجہ رات کم باقی رہنے کے گانا نہین سنا تھا آج سنین گی کل قیدی آویگا شاہ یہ سنکر
پلٹ گیا یہان رات کو ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے قطعہ

کرتا نہین مرے دلِ افگار کا علاج	ہر دم ہی زخم روزنِ دیوار کا علاج
سو قوت ہی حنوط کے کافور پر دلا	مجروح تیغ ابروِ خمدار کا علاج
اُس رشکِ گل کو طب مین مہارت ہی اسقدر	چاہے کرے وہ نرگسِ بیمار کا علاج

گاتے گاتے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال آپ کو اور دکھاؤن کہ
ساقی گری کردن ملکہ نے کہا کہ خواجہ ساقی گری کیا مشکل ہی خواجہ نے کہا منھ
سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پیرون سے ناچون سر سے شراب پلاؤن ملکہ نے کہا
کہ خواجہ یہ تو بہت مشکل ہی خواجہ نے کہا کہ کنجی میخانے کی مجھے دیجیے ملکہ نے کنجی
دی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان پیالے اٹھا اٹھا کے
لے گئین خواجہ نے چالیس گلابیان درست کر کے کشتی مین لگائین لیکر محفل مین
آئے سلطان نے کہا کہ دیکھو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ اگر زاہد بھی
دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے پاؤن مین گھنگرو باندھے سامنے کھڑے ہو کر
گت ناچنے لگے جام سر پر رکھا سلطان حیران ہی کہ خواجہ عمرو توڑے لیتے ہوے
آتے ہین مگر کیا مجال کہ شراب گرے سامنے سلطان کے آکر سر جھکایا اور
کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سلطان نے دونون ہاتھ
بڑھا دیے جام لے کر پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین
سب کو شراب پلائی جب سب بیہوش ہوے تو سلطان کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا

سلطان کی شکل بنکر سو رہے جب صبح ہوئی کنیزون نے جگایا ملکہ نے اُٹھتے ہی پوچھا
کہ خواجہ عمرو کہان ہین سب کنیزین ڈھونڈھنے کو دوڑین چہار جانب ڈھونڈھا
کہین نہ پایا آکر عرض کی کہ حضور کہین پتہ نہین لگتا ملکہ نے سر دے مارا کہا کہ
صاحبو غضب ہوا عمرو مجکو ذلیل کر گیا اب مین باپ کو کیا جواب دونگی یہ کہکے
رونا شروع کیا اور دوڑین کہ مین اپنے کو کنوئین مین گرا دون کنیزین سب
لپٹی ہوئی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو چھوڑ دو ارے کمبختو مین باپ کو اپنے کیا مُنھ
دکھاؤنگی یہ ہنگامہ تھا کہ اشرار و سالار خواجہ کو لینے آئے کنیزون نے کہا کہ
صاحبو عمرو غائب ہو گیا ملکہ جان دینے پر آمادہ ہین دونون افسر بھاگے اور
آکے اپنے مالک سے کہا کہ حضور عمرو غائب ہو گیا صاحبزادی جان دینے پر آمادہ
ہو رہی ہین جلدی چلیے ایسا نہ ہو کہ اپنے کو کنوئین مین گرا دین یہ سُنکر شقاق الجادو
گھبرا گیا پہلے گھر مین آیا زوجہ سے ذکر کیا ریحانہ نے کہا کہ صاحب جلدی جاؤ عمرو
نگوڑا قید تھا تو ہمین کیا فائدہ تھا ایسا نہ ہو کہ میری دختر پر کچھ زوال آجائے یہ سُنکر
شقاق روانہ ہوا اُس وقت باغ مین آیا کہ دیکھا ملکہ کنوئین مین پانون لٹکائے
بیٹھی ہین کنیزین لپٹی ہوئی ہین ملکہ کہتی ہین کہ ارے صاحبو میرا باپ آگیا اب مین
اُس سے کیا کہون مکار دغا کر کے چلا گیا مین اپنی جان دونگی شقاق نے آکے
بیٹی کو گود مین اُٹھایا ملکہ نے اپنے کو گود سے گرا دیا مُنھ پیٹ لیا کہا کہ ارے ان کمبختون
نے مجھے ذلیل کرایا باپ نے کہا کہ عمرو کہان جائیگا مین گرفتار کرا منگاؤنگا ملکہ نے
کہا کہ ای باپ یہ سو کنیزین مُنھ دیکھنے کو ہین ایک آدمی انکے روکے نہ رُکا شقاق
نے گود مین لیا سمجھاتا ہوا لے چلا کہ بیٹا نہ گھبراؤ عمرو سرحد سے اس پہاڑ کی نجا سکیگا
ملکہ کہتی ہی مین تو جان دونگی مجکو دھوکا دے گیا مان نے آکر جو یہ حال دیکھا دوڑ کے
بلائین لین کہا بیٹا کیون روتی ہو عمرو کو تمہارے باپ پکڑوا بلائین گے تمہاری کیا
خطا ہی سلطان رونا موقوف نہین کرتی عجب طرح کی قیامت برپا ہی یہی ہلڑ ہی کہ
عمرو دھوکا دے گیا سلطان کا عجب حال ہی غیرت مین اپنی جان دیتی ہی مان باپ

سمجھا رہے ہین نہین مانتی آخر باپ گود مین لے کر بیٹھا سارا دن تڑپنے مین گذرا اب
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے فوج زرین پوش مہر کو شکست دی لیلی شب نے
نقاب چہرے سے اُلٹی مجنون روز دشت نجد مین چھپا ملکہ روتے روتے باپ کے
کاندھے پر سو گیئن ریحانہ نے کہا کہ صاحب بیٹی کو لٹا دو ایک طرف تم لیٹو اور
ایک طرف مین یہ صلاح کر کے ایک طرف باپ لیٹا اور ایک طرف مان لیٹی کنیزین
جا کر گوشون مین چھپین حکم ہو گیا کہ کوئی بات نہ کرے خواجہ نے دو پہر رات گئے آنکھ
کھولی شقاق الجادو کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر سوئے صبح کو جو آنکھ کھلی تیغہ
کھینچا کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن سے کہا کہ حرامزادیو بتاؤ میری بیٹی کیا
ہوئی محل مین ایک تلاطم ہے کہ لو صاحبو بیٹی غائب ہو گئی ریحانہ کو سامنے بلایا تلوار
چمکا کر کہا کہ کیون حرامزادی اب تو راضی ہوئی بیٹی میری غائب ہو گئی ریحانہ
نے سر جھکا کر کہا کہ لو صاحب یہ سر حاضر ہے کاٹ لو شقاق الجادو نے ہاتھ تلوار
کا مارا کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو سب کانپ گئے کہ زوجہ کو مار ڈالا
وہی تیغہ خون آلود لیے ہوئے باہر نکلا چوبدارون کو قتل کیا دربار مین آ کے
حکم دیا کہ سُبک رو کو بلاؤ اسی ملعونہ کی ذات سے سارا فساد برپا ہوا ساحر گئے
اور سُبک رو کو لائے شقاق الجادو نقلی نے پکار کر آواز دی کہ او ضعیفہ
مکارہ اگر تو گانا نہ سُنتی تو یہ آفت کاہے کو برپا ہوتی کیا مجھ سے مقابلہ کریگی یہ
سُنکر سُبک رو نے کہا کہ اے نور نظر مین نے تجکو خون جگر پلا کر پرورش کیا بھلا مین
تجھسے مقابلہ کرونگی لڑکی کا غائب ہونا ایسا ہوا کہ تیرے غم سے میرا بھی کلیجہ خون ہو گیا
حیران ہون کہ اُسکو کہان ڈھونڈھون شقاق الجادو نے تلوار گلے پر رکھی
کہا کہ دیکھ او حرامزادی مین اپنے کو ہلاک کرتا ہون سُبک رو بیقرار ہو کے
دوڑی کہتی ہوئی کہ اے نور نظر تو نے غضب کیا کہ زوجہ کو قتل کر ڈالا اب اپنے
کو بھی ہلاک کیا چاہتا ہے مین اپنی جان تجھپر نثار کرونگی نیرا رنج نہ دیکھ سکونگی
یہ کہہ کے قریب آئی چاہا کہ تلوار چھین لون شقاق الجادو نے کہا کہ او مکارہ دیکھ

خداوند آتے ہین اور مجکو بُلاتے ہین کہتے ہین بہشت مین چلو مین ضرور قدرت کے
ساتھ جاؤنگا ضعیفہ بلٹی عمرو نے پہلو سے ہاتھ مارا ضعیفہ کے دو ٹکڑے ہوے
مصاحبون نے جو دیکھا کہ ضعیفہ کو مار ڈالا ہر ایک کا قول تھا کہ شقاق الجادو غم
مین بیٹی کے اپنے ہوش مین نہین ہی زوجہ کو کسقدر چاہتا تھا لیکن اُسکو بھی مار ڈالا
اب ملک کو ویران کریگا وہ دایہ کہ جسکا دودھ پیا اور مادر مہربان کہتے تھے اُس کو
مارتے بھی افسوس نہ آیا کیسا ہاتھ مار دیا تخت پر آکے شقاق بیٹھا اشرار و سالار
دونون جادوگرون کو بُلایا اشرار سے کہا کہ تو جو عمرو کو لینے گیا تھا تو نے میری بیٹی کو
ایسے سخت کلمے کہے کہ اُسی غیرت مین وہ نکل گئی ای سالار اشرار کا سر کاٹ لے
چند جادوگرون نے لپٹ کر اشرار کو قتل کیا جب اشرار قتل ہو چکا تو کہا کہ کیون
یارو میرے سردار قدیم کو تمنے قتل کیا اور مجکو نہ سمجھایا کہ اسکو نہ قتل کیجیے اب اُس کے
بدے مین سالار کو بھی قتل کرو کہ اِسنے اشرار کو قتل کرایا اور مجکو نہ سمجھایا ساحرون
نے بل کر سالار کو بھی قتل کیا ایک کو ایک سے قتل کرانا شروع کیا ہر ایک پر یہی
جرم رکھا کہ یارو مجکو سمجھاتے نہین مین تو بیٹی کے غم مین بدحواس ہو رہا ہون اور
تمھارے نزدیک کچھ بات نہین مناسب یہ ہی کہ باہر نکل جاؤ میرے ملک سے نکلو اب
مین اپنی بھی جان دونگا بعد ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہی تم لوگون نے اُسکو ایسے
کلمات کہے کہ غیرت مین اُسنے اپنے کو آوارہ کیا تم لوگ بھی مجھے صورت نہ دکھاؤ ایک
چولھا بنادو اُسپر ایک کڑھاؤ رکھو اُس مین تیل ڈال دو اور آگ روشن کر دو تم سب
باہر جاؤ مین اپنی جان دونگا شقاق نقلی کیواسطے سب دعائین کرتے ہین کہ یہ ظالم بھی
اپنی جان دے تو فراغت ہو گئی ہی جادوگرون کو قتل کر چکا اب بیٹی کے غم مین خود جان
دیے گیا ہی بیٹی بھی ایسی تھی کہ رشک آفتاب و ماہتاب کلام مین لاجواب قد سرو
باغ خوبی عارض گل گلزار محبوبی اُسکا غائب ہونا اسپر بہت شاق ہوا اب جان دینے پر
آمادہ ہی بیشک یہ اپنی جان دیگا مگر نہین معلوم وہ معشوق کہان گئی اور کس صحرا مین
پہونچی آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھیے اُس پر کیا گذرے یہان جب

خواجہ نے دیکھا کہ سب باہر گئے اور اب مین اکیلا ہون اُس جادوگر کو زنبیل سے
نکالا اور دیکھا کہ تیل کھولنے لگا جادوگر جال مین لپٹا ہوا تھا جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا
وہ ساحر زبردست جو کڑھاؤ مین گرا ایک دناٹا ہوا بہت سے زاغ وزغن پیدا ہوے
غل مچاتے تھے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شقاق الجادو بود سب لوگ جو
باہر تھے خوشیان کرنے لگے کہتے تھے کہ بڑا ظالم مرا خواجہ نے دروازہ کھولا سب نے
دیکھا کہ شقاق الجادو تخت پر بیٹھا ہی کانپنے لگے کہتے تھے وہ کون مرا تھا کہ جس کے
مرنے کی آواز آئی بعضے کہتے ہین شیطان ہو گیا کہ مرنے کی بھی آواز آئی اور تخت پر
بیٹھا ہی اس سے ڈرنا چاہیے سب آکر بیٹھے خواجہ نے پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین
منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شقاق الجادو کو مارا سب ساحرون کا
کام تمام کیا اب اطاعت کرو ورنہ تم سب کو قتل کرونگا سب قدمون پر گرے اور
کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوے جب سب کو خواجہ نے مسلمان کیا سب ملک
باسلام آباد ہوا سلطان کو زنبیل سے نکالا تخت پر بٹھایا ہوشیار کر کے کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین نے خاتمہ کر دیا تمھاری مان اور باپ کو مارا سب ساحرون کو
قتل کیا تم تخت پر بیٹھو یہان کی حکومت کرو اگر کوئی فساد کریگا مین آکر سمجھ لونگا
صاحبقران کو اور ملکہ کو قید سے رہا کیا جب یہ دونون قید سے چھوٹے عمرو نے
امیر سے کہا کہ حضور یہان تشریف رکھیں مین اب جا کے شفا و باد انگیز کی گردن
لون وہ دونون صحرا مین چین کر رہے ہین خواجہ بشکل ریحانہ ایک محافہ مین
سوار ہوے شفا و باد انگیز صحرا مین اُترے ہوے ہین ذکر ہو رہا ہی کہ خواجہ و
امیر قتل ہو گئے ہونگے کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ ریحانہ آتی ہین سر امیر و
عمرو کے ساتھ ہین شفا و باد انگیز واسطے استقبال کے نکلے آگے دیکھا کہ محافہ
بیچ مین ہی اِدھر اُدھر اُدھر امیر و عمرو کے سر ہین سرون کو دیکھکر بہت خوش ہوے
کہتے تھے کہ دو شخص مارے گئے کہ جنکی نہیب شمشیر سے ساحران ملک تھراتے تھے اب
کتنی بڑی سب کو خوشی ہوئی یہ کہہ کر شفاے جادو قریب محافہ آیا پوچھا کہ ای ملکۂ عالم

آپ نے کیون تکلیف فرمائی ریحانہ نقلی نے کہا کہ ای شفاے جادو شوہر نے میرے
امیر و عمرو دونون کو قتل کیا اب ایک کام کرو کہ بہار آموز کو بلواؤ اسی صحرا مین
ایک جلسہ ہو شب بھر جام مے ارغوانی چلے صبح کو ہم تم سب مل کر طلسم کشا کو سر امیر
دکھائین گے وہ اپنے دادا کا سر دیکھ کر ہلاک ہو جائیگا طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیگا
بادانگیز نے آکر ریحانۂ نقلی کو اُتروایا بارگاہ مین لاکر پہونچایا شفاے جادو نے
نامہ لکھا کہ ای بہار آموز مبارک ہو کہ عمرو و امیر قتل ہوے زوجۂ شقاق الجادو
صحراے مرد ارید مین فروکش ہین جلد آؤ جشن ہوگا سامری و جمشید کی نذر و نیاز
بھی ہوگی بہار آموز کو جو یہ نامہ پہونچا مثل گُل شگفتہ ہو گئی اور نامے مین یہ بھی لکھا تھا
کہ ملکہ غنچۂ آرزو مرنے سے صاحبقران کے اپنے ہوش مین آگئین کہتی ہین کہ مین
اپنے ہوش مین نہ تھی بہار آموز نے اُسی وقت تیاری کی بارہ ہزار کنیزون کو اپنے
ساتھ لیا تخت پر سوار ہو کر چلی بیرون کو ساتھ رکھا ہی جب قریب صحراے مرد ارید
پہونچی شفاے جادو کو نامہ لکھا کہ مین حاضر ہوئی امیدوار جشن ہون بیشک اب
طلسم کشا کا چل کر کام تمام کرین گے یہ بڑا مژدہ سُنا یا کہ غنچۂ آرزو اپنے ہوش مین آئی
تمھاری ذات سے یہ فتح ہوئی شفاے جادو یہ نامہ دیکھ کر خود گیا اور بہار آموز
کو لیکر آیا بہار آموز نے آکر ریحانۂ نقلی کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ آپ کے
ملک پر جا کر خاتمۂ صاحبقرانی ہوا اس شخص نے بہت سر اُٹھایا تھا جسکا یہ انجام ہوا
اب جس دن طلسم کشا کا سر ملے طلسم خیال سکندری محفوظ رہے یقین ہی کہ سر اُنکا
دیکھ کر کل مسلمانون کے حوصلے پست ہو جائین طلسم سے نکل کر بھاگین ریحانہ نے کہا
کہ ای بہار آموز میرا شوہر ایسا ہی زبردست ہی کہ جسنے ان فسادیون کو قتل کیا
اور خاک مین ملایا بروقت قتل بڑا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو دیوان پردۂ قاف آجائین
یا فرزند اسکے پہونچین یا طلسم کشا آجائے مگر ایسا انتظام کیا تھا کہ سب طرف سے راستہ
بند کر دیا تھا کوئی نہ آنے پایا عمرو نے بڑے بڑے مکر کیے مگر شوہر نے میرے کسی مکر کو
نہ مانا آخر قتل ہوے لیکن جس وقت عمرو قتل ہوا تھا چہار طرف ہنگامہ دشور تھا

دمامہ دشمش کی آواز آتی تھی کہ آج ہمارے خون کا بدلہ ہوا اب ہم نے قید سے رہائی پائی دنیا مین تو اب نہین آسکتے کیونکہ ہمنے چولہ تبدیل کر ڈالا ہی اپنے بھائی اور بندون کے ساتھ رہین گے یہ کہکر ریحانہ نے کہا کہ ای فرزند سامان جشن کرو تاکہ روح سامری کو ثواب پہونچے قدرت کو بھی عرضیان لکھو کہ یا خداوند آپکو مبارک ہو جو آپ نے ادل مین لکھا تھا وہ سب منسوخ ہوا بہار آموز نے بارگاہ کو آراستہ کیا ریحانہ تخت پر بیٹھین سب ساحر گرد آکر حاضر ہوے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گائے جاتے تھے نظم

ماہ نو سے جو وہ خورشید مقابل ہوگا
اُسپہ آفت نہین مُنھ سوے خدا ہی جسکا
مردم چشم ملائک ہین ترے خال سیاہ
شمس جانین گے منجم تجھے اور اُسکو قمر
مار ڈالا ہی جسے جان کے جون قاتل نے
غافلو نشۂ دولت سے نہ اتنا بہکو
آسمان کو نہ بہت ناز سے دیکھو ظالم
اُنس ہی تجکو عبث لالہ رخون سے ناسخ

یہ یقین ہی کہ نظر آتے ہی کامل ہوگا
طائر قبلہ نما کا ہے کو بسمل ہوگا
روے خورشید پہ ایسا نہ کوئی تل ہوگا
آئنہ جب ترے چہرے کے مقابل ہوگا
زلف مشکین مین یقین ہی وہ مرا دل ہوگا
دیکھنا کاسۂ سر کاسۂ سائل ہوگا
ابھی بیہوش ہر اک عرش کا حامل ہوگا
داغ حسرت کے سوا خاک نہ حاصل ہوگا

خواجہ نے تخت سے اُٹھکر کہا کہ صاحبو آج بڑی خوشی ہی کہ دشمن سامری مارا گیا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ملک تباہ ہوے بڑے بڑے ساحر مارے گئے روح سامری کو کیا صدمہ پہونچا ہوگا لہذا دل چاہتا ہی کہ پتلے شراب کے منگاؤ اُس پر القاب سامری پڑھون کتاب ژند پاژند مین لکھا ہی کہ جو القاب سامری پڑھا ہوا جام پیے گا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی اس بات پر سب خوش ہوے پتلے شراب کے لاکر رکھے گئے خواجہ نے اُٹھکر القاب سامری پڑھا شراب مین بیہوشی ملائی حکم کیا کہ سب ایک ایک جام پیین ساحرون کے دل خوشی تھے ایک سے ایک بغلگیر ہوتا تھا اور ہر ایک کا قول تھا کہ آج ہمارا دشمن سخت مارا گیا دیکھو اس محفل مین

سامری و جمشید بھی آئے ہین قدرت ناچ رہے ہین اور بتا رہے ہین کیا کیا اشعار گا رہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہی **نظم**

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے — پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے
ای چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا — سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی — پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا — آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے
محوِ جمال ہون تپ دیرینہ ہی مجھے — مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی — آنکھین لڑی ہوئی ہین مری آفتاب سے
نظارہ ہاے حُسن سے سینہ ہی داغدار — حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے
ابرو کتابِ حُسن مین پائے جو انتخاب — یہ بیت یاد کی ورقِ آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون — شرمائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہِ مست تری کام کر گئی — ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے
آداب حُسن مین مجھے لب بستگی رہی — نکلی نہ بات بھی دمِ پرسش حجاب سے
سینہ کیا شگاف رُلایا اُنھین بھی خوب — دھوئین کدورتین جگر آب آب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے — اٹکے گلے مین گھونٹو نہ خنجر کی آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی — مستی کو کھینچ لین گے حجاب شراب سے
یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیازیان — طفلی کو میری ننگ ہی شیب و شباب سے
کیا کیا زبانِ تیغ نے بخشی حلاوتین — لبریز ہین دہانِ جراحت لعاب سے
میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا — آئین خرابیان دلِ خانہ خراب سے
ہان ای نسیم اپنی شفاعت کے واسطے — حاصل کرین گے خاک در بوتراب سے

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی ریحانہ نقلی نے بہار آموز سے کہا کہ شیشۂ اسم اعظم حمزہ و حرز ہیکل کہان ہی وہ مجکو دو قدرت مانگتے ہین یہ چیزین آسمان پر سے جائین گے اب یہ چیزین دنیا مین نہ رہین گی فرشتون کے پاس رہین گی یہ سُنکر بہار آموز نے شیشہ اور

حرز ہیکل منگا کے خواجہ کو دی خواجہ نے شیشہ توڑ ڈالا اور حرز ہیکل کو اپنے پاس
رکھ لیا سب کو ایک ایک جام پلایا جادوگر بلبلا نے لگے کوئی کسی کی داڑھی پکڑتا ہی
کوئی کسی کی کلاہ اُتارتا ہی کوئی کسی کے گریبان مین ہاتھ ڈالتا ہی تھوڑے عرصے
مین بہار آموز اپنے مقام سے اُٹھی سلام کرتی ہوئی دوڑی پکارتی ہوئی یا خداوند
آپ نے بڑی تقدیر کامل کی کہ بڑا دشمن قتل ہوا ذرا میرے پاس آئیے اور میرے
قدمون کو بوسہ دیجیے یہ کہتی ہوئی اُٹھی چند قدم چل کر گری سب جادوگر لینا لینا کہکر
اُٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا غنچۂ آرزو گوشے سے
نکلی برق گرانے لگی ایک طرف سے صبائے سحر خیز بھی پیدا ہو گئی گویا چھپی ہوئی تھی
اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی ان دونون جادوگرنیون نے جو ل کر برق گرائی صدہا جادوگر
اور جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے سب کو خواجہ نے قتل کیا غنچۂ آرزو و صبائے سحر خیز
ہمراہ ہین چند جادوگرنیان اور ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ ہمراہ ہوے خدمت مین
صاحبقران کی پہونچے صاحبقران سب کو ساتھ لے کر جاہتے ہین کہ کوچ کرین خبر
پہونچی کہ رستم نوجوان تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا کہ رستم کو تو دوکان پر تاجر کی
چھوڑا تھا وہ کیونکر آئے مگر حقیر عرض کرتا ہی کہ تاجر نے رستم کی دعوت کی تھی مین دعوت
مین ناچ راگ و رنگ ہوا ایک نازنین گلنار پوش تھی اُسنے دامن رستم کا تھاما
بتا بتا کر چند اشعار پڑھے رستم بیقرار ہو گئے اُسنے اشارے سے وعدہ کیا کہ کوٹھے
پر آئیے رستم اُٹھ کر کوٹھے پر گئے دیکھا کہ وہی مہ جبین ایک زنگی کو پہلو مین لیے
بیٹھی ہی رستم نے کلمات سخت کہے نازنین نے کہا کہ آپ کیون بگڑتے ہین یہ میرا شوہر
ہی آپ اسکے وقت پر کیون آئے رستم نے زنگی کو مارا جب اُس عورت پر تلوار
اُٹھائی تو وہ قدمون پر گرنے لگی اور کہا کہ اَی شہریار میری خطا کو معاف فرمائیے
ایران دبو کش نامے ایک پہلوان صحرا مین فروکش ہی آپ کی خبر سُن کر آیا ہی مجکو
چاہتا ہی کہ لے جائے اُس کے ہاتھ سے بچائیے رستم مقابلۂ ایران مین آئے
اُسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین مقابلہ پڑا اُس کے سے نیزہ چلا جب نیزہ اُسکا

رستم نے نکالا پھر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ جو مارا ایران
کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی ایران کے اندھیرا ہو گیا پانی برستا تھا نہرین
جوش مار رہی تھین اُسی عورت نے سامنے آکر کہا کہ ای شہریار اپنے کو اس
حوض مین گرا دیجیے پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھیے رستم حیران حیران
اُسکی جانب دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے پھر آواز آئی کہ اپنے کو حوض مین
گرا دو رستم کو کچھ نہ بن پڑا آخر بسم اللہ کہکر حوض مین کود پڑے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بلندی سے کودا ہون کبھی سر تلے پانون اوپر کبھی پانون نیچے سر اوپر افتان
وخیزان زمین پر گرے تب آمد لشکر صاحبقران دیکھی بارگاہ مین آکے امیر
سے ملے اور سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر مین بھی
عجب آفت مین مبتلا تھا مگر خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا عمرو نے صلاح دی کہ
اب کوچ کیجیے امیر نے قصد کیا ہی کہ کوچ کرین رستم ساتھ ہین کہ یکایک صحرا سے
گرد اُڑی تمغاج خطائی گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نیزے سب کے
ہاتھ مین نمایان ہوا اور سامنے لشکر امیر کے اُترا اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا امیر
کو خبر پہونچی فرمایا کہ خواجہ تم بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا
صبح کو تمغاج میدان مین آیا ادھر سے صاحبقران پہونچے تمغاج نے گینڈا
اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ یا صاحبقران زبان مین نے سنا ہی کہ آپنے
اپنے فرزند کا نام رستم رکھا ہی مین رستم کے مقابلے کا مشتاق ہون دیکھون تو کیسے
رستم ہین علمشاہ نے یہ سن کر مرکب ٹھکرایا سامنے صاحبقران کے آکر عرض کی
کہ ای قبلہ وکعبہ اجازت میدان صاحبقران نے رخصت دی علمشاہ گھوڑا
اُڑا کر برائے مقابلۂ تمغاج چلے سہام جادو تمغاج کے ساتھ ہی عقاب کی
شکل بنی ہوئی ایک نخل پر بیٹھی ہی رستم جو مقابلے مین آئے سہام سحر کرنے لگی مگر
رستم کے ہاتھ مین انگشتر سامری ہی سحر تاثیر نہین کرتا رستم نے نیزہ تمغاج کا
نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی دن بھر کی کشتی مین

اُسے زیر کیا سوال اسلام کیا یہ بمکر مسلمان ہوا رستم ساتھ لے کر تمفاج کو خدمت صاحبقران مین آئے عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار اسکے بشرے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بصدق دل مسلمان نہین ہوا صاحبقران نے جھڑک دیا مگر تمفاج ایک خیمے مین آکر داخل ہوا اس فکر مین ہی کہ رات کو رستم کے تئین قتل کرون رات کو اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ کھینچے ہوے خیمۂ رستم مین آیا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون رستم کی آنکھ کُھل گئی للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی تمفاج بھاگا رستم نکل کے گھوڑے پر سوار ہوے تعاقب مین تمفاج کے چلے تمفاج بھاگا ہوا جاتا ہی ہلڑ جو ہوا سہام جادو نے خبر سُنی کہ تمفاج رستم کو تلوار مار کر بھاگا ہی اور رستم تعاقب مین جاتے ہین عقب سے سحر کرتی ہوئی چلی مگر جو سحر کرتی ہی وہ قریب رستم نہین پہونچتا حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی جو سحر تاثیر نہین کرتا تمفاج بدحواس بھاگا ہوا جاتا تھا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی پوچھا کہ یارو یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے بیان کیا کہ ہنگام فیل کش نامے ایک پہلوان ساٹھ ستر ہزار فوج سے فروکش ہی تلاش مین ہی کہ طلسم کشا کو پاؤن تو قتل کرون یہ سُنکر تمفاج لشکر مین گُھس آیا بارگاہ مین ہنگام کی پہونچا ہنگام نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان یہ کیا باعث ہی کہ جو تم اسقدر پریشان ہو اور کیون گھبرائے ہوے آئے ہو تمفاج نے کہا کہ ای برادر میرے تعاقب مین رستم آتا ہی چار پہر مین اُس سے لڑا وہ مجکو زیر کرکے لے گیا تھا رات کو مین نے قصد کیا کہ قتل کرون وہ جاگ اُٹھا میرے تعاقب مین آتا ہی ہنگام نے کہا کہ تم بیٹھو کیا مجال ہی کہ یہان کوئی آئے ٹکڑے اُڑا دون اس طور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین یہ ذکر تھا کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا ہنگام نے اُٹھ کر پوچھا کہ ارے یہ ہنگامہ کیسا ہی لوگون نے چاہا کہ کہین دیکھا کہ درگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا آتا ہی ہنگام نے جو سر درگہ سالار کا دیکھا فوراً للکارا کہ ای رستم بس زیادہ گستاخی نہ کر نا رستم نے کہا کہ ہمارے دزد کو

حوالے کردو ہنگام نے تمفاج کو اشارہ کیا کہ ارے مارے کیون خوف کرتا ہے
تمفاج ہنگام کے کہنے سے بڑھا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا نعرۂ رستم علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت
مرزدق افگندہ شور + ہاتھ تلوار کا مارا تمفاج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر
تیغۂ برق تاب دست زبردست رستم عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
تلوار جو گری سراسر کلے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق
سینے سے مثل سیماب گذر کر زمین کو بوسہ دیا ہنگام نے للکار کر آواز دی کہ ای
رستم یہ کیا غضب کیا ہمارے سامنے اُس شخص کو مارا کہ جسنے ہمارے دامن مین پناہ
لی تھی اب کیونکر بچو گے نہین جانتے کہ مین نے فیلان جنگی کو چیر کر پھینک دیا ہے
ہنگام فیل کش میرا لقب ہے رستم نے کہا کہ تجھ ایسے بہت سے نامرد ہمارے ہاتھ
سے مارے جا چکے ہین مقابلے مین آ یہ ذکر تھا کہ سہام جادو آ کر پہونچی لاشہ تمفاج
کا دیکھ کر تڑپ گئی کہتی تھی کہ میرے پُرانے آشنا کو مارا اب مین راتون کو تڑپون گی
کون میری تسکین کریگا رستم پر سحر کیا رستم نے پلٹ کر ہاتھ سہام کا تھام کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر سہام کا اُڑ گیا تھرا کر گری ہنگام کا ارادہ تھا کہ مقابلہ کرون
مگر یہ قوت رستم کی دیکھ کر تھرا گیا دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا کہ ای شہریار مین
آپ کی اطاعت کرتا ہون مجھے بقراط نے براے مقابلۂ طلسم کشا بھیجا تھا مین کئی
دن سے طلسم کشا کو تلاش کرتا پھرتا ہون آج تین دن سے اس مقام پر اُترا ہون
شب کو غولان صحرائی آتے ہین لشکر کو تباہ کرتے ہین امیدوار ہون اسکا انتظام
کر دیجیے مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے سر ہنگام کا سینے سے لگایا اور وعدہ
فرمایا کہ انشاءاللہ آج ہی شب کو غولون کا انتظام کرین گے ہنگام بصدق دل
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لا کر محفل مین بٹھایا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
آ کر حاضر ہوے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ایک گائن سامنے بیٹھ کر
یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ　　کچھ اور حوصلہ ہی جو آئے ادھر ہین آپ
صیاد رنج و فکر اسیری ہی کس لیے　　سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ
ناحق اٹھائین منتِ صیاد ہم نفس ✣　　مو جسم ناتوان پہ یہان مشتہر ہین آپ
ہی آمد آمدِ نفسِ واپسین ہنوز　　پہونچا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ
آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا　　کیا کہیے خوب واقفِ دردِ جگر ہین آپ
ہر روز شانِ حسن نئی ہی جمال مین　　خورشید ہین کبھی کبھی رشکِ قمر ہین آپ
حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے　　یان اپنے نالہ ہاے بجز بے اثر ہین آپ
ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش　　اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ
کوسون ضیاے حسن نے بخشی ہی روشنی　　کہتا یہی ہی نور کہ شاید بشر ہین آپ
ہی انتہاے شوق سے پرواز مرغ روح　　قاصد ہم اپنے حال کے خود نامہ بر ہین آپ
فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے　　ہم دلفگار نالۂ مرغِ سحر ہین آپ
جلاد روزگار ملا ہی کسے خطاب ✣　　اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ
قربان جان و دل سے نہ کس طرح مین رہون　　رونق فزاے شعلۂ داغِ جگر ہین آپ
پروانے سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو　　عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ
وا کیجیے نہ عقدۂ زلفِ دراز کو ✣　　اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہین آپ
پایا غزل نے طول نہین کم ابھی امنگ　　کچھ خیر ہی نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الامان کی صدا آنے لگی ہنگام نے سر اٹھا کر کہا
کہ ای یارو خبر تو لو یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار
غولان بیابانی آگر گرے ہین لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم تلوار ٹیک کر اٹھے پشت
مرکب پر سوار ہو کر باہر آئے دیکھا کہ صدہا غولان بیابانی بندگان خدا کو قتل
کر رہے ہین اور آنکھین انکی مثل مشعل کے روشن ہین جسکو پکڑا اچیر کر پھینک دیا کسی
کا سر کھینچ لیا کسی کا ہاتھ توڑ ڈالا کسی کا پاؤن شکست کیا رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا
ایک غول قوی تن آنکھین چمکاتا ہوا سامنے رستم کے آیا چوبدست چرخ دیکر لگائی

رستم نے جو بدست کو قلم کیا ہاتھ تیغہ کیبستانی کا مارا کہ غول کے دو ٹکڑے ہوے
دو چار غول جو مارے سب غول غلغلہ کرتے ہوے بھاگے رستم اُنکے پیچھے چلے ہنگام
نے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار انکے پیچھے نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ صحرا مین
جاکر گھیر لین تو مشکل پڑیگی رستم نے کہا کہ مین انکا تعاقب نہ چھوڑونگا اور مرکب
بڑھا کر چلے ایک صحرا مین غول آکر پہونچے غولون نے ایک چیخ ماری اور کئی ہزار
غول آئے رستم سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
نصف قتل ہوے اور نصف بھاگے جب سب غول بھاگ گئے رستم قریب درۂ کوہ کے
آئے کراہنے کی انسان کے آواز سُنی دل دُکھ گیا کہ کوئی بندۂ خدا کراہتا ہی اندر
درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک بندۂ خدا تاجدار چت لیٹا ہوا ہی چھاتی پر اُسکی ایک
پتھر رکھا ہی درد سے کراہ رہا ہی رستم نے وہ پتھر ہٹایا اُبس تاجدار نے اُٹھ کر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ حضور نے جان بچائی اس مصیبت سے نجات دی رستم
نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی تاجدار نے کہا کہ معین تاجدار حقیر کا نام ہی مین
اپنی دختر کو ساتھ لے کر واسطے شکار کے اس صحرا مین آیا یہان سے قریب ایک
باغ ہی اُس باغ مین ایک ساحرہ رہتی ہی کہ سرکردۂ غولان اُسکا نام ہی یہ سب
غول اُسی کے قبضے مین ہین اُسنے آکر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن میرے بیکار ہوے دختر
کو تو وہ لے گئی مجکو ان سب کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اسکو کھانا ان بھیاؤن نے
مجھے پتھر کے نیچے دبایا تھا آج آپس مین وعدہ تھا کہ جب پلٹ کر آوینگے تو اسکو
کھا دینگے خدا نے آپ کو پہونچایا اب چل کر اُس ساحرہ کو قتل کیجیے کہ دختر میری
رہائی پائے رستم معین تاجدار کو ساتھ لے کر طرف باغ کے چلے جب سامنے
باغ کے پہونچے تو ایک صداے مہیب آئی کہ او معین تاجدار اور ایک کھاجہ
ہمارا لایا مین اسکو بھی کھاؤنگی افسوس ہی کہ دختر تیری مجھسے چھوٹی معین تاجدار
کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار بھاگیے وہ ساحرہ آتی ہی باغ کے اندر سے ایک ساحرہ
نکلی کہ آنکھین اُسکی مثل مشعل کے روشن غلغلہ کرتی ہوئی آتی ہی رستم بلیتن آگے بڑھے

معین تاجدار تو ایک زرغے مین جاکر چھپا اُس ساحرہ نے سحر کیا طبقے زمین کے
اُڑانے لگے صدہا درخت گرے مگر رستم کے قریب نہ آئے ہوا زور سے چل رہی ہی درخت
گر رہے ہین مگر رستم کو کچھ صدمہ نہ پہونچا جب تو اُس ساحرہ نے آواز دی کہ ارے
کیا ساتھی میرے مرگئے آکے اسے کھالو وہ ہی غول جو بھاگ گئے تھے وہ سبکے سب
حاضر ہوے کہا کہ ای سرکردہ یہ غول کُش ہی ہم اس سے مقابلہ نہ کرینگے ہمارے
کئی ہزار بھائی اسنے مار ڈالے مگر تیرے حکم سے اسپر حملہ کرتے ہین شاید غالب آئین
دو ہزار غول نے رستم کو گھیرا چہار طرف سے حربے کرنے لگے مگر رستم نے تیغہ کیپتان
کو کھینچا جس غول پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے آخر وہ غول بھاگے ساحرہ نے
پر پرواز پیدا کیے اور اُڑ کر چلی رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر جگر
کمان مین پیوست کر کے مارا اُس ساحرہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جل جل کر خاک
سیاہ ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرکردۂ غولان بود رستم معین تاجدار
کو ساتھ لے کر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر دیکھا کہ چند عورتین سر جھکائے ہوے
بیٹھی ہین رستم نے اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو بیٹی معین تاجدار کی کہان ہی اُن سبنے
کہا کہ ای شہریار اُسی کی خدمت کے واسطے یہ ہمکو گرفتار کر لائی تھی آج رات کو
جلسہ جماکر بیٹھی تھی اسکا شوہر بیتالک غول جو آیا اُسنے اُس معشوقہ کو پسند کیا کہا کہ اِسکو
مین اپنے بیشے مین لے جاؤنگا اور اسکو گوشت اژدر کھلاؤنگا ہرچند کہ سرکردہ
بگڑی کہ اسکو نہ لے جانے دونگی یہ بہت خوبصورت ہی میری رونق صحبت ہی مگر اُسنے
نہ مانا کاندھے پر سوار کر کے لے گیا ہم لوگ ناچار بیٹھے ہین خوف کرتے ہین کہ اگر ہم
لوگ یہان سے جانے کا ارادہ کرین تو پھر ہمکو ہمارے گھر سے پکڑ لائیگی رستم نے کہا کہ
اب خوف نہ کرو وہ ساحرہ ماری گئی اپنے اپنے گھرون مین چین سے جاکر بیٹھو مگر اُس
بیشے کا ہمکو نشان بتاؤ کہ جہان بیتالک غول اُس نازنین کو لے گیا ہی اُن عورتون
نے نشان بتایا کہ بائین پر نکل کے اس باغ سے ایک صحرا ملیگا کہ بوے بد دماغ مین آئیگی
پھر اُس صحرا مین پہونچیگا بو کا باعث یہ ہی کہ ہڈیان انسان کی اُس صحرا مین پڑی ہین

جب آگے بڑھیے گا تو ایک نخل کلان سایہ دار ہی وہ ہی اُس غول بیتالک کا مسکن ہی
ایسا نہو کہ وہ آگاہ ہو جائے تو آپکو مشکل پڑیگی اگر اُسکی غفلت مین پہونچ گئے تو کیا
عجب ہی کہ آپ غالب آوین رستم باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ بوے بد
دماغ مین آئی دیکھا کہ جابجا کھوپریان انسان کی اور دست و پا کی ہڈیان پڑی ہین
سامنے ایک نخل ہی نہایت سایہ دار اُسکے سائے مین وہ غول بیٹھا ہی ایک طرف
دختر معین تاجدار سرنگون بیٹھی رو رہی ہی غول کہتا ہی کہ آ کر میری آغوش مین بیٹھ
وہ نازنین کہتی ہی کہ تو جانور اور رہین انسان کیونکر تیری آغوش مین بیٹھون تیرے
جسم سے بوے بد آتی ہی وہ غول منتین کر رہا ہی ملکہ منت نہین مانتی ملکہ نے جو اپنے
باپ کو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال کے ساتھ ہین یا تو رو رہی تھی یا بے اختیار
ہنس پڑی بیتالک نے کہا کہ ای نازنین کیون ہنسی نازنین نے کہا کہ وہ تیرا قاتل
آپہونچا بیتالک چوبدست آہنی پکڑ کر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ او جوان یہانتک
کسنے تجھے پہونچایا یہ وہ مقام ہی کہ جانوران درند گھبراتے ہین اس دشت مین نہین
آتے شاید قاتل سرکردۂ غولان تو ہی ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ کئی ہزار غول
ظاہر ہوے چہار طرف سے رستم کو گھیر لیا رستم لڑنے لگے جس غول کو ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے جب کئی سو غول مارے گئے تو بیتالک نے آکر چوبدست آہن لگائی
رستم نے چوبدست کو تلوار سے کاٹا غول نے ڈنڈو کا پھینک کر چاہا کہ لپٹ پڑو ن
رستم نے ایک ہاتھ قلم کیا غول بھاگا رستم نے پیچھا کیا تھوڑی دور جا کے پلٹ پڑا
رستم نے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اسکو مار کر پلٹے معین تاجدار تعریفین
کر رہا ہی کہ ای شہریار آپ کا جرأت مین مثل نہین مین تو آپ کی جنگ کا تماشا دیکھنے
چلا آیا مجھے خوف تھا کہ ایسا نہو یہ آپ پر غالب آئے مگر خدا نے فضل کیا یہ بھی ملعون
مارا گیا اب چل کر اُس آفت رسیدہ کو اُٹھائین جیسے ہی سامنے نخل کے آئے وہان
سناٹا پایا حیران ہو گئے پوچھا کہ کیون معین تاجدار دختر تمہاری کیا ہوئی معین نے
کہا کہ ای شہریار یہان سے قریب ایک کوہ ہی وہان کوہان قزاق رہتا ہی یقین ہی

کہ وہ لے گیا اس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نشان سم مرکب پائے جاتے ہین وہ
روز اس فکر مین رہتا تھا کہ یہ غول ہٹے تو مین اس نازنین کو لے جاؤن رستم نے
کہا آہ یہ مجال ہی قزاق اُسپر قبضہ کر سکے ہم چل کر اُسکی بھی گوشمالی کرینگے معین
نے عرض کی کہ وہ ہمیشہ قزاقی کا جانتا ہی دن کو اُس سے مقابلہ پڑیگا رات کو
شبخون ماریگا آپ تک پہونچیگا اگر آپ کو بن پڑے تو گرفتار کر لیجیے گا مگر بہت ہی
سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا رستم معین تاجدار کو ساتھ لے کر طرف پہاڑ کے آئے
دیکھا کہ حقیقت مین کوہان قزاق ملکہ کو لایا ہی منتین کر رہا ہی ملکہ کی نگاہ رستم
پر پڑی تھی وہی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فرماتی ہین کہ ای کوہان
تو مجھے قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نہ لے مجکو صدمہ ہوتا ہی میرا تو عجب حال ہی نظم

مر گئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑ کر — کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
کیون مکدر ہو کہو کیا شی تمھین ملتی نہین — حکم ہو لادون فلک سے یار اختر توڑ کر
خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن — منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی — قبر پر بلبل کی رکھدینا گُلِ تر توڑ کر
خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے — رنج بلبل کو نہ دے گلچین گُلِ تر توڑ کر
دیکھتا روے مصفّا کی جو تیرے روشنی — پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
سخت جانی کا بُرا ہو یار کو صدمے دیے — باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے — حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر
اُسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو ای نسیم — کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

رستم نے نعرہ کیا کہ او قزاق ذلیل پرائی دختر کو لے آیا بہتر یہ ہی کہ لا کر حاضر کر دے ورنہ
کوہان کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہی گینڈے پر سوار ہو کر کوہ سے اُترا بارہ ہزار
قزاق ساتھ آئے کوہان سب سے کہتا ہی کہ تم سب الگ رہو مین اس کو ابھی
گرفتار کر لونگا ساحرہ کو مار کر بہت بلبلا یا ہی عورتون کو قتل کر کے زورون پر چڑھا
ہی ہے۔ کوہ کے سامنے آج تک کوئی غول نہین آیا جب غولون کی مجال نہین ہوئی تو یہ

تو ایک مرد مسافر ہی جس معشوق پر میری جان جاتی ہی اُسکو مجھسے چھڑاتا ہی میرا تو
عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس معشوقہ کے اشتیاق مین صبر نہ آئیگا دل میرا
اندر سے تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی حسین و جمیل زبان کیسی طرارہ و فرار ہی اس جوان
کو قضا گھیر کر لائی ہی ابھی قتل کرتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے آیا ساتھ والے سب جمکر
کھڑے ہوئے کوہان قزاق نے کہا کہ ای جوان پہلے تو حملہ کر لے کہ تیرے دلمین
حوصلہ نہ رہے رستم نے کہا کہ اپنا یہ دستور نہین کہ حریف پر پیش دستی کرین جب ہم کو
تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرین گے کوہان نے نیزہ مارا
رستم نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ ڈالا ملکہ بالاے کوہ
سے دیکھ رہی ہین دعا کر رہی ہین کہ ای کریم و کارساز و ای بندہ نواز اس ظالم
کے ہاتھ سے اس معشوق خوبرو رشک سرو لب جو کو بچانا روز سیاہ نہ دکھانا
تیرے نزدیک سب آسان ہی بندون پر تیرا احسان ہی یہ سُن کر رستم کو اور زیادہ
جوش و خروش ہوا آنکھ سے اشارہ کیا کہ ملکہ نہ گھبراؤ انشاء اللہ ابھی اس مغرور کو
زیر کرتا ہون کوہان نے جب دیکھا کہ نیزہ ٹوٹ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا
تلوار چھین لون کوہان نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپس مین کشتی ہونے لگی وہ بارہ ہزار
قزاق دیکھ رہے ہین تمنا ہی کہ ہمارا مالک کہے تو اس جوان کو گھیر کر مارلین علمشاہ
کوہان قزاق کو پکڑ لائے زمین پر لا کر دو تین گھسے مارے کہ پوست ماتھے کا اُڑ گیا
زرہ ٹکڑے ٹکڑے اور لباس پارہ پارہ گھبرا کر اسنے آواز دی کہ یارو دیکھو رہے ہو
یہ جوان نابدولت کو مارے ڈالتا ہی گھیر کر مارلو بارہ ہزار قزاق لینا لینا کہکر چلے
رستم بھی نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے بارہ ہزار سے اکیلے لڑ رہے ہین جسکے لپک کر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب چند افسر مارے گئے تو فوج بھاگنے لگی کوہان نے
دیکھا کہ اب کچھ زور نہین چلتا مغلوبہ مین بھی یہ جوان نہایت مشاق ہی پشت و پہلو
سے ہوشیار لڑ رہا ہی تھوڑی دیر مین اہل فوج نے دیکھا کہ چار سو جوان افسر اور

سرکردہ ہاتھ سے رستم کے مارے گئے دیکھیے اب کیا ہو یہ جوان سب کو جواب دیتا ہی
مگر رستم جسکے قبضے مین تلوار دیکھتے ہین اُس سے چھین لیتے ہین اور چھین کر تلوار کو
پھینک دیتے ہین اور اُسکو اُٹھا کر آسمان پر پھینک کر جو رنگ ہوائی قلم کرتے ہین
افسرون کو جو اس طرح مارا کوہان قزاق گھبرا گیا جرأت کر کے پھر سامنے آیا اور
پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پلٹ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا کوہان نے کہا کہ الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان کوہان کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار قزاقون کو بھی مسلمان کیا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا
مع کوہان قزاق و معین تاجدار طرف صاحبقران کے روانہ ہوے ایک
صحرا مین آکر پہونچے دیکھا کہ کانٹے وہانکے اُنگلیان اُٹھا رہے ہین گویا بتا رہے ہین
کہ اس طرف نہ آنا رستم اُسی صحرا مین اُتر پڑے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ یہ
صحرا خراب و خستہ ہی یہان اُترنے کا ارادہ نہ کیجیے مگر رستم نے نہ مانا خیمے وغیرہ
استادہ کرائے شام کو درختون کے جھاڑ روشن ہو گئے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے صحرا کو
منور و روشن کیا ہی روشنی سے اُسکی لشکر والے گھبرائے معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین
آگ لگی جاتی ہی رستم بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ معین تاجدار نے آکر عرض کی کہ
یہ صحرا آپ کے ملازمون کے واسطے بہت خراب ہی سب کا یہی قول ہی روشنی صحرا کی
بڑھتی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ گئی ہی غلام کا بھی عجب حال ہی
رستم نے فرمایا کہ خیال کر کے دیکھو تو کہ کوئی ساحرہ سحر کر رہی ہی اُس کے سحر کا یہ
باعث ہی چند کس دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ درۂ کوہ کے قریب آگ
روشن ہی یا تو شعلے بھڑک رہے تھے یا اُن شعلون مین سے ایک ساحرہ نکلی اُسنے
آواز دی کہ ای گرم رو کیا سبب ہی کہ تیرا سحر تاثیر نہین کرتا سب مسلمان پھر رہے ہین
صرف اُن سب کو گرمی ہی معلوم ہوتی ہی جس وقت سے اُس ساحرہ نے یہ کہا کئی سو
ملازم آپ کے دوڑے ہوے اُس آگ کے سامنے گئے اور پھاند پڑے آگ کا کام تو
جلانا ہی اور اب تو تانتا لگ گیا ہی سب اُسی طرف جاتے ہین رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے

دیکھا کہ لوگ اُس آگ مین جا کر پھاندتے ہین وہان گئے اور جل گئے کئی ہزار ساتھ والے
آگ مین گر کر جل چکے ہین رستم نے ساتھ والون کو روکا خود قریب آگ کے آئے اور
نعرہ کیا کہ او مکارہ یہ کیا حرکت ہی سامنے آتو حال معلوم ہو آگ مین جنبش ہوئی رستم
نے دیکھا کہ ایک دیر بنا ہوا ہی اُس مین ایک بُتِ کلان بیٹھا ہی رستم کو دیکھ کے
آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مقام افسوس ہی کہ تمنے قدرت کو نہین پہچانا
کوئی دلیل کرو تو تمکو قائل کر دین دیکھو تمہاری تلوار کیا کہتی ہی رستم تلوار کی طرف
متوجہ ہوے آواز آئی معلوم ہوا کہ تلوار باتین کرتی ہی ای رستم عالی شان خدائی
خداوند بقراط کی صحیح ہی کیون انکار کرتے ہو رستم نے تلوار کھول کر پھینک دی
اُس بت سنگی نے آواز دی کہ ای رستم یہ کیا جہالت ہی کہ جو تعریف خداوند کرے
اُسی کو پھینک دو سپر بھی تو یہی کہتی ہی رستم نے سپر کی طرف دیکھا پھُول کھلے سپر
نے آواز دی کہ ای رستم یہ تصویر خداوند ہی اسکو سجدہ کرو رستم نے سپر کو بھی
پشت سے اُتارا اور پھینک دیا بت نے آواز دی کہ تمھارے ہاتھ مین انگشتر سامری
ہی اُس سے پوچھو دیکھو کیا کہتی ہی رستم نے انگشتر کو چمکایا انگشتر نے آواز دی کہ
خدائی خداوند بقراط کی حق ہی رستم نے انگشتر کو بھی اُتار کر پھینکا انگوٹھی آگ مین
جا کر گری ایک شعلہ مثل طائر کے گرا انگوٹھی کو اُٹھا کر لے گیا اب تو رستم نے دیکھا کہ
ہر سر موے جسم سے آواز آنے لگی کہ خدائی خداوند بقراط کی برحق ہی رستم نے
عاجز ہو کر تلوار اُٹھالی اور کھینچ کر گلے پر رکھی بت نے آواز دی کہ اگر اپنی جان سے
بیزار ہو تو گلا کاٹ ڈالو رستم نے تلوار کھینچ لی گلا کٹ گیا فقط تسمہ لگا رہا شعلے
بھڑکے آگ وغیرہ غائب ہوئی ساتھ والون نے جو لاش رستم کی دیکھی روتے
پیٹتے قریب آئے لاشہ اُٹھایا روتے ہوے طرف صاحبقران کے چلے صاحبقران
نے تین دن رستم کا انتظار کیا انتظار کرکے خواجہ سے فرمایا کہ بڑھ کر دیکھو تو رستم پر
کیا گذری اب تک پلٹ کر نہین آئے میرا خود بخود دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی کہ نام
رستم لے کر رودُن اور گریبان پھاڑ ڈالون عمرو نے صاحبقران کو سمجھایا کہا کہ غلام

جاتا ہی خبر لے کر خود آتا ہی یہ کہکر خواجہ چلے کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی آکر دیکھا کہ ایک تاجدار اور ایک قزاق وضع اور کئی پہلوان لاش رستم لیے ہوے آتے ہین عمرو نے جو لاشہ رستم کا دیکھا اپنے تئین لاش پر گرا دیا پکارتا تھا کہ ای رستم باپ کو دھوکا دے گئے صاحبقران تمھارا صدمہ نہ اُٹھا سکینگے اسی وقت اپنی جان دین گے کچھ آواز نہ آئی عمرو نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو کیا سانحہ گذرا اُن سب نے تمام حال بیان کیا عمرو سمجھے کہ یہ شعبدہ ہی فرمایا کہ تم لاش لیکر خدمت صاحبقران مین نہ جاؤ ورنہ فرزند نوجوان کا غم ایسا ہوگا کہ اپنے کو ہلاک کرین گے مین جاکر رستم پیلتن کو لاتا ہون اُس گم گشتہ کا پتہ لگاتا ہون گوشۂ صحرا مین وہ سب اُترے صلاح یہ ٹھہری کہ اب لاش رستم دفن کرو خواجہ منع کر گئے کہ خدمت مین صاحبقران کی نہ جاؤ خدا ایسا کرے کہ خواجہ عمرو گئے ہین یہ مقدمہ لاش شعبدہ ہو اور اپنے آقا کے فرزند کو زندہ پائین یہ کہتے ہوے سب کے سب اُٹھے اُسی صحرا مین قبر کھودی جب رستم کو دفن کرنے لگے تو معین تاجدار نے کہا کہ ہاے کیا غضب کا مقام ہی ایسا آفتاب تابان رشک مہر درخشان پیوند خاک ہوتا ہی اس صحرا مین کون آکر خبر لیگا کون سرپرستی کریگا نازک مزاج فرزندان امیر کے سر کا تاج نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے	ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتوِ خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہِ تابان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

سب سردار رونے لگے دیر تک سب رویا کیے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی ارے نادانو کیون روتے ہو خداوند لیقراط ثانی کو سجدہ کرو یہ مشکل آسان نہوگی اب تا روز قیامت رستم کو نہ پاؤ گے چیخ بیٹ کر اپنی جان دو گے اور کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہی کہ یہانسے ہٹ جاؤ اور جاکر گوشۂ صحرا مین بیٹھو تب حال معلوم ہوگا یہ سنکر معین تاجدار و کوہان قزاق قبر کو چھوڑ کر ہٹے بجاے آب اسقدر روئے کہ

تمام قبر کو تر کر دیا اور آواز دی کہ ای آقا غلام رخصت ہوتے ہین یہ کہکر لا زمان رستم گوشۂ صحرا مین آکر اُترے نہ کھانی کی فکر اور نہ پانی کا چین آٹھ پہر یا دمین اپنے آقا کی روتے ہین جب بہت گھبراتے ہین تو قبر کو دیکھ آتے ہین قبر پر گھانس جمی ہے آہوان صحرا آکر چرتے ہین مگر سب سبزہ چر کر روتے ہین اس بیکسی سے آہو روتے ہین کہ تمام طائران صحرا جمع ہوجاتے ہین پرون سے سر پیٹتے ہین منقار ین قبر پر رکھ کر اسقدر روتے ہین کہ قبر آنسوؤن سے تر ہوجاتی ہی کوہان قزاق کہتا ہی کہ دیکھو یارو ہمارے آقاے نامدار کیسے ثابت قدم تھے کہ مذہب کے واسطے جان دیدی یہان تو سب سرداردن کا یہ حال ہی کہ وہ غم مین رستم کے رویا کرتے ہین مگر خواجہ جو چلے تھے قریب درۂ کوہ کے آئے طریقے سے دریافت کیا کہ آگ کا دھان نشان بھی نہین درۂ کوہ مین سناٹا پڑا ہی سمجھے کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین دیکھیے کیونکر پتہ ملے اور کیونکر غنچۂ آرزو کھلے یہ سوچ کر چاہا کہ آگے بڑھون درۂ کوہ مین دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین میخواری کر رہی ہین اور نشے کے جوش مین تالیان بجاتی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہین

نظم

ستم ہی غیر جو اُن پر نثار ہوجاے ۔۔۔ کسی کے آڑے کوئی جان ہار ہوجائے
بتون کا شوق سے دل ددستدار ہوجائے ۔۔۔ مری طرف مرا پروردگار ہوجائے
کبھی جگر کو بھی درد فراق دے توفیق ۔۔۔ شریک حال دلِ بیقرار ہوجائے
نہان تو دل مین ہوئی ہی کسیکی حسرتِ دید ۔۔۔ جو آنکھ سے نہ کہین آشکار ہوجائے
ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب ۔۔۔ وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہوجائے
پکارتے ہین شبِ وصل اُنکے شرم و حجاب ۔۔۔ کنارے حسرتِ بوس و کنار ہوجائے
وہ تیری بزم سے کیونکر اُٹھے بہ آسانی ۔۔۔ جو رنج اُٹھاکے بہت زیر بار ہوجائے
بغل مین میری رہے یا اُسی کے پہلو مین ۔۔۔ کسی کا تو دلِ بے اعتبار ہوجائے
ستانے آتے ہین وہ آج ہم غریبون کو ۔۔۔ اِدھر اُدھر ستم روزگار ہوجائے
اسی طرح کوئی ارمان نکلے سینے سے ۔۔۔ جگر آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہوجائے

علاج اُسکی تڑپ کا مین کیا بتاؤن تمھین	جو دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے
اُچھال دے یہ اگر اضطراب دل پسِ دفن	اُلٹ پلٹ ابھی سنگِ مزار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ	جلال وہ بُتِ بیگانہ یار ہو جائے

خواجہ ایک گوشے مین ٹھہرے ایک کنیز اُن مین سے واسطے رفع حاجت کے اُٹھی عمرو نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر سب کنیزون مین آئے دیکھا کہ وہ کنیزین کانپ رہی ہین ایک نے کہا کہ بُوا خیر تو ہی خواجہ نے کہا کہ اب نوکری کا وقت کب آئیگا ایک نے اُن مین سے کہا کہ اب ملکۂ عالم سو کر اُٹھی ہونگی ہمکو حاضر ہونا چاہیے عمرو نے کہا کہ بُوا چلو سب کے ساتھ باتین کرتے ہوے چلے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کسی کا سر سے دوپٹہ اُتار لیا کسی کے چُٹکی لے لی کنیزین کہتی ہین کہ ای چنچل تجھے آج کیا سودا ہو گیا ایک ایک سے لپٹی جاتی ہی خواجہ نے کہا کہ مین آج سو رہی تھی کہ خواب مین سامری و جمشید آئے مین جبسے ملکہ کا نام بھول گئی سب نے کہا کہ اری دیوانی ملکہ آتش افروز نام ہی کئی دن سے پریشان ہو رہی ہین آج فرماتی تھین کہ مین اپنی جان دیدونگی یا معشوق کو قتل کردونگی عمرو نے پوچھا کہ معشوق کون ہی کنیز نے کہا کہ بُوا صحرا مین گئی تھین لشکر رستم کو تباہ کرنے فرزند صاحبقران یعنے رستم نوجوان کو گرفتار کر کے لائی ہین صورت زیبا دیکھکر پھسل گئین اب اُسے سمجھاتی ہین کہ میرا وصل قبول کر وہ ایسا ضدی ہی کہ آب و دانہ بند ہونیکا صدمہ اُٹھاتا ہی مگر نہین قبول کرتا اور ملکہ نے کمال یہ کیا کہ ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا ساتھ والے اُن کے سمجھے کہ ہمارے آقا کی لاش ہی روتے پیٹتے اُسے اُٹھا لے گئے اس وقت تک اُن سب کو عجائب و غرائب دکھاتی ہین عمرو نے کہا کہ مین چلکر راضی کردونگی سب نے کہا کہ ای چنچل اگر تیرے کہنے سے یہ معاملہ ہوا تو ملکہ تیرا بڑا مرتبہ کرینگی بہت ہی بیقرار ہین آج تو فرماتی تھین کہ ساری رات تڑپ تڑپ کر کٹی ایک لمحہ نیند نہین آئی تارے گن گن کر رات کاٹی خواجہ عمرو نے جو یہ حال سُنا خوش ہو گئے کہ شکر ہی رستم زندہ ملے خدا صورت رہائی کی کردیگا

دعائین مانگتے ہوئے جاتے ہین کہ ای رب کارساز و ای خالق بے نیاز عیاری سے مطلب نکلے اگر حمزہ کو خبر پہونچ گئی کہ رستم نے اپنی جان دی تڑپ تڑپ کر خود اپنی جان دین گے اپنے کو ہلاک کرین گے دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار رہے بڑے بڑے حکما کہان گئے سب خاک کا پیوند ہوئے نظم

کجاست حکمت لقمان و فضل بطلیموس
کجاست علم فلاطون طبیب و جالینوس

خداست مالک ملک و خداست خالق خلق
خداست قادر و قیوم و قایم و قدوس

وجود ذات و پہ جلوہ از شہود و صفات
چو جان بہ پردۂ جسم و چراغ در فانوس

بہر طریق پرستند خداے واحد را
ہنود و مسلم و عیسائی و یہود و مجوس

لباس فقر ہران کس کہ زیب تن سازد
دگر بہ جامۂ تلبیس کی شود ملبوس

گناہ گار گنہ گرچہ صد ہزار کند
ز فرط لطف الٰہی نمی شود مایوس

ہران کہ گنج زر و سیم و مال جمع کند
بوقت مرگ بہم بر زند کف افسوس

غریب بندۂ خاکی چہ آرزو وارد
کہ ہست در دل او فکر ننگ با ناموس

بغیر مرگ رہائی نہ یافت از زندان
بہ بند حرص چو شد بندۂ خدا محبوس

گدا اگر از دولت ز خاکساری یافت
بخلق گشت سرافراز ہر کہ شد پابوس

شدہ از تعلق دنیاے بے وفا فارغ
چو گشت خاطر ہندی بہ بندگی مانوس

دعائین مانگتے ہوئے خواجہ جاتے ہین جب باغ مین پہونچے تو دیکھا ہر درخت کی بیخ سے آگ نکل رہی ہی طائر شعلۂ جوالہ معلوم ہوتے ہین خواجہ پھرتے پھراتے بارہ دری مین آئے دیکھا کہ آتش افروز بیٹھی ہی رستم سامنے گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی رستم چُپ بیٹھے ہین آتش افروز کی جانب مُنھ نہین کرتے آتش افروز نے سب کو دیکھ کر کہا کہ حرامزادیو تم سب سیر کرتی پھرتی ہو اور مین اس آفت مین ہون کہ قلب پر چُھریان پھر رہی ہین اب تو اپنا یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

ہی برنگ گل سراپا دہ بُتِ خونخوار سُرخ
کیون نہ ہو جائے رگِ گل کی روش زنار سُرخ

ہکو اُس بدمست کا رہتا ہی دن رات انتظار
کیونہ ہون بے نشۂ می دیدۂ بیدار سُرخ

ہوگئے مارے حسد کے سیکڑون دشمن سفید
دیکھ کر ای گل ترے رخسار آتشناک کو
خون مین تر رہتی ہین پلکین جب سے دیکھا ہے یار
ہی دگرگون حال محبوبون کا مجھسے بیشتر
کل خدا جانے سیہ رو کون ہوگا تیرا ہدا
ہم سر عریان سے نہین داغ سودا کے گھمنڈ
پنجہ قاتل ہو رنگین مجھ مین اتنا خون کہان
ملگیا لیلی کو قیس پا برہنہ کا سراغ
سیر گلشن مین ہوا ثابت گلون کو دیکھ کر
تیر سی لگتی ہی دل مین بات جو کرتا ہی تو
ہو نہین وہ رنگین بیان چھولے جو میرے استخوان

گر لہو سے ہوگیا میرا تن افگار سرخ
ہوگئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ
الفت گل مین برنگ گل ہوے ہین خار سرخ
گر ہزارون زرد ہین گل تو کوئی دو چار سرخ
آج تو مانند گل ہی روے ہر میخوار سرخ
فصل گل مین ہی سر ہر شاخ پر دستار سرخ
ہی غنیمت اُسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ
جبکہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ
ہی بجا دنیا مین روے مردم زردار سرخ
ہین لب نازک ترے مثل لب سوفار سرخ
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

چنچل نقلی نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین سمجھاؤن شاید یہ ظالم مانے ہرچند کہ ایسے ضدی نگاہ سے نہین گذرے مگر مین سمجھاؤن اگر میرا کہنا تاثیر کرے تو البتہ مان لے اور اگر نہ مانے تو قتل کیجیے ایسے ظالم کا مٹا دینا ہی بہتر ہی آتش افروز نے کہا کہ ای چنچل کئی مرتبہ یہی قصد کیا مگر دل نہین مانتا کہتا ہی کہ اسی کے ساتھ اپنی بھی جان دو اسکو کوئی آزار نہ پہونچے اپنے اوپر جو صدمہ گذرے وہ بہتر ہی یہ قید بیٹھا ہی میرے دل کو قلق ہوتا ہی یہ جی چاہتا ہی کہ ہتھکڑیان بیڑیان جو یہ پہنے بیٹھا ہی انکو مین پہن لون اسکو صدمہ نہ پہونچاؤن چنچل نقلی نے قریب رستم آکر بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کہ ای رستم بہتر اسی مین ہی کہ اس معشوق کو قبول کرو یہ وہ مرتبہ تمہارا اگر یگی کہ تمسے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا رستم نے کچھ جواب نہ دیا چنچل نے ٹھٹھا مار کر کہا کہ واری دیکھیے مطلب کی بات پر خاموش ہو رہا خاموش ہو رہنے سے یہی مراد ہی کہ دل اسکا چاہتا ہی مگر جو بات کہہ چکا ہی اسکی پیروی کر رہا ہی اور قریب آکر کہا کہ ای رستم ایسی معشوقہ خوبرو خوشخو کمند زلف کا ایک ایک حلقہ مشک بو اُسکو قبول نہین کرتے ہو

رستم نے پھر کچھ جواب نہین دیا چنچل نے کہا کہ واری یہ آپ پر شیدا ہی مگر اسکی باتون
سے ضد ہویدا ہی اب حضور کو مناسب ہی کہ جلسہ آراستہ کیجیے مین بیٹھ کر گاؤن اس کے
دل مین بھی مزا آئے یقین ہی کہ قبول کرے آخر کو قدمون پر گرنے لگیگا خداوند بقراطہ
نے عورت کو وہ مرتبہ دیا ہی کہ مرد ہمیشہ دیوانے رہتے ہین یہ جوان بھی تو ہی تن و
توی مین ہی ضرور توجہ کریگا ذرا کپڑے بدل ڈالیے دو انگلیان مسی کی لگا لیجیے کپڑون مین
عطر لیے آتش افروز اچھا کہکر اُٹھی تھوڑی دیر مین بن ٹھن کر آئی مسی پر لالی بھی جمالی
گھونگھٹ نکال لیا پردے سے اشارے کرتی ہی رستم کو بہت ناگوار گذرتا ہی آخر
منھ پھیر کر کہا کہ خواجہ براے خدا مجکو پریشان نہ کیجیے مین کئی دن سے نوبت بجان
و کارد براستخوان ہون بڑے بڑے اِسنے صدمے دیے اب اسکو نفگی کرو ورنہ
اور فساد بڑھیگا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا کہ ای آتش افروز ایک جام شراب
تو پیو تب کیفیت کھلے یہ کہکر آتش افروز کو جام پلایا آتش افروز خوش بیٹھی ہی کہ اب
معشوق سے وصل ہوگا خواجہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اری تم ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو
شراب پیو الگ بیٹھو ملکہ کے معشوق کو نظر لگا دُگی جسپر مالک اپنا دل دادہ و فریفتہ ہو
اُسکو اپنا مالک جانو کیون ملکہ عالم اسکے پاس انگشتر سامری تھی اُس کو آپ نے
کیا کیا آتش افروز نے کہا کہ وہ انگوٹھی میری جھولی مین ہی یہ تحفہ تو نایاب اِس شخص
کو ملا تھا میری خوش نصیبی کہ مین نے دم دے کر لیا خداوند نے بھی فرمایا تھا کہ جب تم
انگشتر سامری لینا تب کوئی سحر کامل کرنا مین نے ایسا سحر کیا کہ انگشتر سامری خود
بخود باتین کرنے لگی ایسے یہ مذہب کے پابند ہین انگوٹھی نے جو تعریف بقراط ثانی کی
غصے سے کانپنے لگے انگشتر اُتار کر پھینک دی ایک شعلہ جوالہ اُٹھا لایا وہ میرا سحر
تھا اُسنے انگوٹھی لاکر مجکو دی مین نے جھولی مین رکھ لی قدرت نے حکم دیا تھا کہ
انگوٹھی میرے پاس بھیجنا یہ انگشتر تحفہ جات سے ہی مین نے اسی خیال سے نہین بھیجی کہ
قدرت کسی کے سپرد کر دین گے میرے ہاتھ سے تحفہ جائیگا اب یہ انگشتر میرے پاس
موجود ہی اگر یہ راضی ہو تو انگوٹھی بھی لے جس طرح کہے مین قبول کرون زر و

بنا دون وہ پہنے رہے جس سے لڑے اُسپر غالب آئے جان اپنی لڑا دون طلسم کو
اسکے ہاتھ سے فتح کراؤن رستم نے کسی بات کا جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے چنچل
نے کہا کہ آپ کیون اسقدر لالچ دیتی ہین تمام دنیا کا دستور ہی کہ عاشق معشوق
پر احسان کرتے ہین وہ ہی آپ بھی کرین گی جو آپ سے ہو سکیگا کیا اُسمین کوتاہی کیجیے گا
یہ کہکر چنچل نے کہا کہ ای رستم اب ملکہ نشے مین ہین تخلیے مین لے جاؤ راز و نیاز کی
باتین کرو ملکہ کو کئی دن سے رنج ہی پھر دسترخوان بچھے خاصہ کھاؤ آتش افروز سے
مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملکہ اسی باغ مین رہو گی آتش افروز نے کہا کہ ای چنچل
باغ نگارین وہ باغ ہی کہ جس مین دنیا کے عجائبات موجود ہین اور بارہ دری مین
نازنینان مہ جبین وہ گانیوالیان ہین کہ جنکا گانا سُنکر زہرہ فلک شرمائے اس آرام
سے بیر رہین سگے کہ آٹھ پہر چین کیا کرین گے مگر قدرت مجھسے باغی ہو جائین گے مین
قدرت کو کیا جواب دونگی خواجہ نے رستم کو قفس سے نکالا کہا بس جاؤ آج تو ہماری
مالک کو شربت وصل سے سیراب کرو کئی دن سے صدمے اُٹھا رہی ہین پھر آٹھ پہر عیش
و چین ہی رستم نے آتش افروز کا ہاتھ تھاما آتش افروز غمزے کرنے لگی کہ صاحب
مجکو کہان لیے جاتے ہو مین آج تک مرد کے نام سے آگاہ نہین کیا مجھپر چھری پھیرو گے
رستم اُسکو لے کر طرت بارہ دری کے چلے آتش افروز ٹھنکتی جاتی ہی اور کہتی ہی کہ
ہی ہی مین کس مصیبت مین پڑی ایسے ظالم کے پالے پڑی ہون نہین معلوم کہان لیے جاتا
ہی اور اگر لے جائیگا تو میری زندگی نہ ہو گی مجھپر جو گذریگی سو گذریگی مگر تمھاری خوشی
کرونگی رستم کھینچ کر بارہ دری مین لائے آتش افروز پلنگ پر گر پڑی اور زار زار
رو رو کے کہا لو صاحب چھری پھیر دو مین جان دینے پر آمادہ ہون رستم بھی
پلنگ پر بیٹھ گئے آتش افروز خوش ہی کہ مطلب دلی حاصل ہوتا ہی رستم پلنگ نے
گلے پر ہاتھ رکھا آتش افروز تڑپنے لگی چاہتی ہی کہ سحر کرون زبان بند ہی رستم نے
ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور ایک ہاتھ جھولی مین ڈالا انگوٹھی جو نکال سکے بہنی
اور زیادہ بدن مین طاقت آئی اس زور سے گردن دبائی کہ پھڑک پھڑک کے

آتش افروز تمام ہوئی خواجہ جو یہان باہر بیٹھے تھے یکایک دیکھا کہ کنیزین جلنے لگین
ابر آتش فشان آسمان پر آیا آوازین آنے لگین کر کشتی مرا نام من آتش افروز جادو
بود بیرون نے لاکھ غل مچایا کوئی تدبیر نہ بن پڑی خواجہ نے اتنے عرصے مین بارہ دری
کو لوٹ لیا چھت پردے کاٹ لیے جو مال لیا نذر زنبیل کر لیا جب رستم بارہ دری سے
نکلے تو دیکھا بارہ دری مین فرش بھی نہین ہی کنیزین سب جل گیئن خاک کے ڈھیر جابجا
پڑے ہین خواجہ نے رستم کو ساتھ لیا اُس مقام پر آئے کہ جہان کوہان قزاق و
معین تاجدار اُترے تھے سب نے جو اپنے آقا کو دیکھا نہال اور باغ باغ ہو گئے
استقبال کر کے لائے سب سردارون مین رستم آکر بیٹھے سبھون کو بڑی خوشی حاصل ہوئی
روشنی کرائی طوائف ہند حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا ہوشیار ہوش
اور نوشا نوش کی بلند ہوئی ایک خوش آواز نے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

قدموسنے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
منھدی تھی اُنکے پانونکی اب نقشِ پا ہوے

نوچی گئے جو آکے کہا تم نے مرکہین
اچھی گھڑی تھی کوسنے ہمکو دعا ہوے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے

پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے

مدت سے دیکھتا نہین غیرونکے ساتھ بھی
جو نکلتے تھے اِدھر اُنکو وہ کیا ہوے

کیا خاک مین ملائینگے ارمان و یاس و وصل
گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوے

حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
اہل وفا تھے چند کہ وہ بے وفا ہوے

افسوس دل لگاتے ہی لی قضانے جان
تیری اداؤنکی بھی نہ حق سے ادا ہوے

اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبر ہو کہ شیخ
بت بن گئے کسی کے کسی کے خدا ہوے

کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال
انداز قافیہ ہو ردیف اُنمین کیا ہوے

عمرو نے عرض کی کہ اے رستم اب خدمت مین صاحبقران کی چلو رستم نے کہا کہ مین الگ
جاؤنگا اپنے کو تا بہ طلسم کشا پہونچاؤنگا مجکو منظور یہ ہی کہ الگ ہو کر ممالک فتح کرون
جب طلسم کشا کو پاؤن اُنھین کا ساتھ دون خواجہ عمرو ناچار ہو کر طرف صاحبقران کے

روانہ ہوے رستم نے دوسرے روز بغر فریدنی وحشمت جمشیدی ایک جانب کوچ کیا
بحشمت تمام جاتے ہین راہ مین ایک مقام پر پہونچے تھے کہ صحراسے گرد اُڑی ایک
پہلوان موسوم بہ میخوار اژدر درنے گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج ساتھ آکے
رستم کو روکا کہا کہ ای رستم ٹھہر جا تجھ جب مجھپر غالب آنا تو آگے بڑھنا رستم نے لشکر
اُتارا میخوار اژدر در نے طبل جنگی بجایا رستم نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم محکم دیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان کارزار مین آئے میخوار اژدر درنے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر پہلے فنون سپہ گری دکھائے آواز دی کہ رستم کسکا لقب ہی میرے
مقابلے مین آدین رستم نے مرکب اپنا پھیرا تاجدار سے رخصت ہوے تاجدار نے
عرض کی کہ بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا اُڑا کر چلے ملحوظ خاطر
ناظرین والامقام رہے کہ میخوار اژدر در کو غرور کا کیا باعث ہی سیاف جادو
ایک ساحرۂ زبردست ہی کہ وہ مدت سے اسپر عاشق ہی اور اسکے ہر وقت
ساتھ رہتی ہی ایک نخل پر آکے بیٹھی جیسے ہی رستم نے گھوڑا اُڑایا نصف میدان
مین پہونچے دیکھا ایک اژدر مہیب صحراسے پیدا ہوا مُنھ کھول کر رستم پلیتن پر
چلا ہر چند کہ رستم نعرہ کرتے ہین تلوار چمکاتے ہین مگر اژدر نہین رُکتا مُنھ کھولے
چلا ہی آتا ہی قضائے کار ملکہ صدف دریانشین ایک ساحرہ نہایت حسین و
جمیل ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اسکی نگاہ جو پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوش رو
و خوشخو خود زرین کج بالاے سر لباس پُر تکلف زیب جسم انور تیغہ کمر سے حمائل
سپر بالاے پشت انور ہلال و مہر تابان کا ساتھ نیزہ مثال زبان افعی ہاتھ مین
ڈانڈ لچکتی ہوئی گھوڑا اُڑائے ہوے جاتا ہی اور ایک اژدر آتش فشان قصد کرتا
ہی کہ نگل لون مگر وہ شیر صولت گھوڑے سے کود پڑا ہی آستین چڑھا کر طرف اژدر کے
جاتا ہی صدف دریانشین کا دل پانی ہوگیا کہ مفت مین ایک بہادر کی آبرو بر
بنی ہی اپنے سحر کے زور سے سمجھی کہ یہ اژدر سحر ہی کسی نے بدشمنی بھیجا ہی کہ اس جوان کو

آزار پہونچانے کے یہ بھی خیال ہوا کہ اس جوان کی جرأت دیکھو اژدر پر سحر کیا کہ اژدر سُست ہوا مُنھ کھول کر رہ گیا اس اژدر جرأت نے قریب آکر دونوں کلّو نیں اژدر کے ہاتھ ڈالے اور زور کر کے چیر ڈالا دُم تک دو کر دیا صدف خوشی کے مارے اُچھل پڑی بے اختیار پکار اُٹھی کہ تیری جرأت کے نثار تو نے کیا کارنمایاں کیا اژدر کو چیر ڈالا سیاف نے جو اپنے مقام سے یہ دیکھا یہ بھی سمجھی کہ اس جوان کے پاس کوئی شئ ایسی ہی کہ اسنے اژدر کو چیر ڈالا دوسرا سحر پھر کیا مگر رستم گھوڑے پر سوار ہوے اور سوار ہو کر گھوڑے کو تازیانہ کیا چند قدم چلے تھے کہ صحرا سے دھڑدھڑکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر ڈکارتا ہوا آتا ہی صدف دریانشین نے پھر سحر کر کے شیر کو سُست کیا یہ جوان جری گھوڑے سے پھاندپڑا قریب شیر کے پہونچا ایک گھونسا مار اکہ شیر کا سر پھٹ گیا صدف نے پھر تعریف کی ابکے رستم نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو نہایت حسین وجمیل گھبراہٹ مین دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا بال چہرے پر بکھرے ہوے معلوم ہوتا ہی کہ مار ان سیاہ گرد چشمۂ خورشید لہرارہے ہین رستم نے بے ساختہ آہ کی پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی تو عجب کیفیت ہی نظم

واللہ تو ہی جسقدر ای چشم یار شوخ
عاشق وہ ہی جسے یہ ملین تین چار شوخ
جھوٹی تسلیون پہ کسی کی بہت ہنسا +
پوچھا جو اُسسے کیون مرے پہلو سے اُٹھ چلے
کم تھی نہ مارڈالنے کو شوخی نگاہ +
جب شوخیونکے دیکھنے کا دل اُٹھائے لطف
صیاد کو بھی ساتھ لگا لائی باغ مین +
چشمک ہی تیری چال پہ شوخی کی ہر قدم
مجبور ایک کیا تپش دلسے ہین ہمین +

اتنی نہین ہی گردش لیل ونہار شوخ
دل شوخ طبع شوخ نگہ شوخ یار شوخ
اللہ کسقدر ہی دل بیقرار شوخ
بولے کہ ایک جا نہین لیتے قرار شوخ
اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ
تم اک طرف ہو ایکطرف ہون ہزار شوخ
کیون عندلیب کتنی ہی فصل بہار شوخ
رنگ حنا ہی یا تو نہین کیا ای نگار شوخ
شوخی پہ اپنی رکھتے ہین کب اختیار شوخ

کچھ بھی ابھی وہ آنکھ ابھی کچھ اور ہوگئی عاشق برے سخن کے ہین معشوق بھی جلال	دیکھے نہین ہین ایسے بھی بے اعتبار شوخ وہ شوخ طبع ہون جسے کرتے ہین پیار شوخ

رستم نے پکار کر جو یہ اشعار پڑھے صدف نے مسکرا کر جواب دیا کہ اپنے ہوش مین آؤ بہت نہ گھبراؤ ابھی اژدر نگل گیا ہوتا شیر کھا گیا ہوتا مجھے دعا دو کہ مین نے بچالیا رستم نے کہا کہ کوئی اژدہا تم بھیجو ملکہ نے مسکرا کر آواز دی کہ ای اژدران لینا۔ ایک اژدہا گوشۂ صحرا سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا آیا چاہا کہ رستم کو نگل جاؤن رستم گھوڑے سے کود ے ہر چند کہ انگشتر کو چمکایا مگر کچھ نہ ہوا اژدہے نے دم کھینچا رستم کو دہن مین لیا رستم تڑپے ہاتھ بڑھائے دہن اژدر تک نہ پہونچے صدف نے پکار کر آواز دی کر لو صاحب ہمپر ثابت ہوا کہ انگشتر سامری تمھارے ہاتھ مین ہی مگر ہم اُسکی حقیقت کیا جانتے ہین ہمارے سحر کے سامنے انگوٹھی کی کیا اصل ہی کسی کی کیا لیاقت ہی کہ ہمارے سحر پر دست انداز ہو دیکھو یون باطل ہوتا ہی یہ کہکے ہاتھ چمکایا برق گری اژدر کے دو ٹکڑے ہوے رستم نے اُٹھنے کا قصد کیا مگر وہ ضعف ہی کہ اُٹھ نہین سکتے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ جاؤ اپنے گھوڑے پر سوار ہو تب رستم اُٹھے جھاڑ پونچھ کر گھوڑے پر سوار ہوے ملکہ نے کہا کہ کیون صاحب آپ نے انگشتر سامری کو آزمایا ہمارے سحر کا تماشا دیکھا ایسے ایسے شعبدے بہت یاد ہین رستم کو حیرت ہوئی کہ یہ سحر مین یگانۂ آفاق حسن مین طاق ہی ایسی مہ جبین دل نشین کی کیا صفت ہو سکتی ہی صدف دریا نشین نے کہا کہ ای رستم حقیقت مین تم اپنے زمانے کے رستم ہو لیکن تمسے ملاقات کیونکر ہو رستم نے کہا کہ خانۂ بے تکلف ہی جب چاہیے تشریف لائیے سیاف جادو نے جو دور سے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو برطرف کیا ورنہ میرے سحر سے رستم کا بچنا دشوار تھا للکار کر آواز دی کہ بی صدف مین نے دیکھا رستم سے باتین کر رہی ہو یہ لوگ دشمنان خداوند ہین جو اسنے ملا وہ قدرت کا دشمن ہوا تمنے میرے سحر مٹائے قدرت سے جا کر شکایت کرونگی صحبت خداوند مین جگہ نہ پاؤگی یقین ہی کہ قدرت سزا دین

مین بیان کرونگی کہ میخوار اژدر در کے ساتھ مین تھی رستم کو گرفتار کرا دینی لیکن بی
صدف دریا نشین نے سحر کرکے رستم کو بچا دیا اور اپنا شعبدہ دکھایا یقین تو یہ
ہی کہ تمھاری گرفتاری کا حکم ہو آئندہ قدرت کو اختیار ہی صدف دریا نشین نے
دل مین کہا کہ یہ ضرور بیان کریگی قدرت کے سامنے ذلت ہو گی کیا عجب ہی قدرت
قید کرلین ای صدف دریا نشین ساری آبرو مٹّی کی بناہ پانی مشکل ہو گی یہ سوچکر
آواز دی کہ بی سیاف اب کہان جاؤگی زمین پر آؤ کچھ شعبدہ سحر دکھاؤ تمکو ابھی
ڈبو کے مارونگی یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا سیاف نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن
مگر اُس اشارے کا یہ انجام ہوا کہ زمین پر آنا پڑا صدف دریا نشین بھی سامنے
آئی رستم نے دیکھا کہ گاتی بندھی ہوئی ہی چست و چالاک قتل عاشق مین بے باک زمین پر
آکے سیاف کو للکارا سیاف نے کہا کہ اب مین کیا تمکو جانے دونگی گرفتار
کرکے لے چلونگی صدف دریا نشین نے کہا کہ مین تمھارا پیچھا کب چھوڑتی ہون
تمھارے قتل سے کب مُنھ موڑتی ہون سیاف نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ آندھی سیاہ
چلی درخت ٹکرا کے گرنے لگے صدف کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پاؤن زمین سے اُٹھ
جائین گے صدف نے اپنے کو زمین پر قایم کیا مسکرا کر آواز دی کہ ای نوا
آبیار جلد حاضر ہو یہ وقت آبرو ہی ایسی ظالم کا سامنا ہی کہ ابھی کچھ کر رہی ہی تم اسکو
ڈبو کے مار دو یہ جو صدف نے کہا زمین شق ہوئی پانی پیدا ہونے لگا اسقدر فوارے
چلے کہ دریا ہو گیا دم بھر مین ایسا دریا نیار ہوا کہ پختہ گھاٹ بنے ہوے معلوم ہونے لگے
شوالے کنارے کنارے سیڑھیان ختّی برہمن وغیرہ اشنان کر رہے ہین پوتھیو نکا
جاپ ہر ہر کی صدا بلند ہی جو آتا ہی نہا کے چلا جاتا ہی کوئی دھوتیان نچوڑ رہا ہی
کوئی زنّار دھو رہا ہی مچھلیان تڑپ تڑپ کر نکلتی ہین اُسی دریا مین گرتی ہین نہنگان
خون آشام بھی بہے ہوے چلے جاتے ہین اور آواز دیتے ہین صاف معلوم ہوتا ہی
کہ انسان کلام کر رہے ہین یہی آواز ہی کہ ای ملکہ صدف دریا نشین ہم سب
حاضر ہین دشمن کی بربادی کے سامان ہین دیکھین بی سیاف کیونکر بچتی ہین جب یہ

دریا تیار ہوا تو صدف دریا نشین نے آواز دی کہ ای سیاف جادو دیکھو کیا اُس بہار پر ہی سیاف نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ پھول کھل رہے ہین غنچون کی چٹک ہوا کی سنسناہٹ پھولون کی مہک بعض پھولون کی چمک جیسے ہی اُس صحرائے پُر بہار کو سیاف نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ حقیقت مین کیا فصل ہی نظم

دلا فصل بہاری ہی جنون زا ربع مسکون ہی
سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اُسکا قد موزون ہی
کرے کیا خال پر رغبت جو محوِ چشم میگون ہی
بنین گے بدر ماہ نو نشان اُس نعل توسن کے
جہان موذی ہین دنیا مین سخر زر سے ہوتے ہین
برابر جانتے ہین خشک و تر کے جزو گل کو ہم
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن
خدا نے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دنیا مین
نہ وادنے کو تا حسرت کبھی اعلےٰ کے رتبے سے
کیا ہی اسقدر لاغر فراقِ یار نے ہمکو
کسی محبوب کو کیا ہی مرے محبوب سے نسبت
اندھیر اسا اندھیرا چھا رہا ہی آگے آنکھون کے
نظر آتا ہی مجکو غیرتِ شمشاد کیون سہرہ
سخاوت کو بدل امساک سے ایسا کیا سے
سیہ مستون کی ہی رفتار میرے کلک مین ناسخ

گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی
صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی
کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی
اگر ای شہسوار ایسا ہی حُسنِ روز افزون ہی
کہ نقش زر خزانے مین بلائے مار افسون ہی
جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی
کہ رنگِ زندگانی ہی بدن مین جبتلک خون ہی
زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی
زمین آرام سے ہی رات دن گردش مین گردون ہی
کہ مجھتے ہین مرے ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہی
کہ رشک خال مشکین ہی جو اُسکی زلف کی جون ہی
شب تاریک مین مجکو خیالِ زلفِ شبگون ہی
رباعی مین مگر موزون ترے قامت کا مضمون ہی
کہ ہر ساغر مین جائے بادہ گلرنگ افیون ہی
دمِ فکرِ سخن مجکو خیالِ چشم میگون ہی

آنکھین سُرخ سُرخ نکل آئین پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہوا اُسکو بجا لاؤن صدف دریا نشین نے کہا کہ دریا کی سیر کرو سیاف جادو دریا کے کنارے آئی مچھلیان اشارے کرنے لگین کہ ہمارے پاس آؤ تامل نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو تکلیف پہونچے صدف دریا نشین نے اشارہ کیا کہ بُوا کامل سیر کرو پکار کر آواز دی

کہ ای دریاے قہار تجھین یہ قدرت نہین ہی کہ ظاہر ہو سیاف بھی بخوبی ماہر ہو یہ جو پکار کے
کہا ایک گھڑیال نکلا منھ کو مثل قعر بلا کے کھولا سیاف سے اشارہ کیا کہ میرے دہن مین
بھاند پڑ سیاف نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو اُسے بجالاؤن
صدف دریانشین نے پکار کر کہا کہ غرق دریاے لعنت ہو ایسی ڈوبو کہ پھر نہ اُبھر و
ہم منع کرتے تھے کہ ہم سے مقابلہ نہ کرو یہ جو صدف دریانشین نے مُسکرا کر کہا بس
سیاف دونون پاؤن جما کے دہن مین گھڑیال کے پھاند پڑی گھڑیال اپنا منھ بند کر کے
غائب ہوا موج بلند ہوے دریا کا جوش و خروش بڑھ گیا پانی گندلا ہوا میخوار نے
جو سر اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ دریا مین ایک قصر معقول بنا ہی سیاف جادو اُس قصر مین
بیٹھی ہی کنیزین خدمت کر رہی ہین میخوار کو دیکھ کر آواز دی کہ صاحب تم بھی یہان
آؤ تمھارا مجکو اشتیاق ہی جام چل رہا ہی تم بغیر محفل سونی ہی میخوار نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ مجکو بُلاتی ہی اور حقیقت مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی میخواران خود پسند و
می پرستان دردمند شراب پی رہے ہین ایک شخص سیاہ رو و تیرہ درون سیاف
کے گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھا ہی یہ دیکھ کر میخوار بہت جھلایا پکار کر آواز دی کہ او
گیسو بریدہ و ای شوخ چشم جسکو پہلو مین بٹھایا ہی کیا تیرا باپ ہی مین ابھی آکے تجکو
سزا دیتا ہون یہ کہ کے گینڈے سے کودا ٹہلتا ہوا قریب دریا کے آیا سیاف کا
نام لے لیکر پکار پکار کر گالیان دے رہا ہی کہتا ہی او بے حیا تو نے سامنے غیر کو پہلو مین
بٹھایا یہ کہتا ہوا دریا مین بھاند پڑا موجے نے کھینچ لیا زنجیر موج گلے مین پڑ گئی سیاف
ہر چند چاہتا ہی کہ سنبھلون مگر غیر ممکن ہی غوطے کھاتا ہوا چلا جاتا ہی کبھی ہاتھ جوڑ کے
پکارتا ہی کہ ای جان جہان مین تجکو سزا نہ دونگا جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر لیکن
مجکو بچا لے اب مین توبہ کرتا ہون کبھی تجکو کسی فعل کو منع نہ کرونگا یہ کہتا ہوا ڈوب گیا
غرق دریاے لعنت ہوا صدف دریانشین نے فوج کو اشارہ کیا کل افسر مع فوج کے
کمرین باندھ کر قریب دریا کے آئے جست کر کے گھوڑے دوڑائے دریا مین بھاند پڑے
دم بھر مین سناٹا ہو گیا خیمے بارگاہین اُڑین موجون نے دریا کی اُنکو بھی کھینچ لیا ملکہ نے

رستم کو آواز دی کہ اب آپ پلٹ جائیے اگر مزاج مین آئے تو ہمارے باغ مین آئیے کا کنیز بلانے آئیگی وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائیگی وہان صحبت عیش ونشاط ہوگی شب بھر صحبت بن رہنا صبح کو چلے آنا رستم پیلتن نے وعدہ کیا پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی کان مین آئی سمک یلداقی آکر بہونچا رستم نے پوچھا کہ ای یار وفادار کہان تھے کیونکر یہانتک آنا ہوا ہم عجب آفت مین مبتلا تھے سمک سے سب حال بیان کیا کہ میخوار اژدر در آیا تھا اُسکے ساتھ سیاف جادو تھی صدف دریانشین نے آکر وہ سحر کیا کہ مجکو اُسکے سحر سے بچایا سیاف کو ڈبو دیا مگر صدف دریانشین سے وعدہ ہی شام کو کنیز آویگی وہ ہمکو لے جائیگی ای سمک تم بھی چلنا دن بھر اسی اشتیاق مین بسر کی لیلی شب نے نقاب چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز صحراے نجد مغرب مین گیا رستم منتظر بیٹھے ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی امیدوار باریابی ہی رستم نے سامنے بلایا کنیز ہنستی ہوئی سامنے آئی جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور کنیز کو موجۂ دریابار کہتے ہین نہنگ بحری و کنارۂ جادو و دریاے جادو وسمندر جادو وکشتی نشین جادو وگرداب جادو وغیرہ ملکہ کی کنیزین ہین جو جسکو حکم ہوتا ہی وہ بجالاتی ہی مین ہی نے سیاف جادو کو ڈبویا گھڑیال بن کر مین ہی نکلی تھی رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے موجۂ دریابار کے ساتھ چلے سمک بھی ساتھ ہوا رستم نے راہ مین کہا کہ ای برادر صورت اپنی بدل لو سمک یلداقی رنگ وروغن عیاری کا لگاکر ایک مہ جبین کی شکل بنا رستم پیلتن کے ساتھ ہولیا وہ کنیز رُک رُک کے راستہ چلتی ہی رستم فرماتے ہین کہ ای موجۂ دریابار جلدی جلدی چلو اشتیاق نے بہت بیقرار کیا ہی اب یہ کیفیت ہی ملکہ صدف کے فراق مین عجب صورت ہی نظم

طلب ای دوست تری دشمن راحت ٹھہری	جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری	اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی حجت ٹھہری

دیر سی دیر ادھر آنے مین کسی نے کی ہی ‏‏‏ نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

حال دل پوچھ کے منظور رُلانا تھا اُنھین ‏‏‏ چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

ہمسے وہ پوچھتے ہین جسکو نہ دم بھر ہو قرار ‏‏‏ کیونکر اُس دلمین بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری

خفقان ہی تھا مصاحب شبِ تنہائی کا ؛ ‏‏‏ دو گھڑی پاس مرے ٹھہری تو وحشت ٹھہری

فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر ؛ ‏‏‏ کچھ جو ٹھہری تو غریبون کی تربت ٹھہری

تا کجا اُسکو جلاؤگے جو ہر وقت مرے ‏‏‏ تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدے اُنھین کرتا ہون ‏‏‏ بُت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری

سر گرے کٹکے تو قدمون پہ گرے قاتل کے ‏‏‏ ہمسے تجھسے یہی ای شوق شہادت ٹھہری

سب یہ تیری نگہ شوخ کی چالاکی ہی ؛ ‏‏‏ کہ حیا آنکھ مین ٹھہری نہ مروت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا ‏‏‏ پھرتے پھرتے جو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری

میرے گھر تک جو پہونچ کر وہ پھرے اُلٹے پاؤن ‏‏‏ چال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری ؛

گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی مجھے ‏‏‏ کیونکر ان شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری

بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو ‏‏‏ نہ دیا لا ہی اک جا نہ کدورت ٹھہری

یہی انصاف ہی جب دلمین رہے یا دعدو ‏‏‏ کیون فلک جا کے وہین میری عداوت ٹھہری

بزم جانان مین مجھے دیکھ کے جلتی تھی جو شمع ‏‏‏ رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری

منہ تو کب خاک پہ عاشق کی کرم کرتا ہی ‏‏‏ آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری

بخت کا مجھسے گلہ سُن کے کوئی کہتا ہی ‏‏‏ یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری

وصل مین چھوڑ دیا سب نے اکیلا مجکو ‏‏‏ ای جلال آج نہ دلمین کوئی حسرت ٹھہری

علمشاہ یہ اشعار پڑھتے ہوے جاتے ہین قریب باغ کے پہونچے چند کنیزین دروازے پر موجود تھین رستم کو دیکھ کر بھاگین جا کر ملکہ سے اطلاع کی کہ رستم آپہونچے ملکہ نے روشنی وغیرہ کرائی ہی قفس طائران نغمہ سرا درختون مین لٹکا دیے ہین وہ طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین رستم کا ملکہ نے آکر استقبال کیا باغ مین لائین رستم آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے دیکھا کہ ایک نازنین ساتھ ہی پوچھا کہ ای شہریار یہ کون ہی رستم نے کہا کہ یہ آپ کی ملاقات کو آئی ہی

ملکہ نے پہلو مین جگہہ دی سمک آکر بیٹھا جب ملکہ نے جام پیش کیا نور رستم نے کہاکہ ای ملکۂ عالم مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے کہاکہ بقراط پرست رستم نے کہاکہ ای ملکہ وہ ایک شخص جھوٹا ہی لائق خدائی کے وہ وحدہ لاشریک ہی اُسکا اعتقاد کرو یہ سُن کر ملکہ بھی مطیع اسلام ہوئین کنیزو نسے کہا کنیزین بھی مطیع اسلام ہوئین رستم نے سمک سے اشارہ کیا سمک نے سامنے بیٹھ کر گانا شروع کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا صاحب یہ نازنین تو خوب گاتی ہی قضائے کار ملکہ کی ماں سمندر دریا شگاف اپنے قصر مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہاکہ کیون صاحبو کل سے صدف دریانشین نہین آئی کچھ تم لوگون کو خبر معلوم ہی کنیزون نے کہاکہ حضور ہم باغ مین حاضر تھے ملکہ بلنکر آئین نگر گھبرائی ہوئی تھین آتے ہی حکم دیاکہ باغ کو آراستہ کرو کوئی آنے کو تھا اُسکا انتظار تھا سمندر نے جو یہ معاملہ سُنا گھبراکر کہاکہ اری کمبختو یہ بھی کچھ دریافت کیاکہ کون آنے والا تھا بڑا باعث خرابی یہ ہی کہ کنیزین جوان جوان اُسکی خدمت مین جمع ہین وہی سب اُسکو آوارہ کرتی ہین مین توجاکر دیکھون بقراط ثانی کے تصدق سے اب ماہ حسن کمال پر ہی شاہان جہان کے نامے چلے آتے ہین بعض نے تصویرین مانگین کئی سو تصویرین کھچواکر بھجوا چکی ہون جسنے تصویر دیکھی وہ دیوانہ ہوا لیلی مجنون کا عشق افسانہ ہوا کوئی اب اُنکا ذکر بھی نہین کرتا کہ لیلی مجنون کون تھے ہر ایک کی زبان پر صدف دریانشین ہی کئی شاہزادے عشق زلف عنبرین مین سودائی ہوکر نکل گئے جنگل جنگل پھرتے ہین کئی دھونی رماکر بیٹھے ہین اگر کوئی افتاد پڑی تو یہ بدنامی دور تک پہونچے گی یہ کہتی ہوئی ایک عقاب پر سوار ہوئی عقاب کو اُڑاکر چلی آسمان پر آکے دیکھاکہ صدف دریانشین پہلوے رستم مین بیٹھی ہی ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن رشک چمن فخر نسرین دلنشین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ بتابتا کر گارہی ہی نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے	تم رہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
خواب غفلت ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار	آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بیٹھے ہین کہین ہم دل کو مگر سوچ یہ ہی
پھر کے آنیکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئینہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کر دکیا دل عشاق سے کام
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ جس دن سے کیا اک بت کافر کو جلال
شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

یہ ہنگامۂ صحبت جو سمندر نے دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہی کہ اس ظالم نے غضب کیا کیسا جوان جسین ڈھونڈھا ہی حقیقت مین اُسکا حُسن اِسکے حُسن پر غالب ہی مگر ظاہرا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص مرد مسلمان ہی خداوند بقراط ثانی کو بُرا کہ رہا ہی اور حقیقت مین یہ نازنین بھی خوب گا رہی ہی اس عرصے مین ملکہ نے خوش ہو کر موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اُس نازنین کو پہنا دیا یہ ناز و نیاز سمندر پر بہت شاق گذرا للکار کے آواز دی کہ کیون او گیسو بریدہ ہمنے جس بادشاہ کی تصویر دکھائی اُس سے بیزار ہوئین اس مسلمان کو پسند کیا جو قدرت کو بُرا کہتا ہی وہ جوانا مرگ تیرے پہلو مین بیٹھا ہی اختلاط کر رہا ہی صدف دریا نشین نے جو سر اُٹھا کر ان کو دیکھا خوف کے مارے کانپ گئی رستم سے کہا کہ حضور غضب ہوا امان میری آگئی دیکھیے کیا کرے ملکہ تو کانپ رہی ہین مگر سمندر نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا یا سامری کہکر پھینک مارا موتی قریب آکر ٹوٹے چند موتی رستم پر گرے کہ پاؤن زمین نے تھام لیے انگوٹھی ڈالا ہاتھ قابو مین ہی مگر دفع سحر سمندر انگوٹھی نہ کر سکی چند موتی صدف پر گرے یہ بھی مثل تصویر تصویر کے خاموش کھڑی رہگئی بیقرار ہو کے کہا کہ اے مادر مہربان مین خطا وار کلام کی ہون اور کوئی خطا مجھسے نہین ہوئی جب آپ حال سے آگاہ ہونگی یقین ہی کہ آفرین کہین فرزند صاحبقران رستم اِنکا لقب ہی فتاح طلسم کے چچا ہین کتاب مین صاف صاف لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی جوان لوگون کی اطاعت کریگا بچ جائیگا ورنہ جان سے مارا جائیگا اس وجہ سے مین نے اطاعت کی

اور اگر نہ کرتی تو کیا کرتی بعد چندے طلسم کشنا کو لوح ملیگی اُس وقت کیسی ذلت
ورسوائی ہوگی آخر سمندر زمین پر آئی ایک کنیز کو حکم دیا کہ ملکہ کی مشکین باندھدے
اُس کنیز نے باندھ لین اِس گانے والی کنیز نے جو دیکھا کہ اب رستم پیلتن کی مشکین
بندھوائیگی گورے گورے ہاتھون سے ملکہ کی بلائین لین کہا واری ہم آپکی صاحبزادی
کو منع کرتے تھے کہ خداوند بقراط ثانی کو بُرا نہ کہیے اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا آخر
اُس کا یہ انجام ہوا کہ ابھی آفت آگئی اب آپ کو اختیار ہی اگر مناسب جانیے تو
ذرا بیٹھ جائیے گانا سُنیئے کہ آپکو بھی معلوم ہو یہ ایسا گاتی ہی حضور مین قوم کی کسبی
ہون مجکو بلوایا تھا کہ تجکو نوکر رکھین گے یہ جوان مجکو گھور گھور کر دیکھتا تھا مین منتین
کرتی مگر گھورے ہی جاتا تھا سمندر نے جو کنیز کو حسین دیکھا حُسن وجمال پر اسکے
شیفتہ و فریفتہ ہوئی کہا کہ تم بازاری ہو یہان کیون آکر بیٹھین کنیز نے کہا کہ حضور
ہمارا پیشہ یہی ہی جو ہمکو بلوائیگا وہان جائین گے ابھی مجرے کے روپئے بھی نہین ملے
حضور بیٹھ جائین تو مین آپ کو ایک چیز سُناؤن مین اپنی بہنون مین بدآواز ہون
اور بہنین میری خوب گاتی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ درودیوار کو مست
کردین سمندر مسند پر بیٹھی کہا کہ ہان سُناؤ نام تمہارا کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا
کہ اس کنیز کو کمی جان کہتے ہین بیٹی جھمی جان کی ہون یہ کہکر سازندون کو اشارہ کیا
سازندون نے ساز درست کیے اُسنے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

کوئی تو مطلب نکلتا نالہ و فریاد سے	لے نکلتے حسرتِ نو نکو بھی دلِ ناشاد سے
نالے بیتے کہتے ہوے نکلے دلِ ناشاد سے	قصد کوے یار ہی آتے ہین عشق آباد سے
ڈھونڈھیے کوئی دل آزار ہی کا پہلو اب نیا	مشورہ کر لیجیے چرخِ ستم ایجاد سے
ہم اسیرانِ قفس کو باغ پر صدمے اُتار	مول لیکر چھوڑدے ای باغبان صیاد سے
اُس سے تو ملتا ہی جو ترک ایک عالم کو کرے	شرط ہی سب کو بھلادے پہلے تیری یاد سے
خون بہا مین نے تو چھوڑا تھا دل خون گشتہ کا	حسرتین کہتی ہین ہم لین گے دیت جلاد سے
فصل گل آئی چمن مین ہمکو سودا ہو گیا	ہوش بھی جاتے اُڑ کر نکہت بر باد سے

مرثیٔ فرقت کی احبادے رہے ہین تہنیت — قبر ہی شادی کا گھر شور مبارک باد سے
کشتہ تھے تیرے تغافل کے پڑے سویا کیے — ہم نہ چونکے صور اسرافیل کی فریاد سے
کسطرح نالے تمھین آہین رکین کیونکر جلال — دل مشبک ہی کسی کے ناوک بیداد سے

اس رنگ مین اُس مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ سمندر جوش مین آئی گلے سے
موتیون کا مالا اُتار کر دیا نازنین نے کہا حضور مین ایک کمال اور کرتی ہون
ساقی گری بھی خوب کرتی ہون امید وار ہون میخانہ میرے سپرد کیجیے مین شراب
درست کر کے لاؤن سمندر نے اشارہ کیا کہ میخانے مین جاؤ شراب کا تمھین اختیار ہی
وہ نازنین جھپٹ کر میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین
کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑین شراب اُٹھا کر لے جانے لگین سمندر دیکھ
رہی ہی وہ نازنین چالیس گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائی گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے
گت ناچی بعد اُسکے جُھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھ کے توڑے لیتی ہوئی سامنے
سمندر کے آئی کیا مجال جو قطرہ گرے بقول قمر مطلع ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر
توڑا + اہلِ محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + سامنے سمندر کے آکر سر جھکایا
اور کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سمندر جام کو اُٹھا کر پی گئی
کچھ انجام کا خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ اس شراب مین کیا ملا تھا کلیجے مین آگ
لگ گئی اُس نازنین نے عرض کی کہ حضور مین بھول گئی ذرا سی بیہوشی ملا دی سمندر
بلبلا کر یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ او مہ جبین تو نے یہ کیا کیا مجھے بیہوشی کا جام پلایا جیسے ہی
اُٹھی لڑکھڑا کر گری سمک نے نعرہ کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب انکو باندھ دیجیے اور
سمجھائیے اگر اطاعت آقا کی نہ کرینگی تو ابھی قتل کرونگا صدف دریا نشین نے ان
کو ستون سے باندھا سمک نے زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا اب جو سمندر
کی آنکھ کھلی دیکھا ستون سے بندھی ہون حیران ہو گئی جی مین کہتی ہی یہ کیا معرکہ ہوا
مجکو کسنے ستون سے باندھا سمک نے پکار کر آواز دی کہ اے سمندر قدرت مالک بحر و بر
کو دیکھ کہ ہمکو تجھپر غالب کیا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کر ورنہ ابھی

قتل کرڈالو نگار رستم پیلتن کی اطاعت کر شکر خدا کر کہ پرور دگار نے تجکو یہ مرتبہ دیا کہ
صاحبقران سے رشتہ ہوا انشاءاللہ بعد فتح طلسم صدف دریانشین سے
رستم عقد کرینگے ہر چند کہ فتاح طلسم بنام نورالدہر بن بدیع الزمان ہی
مگر ایسی کوشش کرو کہ طلسم کشا شہر یا یا کے سکندر ثانی جو بادشاہ سابق طلسم
قید ہی اُسکے رہائی کی تدبیر کرا ؤ رستم کو وہان تک پہونچا ؤ جرأت ان کی رہبری
تمھاری کام آئیگی ورنہ قتل ہو جاؤ گی کیمیرے قبضے مین ہو سمندر رچھلانے لگی نگاہ
قہر طرف سمک کے دیکھا صدف دریانشین اپنے مقام سے اُٹھی قدمون پر
مان کے گر پڑی کہا کہ ای مادر مہربان یہ اوراق کتاب میرے پاس موجود ہین آمین
بقراط ثانی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی اب اُسکو جھوٹ بتاتا ہی چالیس نجومی جمع تھے
جب یہ حکم لگائے ہین دیباچہ کتاب مین یہ سب اسباب مرقوم ہین پر اسنے لوگون کو
یہ سب حال معلوم ہی کہ ایک دن بقراط نے جلسہ عام مین کہا کہ یار و جو ہونیوالا ہی
اس طلسم مین اُسکو تحریر کرو وہ کتاب بجاے سند رہے ہر ایک وقت کام آوے
جو جو ہمسے باغی ہونے کو ہین اُنکا حال ہمپر ثابت ہو چالیس نجومی اپنے مقام سے اُٹھے
کہا یا خداوند ہم لوگ اختر شناسی مین کمال رکھتے ہین جو جو ہونے والا ہی وہ سب
ہمکو معلوم ہی بقراط نے قصر بند کرایا چالیس نجومیون کو ساتھ لیکر اُس قصر مین
بیٹھا چالیسون مل کر حکم لگاتے تھے اور بقراط ثانی اُسپر خیال کرتا تھا جس بات
کو پختہ جانتا تھا اُسکو تحریر کرتا تھا ورنہ نجومیون کو جواب دیتا تھا کہ میرے سامنے
زیادہ نہ احکام بگھارو مین کیا کسی علم مین کم ہون دیکھیے مادر مہربان میرے
مقدمے مین صاف صاف لکھا ہی کہ صدف دریانشین رستم پر مائل ہوگی
اُسی کے زور پر رستم جمشید زرین ترکش بھائی کو سکندر ثانی کے رہا کرینگے
اور اُسی کے سبب سے رہائی سکندر ثانی کی ہوگی جس وقت وہ چھوٹا ہر چند
کہ تحفہ جات طلسمی اُسکے قبضے مین نہین ہین مگر سحر اُسکا قیامت برپا کریگا تحفجات
بھی بہ وجوہات ملین گے وزرا اُسکے جابجا قید ہین وہ چھوٹ کر آوینگے تو ٹھے طلسم کے

بتائین گے وہ کوٹھے کھلین گے اُنمین سے تحفہ جات باہر نکالے جائینگے جس وقت
تحفہ جات زیب جسم کر کے بادشاہ جلیل تخت پر بیٹھے گا اور طلسم کشا ساتھ ہونگے
اور ایک طرف بمقابلۂ بقراط صاحبقران زمان مع فرزندان ذی شان و
سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہونگے اس دھوم سے لشکر کشی ہوگی کہ سب لوگ
کہینگے اگر دارا اور کیقباد ہوتے تو اس لشکر کا تماشا دیکھنے آتے جاہ و جلال امیر
دیکھ کر گھبراتے ای مادر مہربان تصور فرمائیے غصہ نہ کیجیے ورنہ باعث خرابی ہوگا
صدف دریانشین نے ورق جو نکال کر دکھائے سمندر جادو نے اپنا سر
جھکا لیا کہا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر مجھے قتل ہونے کا کچھ خوف نہین مگر مین
تیرے ساتھ ہون رستم پر نثار صاحبقران پر قربان کہ یہ مرتبہ حاصل ہو مین امیر
کی سمدھن کہلاؤن مجکو قدمون پر رستم کے گرا دو صدف نے زبان سے سمندر
کی سوزن نکالی سمندر دوڑ کر قدمون پر گری رستم نے سر سینے سے لگا لیا
اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ ہماری بزرگ ہین ایسی کوشش کیجیے کہ بادشاہ سابق
ہمارے ہاتھ سے رہا ہو سمندر بھی آکر صحبت مین بیٹھی کہتی ہی کہ ای شہریار مین کیا
کوئی بات اُٹھا رکھونگی اگر بادشاہ سابق آپ کی مدد سے چھوٹا تو بڑا فخر آپ کو
حاصل ہوگا اُس وقت جلسے کا عجب رنگ ہوا اسمک یلداقی نازنین حسین بنا ہوا
محفل مین بیٹھا ہی تانین مار رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گا رہا ہی نظم

تجھسے نہین مجھے دل و جان سی بھی شی عزیز
پیاری ہی تجکو اک نگہ لطف ای عزیز

ہم اپنا خون بخشدین کیون ای فلک جسے
وہ ہمسے بزم مین کرے اک جام می عزیز

ہمدرد سے امید ہو کیا دل کو میرے جب
تاثیر اپنے نالے کی کرتی ہو نی عزیز

پہلو مین وہ بٹھاتے ہین جبتک ہی پاس دل
مین بھی عزیز ہون مری خاطر بھی ہی عزیز

تنہائی فراق مین کیا دین گے میرا ساتھ
اس مرحلے کو کر نہین سکتے ہین طی عزیز

لیجا کے مجکو ڈال بھی دین بارے یار پر
اسمین نکالتے ہین عبث کوئی پی عزیز

پھرتے ہی اُسکے پھر گئے چشم و دل و جگر
بیگانہ دار ملتے ہین اپنے ہین جی عزیز

بلبل نہ ہون کہ سارے چمن کا ہون دوست مین — گل سے زیادہ سبزۂ بیگانہ ہی عزیز
تصویر اپنی ہمسے نہ ای یار مانگنا — واللہ تجھسے ہی تو یہی ایک شی عزیز
کہتی ہی کوے یار مین میت جلال کی — آگر عزیز کر مری مٹی کو ای عزیز

اس رنگ سے سمک نے یہ اشعار گائے کہ سب وجد کر رہے ہین ہنگامۂ عیش
و نشاط گرم ہی سمندر تعریفین کر رہی ہی کہ ای شہریار آپ جرأت مین کامل ہین
آپکا عیار پیشۂ عیاری مین بے مثل و بے نظیر ہی ان سے ڈرنا چاہیے رستم درست
درست فرما رہے ہین فرماتے ہین حضور آپ نے عیاری نہین دیکھی انکے والد
یعنے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیاری مین کامل و اکمل ہین افراسیاب ایسے
بادشاہ پر ایسی ایسی عیاریان کین کہ جابجا اُسکے دھوکے کھائے آخر ہار اگیا
یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر شوہر اسکا گرداب دریاشگاف اپنے قصر عیش مین
بیٹھا ہی کہ اس نے کہا صاحبو کچھ تمکو معلوم ہی بی سمندر کیون نہین آئین اور آج
کئی دن سے صدف دریانشین بھی نہین آئی ذرا دریافت تو کرو کہ کہان گئین
اور کیون نہین آئین ایک جادوگر آسمان بلند پرواز نامے یہ کہکر چلا کہ غلام
خبر لاتا ہی باغ مین سمندر کے آیا دیکھا ویرانہ پڑا ہی چند کنیزین بیٹھی ہین آپس مین
یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ملکۂ عالم بڑے غصے مین گئی ہین دیکھیے بیٹی کا کیا انجام ہو اور
وہ اُسکے ساتھ کس طرح پیش آوین آسمان بلند پرواز نے یہ سب ذکر سُنا
اور صدف دریانشین کے باغ کی طرف چلا دل مین کہتا ہی نئی بات ہی مان بیٹی
پر غصہ کرکے گئی ہی بیٹی سے نہین معلوم کیا خطا ہوئی آسمان اُڑتا ہوا آیا اُسوقت
آکر پہونچا کہ ذکر خواجہ عمرو ہو رہا ہی سمندر کہتی ہی کہ ہمارے نزدیک تو یہی بے مثل و
بے نظیر ہین مگر اب آپ کے تصدق سے خواجہ سے بھی قدمبوس ہونگے جب وہ ملین
اور اُنکو دیکھین تو اُنکے حالات کو سمجھین کہ اس طور سے عیاری کرتے ہین سمک
کہہ رہا ہی کہ حضور حقیقت مین جناب قبلہ و کعبہ ہر عیاری مین فرد ہین صدہا جادوگر
اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آسمان بلند پرواز نے دیکھا کہ بیچ مین علمشاہ

بیٹھے ہین اور ایک پہلو مین سمندر دوسرے پہلو مین صدف دریانشین جام گردش مین ہین ہر سمت کی خاطرین ہو رہی ہین آسمان بلند پرواز نے سب باتین دریافت کین مخفی پھر اکیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ یہ جو نازنین سامنے بیٹھی ہے یہ عیار مکار ہے اسی نے ملکہ سمندر کو گرفتار کیا تھا اسی نے بہت سمجھایا اب مطیع اسلام ہوئین رستم کے ساتھ جائینگی یہ سب حال دریافت کر کے آسمان بلند پرواز چلا اُس وقت آیا کہ گرداب دریا شگاف یہی ذکر کر رہا ہے کہ آسمان ابھی پلٹ کر نہین آیا چند ہی ساعتین گذری تھین کہ آسمان زمین پر آیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران بڑا غضب ہوا رستم پر آپکی صاحبزادی مائل ہوئی ہین اپنے باغ مین بلوایا جلسہ ہوا آپکی زوجہ صاحب پہونچین کسی وجہ مین گرفتار ہوئین اطاعت رستم اور مذہب اُنکا قبول کیا اور اب خوش بیٹھی ہین غلام جو گیا سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھ آیا خداوند کی برائیان ہو رہی ہین فکر ہے کہ بادشاہ سابق کو رہا کرین اور بقراط ثانی کو جاکر قتل کرین کہ طلسم پر قبضہ ہو حضور جلد چلین یہ سُنکر گرداب اپنے مقام سے اُٹھا سب سے کہا کہ تم یہین بیٹھو میرے پیچھے کوئی نہ آئے ورنہ مجکو بڑا رنج ہوگا مین جاتے ہی آفت برپا کرونگا زوجہ اور بیٹی پر قبضہ کرونگا بادشاہ سابق کا رہا ہونا بہت دشوار ہے جو کوئی قصد کریگا بہت پچھتائیگا جب ہزارون آفتین جھیلے اور اپنی جان پر کھیلے تب سکندر ثانی تک پہونچے اگر اُسکے پاس پہونچ بھی جائے تو بھی اُسکا قید سے رہا ہونا دشوار ہے یہ سب کو سمجھا کر چلا یہان سمندر اور ملکہ صدف بیٹھی ہین یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ اے شہریار کل کوچ کیجیے اول طرف صحراے مینو سواد کے چلیے اگر مینو سواد کو مار لیا تو بہ آسانی پہونچنا ہوگا اور اگر وہان پھنسے تو خاتمہ ہوگا دیکھین تقدیر کیا دکھائے یکایک غرانے کی آواز آئی سمندر نے دیکھا کہ گنج باغ سے ایک دریا جوش مارتا ہوا آتا ہے سمندر نے کہا بی بی صدف باپ تمھارے آپہونچے دیکھ لو وسط دریا مین جو چادر پڑی ہے

اور غراٹے کی آوازین آتی ہین یہ اُسی کا سحر ہی ہمارا مطیع ہونا ایسا تھوڑی تھا کہ اُسکو
خبر نہ ہو میرا دستور تھا کہ اُنکے ساتھ روز جلسے مین شریک ہوتی تھی آج کئی روز سے
وہان نہین گئی صدف دریانشین یہ کہکر اُٹھی کہ ای مادر مہربان مین ابھی دریا کو
مٹاتی ہون سمندر نے کہا کہ بی بی اسکا مٹانا کیا آسان ہی گنبد ہفت شعلہ جو بنا یا ہی
اُسکا مٹنا بہت دشوار ہی یہ سحر اُسی کے متعلق ہی مگر صدف نے نہ مانا ہاتھونکو ہلا کر
گری اتنا تو ہوا کہ دریا کی جنبش موقوف ہوئی موجہ بلند نہ ہوا مگر صدہا مچھلیان صدف
کے لپٹ گئین ڈنک مچھلیون کے پڑ رہے تھے اور صدف لڑ رہی ہی سمندر نے جو
بیٹی کا یہ حال دیکھا کہ زخمون سے خون جاری ہی ہر مرتبہ تڑپ کر گرتی ہی کہ سب مچھلیون
کو مٹاؤن مگر کچھ زور نہین چلتا سمندر یہ کہکر اُٹھی کہ بی بی ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین
پھنسین اب اس دریا سے نجات دشوار ہی یہ کہکر اُٹھی پاٹ دوپٹے کا پھاڑا اُسی دریا
مین پھینکا وہ کپڑا جو دریا مین گرا موجہ بلند ہونے لگا مچھلیان سُست ہوئین ایک آواز
مہیب آئی کہ او بے حیا میرے سحر کو مٹاتی ہی یہ سحر وہ ہی کہ جب قدرت کے ساتھ لڑتا
اور طلسم کشا سامنے ہوتا تب یہ سحر کرتا تجھ ایسی نالائقون کی یہ مجال ہی کہ اس سحر کو
مٹائے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ گرداب شناوری کرتا ہوا دریا سے نکلا اور
پکارتا ہوا کہ ای سمندر و صدف کیون قضا آئی ہی تم دونون مین سے ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا مگر سمندر دریا سے نکلی ایک ماہی کلان کو پکڑے ہوے وہ مچھلی
تڑپ رہی ہی مگر سمندر نہین چھوڑتی دریا سے بلند ہوئی کارد جھولی سے نکالی مچھلی
کا شکم چاک کیا کچھ خون اُسکا اپنے منھ پر ملا اور اُس شکم چاک مچھلی کو پھر دریا مین پھینکا
ایک سوئنس نے سر نکالا اور آواز دی کہ یارو تم لوگ نکل جاؤ بھاگ کر اپنی اپنی جان
بچاؤ وہ مچھلی جو دریا مین گری ظاہر مین شکم چاک تھا دریا مین گرتے ہی صحیح و سالم ہوگئی
اور تڑپنے لگی اسکے تڑپنے سے چند مچھلیان مر کر اُبھرتی ہین سمندر سحر کر رہی ہی
ہاتھ ہلاتی ہی اُنگلیون سے قطرے پانی کے گرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ پانی مین انگارے
گر رہے ہین یا تو دریا بڑھتا آتا تھا یا جوش کم ہوا مگر صدف دریانشین غوطہ مار کے

تہ مین دریا کے پہونچی دیکھا کہ ایک قصر بنا ہی بیچ مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر گرداب دریا شگاف بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی صدف دریانشین طرف قصر کے چلی دیکھا کہ ایک نازنین بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی نظم

ایسے پنجے ہین نہ ہین ایسی بشر کی ایڑیان ۔ پنجۂ خورشید کے نیچے قمر کی ایڑیان
کیون نہ دیکھے اپنی ایڑی ایک تارہ دیکھکر ۔ کم نہین تاروسنے اُس رشک قمر کی ایڑیان
ساق سیمین شاخ اعجوبہ ہی باغ حُسن مین ۔ اُنگلیان انگور کی ہین سیب تر کی ایڑیان
صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ۔ پائون صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان
بانکپن سے باغ مین چلتا ہی وہ پنجو نکے بل ۔ راہ مین لگتی نہین اُس فتنہ گر کی ایڑیان
زلفین دوڑی آتی ہین مانند مار یاسمین ۔ ہین برنگ یاسمین تیرے اثر کی ایڑیان

جب صدف دریانشین قریب اُس گانے والی کے پہونچی تو گانے والی نے کہا کہ حضور آئیے تشریف رکھیے آپ کے والد بُلاتے ہین مگر صدف نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا گرداب پر مارا چند موتی جو سر پر پڑے گرداب کا سر پھٹا سر کے پھٹتے ہی خون جاری ہوا خون کے قطرے دریا مین جو جا کر ملے دریا کا جوش بڑھا سمندر بھی سامنے آئی مگر یا غال پریشان پکارتی ہوئی کہ ای صدف دریانشین اپنے تئین ان قطرات خون سے بچا تا یہ بلا کا سحر ہی اس سحر سے بچنا دشوار ہی کدو کاوش بیکار ہی لیکن سر تو پھٹ چکا تھا لاشہ گرداب کا تڑپا خون کی چھینٹین بدن پر صدف کے پڑین جو چھینٹ بدن پر پڑی معلوم ہوا کہ انگارہ پڑا جلنے لگی سمندر نے دوڑ کر پانی کا چھینٹا مارا پانی جو پڑا آگ بجھنے لگی لیکن سمندر و صدف دونون لڑکھڑا کر گرین ایک مچھلی دریا سے نکلی دونون کو نگل گئی اب گرداب اُٹھا یہان جب سمندر اور صدف سحر کرنے گئین تو سمک نے عرض کی ای شہریار اُٹھیے ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد بندگان عالی پر پڑے رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے کہ سامنے دیکھا ایک نہنگ دریا سے نکلا سامنے رستم کے آیا مُنھ سے حباب چھوڑے رستم لڑکھڑا کر گرے نہنگ نے رستم کو بھی نگل لیا سمک ایک گوشے مین آکر چھپا دیکھا کیا جب رستم و صدف و سمندر غائب ہوے

تو دیکھا دریا خشک ہو گیا سب کنیزون کو مچھلیان نگل گئین جو کنیز نکلی ایک مچھلی دریا سے
پیدا ہوئی تڑپ کر گری کنیز آہ آہ کرنے لگی مچھلی نے نگل لیا کوئی اُس ماہیت سے آگاہ
نہ ہوا سمک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ کنیزین سب غائب ہوئین درخت سب جل گئے
خالی میدان پڑا ہی روتا ہوا چلا راہ مین آکر دیکھا کہ خواجہ ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین
سمک آکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ غلام برباد ہوا رستم نوجوان یعنے فرزند
صاحبقران اس ترکیب سے آتے تھے کہ جا کر صاحبقران سے ملین مگر اثنائے
راہ مین صدف دریا نشین سے ملاقات ہوئی اُسکے باغ مین گئے اُسکی مان بھی آکر
مطیع اسلام ہوئی گرداب دریا شگاف باپ اُسکا جو آیا اُسنے قیامت برپا کر دی
بیٹی کو اور زوجہ کو مع رستم گرفتار کرکے گیا غلام نے ہر چند چاہا کہ اتنا تو معلوم ہو
کہ یہ لوگ کہان گئے کہان قید ہوے مگر نہ معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ بیٹا یہ تو دریافت کرو
کہ وہ ساحر کہان رہتا ہی تو مین جا کر عیاری کرون اور رستم کو چھڑا لاؤن سمک نے
کہا کہ میرے دریافت کرنے کا موقع نہین ہی حضور جب کمر ہمت باندھین گے تو سب
ظاہر ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ تمھارے آقا سے کبھی ٹکہ ملنا ہی زاہد خشک ہین
سمک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین عرض کرتا ہون کہ اگر رستم رہائی پائین گے تو مین
دس ہزار روپئے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ نے کہا کہ اچھا تم جاؤ اب
مین اسی فکر مین نکلتا ہون یہ کہکر خواجہ چلے سمک ایک جانب بھاگا خیال مین ہی
کہ جا کر صاحبقران سے اطلاع کرون تھوڑی دور چلا تھا کہ نشان لشکر امیر اسکو
ظاہر ہوا روتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سب کیفیت ظاہر کی صاحبقران
نے فرمایا کہ تم جاؤ آقا کو اپنے تلاش کرو اور خواجہ بھی یقین ہی کہ فکر مین گئے ہون
اور مین بہ غیب رجوع کرتا ہون اگر معلوم ہو گیا تو اُسکی فکر کرونگا اور اگر نہ ظاہر ہوا
تو مجبور ہون سمک صاحبقران سے اطلاع کرکے چلا صاحبقران نے ایک خیمہ
استادہ کرایا اُسمین بخورات روشن کر دیے اور تمام خوشبوئین آراستہ کین سجادہ بچھوایا
خود آکر بیٹھے دعائین کرنے لگے پکارتے تھے کہ ای کارساز دا ای رب بے نیاز مجھے یہ

معلوم ہو کہ رستم کہاں قید ہوے اپنے فرزند کی رہائی کی تدبیر کردن نظم

شود ز دام غم و رنج در زمانہ خلاص
ہمیشہ گوشہ گزیند ز اختلاط عوام
ذلیل و خوار بود ہر زمان بدیدۂ خلق
درین سرای جہان است ہر شب و ہر روز
بہ بند رنج و بلا ہر کہ مبتلا گردد
مگر کسے بمسافر درین سفر آخر
کسے نہ گشت ثانی بجال وے پرداخت
بہر صباح و بہر شام و ہر شب و ہر روز
مشو مخالف فرمان حضرت خالق
زبحر فکر بحمد جناب حق ہندی

تمام خلق بخلق و محبت و اخلاص
ز بندگان خدا ہر کہ ہست بندۂ خاص
بخیل و تنگدل و مرد ممسک و حراص
ہمیشہ آمد و رفت ہزار ہا اشخاص
بود بفضل خدایش امید استخلاص
رفیق راہ نگردد بوقت استرخاص
نہ دوستدار نہ ہمدم نہ خادم و نہ خواص
بہ رقص تازہ کند رقص گنبد رقاص
شوی وگرنہ تو ماخوذ در بلاے قصاص
برار گوہر مضمون بصورت غواص

دعائین کرتے کرتے صاحبقران بیہوش ہوے دیدۂ ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل تاج پہنے ہوے قریب امیر کے آے پوچھا کہ اے شہریار آپ کس تردد مین ہین صاحبقران نے فرمایا مجکو خواہش یہ ہی کہ رستم نوجوان کو قید سے رہا کرون اُس تاجدار نے کہا کہ حضور نے قصد کیا ہی تو پورا ہوگا جب آنکھ کُھلے تب طرف مشرق کے روانہ ہو جیے یقین ہی کہ کسی کی معرفت آپ کو احوال معلوم ہوگا صاحبقران خاموش ہو رہے لیکن خیال لگا ہوا ہی کہ اپنے کو تا بہ فرزند پہونچاؤن کہ آنکھ کُھلی نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سردارونکو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران نے بموجب خواب اُس تاجدار کے طرف مشرق کے کوچ کیا مگر لشکر رواروی کیے ہوے جاتا ہی صاحبقران کی نگاہ براہ پر ہی کہ کوئی طریقہ معلوم ہو کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان نامدار رواروی کرتا ہوا آتا ہی ساتھ والون سے پوچھا یہ جو لوگ اُترے ہوے ہین یہ کون ہین امیر نے کل حال بیان کیا

اُس پہلوان نے کہا کہ مین آپ کو روکنے آیا ہون آگے نہ جانے دونگا صاحبقران
نے فرمایا کہ ہم ضرور جائین گے تمہارے روکے سے نہ رُکین گے وہ پہلوان مقابلہ مین
اُتر پڑا طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکر دن مین
تیاریان ہوئین صبح کو آپس مین مقابلہ ہوا اُس پہلوان کا نام گُردجنگ آزما ہی
صاحبقران کو دیکھ کر بلبلانے لگا نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا امیر نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کے
قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا گردلپٹ پڑا امیر سے کُشتی ہونے لگی مگر صاحبقران نے پہردن رہے
گردجنگ آزما کو زیر کیا سوال اسلام جو کیا اُسنے کہا کہ ای شہریار مین ہمیشہ
سے مسلمان ہون خاص اسی واسطے آیا تھا کہ اسلام کو پختہ کردن شکر کرتا ہون کہ
آپ سے مستفیض ہوا امیدوار ہون کہ حضور کے ساتھ رہون شرف ملازمت
اختیار کردن صاحبقران گُردجنگ آزما کو لیکر لشکر مین آئے جلسہ آراستہ ہوا
گانا ہونے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای گردجنگ آزما تمکو کچھ حال گرداب
معلوم ہی گردجنگ آزما نے عرض کی کہ حضور تشریف لے چلین مین سب نشان
بتاؤنگا امیر ہمراہ ہوے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ایک صحراے
ویران مین پہونچے اُس صحرا مین ایک دیر بنا ہوا تھا گرد نے عرض کی کہ غلام کو اتنا
معلوم ہی کہ اگر حضور نے اس دیر کو فتح کیا تو نشان قید رستم ملیگا گرداب کا بھی
پتہ مل جائیگا گرداب دریا شگاف بڑا نیرنگ ساز و شعبدہ باز ہی جانتا تھا کہ
میری تلاش ہوگی تو یہان آکر چھپا کہ اس صحرا مین کون آئیگا کیونکر نشان پائیگا
صاحبقران اُسی وقت تیغ عقرب کھینچے ہوے طرف دیر کے چلے جیسے ہی دروازے
پر دیر کے پہونچے بت سنگی جو رکھا تھا پکار اُٹھا کہ ای شہریار اور ای صاحبقران نامدار
یہان نہ آئیے گا ورنہ بہت رنج اُٹھائیے گا صاحبقران کو فرزند کی ملاقات کا بڑا
جوش ہی صاحبقران نے دیر مین قدم رکھا وہ بت اُٹھ کھڑا ہوا چاہا کہ بھاگ کے

نکل جاؤن صاحبقران نے دروازہ روکا اُس بت نے کہا کہ مجھے آپ کس واسطے روکتے ہین مین آپ سے نہ لڑونگا مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا کیا کرسکیگا خود ڈر کر بھاگ جائیگا یہ کہکر آواز دی کہ ای گرداب دریا شگاف صاحبقران آئے ہین انکے ہاتھ سے مجھے بچاؤ بہلوے دیر سے ایک شیر پیدا ہوا نعرہ کرکے صاحبقران پر جھپٹا یہ شیر بیشۂ عربستان ہین کب خوف کرتے ہین جیسے ہی شیر نے حملہ کیا امیر نے کلائیان تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا شیر جو تڑپا خون کی چھینٹین جسم پر بت سنگی کے پڑین تمام دیر مین بت سنگی دوڑا دوڑا پھرتا تھا اُف اُف کرتا جاتا تھا مُنھ سے پانی نکلتا تھا مگر آگ نہین بُجھتی تھی صاحبقران زبان اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین آخر وہ بت سنگی جل جل کر خاک ہوا جب بت کو مار چکے تو مقام پر اُس بت کے آئے دیکھا ٹھہرہ نقب کا ہی حیران کھڑے تھے کہ کیا تدبیر کرون آخر بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طے کی تھین کہ ایک صحراے ویران مین پہونچے امیر تو دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ پروردگار رحم اپنا شریک کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے معیبت بادیہ گردی نہین اُٹھتی صاحبقران تو اس حال سے صحرا مین پھر رہے ہین مگر خواجہ عمرو جو تلاش مین نکلے ایک صحرا مین پھر رہے تھے کہ ایک آہو پیدا ہوا خواجہ نے جو دیکھا گلے مین آہو کے پٹہ پڑا ہی عمرو کو خیال آیا کہ اس آہو کو قتل کردن یہ پٹہ قیمتی لون کمان مین تیر رکھ کر پیچھے آہو کے دوڑے آہو ایک مقام پر کھڑا ہو گیا بھاگا نہین عمرو نے تیر مارا تیر آکر پیٹھ پر آہو کے پڑا آہو لنجھیلا کے گرا آواز آئی کہ او ظالم کیا غضب کیا آہوان جادو کو مارا ایک پنجہ گرا خواجہ عمرو کو اُٹھا کرلے گیا پنجے نے بلندی پر لاکر خواجہ کو پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ ایک دریا موج مار رہا ہی اُسی مین گرے جب تہ بہ پہونچے تو دیکھا کہ میرے ہاتھ اور پاؤن میرے اختیار مین ہین مگر سامنے ایک بارہ دری ہی اور ایک مہ جبین تخت پر بیٹھی ہی ایک نازنین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہی ہی عمرو سننے لگے نظم

مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی / آسمان اُسکا وہین کاسۂ سر لیتا ہی ٭

قتل آنکھون کی سیاہی سے جو کر لیتا ہی / کار شمشیر سپر سے وہ نگر لیتا ہی

غیر کی کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا / جو بدستی کو سحر ہی سے تبر لیتا ہی

حشر کرتا ہی بپا پچھلے پہر سے شب وصل / دم چھری نیچے کہان مرغ سحر لیتا ہی

مول لیتا ہون کبوتر جو پئے نامہ بری / بیچنے والا پر و بال کتر لیتا ہی ٭

غنچہ و گل نظر آتے ہین بہم محفل مین / ہاتھ مین شیشہ اگر وہ گل تر لیتا ہی

خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ وہ نازنین گا رہی ہی منہ پر ہاتھ پھیر اکہا باوا آدم درویش از کل عالم پیش مجکو ایک معشوقہ کی صورت عطا فرمائیے جیسے ہی منہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدل گئی ایک معشوقہ پری چہرہ کی شکل بنکر تیار ہوے قریب آکر کہا کہ صاحب اس طرح گاؤ کہ دل پر تاثیر ہو یہ کہکر ایک تان لگائی کہ وہ نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی کہا صاحب بیٹھ کر گائیے آپ کا اسم مبارک کیا ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا کہ مجھے محبوب گل اندام کہتے ہین بیٹھکر چند تانین لگائین کہ وہ نازنین گانیوالی رونے لگی کہا کہ ای محبوب کیا کہنا ایسا رنگ ہمسے نہین بن پڑا آپ کامل و اکمل ہین ہم بالکل جہل ہین آپ کو قدرت نے عجب مرتبہ دیا ہی خواجہ نے پھر تان لگائی وہ نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ کے گرد پھرنے لگی اور کہا کہ ای محبوب کیا خوب گاتی ہو تمھارے گانے مین تاثیر ہی آؤ بیٹھو ہماری مہمان رہو مگر تم کیونکر آئین عمرو نے کہا کہ مین نے خبر سُنی یہان جلسۂ عیش و نشاط ہی لہذا مین حاضر ہوئی کہ چلکر جلسے مین شریک ہون اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا ایک مکان مین لیکر آئی اُس مکان مین خواجہ نے دیکھا کہ اور بھی چند کنیزین ہین خواجہ عمرو وہان بیٹھے اُس نازنین سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی اُس نازنین نے کہا کہ اس مکان مین براے چند ساعت شہنشاہ ساحران یعنی گرداب دریا شگاف آتے ہین رات بھر تشریف رکھتے ہین صبح کو پھر غائب ہو جاتے ہین خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تمکو گرداب جادو سے کیا توسل ہی اُسنے کہا کہ گرداب مجھپر عاشق ہی اب تک

ہین نے اُسکا وصل قبول نہین کیا روز سوال کرتا ہی اور لالچ دیتا ہی مین انکار ہی
کرتی ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس نازنین کو بیہوش کیا اُسکو تو زنبیل مین
رکھ لیا آپ اُسکی صورت بنکر بیٹھے مگر حیران تھے کہ مین نے اسکا نام نہین دریافت
کیا ہی دیکھیے کیا گذرتی ہی اس سوچ مین بیٹھے تھے کہ کنیزون نے پکار کر کہا کہ کیون بی
رنگ آمیز اب تو شہنشاہ کے تشریف لانے کا وقت آیا خواجہ سمجھ گئے کہ رنگ آمیز
میرا نام ہی کہ یکایک آندھی چلی مکان تھرایا زمین ہلنے لگی ابر سیاہ آسمان پر آیا قصر
پر آکے وہ پھٹا گرداب دریا شگاف ایک آہو پر سوار آیا مگر آہو کی پشت زخمی خون
بہتا ہوا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے اُٹھ کر دامن تھام لیا گرداب خوش ہو گیا
کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج تو تمنے نئی حرکت کی ورنہ جب مین
آتا تھا تو تم مُنھ پھیر کر بیٹھتی تھین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب خیال آگیا ہمارے آپ
والی و وارث ہین یہان سے نکلنا ممکن نہین اب تمھاری ہی خدمت کرنا پڑیگی جو کہوگے
وہ قبول کرونگی اسپر گرداب بہت شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا کہ ارے کھانا لاؤ ایک کنیز
نے دسترخوان بچھایا کھانا خوب تن کے کھایا جب کھانا کھا چکا تو اختلاط کرنے لگا خواجہ
گھبرائے کہا مین ذرا رفع حاجت کر آؤن خواجہ تو پیخانے مین آئے گرداب نے
جھولی سے پتلی نکالی کہا اری حرامزادی بتا عمرو کہان ہی پتلی نے ہنس کر کہا کہ وہ
یہین موجود ہی ابھی جس سے باتین کر رہے تھے وہی عمرو ہی آج تمکو زندہ نچھوڑیگا
قتل کرکے جائیگا یہ سُنکر گرداب بہت جھلایا خواجہ نے پاخانے سے دیکھ لیا کہ
گرداب زانو پر ہاتھ مار رہا ہی کہتا ہی کہ او ظالم تو مجھ تک کیونکر پہونچا آخر فتنہ برپا
کیا بوٹیان تیری کاٹ کر کھاؤنگا اب کہان جائیگا خواجہ عمرو پیخانے سے نکلے گلیم
اوڑھ کر گوشے مین کھڑے ہوے دیکھنے لگے اسی تصور مین تھے کہ گرداب جوش مین اُٹھا
ایک دو تھپڑ زمین پر مارا برق چمک کر گری سب کنیزون کے سر اُڑ گئے دوسرا دو تھپڑ
مارا کہ مکان جلنے لگا خواجہ نے جو دیکھا کہ دیوارون مین در پیدا ہوے ایک روزن
سے سر نکالا ایک جانب بھاگے مگر جدھر جاتے ہین راستہ نہین ملتا خواجہ عمرو ایک

گوشے مین ٹھہرے مگر کانپ رہے ہین کہ دیکھیے کیونکر جان بچے بلا کا ساحر ہی خواجہ عمرو تو گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین لیکن گرداب نے سارے مکان کو جلا دیا میدان ہوگیا اُس میدان مین کہین درخت بھی نہین ایک نخل چنار وسط جنگل مین واقع ہی جھپٹ کر قریب اُسکی بیخ کے آیا دونون پاؤن مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا خواجہ نے بعد غائب ہوجانے گرداب کے حیران و پریشان ہوکر ایک جانب چلنے کا رُخ کیا وہی جنگل ملا کہ جہان آہو کو شکار کیا تھا ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ثابت ہوتا ہی کہ دس پانچ نازنینان مہ جبین مل کر یہ اشعار گا رہی ہین نظم

روے ناصح اپنے منھ پہ رکھکے دامان تو سہی　　اسکے یان یلئے نہ اک تار گریبان تو سہی

دیتے ہین زاہد دغا مجکو مومن جانکر　　بیچ ڈالون مغبچونکے ہاتھ ایمان تو سہی

عندلیبون کو جلاتا ہی بہت ای باغبان　　آتش گل سے جلے تیرا گلستان تو سہی

دیکھتا ہون دور سے اسپر خفا ہوتا ہی تو　　چوم لون اکدن ترے رخسار تابان تو سہی

پھر نظر کرنے لگین مژگان جانان کیطرف　　بار آنکھو لنے کرون خار مغیلان تو سہی

دشت غربت مین وطن کے یاد آتے ہین چراغ　　کور کردون دیدۂ غول بیابان تو سہی

ای پری پیکر ستم سے تو نہین آتا ہی باز　　تیری مین نالش کرون پیش سلیمان تو سہی

جب نہ تب پردے مین چھپ جاتا ہی مجکو دیکھکر　　چشم دل سے دیکھ لون مین تجکو عریان تو سہی

تیرگی دیکھی بہت اب آفتاب داغ سے　　صبح کردون تجکو ای شام غریبان تو سہی

رہن کرڈالو اگر ترا عمامہ دلوادون شراب　　زاہدا تجکو کرون مرہون احسان تو سہی

اندنون پڑنے لگی اغیار پر تیری نگاہ　　اپنا آہو لنے کرون اب تیر باران تو سہی

میکشی مین ای فلک ملتے نہین مجکو کباب　　کرلون تیرے مرغ زرین کو مین بریان تو سہی

یہ آواز سُن کر خواجہ عمرو اُدھر متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک نخل مولسری کا ہی اُس مین رنگین رسّہ پڑا ہی اور پٹرا نہایت معقول ہی اُسپر نازنینان مہ جبین جھُول رہی ہین ایک نے پکار کر کہا کہ میان جانے والے ہمکو پینگ دیتے جاؤ دوسری نے کہا بُوا اس نگوڑے کو نہ بُلاؤ تیسری نے کہا کہ بُوا خیر تو ہی چوتھی نے کہا کہ ہمارے الله کا دشمن ہی

رہبر نہین رہزن ہی پانچوین نے کہا کہ بُوا اِسکا نام کیا ہی چھٹی نے کہا کہ وہی ساربان زادہ
مکار ہی عمرو بھاگا جی مین کہتا ہی گرداب دریا شگاف بڑا ساحر زبردست ہی
یہ اُسنے جوکیان بٹھائی ہین دوسری طرف جنگل مین آکر دیکھا چار پانچ لڑکے کھیل رہے ہین
عمرو کو دیکھ کر دوڑے کہتے ہوے کہ آؤ تم بھی کھیلو ایک نے کہا کہ اسکو نہ بُلاؤ دوسرے
نے کہا کہ کیا نقصان ہی آکر ہمارے ساتھ کھیلے تیسرے نے کہا کہ یہ وہ ظالم ہی کہ جسکے
سائے سے ساحران غدار کانپتے ہین مشتمش و دمامہ کو مارا جنکے مرنے سے نام ساحری
کا مٹ گیا اب کوئی ایسا ساحر نہین ہی ہر وقت سامری و جمشید کی نذر دلواتے ہین
چوتھے نے کہا کہ آخر بھائی نام تو لو کہ یہ کون ہی پانچوان بولا کہ وہی ساربان زادہ
تین روپئے کا پیادہ گرداب کی فکر مین نکلا ہی اُنکا بچنا بہت دشوار ہی یہ کہکر لڑکے
دوڑے کہ خواجہ کو پکڑلین خواجہ عمرو جست کرکے نکل گئے دور جاکے دیکھا کہ لڑکے
بلٹ گئے خواجہ تیسری جانب چلے دیکھا کہ چند گائے بھینسین چرہی ہین خواجہ عمرو کو
دیکھ کر دوڑین کہ سینگون پر اُٹھالین نکل کر نہ جانے دین خواجہ جست کرکے بھاگے ہرچند
کہ وہ جانور تھے مگر مثل انسان آواز دیتے تھے کہ ساربان زادہ بھاگا جاتا ہی ای
گرداب دریا شگاف اہتمام کرنا یہ ظالم آیا ہی دیکھیے کیا کرے خواجہ چوتھی جانب
چلے کہ قہقہے کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی دروازے
پر چند خادم کھڑے ہین جنکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا انتظار کر رہے ہین عمرو
نے ایک نازنین بنکر ایک خدمتگار کو بیہوش کیا اُن مین مل کر کھڑے ہوے باتون مین
پوچھا کسکا انتظار کر رہے ہو اُن سب خدمتگارون نے کہا کہ افسر ہمارا یعنی مالک
اس صحرا کا گرداب دریا شگاف اس مکان مین آکر کھانا کھاتا ہی خواجہ نے
مکان مین سر ڈال کر دیکھا چند باورچی کھانا پکا رہے ہین دیگچیان کولون پر لگی ہین کھانا
برتنون مین نکال کر خوانون مین لگا رہے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا کہ دیکھو بھائیو
شیر برنج مین داغ لگ گیا یہ کہکر اُسے کھولا بیہوشی ملائی اور کنارے ہو گئے ایک
آندھی سیاہ اُٹھی ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا آواز آئی منم گرداب دریا شگاف عمرو نے

دیکھا کہ گرداب آسمان سے اُترا خدمتگارون کا سلام لیتا ہوا اندر گیا تخت کا چوکا لگا تھا
اُسپر مسند بچھی تھی بیٹھ کر کہا کہ ارے جلد کھانا لاؤ عمرو نے جھپٹ کر خوان اُٹھا کر سامنے رکھا
کہ اُسی خوان مین کاسہ شیر برنج کا تھا گرداب نے کھولا شیر برنج کو سونگھا بھبک
بیہوشی کی آئی کہا خدمتگار یہ خوان اُٹھالے دوسرا خوان لا جیسے ہی خواجہ اُٹھانے کو
جُھکے گرداب نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اد ساربان زادے جس وقت تو یہان آیا اُسیوقت
مجکو نگہبانون نے خبر دی ہاتھ سے اشارہ کیا ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ رنگ وروغن
عیاری کا جو چہرے پر لگا تھا وہ اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی جھلا کر کہا کہ یار د مین نے
اِس مقام کا رہنا اختیار کیا کھانا کھانے مین فتور رڑا مین نے ایک مقام کو مٹایا
دوسرا مقام قرار دیا یہ ظالم یہان بھی پہونچا اُس مکان کے مٹنے کے بعد امید نہ تھی کہ یہ
یہان پہونچیگا یہ ظالم پتہ لگا لیتا ہی اب تم سبھون کی کیا خوشی ہی میرے نزدیک تو یہ
بہتر ہی کہ اس ظالم کو قتل کرون یا قید رکھون قید رکھنے مین یہ اندیشہ ہی کہ بھلا یہ ظالم
قید رہ سکتا ہی جسکی قید مین جائے اُسی کو مٹائے اب میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ اس
ظالم کو قتل کردن اگر یہ قتل ہو جائے تو دنیا پاک ہو ساحرون کو امان ملے کسکی مجال
ہی کہ اس شخص کے ہاتھ سے بچے جہان یہ قید ہوا اسنے فتور برپا کیا ایسا دم دیتا ہی کہ
عیارون کو دام مکر مین لیتا ہی سب نے کہا کہ حضور بہتر ہی اگر اسکو آپ نے قتل کیا تو
رُکن مسلمانان گرایا صاحبقران زمان بھی قاتل ساحران ہین لیکن اسکی ذات سے
لشکر اسلام مین رونق ہی یہ کہکے عمرو کو مسلسل کیا کہا یارو مین نہ جاؤنگا جب تک
اسے قتل نکرلونگا خواجہ عمرو کو ایک کوٹھری مین قید کیا چند ساحر جہاندیدہ واسطے
نگہبانی کے مقرر کیے ہر ایک سے یہی حکم تھا کہ نگہبانی بوجہ احسن کرنا سونیکا ارادہ
ہرگز ہرگز نہ کرنا دوست دشمن کو پہچاننا کوئی ادھر نہ آنے پائے خوب تاکید کرکے
خواجہ عمرو کو قید کیا گرداب ساحرون سے خبر کرنے کو گیا پہر رات نہ گذری تھی کہ
جادوگر آنے لگے جو ساحر آیا دس ہزار د بارہ ہزار ساحرون سے آکر پہونچا یہانتک کہ
دس جادوگر نامی دگرامی بقراط ثانی کے سب خراجگزار جمع ہو گئے رات ہی کو دارین

استادکرائین اپنے بیٹھنے کے واسطے ایک بارگاہ کلان استادکرائی اُسمین اگر بیٹھا منظور ہی کہ ساری رات عیش مین بسر کرون ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکے جمع ہوے دل بہلنے کو ایک گائن کو حکم دیا اُسنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تا کجا فرقت مین کہیے ہاے خط
یا الٰہی جلد کوئی آئے خط

کچھ کہیگا اور کچھ لکھدینگے حال
وہ نہ غیروں سے کہین لکھوائے خط

رٹ لگی رہتی ہی یہ ہر دم مجھے
نامہ بر دیجائے خط لیجائے خط

میرے بخت ایسے بھلا کب ہین رسا
قاصد اُسکو جو مرا پہونچائے خط

رات دن کرتا ہون سو کاغذ سیاہ
ہو گیا ہی کیا مجھے سودائے خط

ہی یقین زندہ نہ پائے مجکو ہاے
قاصد اُس محبوب سے گر پائے خط

دیکھنا اُفتاد جب پہونچے قریب
نامہ بر کے ہاتھ سے گر جائے خط

وہ پری پیکر اگر بھیجے مجھے
ہی یقین مرغ سلیمان لائے خط

غور سے دیکھون مین ہر مضمون کو
کوئی ساعت دل مرا بہلائے خط

درد دل لکھا ہی مین نے یک قلم
کیا عجب کھلتے ہی گر جلائے خط

ہو معطر یا الٰہی اب دماغ
عطر مالیدہ مجھے جلد آئے خط

رکھون ساقی نامہ اُسکا نام مین
گر مجھے ساقی مرا بھجوائے خط

خط کا کاغذ بھی نہ بھیجیگا مجھے
جانتا ہی وہ مجھے شیدائے خط

حال سوزِ ہجر جو مرقوم تھا
اُس بھبھوکے نے مرے جلوائے خط

دوست میرا میرے پاس آتا ہی آپ
اب نہین ناسخ مجھے پروائے خط

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مئے ارغوانی گردش مین ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جون جون رات بڑھتی ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے جسم کا خون گھٹتا ہی بیقرار ہو کر خدا سے دعائین کر رہے ہین نظم

حالتِ اہل تعلق ہست در ہر حال ہیچ
گفتگو بے سود و لاحاصل کلام و فال ہیچ

در سر انجام مہام عالمِ فانی بود ہیچ
بہر ہر انسان تلاش سعی و استقلال ہیچ

ہیچ قوت ہیچ طاقت ہیچ زور و ہیچ شور	ہیچ عاد و ہیچ سام و ہیچ رستم زال ہیچ
ہیچ شکل و ہیچ صورت ہیچ حسن است و جمال	خوبی رخسار ہیچ و زیب خط و خال ہیچ
ہند یا در زندگی از یاد حق غافل مباش	ہیچ وقت و ہیچ روز و ہیچ ماہ و سال ہیچ

ساری رات اسی تہلکہ مین گذری کافر تو سب خوشیان کرتے ہین خواجہ رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہین کبھی دعائیں مانگتے ہین کبھی ساحران نگہبان کو فقرہ دیتے ہین گرداب نے سب سے کہہ دیا ہی کہ خبردار اس ساربان زادے سے بات نہ کرنا جس سے خواجہ بات کرتے ہین وہ مُنھ پھیر لیتا ہی اور کہتا ہی کہ ابے چپ رہ کیون مغز خراشی کرتا ہی کہ جلاد زرین پوش مہر خنجر ضیا ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام جہان نورانی و منور ہوا لیلی شب بھاگ کر خیمۂ مغرب مین آگئی گرداب دریا شگاف یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ شکر ہی خداوند بقراط ثانی کا کہ رات خیر و عافیت سے گذری ساحران نگہبان کو انعام و اکرام بہت کچھ دیا جلاد آکر موجود ہوے شلنگین لگانے لگے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا منتظر کھڑا ہوا ہی کہ گرداب حکم دے تو قتل کردن ہر مرتبہ خنجر کو چمکاتا ہی خواجہ سرنگون بیٹھے ہین عرض کر رہے ہین کہ اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز مجکو قتل سے بچالے یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ سر کٹا اور بہشت مین پہونچا مگر ساری بہشت کو لوٹ لونگا لہذا مجکو بچالے اور اس آفت سے نجات دے رات بھر فقرے کیے کوئی فقرہ نہ چلا بڑے ظالم سے مقابلہ ہی آمادۂ قتل ہو رہا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی اگر بچالے تو احسان ہی ورنہ اگر بہشت مین کھلبلی ڈالدونگا حورون کے لباس لوٹونگا سب ساحر خواجہ کی باتین سُن سُن کر ہنستے ہین آوازے کستے ہین کہ یارو یہ وہ ظالم ہی کہ اس نے دمامہ و شمشم کو مارا ساحرون کو بڑا صدمہ پہونچایا گرداب نے اشارہ کیا کہ اب کیون تامل کرتا ہی اسکا سر کاٹ لے خدمت خداوند مین روانہ کرون جلاد خنجر لیکر چلا ناظرین کو یاد ہوگا کہ صاحبقران نقب مین داخل ہوے ہین نقب سے جو سر نکالا پہلے صحراے ویران ملا اُسکو طے کر کے سامنے قصر دیکھا ساحرون کی آواز آرہی ہی کچھ

ساحر باہر دوڑتے پھرتے ہین امیر نے پوچھا کہ اس قصر مین کیا ہی ساحرون نے کہا کہ
گرداب دریا شگاف اس مکان مین رہتا ہی عمرو گرفتار ہوا ہی قتل ہوا چاہتا ہی
بس صاحبقران مکان مین گھس آئے عمرو کو جو زیر تیغ بیٹھے ہوے دیکھا نعرہ کیا
کہ باشیدای کافران بے حیا دای نابکاران بُرد غا نعرہ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام	بن کافران ازجہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

بڑھ کر جلاد کو مارا عمرو کی ہتھکڑی کاٹی گرداب نے پکار کر آواز دی کہ یارو حمزہ کو
مار لو جو ساحر حربہ کرتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہین سحر الٹا پلٹ جاتا ہی لڑتے
بھڑتے قریب گرداب کے پہونچے گرداب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی عمرو بیچ مین
شعلہ ہاے آتش کے گھر گیا صاحبقران نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش
پانی ہو کر بہ گئے عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے صد ہا ساحرون کو جلایا امیر
لڑتے ہوے قریب گرداب کے پہونچے گرداب نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر
پر صد ہا تلوارین گرین مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی صاحبقران نے اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر
ہاتھ تیغہ کا مارا تیغۂ عقرب جو چمک کر گرا گرداب دریا شگاف نے اپنے کو گرا دیا
غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے بلند ہوا چاہا کہ اُڑ کر نکل جاؤن صاحبقران زمان نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر مارا گرداب کے سینۂ پُر کینہ پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ گرداب کا زمین پر گرا جلنے لگا خادم و خدمتگار اُس
آگ سے جلے تھوڑی دیر مین لڑائی فتح ہو گئی دو چار ساحر جو باقی رہ گئے تھے اُنھون نے
اطاعت کی صاحبقران نے تمام مکان چھانا کہین پتہ قیدیون کا نہ لگا تب اُن
ساحرون سے پوچھا اُنھون نے عرض کی کہ یہ مکان تو گرداب نے اپنے رہنے کے لیے
بنایا تھا آگے چلیے تفنگ جادو دایہ اُسکی ہی اُسکے پاس سب قید ہین صاحبقران نے
فرمایا خواجہ بڑھ کر خبر تو لو تفنگ جادو اپنے مکان مین بیٹھی ہی قیدیون کی حفاظت
کر رہی ہی صدف دریا نشین دعائین مانگ رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز دای

رب کارساز مقام افسوس ہی کہ ہمارے وارثونمین سے کوئی نہ آیا ہمکو تو رہا کریگا نظم

اگر طالب بسوے من گراید +
دہ حق ہرچہ باید آدمی را +
دری بند داگر بر روے مخلوق
دہد خلاق از ہر سمت دیدار
نماید رُخ چو گُل در سنبلستان
شود پوشیدہ گہ از چشم مردم
مہ نو گہ بود گہ بدر کامل +
بہر عاشق نماید روے پُر نور +
کشاید چون حجاب ماسوا را +
زہر صورت خدا صورت نماید +

زحق مطلوب خود حاصل نماید
عنایت میکند چیزے کہ باشد
بفضل و لطف دیگر میکشاید
ولیکن دیدۂ بینندہ باید +
چو بلبل در فراق گُل سراید
گہ از کنج نہان خانہ بر آید
گہ کم گردد و گہ می فزاید
چو مشتاق ازل در جلوہ آید
دل از پہلوے مشتاقان رُباید
نقاب از چہرۂ انور کشاید +

یہ سب دعائین کر رہے ہین تفنگ جادو کہہ رہی ہی کہ صاحبو نہ گھبراؤ ابکے مرتبہ گرداب آوے تو سب کے قتل کا حکم دون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی صدہا زاغ و زغن سر پیٹتے ہوے پیدا ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای تفنگ غضب ہوا گرداب کو قدرت نے عدم مین بھیجا ہاے کس حسرت سے مارا گیا تفنگ نے پوچھا کہ ارے کسنے مارا زاغ و زغن نے پرون سے سر پیٹ کے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے جس کو دودھ پلایا تھا اُسکو حمزہ نے مارا رات کو عمر و قید ہوا صبح کو صاحبقران آگئے اس زور و شور سے لڑے کہ ہزارون جادوگر مارا گیا مقام افسوس ہی کہ ایسا ساحر زبردست یون مارا جاے اور اُسکے لیے کچھ نہ ہوسکے صدف دریانشین نے آواز دی کہ ارے کمبختو کیون روتے ہو جاکر قصر ویران مین اُسکی فکر کرو شاید قدرت رحم کرین تو اُسکو زندہ کردین تفنگ نے کہا کہ اب وہ زندہ نہ ہوگا صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا ہی مگر مین آج زمین ہلا دونگی اپنے پلائے کے خون کا بدلہ لونگی مرنا گرداب کا بالا بالا نہ جائیگا اُسکا خون رنگ لائیگا کہ چند ساحر دوڑے ہوے

آئے کہا دائی امان مبارک ہو کہ آپ کا پلا یا آتا ہی تفنگ مبارک مبارک کر کے
کھڑی ہو گئی کہ سامنے سے دیکھا گرداب دریاشگاف منتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ
دائی امان ہین نے اپنے کو کس خوبصورتی سے بچایا اور اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا
مین ایک گوشے مین چھپ رہا اب حمزہ تمھاری تلاش مین آتا ہی اپنے کو بچاؤ مین
بھی یہ چاہتا ہون کہ حمزہ کو دام مکر مین پھنساؤن تفنگ نے قریب آکر بلائین لین
کہا کہ ای نور نظر بڑی بات ہوئی کہ تم بچ گئے تمنے خوب اپنے کو بچایا بڑا پکا شعبدہ
کیا مگر افسوس ہی کہ حمزہ نہین پھنسا گرداب نقلی نے کہا کہ دائی امان اب جو حمزہ
آئیگا اُسے پھنسا لونگا دام جمشیدی میرے پاس ہی وہ جال مارون کہ حمزہ اُسمین
پھنسے اور کچھ زور نہ چلے جب مین نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین تو
ہم شبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گیا دائی امان ایک جام شراب پلاؤ تفنگ نے
گلابی اُٹھا کر دی گرداب نقلی نے چاہا کہ جام پیون پھر کہا دائی امان پہلے تم پیو
مین تمھاری زندگی کو غنیمت جانتا ہون یہ یقین ہی کہ ہان میرے سر پر ہی مین اور تم
مل کر سحر کرینگا تو طلسم کشا کی بھی تدبیر ہو جائیگی اگر حمزہ گرفتار ہوا اور عمرو بھی پھنسا
تو مسلمان کم قوت ہو جائینگے بہت گھبرائین گے تفنگ نے کہا کہ ای نور نظر
حمزہ کا پھنسنا مشکل ہی گرداب نے کہا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہی
حرز ہیکل گلے مین رکھتا ہی ان تحفہ جات کا مٹنا نہایت دشوار ہی اسم اعظم تو بند ہو سکتا
ہی مگر حرز ہیکل حمزہ ندے گا دو مرتبہ دھوکا کھا چکا ہی اب ہوشیار ہی لیکن ہم تم مل کر
سحر کرین شاید حمزہ پھنسے یہ کہہ کے جام منھ سے لگا دیا تفنگ جادوگنی جام پیتے ہی
رقص کرنے لگی کہتی ہی کہ گت ناچونگی دیکھو ای نور نظر قدرت تشریف لائے ہین ناچ رہے ہین
مین گاتی ہون یہ کہہ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سیم و زر سے خبر ای گردشِ افلاک نہین	کیسہ اپنا بھی کم از کیسۂ دلاک نہین
فیض ساقی ہی برابر کس و ناکس پہ مدام	گردش جام ہی یہ گردشِ افلاک نہین
کم نہین غنچہ روش گل کی جدائی مین ہم	دل ہی صد چاک گریبان اگر چاک نہین

بند ہی راہ خزان چین کر وبادہ کشو
خاکساری مین کسی کو ہی بھلا کیا نسبت
ساتھ کیونکر تن خاکی ہو بھلا مثل غبار
آگیا جلد جو ایسا سبب اِسکا کیا ہی
شب مہتاب کو فانوس کی حاجت ہی کیا
محتسب کیون مئے گلرنگ کو کہتا ہی حرام
بد نصیب ایسے ہین اس صید کہ عشق مین ہم
واہ کس درجہ ہی تاثیر لب شیرین کی
ہنس کے کہتا ہی وہ ناصح کے رُلانے کے لیے

بے سبب باغ مین یہ چار طرف تاک نہین
کوئی عنصر مرے قالب مین بجز خاک نہین
ہی مری روح روان توسن چالاک نہین
خطِ رخسار کی بھی یار اگر ڈاک نہین
حُسن کا کچھ نہین نقصان جو پوشاک نہین
گر حلال اس سے کرے مجکو تو کچھ باک نہین
ہوگئے ذبح مگر لائق فتراک نہین +
نیشکر ہی دہنِ یار مین مسواک نہین
دیدۂ تر نہ ہو دریا تو نگہ پاک نہین

تفنگ بیٹھی گا رہی ہی خواجہ نے کئی جام شراب کے پلائے کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے یہ کیسی شراب تھی جسنے ہڈیان تک جلا دین یا خداوند آئیے یہ کہکر جو اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گری گرداب نقلی نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد یا پوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

صدف دریانشین نے جو دیکھا کہ تفنگ گری اور خواجہ عمرو خنجر لے کر چلے اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ابھی اسکو نہ قتل کرنا پہلے مجکو رہا کرلو تب اختیار ہی خواجہ نے زبان سے صدف کی سوزن نکالی صدف نے بڑھکر سحر کیا تفنگ جادو خوک صحرائی بنگئی سمندر دریا شگاف نے پکار کے آواز دی کہ ای نور نظر اسکو خنجر سے قتل کرو صدف دریانشین نے خنجر سے تفنگ کو قتل کیا ایک دناٹا ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من تفنگ جادو بود دونون مان بیٹیان سحر کرنے لگین ملازمان تفنگ نے الامان کی آواز دی ایک کوٹھری یکایک

نمایان ہوئی خواجہ اُس کوٹھری کی جانب چلے ملازمون نے پکارکر کہا کہ اس کوٹھری کو
ہاتھ نہ لگائیے گا کہ دفعتہً چند گینڈے پیدا ہوے خواجہ پر حملہ کرنے چلے خواجہ عمرو
چیخ مارکر بھاگے صدف نے کان سے موتی اُتارکر پھینکا اور سمندر نے ایک گولا مارا
اُن گینڈون کو مٹایا جب گینڈے بھی مارے گئے تب اُس کوٹھری کو خواجہ نے کھولا دیکھا
کہ رستم مسلسل و مطوق چھت مین اُس کوٹھری کی لٹک رہے ہین عمرو نے دوڑکر نیمچہ
مارا رسن کٹی رستم کو رہا کیا صدف دریانشین نے عرض کی کہ ای شہریار تشریف
لے چلیے آپ کے ہمراہی گھبراتے ہونگے خواجہ تو یہ کہکر گئے کہ مین اب رخصت ہوتا ہون
صاحبقران انتظار کر رہے ہونگے تفنگ جادو بڑے غضب کی ساحرہ تھی کہ اُسکے
مرنے سے رستم نے رہائی پائی یہ گینڈے مقرر کیے تھے جب تک یہ نہ قتل ہوتے قید رستم
کا پتہ نہ لگتا آخر تڑپ تڑپ کر اسی کوٹھری مین مرتے خواجہ عمرو جب رستم پیلتن سے
رخصت ہونے لگے تو رستم سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاؤ تمھارے عیار نے ہم سے
وعدہ کیا تھا کہ جسوقت میرے آقا رہا ہونگے مین فوراً روپیہ دونگا رستم نے کہا کہ اُسی
سے لیجیے گا خواجہ نے کہا کہ خیر اب کبھی نہ پھنسو گے جب پہلے لے لونگا تب کوئی فکر
رہائی کرونگا تمھاری رہائی مین میرا بڑا نقصان ہوا اور زر کثیر صرف ہوا خواجہ
یہ کہہ سُن کر رستم سے رخصت ہوے اور امیر کی خدمت مین پہونچے صاحبقران نے
جو حال رہائی رستم سُنا خواجہ کو انعام دیا خواجہ نے دعائین دین اور کہا کہ آقا آپکا
فرزند بڑا کنجوس ہی مجکو ایک حبہ نہین دیا لہذا اب کوچ کیجیے صاحبقران نے مع
لشکر کوچ کیا فکرِ رہائی جمشید زرین ترکش مین چلے اِدھر رستم و صدف دریانشین و
سمندر دریا شگاف بہ فکر رہائی جمشید چلے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
کہ مع ارسطوے ثانی و نجم اخترشناس کاہن و ملکہ شعلہ جوالہ دہمامے مرصع پوش
و شبرنگ بن عمرو و دیگر ساحران نامی و گرامی ساتھ لیکر بفکر رہائی سکندر ثانی چلے
تھے کئی دن رہروی کی شعلہ جوالہ ایسی رہبر اور عاشق صورت شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان قدم بہ قدم ہدایت کرتی ہو کہ ایکطرف سے آواز جیب آئی ای

شعلۂ جوالہ اسقدر جانبازی مناسب نہین ہی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای کاہن کچھ معلوم ہی کہ یہ کسکی آواز ہی کاہن نے کہا کہ مقیم گوہر پوش صدا دیتی ہی تا بہ سکندر ثانی پہونچنا بہت دشوار ہی حکیم ارسطو نے جواب دیا کہ ارے آواز دینے والے سامنے آ تو مزہ ہی آواز آئی کہ تم لوگ ہٹ جاؤ دخل نہ دو مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی کاہن وغیرہ ہٹے اور جواب دیا کہ لے طلسم کشا سے سمجھ لے پہلوے صحرا سے ایک ساحرہ سبہ خام و بدانجام سیاہ کپڑے پہنے ہوے ظاہر ہوئی نگاہ جو نور الدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت مین ہمیشہ سے طالب دیدار تھی خداوند نے آج تیرا جمال دکھایا اب تو اپنی یہ کیفیت ہی او ظالم یہ صورت ہی نظم

ہجر مین میرا بدن کاہیدہ ہی ۔ سوز غم سے موے آتش دیدہ ہی
بھر رہا ہی دیر سے لے تا حرم ۔ کیا وہ بت نام خدا بالیدہ ہی
رات دن ہی میرے پہلو مین صنم ۔ پر نظر سے مثل دل پوشیدہ ہی
گور ستم کو جو دیکھا کھول کر ۔ ایک مشت استخوان پوسیدہ ہی
واے حسرت بعد مر جانے کے بھی ۔ مشتعل داغ دل رنجیدہ ہی
پھول انگارے ہوے رکھنے کے بعد ۔ قبر میری اسقدر تفتیدہ ہی

قطعہ

اسقدر ای گل ترے مکتوب کا ۔ منتظر میرا دل غمدیدہ ہی
دیکھتا ہون باغ مین غنچہ اگر ۔ جانتا ہون نامۂ پیچیدہ ہی
دل سے بھاگا دیو غم کو دیکھ کر ۔ اشک مثل کودک ترسیدہ ہی
پہنی جو چھوا کے چکن یار نے ۔ جو مرا مضمون ہی وہ چیدہ ہی
ہی اگر تاریک فرقت مین جہان ۔ رات دن روشن چراغ دیدہ ہی
وصل کے مضمون ہین جس جزو مین ۔ جو ورق ہین وہ بہم چسپیدہ ہی
طبع بھی موزون ہی گر موزون ہی قد ۔ کیا وہ بت نام خدا سنجیدہ ہی
داغ ہی اپنا جسے کہتے ہین گل ۔ بلبل نالان دل شوریدہ ہی
مر گیا پر ایسی غفلت ہی مجھے ۔ قبر پر بھی سبزۂ خوابیدہ ہی

از ورق اول کلام

کیون نہ ہو مرہون احسان یار کا — مجھ پہ ناسخ خود بخود گرویدہ ہی

نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ مین تو خود تمھارے اوپر عاشق ہون ایسی معشوقہ ابتک
نہین دیکھی تمھارا نام نامی کیا ہی نام معلوم ہو تو نام لے کر دل کو تسکین دہون کہا صاحب
نام میرا مقیم گوہر پوش ہی نور الدہر نے کہا قریب آؤ ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدو
مقیم نور الدہر کو دیکھ کر ایسی مبہوت ہوئی کہ جھپٹ کر قریب آئی گلے مین شاہزادے
کے ہاتھ ڈالنے لگی نور الدہر نے کہا کہ او بیہودہ دیکھتی ہی کہ یہ ساحر دیکھ رہے ہین
اور تو گلے مین ہاتھ ڈالتی ہی داہنا ہاتھ تھا ما ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر اُس
ساحرہ کا چمبر گردن سے اُڑ گیا مرتے ہی مقیم گوہر پوش کے یا تو صحرا ویران تھا یا
شگفتہ ہو گیا درختون کو دیکھا جھومنے لگے پھولون سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے آوازین
دیتے تھے کہ ای طلسم کشا غضب کیا کہ مقیم گوہر پوش کو مارا صحرا کو آباد کیا کاہن نے
کہا کہ ای شہریار آپ نے کمال کیا کہ اس ساحرہ کو مارا اسی کے مرنے سے صحرا شگفتہ ہوا
ورنہ ویرانہ بڑھتا جاتا اب آج اسی مقام پر آرام فرمایئے ایک نخل کے نیچے اُتر پڑے
شبرنگ نے چادرہ بچھا دیا نور الدہر آکر بیٹھے کاہن ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی
دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار غل مچاتا ہوا آتا ہی کہ ای طلسم کشا
غضب کیا کہ مقیم گوہر پوش کو قتل کیا صحرا کو دیکھو کہ کیا حال ہی صبا لڑکھڑاتی ہی ہر
مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی جام گل لالہ شراب شبنم سے معمور ہی کیفیت انتظار مین نرگس شہلا
کو بھی سرور ہی ذرا سمجھ کر یہان ٹھہرنا یہ کہتا ہوا سامنے سے گذر گیا بعد تھوڑی دیر کے
ہوائے گرم چلی اور آواز آئی کہ او کاہن تو نے کیا سمجھ کے ساتھ دیا ہی دیکھ تیری
تدبیر ہوئی جاتی ہی ایک عقاب آسمان سے پیدا ہوا تڑپ کر نجم اختر شناس پر گرا کمر
مین پنجہ دیا اور لے اُڑا حکیم ارسطوے ثانی نے جو دیکھا کہ نجم کو لیے جاتا ہی چند
سنگریزے اُٹھا کر پھینکے دستک دی کہ وہ سنگریزے بلند ہو کر ہوا پر تھرانے لگے اور
ایک دھماکا ہوا کہ تمام صحرا ہل گیا آواز آئی کہ منم ظلمات چہار چشم نجم نے پنجہ سے عقاب
کے رہائی پائی اب وہ عقاب تڑپ کر حکیم پر گرا شعلہ جوالہ نے کار دسحر نکال کر ماری

عقاب نے ایک چیخ ماردی کہ کارد ایک نخل پر گری وہ نخل کٹا بیچ نخل سے ایک ساحرہ نکلی
آواز دیتی ہوئی کہ منم طیران بلند پرواز ای شعلۂ جوالہ تمھاری طلب ہی قدرت نے
یاد فرمایا ہی اب کیا حیلہ کروگی شعلہ جوالہ نے آواز دی کہ او طیران میرے مقابلے
مین تو آ کچھ کمال سحر دکھا طیران نے ایک گولہ شعلۂ جوالہ پر مارا اُس عقاب کی تڑپ
کبھی حکیم صاحب پر سایہ ڈالتا ہی کبھی سر پر نجم کے آتا ہی دوڑتا پھرتا ہی مگر جب بڑھ کر
شعلۂ جوالہ پر عکس ڈالا ہمائے مرصع پوش نے پشت پر سے سحر کیا کہ طائر کا سر
کٹ کر گرا اُس ساحرہ نے ایک چیخ ماری کہ او ہمائے مرصع پوش یہ تو نے کیا کیا اگر
اس طائر کے مرنے سے تجکو کچھ نفع ہو تو البتہ ورنہ یہ فعل خالی از فائدہ ہوا اب کہان جائیگی
بس ہمائے مرصع پوش نے دوڑ کر طائر کا مردہ بیسر اُٹھایا سر پر نگاہ ڈالنے لگی ہر مرتبہ یہی
قصد ہی کہ سر اُٹھالون مگر سر ہاتھ مین نہین آتا تڑپ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سر
زندہ ہی جا ہتا ہی کہ بلند ہو کر نکل جاؤن آخر ہمائے مرصع پوش نے جھپٹ کر سر اُٹھالیا
ادھر سر ہاتھ مین لیا کہ ساحرہ نے آواز دی وہ مارا ہی ہمائے مرصع پوش اب دیوانی
ہوئین کہا چلو مین تمھین برائے علاج لے چلون ہمائے مرصع پوش کا ہاتھ تھام لیا بلکہ
ہمائے مرصع پوش ساتھ اُس ساحرہ کے چلین کہتی ہوئین کہ ای شہریار رخصت ہی اب
کنیز پلٹ کر نہ آئیگی نہین معلوم یہ کہان لے جائے شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی کہ
ای طیران بلند پرواز ٹھہر جا ابھی تو جلدی نہ کر یہ کہ کر موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا
اور تاک کر مارا چند موتی ٹوٹ کر سر پر اُس ساحرہ کے گرے اُسنے ہاتھ ہما کا چھوڑ دیا
ہما بھاگ کر پاس شعلۂ جوالہ کے چھپی مگر وہ ساحرہ ڈھونڈھ رہی ہی پکارتی ہی کہ ای
ہمائے مرصع پوش میرے ساتھ چلو قدرت نے یاد فرمایا ہی اگر نہ چلوگی تو بہت پچھتاؤگی
ہمائے مرصع پوش سامنے اُس ساحرہ کے آئی آپس مین سحر ہونے لگے اُس ساحرہ نے
دو چار سحر کیے تھے کہ ہما مبہوت ہوئی یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ مجھے پاس قدرت کے لے چلو
میرا بہت دل چاہتا ہی کہ قدرت کی زیارت کرون عرصۂ دراز گذرا کہ قدرت کی زیارت
نہین کی بڑے افسوس کی بات ہی جب تو کاہن نے قریب آکر ایک پانی کا چھینٹا منہ پر مارا

کاہن نے منہ جو ہلایا ہما ہوش مین آئی پکارتی تھی کہ مین خدمت مین خداوندکی نہ جاؤنگی نہین معلوم وہ ظالم کیونکر پیش آئے عجائب وغرائب اپنا دکھائے کاہن نے جھولی سے ایک طائر نکالا کاغذ کترا ہوا منقار مین روزن کاہن نے جو اُس طائر کو چھوڑا وہ زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

یونہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنونکی	بجائے نامہ لیجا قاصدا تصویر مجنون کی
وہ مجنون ہون کہ میرے سامنے ہی دم بخود مجنون	مری زنجیر نے کی بے صدا زنجیر مجنون کی
اگر معشوق کا ماتم نہ کرنا نامناسب تھا	گران جانی سے مرنے مین نہ تھی تاخیر مجنونکی
انا لیلی کہا مجنون نے کھولی فصد لیلی کی	وہ ہی تاثیر لیلی کی یہ ہی تاثیر مجنون کی

طائر نے جو یہ آواز دی وہ ساحرہ جھومنے لگی اور آواز دیتی تھی کہ ای کاہن مجکو بھی ساتھ لو کیا مجال ہی جو کبھی شاہزادے کو ستاؤن جو آپ کا مطلب ہی وہ مجھپر ظاہر ہی کنیز جانتی ہی کہ آپ برائے رہائی سکندر ثانی جاتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے مگر کاہن نے ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رفیق شفیق مقام قید تک سکندر ثانی کی ہمکو پہونچاؤ ساحرہ نے کہا کہ مین ضرور ساتھ رہونگی اور رہبری بھی کرونگی شعلۂ جوالہ نے بھی کچھ سحر کیا ہمارے مرصع پوش نے موتیون کا مالہ گلے مین ڈالدیا اب تو وہ ساحرہ قدمون پر گرتی ہی کہ فوراً آپ کو لے چلونگی مقام قید سکندر ثانی بتاؤنگی جو مشکل پڑیگی وہ جھیلونگی جان پر کھیلونگی آپ کا مطلب نکلے کسی بات مین تامل نہ کرونگی غرضکہ طیران بلند پرواز کو بھی ساتھ لیا پھر صحرا مین روانہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک دیر جنگل مین بنا ہی اُس دیر مین دن کو روشنی ہی نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ای کاہن یہ کیا مقام ہی کہا حضور یہ مقام بت سنگی ہی طیران نے جو روشنی دیکھی کہنی ہوئی دوڑی کہ او بت سنگی یہ کیا اندھیر مچایا ہے جھپٹ کر قریب دیر پہونچی شمع مومی پر ہاتھ مارا وہ پروانے اِسکے ہاتھ مین آئے جھلا کر دوسرا ہاتھ مارا شعلۂ شمع کو توڑ لیا شعلہ جو ہاتھ مین آیا ہاتھ مین آبلہ پڑا وہ آبلہ پھوٹا

تمام بدن مین چھینٹین ٹرین اعضاے جسم سے آگ نکلنے لگی جل جل کر دروازے پر دیر کے گری اب شعلے بھڑک کر طرف نورالدہر کے چلے کاہن نے بڑھ کر شمع پر گولہ مارا گولہ پھٹا دھوان نکلا تمام صحرا مین دھوان پھیل گیا روشنی ہونے لگی وہ شمع گل ہوگئی بحسرت آواز آئی کہ او ظالم یہ کیا کیا کئی سو برس سے یہ روشنی تھی تو نے اسے مٹایا فروغ نہ پائیگا بہت پچتائیگا دھوان جسقدر پیچیدہ ہوا اٹھا بالاے آسمان جاکر غائب ہوا اُس اندھیرے مین گانے کی آوازین آنے لگین معلوم ہوتا تھا کہ دو چار نازنینان مہ جبین آوازین ملا کر یہ اشعار گا رہی ہین نظم

ہی شبِ وصل جو ای ماہ جبین تھوڑی سی
سمجھے ہم ابر سیہ سے نکل آیا تارا
وسعت آبادِ جہان تنگ ہوا زیرِ فلک
کیا لبالب ہی ترے تنگِ دہن مین شکر
تیرے ہی نام کی ای جان ہی بس گنجائش
سنگِ اسود کی طرح سب رُخِ زاہد ہو سیاہ
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطر داری
غرۂ ماہِ مبارک ہی یہ دینداروں کا

ہی مرے جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی
کُھل گئی بالون سے جو تیری جبین تھوڑی سی
چاہیے مجکو جگہ زیرِ زمین تھوڑی سی
دیجیو ہمکو بھی ای طفل حسین تھوڑی سی
وسعتِ دل بھی ہی مانند نگین تھوڑی سی
کیا جو سجدون سے ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
میری خاطر بھی تو ہو اوبتِ چین تھوڑی سی
پی شراب آج تو ای دشمنِ دین تھوڑی سی

ایک دناتا ہوا نورالدہر نے دیکھا دیر مین ایک تخت بچھا ہی اُسپر ساحرہ بیٹھی ہی گرد چند جادوگرنیان خوش آواز گلے باز دم بدم تانین لگاتی ہین اب کاہن نے کہا کہ ای شہریار اب آپ آگے بڑھیے اس ساحرہ کا سرباز جادو نام ہی طیران بلند پرواز کو جلا دیا اُسکا جل جانا ہی بہتر ہوا اگر طیران زندہ رہتی اور ہوش مین آتی تو بڑا فتور برپا کرتی مگر اب حضور کی جرأت کا کام ہی نورالدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کو کھینچ کر طرف دیر کے چلے سرباز نے آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ مقام ورود سامری وجمشید ہی اکثر خداوند بقراط ثانی بھی یہان آتے ہین تم مسلمان ہو یہان نہ آنا اگر آگے بڑھوگے تو مثل طیران جل جاؤگے شعلۂ جوالہ جھپٹ جھپٹ کر سحر کر رہی ہی سرباز اپنے

مقام سے اُٹھی کہا کہ کیون شعلۂ جوالہ مجکو نہین پہچانا منم سرباز جادو دیکھو ابھی لشکر آتا ہی تم سب کو گرفتار کراتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای سپہ سالار فوج ساحران لبکر آ یہ جو سرباز نے آواز دی صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر آ ہوے صحرائی پر سوار نعرے کرتا ہوا نمایان ہوا کہ منم افسر جادو ای سرباز نہ گھبرانا طلسم کشائی کیا مجال ہی کہ دیر مین قدم رکھے جل کر خاک سیاہ ہو گا پشت پر اُس ساحر کے بیس ہزار ساحر تھے سب نے سحر کرنا شروع کیے مگر شعلۂ جوالہ نے مسکرا کر آواز دی کہ ای افسر تو کیون دیوانہ ہوا ہی عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ طلسم ٹوٹیگا کچھ باقی نہ رہیگا بقراط کے قتل کا زمانہ قریب ہی کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہہ کے کان سے بجلی اُتاری پھینک ماری برقین گرنے لگین ادہر نور الدہر ساحرون پر جا پڑے ساحر حیران ہین کاہن و حکیم و ہمای مرصع پوش و شعلۂ جوالہ بھی سحر کر رہے ہین مگر نجم اختر شناس جب سحر کرتا ہی آسمان سے پتھر برستے ہین جس ساحر پر پتھر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا کئی ہزار ساحر مر گرے مگر شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ نور الدہر پر بلوہ ہی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار شاہزادے کو اس بلو سے بچا لے نظم

ہست نور ذات واحد جلوہ گر شام و صباح	گاہ در شمس و گہے اندر قمر شام و صباح
طالب دیدار را از انقلاب روز و شب	می نماید چہرۂ دلدار ہر شام و صباح
ذکر حق گویند ہر دم دام و دد وحش و طیور	حور و غلمان روز و شب جن و بشر شام و صباح
صنعت صناع اگر دیدہ را بکشا بین	کن ز نور معرفت روشن نظر شام و صباح
اندرین دنیائے دون ضایع مکن عمر عزیز	بندگی کن در شب و روز و سحر شام و صباح
کن عیان از آہ سوزان سوز دل مانند برق	دار مثل ابر نیسان دیدہ تر شام و صباح
ہند یا فکر اقامت در جہان لاحاصل است	چون بہ بندی زین سرا رخت سفر شام و صباح

دعا مانگ کر قریب نور الدہر کے پہونچی کہا کہ ای شہریار لوح محفوظ کو جنبش دیجیے تاکہ ساحرون سے جان بچے نور الدہر نے لوح کو گلے سے اُتارا گردش دینے لگے ایک

ہالہ بنکر تیار ہوا ساحر جو سحر کرتے ہین اُس ہالے سے برق چمکتی ہی کہ ساحرون کا کام تمام کرتی ہی تھوڑے عرصے مین سب ساحر پامال ہوے نورالدہر لڑتے بھڑتے در دیر پر پہونچے سرباز نے جو دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا گھبرا گئی گانے والیون سے اشارہ کیا کہ ارے تم کیون خاموش ہو گئین اُن سب نے چاہا کہ ڈھول بجائین مگر بقول شخصے ڈھول کے اندر خول ڈھول نے آواز ہی نہ دی کس کس طرح سرباز خفا ہوتی ہی مگر گانے والیان خاموش بیٹھی ہین جب سرباز بہت خفا ہوئی تو جوابدیا کہ ملکۂ عالم ہم حیران ہین نہ ڈھول آواز دیتا ہی اور نہ ہماری آواز نکلتی ہی سرباز نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گئی کہا تم سب ہٹو مین سہمناک کو بُلاتی ہون بت سنگی کے قریب آکر ایک دو تھٹر مارا آواز دی کہ ای سہمناک نکلو یکایک دھوان نکلا دیکھا سب نے کہ جب دھوان شق ہوا تو ایک ساحرہ بلند بالا دھوئین سے ظاہر ہوئی غل مچاتی ہوئی کہ ای طلسم کشا اندر نہ آنا مگر حکیم اور کاہن پشت پر سحر کر رہے ہین ملکہ شعلۂ جوالہ نے اسقدر گولے دیر پر مارے کہ دیر چھانجر ہو گیا لیکن سہمناک نے کہ جو ساحرہ نئی آئی ہی وہ سحر کیا کہ شعلۂ جوالہ کی زبان بند ہوئی ہمانے بڑھکر سحر کیا کہ یکایک زمین تھرائی ہماے مرصع پوش خاموش ہوئی لڑکھڑا کے گری مگر نجم کاہن دونون کے گرد پھر رہا ہی کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا سہمناک نے جو دیکھا کہ نورالدہر در دیر پر کھڑے ہین تلوار چمکا رہے ہین قوت و جرأت دکھلا رہے ہین جتنے ساحر آئے تھے سب مارے گئے لاشے پڑے ہین دریاے خون جاری ہی سہمناک جھپٹ کر قریب دروازے کے آئی ہاتھ بڑھا کر نورالدہر کو روکا نورالدہر نے کلائی پکڑی ایک طمانچہ مارا کہ سہمناک لڑکھڑا کر گری چاہا تڑپ کر نکل جاؤن مگر شیر کا سامنا ہی نکل کے کہان جا سکتی ہی سب ساحر جو موجود تھے ہر ایک کا قول ہی کہ یا رو گیا گذرین بڑا افسوس یہ ہی کہ طلسم کشا پر پنجہ قابض نہ ہوا سہمناک نے تڑپ تڑپ کر جان دی ایک دناتا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود سرباز نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی کہ ای مجھم مین طلسم کشا کی

اطاعت کرتی ہون مقام قید سکندر ثانی بتاؤنگی راہ مین جمشید زرین ترکش کی قید لے گی وہان بھی لڑائی ہوگی حقیقت مین طلسم کشا صاحب اقبال ہی سہمناک ایسی جادوگرنی قتل ہوگئی یہ ساحرہ تھی کہ دس بیس لاکھ آدمی اسکو قتل نہ کرسکتے اسنے مدتون بقراط ثانی کی مصاحبت کی تھی پوجہ پاٹ بھی کرتی رہی وہ یون بہ حسرت قتل ہوئی یہ کہکر قدمون پر نورالدہر کے گری کہا کہ ای شہریار مین بصدق دل اطاعت دین اسلام کرتی ہون شعلۂ جوالہ نے بڑھکر سرباز کو اٹھایا طریقۂ اطاعت تعلیم کیا سرباز نے ہاتھ ہلایا کہ وہ دیر گرابت ہاے سنگی فریاد کرتے تھے کہ دیکھو یارو انجام یہ ہوتا ہی سرباز نے کہا کہ ای شہریار آگے قصر ہشت پہل ہی ایک ساحر زبردست ہوشیار سرکش وہان کا حاکم و ناظم ہی وہان چلکر مقابلہ کیجیے اول جمشید زرین ترکش کو چھڑائیے تب وہ صورت رہائی سکندر ثانی بیان کریگا دیکھیے کیا ہو نورالدہر نے قبول کیا سرباز سب کے آگے آگے بڑھی جاتی ہی کہ سامنے دیکھا ایک قصر عالی بنا ہوا ہی ایک افسر بارہ ہزار جادوگر سب کو ساتھ لیے ہوے دروازے پر اُس قصر کے بیٹھا ہی سرباز نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار دیکھیے ہوشیار سرکش بیٹھا ہی نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے کہ منم گلِ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + نعرہ کرکے مثل شیر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کاہن نے بڑھکر آگ برسائی شعلۂ جوالہ برق بنکر گری سرباز لڑتی ہوئی بڑھی قریب ہوشیار سرکش کے پہونچی کہا کہ ای ہوشیار کیا مقام جہالت ہی تصور تو کرو ہمنے اطاعت کرلی جانتے تھے اطاعت نہ کرینگے تو کیا ہوگا دیکھو تو کون کون ساحر ساتھ ہین ارسطوے ثانی کہ بے مثل و بے نظیر ہین مگر کس لطف سے طلسم کشا کے ساتھ ہین افسوس آتا ہی کہ قتل ہوجاؤگے امان نہ پاؤگے بلکہ اگر بن پڑے تو پاس بقراط ثانی کے جاؤ کہو کہ طلسم کشا سے اصلاح کرلین اور اس دعوی خدائی سے توبہ کرین کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو

رحم آجاے فرزند صاحبقران ہین کیا کسی بات مین تامل کرین گے ضرور اُسی کو اس
طلسم کا بادشاہ کردین گے سلطنت ملیگی کلی آرزو کی کھلے گی ہوشیار سرکش نے جوابدیا
کہ ای سرباز تجکو جان کا خوف تھا مگر ہمکو کچھ خوف نہین اور بی شعلۂ جوالہ کی کیا
حقیقت ہی سب کو تڑپا تڑپا کر مارونگا سرباز جادو یہ سُنکر ہٹ آئی الگ آکے سحر
کرنے لگی قصر سے ہزارہا جادوگر نکلے سحر کرتے ہوے نورالدہر پر جا پڑے شاہزادے
نے جو آمد ساحران دیکھی نعرۂ شیرانہ کیا کہ باشید ای کافران بیجیا وا ای نابکاران
پُردغا نعرۂ شیر سے زمین کانپ گئی ہر ایک یہی کہتا تھا کہ اس شیر دلیر سے کون لڑیگا
شمشیر برق جہندہ خود جری و بہادر صف شکن ایسے سے کون مقابلہ کرے سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا اُلٹا پلٹ آتا ہی ہوشیار سرکش نے جو ساحرونکی باتین سُنین گھبرا گیا
کہتا تھا کہ یارو تم اپنی طرف سے تدبیر کرو دیکھین خداوند کیا تقدیر کرتے ہین حقیقت
مین قدرت بھی عاجز ہو رہے ہین کیسے کیسے ساحر بھیجے مگر مطلب نہین نکلتا سرباز
نے اطاعت کر لی دیکھو ساتھ طلسم کشا کے لڑ رہی ہی مین بھی شریک ہو جاؤن لیکن
خوف کرتا ہون کہ قدرت بہ بدی پیش آدین گے نہین معلوم کیا راگ لادین گے اسی
رحم سے بندون کو اطمینان ہی مگر قدرت کو کچھ قدرت اور اختیار نہین ہوشیار کا
ارادہ ہوا ہی کہ اب لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جس طرح بنے جان بچاؤن شعلۂ جوالہ کے
سحر نے بہت پریشان کیا ہی جتنے جادوگر آئے تھے سب مارے گئے دیکھیے انجام کیا ہو
ہر شخص یہی چاہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤن ہمراہیان طلسم کشا جان بازو سرفروش جن کو
جرأت کا جوش یہی چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر ساحرون کو مارین یا جان دین مگر ہوشیار
نے قصد کیا کہ نورالدہر پر جا پڑون نجم کاہن لڑتا ہوا قریب آیا ہوشیار نے
وار تیغے کا کیا نجم کاہن نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ایک غریو ہوا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بارگاہ بقراط ثانی مین
یہ جوان وحید العصر کہلاتا ہی یہان کون ہی کہ جو اسکو روکے جب کاہن نے ہوشیار کو
چرخ دیا سامنے نورالدہر کے لایا نورالدہر نے سمجھایا کہ ای ہوشیار سرکش دیکھو

تمھارے رتبے مین فرق نہ آئیگا اسی صحرا کی سلطنت لو مقام جمشید زرین ترکش بتاؤ
اور تابہ سکندر ثانی ہمکو پہونچاؤ اگر اسکے خلاف کروگے تو بے شبہہ مارے جاؤ گے یہ
سُنکر ہوشیار نے خیال کیا کہ اب کوئی صورت بچاؤ کی نہین عرض کی کہ غلام اطاعت
کرتا ہی جمشید زرین ترکش کی قید کا نشان بتاؤنگا تا بہ مقام قید خانہ سکندر ثانی
پہونچاؤنگا نور الدہر نے ہوشیار کو گلے سے لگایا ہوشیار بصدق دل مطیع
اسلام ہوا سرباز نے بڑھ کر کہا کہ کیون ای ہوشیار سرکش ہمنے اول ہی تم کو
سمجھایا تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کیا ہوا ہوشیار نے کہا کہ اب طلسم کشا کے ساتھ
ہین انشاء اللہ تا بہ سکندر ثانی لے جائین گے جو خدمت ہمسے ہوسکے گی بجالائینگے
اپنے مکان پر لا کے نور الدہر کو اُتارا سب ساتھ والے بھی اُترے گائنین آکر
گانے لگین نور الدہر مقام صدر پر بیٹھے گرد سردار آکر متمکن ہوے کاہن نے کہا
کہ حضور بڑے صاحب اقبال ہین یہ جو آج ساحر شریک ہوا سب راز و نیاز جانتا ہی
اسکی وجہ سے بڑے مطلب نکلین گے ضرور بادشاہ سابق کو رہا کرائیگا ہوشیار اپنے
مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار حضور اب یکہ و تنہا جاوین ایک
صحرائے پُر آشوب ملیگا اُسی صحرا مین ایک قصر سیاہ ہی اُسمین جمشید قید ہی اُن لوگون
نے بڑی مصیبتین اُٹھائی ہین حضور کو دیکھ کر بحال ہو جائینگے یقین ہو گا کہ اب رہائی
پائین گے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ابہام جادو کہ نگہبان جمشید ہی صبح کو
اُٹھ کر دربار مین آیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب نشہ ہوا تو کہا یاردستو اب
طلسم کشا آئے گا سرباز و ہوشیار بھی ساتھ ہونگے سب ہوشیار رہو سب نے کہا
کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی جو یہان آسکے گرفتار کر کے خدمت مین خداوندی اُسکو
روانہ کرینگے ساری جرأت بُھلا دینگے اور ہوشیار کی تو کیا حقیقت ہی اگر اطاعت
کی تو ہمارا کیا کریگا ہم یہان ساٹھ ہزار جادوگر ہین ساٹھ لاکھ سے لڑ سکتے ہین وہ سحر
کرین کہ زمین ہلا دین چند نازنینان مہ جبین جو حاضر تھین اُنھون نے کہا کہ ای ابہام
کچھ فکر نہ کرو ہم لوگ ایسا گائینگے کہ طلسم کشا ہاتھ باندھ کر تمھارے سامنے آئے یہ کہہ کر

سازدرست کیے اور سامنے ابہام جادو کے یہ اشعار شروع کیے نظم

جب ای بتو نہ ہوے مجھسے باوفا کے تم — شریک ہوگئے کیونکر مرے خدا کے تم
دعاے بد بھی تو کرتے نہین مرے حق مین — کچھ ایسے بیٹھ رہے مجھسے ہاتھ اُٹھا کے تم
کبھی بُرا نہ کہا ہوگا ہمکو غیرون مین — سُنا ہی صاحبِ غیرت ہو انتہا کے تم
کسی کی پھرتی نگاہون مین ملتے گیسو ہین — اشارے ہوتے ہین آفت کے ہم بلا کے تم
نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر — ہمین سے پوچھتے لائق ہو کس سزا کے تم
وہ کہتے ہین جو ہماری ادا پہ مرتے ہو — تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیون قضا کے تم
مین کیا سمجھ کے طلبگار وصل دوست کا ہون — کہ سننے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم
تڑپ فراق کی کہتی ہی بیقرارون سے — دکھاؤ بل نہ بھروسے پہ دست وپا کے تم
کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤن کے آتی — جو ہاتھ پاؤن نہ ہوتے شوخی حنا کے تم
یہ جانتا ہون لگاوٹ تمام بزم سے کی — خبر نہین کہ کسے لے گئے لگا کے تم ٭
کچھ آگے نالونکے سننے کا تھا نہ شوق ایسا — ضرور ہوگئے عاشق مری صدا کے تم
چھپے گی آنکھونکی چوری نہ ہمسے اسپر بھی — جو سات پردونین رکھو گے دل چھپا کے تم
لگا کے ایک ہی خنجر ہمین کیا بے دم — امیدوار ہو پھر شور مرحبا کے تم
جواب دید کے طالب کو بت یہ دیتے ہین — دکھا تو دو اُسے بندے ہو جس خدا کے تم
تلاش منزلِ مقصود کی ہی ای نالو ٭ — عصے بنو مرے شور شکستہ پا کے تم
دو چار وصل مین تو دو گھڑی بہم رہتے — حجاب اُٹھاتے جو حیرت کے ہم حیا کے تم
جلال سب سے رہے میل سب سے یا اللہ — کہ آشنا ہو بُتِ عالم آشنا کے تم ٭

نازنینان مہ جبین نے اس لطف سے یہ اشعار گائے کہ ابہام جادو جھومنے لگا کہا کہ صاحبو تمھین وہ تاثیر قدرت نے دی ہی کہ زاہد صد سالہ بھی مست ہو جائے امان پنائے حقیقت مین تمکو قدرت نے بڑا کمال دیا ہی جس وقت سامنے طلسم کشا کے یہ کمال صرف کرو گی ہاتھ باندھ کر سامنے چلا آئیگا ہم اُٹھ کر سر کاٹ لین گے کیا زندہ بچکر جانے دینگے یہان تو یہ انتظام ہو رہے ہین مگر شاہزادہ نور الدہر کو جو ہوشیار نے ہدایت کی

یکہ وتنہا چلے پہلے صحرائے ویران مین گذر ہوا اُس سے گذر کر قریب ایک نخل کے پہونچے ہوشیار نے بتایا تھا کہ بقوت صاحبقرانی درخت کو اُکھیڑیے گا راستہ مکان ابہام کا پیدا ہوگا نور الدہر نے بائین بازو کا ہتہ مارا درخت چرچرایا داہنے بازو کا ہتہ مارا کہ درخت کو جنبش ہوئی نور الدہر نے لپٹ کر درخت کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ لیا جیسے ہی درخت اُکھیڑا صاف دہنہ نقب کا پیدا ہوا بسم اللہ کہکر داخل نقب ہوے چند قدم چلے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی طبیعت تو لہرائی مگر جب لوح محفوظ ہل جاتی ہے یہی خیال ہوتا ہی کہ قیدی کو چھڑانے چلتے ہو ہوشیار ہو بس یہ سوچکر سیڑھیان طی کر رہے ہین دل کو رجوع کیا ہی کہ ای ربِ اکبر وای مالک بحر و بر اس مشکل کو آسان کر نظم

زحسنِ ایزدی شد جلوہ گر شمع	ق	خدا بنمود نور ذات در شمع
بذوق وشوق حسنِ آبدارش		بیفشاند گہر از چشم تر شمع
بہ یک پا منتظر استادہ باشد		بہر جا و بہر یک رہگذر شمع
سرش برد قضا با تیغ گلگیر		شود نازان بہ حسن خود اگر شمع
نہ گشتی پرتو افگن نور یزدان		اگر از مطلع الطاف بر شمع
بشرق و غرب در خوبانِ عالم		چو مہر و مہ نگشتی نامور شمع
برافروز از سخن بعد از مناجات		بہ بزم شعر ہندی این اگر شمع

دعائین مانگتے ہوے نقب سے نکلے ابہام دربار مین کہ رہا ہی کہ نازنینو اپنے گانے کو زور دو طلسم کشا آیا چاہتا ہی کہ نور الدہر نے نقب سے سر نکالا اور نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بے حیا وای نابکاران بُرد غا آگاہ ہو نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہِ لشکرِ اسلام نور الدہر کز ہمیش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم		لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم		شہِ نوجوانان لقب یافتم

تلوار کھینچ کر سر پر اُن نازنینان مہ جبین کے آئے سازشکست کیے اُن سب کو قتل کیا
ابہام کھڑا ہو گیا فوج کو آواز دی ساٹھ ہزار فوج مسلح ہو کر آئی نورالدہر جنگ
کر رہے ہین فوج نے آکر گھیرا ابہام نے آواز دی کہ یارو سحر نہ کرنا لوح محفوظ گلے
مین طلسم کشا کے ہی تیر و تلوار سے مارو جب نورالدہر گھر گئے تو ہوشیار سرکش کا
نعرہ ہوا سرباز جادو بھی آکر پہونچی شعلۂ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا زمین کانپنے لگی ہما
نے آکر پتھر برسائے نجم اختر شناس نے آکر ستارے گرائے حکیم صاحب نے تو آکر
تہلکہ ڈالدیا ان ساحرون نے وہ وہ سحر کیے کہ ابہام جادو گھبرا گیا پکار کر
آواز دی کہ یارو سنو مین تو جاتا ہون نازنینان مہ جبین قتل ہو گئین میرا کیا اختیار
رہا یہ کہکر دونون پائون زمین پر مارے اِدھر تو ابہام غرق زمین ہوا اُدھر
ایک سناٹا ہو کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر نے آنکھ جو کھولی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا نہ وہ فوج تھی اور نہ وہ قصر تھا جنگل سنسان
کفِ دست میدان حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے دیکھا جملہ سردار بھی چلے
آتے ہین مگر ایرج نوجوان مع یاقوت جنّی و مع شاپور شیردل ایک صحرا مین
پہونچے ہین کہ نعرۂ نورالدہر کی آواز کان مین آئی بیقرار ہو کر کہا کہ ای یاقوت
کشتی گبر زادے کی آواز کان مین آرہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ سامنے جو نخل
چنار ہی اسکو جلد اکھیڑیے ایرج نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ نخل چرچرایا نخل کو اکھیڑ کر
یقوت صاحبقرانی پھینکا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا یاقوت نے کہا کہ اسمین کود پڑیے
ایرج نوجوان تیغۂ دو دمہ سکندری کھینچے ہوے نقب مین کود پڑے اُسوقت
پہونچے کہ ابہام غائب ہو چکا ہی فوج والے حیران کھڑے ہین کہ نعرۂ ایرج کی
آواز آئی کہ ای نامردو کہان جاتے ہو نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	تزلزل فتد در میان مصاف

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	چہ تیغ یلی بر کشم از غلاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو و زمین بیخ و بن بر کنم

ساحر تو گھبرائے ہوئے تھے
سمجھے کہ یہ وہ ہی جوان ہی تبر و شمشیر سے لڑنے لگے یاقوت جنّی نے آکے جنگ عجب

طور کی شروع کی کبھی ظاہر ہوتا ہی کبھی چھپ جاتا ہی ہزارون کو قتل کیا ایرج نوجوان
نے بھی تہلکہ ڈال دیا دربان جادو کہ سب کا افسر تھا لڑتا ہوا سامنے آیا ہاتھ
تلوار کا بارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار
تیغ کا کیا تیغۂ دودمۂ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان تلوار چمک کر جو
گری دربان جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی دربان کے سب ساحر بھاگے
انکے بھاگتے ہی ایک قصر نمایان ہوا ایرج نے آکر اُسکا قفل توڑا جیسے ہی اندر
اُس قصر کے آئے دیکھا کہ ہزار ہا قیدی بیٹھے ہین زنجیرین بیڑیان پہنے ہوے ہین
زنجیرین ہلا رہے ہین ایرج نوجوان نے سب کی قید کٹوانا شروع کی ایکطرف
دیکھا کہ ایک تاجدار سرنگون بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رو رہا ہی ایرج
اُسکے قریب آئے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اُس
تاجدار نے ٹھنڈھی سانس کھینچی عرض کی کہ اس گمنام کا نام کیا ظاہر ہو شاید حضور
نے سُنا ہو جمشید زرین ترکش مجکو کہتے ہین بادشاہ سابق طلسم سکندر ثانی سحر
مین لاثانی کا مین برادر خُرد ہون جو وقت اس بقراط ثانی نے آشوب کیا اور طلسم
پر قبضہ کرلیا پہلے ہمارے بھائی کو گرفتار کیا مین نے جو خبر سُنی مین لشکر لے کے پہونچا
اُسنے مجکو بھی قید کرلیا زمانہ دراز گذرا کہ اس زندان محنت مین گرفتار ہون مگر خواب
مین بشارتین معقول پائین تعجب ہی کہ اب تک اُسکا ظہور نہین ہوا ایرج یہ باتین
کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جمشید اُٹھو جمشید کہتا ہی کہ ای شہریار طوق آہن
گلے مین پڑا ہی بار اُسکا اُٹھنے نہین دیتا اگر ہو سکے تو اسکو کاٹیے مگر ابہام جادو
کہ سامنے سے نورالدہر کے بھاگا تھا شعبدہ کال کر گیا تھا نورالدہر الگ
ہوے تھے جب اسکو معلوم ہوا کہ نبیرۂ حمزہ سرحد قید خانے سے الگ ہوا ایکایک
پر پرواز پیدا کر کے چلا اُس وقت آیا کہ ایرج نوجوان جمشید سے باتین کر رہے
ہین تلوار نیام سے نکالی ہی ارادہ ہی طوق کاٹون کہ آسمان پر ابہام آکر پہونچا دیکھا
کہ یہ کون جوان ہی پہچانا کہ یہ تو اور کوئی شخص ہی وہین سے للکارا کہ باش اد گستاخ

خبردار قیدی کے قریب نہ جانا طوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا بہتر یہ ہی کہ سامنے
سے ہٹ جا ایرج نے للکارا کہ او نامرد مقابلے مین آ دور سے باتین بناتا ہے
قریب آ تو تجکو سزا دون ابہام نے وہین سے سحر کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے تیغہ
گرا یاقوت جنی کہ بیرون قیدخانہ تھا اِسنے جو آواز ابہام جادو کی سُنی بیقرار
ہو کر دوڑا اندر آکر دیکھا کہ ایرج کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی ہی حیران کھڑے ہوے
ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین کچھ زور نہین چلتا یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ
ای شہریار خیر تو ہی ابہام نے للکارا کہ او یاقوت جنی تیری وجہ سے یہ یہانتک
پہونچے مگر وہ جوان کیا ہوا اُسکو گرفتار کرون تو تسکین ہو یہ کہکے ہاتھ اُٹھایا کہ
یاقوت پر سحر کرون یہ قوم جن سے ہی دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا
اب ابہام نے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا پاس اُسی تاجدار کے بٹھایا لیکن
یاقوت جنی جو غرق زمین ہو کر بھاگا اُس صحرا مین آکر نکلا کہ جہان نور الدہر متحیر
کھڑے ہین ہوشیار سرکش و ملکہ شعلہ جوالہ و سرباز جادو سے کھڑے ہوے
پوچھ رہے ہین کہ یہ کیا شعبدہ تھا ہوشیار سرکش نے عرض کی کہ حضور نے دھوکا
کھایا ابہام زندہ نکل گیا حضور کا پنجہ نہ قابض ہوا اب آپ سامنے کوہ کے جائین
اور آواز دین کہ ای سہراب شیر شکار ذرا ہمارے پاس آؤ اندر سے درہ کوہ
کے ایک جوان جوشان و خروشان نکلے گا آتے ہی آپ پر گرز ماریگا کہ ٹخنون
تک آپ غرق زمین ہو جائین گے اور پھر سامنے سے بھاگیگا دوبارہ آکر اس زور سے
گرز ماریگا کہ آپ کمر تک غرق زمین ہونگے تیسری بار جو گرز مارے بفوا[illegible] اُس سے
لپٹ پڑیے گا اور گرز چھین کر اُسی گرز سے اُسکا کام تمام کیجیے گا اُسی درہ کوہ سے
راستہ قصر ابہام کا ملیگا نور الدہر اس تعلیم کو سُن رہے ہین کہ پہلو سے رونے کی
آواز آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو سر برہنہ گریبان چاک چہرے پر خاک ہاے آقاے
نامدار کہتا ہوا آتا ہی نور الدہر نے پوچھا کہ ای برادر خیر آیا کون ہی اور تمپر کیا
گذری کہا حضور آقاے نامدار میرے ایرج نوجوان ہین وہ بحالت [illegible]

جمشید ثانی گئے تھے اول مین ابہام نورالدہر سے لڑچکا تھا اور نہین معلوم
کیا شعبدہ کیا تھا کہ جان اپنی بچائی اُس شیر کو ہٹا دیا یہ جوان پہونچ گئے ابہام
تو بھاگ گیا تھا دربان جادو کل فوج کا افسر تھا وہ انکے ہاتھ سے مارا گیا اور
سب ساتھ والے بھاگ گئے یہ لڑتے بھڑتے تا بہ قصر پہونچے قصد تھا کہ جمشید کو قید
سے رہا کرین اُسکی رہائی ممکن نہ ہوئی ابہام نے آکر گرفتار کر لیا غلام حیران ہی کہ
نورالدہر کو کہان ڈھونڈھون نورالدہر نے یاقوت کو گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ جسکو تو ڈھونڈھتا ہی وہ حقیر مین ہی ہون ہوشیار سرکش سے فرمایا کہ ای
ہوشیار تمنے سنا کہ ایرج نوجوان قید ہو گئے مین افسوس کرتا ہون کہ ایسا نہو
اُنپر کوئی افتاد پڑے تو میرے لیے بڑی بدنامی ہی چھوٹے قبلہ و کعبہ شکایت کرینگے
لہذا ای یاقوت تم جاؤ مین آتا ہون انشاء اللہ اُنکو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر قریب
اُس کوہ کے آئے کہا کہ ای سہراب شیر شکار زود بیا با تو آرزوی محاربہ دارم
کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک جوان گرز آہنی لیے ہوے جھپٹا ہوا آیا اس جلدی مین
گرز مارا کہ اگرچہ شاہزادے نے سپر کو سامنے کر دیا مگر گھٹنون تک غرق زمین ہو گئے وہ جوان
گرز مار کر بھاگا بعد تھوڑی دیر کے پھر پیدا ہوا نورالدہر نے بمشقت تمام اپنے کو
زمین سے نکالا ہی کہ آواز آئی او طلسم کشا ابکی ضرب مین خاتمہ ہی اگر ہزار جان
رکھتا ہوگا تو سلامت نہ لے جائیگا یہ کہکے دوسرا گرز مارا نورالدہر نے ناچار
ہوکر سپر کو اُٹھا دیا مگر تا بہ کمر غرق زمین ہو گئے وہ شخص پھر بھاگا شاہزادہ نورالدہر
زمین سے نکلے تھے کہ سہراب پھر پیدا ہوا ابکے آکر گرز مارا نورالدہر نے کچھ جان
کا خوف نہ کیا اور کلۂ گرز پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا گرز چھین کر پھینک دیا سہراب
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے کہہ مارا سر اُس
خودسر کا زمین سے ملا دیا سہراب نے بمشکل سر اُٹھایا اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی نورالدہر
نے کمربند مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون کہ سہراب نے آواز دی ای
شہریار الامان نورالدہر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے کہا کہ مین تو

قاعدے کا پابند ہون آپ نے مجکو زیر کیا اب مجکو اطاعت مین کیا تامل ہی کیونکہ
اب بقراط ثانی کا وقت زوال قریب آگیا ہی کہ صورتین زوال کی پیدا ہو رہی ہین یہ
بھی ایک صورت زوال ہی نورالدہر نے چھوڑ دیا سہراب قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کہ غلام آپ کی مراد کو سمجھ گیا ہی اب تشریف لے چلیے
ایرج نوجوان قید ہو گئے ہین اور ایہام جادو کا ارادہ ہی کہ اُنکو قتل کرے یہ سُنکر
نورالدہر بیقرار ہو گئے فرمایا کہ ای سُہراب جلدی چلو سُہراب آگے بڑھا اُسی درۂ
کوہ سے نکلے جیسے ہی درۂ کوہ سے باہر قدم رکھا ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا
ملا عروسان چمن لباس سبز پہنے ہوے شرما رہی ہین ہواے سرد چل رہی ہی گل و غنچہ
رنگین ہر شاخ خوش آئین کئی سو طائر ایک درخت پر بیٹھے یہ زمزمہ کر رہے ہین نظم

نہ لائی عالم بالا سے کیون طوبے کے مضمون کو — خیال قامت موزون ہی میری طبع موزونکو
رہائی کی نہین تدبیر کوئی زلف پیچان سے — یہ وہ مار سیہ ہی جو بھلا دیتا ہی افسونکو
بہت خال عذار آتشین سے جو مشابہ ہی — برغبت اسلیے پیتے ہین سب لالے کی افیونکو
عجب کیا گر ہلال ابرو اک دن ماہ کامل ہو — ترقی دمبدم کیسی ہی حسن روز افزون کو
نہ کچھ بھی راہ حیرت مین وہ رہجاتی ہی چلنے سے — تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہی جیحون کو
بسان سنگ تن مین ضبط آہ شعلہ افشانئے — بنا دیگا شرر سوز درون ہر قطرۂ خون کو
جو شب بیدار ہین وہ غافلون پر رہتے ہین غالب — بہت ہی فوج پر جاتی ہی تھوڑی فوج شبخون کو
جو ہین بے شغل دنیا مین وہی کچھ عیش کرتے ہین — ملا ہی دور گردون سے خم خالی فلاطون کو
یہ نادان کہتے ہین گردش مین لایا ہی خم گردون — کہ گردش اُسنے دی ہی جسنے گردش دی ہی گردونکو
گلستان شہادت گاہ مین یہ طرفہ گل پھولا — بنایا شاخ گل قاتل نے اپنے دست پر خون کو
مجھے سمجھو کہ عاشق ہی اُسے سمجھو ہی دیوانہ — ملاؤ گر مری تصویر سے تصویر مجنون کو
کیا بیہوش تو نے جام مے دکھلا کے او ساقی — کہ اکثر دیکھتا تھا مین کسی کی چشم میگون کو
اثر تھا نالۂ شبگیر مین جن روزون ای ناسخ — لیا کرتے تھے اکثر ہاتھ مین اُس زلف شبگون کو

سُہراب نے کہا کہ یہ جو طائر کا ان زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکو تیر سے ماریے نورالدہر نے

تیر مارا اُس طائر کے سینے کے پار گذرا طائر کے مرتے ہی ایک آندھی سیاہ اُٹھی بالکل
اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی نور الدہر نے اپنے کو در زندان
پر پایا نعرہ کر کے گھس پڑے ابہام جادو نے جو نعرہ نور الدہر کی صدا سُنی گھبرا گیا
بدحواس ہو کر چاہا کہ بھاگون مگر کدھر بھاگے تڑپ کر گرا پر پرواز پیدا کیے بلند ہو کر
چلا سُہراب نے آواز دی کہ اے شہریار یہ جانے نہ پائے نور الدہر نے جلدی
سے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر تیر مارا سینہ
پر ابہام کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جیسے ہی ابہام مرا اور آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من ابہام جادو بود ایرج نوجوان کے ہاتھ پانون قابو مین آئے غصے مین
آکر قید کو توڑا جمشید زرین ترکش کا طوق توڑا جمشید بھی اپنے مقام سے
اُٹھا ایرج نوجوان لڑنے لگے کہ یاقوت جنی آکر پہونچا یاقوت نے کہا کہ اے
شہریار نکل چلیے اب سرداران نور الدہر آجاوین گے ایرج نوجوان نے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا لیا اور چمکا کر قید خانے سے نکلے ایک جانب گھوڑا ڈالکر نکل گئے
یاقوت جنی ہمراہ ہے مگر نور الدہر ساحرون سے لڑ رہے ہین جو سامنے آیا مارا گیا
لاشے پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری ہے نور الدہر ساحرون سے لڑ رہے ہین
کہ انکے سردارون کا نعرہ ہوا کاہن نے آگر دہ سحر کیا کہ ساحر ٹکرانے لگے فریاد و
الغیاث کرتے ہوے بھاگے جمشید نے آکر قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا اور
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوا عرض کی حضور کے سبب سے رہائی پائی حضور ہی
کے ہمراہ رہونگا اب حضور تشریف لے چلین کہ تدبیر رہائی سکندر ثانی کرنا چاہیے
نور الدہر نے سب سردارون کو اپنے ساتھ لیا جمشید کو تخت پر بٹھایا نقارے پر
چوب پڑی دھوم سے لشکر لے کر چلے نوبت و نقارے بجاتے ہوے جاتے ہین لشکر گران
ساتھ ہے جہان لشکر اُترتا ہے آبادی ہو جاتی ہے مگر قضاے کار سنگپاش جادو کہ نگہبان
سکندر ثانی ہے آٹھ پہر حفاظت کرتی ہے کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی
کہ اے ملکۂ عالم جمشید زرین ترکش نے رہائی پائی طلسم کشا کے ساتھ آتا ہے جو کوئی

قصر راہ مین طلا اُسکو برباد کیا اب سوہان جادو سے مقابلہ ہی سنگپاش نے سوہان کو
نامہ لکھا کہ ای سوہان کوہ نشین لشکر جمشید کو روکنا مین مدد روانہ کرونگی سوہان کو جو
نامہ پہونچا نامہ پڑھ کر اسنے جواب لکھا کہ ای ملکۂ عالم کیا مجال ہی جمشید زرین ترکش کی
کہ جو اس راہ سے گذرے ایسے شخص کو بھیجون کہ لشکر کو مٹا دے یہ کہکر سوہان پلٹی ملکہ
گل گشت بیٹی سوہان کی ہی اُس سے کہا کہ بیٹا تم اتنی تکلیف کرو کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو روکو
اگر ہو سکے تو جمشید کو گرفتار کر لاؤ گل گشت جادو چلی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کئی سو
کنیزین ہمراہ ہین رواروی کرتی ہوئی آتی ہی جس صحرا مین لشکر نور الدہر فرد کش
ہی جمشید زرین ترکش تخت پر بیٹھا ہی پہلو مین نور الدہر بیٹھے ہین اور سرداران نامی مثل
شعلۂ جوالہ وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین ناچ ہوتا ہی گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہت بیچین میری خاطرِ بسمل مین رہتے ہین
کسی سے پوچھ لینا تھا انھین کس دلمین رہتے ہین

اشارے مجھ مین تیغِ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرتِ نظارۂ قاتل مین رہتے ہین

کسی پر بارا زخود رفتگی ہونے نہین دیتے
نہ رہنے کسطرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہین دلسے لبونتک دلمین رہتے ہین

نہ پہونچینگے کہین مثل نگاہِ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہین پھر کر اُسی منزل مین رہتے ہین

دلِ گم گشتۂ زلف سیہ کو پاچکین آنکھین بد
انھین تو ڈھونڈھ لین چھپکر جو انکے تلمین رہتے ہین

کدورت دلکی چشمِ خشک کا آنسو یہ کہتا ہی
نکل سکتے نہین ہم اُنکے آب و گل مین رہتے ہین

جو طالب دلکے ہین اُنسے یہ کہتا ہی دلِ سوزان
ہتھیلی کا پھپھولہ ہم کفِ سائل مین رہتے ہین

کسی مجنونکی میت دیکھکر تابوت مین دیکھون
نکل پڑتے ہین یا لیلی ادا محمل مین رہتے ہین

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اُس بحرِ خوبی کی
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین

مجھے ڈر ہی دلِ شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین

جلال اگر طریقِ عشق مین بہکا نہ دے کوئی
اُدھر رخ بھی نکرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

قضائے کار گل گشت جادو غصّے مین آتے آتے کوہ لعان پر کہ مقابل لشکر ظفر اثر شاہزادہ
نور الدہر ہی اُتر کر ٹہلنے لگی سُنا کہ ایک بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بہ نگاہِ غور

طرف اُس بارگاہ کے دیکھنے لگی کنیزون نے کہا کہ حضور سحر کیجیے گُل گشت نے کہا کہ صاحبو
مجھ کو ن بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین اسی وجہ سے بارگاہ کو دیکھ رہی ہون کہ کوئی ساحر نکلے
تو اسکو اُٹھا لاؤن قضائے کار ملکہ شعلۂ جوالہ کسی کام کو باہر نکلین گل گشت کی نگاہ
پڑی شعلۂ جوالہ جو باہر آئی کئی ہزار کنیزین پشت پر گرد جہتا بین روشن اس کروفر
سے شعلۂ جوالہ نے باہر نکل کر چہار جانب دیکھا کنیزون سے کہا کہ اس وقت تک تو خیر
ہی سوہان کوہ نشین نے کچھ انتظام نہین کیا مگر گل گشت نے جو جاہ و جلال ملکہ کا
دیکھا کنیزون سے کہا کہ جا کر دریافت تو کرو یہ کون نازنین ہی اور کس ضرورت کے لیے
باہر نکلی ہی ایک کنیز گئی اور دریافت کر کے سامنے گُل گشت کے آئی اور عرض کی کہ ای ملکہ
اسی کا نام شعلۂ جوالہ ہی یہی منظور نظر طلسم کشا ہی گل گشت نے حیران ہو کر کہا طلسم کشا
کیا کوئی فرشتہ ہی کہ جسپر ایسی شاہزادیان عاشق ہوئین یہ ذکر تھا کہ ہما مرصع پوش کی
نکلی باہر نکل کر شعلۂ جوالہ سے باتین کرنے لگی کہا حضور یقین کامل ہی کہ سوہان جادو
نے کسی کو بھیجا ہو شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین اسی بات کا انتظام کر رہی ہون کہ دیکھون
کون صاحب آئی ہین کہ نجم اختر شناس باہر آیا آکر پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا انتظام
کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ابھی تک کوئی نہین آیا اگر کوئی آتا تو مین انتظام کرتی حکیم صاحب
باہر آئے آکر ملکہ شعلۂ جوالہ سے باتین کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سرباز آئی کہا کہ ای
ملکۂ عالم اگر حکم ہو تو دربار مین سوہان کے جاؤن وہان سے دریافت کر آؤن یہ سنکر
شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کیون تکلیف کرو جو کوئی آئیگا ہمکو دریافت ہو جائیگا اس اثنا
مین ہوشیار سرکش آیا کلاہ کج کیے ہوے کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم کچھ انتظام کیا ملکہ نے
کہا کہ ای برادر کیا انتظام کرون کوئی وہان سے نہین آیا یقین کامل ہی کہ کوئی سردار
وہان سے چلے جب آکے ہمکو ستائیگا تو ہم بھی انتظام کرلین گے چالیس سردار آکر جمع ہوے
گل گشت نے دیکھا کہ ایک سے ایک شاہزادی بہتر اور بہتر حُسن مین رشک قمر فخر لیلا و
زلیخا ہی یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا گل گشت کہ رہی ہی کہ مقام فخر و افتخار ہی کہ ایسی ایسی
شاہزادیان جسپر عاشق ہون اُسکا دماغ کیون نہ عرش اعلی پر ہو انتہائے فخر یہ ہی کہ

طلسم کشائی کا لقب پایا طلسم کشا کو زبان نہ ہلانا پڑتی ہوگی یہ جادوگرنیان کہ رونق طلسم
خیال سکندری ہین سحر مین کمال رکھتی ہین سب انتظام کرلیتی ہونگی دیکھو ہوشیار سرکش
کیسا اکڑ رہا ہی سرباز کہتی ہین کہ دربار مین سوہان کے جاؤن مگر شعلۂ جوالہ جن
صاحب کا نام ہی گھر بار اپنا چھوڑا مان باپ سے مُنھ موڑا پرائے لشکر مین آکر اُترین انتظام
مین مصروف ہین ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ خداوند بقراط ثانی کو قتل کرائین بادشاہ
سابق یعنی سکندر ثانی کو قید سے چھرائین مگر کیا مجال ہی کہ یہان سے ایک قدم آگے
بڑھ سکیں ان سب کو گرفتار کرلونگی زبان ہلانے کی مہلت نہ دونگی میرا ارادہ شرط ہی
ابھی سحر کرون یہ سب دیوانے ہوکر چلے آئین مگر تماشا تو دیکھ لون کہ کون کون صاحب
ہین کن کن سے مقابلہ پڑیگا کس کس پر سحر کرنا ہوگا حکیم ارسطوے ثانی بڑے تکلف سے ہمراہ
ہین انکی شرکت کا کیا باعث ہوا کنیزون نے کہا کہ انکی صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہین
حکیم صاحب نے بہت بہت آوارہ کیا آخر کو بیٹی کو دے دیا وہ جو سامنے بارگاہ زربفتی
استادہ ہی اُسی مین دختر حکیم صاحب کا داخلہ ہی یہ سب شاہزادیان جاکر اُن کو سلام کرتی ہین
گل گشت نے کہا کہ آخر اسکا کیا باعث مرتبے مین تو ہمسر ہین سلام کیون کرتی ہین یہ سنکر
کنیزون نے کہا کہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہین حکیم طلسم کی بیٹی ہین عجائب اور
غرائب مین بھی بے مثل و بے نظیر ہین کہ یکایک چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے خدمتگارون
نے نہین معلوم کیا کہا کہ سب صف باندھکر کھڑے ہو گئے سب کا یہی طریقہ ہی کہ سلام
کو آمادہ کھڑے ہین گل گشت نے پوچھا کہ یہ سب لوگ کیون آمادہ ہوکر کھڑے ہو گئے کنیزون نے
کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا صاحب آتے ہین اسی وجہ سے سب مجرے
کو آمادہ ہوکر کھڑے ہوے گل گشت جادو دیکھ رہی ہی کہ اندر سے بارگاہ کے ایک آفتاب تابان
یا ماہ درخشان ہتھیار لگائے ہوے برآمد ہوا گل گشت جادو نے کہا کہ ارے یہ روشنی کیسی ہی سب
کنیزون نے کہا کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نہایت حسین وجمیل ہی یہ اُنکے حُسن کا ظہور رہی کہ چند
رسالہ دار وکمیدان ہٹو بچو کرتے ہوے نکلے ایک کرسی لاکر بچھادی سب سرداران مذکور
مودب کھڑے ہین سب شاہزادیان باادب کھڑی ہین کہ دیکھا یکایک شاہزادہ نورالدہر

بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی آکر کرسی پر جلوہ فرما ہوے پھر سب سلام کر کے کرسیون پر بیٹھے
جیسے ماہ تابان اپنے برج سے نکلا آکر بیٹھا گرد ستارے جمع ہوے ناگاہ جنگل مین شور ہوا سب
آدمیون کی آواز سُنکر ایک شیر ببر جنگل سے نکل آیا دھڑ دکہ مار کر چلا شعلہ کچوالہ نے
چاہا کہ سحر کرون نورالدہر نے منع کیا ملکہ ہماے مرصع پوش گھبرا گئین کہا کہ ای
شہریار اسکو روک دون یہ کہکر ماش کے دانے جھولی سے نکالے نورالدہر نے ان کو بھی
منع کیا حکیم صاحب بڑھے نورالدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ حکیم صاحب آپ تکلیف
نہ فرمایئے کمیدانون اور رسالہ دارون نے کمانین دوش سے اُتارین اور ارادہ کیا
کہ شیر کو تیر مارین نورالدہر نے انکو بھی منع کیا مگر ہوشیار سرکش اپنے زور کے بھروسے پر
بڑھا شیر نے دھڑ دکہ مارا ہوشیار سرکش جیسے ہی جھوم کر بڑھا تھا نعرہ اگر گر پڑا
غش آگیا نورالدہر نے کہا کہ ہم اسی لیے منع کرتے تھے کہ جو صاحب جاوینگے
خائف ہونگے اسکو آنے تو دو دیکھو کس طرح اسکو مارتا ہون گل گشت دیکھ رہی ہی
کنیزون سے کہتی ہی کہ طلسم کشا کا بڑا کلیجہ ہی اتنا بڑا شیر آتا ہی اور کسی کو جانے نہین
دیتے کیسا کیسا جادوگر نیان سحر کو کہتی ہین ایک صاحب گئے تھے بڑا اپنے زور پر ناز تھا وہ بیہوش
ہوکے گرے مگر طلسم کشا کے تیور پر میل نہین بڑا جری و بہادر ہی کنیزون نے کہا کہ اگر ایسا نہ ہوتا
تو طلسم کشائی پر کیون قدم مارتا کتنے دربند فتح کیے قصر سکندری چھین لیا قدرت بھاگ کر
طلسم مین آئے اب قصر ہشت پہل مین ہین وہانسے نہین نکلتے بھی چاہتے ہین کہ ہمارے
ملازم طلسم کشا کو مارلین ہمکو تکلیف نہ پڑے ورنہ مشکل ہوگی خداوند ہرچند کہ سب کے خداوند
ہین مگر اس بندے سے ڈرتے ہین اور ابھی لوح نہین ملی ہی بادشاہ سابق نے رہائی نہین
پائی اُس پر یہ گھمنڈ ہی فقط جمشید زرین ترکش ساتھ ہوا ہی کہ شیر دھڑ دکے مارتا ہوا قریب
آیا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے للکارے کہ او سگ صحرائی کہان آتا ہی گل گشت ہنس پڑی
کہا کہ صاحبو تمنے سُنا شیر کا سگ صحرائی نام رکھا ہی اپنے زور پر بڑا ناز ہی شیر نے بڑھ کر منھ
کھولا ہاتھ اُٹھائے دھڑ دکہ مار کر نورالدہر پر آیا اُس وقت گل گشت کانپنے لگی کہتی تھی
کہ ای خداے نادیدہ اس شہریار کو بچائے کنیزون نے کہا کہ حضور یہ مرد سپاہی ہین بھلا کب

خوف کرتے ہین یہ کیا شیر سے ڈرتے ہین گل گشت بفرط محبت کہ رہی ہو کہ اسی شیر کا کام ہو کہ
اتنے بڑے شیر صحرائی سے مقابلہ کرتا ہی لطف یہ ہو کہ ہتھیار بھی رکھدیے ہین نہتے مقابلہ مین پہونچے
خدا اے نادیدہ بچائے اگر چوک گئے تو وہ چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اے خالق کارساز و اے
رب بے نیاز و اے خدا اے نادیدہ تو رحم اپنا شریک حال کر اور اس شخص کو بچائے نظم

نگردد نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح
کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح

نشد زبان تکلم بشرحِ آن جاری ؛
نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح ؛

بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا
بیان زبندۂ عاجز نگردد آن تشریح

بہر طریق و بہر مذہب و بہر ملت ؛
کنند اہلِ زبانش بیک زبان تشریح

ز کنہ ذات الٰہی کسے نشد واقف
فرشتہ کرد نہ تفصیل و انس و جان تشریح

کسے کہ واقفِ راز حقیقت حق شد ؛
نشد زبانِ سکوتش روان بدان تشریح

شگفتہ صد گلِ رعناست اندرین گلزار
کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح

پُر از نکات عجیب است متنِ موجودات
چہ طاقت است کہ شارح کند از ان تشریح

ز عام و خاص بپوشد چگونہ زاہد راز
کنند بر سر بازار عاشقان تشریح

نہند گوش بنظم تو اہلِ حق ہندی
اگر بوحدت و کثرت کُنی بدان تشریح

حد درجہ گل گشت بیقرار ہی کنیزون نے کہا کہ واری آپ کیون گھبراتی ہین اگر طلسم کشا
کو شیر ہلاک کرے تو باعث بہتری ہی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ اے نالائقو ایسا کلمہ زبان
سے نہ نکالو ایسا نہ ہو کہ وہ شیر سے مغلوب ہون دیکھو کس دبدبے سے پہونچے ہین دل کو
پریشانی ہوتی ہی ایسا نہ ہو کہ چُوک جائین مگر وہ سردسپاہی ہوشیار جری و بہادر کس
دبدبے سے پہونچا ہی وہ دیکھو شیر کی کلائیان پکڑ لین زور اسکا نام ہی کہ شیر لاکھ لاکھ
چاہتا ہی کہ چھوٹون مگر چھوٹ نہین سکتا اور دیکھو کس زور سے گھونسہ مارا وہ شیر کا سر
پھٹ گیا کس جرأت سے شیر کو مارا ایسے جری پر کون عاشق نہ ہو دیکھو درخت جھومنے لگے
پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک رہے ہین ہر ایک غنچے کا یہی قول ہی کہ تو بہادر بے نظیر
ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی جب تو سب سردار اسکے نام پر جان دیتے ہین شعلہ جوالہ

ایسی حسینہ جان دینی ہی اپنے مقام پر یہی کہا کرتی ہی نظم

نظر آجائین جو آئینے تری رانون کے
کیون اُلٹ جائین نہ دیدے ترے حیرانونکے
دیکھکر طاق حرم غش مین گرے سجدہ کنان
طاق یاد آگئے زاہد ہمین میخانون کے
غل مچایا ہی جنون کیا مری زنجیر نے آج
پھٹ گئے پردے گریبان کی طرح کانون کے
ہجر مین تیر سی لگتی ہی صفیر بلبل
بیضے ٹوٹے ہین مگر باغ مین پیکانون کے
پرتو شمع رُخ یار جو دریا مین پڑا +
پر ماہی وہین پر ہو گئے پروانون کے
گرنے لگتا ہی مرے منھ سے مسلسل پانی +
مجھے یاد آتے ہین مجکو جو ترے بالون کے
غم دیا رنج دیا درد دیا سوز دیا +
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے
بادہ کش ایسے ہین ہم گر کبھی بے زر ہو جائین
ہین گدا بادہ فروشون ہی کی دکانون کے
ہجر جانان سبب فکر سخن ہی ناسخ +
کیون نہ پُر درد ہون مضمون مرے اشعارونکے

کنیزون نے عرض کی کہ واری حقیقت مین جرأت مین انکا مثل نہین ہی بیشک یہ طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہین قدرت ان کے خوف سے کانپتے ہین ضرور اس طلسم مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے کل آفتین یہ جوان جھیلے ہوے ہی کیون حضور اب یہ کہان جاتے ہین گل گشت نے کہا کہ فکر رہائی سکندر ثانی مین آئے ہین صاحبو مین تو نہ روکونگی مجکو تو انکے حال پر رحم آتا ہی بلکہ مادر مہربان کو دھوکا دونگی کہ وہ انکے حال سے غافل ہون اور یہ بھی یقین ہی کہ جو ساحر انکے مقابلے مین آئیگا وہ مُنھ ہی کی کھائیگا بذلت مارا جائیگا اور دربار مین بی سوہان کے کون ہی جسکو بھیجین گی بڑا معتبر اُنکا وزیر اعظم ہی وہ سحر مین کمتر ہی مجھسے کون بہتر ہی یہ کہکر پھر گل گشت نے کہا کہ کیون صاحبو تمہارا کیا ارادہ ہی سب نے کہا ہم تو حضور کے ساتھ ہین اگر حکم دیجیے تو سحر کرین کہا مین اپنے باغ سرسبز مین جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئین صحرا مین ایک باغ پُر بہار ہی خاص انھین کے واسطے بنایا گیا ہی اُسمین آکر داخل ہوئین سیر چمن پر نگاہ نہ ڈالی نخل ہاے سرو کو جو اکڑتے دیکھا اور قمریون کو کو کو کرتے جھلا کے کہا کہ یہ کیون دیوانی ہوئی ہین انکا کیا ارادہ ہی قول زیب النسا مخفی مجھے بہت پسند آیا

رباعی واے بر شاعران نا دیدہ + غلطی را بجود پسندیدہ + سرو را قد یار میگویند + سرو چو بیست نا تراشیدہ + گل کو عارض سے مثال دینا یہ بھی ناگوار خاطر ہی کجا عارض دلدار کجا یہ پھول نا ہموار غنچے کو دہن سے مثال دی یہ بھی غلطی کی یہ غنچۂ گل ہی اسمین کب دور تسلسل ہی اُسمین کہان یہ مسیحائی یہ رعنائی و زیبائی ہونٹھ مسیحاے زمان ہین ہزارون معجزے انمین نہان ہین خاک سیر گلزار دیکھون حیران و پریشان ہون کیا کرون کیونکر وہان تک جاؤن یہ قول شاعر ٹھیک ہی نظم

روٹھے ہوئے تھے آپ کئی دن سے من گئے
بگڑے ہوے تمام مرے کام بن گئے

ہم روتے روتے کور ہوے جب وطن گئے
نرگس کے پھول لے کے گل یاسمن گئے

لینے کو ایک گل کی خبر ہم وطن گئے
بوے چمن کے واسطے سوے چمن گئے

باغ بہشت اور بھی سرسبز ہو گیا
مسموم جب یہان سے امام حسن گئے

چپ کیون لگی رہے نہ بھلا مجکو رات دن
کیا کیا جہان سے نہ مرے ہم سخن گئے

ایسے اشعار پڑھتی ہوئی ملکہ آکر بارہ دری مین بیٹھین کسی کام مین دل نہین لگتا کبھی کہتی ہین کہ کہان جاؤن کیونکر دل بہلاؤن بڑی آفت مین نے اپنے سر لی ہاے اُس ظالم کو کیونکر دیکھین گے ایسی نگاہ پڑی کہ دیوانی ہو گئی اب گھبراتی ہون کہ کیا تدبیر کرون وہ جلسہ دیکھا کہ خانۂ دل مین اُسکا اثر بیٹھ گیا اب اس نقش کا مٹنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی کیون صاحبو مین کس طور سے اپنے کو وہان پہونچاؤن کس حیلے سے صحبت مین جاؤن معشوقان پریچہرہ ہنسین گی مجھپر آوازے کسین گی مگر اُن سب کے طعن و تشنیع مجکو گوارا ہین جب بہت دل گھبرایا تو کہا کہ صاحبو سامان شکار کرو کہ جنگل مین جاکر دل بہلائین شاید کسی سبب سے وہ بھی آوین ملاقات ہو کچھ راز و نیاز کی بات ہو یہ کہکر سوار ہوئین چند کنیزون کو ساتھ لیکر چلین کہتی تھین کہ ہر چند خود زخمی ہون مگر براے شکار جاتی ہون دیکھون کیا تحفہ لاتی ہون یہ کہکے جنگل مین آئین شکار کھیلنے لگین کشش عشق نے یہ تاثیر دکھائی کہ طبیعت نور الدہر کی بھی گھبرائی فرمایا کہ ای شبرنگ تیاری کرو ہم براے شکار جائین گے بہلیے قراول حاضر ہوے باز بحری جرہ لگڑ جھگڑ سب ساتھ ہوے شبرنگ نے

رکاب پر ہاتھ رکھا نور الدہر کے ساتھ واسطے شکار کے چلا اُسی دشت مین نور الدہر بھی شکار
کھیل رہے ہین اُسی صحرا مین ملکہ کا بھی گذر ہی دور سے دیکھا کہ نور الدہر شکار کھیل رہے ہین
نور الدہر نے ایک باز کو تیہو پر چھوڑا ملکہ نے اپنے باز کو اشارہ کیا یہ بھی جاکے برابر
پہونچا اُس تیہو سے دونون باز لپٹے زمین پر گرے تیہو کو نوچنے لگے ادھر سے نور الدہر اپنا
گھوڑا ڈال کر آئے اُدھر سے نقابدار بادلہ پوش آیا نور الدہر گھوڑے سے کودے
فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مین صورت کا مشتاق ہون نقابدار نے بند قبا چہرے سے
ہٹایا نور الدہر کی نگاہ پڑی جمال جہان آرا دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے
باز کو لیکر بادیان کو تیز کیا نور الدہر عقب مین چلے پکارتے ہوے کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان جانے مین جلدی نہ کرو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ چلے آؤ ہر چند کہ شبرنگ عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار تعاقب مین نہ جائیے ایسا
نہ ہو کہ حضور راہ بھولین یا کسی بلا مین پھنس جائین تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہو رہے
ہین نور الدہر کچھ جواب نہین دیتے نقابدار نے پلٹ کر کئی مرتبہ ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ چلے آؤ تم کسی کی سماعت نہ کرو نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ بڑھائے ہوے جاتے ہین
ہر مرتبہ جب گھوڑا قریب نہین پہونچتا تو فرماتے ہین کہ ای مرکب اصیل راہ کوے محبوب
کی رہروی کر عاجز نہ ہو وہان پہونچ کر آرام ملیگا لہذا تیز ہو کر چل زیادہ نہ چل مرکب
بادرفتار طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی اور جہان گھوڑا اُڑ کا ملکہ بھی گھوڑی روک لیتی ہین ہاتھ
اُٹھا کر اشارہ کرتی ہین کہ چلے آؤ مرکب کو نہ روکو نور الدہر بدحواس ہو کر پھر گھوڑا
دوڑاتے ہین جب کئی کوس راستہ طے کیا تو دروازہ باغ کا دکھلائی دیا ملکہ مع مرکب اندر
باغ کے چلین جب دروازے پر باغ کے پہونچین پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسی باغ مین
آؤ یہ فرما کر بادیان کو بڑھایا نور الدہر بھی داخل باغ ہوے گھوڑے سے اُتر پڑے
گھوڑا ایک کنیز نے تھاما نور الدہر اندر باغ کے آئے دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ ہین نہرین
سلسبیل آسا موجین مثل تلوار یا خنجر آبدار حباب مثال چشم معشوق گلعذار نخل سرسبز و شاداب
چمن لاجواب سیر کرتے ہوے وسط باغ مین آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ نہایت معقول ہی اُس پر

شامیانہ با چوبہائے الماس نگار و طنابہائے سلک مروارید کھنچا ہی فرش مشجر بچھا ہی اُسپر وہ معشوقہ پری چہرہ بیٹھی ہی چند کنیزین گرد عہدے ہاتھون مین لیے ہوے ایک گاؤن لباس زرق برق پہنے ہوے یحیین شوخ و شنگ گندمی رنگ یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہی ہی نظم

لکھا نصیب کا جو نامہ بر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا

گئی جو طفلی تو پھر عالمِ شباب آیا
گیا شباب تو اب موسمِ خضاب آیا

مین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا
کہ صبح ہند مین تھا شام پنج آب آیا

ہوا جب اہلِ زمانہ کی طینتو نمین فرق
سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا

نہین وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف
جو کوے یار مین پہونچا وہ کامیاب آیا

چلے براق پر احمد تو سدرہ تک جبرئیل
کمال شوق سے تھامے ہوے رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے
یہ رات آئی کہ سر پر مرے عذاب آیا

جمال یار لڑکپن مین آفتِ جان ہی
کنوین مین جھکا دیگا یوسف کو گر شباب آیا

جوابِ صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اُنکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہی دلکو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو مین
تمھارے کوچہ مین مدت سے اُسکو داب آیا

کسی کی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیزے پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری رعب حُسن سے رُخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بحساب سے مین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

ہمیشہ صورت انجم کھُلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہی آج چاند گہن
وہ ماہ چہرے پر جو ڈال کر نقاب آیا

بنا تصور لیلی بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھو نمین شکو خواب آیا

وہ زود رنج ہی اُسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملوگے ہاتھ اگر بر سرِ عتاب آیا

وہ نازنین کھڑی ہو گئی مگر بسبب شرم و حجاب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی پیشانی عرق آلود مسکرا کر کہا کہ تشریف لائیے نور الدہر بیٹھ گئے ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُس نے جام شراب پیش کیا شاہزادے نے ہاتھ ہٹا لیا گل گشت نے خود جام ہاتھ مین لیکر پیش کیا

نورالدہر نے پھر ہاتھ کھینچا ملکہ نے گھبرا کے پوچھا کہ ای شہریار یہ تو ظاہر ہی کہ آپ کی بہت
معشوقین ہین اُنھون نے عہد لے لیا ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے تو کوئی
توسل نہین ہی مہمان جانکر خاطر کی مصرع گر قبول افتند زہے عزّ و شرف ۔ یہ کہکر اپنی
آنکھون مین آنسو بھر لائین نورالدہر نے دامن سے اشک پاک کیے کہا کہ ای شہنشاہ
خوبی و ای غنچۂ چمن محبوبی یہ باعث نہین ہی مذہب مین ہمارے تمھارے اختلاف ہی ظاہر ہی
کہ بقراط ثانی کو مانتی ہو جس پروردگار یکتا نے زمین و آسمان خلق کیا اُسکی اطاعت
کرو ملکہ نے مُسکرا کر جواب دیا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا بقراط پرستون پر لعنت
کی دل سے یہی اقرار کیا تھا کہ اگر ملاقات ہو تو اطاعت دین اسلام کرین گے ابھی
آپ کو کام بہت ہین اس وجہ سے کلمہ نہین پڑھتی کہ بیکار ہو جاؤنگی بعد فتح طلسم دل
سے اقرار کرتی ہون کہ سحر کو ترک کرونگی نورالدہر نے خوش ہو کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے
اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہر حیلے سے اُٹھنے لگین نرگس شہلا نے آنکھین بند کر لین
غنچون نے چٹکنا موقوف کیا پھولون نے مُنہ اپنے پھیر لیے یہ دونون عاشق و معشوق
مسند پر بیٹھے ہین گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی چمک چمک کے بتا رہی ہی گویا پہلو بتانے کا
ملا گریان اسکی سوہان جادو اپنی صحبت مین خوش بیٹھی ہوئی ہی کہ سامنے درخت پر ایک
طائر نے آکر کچھ آوازین دین سوہان جادو نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کنیزون نے
عرض کی کہ واری خیر تو ہی طائر نے کیا کہا کہ جو آپ کے ہوش اُڑ گئے سوہان نے کہا
کہ صاحبو بڑا غضب ہوا بی گل گشت پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی ہین راز و نیاز ہو رہے ہین اب
کیا تدبیر کرون خاموش رہون تو دل نہین مانتا خود جاؤن تو باعث خرابی ہی دل کو
اس وقت نہایت بیتابی ہی یہ کہکر طرف مصاحبون کے پلٹی کہا صاحبو تم مین کوئی ایسا
ہی کہ جائے اور عاشق و معشوق کو گرفتار کر لائے دونون کو بالا علان خدمت خداوند
مین روانہ کرون اس عشق کی سزا لے ثمر جادو ایک ساحرہ ہی نہایت شوخ و شنگ وہ اپنے
مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ واری لحاظ اُنکا آپ کے دم سے ہی جب اُنھون نے خداوند کو بُرا
کہا تو اب میل کہان اس طرح قید کر کے لاؤن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر

گریہ وزاری کرین اور مجکو رحم نہ آئے کیا مین اُنسے کسی بات مین کم ہون سوہان یہ سُنکر
خوش ہوئی ثمر جادو ایک شیشہ پانی کا ہاتھ مین لیکر چلی اُس وقت پہونچی کہ گلُ گشت
قریب نورالدہر کے بیٹھی آپس مین راز و نیاز کی باتین کر رہی ہین کہ آسمان سے
آواز آئی او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو اپنے باغ مین جگہہ دی اور یون
بیحجاب بیٹھی ہی تم ثمر جادو گلُ گشت نے چاہا کہ اُٹھ کر سحر کرون ثمر جادو نے وہ شیشہ
پانی کا پھینکا وہ ٹوٹا جس پر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا مگر نورالدہر پر تاثیر نہ ہوئی بیٹھے
رہے گلُ گشت جادو بھی بیہوش ہو گئی گائن جو سامنے بیٹھی تھی ہاتھ پھیلائے ہوے
تا رہی تھی اُسی شکل سے بیہوش ہو گئی ثمر جادو زمین پر آئی نورالدہر خاموش بیٹھے ہین
ثمر جادو سمجھی کہ مین نے اپنے سحر کا پھل پایا طلسم کشا بھی بیہوش ہی نیمچہ کھینچ کر بڑھی کہ پہلے
طلسم کشا ہی کا سر کاٹون گلُ گشت کو زندہ لے جاؤنگی اگر اسکو قتل کیا تو مان کے دل پر
کیا گذریگی کہیگی یہ کیا غضب کیا جب طلسم کشا کو قتل کیا تھا تو اُسکو زندہ کیون نہ لائی
دو چار روز روتی پیٹتی آخر تائب ہوتی ایسی ایسی باتین سوچ کر جیسے قریب نورالدہر
کے آئی نورالدہر نے کلائی پکڑ لی ذرا جو زور کیا نیمچہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا ایک
جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل سامنے آئی نورالدہر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا
دور جا کر گرا ملکہ گلُ گشت کو ہوش آیا شاہزادے کی بلائین لین ہر طرح ہواسی کنیزین
دوڑین آکے دیکھا کہ لاشہ ثمر جادو کا پڑا ہی ملکہ گلُ گشت حیران حیران دیکھ رہی ہی
کنیزون نے پوچھا کہ واری یہ کیا معرکہ ہوا گلُ گشت نے سب حال بیان کیا کہ ہر چند
میری آنکھین کھلی ہوئی تھین مگر منھ سے نہ بول سکتی تھی جب انکے قریب وہ آئی اُس وقت کی
بیقراری کا کیا ذکر کرون مگر ماشاءاللہ ایک طمانچے مین اُسکا کام تمام ہوا سر دور پڑا
تھا یکایک شق ہوا اندر سے سر کے ایک طائر نکلا زقیلین مارتا ہوا طرف سوہان کے
چلا گلُ گشت نے کہا کہ ای شہریار اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین بخیر و خوبی نکل چلیے والدۂ
ماجدہ نے ہمارا پاس نہ کیا ہم بھی یہان نہ رہین گے آپ کے لشکر مین چلین گے نورالدہر
نے کہا کہ بسم اللہ سب تمھاری خدمت کرین گے گلُ گشت نے نقاب چہرے پر ڈال لی

مادیان پر سوار ہوئی نور الدہر بھی پشت مرکب پر سوار ہوے کنیزون نے کہا کہ واری ہمین بھی ساتھ لیجیے چالیس کنیزین گھوڑیون پر سوار ہوکے ساتھ ہوئین نور الدہر کا مرکب سب کے آگے پشت پر ملکہ نگر جا مدی) مین گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا ہوا ہی بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو مادر مہربان کے سامنے جانا ہو تو کیسی رسوائی ہو گی اس رنگ سے جاتی ہین گرم رواردی مین جاتی ہین کہ جلدی لشکر مین نور الدہر کے پہونچ جائین کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی افلاک تاجدار واسطے شکار کے آیا تھا دس بیس ہزار جوان پشت پر سامنے جو آکر پہونچا نگاہ اسکی جمال بے مثال ملکہ پر پڑی دیوانہ ہو گیا قابو مین نرہا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای معشوق خوشخود خوبرو میرے لشکر صبر کو پامال کیا میرا عجب حال کیا دیکھون کیونکر زندگی ہو انسانیت سے باہر ہون ایک نگاہ تو اِدھر دیکھ لو کہ دلکو کچھ صبر آئے اب تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

یہ خجل ہو گُلِ خورشید کہ شبنم ہو جائے … دیکھے عالم جو ترا اور یہی عالم ہو جائے
سوچنا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب … محتسب تو ہو جو ساقی تو ابھی جم ہو جائے
زاہدا چشمۂ دریائے کرم ہی خم مے … ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہو جائے
ہی بہت شہرۂ دم تیغ صفاہانی کا … ابروے یار اگر دیکھ لے بے دم ہو جائے
دیجیے افعی گیسو کو جو لہرون سے مثال … چشمۂ آب بقا مین اثرِ سم ہو جائے
ساغرِ گل ہوے کیا خون ترے چہرے کے حضور … گُلِ شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہو جائے
اشک اور آہ کی یہ آب و ہوا کا ہی اثر … آئے شادی جو مرے گھر مین تو ہین غم ہو جائے
ساقیا جام کا پیاسا ہون مہینہ بھر کا … کہین شوال نہ اب مجکو محرم ہو جائے
تو شبِ تار مین بے پردہ جو ہو زیر فلک … جو ستارہ ہو وہ اک نیر اعظم ہو جائے
کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی وعدۂ وصل … دلِ مضطر کو بھی تسکین کوئی دم ہو جائے
میکشی مین جو ترا کعبۂ ابرو یاد آئے … ای صنم ساغرِ مے چشمۂ زمزم ہو جائے
کا ہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو … حرم دلسے جو ناسخ کوئی محرم ہو جائے

افلاک تاجدار نے جو بڑھکر اسطرح کے اشعار پڑھے نور الدہر کو کمال غصہ آیا

آواز دی کہ او بیحیا یہ کیا بکتا ہی بس سامنے سے ہٹ جا ورنہ بہت پچتائیگا افلاک نے
جو نورالدہر کو دیکھا کہا کہ او ظالم تو اس محبوب کو بھگائے لیے جاتا ہی یہ کہکر اپنی فوج
کو اشارہ کیا کہ اس جوان کا سر کاٹ لو اور معشوق کو گھیر کرلے چلو جب دس بارہ ہزار
جوان طرف نورالدہر کے چلے نورالدہر نے مرکب بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید اے
کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا منم گُلِ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و
مسلمانان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہِ لشکرِ اسلام نورالدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر		شہِ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر

تلوار کھینچ کر جا پڑے ملکہ نے دیکھا شاہزادہ تو تلوار کھینچ کر جا پڑا ایسا نہو کہ سب
فوج والے مجکو گرفتار کرلین جھلا کر ایک دستک دی ہر چند کہ نورالدہر ہان ہان
کرتے ہین مگر گل گشت کب مانتی ہی دستک جو دی ایک ہوائے گرم چلی کہ افلاک کے
ساتھ والون کے منھ جھلسنے لگے ملکہ نے دوبارہ دستک دی تلوارین برسنے لگین جسپر پڑی
اُسکے دو ٹکڑے ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین ہر چند نورالدہر منع کرتے ہین کہ
ای ملکۂ عالم باعث بدنامی ہی میرے ہمچشم مجھپر ہنسینگے مگر ملکہ نہین مانتی ہین جب سحر کیا
سو دو سو کے سر اُڑ گئے مگر وہ طائر جو سر سے ثمر جادو کے نکلا تھا اُسنے یہ پھل دکھایا سوہان
بیٹھی ہی کہ طائر آکر نخل پر بیٹھا آنکھون سے آنسو جاری کچھ زمزمہ سرائی کرتا ہی کبھی ٹھنڈھی
سانسین بھرتا ہی سوہان نے گھبرا کر کہا کہ ای طائر سر کوب تیرے مالک پر کیا معرکہ گذرا
وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے اُسکو مار ڈالا یہ سُن کر
سوہان طرف مصاحبون کے پلٹی کہا کہ صاحبو تم نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے بہت ساحر
مارے گئے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اگرچہ لوح طلسمی نہین ملی مگر
لوح محفوظ تو مل گئی اُسی سبب سے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ثمر جادو نے اُسکا انتظام نہین
کیا آخر قتل ہوئی برگ جادو اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم کنیز جاکر

لاتی ہی ہرچند کہ سوہان نے کہا کہ اور جادوگر ساتھ لے لے مگر اُسکو ایسا اپنے سحر کا گھمنڈ تھا
کہ اکیلی ہی چلی باغ پر آکے چمکی دیکھا کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی چند کنیزین چھپی ہوئی بیٹھی ہین کر
برگ نے آکر اُنکو پکڑا کہا بتاؤ ملکۂ عالم کہان ہین کہا حضور ساتھ طلسم کشا کے گئی ہین
چالیس کنیزون نے ساتھ دیا برگ جادو نے کہا کہ اگر آسمان پر جائینگی تو وہان سے
لاؤنگی اور اگر زمین مین گئین تو تحت الثرے مین جا کر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی چلی دور سے دیکھا کہ
آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی اُس سے تلوارین برس رہی ہین حیران ہوئی کہ یہ سحر تو گل گشت کا
معلوم ہوتا ہی تڑپکر وہان پہونچی دیکھا کہ طلسم کشا تو فوج مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین
اور ایک گوشے سے گل گشت سحر کر رہی ہی افلاک کے ساتھیون کے سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین برگ
سحر کرکے گری کہ ملکہ کو اُٹھالے جاؤن مگر سناٹا جو ہوا گل گشت نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے
زور و شور سے آتی ہی چاہتی ہی کہ مجکو اُٹھالے جائے گل گشت نے آواز دی کہ ای برگ
مین نے تجھے پہچانا وہ سحر کردن کہ تیرا پتہ نہ لگے یہ کہکر سحر کیا کہ برگ جادو اُلٹ گئی دھم
سے زمین پر گری غلطک مار کے اُٹھی ایک گولہ مارا گل گشت نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی ایک دھوان
سے دھوان نکلا کنیزان گل گشت بیہوش ہوکر گرین مگر گل گشت اپنے کو بچا رہی ہین اُس
دھوئین کو قریب نہین آنے دیتی ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ برگ جادو کو مارون مگر برگ
ہر مرتبہ بلند ہو جاتی ہی اس طرح اپنے کو بچاتی ہی لیکن برگ جادو نے بلند ہوکر جھولی
سے ایک نشتر نکالا اپنی پیشانی پر مارا جو قطرے خون کے نکلے اُتنی ہی نازنینان مہ جبین اُن
قطرات سے بنکر تیار ہوئین سامنے گل گشت کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی ۔ خضر ہمرہ ہی تو رہزن کیا ہی
تُرش تیغ قضا کے آگے ۔ سرکشون کی رگِ گردن کیا ہی
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم ۔ دستِ داؤد مین آہن کیا ہی
آپ کا دام بلا آفت ہی ۔ طائر عرش نشیمن کیا ہی
آپ کی برق غضب کے آگے ۔ مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف ۔ پیل تن کیا ہی تہمتن کیا ہی

بس یہی ورد زبان ہی ناسخ		آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی	

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ اشعار مذکور پڑھے ملکہ گُل گشت خاموش ہوئین سحر کرنا بالکل
موقوف کیا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا برگ جادو نے اُتر کر گُل گشت کی کمر مین پنجہ دیا
طرف نورالدہر کے متوجہ ہوئی اس عرصے مین افلاک تاجدار مار اگیا فوج والے
بھاگ گئے نورالدہر نے اب دیکھا کہ جنگل مین سناٹا پڑا ہی گُل گشت کو ایک ساحرہ لیگئی
حیران کھڑے ہین کہ شبرنگ بن عمرو سامنے آیا کہا کہ ای شہریار حضور کہان تھے نورالدہر
نے سب حال بیان کیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور لشکر مین چلین غلام تلاش کر کے لائیگا
نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ میرے دل کو بہت بیقراری ہی مجھے کیونکر چین آئیگا مین
بھی ساتھ چلونگا نورالدہر سے شبرنگ نے کہا کہ حضور عیاری مین سرکار کو کیا دخل ہی
غلام بہ عیاری تلاش کریگا نورالدہر نہین قبول کرتے فرماتے ہین کہ ای دوست صادق
وای محب واثق میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

برسون ہوے سُنی نہین تقریر یار کی	دیکھی نہین ہمینون سے تحریر یار کی
ہین مطلع نہین شب تارِ فراق سے	آنکھون مین چھا رہی ہی یہ تنویر یار کی
نازک اگر ہی وہ تو ہوے ہم بھی ناتوان	کیا رفتہ رفتہ ہو گئی تاثیر یار کی
ہی چشم انتظار مین جاے نگاہ جان	آخر ہمین کریگی یہ تاخیر یار کی
مارا ہی بے اجل ہمین صورت دکھائیے	تقدیر سے زیادہ ہی تدبیر یار کی
برسون کے بعد آج جو آیا ہی میرے پاس	حالت ہی خوف غیر سے تغیّر یار کی
کعبے سے کم نہین ہی ہمارا حریم دل	اسمین بھی ہی کھدی ہوئی تصویر یار کی
ہم سے اُلجھ کے غیر کے قابو مین پھنس گیا	کیا کیجیے کہ تھی یہی تقدیر یار کی
بچھیر جو کچھ ہوا سو مرے دل کے ہاتھ سے	ہی غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی
بیڑی بھی خار دار بنی جیسے خار دشت	الفت نہ تھی جنون مرے پائون نے خار کی
ناسخ ضعیف بھاری ہی زنجیر آہنی	کافی ہی اُسکی قید کو زنجیر یار کی

آخر شبرنگ نے نورالدہر کو طرفِ لشکر روانہ کیا خود تلاش مین جنگل جنگل پھر رہا ہی

کہین پتہ نہین ملتا ایک دن ایک قصر کے برابر پہونچا دیکھا کہ ایک تاجدار ایک تخت پر بیٹھا
ہی چند خادم و خدمتگار حاضر ہین شبرنگ نے ایک عورت کی شکل بنکر ایک خدمتگار کو
اشارے سے بلایا باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اُس خدمتگار کی شکل بنکر پاس اُس
تاجدار کے آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ اس شہریار کا نام نامی کیا ہی اُن سب نے کہا کہ
سرنگ تاجدار اسکا نام ہی اس صحرا کا حاکم ہی انتظام کے لیے مقرر ہی شبرنگ خاموش
حاضر ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز ایک نامہ لیکر آئی ہاتھ مین سرنگ کے دیا سرنگ
نے نامہ پڑھکر کنیز کو واپس دیا کہا کہ کل مین حاضر ہونگا شریک جلسہ ہونا ضرور ہی یہ
سُنکر شبرنگ نے باتون مین پوچھا کہ ای شہریار یہ نامہ کسنے بھیجا آپ کہان جائین گے
سُرنگ تاجدار نے کہا کہ سوہان جادو راہ مین مقرر ہی اُسکی بیٹی گل گشت جادو
طلسم کشا پر عاشق ہوئی اپنے باغ مین لائی اول ثمر جادو گرفتار کرنے کو گئی طلسم کشا نے
اُسے قتل کیا برگ جادو نے جاکر گُل گشت کو گرفتار کیا ایک ہفتہ گذرا ہی کہ مان بیٹی کو
سمجھاتی ہی مگر وہ نہین مانتی سوہان جادو نے جلسہ کیا ہی کہ سب ساحر جمع ہون اور
گل گشت کو سمجھائین اگر راہ پر آئی تو فبہا ورنہ اُسکو خدمت خداوند مین روانہ کرین گی پھر
خداوند کو اختیار ہی مین بھی اُس جلسے مین جاؤنگا شبرنگ خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہی کہ
مقام شکر ہی نشان تو پایا آئندہ پروردگار کو اختیار ہی دوسرے دن سرنگ تاجدار
چند مصاحبون کو ساتھ لے کر تخت پر سوار ہوا خدمتگارون کو آواز دی سبکے پہلے شبرنگ
سوار ہوا سُرنگ تخت اُڑاتا ہوا چلا تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ روشنی معلوم ہوئی روشنی
دیکھکر سُرنگ نے تخت اُتارا ایک باغ مین آکر تخت اُترا خراماں خراماں چلا شبرنگ ہمراہ
ہی وسط باغ مین آکر دیکھا شامیانہ کھنچا ہوا ہی بیچ مین مسند بچھی ہی اُسپر سوہان بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی جو ساحر آتا ہی اُسکو برابر بٹھا لیتی ہی کئی سو ساحر جمع ہین کہ ایک ابر سیاہ اُٹھا
سوہان نے کہا کہ اب ہمارا معین آتا ہی جو وہ کہیگا وہی کرین گے وہ ابر قریب آکر پھٹا
ایک ساحر کتاب ہاتھ مین لیے ہوے جلسے مین آکر اُترا سوہان نے تعظیم کی اور کہا کہ ای
انجم جادو ستارہ شناسی تم پر ختم ہی کتاب مین دیکھو کہ اس جلسے کا انجام کیا ہوگا کیونکہ

گل گشت جادو کسی طرح نہین مانتی کیا کرون مجکو کچھ بن نہین پڑتا انجم نے کہا کہ ای ملکہ عالم کیا عرض کرون کتاب مین صاف صاف لکھا ہی کہ آج کے جلسے مین عیار طلسم کشا آجائیگا بڑی قیامت برپا کریگا پہلے اُسکو تو گرفتار کرو سوہان نے پوچھا کسکی شکل پر ہی انجم نے کہا ایک خدمتگار ہمراہ سُرنگ جادو آیا ہی یہ کہ کے کان مین کہا کہ سبز کپڑے پہنے ہی سُرنگ دیکھنے لگا شبرنگ نے جو دیکھا کہ میری تلاش ہو رہی ہی جلسے سے نکل گیا ایک گوشہ مین جاکر چھپا جب خدمتگارون مین سُرنگ جادو نے تلاش کیا اُس خدمتگار کو نہ پایا کہ جس کی تلاش ہی انجم نے کہا کہ اب آپ جلسہ موقوف کرین آرام فرمائیے وہ رات کو نکل کے عیاری کریگا گرفتار کر لیجیے گا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین یہ فقرہ بھی شبرنگ نے سُنا اُسی طرح چھپا بیٹھا رہا خیال مین آیا کہ ای شبرنگ نکل چلو جیسے ہی گوشے سے نکلا ایک طائر نے آواز دی کہ ای سوہان عیار جاتا ہی سوہان نے سحر کیا عیار کے پانوءن زمین نے تھام لیے سوہان نے ساحرون کو اشارہ کیا وہ گرفتار کر کے شبرنگ کو سامنے لائے سوہان نے حکم دیا کہ اسکو قید کرو ایک قفس آہنی منگا کر اُسمین شبرنگ کو بند کیا جو کچھ کہ سوہان نے ارادہ کیا تھا وہ نہ ہوا ایلغے ساحر جمع ہوے گل گشت کو پیش نہین کیا سب ساحر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ملکہ گل گشت قفس مین بیٹھی رو رہی ہین شبرنگ سے سب حال پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ آقا خود آتے تھے یقین ہی کہ جب مین نہ جاؤن تو خود ارادہ کرین حقیقت مین جب شبرنگ کو کئی دن قید مین گذرے نور الدہر نے یہان فراق مین گل گشت کے سیر و شکار موقوف کیا ایک روز دربار مین بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ شبرنگ پر نہین معلوم کیا گذری شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو کنیز جاکر تلاش کرے کیا عجب ہی کہ کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہ کے ایک طاؤس پر سوار ہو کر شعلۂ جوالہ ادھر سے چلی شبرنگ کو جب کئی دن گذرے جو کنیز کھانا کھلانے آتی تھی ایک دن شبرنگ نے کہا کہ ای گلگیر ہم تمسے کچھ باتین کرنا چاہتے ہین گلگیر نے کہا کہ ای عیار طرار کیا کہتے ہو شبرنگ نے کہا کہ ای ملکہ گلگیر یہ بتاؤ کہ ہمارے مقدمے مین کیا حکم ہی گلگیر نے کہا کہ تمھارے مقدمے مین ملکہ نے خداوند کو نامہ لکھا ہی یقین ہی

کہ قتل کا حکم آئے شبرنگ نے کہا کہ ای گلگبر ہم مسلمانون کا دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ اور دسوان اور چالیسوان ہوتا ہی روپیہ ہمارے پاس موجود ہی ہم چاہتے ہین اُسکو اپنے پاس رکھو اگر ہم چھوٹین گے تو تمسے لے لین گے اگر قتل ہوے تو نذر و نیاز کر دینا تمھارا ہماری روح پر احسان ہوگا گلگبر نے دل مین سوچا کہ قیدی کے مال کا کون دعوی کریگا جو دیوے وہ لے لو کہا لاؤ روپیہ دو مین تمھارا تیجہ وغیرہ کردونگی نتیجہ اچھا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ مجکو قفس سے نکالو ملکہ گل گشت دیکھ رہی ہین کہ گلگبر نے شبرنگ کو قفس سے نکالا شبرنگ نے کہا کہ ہاتھ تو کھولدو گلگبر نے ہاتھ شبرنگ کے کھولے شبرنگ نے کچھ روپیہ کمر سے کھول کر دیا بوٹلی مین بندھا ہوا تھا گلگبر نے اپنے آنچل مین باندھ لیا شبرنگ نے کمر سے اور بوٹلی نکالی کہا کہ اسمین اشرفیان ہین مگر بُو اگن تو لو گلگبر نے گرہ بوٹلی کی کھولی جیسے ہی گرہ کھلی اُسمین سے دھوان نکلا گلگبر بیہوش ہو کر گری شبرنگ نے ہتھکڑیان بیڑیان گلگبر کو پنھائین کہا کہ ملکہ گل گشت نکل چلو گل گشت نے کہا کہ ای شبرنگ ہر چند کہ تمنے عیاری کی اور رہائی پائی لیکن نکاسی دشوار ہی کئی سو طائر سوہان نے واسطے خبر کے چھوڑے ہین دمبدم اُس کو خبر دیتے ہین جو تم بیان کر رہے ہو یہ سب خبر اُسکو ہوگی تدبیر کر رہی ہو گی مگر بہتر یہی ہی کہ ہمین قفس سے نکالو شاید نکل جائین اور امان پائین شبرنگ نے قفس گل گشت کا کھولا اور گل گشت کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ایک طائر اُڑکر سامنے آیا کچھ کہتا ہوا اُڑ گیا مگر گل گشت نے طائر کو نہ روکا شبرنگ سے کہا کہ اب سوہان کو خبر ہو گئی آیا چاہتی ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ اے گیسو بریدہ تو قید سے رہائی پائیگی ہین تجھے تڑپا کر مارونگی کیا تجکو زندہ جانے دونگی گل گشت نے موتیونکا مالہ گلے سے اُتارا اُسپر سحر کر کے پھینک مارا سوہان نے ہنس کر آواز دی کہ او نادان یہ سحر مجھپر تاثیر نکریگا یہ کہکے ایک ہاتھ مارا کہ موتیون کا مالہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا موتی زمین پر گرے موتی سارے ٹوٹ گئے سوہان نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی مار کر چند قطرات خون لیے وہ خون پھینک مارا وہ قطرے جو گل گشت پر گرے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی مگر شبرنگ نے جو اتنی مہلت پائی نکل کے بھاگا قصر سے باہر نکلا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر سوہان جادو جب

گُل گشت کو بیہوش کر چکی پلٹ کر دیکھا عیار کو نہ پایا زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ ہی ہی غضب ہوا وہ ظالم نکل گیا یہ کہکر خود بلیٹی دور سے دیکھا کہ شبرنگ بھاگا ہوا جاتا ہی ہاتھ ہلا کر ہنسی شبرنگ ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُس نے مثل انسان کے آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ بڑھو دیکھو تو کیا صحرا ہی کیا نسیم عنبر شمیم ہی اصل کیفیت یہ ہی نظم

دل ہو پر خون نہ گر شیشہ ہو دم بھر خالی
کبھی ہوتا نہین ابرِ مژہ تر خالی
نظر آتا ہی جو ساقی مجھے ساغر خالی
دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر
رنج کیدن بادہ پرستو ہی تہی دستی کا
گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر
نظر آتا ہی نہین اُسکے سوا کچھ مجکو
عمر جاوید زر و زور سے کب ملتی ہی
آمد آمد ہی مرے یار کی اب ای ناسخ

اشک آنکھو نمین بھرین پر نہو ساغر خالی
کہتے ہین خرچ سے ہو جائے سمندر خالی
روح سے جسم بھی ہوتا ہی برابر خالی
رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی
بھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی
جام مے دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
کیون نظر آئے نہ بے یار بھرا گھر خالی
آبِ حیوان سے رہا جام سکندر خالی
جلد اغیار سے کاشانۂ دل کر خالی

جب طائر نے یہ اشعار پڑھے شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے دیکھا کہ سوہان آتی ہی پکارتی ہوئی کہ او عیار مکار کہان جائیگا تیری بھی یہ مجال ہی کہ میری سرحد سے نکل جائے بی گُل گشت کو قید کر آئی ہون اب تمھاری فکر مین آئی تھی تمکو بھی قید کر لیا ہوا سے اُتری شبرنگ کو پنجے مین دبایا پھر اُڑی نہایت تیزی سے اُسی قیدخانہ مین لائی گلگیر کو ہوشیار کر کے پوچھا کہ ای گلگیر کس مکر مین پھنسی گلگیر نے سب حال بیان کیا اُسی قفس مین شبرنگ کو بند کیا گلگیر سے کہا کہ ہوشیار رہنا خبردار اس سے بات نکرنا بات کی اور پھنسین گلگیر نے عرض کی کہ اب اسکے دم مین نہ آؤنگی سوہان تو چلی گئی گلگیر بعہدۂ حفاظت بیٹھی حفاظت کرنے لگی مگر سوہان جو دربار مین آئی مصاحبون سے کہا کہ صاحبو تمنے سُنا شبرنگ نے گُل گشت کو رہا کیا تھا دونون نکل چلے تھے مگر مین نے جلکے پھر اُن کو

گرفتار کیا مگر یقین یہ ہی کہ ان لوگون کی قید رہ نہ سکے گی میرا ارادہ ہی کہ ان دونو کو قتل کردون سب نے صلاح دی کہ قدرت کا جواب تو آیا نہین بے شک قتل کیجیے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی دار بین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے مگر بیٹی کے واسطے بہت روتی ہی کہتی ہی کہ صاحبو کیا غضب ہی یہ ظالم نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی مین افسوس کرتی ہون لیکن جلادون سے کہدیا کہ عیار کو قتل کرنا اس کمبخت کو ڈرانا کوئی مصاحب بچا لیگا یہی تدبیر ہی شاید راہ پر آجائے جلادون سے اشارہ کیا جلاد خنجر کھینچ کر کھڑے ہوے نعرے کر رہے ہین کہ یارو قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا یقراط ثانی کا کام ہی ملکہ سوہان جو حکم دین ہم بجا لائین ایک جلاد سر پر شبرنگ کے آیا ایک گل گشت کو ڈرانے لگا مگر گل گشت کب مانتی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کارساز وای رب بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

بندہ گر باشد بہ بند حرص بند	کی کند حاصل رہائی زین کمند
ہر کہ بر خاک تضرع سر نہاد	در سران سرزمین شد سربلند
بندہ صرف از بندگی حاصل کند	پایۂ عالی مقام ارجمند
این مسافر است در دنیا قیام	چند لحظہ چند ساعت روز چند
پس چرا اندر تلاش مال و زر	ہست سرگردان بہر پست و بلند
نیست جز صبر و قناعت در جہان	چارۂ درد دلِ این دردمند
حق درِ امید بر رویش کشاد	شد بکار بندگی ہر کس کہ بند
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون	تا شوی مانند گردون سربلند
ہند یا پسند بہر دیگران	انچہ بہر خود نمیداری پسند

گل گشت دعائین مانگ رہی ہی شبرنگ کہ رہا ہی کہ مین قتل ہو جاؤن ملکہ کسی نہ کسی طرح بچ جائے اور اگر یہ قتل ہو گئی تو مین شاہزادے کو کیا جواب دونگا فرمائینگے کہ ای شبرنگ تجنے کوئی صورت رہائی کی نہ نکالی لیکن سوہان ٹھہر ٹھہر کر حکم دے رہی ہی شبرنگ نے جھلاکر آواز دی کہ او سوہان ہم تیرے قبضہ مین این چاہے قتل کر چاہے

بخش مگر ہمارا خون بالا بالا نہ جائیگا آقا اس حسرت سے تجکو قتل کرینگے کہ تو بھی یاد کرے گی اگر تمام دنیا جمع ہو کے تجکو بچائیگی تو نہ بچ سکیگی سوہان نے آواز دی کہ او نگوڑے کیا بکتا ہی مین بھی جانتی ہون کہ تو منظور نظر طلسم کشا ہی مگر مجکو نہ پا سکین گے تجکو قتل کر کے جا کر سکندر ثانی کی نگہبانی کرونگی وہان کوئی نہ آسکیگا یہ کہکے اشارہ کیا کہ اسکو جلد قتل کر جلاد نے خنجر کھینچا گردن پر کونے کا خط دیا چاہا کہ خنجر مارے دفعتاً یکایک آسمان سے برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سوہان نے کہا کہ یہ برق کسنے گرائی یہ تو کوئی بڑا گستاخ ہی شبرنگ بھی تن کر بیٹھا سمجھا کہ کوئی مددگار آگیا یقین ہی کہ وہ رہا کریگا سوہان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ حسین و خوبصورت آسمان سے سحر کر رہی ہی سوہان نے للکارا کہ بی شعلۂ جوالہ مین نے تمکو پہچان لیا کیون شامت آئی ہی شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری چاہا کہ شبرنگ کو اُٹھالے جاؤن سوہان نے سحر کیا شبرنگ ایک حباب مین چھپ گیا شعلۂ جوالہ ہر چند ارادہ کرتی ہی کہ شبرنگ کو مین اُٹھالون مگر تا حباب نہین پہونچتی ہی آپس مین سحر ہو رہا ہی مگر شبرنگ رہائی نہین پاتا ہی شعلۂ جوالہ نے اُس حباب پر پانی برسایا کہ حباب ٹوٹا شبرنگ چھوٹا پھر سحر کیا کہ قید کشکر گری شبرنگ جست کر کے بھاگا سوہان نے غل مچایا کہ لینا یہ ناعیار جانے نہ پائے یہ سُنکر چند ساحر پیچھے شبرنگ کے دوڑے شبرنگ نے پلٹ کر حقۂ آتشبازی مارا کئی ساحرون کے مُنھ جلے شبرنگ بھاگ کر نکل گیا سوہان جو شبرنگ کی طرف پلٹی شعلۂ جوالہ تڑپ کر قید گل گشت پر گری قید جو گل گشت کی کٹی اور زبان سے سوزن نکلی گل گشت بھی تڑپ کر اُٹھی اب دونون نے مل کر سحر کرنا شروع کیا سوہان گھبرائی ہر چند کہ دونون کے سحر دفع کر رہی ہی مگر حیران ہی کہ ایسا نہ ہو کسی کا سحر پڑ جائے تو میرا خاتمہ ہو گل گشت نے کہا کہ بی شعلۂ جوالہ تمنے بڑا احسان کیا اپنی طرف اسے متوجہ کرو پھر مین مارے لیتی ہون یہ سُنکر شعلۂ جوالہ نے کان سے بجلی اُتار کر ماردی برقین سوہان پر گرنے لگین سوہان اُن برقون کو کاٹنے لگی اپنے اوپر نہین آنے دیتی گل گشت نے جو دیکھا کہ سحر شعلۂ جوالہ کا سوہان دفع کر رہی ہی فوراً جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک بیضۂ زرین جھولی سے نکالا اُسپر کچھ سحر دم کیا زمین پر مار دیا آواز دی کہ او اظلم جلد حاضر ہو دیکھا زمین شق ہوئی ایک زنگی آدمخوار تیغہ

کھینچے ہوے سامنے سوہان کے آیا للکارتا ہوا کہ بی سوہان اب کہان جاؤگی سوہان گھبرائی مگر سحر شعلہ جوالہ سے برقین گر رہی ہین ادہر سامنے زنگی آتا ہی دل مین کہتی ہی کہ آخر دونون مین کسکو روکون ہر طرح مشکل ہی زنگی نے آگر تیغہ مارا سوہان نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ طمانچہ مارون سر اسکا اُڑ جائے لیکن زنگی پیچھے ہٹا اپنے قریب سوہان کو نہ آنے دیا جب زنگی تیغہ پکڑ کے جھپٹتا ہی سوہان قصد کرتی ہی کہ تلوار اسکی چھین لون زنگی ہٹ جاتا ہی سوہان کو اپنے قریب نہین آنے دیتا کئی مرتبہ جو ہیر پھیر ہوا ملکہ گل گشت نے دوسرا سحر کیا زمین کانپی ایک جوان دوسرا اُسی طرح تیغہ کھینچے ہوے ظاہر ہوا للکارتا ہوا کہ او سوہان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی اب کیا زندہ بچ سکتی ہی یہ کہکر زنگی کو آواز دی کہ ہان بھائی صاحب آئیے اب سوہان نے چاہا کہ تڑپ کر ان دونون کے بیچ سے نکل جاؤن گل گشت نے بال اپنے کتر کر پھینکے کہ پر جو پیدا ہوے تھے وہ رہ گئے اب سوہان گھبرائی ہاتھ چمکایا برق چمک کر چلی گل گشت نے برق کو کاٹا دونون ٹکڑے برق کے چمک کر سوہان پر چلے زنگی نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا دوسرے جوان نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایک تو سوہان نے روکا دوسرے کا ہاتھ پڑ گیا شانہ سوہان کا نشانہ ہوا پرنالہ خون کا بہا دوبارہ گل گشت نے پھر سحر کیا کہ چند برقین چمک کر سوہان پر چلین ایک برق گری کہ سوہان کا سر اُڑ گیا سوہان کے مرتے ہی صداے گیرو دار بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی پتھر برسنے لگے زاغ و زغن شکلم سے سوہان کے نکلے آسمان سے آواز آتی تھی کہ کشتی مرا نامم سوہان جادو بود کنیزون کو گھیر کر شعلہ جوالہ نے مارا تھوڑے عرصے مین لڑائی فتح ہو گئی قلعہ سے بہت سے جادوگر الامان کرتے ہوے آئے مطیع اسلام ہوے ملکہ شعلہ جوالہ کو گل گشت ساتھ لیکر داخل قلعہ ہوئی مگر سوہان کا لاشہ ہوا اُڑا کر لے گئی گل گشت نے شعلہ جوالہ سے کہا کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو لاؤ شعلہ جوالہ و شبرنگ طرف لشکر نور الدہر کے چلے آکر خبر کی کہ حضور مقام سوہان فتح ہوا نور الدہر کل لشکر کو لیکر قلعہ سوہانیہ پر آئے اب یہ منظور ہوا کہ یہان سے کوچ کرین تا بہ قید سکندر ثانی پہونچین کوچ کی تیاری ہونے لگی وہان سنگپاش جادو نگہبان سکندر ثانی اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ لاشہ سوہان کا آکر

گرا گھبرا کر سنگپاش نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا سوہان کو کسنے مارا کہ چند طائر آئے
زمزمہ سرائی کرکے کہا کہ سوہان کو گل گشت نے قتل کیا سنگپاش نے سر پیٹ کر کہا کہ صاحبو
بیٹی نے ماں کو کیونکر مارا طائرون نے عشق گل گشت بیان کیا کہ گل گشت نے جوش عشق مین
ماں کو قتل کیا ایک طرف سے شعلۂ جوالہ نے سحر کیا ایک طرف سے گل گشت سحر کر رہی تھی
سوہان سے بار نہ اُٹھ سکا آخر قتل ہوئی سنگپاش نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم نے سُنا
سوہان ایسی ساحرہ پر یہ اُفتاد پڑی اب تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو روکے
نعمان فیل گوش پہلوان بیٹھا ہی کہ سحر مین بھی طاق زور مین بھی شہرۂ آفاق ہی اپنے مقام سے
بل کرکے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین سر طلسم کشا کا لاتا ہون سنگپاش نے کہا کہ ای نعمان تم یہ
گمان نہ کرنا کہ مین لڑائی مین سحر کرونگا اور طلسم کشا کو گرفتار کرلونگا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا
نعمان نے کہا کہ مین زور مین کیا کم ہون ہڈیان طلسم کشا کی توڑ ڈالونگا مشکین باندھکر لاؤنگا
سنگپاش نے کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ وہ وہان سے کوچ کرین تو مشکل پڑے راہ مین روکنا
نعمان فیل گوش اپنے مقام سے نکلا چالیس ہزار فوج ساتھ لیکر نور الدہر کو روکنے چلا
نور الدہر نے لشکر اپنا قلعۂ سوہانیہ سے باہر نکالا ہی ارادہ ہی کوچ کرین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ نعمان فیل گوش گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار آکر
مقابلۂ نور الدہر مین اُترا نور الدہر کو خبر معلوم ہوئی کہ نعمان فیل گوش مقابلہ مین ہمارے
آیا ہی شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ ای شہریار یہ جادوگر بھی ہی اور پہلوانی پر اپنی نہایت نازان
ہی نور الدہر نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ باتین تھین کہ نعمان نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ
خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین نعمان رات کو اُٹھا طلائے کے واسطے نکلا چار ہزار جوان ساتھ لیے طلائے پر آکر
عیار اسکا صبائے صبار رہبر ہوا اُس سے کہا کہ دریافت تو کر کہ خیمہ طلسم کشا کا کون ہی اُسنے آکر
دریافت کیا معلوم ہوا کہ بیچ لشکر مین جو بارگاہ زربفتی ہی وہ بارگاہ نور الدہر ہی جب نعمان کو
یہ معلوم ہوا کئی مرتبہ پھرتا ہوا سامنے آیا اور نکل گیا اور لشکر نور الدہر مین ہوشیار سرکش
طلایہ دے رہا ہی یہ پھرتا ہوا جو سامنے آیا اور دیکھا کہ نعمان کھڑا ہی ہوشیار بھی ٹھہر گیا اس

خیال ہے کہ نعمان کس تدبیر مین کھڑا ہی نعمان نے جو ہوشیار کو دیکھا پہچان کر سحر کیا کہ گھبرا کر
ہوشیار اور طرف چلا گیا یہی دل مین سب کے ہی کہ اب اس طرف نہ آئین بازارون مین پھر
رہے ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند کر رہے ہین جب نعمان کو یقین ہوا کہ وہ لوگ ادھر
سے ہٹ گئے ساتھ والون کو اشارہ کیا خیمۂ نور الدہر پر بطور شبخون آ پڑے نگہبانون کو
قتل کیا قصد کیا کہ اندر گھس جاؤن شبرنگ نے دوڑ کر نور الدہر کو جگایا نور الدہر
گھبرا کے اُٹھے نعمان نے طنابین بارگاہ کی کاٹ دین بارگاہ جو گری سب کو یقین کامل ہوا کہ
نور الدہر دب گئے مگر نور الدہر نے ایک ستون کو تھام کر بارگاہ کو روکا شبرنگ
سے کہا کہ تم نکل جاؤ تو پھر مین نکلون شبرنگ سراچہ چاک کر کے نکل گیا نور الدہر بمشکل نکلے باہر آ کر
دیکھا کہ نگہبان مارے گئے نعمان سحر بھی کر رہا ہی اور قتل کرتا پھرتا ہی نور الدہر نے نعرہ کیا کہ
کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا یہ منظور ہوا کہ شبخون سے کام کرے یہ کہکر اُس مجمع مین
لڑنے لگے مگر گھوڑا ممکن نہ ہوا نعمان نے عیار کو اشارہ کیا چالیس کمند اندازون کو ساتھ لیکر
اُسنے نور الدہر پر کمندین مارین شاہزادہ گرا از روے بلوہ سب ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
نور الدہر کو گرفتار کر کے لے گیا جب ہلڑ ہوا شعلۂ جوالہ خیمے سے نکلی قریب بارگاہ آ کے
دیکھا کہ نگہبان کُشتہ پڑے ہین اور نور الدہر کو گرفتار کر کے نعمان لے گیا شبرنگ روتا ہوا
سامنے شعلۂ جوالہ کے آیا اور سب حال بیان کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شبرنگ اب
یہ تکلیف تمکو ہوگی کہ جا کر لشکر مین دشمن کے رہو اور ہمکو خبر دو کہ وہ کس طرح پیش آتا ہی پھر
انشاء اللہ سمجھ لین گے سب سردار آ کر جمع ہوے سب نے یہی صلاح دی کہ ای شبرنگ ہمکو
خبر پہونچانا ارسطوے ثانی نے بھی کہا کہ نعمان کی قضا لیکر آئی ہی شہریار کو رات بھر کی اور
تکلیف ہی یقین ہی صبح کو ارادۂ قتل کرے ہم لوگ آمادہ رہین گے اور جا پڑین گے نعمان کی
کیا حقیقت ہی گل گشت نے کہا کہ تینکے چنوا کر اسکو مارونگی اپنے طور پر سب ساحرون نے اسی
طرح کہا شبرنگ بن عمرو صورت بدل کر چلا لشکر نعمان مین آیا نور الدہر کی قید کا نشان
نہین ملتا آخر شبرنگ ایک ضعیفہ کی شکل بنا ٹھیا ٹیکتا ہوا سامنے ایک تاجر کے آیا پوچھا کہ
کیون بیٹا تمکو معلوم ہی کہ طلسم کشا صاحب گرفتار ہو کے آ گئے تھے اُنکا کیا انجام ہوا اُس نے

تیرے جوان بیٹے کو مارا اگر قتل کی تیاری ہو تو مین بھی ایک لاٹھی ایسی مارون کہ گھوڑے کی کمر ٹوٹ جائے تاجر نے کہا کہ اُسکی قید بدست صبا بے صبا رفتار طرف سنگپاش روانہ کردی چند سوار ساتھ ہین اور عیار ساتھ گیا ہی وہ وہین قتل ہو گا یہان مقام خوف تھا کہ اُسکے سردار آپڑتے انتہا کا مقابلہ پڑتا وہان کسی کو خبر نہ ہو گی قتل ہو جائین گے اور ایک نعمان نے کمال کیا کہ لوح محفوظ اُتار لی اور عیار کو دے دی اُس سے تاکید کی ہی کہ ہاتھ مین سنگپاش کے لوح محفوظ دینا اب کچھ زور طلسم کشا کا نہ چلے گا عیار نہایت عقیل ہی اس تدبیر سے بچائیگا کہ سامنے سنگپاش کے پہونچا دیگا شبرنگ یہ خبر دریافت کرکے بھاگا یہان سب سردار اسی انتظار مین بیٹھے ہین شبرنگ روتا ہوا آیا سب کیفیت بیان کی سب کے پہلے گل گشت اُٹھی پر پرواز پیدا کرکے چلی شعلۂ جوالہ یہ کہکر چلی کہ انشاء اللہ قید کو راہ مین لے لونگی کیا مجال ہی کہ تا بہ سنگپاش قید پہونچنے پائے ارسطوے ثانی یہ کہکر چلے کہ انشاء اللہ بارگاہ سنگپاش مین آگ لگا دونگا سرباز بھی روانہ ہوئی سب سے زیادہ ہوشیار سرکش شرمندہ ہی کہہ رہا ہی کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی اگر مین سامنے سے بارگاہ نورالدہر کے نہ ہٹتا تو اُسکی مجال تھی کہ شبخون مار سکتا مین کنارے پر لشکر کے روک لیتا مگر صبا بے صبا رو راہ غیر معروف سے قید لیکر چلا جنگلون کو طی کرکے قریب قلعۂ سنگپاش پہونچا سنگپاش کو خبر ہوئی کہ قید طلسم کشا کی آتی ہی بارگاہ کو آراستہ کرکے بیٹھی ایک سوار کو بھیجا کہ شہر کو آراستہ کرو قید طلسم کشا کی لاؤ صبا بے صبا رو قید لیکر چلا ارابے پر نورالدہر بیٹھے ہوے ہین کرتا شبخوابی زیب جسم وہ بھی جابجا سے پھٹا ہوا سر برہنہ قید شہر مین آئی نورالدہر شہر کو دیکھتے ہین کہ شہر آئینہ بند ہی دوکانین رنگی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہوے کھڑکون پر نازنینان مہجبین جابجا مجرا ہو رہا ہی تماشہ مین بیٹھے ہین کسبیان یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گا رہی ہین نظم

ہون وہ سوزان شعلہ بھاگے دور میری خاک سے	اپنے دامن کو سمیٹے طور میری خاک سے
ہی یون ہی نفرت جو اے مغرور میری خاک سے	خاک بھی تیری اُڑیگی دور میری خاک سے
گور مین روؤن جو اُس گورے بدن کی یاد مین	موج زن ہو چشمۂ کافور میری خاک سے

کیا مری تربت اثر مین تودۂ بارود رہے
بھاگتا ہے کیون وہ برق طور میری خاک سے

میکشو تھا صاف دل ایسا کہ مرجانے کے بعد
بن رہے ہین شیشۂ بلور میری خاک سے

بدنصیب ایسا ہون مین دیکھے نہ روے نان کبھی
کوئی بنوائے اگر تنور میری خاک سے

مر گیا لیکن وہی رنگین مزاجی ہے مری
غازہ بنتا ہے برائے حور میری خاک سے

ناتوان ایسا ہون برسو نمین نہ ساعت ہو تمام
شیشۂ ساعت جو ہو معمور میری خاک سے

ہے یقین بنوائے سرکہ بخت بد جاے شراب
ہو جو پیدا خوشۂ انگور میری خاک سے

تو جو اے خورشید رو آجائے تربت پر مری
حشر تک ہوگا صعود نور میری خاک سے

خواب مین بھی جسطرف گذرا قدم کے ساتھ تھی
وہ پری رو ہو گیا مجبور میری خاک سے

چوٹیون کے چھید تربت سے نظر آتے نہین
میرے دلکے ہین عیان ناسور میری خاک سے

کیا ہی سرعت سے اُڑی جاتی ہے کوے یار کو
ہمرہی مین ہے ہوا معذور میری خاک سے

وہ سیہ دل ہون کہ چلتی ہے جو دن کو بھی ہوا
ہوتی ہے پیدا شب دیجور میری خاک سے

یہ نسیم کوے جانان رات کو آئے اگر
نیشکر ہو صبح کا کافور میری خاک سے

زندگی بھر نیش غم ناسخ مجھے چبھتے رہے
اب بنین گے خانۂ زنبور میری خاک سے

جب بیچ چوک مین ارابہ پہونچا نور الدہر نے کہا کہ اے عیار طرار اتفاق سے تمہارے شہر مین آئے ہین ذرا ارابہ ٹھہرالو تو ہم بھی یہان کا تماشا دیکھ لین صبا ے صبا رو نے جھلا کر جواب دیا کہ ملکۂ عالم تمہاری مشتاق بیٹھی ہین ارابہ یہان نہ ٹھہریگا نور الدہر نے کہا کہ ہم توضرور ٹھہرین گے صبا کے ہاتھ مین نیزہ تھا اُٹھا کر کہا کہ چپکے چلے چلیے ورنہ مار دونگا نور الدہر کو غصہ آیا کہا کہ اد بجیا تیری بھی یہ مجال ہے کہ ہمکو یہان سے لے چلے گا صبا نے پکار کے کہا کہ اے نگہبانان ارابہ ارابہ جلد بڑھاؤ ہماری بادشاہ زادی مشتاق بیٹھی ہے نور الدہر نے دونون ہاتھ ارابے پر جما دیے اللہ اکبر کہکر لنگر مارا کہ پہیے زمین مین دھنس گئے کیا مجال کہ جو ایک قدم بڑھ سکے کوٹھون سے کسبیان دیکھنے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کیا صاحب زور و طاقت ہے دیکھو صبا جو بیل ڈیل بنگئے بڑا کار سیون کا پڑ رہا ہے مگر کیا مجال کہ ایک قدم آگے اُٹھا سکین کسی نے کہا کہ اگر ایسے نہ ہوتے تو ارادۂ طلسم کشائی کیون کرتے سیکڑون دربند فتح کیے

ملک باسلام آباد ہوے بڑے بڑے پہلوان مارے گئے جسنے دیکھا وہ عاشق ہوا ابھی تھوڑے دن کا
زمانہ گذرا کہ بی گل گشت نے عاشق ہوکر سوہان کو قتل کرایا اب بی سنگپاش کی شامت آئی ہر
نعمان فیل گوش کو بھیجا کہ اُسنے شبخون مارکے معرفت عیار کے حالت بلوے مین گرفتار کیا قید کو
بھیجا ہی مگر وہ وہ سردار ایسے ہین کہ اگر وہ آپڑین گے تو سنگپاش کو مشکل ہوگی صبا اپنا ہاتھ
باندھے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ ای شہریار مجھے معاف فرمائیے میری بے ادبی کا خیال نہ فرمائیے تشریف
لے چلیے نور الدہر کہتے ہین تماشا دیکھ لین گے تو چلین گے صبا سے صبا رو گھبرا رہا ہی دمبدم
غبن کرتا ہی کہ ای شہریار چلیے نور الدہر نے اب جواب نرم دیا فرمایا کہ ای صبا ذرا ٹھہر جاؤ
دیکھو تو بازار مین کیا ہنگامہ ہی سارے بازار والے وجد کر رہے ہین ہم ذرا تماشا دیکھ لین تب
چلین گے جب صبا نے دیکھا کہ کسی طرح یہ نہین چلتے تو بھاگا کہ جاکے سنگپاش کو خبر کردن وہ
بادشاہ ہین شاید کچھ تدبیر کرین سنگپاش دربار مین بیٹھی ہی کہ صبا سے صبا رو گھبرایا ہوا آیا
عرض کی کہ ای ملکۂ عالم قیدی چوک مین آکر اَڑ گیا نہین چلتا سنگپاش اُسی وقت سوار ہوئی
کہا کہ اگر میرا کہنا اُسنے مانا اور چل نکلا تو خیر ورنہ اُسی مقام پر قتل کرونگی کہ اہالی بازار کو
عبرت ہو نگہبانون کو حکم دیا کہ قید سکندر ثانی کی نگہبانی کرو صفین باندھ کر کھڑے ہوے سنکر
ساٹھ ہزار جادوگر صفین باندھ کر کھڑے ہوے سکندر ثانی ہنس رہا ہی مگر تحریر کر چکا ہون
کہ سب سردار تو روانہ ہو چکے مگر جمشید زرین ترکش نے بعد روانہ ہونے جملہ سردارون کے
ساتھ والون سے کہا کہ بڑے تاسف کی بات ہی میرے بھائی کی رہائی کے واسطے یہ سب انتظام
ہو رہے ہین اور مین نامرد نہ جاؤن سب نے کہا کہ حضور چلیے ورنہ ہم لوگ بھی یہین رہجائینگے
جب حضور جائین گے تو ہم بھی پہونچین گے جمشید نے کہا کہ آپ لوگون کو حکم دیتا ہون کہ
آپ لوگ بھی صفین باندھ کر آئیے گا مین جاتا ہون ذی گل گشت اپنے انتظام سے گئی ہین اور
شعلہ جوالہ تو بلاے روزگار ہی سرباز جادو جرأت مین یکتا ہی ہوشیار سرکش کیسا
ساحر معقول ہی اُسکو بڑا افسوس ہی کہ مین رات کو کیون ہٹ گیا اگر مین موجود رہتا تو نعمان
کی مجال تھی کہ شبخون مارتا یقین ہی کہ اس لڑائی مین جان لڑا ئیگا یہ کہکر جمشید روانہ ہوا
دلمین خیال ہی کہ ای جمشید جیسا تجکو طلسم کشا نے بادشاہ لشکر کیا ہی دیسے ہی تیرے ہاتھ سے

کام سرزد ہون یہ کہتا ہوا بزور و شور رجاتا ہی مگر جب سنگپاش بازارین پہونچی تخت پر سے
اُتر پڑی قریب نورالدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار دربار آراستہ ہی سب آپ کے مشتاق ہین
نورالدہر نے فوراً لنگر اُٹھا لیا اور ابہ کھڑکھڑا کے چل نکلا اہل بازار مین ہلڑ ہوا کہ صاحبو کیا
کمال کیا حقیقت یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران زور و طاقت مین بے مثل و بے نظیر ہین
ایسے طلسم مین یون بیخوف چلے آئے مگر لوح محفوظ کا جدا ہونا باعث خرابی ہوا کہ آفت مین
پھنس گئے اگر لوح محفوظ قبضے مین آجائے تو ابھی قیامت کردین غرضکہ سمجھا بجھا کر سنگپاش خود
قید کے ساتھ چلی جب دربارگاہ پر آکر پہونچی تو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ
نگہبان سر زنجیر تھام کر نورالدہر کو بارگاہ مین لائے نورالدہر نے بطور اہل اسلام سلام کیا
سب اہل دربار گھبرا گئے ہر ایک نے ملکہ سے کہا کہ اس جوان نے ہم سب کے سامنے خدا ے نادیدہ
کی تعریف کی ہم لوگ بہت شرمندہ ہوے اگر آپ حکم دین تو ابھی قتل کرین سنگپاش نے کہا کہ
صباے صبارو کو بلاؤ مین ابھی قتل کا حکم دیتی ہون ایک ایک ضرب سب لگانا کہ تمہارا دل
ٹھنڈا ہو لوگ جا کر صباے صبارو کو بلا کر لائے سنگپاش نے کہا کہ ای عیار طرار وہ مرتبہ
تیرا کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے قدرت سے کہکر تجکو طرۂ پیغمبری دلواؤنگی تمام ملائک تیرے اختیار
مین رہینگے مگر افسوس ہی کہ تو نے سحر نہین سیکھا نہین تو آج مرتبہ بہت اعلیٰ ہوتا صباے صبارو
نے تو بڑے پر ہاتھ ڈالا لوح محفوظ نکالی ہاتھ پر رکھکر سامنے سنگپاش کے پیش کی سنگپاش
نے چاہا کہ لوح محفوظ کو اُٹھا لون یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ منم جمشید زرین ترکش نعرہ
کرکے اسطرح جلدی مین تڑپ کر گرا کہ لوح محفوظ کو اُٹھا لیا چاہا کہ تڑپ کر بلند ہون اور
لوح محفوظ کو قبضے مین کرون سنگپاش نے سحر کیا اور آواز دی کہ باش او مفتری تیری
بھی مجال ہی کہ لوح محفوظ لیجائے ہین بھلا کب جانے دونگی یہ جو سنگپاش نے کہا جمشید
پر تلوارین گرنے لگین دور سے جو ملکہ شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ جمشید نے لوح محفوظ کو اٹھا لیا
سنگپاش اُسپر سحر کر رہی ہی ایسا نہ ہو جمشید قتل ہو جائے تڑپ کر گری تلوارین توڑین اُن
تلوارون کا برسنا موقوف کیا ہوشیار سرکش کہ شب کی حرکت سے شرمندہ ہو رہا تھا یہ
بھی تڑپ کر قریب جمشید زرین ترکش کے آیا کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپ نے یہ بہت بڑا

کارنمایان کیا کہ لوح پر قبضہ کر لیا مگر اب طلسم کشا کو رہا کرنا چاہیے نوح اُن تک پہونچے تو وہ رہائی
پائین جمشید نے کہا کہ جسم پر طلسم کشا کے قید سحر نہین ہی قید آہن مین مبتلا ہین یہ سُنکر ہوشیار رطلا
جو ساحر سامنے آگیا کسی کو گھونسا مار دیا کسی کو اُٹھا کر دے مارا کسی کا سر پچھاڑا نگہبانون نے جو
دور سے دیکھا کہ ہوشیار مثل شیر خشمناک لڑتا ہوا آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ سنگپاش
دیکھا تمنے کس زور و شور سے ہوشیار سرکش آتا ہی یقین ہی کہ اپنے کو قریب طلسم کشا پہونچائے
سنگپاش نے بڑھ کر سحر کیا کہ ہوشیار ٹھہرا یا قدم نہ اُٹھ سکتا تھا سرباز جادو نے جو دیکھا کہ
ہوشیار سرکش رُک گیا ساحرون نے چاہا کہ گھیر کر ہوشیار کو مارین سرباز نے دوڑ کے
سحر کیا کہ زمین کانپی آگ برسی ہوشیار کے پاؤن مین طاقت آئی گل گشت جادو نے آکر
ایک گولہ سنگپاش پر مارا برق چمکی کہ شانہ سنگپاش کا نشانہ ہوا قریب لاکھ ساحران
غدار کے دربار مین حاضر تھے پکار کر سنگپاش نے آواز دی کہ دیکھو صاحبو غضب ہوتا ہی
ان سب کو مار لو لاکھ ساحرون کے افسر اُٹھے لینا لینا کہ کے چاہا کہ جا پڑین پہلو سے نعرہ ہوا کہ
منم ارسطوے ثانی دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا کہ منم نجم اختر شناس دونون ساحرون نے ملکر
سحر کیا کہ نور الدہر پر اندھیرا چھاگیا اُس اندھیرے مین جمشید زرین ترکش پہونچا ہوشیار
نے آکر قید نور الدہر کی توڑی جمشید نے لوح گلے مین پہنائی جب نور الدہر رہا ہوے تو
رہا ہوتے ہی نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا نعرۂ شاہزادۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانده

تلوار کھینچ کر لڑنے لگے انھین سردارون نے سلاح و سنجوگ پہونچائے نور الدہر نعرہ کر کے مصروف
جنگ ہوے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کُل فوج آکر پہونچی اب تو دربار مین سنگپاش کے تلوار
چلنے لگی دربار مین سنگپاش کے اسقدر جادو تھا کہ خون کا دریا بہ رہا تھا عین گرمی جنگ ہی
کہ نعرہ ہوا باشیدای مسلمانان ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم نعمان فیل گوش ہاے ملکہ عالم
آپ نے غضب کیا کہ طلسم کشا رہا ہوا مین نے بمشکل گرفتار کر کے بھیجا آپ اتنا انتظام نہ کر سکین کہ
قید طلسم کشا کو تو روکتین لیکن اب مین قیامت برپا کرونگا آپ الگ سے تماشا دیکھیے میری جرأت

اور بہادری کو ملاحظہ کیجیے سنگپاش جست کرکے ایک بلندی پر آکے کھڑی ہوئی نعمان جھومتا
ہوا چلا اُدھر سے ہوشیار سرکش آتا تھا ہوشیار نے للکارا نعمان نے بڑھ کر ایک دھکا دیا
کہ ہوشیار سرکش گرا سرباز جھپٹ کر آئی اور بڑھ کر سحر کیا نعمان نے دفع کرکے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا کہ سرباز بھی گری چاہا کہ دونون کے سر کاٹ لون گل گشت جادو جھپٹ کے
آئی کئی سحر نعمان پر کیے مگر نعمان نے اُن سحرون کو دفع کیا اور دفع کرکے ایک کارد پھینکی کہ
شانۂ گل گشت کا نشانہ ہوا نورالدہر نے جو دیکھا کہ کئی افسرون کو اسنے مارا انہین سرداران
نامی زخمی کیے جست کرکے بیچ مین آئے للکارے کہ او مکار کہان جائیگا عیار سے کام بچکا اب سحر
کرتا ہی شبرنگ نے جو دور سے دیکھا کہ جست کرتا ہوا صبائے صبارو دوڑتا پھرتا ہی اور
ساحرون کو ترغیب دے رہا ہی شبرنگ نے للکارا کہ او مکار مجھسے تو مقابلہ کر صبا پلٹ پڑا مگر
شاگرد اسکے بیچ مین آگئے چار شاگرد صبائے صبارو کے شبرنگ نے مارے جب چار شاگرد
مارے گئے اُس وقت صبائے صبارو نے بڑھ کر شبرنگ کو نیچہ مارا شبرنگ بیٹھ گیا بیٹھ کر
نیچے کو خالی دیا اور ہاتھ نیچے کا مارا دونون پانون صبا کے اُڑ گئے اوپر سے شبرنگ نے پھر
دوسرا نیچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا سنگپاش نے مُنھ پیٹ لیا کہا کہ ای نعمان غضب ہوا بڑا عیار
مارا گیا اسکے مرنے سے میری اور تمھاری کمر ٹوٹ گئی ای نعمان عیار کو لینا نعمان طرف شبرنگ
کے چلا نورالدہر کود کر سامنے آئے نعمان نے سحر کیا بسبب لوح محفوظ کے نورالدہر پر تاثیر
نہ ہوئی نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی نعمان لپٹ پڑا نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک ہکہ مارا کہ سر زمین سے
ملا دیا نعمان لپٹا جاتا ہی نورالدہر نے دو تین ہکے ایسے مارے کہ زرہ نعمان کی ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئی پیشانی سے خون بہنے لگا چوتھے زور مین ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نعمان کے آشنا بہ زمین
ہوے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ نعمان چت گرا نورالدہر کود کے
چھاتی پر سوار ہوے ہر چند کہ انتہائی تلوار چل رہی ہی لاکھ ساحران سنگپاش مین تمام دربار
لاشون سے بھرا ہی خون کا دریا بہ رہا ہی مگر نورالدہر نے اُس حال مین بھی سوال اسلام کیا
نعمان نے جواب سخت دیا نورالدہر نے اُٹھکر ایک پانون دونون ہاتھون سے تھاما ایک

پاؤن کو دونون پاؤن سے دبایا اور مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا نعمان کے مرتے ہی
اندھیرا ہوگیا سنگپاش پیٹنے لگی کہتی تھی کہ وہ سردار مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا افسوس
ہی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین پہونچا آخر کو خوب لڑا طلسم کشا سے کب سر بر ہو سکتا تھا آخر اُسنے
چیر کر پھینک دیا کیا کرون کہین یہ ساحر کُش مارا جائے حقیقت مین لوح محفوظ حل کرنا طلسم کشا کو
یہ مرتبہ مل گیا ارے یارو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر سکندر ثانی کو قتل کرڈالے یہ بادشاہ
باقی نہ رہے تو یہ آفت برپا نہ ہو طلسم کشا کو بڑی کد ہی کہ سکندر ثانی کو رہا کردن اگر وہ
رہا ہوگیا تو قدرت بہت عاجز ہونگے ہنگام جادو تنتا ہوا چلا سرسام جادو بھائی اسکا
یہ کہکر اُٹھا کہ ای برادر مین بھی آؤن جاتے ہی سر کاٹ لونگا آپ حکم دیجیے گا مین تلوار لے کر
چلتا ہون فورًا سکندر کا سر کاٹ لونگا امان نہ دونگا وہ آفت برپا کرون کہ زمین ہل جائے
جب طلسم کشا لڑبھڑ کر قید خانے پر پہونچے تو لاشہ سکندر ثانی پائے حیران ہو جائے کہ یہ کیا
غضب ہوا ایسا جلیل یون مارا گیا سوائے افسوس کے اور کیا کرین گے ای ملکہ سنگپاش
اب اس وقت دربار مین غدر ہی لڑبھڑ کر تم نکل جاؤ ہم لوگ سمجھ لین گے لشکر طلسم کشا کو امان
نہ دین گے یہ کہکر دونون بھائی دس ہزار فوج ساتھ لے کر چلے یہان سکندر ثانی زبان مین
سوزن قید آہن پہنے ہوے ماران سیاہ جسم پر لپٹے ہوے بیٹھا ہوا ہنس رہا ہی کہتا ہی کہ شکر
ہی پروردگار کا آج میرا روز رہائی ہی سنگپاش نے بہت جستجو کی مگر کوئی جستجو نہ چلی ہی اور نہ چلیگی
شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آقائے نامدار میری رہائی کی فکر مین ہین یہ ذکر ہو رہا ہی کہ ہنگام
آکر پہونچا برابر ہی ہنگام کے سرسام پہونچا دونون بھائیون نے کہا کہ ای سکندر ثانی
وقت تمھارا برابر ہوا جام عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوگیا سکندر ثانی نے ہنسکر کہا
کہ مجکو کون قتل کرسکتا ہی میرا وقت رہائی قریب آگیا کیون دیوانے ہوے ہو خود تمھاری قضا
آئی ہی یہ تو بتاؤ کہ آقائے نامدار کہان ہین بی سنگپاش کہان ہین کیا رنگ ہو رہا ہی یہ سنکر
سرسام نے کہا کہ ای سکندر ثانی تمکو یہ دن نصیب نہ ہوگا کہ طلسم کشا کی صورت دیکھو ہرچند
کہ طلسم کشا دربار مین سنگپاش کے مصروفِ جنگ ہین مگر یہ ہمکو یقین کامل ہی کہ تم اُن تک
نہ پہونچو گے وہان جنگ ہو رہی ہی نعمان تو مارا گیا اور عیار بھی قتل ہوا مگر ان دونون کے

قاتل زندہ نہ بچین گے دار پر کھینچے جاوین گے دیکھو تمکو ابھی قتل کرتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ ہان یارو
میدان خونی کی تیاری کرو ان کی خوشی مٹاؤ یہ جو بیٹھے خوش ہو رہے ہین اسکا انجام دیکھین
کچھ تو انکو بھی صدمہ پہونچے ساتھ والون نے فوراً دار بین استاد کین جلاد آکر حاضر ہوے
شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ
را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + سر سام وہنگام جلدی کر رہے ہین کہ یارو جلد اسکو
قتل کرو سکندر ثانی کو کھینچ کر باہر لائے سکندر ثانی ہنس رہا ہی کہ دیکھو ظہور ہوا چاہتا ہی
یہان نور الدہر بارگاہ سنگپاش مین مصروف جنگ ہین نعمان فیل گوش جسوقت سے
مارا گیا ہی جنگ کا وہ انتظام نہین ہی سرداران نور الدہر نے قیامت برپا کر دی اور
لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا مگر سنگپاش شریک جنگ نہین ہوتی الگ کھڑی ہی سب کو
ترغیب دے رہی ہی کہ ہان یاروان باغیون کو مار لو اہل فوج کہنے سے سنگپاش کے مصروف
جنگ ہین مگر سحر سے شعلۂ جوالہ و گل گشت کے بہت تنگ ہین سنگپاش نے جب دیکھا کہ
اہل فوج جمکر نہین لڑتے پکار کر آواز دی کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی دیکھو
بڑے بڑے شاہون پر کیا گذری ابھی کل کا ذکر ہی کہ سوہان جادو نے کیا انتظام کیا مگر موت
اُسکی قریب تھی کچھ نہ بن پڑا جو تدبیر کی وہ اُلٹی ہوگئی آخر کو قتل ہوئی بیٹی نے اُسکی غضب کیا کہ
جاکر شریک طلسم کشا ہوئی اُسی نے سارے راز و نیاز بتائے اگر تصور کرو دنیا مین کون جین سے
ہی سکندر اور کیقباد و منوچہر وغیرہ سب کی سلطنتین تباہ ہوئین حسرتین لیکر دنیا سے گئے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی +	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے	گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا +
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
یہ بھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین	رباعی	ای مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا	
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری		کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری	
ای کُنج لحد کے رہنے والو افسوس		کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری	

یہ سُن سُن کر اہلِ فوج جم جاتے ہین لڑائی پر آمادہ ہوتے ہین قضائے کار شکاک جادو وزیر اعظم سنگپاش کا برابر کھڑا تھا سنگپاش نے کہا کہ ای شکاک لینا ان سب کو کہ جانے نہ پائین یہ سُنکر شکاک جادو منتا ہوا چلا گل گشت کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی گل گشت نے بڑھکر مقابلہ کیا شکاک نے کارد سحر ماردی کہ شانۂ گل گشت کا زخمی ہوا شعلۂ جوالہ نے جو دور سے دیکھا کہ شکاک جادو ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ گل گشت کا کام تمام ہو جائے تو بڑا باعث خرابی ہی للکارا کہ او بے حیا خبردار گل گشت پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ باعث خرابی ہوگا اور جان بچانا مشکل ہوگی شکاک شعلہ جوالہ کیطرف چلا شعلۂ جوالہ نے پھولون کا ہار گلے سے اُتارا اور یا سامری کہکر پھینک مارا جیسے ہی وہ ہار قریب شکاک آیا شکاک نے ہاتھ ماردیا ہار کے کئی ٹکڑے ہوے یہی ہار جیت تھی اب وہ ہار گلے کا ہار ہوا پھول برسنے لگے پھول جو زمین پر گرے شکاک نے اُٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن اور کسطرح خاموش رہون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

کیا تری الفت مین ہین اک نالہاے عندلیب	ہی شکستِ رنگِ گل ہین بھی نواے عندلیب
مثل پروانہ جو اُس محفل مین جائے عندلیب	آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب
تو ہی ایسا گل کہ تیرے نقش خاکِ پاک کا	عارضِ گُل کے لیے غازہ بنائے عندلیب
دستِ جانان مین جو دیکھے طائر رنگِ حنا	اپنے سر پر بازوون سے خاک اُڑائے عندلیب
ساعد و بازوے جانان ہین برنگ شاخ گل	مرغ دل کا دم پھڑکتا ہی بجاے عندلیب
ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر	چومتے ہین غنچۂ گل آج پاے عندلیب
گر مشابہ تیری زلفوں سے نہ ہو ای رشک گل	دام مین کیون آپ کو ناحق پھنسائے عندلیب
ہو چلا ہی خشک ہر گل رشک روے یار سے	آب جو اشکون کی اب گل ہین بہائے عندلیب
چھوڑدے گلشن مین ای صیاد اپنے دام سے	یہ زر گل ہی کف گل مین بہاے عندلیب

رشک اُسے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گل میرے ساتھ	وصل کی شب کیون نہ نالون سے جگائے عندلیب
گل یہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہوئی	اپنے تو گلقند آفتابی ہی دوا اے عندلیب
ہی یہی مفہوم گل بانگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجرا اے عندلیب

ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجالاؤن شعلۂ جوالہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شکاک ہمکو سنگپاش نے بہت ستایا ہی جس طرح سے بنے اُسکا سر لاؤ کہ ہمکو آرام ملے اگر یہ ہمکو پا جائیگی تو قتل کریگی یہ سنکر شکاک نے کہا کہ اُس حرامزادی کی کیا مجال ہی کہ تمکو صدمہ پہونچائے مین ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون میری زندگی مین کسی کی مجال ہی کہ میری معشوقہ کو صدمہ پہونچائے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ہم سب سامان تیار کرتے ہین اگر سر لیکر آؤگے تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین گے شکاک جھومتا ہوا چلا جب سامنے پہونچا تو للکارا کہ او گیسو بریدہ مین تیری تلاش مین تھا تو نے ملکہ شعلۂ جوالہ کو کیا صدمہ پہونچایا سنگپاش نے آواز دی کہ او بدخو کیا بیہودہ بکتا ہی کیون شامتین آئی ہین بہت پریشان ہوگا شکاک نے کہا کہ تیرا سر ملکہ نے مانگا ہی یہ تو احسان دیکھو کہ فرمادیا ہی کہ یہی سر بجاے مہر کے ہی پھر مجکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی ایسی معشوقہ دستیاب ہو کہ عمر بھر چین کرون گھر مین لیکر بیٹھون عاشق و معشوق ایک مقام پر ہون سنگپاش نے جھلاکر کہا کہ او موسے مونڈی کاٹے تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ میرا سر لیجائیگا تیرے واسطے مین بہت ہون ایک طلسم کشا سے جو دبی تو تم سب نے جانا کہ سنگپاش ہم سے بھی دب جائیگی تمھارے واسطے بہت ہون سحر مین کیون دبون طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہی اُسنے مجکو دنگ کیا بہت تنگ کیا مگر تدبیر کر رہی ہون کیا میری فکر خالی جائیگی وہ سحر کرون کہ تم ایسے دیوانے ہو جائین یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا اپنے کو بچا دیکھون تو اس گولے سے کیونکر بچتا ہی یہ کہکر کھینچ مارا سینے پر شکاک کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سب دیکھنے والے حیران ہوگئے کہ سنگپاش نے وزیر اعظم کو مارا چندنے گستاخ ہوکر کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا خطاوار تھا سنگپاش نے جواب دیا کہ اگر اِسکو نہ مارتی تو یہ میرے قتل کا درپے تھا حقیقت یہ ہی کہ سحر مین شعلۂ جوالہ کے تھا سحر اُسکا اُتارنا مجھسے ممکن نہ ہوا ناچار ہوکر مین نے اِسے مار ڈالا جو ایسی حرکت کریگا اُسکا یہی حال کرونگی مگر لڑتے لڑتے ارسطوے ثانی نے

کہا کہ ای شہریار ہمسے بڑی خطا ہوئی چالیس سردار لڑنے والے موجود ہین اور کسی نے سکندر ثانی کی خبر نہ لی ای شعلۂ جوالہ ہم جنگ کو دیکھ رہے ہین تم بڑھ کر قیدی کی خبر لو اگر ہم لوگ کوشش نہ کرین گے تو لوح کیونکر دستیاب ہوگی شعلۂ جوالہ دریاے خون مین نہائی ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہو کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ سرسام نے سکندر ثانی کی زبان کی سوزن کو اور مضبوط کیا زنجیر پانوٗن مین باندھ کر کھینچا اب سکندر ثانی کو یاس ہوئی کہتا ہی کہ افسوس ہی طلسم کشا کی زیارت سے مشرف نہ ہوے ای خالق بے نیاز و ای ربِّ کارساز رحم اپنا شریک کر اس مصیبت سے نجات دے اصل تو یہ ہی کہ تجھ مین ہر طرح کی قدرت ہی نظم

دیدہ بکشا تا جہان سرتا بپا آید نظر
جزو و کل از ابتدا تا انتہا آید نظر
آشنا آید نظر نا آشنا آید نظر
در چمن ہر سو بہار خوشنما آید نظر
ہر طرف روشن جمال دلربا آید نظر
روے آن شمس الضحی بدر الدجی آید نظر
از حجابِ سینہ روے مدعا آید نظر
حاضر و ناظر بس و بیشت خدا آید نظر

غور کن تا جلوۂ قدرت ترا آید نظر
نیک و بد خُرد و کلان شاہ و گدا آید نظر
ہر کسے در حالت خود مبتلا آید نظر
صورت نادیدہ در دیدہ صفا آید نظر
پرتو افگن نور حُسنِ جانفزا آید نظر
چہرۂ آن شمع بزم دوسرا آید نظر
صورتِ واحد ز دیدہ جا بجا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی سرسام نے بڑھ کر تیر و کمان اُٹھایا اور تیر مارا تیر اُلٹا پلٹا پلٹ کر اسی کے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا سرسام جو مرا ہنگام نے گھبرا کر آسمان کی طرف دیکھا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین طاؤس پر سوار نشۂ بادۂ حُسن سے سرشار اپنا ہاتھ ہلا رہی ہی ہنگام نے للکارا کہ او مہ جبین تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا یہ کہہ کر ایک دو ہتھڑ مارا شعلۂ جوالہ نے اپنے مقام سے جنبش نہ کی اُسی طرح ہوا پر ٹھہرا رہی ہی جبکہ اِسنے دوبارہ ارادہ کیا کہ سحر کرون شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری دار کو کاٹ کر جلد سکندر ثانی نے پکار کر کہا کہ ای مہ جبین تو نے بڑا احسان کیا اب مجکو اپنی زندگی سے یاس ہو گئی تھی یقین تھا کہ پیمانۂ عمر لبریز ہوا اگر قربان طلسم کشا کے کہ تم وقت پر پہونچین مشکل میری آسان ہوئی اگر تمسے ہو سکے

تو زبان سے سوزن نکال لو یہ سنکر شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری سکندر ثانی کی زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی سکندر ثانی نے قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا جھومتا ہوا مثل شیر غضبناک کے سامنے ہنگام کے پہونچا للکارا کہ او بیحیا تو ہمارا ملازم تھا آج یہ شوکت ہوئی کہ ہمکو قتل کرنے آیا ہی ہنگام نے چاہا کہ بھاگون سکندر ثانی نے آنکھ سے اشارہ کیا پاؤن اسکے زمین نے تھام لیے بڑھ کر ہاتھ نکالا اور ایک تمانچہ مارا کہ سر ہنگام کا دھڑ سے اڑ گیا شعلۂ جوالہ نے بھی سحر کیا ہزارون کے سر کٹ کر گرے سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور ہم سب آپ کے ملازم ہین ہمارے ساتھ بقراط ثانی نے فریب کیا ہم مطیع ہو گئے ہنگام جو مرا اب حواس ہم سب کے درست ہوے آپ کی ملازمت مین چالاک و چست ہوے امیدوار ہین کہ معاف فرمایئے ہم وہی تابعدار ہین سکندر ثانی نے ہاتھ روک لیا سب نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا جب سب تسخیر ہو چکے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اب وہان چلیے دربار مین قیامت کی تلوار چل رہی ہی طلسم کشا پر بلوہ ہی سکندر ثانی کو تخت پر سوار کیا شعلۂ جوالہ ساتھ ہوئی سکندر ثانی نے پوچھا کہ کیون ای شعلۂ جوالہ تم کیونکر شریک ہوئین شعلۂ جوالہ نے اپنا عاشق ہونا ظاہر کیا کہا کہ ای شہریار گل گشت جادو دختر سوہان بھی مثل ہمارے عاشق ہوئی وہ بھی مثل میرے جانبازی کر رہی ہی اور بھی کئی معشوقین ہین سرباز جادو کہ بہت منکسر مزاج ہی مگر ساحرونکے سر کا تاج ہی حکیم ارسطوے ثانی بڑے زور و شور سے شریک ہوے انکی دختر پر خود طلسم کشا عاشق ہین حکیم صاحب نے عجائب و غرائب دکھا کر طلسم کشا کو پھنسایا اپنی بیٹی کا مرتبہ بڑھایا وہ بھی ساتھ ہین ابھی عیار سنگپاش طلسم کشا کو گرفتار کرکے لایا تھا ہم لوگون نے آکر بارگاہ مین بلوہ کیا نعمان فیل گوش ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا نعمان کا نام سنکر سکندر کو بہت غصہ آیا کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ ہمارے یہان کے خزانے کا مالک تھا آخر یہ انجام ہوا کہ مارا گیا مجھے اُس سے بڑا رنج تھا اب چلکر سنگپاش کو سمجھاتا ہون مگر یہان بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی سنگپاش نے بڑھ کر کئی سردارون کو مارا انور الدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق ارض و سما و ای مالک یکتا تیرا کیا شکریہ ادا کر سکتا ہون وہ ساحر مجکو دیے کہ جنکا اس طلسم مین مثل نہین کس زور و شور سے لڑ رہے ہین اب اس لڑائی کو فتح کرا دے نظم

تو گوئی ہران کس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز تر ہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بکسے نازد و مارا تو بسے	من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بلک کر جو یہ دعا کی نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ سکندر ثانی تاج سر پر رکھے ہوے لباس کہنہ مگر پر تکلف زیب جسم آیا زمین سے آواز دی کہ او نمک حرام منم سکندر ثانی حقدار اس طلسم کا تھین سب نے مجکو پھنسایا خداے برحق نے طلسم کشا کو پہونچایا جمشید زرین ترکش نے بڑھ کر سلام کیا بھائی کو سکندر ثانی نے گلے سے لگایا کہا کہ ای برادر قدرت خدا کو تمنے دیکھا کس طور سے ہماری اور تمھاری رہائی ہوئی خدا نے اپنا فضل کیا سنگپاش سکندر ثانی کو دیکھ کر کانپنے لگی چاہتی ہی کہ جھپٹ کر نکل جاؤن سکندر ثانی نے اشارہ کیا کہ کہان جاتی ہی زمین نے پانوٴن تھام لیے سحر کرنے لگی سکندر پر آگ برسائی سکندر ان سحرون کو بلا کب مانتا ہی بیچ آگ مین کھڑا ہی مگر آگ تاثیر نہین کرتی جب آگ گری ہاتھ ہلا دیا آگ بجھ گئی سنگپاش نے بہت سحر کیے مگر سب بیکار ہوے سکندر تاج کو سنبھالتا ہوا زمین پر آیا طلسم کشا کو لڑتے ہوے دیکھا کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ و تنہا ہزارون سے لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تعریف کرنے لگا کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا جرأت و لیاقت ہی شکر کرتا ہون کہ خدا نے ایسا افسر عطا کیا کہ جو بے مثل و بے نظیر ہی حُسن مین رشک ماہ منیر ہی آج بڑی خوشی حاصل ہوئی عرصۂ دراز کے بعد رہا ہوا ان بیحیاؤن نے بڑے صدمے دیے آب و دانہ بند کیا تھا سے کوئی بات نہ کرتا تھا یہ وہ ہی ہمارے ملازم ہین کہ ہمیر بدعت کرتے تھے مگر صبر کیا جبر اختیار کیا آخر خدا نے یہ انجام دکھایا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا کئی سو کے سر اُڑ گئے معلوم ہوا کہ باد خزان چلی پتے درختون سے گرے اُنکو مار کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹا اپنی مصیبت یاد کر کے بہت رویا نور الدہر نے پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای سکندر ثانی اب وقت فرحت قریب آیا پھر وہ ہی سلطنت اور اپنا طلسم ہو سکندر ثانی بہت خوش ہوا کہا کہ ای شہریار اب آپ تلوار نیام مین کرین غلام سمجھ لیگا یہ کہتا ہوا قریب سنگپاش کے پہونچا اُسنے جو سحر کیا سکندر ثانی نے کلائی پکڑ لی کہا کہ کیون او نمک حرام اُس بیحیا نے دعوی خدائی کیا تم سب نے اطاعت کی

خوف خدا نہ کیا اب پروردگار نے پھر ہمکو سرفراز کیا طلسم کشا مہربان ہوا ہمکو آکر چھڑایا ہم نے
اُنکی اطاعت کی سنگپاش نے چاہا کہ قدمون پر گرون سکندر نے ایک تمانچہ مار دیا کہ سر اُس
خود سر کا اُڑ گیا مرتے ہی سنگپاش کے تمام ساحر اور افسران فوج فریاد کرتے ہوے دوڑے
عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم وہی تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین اگر مناسب ہو تو خطا
ہماری معاف کیجیے ورنہ یہ سر حاضر ہین قدم اقدس پر نثار کرین سب افسرون نے جو فریاد کی
سکندر ثانی رُک گیا افسرون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا یارو ہمکو تو رحم آگیا مگر افسوس ہی
کہ تمنے وہ ہمارے ساتھ بدعت کی کہ جسکو بیان نہین کر سکتے سب نے عرض کی کہ غلامون کو اس
سنگپاش نے اپنے سحر مین پھنسا لیا تھا اب جو یہ مری تو ہمارے ہوش درست ہوے احسانات
سرکاری یاد آئے سب بزرگون نے آپ کی سرکار مین پرورش پائی ہیر کوئی سحر نہ کرے تو خدمت
سے مُنھ نہ موڑین گے اب امیدوار ہین کہ خطاے گذشتہ معاف فرمایئے ہمیشہ ساتھ رہین گے
دشمن کو قتل کرین گے جفائین سہین گے ہر ایک ملازم جو سامنے آتا ہی یہی عذر کرتا ہی کہ ہمیشہ
غلامی کرین گے سحر مین سنگپاش کے مبتلا تھے حضور کی دشمنی دل مین بستی تھی یہی چاہتے تھے کہ
آپ کے دشمنون سے ساتھ بُرائی کرین اب خدا نے ہمکو فخر عطا کیا کہ ملازمت خاص مین حاضر ہوے
اب تابعدار ہوے نمکخوار دن مین شمار ہوا چاہتے ہین کہ آٹھ پہر غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر
رکھین مانند غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہین سکندر ثانی نے سب خطا معاف کر دی
نورالدہر کا استقبال کرایا مقام سنگپاش پر آکر عرض کی کہ یہ تاج و تخت حاضر ہی بسم اللہ
تخت پر بیٹھیے یہ تاج و تخت حضور کا مال ہی نورالدہر نے کہا کہ ای سکندر ثانی خدا نے
تمکو رہا کرایا تاج و تخت تمھارا ہی ہمارے بادشاہ کو خدا سلامت رکھے جب وہ تشریف لاوین گے
اُس وقت البتہ وہ تخت پر بیٹھین گے تم لوگ ماتحت رہو گے سکندر ثانی تخت پر بیٹھا جمشید
پہلو مین آکر بیٹھا عُہدۂ وزارت اِسکو ملا سرداران نورالدہر جابجا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
شبرنگ سے فرمایا کہ آج خوشی کا دن ہی بادشاہ سابق نے رہائی پائی کچھ گاؤ شبرنگ نے
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

کب پہونچتا ہی ہمارے ہوش کی پرواز کو		گرم تم کتنا کرو اپنے سمندِ ناز کو

ہوش اڑتے ہین جو سنتا ہون تری آواز کو
کیا ترے پردے سے نسبت پردہ ہاے ساز کو

میری چاہت سے کیا آگاہ اُس طناز کو +
ہی بجا سمجھون ذلیل اپنے دلِ غماز کو +

نالے کرتا ہون ہر شب زیر دیوار اسلیے
بھول جائے تا نہ وہ کافر مری آواز کو

ہین لگائے کان مثلِ روزنِ دیوار ہم
کب سُنین گے اُس پری کے پانون کی آواز کو

کو دکھانہ ہوتے ہین مُردے بھی کاندھون پر سوار
جانتے ہین ایک ہم انجام اور آغاز کو

امتیازِ حق و باطل خود ستاؤن کو کہان
کیون نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجاز کو

ناتوانون سے زبردستون کے بازو ہین قوی
وِرد ہوتا ہی کبادے ہی سے تیر انداز کو

جانور سے بھی مرا صیاد کرتا ہی حجاب +
اسلیے رکھتا ہی اکثر بند چشمِ ناز کو +

بال اُس کافر کے عارض پر نظر آتے نہین
پر ہوے تیار میری روح کی پرواز کو

کرتے ہین مشہور اُس محبوب کا مجکو عدو
میرے دشمن بھی نہان رکھتے ہین میرے راز کو

گُل تو سب ہوتے ہین سبزے سے مگر ای بلبلو
اُس گُلِ عارض پہ دیکھو سبزے کے آغاز کو

رتبۂ عالی کوئی پاتا نہین تقلید سے
کیا خلیل اللہ سے نسبت ہی آتشباز کو

دل اگر ہوتا ہی نالان مین سمجھتا ہون غنا
سازِ عشرت جانتا ہون طالعِ ناساز کو +

میری غزلون کی چمن بندی جو دیکھے اک نظر
پھر نہ خوش آئے گلستان بلبلِ شیراز کو

بلبلین کیا ہین جو وہ صیاد آئے باغ مین
بھول جائین طائرِ رنگِ چمن پرواز کو

پھیر لایا جذبِ دل اُس شعلہ رو کو راہ سے
دیکھین منکر رجعتِ خورشید کے اعجاز کو

عالمِ سودا مین ہی ہمکو غنا شورِ جنون
جانتے ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو +

جسنے ای ناسخ بساطِ ابر پر رکھا قدم
عرش کہتے ہین اُسی کے فرشِ پا انداز کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ سکندر ثانی نے عرض کی ای شہریار اب فکر لوح واجب و لازم ہی اگر مناسب وقت ہو تو حضور ایک دن کی مجکو مہلت دین جا بجا میرے امرا و وزرا قید ہین اس جرم پر کہ اُنھون نے میری محبت نہین چھوڑی لہذا غلام جائیگا اور جاکر اُنکو رہا کریگا غلام نے تو آرام پایا وہ بھی قید سے رہا ہون سب تباہی مین ہین اس بے حیا بقراط ثانی نے ایسی بدعت کی کہ مجکو عرض نہین کرسکتا ہزارہا بندگان خدا بے خطا قید ہوے بہت سے مارے بھی گئے جس روز اسنے

بلوہ کیا ہو اُس روز ہر گلی کوچے مین تلوار چل رہی تھی ثابت قدمان کوے محبت اس طرف کے خوب خوب لڑے مگر مین تو گرفتار ہو چکا تھا کسکے بھروسے پر جانبازی کرتے آخر گرفتار ہوے اس بجیلانے سب کو بلوایا سوال کیا کہ ہمکو سجدہ کرو اُن لوگون نے جواب دیا ہم جانتے ہین تجکو کہ تو شعبدہ باز وحیلہ ساز ہی کبھی تجکو سجدہ نہ کرین گے تب اُسنے حکم دیا کہ لیجاکر سب کو قید کرو غلام جاکر جو زندہ ہین اُنکو رہا کرے جو مر گئے خدا اُنکا انجام بخیر کرے عدم مین راحت پائین قبر مین لطف اُٹھائین نور الدہر نے فرمایا کہ بسم اللہ اگر حکم ہو تو سردارون کو ساتھ کرون سکندر نے عرض کی کہ حضور کا اقبال ساتھ ہی دامن دولت ہی اور میرا ہاتھ ہی مگر شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ کنیز حضور کے ساتھ ضرور چلیگی ہر چند کہ سامنے حضور کے کسی کی سرکشی نہ چلیگی مگر یہ کنیز ساتھ رہیگی دشمنون کو سمجھائیگی سکندر ثانی نے شعلۂ جوالہ کو ساتھ لیا طاؤس پر سوار ہو کے روانہ ہوے مگر شعلۂ جوالہ آگے بڑھ گئی راہ مین صحراے آتش فشان ملتا ہی آتش فشان جادو وہان کی حاکم ہی اور زبرجد جادو وزیر اعظم سکندر ثانی کا وہان قید ہی آتش فشان کے پاس ملکہ شعلۂ جوالہ پہونچین آتش فشان نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آج آنے کا کیا باعث ہوا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای آتش فشان کچھ خبر ہی کہ کیا انقلاب ہوا ہی سنگپاش قتل ہوئین بادشاہ سابق نے قید سے رہائی پائی اب تمکو مناسب ہی کہ بڑھ کر شہنشاہ کا استقبال کرو خطا اپنی معاف کراؤ اب میان بقراط ثانی کی خدائی نہ رہیگی لوح طلسمی کی تلاش ہی آتش فشان جادو یہ سُن کر کانپنے لگی کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے بڑا احسان کیا مین آگاہ ہوئی اُسی وقت اپنے مقام سے اُٹھی زبرجد جادو کو قید سے رہا کیا تخت پر سوار کرکے بہ اعزاز و اکرام لیکر روانہ ہوئی تھوڑی دور چلی تھی کہ دیکھا سکندر ثانی طاؤس پر سوار آتا ہی مگر سحر تیار کر رہا ہی شعلۂ جوالہ نے لاکر آتش فشان کو قدمون پر گرایا سکندر ثانی نے پشت پر ہاتھ رکھا زبرجد وزیر بھی ہمراہ ہوا اب صحراے گلگون حصار کی طرف چلے گلگون خوشرنگ وہانکی حاکم ہی سکندر ثانی نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ جو حرکت وفاداری کی آتش فشان نے کی گلگون خوشرنگ ایسا نہ کریگی وہ بڑی مکارہ ہی میرے گھر کی مدار المہام تھی جاکر بقراط کی شریک ہو گئی وزیر ثانی میرا اُسی کی قید مین ہی حاکم بن کے بیٹھی ہی وہ میری اطاعت کیونکر گوارا کریگی ضرور فساد برپا کریگی تم اُسے سمجھانے نہ جاؤ یہ سُن کر

شعلہ جوالہ نے کہا کہ کنیز کو جانے دیجیے اگر نہ مانے گی تو کیا نقصان ہوگا سکندر ثانی کو بخوبی سمجھا کر شعلہ جوالہ طرف صحرائے گلگون حصار کے چلی عقب مین سکندر ثانی روانہ ہوا نور الدہر قلعہ سنگپاش پر فروکش ہین ذکر ان سب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادہ غضنفر بیان ہوتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

مرے ساقیا آج تو تیز ہون
کہ مشتاق جام جنون خیز ہون
مجھے سیر صحرائے الفت دکھا +

کہ رنگ خزان کا ہو دور اادا
ہر اک دشت بالکل جنون خیز ہی
کہ قیس جہانگیر بھی تیز ہی +

نہالان صحرا ابھی ہین سبز پوش
اُڑاتی ہی بلبل ہر اک گل کے ہوش
وہ چہکارتی ہی بشاخ جنون

کہ ہوتا ہی اس غل سے عاشق کا خون
ہر اک گل ہی یا روے محبوب ہی
ادائے گلستان بہت خوب ہی

مرے ساقی جم حشم دلربا +
مجھے جام صہباے الفت پلا
ہین مشتاق رندان میخوار بھی

کہ ہی رنگ پر آج گلزار بھی +
وہ ہو داستان خجستہ شعار
کہ ہو بلبلو نکو گمان بہار

جنون خیز صحرائے پرہول ہی
کرین بلبلین راہ الفت کو طی
لکھون وہ مضامین رنگین بیان

کہ حیران ہو بلبل بوستان
چہرہ دیوانگان صحرائے جانبازی و مشتاقان جہاد سربازی

اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین نژاد + نگارند احوال لطف جہاد + راوی شیرین بیان تحریر کرتا ہی کہ جب غضنفر بن اسد نے دیکھا کہ کل فرزندان صاحبقران خود صاحبقران واسطے فتح کرنے طلسم خیال سکندری گئے صحرا مین اُترا ہوا تھا بیٹھے بیٹھے وحشت ہوئی گھبرا کر رفیقون سے کہا کہ بھائیو تمنے سُنا اور دیکھا کہ سب صاحب براے فتاحی طلسم خیال سکندری گئے ہین مین صحرا مین فروکش ہون اس وجہ سے لشکر مین نہین جاتا کہ نانا جان تقاضا کرین گے کہ تحفہ جات ملک فرعونیہ خورشید کو دیدو اور مین یہ تحفہ جات ہرگز نہ دونگا مگر عیار طرار کی زبانی معلوم ہوا کہ سب صاحب تشریف لے گئے مجکو کیا نامرد سمجھے ہین نانا جان اپنے مقام پر رہتے مجھسے کہلا بھیجتے مین جا کے سمجھ لیتا یہ کہکر بوق ترکی بجایا مرکب بادرفتار پر سوار ہوے بہ یلغر چلے کئی دن کے بعد لوٹتے مارتے جس قریے مین پہنچے

زمیندار سے کہلا بھیجا آج ہماری تمہارے یہان دعوت ہی اگر اُسنے قبول کر لیا تو بہتر ہوا نہین تو
رات کو لوٹ لیا ایک دشت مین جاکر لشکر اُترا لوٹ مار کر لائے تھے رات بھر ناچ رہا صبح کو
فرمایا کہ صاحبو تم سب آرام کرو مین شکار کھیل آؤن سب نے کہا کہ اے شہریار نئی اقلیم مین آپ
آئے ہین یہ سرحدین کہ جنکو آپ نے طی کیا متعلق خیال سکندری ہین فرزندان امیر انکو
فتح کر گئے ورنہ ان صحراؤن مین آپ کا گذر نہ ہوتا سمجھ کر شکار کو جائیے گا غضنفر نے کہا کہ
جس مقام پر بلا ہوگی اُسی مقام پر جائینگے اُس مقام کو مٹا ئینگے یہ کہکر واسطے شکار کے
چلے ہمراہ دو ندہ عیار ساتھ ہی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک آہو کو آکر شکار کیا زیر نخل
آکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا غضنفر نے تیر مارا وہ
آہو گرا غضنفر نے اُس آہو کو بقربانی پہونچایا قصد ہوا کہ اسکو اُٹھا کر شکار بند سے باندھین
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار مرصع پوش بادپا پر سوار غضنفر کے سامنے آکر پہونچا
کہا کہ او اجل گرفتہ تونے یہ کیا غضب کیا کہ ہمارے شکار کو شکار کیا اسکو اُٹھا کر لے چل ہمارے
مقام پر پہونچا دے ورنہ تجکو شکار کرونگا جان بچانا دشوار ہوگی غضنفر دیوانہ مزاج ہے
جاہلون کے سر کا تاج ہی بہ غصہ جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی نقابدار نے ہاتھ تلوار کا
مارا غضنفر نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا بند نقاب چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل دریائے
جواہر مین غوطہ زن ہی غضنفر نے جو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا تھرا کر زمین پر گرے اُس معشوقۂ
عاشق کش نے اُسی بیہوشی مین انگشتر ہاتھ سے اُتار لی تیغۂ دو مُین شگاف کمر سے کھول لیا
مرکب بادرفتار قبضے مین کیا اور غضنفر کو گرفتار کر لیا لیکر اپنے باغ مین آئی آکر مسند پر نازوادا
سے بیٹھی جب غضنفر کی آنکھ کھلی تو اپنے کو گرفتار پایا ایک ساحرہ مکارہ بلائے روزگار کو دیکھا
کہ کھڑی ہی اور تحفہ جات اُسکے قبضے مین ہین کہہ رہی ہی کہ او دیوانے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو
مجکو قبول کرو ورنہ اس خرابی مین ڈالونگی کہ عمر بھر مہلت نہ پائیگا غضنفر نے جواب دیا کہ او چھیا
کیا بکتی ہی کیون شامتین آئی ہین یا تو دو روسے نہ یاد کھایا یا یہ کالی صورت تیری جانب دیکھ کر
تجھکو بکا بھی نہین کہ میرا تھوک خراب جائے یہ سُنکر شریرجادو بہت جھلائی کنیزین بھی اسکی آئین

کنیزون سے کہا کہ صاحبو یہ مجکو قبول نہین کرتا مین اسکو کہکشان جادو کے پاس روانہ
کرتی ہون وہ تسخیر کرکے خدمت خداوندین بھیج دین گی یہ کہکر غضنفر کو ایک تخت سحر پر سوار
کیا انگشتر مہر و ماہ و تیغۂ روئین شگاف و اسپ بادپا کنیزون کے سپرد کیا اور ایک
عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای ملکہ کہکشان جادو یہ نواسا صاحبقران کا قریات کو تباہ
کرتا ہوا میری سرحد مین پہونچا مین نے ایسا دیوانہ کیا کہ بیہوش ہو گیا اُس بیہوشی مین مین نے
یہ تحفہ جات لیے ورنہ یہ بڑا دلیر ہی بیشۂ جرأت کا شیر ہی کسکی مجال ہی کہ اسپر نگاہ ڈالے حضور یہ
تحفہ جات بھیجتی ہون یہ تحفہ جات نایاب ہین انکو بہت احتیاط سے خدمت خداوندین بھیجنا
یقین ہی کہ قدرت ان تحفہ جات کو درست کرین گے پھر اس شخص کا یہ زور نہ باقی رہیگا انہین
تحفہ جات کی وجہ سے کوئی شخص اس سے مقابلہ نہین کرسکتا یہ عرضی لکھ کر کنیزون کو دی اور قید
غضنفر مع تحفہ جات روانہ کر دی مگر کہکشان جادو دختر آفتاب بلند سایہ کہ مالک دربند
محراب ہی اُسکو خبر پہونچی کہ شریر جادو نے نبیرۂ صاحبقران کو جسپر کوئی دست انداز نہین
ہوسکتا تھا بمکر گرفتار کیا قید اُسکی میری طرف آتی ہی اسنے اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ ای والد نامدار
قید نبیرۂ صاحبقران عالی وقار میرے قلعے مین آتی ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤن آفتاب بلند سایہ
نے جواب دیا کہ ای نور نظر تم دربار مین رہنا ما بدولت وقت پر آجاوینگے اور جو مناسب ہوگا
وہ کیا جائیگا تم لینے نہ جانا اور نہ اُس شخص پر نگاہ ڈالنا مین آکے سمجھ لونگا مگر شہر کو آئینہ بند کراؤ
دوکانین رنگواؤ تماشا دیکھنے چوک مین جاکر ٹھہرنا مین وقت پر آؤنگا یہ نامہ کہکشان کو پہونچا
کہکشان نے سر جھکا لیا اور کنیزون سے کہا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ والد نامدار منع کرتے ہین
کہ تم آمد نبیرۂ صاحبقران نہ دیکھنا چوک والا مکان آراستہ کراؤ ہم جاکر اُس مین ٹھہرین گے
واضح رہے کہ کہکشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی چوک کے مکان مین آکر ٹھہری چلمنین پڑی
ہوئی ہین آپ تخت پر بیٹھی ہی بازار آراستہ ہی دوکانین وغیرہ رنگی ہوئی ہین کسبیان کوٹھون پر
لباس زرق و برق پہنکر بیٹھی ہین ہر طرف گانا ہو رہا ہی اور ان اشعار کی تانین اُڑ رہی ہین نظم

دیکھی نہین جہان مین مثل نگاہ یار تیغ	ہوتی نہین ہی جسطرح ہمسر ذو الفقار تیغ
مرگ کی ہی جو بیخودی مستی عشق ہی یہی	موج شراب مجکو تھی یار کی آبدار تیغ

ابروی یار اور مژہ کرتی ہی آج مجکو قتل
قتل کیا ہی بے خطا تونے جو مجکو بے وفا +
جوہر دل مین ہی عیان دیدۂ منتظر کی شکل
غیر ہی سخت جان مگر نالے جویان ہین شعلہ ور
تیغ نگاہِ یار کا جب سے ہوا ہی غلغلہ +
دوست جو ہی دلا کبھی اُس سے نہوگی دشمنی
زخمون سے غیرتِ چمن کسکا کیا ہی نخل تن +

آتے ہین تیر متصل پڑتی ہی بار بار تیغ +
جوشِ سرشکِ خون ہوا ردتی ہی بار بار تیغ
رکھتی ہی دستِ یار مین میرا ہی انتظار تیغ
پڑتی ہی جبکہ سنگ پر ہوتی ہی شعلہ بار تیغ
خوف سے مثل شاخِ بید رہتی ہی بیقرار تیغ
آکے گلے جو لگ گئی کرتی ہی مجکو پیار تیغ
آج برنگِ شاخِ گُل رکھتی ہی جو بہار تیغ

ہلڑ آمد کا ہوا اول چند شتر سوار ہٹو ہٹو کرتے ہوے گذر گئے کہکشان دیکھنے لگی چلمن کو ہٹا دیا کرسی پر آبیٹھی تماشا دیکھ رہی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا قیدی بگڑ گیا کہکشان نے کسی کنیز سے کہا کہ ذرا بڑھ کر دیکھ تو یہ ہلڑ کیسا ہی کنیز نے بڑھ کر جو دیکھا ارابے پر ایک آفتاب عالمتاب سبزہ آغاز ہو رہا ہی آتش رخسار سے نور قدرتِ رب ودود ہویدا ہی آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ رنگ چہرے سے ٹپکا چاہتا ہی کنیز نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قیدی ساتھ والون سے کہتا تھا کہ مقام چوک ہی ہر شہر کا چوک اچھا ہوتا ہی ارابہ ٹھہرا لو ہم بھی تماشا دیکھ لین اتفاق سے اس شہر مین آیا ہون نگہبانون نے انکار کیا کہ ہم نہ ٹھہرین گے بادشاہ آنے کو ہین بس قیدی کی ابرودن پر بل پڑ گیا بگڑ کر کہا کہ ہم نجاوینگے حضور اُس طفل نے لنگر مارا ہی کہ ارابے کے پہیے دھنس گئے بیلون کے پاؤن ٹوٹے جاتے ہین سٹراکا رسیون کا پڑ رہا ہی نیزہ دارون نے نیزے جسم سے اُس جوان کے ملا دیے ہین اسی کا ہلڑ ہی یہ سنکر کہکشان اُٹھی ٹہلتی ہوئی دوسرے کمرے مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک جوان کم سن آفتاب جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال آنکھین غیرت دیدۂ غزال بگڑا ہوا ہاتھ ٹیکے ہوے بیٹھا ہی نیزہ دارون نے نیزے جو سینے سے ملا دیے ہین خون کے قطرے جسم سے ٹپک رہے ہین مگر اُس جوان کو کچھ خوف نہین بیخوف کہتا ہی تم سب مل کر نیزے مار دو سر کاٹ لو جب بخوبی تماشا دیکھ لین گے تب بڑھین گے کہکشان نے جو جمال بیمثال دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا ہر چند اپنے کو روکا مگر نہ رُک سکی غش کھا کر گری کنیزون نے جو ہلڑ کیا غضنفر نے بھی سر اُٹھا کے دیکھا

که ایک نازنین حور خصال پری جمال بدحواس ہوکر گری ہی بیہوش ہوگئی ہی کنیزین اٹھانے مین
مصروف ہین کوئی گلاب و کیوڑہ سنگھاتی ہی کوئی اپنے کو وارتی ہی کوئی بیقرار ہوکر پکار رہی ہی
غضنفر بھی تھرائے حضرت عشق نے اپنا لطف دکھایا مگر کمال غصہ تھا لنگر نہ اٹھایا کنیزین اٹھاکر
کہکشان کو لے گئین یکایک آسمان پر ابر سیاہ چھایا تمازت و حرارت آفتاب بڑھی اس درجہ
دھوپ نے تیزی دکھائی کہ نخل خشک ہوگئے قصر تھرانے لگے ایک دناتا ہوا ابر پھٹا سب نے دیکھا
کہ آفتاب بلند سایہ تخت پر سوار کئی ہزار ساحر پشت پر مگس رانی کرتے ہوے نمایان ہوا پوچھا کہ
یہ کیا ہلڑ ہی سب نے کہا کہ حضور قیدی بگڑ گیا ہی نہین چلتا آفتاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور
غصے مین جواب دیا کہ قیدی کیا بگڑ سکتا ہی جیسے ہی آفتاب نے اشارہ کیا ارابہ کھڑکھڑاتا ہوا
چلا ہرچند کہ غضنفر نے زور کیا مگر سحر سے کچھ زور نہ چلا آفتاب بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا کہا
قیدی کو لاؤ ملازمان آفتاب سر زنجیر تھام کر غضنفر کو سامنے آفتاب بلند سایہ کے لائے
غضنفر نے آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب بہت بگڑا اگر کہا کہ مین مجبور ہون
قتل نہین کرسکتا جب تک قدرت حکم نہ دین صاحبزادی کہان ہین ہمنے حکم دیا تھا کہ بارگاہ
مین ٹھہرنا کنیزون نے عرض کی کہ تشریف لاتی ہین کہ ابر فیروزئی آسمان پر چھایا ملکہ کہکشان
آکر پہونچین مگر رنگ رو متغیر و متحیر چہرہ اداس عالم یاس کنیزین ہرچند شگفتہ کرتی ہین مگر کہکشان
حیران حیران کنیزون کی جانب دیکھ رہی ہین باپ کو جو دیکھا کہ برہم بیٹھا ہی تخت سے اتری
براے سلام خم ہوئی چاہا کہ قدمون کو بوسہ دون لڑکھڑا کر گود مین گری آفتاب نے ہان ہان
کہکر سنبھال لیا پیشانی کو بوسہ دیکر کہا کہ کیون نور نظر خیر تو ہی کہکشان نے کہا کہ ای والد
نامدار مین نے کبھی کسی قیدی کو اس طرح گرفتار نہین دیکھا تھا طبیعت کو ایک ہول ہی کر
کیا تدبیر کرون آفتاب نے کہا کہ ای نور نظر اس جوان کی جانب نہ دیکھنا یہ لوگ سحر نگاہ
ہین انپر نگاہ پڑی اور بلا مین پھنسین پھر رہائی دشوار ہوگی یہ تحفہ جات آئے ہین انکو خزانے
مین رکھوا اور اس قیدی کو قید خانے مین بھیجتا ہون حفاظت سے رکھنا مین جاکر خداوند کو منی
روانہ کرونگا جیسا قدرت حکم دین گے ویسا کرونگا کہکشان بہت خوب کہا کی مگر
آفتاب بلند سایہ نے اپنے ساتھ کے سردار شمار جادو کو حکم دیا کہ دو ہزار ساحر ساتھ لیجا کر

اسکو قید کرو مگر خبردار کوئی قید خانے مین نہ آنے پائے حفاظت بہت اچھی طرح کرنا مجکو خیال ہی کہ میرے ملک مین کوئی فتور نہ پڑے بدنامی نہو شمار جادو قید غضنفر کی لیکر چلا مگر یہ پوچھا کہ ای شہنشاہ کسکو آپکا حکم ہی اورکسکی ممانعت ہی آفتاب نے حکم دیا کہ اپنا بیگانہ کوئی نہ آنے پائے آٹھ پہر مین ایک مرتبہ آب و دانہ دینا بہت تکلیف پہونچانا اگر قید مین خود بخود مرجائے تو یہ بلا دفع ہو کتاب مین لکھا ہی کہ اس شخص کی ذات سے بڑے بڑے صدمے پہونچین گے دیکھیے انجام کار کیا ہو بی شر پر جادو نے اپنے سر کی بلا میرے سر ٹالی یہ کہکر تھوڑی دیر ٹھہرا کہکشان کو بخوبی سمجھا کر تخت پر سوار ہوا اور روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے کہکشان رونے لگی کنیزون نے پوچھا کہ واری خیر تو ہی کہا کہ صاحبو کیا پوچھتے ہو اپنی عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی نظم

بے یار کس طرح نہ نظر آئے گھر اُداس + وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے دیوار و در اُداس
کیا جانے کیا جواب خطِ شوق کا ملا + آتا ہی کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس +
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے + یون تجکو دیکھتے تھے نہ ای چشم تر اُداس
اندھیر ہی نہ آیا شبِ وعدہ بھی صنم + ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
دیکھین دکھائے آج شبِ انتظار کیا + جلتا ہی شام ہی سے چراغ قمر اُداس
تڑپا رہی ہی دل کو اگر اُس کی شوخیان + پھر کیون ہی میری آہ کا رنگِ اثر اُداس
نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوقِ جستجو + آئی ہی پھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر اُداس
بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تماشوخ + بیٹھے اُداس بزم مین اور اسقدر اُداس
اول تو دیکھین صبح شبِ وصل یار ہم + پھر ای فلک سحر بھی تو ایسی سحر اُداس
محفل کا عاشقون کے بھی ہی رنگ دیدنی + کوئی اِدھر اُداس ہی کوئی اُدھر اُداس
سب چپکے بھلائے ہمین اُس کی یاد نے + ایک ایک بات رکھتی ہی دو دو پہر اُداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون + ہم چپ دلِ ستم زدہ ساکت جگر اُداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان + افسردہ یون ہوے وہ مجھے دیکھکر اُداس

کنیزدن نے عرض کی کہ واری لونڈیان نہین سمجھین اُداس تو حضور بے شک ہین مگر باعث اُداس ہونے کا کیا ہی لونڈیون کو معلوم ہو تو اُسکی تدبیر کرین ہم لوگ آخر کس واسطے ہین تردد نہ کیجیے

ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ مین جانتی ہون تم خیرخواہ دولت ہو مگر مقدمہ ہ نازک ہی
کہ زبان سے نکالتے خوف آتا ہی اگر والد کو خبر ہو گئی تو آفت برپا کرین گے انکا سحر کون روسکتا
ہی آمد کو انکی دیکھا کہ زمین کانپنے لگی نخل خشک ہو گئے مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون گلچہرہ
وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کچھ کچھ سمجھی ہی مگر بسبب رعب و داب کے کچھ کہہ
نہین سکتی مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضور کسی پر عاشق ہوئی ہین اسی وجہ سے چہرہ اُداس ہی اور
آنکھون مین آنسو بھرے آتے ہین شعر بھی آپ نے وہ پڑھے کہ نشتر بنکر کلیجے مین چبھے ہمسے فرمائیے کہ
ہم انتظام کرین ورنہ دشمنون کی جان کا ضرر ہی دل کو خوف آتا ہی ہماری کون خبر لیگا ہماری عزت
و آبرو آپ کی ذات سے ہی ہمکو کون پوچھیگا ملکہ نے وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین
لے کر آئین کہا کہ ای گلچہرہ کیا پوچھتی ہی دل اپنا قابو مین نہین جی چاہتا ہی چیخین مار کے روؤن
دل کو غم سے خالی کرون مگر کچھ بن نہین پڑتا والد ماجد صاف صاف فرما گئے ہین کہ چند شاہزادیون
نے وہ بے اعتدالی کی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا اب کیا ہو سکتا ہی دیکھیے انجام کیا ہو خرابیان
درپیش ہین قدرت کو کیا پس و پیش ہین اور یہ بھی فرما گئے ہین کہ اس جوان کے ہاتھ سے بڑے
بڑے کار نمایان ہونگے ہم لوگون کو صدمے پہونچین گے وزیرزادی نے کہا کہ واری چل کے
دیکھ آئیے اس حیلے سے دل کو سمجھائیے کسی قدر تو بینائی کم ہو مثل زلف دل نہ برہم ہو ملکہ نے کہا کہ
آخر کیونکر جائین نگہبانون کو والد حکم دے گئے ہین کہ کسی کو قیدخانے مین نہ آنے دینا گلچہرہ نے
کہا کہ کھانا آغشتہ بداروے بیہوشی پکوائیے مین جا کر نگہبانون سے کہون کہ یہ کھانا ملکۂ عالم نے
بھیجا ہی یہ کھانا نذر کا ہی اس کو کھا لو وہ کھا کے سب بیہوش ہونگے اُنکو قتل کیجیے گا ایک نظر
دیکھ لیجیے گا ملکہ نے وزیرزادی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای گلچہرہ تو نے خوب تجویز کیا اس حیلے
سے دیکھ کر چلے آوین گے نگہبان قتل ہو جائین گے کون آگاہ کریگا کنیزون کو حکم دیا کنیزون نے
کھانا آغشتہ بداروے بیہوشی تیار کیا گلچہرہ ڈولی مین سوار ہوئی کہکشان لباس سیاہ پہن کر
کنارے کنارے چلی کنیزون نے خوان سر پر اُٹھا لیے قیدخانے کیطرف چلین اور ریحان شمار جادو
دو ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی نگہبانی کر رہا ہی روشنی کو دیکھ کر آواز دی کہ
کون آتا ہی وزیرزادی نے ڈولی بڑھا کر کہا کہ ارے اندھے ہمکو نہین جانتا ملکہ کے سر مین خلل تھا

نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلاوینگے تو مین یہ کھانا لیکر آئی ہون شمار جادو نے کہا کہ
یہ قیدی گنہگار ہین رات کو دروازہ نہ کھولینگے وزیرزادی نے کہا کہ تم سب مل کر کھالو ملکہ
سے کہہ دینگے کہ حضور قیدی کو بھی کھلا آئے شمار جادو یہ بات سن کر خوش ہوگیا اٹھکر خوان
کھولے کھانا عمدہ گرماگرم سب کو تقسیم کرنا شروع کیا وزیرزادی نے کہا کہ صاحبو یہ کھانا
نذر لات و منات ہی کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ ہڑ ہوگیا کوئی کہتا ہی کہ مین جمعدار ہون میرا دُہرا
حصہ ہی کوئی کہتا ہی کہ مین رسالہ دار ہون وزیرزادی نے سب کو تقسیم کیا سب ملکر کھانا
کھانے لگے اور بڑبڑاتے جاتے ہین کوئی کہتا ہی وزیرزادی مجکو دیکھتی ہی کوئی کہتا ہی کہ خبردار
نام نہ لینا ورنہ تلوار ماردونگا دوسرے نے جوابدیا کہ کیا مین تمسے کمتر ہون تلوارین آپس مین کھینچ گئین
جوتی پیزار ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سب لڑبھڑ کر بیہوش ہوے ملکہ گوشے سے نکلین کہا کہ
ای وزیرزادی تو ان سب کو قتل کر بین جب تک دیکھ آؤن وزیرزادی اور کنیزین مل کر سب کو
قتل کرنے لگین ملکہ نے قفل کاٹا غضنفر ایک دیوانہ آدمی ہین اُنکے لیے یہ قید و بند سر زنجیر
پر خم کیے بیٹھے ہین دروازہ جو قید خانہ کا کھلا جس مہ جبین کو چوک مین دیکھا تھا اُسی نازنین کو
آتے ہوے دیکھا غضنفر نے ہاتھ پھیلا کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
آؤ گلے سے لگ جاؤ دل بہت بیقرار ہی یہ کیفیت ہی نظم

اشک کیونکر نہ بہین سن کے بھلا زاری دل + رحم آتا ہی بہت دیکھ کے ناچاری دل
بیچتا ہون ترے ہاتھون فقط اک بوسے پر + لے اگر تجکو ہی منظور خریداری دل
ہو بہو حال سے اُس زلف کے ہین ہم آگاہ + سہل ایسی نہین ای جان گرفتاری دل
حالت عیش مین سب ساتھ رہا کرتے تھے + ہجر مین اب نہین کرتا کوئی غمخواری دل
عشق نے عقل کو کھو کر کے بنایا نادان + حیف ہی خاک مین سب مل گئی ہشیاری دل
ہجر مین اک بت بیرحم کے مین مرتا ہون + کچھ کسی سے نہین بن آتی مددگاری دل
کیا تکلف ہی کہ تکلیف سے آزاد ہوے + خوب ہوتی ہی مری جان گرفتاری دل
وصل محبوب کی تدبیر شفا سوچ کوئی + دن بدن اب تو فزون ہوتی ہی بیماری دل

غضنفر نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے ملکہ کو محبت اور زیادہ ہوئی آخر کو پاس بیٹھ گئی نیچے سے

ہتھکڑی کاٹی غضنفر نے قید توڑ ڈالی بغلون سے خون جاری ہوا ملکہ نے دوپٹے سے خون پاک کیا
یہان وزیرزادی نے ساحرون کے قتل سے فراغت پائی قید خانے مین آئی قریب آکر کہا کہ ای
ملکۂ عالم اب دیکھ چکین چلیے ملکہ کہکشان نے کہا کہ ای وزیرزادی انہون نے قید توڑ ڈالی
ماشاءاللہ طاقت بھی ایسی رکھتے ہین کہ قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بغلون سے
خون جاری ہوگیا اب تمھارے نزدیک اگر بہتر ہو تو انکو لے چلین وزیرزادی نے گھبرا کے کہا کہ
حضور نے کیا وعدہ کیا تھا ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو اگر حال کھل جائیگا تو بڑی خرابی ہوگی باپ
آپ کے بڑے بدمزاج ہین ملکہ نے کہا کہ ای وزیرزادی جو کچھ ہو سو ہو مگر اب انکو لے چلو آخر
وزیرزادی ناچار ہوئی کہا کہ حضور کو اختیار ہی غضنفر سے اشارہ کیا یہ جھپٹ کر اُٹھے ملکہ کے
ساتھ ہوے ملکہ سے نیچہ لے لیا اکڑتے ہوے آگے آگے چلے آتے ہین سفاک مردم دربیر طلایہ
گھوڑے پر سوار آتا تھا دیکھا کہ چند سیاہ پوش اور ایک جوان آگے آگے جاتا ہی سفاک مردم در
نے پکار کر آواز دی کہ یہ کون جاتا ہی غضنفر نے جواب دیا کہ منم غضنفر بن اسد افسر قزاقان ملکہ
نے کہا کہ صاحب یہ کیا غضب کیا تمنے کیون جواب دیا غضنفر نے کہا کہ مین اسکو ابھی مارے لیتا ہون
سفاک نے بڑھ کر تیغہ مارا غضنفر نے تیغہ اُسکا خالی دیکر بیٹھ کر پالٹ کا ہاتھ مار دیا چارون
پائون اُسکے گھوڑے کے اُڑ گئے اور ایک ہاتھ بیچے کا اوپر سے مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
جب سفاک مارا گیا تو اسکے ساتھ والے آپس مین یہ کہتے ہوے پلٹ گئے کہ یار دیہ وہی جوان
ہی جسکو کہ قید کیا تھا دور سے دیکھتے ہوے چلو کہ کہان جاتا ہی ایک ہرکارے کو ساتھ کر دیا اُس
ہرکارے نے دور سے دیکھا کہ ملکہ کہکشان کے باغ مین داخل ہوے وہ سیاہ پوش بھی ساتھ گئے
غضنفر نے باغ مین آتے ہی کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہماری جان بخشی کی مگر ایک مراد اور ہی اگر تمسے
ہو سکے تو تیغۂ روئین شگافت و انگشتر مہر و ماہ و اسپ بادپا لا دو ملکہ کہکشان نے کہا
کہ صاحب مقام تو مجھکو معلوم نہین جانتی ہون اگر ملتی ہین تو یہ چیزین لاتی ہون ملکہ کہکشان
تو واسطے لینے اشیاے مذکور کے چلین مگر ہرکارہ جو پلٹا سو چا کہ چل کر آفتاب بلند سایہ سے
اطلاع کرون جب وہ حکم دینگے یہانکے ملازم گرفتار کر لینگے راتہی کو قلعۂ آفتاب نگار
کی طرف چلا لیکن اس قلعے مین فوج بہت ہی تیمار ابلق سوار نگی فوج کا افسر ہی ساٹھ ہزار فوج

ہمراہ ہی ہرکارے نے اس سے کہا کہ مبر طلایہ مارا گیا کچھ سیاہ پوش تھے کہ وہ قیدی کو رہا کر کے گئے
تیمار نے کہا کہ جا کے مالک سے خبر کرو جیسا وہ حکم دینگے ہم فورًا اُسکی تعمیل کرین گے تیمار ابلق سوار
فوج کو تیار کیے بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ یارو جس کسی نے یہ خطائی ہی اُسکے گھر کی تباہی ہوگی ہم اسواسطے
تیار رہین کہ دیکھیے کیا حکم ملے جہان جائین گے اُسکو لوٹ لین گے آج تھوڑا بہت سب کو ملے گا یہ
باتین ہو رہی ہین وہان آفتاب بلند سایہ اپنے تخت پر بیٹھا ہی رفیق سب جمع ہین کہ رہا ہی
کہ یارو قدرت صاف صاف لکھ گئے ہین کہ جس رات کو یہ دیوانہ قید ہوگا کوئی مار آستین
پیدا ہو جائیگا دیکھیے قلعۂ کہکشان مین خداوند خیر کرین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو افسر کلان
شریک ہو جائے مجکو بھی بڑا خیال ہی کہ تیمار ابلق سوار پہلوان زبردست ہی جس وقت کہ
وہ بگڑ جائیگا تو مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ آکر پہونچا کافرنے کافر کو بد دعا دی کہ شہنشاہ
کی عمر کوتاہ ہو حال لشکر تباہ ہو قطعہ ای سرت سبز تا خران بچرند + شکمت طبل تا سگان
بدرند + گرز آتش ہزار رنگارنگ + برسر تو موکلان بزنند + سفاک مردم در کھڑا اطلایہ
دے رہا تھا اُسنے دیکھا کہ چند سیاہ پوش جاتے ہین اور ایک جوان کمسن تیغ برہنہ لیے ہوے
سب کے آگے ہی سفاک نے بڑھ کر للکارا اُس جوان نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا سفاک
کے دو ٹکڑے کیے جب سفاک مارا گیا تو سب نے مجکو ساتھ کیا کہ جا کر دیکھو یہ جوان کہان
جاتا ہی مین نے جاکے دیکھا کہ وہ سیاہ پوش اُس جوان کو ساتھ لیے ہوے باغ ملکہ کہکشان
مین داخل ہوے غلام سمجھا کہ یہ لوگ باغی ہین چل کر شہنشاہ کو خبر کر دون کہ شہنشاہ انتظام کرین
یہ سُن کر آفتاب بلند سایہ نے تیمار ابلق سوار کے نام فرمان لکھا کہ ای پہلوان دوران
جاکر باغ کہکشان کو گھیر لو اُس دیوانے کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو ہم یہان اُنکو
سزا دین گے ہرکارہ فرمان لیکر چلا یہان غضنفر آکر باغ مین کہکشان کے بیٹھے ہین کہکشان
واسطے لینے تحفہ جات کے گئی ہی یہ ذی اختیار ہی یہان اسکا کوئی روکنے والا نہین ہی آکر خزانہ
کھولا لیکن یہان کنیزین شاہزادہ غضنفر کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہو گی نازل دوستو سر پہ بلا چُپ بھی رہو
اب نہ چھیڑو قصۂ زلفِ دوتا چُپ بھی رہو

حضرت دل ہر گھڑی آہ و فغان اچھی نہین
شور سے ہوتا ہی اک محشر بپا چُپ بھی رہو

غیر سے لڑتا ہون مین جسدم تو فرماتے ہین وہ
جانے دو جھگڑے کو اب بہرِ خدا چپ بھی رہو

حضرتِ دل کب وہ سُنتے ہین تمہاری گفتگو
ہی عبث یہ شکوۂ جور و جفا چپ بھی رہو

جب دمِ رخصت مین روتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
کسلیے کرتے ہو فریاد و بکا چپ بھی رہو

ای شفیق اچھا نہین فرقت مین رہنا بہرِ وصل
اشک ریزی سے بھلا ہوتا ہی کیا چپ بھی رہو

یہ ہنگامہ ہو رہا ہی کہ کہکشان نے جاکر تحفہ جات کو نکالا ٹرکر چلی یہان ہرکارے نے لاکر تیمار کو فرمان دیا تیمار نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان غضنفر بیٹھے گانا سُن رہے ہین کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ حضور تیمار ابلق سوار ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر رہا ہی دیکھیے گرد اُڑی سوار و پیدل سب قریب آگئے یقین ہی کہ باغ مین گھس آئین سرکار کو آزار پہونچائین غضنفر نے کہا کہ مرکب تیار کرو ملکہ کا مرکب تیار تھا اُسپر سوار ہوے نیچہ ہاتھ مین لیکر باہر نکلے للکارے کہ او بیجا آگے نہ بڑھنا منم شہنشاہ قراقان تیمار نے جو ایک طفل کو دیکھا کہ مرکب کو اُڑائے ہوے آتا ہی سوچا کہ ایسے کو مار لینا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر گینڈا بڑھایا میدان مین آکر للکارا غضنفر مرکب چمکا کر سامنے پہونچے تیمار نے بڑھ کر نیزہ مارا غضنفر نے سنان نیزے کو قلم کیا جب نیزہ قلم ہوا تو تیمار نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر گھوڑے کے مُنہ پر ہاتھ مارا گھوڑے کا مُنہ جو کٹا گھوڑے نے طرارہ بھرا تیمار نے چاہا کہ روکون نہ رُک سکا گھوڑے سے گرا غضنفر بھی گھوڑے سے کود پڑے تیمار پر برس پڑے اتنی تلوارین مارین کہ ٹکڑے اُڑا دیے جب تیمار مارا گیا غضنفر نے نعرہ کیا کہ اور کوئی تم مین ایسا ہی کہ ہمارے مقابلے کو آئے لرزان خونریز ایک افسر ہی اُسنے جو یہ جرأت غضنفر کی دیکھی عاشق ہوگیا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا کہا کہ ای جوان مین بدل تیری اطاعت و فرمان برداری کرتا ہون مجکو ظاہر ہوا کہ تو بہادر ہی اور صاحب اقبال ہی اگر فوج والے مانینگے تو فبہا ورنہ اُنسے مقابلہ کرونگا غضنفر نے اُسے گلے سے لگا لیا اُسنے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا مجکو خوف ہی کہ اس لشکر مین ایک افسر ہی وہ ساحر ہی اگر وہ آگیا تو مشکل ہوگی قضاے کار مرجان جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہین کہ ہرکارے نے خبر دی لرزان خونریز نے غضنفر کی اطاعت کی مرجان جادو جل گیا کہا کہ ابھی جاکے سمجھتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا

عقاب پر سوار ہوا چار ہزار ساحران غدار کو یہ تو ساتھ لیکر چلا مگر لرزان نے کل فوج کو سمجھایا کہ یارو اس شیر کی اطاعت کرو اور حلقۂ اطاعت کان مین ڈالو ورنہ خراب ہوگے فرزندان امیر سب صاحبِ اقبال و جلال ہین یہ سنکر سب نے آکر قدمون کو غضنفر کے بوسہ دیا کہ ایکطرف سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے ایک جادوگر للکارتا ہوا سامنے آیا نعرہ کیا کہ منم مرجان جادو یہ کہکر مرجان نے گولہ مارا وہ جو آکر پھٹا گولے کے پھٹتے ہی دھوان نکلا سارا لشکر فریاد کرنے لگا چہار طرف ایک غلغلہ برپا ہوا نظم

طبیعت اپنی لڑکپن مین تھی جو جورِ پسند
اُٹھانے آپ کی یہ کون سختیان آتا ٭
تمھارے چہرۂ روشن کو جب سے دیکھا ہی
زمانہ رکھتا ہی خواہش تمھارے آنے کی
بُرا کہین سخنِ آفریدہ کو کیونکر ٭
شفیق اپنی طبیعت مین خاکساری ہی

کھلونے مٹی کے کرتا تھا مین ضرور پسند
نہ ہوتے ہمکو دل و جان سے گر حضور پسند
نہین ہی ایک بھی ہمکو پری نہ حور پسند
کسے نہین ہو دل و جان سے اے حضور پسند
ہر اک کو ہوتا ہی آنکھو نکا اپنے نور پسند
وہ وصف اپنا کرے ہو جسے غرور پسند

مرجان نے جو دیکھا کہ اہلِ لشکر ہوش مین نہین ہین اور مرکب غضنفر کا بد لگامی کرنے لگا جلدی سے گینڈا بڑھایا چاہا کہ غضنفر کو گرفتار کر لون یا قتل کرون اُس وقت اہلِ لشکر بیقرار ہو گے پکار اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے ربِ کارساز تیری صفت کیا بیان کرین نظم

قلم چو نام الٰہی نوشت بر کاغذ ٭
خدا بدفتر بود و کتاب موجودات
بلوح قدرت خود کرد ہر چہ حق تحریر
کجاست دفترِ اسکندری و دارائی
اگر ز نکتۂ وحدت خبر نمیداراد
ببین بنامۂ اعمال و اشک حسرت بار
خطِ ارادت و اخلاص کن رقم ہندی

نگون بسجدۂ اخلاص کرد سر کاغذ ٭
نمود نکتۂ وحدت رقم بہر کاغذ
نشد دوبارہ ازو نقل بر دگر کاغذ
کہ در زمانہ نیابد ازان نظر کاغذ ٭
کند سیاہ چرا مرد بے خبر کاغذ
کزاب دیدہ شود شستہ سر بسر کاغذ
سند بہ پیش خدا زین جہان ببر کاغذ

یہ لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین غضنفر چاہتے ہین کہ مرکب کو بڑھاؤن مگر مرکب کے پاؤن زمین نے

تھام لیے ہین طارہ بھر نہین سکتا غضنفر اپنے ہوش مین نہین ہین تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ پڑی سپر پشت سے گرنے لگی غضنفر بہت بدحواس ہین یقین ہو گیا کہ یہ بجیا آکر قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا اس بیقراری مین شاہزادہ بھی دعا مانگ رہا ہی کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ او مرجان یہ کیا کرتا ہی کیون تیری قضا دامنگیر ہی سب نے دیکھا کہ ملکہ کہکشان جادو انگشتر مہر و ماہ و تیغۂ روئین شگاف و اسپ باد پا لیے ہوے پہونچین قریب غضنفر کے آکر چاہا کہ انگشتر کو پہنادون مرجان نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی کہکشان نے پانی برسایا آگ کو بجھا دیا اپنے کو قریب غضنفر پہونچایا انگوٹھی ہاتھ مین پہنائی تیغۂ روئین شگاف قبضہ مین آیا جست کر کے غضنفر مرکب پر سوار ہوے سحر اُترا مرجان جادو ملکہ کہکشان کی طرف چلا غضنفر مرکب چمکا کے سامنے مرجان کے آئے للکارے کہ او نامرد اب تو سحر کر مرجان سحر کرنے لگا آگ برسی مگر غضنفر پر کوئی شعلہ نہ گرا مرجان نے تلوارین برسائین غضنفر سب کو روکتے ہوے قریب مرجان کے پہونچے مرجان نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف پر کانٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغ کا مارا مرجان نے سپر سحر کو اُٹھایا کہ ہمیشہ یہ سپر تلوار کو پکڑ لیتی ہی مگر تیغۂ روئین شگاف جو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کے کٹتے ہی مرجان نے چاہا اپنے کو مرکب سے گرادون غضنفر نے لپک کر ہاتھ تیغ کا مارا کہ مرجان کے دو ٹکڑے ہوے مرجان کے مرتے ہی وہ چار ہزار جوان کانپنے لگے مگر افسر اُن سب کا قبیل جادو کُل فوج کو ساتھ لے کے بڑھا کہکشان نے کہا کہ ای شہریار آپ ہٹ جائیے ایسا نہ ہو کہ دشمنون کو کچھ چشم زخم پہونچے مین اس مکار کو سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر کہکشان نے فوراً اسباب سحر جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھ کر فوج کی طرف پھینک مارا قبیل جادو یا تو آگے بڑھا ہوا آتا تھا یا پیچھے ہٹا ملکہ نے جو اشیا پھینکے تھے اُنمین ایک مالۂ مروارید بھی تھا جیسے ہی وہ ٹوٹا چند شعلے بھڑک کر قبیل پر گرے قبیل نے اُن شعلون کا کچھ خیال نہ کیا مگر وہ شعلے گرد پھرے قبیل کا چہرہ سُرخ ہوا جوش مین پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا کہ ای قبیل ذرا پیچھے دیکھو قبیل نے جو پشت پر دیکھا ایک باغ نظر آیا عندلیبان خوشنوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

دل ہی پُر خون بلبلِ ہمدرد کی فریاد سے	کس طرح اُسکو چھڑاؤن پنجۂ صیاد سے

فصل گل مین پھیر دے میرے گلے پر وہ چھری ٭
کیون نہ ہون محوِ تماشاے قدِ دلجوے یار
اک اشارے مین کیا قاتل نے کام اپنا تمام
مطلب دل ہو گیا پورا تصور سے مرا
غیرتِ شیرین کی فرقت مین مجھے صدمہ رہا
فصل گل آئی ہی پھر جوش جنون ہی طعنہ زن
ہی مجھے سوداے عشق سیم تن میرے لیے ٭
مثل میرے وہ بھی کیا مفتون ہی قدِ یار پر
میرے مرنے کا نہ ہرگز دوستون کو ہوگا غم
جان کھوئی بس در دلدار پر رکھ کر قدم
رات دن روتا ہون مین اُسکے تصور مین لہو
اسقدر رکنے مری جانب سے خائف کر دیا
جاکے گلشن مین سناؤن بلبلون کو یہ غزل

غزل

کیا عجب ہی طرز صیادِ ستم ایجاد سے
فاختہ رکھتی ہی الفت کسقدر شمشاد سے
تیغِ ابرو کم نہین ہی خنجرِ فولاد سے
جب کھنچا نقشہ نہ اُسکا مانی و بہزاد سے
مین بھی مرجاؤنگا تیشہ مار کر فرہاد سے
مول لینا چاہیے زنجیر پا حداد سے ٭
نقرئی زنجیر بنوائین کسی حداد سے
فاختہ دم بھر جدا ہوتی نہین شمشاد سے
ہی یقین یہ انقلاب عالم ایجاد سے
میری قسمت کو ہی نسبت قسمتِ شداد سے
نوک مژگان کم نہین ہین نشتر فصاد سے
بھاگتے ہین دور میرے نالہ و فریاد سے
سیکھ لون رنگین بیانی ای شفیق اُستاد سے

قبیل یہ رنگ دیکھ کر اور زیادہ مبہوت ہوا دوڑ کر قدمون پر گرا کہکشان نے کہا کہ جاؤ تمکو مرجان نے بلایا ہی تلوار کمر سے کھینچ ہی جادۂ راہ ہی قبیل نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی کہکشان نے اشارہ کیا قبیل نے تلوار کھینچ لی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا فوج والون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اب ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا سب بھاگے آفتاب کی طرف روانہ ہوے آفتاب بلند سایہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی رفیقون سے کہہ رہا ہی کہ اب وہ دیوانہ آتا ہوگا آتے ہی قتل کرونگا یہ بڑا اعتراض ہی کہ ایک مدت سے فرزندان صاحبقران اس جوانی مین آئے اور جابجا قید بھی ہوے مگر کوئی کسی مقام پر قتل نہین ہوا یہان اسکو کون بچائیگا کہکشان نے قلعے مین انتظام کیا ہوگا یہان مجھ ایسا حاکم موجود ہی کہ جسکے حکم سے سب تھراتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے اور پیٹنے کی آواز آئی آفتاب نے پوچھا کہ ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی یہ کیسا غلغلہ ہی دیکھا کہ کئی ہزار ساحر بھرا ہیان مرجان جادو مین سے روتے پیٹتے ہوے سامنے آئے زیادکی آفتاب بلند سایہ نے پوچھا کہ ارے خبر تو ہی اُن سب نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ

اول آپ کا فرمان پہونچا تمار ابلق سوار فوج لیکر پہونچا باغ کو گھیرا مگر ہاتھ سے اُس طفل کے مارا گیا پھر مرجان جادو فوج لیکر پہونچا وہ سحر کیا کہ قریب تھا اُس لڑکے کو قتل کرین بی کہکشان نے لاکر تحفہ جات دیے پھر تو وہ جوان شعلۂ جوالہ تھا ٹوک کر مرجان کو مار الرزان خونریز بعد مرنے تمار کے خود مسلمان ہوا قدمون سے اُس طفل کے لپٹ گیا اپنی خطا معاف کرائی مطیع اسلام ہوا اب اُس جوان کے ساتھ افسر بھی ہو گئے ہین دروازے پر باغ کے سب اُترے ہوے ہین وہ جوان آمادۂ حرب و پیکار ہی ایسا نہو کہ سرکار پر لشکر کشی کرے آفتاب یہ سن کر بہت جھلایا کہا اُسکی کیا حقیقت ہی ایسے شخص کو بھیجون کہ اُسکی مشکین باندھ کر لائے یہ کہکر افسرون کی طرف متوجہ ہوا افسرونسے پکار کر پوچھا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر غضنفر سے مقابلہ کرے اور اُسکی مشکین باندھکر لائے اگر خیال ہو کہ کہکشان جادو بہ سحر شرکت کریگی تو ایسے ساحر کو بھیجون کہ اُس گیسو بریدہ کی بھی مشکین باندھ لائے سب افسرون مین ایک دیوانہ بیٹھا ہی کہ دیوانۂ زنجیر دار اُسکا نام ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای شہنشاہ اگر وہ دیوانہ ہی تو مین سودائی ہون اگر وہ پہلوان ہی تو مین اپنے وقت کا رستم ہون سارا دیوانہ پن نکال دونگا ہوشیار کرکے لاؤنگا یقین ہی کہ ہیبت دیکھکر کانپنے لگے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرے اور بی کہکشان کی کیا مجال ہی کہ دخل دے سکین دم بھر مین سارے باغ کو پامال کر ڈالونگا آفتاب نے حکم دیا کہ ای دیوانۂ زنجیر دار جلد جاؤ بارہ ہزار جوان مثل اپنے دیوانے چھانٹ کر ساتھ لیے سب دیوانے تھے پیدل چلے چوبدست کاندھون پر تھین بارہ ہزار جوان زنجیرین ہلاتے ہوے غضنفر کی طرف چلے یہان غضنفر نے جب ساٹھ ہزار جوان مطیع کیے لرزان خونریز کو سب کا افسر کیا بارہ ہزار جوان اُسمین سے چھانٹے صبح کو اُٹھ کر سب کو برابر جمایا طریقے قزاقی کے بتانے لگا بوق ترکی کی صدا سب کو تعلیم کردی کہ اس صدا پر یہ کام کرنا جنگ مین اس طرح دوڑنا اس طرح مجمع سے نکل جانا سونٹا ہاتھ مین ہی جسنے خلاف قدم رکھا جھپٹ کر اُسکو سونٹا مارا اس طرح بارہ ہزار جوان تیار کیے ملکہ کوٹھے پر سے تماشا دیکھا کین دوپہر تک چھ ہزار جوان تیار کیے دوپہر کے بعد اُن چھ ہزار کو قاعدے بتائے دن بھر انھین کامون مین مصروف رہے رات کو تھکے ماندے باغ مین آئے آکر جلسے مین بیٹھے کنیزین آئین گانا ہونے لگا ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ بیچ محفل مین بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد
ابتو مرتا ہون جان سے قاصد ::
دیکے خط کیا کہے گا سُنتا جا ::
دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا
کیا لکھون خط قلم بھی اُٹھتا ہی
میری کو کر کچھ اُس کی بھی سننا
نامۂ شوق کا جواب تو لا
ہم نے کسکی خبر کو بھیجدیا ::
مٹ گیا میری قبر کا بھی نشان
کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال

سُن لے تو اُسکو دھیان سے قاصد
باز آ امتحان سے قاصد ::
کچھ ہماری زبان سے قاصد
تو اسی آن بان سے قاصد
کہین مجھ ناتوان سے قاصد
ہاے بہرا ہی کان سے قاصد
ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
گیا دونون جہان سے قاصد
پائے گا کس نشان سے قاصد
جب مٹے آسمان سے قاصد
جا کے اُس کے مکان سے قاصد

ملکہ کہکشان سے اختلاط کی باتین ہو رہی ہین کہکشان بھی خوش بیٹھی ہی قواعد کرنے والے دروازے پر حاضر ہین سب فوج تیار ہی چھ ہزار زیر کوہ جا کر ٹھہرے ہین کہ اُنکی قواعد کا وقت ہی گھوڑے دوڑا رہے ہین طریقہ ہاے تعلیم شدہ صاف کر رہے ہین کہ یکایک لشکر مین تہلکہ ہوا ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا اُسنے آکر خبر دی کہ بھائیو ہوشیار رہنا لشکر دیوانہ نکلا آتا ہی ہر ایک کا قول تھا کہ یارو غضب ہوا بڑا دیوانہ آتا ہی دیکھیے اُس سے کیا گذرے جرأت مین زرہ رین یکتا بڑا بہادر ہی آفتاب نے اُسکو سمجھ کر بھیجا ہی یہان جو خبر مشہور ہوئی کنیزین دوڑی ہوئین روبروے غضنفر آئین بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور ایک دیوانہ ہی کہ دیوانۂ زنجیر دار اُسکا نام ہی وہ براے مقابلۂ حضور آتا ہی غضنفر نے ہنس کر کہا کہ مجکو ضرورت بھی تھی کہ چند دیوانے ساتھ ہون خدا نے وہی سامان نکالا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مین بمقابلۂ دیوانۂ زنجیر دار جاتا ہون آپ کوٹھے سے ملاحظہ کیجیے گا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اُس بجیا کو کیا سمجھے ہین وہ بلاے روزگار ہی ہوا سے لڑتا ہی درختون پر چوبدستین مارتا ہی جس صحرا مین وہ رہتا ہی وہ صحراے بے خس و خاشاک ہی درختون سے بالکل پاک ہی اپنے سائے سے لڑا کرتا ہی کہتا ہی یہ دشمن کہان سے آیا صدہا

چوبدستین زمین پر مارتا ہی راہگیر اُس طرف سے راستہ نہین چلتے غضنفر قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایسے ہی دیوانے کی مجکو خواہش تھی خوب دیوانہ ملا گردن مونڈھا توڑ ڈالونگا کیا اُسکو زنج کے جانے دونگا ہرچند کہ ملکہ روئین مگر غضنفر نے نہ مانا تیغۂ روئین شگاف تولتا ہوا باہر آیا اسپ باد پا پر سوار ہو کے دیکھا کہ اہل قواعد جمع ہین سب کو اپنے قریب بُلایا کہا کہ یارو اب وقت رقص و سرود گیا دشمن سے مقابلہ ہی اب اپنے آقا کا دیوانہ پن دیکھنا دیکھنا کہ کیا کیا حرکتین کرتا ہون دیوانے کو ہوشیار کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا سب نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہ بڑا بیباک ہی فنون سپاہ گری مین چست و چالاک ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر غضنفر بھی آکر پہونچا یہ لشکر صحراے شریر جادو مین چھوٹ گیا تھا اپنے افسر کو تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکلا غضنفر نے کہا کہ یارو مجکو نہ ڈراؤ بروقت مقابلہ تماشا دیکھنا مین اسد دیوانے کا فرزند ہون جنھون نے ہوش ربا ایسے طلسم کو فتح کیا مین قید ہو کر طلسم خیال سکندری مین آیا جسکے یہان قید ہو کے آیا اُسی کی بیٹی کو قبضے مین کیا کیا معشوقۂ دلفریب ہی جب پہلو مین بیٹھتی ہی بہت ہی خوش ہوتا ہون غرضکہ اُسپر مین بھی مرتا ہون رفقا یہ باتین سُنکر منھ پھیر کر ہنسنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ وہ دیوانہ سب کے آگے آگے چوبدست آہنی کاندھے پر رکھے بارہ ہزار جوان دیوانہ مزاج جا ہو نگے سر کے تاج پشت پر زنجیرین ہلاتے ہوے لنگر کمر مین پڑے ہوے اس زور و شور سے آتے ہین کہ تمام صحرا کانپنے لگا غضنفر نے جو دیوانۂ زنجیر دار کو دیکھا شگفتہ ہو گئے پُھریریان لینے لگے گھوڑے کو چمکایا ساتھ والون سے کہا کہ یارو ہوشیار رہو یہ کہکر گھوڑا چمکایا میدان مین پہونچکر گھوڑے سے کود پڑے تلوار کے ہاتھ نکالنے لگے شلنگین لگانے لگے دیوانۂ زنجیر دار نے دیکھا کہ ایک طفل کم سن میدان مین سلحشوری کر رہا ہی یہ حال دیکھ کر ساتھ والون کو ٹھہرایا کہا کہ یارو تم تماشا دیکھو معلوم ہوتا ہی کہ یہی سب کا افسر ہی اپنے نزدیک جرأت مین بہت بہتر و برتر ہی بیک ضرب چوبدست پیوند زمین کرتا ہون یہ کہکر قریب غضنفر آیا آئینۂ جمال دیکھ کر حیران ہو گیا کہنے لگا کہ اے آقاے سُرخ کیا ارادہ ہی مجھسے مقابلہ نہ کرو میرے ساتھ رہو تمکو بادشاہ لشکر کرونگا ملکوں کو لوٹونگا میرے صحراسے کاروان نہین گذرتا اگر گذرتا ہی تو بغیر لُٹے نہین جاتا صدہا کاروان مین نے لوٹ لیے

غضنفر نے کہا کہ یہی ہمارا ابھی کام ہی اسی لوٹ مار مین نام ہی تم ہمارے ساتھ رہنا تمکو کل فوج کا
افسر کرین گے یہ سُن کر دیوانے نے پھر ہرہری لی کہا کہ ای آقاے سُرخ یہ بیان ہیرا اس واسطے ہی کہ آپ
میری اطاعت کرین بعد کلام بسیار دیوانہ زنجیر دار جھلا کر پیچھے ہٹا چوبدست کو چرخ دے کر
لگائی غضنفر نے جست کرکے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی کہ پانی نکل آیا دیوانے نے ایک
چیخ ماری آنکھون سے آنسو نکل آئے کہتا تھا کہ ہاے غضب ہوا آقاے سُرخ میرے ہاتھ سے مارا گیا
کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بے حیا کسے مارا اور کسے قتل کیا دشمن تیرا مین موجود ہون غضنفر کو جو اپنے
سامنے دیکھا چوبدست پھینک کر دوڑ پڑا غضنفر نے تلوار رکھ دی دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے
نے چنگل مارا کہ زرہ و گوشت و پوست نوچ لے گیا غضنفر نے صبر کیا مگر گردن پر ہاتھ رکھ کر ایک
ہکّہ مارا کہ سر اسکا زمین سے ملا دیا دیوانے کو صدمہ جو پہونچا شانے پر غضنفر کے ایک چکت ماری
کہ بوٹا مُنھ مین آگیا غضنفر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹا مُنھ سے گر پڑا دیوانے کو چکر آگیا دیر تک ہانپا کیا
مُنھ گھوئے کھڑا رہا بعد عرصے کے جب ہوش درست ہوے تو پھر لپٹ پڑا دیکھنے والے حیران ہین کہ کس
زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی دن بھر اسی کشاکش مین گذرا شام کو دیوانے نے کہا ای آقاب
جاؤ آرام کرو کل پھر مقابلہ ہوگا غضنفر نے کہا کہ او دیوانۂ مجہول و نامعقول اب مین کیا تجھ کو
جانے دونگا یا تو مجھکو زیر کریگا یا مین تجھکو زیر کرونگا دیوانے نے کہا ای آقاے سُرخ اندھیرے مین
کون دیکھیگا ہماری تمھاری کشتی لائق دیکھنے کے ہی غضنفر نے کہا کہ ابھی دن ہوا جاتا ہی یہ کہ کر
آواز دی کہ ای لرزان خونریز روشنی میدان مین بھیجو لرزان نے روشنی بھیجی دیوانہ زنجیر دار
کی بھی فوج والون نے جھاڑ و غیرہ بھیجے وہ میدان تمام نورانی و منور ہو گیا غضنفر نے کہا کیون
او دیوانے تو نے دیکھا کہ کیسا دن ہو گیا دیوانہ برابر لڑ رہا ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی مگر ملکہ
کہکشان کوٹھے کے اوپر سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین اور خدا سے دعا مانگ رہی ہین کہ ای خالق
بے نیاز و ای ربّ کارساز رحم اپنا شریک کر اس شہریار کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچانے **نظم**

تا توانی پاک داری پاکباز	جسم خود را از ہوا و حرص و آز
ذات بے مثل است و احد لاشریک	بے نیاز است آن خدا اے بے نیاز
ہست باغ دہر را زان باغبان	آب و تاب و انبساط و اہتزاز

بندۂ درگاہ والاجاہ اوست … در سرفرازان عالم سرفراز

می پرد گنجشک این دولت سرا … در ہوائے شوق مثلِ شاہباز

واقف از اسرار پوشیدہ خداست … راز دل میداند آن دانائے راز

ز آتش دل می طپد شام و سحر … عاشق حق صاحبِ سوز و گداز

نقش عالم خامۂ قدرت نوشت … حضرتِ طرّاز بست است این طراز

ہند یا بہرِ حصول کام دل … دست خواہش کُن بپیش حق دراز

تمام کنیزین آمین کہہ رہی ہین بعض بعض کہتی ہین کہ حضور شاہزادہ جابجا غلبہ کر رہا ہی آپ کیون گھبراتی ہین دیکھیے پکڑ لائے تھے کیسے دو تین گھسّے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ ہوگئی حقیقت مین ماشاء اللہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ ایسے زبردست کو مجبور کردیا اب دیوانے نے کئی مرتبہ ہاتھ جوڑے کہ ای آقاے سُرخ مین اطاعت کرتا ہون جانو کہ برابر رہے اور سب رفیق تمھارے زیر کردہ ہین مجکو کہنا کہ یہ زیر نہین ہوا غضنفر نے کہا کہ تیرے دل مین گھمنڈ رہیگا مالک نہ جانیگا ہر وقت بل کی لیگا دیوانہ پھر لپٹ پڑتا ہی دوسرے دن پہر دن رہے دونون مونڈھے غضنفر کے تمام کرے ذرا جب مُنہ گھوتا ہی کہ کاٹ کھاؤن غضنفر تمانچہ اُٹھاتے ہین دیوانہ رُک جاتا ہی مگر ریل کر دس قدم تک لایا وہان پر لاکر ہنہ مارا بایان گُھٹنہ غضنفر کا جھکا غضنفر نے لنگر مارا کہ زانو تک غرق ہوگئے دیوانہ اوپر آکے چھایا اور ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسکو بھی جنبش آجاتی مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین ذرا حرکت بھی نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا بعجز کہا کہ آقاے نامدار مین تو اپنا امتحان کر چکا اب تمھارے زور کا مشتاق ہون غضنفر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے دیوانہ کے تھامے اور ریل کرے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر ہنہ مارا کہ دیوانے کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قایم کرے غضنفر نے دونون ہاتھ ستون کرکے لنگر اُسکا قایم نہ ہونے دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا گود کے چھاتی پر سوار ہوے دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای آقاے نامدار مین آپ کا تابعدار ہون غضنفر نے چھوڑ دیا دیوانہ جھاڑ پونچھ کر اُٹھا سر سے پا تک غضنفر کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان نے

مجکو کیونکر زیر کیا میرا پانوٗن پھسل گیا یہ سوچ کر پھر لپٹ پڑا غضنفر نے کولھے پر لاد کر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے خنجر نکال کر گلے پر رکھدیا اب پھر دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ آقا مین اب زیر ہوا غضنفر نے چھوڑ دیا تین مرتبہ اسی طرح لپٹا اور غضنفر نے زیر کیا چوتھی مرتبہ دل سے قائل ہوا اگرچہ مین کہتا ہی کہ اور وقت پر سمجھونگا آخر کہان جاؤ‌ین گے۔ غضنفر کے ساتھ ہوا اور سب دیوانون سے پکار کر کہا کہ یارو مین تو زیر ہوا جس کسی کو دعویٰ ہو وہ آقا سے مرغ سے لڑے بلکہ مین عوض مین آقا کے مقابلہ کرونگا آقا کا فنون سپاہ گری مین مثل نہین ہی میرے آقا سے نامدار ہین یہ سُنکر سب نے غضنفر کی اطاعت کی غضنفر نوبت ونقارے بجاتے ہوے ان سب کو ساتھ لے کے چلے مگر غضنفر کو اس دیوانے کے زیر ہونے سے بڑی خوشی ہی دروازہ باغ پر آکر کہا کہ تم ٹھہرو مین باغ مین جاتا ہون دیوانہ راہ روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای آقا مین آپ کو اندر نہ جانے دونگا جہان ہم رہین وہان آپ بھی رہیے مین سُنتا ہون کہ آپ کے پاس نزدیک ہی اُس سے جاکر یہین کیجیے گا غضنفر نے کہا کہ بس ہٹ جاؤ ہم کل سے باہر ہین نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کس حال مین ہوگی دیوانہ لیٹ پڑا کہ نہ جانے دونگا غضنفر نے ہرچند سمجھایا مگر وہ دیوانہ کب مانتا ہی آخر غضنفر نے کولھے پر لاد کے دے مارا خنجر بران نکال کر جو گردن پر رکھا تب تو دیوانہ کانپنے لگا کہا کہ ای آقا برائے خدا معاف فرمائیے آپ اندر باغ کے جائیے مین باہر رہونگا غضنفر اندر باغ کے آئے ملکہ کہکشان بیقرار ہو رہی تھین کنیزون سے فرماتی تھین کہ صاحب اب تو لڑائی فتح ہو چکی اب کیون دیر لگائی نظم

گردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی ۔۔۔ روتا ہی نہین درد کی آواز سے کوئی

کیا جان یہ کھیلیگا اس انداز سے کوئی ۔۔۔ ان کھیلون کو سیکھے ترے بانداز سے کوئی

کہتی ہی شبِ وصل کہ تجھ سا بھی نہ ہوگا ۔۔۔ غافل فلکِ تفرقہ پرداز سے کوئی

اندر سے غمزے ترے ای مدتِ شبِ ہجر ۔۔۔ معشوق بھی آگاہ نہین اس ناز سے کوئی

کچھ تجھے دمِ عیسی مین ترے طرزِ سخن بھی ۔۔۔ زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل مین ہی اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم ۔۔۔ یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بے خبرِ عشق ۔۔۔ انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی

کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور
روتا نہین شبنم صفت آوازسے کوئی
کاٹا ہی پر دن کو مرے صیاد نے کیونکر
ڈرتا نہین یون عشق مین غمازسے کوئی
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوی
پہچان نہ جائے تجھے آوازسے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر با شوق
پوچھے یہ ستم حسرت پروازسے کوئی
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا نازسے کوئی
تھکتا نہین منزل مین تگ و تازسے کوئی

دیکھا کہ غضنفر سامنے سے آتے ہین ملکہ نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپنے بڑا کمال کیا کہ ایسا ظالم زیر ہوا غضنفر نے کہا کہ وہ زیر ہونے پر ہر وقت فساد برپا کرتا ہی آٹھ پہر اُس دیوانے سے مقابلہ ہی جس دن اُس سے ذرا بھی دب جاؤنگا اور زیادہ بل کریگا مگر رفیق معقول ہی دشمنون سے خوب لڑیگا دیکھیے اب آفتاب بلند سایہ کیا کرے خبر تو اُسکو سب مفصل پہونچگئی یقین ہی کہ اور کسی کو بھیجے کہکشان نے کہا کہ صاحب خدا انکو بچائے بیشک دشمن بہت ہین غضنفر نے کہا کہ اب میرا اسامان درست ہوا ہی مین انکو خود چین نہ لینے دونگا لشکر کشی کر کے جاؤنگا وہ وہ شبخون مارون کہ ناک مین دم کردون اُٹھنا بیٹھنا اُنکو مشکل ہو دیکھیے کیا صورت ہو ملکہ غضنفر کو ساتھ لیکر اول بارہ دری مین آئین دسترخوان بچھا کھانا کھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب تم آٹھ پہر دیوانے سے لڑے مین بے آب و دانہ بالاے بام رہی کھانا پانی کیسا اب چل کر صحبت مین بیٹھو وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی غضنفر آکر اُسپر بیٹھے ملکہ نے گائنون کو بلایا گائنین سامنے آکر حاضر ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگی نظم

زلفین شاخین ہین قد یار درخت
کون ایسا ہی مشکبار درخت
سایہ اُس سرد کا رہے مجھپر +
پائین جس دشت مین نہ بار درخت
کیا ہی خوش ہو کے چڑھ گیا منصور
دار گویا ہی میوہ دار درخت +
دنگ اُس گل پہ باغ مین ہو کر +
بن گئے سرو گلعذار درخت
باغ کو جاؤن یاد زلف مین کیا
شاخین رکھتے ہین مثل دار درخت

بھولے رم دیکھ کر تری آنکھین	آج آہو ہین شاخ دار درخت
تنِ عریان شگفتہ داغ جنون	ہون مین گویا شگوفہ دار درخت
سرو ہی مثلِ چشم قمری مین	ہین ترے عشق مین ہزار درخت
میری تربت پہ نخل شمع کی طرح	پھولون کی جا ہین شعلہ دار درخت
تجھ پہ مثلِ انار آتشبازہ	جلے ہین سرو قد ہزار درخت
نخل تن یان ہمیشہ ہی پُر داغ	پھول لاتے ہین ایک بار درخت
ہوے آب آب مثلِ فوارہ	دیکھ کر سرو قدِ یار درخت
بھاگا دریا پہ میرے اشکون سے	ہوگئے وار تھے جو پار درخت
پرورش مین نے پائی صحرا مین	جاے دایہ تھے شیر دار درخت
بخل سے گر کرین نہ شاخین بلند	کھائین پتھر نہ میوہ دار درخت
کوسے قاتل وہ باغ ہی جس مین	سرِ منصور پھل ہی دار درخت
باغ شہ ادِ شرم سے ہی نہان	کہ نہ تھا مثلِ قدِ یار درخت
کوسے جانان سے باغ مین جو گئے ق	لگے کرنے صبا کو پیار درخت
کھول کر ہاتھ اپنی شاخون سے	ہوے رہ رہ کے ہمکنار درخت

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اور دیوانے نے آواز لگانے کی ٹھنی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آقاے نامدار تو چین کرین اور ہم یہان دروازے پر پڑے رہین ابھی جاکے سمجھاتا ہون مین اُنسے زیر نہین ہوا پیر پھسل گیا گر پڑا مگر اب جاکے سمجھادونگا یہ کہتا ہوا چوبدست ہلاتا ہوا چلا دروازے پر محلدار کو ڈھکیل دیا کنیزون نے جو دیوانے کو آتے ہوے دیکھا چیخین مار کر بھاگین جس کسی کو پکڑ لیا اُسے کاندھے پر سوار کیا چند کو کاندھے پر سوار کیے ہوے دوڑتا پھرتا ہی خواصین چیخ رہی ہین غضنفر نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ دیوانہ دو کنیزون کو کاندھے پر سوار کیے ہوے اور دو کو بغل مین دبائے ہوے سامنے آیا کہا کہ کیون آقاے نامدار آپ تو یہ عیش کرین تزک کو پہلو مین لیکر بیٹھین اب حال معلوم ہوگا یہ چار معشوقین مین نے بھی پسند کرلی ہین انکو لیے جاتا ہون کنیزین پکار رہی ہین کہ اے شہریار ہمکو بچائیے اس ظالم سے چھڑائیے دیکھیے کیا حرکتین کرتا ہی غضنفر اپنے

مقام سے اُٹھے پکارتے ہوے کہ او دیوانے مجہول یہ کیا حرکت ہی اِن غریبون کو چھوڑ دے ملکہ نے
دامن پکڑ لیا کہا کہ صاحب خدا کے واسطے سامنے اس دیوانے کے نہ جاؤ غضنفر نے کہا کہ ملکہ اگر
اسکو نہ سمجھاؤنگا تو اور زیادہ ظلم کریگا یہ کہہ کر ملکہ کو ہٹایا جست کرکے سامنے آئے للکارے کہ او
دیوانے مجہول ان بیچاریونکو چھوڑ دے وہ مری جاتی ہین یہ جو غضنفر نے کہا دیوانہ نے کنیزون
کو کاندھے سے اُتارا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا ہاتھ چوبدست کا مارا غضنفر نے کلہ چوبدست پر
ہاتھ ڈال دیا اور چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ ہاڈ کرکے لپٹ گیا غضنفر نے بقوت تمام
کولھے پر لادا اُٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا کہ او دیوانے ہی شرط کہ مار ڈالون
دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای آقا اب ایسی خطا نہ کرونگا غضنفر نے چھوڑ دیا دیوانہ اپنے
مقام پر آیا دیوانون مین بیٹھا مگر یہ ہرکارون نے خبر وحشت اثر آفتاب بلند سایہ کو آ کر دی
کہ غضنفر بن اسد نے دیوانے کو زیر کر لیا انھین کی رفاقت مین ہی اور اب غضنفر کا قصد
ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے آفتاب نے کہا کہ نابدولت خود جائین گے اور اُس مقام کو جا کے
بالکل پامال کرین گے اور کہکشان جادو کو وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے لشکر نابدولت
کے ساتھ مثل مور و ملخ کے ہی یہ کہہ کر افسرون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو سات لاکھ ساحر و غیر ساحر
جمع ہوے آفتاب نے کوچ کیا یہان غضنفر بن اسد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی
غزلین گائی جا رہی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ خود آفتاب آتا ہی
سات لاکھ فوج ساتھ ہی یہان سے چار منزل پر اُترا ہوا ہی یہ سنکر غضنفر اپنے مقام سے اُٹھے
ملکہ دامن تھام کر رونے لگین کہا کہ ای شہریار شب کا وقت ہی اور لشکر بے انتہا اُسکے ساتھ
ہی ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائین میرا دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنون پر کوئی
اُفتاد پڑے تو کنیز کدھر کی ہو گی غضنفر نے کہا کہ مین پہر رات رہے پلٹ کر آ جاؤنگا یہ کہہ کے
غضنفر باہر نکلا باہر آ کے بوق ترکی بجایا ساٹھ ہزار جوان بارہ ہزار دیوانے تیار ہوے
غضنفر ان سب کو لیکر چلا بہ یلغار جاتا ہی جب آفتاب کے قریب پہونچا ایک بلندی پر چڑھ کر
دیکھا کہ سات لاکھ کا لشکر اُترا ہوا ہی ایک دریاے قہار ہی کہ موج مار رہا ہی جابجا روشنی
ہو رہی ہی خیمے استادہ ہین بیچ لشکر مین بارگاہ آفتاب ہی غضنفر نے لشکر کو دیکھ کر پھریری لی

ساتھ والون سے کہا کہ یارو ایک ایک حملہ کرتے ہوے نکل چلو جو ساتھ سے چھوٹے وہ باغ پر آئے
راہ مین نہ رہجائے دیوانون نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس غلام
کیا رُک جائین گے لشکر آفتاب کو پامال کردین گے وہ چوبدست چلے کہ ساحر عاجز ہو جائین یہ
سُن کر غضنفر نے بوق ترکی بجایا جس مین یہ آواز تھی کہ ای قزاقان بہ بندید و بزنید و بکشید
یہ کہکر غضنفر نے تلوار کھینچی لشکر ساحران پر گرے دیوانے ہمراہ رکاب ہین بارہ ہزار چوبدست
چل رہی ہی ہر مرتبہ بارہ ہزار قتل ہوتے ہین طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین وہ خیمے گر رہے ہین
ہزار ہا پامال ہوے خیمون مین آگ لگا دی خیمے جل رہے ہین زمین پر سے شعلہ ہاے آتش بھڑک کر
بلند ہو رہے ہین ملازمون نے جاکر آفتاب کو خبر کی کہ وہ دیوانہ براے شبخون آیا ہی ہزار ہا
ملازم سرکاری مارے گئے آفتاب جھلاکر نکلا نکلتے ہی اِسنے دیکھا کہ جابجا تلوار چل رہی ہی جس
مقام پر آیا اپنے ملازمون کو لڑتے دیکھا اُنکو جدا کرتا ہوا ڈھونڈھتا پھرتا ہی دل مین کہتا ہی کہ آخر
وہ لوگ کہان ہین لاشون مین ڈھونڈھتا ہی لاشین بھی جابجا اپنے ہی ملازمون کی ملین کسی جگہہ
کوئی دشمن نہ ملا آخر ناچار ہوا کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہی کہ جابجا میرے ہی ملازم آپسمین
لڑرہے ہین اگر وہ مل جاتے تو مزا چکھاتا بڑا دھوکا دے گیا صد ہا بارگاہین جلین پرچۂ اخبار
گذرا اپچھتر ہزار آدمی مارے گئے اور کوئی قزاق نہین گرا آفتاب نے پوچھا کہ یارو یہ بھی کچھ
دریافت ہوا کہ کون شبخون آیا تھا ملازمون نے کہا کہ نعرۂ حمزۂ صاحبقران کی صدا اُسنی تھی
لندھور و مالک و علمشاہ یہ سب سردار آئے تھے ہر ایک کے ساتھ دس دس لاکھ سپاہی
تھے ہم لوگ کس کس کو روکتے جس طرف سے گذرے پامال کر گئے ہم لوگ دھوکے مین آپس مین
لڑنے لگے حضور نے آکر جدا کیا دیر تک آفتاب بھی لاف وگزاف بکا کیا آخر پلٹ کر بارگاہ مین آیا
دیکھا تو آسمان پر ستارۂ سحری چمک چکا تھا بار سفر تیار ہوا آفتاب نے کوچ کیا پانچ کوس پر
آکر لشکر اُترا آفتاب نے کہا کہ میر طلایہ عمدہ ہونا چاہیے سالار کرگدن سوار پہلوان زبردست
ہی اسنے کہا کہ یہ خدمت مجکو سپرد ہو آتے ہی زد و کو نگا کیا مجال ہی کہ لشکر مین داخل ہو سکین
یہ کہکر سالار کرگدن سوار بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر انتظام طلایہ کرنے لگا یہان غضنفر
کچھ رات رہے پلٹ کر آئے قریب باغ پہونچے ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین کہ دس دس جوان آنے لگے

بھر رات رہے دیکھا کہ غضنفر تلوار کھینچے ہوئے گھوڑا اُڑاتے ہوئے آکر پہونچے دیوانے نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا خوب آپ لڑے ہین لشکر ساحران مین تھلکہ ڈال دیا حقیقت مین بڑا کام کیا آج آپ کی جنگ دیکھ کر مین عاشق ہو گیا یہ ذکر تھا کہ ان کا عیار خبر لے کر آیا عرض کی کہ شہریار ایک پہلوان موسوم بہ سالار کر گدن سوار سیر طلا یہ ہوا ہی بڑا لاف وگزاف کر رہا ہی غضنفر نے کہا کہ اب تو دن کو آرام کرو ناچ وغیرہ دیکھو رات کو چل کر اُسکو بھی دیکھ لین گے دیکھین وہ سالار کون شخص ہی یہ کہکر غضنفر اندر باغ کے آئے ملکہ نے خون وغیرہ جسم سے پاک کیا سب حال پوچھا غضنفر نے کل کیفیت بیان کی کہا کہ انشاء اللہ آج رات کو پھر جاؤنگا وہ سالار بہت غرور کر رہا ہی اُسکا بھی غرور نکالونگا ملکہ یہ سُنکر رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ تو وہان گئے مین رات بھر تڑپا کی نیند کیونکر آتی طبیعت بہت گھبراتی تھی یہی خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کسی بلا مین پھنس جائین تو کنیز پر کیا گذریگی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا ✤ جھونکا دہین نسیم کا سن سے نکل گیا

لایا وہ ساتھ غیر کو میرے جنازے پر ✤ شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا

ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین ✤ شعلہ وہ بن کے میرے دہن سے نکل گیا

ابکی بہار مین یہ ہوا جوش ای جنون ✤ سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

اُس رشکِ گُل کے جاتے ہی بس آگئی خزان ✤ ہر گُل بھی ساتھ بُو کے چمن سے نکل گیا

اہلِ زمین نے کیا ستم تو کیا کوئی ✤ نالہ جو آسمانِ کُہن سے نکل گیا

سنسان مثلِ وادیِ غربت ہی لکھنؤ ✤ شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

ای شہریار آپکی یہ کنیز آٹھ پہر مبتلاے غمِ فراق رہتی ہی کیا کیا جفائین سہتی ہی مگر دن بھر غضنفر نے تامل کیا رات کو باہر آکر بوق ترکی بجایا سب کے پہلے دیوانہ تیار ہو کر آیا سات ہزار جوان وہ بھی تیار ہو کر آئے غضنفر سب کو لے کر چلے جب قریب لشکر آفتاب بلند سا یہ پہونچے گھوڑا بڑھا کر پہلے صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیرِ عالیشان امیرِ عرب ضیغمِ روزگار ✤ بحکمِ خدا بستہ شمشیرِ یار ✤ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ✤ سیُم تیغ عقرب بہ مہ ذوالنجام ✤

بنِ کافران از جہان پاک کرد ٭ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ٭ بعد اُسکے دوسری جانب آکر
لندھور کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہندوستان ٭
اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ تیسری جانب آکر مالک کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ مالک
منم مالکِ اژدر خشمگین ٭ سپہ دار در لشکرِ اہل دین ٭ بیک نیزہ گیرم ز دشمن خسرو باج ٭
ستانیم کفار را تخت و تاج ٭ ایک جانب آکر علمشاہ کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ
علمشاہ رومی شہِ فیل زور ٭ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ رستم کے نام کا نعرہ کرتے
غضنفر بڑھے تھے کہ سالار گینڈا بڑھا کر چلا سامنے آکے دیکھا کہ ایک طفل کمسن تیغۂ خون آلود
ہاتھ مین لڑتا ہوا آتا ہی سالار نے للکارا کہ او حمزہ کہان جاتا ہی مگر حیران ہی کہ حمزہ کے بیٹے
اور پوتے ہین حمزہ کا یہ سن نام جو صاحبقران کا سالار نے لیا غضنفر سوچا کہ اگر سامنے سے
ہٹ جاؤنگا تو یہ نام پرنانا جان کے طعن کریگا یہ سوچ کر گھوڑا دوڑایا للکارے کہ او سالار ادھر آ
کہان جاتا ہی سالار پلٹ پڑا اُسنے آکر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا روک کر
نیزہ مارا اُسنے سینے کو بچایا غضنفر نے نیزہ کو گھوڑے کی آنکھ پر مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا نیزہ
غضنفر نے چھوڑ دیا سالار گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا کئی سو آدمی پامال ہوے
مگر سالار جو زمین پر آیا غضنفر بھی گھوڑے سے کود پڑا اتنی تلوارین مارین کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
اُسکے ساتھ والون نے جو دیکھا تھرا کر بھاگے غضنفر داخل لشکر ہوے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا
خیمون کی طنابین کاٹین اور اُن مین آگ لگا دی طلایہ دار جو مارا گیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ پیر طلایہ
کو حمزہ نے مار لیا چہار طرف سے کافرون نے غضنفر پر ہجوم کیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر ہر شخص
حیران ہی کہ یارو حمزہ وہ شخص ہی کہ فرزند کلان اُنکا عمرو بن حمزۂ یونانی دوسرا فرزند رستم پیلتن
علمشاہ نوجوان اُنکا فرزند قاسم نوجوان اُنکا نور نظر ایرج نوجوان کہ جو طلسم کشا سے ہم چشمی
کر رہا ہی اُسکا یہ سن و سال اور یہ جاہ و جلال یہ مسلمان مقبول بارگاہ خداوند ہین سب طرح کے
شرف اِنکو ملے ہین ہرکارون نے جاکر آفتاب کو جگایا آفتاب یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ حمزہ بڑا بھگوڑا
ہی میرا سامنا نہین کرتا میرا مقابلہ کرے تو ایسا سحر کرون کہ ہاتھ پاؤن مثل ہیزم خشک کے ہو جائین
یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلا تاج کو سنبھالتا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا ہر مقام پر دہی ہنگامہ دیکھا

کو بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو بیٹے نے مارا آفتاب سب کو ہٹاتا ہوا ایک ایک کو سمجھاتا ہوا
کہ کیوں یارو یہ کیا غضب کیا اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو مارا اب کیوں روتے ہو ناحق اشکوں
سے منھ دھوتے ہو سب کو ہٹاتا ہوا جاتا تھا کہ ہمارے دوندہ عیار نے جو آفتاب کو آتے ہوئے
دیکھا غضنفر کی خدمت میں آیا عرض کی کہ ای شہریار آفتاب بلند سایہ بڑے زور و شور سے
آتا ہی مگر آپ نے بہت برا کیا کہ نعرہ کرنے میں صاحبقران کا نام لیا اسمیں آپ کے نانا جان
بدنام ہوتے ہیں وہ یہی کہتا ہوا آتا ہی کہ حمزہ کو قتل کرونگا اگر سحر نہ تاثیر کریگا تو زور میں کیا کم ہوں
اب نکل چلیے غضنفر نے کہا کہ ای رفیق و شفیق یہ سراسر جرأت کے خلاف ہی نانا جان کو وہ سجیا
برا کہتا ہی اور میں کیونکر مقابلہ نہ کروں اب تو ایک امر کرچکا مجکو شرمندگی ہوتی ہی یہ کہہ کے
غضنفر نے مرکب بڑھایا للکارے کہ او نامرد دشمن صاحبقران زمان سامنے تو آ یہ سنکر آفتاب
جھا پڑا لپٹ تو سحر کیا سحر بھلا کب تاثیر کرتا ہی جب سحر سے کچھ نہ ہوا تب گینڈا بڑھا کر جا پڑا نیزہ مارا
غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا کن دے کر نیزے کو آفتاب کا تاج اتار لیا فرمایا کہ او سجیا
اب تو محتاج ہوا ابے ننگے سر گھر جا بس اب بن جاتا ہوں آفتاب نے کہا کہ میں اب بھلا تجھیں
کب جانے دونگا غضنفر نے کہا کہ مجھے کون روکیگا یہ کہکر اسپ باد پا کو چمکایا نیزہ بلیٹ کے
آنکھ پر گینڈے کی مار دیا گینڈا آفتاب کا طرارے بھرنے لگا غضنفر نے تلوار کو چمکایا گھوڑے کو
اڑایا بوق ترکی نکال کر بجایا اسمیں آواز تھی کہ ای قزاقان بدر رو یعنی جنگ سے نکل چلو کان میں
جو آواز بوق ترکی کی پہونچی دیوانوں نے پھرہری لی مگر دیوانہ زنجیر دار چوبدست ہلاتا ہوا سامنے
غضنفر کے آیا دیکھ کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار اب بھاگنے کا وقت آیا بس آپ کی جرأت اور
شوکت دیکھی غلام آج کیسے لڑے دیکھیے آفتاب آتا ہی میں آپ کو نہ جانے دونگا یہ کہہ کے چوبدست
ماردی غضنفر گھوڑے سے کود پڑے گھوڑے نے اپنے کو طرارہ بھر کے بچایا غضنفر نے دوڑ کر دیوانہ
کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ منھ کے بھل زمین پر آیا ایک طمانچہ مار دیا دیوانہ لڑکھڑا کر
گرا غضنفر نے تلوار گلے پر رکھدی اور کہا کہ ارے احمق اس جنگ میں تعرض کرتا ہی اگر دشمن
آجائے تو کیا ہو دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا آفتاب نے جو دور سے دیکھا ایک دستک دی کہ
پہلوے بارگاہ سے ایک طائر کلان اڑتا ہوا آیا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پر توفگن جو وہ بت پُر نور ہو گیا
قلب صنوبری شجر طور ہو گیا
ساقی شراب صاف کی تاثیر دیکھنا
جامِ سفال ساغرِ بلور ہو گیا
ہی بعد مرگ بھی اثر اپنی نگاہ کا
آیا عذاب کا جو ملک حور ہو گیا
غربت مین کیا حصول ہی نزدیک رہنے سے
اہلِ وطن کے دلسے جو مین دور ہو گیا
خورشید مثل ماہ ہی گویا محاق مین
روز فراق بھی شبِ دیجور ہو گیا
کیا انتظار بادۂ انگور ہی مجھے
دیدہ ہر ایک دانۂ انگور ہو گیا
غم نے ہمارے خانۂ دل کو جو آگ دی
روشن برنگ خانۂ زنبور ہو گیا
ہی عضو عضو محو تجلی یار کا
میرا غبار جسم جو تھا نور ہو گیا
ساقی ٹپک پڑا ہی لہو ہجر یار مین
مُنھ شیشۂ شراب کا ناسور ہو گیا
دل دے کے آگیا ترے قابو مین ای صنم
مین اپنے اختیار سے مجبور ہو گیا
ناسخ ہی اس جہان کا دار غرور نام
معذور ہی اگر کوئی مغرور ہو گیا

ہمراہیان غضنفر آواز اُس طائر کی سُنکر رُک گئے آفتاب نے پُکار کر آواز دی کہ ہان یارو انکو مارلو ہمراہیان آفتاب تلوارین لیکر گرے صدہا کو بجھا قتل کیا غضنفر نہایت پریشان ہین ہزار ہزار تدبیر کرتے ہین کہ یہ لوگ گھوڑے بھگائین مگر وہ لوگ اپنے مقام سے جُنبش نہین کرتے خاموش کھڑے ہوے ہین جب دشمن تلوار مارتا ہی سر آگے کر دیتے ہین اپنے کو وار سے نہین بچاتے سامنے تلوارون کے گھُسے جاتے ہین بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہین غضنفر نے بیقرار ہو کے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے عرض کی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم ان بندگان خدا کو اِس آفت ارضی سے مہلت دے اپنے بندون کو بدعت سے اس نامنصف کی بچانے نظم

فی الحقیقت سخت آزار است آزار ہوس
ہست بیشک لا دوا بیمار بیمار ہوس
صاحب حرص و ہوا ماند ہمیشہ تنگدست
می خلد ہر دم بپائے بوالہوس خار ہوس
ماند اندر دہر تا روزِ قیامت زیر بار
ہر کہ بر دارد بدوش جان و دل بار ہوس
کی رہا گردو ز دام رنج و غم اہل طمع
مخلصی کی یابد از زندان گرفتار ہوس
بشگفد کی زاب و تاب فیض حق بستان آز
تازہ کی گردد بباغ دہر گلزار ہوس

روشن اندر خانۂ طماع کی گردد چراغ	کی شود آباد در دار جہان دار ہوس
از طمع خالی است خواہشمند ذاتِ کبریا	طالب مولےٰ نمیگردد طلبگار ہوس

غضنفر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ کہکشان کا یہ طریقہ تھا کہ جب غضنفر برائے شبخون چلتے تھے تو کنیزون سے کہتی تھی کہ مجکو کیونکر آرام آئیگا یا دمین اس شہریار کی پھڑک کر دم نکل جائیگا تو بشکل عقاب سر پر غضنفر کے موجود رہتی تھی اور طرز جنگ غضنفر ملاحظہ کرکے دل سے کہتی تھی کہ کیا بے خوف لڑتا ہی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقہ غلامی کا کان مین ڈالتے یہ تعریفین کر رہی تھی کہ یکایک دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی ہمراہیان غضنفر قتل ہو رہے ہین اور خاموش کھڑے ہین گلے اپنے بڑھ بڑھکے دمِ شمشیر سے ملا دیے ہین حریف کے پاس گھُسے جاتے ہین جان نہین بچاتے ملکہ کہکشان گھبرا گئین کچھ اُنگلیون پر اپنی شمار کرکے دریافت کیا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طائر کو تیر سے ماریے اگر طائر مرے تو آفتاب کا طائر ہوش اُڑے غضنفر نے سر اُٹھا کے کہکشان کو دیکھا کہ آنکھون سے تو آنسو جاری ہین گھبرا گھبرا کے یہ آواز دیتی ہی کہ اس طائر کو تیر سے ماریجیے سوا آپ کے اور کسی کے ہاتھ سے نہ مارا جائیگا دم بدم اسکا نیرنگ بڑھتا جائیگا بعد پہر بھر کے آپ پر بھی تاثیر ہوگی یہ سحر آفتاب کا ہی دمبدم روشنی دکھائیگا دشمنون کو غش آجائیگا بہت بڑا سحر کیا ہی دیکھینگے سر کھڑا ہی تاج کا اُسکو بڑا افسوس ہوا ہی یہ سحر وہ ہی کہ سامری و جمشید اس سحر پر ناز کرتے تھے خاک قبر جمشید اس طائر کے شکم مین بھری ہی جب ملکہ نے اس طرح کہا آفتاب تو سحر کرنے مین مصروف تھا ہی پیدل ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی ساتھ والونکو للکار رہا ہی دیوالون کا ناچار ہوکر قتل ہونا کیسے بیقرار ہوتے ہین اپنی مجبوری پر روتے ہین مگر کچھ زور نہین چلتا غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری اُس طائر کو تاک کر تیر مارا ہر چند کہ تیر داہنی بائین طرف جاتا تھا مگر قضا و قدر نے تیر سینے پر طائر کے پہونچایا تیر پشت کو توڑ کر پار گذرا بجلے خون کے شکم سے طائر کے خاک گرنے لگی جسپر خاک پڑی وہ جل گیا ملازمان غضنفر اپنے گھوڑے دوڑانے لگے دیوالون نے وہ چوبہ سنہین مارین کہ ہزارون کو پرا اٹھا کر دیا غضنفر گھوڑا چمکاتا ہوا چلا مگر آفتاب نے جو لاشہ طائر کا دیکھا ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا

گئے یہ تدبیر بتادی سر اُٹھا کر جو دیکھا دیکھا کہ کہکشان جادو تڑپتی ہوئی جاتی ہے پکار کر آواز دی
کہ اے گیسو بریدہ تیری ذات سے یہ فتور ہوا وہ سحر تونے مٹایا کہ قلب کو رنج و ملال ہے خبردار آگے
نہ بڑھنا یہ کہکر ایک دستک دی کچھ ماش کے دانے اُچھالے کہکشان یا تو اڑی ہوئی جاتی تھی
یا ایک شاخ نخل کی ٹھوکر لگی کہ سر سے قطرات خون کے گرے لڑکھڑا کر زمین پر آئی آفتاب بلند سایہ
دوڑا کہ پکڑلون کہکشان تو حیران و پریشان ہو کر خاموش کھڑی ہو گئی مگر غضنفر نے جو
پلٹ کر دیکھا کہ کہکشان کھڑی رو رہی ہے غضنفر کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آنکھ ملا کر آواز دی
کہ کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے ملکہ کہکشان نے جواب دیا کہ اے شہریار اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

درازی یاد دلواتی ہے اُس زلفِ پریشان کو — عزیز اسواسطے رکھتا ہون شبہاے ہجران کو
گیا مین عالمِ وحشت مین جب سیرِ بیابان کو — لٹایا شیرِ قالین کی طرح شیرِ نیستان کو
کسی دن آکے دیکھے شانۂ عاج اُسکی زلفون مین — کبھی دیکھا نہو جسنے یدِ بیضا مین ثعبان کو
یقین ہے شوق کامل سے اگر ریگِ روان بنکر — روان ہو خاک میری بعد مردن کوے جانان کو
جو دعوے خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے — خدا نے اے صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنون نے جبکہ دی روز ازل ترغیب عریانی — گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو
سُنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر — مین رویا ابر سان برسون نہ دیکھا زلفِ پیچان کو
ہم اے جراح برسون روئے ہین دو دن تو ہنسنے دے — نہ سی بہرِ خدا ظالم دہانِ زخمِ خندان کو
ہزارون صدمۂ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا — کہون اب آبِ حیوان ظلمتِ شبہاے ہجران کو
اثر یارو دکھایا بعد مدت میرے رونے نے — گرایا سر سیل اشک نے ایوان زندان کو
مقابل اُس پری کے ہونے ہے پروازا ایسی کی — کہ میرے ہوش نے پیچھے رکھا تختِ سلیمان کو
حنا خالق نے کی پیدا جو تیرے پانون کی خاطر — بنایا میرے تلوون کے لیے خار مغیلان کو
دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ کہتا ہے — کیا شمشاد سے پیدا خدا نے شاخ مرجان کو
نہ کیون نرگس چشم مست یار خوش ہو میرے رونے سے — کہ تا سبز دوست رکھتا ہے ہر اک میخوار باران کو

غضنفر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مفصل حال کہو کہکشان نے اشارہ کیا کہ باپ میرے قتل کو آتا ہے
مین اُڑ نہین سکتی جس طرح بنے اپنے کو مجھ تک پہونچائیے غضنفر نے گھوڑے پر کوڑہ اُٹھایا یہ مرکب

اصیل طمسی بھلا کب کوڑہ کھاتا ہی ایک طرارہ بھرا ساحرون کے سر ٹھکراتا ہوا برابر کہکشان کے آکر اترا اودھر سے آفتاب آیا غضنفر نے نیزہ مار کر شانہ آفتاب کا نشانہ ہوا اور تیغۂ رومین شگاف کھینچا عکس انگشتر بہرومادہ کا کہکشان پر ڈالا کہکشان تڑپ کر بلند ہوئی آفتاب کا تو شانہ نشانہ ہو ہی چکا ہی جب تیغۂ رومین شگاف چمکا کئی ہزار ساحر بیچ مین آکر ٹوٹ پڑے دیوانۂ زنجیردار جھومتا ہوا آیا کسی پر چوبدست کا ہاتھ مار دیا کسی کو دے مارا کسی کا سر پھاڑا کسی کے لپٹ کر چکٹ مار دی بوٹے کا بوٹا نوچ لیا ساحر سامنے سے دیوانے کے بھاگے آفتاب الگ ہو کر سنبھلا شانے کا خون چلو مین لیا طرف آسمان کے پھینکا تیر برسنے لگے غضنفر نے انگشتر کو چمکایا تیر پلٹ کر ساحرون پر برسے کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رویہ قزاقون نے گھوڑے چمکائے لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر ماہیار سرکش ساٹھ ہزار فوج کا افسر کنارے پر لشکر کے جنگ کر رہا تھا اسنے جو غضنفر کو جاتے ہوے دیکھا نعرہ کیا کہ او حمزہ کہان جاتا ہی منتظم ماہیار سرکش اسنے جو نعرہ کیا غضنفر پلٹ پڑے ساٹھ ہزار فوج مین غوطہ مار اشناوری کرنے لگے سیکڑون کافرون کو مار ا بھر کر مجمع سے نکلے ماہیار نے پھر للکارا کہ او حمزہ مجھسے دو ہاتھ نہ چلے مین کر مار ڈالونگا تلوار نہ کھینچے دونگا غضنفر کو غیرت آئی کہ نانا جان کے نام پر تشنیع کرتا ہی پلٹ کر ماہیار کا سامنا کیا ماہیار نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ رومین شگاف پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ بایان شانہ ماہیار کا اُڑ گیا پرنالہ خون کا جاری ہوا ماہیار نے داہنے ہاتھ سے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ وہ بھی شانہ نشانہ ہوا اب ماہیار کے دونون ہاتھ کٹ گئے تو مجبور ہو کر کھڑا رہگیا مگر زبان کھلی ہی پکار اُٹھا کہ او حمزہ مین سمجھ گیا کہ تو صاحب اقبال ہی اب جا مین تعرض نہ کرونگا ورنہ اب بھی اسقدر فوج ہی کہ تیرے قزاقون کو پامال کریگی غضنفر کو تاب باقی نہ رہی نکل گئے تھے پھر پلٹ پڑے قریب آکر ایک اوچھا سا ہاتھ مار دیا اُس خودسر کا سر کٹکر زمین پر گرا ساتھ والون نے لاشہ اُٹھایا رہ دستہ پیٹتے بھاگے غضنفر قہقہہ مارتے ہوے چلے ساتھ والون نے خوب مال لوٹا ہی خوشیان کرتے ہوے رواروی کرتے جاتے ہین کہ دربلغ پر پہونچے غضنفر نے دیکھا کہ ملکہ کہکشان آسمان سے آکر پہونچین غضنفر گھوڑے سے اُترے ساتھ والون کو شمار کیا سبھون کو

صحیح و سالم پایا صرف دوسی مسلمان راہی ملک جنان ہوے ساتھ کہکشان کے داخل باغ ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آکر مسند پر بیٹھے دور جام چلا گائنین عمدہ عمدہ حاضر ہوئین اور یہ غزل عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگین نظم

ہر پھول تیرے رشک سے جب آب ہو گیا	صحن چمن بھی نظر دن مین تالاب ہو گیا
تیرے حضور زہرۂ مہ آب ہو گیا	شب چاندنی مین عالم سیماب ہو گیا
پگھلے جو تجکو دیکھ کے دل کچھ عجب نہین	آئینہ ہاتھ مین قدح آب ہو گیا
پھاڑا جو اُسنے دستِ حنائی سے خط مرا	ہر پرزہ برگ لالۂ شاداب ہو گیا
آنا ترا وہ راتون کا یاد آ گیا جو ہاے	مہتاب کو مین دیکھ کے بیتاب ہو گیا
غمنامہ میرا آج کبوتر جو لے چلا	تاثیر ہجر دیکھ لو سرخاب ہو گیا
چادر کے بدلے چاندنی اُسکی جو ڈالدی	میری لحد پہ جلوۂ مہتاب ہو گیا
انسان دوچار ہوکے نہ کیونکر ہو بیقرار	آئینہ تجکو دیکھ کے سیماب ہو گیا
بھاگے جو سامنے سے ستارے شبِ فراق	مجکو گمان کرمکِ شبتاب ہو گیا
مضمون جو اپنے رونے کا مین نے کیا رقم	ناسخ دہن دوات کا گرداب ہو گیا

یہان آفتاب بلندسایہ لڑبھڑ کر میدان سے پلٹا ملازمون سے کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ یہ دیوانہ کس طرح آکے لڑا میر طلایہ مارا گیا اب کیا تدبیر کی جائے سہمان آدمخوار یہ کہکر اُٹھا کہ اگر حکم ہو تو غلام آج کی منزل مین طلایہ دے کیا مجال ہے جو حمزہ آسکے مین انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہون مجھسے کیا مقابلہ کریگا یقین ہے کہ صورت دیکھ کر بھاگے بارہ ہزار سوار لے سہمان بعہدۂ طلایہ مقرر ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے اُس مقام سے کوچ کیا پانچ کوس پر آکر اُترا سہمان آدمخوار بارہ ہزار جوان لیکر طلاے پر آیا غضنفر نے ہمارے دوندہ عیار کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ لشکر آفتاب کا کیا حال ہے ہمارے دوندہ ین عمرو صورت تبدیل کرکے آیا لشکر مین آفتاب کے پھرنے لگا دیکھا وہ ہے کہ آفتاب بارگاہ سے نکل کر کرسی پر بیٹھا ہے میر طلایہ سامنے کھڑا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے ہمارے دوندہ نے آکر ایک شخص سے پوچھا کہ میر طلایہ کا کیا نام ہے اُس شخص نے کہا سہمان آدمخوار اُس شخص کو آفتاب نے بُلایا بلاکر پوچھا کہ یہ شخص کیا پوچھتا تھا اُسنے کہا کہ میر طلایہ کا نام مجھسے

پوچھتا تھا آفتاب کو شک ہوا کہا یار و طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص جاسوس لشکر اسلام ہے
اسکو گرفتار کرکے لاؤ سہمان آدمخوار دوڑا ہمامے دوندہ نے چاہا کہ دوڑ دھوپ کر نکل جاؤن
مگر اسنے آکر ہاتھ تھام لیا ہر چند کہ ہمامے دوندہ نے کہا کہ مین راہ گیر ہون اس طرف نکل آیا
مین نے نام میر طلایہ کا اسلیے پوچھا کہ اُس سے سوال کرون شاید پیسہ دو پیسہ پا جاؤن مگر سہمان
نے زنانا کشان کشان سامنے آفتاب کے لایا آفتاب نے پوچھا کہ سچ بتا کہ تو کون ہے ہمامے کہا
کہ مین راہ گیر ہون مانگ کر اپنی اوقات بسر کرتا ہون یہان جو میر طلایہ کا یہ انتظام دیکھا سوچا
کہ اس سے سوال کرونگا تو یہ کچھ دیگا آپ کو ناحق شک ہوتا ہے مین جاسوس نہین ہون یہ جو ہمامے
کہا آفتاب کو اور زیادہ شک ہوا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری اُس برق نے رنگ اور
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی نکل آئی اب تو آفتاب نے دیکھا کہ ایک عیار قنتورے وغیرہ
لگائے ہوئے تو جزا عیاری کا پڑا ہے پکار کر آواز دی کہ او عیار مین نے تجھے پہچانا ہمامے نے اپنا دل
مضبوط کرکے کہا کہ او آفتاب کیون زیادہ باتین بناتا ہے مین اُس شخص کا عیار ہون کہ جسنے تجھپر
شبخون مارے میری قید کیا رہ سکے گی آفتاب نے پوچھا کہ آقا کا تیرے کیا نام ہے ہمامے دوندہ
نے کہا کہ صاحبقران زمان چار سو سردار اور بائیس لاکھ کا لشکر اُنکے ساتھ ہے سب نے کہا حضور
یہ سچ کہتا ہے لشکر تو ہمنے دیکھا کہ جیسے چونٹیان پیدا ہوتی ہین اب حضور کو یقین ہوا ہم سات لاکھ
بائیس لاکھ سے جنگ کرتے ہین آفتاب نے کہا کہ یارو میرا دل قبول نہین کرتا کہ حمزہ کے ساتھ
اسقدر لشکر ہوتا اور شبخون مارتا ظاہر ہو کر کیون نہ مقابلہ کرتا مین نے تواریخ مین دیکھا ہے کہ
حمزہ نے کبھی کسی پر شبخون نہین مارا لقا کے جب مقابلے مین آئے تو لقا نے لشکر کشی کی ساٹھ لاکھ
فوج سے یاقوت شاہ نامے بیٹا اُسکا مقابلے مین آیا صاحبقران کے ساتھ سردارون کی فوج
ملا کر بائیس لاکھ فوج تھی مگر مقابلے مین اُترے ہر روز جنگ ہوئی اُسی بائیس لاکھ سے ساٹھ لاکھ
کو شکست دیتے تھے آخر لقا نے عنتلی آباد سے جادوگرنیان بلائین اور صاحبقران عالیشان
طلسم ہزار اسپ پر گئے کہ سردار اُنکا جمہور نامے وہان جاکر قید ہوا تھا لقا نے جادوگرنیون
سے سحر کرایا رات کو شبخون مارا مسلمان خوب لڑے مگر سحر کی تاثیر سے زخمی ہوئے لڑ بھڑ کر نکل گئے بعد
چندے ہر سردار نے جاکر ایک ایک ملک دو دو ملک فتح کیے اور پھر باختر پر آئے جادوگرنیون کو

عیارون نے مارا صاحبقران نے ابھر کر کفار کو شکست دی باختر لقاے چھین لیا قیطولات
اُسکے تباہ کیے مین کیونکر کہون کہ حمزہ شبخون مارتا ہی یہ جو کوئی شبخون مارتا ہی اوہ شخص ہی مگر نام
حمزہ کا لیتا ہی عیار بھی وہی پتہ دیتا ہی اسکو لے جاکر قید کرو ہر چند کہ ہمانے داد و فریاد کی
مگر آفتاب نے نہ مانا اُسکو قید کیا غضنفر نے دن بھر انتظار کیا ہما پلٹ کر نہ آیا شام ہو گئی گھبرا کر
کہا کہ معلوم ہوتا ہی عیار ہمارا قید ہو گیا کہ پلٹ کر نہین آیا اگر پلٹ کر آتا تو خبر ضرور لاتا یقین ہی
کہ پہچان لیا گیا یہ کہکر بوق بجایا وہین پچھتر ہزار جوان تیار ہوے سب کے آگے دیوانہ جست و خیز
کرتا ہوا جاتا ہی غضنفر نے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ عیار ہمارا کس حال مین
ہی سوار گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کر آیا مگر روتا ہوا آیا عرض کی غلام نے جاکر دریافت کیا عیار
آپ کا پکڑ لیا گیا میلاد خون آشام کی سپردگی مین ہی وہ پہلوان نہایت زبردست ہی کنارے
پر لشکر کے ایک بارگاہ ہی اُس مین عیار آپ کا قید ہی میلاد خون آشام ساٹھ ہزار فوج سے
نگہبانی کر رہا ہی اور آفتاب بلند سایہ اپنی بارگاہ مین مسلح و مکمل بیٹھا ہی اور میر طلا یہ بڑا
غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ اگر آج حمزہ شبخون آئے تو چیر پھاڑ کر کھا جاؤن غضنفر نے کہا کہ ای قزاقان
آج تو یہی کام ہی کہ عیار کو اپنے رہا کرین آج شبخون کا مل نہ مارو سب نے کہا کہ جو مناسب وقت
ہو ہم آپ کے ساتھ ہین غضنفر نے دس ہزار جوانون کو الگ کیا کہا کہ بھائیو تم قید خانہ پر جاؤ
جاکر صاحبقران کے نام کا نعرہ کرو لڑ بھڑ کر سامنے سے بھاگو وہ تمھارا پیچھا کرین گے بھاگے ہی جانا جب
وہ تعاقب مین دور نکلجائین غلغلہ کرنا کہ آقا ہمارے زخمی ہو گئے مین جاکر عیار کو رہا کرونگا دیوانہ
نے کہا کہ آقا مین جاؤن غضنفر نے کہا کہ اچھا تم ہی جاؤ دیوانہ بیباک جست و چالاک دس ہزار
جوانون کو لے کر سامنے آیا للکار کر آواز دی کہ او میلاد خون آشام منم صاحبقران زمان یہ کہکر
لڑنے لگا آخر کو بھاگا ساتھ والون نے غل مچایا کہ یارو افسر ہمارا زخمی ہو گیا سب کا فر دوڑے
میلاد نے پانچ ہزار جوان قید خانے پر چھوڑے اور آپ تعاقب مین چلا جب میلاد نکل گیا تو
نعرے کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم صاحبقران زمان سب
گھبرا گئے اُن پانچ ہزار پر غضنفر آ گرا سب کو قتل کیا دروازے پر قید خانے کے آکر گھوڑے سے
کودا قید خانے مین آیا ہما کو بیٹھے ہوے دیکھا قید کاٹی عیار سے کہا کہ بھائی چلو میلاد تعاقب مین

اُنکے جاتا تھا چندکس بھاگ کر پہونچے اُنھون نے کہا کہ آپ کسکے تعاقب مین جاتے ہین امیر تو
قید خانے پر آئے ہین یہ سُنکر میلاد دیلمٹا اُس وقت پہونچا کہ عیار رہا ہو چکا تھا خیمہ جل رہا ہی
غضنفر کھڑا ہوا مال لوٹ رہا ہی اتنی مہلت تھی کہ چاہتے نکل جاتے مگر میلاد نے للکارا کہ او
حمزہ تو تو بھوت پلید ہی یا تو بھگا ہوا جاتا تھا یا یہان کیونکر آگیا تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہی غضنفر سامنے آیا میلاد نے غضنفر پر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو خالی دیا اپنا نیزہ مارا
اُسنے سینے کو بچایا غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا ڈیڑھ ہاتھ نیزہ گینڈے کی آنکھ مین
اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا گینڈا چرخ مارنے لگا غضنفر نے اسقدر تلوارین مارین کہ ٹکڑے
ٹکڑے میلاد کے اُڑا دیے مگر ہلڑ جو ہوا سہمان آدمخوار کو خبر ہوئی کہ حمزہ نے آکر عیار کو رہا کر دیا
میلاد مارا گیا یہ سُن کر سہمان چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ غضنفر کھڑا ہوا لڑ رہا ہی سہمان نے
للکارا کہ باش او حمزہ کیا کر رہا ہی منم سہمان آدمخوار یہ کہکر گینڈا بڑھایا غضنفر جا پڑا اتنے مین
تلوار چلی غضنفر نے گینڈے کے مُنھ پر تلوار ماردی چہرہ اُسکا کٹا سہمان کو لیکر بھاگا ہرچند سہمان
چاہتا ہی کہ گینڈے کو روکون مگر گینڈا نہین رُکتا تھوڑی دور جاکر آخر گینڈے سے کودا غضنفر
نے قریب جاکر خود اُسکا اُتار لیا اوپر سے ہاتھ مارا سہمان آدمخوار کا سر زخمی ہوا مگر اتنے بڑے
قد کا جوان ہی کہ پیدل کھڑا ہی مگر سر اُسکا سر غضنفر سے بلند ہی غضنفر نے دوسرا ہاتھ مارا سینے پر
پڑا سہمان کو پسینہ آگیا تیسرا ہاتھ مار کر برس پڑا سہمان کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے ساتھ والے
ٹوٹ پڑے لڑ بھڑ کر لاشہ اُٹھایا سامنے آفتاب کے لائے آفتاب جھپٹا اُس وقت آکر پہونچا کہ
غضنفر سہمان کو مار کر لڑ رہا ہی خیمہ جل رہا ہی آفتاب نے للکارا کہ او حمزہ یہ کیا بدعت کر رہا ہی
غضنفر نے گھوڑا چمکایا آفتاب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین تھرائی ایک نازنین پیدا ہوئی
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپکی مشتاق ہوکر آئی ہی نظم

سانپ لہراتے ہین فرقت مین نہین آثار موج — کف نہین دریا مین پھیلا ہی یہ زہر مار موج
لطمہ زن دریاے مئی ہی مست ہین سرچنگ زن — کھل گئی دستار زاہد صورتِ دستار موج
ای صنم تجھکو کیا اللہ نے دریاے حُسن — مثل دریا چاہیے زیبِ کمر زنار موج
سیر دریا مین جو یاد آتی ہی اُس کافر کی زلف — کاٹنے کو دوڑتے ہین میری جانب مار موج

بنگیا ہی پرتو عارض سے ہر لالہ کنول ٭ عکس گیسو سے ہوا تالاب سنبل زار موج

دمبدم چین بر جبین ہوتا ہی مجھپر کس لیے ٭ آب آئینہ مین او ظالم بھلا کیا کار موج

شور ہی بحر جہان مین میرے سیل اشک کا ٭ رہتی ہی دریا مین ان روز دن تیزی گفتار موج

تو نے دریا پر کیا جس دن وضو بہر نماز ٭ بنگئی محراب طاعت ابروِ خمدار موج

ہم بھی ہین پروردہ آغوش دریاے شراب ٭ کیون نہ رفتار اپنی کج ہو صورتِ رفتار موج

کچھ اگر نسبت نہین باہم نملش ہرگز نہین ٭ کسطرح کانٹے مین اٹکے ماہیِ بے خار موج

ہم جو دریا سے نکالا چاہین بحر شعر کو ٭ دائرے گرداب کے کھینچے ابھی پرکار موج

ہی غلط فہمی سے ہر کوئی گرفتار دوئی ٭ عین دریا ہی جو اُٹھ جائے ابھی پندار موج

جلوۂ رخسار جانان سے ہی گرداب آفتاب ٭ ہو گئی خطِ شعاعی سے زیادہ انوار موج

اُتر ینگے بے یار دریا مین ہم ای ناسخ اگر ٭ کاٹ ڈالیگا گلے کو خنجر خونخوار موج

وہ نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی غضنفر کو اُسپر توجہ ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ ای شہریار یہ نمود بے بود سحر ہی اسپر توجہ نہ فرمائیے گا تیغۂ روئین شگاف سے اسکو قتل کیجیے بچنے نہ پائے جتنی دیر اس سے آنکھ ملائیے گا مبہوت ہوتے جائیے گا غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ کہکشان آسمان پر تھرا رہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ اسکو قتل کیجیے اگر یہ زندہ رہیگی تو حضور کو تکلیف دیگی غضنفر نے مرکب بڑھایا تیغۂ روئین شگاف چمکایا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز نے کیا خطا کی کہ حضور نے تلوار کھینچی مین حاضر ہون تیغ ابرو سے قتل کیجیے نگاہین آپکی میرے واسطے تیر ہین مین تو عاشق صادق ہون امیدوار ہون کہ عاشقان حضور مین درج رہون اور حضور نے میرے قتل پر تلوار کھینچی ہی مین سر حاضر کرون مجھے کیا عذر ہی یہ کہتی ہوئی جو آگے بڑھی غضنفر پر ایسی تاثیر ہوئی کہ رُک گئے تلوار کو نیام مین کرنے لگے پھر آسمان سے آواز آئی کہ ای شہریار کئی مرتبہ آپ اسکے عذر کرنے پر رُک رُک گئے کیا اپنی خرابی کیجیے گا ایک مرتبہ اگر رُک گئے تو پھر یہ قتل نہ ہوگی یہ سحر آفتاب بلند سایہ کا ہی اگر کہین آپ اسکے سحر مین پھنسے اور تحفہ جات قبضے سے نکل گئے تو عمر بھر یہ تحفے دیکھنے کو نہ ملین گے جب تو غضنفر نے تلوار کھینچی اور نازنین سر خم کر کے بڑھی اسقدر حسین وجمیل ہی کہ غضنفر کو اسکو قتل کرتے افسوس آتا ہی دل مین کہتے ہین کہ ایسی معشوقہ یون مٹا دون اور وہ قریب

کھڑی ہنس رہی ہی جب مسکراتی ہی تو برق دندان ایسی چمکتی ہی کہ خرمن ہوش وحواس پر زوال آتا ہی
مگر سایہ تلوار کا جو پڑ گیا غضنفر نے دیکھا کہ ایک زنگن ہی ضعیفہ مکارہ چھریان ہاتھے پر پڑی ہوئین
غضنفر نے لاحول پڑھ کر ہاتھ تیغ کا مار دیا اُس ضعیفہ کے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے منھ پیٹ لیا
کہا کہ او جوان تو نے غضب کیا اُس مہ جبین کو مارا کہ جسکا طلسم مین نظیر نہ تھا ہائے تمھارا ہاتھ
کیونکر اُٹھا بڑے سنگ دل ہو غضنفر نے کہا کہ او مکار یہ تو پیر فلک کی نانی تھی ایسی بدصورت
کریہ منظر ہماری نگاہ سے نہین گذری اُسکی موت تھی کہ نکل کر سامنے آئی قتل ہو گئی اب تجھے دعوی ہو
تو مقابلے مین آ آفتاب کے ساتھ والے سب کھڑے ہوئے کانپ رہے ہین چاہتے ہین کہ کوئی ایسی
وجہ ہو کہ یہ جوان سامنے سے نکل جائے ورنہ بڑی مشکل ہوگی مگر آفتاب نے یہ باتین کرتے کرتے
آسمان کی طرف دیکھا نگاہ جو کہکشان پر پڑی جھلا گیا بلند ہوا چاہا کہ گردن پکڑ کر کہکشان
کو لے آوے غضنفر نے تیر مارا کہ پانوُن آفتاب کا زخمی ہوا اور کہکشان تڑپکر بلند ہو گئی
غضنفر نے مرکب چمکایا ساتھ والے اب آ گئے غضنفر سب کو لیکر روانہ ہوئے ہمراہیان آفتاب
آپس مین کہتے تھے کہ یاروباپ نے بیٹی کو نہ پایا کہکشان ہر مقام پر مدد کرتی ہی آفتاب کے
سحر کو مٹواتی ہی جو سحر آفتاب کرتا ہی رد اُسکا بتا دیتی ہی وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان
جلالت فوراً صرف کرتا ہی دیکھو اس ضعیفہ کو کیسا مار لیا کچھ خوف نہ آیا ایسے بیباک سے کون لڑے
ہر ایک شب آکر شبخون مارتا ہی پہلوانان زبردست کو للکارتا ہی ہماری کوئی تدبیر نہین چلتی
یہان تو سب یہ ذکر کر رہے ہین مگر غضنفر گھوڑا اُڑاتے ہوئے قریب باغ پہونچے گھوڑے سے اُترے
ساتھ والے بھی آئے کوئی گھوڑے لوٹ کر لایا ہی کسی نے سپر و تلوارین اُٹھائی ہین کہکشان
نے آکر غضنفر کو گھوڑے سے اُتارا خون کی چھینٹین جو جسم پر پڑی تھین اُنکو دوپٹے سے پاک کیا باغ
مین اپنے ساتھ لیکر آئی کہا کہ ای شہریار اگر مناسب ہو تو یہان سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ یہان
آفتاب آجائے تو باغ کو پامال کرے آپکے دشمنون کی گرفتاری کی فکر کرے یہ خوب خیال رکھیے
کہ اگر آپ اُسکے قبضے مین آگئے تو فوراً قتل کریگا دشمنون کی جان نہ بچیگی مین عقاب بن کر بالاے
سر رہونگی آپ یہانسے نکل چلیے یہان رہنا بہتر نہین غضنفر کے بھی خیال مین آیا کہ بہت ٹھیک
کہتی ہی مگر یہ فرمایا کہ تمھارا عقاب بنکر بالاے سر رہنا بہتر نہین ہم تمھاری مدد نہین چاہتے ہین

کہکشان نے کہا کہ ای شہریار آپ دھوکا کھاتے ہین مین آگاہ کر دیتی ہون اس وجہ سے میرا بالاے سر رہنا بہت مناسب ہی میرے بالاے سر رہنے سے بہت نفع ہوگا غضنفر نے اس بات کو قبول نہ کیا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا آپ اگر بوق بجایا سب لشکر تیار ہوا سب کو ساتھ لے کر صحرا کی طرف روانہ ہوے مگر آفتاب بلند سایہ جب چوتھی منزل پر اترا اور شبخون نہ آیا کہا صاحبو حمزہ بھاگ گیا اب اگر آتا تو گرفتار کر لیتا شہلاے گرگدن سوار کہ منتظم طلا ہی یہ الگ غرور کرتا ہی کہ ما بدولت کا نام جو میر طلا یہ مشہور ہوا اسی وجہ سے حمزہ نہین آیا اگر آتا تو مین مشکین باندھ لیتا اہل لشکر سب لاف وگزاف کر رہے ہین منصف مزاج کہتے ہین کہ یارو بڑی خیر ہوئی کہ حمزہ شبخون نہ آیا اگر آتا تو اب تک لشکر آدھا رہگیا ہوتا مگر غضنفر دو منزل پر جاکر ایک صحرا مین اُتر پڑے زمیندار سے کہلا بھیجا ہماری تمہارے یہان دعوت ہی اگر نہ قبول کروگے تو ہم اور تدبیر کرلین گے زمیندار نے سُنا ہی کہ یہ غضنفر دیوانہ ہی گاؤن کو تباہ کردیگا جواب دیا کہ غلام بہت مدت سے آپ کا مشتاق تھا حضور تشریف لائین تو دعوت کرون آپ تو صحرا مین اُترے ہین لیکن مین وہین سامان دعوت لے کر حاضر ہونگا زمیندار نے اُسی صحرا مین باورچی اور غلہ وغیرہ بھیجدیا کھانا پکنے لگا شام کو زمیندار آیا خوان کسوا کر کھانا تقسیم کردیا ہر روز اسیطرح کھانا تقسیم ہوتا ہی غضنفر نے ہما کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہان کیا گذری آفتاب ابھی بوسر باغ آیا یا نہین اور اُسنے کیا انتظام کیا یہ سُن کر ہماے درندہ چلا یہان آفتاب بلند سایہ پانچ پانچ کوس کوچ کرتا ہوا قریب باغ پہونچا معلوم ہوا کہ باغ خالی پڑا ہی فوج کو حکم دیا کہ باغ کو لوٹ لو اہلِ فوج نے باغ کو لوٹ لیا جب باغ لٹ چکا تو حکم دیا کہ اسکو کھدوا ڈالو تمام باغ کھد گیا درختون مین آگ لگوادی اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی کہ ہماے درندہ بصورت مبدل آیا باغ کی ویرانی دیکھی خبر لے کر پلٹا یہان غضنفر زیرِ نخل بیٹھے ہین دائرے بج رہے ہین دیو اُنے تائین اُڑا رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین

نظم

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوے جانان چھوڑ کر	بلبلِ نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر
چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا صبر کا	دامنِ قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر
وصلِ جانان مین نظر آیا نہ شعبان مجھے	سبزہ کیا دیکھون خطِ رخسارِ جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کیا
خار جاتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار
بوے گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک میرے گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑ کر

کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم
بھاگتے ہین جسطرح سے تیر میدان چھوڑ کر

جو رہی ساقی مرا کیونکر نہو مجھپر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لاکر چھوڑ دینا زہر ہی
جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر

سر ٹپکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے
چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا دہ ہی
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہی تو کل دیکھیو
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہو اعمردون کی کثرت سے محال
جاؤن یا رب مین کہان شہر خموشان چھوڑ کر

مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش
مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دکان چھوڑ کر

جام ارغوانی گردش مین ہی سب خوش بیٹھے ہین کہ ہماے دوندہ آکر پہونچا غضنفر نے پوچھا کہ ای یار وفادار کیا خبر لائے ہماے نے عرض کی کہ آفتاب قریب باغ آکر پہونچا باغ کو خالی پا کے ایسا جھلایا کہ لٹوا کر کھدوا ڈالا اور آگ لگا دی اب اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی ہرکارے آپ کی تلاش مین بھیجے ہین غضنفر نے کہا کہ مین کیا مخفی فردکش ہون مگر آج ہم خود اُنکی ملاقات کو جاوینگے یہ کہکر بوق ترکی بجایا صدا یہ تھی کہ ای قزاقان نیارنشوید غیسری آواز ہین سب قزاق تیار ہوکر سامنے آئے مگر دیوانہ زنجیردار سب کے آگے اکڑتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا کہا آ کیون آقاے سرخ آپ رات کو جاکر چین کرتے ہین اور ہم جنگل مین پڑے رہتے ہین بس اب ایسی حرکت کبھی نکیجیےگا ورنہ ایک چوبدست ایسی مارونگا کہ خاتمہ ہو جائیگا غضنفر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جیسے ہی غضنفر نے یہ جواب دیا دیوانے نے چوبدست لگائی غضنفر نے سر چوبدست تھام کر چھین لی اور ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ آج مار ڈالونگا دیوانہ منتین کرنے لگا کہ ای شہریار اب ایسی خطا نہ ہوگی غضنفر نے دیوانے کو چھوڑ دیا اُچاٹ کر پشت مرکب پہ سوار ہوے سب

لشکر کو لیکر طرف لشکر آفتاب کے چلے طلایہ دار بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ منم شہلائے کرگدن سوار
میرے طلایے مین کون آسکتا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی اِسکے
ساتھ والے کانپنے لگے کہا بیچے صاحبقران آپہونچے غضنفر گھوڑا جمکا کر سامنے آئے فرمایا کہ
سامنے سے ہٹ جا شہلا کو بڑا دعوٰی ہی گینڈا جمکا کر کہا کہ او طفل بے ادب مجھے تیرے حال پر رحم
آتا ہی بھاگ جا مین تجکو مہلت دیتا ہون غضنفر نے کہا کہ او بچیا مردان عالم کہین بھاگتے ہین
تیری سرکوبی کو آیا ہون شہلا نے بڑھکر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا روک کر
نیزہ مارا گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے ڈکارا پھرا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا کہا اب یہ نیزہ
نجس ہوگیا جب گینڈے نے چرخ مارا غضنفر پر س پڑا شہلا کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے شہلا
کو مار کر اُسکی فوج پر گرے دیوانون کی جنگ سے سب ساحر تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین بعض
فریاد کرکے قدمون کو بوسہ دیتے ہین غضنفر نے اُن سب کو مار کر بھگایا آفتاب کی بارگاہ کے
قریب آکر آگ لگا دی بارگاہ جلنے لگی شور مچا آفتاب نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ ارے یارو
خیر تو ہی خدمتگارون نے کہا کہ صاحبقران شبخون آئے ہین میر طلایہ مارا گیا آفتاب جھلا کر باہر نکلا
بارگاہ جل کر گری آفتاب نے دیکھا کہ غضنفر سب کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ حمزہ تیری
قضا آئی ہی دیوانہ کرکے مارونگا یہ کہکر گلے سے ایک ہار سوکھا ہوا اُتارا آسمان پر پھینکا اور
آواز دی کہ ای نسیم عنبر شمیم اپنا ناچ دکھا دے یکلخت ہوائے سرد چلی ایکطرف سے آواز آئی
کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے غضنفر نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو و تیرہ درون کہکشان
کو پکڑے ہوئے لیے جاتا ہی اور کہکشان آواز دیتی ہی کہ ای شہریار کنیز کو اس ظالم سے بچائیے **نظم**

سارے ارمان ہوئے گشتہ یہ دمر بنگے ہین ؞ اب بھی دلسے کوئی پوچھے کہ بھلے چنگے ہین ؞
یا اُسی بُت کو سلیقہ نہین دلداری کا ؞ یا کچھ ای حضرت دل آپ ہی بے ڈھنگے ہین
کبھون نہ دیجیے پھر اپنے گلے کے کپڑے ؞ خار صحرائے جنون کہتے ہین ہم ننگے ہین ؞
حوصلے سب کے خموشی نے مری پست کیے ؞ شور آہون کے نہ نالون کے وہ اب دنگے ہین
رنگ لائے ہین غضب دیدۂ خونبار یہان ؞ کپڑے پہنے بھی دکھانے کو تیرے رنگے ہین ؞
انگلا معشوقون کی کہتے ہین وفائین سُن کر ؞ یہ حکایات ہین افسانے ہین دمر بنگے ہین

اپنے جامے سے ہین باہر تب دیوانہ عشق	ایک حمام ہین جتنے ہین سبھی ننگے ہین ؛
مرض عشق سے صحت ہوئی مرتے ہی جلال	ابتو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین ؛

یہ جو کہکشان نے اشعار عاشقانہ پڑھے غضنفر سنکر گھبرائے چاہا کہ اُس زنگی کو مارون آسمان
سے آواز آئی کہ ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین خبردار زنگی کو قتل نکیجیے گا اگر زنگی قتل ہوا تو آپ
گرفتار ہوجائیے گا غضنفر نے گھوڑا بڑھا کر اپنے کو قریب پہونچایا جس عورت کی شکل بصورت
کہکشان تھی اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے زنگی بھی جلنے لگا دونون جل کر خاک
ہوگئے آفتاب نے جو یہ معرکہ دیکھا جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا بیٹی کو دیکھ کر آواز دی کہ او بیحیا
تو نے یہ کیا غضب کیا جملہ تنبیبہ فرا از اس طفل کو بتاتی ہی میرا سحر مٹاتی ہی غضنفر تو اُسکو مار کے
اڑاتے ہوے بڑھے سمجھے کہ کہکشان نکل گئی ہوگی آفتاب نے کہکشان کو روکا کہکشان
نے آگ برسائی تلوارین برسائین آفتاب نے سب کو روکا سحر کی تاثیر نہ ہوئی غضنفر تو نکل گیا
آفتاب نے سحر کیا کہکشان زمین پر گری ہرچند کہ چاہتی ہی نکل جاؤن مگر آفتاب بلند سایہ
نکلنے نہین دیتا کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے کہکشان کے گرد آکر ہجوم کیا بجبر گرفتار کرلیا
گرفتار کرکے سامنے آفتاب کے لائین آفتاب نے حکم دیا کہ قفس آہنی لاؤ قفس آیا اُس مین
کہکشان کو بند کیا دربار مین آکر حکم دیا کہ سامنے لاؤ سامنے بُلا کر پوچھا کہ کیون ای کہکشان
تو میرا رنگ سحر نہین جمنے دیتی ہین تجکو قتل کرونگا کہکشان نے جواب دیا کہ ای آفتاب تجکو اختیار
ہی مین خیر خواہی سے اُسکی ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی تجکو اختیار ہی چاہے قتل کر چاہے بخش باپ بیٹی سے تکرار
ہونے لگی سردار سمجھا رہے ہین کہ ای کہکشان باپ جو کہتا ہی وہ قبول کرو کہکشان سب کو
جواب دیتی ہی کہ مین نہ مانونگی قضاے کار غضنفر جو اپنے مقام پر پہونچے سب سردار واپس آئے
مگر کہکشان پلٹ کر نہین آئی ہماے دوندہ سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہکشان پر کیا گذری
ہما بصورت مبدل لشکر آفتاب مین پہونچا خبر سُنی کہ باپ بیٹی سے تکرار ہو رہی ہی ہما اندر آیا آکر
دیکھا کہ ملکہ کہکشان کے قفس کے گرد ایک ہجوم ہی سب سمجھا رہے ہین مگر کہکشان کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہین کچھ جواب نہین دیتی آخر آفتاب نے جھلا کر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو
ہماے دوندہ یہ خبر لیکر بھاگا خدمت مین غضنفر کی پہونچا دیکھا کہ غضنفر بہم بیٹھا ہی ہرچند کہ

کنیزین دل بہلانے کی باتین کر رہی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

سر پر پہاڑ اُٹھے نہ ای آسمان گرا +
جو برگِ گُل کو سمجھین کہ سنگِ گران گرا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا +

مٹی دہان کی لے گئے عطار بہرِ عطر
اُس رشکِ گُل کے مُنھ کا پسینا جہان گرا

رشکِ چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال
کٹ کٹ گئے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکستِ دل نے برنگِ شکستہ رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا +

آزاد ہین قیود سے اُفتادگانِ خاک
اُڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا +

عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہی
یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کرے گا مجھے پائے گا سزا +
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا +

لغزش رہِ سلوک مین اُفتادگی ہو کیا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آبِ روان گرا

کیا مال رعبِ فقر کے آگے ہی سلطنت
رویا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا

تاجِ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے +
مانند مست ہر شجرِ بوستان گرا +

لیکن غضنفر کسیطرح شگفتہ نہین ہوتے اُداس بیٹھے ہین کہ پھا آکر پہونچا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ گرفتار ہو گئین آفتاب سے مناظرہ ہو رہا ہی آفتاب نے قتل کا حکم دیا ہی میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی غضنفر تیغہ ٹیک کر اُٹھے باہر آکر بوق بجایا سب نے گھبرا کر کہا کہ یہ دیوانہ جان لیگا آج دن کو چلتے ہین ہماری دیکھیے کیونکر جان بچے مگر دیوانہ سب سے پہلے تیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار آج دن کو چلے رات کو اندھیرے مین جاتے ہین طلب دلی حاصل نہین ہوتا آج دن کو دیکھو دیکھ کر قتل کرین گے افسرون ہی کو مارین گے غضنفر نے حکم دیا کہ فقط دیوانے ہی ساتھ چلین لرزان خونریز کہ سب لشکر کا افسر ہی روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ غلامون سے کیا خطا ہوئی کہ ہمین ساتھ چلنے کا حکم نہین غضنفر نے کہا کہ آج کسیطرح آفتاب کو زندہ نہ چھوڑونگا مار ڈالونگا بہت دنون زندہ رہا اس وجہ سے تم لوگون کو ساتھ نہین لیا کہ مجمع کم رہے چھٹ پٹ اُڑ بھڑ کر پلٹ آوین گے یا تو ملکہ کہکشان کو چھڑا لایا یا اپنی بھی جان دی تم سب جا کر ڈیوڑھی کو گھیر لو دیوانون کو ساتھ لے کر چلے یہان آفتاب غصے مین بیٹھا ہی میدان خونی کی

تیاری ہو گئی ملازمون نے بڑھ کر عرض کی کہ واریں استادہ ہین جلاد بھی حاضر ہین فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی آفتاب اپنے مقام سے اُٹھا غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی باہر نکل کر کنیزون سے کہا کہ کہکشان کو قفس سے نکالو دار پر لٹکاؤ ابھی قتل کرونگا اُس وقت کہکشان بیقرار ہو کے پکاری کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچائے نظم

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش ۔۔۔ پیش در استادہ مثلِ سایۂ دیوار باش
ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش ۔۔۔ بادشاہی گر طلب داری غلام زار باش
ہمین گل شو در گلستان جہان یا خار باش ۔۔۔ الغرض یکرنگ ای رنگین چو رین نگزار باش
دوست شو ای دوست با ہر نیک و بد کن دوستی ۔۔۔ در جہان گنجینہ دار مخزنِ اسرار باش ؏
از دل و جان با خدا سر رشتۂ الفت بہ بند ۔۔۔ خواہ در تسبیح باش و خواہ در زنار باش
صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل ۔۔۔ یکزبان با نیک و بد یکسان بمور و مار باش
کن بہ نیکوئی فزونی و ببدکاری کمی ؏ ۔۔۔ نیک خوی و نیک کردار و نکو اطوار باش
در میان خلق با خُلق و ادب کُن زندگی ۔۔۔ کم زبان و کم خور و کم گوی و کم آزار باش
مستقل چون کوہ شو فیاض چون بحرِ روان ۔۔۔ چون فلک شام و سحر سرگرم ہر کار باش
سر بنہ چون بندگان زار بر خاک نیاز ؏ ۔۔۔ سر بلند و سرفراز و سرور و سردار باش ؏
حق نماید روے روشن از حجاب دل ترا ۔۔۔ ہر زمان امیدوار ای طالبِ دیدار باش
بازکی آید بکف عمریکہ در غفلت گذشت ۔۔۔ بہرِ استقبالِ مہدی ہر زمان ہشیار باش

آفتاب نے قصد کیا کہ تیر و کمان اُٹھا کر تیر مارون نگر دل سے کہتا ہی کہ پندرہ برس اسکو کس ناز و نعم سے پالا اب آج یہ قتل ہوتی ہی تیر و کمان اُٹھاتا ہی اور رہجاتا ہی کہ نعرہ غضنفری آواز آئی نعرۂ زلزلہ افگن ثانی سلیمان نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیرِ عرب ضیغم روزگار ؏
بیکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام

بحکمِ خدا البتہ شمشیر چار ۔۔۔ بیکے تیغ صمصام و قمقام تام
ہن کافران از جہان پاک کرد ۔۔۔ سر سرکشان جملہ در خاک کرد

لشکر مین تہلکہ ہوا ساحر جو سہم ہو کر بھاگنے لگے دیوانون کی چوبدست زنی جب چوبدست ہلاتے ہین دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین ہر طرف فریاد کی صدا بلند ہی آفتاب نے گھبرا کر پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی یہ لوگ کیون اسقدر

گھبرا رہے ہین کہ غضنفر لڑتا ہوا سامنے پہونچا للکارا کہ او بیحیا بیٹی کو قتل کرتا ہی اب تک اسکا شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہی تو بیشک ظالم ہی خبردار ہو جا مین تیرے قتل کو آیا ہون اول تو غضنفر لڑتے بھڑتے قریب ذار کے پہونچے زبان سے کہکشان کی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ملکہ کہکشان نے تڑپ کر دار کو کاٹا ہرچند آفتاب نے قصد کیا کہ کہکشان کو نہ رہا ہونے دون لئی سحر کیے مگر کہکشان بتاتی جاتی ہی کہ ای شہریار انگشتر مہر و ماہ کو چمکائیے گھوڑے کو چمکا کے سامنے آفتاب کے جائیے غضنفر گھوڑا چمکاتے ہوے سامنے آفتاب کے پہونچے آفتاب نے طائر جھولی سے نکال کر چھوڑا وہ طائر بلند ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا کہ ای غضنفر بن اسد ہماری صدا پر متوجہ ہو اصل کیفیت یہ ہی

نظم

وقت راحت جستجو سے بھی یہان ملتا نہین
سچ ہی یہ آرام زیر آسمان ملتا نہین

ہو کسی مہمان کو کیا میہمان نوازی کی امید
عرش پر ہی اب مزاج میزبان ملتا نہین

ساتھ اُس گلرو کے کیونکر کیجیے گلشن کی سیر
دوسرے کو آہ حکم باغبان ملتا نہین

کسطرح سے ہو رسائی طالب دیدار کی
میل کھاتا یار ہی تو پاسبان ملتا نہین

فصل گل مین جور صیاد ستم ایجاد سے
بلبلون کو شاخ گل پر آشیان ملتا نہین

کیونکر آئین کرکے آرائش ہمارے سامنے
آئنہ اُنکو برائے امتحان ملتا نہین

دل ہمارا خضر رہ ہی منزل مقصود مین
ڈھونڈھتے پھرتے ہین پر گھر کا نشان ملتا نہین

کوہ و صحرا مین ہی قبضہ قیس اور فرہاد کا
میرے رہنے کو کہین کوئی مکان ملتا نہین

ترک الفت کسطرح ای یار ہم تمسے کرین
خلق مین کوئی تمھارا سا جوان ملتا نہین

ناز تھا جسپر زوال حسن مین وہ کیا ہوا
اب کوئی دنیا مین شاید قدردان ملتا نہین

لکھنؤ مین ای شفیق لکھنوی ڈھونڈھا بہت
پر قمر سا اب کوئی اہل زبان ملتا نہین

یہ صدا جو آئی غضنفر بیقرار ہوے کہکشان نے آواز دی کہ ای شہریار اسکو تیر مارئیے غضنفر نے تیر سے اُس طائر کو مارا طائر کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آفتاب نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری ذات سے یہ جوان بچ رہا ہی ورنہ اب تک مار لیتا کہکشان پر چاہا کہ سحر کرون غضنفر گھوڑا چمکا کر قریب آفتاب کے پہونچا آفتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے گھوڑا الگ کر لیا اور تیغہ کا ہاتھ مارا

کہکشان نے آواز دی انگشتر کو بھی گردش دیجیے غضنفر نے انگوٹھی کو پھرا جیسے ہی انگوٹھی کو چمکایا
آفتاب کا چہرہ زرد ہونے لگا خاموش ہوا سحر فراموش ہوا غضنفر نے تلوار ماری آفتاب
نے ہاتھ چمکایا تلوار چمک کر جو گری کئی سپرین فولادی حائل ہوئین مگر تلوار نے سب سپرون کو کاٹا
تاج کو کاٹ کر سر پر پہونچی سر آفتاب کا زخمی ہوا آفتاب نے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کر
بلند ہوا کہکشان نے آواز دی کہ ای شہریار تیر ماریے غضنفر نے تیر مارا شانے پر آفتاب کے
پڑا توڑ کر پار گذر گیا پرنالہ خون کا جاری ہوا آفتاب بھاگا فوج والے آوارہ ہوے ملکہ
کہکشان زمین پر آئین کہا کہ ای شہریار آفتاب نکل گیا آپ نے دیر کر کے تیر مارا یہ وہ ظالم
ہی کہ زندگی مین پیچھا نہ چھوڑے گا آپ بھی لشکر کشی کر کے چلیے قلعۂ انجم نگار ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم و
ناظم انجم تاجدار ہی وہ اسکا حقیقی بھائی ہی اب وہین جا کر لشکر جمع کریگا جس وقت مہلت پائیگا
لشکر لے کر آئیگا آپ خود لشکر کشی کر کے چلیے اگر اسکو مار لیا تو طلسم مین جانے کا راستہ کھلیگا ورنہ
طلسم مین نہ پہونچیے گا غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا کوچ کر کے اپنے طریقے سے
چلے جا بجا دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین غضنفر تو اس طور سے چلے جاتے ہین مگر آفتاب
تاج سر پر ندارد شانے سے خون بہتا ہوا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا تاج سحر سے بنایا سر پر پہنا زخم
کو باندھا خیال مین گذرا کہ بھائی صاحب کے پاس چلیے وہان چل کر لشکر تیار کرونگا یہ سوچ کے
تخت سحر تیار کیا اُسپر سوار ہوا تخت اڑتا ہوا چلا فوجین بھاگی ہوئی راہ مین ملتی جاتی ہین انکو
ساتھ لیتا ہی کئی دن کے عرصے مین دو لاکھ جادوگر ساتھ جمع ہو گئے اُن سب کو ساتھ لیکر بھائی
کی طرف چلا انجم تاجدار اپنے قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی ایک حریف آپکی طرف
آتا ہی دو لاکھ ساحر اُسکے ساتھ ہین انجم تاجدار رات کو تخت پر سوار ہوا ساٹھ ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ لیے قلعے سے باہر نکلا رواروی کرتا ہوا چلا ایک صحرا مین اگر ٹھہرا دیکھا کہ صحرا سے
گرد اڑی ایک جادوگر تخت پر سوار رفقا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے پوچھتا ہوا آتا ہی کہ انجم تاجدار کتنی
دور ہی بس انجم تاجدار کو یقین کامل ہوا کہ میری فکر مین آتا ہی لشکر کو اپنے گوشے مین ہٹایا چھپکر
صحرا مین اترا جب آفتاب کا لشکر اتر چکا روشنی ہوئی طلایہ دار دلق جادو بارہ ہزار ساحرون
کو ساتھ لیکر لشکر کی حفاظت کرنے لگا اِدھر انجم تاجدار نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا بہ ارادۂ

شبخون چلا ساتھ والون سے کہا کہ مین جاکر میر طلایہ کو مارتا ہون تم لوگ آپڑنا مگر اس طور سے سحر کرنا کہ وہ لوگ بھاگ نہ سکین ساتھ والون نے یہی تدبیر کی لشکر کو اپنے تیار کرکے چلے مگر دلق جادو طلایہ دے رہا ہی ساتھ والے گرد کھڑے ہین کہ آسمان سے برق گری دلق کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے گھبرائے کہ ہمارے افسر کو کسنے مارا دیکھا کہ ایک تاجدار آسمان سے اُترا للکارا کہ او نامردو بھاگ جاؤ اُنھون نے انجم پر بلوہ کیا انجم نے گولہ مارا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے آخر فریاد کرتے ہوے بھاگے کہ لشکر سارا آکر پہونچا وہ جو گرے خیمے جلا دیے بارگاہون کی طنابین کاٹین ہزارہا ساحر مرنے لگے یہ خبر آفتاب جادو کو پہونچی کہ تمھارے لشکر پر حریف شبخون آیا ہی یہ سمجھا کہ صاحبقران یہان بھی آگئے گھبرایا ہوا باہر نکلا دیکھا کہ ساحر لڑرہے ہین سحر چل رہا ہی آفتاب نے نکل کر سحر کیا کئی ہزار کے سر اُڑ گئے انجم کو خبر پہونچی کہ افسر لشکر نکلا ہی اُسنے کئی ہزار ساحرون کو مارا جب سحر کرتا ہی زمین ہلا دیتا ہی انجم گھوڑا چمکا کر چلا اُدھر سے آفتاب آتا تھا آفتاب نے انجم کو دیکھا انجم تاجدار کی نگاہ آفتاب کے پر پڑی آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ مجھپر آپ نے شبخون مارا انجم نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی تھی کہ آپ لشکر کشی کرکے آئے آفتاب نے کہا کہ مین تو امیدوار کفالت آیا ہون میرا ملک صاحبقران نے چھین لیا کہکشان جان کی دشمن ہوگئی مین بھی سمجھا تھا کہ حمزہ شبخون آیا ہی دونون بھائی آپس مین بغلگیر ہوے فوج کو منع کیا ایک نے ایک سے حال پوچھا جنگ کا ہونا موقوف ہوا مگر ہزارون دونون کے ساتھ کے مرے گرے انجم تاجدار نے کہا کہ بھائی صاحب قلعے مین چلو آفتاب کو ساتھ لے کر قلعے مین پہونچا قلعے مین جو دو لاکھ فوج سے آفتاب آیا مشہور ہوا کہ آفتاب بلند سایہ تباہ ہوکر آیا ہی اُس تباہی پر دو لاکھ آدمی ساتھ ہین زوجہ انجم تاجدار کی سیارہ روشن جبین محل مین اپنے بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ آپ کے جیٹھ آئے ہین اسنے انجم تاجدار کو لکھا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو برائے سلام آفتاب آؤن انجم نے جواب مین لکھا کہ شب کو آنا سیارہ رات کو بن ٹھن کر خوب آراستہ ہوئی آراستہ ہوکر طرفہ محفل کے چلی یہان اب وہ وقت ہو کہ دونون بھائی مسند پر بیٹھے ہین گائنین مع سازندون کے حاضر ہین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

اس رمز کو افسوس کچھ احباب نہ سمجھے		سمجھانے سے کیون عاشق بیتاب نہ سمجھے

سوجاتے بھی ہین جاگے ہوے بخت شبِ وصل — دل اِنکو مرا دیدۂ بیتاب نہ سمجھے
مل جاتا ہی ڈھونڈھے سے جو دل گم شدہ عاشق — کمیاب تو البتہ ہی نایاب نہ سمجھے
ٹھہرا دے اگر دل کو کبھی یاد کسی کی — صبر اس کو تصور نہ کرے تاب نہ سمجھے
ہوتی ہی عیان شام ہی سے صبح شبِ وصل — اس رات کو عاشق شبِ مہتاب نہ سمجھے
خود منھ سے مین کہتا کہ جگر مین ہی مرے زخم — تم دیکھ کے روتے ہوے خوناب نہ سمجھے
شربت کے مجھے گھونٹ ہین رگڑے نہین قاتل — اس کُند چُھری کو کوئی بے آب نہ سمجھے
پہلو مین جگہ دے وہ مرے دل کو نہ ٹھہرائے — چند آرزوئین ہین بہت اسباب نہ سمجھے
یک بیک نے جلال انکی لگا دی مجھے چُپ اور — سمجھائے گئے کچھ مرے احباب نہ سمجھے

جام ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ خبر پہونچی ملکہ سیارہ آتی ہین انجم تاجدار نے کہا کہ بھائی صاحب سنبھل کر بیٹھیے ملکہ آتی ہین پہلے چند کنیزین حاضر ہوئین بعد اُنکے سیارۂ روشن جبین بیچ مین کئی سو کنیزون کے جوڑا بھاری پہنے ہوے بناز و کرشمہ اکڑاتی ہوئی آنکھون مین نشہ آکر پہونچی آفتاب کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا نشے مین تو بیٹھا ہی تھا اُٹھ کھڑا ہوا بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا بھابھی صاحب آئیے مین تو مدت سے آپ کا مشتاق تھا سیارہ نے ہنس کر جواب دیا کہ بھائی صاحب یہ کیا اُفتاد پڑی کہ آپ یون پریشان ہو کر آئے ہمنے سُنا کہ بی کہکشان جادو آپ سے باغی ہو گئین کچھ آپ کا پاس نہ کیا آفتاب نے کہا کہ اگر مین قصد کرتا دونون کا سر کاٹ لیتا مگر مجھے تو منظور تھا کہ تم تک پہونچون بھائی صاحب نے مجھپر شبخون بھی مارا ہزارہا ہمراہی مارے گئے مین نے کچھ نہ کہا مجھے تو یہ منظور تھا کہ چلکر تمھاری قدمبوسی کرون سب رنج و ملال اس وقت دفع ہو گئے کیون بھابھی صاحب کبھی تمکو ہمارا بھی خیال آتا تھا ہمنے اکثر راتون کو خواب مین دیکھا اکثر خط لکھے تمنے جواب بھی نہین بھیجا اب تو مین سامنے موجود ہون امیدوار ہون کہ رحم فرمائیے ترچھی نگاہ سے نہ دیکھیے نگاہ محبت کا مشتاق ہون سیارہ شرماتی جاتی ہی سامنے شوہر موجود ہی جھلا کر جواب دیا کہ بھائی صاحب اپنے ہوش مین ہو جب تمھارا کوئی خط آیا جواب اُسکا لکھا مضمون وہ تھا کہ جو کوئی دیکھے وہ سمجھ جائے کہ چھوٹے نے بڑے کو لکھا ہی اور آپ کیا چاہتے ہین چلیے چل کے بیٹھیے شراب آپ نے زیادہ پی ہی آپ کو نشہ ہی

نشے کی باتین نہ کیجیے یقین ہو کہ آپ کے بھائی صاحب کو ناگوار ہو انجم نے جواب دیا کہ بھائی صاحب
آپ کو شرم نہین آتی چھوٹی بھاوج کہ جو بجائے دختر کے ہی اُس سے ایسی باتین کرتے ہو اپنے ملک سے
تباہ ہو کر آئے ہو بہ اطمینان یہان بیٹھو ایسا نہ ہو کہ یہ باتین تمھاری مجکو ناگوار ہون ایسی باتین
تمنے کہکشان کے ساتھ کین کہ آخر وہ نکل گئی حرکات تمھارے لغو ہین آفتاب نے کہا کہ بھائی جیسا
مین نے اپنا ملک تباہ کرایا اسی آرزو مین یہان آیا کہ چل کر سیارہ پر قبضہ کرون اگر انکار کروگے
تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے یہان تک تکرار ہوئی کہ آفتاب تلوار کھینچ کر اُٹھا انجم نے کہا کہ کیون
شامت آئی ہی آفتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا انجم پیچھے ہٹ گیا کہا کہ او بیحیا تجکو شرم نہین آتی ایسا
نہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے تو میرا برا ہی مین تیرا لحاظ کرتا ہون ورنہ ایک سحر مین مار ڈالونگا
سیارہ ہان ہان کر کے بیچ مین آگئی آفتاب کا ہاتھ پکڑ لیا کہا دیوانے تباہ ہو کر آیا ہی پھر بل کی
لیتا ہی ایسا نہ ہو کہ تجکو جوتیان مارے غالدین آفتاب نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے جب تو انجم
نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا وہ گولہ قریب آفتاب کے آکر پھٹا گولے سے دھوان نکلا وہ دھوان جو
آنکھون مین لگا آفتاب نابینا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او نامعقول یہ تونے کیسا سحر کیا کہ مجکو
سجھائی نہین دیتا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک سلائی نکالی آنکھون مین پھیری آنکھین
پھر روشن ہوگئین آنکھین روشن ہوتے ہی وہ ہی سلائی انجم پر پھینک ماری انجم نے اُس سلائی
کو کاٹا جیسے ہی سلائی کٹی ایک دناٹا ہوا کہ انجم تاجدار خود نابینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر کہا کہ
صاحب اپنے کو اس مردود سے بچاؤ مین تو بیکار ہوا آفتاب بڑھا کہ گلے مین سیارہ روشن جبین
کے پھر ہاتھ ڈالدون سیارہ نے ایک طمانچہ مارا آفتاب طمانچہ کھا کر ہنسنے لگا کہا کہ ای جان جہان
و ای آرام دل مشتاقان ہماری تمپر جان جاتی ہی اور تم یہ سختی کرتی ہو ہمکو بہ غلامی قبول کرو یہ نہ سمجھنا
کہ تباہ ہو کر آیا ہون کئی صندوق جواہرات کے میرے ساتھ ہین اتنے عرصے مین انجم نے پیشانی
پر نشتر مارا خون لیکر آنکھون مین لگایا آنکھین روشن ہوئین میان بی بی مل کر سحر کرنے لگے اب تو
آفتاب گھبرایا فوج والون کو آواز دی کہ یارو تم دیکھتے ہو یہ میان بی بی مجھپر جبر کر رہے ہین
تم لوگ دخل نہین دیتے ایسا نہو کہین چوک جاؤن تو یہ دونون مجکو مار لین دو لاکھ ساحرون کے
افسر جو بیٹھے تھے اپنے اپنے مقام سے تلوارین کھینچ کر لڑنے لگے ملازمان انجم بھی اُٹھے سارے قلعہ مین

تلوار چلنے لگی ملازمان آفتاب نے وہ سحر کیے کہ کئی ہزار مکان گرے اُس مین ہزارہا جادوگر دبے
ہرکارون نے بڑھکر انجم کو خبر دی کہ ملک تمام تباہ ہو رہا ہی تمام رؤسا گبڑکر آتے ہین آپ کے
شریک ہونگے انجم نے کہا کہ آنے دو ایک طرف سے بلوہ ہو کئی سحر رؤسا وُامرا گولے ترنج و نارنج
ہاتھ مین لیے ہوے آکر گرے، فوج آفتاب کو قتل کرنا شروع کیا انجم نے آواز دی کہ یارو آکے
آفتاب کو گھیر لو جسکی ذات سے یہ فساد برپا ہوا رئیسون نے آکر چہار طرف سے آفتاب کو گھیرا
اب جو گولے پڑنے لگے آفتاب گھبرایا چاہا کہ چمک کر نکل جاؤن سیارہ نے بڑھکر گولہ مارا ایک
گولہ انجم نے مارا وہ دونون گولے آکر سینے پر آفتاب کے پڑے بس پشت کو توڑکر پار گزرے
آفتاب مرکر گرا ملازمون نے بڑھکر لاشہ آفتاب کا اُٹھا یا روتے پیٹتے بھاگے دروازے تک
قلعے کے زن وشوہر سحر کرتے ہوے آئے جب قلعے سے ان سب کو نکال دیا تب زن وشوہر پلٹے
انجم نے کہا کہ کیون صاحب یہ اسی لائق تھا آخر ملعون مارا گیا مین جاکر حمزہ کو پکڑ لاؤن سیارہ نے
کہا کہ لشکرکشی کرکے نکلو انجم نے اس بات کو پسند کیا اُسی وقت آواز دی سب افسر جمع ہوے
کہا صاحبو فوج جمع کرو افسرون نے نوبت و نقارے بجائے تین لاکھ ساحر جمع ہو کر آئے انجم
تخت پر سوار ہوا تین لاکھ کا لشکر لے کر بیرون قلعہ نکلا کہا اب تیاری کرکے چلین گے یہان تو انجم
انتظام لشکر کر رہا ہی لیکن وہ ملازم لاشۂ آفتاب لیے ہوے جاتے ہین سامنے سے ایک قلعہ کے
گذرے کہ اُس قلعے کو آسمان فرسا کہتے ہین حاکم اس قلعے کا سمندون بلند پرواز ہی ملکہ
کہکشان اسکی منگیتر ہی سمندرون نے دیکھا کہ چند ساحر ایک لاشہ لیے ہوے اس صحرا مین
آئے ہین ارتھی بنارہے ہین منظور ہی کہ لاش کو جلائین سمندون قلعے سے باہر نکل آیا پکار کے
پوچھا کہ یارو تم لوگ کون ہو یہ لاشہ کسکا ہی کہان مارا گیا سب جادوگرون نے سامنے سمندون
کے بیان کیا کہ یہ لاشہ آفتاب بلند سایہ کا ہی پہلے حمزہ سے مقابلہ پڑا ملکہ کہکشان جادو
نکل گئین اور یہ آوارہ ہو کر قلعۂ انجم حصار پر پہونچا وہان بھی فساد ہوا زن وشوہر نے مل کے
اسکو مار لیا یہ سُنکر سمندون کو بڑا قلق ہوا کہا صاحبو مجکو پہچانتے ہو مین کہکشان کا منگیتر
ہون میری زندگی مین کسکی مجال ہی کہ اُسپر قبضہ کرے پہلے جاکر انجم اور اُسکی زوجہ کو مارونگا پھر وہانسے
پلٹ کر کہکشان پر قبضہ کرونگا یہ کہکر پلٹ کر افسرون سے کہا کہ اب مین قلعے مین نہ جاؤنگا لشکر کو

لیکر آؤ مین پہلے قلعۂ انجم حصار پر چلون انجم کو مارون زوجہ پر اُسکی قبضہ کرون اُسکو بھی معلوم ہو
کہ داماد نے آفتاب کے قیامت برپا کی ملازم جاکر تین لاکھ کا لشکر لائے سمندون تخت
پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا یہ تو منزل بمنزل جاتا ہی مگر غضنفر بن اسید ایک صحرا مین آکر
اُترے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک لشکر گران جاتا ہی غضنفر نے عیار کو حکم دیا کہ دریافت
تو کرو یہ لشکر کہان جاتا ہی کہکشان نے سمندون کو دیکھا کہا صاحب یہ لشکر بڑے ظالم
کا ہی اسکا نام سمندون بلند پرواز ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو میرے نکل جانے کی خبر ہو گئی
آپ کی تلاش مین نکلا ہی آپ اسکو نکل جانے دیجیے تو مین حال بیان کرونگی مگر غضنفر نے حکم دیا
کہ عیار کو جاتے دو مفصل خبر دریافت کرکے لائیگا آخر ہمارے دوندہ چلا لشکر مین سمندون
کے پہونچا پانچ کوس پر لشکر سمندون کا اُترا عیار نے سب حال دریافت کیا دریافت ہوا
کہ قلعۂ انجم حصار کی طرف جاتا ہی یہ خبر آکر غضنفر کو دی کہ اول یہ قلعۂ انجم حصار پر جاتا ہی
اگر اُنپر غالب آیا تو آپ کی فکر کریگا غضنفر نے کہا کہ ہم چل کر دونون کی فکر کرتے ہین کہکشان
نے ہر چند سمجھایا مگر غضنفر نے نہ مانا بوق ترکی بجادیا سب تیار ہوکر سامنے آئے غضنفر بھی اپنے
گھوڑے پر سوار ہوے لشکر کو لیکر چلے یہان انجم تاجدار بیرون قلعہ اُترا ہوا ہی بعد ایک ہفتے
کے ارادہ تھا کہ کوچ کرونگا کہ لشکر گران سامنے سے نمایان ہوا انجم کو معلوم ہوا کہ داماد آفتاب
معاوضۂ خون آفتاب لینے آیا ہی یہ اپنے مقام پر کہنے لگا کہ یہ لونڈا کیا سمجھا ہی کہ لشکر کشی کرکے
آیا ہی اس طرح اسکو مارون کہ اسکا پتہ نہ ملے سمندون سامنے آکر اُترا دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجے تیاریان ہو رہی ہین شب کو غضنفر آکر پہونچا نعرہ کرکے پہلے لشکر انجم پر گرا
نعرہ کیا کہ منم سمندون بلند پرواز میر طلایہ کو مارکر لشکر سمندون پر پہونچا وہان جاکے
نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار و ملکہ سیارۂ روشن جبین سمندون نے آواز سُنی کہا انجم بڑا
مکار ہی سب کو گھیر کر مارو خبردار جانے نہ پائین خود بھی نکلا اُدھر سے انجم تاجدار پہونچا ادھر
سے لشکر سمندون نکلا غضنفر ابھر کر نکل گیا یہ دونون آپس مین لڑنے لگے دونون لشکر ملگئے
خوب سحر ہوے مگر سمندون نہایت ساحر زبردست ہی دو تختون پر زن و شوہر کو دیکھا کہ ایک
تخت پر انجم ہی اور ایک تخت پر زوجہ اسکی کڑک کر گرا سیارۂ روشن جبین کو اُٹھا لایا اور

طبل بازگشت بجوادیا انجم جب پلٹا توہرکارون نے خبردی کہ آپ کی زوجہ کو سمندون لیگیا
کہا صاحبو تمنے مجکو پہلے خبر نہ دی مین طبل بازگشت قبول نہ کرتا مگر غضنفر پانچ کوس پر جاکے
اُترا وہان سے عیارہ کو بھیجا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ سگ وخوک مین کیسی جنگ ہوئی کہکشان کہتی ہے
کہ صاحب بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا حال معلوم ہو جائے غضنفر نے کہا کہ اس بات
مین تم دخل نہ دو فقط تماشا دیکھو ہماے دوندہ روانہ ہوا لشکرون مین آکر دیکھا جا بجا ہزارون کے
ہزار ہا ساحر قتل ہوے بصورت خدمتگار بارگاہ انجم مین پہونچا دیکھا کہ انجم ملول بیٹھا ہوا ہے
فراق مین اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے نظم

شبیہ قامت موزون مرا ہر ایک مصرع ہے
تراز یور جو سارا ای پری پیکر مرصع ہے
شگاف خامہ ہے چاک گریبان سحر گویا
پڑا جوش صفا سے عکس جو اُسپر ستارون کا
پس از مردن بھی ظاہر ہے دخل ان اہل دنیا کا
کہان بیت الصنم مین ہر کسی کو راہ ملتی ہے
بھلا دیر وحرم کیا آگے تیرے آستانے کے
مرا خامہ ہے باغ فکر مین شجرہ رباعی کا
رگڑتا ہے سر اپنا کب سے تیرے آستانے پر
حسینونکی لگی رہتی ہین آنکھین سبزۂ خط پر
امیر اپنا کہون کیونکر نہ ناسخ شاہ مردان کو

نہین دیوان تضاویر جہان کا یہ مرقع ہے
تو اُسکے وصف مین بالکل کلام اپنا مصرع ہے
جو مطلع ہے مرا خورشید معنی کا وہ مطلع ہے
گمان ہر ایک عالم کو کہ جسم اُسکا مرصع ہے
وگرنہ کیا سبب جو انکے روضون پر طمع ہے
وہ بیت اللہ ہے سارے جہان کا جسمین مجمع ہے
صنم نام خدا ہندو مسلمان کا یہ مرجع ہے
مری طبع روان اشعار کی بحرونکا منبع ہے
سبب یہ ہے جو ای خورشید تابان ماہ اقرع ہے
بجا ہے گر اسے کہیے غزالون کا مرتع ہے
قضا مین بھی وہ اقضی ہے شجاعت مین وہ اشجع ہے

ہماے دوندہ نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ مالک کیون رنجیدہ ہو رہے ہین خدمتگار نے
بیان کیا کہ انکی زوجہ کو سمندون گرفتار کرکے لے گیا فکر مین ہین کہ آج شب کو براے رہائی جائین
یقین ہے کہ بلا کا معرکہ پڑے اُسنے باتون مین انکی زوجہ کو تسخیر کرلیا آج خبر آئی تھی کہ وہ پہلو مین
اُسکے بیٹھی تھی ہنس ہنس کے باتین کررہی تھی اسکا انجم کو بڑا قلق ہے دیکھیے انجام کیا ہو ہماے یہ سب
خبرین لیکر خدمت غضنفر مین آیا سب کیفیتین بیان کین غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا قزاقون سے

کہدیا کہ اول لشکر انجم پر گرو بعد اُسکے شمشیر زنی کر کے لشکر سمندون پر پہونچو جب دونون کا سامنا ہوجائے اور دونون لشکر آپس مین لڑنے لگین تب نکل جاؤ گوشت خرو دندان سگ ہونے دو جس سے بن پڑیگا وہ کریگا قزاقون کو بخوبی سمجھا کر چلے جب قریب لشکر انجم پہونچے آگر سمندون کے نام کا نعرہ کیا کہ منم سمندون بلند پرواز تھوڑی دیر شمشیر زنی کی وہان سے لڑتا ہوا لشکر سمندون پر آیا اور نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار یہان بھی شمشیر زنی کی شمشیر زنی کر کے غضنفر تو نکل گئے لیکن یہ دونون بادشاہ تیار ہوکر نکلے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی ایک کو ایک قتل کر رہا ہی سمندون نے زوجۂ انجم کو اشارہ کیا یہ بھی سحر کرنے لگی اُدھر سے انجم لڑتا ہوا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ زوجہ میری سحر کر رہی ہی اور میرے لشکر کو پامال کرتی ہی للکارا کہ او گیسو بریدہ یہ لشکر تیرے دھگڑے کا ہی اس بدعت کا بدلہ لونگا یہ جو انجم نے کہا سیارۂ روشن جبین نے ایک گولہ انجم پر مارا انجم نے وہ گولہ روک کر سحر کیا کہ سیارہ کانپی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

گر دمِ قتل بھی دیدار میسر ہوتا	لاکھ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا
آبِ حیوان مجھے آبِ دمِ خنجر ہوتا	کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا	کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا	تجھسا بیرحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دمِ گریہ ترے دانتو نکا جو کرتا مین خیال	اشک گر کر صدفِ چشم سے گوہر ہوتا
ای بُت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہی تو	کیون ترے حُسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی	موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اُسکا نہ جمال	ششجہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
رحم آیا نہ اُسے ہاے مرے نالون پر	پانی ہوجاتا وہ ہین کیسا ہی پتھر ہوتا
کافرِ عشق ہوا ہون جو بت بیدین کا	قول واعظ کا اسی سے نہین باور ہوتا
چھوڑ کر وصل ترا لون نہ کبھی باغِ بہشت	نقد سے دام بدلنا نہین بہتر ہوتا
سنگِ اسود کو کبھی مُنھ نہ لگائے مومن	بوسۂ خالِ رُخِ اُس کا جو میسر ہوتا
دیکھ لے زلف پریرو کو تو قائل ہوجائے	جو یہ سمجھا ہی پری کے نہین شہپر ہوتا

کوچہ اُس شوخ کا صد حیف ہی کاے کو سون — نامہ بر اُڑکے پہونچتا جو کبوتر ہوتا
مرگیا ہون شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات — سنگ مرمر جو مرے قلب کا پتھر ہوتا +
مثل گل پھولے نہ جامے مین سماتی بلبل — صحن گلشن مین جو پھولام کا بستر ہوتا
بوسہ اُسکے لب شیرین کا اگر ملجاتا + — تلخ کامون کو وہ ہی قند مکرر ہوتا
نو گرفتار دم ہجر نے دی جان آخر — کیون یہ مرتا جو غم و درد کا خوگر ہوتا
میرے مرنے کی خبر سُنکے کہا جانان نے — مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا
کوہکن کو ہکنی جاکے نہ کرتا ہرگز + — حق مین اُسکے دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا
موتیون کا ہی جبین پر ترے چھپکا ایسا — جسطرح ماہ ہی پروین کے برابر ہوتا
کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرتے نظام — عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا +

یہ اشعار پڑھ کر سامنے انجم کے آئی اور پکار کر کہا کہ صاحب مجھے تمسے کیا عذر ہی جو کہو وہ کرون اور جو حکم دو وہ بجالاؤن دوسرے سمندون نے دیکھا کہ یہ عورت تو اِسکے قبضے مین ہو گئی اسنے بڑھ کر ترنج سبز مارا کہ آگ نے آکر سیارہ کو گھیر لیا اور وہ آگ کشان کشان اُسکو لیکر سمندون کی طرف چلی انجم نے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو رد کیا نشتر نکال کر پیشانی پر مارا وہ خون پھینک مارا وہ آگ بجھی سمندون نے اپنی ران کاٹی وہ خون انجم کی طرف پھینکا انجم کے بدن مین بہت سے آبلے پڑگئے انجم پیچھے ہٹا سیارہ پھر سمندون کے پاس پہونچی کہا صاحب تم کیون گھبراتے ہو مین اُسکو دم دیتی تھی تمنے کیا سمجھا دیر تک آپس مین رد و قدح رہی اسقدر سحر ہوے کہ صدہا خیمے جانبین کے جلے کئی ہزار مارے گئے انجم نے ناچار ہو کر طبل امان بجوایا سمندون عورت کو لے کر پلٹا سیارہ سمندون کے ساتھ گئی بارگاہ مین آکر بیٹھا ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا نازنینان مہ جبین حاضر ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اُنڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین — دیکھو پری نہاتی ہی دریاے نور مین +
شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی — ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
بھڑکی ہی آگ دلمین رواں چشم سے ہین اشک — پیدا ہوا ہی نور کا طوفان تنور مین
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون — سُن لیجیے بُلاکے سب اپنے حضور مین

مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا
پاس اُنکو میرا صحبتِ اغیار مین کہان
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور اب نظام

سویا لپٹ کے نشۂ مو کے سرور مین
یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور مین
جان ہی حریم کعبہ مین تن جو دھپور مین

انجم کو یہ سب خبرین پہونچین کہ آج سامان وصل ہو رہا ہی شراب اُسکو پلا رہا ہی انجم نے اپنا زانو پیٹ لیا کہا یارو بڑے ستم کی بات ہی اگر اُسکا اُس سے وصل ہو گیا تو مین مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا افسرون سے کہا کہ جن صاحب کے مزاج مین آئے وہ تشریف لائین اور جنکے مزاج مین نہ آئے وہ نہ آئین مین اپنی جان دینے جاتا ہون یا تو زوجہ کو لاؤنگا یا لڑ بھڑ کر جان دونگا چالیس افسر اُٹھے کہا حضور ہم سب آپ کے ساتھ ہین ہم بھی سب اپنی جان دین گے جس وقت چل کر گرین گے بارگاہ ہلا دین گے سمندون کی کیا حقیقت ہی کہ آپ کی زوجہ کے ساتھ بے ادبی کرے انجم نے جو سرداروں کو ثابت قدم پایا جھولی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی دریائے سحر مین غوطہ مارا زمین مین غرق ہوا یہان اب وہ وقت ہی کہ ناچ گانا ہو چکا ہی سمندون ہاتھ تھامے ہوے سیارہ کا عیش خانہ کی طرف جاتا ہی چند کنیزین ساتھ ہین قریب کمرے کے پہونچا ہی کہ زمین کانپی سیارہ نے ہاتھ چھڑا دیا کہا صاحب میرا جی نہین چاہتا اور وقت پر اس امر کو رکھو سمندون نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین بہت بیقرار ہون مناسب ہی کہ میرا کہنا مان لو سیارہ نے سر جھکا لیا کہا کہ جو خوشی آپ کی یکایک زمین شق ہوئی انجم تاجدار پیدا ہوا سیارہ نے کہا کہ لو صاحب رقیب آگیا اب کیونکر جان بچیگی سمندون نے کہا کہ نہ گھبراؤ انجم چاہتا ہی سمندون کو لپٹ جاؤن مگر سمندون نے پیچھے ہٹ کر جھولی سے نشتر نکالا پیشانی چاک کرکے خون چلو مین لیا اور پکار کر آواز دی کہ ای آتش افروز لے یہ تیری خوراک ہی اس کو کھا کر دشمن کو لینا یہ کہکر خون پھینک مارا خون جو انجم پر گرا بدن بھر مین آبلے پڑ گئے پھر سمندون نے جو باقی خون اور پھینک مارا چالیسون ساحر جلنے لگے افسر جو جلے انجم پیچھے ہٹا سمندون نے

کہا کہ ای خونخوار یہ جانے نہ پائے پہلو سے کمرے کے ایک جوان سیہ رو منہ مین خون بھرا ہوا نکلا خنجر
کو چاٹتا ہوا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین انجم پر جا پڑا آواز دی کہ او نامرد کیا آج بھی بھاگ جائیگا
تیرے مددگارون کو تو مین نے لیا سب جل کر خاک ہوے اب دیکھیے تیرے لیے کیا ہو انجم تاجدار
نے پلٹ کر گولہ مارا سر پر اُس جوان کے پڑا سر اُسکا پھٹ گیا جیسے ہی وہ مر کر گرا اسمندرون نے
پکار کر آواز دی کہ ای تسخیر لینا تیرے شوہر کو مار کر جاتا ہی اُسی خاک سے ایک نازنین پیدا ہوئی
پکار کر آواز دی کہ او جلاد صاحب بیداد تو نے غضب کیا میرے شوہر کو مارا اگرچند اشعار
تو سن لے یہ کہکر یہ اشعار شروع کیے **نظم**

معرفت مین تیری ذات پاک کے ⁂ اُڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
نام لے سکتے نہین محبوب سے ⁂ کیا کہین گنتے ہین کس سفاک کے
وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے ⁂ موسم گل مین جو ہون بے چاک کے
قید رکھتے موسم گل کی نہین ⁂ ولولے تیرے گریبان چاک کے
صید گاہِ عشق مین مُردار ہی ⁂ صید جو قابل نہین فتراک کے
مست ہو کر جائین گے ای مغبچو ⁂ آئے ہین بنت العنب کو تاک کے
تیرے دیوانون سے بجھنے کی نہین ⁂ آگ کی پریان ہین انسان خاک کے
بحر الفت مین بہارِ باغ ہی ⁂ پھوٹتے ہین دست و پا تیراک کے
نیشکر کی پور ای شیرین دہن ⁂ پھیکی ہی آگے تری مسواک کے
آفرین صد آفرین دستِ جنون ⁂ خوب ہی لتے لیے پوشاک کے
عشق مین رہتے ہین آتش سامنے ⁂ بے مروت بے وفا بے باک کے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے گائے خاک جو جوان سیہ رو کی پڑی تھی اُسمین جنبش پیدا ہوئی ہاتھ
ظاہر ہوے پھر سر ظاہر ہوا تھوڑے عرصے مین وہ جوان یا سامری کہہ کے اُٹھ بیٹھا اُس نازنین
کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کہ ای جان جہان تیرے اشتیاق مین مین عدم سے آیا وہان بھی
بیقرار تھا تجھی کو یاد کرتا تھا آخر حاضر ہوا اب اِس دشمن کو مار لو دونون زن و شوہر انجم کیطرف
چلے انجم کو گھیرا انجم ہر چند سحر کرتا ہی مگر یہ نہین رُکتے پہلے دوڑ کر زوجہ لپٹ گئی دوسری طرف سے

آکر شوہر نے ایک چھری ماری انجم نے ہر چند چاہا کہ ہاتھ تھامون ممکن نہ ہوا آخر شوہر نے گردن پکڑ کے مروڑ ڈالا انجم جو مر کر گرا سیارہ رونے لگی کہا صاحب تمنے غضب کیا میرے شوہر کو مارا سمندون نے کہا کہ تیرا شوہر تو مین ہون کیون گھبراتی ہی خوش ہو کہ یہ نامرد قتل ہوا آخر سمندون سے سیارہ راضی ہو گئی سمندون نے قلعے پر یلغر کیا فوج باہر اُتری ہوئی تھی غضنفر نے اِن سب کو آکر ڈکا اور نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار سمندون نے قلعے کے اندر سے یہ آواز سُنی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ ملعون کہان سے آیا چند کس جو بھاگ کر آئے تھے اُنھون نے خبر دی کہ نعرہ تو انجم تاجدار کے نام کا کرتا ہی مگر ایک طفل حسین ہی کہ وہ لڑ رہا ہی لاش پر لاش گرا دی ہی خیمون مین آگ لگا دی ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سُن کر سمندون باہر نکلا دن کا وقت ہی دیکھا کہ ایک جوان حسین اور ایک ساحرہ نہایت خوبصورت ہی تیغ ابرو نہایت خوشنو چشم جادو خال ہندو فرد بہر خندہ کز لب بر انگیختے نمک بر دلِ خستگان ریختے۔ جمال کو دیکھ کر سمندون نے پہچانا آواز دی کہ او کہکشان مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگی آفتاب کے خون کا بدلہ تجھسے لونگا یہ کہکے سحر کیا اور گولہ فولادی پھینک مارا ہر چند کہ کہکشان بڑے زور و شور سے لڑ رہی تھی مگر لڑکھڑا کر زمین پر گری سیارہ کی جو نگاہ پڑی دوڑی کہ گرفتار کرلون میرے شوہر نے اسکو گرایا ہی کہکشان نے آواز دی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے اب کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی غضنفر نے دور سے دیکھا کہ کہکشان زمین پر تڑپ رہی ہی گھوڑے کو کوڑہ کیا للکارے کہ او گیسو بریدہ خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا سیارہ نے جو پلٹ کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین ہی گُل سے عارض صاحب وضع تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی کئی کنیزون نے روکا جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سیارہ جمال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہو گئی پکار کر کہا کہ او جوان اگر تو مجکو قبول کرے تو عمر بھر تیری کنیزی کرونگی کبھی تیری اطاعت سے مُنھ نہ پھیرونگی غضنفر نے پلٹ کر جواب دیا کہ او چھلو کیا بکتی ہی ہماری معشوقہ پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مار ڈالونگا سیارہ ہاتھ باندھے ہوے بلائین لیتی غضنفر کے قریب پہونچی غضنفر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونون ہاتھ سیارہ کے اُڑ گئے اس حالت مین سیارہ نے تڑپکر آواز دی

کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا کہکشان اپنے مقام سے اُٹھی تڑپ کر گری برق بنکر سیارہ کے دو ٹکڑے کیے سمندون نے پکار کر آواز دی کہ او ظالم تو نے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا کہ جسکا حسن مین مثل نہ تھا غضنفر نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ سمندون قلعہ مین پلٹ گیا اور مقابلے مین غضنفر کے نہ آیا غضنفر لڑ بھڑ کر نکل گیا سمندون نے باہر نکل کر جو حساب کیا علاوہ کنیزان سیارہ کے کئی لاکھ جادوگر مارے گئے سمندون نے پوچھا کہ آخر یہ کون تھا کہ جو اسقدر گستاخی کی لوگون نے کہا کہ یہ صاحبقران زمان ہین سمندون نے لشکر تیار کرایا مگر سیارہ کے مرنے کا بڑا غم ہی کہتا ہی کہ حمزہ کو گرفتار کر کے قتل کرونگا اور کہکشان کو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکر مع لشکر تلاش مین غضنفر کی چلا مگر غضنفر بن اسد بن کرب غازی مرد میدان یکہ تازی ایک صحرا مین فروکش ہی سمندون نے صورت انکی پہچان لی ہی انکو تلاش کرتا ہوا جاتا ہی یہ خبر سُنی ہی کہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہین اور طلسم کشائے بادشاہ سابق کو رہا کر لیا وہ اُنکے لشکر کا بادشاہ ہوا خواجہ عمرو ساتھ ہین ساٹھ ستر ہزار ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین بارگاہ استادہ ہی سمندون ایک صحرا مین منزل پر جا کر اُتر پڑا ہرکارے برائے خبر روانہ کیے ہرکارون نے آکے خبر دی کہ فلان مقام پر لشکر صاحبقران فروکش ہی نوبت و نقارے بج رہے ہین بڑے آرام سے اُترے ہوے ہین ہم لوگ بوجہ خوف عمرو بارگاہ مین نہین گئے کہ وہ پہچان لیتا ہی اب سرکار کو اختیار ہی سمندون نے کہا کہ ہرچند حمزہ مالک اسم اعظم ہی مین بھی اُسکے لشکر پر شبخون مارونگا لشکر کو پراگندہ کر دونگا حمزہ سے مقابلہ نہ کرونگا یہ سوچ کر لشکر کو حکم دیا رات کو لشکر تیار ہوا چار غول کیے صاحبقران کے لشکر کی طرف چلا اِسکے ساتھ والے ذکر کر رہے ہین کہ آج حمزہ کو معلوم ہوگا ساحرون کے کیا مرتبے ہین دم بھر مین لشکر کو تباہ کر دین گے اِس زور و شور سے گرین کہ مسلمانون کو معلوم ہو ساحر ایسے ہوتے ہین لیکن قضائے کار ہمائے دوندہ عیار غضنفر برائے خبر آیا تھا معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران پر برائے شبخون جاتے ہین ہمائے دوندہ بھاگا آکر غضنفر سے سب کیفیت عرض کی کہ آپنے اپنے نانا جان کو بدنام کیا سمندون لشکر صاحبقران پر برائے شبخون گیا ہی یہ سُنکر غضنفر اُٹھا بوق ترکی بجایا فقط دیوانے کو مع بارہ ہزار دیو؛ نون کے ہمراہ لے کر دھاوا کرتا ہوا چلا

اِدھر سمندون لشکر امیر پر آکے گرا صاحبقران تو داخل طلسم ہو چکے ہین مگر صرف لشکر و دیگر سرداران نامی و فرزندان صاحبقران وغیرہ یہان موجود ہین اور کچھ جادوگرنیان بھی ہمراہ لشکر صاحبقران ہین وہ بھی یہ ہنگامہ سُن کر اپنی اپنی بارگاہون سے نکلین سحر کرنے لگین ایسے ایسے جم جم کے سحر کیے کہ ساحرون کے جی چھوٹ گئے سرداران صاحبقران جو سحر سے بچے جاکر لڑنے لگے جس مقام پر لڑے ہزارون کو قتل کیا اب ساحر گھبرائے چاہتے ہین نکل کر بھاگین مگر سرداران صاحبقران کا بلوہ ہی یہ کب نکلنے دیتے ہین گھیرے ہوے ہین اسد بن کرب نبیرۂ صاحبقران چاہتے ہین کہ قریب افسر کے پہونچون دیکھون اِسنے کس سبب سے شبخون مارا ہی اگر افسر کو قتل کرون تو کل فوج کو شکست ہو لڑائی کا اچھی طرح سے بندوبست ہو مگر سمندون جس طرف سُنتا ہی کہ صاحبقران آتے ہین اُدھر سے ہٹ جاتا ہی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز آئی اور صدا آئی کہ منم صاحبقران زمان سمندون گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی مین نے تو صاحبقران کے لشکر پر شبخون مارا اس حیرانی مین ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی کہ سامنے سے غضنفر لڑتا ہوا آتا تھا سمندون کو دیکھ کر للکارا سمندون گھبرایا ایک طرف سے اسد آتے تھے اور ایکطرف سے گھوڑا غضنفر نے بڑھایا سمندون غضنفر پر جا پڑا گولہ مارا وہ بچا چند نازنینان مہجبین سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئین پیدا ہوئین نظم

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہی اٹکے گی جان اپنی آکے گردن مین
سُنا ہی جا ہی قریب رگِ گلو تیری

وہ گُل ہون مین کہ ہزار رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

شبِ فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

دماغ اپنا تو اے گلبدن معطر ہی
صبا کے بھی نہین حصے مین آئی بو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھو دیگی
دکھائے گا ہین کیفیتین سبو تیری

ہوا جو دست رس اُسکا بھی پائے قاتل تک	حنا بھلائیگا شوخی مرا لہو تیری +
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان	کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر ای شہ حسن	فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری +
بچمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا +	برنگ آئنہ حیران ہی آبجو تیری +
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان	رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری +

جیسے ہی وہ نازنینان مہجبین یہ اشعار مذکور گانے لگین آسمان سے آواز آئی ای شہریار ہوشیار رہیے اِن نازنینان مہجبین کو تیرون سے مارئیے غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری جسکو تیر مارا وہ لڑکھڑا کر گری جو گری اُسکا کام تمام ہوا جب کئی نازنینونکو غضنفر نے مارا باقی ماندہ بھاگین غضنفر گھوڑا جھکا کر قریب اُنکے پہونچا اُن سب کو تیغۂ روئین شگاف سے قتل کیا وہ عورتین جو قتل ہوئین سمندون بہت گھبرایا حال یہ ہو کہ ایک طرف سے اسد آتے ہین اور ایک طرف سے غضنفر تلوار کھینچے ہوے آتا ہی سرداروں سے اپنے کہتا ہی کہ مین اگر ایسا سمجھتا تو شبخون نہ آتا اب رات تمام ہوتی ہی اندھیرے مین تو ہٹ جاتا ہون چھپ رہتا ہون دن کو کیونکر بچونگا تڑپ کر زمین پر گرا پر پرواز پیدا کر کے اُڑ کے چلا اسد کی نگاہ پڑی کہ ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے بلند ہوتا ہوا جاتا ہی سمجھے کہ شاید یہی افسر ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے مارا وہ تیر سمندون کی ران پر پڑا تیر تو پار گذر گیا سمندون بہت حیران ہوا اب طاقت پرواز مین فرق آیا لڑکھڑاتا ہوا زمین کی طرف آتا ہی غضنفر کی جو نگاہ پڑی اُنھون نے بھی تاک کر تیر مارا کہ وہ تیر سینۂ پُر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجائے خون شرارۂ آتش نکلے آخر اُس آگ مین جلنے لگا تھوڑی دیر مین جل کر خاک ہوا آندھی سیاہ اُٹھی برفباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سمندون بلند پرواز بود غضنفر نے بوق بجایا ای قزاقان بدرو بد دیوانے جو بدست ہلاتے ہوے نکلے اسد نے ہر چند پکارا کہ ای فرزند ہمسے ملاقات کرتے جاؤ مگر غضنفر نے جواب نہ دیا گھوڑا جھکاتا ہوا نکل گیا ہمراہیان سمندون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا فریاد کی صدا بلند کی چادر ہلانے لگے سب نے پناہ مانگی اسد غازی نے

سب کو پناہ دی وہ سب اسد غازی کے ہمراہ ہوے لشکر صاحبقران پھر اُسی صحرا مین آکر اُترا اگر غضنفر بن اسد جو اپنے مقام پر آیا کہکشان نے کہا کہ اب آپ کا کیا قصد ہی غضنفر نے کہا کہ بھائی نورالدہر کی ملاقات چاہتا ہون کہکشان نے کہا کہ بسم اللہ چلیے طلسم کشا نے بادشاہ سابق کو رہا کیا اب یقین ہی کہ لوح کی فکر مین ہون لیکن لوح کا ملنا بہت دشوار ہی غضنفر نے کہا کہ ہم کوشش کر کے لوح دلوائین گے ہر چند کہ کہکشان نے سمجھایا مگر یہ دیوانہ مزاج جو منھ سے نکل گیا وہ نکل گیا کہکشان جی مین کہتی ہی کہ ای کہکشان دیکھیے اس شخص کے ساتھ کیونکر جان بچتی ہی مگر جو کچھ ہو اب تو انکے ساتھ ہین غضنفر نے پچھتر ہزار کا لشکر تیار کیا اور کہکشان کو تخت پر بٹھایا اور بوق ترکی بجاتے ہوے تلاش نورالدہر مین چلے ایک صحراے سبزہ زار مین آکر اُترے کہکشان نے عرض کی کہ یہ صحرا متعلق سبزہ زار جادو ہی یہان ٹھہرنا بہتر نہین غضنفر کب مانتے ہین کہا آج اسی مقام پر اُترین گے یہ کہکر اُسی صحرا مین اُتر پڑے مگر کہکشان بہ نگاہ سحر آگین چار جانب دیکھ رہی ہی جب رات ہوئی تو کہا کہ حضور جاگ کر بسر کرین طلائے پر مین جاتی ہون غضنفر نے ہر چند روکا مگر کہکشان نے کہا کہ کنیز کا طلایہ دینا بہتر ہی چند کنیزون کو ساتھ لیا طلایہ کا انتظام کرنے لگی لشکر کے کنارے پر آکر ٹھہری کہ صحرا کی طرف سے آواز گانے کی آئی جیسے کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مغتنم وصل مین ہی دور شراب آخر شب
ساقیا مرغ سحر کے ہون کباب آخر شب

وصل مین سُنتے ہی تکبیر کو ہم ذبح ہوے
کیا موذن نے کیا کار ثواب آخر شب

میکشی کیون کہ کرون ترک چلا عہد شباب
ہین وہ محتاط جو پیتے نہین آب آخر شب

آخری عمر مین مجھپر ہوئی غفلت غالب
غلبہ کرتا ہی یہ جس طور سے خواب آخر شب

اول روز جو مجھسے کوئی کرتا ہی سوال
ناتوانی سے مین دیتا ہون جواب آخر شب

آئی نوبت کی صدا وصل مین دریا ہوے اشک
چھوٹے نقارے کہین مثل حباب آخر شب

صبح کو وصل مین ہمنے کیا یون پوشیدہ
چھا گیا دود جگر مثل سحاب آخر شب

حق پرستی کو نہین چھوڑتے ہم بادہ پرست
ہی نماز اول شب اور شراب آخر شب

وصل مین صبح جو آپہونچی ہو تلخ نزدیک
آہون کے چلنے لگے تیر شہاب آخر شب

یہ آواز جو کان مین کہکشان کے آئی ساتھ والی کنیزون سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین دیکھون یہ کون پکار رہا ہی خود اُس طرف چلی جسقدر بڑھتی ہی اُسقدر آواز بہ تکلف آتی ہی ایک نخل کے قریب پہونچی جیسے ہی سایہ نخل کا پڑا ہوا ٹھنڈی آئی دیکھا کہ سامنے سے ایک نوجوان تاج یاقوت احمر پہنے ہوے گلے مین موتیون کے مالے چمک رہے ہین سپر وشمشیر حمائل چہرہ پر نور جارہا ہی کہکشان نے جو اُسکی صورت زیبا کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کلیجہ مُنہ کو آیا پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُس جوان نے پلٹ کر کہا کہ ہم جنگل مین نہین ٹھہر سکتے ہمارے ساتھ آؤ باغ مین چلو کہکشان ساتھ ہوئی وہ جوان بڑھا ہوا جاتا ہی ملکہ کہکشان اُسکے پیچھے پیچھے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند خادم دروازے پر کھڑے تھے برائے استقبال دوڑے عرض کی کہ ای شہریار آئیے وہ جوان کہکشان کی طرف پلٹا کہا صاحب باغ مین چلو کہکشان نے کہا کہ مین تو اب آپکے ساتھ ہون جہان مزاج مین آئے چلیے وہ جوان باغ مین داخل ہوا کہکشان اُس جوان کے ساتھ ساتھ باغ مین پہونچی ہرچند کہ وقت شب ہی ہزارہا طائر درختون پر بیٹھے تھے اُس جوان کو دیکھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگے چند طائر درختون سے اُترے گرد کہکشان چرخ مارنے لگے جب اُن طائرون نے چرخ مارا تو کہکشان کا چہرہ سُرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین وہ تاجدار کہکشان کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین آیا قفس آہنی طلب کیا کہا کہ ای کہکشان اس مین بیٹھو کہکشان اُس قفس مین داخل ہوئی کھڑکی کو اُس تاجدار نے بند کیا چند طائرون سے اشارہ کیا سب طائرون نے گرد قفس آکر چرخ مارا چہرے کی سُرخی کم ہوئی آنکھین اپنے قاعدے پر آئین ملکہ کہکشان کو اب ہوش آیا مگر کیا ہوتا ہی زبان مین سوزن ہی قفس مین بند ہو چکی ہین اُس تاجدار نے پکار کر کہا کہ ای کہکشان جادو منم سبزوار جادو دیکھا تمنے کہ کیونکر گرفتار کر لیا اسی طرح سے تمھارے معشوق کو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکر خود تو تلاش مین غضنفر کی نکلا قفس کو بارہ دری مین لٹکا دیا یہان کنیزین کہ جو کہکشان کے ساتھ تھین اور اُنکو چھوڑ گئی تھین اُنھون نے دیر تک انتظار کیا جب ملکہ پلٹ کر نہ آئین ناچار ہو کر پلٹین ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا تھا جنگل مین ڈھونڈھتی پھرین جب کہین نشان نہ پایا تو گریان و نالان پلٹین خدمت مین غضنفر کی پہونچین تمام کیفیت

غرض کی غضنفر گھبرا گئے ہمارے دو ومدہ سے بُلا کر کہا کہ ذرا دریافت تو کرو ملکہ نے کہا تھا کہ اس مقام پر ہوشیار رہیےگا یہ مقام سبزوار جادو ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسی نے گرفتار کیا یہ سُن کر ہمارے دو ومدہ تلاش مین چلا یہان ملکہ کہکشان قفس مین بند بیٹھی ہین مگر اپنی جان سے بیزار ہین گھبرا رہی ہین کبھی اُس گھبراہٹ مین یہ اشعار پڑھتی ہین **نظم**

نہین ہو دیر سے پی ای فلک جناب شراب ❊ وصال مین تو رہے سامنے کباب شراب
خم فلک مین نہین سُرخیِ شفق پیدا ❊ کسی کے واسطے لایا ہی آفتاب شراب
مدام رہتے ہین مخمور فیض ساقی سے ❊ سرور و عیش مین پیتے ہین بے حساب شراب
جو می پلاتا ہی ساقی مجھے تو دیر نکر ❊ کہ مجھکو کرتی ہی پامال اضطراب شراب
سوا مذمت پیرِ مغان کے کیا سمجھین ❊ جو ہمکو نشے مین دیتا ہی وہ خراب شراب
جگر مین درد نہین عشق چشم میگون ہی ❊ ملا کے دیتے ہو یارو عبث کباب شراب
تصور لبِ میگون بندھا ہی رہتا ہی ❊ نہ جاگتے ہی ہین چکھی نہ وقت خواب شراب
وہ رند ہون کہ مرا حال گر کوئی پوچھے ❊ زبانِ موج سے دیتی رہے جواب شراب
کیا نہ سیر مجھے اور فیض ساقی سے ❊ شفیق کہتا ہون ہر وقت مین شراب شراب

کبھی روتی ہی کبھی اپنے حال زار پر افسوس کرتی ہی کہ خار خار جادو نگہبان جو قید کا ہی وہ ٹہلتا ہوا آیا جمال بے مثال پر جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا ملکہ کو روتے ہوے دیکھ کر پوچھا کہ کیون ای نازنین کیون روتی ہی آب و دانہ پہونچاؤن جو تکلیف پہونچی ہی وہ مجھے بیان کر مین تیرا نگہبان ہون ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا کہ ای خار خار تو آگاہ ہی کہ والد نامدار کیونکر مارے گئے میری کوئی خطا نہ تھی اُنھون نے آپ اپنی جان دی خار خار منتین کرنے لگا کہتا تھا کہ مین تابعدار ہون ملکہ بولین کہ خالی باتین بناتے ہو قفس سے ہمین نکالو زبان سے سوزن نکلے جو تم کہوگے مین قبول کرون گی خار خار جادو ایسا بیقرار تھا کہ نیک و بد نہ سمجھا فوراً قفس کھول کر ملکہ کو نکالا زبان سے سوزن نکالی چاہا گلے مین ہاتھ ڈالون جب تو ملکہ بگڑین کہا او بیحیا چاہتا ہی کہ عصمت پر ہاتھ ڈالے ہم ہرگز نہ قبول کرین گے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین بہت بیتاب ہون میرے حال پر رحم کر جب تو

ملکہ نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ خارخار تمانچہ کھا کر بھاگا اور کہکشان بارہ دری
سے نکلی سحر کرکے بلند ہوئی مگر ہزارون طائر باغ کے چاؤن چاؤن کرکے دوڑے کہکشان
کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لباس پارہ پارہ کر ڈالین مگر ملکہ جب سحر کرتی ہین دو چار سے سر
اُڑ جاتے ہین مگر طائر پیچھا نہین چھوڑتے خارخار جادو جو بھاگا سبزوار کے پاس آیا
سبزوار جلسے مین بیٹھا تھا اپنی تعریفین کر رہا ہی کہ مین نے کس دھوکے سے کہکشان جادو
کو گرفتار کیا کہ خارخار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ غضب ہوا کہکشان جادو
رہا ہو گئی سبزوار اپنے مقام سے اُٹھا خارخار پر بہت خفا ہوا کہا کہ ارے تو نے یہ کیا کیا
وہ بڑی جادوگرنی ہی بہ مشکل دام مکر مین پھنسی تھی اب اُسکا ٹھہرنا دشوار ہی یارو تیار ہو جاؤ یہ
سنکر دس ہزار جادوگر تیار ہوے دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا اور کہتا ہی نگہبانون
نے روکا ہوگا اُس وقت پہونچا کہ دیکھا ملکہ سرحد باغ سے نکل آئی ہی طائر قتل ہو رہے ہین
مگر گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی کہ او کہکشان کہان جاتی ہی دس ہزار جادوگرون نے
مل کر سحر کیا مگر ملکہ بھی جم کر سحر کرنے لگین کبھی کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری کبھی بالے گلے
سے اُتار کر پھینکدیے زیور سے اپنے سحر کر رہی ہین مگر ہماے دوندہ پھرتا ہوا اُس وقت پہونچا
دیکھا کہ ملکہ دس ہزار جادوگرون کے نرغے مین گھری ہوئی لڑ رہی ہین یہ دیکھکر ہماے دوندہ
بھاگا جا کر غضنفر سے سب حال بیان کیا غضنفر تیغۂ روئین شگاف ٹیک کر اُٹھا صرف
دیوانون کو ساتھ لیا اُس وقت آ کر پہونچا کہ ملکہ ناچار ہو رہی ہین کئی سحر سبزوار نے کیے اور
دور سے تیر مارتا ہی وہ تیر جسم نازنین پر آ کر پڑتے ہین قطرے خون کے ٹپک رہے ہین غضنفر نے
آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا وای نابکاران پُر دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا ہون
او سبزوار سبز بختی تیری ظاہر ہوئی مکر سے کام کرتا ہی اب میرے مقابلے مین آ تو حال معلوم ہو
غضنفر انگشتر مہر و ماہ چمکاتا ہوا گھوڑے کو بڑھاتا ہوا آ گرا دیوانون نے چوب دستین
سنبھالین دیوانہ زنجیر دار سب کے آگے بڑھا ہوا چوب دستین مارنے لگا جس پر چوب دست
پڑی وہ پر اٹھا ہو کر رہ گیا کبھی چوب دست ہلا دی دس دس کے سر پھٹے غضنفر لڑتا ہوا
سامنے سبزوار کے پہونچا سبزوار نے خنجر گرائے تلوارین چمکائین مگر غضنفر پر تاثیر نہین ہوئی

بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑے تاسف کا مقام ہی کہ ہم سب کا سحر جواب
دیتا ہی دیکھیے اب کیا کیفیت گذرے غضنفر نے تھوڑے عرصے مین پانچ ہزار ساحر مارکے
ڈالدیے کہکشان بھی چمک چمک کر سحر کر رہی ہی سبزوار نے دیکھا کہ انجام اس لڑائی کا
شکست ہی پھر کسی تدبیر سے اسکو گرفتار کرونگا یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے غضنفر نے اسد
نے کئی تیر مارے کہکشان نے بھی آگ برسائی مگر یہ ان سحرون کو کب مانتا ہی آخر کو سبزوار
تڑپ کر نکل گیا ساتھ والے اسکے سب مارے گئے باغ مین خاک اڑنے لگی طائرون کے مرنے سے
باغ بھی ویران ہوا کہکشان کو ساتھ لیکر غضنفر پلٹے مگر سبزوار جو پلٹ کر اپنے مقام پر
آیا کوئی رفیق باقی نہ رہا سوچا کہ اب کیا کرونگا ایک نامہ اپنی زوجہ کو لکھا کہ پنج جادو اُسکا
نام ہی پنج جادو نے جو نامہ اپنے شوہر کا دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای ملکۂ عالم جلدی آئیے
پنج جادو نامہ پڑھکر بہت گھبرائی کنیزون سے کہا کہ ہمنے سبزوار کو منع کیا تھا کہ تم دخل نہ دینا
اُنکو کچھ خیال نہ ہوا آخر کو یہ نوبت بہم پہونچی کہ رفقا اُنکے قتل ہوے اتنا بڑا قصر صندلی خالی پڑا
ہی کیا تدبیر کرون کنیزون نے کہا کہ اب تو مدد کو شوہر کی چلیے پنج جادو سوار ہوئی دس ہزار
کنیزون کو ساتھ لیا آکر اُس وقت پہونچی کہ سبزوار اکیلا بیٹھا ہی زوجہ کو دیکھکر اٹھا استقبال
کرکے لایا مسند پر جگہ دی سب احوال بیان کیا پنج جادو نے کہا کہ جڑ کی بات یہ ہی کہ جسطرح
بنے غضنفر کو گرفتار کرو سبزوار نے کہا کہ صاحب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا پنج نے کہا کہ آخر اُسپر
سحر تاثیر نہ کرنے کا کیا سبب سبزوار نے کہا کہ مین نے دریافت کیا تھا معلوم ہوا کہ اُسکے
پاس تین تحفے ہین انگشتر مہر و ماہ و تیغۂ روئین شگاف و اسپ بادپا اور یہ بنائے ہوے
بزرگان دین کے ہین ساحر منمش کہ ہمارا بزرگ تھا وہ طلسم بند کر گیا اُسپر سحر تاثیر نہوگا پنج نے
کہا کہ صاحب تم بیٹھو اب مین جاکر گرفتار کرونگی یہ کہکر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چلی غضنفر
اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی کہکشان سے صلاح ہو رہی ہی کہ قتل سبزوار کی کیا تدبیر کیجائے
کہکشان نے کہا کہ یہان سے پانچ کوس پر قصر صندلی ہی وہ ہی سبزوار کا مسکن ہی مین نے
ایسا دھوکا کھایا مگر خدا نے رہا کیا اب وہان چلیے اگر قصر صندلی آپ کے قبضے مین آیا تو جانیے
کہ یہ راستہ کھلا غضنفر اُسی وقت سوار ہوے پنج جادو کہ آسمان پر اُڑ رہی تھی اسنے جو وہانسے دیکھا

کہ غضنفر لشکر کو لیکر چلا وہان سے بھاگی آکر سبزوار سے اطلاع کی کہ لشکر کو غضنفر لیکر آتا ہی قصر کے سامنے کنیزون کو کھڑا کیا زن وشوہر سامنے آکر کھڑے ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرے کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا اب کب تمکو زندہ چھوڑتا ہون سبزوار نے کنیزون کو اشارہ کیا گردیوانے غضنفر کے چست وچالاک لڑائی مین بے باک اس زور وشور سے آگرے کہ کنیزین سحر بھول گئین غضنفر کی شمشیر زنی جسکے قریب پہونچے انگشتر کو چمکایا ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا مارا ہزارہا جادوگرنیون کو مار کر ڈال دیا سبزوار نے جو یہ شمشیر زنی دیکھی گھبرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم جادوگرنیان سحر نہین کرتین بھاگی بھاگی پھرتی ہین خوف سے اُسکے مُنھ کے بھل گرتی ہین سبزوار گھبرایا زوجہ سے کہا کہ صاحب نکل چلو ایسا نہو کہ اس ظالم سے سامنا پڑجائے تو جان نہ بچیگی دیکھو تو کس زور وشور سے یہ لڑرہا ہی خون کے دریا بہا دیے کون کون سی جادوگرنیان قتل ہوئین بیخ نے کہا کہ صاحب نکل چلنا تو بہتر نہین یہ بدنامی تابہ خداوند پہونچیگی قدرت بدنام کرین گے فرمائین گے کہ تم بھاگ کیون آئین ہم کیا جواب دین گے اِس فکر مین زن وشوہر ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بہن بیخ جادو کی شاخسار کلان ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی اُسکو جو یہ خبر معلوم ہوئی آکر شریک جنگ ہوئی آتے ہی شاخسار نے سحر کیا کہ ہوائے گرم چلی صدہا نخل کرنے لگے ہر طرف سے طائران زمزمہ سرا غل مچاتے تھے جنکی صدا سے یہ الفاظ پیدا تھے نظم

پھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

جو کاکل ورخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
بہم وہ جلوۂ شام وسحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
گلے کلائی کو گا ہے تبر کو دیکھتے ہین

کہان ہی خضر نشان کاروان کا ہی کسکا
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین

عجیب صبح شب وصل یار کا ہی سمان
ہم اُنکے مُنھ کبھی روے سحر کو دیکھتے ہین

مکانِ غیر کے دُھوکے سے شب جو آنکلے
کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شب وصال مین ہی آج نور کا عالم
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بہار مین ہین عنادل سے بدگمان صیاد
قفس کو توڑتے ہین بال وپر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ ڈر ہی کلائی مین خم نہ پہونچا ہو ✣ حضور کیون مرے چاکِ جگر کو دیکھتے ہین

شمیم لاتی ہی کب گیسوِ معنبر کی ✣ مدام راہِ نسیم سحر کو دیکھتے ہین ✣

فلک ستم نہین کرنے سے باز آتا ہی ✣ خدنگ آہ کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہین

جو عیب بین ہین ہنر پہ نظر نہین کرتے ✣ ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہین

نہین ہی اسلیے غم خشک و تر کا ای رعنا شفیع اپنا شہِ بحر و بر کو دیکھتے ہین

طائرون نے جو یہ غلغلہ کیا غضنفر اڑتے اڑتے رُکے جو ساحرہ سامنے آتی ہی اُس سے کہتے ہین کہ سحر کرا اُسنے سحر کیا غضنفر نے سحر کو دیکھا اور انگشتر کو ہلا دیا سحر اُسکا دفع ہوا حیران حیران دیکھ رہے ہین کہکشان نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہی کہ غضب ہوا اگر خدانخواستہ یہ سحر مین پھنسے تو کسی کا پتہ نہ لگیگا وہین سے پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جو طائر ہفت رنگ وسط مین ہی اِسکو تیر سے مار دیجیے ورنہ غضب ہو جائیگا تاثیر سحر آپ پر شروع ہو گئی غضنفر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہکشان نے بھی طائرون پر سحر کیا برقین چمک کر گرین کئی طائرون کے سر اُڑ گئے مگر طائر ہفت رنگ بلند ہونے لگا کہکشان کے قریب جا کر چمکا وہان جا کر آواز دی کہ کیون بی کہکشان اب کہو اب کیا کر سکتی ہو مین اپنے کو آسمان اول تک پہونچاتا ہون کہکشان نے جو دیکھا کہ یہ طائر برابر کہکشان فلک کے پہونچ گیا جست کر کے بلند ہوئی اپنے کو قریب طائر کے پہونچایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ طائر مائل بہ پستی ہونے لگا آواز دی کہ ای شہریار طائر کو مین نے نیچا کیا اب اِسپر تیر ماریے غضنفر نے کمان کو زہ کیا شاخسار نے ایک دوہتھڑ زمین پر مارا طائر تڑپ کر زمین پر گرا چاہا کہ زمین مین سما جاؤن کہکشان نے جو دیکھا کہ طائر غرق زمین ہوا چاہتا ہی انگوٹھی اُنگلی سے اُتار کر پھینکی زمین سنگ لاخ ہو گئی طائر نے کئی ٹکرین مارین مگر غرق زمین نہ ہو سکا منقار سے اپنے پرون کو نوچتا ہی مگر کچھ بس نہین چلتا آخر ملکہ کہکشان نے جھلا کر چھلا پھینکا طائر نے چھلے کو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا طائر جلنے لگا طائر جو جل کر خاک ہوا شاخسار گھبرائی اب خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہکشان مجھپر آپڑے یہ سوچ کر سبزوار کے قریب آئی کہا بھائی صاحب آپنے کیا ہمسے مقابلہ کیا آپ دیکھتے ہین کہ اتنی بڑی ساحرہ ساتھ ہی اور اس جوان پر سحر بھی تاثیر

نہین کرتا مناسب یہ ہی کہ نکل جاؤ چل کر قدرت سے اطلاع کرین دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین
سبز وار خود عاجز ہو رہا تھا سالی نے جو سمجھا کر کہا راضی ہو گیا کہا کہ چلو نکل چلین تینون
سحر کر کے بلند ہوے کہکشان نے پکار کے کہا کہ حضور یہ جاتے ہین بڑا فساد برپا کرین گے
ہرچند کہ غضنفر نے تیر مارے مگر اُن تک نہ پہونچے تینون اُڑتے ہوے نکل گئے فوج کو غضنفر
نے قتل کیا قصر صندل مین آئے دیکھا کہ مکان نہایت خوشبودار ہی صحن مین باغ پُر بہار طائرون
کی زمزمہ سرائی عروسان چمن کی رعنائی و زیبائی ہر حوض مین فوارہ چھوٹ رہا ہی اُس
فوارے سے آواز آتی ہی ای آنے والے ہوشیار ہو کے آنا کہکشان نے فوارہ توڑا فوارہ
ٹوٹتے ہی حوض خشک ہو گیا طائر اُڑے آواز ہیہات و افسوس دیتے ہوے بلند ہو گئے بلند ہو کے
آواز دی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار رہنا کہکشان نے پھر فکر کیا بیچ مین ایک طائر کلان تھا
وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا کہکشان نے اُس طائر کو بھی مٹایا ایک دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا بعد
تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی کہکشان نے کہا کہ اب طلسم مین چلیے دیکھا سامنے ایک قلعہ بنا ہوا
ہی کئی سو برج ہین ہر برج پہ زنگیان آدمخوار قرنائین ہاتھ مین لیے کھڑے ہین برج کلان مین
ایک نقارہ رکھا ہی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون گنگا جمنی چوب لیے کھڑا ہی غضنفر کو دیکھ کر چوب لگائی
دناٹے کی آواز ہوئی زنگی نے آواز دی کہ ای شاہزادہ غضنفر بن اسد یہ طلسم خیال سکندری
ہی ہزارہا طرح کی آفت اسمین بھری ہی قصر صندل سے نکل جاؤ غضنفر نے کچھ نہ سُنا زنگی بہت چیخا
پیٹا کئی مرتبہ نقارہ بجایا جب نقارہ بجاتا ہی تو اندھیرا ہو جاتا ہی جب روشنی ہوتی ہی تو قلعہ
معلوم ہوتا ہی غضنفر نے بلا تکلف گھوڑا بڑھایا اور سب فوج والے رُک گئے مگر دیوانہ زنجیردار
زنجیر آہنی پانؤن مین چوبدست ہلاتا ہوا قریب رکاب آیا رکاب تھام لی غضنفر انگشتر کو چمکاتا ہوا
قریب خندق پہونچا نعرۂ شیرانہ کیا خندق کے پانی نے جوش مارا اسقدر پانی اُبلا کہ برجون مین
پہونچا زنگیون نے غل مچایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای جوان لاثانی انگشتری چمکائیے ہم کو
تکلیف ہوتی ہی مگر غضنفر مرکب چمکا کر خندق کو فرائے جب قریب پھاٹک کے آئے دروازہ کُھلا
ایک جوان تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے قلعے سے نکلا اُس نازنین نے جھک کر آواز دی
کہ ای شیر بیشۂ عربستان ذرا ادھر آئیے آپکی کنیز مدت سے مشتاق [illegible] تو یہ کیفیت ہی الغرض

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر نیمے ۔ بجان عاشق شیدا رسد زانفی اثر نیمے
صبا چون کاکلش افگند بر رویش بہ پہلوئے ۔ بچشم خویشتن دیدیم شب نیمے سحر نیمے
تنم در خانہ دل در کوے جانان راہ پیما شد ۔ عجب در حیرتم در خانہ نیمے در سفر نیمے
گہے در صلح میکوشی و گاہے جنگ میجوئی ۔ یقینم شد دلت موم است نیمے و حجر نیمے
بہ بزم از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر ۔ مرا از نیم مخمور یست ساقی درد سر نیمے
زسوز در ہجرش زہرہ شد آب و دلم خون شد ۔ ز راہ دیدہ آمد لعل نیمے و گہر نیمے
بلب خندہ بابرو غصہ شب در بزم میدیدم ۔ بہ رعنا مینمودی آشتی نیمے و شر نیمے

اُس نازنین نے اس ناز سے باتین کین کہ غضنفر گھوڑے سے کود پڑے قریب اُس نازنین کے آئے وہ جوان بل کرنے لگا کہا کہ خبردار ای غضنفر میری معشوقہ سے کلام نہ کیجیے گا مین کیا آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہہ کے تلوار کھینچی غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے کلائی تھام لی اور ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس جوان کا اُڑ گیا جیسے ہی وہ مر کے گرا اُس نازنین نے گریبان چاک کیا اور آواز دی کہ او بیداد گر تو نے میرے عاشق کو مارا یہ کہہ کے دامن تھام لیا کہا کہ ای جوان تو نے مجکو بیوہ کیا مین جان دونگی غضنفر نے سمجھا کر کہا کہ ای نیکبخت کیون اسقدر بدحواس ہوتی ہی تو میرے ساتھ طلسم مین چل تیرے شوہر سے ملاقات ہو گی ظاہر مین وہ مر گیا مگر اہل طلسم اُس کو لے گئے بڑے لطف سے اُسکی مدارات کرتے ہونگے اُس نازنین نے کہا کہ چلیے جیسے ہی غضنفر داخل قلعہ ہوے دروازہ بند ہونے لگا دیوانے نے بڑھ کر جو دست ماری پھاٹک کُھلا دیوانہ بھی پیچھے داخل ہوا جیسے ہی دیوانہ اندر پہونچا اُس عورت نے دامن غضنفر کا چھوڑا دیوانہ کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی ہرچند کہ دیوانہ چیخا چلایا غضنفر جھپٹے مگر وہ ساحرہ لیکر غائب ہو گئی بیرون قلعہ سے دیوانون نے بھی دیکھا کہ ہمارے افسر کو وہ عورت لیے جاتی ہی اور یہ بھی سمجھے کہ آقا کو بھی لے گئی ہو گی لہذا کہ کے خاموش ہو رہے مگر غضنفر جو آگے بڑھے ایک طرف سے آواز آئی کہ میان جانیوالے ذرا یہان آئیے دیکھا کہ ایک تاجر دوکان پر بیٹھا ہی وہ بلا رہا ہی عمامہ سر پر باندھے ہوے قبای اطلس زیب جسم پٹکہ بلبل چشم کا کمر سے باندھے ہوے سفید داڑھی برابر ناف کے سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی چند غلامان حبشی مصروف کاروبار غضنفر نے دیکھ کر منھ پھیر لیا سمجھے کہ یہ شرعی مکار ہوتے ہین چاہا کہ

بڑھوں اُس تاجر نے اُٹھ کر دامن پکڑ لیا کہا کہ ای شہر یار دم بھر بیٹھیے پھر چلے جائیے گا آپ سے
کچھ کہنا ہی آپ کے مطلب کی بات ہی غضنفر پلٹ پڑے تاجر نے کہا کہ ای شہر یار بڑے افسوس
کی بات ہی آپ کے افسر کو سامان جادو اُٹھا کرلے گئی اور آپ کے کیے کچھ نہ ہوا بڑی غیرت
کی بات ہی غضنفر نے جواب دیا کہ اگر کوئی مرد ایسی حرکت کرتا تو اُسے ضرور قتل کرتا تاجر نے
کہا کہ یہ جو انگوٹھی آپ کے ہاتھ مین مثل ستارہ سحری چمک رہی ہی اسکو فروخت کیجیے گا غضنفر
نے کہا کہ یہ ہماری جان کی نگہبان ہی اسکو ہم فروخت نہین کرین گے تاجر نے کہا کہ آپ کی
سپاہ گری نہ چلے گی غلامون سے کہ کر چھنوا لونگا غضنفر نے کہا کہ تاجر صاحب اِن چند غلامون
پر آپ کو یہ غرور ہی تاجر نے کہا کہ مین تو آپ کی جرأت دیکھ چکا ایک عورت معشوق وضع آپکے
سردار کو اُٹھا لے گئی آپ اُسکا کیا کر سکے ان لوگون کے سامنے کیا مجال ہی کہ تلوار کھینچ سکے یہ
کہ کر زنگیون کو اشارہ کیا کہ ہان بھائیو انگشتر اسنے چھین لو زنگی چلے غضنفر نے تلوار کھینچی
جو آگے بڑھ کر آیا تھا اُسنے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدے غضنفر نے ایک قبضہ مارا کہ سر اُس کا
پھٹ گیا تاجر غل مچانے لگا کہ یارو کوتوال کو خبر کرو اس ظالم نے میرے غلام کو مار ڈالا
دوکانین چوک مین بند ہونے لگین چند دوکاندارون نے جا کر کوتوال شہر سے اطلاع کی
قیصر نامے کوتوال نے سُنا کہ چوک مین تلوار چل رہی ہی کوتوالی چبوترے کے پیادون کو
لیکر سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ غضنفر نے کئی غلامون کو مار کر ڈالدیا ہی تاجر کھڑا ہوا
سر پیٹ رہا ہی کہ کوتوال نے پیادون کو اشارہ کیا کہ گھیر کر اس جوان کو پکڑ لو کوتوالی چبوترے
کے پیادے دوڑے لینا لینا کہ کر غضنفر کو گھیر لیا غضنفر اُنکے بیچ مین لڑ رہے ہین جسکو کہ
ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پیادے جو مارے گئے کوتوال کھڑا کہ رہا ہی کہ یارو یہ
جوان بڑا سپاہی معلوم ہوتا ہی ہرکارے سے کہا کہ جا کر شاہ کو خبر کر ہرکارہ جھپٹا بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین اس بادشاہ کا نام قرطاس تاجدار
ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی چوک مین ایک جوان لڑ رہا ہی صدہا پیادے اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے بے آپ کے چلے وہ جوان گرفتار نہ ہوگا قرطاس اپنے مقام سے اُٹھا تخت پر
سوار ہوا بارہ سی سردار ساٹھ ستر ہزار فوج ساحر و غیر ساحر ہمراہ لیکر چلا غضنفر اکیلے

لڑ رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی قرطاس فوج لیے ہوے آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین شمشیر بکف لڑ رہا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو گھیر کے گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے جو بلوہ دیکھا بیتاب ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مشکل کو آسان کر فوج کا بلوہ ہی نظم

بوقت غصہ مکن ہمچو رعد جوش و خروش
چو برق شعلہ میفشان و ہمچو ابر مجوش
ہر آنکہ کرد ز ساقی مئے محبت نوش
دگر ز حالتِ مستی نیامد اندر ہوش
چراست عاشقِ بیدل بجستجو مشغول
کہ دلرباست چو دل جلوہ بخش در آغوش
تو باش بندۂ حق تا کہ اندرین دنیا
جہان غلام تو گردد زمانہ حلقہ بگوش
قرار گیر بیک جائگاہ مثل زمین
بشکل گنبد گردون مباش خانہ بدوش
بشاہراہ طریقت قدم نہد سالک
رسد بمنزلِ مقصود چو این صدائے سروش
یقین بر آتشیش نیز اہلِ دل نہ کنند
ہر آن کسیکہ بود بادہ گوی و بادفروش
ہمیشہ گردنِ تسلیم ہند یا خم دار
مطیع حکم خدا باش و در اطاعت کوش

غضنفر دعائین مانگ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش براے شکار جاتا تھا عیار نے بیان کیا کہ حضور غضنفر بن اسد اکیلا گھرا ہوا ہی نقابدار نعرہ کرکے آیا تھوڑی دیر جو شمشیر زنی کی بلوہ متفرق ہوا غضنفر لڑتا ہوا قریب قرطاس کے پہونچا قرطاس نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا قرطاس نے آواز دی کہ ای شہریار الامان غضنفر نے سوال اسلام نہ کیا منظور ہوا کہ اپنے کو مخفی کرون قرطاس تاجدار مطیع ہوا نقابدار تو لڑ بھڑ کر نکل گیا غضنفر سے کچھ کلام نہ ہوا مگر قرطاس تاجدار غضنفر کو ساتھ لیکر پلٹا راہ مین پوچھا کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی غضنفر بن اسد نے کہا کہ حسین تیغزن میرا نام ہی قرطاس نے پوچھا کہ آپ کے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا غضنفر نے کہا کہ ساکنان قلعۂ صندل سے مقابلہ پڑا جب وہ قصر فتح ہوا تب یہ قلعہ دکھائی دیا ہی خیال مین گذرا کہ اسکی بھی سیر کرتے چلو ایک نازنین قلعے مین لے کر آئی وہ تو جدا ہو گئی تا اس

تاجر نے زبردستی بنایا اور فساد برپا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس تاجر کو ہمارے شہر سے نکال دو غضنفر نے منع بھی کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا تاجر کو نکلوا دیا غضنفر کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمائیے غضنفر نے کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین ہمین تاج و تخت کی ضرورت نہین یہ کہکر ذیل پر بیٹھے قرطاس تخت پر بیٹھا بیٹھتے ہی اشارہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

مستغنی ہمسے کبھی گر یار جانی ہو گیا — غم کو بھولے ساز عیش و کامرانی ہو گیا

قصۂ لیلی و شیرین کو سنا کرتے ہین ہم — پر نہین کوئی بھی انمین تیرا ثانی ہو گیا

رونگٹا بھی تیری فرقت مین گران ہی جسم پر — اسقدر پامال زور ناتوانی ہو گیا

نامہ بر کی اب نہین مجکو رہی کچھ احتیاج — وصل کا وعدہ مرے انکے زبانی ہو گیا

اُس لب شیرین کا بوسہ سمجھے ہم آب حیات — خضر سان اب زعم عمر جاودانی ہو گیا

تو عبث نازان ہی اے گلرو دو روزہ حسن پر — غور کر گلزار عالم پر خزانی ہو گیا

کوچۂ جانان مین چھپکر روز جاتے تھے شفیق — آخرش دیکھو عیان راز نہانی ہو گیا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا دور جام چلا کیا مگر غضنفر نے انکار کیا کہ ہم شراب نہین پیتے یون اپنے کو بچایا جب وہ وقت آیا کہ رقاص زرین پوش عیش خانۂ مشرق سے برآمد ہوا سازندگان ضیا و شعاع ہمراہ لیکر فلک نیلوفری پر مصروف جشن ہوا زہرہ کی الاپ پر روشنی بڑھتی جاتی ہی تمام عالم روشن و منور ہوا قرطاس عرض کر رہا ہی کہ حضور اب آرام فرمائین شب کو آپ نے تکلیف اُٹھائی غضنفر نے کہا کہ تم سب کے سب مصروف عیش و نشاط رہے ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہوے حقیقت مین کیا جلسہ معقول تھا گانے والیان عمدہ اہل صحبت معقول رنگ عیش لائق قبول کہ ایک چوبدار نے بڑھکر سلام کیا عرض کی اے شہریار دروازے پر خداوند کا ایلچی آیا ہی قرطاس کھڑا ہو گیا کہا کہ درگہ سالار سے کہو ساتھ لیکر آئے چند وزرا کو براے استقبال بھیجا ایلچی شتر سوار اونٹ سے کود ا اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا بادشاہ کو سلام نہ کیا بادشاہ نے پہلو مین جگہ دی ساقی کو اشارہ کیا ساقی بچون نے جام دیے جب دو چار جام پیے بلبلا کے پکار اُٹھا کہ منعم نامہ دار و منعم نامہ دار خداوند بقراط ثانی کا بند

نامہ لایا ہون قرطاس نے کھڑے ہو کر نامہ لیا اور وزیر کو دیا وزیر نے سونے کا منبر بچھوایا
اُسپر آ کے نامہ پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ منم خداوند بقراط ثانی ما بدولت کو منظور ہوا کہ
طلسم مین ہنگامہ ڈالین تا کہ بندے ہمارے ہوشیار رہین ہماری یاد نہین کرتے بہت گنہگار
مارے جائین قدرت خود طلسم مین تشریف لائے ای تاجداران جلیل تمکو مناسب یہ ہی کہ لشکر
ساتھ لو اور طلسم کشا قلعۂ سنگباش پر فروکش ہی قدرت نے سامان اُسکو ممکن کر دیے
کاہن و نجومی سب اُسکے ہمراہ ہین لشکر کشی کر کے جاؤ طلسم کشا کو ہم تک نہ آنے دو اگر ہم تک
آئیگا تو ہم سنگ سیاہ کر دین گے جب یہ نامہ تمام ہوا ایلچی کو تو خلعت دیکر رخصت کیا اب
قرطاس غضنفر کی طرف متوجہ ہوا کہا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان مین
حیران تھا کہ آپ کی تشریف آوری کا کیا باعث ہو اب معلوم ہوا کہ قدرت نے آپ کو
بھیجا ہی طلسم کشا آپ کے ہاتھ سے زیر ہوگا غضنفر نے کہا کہ طلسم کشا کون شخص ہی یہ سُنکر
قرطاس نے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان بہت سے ملک اُسنے فتح کیے
بکیفیت تمام طلسم مین آئے سکندر ثانی بادشاہ سابق کو رہا کیا جمشید زرین ترکش و
سکندر اُنھین کے لشکر مین ہین امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے سر میدان مقابلہ کیجیے
اگر آپ نے طلسم کشا کو زیر کیا تو کل اہل طلسم آپ کے شکر گزار ہونگے قدرت طرۂ پیغمبری
عطا فرمائینگے غضنفر نے کہا کہ مین کیا طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا انکار رکھتا ہون لشکر
تیار ہونے لگا قصہ نامے کا غضنفر شب کو قرطاس سے کہکر واسطے سیر کے نکلا ایک طرف جو
گذر ہوا گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش گلو یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

تمھارے عشق مین بدنام گر ہوتا تو کیا ہوتا	کسی صورت کا نقصان و ضرر ہوتا تو کیا ہوتا
نہین خوف خدا عاشق کو طرز بت پرستی مین	جو ننگ و نام کا کچھ مجکو ڈر ہوتا تو کیا ہوتا
کیا انکار تمنے مین ہوا جب طالب بوسہ	بھلا اقرار گر ای سیمبر ہوتا تو کیا ہوتا
بلاتے گھر مین ہو اغیار کو ہمکو جلاتے ہو	اشارہ گر کوئی مشفق اِدھر ہوتا تو کیا ہوتا
تشفیق بے خبر آیا عیادت کو احبا کی	ہمارے حال سے وہ بیخبر ہوتا تو کیا ہوتا

غضنفر نے جو یہ آواز سُنی بیتاب ہو گیا دیوار باغ کے نیچے آیا گھوڑے سے اُترا کمند مار کے

دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک جلسہ آراستہ ہی ایک معشوق پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہی غضنفر کو صورت زیبا بہت پسند آئی دیوار سے اُترے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے سوچ رہے ہین کہ کیونکر سامنے جاؤن کوئی کنیز کسی کام کو اُس طرف آئی وہ صورت دیکھ کر حیران ہو گئی کانپتی ہوئی ہانپتی سامنے مالکہ کے آئی عرض کی کہ ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل زیر نخل خاموش کھڑا ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھی کنیزین بھی ساتھ ہوئین آکر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال زیر نخل کھڑا ہی دیکھ کر چاہا کہ ضبط کرون نہ ہو سکا غش کھا کر گری دانت بیٹھ گئے اور چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کنیزین گرد آگئین کوئی گلاب وکیوڑہ چھڑکتی ہی کوئی مٹی پر پانی ڈال کے برابر دماغ کے لگاتی ہی ایک کنیز نے بڑھ کر کہا کہ ای جوان تو دیکھ رہا ہی ہماری مالک کا یہ حال ہی بوے زلف عنبرین سُنگھا دے یہ نخلخہ برابر دماغ کے لگا دے غضنفر قریب آکر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اُٹھا کر زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی ملکہ نے آنکھ کھول دی سر کو زانوے محبوب پر پایا سر اپنا عرش اعلےٰ پر پہونچایا مگر شرما کے اُٹھ بیٹھین سر جھکا کر کہا کہ ای شخص تم نے کیون سر میرا زانو پر رکھا نامحرم کو قریب آنا کیا غضنفر نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہم شمع جمال کے پروانہ ہین یہ باعث ہوا کہ سر اُٹھا کر تمھارا زانو پر رکھ لیا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ چل کر مسند پر بیٹھیے غضنفر اور ملکہ آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے اسباب عیش ونشاط مہیا کیا جام مے ارغوانی بھر کر سامنے کیا غضنفر نے ہاتھ ہٹا لیا پوچھا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار قرطاس تاجدار کی مین دختر بلند اختر ہون اور ملکہ شیرین ادا میرا نام ہی جس دن سے آپ تشریف لائے مین مشتاق تھی کہ جمال بے مثال دیکھون لیکن کشش دل نے آپ کو یہان تک پہونچایا مذہب ہمارا ابقراط پرست ہی غضنفر بن اسد نے کہا کہ بقراط ایک شخص شعبدہ باز وحیلہ ساز ہی اُس پر لعنت کرو خداے برحق ومعبود مطلق کو سجدہ کرو ملکہ نے بقراط ثانی پر لعنت کی کنیزین بھی مطیع اسلام ہوئین گانیوالیان آکر جمع ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

پسے دل اُنکی چتون پر ہزارون + موے بے ساختہ پن پر ہزارون
مری ضد سے ہوا ہی مہربان دوست / مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
برائے شکر قاتل رونگٹون سے / زبانین ہین مرے تن پر ہزارون
نہ اٹکھیلی سے چل پھرتے ہین خنجر / دلِ شیخ و برہمن پر ہزارون
ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد / رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون
ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے / ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون
نہ مل ای لعبتِ چین عطر گل تو / گلا کاٹین گی گلشن پر ہزارون
نہین ہی مرد کو دنیا سے مطلب / مرین نامرد اس زن پر ہزارون

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی قضاے کار قرطاس تاجدار محل مین پڑا ہوا سو رہا تھا ایک کنیز کو غضنفر کے آنے پر بڑا رشک ہوا باغ سے نکل کر دوڑی جا کر قرطاس کو جگایا کہا ای شہریار جس جوان کو آپ حسین تیغزن سمجھے ہین وہ نواسہ صاحبقران زمان کا ہی بارادہ بربادی طلسم آیا ہی ارادہ رکھتا ہی کہ اپنے کو تا بہ خداوند پہونچاؤن خدائی اُنکی مٹاؤن آپکی صاحبزادی کی ملاقات کو پہونچا اب دونون ایک مسند پر بیٹھے چین کر رہے ہین آپسمین راز و نیاز کی باتین دمبدم اشتیاق کی حکایتین ہو رہی ہین ہمنے جو سمجھایا ملکہ خفا ہوتی ہین بہن - ناچار ہوئی کہ چل کر شاہ سے اطلاع کرون قرطاس تاجدار گھبرا کے اُٹھا دربار مین آیا وزیرون اور شیرون کو بُلایا اُنسے صلاح کی کہ زبردستی اس جوان کی ظاہر ہی اگر اس وقت جا کر اُس باغ کو گھیرون تو وہ اپنے زمانے کا رستم ہی کل فوج کو پامال کریگا اُسپر زور نہ چل سکیگا لہذا تم سبھون کی کیا صلاح ہی اُن سبھون نے عرض کی کہ حقیقت مین آپ تو غالب نہ ہوجیے گا ہماری راے ہی کہ خاموش رہیے دربار مین جب آئے کھانا آغشتہ بدارو ے بیہوشی کھلا کر یا کسی میوہ ترمین بیہوشی ملا کر کھلائیے اور بیہوش کر کے گرفتار کریجیے اُسکے بعد ملکہ کو سزا دیجیے دیکھیے کیا ہوتا ہی پھر خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے وہ سزا دینگے یا جو مناسب جانین گے وہ کرین گے یہ راے بادشاہ کو پسند آئی غضنفر وہان بھر رات رہے تک بیٹھے شیرین ادا سے یہ کہکر رخصت ہوے کہ اگر بادشاہ نے کوچ نہ کیا تو ہم کل شب کو آدین گے یہ کہ کر ملکہ شیرین ادا سے

رخصت ہوے ملکہ رونے لگین کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہی غضنفر نے کہا انشاءاللہ
ہم آئین گے تمہارا انسیال۔ رہیگا ملکہ دروازے تک ساتھ آئی غضنفر سوار ہو کر طرف خوابگاہ
کے چلے جب اپنے مقام پر آکے پہونچے سو رہے مگر قرطاس کو جو معلوم ہوا کہ اب آکر آرام کیا
عیارون سے اشارہ کیا سوتے مین بیہوش کرو عیار اسکا نہنگ تیز پا اُسنے آکر غضنفر
کو بیہوش کیا قرطاس نے حکم دیا کہ مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر مسلسل و مطوق
کیا جب غضنفر ہوشیار ہوے تو خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم گرفتار ہو گئے بل کرکے اُٹھے
قرطاس نے بہ عتاب خطاب کیا کہ او نبیرۂ حمزہ ہم نہ سمجھے تھے کہ تم برائے بربادی طلسم
آئے ہو اب معلوم ہوا تمکو گرفتار کر لیا اب قید تمہاری خدمت خداوند مین پہونچیگی وہ تمہین
سزا دین گے غضنفر نے کہا کہ اُس مردود کی کیا حقیقت ہی وہ خوف سے ہمارے خود بھاگتا
پھرتا ہی انشاءاللہ اُسکو مٹائین گے اب کیا بچ سکتا ہی قرطاس نے صفدر جنگ آزما
کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج ساتھ لیکر اس شخص کو خدمت خداوند مین لے جاؤ یہ کہکر عرضی
لکھوانے لگا مضمون یہ تھا یا خداوند نبیرۂ حمزہ میرے ملک مین آیا مین نے مکر سے اُس کو
قید کیا خدمت مین آپکی روانہ کرتا ہون جو سزا مناسب جانیے وہ دیجیے قضائے کار ایک
کنیز کسی کار ضروری کو آئی تھی یہ خبر لے کر بھاگی آکر ملکہ شیرین ادا سے سب حال کہا اور کہا
کہ بعد روانہ کرنے قید کے آپ پر توجہ کرین گے یہی ذکر ہو رہا ہی بادشاہ کو بڑا اقلق ہی
یہ بھی خبر سُنی کہ گلعذار کنیز نے جاکر اطلاع کی ملکہ نے جو اُس کنیز کو ڈھونڈھا باغ مین
نہ پایا گھبرا گئی کہا صاحبو اب مین کیا کرون کنیزون نے کہا کہ نکل چلیے اگر یہان رہیے گا تو
باعث خرابی ہی ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرے پر ڈالی بادپای عربی پر سوار ہوئین چند
کنیزون نے ساتھ دیا باقی بھاگ گئین سب کو اپنی جان کی پڑی ہی ملکہ دس کنیزون کو اپنے
ساتھ لے کر باغ سے باہر نکلین صحرا کا راستہ لیا قرطاس بعد روانہ کرنے قید کے خود
سوار ہوا باغ پر آیا دیکھا کہ چند کنیزین بھاگی جاتی ہین اور باغ مین سناٹا پڑا ہی قرطاس
نے اُن کنیزون کو گرفتار کیا اُنھون نے بیان کیا کہ ملکہ نکل گئین دس کنیزین ساتھ گئی ہین
قرطاس نے ہرکارے روانہ کیے مگر شیرین ادا جو باغ سے نکلین کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا

کہ صحرا سے گرد اُڑی اقلیم تاجدار برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار ایک طرف سے آتا ہی ساتھ والون سے کہا کہ اسکو روکو گھیر کر ہمارے سامنے لاؤ سوارون نے جو گھوڑے دوڑائے ملکہ نے بدحواس ہو کر مادیان کو اُڑایا مادیان نے جو بد لگامی کی ایک کوڑا مارا مادیان نے طرارہ بھرا اسکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا اقلیم تاجدار کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا پکار کر کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجھسے اپنے کو دور نہ کیجیے مین تابعدار ہون عمر بھر غلامی کرونگا کبھی حکم سے گردن تابی نہ کرونگا قطعہ

بتاؤ وصاف مجھے اور کوئی کام نہین — یہ کیا سبب ہی جو لیتے مرا سلام نہین
ہلال ابروِ جانان کا کون ہی ہمسر — یہ تیغ وہ ہی کہ جسکے لیے نیام نہین
عبث غرور ہی حسنِ دو روزہ پر ای شوخ — یہ چیز وہ ہی کہ جسکے لیے قیام نہین
تجھے قسم ہی سکتا نہ چھوڑ ای قاتل — ہمارا کام ہوا ہی ابھی تمام نہین
کیا ہی یار نے اقرار آج آنے کا — یقین ہی گردشِ قسمت سے ہوگی شام نہین
طلب جو کرتا ہون بوسہ وہ شوخ کہتا ہی — ہمارے پاس کوئی دونِ حرام نہین
خدا گواہ ہی یان دل پہ جو گذرتی ہی — غم فراق مین آرام صبح و شام نہین
کیا ہی گردشِ قسمت نے ایسا آوارہ — کہ ایک جا کسی صورت مجھے قیام نہین
وصال یار مین پیتے ہین خوب ملکے شراب — ہزار شکر کہ بے دَور اپنا جام نہین
عبث ہی فکر مرے مرغ دل کی ای صیاد — اسیر زلف کو کچھ احتیاج دام نہین
شفیق تمسے ہی اب اُنکو اسطرح نفرت — کبھی زبان پہ لاتے تمہارا نام نہین

اقلیم نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ او عاشقِ فاسق کیا بیہودہ بکتا ہی اور کچھ خیال نکرنا ہم جان دینے پر آمادہ ہین اقلیم نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے تیر مارا کہ تیر گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے نے طرارہ بھرا اقلیم نے دوسرا گھوڑا بدلا جب اقلیم گھوڑا بڑھاتا ہی ملکہ تیر مار دیتی ہین اقلیم اور گھوڑا بدلتا ہی ملکہ بیقرار ہو کے دعائین مانگنے لگین کہ ای معبود حقیقی و ای ربِ تحقیقی میری عصمت کو بچالے مین نے تو اپنے کو ناموس صاحبقران مین داخل کیا ہی میری آبرو کو بچالے اسیر زوال نہ آنے پائے نظم

از تو حاصل کردہ ای ہادی ہدایت عام و خاص | گرم رو گردید در راہ طریقت عام و خاص
وقت مشکل از تو جوید استعانت عام و خاص | از تو میخواہند حاجت وقت حاجت عام و خاص
ہر یکے از ہر یکے صورت شناسد مر ترا | مر ترا بینند ز ہر شکل و شباہت عام و خاص
ہر زمان ہر بندہ بہر بندگی حلقہ بگوش | حاضر و موجود ہر دم در اطاعت عام و خاص
تا بنا شی تو بہ شہر راہ حقایق رہنما | چون شوند واقف ز اسرار حقیقت عام و خاص
گرچہ رخ پوشیدہ از چشم ظاہر بین مگر | ہر زمان بینند ترا از نور وحدت عام و خاص
ہند یا در حمد شو مشغول تا اندر جہان | نیک و بد عظمت کنندت قدر و عزت عام و خاص

ملکہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہی ہین ہر چند کہ اقلیم تاجدار کی پشت پر دس پانچ ہزار جوان کھڑے ہین مگر اس خیال سے اشارہ نہین کرتا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اپنی جان دے دے ہر مرتبہ اپنا ہی گھوڑا بڑھاتا ہی ملکہ تیر مار دیتی ہین گھوڑا ہٹ جاتا ہی آخر اقلیم تاجدار نے جھلا کر کل فوج کو اشارہ کیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کر لو ہم چاہتے تھے کہ اسکو تکلیف نہ پہونچے مگر اسنے کچھ خیال نہ کیا کئی گھوڑے بیکار ہو گئے اور ہمنے یہی خیال کیا کہ یہ سرکشی موقوف کرے مگر یہ موقوف نہین کرتی ہر مرتبہ تیر مارتی ہی ہمارے کئی گھوڑے کام آچکے ہان یارو اس کو گرفتار کر لو سوارون نے گھوڑے بڑھائے ملکہ نے پھر بلک کر دعا کی قضائے کار ملکہ کہکشان جو آوارہ ہوئی تھی آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھی تعاقب مین غضنفر کے چلی تھی جب قلعے مین نہ جا سکی تو صحرا کی طرف رخ کیا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک نازنین فوج مین گھری ہوئی ہی فوج اسپر بلوہ کرتی ہی مگر وہ نازنین بیقراری مین نام غضنفر کا لے رہی ہی کہکشان دیکھکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ ای کہکشان یہ کون مصیبت زدہ ہی کہ شاہزادہ والاقدر کا نام لے رہی ہی بیقرار ہو گئی آسمان سے سحر کیا کہ لشکر پر اقلیم کے آگ برسنے لگی کئی ہزار آدمی جل گئے اقلیم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سحر کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی کہ جو اس آفت مین مبتلا ہوتی ہی کئی ہزار آدمی جلا دیے مین تجھکو بھی اپنی معشوقہ سمجھتا ہون تم بھی میرے پاس آؤ مگر زبان نہ ہلاؤ یہ سنکر ملکہ کہکشان نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری اقلیم تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے اقلیم جو مارا گیا فوج والے بھاگے کہکشان

اُٹھکر قریب شیرین ادا کے آئی کہا کہ ای نازنین تو کسکا نام لے رہی ہی شیرین ادا نے
کہا کہ ای معین و مددگار غضنفر نامدار قلعۂ قرطاس مین پہونچے قرطاس تاجدار کو
مطیع کیا اُسنے بسبب میرے پاس آنے کے مکر سے اُنکو گرفتار کرلیا صفدر جنگ آزما
اُنکی قید کو لیکر بقراط ثانی کی طرف گیا ہی مین خوف سے باپ کے ادھر بھاگی اس بےحیا
نے گھیر لیا چاہتا تھا کہ عصمت پر دست انداز ہو اور مین نام اُس شہریار کا لے لیکے
رو رہی تھی تمکو اُسنے کیا واسطہ ہی دونون ہمدرد جوٹے کہکشان نے رو رو کر اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ مین بھی اُنھین کے واسطے آوارہ ہون دیکھیے کیونکر ملاقات ہو یہ کہکر
کہا کہ تمھاری زبانی معلوم ہوتا ہی قید اُنکی روانہ ہوئی مین جاکر تلاش کرتی ہون اگر اُنکی
قید مل گئی تو دس ہزار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردونگی دیکھا تم نے
اقلیم کو کیسا مار لیا اسی طرح اُنکو بھی رہا کرونگی ای شیرین ادا اپنا حال کیا بیان کرون
اُس بادشاہ عالیجاہ کی دختر ہون کہ جسکے نام سے لوگ کانپتے تھے مین محبت مین اُس شہریار
کی آوارۂ دشت ادبار ہون مصیبت مین گرفتار ہون مین نے بہت بہت کوشش کی لیکن
طلسم مین نہ پہونچ سکی اُس قلعے مین داخلہ نہ ہوا شیرین ادا نے کہا کہ سرحد طلسم مین
تم آگئین قلعۂ طلسمی کا راستہ چھوٹا کہکشان نے کہا کہ بائین پر جو صحرا ہی تمھارے بیان
سے معلوم ہوا کہ اسی طرف قید کو لے گئے ہین مین بلند پروازی کرتی ہون تم اسی جنگل مین
رہنا اگر وہ شہریار ملے گا تو مین تمکو بھی ڈھونڈھ لونگی یہ کہکر شیرین ادا کو ایک جانب
روانہ کیا اور آپ پر پرواز پیدا کرکے چلی مگر صفدر جنگ آزما قید غضنفر کی لیے ہوے
جاتا ہی دو منزلین ہی کی تھین کہ راہ مین قلعۂ اخلاقیہ ملا اخلاق سنگ زن وہان کا
حاکم و ناظم ہی اُسکو جو خبر پہونچی کہ صفدر جنگ آزما قید نبیرۂ حمزہ لیے ہوے جاتا ہی یہ
واسطے استقبال کے نکلا راہ مین آکر ملاقات کی کہا کہ ای صفدر آج کی شب ہمارے قلعہ
مین رہو کل چلے جانا تمکو کوئی نہ روکیگا چند جادوگر ہمراہ کردونگا بہ احتیاط پہونچا دینگے
یہ کہکر آپ قلعے مین آیا دوکانین رنگوائین شہر کو آئینہ بند کیا صفدر قید کو لیکر قلعے مین
داخل ہوا بیٹی اخلاق سنگ زن کی ملکہ دُر دانہ گوہر پوش سحر سے ناواقف محل مین

بیٹھی ہو کنیزین حاضر خدمت ہین کہ خبر ملی قید نبیرۂ حمزہ آتی ہو دُر دانہ نے باپ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ حکم دیجیے چوک مین جو مکان شاہی ہو وہان سے ہم بھی دیکھین کہ حمزہ کا نواسہ کیسا ہو اخلاق سنگ زن نے حکم دیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو جاکر تماشا دیکھو دُر دانہ سوار ہوئی کہاریان چہار جانب سے محافہ گھیرے ہوے ناظر بچکانے ساتھ ہٹو بچو کرتے ہوے جاتے ہین ادہر سے قید غضنفر کی آتی تھی صفدر اہتمام کرتا ہوا آتا ہو جب قید چوک مین پہونچی تو غضنفر نے کہا کہ ذرا ارابہ ٹھہراؤ ہم بھی تماشا دیکھ لین صفدر نے کہا کہ او قیدی ہم کیا تیری راے پر چلین گے اخلاق سنگ زن ہمارا مشتاق ہوگا جلد چلو ہم جلدی کر رہے ہین غضنفر کو بہت ناگوار ہوا دونون ہاتھ ارابے پر رکھ کر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے زمین مین دھنس گئے ہلڑ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا اگرچہ صفدر نے لاکھ ترکیبین کین مگر ارابہ اُس مقام سے نہ ہلا قضاے کار ملکہ دُر دانہ نے جو یہ ہنگامہ سنا پوچھا کہ یہ کیسا ہلڑ ہو کہاریون نے عرض کی کہ قیدی نے لنگر مارا ہو ارابہ نہین چلتا لوگ ہلڑ کر رہے ہین ملکہ نے پردہ ہٹا کر جو دیکھا دیکھا کہ ایک جوان کم سن آتش رخسار بے دود قدرت رب ودود سر برہنہ کُرتا پھٹا ہوا مگر ابروون پر بل ہرچند کہ نیزہ دارون نے سنان نیزہ سینے سے ملا دی ہین قطرے خون کے جسم سے ٹپک رہے ہین مگر وہ شیر لنگر نہین اُٹھاتا ملکہ دُر دانہ بیقرار ہوگئین فوراً پکار اُٹھین نظم

تیرے گیسو مین نے دیکھے جوش سودا ہو گیا
روے آتشناک سے ہیجانِ صفرا ہو گیا

کیا فقط روتی ہین پریان اُس پریکے عشق مین
شاہ جنّ ایسا رویا شاہ دریا ہو گیا

کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین
طائرِ جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہو گیا

تو وہ یوسف ہو جو منھ تیرا نہ دیکھا ایک دن
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہو گیا

چشم حیران جام کو اُس چشم میگون نے کیا
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہو گیا

ہو گشادو بست کار عاشقان تیرے ہی ہاتھ
کھل گیا جسدم دریچہ بند رستا ہو گیا

تیرے آگے چاک ہر پیراہنِ یوسف ہوا
اندنون دستِ جنون دستِ زلیخا ہو گیا

آگئین جو یاد تیرے بازوون کی مچھلیان
ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہو گیا

دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک ٭ دو پہر مین ہائے میرا جسم آدھا ہو گیا
پاؤن مین تا خلوت جانان رسائی کسطرح ٭ وہ تو میرے واسطے نارنج اکیلا ہو گیا

کنیزین جو ساتھ ہین اُنھون نے ملکہ کو سنبھالا مستعد رہے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اب ارابہ کسی طرح نہین چلتا ناچار ہو کر قدمون پر غضنفر کے سر رکھا کہا کہ ای شہریار آپکی خوشی ہر جا ہے چلیے چاہے نہ چلیے غلام کے سبب بدنامی ہوتی ہی غضنفر نے لنگر توڑا ہاتھ ارابے پر سے اُٹھا لیے ارابہ روانہ ہو گیا ملکہ نے جو آنکھ کھول کر دیکھا ارابے کو نہ پایا کنیزون سے گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزون نے کہا کہ جب افسر نے ہاتھ جوڑے اور قدمون پہ سر رکھا تب ارابہ روانہ ہو گیا ملکہ وہان سے پلٹ کر باغ مین آئین باغ بہارین کہ جو اخلاق سنگ زن نے واسطے بیٹی کے بنوایا ہی اُسمین آکر اُترین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گل لالہ کو دیکھ کر روتی ہی صدا سے عندلیبان خوشنوا سے دماغ پریشان ہوتا ہی کنیزین ہرچند کہ پوچھتی ہین کہ حضور کو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال بیان کیجیے ملکہ جواب نہین دیتی ہین دل آرام وزیرزادی قدمون پہ گر پڑی عرض کی کہ واری مجھسے بتلائیے مین اُسکی تدبیر کرون ملکہ نے رو کر کہا تجھسے کیا بیان کرون اپنی یہ کیفیت ہی **نظم**

کیا ہوگا میرے نالہ و فریاد کا علاج ٭ ممکن نہین ہی اِس دلِ ناشاد کا علاج
دیوانہ فصل گل مین ہوا ہی شکار کا ٭ کیا بوستان مین کیجیے صیاد کا علاج
سودا ہوا ہی گیسوِ مشکین کا ناگہان ٭ کیا کیجے جاکے اِس دلِ ناشاد کا علاج
دیوانہ مر گیا نہ ملا پر طریق وصل ٭ آخر کیا نہ شیرین نے فرہاد کا علاج
بیخود ہین اشک چشم دوا انکی کیا کرون ٭ کیا ہو شفیق ناخلف اولاد کا علاج

وزیرزادی نے عرض کی کہ کوئی درد ایسا نہین ہی کہ جسکی دوا ممکن نہ ہو حضور ارشاد تو کرین بیکھ کچھ سمجھی ہون مگر کہہ نہین سکتی جب دل آرام نے بہت پوچھا اور عجز و منت کی تو ملکہ نے کہا ای دل آرام مین کیا جانتی تھی کہ دل مجھ بدنصیب کا دام گیسوے مسلسل مین پھنسے گا ورنہ اس وقت سوار نہ ہوتی نبیرۂ صاحبقران جو قید ہو کر آیا ہی جس وقت سے اُسے دیکھا ہی روح بیچین ہی جی چاہتا ہی کہ اگر وہ آجائے تو تصدق و نثار ہون لیکن یہ دن مجکو کیونکر نصیب ہون

دل تاؤ پیچ کر رہا ہی سودے کی ترقی ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ سنکر وزیرزادی نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جاکر دربار سے خبر تو لا کہ دربار مین کیا گذری بموجب حکم وزیرزادی کے وہ کنیز نسیم نامے مردانے کپڑے پہن کر واسطے خبر کے چلی یہان اخلاق سنگزن تخت پر بیٹھا ہی کہ صفدر ربلبلاتا ہوا بارگاہ اخلاق مین آیا غضنفر نے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی اخلاق نے کہا کہ ای صفدر یہ مجھپر بہت شاق ہوا کہ اپنے نام خدا ئے نادیدہ کا میرے دربار مین لیا جی چاہتا ہی کہ ابھی اسکو قتل کرون کیا ہکو یہ اختیار نہین ہی کہ ایک گنہگار کو قتل کرین صفدر نے کہا کہ ای بادشاہ یہ شخص نامی و گرامی ہی اسلیو یون دربار مین قتل کرنا مناسب نہین ہی اشتہار لگائیے ڈھنڈھورا پٹوائیے صبح کو کل خلقت جمع ہو اُس وقت اسکو قتل کیجیے مین خداوند کو جواب دونگا عرض کرونگا کہ سال بھر کا زمانہ گذرا مسلمان آپ کی اقلیم مین آئے صدہا جادوگر مارے گئے شاہزادیان حسین و جمیل نکل گئین مگر کوئی فرزند حمزہ قتل نہین ہوا یہ نواسہ حمزہ کا تھا اسکو قلعۂ اخلاقیہ مین قتل کیا یقین ہی کہ قدرت خوش ہون یہ سنکر اخلاق سنگ زن نے حکم دیا قیدی کو قیدخانے مین لیجاؤ اور شہر مین اشتہار لگاؤ ڈھنڈھورا پٹے کہ نبیرۂ حمزہ صبح کو قتل ہوگا اُسی وقت شہر مین ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہو گئے صفدر نے ایک مقام پر لاکر غضنفر کو قید کیا آپ بطور نگہبانون کے بیٹھا نسیم نامے کنیز جو واسطے خبر کے آئی تھی یہ سب باتین دریافت کرکے روتی ہوئی سامنے آئی کہا اری غضب ہوا اُس جوان کے قتل کا حکم لگ گیا ملکہ یہ سُنکر رونے لگین کہا ای وزیرزادی غضب ہوا کیون وزیرزادی اب مین کیا کرون جی چاہتا ہی گریبان پھاڑکے نکل جاؤن سامنا ہو تو اُس ظالم کا دامن پکڑکے کہون نظم

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہو جائیگا +	دیکھ لینا بال بال اُسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہی کہ تیرے سامنے	گورا گورا چاند کا مُنھ سانولا ہو جائیگا
حُسن وحشت خیز ایسا ہی تو کیسا آدمی +	ای پری ہر جن بھی کتا باولا ہو جائیگا
آدمی کیا تو ہی گُل ایسا کہ بلبل کی طرح	عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہو جائیگا
کوئی میرا چاک پیراہن جو کردے گا رفو	بنجۂ وحشت کو دم بھر مشغلا ہو جائیگا +

طاق کسریٰ مین تزلزل آگیا ہی ایک بار | تربتِ کسریٰ مین ابکے زلزلا ہو جائیگا

ملکہ کے رونے پر دل آرام بیقرار ہوگئی کہا واری نہ گھبرایئے کنیز آپ کی اس بات کا
انتظام کریگی اگر بن پڑا تو اُنکو لاکر آپ سے ملاؤنگی مجھسے آپ کی بیقراری دیکھی نہین جاتی ایسا
نہو کہ دشمنون کو کوئی صدمہ پہونچے یہ کہکر ملکہ کو سمجھایا اور خاموش کیا ملکہ نے کہا کہ کیون
وزیرزادی اُنکی کیونکر جان بچیگی وزیرزادی نے کہا واری نہ گھبرایئے کنیز تدبیر کریگی کہا
دیکھو رات بڑھتی جاتی ہی خون جسم کا گھٹ رہا ہی وزیرزادی نے چالیس حبشنین مقرر کین اُسنے
کہا کہ صاحبو مالک کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہمکو بڑا خیال ہی ایسا نہو دشمنونکو کوئی
صدمۂ عظیم پہونچے تو ہم لوگ کدھر کے ہونگے جاری تمھاری قدر و منزلت انھین کے دم سے
ہی اب بڑا کام یہ ہی اس طور سے نقب کھودو کہ قید خانے مین چل کے مُہرہ توڑ دو حبشنین
پانچے سمیٹ کر چوڑیان خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگین کوئی مٹی نکالتی ہی کوئی کھودتی ہے
چالیس حبشنون نے ہنگامہ ڈال دیا مگر وزیرزادی بھی ساتھ ہی تاکید کرتی جاتی ہی پہر رات
پچھلی باقی تھی کہ مُہرہ نقب کا جاکر قید خانے مین توڑا شاہزادہ غضنفر ملول و حزین سر
زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین کہ حبشنون نے نقب سے سر نکالا وزیرزادی نے بڑھ کر عطر بیہوشی سُنگھایا
غضنفر عطر سونگھتے ہی بیہوش ہوے وزیرزادی نے اشارہ کیا حبشنون نے قید کاٹ کر
اُسی مقام پر ڈال دی اور غضنفر کا پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لیکر باغ مین آئین
مگر وزیرزادی نے اُس گھبراہٹ مین کچھ نقب کا انتظام نہ کیا نقب اُسی طرح رہی غضنفر
کو لیکر باغ مین آئین ملکہ بیتاب و بیقرار ٹہل رہی تھین کہ کنیزون نے لاکر پشتارہ رکھدیا
ملکہ نے گھبراکر پوچھا کہ ارے اُنکو لائین وزیرزادی نے بڑھ کر کہا کہ واری جان لگادی
مگر قید خانے سے نکال لائی حبشنون کو ملکہ نے بہت انعام دیا وزیرزادی سے کہا کہ تم جان
و مال کی مالک ہو جاہوے لو غضنفر کو لباس پنہایا لاکر مسند پر بٹھایا جب غضنفر مسند
پر آکر بیٹھے دُردانہ بصدقِ دل مسلمان ہوئی کنیزون نے بھی اطاعت کی جلسہ آراستہ ہوا ساز
بجنے لگے غزلین شروع ہوئین

نظم

اپنے نالون کا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا | شور سنکر اُس پری کا بند در ہو جائیگا

تیرے جلوے سے حسینون کا ضرر ہو جائیگا
روبرو جب شمس آویگا قمر ہو جائیگا

مرچکا ہون پر ہوا آنا جو یان صیاد کا
طائر روح روان بے بال و پر ہو جائیگا

اُس پری کے کوچے مین لوٹینگے ہم دیوانہ وار
سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا

ہو گیا ہون روتے روتے کور لیکن پیش یار
تار اشکون کا ابھی تار نظر ہو جائیگا

دوست میرے ہوتے ہین دشمن جدا ہونیکے ساتھ
وہ شجر ہون برگ بھی جسکا تبر ہو جائیگا

بھیجین گے فردوس سے نامہ جو ہم اُس حور کو
جو ملک ہوگا وہ مرغ نامہ بر ہو جائیگا

ساغر مے جلوہ گر ہی مثل قرص آفتاب
خشک اپنا زاہدا دامن تر ہو جائیگا

زخم دل میرا نہین ہی یہ جو پائے التیام
ایک دن بند اُس پری کا چاک در ہو جائیگا

وصل کی شب ہی نہ چلا آج تو ای مرغ دل
اُس پری کو شبہۂ مرغ سحر ہو جائیگا

تیغ قاتل شاخ صندل سے اثر مین کم نہین
سر کٹیگا دور میرا درد سر ہو جائیگا

طور کا شعلہ ہمارے شمع رو کے سامنے
سنگ مین پنہان ابھی مثل شرر ہو جائیگا

سوے جنت ہم چلے جاتے ہین مسکن چھوڑکر
ساتھ اپنے ہی تمام اپنا سفر ہو جائیگا

حال بیتابی لکھون کس سے کہ یہ سیماب ہی
کان مین جبکے پڑے گا وہ بھی کر ہو جائیگا

کسقدر نام خدا وہ طفل ہی شیرین ادا
اسپ نی بھی زیر ران اب نیشکر ہو جائیگا

عارض پرنور پر خط کی جو ہی بالیدگی
غم سے اب گیسو ترا موے کمر ہو جائیگا

ناسخ اپنے دن پھرینگے دشت غربت مین اگر
آبلہ ہر ایک تلوے کا گھر ہو جائیگا

باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر صبح کو اخلاق سنگ زن جو سوکر اُٹھا دربار مین آکر بیٹھا چند ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے کہا ای شہریار رات کو نبیرۂ حمزہ کو کوئی آکر رہا کرے گیا صفدر رو رہا ہی ساتھ والے اُسکے سب پریشان ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اپنے بادشاہ کو ہم کیا مُنھ دکھائین گے وہ فرمائین گے کہ قلعے مین کیون اُترے کیون وہان پر گئے وہ قیدی قیدخانے مین نہین ہی لہذا کیا حکم ہوتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اُٹھا عیار اسکا ساتھ ہی قیدخانہ مین آیا دیکھا قید کٹی پڑی ہی مُہرہ نقب کا کُھلا ہوا ہی عیار نے کہا کہ ای شہنشاہ لیجانیوالے کا حال

کھلا ہوا ہی مین جا کر دیکھون یہ نقب کہانسے دی گئی ہی کسنے یہ گستاخی کی یہ سُنکر عیار نقب مین
پھاندا بادشاہ کھڑا رہا باہر سب ملازم جمع ہین عیار نقب کو طی کر کے باغ مین پہونچا سُنا کر
گانا ہو رہا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ غضنفر و ملکہ دُردانہ ایک مسند پر بیٹھے ہین عیار
نے یہ معاملہ دیکھا اُسی راہ سے پلٹا مگر جی مین کہتا ہی کہ ملکہ کو یہ کیا ہوا اسکو تو مرد کے نام سے
نفرت تھی کیون اپنے کو دام زلف عنبرین مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو بادشاہ بہت برہم
ہوگا عیار پلٹ کر خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ ای شہنشاہ غضب ہوا ملکہ نے
جشنون سے کہکر نقب لگوائی قیدی کو نکال کرلے گئین بیخوف بیٹھی چین کر رہی ہین کچھ خوف
نہین ملکہ کو ہمیشہ مرد کے نام سے نفرت تھی اب نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین یہ سُن کر
بادشاہ کانپا کہا سب کو جا کر پھونک دونگا یہ کہکر لشکر تیار کیا لیکن صفدر رجنگ آزما
نے کہا کہ ای بادشاہ بڑی خیر ہوئی کہ تحفہ جات میرے پاس ہین اگر تحفہ جات اُسکے قبضے مین جاتے
تو پھر اُس سے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا بڑا جری و بہادر ہی شمشیر زن صف شکن اولاد حمزہ مین
پرفن بادشاہ سوار ہوا صفدر رجنگ آزما بھی ساتھ ہی یہان غضنفر بیٹھے ہین کہ کنیزون نے
خبر پہونچائی ای شہریار رات کو بڑی خطا ہوئی آپ کو نکال لائے مگر پھر نقب کا نہ بند کیا
بادشاہ کو خبر پہونچ گئی دیکھیے گرد مین اُڑ رہی ہین لشکر آتا ہی غضنفر نے یہ سُنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
مگر تیغ روئین شگاف کو نہ پایا گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ ہماری رہائی کی تو تدبیر کی مگر تحفہ جات کی کچھ
فکر نہ ہوئی باغ مین نہ آنے دونگا اُس بے غیرت کو بالکل خیال نہین کہ ہماری بیٹی باغ مین ہی
اُسپر لشکر کشی کر کے جاتے ہین ملکہ نے سو کنیزین کہ جو سحر جانتی تھین اُنکو اشارہ کیا وہ اسباب
سحر لے کر غضنفر کے ساتھ چلین اخلاق سنگ زن تخت بڑھائے ہوے آتا ہی ارادہ ہی کہ فوج
کو حکم دون گولے مار کر اول دیوار باغ کو گرا دین کہ دروازہ باغ کا کھُلا اخلاق نے دیکھا کہ
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری گھوڑے پر سوار باغ سے نکلا
پشت پر سو کنیزین اسباب سحر ہاتھون مین لیے باغ سے نکلین ملازمان اخلاق نے بڑھکر سحر کیا
کنیزون نے وہ سحر دفع کیا غضنفر تلوار کھینچ کر جا پڑا ایک طرف سے دیکھا کہ صفدر رانگشتر
جھولی مین تیغ روئین شگاف قبضے مین اسپ بادپا کوتل گھوڑا ہنہناتا ہوا غضنفر کیطرف چلا

صفدر نے چاہا گھوڑے کو ہٹاؤن مرکب نے جو اپنے آقا کو دیکھا رسّی تُڑا کر بھاگا ساحرون کو پامال کرتا ہوا قریب غضنفر آیا اشارے کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے غضنفر بن اسد جست کرکے پشت مرکب پر آئے مرکب طرارے بھرنے لگا چہار طرف سے سحر ہو رہا ہے مگر گھوڑا دریاے سحر کو طی کرتا جاتا ہے غضنفر پر تیر پڑ رہے ہین غضنفر حیران ہین کہ کیونکر تابہ صفدر جاؤن کنیزین فوج مین گھر گئی ہین مگر لڑ رہی ہین کئی ہزار ساحرون کو مار کر ڈالدیا گل اندام نامے کنیز سب کی افسر اسنے جو پہلوانون کو آتے دیکھا کڑا اُتار کر بار اکڑا جاکر ٹوٹا پہلوان جھومنے لگے سانھ والے پکارتے تھے کہ اے ملکہ عالم ہم تابعدار ہین نظم

باغ مین دیکھا جو سروِ قامتِ صیاد کو
یاد تھا کیا جو ہر عاشق کسی حداد کو
ہے جو دل آہو نسے خالی جان لو ویرانہ ہے
کان دیتا گل کو بھی بلبل کو گر نالہ دیا
کانٹے پردے برنگِ گل ابھی ہون چاک چاک
فصل گل آتی ہے پھر اپنے جنون کا جوش ہے
قامتِ جانان جنون خیز ایسا ہے دیکھے اگر
لاغر ایسا ہون کہ مجھ مین کچھ نہین جز وحشت ہے
شادی و غم تو نہین ہے اپنے ویرانہ مین یار
وصل کی شب جب کہا اُسنے مرے گھر مین قدم
جا کے زلفو نمین پھرا ے قامتِ جانان ہوا
غیر کے فرزند کو قابو مین لاؤن کسطرح
کیون نہ یون اپنا سر اپا صرف شانو نمین کے
دیدۂ ظاہر سے ہوا ہے غافلو پنہان تو کیا
جالی کی کرتی اور رانگیا رخ دلکو ہے بہت
مین بھی نالو نسے لگا لیتا ہون بس اپنی زبان

فاختہ ہو لی سمجھتی ہے ہر اک شمشاد کو
آبِ شیرین مین بجھایا تیشۂ فرہاد کو
کام رہتا ہے دھوئین سے خانۂ آباد کو
تھا یہ لازم نخل بند گلشنِ ایجاد کو
بلبلو سُنتا نہین کوئی مری فریاد کو
بلبلین آتی ہین گلشن سے مبارکباد کو
ہو وہین درکار طوقِ فاختہ شمشاد کو
بالش پر چاہیے شاید مرے صیاد کو
یہ تلون ہو مبارک خانۂ آباد کو
صبح خندہ رو ہوئی حاضر مبارکباد کو
کیا رسائی شانہ بننے کی ہوئی شمشاد کو
کر نہین سکتا مسخر اپنے مین ہمزاد کو
مثل قد ہے عشق زلف یار بھی شمشاد کو
دیدۂ عبرت سے دیکھو گلشنِ شداد کو
حاجت دام و قفس کب ہے مرے صیاد کو
گر کوئی سنتا نہین نا سخ مری فریاد کو

یہ اشعار پڑھ کے چاہا کہ قریب ملکہ جائین اُسنے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری بیکے سر اُڑ گئے مگر غضنفر پر فوج نے جو بلوہ کیا غضنفر ہرچند کد و کاوش کر رہے ہین مگر کچھ کد و کاوش نہین چلتی جدھر جاتے ہین اُدھر تیر پڑتے ہین کوئی تیر مار کے بھاگتا ہی جسنے نیزہ مارا غضنفر نے بڑھ کر سنان نیزے کو اڑا دیا دوسرے ساحر نے ہاتھ ہلا دیا برق کڑک کر گری شانے پر پڑی شانہ نشانہ ہوا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر ان ظالمون کے بلوے سے بچالے سحر سے ان کے نجات دے نظم

نماند صاحبِ دولت نہ تنگ دست فقیر	نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم +	امیر بر د ز دنیاے بے بقا نہ فقیر +
بشکل خاک تعلق بخاکساری دار +	کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر
خدا کریم و رحیم و خدا حکیم و عظیم +	خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و خبیر +

غضنفر نے جو بلبلا کر دعا کی قضائے کار کہکشان نے کہ تلاش مین غضنفر کی نکلی تھی آسمان پر دنا تا دستا تا سحر کا سُنا چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ غضنفر گھرے ہوے ہین ساحرون کا چار طرف سے بلوہ ہی مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جس ساحر کو پکڑ پایا اُسکو مار ڈالا مگر سر سے پا تک جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا ہی کہکشان بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ کیا کہ ای شہریار آپ نہ گھبرائیے گا کنیز آ پہونچی آسمان سے موتیون کا مالہ پھینکا وہ جو ٹوٹا ٹکڑے اُسکے سینون پر ساحرون کے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے کئی ہزار جادوگر گرے بعضے دیوانہ وار و وحشی مثال نعرے کرتے ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

پوچھتا اتنا جو وہ حور شمایل ملتا +	کیون نہین عاشقِ نالان سے ترا دل ملتا
وہ مصفا ہی یہ رکھتا ہی جبین پر اک داغ	کیا رُخِ یار سے روے مہ کامل ملتا +
کس طرح دیو جنون سر سے ہمارے اُترتے	وا اے تقدیر کہ عامل نہین کامل ملتا +
لعبند کی طرح نہ ہوتا جو یہ عاشق غلطان	پھل محبت کا نہ خنجرِ قاتل ملتا +
ای شفیق اہلِ زبان سے ہی تلمذ تم کو +	مشورہ حضرتِ ہمت سے ہی کامل ملتا

ایک رد سحرون مین ہنگامہ ہو گیا ہر طرف سے ساحر غل مچاتے پھرتے ہین بعضے پہاڑون سے

سر ٹکرا رہے ہین بعضے درختون سے سر کو ٹکراتے ہین بعض تلوار کو کھینچے ہوے گلا کاٹنے پر آمادہ
ہین اخلاق نے جو دیکھا کہ ساحر نے آتے ہی قیامت برپا کر دی کئی ہزار ساحر مارے گئے
اور کئی ہزار مرنے پر آمادہ ہین کئی ہزار سر ٹکراتے پھرتے ہین للکارتا ہوا آگے بڑھا بڑھ کر سحر کیا
کہکشان ان ایسے ساحرون کے سحر کو کب مانتی ہے آنکھ سے اشارہ کیا سحر دفع ہو گیا اخلاق
نے دوبارہ گولہ مارا آگ برسنے لگی مگر کہکشان نے اس سحر کو بھی اشارون سے دفع کیا اخلاق
نے آگ برسائی اور تلوارین برسائین اور خنجر گرائے مگر کہکشان پر تاثیر نہ ہوئی کہکشان
نے جو کئی مرتبہ بلند ہو کر سحر کیے بلند جو ہوئی ملکہ شیرین ادا کہ صحرا مین پھر رہی ہے اسنے جو کہکشان
کو لڑتے ہوے دیکھا گھوڑی کو بڑھایا اُس وقت آکے پہونچی کہ غضنفر نے گھوڑا بڑھایا ہے قریب صفدر کے
پہونچے ہین صفدر نے ہاتھ تیغہ رومین شگاف کا مارا وہ تیغہ کسے سے کاٹتا نہین غضنفر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال کر تیغہ چھین لیا اُسی تیغے کا ہاتھ مارا صفدر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر کو
مار کر انگشتر مہر و ماہ اُسکی کمر سے نکالی اپنی اُنگلی مین پہن لی اب تو اور زیادہ چست و
چالاک ہوے جس ساحر نے سحر کیا انگشتر کو چمکا دیا سحر اُسکا اُلٹا پلٹ گیا اُسی ساحر کے سینے پر
جاکر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی ہزار ساحر مرے اب تو اخلاق سنگ زن گھبرایا چاہا کہ
پلٹ جاؤن ملکہ کہکشان نے وہ گھیر اڈالا ہے کہ نکلنا دشوار ہوا ہر چند کہ اخلاق قصد
کرتا ہے کہ حصار سحر کہکشان توڑون مگر ممکن نہین ہوتا بلا کے سحر ہو رہے ہین اخلاق سحر
کر کے بلند ہوا کڑک کر کہکشان پر گرا چاہا کہ کمر مین پنجہ دے کر اُٹھا لے جاؤن کہکشان
نے کاکل کو چرخ دیا چرخ دے کر سٹرا کا مارا اخلاق کے شانے پر پڑا شانہ سُوج آیا ایک
چیخ ماری اور آواز دی کہ اے نسیم جادو جلد آؤ ہوا ٹھنڈی چلی اخلاق کا پنجا کہکشان
پر بھی اسقدر تاثیر ہوئی کہ ہاتھ روکا اخلاق نے پہلو پر آکر پنجہ مارا پنجہ جو پڑا کہکشان کا
شانہ زخمی ہوا کہکشان نے شانے کا خون چلو مین لیا لے کر پھینک مارا وہ خون اخلاق
پر جو پڑا اُدھر موے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اعضاے جسم مثل ہیزم خشک جلنے لگے کہکشان
نے ہاتھ ہلا دیئے کئی برقین گرین کہ اخلاق کے چار ٹکڑے ہوے لشکروالون نے فریاد کی ملکہ
شیرین ادا نے یہ سب معاملہ دور سے دیکھا حرکات پر کہکشان کی خوش ہو گئی اپنے دلمین

کہتی ہو اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہو ملازمون کو امان دی دس ہزار ساحر جو بچے تھے وہ
مطیع اسلام ہوے شیرین ادا بھی آکر ملی کہکشان نے شیرین ادا کو ساتھ لیا غضنفر
سے تمام کیفیت بیان کی نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف باغ کے چلے دُردانہ گوہر پوش
باغ مین بیقرار کھڑی تھین کہ کنیزون نے خبر دی شاہزادہ آتا ہو ملکہ دُردانہ گوہر پوش
بیقرار ہو کر دوڑین دروازے پر آکر استقبال کیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بی کہکشان
کی ذات سے یہ لڑائی فتح ہوئی کہکشان نے کہا کہ اقبال شاہی شریک حال ہو مین بھی
آکے لڑی شیرین ادا کو دُردانہ نے بہ اعزاز ساتھ لیا مگر حیران ہو کہ معشوقان پری چہرہ
ملی ہین ایک طرف دُردانہ گوہر پوش ایک طرف شیرین ادا اور ایک طرف کہکشان
نے سحر کرکے ابر گلگون بنایا اُس ابر سے پانی برستا ہوا ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چل
رہی ہو طفلان غنچہ غون غان کر رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو انتظار آمد
غضنفر نامدار تھا آنکھین کھولدین تماشا معشوقان پریچہرہ دیکھنے لگی ایک ایک اپنے سحر
مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق سنبل نے زلف عنبرین کا جوڑا کھولا کلین عارض پر چھوڑین
گُلِ لالہ نے کلاہ کو کج کیا ہر طرف چمن مین لطف آمد فصل بہار عروسان چمن کا شرمانا شاخہاے
گُل کا حجاب سے خم ہو جانا صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہر گُل کا کٹورہ شراب شبنم سے
معمور کیفیت انتظار مین سرور مگر معشوقان عاشق خصال ہمراہ غضنفر بن اسد مین اس
لطف سے غضنفر آکر مسند پر بیٹھے گرد کنیزین براے کار ضروری حاضر ہین عمدے ہاتھون مین
پنکھیان پھولون کی لیے ہوے با ناز و ادا پھر رہی ہین غضنفر نے اُس جلسے کو دیکھ کر ایک
آہ کی اور تو کسکی مجال تھی کہ وہ پوچھتا مگر کہکشان جادو کہ مزاج دان ہو اسنے پوچھا کہ
ای شہریار آپ کی اقبالمندی سے اس لڑائی کو آکر فتح کیا ورنہ یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ایسی
لڑائیون مین مہینون بسر ہوتے ہین یہ آپکا اقبال تھا کہ سب کا سامنا ہو گیا اور آپ سو کنیزون
سے اتنی دیر کیونکر لڑے بے شک و شبہہ آپ کے بزرگ اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
و غرائب کے فیاح ہین مفصل فرمائیے کہ کنیز فکر کرے غضنفر نے کہا کہ ہمارا رفیق و شفیق
دیوانہ زنجیر دار ہمارے ساتھ آیا تھا معلوم نہین اُسپر کیا گذری مجھے بڑا خیال ہو دُردانہ نے

عرض کی کہ ای شہریار ایک دن مین نے خبر سُنی تھی کہ رفیق آپ کا آکر قید ہوا والدنے
اُسکو کہین روانہ کر دیا دربار مین وزرا سے جاکر پوچھیے یقین ہی کہ آپ کو پتہ ملیگا غضنفر
بموجب بیان دُر دانہ دربار مین آئے وزرا سے دریافت کیا وزرا نے کہا کہ ای خداوند
ایک دیوانہ گرفتار کرکے ملکہ سمندر جادو لائی تھین دو دن یہان رکھا نگہبانون نے کہا
کہ ہم اسکی قید کو نہین رکھسکتے وہ زنجیر ہلاتے ہین کہ نیند ہمکو حرام ہو گئی یہان سے قریب
ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ اطلامیہ کہتے ہین وہان کا حاکم و ناظم اطلام گرگدن سوار
ہی اُسکے پاس قید کو بھیجدیا شاہپور نامے سپہ سالار تھا وہ ہی قید لے گیا تھا وہ مغلوبہ
ہین آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اگر وہ زندہ ہوتا تو اُسی کو بھیجتے کہ قید کو لے آؤ مگر وہ تو مارا گیا
اب سوا لشکر کشی کے کیا چارہ ہی غضنفر نے اُسی وقت حکم دیا کہ اطلام گرگدن سوار
کو ایک نامہ لکھو کہ ہمارے رفیق کی قید کو بھیجدو ہمنے قلعۂ اخلاقیہ کو فتح کیا اور اخلاق
ہمارے ہاتھ سے مارا گیا بصلاح وزرا نامہ تیار ہوا غضنفر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ کوئی
افسر اس نامے کو لے کر جائے اور جواب صاف لائے کسی سردار نے قصد نہ کیا یہان باغ
مین بڑی دھوم سے ملکہ دُر دانہ نے کہکشان کی دعوت کی اپنے ہاتھ سے سامان کر رہی ہین
جام لا لاکر اپنے ہاتھ سے پلاتی ہین کہکشان بڑے خلق و محبت سے پیش آرہی ہو کہتی ہو کہ ای
ملکۂ عالم آپ کے خلق و محبت نے لطف دوستان قدیم بھُلا دیا ملکہ دُر دانہ کہتی ہین کہ ای
کہکشان تم سب کی جان بخش ہو اگر تم آکے مدد نہ کرتین اور وقت پر نہ پہونچتین تو کسکی مجال تھی
کہ اخلاق ایسے بادشاہ کو قتل کرتا اخلاق خود ساحر زبردست تھا مگر تمھارے سامنے کچھ
زور نہ چلا کر کنیزون نے خبر دی شاہزادہ آتا ہو ملکہ دُر دانہ نے استقبال کیا لاکر مسند پر
بٹھایا کہکشان نے پوچھا کہ آپ ملول کیون ہو رہے ہین غضنفر نے بیان کیا کہ مین نے ایک
نامہ واسطے اطلام کے تحریر کیا ہی یہان کے وزرا و امرا ایسے نامرد ہین کہ کسی شخص نے جانا
قبول نہ کیا ملکہ کہکشان تم چل کے تخت پر بیٹھو تو مین تمھارا نامہ دار بن کے جاؤن انشاءاللہ
دربار مین جاکر قیامتین برپا کر دونگا ملکہ کہکشان نے کہا کہ مجھے نامہ دیجیے مین نامہ لے کے
جاؤن جواب باصواب لاؤنگی آپ چل کر تخت پر بیٹھیے زبردستی کہکشان نے نامہ لیا ملکہ کو

سرسے باندھا اور قلعۂ اظلامیہ کی طرف چلین یہان اظلام کرگدن سوار نے دیوانہ
کو قید کیا ہی صبح کا وقت ہی دربار مین بیٹھا ہی کہ نگہبانون نے خبر دی حضور دیوانے نے
رات بھر زنجیر ہلائی بُلا کر اُسکو سمجھا دیجیے ایسا نہ ہو کہ ہم لوگون کے ہاتھ سے مارا جائے یہ سنکر
اظلام نے کہا کہ دیوانے کو لاؤ نگہبان گئے اور دیوانے کو لائے دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا
آیا آقا کا نام لے کر رو رہا ہی دربار کفر مدار کو دیکھ کر مثل اہلِ اسلام کے صاحب سلامت کی
او ہبل کرنے لگا کہتا ہی کہ او بیحیا میرے آقا سے مجھکو جدا کیا میرے آقاے نامدار کہان ہین
اظلام نے کہا کہ او دیوانے زیادہ لاف وگزاف نہ کر ہاتھ مین جام شراب تھا پی گیا دُرد
دیوانے پر پھینکا دیوانے نے جھلا کر ہتھکڑی توڑ ڈالی ایک شخص نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا
دیوانے نے تلوار اُسکی چھین لی اور لپٹ کر ایک چکت ماری کہ گوشت کا بوٹا کاٹ لے گیا
اظلام نے اشارہ کیا ساحرون نے چہار جانب سے دیوانے کو گھیرا اسنے دو چار ساحر
مارے اظلام نے خود سحر کیا دیوانہ ناچار ہو کر گرا از روے بلوے کے اُسکو گرفتار کر لیا اظلام
نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد آیا کہا کہ اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے قریب آکر گردن پر کپڑے
کا خط کھینچا آواز دی کہ ای بادشاہ حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے گا یہ اُس شخص کا سردار ہی کہ
جو آکر زمین ہلا دیگا جان بچانا دشوار ہوگی اظلام نے کہا کہ مین سمجھ لونگا بس زیادہ اُسکی
بزرگی نہ بیان کر میرے سحر کے سامنے کوئی زبان نہین ہلا سکتا ابھی سحر کرون طبقہ زمین کا
آسمان پر پہونچا دون یہ ذکر تھا کہ دروازے پر ہلڑ ہوا اظلام نے پوچھا کہ ارے خیر تو ہی
یہ کیسا ہلڑ ہی چوبدارون نے عرض کی کہ ایک ساحرہ آتی ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن
حسن مین رشک چمن غنچہ دہن نازنین مہ جبین نہایت حسین اول درگہ سالار سے تکرار ہوئی اُسنے
روکا اِسنے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا ہر چند کہ ساحر روکتے ہین مگر وہ نہین
رُکتی اظلام نے کہا کہ کیون روکا ہی آنے دو نہ روکو یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سبنے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال بکمال جاہ وجلال دربار مین آکر چمکا پکار کر آواز دی
کہ او اظلام یہ تو نے کیا کیا ہی کہ سردار کو ہمارے شاہزادے کے زیر تیغ بٹھایا ہی بس بہتر
یہ ہی کہ اسکو میرے حوالے کر دے ورنہ آگ لگا دونگی تاج وتخت تیرا مٹا دونگی یہ سُن کے

اطلاام گھبرایا کہکشان نے کہا کہ کچھ جواب نہیں دیتا جوبن نے کہا ہی یہ قبول کرے گا یا فساد منظور ہی اطلاام کچھ نہ بولا ملکہ نے جھپٹ کر جلاد کو ایک تمانچہ مارا کہ جلاد کا تن سے سر اُڑ گیا کہا کہ دیوانے اُٹھو تمھارے آقا نے بلایا ہی دیوانے نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ عالم یہ لوگ بڑا ظلم کرتے ہین مین نے قید توڑ ڈالی تھی یہ جو تخت پر بیٹھا ہی اسنے ساحرونکو حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرلو ساحرون نے بلوہ کیا کئی ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے جب تو اسنے خود سحر کیا اور سبنے مل کر گرفتار کر لیا یہ سن کر ملکہ کہکشان نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اطلاام کی جانب پھینکا ابر آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا جھومنے لگا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگِ آستان ہو جائیگا

جان پائے گا چمن ای گُل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا

انقلاب دہر تب اُس سے ملا دیگا مجھے
پیر ہو جاؤنگا جب مین وہ جوان ہو جائیگا

حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جاوینگے دانت
کیا کشادہ بہر رزق اپنا دہان ہو جائیگا

بالے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آتے ہی ابھی بام آسمان ہو جائیگا

گر یونہی مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا

اسقدر رہی شوخ رنگت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

آبجو مین پڑ گیا ہی آج اُس گُل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گُل عطردان ہو جائیگا

فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

جن لوگون پر پھول برسے تھے وہ سب یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے آئے کہکشان نے اشارہ کیا کہ اہلِ دربار کو مار لو وہ لوگ اُن سب سے لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا تھوڑے ہی عرصے مین بارگاہ مین دریاے خون بہ گیا کئی ہزار آدمی

مارے گئے اطلام چاہتا ہے سحر کو کہکشان کے برطرف کرون مگر وہ سحر کب برطرف ہوتا ہے
کتمان جادو ایک سرداران اطلام مین سے اپنے دنگل سے کودا کہا کہ ای بادشاہ مین
ابھی اسکو مارے لیتا ہون یہ کہتا ہوا پشت پر اُس نازنین کے آیا پیچھے سے ہاتھ تلوار کا مارا
مگر کہکشان پشت و پہلو سے ہوشیار تھی جیسے ہی کتمان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایک
پنجہ پیدا ہوا اُسنے اسکے ہاتھ پر ایک تھپکی ماری کہ تلوار ہاتھ سے نکل گئی اور پھر اُسی پنجے
نے ایک طمانچہ مارا کہ چہرہ کتمان کا سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین کسی نے کچھ کانین
کہا بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

کیا اسیری مین کرین شکوے تیرے صیاد ہم
وان بھی کچھ دام رگِ گُل سے نہ تھے آزاد ہم

آج کل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسی کی طرح رکھتے ہین مادر زاد ہم

یہ زمین ہے بیوفا یہ آسمان بے مہر ہے
جی مین ہے اک اب نیا عالم کرین ایجاد ہم

اُسنے تلوارین جڑین فریاد پر جون جون ہمین
ہر دہانِ زخم سے کرنے لگے فریاد ہم

قید ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم

جب سے دیکھی ہے گُلِ رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورتِ برگِ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہانِ زخم بھی
کوئی دنیا مین نہ ہوگا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اُٹھ گیا
کس سے تاسخ اس غزل کی چاہکے لین اب داد ہم

کتمان یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے کہکشان کے آیا کہا کہ جو ارشاد ہو
وہ بجالاؤن کہکشان نے اشارہ کیا کہ اطلام کا سر کاٹ لے تلوار کھینچ کر کتمان جا پڑا
کتمان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے چار پانچ ہاتھ اطلام نے روکے آخر کلائی پکڑ کے ایک
طمانچہ مار دیا کہ سر کتمان کا اُڑ گیا اطلام کتمان کو مار کر رونے لگا کہا یارو مین نے بڑا
ظلم کیا کہ اپنے رفیق کو مارا یہ اپنے ہوش مین نہ تھا سحر نے کہکشان کے اسکو دیوانہ کیا تھا
ادھر دیوانہ زنجیر دار نے وہ حملے کیے کہ کئی سو ساحرون کو مار اجست کر کے سامنے اطلام کے
پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا خبردار ہونٹھون کو جنبش نہ دینا میرے آقا کے نامدار اگر

ہوتے تو اب تک تجکو مار لیا ہوتا ایسے بہادر ہین کہ مجکو زیر کیا ہر وقت بے اعتدالی کرتا ہین
مگر وہ بہادر دم بھر مین مجکو زیر کر لیتا ہی اظلام نے تاج کو جنبش دی تاج سے ایک شعلہ نکلا
اُس شعلۂ آتش نے دیوانے کو ڈھکیل دیا دیوانہ مُنھ کے بھل گرا اظلام کو گالیان دینے لگا
اور کہا کہ او بے حیا تو نے پھر سحر کیا مین تیرے سحر سے مجبور ہو جاتا ہون کچھ زور بازو دکھا
اظلام تلوار پکڑ کے چلا کہ دیوانے کا سر کاٹ لون دیوانے نے آواز دی کہ ای ملکہ عالم مجکو
اس بے حیا سے بچائیے اِسنے مجھپر سحر کیا ہی اور مین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا اپنا تو یہ حال
ہی مین بخوبی جانتا ہون آگاہ ہون

نظم

گر بہ علم معرفت حاصل کند انسان فروغ — یابد اندر اوج دین ہمچون مہ تابان فروغ
ہر دلِ تاریک ز انوار خدا روشن شود — یابد از شمع رخش ہر خانۂ احزان فروغ
نالۂ بلبل چو در گلشن بلند آوازہ شد — گر دو حاصل در چمن ز و سنبل و ریحان فروغ
نیّر ذاتِ الٰہی جلوہ ننمودی اگر — یافتی از مہر رخشان کی مہ تابان فروغ
نور حق در دیدۂ بینندہ باشد جلوہ گر — در نظر دارد مبصر ذرہ ذرہ زان فروغ
گشت جاری در چمن وقتی کہ فیض باغبان — یافت ز و ہر سبزہ سر سبزی گلِ خندان فروغ
حمد حق کردی درین دیوان بہر مصرع رقم — یافت زان نظم تو ہندی در سخن دانان فروغ

یہ اشعار جو چلا کر دیوانے نے پڑھے اور کہکشان نے دور سے دیکھا کف افسوس ملنے لگی کہا کہ
ای کہکشان اگر خدانخواستہ یہ دیوانہ قتل ہو گیا تو مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہو نگی شاہزادہ
کہیگا کہ میرے سردار کو کیا کیا یہ سوچ کر جست کی لیکن ہزار ہا ساحر سحر کر کے روک رہا ہی کہکشان
جس غول مین پہونچی اُسے پامال کیا لڑتی بھڑتی آگے بڑھی بمشکل اپنے کو قریب دیوانے کے پہونچایا
کہا کہ ای دیوانۂ زنجیر دار اُٹھو یہ کہکر عارض انور کا اپنے عکس ڈالا ایک برق چمکی دیوانے
کے بدن مین طاقت آئی بمشکل اپنے مقام سے اُٹھا اظلام پر جا پڑا اظلام نے تلوار ماری
دیوانہ لپٹ پڑا ایک چکٹ ماری کہ گوشت کا بوٹا نوچ لے گیا اظلام ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے
کو دیوانے سے چھڑاؤن مگر شیر کے قبضے سے روباہ کب چھوٹتا ہی دیوانے نے گردن پکڑ کے دبائی
اظلام کی آنکھین نکل آئین کہکشان دیکھ رہی ہی کہ اگر سحر کرے تو مین دفع کر دون اسطرحسے

قبضے مین اطلام آیا ہی کہ سب سحر وساحری بھول گیا دیوانے نے گردن پکڑی چاہا کہ اس کو
زمین سے رگڑ کر مار ڈالون مگر اطلام نے بہزار دقت اپنے کو چھڑایا دیوانے نے پکار کر کہا
کہ یارو تمھارا بادشاہ نہایت نامرد ہی ہمنے منع کیا تھا کہ سحر نہ کرنا مگر اسنے ہمارا کہنا نہ مانا
آخر سحر ہی کیا اب کے مرتبہ مار ڈالونگا یہ کہکر جھپٹ پڑا چاہا کہ اطلام سے لپٹون اطلام نے
یہ قصد کیا کہ سحر کرکے غرق زمین ہو جاؤن مگر کہکشان نے سحر کیا کہ زمین سنگ لاخ ہوگئی
دیوانے نے گردن پکڑ کے خوب رگڑا کہ بھیجا اطلام کا نکل آیا جب اطلام مرا تو اندھیرا
ہوگیا صدائین ہیبتناک آئین آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اطلام گردن سوار
بود کہکشان نے پکارکر آواز دی کہ ای سردار شاہزادہ والا قدر ماشاء اللہ تم نے کیا
کارنمایان کیا کیون نہ ہو کس جلیل کے افسر ہو کیا کہنا یہ جو کلمات کہکشان نے کہے دیوانہ
اور زیادہ شیر ہوا تلوار پکڑ کے اُن ساحرون پر جا پڑا جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے کسی کو دوڑ کر چنگل مارا کہ پوست اُتار لایا اور کسی کے چکت ماری کہ گوشت کا بوٹا لیگیا
ملازمون نے صدائے فریاد بلند کی کہ ای ملکۂ عالم ہم سب آپ کی اطاعت کرتے ہین ملکہ نے
سحر سے ہاتھ روکا اور دیوانۂ زنجیردار کو بھی منع کیا دیوانہ لڑائی پر سرگرم تھا جب ملکہ
نے جاکر ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بس اب معاف کیجیے لڑائی کا اختتام ہوا وہ لوگ آپ سے
امان مانگتے ہین اب انکو امان دیجیے کئی افسرون کو دیوانے کے قدمون پر گرایا تب
دیوانے نے ہاتھ روکا کہتا تھا کہ اس ملک کو تباہ کر دونگا کہکشان نے کہا کہ یہ بات
تمھارے آقا کے قاعدے کے خلاف ہی وہ حریف کو امان دیتے ہین ملک کا آباد رہنا بھی
ضرور ہی تب دیوانے کا غصہ کم ہوا ملکہ کہکشان اُسکو لے کر بارگاہ مین آئین تین دنمین
کل شہر کا انتظام کیا بھائی کو اطلام کے بلاکر یہان کا بادشاہ کیا سب فوج اُس کے سپرد
کی مگر بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیا اور دیوانے کو سب کا افسر کیا ملکہ کہکشان تخت پر
سوار ہوئین اس دھوم سے لشکر لے کر کہکشان بخدمت غضنفر آئین غضنفر نے جو حال
فتح سنا بہت خوش ہوے دیوانے کو خلعت دیا دیوانہ خلعت پہن کر کہنے لگا کہ ای آقا آپنے
مجکو خفیف کیا ہی یہ جفا مجھسے نہ اُٹھیگی یہ کہکر آستینین پھاڑ ڈالین اور کہا کہ بندہ باندھونگا

بمشکل خلعت پہنا مگر خلعت کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اب غضنفر کے ساتھ لشکر معقول جمع ہوا تین معشوقان پریچہرہ کہکشان ایسی ساحرہ کل لشکر کو جمع کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے ملکہ کہکشان ابر پہ سوار دُر دانہ گوہر پوش و ملکہ شیرین ادا ان دونون کو محلفے مین سوار کیا کُل لشکر کا سپہ سالار دیوانہ ہوا اور عیار بھی غضنفر کا بینے ہمارے دوند بھی آکر ملا یہ اپنے آقا کی تلاش مین قلعے کے گرد پھر رہا تھا ایک ساحر موہوم جادو اُسکو اٹھا کر لیے جاتا تھا غضنفر کی نگاہ پڑی غضنفر نے اُسے تیر سے مارا جب وہ ساحر مارا گیا تب ہمراہ غضنفر ہوا اس دھوم سے غضنفر نورالدہر کی تلاش مین چلے ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان کہ تلاش لوح مین چلے ہین ملاقات ہونا اشفاق حکمت پسند حکیم سے اور لانا قصر جواہر نگار مین و پتہ ملنا لوح کا معرفت دختر حکیم اشفاق حکمت پسند کہ جسکا نام ملکہ شمشاد بلند مکان ہے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

چل ای ساقیِ سیمتن مہ لقا +
طلسمات مین اب ہے راہِ گریز
شرابِ مصفا کی تعریف کر
کہ لائے شجر مہر کا پھر ثمر +
یہ تیغِ ہلالی چمک جائیگی
کیا اُسنے صہبائے گلگون کو پست
کسی سمت ہے ابر گوہر فشان
ہوئی دخت شیشے مین کیونکر نہان
ہوا دورِ رندانِ آتش مزاج
کہ آیا ہے ساقیِ شیرین ادا
یہ ہے ذکر اشفاق رحمت پسند

کہ لوح طلسمی کا لکھون پتا +
دکھا لطف صہبائے لطف و رزم
کبھی اپنے ساقی کی توصیف کر
ثمر جبکہ حاصل ہوا بے دریغ
تو پھر دخت رز کیا امان پائیگی
شفق آسمان پر دکھاتی ہے لطف
خوشی کا ہے رندونکی یہ بھی نشان
دکھا دے جمالِ پری رو مجھے
لیا دخترِ رز کا رندون نے تاج
نہ ہو روح فرہاد کو بھی گزند
کہ ہین عاشقانِ مروت پسند

مرے ساقیِ مہ لقا تند و تیز
کہ ہو جام اپنا سر جام جم
نہالِ تمنا بھی ہو بارور +
کھنچی دخترِ رز کی آخر کو تیغ
کیا دخترِ رز کو رندون نے مست
کہ رندونکی ارواح پاتی ہے لطف
ہوے بادہ کش جمع اکر یہان
نہ ترسا اب ای جان جان تو مجھے
یہ دورہ غنیمت ہے ای مہ لقا +
نہون لیلی و قیس بھی دردمند
ہوئی جبکہ معشوق کو یہ خبر +

کہ ہین جمع رندان شوریدہ سر
وہ جوڑا ہو سربستۂ امتحان
مین ڈہونڈھون کہ ہر حلقۂ زلف مین
کہ پاؤن جبین کو جو اُسکی ذرا
سر رہی کہون اُنکو یا تیغ ہین

ہوا مائل زیب وہ مہ لقا
دلِ عاشقان مین اِسی مین نہان
جبینِ منور کا کیا ذکر ہو +
کرون اپنے کو دمبدم مین فدا
لکھون داستانِ مرصع بیان

کہ مشاطہ کے سر یہ احسان ہوا
کشاکش ہی ہر حلقۂ زلف مین
مہِ چار دہ کو یہی فکر ہی +
وہ ابروے دلدار یا تیغ ہین
کہ رندونکو بہاتی ہی یہ داستان

چہرہ طی کنندگان مسافت راہ دور و دراز و مالکان حجرۂ شعبدہ باز اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان + وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع حکیم ارسطوے ثانی دکاہن طلسم یعنے نجم اختر شناس و ملکہ صدف دریا نشین و ہوشیار سرکش و سرباز جادو و ملکہ ہماے مرصع پوش چلے ہین مگر ہمراہ نورالدہر صرف ارسطوے ثانی ہین رہبری کرتے ہوے قلعۂ سنگپاش سے چلے ہین اور ساحر بشکل طائران آسمان مین ڈوبے ہوے عقب نورالدہر آتے ہین یہ بہی سب کو خیال ہی کہ اگر کوئی شاہزادے کو روکے تو ہم اُسکو مٹا دین لیکن ارسطوے ثانی کہ رہبری کامل کرتا ہوا آتا ہی آگے بڑھکر دیکھ لیتا ہی کہ کوئی روکنے والا تو نہین ہی راہ مین جو غول بیابانی و جانوران درندہ دیکھے اُنکو مٹا دیا اُنکا شعبدہ تو غضب کا ہی جہان ہانفذ ہلا یا ہواے سرد چلی جانور بہاگ کر جنگلون مین چھپتے ہین ارسطوے ثانی بڑھکر نورالدہر کو آگے بڑھاتے ہین اس طرح رہبری کرتے ہوے کئی دن صحراے ویران مین گذرے شب کو نورالدہر کو کسی نخل کے سائے مین ٹھہراتا ہی صبح کو پھر بطور مذکور چلتا ہی اب چوتھا دن ہی آج صبح کو جو اُٹھے نورالدہر نے نماز پڑھی خود زرین سر پر رکھا تیغۂ خارہ شگاف کو حمائل کیا جیسے ہی آگے بڑھے ہواے سرد آئی اُس ہواے خوشبودار سے دماغ جان معطر و معنبر ہوا فرمایا حکیم صاحب جو لوگ کہ ہمارے ساتھ چلے تھے اُنکا پھر ہمنے نشان نہین پایا عرض کیا سب حضور کے ساتھ ہین وقت پر ملین گے سب حضور کی حفاظت کی فکر مین ہین مین نے راہ مین کئی غول مارے شیران صحرا پیدا ہوے اُنکو ہٹایا حضور کے سامنے نہ آنے دیا آج منزل معقول ہی صحراے ویران موقوف ہوا یہ کہتے ہوے آگے بڑھے صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا

نورالدہر نے بند قبا کھولدیے ارسطوے ثانی نے پلٹ کر کہا کہ حضور ہوشیار رہین چست
وچالاکی کا وقت ہی حکیم صاحب سوار ہو چکے سواری آتی ہی نورالدہر نے پوچھا کہ حکیم کون
ارسطوے ثانی نے کہا کہ وہ اپنے مقام سے چل چکے ہین اُنھین کی وجہ سے لوح کا پتہ لگیگا
یقین ہی آیا چاہتے ہین حکیم اشفاق حکمت پسند اُنکا نام ہی نورالدہر نے کہا کیا آج ہی
ملاقات ہوگی ارسطوے ثانی نے کہا کہ وہ اب آتے ہونگے حضور کے اشتیاق مین سب
اُنکے ہمراہی ہین جشن مین شریک ہو جیسے زمانۂ میلاد مسعود جناب اشرف انبیا ہی کیا عجب ہی کہ
اس سعادت سے حضور بھی بہرہ اندوز ہون نورالدہر نے سر جھکا لیا بند قبا باندھے
تلوار کو کاندھے پر رکھا خود زرین کو کج کیا ارسطوے ثانی نے دستک دی کہ پہلوے
صحرا سے کئی ہزار غلامان زرین کمر وزرین ترکش نمایان ہوے پشت پر نورالدہر
کی جمے نورالدہر نے ارسطوے ثانی سے پوچھا یہی لوگ ہمارے مشتاق تھے حکیم نے
جواب دیا یہ آپ کے جلو دار ہین مشتاقون سے ملاقات ہو تو وہ بھی طلسم کشا کو پشت گشت
تمام دیکھین یہ کہکر پھر داہنی طرف دستک دی دیکھا کہ کئی ہزار کنیزان چینی ورومی ترکی
ایک مرکب عربی کو باساز ویراق لیے ہوے حاضر ہوئین ارسطوے ثانی نے نورالدہر
کو اُس مرکب پر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ ڈالا ہرچند کہ نورالدہر مانع ہوے کہا کہ یہ مجھکو
گوارا نہین تم میرے بزرگ ہو ارسطو نے جواب دیا کہ مین سعادت کونین حاصل کرتا ہون
کہ حاکم بناے طلسم خیال سکندری آگاہ ہو کہ میرا یہ مرتبہ ہی بائین پر غلامان زرین کمر
داہنے پر کنیزان شیرین ادا اور حکیم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اس جاہ وحشم سے نورالدہر
آگے بڑھے عندلیبان خوشنوا کچھ درختون سے زمزمہ سرائی کر رہی ہین جنکی یہ صدا اٹھی نظم

بھولجاتے مصحف رخسار جانان دیکھکر
گر نہ ہم کرتے تلاوت روز قرآن دیکھکر

وہ صفائی ہی رُخ انور پہ اے آئینہ رو
آئنہ بھی صاف ہو جاتا ہی حیران دیکھکر

اُس یم خوبی کی فرقت مین اگر یاد آگئی
غرق حیرت ہو گئے اشکونکا طوفان دیکھکر

تاب نظارہ نہ مطلق ہو سکی مثل کلیم
تھے پریشان جلوۂ رخسار جانان دیکھکر

چھوٹتا کوئی نہین اے دل کبھی اس دام سے
تو نہ پھنس جانا کہین زلف پریشان دیکھکر

سنگدل تمکو کہین گے نازنینان جہان ‌‌— خندہ زن ہوتے عبث ہو مجکو گریان دیکھکر

گھر سے جب آئے تھے دلمین آرزو کیا کیا نہ تھی — پھر چلے ہم تیرے دروازے پہ دربان دیکھکر

وصل کی شب تو جو ہنستا ہی کبھی ای ماہرو — رشک کھاتے ہین ستارے تیرے دندان دیکھکر

جور گلچین وخزان سے گل نہین باقی رہا + — کیون نہ بلبل جان دے گلشن کو ویران دیکھکر

ای جنون تیری بدولت مین بھی رکھتا ہون وہ زور — بھاگ جاتا ہی مجھے شیر نیستان دیکھکر +

یادگار دہر ہی بے شبہہ شاعر کا کلام — یاد سب مجکو کرین گے میرا دیوان دیکھکر

گر یہی مشق سخن ہی اور یہی چرچا شفیق — روشنی ہوگی قمر کا صاف دیوان دیکھکر

طائر سر پر زمزمہ سرائی کرتے ہوے غلامان زرین کمر نے علم ہاے زرین سر پر کھولے طائر چہچہہ زن ہین کنیزین دست بستہ ساتھ چلی آتی ہین جب یہ سامان ارسطوے ثانی کرچکے تو سامنے سے گرد اڑی آگے آگے کئی سو شتر سوار انتظام کرتے ہوے ستے مصروف آب پاشی کمال تزک و احتشام سے آئے ایک مقام پر نورالدہر نے گھوڑا ٹھہرایا کہ شتر سوار سامنے سے نکل گئے کئی سو چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے پھر دیکھا کئی ہزار مرکب تازی وکچھی و یمنی وعراقی موتیون کی پاکھرین اُنپر پڑی ہوئین دو دو سائیس مگس رانی کرتے ہوے ایک طرف آکے ٹھہرے کہ دیکھا ایک حکیم وضع قباے اطلس زیب جسم عمامہ بھاری سر پر ایک مرکب باد رفتار کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل وہ حکیم اُس مرکب کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی ہزار جوانان سفید پوش ہمراہ اُس حکیم نے آگے بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا ایک صندوق کہ اونٹ پر لدا ہوا تھا اُسکو اُتارا اُسمین سلاح اور پوشاک تھی پوشاک سبز نورالدہر کو پہنائی سپر کہ مثل قمر تھی پشت پر ڈالی تیغہ ہلالی کمر سے لگایا اور سلاح نورالدہر صندوق مین بند کیے کہا کہ پشت مرکب پر سوار ہو جیسے ارسطوے ثانی نے کہا کہ بسم اللہ اب آپ کو عہدہ طلسم کشائی ملا یہ لباس طلسمی وسلاح طلسمی زیب جسم ہوے اب لوح کا پتہ ملیگا اب تک آپ مین نقص تھا اب وہ نقص نکل گیا انکو بزرگان دین کی طرف سے ہدایت ہوئی ہی یہ خدمت مین آکر حاضر ہوے نورالدہر نے فرمایا کہ کیون حکیم صاحب آپکا اسم شریف کیا ہی مین بھی مشتاق ہون کہ اسم مبارک سے آگاہ ہون اُن حکیم نے ہنس کر کہا کہ اس غلام کو

اشفاق حکمت پسند کہتے ہین آپ کو ارسطوے ثانی سے نام حقیر کا معلوم ہوا ہوگا کئی سو
برس سے یہ تحفہ جات غلام کے خاندان مین چلے آتے ہین قصر جواہر نگار مین سب آپ کے
مشتاق ہین عجب زمانے مین آپ کی تشریف آوری ہوئی کہ زمانہ میلاد مسعود جناب
اشرف انبیا ہی تیاری جشن ہو رہی ہی بقراط ثانی بھی آئیگا حضور کا سامنا ہوگا حضور
شریک جشن رہین گے اور جو لوگ مشتاق ہین اُنکا مین نام نہین لے سکتا حضور پر ظاہر
ہوگا نور الدہر کو ساتھ لے کر چلا تمام فوج پشت پر آئی ارسطوے ثانی بھی ہمراہ ہوا
اشفاق حکمت پسند نے رکاب تھام لی اور کہتے ہوے چلے کہ اب مجھے فخر و شرف حاصل ہوا
کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون حکیم ارسطوے ثانی سے بہت شگفتہ ہو کر باتین
کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای ارسطوے ثانی تم تو شرف دنیا و آخرت لے چکے دیکھیے ہمارے
لیے کیا ہو خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ دن خدا دکھائے کہ اس قصر مین یہ طلسم
فتح کر کے آئین اور مراد دل ہماری حاصل ہو ارسطو کہتے ہین جناب حکیم صاحب آپکا
مرتبہ اعلیٰ ہی مین نے کیا فخر حاصل کیا مگر مجکو یہ یقین تھا کہ آج آپ ضرور ملاقات کو
آوینگے مین نے تدبیر کر رکھی تھی تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے ایک چمک
معلوم ہوئی آنکھین جھپکنے لگین نور الدہر نے جو آنکھین مل کر دیکھا ایک قصر جواہر نگار
معلوم ہوا دیوارین جواہر کی پھاٹک مرصع کار خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صاف
ثابت ہوتا ہی کہ آب مروارید بھرا ہوا ہی قریب اُس پھاٹک کے پہونچے ارسطو نے بڑھکر
کچھ خندق پر اشارہ کیا کہ جوش و خروش پانی کا موقوف ہو گیا ایک مقام پر پانی
تھا پل تختہ گرا یا پھاٹک بڑھ کر کھولا پھاٹک کے کھُلتے ہی ایک بجلی چمک گئی الماس کے
نگینے اور گوہر بے بہا پھاٹک پر نصب ہین اُنکی چمک سے آنکھین جھپکتی ہین نور الدہر
پل تختہ طی کر کے قریب پھاٹک کے آئے جیسے ہی پھاٹک مین پہونچے آسمان سے ایک
طاؤس پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان شہر جواہر نگار آگاہ ہو کہ
طلسم کشا آگیا اب تمکو شرف جمال نصیب ہوگا ہر ساحر بدنصیب ہوگا حکیم اشفاق حکمت
اقبال ہین کہ انکے زمانے مین طلسم کشا کا آنا ہوا جتنی دیر تک طاؤس کہا کیا حکیم نے

نور الدہر کو پھاٹک مین ٹھہرایا طاؤس یہ آواز ین دے کر غائب ہوا کہ رئیسان شہر آواز
طاؤس سُنکر برائے استقبال آئے نور الدہر بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوے روسا و امرا
و وزرا گرد گھیرے ہوے زر و جواہر نثار کرتے ہوے جس راہ سے نور الدہر نکلتے ہین
دوکاندار جُھک جُھک کر سلام کرتے ہین ہاتھ اُٹھا کر یہ دعائین دیتے ہین کہ ای طلسم کشا
خدا تمکو سلامت رکھے کہ تمھاری ذات سے آج اظہار اسلام ہوگا اب تک تقیہ مین تھے
آج اسلام ہمارا ظاہر ہوگا اور حکیم صاحب فرماتے ہین کہ ای طلسم کشا آج تمھارے
آنے کی سب کو خوشی ہی اسی طرح کی باتین کرتے ہوے زر و جواہر نور الدہر کے اوپر سے
نثار کرتے ہوے قریب دار الامارۂ شاہی لائے حاجبون نے بڑھکر پردہ بارگاہ کا اُٹھایا
نور الدہر کی نگاہ پڑی عجب بارگاہ آسمان جاہ دیکھی بیچ مین تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسکے
گرد دنگل ہاے زرین بچھے ہین پہلو مین تخت کے ایک کرسی مرصع بجواہر اور ایک منبر زرین
وسط بارگاہ مین بچھا ہی اول درگہ سالار نے پردہ اُٹھایا نور الدہر کو جُھک کر سلام کیا
ہاتھون کو بوسہ دیا بہ تکلف کہا کہ تشریف لائیے نور الدہر بسم اللہ کہکر داخل ہوے
حکیم صاحب نے عرض کی کہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ یہ مقام آپکا
ہی پہلوے تخت مین جو دنگل زرین بچھا تھا اُسپر نور الدہر بیٹھے اور سب سالار دنگلونپر
بیٹھنے لگے حکیم صاحب بعد عذر بسیار تخت پر بیٹھے حکیم صاحب نے اشارہ کیا خادم و
خدمتگار گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائے اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا
نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

نہ کیون شکوہ کرون اُس بے وفا کا	وفا مین رنگ پاتا ہون جفا کا +
لیا بوسہ لبِ معجز نما کا +	مزا حاصل ہوا آبِ بقا کا
صبا لیتی ہی بوسہ نقشِ پا کا +	یہی ہی باندھنا اُن کو ہوا کا
وہ آتے بیجا بانہ نہین ہین +	پڑا آنکھون پہ ہی پردہ حیا کا +
مریضِ عشق ای رشکِ مسیحا +	نہین قابل طبیبون کی دوا کا +
رہین گے کیا نہ پیچ و تاب ای دل +	ہوا سودا اگر زلفِ دوتا کا +

پھر آئے کعبہ و تبخانے مین ہم +	پتہ ملتا نہین اُس دلربا کا +
شفیق اچھی نہین یہ بات ہرگز	بتون کا رام ہو بندہ خدا کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے ساحر اُترنے لگے مقابلہ مین دوسرا قصر ہی اُسمین جا کر بیٹھتے ہین کہ یکایک ایک ابر کلان پیدا ہوا اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی تھی سر بارگاہ پر آکے وہ ابر پھٹا دیکھا کہ بقراط ثانی تخت پر سوار گرد وزیر و امیر گھیرے ہوے تخت اُترا حکیم صاحب تخت پر بیٹھے رہے نہ اور ساحرون کا استقبال کیا اور نہ بقراط کا بقراط ثانی کے تیور پر بل پڑ گیا وزرا سے کہا کہ آج حکیم صاحب کو بڑا غرور ہی وزرا نے کہا کہ طلسم کشا بیٹھے ہین جانتے ہین کہ کوئی اُنپر زور نہین کر سکتا اسی وجہ سے برائے تعظیم نہ اُٹھے بقراط نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا دوسرے قصر مین آکر تخت بچھا اُسپر بقراط بیٹھا گرد سب ساحر جمع ہین ناچ سامنے ہونے لگا زنگتون نے بھیانک آواز مین یہ اشعار شروع کیے نظم

حیرت ہی ہو نہ زلف و رُخِ یار سے بگاڑ	رہتا ہی ورنہ کا فرو دیندار سے بگاڑ
مثلِ نسیم ہون چمنِ روزگار مین +	گُل سے بناؤ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ
رنجیدہ جب سے ہمسے وہ خانہ خراب ہی	گھر سے بگاڑ ہی در و دیوار سے بگاڑ
بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین	بیوجہ ہو نہ عاشقِ رخسار سے بگاڑ
اُس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی	غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ +
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر	شیرینی کے لیے ہی نمکخوار سے بگاڑ +
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے +	لازم نہین ہی خادم سرکار سے بگاڑ
ای بحرِ حُسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے +	رکھتا ہی اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانے آج کل کے کچھ آتش نہین ہین ہم	مدت ہوئی کہ ہی سرو دستار سے بگاڑ

دونون قصرون مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر بقراط ثانی نور الدہر کی طرف نہین دیکھتا ساحرون سے اپنے متوجہ ہی کہ رہا ہی کہ یارو حکیم نے مجکو بلا کے صحبت مین ذلیل کیا اگر مین جانتا کہ آج کے دن طلسم کشا کا داخلہ ہی تو مین نہ آتا مگر اس حکیم سے

سمجھونگا ایسا ذلیل کرون کہ عمر بھر یاد کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے دیکھا ایک جوان نقابدار مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن مادیان کو اُڑاتا ہوا گرد کہاریان ہزارہا کنیزین ناظر بچکانے گھیرے ہوے وہ نقابدار دربارگاہ پر آکے اُترا تیسرا قصر کہ پہلو مین خالی تھا نقابدار مادیان سے اُتر کر پنجون کے بھل اکڑتا ہوا اُس قصر مین پہونچا تخت زرین اُس قصر مین بچھا تھا اُس تخت پر جا کے بیٹھا کنیزین گرد آگئین نورالدہر اُسی جانب دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے بند نقاب چہرے سے جدا کیا ایک بجلی چمک گئی نورالدہر کی آنکھ بند ہو گئی آنکھین کھولکر دیکھا نظم

آنکھ مل کرکے جو دیکھا کہ ہی اک بادلہ پوش
حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہِ چار دہم +
غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
یک بیک دیکھے تو یک چند ہی رہجائے جھپک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جیسے
جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر
یاد کرتی ہی رہے دامنِ مژگان کی جھپک
گھر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریاے اٹک
زلفین یون بکھری ہوئین چہرے پہ ناگے تھین دل
ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی +
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
کھیل جائے وہین کالا جوڑے اُسکی اٹک
اُنچ بھی قصد رکھے ڈالدے تو ہاتھ اسپر
لٹک کے دلمین بھی آجائے کہ لے بھاگ اچک

نازنین دلچوپری رو خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو مار سیاہ دو نون گیسو سرو قد خورشید خد حقیقت مین میر حسن صاحب سچ فرماتے ہین اشعار جہان راستی چاہیے راستی + کجی جسجگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی غرور + ہر اک اپنے موقع سے وقتِ ضرور + ایسا نقشہ کبھی نورالدہر کی نگاہ سے نہ گذرا تھا غش آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر چونکہ دربار عام ہی اپنے کو سنبھالا اُدھر اُس نازنین نے دیکھا کہ طلسم کشا جوان رعنا ہی عفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال صاحب جاہ و جلال عارض آسمان خوبی کے ماہِ کمال سطوت و صولت رعب و دبدبہ مثل جاکران کمترین حاضر خدمت ہین بقول شاعر نظم

جمالی دید از حد بشر دور +
نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
کمحل شرگسش از سرمۂ ناز +
ز مژگان بر جگرہا ناوک انداز

معتبر سائبان برخواب ناکان رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف ہرگز بھی نہ ہوگا اُسکا ثانی یوسف	رباعی	مقوس ابروش محراب پاکان کہتے ہین کہ حُسن کا تھا بانی یوسف سب کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا

ملکہ بھی زانو بدلنے لگین وزیرزادی سے متوجہ ہوکر کہا کہ ای گلرخسار حقیقت مین طلسم کشا نہایت جوان معقول ہی اولاد حمزہ مین کوئی ایسا حسین وجمیل نہ ہوگا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس امر اہم پر کیون قدم مارتا لیکن مین طلسم کشا کی مشکل آسان کرون گی اے وزیرزادی بقراط ثانی کے پاس جا اور کہنا کہ ملکہ فرماتی ہین تم آج قصر جشن مین آئے ہو جھوٹھ نہ بولنا صاف صاف بتاؤ کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہی کون نگہبان ہی وزیرزادی اپنے مقام سے شرماتی ہوئی اُٹھی بقراط کے سامنے آئی جھک کر سلام کیا بقراط خوش ہوگیا اپنے قریب بٹھالیا کہا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہی مین ہروقت اُنکے اشتیاق مین رہتا ہون جفلے فراق سہتا ہون وزیرزادی نے کہا کہ یا خداوند یہ قصر جشن ہی آپ یہان تشریف لائے ہین یہان کسی کی مجال نہین کہ جھوٹھ بولے صاف صاف بتلائیے کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہی بقراط نے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ کاغذ نکالا اُسپر کچھ لکھا ہوا تھا وزیرزادی کو دیا کہا کہ یہ کاغذ ملکۂ عالم کو دینا اور کہنا کہ خبردار خبردار یہ کاغذ طلسم کشا تک نہ پہونچے ورنہ میرے واسطے باعث خرابی کا ہی وزیرزادی نے وہ کاغذ لیا ملکہ کے پاس آئی ملکہ نے وہ کاغذ لے کر چاک کر ڈالا کہا جاکر کہو اس کاغذ سے کیا نفع جو کچھ ہو زبانی کہو کہ طلسم کشا بھی سن لین یہ راز طلسم کشا سے مخفی نہ رہیگا خواہ اسمین آپ کے واسطے بہتری ہو خواہ بدتری وزیرزادی دوبارہ سامنے بقراط کے آئی عرض کی کہ ملکۂ عالم یہ ارشاد فرماتی ہین کہ زبان سے اپنی بیان کرو طلسم کشا بھی سُن لین آج کا وہ جلسہ ہی کہ ہمارے والد نامدار نے فخر کونین حاصل کیا کہ طلسم کشا کو قصر جواہر نگار مین لائے طلسم کشا بعزت بیٹھے ہین وزیرزادی نے جو بقراط سے یہ اگر کہا بقراط بہت بگڑا کہا مین نہ بتاؤنگا طلسم کشا سُن لیگا تو اپنے کو پہونچائیگا اب فقط لوح کا ملنا باقی ہی اگر لوح مل گئی تو غضب ہوگا پھر مجھکو کچھ نہ بن پڑیگا وزیرزادی

پلٹ آئی ملکہ سے جاکر کہا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ یہ بے حیا اپنے کو عاشق
بتاتا ہی ہمارا رنج چاہتا ہی یہ مجال ہی کہ اس قصر مین آئین اور پتہ لوح کا نہ پائین یہ کہکر
اپنے مقام سے اُٹھین سامنے سے نور الدہر کے ہو کر بقراط کے قریب آئین کہا کہ کیون
بقراط اسی مُنہ پر دعوی خدائی کہ لوح کا ذکر کرکے پھر نہ روک سکیگا یہ نہ ہو سکیگا
کہ یہان ذکر کرکے لوح کو ہٹا دے اور جگہ پر رکھدے طلسم کشا مجبور رہین گے ملکہ نے جو یہ
زبان سے فرمایا بقراط ثانی ناچار ہوا کہا کہ لوح کی کیا حقیقت ہی اگر طلسم کشا پاجائیگا
تو میرا کیا کریگا یہ کہکر کہا کہ ای ملکہ عالم سُنیے لوح طلسم جو مین طلسم ظاہر سے لایا ملکہ
سفاک جادو کہ قصر عجائب مین رہتی ہی اُسکے پاس لوح کو پہونچایا اُس نے لوح کو
قصر عجائب مین رکھا ہی وہان سے جاکر طلسم کشا لے ملکہ ہنستی ہوئین وہان سے
بلٹین نور الدہر کے قریب آئین آکر کہا کہ صاحب تمنے سُنا قصر عجائب کوئی مقام ہی
سفاک جادو وہان کی حاکم ہی جب وہ قتل ہوگی تب لوح ملے گی نور الدہر نے سر ہلایا
کلام کرنے کی طاقت نہ تھی مگر اس بات کے کہنے سے ایک برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس
کو جلا دیا زراعت صبر و قرار کو مٹا دیا سر جُھکا کر کہا کہ مین انشاء اللہ تعالیٰ لوح کو
حاصل کرونگا یہ ذکر تھا کہ ملکہ جاکر پھر اُسی تخت پر بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ہما آکے
پہونچین اور اُنکے بعد ملکہ صدف دریا نشین آکر پہونچین اور انکے بعد ہوشیار سرکش
و سرباز جادو ساحرہ آئی بعد ان سب کے نجم اختر شناس آیا بقراط کو سلام نہ کیا
برائے تسلیم نور الدہر جُھکا بقراط بہت برہم ہوا ساتھ والون سے کہا کہ یہ کاہن
اپنے دل مین کیا سمجھا ہی اگر تا بہ قصر عجائب جائے تو چل جائے حیران ہون کہ طلسم کشا
کو کون لے جائیگا کسکی مجال ہی کہ تا بہ قصر عجائب پہونچے سفاک وہ ساحرہ ہی کہ جبکا
سحر دس کوس تک کام کرتا ہی یہ جو سب ساتھ ہین رونق اپنی دکھانے آئے ہین سب کی
تدبیرین کرچکا ہون اس جشن کے بعد ظہور ہوگا کاہن بھی سمجھے کہ خداوند مین یہ کمال
ہی اس گفتگو کے بعد حکیم صاحب اپنے تخت سے اُٹھے منبر پر گئے ایک کتاب کھولی وہ کتاب
بزبان عربی تھی اول فقرات عربی پڑھے اُسکے بعد پکار کر آواز دی کہ ای حاضرین جلسہ

آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو حال مقام لوح معلوم ہوا اب حصول لوح کی فکر کیجائیگی طلسم کشا
کو لوح ملے گی قدرت کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا جو کوئی طلسم کشا کی اطاعت کرے گا
آرام وچین پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا بقراط نے پکار کر کہا کہ بس حکیم صاحب
خاموش رہیے زیادہ زبان درازی نہ کیجیے میرے سردار برہم ہوتے ہین ایسا نہو
کہ آپ کے واسطے قباحت ہو حکیم صاحب نے کہا کہ ای بقراط آج وہ دن ہی کہ ہم
کوئی لفظ باقی نہ رکھین گے اسلام ہمارا ظاہر ہوا اب طلسم کشا قصر عجائب کیطرف
جاوین گے اور ہم ساتھ رہین گے لوح کے ملنے کی فکر کرین گے جو ہوسکیگا وہ کیا
اُٹھا رکھین سگے بس اب جلسہ برخاست ہوا آپ کو اختیار ہی خواہ تشریف رکھیے
خواہ نہ رکھیے بقراط یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا حکیم صاحب اب مین جاتا ہون
حکیم صاحب نے فرمایا کہ رخصت ہو جیے بقراط نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم سب
قصر عجائب پر جاؤ جا کر سفاک سے اطلاع کرو کہ حکیم صاحب نے مجکو عین جشن مین
بلوایا لوح کا حال مجھسے قبول کرالیا ای سفاک ہوشیار رہنا مین بھی یہان سے فوج
بھیجونگا ہمراہی طلسم کشا کے نہ آسکین گے قصر سے نکل کر جو بقراط نے کہا کئی ساحر سفاک
کی طرف چلے ذکر انکا وقت پر ہو گا جب بقراط جاچکا تو ملکہ شمشاد بلند مکان تخت
سے اُٹھین حکیم صاحب سے کہا کہ مین اپنے باغ دلکشا مین جاتی ہون حکیم صاحب نے
کہا کہ بسم اللہ ارسطوے ثانی نے کان مین نور الدہر کے کہا کہ حضور اس نام کا
خیال رکھیےگا آپ بہت بیقرار معلوم ہوتے ہین دیکھیے انجام کار کیا ہو نور الدہر نے
کہا کہ ای ارسطوے ثانی کیا کہون کہ جو دل پر گذر رہی ہی نظم

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
دن کو رات اُسنے کیا ہی گیسوے پُر تاب سے
اُسترا اُسکے ذقن پر جب پھرا ثابت ہوا
بے حقیقت کو بلا سے کب ہی دنیا مین گزند
ہی مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب

کیمیا ہمنے بنائی ہی مگر سیماب سے
رات کو دن کر دیا ہی روے عالمتاب سے
دور ہو جاتے ہین تنکے کسطرح گرداب سے
عکس تنکے کا بھی یہ سکتا نہین سیلاب سے
کون خوش ہوتا ہی بیداری مین عیش و خواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین
آگے افتادو نکے پاتے ہین کہین سرکش فروغ
غیب سے لگوائی مھندی اُسنے ہاتھو نپر جو رات
مدتین گذری ہین کہ رکھتا ہون فراقِ باہمی
ہونٹھ تیرے دیکھکر مجکو ہوا جوش جنون
کھائے ہین ایسے تری محراب ابرو کے فریب
خاک کوے یار ہی ناسخ مرے تن پر لباس

کب کسی کا اشتر ہوگا چادر مہتاب سے
سرد ہو جائے نہ کیون بازار آتش آب سے
پنجۂ مژگان کو ہمنے بھی رنگا خونناب سے
دن کو پروانے سے صحبت رات کو سرخاب سے
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخاب سے

ارسطوے ثانی نے کہا کہ حضور اپنے کو سنبھالین غلام کو تردد ہی کہ ایسا نہ ہو کہ حضور کہین آوارہ ہو جائین نور الدہر نے کہا کہ مین سنبھالتا ہون مگر سنبھل نہین سکتا اس ظالم کے چلے جانے نے دل نکال لیا دل پہلو مین نہین ہی دیکھون کیا ہو حکیم صاحب منبر سے اُترے ہاتھون کو نور الدہر کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آج شب کو اس قصر مین رہنا پڑے گا نور الدہر کو سواے بہتر کے اور کچھ نہ بن پڑا حکیم صاحب نے سامان دعوت مہیا کیا مگر ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش کو رہی ہین کہ آج شب کو بہت احتیاط کرنا طلسم کشا کے تیور بد ہین یہ باغ دلکشا جاوین گے اور باغ مین جانا باعث خرابی ہی دیکھیے کیا ہو ہرچند کہ وہ معشوق بھی دل و جان سے اُنپر عاشق ہی مگر بے اختیار ہی وہ ضرور روکیگی مگر یہ رُک نہ سکین گے ہماے مرصع پوش نے نجم اختر شناس کو آگاہ کیا غرض کہ جملہ سردارانکے اس حال سے آگاہ ہوے شب کو دسترخوان بچھا سب نے ایک مقام پر کھانا کھایا مگر نور الدہر نے بہ مشکل چند لقمے کھا کے ہاتھ کھینچ لیا ہرچند کہ سردارون نے کہا نور الدہر نے نہ کھایا سردارون نے ہاتھ دھوئے ایک کمرہ کہ پہلوے قصر مین تھا حکیم صاحب نے اُسمین نور الدہر کے واسطے چھپر کھٹ بچھایا نور الدہر آکر لیٹے سب سردار جاگ رہے ہین آخر نور الدہر نے دو شالہ مُنھ پر کھینچا اپنے کو سوتے مین ڈالا سب سردارون نے جب جانا کہ شاہزادہ سو گیا یہ سب سوئے نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے کمند ڈال کر قصر سے اُترے باغ دلکشا کی تلاش مین چلے راہ مین جو ملا اُس سے نشان باغ دلکشا کا پوچھا

ان لوگون نے بتایا کہ بیرون قلعہ بائین پر صحرا ہی اُس کو طی کر کے باغ دلکشا ملیگا مگر
ای شخص وہان تیرا کیا کام ہی وہ مقام ملکہ شمشاد بلند مکان ہی وہان ہوا کا بھی
گذر نہین نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا بیرون قلعہ آئے بائین پر چلے ایک صحرائے
سبزہ زار ملا اُسکو طی کر کے روشنی معلوم ہوئی دور سے دیکھا کہ دروازہ ایک باغ کا
کھلا ہوا ہی چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین نورالدہر کو دیکھ کر سلام کیا کہا کہ ای
شہریار آئیے ملکۂ عالم انتظار مین ہین نورالدہر خوش ہو گئے جھپٹ کر قریب دروازے
کے پہونچے ایک مرکب کوتل دروازے پر کھڑا تھا جیسے ہی چاہا دروازے مین قدم رکھون
کنیزین اندر گئین جا کر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ برای استقبال اُٹھین نورالدہر نے جو قصد کیا
کہ باغ مین جاؤن وہ مرکب سد راہ ہوا نورالدہر اُسپر سوار ہوے چاہا کہ باغ کے
اندر جاؤن کہ یکایک پہلو سے آواز آئی کہ او بے ادب کہان جاتا ہی ملکہ کی شامت
آئی ہی اب مصیبت اُٹھائین گی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان للکارتا ہوا آتا ہی
قریب پہونچکر اُسنے نیزہ مارا نورالدہر کو جلدی ہی کہ مین اس سے فیصلہ کر کے اندر جاؤن
کہ ملکہ ٹہلتی ہوئین دروازے پر باغ کے آئین مقابلہ دیکھنے لگین نورالدہر نے سنان نیزہ
کو تلوار سے اُڑایا وہ پہلوان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے نورالدہر نے روک کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پہلوان کا زخمی ہوا وہ پہلوان بھاگا اور پکار کر آواز دی کہ او
جوان یہان تو آ اگر میرے پاس آئیگا سزا پائیگا نورالدہر کو غیرت آئی کہ معشوق
سامنے دیکھ رہی ہی طعن کریگی کہ ایک پہلوان کو نہ مار سکے یہ سوچ کر گھوڑا ڈال دیا
آگے آگے پہلوان جاتا ہی پیچھے اُسکے نورالدہر گھوڑا ڈالے ہوے جاتے ہین صحرا سے
نکل گئے صحرا مین جا کر وہ جوان غائب ہو گیا اب نورالدہر اُسی صحرا مین آوارہ و
سرگردان پھر رہے ہین مگر صبح کو وہان نجم اختر شناس نے جو چھپر کھٹ خالی پایا زانو
پر ہاتھ مارکے سب کو جگایا کہا کہ صاحبو دیکھو آقا پر وہ ہی گذری تم لوگون نے لاکھ احتیاط
کی مگر کچھ نہ ہوا وہ سونے کا فقرہ تھا ہم غافل ہوے وہ باغ دلکشا کی طرف گئے تم لوگ
یہان سے جنبش نہ کرنا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر نجم اختر شناس روانہ ہوا قریب

باغ دلکشا کے آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین اُسنے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا کنیزون نے کہا کہ جب شاہزادہ تعاقب مین پہلوان کے نکل گیا ملکہ رونے لگین کہتی تھین کہ صاجو یہ کیا غضب ہوا دیکھیے اب اُس رستم وقت پر کیا گذرے رو رہی تھین کہ پہلوے باغ سے ایک آواز آئی کہ کیون شمشاد یہ جوش و خروش ہی اس آواز کے ساتھ ہی ایک ساحر آیا اُسنے آکر ایک گولہ مارا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین ملکہ کو اُٹھالے گیا جب روشنی ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ ملکہ کو لیے جاتا ہی اور ملکہ فرماتی ہین افسوس صد ہزار افسوس مین شاہزادے سے چھوٹی اب دیکھون فلک کجرفتار و گردون غدار کیا دکھائے نظم

مثل غنچہ جو خفا ہوکے تو ہوگا خاموش ۔۔۔ مر کے ہو جائین گے ہم ای گلِ رعنا خاموش

چُپ چُپاتے ہی پریزاد چلے آتے ہین ۔۔۔ کیون نہ ہو سلسلۂ زلف چلیپا خاموش

شبِ فرقت مین مچا لیجو غل میری طرح + ۔۔۔ ای موذن ہی شبِ وصل خدارا خاموش

وہ نہین آتے تو مانند چراغِ مردہ + ۔۔۔ شبِ تاریک مین بیٹھا ہون اکیلا خاموش

ضبط ظاہر مین ہی باطن مین مگر ہون نالان ۔۔۔ دلِ دریا مین ہی شورش لبِ دریا خاموش

مرنے سے پہلے جو مرتا ہو تو سُن لے تدبیر ۔۔۔ بیٹھ رہ چُپ کسی کونے مین اکیلا خاموش

قیس نالان جو ہوا ہمنے ظرافت سے کہا ۔۔۔ ہو گیا ہی جرسِ ناقۂ لیلا خاموش +

نرگسِ نازسخن کو ہی بھلا کیا نسبت ۔۔۔ چمنِ دہر مین ہی نرگسِ شہلا خاموش

تھوڑے عرصے مین نظرون سے ہماری مخفی ہو گئین یہ حال سُنکر نجم اخترشناس بہت گھبرایا کنیزون سے پوچھا کہ شاہزادہ کس طرف گیا کنیزون نے پتہ بتایا کہ سامنے صحرا مین گئے نظرون سے مخفی ہوے نجم اخترشناس یہ حال سُنکر اُسی پتے پر تلاش مین شاہزادے کی چلا مگر نور الدہر اُس صحراے ہولخیز مین پھر رہے تھے کہ دیکھا ایک طرف سے ایک زنگن سیہ رو سُرخ جوڑہ پہنے ہوے اسی طرف آتی ہی نور الدہر کے قریب آکر اُسنے کہا کہ ای طلسم کشا مین تمھاری تلاش مین نکلی ہون دو پہر تمکو اس صحراے ویران مین گذرے میرا دل بیچین ہی اگر میرا وصل قبول کرو تو تمکو اس سرحد سے نکال دون نور الدہر کو اگرچہ ناگوار ہوا مگر کہا ای ضعیفہ تونے ایسی بات کہی کہ جسکو خود دل چاہتا تھا تجھ ایسی معشوقہ کو کون نہ قبول کریگا

اگر مین نے تجھسے انکار کیا تو پھر کوئی اور میرا مددگار نہ ہوگا ضعیفہ یہ سُنکر خوش ہو گئی کہا کہ ای
طلسم کشا جب تمھارے آنے کی خبر سُنتی تھی بوجہ خوشی کے دو دو دن کھانا نہین کھاتی تھی اور اکثر
ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ چار چار دن گذر گئے اور شراب نہین پی بلکہ آج ہی صبح سے شراب
نہین پی ہی اب اس وقت جی چاہتا ہی کہ شراب پیون اور تمھارے پہلو مین بیٹھون ای طلسم کشا
آؤ سامنے صحراے ویران ہی میرے مکان پر چل کر بیٹھو شراب پیو مجھ ایسی معشوقہ سے وصل
حاصل کرو یہ سُنکر نور الدہر اُسکے ساتھ چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک پہاڑی معلوم ہوئی
دامنہ مین اُس پہاڑ کے تختے سنگ کے پڑے ہوے تھے لاکر نور الدہر کو اُن تختہ ہاے سنگ
پر بٹھایا دوڑ کر درۂ کوہ مین سے گلابیان شراب کی اُٹھا لائی نور الدہر کو بھر کر جام شراب
دیا نور الدہر نے کہا کہ تم پیو نور الدہر نے اُسی کو جام پلایا اسقدر شراب پلائی کہ وہ
گر پڑی نور الدہر نے ہاتھ بڑھایا ضعیفہ خوش ہو گئی ہر چند کہ شدت نشے سے بول نہین
سکتی مگر بلائین لیتی ہی نور الدہر نے قاعدے سے بیٹھ کر گردن پر ہاتھ رکھا رکھ کے جو
دبایا آنکھین نکل آئین اوپر سے گھونسہ مارا ضعیفہ کا سر پھٹ گیا آسمان پر اندھیرا ہوا
زاغ و زغن غل مچانے لگے آخر آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نسیم صحرا نشین بود - نجم
اختر شناس جو آسمان پر اُڑ رہا تھا یہ آواز سُن کر نور الدہر کو دیکھ کر آسمان سے اُترا
ہاتھون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہر یار آپ نے اِس ساحرہ کو مارا کہ اسی کی ذات سے
سارے فساد برپا ہوے یہی ملکۂ عالم کو اُٹھا کر لائی تھی مگر نہین معلوم کیا کیا وہ پہلوان
بھی اسی کا بھیجا ہوا تھا اب تلاش کیا جائے کہ ملکہ کو اِسنے کہان چھوڑا کہ درۂ کوہ سے
رونے کی آواز آئی نجم اختر شناس درے مین گیا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا قوی
جسم پڑا ہوا تڑپ رہا ہی سر پر زخم آہ آہ کر رہا ہی نجم نے اُسکو اُٹھایا سر کا زخم دھویا
پٹیان باندھین پوچھا کہ ای جوان یہ زخم کسکے ہاتھ کا ہی اُسنے کہا کہ یہ زخم طلسم کشا
کے ہاتھ کا ہی نجم نے کہا کہ طلسم کشا کو تو پہچانتا ہی اُسنے کہا کہ خوب پہچانتا ہون نجم
اُسکو باہر درے کے لایا وہ نور الدہر کو دیکھ کر کانپنے لگا کہا کہ اسی جوان نے مجھ کو
زخمی کیا مین وہ پہلوان ہون کہ مین نے سیکڑون پہلوان مارے نسیم صحرا نشین مجھ کو

پکڑ لائی تھی بزور مطلب حاصل کرتی تھی مجکو بھیجا کہ جاکر طلسم کشنا کو ٹوکنا باغ مین نہ جانے دینا
مین نے جاکے طلسم کشنا سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوکر بھاگا اتنے عرصے مین وہ جاکر ملکہ کو بھی
اُٹھا لائی لاکر ملکہ کو رکھا تھا ارادہ تھا کہ قید کرون کبھی کہتی تھی کہ خدمت مین خداوندی کی
روانہ کرون کہ خداوند اسپر عاشق ہین خوش ہوجائین گے کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر قوی تن و قوی من آیا اس سے باتین محبت کی کرنے لگا یہ بھی نخرے کرتی تھی کہ اسکی
نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی بیقرار ہو گیا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

آیا نہین وہ ماہ مہینے گذر گئے
رویا مین اسقدر کہ سفینے گذر گئے

پیہم جو اُسنے کی صفِ عشاق پر نگاہ
بیٹھو لئے تیر توڑ کے سینے گذر گئے

رندو نکو ایک سی ہی شبِ عیش حشر تک
زاہد ترے ہزار مہینے گذر گئے

ہو حشر سے زیادہ جلوخانہ آپ کا
بجرائیون کے سر سے پسینے گذر گئے

وہ یار ہم پیالہ وہ ساقی وہ مے کہان
سب اپنی میکشی کے قرینے گذر گئے

شاید جناب قبر سے دوڑ آئینگے سُرنگ
کیا بے نشان کرکے دفینے گذر گئے

دیکھا ہو رات نشے مین یہ خواب میکشو
ہم دیر سے پہونچکے مدینے گذر گئے

کیا کیا ہمارے دیدۂ گریان نے دیدگی
اس بحر سے ہزار سفینے گذر گئے

پوچھا جو رو کے یار نے دلِ سیخ کے حال کو
ہنس کر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

بیقرار ہوکر نسیم سے کہا کہ اے نسیم صحرا نشین مین نے ہمیشہ تیرا کہنا مانا آج مین تجھسے ایک
سوال کرتا ہون اُسکو قبول کر مین پھر نہ منھ دکھاؤنگا گھر سے نہ نکلونگا نسیم نے کہا کہ کیا بات
ہے کہا یہ نازنین مجھے حوالے کردے مین اس سے وصل کرکے گوشۂ تنہائی اختیار کرونگا
گھر سے نکلنا موقوف کرونگا آٹھ پہر اسی کی صورت دیکھا کرونگا نسیم صحرا نشین نے کہا
کہ اے فغان جادو توبہ کر یہ معشوقۂ خداوندی ہے تجکو کبھی نہ قبول کرینگی جادوگر نے کہا کہ مین
تو اسکو راضی کر لونگا لاکھ نسیم چیخی پیٹی مگر اُسنے نہ مانا بجبر کمر مین دے کر ملکہ کو لے گیا نسیم
بڑا افسوس کرتی تھی کہتی تھی بڑا غضب ہوا اب مین خداوند کو کیا جواب دونگی دیکھیے
کیا ہوتا ہے اسی افسوس مین تھی کہ آپکے آنے کی خبر ملی اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری

نجم نے بیان کیا کہ آقا نے اُسکو مارا چاہتی تھی کہ وصل حاصل کرے اُسکا موت سے وصال ہوا آخر یہ حال ہوا نجم نے نورالدہر سے کہا کہ حضور نے سُنا ملکہ کو فغان جادو لیگیا چلیے تلاش کرین اُس جوان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا نورالدہر نے کہا کہ تم ہمارے لشکر مین جاؤ انشاء اللہ ہم فغان جادو کو مار کر آدین گے وہ پہلوان موسوم بہ سہیل ستارہ حشم طرف لشکر نورالدہر کے چلا نورالدہر نے نجم سے کہا کہ ای نجم اب کہان تلاش کرین نجم نے کہا کہ دو چار روز صبر کیجیے غلام تلاش کریگا نورالدہر نے کہا کہ ای نجم اب صبر نہین ہو سکتا اپنی تو یہ صورت ہی نظم

پھر بہار آئی ہی ساقی گل ہین خندان جام سے
باعث گردش ہوا یہ وحشت آباد وجود
کیجیے صید بطا می موج گل کے دام سے +
بیٹھے تھے کنج عدم مین ای جنون آرام سے
کہتے ہین کوہ نجف کو کعبۂ مقصود ہم +
کم نہین اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے
رو ئے جب فرقت مین کتنے بام پانی چڑھ گیا
کیون گذر جائے نہ سیل اشک اپنے بام سے
کیا کرون قاصد علاج اپنے دل ناکام کا
کام چشم و گوش کو ہی نامہ و پیغام سے
صبح تک ہر شب فراق یار مین جاتا ہی دل
روز ہوتا ہی چراغ داغ روشن شام سے
جوش مستی منھ ترا گلرنگ کردے گا ابھی +
کون سا غازہ ہی بہتر بادۂ گلفام سے
خفتگان خاک کا آیا شب فرقت مین دھیان
پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین کیا آرام سے

نجم نے نورالدہر کو جو زیادہ بیقرار پایا کہا کہ حضور اس مقام پر ٹھہرین غلام تلاش کو اُسکی جاتا ہی آکے خبر دے گا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ہماے مرصع پوش آکر پہونچی تمام کیفیت سُن کر کہا فغان جادو میرا عزیز دار ہی ای نجم مین اُسکے مقام پر جاتی ہون اگر کوئی فقرہ بن پڑا تو ملکہ کو رہا کرکے لاتی ہون ورنہ تمکو خبر دونگی یہ کہکر ہماے مرصع پوش نے نجم اخترشناس و نورالدہر کو اُسی مقام پر چھوڑ آپ پرواز پیدا کے طرف قصر فغانیہ کے چلی فغان باغ ویران مین بیٹھا ہی فراق مین ملکہ کے رو رہا ہی کہ ملکہ ہما آکر پہونچین ہما کو دیکھ کر فغان نے آنسو پونچھ ڈالے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم تمھاری خبر تو مشہور رہی کہ شریک طلسم کشا ہو ئین یہان کیونکر آنا ہوا ہما بولی ای فغان کیا کہون

اُس ناقدر شناس نے ایسی بے لطفی میرے ساتھ کی کہ مین خفا ہو کر چلی آئی خیال مین گذرا
کہ فغان کے پاس جاؤن کہ وہ لے چل کے قدمون پر قدرت کے گروا دین خطا معاف
کرا دین فغان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تمھاری سفارش کرنے کو آنکھون سے موجود ہون
مگر ایک مخمصے مین ہون حکیم کی دختر کو لایا اُسپر عاشق ہون وہ مجکو قبول نہین کرتی ہی چار
پانچ دن سے دن بھر قید رکھتا ہون شام کو بُلاتا ہون منت و خوشامد کرتا ہون کنیزین
سمجھاتی ہین مگر وہ طلسم کشا پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی آٹھ پہر رونا گریہ و زاری مین
بسر کرتی ہی میرے نام سے نفرت ہی ہمارے مرصع پوش نے کہا کہ آپ بلوائیے ہم اُسکو
سمجھائینگے آپ کی راہ پر لائینگے اگر اُسنے نہ مانا تو ایسی موہنی پڑھ دون کہ مثل تمھارے
تمپر مائل ہو جائے طلسم کشا کو بھولے فغان نے خوش ہو کر کہا کہ ارے قفس اُس سرکش کا
لاؤ کنیزین جا کر قفس لائین مگر فغان ہمارے مرصع پوش سے کھٹکتا ہی چاہتا ہی مخفی ہو کر
دریافت کرون کہ اسکے دل مین کیا ہی شاید مکر سے آئی ہو میرے سمجھانے کو یہ باتین بناتی
ہی کنیزون نے قفس لا کر رکھا ہمارے مرصع پوش نے ظاہر مین سمجھانا شروع کیا کہا کہ ای
فغان اگر تم حکم دو تو اسکو گوشے مین لیجاؤن تنہائی مین سمجھاؤن کہا بارہ دری مین قفس
لیجاؤ وہان لیجا کر سمجھاؤ ہمارے مرصع پوش قفس لے کر چلی فغان بھی تعاقب مین چلا
بارہ دری مین قفس ملکہ نے رکھا کہا کہ حضور آقا آپ کی ملاقات کو آکر ایسے آوارہ ہوے
کہ اب تک صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین مین آئی ہون کہ آپ کو لے چلون یا حکم ہو تو
جا کے نجم کو لاؤن وہ اسکو مار لیگا یہ باتین جو فغان نے سُنین جل گیا سوچا کہ اب اس
گیسو بریدہ کو لینا چاہیے پشت پر سے آکر سحر کیا غفلت مین سحر جو ہوا ہمارے مرصع پوش لڑکھڑا کر
گری بیہوش ہو گئی فغان نے کنیزون کو آواز دی کنیزین جو حاضر ہوئین حکم دیا کہ انکی
زبان مین سوزن دو ایک قفس آہنی لاؤ اُسمین اسکو بند کرو کنیزون نے زبان مین ہماری
سوزن دی مسلسل کر کے قفس آہنی مین بند کیا اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو قفس آہنی مین
پایا فغان کہ رہا ہی کہ ای ہمارے مرصع پوش میرے ساتھ بھی یہ حرکتین اب تمکو بخدمت
خداوند روانہ کرونگا وہان سزا ملے گی ہمارے مرصع پوش نے کہا کہ جو تیرے جی مین آئے

وہ کرہمکو تابہ لوح جاناہی اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور ہونا چاہیے فغان نے ایک کنیز کو بلایا
کہ اُسکا نسرین جادو نام ہی کہا اسکو خدمت مین خداوند کی بیجاؤ ایک عرضی بھی لکھکر
دی کہ یا خداوند طلسم کشا میری سرحد مین ہی اُسکی بھی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ مجھکو
دم دینے آئی تھی اسکو تو مین نے گرفتار کیا خدمت مین روانہ کرتا ہون سزا و جزا کا آپکو
اختیار ہی نسرین جادو نے قفس اُٹھالیا اُڑتی ہوئی چلی مگر ہماے مرصع پوش دعائین
مانگ رہی ہی کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز اس آفت سے بچالے ایسا نہ ہو کہ
مین سامنے اُس جلاد کے پہونچون ای ہما اصل کیفیت یہ ہی صاف صاف یہ صورت ہی نظم

از کدورت باطنِ خود کن صفا تا نظر آید ترا نورِ خدا
کُن توکل بر جنابِ کردگار در مقامِ ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو آشنائے مردم نا آشنا
دوستی کُن دوستی با نیک و بد دوست دار وتا زمانہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست کُن صدا بر بابِ حق مثل گدا
مال و دولت صرف کن از دستِ خویش ہرچہ داری بخش بر نامِ خدا
از عذابِ عاقبت یابی نجات گر کُنی حقِ عبودیت ادا
سرمکش از حکم خلاق جہان سجدہ کُن بر خاک تسلیم و رضا
بندہ گر از عبادت سر مپیچ زانکہ غیر از بندگی ہیچ است ہیچ

خیال مین ہی کہ ای ہما کس کام کو آئی تھی دام مکر مین اس جلاد کے پھنسی ملکہ کی خدا
جان بچالے ای خلاق ازل وہ دختر بلند اختر حکیم طلسم کی ہین ایسا نہ ہو جبر اُن پر وہ
دست انداز ہو تو وہ اپنی جان دینگی اپنے کو زندہ نہ رکھینگی خدا اُنکا حافظ و نگہبان
ہی قضائے کار نور الدہر و نجم اختر شناس اُسی صحرا مین بیٹھے تھے کہ نجم نے عرض کی حضور
یہین تشریف رکھین مین بڑھکر خبر لون نورالدہر نے کہا کہ بسم اللہ نجم اُڑتا ہوا چلا
ایک نخل پر جاکر بیٹھا دور سے دیکھا کہ ایک ساحرہ قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہی

نجم نے بغور دیکھا کہ ہمائے مرصع پوش قفس مین بند ہی ہوش اُڑ گئے کہ ای نجم یہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ جا کر جستجو کی نگر بلا مین پھنسی اسی سوچ مین بیٹھے تھے اپنے کو پتون مین درخت کے چھپا لیا جب نسرین قریب پہونچی نجم نے سحر کیا نسرین چلتے چلتے رُکی پلٹ کر چہار جانب دیکھنے لگی سمجھ گئی کہ مجھپر کسی نے سحر کیا چاہا کہ دفع کرون نجم نے دوسرا سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

شکوے دن رات یہی عاشقِ شیدا کے رہے
تم صنم پاس ہمارے نہ کبھی آ کے رہے

اپنے مجنون پہ ترحم نہ کیا اُس نے کبھی
ہم اُٹھاتے ستم اُس غیرتِ لیلا کے رہے

کافرِ عشق ہوے دولتِ دین بھی کھوئی
آہ دنیا کے رہے اور نہ عقبا کے رہے

حق پرستی کی کوئی فکر نہ کی صد افسوس
دیکھتے روز تماشے اسی دنیا کے رہے

مخلصی کی کوئی صورت نہ ہماری نکلی
دام گیسو مین پھنسے زلفِ چلیپا کے رہے

نامدارون کو مٹایا ہی فلک نے کیا کیا
کہ نشان تک نہین اسکندر و دارا کے رہے

حور و غلمان کو نہین کرنے کے زنہار پسند
دیکھتے جلوے جو اُس روے مصفا کے رہے

صحبت شعر و سخن مین اگر آیا مین شفیق
سامنے ہوش ہمارے نہ کبھی آ کے رہے

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے نسرین حیران ہو گئی آنکھون پر سُرخی آنے لگی جب نجم نے دیکھا کہ یہ عورت سحر مین میرے پھنس چکی اب نہ نکل سکیگی پتون سے درخت کے اپنے کو ظاہر کیا پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی کہ جو اس شاہزادی کو لیے جاتی ہی نسرین نے گھبرا کر کہا کہ مجھپر غصہ ہونے کا کیا باعث میرے مالک نے مجکو قید دی اور کہا کہ بخدمت خداوند پہونچا دے۔ نجم نے پکار کر پوچھا کہ تیرے مالک کا کیا نام ہی نسرین نے سوچ کر جوابدیا کہ مالک کو ہمارے فغان جادو کہتے ہین وہان جا کر اِسنے ایسی بے ادبی کی کہ اسکو اُنھون نے گرفتار کر لیا مجھسے کہا کہ اسکو لے جاؤ خدمت مین خداوند کی پہونچاؤ نجم نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہی یہ سمجھو کہ تمھارے مالک نے تمھاری جان لینے کا ارادہ کیا ہی جو ایسی کامل و اکمل ساحرہ کو تمھارے ساتھ کر کے روانہ کیا تم ایک کام کرو کہ اسکو تو قفس سے رہا کر دو اور تم جا کر فغان کی مشکین باندھ لاؤ تمھارا اچھا مرتبہ ہوگا یہ کہکے نجم نے

اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا پشت پر ہاتھ رکھتے ہی نسرین نے قفل توڑا ہماے مرصع پوش کی زبان سے سوزن نکالی ہما نے نکلتے ہی قفس سے موتیون کا مالہ گلے مین نسرین کے پنھا دیا نسرین کانپنے لگی ہاتھ باندھے ہوے سامنے نجم کے آئی نہایت عجز سے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن نجم نے کہا کہ ای نسرین جاکر فغان کا سر لاؤ یہ سُنکر نسرین بجوش وخروش چلی ہماے مرصع پوش کو ساتھ لے کر نجم بخدمت نورالدہر آیا عرضکی کہ ای شہریار یہ معرکہ درپیش ہوا اسکی قید ایک ساحرہ لیے جاتی تھی مین نے چھین لیا اُسکو وہین روانہ کیا یقین ہی کہ وہان جاکر آفت برپا کرے اب یہ وقت ہی کہ وہان کوئی پہونچے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ارسطوے ثانی جو تلاش شاہزادہ مین نکلا تھا آیا نورالدہر کو دیکھ کر سلام کیا نجم نے کہا کہ ای ارسطوے ثانی تمھارے جانے کا وقت ہی یہ سُنکر ارسطوے ثانی فغان جادو کے مکان کی طرف چلا فغان قصر مین بیٹھا ہی اور قفس ملکہ کا منگا کر سامنے رکھا ہی سمجھا رہا ہی منتین کرتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری جان تمپر جاتی ہی میرا یہ حال ہی نظم

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا	کاٹتے اپنا گلا ہمکو جو خنجر ملتا+
عشق کا آئینۂ دل کو ہی جوہر ملتا+	تن کو سو دیکے لیے یار کے ہی سر ملتا
تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا	ہاتھ سے حور کے جامِ مئے کوثر ملتا+
دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا	زندگی مین ہی کسے چشمۂ کوثر ملتا+
ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خطِ شوق	کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا+
وحشتِ دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہی	ہر بگولا ہی گلے سے مرے اُٹھ کر ملتا
فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو	مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا+
خلعت بال ہما دے کے روانہ کرتے	نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
نقش بد نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی	سیکڑون مُہرۂ گل ہی مجھے ششدر ملتا
سامنا آنکھ اُٹھا کر نہین نرگس کرتی	جھک کے اُس سرو روان سے ہی صنوبر ملتا
دل بہت سینے مین بیتاب ہی اُسپر رکھتے	صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روز ہی مسکین ہین فطرہ لیتے
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوین مین پھینکا
نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا +
ای پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین

خیر خم ہمکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
زہر ہو کر ہی مجھے قند مکرر ملتا +
سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا
عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا
آئنہ کو بھی اقبال سکندر ملتا
چرخ کو میری طرح گر کبھی چکر ملتا
مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

فغان ایسے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی اور رو رہا ہی کہ نسرین جادو سامنے سے آئی پکار کر آواز دی کہ او فغان نامرد تیرا سر لینے کو نجم اختر شناس نے بھیجا ہی فغان نے ڈانٹا کہ او بے حیا کیا بکتی ہی ایک گولہ مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا نسرین نے ترنج نکال کر مارا فغان نے کاٹا دونون مین گولے ترنج چل رہے ہین کہ نعرے کی آواز آئی ہان نسرین مارے اِسنے دیکھا کہ ارسطوے ثانی للکارتا ہوا آتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ او نامرد عورتون پر یہ بدعت کرتا ہی ارسطوے ثانی نے جب دیکھا کہ فغان سخن ناشنو ہی سحر کیے جاتا ہی اور نسرین کے سحر سے عاجز ہو رہا ہی نسرین نے دو چار گولے ایسے مارے کہ اسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جھولی مین ہاتھ ڈالکر ٹٹولتا ہی اسباب سحر نہین ملتا ہی اُس وقت حکیم نے کمر سے ایک نسخہ نکالا ایک پرچے پر کچھ دوائین لکھی ہوئی تھین کہا کہ ای فغان یہ نسخہ تو پڑھ دو فغان کی جو نگاہ نسخے پر پڑی پڑھ نہ سکا کہتا تھا کہ حکیم صاحب یہ تو ایسا لکھا ہی کہ پڑھا نہین جاتا جو حکم ہو وہ بجالاؤن ارسطوے ثانی نے کہا کہ تم قصر مربع مین جاؤ بقراط ثانی کا سر لاؤ فغان نے جھک کر سلام کیا وہ نسخہ کمر مین رکھ لیا قصر مربع کی طرف چلا مربع نشین جادو ایک ساحرہ حسین وجمیل ہی بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہی کہ دربارگاہ پر حاضر ہوا مربع نشین نے پوچھا کہ ارے خیر تو ہی دن کو

ڈاکہ آیا کنیزون نے کہا کہ ایک ساحر خداوند کو گالیان دیتا ہوا آتا ہی مربع نشین
نے ہنس کر کہا کہ اُسکو کوئی نہ روکے ہمارے سامنے آنے دو ہم سمجھا لین گے فغان کو جب
کنیزون نے نہ روکا تو یہ بل کرتا ہوا سامنے آیا مربع نشین نے ہنس کر کہا کہ ای فغان
کیون خیر تو ہی کس فکر مین ہو فغان نے کہا کہ بقراط ثانی مردود دعوی خدائی کر بیٹھا
ہی ہم آئے ہین کہ اُسکو منع کرین اگر مان جائے تو فبہا اور نہ مانے تو اُسکو قتل کرین یہ سنکر
مربع نشین نے کہا کہ اس قلعے کا تمکو کسنے پتہ دیا فغان نے کہا کہ شہنشاہ حکما یعنے
ارسطوے ثانی کہ شعبدے مین اپنا ثانی نہین رکھتا اُسنے پتہ دیا تھا کہ قلعۂ مربع حصار
مین جانا اسی وجہ سے مین آیا بتاؤ وہ بیجیا کہان ہی تمھارے جمال کو دیکھ کر دل بیقرار ہوتا
ہی یہ کہکر بلائین لینے لگا چلا چلا کے کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دلِ مشتاقان
میری جان تک تمپر فدا ہی مربع نشین نے مُسکرا کر کہا کہ قصر ہشت پہل مین جاؤ وہان
قدرت جشن کر رہے ہین یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ اُن کی خدائی مین فرق آیا طلسم کشا
طلسم مین آگیا اور قدرت کو کچھ فکر نہین اُنکے لیے انجام بُرا ہوگا مگر ای فغان تم تو
قصر ہشت پہل مین جاؤ ہم جانتے ہین کہ تمھاری موت آئی ہی فغان ڈھونڈھتا ہوا
چلا مگر مربع نشین کے دل پر تاثیر ہوئی کہ ارسطوے ثانی جو حاضر خدمت ہی تو طلسم کشا
مین کیا کمال پایا کسی طرح چل کر طلسم کشا کو دیکھون مگر فغان جب ادھر آچکا تو ارسطو
نے نسرین سے کہا کہ ملکہ کا قفس اُٹھالے نسرین نے قفس اُٹھایا ارسطوے ثانی کے
ساتھ چلی یہان بقراط قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا
کہ فغان گالیان دیتا ہوا سامنے آیا بقراط ثانی نے بہت سمجھایا کہ دیکھ او فغان
سنبھل ورنہ برق چمکا دونگا کہ دو ٹکڑے ہونگے فغان کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ جا پڑے ون
مگر بقراط روکتا ہی آخر بقراط نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ فغان
کے دو ٹکڑے ہوے مگر بقراط حیران ہوا کہ فغان کو کیا سودا ہوا تھا کہ میرے اوپر آپڑا
کسی نے اُسکو بہکا دیا تھا یہ کہکے پھر ہاتھ ہلایا ایک شعلہ گرا کہ لاشے کو فغان کے جلا دیا
پھر اُسی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اور پھر جل گیا جیسے

احوال بقراط کو معلوم ہوا کہ صحرائے کوہستان مین نورالدہر موجود ہین اُسی مقام سے یہ آفت برپا ہوئی پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر صحرائے کوہستان سے نورالدہر کو پکڑ لائے میان ارسطوے ثانی نورالدہر کو لیکر نکلے ہین اور ایک ساحر کلان چاہتا ہون کہ قصر جواہر نگار پر جائے اشفاق حکمت پسند کو پکڑ لائے دو جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے طیران نے کہا کہ مین صحرائے کوہستان جاتا ہون سیران اُسکے بھائی نے کہا کہ مین قصر جواہر نگار پر جاتا ہون دونون اُسی وقت روانہ ہو گئے یہان نورالدہر ملکہ کو ساتھ لیکر لشکر کی طرف چلے ہین چار پانچ سردار ساتھ ہین آگے پیچھے دیکھتے ہوے کہ ایک طرف سے ہوائے گرم چلی ہمائے مرصع پوش سب کے آگے تھی تھرا کر پیچھے ہٹی کہا کہ ای نجم اختر شناس یہ کیا معرکہ ہی یہ کیسی ہوا چلی معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ جائیگی نجم نے ہاتھ ہلایا کہ ہوا کا چلنا موقوف ہوا دوسری طرف سے ہزارہا طائر غل مچاتے ہوے پیدا ہوے اُن کی صدا سے یہ آواز آتی تھی نظم

ساغری مین برنگ برق ہی تحریر موج
کیون نہ چلنے سے رہے رفتار جانان دیکھکر
یاد گیسو مین کیا جاری جو مین نے سیل اشک
جوش اشک ایسا خط جانانہ لکھنے مین ہوا
وہ بت خونریز ہی نام خدا دریائے حسن
جستجو مین کیون ہی گردش آپ ہی دریا ہی تو
ایک قطرہ بھی نہ ٹپکانا کہین ای چشم تر
سبھے ہم کرتے ہی تیری یاد ای دریائے حسن
کیون نہین ہوتے فنا فی البحر مانند حباب
اشک خونی مین جو ہون غلطان تو وہ سیلاب مین
ہون وہ خوش طالع مری جانب ہو تقدیر نہنگ
سیل اشک آنکھو نکے باہر ضبط سے آتا نہین

زاہدا کوثر مین کب ہی اسقدر تنویر موج
پڑ گئی آب روان کے پانون مین زنجیر موج
ہو گئی مار سیہ سے بھی سوا تاثیر موج
صفحۂ دریا پہ گویا ہمنے کی تحریر موج
چاہیے اُسکو سپر گرداب کی شمشیر موج
کان مین گرداب کے ہر دم یہ ہی تقریر موج
لاغر ایسا ہون بہا لیجائیگی تصویر موج
کان مین آئے ہین جسدم نالۂ شبگیر موج
سر پٹکتی ہی جو ساحل سے یہ ہی تعزیر موج
کیا مشابہ ہی مری تقدیر سے تقدیر موج
ہو اگر دریائے آفت خیز مین تاخیر موج
پنجۂ مژگان ترہتے ہین دامنگیر موج

ہی برنگ شعلہ نلسنج اِن دونون تنویر موج		سوز غم سے آتش حلکر دہ ہی سیلاب اشک

ہما سے آنکھین ملا کر جو طائرون نے یہ اشعار پڑھے ہما ے مرصع پوش کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے پلٹ کر کہا کہ ای کاہن ہم اب تمنسے رخصت ہوتے ہین منظور ہی کہ گھر مین
خداوند کے جائین یہ سب طائر ہمکو بلانے آئے ہین نجم نے کہا کہ ای ہما کیا کہتی ہو کہان
جاؤ گی طلسم کشا کیونکر گوارا کرین گے تمہاری جدائی مین نہ رہین گے جنگل جنگل صحرا صحرا
پھرین گے اور ملکہ کو بھی تمہاری جدائی کب گوارا ہو گی ہما نے کہا کہ ملکہ کو بھی اپنے ساتھ
لے جاؤنگی یہ کہکر جھپٹی ملکہ کی کمر مین چاہا پنجہ دے کر لے اُڑون نجم نے دستک دی کہ ہما
رُکی مگر گھبرا رہی ہی طائر گرد سر چرخ مار رہے ہین ارسطوے ثانی نے ایک دستک دی
کہ داہنی طرف سے ایک عقاب پیدا ہوا اور اُس عقاب نے آکر طائرون کو مارا جب
وہ طائر مرے تب ہما نے کہا کہ اصل یہ ہی کہ میرے ہوش درست نہ تھے اور میرا دل
گھبرا رہا تھا جی چاہتا تھا طلسم کشا کو گرفتار کر کے لے جاؤن مگر یہ بھی خوف تھا کہ طلسم کشا
پر سحر تاثیر نہین کرتا ایسا نہ ہو کہ مجکو قتل کر ڈالین اب میرے حواس درست ہوے ارسطو
نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر آیا نجم نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے مین ابھی فکر مین
جاتا ہون یہ کہکر نجم چلے سامنے آنکھون کے غائب ہوے بر سر کوہ پہونچے ایک پتھر کی
آڑ پکڑ کے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی ہزارہا طائر گرد بیٹھے سر ہلا رہے ہین
نجم نے سحر کیا کہ طائر اُڑے ایک طائر اُنمین سے اِنکے قریب آیا نجم نے اُس طائر کو پکڑا
گلے مین اُسکے ایک پرچہ باندھ کر کہا کہ سامنے طیران کے جا اُسکو ہم تک لا رُکنے نہ پائے
وہ طائر اُڑ کر گیا طیران کے سامنے جو پرواز کی طیران طرف نجم کے چلا نجم نے اپنے کو
پہاڑ سے گرا دیا طیران طائر کے تعاقب مین دوڑا ہوا آتا ہی یہانتک کہ سامنے نورالدہر
کے پہونچا طیران نے اشارہ کیا کہ ای نجم اب مجکو مہلت دے نجم نے اشارہ کیا کہ
قدمون کو شاہزادے کے بوسہ دے تیرا آنا یہان تک کیونکر ہوا طیران نے سب حال
بیان کیا کہ فغان دربار مین بقراط کے پہونچا بقراط نے اُسے مار کر دریافت کیا کہ تم
لوگون کا بھیجا ہوا ہی مجکو اور میرے بھائی کو روانہ کیا میرا بھائی طرف قلعہ جواہر نگار کے

گیا ہی نجم نے کہا کہ ای شہریار بڑے افسوس کی بات ہی کہ حکیم صاحب تو غافل ہونگے
اور ساحر جاکر آفت برپا کریگا نجم نے اشارہ کیا کہ ای طیران تم جاکر سیران کی رد کو
ہم بھی آتے ہین یہ کہکے ایک رشتۂ خام پہنا دیا طیران جھومتا ہوا چلا یہان سیران
فوج گران ساتھ لیے ہوے قریب قصر جواہر نگار آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا حکیم صاحب
کو خبر ہوئی غم مین دختر کے ملول و حزین بیٹھے تھے کہ کنیزون نے خبر دی سیران جادو نے
قصر کو گھیر لیا چاہا کہ اُٹھون نہ اُٹھ سکے کنیزون سے کہا کہ طبل جنگی بجوا دو شب کو وہ عمل پڑھونگا
کہ لشکر مین اُسکے تلوار چلے ایک نسخہ ایسا بھیجون کہ یہ سب بیمار ہو جائین آخر کو برائے علاج
آئین کنیزون نے طبل جنگی بجوا دیا مگر قصر مین تہلکہ ہی کنیزین گھبرا رہی ہین حکیم صاحب نے
دو پہر رات گئے ایک گوشے مین بیٹھ کر ایک عمل پڑھا اور اُقتُل یا مریخ کہا ایک جوان
خوشرو سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ پاس سیران کے جا یہ نسخہ لیتا جا اُسکو پڑھوا دینا اور
کہنا کہ صبح کو مطب مین حاضر ہو ورنہ سبکو بخار آئیگا تو عاجز ہو جائیگا وہ جوان خوشرو
قصر سے اُترا ملازمان سیران کہ قصر کی حفاظت کر رہے تھے اُنھون نے پکار کر آواز دی
کہ کون آتا ہی جوان خوشرو نے جواب دیا اُقتُل یا مریخ وہ سب آپس مین لڑنے لگے
کئی ہزار جوان مر کر گرے یہ جوان چلا اُن سب کے بیچ مین سے نکل گیا سیران کے پاس پہونچا
وہ نسخہ ہاتھ مین دیا اور پیغام حکیم صاحب کا پہونچایا سیران نے نسخہ پڑھتے ہی جوان کو
جواب دیا کہا کہ مین حاضر ہونگا جوان تو غائب ہوا صبح کو حکیم صاحب آکر مطب مین بیٹھے
سیران کانپتا ہوا بخار مین آیا نبض دکھائی قارورہ پیش کیا حکیم صاحب نے کہا کہ یہ دوائے
مرکب ہی اسی کو پی جانا سیران پلٹا اپنے لشکر مین آیا قارورہ جو پیا اور زیادہ بخار چڑھا
لشکر والے سب کانپ رہے ہین جو حکیم صاحب کے پاس آیا اُسکو قارورہ پلایا سیران
پڑا تڑپ رہا ہی لشکر مین بخار کی شدت ہی ہر کوئی آہ آہ کر رہا ہی سیران کا ایک مشیر ہی کہ
کیپال جادو اُسکا نام ہی یہ شام سے لشکر سے نکل گیا تھا شب کو جنگل مین رہا صبح کو جو
آکر دیکھا سب کو بخار مین مبتلا پایا آتے ہی سحر کیا کہ پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُس نے
صحت پائی تھوڑے عرصے مین سیران بھی اچھا ہوا اب اِسکو جوش آیا تنتا ہوا بارگاہ سے نکلا

لشکر والون کو آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو کر آؤ سب تیار ہو کر سامنے آئے ساٹھ ہزار ساحرون
کو ساتھ لیکر قصر جواہر نگار پر بلوہ کیا اسقدر گولے مارے کہ قصر جواہر نگار ہلنے لگا سب کے
آگے سیران بڑھا ہوا قصر پر گولے مار رہا ہی چاہتا ہی اسقدر گولے مارون کہ قصر کو مٹاؤن
قصور نہ کرون بڑے بڑے گولے نکال کر مارتا ہی کہتا ہی کہ یارو کیا غضب ہی اسقدر گولے
پڑ رہے ہین صرف قصر کو جنبش ہی مگر گرتا نہین ایک بڑا گولہ نکال کر اُسپر خون اپنا ڈالا
خوب سخت کرکے مارا وہ گولہ اس طرح جاتا ہی کہ معلوم ہوتا ہی یہ گولہ قصر کو گرا دے گا
اُس وقت حکیم صاحب اس گولے کو دیکھ کر بہت گھبرائے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے
پکارتے ہین کہ ای خالق بے نیاز وای رحیم کارساز اس آفت سے بچالے چونکہ یہ مکان
نشان بنائے طلسم ہی اسکا بچ جانا واجب و لازم ہی عرض کرتا ہون کہ اسکو بچالے نظم

صاحبِ دولت فراہم میکند دولت عبث
میکشد بر دوش ہمت بار این حسرت عبث
ہست بہر چند روزہ زندگانی درجہان
جملہ سرگردانی و حیرانی و محنت عبث
زین جہان چون رفتنی است آخر مسافر بندہ را
فکر ایوان و سرای و منزل و مکنت عبث
بر تنِ خاکی کہ گردد خاک بعد از چند روز
جامۂ زر دوز و زیب و زیور و زینت عبث
ہست در ملک فنا این سلطنت بیفائدہ
تخت و دولت تاج و حشمت مسندِ عزت عبث
دولت و اولاد ہندی ہر دو جانی دشمن اند
میکنی اندر جہان با دشمنان الفت عبث

حکیم صاحب بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین سب ہمراہی آمین کہ رہے ہین اور وہ
گولہ چمکتا ہوا آتا ہی جب قریب قصر پہونچا قریب تھا کہ برج پر پڑے اور قصر کو ویران کرے
کہ گولہ رُک گیا سیران لاکھ لاکھ گولے کو زور دیتا ہی مگر گولہ رُکا ہوا ہی آگے نہین بڑھتا
یکایک وہ گولہ پلٹا سیران نے لاکھ روکا نہ رُکا سر لشکر پر آکر پھٹا جسپر اُسکا شعلہ گرا اُسکو
جلا کر خاک کیا کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے یہ معاملہ دیکھ کر سیران بہت گھبرایا آسمان
کی طرف دیکھا کہ ایک لکۂ ابر لہرا رہا ہی اُس ابر پر اُسنے ایک گولہ مارا وہ ابر پھٹا اپنے
بھائی طیران کو دیکھا کہ سحر کر رہا ہی للکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب یہ کیا حرکت
ناشائستہ ہی ایسا نہ ہو کہ قدرت تمکو دیوانہ بنا دین یہ ساری لیاقت اُنھین کی سرکار سے

ملی ہر بطیران نے پکار کر کہا وہ بچیا جھوٹا کاذب ہی اور پروردگار حقیقی و مالک تحقیقی وہ ہی
کہ جسنے اس جسم خاکی کو یہ دولت عطا کی کہ اپنے اپنے فعل پر سب کو ناز ہی مگر تو اپنی جان
بچا وہ آگ آتے ہین کہ زمین ہلا دین گے مین نے صرف تیرا زور روکا او بچیا یہ قصر
عبادت حکیم اشفاق حکمت پسند ہوا سے کون گرا سکتا ہی دیکھ ہم وقت پر آگئے قصر
کو کیسا بچایا یہ قصر ہمیشہ قایم رہیگا بقراط کا وقت زوال قریب آگیا ہی یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا کہ نجم اختر شناس تخت کو اڑاتا ہوا اور ایک طرف
ہماے مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن نجم نے وہین سے للکارا کہ ای سیران
خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ کہا آگ برسا دی سیران نے ایک گولہ جھولی سے نکالا
حکیم صاحب نے جو یہ معاملات دیکھے کہتے تھے کہ صاحبو دیکھو طلسم کشا کیا صاحب اقبال
ہی کیا وقت پر مدد پہونچی ہی مگر سیران نے گولہ اٹھا کر مارا نجم نے اس سحر کو رد کیا
ہماے مرصع پوش کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چکی ہما نے پھر سحر کیا ایک دریاے
قہار پیدا ہوا حکیم صاحب بھی کچھ عمل وغیرہ پڑھ رہے ہین اور کچھ نسخے لکھ کر دریا مین
بھی پھینکے کہ مچھلیان چمک چمک کے نکلین جسکے سینے پر پڑین سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرین
سیران نے دوسرا گولہ مارا کہ دریا چرخ مار کر غائب ہونے لگا جب تو حکیم صاحب
نے بڑھ کر کچھ دم کیا دو جوان خوش رو بیچ نخل سے ظاہر ہوے کنارے دریا کے آ کے
کھڑے ہوے آواز دیتے تھے ای دریاے سحر اس لشکر کو ڈبو دریا جون جون بڑھتا ہی
وہ جوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین مگر سیران دریا کو روک رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
سب نگران تھے کہ دیکھین کون آتا ہی سامنے آ کر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے
دیکھا کہ گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب عربی اڑاتے ہوے
بیچ مین محافۂ زرین گرد ہزار ہا ملازم علم ہاے زرین کے پھریرے کھلے ہوے نور الدہر
نے قریب آ کر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم سرکوب
بقراط ثانی نعرۂ نور الدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش

جہانگیرو فلک گیتی ستان خوانده + پناه لشکرِ اسلام نورالدہر گرز بہمش + عدو در رزمگاہش
صد ہزاران الامان خوانده + تیغۂ طلسمی کھینچ کر گرے لباس طلسمی پہنے ہوے مرکب طلسمی طرار پے
بھرتا ہوا صفون کو پامال کرنے لگا اب تو لشکر پر سیران کے قیامت برپا ہوئی سیران
نے دیکھا کہ ایک طرف سے میرا بھائی طیران سحر کر رہا ہی اور ایک طرف سے نجم نے
آگ برسائی ہی ہماے مرصع پوش نے دریا بھیجا اُس دریا مین حکیم صاحب کا بھی کمال
شریک ہی کہ دو جوان خوشرو دریا کو بُلا رہے ہین اُنکے بُلانے سے دریا بڑھتا ہی سیران
کے خیمے اور بارگاہین کچھ ڈوب رہی ہین اور کچھ جل رہی ہین اور نورالدہر ایک جانب
قتل کر رہے ہین علم ہاے فوج گرائے علمدار اُنکے ہاتھ سے مارے گئے فوج مین بھگدر پڑ گئی
نورالدہر تیغۂ طلسمی چمکاتے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے سامنے سیران کے
پہونچے ملکہ محلافے سے دیکھ رہی ہین کہ حکمت پناہ بھی قلعہ سے نکل آئے کچھ پڑھ کر دریا پر
دم کرتے ہین دریا غراٹے مار رہا ہی مچھلیان نکل رہی ہین مثل طائرونکے اُڑ رہی ہین جسپر
عکس ڈالا وہ جل کر خاک ہو گیا اب نہنگ نکلنے لگے وہ دونون جوان دریا مین بھاندپڑے
بیچ دریا مین شناوری کر رہے ہین سیران نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم
ہوتی ہی طلسم کشا تیغ بکف آتے ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا سیران بھاگتا پھرتا ہی نورالدہر
تعاقب کرتے ہین ایک مقام پر سیران آکر زیر نخل کھڑا ہوا پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند
آکر مدد کیجیے طلسم کشا کے ہاتھ سے بچائیے بیقرار ہو کر جو یہ کہا نخل سے ایک طائر پیدا ہوا
کمر مین سیران کی لپٹ گیا لے کر اُڑا نجم و ہماے مرصع پوش نے کیسے کیسے سحر کیے کہ پتھر
تک برسائے لیکن وہ طائر نہ رُکا سیران کو لے کر نکل گیا بقراط قصر ہشت پہل
مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر سیران کو پہونچایا کہا یا خداوند یہ حاضر ہی اگر مین نہ پہونچاتا
تو یہ مارا جاتا طلسم کشا لباس طلسمی پہنے ہوے لڑ رہا ہی ساحر وہ وہ ساتھ ہین کہ جن کا
مثل نہین حکیم عمل خوانی کر رہا ہی کون ایسے بلوے کو روکے مین ہی ایسا تھا کہ اسکو نکال لایا
یہ کہکر سامنے ڈال دیا بقراط نے کچھ پڑھ کر ہاتھ ملے کہ سیران کو ہوش آیا دوڑ کر قدمون
سے لپٹ گیا کہتا تھا یا خداوند تقدیر کیجیے کہ سب کی مشکین باندھ کر لاؤن طلسم کشا یہ ہین

غالب آؤن بقراط نے کہا کہ ای سیران بھائی تیرا طیران بدل شریک مسلمانان ہوا
مجکو بڑا خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو تو بھی شریک ہو جائے لشکر اسلام مین جو گیا وہ پھر
پلٹ کر نہین آیا کیسے کیسے ساحر شریک مسلمانان ہین اب حکیم صاحب کا شریک ہونا
اور بھی زیادہ غضب ہوا اُسکے عمل پر سحر نہ چلیگا دیکھیے انجام کیا ہو سیران نے کہا کہ مجکو
فوج ملے اب جاکر مکر سے رو کو نگا ہر ایک کو گرفتار کرونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر پھر چلا
یہان نور الدہر نے لڑائی کو فتح کیا قصر جواہر نگار مین آکر اُترے کئی ہزار ساحر و
غیر ساحر مطیع اسلام ہوے نور الدہر نے اُن سب کو بیرون قصر اُتارا آپ داخل
قصر ہوے حکیم صاحب کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کو اُتروالاؤ حکیم صاحب جو محافے کے قریب
پہونچے دیکھا کہ کنیزین خالی بیٹھی ہین ملکہ ندارد حکیم صاحب روتے ہوے خدمت مین
نور الدہر کی آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو کوئی لے گیا نور الدہر نے کہا کہ خدا
اُنکا نگہبان ہی خدا اُنکی عصمت کو بچائیگا ساحر درپئے آزار ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
ساحر پھر آیا نجم اختر شناس نے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا بعد عرصۂ دراز کے سر
اُٹھایا اور کہا کہ ای شہریار سیران جادو نے یہ کام کیا پہلوے کوہ مین لشکر اُتارا ہی
آج رات کو پھر آئیگا غلام برائے حفاظت حاضر رہیگا سیران کو گرفتار کریگا مگر سیران
پہلوے کوہ مین آکر اُترا ہی ملکہ کو لایا ہی دیکھکر عاشق ہو گیا ہو کہتا ہی کہ ای دختر حکیم مجکو
قبول کر ورنہ تڑپا تڑپا کر مارونگا لاکھ لاکھ منت و خوشامد کی مگر یہ ثابت قدم کوے محبت
کب مانتی ہی سیران کہتا ہی آج شام کو نور الدہر کو بھی لے آؤنگا لاکر دونون کو ساتھ
قتل کرونگا مگر نجم اختر شناس نے شب کو یہ انتظام کیا کہ نور الدہر کو لاکر ایک بارگاہ
مین داخل کیا سیران جادو دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھا لشکر مین آکر سب سے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نور الدہر اس بارگاہ مین ہین سحر کرتا ہوا چلا جو لوگ کہ طایہ
دے رہے تھے غافل ہو گئے جب قریب دربارگاہ پہونچا سحر کرکے پردہ اُٹھایا نجم نے دیکھا
کہ سیران اندر بارگاہ کے جاتا ہی جب اندر پہونچا نجم نے سحر کیا کہ ایک زنجیر آہنی پیر
مین سیران کے لپٹ گئی سیران گھبرایا چاہتا ہی کہ زنجیر کو پاؤن سے کھولوں زنجیر نہین کھلتی

نجم نے اُٹھ کر کمند سحر ماری کمند مین سیران پھنسا نجم نے مشکین باندھین سیران نے غل مچایا نور الدہر بیدار ہوے دیکھا کہ نجم اختر شناس نے سیران کی مشکین کس کر باندھی ہین سیران تڑپ رہا ہی ہماے مرصع پوش نے نکل کر زبان مین سیران کی سوزن دی جب سوزن زبان مین پہونچی تو سُست ہوا نور الدہر نے کہا کہ ای سیران بھائی تیرا طیران مطیع اسلام ہوا تو بھی اطاعت دین اسلام اختیار کر چند ساحر اسکے ساتھ آئے تھے اُنھون نے خبر سُنی کہ سیران گرفتار ہو گیا کلنگ جادو کہ سبکا افسر تھا کہا یارو بھاگ چلو ملکہ کو لے کر طرف بقراط ثانی کے بھاگے لیکن نجم نے سیران کو قید کر کے ہماے مرصع پوش کو حکم دیا کہ جا کر پہاڑ پر ملکہ کو تلاش کرو ملکہ ہماے مرصع پوش چلین پہاڑ پر آ کے دیکھا کہ سناٹا ہی ہماے مرصع پوش ناچار ہو کر پلٹین نجم کے پاس آئین کہا کہ ای نجم اختر شناس پہاڑ پر سناٹا پڑا ہی معلوم ہوتا ہی وہ لوگ ملکہ کو لے کر بھاگ گئے نور الدہر نے یہ سُن کر ایک آہ کی فرمایا کہ ای نجم اب کیا ہوگا غضب ہوا اگر وہ لوگ بقراط ثانی کے پاس پہونچ گئے تو وہ بے حیا بڑا فساد برپا کریگا ملکہ کو قتل کریگا خدا اپنا فضل کرے نظم

حکم شافی سے دوا آب بقا ہو جائے	جلد اب میرے مسیحا کو شفا ہو جائے
رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہالِ نوخیز	خضر سان عمر دراز اسکو عطا ہو جائے
چمنِ دہر مین ایسا ہو یہ گل بالیدہ	جسم پر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جائے
ہو مبارک اسے دنیا مین سعادتمندی	زلف پیچیدہ جو ہی بال ہما ہو جائے
سہل ہو جائے جو پیش آئے اُسے امر محال	ناخنِ شیر خدا عقدہ کشا ہو جائے

یہ کہہ کر قبضے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یا آج میری قضا ہی یا انشاء اللہ ملکہ کو لے کر آؤنگا یہ سُن کر ارسطوے ثانی اپنے مقام سے اُٹھے کہا کہ ای شہریار حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاتا ہی جب غلام مارا جائے تو سرکار کو اختیار ہی غلامان جانباز کے سامنے سرکار کا جانا مناسب نہین یہ کہہ کر ارسطوے ثانی پر پرواز پیدا کر کے چلا بعد جانے ارسطو کے نجم نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون ہماے مرصع پوش نے کہا کہ کنیز بھی جاتی

بقراط بلاے روزگار ہی مگر کلنگ جادو ملکہ کو لیے ہوے قصر ہشت پہل مین پہونچا
کہا یا خداوند سیران تو گرفتار ہو گیا مگر ملکہ کو ہم لوگ لیکر بھاگ آئے ملکۂ عالم حاضر ہین
ملکہ کو جو سامنے کیا ملکہ نے منھ ڈھاک لیا بقراط نے پکار کر آواز دی کہ ای معشوقۂ خورد
اپنے عاشق پر رحم کر د چہرۂ زیبا کو کھول دے مین نہایت مشتاق ہون ملکہ نے جواب دیا
کہ او کل موہے خدا تیری صورت نجس نہ دکھائے تیرے سامنے گرفتار ہو کر آئے ہین قتل کا
حکم دے دار پر کھینچ دے جو بدعت تیرے مزاج مین آئے کر بقراط ثانی نے کنیزون کو
بلایا کہا اسکو گرفتار کرکے ہمارے سامنے لاؤ کنیزین زبردستی ملکہ کو قریب لائین ملکہ
دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق کارساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر نظم

بہ بال شوق اگر مرغ دل کند پرواز ۔ رسد بہ اوج فلک از زمین بصورت باز
چو حق بہ بندۂ خاکی عطا کند اعزاز ۔ درِ امید کند بر رخش ز ہر سو باز
بسوز درد محبت ہر آنکہ گشت گدا ۔ صدائے عشق بگوشش رسد ز ہر یک ساز
محبت است کہ مجنون اسیر لیلی گشت ۔ محبت است کہ محمود شد غلام ایاز
خدا بفضل و عنایت ہمیشہ شایان است ۔ خدا بلطف و ترحم بود ہمیشہ مجاز
بچار سوے جہان بحرِ فیض حق جاریست ۔ روانست چشمۂ فیضش بہر نشیب و فراز
بہ قرب محفل جانان اگر رسی احمدی ۔ ہمیشہ باش قدم بوش مثل پا انداز

چاہتی ہین اپنے کو کنیزون سے بچاؤن کنیزین لپٹی جاتی ہین ہاتھ بڑھاتی ہین ملکہ نے
بیقرار ہو کر آسمان کی طرف دیکھا ایک برق چمک کر گری کہ کئی کنیزون کے سر اڑ گئے
آواز آئی کہ او نامرد تو چاہتا ہو کہ معشوقۂ شہریار پر دست انداز ہو تیری کیا مجال ہی
کہ اسپر ہاتھ ڈالے منم ارسطوے ثانی کڑک کر گرے ملکہ کو پنجے مین دبایا چاہا بلند ہون
بقراط نے ہاتھ ہلایا ارسطوے ثانی الٹ گئے یقین تھا کہ زمین پر گرین کہ نعرہ ہوا منم
نجم اختر شناس بقراط نے پھر ہاتھ ہلا دیا نجم بھی الٹ گئے کہ یکایک ایک سناٹا ہوا
قصر مین اندھیرا ہوا اور آواز آئی کہ منم ہماے مرصع پوش جھپٹ کر گری تینون کو
سنبھالا ملکہ کی کمر مین پنجہ دے کر لے اڑی نجم و ارسطوے ثانی نے بلند ہوتے ہوتے ایک

گولہ مارا کہ اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین لڑتے بھڑتے نکل گئے کئی سو غلام بقراط ثانی کے
مارے گئے قصر کے کنگرے گرے بقراط ثانی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ بیچھا کرون
کنیزین لپٹ گئین کہا یا خداوند کئی ساحر ساتھ آتے ہین ایک کے بعد ایک گرا آخر
ملکہ کو اُٹھا لے گئے دربار مین بقراط کے ہنگامہ بڑا ہوا ہی ہر ایک کا قول ہی کہ یا خداوند
اب طلسم کشا کا حوصلہ بڑھیگا ہر مرتبہ ارادہ کریگا کہ دربار مین خداوند کے جاؤن اور
کام کر آؤن بقراط نے کہا کہ کیا مجال تم لوگون نے مجکو روک لیا ورنہ مین جا کے
قیامت برپا کر دیتا تم لوگون کے روکے سے رُک گیا لیکن ہمارے مرصع پوش جو ملکہ کو
لیکر چلی آسمان پر بلند ہو گئی عقب مین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی دیکھتے ہوے
آتے ہین ہمارے مرصع پوش ستارۂ سحری بنی ہوئی جاتی ہی ناگاہ ارسطوے ثانی
نے دیکھا کہ ستارہ سیاہ ہونے لگا ارسطوے ثانی نے نجم سے کہا کہ ذرا خیال کر کے
دیکھو کہ ہما سیاہ ہونے لگی ایسا نہ ہو کہ کسی نے سحر کیا ہو نجم بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحرہ
نہایت حسین وجمیل ہمارے مرصع پوش پر سحر کر رہی ہی جون جون سحر کرتی ہی ہما کی قوت
کم ہوتی جاتی ہی نجم نے للکارا کہ او ساحرہ تو کون ہی اُسنے پلٹ کر آواز دی کہ آگاہ ہو منم
گلزار گوہر پوش یہ کون ہی کہ اس مہ جبین کو لیے جاتی ہی نجم نے کہا کہ یہ معشوقہ طلسم کشا
ہی خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا مگر اُس ساحرہ نے نہ مانا نجم پر سحر کیا کہ نجم لڑکھڑائے کہ برابر
ارسطو پہونچے ارسطو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نے ایک ہاتھ سے ہما پر سحر کیا اور ایک
ہاتھ سے نجم پر اشارہ کر دیا کہ نجم لڑکھڑا کر گرا چاہتا ہی ارسطوے ثانی نے للکارا کہ او
مکارہ خبردار تجھے اپنے کمال پر بڑا ناز ہی یہ کہکر جھولی سے ایک گولہ نکالا اتنے عرصے
مین ہما بھی سنبھلی ہمانے اوپر سے سحر کیا ارسطوے ثانی نے گولہ مارا سر پہ اُس ساحرہ کے
آکر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ارسطوے ثانی نے کہا کہ اے ہما جلد نکل جاؤ مگر ساحرہ
جو مری غلغلہ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلزار گوہر پوش بود شوہر اسکا باغ مین
بیٹھا تھا اُسکے کان مین جو یہ آواز آئی زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ ارے کسنے میری زوجہ کو مارا
کہ لاشہ آکر گرا گھبرا کر پوچھا کہ ارے کسنے تجھے مارا مین تو تباہ ہو گیا لاشہ تڑپا اُس سے

آواز آئی کہ صاحب کیا پوچھتے ہو ہماے مرصع پوش معشوقۂ طلسم کشا کو لیے جاتی تھی
مین اُسپر جا پڑی یہ نہ جانتی تھی کہ اور بھی کوئی ساتھ ہی اول نجم اختر شناس آیا اُس کو تو
مین نے زیر کیا مگر ارسطوے ثانی کہ شعبدے مین لاثانی تھا اُسنے گولہ مارا کہ میرا سر پھٹ گیا
یہ میرا انجام ہوا یہ سُن کر فرتوت جادو اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ بھلا مین انکو
جلنے دونگا اور بدلے زوجہ کے معشوقۂ طلسم کشا لونگا یہ کہکر جھپٹا نگاہ جو پڑی دیکھا ایک
مہ جبین ایک پری وش کو ہاتھ پر لیے ہوے جھٹکی ہوئی جاتی ہی پکارا کہ خبردار آگے نہ
بڑھنا ہماے مرصع پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام جھپٹا ہوا آتا ہی
چاہتا ہی کہ ہاتھ ڈالدون پکار کر آواز دی کہ ای نجم اختر شناس اس ساحر کو روکنا
نجم کے جو کان مین یہ آواز پہونچی جھپٹ کر قریب آیا ایک ساحر قوی تن و قوی من کو دیکھا
کہ مُنھ سے آگ چھوڑتا ہوا آتا ہی نجم نے گولہ مارا اور پکار کر آواز دی کہ خبردار اُدھر
نہ جانا مگر فرتوت نے نہ مانا گولے کو ہاتھ سے روکا نجم نے مُنھ سے آگ چھوڑی کہ وہ
شعلہ فرتوت پر گرا فرتوت نے ایک آہ کی ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے شعلہ پر پر مارا
کہ شعلہ بجھ گیا آواز دی کہ ای طائر صحرائی مین نے اس ساحر کو پہچانا نجم اختر شناس اسکا
نام ہی قدرت کا دشمن ہوا مسلمانون سے جا ملا اُس طائر نے نجم اختر شناس سے آنکھ ملائی
اور با لحان تمام یہ اشعار گانے لگا نظم

قدح لیے ہوے گُل مثل بادہ خوار آیا	خزان چمن سے گئی موسم بہار آیا
کسی طریق سے دلمین اگر غبار آیا	ہوا یقین یہ مجکو کہ شہسوار آیا
تمام عمر یونہین ہو گئی بسر اپنی	شب فراق گئی روز انتظار آیا
گُل سوار و پیادہ شکست کھاکے گئے	چمن مین جب تنِ تنہا وہ شہسوار آیا
خبر کرے کوئی زاہد کو آئے بہرِ مدد	شکست توبہ کو پھر موسم بہار آیا
شراب کیون نہ چلے فصل گُل مین ای زاہد	کہ نہرین جاری ہوئین موسم بہار آیا
دیے فلک نے مری سر کو کتنے ہی گُل داغ	گلہ نہین کوئی پانون تلے جو خار آیا
چمن مین کوئی گُل تر جو شاخ پر دیکھا	تو مجکو یاد وہ محبوب فی سوار آیا

گئے جو کوہ پہ سوداے زلف یار مین ہم
تو وہ وہین مار سیہ بنکے یار نکار آیا

کبھی جو سیر چمن کو وہ ذی سوار گیا
گل پیادہ یہ سمجھے گل سوار آیا ٭

جو گوش گل نہ سُنے باغ مین تو کیا چارہ
قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا ٭

یہ نازکی کے ہین معنے کہ باغ مین وہ گُل
قریب آتش گل جب گیا بخار آیا ٭

کبھی نہ قطرہ دیا تونے ساقیا مجکو ٭
اِدھر نہ آتش مے کا کوئی شرار آیا

لگا جو تیر ترا سینۂ مشبک مین
مین خوش ہوا کہ مرے دام مین شکار آیا

دکھا کے باغ مین آنکھین جو چڑھی ہو ئین اپنی
وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اُتار آیا

اُس طائر نے نجم سے جو آنکھین ملا کر یہ اشعار پڑھے نجم جھومنے لگا طائر نے ایک ایسی چیخ ماری
کہ نجم لڑکھڑایا فرتوت نے بڑھ کر ہما پر سحر کیا کہ ہما کی آنکھین بند ہو گئین پنجے سے ہما کے ملکہ کو
لیا دونون کو اُسی حال مین چھوڑا ارسطوے ثانی نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا بڑھکر سحر کیا
فرتوت یا تو چلا تھا یا رُکا پلٹ کے دیکھا کہ حکیم صاحب میری فکر مین آتے ہین پکار کر کہا کہ
ای ارسطوے ثانی منم فرتوت جادو نزد جہ میری تم لوگون کے فتور سے ہلاک ہوئی
بس مین اس مہ جبین کو لیے جاتا ہون جاکر اس سے گھر آباد کرونگا ورنہ تنہا گھبراؤن گا
ارسطوے ثانی نے کہا کہ او بے حیا تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو اس مہ جبین پر دست اندازہو
قضاے کار سرباز جادو ساحرہ ان سب کے بعد نورالدہر سے رخصت ہو کر چلی تھی دور
سے دیکھا کہ ہماے مرصع پوش و نجم اختر شناس زمین پر گرا چاہتے ہین یقین ہی کہ اعضا
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین گے سرباز نے جھپٹ کر دونون کو روکا ہماے مرصع پوش تو
گھبرائی ہوئی ہی مگر نجم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو پنجے مین سرباز کے پایا گھبرا کر پوچھا ای سرباز
کچھ یہ بھی خبر ہی کہ ملکۂ عالم پر کیا گذری کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ساحر سیہ فام ملکہ کو
پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی اور پیچھے اُسکے ارسطوے ثانی بدحواس پکارتا ہوا آتا
ہی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ارے جان جائیگا تیری فکر ہو جائیگی سرباز نے ہما کو چھوڑا
نجم سے اشارہ کیا کہ اس ساحر کو گھیر لو نجم نے بائین پر سے آکر ایک گولہ مارا سرباز کہ ملکہ
سے نہایت محبت رکھتی ہی کڑک کر گری مگر فرتوت اپنے کو بچاتا ہی جی مین کہتا ہی ساحر دن کا

تار بندھا ہوا ہی یہ چوتھی کمان سے آئی مگر سرباز لپٹ گئی بالون پر فرتوت کے ہاتھ
ڈالا ہرچند کہ ماران سیاہ بالون سے اسکے پیدا ہوے جسم مین سرباز کے لپٹنے لگے سرباز
نے کچھ اپنی جان کا خیال نہ کیا مگر ملکہ کو نیچے سے فرتوت کے لیا آواز دی کہ ای نجم تم
اس سے مقابلہ کرو کہ مین نکل جاؤن نجم نے بڑھ کر کارد سحر پھینک ماری شانہ فرتوت
کا نشانہ ہوا شانے کا زخم اُٹھا کر فرتوت نے وہی خون ارسطو پر پھینک مارا ارسطو نے
اپنے کو تو بچایا مگر نجم پر گرا نجم کے بدن مین آبلے پڑگئے فرتوت بڑھا کہ سرباز سے لپٹ جاؤن
ارسطو نے بڑھ کر سامنا کیا فرتوت نے دیکھا کہ چہار طرف سے مجکو گھیرا ہی اب سرباز
کو کیونکر پاؤن ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ ای سرباز تم نکل جاؤ ہمپر جو گذرے گی
ہم سمجھ لین گے سرباز تو جھپٹ کر لشکر مین پہونچی مگر شاہزادہ نورالدہر کنارے پر
لشکر کے ٹہل رہے تھے سرباز نے کہا کہ ای شہریار ملکہ کو تو مین لائی مگر ساحرہ زبردست
سے نجم سے مقابلہ ہی وہ سامنے سحر ہو رہا ہی دونون کو اُسنے عاجز کر دیا ہی نورالدہر
نے کمان طلسمی کاندھے سے اُتاری ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا تاک کر فرتوت پر مارا
فرتوت نے بہت چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر یہ تیر کمان طلسمی تھا سینہ پر کینہ پر جا کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ اُسکا لڑکھڑایا بجاے خون کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تمام
اعضا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے مگر کچھ دم ابھی باقی ہی قضاے کار اخطاے مردم در
تاے پہلوان اپنے بیشے مین میٹھا ہی اکھاڑے مین شاگرد لڑرہے ہین کہ لاشہ فرتوت سامنے
آکر گرا اخطا نے بڑھ کر پوچھا کہ ارے تو کون ہی تجکو کسنے مارا ہرچند کہ فرتوت نوبت بجان
وکارد باستخوان تھا ہچکیان لے رہا تھا مگر کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان
مجکو طلسم کشا نے مارا ورنہ مین کسی کے ہاتھ سے چوٹ نہ کھاتا اخطاے مردم در نے پوچھا
کہ طلسم کشا کہان ہی فرتوت نے کہا یہ جو سامنے صحرا ہی اُس مین لشکر اُترا ہوا ہی طلسم کشا
ٹہل رہا تھا مجکو دیکھ کر تیر مار دیا مین تیر سے نہ بچ سکا کیونکہ تیر طلسمی تھا یہ کہ کر فرتوت کا
دم نکل گیا مرنے کی علامت نمایان ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو بود
مگر اخطا نے کہا کہ بڑی شرم کی بات ہی کہ طلسم کشا یہان تک آئے اور زندہ نکل جائے یا رو

تیاری کرو ساٹھ ہزار جوان صحرائی تیار ہوکر سامنے آئے شاگردون نے سلاح لگائے اخطا گینڈے پر سوار ہوا لشکر لے کر چلا یہان نورالدہر نے ملکہ کو بارگاہ مین بھیجا کہ نجم وار سطوے ثانی و پیادے مرصع پوش آکر پہونچے مگر کراہتے ہوے فرتوت نے وہ سحر کیے ہین کہ کلیجون مین آگ لگی ہوئی ہی نورالدہر ان سب کو لیکر بارگاہ مین آئے حکیم صاحب نے سب کا علاج کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی اخطا سے مردم ورساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا ایسا جھا آیا ہوا تھا کہ اُسی وقت طبل جنگی بجوا دیا نورالدہر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی مگر اخطا نے یہ کہلا بھیجا کہ مین آپ کی جرأت کا شہرہ سُنتا ہون ساحر دخل نہ دین میرے آپکے مقابلہ ہو نورالدہر نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم لوگ الگ رہو خبردار لڑائی مین دخل نہ دینا حکیم صاحب نے عرض کی کہ یہ قصر جواہر نگار ہی غلام ضرور ساتھ چلیگا غلام کا ساتھ نہ ہونا باعث بدنامی ہی غلام دخل نہ دیگا نورالدہر نے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب آپ کا ہمراہ ہونا باعث فخر و افتخار ہی لیکن اگر دخل دیجیے گا تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی حکیم صاحب نے جواب دیا کہ مین جادوگر نہین ہون مین شعبدہ کرتا ہون مگر دخل نہ دونگا وقت سحر سب ساحر تو الگ کھڑے ہوے ملکہ کو بڑا انتشار ہی جب نورالدہر رخصت ہوے تو رونے لگین اور کہتی تھین کہ اے شہریار میرا توسل آپ سے ہی اور بقراط ثانی دشمن ہی یہ پہلوان اس سرحد مین مشہور ہی کوئی آج تک اس بے حیا پر غالب نہین آیا جو اس سے لڑا مارا گیا اس وجہ سے کنیز کو خوف ہی میرے والد نامدار کو منع کیجیے وہ کچھ پڑھین گے ورنہ کنیز کدھر جائیگی کنیز کی تو یہ صورت ہی نظم

کون زندہ ہی جو اُس چشم کا بیمار نہین	مرکے چھوٹا ہی جو زلفون مین گرفتار نہین
کیا ترے ہاتھ سے سر پر مرے دستار نہین	مارے چاکون کے جنون جیب مین اک تار نہین
پردۂ چشم اُٹھا مجمع اغیار نہین	بندہ موسیٰ کیطرح طالبِ دیدار نہین
دیکھ کر اپنے خریدار ونکو جھنجلا کے کہا	میرا کوچہ ہی یہ کچھ مصر کا بازار نہین
جتنے اندھے ہین کنوئین سو کھے ہی دیکھے لیکن	خشک کوزے مین ابھی دیدۂ خونبار نہین

جل گیا دھوپ مین اب گھر مین مجھے آنے دے
دوپہر ٹھیک ہی اب سایۂ دیوار نہین

کوے جانان مین ہون نظرون مین سمائے اب کون
کوئی ہم چشم بجز روزن دیوار نہین

آبلے ہین مرے پائون مین نہ سمجھو پاپوش
پنبۂ داغ جنون سر پہ ہی دستار نہین

دشت وحشت مین یہ بے کھٹکے چلا جاتا ہون
کوئی گویا کہ مرے آبلے مین خار نہین

آنکھین خونبار ہین دل جلتا ہی سر پھرتا ہی
ہجر مین بس یونہین جو عضو ہی بیکار نہین

فاقہ مستی ہی کہین مستی دولت ہی کہین
اس خرابات مین ہم رند ہین میخوار نہین

طعنہ زن زاہد بیدین ہی عبث ای ناسخ
کون بندہ ہی خدا کا جو گنہگار نہین

ملکہ یہ اشعار پڑھ کر رونے لگین نور الدہر نے اشک حسرت پونچھے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج لڑائی کا تم بھی تماشا دیکھو کہ آج اس سے کیا گذرتی ہی بہ عنایت پروردگار بہت جلد اسکو زیر کرونگا پہلوان نامی ہی شاید اطاعت کرے اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو سب ناچار ہین ملکہ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ بلند ٹیکرے پر استادہ ہو کہ ہم بھی تماشاے جنگ دیکھین یہ سب خبرین اخطا کو پہونچین کہ ملکہ کی بارگاہ بلند ٹیکرے پر استادہ ہو رہی ہی اسمین سے ملکہ تماشا دیکھین گی خوش ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری جرأت دیکھ کر ملکہ عاشق ہو جائین گی مین بہت جلد زیر کرونگا دوچار پہلوان نور الدہر نے ساحرون کے سحر سے مارے یا گرفتار کیے ملکہ جانتی ہو نگی کہ طلسم کشا سے بہتر کوئی جوان نہین میری تقدیر نے رسائی کی تو طلسم کشا کو اپنا رفیق بناؤنگا ملکہ بعہدۂ معشوقی رہیگی خوب اپنے کو آراستہ کیا دو دو تلوارین لگائین دو سپرین پشت پر ڈالین جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی اور گرز گران ساٹھ سی من کا اراب پر لدوایا جس مین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہین سب پہلوانون سے کہا کہ میری پشت پر آؤ لباس بھی بھاری پہنا ہی بڑی دھوم سے میدان مین آیا اُدھر سے نور الدہر پہونچے ساحرون کو الگ کر دیا ہی قسم دیدی ہی کہ خبردار اگر کوئی سحر کریگا تو مین اُسکی صورت سے بیزار ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ارسطوے ثانی کو قلق ہی نجم سے کہ رہے ہین شاہزادے نے بہت برا کیا کہ ہم لوگون کو منع کر دیا ورنہ ہم ذرا زبان ہلاتے اسکا زور کم ہوتا انکا زور بڑھتا وہ پہلوان جہان دیدہ ہی صدہا پہلوان زیر ہو کر

اُسکے شاگرد ہوے اور بعضون نے اطاعت کی اور بعضے جان سے مارے گئے ہم لوگ بہت گھبرا رہے ہین سردار بھی گھبرا رہے ہین اور پریشان ہین مگر حکم سے آقا کے خائف ہین یہ خوب جانتے ہین کہ جو زبان سے فرمایا ہو وہی کرین گے اگر خلاف مرضی اُنکی سحر کرین گے تو یقین ہی کہ ہمکو لشکر سے نکال دین اس وجہ سے زبان نہین ہلا سکتے ملکہ شمشاد بلند مکان خیمے سے دیکھ رہی ہین اخطاے مردم در اس زور وشور سے میدان مین آیا کہ تمام صحرا کانپنے لگا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہتے اخطانے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین نیزہ ہلاتا ہوا آیا آکر ساحتشوری کرنے لگا مگر ملکہ نے جو اُسکا قد وقامت دیکھا بیتاب وبیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگین عرض کرتی تھین کہ ای خالق بے نیاز وای ربِّ کارساز شاہزادے کو اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچا لینا تو مالک ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

شود بندہ محکوم شیطان چہ باعث	بتابد سر از حکم رحمان چہ باعث
شود باوجودِ شرافت بدنیا	ز انسانیت خارج انسان چہ باعث
چو در زیر خاکست آخر مقامش	برد تا فلک بام ایوان چہ باعث
چو پیکِ اجل بر سر است ایستادہ	برین زندگی ہست نازان چہ باعث
درین ضعف انسان کم زور بر پا	کند ہر زمان تازہ طوفان چہ باعث
چو نزدیک تر حق ز حبل الورید است	فراقِ وجدائی وحرمان چہ باعث
چو در جسم وجان است نورِ ظہورش	ز دیدہ نہانست جانان چہ باعث
بہر جاست حاضر بہر سمت ناظر	نگر ہست از خلق پنہان چہ باعث
چو رزاق روزی رسان است ہندی	تو ہستی پریشان وحیران چہ باعث

مگر اخطانے بڑی دیر تک نیزہ ہلایا کمال اپنا دکھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پہلوانون نے قصد کیا تھا کہ مقابلے مین اسکے جاپڑین جانین اپنی دین مگر آقا کو بچائین کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا اب تو سب رُک گئے نور الدہر مرکب طلسمی سے اُترے دوسرے مرکب عربی پر سوار ہوے پہلوانون نے پوچھا تو باعث بیان کیا کہ یہ پہلوان ہی

ایسا نہ ہو کہ کہے آپ مرکب طلسمی پر سوار تھے گھوڑے نے طرارے بھرے میرا گینڈا عاجز رہا
پہلوانون کو بہت ناگوار ہوا مگر بسبب خوف کے کچھ نہ کہہ سکے نور الدہر مرکب چمکا کر سامنے
اخطا کے آئے اُسنے جو جمال جہان آرا دیکھا مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان ہوا
جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہتا تھا کہ ای معشوق خوبرو مین چاہتا ہون کہ اگر میری
اطاعت کر تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون مجھے تیرے شباب پر رحم آتا ہی ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا میری ضرب دست کبھی خالی نہین جاتی نور الدہر نے کہا کہ او
مغرور زیادہ غرور نہ کر اگر تو دین اسلام قبول کرے تو تجکو کل لشکر کا سپہ سالار کرون
ہر چند کہ سپہ سالار میرے لشکر کا وہ جوان ہی کہ جسکا عدیل و نظیر نہین اُسکے بعد تیرا عہدہ
ہوگا اگر اسکو قبول کرے تو مقابلہ نہ کر یہ سُن کر اخطا قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای طلسم کشا
طلسم کشائی پر غرور نہ کر نا طلسم کشائی اور چیز ہی اور زور بازو اور شی ہی جس وقت تلوار
کھینچونگا چمک سے اُسکی بھاگوگے نور الدہر نے کہا کہ اب وار کر مین تیرے وار کا
مشتاق ہون اخطا نے نیزہ اُٹھایا داہنی بغل اور بائین بغل سے پیچ وتاب دیتا ہوا
نیزہ نور الدہر پر مارا ملکہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر ملکہ بہت بیقرار ہین جب نیزہ اخطا
کا چلتا ہی ملکہ آنکھین بند کر لیتی ہین جب نور الدہر کا چلتا ہی ملکہ بیقرار ہو کر کہہ اُٹھتی ہین
کہ نگوڑے کی آنکھ مین نیزہ مارئیے کہ مُوا اندھا ہو جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک
مقام پر نور الدہر نے نیزہ کا تھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکلا لشکرون
مین غریو ہوا کہ طلسم کشا نے کیا کار نمایان کیا یہان سب کنیزین شاہزادے کو دعائین
دینے لگین کہا واری آپ نے دیکھا کہ اس دیو خصال کا نیزہ کس طرح نکالا ملکہ نے کہا کہ
مجھے یقین نہ تھا کہ اسپر غالب آوین گے مگر خدا اسلامت رکھے فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق ہین کنیزون نے کہا کہ واری زور مین تو وہ زیادہ ہو ملکہ نے کہا کہ یہ فرزند
صاحبقران ہین زور انکے رگ و ریشے مین بھرا ہو بیشۂ صاحبقرانی کے شیر ہین انتہا کے
دلیر ہین مگر اخطا نے جو دیکھا کہ نیزہ نکلا بہت شرمندہ ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار

کو کر ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے کنیزون سے گھبرا کر
کہا کہ لو بیبیو بیوقوفی دیکھو کہ اُسکی تلوار سے لپٹے جاتے ہین ایسا نہ ہو کہ تلوار اُس کی
چل جائے کنیزون نے کہا کہ داری اُس بےحیا نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشاکش
کے زور ہو رہے ہین ملکہ نے گھبرا کے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کشتی لڑنے کا ارادہ ہی
یقین ہی کہ اب کشتی ہو یہان نورالدہر نے ہاتھ مڑوڑ کر ہکہ مارا اور تلوار چھین کر
پھینک دی اخطا کو بہت ناگوار ہوا گریبان مین ہاتھ ڈال کر لپٹ پڑا اخطا گینڈے
سے کود ا نورالدہر سے کشتی ہونے لگی نورالدہر نے ایسے دو چار ہکے مارے کہ ہر مرتبہ
سر زمین سے ملا دیا ملکہ تعریفین کر رہی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو دیکھتی ہو کہ اتنے بڑے
دیو خصال کو کیا تنگ کیا ہی ماشاءاللہ کس زور و شور سے لڑ رہے ہین اگرچہ اخطا جان
دیے ہوے لڑ رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا کبھی عاجز ہو کے کہتا ہی کہ ای شہر یار اب کل
مقابلہ کرینگے آپ بھی تو تھک گئے ہونگے نورالدہر فرماتے ہین کہ بہادر کہین تھکتے ہین
شام تک ایک طرح مقابلہ رہا جبکہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مین مغرب کے گیا اور
شاگردان ضیا، و شعاع اپنے اپنے مقام پر گئے شہنشاہ ماہ تابان بافوج ثوابت و
سیارگان با کرو فر سپہر زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اخطا نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا
کہا ای شہر یار بس اب تو رات ہوئی مقابلے کا کیا مزہ ہی نورالدہر نے فرمایا کہ رات
کا دن کرنا بادشاہون کو کیا دشوار ہی یہ کہکر اشارہ کیا ساحرون نے بڑھ بڑھ کر
سحر کیے تمام درخت مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے نجم اخترشناس نے ایسا سحر کیا کہ پتلے سنہری
مشعلین لے کر پیدا ہوے فرمایا کہ ای اخطا لو روشنی ہو گئی جی مین کہتا ہی کہ ای اخطا
طلسم کشا نہایت صاحب اختیار ہی دم بھر مین یہ سامان ہو گیا دن کی کیا حقیقت ہی
رات کو زیر کرونگا نورالدہر سے لپٹ پڑا اب رات کو بھی باہم کشتی ہونے لگی رسالدار
و کمیدان دریان بچھا بچھا کر بیٹھے رفقا زین پوش بچھا کر بیٹھے خوانچے والے آکر موجود ہوے
ایک طرف آکر گلفروش بسے آدازین آنے لگین کہ کیا مزہ ہی پیڑون مین اور کیا بار
بیلے کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ بڑا میلہ جما ہوا ہی دونون جوانون مین کشتی ہو رہی ہی

ملکہ فرماتی ہین کہ صاحبو میرے دل کو بیقراری ہی کہ خدا اس دیو خصال پر اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو غالب کرے کیا کہون اپنی جو کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

گنگ ایمائے لبِ یار سے گویا ہوئے
آنکھین تلوون سے ملے کور تو بینا ہوئے

چھپ سکی بادِ سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین یہ ہی کہ رسوا ہوئے

یار نے پردہ کیا ہمسے بہت خوب کیا
حُسن ہی وہ بھی کوئی جو کہ تماشا ہوئے

اُس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہی قضا
شہسوارونکی جہان گرد نہ پیدا ہوئے

ناف پر تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالے سے ماہ جو ہو جائے تماشا ہوئے

دل نہین داغ ہی جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہی بے بادہ جو مینا ہوئے

آبرو چاہے اگر معرکۂ الفت مین
کود پڑ اسمین کنوان ہوئے کہ دریا ہوئے

روز و شب چرخ ہنڈولے کیطرح پھرتا ہی
کسطرح جسے نہ زمانہ تہ و بالا ہوئے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہوئے

نفرت آنے مین جو کی تھی عوض اُسکا نہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین نہ ایذا ہوئے

میری تکبیر کی آواز جو زاہد سُن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہوئے

روشنی سے مجھے اسکی یہ یقین ہوتا ہی
پنجشاخہ ترے در کا یدِ بیضا ہوئے

دل کو خوش رکھتی ہی نافہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہی لڑکون کو تماشا ہوئے

کنیزون نے عرض کی کہ واری نہ گھبرائیے ہر مقام پر شاہزادہ زیادتی کر رہا ہی یقین ہی غالب آوین وہ بے حیا ہانپ رہا ہی شاہزادے کے تیور پر بل نہین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ زبرجدی پر آیا فوج ضیا و شعاع نے جا بجا اپنا اہتمام کیا شاہزادہ اخطا کو لے دوڑا اچپیں قدم ریل کر لایا وہان پر لا کر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے اخطا کے آشنا بہ زمین ہوے اخطا نے چاہا کہ لنگر قایم کرون حریف زبردست لنگر کب قایم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر بلند کیا زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارون اخطا نے

آواز دی کہ ای شہریار غلام کو سر سے بلند کرکے زمین مذلت پر نہ گرائیے مین بدل وجان
تابعدار ہون اور عاشق جمال بےمثال ہون امیدوار ہون کہ بقیۂ عمر زیر سایۂ دامن
دولت بسر کرون نور الدہر نے زمین پر رکھ دیا اخطا قدمون پر گرا گرد پھرنے لگا فوج
سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے تو اس شہریار کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو
وہ میرے پاس چلا آئے ورنہ بقراط ثانی کے پاس جائے سب افسر آکر شریک ہوے
مگر چند کس کہ سیاہ رو اور سیاہ قلب تھے یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو کیا ہمارے باپ
اور دادا بیوقوف تھے کہ خداوند بقراط ثانی کو سجدہ کیا ہم مذہب نہ بدلین گے
پانچ سو جوان اور ایک افسر قطران فیل پیکر نامی یہ بھاگے ہوے جاتے ہین مگر یہان
نور الدہر بعد فیروزی اخطا کو ساتھ لیکر پلٹے تمام ملازمون نے نذر و نیاز کی روشنی کا
سامان ہوا آئین شاہانہ روز ایک طور پر جشن رہا لیکن قطران بقعۂ جہان نما مین پہونچا
وہان چچا اخطا کا شیاطین فیل سوار کہ نہایت زبردست جوان ہی وہ بقعۂ جہان نما
مین رہتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ہی شاگرد زور کر رہے ہین تیگے اور نال اُٹھ رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل گینڈے پر سوار ساتھ اُسکے پانچ سو جوان
مگر پریشان پریشان چلے آتے ہین شیاطین نے قطران کو بلوایا کہا کہ ای جوان تیرا کیا
نام ہی تم لوگ کہین سے شکست خوردہ آتے ہو تمھارے چہرے کی اُداسی سے معلوم ہوتا
ہی قطران نے سب حال بیان کیا شیاطین بہت جھلایا کہا وہ کون جوان ہی جسنے میرے
بھتیجے کو زیر کیا یہ نامعقول زبر ہوتے ہی مسلمان ہوگیا اور یہ غضب ہوا کہ شریک طلسم کشا ہوا
جاکر دونون کو سزا دونگا یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ تمام فوج والے جمع ہوکر آئے پوچھا ای
افسر کیا حکم ہوتا ہی شیاطین نے کہا کہ ہاتھی میرا تیار کرو شیاطین کے پاس ایک ہاتھی مست
ہی کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہی چارون بھٹیان ٹپکا کرتی ہین تین سو فیلبان اُسپر ملازم ہین
زنجیرین بھاری پہنے ہوے جھوما کرتا ہی کئی سو بیگھے زمین اس فیل کی معافی مین ہی اُسمین گیہون
بوئے جاتے ہین کئی سو من آٹا روز کھاتا ہی فیلبانون نے جاکر اُسکو کسا جھول ڈالی کئی سو
نیزہ باز اُسکو لگاکر لائے شیاطین جست کرکے اُسکی پشت پر آیا کہا تھوڑے لوگ میرے

چلین زیادہ کا کام نہین کئی ہزار جوان اور قطران کو ساتھ لے کر چلا یہان نورالدہر
نے تیسرے دن جشن موقوف کیا باہر نکل کر بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شیاطین آکر
پہونچا قطران نے دکھایا کہ حضور دیکھیے اسی جوان نے اخطا کو زیر کیا مگر اخطا شیاطین
کو دیکھ کر کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار یہ بے حیا بلائے روزگار ہی نورالدہر نے کہا کہ خیر
سمجھا جائیگا شیاطین نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے بھی طبل جنگی بجوا دیا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر اخطاے مردم در بہت بدحواس ہی
کہتا ہی کہ دیکھیے شیاطین سے کیا گذرے آقاے نامدار کی خدا آبرو رکھے ایسا نہ ہو کہ
وہ بے حیا ہاتھی کو ہول دے تو غضب ہو جائیگا ہاتھی جب چلتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ
پہاڑ کو جنبش ہی رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے شیاطین
اُسی فیل پر سوار ہو کر میدان مین آیا نورالدہر نے ساحرون کو منع کر دیا کہ خبردار تم مین
سے کوئی دخل نہ دے بلکہ لشکر سے سب کو ہٹا دیا الگ صف باندھ کر کھڑے ہوئے صفین
جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے شیاطین نے فیل اپنا بڑھایا بڑی
عرصے مین میدان مین آیا کیونکہ جہان ہاتھی رُک جاتا ہی گھڑیون مین چلتا ہی جب کہ ایک
عرصے مین میدان مین پہونچا یکایک ہاتھی کو دوڑایا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے مگر اول اخطاے مردم در کو چاہتا ہون ایسا نالائق ہی کہ قدرت
سے باغی ہو پہلے اُسکو سزا دے لون تو پھر اُسکے آقا سے سمجھ لونگا اخطا سُن چکا ہی کہ جو
جسکا نام لے کر پکارتا ہو وہ ہی اُسکے مقابلے مین جاتا ہی گینڈے کو بڑھا کر سامنے نورالدہر
کے آیا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای آقاے نامدار اجازت میدان دیجیے جان دینے جاتا ہون
پہاڑ سے مقابلہ ہی نورالدہر نے کہا کہ ای اخطا اگر تمکو جان کا خوف ہی تو مین مقابلے
مین جاؤن اخطا نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہ بے حیا میرا نام لیکر پکارتا ہی کیونکر
نہ جاؤن نورالدہر نے خدا کے سپرد کیا اخطاے مردم در نے گینڈا بڑھایا مگر کانپتا ہوا
جاتا ہی شیاطین نے پکار کر آواز دی کہ او اخطا تجکو کچھ خوف نہ آیا مسلمان ہو گیا اخطا
نے پکار کر آواز دی کہ مقابلے مین حال کُھلیگا مگر دل مین اپنے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای

پروردگار اس ظالم کے شر سے بچانا ایسا نہ ہو کہ سامنے آقا کے خجالت حاصل ہو سامنے
شیاطین کے پہونچا شیاطین نے آواز دی کہ او اخطا تجکو کچھ میرا خوف نہ آیا کہ چچا جنات
سُنین گے تو کیا کہین گے اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اخطا بہت خائف ہی دل سے
بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای چارہ ساز بندگان وای رحیم افتادگان نظم

بر دولت نقش است چون نقش نگار +
سیر این گلزار پر انوار کن +
چند روز است آب و تاب این چمن
هست چون امروز وقت کار تو
از متاع زندگی بردار سود
میکند آخر سفر در چند روز
فکر امروز و غم فردا مکن
ناگہان رحلت ازین دنیا کنی
از عزیزان بر زبان نارد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان

سر نگون کن تا بہ بینی روی یار +
ورنہ زودی بگذرد وقت بہار
باز ناید در نظر جز نوک خار +
کار کن صبح و مسا ای مرد کار
زانکہ این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سرای جسم زار
نیست چون یک دم دولت را اعتبار
با غم و افسوس و رنج و اضطرار
نام تو بار دگر ای نامدار
بار دیگر تا قیامت در جہان

ای رحیم و کریم رحم کر پھر شیاطین بولا کہ کیون ای اخطا تو نے خداوند کا کچھ خوف
نہ کیا ہوتا تو میرا تو کیا ہوتا نور الدہر نے اپنے خدا کو دکھا دیا خدای نادیدہ
تو اُسکا لقب ہی دیکھ نہین سکتا اخطا نے جھلا کر جواب دیا کہ آقائے نامدار ہمارے
فتاح طلسم خیال سکندری ہین بقراط کیا بے حیا ہی اور تو کیا راندۂ بارگاہ الٰہی
ہی یہ کلمہ شیاطین کو بہت ناگوار ہوا جھلا کر ہاتھی کو اشارہ کر دیا ہاتھی نے گھونسہ سر
پر گینڈے کے مارا گینڈے کا سر پھٹ گیا اخطا جو گرا یا نون زیر گردن دبا صدمے
سے بیہوش ہو گیا جھلا کر شیاطین کودا اُس عالم غشی مین اخطا کی مشکین باندھتین
نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے
اخطا نے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نور الدہر کی طرف چلا گھوڑا اشاہزادۂ نور الدہر کا

بدلگامی کرنے لگا نور الدہر نے گھوڑے کو رانوں مین مسلا کہ ہڈیان ٹوٹ گئین گھوڑے سے کودے ہاتھی نے چاہا گردن پکڑ لون مگر شیاطین اخطا کو گرفتار کر چکا اخطا کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ مجکو طوق و زنجیر پہنایا ہی ملازمان شیاطین گھیرے کھڑے ہین اور آقا سامنے آتے ہین شیاطین نے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا دیے اُسنے سونڈ مین لپیٹے مگر نور الدہر نے بقوت تمام سونڈ کو پکڑا ایک مارا کہ ہاتھی نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا شیاطین دیکھ رہا ہی ہر چند کہ الگ کھڑا ہی مگر بری چھ دھت کہتا جاتا ہی دوسرا ایک مارا کہ ہاتھی گھٹنون کے بھل بیٹھ گیا چاہا کہ ٹکر مارون نور الدہر نے ایک گھونسہ سر پر مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا شیاطین اس زور کو دیکھکر بہت گھبرایا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان اب تو پلٹ جا اُس ہاتھی کو مار اکر جسکا مثل نہ تھا مگر اخطا کو لیے جاتا ہون نور الدہر نے کہا کہ ای شیاطین خبردار اسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچانا ورنہ بارگاہ مین آکر دریاے خون بہادونگا بہت بچتائیگا مگر شیاطین نے کچھ نہ سُنا اخطا کو لیکر پلٹا نور الدہر ناچار ہو کر پلٹ آئے پلٹے تھے کہ صحراسے گرد اڑتی دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو چلا آتا ہی نور الدہر نے شبرنگ کو گلے سے لگایا پوچھا کہ ای یار وفادار کہان تھے شبرنگ نے کہا کہ ایک ساحرہ مجکو اُٹھالے گئی تھی مین نے اول اُسکی کنیز کو گرفتار کیا کنیز کی شکل بنکر جلسہ اُسکا درہم وبرہم کیا تب رہائی پائی کئی جادوگر پیچھے دوڑے تھے ایک ساحر کو ابھی صحرا مین مارا اور ابھی کوئی آتا ہو تو عجب نہین شبرنگ گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم طاوس زرین بال تڑپ کر وہ طاوس گرا شبرنگ کو اُٹھالے چلا ارسطوے ثانی نے فوراً ایک گولہ مارا طاوس نے اپنے کو بچایا ہماے مرصع پوش کڑک کر جا پڑی تلوار پھینک ماری مگر طاوس نے اُس سے بھی اپنے کو بچایا طاوس مُنہ سے آگ چھوڑتا جاتا ہی جب مُنہ کھولتا ہی مُنہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین کہ صحرا کے نخل جلنے لگتے ہین ارسطوے ثانی نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر بلند ہوے للکار کر آواز دی کہ ارے عیار کو چھوڑ دے جہان جائیگا ہم لوگ پیچھا نہ چھوڑین گے مگر ہماے مرصع پوش اتنے عرصے مین شعلۂ آتش کو دفع کر کے چالاک

وحشت ہوئی پکار کر آواز دی کہ حکیم صاحب ہٹو مین اسکو دیوانہ بنائے دیتی ہون یہ
کہہ کر گجرے پھولون کے کھولے ایک گجرہ پھینک مارا وہ گجرہ جو پھٹا پھول برسنے لگے جب
پھول جو اسپر گرے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوگئین پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم مین
تو تابعدار قدیم ہون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

کوئی عشق مین مجھسے افزون نکلا	کبھی سامنے ہوکے مجنون نہ نکلا
بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا
بجا کہتے آئے ہین ہیچ اسکو شاعر	کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا
ہوا کون سا روز روشن نہ کالا	کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا
پہونچتا اسے مصرع تازہ و تر	قد یار سا سرو موزون نہ نکلا
رہا سال ہا سال جنگل مین آتش	مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا +

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طاؤس زرین بال سامنے آیا ہمانے آواز دی
کہان رہتا ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مکان تو قلعۂ مربع حصار مین ہے لیکن ملکہ
مشکین جادو کے پاس ملازم تھا شیر نگ کو طاؤس سے رہا کیا ملکہ نے کہا کہ
اے طاؤس زرین بال ملکہ مربع نشین کے پاس جاؤ ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ
تمکو بلایا ہے اگر بخوشی چلی آوین تو لے کر آنا اگر انکار کرین تو گرفتار کرکے لانا طاؤس نے
عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہہ کر اُڑتا ہوا چلا اسکا ذکر تو وقت پر ہوگا نور الدہر اپنے
عیار کو لیکر بارگاہ مین آئے فرمایا کہ اے شیر نگ اختا کو شیاطین لے گیا ہے وہانکی
خبر لانا ایسا ہو کہ وہ اُسکو قتل ڈالے تو بڑا صدمہ ہوگا ہرچند کہ زور میرا دیکھ کے
اُسکو ہیبت ہوئی ہے مگر سیاہ قلب ہے کوئی حرکت نہ کر بیٹھے تو بڑا صدمہ ہوگا شیر نگ
اُسی وقت اُنہاے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر شیاطین کی طرف چلا یہان شیاطین
جو پلٹ کر آیا اپنے رفیقون کو جمع کیا کہا صاحبو صاف تو یہ ہے کہ طلسم کشا نے اُس انکی
کو مارا کہ جسکا اس اقلیم مین عدیل و نظیر نہ تھا مین بمشکل اُسپر سوار ہوتا تھا طلسم کشا نے
ایک گوشے مین اُسکو مار لیا زور مین تو مجھپر غالب ہے اگر اُس سے مقابلہ کرونگا تو زیر ہوجاؤنگا

اگر تم سب کی صلاح ہو تو یہ بڑی بات ہی کہ بھتیجا میرا میرے قبضے مین ہی اسکو لے کر اپنے
شہر مین چلون وہان اسکو سمجھا کر بقراط پرست کرون یقین ہی کہ بخوف راہ پر آئیگا
وہان طلسم کشا نہ آسکیگا سیکڑون اُسکے رفیق ہین ساحر دیکھے کیسے کیسے جمع ہین اس کو
یاد بھی نہ کرے گا سب نے کہا کہ آپ نے بہت مناسب تجویز کیا شیاطین نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کیا بیشہ جہان نما کی طرف روانہ ہوا اخطا کو ارابے پر سوار کر لیا
شبرنگ پلٹا کہ آقا کو خبر کرون شیاطین اخطا کو لیے جاتا ہی شبرنگ تو خبر کرنے
آتا ہی مگر شیاطین رات بھر راستہ طی کر کے جب قریب بیشہ پہونچا تو چوبدار کو حکم دیا
کہ بیشے مین جا کر خبر کرو کہ ہم جس ارادے سے گیا تھا اخطا کو گرفتار کر لایا [illegible]
اُسکو لے کر آوینگے بیشے کی تیاری کرو یہ جو حکم شیاطین کا پہونچا دوکانین رنگی گئین
تمام بیشہ آئینہ بند ہوا یہ جو خبر بیشے مین پہونچی کہ شیاطین اخطائے مردم در کو لیے آتا ہی
بیٹی اسکی کہ محل مین ہی اُسکو ایک کنیز نے خبر دی کہ باپ آپ کے گئے تھے جو کہا شہزادہ ہی
کیا اخطا کو گرفتار کر کے لاتے ہین نرگس شمشاد قد اس کا نام ہی کنیزون سے کہا کہ
ہم بھی آمد قید اخطا کا تماشا دیکھین گے سر راہ جو مکان ہی اُسکو آراستہ کرو مکان
درست ہوا نرگس آ کر مکان مین بیٹھی چلمنین پڑ گئین ٹھیک دوپہر کا وقت ہی کہ شیاطین
آ کر پہونچا گینڈے کو آگے بڑھائے ہوے پیچھے ارابے پر اخطائے مردم در زنجیر مین
ہزارہا نیزہ دار گھیرے ہوے نرگس نے جو اخطا کو دیکھا ہرچند کہ غیر حال سے ہی
مگر غصے مین کف منھ سے جاری کرتا پھٹا ہوا پہنے ہوے سر برہنہ بال چہرے پر چھوٹے ہوے
صبح و شام کا مضمون ظاہر ہوتا ہی سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری دیکھ کر نرگس
بیقرار ہوئی کنیزون سے کہا کہ کیا جوان ہی نہین معلوم شیاطین نے اسکو کیونکر قید
کر لیا ایک کنیز واسطے خبر کے جائے دیکھے دربار مین کیا گذرتی ہی ہم بھی اسکی رہائی کی
تدبیر کرونگی اور چلمن سے منھ نکال کر اپنی صورت زیبا بھی اخطائے مردم در کو
دکھائی اخطا بیقرار ہوا مگر قید مین مجبور و ناچار ارابہ روانہ ہو گیا پلٹ پلٹ کر کوٹھے
پر دیکھا کیا پکار کر کہا فرد مرا کشتی و تکبیرے نہ گفتی * عجب سنگین دلی اللہ اکبر * تماشا مین

سمجھے کہ اپنی قید کی بیقراری مین کچھ کہتا ہی مگر نرگس نے یہ آواز سُن لی سمجھی کہ اسکو بھی مجھپر توجہ ہوئی ایک کنیز مردانے کپڑے پہن کر واسطے خبر کے چلی نرگس نے حکم دیا کہ سواری لگادو ہم اپنے باغ مین جاوینگے ملکہ اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئین اِدھر بیتاب اور بیقرار ہو رہی ہین شیاطین جو اپنی بارگاہ مین پہونچا حکم دیا کہ اخطا کو لاؤ اخطا زنجیر ہلاتا ہوا بارگاہ مین آیا مثل اہلِ اسلام کے صاحب سلامت کی شیاطین نے جھلا کر کہا کہ او اخطا تو نے غضب کیا کہ خداوند بقراط ثانی کو چھوڑا اور خدائے نادیدہ کا مطیع ہوا مین تجکو اسی واسطے یہان لایا ہون کہ تجکو اپنے مذہب قدیم پر رجوع کرون اگر ایسا نکریگا تو مین تجکو قتل کرونگا اخطا نے بجرأت جواب دیا کہ مین تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے کیا قتل ہونگا خدا میرے آقا کو سلامت رکھے ضرور غلام کی خبر لینگے یہ سُنکر شیاطین نے حکم دیا ابھی راہ کا تھکا ماندا ہی لے جاکر اسکو قید کرو مگر آب و دانہ بند رکھنا کل کے روز دربار سمجھا جائیگا اگر میرے خلاف کریگا تو کل ضرور قتل کرونگا ملازمان شیاطین لیکر چلے پہلوے باغ ملکہ مین ایک قصر ہی کہ اُسکو زندانخانہ کہتے ہین اُسمین لا کر اخطا کو قید کیا کنیز نے سامنے ملکہ کے آکر یہ سب خبر بیان کی کہ آپ کے والد سے مردانہ گفتگو کی وہ اپنے آقا پر بہت نازان ہی نرگس نے کہا کہ صاحبو ہو سکتا ہی کہ آج رات کو اسکو قید سے نکال لاؤ سب نے عرض کی لونڈیان حاضر ہین فقط ایک دیوار توڑنا پڑیگی وہ بھی فوراً چلے آوینگے اُسی وقت سے کنیزون نے نقب لگانے کی تدبیر کی پائچے چڑھا چڑھا کر مٹی نکال رہی ہین جستنین کھودنے مین مصروف ہین پہر رات گئے دیوار توڑی ملکہ سے آکر اطلاع کی کہ حضور دیوار توڑ دی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون کے ساتھ نقب کو طے کر کے قصر مین آئین دیکھا کہ اخطا سر جھکائے ہوئے بیٹھا رو رہا ہی ملکہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین کبھی یہ کہتا ہی کہ افسوس کس مقام پر آکر مبتلائے بلا ہوا اگرچہ وصل تو نہایت دشوار رہی لیکن ایک مرتبہ صورت زیبا دیکھ لیتا تو دلکو تسکین ہوتی نظم

تیری کاکل مین پھنسا ہی دل جوان و پیر کا	سیکڑون آزاد ہی پابند اک زنجیر کا

وصفِ چشمِ یار مین یارا نہین تقریر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے

جانبِ چرخِ مقوس آہ ہوتی ہی روان +
اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر ای بحرِ حُسن

دولتِ دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی +
باغ مین شب باش ہو کر لالہ رو جلوا شمع

جو کہ لکھا خوب لکھا دست رس ہوتا اگر +
روز و شب پیش نظر چشمِ سیاہ یار ہی

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
حیف کی جا ہو نہ ہوئے نرم و چرب اُسکی زبان

گوش گُل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
عاشقونکے خون سے رہتے ہین بس وہ سُرخ پوش

کاروان تک روز واماندون کو پہونچا دیا
فکر قصرِ چرخ مین کیا موجزن ہوتے ہین اشک

اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے
جائے خاموشی ہی عالم سُرمے کی تحریر کا

نقش حُب ای ترک جوہر ہو تری شمشیر کا
یہ کمان اک دن نشانہ ہی ہمارے تیر کا

پیرہن دیتا ہی دھوکا دام ماہی گیر کا
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا +

داغ بلبل کو نہ دے دکھلاکے مُنھ گلگیر کا
چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا +

کام لیتا ہون تصور سے مین آہو گیر کا
سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

پرورش پایا ہوا ہی آدمی بھی شیر کا +
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہی کوئی تصویر کا

دیدۂ مریخ جوہر ہی تری شمشیر کا +
ای جرس شاہد ہون تیرے نالے کی تاثیر کا

سیل ارادہ کر رہا ہی کس کُہن تعمیر کا +
کھیل ہی اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

ملکہ نے جو یہ آواز سُنی بیتاب ہو گئی کنیزون سے ہنس کر کہا کہ میرے واسطے یہ سب اشعار پڑھ رہا ہی مضمون شعر سمجھو مگر حقیقت مین اپنے آقا کا بھی اسکو بڑا خیال ہی یہ کہکے ملکہ سامنے آئین اختلاط نے جو اُس محبوب کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا قید انکی کاٹ دو کنیزون نے ہتھکڑیان کاٹین اختلاط نے بیڑیان خود مروڑ ڈالین طوق بھی توڑا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا باغ مین لیکر آئین اختلاط نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر ہمسے محبت ہی تو بقراط پر لعنت کرو نرگس نے اُسی وقت کلمہ پڑھا یہان تو دورۂ شراب شروع ہوا اگر شہر نگسہ بن عمرو نے جاکر نورالدہر سے یہ خبر کہی کہ اختلاط کو شیاطین لے گیا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے ساحرون نے کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلین یہ سنکر

نورالدہر نے کہا کہ آپ لوگون کی کیا احتیاج ہے انشاء اللہ مین اُسکو لاتا ہون یا موت میری لیے جاتی ہی سردار سرنگون ہوکر خاموش ہوے نورالدہر سوار ہوے شبرنگ نے کہا غلام ضرور ساتھ چلیگا رکاب پر ہاتھ رکھدیا نورالدہر گھوڑا اڑاتے ہوے چلے ہر چند کہ بڑی جلدی کی گھوڑا اُڑاتے ہوے آئے مگر جب قریب پہنچے کے پہونچے رات ہوگئی دیکھا کہ رات کو بیٹے مین کیونکر داخل ہون بھٹکتے ہوے اُسی باغ کی دیوار کے نیچے پہونچے گھوڑے سے نیچے اُترے آواز گانے کی سُن کر شبرنگ سے کہا کہ کوئی گا رہا ہی ذرا دیوار پر چڑھکر دیکھو کس کا باغ ہی شبرنگ دیوار پر چڑھا دیکھا کہ اخطا ایک معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی آکر عرض کی کہ ای شہریار اخطا کیا صاحب اقبال ہی ایک معشوقہ پریچہرہ کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی ناچ گانا ہو رہا ہی جام ارغوانی گردش مین ہی نورالدہر نے کہا کہ جاکر اطلاع کرو کہ بھئی ہم بھی آئین شریک صحبت ہون شبرنگ پھر دیوار پر چڑھا دیوار سے کودا اخطا نے جو پلٹ کر شبرنگ کو دیکھا نہال ہوگیا کہا ای یک طرار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شبرنگ نے کہا کہ آقاے نامدار بیرون باغ تشریف رکھتے ہین تمھاری رہائی کو آئے تھے مگر رات ہوگئی اخطا یہ سنکر دوڑا دروازے سے نکل کر نورالدہر کے پاس آیا قدمون کو بوسہ دے کر کہا کہ ای آقاے نامدار تشریف لے چلیے نورالدہر اُٹھے گھوڑا شبرنگ نے سنبھال لیا ملکہ برائے استقبال کھڑی ہین دیکھا کہ آگے آگے ماہ اوج صاحبقرانی پشت پر اخطاے مردم دربا ملکہ نے جو شاہزادے کو دیکھا آئینۂ جمال دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوئی جھک کر سلام کیا نورالدہر نے بشگفتگی مزاج پوچھا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ کنیز کی خوش قسمتی کہ آپ نے سرفراز کیا نورالدہر کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی جام اپنے ہاتھ سے بھر کر پیش کیا گائن سے اشارہ کیا اُسنے بانازو ادا یہ غزل شروع کی نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیال دوست	قربان شان حُسن عدیم المثال دوست
پتلی ہو ای آنکھ کی اپنی خیال دوست	یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے ؞	صورت دکھائے جد ہد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز +
سُنکر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا
اِن ابرؤون کے حُسن کی تعریف کیا کرون
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر +
رخسار سے صباحتِ کافور ہی عیان +
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھ کر
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے +
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط +
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کیطرح
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا

ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
ماہِ چہاردہ سے ہی بہتر ہلال دوست
وحشی سے اپنے ہوے گریزان غزال دوست
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
ہو رو سیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
دشمن پہ اپنے مجکو ہوا احتمال دوست
خوشتر زگوشوار بود گوشمال دوست

یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر وہان صبح کو جو ملازمون نے دروازہ قیدخانہ کا کھولا قیدی کو نہ پایا بادشاہ کو خبر کی شیاطین نے اپنے عیار کو بُلا یا کہ میلاد چہ خزن اُسکا نام ہی کہا دریافت تو کر کہ یہ حرکت کسنے کی ما بدولت کے قیدی کو نکال کرلے گیا آج ہی پتہ ملے ورنہ تجکو قتل کرونگا میلاد تلاش کرتا ہوا چلا تمام شہر مین چھان مارا کہین پتہ نہ ملا شام کو تھک کر قریب باغ ملکہ بیٹھا ملکہ نے نورالدہر کے واسطے روشنی کرائی ہی سامان عیش و نشاط مہیا ہی شبرنگ بیٹھا کرتا نین مارنے لگا آواز گانے کی میلاد کے کان مین پہونچی بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کون اُستاد فن گا رہا ہی کمند مار کے دیوار پر آیا وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے دیکھا کہ نورالدہر مقام صدر پر بیٹھے ہین خطا مثل چاکران کمتر بن صراحیان شراب کی رکھے رہا ہی ایک عیار طرار گا رہا ہی ملکہ سرنگون بیٹھی ہین

نور الدہر نے اخطا کو ہاتھ پکڑ کے بٹھایا کہ ای برادر تجھسے لحاظ نہ کرو مگر اب کل
صبح کو دربار مین شیاطین کے تمکو لے چلین گے اُس سے سوال اسلام کرین گے اگر یہ
اُسنے مانا تو فبہا ورنہ جنگ ہو گی ہو سکتا ہی کہ تمکو لیکر نکل چلین مگر جرأت کے خلاف ہو اپنے
مقام پر کہیگا کہ آئے تھے مجھسے مقابلہ نہ کیا ہمچشمون کو پہلو ملیگا طعن و تشنیع کرین گے
ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار شیاطین کو آپ کیا سمجھے ہین ایسا نہ ہو دشمنو نپر
کوئی افتاد پڑے تو کنیز کدھر کی ہوگی وہ بلاے روزگار ہی مین نقب دے کے انکو
نکال لائی میلاد کو حکم ملا ہی وہ تلاش کرتا پھرتا ہی شکر ہی اس طرف نہین آیا خدا
محفوظ رکھے یہ سب باتین میلاد نے سُنین جی مین کہتا ہی کہ یہ مار آستین گرگ بغل کہانسے
پیدا ہوے دیوار سے اُترا بھاگا ہوا دربار مین شیاطین کے آیا کہا کہ ای شہریار آپکی
صاحبزادی اخطا کو چُرا لے گئین مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ نور الدہر بھی یہین
آ گئے اُنکا ارادہ آپ کے دربار مین آنے کا ہی اسقدر اپنے زور پر اُسکو ناز ہی آقا
اور ملازم آنے کا ارادہ رکھتے ہین صاحبزادی آپ کی منع کر رہی ہین شیاطین نے
حکم دیا کہ لشکر تیار ہو صبح ہوتے ہوتے دو لاکھ فوج تیار ہو کر آئی گینڈے پر سوار ہوا
حکم دیا کہ چل کر باغ کو گھیر لو یہان نور الدہر بیٹھے ہین صبح کو براے خمار شکنی
دو چار جام پیے ہین بھیرو ین اُڑ رہی ہی کہ چند کنیزین گھبرائی ہوئی آئین عرض کی
کہ ای شہریار غضب ہوا شیاطین فوج کو لیکر آ گیا باغ سارا گھیرے ہین یقین ہی
بلوہ کرین نور الدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے اخطا بھی مسلح ہوا شبرنگ نے بھی بانے
عیاری کے لگائے شیاطین نے گینڈا بڑھایا ہی کہ باغ پر جا پڑون کہ دروازہ باغ
کا کُھلا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری آگے آگے
پشت پر اخطا عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے للکارتے ہوے کہ او شیاطین آگے نہ بڑھنا
ورنہ بہت پچتائیگا ہمارے سردار کا باغ مین ناموس ہی مگر اخطا منتین کر رہا ہی کہ براے
مقابلہ غلام کو جانے دیجیے نور الدہر نے جھڑک دیا اخطا پیچھے ہٹا نور الدہر نے
جو مرکب بڑھایا شیاطین نے کُل فوج کو اشارہ کیا ملکہ مایوس ہو کر دروازے سے

دیکھ رہی ہو دعائین مانگ رہی ہو کہ ای کریم و رحیم دو شخص دو لاکھ پر گئے ہین ان کو بچانا صورت فتح دکھانا تیری رحیمی کی کیا تعریف کرون نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت +	گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بہ سجدہ سر نہادہ	گہے معبود محراب عبادت
گہے مفلس گدا و زار و محتاج	گہے سلطان تاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش	گہے پابند زندان مصیبت +
گہے عارف بہ عرفان الٰہی +	گہے قاضی بہ احکام شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون	گہے خرسند در بزم مسرت
گہے در بستہ بر خلق از چپ و راست	گہے بکشادہ ابواب سعادت
گہے در حالت غم سینہ صد چاک	گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم جلوت جلوہ دادہ	گہے رو پوش اندر کنج خلوت +
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید +

ملکہ بلک رہی ہین نور الدہر جو فوج پر گرے داہنے پر اخطلا اڑتا ہوا آتا ہی پشت سے شمشیر زنگ حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی فوج مین تہلکہ پڑا ہی مگر نور الدہر اڑتے بڑھتے سامنے شیاطین کے پہونچے للکارا کہ او نامرد فوج کے بھروسے پر آیا ہی سامنے آ کے مقابلہ کر تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین یہ سنکر شیاطین نے گینڈا بڑھایا فوج والون کو منع کیا کہ مقابلۂ نور الدہر مین نہ جاؤ مین ابھی انسے سمجھے لیتا ہون ہاتھی کو مار کے بڑا نڈر ہوا ہی کہ ہمارے بیشے مین چلے آئے اگر دارا و سکندر بھی مجھپر لشکر کشی کرتے تو عاجز ہوتے یہ کہکر قریب آیا نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ گا نٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شیاطین کے نکل گیا شیاطین نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شیاطین نے سپر فولادی کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ طلسمی دست زبردست نور الدہر تیغہ جو تڑپکر گرا

سپر کے دو ٹکڑے ہوے شیاطین نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا پھر فوج کو اشارہ کیا
مگر نور الدہر نعاقب کر کے شیاطین کا چلے شیاطین قریب لشکر پہونچا تھا نور الدہر
نے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہی شیاطین نے پلٹ کر چاہا کہ گھوڑے کو پی کرون
نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے شیاطین نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
بڑھ کے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شیاطین لپٹ پڑا نور الدہر نے گردن پر ہاتھ
رکھ کر ایک مارا کہ سر زمین سے ملا دیا تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ شیاطین چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اخطا گرد نور الدہر پھر رہا ہی جیسے شمع کے گرد
پروانہ پھرتا ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا اُسکو مار کر گرا دیا نور الدہر نے کہا
کہ ای شیاطین شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی شیاطین نے کہا کہ ہرگز مسلمان
نہ ہونگا نور الدہر نے شیاطین کو قتل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا شیاطین کو مار کر
فوج پر چلے تھے کہ افسرون نے چادرین ہلائین پکار کر کہا کہ ای شہریار الامان نور الدہر
نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے نور الدہر اخطا کو لے کر
پلٹے قصد کیا کہ اخطا کا ساتھ نرگس شمشاد قد کے عقد کرین اخطا نے انکار کیا کہ جب
آپ طلسم فتح کر کے پلٹین گے تب غلام منعقد ہوگا آپ نے بھی معشوقون سے یہی وعدہ کیا
ہی غلام بھی اسی کا امیدوار ہی کہ جب پروردگار آپ کو فتح و نصرت نصیب کرے تب
غلام منعقد ہو نور الدہر نے ایک افسر کو جسکا سہراب جنگ آزما نام ہی اس بیشے کا
حاکم کیا اور کل فوج کو ساتھ لیکر قصر جواہر نگار پر آئے منظور ہی کہ لوح کی فکر کرین سب
سرداروں کو جمع کیا اُن سے صلاح کی کہ بار و تلاش لوح واجب و لازم ہی خبر سن چکا ہون
کہ مرحلہ جات اس طلسم کے بہت سخت و صعب ہین کوئی مقام ہی کہ اُس کو ہفت درہ
کہتے ہین ایک ساحر وہان کا بلاے روزگار ہی پہلے اُسی مقام پر جانا چاہیے نجم
نے زائچہ کھینچا بڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہریار ہفت درے کی وجہ سے
راستہ بند ہی جب تک ہفت درہ فتح نہ ہوگا تب تک راستہ لوح کا نہ کھلے گا نور الدہر
نے فرمایا پھر تو جانا مجھپر واجب و لازم ہی نجم نے عرض کی کہ بڑی تکلیف طالع مین سرکار کے ہی

خدا انجام بخیر کرے کہ حضور کو مقام لوح تک پہونچائے اور لوح دلوائے تاکہ غلامون کو
تسکین ہو وہان بڑے بڑے ساحران غدار ہین ایک ایک روکیگا ایسے ایسے فتور کرینگے
کہ ہر دربند پر گمان ہوگا کہ غلامان سرکاری قتل ہو جائین گے لیکن بعد مشقت بسیار انجام
بخیر ہی حضور غالب آئین گے اور بقراط ثانی کی قضا حضور کے ہاتھ سے ہی ضرور وہ
آپ کے ہاتھ سے مارا جائیگا حقیقت مین حضور سے وہ کار نمایان سرزد ہونگے کہ جو کسی
فرزند صاحبقران کے ہاتھ سے نہوے ہونگے نورالدہر نے یہ سب حال سنکر چاہا کہ
کوچ کرین لشکر تیار ہوا چاہا کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
گینڈے پر سوار نہایت بلند بالا تیغہ کھینچے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان سب
نیزے ہلاتے پہونچے وہین سے نعرہ کیا کہ منم قہتان بلندہ رکاب جلد بتاؤ کہ شیاطین
کو کسنے مارا ورنہ سارے لشکر کو پامال کرونگا کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ کہہ کے
گینڈا اڑا کر آپڑا لشکر نورالدہر مین تین لاکھ جوانان تیغزن و ساحران پرفن ہین
سب تیار ہوے لیکن ان سب کو اُن بارہ چودہ ہزار جوانون نے گھیر لیا نورالدہر گھوڑے
پر سوار ہو کر نعرہ کر کے جا پڑے کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا نعرہ کہ
نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر +
تیغۂ طلسمی جو نیام سے نکلا برق چمک گئی صدہا سر گرنے لگے بقول شاعر شعر نگر تیغ او
آیۂ سجدہ بود + کہ آمد سر سرکشان در سجود + افسر کو للکارا کہ او نامردان غریبون کو کیون
قتل کرتا ہے شیاطین کا مین قاتل ہون مجھسے بدلا لے یہ سُن کر قہتان پلٹا آواز دی کہ
تو نے اُس بیٹے کو مٹایا کہ جسکی آبادی کا مثل نہ تھا وہ ویران ہوا کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگا
یہ کہکے قریب آیا نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ چھین لیا تب اُسنے تلوار کا وار کیا نورالدہر
نے بادم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے چاہا کہ لپٹ پڑون نورالدہر نے ایک گھونسہ
مارا کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا اُسنے اُتر کر گھوڑے کی باگ پکڑی نورالدہر نے دوسرا گھونسہ
مارا اُسنے سر اپنا بچایا گھونسہ شانے پر پڑا شانہ اُسکا سوجھ گیا کانپنے لگا مگر لپٹا جاتا ہے جھلاکے
نورالدہر گھوڑے سے کود پڑے گردن پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ سر اُسکا زمین سے مل گیا

اُسنے بڑی کوشش کی چاہتا تھا کہ کسی طرح زیر کرون مگر نورالدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا زور کر کے اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای قہتان منہم قاتل شیاطین دیکھا کیسا بدلا ہوا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کر اُس معبود کو سجدہ کر کہ جسنے مجکو تجہپر غالب کیا ایک کلمۂ کُن سے شجر و حجر پیدا کیے رسولان با سلطنت بھیجے اُنھون نے ہدایت کی اپنی اپنی امت کی جفائین اُٹھائین آخر دار دنیا کو چھوڑا لیقراط ایک مرد مکار و غدار ہی سحر کے زور سے سب کام لیتا ہی لوگون کو مکر سے بہکائے ہوے ہی اس طرح نورالدہر نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے قہتان کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والے بھی دائرۂ اسلام مین آگئے نورالدہر کو بڑی خوشی ہوئی سامان جشن کیا محفل عیش ترتیب ہوئی شبرنگ سے اشارہ کیا شبرنگ نے محفل مین بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

لب شیرین تک اُنکے آئی بات + ‏ ‏ بنگئی قند کی مٹھائی بات

دہن یار مین نہ آئی بات ‏ ‏ شاعرون نے بہت بنائی بات

دامن اُس گُل کا چھوڑ دیگی صبا ‏ ‏ یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات

قصہ کوتہ دہان یار کا تھا + ‏ ‏ جھوٹون نے مری بڑھائی بات

کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا + ‏ ‏ اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات

دہن تنگ یار مین کیا کیا ‏ ‏ تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات

درد دل کہنے مین ہی کیا پس و پیش ‏ ‏ لبی جاتی ہی مُنھ تک آئی بات +

چشم پوشی ہی قہر اُن آنکھون کو ‏ ‏ سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات

کہ گئے تم کنائے مین کیا کیا ‏ ‏ نہ کسی نے تمھاری پائی بات

تم جو گویا ہوے تو پھول جھڑے ‏ ‏ غنچے کے مُنھ مین رنگ لائی بات

یہ صدا آتی ہی خموشی سے + ‏ ‏ مُنھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیرین کلام کو سُن کر + ‏ ‏ پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نورالدہر نے حکم دیا سب سردار مسلح ہو کر

آنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو چار لاکھ فوج دریاے قہار کی موج مع ساحر دیگر ساحر تیار ہوئی
حکیم صاحب سے نور الدہر رخصت ہوے قصر جواہر نگار سے کوچ کیا منزل بہ منزل چلے گر
سابق مین ذکر کرچکا ہون کہ طاؤس زرین بال جادو نے آکر شبرنگ کو گرفتار کیا تھا
ملکہ ہماے مرصع پوش نے طاؤس کو دیوانہ کرکے مربع حصار کی طرف روانہ کیا
کہ مربع نشین جادو کو بلا کر لا طاؤس زرین بال اُڑتا ہوا چلا قصر مربع حصار
مین پہونچا جسکو راہ مین پایا اُسکو قتل کیا دربارگاہ مربع نشین پر پہونچا درگہ سالار
نے روکا طاؤس زرین بال جوش و خروش مین کب مانتا ہی قرق زنجیر توڑ ڈالی جب
اندر چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ
سر درگہ سالار کا اُڑ گیا اور ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین چلا مربع نشین تخت پر بیٹھی تھی کہ دفعتہ
دیکھا سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کے کہا کہ صاحبو یہ کسنے دست درازی کی کہ
یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا طاؤس زرین بال سامنے آیا مربع نشین کو جھک کر
سلام کیا کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کو ملکہ ہماے مرصع پوش نے بلایا ہی کچھ کار ضروری ہی
جلد چلیے مربع نشین ہنسی کہا کہ لشکر طلسم کشا مین بڑے بڑے لوگ جمع ہین میرا کیا کام ہی تم
جاؤ ہمین فرصت نہین ہی طاؤس نے کہا کہ آپ کو چلنا پڑیگا ملکہ نے کہدیا ہی جس طرح
سے بن پڑے مربع نشین کو لانا مربع نشین نے کہا کہ ہماے مربع پوش کون ہی
کہ جسکا حکم مانین طاؤس نے کہا کہ عاشق جمال بے مثال طلسم کشا گلچین گلشن جمال شمع حسن کا
پروانہ مین اُٹھاتا بعد ازین مربع نشین نے کہا کہ ہم نہ جائینگے اور تمھاری قضا
دامنگیر ہی طاؤس جھومتا ہوا بڑھا چاہا مربع نشین کا ہاتھ تھام لون گرفتار کرکے لیجاؤن
مربع نشین سے اشارہ کیا طاؤس گرا مربع نشین نے کہا کہ اے طاؤس بس اسی وقت
پر یہ ارادہ ہی طاؤس بمشکل اُٹھا مربع نشین نے پھر کہا کہ اے طاؤس چلے جاؤ ورنہ
خرابی ہوگی طاؤس نے نہ مانا چاہا بڑھکر پھر ہاتھ تھام لون مربع نشین ہنسی گوہر دندان
جو کھلے برق چمکی چمک کر گری کہ طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے مربع نشین نے بڑا افسوس کیا
کہا کہ صاحبو اِسنے مفت مین اپنی جان دی مین نے بہت سمجھایا مگر اِسنے نہ مانا آخر مارا گیا

ہاے کیا کرون یہ دوبارہ شعبدہ ہوا جبکبھی مین ٹال گئی تھی اب جو اسنے خیال کیا تو دلمین
دھڑکن زیادہ پائی کہا کہ ایسی ایسی جادوگرنیان طلسم کشا پر عاشق ہوئین قدرت کی دشمن
بنین نہین معلوم کیا سوچین اپنے دلکو بڑا اشتیاق ہوا کہ ایک نظر طلسم کشا کو دیکھون یہ خیال
کر رہی تھی دل سے باتین کر رہی تھی کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
لشکر طلسم کشا طرف ہفت درے کے جاتا ہے تین منزلین طے کر چکے ہین کل چوتھی منزل ہے
مربع نشین نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحبو کیا مجال ہے کہ ہفت درے پر پہونچین جبتک
مین نہ حکم دون تب تک کیا مجال ہے کہ گذر سکین فوج کو حکم دیا سب تیار رہین پوجا پاٹ
بھی کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت آزردہ ہون دونون وقت دیرے کے دروازے کھُلے رہین پوجا
کرنے والون کو انعام و اکرام ملین شہر مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ کوئی غافل نہ رہے
یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی راہ کو طے و پے کرکے کوہ مقناطیس پر آکر ٹھہری کہ پہاڑ
نہایت بلند و مرتفع ہے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر صحرا کو دیکھنے لگی عجب تماشا دکھائی دیا کہ
گلہاے خودروسے جنگل نمونۂ گلشن ہے طائر درختون پر چہچہہ زن صحرا نخلہاے خودرو سے رشک
چمن ہے کہ یکایک نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی قضاے کار حاکم و ناظم دربند اول
کی سنبل گیسو دراز ہے اسکو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر طلسم کشا نے ادھر کا رخ کیا ہے
یعنے دربند اول کی طرف آتے ہین سنبل ہنسی کہا کہ یہ سودا دماغ مین طلسم کشا کے سما گیا کہ
ہفت دربند کا قصد کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ اس طرف کوئی نگاہ اُٹھا کے نہین دیکھ سکتا
اگر قصد کرون تو ایک آن مین تباہ کر دون مصاحب و رفیق سب جمع ہین دیکھکر آواز دی
کہ صاحبو تمنے سُنا کہ طلسم کشا نے اس طرف کا رُخ کیا ہے جفا تو واسطے مربع نشین کے ہے
جب مربع حصار قبضے مین آئے تب دربند اول کا راستہ کھُلے تب ہم تک آوین ایک
نامہ واسطے مربع نشین کے لکھو میر منشی حاضر ہوا سنبل گیسو دراز نامہ لکھوانے لگی کہ
اے مربع نشین تم غافل بیٹھی ہو طلسم کشا کا لشکر آتا ہے مناسب یہ ہے کہ جا کر روکو اور جو
مدد کی تمکو ضرورت ہو تو مین روانہ کرون یہ نامہ لکھکر ایک ساحرہ کو دیا کہا کہ مربع حصار
مین لے جا مربع نشین کو نامہ دینا جادوگرنی نامہ لیکر چلی اُس وقت ساحرہ آکر پہونچی ہے کہ

مربع نشین واسطے دیکھنے لشکر نور الدہر کے جاچکی ہی اور کوہ مقناطیس پر بیٹھی ہی
ساحرہ نے آکر نامہ وزیرون کو دیا اور کہا کہ ملکہ مربع نشین کو یہ نامہ دے دینا وزیرون
نے نامہ لیا کہا کہ ملکۂ عالم کام کو گئی ہین ساحرہ نامہ دیکر پلٹی خدمت مین سنبل گیسو درانہ
کے آئی تمام کیفیت عرض کی کہ ملکہ نہ تھین مین نامہ وزیرون کو دے آئی یہ مضمون سُن کے
سنبل نے کہا کہ یہ واقعہ بڑا اخلاف پڑا کہ ملکہ مربع نشین سے ملاقات نہ ہوئی اور نامہ
پہونچ گیا اوسان جادو کہ مصاحبون مین سنبل کے ہی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ مین نے
مفصل خبر پائی ہی کہ لشکر طلسم کشا کوہ مقناطیس پر اُتریگا مین ابھی جاتی ہون جا کے کل
لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون گرفتاری طلسم کشا مین آپ کو تکلیف کرنا پڑیگی لشکر کا تباہ کرنا
کتنی بڑی بات ہی سنبل نے کہا کہ ای اوسان لشکر طلسم کشا مین بڑے بڑے ساحر ہین وہ
ضرور روکین گے سحر کو برطرف کرین گے اوسان نے کہا کہ مین بہت جھٹ پٹ فیصلہ کرونگی
مین اُن ساحرون کے روکنے کی نوبت نہ آنے دونگی صرف طلسم کشا رہجائیگا کسی تدبیر سے
گرفتار کر بھیجے گا سنبل کو اوسان بخوبی سمجھا کر طاؤس پر سوار ہوئی خبر تو پا ہی چکی ہی
کوہ مقناطیس کی طرف چلی یہان وہ وقت ہی کہ نوبت نقارہ کی آواز مربع نشین نے سُنی
آمد لشکر نور الدہر شروع ہوئی چند شتر سوار آگے آگے اُسکے بعد چالیس پچاس ہزار
مرکب تازی وکچھی وعراقی موتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین وہ سامنے سے گذر گئے اُسکے
بعد دیکھا کہ مرکب باد رفتار طلسمی پر نور الدہر سوار سپر وشمشیر حمائل سرداران نامی اور
پہلوانان گرامی پشت پر بشوکت تمام چار لاکھ کا لشکر ساحر وغیرہ ساحر ہمراہ ساحران
نامی مثل نجم وغیرہ یہ دور دور ہین ان ساحران نامی سے کوئی قریب نور الدہر کے نہین
ہی بس مربع نشین کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئی یکایک پکار اُٹھی کہ ای میان جانیوالے
ذرا ایک بات ہماری سُن لو ٹھہر جاؤ نظم

پس از فنا بھی کسی طور سے قرار نہین +	ملی بہشت تو کہتا ہون کوے یار نہین
ہوا ہون قاصدِ جانان کے آنے سے مایوس	وہ آیا پیکِ اجل اُس کا انتظار نہین
قدم رکھا کہین اور جا پڑا کہین کا کہین	ہین تو بادہ کشو خاک اختیار نہین

نہین حساب ہی جسطرح اُسکی رحمت کا + یونہین ہمارے گناہونکا بھی شمار نہین
بہار ہی بامہ دری مین ہی گل کی بھی تقلید + یہ وہ جنون ہی کہ وابستہ بہار نہین
شب فراق ہی اور آندھیان مین آہونکی + چراغ گو مرے ظلمت کدے مین بار نہین
زمین پیار سے مجکو سگلے لگاتی ہی + عذاب ہی یہ دلا گور مین فشار نہین
ہر ایک گل ہی چمن مین شبیہ عارض یار + ہمارے جسم کی تصویر ہی یہ خار نہین
مین ہون حباب جو دریا ہی حُسن ای قاتل + یہ موج آب ہی شمشیر آبدار نہین
چلا ہی گلیون سے میدان کو غبار اپنا + کہ شہسوار ہوا ہی وہ نی سوار نہین
برائے عاشق کامل ہی جلوۂ معشوق + کہان وہ شعلہ کہ اب طور پر شرار نہین
خلش کسی کو نہین ای جنون کہنے کو بھی + ببول بھی مرے صحرا مین خار دار نہین
تمام رنج ہین تا حشر ساتھ ای ناسخ + بجز حیات کوئی چیز مستعار نہین +

نورالدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے اشعار مذکور پڑھ رہی ہی نورالدہر نے گھوڑا ٹھہرالیا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے جانبین سے سنانین دلون کے پار ہو رہی ہین مگر نورالدہر حیران ہین کہ یہ نازنین کون ہی نورالدہر جو ٹھہرے لشکر والے آکر جمع ہونے لگے کوئی آکے سلام کرتا ہی کوئی پوچھتا ہی کہ ای شہریار اسی مقام پر لشکر اُترے گا نورالدہر جواب دیتے ہین کہ صحرائے سبزہ زار ہی چشمے بھی بے حساب ہین لشکر کو آرام ملیگا لشکر جابجا ٹھہرا دس ہزار کسی مقام پر ٹھہرے پیدل جمے ہوے کھڑے ہین ایک طرف رسالے آکر جمے دوکاندار دوکانون کی تدبیرین کرنے لگے سب کو معلوم ہو گیا کہ آج اسی پہاڑ کے دامن مین قیام ہوگا ایک کو ایک مژدہ دیتا ہی کہ آج کے دن لشکر کے اُترنے کو مقام معقول ملا آج بڑی راحت ملیگی درخت سایہ دار بہت ہین ایک نخل کلان تھا اُسکے سائے مین آکر دس ہزار جوان ٹھہرے گھوڑون سے اُتر پڑے ہین قصد ہی کہ اپنا اپنا بستر لگائین کہ اوسان آسمان پر آکر چمکی اُسنے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ لشکر طلسم کشا نو منزلون کے پھیر مین ہی مگر یہ لوگ جو نخل کے سائے مین کھڑے ہین پہلے اِنسے شروع کرون یہ سوچ کر

پتون مین درختون کے بھی سحر کیا کہ آگ برسنے لگی کئی سو آدمی جل گئے صدائے فریاد اور الغیاث بلند ہوئی افسر روتے ہوے قریب نورالدہر آئے عرض کی کہ ای شہریار نخل سے آگ برس رہی ہو کئی سو جوان جل گئے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ نخل سے آگ گر رہی ہو گھوڑے کو پھیرا کہ جا کے دیکھون یہ آگ کیسی ہو اوسان سحر کو اور زیادہ زور دے رہی ہو مگر مربع نشین بیقرار ہو گئی کہ یہ جوان سامنے سے کیون ہٹ گیا دیکھیے کب ملاقات ہو یہ تو آنکھین سینک رہی تھی سر اُٹھا کے دیکھا کہ نخل سے آگ برس رہی ہو ملازمان نورالدہر جل رہے ہین سمجھی کہ اُسی انتظام کو جاتے ہین جی مین کہتی ہو کہ یہ کون وقت پر آیا کسنے سحر کیا کیونکر دریافت کرون مگر آگ برسنے کو تو روک دون یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی نگاہ قہر درخت پر ڈالی یا تو آگ برس رہی تھی یا شاخون سے فوارے چھوٹنے لگے شعلۂ آتش بجھے اوسان نے پھر اپنا نخل پر دے مارا اور آواز دی کہ ای آتش سب کو جلا دے وہ فوارے موقوف ہوے پھر آگ برسنے لگی لشکر مین یار باہ و یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہوئی کہ ای کارساز بچا لے نظم

ایکہ از بے صورتی در صورت انسان شدی	جلوہ گر از لامکان در عالم امکان شدی
رونما از انوار ذات خود بجسم و جان شدی	ظاہر اندر صورت معنی تو ای جانان شدی
گاہ محکوم و مطیع و بندۂ فرمان شدی	گاہ والیِ سریر و حاکم و سلطان شدی
گاہ گل گشتی گہے بلبل بہ صحنِ بوستان	گہ لبِ خندان شدی گہ دیدۂ گریان شدی
رہنما در راہرو گشتی تو اندر ہر طریق	دین شدی مذہب شدی ملت شدی ایمان شدی
سینۂ ہر تیرہ دل گشتی تو از گرد و غبار	دوستی و ارتباط و الفت و احسان شدی
از ظہور خیر و شر کردی تو در عالم ظہور	گاہ درد و رنج گشتی و گہے درمان شدی
شکر کن ہندی کہ در دنیا بہ فضل ایزدی	پیر در راہ ہدایت واقفِ عرفان شدی

غلغلہ جو ہوا اور آگ نے درخت سے ترقی کی فریاد و الغیاث کی صدا سُنکر مربع نشین جھلائی جھولی سے گولہ نکالا آواز دی کہ ہان پانی برسے سحر کرنے والا ظاہر ہو جائے گولہ جو جا کر پھٹا دھوئین سے مینہ برسنے لگا ایک ٹکڑا قریب درخت کے پہونچا تھے درخت کے گرے

مربع نشین نے دیکھا کہ ایک ساحرہ شاخ نخل پر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے اوسان نے
بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک ساحرہ حسین وجمیل سحر کر رہی ہے اور سحر کو ہمارے دفع کرتی
ہے اوسان نے کارد سحر کھینچ ماری وہ کارد جو مربع نشین کی طرف چلی مربع نشین نے
جو دیکھا کہ کارد سحر آتی ہے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر لے کر اُس کارد کو چٹایا کارد خون
مین ڈوب کر زمین پر گری اب تو اوسان یہ کہہ کر اُٹھی کہ اپنے سحر پر ناز کرتی ہے مین نے تجھ
ایسی صدہا جادوگرنیان تعلیم کر دین مربع نشین نے بھی للکارا کہ او بے حیا ہم سے
مقابلہ کریگی اب توکل لشکر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی درخت سے نکلی اور ایک پہاڑ
سے چلی مگر مربع نشین جمال نور الدہر دیکھتی جاتی ہے نگاہون سے اشارے ہین مراد اُن
اشارون سے یہ ہے کہ تمھارے واسطے اسکا سحر دفع کیا ورنہ سارا لشکر جل جاتا تم لباس
طلسمی پہنے ہو اکیلے رہجاتے تدبیر کر کے ساحر گرفتار کر لیتے نور الدہر بھی اشارون مین
سمجھ کر آفرین کرتے ہین اس عرصے مین نجم اختر شناس وغیرہ بھی آگئے دیکھا کہ دونون
جادوگرنیون مین سحر چلنے لگا مگر جو ساحرہ حسین وجمیل پہاڑ سے اُتری ہے برق جہندہ و
شعلۂ جوالہ ہے تڑپ تڑپ کر اوسان پر گرنے لگی اوسان اپنے کو بچاتی ہے سحر کرنا بھول
جاتی ہے ایک مقام پر اوسان نے ران پر اپنی خنجر مارا خون جامہ مین لیکر پھینکا وہ
خون مربع نشین پر گرا لڑکھڑائی قریب تھا کہ زمین پر گرے نجم نے کہا کہ غضب کا سحر کیا وہ
عاجز ہوئی گرا چاہتی ہے ارسطوے ثانی نے سحر کر کے مربع نشین کو روکا کئی پنجے سُنہری
پیدا ہوے اُن پنجون نے مربع نشین کو روکا نجم اختر شناس نے ایک گولہ اوسان
پر مار دیا ہمارے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا کڑک کر اوسان پر گری اوسان
کے دو ٹکڑے ہوے اوسان کے مرتے ہی مربع نشین سنبھلی نگاہ غور نور الدہر کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ بی ہما کیا کہنا تجکو تمھارے سحر نے مشتاق کیا طاؤس کو مارا
مشتاق ہو کر آئی تھی طلسم کشا کو دیکھ چلی ہمارے مرصع پوش نے چاہا کہ کچھ جواب دون
مربع نشین بلند ہو گئی مربع حصار کی طرف چلی قلعے مین آئی کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ
آئین مگر انتہا کی پریشان ہین پوچھا کہ واری کیون مزاج کیسا ہے مربع نشین نے ایک

آہ کی کہا کہ گئی تھی ایک سودا خرید لائی ہون نظم

مین اگر روؤن تو ہو سر سبز دانہ خال کا — ابر تر اک خشک کونا ہے مرے رومال کا
بعد مردن خاک اُسکی بنتی ہے ریگ روان — ای پری رو جو کہ ہے وارفتہ تیری چال کا
کیا قناعت عشق کی دولت سے ہوتی ہے حصول — لاکھ عاشق کو ہے کافی ایک دانہ خال کا
سیم و زر کے دیکھنے سے خوش نہ کیون انسان ہو — توتیائے چشم ہوتا ہے دھوان ٹکسال کا
روئے جانان پہ یہ رہتا ہے نگاہون کا ہجوم — سبزۂ خط مین ہے عالم سبزۂ پامال کا
بار دنیا ہے فقیرون کو امیرون سے سوا — بوجھ کم ہوتا ہے کمل سے نہایت شال کا
سبزۂ خط ہردم اُسمین سے جو آتا ہے نظر — دو دقلیان مین ہے عالم موتیونکے جال کا
آپ کو مردہ سمجھتا ہون فراقِ یار مین — دیدۂ گریان پہ ہوتا ہے یقین غسّال کا
لوگ سمجھے ہین غبار خط جسے وہ ہے دھوان — آتشِ رخسار سے جلتا ہے دانہ خال کا
ناتوان ایسا ہوا ہون دام زلف یار مین — مرغ دل سے اُٹھ نہین سکتا ہے دانہ خال کا
وصل کی شب ہوچکی اے رشک بجتا ہے گجر — ہمنشین گھڑیال اب ہو پانی کے گھڑیال کا
جسپہ تو مرتا ہے برسون سے وہ ہردم اور ہے — دمبدم تاریخ تجدد ہے یہان امثال کا

کنیزون نے کہا کہ لونڈیان اس مطلب کو نہین سمجھین حضور کنیزون کو سمجھائین مربع نشین نے کہا کر کیا سمجھاؤن یہ کہکر ایک کمرے مین جا بیٹھی دروازہ بند کر لیا مگر نورالدہر جو پلٹے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین آئے سردارون نے پوچھا کہ حضور کو بہت ملول وحزین پاتے ہین نورالدہر نے کہا کہ میرا حال نہ پوچھو یاروں لوح کا تردد ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ قلعۂ مربع حصار سے جانا ہوگا کیون یارو یہ بھی کچھ معلوم ہے کہ بعد قلعۂ مربع حصار کونسا مقام ملیگا کیون ای ہمارے مرصع پوش تمکو کچھ معلوم ہوا یہ ساحرہ کون تھی جو پہاڑ سے اُتری تھی اور جسکو تمنے مارا تھا یہ کون تھی ظاہرا تو یہ ہے کہ یہ جو قتل ہوئی یہ ہمارے لشکر کو تباہ کرنے آئی تھی اگر وہ نہ بچاتی تو لشکر تباہ ہو جاتا تم لوگ تو بعد عرصے کے آئے ہو ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ جسے مین نے قتل کیا یہ تو دربند سنبل کی رہنے والی تھی برائے تباہی لشکر آئی تھی لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ سنبل کو

خبر پہونچ گئی وہین سے یہ ساحرہ آئی تھی پہلے گذر حضور کا قلعۂ مربع حصار پر ہوگا بعد
مربع حصار سنبل گیسو دراز سے مقابلہ ہی نور الدہر نے آہ کرکے جواب دیا کہ یارو
کیا پوچھتے ہو ایک جفاے تازہ خریدی ہی اصل کیفیت اپنی یہ ہی نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
سرو کو صدقہ مین آزاد کیا کرتے ہین
گھر جو بے یار ہی ویران تو تصور مین مدام
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
رشک سے نام نہین لیتے کہ سُن لے نہ کوئی
دل ہی دلمین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے
نکہتِ گُل کو جو برباد کیا کرتے ہین
ہوتی ہی آفت جان قہر خدا سے نازل
یہ صنم ہم پہ جو بیداد کیا کرتے ہین
تو وہ صیاد ہی جو وار کے تجھپر لاکھون
طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
تیرا دیوان ہی کیا سامنے اُن کے نلسخ
جو کہ قرآن پر ایراد کیا کرتے ہین

ہمانے نجم سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادہ کسی پر عاشق ہی عشق چہرے سے
ہویدا و ظاہر ہی نجم نے کہا کہ ای ملکہ ہماے مرصع پوش تم شاہزادے سے پوچھو شاید وہ
کہدین ہماے مرصع پوش نے کہا کہ مین نہ پوچھونگی ایسا نہو کہ شاہزادے کے خلاف ہو
آپس مین سب سردارون نے صلاح کی کہ سب مل کر پوچھو آخر حکیم ارسطوے ثانی نے
شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا نور الدہر نے آنکھوںمین آنسو بھر کر فرمایا یہ کیفیت ہی نظم

میخانہ ہجر یار مین مجکو جحیم ہی +
ساقی مئے دو آتشہ مائے حمیم ہی +
ہی اُس جہان مین بھی زر و سیم کا رواج
گر آفتاب زر ہی تو مہتاب سیم ہی +
کیا دوڑتا ہی بے خطر افعی زلف پر
گویا ہمارا ہاتھ عصاے کلیم ہی +
سیر چمن کو تو نہین جاتا نو رنگ گُل +
اُڑکر غبار گیسوِ موجِ نسیم ہی
غیرون کو تو نے تیرِ نگہ کا ہدف کیا
سوفار کی طرح سے مرا دل دو نیم ہی
مجھ تیرہ بخت کی جو اُڑی خاک بعد مرگ
سب جانتے ہین دوش ہوا پہ گلیم ہی
کیونکر نہ ہمکو دغدغہ ہو وصل و ہجر کا
ایمان جسکو کہتے ہین امید و بیم ہی +

یہ جو اشعار نورالدہر نے پڑھے سب سرداردن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا حضور کو صبر عطا فرمائے ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی پر کچھ زوال آجائے آخر
وہ شب شاہزادے نے تڑپ تڑپ کر کاٹی صبح کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہو کر سامنے
آیا نورالدہر سوار ہوے لشکر کو لے کر چلے دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک پہاڑ نہایت
بلند و مرتفع دکھائی دیا درے سب سدود ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
بڑے بڑے درخت بالاے کوہ لگے ہین مگر پہاڑ سد راہ ہی میر لشکر نے نورالدہر سے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار یہ پہاڑ سد راہ ہی جو اصل مین اس کوہ کا معاملہ ہی وہ
یہ ہی کہ پرسون ہم لوگ جو براے سیر آئے تھے تو یہ پہاڑ نہ تھا کل شب سے پہاڑ قایم ہوا
کسی نے راستہ بند کیا ہی نجم اختر شناس بڑھے کہا دیکھیے اگر یہ کوہ کسی نے بنایا ہی تو مین
راستہ پیدا کرتا ہون یہ کہ کر بڑھے اور گولہ مارا گولہ جو پتھر پر پڑا پتھر ٹوٹا گولہ پھٹا تمام پہاڑ
سیاہ ہو گیا آواز آئی کہ او بے ادب اپنی جان بچا ایسا نہ ہو کہ تیرے واسطے خرابی ہو
یہ سنکر نجم نے بڑھ کر دوسرا گولہ مارا ابکے مرتبہ جو گولہ پڑا کوہ کو جنبش ہوئی اور ایک درہ
پیدا ہوا اندر سے درے کے ایک اژدہا کلان منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا سامنے
نجم کے آیا آکر قلابۂ آتشین منھ سے چھوڑے کہ صحرا کے نخل جلنے لگے دم کھینچا نجم گرے اژدر
نے منھ مین لیا ہر چند نجم تڑپا پھڑکا مگر اژدر نے نہ چھوڑا نجم کو لیکر درۂ کوہ مین جا کے
غائب ہوا ارسطوے ثانی نے یہ معاملہ دیکھا آگے بڑھ کر کئی سحر کیے برقین گرائین اژدر
پر تاثیر نہ ہوئی نجم کو درے مین لے گیا ارسطوے ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سحر کسی
ساحر کامل کا ہی کہ سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سُن کر نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر
اُترے شب کو لشکر مین ہنگامہ ہی چار لاکھ جوان اُترے ہوے ہین ارسطوے ثانی نے
طلایہ دینا قبول کیا دوپہر رات گئے ٹہلتے ہوے سامنے کوہ کے آکر کھڑے ہوے دیکھا پہاڑ
پر روشنی ہوئی ایک جادوگر کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی سحر کرون ارسطوے ثانی نے
بڑھ کر آواز دی کہ او مکار مین نے تجکو دیکھا خبردار آگے نہ بڑھنا اُس ساحر نے گولہ پھینکا
کہ درۂ کوہ ظاہر ہوا اژدہا آگ چھوڑتا ہوا نکلا ارسطوے ثانی نے اُس اژدہے پر

برق گرائی اژدر کے دو ٹکڑے نہ ہوے برق گرکر اُڑ گئی ارسطو نے پھر اگر کار دیگر پھینکی
ہماے مرصع پوش اپنے خیمے مین بیٹھی تھی کہ دھماکے کی آواز اُسکے کانمین پہونچی گھبراکر نکل آئی
دیکھا کہ ارسطوے ثانی اژدہے پر سحر کر رہے ہین اور اژدہا بیٹھا تھا جو فریب اژدر نے دم کھینچا
ارسطوے ثانی گرے اژدر نے دہن مین لیا ہماے مرصع پوش یہ دیکھ کر بہت حیران
و پریشان ہوئی تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر اژدہے پر گری اژدر نے پلٹ کر ہما کو بھی لیا یہ
دونون دہن مین اُسکے دبے ہوے ہین اژدر نے قصد کیا ہے کہ اپنے کو درے مین پہونچا دُن
غائب ہو جاؤن ادھر نورالدہر بن بدیع الزمان دربار برخاست کرکے اُٹھے مین چاہتے ہین
کہ خوابگاہ مین جاؤن کہ کنیزان ہماے مرصع پوش روتی ہوئی آئین چند طائران ارسطو
بھی ہمراہ تھے عرض کی کہ ای شہریار ارسطو و ہما کو اژدہا لیے جاتا ہے نورالدہر تیغۂ طلسمی
کھینچ کر نکلے لوحِ محفوظ کو بھی سینے پر ڈالا ساتھ آکر نعرہ کیا کہ او مکار آگے نہ بڑھنا یہ سب
سرداران نامی ہمارے ہین اگر موے جسم انکا میلا ہوا تو قیامت برپا کرونگا اژدر نے
جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا چند طائر پہاڑ سے
آئے نورالدہر سے آنکھین ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

اہلِ حرفہ ہین جو بت اُنکا خریدار نہ ہو + جوشِ سودا کہین ای دل سربازار نہ ہو
بس دلا اب کسی گیسو کا طلبگار نہ ہو + قیدِ ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہ ہو
ہو کے داخل جو نکلتا نہین پھر کوئی بشر + زاہدا خلد کہین کوچۂ دلدار نہ ہو
شورِ محشر ہو اگر نالۂ زنجیر کی جا + پاے خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہ ہو
چشم و ابرو کا ہون عاشق نہ پڑھون جا کے نماز + پاس مسجد کے اگر خانۂ خمار نہ ہو
تیری دیوار کا روزن جو نہین ہوتا بند + کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہ ہو
خود فروشی جو ہو منظور تجھے ای کافر + کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہ ہو
گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبرونمین + سطحِ خاک سے پیدا کبھی گلزار نہ ہو
نکلے نالون کی ہوس دلسے ہمارے کسی شکل + تیرے سوفار و نہین گر صورتِ منقار نہ ہو
ہی جو وصفِ لبِ شیرین مین مرے کلک کا حال + نیشکر بھی کبھی اسطرح شکربار نہ ہو

چھوڑ دے رسم عیادت بھی جو اُس گل کا مزاج	غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہ ہو
جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دراز	شبہ ہوتا ہی ترا سایۂ دیوار نہ ہو
ناتوان ہو کے جہان مین رہون ایسا نا سخ	کہ مرے پاؤن سے چونٹی کو بھی آزار نہ ہو

نور الدہر اس صدا کی طرف متوجہ ہوئے اتنے مین درجھپٹ کے اُسی درے مین گھس گیا درہ بند ہو گیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور کوئی بڑا کامل واکمل ساحر آیا ہی کہ اُسنے کسی کو بھی نہ مانا ارسطوے ثانی دہماے مرصع پوش وہم اختر شناس کو لے گیا حضور کو دیکھ کر ذراد با تھا اُسنے طائرون کو بلایا اُن طائرون نے اپنی جانب حضور کو متوجہ کیا آپ درہ کوہ مین جا کر غائب ہوا نور الدہر نے کہا کہ انشاء اللہ اسکی ترکیب کیجائیگی مگر طلایہ اب کون دیگا سرباز جادو نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ خدمت کنیز کے سپرد ہو نور الدہر نے سرباز کو طلائے پر مقرر کیا آپ جا کر آرام فرمایا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ اشفاق حکمت پسند کو خواب مین دیکھا کہ سامنے آئے عرض کی کہ ای نور نظران ساحرون کو یہ ساحر پہاڑ والا نہ مانیگا جسکو پائیگا اُسکو پکڑ لے جائیگا شیرنگ کو روانہ کیجیے انشاءاللہ مین بھی کل حاضر ہونگا خدمتگزاری مین مصروف ہونگا صبح کو نور الدہر نے یہ خواب سامنے سردارون کے بیان کیا سردارون نے عرض کی کہ حکیم صاحب حکیم طلسم باطن ہین اگر وہ آجائین گے تو مطلب حاصل ہوگا شیرنگ نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی اور ہنتا ہی تو سردارون کو رہا کر کے لاتا ہون کیا کسی مقام پر کوتاہی کرونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حکیم صاحب تشریف لاتے ہین نور الدہر براے استقبال اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ حکیم صاحب ہوادار پر سوار کئی سرجوانان سفید پوش پشت پر بخور ات روشن نور الدہر کو دیکھ کر ہوادار سے اُترے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہ ای فرزند مین ابھی جاتا ہون فکر کرتا ہون کیا مجال ہی کہ تمھارے سردارون کا موے جسم بھی کم ہونے پائے احقر کو بڑا اسکا خیال ہی کل قصر مین بیٹھا تھا آپکا جو خیال گیا تو یہ حال معلوم ہوا مین نے شب کو عمل خوانی کر کے آپ کو اطلاع دی صبح کے ہوتے ہی روانہ ہوا نور الدہر نے کہا کہ مین شیرنگ کو بھی روانہ کرتا ہون یہ کہکر شیرنگ کو

روانہ کیا حکیم نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون یہ کہکر ایک نقش لکھا اُسے اپنے بازو پر باندھا ایک عقاب آسمان سے پیدا ہوا اُسنے اپنی پشت پر سوار کیا حکیم صاحب پشت پر اُس عقاب کی سوار ہو کر چلے مگر شبرنگ ایک ساحر کی شکل بنا ہوا گرد کوہ کے چرخ مارنے لگا یکایک سُنا کہ کہین گانا ہو رہا ہی کوئی خوش آواز بصد کرشمہ و نازیہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ہجر یاران سے رہائی کا قرینا ہو گیا + سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہی زر کا مطیع + ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

کیون نہ ہو ایسا عروج نشۂ مے ساقیا + تا فلک معراج ہوا کا کیا ہی زینا ہو گیا

وادی دل ہی تجلی گاہ جانان رات دن + ان دنون سینہ ہمارا طور سینا ہو گیا

سال بھر سے مصحفِ روے صنم دیکھا نہین + وہ رجب کیا اس رجب کا بھی مہینا ہو گیا

یار کی شمشیر ابرو اسقدر ہی آبدار + تیغ پر خجلت سے ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہی اُس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین + چشمۂ خورشید بھی اب چشم بینا ہو گیا

خاک ہی بے یار اب فصلِ بہاری مین شراب + شیشۂ ساعت بھی مے کا آبگینا ہو گیا

جسطرح معدوم ہوتے ہین ستارے صبحدم + عہد پیری مین مرا اب یہ قرینا ہو گیا

پر توِ جانان ہی میرے کالبد مین جاے روح + آئنہ کی پشت گویا اپنا سینا ہو گیا

رنگ پان سے سبز سونا بنگئے کندن سے گال + مُبتذل تشبیہ ہی سونے پہ مینا ہو گیا

فرقتِ ساقی مین ایسے بن گئے ہم پارسا + محوِ خاطر سے خیالِ جام و مینا ہو گیا

ہین تصور مین جو محبوبِ الٰہی رات دن + کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

اِس صدا کو سُنکر شبرنگ اُدھر متوجہ ہوا جھپٹ کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کلان ہی اُسکے نیچے ایک مکان عالیشان معلوم ہوتا ہی جب شبرنگ قریب پہونچا دیکھا کہ اُس قصر کے دروازے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین شبرنگ نے ایک کنیز کو اشارہ سے بُلایا اُسکو دم دے کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر مجمع کنیزان مین آیا ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بُوا گلبدن چلو اندر چلو آج تو ہم سب سے ملکہ خفا ہین بڑا کمال کیا کہ ارسطوے ثانی دیمہا کو لائین مگر آج نجم اختر شناس پر بڑی آفت ہی شبرنگ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیونکر ہوا

اسکا کیا باعث اُسنے ہاتھ جھنکا کر کہا کہ بُوا تم تو بہت نٹھی ہو بات کو نہین سمجھتی ہو جسوقت سے
نجم کو لائی ہین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین دربار مین ہر وقت نجم کو بُلاتی ہین ہم لوگون کو
حکم ہوتا ہی کہ سمجھاؤ مگر وہ محبت مین اپنے آقا کی ایسا مست ہی کہ ہمیشہ جواب سخت دیتا ہی
ہم لوگون سے ازبسکہ ایسا اٹھایا مگر ظالم نے نہ قبول کیا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل کا حکم دین
یہ سُنکر شبرنگ اُن کنیزون کے ساتھ اندر آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی بھاری رنگین جوڑا
پہنے ہوے زیور سے ہم پر لادے ہوے گلوری کلّے مین دبی ہوئی شراب پی رہی ہی کنیزون
سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو اُس سخن ناشنو نے مانا بھی یا نہین ایک کنیز نے عرض کی کہ واری
بہت سمجھایا جو روز اول اُسکا قول تھا وہی اب بھی ہی کہتا ہی کہ مجکو قتل کرین مگر وصل
گوارا نہین کہ شبرنگ نے بڑھکر عرض کی حضور محفل مین تو بلوائیے اُس ساحرہ نے گھبراکر
کہا کہ تو یہان کے حال سے کیا واقف نہین ہی بالکل نادان بنی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ بی
کوہان بنت کوہ سنگ انداز جادو آجائین تو صرف ان تینون ساحرون کی نگہبانی
کے واسطے مقرر ہون وہ خود گئین اور گرفتار کر لائین شبرنگ نے عرض کی کہ حضور مین
بخوبی جانتی ہون کہ آپکو انکی قید کا اختیار ہی باقی سب امورات ملکہ کوہان نے اپنے ہاتھ
مین رکھے ہین کیا مجال ہی کہ بدون اُنکے حکم کے پتہ ہل سکے ایسا پہاڑ بنایا کہ کسی کے توڑے
سے نہین ٹوٹ سکتا جیسے کیسے ہمراہیان طلسم کشا نے زور مارے مگر خود ہی گرفتار ہوے
واضح ہو کہ اس ساحرہ کا اسلم جادو نام ہی شبرنگ نے کہا کہ اے ملکہ اسلم اگر حکم ہو تو مین
جاکر سمجھاؤن شاید مان جائے آپکا مطلب دلی پورا ہو اسلم نے کہا کہ اے گلبدن جاؤ
صاف صاف کہنا کہ اب انکار مین جانکا خوف ہی کل قتل کرینگی کسی کا کہنا نہ مانینگی شاید خوف
جان سے مان جائے آج مین ملکہ کی صحبت مین جاؤنگی ملکہ سے بھی اطلاع کرونگی کہ اگر آپکے
بھی نزدیک مناسب ہو تو ان تینون کو قتل کرڈالون اگر ملکہ نے اچھا کہدیا تو میرا مطلب
نکل آئیگا شبرنگ بھی بجا و درست کہا کیا اسلم نے کہا کہ اے گلبدن اب مین صحبت مین ملکہ
کی جاتی ہون تم لوگ جاکر سمجھاؤ یہ کہکے بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی شبرنگ کے ہوش اُڑگئے کہ بلا کی
شعبدہ باز ہی شبرنگ بارہ دری مین آیا اور کنیزون نے کہا کہ بُوا گلبدن تم بھی جاکر سمجھاؤ

ہم لوگ بخوبی سمجھا چکے شبرنگ اندر آیا نجم سے کہا کہ ای نجم اب کسی طور سے اپنی جان بچاؤ ورنہ کل اُسکا ارادہ ہی کہ دشمنون کو قتل کرے نجم نے کہا کہ ای شبرنگ شکر ہی خدا کا کہ تم اس مقام پر پہونچ گئے جو مجھپر گذرے وہ آنکھون سے دیکھنا شاہزادے سے عرض کر دینا وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ضرور بدلہ لیگا شبرنگ خاموش ہو رہا باہر آیا دیکھا کہ اسلم جادو اُسی طرح مسند پر بیٹھی ہی ہنس کر پوچھا کہ کیون گلبدن کچھ وہ کمبخت راہ پر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ وہ اپنی ہی کہے جاتا ہی کہتا ہی کہ مجکو قتل کرین یا قید رکھین مگر وصل اُسکا نہ قبول کرونگا اسلم نے ہنس کر کہا کہ مین خود خواہان وصل نہین ہون ملکہ نے جواب مین فرمایا کہ خواہ قتل کرو خواہ بخشو تمہین اختیار ہی اتورات کو دل بہلاتی ہون مگر بوقت سحر ان تینونکو قتل کرونگی ایسے بیوفا سے کیا دل لگانا آؤ گلبدن بیٹھ کر کچھ گاؤ دل ہمارا بہلاؤ ہرچند کہ دل کو تسکین دیتی ہون مگر دل تڑپتا ہی پردہ دل سے یہی آواز آتی ہی کہ جب سے اظلم زنگی مرا جب سے کسی سے دل نہین لگا یا ایسے ظالم پر طبیعت آئی کہ خیال بھی نہین کرتا افسوس صد ہزار افسوس اپنا تو یہ حال ہی نظم

گوش زد جبکے تمھاری چشم کا افسانہ تھا
خواب مین مجکو خیالِ نرگسِ مستانہ تھا
ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
حُسن عالم گیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دو نو مین ایک
لعل لب دو نون تھے ای محبوب لعل شبچراغ
مصحفِ روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
بس کہ رکھتا تھا ہر اک دندان تمہرنگی چمک
سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بھول کر تجکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم +

آہو مست اُسکی آنکھو نہین سگِ دیوانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب غم کا پیمانہ تھا +
یہ جو روشن ہی چراغِ حسن اک افسانہ تھا
پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا
دانت جو منھ مین تھا تیرے گوہر یکدانہ تھا
عشق معشوقِ مجازی ابجدِ طفلانہ تھا
جوہرون سے خنجرِ قاتل جواہر خانہ تھا
بادشاہِ وقت زلفو نہین تمھارے شانہ تھا
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا +

روشنی دل مین تصور سے تھی حُسنِ یار کے حُسن دیگر عاشقِ شیدا دیے اللہ نے	گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا اِن بتونکو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

اسلم جادوگانا شبرنگ کا سُن رہی ہو اور تعریفین کرتی ہو کہ ای گلبدن کیا کہنا خوب تمنے کمال حاصل کیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور نے یہ کیا کمال دیکھا ایک کمال اور مین نے حاصل کیا ہی اگر اُس کمال کو دیکھیے تو یقین ہو کہ خوش ہو جایئے اسلم نے پوچھا وہ کونسا کمال ہو شبرنگ نے کہا کہ مین ساقی گری بھی خوب کرتی ہون اسلم نے جواب دیا کہ ای گلبدن کل انکے قتل کے بعد جلسہ جمائین گے تمھاری ساقی گری دیکھ لین گے ملکہ نے منع کر دیا ہو کہ جب تک یہ لوگ قید رہین شراب نہ پینا کل انکو قتل کرکے رات کو جلسہ کرینگے اب رات آنکھون مین کٹ جائیگی سویرے اُٹھتے ہی انکو قتل کرونگی یکایک دیکھا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا جلاد زرین پوش خنجر ضیا ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر سوار ہوا تماشا دیکھنے لگا اسلم اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد آکر موجود ہوے اُس وقت ہمارے مرصع پوش کی بیقراری کہ ای ہمایہ تو یقین تھا کہ ایک دن مرنا ضرور ہی یہ نہ سمجھے تھے کہ ایسی بے رحم کے ہاتھ سے مارے جائین گے دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مگر شکر ہی کہ نام اُس کا زبان پر ہی مسدس

دیدہ اندر جلوہ گر نور خداست جلوۂ شام وسحر نورِ خداست	درمیانِ ہر نظر نورِ خداست پرتوِ شمس وقمر نورِ خداست

پیش وپس زیر وزبر دارد قیام
ظاہر از دیوار ودر باشد مدام

گہ نماید از گلِ آن گلچہرہ رو گاہ شکلِ شمعِ روشن کو بکو	گاہ می بخشند ز بوے غنچہ بو گاہ مثلِ خورِ منور چار سو

گاہ در پہلو بہ شکلِ دل بود
مثلِ جان در جسم آب وگل بود

ہست زانوارش منور ہر جبین
گاہ شمع جمع بر روے زمین
ثبت نقشِ اوست بر ہر یک نگین
گاہ خور بر اوج چرخ چارمین

گاہ خندان مثلِ گُل در بوستان
گاہ گریان مثلِ بُلبل در خزان

افسوس صد ہزار افسوس تمناے فتح طلسم لے کر چلے جمالِ جہان آراے طلسم کشانہ دیکھا یقین تو ہی کہ شاہزادے کو بھی ہمارا قلق ہوگا ہمیشہ خدمتگزاری کرتے رہے جلاد خنجر کھینچے سر پر کھڑا ہی اب جان بچنے کی کون صورت ہی اِدھر شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای رحیم و کریم ان سب کو بچا لے ورنہ آقا کو کیا مُنھ دکھاؤنگا جو مین نے تدبیر کی تھی اُسنے نہ مانی یہی جواب دیا کہ مین شراب نہ پیونگی جس ساحرہ نے کوہ بنایا ہی وہ بڑی کوہ ہی اُسنے منع کر دیا کہ شراب نہ پینا مین کیا کرون لیکن اگر خدانخواستہ ان تینون آدمیون پر کوئی آفت آئی تو اسکو بے مارے نہ جاؤنگا اے ربِّ کارساز و اے مالک بے نیاز نظم

میکشد شام و سحر بار ریاضت آدمی
گر شمارد ہیچ جز ذات خدا ہر چیز را
پاے صبرش از ہوا و حرص کی لغزد زجا
کی بدست آید ز نعمت خانۂ روزی رسان
سازدش گر حضرتِ حق دیدۂ حق بین عطا

ہست در دنیا عبث پابند آفت آدمی
می شود واقف ز اسرار حقیقت آدمی
گر بود قایم بپاے استقامت آدمی
لقمۂ زاید اگر خواہد ز قسمت آدمی
صورتِ حق بیند از ہر شکل و صورت آدمی

بلک بلک کے سب دعائین کر رہے ہین اسلم جادو سامنے کھڑی ہی ہر مرتبہ کنیزون سے کہتی ہی کہ جلد اسے قتل کرو ایک جلاد صاحب بیداد خنجر کھینچے ہوے نجم کے پاس آیا چاہا کہ خنجر مارون نجم نے بیقرار ہو کر آسمان کی طرف دیکھا پکار اُٹھا کہ ای خالق یکتا و ای بانی ہر دو سرا آرزو یہ تھی کہ ساتھ طلسم کشا کے جانبازی کرین گے یقراط قتل ہوگا یہ آرزو لے کر چلے افسوس ہی کہ ایسے وقت مین جدا ہوے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ خنجر مارون زمین شق ہوئی ایک جوان خوشرو پیدا ہوا جلاد کو للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی یہ کہ کر ایک تمانچہ مارا کہ سر اُڑکا دکا اُڑ گیا اسلم نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ حکیم اشفاق حکمت پیشہ ایک عقاب پر سوار ہاتھ مین

قلم دوات لیے کچھ لکھ رہے ہین اسلم نے گولہ مارا حکیم صاحب نے اُسی جوان کو اشارہ کیا
کہ اس بانی کار کو لینا سردار ان طلسم کشا کو قتل کرتی ہو او اسلم اب تیرا ستارہ وبال
مین ہو تو کس خیال مین ہو ایک دن وہ تھا کہ ہم لوگ بقراط ثانی کی اطاعت کرتے تھے
آج وہ دن آیا کہ اُس سے جدا ہوتے جاتے ہین ہر شخص اُسکا دشمن ہو زمانہ زوال
بقراط قریب آگیا جس نے اطاعتِ طلسم کشا کی وہ تو بچیگا ورنہ مارا جائیگا اُس جوان نے
بڑھکر اسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اسلم ہر چند چاہتی ہو کہ چھڑاؤن مگر اُس جوان شیر دل کے ہاتھ سے
کب چھوٹتی ہو ایک تمانچہ مارا کہ اسلم کا سر اُڑ گیا اسلم کے مرتے ہی وہ باغ جلنے لگا طائر
ہزارون جل کر گرے اُنکے جسم سے آگ نکلنے لگی آواز دیتے تھے کہ ای حکیم الامان ہم یہ
نہ جانتے تھے کہ ہماری موت تمھارے اختیار مین ہو حکیم نے آواز دی کہ ای شیطانو بقراط
سے جا کر اطلاع کر دو دیکھو وہ تمھارا خداوند کیا کرتا ہو روز تدبیر گرفتاری طلسم کشا کرتا ہو یہ
کہکر حکیم نے عقاب اُڑایا یہ تو غائب ہوے شبرنگ نے تینون کی زبان سے سوزن نکالی
نجم وہماد ارسطو کی زبانون سے جب سوزن نکلی نجم نے ایک تخت سحر تیار کیا تینون ساحر
اُس تخت پر بیٹھے شبرنگ کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان نور الدہر در
بارگاہ پر بیٹھے کوہ کو دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ شخص ایسا تھا کہ عجائب وغرائب
ظاہر کرے نجم ایسے کامل کو گرفتار کرے گیا مگر کوئی چارہ نہین دیکھیے ہفت در بند پر کیا گذرے
مربع حصار سے گذر کر مقام ہفت دربند ملیگا خدا معین ومددگار ہو اُسی کو سب طرحکا
اختیار ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ حکیم صاحب عقاب اُڑاتے ہوے آتے ہین دوسری
کرسی نور الدہر نے طلب کی اُس کرسی پر جناب حکیم صاحب آکر بیٹھے سب حال نور الدہر سے
بیان کیا کہ دیکھا بالاے کوہ سے برق چمکی اب جو بنگاہ غور دیکھا دیکھا تو نجم وارسطو وہماد
شبرنگ بن عمرو ایک تخت پر سوار تخت اُڑاتے ہوے آتے ہین کوہ کے اس پار آکر تخت سے
اُترے کہ درہ کوہ سے دہی اژدر پیدا ہوا شبرنگ تو بھاگ کر ایک غار مین گر پڑا مگر نجم نے
پلٹ کر کئی گولے مارے ہماے مرصع پوش کڑک گرگی ارسطو نے تلوارین گرائین مگر اژدر
کا کچھ نقصان نہ ہوا دم کھینچی کہ ساحران مذکور زمین پر گرے لوٹتے ہوے اُسکے دہن مین آئے

اژدر نے چاہا کہ پلٹ جاؤن حکیم صاحب نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی کیا تو نے سُنا
نہ ہوگا کہ اسلم جادو کس بدعت سے قتل ہوئی مگر تیری حرکت نہین جاتی خبردار آگے نہ بڑھنا
اژدہے نے نہ سُنا رینگتا ہوا درۂ کوہ مین چلا یقین تھا کہ درۂ کوہ مین جا کر غائب ہو
نورالدہر نے کف افسوس ملے سردارون سے فرمایا کہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی مگر حکیم صاحب
برابر پہونچے اژدہے پر اشارہ کیا اژدہا چلنے سے رُکا حکیم صاحب نے قریب آکر کلے
مین اژدہے کے ہاتھ ڈال دیے ایک بار چیر کر پھینک دیا وہ تینون ساحر جو اژدر کے شکم
مین تھے وہ نکل آئے حکیم صاحب نے دو تین چھینٹے پانی کے اُنکے منھ پر پھینکے تینون ساحر
ہنستے ہوے حکیم صاحب کے ساتھ ہوے کئی مرتبہ جب منھ پر ہاتھ پھیرا تب اُن کے ہوش
درست ہوے وہ ہنسی موقوف ہوئی درۂ کوہ سے آواز آئی کہ ای حکیم اپنے کو بچانا ہم
جانتے ہین کہ تو نجس نہین رہتا مگر ہم تیری تدبیر کرلین گے حکیم اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ
نورالدہر کے بارگاہ مین آئے مگر یہی تردد ہی کہ دیکھیے اس پہاڑ کا کیا انجام ہو اسلم
مری کوئی پہاڑ کا نقصان نہ ہوا اژدر چیرا گیا تب بھی پہاڑ کو جنبش نہ ہوئی اب دیکھیے
کیا ہو یہ کہکر اپنے خیمے مین آئے خاصہ نوش کیا خاصہ نوش کر کے خوابگاہ مین آئے آرام کیا
کہ یکایک غسل کی ضرورت ہوئی حکیم نے چاہا کہ جلدی غسل کرون گھڑا اُٹھایا تھا قصد ہی کہ
سر پر ڈالون کہ زمین شق ہوئی کوہان بنت کوہین سنگ انداز جادو زمین سے پیدا ہوئی
ہاتھ پر ایک تھپکی ماردی کہ سب پانی گر گیا کمر مین پنجہ دے کر چاہا کہ غرق زمین ہون خادمون
نے ہاڑ کیا نورالدہر کو خبر پہونچی کہ حکیم صاحب کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہی نورالدہر
جھپٹ کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام حکیم صاحب کو پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتی ہی نورالدہر نے للکارا اُس ساحرہ نے پر پرواز پیدا کیے حکیم صاحب کو لیگئی
نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ دیکھا تم نے کیا شعبدہ ہوا حکیم صاحب کو لے گئی خدا
اُنکو بچائے شبرنگ نے کہا کہ غلام فکر مین جاتا ہی سرباز نے کہا کہ حضور شبرنگ کے جانے سے
کچھ مطلب نہ نکلے گا کنیز ابھی جا کے کوہان کو فہمائش کرتی ہی کہ حکیم صاحب کی حفاظت کرتا
ایک موے جسم کم نہ ہونے پائے یہ کہکر سرباز بڑھی سامنے پہاڑ کے آکر سحر کیا کہ درہ کھلا

دیکھا کہ ایک چمن ہی ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین مگر بڑی دھوپ پڑ رہی ہے
کوہان ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہی حکیم صاحب ایک نخل سے بندھے ہین حکیم صاحب ہر چند
آواز دیتے ہین کوئی موکل قریب نہین آتا نور الدہر نے وہین سے للکارا کہ او کوہان
خبردار حکیم صاحب پر زیادہ بدعت نہ کرنا تیری موت قریب ہی کوہان حیران ہوئی کہ اس
باغ کو طلسم کشائے کیونکر دیکھا کہ دیکھا سرباز کھڑی سحر کر رہی ہی آواز دی کہ ای ماران سیہ رو
سرباز نے میرا پردہ کھول دیا سرباز کو لینا ایک مار سیاہ پتھر سے نکلا چاہا جھپٹ کر سرباز
کو لپٹ جاؤن سرباز پیچھے ہٹی نجم نے سحر کرکے ایک طاؤس پیدا کیا طاؤس کو دیکھ کر وہ
مار سیاہ ہٹا مگر طاؤس تڑپ کر گرا مار سیاہ کو نگل گیا کوہان نے آواز دی ای طاؤس طلسمی
سرباز کو اُٹھا لاؤ ہی طاؤس پلٹ کر سرباز پر گرا ہر چند کہ سرباز نے سحر کیا مگر طاؤس
سرباز کو اُٹھا کرلے گیا اب وہ درۂ کوہ بھی بند ہو گیا نجم نے کہا کہ حضور یہ ساحرہ بہت
بڑی بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کو قتل کر ڈالے یہان کوہان سرباز کو
لیکر حکیم صاحب کے پاس آئی دونون کو درخت سے باندھا کوڑا لے کر اُٹھی مگر مربع نشین
نے دو راتین تڑپ تڑپ کر کاٹین تیسرے دن بیٹھے بیٹھے گھبرائی ہر چند کہ کنیزون نے بہلایا
مگر مربع نشین کی بیقراری زیادہ ہی کہتی ہی کہ ساجو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا جی
چاہتا ہی کہ ایک نظر جا کر اُس ظالم کو دیکھ آؤن میرا غیر حال ہی قلب پر ہجوم ملال ہی نظم

کر مدد بہرِ خدا تو بھی تو میری خامہ آج
لکھ رہا ہی یک تنم اُس غیرتِ گلشن کا وصف
چشم میگون دیکھکر زاہد بھی رندون مین ملا
جوشِ وحشت نے کیا ہی اسقدر مجھپر کرم
ذکر تو شاید سنے شاید تو کم ہو زعم حسن
جان و دل تجھپر کرون مین اپنا ای قاصد نثار

یار کو منظور ہی لکھنا جواب نامہ آج
کیون نظر آوے نہ شاخ گل ہمارا خامہ آج
داب کر اپنی بغل مین جبہ و عمامہ آج
پرزے پرزے ہر طرف آتا نظر ہی جامہ آج
سامنے اُنکے مین پڑھتا ہون شکستہ نامہ آج
یار کا میرے اگر لادے مجھے تو نامہ آج

کنیزون نے ناچار ہو کر کہا کہ جو حضور کے مزاج مین آئے وہ کرین آج تین دن تڑپتے ہوے
گذرے کہ آپ کو آرام نہین آپ دیوانہ تو نگ ہوا مربع نشین اُٹھی طاؤس پر سوار ہو کر چلی

مگر حیران ہے کہ کیا سبب ہوا لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین نہین پہونچا پھر خیال مین آیا
کہ اول سنبل گیسو دراز کے پاس چلون جاکر سنبل سے پوچھون کہ کیا باعث ہوا کہ جو لشکر
طلسم کشا کا نہین آیا تمنے کسی کو روکنے کو بھیجا ہی وہان جاکر حال کھلیگا یہ سوچکر در بند
سنبل پر آئی سنبل کو سلام کیا سنبل نے پوچھا کہ کیون مربع نشین تمنے کچھ حال طلسم کشا
کا سنا مین نے کوہان بت کو ہین سنگ انداز جادو کو روانہ کیا ہی یقین ہی اُسنے جاکے
روکا ہو مربع نشین نے پوچھا یہ تو فرمائیے کوہان کا کیا علاج ہی سنبل موتیون کا مالہ
پہنے تھی ایک موتی پر اشارہ کیا کہ اگر یہ موتی اُسکو مار دیا جائے تو البتہ کوہان مرجائے
مربع نشین نے کہا کہ یہ موتی مجکو دیجیے اگر اُس سے کچھ نہ ہوا تو مین اُسکو مار کر طلسم کشا
کو روکونگی سنبل نے کہا کہ تو قصد اُسکی جان لینے کا رکھتی ہی مربع نشین نے کہا شاید
اُس سے کچھ نہ ہو سکے اور طلسم کشا سے مل جائے اُس وقت مین یہ علاج ہی مین روک لونگی
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دونگی آپ کا نامہ مجکو پہونچا مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ طلسم کشا
کو گرفتار کر لونگی یہ سُن کر سنبل خوش ہو گئی موتی نکال کر دے دیا مربع نشین یہ کہکر
اُٹھی کہ آپ کو خداوند بقراط کے سپرد کیا مین جاکر کوہان کی خبر لیتی ہون سنبل نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ ای مربع نشین خبردار سمجھ کر اُسکے ساتھ بے ادبی کرنا اگر وہ آگاہ ہوگی کہ
میرے قتل کو آئی ہین تو نکل جائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی جہان تک ہو سکے اپنے کو مخفی پہونچانا
مگر اُسکے قتل سے کیا فائدہ اُس سے کہنا کہ اپنا سحر اُٹھالے تم اپنا سامان کرنا یہ سُن کر
مربع نشین نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا سب قول و اقرار کیا مگر بیقرار ہو رہی ہی دل سے
کہتی ہی کہ نہین معلوم وہان کیا گذری طلسم کشا کو بڑے صدمے پہونچے ہونگے اُٹھتی ہوئی
چلی آکر باغ پر کوہان کے ٹھرائی دیکھا کہ کوہان نے حکیم کو اور سرباز کو باندھا ہی کوڑا
لیکر اُٹھی ہی چاہتی ہی کہ مارے کہ آسمان سے آواز آئی کہ او کوہان ہوشیار رہو جانتم
مربع نشین کوہان نے سر اُٹھاکر مربع نشین کو دیکھا پکار کر آواز دی ای مربع نشین
مین نے حکیم کو پکڑ لیا ان دونون کو قتل کرتی ہون اب طلسم کشا کی بھی فکر ہی مربع نشین نے
نے وہ موتی جھولی سے نکالا موتی جو چمکا کوہان گھبرائی چاہا کہ پر پرواز پیدا کرون یہ تو جبر

قتل کو آئی ہی چاہتا تھا کہ زمین پر گرے پھر پرواز پیدا کرے کہ مربع نشین نے موتی پھینکا
اور آواز دی کہ یا بقراط ثانی کوہان کو لینا وہ موتی آ کر پھٹا ایک ٹکڑا اُسمین کا سر پر
کوہان کے گرا سر کوہان کا پھٹ گیا اِدھر تو کوہان مری اُدھر بھیا اُڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
غائب ہوا ہوا ٹھنڈی ہی چلنے لگی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے آواز آئی کہ حیف مرا نام مین
کوہان بنت کوہین سنگ ساند انداز جادو بود نورالدہر نے جو سامنے پہاڑ کے تھے یہ سب
واقعہ دیکھا انجم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی سرباز کا کوئی معرکہ چل گیا انجم نے عرض کی کوہان
سرباز سے نہ دبے گی نہیں معلوم کیا معرکہ ہوا نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا مربع نشین
خستہ ہو رہی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مگر حکیم وسرباز کہ کھول رہی ہی ادھر اِسنے حکیم
سے کہا کہ اپنے آقائے نامدار سے ہمارا سلام نیاز کہنا اور عرض کرنا کہ آپ سرحدین
مربع حصار کی کیون نہ تشریف لائے بخوف وہان تشریف لائیے اور وہان سے بہ راحت
گذریئے دربند سنبل پر رسائی ہوگی مین اُسکی بھی تدبیر کرونگی حکیم وسرباز اُس مقام سے
نکلا مگر مربع نشین طرف مربع حصار کے روانہ ہوئی پھر سوچی کہ سنبل گیسو دراز کے
پاس چلون فتح دربند کی تدبیر تو کرون یہان حکیم وسرباز جب خدمت مین نورالدہر کی
آئے نورالدہر نے حکیم صاحب کو رخصت کیا برائے ملکہ اشتیاق نامہ لکھ دیا کہ یہ نامہ ملکہ
کو دینا مضمون یہ تھا کہ اے پروردۂ مہد کج ادائی وغزال صحرائے بے اعتنائی زاد اللہ
حُسنہا بعد آرزوئے محبت وتمنائے موت معلوم ہو کہ راتین تیرہ وتار ہجر کی بمشکل کٹتی ہین مناسب
یہ ہی کہ ہمارے واسطے دعا کرنا کہ انشاء اللہ طلسم فتح کر کے آوین زمانۂ ہجر قطع ہو حکیم صاحب
یہ اشتیاق نامہ لے کر قصر جواہر نگار کی طرف چلے نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو
لشکر تیار رہا حکیم صاحب تو پیغام ملکہ کا سُنا کے اور نامہ لے کر روانہ ہوئے مگر مربع نشین
دربند سنبل کی طرف روانہ ہوئی سنبل گیسو دراز بیٹھی ہی کہ مربع نشین جا کے پہونچی سنبل
نے پوچھا کہ اے مربع نشین کہو کیا کیا مربع نشین نے عرض کی کہ مین نے کوہان کو مارا
ہرچند کہ اُسنے اپنے بچانے کی بڑی فکر کی مگر نہ بچ سکی اب مین نے تدبیر کی ہی کہ اپنی سرحد پر دکون
اور یہ بھی تدبیر کی ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون اے سنبل گیسو دراز اگر تمھاری مدد شریک ہوئی

تو پہلے اُنکے عیار کو گرفتار کرون عیار کی شکل بنکر لوح محفوظ لون پھر گرفتاری طلسم کشا کیا مشکل ہی مین نے کئی کوہ بنائے ہین کئی نخل تیار کیے ہین وہ وہان آئے اور پھنسے سنبل گیسو دراز نے بہت بھاری خلعت منگوا کر مربع نشین کو دیا کہا کہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو قدرت تمکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے ہم لوگ تم سے حکم پوچھنے آدینگے کتاب احکامات تم کو ملے گی مربع نشین نے جو سنبل کو نہایت مہربان پایا جھک کر کان مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم اس دربند کے فتح کی کیا صورت ہی سنبل بگڑ گئی کہا کہ ای مربع نشین کیا تمنے طلسم کشا سے ساز کیا ہی تم جانتی ہو کہ مین بعہدۂ نیابت کام کرتی ہون میرے کاروبار مین کسی کو دخل نہین ملکہ اقبال کاکل دراز اصل مین بادشاہ ہین سب مجھے جانتے ہین کہ کل سلطنت انکے نام ہی اُن تک کون پہونچ سکتا ہی جب وہ قتل ہو تو دربند فتح ہو مگر ای مربع نشین خبردار اس بات کا ذکر نہ کرنا ورنہ راز کھلیگا دشمن بڑے بڑے طلسم کشا کے ساتھ ہین ارسطوے ثانی کہ علم شعبدہ و نیرنگ مین اپنا مثل نہین رکھتا وہ طلسم کشا کے ساتھ ہی اگر سن پائے تو آفت برپا ہو مربع نشین نے جواب دیا کہ یہ راز و نیاز کی باتین ہین وہ دشمن تک کیونکر پہونچ سکتی ہین ہر چند کہ عیار اُنکا ضرور جستجو کریگا مگر ہماری صحبت مین نہین آسکتا فتح دربند کی صورت مین کسی سے ذکر نہ کرونگی اب مین جا کر اُنکو روکتی ہون کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے گذر سکین مگر آپ نے یہ نہ فرمایا کہ ملکہ اقبال کاکل دراز کہان تشریف رکھتی ہین سنبل گیسو دراز نے جواب دیا کہ ای مربع نشین تمھاری باتون سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ دربند کے فتح کرانے کی فکر مین ہو یہ مین نہ بتاؤنگی کہ کہان رہتی ہین اُنکا طریقہ یہ ہی کہ کبھی کسی مقام پر اور کبھی کسی مقام پر ایک مقام پر نہین رہتین وہ علم نجوم مین کامل و اکمل ہین اپنے دن دیکھا کرتی ہین جہان مناسب جانتی ہین وہان رہجاتی ہین ای مربع نشین تمھین واسطہ خداوند کا سچ بتاؤ یہ سب باتین تمنے بہ محبت پوچھی ہین یا مکر سے مین کہ کر بہت پچھتائی خبر سمجھا جائیگا اب تم جاؤ دیکھون تو طلسم کشا کے ساتھ کیا کرتی ہو مربع نشین نے پوچھا کہ حضور اتنا تو بتا دیجیے کہ اگر بی اقبال سے ملاقات کرنا چاہین تو کس مقام پر جائین ملاقات تو ہو جائے اُنسے کچھ تدبیر گرفتاری طلسم کشا پوچھین شاید کوئی مطلب نکلے سنبل نے کہا

کہ اُن سے ملاقات باغ خارستان مین ہوگی بس اب رخصت ہوتی ہون اب اُنھین کی ملاقات کو جاتی ہون مربع نشین اُٹھی مگر راہ مین دل کو پیچ و تاب ہو کہ وہ باغ طلسم کشائی کا پھول اِن دربندون پر ہزارہا مصیبتین اُٹھائیگا صاف صاف تو یہ ہو نظم

کہان وہ دلبر نازک کہان نزاکت گُل	ایگی چاند سی صورت سے کیا شباہتِ گُل
بہار آئی زر گُل سے بھر گیا گلشن +	خدا کی شان ہو یہ دیکھیے سخاوت گُل
ہماری طرح سے بلبل کباب کیا ہوگی	تپ فراق سے بڑھکر نہین حرارتِ گُل +
چمن مین رہتا ہو صیاد کا بڑا کھٹکا +	وبالِ بلبلِ نالان کو ہو رفاقتِ گُل +
نہین ہو لطفِ سخن اس غزل مین گرچہ شفیق	سنبھالنا ہو مگر معنیِ اضافت گُل +

دل سے باتین کرتی ہوئی بالائے قلعہ مربع حصار آئی کرسی بچھا کر بیٹھی دل مین پس و پیش کر رہی ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے آکر ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا اسباب تزک شاہی کئی ہزار مرکب پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس گلمس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ہزارہا چوبدار و یساول سامنے سے گذرے دل اندر دھڑکنے لگا جی مین کہتی ہو کیا سامانِ شوکت مہیا کیا ہو اب دیکھا شاہزادہ نور الدہر مرکب باد رفتار طلسمی پر سوار لباس طلسمی پہنے ہوے سپر و شمشیر حمائل سرداران نامی مثل نجم اختر شناس اور ارسطوے ثانی وہملے مرصع پوش و سرباز جادو وغیرہ چہار جانب سے گھیرے مین معلوم ہوتا ہو کہ گرد ستارے بیچ مین ماہ تابان ہو نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہو گیا ہو اُسی مقام پر ٹھہر گئے ایک گوشے پر بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی لشکر جابجا اُترنے لگا ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین بارہ دری مین آکر بیٹھین سامنے سے دیکھا کہ نور الدہر ٹہل رہے ہین لشکر کے انتظام کو خود فرما رہے ہین ملکہ حیران ہین کہ کیا کرون اسی سوچ مین تھی کہ نور الدہر جاکر بارگاہ مین بیٹھے سردار آکر جمع ہوے شاہزادے کو جو شیر تنگ نے پریشان پایا سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

عیان تجلی قدرت ہو چارسو تیری +	وہ کون گُل ہو جو رکھتا نہین ہو بو تیری
ملا تو خانۂ دل مین صنم عبث برسون	حرم مین دیر مین کی ہمنے جستجو تیری +

دکھا دے جلوۂ دیدار مجھکو مثل کلیم | کہ جان و دل سے مین رکھتا ہون آرزو تیری
ہوا نہ اپنا کسی جا قیام ایک نفس + | رہی ہی زیر فلک ہمکو جستجو تیری +
سسکتا دیکھ کے وہ شوخ مجھکو کہتا ہی | ابھی ہی کٹنے کو باقی رگ گلو تیری +
ہمارے دل کو ہی اُلجھن بتا دے اسکا سبب | ہی برہم آج یہ کیون زلف مشک بو تیری
ہر ایک آنکھ نظارے کی رہتی ہی مشتاق | دل و جگر مین ہی ہر لحظہ آرزو تیری
دلا پھراتا ہی کوے بتان مین تو مجھکو + | ضرور جائیگی اک روز آبرو تیری +
شفیق کیون نہ ہو شیرین کلام تو مشہور | پڑھین غزل جو حسینان لکھنؤ تیری

قضاے کار یہ صدا گانے کی جو کان مین مربع نشین کے پہونچی بیقرار ہو گئی کہ اس محفل مین کیونکر جاؤن ہماے مرصع پوش خوش نصیب ہی کہ آٹھ پہر ساتھ رہتی ہی صحبت مین بیٹھی ہوگی لطف دیدار اُٹھا رہی ہوگی مین کیونکر جاؤن ای مربع نشین ذکر تو میرا ضرور ہوا ہوگا شاہزادے نے پہچان بھی لیا ہی اب صحبت مین چلو صاف صاف کہدو کہ آپ اس سرحد سے بے خوف گذر جائیے یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی ہر چند کہ حجاب مانع ہی مگر ترقی بیقراری دل سے ناچار ہوئی لباس نکال کر پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مار کے اسباب سحر بھی کچھ کچھ پاس رکھ لیا خیال ہی کہ ہماے مرصع پوش رشک کرے گی تو اُسکو جواب دینا ہوگا کسی مقام پر عاجز نہ رہون آخر چند کنیزون کو ساتھ لیا قلعہ سے نکلی شرماتی ہوئی لشکر مین آئی قضاے کار دربارگاہ پر ملکہ ہماے مرصع پوش بعہدۂ درگہ ساری بیٹھی ہین دور سے مربع نشین نے جو ہما کو دیکھا خیال ہوا کہ یہ تمکو روکیگی اسباب سحر درست کر لیا ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی ہماے مرصع پوش نے جو آتے ہوے دیکھا کھڑی ہو گئی اور بہ اشتیاق کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے اس خُلق کو دیکھکر مربع نشین کو سناٹا آگیا جی مین کہتی ہی کہ خُلق و محبت بھی مسلمانون کا کام ہی ہماے مرصع پوش نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے شاہزادہ بھی آپ کا مشتاق ہی مربع نشین بھی خوش ہو گئی بارگاہ مین آئی نورالدہر کو مقام صدر پر دیکھا گرد سردار بیٹھے ہین ہماے مرصع پوش نے آکر سلام کرایا مربع نشین مثل ہلال شب اول کے خم ہوئی اور

جمال بمثال دیکھ کر شاد ہوئی قریب آکر بیٹھی دست بستہ عرض کی کہ آپ نے غضب کیا ہماری سرحد مین آگئے نجمہ نے جو مربع نشین کو پہچانا کھڑے ہو کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے ممنون ہین آپ نے وقت پر آکر ہمکو رہا کیا ہمپر احسان ہوا نور الدہر نے مسکرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا مربع نشین نے کہا ای شہریار مین تو آپکو نہ روکونگی ہر چند کہ ہم لوگون کے نام حکم ہی کہ طلسم کشا جدھر سے گذرے اُسکو روکو لیکن کنیز کو فکر ہی کہ ہفت دربند سے آپ کیونکر گذریے گا سنبل گیسو دراز بلاے روزگار ہی یقین ہی کہ کوئی اُسکے یہان سے روکنے کو آئے ہوشیار رہیے گا ہم سے آپ کو آزار نہ پہونچیگا خیر وعافیت سے تشریف لیجائیے مگر دربند سنبل پر معرکہ ہاے عظیم پڑین گے وہان کی فتح کی بھی تدبیر نکال لی ہی اصل مین بادشاہ وہان کی اقبال کاکل دراز ہی ارسطوے ثانی نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ نام تو آج تمسے سُنا یہ جانتے تھے کہ اصل مین سنبل حاکم نہین ہی کوئی اور حاکم ہی پروردگار اُسکی بھی تدبیر کریگا ہمارے طلسم کشا صاحب پابند مشیت پروردگار ہین پروردگار خود اپنی قدرت سے کوئی سبب پیدا کریگا انشاء اللہ تعالے اُسکو بھی قتل کرین گے ساتون دربند خداوند عالم فتح کرائے گا عرصہ دراز تک مربع نشین بیٹھی یہی ذکر رہا جب دو پہر سے شب گذری تو اُٹھ کر کھڑی ہو گئی کہا کنیز اب رخصت ہوتی ہی نور الدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بیٹھو ابھی رات بہت ہی گانا سُنو شیر تنگ کی طرف متوجہ ہوے فرمایا کہ ای برادر ملکۂ عالم کو گانا سُناؤ شبر تنگ نے چنگ مرصعی بجایا یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

دل ہی گیسوے معنبر مین مرا ای یار بند	کسطرح فرقت مین ہونگے دیدۂ بیدار بند
ہو گیا ہون ہجر سے اسد رجہ مین زار و نحیف	ضعف سے آنکھین ہوئی جاتی ہین میری یار بند
مین وہ بدطالع ہون بلبل آئی جب فصلِ بہار	باغبان نے کرلیا دروازۂ گلزار بند +
ہی تصورِ چشم جانان کا دلِ بیتاب کو	اسلیے رکھتا ہون آنکھین صورتِ بیمار بند
اشک ریزی کس بہم خوبی کی فرقت مین یہ ہی	دو گھڑی ہوتا نہین رونے کا میرے تار بند
آب و دانے نے پھنسایا موسم گل مین اُسے	ہو گئی جاکر قفس مین بلبلِ گلزار بند +
تو جو جائے سیر کو گلشن مین ای شیرین کلام	کیون نہ ہو جائے زبانِ بلبلِ گلزار بند

خواہش دیدار تھی موسیٰ کو کوہِ طور پر
آنکھین کیون کین دیکھ کر وہ جلوۂ دیدار بند

وصل کی شب ہی مجھے بوسہ تو لینے دے ذرا
مُنھ کو گھونگھٹ مین نہ کر تو اے پری رخسار بند

سیکڑون مشتاق ہین حُسنِ رُخِ پُر نور کے
بھیڑ ہی عشاق کی ہی راہِ کوے یار بند

مثلِ آتش منتظر اُس گلُ کا مین بھی ہون شفیق
کھولکر دروازے کو کرتا ہون سو سو بار بند

شبرنگ نے جو یہ اشعار گائے مربع نشین بہت خوش ہوئی کچھ رات باقی تھی کہ محفل سے اُٹھی اپنے قلعہ مین آئی مگر کنیزین جو ساتھ تھین اُس مین ایک کنیز ہی کہ اُس کا نام ہی فساد پسند یہ اعزاز و اکرام دیکھ کر بہت جلی جی مین کہتی ہی کہ بی مربع نشین نے تباہی کی صورت خوب نکالی ہی چل کر سنبل سے اطلاع کرون کہ آپ نے راز کی باتین کس سے کہین کہ جنے بالاعلان کہ دیا یہ بھی کہ دیا کہ ہماری سرحد سے جائیے کوئی آپ کا نقصان نہ ہوگا روکنا ٹوکنا کیسا سب راز و نیاز بتا دیے اب مسلمان تدبیر کرلین گے دیکھیے انجام کار کیا ہو اگر دربند اول فتح ہوا تو راستہ کھل جائیگا دربندون کو فتح کرتے ہوے جائین گے ہاے ملکہ نے سب کچھ کہ دیا کوئی بات نہ چھپائی چل کر ملکہ سنبل سے اطلاع کرون کہ بی مربع نشین کو گرفتار کیجیے اور کبھی کوئی راز کی بات نہ کہیے گا جو آپ نے کہا تھا اور منع کر دیا تھا وہ جاکے اُنھون نے سب ظاہر کر دیا یہ سوچ کر نکلی سنبل کی طرف چلی سنبل دربار مین بیٹھی ہی یہ خبر سُن چکی ہی کہ لشکر طلسم کشا کا قریب قلعۂ مربع حصار جاکر اُترا ہی حیران ہی کہ مربع نشین نے کچھ نہین کیا اب طلسم کشا اس طرف آئیگا انتظام کر رہی ہی ایک نامہ مفتون روئین تن کو لکھا ہی کہ اے مفتون طلسم کشا کو جاکر روک اگر ہو سکے تو گرفتار کر کے اس طرف روانہ کر تجکو مرتبۂ اعلیٰ ملیگا اور جادوگرنیان اقبال کے پاس بھیجین کہ حضور مقام خوف ہی ذرا ہوشیار رہیے گا یہ فکر کرکے بیٹھی ہی کہ وہ کنیز آکے پہونچی جھک کر سلام کیا سنبل نے پوچھا کہ کیون بُوا کہان آئین فساد پسند نے کہا کہ حضور ہم لوگون کی بربادی کی تدبیر ہو رہی ہی آپ نے بڑی نادانی کی کہ دشمن سے راز کہا رات کو بی مربع نشین بلا تکلف براے ملاقات طلسم کشا گئی تھین جو جو کچھ آپ نے بیان کیا تھا وہ سب طلسم کشا سے کہ دیا اور یہ بھی طلسم کشا سے کہا کہ ہماری سرحد سے آپ گذر جائیے کوئی آپ کو نہ روک سکیگا اور انشاءاللہ

فتح دربند کی بھی تدبیر ہم بتا ہین گے یہ سُن کر سنبل نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہُوا افساد پسند
تمنے بڑی خیر خواہی کی خوب مجکو آگاہ کیا مین اسکی فکر کرتی ہون مگر ہُوا افساد پسند جو معاملہ ہو
اُسکی ہمکو ضرور خبر دینا مین اُنکو بلواتی ہون اگر وہ سیدھی طرح چلی آئین تو اُنکو قید کرونگی
اور اگر سرکشی کی تو اُسکی فکر اور طور پر ہوگی یہ کہکر ایک کنیز کو بُلایا نامہ لکھکر دیا مضمون
نامے کا یہ تھا کہ ای ملکہ مربع نشین جلد ہمارے پاس آؤ ہمین تم سے کچھ صلاح کرنا ہی کہ بعد
گرفتاری طلسم کشا کیا کیا جائے دیکھتے ہی اس نامے کے جلد آؤ کنیز کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا ملکہ
مربع نشین اپنی صحبت مین بیٹھی ہی اور تعریف خُلق طلسم کشا کر رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ دیکھیے
حضور معشوق پر کیا تاکید ہی بی ہمارے مرصع پوش کس محبت سے پیش آئین ورنہ ہمکو گمان
تھا کہ وہ آپسے رشک کرین گی مگر رشک کا ذکر بھی نہین آیا کہ کنیز سنبل کی آ کے پہونچی ملکہ
مربع نشین کو نامہ سنبل کا دیا مربع نشین نے قصد کیا کہ سنبل کے پاس جاؤن قلعے سے
نکلی چاہتی ہی کہ طاؤس پر سوار ہون کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا کہا حضور آپ کو طلسم کشا نے
یاد فرمایا ہی کھڑے کھڑے ہو آئیے مربع نشین نے کہا کہ ای شبرنگ ہمارا اسلام محبت التیام
کہنا اور عرض کرنا کہ مین دربند سنبل پر جاتی ہون سنبل نے بُلایا ہی شاید کچھ ادر رازکی بات
ہے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دل دھڑکتا ہی ایسا نہو کہ ملکہ سنبل آپ کے ساتھ
بہ بدی پیش آئے مربع نشین نے کہا کہ ابھی تک اُسکو میرا حال نہین معلوم تم جاؤ مین شکو
حاضر ہونگی شبرنگ کو رخصت کر کے مربع نشین سوار ہوئی سنبل کی طرف چلی تھوڑے عرصے
مین آکر پہونچی جیسے ہی دربار مین سنبل کے آئی سنبل نے اُٹھ کر کہا کہ بوا آؤ مجھے تمسے صلاح کرنا ہے
ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین لے کر آئی کئی سو طائر الگنیون پر بیٹھے تھے جیسے ہی مربع نشین اندر
کمرے کے آئی سنبل نے اشارہ کیا وہ طائر مربع نشین پر ٹوٹ پڑے ہر چند مربع نشین
نے کوشش کی مگر طائرون نے نہ چھوڑا چند طائر سر پر بیٹھے کہ زبان بند ہوئی چند ہاتھون مین
لپٹے چند سینے پر بیٹھے سنبل گیسو دراز نے زبان مین سوزن دمی قفس مین بند کر کے اُسی کمرے
مین قفس لٹکا دیا باہر نکلی کنیزون سے کہا کہ ایک مفتری کو تو مین نے گرفتار کیا زور طلسم کشا
کا کم ہوا اب اُنکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے تدبیر کی ہی مگر مقتون روئین تن کو جو نامہ پہونچا

ساٹھ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طلسم کشا کی طرف چلا ادھر شبر نگ نے آکر نور الدہر سے
یہ خبر کی کہ ملکہ مربع نشین کو سنبل نے بلا بھیجا ہی مین نے منع کیا تھا کہ نہ جا ملکہ نے نہ مانا
تشریف لے گئین خدا انجام بخیر کرے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین ملکہ کی روتی ہوئی آئین اور
عرض کی کہ ای شہریار ہماری ملکۂ عالم جاکر قید ہو گئین سنبل گیسو دراز نے اُنکے ساتھ بڑا
مکر کیا کہ اُنکو دھوکے سے گرفتار کر لیا نور الدہر نے کہا کہ جاؤ قلعے کا انتظام رکھو ہم
اُنکی رہائی کی فکر کرین گے یہ فرماکر شبر نگ سے کہا کہ ای شبر نگ رہائی ملکہ کی تدبیر کرو
شبر نگ چاہتا تھا روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا مفتون روئین تن ساٹھ ہزار
جوانون سے مقابلۂ نور الدہر مین آکر پہونچا دن بھر تامل کیا شام کو طبل جنگی بجوایا یہ خبر
ہرکارون نے نور الدہر کو بھی پہونچائی نور الدہر نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا
طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ستارہ سحری آسمان پر
چمکا عندلیبان خوشنوا آشیانون سے نکل کر شاخ گُل پر بیٹھین زمزمہ سرائی کرنے لگین
سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا شاخون نے ہاتھ پھیلائے برگ سبز دست معشوقان پر حنا کے
کا نشان صاف ثابت ہوتا تھا کہ حسینان جہان نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے ہین
کہ لشکر لیکر مفتون روئین تن آکر پہونچا ادھر سے نور الدہر فوج کم ساتھ لیے ہوے
ساحرون کو الگ چھوڑا پہلوانان زبردست مثل قحطان اژدر سوار داخلاق مردم در
سائے مین تلوارون کے شاہزادے کو لیے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین
جمنے لگین جب صفین جم چکین تو نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرشے مفتون
نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے قحطان اژدر سوار گھوڑے کو چمکا کر سامنے نور الدہر کے آیا
عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان نور الدہر نے فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا
قحطان گھوڑا چمکا کر سامنے مفتون کے آیا مفتون نے نیزہ مارا اور کہا کہ ای قحطان تو نے
غضب کیا کہ قدرت سے برگشت ہوا قحطان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا اور
جواب دیا کہ مین نے خداوند باطل کو چھوڑا خداوند حقیقی کا مذہب اختیار کیا آپس مین

نیزہ چل رہا ہی دونون لشکر دیکھ رہے ہین یہان تک نیزہ آپس مین چلا کہ سنانین اور بُنانین
بیکار ہوئین چھر پر چھر پڑنے لگی وہ بھی مانند خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے ہوئی
مفتون نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا قحطان نے تلوار کو تلوار
پر کاٹا کہ اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تلوار کا کیا مفتون نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا
بیدلی سے تلوار روکی شانے پر تلوار پڑی مگر شانہ نشانہ نہ ہوا نہ مفتون زخمی ہوا کئی ہاتھ
تلوار کے قحطان نے مارے مفتون پر کچھ تاثیر نہ ہوئی ہر مرتبہ تلوار اُچٹ گئی آخر مفتون
نے ہاتھ تلوار کا مارا قحطان زخمی ہوا چاہا تھا کہ سر کاٹ لون اخلاق مردم در گینڈا
اُڑا کر آپڑا دو گھڑی کامل لڑا مگر مفتون زخمی نہ ہوا آخر اخلاق بھی زخمی ہوا چھ پہلوان شام
تک نکلے خوب خوب لڑے آخر کو زخمی ہوے شام کو مفتون نے طبل بازگشت بجوایا
اور یہ کہکر پلٹا کہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا ادھر نورالدہر زخمیون کو لیکر پلٹے سب کے
آکر ٹانکے دلوائے پوچھا کہ بھائیو تمنے اس نامرد کو دیکھا مین بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کہ تم سب
کس لطف سے لڑے کیسے کیسے ہاتھ مارے مگر آخر کو زخمی ہوے پہلوانون نے عرض کی کہ
اے شہریار نہین معلوم کیا باعث تھا اگر پہاڑ پر ہاتھ مارتے تو تا بہ بیخ کاٹتے مگر اُس بیحیا
پر کچھ اثر نہ ہوا اخلاق نے کہا کہ مین نے زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر دی مگر وہ بیحیا غیرت سے بھی
نہ کٹا یہان مفتون جو پلٹ کر آیا غرور سے زمین پر پانون نہ رکھتا تھا بارگاہ مین آکر بلبلانے لگا
کہتا تھا کہ یارو تمنے دیکھا کہ چھ پہلوان مین نے زخمی کیے کل طلسم کشا کو للکارونگا سر میدان
سر کاٹ لونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی خوشامد والے کہہ رہے ہین حضور کا مثل نہین ہی
کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہی جو آپ سے لڑا وہ مارا گیا مفتون نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب
ستارہ سحری آسمان پر چمکا نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار
علم آفتاب نکلا جب ۰
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے یکبار

مفتون روئین تن سوار ہوا ادھر سے نورالدہر میدان
مین آئے سرداران تہمتن ساتھ ہین ہرچند کہ زخمدار ہین مگر آمادہ حرب و پیکار ہین مفتون نے

گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ آج سوائے طلسم کشا کے اور
کسی کو نہین چاہتا یہ سُنتے ہی نورالدہر نے مرکب طلسمی بڑھایا جیسے ہی سامنے مفتون کے
آکر پہونچے مفتون انکی صورت زیبا دیکھ کر حیران ہو گیا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی
مین نے تو طلسم کشا کو بلایا ہی مین سمجھا تھا کہ طلسم کشا کا بڑا قد و قامت ہوگا نورالدہر نے
کہا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل کا مین ہی ہون مفتون نے کہا کہ ای معشوق خوبرو مین
کھڑا ہون سب حربے کر لو میرا حربہ تو قہر خداوند بقراط ثانی ہی جب وار چلا تو پھر خاتمہ ہی
نورالدہر نے کہا کہ وہ غضب بقراط تیری گردن پر ٹوٹیگا مفتون نے نیزہ مارا چاہا
کہ نوک نیزے پر اُٹھا لون نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر
دیکھ رہے ہین کہ نیزہ چل رہا ہی ہر مقام پر مفتون چاہتا ہی کہ نیزے پر اُٹھا لون نورالدہر
روک لیتے ہین مفتون حیران ہو رہا ہی ایک مقام پر نورالدہر نے نیزہ گا نٹھا گانٹھ کر
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے نکل گیا نیزہ جو ہاتھ سے مفتون کے نکلا جی مین کہتا
ہی کہ اس معشوق وضع نے نیزہ میرا نکالدیا شاید یہ جوان شعبدہ باز ہی مگر تلوار کو کیونکر
روکیگا یہ سوچ کر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر روکا وار اسکا
روک کر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا تلوار خود کو کاٹ کر جب سر پر پہونچی اُچٹ گئی کئی ہاتھ
نورالدہر نے اسیطرح مارے آخر سمجھے کہ یہ روئین تن ہی جیسے ہی مفتون نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی تلوار پھینک کر
ہاتھ اُسکا کھینچا مفتون لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے نورالدہر نے کمر مین
ہاتھ ڈال کر مفتون کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون
بے حیا تجھکو اپنے زور پر بڑا ناز تھا اب شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مفتون نے
کہا کہ ای جوان قتل ہونا میرا دشوار ہی نہین معلوم تو کیا سوچتا ہی نورالدہر نے کہا کہ جو
مین کہتا ہون اسکا جواب دے اگر اسلام اختیار کر تو امان ہی ورنہ بے مارے تجکو نچھوڑونگا
مفتون نے کہا کہ محبت خداوند بقراط میری رگ و پے مین بستہ ہی مین قدرت کو بُرا نہ کہونگا
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر نورالدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر رکھ کے

چرخ دیا چرخ دیگر گردن اُسکی مع نرخرے کھینچ لی مفتون کو جو مارکر اُٹھے ساتھ والون نے
اسکے بلوہ کیا سرداران نورالدہر بھی جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے دو گھڑی
کامل تلوار چلی ساحرون نے چاہا کہ آکر شریک ہون نورالدہر نے پکار کر آواز دی کہ
ای نجمہ وغیرہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین اس بات پر راضی نہین کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین
دیکھو ہمراہیان مفتون دب رہے ہین ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر ہماری فوج والے
اُنکو گھیرے ہوے ہین تھوڑی دیر مین ملازمان مفتون نے جادر ہلائی جیجون خشت انداز
بھائی مفتون کا کل کا افسر ہی زخمی ہو کر سامنے نورالدہر کے آیا عرض کی کہ ای شہریار
مجکو آپ کی جنگ دیکھ کر حیرت ہو گئی امیدوار ہون کہ کلمہ ارشاد فرمائیے مین صدق دل
سے مسلمان ہوا ساتھ والون کو منع کیا کہ بس یارو جنگ ہو چکی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی
ہین جرأت مین لاثانی ہین ان سے کون لڑسکتا ہی بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین
آئے ان سب کو نورالدہر لیکر بارگاہ مین آئے پہلو مین جگہہ دی جیجون پہلوان
معقول ہی شبرنگ کو نورالدہر نے بُلایا کہا کہ ای شبرنگ ملکہ کی رہائی کی تدبیر کرو
مجکو اُنکا قید ہونا نہایت ناگوار ہی شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جب ملکہ نے مجھسے کہا
کہ مجکو سنبل نے بُلایا ہی غلام کا دل دھڑکا ہین فوراً کھٹکا تھا منع کیا تھا کہ ملکہ نہ جائیے
وہ صاف باطن تھین گئین جاکر گرفتار ہوئین مگر غلام جاتا ہی نجمہ نے کہا کہ ای شبرنگ
تمہارے عقب مین مین بھی آتا ہون مجکو تمہارا تنہا جانا بہت ناگوار ہی شبرنگ بانہا کے
عیاری لگا کر چلا عقب مین نجمہ اخترشناس پر پرواز پیدا کر کے چلا مگر شبرنگ بن عمرو
جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا آواز گانے کی سُنی کہ جیسے کوئی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ہی صاف آئنہ یہ تمہارا بدن نہین	گویا غلاف آئنہ ہی پیرہن نہین
دنیا مین جیسے آئے تھے ویسے ہی ہم چلے	یان تک کہ لاش کو بھی میسر کفن نہین
لاغر کیا ہی فرقتِ جانان نے اسقدر	گویا ہماری روح فقط ہی بدن نہین
کیا زندگی کہ تجھسے ہون مربوط تا ابد	ای جان جان یہ رابطہ جان وتن نہین

کیا گُل کی احتیاج کہ ہی پھُول خود شراب	کافی یہ میکدہ ہی جو ساقی چمن نہین
کیا تاب تیرے سامنے کچھ بات کرسکون	قاتل برنگِ زخم دہن ہی سخن نہین
کیون ہو گیا ہی روز جدائی مجھے پہاڑ	عاشق تو ہون ضرور مگر کوہکن نہین

شبرنگ حیران ہوا کہ اس ویرانے مین کون گا رہا ہی گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ پہونچا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اور گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی شبرنگ اُترا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار سے اُترا نخل کی آڑ مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شبرنگ بیٹھا تھا شبرنگ نے اُسکو بیہوش کیا اُسی کا لباس پہنا اور اُسی کا زیور بھی پہن لیا گائن کی شکل بنکر محفل مین آیا راہ مین سوچتا ہی کہ ای شبرنگ جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای گلرنگ آج تو خوب گائین ملکہ نے گانا تمھارا دیر تک سُنا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ آج کہین جانے کو ہین شبرنگ سامنے آکر بیٹھا اپنا نام بھی معلوم ہو گیا خوب دل توڑ کے گایا مالکۂ صحبت نے بڑی تعریفین کین کہا کہ ای گلرنگ آج تو نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا کہ آسمان سے ایک طائر آیا سامنے آکر پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ شمیم سنبل نے آپکو بلایا ہی جلسہ کیا ہی آپ بھی چلیے شمیم اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی کہا گلرنگ تم بھی چلو یہ سنکر شبرنگ اُچک کر تخت پر بیٹھا ساتھ شمیم کے چلا تھوڑی دیر مین دور سے قصر معلوم ہوا یہی قصر سنبل ہی تخت نیچا ہوا سنبل نے جو دیکھا کھڑے ہو کے کہا کہ ای شمیم آؤ ہمنے جلسہ کیا ہی ایسی بدخواہ کو پکڑا کہ جسنے ارادہ کیا تھا کہ دربند کو تباہ کرا دے مین اُنے روئین تن ایسے پہلوان کو بھیجا وہ بھی طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اب اور تدبیر کرونگی وہ سامنے دیکھو کمرہ ہی بی مربع نشین قفس مین بند ہین اس گیسو بریدہ نے دم دیکر مجھسے حال پوچھ لیا سب حال پوچھ کر طلسم کشا سے کہ دیا مگر یہ وہ مقام ہی کہ کوئی آ نہین سکتا جو کوئی آوے وہ گرفتار ہو جائے شمیم نے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری گائن گلرنگ نامے ایسی کامل و اکمل ہی ایسا گاتی ہی کہ دل بیقرار ہوتا ہی سنبل نے کہا کہ ای شمیم گانا سُنواؤ شبرنگ نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

اس دہن کے وصف مین تقریر کی حاجت نہین
خط کی بھی تعریف مین تحریر کی حاجت نہین

دولت تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہین +
معدن زر ہی جہان اکسیر کی حاجت نہین

مجکو بازیگاہ کافی ہی کرون کیا خانقاہ
مین مربا اک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہین

درد ہی دل مین مگر خاموش ہون مانند نَے
ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہین

راستی سے اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہی +
اُسکے ابرو کی کمان کو تیر کی حاجت نہین

ای فلک شمس و قمر کے کیا دکھاتا ہو ورق
طالب دیدار ہون تصویر کی حاجت نہین

حشر تک زیر زمین دو روز بالاے زمین
قبر کی دنیا مین کچھ تعمیر کی حاجت نہین +

زندگانی ہی علامت مرگ کی ای غافلو +
اور پھر اس خواب کو تعبیر کی حاجت نہین

انتظار خط نے قاصد کین مری آنکھین سفید
سادہ کاغذ بھیجدون تحریر کی حاجت نہین

جب مین روتا ہون تو یہ کہتا ہو وہ شیرین ادا
مثل شیرین مجکو جوے شیر کی حاجت نہین

تاب کیا حاسد کی جو بگڑے کبھی میری زبان
شمع ہی لیکن اُسے گلگیر کی حاجت نہین +

مین ہی ای ناسخ نہین کچھ طالب دیوان میر
کون ہی جسکو کلام میر کی حاجت نہین +

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ سنبل نے خوش ہو کر گلے سے موتیون کا مالا اُتارا گلے مین شبرنگ کے ڈالدیا شبرنگ نے جو اپنے اوپر مہربان پایا اور سامنے دیکھ چکا ہی کہ قفس کمرے مین رکھا ہی اور اُس قفس مین مربع نشین بند ہی دروازے چہار طرف کے کھلے ہوے ہین ہاتھ باندھ کر عرض کی اور ایک کمال عرض کرون کہ دیکھنا کیسا سنا بھی نہ ہو سنبل نے کہا کہ وہ کیا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ ساقی گری خوب کرتی ہون ہاتھ سے بتاؤن منہ سے گاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن اگر ایک قطرہ گر جائے تو زبان میری کاٹ لیجیے سنبل نے حیران ہو کر کہا کہ ای گلرنگ یہ تو بہت دشوار ہی شبرنگ نے کہا کہ کُنجی میخانے کی مجکو دیجیے سنبل نے کُنجی میخانے کی دی شمیم سے کہ رہی ہو کہ تمنے جو گلرنگ کی تعریف کی بی گلرنگ آپ سے باہر ہو گئین محفل مین ذلیل ہونگی سر سے کیونکر شراب پلائینگی شمیم نے کہا آج نئی بات گلرنگ نے کہی مگر شبرنگ نے میخانے مین آتے ہی پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہوے گے کوئی باقی نہ رہے کنیزین یہ سُنکر دوڑین گلابیان اور قرابے اُٹھا کر لے گئین

شبرنگ نے سب مین بیہوشی ملادی ہی چالیس گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لایا گھنگرو پانُون مین باندھے کھڑا ہو کر ناچنے لگا ناچتے ناچتے جام لبریز کیا سامنے سنبل کے آ کے سر جھکایا سنبل نے خوش ہو کر جام لیا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے گلے مین گلرنگ کے پہنا دیا کہا کہ ای گلرنگ حقیقت مین تمنے وہ کمال حاصل کیا ہی کہ کبھی ہمنے نہ سُنا تھا نہ دیکھا اب تمکو اپنی خدمت مین رکھین گے تمھاری بی بی سے تمکو مانگ لین گے شبرنگ نے کہا کہ آپ کو ایسا راضی کرون کہ آپ خوش ہو جائین اب تو شبرنگ نے دورہ باندھا جام سر پر رکھا اور ہر ایک کے سامنے پہونچا سر جھکا کر کہتا ہی کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سامنے بیٹھ کر یہ چند اشعار تصنیف کردۂ قمر اس رنگ سے گائے کہ اہلِ محفل دنگ ہو گئے نظم

آنکھون کو جلتے ہین پیالا شراب کا + مستونکو فرض عین ہی مینا شراب کا +
سیر اخمیر بادۂ انگور سے بنا + گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو + ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا +
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل + پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی + پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا +
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دورِ جام مے + عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا +
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار + پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
ای بحرِ حسن آج تو چل موتی جھیل پر + اکبر ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
بی بی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار + ہولی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقیِ ہوش نے ای قمر + دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

اتنے عرصے مین سنبل کو خوب نشہ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر کہا کہ ای تو ا گلرنگ دیکھو قدرت آئے ہین یہ کہکے مسند سے اُٹھی گت بھرتی ہوئی چلی آخر لڑکھڑا کر گری شمیم بھی برابر اُٹھی یہ بھی لڑکھڑا کر گری جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب اُٹھ اُٹھ کر گرین کنیزین چمن مین جا بجا بیہوش ہوئین جبکہ سب بیہوش ہو چکین شبرنگ نے چاہا سنبل کو قتل کرون پھر

خیال مین آیا کہ مربع نشین کو رہا کر لون تب اسکو قتل کرونگا یہ سوچ کر طرف کمرے کے چلا
مگر مربع نشین کی زبان مین سوزن ہی منہ سے تو بول نہین سکتی اشارون سے منع کر رہی
ہی کہ کمرے مین نہ آؤ مگر شبرنگ نہ سمجھا جیسے ہی جھپٹ کے کمرے مین گیا طائر جو کھونٹیون پر
طاق مین بیٹھے تھے چاؤن چاؤن کر کے شبرنگ کے لپٹ گئے ایک طائر اُس مین سے
اُڑکر قریب سنبل کے آیا آکر سر پہ بیٹھا منقار سے پانی چھوڑا کہ سنبل ہوشیار ہوئی طائر
اُڑکر چلا گیا وہین جا کر طاق پر بیٹھا سنبل نے جو آنکھین کھول کر دیکھا سب کو بیہوش پایا
گھبرا کر باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا حیران تھی کہ کسنے ہمکو بیہوش کیا طائرون کو
پکار کر آواز دی کہ ای طائران طلسمی کسنے ہمکو بیہوش کیا ایک طائر نے پکار کر آواز دی
کہ دیکھیے ملکہ عالم یہ عیار اندر آیا تھا ہمنے اسکو گرفتار کیا ہی سنبل نے اُٹھ کر دیکھا
کہ ایک عیار طرار خنجر گزار ایک ستون سے بندھا ہوا ہی کوڑا پکڑ کر سنبل کھڑی ہوئی کہا
کہ بتا تو کون ہی شبرنگ نے اپنا نام بتایا کہ مین عیار طلسم کشا ہون تمھارے قتل کو آیا تھا
قضاے کار نجم اختر شناس اُڑا ہوا آسمان پر آتا تھا اسنے دیکھا کہ شبرنگ ستون سے
بندھا ہی اور سنبل کوڑا پکڑے کھڑی ہی مگر یہ سب معاملہ کمرے کے اندر ہی نجم گھبرا گیا
سنبل ہر مرتبہ کوڑا اُٹھاتی ہی اور رُک جاتی ہی نجم اپنے جی مین کہتا ہی کہ ای نجم معلوم ہوتا
ہی کہ شبرنگ نے عیاری کی اور گرفتار ہو گیا ایسا نہ ہو کہ سنبل اسکو قتل کر ڈالے تو مین
طلسم کشا کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اگر قید کرنے کو ہوتی تو اس طرح نہ باندھتی یہ سوچ کر ایک
گولہ جھولی سے نکالا یہ بھی دیکھا کہ بیرون کمرہ کئی سو جادوگرنیان نامی اور نامدار جمع ہین
وہ پکار پکار کے سنبل سے باتین کر رہی ہین کہ ای ملکہ عالم یہ عیار بلاے روزگار ہی دیکھیے
یہان تک کیونکر پہونچا شمیم سر پیٹ رہی ہی کہہ رہی ہی کہ بڑا غضب ہوا یہ کمبخت میرے
ساتھ آیا کل کو قدرت فرمائین گے کہ شمیم نے سنبل کو قتل کرانے کا ارادہ کیا تھا تو مین
کیا مُنھ دکھاؤنگی یہ ظالم میرے ساتھ آیا آتے ہی کیا دام پھیلایا کہ ہم سب اس کے
دام مکر مین پھنسے سنبل جواب دیتی ہی کہ تُو اے شمیم تمھاری کیا خطا ہی جو کچھ کیا ہمنے اپنے
ہاتھ سے کیا مگر اسکو مارے کوڑون کے مار ڈالونگی عیاریان تو اسنے جا بجا کی ہون گی

اگر ایسا کہین نہ پھنسا ہوگا ایسی سزا دون کہ یاد کرے یہ سب باتین نجم نے سُنین گولے کو تیار کرکے محفل کی طرف پھینکا ایک دھماکا ہوا اور اندھیرا ہو گیا جب نجم نے دیکھا کہ اندھیرا ہوا صرف کمرہ ہی معلوم ہوتا ہی کڑک کر گرا کہ شبرنگ کو اُٹھا لون پھر سوچا کہ قفس مربع نشین بھی لون اگر مربع نشین رہ گئی تو طلسم کشا شکایت کرین گے کہ میری معشوقہ کو کیون چھوڑ دیا جبتک باہر سحر کیا ہی یہ تو بل نہ سکین گی سنبل سے سمجھ لونگا مین کیا اُس سے کسی طرح پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے امورات سوچ کر کڑکا اور گرا جیسے ہی قدم کمرے کی زمین پر قایم ہوا سب طائر چاؤن چاؤن کرکے دوڑے اور نجم کے لپٹ گئے نجم نے دو چار کو چیر کر پھینکا مگر دو چار طائر سر پر نجم کے بیٹھ گئے زبان بند ہوگی سنبل نے پلٹ کے دیکھا للکار کر آواز دی کہ بڑا گرگ باران دیدہ پھنسا ای نجم یہ نہ سمجھے کہ ہمنے کمرے مین کیون قید کیا ہی یہ طائران طلسمی ہین کنیزون کو آواز دی کہ آکر اسکو گرفتار کرو نجم دیوانون کی طرح کھڑا تھا زبان بند طائر ہر اعضا پر بیٹھے ہین ہوش و حواس پراگندہ کنیزون نے آکر زبان مین سوزن دی نجم کو بھی ایک قفس مین بند کیا مگر شبرنگ حیران ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ مین تو غیر ساحر تھا یہ تو ساحر زبردست تھا اسکا پھنسنا غضب ہوا نہین معلوم اس کمرے مین کیا آفت ہی دونون کو سنبل نے قفس مین بند کرکے قفس لٹکا دیے طائرون کو اشارہ کیا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکر چلی گئی شبرنگ کئی روز تک قید رہا مگر شام سے غافل سو جاتا ہی تا صبح بیدار نہین ہوتا ایک روز شبرنگ بن عمرو نے اپنے دلمین کہا ای شبرنگ شام سے نیند آجاتی ہی صبح کو آنکھ کھلتی ہی نہین معلوم شب کو یہان کیا ہوتا ہی ایک روز سنبل تو چلی گئی شام ہوئی نیند آنے لگی شبرنگ نے اپنی انگلی کو تراشا اور نمک مرچ لگایا اُسکے صدمے سے بیدار رہی جب آنکھ بند ہوتی ہی پھر نمک مرچ لگا دیتا ہی جب پہر رات گذری دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرے ہر چند کہ شبرنگ نے چاہا آنکھ نہ بند ہو مگر نہ ہو سکا پلک جھپک گئی اب جو آنکھین کھول کر دیکھا اُسی کمرے مین روشنی ہی ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جادوگرنی بیٹھی ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین ایک گائن یہ اشعار گا رہی ہی نظم

آج میخوار نہ فراق ساقیِ گلفام ہی
چور اپنا کاسۂ دل بھی برنگِ جام ہی

بے زری کا غم نہین جاری ہمارا کام ہی
سامنے آنکھونکے اک محبوب سیم اندام ہی

ٹھوکرین کھاتا پھرونگا ادھر اُدھر انکے عوض
گردشِ ساغر کہان اب گردشِ ایام ہی

بیخودی مین آنکھ پڑ جاتی ہی جب خورشید پر
آسمان کو جانتا ہون اُس پری کا بام ہی

روے جانان پر نہ زلفین ہین نہ خطِ مشک فام
دل کے پھنسنے کو نہ جانے کونسا وہ دام ہی

واہ کیا آغاز خط مین ہی فروغِ روے یار
آفتابِ صبحِ محشر پر چراغِ شام ہی

وصل کی شب ہو چکی وہ ماہ اپنے گھر گیا
کیون اندھیرا ہو گیا یہ صبح ہی یا شام ہی

جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی شبرنگ چیخین مار کر رونے لگا نوبہار کنیز نے قریب آکر کہا کہ کیون نگوڑے مکار تو کیون رو رہا ہی شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اپنے جان کے خوف سے رو رہا ہون دیکھیے کیونکر جان بچے اُس کنیز نے کہا کہ میان عیار صاحب تمھارے واسطے نامہ بخدمت خداوند بقراط ثانی گیا ہی ہماری ملکۂ عالم نے بھی یہی لکھا ہی کہ اسکے قتل کا حکم ہو یقین ہی کہ تیرے قتل کا حکم آئے تیرا بچنا دشوار ہی تو نے بڑی خطاے فاش کی یہ کمرہ وہ مقام ہی کہ قدرت بھی یہان سنبل سے پوچھ کر آتے ہین تو نے بے پوچھے قدم رکھا آخر یہ انجام ہوا کہ گرفتار ہو گیا شبرنگ نے کنیز کو باتون مین لگایا کہا بوا میرا قفس اُتارو میرے پاس جو کچھ بامُدا ہی وہ دیدون تمھاری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تم معتبر ہو کنیز نے قفس اُتارا سوچی کہ قیدی ہی ملکہ شکر لب اس وقت ناچ گانے مین مصروف ہین یہ جو کچھ دے اس سے لو اول تو یہ قتل ہو جائیگا اور بچا بھی تو اسکی کون سُنے گا قفس اُتار کر کنیز بیٹھ گئی شبرنگ نے کہا کہ بوا کھڑکی کھولدو تو مین روپے دون کنیز نے کھڑکی کھولی صحبت کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھی ہی کہ شکر لب دیکھنے نہ پائے سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہین ادھر کون خیال کرتا ہی آخر شبرنگ نے ایک پوٹلی نکالی کہا لو بوا یہ خرچ میرے تیجے کا ہی باقی اور بھی دیتا ہون کنیز نے وہ پوٹلی لے کر کہا کہ اسکو مین کھول کر گن لون شبرنگ نے کہا کہ گننا کیسا جو تمکو منظور ہو وہ تم بھی لے لو ہمارے تیجے کی رقم الگ رکھو کنیز نے پوٹلی کو ہاتھ مین لیکر کھولا پوٹلی کھلتے ہی اُس مین سے دھوان نکلا کنیز چھینک مار کر بیہوش ہوئی شبرنگ نے

بہ تعجیل تمام اُس کنیز کو اپنی شکل بنا کر قفس مین بند کیا کپڑے اُسکے پہنے اور سگلے مین اُس کے گیند ٹھونس دیا قفس اُسی طرح لٹکایا نو بہار بنا ہوا سامنے محفل کے آیا صاحب صحبت یعنی شکر لب کو مسکرا کے سلام کیا شکر لب نے پوچھا کہ کیون نو بہار کس بات پر ہنستی ہو کیا گانا نہین پسند آیا شبرنگ نے کہا کہ گانے والی تو اپنا کمال دکھا رہی ہی مگر ساز اچھے نہین بجتے طبلہ سم پر نہین آتا سارنگی سے بول نہین نکلتے اگر حکم ہو تو ان سازندون کے ساتھ مین گاؤن شکر لب نے کہا کہ خیلہ تو گانا کیا جانے شبرنگ نے جواب دیا واری میرا گانا تو سُنیے ہرچند کہ مجکو نزلہ ہی آواز بے لطف ہو رہی ہی مگر سماعت فرمائیے تو حال کُھلے یہ کہکر شبرنگ نے گائن سے کہا کہ بُوا ہٹ جاؤ بیچ مین آکر بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا کہ جس طرح جی چاہے بجاؤ مین تمہارا خیال نہ کرونگی یہ کہکر شبرنگ نے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانا شروع کیے نظم

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئنہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جویاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل مل کر جدا ہوتا نہین

کسکو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کون سا سرکش تمہاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہی دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہرچند جذب کہربا ہوتا نہین

جسقدر چاہین اکڑ لین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہی جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسو سا پیشوا ہوتا نہین

اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

ہین ہر اک دندان دہان یار مین در یتیم
اُن لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہی کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُسکے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچائین گل ہاے چمن
یار کا سا خندہ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقے مین نہین کامل ابھی تو
حق ناز ای طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

کون ملتا ہی نہین ملتا اگر وہ نازنین | مین بھی اُس ناآشنا کا آشنا ہوتا نہین
نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھانے لگتا ہی لباس | اپنے جامے مین تو ای گلگون قبا ہوتا نہین
کونسی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین | شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین
استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوے یار | اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ شکرلب تعریفین کرنے لگی کہا ای نوبہار تو خوب گاتی ہی تو نے آج دل بیقرار کر دیا سازندہ اون کو بھی سنبھال رہی ہی شبرنگ نے کہا کہ حضور یہ کمال آپ نے کیا دیکھا دوسرا کمال عرض کرون کہ جو حضور خوش ہو جائین سنکر شکرلب نے پوچھا دوسرا کمال کیا کہا حضور شراب عمدہ طور سے پلاؤن ذرا گت میری سنیے تب آپکو لطف اوٹھی شکرلب نے اشارہ کیا کہا حضور پیشواز منگوائیے پیشواز آئی شکرلب کے پہننے کی بہت بھاری گوٹا پٹھا لگا ہوا شبرنگ نے وہ پیشواز پہنی سامنے شکرلب کے ناچنے لگا کہا حضور دروازے کمرے کے بند کرا دیجیے دروازے کمرے کے بند ہوے اب شبرنگ ناچتا ہی اور بیہوشی اُڑاتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین اسقدر بیہوشی اُڑائی کہ کنیزین بیہوش ہونے لگین دروازے کمرے کے بند مین بیہوشی پھیلی شکرلب گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی شبرنگ بن عمرو خنجر لے کر چلا نجم نے اشارہ کیا کہ ای شبرنگ میرے پاس آؤ خبردار کسی کو قتل نہ کرنا یہ سب عورتین وہ ہین جو طائر بنی رہتی تھین شبرنگ نے قریب آکر قفس نجم اُتارا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی نجم نے زبان سے سوزن نکلتے ہی قفس توڑا اور قفس سے نکلا قفس سے نکلتے ہی ہاتھ ہلانا شروع کیا برقین گرین کنیزین قتل ہونے لگین مربع نشین کو بھی رہا کیا مربع نشین نے قفس سے نکلتے ہی ایک برق کلان گرائی کہ شکرلب کے بھی دو ٹکڑے ہوے شکرلب کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازین مہیب آنے لگین نجم نے کہا کہ ای شبرنگ تم تو نکل جاؤ شبرنگ نکل کر بھاگا نجم و مربع نشین نے مل کر سب کو قتل کیا مکان جنبش مین آیا آخر کمرہ بھی گر پڑا نجم اختر شناس و مربع نشین نے اپنے کو بچایا دونون کود کر نکلے مربع نشین نے کہا کہ مین تو اپنے قلعے پر جاؤنگی نجم نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا آخر دونون ساتھ چلے یہ دونون چلے ہوے جاتے ہین

کہ اُدھر سے ایک آندھی اُٹھی کہ تمام راستہ سیاہ ہو گیا نجم نے کہا کہ ای مربع نشین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سنبل کو خبر ہو گئی اب ادھر سے پلٹو راستہ نہ ملیگا دونون اُدھر سے پلٹے چاہا کہ مین برسنے لگین اُدھر سے بھی آندھی اُٹھی اس زور و شور سے آندھی اُٹھی کہ صد ہا نخل گرنے لگے بوٹے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی نجم نے کہا کہ ای مربع نشین یہ راستہ بھی رک گیا وا اپنے پر متوجہ ہوے اُدھر سے دیکھا کہ ہزار ہا طائر آتے ہین اُنکی زمزمہ سرائی کی صدا سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

کیا اگر دشمن سوار فیل ہی
کافی اُس کو ریزۂ سجیل ہی
جب سے ہی پنہان نظر سے عیش باغ
چشم گوہر بار موتی جھیل ہی
کھینچ رہا ہی وہ اگر کھینچ رہنے دو
اپنی جانب سے بھی اب تو ڈھیل ہی
آنکھین روشن راہ جانان مین ہوئین
میل جو ہی سرمے کا وہ میل ہی
کیا کہون شان اُسکے نوبجانے کی
جس مین قرنا صور اسرافیل ہی
یوسف ثانی جو ہی وہ خود فروش
کانپور اب مصر گنگا نیل ہی
ہی ہمارے سینہ و دل کی شبیہ
تعزیہ خانے مین جو قندیل ہی
داغ سودا مجکو نارنج کم نہین
کس کے سر کو حاجت الکلیل ہی

اُن طائرون نے جو یہ آواز دی مربع نشین نے گھبرا کر کہا کہ ای نجم ان طائرون کو دیکھ کر ہوش اُڑتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آرہا ہی قلب تھرا رہا ہی نجم نے کہا کہ ای ملکہ ہوشیار رہو معلوم ہوتا ہی سنبل قریب آگئی اب میری طبیعت کو بھی پریشانی ہی شبرنگ کو خوب نکالدیا اگر وہ ہمارے ساتھ رہتا تو ضرور گرفتار ہو جاتا اب تڑپ کر بلند ہو یہ سنکر مربع نشین تڑپی اور بلند ہوئی نجم چہار جانب دیکھتے ہوے ستارہ بن کے چمکے کہ پشت سے نعرے کی آواز آئی کہ ای قیدیان زندان مصیبت وای گرفتاران زندان بلا و محنت منم سنبل گیسو دراز تمنے بڑا غضب کیا کہ طائران طلسمی کو مار اکیا مین تمکو جانے دونگی وہ ظالم کہان ہی کہ جسنے یہ آفت برپا کی اگر اس وقت نکل گیا تو خیر کہان جائیگا نجم نے چند ستارے گرائے سنبل نے اُن ستارون کو سیاہ کر دیا نجم سے سحر ہونے لگے مگر نجم کسی مقام پہ

کمی نہین کرتا جملہ سحر دفع کرتا جاتا ہی جب آپس مین یہ دونون بخوبی سحر کرنے مین مصروف ہوئے
ملکہ مربع نشین نے دور سے دیکھا کہ دونون خوب سحر مین مصروف ہین پشت پر سے اگر
برق چمکائی برق جو تڑپ کر گری سنبل نے دیکھا کہ برق کڑکتی ہوئی آتی ہی ہاتھ ہلایا برق
نہ رُکی آخر مجبور ہو کر پیچھے ہٹی وہ برق سر پر آکر گری سر زخمی ہوا اب تو نجم نے بھی چاہا کہ
سحر کرکے اسکو مار لون آواز دی کہ ای مربع نشین تمنے بڑا کمال کیا یہ بچیا زخمی ہوئی
اب اسکو گھیر کر مار لو ایک طرف سے نجم چلا اور ایک طرف سے مربع نشین نے آگ
برسائی اب سنبل گھبرائی سوچی کہ ای سنبل نکل چلو پکار کر آواز دی کہ ای نجم مین پھر آکے
مقابلہ کرونگی نجم نے کہا کہ ای سنبل اب تمھارے در بند بر زوال ہی اپنی جان بچانے کی
فکر کرو سنبل کڑک کر بلند ہوئی اور دستک دی دو جادوگر سیاہ رو تیرہ درون سامنے
آئے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہی سنبل نے کہا کہ ان دونون سے سمجھ لو وہ دونون
جادوگر بہت خوب کہکر ایک نجم کی طرف چلا اور ایک مربع نشین پر آیا جو ساحر قریب
نجم کے آیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نجم نے روک کر وار کیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے
جو ساحر مربع نشین پر گیا اُسنے گولہ مارا مربع نشین نے وہ گولہ روک کر ہاتھ ہلا دیا
ایک طائر پیدا ہوا اُسنے یہ اشعار پڑھے نظم

نامہ بر ہی نامۂ احباب ہی	ہاے بیداری ہی یا یہ خواب ہی
مین تر بیٹھی تو دو آنکھین میری	اب الہ آبا د بھی پنجاب ہی
خط جو لکھنے مین ہوا تھا جوش اشک	بند کاغذ کا کفِ سیلاب ہی
رو رہا ہون جو الہ باد مین	دائرہ جو ہی یہان گرداب ہی
دیکھون اُسکا خندۂ دندان نما	جستجوے گوہرِ نایاب ہی
قاصدا پُرزے اُٹھالے جیب کے	یہ جواب نامۂ احباب ہی

یہ اشعار جو اُس ساحر نے سُنے ہاتھ جوڑکر سامنے مربع نشین کے آیا عرض کی کہ کیا حکم ہی
مربع نشین نے کہا کہ سنبل کا سر لاؤ اُس ساحر نے جھوم کر کہا کہ جو ارشاد ہوا آنکھون
سے بجالاؤنگا یہ کہکر وہ ساحر بصد جوش و خروش روانہ ہوا نجم و مربع نشین چلے مگر

سنبل گیسو دراز جو پلٹ کر مکان پر آئی دیکھا لاشہ شکر لب پڑا ہوا ہی چالیس کنیزون کے
بھی لاشے تڑپ رہے ہین سنبل بہت پریشان ہوئی کنیزون کو بلایا سر کے زخم مین ٹانکے دلوائے
آکر جلسے مین بیٹھی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ بڑا ستم ہوا برے مددگاران طلسم کشا رہا ہوے
ایک نامہ ملکہ اقبال کاکل دراز کو لکھو کہ باغ خارستان مین نہ تشریف لے جایئے گا وہان آپکے
واسطے خوف ہی صحراے ریگستان مین بسر کیجیے وقت پر کنیز بھی آگئی کل کیفیت عرض کر گئی یہ سنکر
کنیزون نے نامہ لکھا سنبل نے اپنی مُہر کی نشانی بنائی ایک کنیز کو اشارہ کیا یہ نامہ لیکر
جا ملکہ اقبال کاکل دراز کو دینا زبانی بھی کہنا کہ باغ خارستان مین نہ جایئے گا صحرا مین رہیے
باغ خارستان کا پتہ سبکو معلوم ہی راز دار کو قید کیا تھا وہ قید سے نکل گئی اب آپ کوئی
تدبیر کیجیے کہ مربع نشین گرفتار ہو تو راز چھپے اُسنے دم دیکر مجھسے پوچھ لیا یقین ہی کہ عیار
طلسم کشا مکر کرے دیکھیے کیا ہو کنیز بہت خوب کہکر نامہ سنبل گیسو دراز کا لیکر روانہ ہوئی
اقبال صحراے ریگستان مین بیٹھی ہی مگر سحر کرکے صحرا کو سبزہ زار کر لیا ہی کیا مجال ہی کہ خاک
اُڑنے پائے یا بونڈر گرد کا اُٹھے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی نخل سرسبز و شاداب نہرون مین
موجین بیتاب عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک نخل کے سایے
مین اقبال بیٹھی ہی کہ سنبل کی کنیز نے آکر نامہ دیا اقبال نے نامہ پڑھ کر اُس کی پشت پر
جواب لکھا کہ ای سنبل ہمکو سب حال معلوم ہوا مگر تم اپنی حفاظت کرو مقدمہ طلسم کشا مین
دخل نہ دو مین اُسکے واسطے فکر کرلونگی خبر البتہ منگا نا کہ طلسم کشا پر کیا گذری یہ جو ساحران
ہمراہی ہین اُنکی تدبیر کرتی ہون سب نے بڑے زور باندھے ہین میان نجم اختر شناس کو
بڑا دعوی ہی میان ارسطوے ثانی ہر علاج مین شریک ہوتے ہین دیکھو کیا تدبیر کرتی ہون
تم صرف اپنی حفاظت کرنا یہ نامہ لکھ کر ایک کنیز کو دیا سنبل نے یہ نامہ پڑھ کر ہرکارے بھیجے
کہ طلسم کشا کے لشکر مین جو کچھ ہو اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ کنیزون سے کہا کہ مین نے تو مہلت پائی
بی اقبال نے اب کمر باندھی ہی حقیقت مین جو کام وہ کرینگی وہ خوب ہوگا ہرکارے تو
لشکر طلسم کشا کی طرف چلے یہان نور الدہر صحرا مین فروکش ہین شب کو جلسہ رہا مگر
مربع نشین بالاعلان خدمت مین حاضر ہوئی صحبت مین شریک رہی پہر رات رہے رخصت ہوگئے

قلعے مین اپنے آئی مگر سنبل صبح کو اُٹھ کر بیٹھی ہی ویرانی باغ کی دیکھ کر پریشان ہو رہی ہو کہ
آسمان سے نعرے کی آواز آئی کہ او سنبل تو نے غضب کیا ملکہ مربع نشین کو صدمہ پہونچایا
حکم ہی کہ سر سنبل کا لاؤ سنبل نے آواز دی کہ او مبہوت ہمنے تجکو اسلیے مقرر کیا تھا کہ
باغی ہو کر آیا ہی جا سامنے سے چلا جا مگر وہ جادوگر کب سنتا ہی سحر مین مربع نشین کے آنکھین
سرخ ہو رہی ہین ہر چند کہ سنبل نے منع کیا لیکن وہ کب مانتا ہی تڑپ کے گرا چاہا کہ
سنبل کو اُٹھا لے جاوٴن سنبل نے آواز دی کہ ارے اسکو لینا پہلوے باغ سے ایک ساحر
قوی تن و قوی من للکارتا ہوا آیا ڈانٹا کہ او مبہوت کوئی افسر کے ساتھ اس طرح کی
بے اعتدالی کرتا ہی خبردار قریب نہ جانا اُسنے نہ مانا تلوار کھینچ کر چاہا کہ سنبل پر جا پڑون
اُس ساحر نے اپنا سر بجاے سپر آگے کر دیا مبہوت نے ہاتھ مارا اُس ساحر کے سر پر پڑا
سر کٹا خون کا سراٹا نکلا وہ قطرات خون جو اُس ساحر پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا
تھوڑے عرصے مین جل کر خاک ہوا جو ساحر کہ بلانے سے سنبل کے آیا تھا اُسنے اپنے تئین
خنجر مار لیا پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تو جان نثار ہین دیکھیے یون جان دیتے ہین وہ خنجر پیٹ
پر پڑا شکم چاک قصہ پاک ہوا سنبل نے حکم دیا دونون لاشین باہر پھینک دو کنیزون نے
بموجب حکم لاشین اُن ساحرون کی باہر پھینک دین سنبل نے کہا کہ صاحبو تم سب نے دیکھا
کہ مربع نشین کو ہمسے کیا دشمنی ہی دیکھو مبہوت کو کیونکر بھیجا کس ارادے سے آیا تھا
مگر اُسکی بھی یہ مجال نتھی کہ میرے قریب آسکتا یہ تو اس انتشار مین ہی مگر نور الدہر جو صبح
کو دربار مین آئے دیکھا کہ سب ساحر آئے ہین مگر نجم اختر شناس نہین آیا یہ سُن کے
سرداروں نے عرض کی کہ شب سے نجم پریشان ہو رہا تھا ارسطوے ثانی نے بیان کیا کہ
مجھسے کہتا تھا میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی سیر صحرا کرون مین نے کہا تھا کہ ای
نجم ہوشیار رہنا یہ سب طریقے سحر اقبال کے معلوم ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند خادم نجم
کے روتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار آقا ہمارے بستر خواب سے غائب ہوگئے
نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ای ارسطو جا کر دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہوا ارسطو گئے چند دانہ
ماش کے وہانسے اُٹھا کر لائے کہا ای شہریار یہ چند دانے ماش کے اُسکے بستر پر پڑے تھے

وہ نیازمند اُٹھا لایا اب اُن ماش کے دانون کو سر دربار رکھا سب طرح کے ساحر
جمع ہین اُن دانون پر سحر کیا دانے چٹکے آواز آئی ہم فرستادۂ اقبال کاکل درازہین
نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ جاکر اسکی فکر کرو شبرنگ اُسی وقت روانہ ہوا
نورالدہر نے ارادہ کیا تھا کہ کوچ کرین مگر ارسطو وغیرہ نے منع کیا کہ حضور ابھی
زمانہ کوچ کا نہین ہی نورالدہر نے تامل کیا دوسرے دن جو دربار مین آئے ملازمان
ارسطو روتے ہوے آئے عرض کی کہ حضور ارسطوے ثانی بستر خواب سے غائب ہوگئے
نورالدہر نے فرمایا کہ ای ہماے مرصع پوش تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ دشمن فکر
مین ہی ہوشیار رہاکرو ہماے مرصع پوش نے عرض کی کہ کنیز کو فکر سب سے بیشتر ہی
رات کو نورالدہر نے جلسہ آراستہ کیا گائنین خوش گلو آکر بیٹھین بصد ناز و ادا
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین **نظم**

مجھسے للہ نہ شرمائیے آپ ؞
شوق سے آکے لپٹ جائیے آپ

ہو کے برہم ہی کہتا ہو وہ شوخ
ہم بہت خوش ہون جو مرجائیے آپ

ملتوی مطلب دل کل پہ رہا ؞
دیر ہوتی ہی تو پھر جائیے آپ

لوٹتا سانپ ہی دل پہ میرے
زلف کو رُخ پہ نہ بکھرائیے آپ

اور کرلو نگاہین کوئی معشوق ؞
کیا مرا ہوگا چلے جائیے آپ ؞

کیجیے قتل اگر ہو یہ خیال
کرکے مقتول نہ پچھتائیے آپ

ایسی قسمت تو نہین ہی میری ؞
بے بلائے مرے گھر آئیے آپ

سب غلط زعم ہو دانائی کا
کہین نادان نہ بن جائیے آپ

عاشق زلف سے ہی کیا اُلجھن
وصل مین مجھسے نہ شرمائیے آپ

حشر تک آئیگا مجکو نہ یقین
لاکھ آنے کی قسم کھائیے آپ

ابر ہی سبزہ ہو اور ساغر مے ؞
دو گھڑی کے لیے آجائیے آپ

حالت نزع مین ای رشک مسیح
مجکو کچھ کہنا ہی سُن جائیے آپ

کل نہ آئے تو قیامت ہوگی
مُنھ سے یہ بات نہ فرمائیے آپ

ہو کے برہم جو چلا جاؤن گا	غیر ممکن ہی کہ پھر پائیے آپ
کوئی ارمان نہ رہے پھر باقی	آج کی رات جو رہ جائیے آپ
عاشقِ زار نہ پھنس جائے کہین	زلف کا جال نہ پھیلائیے آپ
دیکھ کر مجکو یہی کہتے ہین	سامنے میرے نہ اب آئیے آپ
منتظر رہیے گا کب تک بیٹھے	ای شفیق اُنکو بلا لائیے آپ

دو پہر رات تک جلسہ رہا نور الدہر کو منظور یہ ہی کہ میرے ساحر ہوشیار رہین سوئین نہین اگر سوئین گے تو غائب ہو جائین گے کئی مرتبہ غیر ساحرون نے عرض بھی کی کہ حضور جلسہ برخاست کرین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا جیسے ہی زلف لیلائے شب کمر سے گذری ملکہ ہمائے مرصع پوش یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکے باہر گئی حیران ہو کے چہار جانب دیکھنے لگی کہ جنگل سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آئی ہمائے مرصع پوش نے کنیزون سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو مین ابھی آتی ہون صدا پر شیر کے جنگل مین گھس گئی کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ ہما پلٹ کر نہ آئین روتی ہوئی خدمت نور الدہر مین پہونچین عرض کی کہ اسطرح ہمائے مرصع پوش بھی غائب ہوئین جنگل مین گئین اور پھر پلٹ کر نہ آئین مربع نشین بھی بیٹھی تھی کہ ہما کی خبر سُنی گھبرا کر کہا کہ اب کنیز کی فکر ہو گی نور الدہر نے کہا کہ کئی دن کا زمانہ ہوا شبرنگ ابھی تک پلٹ کر نہین آیا یقین ہی کہ اُسنے نشان نہین پایا اگر نشان پاتا تو کچھ تدبیر کرتا لیکن شبرنگ جو صحرا مین آیا دن بھر پھرا کچھ نشان نہ پایا دن قلیل تھا خیال مین گذرا کہ ای شبرنگ کوئی طائر شکار کرون یہ سوچ کر سر اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک تیہو شاخ نخل پر بیٹھا ہوا ہی شبرنگ نے گوپھن سر سے کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا تاک کر سر پر طائر کے مارا وہ طائر زمین پر گرا شبرنگ جھپٹ کر قریب آیا کہ اُسکو ذبح کرون جیسے ہی قریب پہونچا وہ طائر تڑپ کر اُٹھا کمر مین شبرنگ کی لپٹ گیا جست جو کی بلند ہو گیا تموج ہوا اسے شبرنگ کی آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کُھلی اپنے کو قیدخانے مین پایا جا بجا قفس لٹکے ہوے ہین اُن قفسون مین نجم وار سطو و ہما کو پایا ہر چند کہ شبرنگ چاہتا ہی کہ اُن سے کلام کرون مگر وہ لوگ متوجہ نہین ہوتے سر جھکائے قفس مین چُپ بیٹھے ہین شبرنگ بن عمرو

حیران و پریشان ہی دل مین کہتا ہی کہ ای شبرنگ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو ظاہر ہی کہ اِن لوگون کی زبان مین سوزن ہی مگر اشارہ تو کرتے مطلب نکل آتا نہین معلوم کس حال مین ہین کہ اشارہ بھی نہین کرتے کہ مطلب تو حاصل ہو شبرنگ تو اس پریشانی مین ہی ہر چند چاہتا ہی اِن سے اشارے کرون مگر کوئی سر نہین اُٹھاتا شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار اِس قید سخت سے نجات دے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی کہ اس بلا مین آکے پھنسے **نظم**

زیک لفظِ کُن گشت پیدا جہان + مکین و مکان و زمین و زمان +
زانسان زمین زینت تازہ یافت منور شد از مہر و مہ آسمان
وجود جہان رُخ نمود از عدم + عیان گشت از بے نشانی نشان +
کسے گشت محکوم و فرمان گزار + کسی شد شہنشاہ دور زمان +
کسے مالک ملک و گنجینہ دار + کسے شد بران حافظ و پاسبان +
کسے شد جوان و کسے گشت پیر + کسے خُرد گشت و کسے شد کلان +
بہر وقت و ہر موسم و ہر بہار گُلِ تازہ بشگفت در بوستان +
گہے برق شد خندہ زن بر چمن گہے ابر گردید گوہر فشان +
گہے گُل ز صحنِ چمن رُخ نمود گہے بلبل آمد بشور و فغان +
شد از گُل بگلزار روشن چراغ جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ +

ہر چند کہ بیقراریان کرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی اُس قید خانے سے رہائی کا سامان معلوم نہین ہوتا شبرنگ کہتا ہی کہ بس یون ہی تڑپ تڑپکر مر جاؤنگا مگر نورالدہر نے خبر سُنی کہ سرباز بھی غائب ہوئی روز ایک سردار غائب ہوتا ہی اب کمیدان اور رسالہ دارون کی نوبت آئی شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ اَسّی سردار غائب ہوے اور اُنکا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا ہرکارے جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین عرض کرتے ہین غلامون کو نشان نہین ملتا تصدّقے کار صاحبقران زمان جس مقام پر فروکش ہین اکثر پہلوان مقابلے مین آئے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے یا مسلمان ہوے ایک روز ایک پہلوان سے لڑے شام کو اُسنے کہا کہ مین جاتا ہون رات کو نہین لڑتا زیردستی پلٹ گیا

صاحبقران زمان رنجیدہ و کبیدہ پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے اُسی عالم رنج مین فرمایا کہ
خواجہ کو بُلاؤ خواجہ جو آئے امیر نے فرمایا کہ خواجہ عرصہ دراز سے نور الدہر کا حال
نہین معلوم عمرو نے عرض کی کہ غلام نے خبر پائی تھی کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے کوئی قلعہ
ہے مع حصار وہان فروکش ہین امیر نے فرمایا کہ مجکو کئی دن سے تردد ہی اس پہلوان
سے مہلت پاؤن تو کوچ کرکے نور الدہر کے پاس پہونچون یہ بھی مجکو نہین معلوم کہ لوح
ملنے مین کیا فکر ہوئی لوح اُسکو ملی یا نہین ملی خواجہ نے کہا کہ لوح ملنے مین بڑی دقت ہی
کوئی مقام ہفت دربند ہی وہان پر ہین جب تک ہفت دربند نہ فتح ہوگا تب تک
راستہ مقام لوح کا نہ ملے گا صاحبقران عرصہ دراز تک نور الدہر کا ذکر خواجہ سے
کیا کیے عمرو کو جو معلوم تھا وہ بیان کیا باقی خاموش ہو رہا صاحبقران دو پہر رات گئے
دربار سے اُٹھے انتظار مین رہے کہ شاید وہ پہلوان طبل جنگی بجوائے مگر اُسکو امیر با توقیر
کا ایسا خوف تھا کہ طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے جاکر آرام فرمایا جیسے ہی سو گئے دیدۂ
ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین نور الدہر کو دیکھا کہ سامنے
ملول و حزین کھڑے ہین امیر نے پوچھا کہ ای فرزند مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون اسکا
کیا باعث ہی نور الدہر نے عرض کی کہ جناب قبلہ و کعبہ میرے اسّی سردار مع شبرنگ
قید ہو گئے اور اُنکا نشان بھی نہین ملتا امیدوار ہون کہ خواجہ عمرو کو روانہ فرمایئے کہ
وہ آکر حاکم دربند کی فکر کرین صاحبقران چاہتے تھے کہ اور کچھ پوچھون آنکھ کھلگئی وقت
نماز تھا مقبل نے آکر وضو کرایا صاحبقران نے نماز ادا کرکے خواجہ عمرو کو طلب کیا
فرمایا کہ خواجہ مین نے خواب مین نور الدہر کو دیکھا بہت اُداس پایا پوچھا تو یہ سبب
ظاہر ہوا کہ اسّی سردار گرفتار ہو گئے اور شبرنگ کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا تم جاؤ
تمکو بُلایا ہی حاکم دربند نے بڑا غضب کیا اسّی سردار اُسکے گرفتار کرلیے اپنے کو جلدی
پہونچاؤ خواجہ نے کہا کہ حضور جانتے ہین مجکو مہاجن گھیرے ہوے ہین کچھ دلوایئے
تو مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ تمھارے لشکر سے نکلون مہاجن پکڑ لین امیر نے فرمایا کہ خواجہ
کبھی ایسا نہین ہوا کہ تمکو کسی کام کو بھیجا ہو اور تم بے جھگڑے گئے ہو یہ فرماکر مقبل کو

حکم دیا کہ دو ہزار روپیہ خواجہ کو لا کر دو خواجہ نے روپے لیکر نذر زنبیل کیے باہنہاے
عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوے یہان نور الدہر جو صبح کو سو کر اٹھے چند کنیزان
مربع نشین آئین عرض کی کہ رات کو ملکہ مربع نشین قلعہ سے اٹھین طرف صحرا کے
جا کر غائب ہوئین نور الدہر نے بڑا افسوس کیا فرمایا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا دیکھیے
کیا ہو مربع نشین کی وہ دشمن ہی ایسا نہ ہو کہ اسکے ساتھ بدی پیش آئے تو باعث
خرابی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ کرسی پر فروکش ہوے سرداران باقی ماندہ آکے بیٹھے
صحرا کی طرف دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ اقبال کاکل دراز ایک تخت
پر سوار کئی لاکھ ساحر ہمراہ قفس قیدیون کے مع شبرنگ ایک تخت پر رکھے ہوے اور کئی
لاکھ ساحر پشت پر اس زور و شور اور بڑے تزک و احتشام سے آکر پہونچی ساتھ والون سے
کہتی ہوئی کہ اسی ہفتے مین طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی آکر مقابلے مین نور الدہر کے اتری
نور الدہر نے دیکھا کہ لشکر بہت ساتھ ہی اہل لشکر جابجا آکر اترے نور الدہر آنے سے
اقبال کاکل دراز کے بہت پریشان ہوے ہرکارون نے خبر دی کہ وہ کہتی ہی مین
طبل جنگی نہ بجواؤنگی طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی ایک دن مین خاتمہ کرونگی میرے ہاتھ سے
وہ کیونکر بچینگے نور الدہر نے کہا کہ اسکی کیا مجال ہی جو مجھ تک آنے کا ارادہ کرے
پروردگار اسکی فکر کریگا اس تردد مین بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد یا ریگ اڑتی دیکھا خواجہ
چرخ مارتے ہوے آتے ہین سامنے آکر پہونچے نور الدہر کو گلے سے لگایا نور الدہر نے
سب حال بیان کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای نور نظر مین بمشکل آیا ہون مہاجنون سے
روکا تھا دادا تمہارے جیسی مہربانی فرماتے ہین اسکو کیا ظاہر کرون ہمکو تو یہان کام کو
بھیجا ہی کتاب مین غیر حاضری لکھی گئی دیکھیے ایکے مہینے مین تنخواہ بھی ملے یا نہ ملے سود وغیرہ بھی
ایکے ادا نہین ہوا تمنے کئی ملک فتح کیے ہمارا حق نہین رکھا اسی وجہ سے یہ بات ہوئی
نور الدہر نے خزانہ دار کو حکم دیا کہ دہ یک خواجہ کی لاکر دو دہ یک خواجہ نے لی
کہا کہ ای نور نظر اس رقم سے تو میرا بھلا نہین ہوتا نور الدہر نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
جس وقت آپ سر اقبال کاکل دراز کا لا دینگے تو بہت کچھ حاضر کرونگا خواجہ عمرو نے

اُسی وقت باشہائے عیاری لگاکر لشکر اقبال کی طرف چلے یہان اقبال کا کل دراز
دربار مین بیٹھی ہی کئی سو ساحر گرد بیٹھے ہین خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے دربار مین
اقبال کے آئے پشت پر آکر رومال ہلانے لگے اقبال نے پلٹ کر دیکھا اور پھر اپنا سر
جھکا لیا پلٹ کر کہا کہ ارے پانی لاؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر آبدارخانے مین آئے آبدارخانے کا
داروغہ صراحی لیکر چلا مگر خواجہ نے جھپٹ کر صراحی اُسکے ہاتھ سے لی گلاس مین پانی بھر کے
بیہوشی راہ مین ملادی جیسے ہی سامنے آئے اقبال نے خواجہ عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھا
رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا پانی جوش مارنے لگا اقبال نے کہا او خدمتگار آگے آ
خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑی اپنے کو بصورت اصلی پایا گھبرا گئے اقبال نے اشارہ کیا
ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا خواجہ نے پلٹ کر حباب بیہوشی مارا وہ ساحر
لڑکھڑایا خواجہ نے خنجر مارا کہ اُس ساحر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا خواجہ اُسکو مار کے
بھاگے اقبال نے آواز دی کہ لینا ایک ساحر نے پیچھا کیا خواجہ نے راہ مین اُسے مارا
وہ ساحر جو مرا مرنے کی آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من سفاک جادو بود اقبال
اپنے مقام سے اُٹھی جا کر لاشہ سفاک کا دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو ہوشیار رہنا
وہ ساربان زادہ سب کو دیکھ گیا ہی یقین ہی کہ پھر آئے جب دربارگاہ پر آیا تھا اُسیوقت
مجکو معلوم ہوا تھا کہ عمرو دربار مین آیا لیکن مین نے تامل کیا آخر اُسنے بڑھ کر آبدار
سے پانی لیا تب حال کھلا مین نے نگاہ قہر ڈالی رنگ و روغن اُسکا اُڑ گیا تفنگ جادو
نے اُسکا ہاتھ پکڑا کس جلدی مین اُسنے خنجر مارا کہ اُسکا شکم چاک ہوا اُسی اندھیرے مین
وہ نکل گیا سفاک نے پیچھا کیا نہین معلوم کہ کس مکر سے اُسکو مارا کیسا چالاک جادوگر تھا
تم سب صاحب ہوشیار رہو جس وقت اشارہ کرون فوراً گرفتار کرلو سب نے عرض کی حضور
ہمین بہت خیال ہی اور خواجہ چوبدار بنے کھڑے ہین جواب دیتے جاتے ہین کہ حضور وہ
عصا مارون کہ ساربان زادے کا سر پھٹ جائے اقبال نے کہا کہ میان مرد ہے صاحب
ذرا میرے پاس آئیے خواجہ نے جواب دیا کہ سامنے تو کھڑا ہون قریب آنے سے کیا فائدہ
جو فرمانا ہو فرمائیے ایک جادوگر برابر کھڑا تھا اقبال نے کہا کہ ای بکرم جادو اِسکو پکڑلو

یہ ساربان زادہ ہی عمرو نے اُسکو عصا مارا وہ گرا اور خواجہ عمرو بھاگے کئی مرتبہ عمرو اسی طرح سامنے آئے اور اقبال نے پہچانا خواجہ صحرا مین جاکر ٹھہرے سوچے کہ رات کو اسکو لونگا دن صحرا مین کاٹا شام کو لشکر اقبال مین آئے سمجھے کہ اب سوتی ہوگی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی آرام کیا ہی خواجہ پہلوے بارگاہ مین آئے نقب کھودنا شروع کی مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا دیکھا کہ اقبال غافل سو رہی ہی خواجہ خوش ہوے کہ جاکر اسکو بیہوش کرون سر کاٹ لون جیسے ہی آگے بڑھے پہلو سے شیر کی آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر ڈکارین لیتا ہوا آتا ہی خواجہ ستون کی آڑ پکڑ کے ٹھہرے وہ شیر گردِ چھپر کھٹ کے پھرنے لگا ہر طرف دیکھتا جاتا ہی خواجہ سمجھے کہ سوتے مین اس کا نگہبان ہی اب ٹھہرنا بیکار ہی یہ سوچ کر اُسی نقب سے نکلے ایک طرف سے آواز گانے کی آئی قریب ایک خیمے کے آکر پہونچے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین ڈھول بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشاں کا
جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون ہان کھا کر چکے لعلِ بدخشان کا
لہو منھ دی جو پھیرا چاہتے ہو غنچہ مرجان کا

دلِ صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا
نگہبان افعی مشکین ہی اس گنجِ شہیدان کا

خداو نجیتن کے عشق نے اسمین جگہ کی ہی +
نگینِ دل پر اپنے نقش ہی مہرِ سلیمان کا +

دل اُسکا ہی خیالِ یار اگر تشریف فرما ہو +
قدم آنکھوں کے اوپر نقش ہی مہرِ سلیمان کا +

خیالِ تن پرستی چھوڑ فکرِ حق پرستی کر •
نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا

شبِ مہتاب مین منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہی
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی ماہِ تابان کا

کہان جاتی ہی یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمین آگے تھے جب پیچھا کیا عمرِ گریزان کا

جمالِ یار نے جو نقش اپنا اُس پہ بٹھلایا
دلِ مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل مین اطبا اُنکے بیمار اچھے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عنابِ لب و سیبِ زنخدان کا

پھرے رہتے ہین مشتاقو سے اپنے آج کل وہ بھی
اُن آنکھون پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم اِدھر اپنا
بلاے جان خفا ہونا ہی خوش اسلوب انسان کا

سُنا کرتا ہون اُسکو چھیڑ کر یا نوسنے مین مجنون ۔۔۔ مری زنجیر کا نالہ ہو افسانہ بیابان کا
کتابی چہرہ کے نظارہ سے آنکھین منور ہون ۔۔۔ دلِ احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا
وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دنکو رات پر ٹالا ۔۔۔ لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا
بہار آئی ہو سائل ساغرِ مے کا ہو ساقی سے ۔۔۔ چمن سرسبز ہین آتش کرم ہو ابر باران کا

خواجہ چوبدارین کر اُس خیمے مین گئے معلوم ہوا الفت نامے ڈومنی مجرائی ملکہ کی ہو عمرو
نے کہا کہ بی الفت ذرا کنارے چلو مین تمکو سمجھا دون ملکہ نے مجرے کے واسطے بُلایا ہو یہ
کہکر الفت کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے کمر سے ڈبیا نکالی کہا کہ اس گلوری کو تو کھالو
گلوری کھا کر الفت بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اُسے صندوق مین بند کر دیا اُسکی شکل بنکر
باہر آئے کہ چوبدار اقبال کے پاس سے آیا کہا چلو ملکہ نے بُلایا ہو اسوقت گھبرا رہی ہین
حکم دیا کہ الفت کو جلدی لاؤ دو چار چیزین بیٹھکر گائے کہ دل بہلے خواجہ اُسی وقت بھاری
جوڑا پہن کر سازندون کو ساتھ لیکر بہلی پر سوار ہوے دربار مین اقبال کے آئے اقبال کو
سلام کیا اقبال نے پوچھا کہ کیون بی الفت آج تو تم کئی دن کے بعد آئین مزاج
کیسا تھا خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور سر مین خلل تھا پنڈا اچھیکا رہتا ہو اسی وجہ
سے حاضری مین قصور ہوا اقبال نے کہا کہ ذرا دل بہلاؤ مجکو بڑا تردد ہو ساربان زادہ
میری فکر مین ہو اور مین ہر وقت اُسی کے خیال مین رہتی ہون عمرو نے کہا کہ حضور اُسکا
ذکر نہ کیجیے گانا سُنیے یہ کہکر عمرو سامنے اقبال کے گانے لگا ایسی تانین لگائین کہ اقبال
بہت خوش ہوئی موتیون کا مالہ گلے سے اُتار کر دیا عمرو نے کہا کہ حضور مین نے چند گتین
اُستاد سے سیکھی ہین اُنھین بھی ملاحظہ فرمائیے اقبال نے کہا اے الفت ماہ کمال تمھارا
کمال پر ہو خواجہ نے پیشواز پہنی سامنے کھڑے ہو کر ناچنا شروع کیا نے بجاتے جاتے ہین اور
نے سے بیہوشی اُڑا رہے ہین تھوڑے عرصے مین تمام اہل محفل جھومنے لگے کیونکہ اُسوقت
محفل بھی قلیل تھی اقبال گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی ساتھ والیان بھی اُٹھین
ہان ہان کہکر بیہوش ہوئین خواجہ خنجر پکڑکر چلے کہ قتل کرون زمین شق ہوئی ایک سُنہری تیلی
پیدا ہوئی اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ اقبال کے مُنھ پر پھیرا اقبال فوراً

ہوشیار ہوئی دیکھا کہ سنہری پتلی عمرو کو پکڑے کھڑی ہی نیچہ لیکر اُٹھی کہا کہ کیون سار بان زادی میرا دل دھڑکا تھا مگر اس وقت تیرا دھوکا کھایا اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو رحم نہ آئے یہ کہکر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزین حاضر حاضر کہکر سامنے آئین اقبال نے کہا کہ ای سلیمہ اسکو لیجا کر قید کر کل اسکو قتل کرونگی یہ نگوڑا نہین معلوم کیا سمجھا تھا ارے یہ بتا کہ میری لگائن کو کیا کیا عمرو نے بتایا کہ وہ صندوق مین بند ہی کنیزون نے جا کر الفت کو ہوشیار کیا مگر سلیمہ خواجہ عمرو کو لے کر چلی راہ مین خواجہ عمرو رونے لگے سلیمہ نے پوچھا کہ کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم لوگون مین دستور ہی کہ مرنے کے بعد تیجہ اور دسوان اور بیسوان اور چالیسوان ہوتا ہی مین امیدوار ہون کہ جو کچھ میرے پاس ہی وہ آپ لیجیے سلیمہ کمر ٹٹولنے لگی عمرو نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ جو بٹوا میرے پاس ہی اسمین سب رکھا ہی آپ لیجیے میرا تیجہ وغیرہ کرا دیجیے گا سلیمہ نے کہا کہ مین دیکھون کیا مال ہی خواجہ نے زنبیل کا منھ کھولا اب جو سلیمہ نے جھک کر دیکھا روپے اور اشرفیون کے ڈھیر لگے ہین ایکطرف صندوق جواہرات کے ہین اور ایک دریا ہی اُسمین نازنینان مہ جبین پریزادون اور کشتیون پر سوار نواڑہ کھیل رہی ہین اور ایک طرف قلعہ جات ہین ایک طرف باغات کہ دروازے باغون کے کھلے ہین ایک گوشے مین تاج بہت سے رکھے ہین خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ سلیمہ جو شی پسند آئی ہو وہ اُٹھالو سلیمہ تاج اُٹھانے کو جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر زنبیل مین گرا دیا جیسے ہی سلیمہ زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزون نے گھیر لیا کوئی کہتی ہی کہ اری کپڑے اُتار مجھے حساب دینا پڑیگا ایک کہتی ہی کہ باورچی خانے مین اسکو لے چلو آگ سلگایا کریگی کنیزین سلیمہ کو گھیر کر باورچی خانہ مین لائین لاکھ یاد کرتی ہی کہ سحر یاد آئے مگر سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش مگر خواجہ نے سلیمہ کو گرا کر رسیان ہاتھ سے کھولین اور بھاگے خدمت مین نور الدہر کی آئے سب حال بیان کیا کہ غلام پھنس گیا تھا مگر خدا نے بچایا نور الدہر نے کہا کہ ای عمو نامدار آپ تشریف رکھین روز یہی تانتا لگا ہوا ہی راتون کو جلسہ رکھتا ہون سردارونکو اپنے

پاس رکھتا ہون مگر صبح کو ایک سردار دوسردار غائب ہوتے ہین ایک سو کئی سردار غائب
ہوچکے ہین شبرنگ بھی قید ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ انشاء اللہ مین اُسکی فکر کرونگا جب
مین نے اُسکو بیہوش کیا تو زمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے مجکو پکڑ لیا اور مین بمشکل
چھوٹا اب پھر فکر مین جاتا ہون نورالدہر نے کہا کہ ای عمر نامدار آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو
کہ آپ گرفتار ہو جائین یا دشمنون پر کچھ زوال آئے تو مین دادا جان کو کیا جواب دونگا
خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر کچھ نقد دلواؤ کہ طبیعت کو تسکین ہو مین انشاء اللہ اسی ہفتہ
کے اندر اُسکو قتل کرونگا سردارون کو قید ہونے دو مگر تم ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ تمکو
لے جائے تو بڑا غضب ہو نورالدہر نے کہا کہ مین جاگتا رہتا ہون نیند اپنے اوپر مین نے
حرام کردی دن کو سو رہتا ہون مگر شب بھر بیدار رہتا ہون نماز صبح ادا کرکے سوتا ہون
نورالدہر نے دو صندوقچے جواہرات کے نکال کر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ خیر سود
تو اس مہینے کا ادا ہو جائیگا مگر آپ بہت ہوشیار رہیے گا وہ بہت بڑی ہوشیار ہو دیکھیے
کیونکر قتل ہو مگر وہان اقبال کاکل دراز دربار مین آکر بیٹھی کہا سلیم عمرو کو لیکر گئی ابھی
پلٹ کر نہین آئی کنیزون نے عرض کی کہ اُسکا تو کہین پتہ نہین معلوم ہوتا اقبال نے پکار کر
آواز دی کہ ای رازدار ظاہر کر کہ سلیم پر کیا گذری پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین
نہایت حسین ہاتھ باندھے سامنے آئی اقبال نے پوچھا کہ کیون ای رازدار سلیم کہان ہی
اُس نازنین نے جواب دیا کہ سلیم کا پتہ نہین معلوم ہوتا اتنا ظاہر ہوتا ہی کہ قید ہی عمرو
پھر آپ کی فکر مین آتا ہی لیکن پہچان کر گرفتار کیجیے گا اقبال نے کہا کہ مین اب کسی وقت
غافل نہ رہونگی بڑے ظالم سے سامنا ہی مگر ابکے مرتبہ جو گرفتار کرونگی تو اُسی وقت قتل کرونگی
اب قید نہ کرونگی مگر خواجہ نورالدہر سے رخصت ہو کر اقبال کے لشکر کی طرف چلے یہان
اقبال دربار مین بیٹھی ہی کہ مصاحب اسکی کثیر جادو یہ کہکر اُٹھی کہ واری مجھے سلیم کا
بڑا قلق ہی نہین معلوم ساربان زادہ اُسکے ساتھ کیونکر پیش آیا مین ابھی گرفتار کرکے لاتی ہون
پہلے مین اُس سے یہی کہونگی کہ سلیم کو دے تو مین تجکو چھوڑ دون کیا عجب ہی کہ سلیم کو دیدے
اقبال نے کہا کہ بوا بیٹھو اس فکر مین نہ پڑو خداوند بقراط ثانی اگر مدد کرین گے تو وہ خود

آکر گرفتار ہوگا مگر کشیر کو اپنے سحر پر ناز ہی ہر چند کہ اقبال نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا کہا
کہ واری مجھے منظور ہی سلیم کو رہا کرون اُسکے نہ ہونے سے دربار مین سناٹا ہی اقبال نے
کہا کہ بُوا تمکو اختیار ہی کشیر بارگاہ سے چلی خواجہ بارگاہ مین ٹہل رہے تھے کہ ایک ساحرہ
نے ذکر کیا ملکہ کشیر جادو برائے گرفتاری عمرو چلی ہین کشیر کو سلیم سے بڑی محبت ہی اُسکی محبت
مین نکلی ہی خواجہ یہ سُن کر فکر کشیر مین چلے دربارگاہ پر آکر دیکھا کہ کشیر کنیزون سے کہ رہی ہی
کہ عمرو کو جو تلاش کریگا اور مجکو پتہ بتائیگا ہزار روپیہ اُسکو دونگی خواجہ نے آکر سلام کیا
کہا کہ ای ملکہ مین عمرو کو تو نہین پہچانتا مگر ایک شخص دُبلا پتلا نا ٹنیا درختون مین چھپا بیٹھا ہی
آپ چلیے مین بتادون کشیر نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی خواجہ نے کہا کہ حضور مجکو فسادافزا
کہتے ہین جہان جاؤن وہان فساد برپا کرون مگر انعام مجکو ضرور دیجیے گا زوجہ سے کہ کر
آیا تھا کہ بیٹیون کی شادی ٹھراؤ مین روپیہ لاتا ہون یا خداوند بقراط ثانی وہی عمرو
نکلے تمہاری بی بی گرفتار کرلین مجکو ہزار روپئے ملین جاکے جورو کو دون وہ سنبھال کر
رکھے بیٹیون کا زیور بناؤن کشیر ہنسنے لگی کہا کہ دیکھو صاحبو غریب ہی کبھی اسنے روپئے کی
صورت نہ دیکھی ہوگی پتہ تو ٹھیک دیتا ہی ہان میان فسادافزا اُسکا حلیہ تو بیان کرو
کہا حضور سر چھوٹا سا گال پُھولے پُھولے لنبا قد نہایت دُبلا آدمی ہی زیرہ سی آنکھین
طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا اوپر کا
ایک لڑکا گاؤن سے کھیلتا ہوا نکلا ظالم نے اُسکے کپڑے اُتار لیے کپڑے لیکر وہین چھپا ہی
کشیر نے کہا کہ ای فسادافزا تو چل کر مجھے بتادے مین فوراً گرفتار کرلونگی وہ سحر کرون کہ
زمین پاؤن تھام لے اپنے مقام سے ہل نہ سکے مین فوراً تجکو ہزار روپیہ دونگی خواجہ
خوب قہقہہ مار کر ہنسے پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ذرا آپ نہ خست کیجیے گا تنکہ
روپیہ آپ کو بھی دونگا کشیر نے کہا کہ ای فسادافزا چُپ رہو یہ باتین نہ کہو ایسا نہ ہو خداوند
کے خلاف ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے تو اُنکے نام کا تنکہ روپیہ قبول دیا اب وہ مجھسے
کیون ناراض ہونگے کشیر ہنستی ہی کہتی ہی کہ عجب شخص ہی خواجہ ساتھ لاتے لاتے کنارے لشکر
کے پہونچے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دیکھیے درخت کے نیچے بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہی کشیر نے

جھک کر دیکھا کہا کہ ای فساد افزا مجکو کچھ معلوم نہین ہوتا خواجہ نے کہا کہ خفا نہ ہو جیے تو مین عرض کرون آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک کٹوا ڈالیے تو سوجھنے لگے کشیر نے ہنس کر کہا کہ میان فساد افزا حقیقت مین تم مسخرے ہو جو چاہتے ہو وہ کہ لیتے ہو عمرو نے کہا کہ حضور باعث یہ ہی کہ جیسی صورت ہوتی ہی ویسی آئینے مین معلوم ہوتی ہی یا مین مسخرہ ہون یا آپ مگر آپ کو تو کہ نہین سکتا کشیر نے کہا کہ اب جو کہو وہ کردن خواجہ نے کہا کہ گولہ پھینک ماریے اور زمین کو حکیم دیجیے کہ وہ پانون پکڑلے کشیر نے گولہ جھولی سے نکالا کہا کہ میان فساد افزا مین پھینکتی ہون خواجہ نے کہا کہ اب دیر نہ کیجیے گولہ گیر کہ کر پھینک ماریے مین آپ کی خدمت مین حاضر رہونگا مجکو بھی سحر سکھا دیجیے گا اگر مجکو سحر آتا ہوتا تو اب تک گرفتار کر لیا ہوتا اتنا عرصہ نہ گذرتا کشیر نے جیسے ہی گولہ پھینکا خواجہ نے پہلو پر آکر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے کشیر نے چاہا کہ تڑپ کر نکلون خواجہ نے جھٹکا مارا کشیر گری جلدی سے عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے لے بھاگے اقبال نے یہان بیٹھے بیٹھے منھ پیٹ لیا کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کشیر کو عمرو لے بھاگا مین خود جاتی ہون یہ کہ کر اقبال اپنے مقام سے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان خواجہ سامنے نور الدہر کے پہونچے کہا حضور مصاحبِ اقبال کو لایا یہ سُن کر نور الدہر نے کہا کہ ستون سے باندھ دو خواجہ نے ستون سے باندھا زبان مین اُسکی سوزن دی فتیلۂ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی آنکھین کھول کر کشیر نے دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین گرد چند کمیدان و رسالہ دار ہین نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ ای کشیر تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تو کس طرح گرفتار ہوئی بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام کر کشیر نے دیکھا کہ اگر انکار کرونگی تو قتل ہو جاؤنگی اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام کرتی ہون نور الدہر نے کہا کہ اسکو کھولدو خواجہ نے کہا کہ اِسکی پیشانی سیاہ معلوم ہوتی ہی یہ سُنکر نور الدہر نے کہا کہ دل کا حال پروردگار جانتا ہی ہر چند عمرو نے منع کیا مگر نور الدہر نے نہ مانا کشیر کو رہا کر دیا خواجہ تو گوشے مین آئے تیور کو کشیر کے دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے آگ برسنے لگی آواز آئی کہ منم اقبال کاکل دراز کئی آدمی مر کر گرے خواجہ عمرو نے

جھٹ پٹ گلیم اوڑھ لی مگر کشیر جادو جست کرکے اقبال کے ساتھ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ کنیز بھی آئی یہ کہکر اقبال کے ساتھ روانہ ہوگئی نورالدہر تیغہ طلسمی لیکر جھپٹے تھے کہ اقبال پر جا پڑین مگر اقبال بہت جلد نکل گئی کشیر کو لیکر بارگاہ مین آئی حال پوچھا کشیر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جو جو شاہزادیان طلسم کشا پر مائل ہوئین اُنھون نے بہت بجا کیا طلسم کشا چاند کا ٹکڑا ہی باتین کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے مُنہ سے پھول جھڑ رہے ہین اس طور سے مجکو سمجھایا کہ مین نے سوچا ایسا نہ ہو اس شیر کو غصہ آجائے تب مین نے اطاعت کے کلمات کہے سارہان زیادہ یہی کہے جاتا تھا کہ اسکی بات کو آپ نہ مانیے پیشانی اسکی سیاہ ہی مگر اُس شیر نے میرا کہنا مان لیا رہا ہو چکی تھی ارادہ تھا کہ عمرو کو لیکر آؤنگی لیکن آپ پہونچ گئین مین بھی آپ کے ساتھ نکل آئی آج رات کو جاکے طلسم کشا کو گرفتار کرونگی یا عمرو کو لاؤنگی یہ کہکر دربار مین بیٹھی خواجہ نے نورالدہر سے کہا کہ کیون ای فرزند جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا وہ آج میری یا تمھاری فکر ضرور کریگی یہ کہکر اپنے خیمے مین آئے ایک گنوار کو روپیہ کی لالچ دیکر پکڑ لائے اُسکو اپنی شکل بنا کر پلنگ پر سُلا دیا آپ چارپائی کے نیچے سو رہے کشیر جو رات کو چلی ہر چند کہ اقبال نے کہا کہ عمرو کا ملنا دشوار ہی کشیر نے نہ مانا کہا کہ مین خیمہ عمرو کا دیکھ آئی ہون وہین سے جاکر اُس کو لاتی ہون لشکر طلسم کشا مین آئی ایک شخص سے پوچھا کہ خواجہ عمرو کہان رہتے ہین اُسنے بتا دیا کہ وہ سامنے خیمہ ہی کشیر جادو جو سامنے خیمے کے آئی دیکھا کہ طلایہ بھی نہین چند سوار بڈھے بڈھے دور سے ہان ہان کر رہے ہین جنکو اپنی خود خبر نہین کبھی گھوڑے سے اتر پڑتے ہین نخل کے نیچے بیٹھ جاتے ہین کبھی پھر اُٹھ کر غل مچانے لگتے ہین چار پانچ بلکہ زمین مین گڑے ہین اُنمین ایک ایک فتیلہ روشن ہی پردہ خیمے کا اُٹھا ہوا ہی کشیر نے دور سے دیکھا کہ خواجہ سو رہے ہین جھپٹ کر آئی سوتے مین سحر کیا ہاتھ پاؤن بیکار کیے خواجہ نے پلنگ کے نیچے سے دیکھا مگر چپکے پڑے رہے بالکل دخل نہ دیا کشیر عمرو نقلی کو اُٹھا کرلے گئی جنگل مین آئی ایک پہاڑ پر ٹھہری دل مین بہت خوش ہی کہ اب عمرو کو چل کر قتل کرونگی یہان صبح کا وقت ہی اقبال مسند پر بیٹھی ہی کشیر کا ذکر کر رہی ہی کہتی ہی کہ عمرو کا لانا بہت دشوار ہی یہ ذکر تھا

کہ کنیز جادو آکر پہونچی اقبال نے پکار کر پوچھا کہ ای کنیز کیون کیا کیا کہان داری مین جاکر
ساربان زادے کو لائی رات بھر لڑائی رہی اسکے شاگرد روکتے تھے لیکن مین نے کسی کو نہ مانا
اُٹھا کر لے آئی کہین مقام پر ٹھہری کہ اسکا کوئی شاگرد آئے آکر روکے مگر کوئی نہ آیا سب
جانتے تھے کہ ساحرہ زبردست ہی حرا کرے گئی ہی اگر پیچھا کرین گے تو گرفتار ہو جائین گے حضور
اب یہ موجود ہی ابھی اسکو قتل کیجیے اقبال نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز تمنے بڑا کام کیا
آج تم اُس شخص کو لائین کہ جسنے مشمش اور دمامہ کو مارا دمامہ نے کیا انتظام کیا تھا
مگر ایک سحر کیا تھا وہ سحر بگڑ گیا نابینا ہو گئی اُف اُف کرتی پھرتی تھی صاحبقران بھی اُسی کے
سحر سے اُڑ گئے چاہ زمرد والے لے گئے عمرو نے یہ کمال کیا کہ جال مار کر دمامہ کو گرفتار کیا
اُسکی شکل بنکر عمرو لڑا آخر دمامہ کو مارا اسی طرح مشمش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا آج
مین اُسکو قتل کرتی ہون یہ کہکر اُس گنوار کو ستون سے باندھا کنیز نے سحر اُتارا گنوار نے
آنکھین کھولین دربار کفر مدار کو دیکھ کر گھبرا گیا پکارنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان ہو مجکو
آکر بچاؤ تمنے تو اقرار کیا تھا کہ تجکو بچالونگا اقبال ہنسنے لگی کہا کہ دیکھو نگوڑا کیا فریب کرتا ہی
ارے تو کون ہی اُسنے کہا کہ یہانسے پانچ کوس پر ایک گاؤن مھمن پور ہی وہان کا رہنے والا ہون
سو روپیہ پر زمین کی کھیتی کرتا ہون مجکو عمرو لالچ دے کر پکڑ لایا مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیرے
کھیت کی جمع ادا کر دونگا اقبال نے کہا کہ لو صاحب وہ گنوار بنتا ہی مین اسکے فریب کو کب
مانونگی گنوار نے کہا کہ گستیان تحصیلدار کے چپراسی مجکو ڈھونڈھتے ہونگے ادھ گڑی بھر
باقی ہی اقبال نے کہا کہ ای کنیز ایک دو جوتیان اُٹھکر اسکو مار کیا بیہودہ بک رہا ہے
کنیز نیچہ کھینچ کر جھپٹی کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ اپنے پلنگ پر پڑا سو رہا تھا مین سوتے مین اس کو
اُٹھا لائی گنوار نے نیچہ جو دیکھا منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین عمرو نہین ہون
اگر کہیے تو دس پانچ گواہ لاؤن تب آپ کو یقین آئیگا اقبال نے کہا کہ ارے جلاد کو بلاؤ
گنوار چیخین مار مار کے رونے لگا جلاد نے آکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا گردن پر کویلے کا خط دیا ہر چند
کہ گنوار چیخا پیٹا مگر اقبال نے اشارہ کر دیا کہ سر اسکا کاٹ لو جلاد نے خنجر مارا سر گنوار کا
کٹ کر گرا اقبال نے حکم دیا کہ سر اسکا نیزے پر چڑھاؤ لاش کو اسکی تشہیر کرو یہان خواجہ

بارگاہ مین نورالدہر کی بیٹھے کہ رہے ہین کہ رات کو ہمنے ایک گنوار کو اپنی صورت
بنا کر گرفتار کرا دیا اب جا کر خبر لیتا ہون کہ وہان کیا واقعہ گذرا یہ کہکر باہر نکلے ایک
ساحر کی شکل بنکر لشکر اقبال مین آئے دیکھا کہ لاشہ اُس گنوار کا تشہیر ہو رہا ہی سر نوک
نیزے پر رکھا ہی لشکر مین اقبال کے بڑی چہل پہل ہی جو ساحر لاش کو دیکھتا ہی آپسمین
بغلگیر ہوتا ہی کہتا ہی کہ آج بڑا شخص مارا گیا دربار طلسم کشا خالی ہوا کہ کشیر جادو اپنی
بارگاہ سے نکلی ساحرون سے کہنے لگی کہ صاحبو ہمین نے بڑی مشقت کی جب تو عمرو کو لائی
ورنہ عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار تھا یہ وہ شخص تھا کہ جسنے ملک کے ملک برباد کیے
ایک ساحر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ہمین نے عمرو کو بازار مین پھرتے دیکھا کشیر نے کہا کہ کیون
دیوانہ ہوا ہی ہمین عمرو کو قتل کرا چکی دیکھ وہ سر نوک نیزے پر رکھا ہی تو کہتا ہی بازار مین
پھر رہا ہی چل مجکو تو دکھا دے وہ ساحر ساتھ لیچلا ایک مقام پر آ کے کہا کہ وہ دیکھیے
سامنے عمرو پھر رہا ہی جیسے ہی کشیر پلٹی عمرو نے خنجر مارا کشیر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا
عمرو اپنے نام کا نعرہ کر کے بھاگا نعرۂ خواجہ عمرو نامدار

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے نام سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو — اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

عمرو جست کر کے بھاگا اور نکل گیا جادوگر لاشہ کشیر کا اُٹھا کر
سامنے اقبال کے لائے کہا حضور عمرو نے کشیر کو مارا اقبال نے کہا کہ کیون جھک مارتے ہو
عمرو تو قتل ہوا سر اُسکا نوک نیزے پر ہی کہا حضور ابھی وہ مار کر گیا ہی اقبال حیران ہو گئی
کہتی ہی کہ عمرو چھلاوہ ہی مارا بھی گیا اور پھر قتل کر گیا ہائے کیا کرون یہ کہہ کر اوراق نکالے
اُسمین دیکھا کہا حقیقت مین عمرو زندہ ہی میرے ہی ہاتھ سے مارا جائیگا مین اب فکر کرونگی
یہ کہہ کر قصد کیا کہ برائے گرفتاری عمرو جاؤن کہ چھینک ہوئی کنیزون نے کہا کہ واری
ساعت بد ہی اس وقت نہ جائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک ساحر زبردست
تخت اُڑائے ہوئے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم فرستادۂ خداوند اقبال نے کھڑے ہو کے
آواز دی کہ میان ساحر صاحب آئیے قدرت کو ہمارا خیال رہتا ہی اُس ساحر نے آکر

تخت اُتارا اقبال سے کہا کہ ای ملکہ عالم قدرت نے بہ تاکید فرمایا ہی ایک سحر لایا ہون
اسکو یاد کر لیجیے مگر گوشے مین چلیے تو مین بخوبی سمجھا دون اقبال تخلیے کے خیمے مین آئی اُس
ساحر نے کہا کہ انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے اقبال نے آگ روشن کی ساحر نے اپنے پاس
سے لوبان نکالا کہا اس لوبان کو آگ پر ڈالیے اور بغور ملاحظہ کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی
وہ سب حال بتائیگی آپ کا مطلب نکل آئیگا ورنہ قدرت کو خبر ہوگی تو وہ تمسے بہت
آزردہ ہونگے کہ تم نے ہمارے بھیجے ہوے ساحر کا کہنا نہ مانا یہ سُنکر اقبال نے وہ لوبان
آگ پر ڈالا دھوان نکلا جیسے ہی دھوان دماغ پر پہونچا اقبال چھینک مار کر بیہوش ہوئی
عمرو نے اقبال کا پشتارہ باندھا اور زبان مین سوزن دے کر لے بھاگا رہروی
کرتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی کہ سامنے نور الدہر کے پہونچون اُن سے انعام لون گا
لیکن سنبل گیسو دراز اپنے مقام پر بیٹھی کہ رہی ہی کہ نہین معلوم عمرو سے اور ہماری
ملکہ سے کیا گذری تصویر اقبال کی سامنے لگی تھی دیکھا کہ مرجھانے لگی اور تصویر پر
اُداسی چھائی سنبل نے مُنہ پیٹ لیا کہا کہ صاحبو غضب ہوا ملکہ پر کوئی افتاد پڑی یہ
کہکر ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ ای گلرنگ جلد اپنی تئین پہونچا اور ملکہ اقبال کی خبر لا
یہان لشکر مین اقبال کے مٹیں پڑی ہوئی ہی کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین کہ ہمارے
سر پر کوئی افسر باقی نہ رہا اگر اس وقت افسر ہوتا تو چڑھائی کر کے جاتے اور عمرو کو رد کرتے
غضب ہو گیا کہ ملکہ عالم کو گرفتار کر لے گیا کہ گلرنگ آکر پہونچی کہا کہ صاحبو کیا ہو گیا
کنیزون نے کہا کہ عمرو ساحر بنکر آیا تھا ملکہ کو گرفتار کر لے گیا ہم لوگ حیران ہین کیا کرین
گلرنگ نے کہا کہ اُنکے سردار بھی تو تمہارے یہان قید ہین اُنکو زیر تیغ بٹھاؤ جب طلسم کشا
کو خبر پہونچیگی کہ ایک کے بدلے ہمارے اتنے سردار قتل ہوتے ہین یقین ہی کہ گھبرا جائینگے
اور عیار بھی طلسم کشا کا تمہارے قبضے مین ہی اُسپر دباؤ ڈالو یقین ہی کہ طلسم کشا کو عیار بہت
عزیز ہو گوارا نہین کرینگے کہ عیار ہمارا قتل ہو یہ صلاحین کنیزون کو پسند آئین سب سردارون
کو قفس آہنی سے نکالا جلادون کو اشارہ کیا مگر خواجہ عمرو صحرا صحرا آتے ہین گھبرائے ہوے
اتنی بڑی ساحرہ کا پشتارہ دوش پر ہی نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ اول ہرکارون نے

خبر دی کہ خواجہ عمرو اقبال کو گرفتار کرلائے دوبارہ ہرکارے آئے کہا کہ ای شہریار سب سردار آپ کے زیر تیغ بیٹھے ہین شبرنگ بلک رہا ہی اور دعائین مانگتا ہی یہ سُنکر نورالدہر فوراً اُٹھے تیغہ طلسمی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب طلسمی پر سوار ہوے یکہ وتنہا چلے شبرنگ بن عمرو بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل ونہار وای رب کارساز و بے نیاز مجکو اِس آفت ناگہانی سے نجات دے نظم

مرو دور در جستجوے حبیب + کہ ہست از دل وجان مقامش قریب
چو دیوانہ در صحن گلشن مگرد + بیک گل کفایت کُن ای عندلیب
بشکرانہ کُن نوش ای دردمند + اگر داروے تلخ بخشد طبیب
مشو غرہ بر آب وتاب چمن + کہ فانی است این بوستانِ عجیب
مقیم است اندر سراے جہان + براے دو روز این مسافر غریب
ز دنیا کند سوے عقبیٰ سفر + رذیل و ذلیل و شریف ونجیب
بہ بندد ز دار فنا رخت خویش + چہ محروم ومفلس چہ اہلِ نصیب
ز ہیبت دہد بندہ زار جان + اجل مینماید چو شکلِ مہیب
گنہگار سر در گریبان بود + حساب عمل چون بپرسد حسیب
بداند ہر آنکس کہ دانا تر است + بدل زندگی دور مرگ عنقریب
بہ بندہ وصال خدا ممکن است + اگر نفس شیطان بود عنقریب
بگیر از پئے علم وخُلق وادب + سبق ہندی از اوستاد ادیب

ادھر جملہ سردار بیقرار ہین کہ شیر کے نعرے کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا واے نابکاران پُر دغا غضب کیا کہ میرے سردارون کو زیر تیغ بٹھایا ہی نعرۂ نورالدہر

دیگر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہِ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش + عدو در رزمگاہش صد ہزاران لامان خواندہ
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم + نقارا بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم

ملازمان نورالدہر غول کے غول آپڑے مگر نورالدہر لڑتے ہوے بارگاہ مین پہونچے
نجم کو دیکھا کہ زبان مین سوزن سرنگون مبٹھا ہر ایک جانب ارسطوے ثانی ایکجانب
ہماے مرصع پوش اور ایک جانب ملکہ مربع نشین سب سوا سی سردار ساحر وغیر ساحر
وغیرہ مع شبرنگ عیار رورہے ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری ہر ایک کا یہ
حال ہی گویا موت سامنے پھر رہی ہی سب دعائین مانگ رہے ہین کہ نورالدہر نے
آکر جلاد کو مارا پہلے نجم کی زبان سے سوزن نکالی نجم نے زبان سے ارسطوے ثانی کی
سوزن نکالی ارسطو نے ہماے مرصع پوش کو رہا کیا ہماے مربع نشین کو رہا کیا
اِن چارون نے رہا ہوتے ہی قیامت برپا کی تڑپ تڑپ کر گرنا شروع کیا باقی سردارون
کو بھی رہا کیا مگر گلرنگ کو جو عرصہ ہوا سنبل کو چین نہ پڑا کنیزون سے کہا کہ مین اب خود
جاتی ہون جاکر دیکھون کہ کیا معرکہ گذرا اُس وقت آکر پہونچی کہ بارگاہ مین دریاے خون
بہ رہا ہی نعرۂ نورالدہر کی صدا بلند ہی جسپر جا پڑے اُس ساحر کو مارا ساحر کیسے کیسے
سحر کررہے ہین مگر نورالدہر پر تاثیر نہین ہوتی جسنے سحر کیا اُسکا سحر اُلٹا پلٹ گیا اُسی کا
کام تمام ہوا سنبل نے کڑک کر سحر کیا آگ برسنے لگی نجم کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کہ کیون
بی سنبل تمکو بھی موت کھینچ لائی یہ کہکر سحر کیا سنبل تھرائی زمین پر آئی دوسری طرف سے
ہماے مرصع پوش نے للکارا کہ او گیسو بریدہ دربند کی خوب حفاظت کی اقبال کو
خواجہ گرفتار کرکے لے گئے سنبل نے چاہا کہ کڑک کر نکل جاؤن مگر ارسطو نے گولہ مارا
وہ گولہ پھٹا سنبل پر آگ برسنے لگی سرباز نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا سنبل نے
چمک کر خالی دیا پلٹ کر پنجہ مارا کہ سر سرباز کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون ہما جلدی سے
سامنے آئی سوکھے ہوے چار پھول گلے مین پڑے تھے وہ اُتار کر پھینک مارے وہ پھول
بکھرے چند پھول سنبل پر گرے سنبل کی آنکھین سُرخ ہوئین یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

آنکھین عاشق کو نہ تو ای گلِ رعنا دکھلا — پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا
یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے — گردش چشم بھی ای نرگسِ شہلا دکھلا
آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہرچند — ای صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

قلزم عشق مین کب تک رہون ای حسن تباہ — لب دریا جو نہین تو تہِ دریا دکھلا

چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ جانے لگی — صبح محشر بھی پھر اب ای شبِ یلدا دکھلا

باغبان کونسی صورت مرے جی لگنے کی — ایک تو مجکو قدِ یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب ای گردشِ چرخ — کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

عاشقو نسے ترے کرتا ہی نہایت گرمی — روے خورشید قیامت کو کفِ پا دکھلا

دھیان آتا ہی جو چوٹی کا کسی کافر کی — کہتی ہی فکرِ رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہی بہت اپنی شفق پر نازان — لبِ بام آن کے تو بھی کفِ پا دکھلا

بندۂ شاہِ نجف آتشِ دل خستہ ہی — یا الٰہی اسے اب مرقدِ مولا دکھلا

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہمانے مرصع پوش کے آئی کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ہما نے کہا کہ اس بارگاہ کو جلا دو سنبل بہت خوب کہہ کر پلٹی گولہ مارا بارگاہ جلنے لگی ہاتھ باندھ کر پھر سامنے آئی کہا کہ لو ملکہ مین نے بارگاہ کو جلا دیا اہلِ فوج جو لڑ رہے تھے اُنکی جانب ہمانے اشارہ کیا کہ انکو قتل کرو سنبل اُنپر جا پڑی کنیزون نے فریاد کی کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے بھروسے پر لڑتے تھے آپ یہ کیا غضب کرتی ہین سنبل نے اُن سب کو جواب دیا جو ملکۂ عالم فرمائینگی بجالاؤنگی مجھے کیا عذر ہی کنیزون نے سنبل پر بلوہ کیا سنبل نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ ہمانے مرصع پوش یہ کنیزین گھیرے ہین انکو میرے گرد سے ہٹائیے ہمانے بڑھ کر سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسی اور پھر ایک دوہتڑ زمین پر مارا جابجا چشمے پیدا ہوے دریانے جوش مارا اُسمین کنیزین ڈوبنے لگین سبکی افسر گلرو تھی اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم فریاد ہی مین اطاعت اسلام کرتی ہون ہمانے مرصع پوش نے اُسکو مسلمان کیا اُسنے کل کنیزون کو لاکر قدمون پر گرایا سب مطیع ہوئین مگر ہمانے سنبل کا کچھ خیال نہ کیا سنبل بھی ساتھ ہی اس لڑائی کو فتح کرکے نورالدہر بیٹھے یہان خواجہ پر یہ معرکہ گذرا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا تب عمرو گھبرایا جنگل مین ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر اقبال کو قتل کیا مارنے سے اسکے بڑا ہنگامہ ہوا زاغ و زغن اسکی خاک سے پیدا ہوے غلغلہ کرتے ہوے دربند ثانی کی طرف چلے کہ چل کر

ملکہ منقار کلنگ سوار کو اطلاع کرین منقار کلنگ سوار اپنے دربار مین بیٹھی ہوئی
کہ رہی ہی کہ صاحبو تمنے سُنا طلسم کشا سے دربند اول پر لڑائی ہو رہی ہی مگر اقبال ایسی
ساحرہ نہین ہی کہ کسی سحر مین رہجائے یقین ہی طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرے لیکن
طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی کہ مربع نشین اُسپر عاشق ہوئی اُسنے راستہ کھولدیا
کہ دربند اول تک پہونچے ورنہ اقبال سے کیونکر مقابلہ پڑتا اور بی مربع نشین نے جوش
محبت مین بڑے بڑے کام کیے یہ ذکر تھا کہ چند زاغ و زغن آسمان پر روتے ہوے اور پرون
سے سر پیٹتے ہوے آئے منقار کلنگ سوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا زاغ و زغن ہاتھ پر
آ بیٹھے پوچھا کہ ارے کہانسے آتے ہو دربند اول کی خیر ہی زاغ و زغن کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے تب اُسنے گھبراکر پوچھا کہ ارے کچھ بیان کرو زاغ و زغن کچھ نہین بولتے منقار
نے پشت پر ہاتھ پھیرا بہت تسکین دی تب زاغ و زغن بولے کہا کہ ای منقار کلنگ سوار
اقبال کا کل دراز قتل ہو گئی عمرو نے ایسے مقام پر اُسے مارا کہ جہان آب و دانے
کا نشان نہ تھا ہم لوگ اُسی کی خاک سے پیدا ہوے خاص آپ کو خبر کرنے کو آئے ہین
اب طلسم کشا کوچ کریگا آپ کو جو فکر کرنا ہو وہ کیجیے بڑی مشکل پڑیگی اور آپ کو آگاہ کرتے ہین
کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا لباس طلسمی و سلاح طلسمی حکمت پسند نے اُسکو دیدیے
قصر جواہر نگار مین داخل رہے دختر بلند اختر اُنکی طلسم کشا کے قبضے مین آئی وہی معشوقہ
اصلی طلسم کشا ہی شب کو اُسی کی خیمہ مین آرام کرتے ہین اور یہ معشوقین مثل مربع نشین
و ہمائے مرصع پوش وغیرہ صرف جمال کی عاشق ہین صحبت مین بیٹھی رہتی ہین جلسہ رہتا ہی
عیار اُسکا شبرنگ نامے بلاے روزگار ہی اور اقبال کو تو قاتل مشمش نے مارا یہ کہکر
وہ طائر جلنے لگے جب سب زاغ و زغن جل گئے منقار مسند پر سیدھی ہوئی کہا صاحبو تمنے
سُنا کہ طلسم کشا کا کیا انجام ہوا دربند اول فتح ہو گیا مین تو جاکر بمکر اطاعت کرتی ہون
لیکن تم لوگ غافل نہ رہنا جو ہوسکے وہ کرنا مجکو اپنے پاس جاننا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی
یہان طلسم کشا یعنی شاہزادہ نور الدہر سرداران مذکور کو ساتھ لیکر قصر اقبال مین
آئے جشن کیا صحبت آراستہ ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی اور شبرنگ

بیٹھا ہوا نئے طور سے بجا رہا ہی نظم

باغ عالم مین نہین کوئی ثناخوان تیرا
ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو ای محبوب
حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہی تو انسان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین
ہاتھ مہندی کا ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہی مطلوب اُسے ادنے ہو کہ اعلی ہین
دم بھرا کرتا ہی مور اور سلیمان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہین تونے کی +
عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا

کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

قدسیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہین جو سنتے ہین قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
گرد اُڑ کر نہین چھو سکتی ہی دامان تیرا

بانٹ چاہے جسے دولت دو جہان کی ای دوست
چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر +
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

چھوڑنا عاشقِ شیدا کو نہ بے قتل کیے
تیغ عریان کی طرح حسن ہی عریان تیرا +

کس پری رشک کا دیوانہ ہی تو ای آتش
چاک رہتا ہی مرے یار گریبان تیرا +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساحران دربند اول بھی بیٹھے ہین اُسوقت ہماے مرصع پوش سے طلسم کشا باتین کر رہے ہین خواجہ عمرو بھی اُس جلسے مین حاضر ہین اس دربند سے جو کچھ مال نکلا نور الدہر نے نصف خواجہ کو دیا مگر خواجہ نے خوش ہو کر یہ نہ کہا کہ تمنے بجاے دہ یک کے نصف مال دے دیا بلکہ یہ کہا اس مہینے کا سودا ہو جائے گا ان دربندون پر ہم تمہارے ساتھ رہین گے نور الدہر نے کہا کہ ای ہماے مرصع پوش اب آگے کون حاکم ہی ہماے مرصع پوش نے بیان کیا کہ منقار کلنگ سوار حاکم دربند دوم ہی وہ بڑی ساحرۂ زبردست ہی اور علم ساحری کی کتابین اور سوانحات کی کتابین اُسکے پاس بہت موجود ہین مشہور ہی کہ جیسا کچھ کتب خانہ دربند دوم پر ہی کسی کے پاس ایسا کتب خانہ نہین ہی نجم بھی باتون مین دخل دے رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہریار جیسی کہ یہ ساحرہ قتل ہو گئی ویسی دربند دوم دانی نہین ہی انشاء اللہ تعالے

بہت جلد اُسکو فتح کر لیا جائیگا آپ کی اقبالمندی ظاہر ہی نور الدہر نے حکم دیا کہ لشکر
تیار ہو ساٹھ لاکھ فوج ساحر وغیر ساحر اُسی وقت تیار ہو کر آئی نجم نے عرض کی کہ لشکر تیار
ہی بسم اللہ حضور سوار ہون نور الدہر فوراً مرکب طلسمی پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو
بڑھائین مرکب اپنے مقام سے نہین بڑھتا سب سردار عرض کرنے لگے کہ ای شہریار
اس وقت ہواے سر د چل رہی ہی گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا مناسب ہو تو اُتر پڑیے اور وقت
کوچ کیجیے گا کہ آسمان پر سناٹا ہوا نور الدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے دولتی
پھینکی اب جو دیکھا تو گھوڑا اڈا نگر ہی ہڑے نکلے ہوے ڈگمگا رہا ہی گرا پڑتا ہی نور الدہر لاحول
پڑھکر اُتر پڑے گھوڑا جنگل کی طرف بھاگا نجم نے آکر دیکھا عرض کی کہ ای شہریار یہ مقدمہ
سحر کا تھا مرکب طلسمی آپ کا غائب ہوا نور الدہر نے اسپ پریوش طلب کیا اُس پر
سوار ہوے سب ساحر افسوس کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہریار ایسا انقلاب کبھی
نہوا تھا اب نور الدہر اسپ پریوش پر سوار ہو کر منزل کی طرف چلے پانچ کوس پر آکر
اُتر پڑے لشکر اُتر رہا ہی نور الدہر ٹہل رہے ہین نجم وغیرہ گھوڑے کا ذکر کر رہے ہین کہ ای
شہریار غضب ہوا کہ مرکب طلسمی غائب ہوا اُس مرکب کی فکر چاہیے کہ مرصع نشین آکے
پہونچین اور ہماے مرصع پوش بھی آئین پھر آسمان پر سناٹا ہوا دونون جادوگرنیان آسمان
کی طرف دیکھنے لگین دیکھا کہ منقار کلنگ سوار ایک تخت پر سوار تخت اُڑاتی ہوئی آئی
آکر نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سب ساحر جانتے ہین کہ مین حاکم
دربند دوم ہون جب حضور نے دربند اول فتح کیا اور مین نے خبر پائی کتب خانے سے کتابین
پارینہ نکالین ہر ایک کتاب کا مضمون یہی تھا کہ طلسم خیال سکندری خواب وخیال ہو جائیگا
بقراط ثانی کی قضا قریب ہی یہ احکام دیکھ کر دل کو تردد ہوا خیال مین آیا کہ چلکر حاضر
خدمت ہون براے اطاعت حاضر ہوئی ہون نور الدہر نے سر منقار کا سینہ سے لگایا
منقار نے عرض کی کہ اب آپ بے خوف دربند مین تشریف لے چلیے کنیزو سنے کہ آئی ہون
وہ انتظام کر رہی ہونگی جس وقت آپ پہونچین گے کامل طور پر قبضہ ہو جائیگا نجم نے بھی

اشارہ کیا کہ حضور کی اقبالمندی ہی جو منقار آکر شریک ہوئی ہماے مرصع پوش
بھی وجد کر رہی ہی آزمرمریع نشین نے تو بالا علان کہا کہ آقا ہمارے صاحب اقبال ہین کہ
منقار ایسی ساحرہ آکر شریک ہوئی اب ساتون دربند فتح ہو جائین گے انشاء اللہ
دربند ہفتم پر لوح کا بھی پتہ ملیگا منقار نے کہا کہ ای ملکہ تم ایسی جادوگرنیان شاہزادے
کے ساتھ ہین کون مقام ایسا ہی کہ جسکے راز سے تم آگاہ نہین ہو اور کونسا مقام ایسا
ہی کہ ہفت دربند مین جسکو تمنے نہین دیکھا جو ساحران نامی ہین اُنکو تم جانتی ہو اور
وقت پر ہم بھی سب کا نام بتائین گے مقابلہ بھی اُنسے کرین گے نورالدہر آکر بارگاہ مین
بیٹھے سب سردار بھی حاضر ہوے جلسہ جما نورالدہر نے منقار کی بڑی خاطر کی منقار
نے عرض کی کہ ای شہریار خواجہ کہان ہین ہین اُنکی صورت کی مشتاق ہون کہ جمال بمثال
دیکھون سامنے کیون نہین آتے شبرنگ نے جاکر عرض کی کہ چلیے آپ کو آقا بلاتے ہین
عمرو نے کہا کہ مین اُس ظالم کے سامنے نہ جاؤنگا مجھے اُسکی صورت دیکھ کر خوف آتا ہی
ای شبرنگ نورالدہر سے جاکر کہو کہ اسکا شریک کرنا بہتر نہین پیشانی اسکی سیاہ ہی
ایسی جادوگرنیان کہین مسلمان ہوتی ہین اس سے انجام بُرا ہی مین اسکے سامنے نہ جاؤنگا
ہرچند شبرنگ نے کہا مگر خواجہ نے سامنے آنا نہ قبول کیا شبرنگ نے منقار سے کہا
کہ اُنکی طبیعت سُست ہی اس وقت حاضر نہ ہونگے منقار نے کہا کہ ای شبرنگ ہم
تمھارا گانا سُنین گے شبرنگ بیچ مین آکر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

خشمگین آنکھین تمھاری آفتِ جان ہوگئین
برچھیان عاشق کُشی کرنے کو مژگان ہوگئین

تم جو جا نکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کِھل کِھل کر گُل ولالہ کی کلیان ہوگئین

ای صبا دامن ہی تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ
اُس پریرو کی اگر زلفین پریشان ہوگئین

سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبای یار
صورتِ آئینہ آنکھین اپنی حیران ہوگئین

مہندی ہاتھو نمین ملی تونے جو ای دریای حُسن
اُنگلیان رنگ حنا سے شاخ مرجان ہوگئین

راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالای یار
وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہوگئین

خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا
گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہوگئین

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار	بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہوگئین
دیدۂ عاشق سے دیکھا جسنے دیوانہ ہوا	حُسن سے پریان بلاے جان انسان ہوگئین
ای مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم	حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہوگئین
یہ کھلا آتش عناصر سے دلِ دیوانہ کو	چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہوگئین

منقار مُسنا کی سارے اہل محفل کو دیکھ لیا ایک بارگاہ زربفتی رہنے کو ملی اُس بارگاہ مین آئی رات کو اُٹھ کر خیمے سے شرارہ بنکر نکلی نجم اختر شناس کی بارگاہ پر آکر لہرائی پنجہ بن کر نجم کو اُٹھا کر لے گئی دربند مین لاکر پہونچایا صبح کو سب سے پیشتر دربار مین آئی نورالدہر جو آئے سلام کیا عرض کی کہ مین نے سُنا ہی نجم کو کوئی لے گیا نورالدہر نے کہا کہ مجکو ابھی نہین معلوم کہ ہمارے مرصع پوش نجم کی بارگاہ کی طرف سے آتی تھی دیکھا کہ ملازم رو رہے ہین خبر دریافت کی معلوم ہوا کہ نجم کو کوئی لے گیا ہمانے آکر نورالدہر سے عرض کی کہ شب کو کوئی نجم کو لے گیا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ دریافت تو کرو کہ نجم اختر شناس کو کون لے گیا شبرنگ نے کہا کہ مین دریافت کرونگا مگر مربع نشین نے نورالدہر سے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ کام منقار کا ہی نورالدہر نے منع کیا کہ خبردار یہ نہ کہنا جسنے ایسا کیا ہوگا حال کُھل جائیگا دوسرے دن رات کو جب نورالدہر دربار برخاست کرنے لگے تو سردارون سے فرمایا کہ بھائیو اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہنا دشمن تمھاری فکر مین ہی ہمانے عرض کی کہ کیا مجال ہی جو دشمن ہمارے پلنگ کے قریب آسکے مربع نشین نے کہا کہ کنیز بہت ہوشیار رہتی ہی مگر آج منقار نے ارسطو کو تاکا ہی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی دربارگاہ ارسطو پر آئی شرارہ بنکر گری بارگاہ مین ارسطو کی پہونچی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی ارسطو نے آنکھین کھول کر دیکھا چاہا کہ سحر کر کے نکلون مگر سحر یاد نہ آیا منقار نے دربند مین پہونچایا ہیکل جادو جو کل کی افسر ہی اُسکو قید دی کہا کہ انکو دربند مین قید رکھو اور لشکر کشی کر کے آؤ مقابلہ مین نورالدہر کے اُتر داور طبل جنگی نہ بجوانا جیسا مناسب ہوگا مین کہلا بھیجونگی یہ کہکر منقار تو چلی آئی ہیکل جادو نے ارسطو و نجم کو قفس آہنی مین بند کیا ایک کمرے مین قفس لٹکا دیے صبح کو بارگاہ مین آئی

کہا صاحبو حکم ملکہ آیا ہی لشکر تیار کرو تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر ہیکل چلی جس جنگل اور جس قریے مین پہونچتی ہی سحر کر دیتی ہی جانوران درندہ وہان کے سامنے آتے ہین اُن سب سے اشارہ کر دیتی ہی کہ وقت پر آنا تین دن مین راستہ طی کیا اگر شبرنگ بن عمرو کہ تلاش مین سردارون کی نکلا راہ مین لشکر ہیکل ملا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ ہیکل جادو افسر لشکر منقار کلنگ سوار بر سر طلسم کشا جاتی ہی شبرنگ نے راہ چلتے چلتے ایک کنیز کو دیکھا کہ ہر مرتبہ سواری پر سے اُترتی ہی اور اُس جنگل مین واسطے پیشاب کے جاتی ہی شبرنگ نے نام دریافت کیا معلوم ہوا معمار جادو مصاحب ہیکل کی ہی شبرنگ نے پیچھا کیا جنگل مین آکر معمار کو بیہوش کیا اُسکو جنگل مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر آیا سواری پر سوار ہوکر ساتھ ہو لیا جب لشکر اُترا تو شبرنگ سامنے ہیکل کے آیا پوچھا کہ ای ملکہ عالم سحر بھی تیار کیا ہیکل نے کہا کہ ہمارے پہنچتی ہی آفت برپا ہوگی صحرا کے نرگاؤ و کلنگ و شیر وغیرہ مقابلہ نور الدہر مین آوین گے ہمسے مقابلے کی نوبت نہ آویگی شبرنگ حیران ہی کہ اسکو کیونکر گرفتار کرون دو منزلین راہ مین گذرین اگر شبرنگ ہیکل کو نہ گرفتار کرسکا تیسرے دن لشکر مقابلے مین پہونچا نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین منقار بھی بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکر عرض کی لشکر ہیکل آپ کے مقابلے مین آگیا نور الدہر باہر نکل آئے کرسی پر آکر بیٹھے آمد لشکر دیکھا کیے پہر دن مین لشکر آکر میدان مین اُترا ہیکل تخت سے اُترکر ٹہلنے لگی معمار نقلی سامنے کھڑی تھی ہیکل نے حکم دیا کہ ای معمار طبل جنگی بجواؤ معمار نے حکم دیا طبل جنگی پر اُسی وقت چوب پڑی نور الدہر نے جب خبر سُنی منقار نے عرض کی کہ حضور طبل جنگی بجوائین کنیز سمجھ لے گی وہ میری نوکر ہی یقین ہی مجھسے مقابلہ نہ کرے اگر مقابلہ کریگی تو بہت پچھتائیگی مین گرفتار کر لاؤنگی نور الدہر نے کہا کہ مین جادوگر کا نکلنا بہتر نہین جانتا اور سردار مقابلہ کرین گے دوپہر رات گئے تک نور الدہر بارگاہ مین رہے طبل جنگی بج چکے تیاریان ہو رہی ہین کہ منقار اپنی بارگاہ سے نکلی منظور یہ ہوا ہمارے مرجع پیش کو لون قریب بارگاہ کے جو آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر بجائے درگہ سالار کے دروازے پر

بیٹھا ہی منقار کی طرف چلا منقار نے چٹکی خاک کی اُس شیر پر ڈالدی وہ شیر صحرا کی طرف
بھاگا جنگل مین جا کر غائب ہوا منقار پردہ کھول کر بارگاہ مین آئی پھر دیکھا کہ وہ ہی
شیر بیٹھا ہی منقار نے جو اُسپر خاک ڈالی شیر نے ڈکارلی ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک
ساحرہ کھڑی ہی للکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھے پہچانا منقار شرارہ بنکر چلی
ہمائے مرصع پوش نے گولہ مارا وہ گولہ شرارۂ آتش پر پڑا پانون منقار کا زخمی ہوا
مگر لڑکھڑاتی ہوئی نکل گئی ہما نے پہچانہ کیا منقار اپنی بارگاہ مین جا کر اُتری ہما نے اسکو
بخوبی پہچان لیا رات زیادہ باقی تھی پھر آکر سو گئی منقار دوبارہ پہونچی شیر کو دیکھا پہلے
شیر پر سحر کیا شیر ہٹا منقار قریب پلنگ آگئی ہما کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی صبح کا وقت
ہی ہیکل جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی صبح کے واسطے سحر تیار کر رہی ہی معمار بھی بیٹھی ہی کہ منقار
آکر پہونچی ہمائے مرصع پوش کو پیش کیا مسند پر بیٹھی شبرنگ پر جو نگاہ پڑی ہیکل سے
پوچھا کہ یہ کون ہی ہیکل نے کہا کہ حضور معمار جادو ملازم قدیم ہی سب دربار سے اُٹھ گئے مگر
یہ رفیق و شفیق ہی اس وجہ سے اسکو بیٹھا رہنے دیا منقار نے انگشتر اُتاری سامنے پھینکدی
کہا کہ ای معمار اسے اُٹھائے شبرنگ نے اُٹھائی ایک شعلہ چمک کر ہاتھ مین لپٹ گیا شبرنگ
مُنھ کے بل گرا چاہا اُٹھون ہاتھ پانون مین طاقت نہ پائی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا منقار
نے کہا کہ ای شبرنگ مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ تم ہیکل کے پاس پہونچ گئے مگر حیران تھی کہ کس
صورت مین ہو جب مین نے دیکھا تو پہچانا پھر کہا ای ہیکل ذرا ہوشیار رہنا اب ساربان ادہ
تمھاری فکر مین نکلے گا وہ جب بارگاہ مین آتا ہی مجکو ترچھی نگاہون سے دیکھتا ہی لیکن
طلسم کشا ایسا رحم دل ہی کہ کئی ساحرون نے کہا مگر اُسنے خیال نہ کیا کل میدان کی تدبیر مین نے
عرض کی تھی کہ مین نکلون مگر اُنھون نے نہ قبول کیا یقین ہی کہ وہ خود نکلین مگر اُن پر سحر کسی
ساحر کا تاثیر نہین کرتا ہیکل نے کہا کہ آپ مطمئن رہین مین بہت ہوشیار ہون سب تدبیرین پورے
طور پر کر چکی ہون ایسے رنگ سے سحر کرون کہ سب کو معلوم ہو اسکا نام ہی یہ کہکر منقار سے
کہا کہ اب آپ تشریف لے جائین مین صبح کو میدان مین سمجھ لونگی منقار رخصت ہو کے خفیہ
اپنی بارگاہ مین آئی یہان چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو نور الدہر سوار ہوے

میدان کارزار مین آئے ایک طرف سے دیکھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ہیکل جادو ایک طاؤس پر سوار پشت پر کل فوج میدان مین آکر ٹھہری کچھ جنگل کی جانب اشارے کر رہی ہی جب صفین جم چکین تو اس نے پکار کے آواز دی کہ ای صحرا اصحار اب جلد آؤ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان پہلوان وضع تلوار ہلاتا ہوا آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اخلاق نے مرکب بڑھایا سامنے نور الدہر کے عرض کی غلام کو اجازت میدان دیجیے نور الدہر نے فرمایا کہ ہم آج میدان مین جاوینگے مگر اخلاق نے عرض کی کہ یہ تو ظاہر ہی پہلوان سحر کا ہی مگر غلام کا جانا بہتر ہی نور الدہر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا اخلاق مرکب اُڑا کر چلا وہ جوان نیزہ ہلا رہا ہی اخلاق نے چاہا مقابلے مین پہونچون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نرگاؤ بہت فربہ سینگون کو بلند کیے ہوے آتا ہی اخلاق نے چاہا تھا کہ مقابلے مین اُس پہلوان کے پہونچون لیکن اُس بیل نے راہ مین آکر روکا سینگ مارا چاہتا ہی کہ گھوڑے سے اُٹھا لون اخلاق نے بعجلت نیزہ مارا بیل کی پیشانی پر پڑا خون کے قطرے ٹپکنے لگے بیل نے مُنھ پھیرا صحرا کی طرف بھاگا اخلاق نے گھوڑا ڈال دیا پیچھے اُس بیل کے چلے ہر چند کہ نور الدہر پکارتے ہین کہ ای برادر اسکے تعاقب مین نہ جاؤ پہلوان سے مقابلہ کرو لیکن اخلاق نے جواب نہ دیا نرگاؤ کے پیچھے سے نہ پلٹا صحرا مین جاکر وہ بیل بھی غائب ہوا اخلاق بھی درختون کی آڑ مین جا کر چھپ گیا اُس پہلوان نے پکار کے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ مین خود مقابلے مین جاؤن مگر سلیس تیغ زن ایک پہلوان ہی اُسنے مرکب نکالا نور الدہر نے چلتے وقت سمجھایا کہ اگر شاید نرگاؤ آئے تو اُسکا تعاقب نہ کرنا سلیس نے عرض کی کہ غلام کو بیل سے کیا کام مین اس پہلوان کو ذبیل بناتا ہون یہ کہکر سلیس نے مرکب اُڑایا نصف میدان طی کیا تھا کہ وہی نرگاؤ پھر پیدا ہوا خون کے سرائے سر سے بہتے ہوے مقابلہ مین سلیس کے نرگاؤ پہونچا آکر سینگ مارا سلیس نے اپنے کو بچا کر نیزہ مارا نیزہ کوکھ پر پڑا کہ روزن ہو گیا نرگاؤ نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا اور صحرا کی طرف

بھاگا سلیس نے چاہا کہ پیچھا کرون مگر مرکب خود چلا ہرچند کہ سلیس چاہتا ہی کہ مرکب کو روکون مگر مرکب نہین رُکتا اُسی طرف جاتا ہی صحرا مین جاکر نرگاؤ غائب ہوا یہ شیر صحرائے جرأت تلاش کرتے کرتے ایک درہ کوہ تھا اُسکے سامنے پہونچا اُس مین گھوڑا ڈالدیا نورالدہر نے ہرچند آواز دی کہ ای برادر اُدھر نہ جاؤ سلیس نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای شہریار بڑی شرم کی بات ہی کہ ایک نرگاؤ مقابلے مین آوے اور زندہ نکل جائے ہمراہی طعن کرین گے مین اسکو لیکر آؤنگا خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہین اکثر عرض کرتے ہین کہ ای نورالدہر یہ مقدمہ سحر ہیکل ہی اسکے عجائب و غرائب سے دل بیکل ہی جب مقابلے مین آئی تھی تو سحرا کی طرف دیکھ رہی تھی مین بخوبی اُسکو دیکھ رہا ہون جب سلیس غائب ہوا تو اُس پہلوان نے پھر آواز دی اِدھر سے تیسرا پہلوان نکلا جلیس تیغ زن اور خدمت مین نورالدہر کی آیا اجازت میدان طلب کی نورالدہر نے فرمایا کہ ای برادر ہوشیار سے لڑنا پہلوان نے عرض کی کہ غلام کیا کوئی بات اُٹھا رکھیگا یہ کہکر گھوڑا اُڑایا کہ اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ ای صحرا حصار تیسرا پہلوان آتا ہی پھر وہی نرگاؤ پیدا ہوا پہلو مین سوراخ اُس سوراخ سے خون بہتا ہوا پیشانی زخمی مگر مثل ہرن کے چوکڑیان بھرتا ہوا آتا ہی جیسے ہی سامنے جلیس کے پہونچا جلیس نے سینگھ اُس کا پکڑ لیا جھٹکا مارا کہ شاخ ٹوٹ گئی نرگاؤ بھاگا اُس جوان نے بھی گھوڑا ڈالدیا وہ نرگاؤ شاخ شکست بھاگنے کا بندوبست جنگل مین جاکر نخلستان کی آڑ مین چھپا یہ جوان بھی صحرا مین نرگاؤ کو ڈھونڈھا کیا آخر درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا شام تک چھ پہلوان نکلے اسی طرح نرگاؤ کے پیچھے جاجاکے غائب ہوے شام کو وہ پہلوان بھی صحرا مین جاکر غائب ہوا ہیکل جادو یہ کہکر بیٹھی کہ مسلمانون کا عجب طریقہ ہی کہ ایک بیل کے پیچھے چلتے ہین پہلوان سے مقابلہ نہین کرتے مگر خیر سمجھ لونگی لیکن نورالدہر جو پلٹے تو اول ہمارے مرصع پوش کا گرفتار ہونا سنا بے اختیار آہ کی فرمایا کہ صاحبو ہمارے مرصع پوش کا نہ ہونا باعث پریشانی کا ہی ہر وقت پہلو مین رہتی تھی کہا کرتی تھی کہ ای شہریار اِسکا خیال رہے نظم

	سمجھتے تھے ہم سے وفا کیجیے گا		یہ کیا جانتے تھے دغا کیجیے گا	

جو خود نقش پا کیطرح مٹ چکا ہو +
سر شام کا کل پریشان کیون ہی
یہ غیظ و غضب سب ہی بیکار صاحب
گئی یاس و حسرت مین گر جان میری
ہی جب تک مری خاک اُڑا لیجیے بس
پسند آپکو رنگ ہی میرے خون کا
وہ شوخی سکھائے گی یہ خوشخرامی
نظر پڑ رہی ہی جو زندان کی جانب
ہزبر اب اسیری سے گھبرا گئے ہین

اُسے آپ برباد کیا کیجیے گا +
بلا مین کسے مبتلا کیجیے گا +
جو لے لین گے بوسہ تو کیا کیجیے گا
تو پھر کس سے ناز و ادا کیجیے گا
پھر آئندہ برباد کیا کیجیے گا +
اُسے کیا شریکِ حنا کیجیے گا
کہ آنکھون مین ہر دم پھرا کیجیے گا
کسے قید کسکو رہا کیجیے گا +
اُنھین آپ کس دن رہا کیجیے گا

مجکو اُسکی جدائی بہت شاق ہی خواجہ صاحب آپ اس نرگاؤ کی فکر کیجیے اور دریافت فرمائیے کہ ہمارے مرصع پوش وغیرہ کو کون لیگیا اور ہما کو آگاہ بھی کیا تھا کہ ہوشیار رہنا اُسپر یہ کیفیت گذری عمرو نے کہا اول تلاش مین اس نرگاؤ کی جاتا ہون یہ کہکر چلے ہر جگہ تلاش کرتے پھرتے ہین ایک مقام پر آکر ایک تالاب دیکھا خواجہ درۂ کوہ مین آکر بیٹھے دو پہر رات گئے اُسی نرگاؤ کو دیکھا کہ صحرا سے دوڑا ہوا آیا اُسی تالاب مین پھاند پڑا خواجہ صبح کو اُس تالاب پر آکر بیٹھے اور ایک گویّے کی شکل بنکر کمر سے نے نکالی اور نے مین نئے طور سے یہ اشعار گانے لگے نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا
ملک عرشِ برین پر دیکھ کر حضرت کو کہتے تھے
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا
علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے
نہو نگا مین کبھی مجبور ای دل کامیابی مین
نہ بات اب پوچھیگا ہرگز کوئی منتِ کرکی

کہ شاہی سے ہی اعلیٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
مگر اب ہمسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
حجابِ غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا
غلام اُسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا
کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹھون کی مٹھائی کا

جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا	کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا
رقیبون سے تو باتین چکنی چوپڑی خوب کرتے ہو	برتتے ہو فقط اک مجھسے طرز ایجان رکھائی کا
ہنر ہر اب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم	اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا+

تھوڑی دیر مین تالاب مین غرش پیدا ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ پانی تالاب کا نکل جائیگا عمرو کی آنکھین بند ہو گئین ایک ساحر پیدا ہوا وہ خواجہ کو اُٹھا کرلے گیا تھوڑی دیر مین جو خواجہ کی آنکھین کھلین دیکھا کہ ایک جانب کھال نرگاؤ کی رکھی ہی اُسمین سوراخ ہی مگر ایک ساحر سیہ فام بد انجام مسند پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ میان گویے تمھارا کیا نام ہی تم نے ایسے اشعار گائے کہ دل بیقرار ہو گیا آخر تمکو اُٹھوا منگوایا خواجہ نے کہا کہ مجھے سب اُستاد خورد بُرد کہتے ہین اسوقت دل گھبرایا یہان بیٹھ کر نی بجانے لگا ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم خدمت خداوند مین جاتے تھے اور آسمان پر جا کر نی بجاتے تھے مگر جوانی کا بُرا ہو ایک دن خدائی پردے سے نکل آئین اُنھون نے مجکو دیکھا مین نے اُنکو بہ نگاہ محبت دیکھا خداوند نے بہ نگاہ غور دیکھ لیا مجکو ڈھکیل دیا کئی سی برس مین زمین پر آیا اُس دن سے بڈھا ہو گیا جب سے قدرت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہ قدرت پھر آکے مجکو لیجائین مگر قدرت نہین ملتے اُنھین کی یاد مین بجا رہا تھا آپ کو خبر ہو گئی گاو آتشبار نے کہا کہ ہان اُستاد خورد بُرد کچھ گاؤ اس وقت دل بہلاؤ خواجہ نے نی نکالی وہ وہ اشعار گائے کہ گاو آتشبار بیقرار ہو گیا تعریفین کرنے لگا کہتا ہی کہ اُستاد کیا کہنا کس لطف سے گائے ہو خواجہ نے کہا کہ حضور ایک کمال قدرت نے مجکو دیا ہی اگر وہ آپ دیکھین تو بہت خوش ہون سوائے قدرت کے سامنے کے کہین یہ کمال نہین دکھلایا گاو آتشبار نے پوچھا وہ کیا کمال ہی خواجہ نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن مگر آپ اس تالاب مین کیون رہتے ہین گاو آتشبار نے کہا کہ مین ہیکل جادو کا ملازم ہون مجکو حکم ہی کہ میدان کارزار مین جایا کرنا سرداران طلسم کشا کو لا کر اپنے قصر مین قید کرنا جسدن طلسم کشا آئے اُس دن اُنکو بھی کسی فطرت سے گرفتار کرلونگا غرضکہ خواجہ نے پیشواز پہن کر گت ناچی اور جام بلورین لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے بقول مصنف چلے مطلع ناچنے مین

جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہلِ محفل نے گیا اُس پہ نچھاور توڑا + ٹھوکرین لیتے ہوے آتے ہین سامنے اُس جادوگر کے آکر سر جھکایا اور یہ اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے شروع کیے نظم

میری حسرت پر نظر جو اُسنے کی پیکر شراب
اپنے ہاتھوں سے مجھے بھر بھر کے جو دیتے ہین جام
موسمِ گل جوش پر ہی نغمہ زن ہی عندلیب
ساقیا تلچھٹ ہی دے مجکو پئے دفعِ خمار
ایک ہی ہین بادہ کش میخانۂ دوران مین ہم
ہو ترے دستِ مبارک سے مگر یہ شرط ہی +
بیخودی مین کہتے ہو کیون تمسے الفت ہی ہمین
اُس پر پیر و نے جو اپنے ہاتھ سے ساغر بھرا
زندگی کا لطف اُسی کو ہی کہ ہی حاصل جسے
نشے مین یاد آئی ہی اُس غیرتِ بلقیس کی +
دورِ ساغر مین بھی کیفیت اسی صورت سے ہی
کام آئے گی مجھے حبِ علیؑ اک دن نہر بر

قسمین دے دیکر پلائی جام مین بھر بھر شراب
نکلی آتی ہی خوشی سے شیشے کے باہر شراب
مست تیرے وجد مین ہین باغ مین پیکر شراب
گر ہو شیشے مین ابھی تک ایک دو ساغر شراب
دو گھڑی مین خم کے خم خالی کیے پیکر شراب
ساقیا میرے لیے کافی ہی چلّو بھر شراب
دیکھو دل کا حال تم کہنے لگے پیکر شراب
نکلی شیشے سے لگا کر قہقہہ باہر شراب +
ابر و گلشن یار و ساقی شیشہ و ساغر شراب
پھر رہی ہی میری آنکھوں مین پری بنکر شراب
ہم تمھین دین تم ہمین دوا ای پری پیکر شراب
دینگے اپنے عاشقون کو ساقیِ کوثر شراب

خواجہ نے اُس ساحر کے سامنے سر جھکایا اُسنے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی گیا عمرو نے کئی جام پلائے آنکھین اُسکی اُبل آئین گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اُستاد اس وقت تمھارے گانے نے بڑی تاثیر دکھائی خود خداوند سُننے آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُن کی بھی ٹانگ لیجیے گا وہ آتشبار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا دوسرا جادوگر جو مثلِ خدمتگار کے بیٹھا تھا اُسکا ایک جام نے کام کیا اُٹھ کر گرا بیہوش ہوا خواجہ نے گا وہ آتشبار کو اُٹھا کر چاہا کہ نذرِ زنبیل کرون کہ سردارون کی باتون کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا ایک کمرے سے سردارون کے کلام کرنے کی آواز آتی ہی عمرو نے رنگ و روغنِ عیاری کا لگایا اُسی ساحر کی شکل بنکر قیدخانے مین آئے دیکھا کہ چھون سردار بیٹھے ہین مگر اپنی زندگی سے بیزار ماران سیاہ ہاتھ پاؤن مین لپٹے ہوے اُسی کے صدمے سے کراہ رہے ہین خواجہ نے کہا

تم مین سے ایک کو ذبح کرونگا سردار کانپ گئے ایک کو ایک سے محبت ہی ہر شخص یہی کہتا ہی
مجکو ذبح کر مگر ای گاو آتشبار انسان کا کوئی بھی گوشت کھاتا ہی گاو آتشبار نقلی نے
جواب دیا کہ آج میرے یہان مہمان آئے ہین اُنکے واسطے گوشت انسان کا چاہتا ہون کچھ
دلواؤ تو ؤ سے خرید لون سردارون نے کہا کہ ہم تو یہان قید ہین خواجہ نے کہا کہ لشکر مین
بھیجکر دینا سردارون نے کہا کہ بھسے اقرار لیجیے عمرو نے کہا کہ اقرار کا اعتبار نہین بیس
ہزار ہزار روپئے کے رقعہ لیے بعد اُسکے عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا سردار قدمون سے
لپٹ کر رونے لگے اور کہا کہ اُستاد تمنے پریشان کر دیا یون اگر مانگتے تو کیا نہ دیتے خواجہ
نے کہا کہ اس فقرے سے زیادہ ثواب ہوا بندگان خدا کا گوشت کھانا ثواب عظیم ہی
سردارون نے کہا کہ خواجہ گاو آتشبار کو جلد قتل کیجیے کہ ہم لوگ رہائی پائین خواجہ
نے باہر نکل کر گاو آتشبار کو جہنم واصل کیا پوست نر گاو مین بھی آگ لگ گئی سارا مکان
وغیرہ اُڑ گیا خواجہ نے سردارون کو ساتھ لیا لشکر کی طرف چلے راہ مین آکر کہا تامل کرو
طبل جنگی بجنے دو تب چلنا سردارون کو لاکر ایک درہ کوہ مین چھپایا یہان ہیکل نے تیسرے
دن پھر طبل جنگی بجوایا نور الدہر کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے وہ ہی پہلوان میدان مین نکلا نور الدہر کے سردارون
نے چاہا کہ برائے مقابلہ نکلین مگر نور الدہر نے منع کیا کہ آج مین خود نکلونگا کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ آگے آگے ایک نقابدار سبز پوش سبز نقاب ہی اُسپر لکیرین بنی ہوئین
میدان مین آکر نور الدہر کو آواز دی کہ آپ میدان مین نہ نکلیے ہم اس پہلوان سے
مقابلہ کرین گے ہم جسکو مغلوب دیکھتے ہین اُسکے شریک ہوتے ہین تم لوگ عاجز و ناچار ہو
اس وجہ سے تمہاری شرکت کرتے ہین مگر جنگ ہم ٹھیکے پر لیتے ہین نور الدہر نے ایک
ملازم کو بھیجا کہ جا کر نقابدار سے کہو کہ اگر اس پہلوان کو قتل کروگے تو دس ہزار روپیہ
دین گے نقابدار نے کہا کہ لاکھ روپیہ لین گے نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ افسر تو حقیر ہی لیکن
ساتھ کے جوان کیا شیر دل ہین کہلا بھیجا کہ جو کہوگے وہ ہی دین گے جب ٹھیکہ قرار پاگیا
تو نقابدار سبز پوش مع ہمراہیون کے میدان مین آیا پہلوان کو للکارا پہلوان نے

نیزہ مار انقابدار نے خالی دے کر حلقہ ہاے کمند مارے وہ پہلوان گھوڑے سے کے اوپر سے
گرا سبز پوش نے گھوڑے کو کاوے پر لگایا کود کر ایک ہاتھ مار دیا پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے
اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کہا کہ روپیہ بھیجیے ہم درۂ کوہ کے قریب جا کر اُترتے ہین نورالدہر
نے چھکڑون پر روپیہ لدوا کر بھیجا ساتھ والون نے کہا کہ اُستاد اسمین ہمارا ابھی حصہ ہی
خواجہ نے کہا کہ ایک خیمہ استاد کرو اُسمین سب روپیہ رکھو صبح کو حصہ تقسیم کر دین گے
ایک خیمہ استاد کیا اُسمین سب روپیہ رکھا چھوٹون جوان مسلح ہو کر پہرے پر کھڑے ہوے رات
کو خواجہ اُٹھے گلیم اوڑھ کر خیمے مین آئے جال نکال کر مارا سب روپیہ نذر زنبیل کر لیا اُس
مقام پر گڑھا پڑ گیا صبح کو نورالدہر بیٹھے تھے کہ سامنے سے خواجہ آئے نورالدہر نے
کہا کہ اُستاد کہان تھے کہا مین جس کام کو گیا تھا وہ کام کر آیا نورالدہر نے کہا کہ سردار
ہمارے کہان ہین خواجہ نے کہا کہ کہین جنگل مین ہونگے مین نے سب کو رہا کر دیا یہ ذکر تھا
کہ ہرکارون نے خبر دی کہ چھوٹون سردار آتے ہین نورالدہر نے سردارون کو حکم دیا
استقبال کر کے لاؤ جب وہ سردار بارگاہ مین آئے نورالدہر سے فریاد کی کہ ہمارا
افسر بھاگ کر آپ کے لشکر مین آیا ہی امیدوار ہین کہ اُسکو ہمکو حوالے کیجیے نورالدہر
نے کہا کہ وہ کون ہی سردارون نے خواجہ کو اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے روپئے لائے ہین
وہ دلوا دیجیے رات بھر ہمنے پہرہ دیا ہمکو لا کر لڑوا دیا دشمن کو شکست دی روپیہ جو ٹھیکے کا
لیا تھا وہ سب زنبیل مین رکھ لیا نورالدہر نے کہا کہ ای عم نامدار انکی بات کا
جواب دیجیے آپ اِنکو ساتھ لائے تھے خواجہ نے کہا کہ بھائیو بیٹھو غنیمت جانو کہ اپنے
آقا سے مل گئے ورنہ وہان تباہ رہتے جبدن وہ بگڑتا کھا جاتا اخلاق نے کہا کہ خواجہ
یون شاہزادہ آپ کو لاکھون روپیہ دے مگر یہ روپیہ آپنے ہمارے نام سے لیا کیا آپ
اکیلے ہضم کرین گے نورالدہر نے بھی بگڑ کر کہا کہ ای عم نامدار یہ بات انصاف کے خلاف
ہی آپ دُہرا حصہ لیجیے انکو اکہرا حصہ دیجیے بالکل خاتمہ تو نہ کیجیے مگر پانچ جوانون نے کہا
کہ ہمنے تو معاف کیا مگر اخلاق بگڑا ہوا گھڑا ہی آخر نورالدہر نے کہا کہ ای عم نامدار
اگر آپ نہ دین تو مین خزانے سے منگوا کر دیدون خواجہ نے کہا کہ نہین ای نور نظر مین دیتا

دے سکتا ہون مگر یہ میری بد دعا سے خوف کرین میری بد دعا خالی نہ جائیگی لوگون نے
حساب کیا پندرہ ہزار روپیہ اخلاق کے حصے کے ہوے خواجہ نے روز روز کر پندرہ توڑے
زنبیل سے نکالے اور زمین پر ہاتھ دے مار کر کہا کہ ای پروردگار مجھ غریب کو اخلاق
نے لوٹ لیا تو بدلہ دے گا اخلاق نے روپئے لے لیے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس کو
خزانے مین داخل کرو ملازم اُٹھا کر لے گئے اخلاق نے خدمتگارون سے کہا کہ ہم حمام کرینگے
خدمتگارون نے خبر دی کہ سرکاری حمام گرم ہی لہذا وہان تشریف لیجائیے داروغۂ حمام
کُرسی پر بیٹھا تھا ایک لڑکا کمسن آب رواں کا کرتا پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ زربفت
کے ٹکڑے مین ہتھیار لپیٹے ہوے بغل مین دبائے ہوے آیا آکر داروغہ صاحب کو سلام کیا
داروغہ نے پوچھا کہ صاحبزادے تم کون ہو کہا حضور باپ نے انتقال کیا گھر مین فاقے پر
فاقے ہونے لگے مان نے کہا کہ بیٹا سرکاری حمام مین جاؤ وہان سے کما لاؤ تو غلام نیا نیا آج
نکلا ہی شکر ہی کہ آپ کے پاس حاضر ہوا داروغہ نے کہا کہ یہانکا یہ دستور ہی کہ چارم حصہ
نہلانے والے کو ملتا ہی اور تین حصے مین لیتا ہون لڑکے نے کہا کہ بہت خوب کہ ہرکارہ آیا کہا
سردار نور الدہر کا واسطے نہانے کے آتا ہی داروغہ نے کہا کہ میان صاحبزادے تم بڑے
صاحب نصیب ہو وہ بھی شاہزادہ ہی دس پانچ روپئے سے کم نہ دیگا کہ اخلاق آکر پہونچا حمام
مین گیا لڑکا کھیسا لیکر آیا اخلاق نے کہا کہ میان صاحبزادے کوئی بٹنہ ہو تو لاؤ ہم قید خانے
مین رہے بدن مین بو آتی ہی لڑکے نے کہا کہ ایسا عمدہ بٹنہ دون کہ رگ رگ کا میل نکلجائے
ایک پیالے مین لڑکے نے بٹنہ بنا کر دیا کہا اسکو منھ پر ملیے اور تمام جسم مین لگائیے تھوڑی
دیر کے بعد غوطہ لگائیے سب میل نکل جائیگا اخلاق نے ایسا ہی کیا لڑکے نے کہا کہ مین اور
کچھ لے آؤن یہ کہکر باہر نکلا داروغہ نے کہا کہ کہان جاتا ہی لڑکے نے کہا کہ ابھی نہار ہے ہین
مجکو بازار بھیجا ہی عطر منگوایا ہی یہ کہکر چل دیا اخلاق نے جو وہ بٹنہ بدن مین لگایا تمام جسم
جُل جلانے لگا حوض مین پھاندا بٹنہ تو چھوٹ گیا اب جو سر نکالا آئینہ قد آدم لگا تھا اُسمین
جو اپنی صورت دیکھی تو دیکھا چہرہ سیاہ ہو گیا ہی جون جون پوچھتا ہی اور زیادہ اُس رنگ مین
چمک پیدا ہوتی ہی آخر اخلاق اپنے حال پر رونے لگا عیار نے جو اپنے آقا کو روتے دیکھا

حال پوچھا اخلاق نے سب حال بیان کیا عیار نے کہا کہ حضور یہ سب خواجہ کا کام ہی
آپ نے جو روپیہ لڑ بھڑ کر لیا اُنھون نے یہ بدلہ کیا اب چل کر آقا سے کہیے یہان خواجہ دربار
مین نورالدہر کے بیٹھے ہوے کہ رہے ہین کہ اخلاق نے مجھسے زبردستی روپیہ لیا ہی اگر
خدا چاہیگا تو مُنھ کالا ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ اخلاق روتا ہوا آیا نورالدہر سے تمام
حال بیان کیا خواجہ نے کہا خدا کا شکر ہی یہ میری بد دعا کا اثر ہوا کہ مُنھ کالا ہو گیا یہ سُنکر
اخلاق نے کہا کہ خواجہ برا ے خدا اسکا دفعیہ کیجیے ورنہ مین اپنی جان دیدونگا خواجہ
نے کہا کہ تمھین اپنی جان دینے کا اختیار ہی مگر خدا نے انصاف کیا کہ تمھارا مُنھ کالا کر دیا
اخلاق نے کہا کہ دہ پندرہ توڑے اپنے لیجیے خواجہ نے کہا کہ اول تو یہ مقدمہ میرے
قبضے مین نہین ہی مگر علاج کرونگا تو تیس ہزار روپیہ صرف ہوگا اخلاق نے کہا پندرہ ہزار
اپنے گھر سے دون خواجہ نے کہا کہ مین تو کہتا ہون یہ علاج میرے قبضے مین نہین اخلاق
نے ناچار ہو کر تیس توڑے منگوائے خواجہ نے لیکر بذر زنبیل کیے ایک روغن اپنے
پاس سے نکال کر دیا کہا لو اسکو مُنھ پر ملو اخلاق نے اُس روغن کو مُنھ پر ملا کہ جسکے ملنے سے
چہرہ سُرخ و سفید ہو گیا عمرو نے کہا کہ لو شکر کرو کہ دوا نے تاثیر کی مگر منقار نے دربار مین
بیٹھ کر یہ سب حال سُنا کہ عمرو نے جا کر گاو آتشبار کو مارا اور اسی نے پہلوان سحر کو بھی قتل کیا
حیران ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ پہلے اس ساربان زادے کو لون تب طلسم کشا کا گرفتار ہونا
آسان ہوگا ورنہ نہایت دشوار ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہون یہ سوچ کر رات کو اپنے مقام
سے اُٹھی تلاش مین عمرو کی چلی دیکھا کہ عمرو اپنے خیمے مین پڑا ہوا سو رہا ہی کڑکڑا کر گری اپنے
نزدیک عمرو کو اُٹھا لے گئی اور خواجہ اپنے مقام سے دیکھ رہے ہین کہ منقار نے اپنی
بارگاہ سے نکل کر میرے ہم شبیہ کو اُٹھا لیا اُڑتی ہوئی چلی یہان خواجہ نے ایک گنوار کو
اپنی شکل پر چھوڑ دیا تھا اُسکو گرفتار کرے گئی خواجہ تعاقب مین منقار کی پھر رہے ہین کہ
منقار پہونچا کر عمرو نقلی کو اپنی بارگاہ مین آئی جب خواجہ نے دیکھا کہ منقار کو آئے ہوے
عرصہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ہیکل کی شکل بنکر بارگاہ مین
منقار کی آئے منقار نے گھبرا کر پوچھا کہ اے ہیکل اس وقت آنے کا کیا باعث ہوا کہا

کہ اے ملکۂ عالم مین نے جو خیال کر کے دیکھا تو وہ شخص عمرو نہین ہے عمرو کو جلد تلاش کیجیے
ایسا نہ ہو کہ اُنکو حال معلوم ہو گیا ہو منقار نے کہا کہ اے ہیکل اگر ایسا ہوا تو میرا حال
کھل جائیگا ایسی تدبیر کرو کہ عمرو کو رات ہی رات گرفتار کرین ہیکل نے کہا کہ آپ چلیے مین نے
عمرو کو ایک مقام پر دیکھا ہے وہان چل کر گرفتار کرا دون منقار اُٹھی ہیکل نقلی منقار
کو ساتھ لیکر چلی لشکر سے نکال لائی ایک مقام پر آکر ٹھہری کہا کہ وہ دیکھیے سامنے نخل
کی جڑ سے عمرو لپٹا ہوا بیٹھا ہے سحر کیجیے کہیے مین سحر کرون لیکن آپ کا سحر کامل ہے فوراً عمرو
پھنس جائیگا منقار نے کہا کہ مجکو عمرو نہین معلوم ہوتا کہا حضور گیر کو کر گولہ پھینکیے عمرو
گرفتار ہو جائے منقار نے جھولی سے گولہ نکالا اُسپر کچھ پڑھ کر پھینکا عمرو نے حلقہ ہاے
کمند گلے مین منقار کے ڈال دیے منقار ارے کہکر گری عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر زنبیل مین رکھا منقار کی شکل بنکر لشکر ہیکل مین آئے ہیکل کو خبر پہونچی
کہ ملکۂ عالم آتی ہین استقبال کو دوڑی منقار نے قریب آکر کہا کہ اے ہیکل سرداران
نور الدہر کو نکالو مین ابھی اُنکو قتل کرونگی میرا حال کھل گیا مجھکو یقین ہے کہ طلسم کشا
مجھسے تعرض کرینگے ہیکل نے آکر پنجرہ نجم دار سطو و ہماے مرصع پوش کا سامنے
رکھا عمرو نے آکر کہا کہ اے نالائقو خداوند بقراط ثانی کو سجدہ کرو نجم نے جواب دیا
کہ اے منقار یہ خیال دل سے دور رکھنا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کہ اے نجم
اب کہو کیا کہتے ہو نجم نے کہا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین ابھی اس سے سمجھونگا
ہیکل نے کہا مین پروا کچھ نہین رکھتا خواجہ نے کہا کہ اسکو قفس سے نکالو اگر خداوند کو
سجدہ نہ کریگا تو ابھی قتل کرونگی ہیکل نے نجم کو قفس سے نکالا عمرو نیچہ کھینچ کر قریب آیا
کہا کہ اے نجم کیا تم اپنے قتل ہی کے مشتاق ہو نجم نے کہا کہ تمکو اختیار ہے عمرو نے کہا
اے ہیکل تو الگ رہنا یہ کہکر عمرو نے نجم کی زبان سے سوزن نکالی نجم کڑک کر اُٹھا اور
خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
ہمہ گشتہ بلائے جان کفار
بلاغ دین زنگرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
گزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

یہ کہکر حقۂ آتشبازی مارا

اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے مین ارسطوے ثانی کی بھی زبان سے سوزن نکالی ہما کو بھی رہا کر دیا اب یہ تین ساحر جل کر ہیکل پر سحر کرنے لگے ہیکل زخمی ہوئی مگر شبرنگ بن عمرو رہا ہوتے ہی نکل کر بھاگا آکر نور الدہر کو جگایا بیان کیا کہ قبلہ و کعبہ نے منقار کو تو گرفتار کر لیا مگر ہیکل کے ساحرون کا مجمع ہی ہیکل لڑ رہی ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی آپ کا مرکب طلسمی بھی اُسی مقام پر ہی غلام دیکھ آیا اب دستیاب ہو گا نور الدہر فوراً چھپرکھٹ سے اُٹھے اسب پریوش پر سوار ہوے لشکر مین ہیکل کے آکر دیکھا کہ ساحر جوق جوق بارگاہ کیطرف چلے جاتے ہین ہمانے جو دیکھا کہ ہزارون ساحر چلے آتے ہین سنبھل کر کھڑی ہوئی کہ یکایک چھلیل نرگسی چشم مصاحبِ ہیکل نے بڑھکر گولہ مارا ہمانے گولہ کاٹا اور آواز دی کہ ای دختان سیہ رو لینا یہ جانے نہ پائے اسکو اپنے سحر کا بڑا غرور ہی گولہ پھٹکر ایک دھوان پھیلا آنکھون مین چھلیل کی لگا آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ تمتمایا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین حضور کی کنیز ہون ہمانے کہا کہ اری تو کیسی کنیز ہی ہمپر تو یہ ساحرون کا بلوہ ہی اور تو دیکھ رہی ہی چھلیل جھومی مُنھ سے نکل گیا جو حکم کیجیے وہ بجالاؤن اگر حکم دیجیے تو اس بلوے کو روکون ہمانے مرصع پوش نے کہا کہ تجھے اختیار ہی مگر یہ سب ہماری جان کے گاہک ہین اگر ہمین پا جائین تو زندہ نہ چھوڑین جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ جو پکار کر ہمانے کہا اب تو چھلیل پلٹی کئی ہزار جادوگرنیان جو اسکی پشت پر تھین اُن سب سے کہا کہ صاحبو دیکھتی ہو ہماری مالک پر بلوہ ہی انکو روکو آگے نہ بڑھنے دو ایسا نہو ہماری مالک پر انکا حربہ چل جائے سب کنیزون نے جھوم کر کہا کہ حضور کیا مجال ہی کیا تاب و طاقت کہ آگے بڑھ سکین ہم حیران تھے کہ فساد کا کیا باعث ہی اب حال کھُلا کہ ملکہ ہما پر بلوہ ہی ابھی اِن سب کو شکست دیتے ہین اس ظلم و بدعت کا بدلہ لیتے ہین کیا مجال جو ہمارے ہاتھ سے بچین یہ کہکر بارہ ہزار عورتون نے گولے نکالے حربہ ہاے سحر بہلا لشکر ہیکل پر بوچھار کی بارہ چودہ ہزار جادوگر لشکر ہیکل کے مر کر گرے اور رات کا وقت ہی نجم کا سحر آفتِ روزگار ہی ستارے آسمان سے گر رہے ہین جسپر ستارہ گرا وہ جل کر خاک ہو اایک ایک ستارے سے دس دس جلے ایک جانب ارسطو بشوکت تمام

لڑ رہے ہیں ہمارے مرصع پوش نے مہلیل پر زیادہ دباؤ ڈالا مہلیل ساتھ والیوں کو لیے ہوے لڑ رہی ہے جس غول پر جا پڑی اُسے درہم و برہم کر دیا ہمانے جو اتنا موقع پایا اور مہلیل کو دیکھا کہ یہ بھاگ کر باہر نکلی ہما بھی لڑتی ہوئی باہر آئی مگر دیکھا فوج کا جادوگری ہر طرف سے ساحر چلے آتے ہیں دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے عرض کی کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین و مددگار اس بلوے سے بچالے اِن ساحرون کے سحر سے مہلت دے انتہا کا بلوہ ہے معاذ اللہ تین لاکھ ساحرون کا مجمع ہے گویا دریا موج مارتا ہوا آتا ہے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور + سرکشی کن از دماغ خویش دور
نوش کُن جام محبت نوش کُن + از شراب عشق حاصل کُن سرور
درمیانِ سینہ کُن روشن چراغ + تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور
توبہ کُن از ہر گنہ ای عذر خواہ + تا بہ بخشد جرم تو ربِّ غفور
عاجزی کُن عاجزی کن عاجزی + حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کُنی پیشِ خدا + جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلّاقِ زمین و آسمان + رازقِ وحش و طیور و مار و مور
بس بغیر از وے بوقتِ احتیاج + پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خدائے لایزال + حاجتِ ہر مرد سائل بے سوال

بیقرار ہو کر جو ہمارے مرصع پوش نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آواز نعرۂ نور الدہر کی آئی دیکھا کہ تیغۂ طلسمی کھینچے ہوے آ گرے اور نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہِ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہیں دور سے دیکھا کہ مرکب طلسمی ایک شامیانے کے نیچے بندھا ہے نعرۂ نور الدہر کی جو مرکب نے صدا سُنی تڑپکر اگاڑی پچھاڑی توڑی طرارے بھرتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا اشارے کرتا تھا کہ مجھپر سوار ہو جیسے چاہتا تھا کہ اسپ پری پوش کو کاٹ کھاؤن نور الدہر جست کر کے پشت مرکب طلسمی پر آئے اب جو اُسپر چڑھی جیسی گھوڑا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا

پشتنگین دولتیان مارتا ہوا علمدار فوج کے سامنے پہونچا علمدار نے کہ فوج کو لڑا رہا تھا نورالدہر کو دیکھ کر تیغہ مارا مرکب طرارہ بھر کے چلا اور دونون ٹانگین مستک پر فیل کی رکھہ دین نورالدہر نے ہاتھ مارا کہ علمدار کو مع علم قلم کیا اب ہیکل گھبرائی جاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن زمین پر گرتے گرتے غلطک ماری طائر بن کر اُڑی نجم نے دور سے دیکھا کہ ہیکل جاتی ہی اگر یہ نکل گئی تو غضب ہوگا آسمان کی جانب ہاتھ ہلایا ایک ستارہ چرخ مار کر ہیکل پر گرا کہ ہیکل کے بدن مین آگ لگ گئی جلتی ہوئی زمین پر گری اُس وقت پکارتی تھی کہ ای حاکمان صحرا یہ وقت مدد ہی ارسطوے ثانی نے دور سے دیکھا کہ ہیکل جلتی ہوئی زمین پر آئی کارد سحر ماردی سینہ کو توڑکر پار گذری ہیکل کے مرتے ہی یا تو ساحر لڑ رہے تھے یا آواز ہیکل کے مرنے کی سُن کر سب افسر گھبرائے چادر ہلانے لگے چند افسر قریب نورالدہر کے آئے عرض کی کہ ای شہریار ہم لوگ امان مانگتے ہین دائرۂ اسلام مین آتے ہین جو آپ سے لڑیگا وہ ہمارا دشمن ہی سب نے تلوار رکھ دی نورالدہر نے افسرون کو کلمہ پڑھایا جو غیر ساحر تھے وہ تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوے ساحر مطیع اسلام ہوے اس عرصے مین لشکر نورالدہر کا بھی آگیا تھا سب کو ساتھ لیکر قصر منقار مین آئے مقام صدر پر بیٹھے مگر جہلیل پریست جو ہمارے مرصع پوش نے سحر اُتارا اور اپنے مقام پر منقار کے نورالدہر کو دیکھا بہت صدمہ ہوا رات کو خیمے سے نکل کر دربند سوم کی طرف روانہ ہوئی حاکم دربند سوم یعنی سرشارہ گوہر پوش اپنے دربار مین بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ منقار بلاے روزگار ہی وہ یقین ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلے کہ پردہ اُٹھا کر جہلیل اندر آئی سرشار کے سامنے رونے لگی سرشار نے پوچھا کہ کیون جہلیل خیر تو ہی کہا حضور نمکحرامون نے اطاعت کی طلسم کشا قصر منقار مین بیٹھے ہین لونڈی کو بہت ناگوار ہوا مگر اور سردارون کو دیکھا کہ خوش خوش بیٹھے ہین سب سے زیادہ اہتمام اور اختیارات بی ہمارے مرصع پوش و مربع نشین کے ہین دربار کو آراستہ کر رہی تھین اب یقین ہی کہ آپ کی طرف توجہ کرین آپ انتظام کرین ایسا نہ ہو کہ لشکر اُنکا آجائے اور آپ غافل رہین بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ہمراہ ہین میان نجم اختر شناس تو منتظم کار ہین مگر مین حیران ہون کہ اُن

لوگون نے کیونکر رہائی پائی مین یکایک جو بیدار ہوئی تو یہ سُنا کہ جنگ ہو رہی ہی طلسم کشا کے نعرے کی آواز کان مین آئی سرشار نے کہا کہ ای مہلیل تم تو بیٹھو کچھ تردد نہ کرو مین ہرکارے روانہ کرتی ہون مفصل خبر آجائیگی سیہ رو وہوشیار دو ہرکارے سامنے موجود تھے اُن سے اشارہ کیا کہ جاکر طلسم کشا کی خبر لاؤ اور یہ دریافت کرنا کہ منقار پر کیا گذری اُسنے اطاعت کی یا گرفتار ہو جو کچھ گذرا ہو مفصل خبر لانا دونون ہرکارے روانہ ہوے یہان لشکر نور الدہر جو قصر منقار پر آکر اُترا نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین نازنینان پریچہرہ بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجکو کیا دیگا
ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا +
نقاب رُخ سے جو وہ ماہ رو اُٹھا دیگا
یقین ہی جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا +
کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خود بیدار
سُلا گیا ہی جو ہمکو وہی جگا دیگا +
صدا اُسنینگے جو مشتاق لن ترانی کی +
سوا خموشی کے کوئی جواب کیا دیگا
یہ چپ نہ ہوگا گھڑی بھر مین ہوگا وہ خاموش
جرس مرے دل نالان کا ساتھ کیا دیگا
وہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم +
کہ سب کو خاک مین اک دن فلک ملا دیگا
غضب تو دیکھو وہ کہتے ہین سُنکے غیر کا ذکر
یہ چُپ کی داد ہماری ہمین خدا دیگا +
وہ مجھسے کہتے ہین قیدِ جنون مین حسرت سے
کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دے گا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین
پڑھا لکھا ہی جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ
جو ساقیا مرے چلتو سے خم لگا دیگا +
مجھے یہ خوف ہی رہتا ہی دور ساغر مین
مخل بزم ہون ساقی مجھے اُٹھا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہی +
یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
خدائی مہر قیامت سمجھ کے لرزیگی +
نقاب چہرے سے جس روز وہ اُٹھا دیگا
بتنگ ہو کے یہ غنچو نسے بلبلون نے کہا
کہ غم رسیدون کا نالہ جگر ہلا دیگا
ہر ایک دل مین بٹھالو عروس الفت کو +
نباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی چل رہا ہی سب سردار تعریفین نجم کی کر رہے ہین

کہ تمنے بڑا کمال کیا حقیقت مین ہیکل نکل چلی تھی حکیم صاحب نے آکر قتل کیا کہ نور الدہر
نے کہا کہ ای ہمامے مرصع پوش تمنے جسکو سحر مین پھنسایا تھا وہ کہان گئی ہمانے کہا کہ
مین نے جب اُسپر سے سحر اُتار ابارگاہ اُسکو رہنے کو دی یقین ہر کہ وہ آتی ہو کہ چند
کنیزین حاضر ہوئین عرض کی کہ ای شہریار مہلیل دربند سوم کی طرف گئی ہمسے رات کو
کہا تھا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو ہم لوگون نے انکار کر کے کہا کہ حضور جسکا ساتھ دیا
اُسکا ساتھ دیا اُسکو یقین ہوا کہ کوئی میرے ساتھ نہ جائیگی رات ہی کو نکل کر چلی گئی
یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو گھبرائے ہوے کلاہ نمدی ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے آگر گر پڑے نور الدہر نے پوچھا کہ ای عمر نامدار خیر تو ہی کہا بیٹا
بڑا غضب ہوا مین نے شب کو منقار کو گرفتار کیا اُسی وقت سردارون کو جا کر رہا کیا
وہ زنبیل مین پڑی رہی اس وقت آتا تھا کہ چند مہاجنون نے گھیر لیا مین نے ہرچند کہ
خوشامد کی مگر اُنھون نے کہا کہ تمنے آج کل بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین اب تو
قرضہ ادا کرو مین نے کہا کہ مین نے منقار کو پکڑا ہی اب سرکار طلسم کشا سے انعام ملیگا
تم سب کو دونگا اصل کا تو ادا ہونا دشوار ہی مگر سود ادا کر دونگا اُن لوگون نے نہ مانا اور
منقار کلنگ سوار کو مجھسے چھین لیا اور کہا ہی کہ اگر تھوڑے عرصے مین تین لاکھ روپیہ
لائے تو ہم منقار کو دے دین گے ورنہ رہا کر دین گے تو ای نور نظر جس طرح بن پڑے
روپیہ دیدو تو منقار تم تک آئے اگر وہ رہا ہو گئی تو قیامت برپا کریگی نور الدہر نے
کہا کہ ای عمر نامدار تین لاکھ روپیہ تو بہت ہوا فوج کی تنخواہ چڑھی ہوئی ہی بھلا مین کیونکر
دے سکتا ہون خواجہ نے کہا کہ یہانکا خزانہ بھی تو پایا ہی نور الدہر نے کہا کہ ایک
ہفتہ تامل کیجیے عمرو نے کہا کہ ایک ہفتے مین تو قیامت برپا ہو گی سب سے زیادہ منقار
مربع نشین کی دشمن ہی مربع نشین کو قتل کر ڈالیگی اور ہماے مرصع پوش کے تو نام سے
جلتی ہی ہمانے اپنا زیور اُتارا کہا خواجہ یہ لیجاؤ شبرنگ نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین یہ
قبلہ و کعبہ کے فقرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ منقار انکے پاس موجود ہی سرپر نور الدہر
کے کھڑا ہوا رومال ہلا رہا تھا کان مین جھک کر کہا کہ آپ منقار کو طلب فرمائیے اور

دس ہزار روپئے دینے کو کہیے اور اگر نہ مانین تو کہدیجیے کہ جاکر اُسکو چھوڑ دو اگر وہ کہین
رہا ہو گئی تو پہلے انھین کی گردن لے گی انکے نام سے جلتی ہی نورالدہر نے کہا کہ اے
عم نامدار روپیہ تو موجود نہین ہی خواجہ نے کہا کہ یہ نالائق آپ کے پیچھے کھڑا ہی جھوٹھ
جھوٹھ باتین بناتا ہی میرا فرزند یہ نہین ہی میرا فرزند شاپور شیر دل ہی عیارون مین
بے مثل و بے نظیر گھر مین میرے ایک لونڈی پڑی تھی اُس سے یہ نالائق ہوا یہ کیا جانے
کہ عیاری کسے کہتے ہین آخر جسقدر روپیہ ہو سکے وہ ہی منگاؤ نورالدہر نے فرمایا کہ
دس ہزار روپئے خزانے مین ہین اگر مزاج مین آئے تو وہ لیجیے خواجہ نے زانو پر
ہاتھ مار کے کہا کہ اب تو دشمنون نے تمکو بہکا دیا خیر جو موجود ہو وہ ہی منگاؤ آئندہ
سمجھا جائیگا نورالدہر نے دس توڑے منگواکر سامنے رکھے خواجہ نے وہ روپئے زنبیل مین
داخل کیے منقار کو زنبیل سے نکالا نورالدہر نے کہا کہ ستون سے باندھ دو زبان مین
سوزن دیکر ستون سے باندھا خواجہ نے منقار کو ہوشیار کیا منقار کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو دربار نورالدہر مین پایا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین سات سو
سرداران و ساحران گرامی گرد بیٹھے ہین تھرا گئی نورالدہر نے پکار کر آواز دی کہ ای
منقار دیکھا تو نے چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوا بہتر یہ ہی کہ بقراط پر لعنت کر اور
اطاعت دین اسلام قبول کر ہر کارے جو دربند سوم پر سے آئے ہین وہ دیکھ رہے ہین
جب نورالدہر نے بہت سمجھایا تو منقار نے بہ نگاہ قہر و غضب نورالدہر کی طرف دیکھا
اشارہ تھا کہ او طلسم کشا اپنی جان کی خیر مانگ میری لاکھ لاکھ جان خداوند بقراط ثانی
پر نثار ہی بھلا مین اُنپر لعنت کرونگی کیا مجال ہی کہ مجکو کوئی قتل کر سکے رہائی پاؤن گی تو
مزا چکھاؤنگی یقین ہی کہ مجکو رہا کرنے کو قدرت خود تشریف لائین اور مجکو آکر رہا کرین
مربع نشین و ہماے مرصع پوش وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار اگر مناسب ہو تو اس کو
قید کیجیے شاید دو چار دن مین راہ پر آئے اگر یہ شریک ہو جائے تو دربند ثالث کی فتاحی
آسان ہو گی خواجہ نے کہا کہ ای نورالدہر اسکے قتل مین دیر کرنا سراسر نادانی ہی یہ بڑی
مکارہ و جعلساز ہی نورالدہر نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا گردن پر کوڑے کا

خلا دیا پکار کر آواز دی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلاشد طعنہ بر صیاد چیست + لیکن منقار نورالدہر کی طرف غصہ کر رہی ہی یہی اشارہ ہی کہ تمکو ضرور قتل کرونگی جب تو نورالدہر نے اشارہ کیا کہ او جلاد کیون دیر کرتا ہی جلد اسکو قتل کر جلاد نے جھپٹ کر چاہا کہ خنجر مارے ون ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا جلاد تو غش کھا کے گرا ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا تیرا بڑا حوصلہ بڑھ گیا تیرے دربار مین بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہین منقار کو روکین دیکھون تو کسکا حوصلہ ہی منجم خداوند بقراط ثانی نجم وغیرہ اپنے مقام سے اُٹھے چاہا تھا سحر کرین کہ ایک طائر آسمان سے گرا منقار کی کمر مین لپٹ گیا اور منقار کو اُٹھا کے لے گیا ہر چند نجم نے سحر کیا کچھ تاثیر نہ ہوئی لیکن بعد آندھی موقوف ہونے کے سب نے دیکھا کہ جلاد مرا ہوا پڑا ہی منقار کی ہتھکڑیان بیڑیان زمین پر پڑی ہین اور ایک آواز آرہی ہی کہ ای طلسم کشا اسی مین خیر ہی کہ یہان سے پلٹ جاؤ ورنہ اب قہر خداوندی نازل ہوگا نورالدہر نے پکار کر آواز دی کہ او بیحیا بغیر تجھے قتل کیے نہ پلٹونگا اور یہ ہفت دربند بھی فتح ہو جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ہما دیکھا بقراط کیا شعبدہ دکھا گیا حقیقت یہ ہی کہ وہ سحرو شعبدہ بازی مین اپنا مثل نہین رکھتا خود آکر منقار کو لے گیا تیسرے دربند کا ذکر یہ ہی کہ سرشار گوہر پوش تخت پر بیٹھی تھی کسی نے شانہ پکڑ کے اُٹھا دیا سرشار کی آنکھ بند ہو گئی سب اہل دربار کی پلک جھپکی اب جو آنکھین کھولکر دیکھا بقراط تخت پر بیٹھا ہی پہلو کا جو دنگل خالی تھا اُسپر منقار کو دیکھا کہ بیٹھی تعریف بقراط کر رہی ہی کہ یا خداوند عین وقت پر آپ نے تکلیف فرمائی کہ کنیز کو لے آئے بقراط نے کہا کہ مین قصر ہشت پہل مین تھا کہ ایک طائر نے خبر دی منقار قتل ہوتی ہی مین نے ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ منقار کو لائے کسی ساحر نے بخوف نجم دارسطو جواب ندیا بعض نے کہا یا خداوند نجم آفت برپا کریگا تب قدرت نے خود ارادہ کیا دل مین آیا کہ نجم کو بھی لیتا آؤن مگر خیال مین آیا کہ ساربان زادہ مجھسے انتہا کا باغی ہی آج کل دربار مین طلسم کشا کے موجود ہی وہ ضرور فکر کرکے رہا کرلے جائیگا صرف منقار سے مطلب تھا اُسکو لے آیا کیون ای سرشار

اب تم کیا کہتی ہو سرشار واسطے سجدے کے جھکی عرض کی کہ یا خداوند میرے تو اختیار مین جو امر ہی آپ بخوبی جانتے ہین کہ طلسم کشا و غیر طلسم کشا جو سامنے آئیگا وہ مارا جائیگا وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا کو دم لینا مشکل ہو جائے اُن سرداروں کو مٹاؤن کہ جنپر طلسم کشا کو نازہی بقراط نے کہا کہ ای سرشار بہتر یہ ہی کہ پہلے طلسم کشا کو کسی آفت مین مبتلا کرو اگر طلسم کشا پر کوئی زوال آیا تو پھر کوئی مسلمان قصد سرکشی نہ کرے گا سب پلٹ جائین گے ہرچند کہ صاحبقران زمان دادا اس جوان کے صاحبِ اسم اعظم ہین ضرور کدو کوشش کرین گے لیکن طلسم فتح نہ ہوگا طلسم کی فتاحی اسی جوان کے نام ہی اور کسی کو لوح نہ ملیگی سرشار نے کہا کہ مین یہی تدبیر کرونگی کہ طلسم کشا قتل ہو اور کوئی معین بھی اُسکا باقی نہ رہے بقراط اپنے مقام سے اُٹھا اور بلند ہو کر غائب ہو گیا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے نظم

آخر شب وہ چلے مجھسے گریزان ہو کر
رہ گئی غم سے سحر چاک گریبان ہو کر

ہمصفیران چمن سے مرا کہنا احوال
ای صبا ہو تر اجانا جو گلستان ہو کر

میری تربت پہ جو ای ابرِ کرم آیا ہی
سایہ کر رحمتِ معبود کا دامان ہو کر

ہوتے ہی ہاے شبِ وصل قیامت آئی
وہ اُٹھے پہلو سے ہم رہ گئے گریان ہو کر

کسلیے نفس کے پھندے مین گرفتار ہی دل
کیون پھنسا دیو کے پنجے مین سلیمان ہو کر

آرزو ہی کہ رہون تیرے درِ دولت پر
زندگی بھر مین کرون چوکسی دربان ہو کر

غم سے گھل جائیگی پروانہ کے جلنے سے ضرور
شمع کے اشک نہین تھمنے کے گریان ہو کر

دردِ دل سُنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہی
یون تو نا فہم نہ بنجاؤ سخندان ہو کر

حسرت و یاس و تاسف نے کیا دل پہ ہجوم
ہم جو نکلے طرفِ گور غریبان ہو کر

چہچہاتی ہی نہین کنج قفس مین بلبل
کیسی چپ ہو گئی افسوس خوش الحان ہو کر

گل مرے داغون کے دلمین تو ذرا کھلنے دو
سیر دکھلائین گے تمکو یہ گلستان ہو کر

تیر اُنکا لبِ معشوق جو ہو جاتا ہی
کیا خوشی زخم جگر کرتے ہین خندان ہو کر

غمزدے میری جدائی کا جو غم کرتے ہین
مسکراتے بھی نہین پھر کبھی گریان ہو کر

ای پری رو ترے دیوانے کی فصل گُل مین
دفن کو آئی جو میت ترے سودائی کی
ساتھ ہی سوچ کے انجام کو شبنم روئی
ساتھ ہی مین بھی لگا لپٹا چلا جاؤنگا
مین تو اک وحشی و دیوانۂ عریان تن ہون
زاہد واہ کیا کسنے بتون کو سجدہ +
دیکھیے کونسی بلبل کا قفس بستا ہی +
یا علیؑ جلد یہ حاصل ہو تمنائے ہنر

دھجیان اُڑنے لگین چاک گریبان ہو کر
خاک اُڑانے لگا گلزار بیابان ہو کر
گُل شگفتہ جو ہوئے صبح کو خندان ہو کر
مجھسے جائیگی کہان عمر گریزان ہو کر
مجھسے کیا لیگا جنون دست و گریبان ہو کر
کلمہ کفر تو بولو نہ مسلمان ہو کر +
بوئے گُل باغ سے نکلی ہی پریشان ہو کر
آئے پھر روضۂ اقدس پہ خراسان ہو کر

ہوا ٹھنڈی چلی غنچہ و گُل مسکرانے لگے درختون سے صدا آتی تھی کہ یا خدا و ند تیرے نثار منقار نے کہا کہ صاحبو قدرت کے یہ جاہ و جلال ہین مسلمانون نے بُرا جانا ہی مگر قدرت جس روز تقدیر کامل کرین گے سب مسلمان غارت ہو جاوینگے لیکن ای سرشار جلد تدبیر کرو کہ مسلمانون کا خاتمہ ہو جائے سرشار اپنے مقام سے اُٹھی قلعے کے نیچے دریا ہی پکار کر کہا کہ ای عفریت خونخوار غافل نہ رہنا یہ کہکر سرشار دربار مین آئی منقار کلنگ سوار کی خاطر کرنے لگی کہا ای منقار آج قدرت نے بڑا احسان کیا کہ تمھارے واسطے خود گئے نجم وغیرہ نے روکا مگر کچھ نہ ہوا اگر اور کوئی جاتا تو یقین ہی کہ مسلمان سدراہ ہوتے یہان نورالدہر سے بعد جانے منقار کے سب نے کہا کہ ای شہریار اب یہان سے جلد سوار ہو جیے اگر کوئی ساحر آکر آپ سے میل کی باتین کرے تو اُسکا اعتبار نہ کیجیے دیکھیے منقار نے کیا اپنا رنگ جمایا تھا مطیع اسلام ہو کر سردارون کو چُرایا آخر خواجہ نے حال کھولا اگر کوئی آکے اطاعت کرے قبول کرنا تو ضرور ہو گا لیکن اُسکے واسطے یہ انتظام کیجیے گا کہ اُسکے رہنے کو الگ بارگاہ ملے لشکر مین نہ آنے پائے نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ جہاز اور کشتیان تیار رہین غرضکہ میر بحر لشکر نے انتظام کر لیا خواجہ نے مُنھ پُھلایا کہا کہ ای نور نظر مین سفر دریا نہ کرونگا شبرنگ نے اشارہ کیا کہ مین آپ کو رخصت کرا دونگا مین بھی نہین چاہتا کہ سفر دریا سے آپ کو تکلیف ہو پھر عمرو نے کہا مین کشتی کو کشکول ملک الموت جانتا ہون

جہان پہ کچھ اُفتاد پڑی اور غوطے کھانے لگے وہان کچھ عقل و فطرت نہین چلتی نورالدہر نے کل
سردارون کو حکم دیا کہ آپ لوگ سوار ہون پہلے سب سے دختر حکیم ارسطوے ثانی کو سوار کیا
سردارون نے اکثر کشتیان اور جہاز اپنے اپنے لیے پسند کیے سوار ہونے لگے جب سردار
سوار ہو چکے تو نورالدہر تشریف لائے جہاز پر سوار ہوے دیکھا کہ خواجہ سامنے سے
آتے ہین کمر باندھے ہوے ایک بدھنی کہ ٹونٹی اُسکی ندارد ڈوری مین بندھی ہوئی لاٹھی
مین اُسکو لگائے ہوے سامنے نورالدہر کے آئے کنارے کھڑے ہو کر سلام کیا کہا کہ ای
نور نظر ہم رخصت ہوتے ہین تمھارا فاتحہ وغیرہ دلوا دین گے تیجہ چالیسوان جس طرح سے کہو
اُس طرح کرا دین تمھارے سردارون کا حقدارون امیدوارون مین نام لے لیا جائیگا
نورالدہر نے کہا کہ خواجہ زندون کا فاتحہ دلواؤ گے عمرو نے کہا صورت موت ظاہر ہی
جہاز پر سوار ہوتے ہو کوئی نہنگ نکلے گا وہ نگل جائیگا یا موجہ دریا ڈبوئیگا مین جا کے
صاحبقران سے کہدونگا کہ نورالدہر کا انتقال ہوا نورالدہر نے جھلا کر جواب دیا
کہ آپ کو اختیار ہی تشریف لے جائیے عمرو نے کہا کہ بیٹا ہم بہت بے خرچ ہین راہ کی چار
پانچ منزلین کیونکر طی ہونگی نورالدہر نے کہا کہ خزانہ سب بند ہو چکا اب مین کہان سے لاؤن
خواجہ نے کہا کہ زیور جواہرات کا پہنے ہو اسمین سے کوئی شی دیدو آخر میری کیونکر بسر ہو گی
نورالدہر نے یکہ بازو پر سے کھولا شبرنگ کو بُلا کر دیا کہا کہ ای شبرنگ یہ اپنے والد
کو دیدو شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار یہ بے ادبی مجھسے نہ ہو گی نورالدہر نے جھڑک کر
کہا کہ جاؤ جو تجھسے کہا وہ ہی کر شبرنگ اُتر کر آیا ہاتھ بڑھایا کہ قبلہ و کعبہ لیجیے خواجہ
پیچھے ہٹے جاتے ہین کہتے ہین کہ او جوانا مرگ مجھے تیری صورت سے خوف آتا ہی شبرنگ نے
کہا کہ مجھسے خوف نہ کیجیے خواجہ نے جیسے ہی بڑھ کر چاہا کہ یکہ لین شبرنگ نے خواجہ کو اپنی
گود مین اُٹھا لیا خواجہ ہر چند چیخے کہ او نالائق مین پہلے ہی کہتا تھا کہ مجکو تیری صورت
سے خوف آتا ہی تیرا آقا بھی مرے اور تو بھی ڈوب کر مرے تب میری خوشی ہو شبرنگ نے کچھ
جواب نہ دیا خواجہ کو لیکر جہاز پر آیا نورالدہر نے کہا کہ لنگر اُٹھا دو لنگر جہازون کے جو
اُٹھے چشم زدن مین صدہا کوس پر پہونچے تب شبرنگ نے خواجہ کو چھوڑا خواجہ عمرو

اوندھے گر پڑے منھ اپنا لپیٹ لیا اور فرماتے تھے کہ ای نورالدہر تمنے بڑا غضب کیا مجکو
جہاز پر سوار کیا خدا انکو غارت کرے دریا مین ڈوب کر مرو نورالدہر جا کر بیٹھے خواجہ
اُسی طرح پڑے ہوے ہین جب کھانے کا وقت آیا تو پڑے پڑے کھانا کھایا تیسرے دن
جہاز قریب کنارہ پہونچے قلعہ سرشار سامنے ہی نورالدہر اپنے مقام پر بیٹھے ہین سردار
جمع ہین گانا ہو رہا ہی ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا | کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا
لب تک آیا حرف شوق وصل یار | آشکارا راز پنہان ہو گیا
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان | چاک گُل کا کیون گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سُنون | کسلیے تو دشمن جان ہو گیا
رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے | جا بجا گنج شہیدان ہو گیا
کشورِ دل ہو گیا ہو کا مقام | خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے | قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ | داخلِ ملک خموشان ہو گیا
فصل گُل آتے ہی بے تکلیف دست | پرزے پرزے خود گریبان ہو گیا
دستِ وحشت نے وہ کی پردہ دری | چاک دامن تک گریبان ہو گیا
ٹانکے دلوانے مین جب وہ ہنس پڑے | زخم میرے دل کا خندان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بر | درد دل کا میرے درمان ہو گیا

نورالدہر بیٹھے گانا سُن رہے ہین کہ دریا سے ایک شعلہ نکلا ایک جہاز پر گرا وہ جہاز
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کئی سو آدمی ڈوبے کچھ شناوری کرکے نکل گئے دوسری مرتبہ وہ شعلہ
چمکا اور کئی کشتیان توڑین کئی ہزار آدمی پر نوبت پہونچی بالائے قلعہ سے سرشار دیکھ رہی
ہی کہ کشتیان جو ٹوٹین چند کس ڈوبے کچھ شناوری کر رہے ہین ہنس کر کہا کہ ای منقار تم نے
دیکھا یہ غضب خداوندی ہی سب مسلمان اسی طرح غارت ہو جائینگے کیا انمین کوئی بچیگا
منقار نے بہت پوچھا کہ بُوا یہ کیا شعبدہ ہی سرشار نے کہا کہ مین نہین جانتی ای منقار

سواے غضب خداوندی اور کیا کہین کہ پانی سے آگ پیدا ہوئی آگ سے کشتی جلتی ہی نئی
بات ہوئی کہ کشتی ٹوٹ گئی سواے کرامت خداوندی کے اور کیا کہین ای منقار معلوم ہوتا
ہی کہ تم دل سے خداوند کی معتقد نہین ہو قدرت خداوندی کی قائل نہین ہو منقار نے
مُنہ مین تمانچے مارے توبہ توبہ کرنے لگی کہا کہ ای سرشار مجھسے زیادہ کون معتقد ہوگا
کہ گردن پر خنجر تھا مگر دلیرانہ کلام کرتی تھی یہی کلام تھا کہ مجکو کون قتل کریگا اُسی حال مین قدرت
پہونچے مجکو اُٹھا لائے اور مجھپر تم طعن کرتی ہو مجھسے زیادہ کسکو اعتقاد ہوگا قلعہ مین تو سب
خوشیان کرنے لگے گھر گھر یہی ذکر ہی کہ اب قدرت آمادہ ہوے مسلمانونکو غارت کردینگے
یار و نئی بات یہ ہی کہ پانی سے آگ پیدا ہوئی اُسی آگ نے کئی جہاز توڑے اب روز اسیطرح
جہاز ٹوٹین گے چندے مین لشکر طلسم کشا تباہ ہو جائیگا لیکن نورالدہر شب بھر بیدار رہے
پھر شعلہ نہ نکلا دن بھر خیریت رہی پھر دوسری شب کو جلسہ آراستہ ہوا کہ دریا سے وہی
شعلہ نکلا جہاز پر آگرا جہاز ٹوٹا کئی سو جوان ڈوبے اور کئی سو شناوری کرکے نکل آئے
تین مرتبہ وہ شعلہ دریا سے نکلا تین کشتیان توڑین نورالدہر کو معلوم ہوا کہ کئی ہزار
جوان ڈوبے شاہزادے کو نہایت پریشانی ہی کہ نجم نے عرض کی ای شہریار خواجہ
کو ہوشیار کیجیے اُسنے یہ معرکہ بیان ہو دیکھیے وہ ارسطو فطرت و لقمان حکمت کیا کہتے ہین
نورالدہر قریب خواجہ کے آئے کہا کہ ای عمّ نامدار ذرا اُٹھیے خواجہ نے کہا کہ ذرا دریا
کی طرف سے اُٹر کر لو تو مین اُٹھون دل تو بیٹھا جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ موجۂ آب دیکھ کر روح
نکل جائے شبرنگ کو خدا غارت کرے کہ مجکو لا کر جہاز پر سوار کر دیا اپنی جان سے بیزار ہون
دیکھیے اب کیا ہو نورالدہر نے کہا کہ ای عمّ نامدار رات کو دریا سے ایک شعلہ نکلتا ہی
تین دن مین دس بارہ کشتیان ٹوٹین کئی ہزار جوان غرق دریا ہوے بعض جوانونکو مچھلیان
نگل گئین بعض شناوری کرکے نکلے رات بھر یہی ہنگامہ رہتا ہی خواجہ نے کہا کہ میرے
ہوش و حواس درست نہین ہین کچھ روپیہ لا کر رکھو تو مین تدبیر بتاؤن نورالدہر نے کہا
کہ آپ فرمائیے مین روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ اب مجکو تمھاری بات کا اعتبار نہین آتا
تمنے میرے ساتھ بڑا فریب کیا مین اپنے آقا کے ساتھ کبھی سفر دریا مین نہین گیا نورالدہر نے

کئی توڑے منگا کر سامنے خواجہ کے رکھے خواجہ نے کہا کہ لاکھ روپیہ تو منگوا ئیے ورنہ میرے سامنے سے جائیے مین اپنے ہوش مین نہین ہون نورالدہر نے ناچار ہوکر لاکھ روپیہ منگوایا خواجہ زنبیل مین رکھنے لگے نورالدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای عمٔ نامدار پہلے تدبیر بتا دیجیے تو روپیہ لیجیے خواجہ نے زنبیل سے سرمۂ سلیمانی نکالا کہا اسکو آنکھون مین لگاؤ جب وہ شعلہ دریا سے نکلکر جس کشتی کے قریب جائے اُس کشتی پر تم خود دہو نچو جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا کہ وہ شعلہ اسرکش کیا ہی تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو تدبیر کرنا جنگ وجدل سے مطلب نکلیگا اب سرداروں نے سرمۂ سلیمانی آنکھون مین لگایا رات کو نورالدہر سامنے آکر بیٹھے شبرنگ نی بجا رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا + پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا
کیون مرتبہ بلند نہ ہو انکسار کا + جھکنا ہی فیض ہی شجرِ باردار کا
کیونکر تڑپ تڑپ کے شبِ ہجر کی سحر + کچھ پوچھیے نہ حال دلِ بیقرار کا
بعد فنا بھی گردشِ دوران مین ہم رہے + اُٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا
زاہد جو اہلِ دل ہی تو اتنا تو رکھ خیال + بیوجہ دل دُکھے نہ کسی بادہ خوار کا
چلتا ہون دشتِ نجد مین گھبرا نہ ای جنون + ہی انتظار آمدِ فصلِ بہار کا
سیماب اضطراب مین بمثل کیون نہو + ہیر وہ ہی خاص میرے دلِ بیقرار کا
کیون روکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین + کُھلنا محال ہی کمرِ استوار کا
برسون تمہارا باغ مین دیکھا ہی راستہ + نرگس سے پوچھو حال مرے اضطرار کا
گلزار کے گلونکو سمجھتا ہون داغ غم + عاشق ہوا ہون کس رُخِ رشکِ بہار کا
پژمردگی شگفتہ دلون کو ہوئی نصیب + بگڑا ہی رنگ کیا چمنِ روزگار کا
دل دیکے پھیرنے کا ارادہ ہی جو ہرمہ + یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سب سردار سرمۂ سلیمانی لگا کے بیٹھے ہین جب دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی تو نورالدہر نے دیکھا کہ دریا سے ایک دیو نکلا مشعل اپنے ہاتھ مین لیے ہوے ایک کشتی کی جانب چلا نورالدہر جست کرکے اُسی کشتی کی جانب آئے جیسے ہی

اُس دیو نے چاہا کہ کشتی پر ہاتھ مارون نور الدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ
وہ دیو مُنھ کے بھل گرا ایک گھونسہ مارا کہ دیو چیخ مارنے لگا اہل قلعہ نے قلعے سے دیکھا
کہ طلسم کشا ایک دیو سے لڑ رہے ہین سرشار نے گھبرا کر کہا کہ ای منقار بڑا غضب ہوا
طلسم کشا پر مطلب کھل گیا اب یقین ہی کہ دیو طلسم کشا کو کھائے ایک ساحر کہ واقف کار تھا
وہ بُول اُٹھا کہ ای سرشار یہ فرزند صاحبقران دیو بند اور دیو کش ہین انکے ہاتھ سے
دیو نہ بچیگا دیکھیے چیخین مار رہا ہی اور نہین چھوٹتا نور الدہر نے دوسرا کہ مارا کہ دیو کشتی
پر آگیا ہر چند کہ اپنی جان سے بیزار تھا مگر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اور سرداروں نے چاہا
لپٹ پڑین مگر نور الدہر نے منع کیا کہ کوئی قریب نہ آئے تیسرے پیچ پر کولھے پر لادا
اُکھیڑ کر مارا کہ دیو چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ او بے حیا تو نہین
جانتا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے پوتے ہین تو نے کئی ہزار جوان مارے مگر اب شناخت
پروردگار مین کیا کہتا ہی اُس دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران مین
آپ پر ظاہر کرتا ہون کہ مین قلعۂ پنجم قاف کا بادشاہ ہون جنگ عفریت مین شریک تھا
جبکہ آپ کے داداجان نے جاکر طلسم ملعونہ فتح کیا مین بھی بھاگا اِس جگہ پر آیا بی سرشار
سے ملاقات ہوئی بی سرشار نے یہ جنگل رہنے کو دیا اب مجھسے کہا تھا کہ دشمن ہمارا آتا
ہی مین نے وعدہ کیا تھا کہ تباہ کر دونگا مین یہ نہین جانتا تھا کہ حضور ہین آپ کے
بزرگون نے صدہا دیو زادمارے میری کیا حقیقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکون لیکن
امیدوار ہون کہ ایک سفارش نامہ بنام ملکہ آسمان پری عنایت ہو اور میری سلطنت
مجکو ملے کہ جاکر از سرنو سلطنت کرون آپ کو دعائین دیا کرون نور الدہر نے دیو کو چھوڑ دیا
دیو قدمون پر گرا نور الدہر نے ایک عرضی بنام آسمان پری لکھی کہ ای جدۂ عالی تبار خلک
دقار یہ دیو طلسم خیال سکندری مین تھا مین نے اسکو زیر کیا اور یہ بصدق مسلمان ہوا
امیدوار ہون کہ اسکی سلطنت اسکو مرحمت فرمائیے کہ اپنے مقام پر سلطنت کرے جب آپ کو
ضرورت ہوگی براے خدمتگزاری حاضر ہوگا عرضی کمترین نور الدہر بن بدیع الزمان
دیو یہ نامہ لیکر پرِدۂ قاف کی طرف روانہ ہوا اب نور الدہر نے اُسی وقت حکم کیا کہ جہاز

کنارے پر لگائے جائین سرشار کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا قلعے مین آتے ہین گھبرا گئی مگر افسران فوج نے عرض کی کہ حضور کیون گھبراتی ہین وہ جو قلعہ مین آوینگے تو پھر پلٹ کر کس طرح جائینگے سرشار نے کہا کہ آنے دو اول سب کے نورالدہر اُترے نجم اختر شناس اور ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین و سرباز وغیرہ چالیس سردار نامی برابر نورالدہر کے تھے جیسے ہی قلعے مین گھُسے فوج سرشار کا بلوہ ہوا نورالدہر نعرہ کر کے جا پڑے نجم نے بڑھ کر ستارے گرائے ارسطوے ثانی نے زمین ہلا دی ہما نے کئی ہزار جوانون کو دیوانہ کیا مربع نشین نے بڑھ کر دو ہتھڑ مارا کہ کئی ہزار ساحر غرق زمین ہوے بڑھ بڑھ کر ساحر سحر کر رہے ہین مگر یہ سرداران نامی سحر مین بے مثل و بےنظیر ہین جب سحر کیا دو ہزار کو مارا چار ہزار کے مُنھ پھیر دیے ہماے مرصع پوش نے صدہا کو دیوانہ کیا کہ سر ٹکراتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہماری ملکہ سے بہتر کوئی خوبصورت زیادہ نہین بعض پُکارتے ہین کہ ای ملکۂ عالم نظم

دیکھو شبِ فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا	سچ ہی کوئی آفت مین کسی کا نہین ہوتا
زندہ جو کسی کا دلِ مردہ ہو تو جانین	باتون سے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا
فرہاد کی اور قیس کی تخصیص نہین ہی	وہ کون ہی جو عشق مین رسوا نہین ہوتا
بس دیکھ چکے گرمی بازار حسینان	دل بیچنے والون کا تو سودا نہین ہوتا
ہمنے تمھین چاہا تو خطا کیا ہی ہماری	کون اپنے دل آرام کا شیدا نہین ہوتا
کرتا نہین کچھ شربتِ دیدار بھی تاثیر	بیمارِ محبت بھی کچھ اچھا نہین ہوتا
اک لحظہ مین وہ آنکھ وہ چتون ہی نہین ہی	بے مہر و مروت کوئی ایسا نہین ہوتا
اک دل ہی ہمارا کہ تم ایسون کا ہی بندہ	اک دل ہی تمھارا کہ کسی کا نہین ہوتا
یکسان ہی شب و روز خلش خار الم کی	دم بھر کو بھی کم دردِ جگر کا نہین ہوتا
مرتا ہون ہزار اور نہین کچھ اُنھین پروا	سچ کہتے ہین سب کوئی کسی کا نہین ہوتا

یہ اشعار پڑھ پڑھ کر سر ٹکراتے پھرتے ہین منقار نے بڑھ بڑھ کر بڑے بڑے سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی نورالدہر لڑتے ہوے قریب منقار کے پہونچے منقار نورالدہر کو

دیکھ کر جل گئی جی مین کہتی ہو کہ ایک دن یہی ظالم مقام صدر پر بیٹھا تھا اور مین مثل
گنہگارون کے سامنے تھی آج میرے مقابلے کو آیا ہو اسکو دیوانہ کرکے مارون یہ سوچکر
ایک گولہ مارا وہ گولہ نور الدہر کے قریب آکر پھٹا نور الدہر نے لوح محفوظ کو چمکایا
وہ گولہ پھٹ کر منقار کی طرف چلا وہان جاکر زمین پر گرا منقار تلوار کھینچ کر جا پڑی
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ تلوار کا مارا منقار نے سحر کیا کئی سپر مین فولادی سر پر لہرائین مگر تیغ بیدریغ طلسمی
جو گری سپرون کو کاٹا کاٹ کر سر پر گری منقار کا سر زخمی ہوا منقار نے اپنے تئین
گرادیا تڑپ کر بلند ہوئی نجم نے آواز دی کہ اے شہریار اگر یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
فساد برپا کریگی نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر بحر کمان
مین پیوست کیا تاک کر سینۂ پُر کینۂ منقار پر مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا منقار کے مرتے ہی
آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من منقار کلنگ سوار بود کل فوج کے جی چھوٹ گئے
ہر ایک کا قول تھا کہ وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ جسکا مثل ہفت دربند مین نہ تھا سرشار
نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو نکل جاؤن منقار نے جہالت
مین اپنی جان دی مقام افسوس ہو کہ ایسی ساحرہ با اختیار ان دربندون پر نہین تھی
مگر اب مسلمانون کا خاتمہ چھٹے دربند پر ہوگا کہ ملک عیار بیحیان قریب ہو اگر وہ قصد کریگی
تو سب کو گرفتار کرکے لیجائین گی افسرون نے کہا کہ اے ملکہ آپ کو اختیار ہو مگر عیار بیحیا پر
اعتبار کرنا سراسر عقل کی کوتاہی ہو عمرو ایسا عیار موجود ہو وہ سب کی گردن لیگا اُسکے سامنے
عیار بیحیون کی مجال ہو کہ دم مار سکین یہ ذکر تھا کہ دیکھا نجم سامنے سے لڑتا ہوا آتا ہو نجم کو
جو سرشار نے دیکھا جھلا کر آواز دی کہ او نمکحرام تو نے قدرت کو چھوڑا مسلمانون سے
رشتہ جوڑا یہ کہکر گولہ مارا انجم اختر شناس فلک اساس نے گولہ کاٹا گولے کو کاٹ کر
کارد پھینک ماری سرشار نے کارد کو دفع کیا وہ کارد جاکر کسی افسر کے سینے پر پڑی
کہ توڑ کر پشت کو پار گذری کئی افسران دونون کی رد و قدح مین مارے گئے اُدھر سے
ارسطو آتے تھے انھون نے جو دیکھا کہ نجم اور سرشار سے مقابلہ ہو ہٹ کر اپنی دسون

اُنگلیان چمکائیں دس برقیں گرین سرشار قریب نجم کے تھی برقیں جو گرین دس ٹکڑے ہوئے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرشار جادو بود گل مچ گئے جی چھوٹ گئے افسران فوج
رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے مطیع اسلام ہوئے نور الدہر قصر مین سرشار
کے آکر بیٹھے سرداران تہمتن شادان و فرحان گرد آکر بیٹھے اب نور الدہر نے خواجہ کو
بلایا کہا کہ ای عمرِ نامدار آپ کی صلاح سے یہ دربار فتح ہوا ہم سب امیدوار ہین کہ کچھ
گائیے سردارون کو آپکے گانا سُننے کا بڑا اشتیاق ہی خواجہ نے کہا کہ سب سردارون
نے آج لڑائی مین مال لوٹا ہی کچھ مجھکو بھی دین گے کیونکہ مجھکو دینا مناسب ہی یہ کہہ کے
بیچ مین آکر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا — صاف رنگِ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا — لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
کسقدر خوش رنگ ساقی ہو مئے رنگین عشق — شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے — ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا +
جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا — واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا +
جس سے شیدائے رُخِ گلرنگ کو زخمی کیا — یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا +
آئنہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب + — یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھون مین کھبی — روئے جب ہم رنگِ چشم تر گلابی ہو گیا
اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر — لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا
کون گلگون پیرہن تھا شب کو سرہانے بر — صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

شب بھر یہی جلسہ رہا سردارون نے خواجہ عمرو کو بہت کچھ دیا خواجہ تعریفین کر رہے ہین
کہ ای نور الدہر تمہارا دربار مثل دربار صاحبقرانی ہی یقین ہی کہ بانہاسے صاحبقرانی
تمھین ملین نور الدہر نے کہا کہ ای عمرِ نامدار وہ تاجزادہ سرنگار ہا ہی یہی کوشش ہی
کہ طلسم کو مین فتح کرون مگر خدا کی عنایت سے وہ سردار میرے پاس جمع ہین کہ سکندر ثانی
اکثر تعریف فرماتے ہین اور فرمایا کرتے ہین کہ وہ سردار تمکو ممکن ہوسکے جان طلسم کی ہین

نجم اختر شناس جہاندیدہ کار آزمودہ حال طلسم سے ماہر ہر مقام کے حالات بتاتے ہین ارسطوے ثانی کہ علم حکمت مین بے نظیر ہین بس سوائے سلطان الحکما مالک قلعۂ جواہر نگار کے کہ وہ بیشل ہین اور کوئی ارسطو کو جواب دینے والا نہین انھین ساحرون نے بل بقراط کو خداوند بنایا اگر یہ لوگ اُسکو زور نہ دیتے تو خدائی اسکی ناقص رہتی مگر کیون ای نجم اب دربند چہارم پر چلنا چاہیے نجم نے منسوبات کو ملاحظہ کیا کہا کہ دربند چہارم پر بہت تکلیفین پڑینگی مگر کل کوچ کیجیے انجام بخیر ہی پروردگار آپ کو باقبال سلامت رکھے دربند چہارم پر بڑے بڑے مقابلے پڑینگے مگر اقبال آپ کا یاور ہی اور طالع مددگار ہین لاکھ کوئی آپسے بُرائی کریگا کسی کے کیے کچھ نہ ہوسکیگا نورالدہر نے حکم دیا کہ کل وقت پر لشکر تیار رہے ہم کل کوچ کرینگے نجم نے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اگر مناسب ہو تو آپ پہلے چلیے اپنے کو دربند چہارم پر پہونچائیے یہ کہکر نورالدہر نے کچھ کشتیان جواہرات کی اور کچھ روپیہ نقد خواجہ کو دیا خواجہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر دربند چہارم کیطرف چلے نورالدہر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا

دوکلمۂ داستان حیرت بیان سکندر ثانی کہ واسطے رہائی اپنے وزیر کے چلے تھے راہ کے عجائب و غرائب و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔

سے متوالے دلربا ساقی +
کالی کالی گھٹا ہی چھائی ہوئی
کس مزے کی پھوار پڑتی ہی
کہ بنا ہی ہر اک نہال دُلھن
کج ادائی روا نہین اتنی
دیر اب میکشونکو دو بھر ہی
کب تلک اپنا حال غیر رہے
کب اُٹھیگی یہ بجردی ہم سے

سمن انداز مہ لقا ساقی +
کویلین کوکتی ہین مستانہ
توبہ آج ایڑیان رگڑتی ہی
ساقیا رند پیاسے مرتے ہین
ساقیا کچھ خطا نہین اتنی
یہ ہوس ہر جوان کو ہی باقی
ساقیا جام خم کی خبر رہے
منتین کر رہے ہین بادہ گسار

ہی چمن مین بہار آئی ہوئی
آب نہر چمن ہی دیوانہ
رنگ خوبی سے ہین نہال چمن
فیض کو تیرے نام دھرتے ہین
جمگھٹا کب سے تیرے در پر ہی
دختر رز کو بیاہ دے ساقی
بیرخی گر یہی رہی ہم سے
آج کردے شراب کی بھرمار

زندگی کا مزہ چکھا دے ہمین
اُسنکے اتنا برس پڑا ساقی،
ہم بھی اب تازہ رنگ لاتے ہین
گل و بلبل کی داستان سے کیا

اپنی دریا دلی دکھا دے ہمین
پیتے ہی رند سب بہکنے لگے
کھلتے ہین طرفہ گل کھلاتے ہین
اپنی آہنگ کا مزا لیجے

مَی پہ اک برس ہوا ساقی
اور جو تھے خوشنوا چہکنے لگے
کچھ کہین غیر کی زبان سے کیا
شاہ کا حال کچھ سُنا دیجے

چہرہ ساقیان خمخانہ بہجت آئین و شناسندگان مراتب جلالت آئین اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش ⁂ چنین می نگارد بجوش و خروش، سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ سکندر ثانی بادشاہ سابق طلسم کشا سے رخصت ہوکر بہ گرد فرد واسطے رہائی اپنے وزیر اعظم کے چلے تھے صرف پانچ ہزار آدمی ساتھ مین منزل در منزل جاتے ہین چوتھی منزل ہو کہ ایک صحرا مین آکر اُترے رات بھر ساتھ والے جاگتے رہے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر مین ہنگامہ ہوا سکندر ثانی گھبرا کر بارگاہ سے باہر نکلے دیکھا کہ آندھی چل رہی ہو اور کچھ غول بیابانی آنکھین مثل مشعل کے روشن ملازمان سکندر کو مارتے پھرتے ہین سکندر کے مُنھہ سے نکلا کہ ارے انکو روکو ان غولون نے غضب کیا کہ لشکر کو تباہ کیے دیتے ہین شعلۂ جوالہ تڑپ کر بڑھی ایک غول آگے بڑھا ہوا آتا تھا اُسپر شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی تو آفت ہو گئی جتنے قطرے خون کے اُسکے جسم سے ٹپکے اُتنے ہی شیر اُن قطرون سے پیدا ہوے سکندر ثانی نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ انجام نہ سمجھین اور سحر کر گذرین اب انکو کون روکے مین سمجھا کہ بران جادو نمکحرام اس صحرا کا مالک ہی یہ اُسکا شعبدہ ہی مین ابھی اُسکی فکر کرتا ہون آخر کہان جائیگا یہ کہکے ایک دو تھر زمین پر مارا اور آواز دی کہ سامنے نہین آتا شرماتا ہی دیکھا زمین شق ہوئی ایک جادوگر نہایت سیہ فام و بد انجام تخت پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی جیسے ہی سکندر کا سامنا ہوا دونون ہاتھ جوڑ کر اُٹھا کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ مین تو خدمتگزار قدیم ہون نمکحرامو نسنے مجھے میل کیا ہین اب تک اُسی طرح تابعدار ہون یہ کہکر قدمون پر گر پڑا سکندر ثانی نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا کہ ای بران مین تیری خطا معاف کرتا ہون مگر جانتا ہون

کہ تو برائی کریگا مگر طریقہ میرے شہریار کا یون ہی ہی کہ عذر کرنے والے کا عذر سُنتے ہین
اور خطا معاف کر دیتے ہین بیران رونے لگا کہا کہ ای شہنشاہ آپکے ساتھ بُرائی نہ کرونگا
بقراط پر لعنت کرتا ہون خدائے نادیدہ کا مطیع ہوا جو مذہب حضور کا ہی وہی مذہب
ہمارا ہم سرتابی نہ کرین گے آپ کے ساتھ چل کر دشمنون سے لڑین گے وزیر صاحب کو
قید سے رہا کرین گے سکندر خاموش ہو رہے بیران نے سحر کر کے وہ شیر اور غول
غائب کیے اب سکندر اُسکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے ایک بارگاہ اپنی رہنے کو دی
مگر بیران بے ایمان اسی فکر مین ہی کہ سکندر کو قتل کرون اور سر لیکر دربند چہارم پر
جاؤن ملکہ شعلہ فشان جادو و غولان صحرا نشین انتظار مین ہونگے پلنگ کے
اوپر پڑا ہوا ایسی ایسی باتین سوچا کیا دو پہر رات گئے بستر خواب سے اُٹھا اول سحر کر کے
اپنے خادمون کو بیہوش کیا باہر نکل کر سحر کرتا ہوا چلا جو راہ مین مل گیا اُسکو اس دشمن
خدا نے قتل کیا کئی سو ساحرون کو بیہوش اور ہلاک کرتا ہوا در بارگاہ سکندر پر
آیا دروازے والون کو بیہوش کیا جیسے ہی اندر پہونچا دیکھا کہ ایک اژدہا بیٹھا مُنھ سے
قلابۂ آتشین چھوڑ رہا ہی بیران نے جو اژدہا دیکھا پیچھے ہٹ کر زمین سے خاک لی وہ
دہن مین اژدہے کے ڈالدی اژدہا جلنے لگا لیکن آگ کی جو گرمی ہوئی سکندر کی آنکھ
کُھل گئی دیکھا کہ بیران کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی دم کھینچا خراٹا نیند کا بلند کیا بیران سمجھا
کہ بادشاہ سوتے ہین تلوار کھینچ کر قریب پلنگ کے آیا اور چاہا کہ ہاتھ مارون سکندر نے
آنکھ کھول کر کہا کہ او نمک حرام دور ہو سامنے سے بیران نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر
نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا تلوار پڑی ران پر زخم آیا مگر سکندر تڑپ کر اُٹھے آواز دی
کہ یارو اس نامرد کو لینا سب کے پہلے شعلۂ جوالہ اپنے مقام سے اُٹھی تڑپ کر باہر نکلی
دیکھا کہ بیران بھاگا ہوا جاتا ہی اور سکندر غصے مین پیدل نکل پڑے ہین ران سے خون
بہتا ہوا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ ٹھہر جائیے مین اس نمکحرام کا سر لاتی ہون
سکندر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ تم نہ جاؤ بدون میرے مطلب نہ نکلے گا راہ مین خوف ہی
غولان صحرا نشین نگہبان ہی وہ ضرور روکے گا شعلۂ جوالہ نے مرکب لاکر دیا سوار ہو کر

سکندر نے گھوڑا دوڑایا مگر ببران آتے آتے ایک صحرا مین پہونچا کہ بوے بد آرہی تھی
استخوان انسان جا بجا پڑے تھے کچھ ہڈیان گل گئی تھین کچھ باقی تھین وہان پر ببران نے
آکر ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای غولان صحرا نشین جلد آؤ میرے تعاقب مین سکندر
آتا ہی مین نے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرون مگر اُس سخت جان کو کب موت آتی ہی قیدخانہ
مین کہا کرتا تھا کہ اب میری رہائی کے دن قریب آئے اُسی ظالم کا کہنا ہوا کہ قید سے
رہا ہو گیا ہی شعلۂ جوالہ ساتھ ہین نمکحرامون نے نمکحرام کا ساتھ دیا یہ جو پکار کے
ببران نے کہا درۂ کوہ سے ایک چمک پیدا ہوئی ایک غول بڑے قد کا آنکھین مشعل مشعل
کے چمکاتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ببران نہ گھبرا نا منم غولان صحرا نشین ببران نے
چاہا تھا کہ بھاگ کر درۂ کوہ مین گھس جاؤن کہ آواز آئی منم سکندر ثانی او نامرد تو یہ
کیا قصد کرتا ہی خبردار درۂ کوہ مین نہ جانا سکندر نے چھری کمر سے نکال کر پھینک ماری
سینے پر ببران کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری غولان نے جو لاشہ ببران کا دیکھا
ایک چیخ ماری آواز دی کہ ای سکندر غضب کیا عجب شخص کو مارا کہ جسکا مثل نہ تھا
خداوند بقراط نے خاص کر کے اسکو بھیجا تھا اور حکم دیدیا تھا کہ سکندر کا سر لیکر
آنا یہ کہہ کے پھر چیخ ماری کئی ہزار غول درہ ہاے کوہ سے نکلے سکندر پر حملے کرنے لگے
مگر سکندر ذی حشم تلوار کھینچے ہوے غول مین غولون کے لڑ رہا ہی کسی پر برق چمکادی کسی پر
شعلۂ آتش گرایا کسی کو تلوار سے قتل کیا کئی سو غول سکندر کے ہاتھ سے مارے گئے
غولان نے صدہا درخت گرائے مگر جو درخت گرا سکندر نے اشارہ کیا غول اُس مین
دبے کئی سو غول اس طرح دبکر مرے جب سکندر نعرہ کرتا ہی تو غول کانپ جاتے ہین اور
آپس مین کہتے ہین کہ سکندر بڑا صاحبِ اقبال ہی قید مین کیا کیا مصیبت اُٹھائی مگر موت
نہ آئی بعض کہتے ہین کہ یہ تو بقراط کے خون کا پیاسا ہی جب بقراط سے مقابلہ پڑے گا
اُس دن بقراط کو حال کھلے گا مگر ایک مادہ غول جست کر کے درۂ کوہ سے نکلی سکندر
کو دیکھ کر بلائین لینے لگی پکارتی تھی کہ ای شہنشاہ کنیز کو اپنے وصل سے شاد کیجیے مین یہ
نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہو گی نظم

فصل گل آتے ہی جوش آہ و شیون ہو گیا　　چاک پھر میرا گریبان تا بہ دامن ہو گیا
سینہ عشق خال کے داغون سے گلخن ہو گیا　　کیا مبارک تھا یہ دانہ جس سے خرمن ہو گیا
چھوڑ او دست جنون کیون طوق گردن ہو گیا　　کیا گریبان بھی مرا اُس گل کا دامن ہو گیا
حلہ جنت کفن میرا ہوا ای جرم پوش　　روضہ رضوان تری رحمت سے مدفن ہو گیا
لے اُڑا تخت سلیمان کی طرح اک آن مین　　کیا چھلاوہ اُس پری پیکر کا توسن ہو گیا
آتش ہجران سے خاکستر ہوے گلہاے داغ　　سینہ سوزان مرا تصویر گلخن ہو گیا +
ضعف غم مین اسقدر بھاری ہوئی مجھپر بہار　　پھول جو مین نے اُٹھایا سیکڑون من ہو گیا
اُس پری رو پر کیا جسدم گریبان گل نے چاک　　حسن اُسپر پھٹ پڑا وہ چند جوبن ہو گیا
چھوڑ کر پردہ وہ بیٹھے تو نگاہ شوق نے　　کی درارین اسقدر اُس مین کہ چلمن ہو گیا
سامنے میرے تری تصویر جب کھینچی گئی +　　دل گداز ایسا ہوا میرا کہ روغن ہو گیا
آمد آمد شان ستاری کی تیری جب ہوئی　　شامیانہ گور پر رحمت کا دامن ہو گیا
کچھ عجائب رنگ دکھلائے دورنگی نے تری　　ہو گیا گلزار صحرا نجد گلشن ہو گیا +
ہو گئی لیلی کو بھی مجنون کے مرنے کی خبر +　　ماتمی صف بچھ گئی سامان شیون ہو گیا +
اُسنے گلدستے جو رکھے میری تربت پر ہر بر +　　خار غیرون کو ہوا گلزار مدفن ہو گیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی سامنے سکندر کے آئی چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون از سرتاپا مثل زغال تمام جسم پر بال وہی گویا لباس ہو مگر جوش محبت مین بدحواس ہی جیسے ہی اِس نے ہاتھ بڑھایا سکندر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی مادہ غول نے ایک چیخ ماری کہ کیسا معشوق سرکش ہی مجکو تمانچہ مارا اب مین مار ڈالونگی یہ کہکر چاہا لپٹ جاؤن سکندر ثانی نے بال سر کے تھامے تمانچہ سحر مارا کہ سر مادہ غول کا اُڑ گیا غولان نے جو دور سے دیکھا کہ میری زوجہ کو سکندر نے مارا چوبدست ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای سکندر تم نے غضب کیا کہ میری پہلو نشین کو مارا ایسی چوبدست لگاؤن کہ پیوند خاک کر دون یہ کہکر چوبدست ماری سکندر نے تلوار سے چوبدست کو کاٹا وہی ہاتھ غولان پر لگایا غولان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی غولان صحرا نشین کے سب غول بھاگے لاشہ غولان صحرا نشین مین ایک بونڈا گر نکلا

لپٹا اُڑا کر لاش کو لیچلا سکندر غولان کو مار کر پلٹے ہیران کے لاشے پر کھڑے ہو کے
فرمایا کہ او نمک حرام تیرا یہ انجام ہوا ہمنے تجکو مرتبہ دیا تھا مگر تو ایسا نالائق تھا کہ جس کا یہ
انجام ہوا اس عرصے مین شعلۂ جوالہ بھی آکر پہونچی دیکھا کہ سکندر لڑائی کر فتح کر چکے
اب پلٹے ہین شعلہ جوالہ ساتھ ہوئی سکندر پلٹ کر اپنے مقام پر آئے داخل بارگاہ ہوے
مگر شعلہ فشان جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو کہ لاشہ غولان صحرانشین کا سامنے
آکر گرا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو سکندر بادشاہ سابق طلسم ہو اُس سے بچنا دشوار
ہو تم مین کوئی ایسا ہو کہ سکندر کو ہم تک نہ آنے دے میرے پاس اُسکا وزیر قید ہو
اُسی کی رہائی کو آتا ہو کیا کرون سیماب کو رہا کر کے روانہ کر دون ایک جادوگر ہو
کہ تہمتن صحرا گرد اُسکا نام ہو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ حضور آپ کیون گھبراتی ہین
مین جاکر سکندر کو روکے دیتا ہون کیا مجال ہو کہ جو یہان تک آسکے بعنایت خداوند
بقراط ثانی اُسی صحرا مین بھٹک کر رہین گے آگے نہ بڑھ سکین گے یہ کہکر چلا یہان
سکندر ثانی نے کوچ کیا دن بھر منزل چلے شام کو پھر اُسی صحرا مین پہونچے سکندر نے
اُس جنگل کو دیکھ کر کہا کہ یارو یہ تو وہی صحرا ہو کہ جسمین سے کوچ کر کے گئے تھے اب
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر آیا اُسنے ہمکو روکا ہو شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہریار اگر آپکا
حکم ہو تو اُس ساحر کو تلاش کرون یقین ہو کہ اسی صحرا مین ہوگا اُسنے حصار باندھا ہو
ہمکو اور آپ کو روکا ہو سکندر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ تم تکلیف نہ کر دین
اُسکو گرفتار کر کے منگواتا ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای جستجوے صحرانشین جسنے ہم کو روکا ہو
اُسکو گرفتار کر کے لاؤ ایک ساحر پہلوے صحرا سے پیدا ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا
کہ ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہو سکندر نے کہا کہ تمکو معلوم ہو کس ساحر نے ہمکو روکا ہو
جستجوے صحرانشین نے عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم وہ کون ہو کہ جو اس طلسم مین رہتا ہو
اور اُسکو غلام نہین جانتا تہمتن صحرا گرد شعلہ فشان سے اجازت لیکر آیا ہو کہ مین
سکندر ثانی کو روکونگا یہ اُسی نے شعبدہ کیا ہو مین ابھی جاکر اُسکو لاتا ہون یہ کہکر
چلا تہمتن پہلوے کوہ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای تہمتن چلو تمکو ہمارے

شہنشاہ نے بُلایا ہی یہ تمنے کیا شعبدہ کیا ہی کچھ تمکو خیال نہ آیا کہ شہنشاہ طلسم اپنے وزیر کو رہا کرنے جاتے ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو تکلیف پہونچے تمھارے بزرگون نے اُس سرکار کا نمک کھایا اور تمکو کچھ خیال نہ آیا یہ سُن کر تہمتن اپنے مقام سے اُٹھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر جستجو نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ کہان جاتے ہو اب تو تہمتن ناچار ہوا جستجو کے ساتھ چلا یہان سکندر صحرا مین ٹہل رہے ہین دمبدم آواز دیتے ہین کہ ای جستجو جلد گنہگار کو لاؤ کہ سامنے سے دیکھا جستجو ایک ساحر کا ہاتھ پکڑے ہوے لاتا ہی سکندر نے قریب آکر کہا کہ کیون تہمتن ہمارا راستہ روکا ہی کچھ تمکو نمکخواری قدیم کا خیال نہ آیا رنگ چہرے کا تہمتن کے متغیر ہوا گھبراکر کہا کہ ای شہنشاہ طلسم مین ابھی راستہ کھولتا ہون شعلہ فشان جادو حضور کی بہت مشتاق ہی تدبیر کر رہی ہی کیا عجب ہی وزیر اعظم کے قتل کا بھی ارادہ کرے سکندر نے کہا کہ تم صحراے ریگستان مین جاؤ ہم سمجھ لین گے تہمتن بہت خوب کہکر ایک جانب بھاگا صحراے ریگستان مین پہونچا کہ وہان سواے ریت کے اور کچھ نہ تھا بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے صحرا ویران اور سنسان تھا وہان تہمتن پہونچا جنگل مین پھرنے لگا آہ آہ کرتا تھا چاہتا تھا کہ اس حد سے نکلون مگر ممکن نہین جس طرف جاتا ہی وہی صحراے ریگستان پاتا ہی حیران ہی کہ مین کس بلا مین پھنسا دیکھیے یہانسے کیونکر رہائی ہو مین کیا جانتا تھا کہ اس بلا مین پھنسونگا ورنہ شاہ کو روکنے نہ آتا بادشاہ سابق طلسم ہی کون اُسکے حکم سے گردن تابی کر سکتا ہی تہمتن تو اس حال پر ملال مین ہی مگر سکندر نے کوچ کیا اُس صحرا سے نکلے دوسرے صحرا مین پہونچے وہ صحرا نہایت پُر بہار ہی ہر طرف گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران نغمہ سرا بہ الحان تعریب ایزد منان مین مصروف ہین جنکے زمزمے یہ اشعار ظاہر کرتے ہین نظم

عقل حیران ہو گئی محوِ تماشا ہو گیا	کیا کہون اک لفظ کُن سے خلق کیا کیا ہو گیا
قادرِ مطلق اسی سے نام اُس کا ہو گیا	یہ اُسی پر ختم ہی جو امر چاہا ہو گیا
ذات احمدؐ سے عیان جلوہ احد کا ہو گیا	پردۂ کثرت بین وحدت کا تماشا ہو گیا

کیا کہون کسنی تجلی شان محبوبی مین کی — آپ کی صورت سے پیدا اُسکا جلوا ہو گیا
تھی ظہور نور حق کی آپ ہی سے ابتدا — آپ ہی پر خاتمہ پیغمبری کا ہو گیا +
جلوہ گر اُس نورِ حق کا جب ہوا اسمین خیال — دل ہمارا ہمسرِ عرشِ معلا ہو گیا +
عاشقِ جانباز محبوبِ خدا کا ہو وہی — دل سے جو شیدا علیِ مرتضےٰ کا ہو گیا
نقش حبِ پنجتن ع ہی ثبت با نامِ خدا + — اسم اعظم کا مخمس دل پہ کندا ہو گیا
فرض ہمپر یہ نمازِ پنجگانہ جب ہوئی — پنجتن ع کی پیروی کا صاف ایما ہو گیا
آسمانِ لطف حق کے بُرج ہین بارہ امام — آفتابِ دین انھین سے اوج آرا ہو گیا
کی محبت چاردہ معصوم سے جسنے ہر بر — مثلِ ماہِ چاردہ روشن دل اُسکا ہو گیا

سکندر نے دیکھا کہ شعلۂ جوالہ اُس صحرائے پُر بہار کو دیکھ کر مبہوت ہوئی کہا ای شہنشاہ مین آپ کے ساتھ نہ جاؤنگی اسی صحرا مین رہونگی سکندر نے شعلۂ جوالہ کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہا کہ ای شعلۂ جوالہ اپنے ہوش مین آؤ ایسی باتین نکرو معلوم ہوتا ہو کوئی اور روکنے آیا یہ کہکر جستجو کا نام لیکر آواز دی وہ ہی ساحر سامنے حاضر ہوا کہا ای جستجو بڑھکر ذرا جستجو کرو دیکھو یہ صحرا کسنے پُر بہار کیا ہو ہر ایک گُل اور غنچے سے صورت تسخیر کی پیدا ہوتی ہو اُسکو ڈھونڈھ کر لاؤ گُل فروش جادو کہ اس صحرا کی حاکم ہو اُسنے یہ سحر کیا ہو ایک گوشۂ صحرا مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہو کہ جستجو سامنے آکر پہونچا کہا کہ ای ملکہ گُل فروش چلو تمکو شہنشاہ بُلاتے ہین گُل فروش نے کہا کہ مین شعلہ فشان جادو کی لازم ہون مین ہرگز اُنکو نہین پہچانتی جستجو نے کہا کہ چلو مین اُنکو پہچنوا دون گُل فروش نے اُٹھکر جستجو کو کچھ پھول سنگھائے جیسے ہی جستجو نے پھول سونگھے ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای گُل فروش جو حکم دو وہ بجا لاؤن گُل فروش نے کہا کہ صحرائے ریگستان مین جاکر تہمتن سے ملاقات کرو یہ سنکر جستجو بھاگا اور تہمتن کے پاس پہونچا پکار کر آواز دی ای تہمتن مین بھی آیا تہمتن نے کہا کہ کسکی تلاش مین آئے ہو جستجو نے کہا کہ مجکو ملکہ گُل فروش نے بھیجا ہو کہ تمہارے ہمدم رہین جہان تم بیٹھوگے وہین ہم بھی رہینگے تہمتن نے بہت غنیمت جانا جستجو و تہمتن ساتھ پھرنے لگے جب یہان عرصہ ہوا اور جستجو پلٹ کر نہ آیا سکندر نے

ایک دستک دی کہ ای رازدار جادو جلد آؤ ایک جادوگر سکندر کے سامنے آیا اور
عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی سکندر نے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو بلکہ خبر لاؤ کہ جستجو کو ہمنے
تلاش مین اُسکی بھیجا تھا کہ جسنے اس صحرا کو پُر بہار کیا ہی جستجو کہان گیا اگر پلٹ کر آتا تو خبر دیتا
کہ وہ ساحرہ نہین ملتی ہین اور تدبیر کرتا رازدار ہنسا کہا کہ ای شہریار گُل فروش جادو
اس صحرا کی حاکم ہی اُسی نے یہ ڈھکوسلہ کیا ہی جستجو اُسی صحرا مین جاکر پھنسا اُسنے اُسکو طرف
صحراے ریگستان کے روانہ کردیا وہ وہین پہونچا اور گُل فروش سامنے نخل ہی اُسکے سایے
مین بیٹھی سحر کر رہی ہی یہ سُن کر سکندر اُسی جانب چلے قریب گُل فروش کے پہونچے آواز دی کہ
بی گُل فروش صاحب میری تسلیم قبول ہو گُل فروش نے اُٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار
مین شعلہ فشان کی ملازم ہون جو اُسنے حکم دیا وہ بجالائی اور بیشک آپ کو روکون گی
سکندر نے قریب آکر اُف کہی تمام صحرا جلنے لگا غنچہ ہاے گل جل کر گرے نرگس شہلانے اپنی
آنکھین بند کرلین سنبل نے بال پریشان کیے لالہ بادل داغدار یا تو کلاہ کج کیے ہوے تھا
یا مرجھا گیا اب تو گُل فروش گھبرائی سکندر نے کہا کہ ای گُل فروش روکو جہان تک
بن پڑے ہمکو نہ جانے دو گُل فروش نے اُٹھ کر ایک دوہتھڑ مارا کہ آسمان پر ابر آیا سکندر
نے اشارہ کردیا کہ ابر بھی جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار تھا گُل فروش اپنے مقام سے اُٹھی
چاہا کہ نکل جاؤن سکندر نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ صحراے ریگستان کی طرف جاؤ اور جستجو کو یہان
بھیجدو کہنا کہ تمکو شہنشاہ نے بُلایا ہی اگر ہمارے پاس آئیگا تو ہم تمھارا سحر اُتار دینگے
اُسکو ہوش آئیگا مطلب نکل جائیگا گُل فروش صحراے ریگستان کی طرف بھاگی بہار وغیرہ
غائب ہوگئی صحراے ریگستان مین پہونچی جستجو کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہا ای جستجو جاؤ تمکو شاہ نے
یاد کیا ہی مین ہمدم تہمتن کی رہونگی مگر سکندر نے گُل فروش کو ہٹا کر کوچ کیا یہ خبر شعلہ فشان
کو پہونچی کہ گُل فروش سحر مین سکندر کے مبتلا ہوگئی سکندر آتے ہین شعلہ فشان نے کہا
کہ یارو کیا کرون کوئی صورت رُکنے کی سکندر کے نہین معلوم ہوتی بالاے قلعہ آکر بیٹھی
کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی شعلہ فشان دیکھنے لگی دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر
سوار نہ برجیدنامے وزیر دوم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے شعلۂ جوالہ منتظم کل لشکر کی

انتظام کرتی ہوئی آتی ہو یہ معاملہ دیکھ کر شعلہ فشان گھبرائی ہزار ہا جادوگر گرد بیٹھے ہین شعلہ فشان نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ سکندر کو روکے اور لشکر کو اُن کے شکست دے ایک جادوگر فشار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین جا کر روکتا ہون ستر اسی ہزار ساحر شعلہ فشان نے اُسکے ہمراہ کردیے سکندر اُتر رہے تھے کہ قلعے کا دروازہ کھلا فشار جادو مقابلے مین آکر اُترا ہرکارون نے سکندر کو خبر دی کہ فشار جادو حضور کے مقابلے کو آیا ہو سکندر ہنسے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ انقلاب فلکی ہو کہ ایسا حقیر جادوگر ہمارے مقابلے مین آئے مگر آنے تو دو جب فشار جادو اُتر چکا تو سکندر نے شعلۂ جوالہ کو حکم دیا کہ فشار کے پاس جاؤ یہ نامہ ہمارا دکھا دینا نامہ لیکر شعلۂ جوالہ چلی فشار جادو کو خبر پہونچی کہ ملکہ شعلۂ جوالہ بطور سفارت آتی ہین اِسنے چند ساحرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے شعلۂ جوالہ کو لاؤ ساحر گئے شعلۂ جوالہ کا استقبال کر کے لائے جیسے ہی شعلۂ جوالہ سامنے آئی آتے کے ساتھ ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا فشار جادو نے قریب بُلایا شعلۂ جوالہ نے نامہ دیا نامہ پڑھتے ہی فشار مبہوت ہو گیا کہتا تھا کہ ای ملکۂ عالم نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا +
ای یار غریبون کا ستانا نہین اچھا +
مُنھ افعی گیسو کا لگانا نہین اچھا +
موذی کا بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کُشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو اِنکو
قبرونکو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا +
برسونکی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات +
آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو اُلٹ دین گے تمھین دیکھ ہی لینگے
مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
سوزِ غمِ ہجران سے کہین خاک نہ ہو جائے
اتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا +
دل توڑ دیا سُنکے مرے غم کی کہانی +
مُنھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر سودے کے ہو جانیکا ہی جان کی جوکھم
محفل مین پریزاد کی جانا نہین اچھا
نفقتیدہ دلون کی تمھین لازم ہی تسلی
جلتے ہین جو خود اُنکا جلانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھون کو نہ ہو جائے
جادو کی طرح سبز کو جانا نہین اچھا

بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ	خونِ شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے	ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفون سے محبت نہ ہر اب کبھی کرنا	دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا فشار تخت سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین خدمت مین شاہ کی چلنے کو موجود ہون آپ نے کیون تکلیف فرمائی کسی کنیز کو بھیجدیا ہوتا فشار ملکہ شعلۂ جوالہ کے ساتھ چلا لشکر والون نے کہا کہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہی کہا خدمت مین شعلہ فشان کی جاؤ ہم بھی آ دین گے راہ مین جسنے پوچھا اِسنے یہی جواب دیا کہ مین تو اب خدمت مین شاہ کی جاتا ہون جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگا یہ کہکر شعلۂ جوالہ کے ہمراہ چلا بارگاہ سکندر مین آیا سکندر کو جُھک کر سلام کیا سکندر نے کہا کہ او نمک حرام تو نے خوب ہمارا خیال کیا کہ ہمپر لشکر کشی کر کے آیا اب کیا چاہتا ہی فشار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن وزیر اعظم آپ کا جو قید شعلہ فشان مین ہی اُسکو جا کر رہا کرلاؤن سکندر نے کہا کہ ای فشار اگر تم وزیر اعظم کو رہا کرلاؤ گے تو ہم تمھاری خطا معاف کر دینگے ورنہ تمکو پھونک دینگے فشار جادو چلا سکندر نے کہا کہ کسطرح جاؤ گے جرأت کو کام نہ فرمانا شعلہ فشان کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی تمکو گرفتار کر لیگی فشار نے کہا کہ مین مخفی ہو کر جاؤنگا نگہبانون کو بیہوش کر کے زبان سے اُسکی سوزن نکالونگا لڑائی پڑیگی مین بھی شریک جنگ ہونگا سکندر نے فشار کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا ہان یہ بات معقول ہی اگر بالاعلان جاؤ گے تو گرفتار ہو گے فشار جادو نے صورت تبدیل کی قلعہ مین آیا جس مقام پر قید خانہ تھا اور نگہبان بیٹھے تھے چھپ کر اُنپر سحر کیا وہ لوگ جھومنے لگے فشار گوشے سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ کیون یارو یہان کون قیدی ہی سب نے کہا کہ سیماب اکسیر مزاج وزیر بادشاہ طلسم یہان قید ہی فشار نے کہا کہ ہم اُسکا دیکھنا چاہتے ہین سب نے کہا کہ قید خانے مین جائیے فشار جادو قید خانے مین آیا سیماب کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا ہی عرض کرتا ہی کہ ای پروردگار میرا بادشاہ جو میری رہائی کی فکر مین آیا ہی مین اُس کی قدمبوسی حاصل کرون نظم

نیستت حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند
چون نداری در جہان یک لحظہ ہم امید زیست
وقت رخصت بار تو ننہند بر دوش دگر
کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب +
چون سفر در پیش میداری تو بس دور و دراز
ذوق و شوق حق درون سینہ دار و روز و شب
ہندیارہ وز قیامت پیش حق حاضر شود

بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع
انچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
گر بود نزدیک تو موجود صد حمال جمع
مال در دست سخی و آب در غربال جمع +
زادرہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع
صاحب اخلاص و مرد اہل حال و قال جمع
انچہ ز افعال تو گردد دفتر اعمال جمع +

یہ اشعار جو فشار نے سُنے قریب آکر کہا کہ ای برادر کیون گھبراتے ہو مین تمہین رہا کرنے آیا ہون شاہ نے تمھارے یاد کیا ہی فرمایا ہی کہ سیماب کو لاؤ ہماری صحبت مین سناتا ہی یہ کہکر زبان سے وزیر کی سوزن نکالی وزیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اور فشار کے ساتھ قید خانے سے نکلا لشکر نے جو دیکھا چار طرف سے گھیر لیا اور غلغلہ کیا کہ قیدی رہا ہو گیا جسنے سُنا اُس نے آکر گھیر لیا وزیر اعظم کو سکندر کے ہر چند کہ سالہا سال قید مین گذرے مگر جو کمال باطنی ہین وہ کہان جائین چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کہ فوج پر پتھر برسنے لگے اِدھر سکندر ثانی کو خبر ہوئی کہ میرے وزیر نے رہائی پائی اُسی وقت چڑھ دوڑے اسوقت آکر پہونچے کہ سیماب گھرا ہوا ہی اور فشار لڑ رہا ہی جسپر گولہ مارا اُسکو تہ و بالا کر دیا کئی سو جوان فشار نے مار کر گرائے اور سیماب کے سحر سے پتھر برس رہے ہین جسپر پتھر گرا وہ کشتہ ہوا زیادہ ہلڑ جو ہوا شعلہ فشان کو خبر ہوئی قصر سے نکلی چالیس ہزار کنیزین اسکے ساتھ ہین خبر تو سُن چکی تھی کہ فشار جادو شریک ہو گیا اب جو نکل کر دیکھا تو دیکھا کہ فشار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو مار ا تہلکہ ڈال دیا ہی ساحر بھاگتے پھرتے ہین شعلہ فشان نعرہ کر کے گری فشار کو للکارا کہ او نمکحرام ہمنے کیا تجکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تو نے آکر قیدی کو رہا کیا فشار جادو جوش مین شعلہ فشان پر جا پڑا شعلہ فشان نے ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فشار کا اُڑ گیا فشار کو مار کر

وزیر کی طرف چلی تھی کہ نعرہ ہوا منم سکندر ثانی او نمکحرام تونے غضب کیا کہ فشار کو مارا
میرا وزیر اعظم کہ کئی سال سے قید مین تھا اُسکے اب سحر کا کیا اعتبار ہی بہت مجبور و ناچار ہی
یہ کہکر سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چند طائر کاغذ کے نکالے وہ آسمان پر اُڑا دیے ہزارہا
طائر آسمان پر اُڑنے لگے وہ طائر ساحرون پر بیٹھنے لگے جسپر طائر بیٹھا وہ جل گیا ہزارون
کو طائرون نے جلایا شعلہ فشان نے جو طائر دیکھے ہوش اُڑگئے دستک دیکر آواز دی
کہ ای طاؤس زرین بال وای عقاب طائر دران طائرون کو لینا ایک طرف سے عقاب
پیدا ہوا اور ایک طرف سے ایک طاؤس آیا طائرون کو نگلنے لگے طائر اُنکو دیکھ کر بھاگتے
پھرتے ہین لیکن سکندر ثانی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طاؤس کو یہ زور ہی کہ طائرون کو برابر
نگلے جاتا ہی جس طائر پر منقار ماردی اُسکا سر پھٹ گیا سکندر نے ہاتھ چمکایا برق گرائی
کہ طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے چاہا کہ عقاب کو بھی لون عقاب تڑپ کر بھاگا جاکر ایک درخت
پر پتون کی آڑ مین چھپا پتون مین سے ایک بچھو پیدا ہوا اُسنے عقاب پر ڈنک مارا
عقاب پانی ہوکر بہ گیا سکندر نے پکار کر آواز دی کہ ای شعلہ فشان بس عجائب و
غرائب دکھا چکین شعلہ فشان نے چاہا کہ بھاگ جاؤن سکندر نے للکارا کہ او نمکحرام
بھاگنے کا ارادہ رکھتی ہی یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے شاہ تشریف لاتے ہین خدا طلسم کشا
کو سلامت رکھے اُنکی عنایت سے اگر بقراط نہ بھاگتا پھرے تو مجھے سکندر نہ کہنا مین
جانتا تھا کہ قید کا زمانہ پورا ہوا اب وقت زوال بقراط آگیا اور حکما جو حاکم رہے اُنکو
دعوی سلطنت رہا اس ملعون کو یہ غرور ہوا کہ دعوی خدائی کر بیٹھا اپنے کو سجدہ کرایا
خبردار بھاگنا نہین اگر جان کا خوف ہی تو اطاعت کر یہ کہکر آواز دی کہ ای خوشرو آؤ بی
شعلہ فشان کو لیکہ ایک طرف سے ایک جوان خوشرو نیچہ ہاتھ مین لیے سپر کو چہرے کی
پناہ کیے ہوے بازوون پر نورتن گلے مین طوق سونے کا پڑا ہوا انگرکھا معقول پہنے کلاہ
ترچھی سر پر دیے آیا شعلہ فشان کو للکارا کہ ای جان جہان ذرا ادھر تو دیکھو مین بہت
بیقرار ہون شعلہ فشان نے جو نگاہ اُٹھائی ایک برچھی تھی کہ دل کے پار ہو گئی بڑی
بڑی آنکھین گردش کرتی ہوئی محبت جو نگاہ ڈالی شعلہ فشان گھبرا کر پکارنے لگی کہ ای

راحت جان و ای آرام دل مشتاقان مین خود تیری مشتاق ہون ذرا میرے قریب آ وہ جوان نعرہ کرکے چلا کئی جادوگرون کو قتل کیا ایک گوشے مین جاکر غائب ہو گیا ایسا معشوق پریچہرہ جو آنکھون سے غائب ہوا شعلہ نے ہر طرف دیکھا جب وہ صورت نہ دکھائی دی تو گھبرا کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

حُسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہو گیا ۔ یان محبت چوگنی وان ناز دونا ہو گیا
پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہو گیا ۔ اُنکے آنے سے تو کل اعضا مین رعشا ہو گیا
مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہو گیا ۔ طور منظور نظر ہونے کو سُرما ہو گیا
بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجکو فریب ۔ صاف مجکو اپنے اوپر اُنکا دھوکا ہو گیا
نیلا پیلا دیکھ کر مجکو ہوا پھر سُرخ و زرد ۔ کیا رقیب ای آفتابِ حُسن حربا ہو گیا
گردشِ گردون دون نے یہ ملایا خاک مین ۔ ہر کس و ناکس کا مین نقشِ کفِ پا ہو گیا
یاد مین اُس بحرِ خوبی کی مین رویا اسقدر ۔ بہتے بہتے چشمۂ چشم ایک دریا ہو گیا
باغ جنت سے ہمین دیتا ہی کیون واعظ فریب ۔ کیا قدِ جانان سے بڑھ کر نخل طوبا ہو گیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے ۔ اِسکی بو کیا ہو گئی اس پھول کو کیا ہو گیا
آبدیدہ ہو کے کہتے ہین وہ مجکو میرے بعد ۔ چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہو گیا
چشمِ وحدت بین سے دیکھا جب سو لیلی و قیس ۔ ایک سا پیشِ نظر دونون کا نقشا ہو گیا
بعد مجنون خاک اُڑتی تھی مگر پہونچے جو ہم ۔ وہ جنون چمکا دوچند آباد صحرا ہو گیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آ گئی ۔ جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہو گیا
دیکھنا جس پر پڑا اُس ترک کا تیر نظر ۔ تھام کر دل دونون ہاتھونسے وہ دُہرا ہو گیا
دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون بحر ۔ کشورستانِ سخن مین دخل اپنا ہو گیا

سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اری کیون دیوانی ہوئی ہی دیکھ تیرا معشوق میرے پاس ہی شعلہ فشان نے گریبان چاک کیا ہی یا تو دیوانہ وار اشعار پڑھتی تھی پلٹ کے دیکھا کہ سکندر نے اُسی معشوق کو پکڑا ہی اور خنجر سے اُسکا گلا کاٹا چاہتا ہی بیتاب ہو کر چلائی کہ ای سکندر مین اطاعت کرتی ہون مگر اس بھولے معشوق کو قتل نہ کرنا اُس جوانے

پلٹ کر آواز دی کہ ای جان جہان تمھارے جرم عشق مین ہم گرفتار ہوے اور قتل ہوتے ہین
ہمارے بعد زندگی کروگی شعلہ فشان نے یہ سنکر تلوار کھینچی گلے پر اپنے رکھ کر کہا ای سکندر
اسکو چھوڑ دے ورنہ مین اپنا گلا کاٹتی ہون سکندر کب مانتے ہین گلے پر اُس نوجوان کے
خنجر پھیر دیا اور خون اُسکا چلو مین لیکر شعلہ فشان کی طرف پھینکا شعلہ فشان نے
اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا وزیر نے بڑھ کر سکندر کے ہاتھ چوم لیے کہا ای شہنشاہ
کیا خوب سحر کیا ہی یہ عجائب وغرائب کے کون سحر کرتا ہی شعلہ فشان کو کس تدبیر سے
قتل کیا مرتے ہی شعلہ فشان کے ساحرون نے فریاد کی کہ ہماری ملکۂ عالم قتل ہوگئین
اب کسکے بھروسے پر لڑین سب افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے سکندر کے آئے
وزیر نے سب کو قدمون پر گرایا کہا حضور یہ بیچارے کیا کرین جو افسر نے کہا اُس کے یہ سب
پابند ہوے اور یہ لوگ سحر مین شعلہ فشان کے بھی تھے اب سکندر نے اُن سب کے
ہاتھ کھولے قلعۂ آتش فشان پر قبضہ کیا کہا کہ ای وزیر اعظم یہ ملک ہمنے تمکو دیا سیماب
نے کہا کہ مین تو ہمراہ رکاب رہونگا اپنی جانب سے ناظم مقرر کیا سکندر نے بعد کئی دن کے
قلعۂ آتش فشان سے کوچ کیا جن جن مقامون پر ملازمان شاہی قید تھے جسنے مقابلہ کیا
وہ سکندر کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعض نے جو آمد کی خبر سُنی آکر شریک ہوے قدمون کو
بوسہ دیا اس طرح سکندر تسخیر کرتے ہوے چلے دریافت کرتے ہوے کہ نور الدہر کس
مقام پر ہین آخر خبر ملی کہ ہفت دربند پر مقابلے پڑے ہین تیسرا دربند فتح ہوگیا چوتھے
پر کوچ کیا ہی نور الدہر جیسے ہی تیسرے دربند سے ایک صحرا مین آکر اُترے ہین
کہ نوبت ونقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے خبر دی کہ سکندر آتے ہین
تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین نور الدہر خود بارگاہ سے نکل آئے بیرون لشکر آکر کھڑے ہوے
سکندر نے جو تخت پر سے طلسم کشا کو دیکھا وزرا سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ طلسم کشا ہین
جیسے اور ملازم ہین ویسے مین بھی ایک ادنےٰ تابعدار ہون مگر یہ سرفرازی وبندہ نوازی
دیکھو کہ براے استقبال تشریف لائے ہین یہ کہکر سکندر تخت سے کودا ہر دو وزرا
کو لاکر قدمون پر گرایا عرض کی کہ ای شہریار یہ دونون وزیر خیر خواہان دولت ہین لاکھ لاکھ

انکو بقراط نے ڈرایا دھمکایا قتل کا ارادہ کیا مگر یہ میری محبت کا دم بھرا کیے آخر قید سخت اُٹھائی پھر مین انکی رہائی کو کیونکر نہ جاتا نور الدہر نے دونون کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ خیر خواہ ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے جانبازی کی وہ کسی سے نہ ہوتی سکندر کو تخت پر سوار کیا دربند چہارم پر چلے کہ وہانکی حاکم سیماے گلگون پوش ہی ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آتے ہین اور بادشاہ سابق یعنی سکندر ثانی بھی ہمراہ ہین سیما یہ خبر سُنکے گھبرا گئی مگر رفقاے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین ہم لوگ نکل کر مقابلہ کرین گے جب سامان شکست دکھائی دے تو شریک ہو جائیے گا سیمانے کہا کہ سواے شکست کے فتح کہان سکندر ایسا بادشاہ ساتھ ہی دربندون کو فتح کرا کے آیا ہی اور یقین ہی کہ تحفے بھی لیے ہون اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین نکل کر شریک ہو جاؤن مکر سے کام کرون شاید کوئی مطلب نکلے سب نے عرض کی کہ جیسا مناسب وقت ہو وہ کیجیے سیمانے کئی سو کشتیان جواہرات کی ہمراہ لین تاج اُتار ڈالا سر برہنہ ہو کر سکندر کی طرف چلی یہان سکندر اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی سیماے گلگون پوش اصلاح کے ارادہ سے آتی ہی سکندر ارادۂ اصلی سمجھ گیا وزراسے کہا کہ یہ مکارہ برارادۂ مکروفریب آتی ہی لیکن جو اسکو بارگاہ مین جگہ نہ دون تو طلسم کشا کے خلاف ہوگا اُنکے مذہب کا یہی طریقہ ہی کہ جو امان مانگے اُسکو امان دو ای زبرجد جادو استقبال کرکے لاؤ مگر ہمارے یہان سر برہنہ نہ آئے تاج پہنا دینا زبرجد اُٹھ کر براے استقبال چلا راہ مین سیما سے ملاقات کی سیمانے کہا کہ ای زبرجد ہماری خطا معاف کرانا ہرچند کہ ہمسے نمکحرامی سرزد ہوئی مگر بقراط کا ایسا دباؤ تھا کہ کچھ بن نہ پڑتا تھا آخر یہی بن پڑا کہ خدمت مین اُسکی گئی اب سُنا کہ شاہ آتے ہین مین براے خدمتگزاری حاضر ہوئی زبرجد بھی ہان ہان کرتا رہا ہی تاج سر پر پہنایا سیما تاج نہ پہنتی تھی کہتی تھی کہ مین کنیزون مین شاہ کی ملکر رہونگی اور اب سلطنت ترک کی زبرجد نے کہا کہ ای سیما اسقدر نہ گھبراؤ شاہ بہت رحم دل ہی تمھاری خطا فوراً معاف کردیگا زبرجد سیما کو سمجھا کر دربار سکندر مین لایا رعب و داب طلسم کشا دیکھ کر کانپنے لگی دیکھا کہ تخت پر سکندر بیٹھے ہین دنگل پر نور الدہر جلوہ فرما ہین جلد افسر

جمع ہین دربار سرداروں سے معمور ہی سیمانے آکر نورالدہر کے قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ کے سامنے کشتیان جواہرات کی پیش کین سکندر نے کہا کہ اے سیما ہین تمھارے حال دل سے بخوبی آگاہ ہون لیکن پرورش سرکاری کا کیا جواب دین ہمارے آقا کا قانون ہی کہ جو آوے اُسکو امان دو کسی سے مُنھ نہ پھیرو اور کسی کا دل نہ دکھاؤ یہ عنایت پروردگار چار سو افسر دربار مین بیٹھے ہین سب نام پر اپنے آقا کے جان دیتے ہین دیکھو کیسے شادان و فرحان بیٹھے ہین سیمانے ہاتھ باندھ کر عرض کی کنیز بدل تابعدار ہی آئندہ جو مرضی مبارک نورالدہر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سیما کو جگہ ملی یہ ایک کرسی پر بیٹھی سرداروں نے نورالدہر سے عرض کی کہ اگر آج مناسب ہو تو دربند چہارم کے تسخیر کی خوشی کیجیے وہانکی حاکم آکر ملی خواجہ کو گانے کا حکم دیجیے نورالدہر نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ کچھ گاؤ خواجہ بہت خوب کہکر بیچ محفل مین آئے اور زنبیل سے نے نکالی اور نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانے لگے

نظم

مہربان مجھپہ ہوا ہی مہِ انور میرا + آج تقدیر سے چمکا ہی مقدر میرا +

واہ رے حُسن کی تاثیر پری بن کے پھرا + لے گیا تھا جو خطِ شوق کبوتر میرا +

گالیان آپ نے دین ہمکو بھری محفل مین + ہی فساد آپ کا بتلائیے یا شر میرا

غیر کو بوسے عنایت ہون یہ قسمت اُسکی + گالیان ملتی ہین مجکو یہ مقدر میرا +

مین وہ بلبل ہون کہ صیاد کا دل دُکھتا ہی + ٹوٹ جاتا ہی قفس مین جو کوئی پر میرا +

بوسے دینے کو جو بڑھکر وہ رُکے شرم سے آہ + رہگیا کیسا تڑپ کر دلِ مضطر میرا +

ہی کہین اور تلاشِ دلِ سرگشتہ عبث + کوچۂ زلف مین رہتا ہی وہ خودسر میرا

اُسکو ہاتھ آئنہ آیا دلِ روشن مجکو + بڑھ گیا بخت سکندر سے مقدر میرا

آنکھ ہی اشک کی جا خونِ جگر سے مملو + مے گلرنگ سے لبریز ہی ساغر میرا +

کو بکو کسلیے مین ٹھوکرین کھاتا پھرتا + ہائے قابو مین جو ہوتا دلِ مضطر میرا

درد آمیز ہی کیا نالۂ مرغانِ قفس + سُنکے بھر آتا ہی صیاد دل اکثر میرا

دیکھ لے تا نہ خطِ شوق کا مضمون کوئی + لے گیا نامہ کلیجے مین کبوتر میرا +

جسطرف چاہتی ہی پھینک دیا کرتی ہی | گُل کی بازی ہی صبا کو تنِ لاغر میرا
ہی تمنا یہ کہ تا دورِ مہ و مہر ہنر بر + | سایہ گستر رہے سر پہ مرے اختر میرا

مگر سیما نے لوگون سے پوچھا کہ یہ گانے والا کون شخص ہی مربع نشین نے بیان کیا کہ یہ قاتل دمامہ و شمشش ہین شمشش کو جاکر دریاے قلزم مین مارا اِنھین کی ذات سے طلسم کشا کو بڑے زور ہین سیما کے خیال مین گذرا کہ اگر یہ شخص قتل ہو جائے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچے یہ سوچ کر خاموش ہو رہی خواجہ نے تیور سیما کے دیکھے سمجھے کہ یہ میری فکر مین ہی مگر سیما جو اپنی بارگاہ مین آئی چند ملازم اسکے ساتھ ہین دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھی پہلے بارگاہ مین پھری پھر در خیمۂ خواجہ عمرو پر آئی پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ عمرو پلنگ پر سو رہا ہی اِسنے بڑھ کر سحر کیا خواجہ سوتے تھے اور زیادہ بیہوش ہوے سیما نے بڑھ کر خواجہ کو اُٹھا لیا اُٹھا کے چلی طلائے کی گشت پر مربع نشین تھی اِسنے دیکھا کہ سیما خواجہ کے خیمے سے نکلی ہی اور کسی کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوے ہی مربع نشین سمجھی کہ خواجہ کو پشتارے مین لیے جاتی ہی سوچی کہ اسپر کوئی شعبدہ کرون سحر کر کے عمرو کو پشتارے سے نکال لیا اور بچۂ خوک صحرائی پشتارے مین چھوڑ دیا خواجہ کو نکال کر اُنکے خیمے مین لائی سیما جو روانہ ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی سب سردار دوڑے اور پوچھا ملکۂ عالم کسکو لائین سیما نے کہا کہ اُس شخص کو لائی کہ جسکی وجہ سے لشکر خالی ہو گیا لشکر مین اہلِ اسلام کے کوئی اسکا نظیر نہین ہی شمشش و دمامہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے سردارون نے مسند بچھائی سیما آکر بیٹھی پشتارہ سامنے رکھدیا سردارون نے کہا پشتارہ کھولیے اب جو پشتارہ کھولا بچۂ خوک صحرائی اُچھلنے لگا سردارون نے عرض کی کہ حضور یہ کیا لائین سیما حیران ہو گئی بغور جو دیکھا تو پیشانی پر بچۂ خوک کی تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ منم مربع نشین او نکاتہ تو نے چاہا تھا کہ لشکر کو بیچراغ کر دے مین نے خواجہ کو نکال لیا تیرے واسطے یہ تحفہ بھیجا ہی کہ تو اسی کے لائق ہی یہ نوشتہ دیکھ کر سیما بہت گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ اب اگر جاؤنگی تو گرفتار ہو جاؤنگی سیما تو اس انتشار مین ہی لیکن مربع نشین خواجہ کو لیکر اُنکے خیمے سے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو کو

ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی مربع نشین کو سرہانے پایا گھبرا کر پوچھا ای مربع نشین
مجھے یہان کون لایا مربع نشین نے عرض کی کہ آپ کو سیما لے چلی تھی مین شعبدہ کر کے
نکال لائی بچۂ خوک اُسکے پشتارے مین رکھدیا خواجہ نے کہا کہ مین خود اُسکی بارگاہ مین
جاتا ہون مربع نشین نے کہا کہ طلسم کشا سے اطلاع کر دیجیے خواجہ نے کہا کہ اگر نور الدہر
سے ذکر کرونگا تو میرا جانا مشہور ہو جائیگا اور سیما بڑی ہوشیار ساحرہ ہی مگر اسد مالک
ہی یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور سیما کی بارگاہ کی طرف چلے یہان
سیما نے بعد نکالنے بچۂ خوک کے کہا کہ صاحبو یقین ہی کہ وہ ساربان زادہ میری فکر مین آئے
یہ کہکر دستک دی اور آواز دی کہ ای نہنگال اُسکی فکر رکھنا یہ کہکر خاموش ہو رہی
کہ خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ مین آئے آکر سیما کو سلام کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم
ایک بات پوچھتا ہون سچ سچ بتائیے گا جیسے ہی عمرو نے یہ کہا سیما سمجھ گئی کہ عمرو عیار
ہی اور سحر نے بھی اسکو خبر دی تھی کہ عمرو بارگاہ مین آیا اِسنے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص
تو کیون پوچھتا ہی تجھے اِن جھگڑون سے کیا مطلب ہی عمرو نے کہا کہ دیکھیے پشت پر آپ کی
جو ساحر بیٹھا ہی وہ کیا بنا رہا ہی جیسے ہی سیما پلٹی عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے سیما نے اُف
کہی حلقہ ہاے کمند جل گئے خواجہ عمرو کود کر بھاگے سیما نے کہا کہ او ساربان زادے کہان
جائیگا خواجہ تو بھاگے سیما خود چلی اِسنے کہا کہ مین بدون عمرو کے گرفتار کیے نہ پلٹون گی
خواجہ لشکر سے نکل کر ایک نخل کی آڑ مین آکر چھپے کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا شاخ نخل پر بیٹھا
شاخ نخل جو جھکی عمرو سمجھ گیا کہ وہ ہی ساحرہ ہی خواجہ نے پھندہ موے دُم اسپ کا نکالا
اور ایک لکڑی مین اُسکو لگایا قریب طائر کے لیجا کر پھندہ مارا اتفاقاً وہ پھندہ گردن مین تو
نہ پڑا لیکن پاؤن طائر کا پھنسا خواجہ نے جھٹکا مارا طائر گرا مگر تڑپنے لگا خواجہ چاہتے ہین
گرفتار کرون طائر تڑپ رہا ہی قبضے مین نہین آتا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اب کہان
جائیگا او ساربان زادے تو نے غضب کیا ہماری مالک کو پھنسایا ہی خواجہ نے دیکھا کہ صحرا
سے ایک ساحر بڑے قد و قامت کا پیدا ہوا اور اِتنے ہی سحر کیا کہ کمند کٹی جھپٹ کر عمرو کو
گرفتار کر لیا سیما نے کہا کہ ای بابند صحرائی مین چلتی ہون تو اسے لیکر آنا کہ دربار مین

تیرا نام ہو مین سب ساحرون سے تیری تعریف کرونگی کہ بلند صحرائی نے میری جان
بچائی خوب وقت پر پہونچا یہ کہکر سیما تو اُڑتی ہوئی چلی مگر بلند صحرائی نے خواجہ سے
کہا کہ او ساربان زادے چل تجھکو اس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ترس نہ آئے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای شہنشاہ
ساحران کوئی ایسی تدبیر کرو کہ میری جان بچے بلند نے کہا کہ خواجہ تمھاری بدعتون کے
شہرے مین سیما قسم کھا کے گئی ہی کہ فوراً قتل کرونگی اُسکو کون منع کرے خواجہ نے کہا
کہ میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ تمہین لے لو مگر میرا تجہ کرا دینا اگر اسکے خلاف کیا تو میری
روح تڑپے گی اور ہمیشہ تمکو صدمہ پہونچائیگی جنگل کا رہنے والا روپئے کا نام سُنکر گھبرا گیا
کہا کہ ای شہنشاہ عیاران جو وعدہ کرونگا اُسے پورا کرونگا خواجہ نے پوٹلی نکالکر دی
اور کہا اِسمین دوسو روپیہ ہین گن لو نصف تم لینا اور نصف میری نذر و نیاز مین لگانا
بلند صحرائی نے جو اُس پوٹلی کو کھولا پوٹلی سے بیہوشی اُڑی بلند صحرائی بیہوش ہو کر گرا
خواجہ نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا بلند صحرائی کو مار کر لباس اُتارنے لگے بھائی اسکا
سمند صحرا نشین جنگل مین بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من بلند صحرا نشین
یہ دیہ آواز سُنکر گھبرا گیا اپنے مقام سے چلا ایک اسپ پری وش بنکر ساز و یراق جواہر
سے آراستہ ہو کر سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے جو اسطرح کا مرکب دیکھا مُنھ مین پانی
بھر آیا جی مین کہتے ہین کیا عمدہ مرکب ہی اسکو امیر کے ہاتھ بیچ لونگا یہ سوچکر ہاتھ اسکی
طرف بڑھایا وہ گھوڑا قریب آیا خواجہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ہیکل اُتاری وہ ہیکل
سونے کی تھی جواہرات کے اُسپر نگینے تھے مرکب نے جو دیکھا کہ اِسنے میری ہیکل اُتاری طرارہ
بھر کر خواجہ کو گھیرا اور چرخ مارنے لگا بیچ مین خواجہ اور گرد گھوڑا دوڑ رہا ہی خواجہ
چاہتے ہین کہ اسکے دورے سے نکلون مگر نکل نہین سکتے اس تیزی سے دوڑ رہا ہی کہ حلقہ
باندھ دیا ہی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ مرکب کسی طور سے اپنے دورے سے نکلنے نہین دیتا
گھبرا گئے قضائے کار بہتر برق فرنگی کا اُس صحرا مین گذر ہوا دور سے دیکھا کہ اُستاد
دلا نژاد ایک مرکب کے دورے مین پھنسے ہین قریب آکر حقہ آتشبازی مارا گھوڑے کا

منھ جلنے لگا گھوڑا پیچھے ہٹا خواجہ اُسکے دَورے سے نکلے برق نے دو تین حقہ آتشبازی اور مارے گھوڑا جلتا ہوا صحرا مین گھس گیا برق نے قریب آکر کہا کہ اُستاد آپ نے دیکھا کہ مین نے کس طور سے اُسکو بھگا دیا خواجہ نے کہا کہ احمق مین چاہتا تھا کہ اس مرکب کا اسباب لون تو نے کیا کمال کیا کہ اُسکو بھگا دیا یہ ترکیب کیا مین نہ جانتا تھا تم میرے نقصان کے ساتھی ہوے مین چاہتا تو پہلے ہی نکل جاتا تمنے میرا سراسر نقصان کیا اور پھر اُسپر ناز کرتے ہو جاؤ دفع ہو اب سامنے نہ آنا برق تو ایک جانب روانہ ہوا عمرو اُس مرکب کی تلاش مین اُسی صحرا مین پھر رہے ہین کہ جنگل سے شیہئہ مرکب کی آواز آئی خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک چابک سوار کی صورت بنکر تیار ہوے سامنے پہونچے دیکھا کہ وہ مرکب ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہی آگ زین کی بجھا رہا ہی خواجہ عمرو نے قریب آکر ایک گولی زنبیل سے نکالی وہ گولی جو مرکب کو دکھائی مرکب مُنھ پھیلا کے دوڑا ہاتھ کے اوپر سے وہ گولی کھا گیا اب تو خواجہ کے پیچھے پیچھے چلا خواجہ چمکارتے ہوے اُسکے قریب آئے حلقہ ہاے کمند مارے گھوڑا گرا خنجر مارا گھوڑے کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اِدھر تو مرکب مرا اُدھر ایک غبار بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سمند جادو بود خواجہ نے زیور اُتار لیا لباس بھی اُتارا سمجھے کہ یہ جادوگر تھا میری فکر مین آیا تھا مگر سیما جو اپنی بارگاہ مین آئی انتظار کر رہی ہی کہ بلند صحرائی قید لیکر نہین آیا چند کنیزدن کو بھیجا کہ جاکر خبر لاؤ فلان صحرا مین جاؤ کنیزین گئین بعد تھوڑی دیر کے واپس آئین اور عرض کی کہ بلند اور سمند دونون مارے گئے جنگل مین اُنکے لاشے پڑے ہین لباس تک کسی کے جسم مین نہین ہی یہ سُن کر سیما بہت گھبرائی اپنے مقام سے اُٹھی کہ مردہہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم میرے ساتھ چلیے تو مین بتا دون کہ ساربان زادہ فلان مقام پر بیٹھا ہی سیمانے کہا کہ تو کیا جانے مردہہ نے کہا کہ مین آتا تھا اُس نے سمند کو مارا مین اُسکے پیچھے پیچھے آیا آپ کے لشکر کے کنارے پر ایک نخل کے سائے مین چھپا ہی مین نے کہا کہ ملکۂ عالم سے جاکر خبر کردون ملکۂ عالم گرفتار کرین گی یہ سُن کر سیما ساتھ ہوئی مردہہ لشکر سے نکالکر کنارے لایا کہا کہ حضور دیکھیے وہ عمرو نخل کی آڑ مین کنارے بیٹھا ہی سیمانے بغور دیکھا

اُسے معلوم نہ ہوا حیران ہوکر کہا کہ مجکو کچھ معلوم نہین ہوتا مردے نے کہا کہ حضور گولہ مارین
اور گیری آواز دین وہ گرفتار ہوجائیگا چل کر پکڑ لین گے سیما نے گولہ جو مارا خواجہ
مردے بنے کھڑے تھے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے رکھ کے جھٹکا مارا کہ سیما منھ کے بھل
زمین پر گری خواجہ نے دوسرے ہاتھ سے حباب مار دیا کہ سیما بیہوش ہوئی خواجہ نے
زبان مین سوزن دیکر پشتارہ باندھا زنبیل کرلیا سیما کی بارگاہ کی طرف سے چلے جب بارگاہ
کے قریب پہونچے رنگ وروغن عیاری کا لگاکر بشکل سیما بنے بارگاہ مین آئے
خزانہ دار کو بلایا کہا کہ جواہرات کے صندوقچے لاؤ صندوقچے آتے جاتے ہین خواجہ عمرو
زنبیل کررہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی منم مبہوت آدمخوار او ساربان زادے
تونے بڑی بدعت مچائی ہی خواجہ نے جو یہ آواز سُنی تخت سے کود کر بھاگے گلیم اُتار کے
کاندھے پر لائے تھے کہ اُس ساحر نے گیر کی آواز دی خواجہ کے پانون زمین نے تھامے
مگر گلیم اوڑھلی وہ جادوگر کہتا ہی یارو عمرو سامنے سے غایب ہوگیا مجال ہی کہ میرے
سحر نے تاثیر نہ کی ہو ساحر کہتے ہین کہ ای مبہوت اگر عمرو گرفتار سحر ہوتا تو کہان جاتا
سارا میدان صاف پڑا ہی چند کس نیزے اور تلوارین لیکر ہلانے لگے خواجہ عمرو خم
ہوجاتے ہین یون اپنے کو بچاتے ہین گھڑی بھر کامل سب نے نیزے اور تلوارین ہلائین
مگر عمرو کا پتہ نہ لگا مبہوت نے جھلاکر کہا کہ او عمرو تیرے کمال مجھپر ظاہر ہین تجھکو نہین معلوم
مین عنظلی آباد کا رہنے والا ہون سب تیرے فریب دیکھ چکا ہون تونے گلیم اوڑھلی
ہی مگر وہ سحر کرون کہ تیری جان کو صدمہ ہو یہ بخوبی جانتا ہون کہ تو اسی مقام پر ہی نظر
نہین آتا ہی اپنے کو ظاہر کردے سب نے کہا کہ ای مبہوت جب ہی ہم تمھارا کمال
جانین کہ اُسکو ظاہر کردو مبہوت نے کہا کہ دیکھو ابھی ظاہر کرتا ہون مبہوت نے سحر کیا کہ زمین
پانون مسلنے لگی خواجہ کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی صدمہ عظیم پہونچا گھبرا کر پکار
اُٹھے کہ ای شہنشاہ ساحران بس اب زیادہ صدمہ نہ دو مین اسی مقام پر موجود ہون
یہ جو عمرو نے کہا جادوگر مبہوت کی تعریفین کرنے لگے کہتے تھے کہ ای وزیر اعظم سیما تم اس
سلطنت کے ہو مبہوت نے پکار کر آواز دی کہ ای خواجہ عمرو اپنے کو خدا مگر ہو مین تمھ

وعدہ کرتا ہون کہ چھوڑ دونگا خواجہ تو ناچار ہورہے تھے اتنا جو مبہوت نے کہا خواجہ
نے گلیم سر سے اُتاری سب نے دیکھا کہ اُسی مقام پر کھڑے ہین مبہوت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا
کہ خواجہ سیما کو دو ہماری شاہزادی کیا کرتی ہوگی عمرو نے کہا کہ چولہا پھوک رہی ہین
مین تو نہ دونگا مبہوت نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھی کہا خواجہ مار ڈالون گا زندہ نہ چھوڑونگا
خواجہ نے کہا کہ تلوار کھینچو پہلے اُسی کا سر کٹے گا مبہوت نے ہاتھ روک لیا اور ایک
رقعہ لکھکر کہا کہ یہانسے سامنے پانچ کوس پر قلعۂ آتش حصار ہی شعلہ بار جادو وہان کا
حاکم ہی اُسکو جاکر یہ نامہ دو اس رقعے مین سب کچھ لکھا ہی وہ تمھین روپیہ بھی دیگا اور سیما
لوے گا خواجہ نے مبہوت سے رقعہ لیا بموجب نشان کے چلے قلعہ سے نکلکر بائین پر راستہ
لیا پانچ کوس پر آکر دیکھا کہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی برجون پر آگ جل رہی ہی عمرو
گوشے مین ٹھہرے ایک جادوگر جو اُس طرف آیا اُس سے رقعہ پڑھوایا اُسمین بخط طلسم لکھا تھا
کہ اے شعلہ بار جادو عمرو کو قید کر لینا ملکہ سیما شاہزادی کو اُس سے لینا خواجہ نے جو یہ
مضمون سُنا گوشے مین آکر سیما کو زنبیل سے نکالکر ایک درخت سے باندھا ہوشیار کیا
تازیانہ حضرت اسحق کا مارنا شروع کیا بوٹیان اُڑنے لگین سیما نے بلک کے کہا کہ
خواجہ مین نے کیا خطا کی جو اسقدر مجھے صدمہ دیتے ہو خواجہ نے کہا کہ دیکھو تمھارے
معین نے خط مین کیا لکھ دیا مین نے ابھی پڑھوایا تھا اگر تمھین اپنی زندگی منظور رہی تو اور
رقعہ لکھو ورنہ مین قلعے مین نہ جاؤنگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا سیما ناچار ہوئی
رقعے مین لکھا کہ اے شعلہ بار عمرو رقعہ میرا لیکر آتا ہی اُسکو کوئی صدمہ نہ پہونچانا روپیہ
دیکر مجکو لینا مین قید مین بہت پریشان ہون وہ بدعت قید مین مجھپر ہی کہ یقین ہی تڑپ کر
مرجاؤن اُسکے نیچے اپنا نام لکھا عمرو نے رقعہ ہاتھ مین لیا اور سیما کو نذر زنبیل کر لیا اور
قلعے کے اندر آئے قلعے مین آکر سرباز ار کھڑے ہوئے اور رقعہ ہاتھ مین لیکر آواز دی
کہ شعلہ بار کو خبر کرو خادمون نے جاکر شعلہ بار کو خبر کی شعلہ بار تخت پر سوار ہو کے
آیا رقعہ دیکھکر کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری ملکہ سیما کو ہمین دیدیجیے جتنا روپیہ مانگیے
وہ دین خواجہ نے کہا کہ تم اپنا اختیار بیان کرو کہ کسقدر دے سکتے ہو شعلہ بار نے کہا

کہ ہمارے یہان خزانہ ہی اُسمین کرور ہا روپیہ بھرا ہی ہم ملکہ سیما کے خزانہ دار ہین خراج
در بند چہارم ہمارے پاس جمع ہوتا ہی خواجہ نے کہا کہ ایک گھڑی بھر ہمکو خزانے مین چھوڑ دو
بعد اُسکے سیما کو دے لو شعلہ بار سوچا کہ اگر یہ اکیلا خزانے مین جائے گا ہزار روپے سے
زیادہ نہ لے سکے گا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا کہ یہ بات بہت آسان ہی جب
ملکہ کو دے لینگے تو عمرو کو بھی گرفتار کر لینگے ہم سے بچ کر کہان جائے گا یہ کہکر عمرو کو لیکر
خزانے مین آئے دروازے پر خزانے کے کھڑے ہوئے جادوگرون سے کہا کہ مین ذرا
دروازہ بند کر لون تنہائی مین روپیہ دیکھون تو دل کو بڑی خوشی ہو شعلہ بار نے کہا
اچھا خواجہ نے دروازہ بند کر لیا اور زنبیل سے جال الیاسی نکالا یہ کہکر مارا کہ ای جال
جنجال ہو کر گریو چار چار اُنگل زمین بھی لینا جال الیاسی مار کر تمام خزانہ کھینچ لیا ایک
گڑھا پڑ گیا دروازہ کھول دیا جادوگرون نے جو آکے دیکھا تو خزانے مین ایک پیسے کا نام
نہین جواہرات کے صندوقچے بھی ندارد ہو گئے گھبرا کر سب سے کہا کہ یہ روپیہ کیا ہوا عمرو
نے کہا کہ یہان روپیہ کہان تھا اگر روپیہ ہوتا تو مین کہان لیجاتا کمر کھول کر دکھائی زیر جامہ
تک اُتار ڈالا اب جادوگر کہتے ہین یہ تو بڑے حیرت کی بات ہی اگر کہین کہ عمرو نے روپیہ
لے لیا تو قیاس مین نہین آتا جسکے سامنے کہین وہ قائل کہے گا اتنا روپیہ اکیلا آدمی کہین
لے سکتا ہی پھر حیران ہین کہ اتنا روپیہ کیا ہوا عمرو نے کہا ان باتون سے کیا فائدہ جو رقعہ
مین لکھا ہی اُسکا کچھ انجام ہو گا یا نہ ہو گا شعلہ بار نے اشارہ کیا جادوگرون نے عمرو کو
پکڑ لیا کہا کہ ہماری مالک کو دیجیے عمرو نے کہا کہ اس زبردستی سے کیا ہو گا اگر مجکو مار ڈالو گے
تو بھی مین تمھاری مالک کو نہ دونگا تمھین اختیار ہی جو جی چاہے جبر کرو آخر ایک مقام پر لا کر
عمرو کو قید کیا گرد آتش روشن کر دی آب و دانہ بند ہوا عمرو نے کہا کہ یارو مین کبھی ان
زبردستیون کو نہ مانونگا جب تک روپیہ نہ دو گے تب تک سیما کو نہ دونگا تین دن تک
اُن ساحرون نے قید رکھا طرح طرح کی بدعتین کین خواجہ یہی کہے گئے کہ بدون روپیہ لیے
سیما کو نہ دونگا آخر شعلہ بار نے عاجز ہو کر کہا کہ خواجہ تمھین کیونکر روپیہ دین اگر تمھین روپیہ
دین اور تم لیکر بھاگ جاؤ تو ہم کیا کرین خواجہ نے کہا کہ ہم تو غیر ساحر ہین اور تم ساحر ہو

اگر ہم سیما کو حوالے کر دین تو ہم تمھارا کیا کر سکتے ہین جنگل مین روپیہ لیکر چلو ایک درخت کے نیچے ہم سیما کو نکال کر رکھین تم دوسرے درخت کے نیچے روپیہ رکھو ہم دوڑ کر روپیہ لین تم دوڑ کر اپنی مالک کو لو اس بات کو ساحرون نے قبول کیا دو لاکھ روپیے پر معاملہ طے پایا شعلہ بار جادو صندوقچے جواہرات کے اور اشرفیان وغیرہ سے لے کر ہمراہ ہوا خواجہ اُن سب کے ساتھ چلے صحرا مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے اور ایک دری بچھائی اُسپر ایک تکیہ بھی رکھا سیما کو زنبیل سے نکالکر اُسپر لٹایا اُدھر اُن سب نے دوسرے درخت کے نیچے روپیہ رکھا اور بہت خوش ہوئے جانتے ہین کہ ہماری بی بی کو لٹایا ہی ہمکو یہ امید نہ تھی کہ زندہ ملین گی پکار کر کہا کہ ای خواجہ اب ہم آتے ہین اپنی مالک سے آکر ملین ادھر کنیزین بھی دعائین کر رہی ہین کہ قدرت نے یہ دن دکھایا اب اپنی مالک سے ملین گے اور قلعے مین اپنے ساتھ لیکر جائینگے خواجہ نے پکار کر کہا کہ ای شعلہ بار اب اس طرف آؤ یہ سب دوڑے خواجہ دوڑ کر اُدھر آئے جلدی سے سب روپیہ اُٹھایا اور لیکر بھاگے اس طرف کنیزین دوڑی ہوئی آئین ایک کنیز نے دوڑ کر بی کہا اور لپٹنے لگی ہاتھ جو پیٹ پر رکھا پیٹ مین ہاتھ اُتر گیا گھبرا کر کہا کہ ای شعلہ بار غضب ہوا بی بی تو ہماری گل گئین ایک نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بی بی اُٹھو ہاتھ اُکھڑ کر ہاتھ مین آگیا شعلہ بار نے جھک کر جو سر کے نیچے ہاتھ دیا گردن الگ ہو گئی گھبرا کر کہا کہ یارو یہ کیا غضب ہوا اب جو بغور دیکھا تو نعش کے آٹے کا پتلہ بنا ہوا تھا گھبرا کر کہا کہ عمرو بڑا دھوکا دے گیا مگر ظالم کو گرفتار کر کے لاؤن گا یہ کہکر شعلہ بار چلا خواجہ جنگل مین آکر راہ سے الگ ایک مقام پر بیٹھے دور سے دیکھا کہ شعلہ بار چلا آتا ہی خواجہ عمرو ایک جانب نکل گئے شعلہ بار جاتا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

جنون گیسوی حمدار اب بھی ہی جو آگے تھا — وہی سودا وہی آزار اب بھی ہی جو آگے تھا
تمھارے عشق کا آزار اب بھی ہی جو آگے تھا — زبان پر نام سو سو بار اب بھی ہی جو آگے تھا
کرین کیا خاک فکر آشیان ہم جاکے گلشن مین — وہ گلچین درپے آزار اب بھی ہی جو آگے تھا
بھلا کیونکر کہین ہمسے مکدر دل نہین اُنکا — بیان رنجش بیکار اب بھی ہی جو آگے تھا

پسِ مردن بھی آنکھیں جانبِ محراب کعبہ ہین
خیالِ ابروئے خمدار اب بھی ہی جو آگے تھا

مقام شکر ہی ہم زیر قصرِ یار ساکن ہین
وہ ہی بستر پسِ دیوار اب بھی ہی جو آگے تھا

محبت سے اگر انکار اب وان ہی تو ہونے دو
وفاداری کا یان اقرار اب بھی ہی جو آگے تھا

سوال وصل سے برہم ہی گو وہ شوخ بر سو سنے
مگر اپنا وہی اصرار اب بھی ہی جو آگے تھا

الگ بیٹھے ہوئے ہنس ہنس کے کہتے ہین اشاروں سے
حصول مدعا دشوار اب بھی ہی جو آگے تھا

ہنر بر اکثر وہ مجھسے پوچھتے ہین بیکے دل میرا
ترے پہلو مین وہ غمخوار اب بھی ہی جو آگے تھا

شعلہ بار آواز کی طرف متوجہ ہوا آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک گویے کا لڑکا نہایت خوبصورت نی بجا بجا کے تانین مار رہا ہی شاخون سے طائر گر رہے ہین آہوان صحرا کر چھالین بھرتے ہوے صحرا سے آئے اور آواز گانے کی سُنکر ٹھہر گئے شیر بھی سامنے کھڑا ہی مگر آہو کا شکار نہین کرتا باز کے سامنے عصفور بیٹھی ہین مگر باز شکار سے باز ہی گیا آواز مین سوز و گداز ہی جب تان مارتا ہی طائر تڑپ جاتے ہین شعلہ بار آکر بیٹھ گیا گانا سننے لگا جب لڑکے نے گانا موقوف کیا تو شعلہ بار نے پوچھا کہ صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی لڑکے نے کہا کہ تان دراز خان کے پوتے تان توڑ خان کے نواسے تان مختصر خان ہمارا نام ہی گانے کا آپ نے رنگ دیکھا شعلہ بار باتون سے بیچین ہو گیا کبھی سینے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہی کہ کُرتے کا کپڑا کتنے گز کا ہی کبھی عارض کی گرد پونچھتا ہی بازو سے یکہ کھول کر دیا کہا درۂ کوہ مین چلکر بیٹھو مین تمھارے واسطے شراب لاتا ہون درۂ کوہ مین لاکر اُس طفل کو بٹھایا آپ دوڑا ہوا بھٹی پر گیا مٹی کے لوٹے مین شراب ایک دونے مین کابلی اور ایک دونے مین کچالو لاکر سامنے رکھے کہا لو صاحبزادے پیو لڑکے نے کہا کہ ہماری نانی اب ضعیف ہو گئی ہین مگر دروازے پر کھڑی رہتی ہین لڑکے آکر جمع ہوتے ہین کوئی نانی وخالہ کہتا ہی کوئی امان کہتا ہی اُنھین لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتی ہین مین نے کئی مرتبہ منع کیا کہ یہ حرکت اچھی نہین اُسپر فرماتی ہین کہ بیٹا مختصر خان سب باتون مین دخل دینا مگر اس بات مین دخل نہ دینا جب محلہ مین چلیگا تو ذکر سُن لیجیے گا سارے محلہ مین مشہور ہی کہ بخشن ڈومنی دروازے پر ہر وقت کھڑی رہتی ہی یہ کہکر شراب اونڈیلی کہا لو چھوٹے نانا پیو شعلہ بار نے کہا کہ یہ رشتہ کہانکا نکالا

کہا آپ میری نانی کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہین جب آپ میرے ساتھ چلیے گا تو آپکو بھی گھر مین بُلا لینگی اور پہلے یہی کہین گی کہ بھیا کہان سے آتے ہو اِسکا بُرا نہ مانیے گا سب طرح وہ آپ سے بھی موجود ہین کسی بات مین انکار نہ کرینگی یہ کہکر شراب پلائی دو کجیان شعلہ باز نے جو پین گھبرا گیا لڑکے سے پیٹنے لگا لڑکا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا شعلہ باز بھی اُٹھا چاہا کہ گود مین اُٹھا لون لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر د عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان +
مرا تیز رفتار ہو گر قدم +
نہ پائے مری گرد پاپوش کو +

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
ودوندہ جہانگرد طرار ہون

یہ کہکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے تونے غضب کیا کہ شعلہ باز کو مارا خواجہ نے آواز سُنتے ہی گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ وہی میہوت جادو یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ اس ظالم نے ہمارا خانمان برباد کیا ہاے کہان غائب ہو گیا کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک مالن برنجی تھال ہاتھ مین آدھی ساری باندھے ہوے اور آدھی اوڑھے ہوے سامنے سے آتی ہی چہرے سے گوشۂ ردا جو ہٹا دیکھا آنکھین بڑی بڑی رشک دیدۂ غزال ابرو مثال ہلال رعنائی زیبائی سینے پر اُبھار بقول مصنف فرد نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + قد رشک صنوبر و شمشاد ادائین معشوقانہ زلفین برائے گرفتاری مرغ دل صیاد جلاد صاحب بیداد میہوت جادو دیکھ کر میہوت ہو گیا پکار کر آواز دی کہ بی بی جانیوالی ذرا ٹھہر جاؤ دل تردد منزل کو اضطراب ہی دل بہت بیتاب ہی اب تو یہ کیفیت ہی ذرا سُنو تو نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا +
لب تک آیا حرف شوق وصل یار
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون
رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے

کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا +
آشکار ا راز پنہان ہو گیا
چاک کیون گل کا گریبان ہو گیا
کسلیے تو دشمنِ جان ہو گیا
جا بجا گنج شہیدان ہو گیا

کشور دل ہو گیا ہو کا مقام ۔ خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے ۔ قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ ۔ داخلِ مُلکِ خموشان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بار ۔ دردِ دل کا میرے درمان ہو گیا

مالن نے بتوری چڑھا کر آواز دی کہ کیا دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی مین اپنی دیورانی کے لیے پوجا کرنے جاتی ہون مہبوت نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ذرا دم بھر کو اِدھر آؤ پھر چلی جانا وہ مالن قریب آگئی مہبوت نے ہاتھ تھام لیا کہا اورا بیٹھ جاؤ ہم تمسے پرشاد لینگے مالن نے کہا کہ ارے نگوڑے جلا دیے پرشاد ابھی ٹھاکر جی کو نہین چڑھا ہی میری دیورانی کو دو روزہ لگے ہین اُسکے لیے پوجا کرنے جاتی ہون پہلے وہان پرشاد چڑھاؤن پھر تو بھی لینا مہبوت نے نہ مانا پھول اور تھالی سونگھنے لگا پھولون کو جو سونگھا چہرہ تمتمایا آنکھین سُرخ ہوئین گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ لپٹ جاؤن بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اِسکو بھی خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من مہبوت جادو بود ساکنان دربند آتش فشان نے جو یہ آواز سُنی کہ مہبوت مارا گیا ہزارہا ساحر دوڑے خواجہ عمرو نے جو جادوگرون کو آتے ہوے دیکھا حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سی کا منہ جلا کسی کا ہاتھ جلا کئی ساحر مر کر گرے چند نے چاہا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ہماے مرصع پوش کہ تعاقب مین خواجہ کی چلی تھی اس نے دیکھا کہ خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین ہماے مرصع پوش نے آسمان سے سحر کیا آگ برسائی کچھ پھول برسائے جنپر پھول گرے وہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بھاگا نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہمدم دیکھنا ۔ دل دُکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا
خندہ زن ہی نالۂ بلبل کو ہر دم دیکھنا ۔ دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے ۔ شغل اپنا ہو گیا ہی دفترِ غم دیکھنا
اختلاج قلب کا میرے نہ کہنا اُس سے حال ۔ تو جو اے قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھکر اہل نظر ۔ نوجوان ہونے تو دو پھر اِنکا عالم دیکھنا

زخم پر رکھنے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا	کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
طالبِ دیدار ہین مشتاق روزِ حشر کے	ہی تمھارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ	فصل گُل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین	کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا
تو سہی ترتا پھرے یہ آسمان شکلِ حباب	کیا غضب کرتی ہی اک دن چشم پرنم دیکھنا
ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہژبر	خلق کو شانِ جلوس جانِ عالم دیکھنا

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے قلعۂ آتش حصار مین آئے مگر بیقرار ہین گلی کوچے مین پھر رہے ہین مگر ہمارے مرصع پوش آسمان سے اُتری خواجہ عمرو کو ساتھ لیا سب حال پوچھا خواجہ نے سب حال بیان کیا ہما خواجہ کو ساتھ لیکر لشکر نور الدہر مین آئین عمرو نے بیان کیا کہ مین نے کئی جادوگرون کو مارا اور سیماے گلگون پوش کو گرفتار کر کے لایا ہون پھر وہی جملہ بیان کیا کہ مہاجنون نے مجھسے چھین لیا اس حیلے سے نور الدہر سے بہت سا روپیہ لیکر سیما کو زنبیل سے نکال کر ستون سے باندھا ہوشیار کیا سیما کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار نور الدہر مین پایا ساحران زبردست کو دیکھا بیٹھے ہین نجم نے بہ نگاہ قہر و غضب سیما کی طرف دیکھا مربع نشین نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ خواجہ تجکو کس دھوکے سے گرفتار کر لائے ہمارے سامنے پہونچایا سیما نے گھبرا کر نور الدہر کی طرف دیکھا اشارے کرنے لگی کہ ای شہریار مین اطاعت دین اسلام کرتی ہون نور الدہر نے کہا کہ اسکو کھولدو ہرچند کہ سردارون نے سمجھایا کہ ای شہریار یہ مکارہ ہی اسکو نہ رہا کیجیے نور الدہر نے کہا کہ ہماری شریعت ظاہر پر ہی دل کا حال پروردگار جانے یہ کہکر سیما کو کھول دیا زبان سے سوزن نکالی سیما نور الدہر کے قدمون پر گری مگر گھبرائی ہوئی ہی چاہتی ہی کہ کیونکر رہائی پاؤن اور دربند پنجم پر پہونچون سکندر ثانی نے عرض کی کہ حضور کوچ کرین اب دربند پنجم پر چلین شہلاے دریا نشین وہانکی حاکم ہی یقین ہی کہ غلام کی خبر سنکر آکر اطاعت کرے مگر دربند ششم پر البتہ معرکہ عظیم پڑیگا مگر سیماے گلگون پوش کو ایک بارگاہ واسطے رہنے کے ملی یہ تو گھبرا رہی تھی رات کو

بارگاہ سے نکل کر دربند پنجم کی طرف بھاگی شہلاے دریا نشین اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی ہی سرداران نامی جمع ہین کہ سیما آکر پہونچی سب حال بیان کیا کہا کہ سکندر ثانی مع اپنے وزیر کے ہمراہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہی شہلا سنکر گھبرائی اپنے سردارون سے کہنے لگی کہ صاحبو بھلا مین سکندر سے مقابلہ کرسکتی ہون وہ بادشاہ لشکر طلسم کشا ہین وہ ضرور دباؤ ڈالین گے تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ حضور ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ مقابلہ کیجیے جب وقت شکست دیکھیے تو بھاگ کر دربند ششم کی طرف چلیے اکوان فیل زور کہ دربند ششم کا حاکم وناظم ہی اُسکے ہاتھ سے کوئی مسلمان نہ بچیگا کیا عجب کہ دربند ہفتم سے ملکہ غنچہ شیرین ادا عیارۂ طرارہ خداوندی کہ جسکے نام سے عیاران عالم کانپتے ہین ستر اسّی ہزار عیارہ بچیان اُس ملک مین رہتی ہین یقین ہی کہ ضرور قصد کرین ایک دن مین سب کا خاتمہ کردین غرضکہ شہلا نے حکم دیا کہ لشکر کشی کا سامان ہو اُسی وقت بارگاہ زربفتی لدی دربند کے باہر آکر استادہ ہوئی زربفت جادو کہ مدار المہام لشکر ہی یہ قبل ہی بیرون دربند آئی کئی ہزار خیمہ آکر استادہ ہوا اُسمین افسر آکر داخل ہوے شہلا نے سیما کی بڑی خاطر کی ہی عمدہ بارگاہ رہنے کو دی مگر سیما کو بڑی کد ہی کہ جس طرح بن پڑے خواجہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن شہلا کے ہاتھ سے قتل کراؤن کہ میرا دل ٹھنڈھا ہو شہلا آکر بارگاہ مین بیٹھی سب سردار جمع ہوے سیما نے کہا کہ ای ملکہ شہلا اگر تم عمرو کو قتل کرو تو مین عمرو کو لاؤن اگر عمرو کو قتل کیا تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا کیا عجب ہی کہ پلٹ جائین پھر اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرین شہلا نے کہا کہ ای سیما ہمکو بڑا خوف سکندر ثانی کا ہی اگر وہ آپڑے گا تو کون اُسکو روکیگا مگر سیما نے نہ مانا اور روانہ ہوئی یہان وہ وقت ہی کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحران نامی دنگلون پر بیٹھے ہین اور نورالدہر کرسی جواہر نگار پر مقام صدر پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

نہ ٹھہری جسم مین ہنگام بیقراری روح	اِدھر تو دم نہین ہوا اور اُدھر سدھاری روح
ہوئی جو ہجر مین مذبوح بیقراری روح	خدائی بھر مین تڑپتی پھری ہماری روح

نکل ہی جائیگی قالب سے ہو کے عاری روح ؎ فراق یار مین بیچین ہی ہماری روح

تمہارے صید کے خون کی جو بو مہکتی ہی ؎ سمجھتے ہین اُسے ای جان جان شکاری روح

وہ آتے تھے جو دم نزع مین عیادت کو ؎ اجل نے اُنپہ تصدق نہ کیون اُتاری روح

کرون نثار جو خوشبو سُنگھاؤ تم اپنی ؎ تمہاری بو سے زیادہ نہین ہی پیاری روح

سُنگھاتے ہو گُل رُخ کی جو آ کے تم خوشبو ؎ تو جانتی ہی اسے منصبِ ہزاری روح

بسی ہی بوے روان بخش و جانفزا سے تری ؎ اسی سے مجکو زیادہ ہوئی ہی پیاری روح

الٰہی کونسے گُل مین بسے گی بُو ہو کر ؎ تلاش کرتی ہی کیون موسمِ بہاری روح

کسی سے بھی نہین اُٹھنا ہی صدمۂ فرقت ؎ کرے نہ ہجر مین کسطرح بیقراری روح

بنا تو نورِ حقیقت سے ہی خمیر اس کا ؎ کہلنے لائیگی آئین خاکساری روح

فرشتے پھول سُنگھاتے ہین کیون نہین نکلی ؎ اب انتظار مین کس گُل کے ہی ہماری روح

ہزہر بستے ہین اس سے دماغ حورون کے ؎ ریاضِ خلد کی بو ہو گئی ہماری روح

جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ساقیان سیمین ساق اہل محفل کو شراب پلا رہے ہین نازنینان شہرۂ آفاق سب سردارون کو اپنا اپنا ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین آپسمین ذکر دربند نجم ہو رہا ہی سکندر فرماتے ہین کہ بی شہلا نے لشکرکشی کی ہی مقابلے مین آکر اُتری ہین دیکھیے کیا تدبیر ہو انشاء اللہ کل آقاے نامدار اس دربند مین داخل ہونگے نور الدہر نے جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اگر وہ طبل جنگی بجوائیگی تو بیشک مقابلہ ہوگا ہمارے یہانکا دستور پیش قدمی نہین ہی جب حریف قصد کرے تب ہم بھی آمادۂ حرب و پیکار ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ سیما برہنہ سر تاج ندارد رومال سے ہاتھ باندھے ہوے آنکھون سے آنسو جاری کانپتی ہوئی آئی آکر قدمون سے سکندر کے لپٹ گئی عرض کی کہ ای شہریار خطا میری معاف فرمائیے سکندر نے چاہا کہ سر مین ٹھوکر مارون نور الدہر نے بہ نگاہ قہر سکندر کیطرف دیکھا فرمایا کہ ای سکندر خدا کا خوف کرو ایسی تاجدار تو عذر کرے اور تم یہ ارادہ کرتے ہو سیما پلٹ کر نور الدہر کے قدمون سے لپٹ گئی فریاد کرنے لگی کہتی تھی کہ ای شہریار

مین مطیع اسلام ہوتی ہون جو کیا وہ سراسر خطا کی اب کیا مجال کہ خطا سرزد ہو ہر چند کہ سب
سرداروں کو ناگوار تھا مگر نورالدہر نے سیما کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای سیما آؤ
بیٹھو سیما آکر کرسی پر بیٹھی مگر چوکنا چار جانب دیکھ رہی ہی خواجہ عمرو کو دیکھا کرسی پر بیٹھے ہین
سرداروں سے کچھ باتین کر رہے ہین سیما دیکھ رہی ہی کہ خواجہ اُٹھین تو مین لیجاؤن جاتے ہی
اس ظالم کو قتل کرون اِسنے کیسے کیسے مددگار میرے مارے کہ ہوش و حواس اُڑا دیے
اس خیال مین تھی کہ خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے سیما بھی برابر اُٹھی نجم نے کہا بی بی سیما
کہان چلین سیما نے پلٹ کر جواب دیا کہ اپنے خیمے کا انتظام کرنے جاتی ہون خواجہ جلوخانہ
سے نکل کر ٹہلنے لگے کہ سیما قریب عمرو کے آئی کمر مین پنجہ دیکر اُڑی جلوخانے مین ہلڑ ہوا ہر
شخص غل مچاتا تھا کہ لو غضب ہوا خواجہ کو سیما لے گئی اور یہ کہہ گئی ہی کہ اس ساربان زادے
کو فوراً قتل کرونگی چند ساحرون نے سامنے سکندر کے آکر فریاد کی سکندر یہ کہکر اُٹھے
کہ مین جاکر خواجہ کو لاتا ہون نورالدہر نے ہاتھ تھاما فرمایا کہ ای سکندر تمھارا
جانا بہتر نہین تم میرے لشکر کے بادشاہ ہو سکندر نے کہا کہ مین بندگان عالی کا تابعدار و
خدمتگزار ہون آپ نے تاجداری مرحمت فرمائی ورنہ تاج و تخت بقراط نے لیا تھا
اگر حضور پرورش فرمائین گے تو پھر بادشاہ ہو جاؤنگا مگر اس وقت غلام کو نہ روکیے
غلام کو بڑا اقلق ہی سیما کو کچھ خوف نہ آیا ابھی تو قدمون پر گرتی تھی ابھی اتنی بڑی بے ادبی
کر گذری سکندر نے تاج اُتار کر نورالدہر کے قدمون پر رکھدیا اور کہا کہ غلام
کو نہ روکیے نورالدہر نے ہاتھ چھوڑ دیا سکندر تنتے ہوے نکلے باہر آکر آواز دی
کہ ای عقاب ابلق کہان ہو ایک عقاب بلند پرواز سامنے آیا اُسپر سکندر سوار ہو کے
اور تعاقب مین سیما کے چلے یہان شہلا بارگاہ مین بیٹھی ہی سرداروں سے معاملہ مین کر رہی
ہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو مین کیا تدبیر کرون سیما برائے گرفتاری خواجہ گئی ہی اگر لیکر آئی
تو مین کیا کرون مجھے سکندر کا بڑا خوف ہی ایسا نہ ہو کہ بی سیما جوش و خروش مین گئی ہین
اگر عمرو کو لائین تو سکندر کے خلاف گذریگا لوگ کہ رہے ہین کہ حضور عمرو کو کیا لا سکینگی
عمرو بلائے روزگار ہی دم بھر مین سو صورتین بدلتا ہی اُسپر ہاتھ ڈالنا بہت دشوار ہی

اُسی کی عیاری سے تمام دربند فتح ہوے ہم کیونکر کہین کہ اُسپر غالب آئین گی اگر اُس کے ہاتھ لگائین گی تو وہ ایسا فتور برپا کریگا کہ حقیقت مین جان بچانا دشوار ہوگی نشۂ شراب مین سب بیٹھے ہوے بلبلا رہے ہین کوئی کچھ کہتا ہی اور کوئی کچھ کہتا ہی یہ ذکر تھا کہ سیما آ کے پہونچی پنجے مین عمرو کو دبائے ہوے اور جھوم کر نعرہ کیا کہ منم سیماے گلگون پوش ای ملکہ شہلا اُس شخص کو لائی کہ جسنے دمامہ و ششمش کو مارا اور ششمش اسی کے خوف سے جاکر دریاے قلزم مین چھپا مگر اس ظالم نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا دریا مین جاکر گرفتار کیا اب ترقی اقبال یہ ہی کہ اسکو فوراً قتل کیجیے اگر اسکو قید کیجیے گا تو فوراً نکل جائیگا شہلا نے کہا کہ ای سیما اسکے قتل کرنے سے بھی خوف آتا ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیکیچون کا افسر ہی سب عیار اپنی جان لگا دین گے دربند کو نقب لگا کر اُڑا دین گے سیما نے کہا کہ بی بی بیٹھو ایسا شخص قبضے مین آیا اور اُسکے قتل مین تامل کرین جلاد کو بلائیے شہلا نے کہا کہ اسوقت جلاد حاضر نہین ہی سیما پنجہ کھینچ کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ اگر جلاد نہین ہی نہ ہو ہم اس کی جان کو خود جلاد ہین اِسنے مجکو بڑے صدمے دیے مگر اصل یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت صاحب لطف و کرم ہی کوئی سردار راضی نہ تھا کہ میری خطا معاف کرین مگر طلسم کشا نے کسی کا کہنا نہ مانا دیکھیے اُنکو بھی لاؤنگی اب تو مین عزاج سے اُنکے آگاہ ہوئی ہزارون دھوکے دونگی یہ کہکر پنجہ کھینچ کر عمرو کے سر پر کھڑی ہوئی عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین دربار کفر مدار مین پایا دیکھا کہ شہلا سامنے تخت پر بیٹھی ہی اور سیما پنجہ چمکا رہی ہی کہتی ہی کہ او عمرو دیکھا تونے مین تجکو کس طرح لائی خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو خداوند لقا کا پرستار ہون چاہتا ہون کہ اپنی خدمت مین مجکو رکھو طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کیسا مجھپر شاق گذرتا ہی کہ معشوقان پریچہرہ ہروقت اُسکے پہلو مین رہتی ہین چین کرتا ہی اگر آپ حکم دین تو سر اُسکا لاؤن مین تو آرزو رکھتا تھا کہ خدمت مین ملکہ شہلا کی پہونچون خیر اسی حیلے سے میرا آنا ہوا اور میرے قتل کرنے سے کیا نفع ہوگا سیما نے کہا کہ او ظالم چپ رہ یہ سب تیرے ڈھکوسلے ہین تونے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے مبہوت ایسا تیز و طرار سحر مین کیسا ہوشیار اُسکو کیونکر مار اکیا فقرہ دیا عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جو میرا دشمن ہوتا ہی مین بھی اُس شخص کا

دشمن ہوجاتا ہون اپنی جان کی حفاظت کرتا ہون مگر خداوند بقراط کی خدائی کا اعتقاد رکھتا ہون
چاہتا ہون کہ آٹھ پہر اُنھین کی خدمت مین رہون راز خداوندی سے آگاہ ہون آپ
ناحق میری دشمن ہین مین دل وجان سے آپ کا دوست ہون یہ غیر ممکن ہی کہ آپ تو میری
جان بخشی کرین اور ہین خیر خواہی نہ کرون چند کنیزین بھی سیما کے ساتھ اُٹھین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ اسکو جلد قتل کیجیے کس کس بلا مین یہ پھنستا ہی مگر دم دیکر نکل جاتا ہی ایک
کنیز پنجہ کھینچ کر آئی کہا کہ ای ملکہ سیما مین اسکو قتل کرتی ہون سیما نے گلگون پوش نے
اشارہ کیا خواجہ ملک کردعائین مانگنے لگے نظم

خداوندا شبم را روز گردان ؞	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس ؞	بہ فریاد من فریاد کن رس ؞

ای کریم و رحیم ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے میرے تیرے کوہ سراندیپ پر وعدہ
ہوچکا ہی تو بھی سچا ہی تیرا وعدہ بھی سچا ہی مگر اس وقت ملک الموت کا سامنا ہی مین اُنکے
نام سے ڈرتا ہون مین نے اپنے گھر مین اُنکو کبھی نہین آنے دیا علاوہ اسکے مین ایک مرد
معصوم ہون دم نکلتے ہی بہشت مین جاؤنگا تو نے جو جواہرات کے مکان بنائے ہین
اُن سب کو زنبیل مین رکھ لونگا تجھ کو پھر مشکل پڑیگی عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دربارگاہ
پر ہلڑ ہوا شہلا نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کہ پردہ بارگاہ اُٹھا سب نے
دیکھا کہ سکندر ثانی تاج کج سر پر رکھے ہوے اندر بارگاہ کے آیا درگہ سالار نے چاہا
روکون ہاتھ تلوار کا مارا پردہ توڑ کر پھینک دیا فرق زنجیر کو کاٹا جھپٹکر قریب اُس کنیز
کے آئے جو پنجہ تانے کھڑی تھی ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ کی
قید کٹ کر گری ملکہ سیما جھپٹی کہ خواجہ کو پکڑ لون اب خواجہ کب ملتے ہین خواجہ نے
گلیم اوڑھ لی حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ دھوان دھار ہوگئی ہر طرف
سے صداے الامان بلند ہوگئی مگر شہلا سکندر کو دیکھ کر کانپ گئی سیما ہر ایک کو
ہرچند اشارہ کرتی ہی کوئی ساحر اپنے مقام سے نہین اُٹھتا سیما نے بڑھ کر خود گولہ مارا

سکندر نے تلوار سے گولے کو کاٹا ہاتھ ہلایا برق چمکی سیما کے قریب کئی سو کنیزین تھین اُنکے
سر اُڑ گئے لاشون کے انبار ہو گئے دریاے خون بہنے لگا آخر سیما سوچی کہ اہلِ فوج
میرا کہنا نہین مانتے مین تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤن سکندر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ سوچ کر زمین پر
گری پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر بلند ہوئی سکندر نے دیکھا کہ سیما جاتی ہی ہنس کے
آواز دی کہ ای سنگبار تو دیکھ رہا ہی اور یہ جاتی ہی ایک پتھر آسمان سے لہراتا ہوا آیا جدھر
سیما جاتی ہی اُسی طرف پتھر جاتا ہی یہ قصد ہی کہ اسکے سر پر گردن ہر چند کہ سیما نے اپنے کو بچایا مگر
نہ بچی پتھر آکر سر پر گرا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے سیما مر کر گری اور آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من سیماے گلگون پوش بود شہلا نے جو یہ معرکہ دیکھا رومال سے ہاتھ
باندھے تاج سر سے پھینکا دوڑ کر قدمون پر گری عرض کی کہ مین کنیز ہون امیدوار ہون کہ میری
خطا معاف کیجائے میرا قصد یہ نہ تھا کہ حضور پر لشکر کشی کرون مگر سیما نے آکر ایسا
در غلایا کہ کنیز سے یہ بے ادبی ہوئی مگر شکر ہی کہ یہ ملعونہ قتل ہوئی سکندر نے شہلا کو گلے
سے لگا لیا تاج لیکر سر پر رکھا کل لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے
عرض کی کہ طلسم کشا آپڑے سکندر نے کہا کہ اُنکی پرورش کے قربان ہو جاؤن میرا آنا جو
اُنکو معلوم ہوا فوراً آپڑے مین نکل کر منع کرتا ہون صاحب سپر و شمشیر ہین بیٹۂ صاحبقرانی
کے شیر ہین اُنکا غصہ ایسا ہی کہ کون اُٹھا سکتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُنکے مقابلہ مین جائے
شہلا نے کہا کہ جلد جائیے سب ساحر سحر کرتے ہوے آتے ہین دیکھیے نجم کے ستارے چمک رہے ہین
بی مربع نشین کے سحر سے سیکڑون دیو اُنے ہوے ہماے مرصع پوش نے اپنا رنگ
جمایا ہی رنگ سحر تسخیر دکھایا ہی اُنکے سحر کو کون روکے ایک تو زبردست تھین دوسرے
ملازم طلسم کشا ہو ئین اب اُنکا کیا کہنا سکندر نے باہر نکل کر آواز دی کہ ای شہریار
معاف فرمائیے شہلا نے اطاعت کی براے قدمبوسی حاضر ہوتی ہی کہ شہلا بھی سامنے پہونچی
جمال بیمثال دیکھ کر حیران ہو گئی آنکھین دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال سرو قد
خورشید خد شہلا گر د پھری سامنے آکر عرض کی فرد سر بکف پیش تو ای ظل الٰہ آمدہ ایم +
سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + تاج قدمون پہ ڈال دیا اور قدمونکو بوسے دیے

نورالدہر نے پشت پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ای شہلا تمھاری خوش نیتی کی تعریف سُنی کہ تمھارا
لشکر کشی کا ارادہ نہ تھا خیر خدا نے خیر کی ورنہ مجھکو سکندر کا آنا بہت شاق گذرا تھا
کہ یہ ملعونہ مکر کرکے پہونچی اور خواجہ کو بدی بدا گرفتار کرلائی اگر اُنکا رونگٹا میلا ہوتا تو
اہلِ دربند مین سے ایک نہ بچتا مین کُل فوج سے آیا تھا سب ساحر قسم کھا کر آئے تھے
کہ آج وہ جنگ ہو کہ بہرام فلک بھی دنگ ہو شہلا نورالدہر کو استقبال کرکے
بارگاہ مین لائی اور سکندر آکر تخت پر بیٹھے مگر چند جادوگرنیان اور غیر ساحر بھاگ کے
دربند ششم کی طرف چلے کبود اژدر پوش پہلوان زبردست کہ اس دربند کا حاکم
ہی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا سات سو پہلوان گرد بیٹھے ہین شراب پی رہا ہی نشے مین بدمست
ہو رہا ہی کہ اہالی دربند پنجم آکر پہونچے سر برہنہ فریاد کرتے ہوے سامنے کبود کے آئے
اور عرض کی کہ دربند پنجم پر طلسم کشا آگئے ملکہ شہلا نے اطاعت کی اب طلسم کشا کوچ کرکے ادہر
آیا چاہتے ہین کبود یہ سُن کر دنگل سے اُٹھا افسر دن سے آواز دی کہ کُل لشکر ہمارا
تیار کرو بارگاہ اژدر پوشان بلواؤ کہ طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ کوئی پہلوان مقابلے
مین آیا اُسی وقت بہبود اژدر پوش سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکر بیرون قلعہ آیا آکے
بارگاہ استاد کرائی تین فرسخ کے گردے مین بارگاہ استادہ ہوئی بعد روانہ کرنے بہبود
کے کبود بھی سوار ہوا نو لاکھ فوج اسکے ہمراہ تھی کُل بارہ لاکھ فوج کا حاکم ہی اور بڑے
بڑے پہلوان اسکے ساتھ ہین اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ آکر اُترا ادہر نورالدہر نے
کوچ کا حکم دیا فوج تیار ہوئی سکندر ثانی تخت پر سوار ہوے نورالدہر پایۂ
تخت پر ہاتھ رکھے ہوے کُل پہلوانان تہمتن چہار جانب سے گھیرے ہوے بیچ مین سب کے
شاہزادہ مثل ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان ساحران نامی نجم وارسطوے ثانی
پشت ہاے اژدر پر سوار ملکہ ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین و ملکہ شعلہ جوالہ
طاؤسان زرین بال پر سوار لکہ ہاے ابر سُرخ و سفید سر پر سایہ فگن اس دھوم سے
آمد لشکر نورالدہر ہوئی اول سب کے ہزبر بیشۂ کلنگان صف شکن و صفدر رجبہ دار
بہادر طہماس بن عنقویل دیو پرورد اٹالہ بارگاہ نورالدہر کا لیکر آیا آکر بارگاہ

استاد ہوئی کبود بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی کہ طلسم کشا بھی آکر پہونچے جمال بیمثال نورالدہر دیکھکر کبود دنگ ہو گیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا جمال جہان آرا ہی آسمان حُسن و خوبی کا ماہ کمال ہی یہ تو اس لایق ہی کہ لشکر کا اسکو بادشاہ کرین اور مجھ ایسا پہلوان اسکے ساتھ ہو اور ملک گیری کیجائے اب کل مین اسی کو للکارونگا سر میدان زیر کرونگا یہ کہکر شام کو حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو حاضر تھے خبرین لیکر حاضر خدمت نورالدہر ہوے سب نے آکے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنا ے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گُل سُرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بہ کام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو کبود اژدرپوش نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرا ے نبرد ہو آتش کین دعناد و فساد کو دو بالا کرے باقی خیریت ہی سکندر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے ہتھیارونکو صیقل کر رہے ہین تلوارین چرخ پر چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی سنان نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر طرف لشکر مین ہنگامہ ہی مگر فضلاے کار طہماس بن عنقویل دیو پرور کہ انتظام طلایہ مین ہی بارہ ہزار جوان ساتھ ہین انتظام کرتا پھرتا ہی کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا لشکر دشمن کو دیکھ رہا ہی کہ قرنا کی آواز آئی دیکھا کہ بہبود اژدرپوش لاکھ سوارون سے انتظام طلایہ کرتا ہوا آتا ہی طہماس کو جو اسنے دیکھا آتش رشک سے جل گیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان مین سُنتا ہون کہ تو عاشق طلسم کشا ہی میرے مقابلے مین تو آ طہماس ایسا جوان شیر دل اُسکے ٹوکنے سے کب رُکتا ہی مقابلے مین بہبود کے جا پڑا بہبود نے جو قد و قامت طہماس کا دیکھا اور ساطور ہفت صدمنی کو بھی دیکھا ہیبت سے طہماس کی گھبرا گیا سوچا اگر یہ ساطور چل گیا تو مین کیونکر بچونگا یہ تو وہ ضرب ہی کہ اگر پہاڑ پر پڑے تو اُسکے بھی دو ٹکڑے ہون گھبرا کر باتین کرنے لگا کہا کہ ای پہلوان تیری پشت پر کون کھڑا ہی تیر مجکو مارا چاہتا ہی

جیسے ہی طہماس پلٹے بہبود نے ہاتھ تلوار کا مارا سر طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو بہت ناگوار ہوا گینڈے سے کود پڑا اور بہبود کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا مگر بہبود کود کر بھاگا طہماس نے تعاقب کیا لیکن فوج نے اُسکی طہماس کو آکر روکا طہماس نے جو اُس زخمداری مین ساطور ہلایا کئی سو جوانون کے سر اُڑا دیے آخر ملازمان طہماس پہونچے طہماس کو لڑ بھڑ کر اُس مجمع سے نکالا طہماس کو ہوادار پر ڈال لیا صبح ہو چکی تھی اُدھر سے نور الدہر آتے تھے طہماس کو اس حال مین دیکھ کر بہت پریشان ہوے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا فرمایا کہ انشاء اللہ اگر بہبود کو جا کے بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نام نور الدہر نہ پایا یہ کہکر مرکب طلسمی بڑھایا یہان کبود آکر بارگاہ مین بیٹھا ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون لشکر کو لیکر میدان مین جاؤن کہ سامنے سے بہبود آیا مگر گھبرایا ہوا کہا کہ بھائی صاحب طہماس بن عنقویل دیو پر ور طلا یے پر تھا مین نے اُسکو بہ تکر زخمی کیا فوج کو شکست دیکر آیا ہون میدان مین بھی آج مین ہی نکلونگا یہ ذکر تھا کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا نور الدہر نے آکر پردۂ زنبوری توڑ کر پھینکا قرق زنجیر کو کاٹا درگہ سالار نے چاہا روکون نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا درگہ سارہ کو مار کر اندر بارگاہ کے آئے بہبود کو دیکھ کر غصے سے آگ ہو گئے للکارے کہ او نامرد تو نے طہماس کو بہ تکر زخمی کیا مین تجھسے بدلہ لینے آیا ہون کبود نے دیکھ کر آواز دی کہ او بہبود اس جوان کو مار لے بہبود یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھا نور الدہر پر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہو جو مثل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا بارگاہ مین غل ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ ای کبود دیں نے تیرے بھائی کو مارا کوئی تیرا بھی بارگاہ مین ایسا ہی کہ مجھسے بدلا لے سبب کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کوئی برائے مقابلہ اُٹھا تو نور الدہر اُسی طرح تلوار تولتے ہوے اپنے لشکر کیطرف چلے کبود کانپ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ جوان بلائے روزگار ہی اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی نور الدہر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہو گئے

کسی نے دخل نہ دیا فوج والون نے قصد کیا تھا کہ راہ مین اس جوان کو روکین مگر جلال نور الدہر دیکھ کر کسی کا حوصلہ نہ پڑا نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے مگر سردارون نے کبود سے کہا کہ حضور نے حکم نہ دیا کہ اُس جوان کو روکتے کبود نے کہا کہ میدان مین چلکر سمجھ لونگا اگر یہان قتل کرتا تو بدنام ہو جاتا لوگ کہتے کہ جو شخص گھر آیا تھا اُسکو قتل کیا مین بدنام ہو جاتا یہ کہکر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج سے میدان کی طرف چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا تھا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی نور الدہر لشکر لیکر پہونچے مگر ساحرون کو الگ کر دیا فرمایا کہ تم لوگ میدان مین نہ آنا اُسکو دعوی پہلوانی ہی صرف سکندر تخت پر سوار ہین اور جملہ ساحر الگ ایک صف باندھے کھڑے ہین صفین درست ہونے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوے نقیب خوش آواز نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوای بہمن و دی	آستین زن چراغِ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا	تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفلِ باغ
جب مٹے میکشانِ محفل زرد	جعفری نے دکھایا تب رُخِ زرد
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل	تب نظر آئے گیسوِ سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان	ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گُل ہوا جب چراغ عارضِ یار	تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین	چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن	کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان	غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلعذار جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتیِ عالم	ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس	گلِ سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ پہلوانان تہمتن رونے لگے ایک سے ایک کہتا تھا کہ یارو صدائے نقیبون کی دل غم و الم سے بھر دیا بیتاب و بیقرار کر دیا اصل یہ ہی کہ دنیا ناپائیدار ہی مرنا واجب و لازم ہی بڑے بڑے شاہان جہان و صاحبان تخت و تاج دو گز کفن کو محتاج ہوے اور خالی ہاتھ گئے سکندر ایسا بادشاہ مسخر کن بحر و بر کس حسرت و یاس سے اُٹھا آج تک اُسکا ذکر ہوتا ہی ہر شخص یہ حال سنکر روتا ہی کہ جانبین مین صفین جمع ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے کبود اژدر پوش گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے مگر مین سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا یا تو اور پہلوانون نے قصد کیا تھا جب اِسنے طلسم کشا کا نام لیا تب سب رُکے نور الدہر نے مرکب بڑھایا مرکب طلسمی کوہ سرین دکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل چست و چالاک و بیباک طرارے بھرتا ہوا اچلا جیسے ہی سامنے کبود اژدر پوش کے پہونچے کبود کو یاد آیا کہ اسی جوان نے بہبود کو مارا فنون سپہ گری مین بے مثل و بینظیر ہی حُسن مین رشک ماہ منیر جُھک کر سلام کیا نور الدہر نے سلام کا جواب دیا کبود باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے اس مکار نے کہا کہ دیکھیے پشت پر آپ کی کون کھڑا ہی نور الدہر جیسے ہی پلٹے کبود نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر زخمی ہوے مگر پلٹ کر ہاتھ مارا کہ تھوتھنی گینڈے کی کٹی گینڈا کبود کو لیکر بھاگا یقین تھا کہ نور الدہر گھوڑے سے گرین سرداروں نے دوڑ کر نور الدہر کو سنبھالا تھا اس ہر چند کہ زخمدار ہی مگر نور الدہر کے سر سے خون جو بہتے ہوے دیکھا قلب تھرا گیا چاہا کہ فوج پر جا پڑون مگر کبود نے پُکار کر آواز دی کہ مینے طلسم کشا کا کام تمام کیا مردے کو وہ لوگ لیے جاتے ہین یون ہی کل لشکر کا خاتمہ کرونگا اب پلٹ چلو اسکے لشکر مین طبل بازگشت پر چوب پڑی ادھر حیلہ سردار نور الدہر کو سنبھالتے ہوے

بارگاہ مین لائے نورالدہر کے سر مین ٹانکے لگائے مگر نورالدہر کو غش پر غش چلے آتے ہین شاہزادیان گھبرے ہوے بیٹھی ہین ہملے مرصع پوش کا دم مبدم کہتا کہ کیا ظالم نے مکر کیا یہ فرزندان صاحبقران مین سے ہین خلق سے باتین کرتے تھے اُسنے فقرہ کیا کہ پشت پر آپ کی کون کھڑا ہی یہ سیدھے سپاہی پلٹ پڑے اُس بے حیا نے تلوار ماری یہ زخمی ہوے مجکو بڑا صدمہ ہی اگر شاہزادے کے خلاف نہ گذرے تو ابھی جا کر اُس ملعون کو پکڑ لاؤن بارگاہ مین لاکر سزا دون مرصع نشین کہتی ہی کہ بوالمشکل تو یہ ہی کہ شاہزادہ نہین چاہتا ورنہ وہ زخمی کرکے پلٹ سکتا تھا دیوانہ کرکے اُسکو مارتی اپنا سر آپ قلم کرتا مجال تھی کہ وہ یون چلا جاتا جیسے ہی یہ ذکر نورالدہر نے سُنا فوراً آنکھ کھولدی کہا کہ خبردار اگر تم لوگون مین سے کسی نے قصد کیا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا مین صحت پاکر اُس سے سمجھ لونگا سردارون نے عرض کی کہ وہ تامل کاہے کو کریگا اُسنے اپنے مقام پر کہا ہی کہ مین دو دن مین خاتمہ کردونگا نورالدہر نے کہا کہ خدا مالک ہی مگر آپ لوگ دخل نہ دین جیسا کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہوگا شام تک نورالدہر کو کئی مرتبہ غش آئے شام کو بیٹھے تھے مگر طہماس کو انتہا کا غصہ ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیبود نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرائے نبرد ہو نورالدہر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آکے پہونچا

نظم

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	یکایک ہوا جب سحر کا ظہور
نشان آگے آگے خطِ صبح کا	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
بہت گرم خو اور روشن نگاہ	سپہر کی علامت سپیدا ہوا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

پہلوان اپنے اپنے مقام پر سے سوار ہوے میدان کارزار مین آنے لگے تھوڑے عرصے مین افسر بھی آگئے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے کیبود اژدر پوش مسلح و مکمل آگے اپنی فوج کے آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کیبود نے گردن بڑھایا اور میدان کارزار مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان وای قوم زبردستان تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نورالدہر کو غش پہ غش چلے آتے ہین

مگر طہماس کو ہر چند زخمدار ہی مگر گینڈے پر اپنے تئین روکے ہوے کھڑا ہی غصہ انتہا کا ہی گینڈے کو جو ٹھکرایا گینڈا طرارہ بھر کر چلا نکان جو پہونچی ٹانگے ٹوٹ گئے قطرے خون کے سر سے ٹپکنے لگے لیکن بجرأت تمام بمقابلۂ کیبود مین پہونچا طہماس قطرات خون کے چہرے سے پونچھتا ہوا سامنے کیبود کے آیا کیبود نے نیزہ تو نہ مارا ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ طہماس کا زخم سرچو پارہ ہوگیا کیبود نے چاہا سر کاٹ لون کہ اخلاق جا پڑا طہماس کو بچایا اُس بچانے مین اخلاق بھی زخمی ہوا ہر پہلوان جوش و خروش مین جا پڑتا ہی کیبود کے ہاتھ سے زخمی ہوتا ہی نورالدہر ہر مرتبہ جانے کا قصد کرتے ہین مگر زخم سر سے بیقرار ہین اور کیبود بلبلا رہا ہی نعرے کر رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پر اصف نورالدہر کا بند ہی جب تیرہ پہلوان زخمی ہوے اور دو جوان جان سے مارے گئے اُس وقت اہل اسلام بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اور خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری بھی بیتاب ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای ربّ کارساز و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

ایکہ ہر اہل بصیرت شایق دیدار تو	دیدہ ہا را نور بینش حاصل از رخسار تو
بندہ ات فرمان روای کشور فرمان دہی	مالک اقلیم آزادی غلام زار تو
عکس رویت آمد اندر آئینۂ دلہا نظر	شد محیط جان و دل اندر بدن انوار تو
شد خبردار ت سراپا بے خبر از ماسوا	از جہان بیگانہ گردد واقف اسرار تو
یاد گر کس دوستت ہرگز ندارد دوستی	یار دیگر کس بغیر از تو نگردد یار تو
دربدر گردید و نقد مدعا از کس نیافت	راندہ شد ہر کسکہ از درباد گوہربار تو

سب اہلِ لشکر بیقرار آمین کہہ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد از دامن دشت کوہ اور رنگ + گردے برخاست تو تیار رنگ + از دامنِ دشت پُر غبارے + رخسارہ نمود شہریاری + طبل سکندر پر چوب پڑی صاحبقران زمان مرکب پر سوار پشت پر سرداران نامی و پہلوانان گرامی ظاہر ہوے امیر نے دیکھا کہ لشکر نورالدہر حیران و پریشان ہی ایک پہلوان دیو خصال و عفریت مثال میدان مین جھوم رہا ہی اور اپنے نام کے نعرے کر رہا ہی نورالدہر کی طرف سے کوئی نہین نکلتا اور خواجہ عمرو صحرا مین

کھڑے خاک اُڑا رہے ہین صاحبقران زمان نے اشقر کو بڑھایا پکار کر آواز دی کہ او بدخواہ ہم تیرے مقابلے مین آتے ہین نورالدہر نے جو اپنے جد عالی تبار کو دیکھا کہ آتے ہین رکابون مین پانون جما کے سلام کیا صاحبقران نے فرزند کو اپنے بہ جاہ وجلال پایا کہ سات لاکھ کا دریا ے لشکر موج مار رہا ہے مگر نورالدہر زخمدار سردار بیقرار صاحبقران گھوڑا اُٹھا کر بڑھے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران ازجہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام وقمقام نام سرسرکشان جملہ درخاک کرد	امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

نعرہ کرکے صاحبقران زمان مقابلۂ کبود مین پہونچے کبود نے دیکھا کہ ایک شیر نر حسن مین بے نظیر چہرہ ماہ منیر گرد چہرے کے داڑھا مانند عنبر تر کے جیسے سورج کے گرد کرن ہوتی ہے خود ہُود سر پہ زرہ داؤدی زیب جسم الور تیغۂ صمصام وقمقام نیچۂ سہراب پیل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان اشقر ایسا مرکب پڑی جی ہوئی کبود نے کہا کہ ای جوان تو کون ہے صاحبقران نے فرمایا عبد ذلیل رب جلیل خوشہ چین گلزار خلیل صاحبقران زمان مسخر کن پردۂ قاف گشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کبود نے دیکھ کر کہا یا صاحبقران نام تو مین نے آپ کا مدت مدید سے سُنا تھا مگر آج صورت زیبا کو دیکھا تیرہ پہلوان زخمی کر چکا ہون اور دو کو جان سے مارا صاحبقران نے فرمایا کہ اب تیری موت میرے ہاتھ سے ہے حربہ کر اس یادہ گوئی سے کیا فائدہ کبود نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین ردو بدل ہوئی تھین کہ امیر نے نیزے کو کبود کے گانٹھا تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے کبود کے نکل گیا نورالدہر تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای نجم تمنے جرأت کو صاحبقران کی دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ میرے مقدمے مین کچھ خواب پریشان دیکھا فوراً تشریف لائے آج اُنکے تشریف لانے سے بڑی رونق ہوئی ورنہ اس نامرد کے ہاتھ سے بڑے صدمات پہونچتے نجم کہہ رہا ہے کہ ای شہریار حقیقت مین ایسے شہر نگاہ سے نہین گذرے کبود کا جب نیزہ نکل گیا تو اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر

ہاتھ تلوار کا مارا امیر سے نیچہ سہراب یل کھینچا نورا لندھور نے نجم سے کہا کہ ای نجم اس وار کو دیکھو اگرچہ ہم نوجوان ہین مگر اس نیچے کو سنبھال نہین سکتے دیکھو کس لطف سے وار کو روکا ہے امیر نے وار اُسکا روک کر خبردار کہکر ہاتھ مارا کیبود نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیچہ سہراب یل جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو گرا سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثل سیماب گذر کر زمین کو بوسہ دیا کیبود کے مرتے ہی بارہ لاکھ فوج جو ہمراہ تھی اور سات سو افسر اپنا اپنا کہکر آپڑے لندھور نے گھوڑا بڑھایا قریب فوج آکر نعرہ کیا منم دارا صاحب رائے سواد اعظم مالک ہندوستان جانشین صاحبقران نعرۂ نظم منم صاحب عمود وا جانشین حمزہ درگردان ۔ شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان نعرۂ دیگر جزیرہ ہای دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ۔ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ۔ نو لاکھ ہندیون کو لندھور لے کر آگرا ہندیون کی شمشیر زنی بانکے ترچھے کٹے پھٹے ہوے خانہ جنگیان لڑے ہوے نیچے برق مثال ہاتھ مین جس پر جا پڑے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دریاے خون بہا دیے بائین طرف سے آواز آئی کہ منم ہزبر بیشۂ عربستان صف شکن وصفدر مالک اژدر نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ۔ سپہ دار در لشکر اہل دین ۔ یکایک نیزہ داران عرب جو آگرے کافرون کے جی چھوٹ گئے مالک کے ہاتھ مین نیزۂ دوزبان ہے جس پر نیزہ مارا اُسکو گھوڑے سے اُٹھالیا زمین پر مارا کہ اُسکے استخوان چورچور ہوگئے اسّی ہزار نیزہ دارون کے جو وار چلنا شروع ہوے لشکر کفار کے پانون اُٹھ گئے اہل اسلام چاہتے ہین کہ انکو قلعے مین نہ جانے دین مگر وہ سب بھاگ کر قلعے مین پہونچے صاحبقران نے تعاقب نہ چھوڑا اہل قلعہ نے توپین مارین امیر نے فوج کو منع کیا مگر لندھور اور مالک ایک دست راست پر اور ایک دست چپ پر تلوارین پکڑے ہوے چلے آتے ہین امیر برابر خندق کے پہونچے دونون جان نثار ساتھ ہین امیر جو خندق کو فرائے ان دونون جوانون نے بھی برابر ہی گھوڑے ڈالے برابر پھاٹک کے پہونچے امیر نے پھاٹک توڑا قلعے مین گھسے فوج نے گھیرا تلوار چلنے لگی مگر صاحبقران زمان افسرونکو تاک تاک کے

مار رہے ہین شبرنگ اژدر پوش کہ کل فوج کا افسر ہی گینڈا جمکا کر قریب صاحبقران
کے آیا اور ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے دیکھا کہ چہار طرف سے صاحبقران پر تلوارین
پڑنے لگین لندھور نے گھوڑا ڈال دیا زخم اپنے جسم پر لینے لگا سینہ سپر کردیا اور
شبرنگ کو للکارا کہ او نامرد آقا پر ہاتھ نہ مارنا مگر شبرنگ نے ہاتھ مار دیا امیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سپر چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا کہا ارے
اُس فوج کو منع کر شمشیر زنی موقوف کرین ورنہ تیرے استخوان چورچور کردونگا شبرنگ
اُس فوج کا افسر ہی اسنے آواز دی کہ یارو بس تلوارین نیام مین کرو قدمون کو امیر کے
بوسہ دو سب افسر کہ جنگ سے عاجز ہو رہے تھے فریاد کرتے ہوے قریب صاحبقران
کے آئے کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوے جب صاحبقران نے قلعہ تسخیر کیا اور فوج
بھی کل آگئی لندھور و مالک لڑتے ہوے آئے چونکہ صاحبقران کو مجمع عام مین
دیکھا تھا بدحواس قریب آئے تلوار نہ موقوف کرتے تھے صاحبقران نے پکار کر منع کیا
کہ ای لندھور و مالک تلوار موقوف کرو ہاتھ روکو اہل قلعہ نے اطاعت کی لندھور
و مالک نے جو صاحبقران کو بخیر و عافیت دیکھا آکر قدمون کو بوسہ دیا پاس آکر
ٹھہرے اور سرداران قلعہ بھی امیر کے ساتھ ہین چاہتے تھے کہ بارگاہ مین جائین کہ اس
عرصے مین نورالدہر بھی آکر پہونچے دادا کے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرے امیر
ہر چند منع کرتے ہین مگر نورالدہر کو وجد ہی ہر چند صاحبقران فرماتے ہین کہ ای نور نظر
ہم تیرے تصدق ہوجائین جس روز ہمارا جنازہ اٹھیگا تم ایسے نوجوان ساتھ ہونگے تو
کیا رونق ہوگی نورالدہر رونے لگے عرض کی کہ ای دادا جان ایسا نہ فرمایئے ہماری
زندگی حضور کے دم سے متعلق ہی اس پہلوان نے کیسا تنگ کیا تھا ہم جانتے تھے یہ لڑائی
فتح نہ ہوگی مگر حضور نے کس لطف سے آکر لڑائی کو فتح کیا ایسے سرکش کو مار امکار اور
حیلہ ساز تھا طماس کو اسکے بھائی نے بمکر زخمی کیا تھا مین نے اُسے سر دربار جاکے مارا
دربار مین اُس روز عجب غریو تھا پہلوان اسکے ساتھ کے کہتے تھے کہ طلسم کشا کا کوئی
مثل نہین حقیقت مین حضور کی جرأت کے سامنے ساری اپنی جرأت مین بھول گیا حضور

موید من اللہ ہین آپ کے کارہاے نمایان تمام عالم مین مشہور ہین کہ جنکا ذکر مورخین نے
کتابون مین لکھا ہی یہ باتین کرتے ہوے نورالدہر صاحبقران کو ساتھ لے کے
دارالامارۂ شاہی مین آئے دیکھا تو بڑا قصر ہی نہایت تکلف سے آراستہ تخت زبرجدی
بچھا ہی شبرنگ اژدرپوش نے کرسیان اور ڈنگل واسطے جملہ سردارون کے
بچھوائے ایک ڈنگل برابر تخت کے بچھا تھا اُسکو ڈنگل الماس کہتے تھے شبرنگ
نے بیان کیا کہ کبود کبھی تخت پر بیٹھتا تھا اور کبھی اس ڈنگل پر بیٹھتا تھا فنون سپہ گری
مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا نورالدہر پہلو مین آکر بیٹھے سرداران نورالدہر آکر بیٹھے
سرداران صاحبقران لندھور و مالک سب سے بالادست بیٹھے ہین صاحبقران
فرما رہے ہین کہ ای نور نظر خواجہ عمرو کہان ہین نورالدہر نے کہا کہ ابھی تو میرے
ساتھ تھے شبرنگ سے کہا کہ ذرا خواجہ کو بُلا لو خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے تھے
شبرنگ نے آکر دیکھا کہ خواجہ خزانہ دار سے لڑ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ خزانہ کیا کیا
خزانہ دار کہتا ہی کہ ایک چوبدار نے مجکو خبر دی کہ تجکو کبود اژدرپوش بُلاتے ہین
مین اُس وقت پہونچا کہ وہ قتل ہو چکے تھے پھر جو مین پلٹ کر آیا تو خزانہ نہ پایا عمرو
نے دربار مین آکر کہا کہ یہ کام چالاک کا ہی وہ ہی چالاکی کر گیا چالاک جو سامنے
آیا اُسنے کہا کہ ای شہریار مجھسے سُنیے پہلے خواجہ نے چوبدار بن کے خزانہ دار کو
ہٹایا پھر آکر خزانہ لوٹ لیا اب باتین بناتے ہین نورالدہر نے چالاک کو منع کیا
اور خواجہ سے فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ سے کوئی خزانہ کا ذکر نکریگا
معلوم ہوتا ہی اس قلعہ مین خزانہ نہ تھا صاحبقران کو جو خواجہ عمرو نے سلام کیا
صاحبقران نے جوش اشتیاق مین خواجہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای خواجہ عمرو
تمھاری جدائی ہم پر بہت شاق تھی ہم جانتے تھے کہ نورالدہر کے پاس سے پلٹ کر
آؤگے حالات عیاری سناؤگے آؤ بیٹھو نورالدہر نے دیکھا کہ سرداران امیر
بیٹھے ہین اور میرے سردار بھی جمع ہین اور صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین
فرماتے ہین کہ کیون خواجہ یہان آکر تو بہت کچھ پایا ہوگا خواجہ عمرو نے کہا کہ

ای آقاے نامدار یہان آگر اسقدر قرضدار رہوا کہ مہاجنون کا سود بھی نہین پہونچتا
کہ نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھکر سامنے صاحبقران کے کھڑے ہوے
امیر نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر
کیون خاموش کھڑے ہو جو کچھ کہنا ہو وہ کہو نورالدہر نے عرض کی امیدوار ہون
کہ عرض میری قبول ہو صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا بیان کرو سب عرضین تمھاری
قبول ہین حاجتین حصول ہین نورالدہر نے عرض کی کہ حضور نے ایسے وقت پر مجکو
سرفراز کیا کہ مجکو امید فتح کی نہ تھی مین جانتا تھا کبود بڑی بدعتین کریگا پہلوان زبردست
اُسپر مکار و جعلساز پہلے محبت سے پیش آتا تھا اور باتین بناکر زخمی کرتا تھا اور پھر
اپنے لشکر مین بھاگ جاتا تھا اور اپنے سردارون مین جاکر کہتا تھا کہ مین نے کس
بہادری سے نورالدہر کو مارا اور طہماس کو قتل کیا اور آج تو ہم لوگون کی
ایسی بداعمالی تھی کہ جو سردار اُسکے مقابلے مین گیا وہ زخمی ہوا دو سردار جان سے
مارے گئے اسکا مجھے بڑا قلق ہی خدا نے فضل کیا کہ حضور آکے پہونچے اور سب مجھے
خیال تھا کہ یہ بڑا مکار ہی مگر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا بڑی فتح نصیب ہوئی لہذا
امیدوار ہون کہ جو عرض کرون وہ قبول ہو صاحبقران حیران ہین کہ نورالدہر
کیا کہین گے نورالدہر نے کمال عجز سے عرض کی کہ چھ دربند فتح ہوے مین چاہتا ہون
کہ آپ کی دعوت کرون ایسا جلسہ آراستہ ہو کہ کبھی ایسا جلسہ نہ ہوا ہو اور مین خود
کاروبار کرون امیر نے کہا کہ ای نور نظر تمھارے کہنے سے انکار نہین کرتا جو تم نے
تجویز کیا ہی وہ ہی کرو مگر میری خوشی یہ ہی کہ بعد فتح طلسم ایک عمدہ جلسہ اُسی قصر پر
ہو کہ جس مقام پر بقراط قتل ہو نورالدہر نے کہا کہ ای قبلہ و کعبہ مین یہ خوب
جانتا ہون کہ اس طلسم کا فتح ہونا دشوار ہی کئی برس مجکو لڑتے ہوے گذرے کیسے
کیسے سردار ساتھ ہین مگر اب تک لوح کا پتہ نہین ملتا مگر وہ قادر مطلق قوی و توانا
ہی لوگون نے یہی پتہ دیا ہی کہ بعد فتح ہفت دربند لوح کا پتہ ملیگا اسی امید پر
لڑتا ہوا آیا ہون خواجہ نے بھی صاحبقران سے عرض کی کہ ای شہریار اب عرض کو

نورالدہر کی قبول کیجیے انتظام جلسہ میرے سپرد ہو کہ مین بوجہ احسن انتظام کرونگا امیر
نے فرمایا ای نورالدہر انھین کے ہاتھون سے کام لو نورالدہر نے کُنجیان خزانے کی
سامنے خواجہ کے پھینکدین اور فرمایا کہ انتظام کیجیے خواجہ نے زنبیل سے ایک رومال
نکالا بالکل گلا ہوا تھا تانا اُسکا اُڑگیا تھا بانا باقی تھا وہ نکال کر صاحبقران کو اُڑھا دیا
صاحبقران نہال ہو گئے کہا اُستاد آج یہ کیا سرفرازی ہی خواجہ نے فرمایا روپیہ نورالدہر
کا صرف ہوتا ہی ایسے رنگ سے انتظام کرو کہ دیکھنے والے رشک کرین برق فرنگی کو بُلا کر
قران کے ساتھ کیا کہا میان برق صاحب آپ کی تیزی مشہور ہی ایسا نہ ہو کہ آپ
رشوت کھائین اور کام بگاڑین اور نورالدہر مجھسے خرچہ اپنا وصول کر لین اور بدنامی
کی بدنامی ہو بہت لطف سے انتظام کیجیے گا برق نے کہا کہ اُستاد وہ انتظام کرون
کیا مجال کہ کسی مقام پر ہاڑ ہونے پائے جانسوز کو بھی بُلا کر قران کے ساتھ کیا اور
عیارون کو بھی حکم ملا کہ قران کے ساتھ رہو کئی بارگاہین خواجہ نے جو نامی اور
نام آور ہین اُنکو استادہ کرایا اور بازارین درست ہوئین دوکاندارون کو حکم ہوا کہ
اپنی اپنی دوکانون پر روشنی خوب کرنا کہ طلسم کشا خوش ہون سرکار طلسم کشا سے آج سبکو
انعام ملیگا طائفون کو خط لکھے گئے کُل طلسم مین خبر ہو گئی کہ نورالدہر نے بڑی دھوم سے
صاحبقران کی دعوت کی ہی جا بجا سے طائفے روانہ ہوے خصوصاً لکھنؤ سے یہ طائفے
بُلائے گئے بی بستی جان و ادھا گن و جدن و اللہ باندی و ننھو او بچو او کالی امراؤ
و وزیر جان و علیجان اور دریا آباد والی وزیر اور مردانے طائفون مین میان
فضل حسین و میان مہدی حسین و میان علیجان و میان کیا خوب اور میان
تماشا و میان سلونہ وغیرہ اپنے اپنے مقام سے چلے جب سب آکر پہونچے صاحبقران نے
سب کو بہ احتیاط اُتروایا خوان کھانے کے بھیجے اور آکر آگاہ کیا کہ کل بعد خاصہ نوش کرنے
کے آپ لوگ تیار رہین اور دربار مین تشریف لائین سب صاحبون کا مجرا ہو گا امیر آپ
سب صاحبون کے مشتاق ہین اور ایک طرف دیہات والی رنڈیونکے ڈیرے اُترے ہین
مثل سُندر و مندر و دبیا و کلو وغیرہ کے کچھ درخت کٹوا کر صاحبقران نے دو رستہ بازارین

آراستہ کرائین ایک طرف حلوائی ہین تو ایک طرف نان پز شیر مالین سرخ سرخ رکھی ہین روٹیون کے انبار لگے ہین دیگچون مین نہاریان رکھی ہوئین اُسمین ساری ساری بوٹیان پڑی ہوئین اور ایک طرف گل فروش آکر یسے آوازین لگا رہے ہین کہ بیلہ ہی ملنگ توڑ بدھیان عمدہ ہار معقول کئی ہزار گل فروش غلغلہ کر رہے ہین بھانڈ بھگتئین بازارون مین ناچ رہی ہین جس نوجوان کو جاتے ہوے دیکھا دامن اُسکا تھام لیا اور بدون پیسہ لیے نہ چھوڑا ہر طرف بازارون مین ہنگامہ ہی سب بازارون کی درستیان کر کے شام کو قران نے آکر عرض کی کہ اُستاد چل کر ملاحظہ فرمائیے جیسا حکم کیجیے ویسا بجالاون اسی طور سے انتظام رہیگا خواجہ عمرو قران کے کہنے سے باہر آئے دیکھا کہ ہر مقام پر بھرے ہو رہے ہین رنڈیون کے مشتاق چلے آتے ہین تماشہ بینون کے جماؤ ہین اور ایک جانب میوہ فروش ہڑ کر رہے ہین کہتے ہین فرد لخت بر داز دل گذر د ہر کہ زپیشم + من قماش فروش دل صدپارۂ خویشم + ہر طرف ہنگامہ ہی جابجا طائفے اپنا اپنا کمال دکھا رہے ہین جس خیمے مین خواجہ جاتے ہین خواجہ کو نذر ملتی ہی خواجہ نذرین لیتے ہوے سارے میلے مین پھرے اور جس خیمے مین بی لبستی جان تھین وہان بھی تشریف لائے لبستی جان نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارے مجرے کی رقم نہین ملی ہمارا دستور ہی کہ جہان ہم جاتے ہین وہان رقم اپنی پیشتر لے لیتے ہین خواجہ نے قران کو حکم دیا کہ انکی رقم دے دو یہ رنڈی بے صبری اور لالچن معلوم ہوتی ہی آخر کو آکر ایک گوشے مین ٹھہرے سارے میلے کو نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور پسند کیا بارگاہ مین آئے دیکھا کہ صاحبقران عالیشان تشریف لائے ہین سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ نورالدہر نے آکر عرض کی ای شہریار خاصہ تیار ہی چل کر نوش فرمائیے صاحبقران کو نورالدہر کا بڑا پاس ہی صاحبقران فوراً اُٹھے نورالدہر سب کو لیکر اُس بارگاہ مین آئے کہ جس بارگاہ مین دسترخوان بچھا ہی صاحبقران بیٹھ کر خاصہ نوش فرمانے لگے خواجہ ٹہلتے ہوے آئے نورالدہر سے کہا کہ اِن لوگون کے آگے کھانا کم رکھو ای فرزند دیکھتے ہو کہ ایک ایک شخص چار چار طباق کھائے جاتا ہی نورالدہر نے سر جھکا لیا

مگر صاحبقران نے کہا کہ او ساربان زادے سب خیمون سے نذرین لے آیا اور
بد نصیب رنڈیون کی بھی نذرین نچھوڑین خواجہ نے عرض کی کہ بستی جان ایک
رنڈی ہی اُسنے مجکو نذر نہ دی مین اُس سے سمجھونگا اُسکی بیل لے لیا کرونگا مگر نذرین
لینا آپ کو کیون ناگوار ہوا یہ ذکر تھا کہ نور الدہر کو شبرنگ نے آکر خبر دی کہ ای
شاہزادہ والا قدر مبارک ہو کہ بادشاہ جمجاہ بھی تشریف لائے صاحبقران زمان
دسترخوان سے ہاتھ پونچھ کر اُٹھے برائے استقبال بادشاہ چلے کنارے پر لشکر کے
آکر دیکھا کہ بادشاہ سعد بن قباد با فوج گران تشریف شریف لائے ہین سرداران
نعمتن ہمراہ ہین سلطان کج کلاہ وصفدر کوہ نشین قزاق بڑے عظم وشان سے
آکر پہونچے اور ایک ساحرہ عاشق جمال شہریار ابر آتش فشان سے اُتری نور الدہر
نے سب کو محبت ساتھ لیا شہریار کا استقبال کیا صاحبقران نے عرض کی کہ حضور
کو اس سفر مین بڑی تکلیفین پہونچین بادشاہ نے جواب دیا کہ آپکے تصدق سے
بہت سے ملک فتح کیے راہ مین مجکو خبر گذری کہ نور الدہر نے صاحبقران زمان
کی دعوت کی ہی مین نے سرداروں سے کہا کہ اس دعوت مین شرکت ضرور ہی
پتہ پوچھنا ہوا یہان پہونچا عین وقت پر آگیا نور الدہر نے بادشاہ کو بھی اپنے
ساتھ لیا سرداران شاہی بادشاہ کو تاوارد نکے سائے مین لیے ہوے ساتھ ہین امیر
بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوے اُس بارگاہ مین آئے کہ جہان دسترخوان بچھا تھا امیر
نے بادشاہ کو مقام صدر پر جگہ دی بادشاہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ خواجہ کہان ہین
صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ساربان زادہ انتظام کرتا پھرتا ہی اُسکو آپ کیون
یاد فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہت اُنکو مدت سے نہین دیکھا اُنکی ملاقات سے تو
مشرف ہون خواجہ کو برق نے خبر دی کہ آپ کو بادشاہ یاد فرماتے ہین خواجہ سب
عیارون کو ساتھ لیے ہوے حاضر ہوے بادشاہ کو آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا
کہ خواجہ اچھے رہے عمرو نے کہا کہ جس وقت سے آپ تشریف لائے ہین سب عیار
خوشیان کر رہے ہین کہ اب ہمکو خلعت ملین گے مجکو بھی آپ کے آنے سے خوشی ہوئی

فوراً دوڑا کہ چل کر قدمبوس ہون یقین ہی کہ خلعت ملے اور غنچۂ آرزو کھلے یہ سُنکر بادشاہ
نے سلطان کج کلاہ کی طرف دیکھا فرمایا کہ ان سب صاحبون کے خلعت لاؤ سلطان
اُٹھے خواجہ عمرو برہنہ ہوگئے عرض کی کہ جسم خلعت کا مشتاق ہی بادشاہ نے سب سے
پہلے خلعت خواجہ عمرو کو پہنایا صاحبقران نے فرمایا کہ اڑے ساربان زادے تونے
خلعت پایا نذر تو دے خواجہ عمرو نے عرض کی کہ حمزہ روپیہ میرے پاس نہین ہی آپ
مرحمت فرمائیے تو مین نذر دون امیر نے فرمایا کہ خلعت تمکو ملا روپیہ مین دون عمرو
نے دست بستہ عرض کی کہ سب عیار حاضر ہین بادشاہ نے سب کو بلا کر فرداً فرداً خلعت
فاخرہ دیے خواجہ عمرو دربارگاہ پہ آکر ٹھہرے جو خلعت پہنے ہوے نکلا رومال بچھا دیا
کہا خلعت اُتار وای فرزند وکاروبار مین خلعت میلا ہوجائیگا کہین شادی مین پہنانا مین
بہت احتیاط سے رکھونگا یہ کہکر سب کے خلعت اُترو الیے اور نذر زنبیل کیے یہ خبر
بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے عیارون کو بُلوایا اور فرمایا کہ ہین تم سب صاحبون کو
الگ خلعت دونگا برق نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور خلعت کے عوض ہمکو نقدی ملجائے
بادشاہ نے خزانہ دار کو اشارہ کیا کہ ان لوگون کو نقدی دو خواجہ نے جو یہ خبر سُنی
آکر عیارون سے فرمایا کہ تم لوگون نے جو یہ نقدی پائی یہ میرا ہی باعث تھا اسمین سے
مجھے میرا بھی حصہ دو ورنہ مین بادشاہ سے کہکر اس رقم کو موقوف کرادونگا آخر عیارون
نے اُس نقدی مین سے بھی نصف نصف خواجہ کو دیا تب خواجہ راضی ہوے قران
و برق و چالاک و شبرنگ خواجہ کے ہمراہ ہین انتظام کرتے پھرتے ہین امیر
خاصے سے فراغت حاصل کرکے دربار مین تشریف لائے سعدین قباد آکے تخت پر بیٹھے
اور سردارون کو نور الدہر واسطے کھانا کھلانے کے لیجانے لگے جو کھانا کھاکے آتا ہی
دنگل اور کرسیون پر بیٹھتا ہی نور الدہر ہر مرتبہ آتے ہین سردارون کو لیجاتے ہین
کھانا کھلا کر لاتے ہین تمام سردارون کا دورہ بندھا ہوا ہی مگر نور الدہر پر بہت
شاق ہی جب دربار مین آتے ہین جملہ سردارون کو دیکھ کر فرماتے ہین کہ مقام افسوس ہی
کہ اس جلسے مین ہمارا بھائی آتشخو و شعلہ مزاج ایرج نوجوان نہ ہوا اس وجہ سے مجکو

بڑا رنج ہی نور الدہر اس افسوس میں تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ نقد... من دروان قاسم عالیشان آپہونچے ایرج نوجوان کنارے
بر لشکر کے ٹھہرے ہین نور الدہر یہ سنکر دوڑے خواجہ بھی ساتھ آئے آکر ایرج
کو گھوڑے سے اُتروایا بڑے اعزاز و اکرام سے نور الدہر نے استقبال کیا اور
بارگاہ مین لائے دست چپ پر صاحبقران کے آگے بیٹھے مگر پوچھ رہے ہین کہ یہ جلسہ کس بات
کا ہی لوگ کہ رہے ہین کہ نور الدہر نے صاحبقران کی دعوت کی ہی ایرج برہم
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ نور الدہر کے دماغ مین بڑا غرور بھر گیا ہی دادا جان
نے اُسکی دعوت کیون قبول کی یہ کہکر صاحبقران کی طرف متوجہ ہوے اور عرض کی
کہ دادا جان یہ دعوت آپ نے کیون قبول کی صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر باعث
یہ ہی کہ چھٹا دربند فتح نہ ہوتا تھا سب سردار زخمی ہو چکے تھے نور الدہر بھی زخمی تھے
مین وقت پر آیا آکر قلعہ تسخیر کیا اُنھون نے اس خوشی مین دعوت کی مین کیون نہ قبول کرتا
خدا تمکو فتح و نصرت نصیب کرے مین تمھارے یہان بھی دعوت مین آؤنگا ایرج نے
کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ نور الدہر سے بڑی خطا سرزد ہوئی مین واسطے رہا کرنے
جمشید زرین ترکش کے چلا تھا اُنھون نے اُسکو رہا کر لیا چاہیے تھا کہ یہ براے
رہائی سکندر ثانی جاتے اور مقدمہ جمشید مین دخل نہ دیتے صاحبقران نے فرمایا کہ
ای نور نظر جس سے کام بن پڑا اُسنے کیا اُنکے سامنے آگیا اُنھون نے رہا کر لیا
تُمھارا بھی طلسم مین نام ہی جابجا یہی ذکر سُنا کہ ایرج نوجوان نے کارہاے نمایان کیے
ایرج نے سر جھکا لیا صاحبقران کے سامنے کچھ جواب نہ دے سکے مگر نور الدہر کو
بہ نگاہ تند دیکھ رہے ہین کبھی جمشید کو دیکھتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جمشید اتنے
زمانے تک قید رہے تمکو اپنے رہا ہونے کی کیا جلدی تھی کیا ہم نہ تمکو رہا کرتے تمھاری
قید کا نشان تو ہم پا ہی چکے تھے رہا ہو جاتے جمشید آگاہ نہین ہی کہ یہ کون صاحب ہین
اِسنے برہم ہوکے جواب دیا کہ مین صاحب نصیب ہون کہ مجکو طلسم کشا نے رہا کیا اور کسی کا
احسان مجھپر نہ ہوا ایرج نے بگڑ کر کہا کہ تمھاری کیا حقیقت تھی کہ تمپر احسان ہوتا

ہمارا بھائی تمہارے ہمراہ ہی وہ بھلو بد سمجھتا ہی اور ہم جا بجا اُنکو بچلاتے ہین اگر ہمارا
قدم طلسم مین نہ آتا تو یہان تک کیونکر پہونچتے صاحبقران نے کہا کہ ای ایرج نوجوان
اب صحبت مین کچھ کلام نہ کرو اور خاموش رہو نورالدہر نے بہت کچھ صحبت میں لگایا ہی
بعد برخاست صحبت کلام کر لینا صاحبقران نے جو بگڑ کر کہا ایرج نوجوان خاموش ہو رہے
کہ نورالدہر آئے ایرج کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل کر خاصہ نوش فرمائیے ایرج نے کہا کہ
ہم کھانا کھا کر آئے ہین نورالدہر نے کہا کہ ای برادر مین تو نہ مانونگا ایرج نے کہا
کہ مین تو تمہارے ساتھ نہ جاؤنگا صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ تھام کے
کہا کہ ای فرزند ساتھ نورالدہر کے جاؤ اور بخوشی خاصہ نوش کرو تب ایرج نوجوان
ناچار ہو کر اُٹھے سردارون کو ساتھ لیا اور آکر خاصہ نوش کیا مگر بل تیور سے نہین اُترتا
یہی دمبدم فرماتے ہین کہ اگر نورالدہر نے دعوت کی تھی تو صاحبقران نے کیون
قبول فرمائی لندھور و مالک بجھا رہے ہین کہ ای شہریار جلسۂ عام ہی برہم نہ کیجیے
ایرج کھانا کھانے مین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین مالک و لندھور اصلاح کے
کلمات کہہ رہے ہین سمجھاتے ہین کہ ای شہریار بعد جلسے کے آپ کو اختیار ہی تب ایرج نے
خاصہ کھایا نورالدہر نے کہا کہ اب دربار مین تشریف لے چلیے آپ ہی کی وجہ سے ناچ
نہین شروع ہوا ایرج نوجوان بجون کے بھل اکڑتے ہوے چلے سب سردار ساتھ ہین
آکر بارگاہ مین بیٹھے خواجہ عمر و بیرون بارگاہ ہین صاحبقران نے قران سے کہا
کہ بھئی ناچ شروع کراؤ طائفے چیدہ اور منتخب آنے لگے ایک نازنین مہ جبین نہایت
شوخ و شنگ موسوم بی نیرنگ بائی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی +
سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہی +

لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اس سے
خط کو اُنکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی

ای کلو تم نے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی
جسکے بدلے مجھے اس درجہ رُلا رکھا ہی

آئی ہی نکہتِ گُل لے کے صبا کیا صیاد
شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی

کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری
کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی

جلد اُس غیرتِ بلقیس کو تو پہونچا دے
مین تری وعظ و نصیحت کو نہین سننے کا
آڑ کری ہی کہ مشتاق نہ صورت دیکھے
تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن ای گل
مجکو بھی میرے مقدر کا دکھا دو فرمان
چار دن مین سب اُجڑ جائیگا گلزار جہان
مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین
دو نون عالم ترے دیدار پہ غش کرتے مین
مُنہ دکھلانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین
واہ کیا تیری دھوان دار مسی ہی ای شوخ
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہنر مند

نامہ لکھا ہوا ای بادِ صبا رکھا ہی
ناصحا سر مرا بیکار پھرا رکھا ہی
آئنہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی
ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی
جانِ جان کو نسے دفتر مین لکھا رکھا ہی
باغ عالم مین وہ گل تمنے کھلا رکھا ہی
زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی
اسقدر ساری خدائی کو لبھا رکھا ہی
ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی
رنگ سوسن کا گلستان مین اڑا رکھا ہی
دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

خواجہ عمرو میلے مین پھرتے پھرتے قریب ایک بارگاہ کے پہونچے ایک نازنین کو دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل بیٹھی گا رہی ہی اُسنے جو خواجہ کو کھڑے دیکھا مسکرا کر اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری تشریف لائیے خواجہ کو تو میل اُسکی جانب ہوا تھا بیٹھ گئے اور بے اختیار سازندون سے کہا کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہی ساز بجاتے ہو اور میل نہین کرتے اس طریقے سے معلوم ہوا کہ بی شیر ننگ بائی بے سُری ہین اور ہمیشہ یون ہی رہینگی بائی نے مسکرا کر کہا کہ آپ تو کچھ گائیے مین نے آپ کی بڑی تعریف سُنی ہی خواجہ عمرو نے اُسی وقت زنبیل سے نکالی سازندون سے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اور خواجہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا
کسقدر خوشرنگ ہی ساقی مَے رنگین عشق
سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے

صاف رنگِ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا
آئینہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
جس سے شیدا اے رُخِ گلرنگ کو زخمی کیا
دیدۂ مخمور کی رنگت جب آنکھو نمین کھبی
اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر
کونِ گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہزبر

واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا
روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

خواجہ کا بھی گانے مین جی لگ گیا وہ رنڈی ہر مرتبہ بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ خواجہ کبھی ہمنے اس طرح کا گانا نہ سُنا تھا خواجہ اور دل لگا کر گا رہے ہین اور بہت سے لوگ آکر بیٹھے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے فرمایا کہ یہ ساربان زادہ کہان گا رہا ہی نور الدہر نے بڑھ کر عرض کی کہ نیرنگ بانی کے خیمے مین بیٹھے ہوے گا رہے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور الدہر جاؤ اور اُس ساربان زادے کو بُلا کر لاؤ اور کہنا کہ یہ کیا حرکت ہی ہم تو تمھارے یہان مہمان آئے ہین اور تم بازار مین بیٹھے گا رہے ہو نور الدہر نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو اُنکے بلانے کو نہ جاؤنگا صاحبقران نے بالاعلان صدا دی کہ ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ خواجہ کو جاکر لائے مگر خالی پلٹ کر نہ آئے سب سردار قصد کرنے لگے کہ ہم جائین اور خواجہ عمرو کو لے آئین مگر اور سردار تو ارادہ کرکے رہگئے مگر شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ نانا جان مین جاتا ہون ابھی سمجھا کر اُنکو لاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ مردانہ باش اسد اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ غلام ساتھ لیکر آئیگا اسد چلے اٹھارہ امیرزادے ساتھ ہین تلوارونکے سائے مین اسد کو لیے ہوے جاتے ہین اسد بارگاہ سے باہر نکلے خواجہ کی طرف چلے آواز خواجہ کی گویا رہبر ہی اُس بارگاہ مین آئے کہ جہان خواجہ گا رہے تھے اسد نے آکر سلام کیا عمرو نے دعا دی اسد نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ چلیے آپکو نانا جان صاحب طلب فرماتے ہین عمرو نے

سر جھکا لیا اسد کے ساتھ چلے قران وغیرہ ساتھ ہین کہ بارگاہ مین سامنے صاحبقران کے پہونچے مگر خواجہ برہم ہو رہے ہین آکر عرض کی کہ آپ نے اس دیوانے کو میرے لینے کو بھیجا مین نے پاس کیا کہ چلا آیا اگر نہ آتا تو کیا کرتے مگر دیوانے سے کون تکرار کرے خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے فرمایا اب بیٹھے نہین رات دو پہر سے تجاوز کر چکی ہے کچھ دو چار شعر گائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ مین محتاج و مفلوک ذرا کسی قدر شگفتہ ہوا تھا وہ شگفتگی آپ نے مٹا دی اگر مجکو کچھ ملے تو مین البتہ گاؤن نور الدہر نے اُسی وقت چند کشتیان جواہرات کی لا کر دین جب تو خواجہ کشتیان لیکر بیچ محفل مین آکر بیٹھے زنبیل سے نے نکالی بصد جوش و خروش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

فدا دل تمھارا جو اسیر ہوا ؛ کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا ؛
دلِ شیخ مائل صنم پر ہوا ؛ مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا ؛
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے ؛ تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
سماجت بہت یاس و حسرت نے کی ؛ موافق نہ ہم سے مقدر ہوا
گلے پر چھری پھر گئی صبح وصل ؛ جہان شور اللہ اکبر ہوا
ہزارون گلو نکے ورق اُڑ گئے ؛ چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
کہین قبر کو خاک آرامگاہ ؛ کہ ممکن نہ تکیہ نہ بستر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام ؛ تجھے ڈھونڈتے مجکو دن بھر ہوا
شب و روز از غیرت مہر و ماہ ؛ طلب مین تری مجکو چکر ہوا
پر پرد کو لکھا بھی نامہ اگر ؛ تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا
تمنا رہی کچھ سزا بھی نہ دی ؛ گنہگار خاصہ تو اکثر ہوا
ہوا لذتِ عشق کے بر خلاف ؛ کبھی درد دل کم جو ذم بھر ہوا
یہ کس رشک لیلی کے غم مین ہزبر ؛ ہین تصویر مجنون سراسر ہوا

خواجہ بالطف گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سب سردار تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین صاحبقران دمبدم فرماتے ہین کہ خواجہ کس مزے سے گا رہے ہو سب

سردار وجد مین بیٹھے ہین جو سردار اندر آنے کے لائق نہین ہین وہ بیرون بارگاہ ہین مگر گوش بر آواز ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آج تو خواجہ نے بیقرار کردیا کیا مزے سے گا رہے ہین دل سبھون کے کھینچ لیے پہلو مین اُس بارگاہ کے کوہ فلک شکوہ ہی گلہاے زنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون بجید طائر آشیانون سے سر نکالے ہوے سماعت مین مصروف ہین کہ پہاڑ پر برق چمکی سب نے خیال کرکے دیکھا کہ چند ستارے چمکتے ہوے آتے ہین وہ ستارے چمکتے ہوے بارگاہ مین آئے خواجہ نے دیکھا کہ ایک نازنین قتال عالم چہرہ آفتاب عالمتاب دریاے جواہر مین غوطہ زن نازنین رشک چمن سیمتن گلبدن نہایت حسین و جمیل ہی بقول شاعر

نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ... وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجائے ہوش

غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق ... زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش

کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور ... اخترِ بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش

روے تابان تھا کہ میری شبِ امید کی صبح ... میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

وہ جبین جسکی محبت کا دلِ بدر مین داغ ... خمِ ابرو ہی کہ جس کا مہِ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا درِ میخانۂ ناز ... مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش

متحرک لبِ نازک تھے برنگ گُل تر ... متبسم صفت غنچہ دہانِ خاموش

شیشۂ میکدۂ حُسن گلوے زیبا ... جسمین معمور نزاکت کی شرابِ سرجوش

مہر آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال ... نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم ... بے حجابانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش

جنبشِ لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے ... ناز کی کا یہ اشارہ ہی کہ بس بس خاموش

دیگر

وہ سینہ حسینون کی مدِ نظر ... کہ اُبھرے ہوے دو تھے جس پر ثمر

دیگر

وصف موے کمر ہی حد سے فزون ... دردِ سر ہو جو موشگافی کردن

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا ... تار خطِ شعاع دہر کسا

طبع نازک نے بھید یہ پایا + آئینہ مین شکم کے بال آیا +
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور یا تراشی ہوئی ہی ساقِ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن + شمع فانوس جیسے ہو روشن +
لال مہندی سے دونون تھے کفِ پا ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا +
قد کی تعریف مین ہی حیرانی + کلکِ قدرت کہون کہ سروِ سہی +

سراپا خوب معشوق محبوب چار نازنینان مہ جبین اور ساتھ مین دو دست راست کو دو دست چپ کو مثل ہمزاد ہمراہ مین خواجہ کی نگاہ افسر اعلیٰ پر پڑی برق نے اُس کو دیکھا کہ جو دستِ چپ مین ہی چالاک کی اُسپر نگاہ پڑی کہ جو دست راست مین ہی اُسکے بعد جانسوز بن قران نے ایک پر نگاہ ڈالی ایک پر نگاہ ضرغام شیر دل کی پڑی عمرو تو سر دُھننے لگے آہ آہ کے نعرے زبان سے بلند مین برق ایک طرف تڑپنے لگا جانسوز بے قرار ہی ضرغام پھڑک رہا ہی خواجہ چو خاموش ہوے اُس نازنین نے صاحبقران کو سلام کیا کہا کہ ای شہریار مقام تاسف ہی کہ ہم مخل صحبت ہوے گانے ہی کے اشتیاق مین ہم بھی آئے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمارا آنا شاق ہوگا اگر مناسب ہو تو وہی سمان پھر بندھ جائے امیر نے فرمایا کہ خواجہ گانا شروع کرو تمھاری یہ مشتاق مین عمرو نے فوراً سازون کو درست کرا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

اُس بیوفا سے دل جو لگایا تو کیا ہوا آیا نہ وہ جو زہر بھی کھایا تو کیا ہوا
مردہ مریضِ عشق کا زندہ نہ ہوسکا شانہ مسیح نے بھی ہلایا تو کیا ہوا +
زیب اُسنے نقشِ پا سے تو تربت کو میری دی پھولونکو قبر پر نہ چڑھایا تو کیا ہوا
اپنی یہی خوشی ہی کہ تم شادمان رہو عاشق سمجھ کے ہمکو رُلایا تو کیا ہوا
آخر مرے لہو سے کیے تم نے ہاتھ سُرخ برسون حنا نے رنگ جمایا تو کیا ہوا
خود بھی تو سوزِ غم سے جلی شمع رات بھر پروانون کو جو اُسنے جلایا تو کیا ہوا
کیا مل گیا جو آپ نے بسمل کیا مجھے + اک بیگنہ کا خون بہایا تو کیا ہوا +
آزردہ اتنا عاشقِ بیتاب سے نہ ہو کچھ حال دردِ دل جو سُنایا تو کیا ہوا

آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا		کچھ روز وصل و ہجر کی باتین کرو اگر

اُس وقت عجب طرح کا لطف ہو وہ نازنین کرسی پر بیٹھی ہی چارون کنیزین مثل ستارۂ سحری گرد بیٹھی ہین اور گانا بگوش دل سُن رہی ہین خواجہ عرصۂ دراز تک گائے آخر کو گانا موقوف کیا وہ مہ جبین کرسی نشین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ سے آنکھ ملا کر کہا کہ لو خواجہ خدا حافظ و ناصر پھر بھی ملاقات ہوگی خواجہ کے ہوش درست نہ تھے کیا جواب دیتے صرف سر ہلا دیا وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ اُٹھا کر بادشاہ کو دعا دی کہ پروردگار یہ جلسہ ہمیشہ برقرار رہے صاحب جلسہ سلامت رہے حقیقت مین کیا جلسہ ہی کیا کیا سرداران نامی ہین کس لطف سے بیٹھے ہین ماشاء اللہ خدا اس جلسے کو قایم رکھے یہ کہ کر اُسی طرح جست کی سرابچے کو فرا کر پانچون چلین اُدھر تو وہ نازنین جلسے سے اُٹھ کر گئی اور اِدھر خواجہ گھبرا کر اُٹھے صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار غلام رخصت ہوتا ہی اگر زندہ رہونگا تو آکر قدمون کو بوسہ دونگا اور اگر موت لیے جاتی ہی تو فاتحۂ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا یہ کہ کر عمرو نے جست کی اور لڑکھڑا کر گرے اور پھر تڑپ کر اُٹھے جست جو کی سرابچے کو فرا گئے برق وغیرہ بھی عمرو کے ساتھ چلے جب مہتر قران نے قدم بڑھایا صاحبقران نے قران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ ای مہتر قران دو تین باتین سُن لو ظاہر ہی کہ عمرو بحر عشق مین غرق ہی آج اُسکے ہوش وحواس مین فرق ہی اور یہ چارون جان لشکر اور روح عیاران عمرو سے بھی زیادہ بدحواس ہو رہے ہین ان سب کی حفاظت کرنا ان سب کو مین تمسے لونگا اگر کوئی اس مین قتل ہوگیا تو مین تمسے معاوضہ کرونگا اور ان چارون مین تمھارا بیٹا بھی ہی مثل اُس کے سب کی حفاظت کرنا قران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے عرض کی کہ حضور یہ بڑا بار غلام پر رکھتے ہین مگر جہانتک ہوسکیگا کمی نہ کرونگا یہ کہ کر قران نے بھی جست کی سرابچے کو فرا کر پار ہوے بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرچند کہ نور الدہر نے چاہا پھر جلسہ جماؤن طائفے آئین اور پھر وہی رنگ صحبت اور نئی کیفیت ہو مگر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے جلسہ درہم وبرہم ہوا اگر مہتر قران نے نکل کر دیکھا کہ آگے سب کے خواجہ عمرو دیوانہ دا

دو وحشی مثال بکتے ہوے جاتے ہین ایک طرف برق فرنگی ایک طرف جانسوز بن قران
ایک طرف ضرغام وچالاک مگر سب بدحواس ہین بے قرار ہو کے پکارتے ہین نظم

دل مین جو سر زلف پریشان نہین رکھتے ۔ وہ سر نہین رکھتے کوئی سامان نہین رکھتے
جو الفتِ رخسارۂ جانان نہین رکھتے + قرآن کی محبت وہ مسلمان نہین رکھتے
دل اور حسینون سے لگائین گے ہم اپنا ۔ عاشق کبھی پرواے حسینان نہین رکھتے
ہو راز محبت نہ کہین فاش ہمارا + اسواسطے ہم چاک گریبان نہین رکھتے
کیون دلکو نہ ہو عشق ترے مصحفِ رُخ کا ۔ کب خواہش قرآن مسلمان نہین رکھتے
ٹکڑے کرین اس جوششِ وحشت مین کسے ہم ۔ جامہ نہین رکھتے ہین گریبان نہین رکھتے
کافی ہی نہین ہجر مین آہ دل سوزان ۔ ہم روشنی شمع شبستان نہین رکھتے
جز وصل نہ ہووے گی شفا ہم کو طبیبو + ہم درد وہ رکھتے ہین کہ درمان نہین رکھتے

اس رنگ مین سب جاتے ہین ایک مقام پر ایک نالہ ملا کہ پانی سے خشک ہی وہان پر خواجہ بیٹھ گئے خاک منھ پر مل رہے ہین چارون نے آپس مین اشارے کیے برق نے کہا کہ ای چالاک چلو فکر کرین معشوقہ پر قبضہ ہو چارون آپس مین اشارہ کرکے نالے مین گر پڑے لوٹ مار کر نکلے تڑپتے ہوے چلے چارون آپس مین کہتے ہوے کہ یارو اپنی اپنی معشوقونکو تلاش کرو قبضہ کرین عمر بھر کو فراغت حاصل ہو جائے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے ایک تکیہ دکھائی دیا اُسپر روشنی معلوم ہوئی یہ چارون اُس طرف چلے یہان مہتر قران خواجہ سے باتین کر رہے ہین اور سمجھاتے جاتے ہین کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کا دنیا مین نام ہی ہرچند کہ نام اُسکا نہین ظاہر ہوا اگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ عیارہ تھی اب مناسب ہی کہ اپنے حواس درست کیجیے چلکر اُس پر قبضہ کیجیے آپ بہت بدحواس ہین اگر خدانخواستہ کوئی ذلت ہوگی تو ہمیشہ مشہور رہیگی خواجہ فرماتے ہین کہ ای جان بخش مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا مین ہرچند ضبط کرتا ہون نہین ہو سکتا افسوس کا مقام ہی اتنا دریافت کرو کہ یہ ظالم کون تھی اور عیارہ بن کیا دیکھا قران جاتے ہین وہ چارون عیار میری پشت پر بیٹھے ہین باتین کرتے کرتے قران نے

پشت پر دیکھا اُن چارون کو نہ پایا بس قران گھبرا گئے کہا اُستاد غضب ہوا آپ یہان سے نہ ہٹیے گا وہ کمبخت تو نکل گئے دل گواہی دیتا ہی کہ کسی بلا مین جا کر پھنسین گے یہ کہکر مہتر قران بغدہ ٹیک کر چلے مگر ان چارون نے جو تکیے پر روشنی دیکھی چارون تکیے پر چڑھ گئے دیکھا کہ بیچ مین ایک ماہ طلعت طفل خوبصورت جوڑا بھاری پہنے ہوے کس لطف سے رقص کر رہا ہی جو لوگ کھڑے ہین وہ تعریفین کر رہے ہین اُس طفل کے ہاتھ مین ایک سُنہرا تھال ہی اُس مین چومک روشن ہی ہر ایک کے سامنے اُس چومک کو لیجاتا ہی بطور بیل کے کوئی دو روپئے ڈال دیتا ہی اور کوئی چار دیتا ہی وہ تھال تمام روپیون سے بھرا ہوا ہی یہ چارون جو جا کر کھڑے ہوے آپس مین اشارے کر رہے ہین برق کہتا ہی کہ نگاہ میرے معشوق کی ہی جانسوز اشارہ کرتا ہی کہ ادا میرے محبوب کی ہی اپنے اپنے معشوق کے پتے نکال رہے ہین وہ طفل چرخ مارتا ہوا اِن چارون کے قریب آیا ان چارون نے کمر سے روپئے نکالے جب اُس تھال مین ڈالنے لگے تو اُس طفل نے چومک پر ہاتھ مارا پروانے بیہوشی کے ہاتھ مین تھے وہ چومک پر گر کر جلے ان چارون کے دماغ مین دھوان پہونچا لڑکھڑا کے گرے اور تو سب کو دیکر بھاگ گئے مگر اُس طفل نے تھال کو زمین پر رکھدیا اور نہایت اطمینان و دلجمعی سے چارونکے پشتارے باندھنے لگی کہ نعرہ ہوا کہ او مکارہ خبردار منم مہتر قران یہ فرزندان عمرو ہین مین نے تجکو دیکھا اپنے نام کا نعرہ بھی کیا نعرۂ قران سریع السیر چون باد بہاری + جہان سرہنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدرِ آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + جیسے ہی مہتر قران قریب پہونچے چارون عیارون کے گرد پھرنے لگے اُس عیارہ نے حلقہ ہاے کمند مارے مہتر قران نے حلقہ ہاے کمند بغدے سے کاٹے اُسنے نیچہ مارا مہتر قران نے بغدے پر روکا نیچہ ٹوٹ گیا قران نے کہا کہ او نازنین بھاگ ورنہ ایک بغدہ ماردونگا کہ پائون اُڑ جائیگا اُسنے خنجر کمر سے کھینچا تھا کہ مہتر قران نے جھک کر اُلٹا بغدہ پائون پر مارا کہ وہ نازنین بھاگی قران نے پکار کر آواز دی کہ قسم ہی تجکو اپنے دین مذہب کی کہ نام اپنا بتاتی جا اور مالک کا اپنے نشان دے ورنہ ہم تلاش کر لین گے اگر بتادے گی تو تیرا

احسان ہوگا اُسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای مہتر قران میرا نسیم سبکرو نام ہی مجکو حکم تھا
کہ ان چارون کو گرفتار کرلانا مین اسی واسطے ٹھہری تھی ہماری مالک کا نام نامی ملکہ
صہبائے خمار افزا ہی اور چارون جو ساتھ تھین اُنھین مین سے مین بھی ہون آگے
بڑھکر درۂ کوہ ملیگا درۂ کوہ سے نکل کر صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی صحرا مین قلعہ ہی کہ
جسکو مقام ثریا راج کہتے ہین ستر ہزار عیار بچیان وہان رہتی ہین اُن سبھون کی
ہماری بی بی افسر ہین مگر خبردار مقام ثریا راج پر آنیکا ارادہ نہ کرنا کئی ہزار عیارون
کی قبرین اُس مقام پر بنی ہین اپنے ملکون سے دعوی عیاری کر کے آئے اور
ہاتھ سے ملکہ کے مارے گئے اب مدت سے کوئی دعوی عشق کا نہین کرتا تم لوگونکی کیون
شامتین آئی ہین ان چارون کو لیکر پلٹ جاؤ اگر وہان آؤگے تو بہت پچتاؤگے قران
نے کہا کہ اُستاد ارادہ رکھتے ہین ہم ضرور آدینگے بی صہبا کا نشہ اُتار دین گے اسپر
غرور نہ کرنا کہ ان عیارون کو بیہوش کیا یہ چارون عیار لشکر اسلام ہین جوش
عشق مین مبہوت ہو رہے ہین نسیم تو جست کرتی ہوئی سامنے سے نکل گئی مہتر قران
نے چارون عیارون کو ہوشیار کیا جب یہ چارون ہوشیار ہوے تو کہتے تھے کہ ای
قران تم کیون آئے ہماری معشوقہ کے دل کو صدمہ پہونچایا ہمین اپنے دوش پر وہ
لادکے لیجاتی مراد دل کی برآتی قران نے چارون کو جھڑکا یہ تو چارون کو لے کر چلے
مگر خواجہ بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ خواجہ چلو چلکر معشوق کو تلاش کرین قدمون پر
سر رکھدین گے عرض کرین گے فرد ادب تا چند ای دستِ ہوس قاتل کے دامن کا +
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ مجھسے اپنی گردن کا + شاید اُس قاتل کو رحم آئے قران
نہین معلوم کس فکر مین ہین نہین معلوم برق و چالاک وغیرہ کہان گئے یہ سوچ کر
ایک جانب بھاگے رات کا سناٹا ماہ تابان فلک پر نکلا ہوا ہی صحرا تمام روشن انبار
سے پھولون کے وہ صحرا رشکِ گلشن اکثر طائران صحرائی اپنے اپنے آشیانون سے
سر نکال کر صبح جانکر چہکار رہے ہین گویا باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین کوسون تک
کوڑیالہ کھلا ہوا ہی وہ صحرا نمونۂ بہشت عنبر سرشت ہی خواجہ اُسکو طی کرتے ہوے جاتے ہین

کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی نَے نئے طور سے بجا رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

اب نہ پریون کی ہوس ہی نہ پرستانکی ہوس — دل جو اُلٹا ہی تو ہی کوہ وبیابانکی ہوس

سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمان کی ہوس — دل کو ہی آٹھ پہر کوچۂ جانان کی ہوس

پیرہن کانٹون سے نُچوانے چلے وحشت مین + — لیچلی وحشت کو پھر چاک گریبان کی ہوس

جب کسی طرح رسائی نہ ہوئی آخرکار — خاک اُڑوانے لگی کوچۂ جانان کی ہوس

کوے جانان سے کہین بڑھکے نہین ہی حرمت — کسلیے پھر مین کرون سیرِ گلستان کی ہوس

شوق دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے — اُس پہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس

مُنھ کو آئیگا کلیجہ ترا سُن ای بلبل + — خون رُلوائیگی تجکو گُلِ خندان کی ہوس

آرزو ابتو وطن کی بھی نہین ہمکو ہزبر — دل مین اپنے ہی درِ شاہِ خراسان کی ہوس

ان اشعار کو سُنتے ہوے کشتۂ تیغ ابرو وا سیرِ طرۂ گیسو چلے ایک مقام پہ جاکر دیکھا کہ بیچ صحرا مین ایک عمارت بنی ہی مگر عمارت مختصر چہار طرف پردے بندھے ہوے چرم شیر کا اُسپر فرش بیچ قصر مین ایک نازنین جوگن وضع جوڑا اترچھا بندھا ہوا بھبھوت مروارید بے بہا کا چہرے پر ملا ہوا ساری کی گاتی آڑی بندھی ہوئی کنڈل زمرد کے کانون مین کہ عکس اُن کا جو عارض پر پڑتا ہی کھیتی حُسن کی سرسبز ہوتی ہی موتیون کی سمرنین دستِ نازک مین آسن مارے بیٹھی نَے بجا رہی ہی جنگلہ گا رہی ہی رات کا وقت صحرا مین سناٹا آواز جو صحرا مین نَے کی بلند ہی طائران صحرائی آشیانون سے گر رہے ہین قریب اُس محجوب کے آکر بیٹھے ہین مگر صورت اپنے معشوق پریوش سے بہت ملتی ہی سراپاے معشوق کا جو نشان پایا عمرو بیقرار ہوکر دوڑے اُس مکان مین جست کرکے آئے اُس نازنین نے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ ای شخص یہان نہ آنا مگر خواجہ جوش وخروش مین کب مانتے ہین اُس جوگن کے قریب آئے آگے اُس جوگن کے دھونی لگی ہی دھوان آہستہ آہستہ اُٹھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ قریب پہونچے اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شخص بیٹھ جا خواجہ بیٹھے اُس قتال عالم نے اُنگلی سے دھونی کو اشارہ کیا دھوان زیادہ نکلنے لگا جیسے ہی دھوان بلند ہوا پیچ وتاب کھاتا ہوا اچلا بوے خوش جو آئی خواجہ سونگھنے لگے اور وہ جوگن خواجہ کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے

بتا رہی ہو عجب رنگ سے گا رہی ہو کہ خواجہ ذبح ہو رہے ہین جب بخوبی دھوان عمرو کے دماغ مین پہونچا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے منظور ہوا کہ قدمبوسی کرون کچھ حال دل بھی ظاہر کرون جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے۔ اُس ظالم نے آواز دی کہ باش او ساربان زادے کمال ہمارا دیکھا اسی منہہ پر دعوی عیاری کا یہ کہ کے پشتارہ باندھا شیر کی کھال جو بچھی ہوئی تھی اُسکو اُٹھایا پھر بعد اُسکے تختہ سنگ کو ہٹایا مہرہ نقب کا ظاہر ہوا پشتارہ لیکر اُسمین داخل ہوئی جی مین یہی کہتی ہو کہ یقین ہے کنیزون نے بھی میری کام کیا ہوا پنے اپنے عاشق کو لیا ہو جسے تو جگہہ کسنے کی ہوگئی کہ مین اپنے طالب کو باندھ لائی اب قلعہ ثریا راج مین چل کر اسکو قتل کرون اور شتہار دون کہ اسی منہہ پر نام شہنشاہ عیاران رکھا تھا ایسی باتین سوچ کر نقب کے اندر پہونچی ایک صحرا مین نکلی اپنے قلعے کی طرف رُخ کیا چاہتی ہو کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن قلعے مین سب کنیزین راہ دیکھتی ہونگی صہبا تو اُس خیال مین جاتی ہو مگر مہتر قران چارون عیارون کو ساتھ لیے ہوے جو اُس مقام پر آئے اُستاد کو نہ پایا قلب اُلٹ گیا کہا کہ ارے نالائقو تم تو یہان بیٹھو غضب ہوا کہ اُستاد چلے گئے سارے جنگل مین عیار بچیان پھیلی ہوئی ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی اُستاد کو گرفتار کرلے اور قتل کر ڈالے تو امیر باتوقیر کو کیا مُنہہ دکھاؤنگا اُنھون نے چلتے وقت مجھسے یہی عہد لیا ہو ہاے مین کیا جواب دونگا خواجہ عمرو نے غضب لیا مین تو بہت سمجھا گیا تھا مگر یارو تمنے اس مقام سے جنبش کی نوبت بُری طرح پیش آئونگا یہ کہہ کر قران نے اِن چارون کو بٹھایا مگر چارون مبہوت ہین تڑپ تڑپ کر آواز دیتے ہین کہ ہاے مقام ستم ہو کہ اس کاہیے نے ہمکو معشوقہ سے چھڑایا کس سے فریاد کرین کیا داد و بیداد کرین ہمارے حال دل سے خداوند عالم بخوبی واقف ہو صاف تو یہ ہو

نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہو	خاک پا کے سوا بھلا کیا ہو
نہین کھلتا ہو ماجرا کیا ہو	دل دھڑکتا ہو کیون ہوا کیا ہو
کچھ نفس کا شمار باقی ہو	تیرے بیمار مین رہا کیا ہو

ابھی کم سن ہین وہ نہین واقفت
ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی

دل کو کھو بیٹھے کیسے خوب ہوا
خیر اب اسکا جھیکنا کیا ہی

ای مسیحا بتا تو دے بسر
درد تنہائی کی دوا کیا ہی

نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے
روح کو آج ہو گیا کیا ہی

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو
یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی

جان لیتی ہی کیون شب فرقت
مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی

جان لینی تھی لے چکے صاحب
جائیے اب یہان دھرا کیا ہی

کیون ہر ہر پر آہ و نالہ کرتے ہو
خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

یہ تو سب اس حال مین بیٹھے ہوے رو رہے ہین اشکون سے مُنھ دھو رہے ہین فریاد کرتے ہین تڑپ تڑپ کر پچھاڑین کھاتے ہین لیکن مہتر قران نامدار تلاش مین اُستاد کی جاتے ہین قضائے کار جاتے جاتے اُسی صحرا مین پہونچے پہونچکر اُس مکان کو دیکھا جست کر کے اُس مکان مین آئے یہ تو یقین کامل ہوا کہ اسی جگہہ سے کوئی معرکہ گذرا بیہوشی کی بو آرہی ہی دھونی اُسی طرح روشن ہی دھونی پر پانی ڈالا چہار جانب جُھک جُھک کر دیکھا کسی طرف نشان قدم نہ پایا مہتر قران چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین حیران ہین کہ ای مہتر قران اُفتاد اُستاد پر اسی مقام پر پڑی لیکن جانے والا کدھر سے گیا اس سوچ مین مکان بھر مین دوڑتے پھرتے ہین ایک مقام پر آکر قدم جو مارا تختۂ سنگ کو جنبش ہوئی قران نے کھال ہٹا کر تختۂ سنگ کو جو ہٹایا دہرہ نقب کا ظاہر ہوا جی مین کہتے ہین کہ ای قران یہ مقام تو بقدرت خدا ملا ورنہ جانے والے نے بڑا کام کیا کس طور سے لے گیا دل سے یہ باتین کرتے ہوے نقب کو طی کر کے جو سر نکالا صحرائے سبزہ زار ملا ایک بلندی پر چڑھکر دیکھا کہ ایک جوگن وضع پشتارہ بدوش جاتی ہی قران راستہ کاٹ کر اس تیزی سے چلے کہ تھوڑی دور آگے نکل آئے ایک نخل کے نیچے آکر دیکھا کہ ایک پل خاکی بنا ہوا ہی وہ ہی گذرگاہ عالم ہی مہتر قران نے حلقہ ہاے کمند لگا کر خس پوش کیے خود مخفی ہو کر بیٹھے کہ وہ عیارہ آکر پہونچی چاہا کہ پل کے اوپر سے جاؤن مگر دل دھڑکا پکار کر آواز دی

کہ او کالیے مین نے تجکو پہچانا کیون چھپا بیٹھا ہی سامنے نکل آ مقابلہ کرے مہتر قران
سمجھے کہ اسنے مجکو دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کرو اُستاد کا پشتارہ چھین لو پھر سوچے کہ دم بھر اور
تامل کرو عیارہ نے سر سے گوپھن کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیکر آواز دی کہ ارے سامنے آ
ایک پتھر مارون کہ سر اُڑجائے یہ کہکر پتھر پھینکا وہ قران کے پیرون کے برابر آکر گرا
اب تو مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ اس مکارہ نے مجکو دیکھ لیا مگر انشاء اللہ تعالیٰ
کہان جائیگی جو ہمنے چاہا تھا وہ نہوا اُسنے دوسرا پتھر جو مارا وہ دس قدم پر جاکر
گرا مہتر قران سمجھ گئے کہ اسکا دل دھڑکا اُسکا علاج کررہی ہی تمکو نہین دیکھا پانچ
چار پتھر اسنے اسی طرح پھینکے آخر سوچی کہ ناحق دل دھڑکتا ہی چلو نکل چلین یہ سوچ کر
جست کی بیچ کمندون کے آکر اُتری قران نے شیر کی آواز دی جھجک کر رُکی قران نے
جھٹکا مارا کہ مُنھ کے بھل گری قران نے اس جلدی مین اُسکو نکل کر جاب مارا کہ دیکھے
نہ پائی پشتارہ پشت سے الگ گرا مہتر قران نے آکر پشتارہ کھولا خواجہ کو ایک درخت
سے لگا کر بٹھایا اور اُس عیار بچی کا سر خواجہ کے زانوُن پر رکھدیا اور اپنے ہاتھونمین
فتیلۂ رفع بیہوشی لیے ایک ہاتھ سے دماغ مین اُستاد کے فتیلہ دیا اور ایک ہاتھ سے
دماغ مین اُس نازنین کے دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات اُس کے مُنھ پر گرے اُسکو
بھی چھینک آئی اُسنے آنکھ کھول کر دیکھا اپنا سر خواجہ کے زانو پر پایا مہتر قران نے آگے
جُھک کر سلام کیا کہا اُستانی یہ کیا حرکت ہی یہ شہنشاہ اوج عیاری ہین بارگاہین
خیمے سراپردے موجود ہین وہان چلکر آرام فرمائیے صہبا جھلا کر اُٹھی خواجہ تو مثل
تصویر کے رہ گئے اور وہ جست کر کے چلی دور جاکر آواز دی کہ اوکالیے تونے مجھ کو
ذلیل کیا یہ جو مشہور رہی کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ہی وہ سب بیکار ہین جو کچھ ہی
تو ہی قران نے کہا کہ اُستانی یہ گمان نہ کرنا یہ تو سب کے شہنشاہ ہین مگر عشق مین تمھارے
مبہوت ہورہے ہین ورنہ کسکی مجال تھی کہ انکو ہاتھ لگاتا یا گرفتار کرتا ہم اُستاد کو لیکر
تمھارے مکان پر آتے ہین صہبا نے کہا کہ بھلا اوکالیے تونے اس ساربان زادے
کو اُستاد بنا کر بٹھایا ہی تجھسے بھی سمجھونگی قران نے کہا کہ اُستانی یہی تمکو گرفتار کرین گے

اور گوشۂ عافیت مین بٹھائین گے وہ چارون پکیجے بے مثل و بے نظیر ہین اپنی اپنی معشوقونکو
گرفتار کرین گے مگر آج اپنے ہوش مین نہین ہین انکو حقیر نہ جاننا صہبا جست وخیز کر کے
نکل گئی خواجہ روتے ہوے اُٹھے کہتے تھے کہ کیون ای قران تم اس مقام پر کیون آئے
راز و نیاز مین دخل دیتے ہو تم میرے ساتھ سے جاؤ ہاے میرا معشوق کس لطف سے
لیٹا تھا تم عین وقت پر سامنے آگئے معشوق کو حجاب ہوا قران نے کہا کہ اُستاد اب
پلٹیے نہین معلوم اُن چارون پر کیا گذری چل کر اُنکا حال دیکھون وہ بھی کمبخت اپنے
ہوش مین نہین ہین ہو حق کر رہے ہین خواجہ کو تو مہتر قران ساتھ لیکر چلے مگر ہر مقام
پر خواجہ یہی چاہتے ہین کہ قران سے جدا ہو جاؤن قران نے ہاتھ تھام لیا کشان کشان
لیکر چلے یہان چالاک بیٹھے بیٹھے سوچے کہ ای چالاک معلوم ہوتا ہی قبلہ و کعبہ کی معشوقہ
کی تلاش مین قران گئے ہین تم اپنی معشوقہ کی خود فکر مین نکلو یہ سوچ کر تینون کی نگاہ
سے اپنے کو بچا کر ایک نالے مین گرا دیا اور جست وخیز کرتا ہوا چلا صحرا کا سناٹا انسان و
حیوان کا نام نہین درخت بھی خاموش کھڑے ہین چاندنی کا ظہور ہر طرف عالم نور ایک
طرف سے دیکھا کہ ایک مادۂ آہو جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہی مگر پستانون مین اُس کے
دودھ بھرا ہی سامنے سے چالاک کے جو مادۂ آہو نکلی چالاک نے چمکارا طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ مادۂ آہو پالوتھی چمکارنے سے رُک گئی چالاک نے دھوکا دے کر
حلقہ ہاے کمند مارے وہ مادۂ آہو گری چالاک جست کر کے سینے پر سوار ہوا سینہ
جو مادۂ آہو کا دبا پستانون سے دودھ کی دھار نکلی وہ دھار دماغ پر پہونچی چالاک
لڑکھڑا کر گرا کھال اپنے جسم پر سے اُس نازنین نے دور کی پوست کے اندر سے مثل برق
چمک کر نکلی اور نعرہ کیا کہ منم غزال رعنا کنیز ملکہ صہباے خمار افزا دو عیارون
گرفتار کرتے ہین یہ کہ کر پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نیمچہ ہاتھ مین جست وخیز کرتی ہوئی
چلی مگر مہتر قران جو اُستاد کو لیے ہوے اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ تین عیار بیٹھے ہین
اور میان چالاک ندارد اُن تینون سے پوچھا کہ چالاک کہان گیا برق نے جواب
صاف دیا کہ ہمنے نہین دیکھا کہین ہونگے قران خواجہ کو چھوڑ کر اور یہ کہ کر کہ براے خدا

یہان سے نہ ہٹیے گا تینون عیارون سے کہا کہ ادنا لائقو کیون عزت عیاری کی ناحق کھوتے ہو ذلیل و رسوا ہوتے ہو اگر مین کد و کاوش نہ کرتا تو احوال معلوم ہوتا یہ کہکر مہتر قران تلاش مین چالاک کی چلے ایک بلندی سے آکر دیکھا کہ ایک عیار بچی پشتارہ بدوش جاتی ہی مہتر قران نے کود کر آواز دی کہ او مکارہ کہان جاتی ہی ذرا ٹھہر جا غزال رعنا نے پلٹ کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کالے تجکو چین نہین پڑتا قران نے کہا کہ میرے بھائی کا پشتارہ ڈال دے ورنہ نہ جانے دونگا غزال کو اپنی عیاری کا بڑا گھمنڈ ہی نیمچہ کھینچ کر پیترے بدلنے لگی جیسے ہی قران آئے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ مار رہی ہی کمر کو بچا کہ سر پہ ہاتھ مارا کبھی سر کو بچایا کمر پہ ہاتھ مارا مہتر قران بھابھی صاحب کو کر خالی دیتے جاتے ہین آخر وار اُسکا بغدے پر روکا نیمچہ پڑتے ہی ٹوٹا جیسے ہی نیمچہ ٹوٹا اُلٹا بغدہ پاؤن پر مارا جب تو غزال رعنا نے پشتارہ پھینکا اور صحرا کی طرف بھاگی قران چالاک کا ہاتھ تھام کر کشان کشان لے چلے چالاک کہتا تھا کہ ای خلیفہ صاحب ایسے وقت پر تم کیونکر آئے تمنے عین وقت پر آکر مجکو معشوق سے جدا کر دیا قران نے کہا کہ قتل کرنے لیے جاتی تھی چالاک نے کہا کہ ہمکو اپنے دوش پر لادے لیے جاتی تھی لیجا کر اپنے مکان مین پہونچاتی قران نے کہا کہ او کمبخت تو نے آبرو عیاری کی کھوئی ایک عیار بچی تجکو گرفتار کر کے لیے جاتی تھی یہ کہکر قران چالاک کو کھینچتے ہوے لے چلے یہان ضرغام بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ای ضرغام قران یون ہی جاتے ہین اور آتے ہین کتنا پاکر رہے ہین ای ضرغام اپنا کام خود چلکے کرو دل مین یہ سوچ کر ضرغام روانہ ہوا مہتر قران جو چالاک کو لیکر آئے ضرغام کو اُس مقام پر نہ پایا گھبرا گئے کہا یارو بتاؤ ضرغام کہان ہی برق نے کہا کہ ہم کیا جانین کیا ہم کسی کی حفاظت کرتے ہین فراق محبوب مین تڑپ رہے ہین اپنا تو یہ حال ہی کہ اب تو بات کرنا بھی محال ہی نظم

دل ہی بیتاب جان بیکل ہی +	وہ جو اپنی نظر سے اوجھل ہی
قصہ اب کوئی دم مین فیصل ہی	روح مین وقت نزع ہلچل ہی

دل ہلا ڈالے ہین خلائق کے | کس قیامت کی اُنکی چھاگل ہی
جاتے ہین ہم جہان فانی سے + | کون ٹھہرے یہان تو ہلچل ہی
برق ہی آہ پر شرار اپنی + | مژہ اشکبار بادل ہی +
چاند سورج ہین تختیون سے خجل | کوسنے نور کی یہ ہیکل ہی +
تم بھی آئے ہو دیکھنے صورت | دلکے آئینے پر وہ صیقل ہی
بید مجنون ہی اپنا نخل مراد | اسمین اک پھول ہی نہ اک پھل ہی
آچھپا سایۂ کرم مین ترے | یہی اس بینوا کا کمل ہی +
باغ عالم مین گرنہ ہو وہ گل + | میرے نزدیک پھر یہ جنگل ہی
کیون نہین تھمتے ای ہزبر آنسو | آج آنکھون سے کون اوجھل ہی

اور کہا کہ ای خلیفہ صاحب آپ کے حالات سے ہم آگاہ ہوے زبان نہ کھلوائیے یہ سُنکر قران نے کہا کہ او بے حیا کیا زبان کھولیگا اور کیا تجکو معلوم ہوا آبرو عیاری کی مٹادی ساری تیزی خاک مین ملادی برق نے کہا کہ ہم اپنی فکر کرلین گے آپ تکلیف نہ فرمائیے قران نے جواب دیا ذلت اُٹھاؤ گے یا قضا ہی تو مارے جاؤ گے برق تو بڑبڑاتا رہگیا خواجہ سے مہتر قران نے کہا کہ اُستاد ضرغام کا نشان نہین معلوم ہوتا مین اُسکو تلاش کرکے لاتا ہون آپ یہان سے کہین نہ جائیے گا یہ کہہ کے مہتر قران تلاش مین ضرغام کی چلے مگر ضرغام جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی اخیر رات کا سناٹا طائر آشیانون سے نکل رہے ہین تارے آسمان مین چھپتے جاتے ہین اور کچھ طائر غل بھی مچاتے ہین ماہ تابان کا غروب ہونا ہوائے سرد کا چلنا جابجا شاخہاے درخت پر چاندنی کا نشان باقی ہی ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی آثار سحر نمودار ہین کہ ضرغام کے سامنے سے آواز آئی کیا مزا ہی لونگ چڑون مین یہ آواز سُن کر ضرغام نے پُکارا دیکھا کہ ایک جوان کمسن ہی دھاٹا باندھے ہوے مگر خوش چشم ضرغام نے جو آنکھون پر نگاہ ڈالی چشم معشوق یاد آگئی جیب سے پیسے نکالے ہاتھ مین اُس جوان کے دیے کہا کہ ای برادر ہمکو ان پیسون کے لونگ چڑے دو اُس جوان خوش چشم نے دونہ بنایا اُس مین لونگ چڑے رکھے

اور دو نہ لونگ چڑے کا اپنے ہاتھ مین لیکر مسکرا کر کہا کہ مہتر صاحب اسے نوش فرمائیے
مزہ تو آپ کو معلوم ہو ضرغام نے منھ کھول دیا اُسنے منھ مین چھوڑ دیے ضرغام نے وہ
نوش کیے جیسے ہی حلق سے اُترے ضرغام تھرایا دو قدم چل کر گرا بیہوش ہوا اُس نے
نعرہ کیا کہ منم سلطان حسینان پشتارہ ضرغام کا لیکر بھاگی مگر خوف مہتر قران سے
پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی ہی کہ نعرۂ قران کی آواز آئی سلطان کے پاؤن مین گویا
بیڑیان پڑ گئین راستہ چلنا مشکل ہوا قران جھپٹ کر قریب آئے آتے ہی نعرہ کیا کہ اری
پشتارہ ڈال دے سلطان نے نیمچہ کھینچا ہر چند کہ قران منع کرتے ہین کہ بھابھی صاحبہ
ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو خبردار نیمچہ نہ مارنا مگر سلطان کب مانتی ہی نیمچے مارنا شروع کیے
مہتر قران چوٹین خالی دے رہے ہین اور منع کرتے جاتے ہین کہ دیکھو بھابھی صاحب ایسا
نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جائے آخر جب سلطان نے نہ مانا قران نے اُلٹا بغدہ پاؤن پر
مارا اور دوسرا بغدہ نیمچے پر مارا کہ نیمچہ ٹوٹا سلطان پشتارہ پھینک کر بھاگی اور پلٹ کر
کہا کہ او کالیے تیری شکایت ملکہ بھی کرتی تھین اور سب نازنینان مہجبین تیرا ہی ذکر
کرتی تھین کہ تو بڑا مکار ہی خیر سمجھا جائیگا یہ کہتی ہوئی سلطان نکل گئی ضرغام کو
قران نے ہوشیار کیا ضرغام تڑپنے لگا قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا چل کمبخت
تم سب نے عزت عیاری کی مٹائی ضرغام نے کہا کہ خلیفہ صاحب فساد تمھاری ذات سے
پیدا ہوا قران نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کشان کشان ضرغام کو لیکر چلے اُس
مقام پر آئے دیکھا اُستاد سرنگون بیٹھے ہین تینون عیار بھی حیران حیران آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے سر جھکائے بیٹھے ہین مگر جانسوز کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہو کے
کہا کہ کس مصیبت مین میری جان پڑی اگر خدانخواستہ کسی کی جان پر بن جائیگی تو امیر
مجھسے بازپرس کرین گے برائے خدا اب یہان سے نہ اُٹھنا مین جانسوز کو بھی دیکھ آؤن
یہ کہکر ضرغام کو چھوڑا اور تلاش مین جانسوز کی چلے یہان جانسوز جستجو و خبر کرتا ہوا
جاتا تھا کہ ایک طرف سے ایک مالن کو دیکھا کہ سامنے سے آتی ہی جانسوز نے پکار کر کہا
کہ بی مالن ذرا ادھر بھی دیکھ لو مالن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا کہ کیون صاحب کیا راہ مین

ڈاکہ پڑتا ہی اس ناز سے مالن نے کہا کہ جانسوز ذبح ہو گیا حُسن معشوق کا آنکھون کے
نیچے پھر رہا ہی کہا ہمکو بھی پرشاد دو مالن نے تھال سے پھول اُٹھا کر دیے جانسوز نے جو
سونگھے غش آنے لگا مالن نے برابر آکر حلقے کمند کے مارے اور نعرہ کیا کہ منم خمار شکن
اور حباب مارا کہ جانسوز بیہوش ہو کر گرا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی تھوڑی دور چلی تھی
کہ نعرۂ قران کی آواز آئی بیٹا ٹھہر جاؤ قدم آگے نہ بڑھاؤ وہ نازنین پلٹی قران کو جو
آتے ہوے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا دیکھا کہ مہتر قران بغدہ تانے ہوے آتے ہین
خمار شکن نے پشتارہ پھینکا اور پکار کر کہا کہ او لنگوڑے کا لیے اگر تیرا قدم درمیان مین
نہ ہوتا تو ان سب کو مٹا دیا ہوتا مگر تو سب کی مدد کو پہونچا قران نے کہا کہ اے خمار شکن
یہ گمان سراسر بیکار ہی یہ وہ لوگ ہین کہ چشم مریخ فلک کو کور کرین مگر تم لوگون کی نگاہ کے
مارے ہوے ہین اپنے ہوش سے باہر ہین جو تمنے فقرہ دیا وہ جوشِ محبت مین کھا بدے
مگر یہ جب ہوش مین آوین گے تو زمین ہلا دین گے مین ان سب کا خدمتگزار ہون عیاری
اِنھین کا کام ہی خمار شکن نے کہا کہ ملکہ تیری بڑی شکایت کرتی تھین قران نے کہا کہ وہ
میری اُستانی ہین جو کچھ فرمائین وہ بجا ہی دیر تک خمار شکن باتین کیا کی قران نے جو
جانسوز کو ہوشیار کیا جانسوز نے معشوقہ کو دور کھڑے ہوے دیکھا چاہا کہ معشوق تک
پہونچون مگر قران نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ بس اب سحر قریب ہی اُس طرف چلو سب انتظار
کرتے ہونگے جانسوز کو لیکر چلے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ عمرو آگے آگے
تینون عیار پیچھے پیچھے اپنی اپنی معشوقون کا نام لیکر روتے ہین خواجہ فرماتے ہین کہ یارو
اس کالیے نے بڑا ستم کیا ایسا وقت پڑ آگیا ورنہ وہ تو مجھسے راضی تھی کہ قران نے جانسوز
کو بھی ساتھ لیا انھین دیوانون مین ملا دیا اب اُستاد کے برابر آئے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران
آپ کا چہار دانگ عالم مین نام ہی قلعۂ تریا راج سامنے ہی گوشے سے آکر ملاحظہ فرمائیے
اُستانی تخت پر بیٹھی ہین لباس وغیرہ پہن لیجیے خواجہ درۂ کوہ مین آئے وہ خلعت زنبیل
سے نکالا کہ جو بروز عقد آسمان پری حاصل ہوا تھا وہ خلعت شاہانہ زیب جسم کیا تاج
زمرد شاہ باختری زنبیل سے نکالا کہ جسمین الماس بے بہا و یاقوت اعلیٰ نصب ہین

اشیاے عیاری کمر مین نکال کر رکھے مہتر قران نے باہلے سپاہ گری زیب جسم کیے چارون دیوانہ وار پشت پر آب بغدے کا سایہ سر پر خواجہ کے کیے ہوے اس عظم د شان سے لیکر چلے جب سامنے قلعۂ تریاراج کے پہونچے دیکھا کہ اوپر پھاٹک کے ایک بنگلہ مرصع کار پڑا ہی اُسمین تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسپر صہباے خمار افزا جلوہ فرما ہین اور چارون مصاحبین نسیم شبک رو وغزال رعنا وسلطان حسینان وخمار شکن دست بستہ سب کیفیتین عرض کر رہی ہین ہر ایک نے مہتر قران ہی کا ملنا بیان کیا صہبانے شرما کر کہا کہ جو ہمنے سُنا تھا وہ سراسر غلط ٹھہرا ان عیارون نے یہ فطرت کی ہی کہ عمرو کو افسر بنایا ہی سب کام مہتر قران کرتا ہی وہ اکیلا کس کس کو روکیگا گرد صہبا سترہ اٹھارہ سحر کرسیان بچھی ہین اُسپر عیار بچیان بیچے پکڑے ہوے بیٹھی ہین صہبانے جو خواجہ کو آتے ہوے دیکھا پلٹ کر کہا کہ ای نسیم عیار بچیون کو لیجاؤ اس ساربان زادے کا استقبال کر کے لاؤ نسیم سب کی افسر ہی یہ جو اُٹھی چار سحر عیار بچیان اسکے ساتھ ہوئین بیرون دروازہ آکر ٹھہرین مہتر قران خواجہ کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ اُستاد والا نژاد دیکھیے کنیزین براے استقبال بیرون دروازہ آئی ہین یہ بھی مقدمہ خالی از مکر نہین ہی اپنے ہوش درست رکھیے خواجہ عمرو نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای جان بخش وای مونس غمگسار کیا حال دلکا پوچھتا ہی نظم

دل بھی خون ہو کے بہا دلمین جو پیکان آیا
صاحبِ خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا +
یاد مجھکو رُخِ زیبا ترا ای جان آیا +
جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا +
دھوم مجبوبِ الٰہی کی خدائی مین ہوئی
وحی بھیجی انھین اللہ نے قرآن آیا
کہتے ہو میت عاشق کو اُٹھاؤ جلدی
نہ زمین دی نہ ابھی دفن کا سامان آیا
دیکھنا دستِ جنون کی تو ذرا چالاکی
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا
اپنے مجروحونکا بیرحم کیا خوب علاج
پھلے زنگار سے لبریز نمکدان آیا +
دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنونکا جنون
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
حورین فردوس سے سینے کو چلی آتی ہین
کون پڑھنے کو مری قبر پہ قرآن آیا

تیری رحمت سے چڑھانے کو مری تربت پر ۔ پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا
تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا ۔ جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا
قدرتی پیرہن گل کی جو تھی قطع و برید ۔ کچھ سمجھ مین مرے دامن نہ گریبان آیا +
منزل جوش جنون کی جو مسافت طی کی ۔ غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا +
صبح ہونے کو ہی پروانو نکو ابتو نہ جلا ۔ وقت رخصت ترا ای شمع شبستان آیا
ای ہزبر آنکھ ذرا کھول کے دیکھو توسہی ۔ لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب درست و بجا ہی مگر ایسے کامل و اکمل کا سامنا ہی سر اُٹھا کر تو دیکھیے کتنی عیار بچیان بیٹھی ہین خواجہ نے کہا کہ بیٹا مطمئن رہو وقت پر سمجھا جائیگا قران نے پلٹ کر برق وغیرہ سے کہا کہ دیکھو یارو معشوقین تمھاری سامنے کھڑی ہین استقبال کو آئی ہین بدحواس نہ ہونا چارون نے عرض کی کہ خلیفہ صاحب ہم کیا کرین ہمارے ہوش درست نہین ہین جو ہو سکیگا وہ کرین گے مہتر قران سبکو سمجھاتے ہوے قریب پھاٹک کے پہونچے بیچ مین چمن لالہ زار آراستہ ہی قران تو جا جا کر پیر رکھتے ہوے آتے ہین چارون معشوقون نے ہاتھ بڑھا کر آواز دی کہ ای طالبو ہمارے آؤ چارون بلک کر دوڑے ہرچند کہ مہتر قران نے ہان ہان کی مگر معشوقان پریوشان کا مسکرا کر کہنا دلون پر وہ تاثیر ہوئی کہ لاکھ قران نے روکا مگر نہ رُکے چمن لالہ زار مین پھاند پڑے جیسے ہی چمن مین پھاندے ایک گرد اُڑی کہ چارون بیہوش ہو کر گرے عیار بچیون نے چاہا کہ ان چارون کو گرفتار کرین مہتر قران بغدہ پکڑ کے پھاند پڑے کسی کی گردن تھامی کسی کو اُٹھا کے دے مارا کسی کو دھکا دیدیا مگر یہ خیال ہی کہ کسی کو صدمۂ عظیم نہ پہونچے عیار بچیون مین کھلبلی پڑ گئی غلغلہ کر کے بھاگین مہتر قران نے چارون کو ہوشیار کیا کہا یارو چلو تمنے وہ ہی حماقت کی اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا نہ مانا آخر پھنسے چارون نے سر جھکا لیا قران کے پیچھے پیچھے چلے جب پھاٹک مین آکر پہونچے تو قران رُک گئے اور عیار بچیون سے کہا کہ جا کر ملکۂ عالم سے اطلاع کرو کہ تخت بھیجو اور خود برای استقبال آؤ شہنشاہ عیاران کا آنا اس طور سے نہ ہوگا عیار بچیون نے

جا کر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے اپنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ یہ کانیا بڑے جھگڑے پھیلاتا
ہی یہ لنگوڑا پھنسے تو مین خوشی کرون مگر کہان جاتا ہی یہ کہہ کے تخت سے اُٹھی کنیزون نے
تخت کاندھے پر اُٹھایا آگے آگے صہبائے خمار افزا پشت پر اٹھارہ سو عیار بچیان
اس دھوم سے صہبائے خمار افزا آئی تخت کو رکھوا دیا مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ عیاران
آئیے قران نے چٹکی لیکر کہا کہ اُستاد اب وقت ہوشیاری ہی خواجہ اُچک کر تخت پر
آئے ایک پہلو پر آکر صہبا بیٹھی مہتر قران نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا چارون عیار
پشت پر مگر مہتر قران نہایت ہوشیار چہار جانب دیکھتے ہوے اس دھوم سے سواری
مثل باد بہاری کے چلی خواجہ کو اس عظم و شان سے صہبا لیے ہوے دار الامارۂ شاہی
مین آئی تخت جواہر نگار بچھا تھا خواجہ کو دکر اُس تخت پر آئے قران پیچھے بیٹھے ہین
حفاظت اُستاد کی کو رہے ہین صہبا کرسی پر آکر بیٹھی گلابی کھینچی جام بادۂ گلرنگ سے
لبریز کیا سامنے خواجہ کے پیش کیا مہتر قران نے چٹکی لی خواجہ بے اندیشۂ انجام جام
کو پی گئے آنکھین سُرخ ہونے لگین خواجہ نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک سوکھا سا کباب
نکالا کہا کہ ای ملکۂ عالم گزک ضرور ہی ہم لوگ عیار ہین کل سامان اپنے پاس موجود رکھتے ہین
یہ کہہ کر کباب نوش کیا وہ جو سُرخی آنکھون پر آتی چلی تھی مائل بہ سفیدی ہوگئی نشے کا نام
نہ تھا صہبا حیران ہوگئی خواجہ نے بھی جام لبریز کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم نیازمند کے ہاتھ
سے تو ایک جام نوش فرمائیے صہبا بھی بے خوف پی گئی جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کہ
کلیجے مین آگ لگ گئی پاندان کُھلا تھا اُس مین سے مجلس حیران نکالی ہونٹھون پر جائی
آنکھون پر سفیدی آگئی اس طرح پر آپس مین دو دو جام چلے ہر ایک نے اپنا عیاری کا
طرز دکھایا جب کئی مرتبہ جام رد و قدح ہوے تو صہبا نے جھلا کر کہا کہ کیون مہتر
قران صاحب یہ تو ہم سمجھ گئے کہ تمنے عمرو کو سردار بنایا ہی ان سب مین کمال تمھاری
ذات کا ہی اور یہ عاشق بنکر آئے ہین یہ بھی سراسر فریب معلوم ہوتا ہی اگر کوئی کمی
پائی گئی تو جواب یہ ہی کہ ہم عشق مین مبہوت تھے اور اگر جواب باصواب دیا تو کہنے کی
جگہ ہی اسوقت انھون نے وہ حرکتین کین کہ جو عمدہ عیار کرتے ہین پہلا جام مین نے

ایسا دیا تھا کہ اگر دریا مین ڈال دیتی تو مچھلیان بیقرار ہو کر نکل آتین مجھے یقین تھا کہ آپ
جام کو نہ نوش کرین گے مگر بلا تکلف پی گئے کس لطف سے بیہوشی کو دفع کیا لہذا میرے
اوپر دباؤ نہ ڈالیے میرا تو اشتہار عام ہی کہ جو مجکو سر میدان زیر کرے مین اُسکی کنیز ہون
اور اگر مین زیر کرونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی مگر مجکو صاحبقران کا خوف ہی ایسا نہ ہو
کہ جب قتل کرنے کا ارادہ کرون تو صاحبقران دعوی دار ہون میری کیا مجال
ہی کہ مین اُنکو جواب دیسکون یا مقابلہ کرسکون اگر وہ اور فرزند اُنکے تحریر کردین
کہ ہم دعویدار خون عمرو نہ ہونگے تو مین لشکر کشی کرون سر میدان مقابلہ ہو حال
کھل جائیگا بیرون قلعہ ملاحظہ کیجیے ہزارون قبرین بنی ہین اپنے اپنے ملکون سے عیار
دعوے کرکے آئے مگر میرے ہاتھ سے زیر ہوے اور مارے گئے یہ اقرار نامہ موجود ہی
اگر اسپر آپ صاحبقران کے دستخط کرا دین تو پھر سر میدان مقابلہ ہو اور لشکر کشی ہو
خواجہ نے جواب دیا کہ فرزندان حمزہ تو بیشک لکھدین گے مگر حمزہ پر میرا کیا اختیار ہی
یہ سُنکر صہبا نسیم شباب رو کی طرف پلٹی کہا کہ ای نسیم فرزندان صاحبقران اور
سرداران صاحبقران کو بلواؤ نسیم اپنے مقام سے اُٹھی سات سو عیار بچیان اسکے
ہمراہ ہوئین نسیم بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر قلعہ سے نکل کر چلی آفتاب عالمتاب
ابھی نکلنے نہ پایا تھا کہ آگے آگے سب کے نسیم سات سو عیار بچیان پشت پر لشکر امیر
مین پہونچین اور سب سرداروں کو مع فرزندان حمزہ کے بیہوش کرکے لے چلین صبح ہوتے ہوتے
قلعے مین داخل ہوئین صہبا نے سات سو دنگل بچھوائے سب سرداران لشکر اسلام
کو اُس پر بٹھایا اور فتیلہ ہاے رفع بیہوشی دیے سب ہوشیار ہوے سب نے دیکھا کہ
خواجہ عمرو بیٹھے ہین سترہ اٹھارہ سو عیار بچیون کا دورہ بندھا ہوا ہی اور ایک
شاہزادی مثل آفتاب عالمتاب کے قریب خواجہ کے بیٹھی ہی صہبا اپنے مقام سے اُٹھی
سب سردارون کو موافق رتبے کے سلام کیا اور پکار کر کہا کہ مین آپ صاحبون سے
فریاد کرتی ہون کہ خواجہ قران کو ساتھ لیکر آئے ہین اور مجھپر دباؤ ڈالتے ہین
اور مرتبے سے میرے آگاہ نہین ہین اشتہار عام دے چکی ہون کہ جو مجھپر سر میدان

غالب ہو خواہ کنیز بنائے یا قتل کرے اگر مین غالب ہونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی
کئی ہزار عیاران نامی میرے ہاتھ سے مارے گئے قبرین اُن غربت زدونکی بیرون
قلعہ بنی ہین اکثر پھول چڑھانے جاتی ہون لہٰذا آپ لوگ اس کاغذ پر مُہر کردین کہ
ہم دعوی خون عمرو نہ کرین گے سب سردار رونے لگے کہاکہ ای ملکۂ عالم یہ کسطرح
ہوسکتا ہی کہ خواجہ قتل ہون اور ہم لوگ دعوی خون نہ کرین اگر صاحبقران زمان
مُہر کردین گے تو ہم لوگ بھی بلاتامل دستخط اپنے کردینگے صہبیا نے کہا کہ
خواجہ اب آپ تشریف لیجائین مین دربار صاحبقران مین آتی ہون عمرو نے کہا کہ
مین آقا سے مُہر کرادونگا مین جان دینے کو موجود ہون صہبیا نے سات سو مرکب منگائے
سردارون کو سوار کیا بیرون قلعہ پہونچائے آئی سب سردار یہ خلق دیکھکر نہایت
شرمندہ تھے لشکر کی طرف روانہ ہوے خواجہ بھی عیارون کو ساتھ لیکر چلے یہان
صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے صرف نورالدہر دربار مین تھے اور کوئی
سردار نہ آیا امیر نے گھبراکر فرمایا کہ یارو جملہ سردار میرے کہان ہین داراب عیار
لندھور نے بڑھکر عرض کی سات سو سردار چوری گئے کسی کے یہان سراچہ چاک
ہی کسی کے یہان نقب لگی ہی صاحبقران بہت پریشان ہوے نورالدہر نے
عرض کی کہ نقب تو میرے خیمے مین بھی لگی ہی مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ مجکو ہاتھ
نہین لگایا شبرنگ نے عرض کی کہ غلام گرد بارگاہ کے چرخ مار رہا تھا مین نے صبح ہوتے
دیکھا کہ ایک سیہ پوش بارگاہ سے حضور کی نکلا مین نے پیچھا کیا مگر چھلاوہ تھا کہ تڑپکر
سامنے سے نکل گیا مین نے جنگل تک تعاقب کیا لیکن اُسکو نہ پایا صاحبقران اسی تردد
مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی سب سردار حضور کے مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین
سبھون نے آکر قدم اقدس کو بوسہ دیا سب احوال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب خواجہ پلٹ آئین تو حال معلوم ہو یہ ذکر تھا کہ خواجہ سامنے آئے مگر حالت ابتر
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے کہا کہ ای
آقاے نامدار ملکہ صہباے خمار افزا آتی ہین امیدوار ہون کہ جو وہ کہے اُس کو

بدل قبول فرمائیے غلام جان دینے پر آمادہ ہو وہ قتال عالم جان ضرور لیگی اور مین جان دینے پر آمادہ ہون چارون عیار بھی دیوانہ وار بک رہے ہین خواجہ رو رو کے بیتابانہ عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ابتو یہ کیفیت ہو کہ اُس ظالم کے سامنے عرض کرون نظم

جھوٹ سچ باتونسے باز آؤ خدا کیواسطے
چُپ رہو بس مُنھ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

مُنھ سے بُولو بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے
معجزہ عیسے کا دکھلاؤ خدا کے واسطے

قلب عاشق جل رہا ہی سوز غم سے خود بخود
آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

ہم تو تمپر جان دین تم بیرخی ہم سے کرو
بیوفا اتنے نہ ہو جاؤ خدا کے واسطے

اگلی پچھلی باتین سب کُھلجائینگی چُپکے رہو
بس ہمارا مُنھ نہ کُھلواؤ خدا کے واسطے

وصل کی شب مختصر ہی صبح ہجران ہی قریب
ہمکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے واسطے

ہی نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید
مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کے واسطے

یاد ہی کہتے تھے شب کو آپ نہین بگڑینگے ہم
زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کے واسطے

اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہر بار
غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کے واسطے

امیر نے آنسو خواجہ کے پونچھے فرمایا خواجہ صبر کرو ایسا نہو کہ روح جسم سے نکلجائے خواجہ نے کہا کہ ای آقاے نامدار دامن صبر دست استقلال سے چُھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا مجھسے صبر نہین ہو سکتا ہین نے ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر نہین ہو سکا مجبور ہو گیا صاحبقران یہ باتین خواجہ کی سُن رہے ہین کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا صہبا آکر پہونچی وہ ہی چارون کنیز ین ساتھ ہین پہلوان عادی نے روکا صہبا نے پیچھے ہٹ کر جست جو کی سراپچہ فراکر سامنے صاحبقران کے پہونچی مثل ہلال شب ادل خم ہوئی قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ عادل و منصف ہین اور نیز اپنے زمانے کے صاحبقران ہین خواجہ عاشق ہو کر میرے قلعے مین پہونچے ساتھ ہوشیاری کے عیاریان کین مین کیونکر کہون کہ یہ مبہوت ہین ان چارون مصاحبون پر جو برق وغیرہ عاشق ہین یہ بیشک مبہوت ہو رہے ہین ہر مقام پر گرفتار ہوے لیکن خواجہ نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا قران ہر مقام پر ہوشیار کرتے رہے ہین میرا دل سے

جو عہد ہی اُسپر قایم ہون اگر مجکو زیر کرین چاہے کنیز مجکو بنائین چاہے قتل کرین مگر مین زیر کرتے ہی قتل کر ڈالونگی حضور مُہر کر دین کہ آپ میرے دامنگیر نہ ہون میری کیا مجال ہی کہ آپ کو جواب دے سکون صاحبقران نے فرمایا کہ فلک نے عجب وقت دکھلایا ہی کہ بھائی کے قتل نامے پر مُہر کرون مثل برادران یوسف سنگدل نہین ہون خواجہ قدمون پر گر پڑے کہا کہ ای آقاے نامدار براے خدا مُہر کیجیے تامل نہ فرمائیے مین ہر نوع اپنی جان دونگا اور یہ ملکۂ عالم کی زبان آوری ہی مین انکے ساتھ کیا عیاری کرتا سوا اِس سوال کے اور کوئی سوال نہین جان دینے کا ملال نہین اگر حضور مُہر نہ کرین گے توبھی مین سر جُھکا دونگا کہ سر میرا کاٹ لو بار سر سے اُتارو اور اگر مُہر کر دینگے توبھی یہی ہوگا امیر کے پہلو مین خواجہ زادے بیٹھے تھے اُنھون نے کچھ کان مین امیر کے عرض کی امیر نے بہتر کہکے کاغذ ہاتھ سے لیا مگر چیخین مار کر رونے لگے کہا ای فلک تونے کیا گردش دکھائی کہ اپنے محسن جان بخش باعث علم و شان عیار بلند مکان کے قتل نامے پر مُہر کرنا پڑتی ہی صاحبقران نے بہت سے کلمات حسرت آمیز کہے کہ سب سردار رونے لگے امیر نے اُس قتل نامے پر مُہر کی اب تو جملہ سرداروں نے اپنی اپنی مُہرین کر دین وہ کاغذ ہاتھ مین صہبا کے دیا صہبا اُس کاغذ کو لیکر روانہ ہوگئی عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ بارگاہ ہشامی غلام کو مرحمت ہو کہ مین اُسی بارگاہ مین جاکر رہونگا لشکر کشی ہو میر لشکر بھی گرد بارگاہ رہے امیر نے بارگاہ مرحمت فرمائی خواجہ تو گئے بارگاہ استادہ ہونے لگی مگر امیر نے بعد جانے خواجہ کے قران کو روک لیا فرمایا کہ ای بہتر قران نامدارمین عمرو کو اور چاروں عیاروں کو تمسے لونگا قران نے سر جُھکا لیا عرض کی کہ غلام بدل و جان بیروی کریگا بارگاہ مین گریہ و زاری کا غلغلہ بلند ہی جملہ سردار رو رہے ہین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ہم سب کی یہ آرزو تھی کہ جو کوئی خواجہ کا ایک موے جسم بھی میلا کرے تو اُسکو بباد فنا اُڑا دین لیکن اُنکے قتل نامے پر مُہر کرنا پڑی اب مجبور ہوے مگر بہتر قران امیر سے رخصت ہوکر اُس وقت آئے کہ خواجہ بارگاہ کو استادہ کرا چکے ہین اور گرد

بارگاہ کے عیار اُترے ہوے ہین چارون عیار خدمت مین حاضر ہین یہی کہہ رہے ہین کہ
اپنے اپنے معشوقون کے سامنے جان دین گے خواجہ خوش ہو کر فرماتے ہین کہ ای فرزندو
دعوی محبت یہی چاہتا ہی مثل قیس و فرہاد دنیا مین محبت کا نام رہے برق وغیرہ
عرض کرتے ہین کہ اُستاد جو بن پڑیگا وہ ہی کرین گے یہ ذکر تھا کہ قلعۂ ثریا راج کیطرف
سے گرد عظیم اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا کہ ملکہ صہبا جوڑا
بھاری پہنکے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی بانہاے
عیاری ذات پر آراستہ چارون مصاحبان خاص پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر
سترہ اٹھارہ سو عیار بچیان سُلنگین لگائی ہوئین اس زور و شور سے لشکر صہبا کا آکر پہونچا
بارگاہ معقول استادہ ہوئی عیار بچیان جابجا اُترین دن بھر لشکر اُترنے مین گذرا
شام کو صہبا نے طبل جنگی بجوایا خواجہ نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر آنکھون
مین آنسو بھر کر فرمایا کہ یہ طبل جنگی نہین ہی یہ کوس رحیل ہی جان دینے کی یہی سبیل ہی مہتر
قران نے چارون عیارون کے واسطے پلنگ بچھوا دیے اپنا بستر قریب پلنگ
خواجہ کے لگایا بعدہ ٹیکے ہوے بیٹھے جھوم رہے ہین خواجہ فرش خواب پر تڑپ رہے ہین
مگر جب سر اُٹھا کر دیکھتے ہین مہتر قران کو بیٹھا ہوا پاتے ہین حیران ہین کہ اس کمبخت کو
موت بھی نہین آتی مثل کھونٹے کے بیٹھا ہی جب پہر رات باقی رہی اور قران نے
دیکھا کہ اب تو رات کم باقی ہی اُستاد بھی سو گئے مین بھی ذرا آرام کرون یہ کہہ کر لیٹتے
لیٹتے ہی مہتر قران کی آنکھ بند ہو گئی خواجہ نے جو مہتر قران کو سوتے دیکھا چپکے سے
اُٹھے بیچ پلنگ پر تکیہ رکھا اُسپر چادرہ اُڑھا دیا دبے پانون اُٹھے سراپچہ چاک کر کے
نکلے اس خیال مین چلے کہ جا کر معشوقہ کے قدمون پر سر رکھ دون اور کہون کہ ای
ملکۂ عالم یہ گنہگار حاضر ہی سر میرا کاٹ لیجیے طبل جنگی حمزہ نے بجوایا ہی مین نہین چاہتا
کہ آپ سے ہمسری کرون ایسا نہو کہ دل نازک پر صدمہ پہونچے یہ سوچتے ہوے جاتے ہین
صحرا مین جو پہونچے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص رو رو کے
یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

رسوائے جہان ہم ہوئے جس یار کے باعث — بیگانہ بنا اب وہی اغیار کے باعث

کب شمع کی حاجت ہی شب وصل مین خاموش — روشن ہی مکان عکس رخ یار کے باعث

شمشیر نگہ غمزہ و انداز و کرشمہ — مین قتل ہوا ہون انھین دو چار کے باعث

اُس چشم فسونگر کی یہ تقریر ہی مجھ سے — بیمار ہوئے ہم اسی بیمار کے باعث

ل ل کے حنا ساتھ جو غیرونکے ہو پھرتے — پس پس گئے ہم تو اسی رفتار کے باعث

ہی دید مسیحا ترے بیمار کو صحت — بچ جائیگا یہ شربت دیدار کے باعث

کیا تجھسے شفا حال بتاؤن کہ شب و روز — آزار یہ دل پہ ہی دل آزار کے باعث

یہ آواز دردناک جو خواجہ کے کان مین آئی بیقرار ہو گئے معلوم ہوا کہ کوئی عاشق تن حزین ہار کر رو رہا ہی اور یاد مین معشوق کی بیقرار ہی بڑے درد سے اشکبار ہی صحرا مین آ کے دیکھا کہ ایک تختۂ سنگ پر ایک طفل حسین بیٹھا ہوا رو رہا ہی شکوۂ فلکی کر رہا ہی خواجہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای عاشق زار و ای مونس و غمگسار تجھپر کیا گذری کہ جو اس قدر بیقرار و اشکبار ہی اُس لڑکے نے بلک کر کہا کہ ای مونس تنہائی و ای باعث صبر و شکیبائی میرا نام خوشرو ہی ملکہ صہبا کا پرورش کردہ ہون اُن کی ایک کنیز ہی نرگس شعلہ مزاج مین اُسپر عاشق ہوا ملکہ کو جو معلوم ہوا مجکو قید کیا مین نے جو خبر سُنی کہ خواجہ عمرو اور صہبا سے مقابلہ ہی نگہبانون کو دم دیکر بھاگ آیا ہون چاہتا ہون کہ خواجہ کے پاس جاؤن اور صہبا کو بہ آسانی گرفتار کرا دون مگر خواجہ عہد کرین کہ نرگس شعلہ مزاج کے ساتھ میرا عقد کرا دین طریقۂ اسلام بھی اختیار کرونگا مثل چاکران کمترین اُنکے ہمراہ رہونگا خواجہ نے پوچھا کہ صہبا کہان ہی خوشرو نے کہا کہ یہ بارگاہ تو واسطے دیکھنے کے استاد کر دی ہی خواجہ نے کہا کہ پھر وہ کہان ہی خوشرو نے بیان کیا کہ سامنے جنگل مین ایک مڈھیا پڑی ہی اُسمین غافل سو رہی ہی چل کر گرفتار کر لو خواجہ نے کہا کہ وہ بدنصیب مین ہی ہون مین عہد کرتا ہون کہ جو تو نے کہا وہ مین نے قبول کیا نرگس سے تیرا عقد کر دونگا میرے ہمراہ رہنا وہ لڑکا بخوبی سمجھا کر خواجہ کو بہلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک مڈھیا پڑی ہی اُسمین صہبا سو رہی ہی

طفل نے کہا کہ بڑھ کر کمند کے حلقے مار دیے خواجہ بڑھے چاہا کہ اُسپر حلقہ ہاے کمند ماریں
اُس طفل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین خواجہ کے ڈال دیے اور ایک حباب مارا کہ عمرو
بیہوش کر گرے نعرہ کیا کہ منم صہباے خمار افزا ڈھیا مین ایک کنیز پڑی سو رہی تھی
اُسکو اپنی شکل بنا دیا تھا وہ اُٹھ کر بھاگی صہبا خواجہ کو لیکر چلی یہان قران
کی جو آنکھ کھلی پلنگ پر خواجہ کو نہ پایا ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا خواجہ جوش
محبت مین چلے گئے یہ سُن کر شہرنگ و شاپور بھاگے کہ خواجہ کی خبر لین یہان صہبا
پشتارہ خواجہ کا لیے ہوے سامنے اپنے لشکر کے پہونچی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی
نسیم سُبک رو روتی ہوئی آتی ہی کہ اُستانی جلد آئیے غضب ہوا عیاران لشکر اسلام
لشکر پر آ پڑے کئی ہزار عیار بچیان قتل ہوئین آپ پشتارہ مجھے دیجیے مین جاکر درہ کوہ مین
چھپاؤن آپ چل کر لڑائی کو روکیے صہبا نے گھبراہٹ مین پشتارہ نسیم کو دے دیا
نسیم پشتارہ لیکر طرف صحرا کے چلی صہبا نے پُکار کر کہا کہ اری اُسطرف کہان جاتی
ہی نسیم سُبک رو نے آواز دی کہ او نادان نسیم کیسی ہوا بگڑ گئی منم شاپور شیر دل یہ کہکر
شاپور بھاگا اُدھر سے مہتر قران آتے تھے شاپور کو دیکھ کر بہت خوش ہوے کہا کہ ای
شاپور بڑا کام کیا خواجہ کو ہوشیار کیا قران نے کہا کہ اُستاد آج تو شاپور نے
وہ کام کیا ہی جو آپ فرماتے ہین کہ شاپور فخر دودمان عمرو ہی مگر براے خدا اسطرح پر
تو نہ بھاگا کیجیے خواجہ نے کہا کہ ای قران معشوق تو ہمکو لیے جاتی تھی راہ مین اِس نے
روک لیا ایسی بے ادبی کوئی بھی کرتا ہی یہ کہکر پھر لپٹنے لگے قران نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا
خواجہ نے کہا کہ کیا کلائی توڑ ڈالوگے قران نے کہا کہ مین آپ کو نہ چھوڑونگا یہ کہہ کر
خواجہ کو کھینچتا ہوا بارگاہ مین لایا خواجہ لیٹنے نہ پائے تھے کہ نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی مہتر قران نے عرض کی کہ لشکر میدان کارزار مین جاتے ہین خواجہ عمرو
روتے ہوے اُٹھے صندوق عیاری پر سوار ہوے عیارون نے صندوق اُٹھایا قران
پائے پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہین کہ دیکھا عمرو نے ایک طرف سے صاحبقران زمان بھی
لشکر لیے ہوے آئے ہر چند کہ الگ ٹھہرے مگر عمرو کو بغور دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے

صہبائے خمار افزا مع اپنے لشکر کے آکر پہونچی صفین آراستہ ہوئے نگین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے یہان صہبا نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ سلطان حسینان
صف سے نکل کر سامنے تخت کے آئین صہبا کو سلام کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم اجازت میدان
اپنے طالب کو للکار کر لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ جاؤ تمکو خداوند بقراط ثانی
کے سپرد کیا سلطان حسینان جست وخیز کرتی ہوئی میدان کارزار مین آئی ادہر
نعرہ کیا کہ میرا طالب کون شخص ہی آج خاتمے کا دن ہی اُسنے مجکو گرفتار کرکے دیا اُسکو
مین نے قتل کیا یہ جو پکار کر کہا ضرغام شیر دل روتا ہوا صف سے نکلا خواجہ نے
کہا کہ ای نور نظر کیا جان کے خوف سے روتے ہو ضرغام نے عرض کی کہ عاشقون کو
جان کا خوف کیا ہی مگر آپ کی جدائی کا خیال ہی عمرو نے کہا کہ ای نور نظر گھڑی دو گھڑی
کا آگا پیچھا ہی مگر عشق کا نام نہ مٹانا مثل مجنون کے تمھارا بھی نام مشہور ہوگا ہر ایک
یہ کہیگا کہ ضرغام نے مردانہ وار جان دی ضرغام نے دست بستہ عرض کی کہ ایسا ہی
ہوگا ضرغام نے نیمچہ پھینک دیا سپر زمین پر ڈال دی خنجر ایک جانب پھینکا بانہ ہائے
عیاری پھینکتا جاتا ہی چند قدم چلا تھا کہ صاحبقران نے آواز دی کہ ای ضرغام
تمھارے آقا اسد غازی بلاتے ہین دیکھو تمھارے واسطے دور ہی سے فرماتے ہین
کہ پُرانا رفیق چھوٹتا ہی ضرغام جست کرکے قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران
نے فرمایا کہ ای اسد نامدار ضرغام آئے اِنسے دو باتین کرلو اسد غازی گھوڑے
سے اُترے ضرغام کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای ضرغام ایک دن وہ تھا کہ تم نے
ہمارا مال چرایا تھا آج ایک عورت کے مقابلے مین ایسا پریشان ہو تھوڑی دیر کے
واسطے اپنے ہوش درست کرو اور اپنے کو چالاک وچست کرو معشوق کو گرفتار کرکے
لاؤ خبردار خواجہ کا کہنا نہ کرنا وہ تو دیوانے ہین رات کو سُنا کہ جاکر گرفتار ہوئے مگر
شاپور نے کار نمایان کیا کہ سب عیار اُسکی تعریفین کرتے ہین تم ہمارے عیار ہو سمجھ کر
عیاری کرنا ضرغام بہت خوب کہکر میدان کیطرف چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ
او ننگ عشق اُنکی باتون کو نہ ماننا جو ہمنے کہا ہی وہی کرنا ضرغام نے کہا بہت خوب

ضرغام جو اپنی معشوقہ کے سامنے پہونچا اُسنے پتھر مارا ضرغام بیٹھ گیا پتھر سر پر سے
نکل گیا اُسنے دوسرا پتھر زور سے مارا ضرغام نے بازو خالی کیا یعنے آڑا ہو گیا سات پتھر
سلطان حسینان نے مارے ضرغام نے خالی دیے جب قریب پہونچا تو اُسنے حلقہ ہاے
کمند مارے ضرغام نے حلقے کاٹے اُسنے نیمچہ مارا ضرغام نے چاہا کہ ہٹے پیچھے درخت
چنار تھا اُسکی ٹھوکر جو لگی ضرغام گرا سلطان حسینان نے اوپر سے نیمچہ مارا وہ نیمچہ
سر پر ضرغام کے پڑا سر زخمی ہوا ضرغام اُٹھ کر بھاگا سلطان حسینان پیچھے پیچھے
چلی ایک مقام پر ایک کنوان تھا ضرغام اُسمین کود پڑا ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ ضرغام
نے جان کا خوف کیا معشوقہ کے سامنے سے بھاگا سلطان حسینان کنوئین مین دیکھنے لگی
ضرغام نقب دیکے دوسری راہ سے نکلا پشت پر آکر حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا لشکر صاحبقران کی طرف آیا اسد نے کہا کہ اسکو
ہوشیار کرو جب ہوشیار ہوئی تو اسد نے کہا کہ ای سلطان حسینان اب کیا
عذر ہی سلطان حسینان نے عرض کی کہ ای شہریار جب مالک ہماری آپ کا مذہب
اختیار کرین گی یا بعد اختتام جنگ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا اگر مناسب ہو تو رہا کر دیجیے
اسد نے عہد لیکر سلطان حسینان کو رہا کیا سلطان حسینان فوراً جست وخیز
کرتی ہوئی پاس صہبا کے آئی صہبا نے کہا کہ کیون سلطان کیونکر رہائی پائی سلطان
نے کہا کہ جس طرح بنا دم دیکر چلی آئی یہ بھی ایک فقرہ تھا صہبا طبل بازگشت بجوا کے
پلٹی کہتی ہوئی کہ آج عمرو کو مار ڈالونگی بارگاہ مین آکر باہنلے عیاری جسم پر لگائے
تلاش مین عمرو کی چلی یہان خواجہ ضرغام کو برا کہتے ہوے بارگاہ مین آئے قران سے
کہا کہ ضرغام ہمارے مجمع مین نہ آنے پائے اُسنے نام عشق کا برباد کیا ننگ عشق ہی قران
نے کہا کہ اب وہ خود نہ آئیگا خدمت مین اپنے آقا کی گیا عمرو نے کہا کہ آقا بھی اُسکا
مکار اور وہ بھی جعلساز اب معشوقہ اُسکو نہ ملے گی قران نے کہا کہ اُستاد آج تو شب کو
کہین نہ جائیے گا عمرو نے کہا کہ بیٹا مجھے کہان جانا ہی مین تمسے عہد کر چکا ہون کہ اب کہین
نہ جاؤنگا وہ قتالہ میری جویا ہی مجکو جان بچانا ضرور ہی قران پہر رات گئے تک بیٹھے رہے

خواجہ منھ لپیٹ کر لیٹے نفیر خواب بلند کی قران سمجھے کہ خواجہ سو گئے تھکے ہوے تھے دیدۂ ظاہری بند ہوے خواجہ نے جو دیکھا کہ قران نے آرام کیا دبے پاؤن پلنگ سے اُٹھے سراچہ چاک کیا بدحواس ہو کر بھاگے اور یہ اشعار زبان پہ جاری ہین نظم

نام خدا شباب ہی دل مین اُمنگ ہی
طفلی مین اور رنگ تھا اب اور ڈھنگ ہی

وہ پوچھتے ہین لے کے مرے گھر کا جائزہ
مسند لگی ہی کسکی یہ کسکا پلنگ ہی

گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی باربار
طوقِ گلو سے اپنو جنون دم بتنگ ہی

تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا
اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی

زر کی طمع نے سب کا لہو کر دیا سفید
کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی

آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرتِ چمن
رنگت گلو سے غنچو نسے خوشبو بتنگ ہی

سیر چمن خوش آتی ہی ہمکو نہ سیر دشت
ہی جوش عشق اور ہی دلمین اُمنگ ہی

اک سیمبر کے سونے کا سامان ہی درست
گل تکیے مخملی مین طلائی پلنگ ہی

غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین پہونچگئے
ہر ثقبہ میری آنکھ کا اُنکی سُرنگ ہی

بیٹھا ہوا ہی یار مرے غم مین سوگوار
محفل مین ہی رباب نہ اب جلترنگ ہی

گل کسطرح سے کھلتے ہین سن سنکے غنچہ لب
دلچسپ وہ ہژبر کے شعرون کا رنگ ہی

روتے ہوے جاتے ہین فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ تو نے کیا کجروی میرے ساتھ کی ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او ظالم اس صدمات دینے سے کیا فائدہ خواجہ اُس صدا پر متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک نالہ ہی اُسمین ایک نخل خشک ہی اُس نخل مین ایک نازنین مہ جبین کو ایک زنگی نے باندھا ہی اور وہ زنگی سیہ فام کوڑے مار رہا ہی خون کے سرّاٹے جسم سے اُس مہ جبین کے بلند ہین تڑپ تڑپ کر کہتی ہی کہ او جوان ایک ہاتھ تلوار کا مار دے اب صدمہ اُٹھانے کی طاقت نہین وہ زنگی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دلِ مشتاقان مجکو سالہا سال گذرے کہ تجھپر مائل ہون آج تجکو اُٹھا لایا اب بھی میرے کہنے کو قبول کر وہ نازنین کہتی ہی کہ جان دونگی مگر عصمت نہ دونگی تب وہ زنگی جھلا کر

کوڑہ مارتا ہی عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا سر سے کوپھن کھولا ایک پتھر کلہ کوپھن مین دیکر آہ ازدی کہ او نامردیہ کیا بدعت بعریہ کو کر پتھر پھینکا زنگی نے جست کر کے اپنے کو بچایا خواجہ نے جب دوسرا پتھر کلہ کو پھن مین دیا تب تو وہ زنگی یہ کہتا ہوا بھاگا کہ او ظالم اس محبوب کو تو ہی لے مین پھر سمجھ لونگا تب وہ زنگی بھاگ کر نکل گیا خواجہ نالے مین کودے قریب اُس نازنین کے آئے کمندین کاٹین ہاتھ پر اُس مہ جبین کو روکا کہا ای نازنین تیرا مکان کہان ہی اُسنے کہا کہ سامنے ایک قریہ ہی وہان کے افسر کی دختر ہون کوٹھے پر سوتی تھی کہ یہ بے حیا مجکو اُٹھا لایا یہان لا کے طالب وصل ہوا مین نے انکار کیا تب اُسنے یہ بدعت شروع کی خدا نے تمکو پہونچایا اگرچہ احسان کیا ہی تو پورا احسان کرو اگر میرے والدین کے پاس پہونچا دوگے تو میرے والدین بہت کچھ دینگے خواجہ کو لالچ نے لیا ہاتھ تھام کر اُس نازنین کا لے چلے چند قدم چل کے وہ گر پڑی کہا کہ ای شخص مجسے پیدل نہین چلا جاتا اگر کچھ سواری ممکن ہو تو لے آو ورنہ مجکو یہین پڑا رہنے دے کوئی جانور درندہ کھا جائیگا خواجہ کو اور زیادہ افسوس ہوا ناچار ہو کر خود بیٹھ گئے کہا کہ ای حور شمائل میرے کاندھے پر سوار ہو وہ نازنین کاندھے پر خواجہ کے سوار ہوئی خواجہ چند قدم چلے تھے کہ اُس نازنین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیے اور حباب بیہوشی مارا خواجہ لڑکھڑا کر گرے اُس نازنین نے دوسرا حباب مارا خواجہ بالکل بیہوش ہوے اُس نازنین نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم صہباے خمار افزا او ساربان زادے دیکھ یون گرفتار کرتے ہین یہ کہکر پشتارہ باندھ کر لے چلی لیکن مہتر قران جو یہان بیدار ہوے پلنگ کو خواجہ کے خالی پایا گھبرا کر اُٹھے اور باہر نکل کر ایک نعرہ کیا کہ یارو اُستاد کپھر نکل گئے جس سے ہوسکے وہ کوتاہی نہ کرے چند عیار چلے مگر مہتر قران جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین دعائین مانگتے ہوے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اُستاد کو بچانا اور صحیح و سالم اُنکو دکھانا اُس ظالم سے خوف ہی کہ قتل نہ کر ڈالے ہم اُنکو زندہ پائین نظم

عبادت کنند بندۂ اہلِ دین +	عبادت کنند اہلِ صدق و یقین

نهد بر زمین هر که روے نیاز + سرافراز گردد چو چرخ برین +

عبادت ز کینه کند سینه صاف مصفا کند از کدورت نگین +

کند گر عبادت باخلاص دل + شود بادشه بندهٔ کمترین +

عبادت کند بنده را آفتاب + برد خاک را بر فلک از زمین

عبادت کند دور از جسم و جان غم و فکر و اندیشه و بغض و کین

دل خلق جمع از عبادت شود بود زو خوش و خرم اندوهگین

عبادت بدنیا کند نیک نام + عبادت رساند باعزاز دین

رسد مرد عابد باندک زمان + بقرب خداوند جان آفرین +

عبادت کن اے دوست شام و سحر که زین خوبتر نیست کارے دگر

قران نے ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا کہ اُستانی پشتارہ بدوش جاتی ہین قران کنائی کاٹ کر اس طرح جھپٹے کہ آگے نکل آئے ایک مقام پر آکے دیکھا کہ وہی راستہ جانے کا ہو سبزے مین اپنے کو چھپایا حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے کہ صہبا قریب آنکر پہونچی وہان پر آکر ٹھٹکی دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ او کالے تیری تصویر میری آنکھون کے نیچے پھرتی ہی کیون چھپا بیٹھا ہی مین نے دیکھ لیا قران سمجھے تقدم بالحفظ کرتی ہی پانچ چار آوازین دیکر جھپٹ کر چلی جیسے ہی حلقہ ہاے کمند کے بیچ مین آئی تہتر قران نے جھٹکا مارا اسقدر جلد حباب مار دیا کہ صہبا دیکھنے نہ پائی کہ کون سبزے سے نکل آیا قران نے پھر وہی تدبیر کی اسکا سر خواجہ عمرو کے زانو پر رکھدیا اور خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر دونون کو ہوشیار کیا خواجہ نے چاہا کہ بوسہ لون مگر صہبا تڑپ کر اُٹھی جست کر کے چلی تہتر قران کو گالیان دیتی ہوئی کہ او بے حیا مجکو ذلیل کرتا ہی جو تو چاہتا ہی وہ دن تیرے اُستاد کو کبھی نصیب نہ ہوگا حوصلہ نکالتا ہی ابکے خواجہ کو مار ڈالونگی قران خواجہ کو زبردستی کھینچ کر لے چلے خواجہ خفا ہوتے ہین کہ کیون او قران تو معشوقہ کو میری پریشان کرتا ہو تو میرے پاس سے جا ہر وقت تو کیلیے میرے ساتھ رہتا ہی مجھے جانے دے کہ مین جا کے اُس کے قدمون پر گردن

قران نے خواجہ کی ایک نہ سنی کشان کشان کھینچتے ہوئے لائے یہان طبل جنگی تو بج ہی
چکا تھا خواجہ میدان کارزار مین تشریف لائے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیادے بچہ ہمراہ
رکاب صاحبقران کے دل کو لگی ہی مع سردارون کے آکر ایک طرف کھڑے ہین
کہ لشکر صہبا بڑے زور وشور سے آیا ایک طرف تین لاکھ فوج سے حملہ کیا ہر دم ورہ
نامے ایک پہلوان اُترا ہوا ہی اس خیال پر کہ اگر صہبا پر دباؤ ڈالین تو مین صہبا
کا ساتھ دون صہبا آکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرنیت
کرا کا کہہ کر ہٹے کہ صہبا نے نسیم کی طرف دیکھا آواز دی کہ ای نسیم اپنے داب کو
ٹوک لے مشکین باندھ کرلا مین ابھی دار پر کھینچ دون کہ عمرو کو صدمہ عظیم پہونچے نسیم
جست کرکے سامنے آئی جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین پہونچی اور پکار کر آواز دی
کہ میرا کون طالب ہی سر میدان آوے تو عیاری کا حال کھلے خواجہ نے برق کیطرف
دیکھا برق تڑپ کر قریب خواجہ کے آیا آنکھون سے آنسو جاری قدمون کو بوسہ
دیکر عرض کی کہ اُستاد کیا حکم ہوتا ہی فرمایا کہ بیٹا عشق کو مثل ضرغام کے بدنام نہ کرنا
معشوق کے قدمون پر سر جھکا دینا برق بہت خوب کہہ کر نسیم کی طرف چلا نسیم نے جو
برق کو آتے دیکھا سر سے گوپھن گھولا پتھر پھینک مارا برق نے جست کرکے خالی دیا
چھ سات پتھر نسیم شتاب روی نے مارے مگر برق نے خالی دیے ہاتھ باندھے ہوئے
سامنے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی میرے دونون ہاتھ
حائل گردن ہون اور تیرے ہاتھ سے تیغ پڑے کہ بار سر اُتر جائے کشاکش نہ ہو نسیم نے
کہا کہ او دیوانے یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے جائیگا اپنی جان بچا پتھر جو خالی دیے اسپر
ناز کرتا ہی اب کیونکر بچیگا یہ کہہ کر تیغچہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا برق پر برس پڑی مگر
برق خالی دے رہا ہی ایک مقام پر اسنے دھوکا دیکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا سر پر
برق کے تیغچہ پڑا دو اُنگل تیغچے نے کاٹا برق آہ کرکے سامنے سے بھاگا نسیم نے پیچھا
کیا سب عیار بھی حیران تھے صاحبقران فرماتے ہین کہ عجب نامرد ہی سامنے سے معشوقہ
کے بھاگا عجب نامردی کی کہ ذرا سا زخم کھا کر بھاگا نسیم نے دور تک تلاش کیا مگر برق کو

نہ پایا عیار بھی ٹھٹھے مار رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ یارو برق سے مقام تعجب ہی کہ
ایک عورت کے سامنے سے بھاگا خواجہ فرماتے ہین کہ نامرد ہی معشوق کے سامنے
سر نہ جھکایا کیون نہ سر کٹوایا ذرا سا زخم کھاتے ہی بدحواس ہو گیا نسیم نیچہ
پکڑے میدان مین ٹہل رہی ہی صہبا نے پکار کر کہا بھی کہ بوا لیٹ آ کر مار ڈالنے
سے یہ بہتر ہوا کہ حریف سامنے سے بھاگ گیا انھین عیارون پر عمرو ناز کرتا ہی نسیم غصے
سے جوابدیتی ہی داری میرا ابھی دل نہین بھرا دکسی عیار کو پکارون دوسرے اجل گرفتہ
کو للکارون افسوس ہی کہ خون اُسکا زمین پر نہ گرا نگوڑا بھاگ کر نکل گیا اب لشکر
مین نہ آئیگا اپنے ہمچشمون کو کیا روسے سیاہ دکھائیگا دونون لشکرونمین ہنگامہ ہی مگر
نسیم چاہتی ہی کہ پھر کسی کو پکارون عیارون نے آپس مین صلاح کی کہ یارو بڑے ہتک کی
بات ہی کہ برق پر طعن و تشنیع ہو رہی ہی ہم اُسکی شکل بنکر جائین نسیم سے مقابلہ کرین
عمرو نے منع کیا کہ خبردار کوئی قصد نہ کرے برق آج سے لشکر مین نہ آنے پائے قران
ہنس رہے ہین فرماتے ہین کہ برق بلا کا عیار ہی کہ سب نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک
کتا ولایتی سفید و براق گلے مین پٹہ عمدہ پڑا ہوا تھوتھنی مثل غنچۂ گل بڑے بڑے بال
لٹکتے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سامنے نسیم کے پہونچا صورت نسیم دیکھ کر کون کون
کرنے لگا نسیم نے چمکار کر ہاتھ دکھایا وہ قدمون سے لپٹ گیا آنکھین قدمون سے
ملتا ہی نسیم نے بیٹھ کر برفی برفی کہکر پشت پر ہاتھ پھیرا کتے نے دونون پاؤن اُٹھا کر
گلے مین ڈالدیے نسیم نے گلے سے لپٹا لیا کتے نے مُنھ سے مُنھ ملا کر ایک حباب چھوڑا وہ
نسیم کے دماغ پر پڑ کے پھٹا نسیم لڑکھڑا کر گری کتے نے نعرہ کیا نعرہ کہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ ہو نہین نام بھی برق ہی

کھال اُتار کر الگ پھینکی پشتارہ نسیم کا لیکر بھاگا اب تو سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ عیاری اسکا نام ہی ای برق سبحان اللہ صاحبقران زمان سے
بلایا برق تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران نے برق کو اُسی وقت

خلعت دیا نسیم کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ اب تو کوئی شرط باقی نہین نسیم نے کہا کہ اُستانی کے
زیر ہونے پر اطاعت کرونگی صاحبقران نے نسیم کو بھی رہا کیا خواجہ نے جو
یہ معاملہ دیکھا فرمایا کہ خبردار برق ہمارے سامنے نہ آئے معشوقہ کے ساتھ مکاری
کیسی حمزہ نے میرے عیارون کو بدراہ کیا ان سب سے سمجھونگا قران نے کہا کہ اُستاد ذرا
آپ انصاف فرمائیے آپکا نام روشن ہوتا ہی خواجہ نے کہا کہ مین ایسی روشنی نہین
چاہتا معشوق کے سامنے مکر کرکے سر نہ کٹوا دیا کہ نام ہوتا مگر صہبا کو بڑا قلق ہوا
کہتی ہی کہ صاحبو یہ عیار بلاے روزگار ہین کیا کار نمایان کیا کس لطف سے نسیم کو پکڑا نسیم
جو آئی کسی سے کلام نہین کرتی صہبا کہتی ہی کہ صاحبو تم سب گھبراؤ نہین جس دن مجھسے
اور عمرو سے مقابلہ ہوگا اُس دن حال عیاری کا کھل جائیگا کہ عیاری کیا چیز ہی ان
عیاربچیون کے زیر ہونے سے میرا کوئی نقصان نہین ہوتا مجھے اپنی ذات پر اختیار رہی
ذرا وقت پر سمجھ لونگی کیون بی نسیم ایسی ہوا بگڑی کتے کو لپٹ گئین وعدہ کرکے چلی آئین خیر
جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شام کو بارگاہ مین آئی بانہاے عیاری لگا کر تلاش مین عمرو
کی نکلی یہان خواجہ چو پلٹ کر آئے بارگاہ مین آکر چھپر کھٹ پر لیٹے مہتر قران پٹی سے
لگے بیٹھے ہین خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ مہتر قران غافل ہو تو نکلون اپنے کو تا بہ
معشوق پہونچاؤن آخر پہر رات رہے مہتر قران اونگھنے لگے عمرو نے کہا کہ ای فرزند
لیٹو مہتر قران لیٹتے ہی سو گئے خواجہ نے لوٹ مار کر اپنے کو چھپر کھٹ سے گرایا پڑے
پڑے سرانچہ چاک کیا نکلے لشکر صہبا کی طرف چلے راہ مین دیکھا کہ ایک گھسیارہ بیٹھا
گھانس کھود رہا ہی خواجہ کو دیکھ کر پکارا کہ میان جانے والے ذرا ادھر آئیے میری بات
تو سنتے جائیے جب قریب آئے تو گھسیارے نے کہا کہ بائین پر جو گھانس لگی ہی اُسپر سے
بچکر جائیے گا مین نے اُسکو بہت پانی دیا ہی خواجہ جھلا کر اُسی گھانس پر چلے جیسے ہی
اُس گھانس پر قدم رکھا گرد اڑی خواجہ کے دماغ پر پہونچی لڑکھڑا کر گرے گھسیارے نے
نعرہ کیا کہ منم صہبا ے خمار افزا اپشتارہ خواجہ کا باندھ کرلے چلی کہ صحرا مین آکر دیکھا
کہ ایک مقام پر سہاگ پڑا ہی اُسکو اُٹھایا دل مین کہتی ہی کہ کسی غریب کا گرا ہی تنکے

کھول کر جو سہاگ پڑہ کھولا بیہوشی اُڑی صہبا بیہوش ہو گر گری زرغۂ نخلستان سے قران نکلے آکر اُستاد کو اُسی قاعدے سے بٹھایا دونون ہاتھون سے دونون کو فتیلۂ رفع بیہوشی دیا خواجہ کو چھینک آئی چھینکنے لگے چاہا لپٹ جاؤن صہبا جست کرکے کھڑی ہو گئی اور آواز دی کہ او کالیے تو ہر روز مجھے ذلیل کرتا ہی میدان کارزار مین سمجھ لونگی اور ساربان زادے کو تو زندہ نہ چھوڑونگی خواجہ تڑپتے ہین کہ ای قران مجھے چھوڑ دو مین معشوق کے پاس جاؤن اُسکو رضامند کرون کیون مہتر قران ہم روز کہتے ہین کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اور ہمکو منھ نہ دکھاؤ قران نے عرض کی کہ اُستاد اب لشکر مین چلیے سحر قریب ہی دیکھیے نوبت و نقارے بج رہے ہین وہ دیکھیے پہلوان بھی زیر کوہ آکر کھڑا ہوا فوج کو جار ہا ہی لشکر صاحبقران بھی میدان مین آرہا ہی خواجہ آکر صندوق عیاری پر سوار ہوے لشکر عیارون کا ساتھ ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی ملکۂ صہبا میدان مین آئی نوبت و نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے چوبدار آگے آگے آوازین لگاتے ہوے اس دھوم سے لشکر صہبا کا میدان مین آیا غزال رعنا سب آگے بڑھی ہوئی جست و خیز کرتی ہوئی بانہاے عیاری سے آراستہ جیسے ہی لشکر آکر جما نقیب نقابت کرکے ہٹے آوازین لگانے لگے بند

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہلِ نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر

وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم +
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

اس طرح کے اشعار نقیبون نے جو پڑھے عیار جھومنے لگے ایک کا یہ قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہی جسنے اسمین نام پیدا کیا اُسکا ذکر رہا ورنہ جو دنیا سے گیا حسرت و یاس لیکر گیا سکندر ایسا بادشاہ یہ حسرت اُسکو رہی کہ خالی ہاتھ سب کو دکھائے یعنی تہی دستی اپنی سب کو دکھائی کہ دیکھو یارو ہاتھ خالی آئے تھے اور ہاتھ خالی جاتے ہین اس دنیا سے کیا لیے جاتے ہین جو مال و دولت جمع کیا وہ واسطے حریفون کے چھوڑا جن لوگونکو دروازے پر نہ آنے دیتے تھے اُنھون نے آکے مکانون پر قبضہ کیا مفت کی دولت پائی لٹانے لگے

جرأت و شوکت دکھانے لگے مگر آخر انسان کے واسطے یہ ہی کہ دو گز کفن کے سوا کچھ ممکن نہین ہوتا عیارون مین تو یہ چرچے ہین مگر غزال رعنا جست وخیز کرتی ہوئی سامنے صہبا کے آئی کہا حضور اجازت میدان صہبا نے کہا کہ ای غزال رعنا آج تو وہ عیاری کرنا کہ عیارون کے جی چھوٹ جائین مقابلے مین عیار بچیون کے نہ آوین ساربان زادہ کیسا خوش وخرم ہوتا ہوگا ہر چند کہ مین کسی عیاری مین عمرو سے عاجز نہین ہون مگر تم لوگون کی گرفتاری کا افسوس ہوتا ہی دل بیقرار ہوکر روتا ہی یہ سُنکر غزال رعنا نے کہا کہ داری آج عمرو کے فرزند سے مقابلہ ہی اس تیزی سے اڑونگی کہ ساری چالاکی بھول جائے کبھی عیاری کا نام نہ لے صہبا نے کہا کہ جا تجکو خداوند بقراط ثانی کے سپرد کیا غزال رعنا جست وخیز کرتی ہوئی چلی وسط میدان مین آکر ٹھہری پکار کر آواز دی کہ جس عیار کو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے چالاک نے جو اپنی معشوقہ کو میدان مین دیکھا بیقرار ہوگیا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

اگر تمام پرستان مین ہی تمھارا راج	تو کوہ و دشت و بیابان مین ہی ہمارا راج
ہمارا کشور دل بھی تو ہی تمھارا راج	تمھارے تحت حکومت ہی سب ہمارا راج
جنان مین روح مری پوچھتی ہی حورون سے	وہ پیارا کون ہی جسکا ہی یہ پیارا راج
برائے بو دیہ ہی چند روز عالم مین +	شباب کا نہین ہونیکا پھر دوبارا راج
گدائی کی ہی اسی دریہ تاجدارون نے	تصدق آکے ترے حُسن پر اُتارا راج
تُمھین ہو بادشہ ملک حُسن دنیا مین +	تُمھارے قبضے مین ہی خوبیونکا سارا راج
خراج تمکو پریزاد دینے آتے ہین +	تُمھارے زیر نگین حُسن کا ہی سارا راج
اشارہ ملک خموشان مین بیکسی کا یہ ہی +	مقام ہو ہی یہان ہی یہان ہمارا راج
ہمارے کشور دل مین ہوا جو حاکم عشق	ستا ستا کے اُجاڑا ہی سب ہمارا راج
نظر تم اُسکی عنایت یہ دل سے رکھو ہر بر	عجب نہین جو خدا دے تمھین تمھارا راج

خواجہ نے کہا کہ او بے حیا وننگ عشق کیون ہاے واے کرتا ہی معشوق کے سامنے جا کر سر جھکا دے مگر خبردار معشوقہ کو آزردہ نہ کرنا چالاک جست وخیز کرتا ہوا چلا گر نیچہ ہاتھ مین

خنجر کمر بین لگا ہوا جب قریب پہونچا تو اُسنے پتھر مارا چالاک نے خالی دیا صاحبقران
فرما رہے ہین ای چالاک جو کام کرنا اپنے نام کے موافق کرنا اس نادان دیوانے کی
باتین نہ سُنو چالاک اشارے کر رہا ہی کہ حضور دیکھیین مین کس طرح گرفتار کرتا ہون
خواجہ جھلا رہے ہین کہ او ننگ عشق معشوق کے وار کو خالی دیتا ہی اب جو پتھر مارے
خالی نہ دینا سر پر لینا کہ معشوق کی خوشی ہو سات پتھر غزال رعنا نے مارے مگر
چالاک نے خالی دیے بمشکل قریب پہونچا کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مجھے قریب آنے دو مین ہاتھ حمائل گردن کرون تم پنجے سے سر اُڑا دو کہ بار اُتر جائے یہ سُنکر
غزال رعنا نے کہا کہ او بے حیا کیا مین تجھسے کسی بات مین کم ہون تلوار کھینچ دیکھنے والے
دیکھیین بہ جرأت مین تیرا سر کاٹون یہ کہکے پنجہ مارا چالاک سے پنجہ چلنے لگا مگر چالاک
اپنا وار نہین کرتا روکتے روکتے پیچھے ہٹا غزال نے جھپٹ کر پنجہ مارا چالاک نے جست کی
شاخ نخل سر پر چالاک کے لگی غزال نے چاہا کہ پنجہ مارون مگر چالاک کو جو اتنی بڑی
تکان پہونچی خنجر کمر سے گرا غزال نے دیکھا کہ چالاک نکل گیا دور کھڑا ہوا ہی مگر وہین سے
پکار رہا ہی کہ خبردار میرا خنجر نہ اُٹھانا غزال نے اُٹھا لیا اِسنے کہا میرے خنجر مین بیہوشی
بھری ہی اسے نہ کھینچنا مگر غزال نے خنجر کھینچا جیسے ہی خنجر کھینچا سب نے دیکھا کہ نیام سے
دھوان نکلا ارے کہکر غزال گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے بڑھکر پشتارہ باندھا
اور لے بھاگا لشکر مین عیارون کے غلغلہ ہوا کہ ای چالاک سبحان اللہ عمرو نے کہا
کہ یارو کیون ناحق غل مچاتے ہو نالائق نے نام عشق کا ڈبویا معشوق کے سامنے یہ
گُستاخی کی حمزہ نے میرے عیارون کو بدراہ کیا مگر چالاک پشتارہ لیے ہوے سامنے
صاحبقران کے پہونچا صاحبقران نے غزال کو ہوشیار کرایا وہ ہی عہد اسنے بھی
کیا کہ جب میری مالک اطاعت کرین گی تو مین بھی آؤنگی عیاری کا دعویٰ اب نہ رہا
مجھے بیشک سرمیدان بڑے لطف سے زیر کیا اب مین کیا عذر کرسکتی ہون جو ہونا تھا
سرمیدان ہوا یہ کہکے غزال رعنا روانہ ہوئی خدمت مین صہبا کی پہونچی صہبا
نے پوچھا کہ ای غزال رعنا کیا عہد ہوا غزال نے کہا کہ ہر طرح پر دم دیکر چلی آئی

سب معاملے آپ کی ذات پر موقوف ہین غزال لشکر کو لیکر پلٹی مگر بڑا غصہ ہی کہتی ہوئی کہ
یہ ساربان زادہ دام مکر پھیلاتا ہی مین سب کچھ سمجھتی ہون مگر افسوس ہی کہ عیار بچیون نے
دھوکے کھائے عیارون کے ہاتھ سے زیر ہوئین کس کس تیزی سے عیارون نے تم
لوگون کو گرفتار کیا عمرو روز آکر پھنستا ہی مگر عیار اُسکا قران بلاے روزگار ہی
ہر مقام پر پہونچتا ہی مگر آج وہ عیاری کرون کہ اس مکار کو ضرور قتل کرون دیکھون تو
کیونکر بچتا ہی لیکن عمرو کی راسخ الاعتقادی مین کوئی فرق نہین ہر روز اپنے کو پہونچاتا
ہی اس طرح کی باتین کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی عیار بچیون سے کہا کہ آج تم سب تیار رہو
اور کنارے جبیل کے ہمارے واسطے شکار رہا ہی کا انتظام کرو شام کو یہ سب انتظام کرکے
ہانہاے عیاری لگائے اور بارگاہ سے نکل کر چلی مگر خواجہ اُسی طرح چھپر کھٹ پر بیقراری
سے لوٹ رہے ہین قران بیٹھے ہوے ہین کہتے جاتے ہین کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
آج تو اپنے کو بچائیے خواجہ اچھا اچھا کر رہے ہین پہر رات رہے مہتر قران کی آنکھین
بند ہوئین خواجہ عمرو نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرایا لوٹ مار کر قریب سراچہ کے پہونچے
سراچہ چاک کرکے بھاگے جوش و خروش مین جلتے ہین صحرا مین پہونچے تھے کہ ایک طرف
سے آواز آئی او ننگ عشق ذرا ادھر تو دیکھ یہ سُنکر خواجہ پلٹے دیکھا کہ صحرا مین ایک
تختہ سنگ پر صہبا بصورت اصلی بیٹھی ہی مگر دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرہ زیبا مثل
آفتاب و مہتاب کے چمک رہا ہی تنچہ بھی کمر سے لگا ہوا اور زلفین چہرے پر بل کھا رہی ہین
پر توحُسن و جمال سے وہ مقام نورانی و منور ہو رہا ہی عمرو نے جو معشوقہ کو بلا تکلف
دیکھا ہاتھ پھیلا کر دوڑے پکارتے ہوے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے
سنگ طفلان ہمکو معشوقو تمکو زیور چاہیے

دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے
تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے

وصل کا سامان ہی آنکھین بچھانے کی ہی شب
پوچھ کر احوال دل رکھنا کلیجہ پر بھی ہاتھ

ساتھ اُنکے سونے کو پھولونکا زیور چاہیے
ای مری جان پاس دونونکا برابر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی
اسطرح تمکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھکر حسرت سے وہ کہنے لگے	اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے
کچ ادائی کا بھی چرچا بھی ہو نیکا نہین	ٹھیڑھی باتین نہ کرین سیدھا مقدر چاہیے
رحم کھاکر آب ودانہ جب دیا صیاد نے	روکے بلبل نے کہا مجکو گلِ تر چاہیے
بیکسی کہتی ہی تربت پر شہیدِ ناز کی +	اک مسہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے

اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے پڑھے صہبا نے پکار کر کہا کہ او مکار تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کیون مکر کرتا ہی خواجہ نے کہا کہ ای جان جہان مین سر کے نذر دینے آیا ہون جسطرح جی چاہے سر کاٹ لو صہبا نے قریب آکر ایک حباب مارا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے صہبا پشتارہ لیکر بھاگی اپنے لشکر مین آئی دیکھا کہ کنارے جھیل کے سب عیار پچیان میری تیار کھڑی ہین اور ڈورین جھیل مین پڑی ہین مچھلیان شکار ہو رہی ہین کنیزون نے جو اپنی مالک کو دیکھا خوشیان کرنے لگین کہتی تھین کہ ای ملکۂ عالم آپ نے بڑا کمال کیا کہ اس مکار کو گرفتار کیا صہبا کہتی ہی مجھے آج بڑا تعجب ہی کہ کالیا راہ مین نہ آیا مین ہر مقام پر دیکھتی بھالتی آئی عمرو کو لیکر ایک درخت سے باندھو عمرو کو درخت سے باندھا آپ کرسی پر بیٹھی اس عیاری کو ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کس رنگ کی عیاری ہی یقین ہی کہ یہ عیاری کسی مقام پر ناظرین نہ ملاحظہ فرمائین گے ہوشربا مین بھی ایسی عیاری نہین ہوئی یہ عیاری خاص ترتیب کردۂ حقیر ہی ناظرین ملاحظہ کرین کہ جہتر قران کی جو آنکھ کھُلی چھپر کھٹ خواجہ عمرو کا خالی پایا گھبرا کر ایک چیخ ماری کہا یارو دوڑو اُستاد پھر نکل گئے وہ قاتل عالم درپئے آزار ہی یہ جو کہا سب عیار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور صورتین بدل کر لشکر صہبا مین پہونچے دیکھا کہ صہبا کنارے جھیل کے کرسی پر بیٹھی ہی خواجہ درخت سے بندھے ہین کئی سو عیار پچیان نیچے کھینچے کھڑی ہین عیارون نے جو یہ معاملہ دیکھا بدحواس ہو گئے سوچے کہ اب کیا تدبیر کرین یہ نالائق قتل کا سامان کر رہی ہی خواجہ مجبور بندھے ہین فلک کو دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری عیار پکارنے لگے ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار رحم اپنا شریک کر یقین کامل ہی کہ تو اس بلاے ناگہانی سے نجات دیگا نظم

دل مدار از بہر این دنیا حزین
تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی
گر توئی از بندگانِ کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گردی سرفراز
درمیان خلق چون چرخِ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
نہ بخاک عاجزی روے جبین
نقش کن نام خدا بر لوح دل
تا شود روشن ازان نقشت نگین
بام قصر خود مبر بر آسمان
زانکہ ہست آخر مکانت در زمین
رخت خود بر بند ازین فانی سرا
چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت فانی مباش
در جہان ای مرد حق اندوہگین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن
دور کن یکسر غبار بغض و کین
دشمنی از نیک و بد باکس مدار
تا تو باشی از بلا یار ستنگار

عیارون نے جو یہ حال دیکھا بدحواس ہو گئے سمجھے کہ اب کوئی صورت رہائی خواجہ کی نہین ہی اور صہبا پکار رہی ہی کہ افسوس ہی آج قران نہ آئے مگر عیار جو بھاگے راہ مین مہتر قران ملے سب کیفیت بیان کی چارون عیار بھی ساتھ موجود ہین قران نے کہا کہ بھائیو کوئی تدبیر نکالو سب نے کہا کہ خلیفہ تمسے زیادہ کون ہی مگر کس تدبیر سے جائین کئی سو کنیزین نیمچے ہاتھون مین لیے کھڑی ہین صہبا نے کہ دیا ہی کہ اگر کسی پر عیار کا دھوکا ہو فوراً نیمچہ ماردینا عیارہ بچیان کنارے جھیل کے ٹہل رہی ہین یقین ہی اگر ذرا بھی کھٹکا ہو تو کنیزین خواجہ کو قتل کر ڈالین خواجہ بھی آمادۂ مرگ و ہیلے قضا مین دیکھ رہے ہین کہ صہبا ڈور ہاتھ مین لیے شکار رہی ہین مصروف ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ واری اگر حکم ہو تو عمرو کو قتل کرین صہبا جواب دیتی ہی کہ مین انتظار کر رہی ہون کہ کوئی عیار آئے دیکھون کیا عیاری کرتا ہی مین حیران ہو رہی ہون کہ قران کو اپنی تیزی پر بڑا دعویٰ ہی آج کیون نہ آئے کہ کچھ کیفیت معلوم ہوتی ہمنے سُنا ہی کہ عیاران اسلام بڑے چست و چالاک ہین اور بہت بیباک ہین مگر آج کسی کی چالاکی نہ چلی صہبا اس فکر مین بیٹھی ہی اور عیار بچیان پشت پر ٹہل رہی ہین کچھ کنارے جھیل کے بیٹھی ہین مچھلیو نکا انتظام

کر رہی ہین بعضون نے کباب لگا کر مچھلیون کے حاضر خدمت صہبا کیے ہین یہ مغرور کباب کھا رہی ہی اُس پار جھیل کے جنگل ہی کہ یکایک اُس جنگل سے ایک شیر نکلا کنیزین آپ مین غل غپاڑہ کرنے لگین مگر شیر ڈکارین مارتا ہوا کنارے پر جھیل کے آیا جست کر کے اس پار پہونچا ایک کنیز کو جھپٹ کر لیا ہاؤ کہ کر پنجہ مارا گوشت و پوست اُسکا نوچ لیا دوسری کنیز کو چیر کر پھینک دیا صہبا کی طرف چلا صہبا ناچار ہو کر اُٹھی جست کر کے بھاگی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ کئی کنیزون کو شیر نے مارا سب کنیزین بھاگین شیر نے جو دیکھا کہ آدمی درخت سے بندھا ہی آ کر دونون پنجے مارے کمندین ٹوٹین عمرو کو مُنھ مین دبا کر پیٹھ پر لادا اور صحرا کی طرف لے چلا صہبا بھی گوشے سے نکلی دیکھ رہی ہی کہ شیر عمرو کو لے گیا کنیزون سے کہا کہ لو صاحبو یون بھی عمرو کا خاتمہ ہوا شیر صحرا مین جا کر کھا جائیگا یقین ہی کہ ہڈیان بھی نہ چھوڑیگا کنیزون نے کہا کہ واری خاص شیر اسی واسطے آیا تھا عمرو کو لے گیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر شیر خواجہ کو لیے ہوے جنگل مین پہونچا اور جنگل مین لا کر زمین پر ڈالدیا گھنڈیان کھول کر کھال جسم سے اُتاری عمرو نے دیکھا کہ اندر سے اُس کھال کے مہتر قران نکلے کہتے ہوے کہ کیون اُستاد آپ نے دیکھا کہ آج غلام نے اپنی جان لگا دی حقیقت مین آج معاملہ بہت سخت تھا خواجہ نے کہا کیا اس بات کا گھمنڈ کرتے ہو شیر بنکر گئے رہا کر لائے معشوق کو صدمہ پہونچایا اب بہتر اسی مین ہی کہ مجکو جانے دو مین جا کر قدمون پر اپنے معشوق کے گرون کہ رنج و ملال اُسکا موقوف ہو مگر قران خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے خواجہ کی وہ ہی تڑپن وہ ہی پھڑکن ہی اور یہ اشعار فرماتے ہین نظم

جگر بھی بھُنتا ہی دل ہی مرا کباب جدا	پڑی ہی دلپہ مصیبت جدا عذاب جدا
ملال دیتا ہی وہ روے بے نقاب جدا	ستا رہا ہی ترا عالمِ شباب جدا +
ہماری آہ جگر سوز و چشم پُر نم سے +	خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
مزے مین ہمکو برابر ہی گو تجھے ساقی	یہ آب کوزہ جدا ہی شراب ناب جدا
فراق یار مین درد جگر ہی کافی تھا	ستا رہا ہی اب اس دلکو اضطراب جدا

یہ روز ہجر ہو کیونکر نہ اب شب دیجور + جو اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا
تمھارے گیسوئے شبرنگ رُخ سے یون ہین گے + فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا
تمھارے شعلۂ رخسار و زلف پیچان سے + جگر جلے ہی جدا دل کو پیچ و تاب جدا +

مہتر قران سمجھا رہے ہین اِدھر کنیزون نے ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہ شیر نہ تھا بلکہ قران تھا وہ ہی شیر بنکر عمرو کو لے گیا لشکر مین خوشیان ہو رہی ہین صہبا نے کہا کہ کچھ محل تردد نہین سر میدان سمجھا جائیگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ ہرکارے دوڑ کے آئے کہا کہ ای استاد دالانژاد صہبا نے طبل جنگی بجوایا خواجہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مگر ای قران یہ خیال رہے کہ کسی طرح کا ملال معشوقہ کو نہ پہونچے مین نہین چاہتا کہ کسی طرح کا صدمہ اُسکے دل نازک پر پہونچے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ مہتر قران سوئے تو مین نکل بھاگون کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر طرف میدان کارزار کے چلے خواجہ صندوق عیاری پر سوار تمام پیکیچے پشت پر صحرا مین وہ پہلوان تین لاکھ فوج لیکر ٹھہرا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی صہبائے خمار افزا تخت پر سوار تمام عیار بچیان پشت پر جمال اپنا چمکاتی ہوئی آئی خواجہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ کس سج دھج سے آئی ہی نظم

بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے + دام کہیے کہ دل ربا کہیے +
ناک مین نتھ پڑی ہی سونے کی + برق غنچے پہ حلقہ زن دیکھی
ناک کی نتھ مین ہین جو گوہر دو + حلقۂ برق مین ہین اختر دو +
واہ کیا کہیے گورے گورے گال + قابل بوسہ پر کہان یہ مجال +
چمپئی رنگ ہین وہ رخسارے + یا طلسمات کے ہین انگارے
ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے + عارضہ دل کا دور ہو جائے
کیا کہون اُس دہن کو مین بیدل + ہی دہن چوم لینے کے قابل +
اُن لبون کا مسیح دیوانہ + ہر طرف اُن لبون کا افسانہ
ہین وہ لب برگ گل مگر گویا + روح طوطی است در شکر گویا +

باتون مین قند کی گھلاوٹ ہی + کچھ بناوٹ ہی کچھ اگاوٹ ہی +
زیب و زینت سے کام ہو نہ جہان کیون نہ حیران ہو مجلس حیران
ہوتے وہ لب مسی پہ گروالہ + بنتے ریحان و لالہ محتالہ +
اسپہ سوسن مسی فروش ہو جب اُسکا محتالہ پن ہو اور غضب +
گُل نے جی مین خیال بوسہ کیا + مثل سوسن وہ لب کبود ہوا +
ہوتے عاشق مزاج گر معشوق + جان دے اُنپہ کیون نہ ہر مخلوق
ہر سخن مین تراوش الفت + ہر ادا مین نمایش شوکت
نکتہ دانِ اشارۂ عشاق سہل انکار مشکل اغلاق
ہم زبان ہوئے منھ ہی انسان کا وان لب و لہجہ ہی پرستان کا +
دانت بھی ایسے خوبصورت ہین کہ نظیر اُنکی دے سکا بھی نہ مین
طرفہ سمرن ہی کوئی کیا جانے + انکے اختر تراش ہین دانے
قطرۂ موج بحر نور ہین یہ + شبنم لالہ زار طور ہین یہ
گر مسی ریخون مین بھی ہوتی تو نہ پردے مین سادگی ہوتی
شفقت آمیز ہی کسی سے کلام تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام +
انکسارانہ ہی سخن ہر دم + کہ غرور اُس کے روبرو ہی ستم +
جس پری کی زبان ایسی ہو + دیکھیے آن بان کیسی ہو +
ایک سکتہ سا ہو گیا مجکو + کہ الٰہی یہ کیا ہوا مجکو +
سامنے آنکھون کے خیال آیا یا وہی صاحبِ جمال آیا +
مین نے کیا کیا نہ دل کو سمجھایا جی کو کس کس طرح نہ ٹھہرایا +
شکر سے ہجر مین نہال ہوا + عندلیبِ گلِ خیال ہوا +
الحذر الحذر ہی لازم ہی + عازم صبر ہو جو عازم ہی +

خواجہ سراپا کو دیکھ کر تڑپ رہے ہین اور پھڑک رہے ہین کہ لشکر آراستہ ہوے نقیب نقابت کرکے ہٹے کہ خمار شکن جست کرتی ہوئی سامنے تخت صہبا کے آئی عرض کی کہ حضور

اجازت میدان صہبا نے کہا کہ ای خمارشکن ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا تمھارا عاشق قران
کا بیٹا ہی خمارشکن جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے میرا طالب کہان ہی یہ کہنا تھا کہ خواجہ نے طرف جانسوز کے دیکھا فرمایا
کہ ای نور نظر تمھاری معشوقہ پکار رہی ہی خبردار ان نالائقون کے خیال پر نہ جانا
سر جھکا دینا سر کٹوانا جانسوز سلام کر کے چلا صاحبقران نے آواز دی ای جانسوز
سمجھ کر مقابلہ کرنا تم مہتر قران کے فرزند ہو مہتر قران نے کیا کیا کارنمایان کیے ای
فرزند سمجھ کر لڑنا قاتل کا سامنا ہی جانسوز نے اشارہ کیا کہ حضور ملاحظہ کرین گے
دیکھیے تو کیا تدبیر کرتا ہون خمارشکن جست و خیز کر رہی ہی جیسے ہی جانسوز سامنے
آیا سنگدل پتھر مارنے لگی جانسوز خالی دے رہا ہی اپنے تئین جھک کے بچاتا ہی ہرچند
کہ خمارشکن نے پتھرون کی بوچھار کر دی مگر جانسوز نے اپنے کو بچایا ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا کہ ای نازنین گلرخسار یہ گنہگار حاضر ہی سر کاٹ لے مگر ایک بوسے کا
طالب ہون کہ ہوس لیکر پردہ دنیا سے نہ جاؤن دستور ہی کہ معشوق اپنے عاشقون کو
سرفراز کرتے ہین اور ہم تمھاری صورت زیبا پر مرتے ہین ایک بوسے مین حُسن کم نہو گا
دل عاشق آرام پائیگا خمارشکن نیمچہ کھینچ کر تڑپنے لگی جانسوز نے بھی نیمچہ کھینچا لیکن وار
نہین کرتا جب کئی نیمچے خمارشکن نے مارے اور جانسوز خالی دے رہا ہی ایک مقام پر جو
خمارشکن نے نیمچہ مارا جانسوز نے سر سامنے کر دیا نیمچہ سر پر پڑا سر زخمی ہوا جانسوز ایک
چیخ مار کر بھاگا ہر طرف سے غریو ہوا کہ یارو جانسوز زخمی ہوا اب وہ قتال پیچھا نہ چھوڑیگی
جانسوز جو سامنے سے بھاگا خمارشکن نے پیچھا کیا تھوڑی دور پر جا کر ایک بیخ نخل کی ٹھوکر
کھائی لڑکھڑا کر گرا ایک غبار اُڑا خمارشکن جھپٹی جیسے ہی قریب غبار کے پہونچی غبار
دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر گری جانسوز پشتارہ باندھ کر لے بھاگا عیارون مین غریو ہوا
ہر طرف سے آواز آتی ہی کہ ای جانسوز کیا کہنا خوب معشوقہ کو گرفتار کیا جانسوز
پشتارہ لیے ہوے سامنے صاحبقران کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھا عرض کی کہ
ای شہریار غلام اسکو لایا صاحبقران نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا جب خمارشکن

ہوشیار ہوئی صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون ای خمار شکن جانسوز نے کیسی عیاری کی خمار شکن نے عرض کی کہ ایسی عیاری ہوئی کہ مین زیر ہو گئی مین نے کنیزی سرکار کی اختیار کی عہد کرتی ہون کہ جب ملکۂ عالم سے اور حضور سے فیصلہ ہوگا اُس وقت مین بھی حاضر ہونگی امیر نے خمار شکن کو رخصت کیا مگر آج صہبا بہت جھلاتی ہوئی پلٹی کہتی تھی کہ چارون عیار بچیان زیر ہوئین دیکھون ساربان زادے سے اور مجھسے کیا گذرے اسی جنگل مین لاشہ اُسکا پڑا نظر پتا ہوگا مگر عیارون سے خوب تلوار چلے گی تین لاکھ فوج سے جو پہلوان سامنے کھڑا ہی اسکو قدرت نے ہماری حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہی اگر صاحبقران دخل دینگے تو وہ بھی آپڑیگا یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے خواجہ جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے آکر سلام کیا کہا کہ آپکو صاحبقران نے بلایا ہی خواجہ اُسی وقت اُٹھے بحال زار سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے سبھون کو ہٹا دیا تخلیہ ہوا صندوقچے جواہرات کے منگوا کر سامنے رکھے خواجہ سے کہا کہ یہ تمھارا حق ہی لیکن ایک شی تمسے خریدتے ہین یہ کہ کر وہ صندوقچے اپنے قبضے مین کیے اور مقبل سے کہا کہ اِن کو رکھ آؤ خواجہ بیتاب ہو گئے کہا آپ نے میرے واسطے یہ صندوقچے منگائے تھے اور پھر رکھوائے دیتے ہین آپ کیا شی خریدتے ہین امیر نے چپکے سے کہا کہ یہ مبہوتی موقوف کرو عشق اپنا برائے چند ساعت ہمارے ہاتھ بیچو کہ صہبا کو گرفتار کر کے لاؤ یہ تمنے اپنا کیا حال کیا ہی یہ صندوقچے تمکو اُسی وقت دینگے اگر ذلت اُٹھائی تو عمر بھر مُنھ نہ دیکھینگے لشکر سے نکال دینگے عمرو نے کہا یا صاحبقران عشق کیا چیز ہی جسکو مین بیچون امیر نے فرمایا بس ہوش درست ہون آپ بلا تکلف میدان مین جائین اور صہبا سے مقابلہ کرین اُسکو گرفتار کر لائین عمرو نے کہا حمزہ یہ تو ناممکن ہی مین اپنی جان اُسپر نثار کرونگا امیر نے فرمایا تو جائیے یہ جواہرات ان عیارون کو ملیگا تمھارے ہاتھ ایک نگینہ نہ آئیگا خواجہ عمرو بیتاب ہو گئے کہا کہ ای آقاے نامدار آپ کا فیض مشہور ہی جو شی جسکے نام کی آپ مقرر

کرتے ہین اُسی کو دیتے ہین لہذا یہ صندوقچے ہمارے نام سے نکلے ہین ہمین کو ملنا چاہیئن امیر
نے فرمایا یہ بیع نامہ موجود ہی اسپر دستخط کیجیے صندوقچے آپ کے رہے مگر اُسوقت لین گے
کہ جب آپ صہبا کو گرفتار کرکے لائیے اگر اس مین فرق پڑا تو ایک حبہ نہ دین گے عمرو نے
ناچار ہوکر کہا کہ یہ مُہر میری موجود ہی جس کاغذ پر چاہیے کر لیجیے امیر نے فرمایا اقرار تو کرو
زبان سے تو کہو کہ مین نے عشق بیچا تب مین مُہر کرون ورنہ بیعنامہ بیکار ہی عمرو نے کہا
کہ حمزہ تیرا الحکم قبول کیا لا مُہر اپنے ہاتھ سے کردون امیر نے بیعنامۂ عشق پیش کیا عمرو
نے اُسپر مُہر کی صاحبقران نے وہ کاغذ اپنے پاس رکھا صندوقچے خزانے مین رکھوا دیے
خواجہ عمرو بادشاہ کے قدمون پر گرے عرض کی کہ ای شہریار کل غلام قربان ہوتا ہی
امیدوار ہون کہ تخت سلیمانی مرحمت ہو آبرو سے میدان مین جاؤن معشوق کو ثابت ہو
کہ عاشق میرا آبرودار ہی اور جلوس شاہی بھی ساتھ ہو مین نے ساٹھ برس خدمتگزاری
کی ہی اب قدمون سے جدا ہوتا ہون یہ آخری شوکت دکھانا منظور ہی بادشاہ نے پوچھا
کہ کس وقت تخت چاہیے ہی خواجہ کیون ایسی باتین کرکے دل دُکھاتے ہو خدا تمھارا
سایہ ہم لوگون کے سر پر رکھے تمھاری وجہ سے شاہزادون کو آبرو ہی ہر مقام پر یہی ذکر
ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے دمامۂ مشمش کو مارا حقیقت مین آپکے ہاتھ سے بڑے بڑے
کارہاے نمایان ہوے براے خدا ہوش مین آئیے اور کل میدان کارزار مین آپ
بھی صہبا پر غالب آئین جس طرح چار بچے غالب ہوے اور اپنے اپنے معشوقونکو سر
میدان گرفتار کرکے لائے اُنکے وعدے پختہ ہوگئے عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ وہ ننگ
عشق ہین مین چاہتا ہون کہ اس عشق مین مثل قیس و فرہاد نام رہے جہان ذکر آئے
لوگ کہین کہ خواجہ عمرو نے قیس و فرہاد کا نام مٹا دیا مین ننگ عشق نہ کہلاؤن آجتک
قران نے بڑے صدمے اُسکو پہونچائے کل مین نے دیکھا کہ جب عیار بچی زیر ہوئی تو چہرے
پر اُداسی معلوم ہوتی تھی مقام افسوس ہی کہ ہم زندہ ہون اور معشوق کے دل نازک
کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے اُسی وقت تاجدارون کو بُلا کر حکم دیا کہ کل سویرے بڑے
تزک سے تخت سلیمانی لیکر خدمت مین خواجہ کی جانا ہمارے واسطے مرکب لانا اور

جملہ سرداروں کو حکم ہوا کہ ہمراہ تخت جائین گئی ہزار روپیہ کا حکم ہوا کہ خواجہ کے سر پر نثار کرنا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ اوریرورشین کیا کر رہین یہ روپیہ مجھے مل جائے کہ قرضداروں سے سرخرو ہوں بعد میرے مہاجن کیسا چینین گے ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ عمرو اتنا روپیہ لیکر مرگیا اگر لاش ہماری نہ اُٹھائیے گا شاید معشوقہ کو رحم آئے اور مسیحائی فرمائے ٹھوکر لگا دے کہ جان آجائے جسم خاکی پکارے نظم

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنے کے لیے	منتظر ہوں راہ مین آنکھیں بچھانے کے لیے
آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے	جاتے ہین ہم اپنی جانبازی دکھانے کے لیے
بلبلو فصل بہاری مین یہ کیوں سودا ہوا	شاخ گل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے
آگ دامن مین لگی ہی آہ آتشبار سے	دوڑے آتے ہین مرے آنسو بجھانے کے لیے
اُس پریرو نے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو	گھر کے آیا ابر رحمت شامیانے کے لیے
دل یہ کہتا ہی کلیجہ کا لہو کردو شریک	پیسی جاتی ہی حنا اُنکے لگانے کے لیے
موج زن ہوگا زمانہ بھر مین دریاے گلاب	آج جاتے ہین وہ گلشن مین نہانے کے لیے
سکۂ داغ جنون دو نذر اُن کو ای ہنر یہ	سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

بادشاہ جمجاہ یہ جوش وخروش خواجہ کا دیکھ کر بہت روئے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ حضور باتین خواجہ عمرو کی سُنتے ہین صاحبقران نے فرمایا اب آپ کچھ ملال نہ کرین مین نے کچھ اسنے خریدا ہی اگر اُسکی بیع مین فرق پڑا تو انکی قضا میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار مین نے کچھ نہین بیچا امیر نے فرمایا صندوقچے مین وہ بیعنامہ رکھا ہی وقت پر پیش کرونگا عمرو نے اشارہ کیا کہ یا صاحبقران آپ خاموش رہیے میرا جوش وخروش مشہور ہونے دیجیے یہ سب خبرین ہرکاروں نے ملکہ صہبا کو پہونچائین کہ آج عمرو کو تخت سلیمانی ملا ہی صبح کو اُس تخت پہ سوار ہوکر آئیگا یہان خواجہ اپنی بارگاہ مین آئے مہتر قران بغدہ ٹیک کر بیٹھے اُنگلی اپنی تراش لی نمکدان سامنے رکھ لیا پکار کر عیاروں سے کہا کہ یارو آج رات بھر جاگنا ہی اور طبل جنگی یہان بھی بج جائے عمرو نے بہت منع کیا کہ ای قران طبل جنگی بجانے کی کیا ضرورت ہی ۔

طبل جنگی ہمارے واسطے کوس رحیل ہی قران نے کہا کہ استاد آپ کے مقابلے مین طبل جنگ نہ بجے عیار بچیان رنج سے کہ عوض خوشی کرینگی خواجہ عمرو خاموش ہو رہے طبل جنگی بجا مگر سوچ رہے ہین کہ آج رات کو گھسا ہوا بارگاہ مین معشوق کی چلا جاونگا اُسکے آگے سر جھکا دونگا کہ یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے گر آنکھ کھولتے ہین دیکھتے ہین کہ مہتر قران جاگ رہے ہین ہر طرف سے صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی عیار میدان جنگ کو درست کر رہے ہین کسی نے کہین نقب لگائی کسی نے کہین کنوان کھدوا یا ہی عیار بچیون نے بھی آکر میدان جنگ کو درست کیا ہی کہین نخل لگا یا پتون پر بیہوشی چھڑکی کہین پھول پھیلا دیے خواجہ تڑپ رہے ہین اور فرماتے ہین ای مہتر قران آج سوؤ گے نہین اور کبھی بیقرار ہو کر فرماتے ہین کہ ای مہتر قران تم ہمارے حال دل سے نہین واقف ہو ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

عشق کا تیر اگر بیس ہی چلنے کے لیے	مستعد روح بھی ہی تن سے نکلنے کے لیے
ضعف جب قصد گرانے کا مرے کرتا ہی	یا علی منھ سے مین کہتا ہون سنبھلنے کے لیے
اُٹھ گئے سیکڑون اس بزم جہاں سے احباب	رہگیا مین کف افسوس کے ملنے کے لیے
کیا کرون دل کی کسی رنگ سے وحشت نہ گئی	لاکھ گلشن مین پھرا دل کے بہلنے کے لیے
جانیوالون نے خبر کی نہ سفر کی اپنے	مستعد ہم بھی تو تھے ساتھ ہی چلنے کے لیے
یاس و حرمان کی یہ کثرت تھی کہ رستہ نہ ملا	آرزو رہگئی ارمان نکلنے کے لیے
کوے جانان مین چلو کہتی ہی میت میری	لوگ رک جاتے ہین کندھا جو بدلنے کے لیے
دیکھ اک دن تو تماشا مری دلسوزی کا	آؤن مین بھی ترے پروانون مین جلنے کے لیے
جس مدفن ہی نہ تفریح یہان ڈھونڈھ ای رنج	حکم اس گھر مین ہوا کو نہین چلنے کے لیے
تا کجا رنج و الم فرقت جانان مین ہزیر	کوئی تو شکل کر و دل کے بہلنے کے لیے

قران نے کہا کہ استاد آپ بجا فرماتے ہین لیکن مین نے آج اپنی اُنگلی کاٹ لی ہی نمکدان قریب رکھا ہی آج کوئی آپ کا فقرہ نہین چلیگا عمرو نے کہا کہ ای قران تمھارا خیال خام و تصور ناتمام ہی مین کہان جاؤنگا صبح کو معشوق کے سامنے جان دینا ہی یہ سب خبرین

دمبدم کی صہبا کو پہونچ رہی ہین نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے تنتی ہوئی قریب لشکر کے آئی
مگر دیکھا کہ سب عیاران اسلام جاگ رہے ہین شلنگین لگاتے پھرتے ہین کیا مجال ہی کہ
کوئی آرام کرے لندھور بن سعدان پہر رات رہے سے اُٹھے ہین ماہی و مراتب
وغیرہ نکلوا رہے ہین سب تاجدار اپنے اپنے خیمون مین تیار بیٹھے ہین گوش بر آواز ہین
کہ طبل سکندری بجے تو ہم لوگ بارگاہون سے نکلین آج خواجہ کے ساتھ جانا ہی دو گھڑی
رات رہے سے جلوس در دولت پر آیا نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی وغیرہ
اور اشیا متعلق اُنکی در دولت پر حاضر ہوئین اور خواجہ عمرو بھی پہر رات رہے سے
اُٹھے سب تاجدار اپنے اپنے خیمون سے نکلے خواجہ عمرو نے قران سے کہا کہ ای
فرزند ہمکو نہلا تو دو تھوڑی سی مہندی منگوا کر ہاتھ پاؤن مین لگا دو جیسے غریب
دولہا بنتے ہین ویسا بناؤ قران نے اُسی وقت خواجہ کو غسل کرایا مہندی کا جب
اشارہ ہوا تو خواجہ نے پاؤن پھیلا دیے قران نے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگائی
بادشاہ نے خلعت بھیجا تھا وہ خلعت پہنایا بھاری سہرہ سر پر خواجہ کے باندھا گنگنا
ہاتھ مین باندھ دیا جب سر پر شملے کی نوبت آئی تو خواجہ نے قران کو بھی ہٹا دیا شملہ
سر پر باندھ کر مسند پر آکے بیٹھے نماز پڑھی گھیتلہ جوتا لاکر سامنے رکھا گیا اُسکو پہن کر اُٹھے
مہتر قران بغدہ تانے ہوے ساتھ ساتھ ہین مگر عمرو کو جو زیادہ بیقرار پاتے ہین تو دست بستہ
عرض کرتے ہین کہ اُستاد ہوشیار رہیے خواجہ جواب دیتے ہین اب تم کچھ تاکید نہ کرو
ہم جان دینے پر آمادہ ہو گئے مگر ای نور نظر ہماری یہ وصیت آخر ہی سن لو کہ جنازہ ہمارا
کوے محبوب کی طرف سے لیجانا شاید اُن کی نگاہ پڑ جائے چند قدم وہ بھی ساتھ ہو لین یا
مسیحائی فرمائین ہم پھر زندہ ہو جائین ورنہ یہ کہہ دینا کہ فرما گئے ہین شعر چو آئی بعد
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما + کیا عجب ہی کہ اُس وقت
آواز دون فرد ای شہسوار گور غریبان یہ آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہو تیری
رکاب مین + یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ قبر کی تنہائی مین سوا رحمت پروردگار کے
اور کون شریک ہوگا یہ رنج و مصیبت یا عیش و عشرت فقط زندگی تک کے ہین نظم

ناساز ہے زمانہ کہیے کہان کہان تک — بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

وہان کون ساتھ دیگا مگر ای مہتر قران بجاے شہادت نامے کے تصویر محبوب سینہ پر رکھدینا مہتر قران ان باتون کو سنکر زار زار رو رہے ہین اور دمبدم فرماتے ہین کہ اُستاد ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگرد آپکے ساتھ ہین وہ وہ عیار ہین کہ جنکا مثل مشرق و مغرب مین نہین جسکو حکم دیجیے وہ آپ کی صورت بنکر مقابلہ کرے اور صہبا کو زیر کرکے لائے اگر مجکو حکم ہو تو مین آپ کی شکل بنکر جاؤن ہر چند کہ نیچے کھاؤن مگر گود مین اُٹھا کرلے آؤن خواجہ سہرہ چہرے پر ڈالے ہوے ہین ایک رنگین رومال منھ پر رکھے ہوے فرماتے ہین اب بات نہ کرو دولہا کو زیادہ بولنا اچھا نہین ہوتا قران نے بڑھکر پردہ اُٹھایا عمرو باہر جب نکلے دیکھا کہ تخت سلیمانی رکھا ہی تمام جلوس شاہی حاضر ہی سات سو تاجدار و جملہ سردار خود صاحبقران عالی وقار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہین خواجہ تخت پر سوار ہوے خدمتگار رنے جوتا گھینتلہ اُٹھا لیا طبل سکندری پر چوب پڑی اور نقارخانۂ سلیمانی بجا جملہ سردارون نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا عیار جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین صاحبقران نے جو روپیہ لٹانا شروع کیا خواجہ عمرو کو تاب نہ آئی بول اُٹھے کہ آقا یہ شہدے بازاری لوگ روپیہ لوٹ رہے ہین یہ روپیہ خانۂ کعبہ بھیجدیجیے خزانے مین رکھوا دیجیے امیر کب مانتے ہین روپیہ لٹ رہا ہی کل سردار پرے جمائے ہوے ہمراہ ہین جب صاحبقران ساتھ ہین تو کسکی مجال تھی کہ ہمراہ نہ آوے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بھی ہمراہ ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین ڈفلہ نفیر آگے تخت کے بجتا ہوا اس دھوم سے سواری خواجہ کی میدان مین آئی صہبا نے جو عمرو کو عاشق اپنا تصور کیا ہی جوڑہ گلنار پہنے ہوے عطر سہاگ ملے ہوے تخت زرین پر سوار تمام عیار بیچیان چہار طرف سے تخت کو گھیرے ہوے اس دھوم سے سواری صہبا کی بھی میدان مین آئی نقیب جانبین سے بڑھے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے گویّون کے لڑکے زیل کی آوازین سرون مین ڈوبے ہوے تانین لگا رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا+
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا+
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم+
کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا+
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین
ای مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا+

اس طرح کے اشعار عبرت آمیز پڑھ کر نقیب سامنے سے ہٹے صفوف لشکر پر سناٹا آیا ہر شخص بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی کہ آج کیا ہوگا قریب کوہ کے ایک پہلوان بھی تین لاکھ فوج سے کھڑا ہی اس بات پر آمادہ ہی کہ اگر صہبا پر کوئی دباؤ ڈالے تو جا پڑون لشکر کو صاحبقران کے روکون مگر صہبا نے جب دیکھا کہ نقیب بھی سامنے سے ہٹ گئے تو تخت سے کودی یہ معلوم ہوا کہ ستارۂ سحری آسمان سے گرا جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ آج وہ ساربان زادہ نکلے تو احوال معلوم ہو کہ عیاری کیا چیز ہی اگر کنیزین زیر ہوئین تو میرا کیا نقصان ہوا آج سر میدان عمرو سے نتیجہ چلیگا سرداران لشکر اسلام یہ سوچ لین کہ مجھپر کوئی جبر نہ کر سکیگا حکاک مردم در تین لاکھ فوج سے کھڑا ہی فوج اسلام پر نگاہ ڈال رہا ہی یہ کہنا تھا کہ خواجہ عمرو نے اشارہ کیا تخت رکھا گیا مگر صہبا حیران ہی کہ عمرو کی لشکر مین بڑی آبرو ہی کہ تخت شاہی پر سوار ہو کر آیا ہی نگوڑے کی حماقت دیکھو دولھا بنکر آیا ہی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا لیکن خواجہ بسہولیت تخت سے اُترے وہ ہی گھیتلہ جوتا پہنے ہوے رومال مُنہ پر رکھے ہوے آہستہ آہستہ چلے صاحبقران نے کھنکھار کر فرمایا کہ بیٹا یہ بھی یاد ہی چار صندوقچے جواہرات کے رکھے ہین عمرو سے صبر نہ ہو سکا ہاتھ ہلا دیا جس سے مراد یہ تھی کہ مجھے سب کچھ یاد ہی مگر صہبا آمد عمرو دیکھ کر بہت جھلائی آواز دی کہ او

سار بان زادے نے حوصلہ دل کا نکال لیا کہ دو لھا بن کر آیا دیکھ کیا انجام ہونا ہی
عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھسے کبھی بے ادبی نہ ہو گی نیچہ وغیرہ بھی لیکر نہین آیا
سر نذر کرنے آیا ہون قبول ہونا چاہیے یہ کہکر آگے بڑھے صہبا نے پتھر ارا خواجہ
بیٹھ گئے پتھر سر پر سے نکل گیا صہبا نے دوسرا پتھر پھینکا ارا خواجہ آڑے ہو گئے وہ پتھر
پہلو سے نکل گیا صہبا نے پتھرون کی بوچھار کر دی مگر خواجہ خالی دیے جاتے ہین کبھی
بیٹھ جاتے ہین کبھی جست کرتے ہین اور کبھی آڑے ہو جاتے ہین اور ہر مرتبہ کہتے ہین کہ
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مشتاق کو قریب تو آنے دو مین اپنے ہاتھ
حمائل گردن کردون اور تم نیچہ مارو کہ سر کٹ کر قدمون پر گرے یقین ہی کہ تمکو بھی رنج ہو
کہ ایسا عاشق صادق نثار ہوا سوا جان دینے کے کوئی چارہ نہین یہ کہتے ہوے قریب
پہونچے صہبا نے نیچہ کھینچا عمرو نے پکار کر یہ شعر پڑھا فرد ادب تا چند ای دست ہوس
قاتل کے دامن کا + سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا + ایک نیچہ مار دیجیے
کہ بار اُتر جائے مگر ای جان جہان جنازہ بھی تمھین اُٹھوانا جنازے کے ساتھ تا بہ قبر
جانا کہ روح کو بیتابی نہو قبر سے پشت لگے لیکن یہ خیال رہے نظم

بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل +
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر +
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گُل نرگس
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا +
کہ کام ہی گُلِ نرگس کا نرگستان مین
ہین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا +

دیگر

ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار
تو سر نگون ہی بھلا کس لیے بخاک مزار
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار +
سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گزار
بزیر خاک ہی ابتک بھی حسرت دیدار +
حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم +

ہماری وصیت کا خیال رہے کہ قبر پر بال نہ کھولنا منھدی لگانا نہ موقوف کرنا مجلس حیران
ہونٹھون پر جمانا کاہے کا ہے مزار غریبان پر آنا یہ کہکر عمرو نے سر جھکا دیا نیچہ جو پڑا سر
عمرو کا کٹ کر گرا قدمون پر اُچھلنے لگا صہبا نے جو سر عمرو کا دیکھا اور دیکھا لاشہ عمرو

بھڑک رہا ہی دل مین جوش آیا دل سے کہتی ہی کہ بےشک یہ عاشق صادق تھا کس
ثابت قدمی سے سر کٹوایا جھک کر دیکھنے لگی کف افسوس ملتی ہی کہ ہاے کیا چاہنے والا
اٹھا ای صہبا اگر مین ایسا جانتی تو اسطرح نیمچہ نہ مارتی یہ سوچ کر جھکی گلوے بریدہ سے
خون جاری ہی فوارہ خون کا نکلا دماغ پر صہبا کے پڑا کہ چرخ مار کر بیہوش ہوئی عمرو
نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون
عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرے مارے کانپتا ہی جہان
عرابتہ رفتار ہو گر قدم +
تہ پہونچے مری گرد پاپوش کو

صہبا کا پشتارہ اٹھا لیا
عیار بچیون مین ہاہاہوا کہ مردہ زندے کو لیے جاتا ہی سب عیار بچیان نیمچے پکڑ پکڑ کے
آپڑین ایک طرف سے مہتر قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران ۞ سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری ۞ بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر یا نم +
ایک طرف سے برق فرنگی تڑپ کر آپڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
چھلاوہ ہون نین نام بھی برق ہی
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی +
ایک طرف سے چالاک کا
نعرہ ہوا نعرۂ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
بعیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
اور عیاران طرار اپنے اپنے

نام کا نعرہ کرکے آگرے جو عیار آیا ایک معشوق کو گود مین اٹھا لیا اور بھاگا حکاک
نے جو دیکھا کہ سب عیار عیار بچیون کو لیے جاتے ہین تین لاکھ فوج سے آگرا انور الدہر
وغیرہ نے چاہا کہ جا کر اس پہلوان کو روکین عیارون نے آواز دی ای فرزندان امیر
وای سرداران باتوقیر آج عیارون کا تماشہ دیکھیے آپ لوگ تکلیف نہ فرمائیے چنتے
خواجہ کو بیچ مین لیا اور سب عیار متوجہ ہوے جس سوار نے چاہا کہ نیزے پر عیار کو اٹھا لون
عیار نے نیزہ خالی دیا اور جست کر کے نیمچہ مارا کہ سر سوار کا اڑ گیا گھوڑا بے سر سوار کو لیے ہوے

بھاگا بھاگا پھرتا ہی مگر برق نے پیچھے ہٹ کرجو آواز دی پانچ چار سو پیچھے اسکی پشت پر آگئے برق نے حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کیے پانچ سو عیارون نے بھی حقہ ہاے آتشبازی داغے سوارون کے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے کوئی مُنھ کے بھل گرا کسی کو گھوڑے نے کنوئین مین گرایا کوئی جھیل مین گرکر غرق دریاے لعنت ہوا کئی ہزار سوار و پیدل برق نے مارے مگر مہتر قران نامدار لڑتے بھڑتے سامنے حکاک کے پہونچے للکارا کہ او نامرد تو نے کئی عیارون کو مارا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہمپر تو وار کر حکاک مردم در نے گینڈا پھیرا نیزہ ہلاتا ہوا چلا مہتر قران نے بغدہ ٹیک کر جست کی کفل پر گینڈے کے قایم ہوے نعرہ تکبیر کہکر بغدہ مارا کہ سر کاٹتا ہوا جگرگاہ سے اُتر کر پشت پر گینڈے کی پہونچا کہ مع گینڈے حکاک کے چار ٹکڑے ہوے ہر طرف سے عیار لڑتے ہوے آتے ہین مگر معشوقان پریچہرہ کو قتل نہین کرتے گود مین لیا اور بھاگے ایک معشوقہ کو مہتر قران نے تاکا کہ سہیل نازک اندام اُسکا نام ہی یہ چاہتی تھی کہ عمرو پر جا پڑون مہتر قران نے للکارا اور پکار کر آواز دی کہ ای جانی ذرا طالب دیدار کو صورت زیبا دکھا دو نظم

دم بھر تو آکے حالتِ بیمار دیکھیے ‹› اک سانس مین غش آیا کئی بار دیکھیے
یوسف کو آنکھ اٹھا کے نہ زنہار دیکھیے ‹› بس دیکھیے تو یار کا دیدار دیکھیے
ہونے کو ہی اشارے سے ابرو کے کشت و خون ‹› کس کس پہ آج چلتی ہی تلوار دیکھیے
حاضر ہی دل کو میرے چھری سے کرید کے ‹› اچھی طرح سے زخم مین سوفار دیکھیے
گاہک ہماری جان کے ہین آپ تو مگر ‹› اسپر ہم آپ کے ہین خریدار دیکھیے
کعبے مین دل کے دخل بت شعلہ رو کا ہی ‹› یہ جاے نور دیکھیے اور نار دیکھیے
قیمت نہ اسکی آپ سے دیجائیگی کبھی ‹› عاشق کے دل کو آپ نہ ہر بار دیکھیے
چرخ نہم سے بھی نظر آئے تو ای ہژبر ‹› وان جلکے قصر یار کی دیوار دیکھیے

سہیل نے جو یہ آواز سُنی دیکھا کہ ایک جوان ہی قوی تن سانولی رنگت نمکینی چہرے سے ظاہر دریاے خون مین غوطہ زن کئی سوارون کو سامنے سہیل کے مارا سہیل صورت کو

دیکھکر بیقرار ہو گئی مگر ناز معشوقانہ دکھانے کو نیچہ ہلاتی ہوئی بڑھی قریب آکے نیچہ مارا
قران بہت بیقرار تھے جنبش تیر مژگان سے دل مشبک ہو گیا ہی قلب تھرا رہا ہی اُسکے
لپٹ گئے نیچہ بھی کھایا مگر گود مین اُٹھا لیا کہا کیون جان جہان عاشقون سے یہ سرکشی
ہم تو طالب دیدار ہین دل سے مجبور و ناچار ہین سہیل نے کچھ جواب نہ دیا مگر عیاران
لشکر اسلام نے عیار بچیون کو گرفتار کرلیا فوج کفار کو بھی شکست دی لڑائی فتح ہوئی
صاحبقران نے دوڑ کر عمرو کو گود مین اُٹھا لیا فرمایا کہ خواجہ تمنے کیا کار نمایان کیا
ہی عمرو نے کہا کہ ای نامدار وہ صندوقچے منگا دیجیے امیر نے کہا کہ وہ صندوقچے اب نہ
ملین گے عمرو نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا امیر نے کہا کہ میری بلا سے خواجہ عمرو
کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صہبا کو ہوشیار کیا صہبا صاحبقران کے قدمون پر
گری کہا کہ ای شہریار خواجہ حقیقت مین شہنشاہ عیاران ہین میری کیا مجال ہی کہ اُنسے
مقابلہ کرسکون امیر نے وہ صندوقچے منگا کر خواجہ کو دیے عمرو نے کہا کہ یا امیر آپ
میرا نکاح پڑھ دیجیے امیر نے کہا کچھ دلوائیے عمرو نے کہا کہ آپ آقا ہین مین آپکا
غلام ہون مجھسے آپ کیا لیجیے گا امیر نے کہا کہ جب تک حق عقد نہ دوگے تب تک مین
عقد نہ پڑھونگا عمرو نے کہا کہ آپ کی کیا ضرورت ہی مثل مشہور ہی کہ دو دل راضی
تو کیا کریگا قاضی ہم اپنا عقد آپ پڑھ لین گے بس آپ مہربانی فرمائیے چارون
عیار بھی بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہین امیر نے عقد پڑھا شب کو خواجہ حجلۂ عروسی
مین داخل ہوے صہبا سے وصل ہوا گوہر مراد حاصل کیا ناظرین پر واضح ہو کہ
صہبا لے خمار افزا حاملہ ہوتی ہی اسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا
بہت طولانی ہی اور اُس عیار سے بڑے بڑے کارہاے نمایان ہونگے مگر اس طلسم مین نہین
طلسم زعفران زار مین جو ایک علحدہ طلسم ہی اُس عیار کا ذکر ہی اُس طلسم کی مالک و
منتظم زعفران رنگین پوش ہی اُس کے ذکر سے ناظرین بہت ہی خوش ہونگے بروقت
ملاحظہ ناظرین پر حال کھلیگا رنگ زعفرانی عجب رنگ دکھائیگا اور فتاح اُس طلسم کے
ایرج نوجوان ہین مگر صاحبقران نے لشکر مین اب جشن کیا ہی طائفے جو دور دور سے

آئے تھے منگے مجرے سُن رہے ہین انعام و اکرام مل رہا ہی لشکر ظفر اثر نور الدہر تمام صحرا مین فروکش ہی نور الدہر جو اپنی بارگاہ سے نکلے شام کا وقت ہی ہوا اندر سے چل رہی ہر روشنی گل ہوئی جاتی ہی مگر سامنے ایک کوہ ہی اُسپر ایک چراغ روشن ہی لاکھ ہوا کا زور ہوتا ہی مگر وہ چراغ گل نہین ہوتا روشنی دمبدم بڑھتی جاتی ہی نور الدہر کے پیچھے شبرنگ تھا فرمایا کہ ای شبرنگ یہ چراغ خالی از علت نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کمال کا گذر ہی شبرنگ نے کہا کہ تشریف لے چلیے چل کر ملاحظہ فرمائیے کہ طہماس بھی آگئے نور الدہر مع طہماس و شبرنگ کے طرف پہاڑ کے چلے ایرج نوجوان اپنی بارگاہ سے نکلے تھے نور الدہر کو جو جاتے ہوے دیکھا یہ بھی ہمراہ ہوے اب نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ قریب پہاڑ کے آئے گھاٹیان طی کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سر میدان بیٹھے ہین وہ چراغ سامنے جل رہا ہی ہوا اُسپر تاثیر نہین کرتی نور الدہر نے سامنے آکر سلام کیا اُن بزرگ نے کہا کہ ای طلسم کشاے خیال سکندری ہم تو تمھارے مشتاق تھے ایرج نے بڑھکر سلام کیا اُس بزرگ نے کہا کہ ای روح و روان صاحبقران تم بھی صاحب اقبال ہو مگر اس طلسم مین دست اندازی بہتر نہین ایرج نوجوان نے مُنھ پھیر لیا اُس مرد بزرگ نے نور الدہر کو اپنے قریب بٹھایا اور پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی فتح طلسم خیال سکندری مبارک ہو یہ پرچہ کاغذ ہم تمکو دیتے ہین تلاش لوح مین جو مشکل سخت پڑیگی جب اسکو ملاحظہ کروگے حل مشکل کی صورت اس سے پیدا ہوگی اسپر کاربند ہونا مگر خدا حافظ اب رخصت ہو ہماری عبادت مین فرق آتا ہی نور الدہر وہان سے اُٹھے مگر ایرج برہم شاپور سے کہتے ہوے کہ اِن کے منع کرنے سے ہم کب مانتے ہین یاقوت جنی ہمارا دوست پتہ بتائیگا جو الون کی جس وقت تلوار کھنچی تو کوئی سامنے نہین آتا شاپور سے یہی کہتے ہوے پہاڑ سے اُترے اپنی بارگاہ مین آئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے کے ساتھ ہی یاقوت جنی کو طلب کیا فرمایا کہ ای یاقوت جنی آج اس پہاڑ پر یہ معرکہ گذرا ایک شخص بارِیش سفید بیٹھا ہی مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ جاہل اجہل ہی نور الدہر کو ایک پرچہ دیا

اور مجکو منع کیا کہ اِس طلسم مین دخل نہ دینا مگر مین ایسے جاہلون کا کہنا کب مانتا ہون
یاقوت نے عرض کی کہ یہ درویش کامل ہو گئی سو برس سے اسی پہاڑ پر بیٹھا رہتا ہی
اُسنے جو پرچہ دیا ہو اُس سے ضرور مراد حاصل ہو گی اور آپ کو جو منع کیا یہ صحیح ہی مین مقام
لوح تک حضور کو پہونچا سکتا ہون مگر بندگان عالی کو تکلیف ہو گی اگر بہ عنایت خدا
اتابہ باغ پُر بہار گذر ہوا اور بہار رنگین ادائے بمقدمہ حضور کوشش بھی کی تو
عجب نہین کہ لوح مل جائے ایرج نے کہا کہ ہم آج ہی کوچ کرین گے یاقوت نے کہا
کہ بسم اللہ ایرج نوجوان صاحبقران سے رخصت ہونے بھی نہ آئے اور رات
کو کرہ بن اشقر پر سوار ہوے شاپور کو ہمراہ لیا جملہ فوج تیار ہوئی رات ہی کو
بہ ہدایت یاقوت جنّی کوچ کر گئے صبح کو جو صاحبقران دربار مین آئے سب سردار آکے
حاضر ہوے امیر نے بہ اشتیاق فرمایا کہ سب صاحب آئے مگر کیا وجہ کہ ایرج نوجوان
تشریف نہ لائے کہ ہرکارون نے بڑھکر عرض کی ای شہریار رات کو وہ کوچ کر گئے
تلاش لوح مین گئے ہین امیر نے نورالدہر سے پوچھا نورالدہر نے سب حال مکتوب
بیان کیا اور عرض کی کہ اُس کامل واکمل نے مجکو مکتوب دیا یہ ایرج کے خلاف گذرا
یاقوت جنّی سے صلاح کر کے چلے گئے مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین دشمن پھنسین
یہ کہکے سامنے صاحبقران کے وہ کاغذ نکالا بسم اللہ کہکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ
ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات طرف مشرق کے جاؤ انشاء اللہ لوح ملجائیگی
نورالدہر صاحبقران سے رخصت ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ بابا ہم بھی چلتے ہین
نورالدہر نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین غلام آپکا بموجب ہدایت جاتا ہی
کیا عجب ہی کہ انجام بخیر ہو سکندر ثانی نے عرض کی کہ حضور یہ طلسم کشا ہین آپ کا
انسے ساتھ نہ بنے گا نورالدہر نے اُسی وقت تیاری کی سات لاکھ ساحر وغیر ساحر
ہمراہ ہین سب سے زیادہ نجم اختر شناس کچھ اُنگلیون پر شمار کر کے کہتا ہی کہ یہ کوشش
حضور کی بیکار نہ ہو گی صاحبقران کنارے تک لشکر کے نورالدہر کو پہونچانے آئے
نورالدہر مرکب طلسمی اُڑاتے ہوے چلے سب ساحر ابر ہاے سُرخ و سفید و گلنار مین

پیچھے ہوے بالاے سر نورالدہر ہین جس مقام پر اُترتے ہین زمین آباد ہو جاتی ہے
صحراے خارستان کو جھیلتے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے طہماس نے لشکر
اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین مگر قضاے کار اسی دشت مین ایک پہلوان رہتا ہے کہ
محکوم بیشہ نشین اُسکا نام ہے نوبت و نقارے کی آواز جو کان مین پہونچی سر اُٹھاکر
پوچھا کہ یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری سرحد مین آکر اُتر پڑا دریافت تو کرو کہ یہ کون شخص
ہے اور کہان جاتا ہے ہرکارے گئے اور تھوڑے عرصے مین دریافت کرکے آئے سامنے
محکوم کے آکر عرض کی کہ طلسم کشاے خیال سکندری نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان بڑی شوکت و شان سے طرف باغ پُربہار کے جاتے ہین
اس صحرا مین آکر منزل تمام ہوئی اُتر پڑے سات آٹھ لاکھ فوج ساتھ ہے محکوم نے کہا
کہ سب کو پامال کرونگا دشمنان خداوند ہمارے صحرا مین اُترے ہین اور صحیح و سالم نکلجائین
قدرت فرمائین گے کہ محکوم بیشہ نشین نے ان لوگون کو نہ روکا طرف باغ پُربہار کے
کیون جانے دیا حکم دیا کہ گینڈا لاؤ سوار ہوا چھ سات لاکھ فوج ساتھ لے کر براے مقابلہ
نورالدہر چلا نورالدہر اپنے لشکر مین ٹہل رہے ہین جملہ سردار ہمراہ ہین شعلۂ جوالہ
پہلو پر ارسطوے ثانی پشت پر نجم اختر شناس بھی ساتھ ہے کہ صحراسے گرد اُٹھی
محکوم بجمعیت تمام آکر سامنے پہونچا کنارے پر آکر ٹھہرا گینڈے سے اُتر پڑا لشکر
نورالدہر کو دیکھا کیا مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہتا ہے کہ اس لشکر کی کیا حقیقت ہے اس راستے
سے ان لوگون کو نہ جانے دونگا حوالی باغ پُربہار مقام طیب و طاہر ہے اُسمین ان
لوگون کا گذر ہو قدرت کے خلاف گذریگا مین انکو نہ جانے دونگا پنجون کے بھل
اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جاسیس لشکر اہل اسلام جو براے
خبر حاضر تھے خبر بن لے کر خدمت نورالدہر مین آئے اول ہاتھ اُٹھاکے دعا دی قطعہ

گُل سُرخ تا بد چو روشن چراغ ہمہ کار عالم بکامِ تو باد ⁂		کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ نگین سعادت بنامِ تو باد ⁂

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو محکوم بیشہ نشین جو براے مقابلہ آیا ہے

اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی اب کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو اور باقی خیر و عافیت ہی نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے انشاءاللہ کل احوال کھلیگا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

یکایک ہوا نور کا وان ظہور +
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار +

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور +
بہت گرم جو اور روشن نگاہ +
نشان آگے آگے خط صبح کا +
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

نور الدہر سوار ہوے اور سرداران غیر ساحر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آکے ٹھہرے کہ سامنے سے آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہوئی علم سیاہ کے پھر ہرے کھلے ہوے بڑے بڑے قد کے جوان محکوم بیشہ نشین گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا چھ لاکھ فوج پشت پر اس دھوم سے آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے محکوم نے گینڈا بڑھایا وسط میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا جب خوب غرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے ہنر پر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پروردے گینڈا بڑھایا نور الدہر کے سامنے آکر گینڈے سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا جمال کا کمال دیکھ کر نہال ہوا جاتا ہی دست بستہ عرض کی کہ حضور اجازت میدان مرحمت ہو نور الدہر نے کہا کہ بسم اللہ مگر ای طہماس خوب سمجھ کر لڑنا طہماس نے عرض کی کہ اقبال شہنشاہی شامل حال ہی سکندر ثانی بھی تخت پر سے دیکھ رہے ہین کہ طہماس گینڈا اُڑا کر چلا جب سامنے محکوم کے پہونچا محکوم نے جو طہماس کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر پہلو مین جو عیار کھڑا تھا اُس سے اشارہ کیا کہ اُسنے اطلاع کر دی ہی وقت بد دہی عیار گیا محکوم طہماس سے باتین کیا کیا سمجھایا ای طہماس قدرت کو سجدہ کرو

خداوند نے تمکو کیا تن و توش دیا ہی کہ سترہ سی من کا حربہ باندھتے ہو عیار کو جو اسنے
بھیجا تھا وہ یہ معاملہ ہی کہ سرشار شراب خوار ایک ساحرہ ہی کہ محکوم پر عاشق
ہی عیار نے جا کر سرشار سے کہا اُسنے وعدہ کیا تھا کہ جب کوئی تجھسے زبردست مقابلے مین
آئیگا تو مین آکر اُسکا زور گھٹاؤنگی اور تیرا زور بڑھاؤنگی عیار نے جاکے کہا سرشار
ایک عقاب بشکل نخل پر آبیٹھی محکوم نے نیزہ مارا طہماس نے نیزے کی سنان پر لیا
مگر طہماس اُلجھ اُلجھ کر نیزہ بازی کر رہا ہی کہ ایک مقام پر طہماس کا نیزہ ٹوٹا محکوم نے ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس سپر کو نہ اُٹھا سکے تلوار جو محکوم کی پڑی خود کو کاٹ کر زخم
کاری سر پر طہماس کے آیا مگر طہماس نے اُس حال مین ساطور کھینچا خبردار کہکر
ہاتھ مارا محکوم نے ساطور پکڑ لیا جھٹکا مارا کہ قبضے سے ساطور نکل گیا نورالدہر نے بیقرار ہوکر
کہا کہ ای سکندر ثانی یہ کیا افتاد ہی کہ طہماس کے قبضے سے ساطور نکل گیا سکندر نے
کہا کہ غلام دیکھ رہا ہی مگر جب ساطور قبضے سے طہماس کے نکلا طہماس کی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا ہرچند کہ سر مین زخم تھا مگر گینڈے سے کود پڑا زیر کر گردن محکوم
ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چرخ دیکر مارا محکوم کودکر الگ ہوا مگر زخم طہماس کا کھل گیا اور
چرخ کھا کر گرا محکوم کودکر چھاتی پر سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا چاہا کہ سر کاٹ لون ادھر
نورالدہر نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای سکندر غضب ہوا میرا عاشق صادق مارا جاتا
ہی سکندر نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر قبضے سے محکوم کے نکل گیا قرولی کمر مین محکوم کے
لگی تھی محکوم نے قرولی کھینچی عقاب جو اپنے مقام سے اُڑا گر دو نون کے آگے
چرخ مارنے لگا سکندر نے للکارا کہ او بے حیا مین نے تجھے پہچانا کیون تیری
قضا آئی ہی ہمارے سامنے یہ بے ادبی شعلۂ جوالہ جو برابر کھڑی تھی کہا ای شعلۂ جوالہ
یہ سرشار شراب خوار ساحرہ ہی اِسکے سحر سے طہماس بیہوش ہوا اس حرامزادی کو
لینا شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری ایک دھوان نکلا اب تو سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ اسباب
سحر سے آراستہ آسمان سے گرا چاہتی ہی اور شعلۂ جوالہ تڑپتی ہوئی جاتی ہی چاہتی ہی
کہ برق بن کر گرون اور اس بیحیا کے دو ٹکڑے کرون مگر سرشار اپنے کو بچاتی ہی ہر مرتبہ

ہاتھ ہلاتی جاتی ہی شعلۂ جوالہ رُک جاتی ہی ایک مقام پر شعلۂ جوالہ نے سحر کا بل کیا
کڑک کر گری کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے سرشار کے مرتے ہی طہماس کو ہوش آیا
اپنے سینے پر جو حریف کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دھکا دیکر اُسکو سینے سے
گرایا کود کر خود اُسکی چھاتی پر سوار ہوے گندہ زانو سے دباکر کہا کہ اوبے حیا شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی محکوم نے جواب سخت دیا طہماس نے سینے سے اُٹھکر محکوم
کو مثل کرپاس کُمنہ چیر کر پھینک دیا فوج والے آپڑے طہماس بھی نعرہ کرکے جا پڑا
اپنے گرنے کا بڑا قلق تھا صفون کو درہم و برہم کر دیا اُدھر سے نورالدہر پہونچے
ساتھ والون نے محکوم کے شکست کھائی بمشکل لاشہ اپنے مالک کا اُٹھا یا روتے پیٹتے
بھاگے نورالدہر طہماس کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے زخمون مین ٹانکے دیے لیکن
قضائے کار محکوم کا لاشہ لیکر جو ساتھ والے بھاگے پانچ کوس پر آکر ٹھہرے سامنے
ایک قلعہ ہی کہ نجوم تاجدار بھائی محکوم کا اُس قلعے کا حاکم ہی بالائے قلعہ سے جو اسنے
دیکھا کہ لاشہ ایک جوان کا لیکر کچھ لوگ آئے ہین اور ارتھی بنا رہے ہین نجوم نے عیار
کو بھیجا کہ دریافت کر یہ کس غربت زدہ کا لاشہ ہی کہ جنگل مین ارتھی بنا رہے ہین
عیار نے جا کر دریافت کیا روتا ہوا سامنے آیا کہا کہ آپ کے بھائی صاحب مقابلۂ طلسم کشا
مین گئے تھے ہاتھ سے طہماس کے مارے گئے ساتھ والے لاشہ لیکر آئے ہین ارتھی
بنا رہے ہین نجوم قلعے سے اُترا آیا آکر جلانے مین اسکے شریک ہوا ساتھ والون کو
قلعے مین لایا لاکر سب پتہ و نشان پوچھا کہا کہ مین ابھی جاکر اسکے قاتل کو لاتا ہون
پر پرواز پیدا کر کے چلا لشکر نورالدہر مین آکر ایک گوشے مین اُترا بارگاہ طہماس
دریافت کر کے پھرنے لگا دو پہر رات گئے جب طہماس بارگاہ نورالدہر سے آئے
نجوم نے ارادہ کیا کہ طہماس کو لے بھاگون مگر سوچا کہ اسکو بارگاہ مین جانے دو
جب کھانا کھا کر سوئیگا تب لیجاؤنگا وہ ہی ہوا کہ جب طہماس خاصہ کھا کر سوئے نجوم
سحر کرتا ہوا دروازے پر آیا سحر سے سب کو بیہوش کر کے اندر بارگاہ کے گھسا طہماس
کو نیچے مین دبا کر لے بھاگا اپنے قلعے مین لا کر قید کیا کہتا ہی کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہی

اسکو بڑی تکلیف سے قتل کرونگا یہان صبح کو نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان طہماس روتے ہوے آئے عرض کی کہ طہماس بستر خواب سے غائب ہوگئے نورالدہر گھبرا کر اُٹھے سب رفقا ساتھ ہین آکر دیکھا کہ نگہبان دروازے پر بیہوش پڑے ہین سکندر ثانی نے اُنکو دیکھکر کہا کہ ای شہریار یہ لوگ تو سحر مین ہین یہ کہکے فرش پر دیکھا کہ چند دانے ماش کے پڑے ہین اُن ماش کے دانون کو اُٹھا لیا اور نشان نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسپر سحر کیا اُس سے آواز آئی کہ مین سحر ہون نجوم کا وہ آکر طہماس کو لے گیا سکندر ثانی نے کہا کہ حضور قلعۂ نجوم پر چلین جادوگرنیان آمادہ ہوئین کہ ہم جاکر اُسکو گھیر لین گے مگر شعلۂ جوالہ دمربع نشین وہماے مرصع پوش یہ تینو جادوگرنیان آگے بڑھین ہر چند کہ سکندر نے کہا کہ ہم تم سب ساتھ چلین گے مگر ان تینون نے نہ مانا کنیزون کو اپنے ساتھ لیکر طرف قلعۂ نجوم کے چلین یہان نجوم تاجدار جو طہماس کو لایا طہماس کو تو قید خانے مین بھیجدیا اور آپ دربار مین آکر بیٹھا نازنینان مہ جبین دل بہلانے کو یہ غزل عاشقانہ گانے لگین نظم

راحت شب فراق نہ پائی تمام رات
سونگھے ہین اُنکے دست حنائی تمام رات

پہلو تھا اور درد جدائی تمام رات
بوسو طرح کے عطر کی آئی تمام رات

شاید نفس کی آمد وشد ہو تمام رات
کرتا گلہ وصال مین کیا درد ہجر کا

مین نے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات
اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات

منظور میرے گھر مین نہ آنا تھا آپ کو
بوسہ جو لے لیا ہو تو شرمائے اسقدر

مہندی جو پاؤن سے نہ چھڑائی تمام رات
تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام رات

آفت مین جان شمع کی تھی شام وصل سے
فرقت کی شب مین شہر خموشان کا لطف تھا

مین نے بجھائی اُسنے جلائی تمام رات
گھڑیال کی صدا بھی نہ آئی تمام رات

بھولا نہ کوئی دم غم صبح شب وصال
کروٹ بھی اسطرف کو نہ اُس شعروتنے لی

آیا ہی یاد روز جدائی تمام رات
کیا کیا نہ میںنے جان جلائی تمام رات

لین چٹکیان جگر مین کبھی دل مین رات بھر
راحت نہ اُسکے ہاتھ سے پائی تمام رات

ٹھری نہ اُنکے حسن کے آگے کسی طرح ہاتھ آئی کیا ہی دولتِ عشرت مجھے ہر بر	اُٹھ اُٹھ کے مین نے شمع جلائی تمام رات سہلائے اُنکے پاے حنائی تمام رات

نجوم خوش بیٹھا ہی کہ ایک ابر آتش فشان آسمان پر ہویدا ہوا بہن سرشار کی یعنے
میخوار مینا شکن آسمان پر جاتی تھی بہنوئی کے بھائی کو جو صحبت مین دیکھا اس
خیال سے اُتر آئی کہ بہن سے ملاقات ہوگی صحبت کو آکر بہن سے خالی دیکھا پوچھا کہ محکوم و
سرشار کہان ہین نجوم نے ٹھنڈی سانس بھر کر بیان کیا کہ زن و شوہر جا کر قتل ہوے
مین اُنکے قاتل کو پکڑ لایا ہون قید کیا ہی کل ارادہ ہی کہ قتل کرون میخوار نے کہا
کہ مین بھی اُس قیدی کو دیکھون نجوم نے طہماس کو سر محفل بلوایا میخوار طہماس کو
دیکھکر عاشق ہوئی دل نہین مانتا تڑپ رہی ہی طہماس کو پھر قید خانہ مین بھیجدیا
نجوم بھی جا کر چھپر کھٹ پر لیٹا اور سو گیا میخوار کو کب نیند آتی تھی آخر دبے پاؤن
اُٹھی دروازے پر قید خانے کے آئی نگہبان بولے کون آتا ہی میخوار نے جواب ندیا
اور سحر کیا کہ سب بیہوش ہو گئے قید خانے مین جا کر طہماس کی قید وہین ڈال دی
اور طہماس کو لے نکلی قلعۂ سرمستان کہ جہان اسکی عملداری ہی وہان جا کے
صحبت آراستہ کی طہماس سے سوال وصل کیا طہماس نے انکار کیا کہا کہ اوبیحیا
نہین معلوم تیرا کیا سن ہوگا میخوار نے کہا کہ ابھی مین نے رنگ شباب نہین دیکھا صرف
دوسی چالیس برس کا سن ہی طہماس نے مُنھ پھیر لیا ہر چند کہ میخوار نے سمجھایا طہماس
نے نہ قبول کیا میخوار نے غصے مین قید کیا کنیزین قید خانے مین جا کر سمجھاتی ہین لیکن
طہماس انکار ہی کر رہا ہی اِدھر نجوم جو صبح کو اُٹھا چاہا کہ میدان خونی کی تیاری کرون
کہ چند کس نگہبان روتے ہوے آئے عرض کی کہ رات کو بی میخوار آکر طہماس کو چُرا کر
لے گئین ہم لوگون کو بیہوش کر گئی تھین نجوم بہت جھلایا کہا لشکر تیار ہو مین طرف
قلعۂ سرمستان کے جاؤنگا وہین جا کر طہماس کو قتل کرونگا بالاے قلعہ بیٹھا ہوا ہی
فوج والے تیار ہو رہے ہین بھاٹک قلعے کا کھلا ہی کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر سُرخ
وسپید و زرد نمایان ہوے سب کے آگے ملکہ مربع نشین اور پشت پر ہماے مرصع پوش

ایکطرف شعلہ جوالہ ان تینون جادوگرنیون نے آکر نجوم کو للکارا کہ او نجوم شوم سردار طلسم کشا کو لایا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو حوالے کر ورنہ ہم لوگ آتے ہین یہ کہکر تینون نے بلوہ کیا نجوم نے ہر چند سحر کیے آگ برسائی گولے مارے مگر ان تینون نے آگ کو بجھایا بلوہ کر کے قریب قلعے کے پہونچین نجوم نے جو دیکھا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی ادھر صحرا سے گرد عظیم اُڑی دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر سوار ایک طرف طلسم کشا مرکب طلسمی چمکاتا ہوا سات سو سردار پشت پر نورالدہر نے گھوڑا روکا سب تھم گئے سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای نجوم بہتر اسی مین ہی کہ طہماس کو حوالے کر دے یہ تینون شاہزادیان قریب قلعہ پہونچ چکی ہین مین بھی آتا ہون ایکطرف سے طلسم کشا بھی تشریف لائین گے فوج گران کو دیکھ کر نجوم گھبرایا بالائے قلعہ سے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ طلسم مجھسے خطا تو بیشک ہوئی مگر امیدوار معافی ہون طہماس کو میخوار نامے ساحرہ لے گئی میرا ارادہ تھا کہ جاؤن آپ کی فوج دیکھ کر رُک گیا حضور تامل فرمائین مین جاکر اُسکو سزا دون سکندر نے جواب دیا کہ ای نجوم یہ عذرات تیرے قبول نہ ہونگے طہماس کو جلد حاضر کر نجوم نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین خلاف نہین عرض کرتا ہون میخوار آئی تھی وہ طہماس کو لے گئی سکندر نے کہا کہ ای شہریار اب آپ تامل کرین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن یا ان جادوگرنیون مین سے کوئی جائے نورالدہر نے کہا کہ ہم خود چلین گے ایسا نہ ہو کہ طہماس پر کوئی افتاد پڑے وہ ہمارا عاشق صادق ہی نورالدہر نے مرکب پھیرا سکندر نے جب نجوم پر زیادہ دباؤ ڈالا تو نجوم قلعے سے نکل آیا قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا سکندر ثانی نے نجوم کو سمجھایا نجوم بھی مطیع اسلام ہو کر ساتھ ہوا نورالدہر نے اُسی طرف کوچ کیا کل لشکر چلا نجوم بھی ساتھ ہوا یہان میخوار بالاے قلعہ بیٹھی جھلا رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ اُس ظالم کو سمجھاؤ کنیزین جاکر طہماس کو سمجھاتی ہین مگر طہماس کا وہی قول ہی کہ مین ساحرہ کو نہ قبول کرونگا کہ اول نجوم آکر پہونچا کہا کہ ای میخوار بڑا غضب کیا مین تو اپنی خطا پر نادم ہون مگر

تو نے یہ کیا کیا کہ قید خانے سے طہماس کو لے آئی بہتر یہ ہی کہ طہماس کو لاکر حاضر کر
لشکر کو لیکر سکندر ثانی آتے ہین ای میخوار وہ لشکر ساتھ ہی کہ قلعے مین کوئی ذیحیات
نہ بچیگا جادوگرون مین اور کا کیا ذکر خود سکندر ثانی ساتھ ہین اگر سحر کرے گا تو زمین
ہل جائیگی میخوار نے کہا کہ ارے نجوم کے واسطے شراب تو لاؤ نجوم نے کچھ خیال نہ کیا
سوچا کہ یہ اب دبی ہی مین جو طہماس کو لیکر جاؤنگا تو طلسم کشا خوش ہونگے جام آغشتہ
بداروے بیہوشی میخوار نے نجوم کو پلاکر بیہوش کیا زبان مین سوزن دی قید خانے
مین بھیجا جس قید خانے مین طہماس تھا اُسی زندان مین نجوم بھی قید ہوا طہماس نے
پوچھا کہ ای نجوم تمپر کیا معرکہ گذرا نجوم نے سب حال بیان کیا اور کہا تھوڑے
عرصے مین لشکر طلسم کشا آتا ہی ای میخوار کو اس مکر کا بدلہ ملیگا میخوار مطمئن ہو کر بیٹھی کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ آگے آگے طلسم کشا تخت پر سکندر ثانی ایکطرف نجم اور
ارسطو شعلۂ جوالہ و مربع نشین وہماے مرصع پوش طاؤسان زرین بال پر
سوار سامنے قلعے کے پہونچین پشت پر لشکر چلا آتا ہی مگر نورالدہر نے گھوڑا بڑھایا ملکہ
شعلۂ جوالہ نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیون تکلیف فرماتے ہین ہم لوگ جاکر میخوار کو
گرفتار کیے لاتے ہین اور طہماس کو بھی لیتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند ملازمان نجوم روتے
پیٹتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار میخوار نے نجوم کو بمکر شراب پلاکر گرفتار کر لیا ہم
لوگون کو نکلوا دیا یہ سُنکر نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا شعلۂ جوالہ کی طرف بہ نگاہ قہر
دیکھا کہا تمنے سُنا کہ اس مکارہ نے کیا فریب کیا نجوم کو بھی قید کر لیا اگر کسی کا ایک
موے جسم بھی کم ہوا تو میخوار سے سمجھونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا سکندر ثانی نے چاہا بڑھکر
روکون مگر نورالدہر رُکے میخوار نے آگ برسائی ان پر بھلا سحر کب تاثیر کرتا کیونکہ
لوح محفوظہ گلے مین پڑی ہی میخوار نے گولے بھی ادھر نورالدہر کے ہاتھ مین گرز طلسمی
ہی گولون کو رد کرتے ہوے جب قریب خندق پہونچے گوڑا اُٹھایا گھوڑا طرارہ بھر کر
خندق کے پار آیا گرز سے پھاٹک توڑا قلعہ کے اندر گھسے میخوار نے فوج کو اشارہ کیا
شعلۂ جوالہ نے باہر سے دیکھا کہ طلسم کشا اکیلے قلعے مین پہونچے ہین اب یا مشود شمن

گرفتار ہو جائین کڑک کر آسمان پر گئی میخوار کو تاک کر گری کہ میخوار کے دو ٹکڑے کیے
میخوار کے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی اہل قلعہ گھبرا گئے فریاد کرنے لگے داروغۂ
زندان خانہ نے جاکر طہماس و نجوم کو رہا کیا خدمت نورالدہر مین لایا افسر اگر
قدمون پہ گرے اطاعت و دین اسلام اختیار کی دو دن اس قلعے پر مقام کیا فوج
قاہرہ کو ساتھ لیکر کوچ کیا اگر بہار رنگین پوش باغ پُر بہار مین بیٹھی ہی بیٹی اسکی
گلشن آرا کہ نہایت حسین و جمیل ہی اسکو خبر ہوئی کہ ابرج نوجوان اسطرف آتے ہین
کہ دوسرا پرچۂ اخبار گذرا کہ طلسم کشا نے میخوار کو قتل کیا اور وہ قلعہ بھی قبضہ مین
آیا اب اس طرف آتے ہین سکندر ثانی بادشاہ لشکر ہین جمشید زرین ترکش برادر
سکندر بھی ساتھ ہین وہ وہ جادوگر ساتھ ہین کہ جنکا مثل نہین ملکہ بہار نے کہا کہ یہ
سب جادوگر دیکھے بھالے ہین ای نور نظر تم جاکر لشکر طلسم کشا کو روکو اور مین جاکر لشکر
ابرج کو روکتی ہون جو جس مقام پر آئے اُسی مقام پر ٹھہر جائے گلشن آرا تو اُسیوقت
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی بتلاش لشکر طلسم کشا چلی واضح رہے کہ یہ دونون نانی
بیٹیان بڑی خوبصورت ہین اپنے حسن و جمال پر غرہ بھی رکھتی ہین اول حال گلشن آرا
عرض کرتا ہون کہ تین پہر برابر طاؤس کو اُڑائے ہوے پھری کہین کچھ نشان نہ پایا
چار گھڑی پچھلا دن باقی ہی کہ ایک پہاڑ پر آکر اُتری مگر پسینے پسینے ہو رہی ہی صحرا کیطرف
دیکھ رہی ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا کہ کچھ
شتر سوار سانڈنی سوار سامنے سے گذرے زیر کوہ آکر ٹھہرے سب کے آگے ایک مرکب پر
شاہزادہ نورالدہر سلاح طلسمی زیب جسم گھوڑا طلسمی چمکتے ہوے آتے ہین سپر پشت پر
پڑی ہوئی تیغہ ہلالی زیب کمر خود طلسمی بر سر گھوڑا اُڑائے ہوے آئے مگر گلشن آرا کی جو
نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوئی گھبرا کر سامنے آگئی چاہتی ہو کہ اپنا جمال باکمال بھی
نورالدہر کو دکھاؤن بہ عشوہ و غمزہ پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ادھر
دیکھنا نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین ہی زلف عنبرین چہرے پر
بل کر رہی ہین نورالدہر کا یہ حال ہوا نظم

دھیان اُس زلف کا جو آتا ہی
سانپ سینے پہ لوٹ جاتا ہی

ایسے سینے سے جب بھڑے سینہ
سینہ ہو جائے کیون نہ بے کینہ

سادی محرم پہ جسکی عالم ہی
کیا بنت کو کھر دے محرم ہو

ہائے وہ گھنڈیان کبود کبود
اس طرح اُنکے حسن کا ہو نمود

جیسے بھونرے انار سے چمٹین
مست ہو ہو کے پھر وہین سمٹین

ہی یہ اچنبھے کی چیز سمجھا مین
دست رس ہی نہیں کہون کیا مین

ایک یان ایک کے جواب مین ہی
مردمک دیدۂ حباب مین ہی

چاند سا پیٹ اسطرح روشن
جسکی پر تو ہی رشک ماہ چمن

کیا کہون ناف اُسمین کیسی ہی
چھوٹی سی نور کی کٹوری ہی

بال سی وہ کمر وہ ترپاہٹ
جسکو بل دے ہی دل کی ترپاہٹ

اُس کمر کا کوئی رقیب کہان
حلقۂ دست کو نصیب کہان

بس نہ ای خامہ بحر فکر مین تیر
آگے ہی غنچۂ طلسم کی سیر

وا ہوا غنچۂ طلسم اگر
خنجر شوق کاٹ لے گا سر

یان پہ دریائے حسن کو ہی اُبال
جسمین دو موجین ہین برنگ ہلال

جی ہو بیچین یاد کر جس کو
خوب ہی گر نہ یاد آئے وہ

ذکر سے دل جو گدگداتا ہی
دم پھڑک کر لبون پہ آتا ہی

وہ کفل نرم نرم ہی ایسے
تکیے مخمل کے ہاتھ مین جیسے

کیا کہون پانوَن کی ڈھلاوٹ کو
اور شلوار کی پھنساوٹ کو

کیسے شفاف کسطرح کے گداز
کفِ افسوس جن سے دستِ نیاز

نور الدہر نے جو یہ سامان دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا بے اختیار پکار اُٹھے کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی حقیقت مین یہ کیفیت ہی نظم

مثل نسرین بدن یار ہی جز خال سفید
ہی سراپا مین بجائے کمر اک بال سفید

ہو گیا پیر جو مین ہو گئی آخر شب وصل
صبح امید ہوئی تار ہوئے بال سفید

کیا عجب اشکون نے آنکھونکی سیاہی دھوئی — کہ ہوے ہین مری پلکونکے بھی سب بال سفید
سارے بازار کو سودا ہی مرے یوسف کا — ہو گئے زر دخرید ار تو دلال سفید
میرے بختون نے زمانے کی سیاہی لے لی — ہو نہ جائین کہین قاتل ترے اب بال سفید
چاندنی گرد قدم چاند ہر اک نقش قدم — رات کیسی ہو سیہ کردے تری چال سفید
آگیا یاد سیہ خانۂ وطن کا مجکو — دشت غربت مین جو رہنے کو ملے بال سفید
نہین ممکن کہ سیہ دل نہ ہو زر دارونکا — ایک دن مین ہو سیہ کیسی ہو ٹکسال سفید
دم مین یاقوت ہو تاثیر لب جانان سے — ہو جو قلیان مین بلور کی مہنال سفید
آگئین یاد جو رونے مین نشیلی آنکھین — اشک ٹپکے مری آنکھونسے سیہ لال سفید
ہی رخ یار پہ ایسا ہی اگر جوش بیاض — کیا تعجب ہی کہ ہو جائے اگر خال سفید
صد و سی سال تجھے ملتے رہین صید مراد — یا الٰہی ہون ترے گیسوون کے بال سفید
ہی مرے کوکب طالع سے مناسب نسبت — کبھی بالونکی طرح ہوتے نہین خال سفید
واہ کیا رنگ ہی گویا کہ ٹپکتا ہی شہاب — منھ وہ پونچھے تو ابھی سرخ ہو رومال سفید
میرے اُس چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا نسبت — مہ تابان کو ملا ہی فقط اک گال سفید
یا الٰہی نہ قیامت کو سیہ رو ہون مین — مثل مصحف ہو مرا نامۂ اعمال سفید
فرد اعمال بھی ناسخ ہوئی جاتی ہی سفید — جس طرح بال مرے ہوتے ہین ہر سال سفید

جانہین سے آنکھین لڑین تیر مژگان دو بون گے تو دہ دل پر لب معشوق ہوے ضبط نہ ہوسکا گلشن آرا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی نور الدہر نے چاہا کہ مین پہاڑ پر جاؤن سر اسکا اُٹھا کر زانو پر رکھ لون قریب گھاٹیون کے آئے گھوڑے سے اُترے گھاٹیان طی کرتے ہوے چلے بر سر کوہ اُس وقت پہونچے کہ گلشن آرا کو ہوا جو لگی ہوش آگیا تھا مگر قلب ٹھہرا ہا تھا حیران حیران دیکھ رہی تھی کہ یہ ماہ اوج حُسن کہان گیا سامنے سے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا شرم وحجاب معشوقانہ دامنگیر ہوا تڑپ کر اُٹھی سحر کر کے بلند ہو گئی مگر زنجیر محبت پاؤن مین بندھی ہوا اسیطرف کھینچ رہی ہی چلتے وقت آواز دی کہ اے سلطان حسینان ہم رخصت ہوتے ہین اگر دل نے مانا تو صبر کرینگے ورنہ پھر حاضر ہونگے

نورالدہر نے جواب دیا کہ ای سردار معشوقان دل تو لیے جاتی ہو کیونکر صبر کرونگا نظم

یارب نہ شام ہجر کا مجکو ملال دے + آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے
دو ایک جام ساقی رنگین خیال دے + آتی ہو جسمین پھول کی بو وہ زلال دے
ای دل یہ اپنے عہد شکن سے نہین ہی دور + کل کیطرح سے آج کا وعدہ بھی ٹال دے
ای دل سوال وصل تو آسان ہی مگر + ایسا نہ ہو وہ بات تری ہنس کے ٹال دے
چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہ تور کی + یارب تو اُس پری کو وہ حُسن وجمال دے
لیجاؤن گل چڑھانے کو مجنون کی قبر پر + جوش جنون مگر جو مجھے ایک سال دے
شاہونسے لین خراج کرین جشن ای ہنر بر + اختر کو ذوالجلال وہ جاہ وجلال دے

یہ اشعار سُنکر گلشن آرا مسکرائی گوہر دندان جو چمکے ایک برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا نورالدہر غش کھاکر گرے گلشن آرا نے جو بلندی سے دیکھا کہ وہ شہسوار معرکۂ جرأت ویکہ تاز میدان جلالت زمین پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی بے ساختہ اُتر آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے لگے وہ آنسو جو عارض پر گرے اور بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین لخلخہ بن گئی نورالدہر نے جو آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا چاہا کہ یون ہی تھوڑی دیر لیٹا رہون پانون جو پھیلائے گلشن آرا نے دیکھا تو زانو اپنا سرکا لیا نورالدہر اُٹھ بیٹھے معشوق سے باتین اختلاط کی کرنے لگے گلشن آرا نے پوچھا آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہی نورالدہر نے نام اپنا بتایا ملکہ نے ہنس کر کہا کہ آپ نے وہ قصد کیا ہی کہ جسکا ہونا نہایت دشوار ہی آپ کا تا باغ پُر بہار جانا نہایت محال ہی ہزار جھگڑے درپیش ہین مجھے یقین نہین کہ آپ تا باغ پہونچین مادر مہربان میری وہانکی منتظم ہین حُسن وجمال اُنکا بھی بے مثل وبے نظیر ہی مہر ماہ منیر ہی سن مثل میرے مین اُنکی بہن کی بیٹی ہون مجکو پرورش کیا ہی ایرج نوجوان کے لشکر کو دیکھنے گئی ہین تین کوس پر یہان سے لشکر ایرج کا اُترا ہی یقین ہی کہ اب مادر مہربان پہونچ گئی ہونگی نورالدہر نے کہا یقین ہی تمھاری مادر مہربان بھی ایرج پر

مائل ہو نگی اُسکا جمال بھی عابد کش و زاہد فریب ہی میری صورت سے بہت میل ہی ایک ہی
شاخ کے دو گل ہین ایک ہی آسمان کے دو چاند ہین گلشن آرا نے کہا کہ اُنکو ہمیشہ سے مرد
کے نام سے نفرت ہی وہ توجہ نہ کرین گی آج تک مرد کی صورت نہین دیکھی اُنکا یہی قول
ہی کہ مرد کا مطیع ہونا سراسر حماقت ہی اپنے تئین تابعدار بنانا کیا ضرورت ہی یہ سُن کر
نور الدہر نے کہا کہ جب جائینگی تب حال کھلیگا عرصہ دراز تک عاشق و معشوق مین
باتین رہین گلشن آرا نے کہا کہ مین آپ کا لشکر تباہ کرنے آئی تھی اب کیا ہو سکیگا
اب تو جاتی ہون پھر موقع پاکر آؤنگی گلشن آرا وعدہ کر کے رخصت ہوئی باغ پُر بہار
مین آئی بہار رنگین پوش کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ مادر مہربان کہان ہین کنیزون
نے کہا کہ آج صبح سے گئی ہین پلٹ کر نہین آئین مگر بہار رنگین پوش تلاش لشکر ایرج
کرتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی معاملہ یہ ہوا کہ ایرج جو آکر اُترے
کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرایا آپ جاکر اُسمین بیٹھے شاپور سے فرمایش کی
کہ کچھ گاؤ شاپور چنگ مرصعی بجا رہا ہی جوش و خروش سے گا رہا ہی بہار رنگین پوش
نے جو آواز سُنی بیقرار ہو گئی آسمان سے تھراتی ہوئی سر بارگاہ پر آکر لہرانے لگی اب جو
دیکھا ایک نوجوان رشک یوسف کنعان خود زرین سر پر سامنے سپر و شمشیر رکھی ہی مسند پر
بیٹھا ہوا گانا سُن رہا ہی بہار رنگین پوش کے ہوش اُڑ گئے بیتاب و بیقرار ہوئی ہر چند
کہ چاہا ضبط کرون مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے
ٹوٹا چاہا کہ پلٹ جاؤن قریب اُس جوان کے نہ جاؤن مگر دل نے یہی ہدایت کی کہ گانا سُنکر
چلے آدینگے نئی جفا اُٹھائینگے آخر سر بارگاہ سے اُتری در بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہری خادم
سو گئے تھے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر بلا تکلف اندر آئی کھٹکا جو ہوا ایرج نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک معشوق ہی پریچہرہ دونون عارض آفتاب و مہتاب حُسن مین بے نظیر و لاجواب
پُکار کر آواز دی کہ تشریف لائیے خانۂ بے تکلف ہی بہار رنگین پوش کرسی پر آکر بیٹھی شاپور
سے اشارہ کیا کہ ہم مخل صحبت ہوے تم کیون خاموش ہو جو گا رہے تھے وہی گاؤ ایرج
سے جو نام پوچھا ایرج نے نام بتایا کہ نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران

اُس نازنین نے نام سُنکر کہا کہ آپ طلسم کشا نہیں ہین ایرج نے کہا کہ مین طلسم کشائی کر کے کیا کرونگا لیکن منظور یہ ہی کہ طلسم کشا سے چشمک رہے جہان کا وہ ارادہ کرین وہان مین بھی اپنے کو پہونچاؤن اگر لوح مل جائے تو بڑا احسان ہو شاپور نے بھی یہی کہا کہ بہت مناسب ہی ای ملکۂ عالم اگر بن پڑے تو لوح کی فکر کیجیے بہار رنگین پوش نے کہا کہ مشہور تو یہ ہی کہ لوح میرے قبضے مین ہی مگر مین لوح سے بیخبر ہون اور چند شاہزادیان ہین کہ وہ حال سے لوح کے بخوبی واقف ہین مین اُنسے دریافت کرونگی اور یہ مین حضور سے وعدہ کرتی ہون کہ لوح آپ کو ملے اور آپ طلسم کشائی کرین یاقوت جنی کہ پہلو مین بیٹھا ہی یہ مژدہ سُنکر خوش ہو گیا قریب آکر کہا کہ ای شہریار اسکی خاطر کیجیے حقیقت مین یہ آپ پر عاشق ہوئی ہی اگر یہ کد و کوشش کریگی تو بیشک لوح مل جائیگی جب حضور نے پائی تو نورالدہر بیکار رہین گے آپ فتاح طلسم ہونگے انشاء اللہ چلکر بقراط ثانی کو قتل کیجیے لوح طلسمی اسکی ذات سے ضرور حاصل ہوگی شاپور شیر دل نے بھی فوراً چنگ مرصعی کو چھیڑا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ترے گالون پہ وارے چاند سورج	کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج
نہین ہین احمدؐ و حیدرؑ کہ حق نے	فلک پر سے اُتارے چاند سورج
ہوا ہی شق و رجعت سے یہ روشن	سمجھتے ہین اشارے چاند سورج
تم ایسے دونون بھائے ہو کہ دن رات	رہے تابع تمھارے چاند سورج
نبوت کا جو احمدؐ آسمان ہی	ہوے سبطین بارے چاند سورج
نہین آئینے مین روے عرق ناک	ہوے ہین جمع تارے چاند سورج
تری نوبت ہو ساری سیم و زر کی	نظر آئین نقارے چاند سورج
رواق چرخ سے کرتے ہین دن رات	صنم تیرے نظارے چاند سورج
نہاتا ہی جو تو عریان تو غش سے	گرے دریا کنارے چاند سورج
نہ اُس نورِ مجسم کا لگا کھوج	پھرے ایسے کہ ہارے چاند سورج
جدائی مین کیا روشن مرا گھر	نہ دم بھر واہ وارے چاند سورج

تری الفت مین ایسے گھل گئے ہین یہ مجھے ہجر مین وحشت ہی ناسخ		نظر مین ہین شرارے چاند سورج کہ ہین گویا چکارے چاند سورج	

اس رنگ مین شاپور نے یہ اشعار عاشقانہ گائے کہ بہار رنگین پوش کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور کہا کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مین جاکر لوح کی فکر کرون دریافت کرکے آپ سے عرض کرونگی یہ کہکر بہار رنگین پوش رخصت ہوئی ایرج تا دربارگاہ پہونچانے کو آئے سراپا بحیرت دیکھا کیے جب بہار دروازے پر آئی تو فوراً ایک دستک دی طاؤس زرین بال حاضر ہوا اُسپر سوار ہوکر روانہ ہوئی ایرج نوجوان لڑکھڑاتے ہوے پلٹے کہتے تھے کہ ای شاپور شیر دل یہ دل ہمارا لے گئی عجب بیقراری ہی دیکھیے اب کیونکر ملاقات ہو یہ کہتے ہوے ایرج پلٹ کر بارگاہ مین آئے خاصہ پہ مشکل نوش کیا پلنگ پر آکر تڑپنے لگی فرماتے ہین کہ ای شاپور ایسی معشوقہ سلیس ونفیس کبھی نگاہ سے نہین گذری تھی یا تو ہوش ربا مین جمال جہان آرائے ملکہ ایران شمشیر زن دیکھا تھا شکر ہی کہ اُسکے ساتھ شادی ہوئی اُسکے بھی شعلۂ حُسن نے دل کو جلایا تھا اسکی برق حُسن نے تمام جسم کو جلا دیا دیکھیے اب کیونکر ملاقات ہو شاپور سمجھا رہا ہی کہ ای شہریار معشوق باوفا ہی ضرور لوح کا پتہ لگائیگی پھر حضور کی ملاقات کو آئیگی یہان تو یہ رنگ ہین مگر بہار رنگین پوش جو باغ مین آئی دیکھا کہ گلشن آرا مسند پر بیٹھی ہی مگر نہایت اُداس ہی بہار نے پوچھا کہ کیون بی بی مزاج کیسا ہی کہا حضور سر مین خلل ہی ہنڈا بھیکا ہی کسی طرح دل نہین بہلتا مگر گلشن آرا نے دیکھا کہ بہار رنگین پوش بھی نہایت پریشان ہی حیران حیران چار جانب دیکھتی ہی اُسی وقت بیٹھ کر چند نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ ان شاہزادیون کو نامے دیکر کہنا کہ کل جلسہ ہی آپ سب صاحب سرفراز کرین جب کنیزین نامے لیکر روانہ ہوئین تو گلشن آرا نے پوچھا کہ کیون حضور یہ جلسہ کیون کیا ہی بہار رنگین پوش نے کہا کہ بی بی طلسم کشا دوتا بھڑتا آپہونچا اور ایرج بھی اسی ارادے پر آتے ہین یہ شاہزادیان نگہبان لوح ہین اینے دریافت کرون کہ لوح بحفاظت ہی یا نہین ایسا نہ ہو کہ لوح ان لوگون کو مل جائے مجکو خوف ہی کہ

ایرج نوجوان کے ساتھ یاقوت جنتی ہی وہ لوح کا پتہ لگالیگا لہذا اسکی فکر کرین اسکی غفلت بہتر نہین اور ایرج نوجوان وہ جوان ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سی ملک باختر کی سیر کی کہ تا بہ قلعۂ ذوالامان پہونچ گیا وہ جرأت دکھائی کہ ناموس صاحبقران کو تنگ کیا ہرچند کہ معشوق پر قبضہ نہ ہوا اگرچہ آیا وہ زخمی ہوا اُسکی جستجو ایسی ہی کہ اُسکو لوح ضرور ملیگی گلشن آرا نے باتون مین دریافت کیا بہار نے ایرج کی بڑی تعریفین کین گلشن آرا چونکہ خود چوٹ کھائے ہوے ہی سمجھی کہ یہ بھی عاشق ہو کے آئی ہین دیکھیے انجام کیا ہو ہنس کر کہا کہ حضور جو فکر فرماتی ہین وہ جاسے ہی لیکن ختلِ طلسم شاہزادہ نورالدہر ہین جنکے ساتھ بادشاہ سابق طلسم بادشاہ لشکر ہی اُس کے سحر کو کون روکیگا بہار رنگین پوش نے کہا کہ جب تلوار ایرج نوجوان کھنچیگی تو کوئی تاب نہ لائیگا طبقۂ زمین ہل جائیگا گلشن آرا خاموش ہو رہی سوچی کہ یہ بیشک عاشق ہوئی ہی دوسرے دن شام سے بہار رنگین پوش نے انتظام کیا فرش منبح بچھا اور مسندین آراستہ کرائین باغ مین روشنی ہوئی گلشن آرا یہ سب تماشا دیکھ رہی ہی چار گھڑی رات گئی تھی کہ ابر سرخ آسمان پر نمایان ہوا ملکہ گلرنگ گلابی پوش بڑے زور و شور سے آکر پہونچین بہار رنگین پوش نے گلرنگ کو مسند پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے ابر سفید اُٹھا بہار رنگین پوش نے کہا کہ لو بی نرگس سفید پوش بھی آتی ہین نرگس بھی آکر اُترین انکو بھی مسند پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا ابر اٹھا یہ ابر زعفرانی تھا بہار رنگین پوش نے کہا کہ ملکہ زردک زعفران پوش آتی ہین ابر آکر لہرا کر پھٹا ملکہ زردک بھی آکر اُترین جب جلسہ آراستہ ہو چکا ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

چال ان فتنہ خرامون کی بلا ہوتی ہی	اک قیامت دم رفتار بپا ہوتی ہی
کس کشاکش مین پڑی ہی ترے بیمار کی روح	نہ قضا آتی ہی اسکو نہ شفا ہوتی ہی
تم تو ای حضرتِ دل کوچۂ جانان مین چلو	ہم بھی آتے ہین جو تائید خدا ہوتی ہی
دل دھڑکتا ہی ابھی سے کہ شبِ وصل چلی	دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہی

عہد پیری ہی بسر کرتے ہین ٹھنڈھی سانسین
سچ ہی ہنگام سحر سرد ہوا ہوتی ہی

کیا عجب ہی تجھے دیکھین کہ تصور سے ترے
نور کی آئنۂ دل پہ جلا ہوتی ہی

جان پر کھیل کے لکھا ہی یہ خط مین اُن کو
ہم بھی آتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہی

دیکھیے کب ترے عاشق کی بر آتی ہی مراد
کب گنہگار کی مقبول دعا ہوتی ہی

دل پکڑ لیتے ہین کہتے ہین بلا لو اُسکو
گوش زد اُنکے ہماری جو صدا ہوتی ہی

روضۂ حضرت شبیرؑ پہ چلتے ہین ہنر سر
اب نہین دیر ہی تائید خدا ہوتی ہی

جب شاہزادیان شراب وغیرہ پی چکین گانا سُن رہی ہین کہ بہار رنگین پوش نے کہا کہ صاحبو مین نے اس واسطے تم سب کو تکلیف دی کہ ایک امر دریافت کرنا ہی آپ لوگون نے خبر پائی کہ دو طلسم کشا تلاش لوح مین آتے ہین دونون جری و بہادر ہین لشکر معقول ساحرون اور غیر ساحرون کا ساتھ ہی لہذا آپ لوگون نے انتظام کیا کہ کوئی لوح نہ پا سکے اور کوشش بوجہ احسن ہوگی زرد ک زعفران پوش نے کہا کہ ای بہار رنگین پوش ہم تینون قصر لوح کے نگہبان ہین مگر آج تک یہ نہین جانتے کہ لوح کس مقام پر رکھی ہی قصر کے اندر کبھی نہین گئے مہینے مین دس دن پہرا ہمارا ہوتا ہی اسی طرح دس دن یہ شاہزادیان پہرا دیتی ہین گلرنگ نے کہا کہ اصل تو یہ ہی کہ مین ایک دن پہرا دیتے دیتے جو گھبرائی تو قصر مین گئی جا کر دیکھا کہ ایک صندوق رکھا ہی اُسپر قفل مار آتشین لگا ہی بس یہ دیکھ کر خائف ہوئی اور باہر چلی آئی یقین ہی اُسی صندوق مین لوح ہو کوئی لاکھ کد و کوشش کریگا مگر لوح کا ملنا دشوار ہی اگر قریب صندوق جائیگا تو مار آتشین جلا دیگا زندہ نہ پلٹیگا نرگس سفید پوش نے کہا کہ مین ایک دن قریب صندوق گئی تو اُس مار آتشین نے کہا کہ ای نرگس کیون قریب آتی ہی بعد چندے یہ صندوق کُھلیگا اور لوح نکل جائیگی طلسم کشا کو نہ پہونچیگی بڑی بڑی افتادین لوح پر پڑین گی اس رنگ سے لوح بعد مدت طلسم کشا کو پہونچیگی ہماری بھی اُسی دن موت ہی تم باہر رہو اندر نہ آیا کرو ای بہار رنگین پوش مین نے جو یہ باتین مار آتشین سے سُنین دل پر ایسا ہول ہوا کہ گھبرا کے باہر نکل آئی باہر آتے ہی

بیہوش ہوگئی کنیزون نے ہوشیار کیا مجھسے حال پوچھا مین نے سب بیان کیا کنیزون کو بھی عبرت ہوئی مجکو بھی ایک خوف پیدا ہوا بعد چندے یہ ذکر سُنا کہ طلسم کشا آگئے اور قدرت نے قصر خالی کیا طلسم باطن مین جا بجا فتور ہونے لگے اب لوح پر ضرور طلسم کشا کا قبضہ ہوگا زردکر. زعفران پوش نے کہا کہ بُوا خاموش رہو ان باتون کا کچھ ذکر نہ کرو دیوار ودرہم گوش دارد قصر لوح تو مشہور ہی بہار رنگین پوش یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی خیال یہ ہی کہ ای بہار رنگین پوش اپنے کو قصر لوح مین پہونچاؤن مگر ملکہ گلشن آرا یہ سب حال سُنکر سوچین کہ جاکر نور الدہر سے اطلاع کرون کہ وہ اپنے کو قصر لوح تک پہونچائین شاید لوح پائین یہ سوچکر گلشن آرا اپنے مقام سے اُٹھی اور یہ تینون شاہزادیان بھی روانہ ہوئین بہار رنگین پوش نے پوچھا کہ ای گلشن آرا کہان جاتی ہو کہا حضور میرا باغ تنہا ہی مین وہان جاکر انتظام کرونگی بہار رنگین پوش نے کہا کہ اتنی رات گئے ارادہ کرتی ہو ہمنے تمکو نازونعم سے پالا ہی رات کو کوئی سایہ سکہ نہ ہو جائے تو مشکل پڑے مگر گلشن آرا نے نہ مانا اسیوقت روانہ ہوئی اور پہلے اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہا کہ انتظام رکھو اور آپ طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان نور الدہر رات بھر تڑپے ہین بیرون لشکر آہستہ آہستہ ٹہل رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ گلشن آرا طاؤس زرین بال پر سوار آتی ہین نور الدہر نے اُسی وقت الگ بارگاہ استادکرائی اُس مین آکر بیٹھے صرف شبرنگ کو حکم دیا ہی کہ حاضر رہے اور کوئی نہ آئے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملکہ گلشن آرا بلا تکلف آئین اور آکر بیٹھین کہا کہ ای شہریار لوح کے تو بڑے بڑے نگہبان ہین نور الدہر نے کہا کہ ہمارا پروردگار وہان تک پہونچائیگا یہ سُن کر گلشن آرا نے کہا کہ آخر جانے کی کیا تدبیر ہی نور الدہر نے کہا سکندر ثانی کیا کسی سے سحر مین کم ہی وہ بادشاہ سابق ہی سب اُسکے ماتحت رہے ہین اُسکے سامنے کوئی بھی سرکشی نہین کرسکتا ہی جو ساحر سامنے آئیگا وہ مارا جائیگا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر بہار رنگین پوش سب کو رخصت کرکے اس بات پر گھبرائی کہ کیا باعث ہوا کہ جو اتنی

رات گئے گلشن آرا چلی گئی چہرہ اُسکا بہت اُداس تھامین جاکر ایرج نوجوان سے
اطلاع کرون اُنکو قصر لوح تک پہونچاؤن لوح دلواؤن اگر وہ لوح پاجائین تو اُنکو
تقویت طلسم کشائی ہو یہان ایرج نوجوان الگ بارگاہ مین بیٹھے ہین شاپور سے
فرمارہے ہین کہ ای شاپور نہین معلوم اُس معشوقہ پر کیا گذری ایسا نہ ہو تلاش لوح
مین گئی ہو اُسکو کوئی گرفتار کرے شاپور نے کہا کہ غلام برائے خبر جاتا ہی حضور اسی
مقام پر تشریف رکھین یہ کہکر شاپور روانہ ہوا بہار رنگین پوش جلسہ برخاست کررہی
ہی اور کہہ رہی ہی کہ مین ایک کار ضروری کو جاؤنگی کہ شاپور شیردل در باغ پر آیا
ایک کنیز کو بیہوش کیا کہ نیر نگ اُسکا نام ہی باتون مین نام پوچھ لیا تھا وہی شکل بنکر
باغ مین آیا دیکھا کہ بہار رنگین پوش فرش اُٹھوا رہی ہی شاپور نے قریب آکر
اشارہ کیا کہ ذرا چلیے تو مین کچھ عرض کرونگی جب بہار رنگین پوش کنارے آئی تو
شاپور نے اپنا حال ظاہر کیا اور کہا کہ ای ملکہ شاہزادہ تمھارے واسطے بہت
بیقرار ہین فرمایا ہی کہ عرض کردینا ای ملکۂ عالم جلد تشریف لائیے اُنکو خیال یہ ہی کہ ایسا
نہ ہو دریافت کرنے مین حال لوح کے کوئی گرفتار کرے بہار رنگین پوش نے کہا کہ
ای شاپور گلرنگ گلابی پوش میرے حال پوچھنے پر بہت کھٹکی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ
کیون دمبدم پوچھتی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن سُن لے مین خود گھبرا رہی ہون کہ اپنے کو
کیونکر قصر لوح تک پہونچاؤن تم چلو مین آتی ہون شاپور رخصت ہوکر نکلا مگر گلرنگ
ایک طائر کی شکل بنکر ایک نخل پر بیٹھ رہی تھی گھبراہٹ بہار رنگین پوش کی دیکھ رہی
تھی کہ شاپور باتین کرکے باہر نکلا جب اسنے صورت بدلی تو گلرنگ نے دیکھا کہ یہ عیار
کہانسے آیا تھا کچھ خبر لیکر جاتا ہی خداوند خیر کرین لوح کی تدبیر دشمن کررہے ہین پہلے تو
سوچی کہ عیار کو گرفتار کرلون پھر سوچی کہ دیکھون بہار کیا کرتی ہی اِدھر بہار سب سامان
جلسہ اُٹھوا کر گھبرائی ہوئی فوراً چلی گلرنگ نے بیچھا کیا اُس کوہ پر آکر ٹھہری دیکھا کہ بہار
ٹہل رہی ہی ایرج نوجوان بارگاہ سے نکلے آپس مین اشارے ہوے بہار رنگین پوش
کوہ سے اُتری ایرج کا ہاتھ تھام لیا اور سب حال لوح بیان کیا گلرنگ سُن رہی ہی

ایرج بہار کو لیکر بارگاہ مین آئے اور فرمایا کہ ای ملکہ بہار رنگین پوش ہمارا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان محال ہی نظم

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا — آفتاب ایسا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا
اندنون جو کچھ کہ تمھارو نا ہمارا ہو گیا — خط جدول صاف دریا کا کنارا ہو گیا
ہی تصور نوک مژگان کا جو ہر دم سامنے — دیدۂ گریان ہمارا اب ہزارا ہو گیا
خشم آلودہ جو دیکھی آنکھ اُس صیاد کی — شیر آہو ہو گیا آہو چکارا ہو گیا +
باعثِ چاک کتان ہوتا ہی جلوہ ماہ کا — وان چھپا وہ ماہ یان دل پارہ پارا ہو گیا
ایک درہم اور داخل گنج قارون مین ہوا — پست ایسا میرے طالع کا ستارا ہو گیا
بے ثباتی جو ہوئی عالم کی ثابت ای فلک — آفتاب اپنی نظر مین اک شرارا ہو گیا
سیمتن ہر ایک تیرے عشق مین ہی بیقرار — جسکو چاندی جانتے تھے ہم وہ پارا ہو گیا
بیخودی مین دیکھ کر خورشید کو کہتا ہون روز — آج بھی رخسار جانان کا نظارا ہو گیا
دیکھتا ہی جو تجھے کہتا ہی ای ہر دل عزیز — ماہ مصر اعجاز سے زندہ دوبارا ہو گیا
یاد کشتی مین جو آیا وہ مراد دریائے حُسن — دھار خنجر کی مجھے گنگا کا دھارا ہو گیا
یہ ترقی پر ہی ہر دم حُسن اُس محبوب کا + — ماہ کامل زیبائی کا ستارا ہو گیا +
ختم ہی جادوگری تمپر کہ ای چشمانِ یار + — ناسخ جادو بیان عاشق تمھارا ہو گیا

بہار رنگین پوش نے اشک ایرج کے پاک کیے کہا حضور نہ گھبرائین مین جا کر دیکھ آؤن
کہ قصر لوح پر کسکا پہرا ہی تو پھر آپ کو لیجاؤن ایرج نے چلتے وقت گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا دیکھو کلیجہ تڑپ رہا ہی تمھارا جدا ہونا بہت شاق ہی معلوم ہوتا ہی جدائی طول کھینچیگی
مگر گلرنگ نے جو آسمان سے یہ راز و نیاز دیکھے جل گئی جی مین کہتی ہی کہ کیا راز و نیاز مین
دھگڑے کو چھوڑنے کو دل نہین چاہتا وہ مردوا بھی اسپر جان دیتا ہی کس کس حیلے سے
روک رہا ہی بہار رنگین پوش نے چاہا کہ تڑپ کر بلند ہون گلرنگ تڑپ کر گری اور
بہار کو اُٹھا لے گئی اس زور و شور سے لیکر بلند ہوئی کہ بہار رنگین پوش بیہوش ہو گئی
بہار کی زبان مین سوزن دی راہ مین ہوشیار کیا کہا کہ کیون نبوا اس دن کی خبر نہ تھی

اب تمہارا سر کاٹ کر بطور تحفہ تمہارے عاشق کے پاس روانہ کرونگی کہ دیکھ کر تڑپین
او سپھڑکین مجھے اُسی وقت سے شک ہوا تھا جب تمنے لوح کا حال پوچھا مین نے سب رنگ
دیکھے طائر بنی بیٹھی رہی تمہارے ساتھ آئی معشوق سے ملنا دیکھا یہ کہکر ایک پہاڑ کے
اوپر اُتری سامنے بٹھال دیا آپ ٹہل رہی ہی کہ رہی ہی کہ کیون بہار رنگین پوش
تمکو قدرت نے کیا مرتبے دیے کہ اپنی جان و ایمان کا نگہبان کیا اور تمنے اُنکو بُرا کہا
خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا طلسم کشا کی شریک ہوگئین در پے آزار خداوند ہوئین کہ لوح
طلسم کشا کو دلوانے کی فکر کی مین نے خوب وقت پر گردن لی قضائے کار شاپور شیر دل
جو چلا تھا گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دل مین خود بخود دھڑکن ہی قلب پر پھڑکن ہی کہ
ای شعابور خدا خیر کرے آقا پر تو کوئی افتاد نہین پڑی دوسرے پہاڑ پر جو چڑھا دیکھا
کہ بہار رنگین پوش کی زبان مین سوزن ہی اور گلرنگ گلابی پوش غصہ کر رہی ہی
ہر مرتبہ نیمچہ دکھاتی ہی اور بہار رنگین پوش دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود حقیقی
و ای رب تحقیقی اس آفت ناگہانی سے بچالے تیرے اوصاف کون بیان کر سکتا ہی نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون	از عدم آورد دو عالم برون
نقش طراز ندۂ کون و مکان +	سقف فرازندۂ نُہ آسمان +
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او
پردہ کشائے صور کائنات	راہ نمائے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگستر د بساط زمین +
نور قمر شمع شب افروز کرد +	گرم بخور معرکۂ روز کرد
قدرت او لیل و نہار آفرید	خلق خزان کرد و بہار آفرید
کرد رقم با قلم اختراع	بر ورق مہر خطوط شعاع
از گہر نجم بہ شبہائے تار +	قصر فلک کرد جواہر نگار

بیقرار ہو کے بہار رنگین پوش نے دعا کی گلرنگ قتل کا ارادہ کرتی ہی لیکن پھر
رُک جاتی ہی یہی خیال ہی کہ شاید قدرت کہین کہ زندہ میرے سامنے کیون نہ لائی

ساحرہ اولوالعزم ہو یہ سوچ رہی تھی کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین مانجھے کا جوڑا پہنے ہوے بھاری جوتا پانون مین ڈفلی ہاتھ مین اُسکو بجا کر تا نین مار رہا ہو اس طرح کے لہرے اُڑا رہا ہو کہ ابر آسمان پر آگیا ہو تقاطر ہو رہا ہو گلرنگ قتل سے باز رہی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوئی بدل گانا سُن رہی ہو جب وہ طفل قریب کوہ آیا پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا یہان آؤ ہم بھی گانا سُنین خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ حاضر ہوا مگر اتنا تصور کر لیجیے کہ مین فی ٹھمری ایک پیسہ لونگا میری محنت کا وقت جاتا ہو گلرنگ ہنسنے لگی کہا میان آؤ روپئے دین گے جیسے لڑکا بالاے کوہ آیا بہار رنگین پوش کو جو قید دیکھا ہنس کر کہا کہ ای ملکہ ان بی بی نے کیا خطا کی کہ جو اس طرح قید ہوئین گلرنگ نے کہا کہ یہ خداوند بقراط سے پھر گئین مسلمان کا ساتھ دیا لڑکے نے کہا کہ مسلمان وہی لوگ ہین جو ویران اور برباد کرتے ہوے آتے ہین ہمارا گانؤن بھی لوٹ لیا جب گانؤن مین آگ لگائی ہو ہماری نانی عصمت وار دن دہاڑے گھر سے نکلین ایک بنیے کے یہان جا کر چھپین ایک قزاق نے آکر ہاتھ پکڑ لیا نانی تو ہماری عقلمند تھین قزاق سے کہا جو تیرا مطلب مال سے ہو تو جو کچھ میرے پاس مال ہو وہ لیلے مگر میری جان چھوڑ دے وہ قزاق نہ مانتا تھا آخر جب نانی نے واسطہ خداوند بقراط ثانی کا دیا تب اُسنے مانا کہتا تھا کہ بڑی بی تم بہت اچھی آدمی ہو اُس قزاق نے اُسنے مال لے کر چھوڑ دیا اُس دن سے ہمنے مسلمانون کو دیکھا اگر اُنھین کی یہ بھی ہو تو مجھے نیچہ دیجیے مین اسکو قتل کرون تو میرا دل خوش ہو کہ یہ اُن لٹیرون کی معین ہو یہ کہکر لڑکا گلرنگ سے لپٹ گیا نیچہ ہاتھ سے چھین لیا اُسکو چمکانے لگا کبھی کہتا ہو تمکو قتل کرون کبھی کہتا ہو ایک ہاتھ مین اسی کا فیصلہ کرون گلرنگ نے کچھ روپئے پھینکے لڑکا رونے لگا کہا مین یہ چینی کے ٹکڑے نہ لونگا مین نے جو کہا ہو وہ مجھے دیجیے نہین تو ایک نیچہ مارونگا یہ کہکے کہا دیکھیے ایک اور جادوگرنی آتی ہو جیسے ہی گلرنگ پلٹی لڑکا پہلو بر تھا گلرنگ کو نیچہ مارا کہ سر چاک قصہ پاک مرتے ہی گلرنگ کے بہار گھبرا گئی کہ یہ لڑکا کون ہو اس نے نعرہ کیا

کہ منم شاپور شیر دل بہار رنگین پوش کے قریب آکر سوزن زبان سے نکالی کہا ملکہ اسنے تمھین کیونکر گرفتار کیا بہار رنگین پوش نے سب کیفیتین بیان کین کہ مین تمسے رخصت ہوکر برائے ملاقات ایرج گئی اسنے سب معاملہ دیکھا اور رشک سے مجکو گرفتار کیا تھا اگر تم خوب وقت پر آئے خوب ترکیب سے اسکو مارا اب تم چل کر ایرج کو تیار کرو مین قصر لوح کو جاکر دیکھون کہ وہان کسکا پہرا ہی نرگس سفید پوش کہ وہ بلا کی ساحرہ ہی دیکھیے کیا ہو یہ کہکر شاپور کو رخصت کیا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلی قریب قصر لوح آکر دیکھا کہ نرگس سفید پوش چار ہزار کنیزون کو ساتھ لیے ہوے پہرا قصر لوح کا دے رہی ہی قریب ایک کوہ ہی اُسپر فرش بچھایا ہی بیٹھی قصر کو دیکھ رہی ہی کہ بہار کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم کہان سے آتی ہو ہم جو تمھارے پاس سے آئے ہمارا پہرا دینے کا زمانہ آیا اُس وقت سے اسی مقام پر ہین دیکھو کس ہوشیاری سے پہرا دیتے ہین کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے ہمنے یہ انتظام کیا ہی جبدن سے تمنے آگاہ کیا اور زیادہ ہوشیار رہتے ہین بہار رنگین پوش نے کہا کہ بُوا عرصہ سے یہان رہتی ہو مگر شراب و کباب کا چرچا نہین نرگس نے کہا کہ گلابیان ساتھ ہین بہار رنگین پوش نے کہا کہ بُوا منگاؤ گلابیان آکر رکھی گئین بہار رنگین پوش افسوس کر رہی ہی دل سے کہتی ہی کہ مین کیا جانتی تھی کہ ایسا سامنا پڑیگا ورنہ شاپور سے تھوڑی بیہوشی مانگ لیتی کہ ایک کنیز نرگس کی جھک کر آکر بیٹھی کہا حضور مین سب کو شراب پلاؤن بہار حیران ہی کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو شراب پلانے کا دعویٰ کرتی ہی آنکھ جو ملائی تو اشارون سے معلوم ہوا کہ شاپور شیر دل ہی بہار رنگین پوش نے کہا کہ بُوا تمھین پلاؤ شاپور نے جام لبریز کیا نرگس سے کہا کہ لو بیو نرگس نے کہا کہ اری اندھی پہلے مہمان کو پلا شاپور نے وہ جام بہار رنگین پوش کو دیا بہار رنگین پوش ڈری کہ ایسا نہو اس شراب مین بیہوشی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ دشمن کے واسطے زہر ہی دوست کے واسطے امرت بہار رنگین پوش جام پی گئی دوسرا جام شاپور نے بھرا تو نرگس بلا تکلف پی گئی شاپور گاتا جاتا ہی اور شراب پلاتا جاتا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی نظم

سرو بستان تجھسے کوئی باد صرصر خشک ہو　　غیر ممکن ہی ہمارا مصرع تر خشک ہو
خون ہو جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو　　روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو
بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا اللہ کو ہی　　ہاتھ آئے بطلب نانِ جوین گر خشک ہو
باغ ویران مین جو روؤن یاد قدِ یار مین　　سبز ہو جائے جو ہر سو نکا صنوبر خشک ہو
اسقدر کاہیدہ ہون پس جائے زیر آبلہ　　سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو
داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر　　گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو
کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین　　لب نہ تر ہوئین اگر سارا سمندر خشک ہو
چار دن مین اسنے سارا باغ ویران کر دیا　　یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو
وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے　　موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو
حسرتِ آبِ بقا کا نقش دل پر سے مٹا　　گور مین ایسا نہ ہو حلق ای سکندر خشک ہو
سوزِ غم سے کیا کہون مین حال دل ای ہمنشین　　آگ لگ جائے جو اک دم دیدۂ تر خشک ہو
غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش　　دایہ آجائے جو آتش شیر مادر خشک ہو

تھوڑے عرصے مین شاپور نے سب کو شراب پلائی کنیزون کو بھی ایک ایک جام دیا نرگس نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ ای بہار رنگین پوش اس وقت ہماری کنیز کیا خوب گائی ہی دیکھو قدرت بھی تشریف لائے ہین یہ کہکے اُٹھی اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری گرتے ہی بیہوش ہوئی بہار رنگین پوش نے کہا کہ ای شاپور بڑا کار نمایان کیا تم یہان کیونکر پہونچے شاپور شیر دل نے کہا کہ مین جاتا تھا چند کنیزین ملین اُن سے حال پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ ہماری بی بی ملکہ نرگس یہان نگہبان قصر لوح ہین ہم اُنکے پاس جاتے ہین مین سوچا کہ اب ایرج کے پاس جاکر کیا کرون مین نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اور اُسی کی شکل بنکر یہان آیا فکر مین تھا کہ کیونکر تقریب شراب کرون تمھارے آنے سے نوبت ہوگئی مین نے شراب پلاکر اسے بیہوش کیا لہذا جو مناسب ہو وہ کیجیے بہار رنگین پوش نے کہا کہ تم جاکر ایرج نوجوان کو آمادہ کرو مین قصر لوح مین جاکے لوح لیتی ہون شاپور نے نرگس کو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کر کے چلا قضائے کار

زردک زعفران پوش بقراط ثانی کے پاس بیٹھی ہی باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی
کہ واری آج تیسرا دن ہی کہ بی بہار رنگین پوش نے جلسہ کیا تھا تو بہار ایک
ایک سے حال لوح کا پوچھتی تھین مجکو تردد ہوا اس وقت میرا دل گھبراتا ہی گلے
مین زردک موتیون کا مالہ پہنے تھی اُسمین سے ایک موتی چٹخا زردک نے کہا واری
غضب ہوا نرگس دگلرنگ قتل ہوئین بقراط نے گھبرا کر سر پیٹ لیا کہا کہ ای زردک
جلد جا قصر لوح مین بہار رنگین پوش داخل ہوئی ایرج نوجوان گردن پر یاقوت جنی
کی سوار ہو کر چل نکلا ایک طرف سے گلشن آرا آتی ہی سکندر ثانی نے نور الدہر
کو خبر دی ہی کہ حضور تشریف لے چلین کیا عجب ہی کہ لوح مل جائے ہر چند کہ ابھی وقت
لوح ملنے کا نہین ہی مگر تشریف تو لے چلیے ہمراہیان طلسم کشا فرداً فرداً چلے ہین ارسطو
بھی روانہ ہو چکا ہی اب ای زردک تو اپنے کو جلد پہونچا بقراط نے جو یہ حال بیان کیا
زردک گھبرا کر اُٹھی مگر کہا یا خداوند آپ خبر لیجیے گا طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے
لوگ ہین مین اُن لوگون پر غالب نہ آؤنگی مگر ضرور بیخبر پڑونگی وہ شی جاتی ہی کہ جسپر زندگی
قدرت کی موقوف ہی بقراط نے کہا کہ تم چلو مین آیا زردک پہلے بلند ہوئی یہان
نور الدہر بیٹھے تھے کہ گلشن آرا نے آکر خبر دی کہ ای شہریار سوار ہو جیے اور
سکندر ثانی سے کہا کہ یہ وقت کد وکاوش ہی کہ بہار رنگین پوش قصر لوح مین
داخل ہی یہ سُنتے ہی پہلے سب کے ارسطوے ثانی اُٹھے مربع نشین بھی تڑپ کر
بلند ہوئی سکندر ثانی تخت سے اُٹھے سب ساحر فرداً فرداً روانہ ہوے یہان جب
زردک بلند ہوئی تو بقراط بیٹھے بیٹھے غائب ہوا سب نے دیکھا کہ تخت خالی پڑا ہی
سب کنیزین ذکر کر رہی ہین اور تاجدار حیران ہین کہ آج کیا معاملہ ہی کہ خود قدرت
گئے ہین قدرت کو خداوند سامری و جمشید ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائین بڑی آفت
در پیش ہی مگر بہار رنگین پوش جو قصر لوح مین پہونچی دیکھا کہ ایک صندوق رکھا ہی
اُسمین مار آتشین لپٹا ہوا ہی بجاے قفل کے وہی مار ہی جیسے ہی بہار قریب گئی اُس
مار آتشین نے پھن اپنا بلند کیا مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑنے لگا بہار رنگین پوش

شعلے دفع کر رہی ای جب دو چار شعلے اُسنے چھوڑے ایک آدھ شعلہ بہار رنگین پوش
کے جسم پر پڑا آبلہ پڑ گیا باہر نکل کر دیکھا کہ سکندر ثانی آسمان پر تھرا رہے ہین بہار نے
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ طلسم مار آتشین مجکو قریب نہین آنے دیتا قصد کرتا ہی کہ
مجھے جلا دے ایک شعلہ جسم پر پڑا آبلہ پڑ گیا اُس آبلے مین جلن ہی کہ تمام استخوان
جلے جاتے ہین سکندر ثانی نے جھولی پر ہاتھ ڈالی کر ایک کارد سحر نکالی اور پکار کر
آواز دی کہ ای مار آتشین منم سکندر ثانی دیکھ تیری سرکشی کا انجام کیا ہوتا ہی وہ کارد
بہار رنگین پوش کیطرف پھینکی اور آواز دی کہ یہ کارد مار کو کھینچ مار خبردار خوف
نہ کرنا بہار رنگین پوش نے اُس کارد کو روکا اور آگے بڑھی جیسے ہی مار نے کفچہ
بڑھایا بہار رنگین پوش نے کارد کھینچ ماری کفچہ مار کا اُڑ گیا بہار رنگین پوش نے
بڑھ کر صندوق کھولا ایک روشنی ظاہر ہوئی کہ آنکھین جھپک گئین بہار رنگین پوش
نے آنکھین مل کے دیکھا کہ ایک الماس کی تختی ہی جسکے سرے پر بخط جلی کندہ ہی کہ این
لوح طلسم خیال سکندری ساختہ حکماے اشراقین ست یقین تھا کہ بہار رنگین پوش
بیہوش ہو جائے جب بہار رنگین پوش زیادہ گھبراتی ہی تو سکندر ثانی پکار کے
آواز دیتے ہین کہ ای بہار رنگین پوش گھبرانا نہین ہمیشہ یہی ذکر رہیگا کہ بہار
کی وجہ سے لوح طلسم کشا کو ملی سب تمھارے اوصاف بیان کرینگے بہار رنگین پوش
نے دل مضبوط کر کے لوح اُٹھالی وہ جو آبلہ پڑ گیا تھا وہ پھوٹ کر بہا قلب کے اوپر
جو جلن تھی وہ دفع ہوئی جھولی مین لوح رکھ کر بہار رنگین پوش دوسری طرف
سے نکلی سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ارے ادھر آ کہان جاتی ہی بہار نے کہا
کہ یہ لوح ایرج نوجوان کی خدمت مین جائیگی سکندر جھینپے اور کہا کہ ای بہار اگر
مین یہ جانتا تو خود قصر مین آکر لوح لیتا مین تجکو جانے نہ دونگا بہار رنگین پوش
تڑپتی ہوئی جاتی ہی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ابر آتش فشان پیدا ہوا اُس
ابر کو دیکھ کر بہار رنگین پوش تھمی کہ ابر مین دنادنا ہوا اور آواز آئی کہ او بہار کہان
جاتی ہی منم زردک زعفران پوش سکندر ثانی دور ہین بہار رنگین پوش نے چاہا

ابر کو توڑ کر نکل جاؤن زردک نے آواز دی کہ ای ابر آتش فشان تو ساختۂ خداوندی ہی بہار
نکلنے نہ پائے جیسے ہی بہار قریب ابر کے پہونچی ایک برق تڑپکر گری کہ بہار کا سر اڑ گیا لوح چھوٹی
سے نکلکر زمین کی طرف چلی قضائے کار گلشن آرا یہ معرکہ دیکھ رہی تھی دیکھا کہ بہار قتل ہوئی
اور لوح زمین کی طرف جاتی ہی گلشن آرا اتر پڑی ایک تختۂ سنگ بنا کر پھینکا کہ لوح اُس پر
ٹھہری اِسنے چاہا کہ لوح لون آواز آئی کہ منم زردک زعفران پوش آپس مین ردو قدح
سحر کی ہونے لگی کس زور و شور کے سحر ہو رہے ہین کہ تمام صحرا آتش بہار ہی مگر ایرج نوجوان
جو کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہو کر چلے تھے تیغۂ دودمۂ سکندری پر قبضہ ایک
مقام پر آکر دیکھا کہ لاشۂ بہار رنگین پوش تڑپ رہا ہی ایرج نے آہ کر کے گریبان اپنا
پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ای صادق الوعد تمنے جو کہا تھا وہی کیا مگر افسوس کہ ہم تمھارا
لاشہ دیکھ رہے ہین شاعر کیا خوب کہتا ہی نظم

دم ہی گھٹ گھٹ کے تپ غم سے نکلتے دیکھا
تیرے بیمار کو گر کر نہ سنبھلتے دیکھا +

سوز الفت سے جو پروانے کو جلتے دیکھا
رات بھر شمع کو جل جل کے پگھلتے دیکھا +

ناتوانان محبت جو اُٹھے گر ہی پڑے +
لڑکھڑا کر نہ کبھی اُن کو سنبھلتے دیکھا

جان لی چاہنے والے کی یہانتک ضد کی
کیا مچلتے ہو تمھین آج مچلتے دیکھا +

راہ لی ملک عدم کی نرہا ہستی مین
جسکو ہمنے تری محفل سے نکلتے دیکھا +

قابلِ دید تھی حسرت دم مردن اپنی
تمنے بیمار کا دم بھی نہ نکلتے دیکھا +

روئے بھی آہین بھی کھینچا کیے فریاد بھی کی
پر ترا دل کسی صورت نہ پگھلتے دیکھا +

بید مجنون سے بھی بدتر ہی مرا نخلِ مراد +
اسکو مین نے نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

پھر نہ آنکھون مین سمایا گلِ شاداب کوئی
جب ترا رنگ جوانی مین نکلتے دیکھا +

جان جان ہم تو ترا ناز تلوّن سمجھے +
رنگ جسوقت زمانے کو بدلتے دیکھا

غش مین آنا تو ہوا ایسا مبارک ہم کو
ہوش مین آئے تو پنکھا تمھین جھلتے دیکھا

کی جو بیمار محبت کی تشفی اُس نے
ای ہنر بر آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

یاقوت جنی نے شاہزادے کو سنبھالا کہا کہ ای شہریار موت سب کے واسطے ہی ایک دن

اس دنیا کو چھوڑنا ہی مگر آگے بڑھ کر دیکھیے کسنے انکو مارا دیکھیے صحرا مین تلاطم ہی ہر طرف سے ملازمان نورالدہر چلے آتے ہین وہ دیکھیے برق چلی نجم اختر شناس جاتا ہی ایکطرف ارسطوے ثانی ہی اور ایک طرف شعلۂ جوالہ اور ایک طرف ہماے مرصع پوش وہ دیکھیے ابر نارنجی ہویدا ہوا ہی مربع نشین کی آمد ہی ایک طرف طائر چہکار رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ طلسم بھی موجود ہین ان تماشون کو دیکھیے ایسا کچھ سمجھا کر ایرج کو پھر کاندھے پر سوار کیا جن ساحرون کا نام لیا ہی اُن سب کو ایرج نے دیکھا کہ ایک طرف سے گرداُڑی نورالدہر نمایان ہوے سلاح طلسمی جسم پر پشت مرکب طلسمی پر سوار لوح محفوظ گلے مین تیغۂ طلسمی کھنچا ہوا جاتے ہین ایرج نے کہا کہ ای یاقوت مجکو اُتار دے تو گھوڑے سمیت کشتی گیرزادے کو اُٹھا کے زمین پر مارون کہ اسکے استخوان چورچور ہون یاقوت نے کہا کہ ای شہریار اس فساد سے کیا فائدہ چلکر مقام لوح کو دیکھیے ایرج نے کہا کہ ای یاقوت سچ کہتے ہو چلو آگے بڑھو یاقوت ایرج کو لیکر چلا یہان زردک اور گلشن آرا مین سحر ہو رہے ہین کہ نعرہ ہوا منم سکندر ثانی ایک طرف سے آواز آئی کہ منم نجم اختر شناس اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے نعرہ کیا اور ایک طرف سے آواز آئی کہ منم مربع نشین اور ایک طرف سے آواز آئی کہ منم جمشید زرین ترکش اب زردک گھبرائی کہ مین کدھر جاؤن پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس کنیز کو بچائیے دشمنون نے چار جانب سے گھیرا ہی مگر گلشن آرا قریب زردک پہونچ چکی ہی زردک کے بال ہوا سے اُڑ رہے ہین گلشن آرا نے چاہا کہ چوٹی پکڑ کے ایک تمانچہ مارون زردک بدحواس ہو رہی ہی چہرہ زرد لب پر آہ سرد جیسے ہی گلشن آرا نے ہاتھ بڑھایا ایک عقاب آیا اُسنے آکر پر مارا سر گلشن آرا کا اُڑ گیا تختۂ سنگ ٹوٹا لوح طرف زمین کے چلی سکندر ثانی نے سامنے سے جو دیکھا کہ گلشن آرا قتل ہوئی زردک چاہتی ہی کہ لوح لے لون سکندر نے آواز دی کہ او لکاتہ خبردار لوح کو ہاتھ نہ لگانا یہ کہکر کار دسحر پھینک ماری زردک کے سینے پر پڑی تو ٹرکر پشت کو پار گذری ایک طرف لاشۂ گلشن آرا گرا اور ایک طرف

لاشۂ زرد ک مگر جمشید زرین ترکش برادر سکندر ثانی کہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا
کہ لوح زمین کی طرف جاتی ہی اور سکندر ثانی دوڑے ہین مگر سکندر بڑھے جمشید نے
پکار کر آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین لوح لیتا ہون سکندر سمجھے کہ جمشید
لوح لیتا ہی سب ساحر دیکھ رہے ہین اس بات کا افسوس کر رہے ہین کہ گلشن آرا کو کسنے
مارا ایسے ایسے خیالات آرہے ہین مگر جمشید جو کڑک کر گرا کہ لوح لے لون تڑپ کر عقاب گرا
داہنا پر تو جمشید کو مارا اور بائین پر لوح طلسمی کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی
جمشید تو پیچھے ہٹے مگر سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ بقراط نے لوح کو لے لیا جھولی مین
رکھ رہا ہی ایک سل پتھر کی بقراط پر گرائی بقراط نے بہ نگاہ قہر دیکھا وہ پتھر ٹکرے
ٹکڑے ہو گیا سکندر ثانی نے کئی سحر کیے اور چاہا دوڑ کر لپٹ جاؤن جب سکندر
قریب آتا ہی تو بقراط لوح کو دکھا دیتا ہی سکندر پیچھے ہٹ جاتے ہین کہ ایک طرف
سے نعرۂ ایرج کی آواز آئی کہ منم گل گلزار قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + بقراط ثانی نے آواز دی
کہ او یاقوت کیون شامتین آئی ہین آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یاقوت
ایرج کو لیکر بھاگا سکندر ثانی چاہتے ہین کہ بقراط پر جا پڑون مگر بقراط کھڑا ہوا
کہ رہا ہی کہ ای سکندر میرے قریب نہ آنا ورنہ پھونک دونگا سکندر ارادہ کر کے
رہجاتے ہین کئی سحر بقراط پر کیے مگر بقراط نے لوح کو چمکایا سحر باطل ہو گئے کہ صحرا
سے گرد اٹھی نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب طلسمی پر سوار آکر پہونچے دیکھا
کہ سب ساحر بقراط کو گھیرے کھڑے ہین مگر کوئی قریب نہین جاتا نور الدہر نے آکے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی +
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش +
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده + بقراط ثانی نے آواز دی کہ ای
نبیرۂ صاحبقران ان ساحرون پر غرور نہ کرنا یہ سب ایک حملے کے ہین اب لوح
عمر بھر نہ ملے گی ایسے مقام پر جا کر رکھونگا کہ جہان ہوا بھی نہ جا سکے یہ کہکے سبھون کے

بیچ مین سے بلند ہوا اور غائب ہوگیا یاقوت جنی ایرج کو لیے ہوے قریب لاشۂ
بہار رنگین پوش پہونچا نورالدہر لاشۂ گلشن آرا پر آئے فرماتے تھے کہ ای ثابت
قدم کوے محبت آخر اپنی جان دی افسوس ہی کہ تمنے ملنا لوح کا نہ دیکھا کہ سکندر
وغیرہ آکر پہونچے سیاہ صندوق مین لاشہ گلشن آرا کا اُٹھوایا کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی دیکھا کہ لاشۂ بہار رنگین پوش صندوق مین رکھے ہوے
ایرج لیے جاتے ہین شہر خموشان مین آکر دونون شاہزادیون کو دونون جوانون
نے پیوند خاک کیا مگر اُن قبرون پر گلدستے رکھوا دیے ان دونون کے ملازم کہتے تھے
کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہاے اس قبر مین کیونکر آرام پڑیگا مقام
تنگ وتاریک نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار حسرت ویاس لیکر یہ دنیا سے گئین
عاشقون کو اپنے چھوڑا محبت سے ہم سب کی منہ موڑا نازک مزاج معشوقان عالم
کی سرتاج تمھارا تو یہ حال تھا نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے	ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان ہو
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

رفیقون نے قریب آکر ایرج کو اُٹھایا سکندر ثانی نے نورالدہر کو اُٹھایا کہا ای
آتخاے نامدار خدا آپ کو سلامت رکھے وہ وہ معشوقین ملین گی کہ آپ انکو بھول جائینگے
مگر لوح بقراط لیگیا دیکھیے کہان جاکر رکھے کیونکر اُس مقام کا نشان ملے لیکن
لوح حضور کو ضرور ملیگی تمام بانیان طلسم آپ کا نام ونشان لکھ گئے ہین اور کتاب
سوانحات مین خود بقراط نے لکھا ہی نام آپ کا اور حسب ونسب آپ کا تحریر ہی بہت
طولانی تقریر ہی خواہ آج لوح ملے خواہ دس برس کے بعد ملے مگر آپ ضرور ضرور طلسم
کو فتح کرین گے سمجھا کر نورالدہر کو لشکر مین لائے لیکن بقراط ثانی لوح کو لیے ہوے
قصر ہشت پہل مین آیا تاجداران نامور وساحران بدسیر سب حیران ہوگئے اپنے
اپنے مقام سے اُٹھے سب نے بقراط کو سجدہ کیا کہا یا خداوند کہان تشریف لیگئے تھے

ہم سب کو یہی خیال تھا کہ اگر آپ نام لیتے کہ ہم فلان مقام پر جاتے ہین تو ہم سب حاضر ہوتے بقراط نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح طلسم کشا آیا یاقوت جنی ایرج کو لیے ہوے پہونچا مگر قدرت کو دیکھ کر سب بھاگے ورنہ سب کو آج جلادیتا مگر یاقوت ایرج کو لیکر بھاگا اور لطف دیکھیے کہ میان سکندر ثانی ہمارے مقابلے مین آنے سنکے جب اشارہ کیا سحر نہ روک سکے آخر بدولت لوح لے آئے تم مین سے کون ایسا ہی کہ لوح کو اپنے پاس رکھے سب نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند لوح رکھنے سے خوف آتا ہی علاوہ طلسم کشا کے اور لوگ بھی دشمن ہونگے ہم کہان چھپین گے قدرت لوح اپنے پاس رکھین بقراط نے کہا کہ قدرت جو بیٹھے عیش کر رہے ہین اسمین فرق پڑیگا آخر قدرت کہان رہین گے ہرچند کہ بقراط نے کہا مگر کسی نے لوح کا رکھنا قبول نہ کیا آخر کو بقراط نے کہا کہ مین فتانہ آفت خیز کے پاس جاتا ہون وہ لوح کا انتظام کریگی یہ کہکر بقراط اٹھا غائب ہوگیا فتانہ آفت خیز کہ ایک اقلیم کی مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ طلسم خیال سکندری مین بڑا تہلکہ پڑا ہی بقراط بڑی آفت مین ہی سکندر ثانی سے رہائی پائی اب بقراط اپنی جان سے بیزار ہی دیکھیے کیا کیفیت ہو کنیزین اور جادوگرنیان بیٹھی ہین ہر ایک کہتی ہی کہ ای ملکہ فتانہ آپ دعوی خدائی کرین ہم سب سجدہ کرینگے آپ کے سحر مین کون دخل دے سکتا ہی فتانہ کہتی ہی کہ خدائی سامری و جمشید کرگئے آخر عجائب و غرائب دکھاتے دکھاتے مرگئے مین ترقی عمر کی تدبیر کر رہی ہون ہرچند کہ کئی سو سال گذرے لیکن ایک طور سے سلطنت کر رہی ہون کوئی صورت زوال کی نہین ہوئی مگر اب صورت زوال کی معلوم ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ ہزارہا طائر آسمان پر زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی صدا سے یہ آواز آتی تھی نظم

کیا کہون فرقت مین کیا حال دل بیتاب ہی	بیقراری مین کبھی بجلی کبھی سیماب ہی
اُس سے کہدو رحم جسکے عہد مین نایاب ہی	لے خبر پھر خدا میری کہ دل بیتاب ہی
پھر جون کو روبرو تیرے بھلا ہو کیا فروغ	جان جان گھڑا ترا خورشید عالمتاب ہی

ہونگے پژمردہ چمن ہونے کو ہی رخصت بہار
غنچہ وگل ہین خزان کے خوف سے سہمے ہوے
یہ نگین قدرتی ہی وہ جو اہر ہو تو ہو +
اک مسہری ایک چادر ایک شمع ای سیمبر
بیڑیان زنجیر لنگر ہتھکڑی اک طوق بس
عفو کی امید رکھتا ہون جو کرتا ہون گناہ
دونون رخسارونکا اُنکے دیکھتا ہون اوج حُسن
منھ پہ لیتا ہی دل بیمار جو ٹین عشق کی +
بارش ابر طبیعت سے یہ دیوان ای ہنر بر

گُل وہ مرجھانے کو ہی جو باغ مین شاداب ہی
بلبل بیتاب کا صدمے سے زہرہ آب ہی
لعل اگر کمیاب ہی تیرا دہن نایاب ہی
تیرے کشتے کے لیے درکار یہ اسباب ہی +
تیرے دیوانونکا یہ زیور یہی اسباب ہی
اسپہ نازان ہون کہ توبہ کا کشادہ باب ہی
ایک تو ہی آفتاب اور دوسرا مہتاب ہی
ناتوانی مین بھی اپنے وقت کا سہراب ہی
غیرت باغ جنان اک گلشن شاداب ہی

یہ اشعار طائر پڑھتے ہوے سامنے سے نکل گئے فتانہ کہہ رہی ہی کہ خداوند آتے ہین کچھ زاغ وزغن سامنے آئے وہ کچھ چاؤن چاؤن کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اُسکے بعد ایک ابر سیاہ اُٹھا کہ اندھیرا ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ شب دیجور ہی فتانہ جلدی سے کھڑی ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا دیکھا کہ بقراط ثانی تخت پر سوار ہی ہزارہا طائر گھیرے ہی بغل مین ایک ستارہ چمکتا ہوا فتانہ نے پایۂ تخت پکڑ لیا کہا کہ یا خداوند آپنے کیون تکلیف فرمائی مجکو بُلا بھیجا ہوتا مین حاضر ہوتی بقراط نے کہا کہ ای فتانہ آفت خیز مین ایک ضرورت سے آیا ہون تمکو تکلیف ہوگی فتانہ نے کہا کہ یا خداوند جو پہلے مشکل اصلی ہی اُسکو ظاہر کیجیے مین علاج کردون اگر سامری وجمشید ہون تو اُن کو بھی پھونک دون ایک کو زندہ نہ چھوڑون بقراط کو لاکر تخت پر بٹھایا بقراط نے لوح نکالی کہا کہ ای فتانہ اپنی جان تمھارے سپرد کرتا ہون پہلو مین فتانہ کے ایک نازنین حورجمال بیٹھی ہی مگر خاموش ہی بقراط نے پوچھا کہ کیون ای معشوق سرکش تم کیون خاموش ہو یغماے گوہر پوش ہنسی کہا یا خداوند مین خیال کر رہی ہون کہ آپکا زوال دولت قریب آگیا یہ جتنی تدبیرین آپ کر رہے ہین یہ سب خلاف پڑین گی نجم اختر شناس کہ مدت سے میرا طالب تھا مگر بادر مہربان سے نہین قبول کیا اب

وہ شریک طلسم کشا ہوا ہرچند کہ اُسنے اپنا عشق ظاہر نہین کیا مگر جس دن ظاہر کرے گا
طلسم کشا اُسکی فکر کریگا میرا جانا لشکر اسلام مین ضرور ہوگا آخر آپ کو تقدیر نے گھیر کر
یہان پہونچایا فتّانہ نے یغما کو جھڑک دیا کہا خاموش رہو زبان بند رکھو ایسا نہ ہو کہ
کوئی سُنتا ہو بقراط اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای فتانہ لوح ایسے مقام پر رکھنا کہ جہان
طائر عقل وہوش وحواس کے پرجلین فتانہ نے کہا کہ ای خداوند لوح کو مین ہر وقت
اپنے پاس رکھونگی یغما بھی جسکو نہ چھوسکے مجکو افسوس یہ ہی کہ اسکو اپنے چاہنے والے کا
خیال ہی مگر کیا مجال کہ لوح پر نگاہ ڈالے مکان تاریک مین اسکو رکھونگی کہ جو مکان
مثل پردۂ ظلمات ہی جب تک مشعل سلیمانی نہ ہو لوح نہ سوجھے یہ کہکر لوح لیکر اُڑی قصر
تاریک مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای تاریک روشن دل اس لوح کو رکھو یہ کہکر لوح
اُس مکان مین پھینک دی گوشے سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے اسقدر دھوان مُنھ
سے چھوڑا کہ تمام قصر سیاہ ہوگیا یہ انتظام کرکے فتّانہ آئی بقراط کو رخصت کیا بقراط
ہنستا ہوا تخت پر سوار ہوا اُسی عظم وشان سے چلا قضائے کار ایرج نوجوان جو اپنے
لشکر مین آئے تو یاقوت جنّی یہ کہکر نکلا کہ مین ذرا دریافت کرون کہ لوح کو بقراط کہان
لے گیا ایک صحرا مین آکر ٹھہرا ایک نخل کی آڑ مین چھپ کر بیٹھا دیکھا کہ ہزارہا طائر آتے ہین
سمجھا کہ بقراط کی آمد ہی دیکھا کیا کہ طائر سامنے سے گذر گئے جب زاغ وزغن پیدا ہوے
تو یاقوت نے جست کرکے ایک زاغ کو پکڑا ابر سیاہ سامنے سے گذر گیا یاقوت نے
پوچھا کہ ای زاغ سیہ رو بتا کہ قدرت کہان گئے تھے زاغ نے چاہا کہ کچھ دھوکا دون
یاقوت نے منقار دبائی زاغ بولا کہ ای یاقوت قدرت ایک فتانہ آفت خیز مین
گئے تھے یقین ہی کہ لوح وہان رکھ آئے یہ کہکر زاغ جلنے لگا یاقوت نے زاغ کو پھینکا
دوڑا ہوا خدمت ایرج مین آیا کہا کہ ای شہریار اب جلد چلیے مین نے پتہ دریافت کیا
بقراط ملک فتّانہ آفت خیز مین گیا تھا یقین ہی کہ لوح وہان رکھ آیا اب حضور کا اقبال
اوج پر ہی ایرج نے اُسی وقت ملک فتانہ کی طرف کوچ کیا ایک صحراے پُر بہار مین آکر
پہونچے ہین پھول مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین ہنگامۂ آمد بہار گرم ہی اور بلبلین

درختون پر چہچہہ زن ہر شاخ بار اثمار سے سر بسجود ہی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہی بلبل پھولکو
گل مین خوش بیٹھی ہی ہر طرف سے صبا لہو گھبراتی آتی ہی ہر شاخ شجر سے سر ٹکراتی ہی ایرج
کو صحرا وہ بہت پسند آیا فرمایا کہ ای یاقوت لشکر دو چار روز اسی مقام پر رہے طرف سے
فتانہ آفت خیز کے ملکہ میناے سر جوش اس صحرا کی منتظم ہی اپنے مقام پر بیٹھی ہی
گلدستے سامنے لگے ہین دورہ جام چل رہا ہی کہ چند عندلیبان خوشنوا سامنے آکے ہو چمن
چہچہہ زن ہو کر کہا کہ ای ملکہ عالم صحراے پر بہار مین ایرج نوجوان آکر اُترے ہین
بوے صحرا دیکھ کر مست ہین یہی اُن کا قصد ہی کہ یہان دو چار روز رہون کیا حکم ہوتا ہی
اگر فرمائیے تو دیوانہ کر دین کہ صحرا سے نکل جائین یا اُتر ا رہنے دین مینا نے کہا کہ مین
شام کو آؤنگی جیسا مناسب ہوگا وہ حکم دونگی خبردار دخل نہ دینا کوئی تکلیف اُن کو
نہ پہونچے جس راحت مین ہین اُسی راحت مین رہین وہ جانور تو چلے گئے مینا نے کنیزون
سے صلاح کی کہ صاحبو تمنے سُنا اس اقلیم پر بھی چڑھائی اہل اسلام کی ہوئی کنیزون نے
یہ سُنکر عرض کی واری مسلمانون نے اقلیمون پر قبضہ کرلیا جس ملک پر گئے اُس ملک کو لے لیا
مینا یہ سُن کر خاموش ہو رہی ارادہ یہ ہی کہ جاکے دیکھون کہ یہ جو اُترے ہین یہ کون لوگ ہین
بلا تکلف آئے صحرا مین اُتر پڑے اور جانتے ہین کہ یہ ملک ساحرون کے ہین بڑے دلیر
اور گستاخ ہین راہ چلتے چلتے ستاتے ہین بس اب معلوم ہوتا ہی کہ جان کا اپنی یہ سب خوف
نہین کرتے سر ہتھیلی پر اپنا لیے پھرتے ہین یہ کہکر طاؤس پر سوار ہو کر چلی یہان ایرج
نے شام سے حکم دیا ہی کہ الگ ایک بارگاہ استادہ ہو شاپور نے کنارے پر لشکر کے ایک
خیمہ کوچک استادہ کیا شام سے ایرج آکر اُسمین بیٹھے شاپور را لیا عیار طرار چنگ بر صعی
لیکر بیٹھا اُسکو بجانے لگا اور سامنے ایرج کے یہ اشعار شروع کیے نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا	مجھسے چھوٹا ہی عجب وقت مین گلشن میرا
ہر ستم دوست بھی کرتا ہی مرے حال پہ رحم	اوجفا جو کوئی تجھسا نہین دشمن میرا
عکس سے اپنے یہ آئینے مین وہ کہتے ہین	ل گیا تمکو کہان یہ تو ہی جوبن میرا
آئنہ دیکھ کے کہتے ہین جلانے کو مرے	لوٹتا اک جلبلی روز ہی جوبن میرا

تیغ قاتل نہ لگائے تو مری کیا تقصیر
آشیان نوچ کے صبا دُچنین گے تنکے ۱۰
یاد دلواتا ہی اُس گل کے دہن کی مستی
ای زہے بخت مرے جانے کے اللہ اللہ
کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے
جامہ اُس در پہ فقیری کا جو پہنا ہی بتر بر

کیون گلا گھوٹ رہی ہر رگ گردن میرا
باغبان دیکھ کے روئین گے نشیمن میرا
خون کرتا ہی جگر غنچۂ سوسن میرا ۱۰
آپ کا ہاتھ ہو اور گوشۂ دامن میرا
دیکھتے ہین پس دیوار جہ مدفن میرا
خود کہوگے کہ بھرو تُوم کے دامن میرا
بادشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

اُس وقت ایرج نوجوان بلا تکلف مسند پر بیٹھے ہین خود اُتار کر رکھ دیا ہی زلفین خلیلی عارض پر لہرا رہی ہین شاپور جمال جہان آرائے ایرج دیکھ کر دعائین دیتا ہی کہ خدا حضور کو سلامت رکھے جمال جہان آرا کو ترقی ہو مگر میناے سرجوش اُڑتی ہوئی جو اُسطرف سے گذری اول گانے کی آواز کان مین آئی اُدھر متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل بیٹھا ہی مسند زرتار گسترده ایک عیار طرار سامنے بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی مینا نے جو جمال جہان آرائے ایرج دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ مقام افسوس ہی کہ ایسے شیر بیشۂ جرأت کو تباہی مین ڈالون چل کر صحبت مین تو بیٹھون باتین تو اُس عالم کی سنون کیا بات ہی کہ عیار اُٹھ اُٹھ کر گرد پھرتا ہی خاک پا اپنی لیکر آگ مین ڈالدیتا ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ کر عیار بھی مبہوت ہو رہا ہی یہ سوچکر آسمان سے اُتر آئی بلا تکلف بارگاہ مین پہونچی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین ہی مہ جبین غنچہ دہن سیمتن حُسن مین لاجواب عارض آفتاب عالمتاب قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ باغ محبوبی سراپاے مینا دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھے کہا کہ ای ملکۂ عالم تشریف لائیے اور سرفراز فرمایئے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمارے کاشانے کو منور اور روشن فرمائیے مگر شاپور حیران ہو کر جمال بیمثال دیکھ رہا ہی کبھی اپنے آقاے نامدار پر نگاہ ڈالتا ہی کبھی اُس مہ جبین کو دیکھتا ہی لیکن ایرج نے ہاتھ تھام لیا اُس مہ جبین نے سر جُھکایا مسکراکر کہا کہ صاحب اس وقت عیار تمھارا کیا خوب گا رہا تھا میرے دل مین اشتیاق ہوا کہ گانا

سُن لون آپ جس صحرا مین فروکش ہین یہ تمام مقام کنیز کے قبضے مین ہی جسطرح مناسب و بہتر جانیے اُس طرح رہیے جب جی چاہے چلے جائیے آپ کی مراد کیا ہی آپ کہان جاتے ہین ایرج نے کہا کہ فتانہ آفت خیز کوئی ساحرہ ہی اُسکے ملک پر جانا منظور ہی سُنا ہی کہ شاید بقراط ثانی نے وہان جاکر لوح رکھی ہی یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ اُسکی ملاقات کو گیا تھا لیکن نہین معلوم کہ لوح بھی وہان رکھی ہی یا نہین رکھی ہمکو صرف لوح کی تلاش ہی مینا نے کہا کہ ای شہریار تین کوس تک میری عملداری ہی کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا آگے بڑھکر صحرائے خارستان ملیگا وہانکا حاکم ایک ساحر نامدار موسوم بہ آتشبار ہی یقین ہی کہ وہ ضرور آفت برپا کرے ہر چند کہ مین بھی وہان کد و کاوش کرونگی مگر اپنی سرحد کا حاکم ہی اگر مجکو منظور ہوتا کہ حضور کو تکلیف پہونچے تو اب تک لشکر پر نہین معلوم کیا آفت برپا ہوتی لیکن مین نے خبر آپ کی سُن کر تامل کیا نگہبان یہانتک گئے تھے اُنھون نے چاہا تھا کہ کچھ دست اندازی کرین لیکن مین مانع ہوئی کہ مین خود جاؤنگی دیکھ کر جو کچھ مناسب جانونگی ویسا کرونگی یہان جو آئی تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی جو مناسب وقت ہو ارشاد فرمائیے مین بجالاؤن ایرج نے کہا کہ ہم سوا اپنے خدا کے اور کسی کی مدد نہین چاہتے اگر ہماری تقدیر مین ہی اور لوح ہمکو ملگئی اور طلسم ہمنے فتح کیا اور بقراط ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو بیشک جو عہدہ مانگوگی ہم حاضر کرینگے مینا نے کہا کہ حضور اب آپ کوچ کرین جب دوسری عملداری مین پہونچےگا تو یہ کنیز آئیگی جہانتک محل و موقع ہوگا اُس کو سمجھاؤنگی کہ یہ فتاح طلسم ہین جو انکا ساتھ دیگا وہ آبرو پائیگا ورنہ ذلیل اور حقیر ہوکر مارا جائیگا اگر اُسنے مان لیا تو فبہا ورنہ مقابلہ کرونگی انشاء اللہ کسی بات مین کمی نہ ہوگی دیر تک مینا صحبت مین رہی بعد عرصے کے رخصت ہوئی دوسرے دن ایرج نوجوان نے صبح کو صحرا کو دیکھا کہ بے اعتدالی پر ہی نہرین نئے طور پر موج زن مین مچھلیان اُچھلتی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ شاخون پر سرنگون بیٹھے ہین اور آپس مین کچھ اشارے کر رہے ہین ایرج نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا کوچ کرکے چلے لیکن مینا نے جو خبر پائی کہ اُس شہریار نے کوچ کیا پہلے تو آکر اپنے صحرا کے

نگہبانون کو منع کیا کہ خبردار انکے ساتھ کچھ گستاخی نہ کرنا پھر وہانسے آتشبار کی طرف روانہ ہوئی
آتشبار جادو اپنی صحبت مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ ایرج نوجوان
صحرائے میناے سرجوش مین پہونچے کچھ تکلیف نہین اُٹھائی اب تمھارے صحرا کی طرف
آتے ہین آتشبار نے کہا کہ مینا کو سزا دیجائیگی قدرت کے سامنے یہ سب ذکر ہونگے
کہ یہ نگہبان آخر کسلیے ہین اپنی طرف سے کدوکاوش کرین آئندہ اُنکا اقبال اگر
صحراسے گذر جائین توہم مجبور ہین یہ کیا باعث ہوا کہ کچھ تدبیر نہین کی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی آتشبار نے دیکھا کہ میناے سرجوش آتی ہی ساتھ والون سے کہا کہ ذرا
ہوشیار رہنا دیکھنا اس مکارہ کو کس فقرے سے لیتا ہون مین نے ایک یہ بھی خبر پائی کہ یہ
بارگاہ ایرج مین گئی تھی وہان نہین معلوم کیا کلام ہوے اب دیکھون کیا باتین کرتی ہی
مینا آکر پہونچی آتشبار نے بہت اعزاز و اکرام سے مینا کو مسند پر بٹھایا مینا نے
بیٹھتے ہی کہا کہ اے آتشبار اب کہو کیا ارادہ ہی طلسم کشا آج تمھاری سرحد مین آجائیگا
آتشبار نے کہا کہ اے ملکۂ عالم جو کہو تمنے کیا تجویز کیا مینا نے کہا کہ مین اپنے مقام پر
متعرض نہین ہوئی اے آتشبار کتب ہاے پارینہ مین تمنے دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوگئی
ضرور طلسم فتح ہوگا جو انکا خیرخواہ ہوگا وہ آرام پائیگا ورنہ مارا جائیگا لہذا اپنی جان
کی حفاظت واجب و لازم ہی مین نے تو طلسم کشا سے میل کرلیا اگر انکی فتح ہوگئی تو ان کے
شریک ہین اور اگر قدرت غالب آئے تو اُنکے ساتھ ہین آتشبار نے کہا کہ اے ملکۂ عالم
تمنے اپنی کس طرح صفائی کی مینا نے کہا کہ مین نے کچھ تعرض نہین کیا آتشبار نے کہا کہ
اے ملکۂ عالم مین تو ضرور سحر کرونگا مینا نے کہا کہ اگر سحر کروگے تو ذلت اُٹھاؤگے یقین ہی کہ یہ
لوگ صاحب اقبال ہین ضرور فتح پائینگے اُس وقت کیا کروگے ہمارے نزدیک بہتر
اور مناسب یہ ہی کہ چلو چل کر طلسم کشا سے ملاقات کرین عہدے کا اپنے وعدہ کرالو اپنے
ملک مین چین سے بیٹھو دیکھو کیا ہوتا ہی انتظار فتح و شکست مین رہو جیسا انتظام ہو ویسی
فکر کرو اپنی جان بچاؤ جس طرح بنے بچنے کی فکر و کوشش کرو آتشبار سمجھ گیا کہ بے شک یہ
ایرج پہ عاشق ہی اُنکے طرفداری کی باتین کررہی ہی بس ایک ملازم کو اشارہ کیا کہ اِسکو

جام آغشتہ بدارو سے بیہوشی پلاؤ بموجب حکم کنیزین فوراً بیہوشی ملا کر گلابی مین لائین آتشبار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دو چار جام پیو باقی دیکھا جائیگا مینا نے کہا کہ مناسب یہی ہی کہ سحر نکرو اپنے مقام پر بیٹھے رہو اگر یہ نہ کیا تو بڑی مشکل ہی آتشبار نے جام لبریز کرکے بہ ادب سامنے مینا کے پیش کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک جام تو نوش فرمائیے کہ طبیعت شگفتہ ہو مینا اسکے مکر سے نا واقف ہی جام پی لئی جیسے ہی جام پی چکی اور آنکھین سُرخ ہوئین آتشبار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا ارادہ ہی مینا نے کہا کہ وہی ارادہ ہی جو تھا آتشبار نے کہا کہ ہم تو مسلمان نہ ہونگے ایرج کی ملازمت نہ کرینگے خواہ اسمین بہتر ہو یا بدتر ہو جو لوگ خداوند بقراط ثانی کو بُرا کہین ہم اُنسے کبھی میل نہ کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے تمکو جو منظور ہو وہ کرو مینا جھلا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری اور گرتے ہی بیہوش ہوئی آتشبار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ مینا کی زبان مین سوزن دو کنیزون نے زبان مین سوزن دی اور ایک قفس آہنی مین بند کرا کے ہوشیار کیا کہا کہ کیون بی مینا اب اپنے کو کس حال مین پاتی ہو مسلمان کا ساتھ دو قدرت کو بُرا کہہ چکین اب جو مناسب ہو وہ کرو مینا مجبور و ناچار ہی کچھ جواب نہین دیتی سر جھکا لیا آتشبار نے قفس کو لٹکایا اور اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے اول بالاے قلعہ آیا آمد لشکر ایرج دیکھی کہ بہ کرو فر آکے صحراے خارستان مین اُترا آتشبار سحر کرکے باند ہوا ہاتھون سے اشارہ کیا کہ ایک ابر آتش فشان آسمان پر آیا شاپور شیر دل کہ بیرون بارگاہ کھڑا ہوا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر چمکتا ہوا آتا ہی اور اُس ابر سے آگ برستی ہوئی آتی ہی یہ تو نکل کر بیابان کی طرف چلا مگر آتشبار نے خوب دل کھولکر لشکر ایرج پر سحر کیا لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ایرج گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ سارے لشکر کو آگ گھیرے ہوئے ہی خیمے جل رہے ہین نخل سارے آتشبار بنگئے جانور اُڑتے پھرتے ہین جس طرف جاتے ہین مُنھ سے آگ گراتے ہین درختون کی شاخون سے آگ گر رہی ہی ایرج نے بیقرار ہو کر ہاتھ اپنے آسمان کی طرف بلند کیے دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس آفت سے بچالے اور اس آگ سے پناہ دے نظم

زہے فرمان روائے جملہ اطراف ۔ کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
زحسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب ۔ ز نورش پرتو افگن پر تو آف ✦
ظہور قدرتش گردد ہویدا ۔ باقسام و بانواع و باصناف
کسے در میکدہ بت می پرستد ۔ کسے اندر حریم کعبہ طواف ✦
خدا را مرد عارف می شناسد ✦ بداند قیمت زر مرد صراف ✦
نہ بد ماند نہ نیک اندر زمانہ ۔ نباشد زندہ اشراف و نہ اجلاف
بکمزوری اجل را جان سپارد ۔ بہادر پہلوان و مرد سیاف
چو ممسک از زمانہ رخت بندد ۔ شود تقسیم سیم و زر باخلاف ✦
کند ناخلف مال مفت برباد ✦ بعیش و عشرتِ اصراف اسراف
رضائے حق اگر خواہی تو سندی ۔ کن دل از کدورت سینہ را صاف

ایرج نوجوان بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں آگ کو دمبدم ترقی ہی مگر آتشبار نے اپنے سحر کو قایم کیا کہ چار پہر برابر آگ برسے سب سامان کرکے ابر کو قایم کیا اب وہاں سے پلٹا اپنے باغ میں آیا مصاحبون سے کہ رہا ہی کہ لو صاحبو مین نے تو خاتمہ کیا جلسۂ عیش آراستہ کرو عشرت پسند کو بلاؤ ایک چوبدار باغ سے نکلا اُدھر سے شاپور آتا تھا شاپور نے یہ بھی دیکھا کہ اسی باغ سے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور جاکر ابر مین ملتے ہین یہی باعث جوش و خروش کا ہی ایک گنوار کی صورت بنکر سامنے چوبدار کے آیا کہا میان مردے صاحب کہان جاتے ہو چوبدار نے کہا کہ ہمارے مالک نے لشکر ایرج پر سحر کیا ہی وہ سحر بن پڑا اب مبارکباد ہوا چاہتے سامنے گاؤن ہی وہان عشرت پسند نامے ایک ڈومنی رہتی ہی وہ سرکار کی ملازم ہی اُسکو بلایا ہی اُسے بلانے جاتا ہون شاپور نے پوچھا کہ تمھارے آقائے نامدار کا کیا نام ہی چوبدار نے کہا آتشبار جادو یہ عملداری انھین کی ہی یہ سُنکر شاپور نے چوبدار کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر گاؤن مین آیا کسی سے پوچھا کہ بی عشرت پسند کا مکان کونسا ہی لوگون نے بتایا شاپور نے قریب آکر دیکھا کہ دروازے پر ایک نازنین بیٹھی مجرا کر رہی ہی شاپور نے آکر سلام کیا کہا کہ بی عشرت پسند چلو تمکو

شہنشاہ نے بلایا ہی آج بڑی خوشی کا دن ہی کہ مسلمانون کے لشکر کو تباہ کیا یہ سُن کے عشرت پسند اُٹھی شاپور نے کہا کہ کنارے چلو مین کچھ تعلیم بھی کردون آج تمکو بہت کچھ انعام واکرام ملیگا یہ کہکر کنارے لایا لاکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر نکلا زیور وغیرہ پہنا حکم دیا کہ بہلی تیار کرو بہلی تیار ہو کر آئی عشرت پسند سازندون کو ساتھ لیکر سوار ہوئی شاپور عشرت پسند کی شکل بنا ہوا گنگناتا ہوا چلا سازندون سے کہتا جاتا ہی کہ صاحبو آج انعام و اکرام بہت ملیگا ساتھ والے کہتے ہین کہ بی عشرت پسند آج ہم بھی اپنی جان لگادینگے یہ باتین کرتا ہوا شاپور در باغ پر آیا جو چند کس ملازمان آتشبار جادو بیٹھے تھے کسی نے پکار کر کہا کہ ای بی جانیوالی ذرا ادھر بھی دیکھنا کوئی آوازہ پھینکتا ہی اور کوئی حسرت سے مُنھ کو تکتا ہی شاپور ایک ایک کو جواب دیتا ہوا جاتا ہی کسی کو آنکھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ ارے کمبخت تیری آنکھین پھوٹین نگاہون مین کھائے جاتا ہی کسی کو کہتا ہی کہ ارے نگوڑے مُنھ پھیر میرا خون ہلکا ہی ایسا نہ ہو کہ مجھے غش آجائے سب سے چھڑ لڑتا ہوا بہلی سے اُترا باغ کے اندر آیا دیکھا کہ سارے باغ مین روشنی ہی ادھر نہرین موج مار رہی ہین فوارے چھوٹ رہے ہین وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر فرش معقول بچھا ہی آتشبار نے پکار کر آواز دی کہ ای عشرت پسند آج بڑی خوشی کا دن ہی کہ ہین نے آج مسلمانون کو تباہ کیا عشرت پسند نقلی سامنے آکر بیٹھی آتشبار کی تعریفین کر کے یہ اشعار بنا بنا کر گانے لگی نظم

تیرے جاتے ہی ہوا رنگِ چمن ہو جائیگا	برگِ گُل جو ہی وہ برگِ یاسمن ہو جائیگا
کام فرسا جب مرا شیرین دہن ہو جائیگا	بے ستون پر نقش شیرین کو ہکن ہو جائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا	جو لگا دیگا وہ پتھر جزو تن ہو جائیگا
بام پر نکلے نہ تم آ کو شبِ مہتاب مین	چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین ہی ناتوانِ عشق کو	پوست ڈھیلا ہو کے تن کا پیرہن ہو جائیگا
ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین ای صیاد خلق	دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائیگا
فرقتِ ساقی مین نکلیگا لہو جائے شراب	اب دہانِ شیشہ زخمون کا دہن ہو جائیگا

مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغِ جنون — پھاڑ کے جب ان پر جمین گے پیرہن ہو جائیگا
اور جانب کو چلونگا جب دیار یار سے — خضر بھی ملجائیگا تو راہزن ہو جائیگا
میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو — دیکھ کر پیمانے کو پیمان شکن ہو جائیگا
مین وہ وحشی ہون کبھی سونگھا جو میرا استخوان — مارے وحشت کے سگِ جانان ہرن ہو جائیگا
گر اٹھا کر شہر سے صحرا مین بٹھلاؤ گے تم — بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائیگا
حسن کی زینت اگر چاہے کلامِ عشق سن — گوہر گوش ای صنم اپنا سخن ہو جائیگا
کیون اچنبھا ہی تجھے ناسخ فراقِ یار کا — ایک دن نادان فراق روح و تن ہو جائیگا

اس رنگ مین عشرت پسند نقلی نے یہ اشعار گائے کہ آتشبار بہت خوش ہوا شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کل قدرت میرے خواب مین آئے تھے اول تو میرے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا اور پھر یہ فرمایا کہ جس شی کا ارادہ کریگی وہ کمال تجھسے بن پڑیگا میرا ارادہ ہی کہ ساقی گری کرون کنجی میخانے کی مجھے عنایت فرمائیے آتشبار نے خوش ہو کر کنجی دی کنجی لیکر عشرت پسند نقلی میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے ملازم یہ سنکر دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے مثل مشہور ہی کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی جو لوگ نہ پیتے تھے وہ بھی گلابی جام اٹھا لائے اس خیال سے کہ آج شراب کا مزا چکھین گے شاپور نے بہ تعجیل تمام چند گلابیان بادہ ارغوانی سے معمور کین کشتی مین لگا کے محفل مین لایا آتشبار نے کہا کہ کیون صاحبو عشرت پسند کس لطف سے شراب لائی ہی کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو اسکی بھی رال ٹپک پڑے سب نے کہا کہ حضور عشرت پسند نہایت عقیل ہی دیکھیے آج کس لطف سے لگائی اور کس سلیقے سے شراب بھی لائی ہی قوم کی ڈومنی ہی آپ کو جو ذرا توجہ ہوئی اب اسنے رنگ باندھدیا کہ عشرت پسند نقلی کشتی لیکر محفل مین آئی چند اشعار مضمون شراب کے بنا بنا کر اسطرح گائے کہ اہل محفل کے دل وجد کرنے لگے نظم

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا — آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے — آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین	کھاتا ہی پیچ وتاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر	ادنی نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

گاتے گاتے عشرت پسند نقلی نے عرض کی کہ ای شہنشاہ مین نے سُنا تھا کہ آپنے کسی کو قید کیا ہی مین امیدوار ہون کہ اُس قیدی کو مین بھی دیکھون یہ بھی سنون کہ کیا خطا کی ہی اسوقت آتشبار عجب نگاہ سے عشرت پسند کو دیکھ رہا ہی عشرت پسند نقلی نے ایسا گایا اور ایسا بتایا کہ آتشبار خوش ہو ہو گیا کنیزون سے کہتا ہی کہ آج عشرت پسند کو یہین رکھ لو ہر چند کہ یہ مدت کی بلا زم ہی مگر آج تو اِسنے بیچین کر دیا صورت تو کمبخت کی دیکھو ہرا دا جان لیتی ہی بادولت اسکو بعہدۂ معشوقی سرفراز کرین گے کہ شاپور جام لیکر سامنے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو سرے شراب پلانا چاہیے آتشبار نے بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ ای عشرت پسند اب تم اسی باغ مین رہا کرو آٹھوین دسوین دن گھر ہو آنا ہمین تمسے بڑی محبت ہی شاپور نے آنکھین دکھا کر کہا کہ کیا مجکو کھا لوگے مین نوکری نہین کرتی مین نے تو نوکری گانے اور ناچنے کی کی ہی اور بات کی نوکری ہرگز نہ کرونگی عزیزون مین بدنام ہو جاؤنگی برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے شراب تو زہر مار کرو پھر جو مزاج مین آئے وہ کرنا مین کیا تم سے باہر ہون اب مین تمھارے جوش وخروش سے خوب ماہر ہون چند کنیزین جا کر قفس مینائے سرجوش لائین آتشبار نے چاہا کہ جام کسی کنیز کو دون شاپور بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر پٹے پکڑے کہا یہ جام پیو اور انجام کا خیال نہ کرو ہر چند کہ آتشبار کا دل دھڑکتا ہی طائر درختون پر آشیانون سے نکل آئے ہین پر تول رہے ہین منقارین کھول کر بول رہے ہین آتشبار حیران ہی کہ کیا باعث ہی جو طائر پھڑک رہے ہین آخر شاپور نے بجبر آتشبار کو شراب پلائی جام پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہی کہ اِس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجہ جل گیا مُنھ سے دھوان نکل رہا ہی تمام اعضائے جسمی جل رہے ہین شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ کی آنکھین مجھے کھائے جاتی ہین کیا کہون کہ میرا دل خود دھڑک رہا ہی ڈرتی ہون کہ تم کہین میرے ساتھ گستاخی نہ کرو یہ سُن کر

آتشبار نے کہا کہ ای عشرت پسند مین حیران ہون کہ جب تنے جام لبریز کیا اور میرے قریب لائین طائر آشیانون سے نکل آئے اسکا کیا باعث ہی کہ طائر مجکو منع کرتے تھے کہ شراب نہ پیو مگر مین پی گیا دیکھیے اب کیا ہو یہ کہکر گھبرایا اپنے مقام سے اُٹھا اتنے عرصے مین شاپور نے چند کنیزون کو بھی جام پہونچائے اُن سے اشارہ کیا کہ صاحب میرے پیر تھک گئے تم اپنے ہاتھ سے پیو سب کنیزون نے شراب پی آتشبار گھبرا کر جو اپنے مقام سے اٹھا کنیزین بھی ہان ہان کرکے اُٹھین آتشبار لڑکھڑا کر گرا کنیزین بھی اسکے ساتھ گرین مع آتشبار کے بیہوش ہوئین شاپور نے نعرہ کیا مینا نے پہچانا اشارہ کیا کہ پہلے میری زبان سے سوزن نکال لے یہ سارا باغ سحر سے مملو ہی ای شاپور کیا کہنا کیا کمال کیا ہی کس لطف سے آتشبار ایسے ساحر کو بیہوش کیا جیسے ہی شاپور نے زبان سے مینا کی سوزن نکالی یا تو مینا مجبور ہو رہی تھی یا قفس توڑ کر نکل نکلتے ہی جو کڑک کر گری آتشبار کے دو ٹکڑے کیے شاپور نے کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا جیسے ہی آتشبار قتل ہوا طائر جو آشیانون سے نکل آئے تھے یا تو زمزمہ سرائی کرتے تھے یا تڑپنے لگے پرون سے سر پیٹتے تھے مینا نے کہا کہ ای شاپور جلد یہان سے نکل چلو کوئی آفت آیا چاہتی ہی شاپور و مینا نے قصد کیا کہ باغ سے نکلین یکایک کنج باغ سے ایک آواز مہیب آئی کہ او مینا یہ تونے کیا حرکت کی آتشبار ایسے ساحر کو قتل کیا مگر اب کہان جائیگی شاپور شیر دل نے اپنے تئین اُن ہی مردون مین گرا دیا کسی کے پانون مین سر ڈالا کسی کے نیچے چھپا مینائے سرجوش نے جو آواز سُنی پلٹ کر دیکھا کہ کنج باغ سے ایک ساحر آتا ہی لاف و گزاف کرتا ہوا اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین وہین سے للکارا کہ او مینائے سرجوش تونے غضب کیا وہ عیار طرار کہان گیا کہ جسنے آتشبار ایسے ساحر کو دھوکا کیا مثم گلزار بلا خیز مینا کے قریب آکر کچھ ماش کے دانے پھینکے ادھر تو اسنے ماش کے دانے پھینکے اُدھر طائر آشیانون سے نکل آئے مینا پر بلوہ کرنے لگے مینا نے دیکھا کہ طائرون نے گھیرا ہی جھولی مین ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ سیاہ نکالا

اُس کاغذ کا ایک بازکاٹا جیسے ہی اُس کاغذ کو چھوڑا صاف معلوم ہوتا تھا کہ ایک باز
شکاری طائرون پر گرا چیر کر پھینکنے لگا گلزار بلا خیز نے جو دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصے
مین کئی سو طائر شکار ہوے پکارا کہ ای شجر باغ پیرا اب تم کیون خاموش کھڑی ہو مینا
نے دیکھا کہ سب نخل ہلنے لگے اُن مین ایک نخل کلان تھا کہ اُسکے پتے مثل برق کے چمکتے تھے
اُس نخل کی جڑ سے دھوان نکلنے لگا یکایک بیخ شق ہوئی ایک ساحرہ بجوش و خروش بیخ
نخل سے نکلی آواز دیتی ہوئی کہ ای مینائے سرجوش تو نے اس باغ کو ویران کیا دیکھ تو
باغ کا کیا حال ہی مینا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سب نخل جل رہے ہین مگر ساحرہ نے نکلتے ہی
کارد پھینک ماری مینائے سرجوش نے سحر کرکے کارد کو روک لیا اُسی کارد کو روک کر
اُس ساحرہ پر پھینک مارا کئی طائرون نے سینے اپنے سپر کر دیے مگر طائرون کے بھی سر
کٹے طائرون کو مار کر وہ کارد مثل برق چمکتی ہوئی قریب سینے کے پہونچی سینے پر پڑی توڑ کر
پشت کو پار گذری ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شجر باغ پیرا بود دیگر
اُس ساحرہ نے جو دیکھا کہ شجر قتل ہوئی مرتے ہی اُسکے درخت گرنے لگے شاخون سے اُنکی خون
جاری ہوا اُس ساحرہ نے جھپٹ کر سر اپنا پیٹا ہائے شجر کہکر روتا تھا اور کہتا تھا
کہ ای شجر تم باغ ویران کر گئین یہ کہکر سر زمین پر دے مارا اور پکار کر آواز دی کہ ای
مدہوش زمین کن اسکو لینا مینائے سرجوش جانے نہ پائے یکایک زمین کانپی ہر چند
مینا نے چاہا اپنے کو قایم رکھون مگر نہ تھم سکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی وہ ساحر دوڑا
کہ مینا کو قتل کرون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای صاحب مجکو بچانا اُس ساحر نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر عذار نشۂ حُسن سے سرشار پائچے سنبھالے ہوے دوپٹہ
ڈھلکا ہوا سٹ پٹ کرتی ہوئی آتی ہی شانے پر تلوار پڑی ہی قطرات خون ٹپکتے ہوے
ساحر نے جو روے زیبا دیکھا بیقرار ہوگیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا پکار کر آواز دی
کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی **نظم**

ظاہر ہی یہ ای یار تری کم سخنی سے	لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے
اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف	کچھ پیش نہین جاتی ہی قسمت کے دھنی سے

بوسے لب یار کے کھوئی ہی تپ غم ⁂
یہ آگ بجھائی ہی عقیق یمنی سے ⁂
افسانے سے بدتر ہی جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے ⁂
روتا ہی اُدھر ابر ادھر ہنس رہی ہی برق
گریہ سے کوئی خوش ہی کوئی خندہ زنی سے
طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا ⁂
ہم آنکھ لڑاوینگے غزال ختنی سے
وہ صدمے اُٹھائے ہین تپ عشق سے مین نے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے
گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہی کوئی مال دنی سے
افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مرجاتا نہ اس تیشہ زنی سے
اصدرسے مغرور زمین پر نہ رکھا پاؤن
پھولے نہ سمائے کبھی گل پیرہنی سے ⁂
کیا چیز ہی اى آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہی برچھی کی انی سے
کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہی یہ خاک کا پتلہ شدنی سے

اى جان جہان کیا صدمہ گذرا کس سنگدل نے تمکو زخمی کیا کیونکر اُسکا ہاتھ اُٹھا ایسے محبوب پر کیون نیمچہ مارا اُس نازنین نے دیکھ کر آواز دی کہ جس عیارنے آتشبار کو مارا وہ کھڑا تھا میرے مُنھ سے نکلا کہ یہی عیار ہی جسنے آتشبار کو مارا بس اُسنے لپک کر مجکو ایک نیمچہ ماردیا مین نے چاہا کہ ہٹ جاؤن مگر اُسنے تاک کر ایسا وار کیا کہ مین زخمی ہوئی سامنے جو مکان ہی اُسمین جاکر چھپا ہی آپ چلیے بتادون یہ کہکر اُس ساحر کو اپنے ساتھ لیا میٹھی باتین کرتی ہوئی چلی کبھی ہاتھ تھام لیتی ہی کبھی پٹے پکڑ لیتی ہی کبھی ہنس دیتی ہی وہ نازنین اس طرح پر لگائے لیے جاتی ہی قریب ایک قصر کے آکر جھجکی اور ٹھہر گئی کہا کہ اى شہنشاہ ساحران وہ دیکھیے عیار بیٹھا ہی ساحر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہا مجکو تو کوئی نہین معلوم ہوتا نازنین نے ہنس کر پٹے پکڑ لیے کہا کہ او بے حیا تجھے سوجھے کیا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک کٹوا ڈالو تو سوجھے میرے مُنھ کو ہاتھ لگاتا ہی تیرا مُنھ توڑ دونگی اور اب جو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی لیکن اسکا خیال رہے کہ دغا دارنی کرنا بیوفا سے مین نباہ سکونگی پھٹا پرانا کپڑا سیونگی عصمت سے گھر مین بیٹھی رہونگی محلے والون سے واسطہ رکھونگی تمہارے منھ مین کالک لگاؤنگی ساحر نے کہا کہ اى جان جہان تمکو خاتون محل

قرار دونگا کنیزان زرین پوش برائے خدمتگزاری مقرر کرونگا وہ مرتبہ تیرا کرون کہ معشوقان
عالم رشک کرین نازنین نے کہا کہ نگوڑے گولہ مار کہ عیار گرفتار ہو صورت تیری خونخوار ہی
کیونکر جانون کہ امید وفا ہوگی مگر مین بھی اپنا یہ طریقہ کرونگی دروازے پر کھڑی
رہا کرونگی جو محلے مین نکلا اُسکو پکارا کہ بھیا کہان جاتے ہو آگ دیتے جاؤ جب آگ دی
اُسکی داڑھی جلادی محلے مین ہنگامہ رہیگا یہ مشہور ہوگا کہ ساحر صاحب کی جورو بڑی
ظالم ہی تم جھلاّ کے گھر مین آؤ گے مین تمھاری بھی خدمت کرونگی دیکھو وہ عیار رہنگا پھر یا
بہن رہا ہی ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے جلدی گولہ پھینکو کہ پاؤن اُسکے زمین تھام لے
ساحر نے ہر چند انکار کیا کہ صاحب کوئی معلوم نہین ہوتا نازنین نے جھلاّ کر کہا کہ ارے
نگوڑے تو گولہ تو پھینک کہ وہ عیار گرفتار ہو آخر ناچار ہو کر وہ ساحر گولے کو زور سے
چرخ دیتا ہوا بڑھا ہی چاہا کہ گولہ پھینکون نازنین نے پیچھے ہٹ کر حلقہ ہائے کمند
گلے مین ڈال دیے اور نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل جھٹکا مار کر جاب مار دیا کہ ساحر
بیہوش ہو کر گرا مینائے سرجوش زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی آنکھین کھلی ہین سب معاملہ
دیکھ رہی ہی کہ شاپور نے خنجر مارا اُس ساحر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مینائے سرجوش
اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر کہا کہ ای شاپور تمنے بڑا کارنمایان کیا مین اس بے حیا کے سحر مین
مبتلا ہو چکی تھی اسکے مرنے سے ہوش و حواس درست ہوئے پس اب جلد نکل چلو ایسا نہو
کہ کوئی اور آجائے مینائے سرجوش و شاپور شیر دل اُس مقام ویران سے نکلے
تھوڑی دور چلے تھے یہان لشکر ایرج پر آگ برس رہی تھی ابر آتش فشان چھایا ہوا تھا
یکایک ابر شق ہوا جو لوگ جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھے ایرج نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی
شاپور نے جاکر کچھ کام کیا کہ ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی کہ ای شہریار شاپور و مینا
آتے ہین مینائے سرجوش و شاپور شیر دل آکر پہونچے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی لیکن
فتانہ آفت خیز اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ چند زاغ و زغن اُڑتے ہوئے آئے اپنی زبان مین
بیان کیا کہ ای ملکہ عالم مینائے سرجوش شریک ایرج نوجوان ہوئی آتشبار کو
قتل کرایا وہ دونون ملک قبضے مین ایرج کے آگئے یہ سُنکر فتانہ نے سر دربار آواز دی

یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرکے لائے مین فوراً قتل کرون کہ میری اقلیم مین سے دو ملکو فتح ہوے اب وہ آگے بڑھین گے دیکھیے انجام کیا ہو خداوند تو اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین لوح میرے پاس رکھ کر مجکو آفت مین ڈالا سیماب کیمیانظر نامے ایک پہلوان اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم جاتے ہی کھل بلی ڈالدونگا اور ایرج کو گرفتار کرکے لاؤنگا کیا میرے ہاتھ سے وہ بچ سکتا ہی آپ کو یاد ہوگا جس ملک پر گیا اُسکو فتح کیا اور مین نے خبر سُنی ہو کہ ایرج ایک چھوٹے قد کا جوان ہی دبوچ کر ہڈیان توڑ ڈالونگا ایسے ایسے لاف وگزاف کرکے اُٹھا ساٹھ ہزار فوج ہمراہ لیکر چلا راہ مین قلعہ جات جو ملے اُن سب کو تسکین دیتا ہوا جاتا ہی کہ یارو نہ گھبرانا مین براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون ہر قلعہ دار اسکی دعوت کرتا ہی دعوتین کھاتا ہوا مقابلۂ ایرج مین پہونچا میناے سرجوش نے ایرج نوجوان کو آکر خبر دی کہ حضور سیماب کیمیا نظر کہ پہلوان زبردست ہی براے مقابلۂ حضور آیا ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اسکو قضا لائی ہو سر میدان قتل کرونگا یہان سیماب نے شام کو طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر پہونچی جواب مین نولذش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھو لسے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے سیماب کیمیا نظر بڑے زور شور سے میدان مین آیا بحقارت تمام لشکر ایرج کو دیکھ رہا ہی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے سیماب نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر سلحشوری کرنے لگا پُکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے اخفاے پنجہ کش نے مرکب باد رفتار نکالا سامنے ایرج کے آیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان مجھے ہمیشہ سے اس پہلوان سے کد ہی کبھی ایسا موقع نہ آیا

کہ اس سے مقابلہ کرتا مگر آج ضرور اس سے مقابلہ کرونگا ایرج نے حکم دیا کہ ای برادر خدا حافظ و ناصر پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے پہلوان زبردست سے مقابلہ ہی سمجھ کر سامنا کرنا مگر تمکو یہ پہچانتا ہو اخفا نے عرض کی کہ حضور یہ خوب آگاہ ہی یہ کہکر اخفاے پنجہ کش مرکب اڑا کر سامنے سیماب کے آیا سیماب نے جو اخفا کو دیکھا کہا کہ ای اخفاے پنجہ کش تمنے یہ کیا غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا قدرت تم سے کیسا خفا ہونگے اب تمھارا اُنکا سامنا ہوگا تو کیا جواب دوگے اخفا نے جواب دیا کہ خدا اُس ملعون کا سامنا نہ کرائے سیماب نے کہا کہ مین تجکو گرفتار کر کے سامنے قدرت کے لیچلونگا اخفا نے جواب دیا کہ خدا اُس دشمن خدا کے سامنے نہ لیجائے مین اُس بیحیا پر لعنت کرتا ہون سیماب نے جھلا کر نیزہ مارا اخفا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین اخفا نے ایک مقام پر چاہا کہ نیزے کو نیزے سے تھپیڑا ماردن سیماب نے جھلا کر نیزہ اخفا کا تھام لیا اور نیزہ توڑ ڈالا اخفا نے جھلا کر تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر سیماب نے جلدی کر کے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ اخفا کی پلک جھپک گئی تلوار جو پڑی تا دو ابرو پہونچی اخفا نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکلی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی اخفا نے جی داری کر کے ہاتھ مارا سیماب نے گینڈا ہٹا لیا تکان جو پہونچی سر اخفا کا ہرنہ زین کو جا لگا سیماب نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ لیون اُس وقت اہل اسلام بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای پروردگار ای بے نیاز وای کارساز اس مرد مسلمان کو ہاتھ سے اس کافر کے بچالے نظم

بے مکان بودن مکان طالبان وحدت است	بے نشان بودن نشان عاشقان وحدت است
خارج از فہم زباندانان زبان وحدت است	از بیان شارحان بیرون بیان وحدت است
در زمانہ عالم توحید از عالم جدا است	در جہان از دیدہ پوشیدہ جہان وحدت است
میرسد بربام عرش اعظم از فرش زمین	ہر کرا حاصل بعرفان نردبان وحدت است
ذات واحد گر دش از بند دوئی یکسر خلاص	داخل آہر بندہ کہ در دار الامان وحدت است

زانکہ ہر یک مصرع تو داستان وحدت است	حرز جان ہر موحد ہند یا دیوان تست

ایرج دیکھتے ہین کہ جب تک مین ارادہ کرونگا وہ اسپر ہاتھ ماردیگا افسوس ہی ایسا پہلوان ضائع ہوتا ہی کف افسوس مل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ سب کے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب طلسمی پر سوار تخت پر سکندر ثانی ایک طرف نجم اختر شناس اور ایک طرف ارسطوے ثانی اور سرداران تہمتن پشت پر پرا باندھے ہوے آتے دھوم سے ساتھ آٹھ لاکھ کا لشکر نوبت و نقارے بجتے ہوے مگر شاہزادہ نور الدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک پہلوان زخمی کو ایک کافر قتل کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا خبردار ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ لشکر کو پامال کردونگا یہ کہکر مرکب کو ایڑ کی تازیانہ جو اٹھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا بقول شاعر نظم

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی	قمروش توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی	تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی	ہر اک نعل ہی نیچے بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

مرکب نے طرارہ بھرا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا ہل گیا سیماب رُکا نور الدہر فورًا مرکب اڑا کر بیچ مین آگئے اخفا کو توہٹا دیا آپ سینہ سپر کرکے سیماب کے مقابلے مین آئے سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے ہتھکٹی کا ہاتھ ماردیا سیماب کا کلائی سے ہاتھ کٹ کر گرا سیماب نے جوش جرأت مین بائین ہاتھ مین تلوار لی پھر وار کیا نور الدہر نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹا جب دونون ہاتھ کٹے ہاتھ ہاتھ سے گئے تو اسکی کون دستگیری کرے اسنے گینڈے کو ٹھکرایا چاہتا تھا کہ نکل جاؤن مگر نور الدہر کب جانے دیتے ہین کمر بتا کر سر پر ہاتھ ماردیا تلوار تڑپ کر گری خود کو کاٹ کر سر پر گری تا جگرگاہ کاٹتا

بقول شخصے سیماب کشتہ ہوا اب البتہ اکسیر ہوگیا لشکر والون نے چاہا کہ شاہزادہ نورالدہر پر حملہ کرین سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا بر قین لشکر کفار پر گرنے نگین نجم نے دستک دی کہ صحرا سے چند شیر پیدا ہوے لشکر سیماب تباہ ہونے لگا ایرج نے قہقہہ مار کر کہا کہ سبحان اللہ کیا جرأت ہی ساحرون کے بھروسے پہ لڑنے نکلے ہین اگر اُسکے ساتھ بھی ساحر ہوتے تب حال معلوم ہوتا نورالدہر نے سکندر کو منع کیا خود تلوار کھینچ کر جا پڑے طہماس ایسا سردار پہلو پر اپنے جو سا طور ہلایا سر کٹ کٹ کر کافرون کے گرنے لگے آخر افسر آپس مین صلاح کرکے ہاتھ باندھے ہوے سامنے سکندر کے آئے عرض کی کہ ای شہریار سلطنت آپ کا حق ہی ہمارے بزرگون نے آپ کا نمک کھایا اور ہم بھی نمکخوار ہین مگر تفرقہ اندازی سے مجبور و ناچار تھے امیدوار ہین کہ معاف فرمایئے ہم آپ سے نہین لڑ سکتے ہین سکندر ثانی نے سب کو امان دی بنیے و خزانہ لوٹ لیا سب کو اپنے ساتھ لیا خبر تو سُن چکے ہین کہ ایرج نوجوان نے ادھم کے دربند فتح کیے ہین اُسی طرح رواروی کرتے ہوے جانے لگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ اگر مین پڑے تو انکو بھی آج انکو کھانا کھلوا دین مگر نورالدہر برسرراہ تھے کہا کہ ہم ٹھہر نہین سکتے ساٹھ ہزار جوانون مین جو مارے گئے تھے وہ تو مارے گئے باقی نورالدہر کے ساتھ ہوے ان سب کو نورالدہر ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے ایرج اپنے لشکر کو لیکر پلٹے شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور تو نے دیکھا کہ نورالدہر کیسے بیخوف ان دربندون سے گذرے ہین ہر چند کہ بڑا میلہ جمع کرلیا ہی مگر سب بیکار ہی ساحران نامی پر بڑا غرہ رکھتے ہین دیکھیے انکے واسطے کیا ہو مگر ہمسے انکی تباہی و بربادی دیکھی نہ جائیگی جب انپر کوئی آفت آئیگی برابر پہونچین گے یاقوت جنی نے عرض کی کہ ای شہریار اب حضور تامل نہ کرین کچھ ملک بیچ مین ہین اُسکے بعد وہ ملک ملیگا جس ملک کی مالک فتانہ آفت خیز ہی وہان معرکۂ عظیم پڑیگا اب حضور تردد نہ کرین ساحر سحر بھی نہین کرسکتا میناے سرجوش ایسی ساحرہ ساتھ ہی ایرج نے کہا کہ مین پہلے اُسنے کہ چکا ہون کہ جہان غیر ساحر کا لشکر ہو تم ہرگز دخل نہ دینا اگر ساحر سے مقابلہ پڑے

اُس وقت مین تمکو اختیار ہے رات بمشکل کاٹی پہر رات رہے سے لشکر تیار ہوا ملازمان سیماب لاشہ اُسکا لیکر بھاگے تھے راہ مین ایک قلعہ ہے کہ قیلاب خارہ شکن وہانکا حاکم ہے وہ بالاے قلعہ بیٹھا تھا کہ دیکھا چند کس اُفتان وخیزان گریان ونالان ایک لاش لیے ہوے جاتے ہین قیلاب نے عیار سے کہا کہ دریافت توکرو کہ یہ لاش کسکی ہے کہان سے لاتے ہین اور کہان لیے جاتے ہین عیار نے دریافت کرکے بیان کیا کہ سیماب کیمیا نظر طلسم کشا کے ہاتھ سے کشتہ ہوے اُن کے ملازم لاش لے بھاگے سامان دفن وکفن مین مصروف ہین یہ سُن کر قیلاب قلعہ سے نکل آیا چند کس کو ساتھ لایا دفن وکفن کا موافق اپنے مذہب کے انتظام کیا ناری کو جلادیا ملازمان سیماب سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ آؤ تُمھاری خدمتگزاری کرین اور تمھارے مالک کے خونکا بھی بدلہ ہوگا قلعے مین آکر صلاح کارون کو جمع کیا صلاحین کررہا ہے مگر کوئی بات اسکے ذہن نشین نہین ہوتی کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ جاکر طلسم کشا کو مارون معاوضہ خون سیماب لون مگر نہین معلوم کیا خرابی پڑے سیماب ایسا پہلوان نہ تھا کہ ہر کس وناکس کے ہاتھ سے کشتہ ہوتا ارادہ ہے کہ لشکر کشی کرون اور میرا لشکر مثل مور وملخ کے ہے کون تاب لاسکیگا پوچھا کسقدر لوگ تیار ہین رفقانے عرض کی کہ تین لاکھ فوج مسلح تیار ہے اور وہ وہ لوگ ہین کہ اگر اشارہ کیجیے تو دریاے آتش مین جا پڑین دیوون سے لڑین صلاحین کرکے اُچک کر تخت پر سوار ہوا ہمراہیون نے تخت اُٹھایا سب سے قیلاب کہتا ہے کہ جاتے ہی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرونگا تین کوس قلعے سے نکل کر اُتر پڑا کہا یارو آج تو اس مقام پر رہو کُل کوچ کرینگے قیلاب تو اُتر پڑا اہل لشکر گھر سے کوچ کرکے آئے ہین تھکے ماندے رنج جدائی اہل وعیال شام سے آکر پڑے سوگئے طلایہ دار بھی دو تین ہزار جوانون سے تھوڑی دور پھرا ایک بازار مین آکر سورہا گھوڑے دو کانون مین باندھے اور باہر زین بچھا کر لیٹے ہواے سرد چلی سوگئے یہان سے تین کوس پر ایک صحرا ہے کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد یہان اُترے ہین تین دن سے فاقون پر گذارا ہے کوئی گاؤن وغیرہ نہ ملا کہین کسی سوداگر کا نشان معلوم ہوا شام کو ہمسے کہا اے یار وفادار آج حال ابتر ہے ہمراہیونکا بھی

یہی حال ہوگا کچھ پتہ لگاؤ تو اس بھوک میں اپنی جان دین اور مر جائیں جہاں برائے خبر چلا
ایک بلندی سے دیکھا کہ ایک لشکر اترا ہی اور ایک بارگاہ بھی استادہ ہی گھوڑے جابجا
ٹہل رہے ہین مگر سب مسلح و مکمل لشکر مین آیا دریافت ہوا کہ قیلاب خارہ شکن برائے
مقابلۂ نور الدہر جاتا ہی دریافت کرکے بھاگا غضنفر برہم بیٹھے ہین کہ ہملنے آ کر خبر دی
کہ حضور لشکر تو اترا ہی مگر سب مسلح و مکمل ہین غضنفر نے کہا ہم ہن ہم تو جان دینے پر آمادہ
بیٹھے ہین یہ کہ کر بوق ترکی بجایا جسمین یہ آواز تھی کہ ای قزاقان تیار شوید قزاقون نے
جو یہ آواز سنی آپس مین کہا کہ یارو عجب دیوانے کا ساتھ ہی کسی حال مین فرصت نہین
دیتا ہو دوسرے نے جواب دیا کہ یارو انصاف تو یہ ہی کہ ہمنے جو کھانا نہین کھایا تو اس
شہریار نے بھی نہین نوش کیا جس حال مین ہم ہین اسی حال مین وہ شہریار بھی ہی اپنے
مقام سے اٹھے دوسری آواز مین گھوڑے بھی آ گئے تیسری آواز مین سب تیار ہو کے
سامنے آئے دیکھا کہ غضنفر اسپ بادپا پر سوار گھوڑا چمکا رہے ہین غضنفر نے کہا کہ بھائیو
یہان سے تین کوس پر لشکر اترا ہی برائے مقابلہ بھائی صاحب جاتا ہی غلہ وغیرہ ضرور
ساتھ ہوگا خزانہ بھی ہوگا اس ترکیب سے چلو کہ خزانہ لوٹ لو غلے پر قبضہ کرو سہولیت
مین نکل کر چلے آؤ سب نے عرض کی کہ ای آقا ایسا ہی ہوگا غضنفر گھوڑا اڑا کے چلے
ملکہ کہکشان جادو سو رہی تھین کنیزون سے کہا کہ خبردار اس طرح پیر دبانا کہ ملکۂ عالم
بیدار نہ ہون اور اگر بیدار ہو ن پوچھین تو کہنا کہ آپ یہین تشریف رکھین شاہزادہ شکار کو
گیا ہی آتا ہوگا کنیزین خاموش ہو رہین مگر غضنفر گھوڑا اڑائے ہوے سامنے لشکر
قیلاب کے پہونچے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو
کہ منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران تخشم و تقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر +
یہ کہکر چند تیر مارے اور لشکر پر آ گرے مگر قزاقون نے بازار غلہ فروشان مین آ کر گٹھے اناج
کے اٹھائے گھوڑون پر لادلیے دس ہزار جوان لڑتے بھڑتے در خزانہ پر پہونچے نگہبانون
کو مار کر ہٹایا خزانے پر گرے توڑے کے توڑے اٹھا اٹھا کر لادے ایک ایک قزاق نے

تین تین توڑے چار چار توڑے اپنے اپنے مرکبون پر رکھے وہ مرکب بھی ایسے ہین کہ اتنا بڑا
بار لیکر چلے مگر ملازمون نے جاکر قیلاب کو جگایا اور کہا کہ طلسم کشا آپ کے لشکر پر شبخون
آئے ہین دس بارہ ہزار آدمی قتل ہو چکے ہین خزانہ لٹ گیا بازار غلہ فروشان تباہ ہو گیا
قیلاب اٹھا نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھا کہ بارگاہین جل رہی ہین ہر طرف سے صدائے
الامان بلند ہی قزاقون نے تمام لشکر کو پامال کر دیا ہی لڑتا ہوا چلا اور نعرہ کیا کہ ہان
یاروان سب کو گھیر لو چہار طرف سے کافرون نے بلوہ کیا تین لاکھ فوج مین اسی ہزار قزاق
گھرے ہین غضنفر جس غول پر جھپٹکر جاتے ہین ساتھ والون کو بچاتے ہین جس افسر کو آتے دیکھا
اوسکے گینڈے پر تیر مار دیا گینڈے کی جو آنکھ پر تیر پڑا تڑپ کر بھاگا دس بیس کو پامال کیا
غضنفر چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر سب کو نکال لے جاؤن مگر کفار پیچھا نہین چھوڑتے عین گرمی
جنگ ہی لڑتے لڑتے صبح ہو گئی ہی اب آپس کی لڑائی موقوف ہوئی جملہ ملازمان قیلاب
قزاقون کو گھیر گھیر کر مارتے ہین قزاق چونکہ پُربار ہین گھوڑے رہروی سے مجبور ہو نچلا
ہین آخر جان دیتے ہین مگر ایک ایک قزاق نے دس دس کو مار کر جان دی آفتاب
عالمتاب برآمد ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اوڑی نقد روح وروان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان کوچ کر کے چلے ہین آواز گیرودار جو کانون آئی شاپور سے کہا کہ دیکھو تو
شاید کشتی گیر زادہ کہین لڑ رہا ہی شاپور نے جو آکر دیکھا تو غضنفر کھڑا ہوا ہی زخمون مین
چور چور مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اوسکو مارا سیکڑون پہلوانون کو مار کر گرا دیا ہے
شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ حضور لٹیرے صاحب لشکر قیلاب پر گرے تھے
گھر گئے ہین جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن اونکے قتل ہو جائین ایرج نے جو غضنفر کا نام سنا
بیقرار ہو گئے کہا کہ یہ دیوانہ بھی بلائے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا غضب خدا
کا ایسی جنگی فوج پر جا پڑا شاپور نے کہا کہ اسقدر مال لوٹا ہی کہ گھوڑے اپنے مقام
سے ہل نہین سکتے ایرج نے گھوڑا بڑھایا اوسوقت ایرج سامنے آکر پہونچے کہ دیکھا غضنفر
لڑتا بھڑتا قیلاب کی طرف جاتا ہی ایرج نے بڑھ کر للکارا کہ او بیحیا اوس طفل سے تو کیا
مقابلہ کرتا ہی ہمسے مقابلہ کر تو مزہ شجاعت کا ملے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا راہ مین علمدار لشکر

ہاتھی کو بڑھائے ہوے جاتا ہی علم زنگاری کھلا ہوا فوج کو ترغیب دیتا ہوا کہ ہان یارو جم کر
لڑو قزاقون کو گھیر کر مار لو اُسکی ترغیب دینے پر اہل فوج جم جم کر لڑ رہے ہین ایرج نے
گھوڑا بڑھایا کرہ بن اشقر ایسا مرکب طرارہ بھر کر جا پڑا دونون ٹاپین مستک پر ہاتھی
کی رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا کہ علم لشکر کو مع
علمدار و ہاتھی کے کاٹ کر زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا علمدار کے مرتے ہی فوج بیدل ہوئی
ہمراہیان ایرج نے چہار طرف سے فوج کو تہ و بالا کیا قزاقون نے جو اتنی مہلت پائی
بلوے سے لڑتے ہوے نکلے دوسرے دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان شیرانہ و پلنگانہ
لڑ رہے ہین جس طرف جا پڑتے ہین کافر بھاگتے ہین کہ ایرج نوجوان نے بڑھکر قیلاب کو
للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد اُس طفل کا جو یاہی اد ہم تیرے جویا ہین
قیلاب اپنے غرور مین کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا گینڈے کو پھیرا ایرج مرکب
اُڑا کر قریب آئے اُسنے اوپر سے ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا تیغۂ دودمۂ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان تیغہ جو ٹر ٹکر گرا
قیلاب نے گردہ سپر فولادی کا اُٹھا دیا مگر تیغۂ ایرج نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو
کاٹ کر خود کو کاٹا قیلاب کے سر مین زخم آیا خون جو پیشانی سے نکل کر تمام جسم پر بہا
قیلاب نے گینڈا پھیرا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اس گستاخ کو مار لو چار طرف
سے پہلوان آپڑے ایرج نے قتل کرنا شروع کیے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے ایرج
کے مارا گیا کئی سو پہلوان اُسی مقام پر مارے گئے مگر لڑتے ہین اور بھاگے جاتے ہین
قیلاب نے دیکھا کہ فوج کے پاؤن نہین جمتے قلعے کی طرف یہ بھی بھاگا ایرج نے پیچھا کیا
قیلاب بھاگ کر قلعے مین چلا آیا جو لوگ باہر رہگئے اُنکو ایرج نے قتل کیا باقی بھاگ کر
قلعے مین پہونچ گئے قیلاب نے بالاے قلعہ آکر افسر اعلیٰ سے کہا کہ اب یہ تدبیر کرو کہ
گولہ اندازون کو بلاؤ گولہ انداز حاضر ہوے توپین لچھم لچھم لگا دین دو چار گولے مارے
مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اہل اسلام برابر بلوہ کیے چلے آتے ہین ایرج نے چاہا کہ قلعے پر
جا پڑون شاپور نے باگ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار آگے بڑھنا بہتر نہین

اہلِ قلعہ نے آگ برسادی اور آپ کے ساتھ والے سب جلے جاتے ہین آپ اکیلے قلعے پر
پہونچین گے اور باقی سب جل کر تمام ہو جائین گے ایرج نے شاپور کا کہنا نہ مانا
اور گھوڑا بڑھایا پلٹ کر فوج کو روک دیا کہا کہ ہان یہا ئیو جب مین پھاٹک توڑ ڈالونگا
اُس وقت آجانا جرأت دکھانا ایرج گولون کو رد کرتے چلے گھوڑا طرارہ بھرتا ہوا جاتا ہی
جسنے گولہ مارا ایرج نے گولے پر گرز مار دیا گولہ اُلٹا پلٹ جاتا ہی راستے کو بجرأت
طی کیا قریب خندق پہونچا ہا کہ خندق قراؤن قیلاب نے دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آج کی شب مجھے مہلت دیجیے کل صبح کو جنگ کرونگا یا آپکی
اطاعت کرونگا ایرج نے گھوڑا پھیرا اس آرزو پر پلٹے کہ غضنفر سے ملاقات ہوگی
تو اُسکو منع کردین گے کہ ایسی جنگی فوج پر نہ جا پڑا کرو اگر مین نہ پہونچتا تو گھر گئے تھے یہان
جو غضنفر نے مہلت پائی خزانہ لوٹ چکے تھے غلہ لادلیا کب ٹھہرتے ہین صحرا کی طرف
روانہ ہو گئے تھے ایرج نے پلٹ کر غضنفر کو نہ پایا کہا کہ ای شاپور مجھے کیا ضرورت ہی کہ
اپنے کو اس آفت مین پھنساؤن یہ تو ظاہر ہوا کہ قیلاب شکست کھا کے قلعے مین گیا وہ
دیوانہ آکے اِسکو مسلمان کرلیگا یہ سوچ کر صحرا کی طرف روانہ ہوے قریب ایک کوہ کے
آکر اُترے مگر شاپور سے کہا کہ دریافت کرو غضنفر کس مقام پر ہی شاپور شیر دل
تلاش مین چلا یہان غضنفر جو پلٹ کر آئے ایک صحرا مین آکر اُتر پڑے چونکہ قزاق کئی دن
کے فاقے سے تھے چولھے تیار ہوے روٹیان پکانے لگے بعض نے کچھڑی چڑھا دی اور
دائرہ پکڑ کے بیٹھے چاربیت ہونے لگی بعض نے کہا کہ طائفہ بلاؤ آکر مجرا کرے غضنفر
بیٹھے ناچ ملاحظہ کر رہے ہین توڑے کٹ رہے ہین مٹھی بھر بھر کے رنڈیون کو دے رہے ہین وہ
ریتی مین ناچ رہی ہین فرش کی بھی طلبگار نہین ہین بعض شوخ و شنگ جمال بے مثال
غضنفر دیکھ کر مبہوت ہو گئین یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

جوشِ جنون کے ہوتے ہین سامان نئے نئے	دیتے ہین پھندے تار گریبان نئے نئے
محفل مین روز ہوتے ہین سامان نئے نئے	پیدا کیے ہین طرز مری جان نئے نئے
پابند ہوگا دل کسی زنجیر زلف مین	دیکھے ہین شب کو خواب پریشان نئے نئے

محراب کعبہ ابروی بت سے ہی آشکار +
ہر زخم ایک چمن ہی تو ہر داغ لالہ زار
کیونکر نہ شاعری کو سر نو سے ہو عروج
جسدن سے ہوگیا ہی ہمین اُس پری سے عشق
ہی ہر طرف کو گنج شہیدان کی اک بہار
گہ یاس گاہ رنج گہے حسرت و ملال +
میعاد ختم قید بلبل کی بھی کیا ہوئی
کسطرح ہو گذر در جانان پہ ای ہزبر

ہین کفر و دین مین پھر اسکے ساماں نئے نئے
پھُوٹے ہین میرے دل مین گلستان نئے نئے
سامع نئے نئے ہین سخندان نئے نئے +
ہین حوصلے نئے نئے ارمان نئے نئے
پھُولے ہین جابجا چمنستان نئے نئے +
آتے مکانِ دل مین ہین مہمان نئے نئے
پنجرہ ہوسے جبر گبر و مسلمان نئے نئے +
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غضنفر کے سامنے جام چل رہا ہی معشوقان پریچہرہ بنا بنا کر گا رہی ہین کہ شاپور آکر پہونچا شاپور نے آکر سلام کیا غضنفر نے شاپور کو گلے لگا لیا پوچھا کہ ای شاپور کہان سے آتے ہو شاپور نے جواب دیا کہ آپکے بھائی صاحب نے واسطے خبر کے بھیجا ہی غضنفر نے کہا کہ ای شاپور شیر دل تم فرزند رشید خواجہ عمرو ہو خیال کرو ایرج سے ہمسے ملاقات ہی رشتہ داری کیسی ہماری طرف سے دعا کہنا اور کہنا کہ عین وقت پر تمنے آکر مدد کی تمھارا بڑا احسان ہوا ادھر کے تو قریات ہمنے سب پاک کر دیے کئی دن سے قزاقون پر کڑا کا تھا خبر پائی کہ لشکر قیلاب اُترا ہی بھُوکے مرد آدمی سے ڈرنا چاہیے آخر جا پڑے ہمارے ساتھ اسّی ہزار جانباز ہین تین لاکھ مین گھُس پڑے خزانہ لوٹ لیا بازار غلہ فروشان کو خوب صاف کیا اب دیکھو کھانے پک رہے ہین شاپور نے کہا کہ ایرج نوجوان تو ایک طرف چلے جائین گے کیونکہ اُنکو فتانۂ آفت خیز کے ملک پر جانا منظور ہی وہین سے لوح کا پتہ ملیگا مگر قیلاب نے کل کا وعدہ کیا ہی کہ یا لڑونگا یا اطاعت کرونگا اس واسطے غلام کو بھیجا ہی کہ کل آپ خبر لے لیجیے گا غضنفر نے کہا کہ تم جاؤ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور پلٹا ایرج سے آکر سب حال کہا ایرج نے جواب دیا کہ دیوانے کی بات کا کیا اعتبار خیر ہم وقت پر پہونچ گئے اُسکی مدد کی وہ لڑ بھڑ کر نکل گیا اب باتین بناتا ہی مجھے کیا ضرور ہی

کہ مین اُسکے مُنھ لگون کہین جوش دیوانگی مین میرے لشکر پر نہ آپڑے مجھے ڈر رہتا ہی کہ اگر
میرے ہاتھ سے اُسکو صدمہ پہونچے تو مین بھی پریشان رہونگا اور اگر نہ غالب ہوا تو ہر مقام پر
ذکر کریگا کہ ایرج نوجوان آئے لڑے کچھ نہ ہو سکا یہ باتین کرکے ایرج نے آکر آرام کیا
مگر غضنفر نے بعد جانے شاپور کے بوق ترکی بجایا قزاق تیار ہوکر سامنے آئے
سب نے پوچھا کہ ای آقاے نامدار کیا منظور رہی غضنفر نے کہا کہ بھائیو مین نے سُنا ہی کہ
تاجرزادے کو اس سال مین بڑا نفع ہوا ہی خزانہ جمع ہی چلکر اُسکو ذرا سمجھا دین ہماری
مدد کو کیون آیا کچھ تو مزہ اُٹھائے سب نے کہا کہ حضور یہی مناسب ہی ایرج نوجوان
دن بھر لڑے تھے تھکے ماندے آکے جو لیٹے سو گئے طلایہ دار طلایہ دے رہا ہی کہ بوق ترکی کی
آواز کان مین آئی طلایہ دار نے چاہا کہ بڑھکر روکون غضنفر نے سامنے آکے ٹوکا
للکارا کہ او نامرد کے ہمراہی سامنے سے ہٹ جا اُس نے بڑھکر مقابلہ کیا غضنفر
نے نیزہ مارا اُسنے سینہ بچایا غضنفر نے گھوڑے کی آنکھ پر نیزہ مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے
چھوڑ دیا مرکب اُسکا چرخ مارنے لگا غضنفر نے اوپر سے دو تین ہاتھ تلوار کے مار دیے
کہ طلایہ دار زخمی ہوکر سامنے سے بھاگا قزاق لوٹنے لگے خیمون مین آگ لگا دی شاپور
نے جاکر ایرج کو جگایا کہا کہ ای شہریار وہ جو آپنے تجویز کیا تھا وہی ہوا کہ غضنفر
شبخون آیا ہی لشکر سارا بدحواس ہی تلوار چل رہی ہی قزاق گھوڑے دوڑاتے ہوے
پھرتے ہین جسکو جہان پایا پکڑ لیا غضنفر نے کہا کہ بھائیو قتل نہ کرنا درخت مین لٹکا دو
دو چار سو جوان زخمی کیے دو چار سو کو درختون مین لٹکا دیا غضنفر کا قصد ہی کہ نکلجاؤن
کہ سامنے ایرج نے آکر نعرہ کیا للکارا کہ کیون بھائی صاحب احسان کا بدلہ یہی ہوتا
ہی غضنفر نے بڑھکر نیزہ چمکایا ایرج اسکی گھات سے بخوبی آگاہ ہین نیزہ پکڑ کے
توڑ ڈالا غضنفر نے ہاتھ مارا ایرج نے کلائی تھام لی تیغ چھین کر پھینکدیا اور کمر مین
ہاتھ ڈال دیا نعرہ کرکے اُٹھا لیا چاہتے ہین کہ چرخ دیکر زمین پر مارون کہ یکایک پہلو سے
آواز آئی کہ ای شہریار مجکو دیجیے مین لیجاکر اسکو قید کرون ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ
شاپور عرض کرتا ہوا آتا ہی ایرج نے غضنفر کے تئین شاپور کو دیا شاپور نقلی نے

پشتارہ باندھا اور سامنے آنکھ ملاکر آواز دی کہ منم ہمائے صبا رفتار اور غضنفر کو جلدی سے ہوشیار کردیا غضنفر پھر اپنے مرکب پر سوار ہوا نعرے کرتا ہوا بھاگا ابرج نے پیچھا نہ کیا مگر بہت جھلایا غضنفر مارتا پیٹتا نکل گیا صحرا مین آکر کہا کہ اب چل کے قلعۂ قیلاب کی خبر لینا چاہیے قزاقون نے کہا کہ بسم اللہ یہان جو قیلاب نے ایک رات کی مہلت پائی آشنا اسکی تفنگ جادو تھی اُسکو لکھا کہ ای ملکۂ عالم جلد آئیے مسلمانون نے مجکو گھیرا ہی تفنگ بہر رات رہے آپہونچی پہلو مین قیلاب کے آکر بیٹھی قیلاب نے سب حال بیان کیا تفنگ نے کہا کہ وہ سب لوگ کہان گئے قیلاب نے کہا کہ وہ سب صحرا مین ہونگے تفنگ کہتی ہی کہ اگر سامنے ہوتے تو مزہ چکھاتی کیا مجال تھی کہ کوئی آگے بڑھ سکتا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ غضنفر بن اسد بپشت اسپ بادپا پر سوار تیغۂ روئین شگاف قبضے مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوے مع اسی ہزار دیوانون کے پیدا ہوا وہین سے للکارا کہ او قیلاب تو نے کل کا وعدہ کیا تھا یا تو نکل کے مقابلہ کر یا اطاعت کو حاضر ہو قیلاب نے تفنگ کو اشارہ کیا تفنگ جادو نے ایک گولہ مارا وہ گولہ لشکر غضنفر پر آکر پھٹا گھوڑے بدلگامی کرنے لگے غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ساتھ والے بیکار ہوے گھوڑے اُنکے نہین بڑھتے مگر غضنفر پر سحر نے تاثیر نہ کی صنعت سے گھوڑا نکالا قلعہ کی طرف چلا تفنگ برابر سحر کر رہی ہی دیکھا سب تو رُک گئے مگر ایک طفل دوازدہ سالہ گھوڑے کو چمکاتا ہوا آتا ہی ہرچند کہ اس نے آگ برسائی مگر غضنفر چلا ہی آتا ہی تفنگ قلعے سے کو دپڑی جمال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہوگئی مگر قزاقون نے جو دیکھا کہ آقا اکیلے جاتے ہین آسمان کی طرف رُخ کیا اور دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے کہ ای کریم کارساز و ای ربِ بے نیاز اس آفت سے ہمارے آقا کو بچالے اور ہمکو بھی سحر سے مہلت دے ہم بہت ناچار ہین یہ کیفیت ہی نظم

طواف کوچۂ جانان بکن تو ای ذیجاہ +	بروز صورت خورشید و شب بصورت ماہ
گدای کوچۂ دلدار باش در ہر حال +	کہ در ولایتِ الفت شوی تو شاہنشاہ
ز راہ ہجر بمنزل گہ وصال رسی +	خلیل وار ز آتش چو یوسف از تہ چاہ +

ز هر تعلق دنیاے دون گسل پیوند +
همیشه باش بهر رنگ این جهان همرنگ +
فقط بذات احد رشتهٔ تعلق بند +
نگون بخاک تضرع بکن سر تسلیم +
براه راست شب و روز نه قدم هشمی

بکن به زندگی خویش سلسله کوتاه +
بهر سفید سفید و بهر سیاه سیاه +
مباش در پے تحصیل مال و دولت و جاه +
نبه بر فرق ارادت ز اعتقاد کلاه +
فقط بجانب حق دار صبح و شام نگاه

مگر غضنفر گھوڑا چمکاتا ہوا تیغهٔ روئین شگاف کھنچا ہوا جیسے ہی قریب خندق کے پہونچا تفنگ بلائین لینے لگی کہتی تھی کہ ای جوان رعنا تیرے لیے سر پر مکان بناؤنگی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کوئی تجھسے مقابلہ نہ کرسکے ایسی شی بنا دون کہ زور تیرا دہ چند ہو جائے غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ او بیحیا مین تیرا قاتل ہون تفنگ نے کہا کہ مین اپنا سر تیرے سامنے کرتی ہون تو ہاتھ تلوار کا لگا کیا مجال ہی جو اُنگل بھر کاٹے مجبور و ناچار رہے غضنفر نے کہا کہ بس یہی امتحان ہی اگر تیرا سر نہ کٹا تو مین تیری اطاعت کرونگا ہر وقت تیرے ساتھ رہونگا تفنگ نے خندق فرائی سامنے مرکب غضنفر کے آئی پاؤنکے بوسے لینے لگی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ تفنگ نے سحر کیا تھا اپنے کو روئین تن بنایا تھا مگر تیغهٔ روئین شگاف جو تڑپ کر گرا تفنگ کے دو ٹکڑے ہوے اب تو قیلاب گھبرا گیا اہل فوج غضنفر گھوڑے چمکا کر قریب آئے پھاٹک پر کھلاڑہ پڑنے لگا قزاقون نے پھاٹک گرایا قیلاب فوج کو لے کر نکلا مگر غضنفر نے سب کو قتل کیا سامنے قیلاب کے پہونچے قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اسکا وار روک کر گینڈے کی گردن پہ ہاتھ تیغے کا مار دیا گینڈے کی گردن جو کٹی گینڈا بے سر کا ہوا زمین پر گرا غضنفر برس پڑا اسقدر تلوارین مارین کہ قیلاب چیخنے لگا کہتا تھا کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون آپکے نام پر مرتا ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگا غضنفر نے گھوڑا اُڑھا کر حلقہ ہاے کمند مارے قیلاب پھنسا غضنفر نے گھوڑے سے کود کر اسکی مشکین باندھین قیلاب گڑگڑا کر رونے لگا کہا کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ آپکے ساتھ رہون جرأت کا قاعدہ

معلوم ہوا آپ ایسا پیارا نگاہ سے نہین گذرا غضنفر نے چھوڑ دیا رہا ہوتے ہی قدمون پر گرا شاہزادہ غضنفر نے اسکو گلے سے لگا لیا یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اجی مین کہتا ہی کہ اس جوان نے میری معشوقہ کو مارا اگر اسکے ساتھ بدلہ نہ کیا تو اپنا نام قیلاب نے اپنا فوج کو منع کیا کہ یارو اب کیون لڑتے ہو مین نے اطاعت کی کہا کہ ای شہریار امیدوار ہون میری دعوت قبول فرمائیے غضنفر نے قبول کیا قیلاب غضنفر کو لیکر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے اشارہ کر دیا کہ سب قزاقون کو کھانا آغشتہ بداروے بیہوشی پہونچا کو ہمراہیان قیلاب اُسی وقت خوان کسوا کر قزاقون کے پاس لائے قزاق سب بیقرار ہو رہے تھے کھانا کھانے لگے سب نے کھانا کھایا غضنفر جو کھانا کھا کر واسطے ہاتھ دھونے کے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے ساتھ والے لینا لینا کہکر اُٹھے وہ بھی لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے قیلاب نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق کیا سب نے صلاح کی کہ انکو خدمت مین فتانۂ آفت خیز کے لے چلیے اُسی وقت سب کو ارابون پر سوار کیا فتانۂ آفت خیز کی طرف لیکر چلا چار پانچ کوس طی کر کے ایک مقام پر پہونچا کہ وہان پختہ کنوان تھا ایک دوکاندار بھی چنے وغیرہ لیے بیٹھا تھا قیلاب نے کہا کہ یارو اس مقام پر پانی پی تو پھر منزل چلین غضنفر کا ارابہ دھوپ مین ہو گئی سو نیزہ باز نیزے تانے ہوے گرد کھڑے ہین غضنفر نے کہا کہ بھائیو ہکو بھی سائے مین ٹھہراؤ دھوپ سے حال ابتر ہی اُن سب نے کہا کہ تم دھوپ ہی مین رہوگے سائے مین نہ لے جائینگے غضنفر نے پکار کر کہا کہ او قیلاب مکار تو نے مکر کر کے ہکو گرفتار کیا تیرے ساتھ والے ہکو سائے مین نہین لاتے بڑے غضب کی بات ہی قزاقون نے جو اپنے آقا کو مجبور و ناچار دیکھا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس آفت سے ہم سب کو بچا لے نظم

چہ چیز ہست ز دنیا نصیب دنیادار	بغیر آفت و رنج و خرابی و ادبار
چو ہر عمر عزیزت بیک دم است مدار	ہزار زیادہ ز آن در جہان امید قرار
ببیں بہ گلشن سبے خار دہر ای بیتاب	بہ بوستان جہان سبز کیں تو ای سیارہ

امید عفو بدرگاہ کبریا دارد
نہ شد بہ طالب دنیا بہ غیر نقطہ نصیب
بنائے زندگیش شد چو بر ہوا قائم
بپیش حضرت خلاق بندۂ عاصی
خدائے نیک و بد و بادشاہ خرد و کلان
ببین بہ دیدۂ اخلاص در جہان ہندی

غریب بندہ و نامہ سیاہ و بدکردار
اگرچہ گرد جہان گشت صورت پرکار
چرا بہ اوج فلک بر د قصر خود معمار
دہد جواب چہ وقت حساب روز شمار
لطیف و الطف و خلاق و داور و دادار
کہ ہست جلوۂ قدرت عیان ہمین دیبار

بلاک بلک کر جوان سب نے دعا کی اور قیلاب تلوار کھینچ کر چلا کہ او دیوانے تجھ کو ہمین قتل کرونگا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا دیکھا آگے نور الدہر والا قدر ستارون مین جیسے بدر رفقا گرد شبرنگ بن عمرو رکاب کے اوپر ہاتھ رکھے ہوے کہ ایک شخص نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غضنفر عجب مصیبت مین سلسل و مطوق بیٹھے ہین ساتھ والے بھی سب قید ہین نام غضنفر سنکر نور الدہر بیقرار ہو گئے گھوڑے کو بڑھایا سکندر ثانی نے یہین سے ہاتھ ہلایا برقین لشکر قیلاب پر گرنے لگین کئی ہزار کے سر اڑ گئے قیلاب گھبرایا لپک کر غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی غضنفر نے خانۂ زور مین آکر قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ایک سوار انھین کا تیغہ لگائے ہوے کھڑا تھا ہتھکڑی اُس پر کھینچ ماری کہ اُس سوار کا سر پھٹا غضنفر نے جست کر کے تیغہ رو مین شگاف لیا اپنے مرکب پر سوار ہوا اور اپنے ساتھ والون کو رہا کیا اب جو قزاق اٹھے قیامتین برپا کین غضنفر لڑتا بھڑتا قیلاب کے قریب پہونچا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر نیزے کو چرخ دیکر آنکھ پر گینڈے کی مار دیا گینڈے نے چرخ مارا قیلاب گینڈے سے گرا غضنفر برس پڑا قیلاب کو بھاگنے نہ دیا تنی تلوارین مارین کہ قیلاب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے نور الدہر غضنفر کو دیکھ کر نہال ہو گئے سمجھے کہ یہ ہمارا ساتھ دیگا مگر غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رد بد قزاق لڑتے بھڑتے غضنفر کے قریب پہونچے غضنفر نے گھوڑا چمکایا قزاقون کو ساتھ لیکر

صحرا کی طرف روانہ ہوگیا نور الدہر نے لڑائی فتح کی ہر چند آواز دی کہ ای برادر ٹھہر جاؤ
غضنفر نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا نور الدہر نے جب دیکھا کہ غضنفر نکل گیا ناچار ہوسنے
روانہ ہوے مگر ایرج نوجوان نے جو کوچ کیا دو کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی
مضمار کوہ نشین تین لاکھ فوج سے مقابلہ ایرج مین آیا ایرج نے بھی اپنے لشکر
کو روک لیا بارگاہ استادہ ہوئی مضمار کوہ نشین پہلوان زبردست ہی اسکی ایک
معشوقہ ہی کہ نام اسکا بلقیس زعفران پوش ہی مدت سے ساتھ ہی مگر وصل اس کا
قبول نہین کرتی اُسنے جو لشکر ایرج کو دیکھا کہا کہ ای مضمار تیرا کیا ارادہ ہی مضمار نے
کہا کہ اس اقلیم مین اس جوان نے آکر کئی ملک فتح کیے میرے نام نامہ فتانہ آفت خیز
کا آیا ہی کہ ای مضمار تم جاکر طلسم کشا کو روکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو لہذا
طبل جنگی بجواؤنگا کل میدان مین برای مقابلہ جاؤنگا مین نے دیکھا ہی ایک جوان
معشوق وضع لشکر کا انتظام کر رہا ہی اسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی بلقیس نے کہا
کہ یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ کون کون پہلوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے ایسا نہ ہو کہ سر میدان
تمہارے واسطے ذلت ہو تو باعث خرابی ہی میرا ارادہ ہی کہ جاکر دیکھون رات کو
سحر کردن کل لشکر سحر مین مبتلا ہوا اسکا زور گھٹا دون تمھارا زور بڑھاؤن پھر میدان
مین گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مضمار یہ سُن کر بہت خوش ہوا بلقیس زعفران پوش
شام کو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی لشکر ایرج مین آئی ایرج نوجوان
جس بارگاہ مین داخل ہین چند رفیقان جانباز ہمراہ ہین شاپور شیر دل سامنے
بیٹھا ہوا یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

لب شیرین تک اُنکے آئی بات +	بنگئی قند کی مٹھائی بات +
دہن یار کی نہ پائی بات +	شاعرون نے بہت بنائی بات
دہن اُس گُل کا کیا چھوئیگی صبا	یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات
کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا +	اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے ۔	نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات +

دہن تنگ یار مین کیا کیا + تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی + جب سنائی نئی سنائی بات
چشم پوشی ہی قہر اُن آنکھونکو + سرمے نے بھی نہ بوجھائی بات
کہہ گئے تم کنائے مین کیا کیا + نہ کسی نے تمھاری پائی بات
یہ صدا آتی ہی خموشی سے + منہہ سے نکلی ہوئی پرائی بات
تیرے شیرین کلام کو سن کر + پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

بلقیس نے جو یہ اشعار سُنے بیقرار ہو گئی اُسی بارگاہ کی طرف چلی جب دربارگاہ پر پہونچی دیکھا کہ درگہ سالار دروازے پر بیٹھا ہی درگہ سالار کو آکر سلام کیا کہا کہ جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ دربارگاہ پر ایک مشتاق جمال حاضر ہی امیدوار ہی کہ زیارت سے مشرف ہو درگہ سالار نے جاکر ایرج سے کہا ایرج نے شاپور سے کہا دیکھو کون ہی مینائے سرجوش بیٹھی ہی شاپور اُٹھکر روانہ ہوا بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک نازنین زعفران پوش دریائے جواہر مین غوطہ زن نازنین رشک چمن سراپا خوب محبوب مرغوب کھڑی ٹہل رہی ہی شاپور نے آکر سلام کیا کہا کہ حضور چلیے آپ کو شاہزادہ نے بلایا ہی اور درگہ سالار پر خفا ہوا کہ ایسے لوگون کو روکتے ہو شاپور نے ہاتھ تھام لیا لیکر بارگاہ مین آیا بلقیس زعفران پوش نے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل اپنے سرداروں کا کفیل مسند پر باتکلف بیٹھا ہی اور ایک معشوقۂ خوبرو پہلو مین بیٹھی ہی بلقیس کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا آیئے تشریف لائیے کرسی پر جگہ دی پوچھا کہ کون ملکۂ عالم تشریف لانے کا کیا باعث ہوا آپ تو شاہزادے کی حریف ہین مضمار نے طبل جنگی بجوایا ہی یہ مشہور ہی کہ آپ اُسکے ہمراہ ہین بلقیس نے مینا کو کچھ جواب ندیا بلکہ بہ نگاہ تند دیکھا اور یقین ہوا کہ یہ ہماری رقیب ہی مگر خوش نصیب ہی کہ پہلو مین بلاتکلف بیٹھی ہی باتین بنا رہی ہی آخر ایرج نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی بلقیس نے صاف صاف بیان کیا کہ مین مضمار سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ آپ کے لشکر پر سحر کرونگی مگر گانے کی آواز سن کر بیقرار ہو گئی اشتیاق ہوا کہ چل کے

صاحب صحبت سے ملاقات کرون شکر ہو کہ مشرف ہوئی اب آپ بہ اطمینان تشریف رکھین مضمار کی کیا مجال ہو کہ بہ بدی پیش آئے ایرج نے کہا کہ آپ کی مہربانی انشاء اللہ صبح کو مضمار سے مقابلہ ہوگا اگر مناسب ہو تشریف نہ لے جائیے بلقیس نے کہا کہ میرا وہین جانا بہتر ہو جب آپ جنگ مضمار سے فراغت پائینگے یا وہ قتل ہو یا بھاگ جائے تب حاضر ہونگی ایرج نے کہا کہ آپ کی مہربانی مگر مین یہ نہین چاہتا کہ آپ ایسا سحر کرین کہ وہ میری جنگ سے عاجز ہو ایسی اُسمین قدرت رہے کہ کل فنون سپہ گری صرف کرے جسکو خدا غالب کرے مینائے سرجوش نے کہا کہ ای شہریار یہ منظور نظر مضمار ہین مدت سے اُسی کے ساتھ رہتی ہین انکے کہنے کا اعتبار نہین آتا بلقیس نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ میرا ملک اور اُسکا ملک قریب قریب ہی چلتے وقت اُسنے نامہ لکھا کہ مین بمقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون آپ بھی تشریف لے چلیے مین چلی آئی مگر آجتک یہ نوبت نہین آئی کہ وہ مجکو ہاتھ لگاتا ہمیشہ مشتاق وصل رہتا ہی مجھے ہمیشہ سے اُس سے نفرت ہی مینائے سرجوش چاہتی ہو کہ ایرج بیزار ہو کر اسکو رخصت کرین مگر ایرج بخلق و محبت پیش آئے عرصے تک بلقیس ٹھہری خدا حافظ کہکے اُٹھی اور کہا کہ کنیز رخصت ہوتی ہی ایرج اُٹھ کھڑے ہوے ہاتھ بلقیس کا تھام لیا دربارگاہ تک پہونچانے آئے مینائے سرجوش کو بہت ناگوار ہوا بلقیس بارگاہ سے نکلکر طاؤس پر سوار ہوئی طاؤس کو اُڑا کر روانہ ہو گئی جب دربار مین مضمار کے آئی تو مضمار نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم تمنے سحر کیون نہین کیا کہ جو لشکر ایرج مین تہلکہ پڑجاتا مین مشتاق تھا کہ اُنکے لشکر مین تباہی ہو تو چار پڑ دن بلقیس زعفران پوش چونکہ رنجیدہ ہو رہی تھی جواب دیا کہ وہان مینائے سرجوش ایسی ساحرہ موجود ہی خیال ہوا کہ اگر مین سحر کرونگی تو وہ ضرور رد و قدح کریگی یہی دیکھ کر پلٹ آئی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا پھر مضمار سے کہا کہ مین نے لشکر مین جاکر سُنا کہ وہ جوان دیو بند اور ساحر کش ہی تمھارے مقابلے سے اُسکو ہراس نہین جب فنون سپہ گری مین مقابلہ پڑیگا اور تمکو کم پاؤنگی تب سحر کرونگی اور جو تم فنون سپہ گری مین اُس پر

غالب آئے تو کیا ضرورت ہی سمجھا جائیگا مضمار چونکہ امید وصل پر بہت بیقرار ہی
ہاتھ باندھ کر اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نوبت بجان و کار دبا ستخوان ہو رہا ہون
امیدوار ہون کہ آج وصل سے سرفراز فرمائیے ای ملکۂ عالم میری تو عجب
کیفیت ہی اب تو میرا یہ قول ہی نظم

اکیا میری خطا جھسے ہو بیزار سمجھ کر
لائی ہی ہوس دہر مین گلزار سمجھ کر
غم ہیں رہا ہی مجھے بیمار سمجھ کر
غافل کبھی بیمار محبت سے نہ ہونا
صیاد بھی کہتا ہی یہ سُنکر مری فریاد
سونے مین بھی ہی ہسے تری گرمی بازار
جبرئیل خدائی مین کہین وحی جولائے
اتنی بھی خود آرائی و غفلت نہین زیبا
مُنہ اپنا چھپا لیتے ہین وہ ناز و ادا سے
رکھنا نہ قدم کوچۂ گیسو مین یکایک
پروانۂ دل کو تھامے شمع سے کیا کام
دلجوئی کسی دن نہ ہنر آکے مری کی

کر ترک ملاقات ذرا یار سمجھ کر
آتے نکھتے نہ ہم وادی پرُخار سمجھ کر
تم رحم کرو صاحب آزار سمجھ کر
سد دیا کیجیو ای یار سمجھ کر
نالہ بھی کرے مرغ گرفتار سمجھ کر
کر ہم کو جدا یار نہ بیکار سمجھ کر
ہم سنتے لگے آپ کی گفتار سمجھ کر
ای ظالم بیرحم و جفا کار سمجھ کر
ہر بار مجھے طالب دیدار سمجھ کر
دیکھ ای دل خود رفتہ خبردار سمجھ کر
لپٹا تھا ترا شعلۂ رخسار سمجھ کر
دل مین نے دیا تھا اُسے دلدار سمجھ کر

بلقیس نے جھلا کر جواب دیا کہ سامان جنگ ہو رہا ہی ایسے شخص سے مقابلہ ہی کہ جس نے
صدہا پہلوان زیر کیے اور تم ایسی باتین کرتے ہو ذرا تامل کرو جنگ سے تو مہلت پاؤ
مضمار خاموش ہو رہا تمام شب اسی انتظار مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
مضمار سوار ہوا ملکہ بلقیس بھی ساتھ ہوئین اُدھر جب ایرج نوجوان سوار ہونے لگا
تو مینائے سرجوش نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار آج بلقیس زعفران پوش
مضمار کے ساتھ آئیگی لہذا اگر حکم ہو تو اُسکا سحر رد کرون ایرج نے کچھ جواب نہ دیا
سوار ہو کر چلے لشکر ساتھ ہی سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے ہین مینائے سرجوش

طاؤس پر سوار دیکھتی ہوئی آتی ہین کہ آمد آمد لشکر مضمار کی ہوئی نوبت و نقارے
بجتے ہوے مضمار اس دھوم سے میدان مین آیا ایک طرف بلقیس زعفران پوش
مگر نظارۂ جمال باکمال ایرج نوجوان کر رہی ہی جب لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے مضمار نے گینڈا بڑھایا بلقیس سے یہ کہ کر چلا کہ ای ملکۂ عالم ہمارا
خیال رکھنا مین بمقابلۂ ایرج نوجوان جاتا ہون اور اُسی کو ٹوکونگا یہ کہ کر میدان مین
آیا سلحشوری دکھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان طلسم کشا کون صاحب
ہین جو صاحب دعوی طلسم کشائی رکھتے ہون وہ میرے مقابلے مین آئین یہ سنکر ایرج
نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھرتا ہوا چلا مقابلۂ مضمار مین پہونچے اور نگاور زن ہوے
مضمار نے جو جمال جہان آرا دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ انسان ہی دیا
کوئی فرشتہ ہی ایسے صاحبان لیاقت نگاہ سے نہین گذرے دیکھ کر آواز دی کہ ای
جوان تو مجھسے مقابلہ نہ کر میرے ہاتھ سے بڑے بڑے پہلوان مارے گئے ہین میرا حربہ
قہر خداوند بقراط ثانی ہی ایرج نے کہا کہ وہ قہر اب تیری گردن پر ٹوٹیگا بس اب
حملہ کر زیادہ باتین نہ بنا مضمار نے نیزہ مارا ایرج لڑنے لگے دونون لشکر کھڑے
دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی ایرج نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مضمار کے نکل گیا مضمار بہت جھلایا مثل ابر کے
گڑگڑایا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا ایرج نے باڑھ بچا کر کلائی پر اُسکی
ہاتھ ڈال دیا مضمار بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
ایرج نوجوان تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا جس مقام پر پکڑ لایا ایسے دو تین گھسے مارے
کہ مضمار اپنی جان سے تنگ ہی ہر مرتبہ بلقیس کی طرف دیکھتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر کرو
بلقیس ہنس رہی ہی کہتی ہی کہ حقیقت مین شیر بیشۂ صاحبقرانی کس لطف سے لڑ رہا ہی
مگر میناے سرجوش بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی مراد یہ ہی کہ یہ سحر کرے تو مین اُس کا
دفعیہ کرون مگر خیال کرکے دیکھا تو بلقیس سحر نہین کرتی تین پہر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے
مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہریار تین پہر گذرے کہ میرے آپکے مقابلہ ہو رہا ہی

اور دونون لشکر کمربستہ کھڑے ہین ایک زور آخر کرتا ہون ایرج نے کہا کہ بسم اللہ
وہ زور آخر کہان رکھ آئے تھے ضرور کیجیے مضمار دونون مونڈھے شاہزادے کے
پکڑکے سینے مین سراڑا کرکے دوڑا دس بارہ قدم ریل کر لایا وہان پر لاکر کہہ مارا پایان
گھٹنہ شاہزادے کا چمکا مضمار اوپر آکے چھا گیا اور ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر
کرتا تو اسکو بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش بھی نہ ہوئی تھک کر ہاتھ
اٹھا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون ایرج تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھے
اور مضمار کو ریل کرلے دوڑے سترہ قدم پر لاکر کہہ مارا کہ مضمار کے دونون گھٹنے
آشنائے زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قایم کرون حریف زبردست تھا لنگر کو کب
قایم ہونے دیتا ہی ایرج نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین مضمار کی ہاتھ ڈالکر
چاہا کہ زور کرون کہ ترپکر آسمان سے پنجہ گرا ایرج کو اٹھا کرلے چلا بلقیس نے جو دیکھا
کہ ایرج کو پنجہ لیے جاتا ہی بیقرار ہوکر آواز دی کہ ارے مین نے تجکو پہچانا خبردار
آگے نہ بڑھنا مگر وہ پنجہ نہ رکا بلند ہونے لگا جب تو بلقیس جھپٹ کر خود بلند ہوئی اور
ایک گولہ مارا وہ گولہ پنجے کے قریب جاکر پھٹا اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو
آنکھون مین بلقیس کی لگا بلقیس نابینا ہوگئی ٹٹولنے لگی پنجہ ایرج کو لیکر نکل گیا
جب بلقیس اترکر زمین پر آئی آنکھون مین روشنی ہوگئی مینائے سرجوش نے
قصد کیا کہ مین جاکر سحر کرون لیکن شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم لشکر کو روکے رہو
اہل لشکر گھبرا رہے ہین مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون مینائے سرجوش نے لشکر
کو میدان سے پھیرا اگر شاپور شیردل بانہائے عیاری لگاکر تلاش آقا مین روانہ ہوا
معرکہ یہ ہوا کہ مسروق جادو اڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اسکی نگاہ جو جمال بیمثال
ایرج پر پڑی بیتاب ہوگئی یہ ساحرہ فتانہ آفت خیز کی مصاحبون مین ہی ایرج
کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی جلسہ آراستہ کیا ایرج سے طالب وصل ہوئی ایرج
نے کہا کہ اوبیحیا حلوا خوردن را روئے باید کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین تجکو قبول کرون
مسروق نے ڈرانا دھمکانا شروع کیا ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای ایرج قتل کر ڈالونگی

مگر ایرج انکار کر رہے ہین شاپور پھرتا پھرتا سامنے اُس باغ کے پہونچا چند عورتین اُس باغ سے نکلین شاپور ایک گنوارن کی شکل بن کر اُن عورتون مین جا ملا پوچھا ہوا کیا باتین کرتی ہو اُنھون نے کہا کہ ہماری بی بی ملکہ مسروق جادو نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کر کے لائی ہین دو دن سے منت اور خوشامد کر رہی ہین مگر وہ جوان ایسا ضدی ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی ہم لوگون نے بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتا شاپور نے سب حال دریافت کیا ایک کنیز کو الگ بُلا کر بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر اُن سب مین ملا کہ اندر سے ایک کنیز آئی کہا صاحبو اندر چلو ملکۂ عالم سو کر اُٹھی ہین بدمزاج ہو رہی ہین فرماتی ہین کہ ہماری کنیزون کو بُلاؤ کہ اس ظالم کو سمجھائین شاید اسکے خیال مین آجائے شاپور شیر دل حاضر حاضر کرتا ہوا اندر آیا دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طائرونکی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی شاپور چہار جانب دیکھتا بھالتا ہوا سامنے مسروق کے آیا مسروق نے کہا کہ کیون لالہ رخسار تو نے اُس جوان کو نہین سمجھایا لالہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری مین اسی کی امیدوار تھی کہ اگر حضور مجھ کو حکم دین تو ایک انجھر مین ایسا ماردون کہ آپ کے قدمون پر گرے جس طرح آپکو عشق ہی اُسی طرح اُسکو بھی محبت ہو مسروق نے کہا کہ ای لالہ رخسار مین کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی اُس ظالم کی صورت زیبا آنکھون کے تلے پھرتی ہی آٹھ پہر اسی غم مین رہتی ہون کبھی بیقرار ہو کر دل خانہ خراب سے کہتی ہون نظم

بڑھا ہوا ہی یہ کیون اضطراب کیا باعث		جگر کو چین نہ ہی دل کو تاب کیا باعث +
جو ہم کہین نہین اُسکا جواب کیا باعث		ہمین سے آپکو ہی اجتناب کیا باعث
ہی آج غش مین جو مجھپر عتاب کیا باعث		نہ کیون نہ آئے چھڑکنے گلاب کیا باعث
کھُلا نہ حال کہ اب اشک کیون نہین بہتے		ہی خشک خشک جو چشم پُر آب کیا باعث
تڑپ رہا ہی جو پہلو مین صورتِ بسمل +	ق	بتا تو ای دلِ پُر اضطراب کیا باعث
جلا رہی ہی تجھے آتشِ فراق مگر +		جگر جو دیتا ہی بوے کباب کیا باعث
تمھاری ذات تو جود و کرم مین تھی مشہور		طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کیا باعث

روانہ ہوگئی کیون عمر کرکے کوتاہی
تمام رات کٹی ہی مری نگاہون مین
شہیدِ ناز تمھارا تھا مستحقِ نعیم
خدا گواہ ہی بیجرم و بے گناہ ہون مین
کسی سے آنکھ بھی میری نہیں لگی ہی ہنوز یہ

یہ کیا ہوا جو نہ ٹھہرا شباب کیا باعث
ہوا ہی آنکھون سے برہم جو خواب کیا باعث
ہی بعد مرگ جو اُسپر عذاب کیا باعث
ہوا ہی کسلیے مجھپر عتاب کیا باعث
خیال وہ وہم ہوا ہی جو خواب کیا باعث

لالہ رخسار نے کہا کہ واری مین جاکر سمجھاتی ہون اور سمجھاکر آپکی صحبت مین لاتی ہون مسروق نے کہا کہ اے لالہ رخسار اگر تو نے اُسکو راضی کیا تو جو مانگے گی وہ دونگی اور دولت دنیا سے نہال کردونگی سحر بھی تمکو سکھاؤنگی لالہ رخسار نے کہا کہ واری مین اپنی جان لگا دونگی یہ کہکر دوڑی ہوئی لالہ رخسار قفس کے پاس آئی جھک کر کہا واری ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی کیا غضب ہی کہ تم انکار کرتے ہو یہ کہکر چپکے سے کہا کہ اے شہریار مین ہون غلام آپ کا شاپور شیر دل آیا ہون کہ آپ کو رہا کرکے لیچلون ایرج نے کہا کہ اے شاپور اگر بے حیائی کرتا تو مین ابھی اِسکو مار لیتا مگر کلمات بے غیرتی زبان سے نہین نکلتے مین چاہتا ہون کہ مجھے کچھ کہنا نہ پڑے اور مطلب نکل آئے شاپور نے کہا کہ مین سب باتین بنالونگا یہ کہکر دوڑا ہوا مسروق جادو کے پاس آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کی سمجھ مین فرق پڑا وہ تو خود آپ پر جان دیتا ہی مگر آپ نے ابتدا سے بدعت کی اُسکو بھی ضد ہوگئی اب وہ بھی چاہتا ہی کہ مجھے سرفراز کیجیے اور آج ہی وصل سے کامیاب ہون وہ چاہتا ہی کہ مین زبان سے کچھ نہ کہون اور آپ کی طرف سے خواہش ہو مین تو کہہ آئی کہ جو تم چاہتے ہو وہ ہی ہوگا ملکۂ عالم وہ مرتبہ تمھارے واسطے کرینگی کہ عالم عالم رشک کرے مسروق نے کہا کہ اے لالہ رخسار جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کرو خداوند لقا اطہار ثانی کی عنایت ہی کہ اُسنے اقرار تو کیا ہر وقت اُسکی خوشی کی جو یار ہونگی جو وہ کہیگا اُسے منظور کرونگی لالہ رخسار نے آکر چبوترے پر فرش بچھایا مسند آراستہ کی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر رکھین ایرج کو قفس سے نکال کر سامنے مسروق کے بٹھایا شاپور نے اول سامنے مسروق کے یہ

چند اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گائے نظم

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش — ابتلک روح کو ہی کوچہ جانان کی تلاش
جستجو دل کو کسے کے قد بالا کی رہی + — کی جنان مین بھی اُسی سرو خرامان کی تلاش
آرزو مین رہین لیلا کو قدمبوسی کی — برسون مجنون کو رہی سیر بیابان کی تلاش
آئے ہین خلد کے پھولونکی مسہری لے کر — دو فرشتونکو ہوا گور غریبان کی تلاش
مُسکرانا جو مرے زخمون کا دیکھے بلبل — بھول کر بھی نہ کرے پھر گُل خندان کی تلاش

شاپور نے جام شراب لبریز کر کے ایرج کو دیا ایرج نے مسروق کیطرف اشارہ کیا
مسروق نہال ہو گئی دونون ہاتھون سے جام لیا لبون سے لگا کر پی گئی انبو شاپور
نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی
پکڑی کوئی کسی کا دوپٹہ نوچنے لگی کہ مسروق نے جھلا کر کہا کہ او نا تقو ہمارے تو ولی
وقت ہی اور تم ہلڑ کرتی ہو مدت کے بعد تو معشوق راضی ہوا ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے کہ مجکو
قلق ہو کنیزین خاموش نہوئین کچھ گر کر بیہوش ہوئین مگر ملکہ اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی
اُٹھی کہ او بجتو یہ کیسا ہلڑ مچایا ہی تمھاری شامتین آئی ہین نا کہ چوٹی تمھاری کاٹو نگی
یہ کہتی ہوئی جو اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل
ایرج نوجوان نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مسروق کا پھٹ گیا جیسے ہی مسروق مری
شاپور نے کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا جادوگرون کے مرنے کی آواز بلند ہونے لگی کہ
پہلوے باغ سے نعرہ ہوا کہ باش او ظالم غضب کیا اُس ساحرہ کو قتل کیا کہ جسکی ذات
سے یہ مقام آباد تھا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ گوشہ باغ سے ایک ساحر سر پیٹتا ہوا آتا
ہی آکے ایک دو پتھر مارا شاپور نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا ایرج اور
شاپور دونون گرے اُس ساحر نے قریب آکر لاشہ مسروق جو خاک و خون مین غلطان
دیکھا پکارتا تھا کہ کیون صاحب ہمارا ساتھ چھوڑا اور ہماری محبت سے منھ موڑا اب ہم
راتون کو تنہا سوئین گے تمھین یاد کر کے روئین گے یہ کہکر شاپور و ایرج کو ایک
تختہ سے باندھا اور ایک کنیز سے کہا کہ جلد یہ نامہ لیکر جا ملکہ عالم آئین تو اُنکے سامنے

ان ظالمون کو قتل کردن انکو بھی ان لوگون سے بغض ہی بہت خوش ہو کے قتل کرین گی
یہ کہکر نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کہا جلد اسے ساتھ لیکر آنا کنیز نامہ لیکر چلی لشکر مضمار مین
آئی لوگون سے پوچھا کہ ملکہ بلقیس زعفران پوش کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارگاہ
مین مضمار کی بیٹھی ہین آپس مین کچھ تکرار ہو رہی ہی کنیز اندر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
مضمار غصے مین بیٹھا ہی بلقیس سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی
کہ کنیز نے آکر سلام کیا اور نامہ ہاتھ مین دیا بلقیس نے جیسے ہی نامہ پڑھا یا تو آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے تھے ہانس پڑی مضمار سے کہا کہ مین جاتی ہون مضمار نے کہا
کہ ای ملکہ عالم جلد آئیےگا اگر نہ آئیےگا تو میرا کوئی ہرج نہین ہی اب جو لشکر ایرج
کا اترا ہی مین سب کو دیکھ بھال لونگا فقط نبیرہ حمزہ سے دبا تھا اگر مناسب ہو جلد
آئیے گا مجکو بڑے بڑے خیال ہین کہ لشکر ایرج کو تباہ کردون بلقیس نے کہا کہ جہانتک
ہو سکیگا جلد آؤنگی اور اگر کوئی ایسا ہی باعث ہوا تو شاید ایک رات گذرے مضمار
نے کہا کہ اب مجکو تمہاری کچھ ضرورت نہین ہی صرف ایک ساحرہ ہی اسکی تدبیر کر لونگا
اگر تم ہوتین تو مناسب تھا ورنہ مین میناے سرجوش کو بلا بھیجونگا جب مین میدان مین
گیا تھا تو وہ نگاہ محبت دیکھتی تھی اگر مین توجہ کرونگا تو وہ فوراً آئیگی تمہاری طرح
وہ قدر نہین ہی کتنا عرصہ مجکو گذرا کہ منت و خوشامد کرتا ہون مگر آپ کی جو ضد ہی
وہ سمجھ مین نہین آتی اگر اس سے اسکا نصف بھی لگاؤ کرونگا تو بدل و جان قبول کریگی
بلقیس نے کچھ جواب نہ دیا کنیز کے ساتھ باہر نکلی لشکر ایرج کی جانب دیکھا قضاے کار
ملکہ میناے سرجوش یاد مین ایرج نوجوان کی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی کہ ملکہ
بلقیس سے نگاہ ملی اشارہ کیا کہ صحرا مین آئیے تو مین آپ سے کچھ کلام کردن گی
میناے سرجوش صحرا مین پہونچی ادھر سے بلقیس آئی کہا ای میناے سرجوش
کچھ شاہزادے کا پتہ ملا میناے سرجوش نے کہا کہ شاپور گیا ہوا ہی اگر وہ پلٹ کر
آتا تو حال کھلتا ارادہ ہی کہ خود تلاش مین جاؤن اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو جا کے
تلاش کردن عجب طرح کا انتشار ہی بلقیس نے کہا کہ ای میناے سرجوش ہرچند کہ

تمکو مجھسے ملال ہی مگر میرا یہ حال ہی نظم

(از طبع [illegible])

سنگھا دی لا کے بو زلفِ رسا کی
مجھے حق نے وہ بینائی عطا کی +
نہ پہونچے منزلِ مقصود تک ہم
مریضِ عشق کی بھی کچھ خبر ہی +
جگہہ دی اُسنے خود پہلو مین ہمکو
ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو +
ہمیشہ میری آنکھو نمین رہے تم
الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین
تری رفتار نے اک حشر ڈھایا
مقابل جب کیا میرے لہو سے
مقام ہُوی گویا عالمِ دل +
چُبھا نشتر نو مژگان یاد آئے
نہ کیونکر ہو ہنر برا امید بخشش

یہ کیا تو نے قیامت ای صبا کی
نظر آنے لگی قدرت خدا کی
بہت کچھ منتین کین رہنما کی +
نتیجہ ا ہی وہ نگاہون مین قضا کی +
اطاعت سے جو اُسکے دلمین جا کی
نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی +
تُمھاری آرزو دل مین رہا کی
کہ آمد ہی یہان شیرِ خدا کی +
جدھر رکھا قدم آفت بپا کی +
نہ ٹھہری اُڑ گئی رنگت حنا کی
نظر آئی نہ صورت ماسوا کی
نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی
محبت دل سے ہی شیرِ خدا کی

یہ اشعار پڑھ کر رونے لگی مینا نے اشک پاک کیے کہا کہ ای بلقیس زعفران پوش خدا اُس شیر کو سلامت رکھے جس سے کہ ہمارا تُمھارا توسل ہی وہ گل ہی تو دل ہمارا بلبل ہی بلقیس نے کہا کہ ای مینا مین نے تمکو اس واسطے تکلیف دی ہرچند کہ جو ساحرہ شاہزادے کو لے گئی تھی وہ تو قتل ہوئی مگر شوہر اُسکا اجمال جادو کہ مدت سے میرے نام پر جان دیتا ہی اُسنے ایرج اور شاپور کو قید کیا ہی اور مجکو بلایا ہی تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین جا کر اُس شہریار کو رہا کرتی ہون مضمار کو تُمھاری جانب اور بھی کچھ گمان ہی مینا نے کہا کہ ای بلقیس فقط اُسکا گمان ہی گمان ہی اگر حضرت یوسفؑ بھی اس زمانے مین ہوتے تو سامنے اس شیرِ بیشۂ جرأت کے مین اُنکو بنگاہِ محبت نہ دیکھتی بسم اللہ اب جلد جاؤ جا کر اُنکو چھڑاؤ مین یہان لشکر کی نگہبان ہون اگر شاید مضمار

طبل جنگی بجوائے گا تو صدمہ اُٹھائیگا اُس شہریار کے سامنے زبان نہین ہلا سکتی تھی اب وہ تشریف نہین رکھتے ہین ایک سحر مین دیوانہ کر دونگی روتا پیٹتا چلا جائیگا اگر اشارہ کر دونگی تو اپنی گردن خود کاٹ ڈالے بلقیس نے کہا کہ بے شک تمھارا سحر ایسا ہی ہی یہ باتین کر کے بلقیس رخصت ہوئی اور پر پرواز پیدا کر کے چلی اجمال جادو کہ غم مین اپنی زوجہ کے نہایت پریشان ہی جب لاشہ دیکھتا ہی تو بے اختیار ہوکر روتا ہی کنیزون سے کہتا ہی کہ صاحب میرا گھر اس ظالم نے برباد کر دیا شاپور پر ہر مرتبہ تلوار لیکر جھپٹتا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون کنیزین کہتی ہین کہ حضور ملکۂ عالم کو آپ لینے دیجیے اب یہ دونون بھلا کہان جائینگے کنیزون کو بھی خیال ہی کہ رہی ہین کہ حضور اس ظالم نے جاری ملکہ کو مار ڈالا ہمکو بے وارث کیا ہم کیا کوئی سختی اس مقدمے مین اُٹھا رکھینگے اس طور سے اسکو قتل کیجیے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور ہمکو ترس نہ آئے یہ ذکر تھا کہ آخر کو اجمال جادو جھلا کر اُٹھا شاپور و ایرج کو زیر تیغ بٹھایا دو جشنین بطور جلاد کے مقرر کین دو نون تلوارین کھینچ کر سر پر ایرج و شاپور کے آئین جب شاپور کے قریب جشن آتی ہی تو ایرج نوجوان آواز دیتے ہین کہ خبردار او ملعونہ یہ میرا عیار ہی میرے سامنے اسکو نہ قتل کرنا پہلے مین قتل ہو جاؤن میرے سامنے لاشہ اسکا خاک و خون مین غلطان نہ ہو جب تلوار کھینچ کر جشن سر پر ایرج نوجوان کے آتی ہی تو شاپور گالیان دیکر کہتا ہی کہ او بیحیا یہ میرا آقا ہی پہلے مجکو قتل کر اجمال ہنستا ہی کہتا ہی کہ دیکھو آپس مین کیا محبت ہی ایک کے واسطے ایک جان دینا چاہتا ہی ایک پر ایک جان نثار کرتا ہی ایرج نوجوان بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز وای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر **نظم**

چہ صورت خوب آن گلفام دارد	کہ گل باشد بدان خوبی نہ گارو
شناسد عندلیب آن گلبدن را	درین بستان بہر رنگ و بہر بو
دہد جلوہ بہ بُستانِ زمانہ +	زہر سمت و زہر جانب زہر سو
زہر پردہ دہد دلدادہ دیدار	اگرچہ کس نہ بیند صورت او

به تن مانند جان نورش محیط است — مقامش نیست مثل دل به پهلو
عطا فرماید آن رشکِ مسیحا — برای هر دلِ بیمار دارو +
کند روشن دو چشم جان و دل را — ز نورِ جان فزا و حسن دلجو +
صفا کن از کدورت سینه هندی — که زان آئینه نماید رُخ او +

ایرج بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین اور شاپور آمین آمین کہہ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ بلقیس زعفران پوش آکر پہونچین ایرج کو زیر تیغ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آنکھ ملتے ہی کلیجے پر چھری چل گئی ایرج کو دیکھا کہ سرنگون چہرہ زرد دل پُر درد ملکہ نے کہا ای اجمال جادو ہمارے آنے کا انتظار نہ کیا پھر ہمکو کسواسطے بُلایا بلقیس زعفران پوش کو دیکھ کر اجمال جادو اپنے جامے سے باہر ہوگیا خوشی سے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا آنکھین فرش کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم مین نے آپ کا انتظار کیا آپ کو عرصہ جو ہوا تو مین نے انکو زیر تیغ بٹھایا ای ملکۂ عالم ان ظالمون نے میرا گھر مٹا دیا مسروق جادو کی شامت کہ ایرج کو گرفتار کرکے لائی اُسی ضمن مین یہ عیار پہونچا اب آپکے سوا کسکا سہارا ہی کہ میرے گھر کو آباد کریے مین صورت زیبا دیکھ رہا ہون اشعار دکھلا رہا ہی چہرۂ انور بہار صبح + کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح + رخسارۂ صبیح سے سرکائی بھی نہ زلف + دل کو ہمارے شام سے ہی انتظار صبح + بلقیس نے جواب دیا کہ ای اجمال جو جو تمہارے دل مین حوصلے بھرے ہوے ہین انکو نکال ڈالو مسروق تمہارے لائق تھی اور تم اُسکے قابل تھے مضمار کس کسقدر جستجو کر رہا ہی مگر آج تک میرے دامن کو نہ چھو سکا ناحق یہ حوصلہ کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ انکو رہا کردو انکا قید رہنا اچھا نہین اگر اسکی فوج والے یہ خبر سُن لینگے تو آکے باغ کو گھیر لینگے تو پھر جان بچانا مشکل ہوگی اجمال غصہ سے بولا ای ملکہ مین تمہارا انتظار کر رہا تھا کہ آپ آئین تو انکو قتل کرون آپ کو دیر ہوئی مین نے تلوار کے نیچے انکو بٹھایا اب حکم دو کہ یہ قتل ہو جائین بلقیس تو ایرج پر جان دیتی ہی اپنی جگہ سے یہ کہہ کر اُٹھی کہ اگر میری رائے پر کاربند ہو تو میری یہی رائے ہی کہ انکو رہا کردو ورنہ

ہیں رہا کرتی ہوں تم برے گو یہ کہکر ایرج کو گھورنے لگی اجمال نے بڑھکر سینہ سپر کیا کہا کہ ای ملقیس یہ قاتل میری زوجہ کا ہی اسکو رہا نہ کرونگا بلقیس نے کہا کہ ہماری رائے تو یہی کہ انکو رہا کردو آخر اجمال نے ایک گولہ مارا کہ بلقیس پر آگ برسنے لگی بلقیس نے کہا کہ بس اسی سحر پر گھمنڈ ہی ہاتھ ہلا دیا آگ برسنا موقوف ہوئی پھول برسنے لگے چند پھول اجمال پر گرے آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ زرد ہو گیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم اپنو اپنی یہ کیفیت ہی نظم

ہیں جو اوصاف عذار آتشیں یار گرم	ہو زمیں کیسی ہی ٹھنڈھی ہم کہیں اشعار گرم
سوز غم سے ہو گیا ہی آگ سب میرا لہو	پھینکدی قاتل نے ایسی ہو گئی تلوار گرم
پارہ ہائے ابر میں ہو جسطرح سے آفتاب	وہ صنم ہوتا ہی مجھپر دن میں سو سو بار گرم
میں شب فرقت میں کب کا ہو چکا ہوں مرکے سرد	ہو رہا ہی داغ حسرت سے دل افگار گرم
میسے آتش دیدہ بنتا ہی مرا تار نگاہ	ایسے اُس آتش کے پرکالے کے ہیں رخسار گرم
تھی خریداری متاع حسن یوسف کی کسے	آتش شوق زلیخا سے ہوا بازار گرم
خون ہو بیکو کہ جل جاوے نہ مثل تار شمع	سوز غم سے اسقدر رہتا ہی جسم زار گرم
اینٹھتا ہی زاہد مسجد میں جاڑے بیے عبث	بھٹیوں نشے ہو رہے ہیں خانۂ خمار گرم
یہ تپ غم ہی کہ ناسخ میں جو لگ بیٹھوں کبھی	مثل آتشخانہ ہو جائے وہیں دیوار گرم

جب اس طرح کے اشعار پڑھنے لگا بلقیس نے اشارہ کیا کہ تلوار کھینچو اجمال نے تلوار کھینچی کہا گلے پر رکھو اجمال نے وہ تلوار گلے پر رکھی بلقیس نے کہا کہ کھینچ لو اجمال نے تلوار کھینچ لی گلا کٹ گیا صرف تسمہ لگا رہا مرنے سے اجمال کے ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا ایرج و شاپور کو بلقیس نے کھولا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اجمال جادو بود مرتے ہی اجمال کے ایرج و شاپور پرسے سحر اُترا بلقیس جا کے ایک مرکب لائی ایرج کو سوار کیا شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا بلقیس جست کرکے آسمان پر آئی ابر سرخ تیار کیا اُسمیں چھپ کر یہ ادھر سے چلی وہاں مصمار کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے آکر خبر دی سرداران ایرج گھبرا گئے

میناے سر جوش نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین مین اس طور سے مقابلہ کرون کہ مضمار کو ثابت نہ ہو کہ ہمسے ساحر مقابلہ کر رہا ہی مین ایک پہلوان کی قطع بنکر مقابلہ کرونگی اور یقین کامل ہی کہ بلقیس گئی ہوئی ہین شاہزادے کو لیکر آوین مین بدنامی ہرگز نہ ہونے دونگی جس طرح سے بنے گا آپ لوگون کو تکلیف نہ پہونچنے دونگی یہان بھی جواب مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی جبکہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

صبح چو شد انوری لبستہ بزینت گری		تا بدم خاوری منقبت بو الحسن
شاہ ولایت پناہ میر ثوابت سپاہ	دیگر	نصرت دین آبہ فخر زین وزمن
مہر چون بر فلک ہویدا شد		قطرہ ہا ریختہ سویدا شد

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین سرداران نامی نے دیکھا کہ ایک جوان پشت مرکب باد رفتار پر سوار سیلہ باندھے ہوے مرکب کو اڑاتا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا صف کے آگے آکر کھڑا ہوا مگر قد و قامت مضمار کا دیکھکر سرداران تہمتن گھبرا رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار ہمارے آقا کو پہونچا اس ظالم کے ہاتھ سے بچا نظم

اغنیا با خود چہ زین دنیا برند	در غم و افسوس و حسرت جان دہند
طالبان حق درین دنیاے دون	کز براے سیم و زر محنت کشند
در سر انجام وہام این جہان	کی تلف عمر عزیز خود کنند
چون کند حملہ بر ایشان شیر مرگ	دم بخود باشند شکل گوسفند
کن عبادت روز و شب تا زندگی	تا شوی از زندگانی بہرہ مند
بر نصیحت ہاے ناصح گوش دار	وز دل و جان باش بروی کاربند
بشگفاند تازہ گل آن باغبان	تازہ تازہ نخل بند و نخل بند
فیضیاب از آب و تاب فضل اوست	ہر گل رنگین و ہر سرو بلند
فارسی نظم تو ای ہندی مدام	ہست در چشم زبان دانان پسند

مضمار گینڈا اڑا کر میدان مین آیا سلحشوری کر رہا ہی اور پکار کر کہہ رہا ہی کہ ای مسلمانو

تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ارادہ ہے ملکہ مینائے سرجوش کا کہ مین مقابلہ بہن
مضمار جادو کے جاؤن سرداران تہمتن حیران ہین اُدھر مضمار بھی چہار جانب دیکھ رہا ہے کہ
آج مینائے سرجوش کہان ہے حیرت کی بات ہے مین یہ سمجھا تھا کہ آج شب کو ضرور ضرور
آکر مجھسے اصلاح کریگی مگر وہ نہ آئی نہین معلوم اب وہ کس طرف ہے چہار جانب گھبرا کر نگاہ
اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہا ہے کہ مینائے سرجوش کدھر ہے دل سے اپنے باتین کر رہا ہے کہ ہائے
مینائے سرجوش نہین معلوم ہوتی اگر سامنے آجاتی تو بیان کرتا کہ اے ملکۂ عالم میرا عجب
حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

کسی دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے — گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
ہم اپنی جان کو بیچین کرین تیری خریداری — جو اے یوسف لقا تو حسن کے بازار مین آئے
قلم کرتے ہین وہ سر عاشقونکے اس صفائی سے — یہ کیا ممکن تھا دھبا خون کا تلوار مین آئے
قفس مین ہم رہے جب تک تو سر صیاد نے ٹپکا — اُڑائی خاک نکلے بہین سے جو ہم گلزار مین آئے
ہمین جلوہ نہ کوہ طور پر بھی تم نے دکھلایا — یہان تک ہم تمھاری حسرت دیدار مین آئے
سنوارا تم نے جب اسکو تو عالم مین ہزارون دل — لٹکنے کو تمھارے گیسوِ خمدار مین آئے
عدم مین جاکے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی — کہان سے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
غضب پر تو فگن اے جان جان افشان ہے ابرو کی — کہان سے نور کے جوہر تری تلوار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اُس سے کرے وعدہ — ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہون مین دلکے اگر نخچیر ہونے کی — ابھی تو خون کی سُرخی لب سوفار مین آئے
سُنا ہے ہم نے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہے — مُرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے
یہان تو اے ہنر اکثر قیامت رہتی ہے برپا — ہمارا سا جگر کرلے تو کوے یار مین آئے

اس طرح کے اشعار پڑھ رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سرداران
تہمتن نے جو اسکا قد و قامت دیکھا مقابلے مین نہین نکلتے اور مضمار للکار رہا ہے کہ کوئی میرے
مقابلے مین آئے مینائے سرجوش کا ارادہ ہے کہ مین اس بجلی کے مقابلے مین جاؤن اور
ایک اشارہ کردون کہ یہ سر ٹکرانے لگے چاہتی ہے کہ مرکب اُڑاؤن مگر خیال ہے کہ اتنا سے

خلاف ہوگا اُنکا تو یہ قول ہی کہ غیر ساحر کے مقابلے مین ساحر نہ جائے مگر مضمار پُکار رہا ہی
کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون تمھارے لشکر مین گھُس کر ایک ایک
کو سزا دونگا کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین
شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سر پر ابر سُرخ کا سایہ اس شان سے جو پہونچے
اور مضمار کو میدان مین دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑا یا للکارے کہ او نامردِ لشکر بے سردار
پر یہ بدعت کہ تو نے بلوہ کیا ہی مین آپہونچا یہ کہکر مرکب اُڑایا سردار حیران ہین کہ یہ جوان
گلگون پوش کون ہی جو آگے کھڑا ہی گر ایرج قریب مضمار پہونچے مضمار نے نیزہ مارا کہا کہ
او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند ساعت
نیزہ چلا آخر ایرج نے ایک مقام پر نیزہ اسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ مضمار کے
ہاتھ سے نکل گیا مضمار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
ایرج نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مضمار لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ایرج ہر مقام پر
زیادتیان کر رہے ہین جب پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے مارتے ہین کہ زرہ مضمار کی
پرزے پرزے اور لباس پارہ پارہ ہوجاتا ہی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین
پہر دن رہے تک مضمار لڑا ایرج نوجوان ریل کرلے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے
وہان پر لاکر یکہ مارا دونون گھٹنے مضمار کے آشنا بزمین ہوے ایرج نے کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پائون پیچھے رکھا چرخ دیا مضمار
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس خطا شعار کو آپ سر سے بلند کرچکے اب خاک
مذلت پر نہ گرائیے گا مین تابعدار ہون یہ کہکر قدمون پر ایرج کے گر پڑا ایرج نوجوان
کو بڑی خوشی ہوئی مضمار نے اہل فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے تو اس
شہریار کی اطاعت کی سب نے عرض کی ہم آپ کے تابعدار ہین جسکی آپ نے اطاعت کی
ہم بھی اُسکے مطیع ہین کل فوج مضمار کے شریک ہوا سب کلمہ پڑھکر بصدق دل

مسلمان ہوے ایرج نوجوان اُس صحراے سبزہ زار مین بہ تکلف اُترے رات کو جلسہ
آراستہ ہوا ایکطرف میناے سرجوش ایک جانب ملکہ بلقیس زعفران پوش
بیٹھی ہین شاپور سامنے آکر بیٹھا اشعار عاشقانہ گانے لگا ایکطرف مضمار بیٹھا ہی
ایکطرف اخفاے پنجہ کش وغیرہ بیٹھے ہین صحبت عیش وجشن برپا ہی مگر چند کس جو
ہمراہیان مضمار سیہ قلب تھے وہ مسلمان نہ ہوے نکل بھاگے آپس مین صلاح کی کہ چلکر
ملکہ فتانۂ آفت خیز سے اطلاع کرین بھاگے ہوے راہ کوطے اور پے کرکے قلعۂ
فتانہ مین پہونچے فتانہ دربار مین بیٹھی تھی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی چند کس ہمراہیان
مضمار در دولت پر حاضر ہین فتانہ نے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا معرکہ ہی سب نے
عرض کی کہ مضمار زیر ہوکر مسلمان ہوا بلقیس زعفران پوش طلسم کشا پر عاشق ہوکر
شریک ہوگئین فتانہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا نہین کہ جاکر
طلسم کشا کو گرفتار کرلائے دوجادوگرنیان اُس مقام پر موجود ہین اُنکو بھی سزا دے
لشکر کو تباہ کردے ای صحرائی صحرانشین سوا تمھارے کوئی ایسا نہین کہ جاکر اس
کام کو سرانجام کردے نہین تو مین خود جاؤن یہ جو جھلاکر فتانہ نے کہا آسمان پر ایک
لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا زاغ وزغن نیچے اُسکے پرے باندھے ہوے وہ ابر آگر پھٹا زاغ
وزغن تو غائب ہوگئے دیکھا سب نے ایک ساحرہ مثل دیونی کے قد وقامت سامنے
آکر پہونچی فتانہ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر بیٹھی کہا حضور یہ کنیز آپکی جنگل مین
پھر رہی تھی آپ جانتی ہین کہ مجھے صحراے ویران پسند آتا ہی درخت سب کٹوا ڈالے
ریتی کا میدان کیا وہین کھڑی تھی کہ حضور کی آواز کان مین پہونچی اُسیطرح چلی آئی
فتانہ نے کہا کہ ای صحرائی جمال طلسم کشا عابد کش وزاہد فریب ہی دیکھو تو بی
میناے سرجوش کسطرح عاشق ہوئین اور بلقیس بھی شریک ہوگئین اب طلسم کشا
کو بڑا غرور ہوا ارادہ یہ رکھتے ہین کہ میرے ملک پر آئین ای صحرائی تم خبیث پسند ہو
یقین ہی کہ جمال طلسم کشا نہ پسند آئے صحرائی نے عرض کی کہ حضور ملازمون کا یہ بھی
کام ہی کہ دشمن پر عاشق ہون خود جاکر بی مینا و بلقیس کو گرفتار کرونگی خدمت مین

پہونچا دونگی یہ کہکر آواز دی کہ ای نخل ہاے صحراے ویران جلد حاضر ہو لشکر کشی منظور ہی دیکھا سب نے کہ ایک ابر پراگندہ اُٹھا ابر لخنۂ لخنۂ ویرانی کا سامان کچھ برف برستی ہوئی سامنے آکر پھٹا ستر ہزار جوان کرگدن ہاے آتشین پر سوار طلسمہاے سیاہ کے پھر ہرے کھُلے ہوے سب آکر پہونچے صحرائی کو سلام کیا کہا کہ کیون ای ملکہ کیا ارشاد ہوتا ہی کسواسطے ہمکو یاد فرمایا صحرائی نے کہا کہ فوج طلسم کشا پر چڑھائی ہی یقین ہی کہ بی بلقیس و میناے سرجوش سے مقابلہ پڑے وہی بی مینا اور بلقیس ہین کہ جو میری خدمت مین آتی تھین اور تعلیم پاتی تھین بھلا وہ مجھسے مقابلہ کیا کرین گی ایک سحر مین دیوانہ کردونگی پہلے اُنھین کی فکر کرون یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوئی ایک صحرا مین آکر اُتری اس پار کوہ کے لشکر صحرائی اور اُس پار ایرج کی فوج بہ عیش و فرحت فروکش ہی صحرائی نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا جھولی سے ایک طائر نکالا کہا کہ ای طائر سامری تو بارگاہ طلسم کشا مین جانا سایہ اپنا سر پر بلقیس و میناکے ڈالنا کہ دونون بدحواس ہوکے حاضر ہون وہ طائر اُڑتا ہوا چلا بارگاہ ایرج مین پہونچا مینا و بلقیس پر چرخ لگا کر اپنا عکس ڈالا عکس ڈال کر طائر تو روانہ ہو گیا مگر بلقیس نے بیٹھے بیٹھے میناسے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے خبر سُنی ہی کہ بی صحرائی صحرانشین آئی ہین ہم تم اُنھین کے شاگرد ہین لہذا ارادہ ہی کہ چلکر اُنسے ملاقات کرین پوچھین کہ تشریف لانے کا کیا باعث ہی مینا نے کہا کہ ای ملکہ بلقیس ابھی طائر آیا تھا مجکو بھی خبر دے گیا ہین بھی تمھارے ساتھ چلونگی دونون کی دونون اپنے مقام سے اُٹھین ایرج نے پکارکر کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو دونون نے پلٹ کر کہا کہ ہم حاضر ہوتے ہین یہ کہکر بارگاہ سے نکلین قریب کوہ کے پہونچین پر پرواز پیدا کرکے پہاڑ کو فرا کین پہاڑ کو فرا کر لشکر صحرائی مین پہونچین خرامان خرامان بارگاہ صحرائی مین آئین دونون نے آکر صحرائی کو سلام کیا صحرائی نے پوچھا کہ ای بلقیس و مینا کہان آئین دونون نے عرض کی کہ آپکو سلام کرنا منظور تھا لہذا حاضر ہوے صحرائی نے حکم دیا

زبان مین انکی سوزن دو کنیزون نے اُٹھ کر زبان مین ان دونون کی سوزن دی دو قفس آہنی منگا کر دونون کو اُسمین بند کیا اور دونون کی پشت پر ہاتھ پھیرا پھر دونون کو ہوش آیا کہا کہ کیون بلقیس و مینا تمنے دیکھا کہ تمکو کیونکر گرفتار کر لیا کہو تو طلسم کشا بھی یونہی آجائین یارات کو جاؤنگی تو طلسم کشا کو لے آؤنگی یہان ایرج نوجوان نے عرصۂ دراز تک دونون کا انتظار کیا جب دونون پلٹ کر نہ آئین تو ایرج نے کنیزون سے پوچھا کنیزون نے عرض کی براے ملاقات صحرائی گئی ہین اُنکا اب آنا غیر ممکن ہی ایرج اپنے مقام سے اُٹھے اپنی خوابگاہ مین آکے آرام فرمایا شاپور دروازے پر بیٹھا ہی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ آسمان سے ایک شرارہ پیدا ہوا قبۂ بارگاہ توڑ کر بارگاہ ایرج مین اُترا شاپور گھبرا کر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ وہ شرارہ ایرج کو لپٹا ہوا لیے جاتا ہی شاپور گھبرا کر بارگاہ سے نکلا اول خیمون مین بلقیس و مینا کے آیا دونون کو نہ پایا ناچار ہو کر شرارے کی طرف چلا قریب کوہ کے آیا رات بھر کوہ کے گرد پھرا راستہ نہ پایا جب گریبان سحر چاک ہوا تب راستہ ملا اُس پار پہاڑ کے آکر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی ایک ضعیفہ کی شکل بنکر پھرنے لگا دیکھا کہ بارگاہ سے ایک ساحرہ نکلی تین ارابے منگوائے ایک ارابے پر ایرج کو سوار کیا اور دو ارابون پر مینا و بلقیس کے قفس رکھدیے اور آپ عقاب پر سوار ہوئی اور قید لیکر چلی شاپور بھی اس امید پر لشکر کے ساتھ ہی کہ جہان یہ شب کو اُتریگی عیاری کرونگا شام کو ایک صحرا مین آکر لشکر اُترا شاپور لشکر سے نکل آیا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا دور سے دیکھا کہ لشکر مین بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمے مین تینون قیدیون کو لے گئی شاپور نے قصد کیا کہ لشکر مین صحرائی کے جاؤن اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا اُس مقام پر لشکر کا نشان نہ پایا شاپور حیران ہی کہ یہ کیا ہوا ناچار ہو کر اُسی نخل کے نیچے پڑ رہا بہت کچھ تلاش کیا مگر لشکر کا نشان نہ پایا آخر رات کو اُسی مقام پر سویا تین دن یہی معرکہ گذرا کہ دنکو شاپور لشکر کے ساتھ رہتا ہی شام کو جس مقام پر اُترتا ہو لشکر کا اُترنا دیکھتا ہی بارگاہین استادہ ہونا خیمے استادہ ہونا یہ سب معلوم ہوتا ہی اور پھر لشکر آنکھون سے غائب ہو جاتا ہی

جب صبح کو دیکھتا ہی لشکر اُسی طرح تیار ملتا ہی افسر عقاب پر سوار قیدی ارابون پر یہ
بھی ساتھ ہو جاتا ہی شام کو پھر وہ ہی معرکہ گذرتا ہی رات بھر اُسی مقام پر سوتا ہی صبح کو
پھر لشکر معلوم ہوتا ہی تیسرے چوتھے دن سامنے قلعہ معلوم ہوا کہ جسکا نام قلعہ خونخوار ہی
فتانہ آفت خیز نے جو خبر سُنی کہ صحرائی سب کو گرفتار کر لائی اور طلسم کشا کی بھی قید ساتھ
ہی قلعہ سے خوشی خوشی نکل آئی جیسے ہی صحرائی سے ملاقات ہوئی صحرائی نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم ایک عیار طرار میرے لشکر کے ساتھ آتا ہی تین دن سے پیچھا نہین چھوڑتا مین نے
وہ تدبیر کی کہ لشکر اُسکی نگاہون سے معدوم ہو جاتا ہو اور اب بھی وہ اسی مقام پر ہی
یقین ہی کہ جب مین داخل قلعہ ہون تو وہ بھی داخلہ کرے پہلے اُسکی تدبیر کریئے پھر قیدیون
کو لیجائیے فتانۂ آفت خیز نے یہ سُنکر کہا کہ ای صحرائی کیا مجال ہی کہ میرے قلعہ مین وہ
آسکے مین ابھی جاکر انتظام کرتی ہون یہ کہکر فتانہ قلعے مین گئی صحرائی نے ارابے ساتھ لیے
قلعے کی طرف چلی شاپور شیر دل ایک ضعیفہ کی شکل بنا ہوا ارابے کے ساتھ ہی جیسے ہی
دروازے پر پہونچا صحرائی نے پکار کر کہا کہ ای بڑی بی صاحب کہان جاتی ہو اور کہان سے
آتی ہو شاپور نے دور سے سلام کیا کہا حضور آپ ہی کے لشکر کے ساتھ ہون صحرائی
نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑلے جیسے ہی کنیز نے ہاتھ بڑھایا شاپور نے
خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک اور قصہ پاک ہوا کنیز گری شاپور اُسی اندھیرے مین بھاگا
لینا لینا کا ہلڑ ہوا فتانہ کو خبر پہونچی کہ عیار آیا تھا ایک کنیز کو مار کر بھاگ گیا فتانہ
پھر در قلعہ پر آئی چند ساحر براے حفاظت مقرر کیے اور ایک قفس عقاب کا لٹکا دیا
اور ساحرون کو حکم دیا کہ یہ عقاب جسکو بتلائے اُسے پکڑ لینا یہ کہکر صحرائی کو اپنے ہمراہ
لے گئی شاپور درۂ کوہ مین بیٹھا رہا جب دیکھا کہ وہ لوگ داخل ہو گئے تو شاپور درۂ
کوہ سے نکلا ٹہلتا ہوا قریب دروازے کے آیا کاہ فروش کی شکل بنکر گھانس کا گٹھا
سر پر رکھا دروازے کے قریب آیا چاہا کہ اندر جاؤن عقاب نے پر کھولے منقار کھولکر
چہکارہ مارا جب وسط در مین شاپور پہونچا تو عقاب نے مثل انسان کے آواز دی
کہ ارے لینا عیار جاتا ہی ایک ساحر قریب شاپور کے آیا شاپور نے گٹھا گھانس کا ہسپر

پھینک مارا وہ ساحر گرا شاپور جست کر کے بھاگا ساحرون مین ہلڑ ہوا کہ عیار آیا تھا
مگر غل گیا ہر کارون نے یہ خبر فتانہ کو سُنائی فتانہ نے کہا کہ جانے دو کیا مجال ہی کہ
جو یہان آسکے تین دن برابر شاپور بصورت مبدل آیا مگر جب آیا عقاب نے آواز دی
شاپور بھاگا تین دن برابر پھیر دی کی مگر قلعے مین نہ جا سکا آخر مجبور ہوا سوچا کہ مین
اندر نہ جا سکونگا روتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا ایک صحرا مین بیٹھ کر رونے لگا اور
رو رو کر کہتا ہی کہ ای پروردگار مین کیا کرون پھر گھبرا کر وہان آیا کہ جہان لشکر ایرج
اُترا ہوا تھا وہان آکر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی اور سب لشکر والے مسلسل و
مطوق ہین شاپور روتا ہوا وہانسے بھی پلٹا سوچا کہ اگر لشکر مین جاؤنگا تو مین بھی
گرفتار ہونگا روتا ہوا ایک جنگل مین آیا کبھی سوچتا ہی کہ خدمت مین صاحبقران
کی جاؤن اُنسے جا کر اطلاع کرون کبھی سوچتا ہی کہ جا کر خواجہ عمرو کو لاؤن قبلہ و
کعبہ قلعے مین داخلہ کرین گے مگر ای شاپور آقاے نامدار کے خلاف ہوگا وہ آتشخو
شعلہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج ہین کہین گے کہ تو کیون اُنکے پاس گیا ای شاپور
کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون اس سوچ مین بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
شاپور نے دیکھا کہ کچھ شتر سوار کچھ سانڈنی سوار آگے آگے لشکر جلیل کی آمد اُسکے
بعد دیکھا کہ آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب طلسمی پر سوار سلاح
طلسمی ذات پر آراستہ پشت پر سات آٹھ لاکھ فوج اس کروفر سے لشکر نور الدہر کو
جو شاپور نے دیکھا اپنے آقا کے لشکر کی یاد آگئی چیخین مار کر رونے لگا نور الدہر
نے جو دور سے دیکھا کہ شاپور شیر دل ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا ہی شبرنگ
سے کہا کہ ای شبرنگ جا کر شاپور کو ہمارے پاس لا اسپر کیا آفت پڑی کہ جو
بیٹھا ہوا رو رہا ہی ایسا انتشار مین ہی کہ چیخین مار کر رو رہا ہی شبرنگ نے جو بھائی
کو بیقرار دیکھا خود بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکاتا ہوا شاپور کے قریب آیا کہا
کہ ای برادر بجان برابر کیا کیفیت ہی کیون اسقدر بیقرار ہو نور الدہر نے اُسی جگہ
گھوڑا روک لیا سرداروں کو اشارہ کیا کہ لشکر روک لو لشکر اُسی مقام پر ٹرک گیا

سوار و پیدل اُسی جگہ اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی خیمے استادہ ہونے لگے نورالدہر
داخل بارگاہ ہوئے شیر نگ سمجھاتا ہوا شاپور کو سامنے نورالدہر کے لایا شاپور
نورالدہر کو دیکھ کر رونے لگا کہا کہ ای شہریار شاہزادہ والا قدر قید ہو گئے
کئی ملک فتح کیے مگر فتانہ آفت خیز بلاے روزگار ہی اُسنے صحرائی صحرا نشین کو
بھیجا پہلے دونون جادوگریان مسحور سحر ہو کر اُسکی ملاقات کو گئین اور جا کر قید ہوئین
سکندر نے پوچھا کہ جادوگرنیونکے کیا نام ہین شاپور نے عرض کی کہ ایک کا نام
مینائے سرجوش اور دوسری کا نام بلقیس زعفران پوش ہی اُنکے بعد ایرج نوجوان
کو خود آگرے گئی مین صبح کو ڈھونڈھتا ہوا اُسکے لشکر مین پہونچا دن بھر لشکر کے
ساتھ رہا شام کو جہان پر لشکر اُترا پھر جو دیکھا لشکر غائب ہو گیا مین سوچا تھا کہ
شب کو عیاری کرونگا تین دن تک تا بہ قلعہ ساتھ گیا دن بھر لشکر روانہ ہوتا تھا
شام کو جہان پر اُترتا تھا پھر غائب ہو جاتا تھا قلعے کے دروازے پر اُسنے ایک
قفس لٹکا دیا ہی اُسمین ایک عقاب بیٹھا ہی جب مین پہونچا عقاب نے مثل انسان
کے آواز دی ساحر میری جانب دوڑ پڑے تین دن مین نے کوشش کی کچھ نہ ہوا قلعہ
مین نہ جا سکا آخر گھبرا کر اب نکلا تھا کہ جا کر صاحبقران سے اطلاع کرون سکندر ثانی
نے کہا کہ صاحبقران اسمین کیا کر سکتے ہین یہ کام طلسم کشا کا ہی وہین سے لوح کا پتہ ملیگا
مگر نجم اختر شناس نے ہنس کر کہا کہ ہمارے شہریار کو اور بھی مدد ملیگی یقین ہی
کہ یغمائے گوہر پوش دختر فتانۂ آفت خیز ضرور مدد دے اور تا بہ لوح پہونچائے
لوح کا ملنا وقت پر موقوف ہی نورالدہر نے پوچھا کہ اُسکی بیٹی کو کیا باعث ہی کہ جو
مدد کریگی نجم نے جواب دیا کہ غلام سے اُسکو توسل ہی وہ گل ہی تو حقیر بلبل ہی
یقین ہی کہ ضرور کوشش کرے نورالدہر نے کہا کہ ای شاپور تم ہمارے ہمراہ رہو
ہم لشکر کشی کرتے ہین ہر چند کہ ایرج نے بھی ارادہ کیا کہ فتانہ کو قتل کرون کہ
لوح طلسمی مجھ کو مل جائے مگر لوح کا ملنا نہایت دشوار ہی ہمارے مقدمے مین تو
خواجہ زادون نے حکم لگایا اور یہ بھی کہا کہ اور لوگ بھی کوشش کرین گے مگر دھوکے

اُٹھائینگے اُنکو جو یاقوت جنی مل گیا وہ سمجھے کہ یہ سب مقام بتائیگا تابہ لوح طلسمی
پہونچائیگا مگر لوح کا ملنا طلسم کشا پر موقوف ہی لیکن ای شاپور خیال رکھنا اگر خدا
فضل کرے اور آقا تمھارے اس قید سے رہائی پاوین تو پلٹ کر خدمت امیر مین
چلے جائین کیون تکلیف اُٹھائین شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ تو اُنسے کبھی نہوگا
جہان آپ جائینگے وہان وہ آپ سے قبل ضرور پہونچینگے آئندہ جیسا کچھ انجام ہو
جستجو سے ہاتھ نہ کھینچینگے نوراالدہر نے کہا ہمنے سمجھا دیا آئندہ اُنھین اختیار ہی
شاپور نے کہا کہ دیکھیے اس کوشش مین اتنے ملک فتح کرلیے اگر صحرائی ایسی
ساحرہ نہ آتی تو یقین تھا کہ تابہ لوح پہونچ جاتے مگر باعث خرابی یہ ہی کہ کوئی تحفہ
اب تک اُنکو نہین ملا کہ باعث حفاظت ہوتا مگر انشاء اللہ اس جستجو مین کوئی تحفہ بھی
مل ہی جائیگا نوراالدہر ہنس پڑے کہا کہ ای سکندر ثانی یہ ہمارے بھائی صاحب کا
عیار ہی دیکھو کیا کیا باتین کررہا ہی یہی حوصلہ ہی کہ ایرج نوجوان طلسم فتح کرینگے
سکندر ثانی نے کہا کہ لشکر کی تیاری کا حکم دیجیے نجم اختر شناس اُٹھا عرض کی
اثالہ بارگاہ کا غلام لے چلیگا نوراالدہر نے حکم دیا کہ بسم اللہ نجم نے اثالہ بارگاہ کا
لدوایا سب ساحرون کو اپنے ساتھ لیا اثالہ بارگاہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے نوراالدہر
چلے شاپور شیردل بھی ہمراہ ہی کل لشکر چلا مگر قضاے کار فتانہ آفت خیز نے جو
خبر سُنی کہ عیار کئی مرتبہ آیا عقاب نے ہر دفعہ آواز دی عیار پلٹ گیا بالاے قلعہ آکے
بیٹھی یغما بھی پہلو مین بیٹھی ہی ساحران نگہبان بلائے ہین اُنسے پوچھ رہی ہی کہ کیون
صاحبو عیار کئی مرتبہ آیا اُنھون نے کہا کہ حضور اب تو کئی دن سے عقاب خاموش بیٹھا
ہی آنے والے آتے ہین اور جانے والے جاتے ہین یغما بھی سُن رہی ہی مگر حیران ہی
کہ عیار نے بڑی جستجو کی مگر قلعہ مین نہ آسکا اب دیکھیے کیا ہو یہ تو ظاہر ہوا کہ اس
طلسم کشا کے ساتھ وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ نہین ہی دیکھیے وہ شہریار کب آئے
کب پردۂ فراق درمیان سے اُٹھے اور آرام ملے یہ بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ صحرا سے
گرد اُڑی فتانہ بھی دیکھ رہی ہی مگر ایسی گرد عظیم اُڑی کہ تمام صحرا سیاہ ہوگیا دیکھا

آگے آگے نجم اختر شناس و ایک طرف ارسطوے ثانی ایک جانب ملکہ ہماو شعلہ جوالہ وملکہ مربع نشکین و زعفران زعفران پوش وغیرہ چالیس ساحران نامی نجم کو گھیرے ہوے اطالہ بارگاہ کا لیکن نجم اختر شناس پہونچا معشوق کو جو بالاے قلعہ بیٹھے دیکھا بیقرار ہو گیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا نظم

لگادے شعلۂ عارض سے گر وہ آگ گلشن کو
کباب سیخ سمجھین بلبلین شاخ نشیمن کو

بس از مردن نومشتِ خاک چھوتی تیرے دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچاکر میرے مدفن کو

وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہِ سوزان سے
طلائی ایک دم مین کر دیا زنجیر آہن کو +

چڑھائے نافۂ مشکین سمجھ کر کشتہ کاکل +
غزالانِ بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو

در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہی آنکھ اپنی
بنایا چشم مینا ہمنے اب ہر چشم روزن کو

رگون کا جال ہی اب لاغری سے زیر پیراہن
پہنتا ہی کوئی زیرِ قبا جسطرح جوشن کو +

حسینون کو تلاشِ رزق کب جمتی ہی غربت مین
لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو

وفور بادہ خواری تک یہان بنیاد ہستی ہی
مرمت ہوتی ہی سیلاب سے کاشانۂ تن کو +

نہ کیون بندہ رقیبونکو جلائے ای بتو ہر دم
جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو

کسی صورت سے نا ہمنسو مین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہی ہم تیغ و سپر کو آب و روغن کو

گریبان سحر مین جیسے ہی رنگِ شفق لازم +
نہ چھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو

مصائب نظم کرتا ہون شبِ تاریک ہجران کے
بنایا شمع بزم فکر مین نے طبع روشن کو +

فتانہ تو سمجھی کہ اپنے سردارون سے کچھ باتین کر رہا ہی مگر یغما سمجھی کہ شعر مجکو سُنا کے پڑھتا ہی کسی حیلے سے ہاتھ اُٹھا دیا مراد جس سے یہ تھی کہ اب نہ گھبراؤ وقت ملاقات قریب آگیا ہی کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی فتانہ نے دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر سوار آگے سب کے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار پر سوار کئی سرداران تہمتن چہار جانب سے گھیرے ہوے اس کر و فر سے نور الدہر آکے پہونچے داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھ گئے نجم پہلو مین آکر بیٹھا مگر فتانۂ آفت خیز لشکر نور الدہر کو دیکھ کر اُٹھی یہ جو ہڑ ہوا کہ طلسم کشا آگئے اب کیونکر قلعہ بچیگا فتانہ

کہتی ہو صاحبو یہ کیا ستم ہو کہ ایک طلسم کشا میرے یہان قید ہی یہ دوسرا طلسم کشا کہان سے
آیا آج مین شب کو انتظام کرونگی دیکھو تو کون کون چڑھائی کیے چلا آتا ہی نور الدہر
تو اس امید پر اُترے ہین کہ شاید فتانہ اصلاح کرے کچھ پیغام و سلام آئے مگر فتانہ سے
لوگون نے کہا کہ حضور طلسم کشا یہ شخص ہی جو اب آیا ہی سلاح طلسمی زیب جسم ہین ہر چند
کہ لوح طلسمی نہین ملی مگر لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی جس مرکب پر وہ سوار ہین ایسا
مرکب کبھی کسی کی نگاہ سے نہین گذرا سردار دیکھیے کون کون ساتھ ہین سکندر ثانی
ایسا بادشاہ جلیل اُنکے لشکر کا بادشاہ ہی آپ کس پر سحر کرینگی فتانہ نے کہا کہ دیکھو تو
آج رات کو کیا انتظام کرتی ہون یہ کہہ کر یغما کو حکم دیا کہ ای نور نظر کھڑکی پر قلعے کی
تم جا کر بیٹھو مین بی ہمامے مرصع پوش و مربع نشین کے واسطے سحر کرتی ہون کہ یہ
دونون شاہزادیان مبہوت ہو کر آئین جب بہت منت و خوشامد کرین تب دروازہ
کھولنا پھر اُنکو حال کھلیگا اگر ہو سکا تو سکندر ثانی کو بھی طلب کر دونگی اگر سکندر
آگئے تو اُنھین کے ہاتھ سے پھر طلسم کشا کو گرفتار کراؤنگی یہ کہہ کر ایک طائر جھولی سے
نکالا اُسے اُڑا دیا یہان یغماے گوہر پوش کھڑکی پر قلعے کی آ کر بیٹھی دیکھ رہی ہی
کہ دیکھون کون آتا ہی نور الدہر دربار مین بیٹھے ہین اور سکندر ثانی تخت پر ہین
کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا قصد کیا کہ گرد ہمامے مرصع پوش و مربع نشین چرخ مارے
کہ سکندر ثانی نے طائر کو دیکھا ہنس کر کہا کہ اور لطف دیکھیے بی فتانہ بڑی تیز
و طرار ہین اسی سحر پر شاید ملازمان ایرج کو گرفتار کیا ہی وہ طائر بارگاہ مین آ کر
چہار جانب دیکھنے لگا ہمامے مرصع پوش و مربع نشین کی طرف چلا سکندر نے
آواز دی کہ اے طائر وحشی اُدھر کہان جاتا ہی میرے پاس آ مین تیری مالک کے پاس
جاؤنگا وہ طائر سکندر کے قریب آیا اور سکندر کے شانے پر بیٹھ گیا سکندر
نے طائر کو پکڑ کر چیر ڈالا اور بیرون بارگاہ پھنکوا دیا وہان ملکہ فتانہ آفت خیز
بیٹھے بیٹھے گھبرائی پکار کر آواز دی کہ ای پرواز فلک سیر یہ کیا معرکہ ہی کیون اسقدر
دیر ہوئی کہ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے زمزمہ سرائی کر کے کچھ حال کہا فتانہ

سبھی کہاہان صاحب سکندر ثانی وہان موجود ہین کیون نہ دسحر کرتے یہ کہکر چپ ہورہی جب ہرکارون کی معرفت خبر ملی کہ نورالدہر نے دربار برخاست کیااور جملہ سرداراپنے اپنے مقام پر گئے فتانہ نے دو طائر روانہ کیے وہ طائر اڑتے ہوے چلے ایک مربع نشین کے خیمے مین آیا اور ایک ہماے مرصع پوش کے خیمہ مین آیا دونون کے گرد چرخ مارے ہماے مرصع پوش گھبرا کر اٹھی کنیزون سے کہا کہ مین براے ملاقات ملکہ مربع نشین جاؤنگی یہ کہکر باہر نکلی اپنے کو سنبھالتی ہوئی دربارگاہ مربع نشین پر آئی کنیزون سے پوچھا کہ کیا ملکۂ عالم آرام فرماتی ہین کنیزون نے کہا کہ ابھی سوگئی ہین ہم سب کو آواز دی تھی اب تھوڑی دیر سے آواز نہین آئی ہے معلوم ہوتا ہے آرام فرمایا ہماے مرصع پوش اندر آئی آکر مربع نشین کو بیدار کیا مربع نشین جو اُٹھی پوچھا کہ حضور اس وقت کہان آئین ہماے مرصع پوش نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ براے ملاقات فتانۂ آفت خیز جاؤن اگر مناسب ہو تو تم بھی چلو نہین تو مین اکیلی جاؤن ہماے نے کہا کہ بوا مین نے شام ہی کو ارادہ کیا تھا مگر خیال مین آیا کہ طلسم کشا کے خلاف گذریگا اور سکندر ثانی کے بھی خلاف ہوتا اسوجہ سے رُک گئی مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی دونون آپس مین صلاحین کرکے بارگاہ سے نکلین قلعۂ خونخوار کی طرف چلین جب در قلعہ پر پہونچین یغمانے دیکھا کہ دو شاہزادیان آفتاب جمال بدحواس چلی آتی ہین یغمانے پکار کر کہا کہ کون آتا ہے ہماے مرصع پوش نے بڑھ کر کہا کہ ملکہ فتانۂ آفت خیز کہان ہین اُن سے جاکر اطلاع کردو کہ جنکو آپ نے بلایا تھا وہ حاضر ہین یغمانے پھاٹک کھولدیا کہا آئیے دونون شاہزادیان داخل قلعہ ہوئین یغما سے باتین کرتی ہوئی چلین یغمانے پوچھا کہ اے شاہزادیو تم جو اس وقت آئین شاید سکندر ثانی کو خبر نہین ہماے نے کہا کہ دربار برخاست ہوگیا وہ اس وقت آرام مین ہونگے اُنھین ہماری کیا خبر ہمنے طلسم کشا سے بھی اطلاع نہین کی خیال مین آیا کہ چلکر اپنی محسن سے ملاقات کرین یغما نے کہا کہ آپ کو مناسب یہ تھا کہ طلسم کشا سے پوچھکر آتین یا سکندر ثانی سے جاکر

ملاقات کرتین تو یہ اُفتاد نہ پڑتی دونون نے کہا کہ ہم کیون ملاقات کرتے وہ لوگ
خداوند کو بُرا کہتے ہمکو تاب نہ ہوتی یقین تھا کہ فساد ہوتا سکندر ثانی بادشاہ لشکر
ہی ہزار طرح کی آفت برپا کرتا مگر ہمکو نہ آنے دیتا آپ فتانہ کا سامنا تو کرائیے یغما
نے دونون شاہزادیون کو فتانہ کے سامنے لاکر پہونچایا فتانۂ آفت خیز نے جو ان
دونون شاہزادیون کو دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی دونون کو بٹھایا کنیزون سے کہا کہ ان
دونونکی زبانونمین سوزن دو کنیزون نے آکر دونون کی زبانونمین سوزن دی
سوزن دلوا کر قفس آہنی منگایا اُس مین دونون کو بند کیا پشت پر ہاتھ پھیرا اب
دونون کو ہوش آیا فتانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای ہمارے مرصع پوش ومریلتنین
تم قدرت سے برگشتہ ہوئین کل بالاے قلعہ تمکو سامنے طلسم کشا کے قتل کرونگی اور
ایک طلسم کشا تو قید ہین مین کل سب کو قتل کرونگی ہمارے مرصع پوش نے
اشارے سے کہا کہ ای فتانۂ آفت خیز جو تم سے ہوسکے اُسمین قصور نہ کرو ایہمارا اوارث
سامنے اُترا ہوا ہی ہمکو کون قتل کرسکتا ہی اگر قتل کا ارادہ کروگی تو مزہ اُٹھاؤگی ہمنے سمجھ لیا
کہ بقراط ثانی ایک شخص مکار ہی اُسپر لعنت کی دین اسلام اختیار کیا جو تمسے
ہوسکے دریغ نہ کرو خداے ما بزرگ است اگر قضا ہمکو لیکر آئی ہی تو مجبور ونا چار ہین
اور اگر قضا نہین ہی تو کیا مجال ہی کہ ہمین قتل کرسکو حکم پروردگار عالم یہ ہی کہ مجھ سے
بخضوع وخشوع ایسے وقت بیکسی مین دلکو رجوع کرو ۔ نظم

بہ عمر کوتہ واندک زمان ووقت قلیل	چراست در دل انسان امیدہاے طویل
زبان کجاست کہ شرح ثناے حق گوید	کجاست خامہ کہ سازد ازان رقم تفصیل
خداست مالک ومشکل کشا وعقدہ کشا	نیٔ آ رب حاجات جملہ خلق کفیل
براے رزق ہمہ خلق رازق مطلق	براے روزی ہر بندہ کارساز ووکیل
بہ بزم دہر ہمین شمع جلوہ می بخشد	ہمین چراغ دہد روشنی بہر قندیل
مزن بحکم خدا دم کہ در میان جہان	بکارخانۂ تقدیر نیست بندہ دخیل
بدہ بنام خدا مال وگنج برخوردار	کہ برنمیخورد از مال خویش مرد بخیل

زکار و بار جہان زود گن ادا ہندی	حق عبادت مولے بجستی و تعجیل +

یہ مضمون سُنکر فتانہ بہت ہنسی کہا کہ ای ملکۂ عالم تم اپنے مذہب کی بڑی پابند ہو کل صبح کو حال کُھل جائیگا مربع نشین نے جواب دیا کہ ای فتانہ جو تمھارے قبضہ و اختیار مین ہو وہ کرو ہم جان دینے پر آمادہ ہین فتانہ نے حکم دیا قفس لٹکا دو قفس دونون کا کنیزون نے لٹکا دیا یہان تو یہ کیفیت ہوئی مگر یغما جو اپنے مقام پر آئی کنیزین آکر جمع ہوئین سب متفق ہوکر پوچھنے لگین کہ کیون ملکہ آج مزاج کیسا ہی یغما نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو ہم سمجھے تھے کہ لشکر طلسم کشا آیا ہی یاور مہربان اصلاح کرین گی مگر اُنھون نے اور فساد بڑھایا اپنا تو یہ حال ہی نظم

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو	یہ خیال خام ہی سروِ چراغان سبز ہو
حسرتِ پابوس مین کھوئی ہی مین نے جان ار	خاک سے میری حنائے ابر باران سبز ہو
وہ جو کامل ہین فضیلت ہی اُنھین ہر حال مین	سُرخ ہوئے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو
حُسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہی کیا	زرد کبھی ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو
سیر گلشن مین اگر ٹوٹے ترا بند نقاب	رنگ اُڑے رخسار گُل سے سرو بستان سبز ہو
جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھولکر	زرد ہوجاتا ہی کیسا ہی بیابان سبز ہو
حُسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ	رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو +

کنیزین یہ اشعار سُن کر گھبرا گئین کہا واری حضور نے اس رنج و ملال مین یہ اشعار پڑھے کہ لونڈیون کے دل پر چھری پھر گئی لیکن اگر صاف صاف فرمایئے تو لونڈیان کچھ انتظام کرین شاید ہماری جستجو سے کوئی مطلب نکلے یغما نے کہا کہ بڑا کام یہ ہی کہ دربار طلسم کشا مین جاکر ٹھہرو صبح کو خبر ملے گی دیکھو طلسم کشا کیا کرتے ہین اگر قلعے پر لشکر کشی کا ارادہ کرین تو ہمکو خبر کرنا ہم انتظام کرین گے کہ ہمارے عیش کا باعث ہو ایک کنیز موسوم بہ نسیم چمن آرا اپنے مقام سے اُٹھی مردانے کپڑے پہنے کہا لونڈی خبر کو جاتی ہی یہ کہکر نسیم ہوا ہو گئی صبح کا وقت ہی لشکر نور الدہر مین آکر پھرنے لگی ایک طرف سے کنیزین ہماے مرصع پوش کی روئی ہوئی آتی تھین اور ایک طرف سے کنیزان مربع نشین

آپس مین کچھ باتین کرکے نورالدہر کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئین یہان وہ وقت
ہی کہ شاہزادہ دربار مین آکر بیٹھا ہی سکندر ثانی تخت پر نجم اختر شناس اور
ارسطوے ثانی وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آنے لگی
نورالدہر نے سر اُٹھا کر کہا کہ شبرنگ دیکھو تو یہ کون روتا ہی کہ درگہ سالار نے
عرض کی کنیزان مربع نشین وہمامے مرصع پوش در دولت پر حاضر ہین سرکار
کے سامنے کچھ عرض کیا چاہتی ہین نورالدہر نے حکم دیا کہ بُلا لو کنیزین روتی ہوئین
سامنے آئین کہا ای شہریار ہماری شاہزادیان فرش خواب سے غائب ہو گئین
سکندر ثانی کو ساتھ لیکر نورالدہر بارگاہ ہما مین آئے نقش پا جا بجا پایا
ایک نقش پا کی خاک کو اُٹھا لیا پھر زمین پر رکھ کر ایک دستک دی اور پکار کر کہا کہ
بتلا تو کسکا سحر ہی خاک سے آواز آئی مین سحر ہون فتانۂ آفت خیز کا منہ پر دار جادو
یہ سُنکر سکندر ثانی نے اُس خاک کو اُڑا دیا نورالدہر سے عرض کی کہ ای شہریار
اب طبل جنگی بجوائیے کیونکہ پہلے اُدھر سے بے اعتدالی ہوئی نورالدہر نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے جب طبل جنگی پر چوب پڑ چکی نسیم یہ خبر لیکر بھاگی خدمت مین یغما کی آکے
پہونچی بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم سکندر ثانی ایسا ساحر وہان پر
موجود ہی اُسنے سب حال کھول لیا خاک نے کہدیا کہ مین سحر فتانۂ آفت خیز ہون
اور پر دار جادو میرا نام ہی اب اُن لوگون نے طبل جنگی بجوایا ہی وہ وہ ساحر ہین
کہ زمین ہلا دینگے قلعے کو بالاے آسمان اُڑا دینگے یغما یہ سُنکر گھبرا گئی اپنے قصر سے
نکلی قصر مین فتانۂ آفت خیز کے آئی دیکھا کہ فتانہ تخت پر بیٹھی ہوئی بلبلا رہی ہی اور
کہ رہی ہی کہ آفت برپا کرونگی وزرا و امرا کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم لشکر کو قلعے سے باہر
نکالیے کہ ان لوگون سے مقابلہ کرین کیا مسلمانون سے دب جاوینگے یہ ذکر تھا کہ
یغما آکر پہونچی کہا کہ ای مادر مہربان بگوش ہوش سماعت فرمائیے تو عرض کرون فتانہ
نے کہا کہ بیٹا کہو تمھاری بات دل سے سُنونگی کہو تو کیا کہتی ہو یغما نے کہا کہ جسکو آپ
طلسم کشا سمجھی تھین وہ طلسم کشا نہین وہ اس شخص کا ہمچشم ہی جو اب آیا ہی اپنے دعوی جرأت مین

چلا آیا ہی ہمراہ اسکے یاقوت جنتی ہی وہ رہبری کرتا ہی اُسی کے باعث سے یہ دربند فتح ہوے
اور آپ نے اسکو باسانی گرفتار کر لیا اصل طلسم کشا یہ ہی کہ جو بیرون قلعہ اُترا ہوا ہی اسکے
پاس لوح محفوظ موجود ہی خود ایسا بہادر ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑا ہی سلاح طلسمی
مکمن ہوے مرکب طلسمی پر سوار ہی ہمراہ اُسکے سکندر ثانی ایسا رفیق ہی جو بقراط ثانی
سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی اگر دو جادوگر بیان آپ نے قید کر لین تو کیا کمال کیا
لفظاً لفظاً جو اسطرح یغمانے سمجھایا تو فتانہ نے گھبرا کر کہا کہ ای نور نظر پھر کیا کرون
یغمانے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اصلاح کر لیجیے بعد جیسا موقع دیکھیے گا ویسا
کیجیے گا فتانہ نے یہ سنکر کہا کہ ای نور نظر اصلاح مین خرابی ہی یہی باعث بیتابی ہی
یغمانے کہا کہ جو میرے نزدیک مناسب تھا وہ تو مین نے عرض کیا اب جو آپ کے
نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مقابلہ کسی طرح اچھا نہین ای مادر مہربان لشکر طلسم کشا کے ساحر
زبردست ہین آپکا سحر روک لینگے اور قلعہ کا فتح کرنا اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی
اور طلسم کشا سے خود قصر سکندری پر بڑے بڑے معرکے پڑے آخر قدرت شکست کھاکر
طلسم مین آئے اور یہ قدرت کی فقط باتین ہین کہ سیر طلسم منظور تھی اگر بیان نہ آتے تو مارے جاتے
فتانہ نے کہا کہ اب میرا ارادہ ہی کہ رات سے تو اطمینان ہی کہ طبل جنگی بج چکے ہین اب
صبح کو وہ لوگ خبر لین گے رات ہی کو قلعے سے نکل چلو یہان سے قریب ایک قصر ہی کہ
قصر سیاہ اُسکا نام ہی ہنگام بردبار جادو وہانکا حاکم ہی وہ بلاے روزگار ہی
اُسکے پاس بھاگ کر چلو اس صلاح کو سب نے پسند کیا کہا بہت مناسب ہی یہ سُنکر فتانہ
تخت پر سوار ہوئی لاکھ جادوگر ہمراہ ہوے مگر یغمانے کہا کہ مجکو قلعے مین چھوڑ جائیے
مین یہان کا انتظام کرونگی فتانہ نے کہا کہ بی بی میرا دل کیونکر مانیگا یغمانے کہا
کہ تیس چالیس ہزار میری کنیزین ہین مین کیا سحر مین پایہ کمی کا رکھتی ہون اگر پھاٹک
ٹوٹا اور قلعہ چھوٹا تو اُس وقت نکل آؤنگی اور اگر میرے سحر کو وہ سب مان گئے تو قلعے
مین عملداری رکھونگی فتانہ مجبور و ناچار ہو کر راضی ہوئی مگر کہا کہ ای نور نظر اسکا
خیال رہے کہ جب طلسم کشا لڑتا بھڑتا قریب قلعہ پہونچے تو پھاٹک ٹوٹنے کا انتظار نہ کرنا

فوراً چلی آنا یغما نے سب قبول کیا کنیزون کو بالائے قلعہ بھیجا کہ توپین درست کرو آپ
دار الامارۂ شاہی مین بیٹھی اور فتانہ در پہلوے قلعہ سے باہر نکلی صحرا کی طرف چلی
قضائے کار نجم اختر شناس نے آج طلایہ داری لشکر کی نور الدہر سے کہہ کر
لی ہی پھر رہا تھا کہ دور سے دیکھا پہلوے قلعہ سے فتانہ تخت پر سوار نکلی پشت پر کئی لاکھ
جادوگر حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہوے نجم نے شبرنگ سے کہا کہ ذرا بڑھکر دریافت کرو
کہ یہ کون جاتا ہی اور کہان کا ارادہ ہی یقین کامل تو یہ ہی کہ فتانہ گھبراکر نکلی جاتی
ہی لیکن ایک تعجب ہی کہ کوئی محافہ وغیرہ ساتھ نہین معلوم ہوتا وہ شہنشاہ خوبی وسرو
روان باغ محبوبی کہان ہی کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
فتانۂ آفت خیز جنگ سے عاجز ہوکر قصر سیاہ کی طرف جاتی ہی ملکہ یغما قلعہ مین رہگئی
دیکھیے توپین وغیرہ لگائی ہین ملکہ کا نشان ہوا مین فرا رہا ہی اُسکے پھر ہرے پر لکھا ہی
کہ ای ہمراہیان طلسم کشا وای جنگ و جدل مین یکتا یہ توپین فقط دکھانے کو لگائی ہین
تم بلا تکلف آؤ توپ نہ چلیگی یہ سُن کر نجم نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاکر بادشاہ لشکر
اسلام کو جگاؤ جب بیدار ہون تو سب حالات عرض کرنا کہ نجم نے عرض کیا ہی کہ آپ
بلا تکلف تشریف لائیے یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا کی آمد ہوئی سب نے دیکھا کہ طلسم کشا
مرکب طلسمی پر سوار مرکب کو اڑاتے ہوے آتے ہین جب قریب آکے پہونچے تو نجم نے
اطلاع کی کہ کنیز آپ کی عرض کرتی ہی کہ بلا تکلف قلعے مین تشریف لائیے نور الدہر
نے گھوڑا بڑھایا کنیزون نے جاکر ملکہ یغما سے اطلاع کی یغما نے کہا کہ ہم خود آتے ہین
یغما نے قلعے کے اوپر آکر دیکھا کہ آگے سب کے نور الدہر بن بدیع الزمان گرز گران
ہاتھ مین لیے گھوڑا بڑھائے ہوے اسی طرف آتے ہین نجم رکاب سے لپٹا ہوا ایکطرف
شبرنگ بن عمرو ملکہ یغما نے اشارہ کیا کہ توپین داغو مگر خبردار طلسم کشا پر کوئی گولہ نہ
پڑنے پائے توپین چلنے لگین مگر نور الدہر اُسی طرح گھوڑا اُڑاتے ہوے خندق کے
قریب پہونچے مرکب کو ابر جو کی گھوڑا اطارہ پھر کر اُس پار خندق کے پہونچا نجم نے بڑھ کر
پھاٹک گرایا نور الدہر قلعے کے اندر آئے اہلِ شہر نے قصد کیا کہ روکین اور جنگ کرین

یغما نے منع کیا جب نورالدہر یغما کے قریب پہونچے یغما نے اُٹھ کر سلام کیا نورالدہر نے ہاتھ تھام لیا پوچھا کہ والدۂ ماجدہ تمھاری کہان ہین یغما نے عرض کی کہ یہانسے قریب ایک قصر ہی کہ قصر سیاہ اُسکا نام ہی ہنگام بردبار وہان کا حاکم ہی اُسی کے پاس گئی ہین لہذا آپ اُس طرف چلے جائین قلعے سے مطمئن رہین قلعے مین آپکا دخل ہوا یہ کہکر اطاعت اسلام کی نورالدہر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہوے ہنگام بردبار کے قصر کی طرف چلے لیکن فتانۂ آفت خیز جو یہان سے بھاگی قریب ایک کوہ کے پہونچی اور وہان پر لشکر اُتارا آپ پہاڑ پر آکے اُتری دیدبان مقرر کیے حکم کیا کہ جب آمد لشکر طلسم کشا ہو توہمکو اطلاع کرنا دیدبان نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر آگے نجم اختر شناس وارسطوے ثانی تخت پر سکندر ثانی یہ سب ہمراہ ہین سامنے سے آتے ہین دیدبان نے فتانہ سے عرض کی کہ آمد طلسم کشا ہوئی پہاڑ سے دیکھیے علمہاے زنگاری معلوم ہوتے ہین فتانہ نے دیکھا جب علامت اسکو معلوم ہوئی توخائف ہوکر دوسری طرف سے اُتری طرف قصر ہنگام بردبار کے چلی نورالدہر کو خبر پہونچی کہ سامنے پہاڑ پر فتانہ تھی مگر کوہ سے اُتر گئی سکندر ثانی نے تخت کو چھوڑا اور نجم اختر شناس بھی ساتھ ہوا چاہا کہ بلند ہوکر چلون نورالدہر نے پوچھا کہ اے شہریار کیا ارادہ ہی فرمایا قصد ہی کہ اس ملعونہ کو روکون نورالدہر نے کہا کہ آپ میرے ہمراہ چلیے مین نہین چاہتا کہ سحر سے کام ہو مین خود جاکر اُسکو روکونگا یہ سُن کر سکندر ثانی پھر تخت پر سوار ہوے اور ہمراہ نورالدہر چلے مگر ہنگام بردبار قصر مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ فتانۂ آفت خیز آپ کے دامن پناہ مین آتی ہین ہنگام بردبار اپنے مقام سے اُٹھا مرکب پرند مشکین پر سوار ہوا براے استقبال چلا اپنے قصر سے پانچ کوس نکلا تھا کہ فتانہ آکر پہونچی ہنگام نے سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی کہا خداوند بقراط ثانی نے یہ آفت مجھپر ڈالی کہ لوح لاکر میرے پاس رکھی اور طلسم کشا نے میرا پیچھا کیا مین بھاگتی ہوئی یہان آئی ہون طلسم کشا آتے ہین اور سکندر ثانی بھی ساتھ ہین یقین ہی گھر جاؤن ہنگام بردبار بڑھا بڑھکر ایک گولہ مارا

کہ ایک پہاڑ سد راہ ہوا یعنے راہ کو روکا اور فتانہ کو ساتھ لیکر اپنے قصر مین آیا مگر یغما
نے کچھ کنیزین شاہزادے کے ساتھ کر دی ہین کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچانا چاہیے ہی
نورالدہر اُس مقام پر پہونچے اور سکندر ساتھ ہین سکندر نے جو پہاڑ دیکھا ہنسکر
کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہنگام بد بار کا ہی اگر حکم ہو تو پہاڑ کو گرا دون نورالدہر نے
کہا کہ مین بڑھتا ہون اگر میرے جانے سے پہاڑ نہ ہٹا تو آپ تکلیف کیجیے گا یہ کہہ کے
نورالدہر نے مرکب بڑھایا تخت سکندر ٹھہر گیا مگر نجم نے ساتھ نہین چھوڑا جب
قریب کوہ کے نورالدہر پہونچے چاہا کہ مرکب بڑھاوُن پہاڑ سے شعلے نکلنے لگے نجم نے
جھلا کر ایک گولہ مارا کہ درۂ کوہ پیدا ہوا نورالدہر نے اُسی مین گھوڑا ڈالا اب جو
لوح محفوظ چمکی تو درہ وسیع ہو گیا اہل فوج اُسی درے سے گذرنے لگے مگر یہ تکلیف
گذرتی تھی کہ ہر مرتبہ کوہ چاہتا تھا کہ لوگون کو دبا دون سکندر جب قریب پہونچے تو اُس
کوہ پر گولہ مارا کہ پہاڑ گرا سارا لشکر بہ آسانی گذرا یہ خبر ہنگام کو پہونچی کہ سکندر نے
پہاڑ گرا دیا ہنگام نے کہا کہ مین جانتا تھا سکندر کو پہاڑ نہ روکیگا مگر اسی قدر عرصہ
چاہتا تھا سو وہ ہوا ای ملکہ فتانہ اب آپ مطمئن رہین مگر نورالدہر آتے آتے سامنے
قصر ہنگام کے پہونچے قصد کیا کہ جا پڑون ہنگام نے سامنے آکر سحر کیا کہ ایک غبار غلیظ
اُڑا کہ جس سے راستہ بند ہوا سکندر نے آکر عرض کی کہ آپ لشکر اُتار دیجیے دیکھیے اُدھر
سے کیا ہوتا ہی اور قیدی حضور نے قلعے مین پائے یا نہین نورالدہر نے کہا کہ وہ
قیدیون کو ساتھ لے گئی یہی باعث زیادہ پریشانی کا ہی چاہتا ہون فوراً جا پڑون
نجم نے بھی بڑھ کر عرض کی کہ ٹھہر جانا ہی بہتر ہی سکندر ثانی نے پھر عرض کی اگر حکم دیجیے
تو اس غبار کو دفع کر دون نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے سے اُتر پڑے لشکر
بھی اُتر پڑا مگر نجم اخترشناس گھبرایا ہوا ہی نورالدہر سے عرض کی کہ حضور الگ
بارگاہ استاد کرائین فقط غلام خدمت مین رہے نورالدہر نے الگ بارگاہ اپنے
واسطے استاد کرائی نجم کو ساتھ لیکر اُسمین داخل ہوے شبرنگ کو بھی بُلا لیا شبرنگ
نے سامنے بیٹھکر واسطے دل بہلانے کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شمع کو پروانہ بلبل کو گلِ تر چاہیے
اور پہلے سب سے مجکو میرا دلبر چاہیے

رات دن پیشِ نظر تصویر دلبر چاہیے
کچھ تو تسکینِ دلِ بیتاب و مضطر چاہیے

بہرِ گلگشتِ چمن آتا ہی وہ بالا بلند
باغ سے باہر نکل جائین صنوبر چاہیے

مندرج ہی اُسمین حال صدمۂ بار فراق
گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے

تا گداؤن کو عطا کرتے رہین ہر چار سو
شاہِ اختر کو خراجِ ہفت کشور چاہیے

عاشقونکو ساتھ لیجانا جو چلنا ہی کہین
بادشاہِ حُسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے

متصل اُس شوخ کی جبین نظر آئے شبیہ
آئنہ اسطرح کا ہمکو سکندر چاہیے

اُس پری کے گرد پھر کردے مرا مکتوب شوق
خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے

مگر یغماے گوہر پوش قلعے مین بیٹھی ہی کہ کنیز نے آکر خبر دی قریب قصر سیاہ طلسم کشا جاکر اُترے ہین ارادہ تھا جا پڑون لیکن سکندر ثانی نے روکا اور ریحم نے بھی کہا کہ اسی مقام پر اُتر پڑیے نور الدہر اُسی مقام پر اُترے ہین یغما اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاجو ہمارے حال کی کسی کو کیا خبر مین کیا کہون اور کسکے سامنے بیان کرون کہ جو مجھپر گذر رہی ہی دل کے ٹکڑے ہو گئے دم لبون پر آیا یہ کیفیت ہی زمانۂ برسات مین یہ صورت ہی

نظم

جھومتی آتی ہی متوالی گھٹا
ہی یہ مست آج کی کالی گھٹا

روتے روتے اشک آنکھون نہین نہین
ایسی برسی ہو گئی خالی گھٹا

روئی ایسا دیکھکر مجنون کو خشک
بُرقع لیلی کی ہی جالی گھٹا

میکشو کب رعد کی آواز ہی
محتسب کو دیتی ہی گالی گھٹا

ہین فلک پیما ہمارے طفلِ اشک
ہو گئی ہی وقفِ پامالی گھٹا

وصل کی شب ہو چکی احسان کر
اک گھڑی گننے مین گھڑیالی گھٹا

زورِ ناسخ کا تو نقشہ ہو چکا
اب شفق کی بھی دکھا لالی گھٹا

کنیزون نے عرض کی کہ جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے ملکہ یغما اپنے مقام سے اُٹھین کہا آج مین خاتمہ کرائے دیتی ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی طاؤس زرین بال پر

سوار ہوئی نورالدہر کے لشکر کی طرف چلی اُس وقت آکے پہونچی کہ شبرنگ گا رہا ہی
اور نورالدہر کی خدمت مین نجم حاضر ہو کہ یغما آسمان سے آکر اُتری نورالدہر کے
قریب آکر بیٹھی نجم نے کرسی جواہر نگار بیش کی اُسپر یغما اُٹھ کر متمکن ہوئی کہا ای شہریار
لونڈی اس وقت اس وجہ سے حاضر ہوئی کہ قصر سیاہ قریب ہی قصر مین تشریف لے چلیے
اوّل لوح حاصل کر لیجیے پھر سرکار کو فتاحی طلسم آسان ہو گی نورالدہر فوراً اُٹھے
نجم بھی ساتھ ہوا سکندر ثانی نے جو یہ خبر سُنی خدمت مین آکر حاضر ہوا عرض کی
غلام بھی ساتھ چلیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا سکندر ثانی بھی ہمراہ ہوا قصر
کی طرف چلا مگر ہرکارے فتانہ آفت خیز کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر بھاگے سامنے فتانہ
کے آئے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ کی صاحبزادی طلسم کشا کو قصر لوح مین لیے جاتی ہین
فتانہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی ہنگام نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان
جاتی ہو کہا کہ لوح لیکر خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی ہنگامہ نے کہا اُن کو قصر مین
جانے دو ہمنے کچھ انتظام کر دیا ہی اور یہ بھی کہا کہ سیہ پوش آفت زا اُس مکان کا
نگہبان ہی یقین ہی وہ ضرور لوح پر دست اندازی کریگا تا بہ لوح طلسم کشا کو نہ
جانے دیگا یہ کہکر فتانہ کو نہ جانے دیا مگر نورالدہر جب دروازے پر پہونچے سکندر
نے دروازہ سحر کر کے کھولا نجم بھی ساتھ ہی لپٹا ہوا آتا ہی کہ یغما آکر پہونچی عرض کی کہ
ای شہریار وہ سامنے دالان مین لوح رکھی ہی اُٹھا لیجیے کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای
طلسم کشا تیری قضا تجکو لائی ہی اور بی یغما تمھاری شامت آئی ہی خبردار ای طلسم کشا
اندر دالان کے نہ جانا تاریکی بڑھنے لگی وہ دالان مخفی ہوا آواز آئی کہ اب جائیے دالان
کہان ہی نورالدہر نے انگنائی مین جا کر لوح محفوظ کو چمکایا مگر کوئی نفع نہ ہوا اور دالان
نہ ظاہر ہو سکا سکندر نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سحر سیہ پوش بن ظلمات کا ہی اگر
حکم ہو تو روشنی کر دون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلہ سنہرا نکالا آواز دی کہ ای
روشن مزاج روشنی کر اُس پتلے نے بہ تعجیل تمام بغل مین ہاتھ ڈالا ایک مشعل نکالی وہ کمال
روشنی ہوئی کہ ذرہ ذرہ معلوم ہونے لگا آگے وہ پتلہ اُسکے بعد نورالدہر نورالدہر کے

پہلو مین سکندر ثانی ایک طرف سے نجم نے دستک دی ایک ستارہ چمکا اور زیادہ روشنی
ہو گئی سکندر نے کہا کہ ای نجم اسکی کیا ضرورت تھی یہ پتلہ کافی ہی مگر ای شہریار جلدی پیچھے
لوح اُٹھا لیجیے نورالدہر جب جست کرکے دالان مین آگئے تو پہلو سے آواز آئی کہ ای
سکندر ثانی اس پتلے پر تمکو بڑا غرور ہی دیکھو کیا حال ہوا مشعل لیکر اُس پتلے نے
اپنے منھ مین لگائی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا ہر موے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے استخوان
مثل ہیزم خشک جلنے لگے دم بھر مین وہ روشنی تو گل ہوئی مگر ستارۂ نجم چمک رہا تھا وہ
ساحر جسنے یہ سحر کیا سکندر نے اُسکو آواز دی کہ کیا پردے مین سحر کرتا ہی سامنے آ
ورنہ مین ابھی بُلا لونگا یہ کہکر ایک دستک دی کہ زمین کانپی پہلو سے ایک ساحر مہیب
بشکل عجیب و غریب ظاہر ہوا معلوم ہوا کہ پہلوے نورالدہر مین کھڑا تھا سکندر نے
للکارا کہ او سیہ پوش بن ظلمات ہمکو بالکل بھول گیا مجکو پہچانتا ہی اُس ساحر نے کہا
کہ تم خداوند کے دشمن ہو جو کچھ مجھسے بن پڑیگا وہ کوشش کرونگا لوح طلسم کشا کو ہرگز
نہ لینے دونگا یہ کہکر نورالدہر پر ہاتھ تلوار کا مارا بیغماے آواز دی کہ ای شہریار
بچیے گا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا لوح محفوظ کا جو عکس پڑا وہ ساحر نابینا ہو گیا
نورالدہر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر سیہ پوش کا اُڑ گیا لاشہ لڑکھڑا کر گرا مگر
گرتے گرتے غرق زمین ہوا نورالدہر بڑھے کہ لوح حاصل کرون سکندر ثانی و نجم
کہہ رہے ہین حضور لوح اُٹھا لین مگر نورالدہر کچھ دیکھ رہے ہین یغما بھی پہلو مین کھڑی
ہی مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگر سیہ پوش کا لاشہ لیکر
آئے فریاد کرنے لگے لاشہ سامنے ڈالدیا اور کہا کہ یا خداوند اب وقت کوشش ہی
طلسم کشا لوح کے قریب پہونچ چکا ہی ہمارے افسر نے بڑی جی داری کی لیکن طلسم کشا
پر سحر نہین تاثیر کرتا بقراط اپنے مقام سے اُٹھا جس قصر مین بیٹھا ہی اُس قصر مین کوٹھریان
اور چھچیان بہت ہین آج سب ساحر اسکے سلام کو آئے ہین ایک کوٹھری مین جا کے
آواز دی کہ ای مغرور بلا انگیز لوح طلسمی جاتی ہی پہلو سے ایک ساحر پیدا ہوا بقراط
نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر کچھ اشیاے سحر اُسکو دیے اُسنے دونون پاؤن زمین پر مارے

نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بقراط نے بعد روانہ کرنے مغرور کے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا کچھ طائر کاٹ کر ہوا پر اُڑائے وہ اُڑتے ہوے چلے یہان وہ وقت ہی کہ یغما نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار لوح اُٹھا لیجیے کہ ایک برق چمک کر یغما پر گری کہ یغما کا سر اُڑ گیا نجم اختر شناس لاش پر یغما کی کھڑا ہو کر رونے لگا سکندر ثانی نے کہا کہ ای نجم کیون روتے ہو تم تو کاہن طلسم ہو یہ کشتۂ سحر ہوئی ہی جس ساحر نے مارا ہی مین جانتا ہون مگر ای شہریار لوح اُٹھائیے اب دیر نہ کیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جائیگی کوئی ساحر زبردست آگیا مین نگہبانی کر رہا ہون نور الدہر نے بڑھ کر چاہا کہ ہاتھ ڈالون لوح کو اُٹھا لون کہ اُس پتھر کو جنبش ہوئی کہ جسپر لوح رکھی ہی بلند ہوا اور اُس پتھر کے نیچے کی زمین کانپی ایک ساحر مہیب جست کر کے نکلا تختۂ سنگ پر ہاتھ مارا اور لوح کو لیکر بلند ہوا جیسے ہی بلند ہو کر آسمان پر آیا قضاے کار ارسطوے ثانی کہ بیرون قصر آسمان پر اُڑ رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر جاتا ہی اور آقا قصر مین ہین للکار کر برق چمکائی وہ برق تڑپ کر ساحر پر گری کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لوح اُسکے ہاتھ سے چھوٹی لاشہ قصر مین گرا سکندر ثانی بھی بلند ہوے حیران تھے کہ اسکو کسنے مارا دیکھا ارسطوے ثانی مغرور کو مار کر لوح کی طرف جھپٹا ہی کہ پہلو سے فرّاٹا ہوا اور ایک طائر سیاہ پیدا ہوا اُسنے لوح کو مُنھ مین دبایا سکندر ثانی نے سحر کیا ایک عقاب پیدا ہوا عقاب نے آکر طائر کو گھیرا چاہتا ہی اسکو چیر ڈالون کہ دوسرا فرّاٹا ہوا ایک طائر سُرخ رنگ آکر عقاب پر گرا پر مارنے لگا سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ سر اُس طائر کا اُڑ گیا دونون طائر سکندر نے اسی طرح مارے لوح پھر زمین کی طرف چلی نجم پر یہ معرکہ گذرا کہ بیقرار ہو کر رو رہا تھا لاشہ یغما کا دیکھ دیکھکر پکار رہا تھا کہ ای باعث تسکین قلب عاشق زار و ای معشوق بادفا یہ کیا تقدیر نے دکھایا نظم

خدا محفوظ رکھے دلکو اُس افعی کاکل سے	نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذیکے چنگل سے
شراب سُرخ کا ساغر پیئے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہی باران رحمت کے تفضل سے
سپری لاتی ہو صندل گھسکے مجھ دیوانہ کی خاطر	جو سر مین درد ہوتا ہی کبھی زنجیر کے غل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دلکو ہوتی ہی
طبیعت کو خفا کرتی ہی صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہی دین و دنیا کا
یقین ہی دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہونچاتی ہی معشوق کو بیتابی عاشق
پھٹے ہین پردہ ہاے گوش گل فریاد بلبل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
گذرجاتی ہی کشتی مارکر ٹھوکر سرپل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو اُنکے نہ پوچھیگا
کیا ہی کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہاین مشت خاک آتش بکس کو حسرت ہی
کبھی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

اس طرح پر نجم رو رہا ہی کہ لاشہ مغرور سحر گرا یغما اٹھ بیٹھی نجم نے کہا کہ ای ملکہ عالم خدا نے بڑا فضل کیا اب اس قصر سے نکلو دیکھین باہر کیا ہو رہا ہی سکندر ثانی گئے ہین یہ کہکر دونون بلند ہوے دیکھا طائرون پر چھپٹے پڑ رہے ہین مگر سکندر اس زور و شور سے سحر کر رہا ہی کہ جس طائر نے لوح کو منھ مین لیا جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ طائر دو ٹکڑے ہوا نور الدہر زمین پر کھڑے ہین کئی طائرون کو سکندر نے مارا کہ نجم نے اپنے نام کا نعرہ کیا یغما نے کہا کہ ای شہریار مین آپ کو لیکر بلند ہون لوح آپ ہی کے ہاتھ مین آگئی نجم اختر شناس تو زمین پر آیا یغما آسمان پر گئی اور اُڑ رہی ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم فتانہ آفت خیز او گیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا یہ کہکر جھپٹا مارکر گری کمر مین یغما کے پنجہ دیا اور لیکر چلی سکندر نے جو دور سے دیکھا آواز دی کہ او ملعونہ اس کو کہان لیے جاتی ہی نجم تو تڑپکر رہگیا مگر سکندر ثانی جھپٹ کر برابر فتانہ کے پہونچا آواز دی کہ او فتانہ یہی بہتر ہی کہ یغما کو چھوڑ دے ورنہ تجھے جانے نہ دونگا فتانہ نے گولہ مارا سکندر نے گولہ روک لیا فتانہ نے چند موے سر توڑکر سکندر پر پھینکے چند ماران سیاہ سکندر کی طرف چلے سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک طاؤس ظاہر ہوا طاؤس نے سانپون کو نگل لیا اب فتانہ ہرچند کہ چاہتی ہی بلند ہو کر نکلون مگر اپنے مقام سے بڑھ نہین سکتی کئی سحر سکندر پر ادر کیے مگر سکندر ان سحرون کو کب مانتا ہی ہر مرتبہ سحر کو اسکے دفع کر دیتا ہی آخر آنکھ سے اشارہ کیا فتانہ اُسی مقام پر جمگئی نہ آگے بڑھ سکتی ہی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہی سکندر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا

کہ دونون بازن فتانہ کے اُڑ گئے پنجے سمیت یغما چھوٹی نجم نے جھپٹ کر یغمائے گوہر پوش کو لیا ارسطوے ثانی نے برق چمکائی کہ فتانہ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی فتانہ کے قصر سیاہ گر پڑا ہنگام بر دبار جو اپنے قصر مین بیٹھا تھا فتانہ کو روکتا تھا اور کہتا تھا کہ تمپر کوئی افتاد پڑیگی فتانہ نے کہا تھا کہ مین سکندر کو مار لونگی ہنگام کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی مگر اُداس و پریشان ہو کر یکایک کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فتانۂ آفت خیز بود یہ آواز سنکر ہنگام تڑپکر قصر سے نکلا کہا یارو قیدیون کی حفاظت رکھنا یہ قیدی فتانہ کی نشانی ہین اُنکو تڑپا تڑپا کے قتل کرونگا قصر سے نکلتے ہی اُڑتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ قصر سیاہ تو منہدم ہوا خاک اُڑ رہی ہی آوازین خلاف آرہی ہین ویرانہ معلوم ہوتا ہی مگر جتنے عرصے تک سکندر اور فتانہ سے مقابلہ رہا تھا اُتنے عرصے مین نجم نے یغما کو قریب نورالدہر لا کر ہوشیار کر دیا تھا نورالدہر بدحواس کھڑے ہین مقدمۂ لوح کو دیکھ رہے ہین کہ جس طائر نے منقار مین لوح کو لیا عقاب نے اُسے جھرے چیر کے پھینکدیا کہ یکایک درۂ کوہ سے ایک آواز مہیب آئی کہ ای سکندر کیون تیری قضا آئی ہی اور کیون اسقدر کوشش کرتا ہی غضب قدرت سے نہین ڈرتا ہی دیکھا درۂ کوہ سے ایک عقاب بزرگ پیدا ہوا کچھ نگاہ سے اشارہ کیا کہ وہ عقاب جو طائرون کو مار رہا تھا اُس عقاب پر خنجر گرا کہ سر عقاب کا اُڑ گیا خود لوح طلسمی لیکر درۂ کوہ مین گیا سکندر و نجم و ارسطو نے بڑھ کر پہاڑ گرایا بہت جستجو کی کئی سو طائران صحرائی مارے مگر کچھ نشان نہ معلوم ہوا کہ یہ عقاب بزرگ کون تھا اور کیونکر لوح کو لے گیا صحرا مین آگ لگادی نورالدہر نے کہا ای سکندر روفت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ پلٹ کر نہین آتا اب جستجو بیکار ہی بیٹھے ہوے آتے ہین آگے سب کے نورالدہر سکندر چپ نجم خاموش ارسطوے ثانی سر جھکائے ہوے کہ ہنگام بر دبار آکے پہونچا پتھر کی سلین برسانے لگا سکندر نے کچھ اشارہ کیا کہ وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اگر پتھر گرتے ہین تو پہاڑ سے جا کر ملحق ہوتے ہین نجم بھی سحر کر رہا ہی ارسطوے ثانی کی نگاہ پڑی کہ ہنگام بر دبار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی ارسطوے ثانی نے جھپٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کیا

حرکت ہی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر گولہ مارا ہنگام نے گولہ کاٹا یغمانے جو دیکھا کہ
ہنگام سے اور ارسطو سے سحر ہو رہے ہین پہلو پر آکر کار دسحر جھولی سے نکالی اسم سحر
پڑھ کر ہنگام پر کھینچ ماری اِس پہلو پر آکر پڑی اُس پہلو کو توڑ کر پار گذری صدا
مہیب آئی پھر آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہنگام بہ دبارہ بود مرتے ہی ہنگام
کے روشنی ہوئی اب صحرا سر سبز و شاداب ہوا یغما آکر نور الدہر کے قدمون سے
لپٹ گئی عرض کی کہ ای شہریار کنیز سے فتانہ کی آپنے بغاوت دیکھی فتانہ چاہتی تھی کہ
قتل کرون مگر کنیز کی موت نہ تھی خدا میرے وارثون کو سلامت رکھے مگر آج کے دن
ارسطوے ثانی نے بڑا کار نمایان کیا مغرور جب لوح لیکر چلا تھا کس خوبصورتی سے
اُسکو مارا ورنہ وہی لوح لیکر نکل جاتا ساحر جوان تیز پر اُسکو کون پاتا مگر اُنھون نے
ایسا گھیرا کہ آخر اُسے قتل کیا اُسکے بعد طائر پیدا ہوے مگر سکندر نے کیا تیزی کی کہ
ہر ایک طائر کو قتل کیا لوح کو بچایا تھا مگر درۂ کوہ سے جو عقاب کلان ظاہر ہوا
یقین ہی کہ یہ بقراط ثانی تھا آخر لوح لے ہی گیا اس عرصے مین شبرنگ بن عمرو
مرکب نور الدہر کا لیے ہوے آیا سب حال سُنا کہ لوح بقراط پھر لے گیا سکندر
نے کہا کہ ای شہریار خواہ لوح ملے یا نہ ملے لیکن اتنا تو معلوم ہو کہ کہان لے گیا یہ
سُنکر شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار آپ نہ گھبرائیے لوح کا حال بتانیوالا ابھی پیدا ہوگا
دیکھیے یہان کا حال کیسا مخفی تھا کس طور سے کھُلا حقیقت یہ ہی کہ لوح کا پتہ غیب
سے پیدا ہوتا ہی سب سردارون نے آکر نور الدہر کو گھیر لیا لیکر لشکر کیطرف چلے
لشکر مین آکر صلاحین ہونے لگین جب فتانہ آفت خیز اور ہنگام قتل ہوا اور
وہان قصر مین ملازمون نے انکے انکے مرنے کی آواز سُنی آپس مین صلاحین کرنے لگے
کہ یارو سر پرست تو ہمارے قتل ہوے اب کہو کیا صلاح ہی سب کا افسر قہماس جادو
ہی اُسنے کہا کہ میری صلاح تو یہ ہی کہ قیدیون کو قتل کر کے نکل چلو ہمکو کون کہ سکیگا اِسنے
قفس سب کے اُتروائے جلادون کو حکم کیا منظور ہی کہ ایک ایک کو قتل کردون سب سے
پہلے اس بیحیانے ایرج نوجوان کو نکالا کہا یہ سب کا افسر ہی کوئی مربع نشین کو کہتا ہی

کہ اسکو پہلے قتل کرو کوئی ہما کو کہتا ہی کہ اسے قتل کرو جیسے ہی ایرج کو زیر تیغ بٹھایا بلقیس و مینا تڑپنے لگین زبان مین سوزن ہی اشارے کرتی ہین کہ ای قیماس پہلے ہمکو قتل کرو یہ ہمارا افسر ہی قیماس نے منھ پھیر لیا کہا دیکھو صاحبو کیا محبت ہی اشارے کرتی ہی کہ پہلے ہمکو قتل کرو ہم اسکے خلاف کرین گے آخر مینا و بلقیس دعائین مانگنے لگین پکار اُٹھین کہ ای ستار العیوب وای دافع البلیات فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

دل بحال سختی و تنگی مدار ای یار تنگ
زانکہ این در را نداردحضرت داداز تنگ

بگذرد وقتے خزان در چند روز آید بہار
در فراق گل مباش ای عندلیب زار تنگ

بند گر یک در شود رزاق بکشاید دگر
پس درین دار جہان باشد چرا نادار تنگ

روز و شب بار ریاضت میکشد بہر عیال
ہر زمان از زیست خود ہست دنیادار تنگ

دردمند دل چو گردد نا امید از چار سو
میشود بیچارہ از چارہ گری ناچار تنگ

باش بر فضل خدا ای بینوا امیدوار
حالت خود زاین پریشانی مکن زنہار تنگ

دونون شاہزادیان تڑپ رہی ہین ادھر ہمراہیان نور الدہر کو بھی انتہا کا صدمہ ہی مگر نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ شاپور کو دیکھا سر برہنہ آتا ہی نور الدہر شاپور کو دیکھ کر گھبرا گئے فرمایا کہ صاحبو تم مین سے کسی صاحب نے قیدیونکا خیال نہ کیا ایسا نہ ہو ملازمان ہنگام و فتانہ اُنکو قتل کر ڈالین یغما نے کہا کہ مین جا کر اُن سب کو رہا کرتی ہون مجکو اُنکی قید کا حال معلوم ہی سکندر نے کہا کہ مین بھی چلون نجم بلک گیا کہ مین بھی ساتھ چلونگا مگر یغما نے کسی کو قبول نہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلی قصر ہنگام پر آکر تھرائی دیکھا ساحر تدبیر کر رہے ہین کوئی اسباب باندھ رہا ہی بھی ارادہ ہی کہ ان سب کو قتل کر کے نکل چلین خیال کر کے جو دیکھا تو ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا قیماس نے جلاد کو اشارہ کیا ہی کہہ رہا ہی کہ ارے جلد سر کاٹ دے اب کسکا انتظار ہی یقین ہی سکندر وغیرہ بھی اس قصر مین آئین گے اُس وقت ہم لوگ کیا کرین گے سوا بھاگنے کے اور کیا بن پڑیگا جن لوگون سے فتانہ و ہنگام نہ اُٹھ سکے جھٹ پٹ مارے گئے ہم لوگ کیا کر سکین گے جلاد خنجر کھینچ کر چلا ایرج نے آسمان کی طرف دیکھا جلاد نے چاہا کہ ہاتھ

تلوار کا مارون یغما نے سحر کیا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا نعرہ کر کے گری آواز دیتی ہوئی کہ او
نالائقو افسر اعلی کو قتل کرتے ہو کیا انکا کوئی معین و مددگار نہیں ہی پہلے گولہ مارا کہ
سر قیماس کا اُڑ گیا اب مجمع مین آکر یغما گری جب ہاتھ ہلایا صد ہا کے سر اُڑ گئے دریاے
خون قصر مین بہنے لگا ایرج نے جو اپنے ہاتھ پاؤن ہلکے پائے قید آہن کو مثل
تار عنکبوت توڑ ڈالا اور جھپٹ کر میناے سر جوش کی زبان سے سوزن نکالی مینا
لڑنے لگی ایک طرف سے یغما قتل کر رہی ہی اور ایک طرف سے میناے سر جوش جب
سحر کرتی ہی سود وسی کے قلب اُلٹ جاتے ہین آنکھین سُرخ ہوئین بیقرار ہو کے
مینا کی طرف دوڑے پکارتے تھے کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرور دلان باغ محبوبی
ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم ہو بجا لائین نظم

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو +
یارب اسیر زلف دلِ داغدار ہو
زاہد فریب نرگسِ جادوے یار ہو
کج رکھ کے جو کلاہ کو چڑھتے ہین اسپ
ای آفتابِ حُسن یہ حدّت ہی بعد مرگ
کب سے دل وجگر ہین نشانہ بنے ہوے
ورد زبان ہی نام ترا جسکو ای حبیب
اُس رشک گل کی چین جبین ہین ہنو کمی
سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ ہی
آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سُنین

ترچیخ فیل مست کے اوپر سوار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
بیمار رہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو
گردن پہ اُنکی خون ہمارا سوار ہو
ہر ذرہ میری خاک کا نجمِ شرار ہو
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو
شبنم کیطرح سے کوئی گریان ہزار ہو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو +

وہ لوگ سامنے مینا کے آتے ہین مینا اشارہ کر دیتی ہی کہ اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالو
سود وسی نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹے اب مینا نے رہا ہوتے ہی بلقیس کو
رہا کیا ہما و مربع نشین کی زبان سے بھی سوزن نکالی نور الدہر بھی گھوڑے کو

اڑاتے ہوے اس طرف آنکلا دیکھا قصر ہنگام مین تلوار چل رہی ساحر دیوانہ وار اور
وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض گھبرا گھبرا کر قصر سے کود پڑے نورالدہر نے باہر سے
نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر + ایرج کے کان مین جو نورالدہر کی آواز پہونچی شاپور بھی جھپٹ کے
اندر قلعے کے پہونچا کہا کہ ای شہریار نکل چلیے ورنہ کشنی گیر زادے کا سامنا ہو جائیگا اُسنے
آج بڑی کدو کوشش کی مگر لوح مین فتور پڑا عین وقت پر بقراط ثانی آگیا لوح
کو لے گیا جب وہ آتا ہی کسی کا زور نہین چلتا یقین کامل ہی کہ لوح آپ کو ضرور ملے اس
عرصے مین نورالدہر مرکب سے اُترے سیڑھیان طی کر کے بالاے قصر چلے شاپور
نے کہا کہ ای آقا نورالدہر وہ آتے ہین یقین ہی کہ آپ سے آکر تکرار کرین ایرج نے
ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لیا اور قصد کیا کہ قصر سے پھاند پڑون مینا نے بڑھ کر کہا کہ
کنیز سہر کار کو لے چلے شاپور نے کہا کہ لشکر کو مبتلاے بلا دیکھا تھا اُسی مقام پر چلو
ایک جادوگرنی نے ایرج نوجوان کو اُٹھا لیا ایک نے شاپور کو اُٹھایا نورالدہر نے
پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ قاسم عالیشان ہمسے تو ملاقات کی ہوتی ای برادر ہم تو
تمھارے خیر خواہ ہین ایرج نے پلٹ کر جواب دیا خدا تمھاری صورت نہ دکھائے نورالدہر
نے سر جھکا لیا سکندریہ نے کہا کہ ای شہریار یہ کون ہین اگر حکم دیجیے تو ابھی سحر کرون کہ
پنجے سے ساحرہ کے چھوٹین زمین پر گرین کہ سر پاش پاش ہو جائے جادوگرنیون کو بھی
بھاگنے کی تلاش ہو جیسے ہی اور سرداروں نے دیکھا کہ ایرج کو جادوگرنیان لیے جاتی ہین
چاہا سحر کر کے روکین نورالدہر نے منع کیا کہ جانے دو سحر نہ کرو ملازمان ہنگام لڑ بھڑ کر
بھاگ گئے کچھ قتل ہوے ہمراہیان نورالدہر ملکہ ہماے مرصع پوش و مربع نشین
آکر حاضر ہوئین نورالدہر سب کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لشکر والے کمر بندیان تو
کر رہے تھے قصد تھا کہ آقا ہمارے براے جنگ گئے ہین ہم بھی جاکر شریک جنگ ہون
ایسا نہ ہو آقا پر ہمارے کوئی چشم زخم پہونچے کہ نورالدہر آکر پہونچے سب اہل لشکر
خوش ہو گئے مگر نورالدہر کو مکدر پایا حال پوچھا کہ ای آقاے نامدار لوح طلسمی پر کیا

معرکہ گذرا انورالدہر نے سب حال بیان کیا کہا بقراط لوح لے گیا مگر حال بقراط
عرض کرتا ہون کہ قصر ہشت پہل مین اپنے بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ طائرون کے میرے سر
اُڑ رہے ہین اور مغرور مارا گیا ای بقراط اب کوئی چارہ نہین ہی یہ سوچکر خود اُٹھا
اور بطور رند کور وقت پر پہونچا لوح کو لیا اُڑتا ہوا چلا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا حیران
ہی کہ کہان جاؤن اور کہان جاکے لوح رکھون یہ سوچ رہا ہی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر
آیا خوب مینھ برسا بعد اُسکے برق چمکی ابر شق ہوا ایک ساحر کہ کانون سے قطرے پانی
کے ٹپکتے ہین اور رہر ہوے سر سے بارش آب ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحر انتخاب
ہی بقراط کو دیکھ کر اُتر آیا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ای قلزم دریا نوش
کہاں سے آتے ہو قلزم نے کہا کہ برائے سیر نکلا تھا اور یہ بھی منظور ہوا کہ اگر کہین لشکر
طلسم کشا ملجائے تو اُسپر خوب برسون لشکر کو تباہ کرون قدرت کو دیکھ کر اُتر آیا بقراط
نے کہا کہ ای قلزم دریا نوش مین لوح کو لایا مگر حیران ہون کہ کہان جاکر رکھون
ایسے مقام پر لوح رہے کہ طلسم کشا نہ پہونچ سکے قلزم نے کہا کہ قدرت لوح مجکو دین
اسکو دریاے ہفت جوش مین رکھون اور وہ انتظام لوح کا کرون کہ اگر ہزار طلسم کشا
کد و کاوش کرین مگر لوح تک نہ پہونچ سکین بقراط نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلتا ہون
وہین چلکر انتظام کرو قلزم بقراط کو ساتھ لیکر اُڑتا ہوا چلا کوہ ہفت رنگ پر آکے
پہونچا بقراط کو تخت پر جگہ دی آپ پہلو مین بیٹھا اور ساحر آکر جمع ہوے سبھون نے
بقراط کو سجدہ کیا بقراط جی مین کہتا ہی کہ طلسم کشا کا جو قول ہی مین کیونکر قبول کرون
یہ میرے سجدہ کرنے والے میرے ہمسر ہو جائین اُنکا تو یہی قول ہی کہ مذہب خدا اے نادیدہ
اختیار کرو مجھسے یہ نہ ہوسکیگا یہ انتظام بزرگونکا نہ چھوڑونگا قلزم نے اُسی وقت ایک
ایک ملازم سے کہا کہ کنارے دریاے قلزم کے جاؤ پکارنا کہ ای ہفت جوش جادو
قدرت تشریف لائے ہین چلکے حاضر ہو کچھ ضرورت ہی یہ کہ کر نامہ دریا مین پھینک دینا
ملازم گیا جاکے نامے کو پھینک دیا اور کھڑا دیکھ رہا ہی کہ دریا مین جوش و خروش پیدا ہوا
بعد تھوڑے عرصے کے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب دریا سے نکلا بعد تھوڑی دیر کے

فوج اہیان پیدا ہونے لگی تھوڑے عرصے مین دس ہزار جادوگر قریب ہفت جوش کے آکر جمع ہوے ہفت جوش تخت پر سوار ہوا یہان بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی قلزم نے سامان دعوت مہیا کیا ہی ساحر جمع ہین ایک مہ جبین بناز و ادا یہ غزل گا رہی ہی نظم

بادبان کا کام کرتی ہی گھٹا برسات کی — کشتی مے سے موافق ہی ہوا برسات کی
جھومتی آتی ہی مستانہ گھٹا برسات کی — ساتھ کیفیت کے چلتی ہی ہوا برسات کی
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہی آج کل + — میکدے کو دوڑی جاتی ہی گھٹا برسات کی
دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہی سامنا + — آبرو چشم سے رکھ لے خدا برسات کی
پنجۂ مرجان ہنین گے تیرے ہاتھ ای بحر حسن — دیکھتی شوخی نہین اپنی حنا برسات کی
روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے — مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی
غسل کر کے تجکو بھی لازم ہی تبدیل لباس — چاندنی نکلی ہی خوب ای مہ لقا برسات کی
حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھول کر — گرمیون مین چلنے لگتی ہی ہوا برسات کی
غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو ای ہجر یار — خوف بد ہضمی کا رکھتی ہی غذا برسات کی
ساتھ ویگی کیا مرا رونے مین ساون کی جھڑی — سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی
پی کے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے — دیکھا تمھارا وہ گلگون قبا برسات کی
کیف مے کا ابر باران مین ہوا دلکو جو ذوق — ہمنے بے ساقی کے رو رو کر جدا ابر سات کی
روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین — قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی +

بقراط مبہوت بیٹھا ہی کسی نازنین کو اشارہ کرتا ہی کبھی کسیکو دیکھ کر مسکراتا ہی وہ نازنین جو ناچتی ہوئی قریب آئی اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُن سب مین ہاہو ہو رہا ہی کہ بقراط سب غم و الم بھولا نہایت خوش بیٹھا ہی لوح آگے رکھی ہی کہ آسمان پر ابر آیا خوب برسا کہ تمام صحرا مین کیچڑ ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا بقراط نے دیکھا کہ ہفت جوش تخت پر سوار پشت پر بارہ تیرہ ہزار ساحران غدار بکمال زیب و زینت آکر پہونچا آتے ہی اول بقراط کو سجدہ کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ غلام کو کیون طلب فرمایا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن سارے دریا کو مقابلۂ طلسم کشا لیجاؤن لشکر طلسم کشا کو بہا دون نام کی اپنے تاثیر دکھا دون بہت لاف و گزاف کی

مگر قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای برادر ہمنے تمکو بلایا ہی چونکہ قدرت آئے تھے ہمنے جلسہ
آراستہ کیا منظور ہوا کہ تمکو بھی شریک کرین آؤ بیٹھو شراب پیو ناچ دیکھو کیسی کیسی نازنینان لو
مہ جبین جمع ہین انکا تماشا بیٹھ کر دیکھو کیا کیا کمال کر رہی ہین طائفے جیسے ہماری سرحد مین
ہین ایسے کہین نہین ہین ہفت جوش نے کہا کہ ای برادر یہ ہمیشہ سے مشہور ہی کہ جیسے
ارباب نشاط تمھاری سرحد مین ہین ویسے کہین نہین جہان کہین شادی ہوتی ہی مشہور ہی کہ
کوہ ہفت رنگ سے طائفے بلاؤ اور پھر تم تو یہانکے حاکم ہو تمھارے سامنے عمدہ طائفے
کیون نہ آئین ہفت جوش نے بہت تعریفین کین کہا کہ ای قلزم ہماری اقلیم کی یہ
رونق تمھاری ذات سے ہی قلزم نے بقراط سے کہا اسکو شراب پلائیے بقراط نے اسقدر
شراب ہفت جوش کو پلائی کہ پہر رات رہے ہفت جوش بیہوش ہوا جب بیہوش ہوکے
گرا تو جلسے کو برخاست کیا قلزم نے بقراط سے کہا کہ اسکو اٹھا کر گمرے مین لے چلیے
تو لوح اسکے پاس رکھون دیکھیے خداوند یہ بھی نئی تدبیر ہی کہ لوح جسکے پاس ہو اسکو
خبر نہ ہو کہ لوح میرے پاس ہی اول تو یہ ساحر ایسا نہین ہی کہ کسی سے میل کرے اور اگر
مل بھی جائے تو کیا کر سکتا ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ بھی پھریگا تو کیا ہوگا آخر سحر کرکے قلزم
نے ہفت جوش کا سینہ چاک کیا پہلوے دل مین لوح کو لٹکا یا ٹانکے دیے آپ آکے
محفل مین بیٹھا مگر ہفت جوش پڑے پڑے صبح کو بیدار ہوا دل مین قوت پائی جو سا حر
پاس بیٹھے تھے وہ کہتے ہین کہ ای ہفت جوش تمھارے پاس آنے سے ہم لوگ سحر
بھولے جاتے ہین ہفت جوش خاموش ہو رہتا ہی مگر ہفت جوش ایسا گھبرایا ہوا تھا
کہ بقراط سے رخصت ہوا سامنے قلعہ ہی گرد دریا بیچ مین قلعہ مواج موج خیز بہن
اسکی وہانکی حاکم ہی بہن کی ملاقات کو آیا مواج نے بلائین لین بہ اعزاز و اکرام اسکو
مسند پر بٹھایا کہا کہ کیون بھائی صاحب گھبرائے ہوے کیون ہو ہفت جوش نے کہا کہ ای
ہمشیرہ صاحبہ عجب معرکہ گذرا کہ قدرت بالاے کوہ ہفت رنگ آئے تھے مجکو بھی برائے
شراکت صحبت بلایا مین جاکر شریک ہوا اب جو صبح کو میری آنکھ کھلی دل پر گرانی پاتا ہون
جو ساحر میرے پاس بیٹھتا ہی سحر بھول جاتا ہی ساحر خود گھبراتا ہی مین اس حال مین ہون تم

کچھ بتاؤ کہ قدرت نے میرے ساتھ کیا کیا شی میرے جسم مین رکھدی ہی کہ قوت مجھ مین زیادہ معلوم ہوتی ہی جب پاؤن زمین پر رکھتا ہون تو زمین دھنسی جاتی ہی ای ہمشیرہ عقل بتاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہی مواج نے کہا کہ ای برادر عقل سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شی نایاب تحفہ جات طلسم مین سے قدرت نے تمھارے جسم مین رکھدی ہی تم اپنے کو جاکر دریاے قلزم مین مخفی کرو اب ہر شخص تمھاری تلاش کریگا طلسم کشا تمھاری جستجو مین مصروف ہوگا اور تم ضرور طلسم کشا کو ملوگے یہ مضمون مین نے کتاب سوانحات مین دیکھا ہی صاف صاف قدرت لکھ گئے ہین کہ آخر مین لوح دریاے قلزم سے ملیگی ہفت جوش مارا جائیگا لہذا تم جاکر اپنے کو دریاے قلزم مین مخفی کرو کہین کوئی صحبت ہو یا جلسہ ہو کوئی بلائے مگر تم نہ جانا اب تم سیدھے یہان سے دریا کی جانب جاؤ اپنے کو مخفی کرو دریا مین رہا کرو کوئی وجہ ہو مگر تم نہ نکلنا ہفت جوش بہت گھبرایا اپنی بہن کے پاس سے اُٹھا دریاے قلزم مین جاکر بھاند پڑا اپنے کو مخفی کیا مگر شاہزادہ نور الدہر حیران ہین کہ کس طرف کوچ کرین نجم اختر شناس جب مقدمہ لوح دیکھتا ہی تو کچھ معلوم نہین ہوتا آخر اسنے کہا کہ دریاے قلزم کی طرف کوچ کیجیے یقین ہی کہ لوح کا پتہ ملے نور الدہر نے فرمایا کہ ای برادر یغما سے تمھارا عقد کردین نجم رونے لگا کہا کہ ای شہریار جب خدا آپکو مظفر و منصور کریگا اور طلسم فتح ہوگا تب مین عقد کرونگا حقیقت مین میری تو عجب کیفیت ہی غلام کی تو یہ صورت ہی نظم

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لاچکے	مستون کو جوش صوفیون کو حال آچکے
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے	عاشق نقاب شاہد مقصد اُٹھا چکے
کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے	کیا کیا نہ اس دوراہے مین ہم پھیر کھا چکے
گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوے	حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چلے
کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لے گئے	بازار مین بھی حُسن کو آخر دکھا چلے
پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم	طاقت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے
ہوتی ہی تن مین روح پیام اجل سے شاد	دن وعدۂ وصال کے نزدیک آچکے ہین

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین ٭
دیوانہ جانتے ہین نرا ہوشیار اُنھین
اُس دلربا سے وصل ہوا دے کے جان کو
آرائشِ جمال بلا کا نزول ہی ٭
مجبور کر دیا ہی محبت نے یار کی ٭
صدمون نے عشق حُسن کے دم کر دیا فنا

ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے
جا ے کو جسم کے بھی جو پرزے اُڑا چکے ٭
یوسفؑ کو مول لے چکے قیمت چکا چکے
اندھیر کر دیا جو وہ مستی لگا چکے ٭
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے
آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے ٭

نور الدہر نے فرمایا بہتر ہی تمھاری بیقراری کی وجہ سے مین نے کہا تھا نجم نے کہا خدا حضور کو سلامت رکھے جس وقت سے یقمانے آپ کی مدد کی اور قصر بوح مین پہونچایا مجکو نہایت عزیز ہوئی اور دل کو بھی میرے صبر آگیا آٹھ پہر پہلو مین موجود ہی قلب کو تسکین ہی غرض نور الدہر نے لشکر تیار کیا اپنے مرکب طلسمی پر سوار ہوے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پر سوار تین لاکھ فوج دریا کی موج پشت پر مقابلہ نور الدہر مین آکر اُترا اس پہلوان کا حستان فیل سوار نام ہی بقراط ثانی نے اس کو نامہ لکھا کہ ای پہلوان دوران طلسم کشا پامال کرتا ہوا اس طرف چلا آتا ہی تم جا کر روکو یہ تین لاکھ فوج سے آیا ہی جب بارگاہ مین داخل ہوا نور الدہر کو ایک نامہ لکھا کہ ای طلسم کشا آپ کی جراُن کے ڈنکے ہین بڑے بڑے پہلوان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے اس اقلیم مین کوئی آپ کے مقابلہ کا قصد نہین کرتا جسکو قدرت نے حکم دیا اُسنے یہی جواب دیا کہ ہم مقابلہ طلسم کشا مین نہ جاوینگے جو جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی ای طلسم کشا منم حسان فیل سوار جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کیا میرے نام جو حکم آیا مین بھی واسطے مقابلے کے چلا آیا اب بہتر یہ ہی بیٹھ جاؤ ورنہ میری تلوار جو کھنچیگی تو پناہ پانی مشکل ہو گی اُسکے خوف سے برق جہندہ بیتاب ہی زیادہ والسلام یہ نامہ لکھ کر چوکی پر رکھا پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ نامہ لیکر طلسم کشا کے پاس جائے اور جواب باصواب لائے کہیان فیل سوار بھائی اسکا اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ غلام جائیگا اور جواب باصواب لائیگا حسان نے کہا

ای برادر نامہ لیکر جاؤ مگر کسی مقام پر کمی نہ کرنا اگر بن پڑے تو طلسم کشا کو لانا اُس مغرور نے
کہا کہ مین خالی نہ آؤنگا طلسم کشا کو ضرور لاؤنگا اگر اُنھون نے انکار کیا تو کہونگا چلیے آپکو
بھائی صاحب نے بُلایا ہی اگر تامل کرین گے تو بے لطفی اُٹھائین گے یہ کہکر نامہ لیا اور
بارہ ہزار فوج لی برسم سفارت چلا بارہ ہزار فوج پشت پر نوبت و نقارہ بجتا ہوا طرف
لشکر نورالدہر کے جاتا ہی یہان ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی کہ حسان کا
بھائی گیہان فیل سوار بطور ایلچی کے آتا ہی اگر حکم ہو تو نہ آنے دین نورالدہر نے کہا
کہ خبردار کوئی نہ روکے جسطرح آتا ہی آنے دو گیہان آتے آتے داخل لشکر نورالدہر ہوا
دیکھا کہ لشکر آباد ہر خرد و کلان دلشاد ہر مقام پر آبادی خیمون کے پردے اُٹھے ہین
کمیدان و رسالہ دار کرسیون پر بیٹھے ہین لشکر ظفر اثر کو دیکھکر گیہان بہت گھبرایا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی لشکر طلسم کشا سے صحرا بھرا ہوا ہی آتے آتے دربارگاہ پر پہونچا درگہ سالار
اُٹھ کھڑا ہوا کہا آئیے تشریف لائیے ہمارے طلسم کشا آپ کے انتظار مین تھے یہ سُنکر گیہان
گینڈے سے اُترا فوج کو جلو خانے مین چھوڑا اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بھی اُٹھ کھڑے ہوے
کہا کہ ای پہلوان دوران آؤ جب نورالدہر اُٹھے تو گیہان سمجھا کہ طلسم کشا مجھسے دبا
دنگل پر بیٹھکر جھومنے لگا نامہ سر سے کھول کر دیا نورالدہر نے نامہ پڑھا نامہ پڑھ کے
فرمایا کہ ای برادر تم خود پہلوان ہو تم سے بیان کرنا سراسر حماقت ہی جو مردان عالم نے
ارادہ کیا وہ کیا ہم نہ پلٹین گے خواہ اس حیلے مین ہماری موت ہو مگر ارادۂ طلسم کشائی
نہ فوت ہو یہ کہکر نامہ واپس دیا پشت پر جواب جنگ لکھ دیا گیہان نے کہا کہ ای طلسم کشا
تمکو کچھ اسکا خوف نہ آیا کہ جواب جنگ لکھدیا اگر بھائی صاحب سُنین گے بہت رنجیدہ ہونگے
اور اُنکو ناگوار ہوگا مناسب یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ چلے چلیے آپ پر حال کُھل جائیگا یہ سُنکر
نورالدہر نے کہا کہ مین تو بے وجہ نہ جاؤنگا گیہان نے کہا کہ آپ کو چلنا پڑیگا نورالدہر
نے کہا کہ جب تمسے کوئی خطا ہوگی تو ہم سزا دینے آوین گے گیہان نے کہا کہ ہمارا تو قصد
کامل ہی کہ آپ کو ہمراہ لے چلین یہ لشکر جو آپ کا اُترا ہی اسپر گمان نہ کیجیے گا مین آپ کو
ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ ای پہلوان تم بطور ایلچی کے آئے ہو

گستاخی نہ کرو ایسا نہ ہو ہم جواب دین بس اب چلے جاؤ گیہان سمجھا کہ طلسم کشا مجھ سے دب گیا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ پکڑ کر کھینچ لون نورالدہر نے پھر منع کیا جب منع کرنے پر بھی اسنے ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ گیہان منھ کے بھل زمین پر آیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا گیہان اب رضامند ہوے گیہان فیل سوار ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہریار مین آپ کو ایسا نہ جانتا تھا اب مجھے رہا کیجیے مین اب جاکر جواب نامہ دیدونگا نورالدہر چھاتی پر سے اُترے گیہان سر جھکائے اُٹھا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا سردار بہ نگاہ قہر و غضب اسکی جانب دیکھتے ہین مگر حکم سے آقا کے کچھ بول نہین سکتے گیہان گینڈا چمکا کر نکل گیا حسان کے پاس آیا کہا کہ ای برادر طلسم کشا تو بڑا جلساز ہی مین جو گیا بیس پچیس آدمی مجھکو لپٹ گئے مین جان بچاکے چلا آیا اب میدان مین سمجھونگا حسان نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبر لیکر سامنے نورالدہر کے آئے سکندر ثانی رو رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار مجھ ایسا بادشاہ حاضر ہو اور آپ حکم نہ دین اسکو یون روانہ کرتا سر ٹکراتا ہوا سامنے حسان کے جاتا اور اُسکو قتل کرتا وہ بھی جانتا کہ ایلچی بھیجنے سے کیا نفع ہوا یہ بارہ ہزار چھبیس ہزار کو مارکے مرتے نورالدہر نے کہا کہ ای برادر تم اپنی آنکھون سے دیکھ چکے کہ ہمنے نوایرج کو قید سے رہا کیا اور اُنھون نے ہمسے ملاقات تک نہ کی ہمارے قبلہ وکعبہ ہمیشہ انکے ساتھ رعایت کیا کیے مگر یہ باپ بیٹے ہمیشہ ہم لوگون سے رنج رکھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ جرات مین اپنا نام کرین مگر ہم بعنایت پروردگار ہمیشہ غالب رہے مین لشکر صاحبقران مین اس طور سے آیا کہ صاحبقران کو حیرت ہوگئی فرماتے تھے کہ کوئی فرزند میرا اس عظم و شان سے نہین آیا اگر ذرا سی بھی کوئی بات ہو اور ایرج کو خبر پہونچے تو سر دربار بیان کرین سامنے صاحبقران کے حجاب ہو اس وجہ سے ہم ساحرونکو حکم نہین دیتے ورنہ سب ساحر اسی بات کے مشتاق ہین آپ کیون ملول ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حسان فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین وعناد و فساد دوبالا کیے

نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر تحریر کیا ہی وہ ہی پیش آنی ہی نور الدہر کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین لشکر غیر ساحران الگ اُترا ہی اور لشکر ساحران الگ ہی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا +	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند +
لگے ہونے آنکھو سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

نور الدہر کو شبرنگ نے بیدار کیا نور الدہر نے اُٹھ کر نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے عرض کی کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز تو نے بچپن سے میری حرمت رکھی ہی کل میدان مین بھی میری آبرو رکھنا نظم

مستفیض از فیض حق ادنے و اعلا ہر طرف	طرفہ باب فیض بکشاد است مولا ہر طرف
ہست جاری ذکر آن ذات احد ہر چار سو	خانہ خانہ شہرت ست و شور و غوغا ہر طرف
جلوہ بخشند ہر طرف آن ماہ اوج دلبری	پرتو افگن ہست خورشید تجلا ہر طرف
ابر رحمت ہر طرف گوہر فشانی میکند +	روز و شب جاری شود زین چشمہ دریا ہر طرف
ہر طرف گرم است بازار محبت در جہان +	در خریداران شود زین جنس سودا ہر طرف
میکند ہر قمری و بلبل درین رنگین چمن +	در غم آن غیرت گل شور و غوغا ہر طرف
تازہ تازہ خوان نعمت رازق روزی رسان	خاطر ہر بندہ میدارد مہیا ہر طرف +
نظم ہندی را آلہ العالمین فرما قبول	کن میان خلق مشہورش خدایا ہر طرف

کہ شبرنگ نے آکر خبر دی لشکر تیار ہی حضور کا انتظار ہی نور الدہر نے صندوق سلاح سنجوگ طلب کیا سلاح طلسمی ذات پر آراستہ کیے نکل کر مرکب طلسمی پر سوار ہوے آٹھ نو لاکھ کا لشکر پشت پر نوبت و نقارے بجتے ہوے اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر حسّان کی ہوئی حسّان آگے بڑھا ہوا گینڈے کو چمکاتا ہوا آکر پہونچا صفین آراستہ ہونے لگین بعد صفوف آرائی نقیبون نے نکل کر آواز لگائی گویون کے لڑکے لٹ پٹے

بیچ بندھے سرود بغل مین دبے ہوے آکر سرود چھیڑے اور پکار کر آواز دی نظم

ای مقیمانِ تہِ سقفِ سپہرِ غدار +
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اِس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہل پہل رہا کرتی تھین سردار و بین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
قصر کو جائے دو باشندو نکو دان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت +
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

تا بہ کی حسرتِ فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابہ مین اگر قصر فریدون کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ باعز و وقار
عیش و عشرت کا دہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنگ ظرفی بہ این عز و وقار
تکیہ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کُنج تاریک ہی اور عالمِ تنہائی ہی +

یہ اشعار پڑھ کر جو نقیب ہٹے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑین مرین جان دین بزرگون کا نام روشن کرین حسان نے گینڈا نکالا گیہان جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ ای برادر طلسم کشا سے مین جا کر مقابلہ کرونگا مین نے بڑی ذلت اُٹھائی ہی دربار مین تو موقع خوشامد کا تھا میدان مین سامنا تلوار کا ہی ہر چند کہ حسان نے منع کیا کہ ای برادر تم نہ جاؤ مگر گیہان بلبلاتا ہوا میدان مین آیا گینڈے کو چمکایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے جو یہ سُنا قصد کیا تھا کہ میدان مین نکلون طہماس نے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار اجازت میدان مین جنون کو میدان مین نہ جانے دونگا یہی آرزو ہی کہ سر کو قدم اقدس پر نثار کرون ناچار ہو کر نور الدہر نے طہماس کو اجازت دی ورنہ یہی چاہتے تھے کہ مین جا کر مقابلہ کرون مگر طہماس اجازت لیکر میدان کارزار کیطرف چلا اپنے کو گیہان کے قریب پہونچایا گیہان فیل سوار نے جو طہماس کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آیا ہی ایک ٹکڑا کوہ کا کاندھے پر رکھے ہوے

یعنی ساطور ہفت صد منی ہر چند کہ تھرا گیا مگر نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کر دیا تلوار جو ساطور پر پڑی
دو ٹکڑے ہو گئی طہماس نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ ساطور کا مارا اُسنے سپر فولادی کو
چہرے کی پناہ کیا مگر ساطور جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سراسر گلے اور
جبڑے کو کاٹا مع گینڈے گیہان کے چار ٹکڑے ہوے طہماس نے گینڈے کو مہمیز کیا
اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ورنہ ای حسان مین تیرے لشکر پر
آتا ہون صف پر آکر تجکو قتل کرونگا ہر چند کہ بھائی کے مارے جانے سے حسان تھرا گیا تھا
مگر نعرۂ طہماس سُن کر گینڈے کو بڑھایا اپنے سردارون سے صدائے احسنت و آفرین
سُنی گینڈا جھکا کر مقابلۂ طہماس مین آیا آتے ہی نیزہ مارا طہماس نے نیزہ توڑ ڈالا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے بھی گریبان پر ہاتھ رکھا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین مثل آئینہ
حیران ہین کس زور و شور سے طہماس لڑ رہا ہی جہان پر حسان کو پکڑ لاتا ہی دو تین
گھسّے ایسے مارتا ہی کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکتے ہین بمشکل
نکلتا ہی تین پہر الجھ اُلجھ کر لڑا پہر دن رہے دونون مونڈھے طہماس کے پکڑ کرکے دوڑا
کہا یہ زور آخر کرتا ہون پانچ سات قدم ریل کر لایا وہان پر لاکر ہکا مارا بایان گھٹنہ طہماس
کا جھکا تڑپ کر طہماس نے لنگر قایم کیا ادہر آکر حسان چھابا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر
تین زور کیے کہ آنکھین سُرخ ہو گئین یقین تھا کہ کنپٹیون سے قطرات خون ٹپک پڑین
تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا طہماس اپنے مقام سے اُٹھا ریل کر حسان کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پہر آکر رکا طہماس نے ہکا مارا حسان پلٹ پڑا طہماس نے چاہا ریل کرلے دوڑون
قدم جو اُٹھا کر رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پانون موشخانے مین جا پڑے طہماس کا
کولہ اُتر گیا حسان نے کچھ خیال نہ کیا طہماس کو ہکا دیا اور مشکین باندھ لین ہر چند
کہ سرداران نور الدہر نے آواز دی کہ او نامرد ظاہر ہی کہ طہماس کا کولہ اُتر گیا ہی
کیون بے ادبی کرتا ہی مگر حسان نے نہ سُنا طہماس کو باندھ کرلے گیا لاکر مسلسل کیا اور

کو لٹھوایا قید خانے مین بھیجدیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ای برادر طہماس
ایسا سردار قید ہوا ہی اُسکی دمبدم کی خبر ہمکو پہونچانا شبرنگ نے شاگردون کو روانہ کیا
یہان حسان نے رات بھر تو آرام کیا صبح کو دربار مین آیا حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ طہماس
اُسی حال سے کہ بیڑیان کمر مین بندھی ہوئین لڑکھڑاتا ہوا دربار مین آیا مگر مثل اہل اسلام
سلام کیا حسان نے کہا کہ ای طہماس ابھی غرور نہین گیا طہماس نے کہا کہ اے
حسان ہرچند کہ مین خستہ و شکستہ ہون مگر تجھ ایسے نامردون پر کافی ہون آزور کرلے
بیٹھے بیٹھے مین لڑونگا حسان نے کہا کہ ای طہماس میری اطاعت کر تمکو اپنا جانشین کرونگا
طہماس نے کہا لاحول مین تجھ ایسے شیطان کی اطاعت کرونگا جو مجھسے ہو سکے قصور نہ کر
بقراط ثانی پر مین لعنت کرتا ہون اسپر حسان بہت جھلایا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ مین ابھی اسکو
قتل کرونگا ہرکارے روتے ہوئے خدمت نور الدہر مین آئے عرض کی کہ ای شہریار
طہماس قتل ہوتا ہی نور الدہر کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ مرکب تیار کرو
ہمارا عاشق صادق قتل ہو اور ہم نہ جائین مرکب تیار ہو کر آیا نور الدہر پشت مرکب طلسمی
پر سوار ہوئے سکندر نے عرض کی کہ حضور ان جزئیات پر کوشش نہ کیا کرین ایک ساحر
چلا جائے طہماس کو اُٹھا لائے جیسا اُسنے مکر کیا ویسا ہی اُسکے ساتھ بھی کرنا چاہیے یہ
سُنکر نور الدہر نے کہا کہ یہ ہمارا شیوہ نہین ہی ایسے کام اپنی ذات سے کرنا چاہیے
اُسکو بھی معلوم ہو کہ افسر لشکر ایسا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے رفقا کو منع کیا کہ
ہمارے ساتھ آنیکا ارادہ نہ کرو خبردار عقب مین بھی ہمارے کوئی نہ آئے یکہ و تنہا لشکر
حسان کیطرف گھوڑا اُڑاتے ہوئے جاتے ہین جب لشکر حسان مین پہونچے جس افسر نے
بنگاہ قہر دیکھا نور الدہر پلٹ پڑے فرمایا اگر مقابلہ کرو تو یہ حقیر موجود ہی وہ افسر ہاتھ
باندھنے لگتا ہی اور کانپ جاتا ہی نور الدہر طنابین خیمون کی کاٹتے ہوئے آتے ہین
جھنڈا بازار کا جہان ملا اُسے قلم کیا حسان کو خبر پہونچی کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی آتا ہی
یہ سُنکر گھبرا گیا نور الدہر دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار نے روکا کہا ٹھہر جائیے مالک
سے دریافت کرلون تو جانے دون نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے بارگاہ کیطرف چلے

درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارکے
تلوار چھین لی بائین ہاتھ سے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا سر
ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا نورالدہر نے فرق زنجیر کو قلم کیا طہماس نے جو درگہ سالار
کا سر دیکھا کہا کہ ای حسان میرے آقاے نامدار آپہونچے اب اپنے بھاگنے کی فکر کرو
جلاد سے کہا کہ الگ رہنا ورنہ ایک ہتھکڑی مار دونگا کہ دیکھا سامنے سے بہادر لاثانی
حُسن مین یوسف ثانی صاحب زور و قوت شیر بیشۂ صاحبقران یکہ تاز میدان جلالت
ماہ آسمان رفعت سامنے سے نمایان ہوے بڑھ کر جلاد کو مارا فرمایا کہ ای حسان کس
دعوے پر طہماس کو قتل کرتا تھا حسان خاموش ہی کچھ بول نہین سکتا اب نورالدہر
نے پکارا کہ ای طہماس اُٹھو اور ہتھکڑی کاٹ دی طہماس نے قید آہن توڑ ڈالی
بل کر کے اُٹھا نعرہ کیا کہ او حسان اب تو اُٹھ ہم تجھسے آرزوے مقابلہ رکھتے ہین حسان
نے کچھ جواب نہ دیا مگر نورالدہر سے کہا کہ آپ میری بارگاہ مین آئے ہین مین آپ سے کیا
تعرض کرون آپ اپنے سردار کولے جائیے میدان کارزار مین سمجھ لونگا نورالدہر
نے کہا کہ ای طہماس چلو جو غدر کرے اُس سے کیا مقابلہ میدان کارزار مین سمجھ لین گے
نورالدہر طہماس کو ساتھ لیکر نکلے حسان دیکھ رہا ہی جب نورالدہر اور طہماس
بارگاہ سے نکل گئے اور بیچ لشکر مین پہونچے تب اسنے بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ
کیون ای نامردو دیکھ رہے ہو تم تین لاکھ ہو اور یہ دو کس انکو گرفتار کر لو یا قتل کرو
یہ سنکر افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے نورالدہر نے
تلوار کھینچی طہماس نے ایک سوار کو مار کر تلوار لی شیرانہ لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے کسی کو مع مرکب اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا سر پاش پاش استخوان چورچور
ہو گئے افسر یہ حال دیکھ کر گھبرا گئے یہان بارگاہ مین سکندر ثانی تخت پر بیٹھے ہین شبرنگ
بھی حاضر ہی مگر یغمانے نجم سے کہا کہ ہاے کیا افسوس کی بات ہی کہ ہم لوگ یہان بعیش و
آرام بیٹھے ہین اور آقاے نامدار سواے قدرشناس یکہ و تنہا بارگاہ دشمن مین گئے ہین
کیون شبرنگ تم بھی ہمراہ نہ گئے آقاے نامدار کی خبر تو دیتے نجم کے منہ سے نکلا کہ تمھین جاکر

خبر لو یغما اننے اشارے کی منتظر تھی سمجھی کہ سردار قدیم ہو اسکا کہنا ماننا چاہیے یہ سوچ کے
بلند ہوئی اُڑتی ہوئی چلی آسمان پر آئی دیکھا کہ تین لاکھ فوج مین شاہزادہ گھرا ہوا ہو اور
جنگ کر رہا ہو مگر جو شاہزادے کے سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر انکے ہاتھ سے
مارے گئے اور طہماس کے جو سامنے آیا اُسنے چیر کر پھینکدیا مجمع کو سفتدان مین مثل شیر
جھوم رہا ہو تلوار جو ہاتھ مین کم وزن معلوم ہوتی ہو تو اکثر تلوار کو پھینک دیتا ہو
دوڑ کر سپاہی کو پکڑا اور چیر کر پھینک دیا اس دوا دوش مین زخم بھی کھائے ہین
نور الدہر دریائے خون مین نہائے ہوئے شیرانہ لڑ رہے ہین خون کی چھینٹون سے لباس
گلگون ہو یغمانے جو یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو گئی للکار کر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیاد
ای نابکاران پر دغا کیسے بے حمیت ہو کہ تین لاکھ دو کس سے لڑ رہے ہو شرم نہین آتی
یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ راہ مین سے کافر ہٹے دو تین گولے ایسے مارے کہ کافر پراگندہ ہوگئے
الامان الامان کرتے ہوے بھاگے سامنے حستان کے آئے کہا کہ ای پہلوان دوران
آسمان سے آگ برس رہی ہو حستان گینڈے پر سوار ہوا کہا کہ ای شہریار ہم آپ سے
نہین لڑ سکتے آپ کے ساتھ ساحر ہین نور الدہر نے سر اُٹھا کر جو دیکھا یغمائے گوہر پوش
آسمان سے گولے مار رہی ہو پکار کر آواز دی کہ ای یغما یہ تمنے کیا غضب کیا ہمین بدنام
کرتی ہو ساحر وہان جاتا ہو کہ جہان دوسری طرف بھی ساحر ہون یہ طریقہ کفار کا ہو کہ
ایک ابر آتش فشان پیدا ہوا دیکھا درۂ کوہ سے وہ ابر نکلا تھا طرف آسمان کے بلند ہوا
کڑک کر یغما پر گرا یغما کی زبان بند ہوئی جھوئی جل کر گری ابر پھٹا یغمائے گوہر پوش
ابر مین غائب ہو گئی نور الدہر طہماس کو ساتھ لیکر پلٹے مگر نہایت غصہ ہو راہ مین
شبرنگ سے فرمایا کہ ای شبرنگ تمسے بڑی خطا ہوئی یغمائے گوہر پوش آکر لڑی مگر
ایک ابر پیدا ہوا اُسمین غائب ہو گئی تمنے یہان آنے کو منع نہ کیا ہمارے قول کو بالکل
فراموش کر دیا ہم منع کر گئے تھے کہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آئے شبرنگ کانپ گیا مزاج سے
اولاد صاحبقران کی واقف ہو کہ یہ لوگ جب بگڑتے ہین تو اپنا بیگانہ ہو جاتا ہو اس
جملۂ معترضہ کی تفصیل یہ ہو کہ ناظرین کو یاد ہوگا ایرج نامہ ملاحظہ ہو کہ آس بن الوس

اسکندر رغبار انگیز فرزند عمرو کو قتل کیا خواجہ عیاری کر کے گئے مگر مکاری سے بختیارک کی گرفتار ہو گئے غلیل سے تخمہاے خرما اسفند رعمرو کو مارے کہ عمرو کی بوٹیان اُڑتی تھین چالاک نے آکر عیاری کی اور عمرو کو رہا کیا عمرو نے چالاک سے کہا کہ تم چلو مین بھی آتا ہون چالاک نہ مانتا تھا مگر عمرو نے بہ غصہ کہا کہ جو کہتا ہون اُسکو قبول کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا مجبور ہو کر چالاک تو چلا گیا خواجہ نے اول اسباب بارگاہ کا اُٹھایا اور بالین پر آس بن الوس کی آکر کھڑے ہوے سوچتے تھے کہ اس قاتل فرزند کی مشکین باندھ کر لیجاؤن یا سر کاٹ لون جُھک کر جو دیکھنے لگے تو خنجر کمر سے گرا وہ خنجر ناک پر آس بن الوس کی گرا ناک مع ہونٹھ کے کٹ کر گری خواجہ عمرو بدحواس ہو گئے ایسا گھبرائے کہ خنجر تک کو نہ اُٹھایا حیران تھے کہ دیکھیے حمزہ سے کیا گذرے خیمے مین آئے پوست گوسفند بچھایا اور روئی توم کر سارے بدن مین بسبب زخمون کے بیٹھی اُسی پر لیٹکر راہنے لگے اس داستان کا لکھنا تو منظور نہین صرف ناظرین کو پتہ دیا امیر و خواجہ سے اسی بات پر بگاڑ ہوتا ہی کیسی کیسی پریشانیان صاحبقران نے اُٹھائین مگر عمرو سے میل نہ کیا آخر بزرگان دین نے ملاپ کرایا مراد اس سے یہ تھی کہ شبرنگ بن عمرو قدمون سے لپٹ گیا کہا غلام ابھی جا کر یغما کو لاتا ہی کوئی دشمن گرفتار کر کے لے گیا ہی نور الدہر نے جھلا کر کہا چونکہ ہمارے قانون کے خلاف کیا اُسکا یہ بدلہ ملا لہذا تم جاؤ ہمکو خبر دو کہ کسنے گرفتار کیا ہم اُسکی فکر کرین اُسکا چاہنے والا ابھی جائیگا یہ باتین کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے تھے کہ نجم اخترشناس واسطے سلام کے اور واسطے استقبال کے آیا آکے قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار آپ کے حکم سے معذور تھے نہ حاضر ہو سکے ورنہ ان روباہ مزاجون کی مجال تھی کہ آپ سے لڑسکتے نور الدہر نے کہا ای نجم اس وقت ہمکو بڑا ملال ہی ہچشم کے طعن و تشنیع کا خیال ہی یہ واقعہ ضرور لکھا جائیگا یغما گئیں اور تمنے ٹاروکا ایک ابر پیدا ہوا سامنے جو درہ کوہ ہی اُسمین سے ظاہر ہوا تھا وہی گرفتار کر کے یغما کو لے گیا یہ سُن کر نجم اخترشناس رونے لگا کہا غلام کی تسکین جاتی رہی نظم

تری تلوار سے الفت ہی قاتل میری گردن کو	نہین آہن رُبا کھینچون جو مین ہر ایک آہن کو

جو منت کش ہین بہر غیر منعم اُسنے دبتے ہین
نظر آتا ہی یہ اُسکی شعاع حُسن کا عالم
نہ کیون ای شہسوار لہنا رکھون سرزیر سم ہردم
کسی پر مجھسے دنیا مین ستم دیکھا نہین جاتا
وطن مجھ بیقرار عشق سے چھوٹا تو بس چھوٹا
فلک کی سرد مہری سے ہوا ہی انقلاب ایسا
سر شوریدہ ناسخ یہ احسان آخری ہوگا

جھکائے کیون نہ پیش جام شیشہ اپنی گردن کو
کہ سب کہتے ہین پردہ کرکری کا اُسکی چلمن کو
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو
بجائے شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو
نکل کر جا نہین سکتا ہی پھر سیماب معدن کو
بنایا ہی زمستان رشک گلشن جیب سے گلخن کو +
بنائین گے جو سنگ کوہ دکان سے اُسکے مدفن کو

یہ کہکر چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار سب اُسکے دشمن ہو رہے ہین کہ آپکو مقام لوح تک پہونچایا اگر بقراط کے سامنے پہونچ جائیگی تو وہ فوراً قتل کر ڈالیگا غلام تلاش مین جاتا ہی نور الدہر نے جو نجم کو پریشان دیکھا غصہ اُتر گیا فرمایا کہ ای برادر تم اسقدر نہ گھبراؤ شبرنگ جائیگا جب خبر لیکر آئیگا اُس وقت جانا ای شبرنگ جلد جاؤ جسطرح سے بنے یغما کی خبر لاؤ نجم کا ہاتھ تھام لیا اپنا دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا فرمایا کہ ای نجم نہ گھبراؤ اگر مجکو خبر مل جائے کہ سامنے بقراط کے یغما موجود ہی تو بخدا فوراً جاؤنگا اور سامنے سے اُس ملعون کے رہا کرکے لاؤنگا اور سردار بھی آئے سکندر ثانی خود آئے نجم کو نور الدہر ساتھ لیکر چلے بارگاہ مین آئے شبرنگ واسطے خبر کے روانہ ہوا درہ کوہ پر آیا کچھ علامت نہ پائی اب شبرنگ گھبرایا کہ کہان جاؤن شبرنگ تو آوارہ پھر رہا ہی مگر نجم نے یہان دن تڑپ تڑپ کر کاٹا شب کو آکر پلنگ پر لیٹا تڑپ رہا ہی نیند نہین آتی تڑپتے تڑپتے جب پہر رات باقی رہی اُس وقت نیند آئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک مکان وسیع ہی اُسمین یغما ستون سے بندھی ہی بقراط ثانی خود سامنے بیٹھا ہی اور ایک جادوگر ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا ہی عرض کر رہا ہی کہ یا خداوند حضور نے جو میرا نام گرمخور رکھا ہی وہی آتش مزاجی مین نے دکھائی یہ ظالم کھڑی سحر کر رہی تھی لشکر حسان کو تباہ کرتی تھی ہزارہا لاشے پڑے تھے تب مین درہ کوہ مین گیا اور ابر آتش فشان تیار کیا اور ابر مین مین آگ بھردی اُسی ابر مین مین بھی چھپا ابر کو کڑکاتا ہوا

اسنے ابر کو دیکھا مگر کچھ خوف نہ کیا تب مین نے اسکو گرفتار کیا یہ حاضر ہی جو چاہیے سزا دیجیے بقراط بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای یغماے گوہر پوش ہمنے تمکو کیا حسن وجمال دیا سحر کا کمال دیا فتانۂ آفت خیز کے شکم مین تمکو جگہ دی مگر یغما کچھ جواب نہین دیتی ہی چشمہ چشم سے سیل اشک جاری ہی جیسے ہی یغماے گوہر پوش نے اپنے عاشق صادق کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھی نظم

وہ گل ہون رنج چمن چھوٹنا چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکل کر مجھے وطن سے ہوا
گل مراد دل عاشق پر ارمان ہون
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا
لباس گل کی اُڑین دھجیان گلستان مین
مقابلہ جو شہیدون کے پیرہن سے ہوا
کیا ہی پرزے جو دست جنون نے صحرا مین
عناد کیون یہ اُسے میرے پیرہن سے ہوا
نہ تھی خدا کی خدائی مین رسم خونریزی
رواج قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا
تمام عمر نہ چھوٹا دل اُس کے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا
چھڑایا نزع کے عالم نے درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم ومحن سے ہوا
رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا
جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا
قفس بسانے جو صیاد لے چلا مجکو
گلون سے مل کے مین رخصت چمن چمن سے ہوا
بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر بر مجھے
حساب پاک مرا عشق پنجتن سے ہوا

اس طرح کے اشعار جو یغما نے پڑھے نجم خواب مین بیقرار ہو گیا جھپٹ کر دوڑا کہ رہا کر دون اگر بن پڑے کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون تھوڑی دور چلا تھا کہ میز فرش کی ٹھوکر لگی مُنھ کے بھل گرا گھبرا کر آنکھ کھل گئی چیخین مار کر رونے لگا ارسطوے ثانی کے کان مین جو نجم کے رونے کی آواز آئی اُٹھ کر بے اختیار دوڑے خادم جو دروازے پر تھے اُنسے کہا کہ ارے کمبختو جاکر آقاے نامدار سے خبر کرو کہ نجم اختر شناس کو اس وقت کوئی صدمۂ عظیم پہونچا ہی کہ جو مثل عورتون کے رو رہا ہی خادم دوڑے ہوے گئے نورالدہر سو رہے تھے نگہبانون نے منع کیا کہ آج نہین معلوم کیا باعث تھا آقا کو نیند نہ آتی تھی ابھی آنکھ لگی ہی

ہم اندر نہ جانے دینگے خادمون نے کہا کہ ہمارا مالک بلک بلک کر رو رہا ہی اس عرصہ مین
ارسطوے ثانی آئے اور ایک طرف سے مربع نشین و شعلۂ جوالہ بھی پہونچین چلاکے جو
یہ لوگ بولے نورالدہر کی آنکھ کھل گئی آواز دی کہ کون فریاد کرتا ہی ہمارے سامنے بھیجو
تب خادم اندر گئے جاکر سامنے نورالدہر کے بیان کیا کہ ہمارے آقا کو آج نیند نہ آئی تھی
تھوڑا عرصہ ہوا کہ سوئے بیقرار ہو کر بیدار ہوے مثل عورتونکے چیخین مار مار کر روتے ہین
ارسطوے ثانی آئے اُنھون نے ہمکو حکم دیا کہ جاکر آقا سے اطلاع کرو اس وجہ سے غلام
حاضر ہوے نورالدہر اُٹھے خادمون کے ساتھ چلے اور افسران فوج نے سُنا وہ بھی
اپنی اپنی بارگاہون سے نکل آئے چالیس پچاس سردار جمع ہوگئے ہمراہ نورالدہر کے
بارگاہ نجم مین آئے دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش وغیرہ نجم اختر شناس کو سمجھا رہی ہین
اور حال پوچھتی ہین مگر نجم کچھ نہین کہتا یہی کہتا ہی کہ آقاے نامدار سے اطلاع کردو مین نے
عجب حال مین معشوقہ کو دیکھا مین اپنے اختیار سے باہر ہون کہ نورالدہر آکر پہونچے
نجم اُٹھ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار عجب حال مین معشوقہ کو دیکھا کہ ستون سے
بندھی ہی اور بقراط ثانی خود سامنے بیٹھا ہی بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای
یغما تمنے ہمارا کچھ خیال نہ کیا غلام جھپٹا کہ پنجے مین دباکر لے اُڑون ٹھوکر لگی گرا آنکھ
کھل گئی شبرنگ بھی ابھی پلٹکر نہین آیا اگر حکم ہو تو غلام جائے معشوقہ کو ڈھونڈھکر لائے
ورنہ یقین ہی کہ روح قالب سے نکل جائیگی طبیعت آرام نہ پائیگی نورالدہر نے کہا کہ
ای برادر مین خود قصر ہشت پہل کی طرف جاؤن نجم نے کہا کہ آقا یہ تو کبھی نہ ہونگا
بقراط ثانی کا مقابلہ نہایت دشوار ہی نورالدہر خاموش ہوے نجم اپنے مقام سے
اُٹھا پر پرواز پیدا کرکے تلاش مین معشوقہ کی چلا نورالدہر بارگاہ مین آکے بیٹھے
سکندر ثانی نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ آج رات سے طلسم کشا دربار مین آئے ہین
تاج سر پر رکھ کر دربار مین آئے آکر تخت پر بیٹھے نورالدہر نے کہا کہ ای سکندر ثانی
عجب معرکہ گذرا مجکو بھی نیند نہ آتی تھی جب آنکھ بند ہوئی تو یہی خواب دیکھا کہ بقراط
بیٹھا ہی اور یغما ستون سے بندھی ہی ایک ساحر سیہ رو بدخو پشت پر بقراط کے کھڑا ہوا حال

گرفتاری یغما کہ رہا ہی اور یغما رو رہی ہی اشکون سے مُنہ دھو رہی ہی اس عرصے مین
ملازمان نجم جو چلا کر بولے میری آنکھ کھل گئی سکندر ثانی نے کہا کہ ای شہریار غلام جاتا ہی
اور اگر بن پڑتا ہی تو یغما کو لیکر آتا ہی گرمخو جس ساحر کا نام ہی وہ بڑا ساحر زبردست ہی
نجم اُسپر غالب نہ آئیگا یہ کہکر سکندر تخت سے اُٹھے کچھ ہاتھ ہلائے اور آواز دی کہ ای
عقاب بلند پرواز جلد آؤ آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسپر سکندر سوار ہوے
یہ بھی چلے مگر یغما پہ یہ معرکہ گذرا جس حال سے نجم نے دیکھا اُسی طرح ساحر گرمخو گرفتار کرکے
یغما کو لے گیا مگر صورت زیبا دیکھکر مرگیا بقراط کا جب سامنا ہوا اور یغما نے کچھ جواب
نہ دیا تب بقراط ثانی نے حکم دیا کہ ای گرمخو اسکو یجا دُیہ مبتلاے سحر مسلمانان ہی جاکر
اسکو سمجھاؤ گرمخو کی تو یہی آرزو تھی اپنے باغ مین لایا منتین و خوشامدین کرنے لگا لیکن
یغما مبتلاے عشق نجم اختر شناس ہی اسکی نگاہون مین کوئی مرد نہین جچتا اور نہ کہ گرمخو
ایسا سیہ رو بدخو کریہ منظر بدسیر یغما نے جواب دیا ای گرمخو یہ کیا گستاخی ہی کہ جو میرے
ساتھ کرتے ہو طلسم کشا سے تو بہتر کوئی شخص نہین مگر مین نجم پر مائل تھی سواے بہ ارادہ
ملازمت و غمخواری اُکے جمال جہان آرا پر نگاہ نہین کی تو اپنے کو دیکھا ایسے کلمات نہ کہ مین
تیری قید مین ہون قتل کرنے کا تجھے اختیار ہی مین عاشق نجم اختر شناس ہون مجبور و
ناچار ہون جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مگر دم محبت کا نہ بھر اُدھر شبرنگ بھی پھرتا پھراتا اسی
باغ کے قریب پہونچا اپشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ یغما سامنے بیٹھی ہی
اور ایک ساحر سیہ رو بدخو منتین کر رہا ہی کنیزین کہتی ہین کہ ای یغماے گوہر پوش
تم شکر کرو ہمارے آقاے نامدار مشیران قدرت سے ہین ایسے کام انکے سپرد ہین کہ کسی
ساحر کو نہین سلے اُنھین عہدون پر مامور ہین تم فوراً وصل انکا قبول کرو مشیر قدرت کی
زوجہ مشہور ہوگی شبرنگ دیوار سے اُترا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ گرمخو بیٹھا
منتین کر رہا ہی کبھی قدمون پر سر رکھتا ہی مگر یغما وہی جواب دیتی ہی کہ مجھے قتل کرڈال مگر
ایسے کلمات زبان سے نہ نکال مین تیرا وصل ہرگز نہ قبول کرونگی کہ ایک کنیز واسطے رفع
حاجت کے گوشے مین آئی شبرنگ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مگر شبرنگ

نام اُس کنیز کا دریافت کرنا بھول گیا تھا دل مین کہتا ہو کہ ای شبرنگ تمنے اُس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے آکر پُکارا کہ ای گلبدن کس تردد مین کھڑی ہی چل تجکو شہنشاہ بُلاتے ہین شبرنگ سامنے حاضر ہوا گرمخو نے کہا کہ ای گلبدن آج تم اُداس کیون ہو دیکھتی ہو کہ ہم پریشان ہو رہے ہین کسی طرح سے یغما کو راضی کرو کہ وہ مجکو قبول کرے گلبدن نے کہا کہ یہ کونسی بات ہی ابھی مین جا کر اِسے سمجھا کے راضی کرتی ہون شبرنگ بصورت گلبدن سامنے یغما کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم ایسے ساحر کو آپ کیون نہین قبول کرتین کہ وہ آپ ایسی ساحرہ کو گرفتار کر لایا دیکھیے تو گرمخو کا کیا حال ہی یہ باتین چلا کر کہین چُپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین شبرنگ بن عمرو آپکی تلاش مین آیا ہون اب آپ راضی ہونا اپنا بیان کرین مین گا بجا کر اسکو شراب پلاؤن اور قتل کرون اور آپ کو رہا کر کے لیچلون یغما نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شبرنگ تم میرے حال سے بخوبی ماہر ہو کہ میرا دل قبضے مین نجم اخترشناس کے ہی جس دن سے طلسم کشا نے وعدہ عقد کا کیا قدرے تسکین ہوئی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین مین چاہتی ہون کہ اپنی جان دیدون اپنا خون اپنی گردن پر لون میری تو یہ صورت ہی نظم

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی — مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی + — آتش طور سے گرمی ترے بازار کی تھی
جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا + — صاف تصویر مرے دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہ دیوار — چھاؤن جبدم مرے سر پر تری دیوار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پاے نگہ کانٹون سے — رات دن دید مجھے گلشن بیخار کی تھی +
جن دنون گلشن رخسار ترا تھا بے خار — کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی
تھا تری نرگس میگون سے زمانہ بدمست — سُدھ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی +
چہرہ آتشکدہ ابرو تھے سو محراب حرم — گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی
صلح نامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے — نہ رہی جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کے تھی
ہو گیا سبزۂ خط اُسکا شفا کی بوٹی — اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی +

تھی نہ امید رہائی کی دلِ ناسخ کو ۰:۰ لاکھ زنجیر ترے گیسوے خمدار کی تھی

شبرنگ نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم سوا اسکے کوئی صورت جانبری کی نہین ہی اگر آپ
فرمائین تو اسکو شراب پلا کے مارلون ملکہ نے کہا کہ ای شبرنگ اگر کل کو عاشق صادق
میرا سنیگا تو کیا کہیگا مجھسے کچھ جواب نہ دیا جائیگا شبرنگ نے کہا کہ مین آپ کی جانب سے
کہتا ہون آپ اتنا فرمائیے گا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہی گلبدن میرا نام ہی یاد رکھیے گا ملکہ نے
ناچار ہو کر کہا کہ بھیا تمکو اختیار ہی شبرنگ بن عمرو ملکہ کو بچا کر کے ہنستا ہوا سامنے
گرمخو کے آیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ بڑے مورکھ ہین وہ تو خود آپ پر عاشق
ہی مگر کہتی ہی کہ گرمخو بڑا ظالم ہی ابتدا سے مجھپر ظلم و بدعت کرنا شروع کی جو دل
مین محبت تھی وہ مبدل بہ دشمنی ہوئی مگر خیر ای گلبدن تمنے جو بمنت پوچھا تو مین نے
بیان کیا بلا کر صحبت مین بٹھائیے تقریب شراب و کباب ہو کہ راحت بخش دلِ بیتاب ہو ہم تو
خیر خواہ دولت ہین سرکار کو آرام ملے ہم سر سے اور آنکھون سے کوشش کو موجود
ہین دو انچھر جو مین نے سُنائے کہ مشیر قدرت ہین تم زوجۂ مشیر قدرت مشہور ہوگی بس
کُھل پڑین اور یہ کہنے لگین کہ ایسا چاہنے والا مجکو کہان ملیگا جو حکم کرین وہ بجالاؤن
مگر ظلم سے ہاتھ اُٹھائین مجکو دیوانہ نہ بنائین لہذا اب ظلم و بدعت کا نام نہ لیجیے جسوقت
معشوقہ رضامند ہو جائے پھر آپ کو اختیار ہی اُسپر قبضہ تو کیجیے یہ سُنکر گرمخو خوش ہو گیا
کہا کہ ای گلبدن تمنے بڑا کار نمایان کیا مگر ایسا نہ ہو کہ مین زبان سے سوزن نکالون
اور وہ فساد برپا کرے شبرنگ نے کہا کہ نہین حضور اگر اُن کو مار کر نکالیے گا تو بھی وہ
نہ نکلین گی حکم ہو تو مین جاؤن اور صحبت سرکار مین رہا کے لاؤن گرمخو نے پُکار کے کہا
کہ ای ملکۂ عالم گلبدن کیا کہتی ہی ملکہ نے مسکرا کر سر ہلا دیا اب گرمخو نے شبرنگ کو
اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال کر میری خدمت مین لا شبرنگ نے جا کر زبان سے
سوزن نکالی ملکہ نے کہا کہ اگر بگڑ جاؤن تو کیا روک سکتا ہی شبرنگ نے کہا کہ تامل فرمائیے
شاید فساد ڈھے کچھ رنگ بگڑ جائے مین ابھی اسکو مار لونگا ملکہ مجبور و ناچار ہو کر پہلو مین
اُس بیحیا کے آکر بیٹھین مگر بیٹھنا نہایت شاق ہی دل ملاقات نجم کا مشتاق ہی گرمخو ہنس ہنسکر

باتین کرنے لگا مگر ملکہ مجبور و ناچار ہین قہر درویش بجان درویش مسکرا مسکرا کر گرمخو کو
جواب دیتی ہین شبرنگ نے بایان کھینچا گنگنا کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کچھ اشعار
گاؤن کہ لطف حاصل ہو اور اشارہ سے کہا کہ گانے سے معشوقہ بھی راضی ہوگی گرمخو
نے اشارہ کیا کہ ای گلبدن تمھین اختیار ہی تم تو میری کلید عقل ہو شبرنگ نے
سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنا شروع کیا اور یہ اشعار گانے لگا نظم

محال ہجر کی شب ایک پل ہی نیند آنا +
اگر رہا نہین کرتا تو ذبح کر صیاد +
خدا سے ڈر نکر اتنا بھی ظلم ای صیاد +
رہین کلیم سے یہ لنترانیان صاحب +
ادھر تو دیکھو سنو تو ابھی حیا نہ کرو
خدا ہی جانے پری ہو کہ حور ہو کہ بشر
تمھارا دل جو کسی پر نہ آئے کیا معنی
خزان قریب ہی فصل بہار آخر ہی +
رحیم تم ہو تمھارہ اگنہگار ہون مین
ہر ایک سچ تو یہ ہی سامنا ہی آفت کا +

غضب ہی نرگسی آنکھون سے آنکھ لڑجانا
کہ ایسے جینے سے بہتر ہی اب تو مرجانا
کہ ہم اسیرون کا اچھا نہین ہی پھڑکانا
نکل ہی جائیگا دم مجھسے یہ نہ فرمانا +
جب آؤ گے مری آغوش مین تو شرمانا
دیا تو دل تمھین لیکن نہین ہی پچھتانا +
یہ خالی جائیگا ناحق کسی کو تڑپانا +
چمن مین پھول کے تم ای گلو نہ اترانا
ملائکہ سے نہ تعزیر مجھکو دلوانا +
کسی پہ دل کا بھی آنا ہی جان کا جانا

جب یہ اشعار اس طرح پر شبرنگ نے گائے گرمخو بہت خوش ہوا موتیون کا مالا گلے
سے اتار کر دیا کہا کہ ای گلبدن تم آٹھ پہر ہمارے ساتھ رہو تمھاری ایسی پرورش
کرینگے کہ تم بہت خوش ہوگی تنخواہ بڑھائین گے عہدۂ جلیل دین گے کہ سب اپنی اپنی
جگہ پر رشک کرین شبرنگ نے کہا کہ ہماری عزت و آبرو آپ کے اختیار مین ہی
اب دورۂ جام شروع کرتی ہون یہ کہکر جام بھر اگھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی ہاتھ
پھیر کر لعبا کو دیا کہ لو ملکہ عاشق کو اپنے شراب پلاؤ ملکہ نے وہ جام گرمخو کے سامنے
کیا گرمخو نہال ہو گیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا طائر آشیانون سے نکلکر زمزمہ سرائی
کرنے لگے مگر ایسا مبہوت ہو رہا ہی کہ طائرون کی زمزمہ سرائی کا کچھ خیال نہ کیا جام کو

ہونٹھون سے لگایا جب تو ایک عندلیب بدنصیب اپنے آشیانے سے اُڑی جام پر اپنا عکس ڈالا
جیسے ہی عکس عندلیب جام پر پڑا شراب جوش مارنے لگی جوش مار کر اُڑ گئی گرمخو نے جام
شبرنگ پر پھینک مارا جام شعلہ بنکر گرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی
شبرنگ کی نکل آئی شبرنگ نے چاہا کو دپھاند کر نکل جاؤن بدن مین طاقت نہ پائی
پاؤن زمین نے تھام لیے اب شبرنگ ناچار ہوا گرمخو تیغ کھینچ کر اُٹھا کہا او عیار مکار
تو یہانتک کیونکر آیا شبرنگ نے کہا کہ مین ہمیشہ سے چاہتا تھا کہ کسی ساحر زبردست
کا مطیع و منقاد ہون خداوند بقراط ثانی نے آپ تک پہونچایا آج مجکو معلوم ہوا
کہ ساحر ایسے ہوتے ہین بہ مین قصد کر رہا تھا کہ اگر آپ شراب پیجائین تو مین قدمون پر گرون
مگر آپ بڑے ہوشیار رہے حقیقت مین آپ کا مثل نہین ہین چاہتا ہون کہ مجھے ملازم کیجیے
گرمخو نے غصہ سے کہا کہ او مکار اب مین تیری بات کب مانونگا تیرے کہنے کو کیا سچ جانونگا
تو عیار مکار ہی تلوار کھینچ کر اُٹھا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون مگر کنیزین ہاتھ تھام لیتی ہین اور
کہتی ہین کہ ای شہنشاہ کتب سوانحات مین مرقوم ہی کہ جو کوئی مسلمان کو قتل کریگا وہ
بحسرت و یاس مارا جائیگا آپ صاحب اختیار ہین جلاد کو بلائیے مگر ملکہ یغما نے جو
دیکھا کہ یہ بیچارا شبرنگ کو قتل کرتا ہی دل مین کہا کہ ای یغما شبرنگ نے کوئی بات اُٹھا
نہین رکھی مگر تقدیر برائی پر ہو تو وہ کیا کرے لہذا اُٹھ کر اس بےحیا سے مقابلہ کرو
اگر اسکو مارا تو زندگی ہی اور اگر جان دی تو موت ہی لطف زندگی فوت ہی یہ سوچ کر
اپنے مقام سے اُٹھی گرمخو نے کہا کہ کیون ملکہ کہان چلین کہا ذرا مین واسطے رفع حاجت
کے جاؤنگی گرمخو کو کچھ بن نہ پڑا خاموش ہو رہا ملکہ نے فرش سے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ آگ
برسنے لگی کئی سو کنیزین جلین جو شعلے گرمخو پر آتے ہین یہ اُنکو ہاتھون سے دفع کرتا ہی جب
خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی شعلہ گرے اور مجکو بھی جلا دے تو اُٹھ کر اسنے آواز دی کہ
ای آتشچہ اس ریگانہ کو بتا دہی ابر آتش فشان آسمان پر آیا آگ برسنے لگی کئی پنجے ابر
سے یغما پر گرے یغما نے اُن پنجون کو جلا دیا جب گرمخو نے دیکھا کہ پنجہ ہاے سحر نے دستگیری
نہ کی نخلستان کی جانب متوجہ ہوا آواز دی کہ ای پرواز بلند آؤ از تم اسوقت مین

مدد کر د اس عورت کو گرفتار کرا دو ایسا نہو کہ یہ لڑ بھڑ کر نکل جائے تو میری جان پر بنے کوئی حال ہو مگر معشوقہ تو روبرو نگاہ کے رہے ہر چند کہ دل پر ابر غم و الم چھایا ہو مگر اسکی محبت نے بیقرار کیا ہی یہ پکار کر جو گرمخو نے کہا تمام طائر آشیانون سے اُڑے اور گرد سر یغما چرخ مارنے لگے جب یغما نے دیکھا کہ طاقت کم ہونے لگی تو پکار کر آواز دی ای زور آور جلد آ ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا سر پر یغما کے چرخ مارا اُن طائرونکو کاٹنے لگا وہ طائر بھاگنے لگے سر پر ملکہ کے آکر اُس طائر نے ایک چیخ ماری شعلہ مُنہ سے نکلا طائر جل کر خاک ہوا وہ خاک سر پر یغما کے گری یغما کے ہاتھ پاؤن مین قوت آگئی ہر مرتبہ یغما شبرنگ پر سے سحر اُتارتی ہی مگر گرمخو پھر اشارہ کر دیتا ہی پاؤن زمین تھام لیتی ہی یغما نے پھر اشارہ کیا کہ ای شبرنگ جست و خیز کر کے نکل جاؤ مین سحر اُتارتی ہون یہ کہکر یغما نے ایک دو ہتھڑ زمین پر ملا شبرنگ کے پاؤن چھوٹے تھے قصد تھا کہ اُٹھ کر بھاگون پھر گرمخو نے سحر کیا اور آواز دی کہ ای آتشتجز مقام افسوس ہی کہ عیار نکلا جاتا ہی اسکو روکے رہو اگر نکل جائیگا تو بڑا حرج ہوگا جیسے ہی گرمخو نے پکار کر کہا ابر سے شعلہ سر پر گرا کہ شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اور دل بھی شبرنگ کا نہین چاہتا کہ عورت تو لڑ رہی ہی اور مین بھاگ جاؤن کیسی بدنامی کی بات ہی عیاران دست چپی ہنسین گے دنا ٹا سحر کا بلند ہی ابر آتش فشان سے آگ برس رہی ہی جب یغما سحر کرتی ہی تو ایک صدائے ہیبتناک بلند ہوتی ہی لیکن قضائے کار نجم اختر شناس جو تلاش مین نکلا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک ابر آگ برسا رہا ہی اور دنا ٹے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ کسی مقام پر ساحر لڑ رہے ہین جھپٹ کر ابر کے قریب آیا دیکھا کہ یغما گرمخو سے لڑ رہی ہی شبرنگ مبتلا بہ بلا بیٹھا ہی مگر مجبور و ناچار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سحر کو یغما کے دیکھ رہا ہی اور دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ظلم سے بچالے نظم

میکشد شام و سحر بار ریاضت آدمی	ہست در دنیا عجب پابند آفت آدمی
بیشمار در ہیچ غیر از ذات حق ہر چیز را	گر شود واقف ز اسرار حقیقت آدمی

پاے صبرش از ہوا و حرص کی لغزد زجا — گر بود قایم بپاے استقامت آدمی
کی بدست آید ز نعمت خانۂ روزی رسان — لقمۂ زاید اگر خواہد ز قسمت آدمی
سازدش گر حضرت حق دیدۂ حق بین عطا — صورت حق بیند از ہر شکل و صورت آدمی

نجم اختر شناس ابر آتش فشان کے قریب تھرّا رہا ہی گرمخو نے دیکھا کہ میرا سحر یغما پر تاثیر نہین کرتا دوڑ کر ایک وہ پتھر زمین پر مارا کہ ابر لہرا کر گرا یغماے گوہر پوش اُس ابر مین مخفی ہوئی نجم اختر شناس نے اُس وقت بیتاب ہو کر نعرہ کیا باش او گرمخو تو نے یہ کیا حرکت کی کہ معشوقہ کو میری شعلہاے آتش مین چھپایا اب شبرنگ کے قریب نہ جانا یہ کہکر تڑپ کر گرا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے شعلہ ہاے آتش بجھائے اور یغما کو شعلہ ہاے آتش سے نکالا اور ہاتھ ہلا دیا کہ شبرنگ کے ہاتھ پانون مین طاقت آئی یہ عیار طرار جست کر کے بھاگا اب تو گرمخو گھبرایا کہ میرا قیدی بھی رہا ہو گیا تلوار کھینچکر دوڑا جانتا تھا کہ یہ معشوقہ کو لے جائیگا یہ سوچ کر نجم اختر شناس پر ہاتھ تلوار کا مارا نجم کب رُکنے والا ہی آفتاب عالمتاب ساحری ماہتاب آسمان برتری جیسے ہی گرمخو نے ہاتھ تلوار کا مارا اس نے بیخوف کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک تمانچہ مارا کہ گرمخو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گرتے ہی اسنے ایک چیخ ماری گوشہ ہاے باغ سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے آکر یغما اور نجم پر بلوہ کیا نجم اختر شناس اُنکو قتل کر رہا ہی یغما نے جو دیکھا کہ نجم گھرا ہوا ہی ہزار ہا ساحر چلا آتا ہی اور نجم پہ حملے کر رہے ہین گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک غول پر پھینک مارا اور آواز دی کہ اے بہار رنگین پوش انکو لینا کئی ہزار ساحر جو اُس طرف سے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ہواے سرد چلی گل و غنچے پُر بہار ہوے نخل جھومنے لگے وہ ساحر حیران ہو کر بہار باغ کو دیکھتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھتے تھے نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پُر نور سے — ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے
زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے — مے ٹپکتی ہی مرے ہر زخم کے انگور سے
کسکے دانتونکی چمک کا دھیان ہی جو رات دن — متصل آتے ہین آنسو سُبحۂ بلّور سے

آدمی کوئی نہین مثلِ سگِ اصحاب کہف — ہین سگِ دنیا ہزارون بلعم باعور سے
ہون حسینون کے ستم سے جان بلب تو غم نہین — ہو سقر کا طور جنت مین نہ جو رجور سے
چاند کو اپنا مشابہ دیکھ کر کہنے لگا + — ہینے عکس آئنہ گردون پہ دیکھا دور سے
کب ہوا ہر سیہ کے سامنے روشن چراغ — بھاگتا ہی آفتاب اپنی شبِ دیجور سے
دستِ وحشت سے ہی اب جیبِ صبوری تار تار — پیرہن جلدی اُتار اپنے تنِ پُر نور سے
فصلِ گُل کرتی ہی بالیدہ برنگ گُل مجھے — جامۂ وحشت زیادہ ہو دراد ستور سے
اُسمین ہی آبِ بقا اور اسمین ہی زہرِ فنا — کیا ہی ظلمت کو مثال اپنی شبِ دیجور سے
پیرزن نے کوہکن کا کام آخر کر دیا + — اُنکا کچھ بھی بس نہین چلتا ہی ہرگز زور سے
پاشکستہ جو ہی کرتا ہی جہان مین سلطنت — یہ صدا آتی ہی ہر دم تربتِ تیمور سے
وصف لب کرتا ہون اک برقِ تجلی کارقم — بہرِ خامہ شاخ منگوائی ہی نخلِ طور سے

نجم اختر شناس نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ گُل و غنچہ شعلہ ہای آتش بن گئے اُن ساحرون پر گرنے لگے مگر گرمخو گھبرایا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا ہی کہ پہلوی باغ سے ایک شیر پیدا ہوا ہرچند گرمخو نے چاہا کہ بھاگون شیر نے جست کرکے گردن لی چیر پھاڑ کے گرمخو کو پھینک دیا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گرمخوی جادو بود نجم اختر شناس نے معشوقہ کو گلے سے لگایا شبرنگ کو ڈھونڈھا کہین نہ پایا دونون عاشق و معشوق باغ سے نکل کر چلے جب باغ سے نکلے ایک طرف سے ہوای گرم آئی نجم کو معلوم ہوا کہ چہرہ پھُک گیا نجم چارون طرف دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر دور سے شعلہ ہای آتش چھوڑتا ہوا آتا ہی اور پکارتا ہی کہ اُس ظالم کو تو مین نے پکڑ لیا میرے پاس قید ہی اُسکو تو قتل کرونگا اور تو میرے بھائی کے قتل کا باعث ہوا نجم نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک زنگی سیہ رو و تیرہ درون شبرنگ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا ہی خنجر ہاتھ مین لیے قتل کیا چاہتا ہی شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

شو بشکل خاک ای خاکی خموش + — ہر زمان چون آب در آتش مجوش

نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی
ہر نیکی ای نکو کردار کوش

در جہان باشد ہمیشہ سرنگون
بار دنیا ہر کہ بردارد بدوش

اہلِ دل داند برابر جنبش و غم
مرد حق یکسان شمارد نیش و نوش

گر رسد لیکن بگوشش این صدا
ہر کہ دارد پنبۂ غفلت بگوش

اہل غفلت ہست غافل از خدا
میگذارد عمر خود در ناؤ نوش

ہست حق غفار و ستار العیوب
عاصیان را پردہ دار و پردہ پوش

آسمان در پیش حکمش سرنگون
مہر و مہ شام و سحر حلقہ بگوش

ہست در اظہار وحدانیتش
خلق در جوش و زمانہ در خروش

شرح توحید خداے لایزال
کی توانی کردن ای ہندی خموش

اُس ساحر نے آواز دی کہ منم آتشخو برادر گرمخو یہ کہکر منھ سے شعلۂ آتش چھوڑے نجم پر آگ برسنے لگی مگر نجم اختر شناس ایسے ایسے سحرون کو کب مانتا ہی یغما سے اشارہ کیا کہ شبرنگ کو تم رہا کرو مین اسکو دیکھ بھال لون یہ کہکر آتشخو کی طرف متوجہ ہوے اُسکی آگ کو بجھایا اُس پر پانی برسایا ایک سل برف کی گرائی کہ وہ ٹھنڈا ہوا اُدھر یغماے گوہر پوش نے جاکر اُس زنگی کو مارا اُسکو مارکر شبرنگ کو رہا کیا پھر دونون چلے شبرنگ آگے بڑھگیا صحرا مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین زلفین عنبرین عارض پر بل کر رہی ہین مسکراتی ہی تو گوہر دندان سے برق چمکتی ہی کہ تمام صحرا مین روشنی ہو جاتی ہی جب زلفین ہلاتی ہی تو شبِ تار عاشق کا سامان دکھائی دیتا ہی شبرنگ اُسکو دیکھکر بیقرار ہوگیا وہ نازنین قریب آئی شبرنگ کو اشارہ کیا کہ ہمارے ساتھ چلو باغ مین گلہاے زنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین آمد موسم بہار ہی شبرنگ ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکے ایک باغ ملا نہایت پُربہار طائران زمزمہ سرا کی پکار طائر پر کھولے ہوے پرواز کرتے ہین اِس شجر سے اُس شجر پر جاتے ہین پہلوے گُل مین پھول پھول کر بیٹھتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ ای بانی بناے بہار و خزان اس باغ کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھ کسی کو خار نہ پہونچے اور نہ کسی کو بخار آئے وہ

نازنین شبرنگ کو ساتھ لیے ہوے مسند پر آکے بیٹھی شبرنگ سے کہا کہ ای عیار طرار تم فرزند عمرو نامدار ہو مناسب یہ ہی کہ کچھ گانا سناؤ علم موسیقی مین تمھارے والد کی دھوم ہی شبرنگ نے کہا کہ بہت اچھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نہین پہونچتے جو نالے ہین ہمصفیرونکے
سرحصول یہ عادت یہان بھی ہی قاتل
کرے تو سلسلۂ زلف مین اگر داخل
بڑھا محیط مرے جوش اشک سے ایسا
یہ انقلاب کیا تو نے چرخ مینائی
جواب خط مین نہ پرزہ کبھی لکھا اُسنے
نظر کب اُنکی رگ گل پہ پڑتی ہی ای گل
مجھے تو کہتے ہین پروانہ اور آپکو شمع
اگر حسین ہو فقیر اُسکے بندے ہین ناسخ

قفس کیطرح سے دل چاک ہین اسیرونکے
جو رشک بال ہما بر ہین تیرے تیرونکے
مرید تا کہ بیعت ہون سارے پیرونکے
کہ اب نشان نظر آتے نہین جزیرونکے
کہ تھے جو ساغر می کاسے ہین فقیرونکے
اور اُلٹے پرزے اُڑائے مرے سفیرونکے
جو شیفتہ ہین ترے ہاتھ کی لکیرونکے
مزاج گرم ہین کسقدر جوان شریرونکے
نہ ہم ہین شاہونکے مشتاق نہ وزیرونکے

قضاے کار نجم اخترشناس و یغماے گوہرپوش جو باتین کرتے ہوے آتے تھے آواز شبرنگ کے گانے کی کان مین پڑی نجم نے کہا کہ ای یغماے گوہرپوش معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا کی حاکم نے شبرنگ بن عمرو کو گرفتار کرلیا چل کر اُسکی خبر لو نجم اخترشناس باغ مین آیا ہوا جو ٹھنڈھی لگی اسکا بھی مزاج بدلنے لگا نجم نے کہا کہ ملکہ یغما مزاج کچھ برا تبدیل ہوتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سحر نے اُسکے تاثیر کی یہ کہکر کچھ ایسا سحر کیا کہ برق گری طائرون کے سر قلم ہوے نخل کٹ کٹ کر گرنے لگے اُس نازنین نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طائرون کے سر کٹے اور چند نخل گرے گھبراکر اُٹھی کہا کہ تم یہین بیٹھے رہو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی باغی آیا اُسے باغ کو دیکھ کر غار ہوا کئی سو طائرون کے سر کٹے نخل بھی چند گرے لہذا اب مین جاکر اُسکو روکون جھلاکر اُٹھی نجم اخترشناس کو جو آتے دیکھا گھبراگئی نجم نے للکار کر آواز دی کہ او گلپوش تو نے بڑی گستاخی کی کہ عیار طرار کو گرفتار کیا لہذا اُسے چھوڑ دے اُسنے ہاتھ چمکائے اور

مسکرائی برق تڑپ کر نجم پر گری نجم نے برق کو کاٹا تیغ قریب کھڑی تھی اُسکو بچایا جھولی
سے گولہ نکالا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا کھینچ مارا کہ وہ گولہ سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا
باغ جلنے لگا دیوار بن گر گئین سارا باغ ویران ہوا جا بجا جز زاغ و زغن تھے وہ نابود ہوئے
اب شبرنگ اُٹھ کر سامنے آیا نجم اختر شناس نے کہا کہ ای شبرنگ اب ہمارے ساتھ
چلو الگ نہ چلو کیونکہ یہ سب صحرا اسی طریقے سے بنین گے ہم دیکھتے بھالتے چلین گے تینون
ساتھ چلے یہان حستان فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا سامنے ایک صحرا تھا اُس کو
سکندر ثانی دیکھ کر پلٹ آئے تھے رونے لگے کہا کہ ای شہریار بندہ زادہ غلام کا
اس صحرا مین قید ہی غلام وہان جاتا ہی کہ اُسکو رہا کر کے لاؤن طاؤس تاجدار
اُسکا نام ہی جب سکندر ثانی چلے تو ان کے ساتھ مربع نشین اور شعلۂ جوالہ
اور ہمامے مرصع پوش و ارسطوے ثانی بھی ہمراہ ہوے ہرچند سکندر ثانی
نے منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مگر ان لوگون نے نہ مانا عرض کی کہ ای شہریار
مقام افسوس ہی کہ حضور جائین اور نمکخوار ساتھ نہ ہون یہ کہکر سب ساتھ ہوے
سکندر ثانی اُس طرف گئے یہان دونون لشکرون مین طبل جنگی بج چکے ہین تیاریان
جنگ کی ہو رہی ہین حستان فیل سوار طہماس سے لڑا تھا نور الدہر طہماس کو
رہا کر کے لائے حستان کو خوف ہی مگر جب یہ خبر اسنے سُنی کہ سکندر ثانی کسی وجہ
سے کہین گئے ہین لشکر مین نور الدہر کے کوئی ساحر نہین ہی جلدی سے ایک نامہ
کیمیاے طلا گر کو لکھا کہ وہ اس صحرا کی حاکم ہی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم میری
آکر مدد کیجیے کیمیا کو جو یہ نامہ پہونچا رات ہی کو آئی اسنے وعدہ کیا کہ آپ پہلوان کو
للکاریے گا مین سحر کرونگی اُس کا زور گھٹاؤنگی آپ کا زور بڑھاؤنگی یہان طہماس
کو بڑا قلق ہی کہ میرے زور مین میرا کوٹھا اُتر گیا افسوس ہی کہ اس ملعون نے مجکو
گرفتار کیا اور میرے آقا نے مجکو رہا کیا مین کل پھر مقابلہ کرونگا چار پہر رات گذر کر
اب وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے مشرق سے نکلا اور میدان مین
چرخ زبرجدی کے آکر خم مارا تمام میدان منور اور نورانی ہو گیا اُس طرف سے

حسان فیل سوار بافوج گران آیا کیمیا ایک نخل پر عقاب بن کے بیٹھی حسان فیل سوار
میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے نورالدہر نے
قصد کیا تھا کہ نکلون طہماس قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ حضور ارادہ نہ کرین
غلام کا یہ حریف ہی یہ کہکر طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر کو کچھ نہ بن پڑا فرمایا
کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا طہماس مقابلۂ حسان مین آیا مگر کیمیا بشکل عقاب ایک
نخل کی شاخ پر بیٹھی ہی سحر کر رہی ہی طہماس نے دیکھا کہ گینڈا روانی مین کمی کرتا ہی
اور ہاتھ پاؤن مین بھی رعشہ معلوم ہوتا ہی بمشکل تمام مقابلۂ حسان مین پہونچے
حسان نے کہا کہ ای طہماس تم پھر میرے مقابلے مین آئے طہماس نے کہا کہ مین تمسے کیا
زیر ہوا تھا بلکہ میرا کوٹھا اُتر گیا اُسمین تم نے مجھے گرفتار کیا میرے آقا نے بیکہ و تنہا جاکے
رہا کیا اُس وقت کچھ ایسا انتظام کیا ہوتا کہ آقا کو روکتے حسان فیل سوار نے
نیزہ مارا طہماس نے چاہا نیزہ توڑ دون مگر ہاتھ نے قوت نہ دی شانے پر نیزہ پڑا
کہ شانہ نشانہ ہوا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس کا گینڈا مارا گیا حسان نے اپنے
گینڈے پر سے بہ آسانی چند ساعت مین طہماس کو گرفتار کیا طہماس کو لشکر مین بھیجا
آپ گینڈے کو مہمیز کیا نورالدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون کہ لشکر پر آگ برسنے لگی
ایک ابر تیرہ و تار بھی اُٹھا اُس سے پانی برسا جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوکر گر پڑا
نورالدہر تو محفوظ ہین کہ ان کے گلے مین لوح محفوظ ہی جس مقام پر یہ کھڑے ہین
نہ وہان پر پانی پڑتا ہی اور نہ وہان آگ گرتی ہی پانی اور آگ دور برس رہے ہین
نورالدہر بیقرار ہین اب کیمیا نے جانا کہ مین نے سب کو کشتہ کیا سحر میرا اکسیر ہی
مسلمانون کے قتل کی خوب تدبیر ہی کُھل کے سحر کرنے لگی شاخ سے بشکل اصلی اُتر کر
زمین پر آگئی جو لوگ محفوظ ہین وہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے
خالق کون و مکان وای رب دوجہان اس آفت ناگہانی سے نجات دے نظم

در اُمید بمفتاح لطف تو مفتوح — کشادہ از تو بروے زمانہ باب فتوح
شود بفضل تو گلزار نار ابراہیم — نجات یافت ز گرداب آب کشتی نوح

نمود لطف مزیدت زیادہ رتبۂ خاک	کہ شد ز نورِ تو در روے ظہور جلوۂ روح
دوبارہ تا بقیامت نیاید اندر ہوش	ہر آنکہ گشت بعشق تو مست جام صبوح
جہان بشغل تو شاغل ہمیشہ ای قدوس +	زبانہ ذاکر تسبیح تست یا سبوح +
بآب لطف ز ہر سینہ کینہ میشوئی +	بری ز آئینۂ جسم و روح گرد قبوح
ز ہر گناہ بکن توبہ در جہان ہندی	کہ از عذاب شوی رستگار مثل نصوح

تمام لشکر پکارتا ہی کہ ای حاکم گرم و سرد اس آفت سے بچالے اس آگ و پانی سے ہم کو
نجات دے کیسی لشکر مین بیقراری ہی کہ معاذ اللہ اور کیمیا بزور سحر کر رہی ہی کوئی اسکا
روکنے والا نہین ہی کیمیا نخل سے بشکل اصلی اُتر آئی ہی آگے آگے آپ پیچھے پیچھے
حسان اور اسکا لشکر بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہی منظور یہ ہی کہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین
اسوجہ سے سرداران لشکر نور الدہر اور گھبرائے ہوے ہین ہر چند کہ نور الدہر
جس مقام پر کھڑے ہوے ہین وہان پر نہ تو آگ گرتی ہی اور نہ پانی برستا ہی مگر نور الدہر
اپنے لشکر کا حال دیکھ کر پریشان ہین کہ دیکھا حسان لشکر سمیت آتا ہی فرمایا ای اہل لشکر
تمھین خدا کے سپرد کیا مین اس نامرد کو روکنے جاتا ہون یہ کہکر نور الدہر لشکر سے
نکلے سامنے حسان کے پہونچے فرمایا کہ او مکار اسی منھ پر دعویٰ پہلوانی کا کہ ساحرہ
سحر سامنے کر رہی ہی اور اس وقت مین تو لشکر لیکر چلا ہی تجکو غیرت نہین آتی حسان
نے منھ پھیر لیا کیمیا کی طرف اشارہ کیا کیمیا نے حسان کو پیچھے ہٹایا یہ تو اپنے لشکر مین
آملا کیمیا نے بڑھکر نور الدہر پر سحر کیا آگ برسائی تلوارین گرائین تیرون کی بوچھار
کردی مگر کوئی چیز جسم پر نور الدہر کے نہ پڑی کیمیا حیران ہی کہ مین تو کیمیا ہون یہ کیا
اکسیر ہی کہ سحر میرا تاثیر نہین کرتا ہاے کیا کرون دمبدم کف افسوس ملتی ہی کہتی ہی کہ ہاے
کیا تدبیر کرون کہ سحر تاثیر کرے اہل اسلام بیہوش ہین بھنے تڑپ رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اڑی نجم اختر شناس و شبرنگ بن عمرو و ملکہ یغماے گوہر پوش سامنے سے
ہویدا ہوے نجم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دور سے نور الدہر کو دیکھا کہ میدان مین
کھڑے ہوے حسان کو للکار رہے ہین اور حسان اپنی صف پر ہی ایک جادوگرنی

سیہ رو کہ یہ منظر سحر کر رہی ہی اس زور و شور سے سحر کرتی ہی کہ زمین کانپ جاتی ہی نجم نے
وہین سے نعرہ کیا کہ او ساحرہ کیا بیہودہ حرکت کرتی ہی غیر ساحرون پر سحر کرتی ہی اور
آقاے نامدار پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر اول نجم نے سحر کیا کہ لشکر پر پانی برسنا شروع ہوا
اور آگ برسنا موقوف ہوئی جو لوگ گر پڑے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھے فوج حسان پر
چلے سب سے زیادہ گرفتاری طہماس کا خیال ہی ہر ایک کو یہی ملال ہی کہ ایسا نہ ہو
طہماس کو جا کر یہ بے حیا قتل کر ڈالے تو باعث خرابی کا ہو لشکر نور الدہر کی اسی سے
زینت ہی نجم نے بڑھ کر ساحرہ کو للکارا اور کہا او لگا نہ اب تو سحر کر کہ مین جواب دون
کیمیا نے جو دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن نجم نے جو یہ معرکہ دیکھا
پکار کر آواز دی کہ او بے حیا اب یہان سے تو نہ جا سکیگی اب مین تجکو کیا زندہ چھوڑونگا
مگر حال سکندر ثانی تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ جو اپنے فرزند طاؤس تاجدار کی رہائی
کو چلے تھے جب صحرا مین پہونچے دھوپ کو ایسا گرم پایا کہ جو ذرہ بدن پر پڑتا ہی تو آبلہ
پڑ جاتا ہی پاؤن جلنے لگے یقین ہی کہ موجہ ریگ کفش پا کو کاٹ دیگا لباس جلنے لگا جب
سب پسینے پسینے ہوے کہین سایہ معلوم نہین ہوتا تب شعلہ جوالہ نے عرض کی کہ ای
شہریار اب اس گرمی سے کیونکر جان بچیگی ہم سب نہایت پریشان ہین مربع نشین
نے بڑھ کر سحر کیا کہ پانی برسنے لگا ہوا ٹھنڈھی چلی پسینہ خشک ہوا ارسطوے ثانی
نے بھی بڑھ کر سحر کیا اور آواز دی کہ او مکارہ اس سے کیا فائدہ سامنے آکر مجھسے
مقابلہ کر کئی مرتبہ ارسطوے ثانی نے سحر کیا نہ کچھ آواز آئی اور نہ کوئی جادوگر
سامنے آیا سکندر ثانی نے کہا کہ ای ارسطوے ثانی اس سحر سے کیا ہوگا اس
صحرا کا حاکم مفتون جادو ہی وہ ہمہ دان اور ہمہ گیر ہی مین سحر کر کے قیدخانے کو
ظاہر کرتا ہون یہ کہکر سکندر ثانی نے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک دناٹا ہوا تھوڑی دیر
تک اندھیرا رہا بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک قصر سیاہ ہی دروازے پر اُسکے
کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین اُن ساحرون نے جو سکندر ثانی کو دیکھا سحر کرتے ہوے
اُٹھے تھے کہ ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر ہاتھون مین جو گرے بچھو لونگ تھے پھینک مارے

سکندر نے بھی اس سحر مین شرکت کی وہ سب جادوگر بدحواس ہوے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیے اور بلبلانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر چلانے لگے نظم

[illegible]

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے — وصل کے نام سے اب چڑھتے ہین تیور اُلٹے
بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے — خط یہان آئے دہان شکوونکے دفتر اُلٹے
میکشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس — سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے
کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح — شب تو اریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے
قصر محبوب مین ہر سو جو پڑے تھے پردے — میری آہون نے وہ سب آج برابر اُلٹے
باغبانونکو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا — فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے
ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو + — آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے +
تو تو اقرار رہائی کا کیا کرتا تھا + — اُسپہ صیاد مرے قطع کیے پر اُلٹے +
جیسا اُلٹا ہین پھر اُسکے در دولت سے — اسطرح سے بھی کسی کا نہ مقدر اُلٹے +
ٹوٹتا ہی کوئی تارا تو سمجھتا ہون یہ مین — چرخ سے ہو کے شرر آہ کے اخگر اُلٹے
غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہجر یہ — خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

وہ ساحر تو سب بھاگ گئے جاکر پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے کچھ چشمون مین گر کر ٹھنڈے ہوے سکندر جھپٹ کر اُس در سیاہ پر آئے ایک لات ماری کہ پھاٹک گرا دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی مگر ہر مرتبہ زانو پر ہاتھ مارتی ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ جو میرے بیر پلٹے آتے ہین سکندر ثانی نے للکارا کہ او مفتون اُٹھ مین تیرا تعلیم کرنے والا آیا وہ جادوگرنی اپنے مقام سے اُٹھی اور پکار کر آواز دی ای بادشاہ مین وہی آپ کی کنیز ہون مجکو نہ ستائیے مین براے خدمتگزاری حاضر ہون مین یہ نہ جانتی تھی کہ آپ اس صحرا مین تشریف لائے ہین اور آپ نے سحر کیا ہی بیر میرے مجکو یہ خبر دیتے تھے کہ چند ساحر کہین سے اس میدان مین آئے مین یہ سُنکر سکندر ثانی نے کہا کہ او حرامزادی مین کیا تیرے ستانے سے باہر ہون تو نے کلیجے پر چھری پھیری ہی یہ بتا کہ میرا فرزند کہان قید ہی مفتون نے کہا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ آپکا فرزند یہان

قید نہین ہی اس قید خانے مین اور قیدی ہین جب سے آپ قید سے رہا ہوے بقراط نے قید آپ کے فرزند کی اور کہین رکھوادی مین بتادونگی مجھپر سحر نہ کیجیے سکندر ثانی نے مفتون کے بڑھکر بال پکڑے ایک جھٹکا مارا کہ یہ زمین پر گری ایک لات ماری کہ استخوان مفتون کے چورچور ہوے مرتے ہی مفتون کے قصر مین سناٹا ہوا تمام دروازے کُھل گئے دیکھا کہ چند قیدی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھے ہین اور ایک تاجدار نوجوان ایک گوشے مین بیٹھا ہی مگر رنجیدہ وکبیدہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہاتھ اُٹھاکر خدا سے یہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجھے اس قید مصیبت سے نجات دے مجھے خبر ملی ہی کہ میرے قبلہ وکعبہ نے رہائی پائی مگر مقام افسوس ہی کہ میری رہائی کو تشریف نہین لائے اب تو ایام قید منقضی ہوچکے پھر اب کیا باعث ہی کہ مین رہائی نہین پاتا تو رحم اپنا شریک کر قید سے نجات دے نظم

اسیر نفس شد این بندۂ آہ دریغ
نگر دروے ارادت ببارگاہ دریغ

چرا رسید نہ سالک بمنزلِ مقصود
چرا بماند مسافر میان راہ دریغ

گداز تنگی افلاس خود چرا شاکی است
چرا است سرکش ومغرور بادشاہ دریغ

نبرد بندۂ مسکین زجور نفس شریر
پنہ بدرگہ شاہ جہان پناہ دریغ

نہ بست رشتۂ الفت بحضرت باری
بحرص دولت واولاد ومال وجاہ دریغ

غبار بندۂ خاکی بردز حرص وہوا
میانِ کوہ وبیابان بشکل کاہ دریغ

ہمیشہ ماند مقید بقید دولت وجاہ
بشغل دوست نپرداخت گاہ گاہ دریغ

زدوستانِ تو کس نیست درجہان ہندی
رفیق ومحرم وہمراز وخیر خواہ دریغ

سکندر ثانی نے جو اپنے فرزند کو قید وبند مین مبتلا دیکھا قریب آکر کہا کہ ای فرزند سر اُٹھاکر دیکھو ہم رہا ہوتے اور پھر تمھاری فکر نہ کرتے یہ تُمھین کیونکر یقین آیا یہ کہکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین طوق گلے سے اُتارا زبان سے سوزن بھی نکالی مگر طاؤس پر اسقدر ضعف طاری تھا کہ طوق کے اُتارنے مین جنبش جو ہوئی غش آگیا اور قیدی جو قید تھے وہ جابجا کے حاکم تھے اُنھون نے اطاعت سے بقراط کی انکار کیا تھا اُنکو

بقراط نے اسی جگہ پر قید کیا تھا سکندر ثانی کو جو اُن سبھون نے دیکھا پکار اُٹھے
کہ اے شہریار خدا نے آپ کا جمال جہان آرا دکھایا ہم آپ کے فرزند کے ہمراہ قید رہے
رفاقت سے مُنھ نہین موڑا آج تک ساتھ نہین چھوڑا سکندر ثانی نے اُن سبکو
رہا کیا تین سو جوان تھے ہر چند کہ اُس قصر مین مال بہت تھا مگر سکندر نے اُسپر
توجہ نہ کی اُن سب کو ساتھ لیکر نکلے لشکر نور الدہر کی طرف چلے مگر راہ مین سکندر ثانی
کہتے ہوے جاتے ہین کہ خدا لشکر اسلام کی خیر کرے کوئی ساحرون مین سے وہان
نہین ہی ہر چند کہ آقاے نامدار کا کوئی کچھ کر نہین سکتا کہ اشیاے دفع سحر
اُنکے پاس موجود ہین مگر لشکر کے لیے باعث خرابی ہی شعلہ جوالہ نے کہا کہ اے شہنشاہ
کیا باعث خوف ہی حسان سے مقابلہ ہی وہ غیر ساحر ہی شاہزادہ طہماس کو کس کردفر سے
رہا کرکے لایا تھا اگر حسان کو کچھ دعویٰ ہوتا تو شاہزادے کو روکتا اُس نے
مجبور ہوکر یہی کہا کہ طہماس کو لے جائیے بس آقا ہمارے اُسکے مقابلے مین جب
جائین گے برابر اُسکو زیر کرین گے اِسکا افسوس کیا سکندر ثانی نے کہا کہ اس طلسم
مین پہلوان بڑے بڑے ہین مگر جادوگرنیون سے سب کو توسل ہی حسان بہت
گھبرایا ہوا تھا شاید کسی جادوگرنی کو بلا بھیجے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے
دل کو بیتابی ہی صاحبو جلد جلد چلو مگر اُسوقت سکندر ثانی آکر پہونچے کہ نجم اختر شناس
نے کیمیا کو للکارا ہی اور کیمیا چاہتی ہی کہ بھاگ جاؤن مرتبے سے نجم کے آگاہ ہی
جانتی ہی کہ ساحر بے بدل ہی اس سے مقابلہ نہ کرسکونگی دیکھون کیا انجام ہو
نجم گھبرایا ہوا ہی کہ مین چار طرف سے اسکو کیونکر روکون اگر یہ نکل گئی تو باعث
خرابی ہی آقاے نامدار فرمائین گے کہ ایک ساحرہ کو نہ روک سکے بس مین اُن کو کیا
جواب دونگا اگر سکندر ثانی وغیرہ ہوتے تو البتہ بن پڑتا کہ ایکطرف سے یغما بڑھی
مگر یغماے گوہر پوش کو کیمیا نے گولے مار کر ہٹا دیا نجم بڑھتا ہوا جاتا ہی اور کیمیا
بھاگتی ہوئی صحرا کی طرف جاتی ہی نجم گھبرایا ہوا ہی کہ اُسی طرف سے گرد اُڑی دیکھا
کہ سکندر ثانی مع ساحران مذکور آتے ہین تین سو تاجدار بہشت پر نجم نے آواز دی

کہ ای شہنشاہ اس ملعونہ کو پیچھے جانے نہ پائے ہمارے اور آپ کے نہ ہونے سے اپنے
لشکر اسلام پر سحر کیا تھا غلام وقت پر پہونچا اکیلے آقائے نامدار کس کسکو روکتے سکندر
نے جو نجم اختر شناس کی آواز سنی للکارے کہ او کیمیا ٹھہر جا کیمیا نے جو
سکندر ثانی کو آتے دیکھا گھبرا گئی ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑی کہا کہ ای
شہریار مین یہ نہ جانتی تھی کہ آپ اس لشکر کے طرفدار ہین مین وہی کنیز قدیم ہون
سکندر ثانی نے سر اُسکا ہٹا دیا پاؤن پر سے گرا دیا جب تو کیمیا نے نگاہ قہر و
غضب دیکھا کہا کہ ای سکندر ثانی دوستی پر طلسم کشا کی تمکو بڑا غرور ہے میرا
پنجہ تم پر قابض ہو تو بتادون سکندر ثانی نے کہا کہ او ملعونہ سحر کر تب تجھ کو
حال کھلے وہ جو تیرا بقراط ثانی ہے وہ تو بھاگتا پھرتا ہے کیمیا نے پیچھے ہٹ کے
تلوار جو کمر مین تھی وہ پھینک ماری سکندر ثانی نے تلوار کو روک لیا اُسی
تلوار پر اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ تلوار کیمیا پر گری کیمیا کشتہ ہوئی مرتے ہی
کیمیا کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من کیمیائے طلاگر بود اُدھر نور الدہر لشکرستان پر جا پڑے اِنکے جاتے ہی
کل سردار پہونچے سکندر ثانی بھی آکر تخت پر سوار ہوے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے چلے کل فوج نے بلوہ کیا اُدھر جن لوگون نے طہماس کو قید کیا تھا
افسر سے پوچھا کہ تمھاری کیا خوشی ہے افسر نے کہا کہ سر کاٹ لو اُسوقت طہماس
کی بیقراری و اشکباری پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز موت و زیست تیرے
اختیار مین ہے مگر ان نامردون کے ہاتھ سے بچا تا ایک سپاہی نے بڑھ کے ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس نے ہاتھ اُٹھا دیا ہاتھکڑی کٹی اِسنے غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز منست	گرمی بازار عشق از تف خون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کر سپر و شمشیر اُسکی
لی مصروف جنگ ہوے یہ ساطور سے لڑنے والے تلوار انکے ہاتھ مین بتاتی ہے

ہر مرتبہ وار کرتے ہین تلوار مین خم آجاتا ہی تو پاؤن کے نیچے دبا کر اسکو سیدھا کرتے ہین
اس وجہ سے طہماس انتہا کے زخمی ہین ہر چند کہ گھٹنے ٹیک دیے ہین زخمون مین جھوم رہے
ہین مگر اُس شیر بیشۂ جرأت کے پاس کوئی نہین آتا جو آیا اُسکو چیر کر پھینک دیا کسی کو ہاتھ
تلوار کا مارا تلوار نے اُس کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا گرد طہماس کے خون کے تھالے
بھرے ہوے ہین شعلۂ شمشیر سے پر کالے اُڑ رہے ہین نور الدہر نے دور سے جو دیکھا
کہ طہماس پر انتہا کا بلوہ ہی دل بیقرار ہو گیا اگر طہماس شاہزادے پر عاشق ہی
تو اِن کو بھی قلبی محبت ہی شبرنگ قدمون سے لپٹا ہوا ہی نور الدہر نے وہین
سے آواز دی کہ ای شیر بیشۂ کلنگان گھبرانا نہین مین آپہونچا طہماس نے پلٹ کے
دیکھا ایسا ہنسا کہ دہان زخم نے منھ کھول دیے اور دہان زخم بھی ہنسنے لگے آواز دی
کہ آقا بس اب جمال بے مثال دیکھ لیا اب مجھسے کون لڑ سکتا ہی یہ کہ کر جھپٹا کافرون پر
گرا ہر چند کہ زخمون پر زخم پڑنے لگے مگر شیر کب رُکتا ہی یہی چاہتا ہی کہ افسرونکو
مارون پہلوان زبردست کو للکارون جو سامنے آیا وہ مارا گیا طہماس نے کئی سو جوان
مارے ایک پہلوان برادر حستان ریحان فیل سوار ہاتھی پر سوار ہاتھی کو بڑھا کے
آیا ہاتھی نے بھسونڈا بڑھایا طہماس نے بیخوف ہاتھ بڑھا دیے اُسنے ہاتھونکو سونڈ
مین لپیٹا طہماس نے بھسونڈا مضبوط تھاما دونون پاؤن پاؤن مین ہاتھی کے اڑا کر
بقوت تمام ہٹکا مارا کہ مع زرخرے گردن گھسیٹ لی مگر تکان جو پہونچی زخم جسم کے پھٹ گئے
طہماس غش کھا کر گرے ہاتھی بھی چرخ کھا کر گرا مگر سونڈ مین ہاتھی کی طہماس
کی انگلیان اُتر گئی ہین ریحان ہاتھی سے کود اتلوار کھینچ کر چلا چاہا کہ طہماس کا سر کاٹ لون
نور الدہر کو تاب نہ آئی گھوڑا اُڑا کر چلے للکارا کہ او بے حیا خبردار صید زبون
پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچھتائیگا اور تیرے ہاتھ کیا آئیگا گرے ہوے پر وار کرتا ہی
مگر ریحان نے نہ سُنا نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا دیکھا کہ یغمائے گوہر پوش پشت پر
چلی آتی ہی فرمایا کہ ای یغما اسکو ذرا روکو کہ یہ طہماس کا سر نہ کاٹ سکے یغما تو اس
بات کی مشتاق تھی کہ کسی مقام پر آقا حکم دین تو مین برس پڑون اِس نے نگاہ خشم آلود سے

اشارہ کیا کہ ریحان رُکا نہ آگے بڑھ سکتا ہی نہ پیچھے ہٹ سکتا ہی کھڑا جھوم رہا ہی
اور اپنی جرأت کی تعریف کر رہا ہی یغمائے گوہر پوش نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای
شہریار بس یا اور سحر کرون نورالدہر نے کہا کہ اب ضرورت نہین مگر ای یغما اسکی
زور مین فرق نہ آنے پائے یغمانے عرض کی کہ کیا مجال اتنے عرصے مین نورالدہر
ریحان پر جا پڑے طہماس کی آنکھین کھلی ہوئی ہین سرفیل کا ہاتھ مین ہی نورالدہر کو
جو دیکھا کہا کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس غلام اس قدرشناسی کے
قربان ہو کس وقت مین مدد کی ہی نورالدہر نے جو ریحان کو سامنے دیکھا فرمایا
کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان اب وار کرو ریحان نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کو چہرے کی پناہ کیا کہ اس تیغے کا تیغۂ برق تاب نام
ہی جیسے ہی ریحان تلوار مار کر پلٹا شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تیغے کا مارا کہ ریحان کے دو ٹکڑے ہوئے کفار ضرب دست زبردست نورالدہر سے
تھرا گئے مگر حسان کو جو معلوم ہوا کہ بھائی میرا مارا گیا آنکھون مین خون اُتر آیا
گینڈے کو ٹھکرا کر چلا قریب پہونچکر للکارا کہ ای شہریار رد و قدح کا مشتاق ہون
قائل جرأت حضور ہو چکا ہون فقط امتحان منظور ہی اطاعت کرنے سے دل مسرور ہی
یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سرداران نورالدہر جابجا لڑ رہے ہین اہل فوج حسان
بیدل ہو رہے ہین نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک
جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر حسان کو اُٹھا لیا اُسنے
آواز دی کہ ای شہریار الامان نورالدہر نے فرمایا امان بشرط ایمان حسان نے
عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرون گا
نورالدہر نے چھوڑ دیا کلمہ تعلیم کیا حسان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا
اہل فوج کو آواز دی کہ یارو جنگ موقوف کرو مین نے بصدق دل شاہزادے
کی اطاعت کی ای یارو آگاہ ہو کہ یہ طلسم کشا ہی جرأت مین یکتا ہی مین نے بقراط
کی زبانی سُنا کہ وہ اپنی صحبت مین کہتا تھا کہ اس جوان کے ہاتھ سے مابدولت کی قضا ہی

بس اب کیا تامل ہے اب زوال دولت اُسکا قریب ہے جو ہوا خواہ اُسکا ہے بدنصیب ہے سب فوج والون نے تلوار روکی حسان فیل سوار نے عرض کی کہ آج غلام سرکار کی دعوت کریگا مع سرداران تہمتن سرکار سرفراز فرمائین عذر نہ کرین نورالدہر نے شگفتہ ہوکر فرمایا کہ ہم بخوشی تمھارے یہان آوین گے نورالدہر نے آکر طہماس کو اُٹھوایا ہوادار پر ڈال لیا بارگاہ مین لیکر آئے زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھاوین طہماس کو شفاخانے مین بھیجا اور سردارون کو بخلعت سرفراز کیا سکندر ثانی نے طاؤس تاجدار کو لاکر قدمون پر شاہزادے کے گرایا عرض کی غلام زادے نے رہائی پائی قید مین بہت مایوس ہو رہا تھا انتہائے حسرت یہ ہے کہ بیٹھا رو رہا تھا غلام وقت پر پہونچا مفتون جادو کو مارا اور یہ سب تاجدار میری وجہ سے قید تھے انکو بھی رہا کیا نورالدہر نے کہا کہ ان سب کو ان کے ملکون پر روانہ کیجے کہ یہ سب اپنے اپنے ملکون پر جاکر دخل کرین اور ان کے ساتھ فوج کردو اگر کوئی تعرض کرے تو ہمکو لکھین ہم برائے مدد پہونچین گے انشاءاللہ ہاتھ سے دشمنون کے بچائینگے سکندر ثانی نے پانچ پانچ ہزار فوج سب کے ساتھ کی شاہزادے کو وہ سب دعائین دیتے ہوے روانہ ہوے مگر طاؤس تاجدار بادشاہ ملک طاؤسیہ تھا یہ بڑا ملک وسیع ہے سکندر ثانی نے بیٹے کو بھی روانہ کیا مگر دس ہزار فوج ساتھ کردی ہے طاؤس تاجدار دس ہزار فوج ہمراہ لیکر چلا تین منزلین طے کی ہین کہ ایک صحرائے ویران مین پہونچا اُسی مقام پر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی یہ تو جاکر تخت پر بیٹھا پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط رہا پہر رات گئے جاکر سویا دو پہر شب گذری تھی کہ لشکر مین ایک ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی ہر طرف یہی آواز تھی کہ ای پروردگار بچالے ہم غریبون کو نجات دے ورنہ ہم سب لوگ تباہ ہوجائین گے طاؤس تاجدار اپنی بارگاہ سے نکلا نکل کر یہ ہنگامہ دیکھا پریشان ہوگیا چند افسر دوڑے ہوے سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار زمین سے آگ نکل رہی ہے خیمے وغیرہ جل رہے ہین ہم لوگ پھنکے جاتے ہین طاؤس تاجدار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ہر چند

کہ اسکو دعوئ جرأت ہی مگر سکندر ثانی کا فرزند ہی اسنے سحر کرکے آگ موقوف کی اب اسقدر برف برسی کہ گرد لشکر کے برف کے پہاڑ ہوگئے صبح کو جو طاؤس تاجدار اُٹھا تو افسردن نے آکر عرض کی کہ آپ کے لشکر کے گرد حصار برف ہی لشکر کسیطرح نکل نہین سکتا طاؤس نے ہرچند سحر کیا مگر برف نہ ہٹی آخر ناچار ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا قلم دوات نکالی اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ قبلہ و کعبہ دام اقبالہ یہ حقیر تین منزلین طی کرکے فلان صحراے ویران مین پہونچا رات کو ہنگامہ ہوا باعث یہ تھا کہ زمین سے آگ نکل رہی تھی مین نے سحر کرکے مٹائی اب کسی نے برف برسائی یہ غلام مع لشکر حصار برف مین مبتلا ہی نکل نہین سکتا امیدوار ہون کہ غلام کی آکر مدد کیجیے اس حصار سے نکالیے جھولی سے ایک کاغذ سُرخ رنگ نکالا اُس کاغذ کا ایک طائر کاٹا طائر کے گلے مین نامہ باندھا وہ طائر اُڑتا ہوا چلا جب طائر قریب دیوار برف کے پہونچتا ہی تو دیوار سے ٹکر کھاتا ہی پلٹ کر طائر اسکے شانے پر پھر آبیٹھتا ہی طاؤس پھر سحر کرکے اُس طائر کو اُڑاتا ہی مگر طائر پر پھر یہی معرکہ گذرتا ہی ساتوین مرتبہ جو طائر آکر شانے پر بیٹھا طاؤس نے کچھ کلمات طائر کے کان مین کہے کہ وہ کلمات کسی نے نہین سُنے اور چند قطرے اپنے خون کے اپنے ہاتھ مین لیکر طائر پر ڈالے اب وہ طائر اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھے ہین دورہ سرداروںکا بندھا ہوا ہی ساحر و غیر ساحر جمع ہین کہ طائر اُڑتا ہوا دربارگاہ سے آیا بارگاہ مین آکر وہ طائر ہر طرف اُڑنے لگا سکندر ثانی کو تخت پر دیکھ کر کاندھے پر آبیٹھا منقار سے اشارے کرنے لگا مرادیہ تھی کہ نامہ میرے گلے مین بندھا ہی سکندر ثانی نے وہ نامہ گلے سے طائر کے کھولا کھول کر پڑھتے ہی فرزند کی جو تحریر پائی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار غلام جاتا ہی نور الدہر نے پوچھا کہ ای شہریار کیا تردد ہی سکندر نے کہا کہ غلام زادہ کو آپکے باران قطرہ زن نے گھیرا ہی اور حصار برف کردیا ہی اُس حصار مین مبتلا ہی اور میرے فرزند کو ثابت نہ ہوا کہ کسنے سحر کیا ہی لہذا اُسنے تحریر کیا ہی کہ براے مدد آئیے اول تو اُسکی قید کو سالہا سال گذرے

تحصیل علم سحر معطل رہی تکلیف قید خانہ مصائب آب و دانہ معلوم ہوتا ہی وہ سحر جو پہلے
تعلیم کیے تھے وہ فراموش ہوے مین جاکر حصار کو گرادونگا باران قطرہ زن کو جہان
ملیگا تلاش کر کے قتل کرونگا راستہ اُنکا کھل جائیگا ارسطوے ثانی اُٹھے ایکطرف سے
شعلۂ جوالہ اُٹھی دونون نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کیون تکلیف کرین ہم دونون
آدمیون مین سے ایک شخص جائے اس تکلیف کو اُنکی برطرف کرآئے اس وقت مین آپکا
جانا مناسب نہین ہی سکندر ثانی نے کہا کہ میرا ہی جانا مناسب ہی مین اپنے فرزند کو
دیکھ بھی آؤنگا اور اس مشکل کو حل کر کے جلد آؤنگا مگر شعلۂ جوالہ نے بہت عجز کیا کہ کنیز
کو جانے دیجیے آپ تکلیف نہ فرمائیے نورالدہر نے بھی کہا کہ مین بھی اب کوچ کرنے کو ہون
لہذا آپ کا جانا مناسب نہین سکندر ثانی تو رُک گئے شعلۂ جوالہ نے اُس طائر کو
بعہدۂ رہبری ساتھ لیا اور اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوئین کہ راہ مین ایک مقام پر
دیکھا کہ ایک کوہ پر ایک مہنت بیٹھا ہی دھونی آگے لگی ہی شعلۂ جوالہ بلندی سے
اُترآئی کوہ پر جاکر اُتری سامنے مہنت کے پہونچی پوچھا کہ کیون باباجی اس پہاڑ پر
آب و دانہ کون پہونچاتا ہی مہنت نے جواب دیا کہ بچہ بقراط ثانی آتے ہین وہی آب و
طعام پہونچاتے ہین اور بچہ کون آب و طعام پہونچائیگا یہ کہکر دھونی کو جنبش دی
اُسمین سے دھوان نکلا شعلۂ جوالہ بیہوش ہو کر گری اُس مہنت نے شعلۂ جوالہ کو
بسہولت گرفتار کرلیا زبان مین سوزن دیکر لے چلا کہتا ہوا جاتا ہی کہ قدرت
بقراط ثانی یہ ہمارا سحر مٹانے چلی تھین یہان طاؤس تاجدار کو کئی دن گذرے
کہ اُسی حصار برف مین مبتلا ہی ٹھنڈک سے برف کی تڑپ رہا ہی لیکن شعلۂ جوالہ کو جو کئی دن
گذرے اور پلٹ کر نہین آئی تو نورالدہر نے نجم اخترشناس سے پوچھا کہ کیون ای
ستارہ شناس یہ کیا معرکہ ہوا کہ شعلۂ جوالہ پلٹ کر نہین آئی نجم اخترشناس نے
دوازدہ بروج کو طرح دیکر ہفت کواکب پر نگاہ کی زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ ای
شہریار غضب ہوا شعلۂ جوالہ گرفتار ہوگئی سکندر ثانی نے کہا کہ کیون شہریار
مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ بغیر میرے جائے مطلب نہ نکلے گا مگر شعلۂ جوالہ نے نہ مانا

گئین آخر گرفتار ہوئین اب غلام جاتا ہی یہ کہکر سکندر ثانی اُٹھے ہرچند نور الدہر نے روکا مگر سکندر ثانی نے عرض کی کہ اب غلام نہ رُکیگا یہ کہکر سکندر ثانی نے ایک دستک دی عقاب زرین بال آکر پہونچا اُسپر سوار ہوکر چلے سکندر نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز گانے کی آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

آدمیت ہو تو کیا زلف سیہ فام سے کام
اُسکے رُخ کو جو نہین زلف سیہ فام سے کام

دیکھ لے جانوروں کو بھی دلا دام سے کام
اپنے بھی روز جدائی کو نہین شام سے کام

ہجر مین ایکسی ہی حالت بیداری و خواب
سانس کیطرح نہین جان کو آرام سے کام

قاصدا کیا کہون جو حال ہی میرے دل کا
خط سے آنکھونکو غرض کانونکو پیغام سے کام

مجکو سودائی بنایا ہی دکھا کر آنکھین
تم دھتورے کا لیا کرتے ہو بادام سے کام

عہد پیری مین نہین داغ محبت درکار
ہی دلا کیا مجھے خورشید لب بام سے کام

چشم ساقی سے نہ کیون عشق ہو میرے دل کو
کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہین جام سے کام

باتین کانونسے سُنین آنکھونسے صورت دیکھی
اب نہ خط سے مجھے مطلب ہی نہ پیغام سے کام

سکندر ثانی نے جھک کر دیکھا کہ ایک زن حسین و مہ جبین لالہ رخسار و کبک رفتار صحرا مین دوڑتی پھرتی ہی اور اشعار مذکور گا رہی ہی سکندر ثانی بلندی سے اُتر آئے زمین پر آکر کہا کہ ای مہ جبین تجھے کسکا فراق ہی اور کس شخص کا اشتیاق ہی مین تو تیرے لب و گفتار کا مائل ہوا وہ نازنین دور سے کلام کرتی ہی سکندر ثانی کے قریب نہین آتی سکندر ثانی نے بڑھ کر دامن پکڑا کہا کہ ای نازنین مجکو جہانی چاہو لے چلو مین تمھارے ساتھ ہون اُس نازنین نے کہا وہ دیکھیے سامنے میرا باغ ہی وہان چل کر بیٹھیے تو مین آپکو گانا سناؤن ای بادشاہ عالیجاہ تمھارے اشتیاق مین اور تمھارے فراق مین گھر سے نکل آئی یہ رسائی تقدیر تھی کہ آپ ہمکو مل گئے جو آپ میرے مشتاق ہین تو تشریف لے چلیے سکندر ثانی ساتھ ہوے وہ عورت لگا کر لے چلی تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے باغ دکھائی دیا دیکھا کہ دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین اُنھون نے دیکھا کہ سکندر

بھی ساتھ آتے ہین ہنستی ہوئین اندر باغ کے گھس گئین سکندر ثانی نے پوچھا کہ اے
نازنین یہ کون ہین اُس نازنین نے پلٹ کر کہا کہ یہ میری کنیزین ہین میرے ہی اشتیاق مین
کھڑی تھین اب فرش وغیرہ کا سامان کر رہی ہونگی اُنھون نے جو دیکھا کہ تاجدار کو
ساتھ لیے ہوے آتی ہین پلٹ گئی ہین سامان عیش و نشاط کرتی ہونگی آپ تشریف
لے چلیے سکندر ثانی سمجھ تو گئے ہین جواب دیا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین جہان چاہو
لے چلو اُس باغ مین ایک بارہ دری ہی کہ وہ نازنین سکندر ثانی کو باغ مین لیکر
داخل ہوئی طائر سکندر ثانی کو دیکھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگے درخت جھومے پھول
کھلنے لگے مگر غنچے دہن نہین کھولتے سکندر ثانی اپنا سحر کرتے ہوے آتے ہین وہ نازنین
سکندر کو اپنے ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزون نے فرش بچھایا تھا اُسپر
مسند بچھی تھی سکندر کو لاکر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا شراب و کباب لاؤ کنیزون نے
لاکر گلابیان رکھین انتظام کر رہی ہین وہ نازنین دمبدم سکندر کے پہلو مین آکے
بیٹھتی ہی ناز و کرشمہ کرتی ہی سکندر ثانی نے کہا کہ ای نازنین ذرا قریب آکر بیٹھو ہمکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہم تمھارے مہمان ہین وہ نازنین خوش ہو کر پہلو مین آبیٹھی
باتین کر رہی ہی کہ آسمان پر ایک ابر آتش فشان آیا کچھ قطرات آب برسے اور اُس ابر مین
سے آواز آئی کہ ای حسین جادو کیون پریشان ہونے کو ہی اس شخص کو نہین پہچانتی کہ یہ
کون ہی یہ بادشاہ سابق یعنی سکندر ثانی ہی بقراط ثانی نے اسکو قید کیا تھا یہ براے
رہائی طاؤس جاتا ہی تیرے روکے سے نہ رُکیگا یہ سُن کر اُس نازنین نے چاہا کہ پہلو سے
اُٹھون سکندر ثانی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ کہان جاتی ہو دم بھر اور بیٹھو یہ کہکے ہاتھ
ہلا دیا کہ وہ ابر رُکا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار و حیلہ ساز چاہتا ہی کہ یہ نکلجائے
اب بھلا مین اسے جانے دونگا یہ کہکر چاہا کہ جھولی پر ہاتھ ڈالون کہ وہ ابر تڑپنے لگا
اور آواز آئی کہ ای حسین جادو بھاگ دیکھ سکندر اپنے ہوش مین ہی سحر کیا چاہتا
ہی ہرچند کہ اُس نازنین نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر سکندر ثانی نے ہاتھ نہ چھوڑا
لاکھ ناز و کرشمہ کرتی ہی سکندر مخاطب بھی نہ ہوے کہا کہ او مکارہ اب مین تجکو

کب جانے دونگا یہ کہکر ایک تمانچہ مارا کہ وہ نازنین تھرا کر گری بیہوش ہو گئی سکندر نے اشارہ کیا کہ وہ ابر پھٹا ایک ساحر سُرخ روزرد مو ابر سے پیدا ہوا للکارتا ہوا کہ ای سکندر تم نے غضب کیا کہ حسین جادو کو بیہوش کر دیا مین اسکو لیجاؤنگا سکندر ثانی نے کہا کہ کیا مجال اب تم خود جا نہین سکتے اور نہ یہ ابر ہٹ سکتا ہی یہ کہکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور وہ عورت بیہوش پڑی ہی کہ وہ ساحر زمین پر آیا جیسے ہی سامنے آیا سکندر ثانی اُٹھے اُس ساحر نے بہت سحر کیے مگر سکندر ثانی نے اُن سحرون کو اشارون مین دفع کر دیا سکندر جھپٹ کر قریب پہونچے اور ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس خودسر ساحر کا اُڑ گیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا سارا باغ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من باران قطرہ زن بود وہ نازنین گویا قطرۂ آب تھی اُس ساحر کے ساتھ پانی ہو کر بہ گئی یہان تو یہ ساحر قتل ہوا اور وہان طاؤس تاجدار دیکھتا تھا کہ سردی ہمپر بڑھتی جاتی ہی سب اہل لشکر بیتاب ہین طاؤس نے میدان مین دیکھا کہ وہی حصار برف گر دہی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا تاج اُتار کر زمین پر رکھا پکار اُٹھا کہ ای بخشندہ تخت و تاج وای دستگیر محتاج یہ لشکر میرا ہلاک ہو جائیگا غلام امان نہ پائے گا جلد اپنا فضل و کرم شریک کر نظم

کُنی اگر تو شرافت چو بندگان شریف	نشوی تو لایق تحسین و لایق تعریف
میان خلق کن ای دوست زندگانی طرح	بخلق احسن و طبع خوش و مزاج لطیف
ز زیر باری دنیای دون سُبک باشی	کُنی اگر تو بہر یک تعلقش تخفیف
خدا بباغ جہان تازہ رنگ بنماید	بہر بہار و خزان و بہر ربیع و خریف
بباغ صورت بلبل کسے نمی بیند	چو گُل زمسند عز و شرف بر و تشریف
چرا خورد غم دنیا مدام دنیا دار	چرا بود بتاسف ہمیشہ مرد اسبعف

بلک بلک کر دعائین کر رہا تھا کہ دیوارین برف کی تھرائین اور کان مین یکایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من باران قطرہ زن بود دیوارین برف کی گرنے لگین

تھوڑے عرصے مین سب دیوارین گر کر غائب ہوئین دیکھا وہی صحراے ویران اور
کفِ دست میدان ہی یہان سکندر ثانی اُس ساحر کو مار کر تلاش مین اپنے فرزند
کی نکلے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین شعلہ جوالہ بیہوش پڑی ہی سکندر نے آکے
ہوشیار کیا زبان سے سوزن نکالی کہا کہ ای شعلۂ جوالہ چلو اگر مناسب ہو تو تم بھی
ہمارے ساتھ چلو طاؤس کو روانہ کر آئین یہان طاؤس تاجدار نے کوچ کیا
شام کو دوسری منزل پر آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی افسران فوج آتے جاتے تھے
کہ خبر پہونچی آپ کے والد تشریف لاتے ہین طاؤس یہ سُن کر باہر نکل آیا باپ کو
سلام کیا شعلۂ جوالہ سے صاحب سلامت کی سکندر ثانی نے سب حال بیان کیا
کہ ہمکو خبر ملی اُسی وقت شعلۂ جوالہ کو روانہ کیا مگر اُسنے شعلۂ جوالہ کو روک لیا تھا
آخر مین خود آیا میرے لیے بھی دام مکر پھیلایا تھا مگر مین نے اُسکو عاجز کر کے مارا
اب مین جاؤن یا تمھارے ساتھ تابہ طاؤسیہ چلون طاؤس تاجدار نے عرض کی
ظاہرا تو کوئی ضرورت نہین باطن کا حال مجکو نہین معلوم کہ کوئی فتور برپا ہو اور
رسائی وہان تک غیر ممکن ہو طاؤس نے اپنے والد یعنے سکندر ثانی کو بمنت
رخصت کیا سکندر ثانی اور شعلۂ جوالہ جاتے ہین مگر طاؤس تاجدار ایک
صحرا مین پہونچا شام ہو چلی ہی کہ ہواے سرد چلنے لگی اسقدر سردی بڑھی کہ سب
لشکر والے کانپنے لگے دوڑے ہوے طاؤس کے پاس بصد ہراس آئے کہا کہ ای شہریار
فصل گرمی مین کبھی ایسی ہواے سرد نہ چلی ہوگی کہ ہاتھ پاؤن سرد ہین دل مین درد
ہی اور رنگت سب کی مثل آفتاب زرد ہی اب ہم لوگون نے لباس سردی کا نکال کر
پہنا ہی مگر اُسپر بھی آرام نہین ملتا سردی بڑھتی جاتی ہی طاؤس نے نکلکر آسمان
کی طرف دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ یہ کس مکار کا مکر ہی اگر دعوی مقابلہ ہی تو
سامنے آئے کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا وہ لشکر پر آکے گرا دو چار کو چیر پھاڑ کر
پھینک دیا طاؤس تاجدار تیغہ پکڑ کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا شیر نے مُنھ کھول دیا
تلوار بڑی وہن کٹا شیر چیخ مار کے بھاگا جا کر درۂ کوہ مین مخفی ہوا طاؤس تاجدار

پلٹ آیا مگر اہل فوج کی سردی کم نہ ہوئی پھر طاؤس نے آواز دی کہ ارے مکار مکر سے ہاتھ نہین اُٹھاتا سامنے براے مقابلہ نہین آتا دیکھا کہ اُسی درۂ کوہ سے ایک طاؤس فراٹا مارتا ہوا آیا جھپٹ جھپٹ کر چاہتا ہو کہ طاؤس تاجدار پر حملہ کرے طاؤس تاجدار نے گولہ مارا کہ سر طاؤس کا اُڑ گیا لڑکھڑا کر گرا پھر درۂ کوہ کیطرف بھاگا طاؤس تاجدار نے بھاگتے وقت ایک گولہ اور مارا پشت پر اُس طاؤس کی پڑا جل کر خاک سیاہ ہوا جب وہ طاؤس جلا تب سردی موقوف ہوئی اور آواز بھی آئی کہ کشتی مرا نام من سرماے فصلی بود مگر مرتے ہی اس جادوگر کے ہواے سرد چلنا موقوف ہوئی لوگون کو تسکین حاصل ہوئی طاؤس تاجدار نے کہا کہ بھائیو خوش ہو دشمن مارا گیا اب مہلت ہوئی یہ کہکر بارگاہ مین آیا دیر تک بیٹھا رہا اس انتظار مین کہ شاید کوئی اور ساحر سحر کرے اُسکی خبر لے اور ہمکو فکر کرنا پڑے جب دو پہر شب سے زیادہ گذر چکی طاؤس نے جاکر آرام کیا صبح کو جو سو کر اُٹھے دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے سب کے پاؤن مین درد ہو اُٹھنے سے ناچار ہین طاؤس گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا تمام صحرا مین ڈھونڈھا کوئی ساحر نہ ملا مگر یہ دیکھا کہ گرد لشکر چار پہاڑ ہین راستہ بند ہو اور لشکر والے سب کراہ رہے ہین طاؤس کو معلوم ہوا کہ لشکر کے چلنے کا راستہ نہین لشکر والے مجبور و ناچار ہو رہے ہین طاؤس ہرچند کوشش کرتا ہو مگر کوئی ساحر معلوم نہین ہوتا اور یہ تو ظاہر ہو کہ کوہ کلان گرد لشکر حائل ہین اب طاؤس تاجدار پریشان ہوا جی مین کہتا ہو کہ کون ایسا ساحر زبردست ہو کہ جسنے لشکر کو گھیر لیا اب لشکر کا چلنا دشوار ہو اس پریشانی مین پلٹ کر بارگاہ مین آیا آخر ناچار ہو کر پھر اسنے عرضی لکھی کہ اے قبلہ و کعبہ آپ کے جانے کے بعد یہ سانحہ گذرا اور طائر بنا کر بھیجا مگر طائر جو اُڑ کر آیا جب قریب کوہ آیا ٹکر لگی طائر کا سر پھٹ گیا نامہ جل گیا طاؤس کو خبر پہونچی کہ طائر آپ کا ہلاک ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر تخت پر سوار پشت پر سات ہزار ساحران غدار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے مقابلۂ طاؤس مین وہ ساحر اُترا طاؤس تاجدار سے

کہلا بھیجا کہ ای طاؤس تاجدار آپ بادشاہ سابق کے بیٹے ہین ان جھگڑون مین
نہ پڑیے پلٹ جائیے طلسم کشا کے ساتھ رہیے مین آپ کو جانے نہ دونگا مین نے آپ کو
روکا ہی ورنہ مقابلہ کیجیے طاؤس تاجدار نے بھی جواب جنگ دیا اُسنے طبل رزمی
بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجانیاریان ہونے لگین صبح کو جو ملازم اُٹھے طاؤس کو
بستر خواب پر نہ پایا گھبرا رہے تھے کہ اب کیا کرین اور وہ ساحر جو آیا ہی اُس کا نام
سرخاب فراق افگن ہی جب یہ لشکر لیکر میدان مین آیا کسی کو نہ پایا بہت دیر
تک پکارا کیا تب گینڈے کو بڑھا کر ایک گولہ مارا کہ لشکر کے گرد آگ چھا گئی سب کو
آتش مین مبتلا کر کے پلٹ گیا چند کس جو بیرون لشکر تھے اُنھون نے دور سے جو یہ
معرکہ دیکھا روتے ہوے پلٹے لشکر نور الدہر مین آئے سکندر ثانی سے سب حال
بیان کیا سکندر ثانی نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ مین نے کہا تھا کہ ای فرزند مین
تمھارے ساتھ تا بہ طاؤس سیہ چلون آخر پھر قید ہو گئے نور الدہر نے کہا کہ مین خود
چلتا ہون ہرچند سکندر ثانی نے منع کیا مگر نور الدہر نے نہ مانا لشکر تیار ہوا
سکندر تخت پر سوار ہوے نور الدہر سلاح طلسمی لگا کر پشت مرکب طلسمی پر چڑھے
لشکر بے پایان تیار ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی اکوان فیل دندان ساٹھ ہزار فوج
سے آکر پہونچا تعداد لشکر نور الدہر دیکھ کر گھبرا گیا جی مین کہتا ہی ڈیڑھ سو دو سو
سردار ساتھ ہین تخت پر سکندر ثانی ہین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اُتر پڑا اس کو
دیکھ کر نور الدہر نے بھی لشکر کو اُتارا دونون لشکر مقابلے مین اُترے ہوے ہین
کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سرخاب فراق افگن طاؤس تاجدار کو اراپے
پر سوار کیے ہوے جاتا تھا کہ اکوان نے جا کر ملاقات کی کہا کہ ای سرخاب تم بھی
ہمارے ساتھ اُترو شبخون مار کر ان کو مار لینگے دو شبخونون مین یہ ہلہ کم ہو جائے گا
لشکر طلسم کشا کے ساتھ بہت ہی سرخاب بھی آکر اُترا نور الدہر کو بھی ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ جسنے طاؤس تاجدار کو قید کیا ہی وہ بھی آکر اُترا ہی نور الدہر
اُسی وقت سوار ہوے لشکر سرخاب کی طرف چلے سرخاب و اکوان فیل دندان

ایک بارگاہ مین اُترے بیٹھے ہین طاؤس تاجدار کو بلوایا ہی بہ عتاب خطاب کررہے ہین
مگر طاؤس ثابت قدم جواب سخت دیتا ہی اور خدا سے دعا مانگ رہا ہی کہ ای بے نیاز
وای کارساز مجھے اس کشاکش سے نجات دے نظم

کی شود بے وصل دل زمجبس ہجران خلاص	کی بہجر جانان ز درد ہجر یا بد جان خلاص
کی رہا زین کش مکش گردد اسیر دام غم	کی شود از بند حیرانی دل حیران خلاص
چون برآید بندۂ پابند زین بند بلا +	چون شود این مبتلاے آفت از زندان خلاص
چون کشد بیرون ز زنجیر تعلق پاے خویش	چون شود از قید دنیا حضرت انسان خلاص
کی بجوید عاشق از دام محبت مخلصی ؛؛	کی کند زین بند خود را بندۂ جانان خلاص

کہ دربارگاہ پر پڑا ہوا ہرکارون نے سرخاب کو خبر دی کہ طلسم کشا دربارگاہ پر خود
آپہونچے سرخاب گھبراگیا طاؤس نے کہا کہ ای سرخاب اب بل کی لو آقاے نامدار
آپہونچے سرخاب خاموش ہو رہا کہ نورالدہر دربارگاہ پر پہونچے قصد کیا کہ اندر
بارگاہ کے جاؤن درگہ سالار نے روکا نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا درگہ سالار
کے دو ٹکڑے ہوے قرق زنجیر کو کاٹا پردۂ زنبوری کو توڑ ڈالا بارگاہ کے اندر آئے
دیکھا کہ طاؤس تاجدار مقید بیٹھا ہی اور دونون جوان آپسمین باتین کر رہے ہین
نورالدہر نے نعرہ کیا اور فرمایا کہ ہم سے کون مقابلہ کرتا ہی کسی نے جواب نہ دیا
نورالدہر نے طاؤس تاجدار کو قید سے رہا کیا اور ہاتھ تھام لیا ہمراہ لیکر چلے
سرخاب نے کہا کہ ای طلسم کشا ہمکو یہ پاس ہی کہ تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو اگر ہم
اس امر مین دخل دین گے تو جرأت کے خلاف ہوگا لہذا آپ طاؤس کو لے جائیے
مگر آمادۂ حرب و پیکار رہیے اب ہم طبل جنگی بجوائین گے نورالدہر نے کہا کہ مین
اسی کا مشتاق ہون نورالدہر باین زور و شور طاؤس کو لے آئے کسی نے کچھ
تعرض نہ کیا سب پہلوان اپنے اپنے مقام سے دیکھا کیے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ
نورالدہر کو روکتا بارگاہ مین طاؤس کو لے کر آئے سکندر ثانی سے ملایا
سکندر ثانی بہت خوش ہوے عرض کی کہ امیدوار ہون جب تک اس مکار سے

فراغت نہ حاصل ہو تب تک غلام زادہ بھی خدمت مین رہے نور الدہر خاموش ہو رہے
مگر بعد جانے نور الدہر کے سرخاب و اکوان نے آپس مین صلاح کی سرخاب نے
کہا کہ مین سحر کرونگا اکوان نے کہا کہ مین زور مین کسی طرح کم نہین ہون رات بھر اسی
تیاری مین گذرا اب وہ وقت آیا کہ نظم

رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباسِ فلک لاجوردی ہوا +
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند +
لگے ہونے آنکھوںسے تارے نہان + اُٹھے لوگ لے کے انگڑائیان

دیگر

صبح چو شد انوری بستہ بزینت گری + تابہ دم خاوری منقبت بو الحسن
شاہ ولایت پناہ میر ثوابت سپاہ + نصرت دین آلہ شاہ زمین و زمن

دیگر

مہر چون بر فلک ہویدا شد + قطرہ ہا ریختہ سوید اشد +

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نور الدہر بھی سوار ہو کر میدان مین اُسوقت
آئے کہ صفین جم رہی ہین نقیب نقابت کر رہے ہین پُکار رہے ہین کہ ای جوانان شیر دل
وای تہمتنان فیل گسل آگاہ ہو کہ یہ میدان کارزار ہے زندگی دو روزہ کا کیا اعتبار
ہے دیکھو ضحاک ماران نے جمشید جم کو مارا مگر ہاتھ سے فریدون فرخ کے مارا گیا فریدون
ایسا بادشاہ کہ جسنے بعدالت سلطنت کی ہر خُرد و کلان کو راضی رکھا آخر اُس نے بھی
بحسرت دنیا کو چھوڑا اسکندر عالیجاہ کہ جسکا عدل و انصاف آئینہ ہے کس لطف سے
سلطنت کی مگر آخر انجام یہ ہوا کہ جسکو شاعر کہتا ہے مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین ای اہلِ نظر + ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر + یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم +
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

مگر مقام افسوس ہے کہ آپ لوگ اپنے انجام سے بے خبر ہین شمشیر زنی کیجیے آپ کے بزرگونکا
نام روشن ہو شمع حیات دشمن کو بجھائیے سُرخ رو ہو کر میدان سے جائیے نقیبون نے جو یہ

اشعار پڑھے اور یہ فقرے کہے اکوان بلبلا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای
فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنّا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھسے آ کر مقابلہ کرے نور الدہر
نے گھوڑا بڑھایا سامنے اکوان کے آئے اکوان نے جو جمال جہان آرا کو دیکھا
دیکھکر دنگ ہو گیا حیران تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب ہی یا شیر بیشۂ جرأت و یکتۂ تاز
میدان ہمت و سخاوت ہی مرکب تین ٹھیکے بھر کر میدان مین آیا اسنے کہا آپ ہی نے
طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ مدد پروردگار پر سب کچھ موقوف
ہی کئی سال سے مین اس طلسم مین ہون اب یہان تک پہونچا لوح کی تلاش مین ہون
انشاء اللہ تعالےٰ جس دن لوح ملی اُس دن بقراط کو مہلت نہ ملیگی یہ سُنکر اکوان
نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دو گھڑی برابر نیزہ چلا نور الدہر نے ایک مقام پر نیزۂ اکوان کا ٹھکر
تھپیڑہ مارا کہ نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکل گیا اکوان نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر اپنا
ہاتھ ڈالکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر سرخاب کی طرف دیکھتا جاتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر کیون
نہین کرتے سرخاب جواب دیتا ہی کہ مین برابر سحر کر رہا ہون مگر سحر طلسم کشا کے قریب
نہین جاتا کیا کرون مین بہت کوشش کر رہا ہون سب سے زیادہ سکندر ثانی
بیقرار ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی کہ دشمن آقا پر سحر کر رہا ہی اور ہم جواب نہین دیسکتے
اگر ذرا اشارہ کر دین تو ابھی مثل چراغ جلنے لگے مگر آقاے نامدار کو بڑا پاس جرأت
ہی شبرنگ نے عین گرمی جنگ مین شاہزادے سے اطلاع کی کہ ملازمان حضور
کہتے ہین کہ سرخاب سحر کر رہا ہی ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر ہم لوگ بھی
سحر کرین اگر ارشاد ہو تو اسکو جلا دین نور الدہر نے کہا کہ مین یہ نہین چاہتا ہون
اگر تاجر زادہ سُنے گا تو طعن و تشنیع کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا آخر اکوان
نے ایک ہاتھ مارا کہ جس چوٹ پر اسکو ناز تھا کہ یہ چوٹ خالی نہین جاتی نور الدہر نے
اُسکو تیغۂ طلسمی پر گانٹھا گانٹھ کر اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
کہ اکوان کے دو ٹکڑے ہوے اکوان کا بھائی مرجان مقابلۂ نور الدہر مین آیا

بڑے زور وشور سے لاف زنی کی مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی کئی وار
اسکے بھی روکے چوتھی ضرب روک کر ہاتھ مارا کہ مرجان کے بھی دو ٹکڑے ہوے
اُس وقت سرخاب نے بڑھ کر عرض کی کہ ای طلسم کشا حقیقت مین آپ کا اقبال بہت
بڑا زبردست ہی آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اب غلام سے اور آپ سے مقابلہ ہی
آج تو پلٹ جائیے کل میدان مین مقابلہ ہوگا مین یہ نہین چاہتا کہ مکر کرون جو کچھ گذرا
وہ گذرا اخیر آپ پر حال میرا کھل جائیگا کہ مین جس امید پر آیا ہون وہ آپ پر کل کے
روز ظاہر ہو جائیگا اگر مین غالب آیا تو آپ کو گرفتار کر کے بقراط ثانی کے پاس
لیجاؤنگا اور اگر آپ مجھپر غالب ہوے تو جس طرح اور سب خدمت مین ہین مین بھی
اُسی طرح مصروف خدمتگزاری رہونگا نورالدہر نے حکم دیا کہ ہم قبول کرتے ہین
مگر کل تو کوئی عذر نہ ہوگا سرخاب نے کہا کہ کل کوئی عذر نہ ہوگا نورالدہر پلٹے ادھر
سرخاب پلٹ گیا جب سرخاب پلٹ گیا نورالدہر بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے
سکندر ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار حضور نے اسکو کیون پناہ دی یقین ہی یہ کچھ نہ
کچھ مکر کریگا نورالدہر نے کہا کہ اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا سکندر ثانی نے کہا
کہ آج کون طلایہ دیگا ہر سردار عرض کرتا تھا کہ آج مین حفاظت کرونگا آخر کو
نورالدہر نے ارسطوے ثانی کو حکم دیا کہ آج تم طلایہ دو ارسطوے ثانی خوشی
خوشی اُٹھے آکر انتظام طلایہ کیا سامنے لشکر سرخاب کے آکر بیٹھے مگر سرخاب جو اپنے
لشکر مین آیا تو حیران تھا کہ کیا کرون کل کیا جواب دونگا یہ سوچ کر اُٹھا کہ جاکر طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن شب کا وقت ہی کون دیکھے گا یہ سوچکر اپنی بارگاہ سے نکلا لشکر
سے نکل کر سامنے لشکر نورالدہر کے آیا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا آیا منظور ہی کہ قریب
بارگاہ نورالدہر پہونچون کہ ارسطوے ثانی نے دیکھا ایک سیہ پوش درختونکی
آڑ مین چھپتا ہوا آتا ہی ارسطوے ثانی نے للکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی سرخاب نے
پہچانا کہ ارسطوے ثانی طلایے پر ہی مگر ارسطوے ثانی حیران ہوا کہ اب کیا کرون
آخر ٹہلتے ہوے آگے بڑھے سرخاب نے اپنے کو ایک نخل کے پیچھے چھپایا ارسطو نے

دیکھا کہ وہ شخص غائب ہو گیا ارسطوے ثانی جب اُس نخل کے قریب آئے سرخاب نے زمین پر ایک دوہتھڑ مارا کہ زمین تھرائی ارسطوے ثانی کو معلوم ہوا کہ زمین کانپ رہی ہی سرخاب نے پھر دوسرا دوہتھڑ مارا ارسطوے ثانی تھرّا کر گرے اور گر کر بیہوش ہو گئے سرخاب نے آکے ارسطوے ثانی کو گرفتار کیا اور سحر کرکے آپ بشکل ارسطوے ثانی تیار ہوا اور ارسطوے ثانی کو درختون مین چھپا دیا آپ بشکل ارسطو چلا لشکر نور الدہر مین آیا ملازمون نے پوچھا کہ ای آقاے نامدار آپ کہان گئے تھے کہا کہ لشکر کفار دیکھنے گیا تھا خیال آیا کہ اب ذرا جا کر آقاے نامدار کو دیکھ آؤن نگہبانون کو دروازے پر سے ٹالا آپ اندر بارگاہ کے آیا چاہا کہ نور الدہر کو گرفتار کرون دیکھا کہ پلنگ پر پڑے سو رہے ہین جھپٹ کر سرخاب قریب آیا لوح محفوظ کا جو عکس پڑا سحر اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا سرخاب کو تو خبر نہین مگر پانؤن کی آہٹ جو ہوئی نور الدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک شخص سیہ پوش ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہی کہ گرفتار کرے نوّر الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکا مارا کہ سرخاب مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی سرخاب گھبرا گیا بول اُٹھا کہ مین ہون سرخاب جادو معاف فرمائیے گا نور الدہر نے کہا کہ او بے حیا تو کیون آیا تھا اسنے گھبرا کر کہا کہ مجکو ہوس تھی جمال جہان آرا دیکھون مین چلا آیا خادمون نے جو یہ آواز سُنی نجم کو خبر کی نجم اختر شناس آکر پہونچا دیکھا کہ نور الدہر سرخاب کا ہاتھ پکڑے ہین اور سرخاب جادو خاموش کھڑا ہی اور عذر کر رہا ہی نجم اختر شناس نے آکے پکڑا اور کشان کشان باہر لیچلا سرخاب کہتا ہی کہ ای نجم اختر شناس مین اتفاق سے چلا آیا مگر نجم کب مانتا ہی آخر نجم اختر شناس نے ایک ساتھ والے کو اشارہ کیا اُسنے بڑھ کر سرخاب کا سر کاٹ لیا ادھر یہ مارا گیا وہان ارسطوے ثانی کو ہوش آیا کہ اسی کے سحر مین مبتلا تھے جب ہوش آیا تو حیران ہوے کہ ای ارسطو یہ کیا ہوا ہین یہان کیونکر آکر پھنسا آخر اپنے مقام سے اُٹھے لشکر مین آکر دیکھا

ہنگامہ سُنا کہ سرخاب برائے گرفتاری نورالدہر آیا تھا مگر وہ اصل جہنم ہوا ارسطو نے نجم اختر شناس سے بیان کیا کہ اسنے مجکو گرفتار کر کے صحرا مین ڈال دیا تھا اور میری شکل بنکر یہان آیا مگر شکر ہی کہ مارا گیا تب مین نے رہائی پائی نجم اختر شناس نے آکر سب حال نورالدہر سے بیان کیا نورالدہر نے کہا کہ آخر تمنے دیکھا کہ مکر کا انجام کیا ہوا وہ ملعون مارا گیا سکندر ثانی نے آکر یہ حال دیکھا خاموش ہو رہا مگر عرض کی کہ حضور کو خیال ہو گا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ اسکو مہلت نہ دیجیے یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ اُس مکر کا تو اُسنے انجام پایا کہ کس ذلت سے مارا گیا ای سکندر ثانی ہم اہل اسلام ہمیشہ مکر کو معیوب جانتے ہین یہ خبر سرخاب کی فوج کو بھی پہونچی کہ سرخاب مارا گیا اس عرصے مین شہنشاہ زرین بال آفتاب کا شانۂ مشرق سے سر بدر کر چکا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر افسران فوج کو پہونچائی کہ سرخاب جو برائے گرفتاری نورالدہر گیا تھا گرفتار ہو کر مارا گیا یہ سُنکر سب پریشان ہوے کہ اب کیا کرین چلے جائین ہمارے سر پر اب کون سرپرست ہی افسر کہہ رہے ہین کہ ہم تو منع کرتے تھے کہ برائے گرفتاری طلسم کشا نہ جائیے مگر اُنھون نے ہمارا کہنا نہ مانا اُس شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت پر سحر تاثیر نہین کرتا سب افسرونکا یہی ارادہ ہی کہ اب چلے جائین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہور گرگدن سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا گینڈے سے اُترا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُتر پڑا مگر شاہور نہایت عیش پسند ہی آتے ہی بارگاہ مین ارباب عیش و نشاط کو حکم دیا کہ حاضر ہون اُسی وقت نازنینان مہ جبین آکر حاضر ہوئین اور سامنے بیٹھ کے یہ اشعار عاشقانہ بتاب تا کر گانے لگین نظم

مسکن شاہد شرابی ہی	کعبۂ دل کی اب خرابی ہی
رشک سے تا نہ آفتاب جلے	اسلیے حائل آفتابی ہی
آب و آتش بہم ہین دیکھ طلسم	آتشی خود لباس آبی ہی
او فلاطون خم شراب کو دیکھ	آتشی برج ہی کہ آبی ہی

چاند کو تیرے مُنھ سے کیا نسبت
کیا نظر مین سما گیا وہ گُل ؞
جام مے کیون برنگِ گُل نہ ہنسے
کہے بے علم کون ناسخ کو ؞

چاندی کی چھوٹی اک رکابی ہے
پردۂ چشم بھی گلابی ہے ؞
دستِ ساقی مین اب گلابی ہے
یاد وہ چہرۂ کتابی ہے ؞

اسکی بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سب افسران فوج اسکے گرد بیٹھے ہین اور شاہور بیٹھا ہوا کہ رہا ہے کہ کل طلسم کشا کو بتائید قدرت سر میدان زیر کرونگا اُسکو اپنی جراُت پر بڑا ناز ہے اور قدرت نے مجکو نامہ لکھا ہے کہ طلسم کشا کی مشکین باندھ کر بہت جلد ہمارے پاس روانہ کرو دن بھر تو یہ باتین رہین اور شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی بجا ہر کارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرہ گرجایا اور تیاریان ہونے لگین مگر شاہور نے بعد بجوانے طبل جنگی کے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ اکوان فیل دندان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اور اُسکا بھائی مرجان وغیرہ بھی نورالدہر کے ہاتھ سے مارے گئے سرخاب بہ ارادۂ عیاری گیا ارسطوے ثانی کو گرفتار کر لیا اُسکی شکل بنکر پہونچا وہ بھی جا کر گرفتار ہوا اُسکو نجم اختر شناس نے قتل کیا یہ خبر بن سن کر کانپ گیا حیران تھا کہ مین تو اکوان سے زیادہ نہین ہون دیکھیے اب کیا ہوتا ہے قدرت نے بیکار مجکو تقدیر کر کے روانہ کیا اس سوچ مین بیٹھا تھا جان کا خوف ہے نام طلسم کشا سے کانپ رہا ہے یہ خبر بھی سُن چکا کہ اکوان ایسا پہلوان مارا گیا اور کچھ زور نہ چلا کہ عیار اسکا آیا ماہور شبگرد اسکا نام ہے سامنے آکر سلام کیا پوچھا کہ حضور کیون متردد مین او ۔ کیدن خاموش بیٹھے ہین شاہور نے کہا کہ اے ماہور کیا پوچھتا ہے مین نے خبر سُنی کہ اکوان و مرجان دونون ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے مین اکوان سے زیادہ نہین ہون اکثر میرے اُسکے امتحان ہوا انصاف تو یہ ہے کہ ہر فن مین وہ مجھپر غالب رہا ہے جب وہ مارا گیا تو مین طلسم کشا کا کیا کرونگا ماہور نے کہا کہ اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن شاہور نے کہا کہ مین نے

اس خیال سے تجھسے نہین کہا تھا کہ شاید عیار طلسم کشا کا تجکو خوف ہو ماہو رنے کہا عیار طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی میرے ایسے ایسے شاگرد ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین میرے سامنے تو اُسکو آنے دیجیے یہ کہہ کر عرض کی کہ غلام جاتا ہی اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہی دیکھون عیار اُنکا کیا کرتا ہی آپ کے اقبال سے بدی بدالا دُنگا اور اگر کہیے تو سر لاؤن کسی بات مین کمی نہ کرونگا یہ کہہ کر چلا لشکر سے نکلا گوشے مین بیٹھ کر صورت بدلی ایک ضعیفہ کی صورت بنا ہوا لشکر نور الدہر مین آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش اور ناظر باش کی ہر طرف صدا بلند ہی بڈھیا ٹیکتا ہوا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر ایک مزبلہ تھا اُسکی آڑ پکڑ کے نقب دینے لگا پہر رات رہے نقب بارگاہ نور الدہر مین توڑی دیکھا کہ آخر رات ہی طلسم کشا غافل سو رہے ہین شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین ایک جانب عود سوز وغیرہ روشن ہین دھوان جو گھٹا ہوا ہی تو اُس سے عجب خوشبو آتی ہی اُسی حال مین قریب چھپر کھٹ پہونچا نور الدہر کرتہ شبخوابی پہنے ہوے ہتھیار لگائے ہوے سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہی اس نے داروے بیہوشی نکالی گفچے مین رکھ کر برابر دماغ کے لگا دی نور الدہر نے جو دم کھینچا بیہوشی دماغ پر چڑھ گئی چھینک مار کر بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا اُسی نقب مین کو دکر روانہ ہوا اگر قضاے کار شبرنگ بن عمرو ایک دوکان پر پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا فرماتے ہین کہ اے فرزند دلبند اپنے آقا کی خبر لو ورنہ بہت پچتاؤ گے شبرنگ گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا نگہبان بیٹھے ہین اُن سے پوچھا کہ خیر و عافیت ہی سب نے کہا کہ اس وقت تک تو خیریت ہی یہ سنکر شبرنگ اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ روشنی گل ہی چھپر کھٹ خالی پڑا ہی مہرہ نقب کا بھی پایا شبرنگ بن عمرو تو عاشق جمال شاہزادۂ والا قدر ہی نقب مین جھم سے کود پڑا یہ بھی خیال نہ کیا کہ شاید اسمین دس پانچ عیار بیٹھے ہون نیمچہ چمکاتا ہوا چلا نقب کو طی کر کے پشت بارگاہ پر نکلا دیکھا کہ مٹی کا تمام انبار ہی مگر اسکا تو مطلب یہ تھا کہ اُس عیار کو پاؤن نقش پا کو دیکھتا ہوا چلا ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ ایک عیار طرار

بشتارہ بدوش جاتا ہی مگرچو کنا چہار طرف دیکھتا ہوا خیال یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ضرور آئینگا شبرنگ بن عمرو نے ہر چند جستجو کی مگر قریب اُسکے نہ پہونچا اب وہ وقت آیا ہی کہ گریبان سحر چاک ہوا ہی سپاہی لشکر سے نکل رہے ہین براے رفع حاجت صحرا کی طرف جاتے ہین لوگون نے جو ماہور کو آتے ہوے دیکھا پکار کر پوچھا شاطر صاحب کہا نسے آتے ہو ماہور نے خوش ہو کے جواب دیا کہ مین نے تو آج لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا طلسم کشا کو لے آیا یہ کہتا ہوا چلا شا ہور رات بھر جاگا ہی عیار کا بیٹھا انتظار کر رہا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا ماہور شبگرد پشتارہ بدوش آتا ہی مگر گردین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا کہ اے شہریار مین طلسم کشا کو لایا اب قتل کرنے اور بخشنے کا آپ کو اختیار ہی شا ہور نے کہا کہ مین ابھی اسکو قتل کرونگا دیر نہ کرونگا جلد ہوشیار کر ماہور شبگرد نے کہا کہ پہلے اسے مسلسل و مطوق کر لیجیے تب ہوشیار کیجیے اگر یہ یون ہوشیار ہوگا تو بہت بڑی آفت برپا کریگا اے پہلوان دوران آہنگرون کو بلائیے آہنگر فوراً حاضر ہوے شبرنگ بن عمرو خدمتگار بن کر پہونچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ شا ہور دنگل پر بیٹھا ہی گرد سردار بیٹھے ہین اور بہت سے افسر خبر سُن کر آئے ہین کہ طلسم کشا گرفتار ہو کے آئے ہین اور قتل ہوتے ہین شبرنگ حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون آہنگرون نے نورالدہر کو مسلسل و مطوق کیا جب مسلسل و مطوق کر چکے تو ماہور نے ہوشیار کیا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانہ زنجیر مین غل ہوا بل کر کے اُٹھے دیکھا کہ شا ہور سامنے بیٹھا ہی گرد سردارون کا جماؤ ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسے جلد قتل کیجیے کوئی کلمہ خیر بولنے والا نہین ہی سب جان کے دشمن ہین مگر صبح کو سرداران نورالدہر کو معلوم ہوا کہ آقا کو ہمارے عیار شا ہور گرفتار کر کے لے گیا سب سے زیادہ طہماس بیقرار ہو رہا ہی سکندر ثانی نے کہا کہ یارو کیون گھبراتے ہو مین ابھی بتاتا ہون اگر شاہزادہ دس کروڑ مین ہوگا تو رہا کر کے لاؤنگا یہ کہہ کر سکندر ثانی بلند پروازی کرتا ہوا چلا مربع نشین نے کہا کہ مین بھی آئی یہ کہہ کر مربع نشین بھی چلی

ہمارے مرصع پوش بھی روانہ ہوئی نجم اختر شناس نے کہا کہ غلام ہی نہ آئے سکندر
نے کہا تمکو اختیار ہی یہ بھی چلا ایک طرف سے ارسطوے ثانی بھی چلا شعلہ جوالہ سب کے
آگے تڑپ کر چلی یہان نورالدہر نے جو صاحب سلامت کی اور للکار کر کہا کہ او نامرد
اسی مُنھ پر دعویٰ پہلوانی کا کہ عیار کے بھروسے پر آیا ہی دیکھون تو کیا کرتا ہی شاہ ہوس
نے اشارہ کیا کہ ای جلاد جلد۔ اسکا سر کاٹ لے شبرنگ بن عمرو ایک کونے مین
حیران و پریشان کھڑا ہی رو رہا ہی جیسے ہی جلاد تیغہ پکڑ کر چلا شبرنگ کو تاب نہ آئی
کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا فوراً اسنے جلاد کو پتھر مارا جلاد کا سر تو پھٹا مگر لوگون
نے دیکھ لیا کہ اس شخص نے پتھر مارا ماہور نے دوڑ کر آواز دی کہ او ناعیار اب
کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا شبرنگ نیمچہ پکڑ کے بارگاہ مین آیا پُکار کے
آواز دی کہ ہم شبرنگ بن عمرو ای پہلوان دوران ذرا تماشا دیکھیے کہ عیارون سے
کیسا نیمچہ چلتا ہی شاگردان ماہور نے شبرنگ بن عمرو کو آکر گھیرا شبرنگ نے جسکے
لپک کر نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اسی طرح بیس پچیس پکیچے مار کر ڈال دیے ہر مرتبہ جھپٹ کر
ماہور پر جاتا ہی لیکن ماہور جست کرکے الگ ہو جاتا ہی ایک عیار نے بڑھکر شبرنگ
کو نیمچہ مارا شبرنگ کا شانہ نشانہ ہوا شبرنگ نے جھپٹ کر سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا
کہ اُس عیار کے بھی دو ٹکڑے ہوے اس عیار کو مار کر شبرنگ قریب ماہور پہونچا
دور سے عیار تیر مارنے لگے شبرنگ زخم کھاتا جاتا ہی مگر ماہور سے لڑنے لگا نورالدہر
دیکھ کر حیران ہین کہ ہائے کیا کرون جوش محبت مین شبرنگ اپنی جان دیتا ہی بڑے
افسوس کی بات ہی ای پروردگار اسکو بچا یہان شبرنگ نے بیٹھ کر ہاتھ مارا کہ ماہور
کے پیر اُڑ گئے پھر دوسرا ہاتھ لپک کر مارا ماہور کا شکم چاک قصہ پاک ہوا لیکن
چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین شاہ ہوس نے جو لاشہ ماہور کا دیکھا غصے سے کانپنے لگا
آنکھون مین خون اُتر آیا کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ اس ناعیار نے میرے شاطر کو مارا اگر
زندہ نکل گیا تو بڑی بدنامی ہوگی سب سردار اُٹھنے لگے اب شبرنگ بن عمرو گھبرایا اور
پُکار کر آواز دی کہ ای پہلوان یہ نامردی ہی کہ پچاس ساٹھ عیارون نے مجھپر حملہ کیا ہی

مگر مین نے سب کو جواب دیا اب تم لوگ کیا سمجھ کر اُٹھتے ہو کجا عیار کجا افسر ہر چند کہ
مین افسرون کی بھی کچھ حقیقت نہین جانتا مگر انصاف تو کر شاہور نے کہا کہ اب تو
یہی انصاف ہی میرا عیار مارا جائے اور مین آنکھون سے اپنی تجکو زندہ دیکھون یہ شاطر
مجکو عزیز تھا وہ وہ کارہائے نمایان اس سے سرزد ہوسے تھے کہ جنکا بیان نہین ہوسکتا
اب چہار جانب سے شبرنگ پر نیزے پڑ رہے ہین شبرنگ بن عمرو نیزے کاٹتا ہی
جسپر جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان شبرنگ نے مارے آخر کو
نیزے کھا کر لڑکھڑا کر گرا مگر اس طرح کہ پاؤن پر نورالدہر کے سر ہی ہاتھون سے
بلائین لیکر کہتا ہی کہ ای شہریار غلام تصدق ہوا آج نمکخواری سے ادا ہوا باپ
میرا حضور کے دادا جان کا رفیق ہی مین نے آپ کی رفاقت کی شکر ہی کہ حضور
کے قدمون پر سے نثار ہوتا ہون ہر چند کہ گستاخی ہی مگر امیدوار ہون کہ غلام
کا لاشہ بہ آبرو اُٹھے حضور بھی ساتھ ہون اور کل سردار بھی ہمراہ ہون لوگون
کو معلوم ہو کہ آج عیار طلسم کشا کا سیار گلشن جنان ہوا اُس سرفروش کا لاشہ جاتا
ہی آقائے نامدار ہمراہ ہین تو روح کو راحت قلب کو فرحت ہوگی کہ شعلہ جوالہ
آسمان پر آکر چمکی قبہ بارگاہ کو توڑ کر گری شبرنگ بن عمرو کو پنجے مین داب کر
اُٹھا لیا سکندر ثانی جو آکر پہونچا بارگاہ مین آتے ہی ایسے دو تین گولے مارے
کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ارسطوے ثانی اُسی اندھیرے مین آکے گرا اور
نورالدہر کی قید جسم سے دور کی پنجہ ہاتھ مین دیا نورالدہر جو بل کر کے اُٹھے
اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرہ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بمیش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

شاہور گھبرا گیا اگرچہ کئی ہزار پہلوان جمع ہین مگر اس شیر کے نعرے سے سب کانپ گئے
قبہ بارگاہ تھرایا یقین تھا کہ بارگاہ لب آ کر گرے شاہور کود کر باہر آیا رفقا سے کہا
کہ یارو کیا صلاح ہی مگر ساحرون کو نورالدہر نے منع کیا کہ یارو سحر نہ کرو جرأت ٹوٹ

یا خاموش رہو ہمارے سر کی قسم کوئی سحر ہرگز نہ کرے یہ مجھپر شاق ہی میرا چشم مجھپر طعن
تشنیع کریگا بارگاہ مین شرمندہ ہونگا یہان شاہور کے رفقانے صلاح دی کہ آپ
طبل باز گشت بجوا دیجیے ورنہ دیکھیے لشکر طلسم کشا آیا چاہتا ہی اگر کل لشکر اُنکا آپڑا
تو جان بچانا مشکل ہو گی آٹھ لاکھ کا لشکر ہی اگر ساحرون کو طلسم کشا منع نہ کرتا تو کل
لشکر آپ کا تباہ ہو جاتا دیکھیے سکندر ثانی وارسطوے ثانی وغیرہ خاموش پشت پر
چلے آتے ہین کوئی زبان نہین ہلاتا شاہور تو ناچار ہو رہا تھا اُس نے فوراً حکم دیا
کہ طبل امان بجے ادھر طبل امان بیچوب بڑی لشکر نورالدہر جو تیار ہو کر چلا تھا
وہ تو اپنے مقام پر سُن کر رُک گیا شاہور لشکر کو لیکر پلٹا نورالدہر مع سکندر و
ارسطوے ثانی اپنے لشکر کی طرف چلے مگر قید آہن جو توڑی ہی بغلون سے خون
جاری ہی ارسطوے ثانی نے بڑھ کر ایک سوار کو مارا اُسکا گھوڑا لاکر پیش کیا اُسپر
نورالدہر سوار ہوے اپنے لشکر کی طرف چلے سر سے پا تک دریاے خون مین نہائے
ہوے ہین سبھون سے پوچھا کہ شبرنگ تو بخیر و عافیت نکل گیا ارسطوے ثانی نے
عرض کی کہ اُسکو شعلۂ جوالہ لے گئی ہی نورالدہر نے کہا کہ آپ لوگ اس طرح پر نہ
آپڑا کیجیے خیال رہے کہ ساحر ساحر سے لڑے غیر ساحر پر سحر نہ کرے ارسطوے ثانی
نے کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس ہر چند کہ آپ جرأت مین عدیل و
بے نظیر ہین مگر ہم لوگ جب حال ابتر سُنین گے تو ہمکو صبر نہ آئیگا ضرور براے جانبازی
آوین گے جو مناسب ہو وہ غلامون کو سزا دیجیے نورالدہر جی مین کہتے ہین کہ ای
نورالدہر حقیقت مین سردار تمھارے تُمھاری محبت مین چور ہین اسی حال سے
داخل لشکر ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے شبرنگ بن عمرو کی زخم دوزی کی شفاخانہ
مین سردارون نے بھیجا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر شاہور جو لڑبھڑ کر نکلا پھر پلٹ کر
بارگاہ مین آیا سردارون کی اپنے زخمدوزی کی اور آپس مین صلاحین کرنے لگا کہ
کیون صاحبو اب کیا کرنا چاہیے سردارون نے کہا کہ ای شہریار جرأت کو طلسم کشا
کی دیکھا ہمت یہ کہ اس حال زار مین بھی آنا ساحرونکا نا گوار ہوا ملکہ شعلۂ جوالہ

بجبر شیر نگ بن عمرو کو اُٹھائے گئی مگر طلسم کشا پر یہ بھی شاق تھا ہم لوگ جو مکر کرتے ہین وہ بھی طلسم کشا کو ناگوار ہی وہ یہ چاہتے ہین کہ ساحر سے ساحر لڑے مگر غیر ساحر سے ساحر نہ لڑے سب نے کہا مناسب یہ ہی کہ ایک شبخون ماریے اگر غالب آئے تو فبہا ورنہ بھاگ چلین گے شاہور کو یہ مشورہ سب کا پسند آیا یہ کہ کر اُسی وقت لشکر کو تیار کیا منظور ہوا کہ بعد دوپہر شب کے شبخون جاوین گے شاہور افسوس کرتا ہی کہ اگر اس وقت عیار ہوتا تو لشکر اسلام سے خبر لاتا کہ بارگاہ طلسم کشا کدھر ہی اُس طرف جا کے گرتے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر غالب آتے ماہور عیار کا بھائی کافور تیز رو روتا ہوا سامنے آیا کہا کہ غلام کو اپنے بھائی کا بڑا قلق ہی اگر فرمایئے تو وہ ہی سب کام بجالاؤن خبر دریافت کر آؤن کہ بارگاہ طلسم کشا کس طرف کو ہی اور جو ضرورت ہو وہ ارشاد ہو کہ بجالاؤن شاہور نے اُسے گلے سے لگایا کہا کہ ای کافور اس قدر گریہ نہ کر تیرے بھائی کا عہدہ تجکو دیا انتظام شاطران کیا کرنا غرض کافور شاہور سے وعدہ کر کے چلا یہان اتفاق سے بحکم سکندر ارسطو طلایہ پر ہین انتظام کر رہے ہین جا بجا سوار و پیدل مقرر کر کے سامنے لشکر شاہور کے آکر ٹھہرے ہین دیکھا کہ ایک سیہ پوش آتا ہی ارسطوے ثانی نے سحر کر کے اُسے گرفتار کیا لشکر مین آ کے اُسے ہوشیار کیا پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی کافور نے اپنے کو مجمع عام مین پایا سوا راست بیان کرنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا صاف صاف بیان کر دیا کہ مین برائے خبر آیا تھا شاہور کا ارادہ ہی کہ شبخون مارے ارسطو نے اُسی وقت شعلۂ جوالہ کو بلوایا اور کہا کہ ای شعلۂ جوالہ ہمارے مرصع پوش کو بیدار کر کے لاؤ سامنے کا انتظام ہین کرونگا عیار کو تو قید کراو تین طرف تین ساحر مقرر کرو اُسی وقت ہمارے مرصع پوش بھی بیدار ہو کر اپنی بارگاہ سے آئین القصہ تین طرف تین ساحر مقرر ہوے یہان شاہور نے جو دیکھا کہ وقت گذر گیا اور کافور پلٹ کر نہین آیا افسرون سے کہا کہ تیار ہو وقت شبخون جاتا ہی ایسا نہو کہ یہ ارادہ بھی باطل ہو افسرون نے کہا کہ سب لشکر تیار ہی شاہور یہ سن کر گینڈے پر سوار ہوا

تین طرف تین افسر روانہ کیے رو کی طرف سے آپ چلا ارسطوے ثانی ہوشیار بیٹھا ہی
فوج کو جو آتے ہوے دیکھا سب ساتھ والے ہوشیار تھے بڑھ کر کہا کہ ای شاہور
یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہی یہان سب بیدار ہین تمھارا خیال شبخون بیکار رہا
فقط طلسم کشا کا ہم کو خوف ہی ورنہ لشکر تمھارا ایک اشارے مین پامال ہو سکتا ہی
شاہور نے جو ارسطوے ثانی کو دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو بڑا
غضب ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کافور گرفتار ہو گیا ارسطوے ثانی ایسا
شخص طلائے پر ہی کیونکر شبخون مارین جس طرف گئے وہان انتظام پایا چارون طرف
لشکر کے ایک ایک ساحرہ مقرر تھی یعنی ہمارے مرصع پوش و مربع نشین و ملکہ
شعلۂ جوالہ آخر کو آپس مین یہی صلاح ٹھہری کہ اب پلٹ چلو سامان شبخون مٹ گیا
ذکر یکے اپنے مقام پر آکر صلاح کی کہ طبل جنگی بجاؤ دو پہر رات گئے نقارۂ رزمی گڑگڑائے
جاسوسان لشکر اسلام جو حاضر تھے خبرین لیکر خدمت سکندر ثانی مین آئے اور تمام
کیفیت عرض کی کہ اُس طرف طبل جنگی بجا ہی یہ سُن کر سکندر ثانی نے بھی طبل جنگی بجوایا
گر شاہور کو بڑا خوف ہی چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش
اکھاڑے سے مشرق کے ابھر کر نکلا شاگردان ضیا و شعاع ساتھ ہین میدان
چرخ زبرجدی مین آکر ٹھہرا تمام عالم نورانی اور منور ہوا شاہور سوار ہوا لیکن
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ کیون یارو طلسم کشا کو للکارون یا ورونکو پکارون
ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور کیون تکلیف فرمائین تنخوار مقابلہ کرین گے شاہور
کہتا ہی کہ مین تو مقابلے سے طلسم کشا کے خائف ہون تمکو بھلا طلسم کشا مارے گا جو سامنے
جائیگا علاقت شمشیر آبدار ہوگا یہ کہتا ہوا میدان مین آیا اُدھر سے بصد کروفر شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران و ساحران ہوشیار و سرداران نامدار
میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہونے لگین مگر شاہور خائف و ترسان ہی
کہ دیکھیے میدان مین کون نکلیگا نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے
زیل کی اُنکی آواز بن گونجون کے لڑکے سر دھیڑتے یہ اشعار پڑھ نغمے لگے فقط

ای مقیمانِ تہِ سقفِ سپہر غدار +
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار و نین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
قصر کو جانے دو باشندونکو ان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت +
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی
تا بہ کی حسرتِ فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منصدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بابن عز و وقار
آج کل وہ لب جو چند کا ہی آئنہ دار
مسکنِ فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
ہی نیابان مین بپرِ زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کُنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی +

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ کر نقیب ہٹے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین ایسے ایسے جلیل پردۂ دنیا سے گذر گئے جنکے نام کا نشان تک نہین شاہور سوچ رہا ہی کہ اب کیا کرون یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ظاہر ہین دیو بند و دیو کش بصد شوکت و حشم آکر پہونچا پشت پر کئی لاکھ فوج شاہور نے استقبال کیا کہا کہ ای برادر اسوقت کہان سے آتے ہو اس پہلوان کا نہنگ خون آشام نام ہی نہنگ نے کہا کہ قدرت نے یہ مجکو حکم دیا ہی کہ ہمارا پہلوان حیران و پریشان ہو رہا ہی تم جاکر مدد کرو مین فوراً حاضر ہوا شاہور نے کہا کہ صفوف آرائی ہو چکی ہی جائیے جلیے ہی شاہور نے یہ کہا نہنگ سے نہ گیئے ابڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری کرنے لگا اور پُکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جس کسی کو

تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور نکل کر مقابلہ کرے یہ جو اسنے آواز دی نور الدہر نے مرکب اپنا بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نظم

قم وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خاے اکا پالنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

طرارے بھرتا ہوا مرکب طلسمی میدان مین آیا نور الدہر ایسا شہسوار اسپر سوار ہی نور الدہر جو مقابلہ نہنگ مین آئے نہنگ صورت زیبا کو دیکھ کر حیران ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای نہنگ یہ جوان حسین وجمیل میرے مقابلے مین آیا ہی یہ تو اس لائق ہی کہ صحبت مین اسکو جگہ دو رونق محفل ہی مقابلہ کیا کریگا اگر ہاتھ اسکے پکڑلون تو کلائیان ٹوٹ جائین نور الدہر نے جو اسکو پریشان دیکھا فرمایا کہ ای پہلوان ذرہ ان باعث تردد کیا ہی نہنگ نے کہا مجکو خوف آتا ہی کہ تم میرے ہاتھ سے کہین ہلاک نہ ہو کہ مجکو بڑا قلق ہوگا مین یہ چاہتا ہون کہ میرا مذہب اختیار کرو مین اپنے لشکر کا تمھین بادشاہ کرونگا نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران یہ تمھارا خیال خام و تصور ناتمام ہی اسکو دل سے نکال ڈالو یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کام لو نہنگ نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر نگران ہین ہمراہیان شاہ ورحیران ہین کہ ایسے چھوٹے قد کا جوان اتنے بڑے پہلوان سے کس طور سے مقابلہ کر رہا ہی نور الدہر نے ایک مقام پر نیزے کو نہنگ کے گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نہنگ نے جھلاکر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کہ ہاتھ تادار کا مارا نور الدہر نے باڑھ کو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین

کشتی ہونے لگی تینوں لشکر دیکھ رہے ہیں اور شاہور اپنے سرداروں سے کہہ رہا ہی
کہ دیکھو صاحبو طلسم کشا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی کس لطف سے
معرکہ پڑ رہا ہی یقین ہی کہ طلسم کشا نہنگ خون آشام پر غالب آئے اگر ان ایسا
پہلوان کس طرح اسکے ہاتھ سے مارا گیا لیکن بعد چند ساعت کے نہنگ خون آشام
شاہزادے کو ریل کرلے دوڑا چند قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ بایاں گھٹنا نورالدہر
کا آشنا بہ زمین ہوا نورالدہر نے تڑپ کر لنگر قایم کیا نہنگ اوپر آکر چھایا ایک
زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اُس کوہ وقار کے
لنگر میں حس و حرکت نہ پائی نہنگ نے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا نورالدہر تڑپ کر
اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے
نہنگ خون آشام کے آشنا بہ زمین ہوے اسنے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قایم کردوں مگر
حریف زبردست لنگر کب قایم ہونے دیتا ہی دونوں ہاتھ ستون کمر کبھی زنجیر
میں ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر ماروں نہنگ خون آشام نے فریاد کی
کہ ای شہریار اطاعت کرتا ہوں نورالدہر نے کہا کہ بقراط ثانی پر لعنت کرو
مذہب وحدہٗ لاشریک قبول کرو نہنگ نے بقراط ثانی پر لعنت کی کلمۂ طیبہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا اب شاہور بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی اور ساتھ والوں سے
کہہ رہا ہی کہ یارو دیکھو ایک معین و مددگار آیا تھا وہ بھی زیر ہو کے شریک طلسم کشا
ہوا اب طلسم کشا کو کون جواب دیگا یہ کہہ رہا ہی اور فوج والے نہنگ کے پاس
چلے جاتے ہیں اور شاہور گھبرا رہا ہی کہ کل کون جواب دیگا آج مددگار آیا تھا وہ
بھی طلسم کشا کے ہاتھ سے زیر ہوا کہ صحرا سے دوسری گرد اُڑی دیکھا کہ ایک
پہلوان کرگدن سوار پشت پر کئی لاکھ فوج تنگ شعلہ زن اِسکا نام ہی عین وقت
پر آکے پہونچا شاہور گھبرا رہا تھا اُسکو تسکین دی کہ ای شاہور نہ گھبرا کیوں
اسقدر پریشان ہوا اگر نہنگ مسلمان ہو گیا ہی تو ہو جانے دو میں سمجھ لونگا قدرت کو

سب حال تمھارا معلوم ہی بین قدرت کے سامنے حاضر تھا کہ ارشاد فرمایا کہ لو غضب ہوا
نہنگ مسلمان ہو گیا اپنے کو جلد پہونچاؤ یہین چل نکلا مگر خیر وقت پر آیا یہ کہکر شاہور
کو پلٹایا ادھر نورالدہر نہنگ کو لیے کر پلٹے بارگاہ مین آئے سب سردارون کو
خوشی ہوئی کہ آقا ہمارے میدان مین جا کر پہلوان پر غالب آئے مگر نہنگ خون آشام
نے کہ حاضر خدمت ہی کہا غلام آج سب کی دعوت کریگا نورالدہر نے کہا کہ ہم نے
قبول کیا نہنگ خون آشام نے بارگاہ کو آراستہ کیا اپنے سردارون کو حکم دیا کہ
بارہ تیاری کرو آج سرداران طلسم کشا کی دعوت ہی طائفے معقول طلب کیے شب کو
نورالدہر کو بہ اعزاز و اکرام لایا لا کے مقام صدر پر جگہہ دی سکندر ثانی کو
تخت پر جگہہ دی دنگلون پر سرداران نامی آکر بیٹھے طائفون کو اشارہ کیا اپنے اپنے
طور پر کمال دکھانے لگے ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ بیچ محفل مین بیٹھ کر بصد
نازو ادا بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کام رہنے کا نہین بند اپنا	بندہ پرور ہی خداوند اپنا
اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب	ہمکو چکھوائے مزا قند اپنا
دیکھیے کستے ہین کب تک وہ ہمین	امتحان ہوتا ہی تا چند اپنا
اے پریرو ہون ترے دیوانے	دیکھین سودا جو خردمند اپنا
کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز	کسکو پیارا نہین فرزند اپنا
سیبر رکھتا ہی وہ گل ہنس ہنسکر	رزق ہی شہد شکر قند اپنا
سر کو سودا ہی کسی کاکل کا	دل ہی زنجیر کا پابند اپنا
تیغ قاتل سے اڑین گے ٹکڑے	بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ بس اب بک بک کر	سر پھراتی ہی تری پند اپنا
دور بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح	پاس تمکو نہ ہو ہرچند اپنا
سر ترا ہمکو ہی مصحف کی جگہہ	ہی یہ ایمان تری سوگند اپنا
دولت فقر سے رکھتا ہی غنی	ہمکو آتش دل خرسند اپنا

مین گرمی صحبت ہی کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے آکر عرض کی
کہ ای شہریار ٹٹنگ شعلہ زن شبخون آیا ہی سکندر ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ غلام
جاکر انتقام لے نور الدہر نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے طہماس کی طرف متوجہ ہو کے
فرمایا کہ ای طہماس دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی طہماس بہت خوب کہکر اُٹھے باہر نکل کر
دیکھا کہ خیمے جل رہے ہین ٹٹنگ کے نعرے کی آواز بلند ہی اہل لشکر حیران اور
مضطر ہین ہر طرف سے کفار چلے آتے ہین ایک طرف شا ہو رہا ہی طنابین خیمون کی دڑ
دڑ کر کاٹتا پھرتا ہی کہ طہماس نے بڑھکر نعرہ کیا اور آواز دی کہ ای سرداران نامی
یہ کفار جو آئے ہین جانے نہ پائین اتنی آواز جو فوج نے سُنی چہار جانب سے کفار
کو گھیر لیا سب سے زیادہ ملازمان مونگ جو اپنے مقام سے اُٹھے اکثر اُنکے جان پہچان
اور عزیز دار بھی لشکر ٹٹنگ شعلہ زن مین ہین مگر جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا بھائی
نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو مارا اتفاق سے کار قریب خیمۂ مریخ نشین جو یہ ہنگامہ ہوا
کسی نے طناب خیمے کی کاٹ دی مریخ نشین جھلا کر اپنے خیمے سے نکل آئی باہر آکر دیکھا
کہ ہدیرے خیمے کے گرد لڑائی ہو رہی ہی انھین لوگون مین سے کسی نے طناب کاٹی ہی
تاب نہ باقی رہی خوف طلسم کشا کا بھولین نکلتے ہی موتیون کا ہار گلے سے اُتار اکلوا
بھیرون کا نام لیکر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای تسخیر صورت کش لینا یہ لوگ
جانے نہ پائین جیسے ہی موتیون کا ہار ٹوٹا جسپر موتی گرا حیران ہو گیا کئی ہزار جوان
فریاد کرتے ہوے دوڑے پلنگ خونخوار بھائی ٹٹنگ کا بیقرار ہو کر پکارتا ہوا دوڑا
کہ ای ملکۂ عالم غلام کو اپنے تک آنے دیجیے بہت بیقرار ہون نظم

اس شش‌جہت مین خوب تری جستجو کرین ٭ کعبے مین جاکے سجدہ تجھے چار سو کرین
عاشق جو حُسن پاک مین کچھ گفتگو کرین ٭ دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین
پیدا کرین جو تجکو اُنھین کو ہی دسترس ٭ پامرد ہین وہ ہی جو تری جستجو کرین
بیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار ٭ سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
افسانہ گوے افعی گیسوے یار ہین ٭ خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جائے نہ ہاتھ سے
ای بادشاہ حُسن فقیرون کی طرح سے
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے +
مستی مین مجھسے بے ادبی ہو گی یا سے
دیوان حُسن مین سے ہوئی ہی یہ انتخاب
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر +
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین ہی قول درد

دامن کو پھاڑلے جو گریبان رفو کرین
عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین +
تاچند بندہاے خدا آرزو کرین
مجکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
عاشق مزاج سیر بیاضِ گلو کرین
سکتہ ہو آئنہ جو ترے روبرو کرین
سنگ صنم ہون آب جو ہم ذکر ہو کرین
دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

مربع نشین نے پُکار کر آوازدی کہ ای پلنگ جلد ہمراہیان تپنگ کو قتل کرو ہم تک آکے کیا کروگے پلنگ دوہزار ساتھ والون کو ساتھ لیکر لشکر تپنگ پر گرا کئی ہزار جوان مارے لڑتا بھڑتا قریب تپنگ کے پہونچا للکار کر آوازدی کہ او نمکحرام تونے بڑا مکر کیا کہ لشکر پر آقاے نامدار کے شبخون مارا تپنگ گھبرایا ہوا ہی اپنی جان سے تنگ ہی کہ اسکو کیا ہو گیا جو ایسے کلمات کہتا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی مربع نشین بوجہ خوف طلسم کشا کے ایک سحر کر کے خاموش ہو رہی در خیمہ پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ پلنگ خونخوار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ اُس آندھی سے ایک ساحرہ اُڑتی ہوئی قریب تپنگ کے آئی اور کہا کہ ای تپنگ پلنگ خونخوار جو یہ باتین کر رہا ہی اسکی باتون کا بُرا نہ ماننا یہ سحر مین مربع نشین کے مبتلا ہی اُسکے خیمے کی طناب جو کٹی وہ بدحواس ہو کر نکل آئی اگر طلسم کشا مانع نہ ہوتا تو بھلا تم شبخون مار سکتے تھے دیکھو مین اسکا ابھی سحر اُتارے دیتی ہون اور تمھاری فتح کرا دونگی یہ کہکر اسنے کچھ دانے ماش کے مارے کہ پلنگ خونخوار یا تو تپنگ کے ساتھ والونکو قتل کر رہا تھا یا پھر اگر اُ کا ساتھ والون سے کہا کہ یارو اپنے ہمراہیونکو قتل کرتے ہو مربع نشین نے جو دور سے دیکھا کہ یا تو پلنگ خونخوار بزور و شور لڑ رہا تھا یا خوش ہو کر پلٹا مربع نشین کو خیال ہوا کہ کوئی ساحر آگیا اب تو آگے بڑھی

ہنگامہ جو زیادہ ہوا تو شعلۂ جوالہ بھی اپنے خیمے سے نکل آئی پوچھا کہ ای مربع نشین کیا ہی مربع نشین نے بیان کیا کہ مین نے سحر کیا تھا کسی نے اُتار دیا اور یہان وہ ساحرہ موسومہ بہ تیرہ بخت کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی اہل اسلام پامال ہو رہے ہین کہ شعلۂ جوالہ نے دور سے دیکھا بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای مربع نشین ہم لوگونکو آقاے نامدار منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرو دیکھیے یہ ساحرہ کھڑی سحر کر رہی ہی یہ کہکر کڑکی اور گرجی برق بنکر تیرہ بخت پر گری کہ اسکے دو ٹکڑے کیے ابتو اہل اسلام جم کر لڑنے لگے مگر طہماس جو لڑتا ہوا آتا تھا برے کے برے پامال کر دیے نور الدہر بھی بیرون بارگاہ آئے ہین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ طہماس لڑ رہا ہی کئی افسرون کو مارا پلنگ خونخوار کی فکر مین جاتا تھا کہ ایک نخل کے نیچے آکے ٹھہرا رومال سے خون پاک کر رہا ہی کہ نخل سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین طہماس کی پڑا اور لے اُڑا پتنگ نے فوج والون کو آواز دی کہ یارو اب نکل چلو مسلمانون کی طرف سے سحر ہونے لگا شعلۂ جوالہ و مربع نشین کڑک کڑک کر گرنے لگین جسپر سحر کیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کسی پر برق بن کر گرین کسی کو آتش قہر و غضب سے جلا دیا پتنگ نے اپنی فوج سے کہا کہ بس اب مین جنگ کر چکا فتح ہونا دشوار ہی لشکر طلسم کشا بے شمار ہی قضاے کار شاہور لڑتا ہوا سامنے بارگاہ نور الدہر کے پہونچا اور اسنے شاہزادے کو پہچانا گینڈا اُڑا کر چلا نور الدہر نے دہین سے للکارا کہ ای شاہور مین تو تیرا مشتاق ہون شاہور نے بڑھکر نور الدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغۂ طلسمی بلند کر کے ہاتھ مارا کہ تا بہ جگرگاہ تیغہ پہونچا لاشۂ شاہور لہرا کر گرا فوج مین ہنگامہ ہو گیا کہ شاہور مارا گیا اب تو پتنگ اور زیادہ گھبرایا کہ شاہور ایسا پہلوان طلسم کشا کے ہاتھ سے یون مارا گیا جلدی سے طبل امان بجوا کر بھاگا نور الدہر کو خبر پہونچی کہ پتنگ نکل گیا اب نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ طہماس کو ڈھونڈھکر لاؤ شبرنگ نے عرض کی کہ طہماس کو بہت ڈھونڈھا مگر کہین پتہ نہین لگتا کہ چند

ہمراہیان طہماس روتے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای شہریار ہمارے آقاے نامدار لڑتے ہوے فلان نخل تک پہونچے تھے کہ نخل سے ایک پنجہ پیدا ہوا وہ طہماس کو اٹھا کر لے گیا نورالدہر نے کہا کہ نجم اخترشناس کو بلاؤ صبح ہو چکی ہر نورالدہر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین نجم حاضر ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ ای نجم اخترشناس تمنے سنا کہ طہماس کو کوئی اٹھا لے گیا ذرا دریافت تو کرو کہ طہماس کو کون لے گیا نجم چاہتا ہی کہ دیکھے پانسے وغیرہ نکالے ہین کہ مربع نشین و شعلۂ جوالہ حاضر ہوئین اور تمام احوال بیان کیا کہ عین گرمی جنگ مین تیرہ بخت جادو آئی مگر ہاتھ سے کنیز کے ماری گئی نجم اخترشناس نے عرض کی کہ تیرہ بخت جادو اخفاے جادو کی زوجہ تھی وہ ہی طہماس کو لے گیا یقین ہی کہ باغ دلکشا مین ہو اگر حکم ہو تو غلام جائے اور طہماس کو تلاش کر کے لائے نورالدہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ کرو شبرنگ جائیگا جس طرح بنے گا تلاش کر کے لائیگا ای شبرنگ تم جاؤ جس باغ کا نام لیتے ہین اُس باغ مین اپنے تئین پہونچاؤ خدا نخواستہ البیانہ ہو کہ طہماس پر کوئی اُفتاد پڑے تو باعث خرابی ہو کیسا عقیل و فہیم پہلوان زبردست ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہاے افسوس اُسنے ہمکو بھی آواز نہ دی نجم اخترشناس نے کہا کہ غلام بہ آسانی جائیگا اور جہانتک بن پڑیگا بہ احتیاط تمام اُنکو لائیگا شعلۂ جوالہ کہتی ہین مین جاؤن گی مربع نشین کہتی ہی مجکو حکم ہو مین جاؤن ارسطوے ثانی اُٹھے ہر ایک ساحر اپنے مقام پر یہی کہتا ہی کہ ہم جائین اور رہا کر کے طہماس کو لائین شاید کوئی مطلب نکلے اور نورالدہر فرما رہے ہین کہ آپ سب صاحب تامل فرمائین شبرنگ بہ آسانی جائیگا اور بحفاظت تمام طہماس کو رہا کر کے لائیگا اور کوئی ارادہ نہ کرے مگر ارسطو یہ کہکر اُٹھے کہ مین اخفاے جادو سے بخوبی آگاہ ہون مین تلاش کر کے لاؤنگا یہ کہکر ارسطوے ثانی چلے طہماس کو تلاش کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ کان مین آواز آئی ای جانے والے کہان جاتا ہی ہمسے ملاقات کرلے تو جا ارسطوے ثانی نے دیکھا کہ ایک نازنین ہی دوازدہ سالہ دوپٹہ ڈھلکا ہوا اور

ہاتھ مین کچھ اشیا ہین جھپٹتی ہوئی کوہ سے اُتر رہی ہی مگر ارسطو کو پکار رہی ہی
کہ ذرا میان جانے والے ادھر ہوتے جاؤ ارسطوے ثانی نے دیکھا کہ پہلوے
کوہ مین جو باغ ہی اُسکا راستہ نہین مگر ہواے سرد آرہی ہی طائر زمزمہ سرائی کررہے
ہین شاخین ہاتھ اُٹھاتی ہین معلوم ہوتا ہی بلا رہی ہین ارسطوے ثانی بر پرواز
پیدا کر کے اُس پار کوہ کے آیا دیکھا کہ در باغ پر طہماس کھڑا ٹہل رہا ہی ارسطو سمجھ گئے
کہ یہ شعبدہ ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہزبر بیشۂ کالنگان ذرا اس طرف آؤ ہم سے
بیان کرو کہ تمپر کیا معرکہ گذرا طہماس نے کچھ جواب نہ دیا اور باغ مین داخل ہوگیا
ارسطوے ثانی بھی اندر باغ کے آئے دیکھا ہواے معتدل چل رہی ہی باغ قطعہ ارم ہی
طائران خوش گلو کی پکار رہی ہر طرف عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین
ارسطو ٹہلتا ہوا چلا ایک روش باغ پر پھر اُسی نازنین کو دیکھا کہ سامنے سے آتی ہی
مگر مسکراتی ہوئی آکے ارسطوے ثانی کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا ای ارسطو
تمکو اخفاے جادو بلاتے ہین ارسطوے ثانی اُس نازنین کے ساتھ آتے آتے
وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہی مسند آراستہ ایک جادوگر
تاجدار تاج پہنے ہوے مسند پر بیٹھا ہی اور ایک طرف طہماس ایک ستون سے
بندھا ہی ارسطوے ثانی آکے بیٹھے حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو رہا کرکے
لے جاؤن اور طہماس کچھ اشارے کر رہے ہین مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ
خاموش بیٹھے رہو جو مسند پر بیٹھا ہی وہ ہی اخفاے جادو ہی کہ ایک ابر سیاہ پہلوے
باغ سے اُٹھا سر پر آکر پھٹا ایک ساحرہ نوجوان ابر سے نکلی اور آکر اخفا کو
سلام کیا اخفاے جادو کے قریب آکر بیٹھی کہا کہ ای اخفاے جادو یہ جوان جو
بندھا ہی کون ہی اخفاے جادو نے کہا کہ یہ طلسم کشا کا سردار ہی خداوند بقراط
کا گنہگار ہی متین جادو نے کہا کہ ای اخفاے جادو یہ قدرت کو سجدہ کیون نہین
کرتا ہی اخفا نے جواب دیا کہ یہ لوگ مسلمان ہین جو مذہب اختیار کرتے ہین پھر دوسرے
مذہب پر توجہ نہین کرتے مین نے بہت سمجھایا مگر یہ نہین مانتا متین نے کہا کہ مجکو حکم ہو

کہ مین اس کو لے جاؤن اور اس کو سمجھا کے خداوندکو سجدہ کراؤن لیکن اخفاے جادو چاہتا ہی کہ جواب دے کہ یہ خداوند بقراط کا گنہگار ہی یہ یہان سے ہرگز نہ جائیگا کل یہ قتل ہوگا غرضی گنی ہوئی ہی جواب آیا چاہتا ہی کل یہ ضرور ضرور قتل کیا جائیگا قدرت آٹھ پہر انھین لوگون کا خیال رکھتے ہین اخفا یہ کہنے نہ پایا تھا کہ متین اپنے مقام سے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی طماس کے قریب آئی کمر مین پنجہ دیا چاہا لے اُڑون اخفا نے منع کیا کہ ای متین یہ کیا کرتی ہو لیکن متین نے نہ مانا اخفا نے اُٹھنا چاہا کہ سحر کرون متین کے ہاتھ مین خنجر تھا اسنے وہ خنجر اخفا پر پھینک مارا کہ اخفا کے دو ٹکڑے ہوے اخفاے جادو کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا برفباری و سنگباری ہونے لگی اُسی ہنگامہ مین متین طماس کو لے اُڑی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اخفاے جادو بود ارسطوے ثانی پریشان ہوے کہ یہ کیا غضب ہوا نخل سب جل گئے باغ مین سناٹا ہی ای ارسطو اب کیا تدبیر کرون مگر متین جادو طماس کو لے کر اپنے باغ مین آئی کہا کہ ای طماس مجکو قبول کر مین تجکو قید سے رہا کر کے لائی ہون تیری محبت مین مین نے اخفاے جادو کو قتل کیا اسی امید پر مین تجکو لائی ہون کہ تو مجھے قبول کر وہ مرتبہ تیرا کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے میرا تو یہ حال ہی نظم

کہتا ہی بھر کے جام مین گلرو شراب سُرخ
آغوش ماہتاب مین ہی آفتاب سُرخ

بلبل کا خون کشید مین ہوتا اگر شریک
کھنچتا گلاب صورت لعل مُذاب سُرخ

لکھین اگر حضور مرے زخمون کا شمار
یاقوت کا قلم ہو تو فرد حساب سُرخ

آنکھین تو مدِ گریۂ خونبار ہمنے کین
ہین بجز خون کے اب یہ فقط دو حباب سُرخ

غنچے خجل ہوے ہین گلوری جو نوش کی
ایسا ہوا ترا دہن لاجواب سُرخ

ہم سمجھے جوش مین ہی لہو آفتاب کا
چہرہ ہوا جو یار کا وقت عتاب سُرخ

مٹنے کے بعد پھر نہین رہتا وہ رنگ روپ
گل سُرخ ہوتے ہین نہین کھنچتا گلاب سُرخ

کیا جانین کسکے غم مین سیہ پوش ازل سے ہی
دیکھا سُنا نہین کبھی ہمنے سحاب سُرخ

پہنی ہی اُسنے محرمِ گلرنگ روزِ وصل ❊ ہین لعل شبچراغ کے یہ دو حباب سُرخ
پھولی ہوئی سامنے خورشید کے شفق ❊ ڈالے ہوے ہی آج وہ رُخ پر نقاب سُرخ
کس بے گنہ کا خون کیا خواب نازمین ❊ کس واسطے ہی آج ترا فرشِ خواب سُرخ
ہوتے جو پاس تم گلِ شاداب کی طرح ❊ رکھتی ہمارے چہرے کو فصلِ شباب سُرخ
رخسارِ آتشین کا تصور رہا ای یار بس ❊ اس آگ سے جگر ہی بر نگِ کباب سُرخ

طہماس نے جواب دیا کہ ای متین جادو ہمارے آقاے نامدار کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ ساحرہ کو قبول کرین متین نے جھلاکر طہماس کو قید کیا کنیزون کو حکم دیا کہ اس جاہل کو سمجھاؤ اگر یہ نہ مانیگا تو مین اسے قید مین مار ڈالونگی میری قید سے رہائی ناممکن ہی کنیزین آتی ہین دمبدم طہماس کو یہی سمجھاتی ہین کہ ای پہلوان کیون انکار کرتا ہی ملکۂ عالم تجھپر جان دیتی ہین اور تو قبول نہین کرتا اگر قبول کریگا تو وہ ایسی شی بنادینگی کہ کوئی تجھپر غالب نہ آسکیگا مگر ارسطوے ثانی نے جب دیکھا کہ وہ باغ ویران ہوگیا کسی انسان اور حیوان کا نام نہین ہی حیران ہوے کہ اب کس سے دریافت کرون دل مین یہ سوچ کر پرپرواز پیدا کرکے چلے کوہ و دشت کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جابجا ساحرون کو دیکھا کہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے ہین ہر طرف بقراط ثانی کے نام کی دھوم ہی بعض مقام پر دیکھا کہ دیر بنا ہوا ہی اور تصویر بقراط ثانی لگی ہی وہان پر سب ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین مگر ارسطوے ثانی دیکھنے بھالتے ہوے جاتے ہین لیکن متین جادو تیسرے دن بہت بتنگ ہوئی اور کنیزون سے پوچھا کہ وہ جاہل کیا کہتا ہی کنیزون نے عرض کی کہ اپنے قول پر ثابت ہی ابھی یہی کہے جاتا ہی کہ مین قبول نہ کرونگا متین نے جھلاکر کہا کہ اُس کو قید خانے سے لاؤ کنیزین جاکر طہماس کو قید خانے سے لائین جب طہماس سامنے آیا تو متین جادو چیخین مار مار کر رونے لگی کہا کہ ای طہماس مقام افسوس ہی کہ تو نے مجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کیا آج تجھے قتل کرونگی بنفشہ نامے جو سامنے کھڑی تھی کہا ہان بنفشہ اس جوان کا

علاج کر بنفشہ نے طہماس کو کھینچا گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر لیکر للکارنے لگی کہ ای
ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا خنجر باڑھ دار بازو پُرقوت ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
مین قلم کرونگی متین جادو نے کہا کہ ای بنفشہ اب دیر نہ کرو مگر آنکھون سے بنفشہ
کو اشارہ کرتی جاتی ہی کہ قتل نہ کرنا فقط ڈراؤ دھمکاؤ مین چاہتی ہون کہ شاید
ڈر کر قبول کرے مین اسکے وصل سے کامیاب ہون ہر چند کہ بنفشہ ڈراتی ہی اور
دھمکاتی ہی مگر طہماس کسی طرح نہین مانتا وہی قول ہی کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہی
کہ ساحرہ کو قبول کرو ای متین سحر سے توبہ کر بقراط ثانی پر لعنت کر تو شاید مین تجکو
قبول کر دن متین کہتی ہی کہ ارے ظالم جاہل اجہل مجھ کو سحر یا در ہنے سے تجکو بھی
نفع ہوگا اگر ہزار آدمی یا لاکھ آدمی تجھپر بلوہ کرین تو ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردون
تجکو ایک ہیکل ایسی بنا دون کہ جسپر کسی کا زور تاثیر نہ کرے جس سے مقابلہ کرے گا
اُسپر غالب آئیگا کوئی تجھپر غلبہ نہ پاسکیگا طہماس نے جواب دیا کہ اب مجھپر کون
غالب آیا سوا انور الدہر کے اور کسی سے میری پشت زمین کو نہین لگی انتہا یہ کہ
صاحبقران سے لڑا کولھا اُتر گیا مگر زیر نہین ہوا لیکن اُس شیر نے مجکو بجرأت
زیر کیا مین نے اطاعت کی اب مین اُسکا مطیع ہون اور کسی کی مجال آج تک نہین
ہوئی کہ میری پشت زمین سے لگا تا جھلا کر متین نے کہا کہ ای بنفشہ اسکا سر کاٹ لے
اور دوپٹہ مُنھ پر رکھ کر رونے لگی بنفشہ خنجر چمکاتی ہوئی چلی قصد کیا کہ خنجر مارون آسمان
سے ایک برق گری کہ بنفشہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ خبردار او بیحیا
منم ارسطوے ثانی نمک خوار طلسم کشا یہ کہکر ارسطوے ثانی زمین پر آیا متین
نے جو ارسطوے ثانی کو دیکھا اُٹھ کر ایک گولہ مارا ارسطوے ثانی نے اُس گولہ
کو کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے تھے کہ ارسطوے ثانی نے سحر کیا طہماس
کے ہاتھ پاؤن کھل گئے طہماس رہا ہوے رہا ہوتے ہی اپنے مقام سے اُٹھے
قریب متین پہونچے بال تھام کے ایک جھٹکا مارا متین مُنھ کے بھل زمین پر گری اوسپر
سے ایک لات ماردی کہ استخوان متین کے چور چور ہوگئے شور و غل پیدا ہوا آواز آئی

کشتی مرا نام من متین جادو بود ارسطوے ثانی نے قریب آکر طہماس کو گلے سے
لگایا کہا کہ ای طہماس مرحبا تمھارے لیے آقا بیچین ہین دو دن سے تمکو تلاش کرتا پھرتا تھا
مگر شکر ہی کہ تمکو بخیر و عافیت پایا اب تخت سحر تیار کرون اُسپر تمکو بٹھا کے لے چلون طہماس
نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو کے چلو مین پیدل آتا ہون ارسطوے ثانی مجبور ہوے
پر پرواز پیدا کر کے چلے مگر طہماس رواروی کرتا ہوا جاتا ہی دو کوس چل کر تھک گیا
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر ستر اسی ہزار فوج نمایان ہوا اسنے اپنے عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ
جوان کون کھڑا ہی عیار قریب طہماس کے آیا ہیبت دیکھ کر کانپنے لگا جھک کے
سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی کیا ہی ہمارا آقا وجدان کرگدن سوار
نام پوچھتا ہی طہماس برہم کھڑا تھا اِسنے جواب دیا کہ سرکوب کافران رفیق نبیرۂ
صاحبقران عیار کانپتا ہوا سامنے وجدان کے آیا کہا حضور عجب ٹیڑھا نام بتایا
ہی کہتا ہی کہ میرا نام سرکوب کافران ہی وجدان نے کہا کہ مین سیدھا کر دون گا
یہ کہ کر گینڈا اُٹھا کر آیا پکار کر آواز دی کہ آپ سرکوب کافران ہین آکر میری سرکوبی
کیجیے طہماس وہی لباس شبخوابی پہنے ہوے سامنے وجدان کرگدن سوار
کے آئے وجدان نے کہا کہ ای جوان مین سپر و شمشیر دون طہماس نے جواب دیا
کہ یہی ایک ہاتھ سپر ہی اور ایک شمشیر ہی ایک سے اپنے کو بچائین گے اور ایک سے
وار کرین گے وجدان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کر ہاتھ تلوار
کا مارا طہماس نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار وجدان کے ہاتھ سے نکل گئی اور
طہماس نے بڑھ کر کرگدن پر ایک گھونسہ مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا گینڈے نے
چرخ مارا وجدان کو دکرا الگ ہوا طہماس نے جو وجدان کو پیدا ل دیکھا دوڑ کر
لپٹ پڑا وجدان نے پکار کر آواز دی کہ یارو دیکھ رہے ہو اور یہ جوان
مجکو مارے ڈالتا ہی چار طرف سے افسر دوڑ پڑے نیزے مارنے لگے بعض نے
تلوار کے وار بھی کیے کہ طہماس زخمون سے چور چور ہوا تمام جسم فوارہ بن گیا

طہماس بھلا ان زخمون کو کب مانتا ہو وجدان کو نہ چھوڑا مسوس کر مار ڈالا مار کر
وجدان کو طہماس مثل شیر غضبناک پلٹا ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سپر و شمشیر
دستیاب ہوئی اب طہماس سے بھلا کون لڑ سکتا ہو چند افسرون کو تاک کر مارا لیکن
سلطان کرگدن سوار جو سب کا افسر ہو گینڈے کو ٹھکرا کر سامنے طہماس کے آیا اور
ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ادھر سپر کی مار دی کہ تلوار ہاتھ سے سلطان کے
نکل گئی طہماس نے کمر مین ہاتھ ڈال کر سلطان کو اُٹھا لیا سلطان کرگدن سوار
نے پکار کر آواز دی کہ الامان طہماس نے کہا کہ امان بشرط ایمان سلطان کلمہ پڑھ کر
بصدق دل مسلمان ہوا اور کُل فوج کو سمجھا کر سامنے طہماس کے لایا سب نے بدل
اطاعت کی طہماس سب کو ساتھ لیکر بخوشی چلے اب طہماس کو بڑی فرحت ہوئی
گینڈے پر سوار ہوے سلطان کرگدن سوار بعہدۂ رفاقت پشت پر ساٹھ ستر ہزار
جوان نوبت و نقارے بجتے ہوے اس عظم و شان سے طہماس طرف لشکر نورالدہر
کے چلے یہان نورالدہر فراق طہماس مین رات بھر تڑپے صبح کو گھبرا کر حکم دیا کہ
ای شبرنگ ہم براے شکار جاوینگے یاد مین طہماس کی دم گھبراتا ہی شبرنگ
نے اُسی وقت سامان شکار درست کیا بہلیے قراول حاضر ہوے پشت مرکب طلسمی پر
سوار ہو کے چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی اسقدر شکار کیے کہ
ارابے بھر دیے شکار کھیلتے ہوے ایک دشت مین آکر پہونچے چند سوار پشت پر
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان نمایان ہوا گینڈے پر سوار پشت پر تیس
ہزار سوار و پیدل فوج کے دَل کے دَل دور سے جو اُسنے نورالدہر کو دیکھا کہ
ایک جوان آفتاب جمال زیر درخت کھڑا ہو عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ جوان کون ہو
شاطر نے جا کر پوچھا نورالدہر نے اپنا اصلی نام بتا دیا تمار صحرا نشین طلسم کشا
کا نام سُن کر بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا کہ ہان یارو اس جوان کو گھیر کر
پکڑ لو خدمت مین قدرت کی روانہ کرونگا قدرت خوش ہونگے تمام فوج بلوہ کر کے
چلی نورالدہر نعرہ کر کے جا پڑے کفار مکار دور سے نیزے اور تیر مارتے ہین

کوئی قریب نہین آتا اور نور الدہر شیرانہ لڑرہے ہین تیمار آواز دیتا ہو کہ بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو کیا مشکل ہو وہ ایک ہو اور تم تیس ہزار ہو مگر ایسے بیکار ہو جب اسنے طعن و تشنیع کی تو اہل فوج بلوہ کرکے چلے نور الدہر کو چہار جانب سے آگھیر لیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ چہار طرف سے فوج کفار کا نرغہ ہو پروردگار سے ہاتھ اُٹھاکر رجوع کی کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

سینۂ خود کُن صفا ای سینہ صاف
دور کُن از دیدۂ روشن غلاف
چون توئی بندہ مکن از بندگی
سرکشی و اختلاف و انحراف
دار ای مرد موحد ہر زبان
بر زبان اقرار و در دل اعتراف
در زمانہ راست بازی پیشہ کُن
تا توانی شو نہ از حق بر خلاف
کُن بخلوت بندگی شام و سحر
پا مکش بیرون ز کُنج اعتکاف
راز دل ظاہر مکن با ہیچ کس
دائما پرہیز کُن از انکشاف
ہست چون رازق کفیل روزیت
ہست لاحاصل غم و رنج کفاف
رزق تو خود میرسد نزدیک تو
گر بود پوشیدہ زیر کوہ قاف
صورت دلدار صاف آید نظر
از کدورت باشد ار آئینہ صاف
حضرت ستار و غفار الذنوب
میکند جرم گنہگاران معاف
در جہان گردد عیان ہر روز و شب
حالت ہر انقباض و انکشاف
گاہ باشد پرتو افگن آفتاب
گاہ رو پوشد بکنج اعتکاف
ہند یا صبر و قناعت پیشہ کُن
باش ایمن در مقام لاتخاف

نور الدہر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب سطوت گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے آقا کو جو اس مصیبت مین دیکھا وہین سے نعرہ کرکے آپڑا دو حملون مین فوج کو تہ و بالا کر دیا نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب تیمار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے وار اُسکا

روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سر تیمار کا اُڑ گیا اہل فوج چند کس باقی رہے تھے وہ
ہاتھ باندھ کر سامنے آئے اور بصدق مسلمان ہوے نور الدہر نے طہماس سے
حال پوچھا طہماس نے سب حال مفصل بیان کیا اس عرصے مین ارسطوے ثانی بھی آکر
پہونچے ارسطوے ثانی آگے بڑھے ہوے کانٹون کو پاک کرتے ہوے جاتے ہین
کہ ایک صحرا مین پہونچے چند زاغ و زغن یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے آئے نظم

تجکو جب مرغوب رنگ اے دلبر آبی ہوگیا
لہلہاتا تھا جو چرخ اخضر آبی ہوگیا
آشیانِ سدرہ پہ رہتا مرا مرغ نگاہ
چشم گریان مین مگر رہ کر آبی ہوگیا
پہنی ہین جب دن سے تمنے آبی آبی چوڑیان
رنگ اِن رنگون مین سب سے بہتر آبی ہوگیا
اسمین ماتم ہے کسی لیلی شمائل کا ضرور
خیمۂ گردون وگرنہ کیونکر آبی ہوگیا
پڑ گیا اک دن مسی مالیدہ دندان کا جو عکس
اُنکی بیسر مین جو تھا وہ گوہر آبی ہوگیا
اک ہمین کو میکشی کا ذوق ہے کیا محتسب
دیکھ آنکھین کھولکر زاہد شرابی ہوگیا
ہے ترے عاشق کے غم مین ساری دنیا سوگوار
پیرہن خلق خدا مین گھر گھر آبی ہوگیا
دل مین چٹکی لیکے کھلوادی جو اُسنے میری فصد
خون نیلا ہوکے نکلا نشتر آبی ہوگیا
مسی ملکر دھوئی ساحل پر جو اُنگلی یار نے
دامن دریا اُسی دم یکسر آبی ہوگیا
تیغ تھی بے شبہہ و شک زہر آلودہ تری
نیلگون ہوکر مرا زخم سر آبی ہوگیا
سینے مین سوزان جو تھا وہ اشک ہوکر بہ گیا
آتشی تھا دل ہمارا کیونکر آبی ہوگیا
حبِ شاہِ تشنہ لب کا کچھ کھلا رنگ اے ہنر
گر سیہ جامہ نہ آنسو بہ کر آبی ہوگیا

اُن طائرون کی آواز سُن کر ارسطوے ثانی ٹھرائے نور الدہر نے دور سے دیکھا
کہ ٹھرا کر زمین پر گر سے اور زمین مین غائب ہوے تھوڑے عرصے مین طہماس بھی
حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا یکایک ایک زاغ گرا طہماس کو بھی اُٹھا لے گیا
نور الدہر حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین سب ہمراہی
غائب ہوے نور الدہر اکیلے رہگئے اور شبرنگ بن عمرو بھی باقی رہگیا کہ یہ واسطے
لینے خبر کے ایک طرف روانہ ہوا تھا اس حیرانی مین نور الدہر کھڑے ہوے تھے

کہ قضائے کار جب شاہزادۂ نور الدہر پئے شکار چلے تھے تو ملکہ شعلۂ جوالہ نے
کہا تھا کہ صاحبو جس طرف آقائے نامدار شکار کھیلنے گئے ہین خدا خیر کرے اُس طرف
صحرائے زاغ منقار دراز ہے وہ عجائب و غرائب مین اپنا مثل نہین رکھتا یقین ہی
کہ کچھ شعبدہ کرے یہ کہکر شعلۂ جوالہ چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ سب لشکر غائب ہوچکا
ہی نور الدہر حیران حیران صحرا کو دیکھ رہے ہین دل مین کہتے ہین کہ ابھی تک
شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا کہ شعلۂ جوالہ آکر پہونچین نور الدہر کو حیران و پریشان
دیکھ کر پوچھا کہ ای شہریار کیا معرکہ گذرا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ اول
چند زاغ سیاہ آئے اُنھون نے کچھ اشعار پڑھے ارسطوے ثانی غائب ہوے بعد
غائب ہونے ارسطوے ثانی کے طہماس غائب ہوے طہماس کے بعد فرداً فرداً
سب غائب ہوگئے کسی کا نشان نہین معلوم ہوتا یہ سُنکر شعلۂ جوالہ نے عرض کی
کہ کنیز ابھی اُسے حاضر کرتی ہی یہ کہکر آواز دی کہ ای عقاب تیز پرواز ابھی جاکے
زاغ منقار دراز کو لاؤ کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک زاغ بھاگا ہوا
آتا ہی اور ایک عقاب اُسکے تعاقب مین چلا آتا ہی شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی
کہ ای عقاب تیز پرواز اس زاغ منقار دراز کو لینا زاغ بھی پلٹ پڑا عقاب
سے لڑنے لگا لیکن عقاب کے سامنے زاغ کی کیا حقیقت ہی عقاب نے زاغ کو
چیر پھاڑ کے پھینک دیا زاغ کے مرتے ہی صحرا کی صورت تبدیل ہوگئی دیکھا کہ
ایک قصر بنا ہوا ہی باہر سے نور الدہر نے دیکھا کہ سب ہمارے سردار اُسی قصر
مین مقید بیٹھے ہین شعلۂ جوالہ نے قصر مین جاکے اول ارسطوے ثانی کو رہا کیا
ارسطوے ثانی نے طہماس وغیرہ کو چھڑایا سب فوج والے چھوٹے مگر زاغ کا لاشہ
ہوا پر اُڑتا ہوا چلا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ دیکھا یکایک
لاشۂ زاغ منقار دراز آکر پہونچا اور بیرون نے غل مچایا کہ ای خداوند زاغ
مارا گیا طلسم کشا اپنے لشکر مین پہونچ گئے بقراط ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہمکو
یہ یقین تھا کہ زاغ منقار دراز سب کو پامال کریگا مگر زاغ کی کاؤن کاؤن نہ چلی

یہ کہکر اسنے پھر زانو پر ہاتھ مارا ایک تراقہ ہوا تمام قصر سیاہ ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے روشنی ہوئی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل جوڑا بھاری پہنے ہوے
دریاے جواہر مین غوطہ زن ظاہر ہوئی آواز دیتی ہوئی سنم روشن عذار
ہمشیرۂ قمر عذار بقراط ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار مزاج تمھارا کیسا ہی
روشن عذار نے کہا کہ قدرت کی ترقی کی دعائین کیا کرتی ہون بقراط ثانی
نے کہا کہ ای روشن عذار دو خرسینغ طلسم کشا لشکر سے اپنے پیچھے ہین اور لشکر کے
آگے شعلہ جوالہ ہی پہلے جا کر شعلۂ جوالہ کو لو پھر ارسطوے ثانی سے مقابلہ پڑیگا
ان دونون کے بعد طہماس ملیگا اُن کے بعد طلسم کشا ہین یہ سُنکر روشن عذار
چلی شعلۂ جوالہ وارسطوے ثانی آگے بڑھے ہوے جاتے ہین روشن عذار نے
سحر کیا کہ ارسطوے ثانی وشعلۂ جوالہ غرق زمین ہوگئے مگر آواز دی کہ ای
شہریار لونڈی اور غلام کو بچائیے نور الدہر گھوڑا چمکا کر آئے دیکھا دونون
غرق زمین ہو چکے ہین مگر پہلو سے رونے کی آواز آتی ہی نور الدہر نے پکار کر
آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ تم کس مقام پر ہو مگر روشن عذار بالاے قلعہ کہ
ایک کوہ پر واقع ہی آکر ٹھہری اور اُس قلعہ کے اوپر سے بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ
ایک جوان ماہ رخسار قمر عذار گھبرایا ہوا دوڑتا پھرتا ہی روشن عذار جمال
جہان آرا کو دیکھ کر گھبرا گئی پیشانی پر پسینہ آیا جی مین کہتی ہی کہ یہ انسان ہی
یا فرشتہ کبھی جمال جہان آرا کو دیکھتی ہی کبھی سلاح طلسمی پر نظر ہی کہ سپر پشت پر مثل
قرص قمر تیغۂ ہلالی زیب کمر خنجر کمر سے لگا ہوا اگر سپر سے ظاہر ہی کہ یہ سپر براے طلسم کشا
سینہ سپر ہی شمشیر پُر جوہر خنجر کا خم براے دشمن حلقۂ ماتم سکتہ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آیا گھبرا کر گر پڑی ہاتھ پاؤن مار رہی ہی لیکن شاہزادہ نور الدہر اُسی
پریشانی مین براے رفقا حیران ونالان پھر رہے ہین روشن عذار کو جب
ہوش آیا پہاڑ کے اوپر سے اُتر آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار خیر تو ہی
آپ کسے تلاش کرتے ہین اصل کیفیت یہ ہی نظم

ہو نگاہ و ابرو و مژگان و چشم یار کج
فوج کج مج سی نہو کیونکر کہ ہی سردار کج

کیا ہی منھ کرتا ہی ٹیڑھا دیکھتا ہی جب مجھے
کردے یارب روے دشمن لقوے کا آزار کج

کج ادائی یار کی مجکو گوارا ہی دلا
پرغضب یہ ہی کہ اب رہنے لگے اغیار کج

وہ گئے دن جو ہمیشہ مجھسے سیدھی آنکھ تھی
جب نہ تب مین اینٹھا پاتا ہون نگاہ یار کج

پھر گئے بندے تو برگشتہ نہ ہو کیونکر خدا
دیکھی مسجد خانہ ہاے خلق سے سو بار کج

راستی کا نام بھی اس شہر مین سُنتے نہین
کیون نہون سب لکھنؤ کے کوچہ و بازار کج

ہین کجی مین مردم کج طبع بھی کُتّے کی دُم
راست اُنکو کیجیے سو بار ہون سو بار کج

ہی مساوی اہل دنیا کی کجی و راستی
راست ہین ہمسے اگر دو چار تو دو چار کج

تانے ہی دنرات سرِ چنگ حوادث آسمان
سر پھرا ہی سرکشو رکھتے ہو کیون دستار کج

سرو تک بستان عالم مین نہ پائے راستی
کیا اچنبھا ہی ہوے مجھسے جو اور اشجار کج

ظاہر و باطن مین ہی یان یون کجی و راستی
راست ہی اندر سے گھر باہر سے ہی دیوار کج

دامن نظارہ بھی ناسخ اُلجھ کر چھُٹ گیا
گرد چشم نرگسی کے ہین مژہ کے خار کج

پھر کہا ای شہر یار اپنے سردارون کو آپ چاہتے ہین ابھی حاضر کرون نور الدہر نے کہا تمھاری مہربانی اُنھین کے واسطے بیقرار ہون یا تو ابھی پھر رہے تھے یا دفعۃً غائب ہوگئے روشن عذار نے ایک دستک دی شعلۂ جوالہ وارسطوے ثانی دونون سردار اِن کے زمین سے نکلے روشن عذار نے کہا اب رخصت ہوتی ہون وقت پر حاضر ہونگی آئی تھی کہ آپ کے لشکر کو برباد کرون مگر خود اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اسوقت میرا حاضر رہنا بہتر نہین یہ کہکر روانہ ہوئی نور الدہر اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے سکندر ثانی سے یہ سب ذکر کیا سکندر نے کہا کہ آپ صاحب نصیب ہین ایسے نہ ہوتے تو اس خارستان کی فتح پر کیونکر دست انداز ہوتے اگر روشن عذار سرکار پر نہ مائل ہوتی تو لشکر کو تباہ کردیتی سوا غلام کے روکے اور کسی سے نہ رُکتی نور الدہر نے شبرنگ بن عمرو کو حکم دیا کہ ایک خیمہ علیحدہ استادہ کرو اُسمین جلسہ آراستہ ہو شبرنگ نے کنارے پر لشکر کے آکے ایک

خیمہ استاد کیا اب اُس مین نورالدہر داخل ہوے شبرنگ کو سامنے بٹھا لیا
شبرنگ بن عمرو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

آسمان حسن وہ مہ پارہ ہی ÷ خال ثابت مردمک سیارہ ہی
ماہ کو جسنے دو پارہ کر دیا دل کے ہر پارہ مین وہ مہ پارہ ہی
مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ بھی ہر منارہ روضے کا فوارہ ہی
اشتیاقِ نامۂ محبوب مین اب مصاحب ڈاک کا ہرکارہ ہی
کیا سُنہرا رنگ ہی محبوب کا تار زر اب شیشۂ نظارہ ہی
پھرتی ہی نوبت مرے قدمونکے ساتھ پانوٗن کا ہر آبلہ نقارہ ہی ÷
ہو گیا طفلی مین وہ عاشق مزاج ہاتھ مین سیپارہ دل صدپارہ ہی
گردن گلچین پہ ہی بلبل کا خون پیٹھ پر پھولون کا گرپشتارہ ہی
بعد مدت سو گیا ہون چین سے یہ جنازہ ہی و یا گہوارہ ہی
روح تو رہتی ہی کوے یار مین دشت مین گو مشت خاک آوارہ ہی
ساتھ رندونکے پلا ساقی شراب روزہ خواری کا یہی کفارہ ہی
ایک جا زر کو نہین ہوتا قرار جو درم ہی اے فلک سیارہ ہی
طفل بھی روتے ہین تیری یاد مین صورتِ دولاب ہر گہوارہ ہی
کوہکن کے زخم سے ہی جوش خون کیا ہی جوش شیر مین فوارہ ہی
کیا گلِ صدبرگ دیکھون ہجر مین ناخنِ غم سے جگر صدپارہ ہی
مرگ پر ناسخ نہ کیون آمادہ ہو ہجر مین ناچار یہ بیچارہ ہی ÷

صحبت عیش و عشرت آراستہ ہی شبرنگ بن عمرو بیٹھا گا رہا ہی نورالدہر بلاتکلف بیٹھے ہوے گانا سُن رہے ہین کہ یکایک روشنی ہوئی دن سے بہتر معلوم ہونے لگا وسط خیمہ مین روشن عذار ظاہر ہوئی خرامان خرامان قریب آکر بیٹھی کہا اے شہریار آپ سے ملاقات کرکے جو گئی تو بقراط ثانی نے پوچھا کہ اے روشن عذار کیا کیا مین نے کہا مین گئی تھی لشکر طلسم کشا نہین ملا اب پھر برائے تلاش جاتی ہون اب اگر لشکر ملیگا

تو تباہ کرونگی ای شہریار اب جاکر کیا حیلہ کرون نورالدہر نے کہا کہ جو مناسب ہو وہ حیلہ کر دینا روشن عذار چند ساعت صحبت مین ٹھہری نورالدہر سے رخصت ہوکے بقراط ثانی کے پاس پہونچی بقراط ثانی نے پوچھا کہ کیون ای روشن عذار تمنے جاکر کیا کیا روشن عذار نے گھبراکر پھر وہی کہا کہ مین گئی تھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کرون مگر کہین مجکو نہ ملا اب پھر جاکر تلاش کرونگی بقراط ثانی نے غصے سے کہا کہ ای روشن عذار ایسے حیلے نہ کرو ہم تمھارے حال سے بخوبی واقف ہین جسوقت چاہین گرفتار کرلین مگر ہمکو خیال ہی کہ جب ثابت ہو تب گرفتار کرین یقین ہی کہ تمنے طلسم کشا سے ملاقات بھی کی ہمکو تمھاری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمنے طلسم کشا سے ضرور میل کیا روشن عذار اُٹھی کہا کہ یا خداوند کنیز جاتی ہو میرے ملنے کا حال خداوند پر ثابت ہوگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار ٹھہر جاؤ ہم تمھارا علاج کرتے ہین روشن عذار ٹھہری بقراط ثانی نے اشارہ کیا کہ مُنھ سے زبان نکالو روشن عذار کا رنگ رو تو اُڑ گیا مگر زبان نکالدی مجبور ہوئی سوچی کہ اگر اسکا حکم نہ بجالاؤنگی تو یہ سحر کریگا مین اسکے سحر سے سر بر نہین ہو سکتی جیسے ہی اس نے زبان نکالی بقراط ثانی نے زبان مین سوزن دی کنیزون کو پکارا کہ اسکو لیجاکر قید کرو کنیزون نے جو تامل کیا بقراط ثانی نے کہا کہ صاحبو تمکو اسکا حال بھی معلوم ہی اسنے طلسم کشا سے میل کیا اور وعدہ کرکے آئی تھی کہ مین جاکر قدرت سے لوح کا حال دریافت کرونگی چند کنیزین روشن عذار کے ساتھ کی بھاگین کہ جاکر نورالدہر سے حال بیان کرین نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی حاضر خدمت ہین کہ کنیزان روشن عذار روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار روشن عذار قید ہوگئین یہ سُن کر نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ای شبرنگ جاکر جستجو کرو شبرنگ اُسی وقت روانہ ہوا مگر قصر ہشت پہل مین جانا نہایت دشوار ہی گرد قصر چرخ مارتا پھرتا ہی مگر بقراط ثانی جو شب کو فرش خواب پر آیا کنیزون سے کہا کہ جاکے روشن عذار کو لاؤ کنیزین اُسی وقت گئین اور

قفس روشن عذار کالائین اور لاکر سامنے بقراط کے رکھا صرف اُس وقت اس مقام پر بقراط ثانی اور قفس روشن عذار ہی بقراط نے دیکھکر آواز دی کہ کیون ای روشن عذار اب کیا کہتی ہو اسی قید مین مار ڈالونگا اب قید سے رہائی نہ پاؤ گی جو حرکات تمنے کیے وہ مین نے آنکھون سے دیکھے کہ پہلوے طلسم کشا مین جا کے بیٹھین اور وعدہ کر کے آئین کہ مین حال لوح دریافت کر کے آؤنگی تمنے دیکھا کہ ہم نے تمھین کس طور سے گرفتار کر لیا روشن عذار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے بقراط ثانی نے کہا کہ او بے وفا جواب نہین دیتی قدرت نے تیرے ساتھ کیا کیا احسان کیے اور تو نے اُسکا بدلہ یہ کیا مین تجکو اُسی وقت قتل کرتا مگر تامل کیا یہ کہکر قفس کھول دیا کہا ای روشن عذار نکلو روشن عذار جو قفس سے نکلی بقراط ثانی نے چاہا کہ دست درازی کرون روشن عذار نے ہاتھ بقراط کا جھٹک دیا کہا یا خداوند بہتر یہ ہی کہ میری زبان سے سوزن نکالیے تو مین اپنے قابو مین ہو کے نکل جاؤن ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگی آپ کو کیا نفع ہوگا بقراط نے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی روشن عذار تڑپ کر الگ ہوئی بقراط نے کہا کہ او بے وفا کہان جاتی ہو روشن عذار نے پلٹ کر کہا کہ او شیطان دشمن خدا اپنی صورت تو بنا اب ایسا ارادہ کر اب مین جاتی ہون اپنے کو خدمت مین اُس شہریار کی پہونچاؤنگی کہ جنکے خوف سے تو کانپا کرتا ہی یہ کہکر تڑپکر قصر سے نکلی بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جستجوے جادو لینا یہ جانے نہ پائے ایک جادوگر مہیب بشکل عجیب وغریب پہلوے قصر سے پیدا ہوا اور روشن عذار پر جا پڑا زیر قصر آکر ہاتھ ہلایا روشن عذار گری جستجو نے چاہا کہ دوڑ کر پکڑلون کہ پہلو سے آواز آئی ای جستجوے جادو ذرا تامل کرو ٹھہر جاؤ یہ منظور نظر خداوند ہین جستجو نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے قصر سے ایک مہ جبین دل آرام خود کام چلی آتی ہی اور مسکرا مسکرا کر کہ رہی ہی کہ خبردار قتل نہ کرنا جستجو نے ہنس کر کہا کہ ای مہ جبین تیرا کیا نام ہی تیری باتون سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کیا قدرت نے منع کیا ہی مفصل تو معلوم ہو

کہ باعث منع کرنے کا کیا ہی یہ وہ ہی کہ جسنے قدرت کے حکم کی نافرمانی کی مجکو قدرت نے آواز دی کہ ای جستجو لینا تب مین نے یہان آکے اسکو بیہوش کیا ہین امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ کیجیے اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ میرا نام تو دل پر کندہ ہوگا کون ایسا بندہ ہی جو قدرت کو نہ پہچانتا ہوگا مین نے ہزار مرتبہ قدرت کو دیکھا اور احکام بھی سُنے اور جسکا کتاب احکام نام ہی وہ ہمارے سامنے لکھی گئی جو جو فرشتے اُسکی حفاظت کو مقرر ہین وہ سب میرے پاس آتے ہین میرا نام نہ پوچھو میرے قریب آؤ تو مین مفصل نشان اپنا بتاؤن تم ہنستے کیون ہو تمھاری ہنسی سے مجھے خوف آتا ہی آنکھون مین کھائے جاتے ہونگا ہون سے تیری قدرت بچائیں کوئی بھی مردوا ایسا ڈھیٹ ہی کہ آنکھ مین شرم ولحاظ کا نام نہین ہنسے دیتا ہی کیا باتون مین آبرو لینا ہی قدرت سے فریاد کرونگی کہ میان جستجوے جادو مجکو نگاہونین کھائے جاتے تھے بس اب سر جھکا کو نگاہ نہ ملاؤ دیکھو مین اب پکارتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ یا خداوند دوڑیے اس ظالم کے ہاتھ سے مجکو بچائیے اس طرح کی باتین اُس نازنین نے کین اور گنگنا کر یہ اشعار بھی گانے لگی نظم

دَورِ حُسنِ یار نے عالم دکھایا کال کا +	سیکڑون عاشق ہین سائل ایک دانہ خال کا
ہی تصور جب سے آنکھونمین کسی کی چال کا	میری پلکون مین ہی عالم سبزۂ پامال کا
آدمی کو عشق نازیبا ہی زلف وخال کا	جانور ہوتا ہی قیدی دانے کا اور جال کا
جب سے نظرونمین سمائی ہی کمر ایذا مین ہون	رنج دیتا ہی بہت آنکھونمین پڑنا بال کا
حیلہ ہو موے پیمبرؐ کی زیارت کا اِنھین	زاہدونکو عشق ہی تیری کمر کے بال کا
ہی بجا گر دیدۂ تر سے چلے آتے ہین اشک	ہون مین دیوانہ نہ کیونکر ہو ہجوم اطفال کا
وصل ہی یان آج بھی ہی عید کل بھی عید ہی	کیا شبِ فرقت مین ظالم طول تھا اک سال کا
وہ گلے لگتا ہی اُس دن اسلیے کرتے ہین عید	سارے غُرّون سا وگرنہ غرہ ہی شوال کا
چہرۂ تابان نظر آتا ہی جبین زلف سے	چشمۂ خورشید ہی چشمہ ہر اک اس جال کا
اہلِ دنیا سے تبرا مثل ناسخ ہی مجھے +	بس دلا کافی تولا ہی نبیؐ کی آل کا +

یہ اشعار پڑھ کر دونون ہاتھ گورے گورے بڑھائے کہ جس مین حنا ملی ہوئی ہی ہاتھ بڑھاکر کہا کہ دیکھو طائر رنگ حنا گرفتار ہی ذرا ادھر آکر ایک تماشا دیکھو نیولے اور سانپ آپس مین لڑ رہے ہین نیا تماشا ہی جستجو جھپٹ کر قریب آیا کہا صاحب کہان ہین نازنین نے ہنسکر کہا کہ وہ دیکھو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولہ لڑکھڑاتا ہوا جاتا ہی سامنے جو درخت ہی اُسکی پتی جاکر کھائیگا پھر ہوش آجائیگا جستجو نے منھ پھیر کر کہا کہ کہان نازنین نے کمر سے خنجر نکالکر مارا کہا دیکھو اب سوجھا یا اب بھی نہین سوجھا خنجر پڑا جستجو کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جیسے ہی جستجو مرا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من جستجوے جادو بود روشن عذار اُٹھی اور پکار کر کہا کہ ای عیار طرار ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی تم خوب وقت پر آئے ورنہ یہ ظالم مجکو بقراط ثانی کے پاس لے جاتا شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ کل سے گرد قصر کے پڑا پھر رہا تھا قصد کرتا تھا کہ اندر جاؤن مگر حوصلہ نہین پڑتا تھا اسوقت مطلب نکلا روشن عذار نے کمر مین شبرنگ کی پنجہ دیا لے اڑی یہان بقراط ثانی اپنے قصر مین بیٹھا تھا کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جستجوے جادو بود زانو پر ہاتھ مارا قصر سے سر نکال کر دیکھا کہ جستجو کا لاشہ تڑپ رہا ہی حیران ہی کہ عیار کیونکر پہونچا کیونکر جستجو کو مار لیا معلوم یہ ہوتا ہی کہ وقت پر موجود رہتے ہین ای سرشار بلند رکاب تم حاضر ہو ایک ساحر سیہ فام پہلوے قصر سے حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہی بقراط ثانی نے بیقرار ہو کر کہا کہ روشن عذار شبرنگ عیار کو لیے ہوے جاتی ہی اسے لینا جانے نہ پائے سرشار بلند رکاب چلا قریب لشکر روشن عذار پہونچ چکی ہی کہ کان مین آواز مہیب آئی کہ ای روشن عذار خبردار آگے نہ بڑھنا منم مشیر قدرت روشن عذار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام جھپٹا ہوا آتا ہی روشن عذار نے جھپٹکر موتیون کا مالہ مارا اگر اُس ساحر نے ہاتھ مار دیا موتیون کا مالہ ٹوٹ کر گرا اور جھولی سے گولہ نکال کر مارا روشن عذار نے اُس گولے کو کاٹا اور سحر اُسکا دفع کیا مگر بھاگی ہوئی جاتی ہی سرشار چاہتا ہی کہ

جھپٹ کر پکڑ لون قضائے کار نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ دناٹے اور سناٹے
کی آواز کان مین آئی گھبرا کر کہا کہ کوئی ساحر لڑ رہا ہی نجم اختر شناس اُٹھا اور
باہر نکل کر دیکھا کہ روشن عذار بھاگی ہوئی آتی ہی سحر کرتی جاتی ہی مگر ایک ساحر
پشت پر سحر دفع کرتا ہوا جھپٹا ہوا آتا ہی شبر نگ بن عمرو پنجہ مین روشن عذار
کے دبا ہی مگر روشن عذار کو یہ بھی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو پنجے سے شبر نگ بن عمرو
چھوٹ جائے تو یہ ہلاک ہو جائیگا ہر مرتبہ بھاگتی ہی نجم اختر شناس جھپٹ کر قریب
روشن عذار آیا شبر نگ کو اسکے پنجے سے لیا کہا کہ تم بھاگو مین نکل آؤنگا سرشار
نے جو دیکھا کہ نجم اختر شناس واسطے روشن عذار کے سینہ سپر کیے ہوے آتا ہی
اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب نجم آکر پھٹا اُس گولے سے دھوان نکلا نجم اختر شناس
جھومنے لگا شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ نجم لہرایا ایسا نہ ہو کہ گر پڑے شعلۂ جوالہ
تڑپ کر گری قصد ہوا کہ سرشار کو مار لون مگر سرشار بلائے روزگار ہی شعلۂ جوالہ
نے چاہا تھا کہ شبر نگ کو پنجے سے نجم کے لیکر بھاگون مگر سرشار کب مہلت دیتا ہی
سحر کی بوچھار کر رہا ہی شعلۂ جوالہ کو بھی اپنے رنگ مین پھنسایا ہر چند کہ نجم کا حال
ابتر ہی مگر شبر نگ کو نہین چھوڑتا کہ پہلو سے سناٹا ہوا اور آواز آئی ای سرشار
نگھبرانا منم ہوشیار بلند پرواز اگر ہزار ایسے ہونگے تو مین لڑ لونگا قریب
آکر گلے سے طوق آہن اُتارا یا خداوند بقراط ثانی کہکر پھینک مارا ایک طوق
آہن گران گلے مین نجم اختر شناس کے پڑا اور ایک گلے مین شعلۂ جوالہ کے پڑا
ہوشیار نے چاہا کہ دونون کو گرفتار کر لون مربع نشین تڑپ کر گری دونون کے
طوق کاٹے چاہا کہ لے نکلون لیکن سرشار و ہوشیار دونون ملے ہوے سحر کر رہے
ہین مربع نشین بھی مبہوت ہوئی جھومنے لگی شعلۂ جوالہ و نجم و مربع نشین تینون
جھوم رہے ہین نکل نہین سکتے جب زیادہ دناٹا اور سناٹا ہوا اسکندر ثانی بارگاہ
سے نکل آئے یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحرون نے شعلۂ جوالہ و نجم و مربع نشین کو
مبہوت کیا ہی اب تلوار کھینچ کر بڑھے ہین کہ قتل کرین اِن تینون کے قتل ملازم

دعائین کر رہے ہین کہ ای پروردگار ہمارے افسردن کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے ای کریم و رحیم تجھپر بخوبی ظاہر ہی نظم

در محبان باعث رنج و نزاع ... هست ملک و دولت و مال و متاع +
هر که پشت نفس سرکش را شکست + ... او بهادر پهلوان است و شجاع +
زینت دنیاست عزّ و جاه و مال ... دولت و اقبال و فخر و ارتفاع
علم هم کرده عطا پروردگار ... داد بر هر راز پنهان اطلاع
نسخه‌هاے تازه تازه کن رقم ... مشتهر کن عمده عمده اختراع
بر سرت بیک اجل حاضر شود + ... ق ... ناگهان چون بے خبر بے اطلاع
جان دهی بر بستر درماندگی ... باهزاران عجز ای مرد شجاع
گردد از هر چار سو غوغا بلند ... الوداع و الوداع و الوداع
بندگی کن بندگی کن بندگی + ... حق نمی خواهد بغیر از اتباع
گوش کن هندی کلام وعظ و پند ... باز تا باشد ترا گوش سماع +

سکندر ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی کہ ای سرشار و ہوشیار اپنی جان کو غنیمت جانو بھاگ کر نکل جاؤ جان بچا کر ٹل جاؤ ورنہ ایک لمحہ مین تمھارا کام تمام ہوگا ہمارے قید ہوتے ہی ایسے آپ سے باہر ہوے کہ ہمارے ساتھ والون سے یون لڑ رہے ہو جسکے بھروسے پر جنگ کرتے ہو اُسکا بھی وقت مرگ قریب آتا ہی خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ہی اُسکے قاتل ہین طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اُس سے پوچھنا کہ اب کہان جائیگا انشاء اللہ تعالے لوح کا بھی پتہ ہم کو ملا چاہتا ہی ہوشیار نے جھلا کر آواز دی کہ ای سکندر ثانی یہ خداوند کی بیوقوفی تھی کہ تجکو قید کیا قتل نہ کر ڈالا یہ سُنتے ہی سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ دونون کے سر اُڑ گئے بقراط ثانی قصر ہشت پہل پر کھڑا ہوا یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا برق کی چمک جو اسنے دیکھی کہا یہ علامت سحر سکندر ثانی ہی اسکو کون روک سکیگا کہ یکایک کان مین آواز آئی کہ کشتی مرانام من سرشار بلند رکاب

دہوشیار ہاشند پروا از جادو بود بقراط ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کئی سو افسر
جو گرد کھڑے تھے اُن کے چہرے سفید ہو گئے کہا یا خداوند اسکی تدبیر کیجیے ساحر
تو لشکر طلسم کشا پر نہین جا سکتا کیسے کیسے ساحر جمع ہوتے جاتے ہین بقراط ثانی نے
کہا کہ جس دن مین سحر کرونگا سکندر ثانی کو دیوانہ کرونگا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے
مگر حقیقت مین مین نے بڑی غفلت کی کہ سکندر کو قتل نہ کر ڈالا کتاب سوانحات
مین مین نے خود لکھا ہی کہ سکندر ثانی کو طلسم کشا رہا کریگا مگر ایسے پردے
غفلت کے پڑے کہ یاد نہ آیا کہ حکم قتل سکندر دو ن سنہ بھی مین نے بمقدمہ رہائی لکھا تھا
مگر جو تقدیر کر چکا اُسکا ظہور ہوا ساحرون نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
ہم سب بلوہ کر کے جا پڑین بقراط ثانی نے کہا کہ ابھی بلوے کا وقت نہین ہی لوح
مین نے ایسے مقام پر رکھی ہی کہ اب ملنا مشکل ہی اُن سب سردارون مین دختر
مواج لطمہ زن گرداب کشتی نشین بھی موجود ہی اسنے کہا کہ یا خداوند اگر
حکم ہو تو سب کو جا کر ڈبو دون بقراط ثانی نے کہا کہ جو جس سے ہو سکے وہ تامل نکرے
مین وقت پر مدد کو آؤنگا گرداب کشتی نشین چار سحر کنیزون کو ساتھ لیکر برائے
بربادی لشکر طلسم کشا چلی رات کو آکر پہاڑ پر ٹھہری یہان سکندر ثانی ان سب
سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے روشن عذار بھی ظاہر ہو کر شریک ہوئی
مگر بارگاہ مین جو آکر بیٹھی اور جلسہ آراستہ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہچکی لگ گئی
طلسم کشا نے پلٹ کے پوچھا کہ کیون ای روشن عذار اب کیا قلق ہی عرض کی ای شہریار
اس وقت آراستگی جلسہ دیکھ کر کنیز کو بادر مہربان یاد آئین ملکہ مشعل روشن مزاج
کہ نہایت نازک مزاج ہین جس وقت بقراط ثانی اُنسے پرسش کریگا کہ بیٹی یہ یہ
کیا معرکہ گذرا وہ کیا جواب دے سکین گی یقین ہی کہ اپنے کو ہلاک کرین آرزو ہی
کہ جا کر اُنسے تنہائی مین ملون اور اُن کو سمجھا کر نکال لاؤن سکندر ثانی نے کہا کہ
ای روشن عذار اگر تم جاؤگی تو کوئی اُفتاد پڑیگی بہن تمھاری قمر عذار تمھاری جستجو
مین نکلی ہین کیوان حصار مین جاؤ وہان بہن سے ملاقات ہوگی جو پیغام چاہو مان کے

پاس بھیجو مگر ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی دشمن آجائے بہن کا نام سُنکر روشن عذار
بہت روئی مگر گھبرا کر محفل سے اُٹھی صحراے کیوان حصار کی طرف روانہ ہوئی مگر
جس وقت صحراے کیوان حصار مین پہونچی تو بیقرار ہو کے بہن کو پُکارتی پھرتی تھی
قمر عذار کہ ایک گوشے مین بیٹھی تھی حیران تھی کہ بہن سے کیونکر ملاقات کرون کہ بہن
کی آواز جو کان مین آئی بیقرار ہوگئی پُکار کر آواز دی کہ اس صدا کے صدقے مین
یہان حاضر ہون روشن عذار جھپٹ کر آئی دونون بہنین لپٹ کے رونے لگین
قمر عذار کہتی تھی کہ کیون بہن اب تم ہم سے چھوٹین روشن عذار جواب دیتی تھی
کہ بُوا کیا کہین دل سے ناچار ہوے کہ سامنے سے غبار اُڑا ایک ساحر موسوم بہ
خاکسار غبار انگیز مشیر بقراط ثانی یہ سب معرکے سُن کر نکلا تھا اس نے آواز دی
کہ ای روشن عذار و قمر عذار چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی روشن عذار نے کہا
کہ بُوا دیکھو یہ ساحر بے ادبی کرتا ہی قمر عذار نے کہا کہ ای خاکسار تو کیون ہم کو
ستاتا ہی جدھر سے آیا ہی اُدھر چلا جا ہمارے مقدمے مین دخل نہ دے یہ کہکر قمر عذار
نے کچھ سوکھے ہوے ہار جو ہاتھون مین پہنے تھے وہ پھینک مارے ایک غبار اُڑا وہ
غبار خاکسار کی طرف چلا خاکسار نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ غبار ان دونون کے
قریب آیا دونون گھبرا کے اُٹھین غبار جو مُنھ پر پڑا دونون بیہوش ہوگئین خاکسار
نے آکے دونون کی زبان مین سوزن دی مشکین باندھ لین کشان کشان لے کر چلا
منظور ہی کہ بخدمت بقراط ثانی لے جاؤن دونون کی جو آنکھ کھُلی دل دھڑکنے لگا اور
دعائین مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِ کارساز وقت مدد ہی تو بخوبی ہمارے
حال و مآل سے آگاہ ہی کہ طلسم کشا کے شریک ہوے اور اعتقاد ہمارے ٹھیک ہوے نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت + گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بسجدہ سر نہادہ + گہے معبود محراب عبادت +
گہے مفلس گدا و زار و محتاج گہے سلطان بتاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش + گہے پابند زندان مصیبت +

گہے عارف بعرفانِ الٰہی +	گہے قاضی بہ احکامِ شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون	گہے خرسند در جشنِ مسرت +
گہے در حالتِ غم سینہ صد چاک	گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم جلوت جلوہ دادہ	گہے روپوش اندر کنج خلوت
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

خاکسار دونون کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی یہ دونون شاہزادیان پروردۂ ناز و نغم اُنپر یہ رنج و الم کہ ایک ساحر کریہ صورت گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی اور زبان سے کلمات سخت کہتا ہی دونون شاہزادیان اپنی جان سے بیزار ہین چاہتی ہین کہ ہمکو قتل کر ڈالے مگر کلمات سخت درشت نہ کہے لیکن خاکسار بدزبان اپنی حرکات سے باز نہین آتا مگر مشعل نازک مزاج نے یہ خبر مفصل پائی کہ روشن عذار نکل گئی قلب پر قلق ہوا کنیزون سے پوچھا قمر عذار کہان گئی کنیزون نے کہا اری سوتے سوتے اُٹھین گوشے مین بیٹھ کر خوب روئین یہ کہکر گئی ہین کہ مین اسوقت طرف صحراے کیوان حصار کے جاتی ہون مشعل نام کیوان حصار سُنکر بہت بھڑکی کہا لو غضب ہوا کمبخت کہان جا کر پھنسی ہی ارے ذرا آئینۂ سکندری تو اُٹھا لاؤ کنیزین آئینہ اُٹھا کر لائین اُسمین مفصل دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بدانجام دونون بیٹیون کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور یہ دونون بھڑک رہی ہین منتین کرتی ہین کہ ای خاکسار ہمنے تیرا کیا لیا ہی کیون ناحق کو ہمکو ستاتا ہی ہمارے ستانے سے کیا ہاتھ آئیگا ہمکو قتل کرکے بہت پچتائیگا اور وہ ساحر کہتا ہی کہ میرا وصل تم دونون قبول کرو قمر عذار جواب دیتی ہی کہ او بے حیا ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ہمکو قتل کر تو بہت بہتر ہی ہم مشعل نازک مزاج کی بیٹیان ہین ہمیشہ مان کو ہماری دربار سکندر مین بھی آبرو ملی بقراط نے بھی سرفراز کیا تو وہ ساحر ہاتھ اُٹھاتا ہی کہ تمانچہ ماردون روشن عذار کا بلکنا قمر عذار کا پھڑکنا یہ جو سب آئینہ مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا سر زمین پر دے مارا چیخین مار کر رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھنے لگین کہ کیون

ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر بیقراری کا کیا باعث مشعل نے کہا کہ وہ مصیبت دیکھی کہ دلکو تاب باقی نہ رہی جی چاہتا ہی کہ اپنے کو ہلاک کردن مگر اب جو کچھ ہو اُن بدنصیبونکو جاکر آفت سے نکالون جس طرح ہو سکے چھڑاؤن بعد اُسکے جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا بے آبروئی ہمسے نہ اُٹھائی جائیگی ایک ساحر ذلیل ہمارے گھر کے خادمون سے بدتر وہ ہماری بیٹیون پہ یہ بدعت کرے اور ہم آنکھون سے دیکھین ہمسے اب صبر نہین ہوسکتا خواہ بقراط قتل کرے خواہ چھوڑے سرکار بقراط مین توظلم اور بدعت کا وقت ہی نیک و بد کی پرسش نہین یہ کہکر روتی ہوئی طرف صحراے کیوان جھاک کے چلی مگر جو معرکہ آنکھون سے آئینۂ سکندری مین دیکھا ہی وہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی یہان خاکسار دونون کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی نصف صحرا طے کر چکا ہی وہان پر آکے شیطنت دل مین سمائی روشن عذار سے کہا کہ اب میرا وصل قبول کرو ورنہ قتل کردونگا زندہ نہ چھوڑونگا روشن عذار نے کہا مین تو مبتلاے محبت طلسم کشا ہون مین تجھ ایسے گندہ دہن کو کیا قبول کرونگی قمر عذار نے جو یہ دیکھا کہ بہن کی عصمت لینے کا ارادہ کرتا ہی بلک کر روئی کہ ای خالق بے نیاز میری بہن کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے یہ ملعون بدعت پر آمادہ ہی تیرا فضل و کرم زیادہ ہی یہ کہکر جو روئی پہلو سے آواز آئی کہ او خاکسار کیا ستم کرتا ہی منم مشعل نازک مزاج خاکسار نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ مشعل بھڑکتی ہوئی آتی ہین دسون اُنگلیان مثل پنجشاخے کے روشن ہین مُنھ سے دھوان نکلتا ہو اللکار کر جا پڑین آواز دی کہ او بے حیا تیرا ابھی یہ مُنھ ہی کہ ان صاحبزادیون سے وصل کرے مقابلہ تو کر تجکو مثل ہیزم خشک جلا دونگی خاکسار ہی خاک مین ملا دونگی خاکسار نے کہا کہ ای مشعل تم دشمن خداوند ہو الگ رہو ایسا نہ ہو قہر خداوندی نازل ہو مشعل نے کہا کہ تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا ہی خاکسار نے غبار اُڑایا مشعل نے مُنھ سے دھوان چھوڑا غبار متفرق ہوگیا ابتو مشعل نے ہاتھ ہلا کر نعرہ کیا کہ منم مشعل نازک مزاج او نابکار دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی خاکسار پلٹا مشعل نے ایک دوہتڑ مارا کہ شعلہ بھڑک کر گرا ہر سوے

جسم سے خاکسار کے شعلے نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے آہ آہ کرتا پھرتا
ہے چاہتا ہے کہ اپنے کو جھیل مین گرا دون مگر جھیل تک نہین پہونچتا تڑپ تڑپ کر رہتا ہے
آب کو اس ناری سے نفرت پانی کو عداوت مچھلیان غوطے مار کر غائب ہوتی ہین
نہنگان خون آشام آنکھ چُراتے ہین کنارہ کنارہ کرتا ہے پانی بھاگ کر کنوئین مین
چھپا ہے آگ لپٹی جاتی ہے مشعل نے سحر کو اور زور دیا قریب آکر چاہا کہ بیٹیو تکو رہا کرے
زبانون سے سوزن نکالے کہ پہلو سے آواز آئی ای مشعل غضب کیا کہ ایسے ساحر
کو جلایا کہ قدرت کو بہت قلق ہوا حکم ہے کہ مشعل کو لاؤ مشعل نے کہا کہ تیرے
خداوند کے کیا ہم زرخرید ہین نوکری سے ہمنے ہاتھ اُٹھایا آج سے اُس بیجیا کے
دربار مین نہ آوینگے اُس ظالم کو صورت نہ دکھائین گے مگر وہ ساحر دوڑا ہوا آتا
ہے نعرے کرتا ہوا کہ ہاے بھائی میرا جل جل کر خاک ہوا جاتا ہے اور مجھسے کچھ
نہین ہو سکتا منتم غبار صحراے کیوان حصار میری عملداری مین میرا بھائی
مارا گیا مشعل نے بھڑک کر جواب دیا اپنے بھائی کے پاس جائیگا دیکھ وہ غبار اُڑا
تیرا باپ بھی آتا ہے جیسے ہی اُس ساحر نے مُنھ پھیرا مشعل نے مُنھ سے دھوان
چھوڑا وہ شعلہ اِس ساحر پر بھی گرا کہ یہ بھی مثل اُسکے جلنے لگا دونون ساحر
جل جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خاکسار جادو و غبار جادو
بود مشعل نے بیٹیونکی زبانونسے سوزن نکالی کہا کہ چلو باغ تمھارا مشتاق ہے سب
کنیزین انتظار کر رہی ہونگی قمر عذار تو مان کے پاس آئی مگر روشن عذار
یہ کہکر پیچھے ہٹی کہ ای مادر مہربان انصاف تو کیجیے کہ اب ہم اُس باغ مین جانے
کے لائق ہین پھول ہنسین گے غنچے طعن کرین گے شاخین خم دکھائین گی درخت اکڑینگے
چشمے آبروریزی کرینگے حباب بہ نگاہ حسرت دیکھین گے اب یہ لونڈی آپ کی لشکر
طلسم کشا مین جائیگی مشعل نے کہا کہ ای نور چشم مین بھی جانتی ہون کہ باغ روشن
مین جانا بہتر نہین نہین معلوم کیا اُفتاد پڑے یقراط ثانی کس طرح پیش آئے
کسی ساحر بدمزاج کو روانہ کردے میرے نزدیک تو بہتر یہی ہے کہ لشکر طلسم کشا مین چلو

وہ ہی معین و مددگار ہین دیکھانے اس وقت جو ساحر آیا ہین نے کیسا غدر کیا مگر وہ ملعون
بہی چاہتا تھا کہ مجکو بھی گرفتار کرے اب صلاح یہ ہی کہ مکان پر چل کر اسباب لدواو
چھکڑون پر آپ برای حفاظت بیٹھو اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلو راہ مین جو افتاد پڑیگی
وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر کیون روشن عذار تم طلسم کشا سے ملاقات کر آئین
ساتھ مہربانی کے پیش آئے روشن عذار نے کہا کہ ای مادر مہربان خلق و مروت کا
طلسم کشا پتلہ ہی مگر ایک عرضی روانہ کر دین کہ ہم آپ کے لشکر کی طرف آتے ہین خیال
رکھیے وہ کسی سردار کو ضرور روانہ کرینگے میری بڑی خاطر کی پہلو مین اپنے جگہ دی وہ
یہ نہین چاہتے ہین کہ ہمارے کسی ہمراہی کو تکلیف پہونچے مان نے کہا کہ ای نور نظر
عرضی لکھ کر روانہ کر دو روشن عذار نے عرضی لکھی کہ ای شہریار طلسم کشائی مبارک ہو
کنیز صحرا سے کیوان حصار مین آئی بہن سے ملاقات ہوئی ایک ساحر نے مجکو گرفتار
کر لیا تھا عین وقت پر مادر مہربان آ کر پہونچین اُس ساحر کو مارا یہ تو نجی ظاہر ہوا
کہ بقراط سے بغاوت ہوئی اب ارادہ ہی کہ گھر جا کر مال و اسباب لدوائیے اور آپکے
لشکر مین آئیے برای اطلاع عرض کی گئی یقین ہی کہ حضور خیال کرین مشعل نے اس
عرضی کو بہت پسند کیا ایک طائر کے گلے مین باندھ کر طلسم کشا کی بارگاہ کی طرف بعجلت
روانہ کر دیا تینون مان بیٹیان صلاحین کرتی ہوئین اپنے قصر مین آئین چھکڑے بلوائے
اُسپر اسباب لدوانا شروع کیا جب اسباب بار ہو چکا آگے سب کے چھکڑے پر ملکہ
مشعل جادو بیٹھین بیٹیان اور چھکڑون پر بیٹھین طرف لشکر کے چلین مگر طلسم کشا اپنی بارگاہ مین
بیٹھے تھے سکندر ثانی تخت پر جملہ ساحر حاضر ہین کہ طائر بارگاہ مین آیا سکندر ثانی نے
پہچانا چمکار کر ہاتھ بڑھایا طائر آ کر سامنے بیٹھ گیا گلے سے اُسکے عرضی کھول لی مضمون
سے اُسکے نور الدہر کو آگاہ کیا نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ ای شبرنگ
جا کر دیکھو تو ملکہ مشعل نازک مزاج آتی ہین اگر راہ مین کوئی روکے تو اُسکی فکر کرنا
اگر فکر اُسکی تمھارے اختیار سے باہر ہو تو ہمکو اطلاع کرنا نجم نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام
جائے نور الدہر نے کہا کہ بسم اللہ اول شبرنگ برای خبر چلا بعد اسکے نجم اختر شناس

روانہ ہوے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین بھی جاؤن نور الدہر نے منع کیا اور کہا کہ کیا
نجم اختر شناس کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہی شبرنگ عیار گیا ہی اگر کوئی بات ہوگی تو
وہ خبر پہونچائیگا نجم اختر شناس سحر کریگا مگر ملکہ مشعل نازک مزاج آتی ہین کوئی
دو کوس مکان سے نکلی ہین کہ چھکڑے چلتے چلتے رُکے لاکھ طرح پر گاڑی بان بیلون پر
سڑا کے رسیون کے لگاتے ہین مگر بیل دبیل ہو گئے قدم نہین اُٹھاتے پیچھے ہٹے جاتے ہین
شبرنگ ایک ساحر کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا تھا آمد چھکڑون کی دیکھ رہا تھا قریب
ملکہ مشعل کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے مجکو بھیجا ہی مین براے خبر آیا ہون جو
حکم دیجیے وہ بجالاؤن مشعل نے کہا کہ کسی ساحر نے سحر کیا ہی کہ چھکڑے نہین چلتے دیکھو
یہ کسکا فعل ہی شبرنگ بن عمرو بھاگا دیکھا کہ ایک کوہ سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور
وہ ہی دھوان قریب چھکڑون کے پہونچتا ہی چھکڑے چلنے سے باز ہین شبرنگ اُسی کوہ
پر چلا گھاٹیان طی کرکے پہاڑ پر آیا دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شبرنگ
نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا کام کرتے ہو ساحر نے کہا ملکہ مشعل
نکلی جاتی ہین مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین نے چھکڑون کو تو روک دیا اب اور سردار
آئیگا سب کو قتل کریگا شبرنگ نے کہا کہ یہ آگ کیسی روشن ہی قریب آگ کے بیٹھ گیا
آنکھ بچا کر ڈلی عود بیہوشی کی اُس مین ڈال دی تھوڑے عرصے مین دھوان نکلا
اُس دھوئین سے وہ ساحر بیہوش ہو کے گرا شبرنگ نے خنجر مارا اِدھر تو وہ ساحر
مرا دھوان بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود اُدھر آسمان سے
آواز آئی او ناعیار غضب کیا منم شامل جادو برادر کمیل اور سحر کیا کہ شبرنگ
لڑکھڑا کر گرا وہ ساحر تڑپ کر زمین پر آیا تیغہ کھینچ کر چلا اُس وقت شبرنگ بن عمرو
کی بیقراری دعائین کرنے لگا کہ ای کارساز بے نیاز اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور	سرکشی کن از دماغ خویش دور
نوش کُن جام محبت نوش کُن	از شراب عشق کُن حاصل سرور
در میانِ سینہ کُن روشن چراغ	تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور

توبہ کن از ہر گنہ ای عذر خواہ | تا بہ بخشد جرم تو رب غفور
از غبار کینہ سینہ صاف کن | تا شود رنگ از رخ آئینہ دور
عاجزی کن عاجزی کن عاجزی | حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کنی پیش خدا | جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلاق زمین و آسمان | رازق وحش و طیور و مار و مور
پس بغیر از وے بوقت احتیاج | پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خدائے لایزال | حاجت ہر مرد سائل بے سوال

شبرنگ بلبک رہا ہی وہ ساحر خنجر کھینچے کھڑا ہی مگر نجم جو چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شبرنگ زیر تیغ بیٹھا ہی نجم نے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا کیا کرتا ہی منم نجم اختر شناس یہ کہکر کڑک کر گرا اُس ساحر کے دو ٹکڑے کیے شبرنگ کو رہا کیا وہان چھکڑے چل نکلے مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہی معلوم ہوا کہ دونون بھائی مارے گئے چھکڑے روانہ ہو گئے صیفور تیغزن بیٹھا ہوا ہی اسنے کہا یا خداوند اگر غلام کو حکم دیجیے تو جا کر چھکڑے لوٹ لون بقراط نے اشارہ کیا صیفور پچاس ہزار فوج لیکر چلا یہان ارسطوے ثانی نے نور الدہر کو خبر دی کہ صیفور تیغزن آتا ہی نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس بل کرکے اُٹھا پانچ ہزار فوج لیکر چلا بقراط کو خبر معلوم ہوئی طائرون نے آکر اطلاع دی اسنے قمقام خون آشام کو حکم دیا کہ جا کر طہماس کو روکو قمقام ساٹھ ہزار فوج سے چلا مگر اول صیفور تیغزن جو آیا اسنے آتے ہی مال و اسباب ملکہ مشعل کا لوٹنا شروع کیا کہ طہماس کے نعرے کی آواز آئی کہ او نامرد کیون دست اندازی کرتا ہی یہ کہکر ساطور کھینچ کر گرا لوٹنے لگا تہلکہ ڈال دیا کئی ہزار جوان مار کر ڈال دیے کہ صیفور لڑتا ہوا سامنے آیا طہماس نے للکارا کہ او نامرد بندگان خدا کو کیون قتل کرتا ہی صیفور طہماس پہ جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر رد کا پیچھے ہٹ کر ساطور کا وار کیا صیفور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ساطور کب رکتا ہو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے

سپر کو کاٹ کر جو گراغو د وغیرہ کو کاٹ کرتا بہ جگر گاہ پہونچا مرتے ہی صیفور تیغزن
کے ہلاک ہوا اہل فوج گھبرائے کہ دوسری گرد اڑی قمقام خون آشام آکر پہونچا
خبر سُنی کہ صیفور مارا گیا تلوار کھینچ کر لڑنے لگا طہماس کو شبرنگ نے خبر دی کہ اب
دوسرا سردار ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے آیا طہماس نے کچھ خوف نہ کیا اُسیطرح
شیرانہ لڑ رہا ہی لڑتا بھڑتا قریب قمقام کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر
قمقام طہماس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر گا نٹھا اور
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا ساطور کا ہاتھ مار دیا کہ قمقام کے دو ٹکڑے ہوے
اب وہ وقت ہی کہ بقراط ثانی دریچۂ قصر سے دیکھ رہا ہی قمقام کے مرتے ہی
چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین خود اُڑتا ہوا اُس وقت پہونچا کہ طہماس
کافرون کو قتل کر رہا ہی ہنگامۂ دار و گیر بلند ہی بقراط ثانی نے آکر اشارہ کیا
طہماس گینڈے سے گرا ہمراہی سب لڑنے سے رُک گئے بقراط نے آواز دی کہ ہان
لوٹ لو اسباب لٹنے لگا اُس وقت ملکہ مشعل کی بیقراری ہی بقراط ثانی طعن کرتا ہوا
سامنے مشعل کے آیا کہا کہ کیون مشعل اِس وقت کی یاد نہ تھی ہمین نے دم بھر مین
خاتمہ کر دیا اب تمکو کون بچائیگا مگر شبرنگ یہ حال دیکھ کر رہا گا تینون مان بیٹیان مثل
آئینہ حیران ہین زبان نہین ہلتی چُپ دیکھ رہی ہین کہ اسباب لٹ رہا ہی بقراط
فوج کے آگے خود چلا آتا ہی کہ شبرنگ نے جاکر نور الدہر کو خبر کی کہ حضور
بقراط خود آگیا مشعل و دختران مشعل مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ہین
سحر نہین کر سکتین سحر یاد نہین آتا بیقرار و مضطر ہین مگر شبرنگ نے جو جاکر نور الدہر
سے کہا کہ خود بقراط آگیا نور الدہر خود اُٹھے ہر چند کہ سکندر نے عرض کی کہ
حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر انتظام کیے لیتا ہی نور الدہر نے کہا کہ وہ کسیکو
نہ مانیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ فرماکر مرکب طلسمی پر سوار ہوے مشعل حیران
ہی کہ اب کیا ہوگا بعد لٹنے اسباب کے یہ ہمپر بھی ہاتھ ڈالیگا یقین ہی کہ اب ہم
گرفتار ہون مگر روشن عذار بلک رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے ربّ کارساز

اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے مگر بقراط بھی چہار جانب دیکھ رہا ہی یہی گمان ہی
کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی کہ نورالدہر کے نعرے کی آواز آئی کہ با شیدای کافران
بیحیا وای نابکاران پر دغا منم نورالدہر بن بدیع الزمان او بقراط ثانی ہین
تیر اسر کوب آپہونچا نورالدہر کے نعرے کی صدا سنکر بقراط ثانی نظر آگیا مگر
سوچا کہ ایک دن مقابلہ کرنا پڑیگا آج ہی خاتمہ کر لو جھپٹ کر سامنے نورالدہر
کے آیا آگ برسانے لگا مشعل نازک مزاج نے جمال جہان آرای نورالدہر
دیکھا کہ تیغہ طلسمی ہاتھ مین کھنچا ہوا صفین درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہین سپر دوش
پشت پر مثل قرص قمر چہرہ آفتاب عالمتاب دل ہین خوش ہو گئین کہ کیا داماد ملا
ہی کیا صف شکن و تیغزن ہی کہ بقراط سے کچھ خوف نہین ماشاء اللہ کس دھوم
سے لڑتے ہوے آتے ہین ایسے داماد کسکو ملتے ہین کیا شرف پروردگار عالم نے
مرحمت کیا دیکھا کہ بقراط ثانی سامنے سے آیا کئی صورتین مختلف کرکے دکھائین
مگر یہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہین ہرچند کہ اسنے
دھڑ کے مارے آخرین آگ برسانے لگا مگر نورالدہر پر آگ وغیرہ نے کچھ تاثیر
نہ کی نورالدہر لڑتے ہوے قریب بقراط کے پہونچے بقراط نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے وار اسکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا آہ کرکے
اپنے کو گرا دیا زمین پر لوٹنے لگا نورالدہر مرکب پر سے کود پڑے چاہا کہ ذبح کرلون
مگر چونکہ لوح نہین ملی ہی قریب بقراط کے نہ پہونچ سکے بقراط تڑپ کر بلند ہوا
نورالدہر لڑتے ہوے سامنے مشعل نازک مزاج کے آئے جھککر سلام کیا مشعل
نے برخوردار کہکر سر سینے سے لگایا اور کہا کہ پروردگار تمھاری ترقی کرے طلسم کو فتح کرو
لوح دستیاب ہو عظم وشان کو تمھارے پروردگار بڑھائے روز سیاہ نہ دکھلائے ادھر
سے ملکہ روشن عذار آئین ماں کو دیکھکر سر جھکا کر کھڑی ہو ئین قمر عذار نے آکر سلام کیا
کہا بھتیا بڑی اس ملعون نے آفت برپا کی تھی مگر آپ کے سامنے سے بھاگا سکندر ثانی
بھی آکر پہونچے سب نے یہ حال دیکھا طلسم کشا کو آفرین کی مگر بقراط ثانی جو قصر ہشت پہل

مین آیا سر سے خون جاری کراہتا ہوا نازنینون کی گود مین آگر گرا کہتا تھا کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہی تیغۂ طلسمی سے زخمی ہوا مین ہی ایسا تھا کہ بچ کر نکلا اور جو کوئی ہوتا مارا جاتا کنیزون نے زخم دوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین بقراط دربار مین آیا افسرون نے پوچھا کہ باخداوند طلسم کشا کیسا ہی بقراط نے کہا کہ یہ نمونہ کافی ہی کہ قدرت زخمی ہوے تڑپ کر نکل آئے ورنہ چولا چھوڑنا پڑتا بھائی میرے پونے دوسی مدد کو آئے تھے اُن سب نے بچالیا ورنہ آج جان بچنا دشوار تھی مگر طلسم کشا کو ضرور قتل کرونگا قصر ہشت پہل تک نہ آنے دونگا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکے طلسم کشا کو روکے سب نے کہا کہ راہ مین بیشۂ پُر خار ہی وہان کا حاکم فرخار ابلق سوار وہ پہلوان ہی کہ اُسنے رستم اور اسفندیار کو شکست دی اگر وہ جائیگا تو طلسم کشا کو روک لیگا بقراط نے فورًا نامہ لکہا کہ ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت گزار با اخلاص فرخار ابلق سوار تمکو معلوم ہو کہ طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانونکو مارا اب تک لوح اُسکو نہین ملی لہذا تم جاکر اُسکو روکو اس طرف نہ آنے دو یہ نامہ جو پہونچا فرخار ابلق سوار دیوانہ مزاج ڈیڑھ لاکھ فوج سامنے اُتری ہوئی ہی اکھاڑے مین اُترا ہوا شاگردون کو زور دلا رہا ہی اُسی حال مین نامہ پہونچا نامہ کو دیکھ کر بہت اُچھلا کودا کہا قدرت کو اب مین یاد آیا فورًا جاکر روک دونگا تا بہ قصر ہشت پہل نہ آنے دونگا سب تیار ہو کر سامنے آئے افسرون سے کہا کہ وہ گینڈا ابلق مابدولت کا لاؤ کر گدن مست بل کرتا ہوا سامنے آیا اُسپر سوار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلا راہ مین جو قلعہ ملا اُسے لوٹ لیا اس جرم پر کہ مابدولت آئے اور تمنے استقبال نہ کیا کیا سامان دعوت مہیا نہ تھا کہ میری دعوت کرتے راہ مین کئی سو قریے ملے اُنکو لوٹتا ہوا قریب لشکر نور الدہر پہونچا نور الدہر کو خبر ملی کہ فرخار ابلق سوار نہایت زبردست ہی آپ کو روکنے آیا ہی نور الدہر نے کہا کہ خدا ے مابزرگ است مشعل وغیرہ کو لیکر آئے ہین اُنکی دعوت کا سامان ہو رہا ہی بارگاہ آراستہ ہی سکندر تخت پر بیٹھے ہین سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین

روشن عذار کے آنے سے بارگاہ روشن ہو گئی مشعل کی روشنی قمر عذار کی چمک
تینوں شاہزادیاں رونق بارگاہ نورالدہر ہین نورالدہر نے شبرنگ بن عمرو
کو اشارہ کیا شبرنگ بارگاہ مین آکر بیٹھا بایان چھیڑکر یہ اشعار گانے لگا نظم

کیا عجب سودا ے زلفِ یار کی تاثیر سے
ہستی عاشق ہی تیرے حُسن کی تاثیر سے +
بخت بد نے مورد نفرت کیا ایسا مجھے
پاے قاصد پھرتے پھرتے گھس گئے مثلِ قدم
ہو خطِ مشکین سے دوناکیون نہ حُسنِ رو ے یار
سارے عالم کو ہی کیا بے اختیارانہ رجوع
عاریت جو شی ہی حاجت اُس سے بر آتی نہین
خط جو نکلا ہی تیرے مُنھ پر پڑی ہی میری آہ
ہون مین ایسا پست طالع ہو نہ صرصر سے بلند
آئنہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہر دہ ہی
خط نکل آیا وہان باقی ہی یان مضمون شوق
ہو نہ برہم گر تری زلفو نمین غل کرتے ہین دل
اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا
فندقے نے گوری گوری اُنگلیان ہین مثل شمع
وہ تو ہی تیرے لیے ناسخ یہ اور ون کے لیے

سنبلستان ہو جو پیدا دانۂ زنجیر سے
ذرے پیدا ہوتے ہین خورشید کی تنویر سے
ہو گیا چین بر جبین کاغذ مری تصویر سے
خط دہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
قدر صفحہ کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے +
پرتو ہین پھر کب اُڑا جاتا ہی از خود تیر سے
سبز مزرع ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے
کاغذ بادی بنا ئین گر مری تصویر سے
ہی فروغ مہرو ذرات ایک ہی تنویر سے
دیکھیے کب ہو فراغت نامے کی تحریر سے
کسطرح نالے نہ نکلین ای پری زنجیر سے
آئنہ شاید بنا ہی آہنِ زنجیر سے +
ہی بجا تمثیل ناخن گیر کو گلگیر سے +
قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سے +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر میخوارِ محفل بے شرم ہی کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی
نورالدہر نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای شبرنگ خبر تو لو کہ یہ کیسی آواز آئی شبرنگ
نے کہا کہ شاگرد گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی
گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکر حاضر ہوئین بعد دعا و ثناے شاہی کے عرض کی
کہ یہ پہلوان جو آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے

پھینک دونگا اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ
ہی کہ معرکہ آرای نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے نورالدہر نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی جواب مین دشمن کے طبل جنگی
بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین مگر فرخار ابلق سوار پہر
رات گئے سوار ہوا لشکر والے گھبرا گئے کہ آقاے نامدار کہان جاتے ہین گینڈے
کو ٹھکراتا ہوا اول بازار مین آیا سوار و پیدل جابجا چھوڑتا ہوا سامنے نورالدہر
کے لشکر کے پہونچا ساتھ والون سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی ساتھ والون نے کہا
کہ حضور یہی طلسم کشا کا لشکر ہو بس یہ سُنکر گینڈا ٹھکرا دیا لشکر نورالدہر پر آپڑا
سلطان کرگدن سوار کہ مہر طلایہ لشکر نورالدہر تھے اُنکو آکر زخمی کیا کئی سو جوانون
کو قتل کر کے پلٹ گیا یہان ہنگامہ ہوا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقام طلایہ
پر آکر دیکھا کہ سلطان زخمون مین چور چور جھوم رہا ہی کئی سو لاشے پڑے ہوے ہین
نورالدہر نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا سب نے کیفیت عرض کی کہ فرخار آپڑا سلطان
زخمی ہوے کئی سو جوانون کو مار کر پلٹ گیا نورالدہر نے کہا کہ مقام افسوس ہی ہمکو
خبر نہ کی ورنہ اُسکے غرور کو دیکھتے سلطان کو پلٹایا سب سردارون کو خبر ہوئی طلسم کشا
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین سب سردار حاضر ہوے پوچھتے تھے کہ ای شہریار یہ کیا
معرکہ ہوا نورالدہر نے کہا کہ فرخار اپنی جرأت دکھا گیا کیا کہون کہ ان لوگون نے
مجکو خبر نہ کی خیر اب صبح کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا سلطان کو شفاخانے مین
بھیجا کہ پھر لشکر مین ہلڑ ہوا نورالدہر نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ یارو دریافت کرو
کہ یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی کہ فرخار پھر آپڑا نورالدہر نے
نکل کر نعرہ کیا کہ ای فرخار ہم تیرے مقابلے کے مشتاق ہین فرخار نے جو آواز
نورالدہر کی سُنی گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا کہ سامنے سے دیکھا کئی سو افسر گھیرے ہوے
آگے آگے ماہ اوج صاحبقرانی مرکب طلسمی کو ٹھکراتے ہوے آتے ہین وہین سے
نورالدہر نے للکارا کہ او فرخار جانا نہین ہم تیرے مقابلے کو آتے ہین فرخار نے

جو دور سے نور الدہر کو دیکھا کہ آفتاب چمکتا ہوا آتا ہو طہماس الیاس دار ساطور
ہفت صدمنی کاندھے پر جھومتا ہوا آتا ہی دور ہی سے جمال جہان آرا کو دیکھکر فرخار
پیچھے ہٹا اپنے لشکر مین آکر طلا یہ دینے لگا مگر کچھ زور نہین چلتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی
نور الدہر نے آتے ہی اول مجمع کو متفرق کیا پھر گھوڑے کو چھیڑ کر سامنے فرخار کے
آئے فرخار نے گینڈا بڑھا کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تھپکی مار دی کہ تلوار
ہاتھ سے فرخار کے نکل گئی فرخار تلوار اُٹھانے کو جھکا نور الدہر نے اوپر سے
ہاتھ تیغے کا مار دیا سر فرخار کا زخمی ہوا اسنے زخمی ہوتے ہی کہا کہ ای شہریار بس
اب میرے اور آپ کے صبح کو امتحان ہوگا یہ کہکر گینڈا بھگایا بھاگ کر نکلگیا نور الدہر
پلٹ کر آئے مگر فرخار جو پلٹ کر آیا رفقا کو جمع کیا کہا کہ طلسم کشا بڑا تیز دست ہے
میدان کارزار مین سمجھونگا سب نے کہا کہ حضور آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی
آپ پہلوان زبردست ہین اتفاق سے زخمی ہوے فرخار نے زخمون مین ٹانکے دلوائے
صبح کو گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا میدان کارزار مین آیا کہا یارو مین آج
زخمدار ہون آج تم لوگ مقابلہ کرو کل مین سمجھ لونگا اُدھر سے نور الدہر لشکر لیکر
آئے سبکے آگے بڑھے ہوے پشت پر سب سردار تخت پر سکندر ثانی آٹھ نو لاکھ
کا لشکر ہمراہ آمد لشکر اور شوکت نور الدہر دیکھ کر فرخار بہت گھبرایا کہتا ہی
کہ یارو آج کا مقابلہ تو روک لو کل میرے ہاتھ سے طلسم کشا نہ بچیگا ایک ضرب مین
قتل کرونگا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے فرخار نے
پہلو کی طرف دیکھا بھائی اسکا تیمور بن تیمار کرسی نشین کھڑا ہوا جھوم رہا تھا اِسنے
گینڈا بڑھا کر کہا کہ بھائی صاحب مین جاؤن طلسم کشا کو ٹو کون فرخار نے کہا کسی کا
نام لینا کیا ضرورت ہی جو مقابلے مین آئے اُس سے لڑنا اگر طلسم کشا آجائے تو اُس سے
بھی کمی نہ کرنا تیمور گینڈا اُٹھکا کر میدان مین آیا سلحشوری دکھلانے لگا جب خوب
غرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین
اپنے کو روک کر پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے

بقول شاعر فرد گران ہر کرا یار سر بر تن است ✦ جگیم علاجش بدست من است ✦
یہ جو اسنے پکارا نورالدہر نے قصد کیا تھا مگر طہماس کو تاب نہ رہی گینڈا اٹھکر اکر
دوڑ پڑا سامنے نورالدہر کے آیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان مرحمت ہو
نورالدہر نے سر جھکا کر کہا کہ ای برادر اختیار ہی تمکو پروردگار کے سپرد کیا کہ
صحرا سے گرد اڑی تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا نوبت و نقارے کی آواز سے تمام
صحرا کانپ گیا نورالدہر نے دیکھا کہ نقابدار نہ زین پوش پشت مرکب پر پٹری
جمائے ہوے وہی بارہ ہزار جوان پشت پر عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے باز سفید سر پر سایہ فگن گھوڑے کو چمکا کر میدان مین آیا تیمور سے آکر
تگاور زن ہوا گرد برد کر دیا یقین تھا کہ تیمور گینڈے سے گرے اپنے کو بمشکل سنبھالا
نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا تیمور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
تیغ کو کھینچا اور للکار کر آواز دی کہ ای نقابدار نہین معلوم تیرا گریبان کہان سے
پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کشان کشان یہان لایا خبردار ہو جا کہ اب وار کرتا ہون یہ
کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے اوچھڑ سپر کی ماری کہ تیغہ ہاتھ سے تیمور کے نکل گیا وہ جھکا
کہ تیغہ اٹھاؤن نقابدار نے تیغہ کمر سے کھینچ کر بآسانی ہاتھ مار دیا کہ سر تیمور کا
اڑ گیا یہ حال دیکھ کر سفاک گرہ پیشانی گینڈے کو جھپٹا کر آیا نقابدار پر برس پڑا
نقابدار نے وار روکتے روکتے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا رکابون مین پانون
جما کر ہاتھ مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے سات پہلوان پی درپی مارے آخر
فرخار نے ناچار ہو کر طبل امان بجوایا پلٹا مگر نہایت رنجیدہ بارگاہ مین آکے بیٹھا
نورالدہر نے قصد کیا کہ بارگاہ نقابدار مین جا کر ملاقات کرون مگر سکندر نے
منع کیا کہا کہ ای شہریار کیا ضرور ہی نقابدار کو اپنی جرأت کا گھمنڈ ہی مگر نورالدہر
نے نہ مانا چند رفقا کو ساتھ لیکر چلے نقابدار کو خبر پہونچی کہ نورالدہر آتے ہین براے
استقبال نکلا راہ مین صاحب سلامت ہوئی نورالدہر نے پوچھا ای نقابدار بہادر
کہا سے آتے ہو نقابدار نے کہا کہ پردۂ قاف مین کربت بن قہقہہ نے خروج کیا تھا

اُس سے لڑ بھڑ کر پلٹا ہون مگر آپ کے اقبال سے شکست دی اب چاہتا ہون کہ تا اختتام فتح طلسم آپ کا ساتھ دون نور الدہر نے کہا کہ آپ کی عنایت چاہیے مجھے پروردگار فتح دیگا اگر بقراط کی میرے ہاتھ سے قضا ہی تو انشاء اللہ جا کر مارونگا اب تو سنتے ہین آیا ہی کہ اُستے قصر ہشت پہل کو مقام سکونت قرار دیا ہی سب اہلِ طلسم اُسی مقام پر آتے ہین ہر چند کہ بقراط ثانی سحر بین بلاے روزگار ہی مگر بہ عنایت پروردگار میرے ہاتھ سے زخمی ہوا زخمی ہو کر نکل گیا انشاء اللہ ابکے مقابلے مین اُس کا کام تمام کرونگا نقابدار نے کہا اب آپ کے پاس تو فوج بہت ہی بلوہ کر دیجیے میدان کو لاشون سے بھر دیجیے مین آپ کے ساتھ چلونگا نور الدہر نے کہا کہ آپ صحرا مین جا کر شکار کھیلیے مجھ پر جو گذریگی وہ سمجھ لونگا اگر پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا تو دو تین مقابلون مین خاتمہ ہی مگر افسوس ہی کہ لوح کا پتہ نہین ملتا جس دن لوح طلسمی ملی اُسی دن طلسم کا خاتمہ ہی نقابدار ہمراہ لیے ہوے نور الدہر کو اپنی بارگاہ مین آیا شراب و کباب سے خاطر کی اپنے عیار سے اشارہ کیا عیار یہ اشعار عاشقانہ بیٹھکر گانے لگا **نظم**

خانہ خراب نالونکی بل بے شرارتین +
سر کونسا ہی جسمین کہ سودا نہین ترا
خانہ ہی گنجفے کا ہر اک قصر شہر عشق +
دیدار یار برق تجلی سے کم نہین +
گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی
زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا +
عالم کو لوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لیے
باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اہل جہان کا حال ہی کیا جسے کیا کہین
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوے یار ہی +

بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین
ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین
گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین
بند آنکھین تمکو دینگی دعائین بصارتین
سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین
بھولا نہین ہین تنگ دلون کی شرارتین
تو بھی تو کر شہیدونکی اپنے زیارتین
اس غار مین گئی ہین ہزارون ہی غارتین
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
بد گوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین
کعبے کی حاجیونکو مبارک زیارتین +

ایسی خلاف ہمسے ہوئی ہی ہواے دہر	کافور کھائیے تو ہو پیدا حرارتین
آتش بہ شبہت ہی مگر کو چہ یار کا +	چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر اشارتین

پہر رات گئے تک نورالدہر دربار مین نقابدار کے رہے خادمون کی آمدورفت رہی فرخار نے جاکر اپنے عیار رستگار تیزرو کو روانہ کیا کہ نقابدار کو جاکر پکڑلا اُسنے دربارگاہ پر آکر یہ ہنگامہ دیکھا بشکل خدمتگار اندر بارگاہ کے آیا ایک گوشہ مین چھپ رہا جب نورالدہر رخصت ہوکر گئے تو نقابدار نے خاصہ نوش کیا اور چھپر کھٹ پر آیا عیار نقابدار نے بارگاہ بند کرائی باہر نکلا نگہبانون سے کہا کہ تم سب ہوشیار رہنا چہار طرف سے بارگاہ کے صداے حاضرباش و ناظرباش بلند ہی مگر جب سب سوگئے تو عیار گوشے سے نکلا قریب چھپرکھٹ کے آیا چاہتا تھا کہ نقاب چہرے سے دور کرون مگر ہاتھ پانون کانپنے لگے خیال ہوا کہ نقابدار بہت برہم ہوگا آخر بیہوشی دی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اب حیران ہوا کہ کدھر سے نکلون چہار طرف بارگاہ کے حاضرباش و ناظرباش کی آواز آتی ہی آخر نقب کھودنے لگا مُہرہ نقب کا ایک نخل کے نیچے توڑا پشتارہ لیکر بھاگا عیار طلایہ دیتا ہوا بازار مین آیا تھا کچھ خودبخود گھبرایا دربارگاہ پر آیا نگہبانون کا نام لیکر پکارا سب نے جواب دیا کہ حضور ہم سب جاگ رہے ہین عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب آیا اندر بارگاہ کے پہونچا چھپرکھٹ جو خالی پایا ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای عیار غضب ہوا دشمنون نے اپنا کام کیا گھبراکر باہر نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا ستارۂ سحری چمک چکا ہی ایک بلندی پر سے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی مگر اپنے لشکر کے قریب پہونچ چکا ہی سرنگون پلٹا قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان نماز سحر پڑھکر براے ہواخوری نکلے ہین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ دور سے عیار کو آتے ہوے دیکھا کہ رنجیدہ چلا آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای شاطر کہاں سے آتے ہو عیار بے اختیار رونے لگا کہا ای شہریار غضب ہوا آپنے جو سرفراز فرمایا پہر بھر کامل سب کی آمدورفت رہی عیار فرخار بھی آکر چھپ رہا غلام کو خیال نہ رہا اُسی دھوکے مین گرفتار کرلیگیا ہین

تعاقب مین گیا تھا وہ کنارے پر لشکر کے پہونچ چکا تھا ناچار ہو کر پلٹ آیا نور الدہر
نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ مین ابھی جاتا ہون اور نقابدار کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر
نور الدہر سوار ہوے فرخار کی بارگاہ کی طرف چلے ہر چند کہ سردارون نے قصد کیا
کہ ہمراہ جائین مگر نور الدہر نے نہ قبول کیا یکہ و تنہا چلے یہان فرخار نے رات بھر
انتظار کیا صبح ہوتے زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش آتا
ہی پکار کر آواز دی ای شاطر شیر یار وباہ عیار نے عرض کی کہ آپ کے اقبال سے
شیر رہتے ہین مین نقابدار کو لایا یہ کہکر پشتارہ سامنے ڈال دیا فرخار نے کہا اسے
ہوشیار کرو عیار نے کہا کہ پہلے مسلسل و مطوق کیجیے پھر ہوشیار کرنے کا آپکو اختیار
ہی فرخار نے آہنگرون کو بلوایا نقابدار کو مسلسل و مطوق کرایا اب عیار سے کہا
کہ ہوشیار کر عیار نے ہوشیار کیا نقابدار کی آنکھ جو کھلی دیکھا فرخار سامنے ہی اور
سرداروں سے دربار معمور ہی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اکڑ کر جو اٹھا خانۂ زنجیر
مین غل ہوا پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اسپر یہ غرور ہی
اپنے نزدیک بہت دور ہی فرخار نے کہا نقابدار کے چہرے سے نقاب اٹھا دو عیار
بڑھا نقابدار نے کہا کہ او مردود بخدا اگر گوشۂ نقاب ہٹایا تو دربار کو خون سے
لال کر دونگا اس طرح غصّے مین جھڑکا کہ عیار کا حوصلہ نہ پڑا ہر مرتبہ پیچھے ہٹ جاتا ہی
فرخار للکارتا ہی کہ ارے قیدی سے کیون ڈرتا ہی عیار گھبراتا ہی کہ ایسا نہو قریب
جاؤن نقابدار جوان بے مثل و بے نظیر ہی ہتھکڑی مار دے تو سر پھٹ جائیگا
اُس وقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی فرخار نے جھلا کر کہا کہ او ناعیار کیون
خوف کرتا ہی نقاب نوچ لے نقابدار نے زنجیرین ہلا کر کہا کہ او فرخار تو خود آ عیار
کی تو کیا مجال ہی کہ ہاتھ لگا سکے بخدا اگر میرے قریب آیا اور نقاب کو ہاتھ لگایا
تو زمین ہلا دونگا مگر مقام تعجب ہی کہ ہمارا عیار ہمارے حال سے بے خبر ہی یقین ہی
کہ بارگاہ مین ہو لیکن مجبور و ناچار ہی اُسکا کیا اختیار ہی مگر چاہیے کسی مقام پر
رُک جائے یا تم لوگون سے آنکھ جھپکائے یہ غیر ممکن ہی مگر مقام افسوس ہی کہ شاہزادہ

نورالدہر بن بدیع الزمان کہ طلسم کشا مشہور ہین ہرچند کہ لوح ابھی نہین پائی اُدھر ایمج کو بھی یہی دعویٰ ہی دیکھیے لوح کسکے ملے کیونکر غنچۂ آرزو کھلے مگر نورالدہر نے ہماری خبر نہ لی فرخار نے جھلاکر کہا کہ ارے جلاد کو بلاؤ جلاد اندر آیا فرخار کو سلام کیا کہا ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی فرخار نے کہا کہ اس جوان نقابدار کا سر کاٹ لے وہ جلاد تلوار کھینچ کر شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کسکا سررشتۂ حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی کسکی اجل دامنگیر ہی تیغہ باڑھ دار بازوے پُرقوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا کیسا فرخار نے کہا کہ بس باتین نہ بنا اسکا سر کاٹ لے مردہ کا چہرہ دیکھین گے نقابدار سر جھکا کر بیٹھا جیسے ہی جلاد نے قصد کیا کہ ہاتھ مارے دربارگاہ برپا ہوا فرخار نے دیکھا کہ سردرگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا آتا ہی گھبرا کر کہا یہ کسکی دست درازی ہی عیار نے عرض کی کہ طلسم کشا آپہونچا درگہ سالار نے روکا تھا اسکو تمانچہ ماردیا فرق زنجیر قلم کی پردۂ زنبوری توڑ کر پھینکا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے شاہزادۂ نورالدہر آفتاب عالمتاب جرأت ماہ آسمان جلالت سینہ سپر کیے آگے تیغۂ طلسمی کھنچا ہوا ہاتھ مین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا جھپٹ کر جلاد کو ہاتھ تیغ کا مارا آواز دی کہ او فرخار تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ نقابدار بہادر کو قتل کرے یہ کہتے ہوے قریب نقابدار آئے ہتھکڑی کاٹی نقابدار نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگرسوز من +	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من +	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک دنگ بستہ بزنجیر عشق +	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا فرخار نے بڑھ کر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی انتہا کا غصہ تھا تمانچہ مار دیا فرخار لڑکھڑا کر گرا لوگ دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ اُسکو اٹھا کر لے گئے وزرا و امرا نے دیکھا کہ نقابدار

وطلسم کشا دونون شیر دلیر شیرانہ لڑ رہے ہین صد ہا سر کٹ کر گرے لاشے تڑپ رہے ہین
بقول شاعر فرد مگر تیغ او آیۂ سجدہ بود + کہ آمد سر سرکشان در سجود + بیت
گرتی ہوئی وہ برق بلا کب نظر آئی + جس خود پہ چمکی تو مرکب نظر آئی + اب افسران فوج
فرخار بھاگنے لگے باہر جا کر لشکر جمع کرنے لگے افسرون نے آواز دی کہ یارو دیکھتے ہو
کہ ایک نے آکر ایک کو رہا کیا دونون شیرانہ لڑ رہے ہین کل فوج تیار ہوئی ملازمان
نقابدار کو خبر پہونچی کہ ہمارے آقا نے رہائی پائی مغلوبہ ہو رہی ہے وہ بھی سب
نوبت و نقارے بجاتے ہوے آپڑے وہ بارہ ہزار جوان جو آکر گرے فوج کو
تہ و بالا کر دیا ادھر سے چند ملازمان نورالدہر بھی آئے سب سے پہلے طہماس
آکر گرا اسکا ساطور جو چلا صد ہا افسرون کے سر کٹ کر گرنے لگے نقیب جابجا پکارتے
پھرتے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید فرد روز جنگ است
جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان رستم و سام و برزو و
بیژن ہین آئین اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کرین یارو یہ مقام نام و ننگ ہے
چند کس نے لشکر کو درہم و برہم کر دیا اب گھیر کر ان سب کو مار لو نکلنے نہ دو نقیبون کی
آواز سُن کر اہل فوج نے بلوہ کیا مگر وہ دونون شیر لڑتے ہوے باہر نکلے دیکھا کہ
ہنگامۂ عظیم بلند ہے فوجین لڑ رہی ہین نورالدہر نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب
ہو تو نکل چلیے جنگ کا خاتمہ ہوا نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا دونون شیر دلیر
لڑتے بھڑتے چلے فرخار نے پھر بڑھ کر روکا نقابدار نعرہ کر کے جا پڑا اللکارا کہ او
نامرد تو ابھی زندہ باقی ہے تجکو کیا گمان ہے فرخار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا فوراً
نقابدار نے وار اُسکا روک کر خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا چمک کر برق شمشیر جو گری
فرخار کے دو ٹکڑے ہوے فرخار کے مرتے ہی فوج کو ہراس ہو گیا بھاگنے لگی لیکن
نقابدار نے بڑھ کر آواز دی کہ یارو کیون بھاگے جاتے ہو اطاعت کرو افسران
فوج پلٹ پڑے خدمت نقابدار مین آئے نقابدار نے سب کو کلمہ پڑھایا سب بصدق
مسلمان ہوے نقابدار سب کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا نورالدہر بھی

ساتھ ہین وسط راہ مین نقابدار آکر رُک گیا کہا ای نبیرۂ صاحبقران اگر تم سے
صاحبقران سے ملاقات ہو تو ہمارا پیام پہونچانا کہ غلام چاہتا ہی کہ اپنے صاحبقرانی
مرحمت فرمائیے ورنہ فساد ہوگا مین یہ نہین چاہتا کہ آپ کو ملال پہونچے مین ایک مرتبہ
جو آؤنگا صاحبقران زبان سے خود عرض کرونگا نورالدہر نے پلٹ کر کہا کہ یہ
نیازمند حاضر ہی جس طرح جی چاہے امتحان کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ مین آپ
لوگون سے امتحان نہین چاہتا کیا آپ لوگون سے امتحان کرون مین یہی چاہتا ہون
کہ صاحبقران سے امتحان ہو مین یہ نہین چاہتا کہ سر میدان جنگ ہو مگر امیر
ہمیشہ یہی فرماتے ہین کہ میدان کارزار مین سب کے سامنے مقابلہ ہو مجھے خیال ادب
ہی کہ ایسا نہ ہو کچھ میرے لیے خفت ہو یقین ہی کہ صاحبقران کو بھی ناگوار ہو میری
ذلت نہ چاہین گے وقت پر افسوس کرین گے فرمائین گے کہ مین یہ نہین جانتا تھا
اور نہ پہچانتا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا صحراسے دیوزاد آئے سردارون کو اُٹھالیا
نقابدار پر سائبان زربفتی کا سایہ ہوا نوبت دنقارے بجواتا ہوا پردۂ قاف
کی طرف روانہ ہوا نورالدہر پلٹ کر بارگاہ مین آئے سردار جمع ہوے سکندر
نے عرض کی کہ حضور بڑی تعجیل کرتے ہین لشکر دشمن مین یکہ و تنہا جانا اور جاکر
جنگ کرنا نورالدہر نے کہا کہ آپ اس نقابدار سے آگاہ نہین ہین ہمیشہ
دادا جان سے دعوی ہمسری کرتا ہی جابجا سب کی مدد کی ہی ایسے کی مدد نہ کرنا
جرأت کے خلاف تھا اگر قید مین اُسپر کوئی اُفتاد پڑجاتی تو سب طعن و تشنیع کرتے
ہر مقام پر براے مدد آتا ہی لڑ بھڑ کر چلا جاتا ہی کیونکر اُسکی مدد کو نہ جاتا شاید کوئی
ایسا مقدمہ ہو کہ نقابدار بھی سر جھکائے اور اپنے مقام پر کہے کہ فرزندان
صاحبقران مین نورالدہر بے مثل و بے نظیر ہین آپ کو یہ مقدمہ معلوم نہین
ہی سکندر ثانی نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار جستجوے لوح مین یہ تدبیر ذہن مین آتی
ہی کہ دریاے قلزم کی طرف چلیے کیا عجب ہی کہ وہان لوح کا پتہ ملے بخم نے بھی یہی کہا
کہ غلام نے جو منسوبات پر نگاہ کی تو بعلم ستارہ شناسی یہ ہدایت ہوئی کہ لوح

دریاے قلزم مین گئی مواج موج خیز دہانگی حالم ہی جیسا کچھ ہوگا وہان جاکر
دیکھا جائیگا سب سردارون کی راے اسی بات پر رجوع ہوئی کہ اُسی طرف چلیے
نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا سکندر تخت پر سوار ہوے طرف
دریاے قلزم کے کوچ کیا بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین داخل ہو مصروف
عیش و نشاط ہو کہ چند طائر آسمان سے آئے زمزمہ سرائی کرنے لگے بقراط نے
گھبرا کر کہا کہ لو صاحبو طلسم کشا نے طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا ہی مجکو خوف ہی
کہ شاید لوح کا پتہ لگے کوئی شریک ہو جائے نشان بتا دے یارو تم مین کوئی ایسا
ہی کہ جاکر طلسم کشا کو روکے اور دریاے قلزم کی طرف سے پھیرے یہ سُنکر سحر نگاہ
نامے ایک ساحر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جاکے روکے دیتا ہون یہ کہتا ہوا
چلا اس گمان پر کہ دریا جاری کرون لشکر طلسم کشا ڈوب ڈوب کر مرے کسی صورت سے
دریا سے گذارہ نہو راہ مین آکر سحر نگاہ نے ایک سحر کیا کہ دریاے قہار مواج
لطمہ سنج آفت زا موج مارنے لگا ہزار ہا مچھلیان اُبھرتی ہین بلند ہو کر پھر دریا مین
گرتی ہین ہزار ہا نہنگان خون آشام بہے ہوے چلے جاتے ہین تیسرے دن لشکر نورالدہر
قریب اُس دریا کے پہونچا لشکر والے چلتے چلتے رُک گئے نورالدہر نے پوچھا کیا باعث
ہی جو آگے نہین بڑھتے شبرنگ نے بڑھ کر خبر دی کہ ایک دریاے قہار بیچ مین واقع
ہی اس وجہ سے لشکر رُک گیا سکندر ثانی تخت سے اُترے سامنے آکر دریا کو دیکھا
دیکھکر ہنسے کہا یہ انقلاب فلکی ہی کہ میان سحر نگاہ نے آکر ہمکو روکا ہی یہ کہکر ایک
نہنگ کو اشارہ کیا کہ سحر نگاہ کو جلد لاؤ وہ نہنگ تڑپ کر دریا سے نکلا صحرا کیطرف چلا
یہان سحر نگاہ ایک گوشے مین بیٹھا ہی دیکھ رہا ہی کہ لشکر طلسم کشا کا رُکا سامنے سے دیکھا
کہ ایک نہنگ آتا ہی پکار کر آواز دی کہ او نالائق تو کیون دریا سے نکل آیا تیری خوراک
تو لشکر طلسم کشا مین ہی جسکو چاہیے جاکر کھالے یہ کہکر سحر کرنے لگا جون جون سحر کرتا ہی
نہنگ اور جھپٹا ہوا آتا ہی جب سحر نگاہ نے دیکھا کہ میرے روکے سے نہنگ نہین
رُکتا گھبرا کر اُٹھا نہنگ کے سامنے سے بھاگا نہنگ پیچھے چلا آتا ہی ایک صحرا مین آکر

سحر نگاہ منھ کے بھل گرا نہنگ نے دوڑ کر چاہا کہ دہن مین لون سحر نگاہ پکار اُٹھا کہ یا
خداوند بچائیے ایسا نہ ہو کہ یہ نہنگ مجکو نگل جائے میرا ہی بنایا ہوا ہی اور میرا ہی
دشمن ہو رہا ہی یہ کہ کر جو بقراط ثانی کو پکارا تو یکایک ایک برق تڑپ کر آسمان سے
گری نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے غریو ہوا کہ نہنگ مارا گیا سحر نگاہ کو قوت حاصل ہوئی پھر
جھپٹ کر کنارے دریا کے آیا دستکین دینے لگا دریا کا جوش بڑھا آواز آئی کہ ای
بندۂ خاص الخاص اپنے کو بچا یہ دریا تیری آبرو لے لیگا پناہ پانی مشکل ہوگی بنگاہ
غور دیکھ کہ حباب دریا آنکھین نکال رہے ہین راستہ دیدے ورنہ باعث خرابی ہم
سحر نگاہ نے گھبرا کر ایک دوہتڑ مارا کہ دریا پر ایک پل بنکر تیار ہوا ملازمان طلسم کشا
گذرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا بادشاہ سکندر ثانی کیا کسی بات مین
بندہی کیسا دریا کو مٹا یا پل بنا دیا مگر نورالدہر جب پل پر آئے تو پل ہلنے لگا قریب
تھا کہ گرے سکندر ثانی نے تخت سے کود کر ایک لات ماری اور کہا کہ او پل
کمی کرتا ہی خود کھڑے رہے اور ہاتھ ہلایا کیے کسی کے لیے کچھ ضرر نہ ہوا جب دریا
کے پار پہونچے سکندر نے آواز دی کہ ای سحر نگاہ کیا کر رہے ہو ہمسے ملاقات کرو
یا تو سحر نگاہ کھڑا سحر کر رہا تھا یا آواز سکندر جو کان مین پہونچی گھبرا گیا اپنے کو
ظاہر کیا پل کو طی کر کے سامنے سکندر کے آیا رومال سے ہاتھ باندھے آکر قدمون پر
گرا عرض کی کہ غلام کو معاف فرمائیے گا مجھسے بے ادبی ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے
کیا مجال کہ کوئی روکے ہفت جوش جادو آپ کے خوف سے دریاے قلزم مین
چھپا ہی اور ملکہ گرداب کشتی نشین دختر مواج موج خیز کی مشتاق جمال بیمثال
طلسم کشا ہین یقین ہی کہ آئین اور ملاقات کرین اب غلام رخصت ہوتا ہی یہ کہ کر
سحر نگاہ بھاگا گرداب کشتی نشین کا حال تحریر کرتا ہون کہ دربار مین ان کے پاس
پہلو مین بیٹھی تھی کہ چند مچھلیان آکر گرین بے پانی تڑپ رہی ہین ایک نے انہین سے
سر اُٹھا کر مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے دریاے قلزم
کی طرف کوچ کیا ہی یہ سنکر گرداب کشتی نشین اپنے مقام سے اٹھی ماں نے کہا کہ

بیٹا کہان جاتی ہو کہا حضور برائے سیر باغ جاتی ہون یہ خبرین سُن کر دل گھبراتا ہی
تاکہ باغ مین جاکر فرحت حاصل کرون مان نے کہا کہ ای نور نظر آج کل طلسم مین انقلاب
ہی خبردار خبردار اور کہین جانیکا ارادہ نہ کرنا اب مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرونگی یہ کہکر بیٹی کو رخصت کیا آپ ہو مخانے مین آئی منسوبات پر نگاہ ڈالنے لگی
جس ورق کو دیکھتی ہی حال شکست نظر آتا ہی اور یہ بھی نکلا کہ تمھارے ہی گھر سے
مدد پہونچیگی اس لفظ پر بہت گھبراتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای امواج موج خیز
میرے گھر سے کون مدد دیگا خیر طلسم کشا نے تین منزلین طی کی ہین کچھ نہ کچھ تدبیر اُن کی
ہوجائیگی یہ کہکر اُٹھی یہ تو ٹہلنے لگی مگر گرداب کشتی نشین جو اپنے باغ مین آئی رونے لگی
یہی سوچ ہی کہ اس طلسم کو قدرت ہاتھ سے مسلمانون کے بچالین کہ چند طائر آکر بیٹھے
زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی آواز سُن کر سر پھرا بارہ دری مین آکر پلنگ پر لیٹی تڑپ رہی ہی
دل سے یہی باتین ہین کہ باعث بیقراری کیا ہی ہر چند کہ جستجو کی مگر کوئی بات اسکو
دستیاب نہ ہوئی آخر تڑپتے تڑپتے سوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے مگر دیدۂ باطنی
واسطے عالم خواب بین دیکھا کہ مین ایک کوہ پر بیٹھی ہون، کہ صحرا سے گرد اُڑی آمد
لشکر ہوئی سامنے سے پلٹنین رسالے گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین و
جمیل آفتاب جمال خورشید مثال مرکب پری پیکر پر سوار ایک تاجدار جلیل تخت پر
چار سی ساحر وغیر ساحر چار جانب سے گھیرے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے وہ
جوان گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آتا ہی گرداب کشتی نشین جمال بے مثال دیکھ کے
تڑپ گئی پکار کر آواز دی کہ ای جانیوالے ذرا ٹھہر جاؤ نظم

دھیان اُس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو ✦ خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو
نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سُنایا مجکو ✦ جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین ✦ یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو
طور پر حضرت موسیٰؑ نے تجلی دیکھی ✦ بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو
اُس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی ✦ مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے — کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجھکو
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق — رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجھکو
بعد مردن بھی دکھادیگی شجاعت جوہر — شیر ماریگا جو روباہ نے کھایا مجھکو
جوش وحشت مین جو سُنتا کے کبھی اُٹھ بھاگا — سیکڑون کوس غزالون نے نہ پایا مجھکو
شام سے پہلوِ خالی نے اک آفت ڈھائی — صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجھکو
حشر کے روز مین اتنا تو کہونگا آتش — ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجھکو

گرداب کشتی نشین نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلٹ کر اُس جوان نے دیکھا مسکرا کے
آواز دی کہ ای نازنین پری پیکر تیرا نام نامی کیا ہی تیرے جمال نے مشتاق کیا مین نے
ہنس کر جواب دیا کہ مجھکو گرداب کشتی نشین کہتے ہین دختر مواج موج خیز
آپ کی مشتاق ہو کر اس مقام پر آئی یہ کہکر چاہا پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ہرچند
کہ دل کو سنبھالا نہ سنبھلا غش کھا کر گری بیہوش ہو گئی اُس جوان نے آکر سر زانو
پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا جب گرداب کی آنکھ کھُلی تو اپنے بالین پر اپنے
مسیحا کو پایا سر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا کہا ای شہریار کنیز کو رخصت کیجیے آپ جس فکر
مین نکلے ہین اُسکی جا کر تدبیر کرون یہ کہکر خرامان چلی اُس جوان نے اُٹھ کر
آواز دی کہ ای مسیحاے زمان ذرا ٹھہر جاؤ چند باتین تو کر لو کہ دل کو تسکین ہو
گرداب جھپٹ کر بڑھی ایک تختہ سنگ کی ٹھوکر لگی کہ مُنہ کے بھل گری آنکھ کھُل گئی
گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی پریشان ہو کہتی تھی کہ ہاے کیا سامان دیکھا

خواب میرا بیداری سے بہتر تھا ہاے کیا کرون نظم

آنکھ کھُلتے ہی ہو گیا سکتا
ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا

روکے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
پھر نہ ہو نہین یہ آفتین برپا
ای فلک کیا قصور میرا ہی
زلفِ جانان کا مجھکو سودا ہی

پھر رو رو کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

دربدر مجکو کیون پھراتا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے

کیون نہ تاریک آنکھون مین ہو جہان
کیا ہی پُر خوف میرا صحرا ہی

یار آیا نہ پھول اُٹھانے مرے	عشق کا کیا یہی نتیجا ہی	نہ کنارہ کر اپنے عاشق سے
اب دم اُسکا حباب دریا ہی	ای قمر حال دل کہین کس سے	دل نالان کی کون سُنتا ہی
اس غزل نے جو آگ بھڑکائی	جان گھبرا کے لب تلک آئی	یہ چیخین مار کر جو روئی کنیزین

دوڑ پڑین کسی نے آکے آنسو پاک کیے کوئی تلوے سہلاتی تھی کوئی قربان جاتی تھی کہ حباب خوش چشم وزیرزادی نے آتے ہی بلائین لین کہا واری خیر تو ہی گرداب نے کہا کہ ای حباب کیا پوچھتی ہی مجھپر آسمان پھٹ پڑا وہ خواب پریشان دیکھا کہ جس سے کلیجہ نکل گیا دل خانہ خراب بہت بیتاب ہی حیران ہون کہ یہ ظالم کون تھا کہ جسنے دل چھین لیا پہلو مین دل طپان ہی نئی مصیبت کا سامنا ہی حباب نے عرض کی کہ لونڈیان کسواسطے ہین ہمسے تو ظاہر کیجیے ہمین تو اُس درد سے ماہر کیجیے گرداب نے سب کو ہٹا دیا حباب کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشے مین آئی کہا ای حباب جلد بتا اسطرح کا لشکر کسکا ہی آٹھ نو لاکھ کا لشکر پشت پر چار ساڑھے چار سو سرداران نامی اور ایک تاجدار جلیل تخت پر اور ایک سردار ساطور ہفت صدمنی کاندھے پر وہ پہلو مین تھا حباب نے کہا یہ نشان تو حضور لشکر طلسم کشا کا دیتی ہین نازنینان مہ جبین شاہزادیان بھی ہمراہ ہونگی گرداب نے کہا تونے ٹھیک پتہ دیا حقیقت مین کیسی کیسی شاہزادیان حسین وجمیل مثل چاکران کمترین ہمراہ تھین گلچینی گلشن جمال کی کر رہی تھین اور ہر ایک شاہزادی اُس جوان پر مائل و فریفتہ تھی یہی چاہتی تھی کہ اس جوان کو ملال نہ پہونچے جب مین غش کھا کر پہاڑ پر گری تو وہ جوان بمحبت بالین پر آیا گرد وغبار چہرے کا پاک کیا کیا کہون کہ کس محبت سے پیش آیا مین چھپٹ کر چلی اُسنے چاہا کہ مجکو روکے مین زمین پر گری آنکھ کھل گئی اپنے کو اس مکان مین پایا اُس وقت سے ہوش درست نہین ہین دیکھیے تقدیر نے کیا چاہا ہی حباب نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون خبر لیکر آتی ہون ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای حباب اگر یہ پتہ لگایا تو مجھ کو خرید لیا حباب نے کہا واری کیا کنیز کوئی کوشش اُٹھا رکھے گی ملکہ نے کہا ای حباب یہ بھی مجکو معلوم ہوا کہ وہ بتلاش لوح نکلے ہین مین نے وعدہ کیا کہ آپ جس فکر مین ہین

مین اُسکی جستجو کرونگی یہ سُنکر حباب خوش چشم پر پرواز پیدا کرکے چلی بر سر راہ آکے
ٹھہری کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان خوش رو مرکب اُڑاتے ہوئے آتا ہے چند
شاہزادیان گرد اور چند افسران فوج چار جانب سے گھیرے ہوئے اُسی صحرا مین آکر
لشکر اُترا بارگاہ الگ استادہ ہوئی وہ جوان خوش رو سب کا افسر بارگاہ مین آیا
سکندر ثانی تخت پر بیٹھے حکمرانی ہونے لگی حباب نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر
بھاگی خدمت مین گرداب کی آئی عرض کی کہ واری ایک لشکر صحراے گردن کشان
مین آکر اُترا ہی جو نشان آپ نے دیے وہ سب موجود ہین گرداب یہ سُنکر خوش ہوگئی
حباب کو ساتھ لیکر اپنے مقام سے اُٹھی لباس تبدیل کیا طاؤس زرین بال کے اوپر
سوار ہوئی حباب کو ساتھ لیکر چلی سامنے کوہ مینو سواد تھا اُسپر آکر اُتری ٹہل رہی
ہی کہ کوہ سے اُترون اور بارگاہ مین اُس شہریار کی جاؤن مگر مواج موج خیز
مان اسکی اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ کیون صاحبو کچھ معلوم ہی کہ گرداب
کہان گئی مصاحبون وغیرہ نے عرض کی کہ حضور اپنے باغ مین گئی ہین دل بہلا رہی ہین
مواج یہ سُن کر اُٹھی چند کنیزون کو ساتھ لیکر اول طرف باغ گرداب کے آئی دیکھا
کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی تخت سے اُتری چند کنیزین جو موجود تھین اُنھون نے آکر
سلام کیا پوچھا کہ گرداب کہان گئی کنیزون نے کہا کہ واری پہر رات رہے چیخین
مار کر روئین حباب نے آکر کچھ سمجھایا اُسی کو ساتھ لیکر گئی ہین اتنا تو لونڈیون کو
معلوم ہی کہ کسی لشکر کی تلاش مین گئی ہین دیکھیے کیا انجام ہو کچھ مقدمہ خراب ہی
یہ سُنکر مواج اور زیادہ برہم ہوئی طاؤس کو اُڑاتی ہوئی چلی اُس وقت آئی
کہ نور الدہر بارگاہ سے نکل کر سامنے کوہ کے کھڑے ہوے ہین آپس مین نگاہین
لڑ رہی ہین دونون نوجوان محبت مین چور اشارے کنائے ہو رہے ہین گرداب
کبھی ہاتھ اُٹھا دیتی ہی کبھی اشارے کرتی ہی کبھی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین کبھی
مسکرا دیتی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ مین نے دیکھا ارے
یہ شخص طلسم کشا ہی جرأت و طاقت مین یکتا ہی دشمن خاندان ساحران اور فتاح

طلسم خیال سکندری اسی کے خوف سے قدرت بھاگ کر طلسم مین آئے ہین یہ صدائے ہیبتناک جوشنی اور مان کو آتے ہوے دیکھا نازک مزاج پروردۂ مہد ناز و نعم اُسیر یہ رنج و الم تھرا کر گری بیہوش ہو گئی دانت بیٹھ گئے آنکھین پلٹ گئین بس اتنا تو کہا کہ مین نے کیا خطا کی آپ کیون غصہ کرتی ہین مواج زمین پر آئی ہاتھ حباب کا تھام لیا کہا کیون وزیرزادی یہ کیا معرکہ تھا وزیرزادی نے تھرا کر کہا کہ آپکو فقط خیال خام و تصور ناتمام ہی ہماری ملکہ تشریف لائی تھین ارادہ تھا سحر کرین مین نے منع کیا تھا کہ سنبھل کر سحر کیجیے گا مگر مواج موج خیز ایک ظالم ہی وزیرزادی کو اور گرداب کو گرفتار کیا اور لیکر چلی مگر نورالدہر نے جو دیکھا کہ اُس محبوب کو ایک ساحرہ گرفتار کر کے لیے جاتی ہی شبرنگ کو بُلایا کہا کہ ای شبرنگ خبر تو لو یہ ساحرہ کون ہی کہ جو اس محبوب کو لے گئی شبرنگ نے کہا کہ غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ نے صورت تبدیل کی طرف قصر مواج کے چلا مگر مواج جو گرداب کو لیکر آئی اسی کے باغ مین آکر اُتری کہ اس باغ کا نام باغ گلگون ہی اُترتے ہی دونون کی زبان مین سوزن دی قفس آہنی منگایا ایک ہی قفس مین دونونکو بند کیا بارہ دری مین قفس کو لٹکا دیا اُنھین کنیزون کو بعہدۂ نگہبانی مقرر کیا کہدیا کہ خبردار در قفس نہ کھولنا یہ دونون گنہگار ہین اسی سزا کی یہ امیدوار ہین کل اِن دونون کو قتل کرونگی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ طلسم کشا سے باتین کر رہی تھی مجکو دیکھ کے بیہوش ہو گئی کنیزون کو بخوبی سمجھا کر باہر نکلی شبرنگ ایک جادوگرنی بنا ہوا بیرون باغ گلگون کھڑا تھا دیکھا کہ ایک ساحرہ باغ کے اندر سے نکلی مگر ابرودن پر بل پڑے ہوے کفِ افسوس ملتی ہوئی کف مُنھ سے جاری شبرنگ نے جُھک کے سلام کیا مواج نے سلام نہ لیا دوسری طرف سے شبرنگ نے آکر پھر سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ حضور کیون درہم و برہم ہو رہی ہین لونڈی سے حال بیان کیجیے مواج نے کہا کہ ای نیکبخت تو کون ہی شبرنگ نے کہا کہ نہنگ بحری میرا نام ہی برائے تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون قدرت نے حکم دیا ہی آپ کو جو درہم و برہم پایا

خیال مین آیا کہ دریافت کرون آپ کی برہمی کا کیا باعث ہی مواج نے کہا کہ ای نہنگ
تباہ کرنا لشکر طلسم کشا کا نہایت دشوار ہی ہر طرف سے سبب پیدا ہوتا ہی قدرت نے
لوح ایسے مقام پر رکھی ہی کہ جسکا نشان دشوار ہی مگر اُسکے سبب پیدا ہونے لگے
ان ناز نینان مہ جبین نے گھر کے گھر برباد کیے میرے گھر سے آتش افروزی شروع ہوئی
بی گرداب کشتی نشین آج طلسم کشا سے بر سر کوہ باتین کر رہی تھین مین نے خود
اپنی آنکھون سے دیکھا اُسے گرفتار کر لائی کل قتل کر ڈالونگی تب راز لوح چھپیگا
یہ سُن کر نہنگ بحری نقلی نے سب باتین پوچھین کہا آپ جائیے مین اب جاکر لشکر
طلسم کشا کو برباد کرتی ہون وہ پانی برساؤن کہ لشکر طلسم کشا ڈوب جائے مہلت
نہ پائے یہ کہکر شبرنگ پیچھے ہٹا مواج روانہ ہوگئی شبرنگ اس فکر مین ہی کہ
اپنے کو کسی طرح باغ مین پہونچاؤن اگر بن پڑے تو اُسکو رہا کرون اُسپر بڑی افتاد
پڑی مواج تو نکل گئی شبرنگ دروازے پر آکر ٹھہرا اس فکر مین کہ کوئی کنیز
نکلے تو اُسکو گرفتار کرون اُسکی شکل بنکر جاؤن کہ شعلہ رخسار نامے کنیز کسی کام
کو نکلی شبرنگ نے پکار کر کہا کہ حضور کہان جاتی ہین شعلہ رخسار نے کہا کہ تمھارا
نام کیا ہی وہ ہی نہنگ بحری نام بتایا شعلہ رخسار نے پوچھا کہ کس کام کیواسطے
نکلی ہو کہا قدرت نے حکم دیا ہی مین برائے تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون یہ سُن کر
شعلہ رخسار نے کہا کہ بی نہنگ بحری تمکو معلوم بھی ہی کہ طلسم کشا پر کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا لوح محفوظ اُسکے گلے مین ہی سلاح طلسمی و مرکب طلسمی یہ سب اشیا
مل چکے اب صرف لوح کا ملنا باقی ہی جستجو ہو رہی ہی یقین ہی کہ لوح طلسمی بھی دستیاب ہو
دریائے قلزم کی طرف طلسم کشا نے رُخ کیا ہی یہ کہکر شعلہ رخسار رونے لگی
کہا ہماری بی بی تو آج قید ہوگئین دیکھیے انجام کیا ہو اُس ظالم نے قید کیا ہی
کہ جو بالاعلان کہہ گئی ہی کہ کل دشمنون کو قتل کرونگی شبرنگ کنیز کو لگا کر کنارے لایا
کنارے لاکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
چہار جانب روشنین ٹوٹی ہوئین نخلون کے تختے زرد زاغ و زغن جا بجا بول رہے ہین

شبرنگ دیکھتا بھالتا بارہ دری مین آیا دیکھا کہ چالیس کنیزین بعہدۂ نگہبانی بیٹھی ہین تیر و کمان ہاتھ مین اور قفس مین گرداب بیٹھی رو رہی ہی ایک طرف حباب وزیرزادی سرنگون بیٹھی ہی دمبدم کہتی ہی کہ واری آپ کی محبت مین یہ نوبت پہونچی کہ آپ کے ساتھ قید ہین مگر شکر ہی کہ حق نمک سے ادا ہوے دیکھیے اب انجام کیا ہو ہمین تو امید نہین کہ اب قید سے رہائی پائین صرف باتین کرتے دیکھا اُسپر تو یہ بدعت ہی اگر خدا نخواستہ پاس بیٹھے دیکھ لیتین تو اُسی وقت قتل کرتین کہ شبرنگ آکر پہونچا کنیزون سے مسخرہ پن کرنے لگا کسی کے سر سے دوپٹہ اُتار لیا کسی کے چٹکی لے لی کسی سے کہتا ہی کہ بُوا میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی کہ مین تم سب کو گانا سُناؤن تم بھی خوش ہو اور مجکو بھی فرحت ہو یہ کہ کر بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

چاند کہنا ہی غلط یار کے رخسارونکو — نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو
ای صنم ہوئے نہ خورشید قیامت طالع — دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو
حُسن یوسفؑ کو ترے حُسن سے نسبت کیا ہی — پھونک دے گرمی بازار خریدارون کو
داغ چیچک کے ترے چاند سے مُنھ پر دیکھے — ہالۂ ماہ مین دیکھا جو نہ ہو تارون کو
ہون وہ مردود خلایق کہ یقین ہی پس مرگ — سہو ہو فاتحۂ قبر مرے یارون کو
ای بتو دلمین تمھارے جو اثر ہو تو نہو — زلزلے آئے ہین ان نالونسے کُہسارونکو
یارین مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ — برگ گُل سے نہ رہا مرتبہ انگارون کو
عید قربان ہی ہزارون ہی گلے کٹتے ہین — تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو
ای اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین — زندگی تلخ ہوئی ہی ترے غمخوارون کو
اپنے بیمار کی حالت کو وہ صحت سمجھے — دیکھے نرگس جو ترے چشم کے بیمارون کو
مُنھ نہین پھرنے کا قاتل کیطرف سے میرا — چہرے پر کھاؤنگا مین یار کی تلوارون کو
کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہمنے — موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو
اپنے ہاتھونسے کیا جب مجھے اُس شوخ نے قتل — غیر تو مر ہی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرینگے ناسخ	.	چشم تر ہمکو ملی خشک زبان خاروں کو

تمام کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین کہ اے شعلہ رخسار تونے تو آگ لگادی غضب کا گاتی ہی حقیقت مین یہ کمال تجکو کسنے بتایا آواز مین کیا سوز و گداز ہی ہمنے ایسا گانا تیرا کبھی نہین سُنا تھا شبرنگ نے سب کو باتون مین لگا کر شراب کا چرچہ کیا گلابیان الگ رکھین اُسمین بیہوشی ملائی جام بھر کر سر کردہ کنیزان گلعذار کو جام دیا اب تو دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی دو دو جام جو پلائے کنیزین بدحواس ہوگئین کوئی کہتی ہی بوا شیر آتا ہی کوئی کہتی ہی کوئی جانور آنکھین دکھاتا ہی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی نے کسی کو تمانچہ مارا کوئی گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی کوئی چیخین مارتی ہوئی چلی گر کر بیہوش ہوئی کوئی گھبرا کر کہتی ہی خداوند آتے ہین دیکھیے اب کیا کیفیت ہو تھوڑے ہی عرصے مین سب گر گر کر بیہوش ہوئین گرداب و حباب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا شبرنگ نے قریب قفس آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم ستم شبرنگ بن عمرو آپ کے گرفتار ہونے کی خبر شاہزادے کو پہونچی مجکو حکم ہوا تھا کہ اُنکو رہا کر کے لاؤ ملکہ خوش ہوگئین کہا کہ اے شبرنگ تمنے بڑا کار نمایان کیا کہ اس قید خانے مین آکر مدد کی شبرنگ نے چاہا کہ قفس کا قفل کاٹون یکایک زمین شق ہوئی آواز آئی کہ سنم مواج موج خیز او ناعیار غضب کیا تھا کہ میرے قیدیون کو لیجاتا تھا مین اس گیسو بریدہ کو تڑپا تڑپا کر مارونگی کہ اسکے عاشق کو سوز و گداز ہو شبرنگ نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن مگر اسنے زمین سے سر نکالتے ہی آواز گیر دی کہ شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے لڑکھڑا کر گرا مواج نے باران سحر برسایا سب کنیزین ہوشیار ہوئین کہا اری کمبختو ایسی غفلت کنیزون نے کہا داری کبھی ایسا معاملہ ہمنے کاہے کو دیکھا تھا ہم سمجھے تھے کہ شعلہ رخسار ہی یہ نہ سمجھے تھے کہ عیار مکار ہی مواج نے کہا کہ اور ایک قفس آہنی لاؤ اس مکار کو بھی قید کرو مگر خبردار ہوشیار رہنا جو کوئی کنیز باہر جائے اور وہانسے پلٹ کر آئے تو اُس سے بخوبی پوچھ کچھ لینا تب

اپنی صحبت مین جگہ دینا اتفاق سے مین آگاہ ہوگئی اور طائر نے مجکو خبر دی کہ عیار
اپنا کام کرچکا گرداب کہ لیجایا چاہتا ہی مین غرق زمین ہوکر آئی خداوندان سب سے
بیزار ہین مگر اس سال مین تقدیر نہین جمتی دیکھیے اس اقلیم مین کیا غدر ہوتا ہی ہمارے
بھائیصاحب تو دریا مین مخفی ہین اُنکو نکلنے کا حکم نہین ہین مین مصروف انتظام ہون
مگر گرداب کو کچھ ہمارا خیال نہین نین مٹکا کرکے بیٹھی ہین طلسم کشا کی صورت مین سحر ہی
تمام شاہزادیان اُس نوجوان پر عاشق ہوئین اپنے اپنے گھر بار کو ویران کیا
یہ کہکر شبرنگ کو قید کیا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ اگر غافل رہو گی تو جان کا خوف
ہی ایک دم بھر مین اور نہ آتی تو تم سب کو یہ قتل کرکے نکل جاتا ہی گرداب وحباب کے
مُنھ پر کیسی بحالی تھی عیار کے گرفتار ہونے پر کیسی رنجیدہ ہین یہ کہکر اُسیطرح غرق
زمین ہوکر روانہ ہوئی اب کنیزین شبرنگ کو ستا رہی ہین کہ کیون نگوڑے شعلہ جسا
کو کیا کیا جو اُسکی شکل بنکر آیا کل تو قتل ہوگا شبرنگ جواب دیتا ہی کہ تم سب کی موت
قریب ہی جہان ہم لوگ گرفتار ہوے سب کو قتل کیا اور گرداب کو کون مار سکتا ہی یہ
معشوقۂ طلسم کشا ہی کنیزین یہ سُنکر ہنستی ہین کہ دیکھو نگوڑا قفس مین بند ہی مگر کیا باتین
بناتا ہی اب ہم لوگون کے ہاتھ سے یہ کیونکر بچیگا قضاے کار دربار مین نورالدہر
کے شعلۂ جوالہ جو بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو ملول دیکھا گھبرا گئی چپکے سے اُٹھی
بیرون بارگاہ آئی کنیزون سے کہا کہ اگر شہریار مجکو پوچھین تو کہہ دینا اپنے خیمہ مین
گئی ہین جب شبرنگ کو یاد کرتی ہون تو دل تڑپتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر کوئی
سخت افتاد پڑی شعلۂ جوالہ کنیزون کو سمجھا کر چلی کوہ و دشت دیکھتی ہوئی طائر
بنی ہوئی اُسی باغ مین پہونچی شاخ نخل پر بیٹھ کر دیکھا کہ چالیس کنیزین بیٹھی ہین
شبرنگ دگر داب وحباب قفس ہاے آہنی مین بند ہین بگر چہرے پر شبرنگ کے
اُداسی چھائی ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس
آفت سے نجات دے اِن ظالمون کے بس مین پڑا ہون یہ تجکو نہین مانتین مجکو تیرا
دل سے اعتقاد ہی اور یہ اشعار بخوبی یاد ہین خمسہ

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش | پیش در استادہ مثل سایۂ دیوار باش
سر نہادہ روز و شب بر آستان یار باش | ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش

بادشاہی گر طلب داری غلام زار باش

بر رخ دلدار شیدائی اگر ای دردمند | شیفتہ بر حسن زیبائی اگر ای دردمند
تابع فرمان مولائی اگر ای دردمند | عاشقِ ذات مسیحائی اگر ای دردمند

در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش

شعلۂ جوالہ نے جو یہ معاملہ دیکھا تھی کہ عیار نے آکر عیاری کی مگر پھنس گیا اب کیا تدبیر کرون اس سوچ مین پریشان بیٹھی ہو کہ ایک کنیز اپنے مقام سے واسطے رفع حاجت کے اُٹھی ایک چمن مین آکر بیٹھی شعلۂ جوالہ نے سحر کر کے اُسکو مارا اُسکی شکل بنکر اُس جلسے مین آئی کنیزون نے پوچھا کہ بُوا کہان گئی تھین شعلۂ جوالہ نے کہا کہ برائے رفع حاجت گئی تھی تم کیون پوچھتی ہو کنیزون نے کہا کہ ملکہ مواج موج خیز کہہ گئی ہین کہ جب کوئی کنیز جاکر آئے تو اُس سے حال ضرور دریافت کرنا گلعذار جو سب کی افسر ہو اُسنے کہا بُوا ہکو بڑی مشکل ہو اگر دخل دیتے ہین تو تمھارے خلاف ہوتا ہو اگر دخل ندین تو باعث قباحت ہو کل کو کوئی اُفتاد پڑ جائے تو ہم لوگون کو اپنی جان کا خوف ہو شعلۂ جوالہ نے کہا کہ عیار تمھارے پاس قید ہو اب کسکا خوف ہو کون آنیوالا ہو کسیکی مجال نہین کہ ہماری نگہبانی مین آسکے سحر بھی تھوڑا بہت جانتے ہین کسکی مجال ہو کہ ہم لوگون سے نگاہ ملائے ذرا باہر نکلو آج ہمارے تمھارے سحر کا امتحان ہو گلعذار تڑپکر اُٹھی باہر آکر شعلۂ جوالہ پر سحر کیا شعلۂ جوالہ نے ہاتھ ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ گلعذار کے دو ٹکڑے ہوے سب کنیزین گھبرا کر اُٹھین اور کہا کہ ای گلرو یہ تونے کیا کیا ہماری افسر کو مار ڈالا اگر مالک پوچھین گی تو ہم کیا جواب دینگے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین تم سب کو کب زندہ چھوڑونگی تم سب کی میرے ہاتھ سے موت ہی منم شعلۂ جوالہ گلرو کون گنتیا تھی اس پردے مین تمھارا مارنا منظور تھا یہ کہکر بجلی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو مار کر ڈال دیا مگر کنیز دل نے

سحر جو کیے تو صورت شعلۂ جوالہ کی اصلی ہو گئی اب طرف قفس کے چلی جیسے ہی چاہا سحر کرکے
قفل توڑ دون کہ زمین سے دھوان نکلا آواز آئی کہ ای شعلۂ جوالہ کیون شامت آئی
ہی تم مواج موج خیز نکلتے ہی شعلۂ جوالہ پر سحر کرنے لگی شعلۂ جوالہ اسکے سحر کو
رد کرتی جاتی ہی مگر مواج بلاے روزگار ہی جب دو ہتھڑ زمین پر مارا چشمۂ آب
ظاہر ہوا اُس چشمے سے مچھلیان نکل کر شعلۂ جوالہ پر گرتی ہین مگر شعلۂ جوالہ مچھلیون
کی ماہیت سے ماہر ہی جب ہاتھ ہلاتی ہی چار چار کے سر اُڑ جاتے ہین چشمۂ آب نایاب
ہوتا ہی کئی چشمے مواج نے بنائے مگر شعلۂ جوالہ نے مٹائے دو گھڑی کامل آپس
رد و قدح ہوئی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین شاخین بڑھ کر سر پر شعلۂ جوالہ کے
آتی ہین کہ مار سیاہ بنکر ڈس لین مگر شعلۂ جوالہ ان شاخون کو قلم کرتی ہی یہان تو
یہ معرکہ ہی مگر نور الدہر نے دربار مین بیٹھے بیٹھے پلٹ کر دیکھا شعلۂ جوالہ کی کرسی
خالی پائی کنیزون سے پوچھا کنیزون نے سر جھکا لیا نور الدہر نے جھلا کر کہا صاف
صاف نہین بتاتی ہو ابھی تمھارے قتل کا حکم دونگا کنیزین کانپنے لگین کہا ای شہریار
صاف صاف تو یہ ہی کہ وہ تلاش مین شبرنگ کی گئی ہین ہمکو منع کر گئی تھین کہ صاف
صاف نہ کہنا یہ سُن کر نور الدہر نے کبیدہ ہو کر فرمایا صاجو تم مین کوئی ایسا ہی
کہ جا کر شعلۂ جوالہ کی خبر لے میرا تو دل یہ گواہی دیتا ہی کہ شعلۂ جوالہ کسی مصیبت
مین ہی کچھ اُسپر سختی پڑی نجم اختر شناس یہ کہکر اُٹھے کہ غلام بھی یہی عرض کرتا ہی جو
حضور نے فرمایا یہ وہ اقلیم ہی کہ کبھی کسی ساحر نے قدم نہین رکھا سرحد دریاے قلزم
اس مقام کا نام ہی ہمیشہ مواج موج خیز یہان کی نگھبان رہی کبھی کسی کو آنے نہین دیا
جو اس طرف آیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی سکندر تخت سے اُٹھے
کہا حضور غلام چلے جا کر شعلۂ جوالہ کی خبر لے نجم اختر شناس نے کہا کہ کیا غلام
کمی کریگا آپ کے اقبال سے اُس ملعونہ کو ڈبو کر مارونگا اُسی کا سحر اُسی پر غالب آئے
اُسکو پانی برسانے پر بڑا ناز ہی آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہین تو سہی کہ
وہ ہی پانی اُسکے چنگاریان بن کر لپٹ جائے تمام اعضاے جسم اُنھین چنگاریون سے

چھپ جائین ہرچند سکندر نے کہا مگر نجم نے قبول نہ کیا اور عقاب پر بیٹھ کر برائے خبر
شعلۂ جوالہ روانہ ہوا یہان وہ وقت ہے کہ شعلۂ جوالہ و مواج لڑ رہی ہین قفس سے
شبرنگ و گرداب و حباب بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین بلک بلک کر دعائین مانگ
رہی ہین کہ ای پروردگار و ای معین و مددگار شعلۂ جوالہ کو مواج پر غالب کر اگر یہ
ملعونہ غالب آئی تو ہمکو قتل کریگی تو ہی بچانیوالا ہے تینون بلک بلک کر دعائین کر رہی
ہین مگر شعلۂ جوالہ کو مواج نے عاجز کر دیا ہے چاہتی ہے کڑک کر گردن اور اس کے
دو ٹکڑے کردن مگر شعلۂ جوالہ روک رہی ہے جب شعلۂ جوالہ قصد کرتی ہے کہ تڑپون
اور گرکون تو مواج بلند ہو جاتی ہے ہر طرح اپنے کو بچاتی ہے شعلۂ جوالہ کا قصد ہے
کہ اگر ین بڑے تو نکل جاؤن مگر مواج جانے نہین دیتی جب شعلۂ جوالہ سحر کرتی ہے تو
مواج گرجتی ہے برستی ہے کہ ناگاہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی کہ ای شعلۂ جوالہ نہ
گھبرانا منم نجم اختر شناس ای شعلۂ جوالہ ماشاء اللہ تم بڑی ساحرہ سے لڑ رہی ہو
یہ وہ ساحرہ ہے کہ جسکا کوئی جواب نہین دے سکتا مگر سبحان اللہ کیا کیا جواب دے رہی ہو
اب ہم تم گھیر کر مار لیبن گے اُترتے اُترتے نجم نے سحر کیا کہ خنجر برسنے لگے اُدھر سے شعلۂ جوالہ
نے سحر کیا برقین گرنے لگین مگر مواج نے دونون کے سحر مٹائے نجم تلوار کھینچ کر چلا کہ اسپر
جا پڑون اُدھر سے شعلۂ جوالہ نے پنجہ کھینچا دونونکو جو مواج نے تیغ بکف دیکھا گھبرائی
کہ دو کے وار کیونکر روکونگی آخر گھبرا کر گرداب کی طرف متوجہ ہوئی آواز دی کہ او
گیسو بریدہ یہ تیرے معین و مددگار ہین ہین حیران ہون کہ انکو کسنے خبر دی ایسا نہ ہو
نگوڑا اسکندر ثانی آجائے تو پھر جان بچانا مشکل ہوگی اُسکے سحر کو سوا خداوند کے
کوئی نہین روک سکتا ایسا ہی بقراط نے کمال پیدا کیا کہ سلطنت سکندری کی لی اور
ایسے گرگ باران دیدہ کو قید کیا اب اُسکا وقت اقبال ہے خیر مین تو رخصت ہوتی ہون
یہ بیچارے کیا ہین اگر ایسے دو سو ہون تو مجھکو نہ روک سکین مگر تجھے سمجھونگی تو نے میرا
گھر برباد کیا میری اقلیم مین بھلا کوئی آسکتا تھا تیری وجہ سے یہ خونریزی ہوئی کیا
تجھکو آرام لینے دونگی کہ تو پہلوے طلسم کشا مین بیٹھے کہ نجم قریب پہونچا اُدھر سے شعلۂ جوالہ

کڑکتی ہوئی آئی مواج نے دونون پیر زمین پر مارے غرق زمین ہونے لگی نجم نے ہرچند روکا زمین سنگ لاخ بنائی مگر مواج زمین مین یہ کہتی ہوئی اُتر گئی کہ اے نجم و شعلہ جوالہ جاؤ ساعت اچھی تھی اس گیسو بریدہ کو لیجاؤ جب ارادہ کرونگی لے آؤنگی یہ کہکر غائب ہوئی نجم و شعلہ جوالہ نے آکر شبرنگ کو قفس سے نکالا اور گرداب کشتی نشین اور اسکی وزیرزادی کو بھی قفس سے نکالا گرداب نے کہا اب آپ لوگ جائین مین چلی آؤنگی نجم نے کہا کہ تمکو ساتھ لیکر جاوینگے یہ کہکر گرداب وغیرہ کو ہمراہ لیا طرف لشکر نورالدہر کے روانہ ہوے نورالدہر انتظار مین بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی نجم وغیرہ آتے ہین نورالدہر خود بارگاہ سے نکل آئے گرداب وحباب کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے گرداب نے سلام کیا نورالدہر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بارگاہ مین آئے گرداب نے عرض کی اے شہریار ہرچند کہ کنیز نے لوح کو نہین دیکھا مگر بادرِ مہربان کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ لوح طلسمی ہفت جوش کے پاس ہی یہانسے دریاے قلزم بارہ منزل ہی کنیز وعدہ کرتی ہی کہ دریاے قلزم پر چلکر لوح آپکو ضرور ملیگی اگر ہفت جوش جادو اصلاح پر ہوا توسبحان اللہ اگر اُسنے بغاوت کی تو جستجو کرنا ہوگی سکندر ثانی نے بھی عرض کی کہ ملکہ بہت درست فرماتی ہین کتاب سوانحات طلسم مین بھی یہی صاف صاف لکھا ہی کہ جب طلسم کشا دریاے قلزم پر پہونچین گے تو لوح ضرور پاوینگے سب کی صلاح سے نورالدہر نے مع شاہزادیون و ساحرون و سکندر کے دریاے قلزم کی طرف کوچ کیا ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان صاحبقرانِ زمان بہمراہی خواجہ عمرو لڑبھڑ کر پہونچنا تا بہ دریاے قلزم و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہٰذا ۔ ساقی نامۂ مصنف تصنیف

پلا ساقیا جام صہباے عشق	کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق	کیا تیری الفت نے ایسا نحیف
دکھایا جوانی نے زورِ ضعیف	اسی جام کا بس یہ انجام ہی	کہ اس میکدے مین مرا نام ہی
اُٹھا دے الٹ دے اپنے نقاب	کہ طالع ہو پھر برج سے آفتاب	وہ زلف سیہ تاب کالی بلا

نشان صاف ہی راہ ظلمات کا
رُخ صاف کو جو لسے دون مثال
تو ہو شب کا گویا سحر سے وصال
وہ چاہِ زنخدان مین ہی آبرو +
ستارے ہین جنپر ہمیشہ نثار
وہ سینہ صفائی مین آئینہ ہی
حسین ہیہ جبین قاتل عاشقان

وہ ہی مانگ یا کہکشان کا نشان
تو ہو عندلیب گلستان نہال
لب لعل فخر مسیحا بنے +
کہ ہی یوسفِ دل کو ہی جستجو
صراحی کہون نور کی یا گلو
وہ بازار الفت کا گنجینہ ہی
قمر داستان اور منظور ہی

خوشا بوے ہر تار عنبر فشان
جو ہر جہانتاب سے دون مثال
جو جنبش ہو تو جلد مُردہ جیے
وہ دندان ہین یا گوہر شاہوار
کہ ہی شیشۂ نور گویا گلو +
سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان
دلِ سامعین جس سے مسرور ہی

چہرہ رہروان منازل صدق و صفا و گام فرسایان صحراے پر آفت جہاد راہ خدا اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سراے ستودہ خصال چنین مینگارد ز کلک خیال + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ جب صاحبقران زبان دربند عیار بچیون سے فارغ ہوے اور عقد خواجہ کا سب کی افسر کے ساتھ ہوگیا تحریر کر چکا ہون کہ عیار بچی حاملہ ہوئی ہی اُسکے بطن سے ایک عیار طرار خنجر گزار فخر دودمان خواجہ عمرو عیار پیدا ہوگا اور بڑے بڑے مقامات دشوار گزار پر کارہاے نمایان اُسکے ہاتھ سے سرزد ہونگے اُن مقامات پر وہ عیار پہونچتا ہی کہ جہان کبھی خواجہ بھی نہین پہونچے اور عیاری مین بھی وہ خواجہ سے سوا ہوگا غرضکہ صاحبقران نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے آگر ز وجہ سے پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے کتاب سوانحات مین دیکھا ہی کہ دریاے قلزم پر جھگڑے ہونگے اور وہین طلسم کشا سے ملاقات ہوگی اور وہین طلسم کشا کو لوح بھی ملیگی مگر ہنگامۂ عظیم ہوگا صاحبقران نے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو سردارون نے لشکر تیار کیا صاحبقران کوچ کرکے طرف دریاے قلزم کے چلے کل لشکر ساتھ ہی عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر آگے بڑھے ہین قریب ایک دریا کے پہونچے چاہتے ہین کہ اُس پار اُتار اکر بن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پر آیا اُس پہلوان نے جو عادی کو دیکھا گینڈا بڑھا کر آپڑا فوج کو اشارہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عادی لخت شدادی جو پکڑ کر گرا جسپر مار دیا خون کا

تھلتھلا دہ ہو کر رہ گیا قزاقون نے گھوڑے دوڑائے جسپر جا پڑے اسکو مارا اگر وہ پہلوان
بہمن سیہ قبا عادی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا عادی نے چاہا کہ سپر کو چہرے کی پناہ کرے
سپر سر تک نہ آنے پائی تھی کہ تلوار بہمن کی چل گئی سر عادی کا زخمی ہوا خون پونچھ
پونچھکر پیے جاتے ہین اور بھائی جا پڑے چالیسون بھائی زخمی ہوے افسرونکے زخمی ہونے
سے کل فوج پراگندہ ہوئی بہمن نے بارگاہ چھین لی فوج نے افسرونکو زخمی دیکھ کر
ہوا دارون پر ڈال لیا بھاگ کرنے نکلے بہمن بارگاہ کو دیکھ کر جی مین کہتا ہی کہ حمزہ کا کیا
عظم و شان ہی کہ مقدمۃ الجیش جس کا اس عظم و شان سے آیا تھا یہ بارگاہ تو لائق
خداوندی ہی قدرت اسمین بیٹھین گے بہت خوش ہونگے افسرون کے سامنے فخر کر رہا
ہی کہتا ہی مین نے آج وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا ساتھ والے کہ رہے ہین حقیقت
مین آپ کا کون ہمسر ہی کس زور و شور سے جنگ کی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے شراب
چل رہی ہی محفل عیش و جیش آراستہ ہی مگر قزاق عادی کو لیے ہوے بھاگے جاتے ہین
کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی ہمراہیان عادی ٹھہر گئے قضاے کار شہسوار
عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا عادی کو جو زخمی دیکھا پوچھا
کس مقام پر مقابلہ پڑا سب نے بیان کیا اسد کے تیور پر بل پڑ گیا کہا کسنے بارگاہ چھینی
قاسم تنگ رواحلی نے بیان کیا کہ بہمن سیہ قبا نام پہلوان آتا تھا ستر ہزار
فوج سے آپڑا اٹالہ بارگاہ کا قبضے مین کر لیا یہ سنکر اسد نے مرکب پر بیٹھی جمائی اپنے
افسرون کو ساتھ لیکر مرکب بڑھایا ابراہیم بن مالک ولندھاوہ بن لندھور وغیرہ ہمراہ
ہین اسد سب کے آگے گھوڑا ڈالے ہوے جاتے ہین آتے آتے برابر لشکر بہمن کے
پہونچے آتے کے ساتھ ہی اسد نے نعرہ کیا نعرۂ اسد ؎ اسد شہسوارم کہ در
روز جنگ ✦ پدر م دلِ شیر و چرم پلنگ ✦ شہنشاہ نام آور و کامران ✦ اسد
شیر دل ابنِ صاحبقران ✦ نعرہ کرکے لشکر بہمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی قزاقان اسد
لڑے بھڑے جس طرف جا پڑے ننھلکے ڈال دیے پرے کے پرے پامال کیے لشکر بہمن
تہ و بالا ہوا ہرکارے نے بہمن کو خبر دی کہ نبیرۂ امیر مع قزاقون کے آپڑا ہی تمام لشکر

پامال ہو رہا ہی بہمن جہاں آکر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی ہزار ہا لاشہ جا بجا لوٹ رہا ہی دریاے خون جاری ہی فوج والے بھاگے بھاگے پھر رہے ہین بہمن کا بھائی دینار سفید پوش طرز جنگ اسد دیکھ کر بہت بلبلایا للکارا کہ او قزاق پیشہ تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ دن دہاڑے لڑنے آیا ہی اسد شعلہ مزاج ہوا اس بیحیا نے جو تو کا تڑ پکر جا پڑا جیسے ہی اُسنے آکر نیزہ مارا اسد نے ہاتھ بڑھا کر ڈانڈ کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے نیزہ پھیرا کر مرکب کی آنکھ پر مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا دینار مرکب سے گرا اسد نے اُتر کر اسکو بھی چور نگ کیا بہمن نے جو دور سے دیکھا ڈکارتا ہوا سامنے اسد کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے گھوڑا پیچھے ہٹایا جھونک مین تلوار کی بہمن جُھکا اوپر سے اسد نے ہاتھ مارا سپر کو کاٹکر تلوار جو گری سر اسکا زخمی ہوا چاہا کہ ہٹون اسد نے گھیر لیا جدھر گیا اُدھر تلوار کا وار کیا آخر گھبرا کے کے گھوڑے کو دکر بھاگا اُدھر سے ابراہیم بن مالک آتے تھے آواز دی کہ او نامرد کہان جاتا ہی ہمارے آقا کے سامنے سے بھاگا یہ کہکر نیزہ دوزبان چمکایا تاک کر سینہ پر کینہ پر مارا کہ پشت کو توڑ کے پار گذرا اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان بہمن کے چور چور ہوے اب فوج کو اسکی گھیر لیا قزاقون نے گھوڑے جو دوڑائے کافرونکی آنکھون مین گردسمائی آنکھین ملتے تھے کہتے تھے یار دسوجھتا نہین کدھر بھاگ کر جائین جدھر جاتے ہین قزاق ہی نظر آتے ہین الامان الامان کر رہے ہین مگر قزاق کب سُنتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان ریحان مغربی نام کسی قلعے پر لشکر کشی کیے ہوے جاتا تھا راہ مین خبر سُنی کہ بہمن کے لشکر پر آفت ہی ڈیڑھ لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہی پلٹا کہ اِن سب کو گھیر کر مارا ہون کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار آتا ہی اپنے والد کو جو لڑتے دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا مگر ریحان مغربی نے چاہا کہ اسد پر جا پڑون غضنفر نے راہ مین روکا کہ او نامرد اِدھر آ کہان جاتا ہی ریحان کو روک لیا غضنفر کے قزاق لڑنے بھڑنے ہوے دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کے تاج تلوارین کھینچکر ہو گرے لشکر ریحان کو تہ و بالا کر دیا ریحان نے جو دور سے دیکھا

کہ ایک طفل کمسن بڑے بڑے قد کے پہلوانون پر جا پڑتا ہی کسقدر تیز دست ہی کہ آنکھ ملی
اور حریف کو مارا گینڈے کو ٹھکرا کر للکارتا ہوا چلا کہ او طفل بے ادب کیا تیری قضا دامنگیر
ہی یہی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ سُنکر غضنفر نیزہ ہلاتے ہوے پلٹے للکارا کہ او نامرد مردان
عالم کو تو کمسن کہتا ہی ریحان اس گھمنڈ مین ہی کہ اگر تلوار رو کیگا تو کلائیان اس کی
ٹوٹ جاوینگی پشت مرکب سے اُٹھا لونگا زمین پر مارونگا کہ ہڈیان چور چور ہو جائینگی ایسے
معلات سوچتا ہوا قریب آیا گینڈا ارانون مین بیچین ہی غضنفر نے نیزہ مارا ریحان نے سینہ کو
بچایا یہ سیسے پر کب نیزہ مارتے ہین ہاتھ کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ مین نیزہ ماردیا ڈیڑھ
ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈا چرخ مارنے لگا اِدھر
سے غضنفر برس پڑا اسقدر ریچھے مارے کہ پشت و پہلو سے خون جاری ہوا آخر ریحان
گینڈے سے کود کر بھاگا غضنفر نے بھچیا کیا اُسنے چاہا بھاگ جاؤن غضنفر نے گھوڑے کو کاوہ
پر ڈللا ریحان بیچ مین آیا اسکو نیزہ مارا مگر نیزہ اِنکے ہاتھ کا اوچھا پڑتا ہی اسقدر نیزے
مارے کہ ریحان مغربی گرا دھما کا ہوا زمین ہل گئی ریت جو زخمون مین بھری زمین پر لوٹنے لگا
غضنفر نے بہ اطمینان قریب آکر سر ریحان کا کاٹا ہما کو سر دیا کہ نوک نیزے پر بلند کردے
اہل فوج نے جو سر دیکھا گھبرا گئے بھاگنے لگے اُدھر سے اسد نے سب کو بھگایا
چاہا غضنفر سے ملاقات کرون مگر غضنفر نے بوق بجا کر سب کو اکٹھا کیا گھوڑا بڑھا کر طرف صحرا کے
چلا اسد نے آواز دی کہ ای فرزند ذرا ٹھہر جاؤ مجھسے ملاقات کرلو تب آگے بڑھنا یہ
سُنتے ہین گھوڑا اور تیز کیا گھوڑا چمکا کر نکل گئے اسد ناچار ہو کر ٹھہرے عادی کو اٹالہ
بارگاہ سپرد کیا اپنے سامنے دریا سے پار اُتارا ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ زبردستان کہتے ہین
وہانکے حاکم ہلال سرکش و ہلال چوب گردان ہین قلعے پر دیکھ رہے تھے کہ ایک لشکر
آکر دامنہ مین قلعے کے اُترا ہی عیار کو بھیجا کہ جا کر دریافت کر دکہ یہ کسکا لشکر ہی عیار دریافت
کرکے گیا پہلوانون سے بیان کیا دونون بھائیون نے صلاح کی کہ آج رات کو انکو لوٹ لیں
یہ سوچکر لشکر جمع کیا اور عادی پر یہ معرکہ گذرا کہ سامنے دو قریے تھے اُنکو جا کر لوٹا مچانے
لوٹ کر لائے سبھون نے خوب شراب پی ناچ دیکھے کھا پی کے سوئے دو پہر رات گئے ہلال دو

جہلال لشکر لیکر قلعے سے نکلے بطور شبخون گرے قزاق جو گھبرا کر اٹھتے مین اُٹھے زخمی ہوئے
بھاگنے لگے ہلال و جہلال نے پیچھا کیا دور تک ایسا بھگایا کہ قزاق جا کر دامنۂ کوہ مین
اُترے بارگاہ کو ہلال و جہلال نے قبضے مین کیا بارگاہ کو لیکر پلٹے چاہا کہ قلعے مین جائین
پہلوان عادی کو صبح کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ بارگاہ چھنگئی بڑا قلق ہوا چاہا کہ
سوار ہون مگر رات کو اسقدر زخمی ہوئے تھے کہ حوصلہ نہ پڑا بھائیون سے صلاح کر رہے ہین
کہ کیون بھائیو کیا قصد ہے بھائی کہہ رہے ہین کہ اب وہ قلعے مین جایا چاہتا ہے جو منظور
ہو وہ کیجیے اس سوچ مین عادی بیٹھے تھے مگر حیران ہین کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون
مین ثابت قدمی نہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار شکار
کھیلتے ہوئے آتے ہین عادی کو جو دامنۂ کوہ مین پڑے ہوئے دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر آئے
احوال دریافت کیا معلوم ہوا کہ شکست کھا کر آئے ہین بارگاہ چھنوادی کرب کو یہ سُنکر بڑا
غصہ آیا کہا کہ مین جا کر بارگاہ لاتا ہون یہ کہکر ابرش گل اندام سکندری کو بڑھایا
فتاح پلنگینہ پوش و ثریائے زنگی و فاخر تاجدار یہ سرداران قدیم ہمراہ ہین یہان تک
دونون بھائی بارگاہ لیکر آئے ہین بہت خوش ہین کہتے ہین کہ اس بارگاہ کو استاد کر بگے
اسی مین بیٹھا کرینگے اب صبح کو اٹھا لے لو ایا طرف قلعے کے چلے چاہتے مین داخل ہون کہ صحرا سے
گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز آئی نعرۂ شیر کی صدا تھی کہ با شید ای کافران غدار منم قبۂ
دین ستون اسلام کرب پُر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب نعرۂ کرب سے کرب شہسوار م
یل تیغ زن نظر کردۂ شاہ خیبر شکن + او بیحیا بارگاہ صاحبقران کہان لیے جاتا ہے اب مین
تجکو جانے دونگا یہ نعرہ کرکے آگے کرب کا گرنا ایسے مقدمات جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے
ثریائے زنگی ایسا سردار پہلو مین شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہے قزاقون نے جو گھوڑے
دوڑائے اسقدر گرد اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا ہلال سامنے آکر چمکا نعرہ کیا کہ او
دیوانے ادھر آ مجھسے مقابلہ کر کرب ایسے آتش خو شعلہ مزاج ان لفظونکو کب سُن سکتے ہین
وہین سے گھوڑا پھیرا آواز دی کہ او نامرد مین خود مشتاق ہون کہ مجھسے مقابلہ کر دہ
قریب آکے بڑھ پڑا کرب نے جو پہلے ہاتھ مارا سر گینڈے کا اُڑ گیا دوبارہ نعرہ کرکے ہاتھ مارا

ہلال دو ٹکڑے ہو کر گرا غرض جو ہلال مارا گیا ہلال نے جو خبر سنی کہ بھائی مارا گیا
جھپٹا گینڈا اُڑا کر قریب آیا للکارا کہ او جوان غضب کیا ایسے شخص کو مارا جو بے مثل تھا
یہ کہکر ڑھا چند ہاتھ تلوار کے مارے کرب نے سب ہاتھ خالی دیکر ہاتھ مارا کہ ہلال کے بھی
دو ٹکڑے ہوئے ہلالی کو مار کر بارگاہ لی قلعے کو لوٹ لیا پہلوان عادی کو بلا کر بارگاہ دی
کہا قبلہ و کعبہ آپ تو مقدمۃ الجیش ہیں نشیب و فراز دیکھ کر اُترا کیجیے بارگاہ چھین جانا
معیوب ہے اب قلعے میں جا کر اُتریے میں رخصت ہوتا ہوں کرب اُسیطرح شکار کھیلتے ہوئے
چلے گئے عادی قلعے میں آکر اُترے اہل قلعہ سے کھانا طلب کیا کئی اونٹ نحر ہوئے خوب
پلاؤ پکے وسط قلعے میں ٹاٹ بچھوا دیا اُسپر دیگیں اُلٹ دی گئیں خوب قزاقوں کے ہتھے
پڑے دو روز قلعے میں رہے تیسرے دن لشکر صاحبقران آیا صاحبقران نے خبر سنی
کہ عادی نے قلعے پر قبضہ کیا فرمایا کہ بھائیو چل کر قلعے میں اُترو سارا لشکر قلعہ میں آکر
فروکش ہوا صاحبقران قلعہ زبردستان میں ہیں شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہے امیر آکر
مقام صدر پر بیٹھتے ہیں خواجہ عمرو یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہیں نظم

دوست رکھتے ہیں جوانمرد اہل جوہر یار کو ⁂ تول کر زر سے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو
صاف یوں کرتا ہے شانہ موئے جعد یار کو ⁂ جنتری ہیں کھینچتے ہیں جس طرح سے تار کو
کر دیا نوع دگر سرمے نے چشمِ یار کو ⁂ نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
خوشنویسی میں بھی کی اُس طفل نے مشقِ ستم ⁂ خون سے بلبل کے لکھا قطعۂ گلزار کو
شمع کے شعلے کو جب گلگیر نے منہ میں لیا ⁂ پر نچا آنکھوں نے دیکھا مرغ آتش خوار کو
جب سے دیکھا ہے گذرگاہِ نگاہِ یار اُسے ⁂ مثل ناوک جانتا ہوں روزنِ دیوار کو
پیچھے رکھنا میرے داغوں چراغ اے دوستو ⁂ آگ پر رکھ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو
پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا ⁂ خوب رویا سنکے میں آواز موسیقار کو
نخست قدرت نے بنایا حسن کا مجھکو گدا ⁂ آنکھوں کے کاسے دیے دریوزۂ دلدار کو

صاحبقران مصروف عیش و نشاط ہیں تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن جمع ہیں
عادی نے اثالہ بارگاہ کا تیار کیا ارادہ ہے کہ بارگاہ لیکر آگے چلوں کہ جوڑیاں ہرکارہ کی

حاضر ہوئین عرض کی کہ ای شہریار یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ سرطان
کہتے ہین سرطان مردم دردہانکا حاکم ہی اُسکو خبر پہونچی کہ اثالہ بارگاہ صاحبقران کا
آتا ہی راہ مین دریاے غراب ہی دہان کوے بہت جمع رہتے ہین اُس دریا پر پل
بندھا ہوا ہی سکندر کے زمانے کا وہ پل ہی اُسپر اُسنے میلان بلند رکاب کو تین لاکھ
فوج سے روانہ کیا ہی وہ پل کو روکے کھڑا ہی کہ اثالہ بارگاہ کا آدے تو چھین لون امیرنے
فرمایا کہ دریافت تو کرو عادی روانہ ہو گیا عرض ہوئی کہ دو دن اُن کی قلعے مین
عملداری رہی خوب قزاقون نے لوٹ لوٹ کر کھایا اور غلہ وغیرہ بھی ساتھ لیا پہر رات رہے
سے روانہ ہو گئے امیر نے فوراً چوکی رکھوائی اور پکار کر آواز دی کہ ایک پہلوان تم مین سے
چاہتا ہون کہ جاوے اور اثالہ بارگاہ کا بآسانی پل سے اُترواوے یہ کلمہ زبان سے
امیر کے تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مالک اپنے دنگل سے کودے کرب کو نہایت غصہ آیا
کہ یہ کیون اُٹھا اور میرے باپ کی مدد کو کیون گیا مالک نکلتے ہی اپنے نیزہ دارونکو
تیار کرکے روانہ ہو گئے کرب غازی دنگل پر بیٹھے بل کر رہے ہین امیرنے پلٹ کر پوچھا
کہ کیون ای نور چشم نظر کردۂ بزرگان تم کبیدہ کیون ہو رہے ہو کرب نے دست بستہ عرض کی
کہ غلام داروغۂ بارگاہ ہی غلام روانہ ہوتا اس جنگ کو سر کرتا امیر نے فرمایا ای کرب
تم بھی روانہ ہو جاؤ کرب غازی فوراً اُٹھے اسد بھی ساتھ ہوے ہر چند کرب نے
منع کیا کہ ای فرزند تم کیا کروگے اسد نے نہ مانا نکل کر باپ سے قبل روانہ ہوے دوسرے
صحراسے چلے کرب و اسد جاتے ہین مگر سرطان کو خبر پہونچی کہ حمزہ نے دو سردار روانہ
کیے ہین اسنے اُسی وقت حکم دیا کہ دو پہلوان اور روانہ ہون جاکر اُن دونونکو روک لین
مگر اثالہ بارگاہ کا نہ جانے پائے دو پہلوان اور ہیکلان فیلسوار و قبقاب رومی چھ
لاکھ فوج لیکر روانہ ہوے یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا ایک دلیر اور جائے اور اُن
دونون کو پل پر نہ آنے دے اور عادی کی مدد کرے اب تو دارا سے ہند اپنے مقام
سے اُٹھے نکل کر سوار ہوے نو لاکھ ہندی لیکر روانہ ہوے یہ خبر سرطان کو پہونچی کہ
لندہور آتے ہین اسنے پلٹ کر داہنی طرف دیکھا ابلیس گرگدن سوار چار لاکھ فوج

لیکر چلا یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو دی کہ اُسکا جانشین بھی آتا ہی امیر خود اپنے
مقام سے اُٹھے ابتو کل لشکر تیار ہوا بادشاہ جہجاہ نے عرض کی کہ ہم بھی اس جنگ کا تماشا
دیکھین گے صاحبقران نے کہا کہ بسم اللہ حضور بھی سوار ہون ابتو صاحبقران مع بادشاہ
چلے کل لشکر ہمراہ ہوا مثل مور و ملخ کے جاتا ہی مگر ادلان اول پہلوان عادی جو قریب
دریاے غراب پہونچے دیکھا کہ ایک پہلوان وسط پل پر گینڈا چمکارہا ہی ساتھ والے
اُسکے راستہ روکے کھڑے ہین عادی کوہ ہامون نورد کو چھیڑکر طرف پل کے چلے انکے
قزاق کب رُکتے ہین سب نے بلوہ کیا پل پر چڑھ گئے عادی سے اُس پہلوان کا مقابلہ
ہوا عادی ہمیشہ کے زخم نصیب ہین زخمی ہوے فوج سے تلوار چلنے لگی دونون پہلوان
ہیکلان فیلسوار و قبقاب رومی بھی چھ لاکھ فوج سے آکر پہونچے اب جو یہ پہونچے فوج
تازہ دم آئی قزاقون کو شکست ہونے لگی ایک ایک پر دس دس ٹوٹ پڑے عادی
انتہا کے زخمی ہوے آخر قزاقون نے عادی کو گود مین لیا ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے
پل سے اُتر آئے کہ صحرا سے گرد اُڑی اسد و کرب پیدا ہوے عادی کو جو زخمی دیکھا آنکھون
مین خون اُتر آیا اسد نے گھوڑا بڑھایا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا سب قزاق
پل پر چڑھ آئے اول جو پہلوان آیا تھا اُسکو للکارا کہ او میلان بلند رکاب خبردار
آگے نہ بڑھنا ہرچند کرب نے چاہا کہ مین اپنے کو پہونچاؤن مگر اسد شعلۂ جوالہ ہی فوراً
پہونچا میلان کو ٹوکا وسط پل پر مقابلہ پڑا کہ اور گرد اُڑی خود سرطان بجمعیت تمام
سامنے پہونچا میلان نے جو اپنے مالک کو آتے ہوے دیکھا اور زیادہ گرمایا پھر گرد اُڑی
مالک اب آکر پہونچے بعد مالک کے لندھور بن سعدان و صاحبقران زمان بافوج
گران آکر پہونچے مگر دیکھا کہ انتہا کا جماؤ ہی لندھور سے کہا کہ اے داراے ہند اپنا ہاتھی
قریب لاؤ کہ مین اُسپر سوار ہو کر تماشاے جنگ کرون لندھور ہاتھی سے کود پڑے
جھول کو تھام لیا صاحبقران فیل میمونہ پر سوار ہوے ایکطرف آکر ٹھہرے تماشاے
جنگ دیکھ رہے ہین کہ دیکھا اسد نے گھوڑا بڑھایا قصد ہی کہ پار اُتر جاؤن میلان نے
بڑھکر روکا اور نیزہ مارا اسد نے نیزہ توڑ ڈالا دیکھ رہا ہی کہ نانا جان ملاحظہ کر رہے ہین

جلد دریا سے اُتر جاؤن میلان نے جب دیکھا کہ نیزہ ٹوٹ گیا تو قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر
کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا اس ترکیب سے تلوار ماری کہ کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا میلان
نے سپر اُٹھا دی مگر تیغۂ اسد کب رُکتا ہی سپر کو کاٹ کر گرا میلان کے دو ٹکڑے ہوے
اور گھوڑے کو مہمیز کیا قبقاب رومی گینڈا بڑھا کر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر
اسد نے ہاتھ خالی دیے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا قبقاب کے بھی دو ٹکڑے ہوے
چار پہلوان نامی اسد نے مارے مگر سرطان کی طرف سے تار بندھا ہوا ہی کہ ایک کے
بعد ایک آتا ہی اسد کی برق شمشیر چمک رہی ہی سرطان نے بھلا کر داہنی طرف مڑکے دیکھا
فولاد خارہ شکن گینڈے کو بڑھا کر چلا اب دونون طرف کی فوجین کھڑی ہین ملاحظۂ جنگ
اسد کر رہی ہین اور صاحبقران تعریفین کر رہے ہین خواجہ ایک نخل پر چڑھ گئے ہین
اُسپر سے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہین اور ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا
جنگ کر رہے ہو کیسے کیسے پہلوان مارے اسد پلٹ کر سلام کرتے ہین مگر گھوڑا بڑھاتے جاتے
ہین کہ اُدھر سے نعرے کی آواز آئی کہ منم فولاد خارہ شکن او جوان آگے نہ بڑھنا کیا
تو نے سب کو دبا لیا اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال آتا
ہی مگر گرز کو چرخ دیتا ہوا اسد نے بھی تلوار کو نیام مین کیا اور گرز گران سنگ اُٹھایا
فولاد نے قریب آکر گرز کو چرخ دیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد نے گرز کو گرز پر
روکا اور اپنے گرز کو چرخ دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ان جوانون کو منع کرو
کہ آپس مین گرز نہ چلے پل کہنہ ہی اور وسط پل پر یہ معرکہ ہی دیکھو پل تھرا رہا ہی عمرو نے
ہر چند پکارا مگر اسد گرم جنگ تھا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی چھینٹین خون کی جسم پر پڑی ہوئی ہین
کچھ جواب نہ دیا اور گرز کو چرخ دیکر جا پڑا گرز مارا ضرب دست اسد سے پل انتہا کا کانپا
فولاد گرز کھا کر دل گرد مین چھپ گیا اسد نے نعرہ کیا زدم و پست کردم فولاد نے
آواز دی کہ او جوان کسے مارا منم فولاد خارہ شکن گرز ہتوا سے ہوے دل گرد سے
نکلا اور پھر گرز مارا اسد نے گرز کو گرز پر روکا اور پھر جا پڑا اعمودی کے رومال سے

گرد چہرے کی جھاڑتا ہوا دو دستی گرز مارا ابکے گرز مین چند اینٹین پل کی گرین دو دو ضربین ردو قدح ہوئی تھین تمیرا گرز جو اسد نے مارا لندھور بن سعدان بموجب حکم صاحبقران دامن گردان کرد دڑے پکارتے ہوے کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اب گرز نہ مارنا دیکھو پل کی اینٹین گر چکی ہین مگر اسد نے کچھ جواب نہ دیا اور پھر دو دستی گرز مارا ابکے جو گرز پڑا پل اڑ اڑا کر گرا ایک دناٹا ہوا اور غبار اڑا کہ اُس غبار نے تمام عالم کو گھیر لیا اسد و فولاد گرے لندھور بھی قریب پہونچ چکے ہین یہ بھی گرے صاحبقران نے گریبان پھاڑ ڈالا ادام داردن کو حکم ہوا اور فرمایا کہ جلد جال پھینکو شاید اسد نکل آئین مگر وہ دریاے قہار تھا کہین پتہ نہ لگا عیار اسد یعنی ضرغام شیر دل یہ بھی دریا مین پھاند پڑا کہ آقا ڈوب جائین اور مین غرق دریاے محبت نہ ہون صاحبقران کنارے دریا کے پچھاڑین کھا رہے ہین سب سے زیادہ کرب غازی خاموش کھڑے ہین مگر چہرہ سُرخ ہوا اشک حسرت آنکھون سے جاری اپنے عیار اندلس صبار فتار سے فرما رہے ہین کہ کیا غضب کی بات ہی ہمکو یہ گمان نہ تھا کہ پل پھٹ پڑیگا مگر صاحبقران زمان جہاندیدہ و کار آزمودہ ہین فرماتے تھے کہ آپس مین گرز زنی نہ ہونے پائے ایسا نہ ہو کہ پل پھٹ پڑے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی ای کریم و رحیم پھر اسد کو صحیح و سالم دکھانا نظم

بود ہمیشہ دم مرد اہل دل محفوظ — بشاہراہ طریقت قدم قدم محفوظ
بحال نیست بیک حال حالت انسان — نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند — نماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسے بدہر رہائی ز دست مرگ نیافت — نہ بیش ماند سلامت از و نہ کم محفوظ
بکن بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم — منہ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین — نہ لوح گشت مبرا نشد قلم محفوظ
بود محافظ حسنِ عمل اگر ہمراہ — شوی ز حملۂ رہزن رہ عدم محفوظ
ببوستان جہان باش مثل سرو آزاد — بہر بہار و خزان شو ز ہر الم محفوظ
کسے ز گردش گردون دون نہ جان بر شد — کسے نماند بدنیا ازین ستم محفوظ

اُسی شدت گریہ مین ضبط کر کے کہا کہ ای اندلس تم کنارے کنارے دریا کے جاؤ اگر کہین
پتہ مل جائے تو اُس نہنگ بحر جرأت کو ڈھونڈھ کر لاؤ یہ سُنکر اندلس نے با نہلے عیاری
جسم پر آراستہ کیے کنارے کنارے چلا بادشاہ جمجاہ نے مجبور ہو کر اس پار لشکر اُتارا
مگر مالک کو حکم دیا کہ پل تیار کراؤ ہم اُس پار جاکر اُترین سرطان کو کثرت فوج پر بڑا گھمنڈ
ہی اُس سے مقابلہ شروع ہو جائے اُسکو بھی حال کھُلے کہ بہادران عرب ایسے ہوتے ہین
اگر حیات باقی ہی تو انشاء اللہ پھر اسد سے ملین گے اتفاقات روزگار دیکھیے کہ جب
لندھور قریب پہونچ چکے تب پل گرا ایسے بہادر کہان ممکن ہوتے ہین اور ایک نیا معرکہ
گذرا کہ جب صاحبقران فیل میمونہ پر سوار ہوے تو اشقر کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوے تو اُسنے زبان جنی مین عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر آپ کو بلندی کی ہوس
تھی تو کوہ نورستان پر میرے پر کیون قلم کرائے اگر میرے پر نہ قلم ہوتے تو برابر
کہکشان فلک کے آپ کو لیکر پہونچتا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوے اب مین بھی حضور
پر تصدق ہوتا ہون صاحبقران ہان ہان کرتے رہے اشقر جست کر کے دریا مین جاگرا
موجۂ آب اُسکو بھی بہا کر لے گیا اگر خدا نخواستہ اشقر نہ ملا تو صاحبقران کس سواری پر
سوار ہونگے ایسے مرکب خیر خواہ کسکو ملتے ہین شایستہ خوش قدم تیز رو برق دو چست و
چالاک دبے باک برق دم سبکرو دور دو اشارے کا پہچاننے والا ای شہنشاہ اوج عیاری
اگر مناسب ہو تو آپ بھی برائے تلاش جائیے عمرو نے کہا کہ ای شہریار آپ میرے حال
سے بخوبی واقف ہین کہ میرے اوپر آج کل فرضداروں کا بلوہ ہی ایسا نہ ہو مین نکلون
اور مجکو پکڑ لین تو باعث خرابی ہی امیدوار ہون کہ ادائی سود کی کچھ تدبیر کر دیجیے تو مین
برائے تلاش لندھور و اسد جاؤن بادشاہ نے دس توڑے منگوا کر خواجہ کو دیے
خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کیے با نہلے عیاری ذات پر آراستہ کر کے تلاش اسد اور
لندھور مین نکلے مگر اوّل احوال اسد نامدار جو دریا مین گرے اوّل تو موجۂ
آب مین غوطہ کھایا پھر کوئی دس کوس پر جاکر جو سر نکالا دیکھا کہ ایک گھوڑا غوطہ کھا رہا ہی

اسد نے پہچانا کہ یہ میرا ہی مرکب ہی جیسے ہی آواز دی گھوڑے نے جو اپنے آقا کو دیکھا ہنہنانے
بھرتا ہوا قریب آیا اسد غازی نے گھوڑے کو قبضے مین کیا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک جوان دیو خصال غوطے کھا رہا ہی گھبرایا ہوا ہی اسد نے پکار کر کہا کہ ای جوان اشقر
نہ گھبرا رکاب میری تھام لے مین تجکو بھی نکال لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اُس جوان کا ہاتھ
تھا جب وہ رکاب تھام چکا تموج آب سے مہلت پائی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُسی جوان
کو پایا کہ جس سے مقابلہ کر رہے تھے اُسنے عرض کی کہ آپ تو میرے جان بخش ہوے مین آپ کا
تابعدار ہون اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین اب بھی موجود ہون فولاد نے کہا کہ اب تو
مین بندگان عالی مین داخل ہوا سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو چاہے سزا دیجیے اسد نے
پشت پر ہاتھ رکھا کہا ہمارے برادر عزیز ہوا ای فولاد آگاہ ہو کہ جہان ہمسے اور
تمسے گزر چلا صاحبقران اُسی مقام پر رہے افسوس ہی کہ ہم اس مقام پر آگئے خداوہ
دن کرے کہ خدمت مین صاحبقران کی ہم تم پہونچین فولاد درست کہ رہا ہی موج آب
جو بڑا فولاد کے ہاتھ سے رکاب چھوٹ گئی موجہ بہا کر الگ لے گیا اسد کو بڑا افسوس ہوا
دعائین مانگتے ہوے جاتے ہین کہ ای پروردگار فولاد کو صحیح و سالم ملانا ابتو وہ مسلمان
بھی ہو گیا تو ہی اُسکو بخیر و عافیت ملائیگا مگر فولاد ایک جزیرے مین جا کر نکلا کپڑے سب
بھیگے ہوے اُسی حال سے سامنے ایک قریہ تھا اُسمین پہونچا پہلوان زبردست ہی چار پہر
تموج آب اُٹھایا بھوکھ کے مارے عجب حال تھا اہل قریہ سے کھانا طلب کیا کچھ لوگون نے
چند چیزین لا کر رکھین اُنکو کھا کر فولاد کا پیٹ نہ بھرا اور طلب کیا اُن لوگون نے جو عذر
کیا فولاد نے اُنکو مارا دو چار کو چیر کر پھینک دیا سب اہل قریہ بھاگ کر بیرون قریہ
کھڑے ہوے آواز الغیاث کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب
جمال گرد و غبار مین اٹا ہوا بڑے قد و قامت کا آیا سبنے کہا کہ ای جوان ایک پہلوان
ہمارے قریے مین آیا ہی اُس اکیلے نے ہم سب کو بھگا دیا یہ جانشین صاحبقران
لندھور بن سعدان ہین یہ سُنکر کہنے لگے کہ ہمکو جلکر بتا دو ہم اُسکی بدعت سے تم سب کو
بچا دینگے سب نے کہا کہ اگر ہم بتانے جاوینگے تو وہ ہمکو ماریگا لندھور نے کہا کہ نشان تو

بتادو سب نے کہا کہ وہ اکیلا قریے مین ہر گھر دن مین گھُستا پھرتا ہی جسکے گھر مین جو کھانے کی
چیز پاتا ہی وہ کھالیتا ہی ہم لوگون کو نکالدیا لندھور سب کے آگے ہوے سب اہل قریہ
پیچھے پیچھے لندھور نے جو دور سے دیکھا تو وہ ہی فولاد خارہ شکن گھر دن مین گھستا پھرتا ہی
جسکے گھر مین کھانے کی چیز پائی اُٹھا کے کھالی لندھور نے للکارا کہ او نامردان غربا کو کیون
ستاتا ہی کیون حیران کر رہا ہی فولاد نے جو لندھور کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ مین تو آپکا
بہت مشتاق تھا یہ کہکر جھپٹا لندھور بھی نہتے ہین فولاد کے پاس بھی ہتھیار نہین دونون
آپس مین لپٹ پڑے آپس مین کشتی ہونے لگی لندھور ہر مقام پہ زیادتی کرتے ہین جب
بگڑ لاتے ہین دو گھسے ایسے مارتے ہین کہ پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگتے ہین اُلجھ
اُلجھ کے فولاد لڑتا ہی جب لندھور گھسے دیتے ہین تو اہل قریہ غل مچاتے ہین کہ ای پہلوان
دوران خوب اسکو سزا دی اسنے ہمکو بہت ستایا تھا قریے کے باہر کھڑے ہین ڈر کے
مارے اندر نہین جاتے کہ اگر یہ پہلوان چھوٹیگا تو ہم لوگون پر پھر بدعت کریگا کہ پھر دریا کی
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب پر سوار ہی مگر پانی
مین نہایا ہوا قطرے پانی کے گھوڑے کے جسم سے ٹپک رہے ہین اُن لوگون نے جو دیکھا پکار کر
آواز دی کہ ای شہسوار ہماری فریاد کو پہونچ دو پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین ہمنے قریہ
خالی کر دیا اُنھین کے ڈر سے یہان کھڑے ہین یہ اسد نامدار ہین سب کی آواز سُنکر گھوڑا
بڑھایا فرمایا کہ یارو کیا ہوا ہی جو اسقدر پریشان ہو اُن سب نے کہا کہ اول مین ایک
پہلوان آیا اُسنے ہم سب کو مار کر نکالدیا پھر دوسرا پہلوان آیا اب آپس مین دونون لڑ رہے
ہین مگر جو آخر مین آیا ہی وہ بڑا زبردست ہی پہلوان اول کو عاجز کر دیا ہی مگر وہ لڑے ہی
جاتا ہی ہم لاکھ غل مچاتے ہین دونون مین ہماری کوئی نہین سُنتا اسد نے کہا ہمین بتادو
ہم اُنکو الگ کر دینگے سب نے دور سے بتایا کہ وہ سامنے درخت کے نیچے لڑ رہے ہین اسد
نے دور سے دیکھا کہ لندھور و فولاد خارہ شکن آپس مین لپٹے ہوے کشتی لڑ رہے ہین
اسد نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای دارا ے ہند اور ای چھوٹے نانا جان صاحب یہ مسلمان
ہو چکا ہی اسکو زیر کرنے کا ارادہ نہ کیجیے گا سب اہل قریہ نے دیکھا کہ اسد کو دیکھتے ہی

دونون آپس سے جدا ہوے فولاد نے جھک کر سلام کیا اسد گھوڑے سے کود پڑے اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ بر سر پل کیا جنگ کی ہی سب کو قلق ہوگا صاحبقران بہت بیقرار تھے اب آپکو لشکر مین چلنا چاہیے اسد نے سب کو بلایا زمیندارون کو بسایا سعید زمیندار جو سب کا افسر تھا اسنے اسد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا آپ کے تشریف لانے سے ہم سب کی جان بچی ورنہ ہم سب کو یہ دونون مار ڈالتے اسد نے سعید کو کلمہ تعلیم کیا سعید زمیندار کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا سب اہل قریہ نے کلمہ پڑھایہ تینون جوان اُترے شب کو سعید نے دعوت کی اسد نے کہا کہ ای داراے ہند اب لشکر کو چلنا چاہیے فولاد خارہ شکن نے کہا کہ یہ قریہ میری عملداری کا ہی یہ لوگ مجکو نہین پہچانتے اسد شب کو آ کر خیمے مین اُترے سعید نے طائفے بلوائے دیہاتی رنڈیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان گلبدن کے پائجامے تول کی گوٹین زنگاری دوپٹے ایک اُنمین کی جو بڑی شایستہ تھی وہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

پیکرِ محبوب مین نقشہ ہی سارا صبح کا ✤ چہرۂ تابان نظر آتا ہی تارا صبح کا ✤
بام پر وہ ماہ کرتا ہی نظارا صبح کا ✤ آج بارے خوب چمکا ہی ستارا صبح کا
ہی بھڑک جتنی زیادہ جلد ہی اُتنا زوال سب ستارونسے ہی روشن تر ستارا صبح کا
داغ ہی خورشید پر تیرے پیرہن رنگت سفید صاف مجھ مین عشق نے نقشہ اُتارا صبح کا
سب گریبان پھاڑین اپنے اپنے اس خورشید کو ہی یہی چاک گریبان سے اشارا صبح کا ✤
وصل کی شب ہو چکی داغ کہن تازہ ہوے میرے مرہم مین پڑے کافور سارا صبح کا
زندگی کرتی ہی کوتاہی شبِ فرقت دراز حشر پر موقوف رکھتا ہون نظارا صبح کا
ہولناک ایسی شبِ تار جدائی ہی کہ بس ہو سکے باہر اُفق سے کب ہی یارا صبح کا
ہو گئی آخر شبِ فرقت مین میری زندگی عہد پیری مین کیا مین نے نظارا صبح کا
لے کے تیغ آفتاب آئی ہمارے قتل کو ✤ ظلم ناسخ ہو گیا ہی آشکارا صبح کا ✤

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی رات بھر یہی جلسہ رہا صبح کو تینون سردار بیٹھے ہین کہ کچھ گنوار روتے ہوے آئے کہا ای شہریار ہماری زراعت پامال ہو رہی ہی شمس نیزہ باز

ایک پہلوان زبردست ہی اپنے بیشے سے نکلا ہی ہمارے قریے کی طرف سے گذر رہی فوج کی
آمد سے زراعت ہماری پامال ہو رہی ہی سر راہ نہین جاتے کھیتون مین گھوڑے ڈالدیے ہین
یہ سُنکر اسد اُٹھنے لگے فولاد نے کہاکہ حضور تامل فرمائین مین جاکر سمجھائے دیتا ہون مگر
لندھور اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای فولاد تم مہمان ہو مین خود جاکر سمجھا دونگا کیا مجال ہی
کہ کھیت کو پامال کرین بقول شخصے کھیت پڑے کسانی ہی آخر تینون جوان اپنے مقام سے
اُٹھے آگے آگے اسد نامدار ایک طرف لندھور بن سعدان اور ایک طرف فولاد
مرکب فقط اسد کے پاس تھا اسد بسبب لندھور کے سوار نہ ہوے لندھور نے
بہت کہاکہ شاہزادے سوار ہو لو ہم تمھارے گھر کے نمکخوار ہین اسد نے کہاکہ آپ ہمارے
بزرگ ہین ہم آپ کے سامنے سوار ہو سکتے ہین نانا جان آپ کا پاس کرتے ہین قریے سے
باہر نکلے سعید زمیندار گنہار یے پشت پر ہی کہ سامنے سے دیکھا شمس گینڈے پر سوار ہی
اسنے جو کھیت مین گینڈا اڈالا سب ساتھ والون نے گھوڑے ڈالدیے اسد نے للکارا
کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ نوجوان غربا کی کھیتی کیون پامال کرتے ہو شمس نے
کچھ جواب نہ دیا فوج والے جھک جھک کر زراعت کو توڑ رہے ہین گھوڑون کی لگامین
اُتارین گھوڑے بھی چر رہے ہین جب تو لندھور نے بڑھ کر للکارا کہ او سخن ناشنو نبیرۂ
صاحبقران کیا فرماتے ہین اسقدر غرور ہی کیا عقل و فراست سے دور ہی کہ جواب بھی نہین
دیتا اب جو لندھور نے للکارا شمس پلٹ پڑا پکار کر آواز دی کہ ای شخص تو کون ہی
ہم اس سرحد کے حاکم ہین جس طرف جی چاہا اُس طرف راستہ چلتے ہین لندھور نے کہا کیا
مجال تمنے بہت جھک مارا کہ جو کھیتون مین سے آئے اب گینڈے کو ہٹا شمس لندھور پر
جا پڑا نیزہ پھرا کر مارا لندھور نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا شمس نے اپنی فوج کی طرف دیکھا
کہا اس جوان نے بڑی بے ادبی کی کہ بادولت کا نیزہ توڑ ڈالا تم لوگ اسکو ملکر مار لو
سوارون نے گھوڑے بڑھائے لندھور نے ایک سوار کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا اُسی
گھوڑے پر سوار ہوے اُسی کی سپر و شمشیر لی لڑنے لگے اسد نے جو دیکھا کہ لندھور سے
تلوار چلنے لگی وہین سے نعرہ کر کے آپڑے نعرۂ اسد ہ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ؛

بدرم دل شیر و چرم پلنگ + شہنشاہ نام آور و کامران + اسد شیر دل ابن صاحبقران +
فولاد خارہ شکن نے نعرہ کیا اور جا پڑا ایک پہلوان کو مار کر گینڈا لیکر مصروف
جنگ ہوا مگر اسد کو جو شمس نے دیکھا کہ اس جوان نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جیسے جا پڑا اُسے ٹوک کر مارا شمس نے للکارا کہ ای جوان مجھسے مقابلہ کر
تو احوال معلوم ہو جیسے ہی اِسنے ٹوکا اسد مثل شیر خشمناک کے جا پڑا اُسنے نیزہ مارا
اسد نے گیارھوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا اسد نے
تلوار کو تلوار پر روکا مگر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا ہاتھ پر چرخ دیا شمس نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان
اسد نے فرمایا امان بشرط ایمان شمس کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا سب فوج
دائرۂ اسلام مین آئی سب کو مسلمان کر کے پلٹے اب اسد نے برای لندھور سواری حکم کی
اور فولاد کے واسطے گینڈا لیا شمس کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار جوانون کو ہمراہ
لیکر قریے سے کوچ کیا دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرا مین اُترے کہ سامنے سے
گرد اُڑی دیکھا خواجہ گریبان چاک چلے آتے ہین لشکر اسد دیکھ کر نہال ہو گئے
دیکھا لندھور اور فولاد بھی موجود ہین عمرو نے سب حال بیان کیا کہ صاحبقران
تمھارے واسطے بیقرار ہین اب جلد چلو مگر یہان لشکر مین بادشاہ نے مالک کو حکم دیا ہی
کہ پل بنوا کر اُس پار اُترین مالک پل بنوا رہے تھے ایک دن صبح کو جو اُٹھے دریا کا زور
دیکھنے لگے دیکھا غراتے کے ساتھ پانی بھر رہا ہی اُس پار فولاد کا بیٹا حداد خارہ شکن
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان ہم سن تماشے بجر دیکھ رہا ہی اس پار مالک
مادیان پر تھے دونون مین آنکھ لڑی مالک کے مُنھ سے نکلا کہ مین آتا ہون حداد نے کہا
کہ کیا مجال اگر اس پار آؤ تو مزہ چکھاؤن مالک نے فوراً مادیان کو دریا مین ڈالدیا
انکے ساتھ کے جوانان عرب نے بھی گھوڑے ڈالدیے اُدھر سے حداد نے گینڈا ڈالا
اُسکے ساتھ کے بارہ ہزار جوانون نے محبت مین اپنے آقا کی گھوڑ دنکے تنگ کاٹے اور دریا مین
ڈالدیے اُدھر سے حداد آتا ہی اور ادھر سے مالک جاتے ہین دریا مین تلوار و نیزہ

چلنے لگا مگر ایک ایک عرب نے دو دو تین تین سو جوانون کو مارا تمام دریا خون ہو گیا ہر طرف موجۂ خون بلند ہی ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی صاحبقران اور بادشاہ بارگاہ سے نکلے تماشا دیکھ رہے ہین کہ وسط دریا مین جب مالک پہونچا غوطا پانی کا پڑ رہا ہی کہ حداد نے نیزہ مارا مالک نے چاہا کہ نیزہ چھین لون کہ گھوڑا انکا بہا دونون الگ ہو گئے صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہین کہ مالک کا یہی قصد ہی کہ حداد کو گرفتار کر لون مگر حداد جب سامنے آتا ہی موجۂ آب ہٹا دیتا ہی کنارہ قریب تھا مالک مادیان کو ٹھکرا کے حداد کے قریب آئے ادھر سے کئی سو کشتیان چھوٹین اہالی قلعہ کشتیون پر سوار ہونے لگے ملازمان مالک نے جو دیکھا کہ وہ لوگ کشتیون پر سوار ہوتے ہین انھون نے کشتیون پر قبضہ کیا یہان مالک اور حداد سے مقابلہ پڑا مالک نے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا حداد لپٹ پڑا عرب دراز عیار مالک کا کشتی لیکر قریب آیا مالک نے کشتی کو لیا اور حداد کو گرفتار کیا کشتی پر ڈال لیا اس زور و شور سے مالک لڑتے ہوے پار پہونچے مادیان پر سوار ہو کے چلے افواج والے لڑائی مین رہ گئے مالک لڑتے بھڑتے آگے بڑھ آئے قضائے کار در قلعہ پر اب ملازمان حداد نے گھیرا مالک لڑ رہے ہین مینوش شیرین کلام دختر فولاد اپنے قصر سے دیکھ رہی ہی کہ مالک اکیلے در قلعے مین ڈٹے ہوے ہین ہزارہا جوان مالک کو گھیرے ہوے ہین مگر اُس غول مین شیرانہ لڑ رہے ہین مینوش دیکھ کر عاشق ہو ئی اپنے قصر پر کھڑی ہو گئی کنیزون سے کہتی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ یکہ و تنہا یہ جوان کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا مین تو اسکی جرأت کی قائل ہو ئی میرا تو یہ حال ہی نظم

غم فرقت سے جان تن مین نہین	جان کیا تن بھی پیرہن مین نہین
لے کے بوسے ہوا مین کیون بیہوش	مر تو اُسکے چہ ذقن مین نہین
لطف اُٹھاؤن جو وصل جانان کا	اتنی طاقت مرے بدن مین نہین
صاف یوسف کو ہی جنون تجھپر	بے سبب چاک پیرہن مین نہین
جیسے ابر تنک مین ہو خورشید	یان نہان داغ پیرہن مین نہین

گورا گورا بدن سفید لباس + یہ لطافت تو نسترن مین نہین +

کب سے پایا نہین ہی بوسۂ لب + کچھ حلاوت مرے سخن مین نہین +

خط بنا آئنہ سے کھل گئے بال اب حلب مین ہی دل ختن مین نہین

یہ فتیلہ ہی داغ حسرت کا + شمع بے یار انجمن مین نہین +

ہی غضب عضو عضو تیرا گداز + استخوان کیا کوئی بدن مین نہین

لے گیا جذب جانب سگ یار ہڈیان بھی مرے کفن مین نہین

مشک کے سامنے ہی کیا کافور + نکہت زلف یاسمن مین نہین +

کیا کرون شکوہ رنج غربت کا فی الحقیقت کوئی وطن مین نہین

ہلی مژگان تو پھڑکی چشم صنم + وحشتین اسقدر ہرن مین نہین +

روسیہ ہو گیا ترے آگے چاند ای ماہ رو گہن مین نہین

مثل یوسف ہوا ہون ضعف سے گم غیر بو خاک پیرہن مین نہین

موتیون سے بھرینگے وہ ناسخ غم نہین دانت اگر دہن مین نہین

مینوش دیکھ رہی ہی کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا چار سی پیچھے کمندین لیے ہوے آئے مالک کو آکر کمندون مین گرفتار کیا حداد کو ملازمان مالک لے گئے اور مالک کو ملازمان حداد یعنی عیار بچے گرفتار کرکے لے گئے مگر ملکہ نے جو اپنی آنکھون سے یہ معاملہ دیکھا بڑا انتشار ہوا کنیزون سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ اس شیر کو کس مقام پر قید کیا ایک کنیز صورت بدل کر آئی اُسنے دیکھا کہ ملازمان حداد پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے آقا مسلمانون مین قید ہین دیکھیے کیونکر رہائی ہو وزرا نے کہا کہ کل پیغام کرینگے کہ مالک کو ہمسے لو اور حداد کو ہمین دے دو یہ صلاح کرکے مالک کو ایک باغ مین قید کیا اُس کنیز نے جاکر ملکہ کو خبر دی کہ فلان باغ مین مالک کو قید کیا ہی مرکب اُنکا اصطبل مین آیا ہی ملکہ نے اُسی وقت مادیان کو منگوا لیا مادیان کو دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا عمدہ مادیان ہی ایسے شہسوار کے لیے ایسی ہی سواری کی ضرورت ہی مگر وہ دن پہاڑ ہو گیا ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ آج شب کیونکر ہو گی کنیزین ہر طرح بہلاتی ہین کہ

داری اب دن تمام ہوتا ہی آپ کو بھی انتشار ہی کہ شب ہو تو اُنکی رہائی کی تدبیر کیجائے ملکہ نے کہا کہ صاحبزادہ تو یہی ہی آئندہ جیسا کچھ ہو اسی تڑپن مین سارا دن گذرا تڑپ تڑپ کر شام ہوئی شام کا ہونا تھا کہ ملکہ نے کہا کیون صاحبو تمسے ہوسکتا ہی کہ نقب اُس مکان مین پہونچاؤ چند جشنون نے عرض کی واری اُسی مقام پر نقب پہونچیگی اس طرح نکال لائین کہ ہوا کو خبر نہ ہو یہ کہکر جشنین جوڑیان خنجر کی لیکر کھڑی ہوئین اول مکان کو تاکا اور نقب دینے لگین چار جشنین قوی تن قوی من کھودنے مین اور مٹی نکالنے مین مصروف ہین کہ کھودتے کھودتے مہرہ نقب کا قید خانے مین جاکر توڑا پیچھے سے ملکہ پہونچین مالک بیٹھے تھے کہ زمین سے آفتاب طالع ہوا دیکھا کہ ایک ماہ پیکر سمنبر غنچہ دہن شیرین سخن رشک نسرین و نسترن نقب سے نکلی مگر شرما کر مُنھ پھیر لیا مالک نے بے اختیار آہ کی اور کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تشریف لائیے اس کلبہ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن کیجیے چارون جشنین بھی نقب سے نکلین ملکہ نے اشارہ کیا کہ قید کاٹو مالک کو یہ کلمہ سُنکر تاب باقی نہ رہی ہکہ مار کر ہتھکڑی کو توڑا قید آہن کو مثل تار عنکبوت جسم سے دور کیا اور جوش جرأت مین نعرہ کیا کہ ای کافرو ہوشیار رہو جاؤ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بر زنجیر عشق بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من + باک ندارم ز دار چوب ستون من است

اور پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی یہ غزل نعت آمیز تو سُنلو نظم

موتی کو دی خدا نے جو تنویر ہاتھ مین یان سنگریزے کرتے ہین تقریر ہاتھ مین
لیتا ہی اُسکی زلف گرہ گیر ہاتھ مین میرے طرح ہو شانہ کے زنجیر ہاتھ مین
دل ہی اگر بیاض تو ہی دست بھی نگار دل مین تصور اُسکا ہی تصویر ہاتھ مین
مکتوب یار کیا کہون کیسا عزیز ہی + رکھتا ہون مثل نسخۂ اکسیر ہاتھ مین
صیاد کیا ہی رنگ حنا کا اثر ہی واہ + لالون سے کم نہین ہین عصافیر ہاتھ مین
اس باغ مین بہار ہی اُس گُل کی ہی خزان رنگ حنا ہو گیا کبھی تغییر ہاتھ مین +

خم ہو کے رشکِ ناوکِ مژگاں سے ہو کمان
صیاد بہر صید جو لے تیر ہاتھ مین

ہوتی ہی طبع یون مددِ خامہ سے روان
رکھتے ہین جسطرح سے عصا پیر ہاتھ مین

بیڑی کے بدلے ہون مرے پاؤن مین پائزے
دروازۂ صنم کی ہو زنجیر ہاتھ مین

ہی مچھلیون کو آتشِ رنگ حنا مین چین
واللہ کیا ہی رکھنے ہو تاثیر ہاتھ مین

دو ٹکڑے چاند اشارۂ انگشت سے کیا
کیا تمکو اور چاہیے شمشیر ہاتھ مین

کرتی ہی مجکو قتل تری چھونون کی چھڑی
کیا دی ہی گلفروش نے شمشیر ہاتھ مین

فرقت مین ہی اشارہ ہلالِ صیام کا
لے اپنے ذبح کرنے کو شمشیر ہاتھ مین

بے حکم مین جو آپکو چھو لون تو کیا مجال
ایسی کہان ہی طاقتِ تقصیر ہاتھ مین

ناسخ مین جبکہ عرصۂ محشر مین جاؤنگا
ہوگی رکاب حضرتِ شبیر ہاتھ مین

اس طرح سے مالک نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ ہنس پڑین فرمایا کہ چلیے نکل چلیے دوپٹے سے اپنے خون جسم مالک کا پاک کیا مالک کو ساتھ لیکر نقب مین کو دین اور اپنے ہمراہ باغ مین لائین جلدی مین یہ خیال نہ کیا کہ نقب کو بند کرین نقب اُسی طرح رہی صبح کو نگہبان جو اُٹھے دروازہ کھولا دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین قیدی ندارد اور ایک نقب لگی ہی چند نگہبان جو نقب مین کو دے دوسرا مہرہ نقب کا باغ مین ملکہ کے نکلا دیکھا کہ چبوترے پر ملکہ پاس مالک کے بیٹھی ہین آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہو رہی ہین کنیزین شراب و کباب رکھ رہی ہین ملکہ اسباب عیش و نشاط کی تاکید کر رہی ہین ملازم یہ سب حال دیکھ کر پلٹے آکر آزاد گوشہ گیر کو کہ بعد حداد کے یہی حاکم ہی اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب کی صاحبزادی قیدی کو لے گئین باغ مین اپنے رکھا ہی سامان عیش و نشاط ہو رہا ہی ایسے مین وہ شخص تنہا ہی اگر حضور لشکر کشی کرین تو گرفتار کر لین یہ سُن کر آزاد گوشہ گیر اُٹھا مگر مالک نے یہان یہ کام کیا کہ ملکہ جب پاس آکے بیٹھین تو ایک عرضی بنام بادشاہ اسلام لکھی مضمون یہ تھا کہ یا ظل اللہ یہ نیازمند آپ کا جو عیارو کے ہاتھ سے گرفتار ہوا مینوش شیرین کلام دختر حداد نیازمند کو اپنے باغ مین لائی ہی مگر یہ خبر مخفی نہ ہوگی اگر حضور بلوہ کر کے تشریف لائین تو غلام لڑتا بھڑتا اپنے کو

پہونچائیگا ورنہ یقین ہی کہ غلام پھر گرفتار ہو جائے تیر پر یہ نامہ رکھکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا تیر جاکر مورچے پر گرا لوگون نے اُٹھاکر اپنے افسر کو دیا افسر اُس نامے کو لیکر
خدمت صاحبقران مین آیا صاحبقران نے جو اُس نامے کو دیکھا گھبرا گئے اپنے مقام سے
اُٹھے فرمایا کہ حقیقت مین جانشین ہمارا یکہ و تنہا ہی اُسکی مدد واجب و لازم ہی یہ کہکر
جو صاحبقران اُٹھے سب فرزندان صاحبقران و سرداران نامی ہمراہ ہوے
ہر چند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر کسی نے نہ مانا صاحبقران گھوڑا اُڑا کر چلے
طبل سکندری پر چوب پڑی دیوارین قلعے کی ہل گئین اہل قلعہ نے جوان سردار
آتے ہوے دیکھا گھبرا گئے سمجھے کہ صاحبقران بلوہ کرکے آتے ہین گولہ انداز
کو حکم دیا توپ پڑنے لگی مگر صاحبقران کے ہاتھ مین گرز سام بن نریمان ہی
گولے رد کرتے آتے ہین سرداران نخستین و فرزندان صف شکن گھوڑونکو اڑائے
ہتنت پر صاحبقران نے جو گولہ آیا اُسپر گرز مار دیا اِدھر دس ہزار فوج نے چاہا کہ
باغ کو پامال کرین کہ مالک اندر سے باغ کے نکلے مصروف جنگ ہوے دس ہزار جوان
ہر چند کہ چاہتے ہین مالک کو گرفتار کرلین مگر گرفتار نہین کر سکتے مالک شیرانہ
لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو مار لیا نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا کہ استخوان چور
چور ہوے کئی پہلوانون کو اسی طرح مارا کوئی پہلوان منھ پر نہین آتا دور سے
نیزے مار رہے ہین مگر مالک توپ کی آواز سن رہے ہین یقین ہوا کہ ہمارے
آقاے نامدار بلوہ کیے ہوے آتے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز آقاے نامدار کو جلد یہانتک پہونچادے۔ خمسہ

با گروہ باصفا سر رشتۂ الفت بہ بند	با محبت دائما سر رشتۂ الفت بہ بند
با جناب دلربا سر رشتۂ الفت بہ بند	از دل و جان باخدا سر رشتۂ الفت بہ بند

خواہ در تسبیح باش و خواہ در زنار باش

اے موحد صرف باذات احد کن دوستی	ترک کن ہر یک تعلق باصمد کن دوستی
بگذر از بغض و حسد با نیک و بد کن دوستی	با ہمہ وحش و طیور و دام و دد کن دوستی

در جہان گنجینہ دار مخزن اسرار باش

خواہش دلدار گر داری ز خدمت سر متاب — زانکہ از خدمت بکام خویش باشی کامیاب
کن اطاعت تا توان در تن بود در جسم تاب — روز بہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب

شب بشکل ماہ بہر بندگی بیدار باش

مالک بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب خندق کے پہونچے ہین اہل قلعہ سنگ و کلوخ پھینک رہے ہین بعض گرم تیل کے کڑھاؤ ڈھلکاتے ہین صاحبقران چاہتے ہین کہ یہ لوگ رکین تو مین خندق فراؤن اہل قلعہ گھبرائے ہوے ہین اب فوج صاحبقران نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی نوبت و نقارے بجاتے ہوے آتے ہین ہر ایک کمیدان و رسالہ دار کو یہی خواہش ہی کہ ہم پہلے پہونچین آزاد گوشہ نشین نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت گھبرایا ہرکارون نے یہ بھی خبر دی کہ دس ہزار جوان جو حضور نے بھیجے تھے اُنسے وہ جوان اکیلا لڑ رہا ہی لاکھ تدبیر کرتے ہین کہ گرفتار کر لین لیکن کسی کی اتنی مجال نہین کہ اُسپر ہاتھ ڈالے یہ خبر وحشت اثر سُنکر بہت بیقرار ہو اگھبرا رہا ہی کبھی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو باہر نکل پڑو ن نکل کر لڑون شاید فتح نصیب ہو سردار عرض کرتے ہین کہ ملاحظہ تو فرمائیے کہ صاحبقران کے ساتھ کون کون سردار کھڑے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہی باغ پر اکیلا شخص ہی اُسکو تو دس ہزار جوان گرفتار نہین کر سکتے ہم بند ہو چکے اُن کی فوج قریب آچکی اِنکو کون روکیگا یہ لوگ ایسے ہین کہ جنکو کوئی شکست دے خود صاحبقران ساتھ ہین یہ ذکر تھا کہ پشت قلعے پر بلوہ ہوا اور آواز گیر و دار آئی آزاد گوشہ نشین نے پلٹ کر دیکھا کہ مالک بیچ مین دس ہزار جوان گھیرے ہین اور مالک شیرانہ لڑ رہا ہی چاہتا ہی پھاٹک تک پہونچون فوج والے گھیرے ہوے ہین آزاد نے جو قلعے پر سے یہ معرکہ دیکھا بہت مضطر ہوا کہتا ہی یارو یہ لوگ بلا کے ہین اکیلا جوان دس ہزار سے لڑ رہا ہی گرفتار نہین ہوتا اُدھر سے صاحبقران نے جو دیکھا کہ قلعے سے سنگ و کلوخ پڑ رہے ہین اہل قلعہ باز نہین آتے مرکب کو مہمیز کیا اور قصد کیا کہ خندق فراؤن سب سردار آمادہ ہوے کہ ساتھ امیر کے

پار خندق کے پہونچین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ رُک نہ جائین پھاٹک پر ہمارا اگر زپڑے
بدیع الزمان و قاسم آپس مین آنکھین لڑا رہے ہین بدیع الزمان چاہتے ہین کہ مین
پہلے جاؤن اور قاسم کا قصد ہی کہ مین پہلے جاؤن جمہور و فرامرز گرز تولے ہوے آگے
بڑھے ہین آپس مین آنکھ مل رہی ہی ایک طرف سے بہرام و ہرزبان خراسانی
اسی ارادے مین ہین کہ اپنے کو پہونچائین ہر طرف سے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ دریا کو
عبور کرکے جلد قلعے مین جا پڑین بہزاد نے فریاد کی کہ شہریار ہمکو مہلت دیجیے امیر
نعرۂ مالک کی صدا سُن چکے ہین فرمایا کہ مالک کو نکل آنے دو تو تمکو مہلت ملے
ورنہ مین قلعے مین آتا ہون بہزاد کہتا ہی کہ ای شہریار مالک نے بڑی خطا سے
فاش کی ہی ہم مالک کو نہ نکلنے دینگے صاحبقران نے فرمایا تو ہم آتے ہین جس طرح جی
چاہے روکو یہ کہکر قصد کیا کہ خندق فراؤن بہزاد نے غل مچایا کہ ای شہریار مین
فریاد کرتا ہون میری مدد کیجیے صاحبقران نے نہ مانا فرمایا کہ ہمارے قول کو قبول
کرنہین تو باعث خرابی ہوگا ہم مالک کے واسطے جان دینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر
دیکھنے لگے دیکھا کہ آگے آگے اسد نامدار ہین اور ایکطرف لندھور بن سعدان اور
ایکطرف فولاد خارہ شکن فولاد نے جو دیکھا کہ قلعے پر بلوہ ہی اور بہزاد کو دیکھا
کہ بالائے قلعہ گھبرا رہا ہی فولاد نے اسد سے کہا کہ ای شہریار اپنے نانا جان کو منع کیجیے
کہ بالائے قلعہ نہ جائین مین اپنے اسلام کو ظاہر کرتا ہون اسد نے پُکار کر آواز دی
کہ ای بہزاد رومال سے ہاتھ باندھکر قلعے سے باہر آؤ اور تمھارا افسر کلان مسلمان ہوا
مگر صاحبقران نے جو اسد غازی کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے دوڑ کر گلے سے لگایا
لندھور نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا فولاد گردپھرا اہل قلعہ نکل کر مسلمان ہوے
صاحبقران زمان اسد کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوے بہزاد بھی مسلمان ہوا
حداد کو بُلا کر سمجھایا وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا اگراب ذکر اشقر دیوزاد کا کیا جاتا ہی
کہ خواجہ اسکی تلاش مین صحرا صحرا پھر رہے ہین کبھی کنارے دریا کے جاتے ہین دریا کو
دیکھ کر ڈر جاتے ہین مگر اشقر دیوزاد بعد کئی دن کے ایک جزیرے مین جا کے نکلا

چرا مین مصروف ہوا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا چہار جانب حیران حیران دیکھ رہا ہی اور مثل
انسانون کے پریشان اپنی جہالت پر شرمندہ ہی کہ آقا تو عذر کرتے تھے مین نے یہ کیا حرکت
کی اب آقا تک کیونکر پہونچون کہ یکایک دریا مین غرش ہوئی دیکھا بیچ دریا سے ایک
مادیان نے سر نکالا رنگ مشکی سفید لکیر پشت پر پڑی ہوئی کوہ سمون کو کفل شناوری
کرتی ہوئی کنارے پر آئی چرا مین مصروف ہوئی اشقر کو پسینہ آگیا مادیان کو دیکھکر ہنہنانے
بھرنے لگا کڑکڑا کے چلا چاہا کہ مادیان کے قریب جاؤن مادیان دریائی ہی اسنے مرکب کو
کبھی کا ہیکو دیکھا تھا گھوڑے کو دیکھ کر طرارہ بھرا اور دریا مین پھاند پڑی اشقر مایوس ہو کے
رہگیا مگر نہایت متردد و متوحش ہی اُسی جانب دیکھ رہا ہی زین ڈھلکا ہوا دہانہ منھ سے
نکال کر پھینک دیا چرنا موقوف کیا دریا ہی کی جانب دیکھ رہا ہی تین روز برابر اُسی
مقام پر کھڑا رہا مادیان نہ نکلی اشقر فراق مادیان مین تڑپ رہا ہی آب و دانہ چھوڑ دیا آخر
تیسرے دن سوچا کہ اس جزیرے سے اور جزیرے مین نکل گئی ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا
ایک کنارے پر آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہی اور اشقر دریا پر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ دریا مین
تلاطم ہوا دیکھا کہ وہ ہی مادیان شناوری کرتی ہوئی آتی ہی اشقر نے جو مادیان کو آتے
دیکھا ایک گوشے مین مخفی ہوا مادیان نکلی اور چرنے لگی اشقر گوشے سے نکلا دریا کا راستہ
روکا سوچا کہ اگر مادیان بھاگے گی تو اسی طرف جائیگی یہ سوچ کر اشقر کڑکڑا کے چلا مادیان
نے جو پلٹ کر دیکھا کہ اشقر آتا ہی اور اُسی طرف دریا ہی مادیان نے چاہا پلٹے اور اپنے
کو دریا مین گرائے اشقر قریب پہونچ گیا مادیان مجبور ہو کر ٹھہر گئی اشقر نے وصل
حاصل کیا بعد حصول وصل گر کر بیہوش ہو گیا مادیان دیر تک ٹھہری بعد عرصۂ دراز آخر
ناچار ہو کر دریا مین پھاند پڑی اشقر کو بعد عرصۂ دراز کے ہوش آیا اب نشہ اُترا آقا
کا پھر خیال آیا یہان صاحبقران زمان قلعے مین فروکش ہین جشن ہو رہا ہی کہ خبر پہونچی
سُہراب اثر در گیر ایک پہلوان خال فتح قلعہ سُنکر آیا ہی تین کوس ہٹ کر آپ کے
لشکر سے اُترا ہی صاحبقران نے بھی آراستگی لشکر کا حکم دیا مگر سہراب الگ
اُترا ہوا ہی مقابلۂ صاحبقران کا ارادہ نہین ہی چاہتا ہی کہ کوئی ایسا سبب ہو

کہ سرداران صاحبقران کو مین زیر کرون اور امیر دخل نہ دین کیونکہ حمزہ جرأت مین بے عدیل وبے نظیر ہین اس ضعیفی مین بھی جرأت کا یہ حال ہی کہ اُن سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس وجہ سے مین مقابلۂ امیر مین نہ جاؤن لیکن اشقر پھرتے پھرتے ایک روز بالائے کوہ پہونچا سر اُٹھاکے جو دیکھا دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی روشنی جابجا ہو رہی ہی دل مین سوچا کہ کیا تعجب ہی یہ لوگ میرے آقا کے دشمن ہون یہ سوچ کر رات کو کوہ سے اُترا لشکر پہ جا پڑا پشتکین اور دولتیان مارنے لگا ہزار ہا مرکب مار ڈالے قضائے کار سہراب کو خبر پہونچی کہ آپکے لشکر پر مسلمان شبخون کرے ہین حکم دیا کہ گھیر کر سب کو مار لو اہل لشکر چہار جانب سے چلے مشرق والے مغرب والون پہ جا پڑے اور مغرب والے مشرق والون سے لڑنے لگے اہل جنوب نے اہل شمال کو حریف جانا اور اہل شمال نے اہل جنوب کو مگر اشقر ایک گوشے مین جنگ کر رہا ہی وہان بھائی نے بھائی کو باپ نے بیٹے کو مارا ہزارون کافر آپس مین لڑکے مرے جبکہ مرکب مشکین پرند آفتاب عالمتاب بھان سے مشرق کے نکلا اور چرخ لاجورد فلک کا سبزہ چرنے لگا اب ملازمان سہراب نے دیکھا کہ ہر طرف آپس مین جنگ ہو رہی ہی صرف ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل کف منھ سے جاری خیمون کی ڈوریان کھینچتا پھرتا ہی جس ڈوری کو منھ مین داب کے جھٹکا مارا وہ خیمہ گرا اسی طرح صدہا خیمے گرا دیے اُن کو پامال کر رہا ہی اب تو کل لشکر نے اشقر کو گھیرا مگر دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی قریب نہین آتا کسی کے ہاتھ مین بانس ہی کوئی رسن و زنجیر لیے کھڑا ہی مگر دور ہی سے کہ رہے ہین کہ ہان یارو گرفتار کرلو اب سہراب کی نگاہ جو اشقر پہ پڑی دیکھا کہ ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل نہایت حسین و جمیل ہی کہ ایسے مرکب نگاہ سے نہین دیکھے ملتا ہین خیمون کی کاٹ رہا ہی سہراب نے اہل فوج کو ترغیب دی کہ یارو اس گھوڑے کو گرفتار کرلو جو مجھسے مانگوگے وہ ہی دونگا جنکو دعوی چابک سواری کا ہی وہ قصد کرکے جاتے ہین اشقر ایک پشتک مار دیتا ہی یا ایک دولتی کہ آنے والا ایچی ہو جاتا ہی سہراب کے کہنے سے لوگ گھیرے ہوئے کھڑے ہین مگر کوئی قریب نہین جاتا قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری پھرتے پھراتے

اُس طرف آئے دور سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی صدہا بارگاہین گری پڑی ہین اور
ہر ایسا لاشہ لوٹ رہا ہی بھائی کی لاش پر بھائی اور باپ کی لاش پر بیٹا رو رہا ہی بیچ ہین
سب کے اشقر گھرا ہوا ہی مگر مثل شیر کے نعرے مار رہا ہی اور سہراب نے توڑے روپیون کے
منگوا کر رکھدیے ہین پکار پکار کے کہہ رہا ہی جو کوئی گھوڑے کو گرفتار کر لائے یہ مال موجود
ہی لے جائے خواجہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک چابک سوار کی
شکل بنکر سامنے سہراب کے آئے کوڑا ہاتھ مین دھوتی باندھے ہوے مرزائی زیب جسم
پکارتے ہوے کہ ای بادشاہ عالیجاہ و ای پہلوان دوران کیا حکم ہوتا ہی سہراب نے کہا
کہ ای چابک سوار کئی سو چابک سوار مارے جا چکے ہین ایسا نہ ہو کہ تمھاری جان بھی جائے
عمرو نے کہا کہ روپے کے واسطے ہم لوگ جان دیتے ہین توڑے روپے کے دیجیے سہراب
نے اشارہ کیا کہ توڑے رکھے ہین آگے لے لینا خواجہ نے کہا یہ غیر ممکن ہی اگر میری جان
جائے تو روپیہ تو میرے پاس رہے قلب کو تسکین تو ہو یہ کہہ کر روپیہ اُٹھا لیا نذر زنبیل کیا
دو گولیان کمر سے نکالین ہتھیلی پر رکھ کے اشقر کو دکھائین اشقر شیہے بھر رہا ہی عمرو نے
چُپکے سے کہا کہ ای اشقر دیوزاد تیرے آقا تجھے بُلاتے ہین یہ کہہ کر عمرو بھاگا اشقر نے
پیچھا کیا عمرو جست کرتا ہوا بھاگا اشقر چاہتا ہی عمرو کو پکڑ لون ایک پشتک مار دون مگر
اشقر نے جب عمرو کو نہ پایا کنارے پر لشکر کے آکر رُک گیا عمرو نے پُکار کر آواز دی کہ
ای بچہ خرنا میں کیون رُکتا ہی اب تو اشقر کڑکڑا کر چلا وہان صاحبقران کو خبر پہونچی
کہ رات سے اشقر اس لشکر مین گھرا ہوا ہی کنارے پر نکل کر کھڑے ہوے ہین چاہتے ہین
کہ خود جا پڑون دیکھا کہ عمرو بھاگا ہوا آتا ہی اور اشقر مُنھ کھولے ہوے آتا ہی عمرو نے
پکار کر آواز دی کہ ای آقا مجکو بچائیے صاحبقران نے پُکار کر آواز دی کہ ای اشقر
کیون خیر تو ہی اشقر نے زبان جنّی مین عرض کی کہ یہ مجکو بچہ خرنا ئیس بناتا ہی مین اسکو
مار ڈالونگا صاحبقران نے کہا کہ ای اشقر دیوزاد یہ میرا یار وفادار عمرو عیار
ہی تم اتنے عرصے تک کہان رہے ہم تمھارے مشتاق تھے ہمنے کسی سواری پر قدم نہین رکھا
اب تمھارے سوا کسی کی پشت پر سوار نہ ہونگا اشقر گرد صاحبقران کے پھرا امیر نے

یال تھام لی اشقر کو لیکر لشکر مین آئے سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے اشقر کے آنیکا
جشن کیا سہراب کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ چابک سوار نہ تھا عمرو عیار تھا اشقر کو لگا لے گیا
امیر بہت خوش ہوے سہراب نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا اور قصد یہ ہی کہ جنگ کرکے حمزہ
سے یہ مرکب لونگا ایسے مرکب کسکو ممکن ہوتے ہین حمزہ بڑا صاحب اقبال ہی کیا مرکب
دستیاب ہوا صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ سہراب نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُس کا
ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے مگر مرکب کو
بہت پسند کیا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ جنگ کرکے مرکب کو لون صاحبقران نے فرمایا کہ کیا
مجال ہی کہ مرکب پر نگاہ ڈالے یا مرکب لے سکے یہ وہ گھوڑے نہین ہین کہ کوئی اِنکو اپنے قبضے
مین کرے تیاریان ہونے لگین سُہراب بھی تیاری جنگ مین مصروف ہی چار پہر رات
اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش
کاشانۂ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا یہی ارادہ ہی کہ تماشاے جنگ کرون
فوج ضیاء و شعاع ہمراہ ہی تمام عالم کو منور و نورانی کیا وقت سحر سُہانا وقت نسیم سحری
چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا آشیانون سے نکل نکل کر پہلوے گُل مین پھول کر بیٹھی ہین
زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف عالم نور ہر ایک نخل کو سرور صاحبقران زمان اپنے
سردارون کو ساتھ لیکر سوار ہوے ہر ایک سردار مسلح و مکمل سب کے آگے صاحبقران
بڑھے ہوے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر سرداران دست راستی دست راست پر دست چپی
دست چپ پر ایک ایک شیر اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم بادشاہ کجکلاہ تخت
پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی سات سو تاجدار گھیرے ہوے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی
کہ سامنے سے گرد اُڑی سُہراب اژدر گیر آگے بڑھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج علمہاے
زنگاری کے پھر پھرے کُھلے ہوے اس شوکت و شان سے سہراب میدان مین آکے
پہونچا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ صاحبقران اُسی گھوڑے پر سوار ہین نگر رانون مین
بیچین ہو نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے سُہراب نے گیڈا اپنا نکالا میدان
مین آکر پہونچا سخنوری کرنے لگا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین

آئیے مجھے آپ سے جنگ منظور ہی ایک نحیف وضعیف گینڈے پر سوار ہو کر آیا ہی مطلب کچھ اور ہی جیسے ہی اِسنے نام صاحبقران کا لیکر پکارا صاحبقران اشقر کو پھیر کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا کہ ای شہریار حضور کیون تکلیف فرمائین اور ملازم میدان مین جاوینگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی میرا ہی جانا ضرور ہی یہ فرماکر بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے فرمایا خداحافظ امیر نے اشقر کو اُڑایا اشقر ایسا مرکب صاحبقران ایسے شہسوار مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی بقول مصنف نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
ہلا ہی عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہراک نعل ہی پنجہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی
نہ کا دے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وُسعت جہان کی بہت تنگ ہی

اس شوکت و شان سے صاحبقران گھوڑا اُڑاتے ہوے سامنے شہراب کے پہونچے شُہراب بہ نگاہ حسرت گھوڑے کو دیکھ رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اِسنے بخوشامد سلام کیا دیکھ کر کہا کہ ای شہریار یہ مرکب آپ نے کہانسے پایا صاحبقران نے کہا کہ سفر پردۂ قاف مین یہ مرکب دستیاب ہوا ماں اسکی لانیشا پری باپ اسکا دیوار نائیس اسی وجہ سے مرکب مین اِسقدر تیزی و پُھرتی ہی مین نے کوہ نورستان پر اگر اسکے پر قلم کرائے کہ پہلوانون کو اعتراض نہو کہ مرکب پرند پر چڑھ کر مقابلہ کرتے ہین مین یہ نہین چاہتا کہ کسی سے خلاف ورزی کرون یہ سُنکر شُہراب نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ سنان پر سنان اور بنان پر بنان پڑ رہی ہی کوئی کسی پر کمی نہین کرتا ہر مقام پر یہی ارادہ ہی کہ نیزہ ایک کا ایک نکال دے مگر ممکن نہین ہوتا دونون بہ ہشیاری لڑ رہے ہین صاحبقران نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھا تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شُہراب کے نکل گیا شُہراب نے تلوار کھینچی

ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اپنے کو بچایا تیغۂ عقرب کا ہاتھ مارا سُہراب نے اپنے
کو بچایا مگر گینڈا جو سامنے آگیا صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا سُہراب پیدل ہوا
چاہا کہ ہاتھ مارون گھوڑے کے پاؤن اُڑ جائین صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے
سُہراب نے جو امیر کو پیدل پایا تلوار کے ہاتھ اسقدر مارے کہ صاحبقران کو مرکب کے
پاس سے ہٹایا آپ جست کر کے چاہا کہ مرکب پر سوار ہون مرکب نے ہنہنا کر پشنک ماری
کہ سہراب گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اشقر نے جھپٹ کر دونون ٹاپین سُہراب پر رکھدین
سُہراب پامال ہوا صاحبقران نے ہان ہان کر کے گھوڑے کو روکا اور آواز دی
کہ یار و اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ارتھی بنا کر جلاؤ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے بھائی اسکا
قرطاس تیغزن بل کرتا ہوا نکلا پکارتا ہوا کہ بھائی صاحب کو گھوڑے کی ہوس تھی اُسی گھوڑے
سے پامال ہوے اگر ہم ارادہ کرین تو گھوڑا لے لین وہ پھر کیا بچ سکتا ہی گھوڑے پر سے سوار
کو اُتار لین جھکائیان دیکر مار لین اب دیکھون یا صاحبقران آپ کی بہادری کیونکر چلتی کر
ہاتھ مین وہ تیغۂ برق تاب ہی کہ جسکو دیکھ کر خاص برسات مین برق جہندہ بیتاب ہی اسکا
وار کبھی خالی نہین جاتا یہ کہتا ہوا صاحبقران پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار کو تلوار پر کاٹا چونکہ قرطاس بڑا غرور کرتا ہوا آیا ہی صاحبقران زمان نے
نیمچۂ سہراب یل کھینچا یہ تیغۂ دیو کُش ہی خبر دار خبر دار کہ کر ہاتھ مارا فرمایا کہ ای قرطاس
اپنے کو بچاؤ مگر تیغہ جو تڑپ کر گرا قرص سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا قرطاس
کے دو ٹکڑے کر کے گینڈے کو کاٹا زمین پر آ کے بوسہ دیا قرطاس کے مرتے ہی تمام اہل
فوج صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا
کہ باشیدای کافران بجیاوای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد
نعرۂ امیر ؎ منم اختر برج عز و جلال ✤ منم ماہتاب سپہر کمال ✤ سمندون زبیشم فراری
شدہ ✤ زمن دیو عفریت عاری شدہ ✤ ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف ✤ سلیمان کو چک
لقب شد بہ قاف ✤ ہمہ شہر آباد اسلام شد ✤ کہ صاحبقران درجہان نام شد ✤ دوسری
طرف سے نعرہ ہوا کہ منم دارا ے ہند لندھورین سعدان نعرہ کہ لندھور جزیرہ ہا کی

دریا را گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + دست چپ کی طرف سے نعرہ ہوا کہ منم مالک اژدر صاحب نیزہٗ دوسر غلام نبیؐ و چاکر حیدرؓ نعرہٗ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہلِ دین + بیک نیزہ گیرم ز عالم خراج + بگیرم ز شاہ یمن تخت و تاج + کہ داہنی طرف سے پھر نعرہ ہوا کہ منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہٗ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن بائین طرف سے آواز آئی نعرہٗ قاسم آفتابِ مشرقِ دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ + ز آبِ دم تیغ ششتم زمین + ہمہ باختر شد بہ زیر نگین + یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جو آکر گرے فوج کو تار تار کر دیا علمدار کو بڑھ کر مارا علم فوج جو سر نگون ہوا کفار نے شکست فاش کھائی کچھ بھاگے کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوے کچھ نیرہ بخت بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے امیر نے بارگاہین لوٹ لین خزانے کو تلاش کر کے خواجہ پہونچے خزانچی کو ڈرایا کہا اب نقد جان بچاؤ یہان سے بھاگ جاؤ خزانچی بخوف جان بھاگا خواجہ نے خزانہ لیکر نذر زنبیل کیا امیر اُس طرف تشریف لائے فرمایا کہ خواجہ خزانے مین کیا نکلا عمرو نے کہا کہ خزانہ تو خالی پڑا ہی کچھ کوڑیان بھری ہوئی تھین وہ مین نے فقرا کو لُٹا دین صاحبقران نے فرمایا جب تمھارا گذر خزانے پر ہوا تو اب خزانے مین کیا نکل سکتا ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار ایسی باتین نہ کیجیے لوگ بدگمان ہونگے صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمسے سب بدگمان ہین سب فوج کا حق تمنے لے لیا اب اہل فوج کیا لوٹین خواجہ عمرو سامنے سے ہٹ گئے فرمایا خزانہ موجود ہی لوٹ لو اہل فوج جو آکر گرے خزانے مین ٹکہ نہ پایا بورے خالی تھے سب نے پکار کر عرض کی کہ ای شہریار خزانہ تو بالکل خالی پڑا ہی خواجہ سب لے گئے امیر نے فرمایا اُس ساربان زادے سے روپیہ کب بچتا ہی بفتح و فیروزی پلٹے آکر بارگاہ مین داخل ہوے سب سردار جمع ہوے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے دورہ سب سردار دن کا بندھا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کو بلواؤ خواجہ چھپتے پھرتے تھے بہ مشکل تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا خواجہ روپیہ تو سب لیا اب کچھ بیٹھ کر گاؤ عمرو نے

زنبیل سے نکالی اور نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے **نظم**

ماںگتے ہو جب نہ تب میرے دلِ بیتاب کو ❊ سچ بتاؤ کیا کروگے کشتۂ سیماب کو
دیکھتا ہون جب جدائی مین شبِ مہتاب کو ❊ داغ مثلِ ماہ لگتا ہی دلِ بیتاب کو
دیکھے بیتابی بطمی کی جو بے ساقی کوئی ❊ بھول جائے اضطرابِ ماہیِ بے آب کو
بے سبب اسباب او غافل فراہم کیا کرون ❊ چھوڑ جاؤنگا مین سارے عالمِ اسباب کو
عمدگی کر ترک لیتا ہی اگر راہ سلوک ❊ کب روان دیکھا ہی تونے موتیونکی آب کو
ہجر کی برسات مین بجلی کے صدمے کیا کہون ❊ جانتا ہون صاعقہ ہر کرمک شبتاب کو
روز روشن کردے ساقی آفتاب جام سے ❊ کردیا تاریک بدلی نے شبِ مہتاب کو
جب نہا دھو کر نکل آیا دُرِ دریائے حُسن ❊ دام ماہی گیر سمجھین مچھلیان تالاب کو
آنکھ کیا رانو نکو جھپکے ہجر کی برسات مین ❊ شہپر پرواز ہین بادل ہمارے خواب کو
شغلِ میخواری کیا جب گردشِ ایام مین ❊ ہمنے پیمانہ بنایا کوزۂ دولاب کو
خم کے خم اس ناتوانی مین بھی پی جاتا ہون مین ❊ ایک تنکا جذب کر لیتا ہی کیا سیلاب کو

خواجہ گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران بھی خوش بیٹھے ہین امیر و سب سردار خواجہ کی تعریف کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار غلامون نے ابھی خبر پائی ہی یہانسے پندرہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُس صحرا کو صحرائے ویران کہتے ہین آپ کے فرزند یعنی رستم وہان اُترے ہوئے تھے سمنان مردم در اُسی حوالی مین رہتا ہی اُسنے جو خبر پائی کہ فرزند صاحبقران صحرائے ویران مین ہین رات کو اُسنے شبخون مارا رستم شب کو ایسا لڑے کہ لشکر سمنان کو عاجز کردیا صبح ہوتے صحرا سے اور گرد اُڑی اقتباس رو مین تن تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا اُسنے جو خبر سُنی کہ لشکر سمنان تباہ ہورہا ہی اپنی فوج لیکر آگرا رستم زخمی ہوئے اُس زخمداری مین از روے بلوہ کے اُنکو گرفتار کرلیا اب قید رستم لیے ہوئے جاتا ہی کیا عجب ہی کہ وہ اسی طرف سے گذرے یہ خبر وحشت اثر سُنتے ہی قاسم اپنے مقام سے اُٹھے اور چلنے کا ارادہ کیا قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے

قاسم نے عرض کی دادا جان غلام جائیگا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم نکل کر
شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر چلے بعد جانے
قاسم کے بدیع الزمان اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی جناب قبلہ وکعبہ جو ارشاد ہو بجا لاؤن
مگر مقام انصاف ہی کہ غلام کے ہوتے قاسم کو کیا دخل تھا کہ وہ سب کے پہلے روانہ ہوے
غلام بھی جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ قاسم پر کوئی چشم زخم پہونچے تو غلام کے خلاف ہوگا امیر
خاموش ہو رہے بدیع الزمان بھی باہر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوے تعاقب مین قاسم
کے چلے مگر سمنان رستم کو عالم زخمداری مین گرفتار کر کے لے چلا چالیس سرداران نامی
مثل آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی وارزال و زلزال و دیوانۂ نہنگ بچۂ دریائی
وغیرہ چالیس سردار اس طرح کے یہ بھی سب مسلسل و مطوق ساتھ رستم کے قید مین مگر حیران
و پریشان نیزہ دار چار جانب سے گھیرے ہوے رستم ایک ادا بے پر مثل شیر کے بیٹھے ہوے
جھوم رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی سمنان
نے جو یہ خبر سُنی کہ رستم نے نگہبانون کو بہت حیران کیا ہی جھپٹ کر قریب آیا پکار کر آواز دی
کہ کیون رستم قید مین بھی سرکشی کرتے ہو بادولت کے خوف سے نہین ڈرتے ہو رستم
نے جھلا کر آواز دی کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است
فرد سرنمی پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؛ سمنان نے جھلا کر جواب دیا
کہ ای رستم چپ رہو ورنہ ایک ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا رستم نے زنجیر ہلائی کہا او
نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی ہم لاکھ حقیر ہون اور گرفتار خانۂ زنجیر ہون مگر تیرا خوف نکرینگے
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہمکو افسوس یہ ہی کہ تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے گرفتار ہوے
اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہونگے تو مردان عالم مین نام ہوگا کہ ایک نامرد
کے ہاتھ سے رستم مارے گئے از روے بلوہ تونے عالم زخمداری مین گرفتار کیا اُسپر ناز
کرتا ہی سمنان تلوار کھینچکر دوڑا چاہا کہ قتل کرون رستم نے اپنے خدا سے رجوع کی
کہ ای خالق کارساز و ای بے نیاز فضل و کرم اپنا شریک کر اور اس نامرد کے
ہاتھ سے مجھکو بچا لے نظم

سعی کن ای طالب ذات خدا ہر ماہ و سال — تا شوی موصول با مطلوب خود قبل از وصال

گاہ اندر قال کن پیدا کمال اہل قول ؛ — گاہ زلہای ثبات اندر طریق اہل حال ؛

باش قایم چون الف اندر قیام بندگی — کن دو تا پشت اطاعت ہر زمان مانند دال

گاہ از خورشید تابان بین رخ دلدار خویش — گاہ از آئینۂ بدر و گہ از روی ہلال ؛

بگسل از ہر رشتہ و پیوند تعلق در جہان — دور کن از خاطر غمگین غم و رنج و ملال

محو شو از دل بحسن صوت آن جان جہان — برفگن از ہر دو جانب پردہ ہای انفعال

از زمین تا آسمان بہر تلاش دلربا ؛ — ہمچو مرغان در ہوای شوق بکشا پر و بال

کن نظر با چشم حق بین تا ترا اندر جہان — راست و چپ شاہد مقصود بنماید جمال ؛

حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر ؛ — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر ؛

رستم دعا مین مصروف ہین سمنان تلوار کھینچے ہوے قریب آیا غصے مین ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی ہتھکڑی پھینک ماری گینڈے کا سر پھٹ گیا رستم نے غصے مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من ؛ — گرمی بازار عشق از تف خون من است

بو سر دار فنا خانۂ غوغای من ؛ — باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک پہلوان کو بیڑی کھینچ ماری اسکا سر پھٹا رستم نے اسکی تلوار اٹھالی اور نعرہ کر کے جا پڑے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی قاسم نوجوان بصد شوکت و شان پیدا ہوے دوڑے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ لڑ رہے ہین یہ بھی نعرہ کر کے آپڑے رستم قاسم کو دیکھکر خوش ہو گئے کہ دوسری طرف سے گرد اڑی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران بد دغا نعرۂ بدیع الزمان ۔

منم برج خوبی شہ انجمن ؛ — بدیع الزمان گرد لشکر شکن ؛

بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم کشم آسمان بر زمین

ز تیغم بسی ملک اسلام شد ؛ — کہ سر فتنہ ہا باختہ نام شد

بدیع الزمان آگرے رستم بدیع الزمان کو دیکھکر پریشان ہوے بدیع الزمان نے
آتے ہی سرداران رستم کو قید سے رہا کیا سردار بھی لڑنے لگے مگر رستم نے سمنان کو گھیر کے
قاسم کی طرف کیا کہ یہ نامرد قاسم کے ہاتھ سے مارا جائے مگر بدیع الزمان نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم نے سمنان کو قاسم کے سامنے کیا بدیع الزمان نے گھوڑے کو کوڑا مارا
گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے سمنان کے پہونچا سمنان نے جو بدیع الزمان کو دیکھا تھم
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغہ طلسمی بصورت دیو بند دست زبردست
بدیع الزمان تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ کاٹا قاسم نے
جو دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان نے سمنان کو مار لیا جگرگاہ تک تلوار پہونچ چکی تھی کہ
قاسم نے آکر کمر پر ہاتھ مارا سمنان کے دو ٹکڑے ہوے قاسم نے کہا وہ مارا شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ مردہ کشی نہیں موقوف کرتے قاسم نے جھلا کر کہا کہ اگر میں نہ آتا
تو اُسنے خنجر کمر سے نکالا تھا خنجر پڑتا شکم چاک قصہ پاک ہوتا بدیع الزمان نے کہا آپ کی
عنایت قاسم کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کے شانے پر تلوار پڑی
بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سر قاسم کا زخمی ہوا علمشاہ نے
جو دور سے دیکھا کہ سر سے قاسم کے خون جاری ہے للکارا کہ او کشتی گیر تیری یہ کیا
حرکت تھی تونے کچھ قاسم کا پاس نہ کیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھ تیغہ کیہنان کا
مارا بدیع الزمان نے سر آگے کر دیا اور بہ آسانی جواب دیا کہ خوشا نصیب حضور کے
ہاتھ سے زخم کھاؤں سر سے بدیع الزمان کے خون جاری ہوا بدیع الزمان تو
عذر کر رہے ہیں علمشاہ جھلا کر فرماتے ہیں کہ قاسم تو آیا تھا تم کیوں آئے کہ پہلو سے
گرد اُڑی نقابدار پلنگینہ پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آیا مقابلے میں رستم کے پہونچا
کہا کیوں رستم یہ کیا حرکت تھی بس دشمنی دکھا چکے اُسنے تو سر جھکایا تمنے ہاتھ تلوار کا مار دیا
رستم نے کہا کہ کیا میں تمسے باہر ہوں یہ کہ کر ہاتھ تلوار کا مارا پلنگینہ پوش نے روک کر
بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سر رستم بھی زخمی ہوا اب تو قاسم اور زیادہ دلیر ہوے نقابدار
پر جا پڑے پلنگینہ پوش ہاں ہاں کرتا ہے مگر قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے

روک کر جو ہاتھ مارا سر قاسم کا جو پارہ ہوا اب بدیع الزمان و پلنگینہ پوش ایکطرف ہین ایک طرف قاسم و علمشاہ تلوارین کھینچے ہوے مگر پلنگینہ پوش منع کر رہا ہی کہ آپس کی تکرار بہتر نہین سمک نے جو یہ معرکہ دیکھا سوچا کہ اگر یہ چارون جوان لڑینگے تو کوئی بیکار ہو جائیگا صاحبقران کی طرف بھاگا اور ایکطرف سے سیارہ بھی چلا اور یہان صاحبقران کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین خواجہ سے فرما رہے ہین کہ ذرا جا کے خبر لاؤ یہ دونون جاہل گئے ہین ایسا نہ ہو آپس مین لڑنے لگین کہ سیارہ و سمک آ کے پہونچے عرض کی کہ ای شہریار جلدی چلیے ورنہ رستم و قاسم و بدیع الزمان سے اب ہاتھ اُٹھائیے ایک نقابدار پلنگینہ پوش طرفداری بدیع الزمان مین مصروف ہی رستم و قاسم ایک طرف ہین بدیع الزمان و پلنگینہ پوش ایک طرف مگر پلنگینہ پوش کی شوکت و لیاقت مثل حضور کے ہی سمجھا رہا ہی رستم نہین مانتے پلنگینہ پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوے ہین صاحبقران نے فوراً اشقر طلب کیا گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دور سے آ کے دیکھا کہ چارون جوان پھر مصروف جنگ ہوا چاہتے ہین مگر بدیع الزمان و قاسم و رستم زخمدار ہین پلنگینہ پوش صحیح و سالم ہی بہ فصاحت سمجھا رہا ہی کہ ای رستم اب قاسم کو لیجاؤ زیادہ تکرار نہ بڑھاؤ ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے مین ٹال رہا ہون صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای رستم و قاسم خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا پلنگینہ پوش نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا اُڑا کر نکل گیا چشم زدن مین آنکھون سے نابود ہوا صاحبقران نے آکر بدیع و قاسم کو جھڑکا قاسم نے چپکے سے کہا کہ قبلہ و کعبہ جہنم سے ڈرتا ہون ورنہ ہاتھ مڑوڑ کر تلوار آپکے ہاتھ سے چھین لیتا سب صاحبقرانی رکھی رہتی رستم نے کہا خاموش رہ وہ مؤید من اللہ ہین اُنپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا یہ کہکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بدیع الزمان اور قاسم کو ساتھ لیا چاہا رستم کو بھی ہمراہ لیبن رستم نے عرض کی جناب قبلہ و کعبہ ببر الشکر تباہ و برباد ہی مین سب کو جا کر ایک جگہ کرون سمنان نے ایسا شبخون مارا کہ سب لشکر جا کر دریا ہے کوہ مین چھپا اب مین جا کر سب کو ایک جگہ کرونگا

یہ کہکر رستم روانہ ہوے صاحبقران بدیع الزمان و قاسم کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے مگر
قاسم کو بڑا ملال ہی کہ دادا جان نے کلمات سخت کہے مین نے طرح دی اب مین لشکر مین
نہ رہونگا لشکر مین جو آئے یہی ذکر سرداروں سے کیا سردار انکے سب آتشخو و شعلہ مزاج
سب نے یہی صلاح دی کہ نکل چلیے لشکر مین رہنا بہتر نہین قاسم نے سیارہ سے صلاح کی
سیارہ نے جواب دیا کہ حضور بزرگون کی بات کا برا نہین مانتے قاسم نے سیارہ کو جھڑکیا
کہا کہ تم بے غیرت ہو ہم لشکر مین نہ رہینگے یہ کہکر بدیع الزمان کو رقعہ لکھا کہ اوکشتی گیر باپ
کے سامنے ٹسوے گھلاتا ہی اگر صحرا مین آتو احوال جرأت معلوم ہو یہ رقعہ بھیجکر قاسم شب کو
اکیلے لشکر سے نکلے جدھر ویرانہ دیکھا اُسی طرف چلے بدیع الزمان رقعہ دیکھکر پریشان ہوے
سوچے ایسا نہ ہو فرزند برادر کہین جاکر اپنے کو ضائع کرے اگر بن پڑے تو چلکر اُسکو پھیر لاؤن
یہ بھی شب کو نکلے تین پہر گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا دو شاہزادے
ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین چند مصاحب گرد شکار طائران پر ند ہو رہا ہی کہ صحرا سے
ایک شیر نکلا دھڑ و کہ مار کر طرف اُن شاہزادون کے چلا مصاحب سب بھاگے دور سے لینا لینا
کر رہے ہین وہ شیر حملہ کرکے چاہتا ہی ان دونون جوانون پر جا پڑے ان کہ اُن دونون نے
گھبرا کر کہا کہ ای نوجوان اس شیر صحرائی سے بچالے بدیع الزمان سینہ سپر کرکے بڑھے
شیر نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا دونون ہاتھ اٹھا کر مارے منظور تھا گوشت و پوست
نوچ لیجاؤن بدیع الزمان نے پیترہ بدلکر ہاتھ خالی دیے اور کلائیان شیر کی پکڑ لین ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا وہ دونون جوان دوڑ کر بدیع الزمان سے پٹ گئے
کہا ای جوان تو نے جان بخشی کی فرخار و معمار ہم دونون کے نام ہین یہانسے قریب قلعہ
ہی ہم دونون بھائی ملک سلطنت کرتے ہین ہم تمسے اقرار کرتے ہین جہانتک ہو سکیگا تم کو
راحت پہونچائینگے نام تمہارا کیا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ مین فرزند صاحبقران شاہزادہ
بدیع الزمان ہون بتلاش اپنے فرزند کے نکلا ہون مگر ابتک اُس سے ملاقات نہین ہوئی
دونون شاہزادے بدیع الزمان کو ساتھ لیکر اپنے ملک مین آئے کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوے دعوت و ضیافت بدیع الزمان مین مصروف ہوے طائفے عمدہ بلوائے

ناچ گانا ہونے لگا ایک نازنین نے بدیع الزمان سے آنکھ ملا کر یہ اشعار شروع کیے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی تمہارے کھینچی	فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

اس لطف سے یہ اشعار گا رہی ہی کہ سب اہل محفل متوجہ ہین فرخار و معمار نے توڑے روپون کے پہلو مین بدیع الزمان کے رکھ دیے ہین بدیع الزمان انعام دے رہے ہین رنگ محفل کا جما ہوا ہی رات بھر یہی جلسہ رہا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ایک نقابدار سیہ پوش تین لاکھ فوج سے آیا ہی بیرون قلعہ اُتر پڑا ہی کہتا ہی کہ فرخار و معمار نے بڑا غضب کیا کہ پسر حمزہ کی اطاعت کی میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای شاہزادو تم بھی باہر لشکر نکالو ساٹھ ستر ہزار فوج جو انکے ساتھ تھی سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے مقابلے مین نقابدار سیہ پوش کے اُترے نقابدار آمد بدیع الزمان دیکھکر جلگیا حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے بدیع الزمان کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو بدیع الزمان سوار ہوے میدان مین آئے اُدھر سے نقابدار آیا فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکھتے میدان تیار ہی نقابدار نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ فرزند صاحبقران کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو بدیع الزمان نے مرکب نکالا مقابلے مین نقابدار کے پہونچے اُسنے دیکھتے ہی نیزہ مارا بدیع الزمان نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اب نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے

دیکھا کہ جب مین لپٹ کر پیچ باندھتا ہون تو بدن سے نقابدار کے آگ نکلتی ہی تمام اعضا جلے جاتے ہین مگر بدیع الزمان ضبط کرکے لڑ رہے ہین زور دمبدم گھٹا جاتا ہی نقابدار زیادتی کر رہا ہی جہان پر بدیع الزمان پکڑ لاتے ہین نقابدار تڑپکر نکل جاتا ہی دونون شاہزادے دیکھ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار فرزند امیر کو اسکے ہاتھ سے بچانا ای پروردگار یہ ہمارا جہان عزیز ہی ایسا نہو کہ اسکے لیے کوئی آفت ہو یہ وہ جوان ہی کہ جسنے ملک سنجان کو ویران کیا گنجاب ایسے بادشاہ کو شکست دی ہر چند کہ گنجاب سات سو ملک کا مالک تھا ہفت صف آراستہ کی تھی مگر کچھ زور نہ چلا آج کیا معلوم ہی کہ نقابدار سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی ایسا نہو کوئی چشم زخم پہونچے تو ہی مددگار ہی نظم

گہے گدا گر و مسکین و مفلس و رنجور	گہے امیر و شہنشاہ و صاحب مقدور
نوشتہ نقشۂ دانش بہ صفحۂ ایجاد	بلوح جان و جگر نام نامیش مسطور
بمدح جود و کرم ذات پاک او ممدوح	بوصف رازقی و بندہ پروری مشہور
جہان بمنت و احسان لطف او ممنون	زمان بہ نعمت بے انتہاے او مشکور
زہے نصیب زہے افتخار تو ہندی	کہ پیش اہل نظر ہست نظم تو منظور

بدیع الزمان نقابدار سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہے ہین اس خرابی مین بدیع الزمان تین پہر کامل لڑے معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کسی نے خون جسم سے نکال لیا پہر دن رہے نقابدار لیکر دوڑا ہر چند بدیع الزمان چاہتے ہین رُکین مگر نہین رُک سکتے نقابدار دس قدم ریل کے لایا وہان پر آکر کہ بارا دونون گھٹنے بدیع الزمان کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے ہی زور مین بدیع الزمان کو اُٹھا لیا سر سے اُس افسر کو بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا بدیع الزمان ایسا جوان چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوا مشکین باندھ کرکے گیا شاہزادے روتے ہوے بیٹھے بدیع الزمان کے مرکب کو بھی ساتھ لے گیا بعد تھوڑی دیر کے ان شاہزادون نے دیکھا کہ نقابدار نے سر بدیع الزمان کا کاٹا لاشے کو گھوڑے پر کمندون سے باندھا اور ایک نامہ لکھ کر گھوڑے کے کان مین باندھا اور گھوڑے کو طرف صحرا کے روانہ کر دیا شاہزادے بارگاہ مین آکر بیٹھے

کہ نقابدار کا پیغام آیا کہ لات ومنات کو سجدہ کرو ورنہ مین آتا ہون سب کی مشکین باندھکر
لیجاؤنگا شاہزادون نے ناچار ہو کر اطاعت اختیار کی قلعے مین نقابدار آیا شاہزادون
پر قبضہ کیا تخت پر خود بیٹھا ایک عیار طرار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی وہان صاحبقران
غم مین بدیع الزمان اور قاسم کے تھے رات کو جو پلنگ پر لیٹے نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین
تڑپتے تڑپتے نیند آئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا
کہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار سیہ پوش نے قتل کیا اور لاشہ گھوڑے پر باندھ کر
طرف صحرا کے روانہ کیا یہان وہ شاہزادے دل وجان سے بدیع الزمان کے شریک
تھے جب قبضے مین نقابدار سیہ پوش کے آئے تخلیے مین آکر ایک عرضی صاحبقران کو
لکھی کہ ای شہریار اس طرح بدیع الزمان ہمارے ملک مین آئے ہاتھ سے نقابدار کے
سیار گلشن جنان ہوے وہ نقابدار ہمارے ملک پر اُترا ہی ہمنے ناچار ہو کر اطاعت کی
اگر نہ کرتے تو مارے جاتے ایک شاطر کو عرضی دی کہ جا کر صاحبقران کو یہ عرضی دینا یہان
صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھ کر روتے ہوے اُٹھے سردارون نے آکر حال پوچھا
امیر نے حال خواب بیان کیا سب سے زیادہ کرب بیقرار ہوے عرض کی غلام ڈھونڈھنے
جائیگا گھوڑے پر سوار ہو کے برا سے تلاش بدیع الزمان نکلے صحرا بن جبران پھر رہے
تھے کہ گرد اُڑی دیکھا کہ مرکب گلگون باختری خون مین نہایا ہوا لاشہ بدیع الزمان
پشت پر لدا ہوا یال کے بال کھلے ہوے جیسے زن سوگوار بال کھولتی ہی آنکھون سے
آنسو جاری سمون سے خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی کرب نے جو مرکب کو دیکھا اپنے کو گھوڑے
سے گرادیا لاشے سے لپٹ گئے روتے ہوے اُس مرکب کو لیکر سامنے صاحبقران کے
آئے جدھر سے مرکب کو لیکر نکلے کمیدان ورسالہ دار سر پیٹنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
یارو بدیع الزمان ایسے تھے کہ اس طرح مارے جاتے جنھون نے جنگ گنجاب کو فتح کیا
کرب غازی لاشہ ساتھ لیے ہوے بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران نے جو
لاشہ فرزند کا دیکھا خود اپنا دے مارا بادشاہ تخت سے گر پڑے تمام سردارون مین شور
گریہ وزاری بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا یارو میرے تو حواس درست نہین ہین لہذا

تم مین سے ایک شیر کو چاہتا ہون کہ تلاش مین نقابدار کی جائے یہ ذکر تھا کہ عیار شاہزادونکا
آکر پہونچا اُسنے عرضی امیر کو دی امیر نے عرضی پڑھی حال سے آگاہ ہوے فرمایا کہ قلعۂ معمار
و فرخار پر یہ معرکہ گذرا وہین وہ نقابدار اُترا ہی پھر دیکھا کہ گھوڑے کے کان مین ایک
نامہ بندھا ہی اُسکو کھولکر پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ یا صاحبقران آپکے ہاتھ سے میرا خاندان
برباد ہوا اب مین نے یہ قوت پیدا کی ہی کہ خروج کرکے آیا ہون اور اگر آپ اپنی بہتری
چاہتے ہین تو ملک باختر سے ہاتھ اُٹھائیے یا میرے مقابلے مین آئیے امیر نے یہ نامہ پڑھکر
سرداروں کو سُنایا فرمایا کہ تم مین سے کوئی جائے اُس سے بدلہ لے لندھور بن سعدان
کہ عاشق فرزندان امیر ہین ڈنگل سے کود ے جام پیا سپر و شمشیر اُٹھائی عرض کی کہ
غلام جائیگا امیر نے فرمایا کہ ای دارائے ہند یہ مقدمہ سحر معلوم ہوتا ہی مین حرز ہیکل
تمکو پہنائے دیتا ہون شاید مقدمہ سحر ہو تو تمپر تاثیر نہ ہو یہ کہکر حرز ہیکل لندھور کو پہنائی
لندھور فوراً سوار ہوے فرہاد خان یکضربی وارشیون پریزاد یہ دونون فرزند
بھی ساتھ ہین اور سرداروں نے قصد کیا لندھور نے سب کو منع کیا فقط ساٹھ ہزار
فوج ساتھ لی داراب کلیبر گی عیار ساتھ ہی لندھور طرف قلعے کے روانہ ہوے یہان
نقابدار سیہ پوش قلعے سے باہر نکلتا ہی انتظار کیا کرتا ہی کہ مین نے اتنا بڑا کار نمایان کیا
مگر مقام تعجب ہی کہ حمزہ نے کسی کو مقابلے مین نہین بھیجا اب مین خود بمقابلۂ حمزہ جاؤنگا
سب کی مشکین باندھونگا جیسا اُنھون نے میرے بزرگونکا ملک تباہ کیا باختر اُن سے
چھین لونگا کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا یہ باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا لندھور
بن سعدان جانشین صاحبقران مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچے سامنے قلعے کے آکر
اُترے نقابدار لندھور کو دیکھکر پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لندھور نے داراب کو
حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ بارگاہ مین نقابدار کی کیا رنگ ہی داراب صورت بدلکر
چلا بارگاہ مین نقابدار کی آیا دیکھا سامنے تخت کے ایک طشت رکھا ہی اُسمین ایک سر رکھا ہی
داراب نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ یہ طشت مین سر کسکا ہی وہ خدمتگار حیلہ کرکے ہٹا
نقابدار کے سر پہ جو عیار کھڑا ہی اور مگس رانی کر رہا ہی خدمتگار نے جاکر کہا کہ فلان

خدمتگار جو کھڑا ہے وہ پوچھتا ہے کہ یہ طشت مین کسکا سر ہے عیار کتر اکر پشت داراب پر آیا اور
حلقہ کمند مارا داراب نے ہنستے ہنستے خنجر مارا کہ ران عیار کی زخمی ہوئی چاہا کہ بھاگ کے
نکلجاؤن چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ داراب کو پکڑ لیا نقابدار نے عیار سے
کہا کہ اسکا سر کاٹ لے عیار نے کہا کہ اگر یہ صاحب غیرت ہوگا تو خود جان دیدیگا یہ کہکر
عیار نے داراب کے کان کاٹ لیے اور رہا کر دیا اور کہا جا نکل جا خبردار اب کبھی یہان
نہ آنا داراب کان کٹنے پر روتا ہوا نکلا اُسی حال سے سامنے لندھور کے آیا لندھور نے
دیکھا کہ داراب دریاے خون مین نہایا ہوا آیا پوچھا کیون برادر خیر تو ہے داراب نے
تمام حال بیان کیا اور کہا کہ حضور اب مین رخصت ہوتا ہون میرا بیٹا جو ہے الیاس اُسکو
میرا عہدہ مرحمت فرمائیے گا یہ کہکر داراب نے الیاس کو بلوایا اپنے سامنے خلعت
دلوایا جب بیٹا خلعت پہن چکا تو داراب نے خنجر کمر سے کھینچکر اپنے شکم مین مار لیا اسطرح
سے داراب نے جان دی لندھور کو بڑا غم ہوا الیاس باپ کی لاش پر چیخین مار مار کے
رویا لندھور نے بڑے دھوم سے جنازہ داراب کا اُٹھوایا یہ حال نقابدار نے سُنا
مگر الیاس ہندی اپنے باپ کے غم مین لباس سیہ پہنے ہوے صورت بدلکر دربار مین
نقابدار کے آیا اُسیطرح ایک سر طشت مین رکھا دیکھا خدمتگار سے پوچھا خدمتگار نے
کہا کہ مین بتائے دیتا ہون چاہا کہ جاکر عیار سے خبر کرون جیسے ہی خدمتگار چلا الیاس فوراً
سمجھ گیا ہوشیار ہو کر کھڑا ہوا خدمتگار نے جاکر عیار سے اطلاع کی عیار کتراتا ہوا چلا
الیاس دیکھ رہا ہے جیسے ہی اُسنے آکر حلقہ ہاے کمند مارے الیاس بیٹھ گیا برابر اور
ایک بیک بچہ کھڑا تھا اُسکے گلے مین حلقہ ہاے کمند پڑے وہ عیار گرا الیاس نے ایک خنجر
اُسکو مارا اور ایک خنجر عیار کو مارا عیار کا سر زخمی ہوا عیار چرخ کھا کر گرا نقابدار نے جو
دیکھا کہ میرے عیار کو مارے ہوے جاتا ہے اور الیاس بھی یہ سمجھا کہ مین نے اسکو مار لیا اور
عیار زخمی ہو کر گرا تھا آنکھ ملا کر نقابدار سے الیاس نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے خون کا
بدلہ لیا یہ کہکر لڑتا ہوا بھاگا نقابدار گینڈے پر سوار ہوا تعاقب مین الیاس کے چلا
اب وہ وقت ہے کہ لندھور اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین داراب ہی کا ذکر ہو رہا ہے لندھور

فرماتے ہین کہ بخدا مجکو اسقدر داراب کا قلق ہو کہ اگر میرا بیٹا مارا جاتا تو ایسی قدر صدمہ ہوتا سردار عرض کر رہے ہین کہ حضور داراب آپکا رفیق قدیم تھا کیونکر اُسکا صدمہ ہو مگر قضا اُسکی اسی طرح تھی اس سے سب مجبور و ناچار ہین لندھور داراب کو یاد کرکے رو رہے ہین کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا دیکھا کہ الیاس ہندی بھاگا ہوا آیا زیر دنگل لندھور چھپا کہ پھر پردہ بارگاہ کا اُٹھا لندھور نے دیکھا کہ نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش بارگاہ لندھور مین آیا مثل کافرونکے صاحب سلامت کی لندھور نے جواب نہ دیا نقابدار نے کھڑے کھڑے کہا کہ ای داراے ہند تمھارا عیار میرے عیار کو مار کر آیا ہی لہذا اُسے میرے حوالے کر دو لندھور نے کہا کہ ای نقابدار انصاف تو کر کہ ابھی ایک ہی دن گذرا ہو کہ الیاس کے باپ کو اس ذلت سے تیرے عیار نے کان کاٹ کر بھیجا کہ اُس غیرت دار نے اپنی جان دی عیارون کے مقدمے مین ہمکو تمکو کیا دخل ہی تم کیون دوڑے آئے یہ کہکر دنگل بیٹھنے کو دیا جب نقابدار بیٹھ چکا تو لندھور نے کہا ای بہادر مین تیری صورت کا مشتاق ہون کہ تونے بدیع الزمان کو کس خطا پر مارا نقابدار نے کہا مین نے زہر کیا قتل کر ڈالا میرا خانمان صاحبقران کے ہاتھ سے تباہ ہوا ہین نے بھی اُسکا بدلہ لیا کہ ایک داغ تو دل پر صاحبقران کے پڑے اب پھر یہ حرکت کرونگا جو میرے قبضے مین آیگا اُسے قتل کر ڈالونگا لندھور نے کہا کہ نقاب چہرے سے اُلٹو کہ ہم تمھاری صورت دیکھین تمھارے قول کی تصدیق ہو کہ یہ کس ملک کا معرکہ ہی ہم ہر مقام پر موجود رہے کل معرکے دیکھے سب جگہہ کے حال سے آگاہ ہین یہ سُنکر نقابدار نے نقاب چہرے سے اُلٹی لندھور نے دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی قوی تن قوی من ہی لندھور نے کہا کہ ای پہلوان مین نے تجھے نہین پہچانا تیرے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون نقابدار نے کہا کہ میرا نام فرزیل بن قرامر بن قارن عدی ہی میرے باپ نے صاحبقران کو عقابین پر کھینچا تھا تو مینے صاحبقران قید رہے میرے دادا اور باپ ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے اب مین نے فنون پہلوانی حاصل کیے خروج کرکے نکلا ہون اپنے بزرگون کے خون کا بدلہ لونگا تنہا نہین ہون

بادشاہ مغرب سا تخمہ ہو ہیکلان مغربی کہ بیٹا اسکا بھی ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا
وہ مارا مارا پھرتا تھا مین نے اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہو اب ہم دونون دعوی جا نختر
کرکے نکلے ہین اب ہین جا کر طبل جنگی بجواتا ہون کل سر میدان مقابلہ ہوگا لندھور
یہ باتین سنکر فرزہ ئیل کی حیران ہو گئے فرزہ ئیل لندھور سے رخصت ہوا راہ مین ہرکار
نے خبر دی کہ آپ کا عیار زخمی ہوا ہو مارا نہین گیا فرزہ ئیل بہت خوش ہوا پلٹ کے
اپنی بارگاہ مین آیا آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے خبر لندھور کو دی لندھور
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات لو
اسی سامان مین گذری جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے بموجب قاعدہ
[illegible] صفین بندھین جب نقیب نقابت کر چکے نقارہ بدارا نے گینڈا نکالا نعرہ کیا کہ جسکو
تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لندھور کا بیٹا فرہاد خان یکفربی گینڈا چمکا کر آیا لندھور نے
اجازت دی مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ای فرزند بدیع الزمان کا سانحہ
سُن چکے ہو بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا فرہاد خان نے عرض کی اقبال حضور کا یاور ہو
یہ کہکے فرہاد خان چوبدست ہلاتا ہوا سامنے فرزہ ئیل کے آیا فرزہ ئیل نے گرز اٹھایا
خبردار خبردار کہکے ایک گرز مارا فرہاد خان نے چوبدست کو چہرے کی پناہ کیا مگر
فرہاد خان کا ہاتھ کانپا چوبدست ہاتھ سے چھوٹی سر پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے
کا پھٹا مگر گرز فرزہ ئیل کا کاندھے پر فرہاد خان کے پڑا کہ شانہ فرہاد کا اُتر گیا فرہاد
گینڈے سے گرا فرزہ ئیل نے کود کر مشکین باندھ لین ہرچند پہلوانون نے آواز
دی کہ ای فرزہ ئیل یہ کیا کرتا ہو کوئی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہو مگر فرزہ ئیل نے کچھ خیال
نہ کیا فرہاد خان کو باندھ کر لے گیا طبل بازگشت بجوا دیا لندھور رنجیدہ ملٹے لیکن
بارگاہ مین آکر بیٹھے سرداروں سے صلاح کی کہ یہ جنگ بدون صاحبقران نہ فتح
ہوگی فرہاد خان پر یہ معرکہ گذرا ہین بدیع الزمان سے نہ یادہ زبردست نہین
ہون سب نے کہا بہت مناسب ہو ایک عرضی صاحبقران کو لکھی مضمون یہ تھا
کہ ای شہریار یہ غلام مقابلہ فرزہ ئیل مین پہونچا فرہاد خان پر یہ معرکہ گذرا اب کل غلام

سے معرکہ ہو امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے حضور کے سامنے غلام کا خاتمہ ہو مین ضرور
مقابلہ کرونگا آیندہ جو منظور پروردگار ہو یہ عرضی لکھکر روانہ کی شاگرد الیاس نے آکر
عرضی صاحبقران کو دی یہان طبل جنگی بج چکے ہین امیر نے خواجہ سے فرمایا کہ اے
خواجہ لندھور کو نہایت یاس ہی کبھی ایسا کلمہ نہین لکھا فوج اسنیار کی کرو ہم خود ہی
جاوینگے یہ فرماکر مقبل کو ہمراہ لیا بہرام کے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے خواجہ عمرو کو
ہمراہ لیکر طرف لندھور کے روانہ ہوے یہان طبل جنگی بجکر وقت صبح دونون لشکر
میدان مین آچکے تھے فرزیل نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ اے لندھور اب تم میرے
مقابلے مین آؤ لندھور نے ہاتھی نکالا اگر فیل ہیمونہ بیمار تھا اور فیل مست پہ سوار
ہوکر لندھور آئے فرزیل نے نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہرچند لندھور چاہتے ہین
کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین ہوتا فرزیل و لندھور دونون آپس مین لڑ رہے ہین
فرزیل نے ایک مقام پر جھٹکا دیکر نیزہ لندھور کا توڑ ڈالا لندھور نے شرمندہ
ہوکر تیغہ کھینچا ہاتھ تلوار کا مارا فرزیل نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لندھور
نے ضبط کیا مگر فرزیل لندھور کو کھینچکر زمین پر لایا دونون مین کشتی ہونے لگی
جب لندھور دیکھتے ہین کہ زور کمی کرتا ہو حرز ہیکل پہ ہاتھ پھیرتے ہین پھر لڑنے
لگتے ہین پہر دن پچھلا باقی تھا لندھور اپنی جان سے بیزار ہین کچھ بن نہین پڑتا کہ
کیا کرون سب فن صرف کیے مگر کوئی فن کام نہین آتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ
صاحبقران مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچے لندھور صاحبقران کو دیکھکر نہایت
شگفتہ ہوگئے چک چک کے لڑنے لگے مگر فرزیل پر قبضہ نہین ہوتا صاحبقران
بھی ایک طرف آکر ٹھہرے تماشہ دیکھا کیے مگر دیکھ رہے ہین کہ لندھور بہت عاجز
ہو رہے ہین مگر لڑ رہے ہین کہ چار پہر دن تمام ہوا آفتاب بھی با رنگ زرد لرزان
و ترسان آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا فرزیل روک کر لندھور کو کھڑا ہوا کہا اے
دارائے ہند مقام افسوس ہی کہ تم دن بھر مجھسے خوب لڑے اب کل مقابلہ کرونگا

ہرچند کہ لندھور کا طریقہ نہ تھا کہ مقابلے سے پلٹیں گر کہنا اسکا غنیمت ہوگیا فوراً ہاتھ
چھوڑ دیا کہا جو تمھاری خوشی فرزیل اُدھر ہاٹا لندھور خدمت صاحبقران مین آئے
صاحبقران نے پوچھا اے وارا سے ہندا اسکو کیسا پایا لندھور نے عرض کی حضور
بڑا زبردست ہی مین نے ہرچند چاہا نہ بر کرون مگر ممکن نہ ہوا اب سرکار ملاحظہ فرمائینگے
مین چاہتا ہون کہ کل حضور کے سامنے مقابلہ ہو سرکار بھی ملاحظہ کرین امیر باتوقیر
نے فرمایا یہ تو ظاہر ہوگیا کہ مقدمہ سحر و ساحری ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو تم چار پہر مین زیر
کر لیتے لندھور نے کہا حضور جب اس سے مقابلہ کیا تھا تو دل پر خوف و بیم تھا یہ ڈر
معلوم ہوتا تھا کہ چیخ مار کر کہین بھاگ جاؤن مگر اس سے مقابلہ نہ کرون خدا نے
آبرو رکھی حضور نے حرز ہیکل پہنا دی تھی اسیوجہ سے غلام بچا کیا تعجب ہی کہ اب
بدیع الزمان سے بھی ملاقات ہو لاشہ تو اس بے حیا نے گھوڑے پر لاد کے
بھیجا لیکن سر زیر تخت رکھا ہوا ہی ہم کیونکر عرض کرین بیشک اُسنے بدیع الزمان
کو کشتہ سحر کیا امیر نے کہا اے لندھور خدا تمکو سچا کرے کہ بدیع الزمان سے پھر
ملاقات ہو سب سردار دعائین مانگنے لگے مگر فرزیل نے جا کر ہیکلان عاد مغربی
سے صلاح کی سب نے کہا اے فرزیل صاحبقران ہمہ دان و ہمہ گیر ہین ایسا نہو
کہ تمھارے اُنکے مقابلہ پڑے تو باعث خرابی ہو ابھی دو چار روز توقف کرو بعد
اِسکے دیکھا جائیگا مگر امیر نے جب شام ہوئی اور صدا سے طبل جنگی نہ آئی خواجہ
سے فرمایا کہ خواجہ جا کر لشکر فرزیل کی خبر تو لاؤ الیاس نے کہا اُستاد مین بھی ساتھ
چلونگا خواجہ صورت تبدیل کر کے نکلے الیاس بھی ساتھ ہوا جب لشکر کے قریب
آئے تو فرمایا اے فرزند مجھسے الگ جاؤ تم جا کر فرہاد خان کو رہا کرو مین فرزیل کی
فکر مین جاتا ہون الیاس نے کہا بہت مناسب ہی خواجہ ایک طرف چلے الیاس
طرف قیدخانۂ فرہاد کے چلا سامنے قیدخانے کے آکر پہونچا دیکھا چند نگہبان
بیٹھے ہین کچھ آپس مین چرچا ہو رہا ہی یہی ذکر ہی کہ دیکھے صاحبقران سے کیسی گذرتی
ہی الیاس نے کنارے سے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گھڑا شراب کا

لیا انھین بیہوشی ملائی بڑے گاتا ہوا چلا نگہبانون نے دور سے دیکھا کہ ایک کلوار
نشے مین شراب کے جھومتا ہوا آتا ہی جا بجا بیٹھ جاتا ہی گھڑا رکھکر شراب انڈیلتا ہی
کچھ گراتا ہی اور کچھ پیتا ہی نگہبانون نے صلاح کی کہ چلکر اسکو باتون مین لگاؤ اور
پھر اسکے سر سے گھڑا لیکر بھاگو یہ صلاح کرکے چند کس چلے یہان کلوار نے گھڑا ایک
مقام پر رکھا اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر گا رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی
حلال ہی کہ اتنے ایک شخص نے آکر باتون مین لگایا اور دوسرا شخص گھڑا لیکر بھاگا کلوار
اٹھکر دوڑا بیہوشی نے تمانچہ مارا گر کر بیہوش ہوگیا سبھون نے وہ شراب لیکر پی
پیتے ہی سب بیہوش ہوے الیاس اندر خیمے کے آیا فرہاد خان کو قید مین دیکھا
قید کاٹی عطر بیہوشی سنگھا کر فرہاد خان کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
قضائے کار مقیما سے سگ دندان عیار فرزیل طلایہ پھر رہا تھا اسنے دور سے
دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی ای جانے والے
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا الیاس ایک طرف بھاگا مقیما اکیلا دوڑا صحرا مین آکر الیاس
کو گھیرا الیاس اور مقیما سے نیمچہ چلنے لگا مگر الیاس اس زور و شور سے لڑ رہا ہی
کہ نہ پشتارہ چھوڑتا ہی اور نہ بھاگتا ہی ایک مقام پر الیاس نے کہا ای مقیما دیکھ
تیری پشت پر کون ہی مقیما پلٹا الیاس نے بیٹھکر ایک ہاتھ مارا کہ دونون پانون
مقیما کے اڑ گئے مقیما زمین پہ گرا تڑپ تڑپ کر آواز دینے لگا کہ ای الیاس ایک
ہاتھ اور مار دے مگر خواجہ عمر و نقب دیکر بارگاہ سیاہ پوش مین پہونچے چاہا کہ
بیہوش کرون مگر نقابدار سیاہ پوش بیدار تھا للکارا کہ ارے تو کون ہی خواجہ
بھاگے نقابدار اٹھا باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوا تعاقب مین خواجہ کے چلا
اس مقام پر خواجہ پہونچے کہ جہان مقیما تڑپ رہا تھا خواجہ کو دیکھکر چلایا کہ
ارے جانے والے مین عجب مصیبت مین ہون میرے پانون کاٹ کر الیاس
نکل گیا تو ایک نیمچہ مار دے کہ میری مشکل آسان ہو خواجہ نے ہلکا سا نیمچہ مار دیا
کہ سر بھی مقیما کا دو پارہ ہوا اور زیادہ تڑپنے لگا کہ فرزیل آکر پہونچا مقیما نے

پکارکر آواز دی کہ ای کرگدن سوار میری مشکل آسان کہ میرا سر بھی زخمی ہی اور پانون بھی میرے کٹ گئے ہین اب میرا سر کاٹ لے کہ مشکل میری آسان ہو فرزیل نے جو اپنے عیار کو اس حال مین دیکھا اور زیادہ غصہ آیا تھا تب مین عمرو کے چلا گینڈے کو گیک مارتا ہوا خواجہ قریب ایک کوہ کے آکر پہونچے جب کسی طرف راستہ نہ پایا تو پہاڑ پر چڑھ گئے فرزیل بھی آکر پہونچا فرزیل نے پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے تو نے میرے عیار کو مارا ہی کیا مین اب تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا یہ کہکے گینڈے سے اُترا تیغہ ہاتھ مین لیا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا خواجہ نے للکارا کہ او فرزیل کیون شامت آئی ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا تیرا قاتل آچکا ہی صاحبقران کے ہاتھ سے تو واصل جہنم ہوگا لیکن فرزیل کب مانتا ہی گھاٹیان طی کر رہا ہی جب دو چار گھاٹیان طی کرچکا تو خواجہ نے تاک کر پتھر مارا وہ پتھر مشت پر پڑا کہ ہاتھ سے فرزیل کے تلوار چھوٹی فرزیل چوٹ کھاکر گرا پہاڑ سے مثل گیند کے ڈھلکتا ہوا چلا خواجہ نے دوسرا پتھر مارا جو پتھر پڑتا ہی وہ پشت فرزیل پر پڑتا ہی خواجہ نے اِتنے پتھر مارے کہ فرزیل زیر کوہ گرکر بیہوش ہوا خواجہ بہ اطمینان کوہ سے اُترے فرزیل کا پشتارہ باندھا لیکے چلے راہ مین الیاس ہندی سے ملاقات ہوئی دیکھا کہ فرہاد خان کا پشتارہ لیے ہوے جاتا ہی خواجہ نے پکارا کہ ای فرزند کیا کیا الیاس نے کہا اُستاد باپ کے خون کا بدلہ لیا اور فرہاد خان کو لے آیا عمرو نے کہا مین فرزیل کو لایا دونون آپس مین باتین کرتے ہوے لشکر امیر مین آئے صاحبقران شب بھر منتظر رہے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ و الیاس ہندی آتے ہین مگر دونون پشتارہ بدوش ہین صاحبقران زمان کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جلد دونون کو لاؤ دونون عیار حاضر خدمت صاحبقران ہوے خواجہ نے پشتارہ فرزیل کا سامنے ڈالدیا امیر نے اُسکو ونگل پر بٹھا کے ہوشیار کیا فرزیل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا دیکھا کہ لندھور بیٹھے ہین فرہاد خان کو دیکھا کہ الیاس نے ہوشیار کیا یہ دست بستہ سامنے صاحبقران کے حاضر ہین امیر نے فرمایا ای فرزیل تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تو گرفتار ہوکر آیا اب تو

شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فرزیل حالات مزاج صاحبقران سے بخوبی واقف
ہی جواب دیا کہ حضور نے مجھکو بہ مردی میدان مین نہین زیر کیا آپ کیا سمجھ کے برا ے
اطاعت ارشاد فرماتے ہین میرے دل مین حوصلہ ہی کہ سر میدان آپ سے مقابلہ کرین
اگر آپ زیر کرین تو اطاعت کرون اور اگر مین غالب آیا تو مجھکو اختیار ہی صاحبقران
نے یہ سنکر خلعت اور سلاح جنگ سے فرزیل کو خلع کیا فرمایا کہ اب جاکر طبل جنگی بجواؤ
سر میدان کا بھی حوصلہ نہ رہجاے فرزیل نے کہا ہو شہریار میرے عیار کو آپ کے عیار
نے مارا مجھکو بڑا قلق ہی کہ اُسنے تڑپ تڑپ کے جان دی الیاس نے اُسکے پانوٴن
کاٹے خواجہ نے سر اُسکا زخمی کیا وہ تڑپ تڑپ کے کہتا تھا کہ میرا سر کاٹ لے کوئی
اُسکے قریب نہ جاتا تھا اپنے عیار کا بھی بدلہ لونگا خواجہ میرے لشکر مین نہ آئین ورنہ
مارے جائینگے اگر مین خواجہ کو پاگیا تو فوراً قتل کرونگا ہیکلان عاد مغربی میرے
لشکر کا بادشاہ ہی اُسکی جرأت سے بھی آپ آگاہ ہونگے امیر نے فرمایا سب کا حال سر
میدان کھلجائیگا پھر اُسنے کہا خواجہ نے ایسے تیر مجھکو مارے ہین کہ تمام جسم مین درد ہی
بعد دو روز کے حضور سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا اختیار ہی جسوقت تم
طبل جنگی بجواؤگے اُسیوقت ہم بھی جواب دینگے پیش دستی ہمارا دستور نہین ہی بعد
طول کلام فرزیل صاحبقران سے رخصت ہو اگینڈے پر سوار ہو کے لشکر مین
آیا خبر سُنی کہ مقیجا نے جان دی لاش اُسکی اٹھوائی صحرا مین جاکر لاشہ جلوایا پلٹ کر
آیا جسم کو اپنے سکوانے لگا کہنے لگا بعد دو دن کے صاحبقران سے مقابلہ کرونگا
اسی مقابلے پر خاتمہ ہی مگر اب حال بدیع الزمان تحریر کرنا منظور ہی معرکہ یہ ہی کہ ایک
ساحرہ ہی کہ نام اُسکا زمزمہ جادو ہی وہ فرزیل سے ملوث ہی اُسنے زمزمہ سے اپنی
تباہی کا حال بیان کیا کہ میرے بزرگ ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے تمام
ملک و مال پر قبضہ کیا ہرچند کہ مین نے فنون سپاہ گری حاصل کیے مگر صاحبقران سے
خوف کرتا ہون زمزمہ جادو نے ایک زرہ اُسکو پہنادی اور کہا تو جس سے مقابلہ
کریگا اُسپر غالب آئیگا اِس بھروسے پر فرزیل نکلا بدیع الزمان کو بہ زور سحر گرفتار کرلایا

ارادہ کیا کہ نقش کردن زمزمہ نے منع کیا کہا ای فرزیل اسکے خون کے دعویدار بہت ہین
جب حمزہ کو قتل کر لینا تب بدیع الزمان کو قتل کرنا قید بدیع الزمان مجھے دیدو مین
لیجا کر معنبر کوہ پر قید کرون وہان سے پلٹ کر آؤنگی حمزہ کو تیرے ہاتھ سے زیر کراؤنگی
فرزیل اسپر راضی ہوا زمزمہ جادو قید بدیع الزمان لیکر معنبر کوہ پر آئی اور ایک
قفس مین بند کیا ایک غار مین قید اُتارہ دی قضاے کار شاہزادہ سکندر فرخ لقا
ایک جوان ہی کہ معنبر کوہ کا بادشاہ تھا جب معنبر کوہ پر فرزیل نے قبضہ کیا تب
سکندرہ کو گرفتار کیا فرزیل کا ارادہ ہوا کہ اسکو قتل کرون زمزمہ سکندر پر عاشق
ہوئی کہا کہ ای فرزیل اسکو رہا کر دے تنخواہ مقرر کر کہ فوج پر جمع نہ کرنے پائے اسکا ہمیشہ
خیال رہے جب سکندر رہا ہوا اور اپنے مکان مین آکر بیٹھا تو زمزمہ جادو آئی کہا
ای سکندر میرا وصل قبول کر تیری سلطنت تجھکو ملیگی فرزیل کو نکالدونگی تیرا مرتبہ
بڑھاؤنگی سکندرہ نے قبول نہ کیا زمزمہ جادو کبھی کبھی دیکھنے سکندر کو آتی ہی غرض
یہانتک کہ اُس ملک پر پہونچا اور زمزمہ نے سحر کر کے بدیع الزمان کو گرفتار کرایا
اور قید لیکر معنبر کوہ پر آئی چونکہ سکندر پر مائل ہی رات کو پھر پہونچی کہا ای سکندر
دیکھ مین نے یہ رتبہ فرزیل کا بڑھایا کہ بدیع الزمان ایسے جوان کو ہاتھ سے فرزیل
کے گرفتار کرایا آج چلکر قید بدیع الزمان دیکھ ہم تو بیٹھکر میخواری کرین بسر حمزہ کو
جلائین اگر میرا وصل اختیار کرے گا تو یہی مرتبہ تیرا بھی ہوگا کہ پہلوانان عالم تیرے
ہاتھ سے زیر ہونگے سکندر نام بدیع الزمان سنکر بیقرار ہوگیا کہا تو چلکر اول جلسہ
آراستہ کر مین بھی آتا ہون زمزمہ خوشی خوشی روانہ ہوئی زیر کوہ آئی فرش وغیرہ
آراستہ کیا سکندر بھی رات کو آیا جب سکندرہ آکے بیٹھا تو زمزمہ بہت خوش ہوئی
سکندرہ نے حکم دیا کہ اُس قیدی کو نکالو کہ مین بھی اُس قیدی کو دیکھون زمزمہ جادو
نے بدیع الزمان کو غار سے نکالا گر سحر مین زمزمہ کے بتلا ہین سکندر صورت
زیباے بدیع الزمان دیکھکر دل وجان سے عاشق ہوا افسوس کرنے لگا کہ ای
سکندر مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان خوشرو و خوشخو صاحب شوکت ولیاقت قتل ہو

اِس حرامزادی نے رنوبل فرزیل کے ہاتھ سے گرفتار کرایا اِسکو کسی طور سے رہا کرون یہ سوچکر زمزمہ کو شراب پلانے لگا اِسقدر شراب پلائی کہ زمزمہ مبہوت ہوئی سکندر نے ہاتھ پکڑا کہ چھپر کھٹ پر چل تو مین وصل کرون زمزمہ جو نشے مین اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی سکندر نے خنجر کمر سے کھینچا چھاتی پر چڑھ کے زمزمہ کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا سکندر اُس اندھیرے مین گھبراتا تھا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین زمزمہ جادو بو مرنے سے زمزمہ کے بدیع الزمان کو ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک ساحرہ کا خاک و خون مین غلطان ہے اور ایک شاہزادہ والاقدر سامنے کھڑا ہے بدیع الزمان کو قفس سے سکندر نے نکالا قدمون پر گرا عرض کی کہ اے شہریار پنج آپ کے دشمن کو مارا آپ زیر ہونیکا رنج نہ کیجیے سحر سے اِس ملعونہ کے زیر ہوے اب چلکر شہر پر قبضہ کیجیے غلام کے بزرگون کی سلطنت ہے زمزمہ نے سحر کر کے میرے باپ کو قید کیا اور مجھکو بھی پکڑ لیا تھا مگر مجھپر عاشق تھی اِسی بہانہ سے مین نے اُسکو قتل کیا بدیع الزمان نے سکندر کو گلے سے لگایا فرمایا کہ تم ہمارے جان بخش ہو اب تمکو بادشاہ کر کے لے چلین گے یہ وعدہ کر کے سکندر کو ساتھ لیے ہوے معنبر کوہ مین آئے اہالی معنبر کوہ سکندر کے خواہان تھے سب نے اطاعت کی بدیع الزمان نے سکندر کو تخت پر بٹھایا سب اہل شہر مسلمان ہوے سکندر نے جلسہ آراستہ کیا چہار طرف روشنی کرائی عمدہ عمدہ طائفے بلائے ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ سامنے بدیع الزمان کے گانے لگی

نظم

رسائی ہو متاع حسن تک کب دست دشمن کو | نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت مہ کی خرمن کو
تصدق کر کے سیلیے دیکھا جو اپنے روے روشن کو | چراغ آفتاب اُسنے بنایا ظرف روغن کو
یہان کیا ہو جو چھپا سے ہر تو اے برق دامن کو | اگر چاہے ہے اُٹھوا بیجا سے چھوٹی میرے خرمن کو
کرے تیر سے مسی آلودہ ہے ہونٹونکی ثنا خوانی | خدا نے اسلیے اتنی زبانین دی ہین سوسن کو
اگر اُسکی جگہ پر ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہوتا | بہ حسرت دیکھتے ہین ہم درِ جانانہ کے روزن کو
ظہور حسن گر چاہت نہ عاشق کو حُر لایا کر | چھپا دیتا ہے بادل دیکھ مہرو ماہ روشن کو

موافق حوصلے کے سمجھے ہین سب رتبہ جانان
برنگ زخم بیدردی سے تو خندان ہوای غافل
بنادے شیشۂ مُواُسکو بھی آتے ہی متوالا
نہین تاب سخن آگے مسی آلودہ ہونٹون کے
سمائے گو نہ ہم اُسکی نظر مین ایکدن لیکن
خمارہ اِکدن نہ ٹوٹا جز سبو ای چرخ مینائی
گریبان چاک ہین ابتک سُنا تھا میرا اک نالہ
بھلا غیر از غزل خوانی ہو تجھسے کام کیا ناسخ

کو ذرے جانتے ہین مشرق خورشید روزن کو
ہمارے زخم نے پُرخون کیا ہی چشم سوزن کو
جو پھینکے میکدے مین محتسب سنگ فلاخن کو
زبانین ہی زبانین گرچہ دین خالق نے سوسن کو
غبار اپنا پس از مردن ہی سرمہ چشم دشمن کو
بجائے جام پیمانہ گردش رہی سنگ فلاخن کو
ہمسی مین گل اُڑا دیتے ہین بلبل تیرے شیون کو
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوا زن کو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط قایم رہا صبح کو بدیع الزمان نے سکندر کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار فوج جمع ہوئی اپنے چہرے پر نقاب ڈالی طرف فرزیل کے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان فرزیل نے بعد کئی دن کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو خبر ہوئی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ نقابدار زرین پوش کاشانۂ مشرق سے نکلا توسن فلک پر سوار ہوا اور نقاب چہرۂ زیبا سے اُلٹی تمام عالم نورانی اور منور ہوا فرزیل بصد شوکت سوار ہوا ہیکلان عاد و مغربی بصد صولت تخت پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا اُسوقت صاحبقران بھی لشکر کو ساتھ لیکر آئے فرزیل کو انتہا کا خیال ہی کہ آج حمزہ سے مقابلہ ہی دیکھون کیا ہو اگر حمزہ پر غالب آیا تو گویا تمام عالم کو زیر کیا مگر کیا وجہ ہوئی کہ زمزمہ نہین آئی صفین آراستہ ہوئین نقیب میدان مین آئے اور گویون کے لڑکے لٹ پٹے پیچ بندھے ہوے سرود ہاتھ مین میدانمین آئے سرود چھیڑے اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
اِس چمن کی ہواے بھمن ودی
خاک جب ہوگئے قد رعنا

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
آستین زن چراغ عقل یہ ہی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب بیٹھے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوئے خاک صاحب کاکل — تب نظر آیا گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتیِ عالم — ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر — خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اِسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اِسطرحکے نقیبون نے اشعار پڑھے کہ بہادر رجوع ہونے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ پس جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعظم حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے روانہ سوے عدم ہوگئے جنکے نام کا کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا کوئی نام بھی نہین لیتا کہ دارا و کیقباد و جمشید جم صاحبان شوکت و حشم کہان جا کر چھپے مگر فرزیل نے جو دیکھا کہ میدان مین سناٹا ہو گیا گینڈے اژدہا یا ہیکلان عاد و مغربی سے اجازت لی میدان کارزار مین آیا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ فرزیل پکارے تو مین جاؤن مگر خواجہ عمرو فرماتے ہین کہ اے شہریار نہین معلوم آج کیا سبب ہی کہ فرزیل کے منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ جس ساحرہ کے یہ قبضے مین تھا اُسپر کوئی افتاد پڑی چہرہ اُداس چہار جانب دیکھ رہا ہی یا وہ ساحرہ یہان نہین ہی اُسکے انتظار مین ہمہ تن چشم ہو رہا ہی

مگر یا صاحبقران جب اسکے مقابلے مین جائیے گا اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ
خدانخواستہ مثل بدیع الزمان کے پریشانی ہو صاحبقران فرماتے ہین خواجہ مجکو خود خیال ہی
یہ اُس باغی کا فرزند ہی جس نے مجکو نو مہینے عقابین پر کھینچا کیا کیا صدمات پہونچائے تمہاری بھی
کوشش مجکو یاد ہی کہ دن کو سرداروں کو تاسے پہونچاتے تھے اور شب کو مجھے آکے کھانا
کھلاتے تھے یہ اسی فرامرز کا فرزند ہی انشاء اللہ اِسکو سزاے معقول دونگا کیا اِسکے مقابلہ
مین کوئی فن اُٹھا رکھونگا آیندہ پروردگار حاکم و ناظم ہی مگر ایک خیال رکھنا کہ اگر خدانخواستہ
مین زیر ہونے لگون تو مجکو ایک تلوار مار دینا میرا مردہ لیجاے زندہ نہ پاے خواجہ عمرو
کہتے ہین ای شہریار خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمنون پر غالب آئے اسم اعظم ورد زبان ضرور
رکھیے گا سحر اُسکا نہ چلیگا اگر مقدمہ سحر و ساحری نہ ہوتا تو بدیع الزمان ایسا صف شکن
یون زیر ہو جاتا بیشک سحر کامل تھا کہ بدیع الزمان زیر ہوے آپ کے جتنے فرزند ہین
کسی سے سواے آپ کے اُنکی پشت زمین کو نہین لگی امیر مشتاق کھڑے ہین کہ یہ پکارے
تو مین جاؤن لندھور عرض کر رہے ہین ای شہریار غلام کو ہوس ہی کہ اِس ملعون سے
مقابلہ کرے آج تو غلام کا تماشہ دیکھیے کل آپ کو اختیار ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ ای
وارا ے ہند مین تمہاری جرأت سے آگاہ ہون مگر جنگ کو طول نہ ہو آج جو ہونا ہی
وہ ہو جاے یا تو خاتمہ صاحبقرانی اِس میدان مین ہی یا انشاء اللہ خون بدیع الزمان
کا بدلہ لونگا دل پر بدیع الزمان کا داغ ہی آٹھ پہر صورت خیالی آنکھون کے نیچے پھرتی ہی
کہ میرے نور نظر پر کیا اُفتاد پڑی کہ ایسے حقیر سے زیر ہوا اُسکے دل پر کیا گذری ہوگی یہ
ذکر ہو رہا ہی فرزیل چاہتا ہی آواز دون مگر آج گھبرایا ہوا ہی دمبدم یہی خیال ہی کہ نہین معلوم
زمزمہ جادو پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہ آئی اُسکو تو میری جدائی گوارا نہ تھی یہ راتین اُسنے
تڑپ تڑپ کے کاٹی ہونگی گینڈے کو مہمیز کرکے رو کا طرف لشکر صاحبقران کے دیکھنے
لگا چاہتا ہی آواز دون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان
بارہ ہزار سوار سے ہین علمدار آکر ٹھہرے بعد اُنکے نقابدار زمرد پوش گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا تخت پر ایک نوجوان حسین و جمیل پشت پر بارہ ہزار سوار اِسطور سے صف

باندھے ہوے ہین کہ معلوم ہوتا ہی لاکھون جوان ہین سب جوانان صف شکن تیغ زن مسلح
ومکمل وہ بادشاہ جو تخت پر سوار ہی آمادۂ حرب وپیکار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ہی تاج
زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم الور لشکر کا انتظام کرتا ہوا تخت کو بڑھاے ہوے
پشت نقابدار پر مگر نقابدار نے جو دیکھا کہ سیاہ پوش میدان کارزار مین ہی پلٹ کر
تاجدار سے کہا اے شہریار خدا حافظ یہ حقیر رخصت ہوتا ہی یہ کہکے کوڑا اٹھایا عکس تازیانہ
جو زمین پر پڑا گھوڑا بے عدیل شہسوار جلیل گھوڑا طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا
دم سے چنور کرتا ہوا جب طرارہ بھرا ہوا سے چند قدم آگے نکل گیا بقول قمر مصنف

کتاب صفت مرکب در نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلۂ فرزیل مین پہونچا فرزیل نے جو نقابدار کو دیکھا دنگ
ہو گیا کہا او نقابدار تو کون ہی تیر اگریبان کمان سے پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کشان
کشان تجھکو یہان لایا جدھر سے آیا ہی ادھر ہی واپس جا کیون مفت جان دیتا ہی مجکو
تجپر رحم آتا ہی یہ بادشاہ تیرے لشکر کا کون ہی یہ تو شاہزادہ معنبر کوہ کا ہی تیرے ساتھ
کیونکر آیا بدیع الزمان نے کہا اب محل کلام نہین زبان تیر و کلاہ عمود سے کام کرنے مطلب
حاصل ہوگا وقت تیرے غرور کا گذر چکا فرزیل نے یہ سنکر نیزہ مارا نقابدار نے سنان
نیزہ کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ نیزے کے دو ٹکڑے ہوے نیزہ جو ٹوٹا
فرزیل نے غصے مین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بارھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی گھوڑے کو بڑھا کر پہلو مین آیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر

زور کیا تاش زمین سے اکھیڑا ہر چند فرزیل چاہتا ہو کہ لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے بقوت
مردمی لنگر فرزیل کا اکھیڑا ہاتھ اپنا بلند کرکے زمین پر مارا فرزیل نے چاہا پٹ گرون مگر
نقابدار نے اس زور سے پٹکا کہ چارون شانے چت گرا کودکر نقابدار چھاتی پر سوار
ہوا اور نقاب اسکی نوچکر پھینکدی اپنے چہرے سے بھی نقاب ہٹائی سارا میدان روشن
ہوگیا اسوقت صاحبقران کی خوشی کہ بند قبا ٹوٹے جاتے ہین فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھتے
ہو کہ یہ عالم خواب ہی یا بیداری ہی مین نے بدیع الزمان کو بخیر وعافیت دیکھا خواجہ عرض
کرتے ہین اے شہریار مین نہ عرض کرتا تھا معلوم ہوتا ہو اس ساحرہ کو مار انقابدار بنکے
آئے یہان بدیع الزمان کو جو فرزیل نے دیکھا مثل بید کانپنے لگا کہنے لگا اے بدیع الزمان
زمزمہ کیا ہوئی بدیع الزمان نے کہا وہ جہنم واصل ہوئی تو نے بدعت کا انجام دیکھا
پروردگار نے کیا سامان دکھایا اب بہتر یہ ہی کہ لات ومنات پر لعنت کر مذہب اسلام
اختیار کر تو جان بری ہو اسی مین تیرے واسطے بہتری ہو فرزیل نے کہا لاکھ جان میری
لات ومنات پر نثار ہو بدیع الزمان سینے سے اٹھے ایک پانون دونون پانون سے
دبایا اور ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین گردن
سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا بادشاہ لشکر فرزیل یعنی
ہیکلان عاد ومغربی اپنے فوج کو آواز دی یارو پسر حمزہ کو مار لو چہار جانب سے
فوج بلوہ کرکے چلی بدیع الزمان فرزیل کو مار کر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑا
بڑھا کر فوج فرزیل پر جا پڑے ادھر سے صاحبقران نے فوج کو اشارہ کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا اور کہا او نابکاران بد دغا اے کافران ہیجا نعرۂ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن
بدیع الزمانم کہ در رزم و کین	توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم نبیے مالک اسلام شد	کہ سر فتنہ باختر نام شد

صاحبقران زمان نے جو اپنے فرزند یہ بلوہ دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بگن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک طرف سے لندھور نے ہاتھی بڑھایا قریب آکر نعرہ کیا نعرہ کہ لندھور جزیرہ ہاے
دریا رہ اگر فتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم ہمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ تلوار کھینچکر آگرے
ایک طرف سے بادشاہ لشکر بدیع الزمان شاہزادہ سکندر فرخ لقا بے خوف آپڑا
گھمسان کی تلوار چلنے لگی مگر بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب تخت ہیکلان پہونچے
ہیکلان نے پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان بڑھکر آیا ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا
لڑتے بھڑتے جسوقت برسر ہیکلان پہونچے ہیکلان بڑے قد کا جوان ہو اسنے جو ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر کاٹا اُلجھا وے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ ہیکلان کے بھی دو ٹکڑے ہوے ہیکلان کا مارے جانا کہ فوج کے
پانؤن اُٹھے فریاد والامان کی صدا آنے لگی چند افسر باقی ماندہ آکر قدمون پر گرے
بدیع الزمان نے اُنکی پشت پر ہاتھ رکھا اور وہ سب بہ صدق مسلمان ہوے مال و
اسباب سب لوٹ لیا خزانے پر خواجہ نے قبضہ کیا ہر چند امیر نے فرمایا مگر خواجہ کب
مانتے ہین یہی جواب دیا کہ خزانہ خالی تھا صاحبقران خاموش ہو رہے کل لشکر کو لیکر
بہ فتح و فیروزی پلٹے قلعے مین آئے زخمتار اور معمار نے بڑی دھوم سے دعوت کی قلعے
مین روشنی ہوئی شب کو نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین سامنے جمع ہوئین اور
یہ اشعار مصنف گانے لگین نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
اِک دام مین صیاد کے اِک طوق بہ گردن	قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدّل کیا مین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت
یاد ابروِ دلدار کی رہتی ہی قمر کو	ہو ورد زبان مصرعِ دیوان محبت

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران نے کوچ کیا بدیع الزمان ہمراہ لشکر
نے کوچ کیا مگر حال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم غصے مین گھوڑا اڑا لے چلے تین شبانہ
روز برابر رہبری کی تیسرے دن بھوک کی شدت سے بیتاب ہوے غصہ بھی اترا سامنے
دیکھا ایک باغ نظر آیا گھوڑے سے اترے بلا تکلف باغ مین آئے ایک مرد ضعیف کو
دیکھا کہ سڑے گلے پھل اٹھاتا پھرتا ہی قاسم کو دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
پوچھا ای جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی قاسم نے کہا مجھکو حسین تیغ زن کہتے
ہین ایک تاجر نامی کا نوکر تھا قزاقون نے اسے لوٹ لیا ناچار ہو کر اسطرف نکل آیا اسنے
کہا میرا نام فولاد باغبان ہی یہ سرحد ملک مہرانیہ ہی یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی
ملک مہران بلند رکاب وہان کا حاکم و ناظم ہی یہ باغ اسکی دختر بلند اختر ملکہ میمونۂ
شیرین کلام سے متعلق ہی مجھکو یہان کا منتظم کیا ہی اکثر براے سیر تشریف لاتی ہین
مین تمکو اپنا فرزند کرتا ہون میرا کوئی بیٹا نہین ہی میری جائداد کے مالک ہو جاؤ گے
قاسم نے قبول کیا فولاد باغبان نے شاہزادہ خاور سپاہ کو ایک حوض پر لا کے
بٹھایا شراب لا کر پیش کی کچھ پھل بھی توڑ کر رکھدیے قاسم چونکہ کئی دن سے بھوکے
تھے پھلون کو نوش کرنے لگے فولاد نے شراب کا جام لبریز کیا اور پیکر ناچنے لگا بہے
گاتا ہی قاسم کو ہنساتا ہی قاسم ہنس رہے ہین باغبان سامنے ناچ رہا ہی کہ دروازے
سے آواز آئی کہ ای فولاد دروازہ کھول ملکۂ عالم تشریف لائی ہین فولاد نے گھبرا کر
کہا ای شہریار غضب ہوا ملکۂ عالم آگئیں اور مین نے شراب پی ہی مجھ پر خفگی ہو گی
کنج باغ مین میرا بنگلہ ہی آپ اُس مین چلکر ٹھہریے مگر باہر نہ نکلیے گا اگر کوئی دیکھ لیگا
تو غلام کے واسطے بدنامی ہوگی قاسم طرف بنگلے کے چلے فولاد نے جا کر دروازہ
کھولا کنیزین جیسے ہی اندر آئین فولاد نے طرف ایک کنیز کے ہاتھ اٹھایا کہا پیاری
کیا دوپٹہ رنگین ہی سینے پر تو خوب ابھار ہی وہ کنیز چیخ مار کر علحدہ ہوئی اور پکار کر
آواز دی ای ملکۂ عالم دیکھیے فولاد نے پھر شراب پی ہی لنگوٹا مجھپر ہاتھ بڑھاتا ہی مین نے
اپنے کو بچایا ملکہ نے جو پلٹ کر دیکھا تو فولاد کنیزون سے خوش فعلی کر رہا ہی ملکہ نے

یکبارہ کر آواز دی کہ بدن فولاد تونے آج پھر شراب پی ہمنے تجھکو منع کیا تھا کہ اب تو باغ مین شراب نہ پینا یہ کہکے حبشیون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرکے لاؤ حبشیون نے فولاد کو گرفتار کیا مگر قاسم جو طرف بنگلے کے چلے تھے قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ یلک دیکھا کنیزین جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہین ناچار ہو کر بارہ دری مین گھس گئے جیسے ہی بارہ دری مین قدم رکھا کنیزون کے ہاتھ معلوم ہوے کہ پردے باندھ رہی ہین قاسم گھبراے کہ اب کسطرف جاؤن سامنے کوٹھے پر جانے کا راستہ تھا اُن سیڑھیون پر فوراً چڑھ گئے روشندان سے دیکھنے لگے یکایک ہڑ ہوا پہلے تو کنیزون نے پردے باندھے اُسکے بعد دیکھا کہ ملکہ آتی ہین دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر رشک قمر غنچہ دہن سیمتن رشک چمن ابتداے شباب سینے پر دو حباب بہ قول حقیر نظم

بُت مین اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھا	وہ تجلی تھی کہ موسی کے بھی ہیجائے ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق	زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور	اختر بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح	مہر سے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ	خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
شیشۂ میکدۂ حسن گلو سے زیبا	جس مین معمور نزاکت کی شراب سر جوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال	نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم	بے حجابانہ کبھی جلوہ نگاہ روبوش
جنبش لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے	نازکی کا یہ اشارہ ہی کہ بس بس خاموش

وہ سینہ حسینون کی مد نظر	دیگر	کہ اُبھرے ہوے دو تھے جسپر شم
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے	بحر دیگر	تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہی حد سے فزون		درد سر ہی جو موشگافی کرون
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتہ		تار خط شعاع مہر کہا
طبع نازک نے بھید یہ پایا +		آئینے مین شکم کے بال آیا +

ساق پا ہین نو نور کا ہی ظہو ر	یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلو ر
پائجامے ہین یون ہی جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا	پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

قاسم نے جو یہ جمال بے مثال دیکھا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا قریب تھا کہ غش کھاکر گر پڑین مگر اپنے کو سنبھالا سر روشن دان پر رکھدیا آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری چشمۂ چشم سے دریا بہ رہا ہی چاہتے ہین کہ اپنے کو سامنے پہونچاوٗن قدمون پر سر رکھدون عذر کرون مگر دل دھڑکتا ہی کہ صورت سے وہ ناواقف ہی ایسی گستاخی مناسب نہین قاسم تو یہ سوچ رہے ہین ملکہ چاہتی ہی تخت پر بیٹھون کمان کہین پھینکی سپر کہین ڈالدی نیمچۂ ہلالی کمر مین لگا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ گھبرا کر اُٹھی گل کنیزین حیران و پریشان ملکہ غل مچاتی ہین کہ ارے روشنی لاوٗ کنیزین جو روشنی لاتی ہین ہوا کے زور سے گل ہوجاتی ہی آخر ملکہ گھبرا کر ایک ہاتھ دیوار پر دوسرا آگے بڑھا ہوا ٹٹولتی ہوئی چلی قاسم نے جو دیکھا کہ ملکہ کوٹھے پر آتی ہین خیال مین آیا کہ ایسے مین تم اُتر چلو یہ سوچتے ہوے قاسم اُسیطرح چلے کہ ایک ہاتھ دیوار پر دوسرا ہاتھ مثل ملکہ کے آگے بڑھا ہوا آخر کی سیڑھی پر جب قدم رکھا تو ملکہ کا ہاتھ تو منھ پر قاسم کے پڑا اور قاسم کا ہاتھ ملکہ کے سینے پر پڑا قاسم ٹٹولنے لگے ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ ارے یہان چور ہی نیمچہ کمر سے کھینچا مگر سینے پر ہاتھ پڑنا بہت شاق ہوا اپنے کو گرادیا قاسم بارہ دری سے کود کر بھاگے جاکر فولاد کے بنگلے مین پہونچے مگر ہانپنے لگے ہتھیار توڑ ڈالدیے آپ چارپائی پر سر جھکا کے بیٹھے فرمارہے ہین کہ اے دل خانہ خراب یہ کیا کیا دام زلف مسلسل مین پھنسادیا دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی ملکہ نے عجب نفرتہ ڈالا کہان لاکر پھنسایا یہان ملکہ غل مچاتی ہین کنیزین روشنی لیکر دوڑین کہتی ہوئین کہ واری خیر تو ہی آپ کیون ڈرین اب آندھی بھی موقوف ہوگئی جب روشنی آئی تو ملکہ نے کہا نگوڑے فولاد کو بلالاوٗ چور ون کو باغ مین بٹھاتا ہی ایک شخص کالا کالا بدن مین تیل ملا ہوا تھا مین نے جب نیمچہ کھینچا تو بھاگا اگر وہ موذی بھاگ نہ جاتا تو اِسقدر نیمچہ مارتی کہ ہاتھ پانوٗن کٹ کے

ڈالدیتی مگر جان بچاکر بھاگا گیا کھون میرے گلے سے طوق اُتار تا تھا کنیزین گئین فولاد
کو بلا کر لائین ایک کنیز کے مُنھ سے نکلا کہ وا رے کوئی جن ہوگا یا کسی درخت کا عکس پڑا
ہوگا یہان چور کی کیا مجال ہو کہ آسکے ملکہ نے کنیز کو تپنچہ مارا کہا او خانہ خراب تو ہمکو جھوٹا
بناتی ہو وہ کنیز مرکر گری اب تو سب کنیزین درست بجا بجا کہنے لگین ایک نے ٹھکر
کہا واری کل میرا لوٹا جاتا رہا تھا ایک نے کہا میری انگوٹھی چوری گئی دوسری نے کہا
اکثر چیزین یہان سے گئین مگر حضور کے خوف سے ذکر نہین کیا کچند کنیزین فولاد کو
کھینچتی ہوئی لائین ملکہ نے کہا کہ او نگوڑے چورون کو کوٹھے پر بٹھاتا ہی تیری ہی ذات
کی یہ شیطنت ہو فولاد نے کہا حضور کیا مجال ہو کہ یہان چور آسکے ملکہ نے بنفشہ جبشن
سے کہا اِسکا سر کاٹ لے یہ نگوڑا ہمکو جھوٹا بناتا ہو فولاد نے جب دیکھا کہ مفت مین جان
جاتی ہو ہاتھ باندھکر عرض کی کہ تھوڑی دیر کی مجھکو مہلت ملے ایک شخص میرے یہان مہمان
ہو تو مین اُس سے رخصت ہولون ملکہ نے کہا اگر بھاگ جائیگا تو تیرے عیال کو مین قتل
کرونگی فولاد نے کہا حضور سے بھاگ کر کہان جاؤنگا ملکہ نے کہا اچھا جاؤ یہان قاسم
بنگلے مین بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
دل تنگ جھٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا
مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
گرمی جو کی مقابلے مین روے یار نے
جھڑنے لگے جو مُنھ سے اُس آرام جان کے پھول
دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
وحشت ہوئی تصور رُخسار یار سے

کم ہی جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق بہ تدبیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا
شیرونکو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا
خورشید سرد قرص تباشیر سے ہوا
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث میں مست قدیم ہون
طفلی میں مجھکو نشۂ مو شیر سے ہوا

مارا پڑا میں جنبش ابرو سے بیگناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اِک نئی تصویر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہی کیجیے
وہ ظلم جو فلک سے نہ ہو پیر سے ہوا

زندان میں اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کارسپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

ای پیر عقل پھر نہیں آتش ترا مرید
تدبیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

قاسم اس حال میں بیٹھے تھے دیکھا کہ فولاد روتا ہوا آتا ہی قاسم رونے پر فولاد کے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا کیون بابا جان خیر تو ہی فولاد نے کہا تم بڑے بھنڈ پیرے ہو میرے گھر سے جاؤ مین اب قتل ہوتا ہون ملکہ کہتی ہین کوٹھے سے چور اُترا میرا طوق اُتارتا تھا لہذا چور کو حاضر کرو یا اپنی جان دینا قبول کرو قاسم نے کہا تم جاکر ملکۂ عالم سے عذر کرو کہ میرا بیٹا ایران سے آیا ہی فن کوتوالی مین دخل رکھتا ہی وہ چور کو پیدا کردیگا آپ اُسکو بلاکر کوتوال کیجیے وہ چور کو پکڑ لائیگا ابتو فولاد ہنس پڑا کہا ای فرزند ایک بات کو ڈرتا ہون کہ ایسا نہو وہ قاتل عالم تمکو قتل کرے قاسم نے کہا مین قتل ہو جاؤن تو بلا سے مگر آپ کی جان بچے آپ کے رونے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی فولاد خوشی خوشی چلا سامنے ملکہ کے آیا کہا حضور میرا فرزند ایران مین کوتوال تھا نہایت حسین وجمیل ہی اگر حضور اُسکو کوتوال کردین تو وہ چور کو پیدا کردے گا ملکہ نے کہا تمکو ڈر اُسکے حسن وجمال کا کیون ذکر کرتا ہی اگر وہ چور کو نہ پیدا کریگا تو اُسکو قتل کرونگی فولاد نے سر جھکا کر کہا اُسکے قتل کو آپ نہ کہین گی صورت اُسکی دیکھکر فورا عاشق ہو جائین گی نہ چاہیو آگے کہ میرے پاس بیٹھے ملکہ نے کہا ارے بیہودہ یہ کیا فضول بکتا ہی مجھے کبھی رحم نہ آئیگا جا اُسکو لا فولاد خوشی خوشی چلا قاسم سے کہا چلیے آپ کو یاد کیا ہی قاسم نے ہتھیار لگائے خود وغیرہ پہنا دیر جو ہوئی ملکہ نے کنیزون سے کہا جاکر دیکھو تو

اِسکا بیٹا کون ہی یہ تو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میرے اولاد نہین ہی کنیزین چلمن اُٹھواتی ہیں
کر دیکھا قاسم اکڑتے ہوے آتے ہین ایک جوان حور مثال خورشید تمثال سلاح سنجوگ
سے آراستہ آگے آگے خوب پیچھے پیچھے فولاد آتا ہی کنیزون نے جو دیکھا ایک نے کہا
یہ تو کوئی شاہزادہ ہی دوسری نے کہا بوا مان کا پیٹ کمہار کے آوین کے مثال ہی
ماں اسکی خوبصورت ہوگی تیسری نے کہا رعب دیکھو جاہ وجلال کو دیکھو فولاد لنگوڑا
اِسکا غلام معلوم ہوتا ہی آخر ایک کنیز بیقرار ہوکر قریب قاسم کے آئی ہاتھ پکڑ کر کہا کیون
میان یہ تمھارا باپ ہی قاسم نے کہا او خبیثہ تیرا ہی باپ ہوگا وہ ٹھٹھا مار کر ہنسی اپنی ساتھ
والیون سے کہا لو بوا انئی بات سنو باپ سے اِنکار ہی میرا باپ بناتے ہین یہ کیسے ہنستی
ہوئی سب بھاگین سامنے ملکہ کے آئین کہا واری وہ جوان تو آفتاب عالمتاب ہی
حسن وجمال مین ماہتاب ہی یہ لنگوڑا اُسکا غلام معلوم ہوتا ہی اِن پاجیون مین یہی دستور
ہی کہ باپ سے لحاظ نہین کرتے میرا باپ بناتے ہین چلمن چھوڑ دیجیے پردے ہین آپ
ہو بیٹھیے ملکہ نے چلمن چھڑوادی آپ کرسی پر بیٹھین کچھ کنیزین اندر رہین اور کچھ باہر ہین
جو دیکھکر آئی ہین وہ ہنس رہی ہین کہ ملکہ نے دیکھا چمنستان سے روشنی ہوئی آگے
آگے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خود زرین سر پر سپر فولادی پشت پر
اُسپر موتیون کا جال پڑا ہوا تیغۂ ہلالی زیب کمر جمال قاسم دیکھکر ملکہ کو لپسینہ آگیا ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا یقین تھا غش کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھالا بے اختیار
آہ زبان سے نکل گئی قاسم قریب چلمن کے کھڑے ٹہل رہے ہین کنیزین کہہ رہی ہین
میان سلام کرو قاسم کب جھکتے ہین ایک نے کہا یہ پاجی لوگ سلام بندگی کیا جانین
ملکہ نے جو یہ سنا چلمن سے دیکھا وزیرزادی سے کہا اِن شفتلون کو منع کرو کیون اُنکی
جان کھائے جاتی ہین مجھکو اُنکے سلام سے کیا نفع ہوگا اری کمبختہ کرسی لاکر بچھا دو اُنھیں
بٹھاؤ کنیزون نے لاکر کرسی بچھائی قاسم کرسی پر بیٹھے ملکہ بغور جمال جہان آرا دیکھ رہی
ہین دل سے کہتی ہین او دل خانہ خراب باغبان بچے پر عاشق کرایا دیکھیے کیا انجام ہو
مگر قاسم خاموش بیٹھے ہین طرف چلمن کے دیکھ رہے ہین مگر حیران ہین کہ فولاد نے

بڑھکر عرض کی حضور رہبر سے بیٹی کو خلعت کو توالی دیجیے ملکہ نے خلعت منگوا کے دیا قاسم خلعت پہنکر اُٹھے چلے تو ملکہ نے حکم دیا کہ جا کر باہر بستر لگاؤ جب قاسم چلے تو پھر دل بیقرار ہوا کہا ارے ذرا اگلا لو پھر قاسم پلٹ کر آئے ملکہ نے وزیر زادی سے کہا کہ کہدو صاحب ایسا نہ کرنا کہ اکیلے کسی گانؤن مین گھس جاؤ گنوار بڑے حرامزادے ہوتے ہین شاید بے ادبی پیش آئین جو رہبی ملجائیگا کئی مرتبہ قاسم گئے اور ملکہ نے حیلہ کر کے بلایا آخر جو تھی مرتبہ جو قاسم گئے ملکہ نے نہ بلایا اپنے بھی جلال کا خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤن ماں باپ کی آبرو مین فرق آئے تو باعث خرابی ہو قاسم جب باہر آئے سپاہی آکر سامنے حاضر ہوئے ملکہ کو یہان بیقراری بڑھی سب کنیزون کو ہٹا دیا بارہ دری مین اکیلی آکے بیٹھین اُس بیقراری مین زبان سے نکل گیا

نظم

وہ گل ہون رنج چمن چھوٹ کر چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکلکر مجھے وطن سے ہوا

گل مراد دل عاشق پژمردان ہون
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا

لباس گل کی اُڑین دھجیان گلستان مین
مقابلہ جو شہید ونکے پیرہن سے ہوا

چمن مین غنچے نہ واقف تھے مسکرانے سے
نصیب حُسن تبسم ترے دہن سے ہوا

کیا ہے پُرزے جو دست جنون نے صحرا مین
عناد کیون یہ اسے میرے پیرہن سے ہوا

نہ تھی خدا کی خدائی مین رسم خونریزی
رواج قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا

تمام عمر نہ چھوٹا دل اُسکے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا

چھڑایا نزع کے عالم نے درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا

رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا

جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا

قفس بسانے جو صیاد لیچلا مجھکو
گلون سے مل کے مین رخصت چمن سے ہوا

بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر بر مجھے
حساب پاک مرا عشق پنجتن سے ہوا

وزیر زادی نے سُنا کہ ملکہ اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہو کر آئی پردے کے پاس جو پہونچی رونے کی آواز کان مین آئی پریشان ہو گئی پردہ اٹھا کر جو اندر پہونچی

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین اِسقدر روئی ہین کہ ہچکی لگی ہوئی ہی وزیر زادی کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے کو پلنگ پر گرا دیا وزیر زادی سرھانے آکر بیٹھی بلائین لینے لگی اور آنسو پونچھے کہا اری کنیز سے مفصل حال بیان کیجیے ہم لوگ اِسی واسطے ہین کہ جب کوئی صدمہ پہونچے تو ہم اُسکی جستجو کرین کچھ لونڈی سمجھ بھی گئی ہی لیکن عرض نہین کر سکتی حضور کی زبان سے سنون تو اُسکا انتظام ہو سکتا ہو ملکہ یہ باتین وزیر زادی سے سُنکر رونے لگی کہا ای خیر خواہ مین کیا تجھسے کہون جو مجھپر ماجرا گذرا یہ باغبان بچہ جسوقت سے سامنے آیا یہ نوبت ہی کہ دل کو کوئی کھینچ رہا ہو وزیر زادی نے عرض کی یہ شخص تو حضور کے قبضے مین ہو ابھی اُسکو بلا لون پہلو مین حضور کے بٹھا دون کہ دل کو تسکین ہو ملکہ نے کہا ای گل اندام خیال تو کر یہ شخص غیر قوم کا باغبان اُسکو پہلو مین بٹھاؤن ماں باپ کی آبرو خاک مین ملاؤن اگر یہ فعل ظاہر ہوا تو لوگ کیا کہین گے ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ شاہزادی ایک باغبان بچے سے پھنس گئی ہو اُسوقت کیسی ذلت ہوگی وزیر زادی نے کہا حضور اس شخص کے جاہ و جلال سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہو اس بات مین کوئی بھید ہو آخر احوال کھلیگا یہ شخص کسی خاندان عالی سے ہی اور رعب و دبدبہ چہرہ زیبا سے ظاہر ہو ضرور یہ رئیس زادہ ہو ملکہ نے کہا ای گل اندام اگر شاید ایسا ہی ہو تو بھی مقام مشکل ہو بقول میر حسن صاحب فرد سافر سے کرتا ہی کوئی بھی پیت مثل ہو کہ جوگی ہوے کسکے میت ✦ وزیر زادی ہر کلام کو ملکہ کے رد کرتی ہی مگر ملکہ کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی فرماتی ہین کہ ای گل اندام مین کیا کرون دل میرا قابو مین نہین ہو جی چاہتا ہو گریبان چاک کرون طرف صحرا نکل جاؤن انتو یہ کیفیت ہی نظم

چشم یاران مین مرے بعد نہ خوناب اُترا	یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب اُترا
شرط ہو تیغہ مردان خدا کا انصاف	ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اُترا
ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل	سان پر چڑھ کے اگر دشنہ قصاب اُترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھوں مین	بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اُترا
عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسد نشے	مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل مستی مین کیا دوست جو مجھسا اُسنے — دشمن جان سے مرے نشۂ احباب اُترا
سامنا روے منور سے ہوا ہی کس کے — چہرۂ ماہ ہی تجھ او شب مہتاب اُترا
وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج — دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا
آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا — رنج کھا کھا کے مین قایم نہ سیماب اُترا
بوسۂ لب کا مزہ لیکے پیا ہی مین نے — حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اُترا
برق وش دیکھ کے گیسوے سیہ کو تیرے — چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اُترا
بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار — پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

آخر صلاح ہوتے ہوتے یہ قرار پایا کہ چلکر باپ سے ذکر کرین وہ اِنکو ملازم کرلین ہم کوٹھے پر سے دیکھ لیا کرینگے یہ باعث تسکین ہوگا ملکہ نے یہ کہکے اُسی وقت حکم دیا کہ محافہ تیار کرو قاسم نے جو خبر سُنی کہ محافہ تیار ہوتا ہی مسلح ہوکر قریب محافے کے آ کھڑے ہوے ملکہ مع وزیرزادی سوار ہوئین دیکھا کہ قاسم قریب محافے کے کھڑے ہین ملکہ نے کہا اَی گل اندام تو دیکھتی ہی رعب وجلال سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ شخص کوئی خاندان عالی سے ہی جب محافہ چلا تو قاسم نے پاے پر ہاتھ رکھا دوڑتے ہوے چلے ملکہ نے کہا اَی گل اندام اِنکو منع کر کہ محافے کے ساتھ نہ دوڑین بلکہ یہ کہدے کہ ہم جاکر شاہ سے ذکر کرتے ہین تمکو شہر مین بلائین گے شاہ کے ملازم رہو گے سپہ سالاری ملیگی چند قدم قاسم چلے تھے کہ وزیرزادی نے کہا صاحب دوڑتے ہوے نہ آؤ ملکہ شہر مین جاتی ہین وہان جاکر تمکو بُلا بھیجین گی قاسم رُک گئے جبتک محافہ سامنے رہا دیکھا کیے جب محافہ نظر سے مخفی ہوا تو پلٹ کر آئے اپنے مقام پر لیٹے مگر بیقرار ہین دل سے باتین کر رہے ہین کہ اَی قاسم یہ کیا اُفتاد ہوئی کہ ملکہ سوار ہو گئین مجھکو ساتھ نہ لیا دیکھیے کیا ہو دل تردد مین ہی مگر محافہ ملکہ کا شہر مین پہونچا محل مین جاکر اُترین ناظر سے کہا ذرا بابا جان کو بُلالے جب مہران تاجدار اندر آیا تو ملکہ نے سلام کیا عرض کی اَی والد نامدار ایک مسافر آوارہ ہوکر ہمارے باغ مین آیا ہی مین نے اُسکو خلعت کوتوالی دیا ہی چورون کا آنا بند ہوا اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو بلاکر ملازم کرلیوین

بارگاہ کی رونق ہو گئی چہرے سے اُس شخص کے جلالت پیدا ہی جرأت اُسکی ہویدا ہی مہران شاہ نے باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ باغ مین ملکہ کے جاؤ جو شخص نیا ملازم ہوا ہی اُسکو بُلا لاؤ یہ کہنا کہ شاہ تمکو ملازم کرینگے یہان قاسم جہان بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر خبر دی قاسم اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے مرکب پر اپنے سوار ہو کے طرف مہرانیہ کے چلے جب شہر مین آئے تو دیکھا شہر آباد ہی پر رونق پاکیزہ گل دوکاندار جمال قاسم دیکھکر اپنی اپنی دوکانون سے برائے تعظیم اُٹھے جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے کمرون سے کسبیان دیکھ رہی ہین بلائین لیتی ہین اشارے کر رہی ہین کہ ہمارے کمرے پر آؤ قاسم نے کسیکو جواب نہ دیا شاہ کے در دولت پر پہونچے درگاہ سالار شوکت دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا گھوڑا قاسم کا تھام لیا ملکہ آکر چلمن سے دیکھ رہی تھین کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری دروازہ سے نمایان ہوا قاسم نے دیکھا مہران تاجدار تخت پر بیٹھا ہی دنگل پر اُمرا و زرا کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین قاسم نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے بھی اُٹھکر تعظیم کی سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ نے کہا ای گل اندام تونے دیکھا کہ باواجان نے تعظیم کی بیشک کسی خاندان عالی سے ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ فولاد کا بیٹا کہلاتا ہی تمکو بھی یقین نہین آتا قریب تخت مہران تاجدار ایک دنگل بچھا ہوا تھا قاسم اُسپر آکر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا قاسم نے کہا حضور کو دعا دیا کرتا ہون بادشاہ قاسم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار دولاب پنجہ کش ایک پہلوان آپکے شاہ کی طرف سے کچھ نامہ و پیام لایا ہی مگر جلدی کر رہا ہی کہ خدمت مین شاہ کی حاضر ہون بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لو دولاب اکڑتا ہوا سامنے شاہ کے آیا سلام بھی نہ کیا ایک کرسی پر آکر بیٹھا نامہ کمر سے نکالکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے جو نامہ پڑھا عجب مضمون دلخراش تھا کہ بادشاہ کانپنے لگا لکھا تھا کہ منم سلطان ابلق سوار ای بادشاہ مہران تمھاری دختر بلند اختر کی تصویر ہمنے پائی مابدولت مائل ہوے پہلوان کو ہمنے روانہ کیا ہی مناسب ہی کہ دیکھتے ہی اس نامے کے دختر کو اپنی عروس بناکر ہمراہ ایلچی کے روانہ

کرو اگر اِسکے خلاف کیا تو ملک و مال چھین لونگا اور کسیکو حاکم کرونگا قلعہ کھدوا ڈالونگا بادشاہ یہ نامہ پڑھکر کاغذ ہاتھ مین سرنگون بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون ایک دختر کی وجہ سے ملک و مال جاتا ہی اگر بیٹی دیدون تو باعث ذلت و خرابی ہی مگر دینا ہی بہتر ہی بڑے بادشاہ سے عزیز داری ہوگی ضرور ہمارا پاس کریگا یہ سوچ رہا ہی رنگ رو متغیر متردد و متحیر کہ قاسم نے عرض کی اوشہنشاہ اِس نامے مین کیا لکھا ہی کہ حضور متغیر ہوگئے بادشاہ نے جواب دیا تمہین ان مقدمات مین کیا دخل ہی جب قاسم نے یہ سُنا ہاتھ بڑھا کر نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اُسے جو پڑھا نام جو اُسمین معشوق کا دیکھا شعلۂ قہر و غضب بھڑکا ہر چند چاہا ضبط کرنا نہ ہوسکا آخر نامہ پھاڑ ڈالا اور طرف دولاب کے پھینکا کہا اپنے شاہ سے کہنا کیون تو اِسقدر مغرور ہوا ہی شاہون کی بیٹیان یون طلب کرتے ہین دولاب خود آتش خو شعلہ مزاج ہی یہ سُنکر تلوار کھینچی ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار اُسکا روک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دولاب لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ غل مچاتا ہی کہ نہ لڑو اِدھر ملکہ حیران حیران دیکھ رہی ہی کہتی ہی کہ او گل اندام یہ کیا معرکہ ہوا یہ پہلوان اِسنے کیون متعرض ہوا وزیرزادی نے کہا دیکھیے اُسکو ہلکا لے دوڑے چند دنگل کر سیان گرین دس بارہ قدم پر آکر قاسم نے ہکّہ مارا دونون گھٹنے اُسکے آشنا بہ زمین ہوے قاسم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا کود کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او بچا اب کہ کیا کہتا ہی دولاب نے کلمۂ سخت سے جواب دیا قاسم کو غصہ آگیا سینے سے اُٹھے پانون تھام کر جھٹکا مارا اشل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدیا اُسکے ساتھ جو دس ہزار جوان تھے وہ بلوہ کر کے اندر گھس آئے قاسم اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہر چند شاہ منع کرتا ہی کہ او جوان نہ لڑ لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب رُکتے ہین کمیدان رسالدار غیرت مین آکر اپنے مقام سے اُٹھے کہنے لگے کہ غیرت کی بات ہی کہ ہمارے شاہ کی طرف سے یہ جوان لڑ رہا ہی اور شاہ ایسا نامرد ہی کہ منع کر رہا ہی ہملوگ تو شرکت کرین یہ سوچکر ملازمان مہران اُٹھے قاسم لڑتے ہوے باہر آئے ادھر ملکہ دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیون او وزیرزادی تعجب کی بات ہی

کر یہ جوان کیون بگڑ گیا وزیر زادی نے کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ سلطان ابلق سوار
جسکے آپ کے باپ خراج گزار ہین اُسنے آپ کو طلب کیا تھا اور کچھ کلمات ایسے لکھے تھے کر
آپ کے والد کو تغیر حاصل ہوا اس جوان کو ناگوار گذرا آمادۂ جنگ ہوا دیکھیے کس لطف
سے جنگ کر رہا ہی کیسے کیسے جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ تو خوب ہین آپ کو
مطمئن کرتی ہون کہ یہ جری بہادر صف شکن ہی مگر مارے جانا دولاب کا آپکے والد کو
خلاف گذرا دیکھیے کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین ملکہ نے کہا والد کا ناگوار ہونا سراسر خلاف
ہی ہین کیا کسی کی لونڈی ہون کہ جہان چاہین بھیجدین ہمراہیان مہران تاجدار نے
پانچ چار ہزار جوان قتل کیے آخر وہ لوگ بھاگے ایسا اُنپر دباؤ پڑا کہ سب ڈر گئے
مگر سردارون نے جرأت کر کے لاشہ دولاب کا اُٹھایا طرف سلطان کے بھاگے قاسم
کو آکر بادشاہ نے پھیرا وزرا سے صلاح کر چکا ہی کہ اس جوان کو بارگاہ مین اپنی رکھین
سلطان ضرور آئیگا اسی کو ہم حوالے کر دینگے اور کہین گے کہ ایلچی آپ کا اسی جوان
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بیٹی بھی دیدینگے یقین ہی کہ شاہ خوش ہو جائیگا یہ سوچ کے
قاسم کو لا کر ایک بارگاہ مین اُتارا خادم خدمتگار مقرر کیے محل مین جو بادشاہ آئے
ملکہ نے پوچھا کیون والد نامدار فساد کا کیا باعث ہوا مہران تاجدار نے کہا اے نور
نظر مقام فخر ہی کہ بادشاہ نے ہمارے تمکو طلب کیا ہی جسکے خراج گزار ہین اُسکے عزیزدار
بھی ہوتے ہین اس جوان کو ناگوار گذرا ناحق کو بگڑ گیا ہماری فوج والون نے بھی
ساتھ دیا مگر وزرا نے صلاح دی ہی کہ اس جوان کو اُتار دیے جب بادشاہ آئے تو اُسکو
حوالے کر دیجیے اور تمکو بھی سوار کر دونگا اسوجہ سے اُسکو اُتارا ہی اگر بادشاہ نے آکر
جنگ کی کیونکہ وہ خود بھی پہلوان زبردست ہی کون تاب جنگ لائیگا یقین ہی مارے
جانا ایلچی کا سلطان کو بہت شاق ہوگا دو چار دن مین حال کُھلا جاتا ہی مین نے بھی
ہرکارے روانہ کیے ہین وہ خبر لیکر آئین گے دیکھا جائیگا مگر تمھارا جانا پاس بادشاہ کے
ضرور ہی ملکہ سُنکر خاموش ہو رہی باپ کو کچھ جواب نہ دیا مگر دل پر چھری پھر گئی جی مین کہتی
ہی کہ مین اُس بیچیا کے پہلو مین جا کر بیٹھون بادشاہ تو ملکہ سے کہکر بیرون محل آیا مگر ملکہ نے

کوٹھے پر پلنگ بچھوایا جا کر لیٹی لیکن نیند نہین آتی تڑپ رہی ہی یہی خیال ہو کہ دیکھیے
اِس جوان پر کیا گذر ریگی وہ یکہ و تنہا یہان فوج و لشکر خدا اُسکی جان بچاسے ملکہ تو اِس
خیال مین تڑپ رہی ہی مگر قاسم کو جو جوش وحشت ہوا دو پہر رات رہے اُٹھے لباس
شب روی زیب جسم کیا تلوار بغل مین دبائی کمند مار کر اُترے طرف قصر ملکہ کے چلے
شہر مین جا بجا طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی مگر قاسم اپنے کو بچاتے
ہوے قریب محل کے پہونچے آکر کمند ماری ذریعہ سے کمند کے بالاے بام پہونچے
ملکہ نے جو قاسم کو آتے دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئین بے اختیار پکار اُٹھین کہ اے شہریار
آئیے قاسم آکر برابر ملکہ کے بیٹھ گئے ملکہ نے پہلے پوچھا آپ کو اپنے دین و مذہب کی
قسم ہی مفصل بتائیے کیا آپ فولاد کے بیٹے ہین قاسم نے کہا اے ملکہ عالم مین نبیرہ
صاحبقران ہون خفا ہو کر نکل آیا ہون باغ مین جو آیا فولاد سے میل کیا اُسنے کہا
مین تمھین اپنا فرزند کرتا ہون مقدمۂ ملکہ گیتی افروز سُنا ہوگا کہ دختر لقا کو نکال لیگیا
اُسکے بطن سے فرزند پیدا ہوا امیر انور نظر ایرج نامور ہی کہ اُسنے جوش عشق مین اپنے
اٹھارہ سو ملک طے کیے قلعۂ ذوالامان پر جا کر لڑا ابھی اِس طلسم مین موجود ہی یقین ہی کہ
بقراط ثانی کو جا کر مارے لوح حاصل کرے نور الدہر پر غالب آئے مین اِسطرف
آنکلا یہ دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے نشۂ شباب مین سو گئے اُنکے سوتے ہی
فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ایک کنیز کی جو آنکھ کھلی اُسنے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی باغبان بچہ پہلو
مین ملکہ کے سو رہا ہی اپنے مقام سے اُٹھی دبے پانون زیر قصر آئی مہران تاجدار
کو جگایا کہا اے شاہ غضب ہوا وہی باغبان بچہ پہلو مین آپ کی دختر کے سو رہا ہی مہران
تلوار لیکر اُٹھا بالاے بام آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا قاسم پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر
قاسم کا زخمی ہوا قصد کیا کہ اُٹھون مگر مہران نے مہلت نہ دی پانچ چار ہاتھ اور بھی
مارے کہ قاسم نہتے زخمی ہوے اپنے نزدیک اُس ظالم نے قاسم کے ٹکڑے ٹکڑے
کیے ملکہ کو کنیزین پکڑے ہوے ہین یہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا گنہگار
تو تیری مین تھی اِس بیچارے کو کیون مارا ملکہ کی مان کو خبر ہوئی پیٹ پکڑے ہوے دوڑی

ہوئی آئین کنیزون سے ملکہ کو چھڑایا کہا او بد نصیب دیکھتی ہی کہ باپ کو تیرے غصہ ہی
ایسا نہ ہو کر تجھپر بھی دو ہاتھ مار دے لیکن مہران تاجدار نے قاسم کو اُسی چاندنی
مین لپیٹا گٹھر اُٹھا کے باغ کی پشت پر پھینکدیا لیکن مان ملکہ کی جب ملکہ کو لیکر چلی تو ملکہ
کہتی تھی کہ ای مادر مہربان کس ظلم سے اِس جلاد نے ماہ اوج صاحبقرانی کو مارا لیکن
اب تاب قلعہ نہ پہونچیگا جسوقت اُسکے بھائی بند سنینگے لشکر کشی کرکے آئینگے
کوئی اس قلعے مین زندہ نہ بچیگا مان نے کہا ای نور نظر وہ تو باغبان بچہ تھا ملکہ نے منھ
پیٹ لیا اور یہ کہا ای مادر کیا پوچھتی ہو وہ جوان نبیرہ صاحبقران تھا اتفاق سے فولاد
کے یہان آگیا خدا اُسکا حافظ و نگہبان ہی میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو رہی ہی نظم

نہ داد ملتی تو پھر داد خواہ کیا کرتا — خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا — نگاہ قہر سوِ بیگناہ کیا کرتا
کسے کا اپنے وہ یوسف نباہ کیا کرتا — کوئین مجھے وہ جھکاتا مین چاہ کیا کرتا
جو دل پہ رنج ہی اللہ خوب واقف ہی — فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
گناہگار ہون نادان ہون تیری رحمت پر — مین لیکے ہاتھ مین فرد گناہ کیا کرتا
غریب عاشق بیکس فراق جانان مین — سوائے نالہ و فریاد و آہ کیا کرتا
سوا خدنہ بتون سے تھا حشر مین منظور — خدا کو ظلم و ستم کا گواہ کیا کرتا
سوائے رنج کے حاصل نہین حسینونسے — نہ ترک کرتا جو مین رسم و راہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین — بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا
بتونکی خلق مین ہین بیوفائیان مشہور — مین دل مین اُنکے محبت کی راہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین بے شبہہ انکھونکے ڈورے — چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پر چڑھا نہ قاتل کی — شہید جوہر تیغ نگاہ کیا کرتا
عمل نہ چاہیے غیرون کے کہنے سننے پر — کہ شر کی بات بھلا خیر خواہ کیا کرتا
بہ رنگ دانہ مجھے پیسنا تھا پیس چکا — مین نالش فلک کج کلاہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہی کہ خورشید کو نہین نسبت — نکل کے رات کو گردون پہ ماہ کیا کرتا

ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون	بس اور نہ توڑ بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پہ دانہ عین جمعیت مین	وہ نور لطف کی مجھپر نگاہ کیا کرتا

مان نے بیٹی کو جو بیقرار پایا ایک کوٹھری مین بند کر کے قفل دیدیا بعد تھوڑی دیر کے مہران تاجدار تلوار کھینچے اندر آیا نہ وجہ سے پوچھا وہ بدنصیب کہان ہی معشوق کو اُسکے مین نے مارا اب اُسکو بھی قتل کرونگا نہ وجہ نے ہاتھ باندھکر کہا بس صاحب اب غصہ تھوک ڈالو بادشاہ آئیگا اُسکے سپرد کر دینا تمھارا ملک و مال تو بچے سلطنت باقی رہے یہ باتین زن و شوہر مین ہو رہی تھین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کرنے لگین کہ واری لاشہ دولاب جو ہونچا سلطان تاجدار تین لاکھ فوج لیکر آیا ہی اور مع اپنے چند سرداروں کے آپ کے دربار مین آکر بیٹھا ہی آپ کو پوچھ رہا ہی وزرا آپ کے کہ رہے ہین کہ محل مین تشریف لیگئے ہین آیا چاہتے ہین یہ خبر سُنکر مہران بہت گھبرایا اندر سے باہر آیا دردولت پر وزیرون کو پایا کہ ہاتھ باندھے کھڑے ہین اور کہ رہے ہین کہ حضور سلطان کو بڑا غصہ ہی فوج اُسکی قلعے مین بھر گئی آپ ترنج خوشبوئی اُسکے سینے پہ مار دیجیے شاید غصہ اُتر جاے ورنہ کہتا ہی کہ دولاب کے عدد اسم برابر آدمی مارونگا اور قتل کر کے واپس جاؤنگا مہران تاجدار کو کچھ خوف نہ آیا کہ ہمارے ایلچی کو قتل کیا شاید معشوق کے نام سے خوش ہو جائے مہران تاجدار نے اِس راے کو منظور کیا ایک وزیر کے ہاتھ مین ترنج خوشبوئی رکھا آگے سلطان کے اِسطور سے دربار مین آیا بادشاہ کو سلام کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی لگایا مہران نے کہا اے شاہ مین نے قاتل دولاب کو قتل کیا وہ دختر خدمت مین حاضر ہی مگر امیدوار ہون کہ آبرو عطا فرمایئے کہ میری بیٹی کو بیاہ کے لیجایئے سامان بیاہ مع جہیز وغیرہ حاضر ہی یہ باتین سُنکر بادشاہ خوش ہو گیا کہا اے مہران تاجدار اسوقت تمنے وہ عذر کیا کہ میرا غصہ اُتر گیا ورنہ سب کے پہلے تمکو قتل کرتا خیال یہ آیا کہ ہمارے ہی ملک مین ہمارا ایلچی قتل ہو مگر ہم بانجھا پہنین گے سہرا باندھکر تمھارے گھر پر آئین گے مہران تاجدار نے بیرون قلعہ ایک باغ خالی کرا دیا اُس مین آکر سلطان اُترا جا بجا تیاریان

شادی کی ہونے لگین مگر اب حال مصیبت مآل اُس کشتۂ حسرت و یاس کا گذارش کرتا ہون کہ مہران ناجلادہ نے اپنے نزدیک قاسم کو قتل کر کے لاش نالے مین پھینکی تھی ایک زمیندار اسی حوالی کا باشندہ جسے رشید براے سیر جو صبح کو نکلا ایک پاسی نے خبر دی کہ حضور نالے مین ایک گٹھری پڑی ہی رشید نے حکم دیا اُٹھا لاؤ وہ پاسی اُس گٹھری کو اُٹھا لایا رشید اپنے مکان پر لایا سب کو ہٹا دیا چاندنی جو کھولکر دیکھا کچھ دھبے خون کے ظاہر ہوے گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب بالکل کھولا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال ٹکڑے ٹکڑے بیہوش پڑا ہی آمد شد نفس کی باقی ہی رشید نے حسن و جمال دیکھکر ایک آہ کی اور ملازمون کو حکم دیا جراح کو لاؤ جراح جو حاضر ہوا کہا اس جوان کا علاج کرو نہین معلوم کس جلاد نے اِس آفتاب جمال کے ٹکڑے ٹکڑے اڑاے جراح نے دیکھکر عرض کی کہ آپ نہ گھبرایئے کوئی رگ و پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے کچھ خوف جان ہو یہ کہکے جراح نے زخمون کو دھویا ٹانکے لگاے پٹیان مرہم کی چڑھائین اور رخصت ہوا رشید رومال لیکر سرھانے بیٹھا مگس رانی کرنے لگا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کہ قاسم کو آرام جو ملا آنکھ کھولی دیکھا کہ کچا مکان جسمین کوٹھری نہ دالان کھپریل پڑی ہوئی اپنے کو اُس مکان مین پایا اور دیکھا کہ ایک جوان سیاہ فام سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی قاسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہی اور مین کس مقام پر ہون رشید نے کہا رشید زمیندار میرا نام ہی آپ کو پشت باغ پر زخمی پایا زمین پر پشتارہ پڑے ہوے دیکھا فرط محبت سے اُٹھا لایا امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے قاسم نے کہا آوارہ وطن عزیز و اقارب سے دور دلبر سے مہجور انشاء اللہ نام بھی اپنا تمکو بتائین گے اور بھی داستان سنائین گے رشید نے یخنی تیار کرائی وہ حاضر خدمت کی قاسم نے یخنی نوش کی مگر جب جراح آتا ہی اپنے سامنے زخم کھلواتا ہی پٹیان مرہم کی چڑھواتا ہی قاسم نے دوسرے دن موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کر رشید کو دیا کہا اے برادر تم ہمارے جان بخش ہوا اسکو فروخت کر کے خرچ کرو انشاء اللہ صحت پا کر اِس لگانونکا معافی نامہ تمکو دینگے رشید نے صبح کو مہاجن کو

بلا کر دہ مالہ دکھایا ہر چند کہ مقدمۂ دیہات تھا مگر مہاجنون نے پندرہ ہزار روپیہ رشید کے سامنے پیش کیے رشید خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ کون شخص ہی جسنے ایسا مالہ مجھکو دیدیا اور کہتا ہی کہ گانٔون کا معافی نامہ دونگا بدل وجان مصروف ہی آٹھ پہر حاضر رہتا ہی روپیہ تو پاس موجود ہی اشیاے مقوی تیار کراتا ہی وہ قاسم کے سامنے پیش کرتا ہی بعد دو ہفتے کے قاسم نے صحت حاصل کی رشید زمیندار نے بڑی دھوم سے جلسہ کیا طائفے بلوائے قاسم کو مسند پر بٹھلایا طائفے سامنے حاضر ہین یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز گار ہے ہین نظم

پہونچے نہ تیرے چہرۂ انور کو بار شمع
اس سوز غم سے رہتی ہی نت اشکبار شمع

اُس گل کے غم مین شوق شہادت ہی اسقدر
گلگیر سے کٹاے ہی سر بار بار شمع

دل بہی جلین گے کثرت پروانہ سے ضرور
لاے مزار پر نہ کوئی زینہار شمع

حال دل برشتہ جو پروانے سے سُنا
جل جل کے بڑھگئی مرے مرقد پہ یار شمع

کیا سوز دل سے تجھکو شفا کے خبر ہوئی
رو رو کے شام سے جو تھی تو بیقرار شمع

رشید حاضر خدمت ہی کہ چند پاسی دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ٹھاکر صاحب آج بادشاہ کی بیٹی کے مانجھے کی تیاری ہی جمعدار آپ کو بلاتے ہین یقین ہی بڑی تیاری ہوگی باغ مین مہران تاجدار کے روشنی وغیرہ کی تیاری ہو رہی ہی رشید نے دست بستہ عرض کی اے شہریار مجھکو معاف فرمایئے گا بادشاہ کے یہان تقریب ہی غلام وہان جاتا ہی بہت جلد حاضر ہوگا امیدوار ہون کہ حضور کی صحت کا جلسہ ایک ہفتہ تو رہے گانٔون بھر کو جوڑے تقسیم کرونگا جراح کو نہال کرونگا کئی بیگھے زمین دونگا قاسم نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رشید نے عرض کی حضور بادشاہ کے گھر کی تقریب مین کون آپ کا ادب کریگا قاسم نے کہا ادب و قاعدہ ہم آپ کرائینگے دربار مین مہران کے خون کا دریا بہائین گے یہ سُنکر رشید گھبرایا کہا اے شہریار آپ کیا مہران تاجدار کو جانتے ہین قاسم نے کہا اے رشید آگاہ ہو کہ مہران ہی نے مجھکو زخمی کیا مین نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم ہون اور تو جاکر مہران تاجدار سے

سمجھونگا بعد اُسکے سلطان سے مبارزہ ہی رشید کلام قاسم سُنکر کسمانینے لگا کہا ای
شہریار وہان فوجین جمع ہین قاسم نے کہا یہ میلہ فقط دیکھنے کا ہی مین چلتے ہی پہلے
مہران سے بدلہ لونگا بعد اُسکے سلطان کا ہاتھ تھامونگا کہ میری معشوقہ سے تم
شادی کرنے آئے ہو پہلے مجھسے مقابلہ کرلو پھر اختیار ہی آخر بہ مجبوری رشید راضی
ہوا اپنے گانوُن کے کچھ لوگ جمع کیے کچھ پاس ہین کچھ ملازم قاسم نے رشید سے
ماریان لی رشید بھی ہمراہ ہوا طرف شہر کے چلے پشت پر دو تین سو جوان ڈھال اور
تلوارین باندھے ہوے پاس نیزے گٹھے ہاتھون مین لیے ہوے اِس طریقے سے قاسم
روانہ ہوے یہان وہ وقت ہی کہ مہران تاجدار مانجھا لیکر آیا ہی سلطان مانجھا
پہنکر تخت پر بیٹھا ہی گرد سردار جمع ہین لوگ آتے جاتے ہین سلطان پر سے نچھاور
زر و جواہر دے رہے ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ رشید زمیندار بھی آیا ہی
مہران نے حکم دیا کہ بُلا لو قاسم اُسکے آگے آگے پہلو مین رشید بگر رنگ روے
رشید اُڑا ہوا حیران ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی خدا اُسکو غالب کرے مگر قاسم جوانمرد
بارگاہ کے آئے سلطان کو تخت پر پایا مہران پہلو مین بیٹھا ہی قاسم نے آکر مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اب مہران نے قاسم کو دیکھا پہچانا کہ یہ وہی جوان
ہی کہ قاسم قریب مہران کے آئے اور ہاتھ تھام کر کہا اے مہران تاجدار تمنے سوتے
مین ہمکو زخمی کیا اب مین بھی صحیح و سالم ہون میرے تمھارے امتحان ہو جاوے
مہران نے یہ سُنکر طرف سلطان کے دیکھا سلطان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی ابتک
مہران نے سب کیفیت بیان کی قاسم نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا او نامرد کیا بیان کرتا
ہی اُٹھکر تلوار کھینچ کچھ جرأت دکھا سلطان کے خیال سے مہران نے تلوار کھینچی ہاتھ
تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر بتا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ مہران کے
دو ٹکڑے ہوے اب طرف سلطان کے متوجہ ہو کر کہا اے سلطان تمنے یہ مانجھا نہین
پہنا خلعت مرگ ہی لہٰذا مناسب یہ ہی کہ محافہ منگا کر بیچ مین رکھو تمھارے ساتھ تین لاکھ
فوج ہی اِن سب کو حکم دو یا محافہ تم لیجاؤ گے یا معشوق پر ہم قبضہ کرینگے سلطان جرأت

قاسم دیکھکر حیران ہو رہا ہی کہتا ہی کہ کیا بے کلیجہ جوان ہوا اِتنے بڑے دربار مین مہران کو مار اب مجھے آمادۂ حرب و پیکار ہو سلطان نے کہا اوشہریار مین بہادر کا دشمن نہین ہون ہمیشہ سے بہادر کا قدردان رہا مین چاہتا ہون سر میدان میرے آپ کے مقابلہ ہو اگر آپ مجھپر غالب آئین تو معشوق بھی لیجیے اور مین بھی حاضر خدمت رہون اور اگر غلام غالب ہوا تو معشوق کا نام نہ لیجیے گا تم کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا آپ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار لوگ جانین کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار کرو اور ڈھنڈھورا پیٹ جا بجا اشتہار چھپان ہون کہ کل سلطان و قاسم سے مقابلہ ہو سب واسطے تماشہ دیکھنے کے آئین اُسی وقت مشتہر ہوا اکھاڑے کی تیاری ہونے لگی سلطان نے پہلو مین قاسم کو جگہ دی رقص و سرود ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

سامنا تجھسے جو اہو ناوک فگن ہوجائے گا
چو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہوجائے گا

نام تیرا جسکو ورد او گلبدن ہوجائے گا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہوجائے گا

موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہوجائے گا

تیرے آنیکی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ ترالے سے رنگ یاسمن ہوجائے گا

حُسن کا عالم دکھادیگی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہوجائے گا

عشق شیرین مین عبث دونونکو ہوا بیمشتبہ
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہوجائے گا

خلعت شاہی نہین اوبوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اُسکو یہ جامہ کفن ہوجائے گا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہوجائے گا

ہمکنار اِکدن مری تمثال ہوگی یار سے
آئنہ جوش صفا سے وہ بدن ہوجائے گا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہوجائے گا

موت کے آنیکی ہوگی اِسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُترے گا شگفتہ پیرہن ہوجائے گا

روے بُت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا او برہمن ہوجائے گا

سکۂ داغ وفا اِکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین اِنکا چلن ہوجائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو وینگے ترے	آب زہرہ دیکھکر چاہ ذقن ہو جائے گا
چار دن ہو گرم بازار شباب اے نونہال	کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائے گا
یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی	خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

سلطان تاجدار بہ محبت قاسم کے ساتھ پیش آرہا ہو یانچھا اُتار ڈالا چار پہر رات نیاری رہی مگر یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ قاسم نے سر دربار آکر مہران تاجدار کو مارا اب سلطان سے مقابلہ ہو مان سے کہا اے مادر مہربان آپ کا بڑا احسان ہوگا آپ نے اُس شبیر کی جرأت کا حال سُنا کہ سر دربار آکر اپنے دشمن کو مارا اور سلطان سے مبارز طلب ہو یقین ہو کہ سلطان پر غالب آئین ایسی تدبیر کیجیے کہ اِس کشتی کا ہم بھی تماشہ دیکھین مان نے حکم دیا اور سلطان سے کہلا بھیجا کہ باغچۂ حرم کے سامنے آپ اور قاسم سے کشتی ہو کہ ہملوگ بھی تماشہ دیکھین مالک ہمارا قتل ہوا اب آپ ہم سبکے سرپرست ہین سلطان نے یہ سُنکر حکم دیا کہ روبرو باغچۂ حرم کے اکھاڑا بنجائے کہ ہمین اُن سبکی خاطر ضرور ہی خواہ مالک میری قرار پائین گی خواہ جو رشتہ مین سوچا ہون وہ ہوجائیگا خداوند لات ومنات کو اختیار ہی سامنے باغچۂ حرم کے ایک میدان وسیع تھا اُسمین اکھاڑا درست ہوا شہر بندی ہو گئی فوجین جمع ہین اہل شہر چلے آتے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ اِس جوان کی جرأت کا کیا بھلا ذکر کرین کہ مہران تاجدار ایسے بہادر کو سر دربار آکر مارا اب سلطان سے مقابلہ ہی دیکھیے کیا کیفیت ہو کہ سلطان قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اِس عظم وشان سے آکر پہونچے ملکہ نے جو آگر بالاے بام سے دیکھا صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی مان سے کہا اے مادر مہربان بہ نگاہ الضاف ملاحظہ فرمائیے اتنا بڑا مجمع عام ہی تین لاکھ فوج کے افسر کل اہل شہر جمع ہین معلوم ہوتا ہو کہ سب اِسکے ملازم ہین آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی خوف وہراس کا نام نہین مان نے شرما کر کہا اے نور نظر حقیقت مین تم بہت بڑی جوہر شناس ہو عجب معشوق پایا ہی مین بھی اِسکے غالب ہونے کی دعائین کر رہی ہون خدا اِسکی آبرو بچائے دشمن پر غالب ہو کر آئے کہ سلطان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے

مین اُترا اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی اکھاڑے کی اُٹھا کر بازوون پر چڑھائی سب نے دیکھا
کہ ایک دیو جھوم رہا ہی قاسم کا قد چھوٹا سلطان نے پکار کر کہا ای شہریارہ آئیے یہ سنکر
قاسم مع لباس اُترے سلطان نے کہا لنگوٹ تو باندھ لیجیے قاسم نے کہا سر بازار
برہنہ ہونا سراسر خلاف ہی جو نہ ور خدا اوا ہی اُسکا امتحان ہو جائے گا سلطان حیران
ہو کہ اس جوان کو کس بات پر ناز ہی قد مین مجھسے چھوٹا ہ گر کر مار ڈالون گا ہڈیان اور
پسلیان چور اکر دونگا یہ سوچکر بایان ہاتھ بڑھایا قاسم نے جو گردن پر ہاتھ رکھا سر
سلطان کا جھک گیا حیران تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی آپس مین کشتی ہونے لگی سب
اہل شہر دیکھ رہے ہین کہ قاسم نے اُترتے ہی زیادتی شروع کی جس مقام پر سلطان
کو پکڑلا ایسے گھِستے مارے کہ جسم کی کھال بالکل پارہ پارہ ہو گئی قطرات خون ٹپک
رہے ہین پر مشکل نکلتا ہی جہان سلطان قاسم کو پکڑلاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکلجاتے
ہین سلطان دنگ ہو رہا ہی چاہتا ہی کہ مین بھی ایسے دو چار گھِستے مارون کہ پیشانی سے
قطرات خون ٹپکنے لگین عاجز ہو کر دعائین مانگتا ہی قاسم اُسکے قبضے مین نہین آتے تماشہ
دیکھنے والے تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ہی کہ ای نوجوان ماشاءاللہ
کس لطف سے لڑ رہے ہو سلطان تین پہر کامل اُلجھا اُلجھ کے لڑا پہر دن رہے گھبرا کر کہا
ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون آپ کو معلوم ہو کہ پہلوان ایسے ہوتے ہین قاسم
نے کہا بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون زور آخر تمہارا دیکھون شاید برداشت کرین
سلطان نے دونون مونڈھے قاسم کے تھامے سر سینے مین اڑا کر لے دوڑا آٹھ نو
قدم تک لایا وہان آکر قاسم ٹک گئے فرمایا کہ اب نہ ہٹین گے سلطان نے بکہ
مار اکہ بایان گھٹنہ قاسم کا چمکا تڑپ کر لنگر مارا سلطان اوپر آکر چھایا ایک زور
ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر وہ زور کرتا تو اُسمین بھی جنبش آجاتی مگر لنگر قاسم نے حرکت نہ کی
آخر تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا سلطان نے کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم اپنے
مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے تھام کرلے دوڑے پچیس قدم پر لا کر بکہ مار اکہ
دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے قاسم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرہ قاسم

آفتاب مشرقِ دین پروری مالک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ز آب دمِ تیغ شستم زمین	دیگر	شہسوار لعل پوش خاوری زخم تیغ بر ابر و نیزہ بر ماہ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

نعرہ کرکے جو زور کیا لنگر سلطان کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ہر چند کہ سلطان جرأت قاسم پر عاشق ہی
مگر یاد مین معشوق کی بیقرار رہا انتشارہ ہی کہ کیا کرون پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان
قاسم نے کہا امان بہ شرط ایمان سلطان نے عرض کی جبتک زندہ ہون غلامی سے
گردن تابی نہ کرونگا مجھی آرزو ہی کہ حضور کا رفیق بنون قاسم نے ہاتھ سے رکھدیا
کلمہ پڑھایا سلطان کے خیال مین آیا کہ کلمہ تو پڑھ لون مگر رفقا سے صلاح کرونگا اگر
بدل اطاعت کرتا ہون تو یہ جوان معشوق کو لے لیگا بڑے افسوس کی بات ہی
کہ جس محل مین معشوق رہے مین رقیب کی اطاعت کرون دل مین کینہ رکھکر مسلمان
ہوا قاسم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ نے جو قاسم کو غالب دیکھا جو خوف کہ
دل مین تھا سب نکلگیا مان سے ہنس ہنس کے باتین کرنے لگی کہتی تھی اے مادر مہربان
آپ نے جرأت بھی دیکھی کہ مہران کو سر دربار مارا سلطان کو کس زور و شور سے
زیر کیا مگر سلطان مکار معلوم ہوتا ہی اُنکی صفائی یہ تھی کہ ابھی زیر کیا ابھی اُسکے ساتھ
بارگاہ مین چلے گئے مان نے کہا ای نور نظر اب خوف نہین ہی سلطان کو اپنے زور پر
بڑا گھمنڈ تھا امتحان کرچکا اب کیا کریگا سب سے زیادہ رشید زمیندار خوش ہی قاسم
بارگاہ مین بیٹھے کہ خیال آیا معافی نامہ اُس قریہ کا لکھکر رشید کو دیا کہا تم تو جا کے
چین کرو ہم پھر تمھاری ملاقات کو آئینگے رشید کہتا تھا ای شہریار غلام کو ابھی
رخصت نہ کیجیے غلام بھی شریک جلسہ رہے آپ کے تصدق سے سب کچھ پایا ہی یا تو
قریہ کا زمیندار تھا یا معافی دار ہوا موتیون کا مالا حضور نے ایسا دیا کہ روپے سے
گھر بھر گیا آپ کو دعائین دیا کرونگا قاسم نے رشید کو خلعت دلوایا اور معافی نامہ
دیکر رخصت کیا مگر رشید کو تردد ہی چلتے وقت دو پاسی برائے خبر چھوڑ گیا سلطان نے

جو دربار خالی پایا دیکھا کہ قاسم اکیلے ہین ایک جام شربت تیار کیا اُسمین بیہوشی ملائی
اور سامنے قاسم کے پیش کیا کہا اِسے نوش فرمائیے دن بھر حضور کو مشقت مین گذرا
اتنا آرام ملے قاسم نے بلاتکلف وہ جام نوش کیا جام پیتے ہی یہ انجام ہوا کہ قلب سے
دھوئین نکلنے لگے ہرچند چاہا ضبط کرون مگر جب ضبط نہ ہوسکا تو گھبرا کر فرمایا کہ او سلطان
اس شربت مین کیا تھا کہ کلیجہ بھُن رہا ہی سلطان نے جھلا کر کہا او جوان تیری جرائت
نے پریشان کر دیا اگر مقدمۂ معشوق نہ ہوتا تو مین بدل اطاعت کرتا رقیب کی کیونکر
اطاعت کرون اِس جام مین بیہوشی تھی قاسم جھلا کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی
ڈگمگا کر گرے بیہوش ہوے سلطان نے حکم دیا اِس جوان کو مسلسل کرو اُسیوقت
آہنگر حاضر ہوے ہتھکڑیان بیڑیان قاسم کو پہنائین کئی سو من آہن مین مسلسل کیا
خوف ہی کہ جوان صاحب طاقت ہی ایسا نہ ہو غصے مین قید توڑ ڈالے جب خوب ضبطی
کر چکا تو قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا پکار کر
آواز دی او سلطان تو نے یہ مکر کیا اگر چھوٹونگا تو تجھسے سمجھونگا سلطان نے کہا
اب رہائی کی امید نہ رکھو ابھی تمکو قتل کرتا ہون مین سُن چکا ہون کہ جہان تم لوگ
قید ہوے کوئی مددگار پیدا ہو کر تمکو قید سے رہا کر لیتا ہی مین ابھی میدان خونی کی تیاری
کرتا ہون کیا زندہ چھوڑونگا او قاسم مقدمۂ معشوق بہت نازک ہی کیونکر ہوسکتا تھا
کہ مین رقیب کی اطاعت کرتا وزیر انے کہا اِس جوان کو قید کر کے اپنے ملک مین لیچلیے
وہان چلکر سامان قتل کیجیے اہل شہر سے یہ کیون کہیے کہ مین نے مکر سے پکڑا ہی یہ مشہور کیجیے
کہ مین نے اِسکو زیر کیا ہی سب اہل شہر کو بڑی خوشی ہوگی یہ راے سنکر سلطان بہت
خوش ہوا کہا یار وخوب تدبیر بتائی اپنے ملک مین لیچلونگا وہان چلکر یہی مشہور کرونگا
جو تمنے ابھی بیان کیا مگر رشید جو دو پاسی چھوڑ گیا تھا اُنھون نے جو دیکھا کہ قاسم کو قید
کر لیا لشکر کی تیاری ہو رہی ہی بھاگے ہوے خدمت مین رشید کی آئے سامنے آکر رونے
لگے رشید نے پوچھا کہ یار و تمکو کیا ہوا کہا ٹھاکر صاحب سلطان نے مکر کر کے قاسم
کو گرفتار کر لیا اب لشکر تیار ہو رہا ہی طرف اپنے قلعے کے لیجائیگا وہان جا کر دشمنون کو

قتل کریگا یہی صلاحین ہوئی ہین رشید سنکر بہت رویا کہا یارو کیا کرون اگر مین کسی لائق
ہوتا تو جاکر سلطان سے لڑتا شاید کوئی مطلب نکل آتا ایسا نہ ہو اُسکو میرا بھی خیال آئے
تو گانؤن لٹوا لے باعث خرابی ہو اور مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ ضرور میرے ساتھ دشمنی کریگا
اُسیوقت رشید نے لباس فقیری جسم پر آراستہ کیا اور اِس فکر مین نکلا کہ اگر اِنکا کوئی عزیز
ملے تو اُسے اطلاع دون رشید تو فقیر بنا ہوا ہو حق کرتا ہوا گانؤن سے نکلا اہل قریہ سے
کہ گیا اگر کوئی ملازم سلطان آئے اور مجھکو پوچھے تو کہدینا کہ وہ فقیر بنکر نکلگیا ہملوگ
تابعدار ہین گانؤن والے بہت رو رہے ہین کہتے ہین کہ سلطان نے بڑا مکر کیا لیکن
یہان سلطان جب لشکر تیار کرچکا تب قاسم کو اراپے پر لادا چند سوار و پیدل کو
در دولت ملکہ پر روانہ کیا کہلا بھیجا کہ اُسنے حریف کو پکڑ لیا اب تم لوگ بہ آرام آؤ اپنے ملک
کو چلتا ہون وہان چلکر شادی کرونگا اِس دھوم سے شادی ہو کہ دیکھنے والے کہین کہ
ایسی شادی کبھی ہمنے نہین دیکھی تھی ملکہ یہ سُنکر سر پیٹنے لگی کنیزون سے کہا جاکر کہدو
کہ او بے حیا فوج کو بھیج ہم بے وارثون کو قتل کرے زندہ تو ہملوگ نہ جائین گے جو مکر
تونے قاسم کے ساتھہ کیا اُسکا بدلہ خدا ے تعالی تجھسے لیگا ملازم نے آکر سلطان سے
یہ سب بیان کیا کہ ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہو آپ کے ساتھہ جانے پر راضی نہین ہو کہتی ہو
ہمکو قتل کرو وزیر اسے اِسنے صلاح کی کیون صاحبو اِس مقدمے مین کیا کرین سب نے
کہا حضور عورات سے اُلجھنا کیا ضرور ہو اول چلکر قاسم کو قتل کیجیے جب ملکہ کو یقین ہوگا
کہ قاسم قتل ہوگیا باپ مارا جاچکا سمجھے گی کہ سوا ے سلطان کے کوئی وارث نہین
ہو ضرور اطاعت کریگی سلطان کو یہ راے پسند آئی اُسیوقت کوچ کیا طرف اپنے ملک
کے چلا مگر غضنفر بن اسد قریات کو لوٹتے پھرتے ہین جس قریے کے قریب پہونچے کہلا
بھیجا کہ آج ہم سب کی دعوت کرو جو زمیندار حال غضنفر سے آگاہ ہین وہ فوراً اقبال
دعوت کرلیتے ہین جو نہین آگاہ ہین وہ دعوت کا اقرار نہین کرتے جسنے اِنکار کیا فوراً
گھر بار مال اسباب لوٹ لیا غرض ایک قریے پر تین دن سے فروکش تھے تیسرے دن
زمیندار روتا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار ہمارے گانؤ مین ایک دانہ غلے کا نہین ہو غضنفر

کوچ کیا ایک محانے مین معشوقہ ہمراہ ہی او ر ساتی ہزار دیو انے ساتھ ملکہ برقان برق وش یہ غضنفر پر عاشق ہی اس زور و شور سے لشکر غضنفر کا جاتا ہی جس طرف سے نکلجاتے ہین اہل شہر یہ بھاگ نکلتے ہین بعض نذرین لیکر آتے ہین لیجاکر اُتارتے ہین اکثر جو قلعہ راہ مین ملا اُسپر بلوہ کیا رئیس کو مار اقلعے کو لوٹ لیا پھر روانہ ہوے قضائے کار رشید زبیندار نقیر بنا ہوا کئی دن سے پھر رہا تھا ایک روز زیر نخل بیٹھا رو رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز آرزو میری پوری کر کوئی عزیز صاحبقران کا ملجاے کہ اُس سے اطلاع کرون کہ قاسم رہا ہون مطلب دلی حاصل ہو اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی دیکھا آمد لشکر کی ظاہر ہوئی ہزار ہا قزاق گھوڑے ڈالے ہوے معلوم ہوے ایک کمسن کو دیکھا کہ مرکب بادرفتار پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا نمایان ہوا رشید نے جو بغور دیکھا صورت سے قاسم کی صورت ملتی ہو وہی حال ہی کہ رنگ ہاشمی چہرے پر جوشان و نمایان ہی ہوا سے زلفین ہلتی ہین تمام صحرا مشک و عنبر سے بسا ہوا ہی رشید نے بڑھکر سلام کیا اُس جوان نے گھوڑا روکا پوچھا کیون شاہ صاحب کیا چاہتے ہو کسنے ستایا ہی اُسکو چلکر سزا دین یا کچھ مال دنیا کی خواہش ہی آخر کیا کاہش ہی رشید رونے لگا کہا حضور کے نام نامی سے آگاہ ہون تو مفصل عرض کرون غضنفر نے کہا نام ہمارا شہنشاہ قزاقان نبیرہ صاحبقران اِس ملک مین مثل آفتاب کے نام ہمارا روشن ہی بس نام سُنکر رشید قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شاہزادے قاسم عالی وقار کو سلطان نے بہ مکر قید کیا ہی طرف اپنے قلعے کے برائے قتل لیے جاتا ہی امیدوار ہون کہ چلکر اُنکو رہا کیجیے نام قاسم سنکر غضنفر ہنسے کہا یہ دست جپی ہمیشہ سے یون ہی تباہ رہتے ہین کبھی یہ نسنا کہ کوئی ملک فتح کیا ہو اے رشید تم ساتھ رہو جسطرف کہو اُسطرف چلون رشید نے رہبری کی غضنفر کو لیکر چلا سلطان ایک صحرا مین فروکش تھا بڑی جلدی ہی کہ اپنے قلعے پر پہونچون قاسم کو قتل کرون معشوق پر قبضہ ہو ابھی اُسکو گمان ہی کہ قاسم زندہ ہین جب سُن پائیگی کہ قاسم قتل ہوگئے تب بخوشی قبول کریگی کہ رشید نے بڑھکر غضنفر کو خبر دی کہ صحرا مین لشکر فروکش ہی مگر آپ کے ساتھ فوج کم ہی

وہ تین لاکھ کے لشکر سے فردکش ہو کیونکر غالب آئیے گا غضنفر نے کہا سوچا کر صاحب یہ اسی
ہزار جوان اسی لاکھ پر بھاری ہین تب رشید نے بتایا کہ سامنے صحرا ہو روشنی معلوم
ہوتی ہو آج سلطان کے یہان جلسہ ہو کچھ طائفے وغیرہ بلائے ہین روشنی بھی ہو رہی
ہو غضنفر نے لشکر اپنا عقب کوہ اُتار افزافون وغیرہ نے کھانا پکا کر کھایا دو پہر رات گئے
غضنفر نے بوق ترکی بجا یا یہ صدا اٹھی کہ اے قزاقان تیار شو یدیہ آواز جو گھوڑون نے
سنی یا تو صحرا مین چرا کر رہے تھے یا فوراً طرف اپنے مالکون کے دوڑے غضنفر نے
دوسری آواز دی گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین تیسری آواز مین سب تیار ہو کر سامنے
آئے غضنفر نے کہا بھائیو چلکر ایک شبخون مارو مگر آج اُس خاوری کو رہا نہ کرو سب نے
عرض کی جو راے اقدس ہو سامنے لشکرِ سلطان تھا سب کو لیکر پہونچا سامنے لشکر کے
آکر اول تین تیر مارے نعرہ کر کے گھوڑے اُٹھائے قزاق لڑے بھڑے ہوے
رنگ شبخون کو خوب جانتے ہین مگر غضنفر نے برقان برق وش کو منع کر دیا تھا کہ
تم نہ شریک ہونا قزاقون نے اسطرح گھوڑے دوڑائے کہ گرد و غبار بلند ہوا طنابین
خیمون کی کاٹ دین اور آگ لگا دی تہلکہ ڈالدیا لوٹ رہے ہین اور مصروف جنگ
ہین قاسم ایک خیمے مین قید ہین کئی ہزار نگہبان اور پاسبان بیٹھے ہین کہ بوق ترکی کی
آواز کان مین آئی زانو پر ہاتھ مارا فرمایا کہ اس وحشی کو کیونکر خبر ہوئی نگہبان تو
اُٹھکر بھاگے ورہ ہاے کوہ مین جا کر چھپے قاسم قید خانے مین بیٹھے ہین کہ سامنے سے
دیکھا غضنفر دریاے خون مین نہایا ہوا لڑتا ہوا آتا ہو قاسم سوچے کہ اب آکر رہا کریگا
مگر غضنفر نے طرف سے قاسم کے مُنھ پھیر لیا قاسم نے مجبور ہو کر آواز دی کہ اے
فرزند مین اس مقام پر قید ہون غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے جا کے
سلطان کو خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبخون آیا ہو غضنفر بن اسد فوج کو قتل کر رہا
ہو ہزار ہا خیمہ جلگیا بازار غلہ فروشان لٹ رہا ہو یقین ہو کوئی زندہ نہ بچیگا سلطان
مسلح ہو کر جو نکلا دیکھا کہ لشکر بھاگا جاتا ہو ہر طرف صداے فریاد بلند ہو نعرہ کر کے لڑنے
لگا جس مقام پر آیا اپنے ہی ملازمون کو دیکھا کہ آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے اپنے

بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا روشنی مین جب دیکھا تو پہچانا بے اختیار رونے لگے
سلطان نے کہا او نامردو آپس مین لڑے اب کیون روتے ہو سامنے آ کے دیکھا
ایک لڑکا کمسن جنگ مین مصروف ہے دنگ ہو گیا نعرہ کر کے آواز دی منم سلطان
ابلق سوار او طفل بے ادب غضب کیا کہ میرے لشکر پر شبخون مارا میرے مقابلے
مین تو آ گویا شیر کے بچے کو ٹوکا غضنفر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا سلطان گینڈا اپنا
بڑھا کر قریب آیا نیزہ مارا غضنفر نے خالی دیکر جواب مین نیزہ مارا سلطان نے
سینہ اپنا بچایا غضنفر نے آن دیکر نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مارا اور نیزہ چھوڑ دیا گینڈے
نے چرخ مارا غضنفر برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ سلطان زخمون سے چور چور
ہو کر گینڈے سے گرا اور سامنے سے بھاگا غضنفر نے کئی نیمچے بھگوڑے کی پشت پر
مارے لوگ بیچ مین آ پڑے سلطان کو بچا کر نکال لیگئے جب سلطان اس حال زار
سے بھاگتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا منھ کے بھل گرا یہان غضنفر نے جب دیکھا سب
قزاق مال لوٹ چکے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رو بد قزاق نکلنے لگے فرودگاہ
پر پہونچے تھوڑے عرصے مین غضنفر بھی آئے اُسی مقام پر اُتر پڑے جشن ہونے
لگا قزاقون نے دائرے بجائے چھار بیت ہونے لگی مال لوٹ کر لائے کسبیان
سنکے دوڑین آ کر قزاقون کو گھیر لیا ناچ ہو رہے ہین قزاق بیل دے رہے ہین مگر
یہان قاسم کو بڑا تردد ہے کہ چھوکرے نے آ کر کیون شبخون مارا مجھے کیون نہ رہا کیا یہ
مقام خالی پایا سامنے سے چلا گیا پکارا تو آواز نہ دی مگر سلطان نے جمع کو ہزیمت خوردہ
لشکر کو درست کیا قاسم کی قید پر اور زیادہ نگہبان مقرر کیے مگر حیران ہے کہ یہ چھوکرا
میرے لشکر پر کیون شبخون لیکر آیا وزرا امرا جواب دیتے ہین کہ آپ کا لشکر آباد
دیکھا وہ شخص لٹیرا ہے لوٹ مار کر لے گیا پھر دن چڑھے کوچ کیا پانچ کوس پر آ کر اترا
رشید نے غضنفر کو خبر دی کہ یہان سے پانچ کوس پر جا کر اُترے ہین غضنفر نے دوپہر
رات گئے وہی بوق بجایا تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر آئے غضنفر نے
گھوڑا اٹھایا چشم زدن مین پانچ کوس کو طے کیا سامنے لشکر سلطان کے پہونچے

بوق ترکی بجایا اسمین یہ آواز نکلی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید صدا دیتے ہی جا بڑے
لشکر سلطان کو قتل کرنے لگے طنابین کاٹین اور خیمون مین آگ لگادی گھوڑے
دوڑا کے فوج کو گھبرادیا ہرکارون نے سلطان کو خبر دی سلطان آنکھین ملتا ہوا
اُٹھا لڑتا ہوا چلا غضنفر لڑتا بھڑتا قریب قید خانے کے آیا نگہبانون کو قتل کیا قریب
قاسم کے پہونچے پکارکر آواز دی آپ کو ہمیشہ قید ہی مین دیکھا ہاتھ اُٹھا ئیے مین
قید کاٹون قاسم خود آتش خوشعلہ مزاج جواب دیا آپ جائیے ہم رہا ہوجائینگے قید مین
پھنسنا یہ بھی اتفاق ہی اس ملعون نے مکر کیا ہم مکر کو کیا جانین اُسکے دام مین گرفتار
ہوے غضنفر نے کہا اب زیادہ مزاج داری نکیجیے ورنہ سلطان آتا ہی مین نکلجاؤنگا
قاسم نے کہا مجھے ایسی رہائی سے قید منظور ہی غضنفر نے بڑھکر ہتھکڑی کاٹی قاسم نے
نعرہ کرکے یہ اشعار پڑھے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑکر پھینکدیا غضنفر نے ایک سوار کو مارکر گھوڑا پیش کیا
کہا سوار ہوجیے قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے لڑتے ہوے چلے جو کوئی پہلوان
سامنے آتا ہی غضنفر آگے قاسم کے بڑھ جاتا ہی نیزہ آنکھ مین گینڈے کی ماردیا اسقدر
نیچے مارے کہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہلوان کو ڈالدیا پلٹ کر کہا آپ نے ملاحظہ کیا دیکھیے
پہلوان کو یون مارتے ہین قاسم نے جواب دیا تم بے نظیر جوان ہو پہلوان کا تو
حوصلہ دل مین رہجاتا ہی غضنفر نے کہا مطلب یہ ہی کہ اپنے حریف کو قتل کرین کہ سامنے
سے جاؤ لشکر کا ہوا غضنفر نے دیکھا کہ سلطان لڑتا ہوا آتا ہی فوج پر طعن کی ہی کہ یارو
بڑے افسوس کی بات ہی کہ چند قزاق ہمکو لوٹ لین اور تم کچھ نہ کرسکو تین لاکھ سوار
پیدل تم ہو غضنفر نے کہا ای قاسم مین تو جاتا ہون تم بھی میرے ہمراہ نکل آؤ یہ کہکے
بوق بجایا کہ ای قزاقان بدر روید قزاقون نے جو آواز بوق کی سنی لڑتے بھڑتے نکلے

قاسم انکے ہمراہ کب جاسکتے ہین قاسم اکیلے رہگئے سلطان نے گھیر لیا اہل فوج سے کمایار و یہ ہمارا قیدی نہ جانے پائے مگر رشید نے جو دیکھا کہ غضنفر تو لڑتے بھڑتے نکل گئے قاسم گھر رہے ہین یہ نہ منظور کیا کہ ان سب کے ساتھ مین بھی نکلجاؤن یہی خیال کیا کہ اور زیادہ طعن کریگا اسوجہ مین لڑ رہے ہین دور سے تیر پڑ رہے ہین نامرد نیزے مار کر بھاگتے ہین قاسم زخمون سے چور چور ہین مگر لڑ رہے ہین وہ لوگ چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین مگر کوئی قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین مگر سلطان نے گینڈا ابھرایا مقابلۂ قاسم مین آیا تلوار پکڑکر برس پڑا قاسم روک رہے ہین روکتے روکتے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر سلطان کا زخمی ہوا نقیب آواز لگا رہے ہین کہ ای مردان بکوشید تا جاسۂ زنان نپوشید ایک جوان تمسے گرفتار نہین ہوسکتا نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہو نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان فنا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس گلستان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا
لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج انکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

آوازین نقیبون کی سُن سُنکے اہل لشکر کو جوش و خروش ہوتا ہو جھپٹ کے قاسم پر آتے ہین مگر قاسم شمشیر ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین سپر اس رنگ سے لڑ رہے ہین زخم کھاتے ہین پشت و پہلو سے خون بہ رہا ہو مگر جسپر جا پڑے اُسکو مارا سلطان الگ کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہو مگر رشید نے جو دیکھا کہ قاسم اکیلے گھر گئے روتا ہوا لشکر سے

دیکھا ایک صحرا مین اگر ٹھہرا سوچ رہا ہی کدھر جاؤن کہان سے مدد لاؤن کہ اُس شیر کو بچاؤن
یقین ہی کہ آخر گرفتار ہو جائین گے زخمدار کہانتک لڑینگے اِس سوچ مین رشید کھڑا ہی
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رشید نے ایک مرد بزرگ پہلو مین ایک جوان قوی تن قوی
سن فیل سفید پر سوار ایک جانب جوان خوشرو صورت سے قاسم کی ملتا جلتا پشت پر
ساٹھ ستر ہزار جوان علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُنپر تعریف الٰہی
و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم رشید آگے بڑھا پکار کر آواز دی ای
افسر اعلی تمسے فریاد کرتا ہون بیچ مین جو دونون جوانون کے تھے انھون نے گھوڑا
روکا پکار کر آواز دی ای شخص کیا کہتا ہی رشید نے کہا نبیرہ صاحبقران قاسم عالیشان
لاکھ فوج مین گھرا ہی اسکو کوئی بچائے ایسا نہو کہ وہ قتل ہو جائے یہ سُنکر وہ جوان
جو آفتاب جمال ہی گھوڑے کو بڑھا کر سامنے رشید کے آیا پوچھا تیرا کیا مطلب ہی کہا
مین قاسم کا غلام ہون فوج سلطان مین گھرے ہین مگر اکیلے لڑ رہے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان نے بارہ ہزار جوان ہمراہ لیے ساتھ رشید کے چلے صاحبقران نے
فرمایا ای دارا اے ہند تم بھی جاؤ یہ فرما کر خود بھی گھوڑا بڑھایا اُن دونون جوان کے
جانے سے تسکین نہوئی گھوڑے کو اڑاتے ہوے سامنے فوج کے آتے ہی نعرہ
کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ

امیر عرب حمزہ شیر دل	گرز و گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب سیکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

برابر دوسرا نعرہ ہوا کہ منم دارا اے ہند و مالک سواد اعظم مالک ہندوستان
رکن رکین و دل و جان حمزہ صاحبقران لندھور۔

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان	اگر نامم بپرسید انی منم لندھور بن سعدان

دوسری طرف سے نعرہ ہوا کہ منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان پیلتن

بدیع الزمان فرزند صاحبقران نعرۂ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن		بدیع الزمان گردِ لشکر شکن
بدیع الزمانم کہ در روز کین		توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم بسے ملک اسلام شد		کہ سر فتنۂ باختر نام شد

قاسم نے جو نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سُنی یا تو آنکھیں بند تھیں زخم کھا رہے تھے یا قاسم نے آنکھیں کھولیں مرکب پر پٹری جمائی گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری		شہسوار لعل پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	دیگر	زخم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

نعرہ کر کے قاسم لڑنے لگے کہ سامنے سے صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے لندھور آکر گرے دور سے جو قاسم کو از حد زخمی دیکھا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے قریب سلطان کے پہونچے قاسم نے وہین سے للکارا کہ او کشتی گیر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا یہ میرا حریف ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سلطان نے بدیع الزمان پر ہاتھ مارا شاہزادۂ بدیع الزمان نے روک کر تیغۂ طلسم طہمورث کا ہاتھ مارا یہ تیغۂ طلسمی دست زبردست بدیع الزمان سپر کو کاٹ کر جو گرا تا بہ جگر گاد پہونچا قاسم نے آکر ہاتھ مارا کہ سلطان کے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران نے چند عرصے مین فوج کو تار تار کر دیا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے باقی جو رہے انھون نے امان مانگی سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے صاحبقران نے آکر قاسم کو سنبھالا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شب کو صاحبقران بارگاہ مین آکر بیٹھے جلسہ آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بلند آواز سے گانا شروع کیے

نظم

آج تو مستی کر رہی ہر شور گھٹا	ساقیا دیر نہ کر دیکھ تو ہو زور گھٹا
آگ برسے تو نہین جائے عجب فرقت مین	یہ ہر دودِ دلِ سوزان نہین گھنگھور گھٹا
کوڑے بجلی کے نہ کیون رعد لگاتے ہیم	سیکشو چادر مہتاب کی ہی چور گھٹا

جسطرح باغ مین بارش ہی یون ہی جنگلین
نظر آتا نہین کچھ ہو گئی ہی کور گھٹا

دم بجو دصور قیامت ہو جو نالان ہون مین
پر یہ چپ رہتی نہین ہی بڑی منھ زور گھٹا

دھوے وان بال ہوا بان دل پر داغ کو جب
رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا

ناتوانی ہوئی دن رات کے غم کھانے سے
جسقدر بھوک بڑھی اور مرا زور گھٹا

خم برسات مین اسدرجہ ہوا جوش شراب
ہو گئی بادہ گلگون سے شرابور گھٹا

لازم اُس مہ کی سواری مین گھٹا ٹوپ بھی ہو
نہ بھگو دے ترے سکھپال کا سب تور گھٹا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران نے کوچ کیا مگر قاسم کو ملکہ میمونہ کا خیال بخار رشید کو ہمراہ لیکر حیلے سے شکار کے نکل گئے قریب ملک مہرانیہ آکر پہونچے ملکہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ شہزادہ آتا ہی اسقدر بدحواس ہوئی کہ قصد کیا خود نکل پڑون مان نے روکا کہ نور نظر کنیزون کو روانہ کرو یقین ہی کہ تمھارے وارث کے خلاف ہوگا کنیزین اور ناظر قاسم کو لاے جب محل مین آئے مادر ملکہ کو سلام کیا مادر ملکہ نے بلائین لین تیاری عقد کی ہونے لگی قضاے کار یہ خبر مشہور جو ہوئی کہ قاسم کا عقد ساتھ میمونہ کے ہوتا ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم ہیجان مردم در ملکہ کا منسوبہ یہ خبر سنکر بارہ ہزار فوج سے طرف قلعۂ مہرانیہ کے چلا یہان تقریب مانجھا وغیرہ ہو چکی ہی شب عقد ہی اور قاسم تخت پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی کہ رشید گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار ہیجان مردم در بارہ ہزار فوج سے براے مقابلۂ حضور آتا ہی قاسم نے لشکر تیار کیا بیرون قلعہ آکر اُترے دوسرے دن ہیجان آکر پہونچا خبر سُنی کہ رقیب میرے مقابلے مین آیا ہی یہ اپنے مقام پر کہنے لگا اس جوان نے اب یہ طاقت پیدا کی کہ مابدولت کے مقابلے مین آیا ہی اسطرح ماردون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو افسوس نہ آئے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رشید نے قاسم کو خبر دی قاسم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری جب مرغ سحر آوازین دینے لگا اور روشنی ہوئی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
وہ طاؤس مشرق کا نخا بادشاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✤
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
بہت گرم خواور روشن نگاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا
کر پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر باقاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ہیجان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکارکر آوازدی وہ جوان کہان ہی جو ہماری منسوبہ سے عقد کرتا ہی قاسم نے مرکب نکالا اہل فوج پریشان تھے کہ ہیجان کی جرأت مشہور ہی جس جنگ پر گیا اُسے فتح کرکے آیا قاسم جو مقابلے مین پہونچے ہیجان نے جو صورت زیبا دیکھی مثل آئینہ حیران وبشکل زلف پریشان حیران جمال ہوکر صورت زیبا دیکھنے لگا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی سلطان کو تو ہی نے مارا مہران تاجدار تیرے ہی ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے کہا اُنکی قضا آئی ہاتھ پڑ گیا مارے گئے یہ تو کوئی فخر کی بات نہین ہی ملک سنجان مین گنجاب کو شکست دی ملک عجم تک جاکر بھگایا آخر ٹھہر نہ سکا گھبرا کے بھاگا باختر مین جاکر دم لیا وہان بھی ہم پہونچے عشق ملکہ گیتی افروز مشہور عالم ہی باغ سے اُسکو نکال لایا قلعۂ زرتاسیہ پر آکر اُترے لقا نے بڑے بڑے پہلوان بھی روانہ کیے جو گیا اُستے شکست کھائی آخر بطن ملکہ گیتی افروز سے ایک فرزند پیدا ہوا ایرج نوجوان اُسکا نام ہی دہشت جرأت مین اُسکی تلوار کی دھاک ہی جس معرکے مین پہونچا قصہ وہان کا پاک کیا یہ سُنکر ہیجان کانپنے لگا کہا اے شہریار مین اطاعت کرتا ہون گینڈے سے کودپڑا قدمون کو بوسہ دیا گردپھرنے لگا قاسم نے گلے سے لگا لیا کلمہ ارشاد کیا مکر سے کلمہ پڑھکر ہیجان مسلمان ہوا دل مین حیران ہی کہ جب اِس جوان نے سلطان ابلق سوار کو مارا اور مہران تاجدار کو بارگاہ مین قتل کیا تو مین اِسکا کیا کرسکونگا عرض کی حضور آج میرے یہان دعوت قبول کیجیے رشید نے عرض کی کہ حضور اِسکی بارگاہ مین نہ جائیے اِسکی صورت سے مکر معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر

قاسم نے جھڑک دیا کہا ہمارا رعب دیکھکر مسلمان ہوا ہو اگر مکر کریگا تو پروردگار مالک ہی
ہیجان قاسم کو اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی جام شراب آغشتہ بدارو ے
بیہوشی سامنے قاسم کے پیش کیا قاسم نے جام شراب نوش کیا بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر
اُٹھے گر کر بیہوش ہوے ہیجان نے آہنگرون کو بلایا دوہری قید جسم پر آراستہ کی مگر
رشید یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج مین آکر اطلاع کی سب کو صلاح دی کہ بھاگ کر قلعے مین چلو
قلعہ بند کر لو ورنہ صبح کو دبا لو ڈالیگا کون اُس دیو خصال سے مقابلہ کریگا سب حیران و پریشان
بھاگ کر قلعے مین آئے پھاٹک بند کر لیا خندق مین آب کی گولہ انداز و برق انداز مقرر کیے
جب یہ خبر وحشت اثر ملکہ کے گوش زد ہوئی پیٹنے لگی مان نے سمجھایا کہ بیٹیا خدا پر نگاہ کرو
سلطان گرفتار کر کے لیگیا تھا پروردگار نے اپنا فضل کیا اب بھی کوئی سبب ضرور
پیدا کریگا ناچار ملکہ سر جھکا کر بیٹھی مگر زار زار رو رہی ہو کہتی ہو ای کریم کارساز و ای مالک
بے نیاز میری مدد کر نظم

تو بودی بیشک ولاریب موجود — نبُد و نیستیکہ بود بود و نابود
زجود تو ظہور جسم و جان ست — وجود ہر وجود از تست موجود
تو مطلوبی برائے اہل مطلب + — تو مقصودی برائے اہل مقصود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ — زمین و آسمان موجود شد زود
تو کردی گرم بازار محبت ++ — ازان سودا رساندی خلق را سود
بہ فرمان تو بد گردد نکوکار — شود مقبول از حکم تو مردود

کبھی بیقراری مین تڑپتی ہو کہ اس اندھیری رات کا دیو غم مجھے کھا جائیگا دیکھیے کیونکر
زندگی ہو یارب تو اپنا رحم کر کبھی رشید کو دروازے پر بلوایا کہا ای رشید تمنے رفاقت
کا خاتمہ کیا قید سلطان سے چھڑوایا داداجان کہان چھوٹے تھے رشید نے کہا ای
ملکہ عالم شاہزادہ خاور سیاہ کا عجب مزاج ہو ایک شب داداجان کے ہمراہ رہے
صبح کو مجھسے کہا کہ ہم شکار کا صید کرتے ہین تم بھی ساتھ چلو اتنے مین قلعے مین چلا آیا قلعہ
چہار جانب سے گھرا ہوا ہو اگر قلعے سے نکل سکتا تو صاحبقران کو خبر کرتا وہ سنتے ہی

تشریف لانے دو سردار نامی وگرامی انکے ساتھ ہین ایک فرزند نامی بدیع الزمان دوسرے انکا جانشین لندھور بن سعدان جسکو بعید بیٹے اِس بیمیا کے لیے کافی تھا اگر پہلے مجھکو یہ خیال آتا تو مین قلعے مین نہ آتا اپنے کو خدمت مین صاحبقران کی پہونچاتا سُنتے ہی وہ تشریف لاتے آپ کی تکلیف گوارا نہ کرتے ملکہ نے کہا اے رشید مین کیا اپنا حال کہون جس روز سے اِنپر مائل ہوئی ایک ساعت آرام سے نہ کٹی روز مصیبت اُٹھائی فلک کجرفتار اور گردون غدار نے یہ صورت دکھائی عین شادی مین یہ بربادی نظر آئی اب دیکھون کیا فلک دکھاتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

زندان مین بھی کوچہ ترا اے یار آتا ہی نظر
عاشق ہی کا تیرے گمان ہوتا ہی مجھکو جانِ جان
تجھسے جدا ہین جب سے ہم ہی محبت انساز غم
تھا دم جو جسم زار مین ہی دیدۂ خونبار مین
یاد آتی ہی تیری ہنسی بربادی عشق کی
جی سے ہون بیزار مانند لون ہی مرگ در کار اندنون
دیکھی ہین جب سے اِک نظر آنکھین تری اے فتنہ گر
تیر اخدنگ اے غنچہ لب دل مین ہوا ہی غرق سب
تا سخ ہی اب آٹھون پہر مشق تصور اسقدر

بلبل قفس مین ہی مگر گلزار آتا ہی نظر
کوئی بہت جو نا توان بیمار آتا ہی نظر
غمخوار سر اِک اے صنم خونخوار آتا ہی نظر
جینا فراق یار مین دشوار آتا ہی نظر
بھکا ہوا جبدم کوئی میخوار آتا ہی نظر
مجھے مرا یار اندنون بیزار آتا ہی نظر
مانند نرگس زیست بھر بیدار آتا ہی نظر
سینہ کو شق کرتے ہین تب سوفار آتا ہی نظر
جس سمت کرتا ہون نظر دلدار آتا ہی نظر

رشید نے دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم اپنے کو سنبھالیے یقین ہی کہ قادر ذوالجلال مدد کرے غلام رخصت ہوتا ہی بالاے قلعہ جا کر بیٹھون گولہ اندازون کو ہوشیار کرون اول تو حضور مطمئن رہین قلعے سے آگ برساؤنگا کیا مجال ہی کہ تا بہ قلعہ آسکے پانچ چار ہزار جوان مسلح و مکمل مین نے اپنے پاس رکھے ہین اگر وہ آجائیگا تو وہ لڑینگے دشمنون پر بے خوف جا پڑینگے ہزارون کو مار کر مرینگے جب دیکھونگا شکست ہوتی ہی تو اگر آپ کو قتل کرونگا پھر اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے رشید مین اپنا خون تمکو معاف کرتی ہون جو مناسب جانو وہ کرو مگر میری عصمت بچا لو بیجان مجھکو زندہ

نہ پاے لاشہ اُٹھا کر لیجاے رشید نے کہا حضور آخری یہ تدبیر ہی پہلے دشمنون کو مین
توپ دم کرونگا پھر تلوار سے لڑونگا جب کچھ نہ بن پڑے گا تو مین باہر نکلکر جان دونگا
آپ اندر رجان دیجیے اگر خدا نے اپنا فضل کیا اور کوئی معین و مددگار آگیا تو مین
خود قلعے سے نکل پڑونگا ملکہ نے رشید کو دعائین دین کہا بیٹا تمھاری ذات سے بڑی
تسکین ہی تم وہ کر رہے ہو جو رفیقان جانباز کرتے ہین اپنے آقا کی آبرو پر مرتے ہین اگر
خدا نے فضل کیا اور شاہزادے نے رہائی پائی تو تمکو اِس قلعے کا حاکم کرونگی رشید
نے کہا پروردگار مشکل آسان کرے مجھکو غلامی شاہزادہ خاور سپاہ کی سلطنت سے بہتر
ہی مین نے اُس شاہزادے کا علاج کیا اُس شیر نے مجھکو یہ مرتبہ دیا کہ معافی دار قریہ
بنایا قلعے مین حکومت کر رہا ہون خوب سمجھا کے ملکہ کو رشید بالاے قلعہ آیا ملکہ نے جام زہر
بھروا کر رکھ لیا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین کنیزون کو مقرر کیا ہی کہ دم بدم خبر پہونچا ناکہ گریبان
صبر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا یہان ہیجان نے سلاح جسم پر آراستہ کیے کرگدن
مست پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا قلعہ خوب آراستہ
ہی توپین لگی ہوئی ہین سب سامان حرب تیار ہی ما تا منتوالاتیل کے کرٹھاؤ بارو دکی ہنڈیان
موجود رشید کرسی پر بیٹھا ہی پانچ ہزار جوان پشت پر سب کا یہ قول ہی کہ حضور اِسکو آنے
دیجیے گھیر کر مار لین گے یا اپنی جان دینگے رشید کہتا ہی دیکھو تو کتنی توپین مارتا
ہون خدا چاہے تو زمین ہلجاے یہ بھیا مہلت نہ پاے ہیجان نے فوج کو اِشارہ
کیا کہ یارو تم بڑھو مین بھی عقب مین آتا ہون بارہ ہزار جوان لیتا لیتا کہکے بڑھے
دیدبان نے رشید سے عرض کی وہ لوگ چہارم میدان زدکا طے کر چکے ہین رشید نے
ہوائی کو داغا آوازہ شر کی بلند ہوئی یہ بھی نشان شر و فساد کا تھا گولہ اندازون نے
توپون کو جھکا کر بتی دی آگ برسنے لگی چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین اُڑگئے
یا تو بلوہ کرکے آتے تھے یا فریاد کرتے ہوے بھاگے کہتے ہوے حضور گوشت و
مٹی کی لڑائی ہی ملاحظہ کیجیے کہ آگ برس رہی ہی کیونکر آگے جائین دیکھیے چار ہزار کا
کھیت ہوا ہیجان نے کہا یارو مین کیا تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین جسوقت

جا کے پھاٹک توڑ دون تب تم بھی آجانا یہ کہکے گرز اُٹھایا گردہ سپہر کا مشعر پر کھینچا گینڈے کو بڑھا کے چلا گولہ داہنے بائین جاتا ہی گینڈے کو کاوے ایٹرن پر ڈالے ہوے آتا ہی ہر چند رشید نے گولے مارے مگر اُسنے اپنے کو بچایا جھپٹا ہوا بالاے خندق پہونچا فوج بھی اُسکی آگئی کھڑا ہوا للکار رہا ہی اے رشید تو نے جرأت میری نہ دیکھی کسطرح قریب خندق کے پہونچا اب قلعے مین آکر قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بارود کی ہانڈیان بالاے قلعہ سے پڑنے لگین رشید نے بیقرار ہوکر خود سر سے اُتار رکھا یاروا مین کہو سب نے کلاہین سر سے اُتارین رشید پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر یہ وقت مدد ہی میرے دل کو یقین ہی کہ تو ضرور رحم کریگا

نظم

نمود چہرۂ روشن ز ہر طرف دلدار — گہے ز خانہ گہے از کوچہ و گہے از بازار
زہے رحیم و زہے راحم و زہے غفار — زہے شفیق و زہے اشفق و زہے ستار
خداست عالم و علام و واقف اسرار — خداست ہمدم و ہمراز و محرم اسرار
چسان ز دیدہ بود حسن صورتش پنہان — کہ نقش اوست نوشتہ بہر در و دیوار
گہے ز شاخ برون آید و گہے از برگ — گہے ز سبزہ شود جلوہ گر گہے از خار
گہے بہ دانۂ تسبیح ہر دو دست کشاد — گہے بہ گردن خود بست رشتۂ زنار
گہے وصال و گہے ہجر گاہ راحت و رنج — گہے دوا و گہے چارہ گر گہے بیمار
گہے بہ قدرت حق زندہ میشود مردہ — گہے بحکم خدا خفتہ میشود بیدار
گناہ بندہ خدا بار بار می بخشد — اگرچہ توبۂ خود بندہ بشکند صد بار
نرفت بر در دیگر ز روے استغنا — نہاد ہر کہ سر عاجزی درین دربار

پانچ ہزار جوان سر کھولے ہوے آمین کہ رہے ہین ہیجان چاہتا ہی کہ خندق کو فراؤن پھاٹک توڑکر قلعے کے اندر جاؤن آٹھ ہزار سوار اُسکے کھڑے ہین مگر کنیزون نے یہ خبرین جو ملکہ کو پہونچائین کہ حضور ہیجان گولون کو رد کرکے قریب خندق آگیا ہی چاہتا ہی اگر پھاٹک توڑ دون ملکہ نے جام زہر اُٹھایا کنیزون نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور رشید کہہ گیا ہی جب وہ قلعے مین آئیگا تو لڑونگا اُسوقت حضور

گو اختیار ہی جب خبر سنیگی کہ رشید مارا گیا تب اپنی بھی جان دیجیے ملکہ نے کہا اچھا جاؤ خبر لاؤ
مگر ملکہ بلک رہی ہی کہتی ہی ای کریم کارساز مین تو ناموس خلیل الرحمان مین داخل ہوئی
کافر کے ہاتھ سے مجھکو بچائے مگر رشید بڑی جانبازی کر رہا ہی کنیز سے کہتا ہی ملکہ سے کہنا
ابھی جان نہ دین جب سنیگا کہ غلام مارا گیا تو آپ گو اختیار ہی ہیجان نے گینڈا بڑھایا
مگر رشید نے پکار اٹھا کر رباعی ای مالک ہر بلند و پستی ۔ شش چیز عطا بکن بہ ہستی ۔ علم و
عمل و فراخ دستی ۔ ایمان و امان و تندرستی ۔ خود زمین پر دے مارا تلوار کھینچی پانچ
ہزار سوار اسکے ساتھ آمادہ ہین منتظر رہے ہو اگر قلعے سے نکلکر لڑون اپنی زندگی مین تو
اندر نہ آنے دون جیسے رشید نے قصد کیا کہ پھاٹک قلعے کا کھلوا دون کہ صحرا سے گرد
اڑتی دیکھا ایک بادشاہ عالی جاہ تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر چتر شہنشاہی
در بر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی پشت پر تین سو جوان شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اس بادشاہ
نے سر اٹھا کر دیکھا قلعے پر اہل اسلام بدحواس ایک گبر قوی تن قوی سن گرز ہاتھ
مین بجا رہا ہی کہ خندق کے پار جاؤن چہرے پر اس بادشاہ کے نقاب نارنجی پڑی ہی
ایک شاطر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے شاطر سے تاجدار نے اشارہ کیا دریافت
تو کر یہ کیا معرکہ ہی نہ یہ قلعہ کون ہی اندرون قلعہ والے کیون بدحواس ہین عیار گیا
چند منٹ مین پلٹ آیا عرض کی ای شہریار شاہزادہ خاور سیاہ کو کمر سے ہیجان نے
پکڑا ہی قلعے مین ناموس اس شیر کا ہی ہیجان بلوہ کر کے آیا ہی قلعہ لے چکا توپ بند ہو گئی
اہل قلعہ رو رہے ہین ارادہ ہی نکلکر جان دین یہ سنکر نقابدار تاجدار نے گھوڑا اپنا
طلب کیا مرکب بڑھا کر نعرہ کیا شعر منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم ۔
تین سو سوارون نے تلوارین کھینچین ہمراہ نقابدار چلے نقابدار نے وہین سے
للکارا او ناہنجار خبردار آگے نہ بڑھنا مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالتا ہی بہادرون
کے طریقے سے یہ خلاف ہی اور اہل قلعہ سے آواز دی ہان بھائیو نہ گھبرانا مین اسکو
سمجھائے دیتا ہون ہیجان نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی تین سو
جوان آٹھ ہزار پر جا پڑے مگر تاجدار مذکور مقابلہ ہیجان مین پہونچا تنگاورزن ہوا

تکا و رہی ہین گرد بر کرد یا ہیجان نے اپنے کو سنبھالا گرز ہاتھ مین تھا خبردار خبردار نہ کہکے نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے نیمچہ ہلالی کھینچا گرز کو مثل کھیرے کے کاٹا ہیجان نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے باڑ مد بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بڑی جرائت سے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا غریو ہوا کہ ہیجان مارا گیا رشید بھی نکل پڑا اور قریب نقابدار کے آیا کہا ای شہریار آپ نے کیون مدد کی آپ کو ہمارے آقا سے نامدار سے کچھ واسطہ حاصل ہی یا کوئی رشتہ ہی تاجدار نے سر جھکا کر کہا وہ ہمارے آقازادے ہین لشکر میرے ساتھ زیادہ ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی سات لاکھ فوج اُس مقام پر فروکش ہی جبدن سے خبر سُنی کہ نور الدہر بن بدیع الزمان فتاح طلسم خیال سکندری ہین منظور ہوا کہ اِس طلسم کو ہاتھ سے ایرج نوجوان کے فتح کرائین نور الدہر خالی ہی رہجائین یہ کہتا ہوا اُترتا بھرتا قریب قید خانے کے پہونچا قاسم کو رہا کیا قاسم نے رہا ہوتے ہی آفت برپا کر دی ملازمان ہیجان شکست کھا کر بھاگے مگر نقابدار سے قاسم نے کہا آج میری دعوت قبول کیجیے نقابدار ناچار ہو کر ٹھہر گیا قاسم نقابدار کو لیکر قلعے مین آئے قضائے کار سیارہ بن عمرو جبدن سے قاسم لشکر سے نکلے اپنے آقا کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا دریافت کر کے یہان آیا دعوت وغیرہ کے سامان مین مصروف ہوا جب قاسم نے نقابدار کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سیارہ سے اِشارہ کیا ای یار وفادار آج کچھ آپ گائیے سیارہ بن عمرو سرود لیکر وسط محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو
جسطرح نشو و نما ہی گل سے اول خار کو

ہو یقین دیکھیے جو دونون ابروِ خمدار کو
دوسری بھی کھینچتی ہی کھینچو جو اک تلوار کو

دی ہی خالق نے ازل سے ابرو تلوار کو
کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروِ خمدار کو

کون ہو گلگشت کا عازم کرِ استقبال کو
گل پیادہ ہو گئے گلشن سے چلے بازار کو

آبلے جبتک نہ ہون ہاتا نہین صحرا کو مین　　تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو

قتل کرتا ہی مجھے تیرا یہ انداز نماز　　سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروِ خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیز نگاہ　　غم نہین تو بند کر دے روزن دیوار کو

کیا ولا شکوہ جنون کا قصۂ موسیٰ ہی یاد　　رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت دیکھون　　مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

سامنے خالق کے اِی ناسخ کراما کاتبین　　روز لیجاتے ہین لکھ لکھکر مرے اشعار کو

نقابدار بھی سیارہ کی تعریف کر رہا ہی اور کہتا ہی اِی شیر بیشۂ صاحبقرانی جیسے دربارہ صاحبقران سے جدا ہوے آج یہ آوارگی ہی دلیر یہ اشعار تاثیر کرتے ہین قاسم نے دیکھا زیر نقاب نقابدار کے اشک حسرت جاری ہین قاسم نے اشک پاک کیے کہا اِی نقابدار رونے کا کیا سبب اور آپکا نام کیا ہی نقابدار نے کہا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہین نام دریافت نہ کرو ہم نام نہ بتائینگے اگر پوچھوگے تو ہمکو ملال ہوگا صحبت عیش وطیش مین رنج کا کیا ذکر ہی مگر ہمراہیان ہیجان نے لاشۂ ہیجان لیکر فرار کیا تھا بارہ کوس پر آکر ٹھہرے ارادہ کیا کہ اِسکی لاش جلادین قضائے کار وہان ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا حاکم نعمان مردم در بھائی ہیجان کا بالائے قلعہ بیٹھا ہوا سیر صحرا کر رہا ہی کہ اُسنے شیشۂ دوربین سے دیکھا کہ چند شخص ایک لاش لیے ہوے صحرا مین آکر ٹھہرے ہین لاش کے جلانے کا سامان کر رہے ہین نعمان نے ہرکارے کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین اور کسکی لاش لاے ہین ہرکارہ گیا چشم زدن مین واپس آیا مگر روتا ہوا آیا عرض کی اِی سامری پرست آپ کے بھائی کسی کے ہاتھ سے مارے گئے ملازم اُنکی لاش لیکر آئے ہین اب جلانے کا سامان کر رہے ہین لکڑیون کا انبار بھی لگا چکے ہین یہ سُنکر نعمان روتا ہوا اُٹھا قلعے سے باہر آیا مگر ایک بانس ہاتھ مین لیے ہوے ملازمون نے دیکھکر کہا آئیے آپ ہی اپنے بھائی کا لاشہ جلائیے آپ ہی کے ہاتھ سے رتبہ بر قدم سامری وجمشید جاوین آپ اپنا بقدرہ کرا اُڑا لیجیے گا یہ کہکر ملازمون نے لاش کو وسط انبار مین رکھا اور تھوڑا تیل بھی ڈالدیا نعمان نے جو سامری وجمشید کی بولکر

ایک بالش لاش کی کھوپری پر مارا جیسے ہی کھوپری پھٹی ایک شعلۂ آتش نکلا کہ تمام لکڑیان
جلنے لگین تھوڑے عرصے مین لاشہ جلکر خاک ہوا نعمان نے وہی خاک اٹھائی اسم سحر
پڑھکر جانب ہوا اڑادی اُسیوقت تین لاکھ ساحر ہتکر تیار ہوے نعمان نے ملازمان سے
اپنے بھائی کے مارے جانے کا حال پوچھا اُنھون نے سب کیفیت بیان کی نعمان
نے کہا کیا اب مین اُس نقابدار کو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین مع اُنھین تین
لاکھ ساحرون کے آیا اور آکر حکم دیا کہ اے ساحران خاک برادر جلد مسلح و مکمل ہوکے
تیار ہو مین بر اسے معاوضۂ خون برادر جاتا ہون سب اُسیوقت مسلح و مکمل ہوکر تیار ہوے
نعمان گینڈے پر سوار ہوا تین لاکھ فوج سے تلاش نقابدار مین چلا یہان نقابدار
جو قاسم سے رخصت ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے وہی تین سو جوان
ساتھ ہین دن بھر شکار کھیلتے ہین شام کو اُسی صحرا مین اُتر پڑتے ہین اپنے لشکر مین نہین
پہونچے تیسرا دن ہے اُسی صحرا مین اُترے ہوے ہین دربارگاہ پر کرسی بچھی ہے صحرا کی سیر
دیکھتے ہین کہ صحراے گرد اڑی نعمان مردم زہ تین لاکھ فوج سے پہونچا نقابدار کو اُترے
ہوے دیکھا بہت رویا مگر عیار نقابدار نے جو فوج نعمان کو دیکھا نقابدار سے کہا
اے شہریار یہ فوج گران سے آیا ہے آپسے ارادہ مقابلے کا رکھتا ہے اب اسی مقام پر آپ
رہیے اپنے لشکر مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو قاسم سے جاکر اطلاع کرون مگر نعمان نے
جو دیکھا کہ نقابدار چند لوگون سے اُترا ہوا ہے اپنی فوج کی جمعیت پر مغرور ہوا ساتھ
والون سے کہا یارو بڑے افسوس کی بات ہے کہ مجھ ایسے کا بھائی مارا جاے اور
نقابدار زندہ رہے چند کس اُسکے ہمراہ ہین چہار جانب سے گھیر کر مار لو سب نے کہا
حضورا اسطرح گھوڑے دوڑائین کہ سب کو پامال کر ڈالین چند لوگ اُسکے ہمراہ زیر
نخل اُترے ہوے ہین یہان خداوند کے صدقے سے فوج کثیر ہے نقابدار کس کسکو
قتل کریگا نعمان نے اُسیوقت فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ نے چہار جانب گھیر اڑالا
لینا لینا کہکر آپڑے نقابدار جو اُٹھا تلوار کھینچکر جا پڑا اور دریاے فوج مین غوطہ مارا مگر عیار
نکلکر بھاگا جی مین کہتا ہے اگر تا آنے قاسم کے آقا کو زندہ پاتون تو بڑی بات ہے یہ کہتا ہوا

جاتا ہی قاسم بہ عیش و راحت اُترے ہوے ہین ملکہ سے عقد کیا ہو حجلۂ عروسی مین داخل ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ عیار روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار نعمان مردم دربھائی ہیبجان کا تین لاکھ فوج سے آپڑا ہی آقاے نامدار ہر چند کہ بہادر بے نظیر ہین مگر کس کس سے لڑ سکین گے حضور براے مدد چلین نقابدار کو بچائین بڑی خدا کی عنایت ہی جو ہم جائین اور انکو زندہ پائین یہ سُنکے قاسم گھبرا گئے سامنے بڑا کار گزار رشید حاضر ہی حکم دیا کہ فوج تیار کرو رشید نے فوج تیار کی قاسم سوار ہوے فوج کو ہمراہ لیکر طرف نقابدار کے چلے یہان نقابدار لڑ رہا ہی فوجون کے بلوے ہین جسپر جا پڑا اُسکے دو ٹکڑے کیے کلغی تاج کی لچک رہی ہی نقابدار مصروف جنگ ہی نعمان نے آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر مار لو بھائی صاحب کا خون بالا بالا نہ جاے مجھکو بڑا قلق ہی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ بھائی صاحب مارے گئے وہ کیا کسی فن مین کم تھے صاحب شوکت و حشم تھے جسپر چڑھکر گئے فتح کر کے آئے اِس قلعے پر کیا مجبور ہوے کچھ زور نہ چلا فوج والے جھپٹ جھپٹ کے آتے ہین مگر غول کے غول بھاگتے پھرتے ہین نقابدار جب انتہا کا زخمی ہوا اپنے خدا سے قلب کو رجوع کیا اور پکارا کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس آفت سے نجات دے تیری مدد چاہتا ہون

نظم

هر کرا باشد به روی دلربا پنهان نظر　آیدش از پردهٔ جان چهرهٔ جانان نظر
پرده بردارد گر از روی منور پرده دار　مهر و مه ناید به اوج گنبد گردان نظر
بلبلے کو هست بر حسن رخش نغمه سرا　کی کند بر چهرهٔ گلزار در بستان نظر
بندهٔ زار خداوند زمین و آسمان　کی کند بر تخت و تاج و دولت سلطان نظر
سیر لبستان را نمی خواهد گداے کوے او　عاشق رویش ندارد بر گل خندان نظر

نقابدار زخمی ہو رہا ہی مگر دل طرف پیدا کرنے والے کے رجوع ہی ہر چند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو قریب لغمان کے پہونچاؤن مگر لاکھون آدمیون کے پرے بندھے ہین اگر ایک غول سے ڈھبر کر نکلا تو دوسری صف مین جا کر پھنس گیا ہر صف مین بڑے بڑے پہلوان ہین ٹوک کے سامنے آتے ہین تیغۂ نقابدار بے پناہ چل رہا ہی جسپر ہاتھ

مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر تیروں نے جسم غربال کر دیا ہی ہر طرف سے عقاب تیر پر کھولکر آتے ہین خانہ ہاے زرہ خون سے معمور تمام جسم فوارہ بنا ہی ہر عضو چھنا ہو مگر شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی کہ دشمن تعریف کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ایسے شیر صولت نگاہ سے نہین گذرے کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کوئی منھ پر نہین جا سکتا پشت سے نیزے مار رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ خاور سپاہ مع فوج جنگی و رشید زمیندار آکر پہونچے دور سے قاسم نے دیکھا کہ نقابدار بادل پوش دریاے فوج مین غوطہ زن ہی مگر گیا صف شکن ہی کہ بے خوف لڑ رہا ہی قاسم نے دور سے یہ رنگ دیکھا تو طرف لغمان کے چلے فوج کو فوج پر اشارہ کیا ہمراہیان قاسم نے اول کمانین کیانی کاندھون سے اتارین بارہ ہزار تیر پھینکے بارہ ہزار جوان واصل جہنم ہوے دوسرا وار نیزے کا ہوا تیسرا وار تلوار کا اب جو گرے فوج مین تہلکہ پڑ گیا رشید ایک مادیان پر سوار تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوے مصروف جنگ ہی مگر قاسم نے لڑتے لڑتے اول اپنے نام کا نعرہ کیا کہ یا رشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران بد دعا

منم شیر بیشہ صاحبقران فرزند رستم عالیشان نعرۂ قاسم

	شہسوار لعل پوشش خاوری		آفتاب مشرق دین پروری
	زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ	دیگر	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
	ہمہ باختند رشید بہ زیر نگین		ز آب دم تیغ شستم زمین

یہ کہتے قاسم قریب لغمان کے پہونچے للکارے او نامرد مردونکا یہی شیوہ ہی کہ الگ سے للکار رہا ہی مقابلے کو نہین آتا ضرب نہین روکتا الگ سے لینا لینا کر رہا ہی لغمان نے جو دیکھا ایک جوان گلگون پوش صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی مگر دریاے خون مین نہاے ہوے اور پلارک افراسیابی ہاتھ مین علم جس پہلوان پر جا پڑا اسکو مار کر گرا دیا سوچا کہ اب اسی سے مقابلہ کرون یہی مددگار نقابدار کا ہی اگر اسکو مار لیا تو جنگ فتح ہی نقابدار کھڑا ہوا لڑ رہا ہی فوج والے اسکو زندہ نہ چھوڑینگے خوب اہل فوج نے جانبازی کی یہ سوچتا ہوا قریب قاسم کے آیا خبردار خبردار کہکے

ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار اُسکا بلا رک پر گانٹھا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر مارا
تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر خود و بلغہ غرق چین
کو کاٹتا تا بہ جگر گیا تلوار پہونچی نعمان گینڈے سے گرا فوج مین غریو ہوا کہ افسر ہمارا
مارا گیا ملازمان قاسم نے فوج کو تارہ تار کر دیا صفین درہم و برہم ہوگئین سب پہلوان
بھاگے بھاگے پھرتے ہین مگر بھائی نعمان کا رہ بجان فیلسوار جب اِسکو معلوم ہوا
کہ بھائی میرا مارا گیا اور فوج کے قدم اُٹھے اِسنے بہ مشکل تلاش کر کے لاش نعمان
اُٹھالی اب سب طرف صحرا کے بھاگے نقابدار اُسی مقام پر اُتر پڑا کہ انتہا کا زخمی تھا ساتھ
والون نے زخمون مین ٹانکے دلوائے قاسم بھی اُتر پڑے مگر عیار نقابدار کہ نہایت
کارگزار ہی شب کو اِسنے جلسہ آراستہ کیا طائفے عمدہ بلوائے جلسۂ عیش و نشاط
شروع ہوا ایک مہ جبین نہایت حسین سامنے قاسم کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا — دن ہوا پر آفتاب آنکھو نسے پنہان رہگیا
بندگی عشق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم — توبہ بھی کی ولیکن داغ داماں رہگیا
جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح — جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا
پاس اُلفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ گئے — طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہگیا
اے صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے — باغ مین جا کر تو اے سرو خراماں رہگیا
سامنے ہوتے ہی تیر مژگان کے ہوا دلکو یقین — موت سے اب تیر کے بچنے کا میدان رہگیا
پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک — یار ثابت وقت بد مین اِک گریبان رہگیا
حسن مین بھی عزت دولت خدا کے ہاتھ ہو — گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا
بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا ہے مجھے — اُڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہگیا
چال ہو مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہو یقین یان رہگیا وان رہگیا
کرکے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل — بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا
راہ اُلفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند — گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا
لاشے اُٹھوا کر نہ اِسکو تو اے قاتل اُجاڑ — ہو فقط آباد اِک گنج شہیدان رہگیا

کھنچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل	شکر ہو گردن تک آتے آتے احسان رہگیا
شام فرقت صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل	سانپ کو کھیلا ہر آتش گنج پنہان رہگیا

رات بھر جلسۂ جنبش و نشاط رہا صبح کو قاسم رخصت ہوے مگر نقابدار اُسی صحرا مین شکار
کھیلا کیا لیکن ملازمان نعمان جو لاش لیکر چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک کوان
ہر اُسپر آکر لاش کو اُتارا کہ ہواے گرم چلی آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ تخت پر
سوار آکے اُتری لاش کو دیکھکر پوچھا یہ کسکی لاش ہی مجھکو مدت سے اِسکی تلاش ہی سب نے
کہا نعمان مرحوم در پہلوان ہی ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ساحرہ رونے لگی کہا
صاحبو یہ تو میرا معشوق تھا مین مدت سے اِسکی چاہ مین ڈوبی ہوئی تھی اِس لاش کو
اِسی کوئین مین ڈالدو اور چلکر مجھے اُسکو بتاؤ کہ جسنے اِسکو مارا ہی مین اُسکا زہرہ آب
کرونگی تنکے جیسا اونگی پناہ پانی مشکل کرونگی ملازمون نے پوچھا آپ کا نام کیا ہی
ساحرہ نے کہا میرا نام سمندر جادو ہی یہ کہکر سمندر لاش لعمان پر بہت روئی مثل ماہی
بے آب کے تڑپا کی ناچار لاش کو پھکوا کر سب کو اپنے ساتھ لیا کتنی ہوئی چلی کہ مجھے اُس
جوان کو بتادو جسنے میرے معشوق کو مارا افسوس کوئی دوسرا اُسکا جگت آشنا نہ تھا
جو اُس سے معاوضہ لیتا ملازمون نے ساحرہ کو لاکر مقابلۂ نقابدار مین اُتارا نقابدار
کو بھی معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ براے معاوضۂ خون نعمان آئی ہی مقابلہ کرنا چاہتی ہی
سب سنکر خاموش ہو رہے ساحرہ نے رات کو پہاڑ پر جاکر ایک ابر سحر تیار کیا اُسمین
برف بھردی طرف نقابدار کے اِشارہ کیا دو پہر رات رہے نقابدار نے دیکھا کہ اول
آسمان پر ایک ابر آیا ہواے سرد چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے برف برسی جسپر ٹکڑا
برف کا گرا وہ بیہوش ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب ہمراہیان نقابدار بیہوش ہوے
نقابدار بھی اپنی بارگاہ مین پڑا ہی اُٹھنے بیٹھنے سے ناچار سردی سے ہاتھ پانون ٹھنڈے
ہو رہے ہین کانپ رہا ہی جب اِرادہ کرتا ہی کہ اُٹھون لرزکر گر پڑتا ہی خدا سے اپنے
یہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار اِس مشکل کو آسان کر نظم

نمود آن پردہ دار از پردہ رخسار	جہان شد روشن از حسن پر انوار

گہے از نور شد روشن گہ از نار	گہے از مور شد ظاہر گہ از مار
گہ از گل کرد ظاہر حسن رنگین	گہ از سبزہ ہویدا شد گہ از خار
گہے موصول گشت و گاہ مہجور	گہے اقرار کرد و گاہ انکار
گہے مسلم شد و بگرفت تسبیح	گہے ہندو شد و پوشیدہ زنار

مگر عیار نقابدار برف کے برسنے سے پہلے نکل بھاگا تھا قاسم لشکر کو لیے جاتے ہین
کہ عیار آپہونچا عرض کی ای شہریار عجیب معرکہ گذرا بھائی نعمان کا ریحان مقابلے مین
آکر اترا ہی اُسی رات کو اِسقدر برف برسی کہ سب بیکار ہین نقابدار ایسا بہادر اپنی
بارگاہ مین پڑا ہوا آہ آہ کر رہا ہی سیارہ نے یہ سُنکر کہا معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر ہی
جو یہ اُسکے سحر کی علامت ہی قاسم تو پلٹ کر برائے مدد نقابدار چلے مگر سیارہ عیار کو
ساتھ لیکر قبل مین روانہ ہوا یہان سمندر نے لشکر تیار کیا ہی یہ کہ رہی ہی کہ اب چلکر
بہ آسانی نقابدار کو قتل کرلو سب نے قصد کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم نعرہ کرکے
آپڑے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ساحرہ نے جو ہنگامہ دیکھا پہاڑ پر چڑھ گئی دوسرا ابر سحر
تیار کیا اُسکو لشکر قاسم پر گرایا برف جو گری ہمراہیان قاسم بیکار ہونے لگے شور
گریہ و زاری بلند ہی ملازمان ریحان ہمراہیان قاسم کو قتل کر رہے ہین یہ لوگ سردی
مین کانپ رہے ہین دشمن نے جسطرح چاہا قتل کیا کون روک سکتا ہی ہاتھ پانون
ٹھٹھے مین نہین گھوڑے رہروی نہین کرتے بدلگامی کر رہے ہین چاہتے ہین سوار
کو گرادین قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ساتھ والے بیکار ہین گھوڑا رہروی نہین کرتا
ہرچند چاہتے ہین کہ بڑھاؤن مگر مرکب قدم نہین اُٹھاتا چہار طرف سے ہنگامہ ہی
کہ مسلمانون کو مارلو مگر سیارہ بن عمرو پہلے اپنے لشکر سے نکل گیا تھا عیار نقابدار
بھی اُسکے ساتھ ہی ایک نخل کے نیچے دونون کھڑے ہوے دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ہوے ابر
اُٹھتے ہین سیارہ اُسی جانب چلا عیار نقابدار سے کہا ایک لڑکے کی صورت بنو
مین گویا بنکر پہاڑ پر جاتا ہون عیار نقابدار ایک طفل حسین کی صورت بنا اور
سیارہ ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا چلا نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبک روحون نے مثل گردباد
وادی پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پر موا ہیون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

باغ عالم مین ہی نافہمو تمکو بے برگی کا غم
سبز بختے اس چمن سے زرد صورت لیگئے

مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین
سب سے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ خجل در گل آئی بعد مرگ
واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر بُت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

جیسے ہی گانے کی آواز بلند ہوئی سمندر نے جُھک کے دیکھا کہ ایک بڈھا نحیف و ضعیف ڈھول بجا رہا ہی اور ایک طفل حسین تانین مار رہا ہی اشعار سُنکر بیقرار ہوگئی لڑکے کی زیل کی آواز بڈھا ڈھول کے ٹکڑے باندھ رہا ہی ایکے مرتبہ جو بڈھے نے تان ماری تو اور زیادہ لطف حاصل ہوا جی مین کہتی ہی کہ او سمندر اس بڑھاپے مین آواز مین یہ مزہ ہی کہ جب تان مارتا ہی دل ہلا دیتا ہی پُکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ہمارے پاس آؤ ہم بھی تمھارا گانا سنین بڈھے نے لڑکے سے کہا بیٹا چلو قدردان ہین بہت کچھ دینگی پُکار کے یہ کہا کہ ملکۂ عالم نیچے آئیے سمندر ہنس پڑی پھر کہنے لگی بڑے میان مین کام مین ہون دو گھڑی مین فراغت پاؤنگی تب تمکو بارگاہ مین لیچلونگی بڈھے نے اشارہ کیا کہ بیٹا دہین چلو لڑکے نے ہنسکر کہا باوا جان بھٹی پر ہمارا انتظار ہوگا شراب بھی وہان پئینگے گانا بھی سُناتے سو پچاس آدمی ہوتے پیسہ پیسہ ملتا تو کتنا کچھ ہو جاتا یہان یہ اکیلی ہین کیا دینگی بڈھے نے کہا بیٹا یہ شاہزادیان ہین

نہال کرونگی دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگی لڑکا بھی چلا دونون گھاٹیون کو طی کرکے
بالائے کوہ آئے بڈھے نے کہا ہان بیٹا گا کو ملکۂ عالم کو اپنا کمال دکھاؤ لڑکا رونے لگا
کہا باواجان آپ کے مزاج مین جہالت ہو ایک جام شراب پیتے سرور رہوتا اشعار
یاد آتے سامنے سمندرہ کے بوتل شراب کی رکھی تھی اُسنے اُٹھاکر لڑکے کے سامنے
رکھدی لڑکے نے جام لبریز کیا چاہا کہ پی جاؤن بڈھے نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے
بے وقوف پہلے مالک کو پلاتے ہین تب آپ بھی پیتے ہین پہلے آپ ہی پینے لگا روز
بھٹی پر جو جاکر پی تو امیرونکی صحبت کے قابل نہین رہا لڑکے نے جام سمندرہ کے آگے
کیا سمندرہ نے ہاتھ بڑھا دیا چاہتی ہو کہ جلدی پی جاؤن کہ اِنکا گانا سنون جیسے ہی
جام ہاتھ مین لیا شراب سرخ ہوگئی چرخ مارنے لگی اور جام سے اُڑ گئی جام ٹوٹکر
زمین پر گرا سمندرہ نے کہا ارے تم کون ہو ایک طرف سے سیارہ نے نعرہ کیا کہ ہم
سیارہ بن عمرو ایک طرف سے لڑکے نے آواز دی کہ ہم عیار نقابدار مگر سمندرہ ہوشیار
ہوچکی دونون سے اپنے کو بچایا ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ دونون زمین پر گرے
رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا سمندرہ اُٹھی چاہا قتل کرون مگر دیکھا لکہ ہائے ابر مین
خفت ہو قاسم مصروف جنگ ہو سوچی کہ پہلے یہ کام کر لون تب اِنکو قتل کرونگی قدرت
نے کہا تھا کہ ای سمندرہ جو مسلمان جہان پر ملے پہلے اُسکا کام تمام کرنا دیر نہ ہو ورنہ
مسلمانون کے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین یہ سوچکر ابر پر سحر کرنے لگی یہان
قاسم نے جو دیکھا کہ ابر کے پہاڑ بن رہے ہین برف آسمان سے گر رہی ہو جسپر گری
وہ بیہوش ہوگیا ہزارہا بندۂ خدا بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین حسرت سے یہ صدا
بلند ہو ای کریم و رحیم مشکل آسان کر **نظم**

کن بہ اوج دل منور نیّر صدق و یقین | بخشش باطن را ہمیشہ روشنی زانوار دین
ساز در دنیا ز نقش نام حق روشن نگین | عکس روے دلربا از سینۂ صافی بہ بین

روز و شب چون آئنہ محو جمال یار باش

از زبان جز ذکر حق ہرگز مگو ہرگز مگو | در دخو صبح و مسا در زندگی گن نام او

طالب دیدار جانان باش و دست از جان بشو		مشتاق ز ذوق خدا هستی اگر ای نیک خو
	در گذر از دل همیشه طالب دیدار باش	

هر ایک اپنے حال مین مبتلا ہو سمندر نے سحر کی بوچھار کر دی ریحان مردم درنے فوج
سے انتشار رہ گیا ہی نقیبان کفار ہر طرف آواز دیتے پھرتے ہین ہان یارو مسلمانون کو قتل
کرو یہ سب دشمن خداوند ہین آج سب دردمند ہین اگر یہ زندہ بچین گے تو دشمنی کرینگے
بہ قدرت خداوند کی دیکھو کہ نقابدار تو گھر اٹھا قاسم بھی مع فوج آکر پھنسے ایسا دن
کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا ملازمان ریحان نیزے اپنے ہاتھون مین لیے جنگ کر رہے
ہین اہل اسلام کل بیکار ہو رہے ہین ہاتھ دستگیر نہین پانؤن مین ثابت قدمی
نہین مجبور رہ کر قتل ہو رہے ہین قاسم ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے
ہین تلوار پر قبضہ نہین گھوڑا رہروی سے عاجز ہر مرتبہ سوارونکو آواز دیتے ہین کہ
یارو ہمکو قتل کرو کہ نام مرد بہ از مرد گر کوئی قریب نہین آتا دور سے نیزے دکھاتے
ہین قاسم خود چاہتے ہین کہ مین قتل ہو جاؤن اپنے دوستون کو دیکھ رہا ہون کہ
کس ناچاری سے قتل ہو رہے ہین بہ حسرت و یاس رو رہے ہین قاسم نے بیقرار
ہوکر خالق سے اپنے دل کو رجوع کیا اور دعا کرنے لگے کہ ای سمیع و علیم و ای کریم و رحیم
تیرے نزدیک سب آسان ہی قاسم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا
صحرا سے گرد اڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی قاسم نے دیکھا غضنفر بن اسعد
گھوڑا دوڑاے ہوے مع اپنے قزاقون کے آتا ہی غضنفر نے دور سے قاسم کو جو
اس مصیبت مین مبتلا دیکھا قزاقون سے کہا یارو لینا یہ بیچارہ دست چپی بڑی ہی
مصیبت مین ہی ہم لوگونکا کام مدد کرنا اور غریبون کو بچانا ہی اسی زور بازو پر ناز
رکھتے ہین غضنفر نے آواز دی ای قزاقان بزنید و بہ بندید قزاقون نے گھوڑے
دوڑاے قزاقون کا بلوہ کرنا اسطور سے گھوڑے دوڑاے کہ غبار بلند ہوا
جس سے سب نابینا ہونے لگے اس ابتری مین غضنفر مثل آفتاب تابان گھوڑا
دوڑاتا پھرتا ہی جس پہلوان پر جا پڑا اسکو ٹوک کر مارا اسمندر جادو نے کوہ سے

جو یہ سحر کہ دیکھا کھڑی ہو گئی تماشہ دیکھنے لگی دیکھا کہ چند قزاق فوج ریحان کو قتل کر رہے ہین اور ایک لڑکا کمسن مثل آفتاب عالمتاب مرکب باد رفتار پر سوار اور تیغ خون چکان ہاتھ مین دشمنون کو قتل کرتا پھرتا ہے یا تو سمندرہ کا یہ ارادہ تھا کہ سیارہ و عیار نقابدار کو قتل کرون اب تامل ہوا جنگ کو دیکھ رہی ہے مگر صورت زیبا غضنفر کی دیکھکر حیران جمال و محو و بیدار ہو رہی ہے اور کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہے مین تو تجھکو دیکھکر بیقرار ہوئی ہیرا تو یہ حال ہے کہ ضبط نہایت محال ہے کیا بیان کرون نظم

پھر وحشت لامکان کا چاہیے میدان مجھے	عالم امکان ہوا ہے گوشۂ زندان مجھے
واقعی انسان ہے اشرف ساری مخلوقات سے	لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہے اک انسان مجھے
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اٹھگیا	صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اے صنم	سنگ مین آئے نظر کیا آتش پنہان مجھے
پاسبان سمجھا نکیرین آئے جب بہر سوال	گور مین آیا خیال کوچۂ جانان سے مجھے
ہو نہ تم اپنے پہرون دانتو نسے چباتا ہون مین آہ	یاد جب آجاتے ہین اسکے لب و دندان مجھے
ہوش آتا ہے جو سودا مین تو کرتا ہون خیال	کیا مین کاٹتا ہون لا جو وحشت کا دامان مجھے
حور ہے تو اے پری و گھر ترا باغ بہشت	مثل رضوان ہے ترے دروازیکا دربان مجھے
مردم دنیا مرے حق مین سگ دیوانہ ہین	کاٹنے کو دوڑتے ہین صورت حیوان مجھے
کیون ملامت کرتے ہین ناسخ یہ چاک جیب پر	چاک کرنا ہے ابھی تو وحشت کا دامان سے مجھے

ہر چند سمندرہ پکارتی ہے مگر غضنفر جواب نہین دیتے اب جو پلٹ کر دیکھا ایک ساحرہ کالی صورت جھریان پڑی ہوئین لباس سیاہ پہنے ہوے عجب پکار رہی ہے اور مجھکو دیکھ رہی ہے اور یہ بھی دیکھا کہ سیارہ بن عمرو اور ایک عیار دوسرا دونون پڑے تڑپ رہے ہین اٹھ نہین سکتے سمندرہ نے کئی مرتبہ پکارا اے آرام جان عاشقان مین وہ مرتبہ تیرا کرونگی کہ عالم عالم تیرے مرتبے پر حسد کرے وہ چیزین بنادون کہ تو جس سے مقابلہ کرے اسپر غالب آئے مگر غضنفر دیکھتے ہین کہ میرے قزاق عاجز ہین سمندرہ نے کئی مرتبہ سحر سے ابر کو اشارہ کیا ابر سے برف برسی ہمراہیان غضنفر

سست ہونے لگے لیکن جو حریف اُنپر آتا ہی اُسے مار لیتے ہین مگر گھوڑون مین وہ روانی
نہین غضنفر ہر ایک کے قریب جاکر انگشتر مہرو ماہ کو چمکاتا ہی سایہ تیغۂ رویین شگاف کا
ڈالتا ہی جسپر سایہ تلوار کا پڑا یا عکس انگشتر پڑا وہ پھر جالاک و چست ہو گیا لیکن اکیلا
کہان کہان جائے سمندر جادو نے دیکھا کہ مین نے لاکھ پکارا اگر یہ جوان سفر و عقل و
فراست سے دور ہی ابر کو اشارہ کر کے پہاڑ سے اُتری ایک مار سیاہ پر سوار بصورت
مہیب آواز دی ای جوان ذرا اوپر تو دیکھ لے مین تیری مہرو وفا کی امیدوار ہون
تیرے جام محبت سے سرشار ہون اپنی جراُت کا خیال نہ کرنا مین نے ابھی تجھپر حرف
نہین برسائی تیرے ساتھ والے سست ہو گئے ملازمان ریحان تیز و طرار زیادہ
ہین دیکھلے جنگ پر آمادہ ہین اگر ساتھ والونکا افسوس ہی تو سب کو زندہ کر دونگی یہ
سب کشتۂ سحر ہین ہر چند سمجھاتی ہی پکارتی ہی مگر غضنفر جواب نہین دیتے لڑتے ہوے
قریب قاسم کے پہونچے عکس انگشتر ڈالا کہا مقام افسوس ہی کہ تمکو ہر مقام پر ہمنے
گرفتار ہی پایا ہمارا تو یہی کام ہی دوست جسپر نکی مدد کرتے ہین جس بلا مین مبتلا ہوتے
ہین اُس آفت کو رد کرتے ہین جاؤ اب سحر تاثیر نہ کریگا قاسم نے جو دیکھا کہ گھوڑا
قبضے مین آیا ہر چند کہ باتین غضنفر کی بہت ناگوار گذرین مگر لڑتے ہوے ریحان
کے قریب پہونچے للکارا کہ او نامرد دور سے لوگون کو آمادہ کرتا ہی میرے مقابلے مین
آ تو حال معلوم ہو ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار اسکا بیلارک پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر وار کیا ریحان کے دو ٹکڑے ہوے اور غضنفر نے بڑھکر
نقابدار پر عکس انگشتر ڈالا نقابدار بھی لڑتا ہوا چلا دو جوانون نے بڑھکر شمشیر زنی
کی فوج ریحان کے پانون اُٹھنے لگے افسرون کو قاسم نے قتل کیا کچھ ہاتھ سے
نقابدار کے مارے گئے الامان الامان کی صدا دے رہے ہین مگر سمندر بلکتی ہوئی
قریب غضنفر پہونچی چاہتی ہی مثل جان کے آغوش مین لون لطف وصل حاصل کرون
قریب آکر ہاتھ بڑھائے غضنفر نے تیغۂ رویین شگاف سے ہاتھ اُسکے قلم کیے ہاتھ جو
سمندر کے کٹے چاہا بھاگ کر نکلجائے اُن پر پروانہ پیدا کر کے نکل چلون غضنفر نے کہا

کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان میں پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا جیسے ہی سمندر بلند ہوئی تیر آکر سینۂ پُر کینہ پر پڑا نتھنوں سے پرنالہ خون کا بہ رہا تھا تیر جو پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کر جان دی اسکے مرنے سے شور بلند ہوا ہمراہیان قاسم و نقابدار نے سحر سے مہلت پائی مصروف جنگ ہوے ہمراہیان ریحان تو بدحواس ہو رہے تھے روتے پیٹتے بھاگے قاسم نے چاہا کہ میں غضنفر سے ملاقات کروں جنگ موقوف ہوتے ہی غضنفر نے بوق ترکی بجایا کر اے قزاقان بدر رو ید سب قزاق ستمگر لیشت غضنفر پر آئے غضنفر کہتے ہیں کہ اے قاسم اب کبھی نور الدہر سے دعوئِ ہمچشمی نہ کرنا انکے چھوٹوں نے تمکو مصیبت سے بچایا ہر چند کہ قاسم نے پکارا کہ اے فرزند ٹھہر جاؤ مگر غضنفر لوٹ مار کر نکل گئے نقابدار تو لوٹ مار کر اُسی مقام پر اُتر پڑا قاسم طرف قلعے کے چلے یہاں قلعے پر جو مشہور ہوا تھا کہ قاسم کی شادی ہو گئی بنیاد کوہکن پہلوان زبردست ساٹھ ہزار فوج لیکر چڑھ آیا قلعے کو گھیر لیا اہل قلعہ نے قلعہ بند کر لیا توپیں لگا دیں مگر بنیاد کوہکن گرز کو اُٹھا کر اکیلا طرف قلعے کے چلا فوج سے کہ گیا کہ میں چلکر پھاٹک توڑتا ہوں تم بھی سب آجانا لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے دعا کی کہ اے خالق کارساز و اے بندہ نواز رحم اپنا شامل حال کر یہ وقت مصیبت ہے

نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ	زانکہ بخشند حق گناہ عذرخواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی	کن بہ اصل خویش اے خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان	گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یاد کن حق را بہر شام و پگاہ
از خدا خیرے کہ حاصل میشود	در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش	کن سیاہی دور اے نامہ سیاہ
زینت دنیا ندار د اعتبار	ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
خیر د شر را کن تصور از خدا	مظہر نور الٰہی کوہ و کاہ +

ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ		دور کن از خاطر خود دور کن	
از عنایت ہاے رب العالمین		تا رسی بر منزل صدق و یقین	

بنیاد کوہکن برابر خندق کے پہونچ چکا ہی ارادہ ہو کہ خندق فراؤن اور سیماطلک توڑدون اہل قلعہ بلک بلک کے دعائین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرۂ قاسم کی آواز آئی قاسم نے آکر بنیاد کی بنیاد مٹائی لشکر نے لشکر کو تباہ کیا جو بچے وہ بھاگے قاسم بہ فتح و فیروزی قلعے مین آئے دربار مین آکر بیٹھے کہ عرض ہوئی ایک تاجر حاضر ہی قاسم نے بلوایا کچھ مال خریدا بعد خریداری پوچھا کہان سے آتے ہو تاجر نے کہا کہ مین مدت سے لشکر نور الدہر مین تھا اب وہ طرف دریاے قلزم کے گئے ہین یقین ہی کہ وہان جا کر لوح کا پتہ ملے قاسم نے رفقا سے صلاح کی سب نے یہی صلاح دی کہ اب طرف دریاے قلزم کے چلیے قاسم نے لشکر اپنا تیار کیا طرف دریاے قلزم کے چلے قضاے کار گذر انکا سرحد قصر ہشت پہل سے ہوا بقراط ثانی کہ قصر مذکور مین داخل ہوا افسر سب بیٹھے ہین پہلوانون و ساحرون کا جماؤ ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ قاسم نوجوان بہ فتح و فیروزی طرف دریاے قلزم کے جاتا ہی بلیث کے اسنے طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو یہ کیا ستم ہی کہ اب سب طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین یہی خبرین مجھکو مل رہی ہین کوئی ساحر ایسا ہی کہ لشکر قاسم کو تباہ کرے شباب جادو ساحرۂ نوجوان اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ یا خداوند جانتی ہی سب کو دیوانہ کردون آپس مین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے باپ کو بیٹا مارے بقراط نے سمن جادو کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ اے سمن اگر شباب سے کوئی امر خلاف ہو تو انکو روکنا سمن و شباب اُٹھین بارہ ہزار جادوگرنیان ساتھ لین اور براے تباہی لشکر قاسم چلین یہان قاسم نوجوان قصر ہشت پہل سے بارہ کوس ہٹ کے اُترے ہوے ہین یہ خبر مل چکی ہی کہ بقراط یہان سے بارہ کوس پر ہی اپنے مقام پر فرمایا کہ بقراط کو قتل کرون طلسم یون ہی رہجاے سب خاموش ہو رہے مگر قاسم نے سیارہ کو حکم دیا گوشۂ صحرا مین ایک بارگاہ استادہ کرو ہم اُسمین چلکر بیٹھین سیارہ نے

ایک خیمہ مغفول اپنے ساتھ لیا گوشہ صحرا مین لاکر استادہ کرایا قاسم نوجوان شام سے
جاکر وہان بیٹھے سیارہ خدمت مین حاضر ہی سرود بجارہا ہی اشعار عاشقانہ گارہا ہی
مگر شباب وسمن قریب لشکر قاسم پہونچین آسمان سے آکر سحر کرنا شروع کیا آگ برسنے
لگی لشکر قاسم تباہ ہونے لگا قاسم جو خیمے سے نکلے دیکھا لشکر تباہ و برباد ہورہا ہی
سرداران لشکر دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین پلٹن رسالے
آپس مین لڑرہے ہین شباب جادو سحر کرتی ہوئی ایک نخل پر آکر بیٹھی سحر کو زور
دے رہی ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی ہوا اسے تند چل رہی ہی نخلستان کے
شعلون کی گرمی کوئی برداشت نہین کرسکتا ہر طرف یہ غلغلہ ہی کہ یارو اس آگ سے خدا
بچاے دیکھین انجام کار کیا ہو قاسم نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ کیا نعرہ کرکے لشکر مین
آئے ہر طرف پکارتے پھرتے ہین کہ یہ کون مکار ہی کہ جسنے مخفی سحر کیا سامنے آئے
تو احوال معلوم ہو شباب جادو کی جو نگاہ جمال جہان آرا اے قاسم پر پڑی بیقرار
ہوگئی سراپا دیکھ رہی ہی خود یاقوت احمر سر پر تیغ ہلالی ہاتھ مین جوش جرأت مین
حال لشکر دیکھکر چہرہ سرخ ہورہا ہی کبھی پکارتے ہین کہ یہ کسنے سحر کیا کبھی تلوار چمکاتے
ہین مگر کوئی معلوم نہین ہوتا شباب کو حال قاسم دیکھکر رحم آیا جی مین کہتی ہی کہ
ایسے بہادر کے لشکر کو تباہ کرنے سے کیا نفع ہوگا یہ سوچکر سحر اپنا آپ ہی مٹایا جب
قاسم نے دیکھا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی لشکر کو اطمینان ہوا بارگاہ مین آکر داخل
ہوے شباب جادو سحر مٹاکر پلٹی اپنے مقام پر آئی سمن جادو سے ملاقات کی سمن
نے کہا اے شباب کیا کیا شباب نے کہا کل جاکر تباہ کرونگی آج تو اونکے تڑپنے پر رحم
آیا اسوجہ سے تامل کیا سمن نے کہا دشمن پر رحم کیسا شباب نے کہا اے سمن انصاف
کرکہ وہ لوگ جری و بہادر ہین اسکے عادی ہین کہ دشمن سامنے آئے اوس سے مقابلہ
کرین اونکے لشکر پر جو آگ برسی اونکی بیقراری پر رحم آگیا سمن نے کہا اے شباب تمہاری
باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی پر عاشق ہوئین تمکو پاس خداوند کے لے چلونگی
شباب نے کہا مین تو نہ جاؤنگی میرے سراسر خلاف ہی کہ ایسون کو ناچار کرکے قتل کرون

شباب نے کہا مین تو ہرگز نہ جاؤنگی سمن نے کہا مین تمکو لے چلونگی آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ سمن نے گھور مارا شباب نے خالی دیا کئی سحر سمن نے کیے مگر شباب نے رد کیے پکارکر کہا لو اسمن تمہاری قضا آئی ہی اب مین بھی سحر کرتی ہون مجھے بہت شاق گذر رہا ہی کہ تم سحر کشی کرتی ہو یہ کہکے کارد جھولی سے نکالی خون اپنا اسپر ڈالکر کھینچ ماری کارد جو سینہ سمن پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری لاشہ اسکا پھنکوا دیا شام کو لباس وزیور پہنکر آمادہ ہوئی کہ جاکر معشوق کو دیکھ آؤن کنیزون نے پوچھا واری کہان آپ جایئےگا آنکھون مین آنسو بھرکر کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا بیان کرون

نظم

ہشیاری رنج دیتی ہی تنبید فرنگ کا — دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا
سودا ائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا — رہتا ہی اسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
یہان بہار باغ ہی وہ جا رہ روز کی — چندے ہی دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوئی عشق وجنون مین گذر نہین — ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
صوفی ہی دور جام ہی جوش بہار ہی — خرقہ مین بھی ہی داغ مئے لالہ رنگ کا
او بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر — اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا
بھون آب وگل مین ہو رہتے ہین مست ہم — کسکو دماغ ہی ہے یا قوت رنگ کا
سنتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ مین — آنکھین لڑایئے جو ارادہ ہو جنگ کا
مرغ چمن کے نالون سے ہی یہ صدا بلند — قابل ہو دید کے یہ طلسم اب فرنگ کا
رتبہ ہی پست تخت سلیمان کا اے پری — پایہ بہت بلند ہی تیرے پلنگ کا
وحدت پسند ہی تو زمانے سے کر گریز — یکرنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا
تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین — رخسار یار ہی کہ جزیرہ فرنگ کا
چھرون سے کم نہین شرر آہ آتشین — طاؤس آسمان ہی شکار اس تفنگ کا
زور کمان ہی ابروئے دلدار یار مین — موئے مژہ مین توڑ ہی تیر خدنگ کا
رخسار صاف چاہیئین نظارے کے لیے — آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا
یوسف کے حسن کے ہین سبھی کاروان مست
ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو
میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
اس گنبد سپہر کو مین کیا کرونگا یار

آہو کو ہو ارادہ شکار پلنگ کا
تربت سے میری پھر اُٹھے گا پتنگ کا
نالہ سرود کا ہی اُٹھین شور زنگ کا
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

کنیزین خاموش ہو گئین عرض کرتی تھین واری آپ کی باتین سنی نہین جاتین کیا امر درپیش ہی حضور کو بڑا پس وپیش ہی شباب جادو کنیزون کو سمجھا کے چلی یہان قاسم ایک بارگاہ مین داخل ہین سب سرداران جمع ہین ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی کہ ہوا ے گرم چلی سرداران قاسم اپنے مقام سے اُٹھے قاسم سے گفتگوے سخت کرنے لگے قاسم نے گھبرا کر جواب دیا کہ یارو تمکو کیا ہو گیا ہی کیسے کلام کر رہے ہو چالیس سردار تلوارین پکڑے ہوے کھڑے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ قاسم پر جا پڑین مگر قاسم بھی تیغہ لیے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ کیا مین تمسے باہر ہرن جو مزاج مین آوے وہ کرو سردار کہتے ہین کہ آپ نے ہمارا مذہب لیا مذہب اسلام مین کیا اب ہم آپ کو قتل کرینگے کہ پھر ایک ہوا چلی ایک مرتبہ ہوا چلتے ہی سب نے تلوارین کھینچین قاسم پر جا پڑے قاسم حیران ہین کہ یہ وہ سردار ہین کہ جو نام سے ہمارے کانپتے تھے آج یہ بے اعتدالی کہ تلوارین کھینچی ہین لیکن چالیسون جوان قاسم پر برس پڑے سیارہ گھبرایا ہوا بیرون بارگاہ آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی تمام لشکر مین تلوارین کھنچ گئین بھائی سے بھائی آمادۂ فساد ہی سیارہ سمجھا یہ مقدمہ کسی کے سحر کا ہی دیکھا ایک ساحرہ شاخ نخل پر بیٹھی سحر کر رہی ہی جون جون ماش کے دانے طرف لشکر کے پھینکتی ہی جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا ہی کئی ہزار آدمی اُتنے عرصے مین مارا گیا سیارہ نے چاہا کہ کچھ عیاری کرون وہ ساحرہ ہر مرتبہ نعرہ کرتی ہی اے مسلمانو مین اب تمکو زندہ نہ چھوڑونگی تمھین سب کی وجہ سے سمن جادو کو شباب نے قتل کیا سیارہ نے چاہا کہ کسی تدبیر سے

شاخ نخل سے اُتارون کنارے آکر ایک طفل حسین کی شکل بنا یہ اشعار گاتا ہوا آیا

نظم

گیسوئے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کر دی ہی پسینے نے نقاب گلعذار — قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

جال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا — بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے — ہنسنے یہ سمجھا ردی کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار — اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مُردون پر کیا مشتق خرام یار نے — ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب الٹ منھ سے نقاب — گرد شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ — دیکھلے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے

کاہ مستی کی دھڑی ہی کہ لکھو تا پان کا — رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

نام جسنے عشق کا روے کتابی کے لیا — اُسکو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تونے جس سے دم فنا اُسکا ہوا — مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو — عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آے وہ گل — کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

جب سیارہ گاتا ہوا سامنے پہونچا تو اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی ارے تو کوئی عیار مکار و غدار ہی قدرت نے مجھکو سمجھا دیا تھا کہ نخل سے نہ اُترنا اِن مسلمانون کے ساتھ کے عیار بلاے روزگار ہین تو لاکھ فقرے کرے جب تک ایک بھی زندہ رہیگا مین نخل سے نہ اُترونگی سیارہ سامنے سے بھاگا لشکر مین دیکھتا ہی کہ سردار و غیر سردار سب قاسم کے دشمن ہو گئے ہین سب کا یہ قول ہی کہ قاسم کو مار لو اِسنے غضب کیا کہ سب کا مذہب لیا مقام افسوس ہی کہ پونے دو سی خداوند چھوٹے ایک خدا سے سامنا پڑا جسکو دیکھ نہین سکتے مسلمانون کا قول ہی کہ ہمارے خدا کو کوئی دیکھ نہین سکتا آج اِسکا بدلہ لو اور قاسم کو قتل کرو قاسم اُس ہنگامے مین لڑ رہے ہین سب کے وار روکتے ہین خود کسی پر حملہ ایسا نہین کرتے کہ وہ مار اجاڑے سیارہ

عرض کر رہا ہی آقاے نامدار مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا کہ ساحرہ نخل سے سحر کر رہی ہی
اُسی کے سحر نے یہ آفت برپا کی جابجا تلوار چل رہی ہی ہزارہا بے خطا مارے گئے لاشے
تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی یہ کہکے سیارہ پھر چلا ابکے ایک نازنین کی شکل
بنکر آیا خوب خوب گایا شعبدے دکھائے اُس ساحرہ نے جواب دیا منجم کمال جادو داو
عیار مکار کیون اوقات اپنی خراب کرتا ہی تو لاکھ دھوکہ دے مین زیر نخل نہ آؤنگی اب
سیارہ بیقرار ہو کئی صورتین بدل بدل کے آیا مگر وہ ساحرہ شاخ نخل سے نہ اُتری ناچار
سیارہ پلٹ گیا قاسم کو دیکھا کہ اب زخمی بھی ہوے کس کس سے اپنے کو بچائین کئی سو
سردار زخمی پڑے تڑپ رہے ہین قاسم کسیکا قتل کرنا نہین چاہتے تلوار دکھاکر ہٹا لیتے
ہین اُنپر رحم کھاتے ہین مگر سردارون کو بچاتے ہین جانتے ہین کہ یہ لوگ اپنے ہوش
مین نہین ہین مگر قدم رہین گاڑ دیے ہین پیچھے ہٹنا انکے آگے عیب ہی سیارہ ہر مرتبہ
نئی صورت بناکر جاتا ہی مگر سامنے اُسکے جاکر مایوس ہوتا ہی بقراط ثانی نے اسکو خوب
سمجھا دیا ہی کہ کسیکے دام مکر مین نہ آنا اپنے کو عیارون سے بچانا مسلمانون کا مار لینا کچھ
بات نہین ہی مگر دم بھر مین عیار مار لیتے ہین اگر عیارون سے بچے تو ایک سحر مین سب کا
خاتمہ ہوتا ہی جو ساحر گیا مکر مین پھنسا اور مارا گیا اسی وجہ سے یہ نخل پر آکر بیٹھی ہی کہ جب
کوئی آئیگا تو یہی تدبیر کریگا کہ مجھکو نخل سے اُتارے ہین ہرگز نخل سے نہ اُترونگی سیارہ ایک
گوشے مین سر پیٹ رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق کون و مکان اِس آفت
ارضی و سماوی سے بچالے تو مدد کر اور اِس بلا کو دور کر مطلع اے ز ابر رحمتت خرم
گل لبستان ما ٭ گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما ٭ اے رب بے نیاز اے خالق کارساز
گلزار ابراہیم کا پھول مرجھایا جاتا ہی صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائین گے کہ
کیون سیارہ تیرے سامنے یہ معرکہ گذرا تو فرزند عمرو تھا تو نے آنکھون سے دیکھا
کہ قاسم مارا گیا ہاے کیا جواب دونگا خاموش رہونگا اے رحیم جلد مدد کر اِس بلا کو دور
کر سب دعائین مانگ رہے ہین یار تاده یا مستغیثاه کی صدائین بلند ہین کہ صحرا سے گرد
اُٹھی اور آسمان پر برق چمکی ملکہ شباب جادو کہ براے ملاقات قاسم چلی تھین اُسوقت

اگر یہ بھی نہیں آسمان سے دیکھا کہ سارے لشکر قاسم مین تلوار چل رہی ہی اور کئی سو افسران فوج قاسم کو گھیرے ہوے ہین اور تلوارین مار رہے ہین مگر لیاقت و جرات اسکا نام ہی کہ سب کے وار روکتے ہین اور اپنا وار نہین کرتے اور یہی چاہتے ہین کہ میرے ہاتھ سے کوئی مارا نہ جائے اِن سب کی جان بچ جائے کل کو لوگ طعن کرینگے اور کہین گے کہ سیارہ اپنی آنکھ سے دیکھ چکا کہ ساحرہ سحر کر رہی ہی سیارہ نے کئی مرتبہ آکے آپ سے اطلاع بھی کی کہ مین نے کد و کوشش کی مگر وہ ساحرہ ایسی ہوشیار ہی کہ شاخ نخل سے نہین اُترتی اُسکا قول ہی کہ جبتک ایک بھی لشکر کا زندہ رہے گا مین شاخ نخل سے نہ اُترونگی آخر عیار کیا کرتا مگر قاسم کے سر سے خون جاری ہی خود یا قوت احمر و عارض انور خون سے سرخ ہو رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ قریب ماہ تابان شفق کا گذر ہی قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شباب عاشق جمال ہی معشوق کا جو یہ حال دیکھا دل بیقرار ہو گیا ایک طرف دیکھا کہ سیارہ عیار زمین پر پڑا تڑپ رہا ہی یہ حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا انقلاب فلک نے دکھایا قاسم ایسا افسر کہ افسرون کے نام پر جان دیتا تھا اُسکو افسرون نے گھیرا ہی قتل کا قصد رکھتے ہین نگاہ جو ڈالی دیکھا شاخ نخل پر ایک ساحرہ بالاعلان سحر کر رہی ہی جب مٹھی مین لیکر ماش کے دانے پھینکتی ہی تب لشکر کا جوش و خروش بڑھتا ہی آپس مین لڑنے لگتے ہین ہزار ہا لاشے تڑپ رہے ہین دریا سے خون جاری ہی جب تو شباب کو تاب باقی نہین رہی بے اختیار پکار اُٹھی کہ او ساحرہ مکارہ کوئی ایسا سحر کرتا ہی سارے لشکر مین ہنگامہ ہی بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا تاک رہا ہی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکے گجرے پھولون کے ہاتھون سے کھولے طرف لشکر اسلام کے پھینکے لڑنے والے ٹھہرے اب ایک کو ایک قتل نہین کرتا تلوارین کھینچے ہوے کھڑے ہین دوبارہ گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اور پھینکا وہ موتی آسمان پر جا کر ٹوٹے قطرے پانی کے برسنے لگے جسپر قطرہ پڑا وہ آپس مین ایک سے ایک منت کرنے لگا وہ سردار جو قاسم کو گھیرے تھے تلوارین اپنی پھینک پھینک کر قدمون پر گرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقا ے نامدار ہمکو

معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ سے لڑین مگر آپ نے کیا
عنایت فرمائی ہی کہ زخم کھائے مگر ہمکو قتل نہین کیا اگر آپ قصد کرتے تو ہماری کیا حقیقت
تھی کمال جادو نے جو یہ رنگ لشکر کا دیکھا کہ ایک سے ایک عذر کر رہا ہی تلوارین نیام
مین کیا چاہتے ہین سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ حسین وجمیل دریائے جواہر مین غوطہ
مارے غنچہ دہن شیرین سخن رشک سمن و یاسمن کبک رفتار شیرین گفتار آسمان سے
اُترتی ہوئی آتی ہی اور نعرہ ہی کہ او کمال مین نے تجھکو پہچانا بہتر اسی مین ہی کہ جان بچا کر
چلی جا اب تک مین تیرے سحر کو دفع کر رہی ہون تجھپر کوئی سحر نہین کیا ورنہ حال معلوم
ہوتا تو نے یہ جو ہزارہا بندگان خدا کو قتل کیا کچھ خوف نہ آیا وہ بہادر ایسا ہی جری و
صف شکن تھا کہ اسکی جان بچی ورنہ سو سردار ضرب لگاتے تھے تلوارین مارتے
تھے للکارتے تھے مگر وہ شیر سب کے وار روکتا تھا اپنا وار کسی پر نہین کیا مگر خدا نکردہ
کوئی زخم کاری اُنپر پڑ جاتا تو مین تجھکو زندہ نہ چھوڑتی یہ سُنکر کمال شاخ نخل سے
اُتری اور مقابلہ مین شباب کے پہونچی اب قاسم وسیارہ دیکھ رہے ہین کہ دونون
مین سحر ہو رہے ہین ایک پر ایک آگ برساتی ہی مگر شباب یہی چاہتی ہی کہ یہ بھاگ
جائے جب کمال نے نہ مانا او نہ تلوارین گرائین کہ شباب کا سر زخمی ہوا سر زخمی ہوتے
ہی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنے سر کا خون ڈالا سحر کامل
کیا کارد پھینک ماری ہر چند کمال نے چاہا بچون مگر وہ کارد نہ رُکی سینے پر کمال کے
پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سب اہل لشکر تعریفین کرنے لگے کہ ای ملکہ عالم بڑا
کمال کیا کہ کمال کا کمال مٹایا لاشہ کمال کا زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من کمال
جادو بود سب لشکر والے اپنے ہوش مین آگئے تلوارین نیام مین کین قاسم نے
جو جمال جہان آرا دیکھا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم تمنے جان بخشی کی اپنی تو یہ صورت
ہی دل کی عجب حالت ہی نظم

تشنگی مین گر مرا حلق ای سکندر خشک ہو	آئینے سے چشمۂ حیوان فزون تر خشک ہو
تر جو دیکھے تیرے ہونٹھون کو شراب لعل سے	کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو

دل شکستہ گلشن عالم مین ہون ای رشک گل
بادۂ گلگون ہو بے ساقی آتی مجھکو آگ
بخت بد نے آب دریا کو کیا ریگ رواں
کون پانی حلق مین اُسکے چوائے وقت نزع
جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتے نہین
گریہ ہی منظور رہم رندون کی آنکھین تر نہون
گو پسیجے میرے نالون سے تو پھر ای سنگ دل
دھوے دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
دیکھکر آغاز خط اُس گل کی آنکھین تر ہوئین
چشم تر کو گرمی داغ جنون سے کیا ضرر
میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین

صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو
چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو
میری قسمت سے سبا دا حوض کوثر خشک ہو
جسکے ہوتے ہی تو لد شیر مادر خشک ہو
کیون نہ خونریزی سے آب تیغ و خنجر خشک ہو
فصل گل مین ایک دم ساقی نہ ساغر خشک ہو
ہو یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو
مثل موج ریگ غم سے موج عنبر خشک ہو
کیون بنایا آئنہ دست سکندر خشک ہو
تابش خورشید سے گرداب کیونکر خشک ہو
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

قاسم نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ شباب نے مسکراکر سر جھکا لیا سارا لشکر کہ رہا ہو کہ ای ملکۂ عالم آپ نے سب کی جان بچائی ورنہ اِس ساحرہ نے غضب کا سحر کیا تھا قاسم اُسی وقت بارگاہ مین آئے سیارہ نے اہتمام کیا ملکہ شباب دربار مین آئین قریب قاسم آکر بیٹھین تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ اول سمن جادو کو مار کر پلٹ گئی تھی مگر دل نے نہ مانا اِسوقت گھبرائی شکر ہی کہ وقت پر آکے پہونچی اگر ذرا دیر ہوتی تو آفت برپا ہوئی تھی خدا نے اپنا فضل کیا قاسم نے بڑی خاطر کی مگر بقراط ثانی کہ قصر ہشت پہل مین داخل تھا وہین سے کمال جادو کو اُسنے بھیجا تھا حال اُسکو شباب کا معلوم ہوا کہ پہلو مین قاسم کے جاکر بیٹھی جادوگرنیان جو جمع ہین سب اپنے شہدون پر بیٹھی ہین کہ بقراط نے پکار کر کہا تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ شباب کو گرفتار کر لاسے وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے نام عشق نہ لے فہیم جادو ایک ساحر زبردست اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوندا اگر کنیز کو حکم ہو تو جاے فوراً شباب کو گرفتار کر لاے بقراط نے کہا ای فہیم اتنا خیال رکھنا کہ جب دربار سے قاسم کے شباب

اُٹھے تب اُسکو گرفتار کرنا فہیم نے کہا مین سمجھ لونگی یہ کہکے روانہ ہوئی یہان شباب چند
ساعت خدمت قاسم مین حاضر رہی کہا اب مین رخصت ہوتی ہون قاسم نے کہا ای ملکہ
تمہارا حال اب کھل گیا اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو بقراط کچھ کر گذرے اور ہمکو خبر نہ ہو شباب نے
کہا مین اپنے باغ مین جاتی ہون فوج کو جمع کرکے لاؤنگی آپ کے ساتھ تا بدریا سے
قلزم چلونگی قاسم نے رخصت دی شباب جادو باہر نکلی سیارہ باتین کرتا ہوا پیچھے
آتا ہے شباب کتنی جاتی ہو مہتر صاحب ہمارا خیال رکھنا آج تمکو بڑی مشقت پڑی لیکن
اِس ساحرہ نے نہ مانا یہ کہکے بیرون جلوخانہ آئی قصد کیا کہ طاؤس سحر بناؤن اُسپر سوار
ہون کہ ایک برق چمکی سیارہ تو پیچھے ہٹا نعرہ ہوا کہ او شباب خوب مزے اُڑائے
اب تو دل خوش ہے پنجہ کمر مین شباب کی پڑا اسے اُٹھا شباب نے پکار کر آواز دی
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے قاسم نے جو آواز شباب کی سُنی بیقرار ہو کر اپنے مقام
سے اُٹھے جلوخانے مین آکر دیکھا کہ شباب تو بیہوش ہے اور ایک ساحرہ کمر مین پنجہ
دیے لیے جاتی ہے اور پکار کر آواز دی کہ ارے قاسم ہوشیار رہنا تجھکو بھی لیجاؤنگی
قدرت کا حکم ہے کہ عاشق و معشوق کو لاؤ ایک قفس مین دونون کو قید کرو کہ یاد کرین
کہ انجام عشق یہ ہے قاسم نے دیکھا کہ ایک گوشے مین سیارہ پڑا ہے فرمایا ای مہتر والا گہر
بہت جلد اپنے کو پہونچاؤ اگر شباب کو قصر ہشت پہل مین لیگئی تو وہ ہمارے نام کا بڑا
دشمن ہے غورکا حکم قتل دے گا پھر کیسی مشکل ہوگی اُسنے ہماری جان بخشی کی اور ہم
اُسکی فکر نہ کرین یہ سنکر سیارہ چلا آسمان پہ فہیم جاتی ہے سیارہ چھپتا ہوا اُٹھتا اور
بیٹھتا چلا جاتا ہے چاہتا ہے اس سے آگے نکل جاؤن تو عیاری کرون مگر فہیم کا باغ
راہ مین ملا سوچی کہ یہان ٹھہر جاؤن یہ سوچکر آسمان سے اُتری باغ مین آئی فوراً
کنیزین دوڑین چبوترے پر فرش بچھایا فہیم آکر مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہہ رہی ہے
کہ آج مین نے بڑا کام کیا دربار قاسم سے بی شباب کو لائی کوئی بھی کچھ نہ کرسکا قاسم
اُسکے تیر و کمان مانگا گھر مین بلند ہو کر نکل آئی کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی سامنے
رکھین فہیم شراب پینے لگی کہ آسمان پر برق چمکی گلفام جادو ایک تاجدار کہ مدت سے

شباب پر عاشق ہی تخت اُٹھاے ہوے جاتا تھا فہیم نے پُکار کر کہا اے گلفام ہمارے باغ
کے سامنے سے جاتے ہو چند ساعت ٹھہر جاؤ گلفام آسمان سے اُتر آیا شباب پر جو
نگاہ پڑی کہ بیہوش پڑی ہوئی ہی بیقرار ہوگیا کہا اے فہیم اِسنے کیا خطا کی کہ جو اِسکو یون
ڈالدیا ہی فہیم نے کہا یہ خداوند کی گنہگار ہی قاسم پر جاکر عاشق ہوئی مین وہین سے
گرفتار کرلائی لہذا اب اِسکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی گلفام نے کہا اے فہیم مین تو
درت سے اِسپر عاشق ہون یاد مین اِسکی راتون کو رویا کرتا ہون دل بہت بیقرار ہی
اگر اِسکو میرے لیے راضی کردو تو بڑا احسان ہوگا مین قدرت سے اِسکی خطا معاف کرا دونگا
دیکھو تو میرا کیا حال ہی

نظم

فصل گل ہی خون حیض دخت رز کا جوش ہی — گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہی
یار سے دست و بغل ہوتا ہی عنقا کا شکار — تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہی
حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان — میری اُسکی گفتگو مین اب زبان خاموش ہی
پشت بر دیوار حیرت مین ہزارون صورتین — صاحب آئینہ خانہ آجتک روپوش ہی
جامۂ ہستی جنون مین مثل گل پرزے اُڑے — سنگ یان بہر شکست شیشۂ مے کا جوش ہی
موسم سرما مین دیوانہ ہی پہلو سے تہی — اب کف دریا بدن پر میرے بالاپوش ہی
وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہوکر جان زار — تنگ مُردے سے ہمارے گور کا آغوش ہی
فرط اُلفت کا مآل کار ہی عاشق کو موت — جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہی
مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائے گا — جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہی
گفتگوے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین — خواب مین چلاّے ہر چند آدمی خاموش ہی
اہل دنیا حال ہمدیگر سے کیا ہون مطلع — مجلس تصویر مین کسکو کسی کا ہوش ہی
یار سرگرم خرام ناز مین محو جمال — گوہر جان گرامی صدقۂ پاپوش ہی
کنج تنہائی مین بھی چلا کے رو سکتا نہین — لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہی
گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز — سیر باغ آتش یہی ایمان نا و نوش ہی

فہیم نے کہا اے گلفام اپنے کو سنبھالو یہ قدرت کی گنہگار ہی میری کیا مجال ہی کہ مین

اِسکو تمھارے حوالے کرون گلفام بگڑا کہا ای ملکۂ عالم اب مجھکو اور زیادہ خوف پیدا
ہوا کہ اگر یہ قدرت کے سامنے جاویگی تو قدرت اِسکو قتل کرینگے مجھے یہ کب گوارا ہی
کہ اِسکو چشم زخم پہونچے مین تمسے لیکر جاؤنگا اپنے باغ مین جاکر چھپا رکھونگا فہیم نے کہا
ای گلفام جانتے ہو کہ قدرت کل حالات سے آگاہ ہوجاتے ہین طائران سحر مقرر رہتے ہین
کہ انکو خبر پہونچاتے ہین اِسوقت کا بھی وہ حال دیکھ رہے ہونگے اگر تم لیجاؤ گے
تو قدرت مجھپر ناراض ہونگے فرمائینگے تو نے کیون دیا گلفام نے کچھ ہمارا خوف
نہ کیا گلفام اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین تو لیجاؤنگا فہیم نے ہرچند منع کیا مگر گلفام کب
مانتا ہی چلا پہنچکر مین شباب کی دیکر ے اُڑون کہ سیارہ پھرتا پھرتا سامنے اُس باغ
کے پہونچا چند خادم دروازے پر دیکھے اُنسے حال پوچھا اُنھون نے کہا اسوقت عجب
ہنگامہ ہی ہماری ملکہ فہیم جادو شباب جادو کو لائی ہین گلفام بگڑا ہوا ہی کہ مین اسکو
لیجاؤنگا سیارہ نے باتین کرتے کرتے ایک خدمتگار کو حباب مار کر بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر اندر آیا دیکھا گلفام کھڑا ہوا ہی مگر فہیم منت کر رہی ہی کہ ای گلفام واسطہ
خداوند لقراط کا ایسا ارادہ نکرو اُنکے بہت خلاف گذرے گا گلفام نہین مانتا
سیارہ نے دوڑ کر گلفام کا ہاتھ تھاما چپکے سے کہا ای شہنشاہ نہ گھبرائیے میرے بزرگ
آپکے بزرگون کے نوکر رہے مجھے ہمیشہ سے آپ کا پاس ہی آپ مسند پر بیٹھیے بی
فہیم جو غصے مین سرخ ہین انکو ٹھنڈا کیجیے مسند پر بٹھائیے مین ابھی شراب پلاکر
بیہوش کرون انکو کتے کی موت قتل کیجیے اور اگر مقابلہ پڑا تو وہ ساحرہ زبردست ہی مبادا
سرکار کو بھی آزار پہونچے اور مین جانتا ہون کہ مدت سے آپ شباب پر عاشق ہین
کیونکر دل کو آرام آئے جب معشوق اس حال مین ہو انکو بھی ہوشیار کر دیجیے بی
فہیم جیت پڑی ہونگی جسطرح جی چاہے اُسطرح قتل کیجیے گلفام نے کہا انسے تو تکرار ہوگئی
اب کیونکر اصلاح ہو سیارہ نے کہا مین اصلاح کراتا ہون گلفام کو سمجھا کر ہنستا ہوا
سامنے فہیم کے آیا کہا ای ملکۂ عالم اِسوقت ایک نیا معاملہ درپیش ہوا آپ کو خوشی کی
جگہ ہی کہ آپکے خدمتگارون کے یہ مرتبے ہین مین باغ مین کھڑا تھا کہ یکایک خداوند

آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ علم موسیقی کا تجھکو بادشاہ کرتے ہین دیکھیے سچ ہو کہ جھوٹ ہو اور اشارے سے کہا مین گلفام کو ابھی ٹالے دیتا ہون وہ فقرہ کرون کہ آپ سے ناراض نہون اور چلے جاوین فہیم نے کہا حقیقت مین مین بھی نہین جانتی کہ گلفام سے فساد ہو سیارہ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

یار قاتل ہو تو کسکو موت سے پرہیز ہو
سر تصدق ہو اگر مژگان کا خنجر تیز ہو

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہو

طول عمر خضر دے تمکو خدا اے منبجو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہو

زندگی کی کون سی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہو نالہ بلا انگیز ہو

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین پانون
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہو

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہو روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہو

یار بن ساقی قیامت ہو مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہو شور رستاخیز ہو

غیر رسوائی کبھی اسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہو مجھکو حسن سے پرہیز ہو

منزل مقصود تک الله پہونچائے ہمین
وقت شب ہو ابر ہو صحرائے آفت خیز ہو

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اسپر مرے جو کشتۂ پرویز ہو

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بے ہودہ
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہو

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہو صدا
گوش گل نا آشنا ہو حرف شوق آمیز ہو

تختہ پارہ کی طرح ہو حال دل آتش نباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہو

اسطرح یہ اشعار گائے کہ فہیم تعریفین کرنے لگی کہا اے نیرنگ حقیقت مین تمھارے پاس باغ مین قدرت آئے تمکو کمال دے گئے ہمنے تو آجتک ایسا گانا نہین سُنا تھا حقیقت مین اے نیرنگ قدرت تمپر مہربان ہوئے کیون اے گلفام تمنے بھی سنا ہمارا نیرنگ کیا خوب گاتا ہو گلفام نے کہا میرے کلیجے پر چھریان پڑ گئین مین تو عاشق مزاج ہوا اے سیارہ نے اشارہ کیا خاموش رہیے کہا اے ملکۂ عالم ایک کمال اور عطا ہوا ہو وہ بھی ظاہر کرون شراب منگوا لیجے تو مین نئے طور سے پلاؤن اور

ناچ بھی میرا دیکھیے سب راگنیان سامنے کھڑی ہین اشارے کر رہی ہین کہ جب ہمارا
نام لو تو ہم حاضر ہون در و دیوار کو مست کر دین مجال ہی کہ تمھارے گانے کو ناپسند
کرین قدرت بیٹھے ہوے ہشت پہل سے گانا سن رہے ہین فہیم نے قرابہ شراب کا
سامنے نیرنگ نقل کے کھسکا دیا سیارہ نے شراب مین بیہوشی ملائی جام بھر کے
سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے فہیم کے آیا کہا حضور دیکھیے کیا مجال ہی کہ ایک قطرہ
گرے ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے فہیم نے دونون ہاتھ پھیلا دیے
جام سر سے لیا بے اندیشۂ انجام پی گئی دوسرا جام گلفام کو دیا اشارہ کرتا جاتا ہی
کہ پی جائیے آپ کے پینے سے گمان فہیم کا نکل جائیگا مطلب بر آئیگا گلفام بھی جام
پی گیا بعد اسکے طرف کنیزون کے متوجہ ہوا سب کو شراب پلائی شباب کی آنکھ کھلی
ہی دیکھ رہی ہی کہ یہ کیا انتظام ہو رہا ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ پروردگار میری
آبرو کو بچانا ہر چند کہ انتظام یہی ہو رہا ہی کہ یہ سب بیہوش ہون تو یہ بے حیا مجھپر
دست اندازی کرے ای رحیم و کریم مین نے اپنے کو ناموس خلیل الرحمن مین داخل
کیا ہی میری آبرو بچالے

نظم

به نوک خامۂ اصلاح دور کن اغلاط — که درج نامۂ اعمال تست با افراط
خبر نیافتت ز توحید حق گہے بقراط — نگشت واقف این نکتۂ خفی سقراط
به صبح و شام ادا کن حق عبادت حق — که گردد از تو ادا قرضهای بچند اقساط
هوای حرص چو دامان صبر پاره کند — رفو دوباره نگردد ز سوزن خیاط
به خواه عذر و بکن توبه و ندامت کش — ز هر گناه که کردی به کثرت و افراط
به اعتدال طبیعت همیشه کوشش کن — شود دگر نه تغیر به صحت اخلاط
به جبر کار عبادت ز نفس خود بستان — که چوب کج نه شود راست تر بجز خراط
همیشه توبه بعجز و نیاز کن هندی — شوند جمله گناهان ازین عمل اسقاط

تھوڑے عرصے مین فہیم گھبرائی اور کہا ای نیرنگ قدرت تشریف لاے ہین
شمعین پکار رہے ہین نیرنگ نے اشارہ کیا کہ قدرت کو بلا لیجے کہ وہ بھی شریک

جلسہ ہون فہیم اپنے مقام سے اٹھی تھی آیئے خداوند کہتی ہوئی چلی تھی کہ لڑکھڑا کے
گری گلفام بھی اپنے مقام سے اٹھا اٹھکر گرا سیارہ نے دیکھا دونون بیہوش ہوے
اور کنیزین بھی آپس مین لڑبھڑ کر گرین اور بیہوش ہوئین سیارہ قریب شباب کے
آیا کہا ای ملکہ عالم غلام کو نہین پہچانا منم سیارہ بن عمرو جسوقت سے آپ کو لے چلی آقا
بیقرار ہوے مین تلاش مین آپ کی نکلا قریب باغ کے پہونچا اب اِنکو قتل کرتا ہون
شباب نے اِشارہ کیا کہ فہیم قتل ہو تو میرے حواس درست ہون عجب سحر بے حیا
نے کیا ہی کہ مین سحر بھول گئی سیارہ نے فہیم کو قتل کیا شباب اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ
جھکا دیا برق گری کہ گلفام کے بھی دو ٹکڑے ہوے شباب و سیارہ اُن سب کو
مار کر باغ سے نکلے چند قدم چلے تھے کہ آواز آئی او شباب تو نے غضب کیا کہ فہیم
اور گلفام کو قتل کرایا سیارہ تو کو دکر بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا چھپا ہوا
دیکھ رہا ہی کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا شباب پر ایسا سحر
کیا کہ شباب کی زبان بند دل دردمند لڑکھڑا کر گری وہ ساحر چلا کہ شباب کو قتل کرون
سیارہ نے دیکھا کہ شباب قتل ہوتی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ او ساحر
یہ کیا کرتا ہی دیکھ تو قدرت نے کیا لکھا ہی کاغذ ہاتھ مین تھا جھپٹ کر اُس ساحر کو دیا وہ
کاغذ ساحر نے پڑھا طرف سے بقراط کے لکھا تھا ای صحرا النورد تو نے بڑا کام کیا مگر
جس ساحر کو ہمنے بھیجا ہی اسرار جادو اسکا نام ہی ہمارے امورات خدائی کا وہ
منتظم ہی جو یہ کہے وہی کرنا صحرا النورد نے ہنسکر کہا کیون میان اسرار جادو کیا حکم
کرتے ہو سیارہ نے کہا تھوڑی آگ منگائیے لوبان میرے پاس ہی آگ پر ڈالیے
آواز آئیگی جیسا حکم ہو بجا لانا صحرا النورد نے آگ سلگائی شباب دیکھ رہی ہی
کہ یہ کیا معرکہ ہی مین تو بیکار ہوئی اِس ساحر نے مجھے کیون بچایا صحرا النورد نے
جیسے ہی لوبان ڈالا دھوان پیچ کھا کے نکلا دماغ مین صحرا النورد کے پہونچا فوراً
لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سیارہ نے اُسکو بھی قتل کیا شباب ہوشیار ہو کے
اُٹھی سیارہ کی تعریفین کرنے لگی کہ ای منترو الاگر کیا کہنا تمھارے نزدیک ساحر کی

کیا مجال ہو اب لشکر خاور سیاہ مین چلو راہ مین دریائے قلزم کی بڑے معرکے پڑینگے راہ کو بہ مشکل طے کر کے سیارہ و شباب خدمت قاسم مین آئے قاسم یہان حیران بیٹھے تھے کہ سیارہ و شباب آکر پہونچے قاسم نے شباب کو صحبت مین جگہ دی کہ شباب نے کہا اب حضور کوچ کرین اگر آپ دریائے قلزم تک پہونچ گئے اور لوح ملگئی تو فتاح طلسم آپ ہونگے قاسم یہ سُنکر خوش ہوے اُسیوقت لشکر تیار کیا ملکہ شباب نے ابر سحر تیار کیا اُسمین چھپکر سر پر قاسم کے سایہ فگن ہوئی اِس دھوم سے لشکر کو لیکر طرف دریائے قلزم کے چلی دوسری منزل ہر کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان حکاک قوی ترکیب نامے تین لاکھ فوج سے آکر اُترا قاسم سے کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے پلٹ جایئے یہ صحرائے حکاکیہ وہ مقام ہی کہ اِدھر سے کبھی کوئی حریف نہین گذرا مین آپ کو نہ جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ ہم نہ پلٹین گے اور اِسی راہ سے جائین گے حکاک نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین نقارے بجے تیاریان ہونے لگین

چار پہر رات گذر کروہ وقت آیا **نظم**

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت		خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند		غلاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	**دیگر**	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
علم آفتاب نکلا جب		فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا		رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اِکبار		مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

جا نہین سبے فوجین میدان مین آئین قاسم نے شباب سے منع کر دیا کہ اے ملکۂ عالم تم میدان مین نہ آنا شباب خاموش ہو رہی بارگاہ مین بیٹھی ہی مگر خبر منگا رہی ہی کہ حکاک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین قاسم کا خواہان ہون قاسم مرکب بڑھا کر سامنے حکاک کے آئے

اُسنے نیزہ مارا چند طعنون مین قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا
ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا آپس مین کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین سیارہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ قاسم وحکاک سے کشتی
ہو رہی ہی قاسم زیادتی کر رہے ہین جب پکڑ لاتے ہین ایسے گھسے لگاتے ہین کہ نرہ
اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین دو پہر تک تو قاسم
بہ لطف لڑے اِدھر زوال آفتاب ہوا زوال زور قاسم ہونے لگا حکاک چست و
چالاک ہو گیا قاسم سست ہوتے جاتے ہین پھر بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے پھر دن رہے
حکاک نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرلے دوڑا ہر چند قاسم چاہتے ہین کہ
روکون مگر نہین روک سکتے نہ خود اُسکے ہکہ سے رُک سکے بارھوین قدم پر لا کے
حکاک نے ہکہ مارا کہ قاسم کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے حکاک نے کمر
مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قاسم صدمے سے بیہوش ہوے حکاک قاسم کو باندھکر
لے گیا سیارہ بیتاب وبیقرار اول سامنے شباب کے آیا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوا
حکاک قاسم کو گرفتار کر کے لے گیا شباب نے کہا اے مہتر والا گہر مین نے تو
کہا تھا مجھے ساتھ لیجیے مگر اُنھون نے نہ مانا معلوم ہوتا ہی اُسکے ساتھ کوئی ساحرہ ہی
اُسنے اپنے کو ظاہر نہین کیا مخفی سحر کیا لہذا قاسم گرفتار ہوے سیارہ نے کہا
مین جاتا ہون اگر ساحرہ ہی تو اُسکو ڈھونڈھکر مارونگا آقا کو چھڑاونگا شباب نے
کہا اے سیارہ نہایت مشکل ہی جو ساحرہ کہ حکاک کے ساتھ ہی پہلے سے مین نے
فراموش کیا مگر اب مجھکو یاد آیا کہ ایک دن سامنے بقراط ثانی کے گفتگو تھی اور یہ
حکاک رو رہا تھا بقراط نے پوچھا کیون روتا ہی حکاک نے کہا سنبل جادو پر
عاشق ہون بدون وصل سنبل زندگی نہ ہو گی کئی مہینے گذرے کہ اُسکی یاد مین مرتا
ہون بقراط نے سنبل جادو کو بلوایا کہا اے سنبل دیکھو تو حکاک کا کیا حال ہی
حکاک سنبل کو دیکھکر رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم غلام کا یہ حال ہی قلب پر ہجوم
غم وملال ہی کیا کہون نظم

رسا اوج حقیقت پر کرون اب عشق بازی کو — بجاے نرد بان سمجھا ہون مین عشق مجازی کو
ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر جنس خود بینی — سکندر ڈھونڈھتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روان کی مجھسے چالاکی — کہ اس توسن سے لگا ہی نہ ترکی کو نہ تازی کو
اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہی — الٰہی کیجیو تو منتخب اس مرد غازی کو
ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا ہی زلف یار کو شانہ — ذرا دیکھو تو اُسکے دست کوتہ کی درازی کو
کہانتک ای بتو ہمکو دماغ ناز برداری — خدا کرتا ہی شرمندہ تمھاری بے نیازی کو
ثمر پختہ جو ہی ای خام طبعو باغ عالم مین — نہ کیجو فکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو
اُتر جاؤن ابھی دریاے غمسے وہ اگر چاہے — مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو
بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجھکو ای ناسخ — دیا دل جب سے مین نے ایک محبوب حجازی کو

بقراط نے جو حکاک کا حال ابتر دیکھا سنبل کو سمجھا کر اُسکے ساتھ کیا یہ مجھے یاد ہی کہ تخت پر سوار کر کے سنبل اُسکو لیگئی تھی اگر وہی ساحرہ ہی تو بلاے روزگار ہی ای مہتر والاگہر بہت سمجھ کے جانا مین بھی وقت پر کد و کوشش کرونگی اگر میرا سحر چلگیا تو رہا کر لونگی ورنہ وہ صاحب اقبال ہین خدا کوئی سبب پیدا کریگا یہ سب حال سُنکر سیارہ فوراً طرف لشکر حکاک کے چلا جیسے ہی اپنے لشکر سے نکلا بیچ مین جنگل پڑتا تھا دیکھا ایک صحراے ویران ہی لشکر حکاک کا نشان نہین معلوم ہوتا بڑے بڑے پہاڑ بڑے بڑے درخت معلوم ہوتے ہین سیارہ دور تک گیا چہار جانب ڈھونڈھا کہین لشکر کا نشان نہ پایا شام کو پلٹ کے پاس شباب کے آیا کہا ای شباب جادو لشکر حکاک اس صحرا مین نہین ہی شباب نے کہا یہی تاثیر سحر ہی بارگاہ سے نکلکر دیکھو لشکر مین نوبت نقارے بج رہے ہین ہاتھی گھوڑے پھر رہے ہین سیارہ نے کہا مین تمام دن صحرا مین نے کسیکو نہ پایا ناچار ہو کر پلٹ آیا شباب خود اپنے مقام سے اُٹھی در بارگاہ سے دکھایا کہ دیکھو وہ جھنڈے فرارہے ہین اب چلو مین بھی ساتھ چلتی ہون سیارہ نے سب لشکر دیکھا شباب و سیارہ صحرا مین آئے ہر چند کہ رات ہوچکی ہی مگر وہی سناٹا پایا لشکر نہ ملا شباب نے کھڑے ہو کر سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا ناچار سیارہ

کو ساتھ لیکر شباب جادو پلٹ آئی جب دربارگاہ سے دیکھتے ہین تو لشکر موجود ہے جب
نظر اہین جاتے ہین اور نگاہ اٹھاتے ہین تو لشکر نہین معلوم ہوتا حیران ہو کر پلٹ آتے
ہین شب بھر یہی ہیر اپھیری رہی صبح کو نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا حکاک
نے قاسم کو اراپے پر سوار کیا وہ مسلسل و مطوق بیٹھے ہین سب لشکر کو تیار کر کے طرف
قصر ہشت پہل کے چلا شباب نے بھی لشکر تیار کرایا آگے آگے لشکر حکاک جاتا ہی
پیچھے پیچھے سیارہ و شباب مع لشکر ہمراہ ہین جب سیارہ ارادہ کرتا ہی کہ بین لشکر مین
جاؤن تب لشکر نظرون سے مخفی ہو جاتا ہی فقط ہر طرف نوبت نقارے کی آواز سنائی
دیتی ہو سیارہ ناچار ہو کر پلٹ آتا ہی و شبانہ روز یہی معرکہ گذرا مگر کسی طرح سے
اندرون لشکر نہ جا سکا شباب نے بھی خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے یہ تاثیر نہ کی
کہ سیارہ کو لشکر معلوم ہوتا تیسرے دن لشکر تیار ہوا اور شباب اپنے لشکر کو
لیکر چلی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان چند جادوگرنیان
ساتھ سرداران تہمتن جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہین ایرج نے جو دور سے
قاسم کو اراپے پر دیکھا بیقرار ہو گیا مرکب اپنا صف سے نکالا پکار کر آواز دی او
حکاک یا تو قبلہ و کعبہ کو چھوڑ دے یا میرے مقابلے مین آ حکاک گینڈا بڑھا کر
میدان مین آیا شباب نے بھی لشکر روکا ایرج و حکاک سے مقابلہ ہونے لگا دل
دوپہر تک تو ایرج نے زیادتیان کین اور زور و شور سے لڑے نیزہ نکالا کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا وہ گھسے مارے کہ عاجز کر دیا ادھر زوال آفتاب جب ہوا اب
حکاک زیادتیان کرنے لگا شاپور شیر دل حیران ناچاری ایرج کی دیکھکر بہت
پریشان ہو پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر **نظم**

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون	از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طراز ندہ کون و مکان	سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طراز صور کار او
چہرہ کشائے صور کائنات	راہ نمائے ہمہ سوئے نجات

دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگستردہ بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد	گرم بہ خور معرکۂ روز کرد
قدرت او لیل و نہار آفرید	خلق خزان کرد و بہار آفرید
کرد رقم با قلم اختراع	بر ورق مہر خطوط شعاع
از گہر نجم بشبہائے تار	قصر فلک کرد جواہر نگار

اے رحیم و کریم میرے آقائے نامدار کو بچالے اس آفت سے نجات دے پہر پہر اور ایرج نوجوان اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہی پہر دن رہے حکاک ریلکر لے دوڑا بارہ چودہ قدم پہ لاکر یکہ مارا کہ دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین بانھ ڈالکر ایرج نوجوان کو اُٹھا لیا مثل قاسم کے ایرج کو بھی قید کیا ہمراہیان ایرج حیران وپریشان سیارہ شاپورہ کی ملاقات کو آیا کہا اے مخزن دہان مہتر مہتران کیا تدبیر سوچی ہی یہ تو عقل سے ظاہر ہی کہ کوئی ساحرہ اِسکے ساتھہ ہی ورنہ یہ نوجوان ایسے ہین کہ اِنکو کوئی تین پہر مین زیر کرے شاپور نے کہا ابھی جاتا ہون ساحرہ کو پکڑکے لاتا ہون اسی صحرا مین لاکر قتل کرون سیارہ نے کہا عجب عجائب وغرائب ہین کہ لشکر مین اُسکے نہین پہونچ سکتے دیکھکر بلٹ آتے ہین شاپور نے لشکر ایرج کو تسکین دی کہا بھائیو تم تو ٹھہرو مین برائے خبر جاتا ہون یہ کہکے چلا سیارہ بھی ہمراہ ہی جب جنگل مین پہونچے شاپورہ نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا کہ لشکر کا بالکل نشان نہین وہی صحرائے ویران ہی شاپورہ سیارہ روتے ہوے پلٹے سیارہ تو بلٹ کے اپنے لشکر مین آیا اور شاپورہ روتا ہوا سامنے دونون جادوگرنیونکے آیا ملکہ بلقیس زعفران پوش وبینائے سرجوش حال سُنکر ہنسین کہا ہم جاکر سحر کرتے ہین دونون نے صحرا مین آکر خوب خوب سحر کیے مگر لشکر ظاہر نہ ہوا اِدھر بیقرار ہوکر شباب بھی پہونچی صحرا مین کھڑے ہوکر سحر کیے مگر کچھہ تاثیر نہ ہوئی آخر بلٹ آئین کئی مرتبہ جا جاکر سحر کیے مگر کچھہ مطلب حاصل نہ ہوا صبح کو حکاک نے کوچ کیا یہ دونون لشکر بھی عقب مین ساتھہ ہین دو منزلین اُسی طرح طے کین تیسری

منزل مین لشکر حکاک اُتر رہا ہی خیمے اِستادہ ہو رہے ہین جابجا سوار و پیدل بھی اُترتے ہین شباب و بلقیس و مینا بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیا تدبیر کرین بلقیس بڑھی کہ مین دن سے لشکر مین داخل ہو جاؤن جب تو مطلب نکلیگا کہ آسمان پر برق چمکی مینا نے دیکھا کہ بلقیس کی کمر مین پنجہ پڑا اُٹھا کر لے گیا پکار کر مینا نے آواز دی کہ ای شاپور شیر دل جلد آؤ غضب ہوا بلقیس کو کوئی لیے جاتا ہی شاپور دامن گردانکر دوڑا صحرا کو طی کر کے لشکر کو دیکھ رہا ہی سیارہ پیچھے آیا دیکھا لشکر روبرو موجود ہی جیسے ہی شاپور کنارے پر لشکر کے پہونچا دیکھا ایک نخل پر ایک طائر بیٹھا نغمہ سرائی کر رہا ہی کہ اُسکے زمزمے سے یہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہی نظم

ہی شوق ماہ رو کو ہمارے ستارہ کا — تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین — اِس آئینے مین زنگ ہی میرے غبار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین — کھاتا ہی پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر — اڑنا نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

شاپور یہ اشعار سُننے لگا سیارہ نے دور سے دیکھا کہ شاپور خاموش کھڑا ہی اشعار سن سُنکر سُن ہو گیا معلوم ہوتا ہی پا بہ گل ہی بہت مضمحل ہی وہ طائر تڑپ کر گرا شاپور کو اُٹھا لیگیا سیارہ اُلٹا بھاگا آکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم یہ کیا عجائب و غرائب ہین بھائی بھی غائب ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ شاپور و بلقیس ایک خیمے مین بیٹھے ہین مگر مسلسل و مطوق سیارہ حیران ہی کہ مین بھی خیمے مین جاؤن مگر کیونکر پہونچون ایسا نہ ہو قید ہو جاؤن کیونکر امان پاؤنگا اِس فکر مین کھڑا ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی تمام صحرا تارہ یک ہو گیا دیکھا آگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان چار سو سردار چہار جانب سے گھیرے ہوئے پشت پر لشکر بیحد و حصر جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر سوار نجم اختر شناس ایک عقاب کو اُڑاتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم و ایرج مقید ہین اُسی مقام پر اُتر پڑے لشکر ٹھہرا ساحر بھی اپنی سواریون سے اُترے نجم اختر شناس

آگے بڑھے مگر حکاک نے جب نجم اختر شناس کو دیکھا اور سکندر ثانی کو تخت پر پایا
گھبرایا ہوا پاس سنبل جادو کے آیا کہا اے ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا آگیا سکندر ثانی
تخت پر ہین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی و ملکہ شعلۂ جوالہ وہماے مرصع پوش
و ملکہ مربع نشین وگرداب دریا نشین وحباب خوش چشم وغیرہ ہمراہ ہین اب
کیا حکم ہوتا ہے سنبل نے کہا نہ گھبراؤ سب کو آوارہ کرونگی ایسے عجائب وغرائب مین
پھنساؤنگی کہ عاجز ہو جائینگے تا بدریاے قلزم نہ جانے دونگی کل تمکو لے چلونگی دیکھون
قدرت کیا فرماتے ہین مگر بہت سمجھ کے لڑنا کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح محفوظ موجود
ہے سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا وہ فکر کرون کہ اُسپر سحر تاثیر کرے لوح محفوظ قبضے سے نکلجاے
حکاک یہ باتین سُنکر اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر
چوب پڑی نور الدہر کو شبرنگ نے خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہوئین
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

ہر دو لشکر با قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے حکاک نے گینڈا نکالا میدان
مین نیزہ ہلاتا ہوا آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
نکلے کہ طہماس نے گینڈا اپنا اُڑایا نور الدہر بیچین ہوکے رہ گئے سکندر ثانی سے
اجازت لیکر طہماس سامنے حکاک کے آیا تنگا ور مین گردبرد کر دیا اُسنے نیزہ مارا
طہماس نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور
پر تلوار کو روکا کہ تلوار حکاک کی ٹوٹ گئی قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے
لگی نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ طہماس اس زور وشور سے لڑرہا ہو کہ حکاک اپنی

جان سے عاجز ہی دو پہر تک تو یہ زور و شور رہتا جیسے ہی دوپہر ڈھلی نور الدہر نے دیکھا
کہ اُنکو طہماس سست ہوا حکاک چالاک وچست ہوا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگا جب
طہماس کو بکڑ لاتا ہو ایسے گھسے مارتا ہی کہ طہماس اُلجھ اُلجھ کے نکلتے ہین پہر دن رہے
تک اُلجھ اُلجھ کے لڑے اب حکاک زیادتیان کر رہا ہی نور الدہر بیچین ہین فرماتے
ہین ای سکندر ثانی تجنے دیکھا طہماس پر کیا مصیبت ہی طہماس وہ جوان ہی کہ دو
چچا ہمارے اِسکے ہاتھ سے مارے گئے خدا کی قدرت تھی کہ میرے ہاتھ سے زیر ہوا
کبھی ایسا طہماس کو ناچار و مجبور نہین دیکھا سکندر فرماتے ہین ای شہریار خوب
ہوا کہ آج حضور نہین نکلے سب امورات ذہن مین آگئے کل انشاء اللہ علاج بھی
ہو جائیگا اِس بیحیا نے اپنے نزدیک بڑا کمال کیا کہ ساحرہ کو ساتھ لایا ہی وہی سب
یہ شعبدے دکھاتی ہی خیر کل اُسکا علاج کرینگے اب طہماس نہین بچ سکتے وہ دیکھیے
ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم پر لاکر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے طہماس کے آشنا
بزمین ہوے طہماس صدمے سے بیہوش ہوگیا حکاک نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
طہماس ایسے جوان کو اُٹھا لیا اپنی بارگاہ مین لایا آہنگرون کو بُلایا مسلسل اور
مطوق کیا کہا ای طہماس اگر تم میری اطاعت کرو تو وہ مرتبہ دون کہ اپنے لشکر کا
سپہ سالار کر دون کوئی تمسے مقابلہ نہ کرسکے طہماس نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی جو تجھسے
ہوسکے قصور نہ کر مین ظاہر مین اُنکا رفیق ہون مگر عاشق آقائے نامدار کہلاتا
ہون بارگاہ مین اُنکی سب سرداران پر مقدم بیٹھتا ہون بادشاہ لشکر میرا اعزاز
فرماتے ہین سپہ سالار کل لشکر ملقب ہی تو کیا مرتبہ دیگا مین تیرا حال سن چکا ایک
ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی لشکر مین آقا کے وہ ساحر موجود ہین کہ جنھون نے
بقراط سے مقابلہ کیا کہ جسکو دعوی خدائی ہی اُسکے مقابلے سے منھ نہین پھیرا
تو کیا مرتبہ دیگا تیرا لشکر کیا ہی جسکا سپہ سالار کریگا حکاک بہت بگڑا کہا جلاد کو
بلاؤ جلاد حاضر ہوا گردن پر طہماس کی کوسلے کا خط کھینچا خنجر چمکا کر نعرہ کیا فرد
سلطنت سلطان کند فریاد برجلاد چیست بد مرغ را دانہ بلا شند طعنہ بر صیاد چیست

کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا تیغہ باڑھ حدار رکھتا ہون بازو
پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا مگر ای پہلوان دوران وای گرشاسپ
جہان قتل کرنا میرا کام ہو آیندہ زندہ کرنا بقراط ثانی کا کام ہو مگر حکاک نے کہا مین
تجھکو حکم دے چکا زیادہ باتین نہ بنا جلد اسکا سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد سرپر آیا
خنجر کو سنگ چٹایا طہماس نے جو اپنے قریب جلاد کو پایا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے
دیکھا یہان شبرنگ بن عمرو جسوقت طہماس کو گرفتار کر کے وہ لے گیا ہو حیرت زدہ
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہو اور لشکر مین اس خوف سے نہین جاتا ہو کہ گرفتاری
شاپور کا حال سن چکا ہو کہ اندر سے بارگاہ کے چند سردار رنجیدہ نکلے کہتے
ہوے کہ عجب شیر دلیر ہو کہ جلاد قریب خنجر برہنہ کھینچے کھڑا ہو اور ہراس کا نام بھی
نہین ان مسلمانون مین کیا کیا بہادر پیدا ہوے ہین شبرنگ نے ایک سردار
کو اشارے سے بلایا کہتا ہو بھائیہ کیا معرکہ ہو اُس سردار نے دیکھا کہ ایک عیار
پیشہ مجھکو اشارے سے بلا رہا ہو وہ سردار قریب آیا شبرنگ نے پوچھا کہ کیا
افسوس کرتے تھے اُس سردار نے کہا ای عیار کیا پوچھتا ہو وہ سردار قتل ہوتا ہو
جسکا ہزار دو ہزار مین مثل نہین ہو شبرنگ نے پوچھا کون اُسنے کہا طہماس بن
عمقوبل دیوپرور شبرنگ نے جو ذکر قتل طہماس سُنا سوچا کہ غضب ہو جائیگا
آقا سنکر کہین گے کہ ہمکو خبر نہ کی صورت سے بیزار ہو جائین گے روتا ہوا چلا
اُسوقت آیا کہ نور الدہر پلٹ کر میدان کارزار سے آئے ہین گرد سردار
بیٹھے ہین تمام جادوگرنیان ونگلون پر بیٹھی ہین کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا نور الدہر
نے پوچھا خیر تو ہو شبرنگ نے دست بستہ عرض کی حضور کو آگاہ کرتا ہون کہ اب
طہماس کے قتل کا حکم حکاک نے دیا جلاد حکم پوچھ رہا ہو یہ سُنکر نور الدہر
بیتاب ہو گئے اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ مرکب طلسمی تیار کرو مرکب طلسمی
تیار ہو کر آیا تیغہ طلسمی قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار ہوے سکندر ثانی نے
سمجھایا کہ آقا آپ نہ جائیے ہم لوگ جا کر طہماس کو چھڑا لاوینگے مگر نور الدہر نے

بہ فرط محبت نہ قبول کیا مرکب پر سوار ہو کے چلے سکندر ثانی بھی تخت سے اُٹھے
شعلۂ جوالہ وغیرہ سب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین ہمراہ نور الدہر چلین
یہان وہ وقت ہی کہ جلاد حکم پوچھ رہا ہی طہماس دعا کر رہے ہین حکاک کہتا ہی جلد
سر کاٹ لے بد ولت کی اطاعت نہین کرتا ہمنے یہ وعدہ کیا کہ کل لشکر کا سپہ سالار کرینگے
اِسنے جواب سخت دیا اپنے آقا کی تعریفین کرتا ہی جلاد خنجر کھینچکر قریبِ طہماس آیا جیسے
اِسنے خنجر مارا طہماس نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی طہماس نے وہی ہتھکڑی جلاد پر
پھینک ماری قید کو توڑ کر مانند تارِ عنکبوت پھینک دیا اور نعرہ کر کے لڑنے لگا
کرنسم ہنر بہ بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل
دیو پرور ایک پہلوان کو مار کر تلوار اُٹھالی اب کون قریبِ طہماس آسکتا ہی
جو قریب آیا اُسے ہاتھ تلوار کا مار دیا چیر کر پھینک دیا کئی سو جوانون کو مار کے
طہماس نے ڈالدیا دریا ے خون جاری ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ حکاک پر جا پڑون مگر
حکاک دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریبِ طہماس نہین آتا پہلوانون کو پکار رہا ہی
کہ یارو اِس اکیلے کو مار لو شرماتے نہین ہو کہ اکیلا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ
دریاے خون بہا دیا صد ہا لاشے تڑپ رہے ہین طہماس نے جو دیکھا کہ حکاک
قریب نہین آتا ستون بارگاہ تھامے کھڑا ہی ایک ستون طہماس نے تھاما ایک
بکہ مارا کہ بارگاہ کو جنبش ہوئی دوسرے ہکے مین بارگاہ گری کئی سو جوان دبے
طہماس لڑتا ہوا باہر نکلا فوج مین فرنا ہوئی کل فوج نے آکر گھیر لیا طہماس تنین
لاکھو مین نہنگانہ لڑ رہا ہی نقیب آوازین لگا رہے ہین کہ یارو مقام افسوس ہی
ہنگامۂ جنگ گرم ہی دنیا ناپائدار ہی بھلا اِسکا کیا اعتبار ہی آج ہی کل ندارد نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی	کہ سلیمان کا بربادِ ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین رنگین ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہر اِک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اِک برگ ہی اِس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نقیب یہ آوازین دیتے ہین تو اہل فوج ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہین مگر جب طہماس سنبھل کے جا پڑتا ہی تو غول کے غول بھاگتے ہین مگر طہماس بلوے سے پریشان ہی ہر مرتبہ عرض کرتا ہی ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم روے زیباے آقاے نامدار دکھادے اپنے آقا کی صورت دیکھ لون تو راہی ملک عدم ہون اُس آقا کے واسطے دل بیقرار ہی پشت میری قبر سے نہ لگیگی روح تڑپیگی کیونکر اپنے کو آقا تک پہونچاؤن کیونکر جمال بے مثال دیکھون اِس بیقراری مین طہماس ہی ہر طرف سے تیر چل رہے ہین جب تیر جسم پر پڑتا ہی تو طہماس تیر کو نکال کر پھینک دیتا ہی جسم سے فوارہ خون کا بہ رہا ہی تمام جسم چھنا ہوا مگر تیور پر میل نہین یکایک نعرۂ شیر کی آواز آئی صدا بلند ہوئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نور الدہر نے نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شاهبازِ عرصهٔ مردی — که شاهانش جهانگیر و فلک گیتی‌ستان خوانده
پناه لشکر اسلام نور الدهر کز بیمش — عدو در رزمگاهش صد هزار الامان خوانده

دیگر

ز طفلی به جرأت هنر داشتم — لقا را به یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شهٔ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کر کے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے مگر حکاک نے ایک خدمتگار سے کہا کہ جا کر ملکہ سنبل کو خبر کر دے کہنا کہ طلسم کشا خود آگیا جو تمنے کہا تھا اب اُسی کا وقت ہی خدمتگار نے جا کر سنبل سے کہا سنبل کانپنے لگی کہا ارے جا کے حکاک سے کہ کہ مین جب دو چار دن مشقت کرتی تو شاید لایق مقابلۂ طلسم کشا ہوتی تو فورًا طلب کرتا ہی مین کیا کر سکونگی مگر آتی ہون خیمے سے جھلا کر نکلی آکر دیکھا

کہ طلسم کشتا اُس بلوہ عظیم مین لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے اُسکو قتل کیا تیرا ندازون نے
ارادہ کیا کہ دور سے تیر مار کر گرا دین نورالدہر نے تبر دلی ایک ہاتھ مین لی تیرون کو
قلم کرنے لگے اسقدر تیر قلم کیے کہ گرد مرکب انبار ہو گئے ایک طرف طہماس شیرانہ
لڑ رہا ہی آقا کو دیکھکر وہ جوش و خروش ہوا کہ جس سوار نے نیزہ مارا جھپٹ کر اُسکو مع
مرکب اُٹھا لیا دوسرے سوار پر پھینک مارا کہ دونون پرا ٹھا ہو کر رہگئے یہ جو سنبل نے
دیکھا ایک گولہ پھینک مارا وہ گولہ آکر پھٹا نورالدہر کے گرد آگ جلنے لگی مگر کچھ تاثیر
نہ ہوئی طہماس کے جو ہاتھ پر آگ پڑی اُف کر کے تلوار ہاتھ سے چھوٹی ساکت ہو کر
کھڑے ہو گئے سنبل نے آواز دی ارے گھیر کر مار لو چہار طرف سے کافرون نے
بلوہ کیا ہر طرف سے حربے پڑنے لگے طہماس نیزے اور شمشیر کھا رہا ہی بیقرار ہو کر
آواز دی ای آقا سے نامدار و ای مولا سے قدر شناس یہ عاشق صادق رخصت ہوتا ہی
نورالدہر نے جو دور سے طہماس کا یہ حال دیکھا غصے سے کانپنے لگے مرکب کو
مہمیز کیا حلاک آواز دیتا ہی بارو اس جوان کو مار لو دیکھو خاموش کھڑا ہی جنگ سے
معذور رہی موت سے قریب زندگی سے دور ہی کفار یہ سنکر بلوہ کر کے چلے منظور یہ
ہوا کہ طہماس کو پکڑ لین نورالدہر گھوڑا بڑھاتے ہین اسقدر بلوہ ہی کہ مرکب
قدم نہین اُٹھا سکتا اگر ایک سوار کو مارا افسوس اُس مقام پر آگئے بڑھ بڑھکے
روکتے ہین افسر نعرہ کر کے ٹوکتے ہین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑے بڑھکر لڑے بہ یک
ضرب شمشیر دو پرکالے کیے افسر بھاگتے پھرتے ہین سوار منھ کے بھل گرتے ہین
ہر ایک کا قول ہی کہ یارو ورا شنہ و داس جوان کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی نورالدہر
لڑتے ہوئے قریب طہماس کے پہونچے مگر دیکھا کہ طہماس پر آگ برس رہی ہی
ہر چند طہماس اپنے کو بچاتا ہی مگر سحر سے بچنا دشوار ہی لڑائی سے جیکا رہی نورالدہر
نے دور سے جو طہماس پر یہ آفت دیکھی وہین سے نعرہ کیا کہ ای برادر نہ گھبرا تا مین
آپہونچا کفار روکتے ہین مجھکو نہین آنے دیتے دیکھو تم کیسے بندھے ہوئے ہین اپنا
تو عجیب حال ہی ای طہماس مقام افسوس ہی کہ تجھ ایسے رفیق سے جدائی ہوتی ہی

بارگاہ سونی ہو جائیگی ہر سردار کی صورت سے بیزاری ہو گی یہ فرما کر نور الدہر رونے لگے یہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک طرف سے دناٹے کی آوازآئی اور نعرہ ہوا کہ منم سکندر آتے ہی ایک گولہ مارا کہ طہماس پہ پانی برسنے لگا سب آگ بجھ گئی طہماس کے ہاتھ پانؤن مین طاقت آئی کئی ہزار جوانون کے سر اڑ گئے نور الدہر نے اگرچہ آوازدی کہ اے سکندر ثانی مروت شرط ہے سکندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر جی مین کہتا ہے کہ جرأت وبہادری اِنکا نام لیکر کرے اِس حال پر ملال مین بھی دشمن کا خیال ہے سحر کو منع کرتے ہین خود بھی گھرے ہوے ہین چاہیے غصہ کرین چاہے رنجیدہ ہون مگر مین نہ مانونگا کہ دوسرے پہلو سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ منم نجم اختر شناس اور ایک طرف سے ارسطوے ثانی دوسری طرف سے دیکھا کہ ملکہ شعلہ جوالہ تیسری سمت سے ملکہ ہماے مرصع پوش چوتھی جانب سے دیکھا کہ ملکہ مربع نشین یہ سب جادوگرنیان کڑک کڑک کے گرین مگر شعلہ جوالہ نے حکاک کو تاکا اور تاک کر گولہ مارا کچھ پھول برسے حکاک جھومتا ہوا طرف شعلہ جوالہ کے دوڑا جو راہ مین ملگیا اُسکو قتل کیا کئی سو پہلوان مار ڈالے کہ شعلہ جوالہ نے آواز دی کہ مین تو اِس مقام پر ہون اُدھر کہان جاتا ہے جیسے حکاک سامنے آیا شعلہ جوالہ نے کہا کہ اپنی معشوق قدیم کو بلا کر لاؤ حکاک یہ سُنکر چلا اُدھر سے گوزرا جدھر سکندر لڑ رہے تھے سکندر نے پکار کر پوچھا کہ اے پہلوان دوران کہان جاتے ہو حکاک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے شہنشاہ ساحران معشوق جدید نے معشوق قدیم کو یاد کیا ہے اُسی پریشانی مین سُنبل کو بُلانے جاتا ہون سکندر نے کہا اے حکاک یہ زنجیر لیے جاؤ اِس مین باندھکر لانا اپنے بالون سے ایک موے سر توڑ کر اُسکو جھٹکا دیا ایک زنجیر طلائی بنگئی وہ حکاک کے ہاتھ مین دی اب زنجیر ہلاتا ہوا حکاک چلا کہ نجم اختر شناس نے پوچھا اے رُستم وقت کہان جاتے ہو حکاک نے وہی کہا کہ معشوق جدید نے معشوق قدیم کو یاد کیا ہے نجم نے پوچھا یہ زنجیر کیسی ہے حکاک نے کہا ہمارے جوشاہ

ہین سکندر ثانی اُنھون نے یہ زنجیر دی ہی کہ اگر نہ مانے تو مشکین باندھ لینا نجم نے
کہا ای رُستم وقت وہ ساحرہ ہی ایسا نہ ہو سحر کرے تو پھر کیا کروگے لہذا زبان مین اُسکی
سوزن دے لینا تب مشکین باندھنا حکاک نے کہا سوزن میرے پاس نہین ہی
نجم نے جھولی سے ایک سوئی نکالکر دی کہا خبردار پہلے سوزن دے لینا وہ سوزن
بھی حکاک نے لے لی اکڑتا ہوا چلا اور جنگ مین نورالدہر اور طہماس نے
قیامت برپا کی ہی مگر سحر سُنبل کا چھایا ہوا ہی شبرنگ وسیارہ دوڑے دوڑے
پھرتے ہین جس خیمے مین قاسم وایرج وشاپور ومقناطیس قید ہین وہ خیمہ نہین
ملتا سیارہ روتا پھرتا ہی صدہا خیمے چھان ڈالے شبرنگ سے کہتا ہی کیون ای بھائی
خدانخواستہ اِن جوانون کو اِس بے حیا نے قتل کر ڈالا ہو سارا لشکر چھان چکے اب
کدھر جاوین کہان ڈھونڈھین مگر سُنبل سحر کر رہی تھی کہ آواز آئی سنم حکاک اژدر
سوار ای سنبل چل تجھکو ملکہ شعلۂ جوالہ نے بلایا ہی اگر نہ جائیگی تو اِس زنجیر مین
باندھکر لے چلونگا سنبل نے دیکھا کہ حکاک اکڑتا ہوا چلا آتا ہی راہ مین جو ملا اُسے
مارا سنبل نے سحر کیا کہ حکاک پیچھے ہٹ گیا لاکھ طرح یہ دوڑتا ہی مگر قریب سنبل
نہین پہونچتا جب قریب سنبل پہونچتا ہی سنبل سحر کر دیتی ہی کہ پھر پیچھے ہٹ جاتا ہی
اُدھر سے لڑتے ہوے حکیم ارسطوے ثانی آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ حکاک
سنبل کو گالیان دے رہا ہی سنبل جانتی ہی کہ یہ ہوش مین نہین ہی ایک ہی طرح کا
سحر کر رہی ہی ارسطو نے نعرہ کیا کہ ای حکاک کیا منظور ہی حکاک نے گڑگڑا کے
کہا مین اِس فاحشہ کے قریب نہین پہونچتا ارسطو نے ایک انگوٹھی ہاتھ سے
اُتار کر حکاک کو دی کہ یہ پہن لو سحر سنبل تمپر تاثیر نہ کریگا حکاک وہ انگوٹھی
پہنکر طرف سنبل کے چلا سنبل نے ہرچند سحر کیا مگر حکاک چلا ہی آتا ہی قریب
پہونچکر سنبل سے کہا منھ کھول سنبل نے چاہا ایک تمانچہ مارے دون کہ حکاک
لپٹ گیا سنبل کو دے مارا چھاتی پر چڑھ گئے زبان مین سوزن دی اُسی زنجیر
سے مشکین باندھین کھینچتا ہوا لے چلا راہ مین سکندر ثانی سے ملاقات ہوئی

سکندر نے پوچھا کہان لے چلے حکاک نے کہا ملکہ شعلۂ جوالہ کے پاس ہین لیے
جاتا ہون سکندر نے کہا شعلۂ جوالہ نے سر مانگا ہی اور یہ کہا ہی کہ سر لیکر آؤ زندہ
اُسکا لانا بہتر نہین یہ سُنتے ہی حکاک نے ایک گھونسہ مارا کہ سر سنبل کا بھنگیا
سیارہ و شبرنگ ایک خیمے کے قریب کھڑے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا
نام سن سنبل جادو بوزنہ بخبیرون کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ اُسی خیمے مین
قاسم و ایرج وغیرہ قید ہین سیارہ نے بڑھکر قاسم کی قید کاٹی سیارہ نے
شاپور کو رہا کیا شاپور نے اُٹھتے ہی ایرج کی قید کاٹی یہ دونون جوان نکلے
ایک طرف سے بلقیس تڑپ کر آسمان پر آئی اُترتے اُترنے آگ برسادی ہزارہا
کافر جلکر گرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی مگر حکاک لڑتا ہوا جاتا ہی کہ قاسم نے
للکارا او نامرد اِدھر تو آ حکاک قاسم پر جا پڑا اور تلوار کے کرنے لگا قاسم نے
روکتے روکتے ہاتھ مار دیا کہ حکاک کے دو ٹکڑے ہوے قاسم و ایرج لڑتے
ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے نور الدہر نے لڑائی فتح کی باقی ماندہ مسلمان
ہوے خیمے لوٹ لیے بارگاہین قبضے مین کین بہ فتح و فیروزی پلٹے اُسی صحرا مین
اُتر پڑے سکندر ثانی نے عرض کی اے شہریار قاسم و ایرج کیون چلے گئے اِس مقام
پر نہ ٹھہرے آج اُنکی بھی دعوت ہوتی ہم لوگ خدمتگزاری کرتے نور الدہر نے کہا
قاسم تو بزرگ ہین جو مناسب جانا وہ کیا مگر وہ تاجرزادہ رشک رکھتا ہی شان و
شوکت ہمارے لشکر کی دیکھکر بہت گھبرایا اور ذلیل بھی ہوے تھے کہ حکاک
مشکین باندھکر لے گیا ہمارے ہاتھ سے رہا ہوے انشاء اللہ اے سکندر یہ سب
لوگ دریاے قلزم پر آوینگے اور کوشش کرینگے کہ لوح ہمکو ملے مگر یہ تو بدرگاہ کے
اختیار ہی سکندر نے کہا اے شہریار آپ کے ساتھ وہ سامان ہی کہ کسی کو ممکن نہین
اگر خود لقمان آوے تو اُس سے منھ نہ پھیرین تین دن اُس صحرا مین فروکش رہے
تیسرے دن لشکر کو آراستہ کیا ساحر و غیر ساحر سب تیار ہوے طرف دریاے
قلزم کے کوچ کیا ایک منزل طے کی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر نے

صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان صف شکن و سعد بن قباد و بادشاہ اور
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اسطرح صاحبقران زمان ظاہر ہوے فورًا
نور الدہر نے بڑھکر سلام کیا صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سردارون کو دیکھکر
بہت تعریف کی فرمایا کہ اے نور نظر بڑا اسامان تمھارے پاس موجود ہے ساحر انتخاب
سردار لاجواب خدا تمکو مظفر و منصور کرے مین بھی طرف دریاے قلزم کے جاتا ہون
صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے نور الدہر چونکہ سعادتمند ہین ہرچند کہ قصد تھا
آگے بڑھکر اُترون مگر اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر نور الدہر جو شب کو اپنی بارگاہ مین
آکر بیٹھے سکندر ثانی تخت پر تمام افسر آکے جمع ہوے نور الدہر نے کہا صاحبو کیا
ارادہ ہے دادا جان کے ساتھ چلون یا اپنا لشکر بڑھاؤن سب نے عرض کی کہ حضور
بڑھ چلین اگر صاحبقران کے ساتھ چلیے گا تو ہمیشہ ہمیشون کو کہنے کو ہوگا کہ امیر ساتھ
تھے اسوجہ سے لوح ملی یہ سفر حضور کا خالی از لطف نہ ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ ساتھ
صاحبقران کا چھوڑیے اور بڑھ چلیے نور الدہر اُسی وقت سوار ہوے لشکر تیار
ہوا نور الدہر رات ہی رات روانہ ہو گئے صبح کو جو صاحبقران اُٹھے ہرکارون
نے پرچہ دیا کہ نور الدہر کوچ کر گئے صاحبقران نے فرمایا کہ نور الدہر نے جلدی
کی پہنچے جانا تھا کہ ہمارے ساتھ چلین گے مگر خواجہ لشکر تیار کرو آج دو منزلہ ہو
کہ ہم جاکر نور الدہر سے ملجائین واے وارا اسے ہند الصاف کرو کہ نور الدہر
کیا کارہاے نمایان کر رہا ہے بادشاہ سابق طلسم بھی اُسکے ساتھ ہے ایرج و قاسم
نے ناحق آوارگی اختیار کی ہے ہرچند کہ خالی وہ بھی نہ رہین گے ملک فتح کر رہے ہین
مگر تمنے دیکھا کہ آٹھ نو لاکھ کا لشکر ہمراہ چالیس پچاس ساحران نامی و نازنینان مہجبین
و پہلوان شیر صولت ہمراہ کس عظم و شان سے طرف دریاے قلزم کے چلا ہے کہ
دریاے قلزم پر تہلکہ پڑ جاے گا پہونچنا نور الدہر کا خالی از لطف نہ ہوگا جسوقت
نور الدہر لشکر کشی کریگا بادشاہ وہانکا اپنی جان سے عاجز ہوگا اگر سامنے آکے
مقابلہ کرے گا تو بہتر اگر مکر کرے گا تو سکندر ایسا بادشاہ ساتھ ہے سب کو جانتا ہے

ایک ایک کو پہچانتا ہی ایسا تخمورٹی ہوگا کہ وہ کس کے کم مین آئے نجم اختر شناس ابلہا
کاہن دریاے قلزم پیہ جانا نور الدہر کا خالی از بہتری نہ ہوگا لندھور عرض کرتے
ہین کہ ای شہریار نور الدہر نے جو شوکت و شان پیدا کی ہی وہ کسی فرزند مین آپکے
نہین ہی کہ مالک ٹہلتے ہوے آئے سُنا کہ لندھور تعریفین بنور الدہر کی کر رہے
ہین برہم ہوے کہا ای شہریار اِس طلسم خیال سکندری مین ایرج و قاسم کس
زور و شور سے لڑ رہے ہین کل ایک تاجر نے خبر دی ہی کہ شباب جادو ایک ساحرہ
مصاحبان بقراط سے شریک قاسم ہوئی ہی نور الدہر نے جماؤ کر لیا ہی صاحبقران
نے فرمایا بس کہ مالک تم طرفداری کا دم بھرتے ہو جو شوکت کہ نور الدہر نے
پیدا کی ہی وہ دوسرے نے اِس طلسم مین نہین پیدا کی مالک خاموش ہو رہے مگر
اُسیوقت لشکر مین قرنا ہوئی صاحبقران بھی لشکر تیار کر کے چلے جلدی کر رہے ہین
کہ قریب لشکر نور الدہر پہونچ جاؤن پانچ کوس راستہ طی کیا تھا کہ سامنے ایک
قلعہ معلوم ہوا صاحبقران قلعے کو دیکھکر اُتر پڑے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو
کہ اِس قلعے کا حاکم کون ہی خواجہ گئے راہ سے دریافت کر کے آئے کہا شاداب
حیلہ گر اِس قلعے کا حاکم ہی ہم پہلوان و ہم عیار لشکر صاحبقران جو اُترا شاداب
نے لشکر کو اُترتے ہوے دیکھا سرداروں سے اپنے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا
ہی کل تو ایک لشکر گران سامنے سے گذر گیا ہی اب یہ لشکر کسکا ہی اُنکا تو حال ہمکو
معلوم ہوا کہ وہ طلسم کشا تھے مگر قلعے پہ توجہ نہین فرمائی لوگون نے بیان کیا کہ
یہ صاحبقران زمان ہین راہ مین جو قلعہ ملیگا اُسکو فتح کر کے جائینگے یہ خبر سُنکر
شاداب نے اُسیوقت چند کشتیان جواہرات کی تیار کرائین اور چند ملازمون
کو ساتھ لیا قلعے سے نکلا دل مین اپنے سوچتا ہوا کہ کیا تدبیر کرون جو صاحبقران
پر غالب آؤن صاحبقران کو خبر پہونچی کہ شاداب حیلہ گر بہ طریق اصلاح آتا ہی
چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے شاداب کو استقبال کر کے لائے شاداب
نے آکر سلام کیا صاحبقران کی خدمت مین کشتیان لا کر پیش کین قدمون کو امیر کے

بوسہ دیا عرض کی غلام نے جو خبر سُنی کہ حضور نے نزول اجلال فرمایا غلام برائے قدمبوسی
حاضر ہوا صاحبقران نے کلمہ تعلیم کیا شاداب طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
خواجہ عمرو نے کہا او شہریار اسکی پیشانی سیاہ ہو صاحبقران نے فرمایا خواجہ وہ
خود بخود آیا اگر مسلمان ہوا اور تم ایسا کہتے ہو شاداب نے عرض کی آج غلام
خدمت مین حاضر ہی کل حضور کو قلعے مین لے چلیگا امیدوار ہون کہ دھوم سے
ایک دعوت کرون کہ غلام کا نام ہو تب حضور کو جانے دونگا صاحبقران نے
تحفہ جات اُسکے قبول کیے اور ایک بارگاہ اُسکو رہنے کو دی اور خواجہ سے
فرمایا کہ خواجہ مین تو اِسکی دعوت قبول کرونگا تم بڑھ جاؤ اور جاکر نورالدہر کو
روکو کہ ہم آئین تو چلنا خواجہ نے عرض بھی کی کہ آج غلام کو نہ رخصت فرمایئے کہ
شاداب حیلہ گر لشکر مین رہیگا میرا جانا بہتر نہین امیر نے فرمایا ہم ہوشیار رہینگے
خواجہ اُسیوقت روانہ ہوے شاداب کو جو خیمہ ملا تھا اُس مین جاکر بیٹھا ملازم
چند اِسکے ساتھ ہین نقب کھودنے لگا اُس شب کو صاحبقران بارگاہ خاص مین
جاکے رہے اِسنے مہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا صاحبقران غافل سو رہے تھے
صاحبقران کو شاداب نے بیہوش کیا امیر کو لیکر اپنے خیمے مین آیا پشتارہ اپنے
دوش پر لگایا ملازمون کو گرد کر لیا امیر کو لیکر چلا طلاے پر بہرام تھے بہرام نے
دیکھا شاداب حیلہ گر جاتا ہو چند ملازم گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی کون
جاتا ہو شاداب نے پکار کر جواب دیا ہو رفیق صاحبقران مین نے امیر سے
دعوت کا وعدہ کیا ہو رات سے قلعے مین جاتا ہون کہ جاکر لشکر کے واسطے جگہ کرون
کہ کل لشکر قلعے مین ہوگا بہرام خاموش ہو رہے اور ساتھ والون سے کہا
کہ اِسکو نہ روکو جانے دو اِسنے ہمارے سامنے صاحبقران سے وعدہ کیا تھا یہ
جاکر سامان کریگا ساتھ والے خاموش ہو رہے شاداب روانہ ہوا امیر کو
تو ایک مکان مین قید کیا قلعہ بند کر لیا خندق پر آب کی توپین لگا دین بالاے
قلعہ آکر بیٹھا یہان صبح کو سردار بیدار ہوے مقبل جو برائے نماز جگانے آیا

صاحبقران کو پلنگ پر نہ پایا لندھور و مالک بھی آئے صاحبقران کو نہ دیکھا مقبل
رو رہا ہی لندھور نے بہرام سے پوچھا بہرام نے بیان کیا کہ شاداب پہرانت
رہے یہان سے گیا عیارون نے کہا اُسی کا پتہ ا معلوم ہوتا ہی وہی صاحبقران کو
لے گیا لندھور اُسی وقت ہاتھی پر سوار ہوے مالک مادیان پر چڑھے اور سردار
پشت پر لندھور نے سامنے آکر دیکھا کہ شاداب بالاے قلعہ بیٹھا ہی توپین لگی
ہین لندھور نے پکار کر آواز دی ای شاداب تو نے غضب کیا کہ مکر سے امیر کو
گرفتار کر کے لیگیا بہتر یہ ہی کہ قلعہ کھولدے اور نکل آ صاحبقران کو لیتا آ ورنہ
ابھی آکر قلعہ لونگا پھاٹک توڑ کر اندر گھس آؤنگا شاداب نے جواب دیا کہ ای
وارہ اے ہنداب صاحبقران کا ملنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ ورنہ سب کو
توپ دم کرونگا لندھور کو یہ سنکر غصہ آیا ہاتھی کو بڑھایا مالک مادیان کو بڑھا
ہوے آتے ہین پشت پر جملہ سردار آمادہ حرب و پیکار شاداب نے توپین مارین
سردارون نے اپنے کو بچایا مگر کئی سو جوان اُڑ گئے لندھور نے فوج کو روکا کہا کہ
آپ لوگ رکجائین جب ہم جاکر پھاٹک توڑ رین اُسوقت آئیے گا مین ابھی جاکے
قلعہ لیتا ہون یہ کہکے لندھور چلے سرداران صاحبقران کب رکتے تھے سب نے
گھوڑے بڑھائے شاداب نے گولے مارنا شروع کیے یہ سرداران تہمتن
گولون کو رد کرتے ہوے قریب قلعے کے پہونچے لندھور نے برابر خندق
کے آکر نعرہ کیا کہ او شاداب کیدن مال خراب کرتا ہی ہمنے قلعہ لے لیا شاداب
گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی مجھکو یہ گمان نہ تھا کہ سرداران حمزہ یون قلعہ
لے لین گے مگر ایک تدبیر سوچا ہون حمزہ کو قیدخانے سے لاؤ زیر تیغ بٹھاؤ اور
سردارون سے کہو پلٹ جاؤ ورنہ ہم صاحبقران کو قتل کرتے ہین اور یہ سب
عاشقان صاحبقران ہین قتل اپنے آقا کا نہ گوارا کرینگے سب نے کہا خوب بات
آپ نے سوچی لندھور چاہتے ہین خندق کو فرائین کہ شاداب نے پکار کے
آواز دی او وارہ اے ہنداب قدم آگے نہ بڑھانا لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا

کہ صاحبقران مسلسل بہ طوق زیر تیغ بیٹھے ہین جلاد تلوار کھینچے ہوے سر پہ کھڑا ہوا ہی
صاحبقران نے فرمایا کہ ای دلاوران ہند تم اپنی مشقت ضایع نکرو آؤ قلعے مین داخل
کرو میری موت اگر اسی کے ہاتھ سے ہی تو مجبوری ہی لندھور نے گرز ٹیک دیا پکار کر
آواز دی کا شکے یہ آنکھین پھوٹین کہ آپ کا قتل نہ دیکھین ہمسے صبر نہ ہوگا ای شاداب
کیا وعدہ کرتا ہو شاداب نے کہا مین نے قدرت کو عرضی لکھی ہی جیسا حکم ہوگا وہ مین
بجا لاؤنگا اگر اصلاح کا حکم دینگے اصلاح کر ونگا ورنہ نکلکر مقابلہ کرونگا لندھور اپنے
سرداروں کو ساتھ لیکر روتے ہوے پلٹے چہار طرف سے قلعے کو گھیر لیا مورچے
آراستہ ہو گئے تیر چلنے لگے مگر بالاے قلعہ سے جو تیر آتا ہی وہ کام کرتا ہی یہان سے تیر
شکست جاتا ہی بالاے قلعہ کام نہین کرتا ہر وقت ملازمان صاحبقران جا کے لڑا
کرتے ہین شاداب نے صاحبقران کو پھر قید خانے مین بھیجا بالاے قلعہ بیٹھا ہی
دم بھر کی مہلت نہین دیتا اور ملازمان صاحبقران غلغلہ کر رہے ہین اِسکو ڈر ہی
کہ آن پڑین ہر وقت قلعے پر بیٹھا رہتا ہی یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو ملازمان صاحبقران
قلعے مین گھس آئین تو کیونکر جان بچیگی ہر وقت اہتمام مین رہتا ہی یہان سرداروں
نے تڑپ تڑپ کے رات کاٹی صبح کو دربار مین آکر جمع ہوے لندھور نے آہ کا نعرہ
کیا مالک رونے لگے بہرام نے سر اپنا دے مارا اور کہا کہ یارو کیا غضب ہی کہ آقا
ہمارے قید ہین اور ہم لوگ بہ آرام بیٹھین سب سردار اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھے
پھر قلعے پر یلغر کر کے پہونچے شاداب نے پھر وہی حرکت کی کہ صاحبقران کو لاکر
زیر تیغ بٹھایا سردار روتے پیٹتے پلٹ آئے پلٹے ہوے آتے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا خواجہ عمرو پلٹ کر آ گے لندھور نے جو عمرو کو دیکھا ہاتھی سے کود پڑے
لپٹ کر خواجہ عمرو سے رونے لگے خواجہ عمرو نے پوچھا ای دلاورانِ ہند کیا ہوا
لندھور نے کہا آپ کا قول کرسی نشین ہوا کہ شاداب حیلہ گر آقاے نامدار کو
چرا لیگیا ہم لوگ بلوہ کر کے گئے تھے اُسنے صاحبقران کو زیر تیغ بٹھایا ہم لوگ
مجبور ہو کر پلٹ آئے اب کوئی تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا مین تدبیر کرونگا ای لندھور

مقام افسوس یہ ہی کہ مین نے اُسی وقت صاحبقران سے کہا تھا کہ اسکی پیشانی سیاہ
ہی آقا نے نہ مانا اور مجھے طرف نور الدہر کے روانہ کیا لشکر نور الدہر مجھکو نہین ملا
وہ آگے بڑھ گئے آخر مجبور ہو کر پلٹ آیا اب قلعے مین جاؤنگا جو معرکہ گذریگا نامہ لکھکر
پھینکونگا اُسکا خیال رکھنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے با نہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے
طرف قلعے کے چلے پہلوے قلعہ پر آکر دیکھا کہ خندق پانی سے مملو ہی برجون پر سپاہی
بیٹھے ہین دور سے دیکھا ایک شخص کھڑا ہی طرف قلعے کے دیکھ رہا ہی اُن لوگون
نے تیر مارے خواجہ وہان سے بھاگے پشت قلعہ پر آئے دیکھا پشت پر صحراے
خارستان ہی کانٹون کے جنگل کو جو طے کیا دیکھا ایک مُہری بنی ہی پیچھے آہن کے اُسمین
لگے ہین خواجہ اُترے چند سلاخین کاٹین اُسی راہ سے قلعے مین آئے ایک فقیر
کی صورت بنے ہوے قلعے مین پھرنے لگے رات ہوگئی ایک دوکان مین پڑ رہے
یہان شاداب دن و رات قلعے پر رہتا ہی ہر وقت انتظام کیا کرتا ہی لشکر اسلام
سے صدا الینا الینا کی بلند رہتی ہی یہی خوف ہی کہ ایسا نہو گھس پڑین شاداب
ہر وقت سب کو بیدار کرتا ہی کہ یارو جاگتے رہو صبح جو ہوئی خواجہ پھرتے ہوے
سامنے قید خانے کے آئے دیکھا نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا تمکو کیا ہوا
نگہبانون نے جواب دیا کہ کوئی صاحبقران کو چُرا لیگیا اسوجہ سے ہم بیقرار ہین
عمرو بہ شکل فقیر حیران کھڑا ہی کہ دیکھا قلعے پر ہلڑ ہوا سرداران صاحبقران آگئے
شاداب گھبرایا ہوا زیر قلعہ آیا نگہبانون سے کہا صاحبقران کو لاؤ نگہبانون
نے بڑھکر عرض کی صاحبقران کو کوئی چُرا لیگیا شاداب گھبرایا کہ اب کیا کرون
زیر قلعہ گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی راہ مین ایک شخص کو دیکھا کہ جاتا تھا قد و قامت
مین صاحبقران کے اُسکو مطابق پایا فورًا اُسکو قید خانے مین لایا رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر بہ شکل صاحبقران بنایا زنجیرین پہنا کر بالاے قلعہ لایا اُسکو سمجھا دیا
کہ سردارون کو جواب دینا کہ تم لوگ آؤ میرے قتل کا خیال نہ کرو شاداب اُسکو
بالاے قلعہ لایا عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک راہ گیر جاتا تھا اُسکو امیر بنا کر

شاداب لیگیا سردار ون کو دکھا کر کہا کہ پلٹ جاؤ ابھی جواب عرضی نہین آیا وہ قیدی
رو رہا ہی سردار حیران ہین کہ آج صاحبقران کو کیا ہو گیا کہ خوف جان سے روتے
ہین مگر خاموش ہو رہے شاداب سے پوچھا کہ اب کیا فیصلہ کرو گے شاداب نے
کہا ابھی عرضی کا جواب نہین آیا چندروز تامل فرمائیے مین نکلکر آپ لوگون سے
مقابلہ کرونگا یا مسلمان ہو جاؤنگا سردار رونے پیٹتے پلٹے مگر عمرو نے ایک گوشے
مین آکر ایک نامہ بنام لندھور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے دارا اے ہند تم سب نے
دھوکا کھایا وہ صاحبقران نہ تھے صاحبقران قید خانے سے چوری گئے مگر آج
شب کو تلاش کرونگا وہ راہ گیر تھا جسکو صاحبقران بنا کر تم سب کو دھوکا دیا
پیکان تیر مین باندھکر وہ نامہ عمرو نے بیرون قلعہ پھینکا وہ نامہ کسی نے نہ دیکھا
تیر زمین مین پڑا رہا یہان عمرو رات کو تلاش مین صاحبقران کی نکلا ہر گلی مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی ہر مکان کے قریب آتا ہی آواز سنتا ہی پھر آگے بڑھ آتا ہی کہ ایک
گوشے مین آیا سنا کوئی گائن یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

دیوانہ اک پری کا ہی رکھتی ہوا مجھے	زندان سے تنگ تر ہی یہ وحشت سرا مجھے
ہوتا ہی لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر	کمبختی نے کیا ہی سفال گدا مجھے
رانہ وبنا زکی ہی ترقی وہی ہنوز	صد آفرین ہی یار یہ تجھے مرحبا مجھے
افشان چھڑا کے چہرے سے تمنے دکھا دیا	ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے
صورت حزین نصیب گلوے بریدہ ہی	آتش حلال کرتی ہی بانگ درا مجھے

عمرو نے جو یہ آواز سنی کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک مہ جبین مسند پر بیٹھی ہی
اور صاحبقران پہلو مین بیٹھے ہین ایک گائن سامنے گا رہی ہی عمرو نے آکر پہلے
محفل مین ہلڑ ڈالا کہ گائن کی چوٹی کاٹ لی ناچنے والی کی پیشواز کاٹ لی امیر نے
رقاصہ کو دیکھکر کہا اری جسم تو اپنا چھپا رقاصہ او ہی کرکے بیٹھ گئی گانے والی
نے جو سر پر ہاتھ رکھا تو چوٹی ندارد رونے لگی کہ ارے کسنے میری چوٹی کاٹ لی
کنیزون مین ہلڑ ہوا کسینے سینے پر ہاتھ رکھدیا کوئی کہتی ہی میرا ازار بند کٹ گیا محفل

مین اندھیرا ہوا لالٹینین جو روشن تھین کسی نے گل کر کے اُٹھا لین صاحبقران نے
فرمایا ارے یہ کیا معرکہ ہو وہ نازنین صاحبقران سے لپٹ گئی کہا برائے خدا کوئی دعا
پڑھیے کسی بھوت پلید کا گذر ہوا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ایک کنیز نے سر کو
اُٹھا کر دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا تا منتہا شاخ نخل پر بیٹھا ہی کنیزون کا منھ چڑا رہا ہی اُس
کنیز نے پکار کر کہا او شہر یار دیکھیے نخل پر بن مانس بیٹھا ہی امیر نے جو عمرو کو دیکھا پکار کر
کہا خواجہ آئیے تمسے مطلب پوچھنا ہی عمرو نے کہا کچھ رونمائی منگوا ئیے امیر نے
ملکہ سے کہا ملکہ نے چند کشتیان جواہرات کی منگوا کر رکھین تب خواجہ نخل سے اُترے
کشتیان اُٹھا کر نذر زنبیل کین صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کنیزین حیران
ہین کہ یہ کون شخص ہی جلمانس ہی یا بن مانس ہی عمرو نے کہا ہین تو خاصہ بھلا مانس ہون
خواجہ نے بعد لینے نذر و نیاز کے اُس شاہزادی سے نام پوچھا وزیرزادی نے
کہا ملکہ مفتاح شیرین کلام دختر شاداب حیلہ گر جب شاداب صاحبقران
کو گرفتار کر کے لایا ملکہ نے بام سے جا کر دیکھا تھا جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہوئی
تھین ہم سب سے صلاح کر کے نقب لگائی صاحبقران کو نکال لائین دربار مین
شاداب کے ہلڑ ہو رہا ہی آج شاداب نے یہ حیلہ کیا کہ ایک راہ گیر کو امیر بنا کر
سرداران امیر کو ٹالا یون اپنا مطلب نکالا عمرو نے کہا مین نے اس حال کا نامہ
لکھکر لندھور کو اطلاع کی ہی کیا عجب ہی کہ کل جو بلوہ کرین تو نہ رُکین عمرو نے
یہ سب امور بخوبی صاحبقران کو سمجھائے مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا فساد برپا نام ہی
صاحبقران کو پہلو مین ملکہ کے دیکھکر بہت جلی سانتھ والیون سے کہا دیکھو اِس
دھگڑے بیٹی کو کہ معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ہم سب کو جلاتی ہی کنیزون نے
کہا بی فساد برپا خاموش رہو ایسا نہ ہو ملکہ سُن لین تو ناک چوٹی کاٹی جاوے
فساد برپا نے کہا مین خود اُنکی ناک چوٹی کٹواؤنگی اِس پیار اخلاص کو خاک مین
ملاؤنگی کنیزین سمجھین کہ اِسکے مزاج مین فساد ہی کتنے دسمجھ لین گے یہ نہ سمجھی
تھین کہ آتش افروزی پر آمادہ ہی سب کنیزین تو اپنے کام مین مصروف ہوئین

یہ جھلو چپکے سے اُٹھی باہر آکر ڈولی منگوائی سپاہیون نے پوچھا کہ بوا کہان جاتی ہو کہا
میری نواسی بیمار ہو اُسکو دیکھکر آتی ہون یہ کہکے ڈولی پر سوار ہوئی کہارون سے کہا
در دولت پر ڈولی لے چلو راہ بھر ڈولی مین بکتی ہوئی در دولت سلطانی پر پہونچی اور
پائنچے سنبھالے ہوے اندر گھس گئی غل مچانے لگی ہر چند کنیزین کہتی ہین کہ شہنشاہ آرام
فرماتے ہین مگر یہ شعلۂ جوالہ کب مانتی ہو جب بہت چیخی تو بادشاہ کی آنکھ کھلگئی گھبرا کر
خواب گاہ سے نکل آیا پوچھا ای فساد برپا کیا ہو کہا حضور آگ لگے اِس جوانی کو
کیا کیا حوصلے ہوتے ہین جس قیدی کو آپ لاے تھے آپ کو معلوم ہو کہ وہ کہان گیا
شاداب حیلہ گر تو اِسی تلاش مین تھا سب حال مفصل پوچھا سب اِسنے بیان کیا
اور کہا چلیے مین پکڑوا دون دونون کو گرفتار کر کے سزا دیجیے شاداب باہر نکلا
کچھ فوج قلعے پر چھوڑی اپنے مقام پر افسر مقرر کیا کہدیا کہ مسلمانون کو نہ آنے دینا
اگر یلوہ کرین تو روکنا یہ کہکے باہر آیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف باغ دختر کے
چلا آگے آگے فساد برپا غل مچاتی ہوئی کہتی ہوئی اب دھگڑے بیٹی کو معلوم ہوگا
مشکین باندھکر باپ لیجائیگا دونون کو ایک مقام پر قید کریگا شاداب منع بھی
کرتا ہو کہ بوا خاموش رہو سر بازار نہ چیخو اور لوگ سُنتے ہین جو سنے گا وہ بدنام کریگا
اُسنے پلٹ کے جھک کے جواب دیا تمھاری تو اُسنے ناک کاٹ ڈالی وہی مثل ہو کہ
تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو سب نے سنی غرض دو چار مرتبہ شاداب نے
منع کیا آخر گھوڑا اُڑا کر قریب ڈولی کے آیا کہا بوا غل مچا کے بات نہ کرو ورنہ ایک
ہاتھ تلوار کا مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا فساد برپا نے مٹک کر جواب دیا کہ بِٹیا کو ہاتھ
مارو مین تو دروازے پر کسی سے بات نہین کرتی ہون داروغہ صاحب کسقدر
مہربانی کرتے ہین مین کبھی منھ نہین لگاتی بقول جان صاحب فرد ہون تو بڑھیا
یہ ہزارون کے گلے کاٹتی ہون ہلہ اب بھی یہ کُند چھُری میری ہو دو چار سے تیز ہلہ لیکن
شاداب نے ڈرانے کو تلوار کھینچ لی فساد برپا نے کہا بس تلوار نہ چمکا مجھکو اپنا
بانکپن نہ دکھا اپنی صاحبزادی پر وار کر وجو مسلمان کے پہلو مین بیٹھی ہو شاداب نے

جھلا کر ہاتھہ تلوار کا مار دیا کنیز کے دو ٹکڑے ہوے مگر اور کنیز بن کسی کام کو نکلی تعین انھون نے جو سواری بادشاہ کی دیکھی پلٹ کر خدمت صاحبقران مین آئین آکے عرض کی ای شہریار شاداب حیلہ گر کو آپ کا حال معلوم ہو گیا فساد برپا نے جاکے کہا ہر چند کہ شاہ نے اُسکو مار ڈالا مگر فوج لیکر آتا ہی صاحبقران پہلو سے ملکہ کے اُٹھے فرمایا کہ مین کبھی گوارا نہ کرونگا کہ میرے سامنے کوئی اِس باغ مین آئے مین نکل کے ٹھہرونگا سپر شمشیر اُٹھالی عمرو پیچھے پیچھے ساتھہ ہوا ملکہ روتی ہوئی پیچھے کہتی ہوئی چلی ای شہریار مجھے قتل کرتے جائیے مجھسے ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اور روکر مرونگی نظم

چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا	خجلت سے جھلملا سے چراغ آفتاب کا
رکھدینا میری قبر مین ساغر شراب کا	پیلونگا مین جب آئیگا موقع حساب کا
آنسو بھرے ہین آنکھہ مین وانتونکی یاد ہی	معمور رہو نیتون سے ہر ساغر شراب کا
کیا خوف روز حشر مین ہو مجھکو ای قمر	مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا

صاحبقران پلٹ کر فرماتے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تھوڑی دیر صبر کرو انشاء اللہ مین شاداب کو گرفتار کر کے لاتا ہون صاحبقران سمجھا کر ملکہ کو بیرون باغ آئے چند قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے ملکہ حیران و پریشان در باغ سے دیکھہ رہی ہین اور دعا مانگ رہی ہین کہ ای کریم و رحیم صاحبقران اکیلے ہین اور وہ بارہ ہزار فوج سے آتا ہی تو مدد کرنے والا ہی میرے وارث کو دشمن کے ہاتھہ سے بچانا یہان لندھور ابن سعدان نے بموجب قاعدہ روزمرہ برسر قلعہ جلوہ کیا تو بین بجنے لگین اول کئی سو جوان اُڑ گئے تب سرداروں نے فوج کو روکا کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ جب ہم وہان پہونچ لین تب آنا اہل فوج رکے سردار گھوڑون کو ڈالکر چلے اہل قلعہ گھبراسے آلیس مین کھڑے کہ رہے ہین بادشاہ کو خبر کرو کسی کو صاحبقران بنا کر بھیجین ملازمون نے آکر شاداب سے کہا یہ سنکر شاداب نے ایک افسر کو بصورت صاحبقران بنایا مسلح کر کے بھیجا سردار خندق تک پہونچے تھے کہ افسر نے آواز دی کہ ای لندھور ذرا ادھر دیکھو تو

لندھور نے صاحبقران کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو کر رونے لگا مگر کسی افسر نے وہ
تیر پایا لا کر لندھور کو دیا لندھور نے جو نامہ پڑھا ہاتھ کا خواجہ عمرو کے نوشتہ
پایا وہاں شاداب قریب باغ کے پہونچا صاحبقران کو جو اکیلے کھڑے ہوئے
دیکھا فوج سے اشارہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران

پیرد غانعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زبیشم فراری شدہ — زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر کے نعرے کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہی لندھور نے ادھر نوشتہ عمرو پڑھا
ادھر نعرہ صاحبقران کی صدا سنی ہاتھی کو ہولا دیا کود کر ہاتھی سے خندق فراے
ہرچند اہل قلعہ چیخے چلاے مگر لندھور نے کچھ خیال نہ کیا کہا یارو مین کچھ سمجھ گیا
ہون اپنے آقا کی آواز سن رہا ہون کسی مقام پر لڑ رہے ہین انکے نعرے کی آواز
آتی ہی کہین مصروف جنگ ہین یہ اہل قلعہ کا مکر ہی آخر ان لوگون نے ہاتھ مار دیا
سر اُس افسر کا کٹکر گرا لندھور نے پھاٹک پر گرز مارا ہرچند کہ جانتے تھے کہ اہل
قلعہ کا مکر ہی مگر روتے ہوئے قلعے مین گھسے ہر گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی فوج
بھی بلوہ کر کے آ گئی ہر طرف سردار جنگ کر رہے ہین لاشونکے انبار لگا دیے
مگر فرہاد خان دار شیون پریزاد فرزندان لندھور صد اسے نعرہ صاحبقران
پر جاتے ہین اُسوقت آکر پہونچے کہ صاحبقران اکیلے لڑ رہے ہین ملکہ [illegible]
امیر پر بلوہ دیکھا بہت تڑپی سات سو کنیزین ہمراہ تھین سب کو ساتھ لیکر بام
پر چڑھ گئی سب نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا فوج شاداب پر [illegible]
سات سو تیر بالاے بام سے چلے سو دو سو کو غربال کیا سوار [illegible]
فوج شاداب مین ہنگامہ ہوا بعض افسر اپنی جانین بچا کر نکل بھاگے [illegible]

کہ سات سو تیر آرہا ہے کیونکر اپنی جان بچائیں کہاں جا کر چھپیں کہ فرہاد خان مدار شیون
جا کر پہونچے اِنکے ساتھ کچھ ہندی بھی تھے جیند نے جا کر لندھور کو خبر دی کہ یارو
یہاں کہاں لڑ رہے ہو چلکر صاحبقران کے شریک ہو سب سردار چلے اُسوقت
پہونچے کہ صاحبقران مغلوبہ میں لڑ رہے ہیں ایک طرف سے لندھور کا نعرہ ہوا
نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا رہ اگر فتم تا بہ ہندستان ✤ اگر نامم شنید انی منم لندھور
بن سعدان ✤ طرف سے دست چپ کے نعرہ ہوا کہ منم مالک اژدر صاحب نیزۂ
دو سر غلام نبی رجا کر حیدر نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ✤ سپہ دار در لشکر
اہل دین ✤ ایک طرف سے بہرام کا نعرہ ہوا کہ منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد
بن خاقان چین نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین ✤ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ✤
فرداً فرداً سردار آکر جمع ہوے اور ایک جانب سے سب آکر گرے ملکہ نے جو بالاے
بام سے ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئیں امیر
لڑتے بھڑتے قریب شاداب کے پہونچے شاداب امیر پر برس پڑا امیر نے
حربے اُسکے خالی دیے جواب میں بہ قوت صاحبقرانی ایک ہاتھ مارا کہ شاداب
کے دو ٹکڑے ہوے جیند شخص نے جانبازی کر کے لاشۂ شاداب اُٹھا لیا قلعے سے
نکلکر بھاگے باقی جو رہے انھون نے فریاد کی کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں امیر نے
سب کو پناہ دی سردار آکر حاضر خدمت ہوے امیر نے اُنکو کلمہ پڑھایا سب بصدق
دل مسلمان ہوے امیر نے دروازے پر باغ کے سب کو لاکر اُتارا اب باغ
میں آئے پاس ملکہ کے بیٹھے دوسرے دن انتظام قلعے کا کیا ملکہ سے وعدہ ہوا کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمھیں عقد کر لینگے ایک سردار کو ملکہ
کی طرف سے تخت پر بٹھایا خود فوج کو لیکر طرف دریاے قلزم کے چلے قلعے سے پانچ
کوس باہر نکلے ہیں ایک صحرا میں آکر اُترے کہ صحراسے گرد اُٹھی تین لاکھ فوج نے
ایک تاجدار آکر ہیودیہ گینڈے پر سوار تاج سر پر چہار طرف سے سردار گھیرے
ہوے صاحبقران کے مقابلے میں آکر اُترا صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ نے

برا ستم کیا کہ شاداب حیلہ گر کو مارا اور ناموس مین اسکے رخنہ اندازی کی اب بہتر یہی ہے
کہ آکر اطاعت کرو منم سرخاب حیلہ گر اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر آیا ہون امیر نے
صاف جواب دیا کہ جو ہو سکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است سرخاب نے طبل جنگی
بجوایا امیر نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری وہ وقت آیا کہ صداے مرغ سحر آئی نظم

علم آفتاب نکلا جب ❊	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرخاب نے گھوڑا اپنا نکالا میدان
مین آکر آواز دی قاتل کا اپنے برادر کے خواہان ہون شاداب حیلہ گر کا کون
قاتل ہے مین اسکے خون کا پیاسا ہو رہا ہون صاحبقران نے یہ سنکر مرکب کو چھیڑا گھوڑا
طرارہ بھرتا ہوا چلا مقابلۂ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے جو جمال جہان آرا
دیکھا خوش ہو گیا کہا یا صاحبقران آپ کے ہاتھ سے شاداب مارا گیا وہ ایسا
پہلوان نہ تھا کہ آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا نہین معلوم کیا افتاد پڑی چند لوگ آپکے
شریک ہونگے گھیر کر اسکو مارا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا آپ تو اس لائق
ہین کہ میری صحبت مین بیٹھین اور مجھکو شراب پلایا کرین صاحبقران نے فرمایا کہ
سرخاب زیادہ لاف و گزاف مناسب نہین یہ میدان کارزار ہے زبان تیر و تلوار
عمود سے کام کر سرخاب نے نیزہ مارا امیر نے بیہودہ بن طعن مین نیزہ اسکا نکالدیا
سرخاب نے جھلا کر تلوار کھینچی اور کہا یا صاحبقران اب امان نہ ملیگی یہ تلوار وہ
ہے کہ جسپر چلی برق لامع کیطرح خرمن ہستی کو جلا دیا صاحبقران زمان نے سپر کو سر پر
کھینچا سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی تھپکی مار دی کہ تلوار
اسکی پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سرخاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آپس مین
زور ہونے لگے آخر دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے باہم کشتی ہونے لگی

صاحبقران چاہتے ہین کہ سرخاب کو زیر کرین مگر سرخاب اپنے کو بچاتا ہی
اُلجھ اُلجھ کے نکلجاتا ہی بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی چہار طرف سے پہلوان
تعریفین کر رہے ہین مگر ہمراہیان سرخاب آپس مین کہ رہے ہین ہمارے آقا
اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین ایسا کبھی اتفاق نہین ہوا تلوار سے مطلب نہ نکلا تو نوبت
کشتی کی پہونچی لات و منات اُنکی مدد کرین مگر یارو دیکھتے ہو کہ صاحبقران کے
تیور پر میل نہین ایک طور پر لڑ رہے ہین کیا کیا پیچ کرتے ہین انتہا کے پچیت ہین
ایک واقف کار کھڑا تھا اُسنے کہا بھائیو تم نہین جانتے صاحبقران اِنکا لقب بیوجہ
نہین ہی پردۂ دنیا مین نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی اٹھارہ برس کے
سن مین پردۂ قاف گئے دیو راہ دار وغیرہ کو مارا دیو عفریت کو شکست دی پھر
طلسم ملعونہ جادو کو شکست کیا بعد اِسکے پردۂ دنیا مین آکر سلطنت نوشیروان
بیلی گنجاب کو شکست دی لقا ایسے بادشاہ کو بھگایا صدہا پہلوان زیر کیے صف
پر انکی جو بڑے بڑے پہلوان کھڑے ہین سب اُسنکے زیر کیے ہوے ہین سرخاب
کی کیا حقیقت ہی تم سب کے خیال عجب ہین یہ امیر عرب ہین مگر سرخاب جان بیچے
ہوے صاحبقران سے لڑتا ہی جب چار پہر دن کشتی مین گذر ا تو رک کر امیر
کو کھڑا ہوا کہا یا امیر باتوقیر اب مین کل آپ سے لڑونگا صاحبقران نے فرمایا کہ
میرا یہ دستور نہین کہ حریف کو چھوڑ کر جاؤن یا تو تم ہمین زیر کر کے پلٹنا یا شاید
ہم غالب آوین تو ہماری اطاعت کرنا سرخاب نے کہا یا صاحبقران رات کی
جنگ بے لطف ہوگی اندھیرے مین کون تماشہ دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا کہ
بادشاہون کو رات کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہی روشنی کو حکم دین ابھی حکم دیتا ہون
ابھی دن ہو جائیگا سرخاب نے جب دیکھا کہ صاحبقران کسی طرح نہین مانتے تو
ہاتھ چھوڑ کر الگ ہوا کہا ای شہریار مین شب کو نہ لڑونگا صاحبقران نے پھر ہاتھ
پکڑا کہا ای سرخاب مین نہ جانے دونگا جب سرخاب نے دیکھا کہ صاحبقران
کسی طرح نہین مانتے جی تو چھوڑ چکا ہی آخر گڑگڑا نے لگا کہا یا امیر مجھے تین دن کی

مہلت دیجیے بعد تین دن کے آپ سے مقابلہ کرونگا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس تین دن
میں کثرت کرونگا زوروں پر اپنے کو چڑھا کر آپ سے مقابلہ کرونگا تو دو ہی پہر میں فیصلہ
ہوجائیگا صاحبقران مجبور ہوے فرمایا اے سرخاب تیرے تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ
تو کچھ مکر کریگا سرخاب نے کہا نہیں شہریار صرف مجھکو اپنے زور کا خیال ہے آج قوت
نہیں ہے اگر آپ مجھکو زیر بھی کرینگے تو مین عذر کرونگا کہ مجھے صاحبقران نے عاجز کر کے
زیر کیا اور اگر تین دن کی مہلت دیجیے گا اور شاید آپ غالب آئے تو فوراً اطاعت
کرونگا صاحبقران ناچار ہوے فرمایا کہ اے سرخاب جاؤ سرخاب پلٹا اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا سر جھکا کر بیٹھا سرداروں نے دیکھا کہ آقا مکدر بیٹھے ہین عرض کی کہ اے
شہریار آپ کیون تشویش مین ہین اور کیا چاہتے ہین جو فرمائیے اُسکی تدبیر کرین
سرخاب نے کہا صاحبو مین کیا حال اپنا بیان کرون تم سب نے دیکھا کہ مین نے
کس مصیبت مین دن کاٹا مجھکو خیال تھا کہ حمزہ مجھکو زیر کریگا مگر عنایت لات و منات
سے میری جان بچگئی کہ مین حمزہ سے دن بھر لڑا اور صحیح و سالم پلٹ آیا اب چاہتا ہون
کہ حمزہ کسی طرح گرفتار ہوجائے کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزہ سے مقابلہ نہ ہو اور وہ
گرفتار ہوجائے عیار اِسکا وبال جان یہ کہکر اُٹھا کہ مین گرفتار کیے لاتا ہون سرخاب
نے کہا اے وبال جان اُسکا عیار بڑا زبردست ہے ایسا نہ ہو وہ روکے تو بڑی مشکل
پڑیگی وبال نے کہا مین ایسی تدبیر سے جاؤن کہ کوئی آگاہ نہ ہو اور بہ آسانی گرفتار
کر لاؤن پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکے وبال جان چلا باہر آکر صورت تبدیل کی طرف
لشکر صاحبقران کے چلا یہان دروازے پر مقبل بیٹھا تھا وبال بہ صورت ضعیفہ
سامنے آیا سوال کیا مقبل نے جیب سے پیسہ نکالا ہاتھ بڑھا کر دینے لگا وبال نے
قریب آکر حباب مارا کہ مقبل بیہوش ہوا مقبل کی شکل بنکر وبال اندر بارگاہ کے
آیا صاحبقران آرام فرما رہے تھے وبال نے بیہوش کیا پشتارہ باندھا باہر لیکر
پشتارہ نکلا اب راستہ پکڑا یہ جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے خواجہ ایک دوکان مین
پڑے سوتے تھے خواب مین دیکھا کہ صاحبقران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہے

آنکھ کھلگئی اُٹھکر دوڑے در بارگاہ پر آئے مقبل کو پکارا آواز نہ آئی قریب آکر دیکھا کہ زیر
کرسی مقبل بیہوش پڑا ہی عمرو گھبرا گیا کہ بڑا غضب ہوا مقبل کی شکل بنکر عیار آیا ہاے
مین کیا جانتا تھا ورنہ بارگاہ مین سوتا بارگاہ مین جاکر دیکھا صاحبقران کو پلنگ پر
نہ پایا بہت پریشان ہوا باہر نکلکر مقبل کو ہوشیار کیا کہا او مقبل غضب ہوا امیر کو
عیار آکر لے گیا مگر اب ہوشیار رہنا یہ کہکے عمرو جھپٹا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی عمرو نے للکارا کہ او نا عیار آگے نہ بڑھنا وبال نے پلٹ کر
دیکھا کہ عمرو آتا ہی طرف صحرا کے بھاگا عمرو نے جنگل مین آکر اُسکو گھیرا آلیس مین نیمچہ چلا
ہر مقام پر خواجہ ڈرتے ہین کہ ایسا نہ ہو صاحبقران پر کوئی چشم زخم پہونچے تو
غضب ہو اور وبال پشتارہ نہین چھوڑتا عمرو نے ایک مقام پر بیٹھکر نیمچہ مارا دونو
پانٔون وبال کے اُڑ گئے وبال شم کے بھل گرا اور تڑپنے لگا مگر لشکر امیر سے وبال
قریب تین کوس کے نکل آیا تھا وہان نیمچہ چلا عمرو نے چاہا اُسکو پڑا رہنے دون
اور پشتارہ لیکر نکلجاؤن یہ سوچکر پشتارہ کھولنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی قضاے کار
شبرنگ قزاق لوٹ مار کر پلٹا تھا دور سے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کو مارا ہی اور
ایک پشتارہ کھولا چاہتا ہی شبرنگ سمجھا کہ یہ بھی کوئی قزاق ہی کہ ایک شخص کو مار کر
مال اُسکا لے رہا ہی سواروں سے اشارہ کیا اُن سب نے گھوڑے دوڑاے عمرو
پشتارہ نہ لے سکا سواروں نے للکارا کہ او قزاق خبردار مال نہ لینا عمرو جو بھاگا
قزاقوں نے پیچھا کیا مگر خواجہ بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپے شبرنگ قریب
پشتارے کے آکر گھوڑے سے اُترا وبال کا تو خاتمہ ہو چکا تھا دیکھا پشتارے مین
ایک جوان آفتاب جمال بندھا پڑا ہی شبرنگ نے کہا یارو یہ تو عجب نعمت ملی ایک
شخص حسین وجمیل اس پشتارے مین بندھا ہی اسکو قلعے مین لے چلو اپنا رفیق مین
بناؤنگا میری صحبت مین رہیگا ساتھ والے جھپٹ کے گھوڑے سے اُترے پشتارہ
صاحبقران کا اُٹھا لیا شبرنگ صاحبقران کو لیکر اپنے قلعے مین آیا ساتھ والون
سے کہا اسکو ہوشیار کرو صاحبقران کو ہوشیار کیا آنکھ جب صاحبقران کی کھلی دیکھا

بالین پر قزاق جمع ہین اپنے اپنے طور سے کلام کر رہے ہین صاحبقران اُٹھے شبرنگ
سے کہا ہمکو اِس مقام پر کون لایا شبرنگ نے جواب دیا کہ ایک شخص سنے ایک شخص کو
قتل کیا اور آپ کو بھی قتل کرتا تھا ہمنے اُسکو بھگایا اپنے قلعے مین لے آئے اور آپ کو
بیدار کیا مگر آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے حسب و نسب اپنا بتایا جب
شبرنگ آگاہ ہوا کہ یہ صاحبقران زمان ہین قدمون پر گر پڑا کلمہ پڑھکر بہ صدق دل
مسلمان ہوا بعجز کہا مین تو مدت سے آپ کی تلاش مین تھا آج فیضیاب ہوا کہ خدمت
مین پہونچا آپ کو بخیر و عافیت لشکر مین آپ کے پہونچا دونگا شبرنگ خوشامدین
کر رہا ہی صاحبقران کو مسند پر بٹھایا سب قزاقون نے اطاعت کی اور بصدق دل
مسلمان ہوے شبرنگ بہ ہزار محبت کہتا ہی آج شب کو یہان رہیے دعوت کرون
پھر آپ کے لشکر مین پہونچا دون صاحبقران بیٹھے ہین شبرنگ مصروف خدمتگزاری
ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شبرنگ مجمر آتشخوار پہلوان
زبردست کہ آپنے اُسکا مال لوٹ لیا تھا وہ پچاس ہزار فوج سے آیا ہی قلعے کے سامنے
اُترا ہی طالب جنگ ہی یا کہتا ہی مال ہمارا پھیر دو شبرنگ نے گھبرا کر کہا کیون شہریار
کیا تدبیر کرون مین اُسکے مقابلے کے لایق نہین ہون وہ بڑا زبردست پہلوان
ہی صاحبقران نے فرمایا ہم جنگ کرینگے جواب صاف دو کہ ہم مال نہ دینگے یہ جو شبرنگ
نے کہلا بھیجا مجمر بہت جھلایا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب مجمر نے طبل جنگی بجوایا اور شبرنگ
کو خبر ہوئی گھبرا گیا صاحبقران نے فرمایا اے شبرنگ کیون گھبراتے ہو ہم مجمر سے
مقابلہ کرینگے انشاء اللہ تمکو بچائینگے تمکو نہ لڑنے دینگے یہ کہکے حکم دیا یہان بھی طبل
جنگی بجا مجمر نے جو صدا ے طبل جنگی سُنی کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ کی بھی یہ مجال
تھی کہ ہمسے مقابلہ کرتا عیار نے کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون عیار بہ صورت مبدل
دربار شبرنگ مین آیا صاحبقران کو بیٹھے ہوے دیکھا آکر مجمر کو خبر کی کہ دربار
شبرنگ مین صاحبقران موجود ہین مجمر بہت خوش ہوا کہا میرے پاس قدرت
کا نامہ بھی آیا تھا کہ مسلمانون کو رد کو اب سردار مسلمانان مل گئے اِنکو قتل کر کے

سب کا سد راہ ہونگا تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دونگا یہ کہکے تیاری مین مصروف ہوا
چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے شبرنگ نے فوج
تیار کرکے باہر نکلا صاحبقران سب کے آگے پشت پر شبرنگ مگر صاحبقران سے
کہتا ہوا حضور ہمارے مہمان ہین آپ کو میدان مین نہ جانے دونگا صاحبقران زبان
فرماتے ہین اے شبرنگ تمنے ہمپر احسان کیا اُسکا ہم بدلہ کرینگے لشکر مجمر سے لڑینگے
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مجمر نے طرف دست
راست کے دیکھا اورنگ بیشہ نشین ایک پہلوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے
آیا مجمر نے اورنگ کو اجازت دی اورنگ نے میدان مین آکر للکارا کہ امیر
مقابلے مین آوین مین اُنھین کا مشتاق ہون صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
مقابلہ اورنگ مین آئے شبرنگ تڑپ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو
بڑے افسوس کی بات ہی میرا مہمان برا مقابلہ گیا ہی خدا اُسکو خیر و عافیت سے
پھیرے مگر صاحبقران جو گھوڑا اُڑا کر مقابلہ اورنگ مین پہونچے اُسنے نیزہ
مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چالیس طعنین
رد و بدل ہوئی تھین کہ امیر نے نیزہ اورنگ کا کانٹھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ
سے اورنگ کے نکلگیا اورنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوے اورنگ
کا مارے جانا کہ مجمر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا وہ پہلوان مارا گیا کہ فوج مین جسکا نظیر
نہ تھا اب مین حمزہ کا سر لاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا نعرے کرتا ہوا سامنے امیر
کے آیا کہتا ہوا حمزہ تمنے بڑا غضب کیا اُس پہلوان کو مارا کہ جو میرا قوت بازو و
زینت پہلو تھا لشکر کا سپہ سالار شہسوار فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق
تھا وہ دو گھڑی مین تمھارے ہاتھ سے مارا گیا صاحبقران نے فرمایا اُسکی قضا
آئی ہاتھ تلوار کا پڑ گیا مجمر نے کہا یا صاحبقران اب آپ کا بچنا بہت دشوار ہی
یہ حقیر آمادۂ حرب و پیکار ہی یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا مجمر نے جھلاکر

تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے گردہ سپر کا اُٹھایا مگر تلوار جو
مجمر کی گری گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر پر گری کہ دو انگل کا زخم سر مین آیا امیر
نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی امیر نے زخم کو بائین
ہاتھ سے تھاما خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر اُتنا ہی زخم سر مین مجمر کے
آیا فوج مجمر آپڑی امیر نعرہ کرکے فوج مجمر پر جا پڑے شبرنگ نے قزاقونکو اشارہ
کیا کُل قزاق آپڑے فوج مجمر کو قتل کرنے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہی صاحبقران پر
فوج کا بلوہ ہی کئی تلوارین صاحبقران نے کھائین کہ زخم چوپارہ ہوگیا اِسقدر خون
جاری ہوا کہ صاحبقران کو غش آنے لگا صاحبقران نے دونون ہاتھ گردن مین
مرکب کی حمایل کیے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ ای مرکب اصیل مجھکو لے نکل اب مجھ مین
لڑنے کی طاقت نہین ہی گھوڑا اصیل دولتیان مارتا ہوا ٹنکیین مارتا ہوا صاحبقران
کو لے نکلا لیکن شبرنگ کو جو معلوم ہوا کہ صاحبقران کو مرکب نکال لے گیا طبل
بان بجوا کر پلٹا ایک طرف مجمر بھی آکر اُترا مگر کہتا ہوا کہ نہین معلوم صاحبقران کا
مُردہ مرکب کہان لے گیا کچھ ہرکارے روانہ کیے مگر شبرنگ نے دیکھا کہ اب مجمر کا
معرکہ کون سنبھالے گا بھاگ کر قلعے مین آیا پھاٹک بند کر لیا خندق پر آب کی توپین
لگا کر بیٹھا مجمر کو جو خبر معلوم ہوئی بہت جھلایا کہا سر سواری قلعہ لونگا ایک قزاق
کو زندہ نہ چھوڑونگا شبرنگ کو نہایت ہراس ہی جی مین کہتا ہی کہ دیکھیے مجمر سے کیونکر
جان بچتی ہی مگر صاحبقران کو گھوڑا لیے ہوے ایک دشت مین پہونچا ایک جھیل
پر لاکر گرایا صاحبقران کا سر جھیل مین پڑا خون کی ایک لکیر بندھی ہوئی ہی لیکن
یہ جھیل باغ مین ملکہ شہلاے نرگسی چشم کے نکلی ہی حوض سے ملی ہوئی ہی صبح کا وقت
ہی منھ دھونے آکر بیٹھی ملکہ نے چلو مین پانی جو اُٹھایا خون کا رنگ دکھائی دیا ملکہ
نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے کسی کو قتل کیا جھیل مین خون کی لکیر بندھی ہوئی ہی
چلو چلکر دیکھین یہ کہکے اُٹھی چند کنیزین ہمراہ ہوئین باہر آکر ملکہ نے دیکھا کہ ایک
مرکب کوہ سرین کوہ کفل چر رہا ہی اور قریب جھیل کے صاف ثابت ہوتا ہی کہ برج

آبی مین آفتاب اُترا ہی ملکہ قریب آئین دیکھا ایک جوان رعنا حورمثال پری تمثال
بیہوش پڑا ہی سر زخمدار خون جاری ہی ملکہ نے دیکھتے ہی مائل ہو کر کنیزون سے کہا اِس
شخص کو اُٹھا لو مین اِس سے حال پوچھونگی کہ ہماری سرحد مین کسنے قتل کیا اُنکو سزا
ملے لیکن اسباب ظاہری تو سب موجود ہین معلوم ہوتا ہی یہ جوان ایسا لڑا کہ اسباب
اپنا نہین دیا کنیزون نے صاحبقران کو اُٹھایا ملکہ نے بھی ہاتھ لگا دیا جاریائی پر ڈالا
باغ مین لیکر آئین حکم دیا کہ جراح کو لاؤ جراح نے آکر ٹانکے لگائے اور کہا کہ حضور
کچھ خوف نہ کرین یہ زخمی بہت جلد اچھا ہوگا کوئی رگ دیٹھا ایسا نہین کٹا کہ جس سے
جان کا ضرر ہو ملکہ رومال ہاتھ مین لیے کرسی پر بیٹھی ہین مگس رانی کر رہی ہین کہ امیر
کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین وجمیل سرہانے بیٹھی ہی مگر حسن مین وہ
بے مثال ابرو رشک ہلال عارض بدر آسمان کمال دیکھکر مائل ہوے پوچھا کہ اے
ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی تمھارا کیا ہی ملکہ نے سر جھکا لیا ایک کنیز نے بڑھکر عرض
کی کہ نام نامی ملکہ کا ملکہ شہلاے نرگسی چشم دختر بلند اختر گیہان ببر سوار یہان سے
تین کوس پر قلعہ ہی یہ باغ ملکۂ عالم کے نام کا بنا ہی یہان ملکہ تشریف رکھتی ہین آپ کو
جو زخمی دیکھا رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا یہ آپ سے پوچھنا ہی کہ کن قزاقون نے
آپ کو زخمی کیا ہی اور کہان پر مغلوبہ ہوئی مگر مال آپ نے نہین دیا اور انتہا کے زخمی
ہوے امیر نے فرمایا قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہو تے مجھ اُشخوار
قلعۂ قزاقان پر چڑھ آیا اُسکا ایک پہلوان میرے ہاتھ سے مارا گیا مین اُسکے ہاتھ
سے زخمی ہوا مرکب اِسطرف نکال لایا گھوڑا ابھی آپ صحرا سے لائین کنیز نے عرض کی
مرکب بھی آپ کا اصطبل مین بندھا ہوا ہی صاحبقران نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا اور
کہا اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو باغ محبوبی اتنی باتین ہوئین مگر زبان معجز بیان
سے کچھ ارشاد نہ فرمایا ہم آپ کی بات کے بہت اشتیاق مین ہین چاہتے ہین کہ
آپ کی زبان معجز بیان کی بھی کچھ گہر ریزی سُنین ملکہ نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا
اے شہر یار مین بد نصیب کیا کلام کرون میرا حال لایق عرض کرنے کے نہین ہی باپ میرا

گیہان ببر سوار کہ جسنے صدہا پہلوان زیر و زبر کیے جس مہم پر گیا اُسے سر کیا جہان گیا اُسے فتح کرکے آیا دوسرا قلعہ یہان سے چوبیس کوس پر ہی وہانکا حاکم ہنگام نیلی پوش ہم ساحر و ہم پہلوان اُسنے میرے حُسن کا شہرہ سُنکر باپ کو میرے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو باپ نے میرے قبول کیا اِس خوف سے کہ وہ ساحر ہی اُسنے لکھا تھا کہ کوئی زمانہ قرار دیجیے کہ مین آؤن اور بیاہ کے لیجاؤن باپ کو میرے ٹالنا منظور تھا سال بھر کا وعدہ کیا تھا اب وہ زمانہ آگیا آج چوتھا دن ہی کہ ہرکارون نے میرے باپ کو خبر دی کہ مع ساز و سامان شادی وہ اپنے ملک سے چلا ہی اور کارگزارونکو آگے روانہ کیا ہی کہ تم لوگ وہان جاؤ اور مین ایک ہفتے مین آجاؤنگا اور تم چلکر شاہ کو آمادہ کرو کہ مین جو آؤن تو زیادہ دیر نہ ہو جس شب کو پہونچون پھر صبح کو روانہ ہو جاؤن مین نے ملکہ کے نام کے باغ تیار کرائے ہین تالاب بنوائے ہین کئی سو کنیزان چینی و ترکی و رومی خرید کر مقرر کی ہین اُن کارگزارون نے آکر باپ سے میرے سب حال بیان کیا باپ روتے ہوے پرسون یہان تشریف لاے تھے مجھکو گلے لگا کر خوب روئے اور فرمایا کہ اے نورِ نظر تم اب ہمسے چھٹتی ہو اِنکار کرون تو نہین معلوم کیا قیامت برپا کرے باپ ہمارے ناچار ہوے تیاریان ہو رہی ہین جب سے آپ کو اُٹھا کر لائی ہون دل تو میرا دام مسلسل زلف عنبرین مین پھنسا ہی اُسوقت خیال نہ آیا کہ انجام اِس عشق کا کیا ہوگا مین کیا جواب دون کیا کلام کرون کتابون مین جو لکھا تھا وہ سب سچ ہی

نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال	ہر جگہ اِسکی اِک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی	کہین یہ خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اِسکو داغ کا پایا	گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب	دونون باتین غرض ہین اِسکی خوب

وہی سب سامان دکھائی دیتے ہین اگر مناسب وقت ہو تو مین آپ کے علاج کی تدبیر کرون آپ طرف اپنے لشکر کے چلے جائیے امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم کیا مجال ہی

اور کیا تاب وطاقت ہی کہ تمھاری طرف وہ بیجا نگاہ بد ڈالے بہ عنایت پروردگار جب ہمکو تمیز ہیل ہو تو ساحر وغیر ساحر کی کیا مجال ہی ملکہ نے اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکائے اور عرض کی کہ اے شہریار زور وطاقت کا یہان کام نہین ایک اشارے مین وہ کوہ کو کاہ کرتا ہی علم شعبدہ بازی پر مرتا ہی جو نزدیک پروردگار کے بہتر ہوگا وہی ہوگا صدمۂ فراق حضور اٹھاؤنگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی آپ کے حالات سے بخوبی آگاہ ہون مگر سحر سے آپ بھی ناچار ہونگے ایک اشارے مین اُس بیجیلہ کے ہاتھ پانوٗن بیکار ہونگے مجھکو یہی خوف ہی کہ علم سحر اور شعبدے مین وہ بیجا طاق ہی زور مین بھی شہرۂ آفاق ہی اگر صرف مقدمۂ زور ہوتا تو باپ بھی میرے پہلوان زبردست ہین کبھی اقرار نہ کرتے جواب صاف دیتے کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرہ امیر نے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ اُسکا علاج بھی ہوگا جیسی سرکشی کریگا ویسا جواب پائیگا انشاء اللہ گھبرا جائیگا عرصۂ دراز تک ملکہ یہی باتین کیا کین مگر ملکہ کے دل کو تسکین نہ ہوئی سوچتی ہی کہ فنون سیاہ گری سے میرے باپ بھی بخوبی ماہر ہین مگر کیا خوف پیدا ہوا کہ منسوب کر دیا اگر ایسا نہ کرتے تو پھر سلطنت نہ رہتی صاحبقران کو اپنے زور پر ناز ہی طریقۂ سحر سے ناواقف دیکھیے کیا کیفیت ہو خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے اِنکی جان بچائے اِسطرحکی باتین سوچ سوچکر چہرہ آواس عالم یاس وزیرزادی اسکی دلارام مزاج سے بخوبی ماہر ہی اسنے چبوترے پہ صحن باغ مین فرش بچھوایا اور مسند مین آراستہ کر کے عرض کی باہر تشریف لے چلیے ملکہ نے آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا اے دلارام بے رنگ ہمکو نہ دکھا جب یہ نہ ہونگے تو کیا کرونگی سر ٹپک ٹپک کے مرونگی یہ غم ایسا ہی کہ صبر ہو سکیگا نہین معلوم کیا رنگ ہوگا وم ہونٹوں پر آئیگا مگر وزیرزادی نے ملکہ کو مسند پر بٹھایا گائن سے اِشارہ کیا گائن نے واسطے بہلانے ملکہ کے یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش الحانی گانا شروع کیے نظم

فریب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا	خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
نہین بیوجہ ہنسنا اِسقدر زخم شہیدان کا	تری تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہی میوے کی قسم مجھسے — لگایا داغ خط نے آنکہ سیب ذقن بگڑا
رخ سادہ نہین اس شوخ کا نقش عداوت ہی — نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا
کسی کی جب کوئی تقلید کرتا ہی مین روتا ہون — ہنسا گل کیطرح غنچہ جہان اسکا چمن بگڑا
امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک — نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا
بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اس شوخ کی آخر — لگا کر منہ سے پیمانے کو وہ پیمان شکن بگڑا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی اختلاط ظاہری عاشق و معشوق سے ہو رہا ہی رات کوئی پہر بھر باقی ہی کہ بیرون باغ گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر ایک کنیز سے کہا ذرا دریافت تو کر کہ کیسی گرد اڑی کنیز گئی تھوڑے عرصے مین پلٹکر آئی مگر روتی ہوئی ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ حضور وہی لنگوڑا موا سونڈی کاٹا ظالم جفا پسند ہنگام نیلی پوش آگیا ہی مگر مع ساز و سامان ہی کئی ہزار جھگڑے اسکے ساتھ ہین رنگ روے ملکہ اڑ گیا گائن سے اشارہ کیا کہ بس تم گانا موقوف کرو لپٹ کر صاحبقران سے اسقدر روئی کہ دامن و گریبان صاحبقران کا تر ہوگیا صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ای ملکہ عالم کیون گھبراتی ہو اگر وہ ملعون ساحر ہی تو کوئی خوف نہ کرو مین مالک اسم اعظم ہون مجھپر سحر تاثیر نکریگا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون صاحبقران نے سلاح جسم پر آراستہ کیے جب امیر نے ہتھیار جسم پر لگائے ملکہ بے اختیار روئین کہا ای شہریار ہرچند کہ آپ فرماتے ہین مگر دل کو صبر نہین آتا اسکے ساتھ ساٹھ ہزار آدمی کی فوج ہی اپنی کیا کیفیت عرض کرون ہاے کیا کرون کلیجہ منہ کو آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نظم

تیز ہر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو — چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہی زلف یار کو — دشمن جان جہان کرتے ہین دندان مار کو
یون نزاکت سے گران ہی سرمہ چشم یار کو — جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھے — پانون رکھتا ہون بچا کر سایہ دیوار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا انھین جو ہین حسین — پوچھتا ہی کوئی گل کب نرگس بیمار کو

صاحبقران نے تیور پر بل ڈال کے کہا ای ملکۂ عالم برائے خدا چند ساعت تو صبر کرو
دیکھو تو کیا ہوتا ہی مین ابھی جا کر اُس ہیجیا کا سر لاتا ہون اور یا اپنی جان دیتا ہون
ملکہ نے کہا یہی کلمہ حضور کا مجھپر شاق گذرتا ہی اگر حضور کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا
تو مین کدھر کی ہونگی کیونکر جیونگی صاحبقران نے دامن چھڑا لیا اور طرف دربار باغ کے
چلے ملکہ پیچھے پیچھے روتی ہوئی کنیزون سے کہتی ہوئی صاحبو انکو روکو یا ایک ہاتھ
تلوار کا مجھے مار دین صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا در باغ سے نکلے اور یہان
ہنگام نیلی پوش بھی خبر سُنکر قریب باغ آگیا ہی کہ میری معشوقہ یہان ہی مین یہین سے
لے لونگا اور چلا جاؤنگا دربارگاہ پر بیٹھا ہی سب سردار گرد مقام نیلی پوش بھائی
اسکا انتظام لشکر کر رہا ہی کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبقران زمان آتے
ہین نہین معلوم یہ باغ مین کیونکر آئے در باغ سے نکلے ہین کہ ہنگام جھلا کر اُٹھا
کہا ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر رُستم و اسفندیار ہوتے تو انکو بھی زیر
کرتا میرے ہی خوف سے رُستم و اسفندیار نے گوشۂ کفن سے مُنھ چھپایا ہی سامنے بھی
نہین آتے سب رفقا کھڑے ہوگئے کہ سامنے سے نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی دیکھا
صاحبقران اِس کرّ و فر سے آتے ہین کہ تیغہ ہاتھ مین جس مقام پر پلٹن اور رسالہ
دیکھا اُنھین کے بیچ سے چلے جس سردار پر تیور ڈالدیے اُسنے سر جھکا لیا کوئی
صاحبقران کو نہین روکتا ہنگام نے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین سے حریف
چلا آتا ہی ہنگام نے جو للکارا افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے للکارا
کیا صاحبقران آپ کہان جاتے ہین ہم سب کو نامرد سمجھا ہی امیر نے تلوار کھینچی
افسرون سے تلوار چلنے لگی ہنگام نیلی پوش نے دور سے سحر کیا آگ برسنے لگی مگر
صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین آگ تاثیر نہین کرتی صاحبقران لڑتے ہوے
طرف ہنگام کے چلے ہر چند افسرون نے چاہا روکین مگر صاحبقران صف شکن
اور تیغ زن ہین افسرون کے روکے سے کب رُکتے ہین کئی سو افسرون کو مار کے
ڈالدیا اب افسر انکے خوف سے قریب نہین آتے دور سے لینا لینا کر رہے ہین

صاحبقران لڑبھڑ کر دریاے خون مین نہاے ہوے سامنے ہنگام کے پہونچے
ہنگام دیو خصال عفریت مثال جھومتا ہوا چلا افسرون نے جو دیکھا کہ ہنگام خود
آتا ہو رک گئے مگر امیر قریب ہنگام کے پہونچے ہنگام نے اُسوقت بھی سحر کیا لیکن
تاثیر نہ ہوئی امیر اسم اعظم سے ہوشیار ہین ورد زبان ہو قریب پہونچکر ہنگام کا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او بیحیا تو کس ارادے پر آیا ہو ہنگام نے گرگرما کر کہا اس باغ
مین میری منسوبہ ہو اُسے لینے آیا ہون آپ کیون بگڑے ہین صاحبقران نے فرمایا
وہ تیری منسوبہ نہین ہو اور یہان باغ مین اور کنیزین ہین خود ملکہ نہین ہین ورنہ
مجھے مقابلہ کر ہنگام لپٹ پڑا امیر تو جھلاے ہوے تھے پہلے ہی پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ
ہنگام گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سر ہنگام کا قصر بدن سے کھینچ لیا زلفین
پکڑے ہوے سر لٹکتا ہوا لیکر اُٹھے افسرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا امیر
نے چشم زدن مین ہمارے افسر کو مار لیا جسکا کوئی مثل نہ تھا ہم لوگ بھی سو دو سو
ابھی مارے گئے اب انکو نکلجانے دو صاحبقران سر لیکر طرف باغ کے چلے افسر سامنے
سے ہٹ گئے صاحبقران سر لیے ہوے در باغ پر آئے مگر تمام لباس سے خون برابر
ٹپک رہا ہو ملکہ نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا کہ جو لکر گئے تھے وہی کر کے
آئے بیقرار ہو کر دروازے سے نکل آئی بلائین لینے لگی کہتی تھی یا صاحبقران
آپ نے کیا کار نمایان کیا مین دیکھ رہی تھی کہ آپ پر آگ برسائی تلوارین گرائین
مگر آپ کے خدا نے آپ کو بچایا یہان جو لشکر مین ہنگام کا تھا ہوا مقام نیلی پوش کہ انتظام
لشکر کر رہا تھا گھبرا کر دوڑا اُس مقام پر آیا دیکھا سب سردار تو رو رہے ہین
اور بھائی کا لاشہ بے سر پڑا ہوا اُسنے کہا یارو یہ کیا ہوا سب نے کیفیت بیان کی کہ
صاحبقران نے آکر اِسکو مارا نہ سحر چلا اور نہ زور سے کچھ ہوا وہ تو بڑے ہی بہادر
ہین کشتی مین جتنے یہ دیکھا کہ آقاے نامدار اچھی طرح لپٹنے بھی نہ پاے کہ امیر نے
دے مارا اور سر کھینچ لے گئے باغ مین داخل ہوے مقام یہ سانحہ سنکر تھرا گیا
کہتا ہو یارو میرا بھائی ایسا تھا کہ کسی سے یون دبے اور یون مارا جاے اب مین

چلکر بادشاہ سے صلاح کرتا ہون یہ کہکے لشکر کو تیار کیا اور بکتا ہوا چلا کہتا ہوا کہ
گیہان ببر سوار سے مجھے چند باتین کہنا ہین اگر اُسنے قبول کیا تو فبہا ورنہ اُسنے
فساد ہوگا افسرون نے پوچھا آپ کیا سوال کیجیے گا مقام نے کہا مین دعویدار ہون
گیہان سے کہونگا کہ اگر بھائی میرا مارا گیا تو کچھ پروا نہین اپنی بیٹی کی شادی میرے
ساتھ کردو اسی مین بہتر ہو ورنہ مین تہ و بالا کردونگا قلعے کو کھود ڈالونگا یہان
گیہان ببر سوار تخت پر بیٹھا ہو رفقا جمع ہین کہ چند خادم دوڑے ہوے آئے آکر
عرض کی ای بادشاہ جمجاہ ہنگام نیلی پوش مارا گیا صاحبقران باغ مین موجود ہین
اُسی باغ سے آئے پھر وہین چلے گئے یہ سُنکر گیہان گھبرا گیا ہرکارون نے آکر یہ بیان کیا
کہ بھائی اُسکا آتا ہو اُسکا ارادہ یہ ہو کہ آپ سے فساد کرے گیہان نے کہا یارو یہ تو
دریافت کرو کہ صاحبقران باغ مین کیونکر پہونچے اُنکی جرأت کے تو شہرے ہین
ہرکارون نے کہا ہم جاکر دریافت کرتے ہین ہرکارے تو اُدھر چلے ادھر اِدھر
مقام نیلی پوش اکڑتا ہوا بارگاہ گیہان مین آیا آپس مین صاحب سلامت ہوئی
آکر دنگل پر بلا اجازت بیٹھ گیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ بھائی میرا ہاتھ سے حمزہ کے
قتل ہوا لہذا مین دعویدار خون برادر ہون سب انتظام میرے ہی سپرد ہو لشکر
بیرون قلعہ اُترا ہو بہتر اِسی مین ہو کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو تاکہ مین
پلٹ جاؤن گیہان نے دیکھا کہ یہ آمادہ حرب و پیکار ہو یقین ہو کہ ابھی فساد کرے
کہا آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین تدبیر کرتا ہون مقام دربار گیہان سے اُٹھا خوشی
خوشی لشکر مین آیا افسرون سے کہتا تھا لو یارو مین طے کر آیا اب وہ معشوق مجھکو
ملیگی یہان گیہان رفقا سے صلاح کر رہا ہو کہ یارو تم سب کی کیا صلاح ہو میرے
نزدیک تو اِسی مین فلاح ہو کہ قلعہ بند کرلون اور مقام سے کہلا بھیجون کہ اب
تم پلٹ جاؤ جسکے ساتھ ملکہ منسوب تھی وہ مارا گیا سب سردار عرض کر رہے ہین حضور
یہی مناسب ہو کیا خوب بات سرکار نے تجویز کی ہو اِس انتشار مین گیہان بیٹھا تھا
کہ جو ہرکارے واسطے دریافت خبر صاحبقران بھیجے تھے وہ آکر حاضر ہوے عرض کی

ای شہریار صاحبقران سرکار کی دختر پہ عاشق ہین اور باغ مین پاس ملکہ کے بیٹھے ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے گیہان یہ سُنکر تھرّا گیا مگر جواب دیا کہ مقام سے فیصلہ کر لون تو پھر اُنکو جا کر گرفتار کرونگا صاحبقران کو قتل کرونگا بیٹی کو پکڑ لاؤنگا اور اس گستاخی کی سزا دونگا سب نے کہا حضور یہی مناسب ہی یہ کہکے قلعہ بند کرایا خندق کو پُر آب کیا توپین قلعے پر لگائین گولہ انداز مقرر کیے مقام نے جو بیرون قلعہ سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر سامنے قلعے کے آیا پکار کر پوچھا ای گیہان کیا قصد ہی قلعہ کیون بند کیا گیہان نے چند تیر مارے اور پکار کر آواز دی کہ ای مقام اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ ممکن نہین ہی کہ بیٹی تمکو ملے جسکی نسبت تھی وہ مارا گیا اس نسبت کا ہونا غیر ممکن ہی گیہان یہ کہکے پلٹا اُدھر مقام نے جواب دیا کہ کل مین قلعے مین گھس آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بالاے قلعہ سے اور چند تیر پڑے اب تو مقام پلٹ کر بارگاہ مین آیا قلعے کو گھیر لیا شام کو طبل یورش بجوایا گیہان نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا لشکر مقام مین تیاری ہونے لگی مقام جوش محبت مین کہتا ہی کہ بے ملکہ کے لیے نہ جاؤنگا کل قلعے کو مٹا دونگا مین کسی کے بھروسے پر نہین ہون یا کسی بات مین کم ہون ایسے قلعے کی کیا حقیقت ہی ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے ہین یہ کہکے فوج کو حکم دیا تم سویرے سے سامنے قلعے کے جلنا مین بھی آجاؤنگا اہل فوج نے کہا ہم جلکر جنگ ڈالین مقام نے کہا جب مین آؤنگا تب دیکھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ سحر نے منھ دکھایا نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھو سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج نے سامنے قلعے کے آکر پرا باندھا گیہان کرسی پر بیٹھا دیکھ رہا ہی اکثر کو تیر مار مار کر گرا دیا ٹھہرنے نہین دیتا مقام کے ملازم انتظار مقام کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا مقام نمایان ہوا فوج کے آگے آکر ٹھہرا پکار کر آواز دی

ای گیہان تمکو فساد ہی منظور ہی دیکھو ہمسے اصلاح کرو بھائی صاحب سے بہتر چین دونگا
ہزارون کنیزین برائے خدمت مقرر کرونگا تم تک شکایت نہ آویگی گیہان نے
جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ایک تیر بھر کمان مین پیوست کرکے مارا کہ ران پر مقام
کی پڑا چند قطرات خون ٹپکے جھلا کر گینڈا امیر کیا اور فوج سے آواز دی کہ ہان
یارو قلعہ لیلو لینا لینا کہکر لوگ بڑھے اہل قلعہ نے توپین مارین کئی ہزار جوان اڑگئے
اتنو لوگ بھاگے کہتے ہوے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا ہی
انکا حربہ آکر تاثیر کرتا ہی مگر قضائے کار صاحبقران زمان پاس ملکہ شہلائے نرگسی چشم
کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ملکہ بھی مخل بالطبع ہوکر ہر مرتبہ گلے مین امیر کے
ہاتھ ڈالدیتی ہی کنیزین ہر کام کے حیلے سے ہٹ جاتی ہین کہ صاحبقران زمان کے
کان مین آواز توپ کی آئی سر اُٹھاکر فرمایا کوئی خبر تو لائے کہ یہ توپ کی آواز کہان
سے آئی کنیزین برائے خبر دوڑین تھوڑے عرصے مین پلٹ کر آئین عرض کی کہ ای
شہریار مقام نیلی پوش نے قلعہ ملکہ کے والد کا گھیرا ہی بلوہ کیا تھا چند کس مارے گئے
اب خود قصد کر رہا ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا
کہا ای شہریار آپ کو کیا مطلب گوش خر دندان سگ جو چاہے قتل ہو آپ کے دونون
دشمن ہین تصور فرمائیے جو اِس مین سے مارا جائے آپ کا مطلب ہو امیر نے
فرمایا ای ملکۂ عالم بجا فرماتی ہو مگر ہم تمھارے پہلو مین بیٹھے ہین اور باپ پر تمھارے
بلا نازل ہو اور ہم سنین اور دخل نہ دین ہماری جلالت سے بہت بعید ہی اپنے
خدمتگارون کے واسطے سالہاسال مقابلے کیے ملکہ رونے لگین کہ ہچکی لگ گئی
اُس شدت گریہ مین یہ اشعار پڑھے نظم

جل اُٹھا باغ اُسکی برق حسن کی تاثیر سے — پھول اب گلچین اُٹھاتے ہین تو آتش گیر سے
چھوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سے — تیغ جوہر دار قاتل ہی سوا زنجیر سے
مست ہی عالم مرے اشعار کی تاثیر سے — مثل مینا مو ٹپکتی ہی مری تقریر سے
فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین — سیکھ لین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے

شمع ہی وصف رخ پر نور لکھنے مین قلم
ہی گنہ ایذا دہ وے سہکو صنم بہر خدا
نرم کرتے دل ترا اگر عشق کھو دیتا عقل
می پرستو آؤ کر لین محتسب کو سنگسار
موج خون ہی مثل ابر و برق اُسے گھیر ہے ہو
ہونکو کاری عبث ای بانی بنیاد ظلم
ہی یہ یاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی

ہی بجا نسبت جو دون خط اگبر کو گلگیر سے
اس ہی سوداؤیون کو جرم کی تعزیر سے
کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے
بچ رہے ہین سنگ کچھ میخانے کی تعمیر سے
جا سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے
فائدہ حجاج کو کیا کعبے کی تعمیر سے
لکھنٔو مین آئیگی روح غنی کشمیر سے

صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم میرا نہ جانا باعث ہتک ہی اگر شاید خدانخواستہ مقام نے قلعہ فتح کیا اور باپ تمھارے مارے گئے تو سردار میرے لشکر کے کہینگے کہ صاحبقران موجود تھے اور معشوق کا باپ قتل ہو گیا اور دخل نہ دیا مجھے حجاب ہوگا یہ کہکے غصہ کیا ملکہ نے خوف کھا کر دامن چھوڑ دیا صاحبقران نے مرکب خود تیار کیا اُسپر سوار ہوکے چلے یہان مقام نے جب دیکھا کہ فوج نے شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئی یہ لاکھ کہتا ہی مگر کوئی آگے نہین بڑھتا جب تو اسنے گرز اُٹھایا اور گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا یکہ و تنہا طرف قلعے کے چلا یہان سے گولہ پڑنے لگا لیکن مقام مقدمۂ قلعہ گیری مین بہت طاق ہی کچھ سحر بھی کرتا ہی ایک گولہ اُٹھا کر پھینکا کہ توپ بند ہو گئی گولہ انداز ہرچند کد و کاوش کرتے ہین مگر توپ گولہ اگل دیتی ہی اسیطرح مقام گولون کو رد کرتا ہوا یعنی سحر سے مٹاتا ہوا گینڈا اچکاتا ہوا قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ گھبرائے گیہان نہایت بدحواس ہی کہتا ہی بارو کیا تدبیر کرون کہ یہ دشمن ہمارے قلعے مین نہ آوے دیکھو اسنے سحر سے توپ بند کر دی کچھ زور نہ چلا اسیطرح قلعے مین بھی آکر سحر کریگا کون اسکو روکیگا یہ کہکر بالک رہا ہی سب نے کہا حضور لات و منات کو تو پکار چلیے اب خدائے نادیدہ سے قلب رجوع کیجیے غرض گیہان بیتاب و بیقرار ہوکر پکار اُٹھا کہ ای آسمان کے خدائے نادیدہ اسوقت مدد کر اس آفت کو رد کر نظم

که کند از مال دنیا مرد دنیادار بس — از زبان گرچه بگوید هر زمان صد بار بس

وقت مشکل حق فقط مشکل کشائی میکند — چین غم هست آن خبرگیر جهان غمخوار بس

خالق خلق و خداوند جهان پروردگار — رازق و روزی رسان بندگان زار بس

شور و شر پیدا کند تا هست زنده آدمی — چون بمیرد خود بخود گردد همه تکرار بس

عمرت اندر انتظام عالم فانی برفت — بس شدی لیکن نه شد این جمله کاروبار بس

صرف کردی بر بنائے قصر و دنیا عمر خویش — کی شود ختم این عمارت بس کن ای معمار بس

رفته رفته پیر و واز دست تو وقت عزیز — هر دم و هر لحظه میگردد دم آخر کار بس

نوش جام غفلت ای هندی همه شب کرده — چون سحر گردید حالا بس کن ای هشیار بس

سب اہل قلعہ دعائین مانگ رہے ہین مقام چاہتا ہو خندق کو فرائو ن اور قلعے مین جاؤن اور ملک کے نام سے تو بہت خوش ہوتا ہو کہتا ہو معشوق کو جا کر لاؤنگا اِسی قلعے مین معشوق ہو سردار جو نام معشوق کا لیتے ہین مقام خوش ہوتا ہو کہتا ہو بھائیصاحب اسیر جان دیتے تھے مگر اُنکی تقدیر مین وصل نہ تھا یہ معشوقہ میرا حصہ ہو او گیہان اب بھی خیر ہو یہ کہکے اُسنے گولہ مارا کہ سب اہل قلعہ کے ہاتھ سے ہتھیار گر پڑے اب تو سب زیادہ بیقرار ہوے ہر ایک پکارتا تھا او مقام ہمکو عاجز کر کے قتل کریگا مقام کہتا ہو او گیہان اب بھی خیر ہو اب کے مرتبہ سحر کرونگا کہ تم سب بیہوش ہو جاؤگے گیہان منت کر رہا ہو کہتا ہو تم پلٹ جاؤ مین تمھارے پاس آؤنگا مقام کہتا ہو اتنو مین مشقت کر کے آیا معشوق کا محافہ ساتھ کر دو تو پلٹ جاؤن تم سب سے تعرض نہ کرونگا گیہان نے کہا او مقام معشوق یہان کہان ہو وہ تو باغ مین صاحبقران کے قبضے مین ہو مقام نے کہا مین اِن عذرات کو نہین مانتا اگر باغ مین معشوق ہوتی تو بھائیصاحب چھوڑتے گیہان قسمین کھاتا ہو مگر مقام نہین مانتا جھولی سے اور گولہ نکالا کہا کہ اب کے مرتبہ کے سحر مین تم سب بیہوش ہو جاؤگے گیہان کہتا ہو او مقام مین جھوٹ نہین کہتا مقام کہتا ہو مین نہ مانونگا ملازمون نے گیہان سے کہا کسی کنیز کو محافے مین سوار کر کے باہر نکالدیجیے یہ صلاح گیہان کو بہت پسند آئی ایک کنیز کو

محافے مین سوار کیا کفر کی سے محافہ نکالا مگر مقام بہت بیتاب تھا پردہ اٹھا کے دیکھا
کہ ایک کنیز سیاہ [illegible] دن ہے ہاتھ پکڑ کے کنیز کو باہر کھینچ لیا کہا او گیہان یہ کیا مکر کیا
مین ایسے فریب کو کب مانتا ہون ابکا سحر غضب کا کرونگا تم سب بیہوش ہو جاؤ گے
کل اہل قلعے کو یون ہی بیہوش کرونگا اُس عالم غشی مین محل مین جاؤنگا اور ملکہ کو
گود مین اٹھا کر لاؤنگا تین دن تک تم لوگ بیہوش رہو گے گیہان نے ناچار
ہو کر کہا او مقام اختیار ہے ہم مجبور و ناچار ہین ملکہ یہان نہین ہے جو تیرے مزاج
مین آئے وہ کر مقام نے گنبد سے کو مہمیز کیا اور گولہ ہاتھ مین ہے اسمیں اسم سحر پڑھ رہا
ہے گیہان نے بیتاب و بیقرار ہو کر آواز دی او خدائے نادیدہ آسمان کے تیرا
مذہب بصدق اختیار کرتا ہون اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے سب نے یہی بینتی
کی کہ بصدق مسلمان ہوتے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان
گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین مقام کو جو قریب خندق دیکھا کہ کفر کا ہجوم رہا ہے
وہین سے نعرہ کیا باش او کافر خاسر خبردار قلعے مین نہ جانا یہ سنکر مقام بہت جھلایا
پکار کر آواز دی او حمزہ تیری قضا میرے ہاتھ سے تجھی گریبان تیرا پنجہ اجل مین پھنسا
ہے یہان کھینچکر لایا ہے جسطرح مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کر گیہان نے جو امیر کو
دیکھا بے اختیار پکار اٹھا یا صاحبقران زمان خوب وقت پر آئے لیکن مقام ساحر
بھی ہے اپنے کو سحر سے بچائیے گا صاحبقران زمان نے فرمایا او گیہان وہ حافظ حقیقی
رب تحقیقی ہے خود بچائے گا مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا صاحبقران زمان تو یہ فرما کر اسم اعظم
پڑھنے لگے مگر مقام نے وہی گولہ جو ہاتھ مین تھا صاحبقران پر پھینک مارا کہ
صاحبقران کو غفلت ہونے لگی صاحبقران نے فوراً حرز ہیکل کو جنبش دی
غفلت دفع ہو گئی کئی سحر مقام نے کیے صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین اور
کبھی حرز ہیکل کو جنبش دیتے ہین سحر دفع ہو جاتا ہے برابر وار سحر کے روکتے ہین
جب قریب مقام کے پہونچے تو مقام نے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو
پہلے سے تلوار سے کاٹا مقام نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا

صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا نیچہ سہراب پیل کمر مین تھا اُس کو کھینچا مقام پر نعرہ کیا او مقام تو بڑا پہلوان ہو ایک وار ہمارا ابھی قبول کر ہم تیرے کئی وار اور کئی حربے اُٹھا چکے ہین مقام نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا مگر تیغۂ برق تاب جو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو دو کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا تگر مقام جو مارا گیا اہل فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا صاحبقران زمان اُنسے لڑنے لگے گیہان نے فوج کو حکم دیا یار و صاحبقران کی شرکت کرو اہل فوج نے پھاٹک کھولا گیہان فوج لیکر باہر نکلا دونون فوجین ملگئین مگر صاحبقران جنگ مین مصروف ہین تاک تاک کے افسرون کو مارا جب کئی افسر قتل ہوے تو اہل فوج گھبرا اسے چادر ہلانے لگے فریاد کرنے لگے کہ یا صاحبقران ہم اطاعت کرتے ہین ہمارے افسر مارے گئے اب کوئی سرپرست نہین ہو ہماری دستگیری کیجیے صاحبقران نے ہاتھ روکا سب اہل فوج آکر قدمون پر گرے صاحبقران نے سب کو مسلمان کیا لیکن گیہان نے صاحبقران کا استقبال کیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا بہ اعزاز و اکرام امیر کو قلعے مین لایا مقام صدر پر جگہ دی افسرون سے صلاح کی کہ اب تمھاری کیا صلاح ہو ملکہ کو انھین کے ساتھ منسوب کرون سب نے کہا اب اگر یہ نہ کیجیے گا تو کیا اختیار ہو وہ اکیلے آپ کے دربار مین بیٹھے ہین اور تیور پر بل نہین ہو حقیقت مین ایسے دلیر نگاہ سے نہین گذرے یکہ و تنہا آکر ملک تسخیر کرلیا اور کسی کی کچھ نہ چلی وزیر اسنے آکر سینے پر صاحبقران کے ترنج خوشبوئی لگایا آواز مبارک باد بلند ہوئی ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ کس خوبصورتی سے معشوق کو لیا ہو بعض صورت زیبا دیکھکر کہتے ہین کہ صاحبو وہ نازنین انھین کے لایق تھی حقیقت مین جو مارا گیا وہ اِس لایق نہ تھا کہ پہلو مین اُس گلعذار کے بیٹھتا وہ محبوب مطلوب اِنکے لایق ہو یہ بھی تم سب نے دیکھا کہ خدا نے جو صورت زیبا عطا کی ہو جرأت اُس سے بڑھکے ہو کہ ہنگام نیلی پوش تو قریب باغ کے اُترا یکہ و تنہا باغ سے نکلے اور اُسکو قتل کیا کیا کیا اُسنے کدکی مگر کچھ نہ ہوا کس زور و شور سے اُسکو مارا گیہان نے دست بستہ

عرض کی کہ حضور یہ فرمائین کہ اُس مہ جبین کنیز کو قبول کیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ مین نے
بسر و چشم قبول کیا لیکن مجھکو ایک عذر ہو اتنے دن تامل فرمائیے کہ فرزند میرا نور الدہر
بن بدیع الزمان طلسم کو فتح کرنے جاتا ہو جب وہ طلسم کو فتح کر کے پلٹے تب سامان عقد
ہو مین بھی اُسی کے ساتھ جاتا ہون وہ آگے بڑھگیا مین پیچھے رہگیا ہون یہ فرما کے
صاحبقران نے حکم دیا کہ جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ تیار رہو ہمین مہم درپیش ہی
اسکا بڑا ایس و پیش ہی گیہان نے عرض کی مین چاہتا ہون حضور کے ہمراہ رہون
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ گیہان نے اُسیوقت بارہ ہزار سوار تیار کیے امیر
نے گیہان کو تخت پر سوار کیا آپ مرکب پر سوار ہوے بہ شوکت روانہ ہوے
یہان مجمر آتشخوار نے جب دیکھا کہ صاحبقران کا گھوڑا اپنے سوار کو زخمی پاکر کسی
طرف نکال لے گیا اور شبرنگ جاکر قلعہ بند ہوا مجمر نے حملہ کیا مگر شبرنگ نے
ایسے گولے مارے کہ فوج آگے نہ بڑھ سکی دوسرے دن مجمر طبل جنگی بجوا کے
میدان مین آیا قلعے پر بلوہ کیا کئی ہزار جوان مارے گئے تب ناچار ہو کر اپنے
یکہ و تنہا گیندڈا اڑھایا قزاقون نے خوب تیر مارے مگر مجمر نے تیر قلم کیے اور برابر
خندق کے پہونچا قصد ہوا کہ خندق فراکن شبرنگ نے بیقرار ہو کر دعا کی پکار
اُٹھا کہ اے دستگیر بیکسان و اے والی غریبان و اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات
حکم دے ملک الموت کو کہ ہماری قبض ارواح کرے یا اِس آفت سے نجات ملے
اور اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی شیطان
راندۂ درگاہ بھی یہی خواہش رکھتا ہو کہ پروردگار میرے گناہ کو معاف کرے
ہر چند کہ شیطان کا ہونا خالی از مصلحت نہین ہی مگر تو وہ کریم و رحیم ہو کہ علاوہ شیطان
کے اور جس صورت سے چاہے دنیا کو آباد رکھے جب شیطان ایسا گنہگار تجھسے
امیدوار ہو تو ہم بندگان ناچیز بے تمیز کیونکر تجھسے امید نہ کرین لیکن اب مدد کر کہ نوبت
بجان و کارد براستخوان ہی نظم

ہر زمان تازہ نقش نو تحریر	میکند کلک قدرت تو قدیر

آدمی را شرف تو بخشیدی / خاک را لطف کردہ تو تخمیر
مرحمت کردہ تو انسان را / دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم / رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت / سجدۂ عجز میکنند ہر پیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت / ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاکِ تو ہست عالم غیب / واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی / حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لاشریک توئی / تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی / یافتہ از تو صورتِ ہستی

شہبرنگ نے جو بلک کر دعا کی اُسی وقت صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا تنگا فتہ ہوا شہبرنگ نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ آگے مرکب پر صاحبقران زمان بہ صد شوکت و شان تخت پر ایک بادشاہ بارہ ہزار سوار پیدل پشت پر اس عظمت و شان سے صاحبقران زمان نمایان ہوے صاحبقران کے کان مین توپ کی آواز پہونچ چکی تھی گھوڑا بڑھاے ہوے آتے تھے مجمر کو جو قریب خندق کے دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار اے بے ادب آگے نہ بڑھنا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار / بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام / یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد / سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران کی صدا صحرا مین گونجی مجمر کانپ گیا گینڈا اپھیر کر ارادہ ہوا کہ لشکر مین داخل ہو جاؤن مگر صاحبقران زمان گھوڑا اچکا کر مقابلہ مجمر مین آے اُس دم مجمر کے ہاتھ مین وہی گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو چڑھا ہوا تھا خبر پا کے خبردار [illegible] ہاتھ مارا اچھیر نے گرز کو تلوار سے کاٹا گرز کاٹ کر چاہا کہ وار کر دے [illegible] صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا

روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری برق شمشیر نے
خرمن ہستی کو جلا دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے شبرنگ بھی باہر نکل آیا فوج کو
درہم و برہم کیا باقی سب مسلمان ہوئے شبرنگ صاحبقران کو لیکر قلعے میں آیا
بڑی دھوم سے صاحبقران زمان کی دعوت کی اپنی رفاقت پر نازکر رہا ہے امیر
لشکر کو لیکر بیرون قلعہ نکلے قصد ہوا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤں یہاں سرخاب
کہ عیار کے انتظار میں تھا ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ حضور عیار آپکا مارا گیا لیکن
حمزہ کو ایک قزاق لے گیا یقین ہے کہ جاکر مار ڈالے وہ لوگ قزاق ہیں مال دنیا
لے لیں گے اور صاحبقران کو قتل کرینگے سرخاب بہت خوش ہوا کہا بلا سے
عیار ہاتھ سے گیا مگر حمزہ بھی غارت ہوا یہ سوچکر طبل جنگی بجوایا صبح میدان میں آیا
لندھور مقابلے میں نکلے خواجہ بھی پلٹ کے آئے سب حال بیان کیا کہ اسطرح
صاحبقران کو ایک قزاق لے گیا ہے مگر لندھور جو سرخاب سے لڑے پایہ مرکب
لندھور موتھانے میں جا پڑا ہاتھ سے سرخاب کے زخمی ہوئے دوسرے دن
مالک نکلے انپر بھی کچھ افتاد پڑی اسی طرح سات میدان داریان سرخاب نے
کئی سرداران نامی زخمدار ہوئے آٹھویں دن جو سرخاب میدان میں آیا
گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے کوئی لشکر صاحبقران سے نہیں نکلتا عمرو دعائیں مانگ
رہا ہے سردار کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سردار زخمی ہوئے کہ جنکا مثل نہ تھا ہم لوگ
مجبور و ناچار ہیں ان سرداروں کے سامنے بیکار ہیں اس بوم شوم کے
مقابلے میں کون جائے لندھور و مالک و بہرام وغیرہ زخمی ہوئے اس
انتشار میں تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا صاحبقران زمان پشت مرکب پہ
سوار تخت پر ایک بادشاہ ایک پہلو میں ایک قزاق مگر دیو خصال جھومتا ہوا
ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے وہیں سے گھوڑا اٹھایا دیکھا سب
فریاد کر رہے ہیں ایک پہلوان میدان کارزار میں کھڑا ہوا للکار رہا ہے مگر
کوئی مقابلے میں [illegible] آنکھ [illegible] اٹھا کر مقابلہ سرخاب [illegible]

گفتگو سرخاب نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیکر رد کیا
سرخاب نے دوسرا وار کیا صاحبقران نے خالی دیا عرصے تک یہی رد و بدل رہا
بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے
جھلا کر تیغ لنگر دار کا ایک وار کیا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روک کر اپنا وار
کیا تلوار جھک کر جو گری سپر کو کاٹ کرتا د وابرو پہونچی اُسنے دا ستانہ مارا تیغ جھنا کر
نکلی چادر خون کی سرخاب کے منھ پر گری اگر امیر با توقیر چاہتے دوسرا ہاتھ مار دیتے
کہ سرخاب کے دو ٹکڑے ہوتے مگر ہاتھ روک لیا فرمایا کہ او سرخاب جا کر علاج
کر و جب صحت پانا تو پھر میرے مقابلہ مین آنا سرخاب غنیمت جان کے پلٹ آیا مگر
صاحبقران اپنے لشکر مین اُتر پڑے اہل لشکر نے بڑی خوشی کی اُدھر سرخاب کے
ٹانکے دیے گئے اب اِسنے رفیقون کو جمع کیا اور اُنسے صلاح کی کہ بار و زور مین
حمزہ مجھسے زیادہ ہی مجھے یقین ہو کہ اسکے مقابلے مین نہ بچونگا ارادہ ہی کہ شبخون
مارون کیا عجب ہی کہ حمزہ کو مار لون سب سردارون نے کہا یہی صلاح بہتر ہی
چوتھے دن سرخاب نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا لشکر صاحبقران پر شبخون
آیا سردار لڑنے لگے صاحبقران کو خبر پہونچی صاحبقران نکلے اندھیرے مین
اُدھر سے سرخاب آتا تھا اِدھر سے صاحبقران زمان اپنی بارگاہ سے نکلے
تھے اِس نے جو صاحبقران کو تنہا پایا پشت پر سے آکے ہاتھ مار دیا امیر زخمی
ہوے لیکن صاحبقران نے پلٹ کر اُس زخمداری مین ایسا ہاتھ مارا کہ مرکب
سرخاب کا مارا گیا سرخاب نے فرار پر قرار کیا مگر صاحبقران اُس اندھیری
رات مین انتہا کے زخمی ہوے غش آنے لگا پھر رات رہے گردن مین اپنے
گھوڑے کی ہاتھ حمایل کیے فرمایا اے مرکب اصیل اگر مناسب ہو تو مجھکو نکال لیچل
گھوڑا جنگ کرتا ہوا صاحبقران کو نکال لیگیا غرض وہان سے بارہ کوس پر ایک
قلعہ ہی کہ وہانکا حاکم عقاب نجومی یا رو ہی بیٹی اُسکی ملکہ شہناے شیرین کلام اپنے
باغ مین پڑی سو رہی تھی عالم خواب مین ایک مرد بزرگ تشریف لاے انھون نے

اسکو مسلمان کیا اور مژدہ دیا کہ کل صاحبقران کو گھوڑا لیکر پہونچیگا یقین ہو کہ زیر
دیوار باغ لاے اُسکا علاج کرنا اور تو اُنکی پہلونشین ہوگی شہنا صبح کو سوکر اُٹھی
تکدر مزاج و برہم حیران ہو کہ مین نے کیا خواب دیکھا یہ سوچکر دو منزلے پر آکر بیٹھی
سیر صحرا کرنے لگی کہ ایک طائر سبز رنگ اُڑتا ہوا چہکارے مارتا ہوا قریب ملکہ آکے
بیٹھا اور صدا دی کہ اے شہنا جو خواب تمنے شب کو دیکھا ہو اُسکا ظہور ہوتا ہو شہنا
نے کہا اے طائر سبز رنگ جب سے مین نے خواب دیکھا ہو عجیب حالت ہو صاحبقران
کون شخص ہین طائر مثل انسان کے گویا ہوا اور کہا اے ملکۂ عالم وہ جد فتاح طلسم
جمال سکندری ہین زخمدار آتے ہونگے اُنکا تمھارا ساتھ ہوگا یہ کہکر طائر بالاے
آسمان پہونچا بعد چند ساعت کے ملکہ کی آنکھوں سے پوشیدہ ہوا کہ ملکہ نے دیکھا
سامنے سے ایک مرکب اُڑا ہوا آتا ہو اُسکی پشت پر ایک زخمی سر سے خون جاری ہو
زیر دیوار باغ گھوڑا آکر ٹھہرا شہنا اُترکر باغ سے باہر نکلی جمال صاحبقران
دیکھکر مائل ہوئی صاحبقران کو اپنے باغ مین اُٹھوا لائی مرکب چرا مین مصروف
ہوا کنیزوں سے حکم دیا جلد جراح کو بلواؤ کنیزوں نے تعمیل حکم کی جراح کو بُلایا
علاج صاحبقران کرایا جراح نے آکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ملکہ نے رومال سے
مگس رانی شروع کی چندے کے بعد صاحبقران نے صحت پائی شہنا کو دیکھکر
مائل ہوے صحبت مین آکر بیٹھے پہلوے قلعہ مین ایک گنبد ہو اُس گنبد پر دیو
زنگین رہتا ہو چہار جانب سے شکار کرکے لاتا ہو اُسی گنبد پر بیٹھکر کھاتا ہو غرض
جس روز صاحبقران پہلوے شہنا مین آکر بیٹھے صاحبقران نے شہنا سے
پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو شہنا نے کہا اے شہریار مین نے یہ خواب
دیکھا اور صبح کو پھر ایک طائر سبز رنگ نے وہی خبر بیان کی کہ اُسکا ظہور ہوا اور
آپ کو گھوڑا لیکر آیا مین آپ کو اُٹھا لائی اور لاکر علاج کرایا پروردگار نے آپکا
جمال بیمثال دکھایا مگر ایک مشکل سخت ہو کہ باپ میرا عقاب قوی بازو بڑا جری
دلاور ہو اگر سُن پائیگا تو آفت برپا کریگا مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو آپ کو آزار

پہونچائے مین چاہتی ہون کہ آپ کو لیکر نکلجاؤن صاحبقران نے فرمایا یہ غیر ممکن ہی
کہ ایک ہاتھ مین تلوار لین اور دوسرے ہاتھ سے تمہارا ہاتھ تھام کر لیجائین یہ ہمارے
طریقے کے خلاف ہی تمہارے والد سے مقابلہ پڑے تب بات بنے قضائے کار
دیو رنگین برائے شکار اڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو معشوق کو دیکھا تڑپ کے گرا
ملکہ کو بالائے گنبد اٹھا لیگیا صاحبقران نے ہر چند تیر مارے مگر دیو تک نہ پہونچے
دیو نے بالائے گنبد ملکہ کو لاکر رکھا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اتفاقاً یہ خبر چنچل
نامے ایک کنیز نے عقاب کو پہونچائی کہ آپکی بیٹی کو دیو رنگین اٹھا کرلے گیا اور
صاحبقران جد فتاح طلسم خیال سکندری باغ مین ہین یہ سنکر بارہ ہزار فوج وہ
لیکر در باغ پر آیا صاحبقران باغ سے نکلے عقاب سے مقابلہ پڑا ملکہ گنبد سے
دیکھ رہی ہی کہ فوج عقاب سے اول ایک پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت
سے مست نکلا نیزہ ہلاتا ہوا تلوار چمکاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی
نیزے کا وار کیا صاحبقران نے اشارے مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر
ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ تلوار ہاتھ سے پہلوان کے چھوٹ کر گری پہلوان گھبرا گیا
صاحبقران زبان سے لپٹ پڑا امیر سے کشتی ہونے لگی دو چار داؤ پیچ ہوئے
تھے کہ صاحبقران نے ایک مقام پر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا گھما کر زمین پر
مارا کہ پہلوان کی ہڈیان ریزہ ریزہ ہوگئین بھیجا نکل پڑا مار کر پہلوان کو امیر
قریب عقاب کے پہونچے عقاب کو اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون عقاب نے
آواز دی اے شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم صاحبقران نے چھوڑ دیا عقاب کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران عقاب کو ساتھ لیکر سامنے گنبد کے
آکر اُترے اِس امید پر کہ شاید دیو آکر مقابلہ کرے مگر دیو کو معلوم ہوا کہ یہ امیر
باتوقیر ہین دیو بند و دیو کش مقابلہ کرکے اِنپر نہ غالب آؤنگا گنبد سے نہین اُترتا ہی
صاحبقران بہت بیقرار ہوئے رات کو سجادہ بچھا کر دعا کی صبح کو خواجہ عمرو آکر پہنچے

اور امیر سے ملاقات کی امیر نے سب حال بیان کیا کہ بالاے گنبد ملکہ شہنا کو دیو لیگیا
ہی کیون خواجہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ بالاے گنبد
جائین اور دیو سے مقابلہ کرین مین اور تدبیر کرتا ہون اور اپنے کو بالاے گنبد
پہونچاتا ہون بہ عیاری دیو کو گرفتار کرکے لاتا ہون سامنے ایک پہاڑ تھا خواجہ
اُسپر آئے زنبیل سے نی نکالی بیٹھکر گانے لگے خواجہ کے گانے مین تاثیر ہی گرد ہزارہا
طائر آ آ کر بیٹھے ہرن صحرائی جنگل سے نکلکر آئے بیچ مین اُنکے خواجہ نی بجا رہے ہین
اور گا رہے ہین

نظم

طالب کو وصل مین یہ ملے رات بھر جواب　دیگا ترے سوال کا مرغِ سحر جواب
طالب ہوے جو دید کے غش کھاکے گر پڑے　موسیٰ کو کیا ملا یہ سرِ طور پر جواب
اُس گل نے پڑھکے نامے کے پُرزے اُڑا دیے　لائی یہ خط شوق کا بادِ سحر جواب
معجز نمائیون پہ جو آئے مرا مسیح　دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب
رکھتی ہی ہمسری شبِ زلفِ دراز سے　ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
طولِ شبِ فراق جو مین نے بیان کیا　فرمایا ہنسکے بات گھٹا دے مختصر جواب
وہ ماہ اوجِ حسن اگر امتحان لے　دیوان انوری کا لکھون ای قمر جواب

یہ اشعار جو خواجہ نے گائے اور گرد طائر جمع تھے کچھ جانوران صحرائی آواز سنکر
آگئے ہین وہ بھی بیٹھے ہین قضاے کار دیو رنگین گنبد پر نشے مین بیٹھا ہی اور ملکہ
کانپ رہی ہین کہ گانے کی آواز کان مین دیو رنگین کے پہونچی سر اُٹھا کے
دیکھنے لگا دیکھا صدہا طائر گرد بیٹھے ہین اور ایک طائر کلان لطف سے زمزمہ
سرائی کر رہا ہی اپنے مقام سے اُٹھا ملکہ سے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ
محبوبی تمھارے واسطے وہ طائر لاتا ہون کہ ہزار داستان ہی یہ کہکے گنبد سے
تڑپ کر گرا خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا قفس آہنی لایا اُس مین خواجہ کو
بند کر دیا جب شراب پیتا ہی اور نشہ ہوتا ہی تب قفس سامنے رکھ لیتا ہی اور لکڑی
ہاتھ مین لیکر کہتا ہی ای ہزار داستان کچھ گاؤ خواجہ خوب اُسکے سامنے گاتے

ہین اور دیو جب کسی کام کو جاتا ہی تو ملکہ بالاے گنبد سے صاحبقران کو دیکھ لیتی ہی
کچھ اشارے ہوجاتے ہین دیو رنگین کا بھی عجیب حال ہی جی مین کہتا ہی یہ طائر خوب
ملا خوب بولتا ہی جو تھے دن خواجہ نے دیو کو باتون مین لگایا خوب میٹھی میٹھی باتین
کرکے کچھ اشعار گائے کہا ای دیو رنگین مجھکو ایک کمال بہت بڑا حاصل ہی مین اپنے
ہاتھ سے شراب پلاؤن ایسا نشہ ہو کہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو یہ باتین سُنکر ملکہ نے بھی
کہا ای دیو رنگین ہزار داستان کو قفس سے نکالو سامنے بٹھا کر گانا سنو اُسنے عمرو کو
قفس سے نکالا خواجہ نے جام بیہوشی لبریز کیا دیو رنگین کو دیا دیو پی کر گھبرایا
کہا ای ہزار داستان ہمارے خداوند بردۂ قاف سے تشریف لائے ہین اُنکو بھی بلاؤن
عمرو نے کہا ضرور اُنکی بھی ٹانگ لیجیے آکر گانا سُنین شریک صحبت ہون دیو رنگین
نشے مین اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا ملکہ گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہوا عمرو نے کہا
ای ملکۂ عالم حضور نے مجھکو نہین پہچانا آپ کا تابعدار عمرو عیار ہون ملازم امیر
باتوقیر ملکہ نے نام تو سُنا تھا دیکھکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری تمنے بڑا کمال کیا تاگا
اِس بلندی سے کیونکر اُترو گے عمرو نے کہا پہلے اِس دیو بدخو کا علاج کرلون تب
تمھین لے چلون یہ کہکر عمرو نے دیو کا شکم چاک کیا رسّی سے باندھکر نیچے پھینکدیا
تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا ملکہ کو بھی اُسپر سوار کیا اور تخت کو اُڑایا مگر
صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ آج خواجہ تخت پر سوار تخت کو اُڑاتے پھرتے
ہین کبھی زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ یا صاحبقران آتا ہون عقاب
باپ ملکہ کا منتین کرتا ہی کہ ای شہنشاہ عیاران آئیے ہم آپ کے مشتاق ہین خواجہ
نے کہا کچھ نقد دلوائیے تو مین آؤن عقاب نے کئی کشتیان جواہر کی دکھائین
تب خواجہ عمرو زمین پر آئے عقاب نے جو بیٹی کو اپنی دیکھا بہت بیقرار ہوگیا
لپٹ کر رونے لگا جو لوگ وہان حاضر تھے سب نے آنکھین بند کرلین عقاب نے
صاحبقران سے کہا اب قلعے مین تشریف لے چلیے صاحبقران ہمراہ عقاب قلعے
مین آئے دیو کا لاشہ دیکھکر خبر مشتہر ہوئی کہ دیو رنگین ملکہ شہنا کو اُٹھا کر لے گیا تھا

عمرو نے جاکر اُسکو مارا اب وہ معشوق قبضے مین صاحبقران کے ہی سیماب آتش خوار
کہ پہلوان زبردست ہو اپنے بیشے مین بیٹھا ہی چالیس کوس تک عملداری ہو ساٹھ ستر ہزار
جوان اہل فوج وہ سب اُترے ہوے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر سُنائی سیماب یہ خبر
سُنکر بہت جھلایا کہا مقام تعجب ہی کہ ہماری حوالی مین ایک معشوقہ حسین تھی وہ بھی
مسلمانون کے قبضے مین پہونچی یہ کہکر نفیر بجائی ستر ہزار جوان جمع ہو کر سامنے آئے
کہا کیون اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیا ارادہ ہی سیماب نے کہا صاحبو
تمنے سُنا ملکہ شہناے شیرین کلام کہ اُسکے حُسن و جمال کا تمام عالم مین شہرہ ہی مجھکو
منظور تھا کہ جسوقت موقع ہوگا تقریب کرونگا اور اپنے گھر بیاہ لاؤنگا مگر اب اُسکو
صاحبقران اپنے قبضے مین کیے ہوے ہین منظور یہ ہو کہ اب صاحبقران کو جاکر مارون
اور معشوقہ پر قبضہ کرون سب نے کہا بہت مناسب ہی ہمنے یہ خبر سُنی ہی کہ عقاب نے
بہت کچھ مال جمع کیا ہی قلعہ اُسکا خزانون سے بھرا ہی خوب چلکر مال لوٹین گے سیماب
سوار ہوا صاحبقران قلعے سے نکلے ہین ارادہ ہو کہ کوچ کرین کہ سیماب آکر پہونچا
امیر سے کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے بڑی بدعت کی کہ میری معشوقہ کو
اپنے قبضے مین کیا قلعہ اسلام آباد ہوا اب بہتر یہ ہو کہ قلعے کو ترک کیجیے معشوق کو محافے
مین سوار کر کے روانہ کیجیے ورنہ سر میدان برا سے مقابلہ آئیے صاحبقران یہ سُنکر
بہت برہم ہوے عقاب نے عرض کی غلام جاے جاکر جواب دے امیر نے فرمایا
ایسے جاہل کا جواب دینا سر میدان ہوگا سیماب نے یہ سنکر طبل جنگی بجوایا یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون طرف تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سیماب نے چاہا گینڈا اپنا نکالون کہ ایک جوان
پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ستر ہزار جوانون کی صف سے نکلا کہا
اے سیماب اول مجھے مقابلۂ صاحبقران مین جانے دو جب مین زیر ہو جاؤن تب
تم جانا سیماب نے کہا اے نایاب طرحدار تمہارے جانیکا کوئی کام نہین مین امیر کو
دم بھر مین زیر کرونگا نایاب نے نہ مانا گینڈا اپنا بڑھا کر میدان مین آیا آکر للکارا

کہ یا صاحبقران اول میرے مقابلے مین آیئے بعد کو سیماب سے مقابلہ کیجیے گا یہ
سُنکر صاحبقران کو غصہ آیا فورًا گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ نایاب مین آئے نایاب نے
جھپٹ کر نیزے کا وار کیا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نایاب نے
دوسرا وار کیا امیر نے جھنجھلا کر ہاتھ مارا کہ نیزہ اُسکا دو ٹکڑے ہوا نایاب نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے خالی دیا اور چاہا کہ مین بھی ہاتھ مارون کہ اُسنے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ
نکالکر بہ زور ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ تلوار دست زبردست صاحبقران سے جو پڑی
تا بہ زمین در آئی مع گھوڑے نایاب کے چار ٹکڑے ہوے سیماب نے بیقرار ہو کر
سر پیٹ لیا اور فوج والون کو آواز دی کہ یارو دوڑو ایسا نایاب پہلوان مارا
گیا کہ جو آجتک کسی سے زیر نہ ہوا تھا اِسکا لاشہ اُٹھا کر لیجاؤ یہ کہکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مارا امیر با توقیر غافل کھڑے تھے کہ تیر شانے پر پڑا شانہ نشانہ ہوا
امیر نے تیر شانے سے نکالا فورًا خون جاری ہوا سیماب نے دوسرا تیر مارا وہ
صاحبقران کی ران پر پڑا ران بھی زخمی ہوئی صاحبقران کے قریب آتے آتے
سیماب نے سات تیر مارے سات زخم جسم پر صاحبقران کے آئے اُسی حال مین
قریب سیماب کے پہونچے سیماب و صاحبقران سے اب نیزہ بازی ہونے لگی
اُدھر چند جوانون نے جو لاشۂ نایاب اُٹھایا اور لیکر طرف بیشۂ سیماب کے چلے
اثنائے راہ مین سیلاب برق بار بھائی نایاب طرحدار کا سامنے سے شکار کھیلتا
ہوا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ چند جوان ایک لاش کے دو ٹکڑے لیے ہوے آتے ہین وہ
دیکھکر جھپٹا آکر اپنے بھائی کو پہچانا اور کہا اے جوانان صف شکن یہ میرا بھائی تھا
اِسکو کسنے مارا کس جوان سے مقابلہ پڑا جو ایسے پہلوان جلیل حسین و جمیل طرحدار
ذیوقار کو مارا ذرا مین بھی اُس جوان کو دیکھون یہ کہکر لاش کو تو اُسی مقام پہ
چھوڑا اُن جوانون کے ہمراہ بارہ ان اشک آنکھون سے برساتا ہوا چلا جب قریب مقام
جنگ پہونچا تو دیکھا کہ صاحبقران و سیماب مین نیزہ بازی ہو رہی ہے سیماب نے

نیزہ مارا امیر نے نیزہ ہوائی کیا سیلاب نے جو دیکھا کہ نیزہ سیماب کا ہوائی ہوا ایک
پتھر مارا اُدھر سیماب نے تلوار کھینچی تلوار ہاتھ مین تولکر کہا یا صاحبقران پیشت پر
آپ کی کون کھڑا ہی مجھکو پتھر مار رہا ہی امیر سمجھے کہ شاید عمرو ہوگا میری بیقراری زخم مین
پتھر مار رہا ہوگا یہ سوچکر پلٹے دیکھا ایک پہلوان کھڑا پتھر مار رہا ہی پلٹتے ہی امیر نے
سیلاب پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سیلاب کے دو ٹکڑے ہوے اُدھر سے سیماب نے
صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر صاحبقران کا زخمی ہوا تلوار کا ہاتھ مار کے
فوراً کمند ماری کہ صاحبقران کمند مین پھنسے چونکہ عرصے سے لڑ رہے تھے بہت سے
زخم کھا چکے تھے دو پہلوانون کو بھی مار چکے تھے گھوڑے سے گرتے ہی بیہوش ہوے
سیماب نے اُتر کر صاحبقران کو گرفتار کیا اور یہ کہتا ہوا پلٹا کہ کل صبح کو انکو قتل
کرونگا سب سردارون نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے مقام پر بگڑے کہ اپنے تو ٹرا لکر کیا
سیماب نے لاکر صاحبقران کو قید کیا صبح کو خواجہ عمرو برا سے خبر آئے ہین کہ دیکھو ان
آقا پر کیا گذرتی ہی اور یہان سیماب نے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ نگہبانون
نے قیدخانے مین آکر دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین اور قید صاحبقران
ندارد روتے پیٹتے ہوے سامنے سیماب کے آئے عرض کی اے شہریار قیدخانے
سے کوئی حمزہ کو چرا لیگیا سیماب نے جھلا کر حکم دیا تلاش کرو چہار جانب تلاش
ہونے لگی مگر خواجہ عمرو یہ خبر سنکر بہت ہنسے کہ کون ایسا دوست بیٹھا تھا جسنے یہ
حرکت کی کہ رات کو صاحبقران کا رہنا ناگوار ہوا مگر یہ سوچے کہ اسی لشکر مین
کسی نے یہ کام کیا ہی عمرو ڈھونڈھتا ہوا چلا قریب ایک بارگاہ کے آیا ایک سردار کو
دیکھا کہ کاکلین چھوٹی ہوئین کبھی خیمے مین جاتا ہی کبھی گھبرا کر باہر آتا ہی ملازمون سے
کہتا ہی کہ سیماب نے کیا حکم دیا خدمتگار عرض کرتے ہین کہ لوگ برائے تلاش نکلے
ہین خواجہ نے اُس پہلوان کا نام دریافت کیا معلوم ہوا کہ قیلاب کوہ کن
اِسکا نام ہی نہایت جری و بہادر ہی ہرچند کہ سیماب کا ملازم ہی مگر اکثر سیماب سے
تکرار ہوتی ہی وہ جرأت کے جو کام کرتا ہی تو اِسکو ناگوار گذرتے ہین یہ جواب دیتا ہی

اسی پر سیماب بگڑتا ہی خواجہ عمرو نے دن اُسی مقام پر بسر کیا شب کو پشت بارگاہ پر آکے سراچہ چاک کیا دیکھا صاحبقران بیٹھے ہین قیلاب دست بستہ سامنے کھڑا ہوا ہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار میرے خواب مین بزرگان دین تشریف لائے تھے مجھکو مسلمان کرکے ارشاد فرمایا تھا کہ کل صاحبقران قید ہونگے تو رہا کرکے انکی طاعت کرنا تیرے واسطے سب طرح کی بہتری ہوگی جب حضور قید ہوے تو غلام نے بموجب حکم بزرگان دین نقب لگائی اور آپ کو نکال لایا خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور دل مین شکر پروردگار کرنے لگے کہ آقا ہمارے آرام سے توہین باقی جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا خواجہ عمرو نے صاحبقران زمان سے ملاقات نہ کی پلٹ آئے بارگاہ سیماب مین پہونچے دیکھا کہ ایک ہرکارہ بیٹھا ہوا سیماب سے سرگوشی کررہا ہی سیماب نے ہرکارے سے باتین کرکے خدمتگار سے کہا کہ قیلاب کوہکن کو بلالا اُسیوقت خدمتگار گیا اور قیلاب کوہکن سے جاکر کہا کہ تمکو سیماب نے بلایا ہی قیلاب کوہکن اُسیوقت ہتھیار لگائے ہوے آیا قریب سیماب آکے بیٹھا سیماب نے کہا کیون ای قیلاب کوہکن صاحبقران قیدخانے سے کیا ہوے یہ سُنتے ہی رنگ روے قیلاب تو اُڑ گیا لیکن فوراً ہی جواب دیا کہ ای شہریار مین کیا جانون نہین معلوم کسنے یہ کام کیا کہ صاحبقران کو قیدخانے سے نکالدیا سیماب نے کہا ای قیلاب کوہکن تمھارا اتنا بڑا نام ہی تمکو جھوٹ بولنا لازم نہین ہی بس اب انکار نہ کرو مناسب یہ ہی کہ صاحبقران زمان کو بیہوش کرکے لاؤ مجھکو بہت بڑی آرزو ہی کہ مین صاحبقران زمان کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون اگر مین انکو قتل کرونگا تو قدرت مجھسے بہت خوش ہونگے اور عہدۂ جلیل دینگے تیرا بھی مرتبہ بڑھیگا قیلاب کوہکن نے کہا بہت خوب مین جاکے ابھی صاحبقران کو لاتا ہون پھر آپ کو اختیار ہی یہ کہکے قیلاب کوہکن اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا طرف اپنی بارگاہ کے چلا راہ مین اسکے رفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آپ اسقدر کیون حیران و پریشان ہین کیا ہوا قیلاب نے کہا مجھکو متہم کرتے ہین

کہ حمزہ کو تو لے گیا ہی اور مین حمزہ کو نہین لایا قیلاب یہ سرداروں سے کہتا ہوا بارگاہ
مین آیا صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ ای شہریار سیماب مجکو کہتا ہی کہ امیر کو تم
لے گئے لہذا کیا حکم ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا ہر چند کہ مین زخمی ہون مگر بارگاہ
سے نکلا دن تو سیماب سے سمجھ لونگا جیسا مقدمہ پیش آئیگا وہ ظاہر ہوگا سیماب نے
میرے ساتھہ بڑا مکر کیا پہلے تیر مارے بعد اُسکے جب مقابلے مین آیا تو اُسنے دھوکا دیکر
زخمی کیا پھر حلقہ ہاے کمند مارے مین گرفتار ہوا گرتے گرتے گھوڑے سے بیہوش ہوگیا
اس حال مین اُسنے مجکو گرفتار کیا گو لائق جنگ نہین ہون مگر مقابلے سے اُسکے تامل نکرونگا
سیماب کو بھی معلوم ہو کہ ایسے جری ہین یہان سیماب نے جو دیکھا کہ قیلاب کے
آنے مین دیر ہوئی افسران فوج کو بُلایا حکم دیا کہ تیار ہو قیلاب کی بغاوت مجپہ
کھل گئی اُسنے بڑا غضب کیا کہ صاحبقران کو چُرا کر لے گیا مین نے جو پوچھا تو مجسے
انکار کیا کہ مین نہین لیگیا اور میرے ہرکارے نے مجکو خبر دی کہ صاحبقران اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہین افسران فوج تیار ہوکر آئے حکم ہوا فوج بھی تیار ہو ساٹھہ ہزار
جوان تیار ہوکر آئے سب کو ساتھہ لیکر چلا نقارے پر چوب پڑی صاحبقران زمان
قیلاب سے باتین کر رہے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران
نے فرمایا کہ ای قیلاب فوج آتی ہی مگر خواجہ عمرو جو بشکل مبدل پھر رہے تھے اُنھون
نے جو دیکھا کہ فوج جاتی ہی اب آقا پر بلوہ کرین گے حیران ہین کہ ای عمرو اب کیونکر
بچاؤن آخر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ہرکارے کی صورت بنے اور دوڑے ہوے
سامنے سیماب کے آئے کہا ای بادشاہ عالیجاہ قیلاب حمزہ کو لیکر بھاگ گیا صحرا
مین جاتا ہی اگر لشکر کو لیکر چلیے تو مین نشان بتا دون کیا عجب ہی کہ گرفتار ہو جائین
یہ سُن کر سیماب بہت خوش ہوا کہا ای ہرکارے تو نے کیونکر دیکھا عمرو نے عرض کی
جس وقت سے حضور نے قیلاب سے کہا آپ سے جو قیلاب رخصت ہو کر گیا جاکے
حمزہ سے کہا حمزہ نے گھبرا کر کہا کہ مجھے بھگا لے چل مین اپنے لشکر مین پہونچ جاؤن قیلاب
حمزہ کو لے بھاگا مین صاحبقران کے لشکر کی طرف سے آتا تھا راہ مین مین نے دیکھا

کہ قیلاب اور حمزہ بھاگے ہوئے جاتے ہین اگر آپ پہونچ جاوین تو کیا عجب ہی حمزہ کو گرفتار کرین یہ سنکر سیماب پلٹا اُسی طرف کہ جدھر ہرکارے نے اشارہ کیا بہ تعجیل جاتا ہی خواجہ عمرو سامنے سے سیماب کے ہٹ کر خدمت صاحبقران مین آئے اور عرض کی کہ ای شہریار مین نے سیماب کو طرف صحرا کے روانہ کر دیا لہذا اب نکل چلیے اب جو وہان سے پلٹیگا تو بہت برہم ہوگا کیونکہ ہرکارے نے خبر خلاف کہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ مین مکر کا خواہان نہین چاہتا ہون سیماب سے مقابلہ کر دون تمنے یہ کیون کہا کہ صاحبقران بھاگے ہوئے جاتے ہین عمرو نے عرض کی اُسے مین نے تو اُسے دوڑا دیا امیر نے فرمایا کہ ای قیلاب مرکب تیار کرو قیلاب نے اُسی وقت مرکب تیار کیا اور خود حکم دیا کہ گینڈا ابھی آراستہ ہو ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین حمزہ کے ساتھ جان دونگا یا انشاء اللہ لڑ بھڑ کر لشکر مین پہونچونگا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے قیلاب ساتھ ہی ہمراہیان قیلاب نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے ہمراہ جاتے ہین ہم بھی اُنکے ساتھ جائین چھ سردار پانچ سو سوار ہمراہ ہوے صاحبقران نے آگے بڑھکر نعرہ کیا کہ او سیماب کہان جاتا ہی مین تو یہان موجود ہون سیماب صاحبقران کو دیکھکر پلٹا ساٹھ ہزار جوان ساتھ ہین سب سے اشارہ کیا کہ حمزہ کو پکڑ لو پانچ سو جوانون نے صاحبقران کے ساتھ تلوارین کھینچین ہمراہ صاحبقران زمان کے ساٹھ ہزار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر صاحبقران چونکہ زخمی تھے جھپٹ جھپٹ کر جو لڑے زخم سر کھل گیا خون جاری ہوا ایک سردار نے آکر پشت سے ہاتھ مارا کہ زخم سر صاحبقران چوپارہ ہوا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی سیماب نے جو دیکھا کہ حمزہ کا سر چوپارہ ہی پشت سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے صاحبقران کمندمین بندھکر گھوڑے سے گرے سیماب گینڈے سے کود اچند سردار بھی ٹوٹ پڑے اور دے بلوہ کے صاحبقران کو گرفتار کر لیا قیلاب نے جو خبر سنی کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے لڑتا ہوا آیا چاہتا ہی صاحبقران کو رہا کرون مگر صاحبقران جو گرفتار ہوے بسبب زخم سر کے بیہوش ہوگئے اُس حال مین سیماب نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین

صاحبقران کو کشان کشان لے گیا لیکن قیلاب خوب لڑا کئی سو پہلوان مارے لاشون کے انبار لگا دیے مگر چار سردارون نے ملکر قیلاب کو زخمی کیا اور کمند بن مارکر قیلاب کو بھی پکڑ لیا جب قیلاب بھی گرفتار ہو چکا ساتھ والے عرصے تک لڑے پانچ سو جوانون نے پانچ ہزار آدمی قتل کیے آخر کو سب مارے گئے سیماب بہت خوش ہی کہ مین نے حمزہ کو گرفتار کرلیا قیلاب بانی فساد بھی گرفتار ہوا ان دونون جوانون کو لیکر پلٹا حکم دیا کہ انکو لیجا کر قید کرو کل دونون کو قتل کرونگا سیماب دونون کو ایک خیمے مین قید کرا کے بارگاہ مین اپنی آبیٹھا گانون کو بلا کر حکم دیا کہ مبارکباد گاؤ نازنینان مہ جبین و مہ جبیبان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آگ داغون نے ہمارا جسم عریان ہو گیا	ای جنون ہر دانۂ زنجیر بریان ہو گیا
ایک دن وہ چاند کا ٹکڑا جو عریان ہو گیا	عکس سے صاف داغ ماہ تابان ہو گیا
داغ سر پر مرہم زنگار کا پھاہا نہین	یہ تو جیب صبح مین خورشید پنہان ہو گیا
بذیب میرا اے اڑا جو رات کو تیرا پلنگ	ای پریرو صاف او رنگ سلیمان ہو گیا
گل ہوے جب زرد تیرے روے رنگین کے حضور	خار گلبن مین جو تھا خار مغیلان ہو گیا
دی لب ساقی سے جو نسبت مے گلرنگ کو	رشک سے دنیا مین غائب آب حیوان ہو گیا
پانی پانی رشک دندان سے ستارے ہو گئے	آسمان ای ماہ تابان ابر باران ہو گیا
ایسے ہم گمراہ تھے جو بعد مرگ اپنا غبار	سرمہ بھر دیدۂ غول بیابان ہو گیا
کس قدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین	جاگنا بھی ان دنون خواب پریشان ہو گیا
تو بو نکلا میرے گھر سے ہو گیا سودا مجھے	چاک در بھی صاف اب چاک گریبان ہو گیا
بدر تھا یا ماہ نو تھا ای شب کوتاہ وصل	بس ادھر دیکھا ادھر نظروں سے پنہان ہو گیا
کر کے جب گل گشت او قاتل تو اپنے گھر چلا	ہر گل خندان چمن کا زخم خندان ہو گیا
ای پری ہون اسقدر لاغر فلک کو لیچلا	باد کا جھونکا مجھے تخت سلیمان ہو گیا
جب چلا وہ میرے گھر سے مین بھی گیا رونے لگا	چھید جو دیوار مین تھا چشم گریان ہو گیا
ایسے ظالم تیرے گیسو ہین کہ انکے خوف سے	سایہ بھی مارسیہ بنکر گریزان ہو گیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سیماب بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی معشوقون سے اختلاط کر رہا ہی
کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا سیماب نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی ہرکارہ نے
بڑھ کر خبر دی کہ خونخوار نامے قزاق آپ کے لشکر پر آن گرا ہی شبخون مارا ہی آپکے لشکر
کو قتل کر رہا ہی صداے فریاد و الغیاث بلند ہی صدہا خیمے اُسنے پھونک دیے سیماب
سوار ہوا سردارون کو ساتھ لیکر اپنے نام کا نعرہ کیا سب قزاق بھاگنے لگے سیماب
پلٹ آیا خبر سُنی کہ سب بھاگ گئے پھر آکر بارگاہ مین بیٹھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ اے شہریار یہ خونخوار قزاق جو آیا لڑتا ہوا اُس خیمے پر پہونچا کہ جہان امیر
اور قیلاب قید تھے لڑ بھڑ کر نگہبانونکو قتل کیا اور دونون کو لے گیا نہین معلوم کیا باعث
تھا سیماب نے کہا کہ بدا سے خبر جاؤ یہ دریافت کرو کہ وہ کس مقام پر رہتا ہی ہرکارے
جا کر خبر لائے کہ یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسمین صاحبقران کو لے گیا غلامون نے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ دونون کا علاج کر رہا ہی اور فوج اُسکی بیرون قلعہ اُتری
ہی سیماب صبح کو سوار ہوا سامنے قلعۂ کوہ کے آیا خونخوار نے جو خبر سُنی مسلح ہو کر قلعے سے
نکلا سیماب نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے خونخوار تونے بڑی بے ادبی کی کہ
میرے قیدیون کو لے آیا میرے مقابلے مین آ تو حال معلوم ہو خونخوار نے گینڈا چمکایا
مقابلۂ سیماب مین آیا پہلے نیزہ چلا خونخوار نے نیزہ سیماب کا نکالا سیماب نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا خونخوار نے کہا کہ اے سیماب تیری پشت پر کوئی کھڑا ہی تیر مارا چاہتا
ہی اُسکو تو منع کر جیسے ہی وہ پلٹا خونخوار نے حلقہ ہاے کمند مارے سیماب گرا خونخوار
گینڈے سے کودا سیماب کو گرفتار کر لیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا پلٹا سیماب کو لا کر
قید کیا اہل فوج اسکے حیران و پریشان ہین کہ کیا کرین ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر
دریافت کرو ہمارے افسر پر وہان کیا گذری ہرکارے صورتین تبدیل کر کے بصورت
مبدل دربار مین خونخوار کے پہونچے دیکھا خونخوار دنگل پر بشوکت تمام بیٹھا ہی حکم دیا
کہ قیدی کو لاؤ چند نگہبان روتے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار سیماب قید خانے
سے غائب ہو گیا خونخوار کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے لشکر مین کون آیا اور اُسکو چھڑا کر لیگیا

چند قزاقو نسے کہا دریافت کرو انھون نے آکر دیکھا کہ ایک دوکان سے نقب دی ہوئی ہو وہ دوکان ہمیشہ سے بند رہتی تھی سب حیران ہو کر بیٹھے عرض کی کہ ای شہریار فلان دوکان ہے کسی نے نقب دی ہی جہرہ نقب کا فیدخانے مین ٹوٹا ہی عجب خوبصورتی سے لیجانیوالا لے گیا خونخوار نے حکم دیا کہ تلاش کرو یہ کسکا کام ہی ہر کارے تلاش کرتے ہوے چلے عیار اسکا میخوار کو ہی یہ کہکر اٹھا کہ غلام ابھی تلاش کرتا ہی یہ کہکر پھرتا ہوا جلا قریب ایک باغ کے پہونچا آواز سنی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

یک بیک عشق سے کیونکر ہو مرا دل خالی
کہ بدن جان سے ہوتا ہی یہ مشکل خالی

لوگ کہتے ہین کہ ہالہ ہی عیان چاند نہین
یان جو آغوش ہی بے حور شمائل خالی

نہ ہوا ہجر مین لبریز مرا ساغر عمر +
کر گیا ہین قدح زہر ہلاہل خالی +

نفع پروردہ آغوش سے پایا کسنے +
موتیون سے نہ ہو کیون دامن سلسل خالی

بیحیائی سے ہی دنیا مین حصول مقصد +
نظر آیا نہ کبھی کاسۂ سائل خالی +

جب ترے چاہ زنخدان کو بھرا اشکونسے
چاہ کہتے ہوے مثل چہ بابل خالی +

پر ہوے اشکون سے دریا کیطرح دیدۂ تر
نہ ہوا چشمے کے مانند مرا دل خالی +

ای پری سب نظر آتے ہین ترے سودائی
کہ نہین داغ سویدا سے کوئی دل خالی

شمع سان گھر ترے جلوے سے تھا سارا پُرنور
ترے اٹھتے ہی نظر آگئی محفل خالی +

نہ ہمارے دہن زخم سے چھوٹی تلوار
لے گیا میان ہی مقتل سے وہ قاتل خالی

یاد آیا مجھے کیا مصرع گرم ای ناسخ +
نفس سرد بھرون تو بھی نہ ہو دل خالی

میخوار نے جو یہ اشعار عاشقانہ سنے سمجھا کہ یہ دختر خونخوار کا باغ ہی گانا ہو رہا ہی مگر خیال مین آیا کہ یہان بھی دیکھ لون یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سیماب پہلوے گلپوش مین بیٹھا ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی گائنین سامنے بیٹھی گا رہی ہین جام مئے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی میخوار جل گیا جی مین کہتا ہی کہ ای میخوار اس گیسو بریدہ نے یہ کیا غضب کیا کہ لا کے ایسے دشمن کو پہلو مین بٹھایا ہی خونخوار مرد سپاہی ہی وہ اس خبر کو کیونکر سن سکیگا یقین ہی

کہ نہایت درہم وبرہم ہویہ سوچ کر دیوار سے اُترا ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو کے
سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون اسکو گرفتار کرکے لے چلون آخر خیال مین آیا کہ اس کا
گرفتار کرنا ہی بہتر ہی ورنہ خونخوار جنگ آزما لشکرکشی کریگا یہ کھڑا سوچ رہا ہی ارادہ
ہی صورت بدلون کنیز بنکر باغ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے
پر سوار چار سو جوان پشت پر بسہولیت گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی اور ساتھ والون کو
بھی حکم ہی کہ بسہولیت گھوڑون کو دوڑاؤ گرد بھی نہ اُڑنے پائے ہمارے آنے کی کسی کو خبر
نہ معلوم ہو دیوار سے چند قدم پیشتر ایک نالہ تھا اُسمین آکر وہ پہلوان اُترا اور اپنے
عیار برق دو کو حکم دیا جاکر دریافت تو کر کہ وہ آفتاب فلک خوبی کیا کر رہی ہی اگر
تنہا پانا تو میرا پیغام پہونچانا کہ ما بدولت بموجب وعدے کے آگئے اب نکل چلو یہ سُن کر وہ
عیار چلا میخوار دیکھ رہا ہی کہ وہ عیار دیوار باغ پر چڑھا دیوار پر سے دیکھا کہ ملکہ گلپوش
پہلو مین سیماب کے بیٹھی ہی اب حیران ہوا کہ کس سے پیغام کہون یہ تو عجب سامان دیکھا
کہ دوسرا دھگڑا پہلو مین بیٹھا ہی مگر عیار اُس پہلوان کا نہایت چست وچالاک وبیباک ہی
دیوار باغ سے اُترا باغ مین آیا قضائے کار سیماب واسطے رفع حاجت کے اُٹھا جب
گوشے مین آیا اور بیٹھا تو برق دو نے اُسے بیہوش کیا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر
لے بھاگا اِدھر میخوار یہ سب معاملہ دیکھا کیا اور یہ بھی دیکھا کہ سیماب کو لیے جاتا ہی لیکن
ملکہ نے بعد چند ساعت جو دیکھا کہ سیماب پلٹ کر نہین آیا بدگمان ہوئی سوچی کہ شاید کسی
کنیز سے باتین کرتا ہوگا دبے پاؤن اُٹھی آکے دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا
ہی جاب بیہوشی بھی اُس مقام پر پڑا ہی سوچی کہ یہ حرکت کسنے کی کون دشمن لگا ہوا تھا ایک
کنیز کو بُلایا اُس سے کہا ذرا باہر نکل کر دیکھ تو یہ کسکی حرکت ہی کوئی سیماب کو لے گیا اگر
اُسکا کوئی ملازم آیا تو بہتر ہوا اگر ملازم خونخوار ہی تو راز افشا ہوجائیگا جلد دریافت کر
نرگس تیز دو نام ایک خواص ہی نہایت چست وچالاک وہ اپنے مقام سے اُٹھی سوچی
کہ بیشک کوئی دشمن لے گیا کہا واری مین دریافت کرکے آتی ہون یہ کہکر دیوار باغ
پر چڑھی دیکھا سامنے نالے مین کئی سو جوان کھڑے ہین ایک افسر اعلیٰ سیماب کو گرفتار

کر رہا ہی طوق و زنجیر پہنا رہا ہی گلپوش نے یہ خبر سُن کے مُنہ پیٹ لیا کہ اژدہاے فیل سر
چند ہمراہیون کو لیکر آیا اور اُسنے سیماب کو چھڑوا لیا کنیزون سے کہا کہ اگر تم لوگ مدد کرو
اور جان کو نہ ڈرو تو ابھی سیماب کو رہا کرین سب نے کہا کہ لونڈیان جان و مال سے حاضر
ہین میخوار گوشۂ باغ سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ نقاب ڈال کر باغ سے نکلین چارسو کنیزین پشت
پر اژدہاے فیل سر نے سیماب کو مسلسل کر کے گینڈے پر ڈالا مُنہ پھیرا ہی کہ پشت پر سے
تیر پڑنے لگے جب کئی سوار گرے تو اژدہا پلٹا اور دیکھا کہ ایک نقابدار چارسو نقابدارون
سے میری فوج پر تیر مار رہا ہی للکار کر پلٹا ساتھ والون کو اشارہ کیا اسکے ساتھ بھی اتنے ہی
جوان ہین جتنے نقابدار کے ساتھ ہین تلوار چلنے لگی ہنگامہ جو ہوا میخوار بھاگا آکر خونخوار سے
اطلاع کی کہا کہ ای پہلوان دوران عجب معرکہ گذرا کہ پہلو مین ملکہ کے سیماب کو دیکھا کہ
ایک پہلوان چارسو جوانون سے آیا پشت باغ ملکہ پر ٹھہرا عیار کو براے خبر بھیجا سیماب کو
گرفتار کر لیا اب ملکہ نقابدار بن کر نکلی ہین آپس مین تلوار چل رہی ہی جتنے مرد ہین اُتنی ہی
عورتین ہین خونخوار نے یہ سب معرکہ صاحبقران سے عرض کیا صاحبقران نے پوچھا
کہ تمھین کیا منظور ہی یہ تو ظاہر ہی کہ دختر تمھاری خراب ہی سیماب کو بھی چُرا کے لے گئی
اُس پہلوان سے وعدہ تھا رقیب کو اُسنے گرفتار کیا ہی اگر بیٹی کو بچانا منظور ہو تو چلو
دونون کو قتل کرین ورنہ تماشاے جنگ کرو عیار کو بھیجو یہ مفصل خبر لائیگا خونخوار نے
جھلّا کر کہا کہ ای میخوار جاؤ خبر لیکر آؤ کہ کیا گذرتی ہی مین تو صاحبقران کے واسطے
گیا تھا عالم خواب مین ایک بزرگ نے مجکو مسلمان کیا بموجب ہدایت کے گیا امیر کو
لایا سیماب آیا اُسکو بھی گرفتار کیا اب یہ افتاد پڑی خبر لاکر مجکو دو کہ وہان کیا انجام
ہوتا ہی میخوار پھر آیا اُس وقت آکر پہونچا کہ اژدہانے جملہ کنیزون کو قتل کیا ملکہ کو کمند مین
مار کر گرفتار کر لیا مگر نصف اسکے ساتھ والے بھی زخمی ہوے سو آدمی مارے گئے زخمیون
کو اُٹھوا لیا اور ملکہ گلپوش کو ایک گینڈے پر ڈال لیا چاہا کہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہون
چار کوس پر اسکا قلعہ ہی میخوار نے آکر یہ سب خبرین خونخوار سے بیان کین کہ ملکہ کو بھی
گرفتار کر لیا قلعہ اُسکا بہت قریب ہی طریقے سے معلوم ہوا کہ ملکہ سے اور اژدہا سے

شکارگاہ مین ملاقات ہوئی یہ اکثر براے ملاقات ملکہ باغ مین آیا اس سے اقرار ہوا تھا کہ مین تیرے ساتھ نکل چلونگی وہ اپنے وعدے پر آیا تھا اُسنے یہان اپنے رقیب کو پایا دونون کو گرفتار کرلیا اور اپنے قلعے کی طرف جاتا ہی اب جو مناسب ہو وہ کیجیے مگر امیر خونخوار کے ساتھ ہین فرمایا کہ ای خونخوار اگر تمکو بیٹی کا جانا ناگوار ہو تو مین ابھی جاؤن اور راہ سے گرفتار کرلون سیماب اگر چھوٹیگا تو اُس سے جنگ کرونگا سُنا ہی کہ وہ بھی گرفتار ہوا ہی اُسکو قتل کرونگا یا شاید مجکو قضا لیے جاتی ہو خونخوار نے کہا کہ حضور انتہا کے زخمی ہین مین آپ کا لے چلنا مناسب نہین سمجھتا مگر مین براے رہائی دختر نہین جاتا ہون بلکہ اُسکو قتل کرونگا افسوس یہ ہی کہ آج تک یہ حالات مجکو معلوم نہ تھے کہ یہ ایسی آوارہ ہی خونخوار یہ کہکر سوار ہوا پانچ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر چلا مگر امیر نے خونخوار سے کہدیا کہ مجکو بڑی خبر پہونچانا میخوار نے اقرار کیا کہ مین فوراً حضور کو خبر پہونچاؤنگا مگر اژدہاے فیل سر قید دختر خونخوار و سیماب لیے ہوے جاتا ہی کہ صحراے گرد اُڑی بہمن سیاہ رو ایک پہلوان زبردست ہی کہ مدت سے اس نازنین سے پیام وسلام رکھتا تھا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ اژدہاے فیل سر اُسکو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر دوڑ پڑا کہتا ہی کہ مین گوارا نہ کرونگا کہ میری معشوقہ کو یہ ظالم بظلم وستم لیجائے سامنے جو آکر پہونچا اژدہاے فیل سر انتظام لشکر کرنے لگا قیدیون کو ایک گوشے پر ٹھہرایا بہمن آگے بڑھا یکار کر آواز دی ارے او اژدہاے فیل سر ستم بہمن سیاہ رو بہتر یہ ہی کہ آکر اطاعت کر اور ملکہ کو حوالے کردے ورنہ آفت برپا کرونگا اژدہاے فیل سر مقابلے مین نکلا بعد نیزہ بازی آپس مین تلوار چلی مگر بہمن نے کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مار دیا سر اژدہاے فیل سر کا زخمی ہوا ساتھ والے اُسکے جا پڑے اپنے افسر کو قتل سے بچایا مگر اُس زخمداری مین بھی اژدہا لڑ رہا ہی مگر بہمن نے اسکے ساتھ والون کو قتل کیا چاہتا ہی کہ اژدہاے فیل سر کو گرفتار کرلون اژدہا اپنی جان بچاتا پھرتا ہی بہمن نے آکر گینڈے سے ملکہ کو اُتار سیماب کو ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سیماب کے دو ٹکڑے ہوے اژدہاے فیلسر کو ملازمان بہمن

گھبرے ۲۲ ... ہین مگر یہ اسی حال مین جنگ کر رہا ہی بہمن نے سیماب کو مار کر ملکہ کو اپنے
قبضے مین کیا ہو چاہتا ہی نکل جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی خونخوار کو میخوار نے خبر دی کہ
ملکہ کا اور آشنا پیدا ہوا خونخوار نے پوچھا کہ وہ کون ہی میخوار نے کہا کہ بہمن سیاہ رو
کہ اُسنے آکر سیماب کو قتل کیا اژدہا کو بھی زخمی کیا اب چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مگر اژدہا
اکیلا لڑ رہا ہی خونخوار نے گھوڑا بڑھایا مگر شرم کے مارے عرق عرق ہی ساتھ والون سے
کہتا ہی کہ اس گیسو بریدہ نے بلخ مین بیٹھے بیٹھے خوب خوب پیغام پہونچائے ہین اگر یہ
جانتا تو اب تک اسکو زندہ نہ چھوڑتا میخوار بھی عذر کرتا ہی کہ ای شہریار اسکا خیال بھی
نہ تھا کبھی اس بات کا تفحص بھی نہین کیا آج سب حال کھلے کہ جا بجا سے چاہنے والے
آئے خونخوار بہمن پر آ پڑا مغلوبہ ہونے لگی مگر خونخوار کے ساتھ پانچ ہزار جوان ہین
اور بہمن کے ہمراہ بارہ ہزار جوان ہین خونخوار آتے ہی گھر گیا میخوار نے جھپٹ کر
یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ ای شہریار خونخوار نہایت صاحب غیرت ہی پانچ ہزار
جوانون سے بارہ ہزار پر جا پڑا ہرچند کہ گھرا ہوا ہی مگر شیرانہ لڑ رہا ہی بہمن نے اب
دیکھا کہ خونخوار کے قزاق پس پا نہین ہوتے جان لڑا رہے ہین خونخوار کا بھی قصد ہی
کہ جس طرح بنے دختر کو قتل کرون صاحبقران یہ خبر سُنکر سوار ہوے قیلاب ساتھ
ہی چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو اُٹھالے گیا تموج ہوا
سے صاحبقران کی آنکھین بند ہو گئین قیلاب بہت پریشان ہوا کہ یہ کون دشمن
لگا ہوا تھا کہ جو صاحبقران کو لے گیا آخر آکر شریک جنگ ہوا قیلاب نے جو
نعرہ کیا خونخوار مین جان آگئی سمجھا کہ صاحبقران بھی آئے ہونگے مگر پلٹ کر دیکھا کہ
قیلاب اکیلا آیا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سمجھا کہ بسبب زخمداری کے تشریف نہین لائے
انتہا کے زخمدار تھے خدا نخواستہ اگر اُنپر کوئی چشم زخم پہونچتا تو مین مُنھ دکھانے کے لائق
نہ رہتا لوگ کہتے کہ خونخوار صاحبقران کا دشمن تھا اُنکو لیجا کر قتل کرایا مگر قیلاب
لڑتا بھڑتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن نے کئی تلوارین ماریں مگر قیلاب نے سب وار
رد کر گئے جو تھے وار پہ سنبھل کر نعرہ کیا کہ او بے حیا ہمارا بھی تو وار قبول کر مگر تو بتا کر

سر پر ہاتھ مارا کہ بہمن کے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے بہمن کو مار کر قیلاب قریب خونخوار کے آیا کہا ای برادر افسر کو توڑ ٹایا اب فوج بے دل ہو رہی ہی فوج کو شکست دو خونخوار نے قزاقون کو اشارہ کیا قزاقون نے جو گھوڑے دوڑائے ملازمان بہمن گھبرا ہوئے تھے فرار پر قرار کیا دامن صحرا کو مثل دامن مادر جان کر صحرا مین جا کر چھپے مگر خونخوار نے جا کر دختر کو قتل کیا لاشہ اُسکا جنگل مین پھنکوا دیا قیلاب کو ساتھ لیکر اپنے قلعے مین آیا انتظار صاحبقران کر رہا ہی مگر اب حال صاحبقران تحریر کرتا ہون کہ صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعۂ بلور مین پایا قریشہ کو دیکھا چھپر کھٹ پر پڑی ہین انتہا کی زخمدار ہین آسمان پری نے عرض کی کہ قہقہہ قلعے کو گھیرے ہوئے ہی قریشہ جب ہاتھ سے قہقہہ کے زخمی ہوئی تو ہین قلعے مین بھاگ آئی تندک کو بھیجا کہ جا کر صاحبقران کو تلاش کر کے لاؤ صاحبقران نے اُسیوقت سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیے قہقہہ نے لشکر تیار کیا ہی کہ قلعۂ بلور پر قبضہ کرے دن ستر اسی ہزار نرہ ہاے دیو پشت پر اسکی صف باندھے کھڑے ہین چقماق چادرین کلہاڑے وغیرہ سب کے ہاتھ مین ہین ارادہ ہی کہ بلوہ کرین ملکہ سلاسل پری بالاے قلعہ گھبرا رہی ہی کہ اسکے بلوے کو کون روکیگا کہ یکایک قلعے کا کھلا قہقہہ نے دیکھا کہ ثانی سلیمان صاحبقران زمان قلعے سے باہر نکلے اور نعرہ کیا کہ او بھگوڑے سیکڑون مرتبہ شکست کھائی بھاگ کر پردۂ ظلمات مین چلا جاتا ہی اور پھر جماؤ کر کے آتا ہی قہقہہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا آج حمزہ کو مار لونگا سب دیوزاد مل کر بلوہ کرین اور صاحبقران کو گھیر کر مار لین یہ سُن کر سب دیوزادون نے بلوہ کیا امیر اُن سب پر جا پڑے اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ہمراہیان ملکہ قریشہ بھی جمع آئے دیو تندک کہ شاطر لشکر آسمان پری ہی نعرے کر رہا ہی ترغیب جنگ کرتا جاتا ہی کہ ہان یارو آنکے نامدار تمھارے آگے جمع کر لڑو دنیا نائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان

جہان پیوند خاک ہوے کہ نام کو اُنکا نشان نہین نظم

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا بمضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
	سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے	

کسکی مجال ہی کہ صاحبقران سے جنگ کرے یہ بے حیا قہقہہ کہ جنگ صاحبقران کو ہنسی سمجھا ہی اپنی جان دے رہا ہی جس وقت مقابلہ پڑے گا بھاگتا پھریگا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے قہقہہ کے پہونچے گئی ہزار من کی جو بدست گران سنگ کاندھے پر قہقہہ کے تھی صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے تیغ عقرب نیام سے کھینچا یہ تیغہ ملکہ قریشہ کے باندھنے کا ہی اب جو تڑپ کر گرا جو بدست قہقہہ کو کاٹ دیا ہاسنے جو تڑپ کر گرا قہقہہ کے سر پر پڑا کہ سر اور شانہ زخمی ہوا قہقہہ چیخ مار کر بھاگا قہقہہ کے بھاگتے ہی سب دیوزاد بھی بھاگے یہ تو پردۂ ظلمات کی طرف جاتا ہی پھر جمعیت کرکے خروج کریگا مگر صاحبقران جو پلٹے بفتح و فیروزی قلعے مین آئے قریشہ کے زخم بھی قریب صحت تھے جشن مین شریک ہوے صبح کو صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ مجکو روانہ کرو لشکر والے میرے انتظار مین ہونگے ملکہ آسمان پری نے چار دیوزاد ساتھ کیے اور حکم دیا کہ جہان صاحبقران فرمائین وہان پہونچا دو دیوزاد صاحبقران کو لیکر چلے آتے آتے شکارگاہ سلیمانی مین پہونچے دیو ہومان مالک مشعل سلیمانی کو دیکھا کہ ایک صحرا مین اُترا ہی ساتھ کے دیوزاد پریشان پھرتے ہین صاحبقران کو دیکھ کر دوڑا قدمونکو بوسہ دیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار خدا کی طرف سے اعانت ہوئی کہ حضور کو غلام نے دیکھا غلام سے مشعل سلیمانی چھن گئی باعث یہ ہوا کہ ایک مہینے کا زمانہ گذرا کہ پہلوے کوہ بلور مین ایک قلعہ پیدا ہوا ہی برج بارے اُسکے نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہین اور برج کلان مین ایک میمون کلان بیٹھا ہی قلعے سے اُتر کر وہ میمون آتا تھا اور دیوزادون کو ڈراتا تھا دیوزاد ڈر کر بھاگتے تھے ایسی غرش کرتا تھا کہ دیوزاد ڈرجاتے تھے ایک دن جو آیا تو کئی سو بندر اُسکے ساتھ تھے غلام نے دیوزادون کو مضبوط کیا کہا بندرون سے جنگ کرو ہرچند کہ دیوزاد صاحب قد و قامت و

صاحب قوت و طاقت تھے مگر جب چنگل مارتے تھے مین دور سے دیکھ رہا تھا کہ بندر زخمی مین
نہ آتا تھا کاندھے پر دیو زاد کے آبیٹھتا تھا اور اس طرح پنجہ مارتا تھا کہ دیوزاد کا سر
اُڑ جاتا تھا کئی سو دیو جب مارے گئے اور بندر دن کا ہین نے بلوہ دیکھا تب خود
گنبد سے نکلا جو بدست پکڑ کر گرا اور سب بندر تو مجھسے لڑائی مین مصروف ہوئے بغیر
کرتے تھے مگر مین خائف نہ ہوتا تھا مگر وہ بندر کلان جو برج پر بیٹھا رہتا تھا وہ گنبد مین گھس گیا
اور مشعل سلیمانی کو منھ مین دبایا جست کرکے بھاگا مین اُسکے تعاقب مین چلا سب
بندر اُسکے پیچھے تھے جب قریب قلعے کے بندر پہونچا تو ایک چیخ ماری قلعے کے اندر سے ایک
گینڈا نکلا وہ مجھپر حملہ آور ہوا مین تو گینڈے سے لڑائی مین مصروف ہوا مگر وہ سب بندر قلعے مین
گھس گئے گینڈا ابھی میرے سامنے سے غائب ہوا مجبت مشعل مین مین نے
قصد کیا کہ قلعے مین گھس جاؤن خندق سے شعلۂ آتش نکلنے لگے اسقدر مجکو گرمی معلوم ہوئی
کہ لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا قلعے پر وہی بندر بیٹھے
ہین اور خندق مین بجاے پانی آگ روشن ہے آخر قلعے مین نہ جا سکا ہر روز چاہتا ہون
کہ قلعے مین گھس جاؤن مشعل کو لاؤن اب اُس مشعل کی یہ کیفیت ہے کہ بالاے قلعہ
جو برج کلان خالی ہے اُسمین مشعل رکھی ہے حضور جانتے ہین کہ مشعل ہفت سر سلیمانی اسکا
نام ہے سانون ستارے چمک رہے ہین سارا قلعہ اُس سے منور و روشن ہے امیر نے
فرمایا کہ انشاء اللہ مین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤنگا اور مشعل لاکر تمکو دونگا یہ عہدہ
حضرت سلیمانؑ کا دیا ہوا ہے جب بدیع الزمان نے آکر یہان قبضہ کیا تو یہ عہدہ تمھارے
سپرد کیا انشاء اللہ اُسی عہدے کا تمکو مالک کرونگا یہ فرما کر صاحبقران طرف حاملان
تخت کے متوجہ ہوے فرمایا کہ آسمان پری سے کہدینا کہ شکارگاہ سلیمانی مین امیر
ٹھہرے ہین دیو ہومان مالک مشعل ہفت سر اُسپر ایک مصیبت ہے لہذا اُسکو اُس آفت
سے رہا کرکے پردۂ دنیا پر جاوینگے حاملان تخت تو روانہ ہوے صاحبقران شب کو
دیو ہومان کے مہمان رہے چند پریزادین حاضر تھین دیو ہومان نے انکو اشارہ کیا
اُنھون نے صاحبقران کے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

دیدۂ اعمیٰ ہوے روشن تری تنویر سے
یار نے مجکو لڑایا ہر جوان و پیر سے
گھر مرا شورِ جنون سے اسقدر معمور ہی
ہی یہ پاس بخت خوابیدہ کہ زلفون کیطرح
خانۂ دنیا دلا گویا کمان خانہ ہی
اہل غفلت جو کہ ہین دنیا مین نابینا وہ ہین
زلف و رخسار صنم پر ہو گیا سودا مجھے
ابر غم مین گھر گیا مین تیری زلفین دیکھ کر
خشک ہونے پر بھی فارغ خامۂ قدرت نہین
ہو دلا مضطر نہ اتنا کیا ہی وہ رعنا غزال
کیون نہو تیرا تصور قلب ناسخ مین مدام

گوش کر کان ہوا ہر بن گئے تقریر سے
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سے
خود بخود برپا ہی غل دروازکی زنجیر سے
غل کبھی برپا نہین ہوتا مری زنجیر سے
ہو گیا جنکا گذر اسمین گئے وہ تیر سے
بند ہو جاتی ہین آنکھین خواب کی تعبیر سے
گل کھلے ہین عشق پیچے کی طرح زنجیر سے
بجلیان گرتی ہین مجھپر سونے کی زنجیر سے
سادہ لوحون کے خط رخسار کی تحریر سے
شیر کو لاتے ہین قابو مین بشر تدبیر سے
مرتبہ ہی عرش اعلیٰ کا تری تصویر سے

رات بھر صاحبقران عیش و نشاط مین رہے صبح کو اُٹھے قلعے کی طرف چلے دیو ہومان اُس وقت دور سے دیکھ رہا ہی جب امیر قریب خندق کے پہونچے شعلہ ہاے آتش نے زور کیا صاحبقران پر گرنے لگے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین شعلے پانی ہو ہو کر گر جاتے ہین جب امیر نے دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش کی ترقی ہی اسم اعظم الٰہی پکار کے بڑھا ایک دناتا ہوا شعلے شق ہوے صاحبقران خندق فراکر قریب پھاٹک کے آئے گرز سام بن نریمان مارا کہ پھاٹک اڑ اڑا کر گرا صاحبقران اندر قلعے کے آئے ایک ہواے سرد چلی دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ باغ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند نازنینان مہ جبین در باغ پر کھڑی ہین صاحبقران کو دیکھ کے آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لائیے ملکہ نہایت مشتاق ہین صاحبقران جھپٹ کر قریب در باغ کے پہونچے کنیزین صاحبقران کو لیکر اندر باغ کے چلین جیسے ہی باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ہین نہرین آب صاف سے مملو پانی وہ صاف و شفاف ہی کہ آب گوہر کی آبرو گرد ہی امیر سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے

دیکھا ایک چبوترے پر فرش مشجر بچھا ہی اور ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی
صاحبقران کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار تشریف لائیے
صاحبقران اُس نازنین کو دیکھ کر مائل ہوے اُسکے بُلانے سے چبوترے پر آئے اُسنے
صاحبقران کو پہلو مین جگہ دی ناز وکرشمہ کرنے لگی پوچھا کہ ای شہریار کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ مین تلاش مین مشعل ہفت سر سلیمانی کی آیا ہون
اُس نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ مشعل ہفت سر سلیمانی مین آپ کو دلوا دونگی
وہ میرے قبضے مین ہی مگر گلے مین جو آپ ہیکل پہنے ہین یہ مجھے دیجیے صاحبقران نے چاہا کہ
ہیکل اُتارون یاد آیا کہ یا امیر اس عجائب وغرائب مین آئے ہو اسم اعظم پڑھو امیر نے
اسم اعظم پڑھ کر اُس نازنین کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری کہا
کہ ای شہریار آپ نے تو مجکو جلا دیا ایک دنا ٹا ہوا رنگ رو چہرے سے اُڑ گیا امیر نے
دیکھا کہ ایک جشن ضعیف جھریان گالون پر پڑی ہوئین سامنے امیر کے بیٹھی ہی وہ جشن
گھبرا کر اُٹھی کہا ای شہریار مین جاتی ہون صاحبقران نے تیغہ عقرب سے اُسکو قتل کیا
جب وہ ساحرہ مری تو اندھیرا ہو گیا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ صندل جادو
دربان طلسم میمون بود اب صاحبقران نے دیکھا کہ وہ باغ تو غائب ہوا مگر سامنے ایک
درہ کوہ کے کھڑا ہون کہ اندر سے درے کے ایک جوان تیغہ کھینچے ہوے سامنے آیا ہاتھ
تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا صاحبقران سے اور
اُس جوان سے کُشتی ہوئی صاحبقران نے اُسکو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر فرمایا کہ در شناخت
پروردگار چہ میگوئی اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہریار حیات جنی میرا نام ہی جب
آپ نے طلسم شطرنج سلیمانی فتح کیا تھا تو مین اُس طلسم کا دربان تھا وہانسے بھاگ کر
یہان آیا اہل طلسم میمون نے مجکو گرفتار کیا اور صدہا بندگان خدا مین نے قتل کیے آپکے
بھی قتل کو آیا تھا اب دریافت ہوا کہ آپ صاحبقران زمان ہین فتاح پردہ ہاے قاف
کیسے کیسے طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح ہوے مگر اب آپ چل کر لوح حاصل کیجیے تب یہ طلسم
فتح ہو صاحبقران نے فرمایا لوح کہان ہی حیات جنی نے عرض کی وادۂ میمون جس

مقام پر ہی وہان تشریف لے چلیے شکم مادہ میمون مین لوح ہی صاحبقران حیات جنی کے ساتھ چلے حیات جنی صاحبقران کو قریب ایک قصر کے لایا عرض کی کہ اس قصر مین جائیے مادہ میمون سے مقابلہ پڑیگا مگر آپ اُسپر غالب آوینگے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا اور پڑھتے رہیے گا صاحبقران قریب قصر آئے اندر سے آواز آئی کہ کون آتا ہی حیات جنی نے پکار کر کہا کہ ای مادہ میمون فتاح طلسم آگئے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ تو مجھسے شکایت کرے کہ حیات جنی نے مجکو ہوشیار نہ کیا مین یہ چاہتا ہون کہ تو قتل ہو اور طلسم ٹوٹے یہ آواز سُن کر دروازہ کُھلا دیکھا کہ ایک مادہ میمون ایک میمون کلان پر سوار دھڑ وکہ مارکر نکلی صاحبقران کا قلب تھرایا مگر اسم اعظم پڑھا کہ قلب کو تسکین ہوئی تیغۂ عقرب کو کھینچا اُس مادہ میمون نے جست کی چاہا کہ کاندھے پر صاحبقران کے جا بیٹھون امیر نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مادہ میمون کا سر کٹ کے گرا حیات جنی نے بڑھ کر مبارکباد دی کہا کہ ای شہریار اب اسم اعظم پڑھ کر اسکا شکم چاک کیجیے لوح طلسم میمون نکلے گی مگر ہوشیار رہیے گا اب ہمراہیان مادہ میمون آوینگے اور آپ کو ڈرائین گے مگر آپ شیر بیشۂ جرأت ونہنگ تازِ میدان جلالت ہین اسم اعظم کو نہ فراموش کیجیے گا یہ سُنکر صاحبقران نے کمر سے خنجر کھینچا اسم اعظم پڑھ کر شکم مادہ میمون کا چاک کیا ایک برق چمکی اور اندر سے قصر کے کئی ہزار میمون غریو کرتے ہوے نکلے صاحبقران پر حملہ آور ہوے صاحبقران نے لاش کو تو چھوڑا جنگ مین مصروف ہوے اسم اعظم پڑھ کر جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے کئی ہزار میمون مارے پھر اندر سے قصر کے ایک میمون نکلا دار شمشاد ہاتھ مین صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر جو دم کیا وہ دیو سامنے سے بھاگا صاحبقران نے نعرہ بھی کیا مگر وہ قصر مین جاکر غائب ہوا مادہ میمون کا شکم چاک قصہ پاک کر چکے تھے تھوڑے عرصے مین ایک اور دیو قصر سے نکلا اُسنے آکر صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اُسکو بھی قتل کیا صورت مادہ میمون کی تبدیل ہوئی شکم سے اُسکے ایک صندوقچی نکلی صاحبقران نے اُس صندوقچی کو کھولا اُسمین سے ایک تختی نیلم کی نکلی کہ اُسپر بخط جلی لکھا تھا کہ اے

لوح طلسم میمون انت صاحبقران نے اُس لوح کو گلے مین ڈالا حیات جنی سے پوچھا
کہ کیون برادر اب کیا کرنا چاہیے کہا حضور غلام تو اب رخصت ہوتا ہی آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے
جو حکم نکلے اُسپر کاربند ہوجیے مگر یہ خیال رہے کہ بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ
سُن کر صاحبقران نے حیات جنی کو رخصت کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات دو کوس پر قصر زندانخانہ ہی زندان محن اُسکو کہتے ہین
قیدیان طلسمی اُسمین قید ہین اُنکو چلکر رہا کیجیے تب مطلب حاصل ہوگا صاحبقران نے جو یہ
مضمون لوح مین دیکھا بموجب ہدایت لوح چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا دیکھا سامنے
ایک قصر سیاہ ہی اور دروازے پر کئی ہزار نرہ بارے دیو بیٹھے ہین صاحبقران کو دیکھکر
وہ سب دیو اُٹھے امیر کو چار جانب سے گھیر لیا حربے امیر پر پڑنے لگے مگر صاحبقران
لوح کو گردش دے رہے ہین جس دیو پر عکس پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ
سب دیو جل کر خاک ہوے صاحبقران نے آکر دروازہ کھولا بجاے قفل کے ایک
مار سیاہ لپٹا تھا اُسپر لوح کا عکس ڈالا وہ مار بھی جل کر خاک ہوا صاحبقران اندر آئے
دیکھا کہ صدہا بندگان خدا مسلسل و مطوق بیٹھے ہین امیر نے سب کو رہا کیا کہ گوشۂ قصر
سے رونے کی آواز آئی امیر اُس طرف پلٹے دیکھا کہ ایک تاجدار بلک بلک کر رو رہا ہی
امیر نے نام پوچھا اُسنے نعمان نام بتایا امیر نے قریب آکر فرمایا کہ ای نعمان تاجدار آج
دن خوشی کا ہی کہ تم زندان محن سے رہائی پاتے ہو نعمان یہ سُنکر اور زیادہ رویا کہا ای
شہریار خوشی ہماری تقدیر سے اُٹھ گئی کہ ملک و مال چھوٹا یہان آکر مثل گنہگارون
کے قید ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ ای برادر اس قید خانے مین کیونکر آئے اُس نے
عرض کی کہ مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون نعمان مغربی میرا نام ہی مین
برائے شکار نکلا صحرا مین ایک بندر کو دیکھا اُسپر مین نے تیر مارا ایک ہنگامہ ہوا کہ
آنکھین جھپک گئین پھر میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے کو اس قید خانے مین پایا روز ایک ساحرہ
کریہ منظر شب کو آتی ہی کہ بوے بد ملعونہ کے مُنھ سے آتی ہی نام جو پوچھا کہا مادہ میمون
میرا نام ہی ای نعمان مغربی میری تجھپر جان جاتی ہی اگر میرا وصل اختیار کرے تو تجھے

بادشاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نعمان مغربی مبارک ہو کہ مادہ میمون کو مین نے
مارا اُسی کے شکم سے لوح نکلی نعمان نے عرض کی دوسرے قصر بین میرے ہمراہی قید ہین
اُنکو بھی رہا کیجیے صاحبقران نے عکس لوح ڈالا نعمان مغربی قید سے رہا ہوا دوسرا
قصر کھول کر دیکھا اسکے ساتھ والے دس ہزار جوان قید تھے اُنکو بھی رہا کیا ایک بارگاہ
زربفتی اُسی قصر سے نکلی نعمان مغربی نے وہ ہی بارگاہ بیرون قصر استادہ کرائی امیر
اُس بارگاہ بین آکر بیٹھے نعمان مغربی پہلو مین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سامنے
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران
فرمارہے ہین کہ افسوس ہی ہمارا یار وفادار نہین آیا اگر اس وقت وہ ہوتا تو بیٹھ کر کچھ
گاتا دل بہلاتا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار
جوان پشت پر مقابلۂ صاحبقران بین آکر اُترا طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان نے
بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون بین شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
بقاعدۂ قدیم میدان کارزار بین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے کہ اُس پہلوان نے گینڈا بڑھایا میدان بین آکر نعرہ کیا کہ منم
سوسمار قلعہ شکن حمزہ کہان ہی کہ میرے مقابلے بین آئے تو حال معلوم ہو نعمان
نے کہا کہ غلام جاکر مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ ای نعمان مغربی یہ مقدمۂ طلسم
ہی تمہارا جانا مناسب نہین یہ کہکر صاحبقران نے اپنے کو بڑھایا سوسمار نے کئی تیر
مارے صاحبقران نے لوح کو چمکا دیا وہ تیر کٹ کر گرے جب امیر قریب پہنچے تو
سوسمار نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سوسمار
کے نکل گیا سوسمار نے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے لوح چمکا دی لوح کو چمکاتے ہی اُسکے
ہاتھ سے تلوار نکل گئی جب تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹی صاحبقران نے اوپر سے ہاتھ مارا
پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اسکی فوج والے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے لوح
کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ لوح کو ان سب کے آگے پھینک دو اور یہ کہو کہ جو زیادہ بہادر
ہو وہ اسے لے یہ حکم دیکھ کر صاحبقران نے لوح کو پھینکا جیسے ہی لوح اُن سب کو

بیچ مین گری آپس مین سب لڑنے لگے ہر طرف ایک نے ایک کو مارا بعض نے چار چار جوان قتل کیے دو گھڑی مین سب لڑ لڑ کے اسی طرح قتل ہوے جب وہ سب مارے جا چکے تو اب صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے خون جسم کا پاک کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین یہ نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم اب شغتل جادو دختر وزیر طلسم بڑے فساد برپا کریگی تمکو مناسب ہی کہ قبل مین جاؤ اُسکے مکر سے بچو لوح ملاحظہ مین رہے صاحبقران طرف دست راست کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک قصر آراستہ و پیراستہ ہی دروازے پہ قصر کے ایک نازنین کھڑی ہی مگر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہی ہی **نظم**

عشق اُسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی
اُس شاہِ حُسن کو یہ دعا ہی فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیہ کی
سیدھی ہی سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی

صحرا سے پیچلا ہی ہمین شہر کی طرف
کم ہو گئی ہی عقل جنون کے مشیر کی

پیدا کریگا یوسفِ گم گشتہ جذب عشق
تاثیر اسمین دی ہی دعاے امیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہی دل
زنجیر مین ہمارے صدا ہی فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی

دم بند اُنکا زمزمون نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہِ حُسن کا
سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی

چھیڑا ہی مین نے جاکے برہمن کو دیر مین
لی ہی قسم بتون سے خداے کبیر کی

جیسا کہ شادمان ہون مین روز وصال مین
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عیدِ غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہی زبان نے نام
بُو آتی ہی ہمارے دہن مین سے شیر کی

اُنکلے نہ کدھر سے کہان یان سے جائینگے
اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی

اُس ماہِ چاردہ کو ہی حاصل کمالِ حُسن
رُخ مین صفا ہی سینہ رو شن ضمیر کی

تعریف تیرے حُسن جوانی کی کیا کرون
طفلی مین تجھپہ رال ٹپکتی ہی پیر کی

دیکھے اگر مرا دل سودا زدہ وہ زلف
ہر موے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
کو دک مزاجی مجکو خوش آتی ہی پیر کی

سو دلے راہ یار کا اللہ رے اثر +	جادہ بنی جو ہمنے زمین پہ لکیر کی +
اُس گوش و چشم کا سا نہ دیکھا ہی نہ سُنا	آتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی +

صاحبقران یہ ہنگامہ دیکھ کر بہت خوش ہوے لوح پر نگاہ ڈالی مطلب لوح کا ذہن
مین کر کے قریب در قصر تشریف لائے وہ جو عورتین کھڑی ہین اُنھون نے سلام کیا امیر نے
مُنھ پھیر لیا جواب مین فرمایا یہ لوح حاضر ہی اسکو لے لو یہ سُنکر وہ عورتین دعائین دینے لگین
کہتی تھین خدا تمکو سلامت رکھے تمنے وہ شی دی کہ جسکی ہوس مین ہمارے بزرگ رہے
ہر خرد و کلان کو یہی حسرت تھی کہ اگر لوح ملے تو آرزو پوری ہو صاحبقران نے لوح
زمین پر ڈال دی سب لینے کو جھکین ایک نے ایک کے بال پکڑے ایک ایک کو کوسنے لگی
آپس مین اسقدر لڑین کہ سب نے اپنی جان دی اب صاحبقران نے لوح کو اُٹھایا
باغ کے اندر تشریف لائے دیکھا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طاؤس وسط
باغ مین ٹہل رہا ہی صاحبقران کو دیکھ کر وہ طاؤس بھاگا صاحبقران اُسکے پیچھے
دوڑے طائرون نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا کہ صاحبقران کو روکین مگر صاحبقران
نے بڑھ کر طائرون کو لوح دکھائی وہ طائر اُڑکر شاخون پر بیٹھے امیر نے طاؤس کو
تیر سے مارا طاؤس کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا درخت جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا
نام من طاؤس جادو بود صاحبقران طاؤس کو مار کر آگے بڑھے دیکھا کہ صحرا ہین
ایک گنبد بنا ہی ہزارہا آہوان صحرا کر چالین بھرتے ہوے آتے ہین اور گرد گنبد چرخ
مار رہے ہین صاحبقران نے بڑھ کر لوح کو گنبد سے مس کیا جیسے ہی لوح گنبد سے
مس ہوئی ایک دناٹا ہوا گنبد مین در پیدا ہوا اندر سے کئی سو شیر نکلے آہوان صحرا
پر حملے کرنے لگے آہو چاہتے ہین کہ بھاگین مگر شیر بھاگنے نہین دیتے جسپر حملہ کیا اُسے چیر کر
پھینک دیا تھوڑے عرصے مین شیرون نے سب آہوون کو مارا جب سب آہو مارے
جا چکے اور وہ شیر اُنکو کھا گئے تب وہ شیر صاحبقران کی طرف متوجہ ہوے امیر نے
لوح پھینکی شیرون کے بیچ مین لوح گری شیر آپس مین لڑنے لگے پنجون سے زخمی ہو رہے ہین
جب ایک دوسرے کو مار کر چاہتا ہی کہ لوح اُٹھا لون اور مُنھ مین لیکر بھاگون دوسرا

شیر اُسپر حملہ کرتا ہی آپسمین جنگ ہو رہی ہی سب کو مار کر ایک شیر باقی رہا اُسنے چاہا لوح
جھپٹ کر اُٹھائے صاحبقران جست کر کے پشت شیر پر سوار ہوے جیسے ہی صاحبقران
پشت پر آئے وہ شیر ایک جانب بھاگا صاحبقران پڑی جائے ہوے ہین کہ سامنے ایک
قلعہ معلوم ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا خلقت کی آمد و رفت صاحبقران نے لوح کو گریبان
مین رکھ لیا اب جو قلعے مین وہ شیر آیا دوکاندار و راہ گیر ہلڑ کرنے لگے غل مچاتے تھے کہ
شیران جادو طلسم کشا کو لایا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک
بادشاہ تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحران غدار مسلح و مکمل اُس بادشاہ کے ساتھ ہین
شیران جادو صاحبقران کو پشت پر لیے ہوے سامنے تخت کے آیا اُس بادشاہ نے
پکار کر پوچھا کہ ای شیران کیا طلسم کشا کو لایا ہم سب انتظار مین تھے شیر مثل انسان کے
گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا میری پشت پر ہی جس طرح بنے قتل کرو ورنہ طلسم کا
خاتمہ ہوتا ہی وہ بادشاہ رفیقون کی طرف متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو کیا صلاح ہی سب نے
کہا طلسم کشا پشت پر شیران کے موجود ہی مگر ہم نہین دیکھتے بہتر یہ ہی کہ سب ملکر شیران
کو قتل کرو طلسم کشا بھی مارا جائیگا یہ راے بادشاہ کو پسند آئی بادشاہ نے تیغہ ہاتھ مین
لیا بارہ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچین شیران جانتا ہی کہ طلسم کشا کو قتل کرین گے
تیغہ کھینچ کر بادشاہ تخت سے کودا شیران پر چہار جانب سے حملہ ہوا جب شیران پر تلوارین
پڑنے لگین تو صاحبقران پشت شیر سے کود کر علیحدہ ہوے اُن سب نے شیران کے
ٹکڑے ٹکڑے کیے بادشاہ کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ ای ساکنان طلسم مبارک ہو کہ طلسم کشا قتل ہوا
ہماری تمھاری زندگی سالہا سال کی ہی ہزارہا سال سے طلسم مین عملداری کر رہے تھے
مگر اب مایوس تھے کہ طلسم کشا آیا ہی ہم سب کی جان کیونکر بچیگی مگر شیران کے مارے جانے پر
مقام افسوس ہی کہ کس کد و کوشش سے طلسم کشا کو لایا سب کہتے ہین کہ ای بادشاہ ایک
ساحر کے مرنے سے کچھ کمی نہین ہوئی طلسم کشا کا مرنا ہمارے واسطے نعمت عظیم ہی ذرا
سامری نامہ تو دیکھو قدرت لکھ گئے ہین کہ طلسم کشا جس زمانے مین براے طلسم کشائی
آئیگا تو کوئی ساحر نہ بچیگا ایک ساحر مارا گیا اور ہم سب بچ گئے تو یہ عنایت سامری ہی

بادشاہ کہتا ہے کہ فی الحال وقت زوال ہے ہمکو اپنے بچنے کا تعجب ہے جو کچھ دیکھا اگر اصل مین
یہی ہوا تو بتاؤ لاشۂ طلسم کشا کہان ہے بادشاہ یہ کہہ رہا تھا کہ پہلو سے نعرے کی آواز آئی
کہ او بیحیا اگر طلسم کشا کو دیکھنا چاہتا ہے تو بنگاہ غور دیکھ نعرۂ صاحبقران زمان

منم اختر برج عز و جلال +	منم ماہتاب سپہر کمال +
سمند دن ز پیشم فراری شده	زمن دیو عفریت عاری شده
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد +	کہ صاحبقران در جہان نام شد

اُس بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور لوح گریبان سے نکالی اب سب نے صاحبقران زمان
کو دیکھا کہ بادشاہ کا ہاتھ پکڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہے بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران تو پہلو مین کھڑے تھے ذرا جھج ہوئے
وزیر اعظم برابر کھڑا تھا اُسپر تلوار پڑی بادشاہ کی بڑی وزیر کا سر کٹ کر گرا صاحبقران
نے خنجر مارا بادشاہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جسم سے اُس بادشاہ کے شعلہ ہاے آتش
نکلے سب اہلِ فوج جلنے لگے تھوڑی دیر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من میمون شاہ جادو
بود صاحبقران نے اپنے کو قریب ایک درۂ کوہ کے پایا درۂ کوہ سے آواز آئی کہ اے
شہریار آئیے یہ کنیز مدت سے آپ کی مشتاق تھی دیکھا چھم چھم کی آواز آئی ایک نازنین حور
مثال پری تمثال اندر سے درۂ کوہ کے نکلی مگر چند کنیزین اُسکی پشت پر صاحبقران نے
جو اُس نازنین کو دیکھا سمنبر عارض رشک قمر تمام سراپا موزون چہرہ گلگون بقول
میرحسن نظم جہان راستی چاہیے راستی + کجی جس جگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی
غرور + ہر اک اپنے موقع سے وقتِ ضرور + اُسنے آکے امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اب تک امیر
اپنے ہوش مین تھے مگر جب اُسنے ہاتھ تھاما امیر بدل مبہوت ہوئے وہ نازنین امیر کو
لیکر چلی مگر گنگناتی ہوئی اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی نظم

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری +	جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین واہمی شعرا کے نزدیک	موسے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری +

جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی — دیکھی ای روح روان ہمنے روانی تیری
کیا تری شان ہی قربان ہون ای عفو کریم — آس رکھتا ہی ہر اک فاسق و زانی تیری
اس خرابے مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب — جستجو ہمکو ہی ای گنج نہانی تیری
عین احسان ہی مرے صفحۂ دل پر مجکو + — ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری +
مثل گل ہنس کے کسی روز تو دلکو خوش کر — خون رلاتی ہی ہمین غنچہ دہانی تیری
نازو انداز و ادا مین ہی ترقی دہ چند — فتنہ طفلی تھی قیامت ہی جوانی تیری +
کون لے غلے کا دانہ ہی تو ای دانۂ خال + — ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری
گرمجوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن — برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
جان کی طرح سے رکھتا ہی عزیز ای گلرو — داغ دل لالہ نے سمجھا ہی نشانی تیری
مصرع تیغ ہی ہر مصرع موزون آتش — دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری +

سامنے سے ایک باغ معلوم ہوا اگر باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی چشم معشوق براے نظارہ باغ وا ہی یا تختۂ نرگس کھلا ہی اُسمین جو عکس روے گل پڑا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ برج آبی مین پھول اُترا ہی یا قد معشوق کا تماشا برج آبی دکھا رہا ہی ہر ایک نہر با آبروے یاروے نگار خوشنما ہی کسی مقام پر پھولون کا انبار عندلیبان خوشنوا کی پکار نخل سایہ دار اُسکے نیچے چشمے جوش مار رہے ہین صاحبقران تماشا باغ کا دیکھتے ہوے وہ گلعذار آنکھون سے اشارے کرتی ہوئی کہ اس چمن کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے باغ پُر بہار ہی عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین جھول کر بیٹھی ہین پرون کو تولتی ہین کبھی منقار کھولتی ہین صاف ظاہر ہی کہ باغبان قضا و قدر کو پکار رہی ہین مست نظارۂ روے گل پیچ وتاب سنبل صاف ظاہر ہی کہ زلف محبوب پیچ و خم مین خوب نہا کر کھلی ہی قطرات شبنم گل سنبل سے ٹپک رہے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بقول قمر فرد آنسو بھرے ہین آنکھون مین دو آنکھون کی یاد مین + معمور موتیون سے ہی ساغر حباب کا + یہ قصیدہ کا شعر ہی حقیر عرض کرتا ہی منقبت جناب امیر علیہ السلام مین مطلع اُسکا یہ ہی مطلع لکھون جو وصف شاہ ام الکتاب کا

سونا اُتارلون ورق آفتاب کا ٭ اور دوسرا شعر لائق ملاحظہ ہی فرد لکھون ہلال تیغ علیؑ
کا اگر مین وصف ٭ نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا ٭ یہ شعر بھی نایاب ہی لائق ملاحظہ ناظرین
شعر لکھتا ہون وصف مصحف رخسار شاہ دین ٭ کرتا ہون ترجمہ مین خدا کی کتاب کا ٭ اسطرح
کا تماشا صاحبقران دیکھتے ہوے وہ مہ جبین ناز و کرشمہ کرتی ہوئی نخوت کا دم بھرتی ہوئی
خرامان خرامان باغ کو پامال کرتی ہوئی جس مقام پر قدم رکھا نشان قدم سے صد ہا ہلال
ظاہر ہوے اگر دوسرا قدم بھی اُسی مقام پر پڑا اور دونون نقش مل گئے تو بدر کامل کا
گمان ہی سامنے ایک بارہ دری تھی اُس مین صاحبقران کو لیکر آئی مسند جو بچھی تھی اُسپر
اشارہ کیا صاحبقران آکر بیٹھے اُس نازنین نے آواز دی چند کنیزان گلرو یاسمن بو
گوشہ ہاے باغ سے ظاہر ہوئین اُس مہ جبین نے اشارہ کیا کہ ار ی کمبختو مہمان آیا ہی
اُسکی خاطر کرو یہ اتفاق قضا و قدر ہی ان ایسے جلیل بزرگون کا تشریف لانا اور ہم کو
سرفراز کرنا یہ بھی ہماری نصیب وری ہی یہی بہتر ہی کہ سامان دعوت مہیا کرو کنیزان گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی لائین محفل مین قرینے سے رکھین اُس مہ جبین نے ساتھ ناز کے
ہاتھ بڑھایا جام مے ارغوانی سے لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھ کر سامنے صاحبقران کے
پیش کیا عرض کی کہ ای شہریار فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین
نیز ہم نخواہد ماند ٭ آپ نے طلسم کشائی مین بڑی تکلیف اُٹھائی چند ساعت تو آرام کیجیے
یہ تقریب تو کنیز نے خاص آپ کے واسطے کی صاحبقران بدل باتون پر اُسکی متوجہ ہین
گہر ریزی زبان معجز بیان کی لطف دیتی ہی ہر مرتبہ زانو سے زانو ملانا اور آنکھون سے
آنکھین ملا کر مسکرانا صاف ثابت ہوتا ہی کہ برق چمک جاتی ہی خرمن عاشق کو جلاتی ہی
صاحبقران بہ نگاہ محبت سراپا دیکھ رہے ہین ہر مرتبہ زانو بدلتے ہین جوش محبت کہتا ہی
کہ گلے مین ہاتھ ڈالیے مگر دورباش عشق مانع ہی کہ معشوق کا لحاظ واجب و لازم ہی ہر مرتبہ
دل کو سمجھاتے ہین کہ او دل خانہ خراب کیا کسی کو پیچ و تاب مین ڈالیگا آخر کبھو تو مطلب
نکلیگا مگر اب تاب ضبط باقی نہین عشق ہر مرتبہ زور دکھاتا ہی یہی اشارہ ہی کہ کیا خوش نصیبی
ہو کہ معشوق خوشرو پہلو مین ہو اسباب عیش و نشاط موجود ہی محبوب کے ہاتھ مین جام شراب

منت کر رہی ہی کہ جام نوش فرمائیے اب کیا عذر ہی کہ معشوقۂ سرکش بر سر رحم ہی اسکو غنیمت جانیے بخوبی آگاہ ہین کہ عشق نے صدہا گھر ویران کیے بموجب قول شاعر نظم

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار

عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار

عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

بڑے بڑے عقیل و فہیم جب عشق کے دام مین پھنسے ساری فراست بھول گئے بقول شاعر نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال

کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خون چکان حکایت ہی

گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ پتنگا چراغ کا پایا

کہین طالب ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

طوق و زنجیر اسکا گہنا ہی
میان مجنون نے جسکو پہنا ہی

گو کہ گذری نہین یہ سنتے ہین
اسکے دیوانے تنکے چنتے ہین

یہ کرشمے اسی کے سارے ہین
کیسے کیسے جوان مارے ہین

فرہاد کوہ کن کس مصیبت مین در مجوبہ تک آیا عشق شیرین مین مبتلا ہوا جان شیرین گنوائی یہ دولت ہاتھ آئی مگر جوش محبت نے معشوق کو بھی بیقرار کیا قصر پر آکر پرویز سے پوچھا کہ فرہاد نے کس مقام پر جان دی پرویز نے جھلا کر جواب دیا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اُس ظالم نے یہ سب تصویرین بنائین نہر کاٹ کر لایا ارادہ یہ تھا کہ تمھارے مکان تک نہر پہونچا دے جب مجکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرہاد ناشاد نے پہاڑ کو کاٹ ڈالا دل کوہ سے صدائے الامان بلند ہی ایک ضعیفہ کو بھیجا کہ جا کر فرہاد کو خبر دے کہ تو کسکے واسطے پہاڑ کاٹ رہا ہی شیرین نے انتقال کیا یہ سنتے ہی اسنے نعرہ آہ کا مارا تیشہ سر مین مار کر مرگیا سُننے والون کو غش آگیا مرنے پر فرہاد کے طائران صحرا روتے تھے غزالان دشت بیتاب و بیقرار ہوتے تھے یہ انجام ہوا ہر جگہ ایسے ہی ایسے سانحے سُنے فرہاد کا یہ حال ہوا شیرین کو

زندہ رہنا محال ہوا شاعر کیا خوب کہتا ہی فرد فرہاد جون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ + میگفت
بہ اندیشہ سنگ آمد وسخت آمد + دل مین یہ باتین صاحبقران سوچ رہے ہین مگر حیران
جمال ومحو دیدار ہین یہی دل چاہتا ہی کہ جام اسکے ہاتھ سے لون اور لیکر نوش کرون ہاتھ
بڑھایا کہ جام لیکر پیون دل دھڑکا سامنے ایک نخل تھا دیکھا کہ اسپر ایک طائر بیٹھا ہوا ہی
آنکھون سے اُسکی آنسو جاری صاحبقران سے آنکھ ملاکر پکار اُٹھا کہ ای شہریار آگاہ
ہو جیے سم حیات جنی جلد لوح ملاحظہ فرمایئے صاحبقران نے یہ سُنکر جیسے ہی لوح پر
ہاتھ ڈالا اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور پہلو سے اُٹھی عرض کی
کہ ای شہریار مجکو خوف ہی کہ آپ میرے ساتھ دشمنی کرین گے انجام دوستی کا دشمنی ہی امیر
نے فرمایا صاحب تم کیون گھبراتی ہو مین لوح دیکھ کرتمسے کلام کرتا ہون اُسنے آنکھون مین
آنسو بھر کر فرمایا کہ حضور لوح نہ دیکھین اور جام نوش فرمائین حیات جنی کے کہنے سے
صاحبقران کو ہوش آگیا ہی صاحبقران نے کہا کہ مین لوح دیکھ کر جام پیونگا ایک
ہاتھ سے جام لیا اور ایک ہاتھ سے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای
سیار این عجائبات یہ نازنین شفتل جادو ہی دختر وزیر پُر تدبیر جام شراب لیکر اُس پر
ڈالدو صاحبقران نے جیسے ہی جام اُٹھایا اور چاہا کہ پھینک مارون شفتل نے چاہا
کہ نکل جاؤن مگر موت دامنگیر تھی اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکی امیر نے جو شراب پھینکی چند
قطرے اُسکے جسم پر پڑے شعلہ ہاے آتش ہر عضو سے نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم کے
جلنے لگے آہ کر کے ہٹی کنیزون سے لپٹنے لگی جس کنیز کے پاس پہونچی اُسکے بھی بدن مین فوراً
آگ لگ گئی کنیزین بھی جلنے لگین تمام باغ آتش بہار ہو گیا گل درختون سے آگ نکل رہی ہی
جل جل کر درخت گر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من شفتل جادو دختر
وزیر اعظم بود صاحبقران زمان شفتل کو مار کر بارہ دری سے نکلے بارہ دری بھی
گر پڑی تمام باغ کو دیکھا کہ ویران پڑا ہی جا بجا خاک اُڑ رہی ہی آوازین مہیب ہر طرف
سے آرہی ہین بجاے عندلیبان خوشنوا زاغ وزغن چیخ رہے ہین سامنے جو دیکھا تو
ایک ضعیفہ قوم کی زنگن ایک دھوتی باندھے ہوے لاشہ اُسکا زمین پر پڑا ہی گرد اُسکے

اچھی صورت کی کنیزین بھی پڑی ہین صاحبقران لاحول پڑھکر لوح کو ملاحظہ کرتے ہوئے نکلے اب جو خیال کرتے ہین اپنے کو اُس مقام پر پایا کہ جہانسے دیو ہومان سے جدا ہوئے تھے ہومان نے جو صاحبقران کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین مگر تھوڑا زمانہ گذرا کہ ایک زنگی سیہ رو آیا مشعل کو اُٹھا کرلے گیا نہین معلوم کہان لیجا کر رکھی مگر آج شب کو حضور گنبد مین تشریف رکھین پریزادین جمع ہین صبح کو تلاش مشعل مین جائیے گا صاحبقران دیو ہومان کے ساتھ گنبد مین آئے بسبب نہ ہونے مشعل کے گنبد ویران پڑا ہی مگر صاحبقران مسند پر آکر بیٹھے پریزادین جو حاضر تھین رقص کرنے لگین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین ؎ راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قلم کیا کیا شہرے ہین زمانے مین قول اہلِ سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

پہلو مین ہومان بیٹھا ہی پریزادین رقص و سرود کر رہی ہین جام مئے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی امیر لوح کو دیکھ کر فرماتے ہین کہ ای ہومان ہوشیار رہو بادشاہ طلسم آیا چاہتا ہی لوح خبر دیتی ہی کہ بادشاہ طلسم لشکر تیار کر چکا اس فکر مین آتا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون ہومان عرض کر رہا ہی کہ غلام ہوشیار ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا آگے سب کے ایک بادشاہ تخت پر اُسکے مشعل ہفت سر رکھی ہوئی ساتون سر روشن ہین آپ گھوڑے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے اُس بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ اس گنبد کو گھیر لو اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو تم سب کے واسطے بہبودی ہی ورنہ باعث خرابی ہی ساٹھ ستر ہزار ساحر گولے ترنج و نارنج لیکر گنبد پر مارنے لگے گنبد تھرایا امیر کو یقین ہوا

کہ گنبد گرتا پڑا پکار کر اسم اعظم آتی پڑھا لوح کو بھی چمکایا تب گنبد کی جنبش موقوف ہوئی
صاحبقران تلوار کھینچ کر نکلے دیو ہومان بھی ساتھ ہی پریزادون نے بال کھول دیے اور
دعائین مانگنے لگین صاحبقران نے دریاے فوج مین غوطہ مارا لوح کو گردش دیتے ہوے
طرف اُس بادشاہ کے چلے ہومان چاہتا ہی کہ مشعل پر قبضہ کرون مگر وہان تک نہین
پہونچتا جب سامنے پہونچتا ہی تو وہ بادشاہ ایسا سحر کر دیتا ہی کہ جس تخت پر مشعل ہی وہ
تخت ہٹ جاتا ہی ہومان بھی ہٹ آتا ہی صاحبقران زمان بھی رستمانہ لڑ رہے ہین
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین لوح کو گردش دیتے ہین جس ساحر پر عکس پڑا سحر بھولا اور
منھ کے بھل گرا صاحبقران اس طرح جنگ کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے پہونچے
بادشاہ نے نعرہ کیا او طلسم کشا الگ رہنا منم میمون ابلق سوار بادشاہ طلسم میمونہ
میرے سحر سے زمین تھراتی ہی کسکی مجال ہی کہ بار سحر میرا اُٹھا سکے یہ کہ کر گولہ پھینکا امیر پر
تلوارین برسنے لگین امیر لوح چمکا دیتے ہین تلوارین باطل ہو کر ٹوٹ جاتی ہین ساحر
جنگ صاحبقران سے عاجز ہو رہے ہین پکار کر کہتے ہین کہ ای بادشاہ طلسم ہمارا
سحر تاثیر نہین کرتا طلسم کشا نہین معلوم کیا پڑھتا ہی جب اُسکی آواز ہمارے کان مین
پہونچتی ہی سحر فراموش ہوتا ہی دریاے حیرت کو جوش ہوتا ہی ہمنے کیسے کیسے سحر کیے
مگر وہ سب سحر باطل ہوے صاحبقران تلوار تول کر قریب بادشاہ کے پہونچے اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روک کر ہاتھ مار دیا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن
حیات میمون کو جلا دیا بادشاہ کے مرتے ہی فوج کے پاؤن اُٹھے ہومان نے بڑھکر
مشعل ہفت سر پر قبضہ کیا اسقدر خوش ہوا کہ معلوم ہوا اُسکو دولت کونین ملی
کہ پہلو سے ایک مرد بزرگ آیا اُسنے آکر صاحبقران کو سلام کیا ازار بند سے کُنجیان
کھول کر سامنے صاحبقران کے پیش کین کہا ای شہریار یہ کُنجیان خزانہ طلسمی کی ہین
چل کر خزانہ لیجیے صاحبقران نے آکر کوٹھے کھلوائے اسقدر خزانہ نکلا کہ نصف خزانہ
صاحبقران نے آسمان پری کے پاس روانہ کیا اور نصف اپنے ساتھ لدوایا
دیو ہومان نے دس نرہ ہاے دیو براے بار برداری ساتھ کیے صاحبقران زمان

تخت پر سوار ہوے پردۂ دنیا کی طرف چلے ہم ان کو اُس مقام کا حال کیا ناظرین پر
واضح ہو کہ صاحبقران زمان طلسم میمونۂ سلیمانی کو فتح کر کے طرف پردۂ دنیا کے جاتے ہین
اور منظور یہ ہی کہ اپنے کو دریاے قلزم پر پہوںچاؤن اور اسکا بھی خیال ہی کہ قبل از
نورالدہر دریاے قلزم پر پہونچون اور فکر لوح کرون ہر چند کہ خو ! جہ زادسے
فرما چکے ہین کہ فتاح طلسم خیال سکندری نورالدہر بن بدیع الزمان ہین مگر شاید
کدو کاوش کام آوے اور لوح مل جائے تو یہ بھی ایک فخر ہے کہ صاحبقران
جو پردۂ قاف سے پلٹے طلسم خیال سکندری پر آکر قبضہ کیا اس خیال مین صاحبقران
جاتے ہین کوہ فیروزہ پر پہونچے کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی صاف ثابت ہوتا ہی
کہ جیسے کوئی مرد باخدا یاد مین اپنے مالک حقیقی کے مصروف ہی صاحبقران زمان نے
دیوزادون کو اشارہ کیا کہ تخت ہمارا کوہ فیروزہ پر اُتارو کسی عابد کا اس مقام پر
گذر ہی پہاڑ پر اُتر کر صاحبقران نے دیکھا کہ سامنے ایک حجرہ ہی اُس کے اندر سے
یہ آواز بار بار آرہی ہی نظم

چہ بودی غور کن در ابتدا چیز	چہ باشی باز وقت انتہا چیز
ترا حاصل شود گنجینہ از خاک	کہ ہست این خاکساری کیمیا چیز
ز الطاف خداوندی چہ دور است	اگر سازد خدا نا چیز را چیز
کند گر جمع دولت مند دولت	برد با خود چہ زین دولتسرا چیز
بغیر از بندگی چیزے نباشد	متاع قیمتی و بے بہا چیز

صاحبقران یہ باتین سُنتے ہوے حجرے مین تشریف لائے ایک مرد عابد و زاہد کو دیکھا
ریش سفید پلکین بھی سفید سجادۂ عبادت پر بیٹھا گریہ و زاری کر رہا ہی کبھی بیقرار ہو کر
پکارتا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی شرف آخر بھی عنایت فرما جمال اُس غازی کا دکھا
کہ آواز پاے صاحبقران اُس درویش نے سُنی دیکھتے ہی صاحبقران کو اپنے مقام
سے اُٹھا محبت سے گلے مین صاحبقران کے ہاتھ ڈال دیے عرض کی کہ ای شہریار آج دعا
میری قبول ہوئی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا مدت سے بھی دعائین مانگتا تھا کہ جمال

صاحبقران سے مشرف کر آج آرزو پوری ہوئی کہ آپ کا جمال جہان آرا دیکھا آج بڑی فرحت حاصل ہوئی صاحبقران نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی زاہد نے کہا کہ ای شہریار مین آصف بن برخیا کا نواسہ ہون ایک روز حضرت سلیمان جو اس پہاڑ پر تشریف لائے مجھسے فرمایا کہ ای فیروز تجکو عبادت کا شوق ہی تو اس پہاڑ پر اپنی سکونت اختیار کر ایک زمانے مین صاحبقران زمان تشریف لائینگے تم ملاقات سے اُنکی مشرف ہوگے مگر ای شہریار سامنے جو صحرا ہی ایک دیو اُسمین رہتا ہی دیو ابلیس اُسکا نام ہی وہ شب کو آکر مجکو ستاتا ہی چراغ گل کر دیتا ہی کھانا اُٹھا لیجاتا ہی گھڑیون سامنے ٹہلتا ہی چاہتا ہی کہ مجھسے ڈرین مگر بہ عنایت پروردگار مین کچھ خوف نہین کرتا کبھی شیر بنکر آتا ہی ایک دن مار سیاہ بنکر پاؤن مین لپٹ گیا مین نے یاحفیظ کہکر پاؤن جھٹک دیا صورت اُسکی تبدیل ہوگئی دیکھا مین نے کہ دیو ابلیس سامنے کھڑا ہی پکار کر کہا کہ او مکار کیون دھوکے دیتا ہی میری عبادت مین خلل ڈالتا ہی جس دن کو چک سلیمان آوینگے اُس دن تجکو سزا ملیگی لہذا آپ تکلیف کرین اور جاکر اُسے سمجھادین اگر وہ مان جائے تو مقابلہ نہ کیجیے گا اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہی صاحبقران پہاڑ سے اُترے اُس صحرا مین جو آئے دیکھا اسقدر روشنی ہی کہ تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہی وقت صبح صادق ہی باعث یہ ہی کہ صحرا بیابان ابلیس نے درخت کاٹ کر گرائے ہین اور اُنھین کو روشن کیا ہی مثل جھاڑ وہ درخت روشن ہین اُس آگ مین طائران صحرا و آہوان دشت کو بھون بھونکر کھا رہے ہین شرابین پی رہے ہین اور نشے مین اُسکے مبہوت دوڑے دوڑے پھرتے ہین ایک نخل کے نیچے ابلیس بھی بیٹھا ہی کباب اژدہے کے کھا رہا ہی اور دمبدم پکارتا ہی کیا عمدہ گوشت ہی جسمین استخوان کا نام نہین صاحبقران نے آکر نعرہ کیا کہ او ملعون دیو ابلیس خبردار کوہ فیروزہ پر کبھی نہ جانا اُس زاہد کو نہ ستانا یہ سُن کر ابلیس اپنے مقام سے اُٹھا چوبدست کو چرخ دیا خبردار کہکر ہاتھ مارا صاحبقران نے چوبدست کو قلم کیا جھپٹ کر ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا ابلیس نے کلائی پکڑ لی صاحبقران سے کشتی ہونے لگی امیر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ دیو ابلیس زمین پر گرا امیر

کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ ای ابلیس شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی ابلیس
نے جھلا کر جواب دیا کہ لاکھ جان میری اسپنے ہم نام پر نثار ہی جسے مین پوجا کرنے جاتا ہون
مجھسے باتین کرتے ہین مین اُنکی خدائی کو نہ چھوڑونگا صاحبقران سینے سے ابلیس کے اُٹھے
ایک پائون دونون ہاتھون سے تھاما اور ایک پائون کو دونون پائون سے دبایا پہلے
جھٹکے مین تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین تا بہ سینہ تیسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کے
پھینک دیا دیوزادون نے جو دور سے دیکھا لینا لینا کرکے دوڑ پڑے صاحبقران زمان
اُنسے لڑنے لگے جنگ مین مصروف ہوے مگر بارہ ہزار دیوون کے حملونسے دم نہین لے سکتے
ذرا ٹھہرے اور چار طرف سے دیوزادون کا بلوہ ہوا چاہتے ہین بلوہ کر کے پکڑ لین
مگر صاحبقران کسی کو قریب نہین آنے دیتے صاحبقران نے بیقرار ہو کر دعا کی رات بھر
لڑتے لڑتے گذر گئی حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون پکارتے ہین کہ ای خالق لیل و نہار وای
پروردگار رحم اپنا شریک کر بارہ ہزار دیوزاد زنجیرین اور رسیان مار رہے ہین سب
مل کر چاہتے ہین کہ صاحبقران کو گرفتار کر لین مگر صاحبقران زنجیرین توڑتے ہین
رسیان کاٹتے ہین جب زنجیرون اور رسیون سے بچے کسی دیو کو مارا جس وقت سے لڑائی
شروع ہوئی ہی کئی سو نرہ ہاے دیو قتل کیے ہین صاحبقران نے جو بیقرار ہو کے دعا کی
مشرق و مغرب سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا مشرق کی طرف سے نقابدار زمرد پوش
اور مغرب کی طرف سے نقابدار یاقوت پوش بارہ بارہ ہزار دیوزاد دونون کے ساتھ
ہین دور سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران گھرے ہوے لڑ رہے ہین دونون نقابدار
نعرے کر کے آگے نقابدار زمرد پوش لڑتا ہوا قریب صاحبقران پہونچا جھک کر
سلام کیا کہا کہ ای شہریار حضور کے آنے کا کیا باعث ہوا ہم بڑے صاحب نصیب ہین
کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوے اُدھر سے لڑتا بھڑتا نقابدار یاقوت پوش بھی آگیا
للکارا کہ او زمرد پوش کیا خوشامدین کر رہا ہی اگر سامنے آتو تیرے دو ٹکڑے کرون ستم
نقابدار یاقوت پوش ہوا خواہ قاسم نوجوان نقابدار زمرد پوش نے ہنس کر
کہا کہ او بے ادب ادب نہین کرتا آقا کے سامنے یہ باتین بس معلوم ہوتا ہی جیسے تمھارے

آقا بے ادب ہین کہ اپنے چچا کا پاس نہین کرتے اُسی طرح تم بھی بے ادب ہو یہ سُن کر
نقابدار یاقوت پوش نے بڑھکر نقابدار زمرد پوش کو ہاتھ مارا کہ سر زمرد پوش
کا زخمی ہوا زمرد پوش نے تلوار کھا کر یاقوت پوش کو بھی زخمی کیا جب دونون کے سر سے
خون جاری ہوا تو صاحبقران بیچ مین آئے فرمایا کہ ارے جاہلو یہ کیا حرکات ہین کہ
آپس مین لڑتے ہو کافر زور ڈالین گے بلوہ کرکے پکڑ لین گے اگر اُنکے قبضے مین جاؤ گے
تو دیو ابلیس تو مارا جا چکا ہی وہ بدلے مین اپنے آقا کے تمکو قتل کرینگے دونون یہ سن کر
الگ ہوے چند حملون مین دیوزادون کو بھگا دیا دونون نے آکر صاحبقران زمان
کو سلام کیا صاحبقران نے دونون کی تعریفین کین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ امیر
ہماری تعریف کرین مگر صاحبقران نے دونون کے زخم اپنے ہاتھ سے باندھے دونون
کو رخصت کیا مگر تاکید کر دی کہ خبردار آپس مین نہ لڑا کرو ورنہ باعث خرابی ہی نقابدار
بہت خوب کہکر رخصت ہوے صاحبقران کوہ فیروزہ پر آئے فیروز زاہد نے امیر کو
گلے سے لگایا اور کہا کہ ای شہریار مین نے آپکی جانبازی دیکھی بڑے دشمن کو آپ نے
مارا مین دیکھ رہا تھا جو دیوزاد کہ اسباب طلسمی لیے ساتھ تھے اُن سے صاحبقران نے
اشارہ کیا کہ اسباب لاد دو اسباب طلسم میمونہ مین جواہر بہت ہی اُس سب کو لے کے
دیوزادون نے بار کیا صاحبقران زمان فیروز سے رخصت ہوے سوار ہو کے
تخت پر دیوزادون کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر قلعے پر ہی ادل کوہ خونخوار کے اوپر آئے
خونخوار کو بہت سا مال دیا اور قیلاب وغیرہ کو ہمراہ لیا اور دیوزادونکو رخصت کیا
خونخوار بھی ہمراہ ہوا وہانسے صاحبقران اپنے لشکر مین آئے سرخاب سرداران
صاحبقران سے مصروف جنگ تھا صاحبقران نے عین وقت پر آکر سرخاب کو قتل کیا
فوج کو اُسکی شکست دی ہمراہیان سرخاب بھاگے صاحبقران بفتح و فیروزی اپنے
سرداران سے ملے عمرو نے جو صندوقچے جواہرات کے دیکھے صاحبقران زمان کی
خوشامد کرنے لگے کئی صندوقچے خوشامد کرکے لیے امیر نے پوچھا کہ کچھ نورالدہر کا
بھی حال معلوم ہوا عمرو نے عرض کی کہ یہانسے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُس کو

صحراے مبہوت کہتے ہین وہان پر پہلوانون نے نورالدہر کو گھیرا ہی صاحبقران نے
اُسی دن حکم دیا لشکر تیار ہوا ہوا اے ملاقات نورالدہر روانہ ہوے اس مقام پر حقیر
جلد ثانی کو ختم کرتا ہی اب تیسری جلد مین دریاے قلزم و حصول لوح کا حال عرض کرونگا۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل فرزند مصنف کتاب

بعد حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی و منقبت حیدر کرار غیر فرامین عرضین پر ظاہر ہو کہ ماشاء اللہ
قلم قبلہ و کعبہ کا کیا زورون پر ہی کس خوبی سے ان جلدون کو تحریر فرمایا کیا کیا عجائب و غرائب
ظاہر ہوے ناظرین بخوبی ماہر ہوے اب اس جلد کے آگے تیسری جلد شروع ہوگی جسمین
صاحبقران اور نورالدہر بن بدیع الزمان اور جملہ سردارون کا پہونچنا تا بدریاے قلزم
و مقدمۂ حصول لوح بتفصیل تمام تحریر ہوگا اول داخلہ نورالدہر کا مرحلہ جات پر اور ساحرون
سے مقابلے عیارون کی عیاریان اور سردارون کی نبرد آزمائیان اس حسن و خوبی سے معرض
تحریر مین آئینگی کہ باید و شاید الغرض جناب قبلہ و کعبہ کی تعریف کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہی
اُنکی نثاری نہین کرامات ہی تمام عالم قبلہ و کعبہ کے محامد اوصاف سے ماہر ہی کل حضرات
پر اُنکی جودت طبع ظاہر ہی

تاریخ طبعزاد من تصنیف منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا در صنعت
توشیح کہ اگر از سر ہر مصرع یک حرف بگیرند سنہ ۱۳۱۸ھ پیدا گردد

غمِ دہر نے یون پریشان کیا
ہوئی دوسری جلد بھی اختتام
الٰہی دعا میری مقبول ہو

۱۳۱۸ھ

شگوفہ دکھایا نئے رنگ کا
ہوا تیسری جلد کا انصرام
زہے غنچۂ فکر گر پھول ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم خیال سکندری بہزاران آب و تاب مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ [illegible] طبع ہوئی سنہ ۱۹۰۰ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا حبیب خدا صاحب مراتب اسنا و منقبت وصی بلا فصل
مصطفی زوج بتول عذرا در ندہ اژدر کنندہ در خیبر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ و او ر پدر شبیر
و شبر فاتح جنگ حنین و بدر لکھا ہی کہ بزمانۂ خلافت جناب علی مرتضی شہر مدینہ مین زلزلہ
آیا اور دریا نے جوش مارا سب اہل مدینہ بیقرار ہو کر حاضر خدمت فیض درجت ہوے
عرض کی اے نفس رسول و اے زوج بتول خلقت تباہ ہی شدت زلزلہ سے مکان لہرا رہے
ہین کل کوچہ ہاے مدینہ مین پانی پہونچ گیا ہی جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار دست
زبردست پروردگار اپنے مقام سے اٹھے عصاے رسول خدا دست حق پرست
مین تھا اول اگر عصا زمین پر مارا اور زبان معجز بیان سے فرمایا کہ او زلزلے نہین
جانتا ہی کہ مین مقبول بارگاہ کبریا خوشہ چین خرمن جناب محمد مصطفی مدینے مین موجود
ہون جلد دفع ہو اہل مدینہ کو نہ ستا زمین کا کانپنا موقوف ہوا مگر پانی اسیطرح جوش
مار رہا ہی سب نے عرض کی اے مولا اے گو ہمین زلزلے سے تو مہلت پائی مگر جوش پانی کا
نہین موقوف ہوتا اب گھرون مین اہل مدینہ کے پانی داخل ہوا چاہتا ہی لہذا حضرت کو

مناسب ہی کہ پانی سے بھی مہلت دیجیے اہل مدینہ کو پناہ پانی مشکل ہی آمدہ بچائیے جناب
حیدر کرار ادھر طرف دریاے زخار کے روانہ ہوے کنارے پہ دریا کے پہونچے وہی عصا
جو دست مبارک مین تھا کنارے پہ دریا کے مارا اور آواز دی کہ کیون اے دریاے
زخار پانی جو شایع ہوا ہی اُسکو اپنے شکم مین لیلے اہل مدینہ کو پناہ ملے سب فریاد کر رہے
ہین لبون پہ دم ہی بحق اشرف انبیا کل پانی اپنے شکم مین لیلے اُسیوقت سب پانی شکم
دریا مین آگیا اُس بحر کرم کا دریا پہ آنا اور بواسطہ جناب اشرف انبیا کا ولانا کافی ہوگیا
اور جناب احمد مختار بہر دعا مین فرماتے تھے کہ اے رب بے نیاز بواسطہ علی مرتضی کا فلان
حاجت کو میری روا کر اور دوسرے راوی نے اِس روایت کو یون بھی لکھا ہی کہ
زمانہ خلافت خلیفۂ ثانی تھا سب اہل مدینہ نے آکر خلیفۂ ثانی سے زلزلہ کی فریاد کی اُنھون
نے سلمان با ایمان سے فرمایا کہ حلال مشکلات صاحب معجزات جناب علی مرتضی کو بلاؤ
اے سلمان فارسی میری طرف سے پیغام دینا کہ اے معجز نما جلد تشریف لائیے خلقت مدینہ
تباہ ہوتی ہی سلمان با ایمان نے جاکر در دولت پہ آواز دی حضرت نے اندر سے
جواب دیا اے سلمان تم چلو مین مسجد مین آتا ہون خلیفۂ ثانی نے مجھکو بلایا ہی کہ کچھ معجزہ
دکھاؤ اہل مدینہ کو زلزلے سے مہلت دو پانی کو ہٹاؤ سلمان نے در دولت پر جبہ سائی
کی اور عرض کی کہ لاکھ جان ہماری اِس معجز نمائی پر قربان ہی اندر سے وہی جواب دیا کہ تم
چلو ہم آتے ہین کہ حضرت اندر سے نکلے عمامۂ رسول مختار سر پہ تھا عباے جناب
اشرف انبیا زیب جسم عصا آنحضرت کا ہاتھ مین اِس صورت سے مسجد مین تشریف
لائے خلیفۂ ثانی نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور گرد پھرے عرض کی یا علی مرتضی
مشکل آسان کیجیے اہل مدینہ بہت بیقرار ہین آپ کی معجز نمائی کے امیدوار ہین حضرت
نے فرمایا تم خلیفۂ وقت ہو یہ تحفہ جات مجھسے لو اور خدا سے دعا کرو خلیفۂ ثانی نے
عرض کی مجھکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن جناب اشرف انبیا نے ارشاد فرمایا تھا کہ دعا علی
کی واپس نہین ہوتی رب اکبر قبول فرماتا ہی اور فرشتون سے ارشاد فرماتا ہی کہ خوشا
یہ وقت کہ علی نے دعا کی مجھکو خاطر علی کی بہت مد نظر ہی پھر فرمایا وہ وصی میرا ہی خدا اُسکی

میرے سامنے زندہ رکھے ہر جنگ مین مدد کی بروز جنگ احد وہ جانبازی کی کہ مجھکو ہاتھ سے کفار کے بچا لیا پس یا علیؑ مین کیونکر آپ سے التجا نہ کرون بسم اللہ دعا کیجیے حضرت نے اُسیطرح دعا کی فورًا زلزلہ موقوف ہوا پانی سمت کرشکم دریا مین پہونچا ایسے معجزنما کے اوصاف کیا تحریر کرون بس یہی لفظ کافی ہی کہ دست زبردست پروردگار وصی بلافصل احمد مختار تمام کتب اوصاف علیؑ سے مملو ہین ہماری کیا حقیقت کہ ایک شمہ وصف جناب مین لکھ سکیں باگ توسن کلک کی روکتا ہون مطلب ضروری مین مصروف ہوتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان چوری جانا بستر خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر کا اور کوشش رہا کرنا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ایک غزل چند اشعار عوض مین ساقی نامے کے اس مقام پر تحریر کرتا ہون غزل

نخل اُلفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا — کوئی ارمان مرے دلکا نکلنے نہ دیا
دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا — اپنے بیمار کو عیسےٰ نے سنبھلنے نہ دیا
نالے نکلے نہ مرے منھ سے تو کی آہ و فغان — پر کوئی حرف شکایت کا نکلنے نہ دیا
مجھسے روٹھے بھی خفا بھی ہوے آزردہ بھی — پر انھین مین نے بری راہ پہ چلنے نہ دیا
جب یہ تڑپا اُسے ہاتھون سے دبایا مین نے — دل بیتاب کو پہلو سے نکلنے نہ دیا
گھر پہ سو بار قدم رنجہ کیا اُس گل نے — آتش ہجر مین دل کو مرے جلنے نہ دیا
جان لیکر اُنھین چھوڑا جو بہت تھے سرکش — دھوکہ دہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
اے فلک تو نے ملایا نہ کسی گلرو سے — نخل امید مرا پھولنے پھلنے نہ دیا
پاس اسلام کا اُس بت نے کیا گڑوایا — لاش کو عاشق جانباز کی جلنے نہ دیا
غیر کیا دیکھتے اُس پردہ نشین کو میرے — آجتک مین نے اُسے گھر سے نکلنے نہ دیا
جیتے جی تھا اُنھین جان کے برابر بیشک — دل سے ارمان کوئی مین نے نکلنے نہ دیا

لاش عاشق کی جو کوچے سے چلے لیکے رقیب	گور تک یار نے کاندھا بھی بدلنے نہ دیا
اے قمر نار جہنم سے بچا یا آخر	مجھکو مولا نے پس مرگ بھی جلنے نہ دیا

چہرہ سیاحان صحرا ے ہول خیز و فتاحان مرحلہ جات وحشت انگیز اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین ✤ سخن را بہ کرسی نشاند این چنین ✤ ناظرین پر واضح ہوگا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع سرداران نامی و ساحران گرامی صحرا ے تیتھو مین فروکش ہین اور یہ بھی خبر پائی ہے کہ یہان سے دریاے قلزم بارہ منزل ہے روز قصد کرتے ہین کہ کوچ کرون مگر سکندر ثانی مانع ہوتے ہین کہ دو چار دن یہان تشریف رکھیے جب وقت آئیگا تو عرض کرونگا لیکن ہر کارے بقراط ثانی کے جو بر اے خبر لشکر نور الدہر مین تھے خبرین دریافت کر گے بھاگے بقراط ثانی داخل قصر ہشت پہل ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین گانا ہو رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار گا رہی ہین

نظم

دل جلا ہے اسقدر اپنا کسی کی یاد مین	آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین
ہم صفیرو اُسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ	زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین
اُنکو پورا ہونے ہوتے ایک مدت چاہیے	سیکڑون ارمان ہین میرے دامن فریاد مین
کیا خبر کسدن خزان آ ئی گئی کب فصل گل	آنکھین کھولین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین
دل سے باتین وصل کی کرتا تھا مین ہنگام قتل	خون میرا کیون نہ جمتا خنجر فولاد مین
دیکھکر اُس گلبدن کو کہتی ہے خلق خدا	گل کھلا ہے کیا نیا یہ گلشن ایجاد مین
مین وہ بلبل ہون کیا ہے اُسنے جسدن سے رہا	خار غم ہر دم کھٹکتے ہین دل صیاد مین
اے قمر آباد تھا جس وقت شہر لکھنؤ	لطف تھے جنت کے گویا اس بہار آباد مین

بقراط ثانی مبہوت بیٹھا ہوا نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہے کہ چند طائر آسمان سے اُترے سامنے بقراط کے آئے لوٹ مار کر بصورت انسان ہوے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا لڑتے بھڑتے تا بہ صحرا ے تیتھو پہنچے ہین اب صحرا ے تیتھو مین فروکش ہین اُنکا ارادہ ہے کہ اپنے کو دریا ے قلزم پر پہونچائین

یہ سُنکر بقراط گھبراگیا اُسوقت کئی سو ساحرو جادوگرنیان ایک ایک ارسطو فطرت لقمان
حکمت سب حاضر خدمت مین بقراط نے پُکار کر آواز دی کہ یارو آجتک مین نے دریاے
قلزم کا حال کسی پر ظاہر نہین کیا ہو پس طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے کیون جاتا
ہو یارو تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ جاکر سکندر ثانی کو پکڑ لاے ایک ساحرہ جسکے یہ
مکارہ زمین کن اپنے مقام سے متحرک کر اُٹھی عرض کی یا خداوند کنیز وعدہ کرتی ہو کہ
سکندر کو تابہ خدمت حضور پہونچا دونگی بقراط نے کہا اے مکارہ تیری عقلمندی سے
مین ماہر ہون اور سحر بھی تیرا خوب ہو تو ساحری وجمشید کی محبوب ہو لیکن سکندر بڑا
ہوشیار ہو اگر سوتے مین گرفتاری کا ارادہ کریگی تو اُسکے نگہبان موجود ہین وہ ضرور
روکین گے جاگتے مین وہ کوئی دھوکا نہ کھائیگا پھر کیونکر گرفتار کریگی مکارہ نے
کہا یا خداوند اب اسکا حال نہ پوچھیے جسطرح بن پڑیگا گرفتار کرکے آپ تک پہونچاؤنگی
یہ کہکے مکارہ یکہ وتنہا روانہ ہوئی یہان نورالدہر کو جب کئی دن گذرے صبح کو جو
نورالدہر دربار مین آئے سکندر نے عرض کی آج غلام کا دل یہ چاہتا ہو کہ جاکے
صحرا مین شکار کھیلون نورالدہر نے کہا اے سکندر آج کل ہوشیار رہنا سکندر نے
عرض کی کسکی مجال ہو کہ غلام کو بہ نگاہ تیز دیکھے اگر بقراط خود آئے تو اُسکو بھی جواب
دون الغرض سکندر واسطے شکار کے چلے بارہ ہزار فوج ساتھ ہوئی چند سردار بھی
ساتھ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک ہرن پر گھوڑا ڈالا دو کوس پر آکے
ہرن کو شکار کیا جب ہرن کو شکار کیا تو گھوڑے سے اُترکر آہو کو بہ قربانی پہونچایا
کہ صحرا سے ایک ساحرہ روتی ہوئی آئی آکر سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا اے
ساحرہ تو کون ہو اُسنے دست بستہ عرض کی کہ سامنے ایک قریہ ہو اسلام جادو میرا
نام ہو مین ہمیشہ سے خداپرست ہون یہ خبر جو بقراط نے سُنی اپنے مقام پر کہا کہ یہ
مسلمان ہماری عملداری مین رہتی ہو جاکر لوٹ لو کئی ہزار جوان آئے قریے کو
لوٹ لیا سو جوان اُن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے کوئی مرد ہماری قوم مین
باقی نہ رہا چونکہ سب ساحر آئے تھے اُن سب نے عورتون کو گرفتار کرنا شروع کردیا

جب مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی تو مین نے زیور اُتار کر پھینکدیا اور نکل بھاگی اُن لوگون نے
گانؤن کو مع مال و اسباب لوٹ لیا عورتون کو گرفتار کر کے لیگئے اور جس جرم پر
مجھکو لوٹا ہین اُس نام سے بھی آگاہ نہین کہتے تھے کہ تم مسلمانون سے ملگئین ہین نہین جانتی
کہ مسلمان کون لوگ ہین سکندر کو اُسکے حال پر رحم آیا ملازمون کو بلوا کر حکم دیا کہ اِس
عورت کو بیچلو کنیزون مین اپنی درج کرینگے مراد یہ ہو کہ شکارگاہ سے عورت کو لیکر
لشکر مین آئے اِسطور سے اِسنے خدمت کی کہ سکندر کے منھ لگ گئی ہر وقت سکندر
اُسی کو پکارتے ہین کہ گلعذار صحرائی کو بلاو صحرائی پتہ رکھا ہو کہ سمجھنے والے سمجھ جائین
تھوڑے ہی دنون مین یہ نوبت پہونچی کہ شراب بھی اِسی کے ہاتھ سے پینے لگے
چونکہ ساحرہ جوان ہی جب تنہائی مین بیٹھتے ہین اکثر بوس و کنار بھی کرتے ہین ایک روز کچھ
اور دست درازی کرنے لگے ساحرہ سسکی لیکر چپ ہو رہی کہنے لگی اے شہنشاہ لونڈی
کے ساتھ یہ حرکات کیا ضرور ہین مین گستاخ ہوتی ہون سکندر نے کہا کہ مین تجھکو
خاتون محل بناؤنگا عہد دولت مین کئی تو محل تھے جب قید ہوا تو نہین معلوم بی بیان
بھاگ کر کہان گئین آجتک کسیکا پتہ نہین ملا بادشاہ کی خدمت مین سب طرح کی
عورتین ہوتی ہین تیرا انداز مجھکو پسند ہی خوب تنتی ہوئی سامنے آتی ہی اے گلعذار
سن تو تیرا کم ہی شوہر تیرا تجھسے کیا خفا نہین ہوا عرض کی اے شہنشاہ ایک دن میرے
شوہر نے ارادہ کیا مگر مین نے اِسقدر غل مچائے کہ شوہر میرا ڈر گیا پھر اُسدن سے
مجھکو ہاتھ نہین لگایا مین ابتک مرد سے ناواقف ہون معلوم ہوتا ہو کہ تقدیر میری
رسا ہو کہ حضور کو توجہ ہوئی اگر خدا نے یہ چاہا اور حضور نے لونڈی کو سرفراز کیا تو
عرض کرتی ہون کہ گانؤن میرے نام کا ضرور آباد ہو اکثر شوہر کو اپنے یاد کر کے رویا
کرتی ہون گانؤن کی حکومت کی باتین یاد آتی ہین اسامیون کی عورتین میرے پاس
آتی تھین جو فریاد کرتی تھی مین اُسکا انتقام کر دیتی تھی گانؤن کی حکومت مین شہر کا
مزہ تھا سکندر نے کہا اے گلعذار مین تجھکو شہر کا حاکم کرونگا صدہا شہر ہمارے آقا کے
قبضے مین ہین میرے پاس سب کا باج و خراج آتا ہی جس ملک مین چاہون مقرر کر دون

آقا قبول فرمائین گے بلکہ ارشاد فرمایا کرتے ہین کہ جہان کی جا ہو سلطنت قبول کرو
مجھے سلطنت لشکر سے بڑا لطف ملتا ہی جو قلعہ قبضے مین آیا وہین کا حاکم مقرر کیا مگر اب
تیرے واسطے مین خیال رکھونگا بارہ کوس پر دریاے قلزم ہی قلعے راہ بین ملین گے
ابکی جو قلعہ تسخیر ہوگا آقا سے کہکر تجھکو حاکم کرونگا یہ باتین سنکر گلعذار پانوٗن دبانے
لگی اِسطرح پانوٗن دبائے اور یقین ہی کہ کچھ سحر بھی کیا کہ سکندر کی آنکھ بند ہونے لگی
آنکھ کھولکر کہا اے گلعذار ایک جام پلادے ناظرین آگاہ ہوے ہونگے کہ یہ عورت
وہی مکارۂ زمین کن ہی اِس مکارہ نے جام لبریز کیا اور سکندر کو پلایا سکندر کو
غنودگی تو اول سے تھی اور کئی مہینے اِسکو خدمت مین گذرے تھے کچھ نہ خیال کیا ورنہ
سکندر کا یہ طریقہ تھا کہ جب شراب پیتے تھے کچھ سحر ضرور کرتے تھے مگر آج مکارہ نے
اِسطرح کی باتین کہین اور پانوٗن دبائے کہ سکندر نے اُس غفلت مین جام پی لیا
جام پیتے ہی سو گئے انتہا کے غافل ہوے مکارہ نے اول زبان مین سوئی دی
اور سکندر کا پشتارہ باندھا دونون پانوٗن زمین مین مارے پشتارہ لیکر غرق زمین
ہوئی یہان جب سکندر کو عرصہ ہوا نورالدہر نے فرمایا آج کیا ہی کہ سکندر دربار مین
نہین آئے خدمتگارون نے عرض کی کہ وہی زن صحرائی ہمراہ ہی خیمے مین اکیلے ہین۔
نورالدہر نے شبرنگ سے اِشارہ کیا کہ جاکر دریافت توکرو کہ سکندر کیا کرتے ہین
مجھکو تردد ہوتا ہی زن صحرائی کو لیکر آئے اُس سے ایسی خلوت کہ عرصہ گذرا کوئی خدمتگار
بھی اندر نہین اگر وہ زن مطبوع خاطر ہی تو اُس سے عقد کرین بلا عقد ہمارے مذہب
مین فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اور اے شبرنگ وہ عورت جب میرے سامنے
آئی تھی تو بہ نگاہ غور مجھکو دیکھا کرتی تھی شبرنگ جست و خیز کرتا ہوا اُس خیمے پر پہونچا
دیکھا سب خدمتگار باہر ہین کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی تب شبرنگ اندر آیا اندر
آکے مقام خالی دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا شبرنگ نے سر پیٹ لیا شراب
مین بیہوشی ملی ہوئی پائی شبرنگ روتا ہوا خدمت نورالدہر مین آیا عرض کی اے
شہریار آپ کا گمان ٹھیک نکلا وہ عورت سکندر کو لیگئی بیشک کوئی مکارہ تھی لیکن

سکندر ایسا ساحر کس دم مین آیا کیونکر دام تزویر مین پھنسا کہ ساحرہ لیگئی انتہا کی اُنکی
ہوشیاری یہ تھی کہ جب صحبت تمام ہوتی تھی اور رہین شراب پلاتا تھا تو وہ بہ غور مجھکو دیکھتے
تھے اور کچھ سحر بھی کرتے تھے لیکن اس ساحرہ نے کیا فقرہ دیا کہ ہوشیاری بھی فراموش
ہوئی نورالدہر نے کہا مقام افسوس ہی سکندر کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی یہ کلمہ سُنکر
جمشید زرین ترکش اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار غلام تلاش مین اپنے بھائی کی جاتا
ہی اگر دربار لیقراط مین وہ ساحرہ لیکر پہونچ گئی ہوگی تو وہان بھی ہنگامہ ڈالدونگا ہرچند
کہ لیقراط ثانی وہ ساحر ہی کہ میری کیا حقیقت ہی مگر جان دونگا اور بھائی صاحب کو لاؤنگا
مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہو دیکھتے ہی قتل کا حکم دے یہ اُسکو یقین ہی کہ یہ بہ دل اطاعت
اسلام مین ہی اب مجھکو سجدہ نہ کرینگے اگر یہ ہمراہ طلسم کشا کے رہین گے تو دریاے
قلزم پر جاکر آفتین برپا کرینگے اور غلام کو یہ بھی یقین کامل ہی کہ حضور کو جو ہدایت
ہوئی ہی کہ دریاے قلزم پر جاؤ لوح ملیگی یقین ہی کہ دریا مین لوح ہی ہفت جوش جادو
دریا ہی مین رہتا ہی ہرچند نورالدہر نے روکا مگر جمشید نے نہ مانا اور پر پرواز پیدا کرکے
چلا بعد جمشید کے شبرنگ بھی روانہ ہوا مگر مکارہ زمین کن سکندر کا پشتارہ اپنے
دوش پہ لیے ہوے جاتی ہی اور ہر مرتبہ پشتارہ بھاری ہو جاتا ہی یہ ہر مرتبہ سحر کرکے
ہلکا کرتی ہی کئی کوس تک اندر زمین کے آئی وہان آکر سر نکالا ایک صحراے سبزہ زار
ملا دیکھا سامنے ایک باغ ہی اُسمین سے گانے کی آواز آرہی ہی کوئی شخص خوش آواز
بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

بجا گیے مرقد عشاق سے عنقا ہوکر	روحین دامن سے لپٹ جائین نہ سایا ہوکر
آتے آتے جو رکا یار مسیحا ہوکر	طول کھینچا مرض عشق نے اچھا ہوکر
بوے اُلفت نہ رہی دلین پریزادونکے	اُڑ گئی گلشن ایجاد سے عنقا ہوکر
شعلہ رو غیر سے ملکر نہ جلا عاشق کو	دل نازک کہین بہ جاے نہ چھالا ہوکر
ایک ارمان بھی پورا نہوا واے نصیب	کیسے پچتاتے ہین ہم آپ کے شیدا ہوکر
آہ اِس زور سے نہ کھینچی تو افلاک کبھی	گر نہ جاے یہ ہنڈولہ تہ و بالا ہوکر

اُٹھ گئے گلشن ہستی سے ہزارون عاشق
تھام کر ہاتھ کبھی پاس بٹھایا نہ ہمین
آنکھین کہتی ہین اگر یار سما سے ہم ہین
دیکھکر گیسوے دلدار کو وابستہ ہوے
بوسہ لینے پہ جو وہ سرخ ہوے غصے سے
مجھکو وہ مژدہ کاہی کہ زندہ نہ کہین ہوے رقیب
بوسہ لیکر عرق شرم مین ایسا ہوا غرق
گر جگہ امن کی ملتی کہین زیر افلاک
اُسنے چہرے سے اُلٹ دی جو نقاب زیبا
دردول سُنکے مرا آپ کو غصہ آیا
ایک دن وصل سے دلشاد قمر کو کردو

آپ کی جان سے دور آپ کے شیدا ہوکر
دور رہی دور رہے آپ کے شیدا ہوکر
سات پردون مین رکھین محمل لیلا ہوکر
دام مین پھنس گئے صیاد کے دانا ہوکر
رنگ رُخ اور دمکنے لگا سونا ہوکر
لاش ٹھکراتے ہین وہ اُسکی مسیحا ہوکر
بہ گیا جسم کا خون میرے پسینا ہوکر
بیٹھ رہتا مین وہان تارک دنیا ہوکر
بزم مین رہگئے سب محو تماشا ہوکر
بنگئے قاتل جان آپ مسیحا ہوکر
بدنصیب آہ وہ کہلاے تمھارا ہوکر

یہ صدا سُنکر مکارہ سوچی کہ یہ باغ کسی ملازم خداوند کا ہی چلکر دیکھون کہ کون عیش کر رہا ہی زمین مین نقب دیتے دیتے تھک بھی گئی تھی وہ بار اُٹھائے ہو کہ شانے دُکھ رہے ہین دروازے پر باغ کے آئی بلا تکلف باغ مین گھسی باغ کی سیر کرتی ہوئی وسط باغ مین پہونچی دیکھا فرش بچھا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی جام شراب چل رہا ہی صداے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہی جسوقت مکارہ سامنے آئی اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی بی مکارہ کہانسے آتی ہو آؤ تشریف رکھو یہ تو خانۂ بے تکلف ہی مین نے سُنا تھا کہ برائے گرفتاری سکندر گئی تھین آخر کیا کیا مکارہ نے کہا اے گلفروش مین سکندر کو لائی اِسوقت تھک گئی تھی مجھے نہین معلوم تھا کہ یہ مقام تمھارا ہی صحرا مین جو پہونچی گانے کی آواز سُنکر چلی آئی گلفروش نے کہا آؤ بیٹھو مین تو دیکھون سکندر کون شخص ہی اِسنے قدرت کو بہت آزردہ کیا ہی مکارہ نے کہا اے گلفروش یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ قدرت سے مقابلہ کرتا ہی کبھی کسی مقام پہ دبا نہین گلفروش نے کہا مین کیا نادان ہون

اسکی زبان مین سوزن ہی کیا کر سکتا ہی تڑپ تڑپ کے رہیگا مکارہ نے پشتارہ رکھا
گلفروش نے جو پشتارہ کھولا دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ حسین وجمیل خوش وضع خوش
ترکیب مگر سحر سے مکارہ کے بیہوش و مدہوش ہی گلفروش عاشق ہوگئی دل کانپنے
لگا جی مین کہتی ہی کہ ای گلفروش کیا تدبیر کرون لیکن وہ تیغہ جو کمر سے لگا تھا اُسکو
گلفروش نے نکال لیا مکارہ نے کہا ای گلفروش یہ کیا کرتی ہو جس حالت مین ہی اسی
حالت مین رہنے دو ایسا نہ ہو کسی طرح زبان سے سوزن نکلجاے تو پھر ہمارے اور
تمھارے روکے سے نہ رُکے گا مگر گلفروش نے باتین کرتے کرتے سحر مکارہ کا اُتارا
اور ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہی کہ سوزن نکال لون مکارہ منع کرتی جاتی ہی کہ خبردار
سوزن نہ نکالنا اب دیکھو ہاتھ پانؤن مین جنبش ہی گلفروش نے باتین کرتے کرتے
اپنی تدبیر سے بہ چالاکی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی سکندر ثانی کو ہوش
آیا دیکھا مین اور مقام پر ہون میرا خیمہ نہین ہی اور ایک ساحرہ حسین وجمیل سینے
پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہی بس سکندر اُٹھے طرف مکارہ کے دیکھا کچھ انگلیون پر شمار
کیا کہا او ملعونہ تو نے غضب کیا کہ مجھکو لے آئی اب کہان جائیگی مکارہ نے کہا ای
گلفروش تمنے غضب کیا کہ سکندر کو ہوشیار کر دیا اب یہ کسکے روکے رُکیگا مگر سکندر
نے بہ نگاہ غضب طرف مکارہ کے دیکھا کہا کیون او مکارہ ہماری اُس مہربانی کا یہی بدلہ
تھا جو تو نے کیا مکارہ نے کہا حضور فراموش فرماتے ہین مین کبھی خدمت مین حاضر
نہین ہوئی اسوقت سامنا ہوا ہی اب سکندر طرف گلفروش کے متوجہ ہوے کہا
کیون مہ جبین یہ کیا معرکہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ مجھکو گرفتار کر کے لائی تمنے روکا کیونکہ
تمھارے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خیر خواہ دولت ہو لیکن مقام افسوس ہی کہ
ہمنے جسقدر مہربانی صرف فرمائی اُسنے اُسکا بدلہ یہ ہمارے واسطے کیا کہ ہمکو گرفتار
کر لائی مگر اب کہان جائیگی معلوم ہوا کہ قضا اسکی دامنگیر ہی یہی اِسکے قتل کی تدبیر ہی
سکندر نے یہ کہکر حکم دیا کہ پکڑلو گلفروش نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سحر کیا کہ ہاتھ ملکہ
گلفروش کا جلگیا اور آبلہ پڑ گیا گھبرا کر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای شہریار یہ بڑی مکارہ ہی حضور

خود اسکو گرفتار کرین سکندر نے ہنسکر ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سکندر پر بھی سحر کیا
کہ شعلۂ آتش بھڑکا سکندر نے شعلہ پلٹا یا کہ ہاتھ پر مکارہ کے پڑا آبلہ پڑ گیا مکارہ
تڑپنے لگی دو تین مرتبہ جب سکندر نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے متواتر سحر کیا سکندر
نے فی الفور ہی اُلٹا پلٹا دیا کئی آبلے اُسکے ہاتھ مین پڑ گئے کئی آبلے جو ہاتھ مین
پڑے تو شرما گئی عرض کرنے لگی اے شہنشاہ میری خطا معاف فرمائیے مجھسے بڑی خطا
ہوئی چاہتی ہی کہ دم دیکر شہنشاہ کو نکلجاؤن مگر سکندر نے دھوکا اِسکا نہ کھایا ہاتھ
بڑھا کر جس ہاتھ مین آبلے پڑے تھے وہی ہاتھ تھام لیا اور سامنے کھینچکر ایک
طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا گلفروش نے لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ اے شہریار
بقول شاعر یہ معاملہ ٹھیک ہوا فرو بلبل برداشت آشیان را ✤ گل گفت کہ خس
کم وجہان پاک ✤ اُردو والا لکھتا ہی فرد قصّہ کیا موت نے یہان پاک ✤ گل گفت
کہ خس کم وجہان پاک ✤ گلفروش نے جو ایسی باتین کین سکندر کو گلفروش کی
باتون پر توجہ ہوئی مسند پر بیٹھے گلفروش پہلو مین آبیٹھی گائن جو سامنے حاضر
تھی اُسنے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

قبول دل ہی اُلفت زلف بت بے پیر سے ✤ دیکھیے کب ہو نکلنا خانۂ زنجیر سے
کوسنے دیتے ہین مجھکو میرے ہمسایکے لوگ ✤ اِسقدر عاجز ہین میرے نالۂ شبگیر سے
لاش پر ٹھہرانہ اپنے کشتے کی قاتل ذرا ✤ رشتۂ اُلفت بھی شاید کٹگیا شمشیر سے
صور اسرافیل سے تو ہوگا محشر ایکدن ✤ ہی یہان ہر شب قیامت نالۂ شبگیر سے
جبتلک نکلے کمانکے گھر سے وہ اللہ رے شوق ✤ دل مرا جاکر لپٹ جاتا ہی اُسکے تیر سے
مجھسے اِکدل ہو ستانے مین ہر اک محبوس کے ✤ یہ صدا آتی ہی گوش طوق مین زنجیر سے
عالم طفلی مین بھی قاتل کو رہتا تھا یہ شغل ✤ زخمی کرتا تھا ہزارونکے گلے شمشیر سے
ہین وہ مشتاق فنا پائین اگر آب بقا ✤ خضر سے بدلین ابھی آب دم شمشیر سے
نقل سے ہرگز کسیکا کام نکلا ہی نہین ✤ پھول کب گلچین نے توڑے گلشن تصویر سے
آرزوے وصل تھی دلمین ہوا جسوقت قتل ✤ خون چھوٹیگا نہ میرا خنجر بے پیر سے

دل مین اُس خورشید رو کے ای قمر کب گھر کیا	کام کچھ نکلا نہ اپنا آہ بے تاثیر سے

یہان یہ گتا ہو رہا ہی سکندر پہلو مین گلفروش کے خوش بیٹھے ہین منتظر ہی کہ اسکو اپنے
ہمراہ لیجائیے سکندر شگفتہ ہو ہو کر باتین کر رہے ہین لقراط اپنے قصر مین بیٹھا ہوا تھا
کہ چند طائر سر پیٹتے ہوے آئے عرض کی یا خداوند غضب ہوا مکارہ سکندر کو گرفتار
کر لائی تھی تا بہ باغ گلفروش پہونچی گلفروش نے عاشق ہو کر سکندر کو ہوشیار کیا
سکندر نے مکارہ کو مارا اب سکندر باغ مین گلفروش کے بیٹھا ہی لقراط نے اُسیوقت
آواز دی کہ کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر گلفروش کو ایسا دم دے کہ وہ سکندر کو گرفتار
کرلے شہکارہ آفت خیز بہن مکارہ کی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کنیز جاتی ہی یا تو دونکو
لاتی ہون ورنہ سکندر کو تو ضرور ہی لاتی ہون یہ کہکے شہکارہ روانہ ہوئی جا کر کنیزان
گلفروش مین ملی گلفروش جو کسی کام کو اُٹھی شہکارہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای گلفروش
قدرت خود آیا چاہتے ہین تمکو مناسب یہ ہی کہ سکندر کو دم دیکر بیہوش کرو قدرت نے
فرمایا ہی کہ اگر گلفروش ایسا کریگی تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ساتھ گلفروش کے سکندر
کی بھونری پھروا دونگا شہکارہ نے جب گلفروش کو دم دیا گلفروش نے کہا ایسا نہو
سکندر ہوشیار ہو جاے شہکارہ نے سمجھایا کہ تم جا کر جام پلاؤ مین چپکے چپکے سحر کرتی
ہون اسکو گلفروش نے قبول کیا شہکارہ نے گوشے سے سحر کرنا شروع کیا سکندر
کو ایسی محویت ہوئی کہ گلفروش نے جو جام دیا سکندر پی گیا پیتے ہی بیہوش ہو گیا
شہکارہ نے جھپٹ کر سکندر کو گرفتار کیا یعنی پنجے مین دبایا اور لے بھاگی گلفروش
حیران ہو کر رہگئی دل سے کہتی تھی یہ مین نے کیا غضب کیا کہ اپنے معشوق کو گرفتار کرا دیا
بیٹھی ہوئی افسوس کر رہی تھی کہ بڑا ستم ہوا اب سکندر کو لقراط زندہ نہ چھوڑیگا
ہاے کیا کرون کہ جمشید زرین ترکش آکر پہونچا دیکھا گلفروش سر جھکاے ہوے
تردد مین بیٹھی ہی جمشید نے آکر پوچھا ای گلفروش کیا معرکہ ہوا مین نے راہ مین خیال
کیا کہ باغ مین گلفروش کے سکندر ہین آکے یہان دیکھا تو تمکو تنہا پایا سچ کہو کیا
معرکہ گذرا گلفروش رونے لگی کہا ای جمشید عجب دھوکا کھایا شہکارہ نے آکر مجھکو

دم دیا کہ خداوند آتے ہین انھون نے خبر پائی ہو کہ تیری مدد سے سکندر رہا ہو گیا ہو
اگر سکندر تیری مدد سے پھر گرفتار ہو تو قدرت تیرے ساتھ اُسکی شادی کر دینگے مین اُسکے
دھوکے مین آگئی اُسنے کنارے آکر سحر کیا مین نے جام شراب پلایا سکندر بیہوش
ہوے وہ تڑپ کر گری پنجہ دیگر لے بھاگی اب مین سوچ رہی ہون کہ مین نے کیا غضب
کیا جمشید نے کہا اے گلفروش نہ گھبراؤ مین جاتا ہون اگر شہکارہ راہ مین ملی اور مین
پا گیا تو شہکارہ کو مارا اور اگر دربار بقراط مین پہونچگئی ہوگی تو وہان جا کر ہنگامہ
برپا کرونگا یہ کہکے جمشید چلا شہکارہ تو اُڑی ہوئی جا ہی رہی تھی کہ نعرہ ہوا خبردار منم
جمشید زرین ترکش او شہکارہ سکارہ کہان جاتی ہو شہکارہ نے جو آواز جمشید کی
سنی ٹھہر گئی مگر جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہین دی تھی جمشید نے آگ برسائی
شعلہ ہاے آتش جو شہکارہ پر گرنے لگے شہکارہ گھبرائی دو چار آبلے بدن پر پڑے
کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او جمشید الگ رہنا ہم بقراط ثانی تم ایسون کی
بھی یہ مجال ہو کہ میرے قیدی کو روکو یہ کہکے سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش بجھے جب جمشید
نے سحر کیا بقراط نے اُسے دفع کیا مگر جمشید نے شہکارہ پر تلوار گرائی بقراط کی
ذرا پلک جھپکی تھی کہ اسطرح کی تلوار گری کہ شہکارہ کا سر اُڑ گیا ہاتھ سے سکندر چھوٹا
بقراط نے پنجے سحر کے پھینکے کہ سکندر کو روکین مگر سکندر کو ہوش آیا زبان مین
سوزن نہ تھی سکندر نے ہوشیار ہوتے ہی پنجون کو جلایا اور دیکھا کہ بھائی میرا
بقراط سے ردوبدل کر رہا ہو للکارا کہ او بقراط آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو
یا مجھے قضا کھینچ لائی ہو آپس مین سحر ہونے لگے اب سکندر و جمشید ایک طرف دونون
کے سحر بقراط روک رہا ہو اور دونون پر سحر کرتا ہو جب تھوڑا عرصہ گذرا بقراط نے
دیکھا کہ عرصے سے مین سحر کر رہا ہون ہوا پر معرکہ ہو رہا ہو ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اے لشکر من دلفریب جلد آؤ اور اپنا رنگ جماؤ یہ دونون جانے نہ پائین ان
دونون نے ایسا ہی عاجز کیا ہو کہ جو مین تجھکو بلاتا ہون ورنہ مین تجھکو تکلیف نہ دیتا یہ جو
بقراط نے آواز دی بائین جانب سے ایک ہوا سے سرد چلی ایک نازنین نہایت

حسین و جمیل بقراط ثانی کی کفیل سامنے سے پیدا ہوئی سامنے آکر سکندر و جمشید کے
بہ ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو — برنگ شمع نہ ہون ہم اگر بخار نہ ہو

کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون — ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہ ہو

اگر ا تو پھر اُسے جاتے ہوے نہین دیکھا — عناد و خشم دل یار کا غبار نہ ہو

درحرم کو ہی تشبیہ طاق ابرو سے — سواد کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہین درکار طاق کسرا کا — بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہون پر اُڑتا ہون باد کے مانند — کمیت نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے — گلہ نہین ہی جو صوفی شرابخوار نہ ہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روے رنگین کو — خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہ ہو

فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا — دل دو نیم مرا جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہی دل بیمار — خزان کا باغ مین نرگس کے اعتبار نہ ہو

بہت اُسے دل ہمت بلند رکھتا ہی — غم فراق کہین شیر کا شکار نہ ہو

برنگ سایہ گذرتا ہراہ ہستی سے — کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہ ہو

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سامنے سکندر کے گائے سکندر و جمشید سحر کرنے سے
باز رہے اُس نازنین نے سکندر سے آنکھ ملائی اِشارہ کرکے کہا کہ چلو قدرت
بلاتے ہین سکندر نے کچھ عذر نہ کیا وہ نازنین سکندر کو لیکر سامنے بقراط کے آئی
بقراط نے کہا منھ کھولو مین زبان مین سوزن دونگا سکندر نے بلا عذر منھ کھولدیا
بقراط نے سوزن دی جب سکندر کو گرفتار کرچکا تو اُسی نازنین سے اِشارہ کیا
کہ جمشید کو بھی بلاے اُسنے جمشید سے آکر آنکھ ملائی اور ناز سے کہا کہ صاحب آؤ
تمھین قدرت بلاتے ہین نسرین دلفریب اِسکا نام ہی اسکا سحر دلپذیر تاثیر کرتا ہی جمشید
بھی سر جھکا کر سامنے بقراط کے آئے بقراط نے وہی لفظ کہکے اُنکی بھی زبان مین سوزن
دی کہا ای نسرین دو قفس آہنی چاہیے ہین اُسنے بہت خوب کہکے ہاتھ بڑھایا پکارکر

کہا ای خدمتگار دو قفس آہنی لا خدمت کو ضرورت ہی کہ صحرا کے درختون کے بیچ سے
دو پنچھے سنہری پیدا ہوئے دونون مین دو قفس دیے ہوے تھے نسرین کو اُن
پنچھون نے دیے نسرین نے وہ قفس بقراط کو دیے بقراط نے دونون کو قفس
مین بند کیا اور دونون کو لیکر چلا مگر قضاے کار شبرنگ بن عمرو کہ جو چلا تھا اُسنے صحرا
مین یہ سب معرکہ دیکھا جب بقراط جاچکا تو نسرین دلفریب صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی
شبرنگ کے خیال مین آیا کہ اگر نسرین کو لیا تو دربار مین بقراط کے گذر ہوگا ایک طرف
بھاگا مگر کلیجے پر پتھر رکھ لیا دل سے کہتا جاتا ہی کہ اتنی بڑی مکارہ پر کیونکر ہاتھ پڑیگا
ایک لڑکی کی شکل بنکر صحرا مین پھرنے لگا دوپٹہ منھ پر رکھکر زار زار رونا شروع کیا
رونے کی جو آواز کان مین پہونچی نسرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکی دس گیارہ
برس کی گلبدن کا پاجامہ ایک ایک کلی پڑی ہوئی پہنے ہوے ایک پاٹ کی دوپٹیا
اوڑھے ہوے ناک مین صرف ایک موتی کی نتھ چہرے پر دو چار چیچک کے داغ ایک
نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہی نسرین کو دیکھکر بڑا ترس آیا سوچی کہ شاید یہ اپنے مان
باپ سے چھوٹ گئی ہی اُنھین کے فراق مین رو رہی ہی قریب آکر کہا کہ کیون بیٹی تم
کیون روتی ہو لڑکی نے رو کر جواب دیا کہ حضور ماں باپ میرے اس صحرا کی سیر
کو آئے تھے عرصے سے غائب ہو گئے مین نے سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین
نہ پایا اب منظور ہی کہ رو رو کر اپنی جان دون کوئی شیر بھیڑیا آویگا مجھکو کھا جائے گا
نسرین نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹے تمکو اپنا فرزند کیا ہمارے ساتھ چلو اسی صحرا مین
ہمارا مقام ہی تمکو مٹھائی کھلائین گے کپڑے پہنے بدلائین گے زیور پہنائین گے
دھوم سے شادی کرینگے لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی نسرین کے ساتھ ہوئی نسرین
لڑکی کو لیکر نخلستان سے نکلی ایک دشت دی دیکھا اُس صحرا مین ایک بارگاہ
استادہ ہی چند کنیزین در بارگاہ پر کھڑی ہین نسرین نے پکار کر آواز دی کہا اری
بھتو تجنے کسی مرد اور عورت کو تو نہین گرفتار کیا مین خوب جانتی ہون اس صحرا مین
جو کوئی آتا ہی تم اُسکو ضرور ستاتی ہو صاف صاف بتاؤ اس لڑکی کے مان اور باپ کو

تو نہین گرفتار کیا اُن سب نے قسمین کھائین کہ حضور کے نمک کی قسم کسی مرد اور عورت
کو ہمنے نہین گرفتار کیا جیسے آپ گئی ہین ہم آپ ہی کے انتظار مین تھے اسی مقام پر
کھڑے ہین یہان سے ہٹے نہین بلکہ ہمنے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے جاکر بڑا کار نمایان کیا
سکندر اور جمشید کو مبہوت کیا کہ اُن دونون کو قدرت لیکر گئے نسرین اُس بارگاہ
مین آئی لڑکی کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آکر کہا بی بی بیٹھو تمھارے واسطے
چیز منگائین کنیزون سے اِشارہ کیا کہ بی بی کے لیے چیز لاؤ کنیزین جاکر مٹھائی وغیرہ
لائین لڑکی کو دی لڑکی مٹھائی کھانے لگی نسرین ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر آئی آکر دیکھا
کہ ایک آہو بھاگتا ہوا آیا تیر پیچھے پر اُسکے پڑا ہوا الجھیا کر سامنے گرا بعد تھوڑی دیر
کے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین لیے کہ
جستجو مین اُس آہو کی تھا قریب آہو کے آیا قرولی کمر سے نکالی آہو کو ذبح کیا اب
جو اُٹھا مکان جو پہونچی نقاب چہرے سے جدا ہوئی نسرین نے دیکھا کہ ایک
آفتاب نکل آیا ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل ہتھیار لگائے ہوے قرولی
سے خون ٹپکتا ہوا کھڑا ہی مگر تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین برائے شکار طائر دل
لیس تھے سینے پر آکر نسرین کے پڑے کہ تا بہ سوفار غرق ہوے نسرین نے
کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی اے شہسوار پسینے پسینے ہو رہے ہو دم بھر آکر یہان
ٹھہر جاؤ اُس نقابدار نے جواب دیا کہ اے نسرین دلفریب تمھاری باتون سے
بڑا لطف ملتا ہی مگر ہم صحرا نورد رہتے ہین آہو ہمارے سامنے سے بھاگا اُسکی جستجو
مین اِدھر بھی گذر ہوا اگر تعجب ہی کہ ہم تمکو پہچانتے ہین اور تمنے ہمکو نہین پہچانا اور شکل
غیرون کے پکارتی ہو نسرین نے حیران ہو کر کہا کہ یہان تشریف لائیے برائے
چند ساعت بیٹھ جائیے اپنا حال خیریت مآل بیان فرمائیے کہ مین آگاہ ہون مجھکو
آپ سے ایک محبت ہوئی ہی مین کبھی مرد پر متوجہ نہین ہوئی مگر آج تمھاری شوکت
نے دل بیقرار کر دیا وہ نقابدار نقاب کو درست کرتا ہوا پاس نسرین کے آیا
نسرین نے چاہا ہاتھ تھامون نقابدار نے ہاتھ ہٹا لیا کہا اے نسرین محبت پاک

اور صاف بهتر ہی بہت میل نہ کرو اگر مین زیادہ مِل جُل کر تمسے بیٹھونگا تو عقب سے
ملکہ علامۂ جادو بیبری زوجہ معشوقۂ عاشق خصال آتی ہونگی اُنکے خلاف ہوگا مگر
لنسرین اُس جوان کو لیکر بارگاہ مین آئی مسند پر بٹھایا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ آسمان
پر برق چمکی نقابدار کانپنے لگا کہا لو ملکہ لنسرین ملکہ علامہ آپہونچی وہ ساحرہ تخت کو
اُتار کر لائی قریب نقابدار کے آکر بیٹھی زانو دبالیا لنسرین سے کہا بواہت کر بیٹھو
آج ایسا فراموش کیا میرے شہریار کو نہین پہچانتین غواص دریانشین کہ آج
اِس طلسم مین مثل اِسکے کوئی نہین ہی صورت زیبا سحر مین یکتا قدرت نے بیبری
شادی اِنکے ساتھ کی مگر اپنی جان سے بیزار ہین کہ صحرا سے تیتھو ہمارا مقام ہی وہین
آکر طلسم کشا اُترے ہین کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اُنکو گرفتار کرلین مگر جان کا خوف ہی
پھر علامہ نے طرف لڑکی کے دیکھا پوچھا ای لنسرین یہ کون صاحب ہین لڑکی اُٹھکر
دوڑی علامہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی لنسرین نے کہا ای علامہ غصہ نہ کرو شیاید
اِسکی مان سے تمھاری صورت ملتی ہی اِسوجہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی علامہ نے
کہا ای لنسرین یہ زمانہ وہ ہی کہ ساحر چھپتے پھرتے ہین گھرون سے نہین نکلتے تمنے یہ
کیا غضب کیا کہ غیر شخص کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئین آجکل سب کو جان کا خوف ہی بلکہ
شہریار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ لشکر طلسم کشا برباد کرون مین مانع ہوئی کہ اِن لوگونکا
ستانا بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو یہ کہکے غواص کا ہاتھ تھام لیا کہا لو
صاحب چلو دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کوئی آفت برپا ہو آج تیسرا دن ہی کہ تمھین یاد ہوگا
کہ قدرت کوہ نیلگون پر آئے ہم تم سب جمع تھے ممبر پر جاکر وعظ کہی کچھ فقرے کہے
کہ مضمون اُن فقرات کا یہ تھا کہ آجکل ساحر عبادت کرین ہمکو نہ بھولین لہو لعب
دنیوی سے ہاتھ اُٹھائین جو اِسکے خلاف کریگا مارا جائیگا ہرچند لنسرین نے چاہا
کہ زن وشوہر کو بٹھاؤن مگر غواص گھوڑے پر سوار ہوا لنسرین سے اِشارہ کیا
کہ اگر تم باغ جہان نما مین آؤگی تو مجھسے ملاقات ہوگی علامہ بھی تخت پر سوار
ہوکر روانہ ہوئی لنسرین کھڑی دیکھا کی کہ مرکب غواص کا نکلگیا اب جو پلٹ کر

بارگاہ مین آئی مقام جو معشوق سے خالی پایا بلک کر رونے لگی لڑکی نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیون مادر مہربان کیون روتی ہو مجھسے تو مفصل حال کہو اب ہماری مالک اور افسر آپ ہین ہم چاہتے ہین کہ آپ خوش رہین آپ کے خوش رہنے سے ہمکو بھی آرام ملیگا نسرین نے کہا بیٹا غواص دریانشین پر مین مائل ہوئی دل کہ رہا ہی کہ علامہ کیا صاحب نصیب ہی کہ ہر وقت معشوق کے ساتھ رہتی ہی چلتے وقت غواص نے یہ اشارہ کیا کہ باغ جہان نما مین آنا مین نہین جانتی کہ باغ جہان نما کہان ہی گھبرا جاتی ہون لڑکی نے کہا ای مادر مہربان مین ساتھ چلونگی ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تو عالم خواب مین قدرت کو دیکھا فرماتے تھے کہ ای گلچیرہ ہن نسرین کی خوشی کا خیال رکھنا اسکو خوش رکھنے سے تم بھی خوش رہوگی آپ ہی کی ذات سے اب ہمارا آرام و چین ہی کچھ تو قدرت نے مناسب جانا جو یہ ارشاد فرما گئے اگر مین ساتھ رہونگی تو بہت کام آؤنگی نسرین نے اسیوقت ایک تخت سحر تیار کیا لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا تخت کو سحر سے اُڑایا ایک مقام پر پہونچی تھی کہ لپٹین پھولون کی دماغ مین آئین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہی اُس مین غواص ٹہل رہا ہی کبھی کسی نخل کے نیچے ٹھہر جاتا ہی طائر ان نخل سے متوجہ ہو کر کہتا ہی یار دیرینے حال سے آگاہ نہین ہو اب مین تمکو واقف کرتا ہون

نظم

طفلی ہی سے تھے ہمتو ثناخوان محبت ‏ ‏ مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت

کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ ‏ ‏ دکھلاؤ ہمین سرو و گلستان محبت

اک دام مین صیاد کے اِک طوق بہ گردن ‏ ‏ قمری و عنادل ہین اسیران محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے ‏ ‏ چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

یاد ابروے دلدار کی رہتی ہی قمر کو ‏ ‏ ہی وردِ زبان مصرعۂ دیوان محبت

یہ اشعار پڑھتا ہی اور آنکھون سے آنسو بہا رہا ہی نسرین نے جو غواص کو دیکھا تخت اُتار اتخت سے کود کر ہاتھ تھام لیا کہا صاحب حقیقت مین باغ جہان نما کی فکر مین صحرا بہ صحرا پھری مگر دل نے ہدایت کی شمیم گل نے بلا لیا غواص نے جو نسرین کو انتہا کا مشتاق پایا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان

مین تمکو دیکھتے ہی مائل ہوا تھا مگر ضبط کیا زبان سے نہ نکالا اور یہ بھی خیال تھا کہ علامہ
آتی ہوگی جب مین تمسے جدا ہوا تو راہ مین بہت بگڑی کہتی تھی صاحب تم کیسے ہین لنسرین
کے کیون گئے تھے لنسرین کا یہ حسن وجمال ظاہری ہی مین مدت سے تمپر جان دیتی
ہون اگر کسی عورت پر توجہ کروگے تو جان دیدونگی اسوجہ سے مین نے زیادہ تمپر
توجہ نہین کی مگر تمھاری یاد مین رو رہا تھا کہ تم آگئین دلکو تسکین ہوئی چلو چلکر بیٹھو
اب لنسرین پر حال کھلا کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہی لڑکی بھی کہتی ہی کہ ای مادر مہربان اباجان
آپ پر خود جان دیتے ہین اپنے کو روکیے ایسا نہ ہو کہ انکو آپ کی محبت ظاہر ہوجاے
تو وہ پھر کھنچین گے لنسرین نے کہا آج وصل ہوجاے تو امید دل کی برآئے
لڑکی کہتی ہی کہ ای مادر مہربان عورت کا کھنچنا ہی مناسب ہی کھنچنے سے آبرو بڑھتی ہی
غواص نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ لڑکی لنسرین سے کچھ باتین کرتی جاتی ہی ہنسکر کہا کہ ای
لنسرین یہ لڑکی بہت تمھارے منھ لگی ہی تمسے کیا کہتی ہی لنسرین نے کہا بچے کی بات
کا کیا اعتبار مین نے جو اسکے ساتھ محبت کی تو یہ بھی محبت کرتی ہی سمجھاتی ہی کہ علامہ
نہ آجائے غواص نے کہا اُنکے آنیکا وقت نہین ہی اب وہ قصر معمار مین ہونگی یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا علامہ جادو نہایت غصے مین آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای
غواص تو نے اپنی آبرو کھوئی اس شفق کو لیکر پہلو مین بیٹھا ہی میری کنیزین اس سے
بہتر ہین مین نے تیرا مرتبہ بڑھایا تجکو غواص بحر اُلفت بنایا اب تو نے یہ حرکت کی مین
پہلے ہی سمجھ گئی تھی مین قصر معمار مین بیٹھی تھی جانتا ہی کہ مین کس ضرورت مین ہون کتنا
بڑا کام قدرت نے میرے سپرد کیا ہی اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ قفس کو جنبش ہوئی
مین نے پکار کر پوچھا کہ ای خبر گیر جادو مفصل خبر پہونچا کہ غواص کیا کر رہا ہی خبر گیر نے
خبر دی کہ غواص پہلو مین لنسرین کو لیے بیٹھا ہی مجھکو تاب نہ آئی ہرچند کہ قید یون کا
بڑا اہتمام ہی رات کا سونا موقوف کیا دن کے کھانیکا وقت نہ رہا اس خدمت نے
مجھکو پریشان کر دیا اور قدرت کو منظور یہ ہی کہ ایک ہفتہ انکو ڈراؤ دھمکاؤ بعد ہفتے
کے قتل کیے جاوینگے اگر اطاعت کی تو خیر اور یہ بھی قدرت فرماتے تھے کہ اگر سکندر

قتل ہوا تو طلسم کشا کا بہت زور کم ہو جائیگا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی نسرین تو خاموش ہو گئی
کچھ مُنھ سے نہین بولتی مگر غواص نے اُٹھکر ہاتھ باندھے کہا ای ملکۂ عالم جو آپ کو گمان ہو
اُسکا یہان خیال بھی نہین ہو آپ ایسی معشوقہ جب میرے قبضے مین ہو تو مجھے عورت
کی کیا ضرورت ہو چونکہ یہ آفت مین تھی مین اِسے لے آیا پہلو مین بٹھایا مگر معاف فرمائیے
لڑکی دوڑکر علامہ سے لپٹ گئی کہا امان جان کئی دن سے کہان چھپ گئی تھین مین
آپ کو ڈھونڈھتی تھی علامہ یا تو غصے مین تھی لڑکی نے جو تتلا کر کہا بے اختیار ہنس پڑی
کہا کیون نسرین یہ کون ہو نسرین نے کہا یہ وہی لڑکی ہو جسکو مین نے آپ سے بیان
کیا تھا کہ یہ صحرا مین ماری ماری پھرتی تھی اور مین اِسکو لے آئی کئی راتین گذری ہین
مین اپنے سینے پر سلاتی ہون مگر بڑی ضدن ہو جب بگڑتی ہو تو کسیکی نہین سُنتی علامہ نے
کہا ای نسرین مین نے اولاد کے واسطے کیا کیا کوشش کی میان غواص نے بڑی
بڑی مشقت کی مگر کچھ نفع ہوا اِسکو مین پرورش کرونگی نسرین نے سر جھکا لیا کہا
حضور مین اِس سے بہت مانوس ہون اِسکو تو نہ لیجائیے مین نے اِسکے لیے بڑے
بڑے سامان کیے ہین اور لڑکی اب نسرین سے بات نہین کرتی علامہ ہی کو لپٹے
جاتی ہو علامہ نے گود مین اُٹھا لیا کہا ای نسرین تمنے بڑی خطا کی ہو مگر اِس لڑکی کی
وجہ سے مین معاف کرتی ہون جاؤ بس بیٹھو غواص سے ملو اب مین نگوڑے کو
آنے بھی نہ دونگی اپنی صورت پر مغرور ہو یہ صورت بھی ہمنے بنائی کہ جو دیکھے وہ بیقرار
ہو جائے لڑکی کو گود مین اُٹھا لیا کہا او غواص مین جاتی ہون اب تو قصر معار مین نہ آنا
ورنہ بہت پچھتائیگا غواص منتین کرتا ہو مگر نسرین نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا علامہ نے
کہا او شقتل جھولی پہ ہاتھ ڈالتی ہو ابھی اشارہ کرون تو مثل سرو چراغان جل جاوے
نسرین نے گولہ نکالکر مارا علامہ نے گولہ توڑا اور ہاتھ ہلا دیا کہ ایک برق چمک کر
گری نسرین کے دو ٹکڑے ہوے مرنا نسرین کا کہ غواص رونے لگا کہا ای علامہ
تو نے غضب کیا علامہ نے کہا یہ اِسی کے لایق تھی لڑکی تو امان امان کہتی ہو وہ اپنی
کیے جاتی ہو اب تم اسکا جنازہ لیکر بیٹھو لڑکی علامہ سے لپٹ گئی کاندھے پر سر رکھدیا

کہا اماں جان اب مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی یہ بتلایئے کہ ابا جان کہان ہین علامہ نے
بہت پیار کیا اور کہا بی بی چلو مین تمھارے باپ کو بھی بلا دونگی غواص کو بھی نہ پوچھا لڑکی
سے ایسی مانوس ہوئی کہ لیکر تخت پر بٹھا لیا کہا بی بی چلو راہ مین لڑکی تتلا تتلا کر میٹھی
میٹھی باتین کرتی چلی علامہ ہر مرتبہ بلائین لیتی ہے اور کہتی ہے اے نور نظر مین تمکو سحر سکھاؤنگی
یہ باتین کرتی ہوئی قریب قصر پہونچی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا
ہے مگر درجے اُسمین بہت ہین ہنسکر کہا کیون مادر مہربان یہ قصر آپ نے نیا بنوایا علامہ
نے کہا اے نور نظر یہ مکان پُرانا بنا ہوا ہے مگر اب مین نے عجائب و غرائب زیادہ کر دیے
ہین اسوجہ سے کہ سکندر و جمشید کی قید خداوند نے میرے سپرد کی اسوجہ سے ہوشیار
ہر وقت رہتی ہون شبرنگ نے یہ بھی سُنا کہ سکندر و جمشید یہان قید ہین اب دلکو
تقویت ہے کہ اسکو چل کے مارے لیتا ہون علامہ لڑکی کو لیے ہوے قصر مین آئی
دونون قفس اُتارے لڑکی نے دیکھا کہ دونون کی زبانون مین سوئیان گرفتار دام
رنج و محن ہین مگر شبرنگ نے اسطور سے باتین کین کہ سکندر سمجھ گیا کہ شبرنگ لڑکی
بنکر آیا ہے جمشید سے اشارہ کیا کہ اے برادر مطمئن رہو میرے دل کو یقین کامل تھا کہ
آقا سے نامدار غفلت نہ کرینگے ضرور فکر کرینگے دیکھیے عیار آپہونچا اگر خدا نے چاہا
تو رہا ہوتے ہین اور اگر قضا لیکر آئی ہے تو مجبور و ناچار ہین جمشید یہ سنکر بہت خوش
ہوا دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس ظالم کی قید سے رہائی
دے شبرنگ پر آسانی ہو

نظم

ترا داند بہر جا مرد دانا + ترا بیند بہر سو چشم بینا
ز عشقت در زمانہ شور برپا + فگندہ خلق در آفاق غوغا
بحسنت دیدہ ہا محو تماشا + زبان ہا ذاکر و مشغول دل ہا
تو کردستی دل صافی دلانرا + چو آئینہ مجلا و مصفا
تو بیشک واحدی و لاشریکی + تو لاثانی توئی بے مثل و یکتا
تو در دین رہنماے بندگانی + تو ہستی کارساز کار دنیا

ز ہر شمعی کہ شد در دہر روشن / نمودی چہرۂ پر نور خود را
زمین و آسمان و عرش و کرسی / شد از حکم تو ای خلاق پیدا
گہی مجنون گہی فرہاد گشتی + / گہی شیرین شدی و گاہ لیلا
چو در یوسف جمال خود نمودی / فدا جان کرد در عشقش زلیخا
گہی پنہان شدی در صورت ہیر / گہی ظاہر شدی در شکل رانجھا
ز بوے غنچہ بویت مید ہد بو + / ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
شود اندر عرق چون ابر تر غرق / چو بنمائی بہ گل رخسار زیبا
غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ / بہ درگاہت چہ اسکندر چہ دارا
قلم ہر دم بہ تعریف تو جاری / زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
کند کوکو بہ صحن باغ قمری / کند بلبل بہ بستان شور برپا
تو والی و کریمی و رحیمی + / بلطف خویش بر ہندی بہ بخشا

مگر شبرنگ نے اپنا رنگ جمایا ہنسکر کہا اے ماور مہربان آپ کے ملنے سے مجھکو بڑی خوشی ہی کہ مین آپ سے ملی میرا جی چاہتا ہو کہ مین کچھ گاؤن علامہ نے اشارہ کیا کہ بی بی گاؤ بجاؤ مین تمھین خوش رکھونگی مین نے تمھارے واسطے معشوق سے فساد کیا اور یہ نوبت پہونچی کہ تمکو لیکر چلی آئی مگر شکر کرتی ہون کہ تمکو گانے مین بھی دخل ہی لڑکی ڈھول بجانے لگی ڈھول کو جو لطف سے بجایا علامہ نے کہا بی بی ڈھول تو تم خوب بجاتی ہو لڑکی نے ہنسکر کہا ماور مہربان تمھین نے تو مجکو سکھایا ہی وہ غزل جو یاد کرائی تھی وہ گاتی ہون علامہ نے کہا ہان بیٹا گاؤ تب تو شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا / مدح حیدر سے کمیت خامہ دلدل ہو گیا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہو گیا / گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہو گیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہو گیا / مجلس جمشید برہم ہو چکی قلقل ہو گیا
انتہاے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہان / ابتداے عشق مین چندے تحمل ہو گیا

کون ہی جو اُسکی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہو گیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روے یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہو گیا

مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا

تو نے رکھوائی جو کاکل ای بت بالا بلند
طرۂ باغ حسینان حسن سنبل ہو گیا

کافرونکو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنونکا مصحف رو سے ترے قل ہو گیا

تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ رنگ سرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہو گیا

بے تکلف بند کھولونگا قبا ے یار کے
جامے سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے جو موے مشکبو
رفتہ رفتہ مغز کو سودا سے کاکل ہو گیا

جوش پر آیا جو پھر یارین دریاے اشک
تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلتے پر صفا چاہے جو یار آتش کمان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہو گیا

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ علامہ کے کان کھڑے ہوے منھ تو چوم لیا مگر سر سے پا تک دیکھنے لگی شبرنگ نے کہا ای مادر مہربان آپ نے جو ساقی گری بتائی تھی وہ بھی کمال دکھاؤن علامہ اور زیادہ کھٹکی مگر شبرنگ مطمئن ہی کہ میرے دام مکر مین پھنسی فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور گت ناچا جام کو سر پر رکھکر علامہ کے سامنے گیا علامہ نے جام لیکر اُلٹ دیا شراب چرخ مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گر ہی علامہ نے کہا ادی تو کون ہی قفس سے سکندر و جمشید دیکھ رہے ہین شبرنگ نے جو دیکھا کہ شراب اُڑ گئی علامہ نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ شبرنگ لڑکھڑا کر گرا علامہ نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی علامہ نے کہا لنگوڑی تو کون ہی شبرنگ نے کہا منم شبرنگ بن عمرو علامہ نے کہا او موے ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ای جلاد جادو جلد حاضر ہو اسکو قتل کر گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے قریب آیا علامہ نے اشارہ کیا اُس جلاد نے ہاتھ پکڑکر شبرنگ کا کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا مگر قضا ے کار یہان جس

رات کو شبرنگ علامہ کے ساتھ آیا نور الدہر نے خواب پریشان دیکھا کہ شبرنگ
قتل ہوتا ہی اور ایک ساحرہ حکم دے رہی ہی اور ایک زنگی خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہی
نور الدہر نے صبح کو سامنے سردارون کے بیان کیا نجم اختر شناس گھبرا کر اٹھا
پوچھا ای شہریار ساحرہ نے کچھ نام بتایا نور الدہر نے کہا وہ نعرے کر رہی تھی کہ ہم
علامہ جادو و نجم اختر شناس نے عرض کی ای شہریار علامہ جادو بلاے روزگار ہی
قفر معار مین رہتی ہی یہ کہکے نجم اٹھا ارسطوے ثانی نے کہا مین بھی چلونگا ارسطو اور
اختر شناس پر پرواز پیدا کر کے چلے تگ راہ مین نجم نے کہا ای ارسطو بہتر یہ ہی کہ چلکر
سکندر کو رہا کرو قفس توڑ ڈالو زبان سے انکی سوزن نکالو تب جا کر مطلب نکلے
ارسطو نے کہا مین جمشید پر گرونگا اور قفس توڑ ڈالونگا نجم نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ
کہکر دونون جاتے ہین یہان وہ وقت ہی کہ جلاد سر پر کھڑا ہی علامہ حکم دے رہی
ہی جھلا کر کہتی ہی ارے کیون تامل کرتا ہی لیکن شبرنگ بن عمرو بیقرار طرف آسمان
کے دیکھ رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای کارساز و ای رب بے نیاز اس آفت سے چھڑا
علامہ سامنے بیٹھی ہی اور شبرنگ پکار رہا ہی ای خالق بے نیاز بچاے نظم

دار زین تلخی مزاج خود نہ ای بیمار تلخ — گر دوا بخشد طبیب مہربان ہر بار تلخ
جام مل بے لالہ و گل در گلستان جہان — ذائقہ بخشد بکام عندلیب زار تلخ
ہر کس ز لذت شیرین نمیگردد نصیب — ہر کرا باشد بہ دنیا طبع ناہنجار تلخ
مفلس اندر مفلسی ناحق پریشان خاطرات — میگذارد عمر ناحق بندۂ نادار تلخ
از ترش روئی و بدخوئی بپرہیز و خلیق — آدم خوش گو نگوید از زبان زنہار تلخ
دل مدہ ہندی بہ شیرین لذت دنیاے دون — زانکہ میگردد دہان زین لذت آخر کار تلخ

لیکن نجم اختر شناس و ارسطو جو چلے تھے اول آسمان پر آکر ٹھہرا سنے دیکھا
دونون قفس رکھے ہین سکندر و جمشید کی آنکھون سے آنسو جاری اسیواسطے
علامہ نے قفس لا کر سامنے رکھے ہین کہ سکندر و جمشید کو صدمہ ہو اور یہ
بیقرار ہون انھین کے رہا کرنے کو یہ عیار آیا تھا اپنی آنکھو لنے دیکھین کہ

یہی حال ہمارا بھی ہوگا اب زندہ نہ بچین گے نجم اخترشناس وارسطو نے جو بالاے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئے نجم نے ارسطو سے کہا مین جاتا ہون ارسطو نے کہا مین بھی آیا دونون ایک جانب زمین پر اُترے اور غرق زمین ہوے مقام کو اول ہی سے تاک لیا ہی نقب سحر کاٹتے ہوے چلے علامہ نے جلاد کو اشارہ کیا کہ ارے کیون دیر کرتا ہی ایک ہاتھ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے جلاد خنجر لیکر بڑھا کہ علامہ نے دیکھا برابر قفس سکندر کے زمین شق ہوئی اور دھوان نکلا علامہ سمجھ گئی کوئی آیا کہ یکایک نجم نے سر نکالا آمادہ ہوکر توڑنے آئے تھے نکلتے ہی قفس کو توڑا علامہ للکارتی ہوئی اُٹھی کہ او نجم مین نے پہچانا اتنے عرصے مین ارسطوے ثانی نے برابر قفس جمشید کے سر نکالا فوراً نکلتے ہی قفس توڑ از بان سے سوزن نکالی جمشید کو رہا کیا اور یہ کلمہ کہا کہ اے شہریار علامہ سے مقابلہ کیجیے دیکھیے نجم اخترشناس آپ کے بھائی صاحب کو رہا کر رہا ہی علامہ نے نجم پر کارد سحر کھینچ ماری نجم کے ہاتھ قفس کے توڑنے مین پھنستے تھے سمجھا کہ یہ کارد پڑ گئی سینے کو توڑ کر پار گذر رے گی گھبرا کر چیکارا اُٹھا کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اِس کارد سحر سے بچاے نظم بطور خمسہ

اے موحد صرف با ذات احد کن دوستی ترک کن ہر یک تعلق با صمد کن دوستی
بگذر از بغض وحسد با نیک و بد کن دوستی با ہمہ وحش و طیور و دام و دد کن دوستی
در جہان گنجینہ دار مخزن اسرار باش
خواہش دلدار اگر داری ز خدمت سر متاب زانکہ از خدمت بکام خویش باشی کامیاب
کن اطاعت تا توان در تن بود در جسم تاب روز بہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب
شب بہ شغل ماہ بہر بندگی بیدار باش

نجم نے تو بلک کر یہ دعا کی جمشید نے بڑھکر سامنے کارد کے اپنا سینہ سپر کر دیا بہ قدرت پروردگار کارد آکر شانے پر پڑی کہ شانہ جمشید کا زخمی ہوا اتنے عرصے مین نجم نے سکندر کو رہا کیا اور سوزن نکالی سکندر نے اُٹھتے ہی للکارا کہ او ملعونہ منم سکندر شہنشاہ لشکر طلسم کشا بس اب بھاگ جا مگر علامہ کب بھاگتی ہی اِسنے قصر پر سحر کیا او

قصر تھرا ایا دیکھا سکندر نے کہ قصر تصور نہ کریگا اگر گرا تو ہم سب دب جاوینگے آوازدی
ای برادر جمشید قصر کو روکو جمشید نے زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا کہ قصر کی جنبش موقوف
ہوئی جیسے ہی قصر رکا علامہ نے آگ برسادی تلوارین گرائین خنجر گرائے گوشہ ہاے
قصر سے تیر چلنے لگے دو چار تیر سکندر پر پڑے سکندر نے تیرونکو جسم سے نکالکر پھینکا
کئی دن سے قید تھے آب و دانہ بند قفس مین دردمند خون جو بدن سے جاری ہوا
تھرانے لگے جمشید نے بڑھکر بھائی کا ہاتھ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ
سکندر نے پکارکر آوازدی ای طاقت تراجلد اِس مقام پر آکر مجھکو روک مین گرا
چاہتا ہون کہ یکایک پشت سے دو نازنینین پیدا ہوئین ایک اُنمین سے بڑی
شوخ وشنگ سامنے سکندر کے آئی دونون بازو تھام لیے علامہ سے آنکھ
ملائی اور آوازدی کہ بی علامہ صاحب یہ اشعار تو سنو میان آتش نے کیا خوب
ارشاد فرمائے ہین نظم

بزم مین رنگین خیالو نکی جو ہو روشن چراغ — سنبلستان ہو شبستان لالہ گلشن چراغ
چاند سے ٹکڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین — پرتو مہتاب سے بنجاتے ہین روشن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین — تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا روشن چراغ
دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار — رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اُسنے کیا خاک سیاہ — موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ
دل ہمارا افسردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی — داغ سینے کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
یار کو بھڑکا کے مجسے کوئی پاتا ہی فروغ — آتش افروزی سے ہونیکا نہین دشمن چراغ
وصیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا — واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ
گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا — لعل لب کو مین نے دیکھا آل پر روشن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر — رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین — غم نہین اسکا نہ ہوا اپنے مرقد میں چراغ

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے علامہ نے بگوش ہوش سُنے جب اشعار سن چکی چہرہ

سرخ ہوگیا انکھین اُبل آئین یا تو سحر کی بوچھار کر رہی تھی یا خاموش ہو کر کھڑی ہوئی
پکار کر آواز دی یا خداوند بقراط ثانی آکر مدد کیجیے مین اِسکے سحر مین پھنس گئی اور سحر کرنا
بھول گئی جیسے ہی اِسنے یہ پکارا قصر ہشت پہل سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت خبردار
نہ گھبرانا ہم خداوند بقراط ثانی سکندر گھبرا کر قصر سے نکلے مگر علامہ کو اشارہ کیا کہ تلوار
کھینچکر اپنے گلے پر پھیر لے علامہ نے جو تلوار اپنے گلے پر پھیری سر کٹکر گرا عجب
ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ ہم غواص جادو ای سکندر علامہ کو مار کر کہان جاتے ہو
سکندر نے باہر قصر کے نکلکر دیکھا کہ ایک دریا جوش مار رہا ہی جہانتک نگاہ کام کرتی
ہی دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہی نہنگ اُسمین سے نکل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین
کہ یکایک مچھلیان تڑپ کر نجم وارسطو پر گرنے لگین یہ دونون مچھلیون کو قتل کر رہے
ہین لیکن مچھلیان غائب نہین ہوتین نجم نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ مین اِس
دریا کی ماہیت سے آگاہ نہین مچھلیون سے جان نہ بچیگی سکندر نے منھ سے شعلہ
چھوڑا وہ آگ کا شعلہ جو دریا مین گرا مچھلیان جلنے لگین دریا موج مار کر پلٹا تھا کہ
غواص نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای سکندر جانے نہ دونگا سکندر نے پکار کر
آواز دی ای ماہیان دریا مین تمھارے حال سے واقف ہون غواص کو لینا وہ
سب مچھلیان غواص کو لپٹ گئین اور بدن نوچنے لگین نوچ کھوچکر غواص کو کھاگئین
نجم نے اِشارہ کیا کہ ای شہنشاہ نکل چلیے سکندر نے قصد کیا کہ نکلجاؤن کہ دیکھا سامنے
ایک پہاڑ حائل ہی سکندر نے پکار کر آواز دی او کوہ مین سمجھ گیا مین خود کوہ ہون
تجھکو کاہ جانتا ہون دم بھر مین مٹاؤنگا یہ کہکر گولہ مارا کہ کوہ مین دنناتا ہوا دیکھا
سکندر نے کہ بقراط ثانی کھڑا ہوا ہی اور للکار رہا ہی کہ ای سکندر ہم خداوند بقراط
ثانی کب تجھکو جانے دیتا ہون یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا ایک ستون برق کا از
زمین تا چرخ بر مین ظاہر ہوا اور ایک دنناتا ہوا وہ ستون شق ہوا کئی سو نازنینان
مہ جبین رقص کرتی ہوئین اور ساز دلفریب بجاتی ہوئین اُسمین سے نکلین اور آواز
دیتی تھین کہ ای سکندر و جمشید و نجم و ارسطو ذرا اِدھر دیکھو اِن چارون نے جو

اُن نازنینون کی جانب دیکھا دیکھا کہ بیچ مین اُنکے ایک نازنین حسین یہ غزل گا رہی ہی **نظم**

ہی جوانی کی ترنگ اور اپنا دلبر سات ہی
لطف ہی شام و سحر کا روے تابان مین ترے
زندگی سے ہاتھ اُٹھوانا ہی وہ حسن و جمال
درد دل ابر سیہ ہی نالہ ہی مانند برق
اپنے دیوانے کو رُخ اپنا دکھا ای شاہ حسن
یاد مین اُس کا کل و رُخ کی کٹتی ہی اپنی عمر
پھر بتاؤ خوف ہو عصیان سے ہمکو کس لیے
یاد جب فرقت مین آئے کیون نہ دل تیلے شفا

مے دے او ساقی خدارا موسم برسات ہی
غیرت خورشید ہی منھ زلف کالی رات ہی
اُسکی چھپ تختی غضب ہی آفت جان گات ہی
چشم ساون کی جھڑی دن رات یان برساتی ہی
ورنہ یان شطرنج ہستی تک اجل سے مات ہی
رات دن ای دوستو اپنی یہی اوقات ہی
شافع روز جزا احمد سا عالی ذات ہی
کہتا وہ اُسکا گنوا رہی مین کہ پیارا جات ہی

اِسطرح کے اشعار جو اُس مہ جبین نے اونچے سرون مین گائے نجم نے دیکھا کہ اِن عورتون کو دیکھکر سحر فراموش ہونے لگا بس زمین مین پاؤن مار کر یہ تو غرق ہوے اور شبرنگ بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سکندر و جمشید و ارسطو جھومنے لگے بقراط ثانی نے بڑھکر تینون کی زبان مین سوزن دی ہاتھ بڑھایا طرف ستون برق کے اُن نازنینون نے تین قفس لا کر دیے اُن تینون قفسون مین تینون کو بند کیا اور پر پرواز پیدا کر کے چلا شبرنگ غار سے نکلکر چھپٹا کہ راہ مین کوئی عیاری کرون مگر بقراط نکل گیا قصر ہشت پہل مین آیا تمام سردار اُٹھ کھڑے ہوے نازنینان مہ جبین بلائین لینے لگین کہتی ہین یا خداوند آپ نے آج بڑی مشقت کی مگر اِنکا زندہ رکھنا مناسب نہین یہ تینون باغی ہین دیکھیے کس نگاہ سے آپ کو دیکھ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ اگر چھوٹین تو سحر کرین بقراط نے حکم دیا کہ بیرون قصر ہشت پہل میدان خونی کی تیاری ہو اِن تینون کو دار پر کھینچو کئی ہزار افسر ساحران زبردست حاضر تھے اُنھون نے نکلکر فوراً میدان تیار کیا جلاد بھی حاضر ہوے دارین بھی اِستادہ ہو گئین اب بقراط ثانی باہر نکلا جلاد تیغ ننگین لگا رہے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی کہ جسکے حکم کی سارا طلسم اطاعت کرتا تھا آج دیکھو کس حال مین

مبتلا ہی کہ قفس مین بند مثل گنہگارون کے آیا ہی آج قتل ہوتا ہی کوئی اسکا بچانے والا نہین اب بھی اسکو مناسب ہی کہ قدرت کے سامنے کچھ عذر کرے کیا عجب ہی کہ خطا معاف ہوجائے دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فرید ونکے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرمارونین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام — ارغنون وار سدا اُنکو بختی تھی صوت ہزار
بار تھا وان پہ خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل متھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
جسپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو جیغہ کا ہی آئنہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے — کُنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ جو جلادون نے آواز دی سب رونے لگے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ یار و جلادون نے دل دُکھا دیا کیا اشعار پڑھے ہین دل ہمارے دنیا سے ٹوٹ گئے حقیقت مین ایسا بادشاہ جلیل اِسطرح قتل ہوتا ہی مقام افسوس ہی مگر شبرنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا کہ سامنے قصر ہشت پہل کے میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی بیقرار ہو کر بھاگا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے ہین شاہزادیان بہلا رہی ہین کہ رہی ہین کہ ای شہریار یقین ہی کہ بخیر و عافیت آئین اور سکندر کو ہرا کر لائین ملکہ شعلہ جوالہ نے کئی مرتبہ کہا کہ کنیز جا کر خبر لے نور الدہر نے منع کیا حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار کھڑا ہی نور الدہر سلاح جسم پر لگائے ہوے لوح محفوظ

گلے مین ناظرین کو یاد ہوگا کہ اِنکو پرچہ ملا تھا اُسکو ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شبرنگ سامنے
سے حاضر ہوا نور الدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا ہنس پڑے اور فرمایا ای یار وفادار
خدا نے اپنا فضل کیا کہ تمکو ہمنے بخیر و عافیت دیکھا ہمکو تمھاری امید نہ تھی طائران سحر
نے خبر دی تھی کہ تم زیر تیغ بیٹھے ہو کہ زمین شق ہوئی نجم اختر شناس ظاہر ہوے اور
نور الدہر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا کہ سکندر پھر قید ہو گئے
خود بقراط ثانی آیا تھا غلام بکوشش نکلا غرق زمین ہو کر جان بچی عجب سحر بے حیا نے
کیا کہ کبھی یہ سحر نہ دیکھا تھا نور الدہر نے کہا ای نجم تم راز دان بقراط ہو تم ایسا کہتے
ہو نجم نے کہا ای شہریار اصل ہین یہ سحر کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا اول ایک ستون برق
پیدا ہوا اُس ستون برق سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین اِس دھن مین گاتی تھین
کہ قلب اُلٹا جاتا تھا نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم کیا دیکھکر آئے شبرنگ نے
کہا ای شہریار وقت قتل سکندر و جمشید و ارسطو قریب ہی جلاد سنگین لگا رہے
ہین بقراط قصر سے باہر آچکا بس اشارے کی دیر ہی نور الدہر فوراً الپشت مرکب پر
سوار ہوے شاہزادیون نے چاہا روکین کسی نے دامن پکڑا کسی شہزادی نے
خاک پا توتیاے چشم کی عرض کی ای شہریار کنیزین جاتی ہین سکندر کو چھڑا کر لاتی
ہین یا قدم اقدس پر نثار ہو جائینگی نور الدہر نے سب کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا
اور فرمایا کہ مین یہ خبر وحشت اثر سنون اور بیٹھا رہون مین براے رہائی سکندر
جاتا ہون مقام افسوس ہی کہ آج لشکر کا چراغ گل ہوتا ہی سکندر ایسا بادشاہ نہو
یقین ہی کہ دریاے قلزم تک رسائی نہوگی اُسکی ذات سے لشکر مین بڑی رونق
تھی شاہزادیون نے جو دیکھا کہ نور الدہر برہم ہوتے ہین دامن چھوڑ دیا پروانہ
پیدا کر کے آسمان پر گئین نور الدہر نے مرکب مہمیز کیا مرکب طلسمی طرارے
بھرتا ہوا چلا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا تھا اگر کوہ لگگیا نور الدہر نے ایڑ کی
مرکب نے طرارہ بھرا کوہ کو مرکب فرا گیا اِسطرح پر جست و خیز کرتے ہوے آتے
ہین یہان وہ وقت ہی کہ بقراط کھڑا ہی سکندر و جمشید و ارسطو پر بہ عتاب خطاب

کر رہا ہی کہ کیون سکندر اپنی جان کا خوف تھا دیکھا تمنے کیا قیامت برپا کی دم بھر
مین تمکو گرفتار کر لیا کوئی سحر نہ چلا ایسے ایسے ہزار ہا شعبدے جانتا ہون کہ جنکا دفعیہ
نہ ہو سکے سکندر جواب دیتے ہین کہ او بہیا کیون گھبراتا ہی انشاء اللہ وہ وقت آتا
ہی کہ تو بھاگتا پھریگا اور ہم تیرے تعاقب مین ہونگے بے قتل کیے پیچھا نہ چھوڑینگے
تیرا زمانۂ مرگ قریب ہی او بہیا کیون بلبلاتا ہی وقت تیرے بلبلانے کا گذر گیا تونے
خود کتاب سوانحات مین لکھا ہی نور الدہر کی تصویر کتاب سوانحات مین ہی
اور قتل تیرا ہاتھ سے نور الدہر کے لکھا ہی اپنی تحریر تقدیر کو آپ بھول گیا ہی
بقراط نے کہا اُس تحریر کا اعتبار نہین رہا ہم نے وہی مین لکھدیا ہزار برس یہ طلسم فتح
نہ ہوگا مین تدبیر کر چکا یہ کہکے اشارہ کیا کہ دار پر انکو لٹکا دے جلاد نے تینون کو
قفس سے نکالا زنجیر پانون مین باندھی دار پر کھینچ دیا بقراط نے اشارہ کمان
کیانی و ترکش کا کیا کہ جسمین کئی سو تیر تھے کسی نے ہاتھ مین دی بارہ سو کماندار پشت پر
آ گئے یہ حال دیکھکر سکندر مایوس ہوا اور اپنے بے نیاز سے دعائین مانگنے
لگا کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان و ای خالق کارسازندہ ای رحیم و کریم
بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اصل یہ ہی کہ انسان اپنا یہ شعار رکھے خمسہ

شغل نیکی کن درین دنیا بپرہیز از بدی ٭
دوست شو با نیک و بد اندر مقام دوستی
تا رسی در منزل مقصد براہِ حق رسی
نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی
نیک خوی و نیک کردار و نکو اطوار باش

در جہان یکرنگ شو با ہر کسی مانند گل ٭
نوش کن ہر دم ز مینائے محبت جام مل
کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل
صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل ٭
یکزبان با نیک و بد یکدل بہ مور و مار باش

نیک و بد را در جہان کن خوشدل از کردار خویش
دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش
ساز با خلق نکو خلقِ جہان را یار خویش
مثل خور روی زمین کن روشن از انوار خویش
سایہ گستر در جہان چون ابر گوہربار باش

سکندر ثانی یہ دعا کر رہا ہی بقراط کا قصد ہی کہ تیر بحر کمان سے رہا کرے کشاکش کی صدا
بلند ہو گوش ہوش تک پہلے پہونچ چکے ہین کہ سکندر نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ اے
معبود ہر چند کہ علم نجوم کا مین اعتبار نہین کرتا مگر راز دانان اس طلسم نے جا بجا لکھا ہی
اور حکم لکھ گئے ہین کہ یہ حقیر بر وقت قتل بقراط ہمراہ طلسم کشا ہوگا غلام کو اُسکا انتظار
ہی آج تو ملک الموت سامنے کھڑا ہی رحم اپنا شریک کر یہ جو بلک کر سکندر نے دعا
کی ارسطو و جمشید آمین کہ رہے ہین کہ نعرہ شیر کی آواز آئی تیر جو بحر کمان سے رہا ہوے
تھے وہ اُلٹے پلٹے جن لوگون نے قصد کیا تھا کہ سکندر کو مارلین آہنین سر دار بھی تھے
باقی ملازمان عام پلٹ کر تیر اُنکے سب کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے
بقراط نے حیران ہو کے طرف آسمان کے دیکھا کہ نازنینان زہرہ جمال بدر آسمان
کمال ہاتھ ہلا رہی ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ مثل شعلہ جوالہ و مربع نشین و ہماے مرصع پوش
اور ملکہ گرداب و دریا نشین وغیرہ چالیس شاہزادیان آگ برسا رہی ہین بقراط نے
سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی اور شاہزادیان تھرائین زبانین بند ہونے لگین
کہ فوج تلے اوپر ہوئی اور ایک طرف سے نعرے کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده بقار ابیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط نے دیکھا کہ طلسم کشا کا چہرہ مثل آفتاب عالمتاب رعب و دبدبہ ہمراہ اور رکاب
ظفر مین شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین فوج کو تلے اوپر کر دیا اور پشت پہ طہماس
ایسا بہادر دیو کی گردن پکڑ کے لڑتا ہوا ہمراہ ہی جہان ساحرون نے سحر کیے وہان
نور الدہر نے لوح محفوظ کو گردش دی سحر سب کے باطل ہوے بقراط نے فوج کو للکارا
کہ ہان یارو طلسم کشا کو مار لو چالیس لاکھ ساحر تلوارین کھینچکر جھپٹے مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
جرأت مین لاثانی شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین چالیسون جادوگرنیان پھڑک کر گرین

زنجیرین کاٹین سکندر کو رہا کیا سکندر نے رہا ہوتے ہی بقراط کی طرف رُخ کیا بقراط نے کئی سحر ایسے کیے کہ سکندر تھرا گئے ایک طرف برق گری کہ شانہ زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی سکندر نے خون شانے کا بقراط پر پھینک مارا خون کے قطرات جو بقراط پر گرے بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر نورالدہر لڑتے ہوے آتے تھے بقراط نے وہی سحر کیا کہ ستون برق ظاہر ہوا وہ ستون پھٹا اُسمین سے کئی سو شاہزادیان وُر درگوش مرصع پوش ہنستی ہوئی نکلین شاہزادیون سے آنکھین ملاکر یہ اشعار گانے لگین نظم

ممکن نہین ہو دوسرا تجھسا ہزار مین — ہوتا ہو اِک بہشت کا دانہ انار مین
بلبل نہ ہاتھ آئے اتھی شکار مین — صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین
خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا — رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
سودا نہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا — عاقل کو پھانسی دیتا ہو یہ جن حصار مین
کیا کیا گلون نے کان مین اپنے گھڑے کیے — آمد کو سُنکے یار کی فصل بہار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے — وعدہ خلافی لاتی ہو فرق اعتبار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بے خبر — بلبل چمن مین مست ہو ہم کوے یار مین
گیسو و روے یار ہین دونون بلاے جان — ایک ایک سے زیادہ ہو اِن گنج و مار مین
اِک آفتاب خانۂ زین کا ہو اِشتیاق — مانند گرد راہ ہون لشکر سوار مین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین — مٹی خراب اپنی بھی ہو اِس دیار مین

سب شاہزادیان جھومنے لگین آنکھین اُبل آئین چہرے سرخ ہو گئے شعلہ جوال نے ہماے مرصع پوش سے کہا کہ بوا یہ تو سراسر خلاف ہو کہ قدرت سے لڑنے کو آئے ہین وہ تقدیر کرکے سب کو مٹائین گے اور جمشید نے بیقرار ہوکر چاہا کہ اُس نازنین کے قدمون پر گر پڑون اور سکندر پر بھی کسی قدر تاثیر ہونے لگی تھی مگر سکندر نے جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا پانی چلو مین لیکر منھ دھو دیا اور وہی آبخورہ خالی از آب کرکے طرف پشت کے پھینکا اور آواز دی کہ اے جوانان ماہرو دلفریبی کو مٹاؤ جلد آؤ جمشید کا حال ابتر ہو تمھارا آنا بہتر ہو کہ گوشہ صحرا سے قہقہہ کی

آواز آئی دیکھا بہت سے کمسن جوان سولہ سولہ سترہ سترہ برس کے سن لباس فاخرہ
زیب جسم پنجہ ہاے ہلالی ہاتھوں مین کلاہ ہاے زرین بر سر جسقدر وہ نازنینان مہ جبین
تھین اُتنے ہی وہ جوان آئے اور اُن سب کے آگے ایک جوان تاجدار ہی کہ نہایت
حسین وجمیل پنجہ چمکاتا ہوا اسکا افسر بنا ہوا سامنے اُن نازنینون کے آیا وہ افسر
نازنین جو سب کے بیچ مین تھی اُسپر تو اُس تاجدار نے نگاہ ڈالی اور ہر ایک جوان
ہر ایک نازنین سے اِشارے کرنے لگا وہ عورتین گھبرا کر چاہتی ہین کہ اپنے اپنے
طالب کے پاس جائین کہ ستون برق کو جنبش ہوئی اور آواز آئی کہ خبردار پاس
سے ستون کے نہ جانا یہ جمال ظاہری ہی تمکو فریب دیتے ہین وہ نازنینین رُکین لیکن
اُن جوانون نے ہنس ہنسکر جو اِشارے کیے عورتون کو تاب نہ رہی بیتاب ہوکر
ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا ہرچند ستون برق کو جنبش ہوتی ہی آوازین بھی آتی
ہین کہ خبردار ہوشیار رہنا اِنکے دام مکر مین نہ آنا مگر وہ جوان اُن نازنینون کو ہمراہ
لیکر بوس وکنار کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے کوئی نہ سمجھا کہ کہان سے
آئے تھے اور کہان گئے نور الدہر کی تلوار نے آفت برپا کی طہماس بھی لڑتا ہوا
آتا ہی جب وہ نازنینین نگاہ سے مخفی ہوئین تو یہ چالیسون شاہزادیان شعلۂ جوالہ
وغیرہ اپنے ہوش مین آئین کڑک کڑک کر گرنے لگین جس غول پہ گرین نعرہ کیا کہ
ہم ہمارے مرصع پوش وغیرہ ساحرونکو بچا گئے کا راستہ نہین ملتا کئی ہزار افسر لشکر
بقراط کے لڑ رہے ہین جسکا نور الدہر کا سامنا ہوا اُتنے سحر کے دریا بہا دیے
اور صدہا کو مٹایا مگر نور الدہر پہ پنجہ قابض نہین ہوتا اب اِس عرصے مین لشکر
نور الدہر بھی تُل آگیا قرنا پھنکی اور رو ردی بھی پلٹنون کی بجی اِس زور وشور سے
سب آ گر گرے کہ کافر حیران وپریشان ہو گئے ارسطو برابر نور الدہر کے آیا کہا کہ اے
شہریار حقیقت مین آپ نے کیا جنگ کی ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا
ہین مگر سکندر نے عرض کی کہ جنگ کرتے ہوے تا بہ ستون برق جائیے وہان
جاکے پرچے کو اور لوح محفوظ کو ستون سے مس کیجیے یقین ہی کہ بقراط ظاہر ہوگا

نور الدہر نے کہا بہتر ارسطو تو الگ ہوے مگر نور الدہر نے گھوڑا طرف ستون برق کے بڑھایا پہلوان اور ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی سو پہلوانونکو نور الدہر نے قتل کیا کہ ستون برق سے آواز آئی ای ارک رعد آواز آ کے طلسم کشا کو روک ایسی چیخ مار کہ طلسم کشا لڑکھڑا کر گرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پر سوار چیخین مارتا ہوا آتا ہی آواز مین اُسکی یہ تاثیر ہی سب کو معلوم ہوتا ہی کہ رعد گرج رہا ہی بلا زمان نور الدہر کئی ہزار آدمی خوف سے بیہوش ہو کر گرے بعض کے سر پھٹ گئے بعض صد اسنکر دیوانے ہوے اور پکارتے پھرتے ہین کہ یارو کدھر جاوین کبھی قریب صحرا کے جاتے ہین کوہ سے سر ٹکراتے ہین کبھی روتے ہین اور پکارتے ہین **نظم**

کسی کا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا ۔۔۔ ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا

حنا سلے نہ اگر تمکو وقت آرایش ۔۔۔ ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا

رُکا نہ عالم فانی مین قتل بندون سے ۔۔۔ خدا کے سامنے سفاک تو مکر لینا

تمھارے کوچے سے جاتی ہی لاش عاشق کی ۔۔۔ شریک ہو لو جنازے کے پھر سنور لینا

ترے فراق مین عاشق کو تیرے کام یہی ۔۔۔ ہزارون کروٹین بستر پہ رات بھر لینا

ستم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق ۔۔۔ تو اُس گھڑی ہمین بھولے سے یاد کر لینا

وہ خوب یاد ہی بوسے کو دیکھے وصل کی شب ۔۔۔ حیا سے آنکھونپہ ہاتھون کو اپنے دھر لینا

یہ دور بزم مین ساقی رہے خیال جدا ۔۔۔ گرون جو نشے مین مُڑ کر مری خبر لینا

عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے ۔۔۔ نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا

جو دفن کر کے چلے دوست مجھکو مین نے کہا ۔۔۔ کبھی تو بہر خدا آن کے خبر لینا

خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد ۔۔۔ جو پھڑکون دام مین اُبکے تو پر کتر لینا

یقین مرگ یہ تھا اُلٹے مین نے شب کو کہا ۔۔۔ سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا

سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے ۔۔۔ لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا

نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش عالی کی ۔۔۔ جہان وہ ملنگے وہ وہ کلام کر لینا

ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھون سے
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا

قمر خیال ہی اور دل سے عرض کرتا ہون
حسینٔن حشر کے دن اِسکی تم خبر لینا

صدہا چھیتے پھرتے تھے کہ سکندر نے آواز دی کہ ای شہریار اِس رعد آواز سے بچیے گا
لوح محفوظ دکھا کر بچیے کہ وہ رعد آواز چیخین مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا دل
طہماس کے سامنے آیا آکر اِسطرح کی چیخ ماری کہ طہماس ایسا شیر دل رُستم خصال مثل
پیرزال کے کانپنے لگا ساطور ہاتھ سے چھوڑ دیا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا
تب طہماس کے حواس درست ہوے مگر نور الدہر نے کلیجہ اپنا پتھر کا کرلیا مگر آوازین
رعد آواز کی سُنکر تھرّاتے ہین ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی کہ لوح محفوظ گلے سے اُتار کر پھینکدون
مگر نجم اختر شناس کہ قریب مرکب ہی جب چہرہ اُداس دیکھتا ہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار
ہوشیار رہیے مین آپ کے حال کو دیکھ رہا ہون آپ ایسا جری ہماری نگاہ سے
نہین گذرا اور یہ بھی ہمنے سُنا ہی کہ صاحبقران فرماتے تھے اِس عظم وشان سے فرزند
میرا نور الدہر لشکر مین آیا لقا کو آتے ہی بھگایا کسی فرزند کو یہ دن نصیب نہین ہوا
ہرچند کہ بدیع الزمان نے وہ طلسم جاکر توڑا کہ جسمین سے بارہ بادشاہتو نکا مال نکلا
مگر شوکت نور الدہر اُنکی جلالت سے بڑھی ہوئی ہی نور الدہر فرماتے ہین ای نجم
خدا انجام بخیر کرے دیکھیے اِس رعد آواز سے کیا گذرتی ہی نجم نے پشت پر ہاتھ
پھیرا اور بایان تھا نہ تھام کر کچھ اسماے سحر بھی پڑھے کہ وہ رعد آواز سامنے
پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ گھوڑا نور الدہر کا بد لگامی کرنے لگا اُس حال مین
نور الدہر پہ نیزہ مارا نور الدہر نے ڈانڈ قلم کی ڈانڈ کا قلم ہوتا تھا کہ رعد نے تلوار
کا ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیتون تلوار کی دھار سے لگی
ہوئی ہی جب قریب سر تلوار پہونچی تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
بگہ مار کر تلوار چھینی رعد آواز نے اِس زور سے چیخ ماری یقین تھا نور الدہر کو کہ
تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑیگی مگر ہاتھ جما کر تلوار کو تھاما تیغۂ طلسمی کا خبردار کیکے ہاتھ مارا
اِدراک رعد آواز نے گرد وہ سپر کا اُٹھایا چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈالدون مگر وہ تیغۂ

بید ریغ دست زبردست نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو چلی خود کو کاٹا یا تو قبۂ سپر پر چکی تھی یا زیر تنگ
تلوار نے آکر بوسہ دیا اراک کا مارے جانا وہ جوان جو مکر اسکے پھرتے تھے وہ
سب راہ پر آئے اپنے افسرون سے عذر کرنے لگے کہ ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جو کچھ
ہمسے خلاف ہوا ہو وہ معاف کرنا افسرون نے سپاہیون کو گلے سے لگایا پھر جنگ
مین مصروف ہوے نو لاکھ جوان چالیس لاکھ سے لڑ رہے ہین پرے کے پرے
خالی کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے نور الدہر اراک کو مار کر بہ فہمایش
سکندر طرف ستون برق کے چلے جب قریب ستون پہونچے ہین اُسوقت بلا کی
تلوار چلی ملازمان بقراط کے کانو نمین آوازین آتی ہین کہ بارو طلسم کشا کو قریب
ستون برق نہ آنے دو افسر جم جگر لڑ رہے ہین طہماس نے جب سحر سے صحت
پائی کہ اراک مارا گیا پھر ساطور اُٹھایا پشت پر نور الدہر کی لڑتے ہوے آتے
ہین جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اُڑ گئے خون کا دریا بہ رہا ہی نجم نے
بھی جان لڑائی سحر کر رہا ہے ارسطوے ثانی چاہتے ہین کہ مین اپنے کو قریب
آقاے نامدار پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہی کہ دس کو ہٹا دیا تو دو سوا اُس مقام
پر آکر جمع ہو گئے ملازمان نور الدہر بھی بہ جانبازی لڑ رہے ہین نور الدہر نے
گھوڑا بڑھایا چاہا کہ ستون برق سے ملجاؤن اور لوح محفوظ کو مس کرون کہ پہلو
سے آواز آئی او طلسم کشا ابھی تک تجھسے کسی مرد سے مقابلہ نہین پڑا منم علمدار لشکر
خداوند نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو ہاتھی پر بیٹھا ہوا علم کو جلوہ
دے رہا ہی نور الدہر پلٹ کر جا پڑے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تیغۂ طلسمی پر کانٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ مع علم علمدار و ہاتھی کو کاٹکر
تلوار نے زمین مین آکر بوسہ دیا علم فوج کا گرنا اہالی فوج بقراط پر علم رنج و الم
گرا اور نور الدہر کا ارادہ ہی کہ جسطرح ہوا اپنے کو قریب ستون برق کے پہونچاؤن
مگر پہلوانان فوج بقراط نہین بڑھنے دیتے اگر سوار ہٹے تو پیدل آگئے پیدلون نے

شکست کھائی تو سوار گھوڑونکو چمکاتے ہوے آتے ہین ہاتھ سے نور الدہر کے
مارے جاتے ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی سر برہنہ جھولیان کاندھون
سے گر گئی ہین اسباب سحر کی کاہش ہے اور دشمن سے لڑنے کی خواہش نور الدہر کہتے
ہین ہان یار وہی وقت دار وگیر کا ہو افسر آواز دیتے ہین کہ ای شہریار فرد آن
نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے *
غلامان جانباز کبھی جنگ سے قدم نہ ہٹائین گے دل کی مرادین بر لائین گے یہی
آرزو ہی کہ سر ہمارے قدم اقدس پر نثار ہون مگر سبحان اللہ حضور کس لطف سے
لڑ رہے ہین نور الدہر محجوب ہو کر سر جھکا لیتے ہین فرماتے ہین ای ساحران نامی
و پہلوانان گرامی سبھون کی خواہش سے مجھکو بھی کد ہوئی کہ اِس دشمن خدا کو قتل
کرون بڑھکر ارسطوے ثانی نے بائین پرے گولہ مارا کئی ہزار جوانونکے سینون
کو توڑ کر گولہ نکلگیا داہنے پرے گولہ نجم نے مارا کئی ہزار جوان اُسکے گولے سے
بھی گرے مگر نور الدہر نے قریب ستون برق پہونچکر فوراً لوح محفوظ کو مس کیا
جیسے ہی لوح محفوظ مس ہوئی وہ دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر سر پیٹ پھٹکر
گرے واصل جہنم ہوے لوح محفوظ جو الگ ہوئی نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا
ایک کڑاکا ہوا ستون برق شق ہو گیا نور الدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی کھڑا ہی سپر
ہاتھ مین چاہتا ہی وار کو روکون لیکن وہ تیغ برق تاب جو تڑپ کر گری اول سپر کو کاٹا
خود پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے کیے وہان سے تلوار جو گری سر پہ بقراط کے
پہونچی تھی کہ بقراط نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر بالاے
آسمان پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ ای بندگان من ہٹ آؤ اِن لوگون کو
نکل آنے دو وہ تدبیر کرونگا کہ تڑپا تڑپا کر مارونگا مگر موقع اب ہٹ آنیکا ہی و ندا
نے جب دیکھا کہ قدرت گئے اور فوج نور الدہر کے وہی زور و شور ہین طبل
امان بجوا کر پلٹے اِدھر نور الدہر سکندر وغیرہ کو لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل
لشکر ہوے لشکر کو تیار کیا سکندر نے کہا ای شہریار کوچ ہو اپنے کو تابہ دریاے

قلزم پہونچا ہیئے نور الدہر نے کوچ کیا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین آکر ٹہرا
سرداروں نے کہا یا خداوند طلسم کشا تو بہت گستاخ ہو گیا ہی لشکر بھی طلسم کشا کے پاس
بہت ہی جب ہمارا لشکر آیا ہی تو ہم لوگ جانتے تھے جب لشکر جنبش کریگا تو لاکھوں کو
پامال کر ڈالیگا لیکن لشکر طلسم کشا نے لاکھوں کو ہلاک کیا اب کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ لشکر
طلسم کشا سے الگ ہو جائے اگر طلسم کشا اکیلا رہجائیگا پھر کیونکر تا بہ دریاے
قلزم جائیگا مگر قدرت نے آجتک نہ ظاہر کیا کہ دریاے قلزم پر کیا ہی کہ نجم وغیرہ
نے ہدایت کی ہی کہ دریاے قلزم پر چلو اسکا کیا باعث ہی بقراط نے کہا یاروایک
تعبیر ظاہر کرتا ہوں کہ نشان لوح کا دریاے قلزم سے متعلق ہی ہرچند کہ دریاے
قلزم پر جاکر نہایت پریشان ہوگا دریاے قلزم مین داخلہ بہت دشوار ہی وہ
شخص دریاے قلزم مین ہی کہ دریاے سحر بہادیگا اگر لشکر بے شمار ہوگا تو بھی خاک
مین ملادیگا مگر مین روکتا ہون کہ تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دون کوئی تم مین ایسا
نہین ہی کہ طلسم کشا کو ان منزلون پر روکے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے آخر کہتان
اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ یا خداوند وہ لشکر میرے ساتھ ہی کہ اگر لشکر دارا اور
کیقباد ہو تو اسکو پراگندہ کردے یہ کہکر قصر سے باہر نکلا ایک آواز دی کہ ہان
یارو وقت جنگ وجدل ہی جلد آؤ دیکھا کہ اسی فوج سے چار لاکھ آدمی جدا ہوے
اور آکر جمع ہوئے کہتان گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا ایک درہ کوہ کے
قریب آکر اترا لشکر مین خوب روشنی کرائی ہی قضاے کار اسطرف کوہ کے غضنفر
بن اسعد اترا ہوا تھا آج تیسرا دن ہی کہ قزاقون نے کسی کو لوٹا مارا نہین اور
قزاق عرض کررہے ہین کہ آقاے نامدار کہین چلیے غضنفر نے ہمارے دوندہ
کو بلاکر حکم دیا کہ ذرا خبر تو لاؤ ہمارے دوندہ روانہ ہوا درہ کوہ سے جو نکلا
ایک طرف صحرا مین دیکھا کہ بڑی روشنی ہی ہمارے دوندہ لشکر مین آیا دریافت
کیا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو ایک کے منھ سے نکلا کہ بربادی لشکر طلسم کشا کو ہم
جاتے ہین ہمارے نے پوچھا کون طلسم کشا اسنے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان یہ سنکر

ہما بھاگا سامنے غضنفر کے آیا کہا اے شہریار لاتعد مالی ہمراہ ہی مگر چار لاکھ جوان مین ذرا لوٹنا انکا دشوار ہی ایک امر کا نفع ہی کہ لشکر نور الدہر کو روکنے جاتے ہین ارادہ انکا یہ ہی کہ جاکر شبخون مارین سر میدان نہ رو کین یہ سنکر غضنفر نے بوق بجایا آواز یہ تھی کہ اے قزاقان تیار شوید وقت جنگ وجدل آگیا اُسیوقت قزاق تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر اُٹھا اسپ باد پا پر سوار ہوا تیغۂ روئین شگاف قبضے مین کیا لشکر کو لیکر چلا سامنے لشکر کہتان کے پہونچا بوق ترکی کو دم دیا کہ اے قزاقان بزنید وبہ بندید وبکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑا اے لشکر کہتان پر جاپڑے تہلکہ پڑگیا ٹھٹا مین کاٹین خیمون مین آگ لگائی مال لوٹنا شروع کیا مگر کہتان کو جو یہ خبر پہونچی گینڈے پر سوار ہوا مشتعل آگے روشن گینڈے کو ٹھکرا اے ہوے جاتا ہی غضنفر نے نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کیا وہ پکارتا آتا ہی کہ طلسم کشا کہان ہی کہ سامنے غضنفر آیا اسنے دیکھا ایک جوان کمسن کہ ابھی طرح مرکب پر نہری منہین جمتی مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی پہلوان سامنے کہتان کے مارے گئے تیغۂ برق تاب جسپر گرا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہتان للکار کر سامنے آیا دیکھا کہ ہاتھ مین غضنفر کے وہ تیغۂ برق تاب ہی کہ گر کر خالی منہین جاتا یا سر اُڑ گیا یا ہاتھ قلم ہوا اگر کمر پر پڑا تو مثل خیار کے دو ٹکڑے کیے کہتان گھبرا گیا دیکھتا ہی کہ چار لاکھ فوج مین ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہی صدا اے فریاد والغیاث بلند ہی اور بازار غلہ فروشان کو تو خوب لوٹا ہی جن عورتون کے ہاتھ مین کڑے تھے اُنکے ہاتھ کاٹ لیے ہین کہتان نے نیزہ مارا غضنفر نے روک کر نیزہ مارا کہتان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا نیزہ آنکھ پر گینڈے کی پڑا ہاتھ بھر نیزہ اُتر گیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے چرخ مارا غضنفر نے تلوارین مارنا شروع کین اسقدر تلوارین مارین کہ کہتان گینڈے سے کود کر بھاگا گینڈے نے کئی سو کو پامال کیا غضنفر بن اسد غازی نے دور تک پیچھا کیا کئی تلوارین پشت پر مارین پشت وپہلو سے کہتان کے خون جاری ہوا آخر ایک غول مین جاکر منھ کے بھل گر پڑا غضنفر نے جب سمجھا کہ ساتھ والے

ہمارے خوب لوٹ چکے بوق بجایا کہ ای قزاقان بدرروبد سب قزاق نکلکر چلے فوج کتان والے اپنی جان سے بیزار تھے ہر چند کہ کتان چیخا پیٹا مگر کسی نے پیچھا نہ کیا بعضے سامنے کہتے ہین کہ ای پہلوان و وران آپ کا تو یہ حال ہوا ہم لوگ کیا تعاقب کرین اپنے کو ذلیل کرین کتان خاموش ہو کر پلٹا آکر زخم وزیر کو دکھائی مگر غضنفر یہ مال لوٹ کر ایک درۂ کوہ کے قریب آکر اُترے قزاقون نے تیاری کھانے کی چولھے سب جنگلون مین لگئے کسبیون نے جو معرکہ سنا کہ قزاق آج بہت مال لوٹ لائے اپنے مقام سے چلین سامنے قزاقون کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

مدت سے ہم بغل جو نہین سیم بر سے ہم
رکھتے ہین خالی کیسۂ دل سیم و زر سے ہم

بیکار پانون سر بسر اِس راہ مین ہوے
کیون طے کرین نہ عشق کی منزل کو سر سے ہم

ای جذب شوق تو ہی بتا راہ کوے دوست
نکلے فقط امید پہ تیری ہین گھر سے ہم

کیا رنج اُٹھا رہے ہین رقیبون کے ہاتھ سے
دیدار کو صنم ترے کیا کیا نہ ترسے ہم

کھلا گیا ہو دل کا کنول سوز عشق سے
ہونگے شگفتہ خاک نسیم سحر سے ہم

دیکھین جو روے صاف و زلف سیاہ یار
نفرت کرین نہ کس لیے شام و سحر سے ہم

برسات مین فراق رُلاے گا گر ترا
بدلی کا خون گھٹا ئینگے اِس چشم تر سے ہم

سینہ سپر ہو ابروِ خمدار کے حضور
کب پھیرتے ہین منھ تری تیغ دو سر سے ہم

اقرار اُسنے شام کے آنے کا ہو کیا
بیٹھے اِسی امید پہ ہین دوپہر سے ہم

چھوتے نہین ہین کاکل دلدار خوف سے
ڈرتے ہین زہر مار سراپا ضرر سے ہم

بخشا مین ای شفاء مرے عصیان بروز حشر
امید رکھتے ہین یہی خیر البشر سے ہم

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو قضاے کار سوفار تیر انداز اپنے قلعے سے شب کا وقت ہو سیر کو اُٹھی ہو آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی ہو کہ کان مین گانے کی صدا آئی پہاڑ پر اُتر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن تاج سر پر رکھے ہوے بیچ مین بیٹھا ہوا ہو گرد جوانان صف شکن تیغ زن تلوارین تول رہے ہین سوفار نے جو جمال جہان آراے غضنفر دیکھا بھولا پن چہرے سے برستا ہو تلوار سامنے

رکھی ہوئی جو الٹون سے کہ رہا ہی آج تو لشکر اُسکا بھاگ گیا کل ہم شبخون مارینگے
بھائی صاحب تک پہونچتے پہونچتے ایسا مجبور ہوگئے کہ اُن پہ شبخون نہ مار سکے
سوفار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بے اختیار خواہش ہوئی کہ اس جوان
سے ملاقات کرون خیال مین آیا کہ کیونکر جاؤن یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا باعث
یہ تھا کہ کتان کا بھائی سمنان فیلسوار اُسنے جو اپنے قلعے سے سُنا کہ بھائیصاحب پر
قزاقون نے شبخون مارا فورًا آپڑا ادھر جو خبر پائی کہ لشکر غضنفر فروکش ہی اگرا
قزاق بھی اسطرف ہوشیار بیٹھے تھے فورًا تیار ہوکر جاپڑے ملکہ کہکشان جادو
عاشق غضنفر ہنگامہ سُنکر نکلی قصد ہوا کہ سحر کرون غضنفر نے منع کیا کہکشان تو مزاج
سے غضنفر کے واقف ہی کہ ذرا مین بگڑجاتے ہین یہ تو اپنے خیمے مین چلی گئی سوفار
نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا کہ قزاق ناحق قتل ہورہے ہین تاب نہ آئی
یہ بھی خیال ہوا کہ جسطرح بنے اِس شہریار پر احسان کرون پکارکر آواز دی او
مغرور عقل و فراست سے دور اِن بیچارون نے تیرا کیا لیا ہی کیون بیٹھاؤن کو
قتل کرتا ہی یہ کہکے موتیون کا مالا پھینکا وہ موتیون کا مالا جاکر کُھلا سوئی جو بکھرے افسر
لشکر پر سحر نے تاثیر کی سمنان فیلسوار جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

رہ برو ہی زلف جانان اندنون	کیا تلاوت مین ہی قرآن اندنون
ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی	ملگئی خاتم سلیمان اندنون
اُسکے روے آتشین کی یاد مین	آگ ہی فصل زمستان اندنون
پنجۂ وحشت جنون کے زور سے	چاک ہی جیب و گریبان اندنون
تلوے کھجلاتے ہین ہوتا ہی یقین	دیکھنا ہی پھر بیابان اندنون
خانۂ تاریک روشن ہی شعا	ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

پکارکر سوفار نے آواز دی اے پہلوان تیرے لیے یہی بہتر ہی کہ طرف صحرا کے جا۔
یہان کوئی صورت قیام نہین غضنفر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین
پھولون کے غوطہ زن آنکھین رشک چشمان آہوان ختن سیمتن گلبدن سحر کر رہی ہی

که وه لوگ طرف صحرا کے بھاگے جاتے ہین ادہر قزاقون نے جو دیکھا که حریف بھاگے
پیچھا کیا جسکو جہان پایا مار لیا تھوڑی دور تعاقب کیا تھا که پڑاو سمنان کا ملا انبوه
قزاق زیاده خوش ہوے خزانے پر جاکر گرے توڑے اُٹھا کر گھوڑون پر رکھے
لڑتے بھڑتے نکلے سمنان بھاگا ہوا جاتا تھا راه مین لشکر کہتان ملا اُسپر جا پڑا اتبع
بھائیون بھائیون مین خوب تلوار چلی آخر ہاتھ سے کہتان کے مارا گیا جب سمنان
قتل ہوا تو فوج نے سمنان کی کہتان کی اطاعت کی اسنے سب سے حال پوچھا
سب نے بیان کیا که راه مین ایک لشکر اُترا تھا آپکی خبر شکست سے ایسے مضطر
تھے که اُس فوج پر جا پڑے مگر ایسی شکست فاش کھائی که خزانه بھی لٹا خود بھی
جہنم واصل ہوے که آپ پر آگرے وه اپنے ہوش مین نه تھے کہتان نے پوچھا که
لشکر طلسم کشا کہان ہو قضاے کار نور الدہر کوچ کیے ہوے اُسی صحرا مین آکر اُترے
اور کہتان نے سب معرکه دیکھا اب احوال معلوم ہوا که وه جوان نبیرهٔ صاحبقران
ہی طلسم کشا یه شخص آیا ہو اب اسنے یه قصد کیا که رات کو اِسپر شبخون مارون دره
کوه مین چھپ کر اُترا سب سے کہا که دو پہر رات گئے تیار رہو رہنا که چلکر طلسم کشا
کے لشکر پر شبخون مارون یه تو سب اس فکر مین ہین مگر غضنفر کو ہمانے خبر دی که لشکر
آپ کے بھائی صاحب کا صحرا مین اُترا ہی اور کہتان کا مقصد ہی که اُنپر شبخون مارون
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب تیار ہوکر سامنے آئے غضنفر سوار ہوے لشکر
کہتان دره کوه سے باہر نکلکر آتا ہی انتظار کر رہے ہین که زلف لیلاے شب کمر سے
گذرے تو حریف پر جا کر گرین که بوق ترکی کی آواز آئی طنابین کٹنے لگین خیمے بھی
چھٹنے لگے کہتان گھبرا کر نکلا مگر ایسا خائف ہی که سوار نہین ہوتا افسرون سے کہتا ہی
که بہت تھوڑے لوگ ہین ان سب کو گھیر کر مار لو اہل فوج فریاد کرتے ہین که
ای پہلوان دوران اس طریقے سے وه لوگ جنگ کرتے ہین که اُنپر ہمارا ہاتھ
نہین پڑتا ایک نے ٹوکا دوسرے نے نیزه مار دیا ایک پر ہاتھ تلوار کا مارا
اسطرح ہزارون کو مار چکے ہین اور افسر لشکر ہزارون مین آپکی تلاش کر رہا ہی

کتان نے گینڈا بڑھایا مگر سوفار تیر انداز پر کئی دن سے آب ودانہ بند ہی مفارقت غضنفر مین ورومند تنہائی بھاتی ہی فراق مین بہت گھبراتی ہی ہر شب کو کوہ سے آکر جمال جہان آرا دیکھنا اور دل کو صبر دینا رات کو اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی پھر پہلے تو یکبارا اُٹھی

نظم

تو قسم فرشتہ ہی ویا جنس بشر ہی
ہم لیتے ہین سینے پہ ترے تیر مژہ کو
روتا ہون مین یا دو دندان مین تمہارے
کاٹے نہین کٹتی ہی شب ہجر الٰہی
کیا فکر کرون وصل کی اُس بت کے خدایا
کس وجہ سے ہی دیر مرے قتل مین قاتل
للہ کہین چپ ہو نہ بک بک کے پھر اسر
رخصت ہوا پڑھکر یہ شفا مصرع مقتول

ہی غیرت خورشید کہ نور شک قمر ہی
جز اپنے یہ دل کسکا ہی اور کسکا جگر ہی
جو اشک کا قطرہ ہی مرا رشک گہر ہی
یہ کون بلا شب ہی نہین جسکو سحر ہی
ہی آہ مین تاثیر نہ نالے مین اثر ہی
وہ تیر یہ سینہ ہی وہ شمشیر یہ سر ہی
ناصح تجھے کیا عشق کی باتون سے خبر ہی
ہوتا ہی ترا ہجر ہمین پیش سفر ہی

آخر گھبرا کر اُٹھی اُسوقت پہونچی کہ یہان لشکر مین انتشار ہی اُس وقت سوفار نے آکر پہاڑ سے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من لشکر غضنفر کو قتل کر رہا ہی ہر چند کہ قاعدے سے آگاہ نہین مگر خیال مین گذرا کہ افسر لشکر نہایت جری و بہادر ہی ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کئی پہلوان میرے سامنے مارے شاید خلاف گذرے حریف کو ہٹا دون یہ سوچکر سحر کیا ہوا سے سر و چلی کتان نے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو تم لوگ غالب نہ آئے اور تابہ لشکر طلسم کشانہ جاسکے بیچ مین اُفتاد پڑی اب نکل چلو کل تدبیر کرونگا یہ کہکے طرف صحرا کے بھاگا سوفار نے سحر کو زور دیا یہ قزاق بڑھ بڑھ کے روکتے ہین چاہتے ہین ہمسے مقابلہ کرے قضائے کار شبرنگ بن عمرو کہ شب کو فکر مین پھرتا ہی وہ پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے تلوار چل رہی ہی آکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر غضنفر سے و لشکر کتان سے تلوار چل رہی ہی آکر آقا سے کہا کہ کافر زیادہ ہین اور لشکر غضنفر کے لوگ

کم ہین مگر ماشاء اللہ اِس لطف سے لڑے کہ آخر کہتان نکلکر بھاگا ہی نور الدہر نام غضنفر
سنکر نکلے نکلکر سوار ہوے جلدی مین دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے راہ مین لشکر
کہتان ملا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران ہیچیا و ای نابکاران پدر غانم
شیر بیشۂ صاحبقران پہلوان نامی و نام آور فرزند امیر خوش سیر یہ کہکے جا پڑے
کہتان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا تھا لشکر نور الدہر نے جو روکا اور زیادہ گھبرایا آخر
لڑنے لگا نور الدہر نعرہ کرتے ہوے مقابلہ کہتان مین پہونچے کہتان نے جو جمال
جہان آرا دیکھا اور ہرکارے نے خبر دی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی کہتان جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تیغۂ طلسمی کا مارا تلوار چمک کر گری کہتان
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والے گھبرائے فریاد کرنے لگے چادر بلالی آخر سب کے
سب مسلمان ہوے نور الدہر اُن سب کو لیکر پلٹے اپنے لشکر مین آئے مصروف
عیش و نشاط ہوے مگر غضنفر نے آج بھی سوفار کو دیکھا کہ عین گرمی جنگ مین
آکر شریک ہوئی بہت خیال ہوا جب صحبت مین آئے تو ساتھ والون سے
بیان کیا کہ دو دن سے ایک شاہزادی برابر آتی ہی اور مجھپر احسان کرتی ہی کہ
عین گرمی جنگ مین پہونچتی ہی نہین معلوم وہ کون ہی سب نے عرض کی ظاہرا ہمکو
ثابت ہوتا ہی کہ عاشق جمال بے مثال ہی اِس خیال مین شب بھر رہے جب میلی
شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب
مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا غضنفر حیلۂ شکار کا کرکے اسپ
باد پا پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا چند بہلیے و قراول بھی ہمراہ رکاب ہوے
صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی کو شکار کرنے لگے ادھر سوفار جادو
باغ مین اپنے بیٹھی تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے بھی بات
نہین کرتی کبھی ٹھنڈی سانس بھرتی ہی کہتی ہی صاحبو ہمارے آرام کا زمانہ گذر
گیا اب رنج و الم کا سامنا ہی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ اُس جوان نے کوچ کیا یا نہین
کنیزین برائے خبر گئین سوفار بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی ہی کہ خبر ملے تو جاؤن کہ

آسمان پر برق چمکی قضاے کار شیدا اے ابلق سوار ایک تاجدار ہی کہ اکثر اُسنے سوفارہ کو پیغام بھیجا بیاہ لئے جواب صاف ملا کہ ہم ہرگز تمسے شادی نہ کرینگے یہ سنکر اُسکو بڑا ملال ہوا مگر خیال تھا کہ کہین پتا پاجاؤن تو اُسکو لے آؤن اِسی فکر مین رات و دن رہتا تھا اُسوقت اُسکی نگاہ پڑی کہ ملکہ سوفاریکہ وتنہا اپنے باغ مین سیر کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پہ ہین نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا — یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا
آنکہ نگاہے بہ غلط ہم نہ کند یاد مرا — کی کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا
ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست — چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا
حیف آن وعدہ فراموش نہ یاد م فرمود — نگاہ یک پرچہ کاغذ نہ فرستاد مرا
من و تو ہستم و بزم طرب از غیر تہی — ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا
چون نہ از سرو چمن آہ جگر دوز کشم — در چمن قامت دلدار دہد یاد مرا
روے گل پیرہن خویش چگونہ بینم — بند در دام نمودست چہ صیاد مرا
مہربان شد بت مغرور بحال زارم — کار با نالہ و فریاد چہ افتاد مرا
بوسہ ہا دادہ بہ غیر آن بت شیرین حرکات — کشت از دشنۂ حسرت ستم ایجاد مرا
مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل — ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا
ہر کجا می برد عشقش غم او ہمرہ ماست — آہ یادش نہ رود از دل ناشاد مرا
ای شفا ہست غم یار بقول صائب — کی کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

یہ دیکھکر شیدا اے ابلق سوار سمجھا کہ میرے فراق مین بیقرار ہی تخت اُتار لیا وہ معشوق پری چہرہ کہ یاد مین غضنفر کی رو رہی ہی اِسکا آنا ناگوار ہوا مگر شیدا نے بلاتکلف آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہمکو مدت ہوئی کہ تمھاری یاد مین رہتے ہین جفاے ہجر سہتے ہین آج تمکو دیکھکر دل بیقرار ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین رات کو سوتے سوتے گھبرا کر اُٹھتا تمھاری یاد مین مرگراتا تھا ملازمون نے آکر سمجھایا اب مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرو سوفارہ

تیر عشق غضنفر کا کھائے ہوئے ہے بموجب مضمون اس بیت کے آنکھون کے نیچے
صورت پھر رہی ہے بیت اکڑ کے پنجون کے بل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا +
سجا سجایا کھنچا کھنچایا یہ جب تو دیکھو غضب خدا کا + آنکھون کے نیچے یہ تصویر پھر رہی
تھی اس سیاہ رو کا سامنے آنا بہت شاق ہوا جھلا کر آواز دی کہ ای تاجدار
بہادر اسوقت جاؤ ہم ایک سوچ مین کھڑے ہین اور ایسا سوچ ہے کہ جسکا دفعیہ
ہو نہین سکتا شیدا نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج تو مین بے
حصول مطلب نہ جاؤنگا پلٹ کر سوفارہ نے کہا ای شیدا کیون شامتین آئی ہین
ایسا نہ ہو کہ یہان سے ذلیل ہو کر جاؤ شیدا نے کہا مجھکو جان دینا منظور ہے مگر
یون آج محروم نہ جاؤنگا یہ سر ہی کاٹ لو جفا اُٹھاتے اُٹھاتے دل پتھر کا ہو گیا
آخر تکرار ہونے لگی شیدا سمجھا کہ یہ سحر مین کم ہے مین اسکو اُٹھا لیجاؤنگا باغ مین
لیجا کر وصل حاصل کرونگا شیدا نے ہاتھ بڑھایا سوفارہ نے اُف جو کی شیدا کے
ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اب تو گھبرایا بغلین جھانکنے لگا جی مین کہتا ہے کہ یہ سحر مین کامل ہے میرے
ساتھ نہ جائیگی آخر سحر کرنے لگا جو سحر کیا سوفارہ نے اُسے بہ آسانی دفع کر دیا جب
سوفارہ نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا جھولی پر ہاتھ ڈال کے سینک کی کمان اور سینک
کا تیر نکالا تاک کر سینۂ پر کینہ پر تیر مارا شیدا نے ہر چند چاہا کہ بچون مگر وہ تیر دلدوز
کب رکتا ہے سینے پر آ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شیدا ادھم سے زمین پر گرا
شیدا کو مار کر رنجیدہ غصے مین قصر پر آ کے بیٹھی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ غضنفر
بن اسد گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے آگے آگے ہرن ہے پیچھے اُسکے غضنفر گردوڑے
جو آیا ہے پسینے پسینے ہو رہا ہے سامنے باغ کے ایک نخل تھا وہان پر آ کر ہرن چوکڑی
بھولا غضنفر نے تیر مارا آہو جو لبھیا کے گرا بس بے اختیار بلکہ پکار اُٹھین بیت
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست + بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست +
غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ وہی مہ جبین دل آرام بالائے قصر سے تعریفین
کر رہی ہے اور دل کو مسوس رہی ہے کہتی ہے کیا تیر مارا کاش اس آہو کے مقام پر مین

ہوتی ہے نیر مجھپر پڑتا مین نہال ہو جاتی غضنفر خود بیقرار و بیتاب ہین پکار کر کہا ای جان
جہان ہم بھی آئین سوفارہ نے اِشارہ کیا خانۂ بے تکلف ہی تشریف لایئے سرفراز فرمایئے
غضنفر اُسی جانب چلے دربارغ پر آکے گھوڑے سے اُترے گھوڑا اُسی مقام پر چھوڑ دیا
آہو بھی وہین پڑا رہا گھوڑے سے کہدیا کہ ای مرکب وفادار ہم معشوق سے ملاقات کرکے
آتے ہین کہین جانا نہین مرکب نے سر ہلا دیا مراد یہ تھی کہ جو آپ نے اِرشاد فرمایا وہ
مین نے قبول کیا غضنفر تو اندر آیا قضاے کار اہل فوج کہتان سے مہمان مردم در
دو سرا بھائی کہتان کا مع دس بارہ ہزار جوانون کے اپنے ملک کو جاتا تھا اتفاقاً ادھر
سے گذر ہوا دیکھا کہ ایک آہو مرا پڑا ہی اور ایک مرکب بادرفتار دروازے پر باغ
کے کھڑا ہی لوگون سے اِشارہ کیا اِس مرکب کو گرفتار کرلو دو تین سو جوان رسّین و
زنجیرین لیکر چلے گھوڑے نے تیور بدلے رسّین و زنجیرین پڑنے لگین مگر مرکب
وہ بادرفتار ہی کہ زنجیرون اور رسّون سے مثل ہوا کے نکلجاتا ہی جسپر جا پڑا کسیکا سر
چبا لیا کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا کسیکو پشتک ماردی کسی کے دولتی ماری مہمان سوفارہ
قصر سے اُترین وسط باغ مین آکر غضنفر کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا چاہتی ہین بارہ دری
مین لیکر جاؤن غضنفر بھی خوشی خوشی ہمراہ معشوق ہین سراپا دیکھ رہے ہین حقیقت
مین معشوق سمن بر پریچہرہ رشک قمر گلے مین ہاتھ ڈالے ہوے سیر باغ کر رہے ہین
اکثر بوسہ بھی لے لیتے ہین سوفارہ ہنس کر خاموش ہو رہتی ہی خیال کرتی ہی کہ کسیطرح
یہ جوان رنجیدہ نہ ہو بلکہ بوسے سے تسکین دل ہوتی ہی سر جھکا لیتی ہی منظور یہ ہی کہ
اِسیطرح بوسہ بازی ہو کر شیہہ مرکب کی آواز کان مین آئی غضنفر نے ہاتھ چھڑا کر کہا
ہمارے مرکب کو کسی نے ستایا ملکہ ہان ہان کرتی رہین مگر غضنفر جست و خیز کرتا ہوا
بیرون باغ آیا دیکھا مرکب کو کئی سو جوان گھیرے ہوے ہین ایک افسر دیو خصال
عفریت مثال لینا لینا کر رہا ہی غضنفر تلوار کھینچکر جا پڑا گھوڑا ابھی جنگ کرنے لگا جو
غضنفر جسپر جا پڑتے ہین اُسکے دو ٹکڑے کرتے ہین مہمان نے آواز دی کہ یارو یہ
وہی جوان ہی جسکی وجہ سے بھائی صاحب مارے گئے شبخون آکر مارا تھا اب تو اکیلا ملا ہی

گھیر کر مار لو کل فوج نے بلوہ کیا جب عرصہ ہوا تو سوفار بہت گھبرائی دروازے پر باغ کے اپنے کو پہونچا یا دیکھا کہ بارہ ہزار آدمی غضنفر کو گھیرے ہوے ہین اور غضنفر شیرانہ لڑ رہا ہی ملکہ کو تاب نہ آئی دیکھکر بیقرار ہو گئی موتیونکا مالا گلے سے اُتار اسم سحر پڑھکر کھینچ مارا مہمان پر زیادہ سحر کیا مہمان جھوما آنکھین سرخ ہوئین چہرہ زرد ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

ہی مجھے برسون سے رشک ماہ کامل کی ہوس | دیکھیے کسدن نکلتی ہی مرے دل کی ہوس
چشم بد دور اختر اقبال ہی چمکا ہوا | اِک جہان رکھتا ہی اُس زہرہ شمائل کی ہوس
قتل ہو جاؤن تو ہو دنیا کے جھگڑونسے نجات | اسلیے رہتی ہی مجھکو کوے قاتل کی ہوس
پھر بہار آئی مرے سر مین جنونکا جوش ہی | کیون نہ ای حداد ہو طوق و سلاسل کی ہوس
کیا عجب بوسہ اگر مجکو وہ دین حسب الطلب | منعمون سے بیشتر نکلی ہو سائل کی ہوس
کون دیگا ساتھ اب غربت مین ای ہوش و حواس | وا ے تم جاتے ہو اور نکلی نہین دلکی ہوس
عشق جسدم سے ہی تیغ ابروِ خمدار کا | گرد رہتی ہی مرے شمشیر قاتل کی ہوس
فیض سے ہمت کے شاعر ہو گیا ہون ای شفیق | مجھکو کیا ہو دوسرے اُستاد کامل کی ہوس

مہمان غل مچاتا ہوا سامنے قصر کے آیا اور پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے اِشارہ کیا کہ فوج کو اپنی منع کرو اور سب کو لیکر چلا جا طرف صحرا کے جانا وہان ہم بھی آوینگے مہمان نے سب کو منع کیا کہ خبردار کچھ چشم زخم نہ پہونچنے پائے اگر کوئی تلوار اُس شہریار یا اُسکے گھوڑے پر پڑیگی تو ملکہ کے خلاف ہوگا سب نے ہاتھ روک لیے سمٹ کر پاس مہمان کے آئے گھوڑے پر سوار ہو کر مہمان طرف صحرا کے بھاگا ملکہ نے قصر سے اُتر کر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا دریاے خون مین نہائے ہوے تھے دوپٹے سے خون پونچھتی ہوئی لیکر باغ مین آئی لاکر بارہ دری مین بٹھایا کہا صاحب لباس تبدیل کر ڈالو غضنفر نے زرہ اُتاری ملکہ نے زرہ کو پانی سے دھو کر پھیلا دیا خون لباس سے چھڑایا کنیزونسے اِشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کردین

غضنفر سے کہا نوش کرو غضنفر نے انکار کیا ملکہ نے سبب پوچھا غضنفر نے کہا اگر ہمسے
محبت ہی تو دین اسلام بدل قبول کرو ملکہ مع کنیزون کے مطیع اسلام ہوئی ابتو جام
چلنے لگا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ہین
کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین قضاے کار شیدا کا بھائی ناپید اکنار اپنے باغ
مین بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شیدا اے ابلق سوار بود آواز
سنتے ہی گھبرا گیا طریقے سے معلوم ہوا کہ فلان باغ مین سوفار تیر اندازنے مارا
غصے مین یہ کہکر اُٹھا کہ جھونٹے پکڑ کے گھسیٹ لاؤنگا زبان سے بکتا ہوا راستہ تکتا ہوا
چلا تھوڑی دور آکر پوچھا کہ باغ سوفار کہان ہی لوگون نے پتہ دیا رواروی کرتا
ہوا اُسوقت باغ مین آکر پہونچا کہ عاشق و معشوق شگفتہ بیٹھے ہین جام چل رہا ہی
اختلاط ظاہری ہو رہے ہین ناپید اکنار فورًا بارہ دری کے اندر آیا آکر للکارا کہ
او سوفار مکار مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی یہ لوگ وہ ہین کہ قدرت انکے نام کے
دشمن ہین اور تو نے شیدا کو کیون مارا اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھکر میرے ساتھ چلی آ
ورنہ ابھی خاک سیاہ کرونگا غضنفر تلوار ٹیک کر اُٹھے ناپید اکنار نے کہا ای جوان
تو کیا سمجھکر اُٹھا ہی ایک اشارے مین دیوانہ ہو جائیگا تنکے چنتا پھریگا غضنفر نے کہا
ابھی تجھکو راہی ملک عدم کرونگا سوفارہ نے پکارکر کہا کہ ای ناپید اکنار اپنی جان
بچاؤ انپر سحر تاثیر نہین کرتا ناپید اکنار نے آگ برسائی غضنفر نے انگشتر کو گردش دیکر
نگینہ جو چمکا شعلہ ہاے آتش پانی ہو گئے پھر اُسنے تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر
کسی شی سے تاثیر نہ ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈال کے تیر و کمان نکالا تاک کر تیر مارا قریب
سینۂ غضنفر آکر تیر کنکر گرا ابتو ناچار ہو آتلوار کھینچی سحر کرتا ہوا بڑھا سوفارہ دعائین
مانگ رہی ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے اس شہریار
غضنفر نامدار کو بچائے

نظم

گکند تقسیم قاسم جملہ مقسوم	بہ بخشد بندگان را رزق معلوم
حکومت میکند آن کار فرما	بہر ملک و بہر ارض و بہر بوم

نہ فاسق ماند مایوس از عنایت
بہر کمزوری بخشد خداوند
خدا حاجت روا او خلق محتاج
ازان نقاش شد ہر نقش پیدا

نہ فاجر ماند از الطاف محروم
ز ہر ظالم ستاند داد مظلوم
خدا فرمانروا او خلق محکوم
ز کلکش ہر رقم گردید مرقوم

ناپید اکنار تلوار کھینچے ہوئے قریب غضنفر کے پہونچا اور برس پڑا غضنفر نے روکتے روکتے ایک ہاتھ تلوار کا مارا ناپید اکنار نے سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی ناپید اکنار کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا ناپید اکنار کا کہ ہنگامہ ہوا بہت سے طائر آسمان پر لہراے چیختے تھے غل مچاتے تھے ایک طائر کلان غل مچا کر گرا اور سوفار کو اٹھا لیگیا غضنفر نے تیر مارا تیر چلکر گرا طائرون نے آوازدی مثل انسان کے گویا ہوئے کہ او جوان کف افسوس ملا کر اب سوفار سے ملاقات نہ ہوگی غضنفر زار زار رونے لگا کلاہ سر سے اتار کر زمین پر دے ماری اور برہنہ سر ہو کر پکار اٹھا افسوس نہین معلوم اُس جان جہان پر کیا گذری کون اُسکو لیگیا مجھے داغ دے گیا اے سوفار تیری فرقت نے بڑا قلق دیا نظم

دوش دلدار سے بل کھا کے جو کاکل نکلے
خط و کاکل کا نظارہ جو کرے تیرے حکیم
داغ پر داغ جو اِن لالہ رخون کا پایا
وصل کی بات اگر آپ ہی کہدے ساقی
آہ کا آگے علم لشکر غم پیچھے تھا
بلبلی وصل کا ہونگا مین شفا تجھسے آج

شاخ صندل سے عجب کیا ہی جو سنبل نکلے
پھر نہ یہ مسئلۂ دور تسلسل نکلے
ہم چراغ دل سوزندہ کو کر گل نکلے
دہن شیشۂ مے سے نہ یہ قلقل نکلے
ہم سو دشت بہ این شان و تجمل نکلے
منھ سے اے جان نہ کوئی لفظ تامل نکلے

غضنفر رو رہے ہین کہ ہماے دوندہ آکر پہونچا دیکھا کہ آقا خاک اڑا رہے ہین اِسنے آکر پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہے یہ کیا معرکہ گذرا غضنفر نے سب حال بیان کیا ہماے نے کہا حضور لشکر مین چلین غلام چلکر تلاش کرتا ہی اگر خدا نے چاہا تو تلاش کر کے لاؤنگا حضور تک اُنکو پہونچاؤنگا غضنفر ناچار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوے طرف

لشکر کے چلے مگر ہماے ووندہ صحرا الصحرا وشت بدشت پھر رہا ہی ہر مقام پہ پتہ لگاتا ہی مگر
پتہ نہین ملتا ایکدن جو اِسکو خیال آیا ایک نخل کے نیچے بیٹھا بیقرار ہو کر عرض کرتا تھا
کہ ای جناب قبلہ و کعبہ آپ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اور سردار عیاران ہین مجھکو
نشان سوفار بتایئے آقا بیقرار ہو گئے روتے روتے ہما کی آنکھ بند ہوئی عالم خواب
مین دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے کھڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ ای فرزند کبھی ہمارا منتھ
بھی نہین بیٹھا کرتے ایسے فرزندون سے کیا فائدہ لیکن آگے بڑھکر صحراے رنگ آمیز
ملیگا اُسکے بائین پہ جاؤ مطلب حاصل ہوگا مگر سمجھ کے عیاری کرنا ناپید اکنارہ ایسا
ساحر تھا کہ ظاہر مین مرا باطن مین یہ شعبدہ ہوا اُسکا مارنا نہایت دشوار ہی اگر ہو سکے
تو پہلے یہی پوچھنا کہ آپ کی جوت کاہے مین ہی اُسکی فکر کرنا چاہتا تھا ہما اور کچھ پوچھے
کہ آنکھ کھلگئی ایک شخص راہ گیر جاتا تھا اُس سے ہما نے پوچھا کہ صحراے رنگ آمیز
کس مقام پہ ہی اُسنے کہا سامنے جایئے مگر اُس جنگل مین طائر بہت ہین ہما اُس سے
پوچھکر اُسی جانب چلا بعد تھوڑی دیر کے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا صحراے سبزہ زار
نواح دلکشا ہر ہر نخل پہ ہزارہا طائر بیٹھے ہوے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے
ہین ہما دیکھتا بھالتا اُس صحرا سے گذرا بائین جانب پر دیکھا کہ ایک قصر بنا ہوا ہی
دروازے پر چند نگہبان ہین بالاے قصر ایک ساحر تاجدار سرنگون بیٹھا ہوا ہی
زیر قصر ہزار دو ہزار عورتین اور ہزار دو ہزار مرد ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہی
کہ ماہ و مہر کسوف و خسوف مین ہین اور ایک قفس سامنے لٹکا ہی اُسمین ایک مہجبین
زبان مین سوزن گرفتار دام رنج و محن سرنگون بیٹھی ہی وہ ساحر بہ عتاب خطاب
کر رہا ہی کیون ای سوفارہ اپنے عاشق کو سرفراز نہ کروگی ہمارا حال بہت ابتر ہی
سوفار کچھ جواب نہین دیتی یاد غضنفر مین سر جھکاے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو نکل
تار بندھا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرۂ انور پر
آراستہ کیا ہی ہماے ووندہ اس فکر مین ہوا کہ بموجب ارشاد آقاے نامدار سب
نشان ٹھیک ہین اپنے کو کیونکر پہونچاؤن کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا

لگایا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر ایک نگہبان پہ نگاہ ڈالی اُس نگہبان نے جو اِدھر دیکھا ایک عورت جوان اشارے کر رہی ہی کلیجہ تھام لیا اور ساتھ والون سے اپنے کچھ حیلہ کر کے طرف نخل کے چلا نخل کے قریب آ کے پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی ہمارے وہ ندہ نے کہا صاحب بیٹھ جاؤ مین کیا مصیبت کا حال بیان کرون اصل مین میرا یہ حال ہی نظم

ربط اسباب سے دویان دل ناکام کو ہم
آئنہ چھوڑ سکندر گیا اور جام کو جم

دام تزویر مین آنیکا نہین مین ہرگز
دام مین لائیے دیدے کے وہ ودام کو ہم

حکم ضحاک سے مقتول نہ ہونا گاہے
جام مین دیکھتا گر موت کے انجام کو جم

صاف لکھدیتے ہین اوصاف وہان پنہان
سہنے دیتے ہی نہین شعر مین ایہام کو ہم

یہ عجب کشتی ہو دن رات ہوئے آب روان
ناخدا اچھا ہے یہ زورق ایام کو ہم

کرنہ تو ای ستم ایجاد بہت دل شکنی
جو کہ اچھے ہین وہ کرتے ہین بُرے کام کو کم

بخل فی الحال امیرون مین ہو فارونسے سوا
حاتم اِس عصر کا کہتے ہین برا نام کو ہم

بات اُس بت کے ہو معدوم دہن کی بخدا
نہ تو اِلقا کو سمجھتے ہین نہ الہام کو ہم

حاجیونکو بھی کیا شوق بتان نے وحشی
کر گئے پھاڑ کے سب جامۂ احرام کو ہم

زیر دیوار صنم زیر ہو نالے کی فضول
طو کرے وان نہ رہ اوج لب بام کو ہم

مجھکو کیا خوف ہو غوغائے رقیبان سے شفا
شور روباہ سے ہوتا نہین ضرغام کو غم

میرے شوہر سے مجھسے لڑائی ہوئی آج تیسرا دن ہی کہ آب و دانہ ممکن نہین ہوا ہی اور مین یہ چاہتی ہون کہ اپنی عصمت بچاؤن اور زندگی بسر کرون جس مرد سے بات کرتی ہون وہ آبرو کا خواہان ہوتا ہی مگر تمکو دیکھا کہ خداوند بقراط کے بندے ہو شاید تمکو رحم آئے یہ کہکے اِسطرح روئی کہ وہ نگہبان بھی بیقرار ہو گیا کہا صاحب نہ رؤو مجھسے کہو مین خدمتگزاری کو موجود ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا میرے گھر مین میری زوجہ ضعیف ہی تمکو بیٹی بنا کر رکھیگی مین جو کچھ کما کے لاؤنگا تمھارے ہی ہاتھ مین دونگا یہ سنتے ہی وہ عورت بلائین لینے لگی اور کہنے لگی مین تمھارے ہی

گھرین رہونگی وہ ایک مرتبہ بلائین لیکر بیہوشی منھ پر ملدی نگہبان بیہوش ہوا ٹانگ
پکڑکے گھسیٹ کر ایک گڑھے مین ڈالدیا اور کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اُن
نگہبانون مین آملا تھوڑی دیر مین آواز آئی ارے تیمار خدمتگار یہان حاضر ہو
ساتھ والون نے کہا جاؤ تمکو آقا پکارتے ہین ہما بہ شکل مذکور بالاے بام آیا
سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ ہچکیان لگ
گئین ناپید اکنار نے کہا کیون اے خدمتگار خیر تو ہی کہا اے شہنشاہ مجھکو بڑا قلق ہی
آپ اس عورت پر عاشق ہین اور مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہین کہین
ایسا نہو کہ کوئی آپ تک پہونچے اور آپ پر عیاری کرے تو ہم کدھر کے ہونگے
مارے مارے پھرینگے ساحرون کے ملک مٹتے جاتے ہین مسلمانون کی عملداری
بڑھتی جاتی ہی ناپید اکنار نے یہ سنکر خدمتگار کو گلے لگالیا کہا اے خیرخواہ مین سمجھا کہ
تجھکو مجھسے زیادہ محبت ہی میرے باپ کے وقت مین بھی تو نوکر رہا مجھکو گودیون
مین کھلایا لیکن کوئی عیار مجھکو قتل نہین کر سکتا یہ جو صحراے رنگ آمیز ہی ہر نخل پر
ہزارہا طائر رہتے ہین ایک طائر بشکل عقاب شام کو آکر زمزمہ سرائی کرتا ہی اُسی نخل
پر اُسکا آشیانہ ہی جو عیار آکر مجھپر عیاری کرے پہلے طائر کو گرفتار کرکے مارے تب
میری موت ہو خدمتگار خوب ہنسا بلائین لینے لگا کہتا تھا اب میرے دلکو تسکین
ہوئی کہ میرے آقا کو کوئی مار نہین سکتا مگر کیون حضور جو کوئی طائر کو پکڑے اور
وہین مار ڈالے ناپید اکنار نے کہا طائر کا شکم چاک کرڈالے دل وگردہ نکالکے
اپنے پاس رکھے تب مجھکو قتل کر سکتا ہی یہ سنکر خدمتگار بہت خوش ہوا کام کاج
کرنے لگا جب دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی تو قصر سے اُترا صحراے رنگ آمیز مین
آیا چہار طرف پھرنے لگا کہ سب طائر بھاگ بھاگ کر اپنے اپنے آشیانون مین
چھپنے لگے کہ آسمان پر فراٹا ہوا دیکھا ایک طائر بہ شکل عقاب سبز رنگ ایک نخل
پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جس سے صاف یہ آواز آتی معلوم ہوتی تھی نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین	دردو فرقت کو سہا کرتے ہین

اپنی لیلی کے تجسس مین سدا — قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین
عطر ملنے کے بہانے ہم تو — کف افسوس ملا کرتے ہین
شمع و سیکڑون اب گرد ترے — مثل پروانہ پھرا کرتے ہین
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم — اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین
یہ خدا کام بتون کا ہی یہی — فتنہ ہر روز بپا کرتے ہین
یاد مین لالہ رخون کی اکثر — زخم دل داغ بنا کرتے ہین
کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر — اس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یاد جب آتا ہی وہ شعلہ خو — ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یار تک اپنی رسائی ہی محال — آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھ سے کھو کے اب اس گل کو شفا — رات دن ہاتھ ملا کرتے ہین

زمزمہ سرائی کرکے اور یہ اشعار گاکے وہ طائر آشیانے مین گیا سر نکالکر بیٹھا ہما نے اپنے کو بیچ نخل مین چھپایا اور دانہ سامنے ڈالدیا اور کمندین لگا دین طائر نے جو دانہ پڑے دیکھا آشیانے سے نکل آیا دانے پر گرا ہما نے کمند کھینچی وہ طائر پھنسا ہما نے جھپٹ کر خنجر کمر سے نکالا اور طائر کو ذبح کرنے لگا سب طائر آشیانون سے نکل آئے غلغلہ کرنے لگے ناپید اکنار اپنے قصر سے آوازین طائرون کی سن رہا ہی کہ ہما نے مار کر اس طائر کو گردے نکالکر اپنے پاس رکھے لیکن طائر جو تڑپا خون کی چھینٹین جو ان پر پڑین تمکر طرف قصر کے بھاگا سامنے ناپید اکنار کے آیا کہا او شہنشاہ آج مین نے نیا معرکہ دیکھا مین جو صحراے رنگ آمیز مین گیا اور وہ طائر آیا سب طائر آشیانون سے نکلے اسکے گرد پھرتے تھے اور غل مچاتے تھے نہین معلوم یہ کیا باعث آخر مین وہ طائر آشیانے مین جا چھپا ناپید اکنار نے کہا کوئی عیار اس صحرا مین آیا ہوگا مگر مین ہوشیار رہون آوازین طائرونکی سنکر ہوشیار ہوا تھا مگر اب تیر سے کٹنے سے تردد فع ہوا خدمتگار نے جھپٹ کر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کہا آج تو

آپ نے شراب بہت کم پی ہی چہرہ اُداس ہو رہا ہی مین نے آپ کو گو دیون مین
پالا ہی آپ کی اُداسی مجھسے نہین دیکھی جاتی ناپید اکنار نے جام ہاتھ سے لیا
خدمتگار نے گنگنا کر کچھ اشعار بھی گائے ناپید اکنار خوش ہو کر پی گیا قفس سے
ملکہ سوفارہ دیکھ رہی ہین کہ خدمتگار نے خنجر کھینچا قریب قفس آکر کہا ای ملکۂ عالم مین
عیار ہون غضنفر بن اسد کا اِس ہیجیا کو قتل کرتا ہون آپ قفس توڑ کر نکل جایئے گا
مین زبان سے سوزن نکال لون ملکہ نے اِشارہ کیا ہما نے زبان سے سوفارہ کی
سوزن نکالی مگر سوفارہ نے کہا ای ہما اِسکو قتل کرو مین تڑپ کر نکلتی ہون سوزن
نکلتے ہی ملکہ کے ہاتھ پانوٗن مین طاقت آگئی ہما نے وہ گُردے طائر کے نکالے
شکم پر اُسکے رکھے اور خنجر تڑپ کر مارا جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے قصر تھرایا ہما
نے پکار کر آواز دی ای سوفارہ دیکھو قصر گرا چاہتا ہی سوفارہ نے نکلتے ہی سحر
کیا کہ جنبش قصر کی موقوف ہوئی اِدھر تو سوفارہ قصر سے نکلکر اُڑتی ہوئی چلی
اُدھر ہماے وہ بندہ بھی پھاند کر جست وخیز کرتا ہوا چلا کہ دیکھا صحراے رنگ آمیز
سے ہزارہا طائر سر پیٹتے ہوے منقارین کھولکر چیختے ہوے آئے جیسے ہی قریب
قصر کے پہونچے کہ قصر نے قصور نہ کیا طائر اندر قصر کے جا چکے تھے کہ یکایک
قصر اڑاڑا کر گرا اور سب طائرون نے دب کر اپنی جان دی اب آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من ناپید اکنار جادو بود سوفارہ نے کہا ای ہما اب اُسکا خاتمہ
ہوا اگر ماشاء اللہ تمنے بڑا کار نمایان کیا ایسے مقام پر پہونچنا تمھارا ہی کام
تھا یہ دونون خوشیان کرتے ہوسے جاتے ہین اور چند طائر جو پیچھے رہگئے تھے
وہ پکارتے ہوے آتے ہین کہ ای ہما و سوفارہ تمنے غضب کیا کہ ہمارے مالک
کو مارا ہم جا کر قدرت سے فریاد کرتے ہین افسوس یہ ہی کہ ہمارے ساتھ
والون نے جا کر ہمراہ مالک کے جان دی ہم چند شخص زندہ رہے طائر ان
صحرا مین بدنام ہونگے طائر کہین گے کہ یہ نمک حرام ہین جس مالک کے ساتھ
رہے وہ قتل ہوا اور یہ زندہ واپس آئے سوفارہ نے جو دیکھا کہ طائر ہمارا

پیچھا نہین چھوڑتے چند ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر طائرون پہ کھینچ مارے
جس طائر پہ دانہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا تھوڑے ہی عرصے مین جب سب طائر جلکر
خاک ہوے تب آوازین آنا موقوف ہوئین سوفارہ نے کہا ای ہما جو طائر مارے
وہ سحر بھولی اب جو یاد کرتی ہون تو وہ سحر فراموش ہین اسیوجہ سے مین تامل
کرتی تھی غرض یہ دونون لشکر غضنفر مین آئے غضنفر بن اسد اپنے عیار کے لیے
پریشان بیٹھے تھے ہما کو جو دیکھا خوش ہو گئے پوچھا ای یار وفادار تمنے کیا
کیا ہما نے خوش ہو کر کہا آپ کے اقبال سے ناپید اکنار کو کنارہ دریاے
عدم کے پہونچایا ملکہ بھی آتی ہین غضنفر خوش ہو کر باہر نکل آئے دیکھا سامنے
سے سوفار تیر انداز چمکتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے دل بیچین تھا مگر
ہما نے جاکر خوب کام کیا سوفارہ نے کہا ای شہریارہ اگر تمام عالم چاہتا کہ ہم
اُسکو قتل کرین تو وہ ہرگز قتل نہ ہو سکتا لیکن ہما نے یہ کمال کیا کہ اُسی سے اُسکی
موت کا حال پوچھا طائر کو گرفتار کیا اُسکو مار کر ہمکو رہا کیا اگر جلدی نہ کرتی
تو قصر مین دب جاتی ہما نے یہ کمال کیا کہ قصر سے پھاند پڑا اکئی ہزار طائر زیر قصر
دیے چند طائرون نے پیچھا کیا تھا اُنکو مین نے راہ مین مارا لیکن یہ نقصان
ہوا کہ جتنے طائر مین نے مارے اُتنے ہی سحر مجھکو فراموش ہو گئے اب مین اُنکو
مشقت کر کے اپنے قبضے مین کرونگی غرض یہ کہ سوفارہ بھی غضنفر کے ہمراہ ہوئین
غضنفر کا وہی طریقہ ہی اگر کاروان پایا لوٹ لیا کوئی قریہ ملا اُسپر قبضہ کیا اب
حال نورالدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ تو لشکر ظفر اثر لیکر چلے ہین یہان یہ ہوا کہ
چند طائر اور جو باقی رہے تھے وہ پرون سے سر پیٹتے ہوے قصر ہشت پہل
مین پہونچے بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ طائر آکر پہونچے طائرون نے اپنے
اپنے سر پیٹے اور عرض کی یا خداوند ناپید اکنار قتل ہوا یہ خبر وحشت اثر سنکر
بقراط بہت گھبرایا اور پکار کر کہا یارو مین تم سبکا زور دیکھ چکا اب مین خود

کوشش کرتا ہون یہ کہکے آواز دی اے معمار قصر ساز جلد حاضر ہو دیکھا تو پہلوے
قصر سے ایک ساحر دھوتی باندھے ہوے ہاتھون مین مٹی بھری ہوئی ایک
ہاتھ مین بسولی دوسرے ہاتھ مین اینٹ کا ٹکڑا لیے ہوے سامنے بقراط کے
آیا سب ساحر حیران ہین کہ خداوند کو کیا منظور ہے معمار کو ساتھ لیکر بقراط غائب
ہوا بڑے عرصے کے بعد آیا معمار ساتھ تھا مگر قضاے کار شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان دو منزلین طی کر کے ایک صحرا مین آکر اُترے اُس صحرا مین ہزارہا
طائر و ہزارہا نخل بے ثمر ہے موجۂ ریگ جوش مار رہا ہے نورالدہر کا لشکر ظفر اثر دس
لاکھ ساحر و غیر ساحر جابجا اُترے نورالدہر بارگاہ مین آکر بیٹھے جادوگرنیان
آفتاب جمال خورشید مثال پہلوون مین آکر بیٹھین نظارہ جمال جہان آراے
نورالدہر کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور
کرے اب مقدمات سخت درپیش ہین یقین ہے کہ بقراط ثانی بڑی بڑی کدوکوشش
کریگا اور آپ کو تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دیگا بلاے روزگار ہے ساحر بہت
زبردست علم نیرنگ و شعبدے مین وحید عصر ہے جب تو اُسنے سلطنت کو خدائی
بنایا نجم اختر شناس عرض کر رہا ہے کہ سب کچھ ہے مگر انجام اُسکا قتل ہے حقیقت مین
جو فتور اُسنے کیے وہی اُسکو پیش آیا آپ نے ایسا دباؤ ڈالا کہ طلسم ظاہر سے
بھاگ کر طلسم باطن مین آیا یہان بھی عیش کر رہا ہے اُسنے باعث اپنے عیش کا یہ
رکھا ہے کہ ہر وقت نازنینان مہ جبین جمع رہتی ہین ناچ ہوا کرتا ہے ایسا مصروف
ہے کہ کوئی وقت عیش سے خالی نہین علم موسیقی کے کامل جمع ہین وہی گایا کرتے
ہین ارسطوے ثانی نے عرض کی انشاء اللہ تعالی سارا عیش و آرام بھولے گا
یہان سے بھاگ کر کہان جائیگا یقین ہے کہ مقابلہ کرے مگر یہ اُسپر خوب ظاہر ہے
کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا خدا نے یہ ایسا فخر آپ کو عطا کیا کہ کل اہل طلسم
آپ کے نام سے ڈرتے ہین حقیقت مین وہ وہ ساحر آپ کے ہاتھ سے مارے گئے
کہ جنکا قتل ہونا بہت دشوار تھا گو ہمکو گمان تھا کہ جب تمام عالم کے ساحر جمع ہونگے

تب بقراط پر زوال آئیگا مگر اب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس مقام پر حضور سے مقابلہ پڑجائے
بیشک مارا جائے کس کس مقام پر عجائب وغرائب دکھائیگا آخر کو عاجز آئیگا ضرور
آپ سے مقابلہ کریگا نور الدہر فرماتے ہین بعد عنایت پروردگار تم لوگونکا بڑا
خیال ہے سکندر ثانی کہ بلائے روزگار ہے جسوقت مقابلہ پڑیگا بقراط ضرور عاجز
ہو جائیگا شب بھر یہی باتین رہین سرداران تہمتن آمادہ ہین سب کہ رہے ہین
کہ دریائے قلزم سے منھ پھیریے طرف قصر ہشت پہل کے چلیے اگر اسکو مار لیا
تو تمام طلسم یون ہی پڑا رہجائیگا نور الدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہے کہ مرحلہ جات
نہ ٹوٹین اور بقراط مارا جائے نجم اختر شناس نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ
اسوقت رنگ محفل اور طور پر ہے کچھ بیٹھکر گاؤ کہ رنگ جمے شبرنگ بن عمرو بیج
محفل مین آبیٹھا سازِ مرصع نکالا بہ الحان بجانے لگا اور یہ چند اشعار قمر کے
گانا شروع کیے

نظم

مین پائون بے سرو پا کسطرح وہانکی خبر
پھیرون کو نہ اے دل ملی جہان کی خبر

وہ دلنشین رہتے ہین پر دور سے کام نہین
یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اپنے مکان کی خبر

قمر کے حال پر اب رحم یا علے کیجے
ضرور لیجیے اے اپنے مدح خوانکی خبر

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے دو پہر رات
گئے نور الدہر نے جاکر آرام کیا جب نیند نہ آئی تو گھبراکر بارگاہ سے نکلے
سرداروں نے جو خبر سنی کہ طلسم کشا برآمد ہوے ہین اپنے اپنے خیمون سے
نکل آئے ہر ایک نے عرض کی کہ اے شہریار مزاج اقدس کیسا ہے نور الدہر نے
کہا کچھ ایسی طبیعت گھبرائی کہ نیند نہ آئی تو مین گھبراکر باہر نکل آیا کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ اے ساکنان لشکر طلسم کشا ہوشیار ہوجاؤ ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی آفت
آئے نور الدہر نے جو پلٹ کے دیکھا اسی صحرا مین ایک قصر بنا پایا کہ نہایت
بلند و مرتفع ہے مگر قصر مین سناٹا ہے کوئی انسان حیوان معلوم نہین ہوتا نور الدہر نے

جو قصر کو دیکھا فرمایا کہ مین اس قصر مین جاؤنگا دیکھون کہ اس قصر مین کیا ہی نجم نے
عرض کی حضور نہ جائین غلام جاکر خبر لاتا ہی سب نے عرض کی حضور دن کو یہ قصر نہ تھا
اسوقت ظاہر ہوا ہی نجم نے نور الدہر کو روکا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلا
جب قریب قصر کے پہونچا کان لگا کر آواز سننے لگا جب کوئی آواز کان مین نہ آئی
تو اندرون قصر داخل ہوا دیکھا قصر مین سناٹا ہی کچھ تصویرین جابجا رکھی ہین محفل
تصویر ان ہی نجم یہ حال دیکھکر پلٹا آکر نور الدہر سے بیان کیا کہ اے شہریار اُس
قصر مین چند تصویرین ہین کچھ نازنینان مہ جبین کی کچھ ساحران مکار و غدار کی
اُنکو دیکھکر غلام چلا آیا لہذا حضور بھی تشریف لیچلین ارسطو نے کہا اے نجم ابھی
تو تم منع کرتے تھے اب خود کہتے ہو۔ ہم بھی ساتھ چلینگے تمام شاہزادیان بھی
کہنے لگین کہ اس قصر مین چلنا ضرور ہی سب سے پہلے شعلۂ جوالہ پر پرواز پیدا کر کے
بلند ہوئی اور قصر مین جاکر داخل ہو گئی دیکھا کہ چند تصویرین نازنینان مہ جبین
کی ایک گوشے مین رکھی ہین مگر خاموش شعلۂ جوالہ کو دیکھکر ایک تصویر مثل انسان
کے گویا ہوئی کہ اے شعلۂ جوالہ آؤ بیٹھو قدرت نے حکم دیا ہی کہ جو آوے اُسکو
جگہ دو شعلۂ جوالہ نے کہا مین تو خبر لینے آئی تھی اب پلٹی جاتی ہون دوسری تصویر
نے کہا یہ مقام سیرگاہ خداوند بقراط ثانی ہی اگر یہان رہوگی تو بڑے لطف
اُٹھاؤگی تیسری تصویر نے آواز دی کہ اے شعلۂ جوالہ اصل کیفیت یہ ہی نظم

طالب کو وصل مین یہ ملے رات بھر جواب
دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب

طالب ہوے تھے دید کے غش کھاکے گر پڑے
موسیٰ کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب

کرتی ہی ہمسری یہ سر زلف یار سے
اے شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب

طول شب فراق جو مین نے بیان کیا
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب

معجز نما ہون پہ جو آئے مرا مسیح
دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب

وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے
دیوان النوری کا لکھون اے قمر جواب

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے شعلۂ جوالہ قریب اُسکے پہونچی کہا اے بوا مین تو

اِسی واسطے آئی ہون کہ اِس قصر مین رہون اُس تصویر نے ہاتھ بڑھایا زبان
مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دی جب زبان مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دیگئی تو حیران
حیران دیکھنے لگی چوتھی تصویر نے اُٹھکر ایک قفس اُٹھایا اُس مین شعلۂ جوالہ
کو بند کیا جب شعلۂ جوالہ بند ہوچکی تو یہان مربع نشین گھبرائی نور الدہر سے کہا
اے شہریار دیکھیے شعلۂ جوالہ جاکر بیٹھ رہین ہین اتنک کئی پھیرے کرتی اور خبر
لاتی ایسا نہ تھا کہ اتنا عرصہ لگاتی نجم نے کہا اے مربع نشین جلد جاؤ خبر لیکر آؤ
مربع نشین بھی مثل شعلۂ جوالہ روانہ ہوئی قصر مین پہونچی دیکھا قفس شعلۂ جوالہ
لٹکا ہوا ہے تصویر نے پکارکر آواز دی بی مربع نشین آؤ جسطرح شعلۂ جوالہ
کو بلاکر قفس مین بند کیا اُسی طرح تصویرون نے مربع نشین کو بھی بلایا زبان
مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا ہمارے مرصع پوش نے کہا اے شہریار اتنا عرصہ
ہوا کہ مربع نشین نہین آئی اب کنیز جاکر خبر لاوے کہ دونون پر کیا گذری
پھر آکر آپ سے حال مفصل بیان کرے نور الدہر نے کہا اے ہمارے مرصع پوش
مین ضرور جاؤنگا اور یہ بھی سمجھتا ہون کہ مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین لوح محفوظ کو
اُتارے ڈالتا ہون شبرنگ کے پاس لوح رہیگی یہ کہکے لوح محفوظ گلے سے
اُتاری ہر چند شبرنگ نے کہا کہ حضور یہ کیا غضب کرتے ہین بڑی خرابی ہوگی
یہ تو ظاہر ہے کہ مقام سحر ہے نور الدہر نے جھڑکا اور کہا کہ یہ لوح تم لیے رہو مگر
خبردار کسی بات مین دخل نہ دو اب تم بہت گستاخ ہوگئے ہو یہ گستاخی تمکو خراب
کریگی وہ کام کرو کہ ہمسے آزردگی نہ ہو ہم خود چاہتے ہین کہ جب ہم قصر مین جائین
تو ساحر کا سحر ہمپر تاثیر کرے سکندر ثانی نے دوڑکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار مین
آپ کو اِسطرح نہ جانے دونگا یہ سحر خاص بقراط ثانی کا ہے مگر خیال کرتا ہون کہ
کونسا سحر اسیر کرون کہ حضور کے دل سے تاثیر مٹے سکندر ثانی سمجھا رہے
ہین کہ آپ کا جانا مناسب نہین اور نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ قصر سے ایک
تصویر نے سر نکالا پکارکر آواز دی اے سکندر ثانی طلسم کشا کو تم روکو ذرا

ادہر متوجہ ہو یہ اشعار تو سن لو اُس تصویر نے گنگنا کر بہ حسن تمام یہ اشعار شروع کیے نظم

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو	پہلے غمازی کو قصہ بیان کرنے دو
جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو	وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو
سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہو ویگا	شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
کو وغم ٹوٹنے پر آہ ہی بیان کم ظرفی	ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو
آخر کار تہ خاک ہی مسکن سب کا	اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہو	کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو
رنگ اڑ جائیگا رخسارۂ نافرمان سے	باغ مین تم مری آہونکو دھوان کرنے دو
آجتک آہ کے کوڑو لئے بدن نیلا ہی	آسمان کو مجھے رسوا ے جہان کرنے دو
اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوہ میرا	میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو
پھوٹ بہنے دو اِنھین یار کے آگے آتش	دل کا احوال بھی آنکھونکو بیان کرنے دو

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر ثانی نے ہاتھ نور الدہر کا چھوڑ دیا اور جھومنے لگا کہا جہان آپ نے لوح محفوظ گلے سے اُتاری ہی تیغۂ طلسمی بھی رکھدیجیے یہ لباس بھی جسم سے اُتار دیے نور الدہر نے فوراً تیغۂ طلسمی زمین پر ڈالدیا لباس طلسمی اُتار اشبرنگ کے آگے ڈالدیا کہا اے شبرنگ یہ تمھارے سپرد ہی یہ کہکے طرف قصر کے چلے شاہزادیان رو رہی ہین اور بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہین اے یاور غریبان و اے داد رس بیکسان ہمکو آپ چھوڑے جاتے ہین بے والی و وارث بناتے ہین ہر چند شاہزادیان بلکین تڑپین مگر شاہزادہ نور الدہر نے کسیکو جواب نہ دیا طرف قصر کے جاتے ہین جیسے ہی زیر قصر پہونچے اور سایہ قصر کا پڑا وہی تصویر جو سامنے کھڑی اشعار گا رہی تھی فوراً تڑپ کر گری نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھا کر قصر مین لائی قفس مین اِنکو بھی بند کیا پھر اُس تصویر نے پکارا اے سکندر ثانی تمھاری جگہ خالی ہی آپ بھی بہت جلد تشریف لائیے اور یہ اشعار گائے نظم

جلوۂ حسن مری جان دکھاتے جاؤ — اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے جاؤ
دل تڑپتا ہی تمھارے لیے ای جان جہان — چہرۂ رشک قمر اپنا دکھاتے جاؤ
منتظر کب سے جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہون — ٹھوکر اک پانوٗن سے مجھکو بھی لگاتے جاؤ
دھوم اعجاز مسیحا کی زمانے مین ہی — اپنے مردے کو بھلا تم بھی جلاتے جاؤ
کشتۂ ناز کا تابوت لیے جاتے ہین — تم بھی للہ ذرا ہاتھ لگاتے جاؤ
بات مانو مری ای جان کہے دیتا ہون — یاد عاصی کی نہ یون دلسے بھلاتے جاؤ
طول شکوہ نہین بس اتنا مناسب مریجان — چار مصرع سے انھین نام سناتے جاؤ
کل یہ کہتا تھا شفا اپنے ستمگر سے کہ یار — مین بھی بس جان یہ کھیلونگا ستاتے جاؤ

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر کی بھی آنکھین اُبل آئین طرف قفس کے چلے۔ جیسے ہی سائے مین قصر کے پہونچے تصویر تڑپ کر گری سکندر کو بھی اٹھا لیگئی شاہزادیون نے باہر سے دیکھا کہ نور الدہر قفس مین بند ہین قفس لٹکا ہوا ہی معشوق کو جو اس حال سے دیکھا بیتاب ہوگئین سب کے آگے آگے ہمائے مرصع پوش آواز دیتی ہوئی کہ ای شہریار کنیزون کی کون سرپرستی کریگا ہائے یہ کیا ستم ہوا فلک نے کیا سامان دکھایا آپ کو قفس مین بند دیکھین اور ہم رہا رہین کاشکے اس قفس مین ہم بند ہوتے تو آپ ہماری رہائی کی تدبیر کرتے یقین تھا کہ ہم قید نہ رہتے۔ اب دیکھین خدا کیا دکھاتا ہی ہمکو کون بچاتا ہی اتنے بڑے دشمن سے سامنا ہی وہ بھلا ہماری فریاد سُنیگا ہمکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر جان بچائین ایک طرف سے ارسطوے ثانی بیقرار ہوکر پکارتا ہی کہ ای ہمائے مرصع پوش مین بھی آتا ہون مین شاہزادے کے نہ ہونے سے زندگی بسر نہ کرونگا ہمنے اُسکے ساتھ بہت بُرائیاں کین اب وہ اُسکا بدلہ کریگا لہذا آپ کے ساتھ رہین ہم بھی قید کی جفا سہین ہمارے سرپر کون سرپرست ہی وہ سب ساحرون مین زبردست ہی اُس سے کون مقابلہ کرے دیکھیے کیا آفت برپا ہوگیا اب ہم زندہ بچ سکتے ہین آپ کی یاد مین بیہودہ بکتے ہین اگر

آپ کی جان پر بنے گی ہم جو قریب ہونگے ضرور سینہ سپر کرینگے خدا ہمین اُس
دن کو نہ رکھے کہ آپ کی کوئی خبر وحشت اثر سُنین ہمارے مرصع پوش پکارتی
ہو کہ ای ارسطوے ثانی جلد آؤ شاہزادہ قفس مین مثل طائر نوگرفتار تڑپ
رہا ہی ہمارا دل پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی اپنے کو نثار کرین ایسا مہربان شفیق
معشوق کسکو ملتا ہی کسکا یون غنچۂ آرزو کھلتا ہی ارسطو فوراً جھپٹ کر قریب
ہمارے مرصع پوش کے پہونچا دیکھا کہ بکتے بکتے ہمارے مرصع پوش کا عجیب
حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا ہی کھلا ہوا پائچے
چھوئے ہوے غبار چہرے پر چشم تر حال ابتر پریشانی ہی ادہر سب شاہزادیان
پشت پر جیسے ہی یہ سب ساحر سائے مین قصر کے پہونچے کئی سو تصویرین
سامنے آئین تڑپ تڑپ کے گرین ایک ایک کو اُٹھا لیگئین سبکو اُسیطرح
قفس مین بند کیا ایک تصویر نے آکر پکارا کہ ای نجم اختر شناس جلد آؤ کہ
تمھارا آقا تمھین بلاتا ہی تم تو صلاح کار ہو آکر صلاح دو شاہزادے کو
سمجھاؤ اپنی اختر شناسی دکھاؤ یہ جو تصویر نے پکار کر کہا نجم نے کہا ای شبرنگ
مین جاتا ہون حقیقت مین اگر مین نہ ہونگا تو شاہزادہ کس سے صلاح کریگا
شبرنگ نے کہا کہ صد حیف. ارسطو و سکندر ثانی و نورالدہر جا کر قید ہو گئے
اور سکندر نہ سنبھل سکے یا تو نورالدہر کو روک رہے تھے یا خود جاکر قید
ہوے جمشید زرین ترکش و نجم اختر شناس بھی شبرنگ سے کہنے لگے کہ
ہم لشکر مین نہ رہین گے اپنے آقا کے پاس جاکر قید ہونگے رہائی کی صلاح
دینگے جمشید نے کہا ای نجم تم تو شاہزادے کے ملازم ہو میرا بھائی ایسا
مہربان قید ہو اور مین نہ جاؤن اہل دنیا کیا کہینگے کہ بھائی نے بھائی سے
منھ موڑا سختی مین ساتھ چھوڑا ان دونون نے جو شبرنگ کے سامنے یہ
حال بیان کیا اور بیتاب و بیقرار رو رہے ہین اشکون سے منھ دھو رہے
ہین شبرنگ نے پریشان ہو کر لوح محفوظ گلے مین نجم کے ڈالدی اور تیغہ

طلسمی کو اشارہ کیا کہ ای جمشید زرین ترکش تم اُٹھا لو نجم کے گلے مین لوح
محفوظ ڈالی اور تیغۂ طلسمی جمشید نے اُٹھا یا دونون کو ہوش آ گیا چیخین مارکر
رونے لگے نجم کہتا تھا اگر مین ہوش مین ہوتا تو آقاے نامدار کو جانے نہ دیتا
قدمون پر گر کے روکتا مرحلۂ ہفتم جو ہی جبا نکا مالک معمار قصر ساز ہی اُسکو بقرا طا
نے بلا یا راتی رات یہ قصر بنوایا اُسی معمار کا یہ سحر ہی انتہا ے تاثیر سحر یہ ہی کہ قلب
پر ایسا قبضہ کیا کہ آقاے نامدار نے لوح گلے سے اُتار ڈالی ورنہ یہ وہ شی گلے
مین تھی کہ اگر تمام عالم ملکر سحر کرتا تو اُسپر تاثیر نہ ہوتی مگر اُسنے دل پر قبضہ کیا کہ
خود لوح کو گلے سے اُتار ڈالا جمشید سکندر کا نام لیکر روتا ہوا کہتا تھا ہاے
بھائی صاحب تم ایسا ساحر کس بلا مین پھنسا اگر مین ہوش مین ہوتا تو قدمون سے
لپٹ جاتا ہر گز قصر مین نہ جانے دیتا مین نے اِس قصر کا حال پڑھا ہی جب مین
مکتب خانے مین تھا تو ایک کتاب کہنہ مولوی نکالکر پڑھا کرتا تھا ایک دن
مولوی صاحب پڑھتے پڑھتے سو گئے تو مین نے اُس کتاب مین یہ مضمون
دیکھا کہ معمار قصر ساز ایسا سحر کا قصر بناتا ہی کہ تصور نہین کرتا اگر سامری اور
جمشید بھی آئین تو دام مین پھنسین زیادہ رونا اِس بات کا ہی کہ لوح طلسمی
کی فکر کرنے چلے تھے بیچ مین اِس بلا مین پھنسے اور سب قفس سامنے ہی لٹکے
ہوے ہین شاہزادیان حسین و جمیل طلسم کشا کی کفیل ٹھنڈی سانسین بھر رہی
ہین چلا چلا کے روتی ہین اور پکارتی ہین کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز نظم

کی کند از مال دنیا دار بس	تا ز آمد شد نہ پس گرد و نفس
بہر کہ شام و سحر بر دوش خویش	بار محنت میکشد این بوالہوس
میرسد در جستجو نزدیک و دور	میدود اندر تلاشش پیش و پس
مبتلا اندر بلاے حرص و آز	سر بسر پابند زندان ہوس
مفلس و بے زر گرفتار بلا	مرغ بے پر ماندہ در دام قفس
مال بیگانہ بہ صد مکر و فریب	میبرد ہر جا کہ یابد دسترس

یہ حال دیکھ دیکھکر نجم وجمشید سر پیٹتے ہین کہتے ہین کہ ایسی شاہزادیان پروردہ نازونعم
اُنپر یہ رنج وغم شاہزادہ ان سب کی کیسی خاطر کرتا تھا دربار مین جسکا یہ مرتبہ ہو وہ یون
آفت مین مبتلا ہون دس لاکھ کا لشکر فروکش ہی یہ خبر جو اُڑی کہ طلسم کشا قید ہوگئے
دو دو چار چار حیلیون سے نکلکر بھاگنے لگے بعضے پیدل گھبرائے ہوے سامنے
کمیدان کے آئے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی اُس شخص کی زوجہ نہایت
بیمار ہی لہذا ہم رخصت ہوتے ہین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگے کمیدان نے
حکم دیا پرتل کا ٹٹو کسنے لگے دیگچے پتیلے اُٹھائے کمیدان نے پوچھا اسباب کیون
لیے جاتے ہو کہا حضور خط سے معلوم ہوا کہ میری زوجہ کا حال ابتر ہی یہی چیزین
بیچکر دفن وکفن کرینگے اگر اچھی ہوگئین تو پھر لے آوینگے کمیدان خاموش ہوے
یہ روانہ ہوگئے تھوڑے عرصے مین ہزار دو ہزار آدمی لشکر سے نکل گئے اور
نکلے جاتے ہین پہلے حیلہ کرکے گئے اب صاف صاف کھسکے جاتے ہین یہان
شبرنگ بن عمر وجمشید ونجم کو لیکر بارگاہ مین آیا بیٹھا ہوا ہی کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ لوگ بھاگے جاتے ہین سارے لشکر مین تہلکہ ہی اور اُسی قصر سے
ایک لکۂ ابر سیاہ اُٹھا ہی بلند ہوتا جاتا ہی ہوا ایسی ٹھنڈی چل رہی ہی کہ لوگ
لباس سرما نکال نکالکر پہن رہے ہین اور فلان جانب کے ہزار آدمی سردی
سے بیقرار ہین اور سردی بڑھتی جاتی ہی یہ سنکر شبرنگ گھبرایا باہر نکلا مثل دیو
مثل پکارتا پھرتا ہی کہ یارو اسقدر نہ گھبراؤ باہر لشکر کے نہ جاؤ اگر وہان بھی تمکو
موت گھیرے تو کیا کروگے دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت سوچو تو اپنے
دل سے کہ جمشید ودارا کیا ہوے

نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس

رباعی

ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد بہار
کف افسوس ہر اک برگ ہوا اس گلشن کا
خشکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

جاکر ذرا انجم اختر شناس سے بات کرو جانتے ہو کہ وہ کیسا اختر شناس ہی کہتا ہی
کہ قتل بقراط موقوف ہی ہاتھ پہ طلسم کشا کے کوئی صورت رہائی کی ضرور
پروردگار پیدا کریگا کلمات حسرت آیات شبرنگ سے لشکر والے رونے
لگے بعض جو تیار تھے گھوڑون سے اتر پڑے کہتے تھے کہ لاکھ جان ہماری
ناخن پاے طلسم کشا پر نثار ہی انشاء اللہ اپنے آقا کا ساتھ دینگے کافرونکو
قتل کرینگے ایسا اتفاق اکثر ہوا ہی کہ طلسم کشا قید ہو گئے صاحبقران قید
تھے کس زور و شور سے رہائی پائی ہمارے آقا بھی رہا ہونگے شبرنگ
سچ کہتا ہی کہ اگر موت آئی ہی تو نہ یہان بچین گے اور نہ لشکر سے نکلکر رہائی
ہو گی پروردگار عالم ارشاد فرماچکا ہی اسی پر ہمارا یقین ہی کہ جب وقت موت
آئیگا ایک ساعت تقدیم اور تاخیر نہین ہو سکتی پس کیا ضرور ہی کہ ہم رفاقت
کو چھوڑین ایسے آقاے مہربان سے منھ موڑین کل صفون مین آوازہ غریو کی
بلند ہوئی سب کلمات صبر کہنے لگے شبرنگ یہ اطمینان کرکے پھر بارگاہ مین
آیا کبھی لوح محفوظ بنجم پہنتے ہین کبھی جمشید زرین ترکش پہن لیتے ہین لباس
تیغ و سپر سامنے موجود ہی کبھی لوح محفوظ کو اُتار کر سپر پر رکھ دیتے ہین پروردگار
سے دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار و ای خالق لیل و نہار اس مشکل کو
آسان کردے کوئی باعث ایسا ہو کہ ہم لوگون کے دلونکو تسکین ہو نظم

عقل گم کردست صد افسوس این دانا عبث
دیدۂ حق بین بہ پوشید است این بینا عبث

دل بہ بندد بر چمن یا برگل رعنا عبث | مثل بلبل شور در بستان کند برپا عبث
در ہوا و حرص میگردد بہ شکل گرد باد | آہ این خاکی بہ ہر کوہ و بہ ہر صحرا عبث
سعی اسکندر بنود اندر جہان بے فائدہ | داد جان اندر حصول سلطنت دارا عبث
اہل دنیا نقد عمر خود عبث برباد داد | جملہ سرمایہ تلف کردہ درین سودا عبث
صورت گردون زدن ہر روز بر روی زمین | ماند ہمہ گردان بہ دنیا طالب دنیا عبث
سر کشید از بندگی این بندہ ناحق در جہان | گرد پابند تعلق ہر کسے خود را عبث
ہند پا چون اختیار کار در دست خداست | سعی ما لا حاصل است و جستجوے ما عبث

بلکنے پر شہزادگان کے سب خرد و کلان رو رہے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی جس مقام پر سپر و شمشیر اور لوح محفوظ رکھی ہی ایک عورت کی تصویر زمین سے نکلی اُسنے لوح محفوظ اور سپر و شمشیر لی اور پھر غرق زمین ہو گئی ہر چند کہ نجم ایسا ساحر سامنے موجود تھا مگر کچھ نہ ہو سکا یہ اشیا لیکر وہ پتلی صاف نکلگئی اور چلتے چلتے یہ آواز دیگئی کہ اے اہل لشکر طلسم کشا ابقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ تھوڑے عرصے مین وہ برف برسے گی کہ تم سب ٹھنڈے ہو جاؤ گے نجم بہت گھبرایا کہا یارو اب طلسم کشا کا خدا حافظ و ناصر ہی ابتک تو یہ امید تھی کہ اگر لوح محفوظ لیجا کر گلے مین ڈالدینگے تو وہ ایسا شیر دلیر ہی کہ قید توڑ کر آفت برپا کریگا اب وہ امید بھی نہ رہی دیکھیے کس ترکیب سے لوح محفوظ لی گئی تیغہ طلسمی و سپر طلسمی ساتھ گئی اب اُسکو اطمینان ہوا ابقراط ثانی اب اور زیادہ بدعتین کریگا اِس فکر مین سبکے سب تھے سب کا اِرادہ یہ ہو کہ بھاگ کر نکلجائین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ایک سے ایک صلاح کر رہا ہی کہ یارو نکلچلو طلسم کشا قید ہوے لوح محفوظ بھی گئی تیغہ طلسمی بھی گیا مگر جمشید و نجم ہر ایک سے کہتے پھرتے ہین کہ یارو بدا سے خدا اپنے رحیم و کریم سے دعا کرو مگر لشکر کو نہ متفرق کرو ورنہ پھر ایسا لشکر جمع نہ ہو گا کس جستجو سے آقا نے یہ لشکر جمع کیا اگر یہ پراگندہ ہو گیا تو پھر کون اِسطرح جمع کر سکیگا کیسے کیسے نامیونکو مارا کیسی کیسی آفت

تم لوگون نے اُٹھائی ذراسی تکلیف مین گھبراے جاتے ہو وہ دستگیر مطلق
کارساز برحق اِس بلا کو دفع کریگا خدا نے مجھکو اِسی واسطے بچایا کہ تم سب کو مین
سمجھاؤن بھاگنے سے روکون اگر تم لوگ بھاگو اور بقراط کو منظور ہو کہ سبکو
روک لون تو تم لوگ نکل سکتے ہو ساحر جلیل کفار کا کفیل غدار بے عدیل مکار و
محیل ایسے سے خوف کرنا چاہیے اِن باتون پر جمشید کی اہل فوج دعائین دے
رہے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اُنکو سلامت رکھے ہم لوگ بھی سر کو ہتیلی پر لیے
بیٹھے ہین اب قدم نہ ہٹائین گے جان اپنی لگائین گے لشکر مین یہ ہنگامہ برپا
ہی قصہ مختصر نجم و جمشید و شبرنگ کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کمیدان
رسالدار جمع ہین کوئی کہتا ہی بھاگ چلو بعض نجم سے کہ رہے ہین کہ سحر کرو نجم
کہتا ہی مین کیا سحر کرون سکندر ایسے بادشاہ کا سحر نہ چلا تو مین کیا کر سکتا ہون
جمشید بھی یہی عذر کرتے ہین کہ مین بھائی صاحب سے زیادہ نہین ہون
جب وہ اِس سحر مین پھنس گئے تو میری کیا حقیقت ہی اور یہ تصویرین سب
سحر کامل کی بنی ہوئی ہین کیا کیا کام کر رہی ہین یہ فکر ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
طبل سکندری کی آواز آئی نقارخانۂ سلیمانی بجا سب بہ نگاہ غور دیکھنے لگے سامنے
آکر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی لندھور و مالک
وغیرہ آگے بڑھے ہوے اہتمام لشکر کرتے ہوے ایک طرف کئی ہزار
مرکب تازی ترکی یمنی عراقی بھی پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس
مگس رانی کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے کہ دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان پشت اشقر پر سوار کچھ سردار پشت پر اور
بادشاہ تخت پر بہ صورت نورانی سات سو تاجدار گھیرے ہوے اِس
شوکت و شان سے صاحبقران پیدا ہوے شبرنگ نے بڑھکر امیر کو
سلام کیا صاحبقران نے پوچھا ای شبرنگ خیر تو ہی شبرنگ نے عرض کی
حضور اُترین اب اِسی مقام پر فروکش ہون صاحبقران گھوڑے سے اُترے

کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی کل سردار صاحبقران
نامدار بارگاہ مین آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہوا خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین قدمون سے
صاحبقران کے لپٹ کر رونے لگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند خیر تو ہی
کہ نجم اختر شناس و جمشید زرین ترکش حاضر ہوے شبرنگ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا کہ آقا سامنے قصر مین قید ہو گئے صاحبقران نے جو حال
قید نورالدہر سنا بہت روئے بادشاہ جمجاہ بیتاب ہو گئے جملہ سردارون مین
شور گریہ و زاری بلند ہوا مگر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے تیغ عقرب
سلیمانی پر ہاتھ ڈالدیا حرز ہیکل گلے مین فرمایا مین ابھی جاتا ہون نجم نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ ارادہ نہ کرین جبتک معمار قصر سازنہ مارا جائیگا
تب تک اس قصر مین نہ جا سکیے گا صاحبقران نے فرمایا مین اسم اعظم پڑھتا
ہوا جاؤنگا خبردار مجھکو کوئی نہ روکے مقام افسوس ہی کہ ایسا فرزند میرا یون
گرفتار ہو اور مین بہ آرام بیٹھون شبرنگ نے کہا ای شہریار پہلے ایک تدبیر
تو کیجیے ابر سیاہ آسمان پر چھایا ہوا ہی ہوا سے سرد چل رہی ہی اہل لشکر اور
سرداران نامی سردی سے بیقرار ہین صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ
ایک شیشے مین پانی لاؤ مقبل نے فوراً شیشۂ آب لاکر حاضر کیا امیر نے اُسپر
اسم اعظم پڑھا کہا ای شبرنگ گرد لشکر کے حصار کر دو شبرنگ نے گرد لشکر
کے حصار کیا وہ جو سردار سردی سے بیقرار تھے اُنکو اطمینان ہوا صداے
فریاد و الغیاث موقوف ہوئی صاحبقران زمان گرد لشکر حصار کراکے اور
تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے چلے عمرو نے بھی منع کیا کہ ای شہریار
حضور تامل فرمائین مین جاکر تدبیر کرونگا مگر امیر باتوقیر نے کسیکا کہنا نہ مانا
لشکر سے نکلے چند تصویرین قصر پر آئین پکار کر صاحبقران کو منع کرتی تھین کہ
ای شہریار ادھر نہ آئیے ورنہ بلا مین پھنسیے گا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جب سامنے مین قصر کے پہونچے تو ایک پتلی پھاند پڑی

صاحبقران زمان سے آنکھین ملاکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہی
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

رو اسقدر کہ آبرو ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو باغ
ہم پلہ نازکی مین گل یا سمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان شراب کہن نہ ہو

بیمار مدتون سے ہی میرا دل حزین
اسکا علاج بوسہ سیب ذقن نہ ہو

ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو

عاشق ہو نہین معاف ہون میرے سوا تجھے
عریان جو چاہے اسکو میسر کفن نہ ہو

یہ رعب حسن یار سے محفل ہی دم بخود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو

کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہو ولا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو

عالم پسند صورت زیبا سے یار ہی
یہ سکہ وہ نہین ہی کہ جسکا چلن نہ ہو

لیکر ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی
اسطرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُسکا برا نہ مان
عاشق ہی اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

چونکہ اشعار با مضمون تھے صاحبقران بہ گوش ہوش سننے لگے اسم اعظم کو پڑھنا موقوف کیا کہ پہلو سے ایک نازنین آئی اُسنے قریب آکر کہا کہ اے شہریار نور الدہر نے کہا ہی کہ حرز ہیکل اپنی میرے پاس بھیجدیجیے تو پھر مین قید سے رہائی پاؤن اشعار سنکر صاحبقران مبہوت تو ہو ہی رہے تھے فوراً گلے سے حرز ہیکل اُتار کر دیدی اُس نازنین نے حرز ہیکل لیتے ہی آواز دی او حمزہ منم معمار قصر ساز دیکھا تو نے کہ کیونکر اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل بھی چھین لی صاحبقران اُس نازنین کے پیچھے دوڑے کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین کیون اُسکے پیچھے جاتے ہین منم دلفریب ضیغم شکار یہ کہکے وہ نازنین قریب آئی صاحبقران نے

جو سراپا دیکھا حقیقت مین ایسی صورت زیبا نگاہ سے نہ گذری تھی یعنی غنچہ دہن سراپا خوب معشوق مرغوب قصۂ زلف طولانی ہر اسکے خیال سے پریشانی ہی عارض انور پر زلفین لہرا رہی ہین صبح و شام کا تماشا دکھا رہی ہین یا قریب چشمۂ خورشید کے مار سیاہ لہرا رہے ہین عجب پیچ و تاب دکھا رہے ہین جب وہ زلفین لہرا کر عارض پر آتی ہین تو وہ نازنین مہ جبین زلفون کو ہاتھون سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر دیتی ہی جب زلفین عارض سے ہٹجاتی ہین صبح وصل کا تماشہ دکھاتی ہین اعضا مین کل چیزین موزون معشوق با مضمون سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ نخل سرو مین ثمر آئے ہین یا گوہر آبدار دریا ے حسن کہیے کیا خوب شاعر کہتا ہی ؎ گھاٹ انگیا کا کم و بیش جو پایا اُسنے ✤ ہنس کے خیاط کو چڑیا کا بنایا اُسنے ✤ زیور بے تکلف زیب بدن گلہا ے نسرین و نسترن زیب گلو موتیون کی آبرو قریب آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران بہ حیرت دیکھ رہے ہین کہ ایسی شعلۂ جوالہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سب اہل لشکر دیکھ رہے ہین نجم نے بیقرار ہو کر پکارا کہ اے شہریار اپنے کو ہاتھ سے اِس مکارہ کے بچایئے عمرو نے کئی مرتبہ پکارا مگر امیر نے کسیکو جواب نہ دیا وہ نازنین صاحبقران کو لیچلی برابر دروازے کے جو پہونچی پہلو مین ایک گلی تھی اُسمین لیجا کر غائب ہوئی قصر مین نوبت نقارے بجنے لگے جس قصر مین کہ وہ قفس لٹکے ہوے تھے صاحبقران کو اُس مقام پر نہ پایا نجم نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا صاحبقران کو اور کسی مقام پر لیگیا مگر نہین معلوم کہان لیجا کر رکھے اب بہ مشکل پتہ ملیگا سب سردار امیر کے روتے ہوے پلٹے سب نے آکر عمرو سے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یارو تم جانتے ہو کہ مین فرصندار ہون ایسا نہ ہو مہاجن گرفتار کر لین تو میرے واسطے خرابی ہوگی مین نے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا سب حال کھلا انشاء اللہ تعالےٰ اگر فکر کرونگا تو اپنے آقا کو رہا کر لاؤنگا جب آقا چھوٹین گے تو سب رہا ہونگے اگر آپ لوگون سے ہو سکے تو کچھ دستگیری کیجیے تو مین تدبیر

رہائی کی کرون نجم وجمشید نے دس دس ہزار روپیہ منگا کر پیش کیے عمرو نے کہا
مین سمجھا سب صاحب کچھ مدد کرینگے کسی نے پانچ ہزار کسی نے دو ہزار منگا کر
سامنے رکھے مبلغ خطیر جمع ہوے خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
فرمایا کہ اب مین جاتا ہون کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اور ایک
کلانوت کی شکل بنکر بارگاہ سے نکلے چکن کا کرتہ اگلی وضع کا مشروع کا پائجامہ اور
پانوٗن مین گھتیلا جوتہ آنکھون مین دنبالہ دار سرمہ سر پہ سرخ چیرا بندھا ہوا
ایک طنبورہ ہاتھ مین گنگناتے ہوے چلے جب صحرا مین آکر پہونچے تو اپنی
قدیم خال دیکھی ایک طرف منھ اُٹھ گیا اُسی طرف چلے مگر یہ یقین ہو گیا ہی
کہ صاحبقران اِس قصر مین نہین ہین عمرو جنگل جنگل پھر رہا ہی کئی مقام پہ بیٹھ کر
گایا تیسرے دن سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا کچھ کنیزین باہر سے اندر
جاتی ہین اندر سے باہر آتی ہین ایک محلدار کرسی پہ بیٹھی ہوئی ہی خواجہ عمرو
کنارے آکر ایک نخل کے نیچے بیٹھے طنبورے کو چھیڑ کر بآواز بلند یہ اشعار
عاشقانہ گانے لگے

نظم

ہشیاری رنگ دیتی ہی قید فرنگ کا	دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا
سودائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا	رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ وشنگ کا	نازک مزاج شیشے سے پتلا ہی سنگ کا
کلمہ پڑھینگے دونون مرے خانہ جنگ کا	زاغ کمان ہوا ہی مین کہ طوطا تفنگ کا
غیرت کا کوسے عشق جنونین گذر نہین	ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
اوبت خدا کے واسطے دلکو نہ سخت کر	اِس کعبے مین حضور نہین فرش سنگ کا
سُنتا ہون نخنتہ پھولا ہی نرگس کا باغمین	آنکھین لڑاے جو کہ ارادہ ہو جنگ کا
مرغ چمن کے نالو نسے ہی یہ صدا بلند	قابل ہی دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا
وحدت پسند ہی تو زمانے سے کر گریز	یکرنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا
تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین	رخسار یار نہ ہی کہ جزیرہ فرنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارے کے لیے — آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا
وہ چشم گھات مین دل پہ دماغ کے نہین — آہو کو ہی ارادہ شکار پلنگ کا
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائےگا — تربت سے میری پیڑ اُگیگا پتنگ کا
میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار — کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا
اس گنبد سپہر کو کیا مین کرونگا یار — آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

خواجہ نے جو یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان گائے نخلستان سے طائر اُتر آئے ہرن چوکڑیان بھولے آکر گانا سننے لگے وہ کنیزین دوڑنے لگین چہار طرف دیکھتی تھین کہ یہ گانے کی آواز کہان سے آتی ہی ایک نوجوان ستر پٹر کرتی ہوئی اِسطرف آئی ساتھ والیون سے پکار کر کہا اری بوا یہ بڈھا گا رہا ہی دیکھو جانور بھی سُن رہے ہین اری بوا دیکھو تو ہرن بھی بیٹھے ہین وہ کنیزین دوڑ کر سب قریب آئین زمین پر آکے بیٹھ گئین مگر سب شریر آپس مین چہلین کرتی تھین ایک نے قریب آکر کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد نہین ہی عمرو نے کہا میرے تین سو ساٹھ فرزند ہین اور سب کی مائین الگ ہین روز نئی جورو میری بغل مین ہوتی ہی کنیزین ٹھٹھے مارنے لگین کہتی ہین ارے اِس نگوڑے کے منھ مین نہ دانت اور نہ پیٹ مین آنت اور اتنی بی بیان یہ تبلاتا ہی سراسر دروغ گو ہی عمرو نے کہا میرا کہنا اگر خلاف ہی تو امتحان کیجیے جن صاحب کا جی چاہے تشریف لائین مین ابھی اُنکا مقصد پورا کردون بلکہ دل بھر دون کنیزین ہنسنے لگین کہا نگوڑے دیوانہ ہوا ہی مُنھ مین دانت نہین ہین مگر پان کھایا ہی لال جوبکی داڑھی رنگین ہو رہی ہی خواجہ نے پوچھا بی بیو تم ہنسی دل لگی نہ کرو اِس باغ مین کون رہتا ہی کنیزون نے کہا سیمتن جادو نگہبان صحرا سیمتن یہان رہتی ہین اِس باغ کے پائین پہ ایک صحرا ہی بڑے بڑے جادوگر رہتے ہین اُن سب کی افسر ہین عمرو نے کہا بلّیان لون جاکر ہماری تقریب کرو کنیزون نے کہا آج کئی دن سے بڑے میان صاحب

ملکہ ایسی بیقرار ہین کہ آب و دانہ ترک ہی ناچ گانا بھی نہین سُنا ہی اب اِسوقت
بارہ دری سے نکلکر باہر چبوترے پر بیٹھی ہین تنگ کسی سے کلام نہین کرتین عمرو
نے کہا تم جاکر ہماری تقریب کرو ہم شگفتہ کرینگے کنیزون نے آپس مین کہا
حقیقت مین یہ بڈھا مسخرہ معلوم ہوتا ہی خوب مسخرہ پن کریگا کیا عجب ہی کہ ملکہ بھی
بہلجائین یہ صلاح کر کے گئین سمتن سرنگون بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی
ایک بڈھا گویا آیا ہی مگر نہایت خوش آواز ہی آواز مین یہ سوز و گداز ہی کہ طائر
آشیانون سے نکل آئے آہوان صحرائی آکر گانا سننے لگے سب سرونکو اپنے
دُھن رہے ہین اگر حکم ہو تو اُسکو لائین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا
صاحبو کسی بات کو دل نہین چاہتا دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کیا تمسے کہون
کہ کیا دلکا حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی روز بروز جی نڈھال ہی نظم

کیون نہ ہو عشق ہمین ابروِ خمدار کے ساتھ — ہوتی اُلفت ہی جوانمردونکو تلوار کے ساتھ
گو ہی بیزار مگر بولتا ہی پیار کے ساتھ — ڈھنگ اقرار کا ہی وصل کے انکار کے ساتھ
یہ خط و خال کہان اور کہان یہ لب و چشم — مہر و مہ کیا ہون مشابہ ترے رخسار کے ساتھ
کاٹ کر تیغ ہلالی سے گلا رکھدونگا — مجھکو اُلفت ہی تری ابروِ خمدار کے ساتھ
مرد مسلم کو ہی مصحف سے محبت ہوتی — کیون نہ ہو پھر ہمین اُلفت تری رخسار کے ساتھ
تمسے کی ہمنے محبت تو بُرائی کیا کی — دوستی کرتا ہی ہر شخص طرحدار کے ساتھ
اِک نگہ مین تری ہوتی ہی شفا اُسکو نصیب — کر سلوک اِتنا مسیحا دلِ بیمار کے ساتھ

کنیزون نے عرض کی واری بہت بجا ہی کہ آپ کئی دن سے بہت اُداس رہتی
ہین مگر بڈھا ایسا گاتا ہی کہ آپ سُنکر خوش ہو جاوینگی طبیعت کا رنج و ملال دفع
ہوگا سمتن نے کہا اری خیلاؤن تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہی اچھا خوشی
تمھاری بلالاؤ کنیزین دوڑی ہوئی خواجہ کے پاس آئین کہا بڑے میان
چلو ملکہ نے بلایا ہی خواجہ کنیزون کے ساتھ باغ مین آئے دیکھا چمن سرسبز
و شاداب نہرون کا پانی لاجواب کہ جسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے حباب

چشم معشوق کو شرمندہ کرے عروسان چمن کی بو باس ہر نخل سرو بلندی مین فلک
اساس خواجہ یہ تماشہ دیکھ رہے ہین جب وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک چبوترے
پر فرش بچھا ہی اور ایک نازنین حور مثال پری تمثال مسند پر سرنگون بیٹھی ہوئی
ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہی خواجہ نے آکر سلام کیا کہا بلبلیان نون عالی
عالی مراتب رہین ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا پوچھا بڑے میان صاحب تمھارا نام
کیا ہی خواجہ نے کہا اس حقیر کو استاد خورد و بزرگ کہتے ہین مسلمانون کو لقہ ثانی
غارت کرین جس ملک مین جاتے ہین انھین کی عملداری پاتے ہین ہمنے غور سے
دیکھا کہ مسلمان کسیکو ایک پیسہ نہین دیتے یہ طریقہ سامری پرستون کا تھا کہ جو
سائل آتا تھا اسکو کچھ نہ کچھ دیتے تھے مسلمانون کا یہ طریقہ نہین ہی ہم آٹھ پہر کوستے
ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ استاد کسیکی برائی نہ مناؤ اپنا اپنا طریقہ
ہی مسلمانون کے یہان تو برابر فیض جاری رہتا ہی کوئی سائل انکے یہان سے
خالی نہین پھرتا صاحبقران زمان کہ سب کے افسر ہین لاکھون روپیہ سائلون کو
دیتے ہین اپنے مذہب کی ترقی چاہتے ہین خانہ کعبہ بہت کچھ بھیجتے ہین اس لطف سے
سیمتن نے صاحبقران کی تعریف کی کہ عمرو سمجھ گیا کہ یہ عاشق جمال بے مثال امیر ہی
عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم سامری و جمشید انکو غارت کرین مین آٹھ پہر یہی بد دعا
کرتا ہون ملکہ نے کہا استاد یہ لفظین نہ کہو ہمکو ناگوار ہوتا ہی فی زماننا قید ہو گئے
ہین اسم اعظم انکا اور حرز ہیکل میرے پاس بھیجی گئی ہی آٹھ پہر انتظار کرتی ہون
کہ انکا عیار طرار جسکا نام عمرو ہی وہ یہانتک نہ آیا اگر وہ آتا تو مین اسکی تسکین و
دلجمعی کرتی لہذا تم جہان گشت ہو اگر عمرو کو جانتے ہو تو اسکو بلا لاؤ مین ہدایت
کرونگی مگر یہ چاہتی ہون کہ کوئی عیار ایسا جری و بہادر ہو تاکہ مین جو سحر کرتی تو خوف
نہ کرتا کیا عجب ہی کہ صاحبقران رہا ہو جاتے عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم مین ابھی جاتا
ہون عمرو کو بلا کر لاتا ہون عمرو و مجھ مین بچپن سے یارانہ ہی اور یہ جو تمنے کہا کہ
عیار جری و بہادر ہو وہ لشکر مین عمرو کے مہتر قران ہی کہ بہرام فلک سے بھی وہ

خوف نہ کریگا اور جو سحر کرو گی اُسکی برداشت کرکے تمکو خبر دیگا اگر بن پڑیگا عیاری
بھی کریگا ملکہ نے کہا اُستاد پھر گانا سُنانا پہلے تم جاکر عمرو کو ڈھونڈھ لاؤ عمرو قدمون
پر گر پڑا کہا منم مہر سپہر عیاری اب آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشدیجیے
ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میرا ہی سحر تھا کہ مین نے
اس نازنین کو بھیجا تھا کہ جسنے امیر کو تسخیر کیا اور اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل مانگ لی
لیکن جب صاحبقران قریب تر پہونچے تو اُنکا جمال بیمثال دیکھکر نہایت
بیقرار ہوئی آٹھ پہر یہ فکر ہی کہ کیونکر انکو بچاؤن مگر وہ ایسے مبہوت ہوے کہ کیسے
روکے نہ رُکے یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ سرشار جادو وہان پر رہتا ہی
بقراط ثانی نے قید صاحبقران کی اُسکے پاس روانہ کردی ہی مین اسی فکر مین
تھی کہ تم میرے پاس آؤ تو مین حال بیان کرون لیکن جسطرح بنے مہتر قران
کو ڈھونڈھکر لاؤ تو مین سحر کرون وہ اُسکو پورا کرین خواجہ عمرو یہ کہکے نکلے کہ
مہتر قران کو ڈھونڈھکر لاتا ہون بیرون باغ جو پہونچے ایک طرف سے
دیکھا کہ ایک ساحر کہتا ہوا آتا ہی کہ مسلمانون کو غارت کر اے سامری و جمشید
تو نے مسلمانون کو ایسا زور دیا اب تو انکو مٹا دے کہ ایک طرف سے ایک
شیر سوار نعرہ کرکے اُسپر جا پڑا پکارتا ہوا کہ او ساحر مسلمانون نے تیرا کیا لیا ہی
کہ جو انکو کوستا ہی یہ کہکے شیر سوار قریب پہونچا اور کہا دیکھ صحرا مین آگ لگی ہی
جیسے ہی وہ ساحر پلٹا شیر سوار شیر سے کودا شیر تو بھاگ گیا شیر سوار نے بغدہ
مارا کہ سر جادوگر کا پھٹا عمرو نے پکار کر آواز دی اے جان بخش من ماشاء اللہ خوب
بدخواہ کو مارا مہتر قران نے جو اُستاد کو بعد عرصہ دراز کے دیکھا دوڑکر لپٹ گیا
کہا اُستاد آپ کہان تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری تلاش مین نکلے تھے بارے تم
ملگئے ایک ساحرہ عاشق صاحبقران تمکو بلاتی ہی کہتی ہی کہ ایسا عیار کوئی جری
و بہادر صف شکن تیغ زن ہو اور عیاری مین طاق شہرہ آفاق ہو تو پھر ایسا
سحر مین کرون کہ صاحبقران کی رہائی ہو مہتر قران نے کہا اُستاد مین موجود ہون

خواجہ عمر و مہتر قران کو ساتھ لیکر باغ مین سمیتن کے آئے سمیتن نے جو مہتر قران کو
دیکھا خوش ہو گئی کہا ای مہتر قران مین سحر کرتی ہون تم آئینہ سکندری لیکر بیٹھو اُسمین
دیکھتے رہو کہ کیا گذرتی ہی مجھکو خبر دیتے رہو جس وقت میرا سحر قریب برائے رہائی
صاحبقران پہونچے اُسوقت مجھکو خبر دینا کہ صاحبقران رہا ہوے مین اُنکو اپنے
باغ مین لاؤنگی اور پھر اُنکو لیجانا جہانتک ہو سکیگا رہائی طلسم کشا کی بھی تدبیر کرونگی
مہتر قران نے کہا بسم اللہ سمیتن نے اُٹھکے کوٹھری کھولی ایک آئینہ بڑا نکالا جسپیر
گرد پوش پڑا تھا ملکہ نے قران کو ایک کمرے مین بٹھایا آئینہ سامنے لگا دیا مہتر
قران اُسکو دیکھ رہے ہین سمیتن نے بیٹھکر جوڑا کھولا دو پتلے نکالے وہ دونون
پتلے نکلتے ہی غرق زمین ہو گئے مہتر قران نے کہا ایک صحرائے سبزہ زار مین دو
جوان ٹہلتے ہوے جاتے ہین پیچھے اور لطف دیکھیے ایک جانب سے چار شخص
سپاہی پیشہ تلوارین کھینچے ہوے آتے ہین مگر یہ دونون ایسے جری و بہادر ہین
کہ اُن چار پر جا پڑے خوب تلوار چلی دو نے چارون کو مارا اب وہ دونون جاتے
ہین لو اب سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا در قلعہ پر نگہبان بیٹھے ہین اُن جوانون کو
وہ نگہبان روکنے لگے مگر وہ جوان مصروف جنگ ہوے نگہبانون کو مار کر قلعے
مین گئے ایک مکان ہی اُسکے دروازے پر کئی سو ساحر بیٹھے ہین ملکہ سمیتن پہلو مین
قران کے بیٹھی سحر کر رہی ہی خواجہ بیٹھے ہوے یہ حالات سُن رہے ہین قران
بیان کر رہے ہین لو در قید خانہ پر خوب تلوار چلی مگر ان دو نے سب کو مار لیا
دروازہ کھول رہے ہین بجائے قفل دروازے پر مار سیاہ لپٹا ہی لیکن ایک
جوان نے سر مار کا کھینچکر پھینکا یعنی سانپ کو مارا اور دروازہ قید خانے کا کھلا یہ
دونون جوان دریائے خون مین نہائے ہوے اندر پہونچے قید صاحبقران
توڑ رہے ہین زنجیرین توڑ کر پھینکدین صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ای شہریار
چلیے صاحبقران اُٹھے اُن دونون جوانون سے باتین کرتے ہوے آتے ہین
سمیتن نے کہا لو خواجہ صاحبقران رہا ہوے میرے بھیجے ہوے پتلون نے

بڑے کارہاے نمایان کیے کئی سو جوانون کو قتل کرکے تا بہ قلعہ پہونچے نگہبانونکو
مارکر صاحبقران کو رہا کیا اب خوشی کرو صاحبقران آتے ہین عمرو نے کہا شیشۂ اسم
اعظم مجھکو دیجیے کہ مین جاکر توڑون سیمتن نے کہا خواجہ یہ مناسب نہین ہی اسیر کو
یہان آجانے دیجیے قران نے کہا لو وہ دونون جوان قلعے سے بھی نکل آئے اب
تنتنے ہوے آتے ہین وہ دونون جوان داہنے بائین تلوارین کھینچے ہوے ہین
قلعے سے نکلکر صاحبقران چلے تھے کہ آسمان سے وتاڑے کی آواز آئی مہتر قران
نے گھبرا کر کہا لو ملکہ غضب ہوا ایک ستون برق کا آسمان سے اُترا استادہ ہوا قایم
ہوا وہ ستون پھٹا ایک ساحر بہ شکل مہیب نعرے کرتا ہوا نکلا کہ ہم بقراط ثانی
ایک طرف سے گرد اُڑی سرشار جادو روتا ہوا قریب بقراط کے پہونچا اور کہا
کہ یا خداوند یہ سحر کسکا ہی کہ جو صاحبقران کو لیے جاتا ہی بقراط نے کہا یہ سحر ہی سیمتن
نے کیا ہی مین اُن تینونکو مار کر صاحبقران کو قید کیے دیتا ہون تم جاکر سیمتن کو
لاؤ اِن دونون کو ایک ہی مقام پر قید کرون سرشار نے پرپرواز پیدا کیے
یہان قران کہ رہے ہین کہ ملکہ بقراط نے اُن دونون جوانون پر برق گرائی
دونون جوان مارے گئے مگر سرشار پر پرواز پیدا کرکے کسی جانب نکل گیا
سیمتن نے منھ پیٹ کر کہا غضب ہوا بقراط خود آگیا اُن دونون جوانونکو مارکر
سحر کیا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بقراط اُٹھا کر لیگیا صاحبقران کو اُسی قیدخانے
مین لیجاکر قید کیا اور نگہبان مقرر کیے سیمتن گھبرا کر کمرے سے نکلی بیرون کمرہ
ٹہل رہی ہی کہ سرشار تڑپ کر گرا سیمتن کو اُٹھا لیچلا سیمتن نے پکار کر آواز دی
اے شہنشاہ اوج عیاری مجھکو بچانا سرشار مجھکو لیے جاتا ہی خواجہ جھپٹے لیکن
سرشار سیمتن کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا چاہتا ہی کہ طرف قلعے کے
جاؤن کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ رو رو کر یہ کہ رہا ہی نظم

گئے گھل تن کے میرے استخوان تک — اُٹھاؤن صدمۂ فرقت کہان تک
رسائی کسطرح ہو جان جان تک — کہ دشمن ہی ہمارا پاسبان تک

چلے ہم حسرت دیدار لیکر + نہ آنا تھا نہ آئے وہ یہان تک
تمھارے عشق مین ای غیرت ماہ + ہوے دشمن ہمارے مہربان تک
تمنائے وصال گلبدن مین + ہوے برباد ہم چھوٹا مکان تک
دکھا دیگی زمین اُسکو بھی اک روز + جو پہنچی آہ میری آسمان تک
نہ اتنا کر ستم بلبل پہ صیاد + کہ اُجڑے فصل گل مین آشیان تک
دردِ دلدار تک لیجائیگا کون + نہین باقی رہی تاب و توان تک
کیے شعر و سخن جا کر سُنا مین + نہین کوئی ہوا اپنا قدر دان تک
شفیق اب عشق خال دلربا مین + ہوا مشہور مین ہندوستان تک

یہ آواز سنکر سرشار زمین پہ اُتر آیا سمتن کو ایک نخل کے سایے مین ڈال دیا خیال کرکے دیکھا کہ یہ کون دردرسیدہ آہ و زاری کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین برابر بھر رہا ہی دیکھا قریب درہ کوہ کے ایک نازنین دوازدہ سالہ دریاے خون مین غوطے مار رہی ہی اور ہر مرتبہ اُٹھتی ہی اور گرتی ہی اور پکار پکار کر فریاد کرتی ہی کہ یا خداوند بقراط ثانی مدد کیجیے اِس بلا کو رو کیجیے کبھی پکارتی ہی کہ فلک نے ایسا لوٹا کہ مہربانون کا ساتھ چھوٹا مگر کیا سخت جان ہون کہ کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا کہ مجکو کھا جاتا اِس بلا سے نجات ملجاتی سرشار نے جو اُس نازنین کو دیکھا ایک آہ کی ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا پکار اُٹھا ای ماہ فلک حسن و خوبی و ای گل گلزار محبوبی حقیقت مین تیری کیا تعریف کرون نظم

دلدار ہی دلپذیر ہی یہ + بے مثل ہی بے نظیر ہی یہ
لاکھون مین ہی شوخ و شنگ بت + واللہ غضب شریر ہی یہ
اقلیم مین حسن و دلبری کے + زیب تاج و سریر ہی یہ
ہو دام بلا سے کب رہا دل + گیسو کا ترے اسیر ہی یہ
کرتا ہی شفا سوال بوسہ + دے ڈال ترا فقیر ہی یہ

یہ کہتا ہوا سرشار قریب آیا کہا ای مہ جبین یہ کیا سانحہ گذرا اُس نازنین نے

ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹا اسباب کا
ساتھ چھوٹا تین دن سے اِسی صحرا مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہون سرشار نے کہا
مین تمکو اپنی خاتون محل بناؤنگا جن خداوند کو پکار رہی ہو مین اُنکا مشیر با تدبیر
ہون اُس نازنین نے کہا خداوند بقراط تمکو خوش رکھین مجھے تو اپنی امید زندگی
کی نہین سرشار نے کہا قدرت نے تمکو تین دن برابر اِس صحرا مین بچایا کوئی
جانور درندہ نہ آیا تمھارے بڑے مرتبے ہونگے یہ کہکے پنجہ کمر مین دینے لگا اُس
نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شخص تو کون ہی دیکھ کمر پر تلوار پڑی ہی
ابھی روح قالب سے نکلجائیگی احسان کیا ہی تو پورا احسان کرو کہ تم بیٹھ جاؤ
مین تمھاری گردن پر سوار ہو لون سرشار بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوار
ہوئی سرشار لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ گلے مین معلوم ہوا پھانسی پڑی گھبرا کر
کہا ارے یہ کیا کیا وہ نازنین کاندھے سے کودی کمند گلے مین والدی تھی نعرہ
کیا کہ او بیحیا منم مہرسپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے جھٹکا مارا کہ سرشار گرا گرتے گرتے حباب ماردیا بیہوش کرکے
اُسے قتل کیا تب سیمتن کو ہوش آیا سیمتن نے دیکھا خواجہ سرشار کے کپڑے
اُتار رہے ہین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری تمنے بڑا کار نمایان کیا اگر تم نہ ہوتے
تو مین کیونکر بچتی اب چلکے مہتر قران کی خبر لو کہ اُنپر کیا گذری خواجہ و سیمتن دونون
اُسی باغ مین آئے دیکھا مہتر قران ایک غار مین چھپے ہوے ہین مگر آئینے پر
غبار چھا گیا سیمتن نے وہ آئینہ لیکر کوٹھری مین بند کیا کہا ای مہتر قران اب تو

قلعۂ سرشار تمنے دیکھ لیا بر اسے رہائی صاحبقران جاؤ یقین ہی کہ بقراط ثانی کو
خبر پہونچے کہ سرشار مارا گیا شاید کوئی تدبیر کرے اور مین بھی تدبیر مین جاتی ہون
اب بقراط میری فکر کریگا صاحبقران کو رہا کر کے آؤنگی یہ کہکے مہتر قران وغیرہ
ایک جانب چلے مگر ملکہ سیمتن پر پرواز پیدا کر کے چلی گرفتاری صاحبقران کا دلپر
صدمہ ہی کہتی ہی کہ ای سیمتن افسوس تیلون نے تو بڑا اکار نمایان کیا تھا کہ جا کے
صاحبقران کو رہا کر لائے تھے مگر بقراط کو خبر ہو گئی وہ خود وقت پر پہونچا مگر
خواجہ نے بھی بڑا کام کیا قضاے کار یہ باتین دل سے کرتی ہوئی سیمتن ایک پہاڑ
پہ آکر ٹھہری اب سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر تا بہ صاحبقران جاؤن
کسطرح اُنکو چھڑاؤن اور یہان بقراط ثانی جو پلٹ کر آیا آکر تخت پر بیٹھا شاہزادیون
نے پوچھا کہ قدرت کہان تشریف لیگئے تھے بقراط نے کچھ بیان نہ کیا خاموش
بیٹھا رہا پھر پکار کر آواز دی ایک ملک بے چراغ پڑا ہی کون حکومت کریگا سرشار
مارا گیا وہان صاحبقران قید مین جسکو منظور ہو وہ جا کر اُنکی حفاظت کرے اور
اپنی حکومت کا سکہ بٹھادے جب کوئی وقت پڑیگا تو مین آؤنگا یہ سُنکر گلنوش جادو
پھول کر اُٹھا یہ بھی بہت بڑا تاجدار ہی بقراط سے کہا ای خداوند یہ کام غلام کا ہی اگر
غلام کو اجازت ہو تو جا کر انتظام کرے بقراط نے فوراً اجازت دی اور کہا
کہ ای گلنوش بہت ہوشیاری سے انتظام قلعۂ سرشار کا کرنا ملکہ سیمتن کے عشق
مین سرشار نہ ہونا کیونکہ وہ رہائی صاحبقران کی فکر کر رہی ہی یہ سب حالات سُنکر
گلنوش تاجدار طرف قلعۂ سرشار کے چلا قریب اُس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر
سیمتن سرنگون بیٹھی ہی گلنوش کی جو نگاہ پڑی یا تو اُڑا ہوا جاتا تھا یا اُتر آیا آکر کہا
کہ ای نازنین کیون چپ بیٹھی ہی سیمتن نے آہ کھینچکر کہا مین ایک کام کو گئی تھی اِس
مقام تک جو پہونچی کلیجے مین درد ہوا ٹھہر گئی اب اِسوقت قوت نہین کہ تا بہ
باغ جاؤن یہ سُنکر گلنوش نے کہا ای ملکۂ عالم یہان سے قریب قلعۂ سرشار ہی
وہ کسی وجہ سے مارا گیا قدرت نے مجھسے حال مفصل نہین کہا لیکن مجھکو حکومت

دی ہی تم میرے ساتھ چلو مین وہان تمھارا علاج کرونگا بعد صحت تمھارے باغ
تمکو پہونچا دونگا سیمتن سمجھی کہ رسائی کا سبب نکلتا ہی کہا اچھا صاحب جو خوشی
تمھاری یہ کہکے سیمتن گلنوش کے ساتھ ہوئی گلنوش سیمتن کو لیے ہوے قلعۂ
سرشار مین آیا آکر تخت پر بیٹھا نذرین گذرنے لگین چند ساحرون کو حکم دیا کہ
حفاظت صاحبقران کرنا اگر کوئی اُفتاد پڑے تو فوراً میرے پاس آنا مین چلکر
تدبیر کرونگا پھر ملازمونسے اشارہ کیا شراب وکباب لاؤ ملازمون نے فوراً
کشتیان شراب وکباب کی لاکر حاضر کین گلنوش نے جام شراب سے بھر کے
سیمتن کو دیا سیمتن نے شراب جرعۂ کر کے جام پھیر دیا گلنوش بے اندیشۂ انجام
پی گیا سیمتن نے متواتر اسقدر شراب گلنوش کو پلائی کہ گلنوش آپ سے باہر
ہوا نشۂ شراب سے بلبلانے لگا ملازمون کو حکم دیا کہ ایک طائفہ رنڈی کا جلد
بلا لاؤ ملازم دوڑے بیرون قلعہ آئے اتفاقاً ایک گرویدہ رنڈی کا ملا رنڈی کو
لیکر حاضر ہوے سازندون نے ساز درست کیے رنڈی نے یہ اشعار عاشقانہ
بتا بتا کر بہ ناز وانداز گانا شروع کیے نظم

خاک ہو جیسے در ولدار نے جا دی مجھے ۔۔۔ ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے
ایکدن مین منزل ہستی سے جا پہونچا عدم ۔۔۔ راہزن سنتا تھا جسکو ہو گیا ہادی مجھے
کم نصیب ایسا ہون گر ہو خوشی کو اذن عام ۔۔۔ ہو یہ شادی مرگ ہو جیکے سوا شادی مجھے
یاد دلوا کر لڑکپن یار کا بسمل کیا ۔۔۔ تیغ چوبی ہو گئی شمشیر فولادی مجھے
روز و شب رہتی ہو مرغان مضامین کی تلاش ۔۔۔ فکر سے کرنا پڑا ہی کار صیادی مجھے
بے عروس ناخشہ آتی نہین مجھکو پسند ۔۔۔ زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے
حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہی ۔۔۔ خوبصورت کی پسند آتی ہی جلادی مجھے
دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی ۔۔۔ یاد اُس ویرانے کی آتی ہی آبادی مجھے
مین نے فن شعر اے آتش پڑھایا ہی جسے ۔۔۔ مجھکو شاگردی ہی زیبا اور اُستادی مجھے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہو گلنوش نشے مین جھوم رہا ہی لیکن ضبط کر کے کہا کہ اے

ملکۂ عالم پلنگ پر چلو سیمتن نے کہا اُٹھو گلنوش جو اُٹھا انٹنے کا جوش تھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سیمتن اُٹھی طرف قید خانے کے چلی جب قریب قید خانے کے پہونچی نگہبانون سے کہا تم لوگ یہان سے جاؤ ہمکو حکم دیا ہی ہم نگہبانی کرینگے نگہبان فوراً روانہ ہوے سیمتن قید خانے مین گھسی جھولی مین حرز ہیکل اور شیشۂ اسم اعظم ہو آکر شیشے کو توڑا حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی امیر با توقیر ہوشیار ہوے سیمتن نے جھک کر سلام کیا امیر نے بہت پسند فرمایا پوچھا کہ ای مہ جبین تیرا کیونکر آنا ہوا سیمتن نے حال اپنا بیان کیا کہ زمین سے مہرہ نقب کا ٹوٹا خواجہ نقب دیکر پہونچے امیر نے کہا خواجہ بین نے رہائی پائی اسم اعظم بھی یاد آیا صاحبقران و سیمتن و خواجہ عمرو باہر نکلے مگر گلنوش نشۂ شراب مین بیہوش پڑا ہوا سو رہا ہی کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ او غافل اسیطرح حفاظت کرتے ہین خواب خرگوش مین مبتلا ہی گلنوش کی جو آنکھ گھبرا کر کھلی دیکھا ایک شخص سیاہ رو سرھانے کھڑا ہوا جگارہا ہی اور کہتا ہی کہ ای گلنوش دشمن کو اپنے گھر مین لایا ایسا اُسکے عشق مین پھولون نہ سمایا اُسنے جاکر صاحبقران کو رہا کیا عمرو بھی راہ نقب سے آپہونچا اب تینون باہر نکلے ہین اپنے کو جلد پہونچا یہ سُنکر گلنوش گھبرا کے اُٹھا بیرون بارگاہ قلعہ آیا اور ایک چیخ ماری ارے یارو جلد حاضر ہو فوج والے حاضر ہوے بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ یہ تینون سرحد قلعہ سے باہر نکل چکے ہین کہ نعرہ ہوا منم گلنوش جادو صاحبقران نے تلوار کھینچی سیمتن بھی سحر کرنے لگی جسپر گولہ مارا وہ دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی نعرے مارتا ہی اور کسی طرف سے آواز آتی ہی یارو اپنی جان بچاؤ لڑ بھڑ کر نکلجاؤ لیکن تیغۂ امیر سے ہنگامہ برپا ہی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلنوش نے پکار کے آواز دی یا خداوند حمزہ میرے روکے نہین رُکتا ہی جلد مدد کیجیے عمرو نے وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جادوگر جلکر گرے ایک طرف عمرو آگے ٹھہرا سیمتن نے بھی خوب سحر کیے یہ بھی ایک جانب گوشے مین آکر ٹھہری ہی

کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار والاقدر ذرا اسطرف متوجہ ہوجیے امیر نے
سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ یہ اشعار گاتی ہوتی آتی ہی نظم

ای جنون ہوسنے ہین صحرا پہ اُتارے شہر سے
خوب روئے حال پر اپنے وطن کا اُسکے حال کی
جان دونگا مین امیر ای دوستو چپکے رہو
موسم گل مین رہا زندان مین آئی نہ موت
پانو ہین مجنون کے تو طاقت نہین ای کودکو
دشت گردی کی نہین دیوانگی کو کچھ احتیاج
جوش وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
موسم گل آیا نیت سیر دیوانون کی ہے
ابتو آزردہ ہی تو آخر سے لگا ہاتھ پھر

فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے
ذکر کیا اسکا کہ دیوانے سدھارے شہر سے
سامنے ہوتی نہین ہی انکو سارے شہر سے
موسم گل کی ہوا تمکو اُبھارے شہر سے
جامہ سے باہر جو ہی باہر ہی سارے شہر سے
جانے والے گور کے پہونچ کنارے شہر سے
میوۂ صحرائی پر ہین منھ پسارے شہر سے
جھگڑی آتش نکلجا ایکبارے شہر سے

اس رنگ سے اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران چپ ہوگئے اُس
نازنین نے قریب آکر کہا کہ حرز ہیکل مجھکو دیدیجیے امیر نے اُتار کر دیدی نازنین
حرز ہیکل لیکر ہٹی صاحبقران نے جو خیال کیا تو زبان مین لکنت پائی گلنوش نے
اشارہ کیا ایک پہلو سے ایک زنگی پیدا ہوا سمتن نے ہرچند روکا کہ یہ زنگی
قریب امیر نہ جائے مگر وہ نہ رکا سمتن نے خواجہ سے کہا خواجہ اب نکلیلو صاحبقران
سے حرز ہیکل لے لیگئی زبان مین لکنت آگئی مگر افسوس ہی کہ مطلب پورا نہ ہوا
ہزار طرح پریون نے روکا لیکن اُس نازنین نے حرز ہیکل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا
کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک غار مہیب پیدا ہوا نازنین حرز ہیکل لیکر اسی غار مین
کود کر غائب ہوئی اور وہ زنگی تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا امیر نے تلوار کا
وار کیا زنگی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی اور امیر کی
کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لیگیا قصر مشبک مین لیجا کر قید کیا سمتن نے جو دیکھا کہ امیر
کو زنگی لیگیا اک آہ سرد بھر کر فوراً اغرق زمین ہوئی اسی پہاڑ پر آکے ٹھہری

خواجہ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر سیمتن حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون قضا سے کار بھن
اسکی غنچہ دہن کہ محفل بقراط مین تھی بقراط نے غنچہ دہن سے بیان کیا کہ سیمتن
ہمسے باغی ہوئی ای غنچہ دہن تم جاؤ بہلا کر لاؤ غنچہ دہن نے پوچھا یا خداوند سیمتن
کہان ہی بقراط نے سوچکر اپنے علم مین دیکھا غنچہ دہن سے کہا فلان پہاڑ پر بیٹھی
ہی مگر حیران ہی ای غنچہ دہن تم اپنے تئین اسی مقام پر پہونچاؤ وہین ملاقات ہوگی
غنچہ دہن چلی اسوقت پہونچی کہ سیمتن کی آنکھون سے آنسو جاری پہاڑ پر بیٹھی
تھی کہ غنچہ دہن نے آکر ملاقات کی بقراط کا پیغام دیا سیمتن نے جواب دیا کہ ای
غنچہ دہن مین سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی مجھکو ذلیل کریگا غنچہ دہن نے کہا کیا
مجال تیری ملاقات غنیمت جانین گے اسکا مطلب یہ ہی کہ مجھسے باغی نہ ہو میرے
ہمراہ رہو مین صفائی کرادونگی سیمتن نے کہا مین تو سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی
مجھکو اسکی صورت سے ہول آتا ہی وہ دشمن خدا کی صورت ہی کہ دیکھکر دل
کانپتا ہی بڑے بڑے دانت اسپر میل جما ہوا منھ سے باہر نکلے ہوے ناک
بڑی سی گالون مین گڑھے پڑے ہوے صورت اسقدر تاریک کہ جس سے
خوف آتا ہی کہ کاٹ نہ کھاے یا جست کرکے حملہ نہ کرے خدا اسکے سامنے
نہ لیجاے خوف معلوم ہوتا ہی کہ کچھ حکم خلاف نہ دے غنچہ دہن نے کہا ہمشیرہ
کیا مجال جو تمپر غصہ بھی کرے مین تمھاری ذلت چاہونگی اگر تمپر غصہ کرے گا
تو مین تمھاری جانب سے سینہ سپر کردونگی قصر ہشت بہل مین دریاے خون
بہادونگی آخر دونون بہنون مین دیر تک باتین رہین سیمتن نے کہا اگر کسیطرح
سے صاحبقران رہا ہو جائین تو میرے دل کو قرار ہو پھر مین قصد کرون کہ
جاکر بقراط سے ملون اور جب تلک صاحبقران رہا نہ ہونگے مین بقراط سے
نہ ملونگی غنچہ دہن نے کہا یہ تو ہوسکتا ہی کہ مین جاکر گلنوش سے ملون حمزہ کی
لے لون اسم اعظم کو پوچھون شاید وہ بتادے مگر تم اسکو دھوکا دے چکی
ہو ایسا نہ ہو کھٹکے اور صورت رہائی نہ بتاے مگر مین جاکر بقراط ثانی سے

پوچھوں غنچہ دہن پلٹ کر صحبت بقراط مین آئی عرض کی یا خداوندمین نے تمام
ڈھونڈھا مگر سیمتن سے ملاقات نہ ہوئی لہذا مین آپ سے پوچھتی ہون کہ اسم اعظم
گلنوش نے کہان رکھا ہی بقراط نے کہا پہلوے قید خانہ مین ایک قصر ہی کہ
اُسکو قصر مشبک کہتے ہین اُسمین شیشہ رکھا ہی اگر اُس قصر مین کوئی جائے تو
شیشہ وحرز ہیکل اُٹھا لائے حمزہ کے سامنے لاکر توڑے تو حمزہ رہا ہوگا لیکن
ای غنچہ دہن خبردار کسیکے سامنے بیان نہ کرنا غنچہ دہن نے کہا یا خداوندمین تو
خیر خواہ دولت ہون میرے منھ سے یہ کلمہ نکلے گا یہ کہکر خاموش ہو رہی جب
بقراط کھانا کھانے کو اُٹھا تو غنچہ دہن اُٹھی اُسی پہاڑ پر آئی اور سیمتن سے
ملاقات کی اور کہا ای بہن سیمتن تم قصر مشبک مین جاؤ وہان شیشہ اسم اعظم
رکھا ہی اور حرز ہیکل بھی اُسیکے قریب رکھی ہی سیمتن یہ حال سُنکر غنچہ دہن سے
رخصت ہوئی کہا بوا تم جاؤ مین آؤنگی غنچہ دہن تو روانہ ہوئی سیمتن پہاڑ سے
اُترکر غرق زمین ہوئی قریب قصر مشبک پہونچی اب جو دیکھا قصر کا دروازہ
نہین چہار طرف قصر کے پھری دروازہ نہ پایا تب پیچھے ہٹکر دیوار مین ایک
لگد ماری ور تو پیدا ہوا اگر اندر سے آواز آئی کہ کون ہی کسنے یہ گستاخی یہان
کی سیمتن نے یہ سُنکر کچھ جواب نہ دیا چاہا قصر مین داخل ہون کہ گنبد سے ایک
ساحر نکلا اُسنے جو سیمتن کو دیکھا عاشق ہو گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان تمھارے آنیکا کیونکر اتفاق ہوا سیمتن نے کہا منظور تھا کہ تمسے
ملاقات ہو یہ سُنکر وہ ساحر خوش ہو گیا کہا تشریف لائیے مکان خالی ہی آپ کو
جگہ دینگے خانہ بے تکلف ہی سیمتن نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اور اِس مکان
خالی مین کیون رہتے ہو ساحر نے کہا ماران سیاہ رو میرا نام ہی اِس مکان مین
میری نوکری ہی اسم اعظم صاحبقران رکھا ہی ماران نے ہاتھ تھام لیا سیمتن کو
صاحبقران کے رہا ہونے کی ایسی خوشی تھی کہ خاموش ہو رہی ماران سیمتن
کو لیکر قصر مین آیا سیمتن نے دیکھا دو دالان ہین ایک مین اسباب عیش ونشاط

چُنا ہی ایک دالان مین شیشہ رکھا ہی اور اُسکے گلے مین حرز ہیکل لپٹی ہوئی ہی اور شیشہ کے گرد ہزارہا ماران سیاہ پھر رہے ہین کینچے کمھولکر پھنکار سے مارتے ہین مُنہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین ماران سیاہ رو سیمتن کو لیے ہوے جس دالان مین کہ اسباب عیش و نشاط رکھا تھا وہان لایا مقام صدر پر جگہ دی کہا ای ملکۂ عالم آپنے غلام کو کہان دیکھا ہی سیمتن نے کہا مین نے تمکو عالم خواب مین دیکھا آخر دریافت کیا زبانی لقراط کی خبر پائی کہ قصر مشبک مین رہتا ہی مین جب یہان آئی اور مین نے دروازہ نہ پایا تب دیوار مین ٹکر ماری اسوقت تمکو خبر ہوئی تو تم بیرون قصر نکلے مین بڑا شکر کرتی ہون کہ تم تک پہونچی جبدن سے خواب دیکھا تھا اُسدن سے بہت بیقرار تھی کہ تمھاری صورت زیبا دیکھون رات کی نیند اُڑ گئی تھی یہ کہکے ملکہ سیمتن نے جام ارغوانی لبریز کیا اور ماران کو دیا مگر سحر کرتی جاتی ہی مراد اُس سحر سے یہ ہی کہ بیہوش ہو جاے ماران خوش ہی کہ ایسی معشوقہ پری چہرہ مجھ پر عاشق ہوئی جتنے جام سیمتن نے دیے خوشی خوشی پی گیا جب دو چار جام پیے تو بلبلا کر کہا کہ ملکۂ عالم پلنگ پر چلیے آرام فرمائیے ماران لڑکھڑاتا ہوا چلا تھا کہ ملکہ سیمتن نے پیچھے شکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر پشت پر ماران کے کھینچ ماری ماران لڑکھڑا کر گرا سیمتن نے بڑھکر سر کاٹ لیا وہ سب ماران سیاہ کہ شعلہ ہاے آتش چھوڑ رہے تھے وہ سب پانی ہو کر بہ گئے ماران سیاہ رو کو مار کر اُس دالان مین سیمتن آئی شیشہ اسم اعظم اُٹھایا منظور ہوا شیشہ توڑون مگر خیال مین گذرا کہ سامنے صاحبقران کے چلکر توڑنا چاہیے کہ اُنکو بھی معلوم ہو کہ اسکی ذات سے اسم اعظم چھوٹا یہ سوچکر زمین مین پانوُن مارے غرق زمین ہو کر طرف قید خانے کے چلی گوشۂ قید خانے مین آکر سر نکالا دیکھا امیر با توقیر بیٹھے ہین سامنے آکر سیمتن نے شیشہ توڑا حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے ڈالی دروازے پر جو نگہبان تھے اُنھون نے جو آہٹ پانوُن کی سُنی پکار کر کہا کون ہی صاحبقران نے فرمایا تمھارے سرکوب نے رہائی پائی اب

بھاگو تمھارا وقت موت قریب آگیا نگہبان دوڑ پڑے دروازہ کھولا سیمتن نے
دیکھا کئی سو جوان ہین بعض ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست سحر کرنے
لگے سیمتن نے پیچھے ہٹ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر پھینک مارا
عقرب جادو کہ سب کا افسر تھا اُسی نے سحر کیا تھا ملکہ نے جو موتیون کا مالا مارا
وہ جا کر بیٹھا سر پہ عقرب کے چند موتی گرے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین
چہرہ گلنار بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ رو رو کے پڑھنے لگا نظم

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو — خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو
مارا ہو ضبط نے مجھے عشق حبیب مین — مردہ مرا جلائین تو اُٹھین دھوان نہو
صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین — جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہو
یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین — چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہو
بلبل ہزار پیچ ہون ٹوٹے نہ ایک گل — صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہو
گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام — اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہو
دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب — ملتا ہی وہ کہان کہین جسکا مکان نہو
نالونکی بحث کا کسے آتش دماغ ہے — یا ہم نہ ہووین یا جرس کاروان نہو

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا سیمتن نے کہا اے عقرب جادو جا کے
گلنوش کا سر لاؤ سب کو اپنے ساتھ لے جاؤ عقرب جادو بلبلاتا ہوا سب کو
ساتھ لیکر طرف قصر گلنوش کے چلا صاحبقران سے ملکہ سیمتن نے کہا اے شہریار
مین تخت سحر تیار کرون اُسپر سوار ہو کر چلیے صاحبقران نے فرمایا میرا یہ طریقہ
نہین ہے تم اُڑتی ہوئی چلو مین آتا ہون سیمتن بلند ہوئی صاحبقران باہر نکلے اور
ایک مرکب پھر رہا تھا اُسپر سوار ہوے گھوڑا اڑا کر چلے جب در قلعہ پر پہونچے
تو نگہبانون نے کہا ہم دروازہ نہ کھولین گے افسر نے کہا یہ تو وہی قیدی ہے
بادشاہ باز ہین کہ بیگے گرفتار کرلو چہار طرف سے نگہبانون نے گھیرا امیر کو
غصہ آیا لڑنے لگے بمشکل دروازہ کھلوادیا ان گلنوش پڑا قصر مین سو رہا تھا

کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا عقرب کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور پکارتا ہی کہ او
گلنوش باہر نکل ملکۂ عالم نے تیرا سر مانگا ہی گلنوش نکلا بلوہ دیکھکر پیچھے ہٹا عقرب
تلوار کھینچے ہوے بڑھا آواز دی کہ او بیحیا باہر نہین آتا اِسنے جو خیال کرکے دیکھا
کہ سب سحر مین مبتلا ہین پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا کہ عقرب کے سینے پر پڑا توڑکر
پشت کو پار گذرا اور ساحر بڑھے کہ ہم گلنوش کو پکڑلین گلنوش نے برقین گرانا
شروع کین سب کو مارکر سوار ہوا بارہ چودہ ہزار آدمی ہمراہ پہلے قصر قید خانہ
پر آیا دیکھا قصر مشبک ٹوٹا پڑا ہی اور قید خانہ خالی ماران سیاہ رو کا لاشہ دیکھا
نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا سوچا کہ در قلعہ پر روکے گئے ہونگے اُسوقت پہونچا
کہ صاحبقران باہر نکل چکے ہین نگہبان کچھ قتل کیے کچھ گھیرے ہوے لڑ رہے
ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی اور آواز آئی کہ منم گلنوش جادو یاران یار دو چہار جانب
سے گھیر کر مار لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کرکے گرے
مغلوبہ کے طور پر لڑنے لگے مگر سیمتن بہت آگے بڑھ آئی تھی صاحبقران جو نہ
آسے تو دلکو ملکہ کے تردد ہوا سوچی کہ شاید کسی مقام پر روکے گئے فورا پلٹ
پڑی اُسوقت پہونچی کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوے ہین مگر جسپر جا پڑے
اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جادوگر مار کر ڈالدیے ہین مگر بلوہ دیکھکر پروردگار
سے دعائین کررہے ہین پکار رہے ہین کہ ای پروردگار وای معین و مددگار رحم
اپنا شریک کر تیری ہی ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی بقول ہندی نظم

ببین بدیدہ باطن کہ در نظر ہمہ اوست	بہ خور بہ مطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردہ دوئی بردار	کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدائے قمری و غوغائے بلبلان چمن	درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر	چہ اہل جہل چہ نادان چہ بیخبر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر و چہ غلمان و حور و جن و پری	چہ مور و مار و چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار	بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین سیمتن نے جو یہ حال صاحبقران دیکھا کہ گرفتار
دام رنج و محن صفدر و صحت شکن اسم پڑھتے جاتے ہین اور لڑائی مین مصروف
ہین پس سیمتن نے زمین پر اُتر کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور اسم سحر پڑھکر
کھینچ مارا گلنوش نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحر بلبلا کر پکار اُٹھے نظم

سن رکھے شام ہوتی ہی میرا انجمن چراغ
اُس شمع رو کے آگے نہ ہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین ابنی ہو گیا کالیکا من چراغ

بچا ہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

ممکن نہ ہو دے کچھ بھی بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا ای گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی مین رُخ یار سے فروغ
رکھتا ہی ناخن آرزو خارہ زن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہی مرا یار اِسطرح
ہوتا ہی جیسے روشنی انجمن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خدا او کیطرف
مسجد مین تو جلائیگا ای برہمن چراغ

ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمھار کے تو او رہن چراغ

اور آخر پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے مگر گلنوش ہر سحر سے اپنے کو بچاتا ہی چاہتا
ہی کہ سیمتن کو گرفتار کر لون مگر صاحبقران نے جو دیکھا کہ بلوہ کم ہوا اور ساحر
حیران حیران پھر رہے ہین بعض آپس مین لڑ رہے ہین مرکب پر پٹری جمائی
مرکب اصیل تھا طرارہ بھر کے نکلگیا مگر سیمتن لڑائی مین مصروف سحر کر رہی ہی کہ
گلنوش تخت سے اُترا ساحرون سے اِشارہ کیا ہان سیمتن پر قبضہ کرو اور فوراً
گرفتار کر لو ساحر بڑھے کہ سیمتن کو گرفتار کرین لیکن سیمتن مثل برق چمک رہی ہی
کبھی داہنے پر کبھی بائین پر گرتی ہی کہ پشت پر گلنوش پہونچا جیسے ہی زمین مین پاؤن
سیمتن نے قائم کیے اسکے پاس کمند سامری تھی وہ اُسنے جھولی سے نکالی قریب
آکر گلے مین سیمتن کے ڈالدی سیمتن جون جون تڑپکر چاہتی ہی کہ حلقے توڑ کر نکلون
کمند اور زیادہ کستی جاتی ہی آخر یہانتک کہ ہاتھ و گردن سیمتن کا پھنسا گلے مین
جو حلقہ پڑا گلنوش نے کھینچا زبان منھ سے نکل آئی گلنوش نے بڑھکر سوزن

زبان مین دی اتنے تڑپنا پھڑکنا موقوف ہوا مگر صاحبقران گھوڑا اڑاے ہوے جاتے تھے خواجہ عمرو صحرا مین ایک مسافر کو لوٹ رہے تھے کپڑے اُسکے آتار رہے تھے بیہوشی پلا کر مسافر کو بیہوش کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی صاحبقران کو جو عمرو نے دیکھا کہ دریاے خون مین نہاے ہوے جاتے ہین درہ کوہ مین چھپ گیا لیکن یہ سمجھا کہ کہین سے لڑ بھڑ کر آئے ہین اُس مسافر کے کپڑے لیکر ایک فقیر کی صورت بنائی ہو حق کرتا ہوا چلا سامنے قلعے کے آکر پہونچا اُس مجمع کو دیکھا کہ سب ساحرون کا سحر گلنوش اُتار رہا ہی اور قفس آہنی منگوا کر اُسمین سیمتن کو بند کیا عمرو نے کسی سے پوچھا بابا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ صاحبقران لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر سیمتن کو گرفتار کر لیا ہی اب ہمارے شاہ اِسکو قتل کرین گے خواجہ عمرو یہ حال دریافت کر کے ایک گوشے مین آئے ایک پیر کرامت کی قطع بنکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گاتے ہوے سامنے گلنوش کے آئے نظم

مشت پر بلبل ہی فولادی قفس کی تیلیان
کسطرح توڑے نہین ہین اُسکے بس کی تیلیان

فصل گل مین یہ دعا ہی عندلیب زار کی
یا آلٰہی توڑ دے میرے قفس کی تیلیان

توڑ ڈالے مین نے ہین صیاد کے کتنے قفس
پانچ کی بندش جو توڑی ہی تو دس کی تیلیان

قید اُس دم تک ہی مرغ روح دام جسم مین
اِس قفس مین جسگھڑی تک ہین نفسکی تیلیان

ای شفا فصل بہاری مین جو پھڑکے عندلیب
توڑ ڈالے سو قفس کی پیش و پس کی تیلیان

گلنوش نے جو یہ اشعار سنے کہا اِن بڑے میان کو لیتے آؤ بارگاہ مین آکر قفس لٹکا دیا اور کہا بڑے میان صاحب تمھارا نام کیا ہی عمرو نے کہا مجھکو اُستاد نیرنگ کہتے ہین گلنوش نے کہا ہمین بھی گانا سُناؤ عمرو نے کہا گانا تو آپ نے اکثر سنا ہوگا لیکن ایک کمال رکھتا ہون کہ کبھی حضور نے سُنا بھی نہ ہوگا پانوُن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن منھ سے گاؤن گلنوش نے کہا اُستاد یہ تو مشکل ہی سیمتن قفس سے سُن رہی ہی جی مین کہتی ہی کیا تعجب ہی کہ جو خواجہ عمرو ہون باتین تو ویسی ہی معلوم ہوتی ہین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی اور پروردگار سے

دعائین کرتی ہی کہ اگر خواجہ ہون تو ای مالک کارساز و ای رب بے نیاز انکو مظفر و منصور کرنا ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو جائے عمرو نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے لیکن میخانے سے صبر کیجیے جب مین ساقی ہوتا ہون تو کوئی باقی نہین رہتا گلنوش نے کلید میخانہ نیرنگ نقلی کو دی عمرو نے میخانے مین آکر آواز دی یارو شراب لیجاؤ جب ہم ساقی ہوتے ہین تو کوئی باقی نہین رہتا کنیزین دوڑین ملازمون نے آکر ہلڑ کیا عمرو سب شراب کو خراب کر چکا ہی کوئی گلابی اُٹھا کر لیگیا کوئی پیالا کھینچ رہا ہی کوئی قرابہ اُٹھاتا ہی میخانے مین ہلڑ ہی عمرو نے سب شراب تقسیم کر دی چالیس گلابیان مے ارغوانی سے لبریز کر کے ایک کشتی مین لگائین محفل مین لیکے آیا گلنوش نے کہا کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ اسکو پیجیے اگر زاہد صد سالہ ہو تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے عمرو نے گھنگرو پانوٗن مین باندھے گت ناچنے لگا جام بلورین بھر کر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آیا سر جھکا کر کہا ایسے بادشاہون کو ہمرے شراب پلانا چاہیے گلنوش نے بہت سا انعام دیا کہا اُستاد حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہو تمکو مین خدمت خداوندین لیچلونگا یہ کہکے جام ہمرے لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورا باندھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی بعد دم بھر کے دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُتار لی ایک نے دوسرے سے کہا تمھاری موچھ پر کوا بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ بھائی اس حرامزادے نے کیا اڈا مقرر کیا ہی اُنھون نے موچھین پکڑ کے جھٹکا مارا موچھین ہاتھ مین آگئین ایک نے کہا بھائی یہ کیا کہا تم دیکھو کوا اُڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی ہی اور رنڈیان جو محفل مین ناچ کر بیٹھی تھین اُنھون نے دوپٹے اُتار کر پھینکدیے سر برہنہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین کوئی نائکا سے کہتی ہی اتی جان خانصاحب سے بھرے کا وعدہ ہی وہان تو لیچلو کچھڑی لکاروپیہ تو وہ بھیج چکے ہین نائکا نے جھنجھلا کے کہا بیٹھ نگوڑی میرے خانصاحب خود آئے ہوے ہین مین اُسنے دو دو باتین

کرلون تب چلونگی میرے خانصاحب کا یہ سونے کا وقت ہی نوچی نے کہا خیلا دیوانی
ہوئی ہی مین سر برہنہ کھڑی ہون محفل مین سب مرد بیٹھے ہین جلدی گٹھری سے مجھکو
کپڑے نکالکر دے نائکا نے جوتی اٹھائی نائکا و نوچی سے جوتی پیزار چلنے لگی
بعض سپاہی بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے ایک بگڑے دل نے جنکی تلوار چار انگل
نیام سے باہر رہتی ہی پکار کر کہا رسالدار صاحب کیا ہنسے کوئی لونڈا رنڈی مقرر
کیا ہی مین منہ کاٹ ڈالونگا رسالدار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی تجھ ایسے لونڈے
مین نے بہت سے تعلیم کیے ہین دو جوانون نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے
لگی گلنوش نے دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رنڈیان ایک جانب لڑ رہی ہین
دوسری جانب سپاہیون مین تلوار چل رہی ہی پکار کر کہا یارو تمنے بارگاہ کو میری
بازار بنایا ہی یہ کہکے تلوار کھینچی کمیدان نے پکار کر کہا ابے بادشاہ بنکر بیٹھا ہی ذرا
اُٹھ تو سہی وہ تلوار مارون کہ بھنڈار کھلجاے گلنوش نے کہا ابے زبان لڑاتا
ہی یہ کہکے اُٹھا مگر گالیان دیتا ہوا کہ ابے کمیدان تو بڑا پاجی ہی کمیدان نے کہا
تو پاجی تیرا باپ پاجی اُٹھتے اُٹھتے دونون گرے تھوڑے عرصے مین سب برابر
فرش ہوے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا کسیکا پائجامہ اُتار لیا سیمتن کے
قریب آکر کہا کہ ای سیمتن منم مہر سپہر عیاری قفس کھولا سیمتن کی زبان سے سوزن
نکالی سوزن نکلتے ہی سیمتن تڑپ کر بلند ہوئی ہاتھ ہلایا برقین گرنے لگین کئی سو
ساحرون کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپ رہے ہین خواجہ نے کہا ای ملکہ عالم میرا
نقصان نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گی مین کپڑے سب کے اُتار لون پھر تمھین اختیار
ہی قتل مین جلدی نہ کرو سیمتن رُک گئی خواجہ نے سبکے پہلے گلنوش کو قتل کیا
تاج اسکا لیکر زنبیل مین رکھا کسبیون کی گٹھریان اُٹھالین زیور سب کے اُتارے
سب کے منہ کالے کیے گلے مین جوتیون کے ہار ڈالدیے محفل کو خوب آراستہ
کیا سیمتن سے کہا اب نکل چلو سیمتن حال محفل دیکھکر بہت ہنسی کہا خواجہ مین تمکو
پہنچے مین دباکر لیچلون مگر حقیقت مین تم ایسا عیار ہماری نگاہ سے نہین گذرا

کس لطف سے پہونچے ہو تمھین ہماری گرفتاری کا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے
کہا ایک مسافر سے معاملہ درپیش تھا کہ مین نے آغاے نامدار کو دیکھا دریاے خون
مین نہاے ہوے جاتے ہین یہ تو مین سمجھا کہ کسی مقام پہ مقابلہ پڑا اگر دریافت
نکرسکا کہ کس مقام پہ لڑائی پڑی یہان جو آیا تو آکر یہ سُنا کہ تم گرفتار ہوگئین اندر
بارگاہ کے آیا تو تمکو قفس مین بند پایا سب حال دریافت ہوا غرض بہ عنایت خدا
عیاری بن پڑی اور تم رہا ہوئین یہ باتین کرتے ہوے خواجہ وسیمتن جاتے
ہین مگر صاحبقران زمان گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ
طے کیا اور ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان تلوارین کمر مین نیزے
چمکاتے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے آتے ہین صاحبقران نے جو اُس
پہلوان کو آتے ہوے دیکھا راہ کو چھوڑ کر کنارے کھڑے ہوے کہ اُس
جوان کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز
جہانداری زیر نخل کھڑا ہی عیار سے اِشارہ کیا کہ نام تو دریافت کر کہ یہ کون
شخص ہی کہانسے لڑ بھڑ کر آیا ہی عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا جب قریب صاحبقران
آیا رعب و داب صاحبقرانی دیکھکر حیران ہوگیا سلام کر کے چپکا کھڑا ہوا آخر
صاحبقران نے خود فرمایا کہ ای عیار کیا چاہتا ہی کسیکا پیغام لایا ہی عیار نے
ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ہمارا افسر شہباز فیلسوار دریافت کرتا ہی کہ حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا کہ جاکر کہدے صاحبقران زمان داماد
نوشیروان یہ سنکر عیار پلٹا آکر شہباز سے کہا کہ حضور صاحبقران زمان بیچ ابین
اصفین کا پوتا نور الدہر طلسم کشا قرار پایا ہی یہ سُنکر شہباز نے کہا یارو یہ قدرت
لقمر اطتانی ہی کہ یکہ و تنہا اُس شخص کو پاگیا کہ جسکے پانچہزار پانچسو بیچین سردار
ہین ایک ایک سردار حاکم اقلیم و ملک کا ہی لہذا چہار جانب سے گھیر لو قدرت
کا نامہ بھی آیا تھا کہ مسلمانونکو گرفتار کر کے لاؤ اُن سب کے سر گروہ مل گئے

چہار طرف سے کمندون مین گرفتار کر لو یہ بھی ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہی کرلاکھون مین اکیلا لڑنے والا ہی کوئی اسکو گرفتار نہ کر سکیگا زنجیرین اور کمندین چلین اسطرح گرفتار کرو صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہین کہ یکایک لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران زمان نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے نعرۂ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تلوار چلنے لگی مگر جیسے ہی صاحبقران بلوے مین آئے چہار طرف سے برابر کمندین پڑنے لگین صاحبقران نے کئی مرتبہ اپنے کو بچایا صدہا کو قتل کر ڈالا لیکن جسطرف جاتے ہین اسطرف کمندین پڑتی ہین کئی سو کمندین کاٹین آخر کو گرفتار ہوے شہباز نے آکر امیر کو مسلسل کیا اور کہا کہ یارو اسیوقت پلٹ چلو خدمت مین قدرت کی اس قیدی کو پیش کرین یقین ہی قدرت بہت خوش ہونگے ساتھ والون نے کہا حضور دو پہر آچکی ہی اب اُتر پڑیے کل کوچ کیجیے گا یہ سنکر شہباز اُسی مقام پہ اُتر پڑا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو کیا نیک وقت تھا کہ جسوقت ہمنے کوچ کیا اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی نہیب شمشیر سے اہالی ہفت اقلیم کانپتے ہین ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور آپ کا اقبال کیا یاوری آپ کی جرأت کے کیسے شہرے ہین جسوقت انکو لیکر قدرت کے پاس چلیےگا یقین ہی کہ آپ کو طرۂ پیغمبری سے غنچۂ آرزو کھلے شہباز تو خوشی مین بیٹھا ہوا ہی مگر خواجہ و سیحتن جو دربار لوٹ کر چلے تھے اِس مقام پر پہونچے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی سیحتن درۂ کوہ مین مخفی ہوئین خواجہ سے کہا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی خواجہ فقیر بنکر لشکر مین آئے دیکھا جس مرکب پر صاحبقران زمان سوار تھے اُس مرکب کو ایک سائیس لیے جاتا ہی عمرو دیکھکر گھبرا گیا اُس سے ڈھکر پوچھا بابا یہ مرکب کسکا ہی سائیس نے کہا اس مرکب پر صاحبقران زمان

سوار تھے ہمارے آقا تیس مار خان انھین نے ایسی کمند ماری کہ صاحبقران گھوڑے سے گرے سب نے گرفتار کیا یہ مرکب ہمارے آقا کو ملا ہی عمرو نے کہا صاحبقران کہان گئے سائیس نے کہا وہ سامنے خیمہ استادہ ہی اُسمین قید ہین عمرو یہ حال سُنکر پاس سیمتن کے آیا سب حال بیان کیا سیمتن نے کہا کہ اے خواجہ تم شہر مین ابھی اس لشکر کو مٹائے دیتی ہون یہ سب کے سب اپنے اپنے سر ٹکرائین مارے مارے پھرین عمرو نے کہا اے ملکہ مین جاتا ہون دو چار کوڑی کا رو نہ گار بھی کرون سیمتن نے کہا خواجہ تکلیف ہوگی ہین ایک سحر مین انکو دیوانہ بنائے دیتی ہون کہو سب کو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا صاحبقران کے خلاف ہوگا سیمتن نے کہا اُنھون نے کیسا مکر کیا کہ صاحبقران پر کمندین مارین اور گرفتار کر لیا یہ کہکے سیمتن بڑھین موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اسمائے سحر پڑھکر موتیون کا مالا کھینچ مارا جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا اہل لشکر غل مچانے لگے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے غل مچاتے تھے نظم

بیرنگ آئینہ انسا کی قسمت ہی اگر سیدھی
زمین پر پانوٗن رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہی
موافق ہی زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

سر مغرور کو جمعیت دنیا جُھکاتی ہی
نہ پستی و بلندی ہی نہ ایسے بھیڑ کے رستے
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ بار ور سیدھی
عدم کی راہ سب راہونسے ہی اے بیخبر سیدھی

نہین زور آوری مین بازو قاتل کو شک ہرگز
بس از مردن بھی باقی رہتی ہی حسرت جوانی کی
کریگی صاف وہ ٹکڑے پڑی تلوار گر سیدھی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی

اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
محبت ہی ہمیشہ کاملونکو راست بازونسے
ادھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی
کمر رکھتے ہین تلوار ونکو آخر بیشتر سیدھی

غریب آزار کا انجام کچھ اچھا نہین ہوتا
جو ٹھوکر مین یار کے آتا ہی بُجھاتا ہی اے آتش
بس اب اے چرخ پیر اچھی نہین ترچھی نظر سیدھی
نہ الٹی ہی سمجھتا ہی نہ وہ رشک قمر سیدھی

[illegible]

یہ اشعار پڑھتے ہوے سب اہل لشکر دروازے پر شہبانہ کے جمع ہوے اور

پکار کر کہنے لگے کہ یا تو افسر بنے تھے اب چھپکر بیٹھے ہو ذرا باہر تو نکلو دیکھو تمھارا کیا حال
کرتے ہین شہباز یہ آوازین سُنکر گھبرا گیا باہر نکلا دیکھا کل فوج کا جاؤ ہی بلبلا رہے ہین
کوئی شعر پڑھتا ہی کوئی گریبان چاک کیئے منھ پر خاک شہباز نے پکار کر کہا کہ یارو
کیا چاہتے ہو سب نے کہا ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ آپ نے صاحبقران کو مکر سے
گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ اُنکو رہا کر دیجیے شہباز سب کے ساتھ قید خانے مین آیا اگر
دیکھا کہ سب آمادہ ہین کہ تلوار پکڑ کے مجھپر آپڑین شہباز نے بہ تعجیل صاحبقران کو
رہا کیا ایک عمدہ مرکب منگوا کر دیا صاحبقران اُسپر سوار ہوے ہتھیار کمر مین لگا
شہباز نے کہا آپ بڑے صاحب اقبال ہین صاحبقران نے فرمایا یہ کوئی باعث
ہوا یہ کہکے گھوڑا اُڑایا طرف سے درہ کوہ کے نکلے دیکھا خواجہ عمرو وسیمتن بیٹھے
ہوے باتین کر رہے ہین سیمتن نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای
ملکہ ایسا سحر اب کبھی نہ کرنا مجھکو ناگوار گذرا اگر سامنے بقراط کے لیجاتا تو وہان
جاکر قید توڑتا بارگاہ مین اُسکی ہنگامہ ڈال دیتا شہباز مسلمان ہونے سے رہگیا
یقین تھا کہ یہ مسلمان ہوتا سیمتن نے ہاتھ باندھکر کہا کہ میری خطا معاف فرمایئے
حضور منزل در منزل چلینگے مین تخت سحر بنا کر لیچلون امیر نے فرمایا مجھے کیا جلدی ہی
اسی طرح لشکر مین پہونچ جاؤنگا یہان اہل لشکر سب بیقرار تھے سب سے زیادہ
لندھور ہر وقت روتے ہین اور صاحبقران کو یاد کرتے ہین باہر نکلکر بیٹھے ہین
لشکر کے گرد حصار اسم اعظم سامنے قصر سے جب ابر اُٹھتا ہی کنارے لشکر کے
آکر پھٹ جاتا ہی معمار قصر ساز شرمندہ ہوتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ابر جاکر برف
نہین برساتا آخر ایک نامہ لکھا بارہ کوس پر ایک پہلوان رہتا ہی کہ اُسکا نام
سلطان ابلق سوار ہی اُسکو یہ رقعہ لکھا کہ ای سلطان ابلق سوار لشکر کشی کرو
کہ لشکر مسلمانان حصار سے نکلے ابر سحر نہین جاتا سلطان ابلق سوار کے پاس
جو نامہ پہونچا اُسنے جواب مین لکھا کہ غلام ایک شرط سے آتا ہی مین جرأت سے
سبکو قتل کرونگا سحر نہ کیجیے گا ورنہ مین بدنام ہو جاؤنگا معمار قصر ساز نے فوراً

جواب لکھا کہ ای سلطان تم آؤ جو تم کہتے ہو وہی ہوگا سلطان نے کوچ کیا یہان
لندھور بیٹھے ہین سب سردار گرد جمع ہین ذکر رہائی صاحبقران ہو رہا ہی لندھور
کہتے ہین خواجہ گئے ہین وہ صاحبقران کو لے ہی کر آوینگے کہ صحرا سے گرد اڑی
سلطان ابلق سوار تین لاکھ فوج سے مقابلے مین آکر اُترا لندھور کو خبر ملی
کہ سلطان بدا سے مقابلہ آیا ہی لشکر کو بڑھایا سلطان نے طبل جنگی بجوایا معمار
دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکر مقابلے مین اُترے سلطان و لندھور کے لشکر مین
طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان
کارزار مین آئے سلطان نے گینڈا اُنکا لا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے بہرام گرد نے مرکب نکالا معمار نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان حبشی بمقابلۂ
سلطان جاتا ہی ایک تصویر کو اشارہ کیا وہ تصویر جھپٹ کر گری بہرام کو اُٹھا کر
لیگئی کئی پہلوان اسیطرح نکلے لیکن سب کو وہ تپلی اُٹھا لیگئی سلطان نے جو یہ معرکہ
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر قریب قصر آیا پکار کر آواز دی کہ ای معمار تمنے وعدے
سے خلاف کیا مین بدنام ہوتا ہون یہ پہلوان جو نکلے تھے اِن سب کو قتل کرتا میرا
نام ہوتا تمنے کیون اُٹھوا منگوایا ایک تپلی نے آکر جواب دیا کہ ای سلطان اب
پلٹ جاؤ کل میدان کارزار مین آنا جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا یہان لندھور
کمر باندھے ہوے تھے کہ سلطان پلٹ گیا لندھور نے کھنکھار کر تھوکا کہا کہ او
سلطان اسی منھ پر دعوی جرأت اگر آگ کا دریا جوش مارتا تو ہم لوگ اِسیطرح
نکلتے اور اپنے کو دریاے آتش مین گرا دیتے سلطان نے کچھ جواب نہ دیا گھر
پلٹ آیا شام کو طبل جنگی بجوایا لشکر لندھور مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اِسی معرکے مین گذری جب کہ شہباز زرین بال آشیانۂ مشرق
سے اُڑ النخل کہکشان پر آیا آکر قائم ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا سلطان میدان
مین آیا اور آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور ہمسے مقابلہ کرے یہ سنکر
لندھور بن سعدان نے نیل بہناتھ بڑھایا میدان کارزار مین آئے مقابلے مین

سلطان کے پہونچے آپس مین نیزہ چلا لندھور نے نیزہ سلطان کا کاٹا پتلی نے
پکار کر آواز دی اے سلطان تماشہ دیکھا بس اب دخل نہ دو ہمارا تماشہ دیکھو یہان
دونون نے تلوار کھینچی ہو قریب ہے کہ لندھور ہاتھ مارین کہ معمار نے پتلی کو اشارہ
کیا پتلی تڑپ کر گری لندھور کو بھی اُٹھا لیگئی انبوہ لشکر اسلام مین غریو ہوا سلطان
نے پھر نعرہ کیا فرزندان لندھور نکلے اول ارشیون پہ بیزاد مقابلہ سلطان مین
پہونچے پتلی تڑپ کر گری ارشیون کو اُٹھا لیگئی فرہاد خان بکیفری گینڈا بڑھا کر
مقابلہ سلطان مین پہونچے بھائی اور باپ کے گرفتار ہونے سے جھلاے ہوے
تھے آتے ہی چوبدست ماردی سلطان نے سپر اُٹھا دی مگر چوبدست فرہاد خان
جو پڑی سپر ہاتھ سے سلطان کے چھوٹی شانہ ٹوٹا گینڈے سے گرا فرہاد خان
نے چاہا کہ پامال کرڈالون معمار نے فوراً پتلی کو حکم دیا کہ اس جوان کو اُٹھالاوہ
تڑپ کر گری فرہاد خان کو اُٹھا لیگئی چالیس سردار سب نکلے اور مقابلے مین
سلطان کے پہونچے سلطان سے مقابلہ بھی نہ ہونے پایا کہ پتلیان اُٹھا لیگئین
مگر فرہاد خان نے شانہ سلطان کا توڑا سلطان رنجیدہ پلٹا کوئی افسر نامی باقی
لشکر مین نہ رہا سلطان نے دوسرے دن طبل جنگی بجوایا میدان مین آیا للکار رہا
ہو مگر یہان سے کوئی نکلنے کے لایق نہین ہو چند کمیدان رسالدار جی داری کرکے
نکلے پتلیان اُٹھا لیگئین سات دن سلطان نے میدان داری کی سو سرداران
نامی گرفتار قہر ہوے ساتوین دن سلطان نے صحت پائی شانہ اسکا درست
ہوا دسوین دن اسنے پھر طبل جنگی بجوایا اب جو میدان مین آیا تو یہان کوئی
اس لایق نہ تھا کہ میدان مین نکلتا سلطان تو پکار رہا ہو کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے یہان سے عیار صدا دیتے ہین کہ اے سلطان تیرے جو مقابلے کے لایق
تھے وہ پہلے ہی تیرے مقابلے مین جاکر پامال ہوے ہرچند کہ جو براے مقابلہ نکلا
اُسکو پتلی اُٹھا لیگئی مگر تو نے دیکھا کہ تارنہ موقوف ہوا تھا یہ وہ بہادر ہین کہ اگر
آگ کا دریا ہو تو اُسمین پھاند پڑین کسی مقام پر نہ رکین تو پکارتا اور کوئی نہ نکلتا

سلطان کہتا ہی اتنے جمے ہوئے کھڑے ہین فرداً فرداً آوین ورنہ مین خود آتا ہون صف پر آکے قتل کرونگا یہ کلمات اُس ہیبیا کے سُنکر اہل لشکر بدحواس بیتاب وبیقرار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز فرشتونکو واسطے مدد کے بھیج اور تو اپنا رحم شریک کر

نظم

دل از غبار بکن صاف وسینہ از وسواس ۔ شود وگرنہ بہ جانت تسلط خناس
بدل فقیر شو ای مرد اہل عقل وقیاس ۔ بہ فرق تاج بنہ رو بہ تخت کن اجلاس
بکن بہ زندہ دلے کار تا تو ای زندہ ۔ بدی بہ خالق مکن تا قیام ہوش وحواس
بذکر و فکر الٰہی ہمیشہ عادت کن ۔ زبان خویش مجنبان بغیر حمد وسپاس
مشو بہ ملک جہان باوجود زر مشہور ۔ بخیل را بخل ود لقتنگ ممسک وکناس
بپوش چہرۂ روشن ز چشم بد بینان ۔ بہ زیر جامۂ سلطانی وشہانہ لباس
بہ شغل کار عبادت ہمیشہ مشغول است ۔ خدا پرست خدا دوست مرد کار شناس
شود بہ زندگی چند روزہ کم مغرور ۔ کسے کہ ہست خداوند ہوش واہل قیاس
بروچہ چیز ز دنیاے دون غنی باخویش ۔ بغیر حسرت وافسوس وچند گز کرپاس
ز چار سمت کشاید در یقین ہندی ۔ چو ذات پاک کند دور از دلت وسواس

لشکر مین ہنگامہ برپا ہی عیار چاہتے ہین کہ ہم سلاح لگا کر جائین اور اپنے کو اسیر کراوین جانتے ہین کہ اُس تک نہ پہونچین گے مگر اسکا غرور تو دور ہوگا سرداران منع کر رہے ہین کہ ای عیاران نامی تم بڑے جری و بہادر ہو مگر بدنامی ہوگی جسوقت اُٹھانے والا اُٹھا لیجائیگا جب وہان قید کریگا تب صورت تبدیل ہوگی سب سردار گھبرا رہے ہین آخر کو وہ سردار کہ جو نحیف وضعیف ہین وہ سلاح جسم پہ آراستہ کرنے لگے سپاہیون نے کہا یارو تم لوگ کبھی نکلے نہین صاحبقران تمھاری نوکری معاف کر چکے ہین لشکر کے ساتھ جو تم آتے ہو تو یہ تمھاری نمک حلالی ہی ہم تم لوگون کو نہ نکلنے دینگے سلطان کئی آوازین دیکر طرف فوج کے پلٹا کہا ان سب کو گھیر کر مار لو اور وہ ساحر سیاہ فام قصر پہ اپنے کھڑا ہی ہزارہا تصویرین گرد

اُسکے کھڑی ہین سلطان سے اشارے کر رہا ہو کہ جب تم بلوہ کروگے اور یہ لوگ
بھی گھوڑے اُٹھائینگے اُسوقت یہ سب تصویرین تڑپ کر گر ینگی اگر دس کرور
ہون تو اُنکو اُٹھا لاویگی تو نے روز اول ایسا غرور کیا جسکا یہ انجام ہوا کہ آجتک
تو صحیح و سالم نہین ہی خیال تو کر ایک فقط لیسر لندھور نے لڑا تھا ایک ضرب مین تیرا
شانہ اُسنے توڑا اب تجھکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی جسپر قصد کریگا اُسکو تصویر اُٹھا لائیگی
آخر سلطان نے کل فوج سے کہا کہ تمکو تکلیف نہ ہوگی ہر چند کہ تم کم ہو اور
وہ بہت ہین مگر جسپر ہاتھ اُٹھاؤ گے اُسکو تصویر اُٹھا لیجائیگی فوج کو اپنے قریب
بلایا چاہتا ہو کہ بلوہ کرے کہ صحرا سے گرد اُڑی آسمان پہ ابر نارنجی چھایا اُس سے
برق چمک رہی ہو کس زور و شور سے وہ ابر آتا ہو آگے صاحبقران زمان اور
خواجہ عمرو رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے امیر نے جو آکے لشکر کا انتشار دیکھا کہ
ایک پہلوان میدان مین کھڑا للکار رہا ہو اور فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کیا چاہتا
ہو وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر خبردار آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان یہ نعرہ کر کے آپڑے نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون نہ بیشم فراری شدہ — زمن دیو و عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ سلطان مین آئے مقبل نے اشقر بڑھایا صاحبقران پشت
اشقر پر سوار ہوے تیغۂ عقرب وغیرہ مقبل نے حاضر کیا حرز ہیکل کو سینے پر اپنے
آراستہ کیا اور مقبل نے سب خبر عرض کی اب صاحبقران مقابلۂ سلطان مین
آئے خواجہ زیر شکم مرکب ہین آگاہ کرتے جاتے ہین کہ اسم اعظم پڑھیے امیر کی
اسم اعظم ورد زبان ہو مقابلۂ سلطان مین پہونچ گئے وہی پتلیان لکھی تڑپ کر
گرین جب صاحبقران نے حرز ہیکل کو ہلا دیا وہ پتلیان بھاگ گئین آگے اُس

ساحر سیاہ فام سے بیان کیا کہ ہمکو خوف آتا ہی اگر حمزہ کی کمر مین پنجہ دینگے تو پھر قتل ہو جائین گے اُنکی تلوار کی چمک دیکھکر دل تھرّاتا ہی ہم قریب نہ جاوینگے اُس ساحر نے کہا دیکھو انجام کیا ہوتا ہی بڑا مقدمہ سخت ہی مگر وہ سحر کرون کہ حمزہ کو بھی جان بچانا دشوار ہو یہان امیر مقابلۂ سلطان مین پہونچے للکار کر جا پڑے اُسنے نیزہ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے قلم کیا وہ تلوار کھینچکر برس پڑا صاحبقران نے وار اُسکے روک کر نعرہ کیا کہ او بے حیا ایک وار مردان عالم کا قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس کن سے مارا کہ تلوار تڑپ کر گرمی سپر کو کاٹ کر تا بہ سینہ کا مع گینڈے چار ٹکڑے کیے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مر گیا سب لینا لینا کہکے آپڑے صاحبقران کو خود غصہ ہی فوج کو اشارہ کیا اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہین وہ ساحر سامنے کھڑا ہوا ہی ہر چند وہ تسکین دیتا ہی اور پتلیون پر تاکید کرتا ہی پتلیان اُسکا حکم نہین بجا لاتین تھرّا کر رہجاتی ہین لشکر اسلام جو فوج کفار پر جا پڑا مارے تلوارون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر کفار تاب نہ لاسکے فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ سیمتن کہ ابر مین مخفی ہی اُسنے چاہا کہ مین سحر کرون ایک پتلی چمک کے سامنے آئی پکار کر آواز دی اے بوا سیمتن چلو تمکو معمار بلاتا ہی سیمتن نے سر جھکا لیا اُس پتلی کے ساتھ چلی قصر مین آئی یہ بھی قفس آہنی مین بند ہوئی صاحبقران زبان کل فوج سے فرماتے ہین آپ لوگون نے ہمارے بعد بڑے صدمے اُٹھائے حقیقت مین اس قصر پر آ کے بڑے رنج اُٹھائے سرداران نامی جسطور سے مقابلے پڑے تھے اُسکو بیان کر رہے ہین اور کہتے ہین کوئی سردار نامی آپ کے لشکر مین باقی نہ رہا دیکھیے سامنے قصر مین سب قفس ہاے آہنی مین لٹکے ہوے ہین صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمر اکلیجہ منھ کو آتا ہی دیکھو سب سردار کیسے نحیف و ضعیف ہو رہے ہین ایک ہفتہ گذرا کہ سب اس بلا مین مبتلا ہین مین تو جاتا ہون یا انکو رہا کرتا ہون یا خود بلا مین پھنستا ہون عمرو نے

عرض کی حضور آپ ایک ہفتہ تامل کرین مین اپنے کو قصر مین پہونچاؤنگا اگر خدا نے
چاہا تو معمار کو مارڈونگا مگر آپ کا آنا مناسب نہین صاحبقران جو سامنے قصر کے آئے
دیکھا کئی قفس لٹکے ہوے ہین اور سب سردار سرنگون بیٹھے ہین صاحبقران کا قلب
تھرا گیا گھوڑے کو بڑھایا ہرچند سردارون نے روکا مگر صاحبقران کب مانتے ہین
زلفین خلیلی پیچ وتاب کھا رہی ہین رگ ہاشمی جوش وخروش مین گھوڑے کو بڑھاے
ہوے جاتے ہین وہ ساحر ہرچند پتلیون کو اِشارہ کرتا ہو کہ جاؤ جاکر حمزہ کو اُٹھا کر
لے آؤ مگر پتلیان اُسکا حکم نہین مانتین اِنکار کرتی ہین کہتی ہین دیکھو اے معمار سنو
ہم کیا کہتے ہین صاحبقران گھوڑا اُڑاے ہوے قریب قصر کے آئے در قصر پر
آکر گھوڑے سے اُترے دامن گردانکر قصر کے اندر چلے جیسے ہی قدم اندر رکھا
پتلیان جھپٹ جھپٹ کر پاس آنے لگین جسنے آکر قصد کیا کہ کمر مین پنجہ دون امیر نے
ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو پتلیان ہر دروازے پر صاحبقران کے
سامنے آئین اور دست زبردست امیر سے قتل ہوئین امیر دروازہ ٹکو طے کرتے
ہوے اسم اعظم پڑھتے ہوے بالاے قصر پہونچے جیسے ہی قصر مین پہونچے وہ
ساحر سامنے سے بھاگا صاحبقران نے قفسہاے آہنی کو اُتارنا شروع کیا اور بہی
کئی قفس توڑے جو سردار نکلا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا مگر جسطرف کہ وہ ساحر
بھاگ گیا تھا یکایک اُسطرف سے ایک روشنی معلوم ہوئی امیر نے دیکھا کہ ایک
معشوق پریچہرہ کہ حسن وجمال کی جسکے تعریف ناممکن ہو خراماں سامنے امیر کے
آئی جھک کر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ مین تو مدت سے حضور کی مشتاق
تھی مگر کوئی وجہ ایسی نہ ہوئی کہ تابہ حضور پہونچتی آج بخت نے رسائی طالع نے
یاوری کی چند اشعار مجھکو میان آتش صاحب کے یاد ہین اُنکو سماعت فرمایئے
یہ کہکے آواز دی ارے سازندے کہان ہین اُسی پہلو سے ایک طبلہ بجانے
والی دو سارنگی والیان حسن مین بے مثال آکر پہونچین صاحبقران کے
سامنے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار گانا شروع کیے وہ نازنین ہاتھ بڑھا بڑھا کے

طرف صاحبقران کے اشارہ کرتی ہی نازنین گا رہی ہی نظم

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینے سے رکھتی ہی مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہی یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہی قلزم سے زیادہ

تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہی سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہی دل پستے ہین سرمے کی طرحسے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ اُلفت مین نہین جائے تنکظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہی دل بلبل کو کُڑھانا
شوق اندنون اُس گل کو ہی گلدم سے زیادہ

صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنّی کے ترنّم سے زیادہ

ٹھوکر ہی تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہی قُم سے زیادہ

غالب ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
ہی قہر دلآرام کا قلزم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہی میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلا دینگے وہ لب دانت دکھاکر
شغل آجکل انکو ہی تبسم سے زیادہ

کہتا ہی وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
تم ہمسے زیادہ ہو تو ہم تمسے زیادہ

اسطور پر یہ اشعار اُس نازنین نے گائے کہ صاحبقران نے قفسون کا توڑنا موقوف کیا ہرچند کہ حرز ہیکل گلے مین ہی اسم اعظم بھی یاد ہی مگر جمال نے اُس محبوب کے ایسا فریفتہ کیا کہ خاموش ہوکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے اُس مہ جبین کا ہاتھ تھام لیا مسند پر وہ نازنین لاکر بہ نازو ادا پہلو مین آکر بیٹھ گئی باتون کا تار باندھ دیا عمرو نے باہر سے یہ معرکہ دیکھا صاحبقران کو زفیل سے ہوشیار کرتا ہی مگر امیر متوجہ نہین ہوتے اُسکی باتون پر مبہوت ہین جمال اُسکا دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ مین اب تمکو نہ جانے دونگا وہ کہتی ہی مجھے بھی اسیقدر آپ کا اشتیاق ہی ہرچند کہ شہنشاہ معمار جو ہمارا افسر ہی اُسکا حکم نہین کہ کسی کے پہلو مین بیٹھو مجھکو واسطے خداوند کے پرورش کیا ہی مگر مین خداوند کے نام سے بیزار ہون صورت

اُنکی دیکھکر ڈر جاتی ہون کئی مرتبہ مجھکو لیکر گئے جب سامنے پہونچی چیخ مار کر بیہوش
ہو گئی اُنکی کالی کالی صورت منھ سے بو آتی ہو دم گھبراتا ہو مگر آپ کی خدمت کے
واسطے مین نے ملال شہنشاہ کا قبول کیا چاہتی ہون کہ آٹھ پہر آپ کی خدمت
مین حاضر رہون اگر مجھسے حضور کا وصل ہوگا تو بہت شاد ہونگے وہ رنگ دکھاؤنگی
کہ کبھی کسی معشوق سے یہ لطف نہ ملا ہو ہر مرتبہ صاحبقران ارادہ کرتے ہین
کہ اِس سے وصل حاصل کرون مگر حرز ہیکل کو جنبش ہوتی ہو رُک جاتے ہین اور
فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کچھ حجاب بھی شرط ہو تمام سردار میرے قید ہین پوتا میرا
نور الدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم کب سے قید ہو یہ سب دیکھینگے تو
پھر طعن کرینگے وہ نازنین ہنسکر جواب دیتی ہو کہ ای شہریار آپکے واسطے
پردہ پوشی کرون کنیزون کو ہٹاؤن سامنے پردے پڑ جائین صاحبقران زبان
فرماتے ہین کیا جلدی ہو تم مجھسے راضی ہین تمھارا خواہان تمکو لشکر مین لے چلونگا
وہان سب طرحکا انتظام ہو مگر نور الدہر کو تو رہا کرون اُسکی حسرت دیکھکر میرا
کلیجہ پھٹا جاتا ہو جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ نازنین ہاتھ تھام
لیتی ہو صاحبقران کو شغل مین لگاتی ہو صاحبقران مصروف ہو جاتے ہین جن
سرداروں کو رہا کیا تھا اُنکو دیکھا کہ وہ اُسیطرح قفس مین بند ہین صاحبقران
سے اشارے کر رہے ہین کہ غلامون کو رہا کیجیے ہم لوگ نوبت بجان و کار دبراستخوان
مین یقین ہو اِسی قفس مین تڑپ تڑپ کر مرین صاحبقران فرماتے ہین کہ مین
تم سب کی رہائی کو آیا ہون ابھی اِس نازنین کی مرضی نہین ہو یہ منع کرتی ہو اگر
رہا کرونگا تو کچھ باعث خرابی ہوگا یہ دل و جان سے میری مشتاق تھی حقیقت مین
خیال جو کرتا ہون تو اِسکو عالم خواب مین دیکھا تھا اب اُس خواب کا ظہور ہوا
قلب کو سرور ہوا سردار سر جھکائے ہین سوچ رہے ہین کہ صاحبقران اپنے
ہوش مین نہین ہین ورنہ ہم لوگو نکو رہا نہ کرتے کس زور و شور سے آئے اسقدر
پتلیان قتل کین کہ قصر مین کوئی باقی نہین رہی اب کیا دیر تھی ہم لوگ رہا ہو جاتے

اِس کشاکش سے نجات پاتے عمرو یہ سب معرکہ باہر سے دیکھ رہا ہی دن اِسیطرح سارا اُن
مین گذرا صاحبقران اُسیطرح پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھے ہین جب شام ہوئی
تو اُس نازنین نے اِشارہ کیا خوب اُس قصر مین روشنی ہوئی پنج شاخے طلائی و
نقرئی روشن ہین امیر اُسی طرح پہلو مین بیٹھے ہین عمرو نے کنارے آکر زنبیل سے
تخت زبرجدی نکالا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بقراط ثانی بنا
گرد تخت کے کچھ پتلے نکالکر رکھے بہ شکل لات و منات و بہ صورت سامری و جمشید
اُن مین بھی کچھ تدبیر کردی اور تخت اُڑاتا ہوا سامنے قصر کے آکر ایک نعرہ کیا
کہ سنم خداوند بقراط ثانی ای معمار مقام افسوس ہی کہ تجھسے کچھ نہ ہو سکا امیر کو
گرفتار نہ کیا معمار یا تو پہلو سے قصر مین چھپا ہوا تھا بقراط کو جو آتے ہوے
دیکھا سامنے نکل آیا صاحبقران کے روبرو مسند بچھائی پکار کر آوازدی کہ ای
خداوند آیئے آج تو بہت خداوند ساتھ ہین بقراط نے آوازدی ای معمار اِن
سب نے خواہش کی کہ ہم بھی آج ساتھ چلین کرامت خداوندی دیکھین مین نے
کہا کہ تم سب چلو یہ سب چھوٹے بھائی ہین تلے اوپر کے انکار رنجیدہ کرنا مجکو گوارا
نہ ہوا معمار نے دست بستہ عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمایئے آپ تشریف لایئے
اِس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمایئے مگر دیکھ لیجیے صاحبقران
اُسی حال مین بیٹھے ہین دیکھیے میرے سحر نے اُٹھنے نہین دیا لیکن انتظار کر رہا تھا
کہ کیونکر اسم اعظم بند کرون کوئی تدبیر نہ بن پڑی بقراط نے کہا آج ہم خود یہان
لگا وینگے اور تمھاری عمر بڑھا وینگے اور اسم اعظم حمزہ کا ہمارے گانے سے بند ہوگا
اور شراب و کباب پیتے آئے ہین شراب تمکو پلائین ہمیشہ نوجوان رہوگے معمار
نے کہا یا خداوند اِس شراب کا نام سنتا تھا مگر حیران تھا کہ کیونکر ممکن ہو لیکن
حضور نے بڑا کمال کیا کہ سب خداوندون کو بھی لائے سب کے ساتھ بلکہ تقدیر
کیجیے کہ حمزہ گرفتار ہو بقراط نے کہا اب کیا مین خالی بیٹھونگا حمزہ کو گرفتار کرکے
لیجاؤنگا قصر بہشت پہل مین انکا داخلہ ہو وہانکی بہنین گلنار پوش انکے ہوش

اڑا دینگی حمزہ ہیکل بھی لیلیو نگا یہ کہکے پہلو مین ہاتھ لیجا کر ایک چنگ مرصع نکالا یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

امقدر دل کو نہ کر اے بت سفاک سیاہ — زیب دیتی نہین اس کیسے کو پوشاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا — دل کا فرسے ہو چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدہ فردا ہی عجب کیا اسکا — روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس — سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گل — بخت رکھتا ہو ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا ادھر آنکھوں سے اودھر غائب تھا — اسپ مشکی ہو تو آہوسے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہو مجھے شامت بخت — گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے تجھے دیکھے جو اے عالم نور — کوٹلے سے ہو سوا روے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا — خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالہ آتش سے لو — کوسون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

یہ اشعار جو بقراط نے گائے معمار تعریفین کرنے لگا کہتا ہی یا خداوند مین نے تو کبھی ایسا گانا نہین سنا آج تو آپ نے خوب گایا بقراط نقلی نے کہا اے یار وفادار آج ہفت افلاک پر گیا وہ چیزین لایا کہ جو کبھی نہ اٹھائی تھین کئی لاکھ فرشتے ساتھ ہین اب کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا یہ کہکے طرف پہلو کے ہاتھ بڑھایا معمار نے دیکھا قدرت نے وہ گلابی نکالی کہ جس مین شراب سرخ رنگ بھری ہوئی ہی اور جام بھی الماس کا نکالا کہا اے معمار یہ جام دیکھ لو جب عرش اعلی پر جاتے ہین تو فرشتے اسی جام مین شراب پلاتے ہین اس جام کا یہ انجام کبھی نہین ہوا کہ زمین پر آتا مگر یہ شرف تمھارے واسطے ہی کہ تم بھی اسمین شراب پیو اور تمکو نائب قدرت کرتا ہون دو ہزار برس کی عمر دیتا ہون دشمنون کی عمر گھٹاتا ہون کوشا زندہ نرہے حمزہ تڑپ تڑپ کر مرے اسی نازنین کے ساتھ جوان دے آخر مین افسوس کرے کہ مین نے قدرت کی اطاعت نہ کی اور مین اسکا قتل ہی مناسب

جانتا ہون تمام طلسم مین تہلکہ ڈالدیا پوتا طلسم کشا بنا کون کون ساحر مارے گئے
آج ہی اُن سب کو پیدا کرونگا یہ کہکے جام الماس بھرا اور کہا ای معمارہ اِسکو جلد
پی لو ایسا نہ ہو شراب ٹھنڈی ہو جاے تمکو عجب لطف ملیگا اور یہ ثابت ہوگا
کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی فرشتے معلوم ہونے لگین گے ایسی تعریف کی کہ
معمارہ مبہوت ہو گیا ہر چند کہ کئی تصویرین سامنے آئین وہ اِشارون سے منع
کرتی ہین کہ ای معمارہ جام نہ پینا مگر سامری و جمشید لات و منات تیتے بیتے وم خینتا
بڑھی گھاسے کا پھڑا سب اشارے کر رہے ہین کہ ای معمارہ یہ فخر کسیکو نصیب نہین
ہوا قدرت نے تمکو عجب مرتبہ دیا اپنا مثل بناتے ہین مراد یہ ہی کہ طلسم آباد
رہے رعایا دلشاد رہے ساحر آباد رہین ہمکو یاد کرین یہ بھی ذکر کروگے کہ ہمکو
قدرت نے ایسا بنادیا کہ کوئی ہمارے مثل نہین یہ حالات سُنکر معمارہ نے جام
پیا عمرو نے اِشارہ کیا کہ ای معمارہ یہ نازنین بھی جو پہلو سے حجرہ مین بیٹھی ہی بڑے
مرتبے کی عورت ہی اِسکو بھی ایک جام پلاؤ ہر چند کہ معمارہ کے ہاتھ کانپتے تھے
مگر جام لبریز کیا اُس نازنین کو اِشارہ کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر نگاہ صاحبقران
بچا کر جام اُٹھایا منھ پھیر کر پی گئی عمرو نے کہا وہ ماراُ معمارہ نے بیٹھے بیٹھے کہا یا
خداوند آج دل چاہتا ہی کہ آپ ساز بجائیے اور مین رقص کرون یہ نازنین بھی
فخر کرے کہ اگر مین گانے مین بے مثل ہون تو معمارہ قمر ساز رقص مین بے نظیر ہو
عمرو نے اِشارہ کیا کہ تمھاری عرض قبول ہوئی معمارہ اپنے مقام سے اُٹھا نازنین
کو بھی اِشارہ کیا نازنین بھی گاتی ہوئی اُٹھی معمارہ اور وہ نازنین آوازین ملاکر
گانے لگے معمارہ کو بھی نشہ نازنین کو بھی سرور دونون باقصور اب معمارہ گت
پر ہاتھ نکالنے لگا کمرے کے پانؤن لگانے لگا ہر مرتبہ جھک جاتا ہی گردن کا
ڈورا ہلاتا ہی اپنے کو دیوانہ بناتا ہی دو تین مرتبہ چکر لیے تھے کہ نازنین نے دو شعر
گائے کہ آواز بند ہوئی دونون کے دونون لڑکھڑا کر گرے خواجہ نے نعرہ کیا
نعرہ کرکے صاحبقران کو اشارہ کیا امیر کو اسم اعظم یاد تھا فقط اُس نازنین کے

جمال پر مبہوت تھے عمرو نے جو پکار کر کہا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
نعرۂ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ سنکر اب تو صاحبقران بھی بَل کر کے اُٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جھٹکر عمرو نے معمار پر خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا تب عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا معلوم ہوا کہ یہ بھیا سخت جان ہی تنہائی پر سر رکھا اوپر سے ہتوڑا مارا کہ سر معمار کا پچی ہوا تمام تصویرین جلنے لگین قصر تھرایا عمرو نے کہا یا امیر نکل چلیے ایسا نہ ہو قصر گر پڑے دیکھیے قصر تھرا رہا ہی قصور نہ کریگا امیر نے فرمایا خواجہ عمرو افسوس ہی کہ میرے آرام جان تو اس مقام پر قید ہین اور مین نکلجاؤن خواجہ نے جھپٹ کر سب قفس توڑنا شروع کیے جو قفس ٹوٹا سرو از نکلا تعریفین خواجہ کی کرنے لگا جسوقت عمرو نے نور الدہر کو رہا کیا تو نور الدہر نے عرض کی کہ خواجہ لوح محفوظ میری و سلاح طلسمی کہ مین نے جسم سے اُتار ڈالا تھا وہ کہان ہی یہ سنکر شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور عرض کی اے قبلہ و کعبہ نیکی وہ چیزین اُٹھا کر لائی تھی اسی قصر مین دیکھیے خواجہ سب طرف قصر مین پھرے ایک گوشہ مین آکر دیکھا ایک عقاب بلند پرواز لوح محفوظ نور الدہر منقار مین دبائے بیٹھا ہی مگر جھپک رہا ہی عمرو نے لوح محفوظ اُسکی منقار سے لی پھر تلاش کی تو

لباس نور الدہر بھی اُسکے زیر شکم تھا وہ بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا قصر عمارہ کو فتح کر کے صاحبقران جب سرداروں کو لیکر باہر نکلے تو قصر غائب ہو گیا امیر با توقیر نے فرمایا عجب سحر عجائب و غرائب تھا کہ اُسکے مرنے پر یہ شعبدہ ہوا خواجہ نے کئی لاکھ روپے نور الدہر سے لیے تب لوح محفوظ اور لباس طلسمی دیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا کہ لشکر تیار رہو آج ہی رات کو نکل چلین ہم سب سے پہلے دریاے قلزم پر پہونچین غرض سب کے پہلے نور الدہر بن بدیع الزمان اپنا لشکر لیکر طرف دریاے قلزم کے روانہ ہوے صبح کو صاحبقران نے خبر سُنی کہ نور الدہر روانہ ہو گئے اُسیوقت لشکر تیار کرایا سردار تیار ہوے صاحبقران نے بھی اُسیوقت طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا راہ مین پنچے عیار سے فرمایا کہ خواجہ تم نور الدہر کے حالات کو دیکھتے ہو کہ کسقدر مزاج مین جلدی ہو کہ کل ہی رہائی پائی اور رات ہی کو روانہ ہو گئے ہمسے صلاح بھی نہ کی عمرو نے کہا اے شہریار نور الدہر کو بڑا خیال ایرج نوجوان کا ہو کہ ایسا نہ ہو ایرج پہونچ جاوین ہرچند کہ نور الدہر کو وہ سردار ممکن ہوے ہین کہ جو خبر آئندہ و گذشتہ سے آگاہ کر دیتے ہین یہ بخوبی ظاہر ہو کہ جو سامان نور الدہر کو ممکن ہوا وہ کسیکو نہین ملا مگر اُنکو یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو ایرج کو لوح ملجائے اِسیوجہ مین کوچ کر گئے صاحبقران زمان جلدی کرتے ہوے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین آگے نور الدہر ہین اور عقب مین صاحبقران زمان اب دس منزل اور دریاے قلزم باقی ہو پہونچنا اُنکا تحریر ہوگا

ودکلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ جہجاہ عاشق ہونا عالم خواب مین ملکہ سرو دلکشا پر کہ دختر بلند اختر ہفت جوش جادو ہی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا سا قیا جام اُلفت مجھے
کہ گھیرے ہین یہ رنج و کلفت مجھے

ترے دور مین ساقی مہ لقا
تعجب ہی محروم عاشق رہا

یہی وقت تو بادہ نوشی کا ہی
ترا کام اب عیب پوشی کا ہی

چھپایا بہت ہنسنے پہ ہم نشین
چھپایے سے آتش چھپی ہی کہین

اُٹھاتا ہی سر عشق خانہ خراب
ہوا عین راحت مین یہ انقلاب

کبھی نام سے غم کے ماہر نہ تھا
یہ احوال مجھپر تو ظاہر نہ تھا

کیا عشق سرکش نے یہ انقلاب
ہوا اُلفت زلف مین پیچ و تاب

رُخ صاف آنکھون تلے پھر گیا
فروغ قمر آنکھ سے گر گیا

ترقی پہ ہی نخل سرو بلند
کیا قمری دل کو بھی دردمند

وہ گیسوے پر پیچ عنبر فشان
دکھاتے ہین ظلمات کا بھی نشان

وہ سینہ حسینون کی مد نظر
کہ اُبھرے ہوے دو نھے جیسے ثمر

ہانھ آئین کہین جو عاشق کے
تو لگالے وہ اپنے سینے سے

وصعت ہوے کم ہی حد سے فزون
ودوسر ہو جو منھ شگافی کرون

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
تار خط شعاع مہر کہا

طبع روشن نے بھید یہ پایا
آئینے مین شکم کے بال آیا

ساق پامین تو نور کا ہی ظہور
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور

پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن

لال مہندی سے دونون تھی کف پا
ہاتھ ملتا تھا اپنے دُزد حنا

قد کی تعریف مین ہی حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

دل کو عاشق کے بیقرار کیا
یار رنج فراق سر پہ دیا

لکھون داستان مرصع بیان
کہ یمین ہی بادشاہ جہان

دکھایا فلک نے عجب انقلاب
دیا یادنے زلف کی پیچ و تاب

چہرہ شہسواران اشہب عشق و اُلفت وطی کنندگان مراحل صعوبت اِس داستان عشق انگیز کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین بیان + چنین می نگارند این داستان + جب صاحبقران زمان نے کوچ کا ارادہ کیا تو بادشاہ چہچاہ نے کہا ای شہریار اگر مناسب ہو تو آج کوچ نہ فرمایئے طبیعت بہت پریشان ہی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار نہ ہو اُسی مقام پر لشکر رہا جب دربار آراستہ ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ آج بادشاہ بہت مکدر ہین خود سامنے آکر عرض کی کہ آج غلام کچھ گائے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاحبقران زمان نے اِشارہ کیا خواجہ عمرو نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

یہ بزم وہ ہی کہ لاخیر[له] کا مقام نہین ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین
حریف ایسے تنک مشربونکا کام نہین خم فلک سے کم اِس میکدہ کا جام نہین
سیاہ قلب کا کوسے صنم مین کام نہین بہشت کا فرید کیش کا مقام نہین
بتونکے گیسوے عنبر گا لئے مجھکو کام نہین شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین
چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہی ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین
مطیع کوئی نہ جس حسن دلفریب کا ہو وہ خواجہ ہی وہ کہ جسکا کوئی غلام نہین
وفاے وعدہ کا کسکو یقین یار سے ہو کلام بُت ہی کچھ اللہ کا کلام نہین
رفیق حال بُرے وقت مین نہین کوئی شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین
وو روزہ حُسن نہ کھو را الگان غروری یار حلال مال ہی یہ دولت حرام نہین
گدا و شاہ برابر ہی خاک کے نیچے لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین
ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو خدا کا قہر ہی ای بت ترا خرام نہین
جفا و جور سے عالم وہ حُسن کا نہ رہا بنا سے ظلم کو سچ کہتے ہین قیام نہین
بتونکے قہر و غضب کا کسے ہی اندیشہ خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین
بلند و پست سبکدوش کو برابر ہی نسیم بے سرو پا کا کہان مقام نہین
بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش نشان قبر سے منظور مجھکو نام نہین

[له] یہ قول قدیم کا اشارہ ہی کہ لاخیر فی عبیدی - یعنی میرے غلام مین خوبی نہین ۱۲

خواجہ عمرو گار رہے ہین صاحبقران و جملہ سردار تعریفین کر رہے ہین مگر شاہ سعد سر
جھکائے بیٹھے رہے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے
فرمایا جناب قبلہ و کعبہ طبیعت اسقدر سست ہی کہ سیر اباب کرنے کو دل نہین چاہتا
خودبخود دل گھبراتا ہی طبیعت کا یہ حکم ہی کہ کوہ و دشت کی سیر کرون حضور کے لحاظ
سے عرض نہین کیا طبیعت نہایت پریشان ہی رہ رہ کے دل یہی ابھارتا ہی کہ
شیران دشت نبرد ایرج و نور الدہر کیسے کیسے نام پیدا کر رہے ہین ہم دامن
کھینچے بیٹھے ہین ہم بھی کسی کام مین مصروف ہون صاحبقران نے فرمایا یہ سب
کام حضور ہی کے ہین جو غلام سے سرزد ہوتے ہین کس لڑائی کو کس نے
فتح کیا اس قصر کے فتح ہونے کی امید تھی حضور کے اقبال کی وجہ ہی کہ یہ مقام فتح
ہوا حضور نہ کچھ ارادہ کرین آپ کے ہونے سے لشکر مین رونق ہی جسدن آپ
نہین ہوتے ہین لشکر ویران معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران
نے بہت بہت سمجھایا بادشاہ خاموش سُنا کیے دل مین اور زیادہ ولولہ ہوا خاصہ
نوش فرمایا جاکر چھپر کھٹ پر لیٹے دل کو خودبخود تڑپن ہی نیند نہین آتی تڑپ رہے
ہین جب دو پہر شب گذری تب آنکھ لگی دیدہ ظاہری بند ہوے دیدہ باطنی وا ہین
عالم خواب مین دیکھا کہ مین ایک صحرائے سبزہ زار مین جاتا ہون مگر پیاس کی شدت
ہی پانی بہت تلاش کیا مگر کہین پانی نہ ملا آخر تلاش آب مین مدروازے پر ایک باغ
کے پہونچے بیتابانہ باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ بہشت آئین کھلا ہے
رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلے ہوے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھول
آنکھین کھولے ہوے نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صدزبان کی غمازی ہوائے
سرد چل رہی ہی صبا نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینا ئے شجر سے سر ٹکراتی
ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی کیفیت نظارہ باغ سے عجیب سرور ہی
بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین جوڑے گلنار پہنے ہوے باغ مین خرامان ہین عیش و عشرت کے

سامان ہین بادشاہ کو سب نے سلام کیا ایک مہ جبین نہایت طرار و فرار آگے
بڑھی آکر کہا ای شہریار ملکہ سرو دلکشا آپ کو یاد فرماتی ہین آج کئی دن سے ملول و
حزین ہین ہم لوگون سے بات نہین کرتی تھین مگر اسوقت خوش ہو کر فرمایا غنچۂ
دہن واکیا کہ بادشاہ جمجاہ تشریف لائے ہین اُنکو استقبال کر کے لاؤ ہم لوگ
آپ کے لینے کو آئے ہین بادشاہ اُنکے ساتھ چلے دیکھا چبوترے پہ فرش مشجر
بچھا ہی مسند شاہانہ پر ایک نازنین خورشید جمال ماہ تمثال جلوہ فرما ہی کہ حسن کی
چھوٹ پڑ رہی ہی لباس فاخرہ زیب بدن غنچہ دہن رشک حور دلنشین دلستان
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار کسی کنیز پر غصہ کر رہی ہین اُس غصے مین بھی
ایک ادا ہی ہاتھ اُٹھا کر فرماتی ہین کہ ای دلفریب بادشاہ تشریف لائے باغ
مین تو آئے ہین یہ خبر تو مجھکو پہلے ملی مگر یہان نہین تشریف لاتے دلفریب
نے بڑھکر کہا دیکھیے سامنے بادشاہ کھڑے ہین اُس نازنین نے سر اُٹھا کے
دیکھا بڑی بڑی انکھڑیان آنسو بھرے ہوے گردش کرتی ہوئین صاف
ثابت ہوتا تھا کہ جام حباب مین موتی بھرے ہین اشارے سے فرمایا تشریف
لائیے مگر جمال بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئی آخر اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای شہریار آئیے آپ کیا تامل فرما رہے ہین

نظم

روبرو ہی روے جانان اندنون ✦ کیا تلاوت مین ہی قرآن اندنون
ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی ✦ مل گئی مہر سلیمان اندنون
اُسکے روے آتشین کی یاد مین ✦ آگ ہی فصل زمستان اندنون
دیکھکر گدرایا جوبن یار کا ✦ گرد ہین گبر و مسلمان اندنون
پنجۂ دست جنون کے زور سے ✦ چاک ہین جیب و گریبان اندنون
نسبت کی اپنی کسے امید ہی ✦ ہی مقابل دشمن جان اندنون
یار تک اپنی رسائی ہی محال ✦ بے اثر ہی آہ سوزان اندنون
تلوے کھجلاتے ہین ہوتا ہی یقین ✦ دیکھنا ہی پھر بیابان اندنون

کوئی صورت اُسکے آنے کی نہین
خانۂ تاریک روشن ہی شفا

گھر ہوا ہی شکل زندان اندنون
ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

ملکہ نے جو یہ اشعار پڑھے بادشاہ پہلو مین آکر بیٹھ گئے اُس نازنین نے بمحبت گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ سے خوب اختلاط ظاہری ہوا جب دو چار بوسے بادشاہ نے لیے تو وہ مہ جبین پہلو سے اُٹھی کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون یہ کہکے وہ نازنین اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جان جہان کہان جاتی ہو اُس نازنین نے کہا ای شہریار مین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین کے تعاقب مین چلے وہ نازنین بھاگی بادشاہ جو دوڑکر چلے راہ مین میز فرش تھا اُسکی ٹھوکر لگی منھ کے بھل زمین پر گرے عالم خواب سے آنکھ کھل گئی بادشاہ نے ایک چیخ ماری فیروزہ مین عمرو دوڑا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار خیر تو ہی بادشاہ نے آہ سرد بھر کر یہ اشعار پڑھے نظم

وصل دلبر مین جو اُٹھایا حظ
ہیچ سمجھا وہ لذت دارا بن
عیش و عشرت کو تمنے کیون چھوڑا
گذری فرقت مین اپنی عمر تمام
کل شفا کو خود اُس مسیحا نے

وہ کسی بات مین نہ پایا حظ
عشق سے جسنے کچھ بھی پایا حظ
سوگ مین کسکے سب مٹایا حظ
وصل کا زیست مین نہ پایا حظ
شربت وصل کا چکھایا حظ

بادشاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی ایسے خاموش ہوے کہ فیروزہ نے ہرچند پوچھا کہ ای شہریار کچھ حال تو فرمایئے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور سردار حاضر ہوے تاجدار جمع ہونے لگے ہر ایک یہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار کچھ تو ارشاد فرمایئے بادشاہ جواب نہین دیتے کلیجہ پکڑے بیٹھے ہین صاحبقران کو خبر پہونچی سرداروں نے عرض کی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کچھ خواب دیکھا ہی ایسے پریشان ہین کہ کچھ کلام نہین کرتے ٹھنڈی سانسین کھینچ رہے ہین صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاکر دریافت تو کرو کہ بادشاہ نے کیا خواب دیکھا ہی تجھ خود

کہنا کہ حضور نے کیا خواب دیکھا جو اسقدر پریشان ہین شاید بیان کرین خواجہ
خدمت شاہ مین آئے تخلیہ کرایا خواجہ نے ہرچند بہ محبت پوچھا کہ ای شہریار کیا
خواب پریشان دیکھا غلام سے بیان کیجیے مگر بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہ
خواجہ مین نے کوئی خواب پریشان نہین دیکھا مجھکو تنگ نہ کرو ورنہ تم بہت
پچتاؤ گے پھر مجھکو اس مقام پر نہ پاؤ گے رعب و دبدبہ تو سعد کا مشہور ہی بگڑ کر
جو بادشاہ نے جواب دیا خواجہ خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت کو
عرض کیا کہ جو مراد شاہ کی ہی وہ تو مین سمجھ گیا لیکن زبان سے کچھ ارشاد نہین
فرماتے صاحبقران خاموش ہو رہے عمرو نے عرض کی کہ خاموشی بادشاہ کی
یہ اشارے کر رہی ہی کہ مین نکل جاؤن اور معشوق کو تلاش کرون یقین ہی کہ
یہ آوارۂ کوہ و دشت ہونگے صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا فرمایا کہ خواجہ یہ امر
تو مجھپر بہت شاق ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہ ہون اور مین زندگی کرون خواجہ
بر اسے خدا جا کر دریافت کرو اور انکی فکر مین مصروف ہو مگر بادشاہ نے تمام
دن تامل فرمایا اور ضبط کیا لیکن جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب غروب ہوا
اور لیلی شب نے نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی تب بادشاہ اپنے حال پر روئے
اور سوچے کہ ای سعد تمھارے باپ نے کیا کیا کارہاے نمایان کیے کیسے
نیک نام رہے اول تو تمسے خلاف جرأت یہ سرزد ہوا کہ نکل گئے اور پھر
لشکر مین چلے آئے اب نکلیں معشوق کو بھی تلاش کرو اور فکر کرو کہ شاید لوح
طلسمی تمکو ملجاے اور تلاش معشوق بھی واجب و لازم ہی دیر تک اس مقدمے
مین سوچا کیے مگر عقل نے ہدایت کی کہ نکلنا ہی بہتر ہی تکلیفین سہتا ہون یہ
سوچکر اپنے مقام سے اُٹھے آکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا قیروزہ بن
عمرو جاگ رہا تھا اسنے دیکھا کہ بادشاہ نے مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
فرمایا ای مرکب اصیل تو ہمارے بزرگو نکا مرکب ہی اب بادیہ گردی دشت پیمائی
ہی رفیق رہنا جفائین سہنا مرکب کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور اشارہ

کیا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے مین ہمیشہ رفیق رہونگا مین نے آجتک سوائے
صاحبقران کے کسی کو سواری نہین دی حضور کا سوار ہونا سعادت جانتا ہون
بادشاہ پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ نے آکر رکاب تھامی بادشاہ آوارہ
دشت ادبار مصیبت مین گرفتار بطرف صحرا کے روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت ایک
عرضی لکھکر سرہانے ڈالدی مضمون یہ تھا کہ جناب خداوند نعمت دام اقبالہ
غلام خدمت والا سے رخصت ہوتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر
آکر قدمبوس ہونگا میری جستجو نہ کیجیے گا غلام آکر دریاے قلزم پر ملیگا یہ عرضی
ڈالکر روانہ ہو گئے شب ماہ ہے فیروزہ رکاب سے لپٹا ہوا ہے بادشاہ طرف صحرا کے
جاتے ہین طائرون کی آواز سُنی کہ سحر جانکر طائر آشیانون سے چہک اُٹھے ہین
بقول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار +
بادشاہ صحرا کو طے کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ماہ تابان قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا بادشاہ کو آثار صبح جب
ظاہر ہوے پشت مرکب سے اُترے سامنے پہاڑ کے ایک جھیل نظر پڑی جھیل پر
وضو کیا چاہا کہ نماز واجب ادا کرکے پھر سوار ہون فیروزہ کو حکم دیا کہ سجادہ
زیر کوہ بچھا دو فیروزہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی بادشاہ مصروف نماز ہوے
کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی ایک قزاق مع بارہ ہزار جوانون کے کسی قافلے
کو لوٹ کر پلٹتا ہے اُسکی دور سے نگاہ پڑی کہ ایک مرکب معقول باساز و یراق
مرصع کار زیر کوہ کھڑا ہے اور سوار اُسکا نماز پڑھ رہا ہے ایک سوار کو اشارہ کیا
کہ یہ مرکب ہمارے واسطے لاؤ مگر سوار کو قتل نہ کرنا وہ سوار گھوڑا اُڑاکر قریب
مرکب آیا چاہا مرکب کو گرفتار کرون مرکب نے دولتی ماری کہ سوار و مرکب دونون
پامال ہوے دوسرا سوار گھوڑا اُڑاکر آیا اُسنے بھی چاہا گرفتار کرون مرکب نے
سر اُس سوار کا چبا لیا مرکب کو دولتی ماری جب کہ دو سوار مارے گئے وہ
افسر قزاقان موسوم بہ نجم بلند بالا گینڈا اُٹھکر قریب مرکب آیا اتنے عرصے مین

بادشاہ نے نماز سے فراغت پائی جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے نجم سے
مقابلہ پڑا نجم نے کہا اے جوان کیون اپنی جان کا دشمن ہی ہڈیان پسلیان توڑ ڈالونگا
نجم بلند بالا میرا نام ہی اسطرف جتنے بہادر ہین سب مجھکو جانتے ہین اکثر بادشاہ
بروقت لڑائیون کے مجھکو بلاتے ہین اور اسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ نام اسکا
باغ دلکشا ہی ایک پہلوان اسمین رہتا ہی کہ نام اسکا فیروز زہر خوار ہی نہایت جری
و بہادر ہی اکیلا قزاقی کرتا ہی دس بیس کو لوٹ لیتا ہی بادشاہ نے فرمایا یہ قصے کیون
بیان کرتا ہی اس سے کیا مراد حاصل ہی تو مرکب کا خواہان ہی مجھکو قتل کر تو مرکب
ملے مین بخوشی گھوڑا نہ دونگا نجم نے کہا ابتو تیرے پاس اسباب دیکھا ہی یہ موتیون
کے مالے میرے کوہ کے نیچے سے آکے نکلجائین اور میرے ہاتھ نہ آئین اب تو
مجھپر واجب و لازم ہوا کہ تجھکو قتل کرون اور اسباب لون دور سے خالی مرکب
کا خواہان تھا ابتو سب چیزین لونگا بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مین بھی اسی کا
خواہان ہون کہ یا مجھکو تو قتل کریگا یا مین تجھکو زیر کرونگا نجم نے نیزہ مارا بادشاہ
نے سنان نیزہ تبر سے اُڑا دی بادشاہ نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا نجم نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نجم لپٹ پڑا گینڈے سے
کود پڑا بادشاہ پشت مرکب سے کودے کشتی ہونے لگی بارہ ہزار قزاق قریب
آکر کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان نہایت
بچیت ہی حقیقت مین ہمارے سردار کو بڑی مشکل پڑی ہی دیکھیے کیا ہو اس
جوان سے جان بچنا دشوار ہی کیا کیا داؤن پیچ کر رہا ہی کس زور شور سے لڑتا
ہے بادشاہ ریلکر لے دوڑے دس قدم تک ریلکر لائے وہان پر لاکر بزور
ہتھہ مارا کہ دونون گھٹنے نجم کے آشنا بزمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ سعد بادشاہ لشکر اسلام ؎ منم شاہ شاہان فریدون
حشم ✦ بہار گلستان کاؤس و جم ✦ نعرہ کرکے نجم کو اٹھالیا ہاتھ پر لیکر چرخ دیا
قزاقون نے چاہا جا پڑین مگر نجم نے جو نعرۂ شاہ سنا پکار کر قزاقون کو منع کیا کہ

خبردار دخل نہ دینا یہ نواسہ نوشیروان و نبیرۂ صاحبقران عالیوقار ہین ہین انکی اطاعت کرونگا تم سب ملکر قدمون کو بوسہ دو نجم قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا کہا حضور یہان سے پانچ کوس پر میرا قلعہ ہی وہان تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نجم قزاق قلعۂ قزاقان پر تشریف لائے قزاق نے بڑی دھوم سے دعوت کی روشنی کرائی طائفے عمدہ بلاے ایک نازنین نہایت شایستہ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا
آنکہ گاہے بغلط ہم نکند یاد مرا
ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست
حیف آن وعدہ فراموش نہ یادم فرمود
من وتو ہستیم و بزم طرب از غیر تہی
روے گل با پیرہن خویش چگو نہ بینم
مہربان شد بت مغرور بہ حال زارم
توسن خود بہ سر قبر منش جولان داد
بوسہ ہا داد بہ غیر آن بت شیرین حرکات
مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل
ای شفا ہست غم یار بہ قول صائب

یا بکش یا بہر خدا یا بکن آزاد مرا
کہ کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا
چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا
گاہ یک پرچۂ کاغذ نہ فرستاد مرا
ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا
بندہ زر دام بمو دست چو صیاد مرا
کار با نالہ و فریاد چہ افتاد مرا
کرد برباد چو سامان شوق پریزاد مرا
کشت از دشنۂ حسرت ستم ایجاد مرا
ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا
کہ کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نجم خدمت سے جدا ہوا بادشاہ سوچے کہ او سعد اس قزاق کی رفاقت سے کیا نفع ہوگا اپنے گھر کی سلطنت چھوڑدی ہر چند کہ آرام ملیگا مگر یہ آرام بدتر از غم عالم ہی یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے قزاقون نے پوچھا کہان تشریف لیجایئےگا بادشاہ نے فرمایا مین شکار کھیلکر ابھی آتا ہون شکار کے حیلے سے نکلے کوہ و دشت طے کرکے دن بھر اسی صحرا مین گذرا قریب شام سامنے ایک باغ کے پہونچے کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق وا تھا

اُس باغ مین تشریف لاے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہر چمن لاجواب چہار
طرف سیر دیکھتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر کھانا چنا ہوا ہو بلکہ
دھوان نکل رہا ہو کل میوہ جات صراحیان پانی کی جام ہاے بلورین شراب
معقول سب اسباب عیش اُس مقام پر موجود ہی بادشاہ نے بیٹھکر خاصہ نوش کیا
مسند پر آ کے آرام کیا شب بھر سوئے صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی چاہا مرکب پر سوار
ہوکر نکلون کہ سامنے سے کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک جوان
خوش رو و پشت مرکب باد رفتار پر سوار گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی بادشاہ کو
دیکھکر آواز دی او جوان تو کون ہی کہ بلا تکلف میرے مکان مین آیا اور کھانا
ہمارا کھایا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ کھانا کسکا ہی منم فیروز زہر خوار یہ کہکر
نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ چلنے لگا مگر بادشاہ نے خیال کرکے دیکھا کہ نیزہ بازی
بہ تکلف کر رہا ہو ہر مقام پر بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر فیروز اپنے کو
بچاتا ہو اب بادشاہ کو یاد آیا کہ یہ وہی پہلوان ہو کہ تجم نے جسکا ذکر کیا تھا پھر بھر
کامل بادشاہ سے نیزہ چلا مگر یہ تو فرزند صاحبقران ہین گا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے فیروز کے نکلگیا نیزہ نکلتے ہی وہ گھوڑے سے پھاند پڑا کہا اے شہریار
مجھکو ثابت ہوتا ہو کہ آپ فرزندان صاحبقران سے ہین یہن حضور سے کشتی
لڑونگا مجھپر ثابت ہوا کہ فنون سپاہ گری مین حضور سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا
بادشاہ نے فرمایا مین بادشاہ لشکر اسلام ہون سعد بن قباد میرا نام ہی نام نامی
سنکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ
کرسکون آپ ہی لوگون کی ملاقات کی ہوس مین اپنے ملک سے نکلا ملک
موروثی میرا ملک سمرقند ہو بلند خان سمرقندی میرا چچا تھا جب شباب ہوا
تو اُسکی دختر ماہ رخسار پر عاشق ہوا یہ دہ بہ پردہ نامہ و پیام ہونے لگا ایک
روز ایک خط پکڑ اگیا بادشاہ نے فرمایا کہ فیروز کا سر لاؤ مین خوف جان سے
نکل بھاگا اس باغ مین آکر سکونت کی ہمیشہ مشتاق رہتا تھا کہ فرزندان امیر

ہین سے کسی سے ملاقات ہو جس زمانے ہین رستم فرنگ گئے ہین انکا یہان گذر
ہوا اُنھون نے مجھے زیر کیا تھا اور یہ نصیحت کی تھی کہ کسی فرزند صاحبقران
سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ زیر ہو گے مین نیزہ بازی کر کے آپ سے سمجھ گیا سالہا سال
مجھکو تڑپتے ہوئے گذرے یہاںسے چند منزل پر ملک سمرقند ہی حضور تشریف
لے چلیں اور معشوق دلوائیے مین یہ خواب مین دیکھ چکا ہون کہ فرزند امیر
مدد کریگا بادشاہ نے کہا او فیروز مین تیرے ساتھ چلونگا اور تیری شادی بڑی
دھوم سے کرونگا یقین تو ہی کہ جسوقت بلند خان سمرقندی سُنیگا کہ بادشاہ
لشکر اسلام آتے ہین فوراً آکر قدمبوس ہو کہ دادا جان اُس ملک کو فتح کر چکے
ہین فاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی اُسکے عیار رہین یقین ہو کہ میرے عیار
فیروزہ بن عمرو کی خاک پا کو آنکھون سے لگائین کیونکہ یہ اُنکا اُستادزادہ ہی
شبکو بادشاہ اُسی باغ مین رہے فیروز نے بڑی دھوم سے دعوت کی بیرون
باغ آکر آوازدی چالیس جوان قوی من قوی تن اور آئے وہ بھی شریک
صحبت ہوے رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ سوار ہوے فیروز کو ساتھ لیکر
طرف سمرقند کے روانہ ہوے بادشاہ سمرقند بلند خان سمرقندی تخت پر
بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار سعد بن قباد بادشاہ
لشکر اسلام ہمراہ فیروز زہر خوار تشریف لاتے ہین نام بادشاہ سُنکر بلند خان
تخت سے اُٹھا فوج کو ساتھ لیکر برای استقبال چلا راہ مین آکر بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بلند خان سمرقندی
نے عرض کی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا اور یہ پہلوان کہان سے ساتھ
ہوا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای بلند خان مین خاص اسیکے
واسطے آیا ہون ہر چند مین نے سُنا کہ تمکو یہ فعل ناجائز بہت ناگوار تھا مگر اسکو
بہ دادا دی قبول کرو یہ ہمارا فرزند ہی بیٹی تمھاری ہماری بہو کہلائیگی بلند خان
نے عرض کی اگر حضور کا فرزند ہی تو مین اسکا بھی تابعدار ہون فیروز زہر خوار

خوشی سے جامے مین نہ سماتا تھا جی مین کہتا تھا کہ ایسا بادشاہ جمجاہ اور رنجھ ایسے
حقیر کو اپنا فرزند کہے ایسی ہی پرورش رُستم بھی فرماتے تھے آخر فرزند قباد ہین
بلند خان سے کیا کلمہ کہا کہ وہ اِنکار نہ کر سکا چالیسون جوان چہار جانب سے
گھیرے ہوئے فیروزہ بن عمرو قنتورہ زربفتی لگائے ہوئے رکاب سے لپٹا
ہوا ہی قریب قلعے کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے دناتے کی آواز آئی
فاقولہ و مرغولہ مع تین سی پیک بچون کے حاضر ہوئے فیروزہ کے گرد پھرنے
لگے اور ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج بعد
مدت مدید نقشہ اُستاد کا دیکھا روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہی
بادشاہ جو قلعے مین آئے تمام دوکاندار و کُل رعایا جھک جھک کے سلام
کرتے تھے بادشاہ دونون ہاتھون سے سب کا سلام لیتے ہوئے دار الامارۂ
شاہی مین آئے بلند خان نے طائفے بلوائے بادشاہ تخت پر بیٹھے سامنے
بادشاہ کے ایک رنڈی خوش گلو و خوش الحان موسوم بہ بستی جان آئی اور
یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگی

نظم

ای دل زار صبر بہ درد دلدار مرا
خوف دارم کہ نہ بدنام کند یار مرا

بنمائید بمن چہرۂ دلدار مرا
میکشد ورنہ ز جان حسرت دیدار مرا

باز ہرگز ندہم دل بکدامی دلبر
دوستان گر بہ کف آید دلم این بار مرا

ناصحا این ہمہ مخروشش چہ میدانی تو
گرچہ ہا ہست بدل زان بت عیار مرا

لبکہ ناخن بہ جگر میزدم یاد کسے
نہ قرار است بہ خانہ نہ بہ گلزار مرا

غیر ہمدم شد و تیغ نگہش خون ریزست
مانع کشتنِ من کیست ستمگار مرا

جاے دل پارۂ آتش بہ کنارم گویاست
لبکہ سوزیست بدل از غم دلدار مرا

بہ خدا بردل من نیست ز جورش رنجے
غم ہمین ست کہ طعنہ وہد اغیار مرا

یاد آن نرگس بیمار شفا چند کنی
بر سر خاک فگندست چو بیمار مرا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا اُسی ہنگامے مین بلند خان نے وزرا کو حکم دیا

کہ سینے پہ فیروزہ کے ترنج خوشبوئی لگاؤ بیٹی اِسکی فتانۂ زہرہ جمال جھروکون سے
یہ سب معاملہ دیکھہ رہی تھی اِسکے سامنے جو فیروزہ کے سینے پر ترنج خوشبوئی پڑا
اور آواز مبارکباد بلند ہوئی جھک کر دیکھنے لگی فیروزہ کو دیکھا چہرہ سرخ ہو رہا
ہی اُدھر سے نگاہ جو پلٹی بادشاہ جمجاہ کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر چار قب
شہنشاہی در بر سپر و شمشیر حمائل تخت پہ جلوہ فرما ہین حیران جمال محو دیدار ہوئی
کنیزون سے کہنے لگی ماشاءاللہ کیا صورت زیبا پروردگار نے عطا کی ہی کس
رعب و دبدبہ سے بیٹھے ہین دیر تک جمال جہان آرا دیکھا کی اب خیال مین ہی
کہ کیا تدبیر کرون کہ جو اِن تک پہونچون اِس خیال مین اپنے مقام سے اُٹھی اور
کوٹھے پہ آکے ٹہلنے لگی قضائے کار دیو نہنکال کہ سامنے کوہ پہ رہتا ہی اُڑا
ہوا جاتا تھا ملکہ کو دیکھکر پسند کیا اُٹھا کر لے چلا کنیزین غل مچانے لگین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ او صاحبو غضب ہوا دیو نہنکال ملکہ کو لیے جاتا ہی بادشاہ دربار
مین بیٹھے تھے یہ آواز کان مین فیروزہ کے جو پڑی بادشاہ اُسکے بعد اُٹھے پہلے
فیروزہ اُٹھکر باہر آیا دیکھا کہ دیو پنجے مین دبائے ہوئے ملکہ کو لیے جاتا ہی للکارتا
ہوا جھپٹا دیو پہاڑ پہ آکے اُترا ملکہ کو ہاتھ سے رکھا کہ فیروزہ زبر کوہ پہونچا
للکارا کہ او بیحیا مین ابھی بالائے کوہ آتا ہون یہ کہکے گھاٹیان طی کرنے لگا کہ
نہنکال نے کئی ہزار من کی سل فیروزہ پہ پھینک ماری فیروزہ نے چاہا بچون
مگر وہ پتھر اسقدر گران تھا کہ اِسکے روکے سے نہ رکا سر پر پڑا اپر اٹھا ہو گیا
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے للکارے
کہ او نامعقول یہ کیا حرکت کی پہاڑ سے تو اُتر تو نے میرے رفیق کو کیون
مارا نہنکال کود پڑا بادشاہ پہ حملہ کیا بادشاہ نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا
کہ منھ کے بھل زمین پر گرا اُٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تیسرے پیچ پر بادشاہ
نے اُکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال
اسلام کیا نہنکال نے کہا اے بادشاہ جمجاہ مین خداوند راس الشیاطین کو ہرگز

نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سینہ سے اُٹھکر دیو کو چیر کر پھینکدیا بلند خان آیا بیٹی کو اپنی پہاڑ سے اُتارا اُسکو گریان پایا پوچھا کہ ای نور نظر ہر چند کہ مین نے بہ خوشی تجھکو منسوب کیا تھا مگر شوہر تیرا مارا گیا مین مجبور و ناچار ہون مگر اب مین بادشاہ سے عرض کرونگا اگر اُنھون نے خدمت مین قبول کیا تو انشاءاللہ شرف حاصل ہوگا یہ کلمات اپنے باپ سے سنکر فتانہ زہرہ جمال کا رونا موقوف ہوا ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ اشعار سنائے

نظم

روئے جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک — تم حشر تک اپنی بھی رہے خاک تہ خاک

کشتے جو تری تیغ تغافل کے ہین قاتل — آرام سے سوئین وہ بھلا خاک تہ خاک

کیا لیگئے ساتھ اپنے بجز حسرت وارمان — دارا و سکندر جم و ضحاک تہ خاک

آہون کا دھوان قبر مین عاشق کی جو اُٹھے — پیدا ہون یقین ہی ابھی افلاک تہ خاک

ہو نوح کے طوفان کا یقین خلق مین سب کو — روئین جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک

اعجاز سے سوسن کا درخت اُس سے ہو پیدا — رکھے جو وہ مستی بھری مسواک تہ خاک

کیا ڈر ہو شفا قبر کی تعذیب سے مجھکو — حامی ہو مرا صاحب لولاک تہ خاک

بادشاہ چپ ہو رہے جب دربار مین آکر بیٹھے تو بلند خان دست بستہ اُٹھا اور قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آج مارے جانا فیروزہ کا کسقدر شاق ہوا لیکن اب کنیز حضور کی کہان بسر کرے آرزو رکھتا ہون کہ حضور اُسکو سرفراز فرمائین بادشاہ نے سر جھکا لیا بلند خان نے اُسیوقت ترنج خوشبو سینے پر لگایا آواز مبارکباد بلند ہوئی کنیزین دوڑی ہوئین سامنے فتانہ زہرہ جمال کے آئین عرض کی کہ مبارک ہو بادشاہ اسلام نے آپ کو قبول کیا اور بادشاہ چاہتے ہین کہ بڑی دھوم سے شادی کرون دروازے خزانے کے کھولدیے تیاریان ہو رہی ہین بادشاہ نے فرمایا ای بلند خان تم تو یہ تیاری کروا[illegible] مین برسرراہ ہون چاہتا ہون کہ طرف دریاے قلزم کے جاؤن اور مبتلا دام عشق بھی ہون دیکھیے انجام کیا ہو بلند خان نے کہا مین تین دن مین سب

سامان کرونگا بہت جلد حضور کو فراغت ہوگی مین بھی اپنے مقام پر فخر کرونگا
کہ صاحبقران زمان کا سمدھی ہون بہت جلد تدبیر کرونگا بڑی دھوم دھام
سے سامان مانجھا کیا بادشاہ لباس زعفرانی پہنکر تخت پر بیٹھے ہین کہ چند ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ضرغام فیل در پہلوان زبردست تین
لاکھ فوج سے قریب آکر اُترا ہی اور بلند خان سمرقندی کو اُسنے پیام بھیجا ہی
کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھسے کرو کہ ایلچی آیا نامہ دیا بادشاہ نے نامہ لیکر چاک کر ڈالا
ایلچی روتا ہوا سامنے ضرغام فیل در کے آیا عرض کی ای شہریار جن بادشاہ کے
ساتھ شادی ہوتی ہی اُنھون نے نامہ آپ کا چاک کر ڈالا مگر مہتر اندیشہ جہانگرد
اُسکا عیار اُسکو تسکین دے رہا ہی کہ مین دُلھن کو لے آؤنگا وہ چالیسون جوان
بھی حاضر خدمت ہین مگر واسطے فیروزہ کے بہت بیقرار ہین چاہتے ہین بادشاہ
پر جان نثار کرین بادشاہ یہ خبر سُنکر تخت سے اُٹھے بلند خان سے کہا فوج
تیار کرو بارہ ہزار جوان تیار ہوے سب کو لیکر بادشاہ مقابلہ ضرغام مین
آکر اُترے عیار اِسکا مہتر اندیشہ جہانگرد اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شاہ
مین نے سُنا ہی کہ عیار بادشاہ کا فرزند عمرو ہی اُسکو دھوکا دون اور عروس کو
چرا لاؤن یہ کہکے چلا لشکر اسلام مین آیا بادشاہ مقابلے مین آکر اُترے ہین
کہ اندیشہ جہانگرد لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ مین پہونچا بادشاہ کو تخت پر پایا
فیروزہ بن عمرو کرسی پر بیٹھا تھا اندیشہ نے آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار
مین حضور کو اطلاع کرنے آیا ہون کہ مین شب کو دُلھن کو چرا لیجاؤنگا فیروزہ
نے کہا کیا مجال انشاء اللہ تعالی سر دربار آکر تجھکو جوتیان مارونگا اور لباس
تیرا اُتروا لونگا اندیشہ اُٹھا فیروزہ سے رخصت ہوا لشکر مین آکر ضرغام سے
ذکر کیا کہ فرزند عمرو سے مجھسے شرط ہوئی ہی اور اُسنے وعدہ کیا ہی کہ سر دربار
آؤنگا کیا مجال ہی کہ یہان آسکے یہ کہکے عیارونکو حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے
رہو درخت سامنے کے کٹوا ڈالو کوئی سامنے سے اگر آئے تو تم اُسکو دیکھو

پہرا چوکی بہت قاعدے سے رکھنا یہ کہکر آپ آکے کو توالی چبوترے پر بیٹھا مگر
یہان بعد جانے اندلیشہ کے بادشاہ نے پوچھا اے فیروزہ کیا تدبیر کروگے
فیروزہ نے عرض کی حضور جو کہا ہی وہی کرونگا یہ کہکے فیروزہ اُٹھا طرف لشکر
کفار کے چلا قاقولہ و مرغولہ نے عرض کی مرشدزادے براے عیاری جاتے
ہو ہم بھی چلین فیروزہ نے کہا آج شب کو مین نے قبلہ وکعبہ کو خواب مین
دیکھا ایسی عیاری تعلیم کر گئے ہین کہ سرور بار اُسکو جوتیان مارونگا فیروزہ
صورت بدلکر نکلا مگر یہان اندلیشہ کوتوالی چبوترے پہ بیٹھا ہی سات سو
پیک بچے پشت پر چند شاگرد وکنارے پر لشکر کے پہرا دے رہے ہین آمد و
روند کو آنے جانے نہین دیتے جو لشکر سے نکلا اُس سے کہدیا کہ اب یا لشکر
نہ آنا جنکو جانتے بوجھتے ہین اُنکی بھی آمد و رفت موقوف ہی پہر دن آچکا ہی
کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر ضعیف و نحیف ترنج ہاتھ مین چلا آتا ہی کہ
عیارون نے پکارکر کہا آپ کون صاحب ہین اُسنے جواب دیا کہ ہم تمھاری
مدد کو آئے ہین جس دشمن کا تمکو بہت بڑا خوف ہی مین اُسکی فکر مین آیا ہون
دم بھر مین گرفتار کرونگا مدت سے فکر مین تھا مگر موقع نہ ملتا تھا عیارون
نے جو یہ باتین خیر خواہی کی سنین قریب اُس ساحر کے آئے اور آکر قدمونکو
بوسہ دیا کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہا میرا نام برقان جہان پیما ہی
علم نجوم و کہانت مین بھی دخل رکھتا ہون کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان پر
مین نہین گیا خداوند لبقراط کا بچپنا یاد آتا ہی باپ قدرت کے میان مرزنجوش
عابد کش زاہد فریب والدہ اُنکی ایسی خانمان خراب کہ کسی بات مین سند نہین
مین مدت سے جانتا ہون اُنکی بچپن کی کرامتین لڑکون مین کھیلنا اور لڑکون
کی شوخیان کسی نے دھول ماردی کسی نے لنگوٹی کھولدی کوئی لڑکا قدرت
کو بہلا کر پیسہ دو پیسہ دیکر کسی کونے مین لیجانے کا قصد کرتا تھا تو قدرت جانے
سے احتیاط کرتے تھے لڑکون مین آوارہ ہو جانے کا خیال تھا اسی باعث سے

لڑکے ڈھول مار کر لنگوٹی کھول دیتے تھے قدرت رونے لگتے تھے کونے کونے
چھپتے پھرتے تھے ہم اُسوقت کے دیکھنے والے ہین اب سامری وجمشید نے
یہ دن دکھایا کہ قدرت قصر عشرت مین بیٹھکر خدائی کرنے لگے ہم ہمیشہ سے قدرت
کے ساتھ رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرغام فیل ور لشکر کشی کر کے آئے ہین
اور اندیشۂ جہان پیما اُنکے ساتھ ہین میرے پاس تمھارے اُستاد کی تصویر ہی
ہزار برس ہوے کہ ایک روز غارہ افراسیاب مین ذکر آیا کہ مسلمانون کا خاتمہ
کیونکر ہوگا غارہ افراسیاب مین اُس روز بڑے بڑے لوگ جمع تھے سینے
ملکر حکم لگایا کہ فلان سرزمین پر خاتمہ ہوگا جسکو خیال سکندری کہتے ہین اور
اندیشۂ جہان پیما وضرغام فیل ور خروج کر کے آوینگے یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کا
ایک بیٹا دعوی کریگا دعوی اُسکا باطل ہوگا کیونکہ عجب مہمل بات کہی ہی کہ کپڑے
اُتار لونگا اور جوتیان مارونگا سر دربار و سر بازار ایسا کوئی دیوانہ ہی کہ کپڑے
اُتار دے اور سر جھکا دے کہ جوتیان مار دو اور پہچان نہ سکے عیارون نے
کہا ہمارے اُستاد والا گہر راہ چلتے کو پہچانتے ہین عمرو کے فرزند کی کیا مجال
ہی کہ کوئی فقرہ کر سکے مگر آپ بیٹھ جائیے تو ہم کرسیان لائین یہ کہکے شاگرد دوڑ
پڑے وہ باتین کرتے رہے دو کوتوالی چبوترے پر پہونچے جاکر اندیشہ کو
سلام کیا کہا اُستاد غارہ افراسیاب سے ایک ساحرہ آیا ہی جو ہزار برس اُدھر کی
خبر دیتا ہی قدرت کا بچپنا اُسے یاد ہی اور کہتا ہی کہ عمرو کی تصویر مجھے دکھاؤ تو
مین عمرو کو پکڑ لاؤن اور یہ لڑکا تو سب فرزندون مین حقیر ہی اسکو تو ابھی
اُٹھائے لاتا ہون باپ اِسکا طماع ہی یقین ہی یہ بھی طماع ہو اسی پہلو پر مین
گرفتار کرونگا اندیشہ نے جو یہ سُنا شاگردون سے کہا یہان کیون نہ لائے
شاگردون نے کہا اُستاد آپ ہی کا حکم ہی کہ آج کوئی باہر سے اندر نہ آنے
پائے اسوجہ سے وہین روکا مگر آپ ضرور تشریف لے چلیے اندیشہ جو اُٹھا
تین سو بیک بچے اِسکے ساتھ ہوے کرسیان سبھون نے اُٹھا لیین لیکر چلے

اندیشہ کنارے پر لشکر کے آیا دیکھا ایک ساحر سیاہ فام جٹائین چھوٹی ہوئین
بسبب کبرسن کے پلکین تک سفید جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی ایک لنگ گھاروے
کا باندھے ہوے اندیشہ کو جو آتے ہوے دیکھا چشمہ جو گلے مین پڑا ہوا تھا
اُسکو لگاکر دیکھا شاگردون سے کہا لو مہتر والا گہر آتے ہین اب سب کام مجھے
بن پڑیگا کھڑے کھڑے اُس لونڈے کو لاؤنگا سر دربار قتل کیجیے کیا سمجھ کے
اُسنے دعوی کیا ہو شاگرد کہہ رہے ہین حضور عیارون سے مقابلہ کرتے کرتے
دلیر ہوگئے ہین ساحرون کو مارا اب دیکھیے بادشاہ خروج کرکے نکلتے ہین
کیا انجام کار ہو ساحر نے کہا اِسی ملک پر اِنکا خاتمہ کرکے صاحبقران کو بھی
لاؤنگا عمرو کو بھی گرفتار کرونگا سب سُن سُنکے خوش ہو رہے ہین کہ اندیشہ آکر
پہونچا ساحر نے سلام کیا اندیشہ نے سر ہلاکر سلام لیا اُسنے بڑھکر کہا صاحبزادے
ہاتھ نہین اُٹھاتے ہو بڑا تمکو غرور ہے اِسی غرور کی وجہ سے عنظلی آباد تباہ
ہوا ہین اُس زمانے مین غار افراسیاب مین تھا ہوشربا کے زمانے مین
بھی قصد ہوا مگر نہ جاسکا آج کچھ ایسا دل مین خیال ہوا کہ اندیشہ جہان ہیا
ایسے عیار سے مقابلہ ہو ضرور چلنا چاہیے اندیشہ نے کرسی پر بٹھالیا اور کہا کہ
آپ نے اپنا نام کیا بتایا ساحر نے کہا اصل مین نام نوجہان گرد ہے کوئی
مقام ایسا نہین کہ جہان نہین گیا سب مقامون پہ پھرا مگر اب جوش وخروش
مین آیا ہون برقان خلیفہ گلے سے ملا فیروزہ نے گلے کا اُسکے مالا اُتار لیا گر اُسکو
خبر نہ ہوئی اندیشہ نے بہت تسکین دی کہا ہمارے افسر صاحب بڑی خاطر
کرینگے وہ صاحب زور پہلوان زبردست ہین بھلا اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے
ایسے ایسے پہلوان مارے کہ جنکا عدیل ونظیر ممکن نہین کسکی مجال ہو کہ اُنسے
مقابلہ کرے یا آنکھ ملائے ساحر یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھے مگر بسبب کبرسن کے
اُٹھ نہین سکتے کانپکر کھڑے ہوے کہا کہ اب جاتا ہون اُس چھوکرے کو
لیکر آتا ہون تم اِسی مقام پر ٹھہرو اندیشہ ٹھہر رہا فیروزہ جست وخیز کرتا ہوا

نکلگیا شاہ راہ پر جاکر ٹھہرا اُودھر سے ایک گنوار آتا تھا لپک کر اُسکو حباب مار ادہ
بیہوش ہوکر گرا اُسی مقام پر بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کا
بنایا پشتارہ دوش پر لگایا اور لیکر چلا سامنے اندیشہ کے پہونچا عیارون نے
بڑھکر خبر دی کہ دیکھیے حضور فیروزہ کو پکڑ لاے حقیقت مین انکا کیا کہنا اندیشہ
نے حکم کیا کہ تخت روان لاؤ تخت روان پر اِسکو سوار کرو جہانگرد کو تخت پر سوار
کیا اور پاے پر تخت کے ہاتھ رکھ لیا عیارون نے بڑھکر ضرغام کو خبر دی کہ
اِسطرح پر غیب سے ایک ساحر آیا ہو نقط خداوند لقا کا پرستار ہو لیکن ایسا
واقف کار ہو کہ قدرت کے چھپنے کی خبر دیتا ہو ضرغام نے کہا یہان دربار مین
لاؤ عیارون نے کہا آتے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ضرغام نے
دیکھا سوار و پیدل گھیرے ہوے میان ساحر تنے بیٹھے ہین پشتارہ فیروزہ کا
رکھا ہوا ہو مشکین اُسکی بندھی ہین مگر اِسطرح بندھا ہو کہ کھل نہین سکتا تخت کو لیے
ہوے کہار آتے ہین ہر سردار بڑھ بڑھ کے پوچھتا ہو میان ساحر صاحب یہ مکار
کہان ملا ساحر نے جواب دیا کہ اپنے لشکر کی طرف سے اِسی جانب آتے تھے
کہ مین اُٹھا لایا کئی سو پیک بچے دوڑے مگر مین نے آواز دی کہ کیون
تمھاری شامتین آئی ہین بس اپنے مقام پر ٹھہرو یہ کہکے ایک گولہ جو پھینکا تو
چند شخص اُنمین سے تھرانے لگے بعض مُنھ کے بھل گرے چند کو چند نے قتل
کیا ہین اِسکو لیکے آیا ضرغام بھی اپنے مقام سے اُٹھا دربارگاہ تک آیا تخت سے
اُتارا ساحر نے فیروزہ کا پشتارہ اُٹھا لیا اور ونکو منع کرتے ہین کہ یارو تم نہ
ہاتھ لگانا ورنہ ہوشیار ہو جائیگا یہ بلاے روزگار ہو یہ بڑا عیار ہو سو دو سو
سے لڑکر نکلجائیگا پھر اِسکو کون پائیگا ضرغام نے کرسی دی ساحر صاحب کرسی پر
بیٹھے اندیشہ نے کہا کیون میان جہانگرد اب اِسکو قتل کرین ساحر نے کہا
ایک بات مشکل کی ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے اِسکے بھائی بند ہین
اگر وہ خبر سنین گے تو فوراً آوینگے اور تو کسی کا خوف نہین مگر ایک عیار شاگرد

عمرو بلاے روزگار ہی اُسکے بعد سے ساحر نہین بچتے ای اندیشۂ جہان پیما
اِسکی اور تدبیر ہی جب غار افراسیاب مین تھا تو ایک دن شب کو ایسا بوجھ
بات کیا کہ سامری و جمشید خواب مین آئے مجھکو ایک بوتل دی اُسمین وہ
روغن ہی کہ جو اسفندیار کے لگایا گیا تھا جس سے روئین تن ہوا اِسیوجہ سے
مین وہ بوتل لیتا آیا ہون ہرچند کہ اب تم لوگون کو اعتقاد لقراط کا ہی مگر وہ
خداوند قدیم ہین لقراط اُنکے ندیم ہین اِس کمال کو دیکھیے کجا زردھشت نے
یہ شیشہ بنایا اُس شیشے کو اُٹھا لائے مجھے عنایت کیا تم مہتر صاحب کپڑے اُتارو
مین وہ روغن لگاؤن اگر دس مہتر قران خنجر اور تلوارین مارین تو ممکن نہین تاثیر
نہ ہو اندیشہ نے خوشی خوشی کپڑے اُتارے ساحر نے لیکر اپنے پاس رکھے
اور جھولی سے بوتل نکالی سب نے دیکھا کہ اُسمین ایک روغن سرخ ہی اُسکو
بدن پر اندیشہ کے لگایا سر مین بھی بہت سا ملا کہا ذرا ٹہلو ہوا لگے بیٹھے ہو
اندیشہ ٹہلنے لگا ہوا جو لگی بدن مین کھجلی پیدا ہوئی اندیشہ نے کہا مرشد جی
سر بہت کھجاتا ہی فیروزہ نے کہا ایک جوتہ اُٹھاؤ شاگردون نے جوتہ اُٹھا دیا
فیروزہ نے جوتہ لیکر ایک دھڑا کا دیا پوچھا کچھ کھجلی کم ہوئی اندیشہ نے کہا
اُستاد کھجلی کی ترقی ہوتی جاتی ہی فیروزہ نے اور پانچ سات جوتیان سر پر
لگائین اور پکار کر کہا یارو سامنے سے ہٹ جاؤ ہوا کو نہ روکو عیار سامنے
سے ہٹ گئے جب خوب جوتے فیروزہ مار چکا تو اُٹھکر کہا مین جنگل سے پتے
لے آؤن مگر یہ پرچہ کاغذ کا دیے جاتا ہون اِسکو کسی وقت پر پڑھنا اندیشہ
نے کہا جلد جائیے اب مجھے تاب نہین ہی یہ سنتے ہی فیروزہ بہ سہولیت تمام
دربار سے نکلا شاگردان اندیشہ خود کہ رہے ہین کہ جلد جاکر پتے لائیے ہمارے
اُستاد بہت بیچین ہین فیروزہ نے کہا تم لوگ کیا جانو یہ کھجلی نہین ہی بدن پختہ
ہوتا ہی کوئی لوہا اِس بدن کو نہ کاٹیگا گھڑی بھر کی تکلیف سہی عمر بھر کو راحت
ملتی ہی اور کپڑے یہ کہکر لے نکلا کہ اِن کپڑون پر پتیو نکا رس ڈالونگا یہی لباس

بجاے خود و بکتر کے ہو جاے گا کہ اس پر کوئی شو تاثیر نہ کریگی یہان دربار مین چرچے
ہو رہے ہین کہ اب بڑے میان آتے ہونگے فیروزہ تنتا ہوا طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوا یہان اندلیشہ فرش خاک پر لوٹ رہا ہے پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین
دبا ہوا ہے ایک ساحر نے کہا اُستاد وہ پرچہ تو لائیے پڑھین شاید کچھ علاج لکھا ہوا
ہو اب جو کاغذ کھولا یہ خط جلی مرقوم پایا کہ او اندلیشہ یہ اندیشہ نہ کر کہ قبلہ و کعبہ یہان
نہین ہین ہم فیروزہ بن عمرو لباس بھی تیرا لیگیا سر دربار جوتیان بھی مارین مگر او
بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی اب بہتر یہ ہو کہ آکر دین اسلام و ملت بیضا قبول کر ورنہ
انشاء اللہ اس سے زیادہ ذلیل کرونگا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیتا دن دہاڑے
یہ نوبت ہوئی کہ ہمکو کوئی نہ روک سکا تم آپ ہمکو لشکر مین لیگئے اب اگر نہ آئیے گا
تو بڑا رنج اٹھائیے گا اندلیشہ نے جو یہ مضمون سُنا غصے مین کانپنے لگا اور ضرغام
نے بھی حکم دیا کہ اسکو سامنے سے نکالو دیکھو او بیحیا فرزندان عمرو ایسے ہین کہ
جو زبان سے کہا وہی کیا اندلیشہ نہایا دھویا بدن پر سیاہ دھبے پڑ گئے منھ کالا
ہو گیا اندلیشہ جھلا کر یہ کہکے چلا کہ یا غلام اپنی جان دیگا یا فیروزہ کا سر لائے گا
اگر ہاتھ پڑ گیا تو عروس ہی کو لاؤنگا یہ کہتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام دربار
مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے ہنستے ہوے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دیتا ہے بادشاہی
بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تا بد چو روشن چراغ +
نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو اور
دشمن کو سوز و گداز ہو آج تو شاطر نے حضور کے وہ عیاری کی کہ اگر خواجہ
ہوتے تو داد دیتے دشمن کے عیار کو سر دربار ذلیل کیا جوتیان مارین لباس
اُسکا لے آئے اور لطف یہ تھا کہ عیار نے خود کہا کہ اب جائیے بہ فرصت وہ
وہان سے نکل آئے کسی نے نہین روکا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی
فیروزہ بن عمرو ہنستا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے خلعت منگوا کر دیا اور فرمایا
کہ اے فیروزہ آج تو بڑا کام کیا یہ عیاری تو خواجہ عمرو کو زیبندہ تھی کہ اُنکے پاس

تحفہ جات موجود ہین فیروزہ نے کہا اُنھین کا تصدق تھا کہ یہ عیاری مجھسے بن پڑی
حقیقت مین وہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین شب کو اِسی خیال مین خواب نہ آتا تھا
ذرا جو آنکھ بند ہوئی تشریف لاے یہ عیاری تعلیم کر گئے مگر فرمایا تھا کہ ای فرزند
بہت ہوشیاری کے ساتھ جانا اور بہت ہوشیار رہنا اور ای فرزند یہ کام بڑی
دلیری کا ہی تب یہ عیاری بن پڑیگی بادشاہ نے پھر بہت بھاری خلعت دیا افسر
سرہنگان خطاب دیا فیروزہ نہال ہو گیا عرض کر چکا ہون کہ بادشاہ لباس برنگ
زعفرانی پہنے ہین مگر فیروزہ سے فرمایا کہ اِتنا بڑا کام کر آئے ہو اب ذرا ہوشیار
رہنا مگر اندیشۂ جہان پیما نہایت غصے مین لشکر اسلام مین آیا ایک ضعیفہ کی شکل
بنکے پھرنے لگا مگر فیروزہ بن عمرو سر شام دروازے پر عروس کے آیا فرزندان
عمرو سے محلات مین کچھ پردہ نہین ہی کہا مین عروس سے کچھ کام کرونگا محل مین
آیا چند ساعت ملکہ سے تخلیہ رہا محل سے نکلا اپنے خیمے مین جا کے سویا فاقولہ
ومرغولہ نے عرض کی کہ مرشدزادے آپ اِتنا بڑا کام کرکے آئے ہین عیار
دشمن ضرور آئے گا اگر حکم ہو تو انتظام کرین فیروزہ نے کہا بھائیو جا کر چین
سے آرام کرو پروردگار نگہبان ہی فاقولہ ومرغولہ طلاے پر ہین مگر اندیشہ
پھرتا ہوا دولت عروس پر پہونچا ساچق اور مہندی کی آج تیاری ہی اور
ہزارہا کنیزین دروازے پر پھر رہی ہین ایک کنیز کو اندیشہ نے تاکا اشارے
سے اُسکو بلایا جب وہ قریب آئی کہا بوا مین بھوکی پھر رہی ہون کچھ کھانا مجھکو
دلواؤ کنیز دوڑی ہوئی گئی اندر سے ایک رکابی پلاؤ کی لا کر دی کہا لو یہ تم
کھا لو کچھ اندیشہ نہ کرو یہ جھوٹا کھانا نہین ہی اندیشہ نے کہا ذرا کنارے آئیے
نخل کے نیچے بیٹھکر کھاؤن جب وہ کنیز کنارے آئی تو اندیشہ نے حباب مار کر
اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اُسی کنیز کی شکل بنکر دروازے پر آیا حکم
احکام کرنے لگا کہا ارے یار دو خوان لاؤ تیاری کرو مہندی جائیگی چند ساعت
دروازے پر بیٹھا مگر دل کانپ رہا ہی جو کنیز سامنے آتی ہی ڈر جاتا ہی کہ فیروزہ

جا ئے کیا کمبخت بلا کے عیار ہین غضب کی عیاری کر گیا دن وہاڑے آیا جوتیان مار گیا کر ابتک بھیجا تپک رہا ہی سر سہلاتا ہون آخر دل مضبوط کر کے اندر گھسا جس خیمے مین ملکہ تعین وہان کہتا ہوا آیا کہ صاحبو دُلھن کی کسیکو فکر نہین آج شام سے کچھ نوش نہین فرمایا حجلہ مین آکر کچھ میوہ پیش کیا دُلھن نے کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی اندلیشہ نے فوراً اپشتارہ باندھا مگر اب حیران ہی کہ کدھر سے لیکر نکلون یہ سوچکر چند دولائیان رضائیان کاندھے پر ڈالین کہتا ہوا چلا کہ ڈولیون کے پردے بندھ جائین اِس حیلے سے دروازے پر آیا کنیزون نے کہا واہ بوا گلچمن آج تو خوب لدی ہوئی ہو جواب دیا کہ ڈولیون کے پردے لیے جاتی ہون کہار غل مچاوینگے پہلے سے گنوادون یہ حیلہ کر کے نکلا جس مقام پر پتہ کھڑکتا ہی سنبھل جاتا ہی جی مین کہتا ہی آج تو میان فیروزہ پر جوتیان پڑینگی بعد تھوڑی دیر کے محل مین بلڑ ہوا کہ دُلھن کا پتہ نہین ملتا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے فرمایا میان افسر ہرنگان کو بلاؤ اسی منھ پر دعوی عیاری کہ عیار دُلھن کو لیگیا اب مجھے صورت دکھائینگے لوگون نے جاکر فیروزہ کو جگایا کہا چلو بادشاہ بلاتے ہین فیروزہ سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے بہت جھڑکا اور فرمایا کہ او بے ادب تو نے حفاظت نہ کی اب سر دربار جاتا ہون یا جان دونگا یا عروس کو لاؤنگا فیروزہ نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور ذرا خیمہ عروس مین چلیے خیمے مین لایا بادشاہ کا غصہ اُتر گیا فیروزہ کو گلے سے لگا لیا یہان تو وہی ساچخق اور رمنھدی کا سامان ہونے لگا اُدھر سے ساچخق آئی اِدھر سے منھدی گئی بادشاہ نے پہر رات رہے آرام کیا کنیزون نے دُلھن کے منھدی لگائی تمام محل مین وہی چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین ڈومنیان گا رہی ہین ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہان یہ معرکہ گذرا کہ فیروزہ بن عمرو نے دُلھن کو ایک کوٹھری مین علحدہ بٹھا کے اور ایک ضعیفہ کو بشکل عروس بنا کر حجلۂ عروسی مین بٹھا دیا تھا اور وہ اُسی کا پشتارہ باندھکر لے بھاگا یہان اُسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی

لیکن اندیشہ رات بھر جنگل مین پھرا صبح ہوتے بارگاہ مین ضرغام کی پہونچا ضرغام
نے پوچھا کیون فیروزہ کو لائے عرض کی حضور جان لشکر نکال لایا ہے عروس موجود
ہے ضرغام نے کہا اسے تخلیے مین بھیجو ابھی وصل حاصل کرونگا کوئی تو لطف ملے
ہرچند کہ وہ عیار کل ایسا ذلیل کر گیا مگر تو نے خوب بدلہ لیا اندیشہ نے پشتارہ لاکر
تخلیے مین رکھا آپ دروازہ پر ٹہلنے لگا ضرغام خوشی خوشی اندر آیا پشتارہ کھولنے
لگا جو اُس مین بندھی تھی اُسکی آنکھ کھلی کہا ای فرزند کیا بازار کا وقت آگیا مجھے کیون
جگاتے ہو ہاتھ پانوّن میرے کیون باندھے یہ آواز سُنکر ضرغام بہت گھبرایا اور
پکار کر کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو ہوشیار ہو یہ کہکے منھ کھولا دیکھا ایک بڑھیا ضعیفہ
منھ مین دانت نہین پیٹ مین آنت نہین گالون مین گڑھے پڑے ہوے اُٹھتے
ہی ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے آج روٹی جو نہین پکائی تو اسپر بگڑتا ہی صاحب
صاحب کسے کہتا ہی مین تیری مان ہون کچھ میرا حق دیگا یا نہ دیگا لے دودھ پیلے
یہ کہکے کُرتی اُٹھائی کالے کالے اُبلے ہوے بیگن منھ سے ضرغام کے لگا دیے
ضرغام نے جو صورت دیکھی اور لفظین سُنین جھلا کر ایک لات ماری کہ ضعیفہ
زمین پر گر پڑی چلا کے رونے لگی کہتی تھی کہ آج للوا کو کیا ہو گیا مجھکا مارت ہی
دودھ بلاوے کے نام دہجار بگرت ہی ضرغام کھڑا ہو کر بگڑنے لگا گالیان دینے
لگا اندیشہ جو دروازے پر کھڑا تھا سوچا کہ یہ کیا جھگڑا ہو رہا ہی جیسے مان بیٹے
لڑ رہے ہین اندر جو آیا ضرغام نے اندیشہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالایق یہ
کسکو لایا مین تو معشوق جانتا تھا وہ فرزند کہتی ہی ضعیفہ دو سو برس کی نہ منھ
مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت اندیشہ خیمے مین آیا ضعیفہ کو دیکھا رو رہی ہی
وہ لات کھائی ہی کہ کولہ اُتر گیا کہتی ہی محلے والون کو بلاؤ اندیشہ نے پوچھا اری
بڑھیا تو کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تو میرا چھوٹا بیٹا ہی بڑے بیٹے نے لات ماری
کولہ اُتر گیا مین پنچایت کو جمع کرونگی سب کو ماش بھات کے کونڈے کھلاؤنگی
اس موے کو سزا دلواؤنگی تب اسکو حال معلوم ہوگا جب اسکا باپ مرا ہی

تو یہ پانچ برس کا تھا جب ہی سے شوخی کرتا ہی مین نے اِسکو کس مشقت سے پالا آخر اندلیشہ نے باہر جا کر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے لشکر کی نجارن ہی للوا اِسکا بیٹا ہی اندلیشہ کو ضرغام نے بہت باتین سُنائین کہا او نالایق عیاری کرتا ہی ضعیف اور جوان کو نہین پہچانتا کہا حضور جب مین نے بیہوش کیا تو چہرہ آفتاب عالمتاب تھا ہین جو پشتارہ لیکر چلا رات بھر جنگل مین پھرا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ رنگ و روغن اُڑ گیا مگر کہان جائیگا رہ عیاری کرون کہ فیروزہ کو معلوم ہو آج بادشاہ کو چُرا لاؤن گا لشکر بے چراغ کردونگا یقین ہی کہ عیار اپنی جان دے یہ کہکے باہر نکلا اِسکے عیارونکا مہتر مہتر سعید دروازے پر کھڑا تھا اُسنے کہا اُستاد یہ کیا ہوا اندلیشہ رونے لگا کہا اے سعید کیا کہون کیا مجھکو صدمہ ہی اِس بڑھیا کے لانے سے اور زیادہ ذلیل ہوا مگر آج جا کر بادشاہ کو لاتا ہون ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا دیکھا تیاری برات کی ہو رہی ہی بادشاہ تخت پر ہین چند طوائف مثل جدّن و کبتی جان وادعا گین و کالی امراؤ وحید رجان وغیرہ سب حاضر ہین باہم ملکر حلقہ باندھکر کھڑے کے پانون لگا رہی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین اہالی محفل کو لُبھا رہی ہین نظم

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سِل بھاری
نہ سبک ہو جو نہ سمجھے اِسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیٹا
تو لیے مجھسے ترازو مین تو تو تُل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

صورتین راہ مین ہین سیکڑون باز آ اِسلئے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پانون کو منزل بھاری

بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے اُلفت مجھکو
ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

طوق مجنون سے رہے عشق و جنون مجھکو
اُسکی زنجیرون سے ہو میری سلاسل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری

خاک کے پُتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رونے مرے اُٹھی سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

نا توانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازے تلک ہی مجھے منزل بھاری

مجھے ہر بات مین قرآن وہ اٹھوا تا ہی
گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری

آتش اُلٹے نہین نظارہ کا لیکا چھٹتا
میری آنکھونکو ہی شاید کہ اول بھاری

بادشاہ دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے براے رفع حاجت طرف خیمۂ
بیت الخلا کے چلے ہر چند کہ خدمتگار ساتھ تھے مگر اندیشہ پشت پر آیا سراچہ چاک
کر کے کھڑا ہوا جب بادشاہ رفع حاجت کر کے اُٹھے تو اندیشہ نے حلقہ ہاے کمند
مارے بادشاہ پلٹے اِسنے حباب مار دیا بادشاہ بیہوش ہوے اندیشہ نے
پشتارہ باندھا لیکر بھاگا فیروزہ ٹہلتا ہوا آیا اِسنے دیکھا خدمتگار کھڑے ہین
پوچھا کیا معرکہ ہی سب نے عرض کی بادشاہ کو عرصہ ہوا اگر بیت الخلا سے برآمد
نہین ہوے فیروزہ نے آواز دی جب آواز نہ آئی تو اندر آیا سراچہ چاک
پایا پیترا اندیشہ کا دیکھا گھبرا کر نکلا ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا کہ اندیشہ
بادشاہ کو لیگیا مجھکو اندیشہ ہی کہ قتل نہ کر ڈالے یہ سُنکر بلند خان سمرقندی نے
فوراً حکم دیا لشکر تیار ہوا بلند خان سمرقندی چلا مگر فیروزہ بن عمرو راہ مین
تلاش کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا خبر سُنی کہ اندیشہ عیار بارگاہ مین پہونچ گیا
فیروزہ کو پتہ اندیشہ کا ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا دیکھا پشتارہ
سامنے رکھا ہی ضرغام نے مسلسل کرا کے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ نے
ہوشیار ہوتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی اور فرمایا او پہلوان
اِسی منہ پر دعوی جرأت کہ عیار کے بھروسے پر کام کرتا ہی ضرغام نے جواب
دیا کہ میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے جھلا کر جوابدیا
کہ تجھ ایسے میرے بہت سے ملازم ہین کتنا زمانہ گذرا کہ صاحبقران زمان نے
سمرقند کو تسخیر کیا وہان کے لوگ اُسیطرح مطیع ہین ایسے ایسے بادشاہ صدہا
حلقۂ اطاعت کان مین ڈالے ہوے ہین تو کیا بادشاہ کریگا اب مین براے
تسخیر نکلا ہون انشاء اللہ لوح طلسم خیال سکندری کی حاصل کرونگا ضرغام نے

جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ تیغہ کھینچکر سامنے آیا کہا ای بادشاہ مین اِس زبان دراز کا سر کاٹے لیتا ہون آپ ایسا بادشاہ جلیل اُس سے یہ گفتگو ضرغام نے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے فیروزہ تیغہ کھینچکر قریب شاہ کے آیا اِشارہ کیا کہ حضور سنبھلکر بیٹھیں مین آپ کا غلام ہون یہ کہکے فیروزہ نے تیغہ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اور فیروزہ نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو اتجو بادشاہ نے قید پر ہاتھ ڈالا خانۂ زور مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا اور یہ اشعار زبان سے فرمائے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

فیروزہ نے تیغہ ہاتھ مین دیا بادشاہ اُٹھے اُٹھتے ہی ایک پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا شیرانہ لڑنے لگے مگر ضرغام مسلح ہو کر اُٹھا فوج کو اِشارہ کیا چہار جانب سے گھیرلو فوج نے چہار طرف سے بلوہ کیا بادشاہ لڑتے ہوے باہر نکلے چہار طرف سے بادشاہ پر فوج کا بلوہ ہی مگر بادشاہ شیرانہ جنگ کر رہے ہین پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین بادشاہ نے جو فوج کا بلوہ زیادہ دیکھا اپنے پیدا کرنے والے سے قلب کو رجوع کیا پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجھکو اِس آفت سے نجات دے نظم

کی بود درد سر محتاج دوا آزار دوست	الغیاث ای مسیحا کی بر دبیمار دوست
نیست با اہل محبت جز محبت کار دوست	دوست کو با شد کہ باشد در پئے آزار دوست

چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب	از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہست یار از محبت در جگر پوشیدہ دار	گر تو ئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

بادشاہ نے جو ہشیار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا طرف سے صحرا کے ایک گرد عظیم بلند ہوئی بلند خان سمرقندی آکر پہونچا دور سے جو اسنے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے ہین مگر کس شوکت سے لڑ رہے ہین کہ رنگ جنگ صاحبقران دکھا دیا بلند خان نے کل افسران فوج سے کہا بھائیو یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین میری خوش نصیبی کہ میرے ملک مین تشریف لائے ایسے حملے کرو کہ مین تو لڑتا ہوا بادشاہ تک پہونچون تم ہنگامہ و الد و اسطور سے گھوڑے دوڑاؤ کہ کفار گھبرا جائین سب نے دست بستہ عرض کی ہملوگ جان لڑا دینگے بلند خان سمرقندی نے مرکب بڑھایا بارہ ہزار جوانان سمرقند مرکب اُٹھا کر نیزے چمکاتے ہوے جا پڑے بقول شاعر نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ	گئے مومن و گبر باہم لپٹ
سوار و نکے اک سمت کٹتے ہوے	پیادون سے گلے پہ کٹتے ہوے
فلک کا ہوا چہرہ غبار آئنہ	تھا حیرت کے عالم مین چار آئنہ

ہر ایک سمت ہنگامہ گرم ہوا جوانان سمرقندی نیزے مار کر تلوارین کھینچکر گرے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ نے جو اتنی مہلت پائی دیکھا سامنے سے علمدار لشکر کفار پھر ہرے پر تعریف بقراط مرقوم ہاتھی آگے بڑھاے ہوے آتا ہو اہل فوج سے کہتا ہی ہان یارو چمک کر لڑو مسلمانون سے قدم نہ ہٹاؤ بڑے افسوس کی بات ہو کہ ایک شخص کو تمنے گھیر لیا مگر گرفتار نہ کیا آخر اُسکے مددگار آ گئے اہل فوج آواز علمدار سنکر چمک چمک کے بلوہ کرتے ہین مگر اہل سمرقند سے کسیکا زور نہین چلتا ہی بڑے قد کے جوان دورہ کاٹے مرکب زیر ران جسطرف جا پڑے دریاے خون بہا دیے بادشاہ نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار نے بھی ہاتھی

بڑھایا قریب آکر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی بادشاہ نے بہ ضرب شمشیر سونڈ قلم کر دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا صدہا جوان پامال کیے علمدار کو مع علم کے گرایا آخر صحرا مین جا کر گرا تڑپ تڑپ کے جان دی اب اہل فوج بیدل ہوے کہ اُسی نشان پر لڑ رہے تھے ضرغام نے جو دیکھا کہ علم لشکر سرنگون ہوا نقیبون کو اشارہ کیا نقیب آوازین لگانے لگے ہر غول مین جاتے تھے آوازین اپنی سناتے تھے یہ اشعار پڑھتے تھے

نظم

یہ تتق باندھا غبار دل نے طبع یار مین — ہوش میرے اُڑ کے ٹکراتے ہین سر دیوار مین

لے مبارک ای جنون قطع تعلق ہو چکا — اُڑتے ہین تار گریبان دامن کہسار مین

منھ دکھا کر قہر سے جھگڑا چکا او تند خو — زہر تھوڑا سا ملا دے شربت دیدار مین

جوش وحشت مین ہوا امیر الہو اصطلاح گرم — چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خار مین

ہون وہ بلبل عرض مطلب پر کٹی میری زبان — خون بہایا گل کر خون نے کوچۂ منقار مین

گھر سے اُٹھنے دیتا ہی کب دھیان چشم شوخ کا — واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار مین

تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی — اونچے ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار مین

کیا ڈرایا اوپری برق تبسم نے تری — گل اُچھل کر خوف سے گر گر پڑے گلزار مین

معرکے مین بخت اسعد نے مہم سر کی مری — آبرو نے میری پانی دیدیا تلوار مین

وہ کف رنگین وہ مہ سیر آیا گیا غیرونکے ساتھ — شور ہو دزد حنا پکڑا گیا بازار مین

دیکھیے اب دیکھنا کیونکر ملے مجھ زار کو — ڈھیلے آنکھونکے اُڑے ہین روزن دیوار مین

شربت مرگ احبا ہم اسی کو کہتے ہین — قاتل شیرین دہن پانی نہین تلوار مین

مین وہ بلبل ہون کہ موزون ہین مری نغمے تمام — ہو زمین شعر داخل کوچۂ منقار مین

او صغیر اب رعب اُس قاتل کا عالمگیر ہی — آ نہین سکتا ہی ڈر سے مورچہ تلوار مین

یہ آواز جو نقیبون نے دی سب چمک چمک کر لڑنے لگے مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ضرغام کے پہونچے للکارا کہ او پہلوان کہان جاتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر جرأت تو تیری ظاہر ہو چکی کہ عیار کی معرفت دغا کی ضرغام بادشاہ پر

جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے بادشاہ نے روکتے روکتے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
بغلی بیٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چور رنگ
ہوائی قلم کیا اوہام تیغ زن بھائی اِسکا دور سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا بھائی کا
لاشہ جو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرّا گیا بادشاہ پر للکار کر جا پڑا اپنے
ساتھ والون سے کہتا تھا کہ بھائی صاحب نے جان بھی دی اور مردون مین بدنام
ہوے ہر مقام پر یہی ذکر ہوگا کہ بادشاہ نے بجرأت ضرغام کو مار اعیار نے وہ
کار نمایان کیا کہ دو دن اندیشہ خوب ذلیل ہوا اِس کلیجے کو دیکھو پر اُسے دربار
مین آنا اور لباس اُترواتا دشمن کو جوتیان مارنا اور پھر بہ آسانی نکلجانا مین تو
بھائی صاحب سے کہتا تھا کہ سر میدان لڑیے مگر نہ مانتا اُسکا مزا اُٹھایا یہ کہتا ہوا
اُس صف پر پہونچا کہ جہان بادشاہ لڑ رہے ہین پکار کر کہ آو اے ذی شہریار مین
مشتاق امتحان ہون مجھپر بھی حال کھلجاے کہ مین زبردست ہون یا کمزور بادشاہ
نے فرمایا بسم اللہ یہی گو یہی میدان اوہام نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
بار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا اوہام نے پکار کر کہا مین نے اطاعت قبول کی اب حضور کو اختیار
ہو بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا اوہام کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران
فوج نے آواز الامان بلند کی بیس ہزار جوان بصدق دل مسلمان ہوے بہت
خزانہ دستیاب ہوا بادشاہ اِن سب کو لیکر پلٹے سمرقند مین آئے بلند خان کی
عملداری اُس قلعے مین کرائی دھوم سے برات لیکر مکان پہ بلند خان کے آئے
تحریر حال برات موقوف رکھا گیا کہ اور مضمون عرض کرنا ہے بادشاہ دلھن کو بیاہ کر
حجلۂ عروسی مین لائے جمال بے مثال دیکھا مگر جس معشوق کو خواب مین دیکھا تھا اُسکی
صورت آنکھون کے نیچے پھری بیقرار ہوکر فرمانے لگے کہ اے جان جہان و اے آرام
دل مشتاقان ہمارا تو یہ حال ہے **نظم**

تم اپنے ہجر کا چرچا ذرا سنو تو سہی		تمام رات کا قصہ ذرا سنو تو سہی

پھنسا ہون زلف کے پھندے مین بحد بوتا رہ … بتاؤ مجھکو کرون کیا ذرا سنو تو سہی
بگڑ بگڑ کے رخ ماہوش پہ آتی ہو … ہٹا لو زلف چلیپا ذرا سنو تو سہی
نگاہ بھر کے نہ دیکھون تمھین خدا کی قسم … لڑاؤ آنکھ نہ اصلا ذرا سنو تو سہی
ہمارے قتل کو ڈھونڈھو نہ اے صنم تلوار … کرو تو آنکھ کا ایما ذرا سنو تو سہی
شفیق رہتا ہو مشتاق ایک مدت سے … دکھاؤ روے مصفّا ذرا سنو تو سہی

ملکہ نے جو کہ اشتیاق روے انور بادشاہ تھا قدمون پر سر رکھ کے پوچھا کہ حضور مجھسے کچھ خلاف ہوا مین تو کنیزان سرکاری مین سے ہون اور نہ اسکی مشتاق ہون کہ آٹھ پہر مین ایک مرتبہ جمال جہان آرا دیکھ لون حوصلہ دل کا نکل جاے وصل وغیرہ کی مین طالب نہین ہون بادشاہ نے تسکین دیکر فرمایا کہ صاحب تمھاری کوئی خطا نہین مین دام رنج والم مین پھنسا ہون اسی سبب سے نکلا ہون مگر افسوس کرتا ہون کہ مین نے اپنے دل کو یہان پھنسایا لہذا چاہتا ہون کہ اُس محبوب کو تلاش کرون یہ فرما کر تلوار بیچ مین رکھی اور آرام فرمایا جیسے ہی آنکھ لگی عالم خواب مین دیکھا کہ وہی معشوق مہوش سامنے کھڑی ہو اور شکایت کرتی ہو کہ صاحب تمھارے فراق مین آب ودانہ ترک ہوا تم دوسری معشوق کو لیے ہوے آرام کر رہے ہو ہمسے ملنے کی فکر کرو بادشاہ خواب مین اُٹھے چاہا تھ تھام لون وہ نازنین سامنے سے ہٹی بادشاہ جھپٹے ٹھوکر لگی اور گرے آنکھ کھلگئی شکایت فلک کرنے لگے اپنے مقام سے اُٹھے اصطبل مین جاکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا باہر نکلے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ آتا ہو عرض کرتا ہو اکہ اے شہریار اپنے غلام کو تو ساتھ لیجیے بادشاہ ٹھہر گئے فیروزہ نے آکر رکاب تھام لی یہ بھی ساتھ ہوا بادشاہ اُسی اندھیری رات مین نکل گئے صحرا مین گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین ایک کوہ کے نزدیک صبح ہوئی فرمایا کہ اے فیروزہ پانی تلاش کر کے لاؤ کہ وضو کر کے نماز پڑھین فیروزہ سامنے سے ہٹا کہ ایک جانب سے گرد اُڑی ایک آہو جھول زربفت کی اُسپر پڑی ہوئی

سنگوٹیون پر خول طلائی چڑھے ہوے خرامان آتا ہی بقول شاعر نظم

جگل زربفت پشت کے اوپر — واہ رے آہوے پری پیکر
رم محبوب اُس سے عاری تھا — ولگے رہنے کا وہ شکاری تھا

بادشاہ نے جو آہو کو دیکھا رغبت ہوئی کہ اِسکو گرفتار کرلون اِس غربت مین
یہ بھی ہمراہ رہیگا جب اپنے مقام سے اُٹھے تو آہو پیچھے ہٹا بادشاہ اور
تیز ہوے آہو جست کرنے لگا بادشاہ کو ناگوار ہوا پشت مرکب پر سوار ہوے
گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو جست کرتا ہوا پیچھے اُسکے بادشاہ گھوڑ اڑاے
ہوے جاتے ہین کوس بھر برابر اُسکے تعاقب مین آئے اب بادشاہ کو غصہ آیا
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا آہو گرا
بادشاہ گھوڑا بڑھا کر قریب آہو آکر اُترے دیکھا آہو ایڑیان رگڑ رہا ہی فوراً
بادشاہ نے قرولی کمر سے نکالی کہ آہو کو ذبح کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی
دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہی اور وہین سے آواز
دیتا ہی کہ خبردار اِس آہو پر چھُری نہ پھیرنا ورنہ دل پر چھری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا
نیزہ ہلاکر قریب پہونچا نقابدار نے بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ
توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ
ڈالدیا ہاتھ مین نرمی پائی تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا مکان
جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا بادشاہ نے دیکھا ایک محبوب دلجو آنکھ غیرت
چشم آہو سیمتن غنچہ دہن نازنین محبوب بہ دل مرغوب بقول شاعر نظم

بال زلفون کے پیچ کھاے ہوے — پانچے ہاتھ مین اُٹھاے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا — مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب — منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابرو خمدار — دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو + — تھی مژہ تیر قلب مونس کو +

تھے عجب رنگ دبے گئے وہ رخسار — جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مسی ملے کہ وصل کی رات — یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے — چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی — طور سینا پہ شمع روشن تھی
حسن کی کیسی خود نمائی تھی + — غیرت ماہ نو کلائی تھی +
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین — دیکھے لاکھون ہی گرچہ ماہ جبین
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ — نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہی لازم یہی کمر کا حال — نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر — وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حسن پانوُن کا کسطرح ہو رقم — دل پہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
پھر یہ کہتا ہی بار بار قلم — پانوُن ہون رُکن عرش حُسن رقم
کیا خداداد حُسن پایا تھا — آپ حق نے اُسے بنایا تھا

اب بادشاہ نے بہ نگاہ غور اُسے دیکھا کہ وہی محبوب و مطلوب ہی جسکو مین نے دو مرتبہ خواب مین دیکھا ہی ایک آہ کی ہاتھ جو کا نیا خود گر پڑے وہ مہ جبین بھی جمال جہان آرا دیکھکر مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھا چاہتی ہی بیدار کرون مگر بادشاہ انتہا کے بیہوش ہین ایڑیان رگڑ رہے ہین اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ہر چند کہ اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا مگر بادشاہ ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کُھلی اُس نازنین نے بہ ناز و ادا جوڑے کو کھولا کہ بوے زلف مسلسل و معنبر کو سنگھاؤن شاید ہوش مین آجائین جوڑا کھولکر قصد کیا ہی کہ دماغ پر زلف رکھون کہ سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو پانی لیکر پلٹا اول زیر کوہ آیا جب وہان بادشاہ کو نہ پایا بدحواس نشان سم مرکب پہ یہانتک پہونچا اُس نازنین نے جو عیار کو آتے ہوے دیکھا خائف ہوئی کہ یہ کون آتا ہی گھبراکر اُٹھی ہر چند

کہ دل نہ چاہتا تھا مگر حجاب نے نہ مانا بادبان پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی فیروزہ
قریب شاہ آیا اپنے بادشاہ کو بیہوش پایا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا بادشاہ
جو اُٹھے فیروزہ کو قریب دیکھکر گھبرانے لگے فیروزہ نے جو بادشاہ کو حیران
دیکھا دست بستہ عرض کی کیون حضور غلام سے صاف صاف فرمایئے نظم

تیر کسکی مژہ کا کھا بیٹھے
کسکی تیغ نگہ کے گھائل ہو
ترچھی چتون نے کسکی مارا ہی
کسکے چاہ ذقن مین ڈوبا دل
دھیان ہی کس مہ دوہفتہ کا
کسکی اُلفت مین حال ہی یہ تباہ
مانگ کو کسکی کہکشان سمجھے
کون ساخوش جمال دیکھا ہی

کس پری رو سے دل لگا بیٹھے
وجہ کیا ہی جو مثل بسمل ہو
کسکا تدنظر نظارا ہی
کسکے کوچے مین ہوگئے بسمل
حال کیا ہی دل شکستہ کا
دل دیا جسمین کون سی ہی وہ راہ
کسکے کوٹھے کو آسمان سمجھے
کون تازہ نہال دیکھا ہی

بادشاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا ای یار وفادار و ای غمگسار کیا حال
پوچھتا ہی کیا تیرے سامنے بیان کرون فلک نے عجب رنگ دکھایا جس محبوب
کی تلاش مین نکلے تھے اُسکو پایا مگر فلک نے آوارہ رکھا نہین معلوم کیا باعث
ہوا کہ ہمکو نیم بسمل چھوڑکر چلی گئی یہ تو ظاہر ہی کہ اِس مقام پر بیٹھی سر بجھ کمبخت کا
زانو پر رکھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ غائب ہوئی اگر ہوسکے تو تم پتہ
لگاؤ ورنہ صاف جواب دو ہم آپ تلاش کرین فیروزہ نے دست بستہ عرض
کی غلام ابھی جاکر تلاش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا مین زیر کوہ ٹھہرتا ہون عیار
نے بادشاہ کو لیجاکر زیر کوہ ٹھہرایا آپ نشان سم مرکب پر چلا تھوڑی دور پر
چلا تھا کہ دیکھا کہار ایک ڈولی لیے جاتے ہین فیروزہ نے جو دیکھا عقل سے
اپنی سوچا کہ سازو غیرہ ڈولی مین رکھے ہین کیا عجب ہی کہ گائن ہو فقیر بنکر قریب
ڈولی کے آیا سوال کرنے لگا اُس نازنین نے کہارون سے کہا ذرا ڈولی رکھدو

مین رفع حاجت کرونگی کہارون نے ڈولی رکھی وہ نازنین صحرا مین واسطے رفع
حاجت کے آئی فیروزہ بیقرار ہو رہا تھا فقیر بنا ہوا اُسطرف آیا اُس نازنین نے
پکار کر کہا ای فقیر اِسطرف نہ آ مگر فیروزہ کب مانتا ہی جھپٹ کر قریب آیا قریب
آکر ایک حباب مار دیا گائن بیہوش ہوئی اُسکو کھینچکر کنارے ڈالدیا اُسی کی
شکل بنکر ڈولی مین آکر بیٹھا کہار ڈولی لے چلے سامنے دروازہ باغ کا معلوم
ہوا کہارون نے ڈولی لاکر وہان رکھی فیروزہ اُترا محلدار نے جھپٹ کر کہا
کیون نازبو کئی دن سے کہان تھین آج کئی روز کے بعد تمکو دیکھا ہم تمھارے
مشتاق رہتے ہین تم جو نہین آئین چوبدار کو بھیجا کچھ حال مفصل تو بیان کرو
فیروزہ نے دست بستہ عرض کی خالا امان سر مین خلل تھا دیکھیے بیٹڈا بھیکا ہو رہا
ہی محلدار نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا ای نازبو تمھارا تو بنڈا پھک رہا ہی جاؤ تمکو
ملکہ نے یاد کیا ہی کل سے اِسقدر بیقرار ہین کہ نہ رات کو سوئین اور نہ خاصہ نوش
کیا مین نے بروقت یاد کرنے کے فوراً چوبدار کو تمھارے پاس روانہ کیا
اب خدمت مین جاؤ فیروزہ اندر چلا دیکھا ایک باغ بہشت آئین ہی چمنہاے
طولانی لاجواب نہرین پر از آب سنبل کا پیچ وتاب نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن صدزبان کی غمازی فیروزہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا
چبوترہ معقول اُسپر فرش ہشجہ بچھا ہی مسند پر ایک نازنین آفتاب جمال سرنگون
بیٹھی ہی جیسے ہی نازبو کو دیکھا پکار کر کہا ارے بے مروت کہان تھی کیون بی بی
نازبو جو ہم نہ بلائین تو تم نہ آؤ آج کئی دن کے بعد صورت دکھائی ہی کچھ گانا
سُناؤ فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل شروع کی نظم

پوجا بُت کا شمار زاہد سا لوس ہی	نعرہ اللہ اکبر نعرہ ناقوس ہی
زلف و رُخ ہی تیر و البتہ جو ہی مایوس ہی	چشم حیرت آئنہ شانہ کف افسوس ہی
قدر نعمت بعد نعمت کے ہی کرتا آدمی	عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی
خوشنما ہی یار کے اندام پر یون پیرہن	روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہی

بخشے جاوینگے گنہگاران اُلفت ای صنم
دیکھیے آغاز اُلفت کا ہو کیا انجام کار
باغ مین دکھلا رہی ہی اپنی نیرنگی بہار
بادشاہ وقت ہی لیلی کا دیوانہ نہین
محو حیرت کر دیا ہی اُس صنم کے حُسن نے
عاشقون سے اُس پری رخسار کا ہی یہ کلام
سر کو تیرے جیسے ہی سودا ے پابوسی یار

رحمت اللہ سے کافر جو ہی مایوس ہی
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہی
کثرت گل سے جو بوٹا ہی وہ مرطاؤس ہی
غلغلہ زنجیر مجنون کا صدا ے کوس ہی
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہی
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہی
ہاتھ ملتا ہون مین ای آتش کمال افسوس ہی

فیروزہ نے جو یہ اشعار گا ے ملکہ کی ہچکی لگ گئی فیروزہ قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم برا ے خدا حال اپنا مفصل ظاہر کیجیے مین آپ کو بہت بیقرار پاتی ہون آزردہ نہو جیے تو عرض کرون ملکہ نے کہا او نازبو تو کیا سمجھی فیروزہ نے کہا حضور کا دل کہین اُلجھا ہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای نازبو کیا بیان کرون اول عالم خواب مین ایک تاجدار کو دیکھا کئی دن بیقرار رہی آہو میرا صحرا مین پھر رہا تھا کہ اُسی شکار افگن نے صید کیا مین جو سامنے پہونچی بڑا غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شہریار جری بہادر نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجکو اُٹھا لیا جمال میرا دیکھکر ایسا گھبرا ے کہ بیہوش ہو گئے مجھکو حال زار پر رحم آیا زمین پر بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا ارادہ ہوا کہ ہوشیار کرون ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا شرما کر چلی آئی اُسی خیال مین تمام رات تڑپ تڑپ کر کٹی کنیزون نے بہت پوچھا مین نے کچھ نہ بیان کیا مگر تیری باتون نے ایسی تاثیر کی کہ مین نے حال مفصل کہدیا اگر تو کہین مجرے مین جانا تو انکو تلاش کرنا اور مجھکو خبر پہونچانا فیروزہ نے کہا کنارے چلیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ گھبرا گئین کہ یہ کیا مفصل کہیگی اُٹھکر کنارے آئین فیروزہ کنارے لاکر قدمون پر گر پڑا کہا حضور مین اُس شہریار کا غلام ہون مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ شہریار آپ کی تلاش مین تختے درہ کوہ مین آکر ٹھہرے ہین آپ کی

جستجو مین گھر بار چھوڑا کل تو حضور زیچ کر آئین یا تو خواب مین دیکھا تھا یا روبرو دیکھا
اب غلام کو جلدی ہی کہ آپ سے وعدہ کر کے جاے یا شہریار کو لائے یا آپ خود
تکلیف فرمائیے ملکہ نے کہا یہ باغ میرا ہی یہان بلا تکلف تشریف لائین لیکن اے
فیروزہ تمنے نازبو کو کہان پایا کہ اُسکی شکل پر آے فیروزہ نے بیان کیا کہ راہ
مین ڈولی آتی تھی مین نے اُسکو بیہوش کیا درۂ کوہ مین ڈالدیا ہی ملکہ نے اپنا منھ
پیٹ لیا کہا اے فیروزہ غضب کیا کہ بیری گائن کو درۂ کوہ مین ڈالدیا ایسا نہ ہو
کوئی شیر بھیڑیا کھا جاے فیروزہ نے کہا مین نے بہ احتیاط رکھا ہی آپ کسی کنیز کو
ساتھ کرین مین اُسے بھیجدون ملکہ سے بخوبی وعدہ کر کے فیروزہ تو باہر نکلا
چند کنیزین ملکہ نے ساتھ کین اول درۂ کوہ مین آیا آکر نازبو کو ہوشیار کیا اُسکو
طرف باغ کے بھیجا راہ مین نازبو کنیزون سے کہتی ہی کہ نگوڑے نے ایسی صورت
دکھائی کہ مین بیہوش ہوگئی یہان بادشاہ درۂ کوہ کے اوپر بیٹھے ہوے ہین مگر
آٹھ پہر اُسی مقام پر گذر رہے فریاد رہے ہین اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار
تونے عجب کجروی دکھائی ہی اب تو بر سر رحم آ کہ ہم یہ کہین اور شکر کرین

نظم

کرین کیونکر نہ شکر اے ہمنشین ہم بخت یاور کے — ملا ہی باوفا دلدار اک ہمکو مقدر سے
اُٹھائین گوشۂ دامن اگر ہم دیدۂ تر سے — ملائین سیل دیدہ چشمۂ مہر منور سے
نہ لایا راہ پر یہ بدچلن اُس ماہ تابان کو — نہ نکلا کام اپنا ایک بھی اِس چرخ اخضر سے
ادب کب ہاتھ سے دیتے ہین راہ عشق بازی مین — کرینگے کوچۂ دلدار کی ہم راہ طو سر سے
بجای مولہو کی گھونٹ ہم فرقت مین پیتے ہین — یہان حاجت ہی ساقی کی نہ کچھ مطلب ہی ساغر سے
چمن مین یاد آتے ہین جو اُلجھے بال اُس گل کے — بہت ہوتا ہی دل اپنا پریشان سنبل تر سے
یہ کیونکر ٹوٹ جاے بعد مردن رشتۂ اُلفت — علاقہ زندگانی تک ہی بس خویش و برادر سے
سراسر یہ خطا ہی شاعرون کی موشگافی مین — مشابہ کرتے ہین جو مشک کو زلف معنبر سے
نزاکت کے سبب سے بوے گل تک بار ہو جسپر — نہ کیون چین بر جبین وہ نازنین ہو بار زیور سے
نہ آے ایک ذرہ بھی کبھی اُسمین درخشانی — اگر نسبت نہ دین خورشید کو روے منور سے

دیا جب حکم جانے کا گلگشت مین نہ گلچین نے	کھڑے سر اپنا ٹکرایا کیے ہم باغ کے در سے
شفا کوئی اگر ہمکو نہ اُسکے در سے اٹھوائے	ارادہ ہی کہ مرکر بھی نہ اٹھین یار کے در سے

آواز جب زنگ کی سُنی تو آنکھ کھولکر پکار کر آواز دی اے یار وفادار ہمکو اٹھ پہر اسی مقام پر گزرے ہے آپ روانہ رہے فیروزہ نے عرض کی غلام پہونچا معشوق سے ملاقات کر آیا جو حضور کا حال ہو وہی اُسکا بھی حال ہے مین ایسے وقت پر پہونچا کہ خوب لگایا بجایا سب حال ملکہ سے کہ آیا بادشاہ فوراً اسوار ہوے کہا کہ اے یار وفادار مجھکو لیچل فیروزہ بادشاہ کو ساتھ لیکر چلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار آپ کا عشق صادق ہی جسطرح آپ نے خواب مین دیکھا اُسی طرح انھون نے بھی خواب مین دیکھا اپنے پلٹ جانے پر بہت شرمندہ ہین فرماتی ہین کہ مین مجھکو دیکھکر چلی آئی اگر مین یہ جانتی کہ تو اُنکا عیار رہی تو مین ٹھہر جاتی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ فلک نے یہ رنج وغم دیا کہ آٹھ پہر بے آب ودانہ رہے فیروزہ نے کہا اب چلکر معشوق کے ساتھ کھانا کھائیے بادشاہ آتے آتے در باغ تک پہونچے ملکہ انتظار مین کھڑی تھین اسقدر جوش تھا کہ بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا در باغ سے نکل آئین پھر جو خیال معشوقانہ آیا سامنے سے بھاگین بہ قول شاعر بیت جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ✤ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ✤ بادشاہ نے دیکھا کہ دریاے جواہر مین غرق ہو پائنچے اپنے سنبھالکر بھاگین کنیزون نے بادشاہ کو اُتروایا باغ مین تشریف لاے ملکہ اگر سر جھکا کر بیٹھین گلچہرہ کنیز کو پاس بٹھالیا اور کہا ای گلچہرہ بلا تکلف شہریار آتے ہین مین تیری خاطر سے بیٹھی رہی ورنہ مین پردہ کرتی نہ جان نہ پہچان یہ چلے آئے مین نے کیا کیسکو بھیجا تھا اپنے مقام پر بیقرار تھی اپنا علاج کرتی نگوڑا عیار رو وڑا آیا نا نہ بو کو کیسا ذلیل کیا وہ نگوڑی روتی تھی کہ مجھکو برہنہ دیکھ لیا ان عیارون سے ڈرنا چاہیے آخر مین اپنا حال ظاہر کر گیا گلچہرہ کہتی ہی کہ حضور بیٹھی رہین جب سامنے آوینگے تو مین پردہ کر لونگی یہ ذکر تھا کہ بادشاہ اگر

پہونچے نگاہ پڑی جمال بے مثال نازنین خوشبو عنبرین مو خال ہند وچشم جادو بادشاہ کا استقبال کیا بادشاہ آکر کرسی پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے جو دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہی سمجھین کہ بے آب ودانہ رہے کنیز سے اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھاؤ کنیز نے فوراً دسترخوان بچھایا کھانا چُناگیا ملکہ جابیٹھین بادشاہ خود اُٹھکر آئے نوالہ بناکر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہین جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو غنچۂ دہن وا ہوا بادشاہ نے نوالہ بناکر دیا ملکہ نے ہنسکر نوالہ بنایا طرف بادشاہ کے اشارہ کیا بادشاہ نے منھ ہٹا لیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث بادشاہ نے کہا ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی ملکہ نے کہا صاحب ہمین تو نہین جانتی بادشاہ نے اوصاف خداوند کریم بیان کیے ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین کنیزون نے بھی کلمہ پڑھا اب دونون ایک جگہ بیٹھے ملکہ نے کہا صاحب نازبو کو تو آپ کے عیار نے خفا کر دیا اب گانا سُننا چاہیے فیروزہ بن عمرو نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانہ سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

مُردے وہ زندہ کرتے زندہ نکو مارتے ہین
اِسکو بگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہی کرتا
سوے عدم کمر کے جو یا سِدھارتے ہین

وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین مجھکو
کرتے ہین کنگ اِشارے گویا پکارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنے نالونکی گرمیونکا
داغونکو میرے دلکے کیا کیا اُبھارتے ہین

دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
تقصیروار تو یہ تو یہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمارِ اُلفت
وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین

شیرین لبو نکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بوسے کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین

اُس گل سے رُخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین

رہتی ہی اِک پریشان حالی و بد دماغی
سودے مین گیسوونکے سر دیدے مارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھر کے	پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
دم دے رہے ہین وہ بت اُنکا بھی دل بگاڑ کے	زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین
ہر و فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر	شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

خیر وزہ بن عمرو گارہا ہو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو ملکہ سے و بادشاہ سے اختلاط
ظاہری ہو رہا ہو کنیزین ہر کام کے چیلے سے ہٹ رہی ہین بادشاہ ہجران دیدہ
ملکہ آفت کشیدہ اب جو ملے ہین شکوہ ہاے گذشتہ آپس مین ہو رہے ہین کہ ایک
ابر گلنار سامنے پیدا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا لو شہریار غضب ہوا کہ میری بہن
ملکہ ماہ رخسار آتی ہین اُنکے مزاج مین بڑا غصہ ہو بادشاہ نے کہا یہ تمھاری
کون سی بہن ہین ملکہ نے جواب دیا کہ میری حقیقی بہن ہین صرف مجھ مین اُنمین
یہ فرق ہو کہ انھون نے سحر سیکھا ہو مین نے سحر نہین سیکھا اور ماہ رخسار سحر مین
طاق شہرۂ آفاق ہین والد ماجد نے اُنکو خوب بتایا ہو خوب سحر کرتی ہین یہ ذکر تھا
کہ وہ ابر آکر باغ پہ لہرایا خود بہ خود شق ہوا دیکھا ایک نازنین زہرہ مثال قمر
تمثال چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی
ابر سے پیدا ہوئی سامنے آکر جو ٹھہری ملکہ نے سلام کیا ماہ رخسار نے کہا
بوا یہ مرد کون ہین تمھاری صحبت مین کیونکر آئے یون سر میدان بیٹھی ہو
تمکو خبر ہو کہ کیا حکم ہو خداوند بقراط ثانی نے والد نامدار ہفت جوش جادو
سے کہلا بھیجا ہو کہ طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے آتے ہین حفاظت رکھنا
صدہا ساحر اسی فکر مین نکلا ہو کہ طلسم کشا کو روکین اگر کوئی ساحر اِسطرف آجاے
اور تمکو اِس حال مین دیکھے تو فوراً والد نامدار کو خبر پہونچاے اور پھوپھی
صاحبہ ہماری ملکہ قلزم جادو کئی سو ساحرونکو روانہ کر چکی ہین کہ طلسم کشا کو
روکو ملکہ نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا بوا بیٹھ جاؤ تو مین تمسے حال بیان کرون
ماہ رخسار بیٹھی مگر جمال بے مثال بادشاہ کو دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو کہ
فرشتہ کیا اس سے بہتر ہوگا بہن ہماری بڑی صاحب نصیب ہو کہ ایسے معشوق

کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بوا ماہ رخسار اصل یہ ہی کہ یہ
بادشاہ لشکر اسلام ہین مین نے بلایا ہی یہ بھی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین
سمرقند پر لڑائیان پڑین بڑے بڑے پہلوان مارے طلسم کشا بھی آتے ہین لہذا
مین اس راز کو چھپاتا والد کے سامنے ذکر نہ لانا انکو خود اپنی جان کا خوف
ہی ماہ رخسار نے کہا نہین بوا مین ذکر نہ کرونگی رات بھر انھین باتون مین گذری
ستارہ سحری جب آسمان پر چمکا مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے گھبرا کر کہا فرد
شب وصل غریبان ہی مرے ہمدم کسی ڈھب سے ✤ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن
شب سے ✤ ماہ رخسار نے کہا تمکو بڑا ولولہ ہی عشق بڑا زور دکھارہا ہی رات بھر
تمنے نہ جانے دیا اب تو مین رخصت ہوتی ہون براے گشت جاتی ہون اگر
طلسم کشا کو کسی مقام پر پاؤن تو لشکر انکا تباہ کرون ملکہ نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا ای بوا تمسے خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ صحبت والدین جا کے
ذکر کردو تو پھر مین کیا کرونگی ماہ رخسار نے کہا بوا مین تمھاری برائی چاہونگی
مین ذکر نہ کرونگی مگر ذرا ہوشیار رہنا ماہ رخسار چاہتی ہی کہ رخصت ہو کر جاؤن
ملکہ ہاتھ پکڑے ہوے ہین نہین چھوڑتین ماہ رخسار نے کہا بوا مجھے جانے دو
مین لشکر طلسم کشا کو جا کر برباد کرون ایسا نہ ہو کہ تا بہ دریاے قلزم پہونچ جائین
اب حال کھلگیا ہی کہ سینے مین ہفت جوش جادو کے بقراط ثانی نے لوح رکھدی
ہی جسدن سے لوح انکے پاس آئی ہی دریاے نہین نکلتے اگر کسی نے بلایا بھی
تو جواب لکھا کہ ہمین مہلت نہین ہی دریا کو جوش وخروش ہی آجکل موجہ پڑرہا
ہی مگر جمال بادشاہ دیکھکر پیس گئی جی مین کہتی ہی کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسا معشوق
میری بہن کو دستیاب ہوا مرتبہ یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سب انھین کے
ملازم ہین صاحبقران تک سلام کرتے ہین یہ باتین کر کے طاؤس پہ سوار
ہوئی اڑتی ہوئی چلی بعد جانے ماہ رخسار کے ملکہ نے کہا ای شہریار مقام
خوف ہی کہ ماہ رخسار دیکھ گئی ایسا نہ ہو کہ جا کر صحبت ہفت جوش مین ذکر کردے

تو قیامت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا ہفت جوش کی اب قضا قریب ہی یقین ہی طلسم کشا پہونچے مگر ماہ رخسار جو باغ سے نکلی پلٹ پلٹ کے بادشاہ کو دیکھتی ہوئی گئی دل پر رشک ہی کہ افسوس بہن نے کیا معشوق پایا حقیقت مین اگر یہ سب لوگ دریاے قلزم پر پہونچے تو قیامت برپا ہوگی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری دل مین سوچ رہی ہی کہ اب کیا کرون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد لشکر کی شروع ہوئی سب کے آگے نجم اختر شناس بڑھا ہوا اور ارسطوے ثانی و ملکہ مریخ نشین وہماے مرصع پوش و شعلۂ جوالہ وغیرہ اہتمام کرتے ہوے چار لاکھ ساحران کے بعد سکندر ثانی تخت پر بڑے زور و شور سے اسی مقام پر اُترنے لگے ماہ رخسار دیکھا کی بعد لشکر ساحران کے ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے پر سوار سامنے سے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی لشکر غیر ساحران کا افسر ہی اِسکے بعد دیکھا ایک مرکب باد رفتار پر ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا اور تنومند درشت چنگال سلاح طلسمی زیب جسم تیغۂ طلسمی حمائل گلے مین جواہر کی ہیکل سب سردار گھیرے خراماں خراماں ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے یہ شوکت و شان دیکھکر یا تو صورت بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی یا یہ تصویر صفحۂ دل پر نقش ہوئی جی مین کہتی ہی یہ جوان کمسن صاحب شوکت و لیاقت حقیقت مین اِسکا مثل نہین اِس سے دل لگاؤن کیونکر اِسکے پاس جاؤن بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا	پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا
خراب پھرتے ہی عالم مین دلکو بھوے ہوے	مکان یار مین دیو ار درمیان نکلا
وہ زلف ہوگئی زنجیر اپنے سودے کو	کہان سے جاکے یہ اب سلسلہ کہان نکلا
ملاحت ذقن یار کا ہی ہر سو شور	عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا
بندھے وہان و کمر کے ہزارہا مضمون	زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتش سودا سے عشق کا پردہ
وہ لو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہمنے ہزارون ہی لشکر دہنین کی
قد بلند سا تیرے نہ اِک نشان نکلا

سنین گے قصۂ یوسف زبان سے آنکی
کوئی ہماری طرح سے جو کاروان نکلا

کہا جو شاعرون نے اسکو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُسنے نزا دہان نکلا

سنا ہی شور سگ کوے یار جب ہمنے
خوشی سے پوست کے باہر ہی استخوان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھونکو صورتین ہرسو
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا

شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہی داغ سے مجھے چاند بے جہان نکلا

کریگا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہی جھک کر کے آسمان نکلا

اِسطرح چلا کر یہ اشعار پڑھے کہ نورالدہر نے بھی سر اُٹھا دیا نگاہ پڑی کہ ایک مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن اِسی جانب دیکھ رہی ہی نورالدہر کی نگاہ سے نگاہ ملی دونون جانب تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر نورالدہر تھرا کے لڑکھڑا کر گرے اُدھر ملکہ کو غش آیا شبرنگ بن عمرو جو ہمراہ رکاب تھا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو آقاے نامدار بیہوش ہو گئے سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ پہ ایک مہ جبین غش مین پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہی لشکر مین ہلڑ ہوا نجم اختر شناس دوڑ کر قریب آیا شبرنگ نے کہا ای نجم ذرا اِپہاڑ پر تو دیکھو ایک مہ جبین ایڑیان رگڑ رہی ہی نجم اختر شناس پر پرواز پیدا کر کے پہاڑ پر آیا ماہ رخسار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا پانی کے چھینٹے دیے ماہ رخسار ہوشیار ہوئی نجم کو خوب جانتی ہی سر اپنا جو زانو پر نجم کے دیکھا بہت گھبرائی شرما کر اُٹھ بیٹھی نجم جانتا ہی کہ یہ دختر ہفت جوش ہی محبت مین نورالدہر کی مدہوش ہی پوچھا ای ملکۂ عالم کہان سے تشریف لاتی تھین ہمنے تو جب سمجھ لیا کہ طلسم فتح ہوگا اور بقراط کی قضا ہاتھ سے نورالدہر کے ہی اِسوجہ سے اُنکا ساتھ دیا ہمتو مسلمان ہوے آقاے نامدار نے وہ مرتبہ دیا ہی کہ سب لوگ رشک کرتے ہین اب بارگاہ اِستادہ ہوتی ہی

چلکر بیٹھو لطف صحبت اٹھاؤ شاہزادہ ہمارا نہایت خلیق ہر اس خُلق سے پیش آئیگا
کہ نہال ہو جاؤگی یہ کہکے ماہ رخسارہ کو ساتھ لیا اِستنے عرصے مین بارگاہ اِستاد
ہوئی شاہزادیان نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین گلاب وغیرہ چھڑک
رہی ہین مگر شاہزادے کو ہوش نہین آتا جیسے ہی ماہ رخسارہ آئین شاہزادیون
نے ہنسکر کہا ای ملکۂ عالم لخلخۂ زلف معنبر سنگھائیے ماہ رخسارہ نے بیٹھکر جوڑا
کھولا حقیقت مین بوے زلف عنبر بن جو باغ مین پہونچی شاہزادے نے
آنکھ کھولدی ماہ رخسارہ کو جو قریب بیٹھے دیکھا اُٹھ بیٹھے پوچھا ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہر کیا عنایت فرمائی کہ مجھکو سرفراز کیا
ماہ رخسارہ نے کہا آپ بڑے اقبالمند ہین مین بر اے بربادی لشکر حضور
آئی تھی مگر زلف عنبر بن مین پھنسی اب کیونکر سحر کرون لیکن اب آپ تشریف
رکھین مین جاکر فکر کرون کہ لوح آپ کو ملے لوح میرے باپ کے پاس ہی
اور ایک صورت اور پیدا ہو چکی کہ آپ کے لشکر کے بادشاہ دوسری جو
بہن میری ہر اُسکے باغ مین جلوہ فرما ہین نورالدہر نے کہا آپ تو رخصت ہوجیے
مین نجم کو پاس بادشاہ کے بھیجتا ہون تم دونون صاحب ملکر ایسی تدبیر کرو
کہ لوح ہمکو ملجائے ہر چند کہ سب صاحب یہی چاہتے ہین کہ لوح ہمکو ملے لیکن
امید خدا کی ذات سے ہر کہ خواجہ زادون نے بھی مجھ ہی کو فتاح طلسم قرار
دیا ہر یقین ہر کہ لوح طلسمی مجھی کو ملے آجتک تو اشیاے تحفہ جات طلسمی
مجھکو حاصل ہوے تیغۂ طلسمی و لباس طلسمی و مرکب طلسمی مجھی کو ملا ایرج نے
بڑی کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوا ماہ رخسارہ رخصت ہو کر روانہ ہوئی مگر نجم نے
سب پتہ ماہ رخسارہ سے ملکہ سرو دلکشا کے باغ کا پوچھ لیا اور تلاش مین اُسی
باغ کی چلا مگر لقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہر ناچ ہو رہا ہر شاہزادیان
گرد بیٹھی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر مختلف رنگ کہ کئی طرح کے رنگ
اُسمین شریک ہین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر کڑکتا ہوا پیدا ہوا لقراط نے

خوش ہو کر کہا رنگ آمیز جادو آتی ہین ہر سحر مین نئے رنگ پیدا کرتی ہین یہ بیشک
لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگی وہ ابر قصر پر آ کے پھٹا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی
والا قدر حسن مین رشک بدر سرو قامت خوبصورت تخت پر بیٹھی ہوئی آتی ہی اگر
بقراط کو دیکھکر تخت اُتار ا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے اُسکی پشت پر دست نجس
رکھکر کہا ای رنگ آمیز مین تمھارا اشتاق تھا رنگ آمیز نے عرض کی ای قدرت
سے مجھکو اِسکی فکر تھی کہ جب طلسم کشا آئے تو مجھکو حکم ملے اِسطور سے لشکر تباہ
کرون کہ طلسم کشا کی جمعیت مین فرق آئے جب تنہا طلسم کشا رہجاے تو پھر اُسکا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے بقراط کے قدمون کو بوسہ دیا اور پھر تخت
پر سوار ہوئی طرف نور الدہر کے چلی پتہ پوچھ لیا ہی خبر ملی ہی کہ برابر کوہ زمرد
کے لشکر اُترا ہی اُدھر سے رنگ آمیز آرہی ہی ایک جانب سے نجم اختر شناس آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا ورق سامری نکالا اُسکو دیکھ رہا ہی کہ
بادشاہ کس مقام پر ہین ناگاہ ایک خانے پر نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ رنگ آمیز
بر اسے تباہی لشکر نور الدہر جاتی ہی اور اِسی جانب گذر ہوگا چند پتلے جھولی
سے نکالے غلام بنا ے بوتل شراب کی نکالکر رکھی تاج سر پر رکھا تخت بچھا لیا
اُسپر بہ تکلف تمام بیٹھے انتظار کر رہے ہین مگر رنگ آمیز جو اُس صحرا مین پہونچی
وہ ہوا ے فرحت آمیز آئی کہ مثل گل شگفتہ ہوگئی درختون سے کئی ہزار طائر
منقارین کھولکے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُن زمزمون سے یہ آواز آتی تھی **نظم**

فکر ہین جو کرون وصف لب رشک چمن مین
صورت ہی دل وصف لب غنچہ دہن مین

یا سنگ دھرون لعل کے میزان سخن مین
مستی کی دھڑی تلتی ہی میزان سخن مین

لکھتے ہین تمھارے قد موزون کی صفت ہم
ارکان قیامت کے ہین میزان سخن مین

روشن سخنی ختم ہوا ے شمع تجھی پر
کیا شعلۂ آواز ہی فانوس دہن مین

سب حرف نظر آتے ہین آئینۂ رخ سے
کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن مین

انکار ہی اقرار ہوگا لی ہے دعا ہی
اب لاکھ زبانین ہین ترے ایک دہن مین

وصف لب لعل ودر دندان سے صفیر آج | نکلتے ہین جواہر مری میزان سخن مین

ان اشعار کی آواز جو کان مین رنگ آمیز کے آئی جھومنے لگی سر اُٹھاکر دیکھا بر سر
کوہ ایک تاجدار بیٹھا ہی کئی سو خادم دست بستہ خدمت مین حاضر ہین چند کنیزین
شراب پلا رہی ہین جام ارغوانی گردش مین ہی وہ جوان بیٹھا جھوم رہا ہی رنگ آمیز
حیران کہ یہ تاجدار کون ہی کہ جو اس شوکت سے بیٹھا ہی حیران پریشان کہ ای
رنگ آمیز یہ کون جلیل ہی آخر تخت سے اُتر آئی جب قریب پہونچی تو پہچانا کہ نجم
ہی نجم نے جو اُس نازنین کو دیکھا یہ بھی مدت سے فریفتہ تھے اُٹھ کھڑے ہوے
کہا آئیے تشریف لائیے ای رنگ آمیز ہم تمھارے مدت سے مشتاق تھے اب تو
رنگ آمیز نے شرما کر سر جھکا لیا نجم نے اُٹھکر ہاتھ تھاما جام ارغوانی دہن سے
لگایا کہا ایک جام تو ہمارے ہاتھ سے پیجیے رنگ آمیز کو انکار نہ بن پڑا آخر
جام پیگئی جام پیتے ہی جوش محبت نجم اختر شناس ہوا پہلو مین آکر بیٹھ گئی اور
ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی نجم نے کتاب بغل سے نکالی کہا ای ملکۂ عالم جانتی
ہو کہ یہ کتاب بقراط نے لکھی ہی خود اپنے قلم سے لکھ چکا ہی کہ قضا تیری ہاتھ سے
نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہی دریاے قلزم پر لوح ملیگی شیر بیشۂ صاحبقرانی
نور الدہر بن بدیع الزمان بہ شوکت تمام آتے ہین یہ مضمون جو رنگ آمیز نے
دیکھا رنگ رو متغیر ہو گیا کہا ای نجم یہ تو مین بخوبی جانتی ہون کہ فتح طلسم کا وقت
آگیا لیکن کوئی سلسلہ ملاقات کا طلسم کشا کی نہ تھا اب سبب پیدا ہوا مجھکو چلکر
طلسم کشا کے قدمون پر گرا دو مین بقراط سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ براے
تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون مگر اب تمسے آنکھ ملی محبت طلسم کشا نے دل مین جگہ
کی نجم نے کہا ای ملکۂ عالم تباہ کرنا لشکر نور الدہر کا اب بہت دشوار ہی چالیس
شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار ہمراہ لشکر ہین سکندر ثانی ایسا بادشاہ
کہ جو بقراط کے سحر کو دفع کرسکتا ہی جمشید زرین ترکش وہ بھی جان ومال سے
موجود ہی اگر جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتین تو پلٹنا دشوار ہوتا ملاقات طلسم کشا

کی کچھ شکل نہین خلق مجسم ہین اور دوسرا ایک مژدہ تمکو دیتا ہون کہ ماہ رخسار دختر
ہفت جوش طلسم کشا پر عاشق ہو گئی ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ لوح کی فکر کرتی
ہون رنگ آمیز نے کہا مین بھی جاکر اُسکی بات کی تائید کرونگی اور طرف سے بقراط
کے ایک نوشتہ تیار کرو ہفت جوش کے نام روانہ کرو اور یہ مضمون ہو کہ لوح طلسمی
طلسم کشا کو دیدو ہم سمجھ لین گے یہ سنکر نجم نے قلم دوات نکالی کاغذ عمدہ نکالکر فقرے
بقراط کے لکھا کہ ای خیر خواہ دولت ہم تمھاری جانبازی سے بہت خوش ہوے
لوح کو تمنے خوب چھپایا اب مناسب یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کو دیدو دیکھون طلسم کشا
لوح لیکر کیا کرتا ہی سکندر ثانی کو ستاونگا طلسم کشا کو آوارہ کرونگا وہ لوح اب
بالکل بیکار ہی مین نے اور لوح بنائی ایسا نہ ہو کہ دریاے قلزم تہ و بالا ہو جسوقت
آمد طلسم کشا سنو فوراً جا کر ملاقات کرو لوح طلسمی دیدو وہ لوح خبر نہ دیگی اُسی
لوح سے سر ٹکرا ینگے عاجز ہو کر جان دینگے یہ نامہ لکھکر نجم نے رنگ آمیز کو دیا اور
یہ کہدیا کہ خیال رکھنا ملکہ ماہ رخسار و سرو دلکشا جو کلام کرین اُنکی بات کی تائید
کرنا بی سرو دلکشا بادشاہ پر عاشق ہین و بی ماہ رخسار ہمارے آقاے نامدار
طلسم کشا پر مائل ہو گئی ہین نگر حال دربارہ بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ یہ قصر
ہشت پہل مین بیٹھا ہی اور تمام اہالی طلسم اُسکے دربار مین جمع ہین دمبدم خبرین
پہونچتی ہین کہ طلسم کشا فلان صحرا مین اُترے ہین اور فلان ساحر مارا گیا یہ خبرین
سنکر بقراط ثانی گھبرا رہا ہی اہل طلسم سے پوچھتا ہی کیون صاحبو طلسم کشا دریاے
قلزم پر کیون جاتا ہی لوگ کہہ رہے ہین مشہور ہی کہ دریاے قلزم مین لوح ہی اسی
فکر مین طلسم کشا جاتا ہی بقراط کہتا ہی دیوانہ ہوا ہی لوح وہان کجا ہفت جوش
وہان رہتا ہی شاید اُسکے قتل سے پتہ ملے یہ ذکر تھا کہ اول ماہ رخسار آکے
پہونچین اور جھک کر سلام کیا کہا یا خداوند مین براے بربادی لشکر طلسم کشا
گئی تھی نگر وہ ساماں دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے میان نجم اختر شناس دار سطہ منتظم
ہین اور رہا پلیس شاہزادیان کہ دعوی عشق طلسم کشا رکھتی ہین جان و مال سے

حاضر ہین ہر وقت علامت سحر دیکھا کرتی ہین یہی خیال ہی کہ کوئی ساحر آئے تو اسکو یارای
سحر نہ کرنے پائے اور سکندر ثانی ایلیا بادشاہ جمشید زرین ترکش آٹھ پہر گرد
لشکر پھرتا ہی ذرا کسی کا مزاج برہم دیکھا اور تدبیرین کرنے لگا آٹھ پہر یہی خیال
ہی کہ جیسے کوئی کار نمایان سرزد ہو ایک ایک جان سے خیر خواہ ہی سکندر خود
طلا سے کو اٹھتے ہین اور دمبدم طلسم کشا سے عرض کرتے ہین کہ طرف دریاے
قلزم کے چلیے مگر قریب کوہ زمرد لشکر آکر ٹھہر گیا ہی مین کنیز کی شکل بنکر تین دن
لشکر طلسم کشا مین رہی سب انتظام دیکھا یہ یقین تھا کہ ذرا ابھی زبان ہلاؤنگی تو
یہ سب ساحر ٹوٹ پڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی اسیوجہ سے چلی آئی نہ ٹھہر سکی
تین دن مین سب حال دریافت کر لیا بقراط بہ گوش ہوش باتین ماہ رخسار کی
سن رہا ہی کہ دیکھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی یا خداوند اب ملکہ
سرو دلکشا آتی ہین بقراط نے گھبرا کر کہا انکو تو ہمارے نام سے نفرت ہو وہ
آج کہان آئین یہ ذکر تھا کہ تخت سرو دلکشا کا کنیزین کاندھے پر لیے ہوے
آکر پہونچین چونکہ کوچہ سحر سے ناواقف ہین کنیزین تخت لیکر آئین سرو دلکشا تخت سے
اُترین عرض کی یا خداوند مین آپ سے کچھ عرض کرنے آئی ہون جس وقت سے
بقراط نے سرو دلکشا کو دیکھا ہو نگاہ اٹھا کے سب شاہزادیون کو دیکھ رہا ہی
مگر اور سب شاہزادیون مین ملکہ سرو دلکشا حسن و جمال مین بہتر معلوم ہوتی ہین
مسکرا کر جو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند بوا ماہ رخسار نے ایسی خبرین بیان کین کہ
ہوش اُڑ گئے لہذا آپ سے یہ عرض کرنے آئی ہون کہ صحراے زمرد نگار تک
طلسم کشا پہونچ گیا کوئی تدبیر کیجیے یہ تو مشہور ہی کہ آجتک طلسم کشا نے جو ارادہ
کیا وہ پورا ہوا بقراط نے کہا ای سرو دلکشا کیا چاہتی ہو سرو دلکشا نے
کہا ایک نامہ لکھیے کہ جا کر والد کو دون کہ وہ انتظام کرین کوئی طلسم کشا کو روکنے
نہین جاتا بہن ماہ رخسار کا آپ بیان سن چکے کہ سکندر ثانی ایلیا بادشاہ اور
ایسا ساحر زبردست خود طلایہ پھرتا ہی کسکی مجال ہی کہ اسکے سامنے سحر کرے مگر

بقراط نے کہا اب نامے کی کیا ضرورت ہی رنگ آمیز گئی ہوئی ہی ضرور سحر کریگی
سرو دلکشا نے دامن بقراط کا تھام لیا کہا یا خداوند آپ کو غفلت ہی ہم لوگون کو
جان کا خوف ہی جسوقت آپ پر کوئی اُفتاد پڑیگی ہم لوگ دم شمشیر پہ گلے رکھدینگے
کیا زندہ رہینگے مسلمانون مین ہماری کیونکر بسر ہوگی بقراط نے نامہ مین یہ لکھا
کہ ای ہفت جوش مسلمانون کو یہ خیال ہی کہ بعمح طلسمی دریاے قلزم مین ہی بڑاو باؤ
تمبو ڈالین گے لہذا بموجب کہنے ملکہ سرو دلکشا کے یہ نامہ تمکو پہونچتا ہی کہ انتظام
کرو اور اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تمھارے دشمنون پر کوئی سانحہ گذرے
تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ایسا نہ ہو کہ سکندر ثانی دریا مین گھس آئے لہذا قبل سے
انتظام واجب و لازم ہی سرو دلکشا نے یہ نامہ لیا ماہ رخسار سے کہا بوا اب
بخدمت والدنامدار چلو ماہ رخسار نے کہا بوا مین تو سحر جاتی ہون فوراً پہنچ
جاؤنگی تم پہلے سوار ہو کئی دن مین پہونچوگی سرو دلکشا سوار ہوئین بقراط
چاہتا تھا کہ سرو دلکشا کو نہ جانے دون کئی مرتبہ ہاتھ تھاما تخت پر اپنے بٹھا لیا
مگر ماہ رخسار نے بہ قہر و غضب طرف بقراط کے دیکھا کہا یا خداوند افسوس اس
حسن پرستی نے آپکو اس درجہ پر پہونچایا کہ طلسم ظاہر چھوڑا طلسم باطن مین آئے
اب وہ انتظام کرو کہ طلسم کشا سے کچھ فیصلہ ہو بقراط نے سرو دلکشا کو رخصت
کیا سمجھا کہ اگر اسکو روکونگا تو ماہ رخسار فساد برپا کریگی اور بڑا افسوس یہ ہی کہ
سرو دلکشا بھی رضامند نہین خیر جانے دو بعد انتظام طلسم کشا ہفت جوش
کو پیغام دونگا یقین ہی وہ بہ خوشی منظور کریگا اور بیٹی دیدے گا یہ سوچ کے
ہاتھ سرو دلکشا کا چھوڑ دیا سرو دلکشا سوار ہوئی کنیزین تخت لیکر چلین بعد
جانے سرو دلکشا کے ماہ رخسار بھی رخصت ہوئی مگر حیران ہی کہ ای ماہ رخسار
یہ کیا باعث تھا کہ سرو دلکشا طرفداری طلسم کشا کی کرتی تھی جس سے صاف
پایا جاتا تھا کہ مراد اسکی یہ ہی کہ ہفت جوش جادو شریک طلسم کشا ہو جاے
یہ سوچتی ہوئی روانہ ہوئی یہان ہفت جوش دریاے قلزم سے باہر نکلا ہی

بارگاہ استاد کرائی ہو کئی ہو ساحر گرد بیٹھے ہین بعض بعض کہہ رہے ہین کہ ای افسر دریائے
قلزم جو حکم ہو وہ بجا لائین مگر ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کسی ساحر کو حکم نہین
دیتا یہی خیال ہو کہ جب طلسم کشا مقابلے مین آویگا تو طبل جنگی بجوا کر لڑونگا یہی سب
سردار فرداً فرداً میدان مین نکلین گے ایسا مقابلہ پڑیگا کہ طلسم کشا کو مشکل ہوگی
جب سکندر ثانی میدان مین آئے تو مین جا کر مقابلہ کرون اور لوح نکال کر
چمکاؤن سکندر ثانی ناچار ہوگا یہ سوچ رہا ہو کسی سردار کو جواب نہین دیتا ہو
کہ آسمان پر برق چمکی اپنی بیٹی ماہ رخسار کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار آئی اگر اتری
باپ کو سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا کیون بی بی کیا انتظام کیا کوئی صورت
تباہی لشکر طلسم کشا کی ہوئی ماہ رخسار نے کہا ای والد تابدار تباہ کرنا طلسم کشا
کے لشکر کا نہایت دشوار ہو یہ کنیز آپ کی تین دن لشکر اسلام مین رہی مگر وہ
انتظام دیکھا کہ ہوش پراگندہ ہوگئے سکندر ثانی خود انتظام لشکر کا کرتا
ہو اگر ہوا گرم چلتی ہو تو سکندر ثانی سحر کرتا ہو آٹھ پہر یہی خیال ہو کہ اگر کوئی ساحر
آئے تو اُسے گرفتار کر کے خدمت طلسم کشا مین لیجاؤن انعام پاؤن ہر ساحر
کا یہی قصد ہو کہ کچھ کام کرین سامنے طلسم کشا کے نام کرین لہذا آپ اپنی تدبیر
کرین تین دن مین لشکر مین رہی اور کئی مقام پر سکندر ثانی کو تنہا پایا مگر حوصلہ
نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی مین خدمت خداوند مین بھی گئی تھی اُنھون نے
بہن کو نامہ دیا ہو وہ بھی آتی ہونگی اب ہفت جوش مشتاق ہوا کہ دیکھون
خداوند نے کیا لکھا ہو یہ ذکر تھا کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ ملکہ سرو دلکشا
آتی ہین آکے باپ کو سلام کیا مگر رنگ رو اُترا ہوا ماہ رخسار کا بھی یہی حال
ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو صاحبو کیا بیان کرون ابھی تک کوئی کام نہین ہوا
دیکھیے اب بہن کے نامہ دینے پر کیا گذرتی ہو کہ سرو دلکشا قریب پدر آئین
ہفت جوش نے گلے لگا لیا چونکہ نہایت حسین ہو دیر تک گلے لگائے رہا
اور پیشانی پر بوسے بھی دیئے سرو دلکشا نے مسکرا کر کہا ای باپ اسطرح

گا نہ لگایا کیجیے لوگ طعن کرینگے ہفت جوش نے کہا ای فرزند مین حیران ہون
تیرا وہ جمال ہی کہ اسکو دیکھکر پریشان ہوتا ہون بزرگان دین نے منع کیا ہی ورنہ
تجھکو پاس لیکر سوتا مہر و دلکشا نے منھ پھیر لیا اور وہ نامہ نکالکر پیش کیا وہ نامہ
ہفت جوش نے پڑھا ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای فرزند مین کیا تدبیر کرون ہر ایک
ساحر قتل طلسم کشا سے ہاتھ اٹھاتا ہی جس ساحر کو بھیجا وہ ناچار ہو کر پلٹا لیکن مین
بکو تدبیر کرونگا فرماتے کار یہان دونون بیٹیان سمجھا رہی ہین کہ ای والد نامدار بہتر
تو یہ ہی کہ جاکر طلسم کشا سے ملجایئے اور روح نذر دیجیے یقین ہی طلسم کشا بہت سرفراز
کرے ہفت جوش خاموش بیٹھا ہی کہ آسمان پر برق چمکی رنگ آمیز آکر پہونچی
ہفت جوش کو آکر سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا ای رنگ آمیز کہان سے
آتی ہو رنگ آمیز نے کہا عرض کرونگی ہفت جوش نے شراب وغیرہ پیش کی جب
نشہ ہوا تو رنگ آمیز نے وہ نامہ جعلی نکالا اور ہاتھ مین ہفت جوش کے دیا
ہفت جوش نے جو وہ نامہ پڑھا مثل گل شگفتہ ہوگیا اور کہا ای رنگ آمیز مین
کیا تدبیر کرون کچھ مجھکو بن نہین پڑتا اگر فوج بھیجون تو طلسم کشا دس بارہ لاکھ
فوج کی جمعیت رکھتا ہی ساحر کیسے کیسے نامی وگرامی ساتھ ہین خود پہلوان وحید
و بے نظیر چہرہ مثل ماہ منیر کون اسپر غالب ہوگا اگر اصلاح کرون تو مجھے کیا
دعوی ہی اور کیا حق ہی کہ وہ سرفراز کرینگے صورت دیکھتے ہی تیغہ طلسمی کھینچین
اور مجھکو قتل کرین ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین تو عرض کرتی ہون کہ
طلسم کشا آپ کے ساتھ اسطور سے نہ پیش آئیگا جیسا کچھ کہ آپ کو خیال ہی وہ
بالکل خام ہی طلسم کشا کی مروت وخلق حد درجہ پر ہی دشمن سے یون ملتا ہی جیسے
دوست صادق سے کوئی ملاقات کرے کیسے کیسے سرداران جری و بہادر جمع
ہین جس مہم پر گئے اسکو فتح کیا ابھی معرکہ پڑا تھا معمار قہر ساز کہ اسنے قیامت
کا سحر کیا تھا کہ طلسم کشا کو قید کر لیا مگر ایسے صاحب اقبال ہین کہ وہ ساحر بھی
مارا گیا اور قصر بھی غائب ہوا اسی طرح جس ملک پر پہونچے اسکو فتح کیا کسکی

مجال ہی کہ اُسپر چڑھکر جائے رنگ آمیز نے عرض کی کہ مین بھی وعدہ کرتی ہون کہ اگر
طلسم کشا آپ کو ملینے تو آپ کے استقبال کو آئے سردار جو انکا بڑا نامی وگرامی
نجم اختر شناس ہی کہ جسکی راے پر کاربندی وانتظام لشکر ہوتا ہی وہ واسطے استقبال
کے آئیگا اسطرح ان تینون شاہزادیون نے سمجھایا بجھایا کہ ہفت جوش اُٹھا
اور تیاری کرنے لگا کہ مین خدمت طلسم کشا مین جاؤنگا اور سب سے زیادہ
ماہ رخسار نے سمجھایا ہی کہ مین بڑے لطف سے آپ کو ملواؤنگی آپ ملاقات
طلسم کشا سے بہت خوش ہونگے اب ہفت جوش جادو کو بہت تسکین ہوئی
یقین ہو گیا کہ طلسم کشا سرفراز کریگا چاہتا ہی کہ روانہ ہو کہ آسمان پہ برق چمکی
ملکہ قلزم جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ انجام طلسم کیا ہوگا
کتاب سامری کھولی سوانحات دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے بھائی کے حال پر خیال
کیا معلوم ہوا کہ بھائی صاحب کو دونون بیٹیان اور رنگ آمیز سمجھا رہی ہین اور
ہفت جوش تیار ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جاے اگر دیر ہوگی تو وہ چلا جائیگا
فوراً آہ کا نعرہ کر کے روانہ ہوئی اُسوقت یہ آکے پہونچی مگر سرو دلکشا کہ
ساحرہ تھی اُسکو کنیزین تخت پر بٹھا کر روانہ ہو چکی تھین مگر ماہ رخسار ورنگ آمیز
سمجھا رہی ہین ہفت جوش نے کئی سو کشتیان جواہر کی براے نذر منگوائی
ہین اور سحر کر کے اپنے شکم سے لوح نکالی ایک کشتی مین رکھی کہ طلسم کشا کو نذر
دونگا کہ قلزم جادو آکر پہونچی آتے ہی دیکھا کہ ماہ رخسار ورنگ آمیز سمجھا رہی ہین
اور ہفت جوش صندوقچے جواہرات کے نکلوا رہا ہی آتے ہی کہا بھائی صاحب
آپ کا کیا قصد ہی ہر چند کہ مین آپ کے قصد سے آگاہ ہون کیون ماہ رخسار
یہ کیا حرکتین ہین بیوقوف کو بھاتی ہی کہ جو خوف سے طلسم کشا کے کانپا کرتا ہی
آج اُسکو تسکین ہوئی اور اری ماہ رخسار مین کیا تجھکو جانے دونگی ارے رنگ آمیز
تو نے نت نئی آشنائی کی نجم اختر شناس سے پھنسی دیکھ قدرت بقراط ثانی کہ
مجھکو آگاہ کیا مین کتاب دیکھکر آئی ہون اور اری ماہ رخسار یہ اتفاق تھا کہ

بی سرو دلکشا نکل گئین ورنہ انکی بھی گردن لیتی یہ کہکے ماہ رخسار و رنگ آمیز کو گرفتار
کرلیا ہرچند اُنھون نے سحر کیے مگر کوئی زور نہ چلا اُنکو قید کرکے ایک قفس مین
دونون کو بند کیا اور لوح اُٹھالی ہفت جوش نے کہا اے ہمشیرہ مین توبہ کرتا
ہون کہ خدمت طلسم کشا مین اب نہ جاؤنگا اسی لوح کی وجہ سے میری آبرو رہی اگر
یہ نہ رہی تو مجھے کون پوچھے گا اب عہد کرتا ہون کہ ایسی حرکت نہ کرونگا یہ سُنکر
قلزم بر سر رحم آئی کہا مین دونون کو لیے جاتی ہون مگر لوح کو اپنے کلیجے مین
رکھو ہفت جوش نے کہا اب اِس لوح کو شکم مین نہ رکھونگا ہر وقت جھولی
مین رہیگی کیا مجال ہے کہ کوئی اسیر ہاتھ ڈالے تینون شاہزادیون نے مجکو بہت
ناچار کیا تھا اب ہوشیار رہونگا قلزم جادو نے دونون قفس اُٹھا لیے اور
ہفت جوش کو خوب سمجھایا کہا لوح اپنی جھولی مین رکھو مگر حفاظت کرنا کسی کے
فقرے مین نہ آنا ہفت جوش جادو بیٹھا رہا قلزم روانہ ہوگئی مگر سرو دلکشا
بعد کئی دن کے خدمت شاہ مین آئی اور کنیزون نے اُسکو خبر دی کہ قلزم جادو
وقت پر آگئی معاملہ بگڑ گیا ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگئین یہ خبر جاکر سرو دلکشا
نے خدمت شاہ مین دی اور رونے لگی اور یہی سب کیفیت گذشتہ بیان کی
بادشاہ نے یہ حال سُنکر فیروزہ سے کہا اے فیروزہ پاس نور الدہر کے جاؤ
اور یہ سب حال بیان کرو کہ لوح کی فکر ہوگئی تھی لیکن قلزم وقت پر پہونچی
ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگئین اب اسکی کوئی تدبیر کیجیے اے فیروزہ اُنسے
صلاح کرکے تدبیر اُنکی رہائی کی کرو اور مین ابھی اِسی معشوقہ کے باغ مین ہون
فیروزہ خدمت نور الدہر مین پہونچا سب حال بیان کیا نجم نے جو حال گرفتاری
معشوقہ سُنا بیقرار ہوگیا کہتا تھا اے شہریار غضب ہوا کہ ایسی معشوقہ چھوٹی
اور گرفتار ہوگئی اے فیروزہ تم اور شبرنگ ملکر جاؤ مین بھی آتا ہون اور
میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہوگیا	شام سے بادہ اور مین جامے سے باہر ہوگیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اس شہ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
اسقدر لوٹا ہما اسپہ کبوتر ہو گیا

منتخب تو نے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین
صاد تیرا شعر کے چہرے کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح ان دانتون کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسوے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح
جیسے سودے کا ترے سر مین مرے گھر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہماری ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اسکے دلپر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

شوق خود بینی ہوا مجھکو جو اے سلطان حسن
آئنہ تمثال سے تیری سکندر ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جام چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کو سو بیچین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

فیروزہ وشبرنگ سب باتین پوچھکر طرف قصر قلزم جادو کے چلے راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ قلزم کے پہونچے گرد اس باغ کے پھرے راستہ جانیکا نہ پایا اور نہ دروازہ پایا ناچار ہو کر کنارے سے پہ باغ کے آکر ٹھہرے دونون عیار تیز وطرار فیروزہ ایک بڈھا بنا شبرنگ نے ایک لڑکے کی صورت بنائی بڈھے نے ڈھول بجانا شروع کیا لڑکا بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

جوش وخروش پہ ہی بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین مین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی تو
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم اُن ابروون کی کجی سے جو ہو سو ہی — بل کھا رہی ہو زلف شکن در شکن ہنوز
خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم — اسنے تو داب رکھا ہی اپنا کفن ہنوز
عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی — خلوت نشین ہو روشنی انجمن ہنوز
اپنی صفائے سینے کا حیران کار ہو — دیکھا نہین ہو آئنے نے وہ بدن ہنوز
ہرچند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم — آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

تھوڑی دیر کے بعد دیوار باغ شق ہوئی چند کنیزین نوجوان ہنستی ہوئی نکلین قریب بڑے میان کے آئین بڑے میان ڈھول کے ٹکڑے باندھ رہے ہین وہ لڑکا اسطرح کی تانین مار رہا ہو کہ اکثر آہوان صحرا آکر چھائین بھرتے ہوے آئے ہین اور گانا بگوش ہوش سن رہے ہین اکثر طائر آشیانون سے سر نکالے بیٹھے ہین اور گانا سنکر مبہوت ہو رہے ہین کنیزون نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا کہا بڑے میان صاحب اِس لڑکے کو تو خوب بتایا ہو مگر تم تو اپنا گانا سناؤ بڑے میان نے گنگنا کر ایک تان لگائی کہ لڑکے کا گانا گرد ہو گیا کنیزون نے کہا بڑے میان بیٹھو ابھی جاتا نہین ہم جا کر ملکۂ عالم سے ذکر کرتے ہین یقین ہو کہ ضرور تمکو بلائین ہرچند کہ ہماری بی بی آجکل مکدر رہتی ہین لیکن آج بعد کئی دن کے بارہ دری سے نکلکر باغ مین بیٹھی ہین تمھارے گانے کی آواز سنکر خوش ہو رہی ہین ہملوگ بھی تمھارے گانے کی آواز سنکر چلے آئے حقیقت مین بڑے میان تم کامل واکمل ہو مالک ہماری ضرور پسند فرماوینگی بڈھے نے پوچھا تردد کا کیا محل ہو کنیزون نے کہا اِس طلسم پر بڑی آفت ہو طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہو صحرائے زمرد نگار مین فرد کش ہو دو شاہزادیون کو ملکہ نے قید کیا ہو ایک عاشق طلسم کشا ایک عاشق رفیق طلسم کشا اور یہ کتاب مین لکھا پایا کہ اِنکا قید کرنا خلاف پڑے گا عیار ضرور آوینگے اِسی وجہ سے باہر نہین نکلتین بارہ دری مین رہتی ہین بڑے میان نے کہا تم جا کر عرض کرو الیسا انکو راضی کرین کہ بہت خوش ہون کنیزین دوڑی ہوئی گئین قلزم جادو نکلکر بیٹھی

ہو سوچ رہی ہی کہ کتاب مین نکلا ہی کہ عیار آتے ہونگے دیکھوں کس رنگ سے
آتے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارمی ایک بڈھا اور ایک
لڑکا دو گویّے آئے ہین حقیقت مین ایسا گاتے ہین کہ دل بیقرار ہوتا ہی کنیزین
عرض کرتی ہین کہ اگر حضور بلوا کر انکو سنیین تو بہت خوش ہون قلزم نے کہا
اری حرامزادیو تم تو جانتی ہو کہ کتاب مین نکلا ہی عیار آئینگے مین نے دونون
سے نکلنا موقوف کردیا اسوقت نور انکلکر بیٹھی ہون میرا دل یہی کہتا ہی کہ وہ
دونون عیار ہین سامری اُنسے بچائے خداوند لقراط ثانی مدد کرین صاحب صاحبان
قدرت نے لکھا ہی کہ قلزم کے قاتل عیار ہین مین اِن دونون کو قتل کرونگی
دیکھو ہفت جوش جادو جانے پر آمادہ تھا مین نے جاکر روکا ورنہ وہ
جاکر شریک مسلمانان ہوجاتا اب تم باہر نہ جاؤ قفس اُٹھا کر ماہ رخسار و
رنگ آمیز کو لاؤ مین دونون کو قتل کرون تو دل کو تسکین ہو غضب کی بات ہی
کہ یہ ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہوئین اور یہ رنگ آمیز نے مجھ سے پیغام
کیا آن دونون عیارون نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی پلٹ کر نہین آیا تو یہ
گاتے بجاتے طرف باغ کے چلے درتو دیوار مین پیدا ہوچکا تھا باغ مین گھس
آئے یہان قلزم نے قفس آہنی منگوائے سامنے قفس رکھے انکو سمجھا رہی ہی
کہ اطاعت کرو لقراط ثانی کو سجدہ کرکے مطیع ہو ماہ رخسار جواب دیتی ہی ای
قلزم ہم تیرے سحر مین ہین جو مزاج مین آئے وہ کر ہمنے جو کیا وہ کیا اپنی بہتری
سمجھ لی کہ اطاعت مین طلسم کشا کی ہماری آبرو ہی اور جان بھی بچ جائے گی
اور اطاعت مین لقراط ثانی کی سراسر خرابی ہی قلزم نے کہا مین تمکو ابھی
قتل کرونگی رنگ آمیز نے کہا خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے تو ہمین
قتل نہین کرسکتی یہ سُنکر قلزم بہت جھلائی دونون کو قفس سے نکلوایا زیر
تیغ بٹھایا دونون نے جو دیکھا کہ دو جلاد سر پہ کھڑے ہین قتل کیا چاہتے
ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و اے رب کارساز اسکے

ظلم سے مہلت دے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ ۔ زانکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی ۔ کن بہ اصل خویشتن ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان ۔ گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر ۔ یاد کن حق را ہمہ شام وپگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود ۔ در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش ۔ کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت و بنیاد اردو اعتبار ۔ ہان مشو غرہ بہ ملک و مال وجاہ
خیر و شر را کن تصور از خدا ۔ مظہر نور الٰہی کوہ وکاہ ✤
دور کن از خاطر خود دور کن ۔ ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین ۔ از عنایت ہائے رب العالمین

قلزم بیٹھی ہی دو کنیزین تلوار کھینچے سر پہ کھڑی ہین کہ قلزم نے ڈھول کی آواز سُنی سر اُٹھا کر دیکھا دونون چلے آتے ہین قلزم نے پکار کر کہا ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ ہمنے نہین بُلایا اور گوتے چلے آتے ہین مگر دونون تانین مارتے ہوے سامنے قلزم کے آئے عرض کی حضور ہمارا گانا سنین یہ کمال ابھی لیے حاصل کیا ہی کہ آپ ایسے سخی داتاؤن کے سامنے گائین انعام پائین ہم دیرے دروازے پر حاضر تھے کیا عمدہ حضور کا سحر ہی کہ راستہ نہ ملتا تھا جب کنیزین نکلین تو ہمنے اُنسے کہا کہ ہمارے گانے کا تذکرہ اپنی مالک سے کرو ہمکو انعام ملیگا کیونکہ ساحرون کے یہان ہمارا جانا واجب و لازم ہی مسلمان کسی کو کبھی ایک پیسہ نہین دیتے کہتے ہین ہمارے یہان گانا حرام ہی مگر بڑے میان نے سب باتین کر کے وہ ٹکڑے باندھے کہ قلزم سُننے لگی لڑکے نے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

آپ سوتے ہین کیون خفا صاحب ۔ کچھ تو بتلایئے بھلا صاحب

مجھکو سودا ہی زلف کا صاحب	نہ کرو قید سے رہا صاحب
ہو گئے مفت مین ہزارون خون	جب لگی ہاتھ مین حنا صاحب
قبر مین رکھ کے کوستے ہین مجھے	پھر تو کہیے کہا یہ کیا صاحب
قتل منظور تھا سو قتل کیا	جو کہا تمنے وہ کیا صاحب
کیون خفا ہو شفیق سے پیارے	اُسنے کسکا کیا گلا صاحب

اِسطور سے لڑکے نے یہ اشعار گائے کہ قلزم نے کہا تم بیٹھ جاؤ بیٹھتے ہی دونون نے آفت برپا کی بڑے میان نے جیب سے نِکالی لڑکے نے کہا ہان اُستاد کو نئے طور سے بجائیے قلزم نے کہا بڑے میان ذرا قریب آؤ تو مین تمھارا امتحان لون یہ سُنکر بڈھا پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ حضور اگر کچھ اور شوق ہی تو یہ لڑکا خوب کام کریگا آپ راضی ہو جائینگی قلزم کہتی ہی قریب آؤ بڑے میان پیچھے ہٹے جاتے ہین کہا حضور مجھے آپ کی صورت سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو آپ مجھے مارین لڑکا ہاتھ باندھتا ہی مگر قلزم نے کنیزون کو اِشارہ کیا کہ اِن دونون کے منھ پر پانی کا چھینٹا مارو کنیزون نے جو پانی ہاتھ مین لیا دونون رام رام کرنے لگے کہتے ہین گسیان بنائے رکھیے ہمپر جل نہ ڈالیے گا ورنہ ہمارا مذہب خراب ہوگا ہم قوم کے برہمن ہین مگر کنیزون نے کچھ خیال نہ کیا دونون کے منھ پر پانی کے چھینٹے دیے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورتین اصلی نکل آئین قلزم نے کہا دیکھو یہ بھاگنے نہ پائین بیشک عیار ہین کنیزون نے گرفتار کر لیا قلزم نے کہا تم دونون کون ہو دونون نے اپنے نام بتائے ایک نے کہا مین عیار طلسم کشا ہون ایک نے کہا کہ مین عیار بادشاہ اسلام ہون قلزم نے کہا کیون آئے ہو کہا حضور یہ دونون شاہزادیان قید ہین ہمکو حکم ہوا برائے رہائی آئے تھے قلزم نے کہا دیکھو کیسے بے خوف ہین کہ میرے منھ پر کہتے ہین کہ تمکو قتل کرنے آئے تھے مین حیران ہون کہ اب کیون دل دھڑکتا ہی یہ بھی دونون گرفتار ہوئے اور دو

کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو بھی قتل کرو دو حبشیین تلوارین کھینچکر اُنکے سر پر آئین کولے کے خط گردنون پر دیے اجنوبہ دونون بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

چو گل بہ گلشن عالم بہ بست رخت سفر
بدار دہر ہر آنکس کہ میشود شب باش

نہ برگ خشک بماند بہ صحن باغ نہ تر
علی الصباح بہ بندد ازین سرا بستر

نہ غم بماند نہ راحت نہ مرد ماند نہ زن
نہ طفل ماند نہ برنا نہ اکبر و اصغر

نہ عرض ماند نہ جوہر نہ جسم ماند نہ جان
نہ نور ماند نہ ظلمت نہ خیر ماند نہ شر

نماند خویش نہ بیگانہ در سرائے جہان
پسر نہ ماند نہ مادر بہ اور و نہ پدر

دونون دعائین مانگ رہے ہین قلزم نے اشارہ کیا کہ چارون کا سر قلم کرو انکا زندہ رہنا بہتر نہین جلادون نے چاہا ہاتھ مارین شاہزادیون نے جو دیکھا کہ عیار ہمارے واسطے آئے اور گرفتار ہوگئے بیقرار ہوگئین آپس مین کہتی ہین کیا غضب ہوا کہ عیار بھی آکر پھنسے افسوس یہ ہی کہ بادشاہ طلسم کشا کیسا افسوس کرینگے کہ عیار ہمارے مارے گئے ان عیارون نے ساتھ مین پرورش پائی ہی بچپن کے اُنکے یار ہین جلاد چاہین کہ ہاتھ مارین کہ آسمان سے برق گری چارون جلادون کے سر اُڑ گئے اور نعرہ ہوا کہ سنم نجم دھم سے زمین پر آیا للکارا کہ او قلزم تجھکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرتی ہی یہ کہکے برق گرائی چارون جلادون کے لاشے بھی جل گئے نجم نے پکار کر کہا او قلزم اُٹھ مجھسے مقابلہ کر یہ شاہزادیان لایق قید کے ہین کہ جو تو نے قید کیا معشوق طلسم کشا ہین یہ بدعت یہ دونون عیاران اسلام سیکڑون جادوگر اِنکے ہاتھ سے مارے گئے قلزم نے اُٹھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ دریا پیدا ہوا نجم نے ستارہ گرایا کہ دریا خشک ہوگیا کئی سحر قلزم نے کیے مگر نجم نے دفع کر دیے قلزم نے آگ برسائی مگر نجم نے آگ کو پانی برساکر بجھا دیا قلزم اپنے مقام سے اُٹھی اور تیغچہ کھینچکر طرف نجم کے چلی آکر تیغچہ مارا

نجم نے سپر سحر پر روکا کمر سے نیمچہ کھینچا دونون نیمچہ چلا نگہ نجم نے کہ ساحر زبردست
ہو ایک مقام پر جھکائی دیکر ایک طائر اُڑایا اُس طائر نے گرد سر قلزم چرخ مارا
طائر کے چرخ مارنے سے قلزم خاموش ہوئی اور ہاتھ روکا ہاتھ کا رُکنا کہ نجم
نے نیمچہ مارا قلزم کے دو ٹکڑے ہوے مرنا قلزم کا کہ ہنگامہ گیرودار بلند ہوا
آوازین مختلف آنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کشتی مرا نام مین قلزم
جادو بود قلزم کا مرنا کہ ماہ رخسارہ و رنگ آمیز نے رہائی پائی ماہ رخسارہ سے
نجم نے کہا اب خدمت ہفت جوش مین چلو اُسکو لاکر شاہزادے سے
ملواؤ ماہ رخسارہ نے کہا قبل مین مین چلتی ہون نگر ای نجم دو نامے طرف سے
بقراط ثانی کے تیار کرو مضمون انکا یہ ہو کہ ای قلزم جادو ان شاہزادیونکو
رہا کر دے بہ دل سے ہماری مطیع ہین نجم نے نامے تیار کیے اور اپنے اوپر
سحر کیا کہ بہ صورت قلزم جادو تیار ہوا عیارون نے رنگ و روغن لگا کر
بنا دیا اول ماہ رخسارہ بخدمت ہفت جوش پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای
والد تاجدار دیکھیے کنیز نے رہائی پائی یہ خداوند کا نامہ پہونچا یہ ذکر تھا کہ
رنگ آمیز بھی آکر پہونچی دونون نے دو نامے پیش کیے مہر بقراط مضمون
مذکور ہفت جوش بیٹی کے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر
تمنے قید سے رہائی پائی مجھے راحت ہوئی کہ رنگ آمیز نے کہا ای ہفت جوش
مجھکو حکم خداوند ہی کہ خدمت ہفت جوش مین حاضر رہو ہفت جوش نے
اُسکو پہلو مین جگہ دی رنگ آمیز آکر پہلو مین ہفت جوش کے بیٹھی آپس مین
اختلاط ہونے لگا کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی قلزم جادو آتی ہی ہفت جوش
نے کہا بڑی بات ہوئی کہ قلزم جادو آتی ہین قلزم جادو نقلی آکر اتری کہا
ای برادر میر اسحر خداوند کو شاق ہوا مجھپر غصہ کیا کہ ان شاہزادیون کو کیون
گرفتار کر لائین انکو رہا کر دو مین نے انکو رہا کر کے رفیقون سے صلاح
کی کہ مین خدمت ہفت جوش مین جاؤن اُس سے صلاح کرون ہفت جوش

گے لیے یہی بہتر ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جاے کہ طلسم کشا کو اطمینان ہو وے
ماہ رخسار و رنگ آمیز نے بھی خوب سمجھا یا ہفت جوش خود گھبرا رہا تھا یہی
ظاہر ہوا کہ ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہی اور صحبت طلسم کشا مین ہو آئی ہی
اُسیوقت سوار ہوا اور ماہ رخسار و رنگ آمیز و قلزم نقلی اسطرح لگاکر
ہفت جوش کو لے چلین لوح اُسکے پاس جھولی مین رہتی ہی کہ اتفاقاً راہ مین
نجم نے ایک منزل پر کہا ای ہفت جوش تمکو خبر بھی ہی کہ قلزم جادو قتل ہوگئی
اب بہتر یہ ہی کہ لوح ہمارے حوالے کر دو ورنہ باعث خرابی ہی ماہ رخسار پہلو
مین آبیٹھی کہا والد نا مدار اطاعت طلسم کشا سے بڑے لطف اُٹھاؤ گے زمانۂ
قتل بقراط قریب آگیا تدبیر اُسکی ہو رہی ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی ایک
طرف رنگ آمیز آبیٹھی جھولی مین ہاتھ ڈالکر لوح نکال لی جب لوح نکل گئی تو
ہفت جوش بہت پراگندہ ہوا نجم نے کہا ای ہفت جوش نہ گھبراؤ تمھارا
بڑا مرتبہ ہوگا اور مشہور یہی ہوگا کہ لوح ہفت جوش نے لاکے دی اور
یہی منسوبات مین لکھا ہی کہ لوح طلسمی ہفت جوش نذر دیگا اب بقراط
ناحق کے نخرے کر رہا ہی پہلے تو اپنے ہاتھ سے لکھ چکا کہ طلسم فلان زمانے
مین فتح ہوگا اب چاہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤن مگر حقیقت مین جسقدر وہ سحر کریگا
ہم سب عاجز ہو جائینگے بناے اقبال مندی دیکھو کہ کون کون سے
ساحر و شاہزادیان مطیع سرکار ہوئین ہم لوگ چاہینگے کہ وہ سحر کرے
اور طلسم کشا عاجز ہون اپنی جان لگا دینگے رنگ آمیز نے کہا ای نجم لوح میرے
قبضے مین آئی اب مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت جوش نے
بہ نگاہ حسرت اطرف نجم کے دیکھا نجم کو اُسکی حیرانی پر رحم آگیا لوح ہاتھ سے
رنگ آمیز کے لے لی اور کہا ای ہفت جوش تم رنجیدہ نہ ہو ہم لوگ اِسکے
خواہان نہین ہین کہ لوح کا دینا تمھارے ہاتھ سے موقوف رکھین جب سامنے
طلسم کشا کے پہونچو گے تو لوح تمھارے ہی ہاتھ سے دلوائینگے ہفت جوش

رضامند ہوا نجم نے لوح لیکر پاس اپنے رکھ لی پھر لشکر تیار ہوا صحراے زمردنگار
کے قریب پھونچا ہی لشکر طلسم کشا سے اتنا بُعد ہی کہ نشان اُڑتے معلوم ہوتے ہین
تمام صحرا سرخ پھولوں سے بھرا ہی نجم نے کہا آج اسی مقام پر رہو صبح ہوتے ہی
پھونچ جاوینگے لشکر اُتر پڑا اگرچہ شاہزادیون نے قصد کیا کہ ہم خدمت طلسم کشا مین
رات ہی کو جاوین مگر نجم نے منع کیا کہ سب ساتھ ہی چلنا شاہزادیان اور نجم
و ہفت جوش ایک ہی بارگاہ مین سوئے دو پہر رات گئے لشکر مین ہنگامہ
ہوا اہل لشکر جلنے لگے وہ جو پھول سرخ تھے شرارے نکلنے جسپر گرا وہ جلکر
خاک ہوا پہلے سب سے ہفت جوش کی آنکھ کھلی بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ
ملکہ یاقوت سرخ پوش دریاے یاقوت مین غوطہ زن ایک نخل کے سائے
مین کھڑی سحر کر رہی ہی ہفت جوش نے جو یاقوت کو دیکھا دلیر ہوا سوچا کہ
اب کوئی کیا کر سکتا ہی لوح طلسم لیکر نکل چلون چپکے چپکے قریب نجم کے آیا لوح
جھولی سے نکال لی جب لوح نکال چکا تو گھبرایا ہوا باہر آیا آکر ایک وہ پتھر زمین
پر مارا کہ دریاے آب نے جوش کیا آپ دوڑا ہوا قریب یاقوت کے آیا
کہا اے یاقوت سرخ پوش تو نے اِسوقت یہ کمال کیا کہ لوح خدمت طلسم کشا
مین جاتی تھی اگر آج سحر ہو جاتی تو صبح تھی لوح طلسم کشا کو ملجاتی مین لوح نکال
لایا اب تمکو اختیار ہی یاقوت نے کہا نجم جب بیدار ہوگا تو کیا فکر کریگا ایسا
نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جاے مگر تم تو دریاے قلزم پر جاؤ مین ان سب کو
تباہ کر کے لشکر طلسم کشا پہ جاتی ہون ہفت جوش تو بھاگا لوح جھولی مین
رکھی دریاے قلزم مین جاکر چھپا مگر یاقوت کھڑی سحر کر رہی ہی ارسطوے
ثانی کہ برسر طلایہ لشکر نور الدہر مین تھے جانتے تھے کہ نجم اختر شناس اپنے
ہمراہ ہفت جوش کو لیے ہوے آتا ہی سامنے اُترا ہوا ہی یکایک ہنگامہ سُنا
ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ آگ پانی کا جوش ہی ایک طرف دریا ڈبو رہا ہی اور
ایک طرف آتش گر رہی ہی ہزارہا آدمی جل گئے ہین جست کر کے آیا آکر دیکھا

یاقوت سرخ پوش کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو للکارا کہ او مکارہ مخفی ہو کے
سحر کرتی ہو زبدہ امیران عالم کے تو سامنے آ ارسطو نے خدمتگارون سے پوچھا
کہ نجم اختر شناس کیا کر رہے ہین خدمتگارون نے کہا آرام فرمارہے ہین ارسطو
نے اگرچاہا کہ نجم کو بیدار کرون نجم نہ جاگے اور سحر نے ترقی کی ارسطو نے
نکلکر آگ کو پانی سے روکا پانی کو آگ سے دفع کیا یاقوت نے دیکھا کہ اب
لشکر مین انتشار نہ رہا قضائے کار نورالدہر بدیع الزمان سو رہے تھے
کہ شبرنگ نے آکر جگایا کہا او شہریار چلیے لوح محفوظ گلے مین ڈال لیجیے لباس
طلسمی و سلاح طلسمی زیب جسم کیجیے نورالدہر نے اُٹھکر اپنے کو آراستہ کیا
چاہا سوار ہون کہ ہمارے مرصع پوش حاضر ہوئین عرض کی او شہریار کنیز جاکے
انتظام کرتی ہو یاقوت کی کیا حقیقت ہو کہ لشکر نجم کو تباہ کرسے مگر زبانی شبرنگ
کی معلوم ہوا کہ یاقوت نے ایسا سحر کیا ہو کہ نجم بیدار نہین ہوتے مگر تعجب ہو
کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز کیون نہین نکلکر لڑین ملکہ ماہ رخسار اگر نکلتین تو ملکہ
یاقوت کے سحر کو دفع کر دیتین یہ کہکر ہمارے مرصع پوش چلی چلی اسکے بعد
نورالدہر سوار ہوئے شبرنگ ہمراہ ہو مگر ہمارے مرصع پوش اُسوقت
پہونچین کہ دور سے دیکھا یاقوت وارسطو سے رد و قدح ہو رہی ہو مگر
یاقوت نے ران کاٹ کر خون اپنا چلو مین لیا طرف آسمان کے پھینکا ایک
ابر یاقوتی ایسا تیار ہوا کہ لشکر پر آگ پانی برسنے لگا اور دوسری تاثیر یہ پیدا
ہوئی کہ اگر سوار و پیدل چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکلجائین تو جسنے نکلجانے کا ارادہ
کیا اُسکے سامنے دریاے قہار دیکھا مچھلی نے نکلکر اُسکو کھینچ لیا کئی ہزار آدمی
دریا مین ڈوبے کئی ہزار کو شعلۂ آتش نے جلایا لشکر مین ہنگامہ ہو نہ بھاگ کے
بچتے ہین نہ اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہین ارسطوے ثانی ہر چند سحر کرتے ہین مگر
مچھلیان دریا سے نکل رہی ہین جسپر گرین اُسکو کھینچکر لیگئین دریا مین گرادیا
جو اپنے مقام پر بیٹھے ہین وہ جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین ہر ایک

فریاد و فریاد کر رہا ہی کوئی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی کہ ای رب کارساز
وای خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیری رحیمی اور کریمی کے امید دار ہین
اپنی حقیقت کو خوب جانتے ہین نظم

چہ بودی غور کن در ابتدا چیز — چہ باشی بعد وقت انتہا چیز
ترا حاصل شود گنجینہ از خاک — کہ ہست این خاکساری کیمیا چیز
ز الطاف خداوندی چہ دور است — اگر سازد خدا ناچیز را چیز
کند گر جمع دولت مند دولت — برد با خود چہ زین دولت سرا چیز
بغیر از بندگی چیزے نباشد — متاع قیمتی و بے بہا چیز +

ہمائے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا اور ابر پر نگاہ ڈالی کڑک کر بلند ہوئی برق بنکر گری ابر کے ٹکڑے اُڑا دیے جب ابر پھٹا تو دیکھا کہ ایک جادوگر چہرہ سرخ و سفید خون ہاتھ سے ٹپک رہا ہی اُسنے للکارا کہ ای ہما غضب کیا کہ میرے سامنے آگئین میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گی یہ کہکے خون بھرے ہوے ہاتھ ہلاے ہمائے مرصع پوش پر بارش شعلہ ہاے آتش ہونے لگی مگر ہما کے پہلو سے مینھ برس رہا ہی شعلے قریب نہین آتے جو شعلہ گرا قطرۂ آب نے اُسکو بجھا دیا شعلون کو بجھا کر ہمائے مرصع پوش پھر کڑکی اور دھوان منھ سے چھوڑا ساحر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہما نے آنکھون سے اشارہ کیا آنکھین رشک دیدۂ غزال تھین آنکھون نے جو گردش کی ساحر دیوانہ ہوگیا گریبان پھاڑ ڈالا پکارتا تھا کہ ای ماہ تمام اب امیدوار ہون میرے پاس آئیے نظم

ولین گھر کرکے منھ انکھو سنے چھپاتے ہو عبث — نازو انداز سے باہر ہوے جاتے ہو عبث
چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث — بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث
ای بتو تمکو بھی دعواے اُلوہیت ہی — توڑ کر دلکو مرے کعبے کو ڈھاتے ہو عبث
عاشقو نسے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا — داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہی سرائے فانی | اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث
مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین | ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث
جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہین | آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
بوسے لیتا ہون تو وہ کہتا ہی رشک یوسف | گرگ کیطرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعرو فکر دہان و کمر یار نہ ہو | سر مخفی ہین زبان پر انہین لاتے ہو عبث
سایہ ان کا جیلو آتش نہ بہت یارے تم | دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ہما کے آیا ہما نے اشارہ کیا کہ یاقوت کا سر لاؤ یا تو یاقوت آسمان پر سحر کر رہی تھی یا دیکھا وہ ساحر آتا ہی للکاری او نالایق مین نے عمر بھر تجھکو بھوگ دیا آج ایسا گیا یہ صورت اصلی نہین ہی خبردار پلٹ جا مگر وہ ساحر نہ رکا قریب یاقوت پہونچا جب یاقوت نے دیکھا کہ یہ ساحر نہین رکتا کارد سحر جھولی سے نکالی اور آواز دی پلٹ جا ہرچند یاقوت نے اسکو منع کیا مگر ساحر زبردست کب مانتا ہی آخر ناچار ہوکر یاقوت نے خبردار خبردار کہکے کارد سحر کھینچ ماری کہ ساحر کے سینے پر پڑی توڑکر پشت کے پار گذری جب وہ ساحر زمین پر گرا تو یاقوت نے زانو پیٹ لیا کہنے لگی ہائے یہ بڑا پیر مارا گیا ای ہمائے مرصع پوش آج میرا وہ سحر مٹا یا کہ سامری و جمشید نے اسکا ثانی نہین تیار کیا لیکن مین اب نہ ہٹونگی اور تمھارے سحر کو کب مانتی ہون ہما کے بھی سحر دفع کرنے لگی اور ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ ارسطوے ثانی کو مارون کہ ایک طرف سے نعرے کی آواز شاہزادہ نور الدہر کے آئی نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی | کہ شاہانش جہانگیر و ملک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش | عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم | لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم | شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ نور الدہر کی صدا سنکر کانپ گئی یہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی نور الدہر

لڑتے بھڑتے قریب یاقوت کے پہونچے یاقوت نے کئی پہلو ان مقابلے مین
نورالدہر کے بھیجے عکس لوح محفوظ پڑا جلکر رہگئے جب اِس سے بھی عاجز ہوئی
تو آواز دیکر و سنک دی کہ ای فیلان تہمتن طلسم کشا کو لینا صحرا سے ایک ڈھڑ کی
کی آواز آئی دیکھا ایک فیل مست سونڈ مین ایک حربہ لپٹا ہوا اُسکو ہلاتا ہوا
قریب نورالدہر کے آیا اِسطرح کا نعرہ کیا کہ ہرچند مرکب طلسمی زیر ران ہی لیکن
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا نورالدہر گھوڑے سے کود پڑے فیل نے حملہ کیا مگر
نورالدہر نے بھسونڈے پر ہاتھ ڈالدیا دونوں پاتون اُسکے پانوں سے
اَڑا کر ایک جھٹکا مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی کا مارے جانا تھا کہ
یاقوت غصہ مین سرخ ہوکر جا پڑی تلوار کا ہاتھ مارا نورالدہر نے لوح محفوظ
چمکائی یاقوت بھی رنگ بدلنے لگی آخر کو ایک مقام پر جب یاقوت کا رنگ
بدرنگ ہوا اُکھڑی ہوگئی شاہزادہ نورالدہر نے ہاتھ تیغۂ طلسمی کا چمکا کے
مارا یاقوت جادو کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت کا مارے جانا کہ نجم ہوشیار
ہوا ماہ رخسار و رنگ آمیز بھی ہوشیار ہوکر اُٹھین آکر طلسم کشا کے قدمونکو
بوسہ دیا نجم نہایت شرمندہ ہوا کہا ای شہریار بڑا افسوس یہ ہی کہ ہفت جوش
نکل گیا اور مین اِسکے سحر مین تھا حقیقت مین یاقوت کے سحر مین مین ایسا مبتلا
تھا کہ ہوشیار نہ ہوتا تھا جب آپ نے یاقوت کو مارا تب ہوشیار ہوا اب
دریاے قلزم پر چلنا ضرور ہوگا نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کل لشکر
تیار ہوا جب نورالدہر یہان آئے تھے تو سب سردار آکر موجود ہوگئے
اب کل لشکر تیار ہوکر چلا مگر نورالدہر کو نہایت قلق ہوا فرمایا کہ ای ملکہ
ماہ رخسار تمھاری مشقت ضایع ہوئی رنگ آمیز رونے لگی کہا ای شہریار کیا
عرض کرون مین نے قربان پیش کیا تب ہفت جوش راضی ہوا اُسکو لیکر
چلی تھی ہرچند کہ بڑی بلا دفع ہوگئی کہ قلزم قتل ہوئی قلزم کی وجہ سے بڑا زور
ہفت جوش کو تھا اب اُسکا بازو ٹوٹ گیا اب نورالدہر تو کوچ کیے ہوے

جانتے ہین مگر ہفت جوش لوح لیکر جو بھاگا سامنے بقراط ثانی کے آیا لاکر لوح
پیش کی کہا یا خداوند مین نے بڑا کمال کیا جان اپنی لگادی لوح لایا ورنہ مجھکو تو
میری بیٹیان سمجھا کرلے چلی تھین کئی منزلین بھی مین نے طے کین مگر راہ مین
ملکہ یاقوت سرخ پوش نے مجھکو اطلاع کی کہ مین آکر سحر کرونگی تم لوح لیکر
بھاگو تب مین لوح لیکر نکل آیا اب جو فرمایئے وہ بجالاؤن آپ لوح اپنے
پاس رکھیے غلام کو مہلت حاصل ہو اب سرداران طلسم کشا میری فکر مین ہین
دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہو بقراط اسوقت نشے مین بیٹھا تھا نازنینان چین
کے ساتھ عیش کر رہا تھا کہا ای ہفت جوش تم جاکر دریاے قلزم مین رہو
جسوقت طلسم کشا دریاے قلزم پر پہونچے گا اسوقت مین خود آؤنگا طلسم کشا
کے ہاتھ سے تمکو بچاؤنگا ہفت جوش مجبور ہوا ناچار ہو کر خدمت بقراط سے
پلٹا دریاے قلزم مین ایک قصر اسنے بنایا ہی گلچہرہ معشوقہ اسکی رہتی ہی مگر
اسکو ہمیشہ سے اس سے نفرت ہی جب ہفت جوش آتا ہی تو اپنے مقام سے
اٹھ جاتی ہی جہان اسنے کنیزون سے کہا کہ بلا لو تو کچھ حیلہ کر دیتی ہی آج جو آیا
تو بہت برہم آیا گلچہرہ بیٹھی ہوئی تھی کنیزون سے پوچھ رہی تھی کیون صاحبو
طلسم کا کیا انجام ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ہمنے سنا ہی کہ ہفت جوش لوح
لیکر بھاگ آیا ہی اور دونون بیٹیان اسکی کہ نہایت حسین وجمیل ہین ایک دام
عشق طلسم کشا مین پھنسی دوسری بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئی گلچہرہ بیٹھی
سن رہی ہو اور کہتی ہی کہ جیسا اس نگوڑے نے غدر ڈالا تھا ویسا اسکا پھل
پایا طلسم کشا کے ہاتھ سے نہ بچیگا یہ ذکر تھا کہ ہفت جوش آکر پہونچا مگر گھبرایا
ہوا بیٹھتے ہی اختلاط کرنے لگا گلچہرہ نے جھلا کر کہا ارے بھیا سیدھا بیٹھ پہلے
حال تو بیان کر کہ تجھپر کیا گذری کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہی ہفت جوش نے
کہا صاحب حسن نے طلسم کشا کے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کون کون
شاہزادیان جاکر دام محبت مین نہین پھنسین ابھی جاکر ملکہ ماہ رخسار طلسم کشا

کے حسن و جمال پر عاشق ہوئین اور رنگ آمیز نجم سے گرفتار ہوئی مہرو دلکشا
بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی تینون نے آکر مجھکو دیوانہ کر دیا مجھکو گھیر کر
لے چلی تھین مگر راہ سے لوح لیکر بھاگ آیا ہون اب وہ اسی طرف آتے ہین
حیران ہون کہ کہان جا کر چھپون بقراط نے تو یہی حکم دیا کہ دریا مین جا کے
رہو اور لوح اپنے پاس رکھو گلچہرہ نے کہا ارے اتنا تو ظاہر کر کہ اُن کے
لشکر کا افسر اعلی کون ہی ہفت جوش نے کہا ارسطوے ثانی کہ بڑا ساحر
زبردست ہی یاقوت کے سحر سے اُسی نے لشکر کو بچا لیا اُسنے اپنی جان دیکر
مجھکو نکالا اور کچھ نہ ہو سکا مین صرف لوح لیکر نکل آیا گلچہرہ مشتاق ہوئی کہ
مین لشکر طلسم کشا دیکھونگی ہفت جوش نے کہا لشکر طلسم کشا نے صحراے
محیط سے کوچ کیا ہی اور راہ مین صحراے نہ بر جدی مین آکر اُترے گا وہان
لشکر دیکھ لینا گلچہرہ کا شعور بھول گیا غصہ آگیا ہفت جوش کو جھڑکا کہا آپ تو جا کر
دریاے قلزم مین بیٹھیے مین ضرور جاؤنگی ہفت جوش دریا مین گیا اور ایک
گرداب مین چھپکر بیٹھا لشکر نور الدہر صحراے نہ بر جدی مین آکر اُترا دیکھا
تمام صحرا ویران خاک اُڑ رہی ہی صحراے ریگستان نخل کا کہین نام نہ نشان
اگر کوئی نخل ہی بھی تو وہ فاصلے پر لیکن وہ بھی گرمی ریگستان سے جلا ہوا اپنے
خار و شاخین مثل خنجر خم پیچ بیدم نور الدہر نے ارسطو سے پوچھا کہ یہ صحرا بہت
ویران معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آگے بڑھ چلو ارسطو نے
عرض کی کہ آج لشکر نے دن بھر رہروی کی ہی سب سردار تھک گئے ہین آج تو
یہین اُتر پڑیے صبح کو کوچ کیجیے گا غلام حفاظت کر لیگا ارسطو طلاے پر آیا
نور الدہر تو بارگاہ مین داخل ہوے ارسطو گرد لشکر پھر رہے ہین کہ شام
کو دیکھا ابر گھر کر آسمان پہ آیا مینھ برسنے لگا تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو
دیکھا کہ قدرت پروردگار سے پُر بہار ہوا طائران نغمہ سرا درختون پر آکر
بیٹھے اُنکی چہچہے زنی سے یہ صدا آتی تھی اہل لشکر کے دلونکو لبھاتی تھی نغمہ

کہانتک کیجیے آہ و فغان روز — نیا دیتا ہی غم اک آسمان روز
غم و رنج و الم کی دل مین جا ہی — یہی رہتے ہین گھر مین میہمان روز
جلا کرتا ہی سینہ سوز غم سے — نکلتا ہی مرے منھ سے دھوان روز
نہین اچھا دل بلبل جو کھانا — نہ جا سوے چمن تو باغبان روز
اگر ہی غیر کی صحبت سے انکار — کہو جاتے ہو آخر پھر کہان روز
خلش بلبل سے گلشن مین نہین گر — یہ کیون جاتے ہین گلچین باغبان روز
مرے گھر سے گئے غیرون کے گھر مین — نیا آباد کرتے ہین مکان روز
جلانا ہو اگر بلبل کو منظور — کرا ای گل جا کے سیر بوستان روز
کرو تیغ نگہ سے قتل مجھکو — تڑپتا ہی نہایت میہمان روز
ہمین سودا ے گیسو ہی وگرنہ — اڑاتے پیرہن کی دھجیان روز
سلامت ہی اگر صیاد و بلبل — بنا ے گی کہانتک آشیان روز
کبھی نکلا نہ ارمان شہادت — ہوا ہر چند میرا امتحان روز
جو وہ آئین تو اپنے دلمین جا دون — پڑا رہتا ہی خالی یہ مکان روز
تلاش یار سے آیا ہی عاجز — شفیق خستہ دل جائے کہان روز

[illegible]

یہ آواز سنکر ارسطوے ثانی طرف طائرون کے دیکھ رہے ہین اور دل مین یہ خیال آرہا ہی کہ بقراط ثانی کو کیون چھوڑ آیا چلکر اُسی کے پاس حاضر ہون شاید مہربانی کرے اگر اُسنے خطا معاف کی تو عہدہُ جلیل ملیگا اِس سوچ مین کھڑا ہی دل سے باتین کر رہا ہی مگر قضاے کار گلچہرہ بعد جانے ہفت جوش کے اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون سے کہا مین لشکر طلسم کشا دیکھنے جاتی ہون یہ کہکر طاؤس پہ سوار ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے چلی راہ مین جاتی تھی کہ زبرجد جادو واسطے آباد کرنے جنگل کے جاتا تھا گلچہرہ نے پوچھا کہ ای زبرجد کہان جاتے ہو زبرجد نے جو گلچہرہ کو دیکھا بیتاب ہو گیا کہنے لگا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہان جاتی ہو گلچہرہ نے کہا واسطے

دیکھنے لشکر طلسم کشا کے جاتی ہون زبرجد نے کہا اب لشکر کی کیا سیر کروگی
مین جاتا ہون وہ تدبیر کرون کہ ملازمان طلسم کشا طلسم کشا کے دشمن ہوجائین
سب ملکر قتل کرین بڑا تحفہ جو اُنکے پاس ہو وہ بھی نکال لین گلچہرہ سوچی کہ وہ
لوگ تو ناواقف ہین اسکو اپنا مشتاق بھی پایا اُسی کے تخت پر آ بیٹھی مگر
دلکو یہی خیال ہو کہ لشکر طلسم کشا کو بچاؤن اور ہفت جوش نے جو ارسطو
کا ذکر کیا ہو کہ ارسطوے ثانی ہمکو بڑا مرتبہ حاصل ہو دیکھون اب کیا رنگ ہو راہ
مین زبرجد سے کہا کچھ شراب کا چرچا کرو اُسنے جھولی سے بوتل نکالی نگینہ لعل
کا گلچہرہ کی انگوٹھی پر تھا انگوٹھی اُتاری اُسکو چبا کر شراب مین ڈالدیا اور
زبرجد کو جام شراب پلایا متواتر کئی جام پلاے یہان ارسطو سیر کرتے
پھرتے ہین اور دلکو تردد ہو سوچتے ہین کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا کو پاس
بقراط کے پہونچاؤن ناگاہ ارسطو نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت آیا
اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہو آتے ہی اُسکے تمام صحرا سبز ہونے لگا طائر
آشیانون سے نکلے مگر ایک معشوق پریچہرہ اُسکو شراب پلا رہی ہو کئی جام
پلاے مگر نگاہ ارسطو پر پڑ رہی ہو دیکھ رہی ہو کہ کیا جوان باوضع ہو حقیقت
مین اب ارسطو کا بڑا زور و شور ہو ارسطو دیکھ رہے ہین کہ وہ ساحر بیٹھے
بیٹھے گھبرایا کہا اے جان جہان میرا جی متلاتا ہو اُس مہ جبین نے کہا پھر مین کیا
کرون جاگے تو کرو کیون دیر کرتے ہو یہ کہکر اُسنے منھ جھکایا خون کے لختے
نکلنے لگے تھوڑی دیر مین لڑکھڑا کے تخت پر گرا گلچہرہ نے اُسکو قتل کیا اور
پکار کر آواز دی اے ارسطو یہ احسان نہ بھولنا مین نے زبرجد کو مارا خیال
تو کرو اُسکے سحر مین تم مبتلا ہوچکے تھے الفاظ دشمنی طلسم کشا سوچ رہے تھے
تھوڑے عرصے مین جاتے یقین ہو طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوتے
وہ ایسا جوان ہو کہ کسی سے رک جاتا لوح محفوظ گلے مین سلاح طلسمی زیب
جسم تیغہ طلسمی سے جنگ کرتے ہین ایسا ممکن نہ تھا کہ تمسے رک جاتا ارسطو نے

جواب دیا ای معشوق پریچہرہ تیرا بڑا احسان ہوا تو نے مجھکو دشمنی سے طلسم کشا کی بچا لیا ورنہ حقیقت مین باعث خرابی تھا گلچہرہ نے کہا ای ارسطو خیال رکھنا ہم اب جاتے ہین اگر بن پڑتا ہی تو ہفت جوش کو لیکر آتے ہین ہر چند کہ مین اُسکی معشوقہ ہون مگر آجتک اُس سے ہم بستر نہین ہوئی ہر روز کچھ نہ کچھ حیلے کرکے ٹال دیتی ہون ارسطو اِسکی باتون سے بہت خوش ہوے ہاتھ باندھکر کہا ای معشوق خوبرو ہمکو بھی اپنا چاہنے والا جانیے ضرور سرفراز کیجیے گا نظم

بیتاب دل بہت ہی کہانتک سنبھالیے
لللہ وصل کی کوئی صورت نکالیے

دینا اگر ہی بوسہ تو دید یجیے حضور
اب ایسی ویسی باتون مین مجکو نہ ٹالیے

فرقت مین تیری ای یم خوبی شب فراق
آنکھون سے ہمنے کتنے ہی دریا بہالیے

عاشق پہ ایسا جور و تعدی نہ چاہیے
گھر سے نہ اپنے بے سروسامان نکالیے

کیونکر گمان نہ ہو سپید گلفروش کا
ہاتھون پہ اُسنے داغ دیے ہمنے کھالیے

ہم رند بادہ نوش ہین رکھتے ہین تو کرتی ہی کام
دیکھین نہ خضر آئین جو آب بقا لیے

زلف دوتار کھاکے وہ کہتے ہین تار سے
سودا یہ مول لیجیے اب سانپ پالیے

بوسہ ملا نہ ہمکو عوض دل کے جب شفیق
سمجھے کہ لکھنؤ کے ہین محبوب چالیے

اِسطرح یہ اشعار ارسطو نے پڑھے کہ گلچہرہ کے دلپر تاثیر ہوئی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا اچھا صاحب رخصت ہو گلچہرہ گھبرائی ہوئی آئی ہفت جوش کو بلوا بھیجا ہفت جوش نے جو خبر سُنی کہ معشوقہ نے بلایا ہی دوڑا ہوا آیا آکر دیکھا کہ معشوقہ رو رہی ہی بال نوچ ڈالے ہین سر ٹپک رہی ہی الماس کی انگوٹھی نکالکر رکھی ہی کہ کھا لون جیسے ہی ہفت جوش آیا دامن پکڑکر کہا او بے حیا صاف صاف تو یہ ہی کہ مین بہت بیقرار و بیتاب ہون نظم

وصل کی گو کہ نہ ہمسے کوئی تدبیر بنے
اب جو وہ آئین تو بگڑی ہوئی تقدیر بنے

اُنکی منت ہی جنون جوش پہ اپنا یارب
اُنکی سونے کی مری آہنی زنجیر بنے

مین نے دلمین جو تری شکل کا نقشہ کھینچا
کھینچے مانی بھی تو پھر ایسی نہ تصویر بنے

تازہ عاشق ہون دل زار بھی اب ڈرتا ہی | مجھکو پھانسی نہ تری زلف گرہگیر بنے
کیا تعجب ہی لہو دودھ اگر بنتا ہی | حکم خالق ہو تو پانی کا ابھی شیر بنے
عشق اُس صید فگن کا جو نہین تمکو شفیق | کو بکو پھرتے ہو کیون صورت نخچیر بنے

ای ہفت جوش مجھکو خوف تمھاری جان کا ہی طلسم کشا تا بہ صحراے زبرجد پہونچ
چکا ہی ہرچند کہ تمنے سحر کرکے منزلون کا بُعد کر دیا مگر سکندر ثانی کہ بلاے روزگار
ہی اگر وہ جان جائیگا تو دریاے قلزم مین گھس پڑے گا تم کہان چھپوگے اور
مجھکو سب سے زیادہ رونا یہ ہی کہ مجھکو کون پوچھے گا بہتر یہ ہی کہ پاس طلسم کشا کے
چلے چلو آج مین نے وہ سامان دیکھا کہ میرے ہوش اُڑ گئے اِس زور و شور
سے آتے ہین کہ اگر قلعۂ آہن راہ مین حائل ہو تو اُسکو بھی توڑ ڈالین گے دریا
کی کیا حقیقت ہی سکندر ثانی کہ بے مثل و لاثانی ہی اکثر بقراط کا سامنا پڑا اگر
غالب نہین آیا تو مغلوب بھی نہین ہوا تمھاری کیا حقیقت ہی ایک سحر مین دریا
کو خشک کر دیگا بہتر یہ ہی کہ چپکے چلو چلکر ملاقات کرو اور لوح نذر دو یقین ہی
کہ طلسم کشا خوش ہو جاے اِسطرح کے گلچہرہ نے فعل بچاے کہ ہفت جوش
حیران ہو گیا اور گلچہرہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو مین جاتی ہون مین
جا کر ملجاؤنگی اور یہ بھی خوب جانتی ہون کہ ارسطوے ثانی میری سفارش
کریگا زبرجد کو ایک سحر مین مارا ہونٹ نہ ہلا سکا آخرکار واصل جہنم ہوا اُسنے
سحر کیا تھا کہ سب لشکر کو دیوانہ کر دون ارسطوے ثانی نے اُس سحر کو اُلٹا کر دیا
کہ وہ خود بھی دیوانہ ہوا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا ہفت جوش یہ سنکر بہت
گھبرایا کہا ای گلچہرہ تم چلو طلسم کشا سے صفائی کرو مین خدمت بقراط مین ہوکر
آتا ہون گلچہرہ نے کہا اگر وہان جاؤ گے تو اُلٹے ہوکر آؤ گے وہ سمجھاے گا
تم خوف کھا کر گھبراے ہوے آؤ گے مجھکو ترود ہوگا مین کیا دفعیہ کرونگی مجھکو
خوف یہ ہی کہ مین تنہا نہ ہو جاؤن مجھکو بیوہ ہونے سے بچاؤ یا سوار ہو یا مجھکو
جواب دو اِسطرح جو گلچہرہ نے سمجھایا اور حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بھی

بیان کی ردِ خدائی خداوند لقفر اط خوب تفریح سے بیان کی کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ
بھاگتا پھرتا ہی اور اہل اسلام نے پیچھا کیا ہی طلسم ظاہر مین کیا اِسکے انتظام تھے
کس زور و شور سے مصروف عیش رہتا تھا اِن باتون سے گلچہرہ کی ہفت جوش
کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا وعدہ کیا کہ چلو مین تمھارے ساتھ
ہون مگر میرے لیے کوئی ذلت نہ ہونے پائے یہ سُنکر گلچہرہ قہقہہ مارکر ہنسی کہا
او ہفت جوش یہ انتظام مین نے پہلے کر لیا کہ اُنکا سردار رفیق جو ہی ارسطو
اُس سے ملاقات کی وہ ہمکو بخوبی پہچانتا تھا تم چلو سردار استقبال کو آوینگے
طلسم کشا تمکو پہلو مین بٹھائینگے ہفت جوش نے اُسی وقت دریا پر آکے
آواز دی ہزارہا پھلیان نکلین ہفت جوش نے اشارہ کیا اندر سے دریا کے
خیمے بارگاہین بڑے بڑے جادوگر کئی سو رفیق ہفت جوش کو پوچھتے ہوے
نکلے کہا اے شہنشاہ کیا ارادہ ہی ہفت جوش نے کہا صاحبو تم سب کی جان کی
حفاظت کرتا ہون خوف یہ ہی کہ طلسم کشا یہان آئیگا تو تم سب مارے جاؤگے
کسیکی جان نہ بچیگی اُسیوقت ہفت جوش تیار ہوا سردار قریب اِسکے گھوڑے
کے اِسکو گھیرے ہوے بہ اِخفا پوچھ رہے ہین کہ ہمسے صاف صاف کہیے کہ آپ کا
کیا ارادہ ہی ہفت جوش نے کہا اب میری زوجہ نے سمجھا دیا مین سمجھ گیا کہ حاضر
ہونا خدمت طلسم کشا مین ضرور ہی تم سب کو عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
سب سردار خوشی ہین وہ ایک منزل طے کی ہی گلچہرہ اُسکو تسکین دیتی ہوئی جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آکر لشکر اُترا دیکھا سامنے ایک لشکر اُتر رہا ہی اور ایک سردار
نیلم پوش تلوار کاندھے پر ٹہلتا پھرتا ہی ہفت جوش نے ہرکارے بھیجے
کہ دریافت توکرو یہ کسکا لشکر ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے کہ نقد روح
روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان ہین یاقوت جنگی ہمراہ ہی ارادہ
ہی کہ جاتے ہی دریا پر بلوہ کرین ہفت جوش نے یہ خبر سُنکر معشوقہ سے کہا کہ
یہ ہم چشم نور الدہر ہی اگر کہو تو اِنسے جاکر ملاقات کرون گلچہرہ نے کہا چلو مین

بھی ساتھ چلونگی اُن سے ملاقات کرلینا ضرور ہی جب آگاہ کروگے کہ مین لوح لیکر
خدمت نورالدہر مین جاتا ہون تو وہ خوش ہوجائین گے بلکہ کچھ لوگ بھی ساتھ
کردینگے کہ وہانتک بخیر وعافیت پہونچ جاؤگے ہفت جوش نے جھولی اپنے بائین
ہاتھ پر ڈالی گلچہرہ بھی ساتھ ہوئی ہمراہ ہفت جوش کے چلی یہان ایرج نوجوان
آکر بیٹھے کہ شاپور دوڑا ہوا آیا خبر دی کہ اے شہریار مبارک ہو کہ ہفت جوش
مالک دریاے قلزم ہی اور لوح اسی کے پاس ہی آپ کی خبر سنکر آتا ہی باعزاز انکو
بٹھایئے اور لوح لیجیے ایرج نوجوان خوش ہوگئے کہا ای یاقوت جنی دیکھو اب
خواجہ زادون کا کہنا خلاف ٹھہرتا ہی ہمنے جو کہا تھا کہ دریاے قلزم پر چلو وہی
مناسب ہوا اب لوح مجھکو ملیگی تم لشکر کو لیکر آنا مین براے طلسم کشائی جاؤنگا
مرحلہ جات فتح کرونگا ایک ہفتے مین پلٹ آؤنگا مال طلسمی لیکر نکلونگا پہلے آکر
نورالدہر سے ملاقات کرون اور سامنے دادا جان کے مال پیش کرون
اور بیان کرون کہ بے کوشش مجھکو لوح پہونچی نورالدہر نے سالہا سال کی
مشقت بیکار اُٹھائی مین کہتا تھا کہ اِس طلسم کا فتاح مین ہون منازل عجائب
وغرائب کا سیاح ہون اب یہ دنگل رستم کا نام تو لین یقین ہی کہ نورالدہر دنگل
سے ہاتھ اُٹھائین اور دنگل مجھکو ملجاے چند سردارون کو اِشارہ کیا کہ جاکر
استقبال کرکے ہفت جوش کو لاؤ اور دربار مین ہماری تعریفین کرنا کہ ایسے
جوہر شناس ہین نیلم زنگی وفیلم زنگی ویاقوت جنی براے استقبال چلے راہ
مین ہفت جوش آتا تھا دیکھا اِسنے کہ چند سردار واسطے استقبال کے آئے
اور بڑے خلق سے ملاقات کی کہا چلیے آپ کو ہمارے آقا نے بلایا ہی ہفت جوش
نے کہا مین خدمت طلسم کشا مین جاتا ہون خبر پائی کہ لشکر ایرج نوجوان کا آتا
ہوا ہی مین نے کہا کہ چلکے اُنسے بھی ملاقات کرلون کسی سردار کو میرے ساتھ
کردین کہ بہ حفاظت بعد کو خدمت طلسم کشا مین پہونچادے سبنے کہا ای ہفت جوش
تم دھوکا کھاتے ہو طلسم کشا یہ ہین ہمارے آقا نے کئی ملک فتح کیے چلکر لوح

انکو وو عہدہ سپہ سالاری لوہال طلسمی کے تمھین منتظم ہوگے خزانہ طلسمی بھی
تمھارے ہی قبضے مین رہیگا ہفت جوش حیران ہو کر طرف گلچہرہ کے دیکھنے
لگا گلچہرہ نے کہا صاحب ہم خوب جانتے ہین کہ نور الدہر طلسم کشا ہین یاقوت
جنی نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو لوگون نے خلاف مشہور کیا ہی ہمارے آقا
جری و بہادر ہین زیادہ جادوگر اپنے ہمراہ نہین لیے زیادہ لشکر اپنے ساتھ
رکھنا عیب جانتے ہین تمھین ان باتون سے کیا کام ہی لوح تو لیتے آئے ہو
ہفت جوش کے منھ سے نکلگیا میری جھولی مین لوح ہی مین تو برائے ملاقات
نور الدہر جاتا ہون مین بخوبی سن چکا کہ وہی طلسم کشا ہین اور گلچہرہ سے اشارہ
کیا کہ صاحب پلٹ چلو ایسا نہ ہو کہ وہ لوح مانگین لوح سے میری آبرو ہی مین
لوح نہ دونگا یہ سنکر شاپور نے سردارون کو اشارہ کیا تم لوگ خاموش ہو
مین ابھی لوح لیے لیتا ہون یہ کہکے شاپور نے جیب سے ایک سیب نکالا
اسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا ہفت جوش کو دیا اور دوسرا گلچہرہ کو دیا
ان دونون نے پوچھا اے معتمد والاگہر اسکو کیا کرین کہا لوح دینے نہ دینے
کا تمکو اختیار ہی مگر دربار فرزندان صاحبقران کا دستور ہی کہ جب انکے
سامنے کوئی ساحر آتا ہی تو پہلے سیب کھا لیتا ہی کہ دہن مین خوشبو رہے بدبو
جاتی رہے ایک ٹکڑا ہفت جوش نے کھایا دوسرا ٹکڑا گلچہرہ نے نوش
کیا چند قدم چلے تھے کہ لڑکھڑا کر گرے عورت و مرد دونون بیہوش ہوے
شاپور نے لوح جھولی سے نکال لی اور لیکر بھاگا ان دونونکو یہین پڑا
رہنے دیا تھوڑی دیر مین جو ہوا چلی دونون ہوشیار ہوے ہفت جوش
نے گلچہرہ سے کہا کہ لو صاحب لوح طلسم لے گئے گلچہرہ نے سر پیٹ لیا اور
کہا کہ اب نور الدہر کو کیا منھ دکھائین گے ہفت جوش نے کہا صاحب اب
کیا کرین گلچہرہ نے کہا خدمت مین آقا کی چلو انسے بیان کر دینگے کہ اسطرح
پر لوح ہم لیے آتے تھے ایرج نوجوان کی ملاقات کو چلے انھون نے چند

سرفرار برائے استقبال بھیجے عیار انکا ساتھ تھا اُسنے ہمکو سیب کھلا کر بیہوش
کیا ہم بیہوش ہوے وہ لوح نکال لیگئے رہ انتقام کرینگے مگر اب ہمنا ظرہ
مناسب نہین ہفت جوش معشوقہ کو ساتھ لیکر پلٹا یہان ایرج بیٹھے تھے
کہ شاپور خوش خوش آیا کہا اے شہریار مین لوح لے آیا ایرج نے جلدی لوح
لیکر گلے مین ڈال لی چاہا کہ پڑھون لوح کی پیشانی پر یہ تو لکھا ہے کہ لوح طلسم
خیال سکندری ہے آگے کچھ حکم نہین نکلتا ایرج نے حیران ہوکر کہا کہ اے
یاقوت جنتی لوح مین کچھ حکم نہین نکلتا یاقوت نے کہا اے شہریار یہ صحراے
مرجان مشہور ہے اسی صحرا مین ایک چشمہ ہے کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین آپ
اُس چشمے پر جایئے لوح کو چشمے مین غوطہ دیجیے حروف ظاہر ہونگے ایرج اُسیدم
لوح کو گلے مین ڈالکر تیغہ ٹیک کر اُٹھے جب باہر نکلے تو شاپور عقب مین
ادھر اُدھر دیکھتا ہوا جاتا ہے ایرج بہت خوش ہین طرف چشمۂ فیض کے
جاتے ہین ایرج گھوڑے کو مہمیز کر رہے ہین کہ جلد چشمۂ فیض پر پہونچون
اور لوح کو غوطہ دون نواحی طرف سے برائے فتاحی مرحلہ جات جاؤن
تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک نخل کی طرف سے رونے کی آواز آئی
پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین غرق دریاے جواہر بیٹھی ہوئی رو رہی
ہے وہ ہمدم پکارتی ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنی کریمی و رحیمی سے
آرزو میری پوری کر نظم بطور مسدس

رفیق دروریخ و غم خدا باشد خدا باشد بہر یک راز دل محرم خدا باشد خدا باشد	بوقت بیکسی ہمدم خدا باشد خدا باشد نباشد کس چو در عالم خدا باشد خدا باشد

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بناے قصر این عالم شود زیر و زبر روزے شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در روزے	شود پوشیدہ پستی و بلندی اند نظر روزے کند ہر خانہ دار از خانۂ عالم سفر روزے

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نہ شمع ہر وقت ماند در شبستان جہان روشن
نباشد از گل رنگین ہمیشہ بوستان روشن

نباشد مہر و مہ دائم بہ اوج آسمان روشن
نہ دور دوران بود ہر لحظہ ہر نام و نشان روشن

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

گرفتار بلائے مرگ گردد نیک و بد آخر
مسافر زین سرا رخت سفر بیرون برد آخر

بحال بیکسی و عاجزی جان میدہد آخر
ز اقلیم عدم ہر کس کہ آمد میرود آخر

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

یہ آواز سنکر ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی اور کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ خداپرست ہی کیا بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہی یہ سوچتے ہوئے قریب آئے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہ ای نازنین تو کون ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی ہمسے بیان کر ہم تیری فکر کرینگے اُس نازنین نے سر اُٹھایا ایرج کی نگاہ پڑی ایک نازنین مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن حسن دلفریب بے صبر و بے شکیب سر اُٹھا کر کہا صاحب تم کون ہو کہ جو مجھ دردرسیدہ کا حال پوچھتے ہو ایرج نے اپنا نام نامی بتایا اور منھ سے نکلگیا کہ ای نازنین جلد حال اپنا بتا مین کار ضروری کو جاتا ہون اُس نازنین نے کہا ای شہریار آپ کس کام کو جاتے ہین ایرج نے کہا مین چشمۂ فیض پر جاتا ہون لوح کو جا کر غوطہ دون کہ حروف پیدا ہون اُس نازنین نے اُٹھکر بلائین لین کہا ای شہریار آپ نے عجیب شی کا نام لیا مین امیدوار ہون کہ ذرا لوح مجھکو دیجیے مین آنکھون سے لگاؤن کہ میری آنکھین روشن ہون عجب پریشانی مین ہون ایک جادوگرنی نے مجھپر سحر کردیا کہ میری آنکھین بے نور ہوگئین ایک فقیر نے بتایا تھا کہ اگر

جب آنکھون سے مس کریگی آنکھین روشن ہو جائین گی مگر مین حیران تھی کہ لوح طلسمی
میرے پاس کون لائیگا مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ ایسے جری کے پاس لوح ہی
ذرا آنکھون سے لگا دیجیے ایرج نے لوح کو گلے سے اُتار ہاتھ مین اُس نازنین
کے دیا جیسے ہی لوح ہاتھ مین نازنین کے آئی کچھ منھ سے پڑھکر ایرج پر سحر کیا
ایرج اُسی مقام پر رہگئے وہ نازنین لوح لیکر یہ کہتی ہوئی چلی کہ منم مرجان جادو
دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج نے چاہا دوڑون قدم نہ اُٹھا گھوڑا اغرق زمین
ہوگیا ناچار ہوکر ایرج بہ حسرت دیکھ رہے ہین اور مرجان جادو نے لوح
جھولی مین رکھ لی جیسے ہی لوح اُسکی جھولی مین ہوئی اب ایرج نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے طرف صحرا کے جاتی ہی ایرج ہر چند
چیختے ہین مگر وہ کب جواب دیتی ہی تھوڑی دور جاکر پر پروانہ پیدا کیے جاکر آسمان
پر غائب ہوئی ایرج سحر مین پھنسے ہوے تڑپ رہے ہین کہ ای ایرج یہ کیا غضب
ہوا اسقدر مین نور الدہر سے شرمندگی ہوئی ہفت جوش جاکر اب کہے گا
کہ شاپور مجھسے دھوکے سے لوح لیگیا تو مین کیا جواب دونگا کبھی دعائین
مانگتے ہین کہ پروردگار اس آفت سے نجات دے یہ دعا مانگ رہے ہین
کہ شاپور آکر پہونچا اُسنے حال پوچھا ایرج نے کہا ای برادر غضب ہوا کہ لوح
مرجان جادو آکر لیگئی مجھکو سحر مین پھنسا گئی ملکہ بیتاب سحر جوش اور بلقیس
کو جاکر لاؤ کہ وہ سحر اُتارین مین چلکر لوح کی تدبیر کرون مین حیران تھا کہ کیون
نہین پڑھی جاتی مگر ای برادر لوح پھر مجھ ہی کو پہونچیگی اکثر اُفتاد پڑ جاتی ہی لیکن
انشاء اللہ لوح پھر پھر کے میرے پاس آئیگی شاپور نے لشکر مین آکر بیتا اور
بلقیس زعفران پوش سے سب حال بیان کیا سُنتے ہی دونون جادوگرنیان
دوڑین آکر ایرج پر سے سحر اُتارا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر چلین راہ مین
دونون جادوگرنیان حال پوچھنے لگین کہ ای شہریار یہ کیا معرکہ ہوا ایرج نے
جھنجلا کر جواب دیا اب اسکا حال نہ پوچھو جادوگرنیان خاموش ہو رہین اور

آپس مین کہتی ہین کہ آقا کو بڑی شرمندگی ہی لوح کھو کر آئے اب نور الدہر سے
کیسا حجاب ہوگا مگر ہفت جوش و گلچہرہ منزلین طی کر کے قریب لشکر نور الدہر کے
پہونچے تو گلچہرہ نے ہفت جوش کو ٹھہرایا ایک عرضی یون لکھی کہ جسکا مضمون
یہ تھا کہ ای ارسطوے ثانی مین ہفت جوش کو سمجھا کر لائی ہون ساحر آبرو دار
ہی دریا مین رہتا تھا لہذا بہ اعزاز پیش آنا اور لوح پر اُفتاد پڑی لوح عیار ایرج
نوجوان نے لیلی ہفت جوش بہت شرمندہ ہی آپ کو مناسب ہی کہ اُسکی آبرو
کیجیے ہم لوگ لوح کا پتہ لگائینگے لوح اُنسے پڑھی نہ جائیگی یہ قید لکھی ہوئی ہی کہ
طلسم کشا وہ شخص ہی کہ سلاح طلسمی زیب جسم ہو اور تیغۂ طلسمی سے کام کرتا ہو
لوح محفوظ زیب گلو ہو تب لوح پڑھی جائیگی لوح وغیرہ کا سب حال مفصل لکھا
وہ عرضی ایک طائر کو دی طائر اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ دربار شاہزادہ
نور الدہر جمع ہی سب ساحران نامی و پہلوانان گرامی حاضر دربار ہین کہ وہی
طائر عرضی گردن مین بندھی ہوئی آکر شانے پر ارسطو کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا کہ اُس زمزمہ سے یہ آواز آتی تھی نظم

کشتۂ اِک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا — استخوانون مین مزا پاتے ہین سنگ بادام کا
ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے — دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تحفۂ میت فراق یار مین معراج ہی — وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی — زیر پا ہر اِک قدم ہی یان محل آرام کا
خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہی یان — لوح محفوظ اِک نگینہ ہی ہمارے نام کا
ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی — گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزۂ پشت بام کا
ہو سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی — حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست — ٹوٹتا ہی پختہ ہی انجام خشت خام کا
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ — حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زمزمہ سرائی کر کے طائر نے طرف گردن کے اِشارہ کیا ارسطو نے دیکھا کہ

نامہ گردن مین بندھا ہو نامہ کھول لیا اب جو نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر
نورالدہر سے سب حال بیان کیا نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ مین ابھی جاتا
ہون اور لوح اُسنے لیتا ہون آج ایرج سے خوب تلوار چلیگی سردار ہمارے
پاس آتا تھا اُس سے کیون تعرض کیا ارسطو نے عرض کی حضور ابھی غصہ نکرین
غلام پہلے استقبال کر کے ہفت جوش کو لے آے اُس سے مفصل حال
دریافت کرلین پھر حضور کو اختیار ہی نورالدہر نے اشارہ کیا ارسطو و
چند شاہزادیان براے استقبال ہفت جوش گئین اور ہفت جوش کو
بڑے عظم و شان سے لائین نورالدہر کا جاہ و جلال دیکھکر ہفت جوش دنگ
ہو گیا کیسی کیسی شاہزادیان بیٹھی ہین نجم اختر شناس کرسی پر سکندر ثانی ایسا
بادشاہ تخت پر جمشید زرین ترکش دنگل وزارت پر ناچ ہو رہا ہی اور محفل
عیش و جیش آراستہ ہی ہفت جوش نے آکر قدمونکو بوسہ دیا سکندر کو سلام
کیا گلچہرہ قریب ارسطو کے آکر بیٹھی سب حال بیان کرنے لگی کہ شہریار نے
جو یہ امر سُنا کہ لشکر ایرج نوجوان اُترا ہوا ہی ہمکو اشتیاق ہوا کہ اُنسے ملاقات
کرین اُنھون نے عیار کو براے استقبال بھیجا عیار نے سیب کھلا کر ہم کو
بیہوش کیا لوح نکال کر لیگیا ہمنے لوح کو مثل جان کے رکھا تھا مگر مجبور ہین
کہ ہمکو بیہوش کر دیا پہلے سمجھا یا تھا ہمنے بھی جواب دیا کہ لوح طلسم کشا کو دینگے
مگر اے شہریار وہ لوح پڑھی نہ جائیگی جو قیدین لگی ہین وہ اشیاء آپ کے پاس
ہین مجبور رہین گے نجم اختر شناس نے اُنگلیون پر شمار کیا کہا بیچے مرجان
لوح اُسنے لیگئی راہ مین ایک نازنین بنکر بیٹھی ایرج کو خوب دھوکا دیا کہ لوح
لیلی ایرج خود غمگین ہین آپ اگر جائینگے ناحق کو تکرار ہوگی اگر تلوار چلی
تو دشمنون کے لیے بھی باعث خرابی ہی نورالدہر نے قصد ملتوی کیا اب
ہفت جوش حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر مین لوح لا کر دیتا تو کیا اعزاز
و اکرام ہوتا خالی آنے پر تو یہ خاطر ہی کہ قریب اپنے جگہ دی شبرنگ اپنے مقام

سے اُٹھایہ کہکر کہ غلام جاکر لوح لاتا ہی ہفت جوش نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا
شبرنگ باتہا ے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مرجان جادو مین چلا ادھر
ہفت جوش آسمان پر اڑتا ہوا شبرنگ کو دیکھتا ہوا جاتا ہی شبرنگ ایک
صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا ایک جادوگر بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے ساحر بنکر اُسکو
آواز دی کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر قریب شبرنگ کے آیا
شبرنگ نے کہا ای بھائی یہ دھوپ پڑ رہی ہی ابھی ایک جادوگر کو لُو لگ چکی
ہی اُسکو اُٹھا کر لوگ لیگئے خوف ہی کہ تمکو بھی لُو نہ لگجا ے دم بھر یہان ٹھہرو سایے
مین آرام کرو بعد تھوڑی دیر کے جانا وہ پھر ذرا اڈھلجا ے ساحر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ مرجان جادو نے لوح لی ہی اور عرضی یہ خدمت خداوند
لکھی ہی مجھکو حکم ہی کہ جلد نامہ خدمت خداوندین پہونچا ؤ اسوجہ سے دوڑا ہوا
جاتا ہون شبرنگ نے کہا پانی پیلیو ذرا تسکین رہے ساحر نے پانی پیا پیتے ہی
بیہوش ہوا شبرنگ نے ساحر کی ٹانگ پکڑ کے درہ کوہ مین ڈالدیا اور نامہ
اُسکی جھولی سے نکال لیا پشت پر جواب طرف سے بقراط کے لکھا کہ ای ملکہ
عالم تمنے بڑا کار نمایان کیا ہماری طبیعت تمسے بہت خوش ہوئی مگر ابھی لوح کو
اپنے پاس رکھو قدرت خود تشریف لاوینگے لیکن اِس ساحر تمہارے قاصد
کو ایک سحر بتا دیا ہی وہ سحر تم کر دینا باغ تمہارا مخفی ہو جائیگا یہ جواب لکھکر اب
شبرنگ اُسی ساحر کی شکل بنا اور نامہ لیکر چلا مگر ہفت جوش نے آسمان سے
دیکھا کہ شبرنگ نے ایک ساحر کو بیہوش کر کے درہ کوہ مین ڈالدیا اور آپ
اُسی کی شکل بنکر چلا پتہ تو قصر مرجان کا نامے پر مرقوم تھا اُسی پتے کو دیکھتا ہوا
راہ کو طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی تعاقب مین ہفت جوش دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ
دیکھا شبرنگ راہ کو طی کر کے قریب قصر مرجان پہونچا لیکن دروازے پر
آکے بلا تکلف اندرون قصر چلا نگہبانون نے کہا کیون ای نامہ دار دربار
خداوند مین کیا چرچا ہی شبرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ حقیقت مین قدرت

آمادۂ جنگ ہین وہ فوجین جمع ہین کہ لشکر طلسم کشا بھاگتا پھریگا وہ ساحر
قدرت نے جمع کیے ہین کہ ایک ایک بلاے روزگار ہو جب وہ سحر کرینگے
پہلے سب سے سکندر کو گرفتار کر لینگے سب سے ہنس ہنس کے باتین
کرتا ہوا سامنے مرجان کے پہونچا مرجان تخت پر بیٹھی تھی جاکر اول تخت
کو بوسہ دیا نامہ نکالکر ہاتھہ مین دیدیا مرجان پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا لو
صاحبو اب خداوند آوینگے قدرت کے آنے سے بڑی برکت ہوگی اور اے
شمیم جادو قدرت حال لوح سنکر بہت خوش ہوے ہونگے شبرنگ نے
جواب دیا اے ملکۂ عالم آپ کی بڑی تعریفین ہو رہی ہین سب ساحر کہتے ہین کہ
مرجان نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا مرجان
نے بڑا اکارنمایان کیا ہفت جوش بڑا نمک حرام ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جاکر
حاضر ہوا ہم اوّل اُسیکو گرفتار کرینگے سامنے قدرت کے سزا دینگے اب میان
ہفت جوش کی تدبیر ہو رہی ہی مرجان جادو نے کہا اے شمیم وہ صندوقچہ
تو اُٹھا لاؤ جس مین تصویرین ہین وہان بہت سے صندوقچے ہین خوب سمجھکر لانا یہ سنکر
شبرنگ دوڑا ہوا گیا ایک صندوقچہ اُٹھا لایا جیسے ہی دوسرا صندوقچہ لاکر
دیا مرجان جادو کھٹکی کہ شمیم واقف کار ہی یہ کیا باعث ہوا کہ دوسرا صندوقچہ
اُٹھا لایا ہی اے مرجان کہین یہ قول خداوند کہ مسلمانون کی جہان کوئی شے آئی اور
عیارون کا تانتا لگ جاتا ہی یہ کوئی عیار نہ ہو یہ خیال کر کے دوسری کنیز سے
کہکے وہ صندوقچہ منگوایا جتنے ملازم اِسکے پاس ہین سب کی تصویرین کھینچکر رکھی
ہین شمیم کی تصویر نہ لی ایک گوشے مین دیکھا تصویر پڑی ہی مگر صورت بدلی
ہوئی مرجان نے انگوٹھی اُتار کر پھینکی شمیم سے کہا اُٹھا لا جیسے ہی شبرنگ نے
دوڑکر انگوٹھی اُٹھائی انگوٹھی سے شعلہ چمکا ہاتھہ مین زنجیر آہنی لپٹ گئی پانون
زمین نے تھام لیے اب تو مرجان نے اِشارہ کیا ایک برق چمک کر گری کہ
وہ شمع پہ پڑی رنگ روغن عیاری کا چہرے سے اُتر گیا مرجان نے پکارکر

آواز دی او نالائق مین نے پہچانا کنیزون نے شبرنگ کی مشکین باندھین اتنو
مرجان نے کہا اِسکو قتل کرو ایک حبشن خنجر کھینچکر سر پہ آئی گردن پہ کولے کا
خط کھینچا پکار کر آواز دی او ملکۂ عالم یہ عیار لشکر اسلام ہی ذرا حکم قتل اسکا بھیج
کے دیجیے گا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا بلک کے دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر نظم

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست — چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار — کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صداے قمری و غوغاے بلبلان چمن — درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر — چہ اہل جہل چہ نادان چہ بیخبر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری — چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار — بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

جلادون سر پر کھڑی ہی چاہتی ہی ہاتھ مارے مرجان تاکید کر رہی ہی کہ دیر کیون
کرتی ہی ہاتھ مار دے خبردار ایک ہی ہاتھ مین سر کٹ جاے حبشن ہر مرتبہ
قصد کرتی ہی شبرنگ کہتا ہی او حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا مجھکو ہاتھ مارے گی
تو تیرا سر کٹ جائیگا حبشن رُک جاتی ہی جی مین کہتی ہی یہ عیار ہی شاید کوئی تدبیر
ایسی کر رکھی ہو کہ مین اِسکو ہاتھ مارون اور خنجر مجھپر پڑے تو سر کٹ جاے
مرجان آواز دیتی ہی اری کیون ڈرتی ہی عیار ہی تجھکو ڈراتا ہی قضاے کار
ہفت جوش کہ تعاقب مین شبرنگ کے چلا آتا تھا آسمان پر آکر چمکا دیکھا
کہ شبرنگ زیر تیغ بیٹھا ہی اور حبشن قتل کیا چاہتی ہی بیقرار ہو گیا جی مین کہتا
ہی کیا بلا کے عیار ہین کہ فوراً اِسکے سامنے پہونچ گیا مگر اِسنے سحر مین گرفتار کر لیا
سوچ رہا ہی کہ کیا کرون آخر سوچا کہ کڑک کر گرون حبشن کی دو ٹکڑے کرون
اور شبرنگ کو لے بھاگون جیسے ہی حبشن نے چاہا کہ ہاتھ مارون ہفت جوش
کڑک کر گرا حبشن کے دو ٹکڑے کیے اور شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا جلدی مین

لے اُڑا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ او مرجان منم ہفت جوش جادو مرجان یہ
عجائب و غرائب دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور للکار کر آواز دی کہ او نمکحرام
ہفت جوش کیون تیری شامتین آئی ہین قدرت سے باغی ہوا طلسم کشا
سے جا ملا مین تجھکو کیا جانے دونگی صبح کا وقت ہی ہفت جوش بھاگا ہوا جاتا
ہی شبرنگ کو بغلے مین دبائے ہوے لشکر طلسم کشا پر پہونچا ہی کہ مرجان جادو
نے آکر نیمچہ مارا ہفت جوش نے پلٹ کر اُٹھائی کہ سر پر ایک سپر تھرائی
وہ سپر کٹی مگر ہفت جوش بچا ہفت جوش کے ایک ہاتھ مین شبرنگ ہی مگر
دوسرے ہاتھ سے سحر کیا کہ مرجان پر پانی برسنے لگا ہفت جوش کے سحر
سے مرجان اپنے کو بچاتی ہی دونون مین سحر ہو رہے ہین ہفت جوش اپنے
کو بچاتا ہی مگر خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی تلوار شبرنگ پر پڑ جائے یہان تو
سحر ہو رہے ہین وہان نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہوے فرما رہے تھے
کہ نہین معلوم شبرنگ پر کیا گذری کہ کچھ لوگ دوڑے ہوے آئے کہا ای
شہریار باہر چلکر ملاحظہ فرمائیے ہفت جوش جادو شبرنگ کو اُٹھا کر لایا
ہی اور ایک ساحرہ سے سحر چل رہا ہی نور الدہر کمان کیانی لیکر اُٹھے باہر
آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ نیمچہ کھینچے ہوے ہفت جوش پر گری ہی جسدم
شبرنگ کا ارادہ کرتی ہی تو ہفت جوش آواز دیتا ہی کہ او بیحیا خبردار اِدہر
ہاتھ نہ مارنا مرجان کہتی ہی کہ تجھکو اور اسکو دونون کو قتل کرونگی تو میرے
قیدی کو کہین لیجا سکتا ہی نور الدہر نے ترکش سے تیر نکالا اب جو باہر نکلے
نجم وارسطو وغیرہ بھی باہر نکل آئے سکندر ثانی کو خبر پہونچی یہ بھی تاج
پہنے ہوے باہر آیا سکندر ثانی نے منع کیا کہ ای شہریار آپ تامل فرمائیے
تیر نہ ماریے مین اِس ملعونہ کو ابھی مارے لیتا ہون مگر نور الدہر تیر بجم
کمان مین پیوست کر چکے تھے تاک کر مارا مرجان تو ہٹ گئی وہ تیر سینے
پر ہفت جوش کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذر الاشہٗ ہفت جوش ادر

شبرنگ بن عمرو طرف زمین کے چلے نور الدہر کو بڑا قلق ہوا مرجان نے
چاہا کہ مین نکلجاؤن دم بھر مین اسنے دیکھا کہ مربع نشین و ہماے مرصع پوش وغیرہ
چالیس جادوگرنیان و نجم و اسطوے ثانی وغیرہ نکل آئے سکندر کھڑا ہوا ہی
للکار رہا ہی کہ او مرجان کیون شامت آئی ہی مگر مرجان کڑک کر چلی سکندر نے
آواز دی ای دلفریب لینا مرجان چاہتی ہی کہ نکلجاؤن پہلو سے آواز آئی کہ
ہو اٹھہر جاؤ خبردار آگے نہ بڑھنا نظم

اک جا کہین مین مثل ریگ روان نہ ٹھہرا — گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا
اللہ ری جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے — باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا
ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین — قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا
پوشاک سرخ پہنی جسپر ورسے کہ تونے — مریخ تیرے آگے ای نوجوان نہ ٹھہرا
تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے — تو صید گاہ مین ای ابرو کمان نہ ٹھہرا
ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی — خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان نہ ٹھہرا
برباد کر نہ ناحق ای باد صرصر اسکو — بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا
عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ — کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
پھونک آشیان ہمارا ای برق آتش گل — رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا
میری ہی خاک پر کی منھ زوری اسنے آتش — پھرون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

اس نازنین نے اسطرح یہ اشعار گائے کہ مرجان جادو گھبرائی اس نازنین نے
سامنے آکر آنکھون کو گردش دی آنکھون پہ مرجان کی جو نگاہ پڑی قلب الٹ گیا
بال نوچنے لگی اس نازنین نے کہا شہریار کے سامنے چل کہ تجھکو شہنشاہ طلسم
خیال سکندری بلاتے ہین یہ کہکے مرجان کا ہاتھ تھاما سامنے سکندر کے لیکر
آئی عرض کی حضور یہ سکارہ حاضر ہی سکندر نے کہا ای مرجان مقام افسوس ہی
کہ تیرے بزرگون نے ہمارا نمک کھایا اور اسی سرکار سے پرورش ہوے مگر
تونے کچھ خیال نہ کیا بقراط سے ایسی ملی کہ جان و مال عزیز نہ کیا تاکہ لوح طلسمی

کہان ہو کہا حضور میرے پاس ہر مین تو خاص اسیواسطے آئی تھی کہ لوح جاکر اپنے
بادشاہ قدیم کو دون ہفت جوش نے مجھکو روکا سکندر نے کہا سامنے دیکھ
طلسم کشا کھڑے ہین لوح انکو نذر دے مرجان نے لوح جھولی سے نکالی
نورالدہر کو بطور نذر دی نورالدہر نے لوح اُٹھاکر گلے مین پہنی سکندر نے
کہا کہ اے مرجان یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لے مرجان تو حکم سکندر مین تھی نیمچہ
گلے پر رکھا سکندر نے کہا اب دیر نہ کر اسکو کھینچ لے مرجان نے نیمچہ کھینچا گردن
کٹی تسمہ لگا رہگیا لڑکھڑا کے گری طائر روح قفس جسم سے گیا آوازآئی کشتی مرا
نام میرا مرجان جادو بود یگر لاشہ ہفت جوش نورالدہر نے بڑے اعزاز
سے اُٹھوایا خود تابہ شہر خموشتان گئے سب سرداروں نے کاندھا دیا اگر
فرماتے تھے کہ والله مارے جاتا ہفت جوش کا مجھپر بہت شاق ہوا اگر
ارسطوے ثانی بعد دفن ہفت جوش کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ
اے شہریار غلام امیدوار ہے کہ گلچہرہ مجھکو عطا ہو نورالدہر نے کہا بعد فتح طلسم
خیال سکندری انشاء الله شادیان ہونگی اُسوقت تمھارا ابھی کہنا کیا جائیگا
مجھکو تمھارے عشق کا حال معلوم ہے انشاء الله تعالی خدا وقت خوشی بھی دکھائیگا
یہ فرماکر گلچہرہ سے فرمایا کہ اے گلچہرہ بخدا ہم نہ چاہتے تھے کہ ہفت جوش مارا
جاے مارے جانا ہفت جوش کا ہمپر شاق ہوا اگر چاہتے تمکو مرتبہ کوتوالی لشکر
دیا گلچہرہ نے جھک کر سلام کیا نورالدہر نے گلچہرہ کو خلعت دیا اول خلعت
ماتم پرسہ بعد اُسکے خلعت عمدہ بہت بھاری دیا سرداروں کو بڑا خیال ہوا کہ
گلچہرہ بہت سرفراز ہوئی ارسطو نے کہا صاحبو صاف صاف تو یہ ہے کہ وہی
ہفت جوش کو لگا کر لائی تھی نورالدہر نے جو لوح پائی سرداران لشکر سب
نذرین لیکر آئے نورالدہر نے کہا اے برادران جب خدا فضل کریگا اور ہم
طلسم توڑکر آوینگے تب نذرین دینا ابتو مصائب اعلی کا سامنا ہے مرحلہ جات پر
جانا ساحران مرحلہ سے مقابلہ ہونا یقین ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے مکر کرین

شب کو صحبت عیش و جیش آراستہ ہوئی نورالدہر نے شبرنگ سے اشارہ کیا
کہ آج صحبت آخر ہی کل ہم طرف مرحلہ جات کے جاوینگے کچھ گانا سننا چاہتے ہین یہ
سنکر شبرنگ خوشی خوشی سامنے آکر بیٹھا چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بعد
غمزہ و ناز گانے لگا نظم

دوستان لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہی مقام افسوس کا

خار آنکھونمین ہین گل باغ جہانکے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ہے چلے ہین یار کے پابوس کا

پاکدامن کا ترے جسدم گذرتا ہی خیال
کرنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہی جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہی اُس طاؤس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہی ہر طرف
پردہ ہوا او شمع رو پردہ تری فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
عید ہی جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہی
سینہ کوبی مین ہماری غلغلہ ہی کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہی دل کرے حاصل شرف پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین یہ بت
صورت انکی ہی سخی کی دل مگر کنجوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہی آتش زاہد سالوس کا

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ تمام سردار رو رہے ہین کوئی
سرنگون بیٹھا ہی کوئی یاد معشوق کر رہا ہی کوئی ٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہی لیکن
نورالدہر نے یہ فرمایا کہ کل ہم بعد نماز صبح لوح دیکھین گے جو حکم دے وہ بجا
لائین شبرنگ نے عرض کی غلام ضرور ساتھ رہیگا نورالدہر نے کہا یہ ناممکن
ہی جو لوح حکم دیگی وہ کیا جائیگا مگر ہمیشہ لوح مین حکم یہی دیکھا کہ طلسم کشا کے
ساتھ کوئی نہ ہو طلسم کشا اکیلا طلسم کشائی کرے سکندر ثانی نے کہا ای شہریار
مین جانتا ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو مگر مرحلہ جات پر نائب ہوچکے
جس زمانے سے حضور آئے ہین مرحلہ جات والے بلائے گئے تھے اُن سے

تاکید ہوئی اُنھون نے جماؤ کر لیے اِسقدر جماؤ ہونگے اور حضور کے پہونچتے ہی اُنکو معلوم ہو جائیگا وہ فوجین لیکر آوینگے کہ حضور کو قدم جمانا مشکل ہوگا لوح نہ دیکھنے دینگے غلام مخفی ساتھ رہیگا ایسے مقام پر آکر شریک ہون کہ جب حضور کو سب ساحر گھیرین تو مین وقت پر پہونچ جاؤن مجمع متفرق کرون جب خاص مقام پر پہونچیے تو الگ ہو جاؤن راہ بتاؤن مقام پر پہونچاؤن ہدایت کرون حاکم مرحلہ کو مارون یا گھیر کر آپ کے سامنے کرون اب سب سردارون نے اِس بات پر صلاح دی کہ حضور اِنکا جانا واجب و لازم ہی یہ بادشاہ سابق ہین اِنکے نام سے ارباب مرحلہ تسخیر ہونگے مرحلہ جات پر بہ آسانی رسائی ہوگی نورالدہر نے اِن سب صلاحون کو قبول کیا دو پہر رات گئے دربار برخاست کیا مگر یہ حکم دیا کہ ہم بعد شام سحر لوح کو ملاحظہ کرینگے لشکر مین جا بجا یہی چرچا ہی کہ کل آقاے نامدار ضرور مرحلہ جات پر جائینگے معشوقان پریچہرہ سب بیقرار اپنے اپنے مقام پر کہہ رہی ہین اور دعائین کر رہی ہین کہ خداوندا انجام بخیر کیجیو آقاے نامدار کا یکہ و تنہا جانا تو رحم کریگا تو سب آسان ہوگا نظم

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب	بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب
شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن	موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب
خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن	مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب
گل نمید ارو نہ سوزد باطن بلبل خبر	گرچہ تا گردون رود شور و فغان عندلیب
از گہر چیدہ کرد دامان گل اندر بوستان	مثل شبنم دیدہ گوہر فشان عندلیب

سب شاہزادیان دعائین مانگ رہی ہین اہل لشکر کو انتشار ہی ہر خرد و کلان بیقرار ہی کہ صبح کو شاہزادہ براے طلسم کشائی جائیگا دیکھین ہم لوگون پر کیا گذرے اِس انتظار مین سارا لشکر ہی مگر ہماے مرصع پوش اپنے خیمے مین رو رو کر کنیزون سے بیان کر رہی ہی نظم

میری محفل مین نہ لانا کبھی زنہار چراغ	داغ دل سے مرے روشن ہی یہان بار چراغ

کیا اگر ہو ترے رخسارہ سے یہ شرمندہ
ہاتھ آئیگا نہ مجھسا کوئی دلسوز تجھے
وصل کی شب مین جو چہرے سے اُٹھائی تھی نقاب
ذکر گیسوے معنبر کا شفا کرتا ہون

دیکھکر تجھکو جو بڑھ جاتا ہے ہر بار چراغ
لیکے ڈھونڈھیگا جو سو مرتبہ ای یار چراغ
شعلۂ رخ سے ترے ہوگیا بیکار چراغ
جل کے ہوجاتا ہے ٹھنڈا ہمارا ہر بار چراغ

لشکر کا یہ حال ہے نور الدہر کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی دل کو انتشار ہے کہ دیکھیے مرحلہ حیات پر کیا گذرے جسکا طلسم ظاہر ایسا تھا اُسکا طلسم باطن کیسا ہوگا خدا انجام بخیر کرے نور الدہر اس خیال مین ہین صبح کو لوح ملاحظہ ہوگی وقت پر یہ حال تحریر کیا جاے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام پہونچنا امیر کا بہ مدد ساحر کے قریب نور الدہر و پہونچنا بادشاہ اسلام کا قید ہو کر مرحلون پر و باقی حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنّف

بدہ ساقیا جام آتش فشان
بدہ ساقیا جلد بارا جواب
کہ من شوق دیدار دارم بہ دل
من آشفتہ تارِ موے توام
چو بشنید ساقی من حال من
بمن گفت ای عاشق دلنواز
کہ سوز فراقت بمن داد و رنج
فریدون و ضحاک گشتند خاک
سکندر چو بشنید این حال زار
ہمہ شہر ہا کردہ در زیر حکم

کنم داستان مرصع بیان
کہ بیتاب ساز د مرا اضطراب
شدہ جسم من در غمت مضمحل
کہ مشتاق دیدار روے توام
شدہ مست و مخمور و نبال من
مہیا کنم جام و صہباے ناز
چو بلبل بوصفت شدم نغمہ سنج
ز تیغ اجل گشت وار اہلاک
شدہ بہر تسخیر عالم سوار
بفرسید اطرافہا شہر حکم

حکومت جلالت چو مشہور شد — بزیر آمدہ ہر کہ مغرور شد
بہ کمتر زمان گشت برباد او — کسے نارسیدہ بہ فریاد او
سکندر شدہ چون چراغ سحر — درون لحد رفت شوریدہ سر
نہان شد تہ خاک آن ارجمند — مگر نام نیکوش گشتہ بلند +
ہمہ عاشقان شگفتہ مزاج — بمروند پُر حسرت ولاعلاج
کہ قیس ہنرمند آشفتہ حال — ہمہ عمر محروم ماند از وصال
چرا ساقی مہروش غم کنی + — کہ این صحبت عیش برہم کنی
بدہ یک دو جام شراب کہن — کہ روشن شود از جمالش سخن
قمر داستان مرجع بیار — چہ حاصل ترا ہم ازین گیرودار

چہارم مرحلہ پیابان دشت کربت وغربت وطے کنندگان مسافت رنج ومصیبت
اِس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کجا ہست آن
شمع بزم قمر + کہ روشن شود از جمالش سحر + نویسم یکے قصۂ دلفریب + بگیرم ز عشاق
صبر وشکیب + قضائے کارزلزلۂ قاف ثانی سلیمان کہ صحرائے مرادمین فروکش
تھے کہ ایک تاجر آکر پہونچا امیر نے اُسکا کچھ مال خرید اعلاوہ زرقیمت کے انعام
واکرام بھی دیا اُس تاجر نے شکریہ صاحبقران کا ادا کیا اور کہا حضور ایسا سخی
وقدردان میری نگاہ سے نہین گذرا مگر البتہ جس جگہ سے مین آتا ہون حضور
کے مثل ایک شخص حسین وجمیل غربا کا کفیل خدا اُنکو مظفر ومنصور کرے اسیطرح
اُنھون نے بھی مجھپر سرفرازی فرمائی تھی صاحبقران نے فرمایا اُنکا نام کیا ہے تاجر
نے کہا نورالدہر بن بدیع الزمان نام ہے بر اے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین اور
نوح بھی اُنکو دستیاب ہوگئی اُنکے کل سردار آمادہ تھے کہ ہم ساتھ نہ چھوڑینگے
مگر وہ جری وبہادر بحر جرائت کا بے بہا دُر سب کو منع کرتا تھا کہ میرے ساتھ
کوئی نہ آئے مین اکیلا ہی جاؤنگا صاحبقران نے تاجر کو رخصت کیا خواجہ سے
فرمایا کہ تمنے سُنا نورالدہر برائے فتح مرحلہ جات گئے فیض وسخا نے اُنکی تمام

عالم مین ہنگامہ ڈالدیا ہی خواجہ نے کہا حضور مرحلہ جات پر نہ پہونچین گے ایرج
نوجوان نے اسقدر کدوکاوش کی مگر انجام کیا ہوا آخر ایک طرف پڑے ہوے
ہین مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر گرفتار کرلے اور وہ بھی مرحلہ جات پر
پہونچ نہ سکین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اب کوچ کرو یہان صحراے مراد
مین کئی مہینے گذرے لیکن کوئی مقابلے کو نہین آیا خواجہ بولے آج تو دن چڑھ گیا
کل کوچ کیجیے گا یہ کہکے صاحبقران باہر نکلے صحرا پر نگاہ ڈالی دیکھا کوس بھر آگے
بڑھکر صدہا آہو چرا کررہے ہین صاحبقران نے فرمایا اے مقبل مرکب لاؤ دیکھو
کیا عمدہ شکار ہی مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مقبل نے گھوڑا حاضر کیا امیر پشت
اشقر پر سوار ہوے واسطے شکار کے صحرا مین آئے تیر اندازی کرنے لگے
خواجہ نے جو خبر سُنی کہ صاحبقران براے شکار گئے خود بھی آکر موجود ہوے
دیکھا صاحبقران نے کئی ہرن شکار کیے ہین وہ آہو زمین پر پڑے تڑپ رہے
ہین خواجہ نے انکو بہ قربانی پہونچایا عمرو تو گوشت صاف کرنے لگا مگر امیر نے
سامنے دیکھا کہ ایک آہوِ وحشی نہایت چست و چالاک ہی چند مادہ آہوان
وحشی اُس مقام پر چرا کررہی ہین وہ آہوے نر بصد ہنر اُن سب پر مستی کررہا
ہی جب کسی مادہ آہو پر جا پڑتا ہی وہ چوکڑی بھر کر بھاگ جاتی ہی نر دوسری پر جھپٹتا ہی امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا اُس آہو پہ گھوڑا بڑھایا مادائین ایک جانب بھاگ گئین
مگر وہ نر سامنے بھاگا صاحبقران نے اُسکا پیچھا کیا آہو بھاگتا ہوا کئی کوس
نکلگیا وہان پہر آکر چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ صاحبقران نے تیر مارا آہو گرا
کہ صحراے آواز آئی اے جوان غضب کیا کہ میرے آہو کو مارا صاحبقران زبان
غافل ہین اسم اعظم ورد زبان نہین ہی گھوڑے سے کودے آہو کو ذبح کرنے
لگے کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر آیا کڑک کر گرا صاحبقران کی آنکھ بند ہوگئی لیکن
خواجہ نے جو پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران تعاقب مین آہو کے گئے بیقرار
ہوکر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ اشقر کوتل کھڑا ہی اور لاشہ صاحبقران زمین پر

تڑپ رہا ہی عمرو بیقرار ہو گیا خاک اُڑاتا تھا اور آواز دیتا تھا کہ ای شہریار غلام
کو بنے آقا کر گئے عمرو رو رہا تھا کہ ایک آواز آئی او عیار مکار کیون زیادہ شور
کرتا ہو اب صاحبقران سے ہاتھ اُٹھا صاحبقران نے میرے آہو کو مارا مین نے
اُسکا بدلہ یہ کیا کہ اُنکو مار ڈالا اب صاحبقران سے تا قیامت ملاقات نہ ہوگی یہ
آواز سُنکر عمرو گھبرایا پشت اشقر پہ ہاتھ رکھا کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مقبل اگر
تمکو لیجائیگا مین اسی صحرا مین اپنے آقا کی تلاش کرونگا عمرو اُسی صحراے ویران
مین ایک ساحر کی شکل بنکر پھرنے لگا وہان امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک قصر ہو
اُس مین ایک ساحر بیٹھا ہو اور کہہ رہا ہو کہ کیون او شخص آہو نے تیری کیا خطا کی
تھی کہ تو نے اُسکو تیر مارا تجھکو اپنی جراءت کا بڑا جوش ہو مگر مین تجھکو بہادر جانکر
لایا ہون اگر تو وعدہ کرے تو مین تجھکو بھیجون مرحلۂ اول کہ جسکو مرحلۂ قسطاس
کہتے ہین قسطاس جادو وہانکا حاکم ہو اور خبر ملگئی کہ لوح طلسم کشا کو دستیاب
ہوئی اب وہ مرحلۂ اول پر آئیگا قسطاس نے لشکر جمع کیا ہو اگر تو طلسم کشا سے
مقابلہ کرے تو مین تجھکو بھیجون صاحبقران نے سنبھل کر فرمایا مین طلسم کشا سے
مقابلہ کرونگا اور زیر بھی کرونگا اُس ساحر نے پوچھا آپکا نام کیا ہو صاحبقران
نے فرمایا مریخ تیغ زن میرا لقب ہو مین اکثر لشکر مسلمانان پر لشکر کشی کر کے گیا دو
چار پہلوان میرے مقابلے مین آئے اُنکو زیر کیا مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ پھر مین
پلٹ آیا وہ سب میرے نام سے کانپتے ہین صاحبقران نے کہا تمھارا نام کیا
ہو ساحر نے کہا ندیم جادو میرا لقب ہو صاحبقران نے فرمایا چلنے کی تیاری
کرو یہ سُنتے ہی اُسی وقت ندیم جادو نے صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور
طرف مرحلہ قسطاس کے لیچلا راہ مین کہتا ہوا کہ ای مریخ تیغ زن جب مین تجھکو
بیہوش کر کے اُٹھا چکا تو ایک عیار دُبلا پتلا بہت بلک بلک کے روتا تھا مین نے
آواز دی کہ یہان سے بھاگ جا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا وہ عیار یقین ہو اُسی
جنگل مین ہوگا صاحبقران نے فرمایا ای ندیم جادو اگر اُس عیار کو بھی ساتھ لیلو

تو خوب مطلب بن پڑے وہ میرا عیار ہی نہایت تیز و طرار ہی ندیم نے کہا مین اُسی
طرف تخت پھیرتا ہون ندیم جادو نے تخت پھیرا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا
جنگل مین خواجہ عمرو ایک ساحر بنے ہوے پھر رہے ہین خواجہ نے جو دیکھا کہ
ہمارے آقا سے نامدار تخت پر سوار ہین اور اُس تخت کو ساحر لیے ہوے میری
جانب آتا ہی فوراً پشت کرکے کھڑے ہو گئے مگر ایسے غافل بنکر کھڑے ہوے
کہ بالکل اعضا کو حرکت نہین جب تخت قریب آیا امیر نے فرمایا اے ندیم جادو
اسکو بھی اُٹھا لے خواجہ عمرو تو غافل کھڑے تھے ندیم کڑک کر گرا عمرو کو بھی
اُٹھا لایا اب امیر کے پہلو مین عمرو بیٹھا ہی ندیم تخت اُڑاے ہوے جاتا ہی بعد
پھر بھر کے ایک صحرا سے سبزہ زار مین دیکھا کہ اُس مین ایک قصر ہی گرد قصر چالیس
پچاس ہزار ساحر اُترے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند
ہی کچھ ساحر پھر رہے ہین مگر قصر مین ایک ساحر زبردست دنگل پر بیٹھا ہی پکار پکار
کر کہ رہا ہی یارو یہ سحر کیون تیار کرتے ہو طلسم کشا صاحب لوح ہی اُسپر سحر تاثیر
نہ کریگا فنون سپاہ گری آغاز کرو وہ ساحر تلوارین نیزے درست کرنے لگے
کہ ندیم نے صاحبقران کو قصر مین اُتارا قسطاس سے کہا اے شہنشاہ ساحران
یہ جوان نہایت جری و بہادر ہی مریخ تیغ زن اسکا لقب ہی اب آپ تامل کرین
چلکر بارگاہ مین بیٹھیے جسوقت طلسم کشا آئیگا یہ انکو زیر کریگا اِنپر کچھ زور نہ چلیگا
قسطاس نے صاحبقران کی بڑی خاطر کی مگر عمرو کو دیکھکر کانپ گیا ندیم سے
پوچھا یہ دوسرے کون صاحب ہین ندیم نے کہا یہ اِنکا عیار ہی اگر طلسم کشا
زور کو نہ مانیگا تو یہ بہ عیاری گرفتار کر لائیگا تمھارا مطلب حاصل ہوگا ندیم نے
صاحبقران کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتا ہوا قصر سے اُترا بارگاہ مین آیا اب
لشکر مین مشہور ہوا کہ ندیم جادو ایسے پہلوان کو لایا ہی کہ وہ طلسم کشا سے
لڑیگا وہ معرکہ پڑیگا کہ دیکھنے والے حیران ہونگے افسران فوج آتے ہین امیر
کو دیکھکر بہت پسند فرماتے ہین قسطاس نے سراپچے بارگاہ کے اُٹھا دیے

سیر صحرا کر رہا ہی قضاے کار دختر بلند اختر قسطاس جادو ملکہ تمکین شیرین ادا اپنے
قصر مین بیٹھی تھی کنیزون سے کہہ رہی تھی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی طلسم کشا کی آمد ہو
دیکھیے کیا ہو کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آج بخوبی انتظام ہو گیا
مریخ تیغ زن نامے ایک پہلوان کو ندیم جادو لایا ہی ایسا قوی تن قوی من او
بہادر و جری ہی کہ طلسم کشا سے لڑیگا تمکین شیرین ادا یہ کہکر اٹھی کہ مین تو جاکے
اُس پہلوان کو دیکھ آؤن پھر دیکھا جائیگا فوراً طاؤس پر سوار ہوئی ابر گلنار مین
چھپ کر سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ ای تمکین شیرین ادا اگر لایق مقابلۂ طلسم کشا ہی تو بڑا
مزا ہی اگر یہ غالب آیا تو پھر گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی اول لوح پر ہاتھ ڈالینگے
اگر لوح قبضے مین آگئی تو طلسم کو کون شکست کر سکتا ہی اور نہ کہ طلسم خیال سکندری
کہ جسمین ہزارہا عجائب و غرائب بھرے ہین اڑی ہوئی ابر پر جاتی ہی کہ سامنے
لکۂ ابر نیلوفری پیدا ہوا سوچی کہ یہ کون ہی کہان جاتا ہی ابر کو اپنی جانب کھینچا جب
ابر قریب آکر پھٹا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ اندام نیلوفر جادو تمام ابر کو اڑاے
ہوے جاتا ہی تمکین شیرین ادا نے نیلوفر کو روکا پوچھا کہ ای نیلوفر کہان سے
آتے ہو سچ بتاؤ اور کہان جاتے ہو نیلوفر نے کہا ای ملکۂ عالم صاف صاف تو
یہ ہی کہ ایک مژدۂ خوشخبری لایا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد باغ مین ملکہ
سرو گلنشا کے کئی دن سے صحبت آرا ہین اور باپ ملکہ کا ہفت جوش مار اگیا
اگر کوئی ساحر جاتا تو انکو گرفتار کر لاتا جسطرح آپ سے ذکر کیا آپ کے والد نامدار
قسطاس ابلق سوار سے عرض کرونگا تمکین نے کہا ای نیلوفر آج کل والد نامدار
انتظار طلسم کشا مین مصروف ہین ہم سب لوگ اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا آئین
تو انکو گرفتار کر لین لوح طلسمی اٹھا لے لیکر پاس گستہم گوشہ نشین کے بھیجین اسکے
یہان کوئی نگہبانی نہ کریگا کہ گوشے سے نکلتا نہین معشوقہ اسکی ملکہ شہرت جادو
ہر وقت عیش مین مصروف رہتے ہین انکا قول ہی کہ ہم کہین نہ جائینگے معشوق
موجود ہی سامان عیش و نشاط مہیا ہی کہین جاکر کیا کرین اسباب عیش و نشاط ممکن

کنیزان باوفا معشوق شہرت ایسی کہ آٹھ پہر کہا کرتی ہر ای گستہم تجھکو مجھسے بڑی
محبت ہو مگر مجھے تجھسے نفرت ہو گستہم آٹھ پہر خدمتگزاری مین معروف رہتا ہو لیکن
چاہتا ہو کہ معشوق کو رضامند کرون مگر شہرت کے مزاج مین سرکشی ہو یہی کہا کرتا
ہو کہ اسکو رضامند کرکے قبضے مین کرون اس معشوق سے بہتر کوئی معشوق نہلیگی
اسکے رضامند ہونے سے کلی آرزو کی کہلیگی مگر ای نیلوفر اگر مناسب ہو تو تم میرے
ساتھ چلو باپ سے میرے کوئی امید نہ رکھو وہ بڑی فکر مین ہین چاہتے ہین مین
طلسم کشا کو گرفتار کرون نوح بہ خدمت گستہم بھیجون مگر نہین معلوم کیا وجہ ہو کہ
کوئی تدبیر بن نہین پڑتی نیلوفر نے منھ پھیر لیا کہا ای ملکۂ عالم ہم دیکھو جاکر آگ
لگاتے ہین مرحلۂ ثانی سے ساحر لاتے ہین وسواس جادو مالک مرحلۂ دوم ہو
وہ ضرور انتظام کریگا یہ سنکے تمکین نے نیلوفر کو رخصت کیا نیلوفر طرف مرحلۂ
ثانی کے چلا کہ وہان کا حاکم وسواس جادو ہو کئی سو ساحر جسکے مصاحب ہین وہ
بھی آجکل اسی انتظام مین ہو یہان وہ وقت ہو کہ صاحبقران دربار قسطاس
مین بیٹھے ہین قسطاس کہہ رہا ہو کہ ای شہریار طلسم کشا بڑا مرد سپاہی ہو صاحبقران
فرماتے ہین بروقت مقابلہ حال کھلجائیگا یہ سنکر قسطاس خاطرین کر رہا ہو ساقی بچے
ہو جو وہین جام ارغوانی گردش مین ہو مگر صاحبقران نے کہدیا ہو کہ مین شراب
نہین پیتا کوئی ساقی بچہ انکے قریب نہین آتا مگر ایک مہ پارۂ شوخ وشنگ یہ
اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے وہ آفتاب — اُس پری کی آگے ہو اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ — دیدۂ خفاش کو کرتا ہو بے نور آفتاب
منھ نہین دیکھا تر اس رشک سے جلتا ہو یہین — ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب
غیش سے سگتے ہین بھر بار مین تار شعاع — آسمان نیلگون چھتّا ہو زنبور آفتاب
داغ پہلو ہو جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو — چشم چہ پا مین یہی بھاے یا حور آفتاب
حسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہو اُسے — تا بہ آہن ہو ہمیش روسیہ پر نور آفتاب

بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی | پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب
سربلندون کے لیے ہو عیب اہل آتش ہنر | آسمان کا داغ پیشانی ہو مشہور آفتاب

محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قسطاس نشے مین جھوم رہا ہی کہ ابر گلنار اسکو دکھائی دیا ہنسکر کہنے لگا کہ صاحبزادی آتی ہین رقاصہ سے منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ملکہ آ کے جا لیٹن تب گانا کہ سامنے ابر آکر بیٹھا تمکین شیرین ادا معشوق باوفا دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سرو باغ خوبی غنچۂ آرزوے محبوبی سامنے آکر بیٹھی نگاہ جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ آفتاب عالمتاب سلاح لاجواب زنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین جیسے ہی تمکین ابر سے نکلی نگاہین آپس مین چار ہوئین تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین بیس تھے تو دل دلیر لب معشوق ہوے تمکین تھرتھراتی ہوئی باپ کے پاس آبیٹھی مگر پسینے پسینے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہی کبھی جمال بے مثال پر نگاہ چار دن تلوارین حمائل تیغ صمصام و قمقام اور نیمچۂ سہراب یل تیغۂ عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان خنجر رستم زیب کمر نیزۂ نوح ہاتھ مین خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم ہی کہ جس سے نور جسم چھن چھن کر نکل رہا ہی علی قدر حال یہی جمال بیمثال اُس مہ جبین کا ہی نظم

یعنی اُسکے کلام خوش اسلوب | معجز عیسوی سے ہین منسوب
ہین مسیح آگے اُسکے پنبہ دہن | پی رہا دم کو اُسکے سُن کے سخن
ہی ذقن یا ستارۂ گلگون | ملکے زلفون سے عالم شبخون
وہ زنخدان ہی یا کہ دستۂ گل | چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل
اُسکے چاہ ذقن مین خال نہین | تیرگی کی وہان مجال نہین
وہ گلا نور کا گلا کہیے | یہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
سنکے عشاق جسکی نرم صدا | قصد کرتے ہین چوم لینے کا
حسن سے وہ گلا درخشندہ | مہر و مہ ہوئین جس سے شرمندہ

بازون مین یون سمو وہی گردن — جیسے سنبل مین ہو بہار سمن
بات رنگین جو تا بلب آئے — اُس گلے مین صفا دکھائی دے
عید ہین وہ اگر معانق ہو — کیون نہ قربان اُسپہ عاشق ہو
شانے دونون ہین سیب باغ جنان — صاف وہ آفتاب جس سے عیان
مثل گل نرم نرم اور گداز — استخوان اُنمین جیسے دلمین راز
کچھ ٹھکانہ ہی اس نزاکت کا — بار تعویذ اُس سے اُٹھ نہ سکا
کہنیان غنچۂ نور ہین پیدا — یا وہ ہین شعلۂ دل شیدا
کہنیون سے لگا کلائی تک — اک چھڑی پھول کی ہی تہر لچک
جسکے ہاتھون مین وہ کلائی ہو — بیکل مین اُسے کل آئی ہو
چوڑیان دیکھنے کو آئی ہین — روپ پریان بدل کے پہونچی ہین
اُنگلیان پور پور نورانی — گرہ انگشتر سلیمانی
ناخن اُسکے ہلال تابندہ — نور مہ کی طرح درخشندہ
شکل آئینہ پشت دست صفا — منھ پہ فانوس دست شمع حنا
گات آفت بلا ہی چھب تختی — یاد ہوگی کسیکو جھلکی سی

صاحبقران زمان بھی سراپاے معشوق دیکھ رہے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین جانبین سے نگاہین لڑ رہی ہین مگر تمکین نے دل سنبھالکر پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے وہی نام اپنا مریخ تیغ زن بتا دیا مگر پہلو پا کر امیر نے بھی نام نامی پوچھا ملکہ نے ہنسکر کہا مجکو تمکین شیرین ادا کہتے ہین مسکرا کر جو کہا بجلی چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا جانبین مین برابر اشارے کنایے ہو رہے ہین قسطاس نے پوچھا ای نور نظر اِسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا نیلوفر نے ایک اور رنگی خبر سُنائی مگر مین نے اُسکو بھی سمجھا دیا کہ ہمارے والد نامدار کو فرصت نہین اب وہ مرحلۂ ثانی پر گیا ہوا ہی قسطاس سے کہا مین کسی امر مین معروف نہ ہونگا مقدم گرفتاری طلسم کشا

منظور رہی اور یہی قدرت کا بھی قول ہی کہ جسنے طلسم کشا کو گرفتار کیا اُسنے قدرت کی جان بچائی قدرت کو اپنی جان کی پڑی ہی قدرت طلسم کشا سے بہت خایف ہین کہتے ہین کہ لوح محفوظ اُسکے پاس ہی لوح طلسمی بھی اُسکو ملگئی ہو بہت بڑا جری و بہادر ہی فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اے نور نظر مین نے وہ فکر کی ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون انکو طلسم کشا سے لڑواؤن تمکین نے خوش ہو کر کہا خداوند آپ کے ارادے کو پورا کرین یہ بیشک ایسے ہی بہادر معلوم ہوتے ہین ضرور طلسم کشا سے لڑینگے کیون صاحب طلسم کشا کی جراٗت تو مشہور ہی کیونکر لاکھون مین اکیلے لڑے کیسے کیسے پہلوان آئے یا زیر ہو کر مسلمان ہوے یا مارے گئے صاحبقران نے فرمایا وقت پر موقوف ہی تمکین ان حیلون سے باتین کر رہی ہی مگر دل چاہتا ہی کہ اگر تنہائی ہوتی تو دل کو خوشی ہوتی اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

رُخ دلدار پر منیا کیا ہے
گردن یار با صفا کیا ہے

منھ چھپاؤ نہ اپنے عاشق سے
اُسکی تقصیر کچھ خطا کیا ہے

اُس بت تندخو مین نام خدا
ناز و انداز کے سوا کیا ہے

ناصحا کہہ تجھے خدا کی قسم
دل لگانا بھلا بُرا کیا ہے

خفگی کیا ہی ہو سبب معلوم
کیا گنہ ہی مری خطا کیا ہے

جسم بیار غم مین تیرے مسیح
ہڈیون کے سوا رہا کیا ہے

قامت آفت تو قد قیامت ہی
تمغزا اشقاف چاند سا کیا ہے

آستین آپ کیون چڑھاتے ہین
آپ کے دل کا مدعا کیا ہے

ق

شوق سے جب گئے ہین ہم اُسپاس
نہین معلوم یہ ادا کیا ہے

بولا ہی تیوریان چڑھا کے وہین
سچ تو کہہ کام یان ترا کیا ہے

بارے کہتا ہی مُسکے حال مرا
کیا ہوا ہی تجھے شفا کیا ہے

ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین کھینچ رہی ہی دزدیدہ نگاہ سے صاحبقران بھی دیکھ رہے ہین

قسطاس کہتا ہے صاحبو حقیقت یہ ہے کہ آج تک ایسا جوان حسین و شکیل ہماری نگاہ سے
نگذرا تھا ہنیار کیا ہے تکیہ ہین حقیقت مین صاحب جاہ و توقیر ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار غرق دریا ہے آہن ساتھ ستر ہزار
جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا لشکر کو صحرا مین اُتارا آپ ٹہلتا ہوا لشکر قسطاس
مین آیا قسطاس نے چند لوگ براے استقبال بھیجے بہ اعزاز و اکرام اُس پہلوان کو
بارگاہ مین قسطاس کی لائے وہ پہلوان آکر دنگل پر بیٹھا صاحبقران سب سے بالا
دست بیٹھے تھے بہ نگاہ غضب طرف امیر کے دیکھا اور کمر سے نامہ نکالکر قسطاس کو
دیا قسطاس نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا بقراط نے لکھا ہے اے
قسطاس آگاہ ہو یہ پہلوان چھٹا ہوا طلسم کا ہے نام نامی و اسم گرامی اِس پہلوان کا
شہباز بلند پرواز ہے اسکو بہ عزت و آبرو بارگاہ مین رکھو جب طلسم کشا آوین تو یہ
مقابلہ کرکے بہ فنون سپاہ گری زیر کریگا یہ نامہ جو قسطاس نے پڑھا صاحبقران
نے ہنسکر کہا اے شہباز تم الگ جا کر اُترو جب مین طلسم کشا سے زیر ہو جاؤنگا تب
تمکو اختیار رہے شہباز نے کہا پہلے میرے تمہارے امتحان ہو جائے جو غالب آوے
وہ طلسم کشا سے لڑے تم تو میری تلوار کا بار نہ اُٹھا سکوگے صاحبقران نے فرمایا
اے شہباز بہت غرور نہ کرو یا تو میدان کارزار مین آؤ حال جرأت کھلجاےگا
یا جو حربہ چاہو لگاؤ ملکہ تمکین نے بھی منع کیا کہ اے شہباز آپس مین تکرار نہ کرو کہ
ہمارے کام کو تم بھی آئے ہو انکو بھی بلوا کر رکھا ہے والد نے قدر کی ہے لہذا انکار
سے کیا فائدہ ہے جب طلسم کشا آئیگا تب دونون ملکر اُس سے لڑنا صاحبقران نے
فرمایا اے ملکہ عالم ہم عیب جانتے ہین کہ ایک شخص پر دو شخص جا پڑین اگر رستم
قبر سے اُٹھکر آئے تو اکیلے ہی مقابلہ کرین ہم اِس امر معیوب کو گوارا نہ کرینگے مگر
شہباز یہ کہکر اُٹھا کہ ہم جا کر طبل جنگی بجواتے ہین میدان کارزار مین آوینگے حال
جرأت کھلجائیگا اور طلسم کشا کے ابھی آنے مین دیر ہے ابھی اِسطرف روانہ نہین
ہوے ہر چند قسطاس نے روکا مگر شہباز نے قسطاس کو جھڑک دیا اور کہا اے

بادشاہ عالیجاہ تمنے ہمکو ذلیل کیا اِس جوان سگے ہاتخت بٹھایا اب جبتک ہم اسکو
نہ مار لین گے ہمکو چین نہ آویگا قسطاس خاموش ہوگیا شہباز اٹھکر اپنے لشکر مین
آیا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے آکر قسطاس سے خبر کہی قسطاس نے
کہا شہباز بھی عجب دیوانہ ہی کہ آپس مین فساد کو بڑھاتا ہو زیردست و زبردست
بیٹھا کیا ہمنے انکو مہمان کیا ہی کیونکہ آبرو نہ کرین ملکہ تمکین نے کہا مین جاکے
سمجھا دونگی صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم تم کیون جاؤ میدان کارزار
مین آنے دو سمجھا جائیگا سب غرور نکلجائیگا قسطاس نے بھی طبل جنگی بجوایا ہو
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی سامان مین
گذری جب کہ شہباز زرین بال خورشید درخشان آشیانۂ مشرق سے اُڑا اور شاخ
کہکشان پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا شہباز لشکر لیکر میدان مین آیا فورًا
قسطاس بھی صاحبقران کو میدان مین لیکر پہونچا مگر شہباز نے میدان رزم مین
آکر نعرہ کیا کہ وہ جوان کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آوے تو احوال معلوم
ہو صاحبقران نے مرکب نکالا قسطاس سے رخصت ہوکر سامنے ملکہ تمکین کے
آسکے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان ملے ملکہ نے ہنسکر کہا خداوند لقدراہ آپ کو
مظفر و منصور کرین صاحبقران گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ شہباز مین آئے شہباز
نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنون مین
نیزہ اسکا ہوائی کیا جب نیزہ ہاتھ سے نکلگیا شہباز نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
جب تلوار اسنے اٹھائی تو صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جاکر تلوار
لگائیں وہان پرہوش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا ہٹا
خود سر سے گرا سر پر امیر کے تلوار پڑی کہ زخم کاری آیا امیر نے خون پونچھکر
ہاتھ مارا شہباز نے گردہ سپر کا اٹھا دیا سپر کو کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا
اُسیقدر زخم سر پر شہباز کے بھی آیا فوج شہباز آپڑی صاحبقران دل فوج مین
در آئے تلوار چلنے لگی قسطاس نے اپنی فوج کو حکم دیا ساحرون نے آکر گولے

ترنج مارے ہزارہا لوگ شہباز کے مارے گئے سوار گھوڑون سے گرے پیدل دیوانے ہو گئے غل مچاتے تھے کہ ای ملکہ عالم الامان آخر بیقرار ہوکر پکار اُٹھے نظم

جو اپنے پہلو مین وہ آج میری جان ہوتا
تو کیون نہ یہ دل ناشاد شادمان ہوتا

ہمارے سوز درون مین اگر دھوان ہوتا
تو آسمان کے تلے اور آسمان ہوتا

نکل ہی رہتی کوئی گھات دیکھنے کی ضرور
قریب اُسکے مکان کے اگر مکان ہوتا

ذلیل و خوار غرض اسطرح سے کبھی ہوتے
ہمارا یار اگر ہم پہ مہربان ہوتا

نثار کرتے اسی بُت پہ ہم بھی دل بخدا
جو تجھسے ایک بھی بہتر کوئی جوان ہوتا

تمام حوصلہ دعوت کا ہم نکالتے آہ
وہ خود پسند اگر اپنا میہمان ہوتا

ہنسی کی تیری تمنا رہی ہزار یہ ہمین
یہ غنچہ کھلکے کبھو گل تو میری جان ہوتا

کسی رقیب کو اسنے کبھی شہ دیتا ہین
تمھارے در کا اگر یار پاسبان ہوتا

وہ گل چمن مین جو ملتا تو مین لپٹ جاتا
بلا سے اسمین اگر کوئی بدگمان ہوتا

کبھی جو نرگس شہلا سے چار ہوتی آنکھ
تو ناتوان کے مقابل مین ناتوان ہوتا

جو موت آتی ہمین یاد رشک گل مین شفا
تو اپنی قبر پہ بلبل بھی نوحہ خوان ہوتا

ہرچند کہ تمکین نے سحر کرکے ہنگامہ ڈالدیا مگر صاحبقران کو غش آنے لگا آخر دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیئے فرمایا کہ ای مرکب اصیل مجھکو لے نکل گھوڑا صاحبقران کو لیکر نکلگیا تمکین نے ہاتھ روکا کہ دیکھون اب کیا ہنگامہ ہوا ہاتھ روک کر دیکھا کہ سب لڑ رہے ہین مگر صاحبقران نہین ہین بیقرار ہوکر چہار طرف لوگون کو بھیجا کہ تلاش کرو لوگون نے ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا ناچار ہوکر پلٹے قسطاس سے کہا اُنکو گھوڑا نکال لیگیا ملکہ شہباز نے جو خبر سنی کہ وہ جوان نہین ملتا زخم کو باندھکر سامنے قسطاس کے آیا کہا ای بادشاہ جمجاہ تمنے دیکھا کہ مین نے اُنکو مار ڈالا گھوڑا مُردے کو لیگیا ہر ایک سے یہی کہتا ہوا بارگاہ مین آیا اور آگے بیٹھا مگر تمکین بہت بیقرار ہی کنیزون سے کہتی ہی اُس جوان کو تلاش کرو یہ مجھے بخوبی معلوم ہی کہ گھوڑا اُنکو نکال لے گیا لیکن

ایسا نہ ہو کہ کچھ اُفتاد پڑے مین کیا کرون کہ وہ ہمارا مہمان تھا اُسپر یہ اُفتاد پڑی نظم

وہ افسون ہی ہماری شعر خوانی — جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
مبارک ابر کو دریا کا پانی — ہمین دُرد شراب ارغوانی
لہو سے اپنے لکھون گر خط شوق — قلم بھولے سیاہی کی روانی
دل عالم ہو عشق حُسن سے داغ — رہے ہر فرد پر تیری نشانی
فراق یار کو دل نوش جان ہو — یہ یوسف گرگ کی ہی میہمانی
وہ ترک آیا لگا ہی آتش گل — کباب طائران بوستانی
کرینگے یار سے شکوہ شب وصل — عیان ہو جائیگا راز نہانی
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ — رہی مشتاق گوش اپنے کہانی
اُڑا دیگی صبا مثل پر کاہ — سلامت ہی جو اپنی ناتوانی
ہماری قبر پر وہ شمع رو آے — رہے روشن چراغ مہربانی
رُلاتا ہی وصال یار کا شوق — فراق اپنا لہو کرتا ہی پانی
خدا کے حکم سے ہی قوت نطق — کلام اپنا ہی ہاتف کی زبانی
بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی — زمین پکڑی بلاے آسمانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال — مگر کالے تلونکی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے — خدا کے واسطے ہی غیب دانی
رُلائی ہی مثال ابر پیری — دکھا کر داغ طاؤس جوانی
مرا دیوان ہی اک آتش خزانہ — ہر اک بیت اُسمین ہی گنج معانی

چند کنیزون کو حکم دیا کہ جا کر تلاش کرو کہ گھوڑا اُنکو کہان لیگیا چند کنیزین ڈھونڈھتی ہوئی چلین مگر تمکین کو آخر پھر بھی خیال ہی کہ اُس سمت کو ساحران مکار رہتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکو گرفتار کرلے دوسرے یہ کہ حسین وجمیل جادوگرنیان بڑی خاطر کرینگی اِس خیال مین بیمار ہوگئی ہی کئی مرتبہ قسطاس نے آکر پوچھا کہ ای نور نظر بتلاؤ مرض وملال کیا ہی تمکین نے جوابدیا کہ سرمین خلل رہتا ہی نیند اچھیکا رہتا ہی مگر

شہباز ہر وقت بلبلایا کرتا ہی قسطاس سے کہتا ہی کہ تمنے ہماری جرأت دیکھی ہمنے
کسطرح اُس جوان کو مار لیا قسطاس کو بھی ملال ہو بلبلاتا شہباز کا ناگوار ہوتا ہی
اُدھر گھوڑا صاحبقران کو لیے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چند
پیتے گھاس کے کھا کر بدن کو جنبش دی صاحبقران پشت مرکب سے گرے لیکن
اِس صحرا کا مالک لقمان قزاق ہی وہ براے سیر نکلا تھا گھوڑے کو دیکھکر پسند کیا
ایک قزاق نے کہا اِسکا سوار بھی پڑا ہی لقمان نے قریب آکر صاحبقران کو
اُٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا علاج کیا زخم مین ٹانکے دلواے صاحبقران زمان
دوسرے دن ہوشیار ہوے لقمان کو دیکھکر فرمایا او جوان تیرا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی تو ہمارا محسن ہی کہ تو نے علاج کیا لقمان نے کہا مین سپاہی دوست
ہون آپ کو سپاہی جانکر لایا یہ ظاہر ہوا کہ کسی قزاق نے آپ کو زخمی کیا مگر آپنے
مال نہین دیا اِس جرأت پر مین عاشق ہو گیا اب آپ آرام سے اِس مقام پر تشریف
رکھین صاحبقران نے فرمایا قزاق کی کیا مجال ہی کہ ہمکو گھیرتے لیکن شہباز نامے
پہلوان سے مقابلہ پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی ہم زخمی ہوے گھوڑا ہمکو
اِسطرف نکال لایا یہ کلمہ سُنکر لقمان نے کہا آپ صحت پالین تو مین آپ سے امتحان
کرون اگر مین غالب آیا تو اپنا رفیق بناؤنگا اور اگر آپ غالب ہوے تو مین
آپ کی اطاعت کرونگا قلعہ موجود ہی اِس مین رہیے بارہ ہزار قزاق کا مالک
ہون جو قافلہ اِدھر سے نکلے اُسکو لوٹ لیجیے بالاے کوہ قلعہ ہی کوئی قلعے
مین آ نہین سکتا صاحبقران یہ باتین سنکر ہنسے فرمایا کہ او لقمان تو مجھسے آگاہ
نہین کہ ایسی باتین کہتا ہی ایسے ایسے صدہا قلعے میرے قبضے مین ہین بڑے بڑے
قزاق زیر کیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی حاکمان قلعۂ حلب کہ اُنپر رنگ
جرأت آئینہ ہی وہ ماتحت ہین یہ سُنکر لقمان نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا
ہی صاحبقران نے فرمایا شاید ذکر سنا ہو داماد نوشیروان صاحبقران زمان
شوہر مہر نگار پدر قباد عالیمقدار مسخر کن پردۂ قاف صاحب سخا و انصاف یہ نام

سکر لغمان قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ خوش نصیبی میری کہ آپ میرے مہمان
ہوئے ہین مین نے بدل آپ کی اطاعت کی حقیقت مین عبد الجبار و عبد القہار ایسے
[illegible] ہین کہ جنھون نے شاہون کو لوٹ لیا اور کبھی کوئی کچھ نہ کرسکا اب تو یہ
نوبت ہی کہ اپنے قلعے مین بیٹھے ہین آپ کو دعائین دیتے ہین خراج معاف اور قلعہ
پر از عدل و انصاف آپ نے کس لطف سے انکو رکھا ہی یہ کہکے لغمان پھر قدمون پر
گرا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی مین اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن
یہ سرحد طلسم خیال سکندری ہی حضور کا کس وجہ مین داخلہ ہوا صاحبقران نے
تمام کیفیت ظاہر کی اور فرمایا کہ شہباز سے مجھے مقابلہ کرنا منظور ہی وہ اپنے مقام
پر بلبلا تا ہوگا اور مین قسطاس کے ہمراہ ہون بیٹی سے اسکی عشق لگا ہی نہین
معلوم اسکا کیا حال ہو اب مجھے آٹھ پہر اسکی یاد ہی مقام لغمان دفریاد ہے نظم

کیون گیا دل تجھے ہوا کیا تھا	کوے قاتل سے مدعا کیا تھا
گر نہ ہوتی امید وصل صنم	مرہی جانا مجھے بُرا کیا تھا
کیون کیا منع در پہ رہنے کو	عاشق زار نے کیا کیا تھا
ہنسے جو کچھ کہا نہ تا تُجھ سا	گر وہ بیجا تھا تو بجا کیا تھا
یار کے پاس کیون تا سحت تم	سر جھکاے سے تجھے ماجرا کیا تھا

لغمان نے عرض کی حضور رخصت پائین تو پھر تشریف لیچلین صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے لغمان مجھے بہت ضرورت ہی شہباز بہت بلبلا تا ہوگا اور باعث
خرابی یہ ہی کہ دختر بلند اختر قسطاس کی نہایت بیچین و بیقرار ہوگی لغمان نے
پھر عرض کی آج جراح آئے تو اس سے پوچھا جاے کل جو پٹی اسنے اُتاری تھی
تو زخم حضور کا صاف ہوچکا تھا اب صرف بھرنا باقی ہی یقین ہی کہ آج خشک
ہوجائے صاحبقران نے فرمایا اے لغمان ایک شخص ہمارے ساتھ کر دو ہمین
راستہ بتادے تا بدربار قسطاس پہونچادے سب سے زیادہ خیال اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو صاحب مہر و وفا

ملکہ تمکین شیرین ادا کا ہے کہ وہ کس حال مین ہو گی جسوقت شہباز بلبلاتا ہو گا
اُسوقت اُسپر کیا گذرتی ہو گی بیقرار ہو ہو کر کنیزون سے کہتی ہو گی نظم

عشق کا رکھتے ہین سینے مین نہان آزار ہم
مشفق من تازہ تر ہین عاشق رخسار ہم
دیکھتے ہین روز و شب حیرت سے زلف یار ہم
ہو گی کیونکر جانبری ہے سامنا تلوار کا
بیحجابانہ الٹ دو روے انور سے نقاب
پھر بہار آئی جنون اپنا ہے وہ اشکیر حال
فصل گل مین ہے عدوے جان ہمارا باغبان
عشق دامنگیر ہے اپنا کہین ہے شفیق

لاغری سے ہو گئے ہین صورت بیمار ہم
مطلب دل کر نہین سکتے ابھی اظہار ہم
یا الٰہی کسطرح ہوون قابض دیدار ہم
روز و شب رہتے ہین پیش ابروے دلدار ہم
جان و دل سے تم پہ عاشق ہین پریرخسار ہم
پھر نکلجاینگے کو سون جانب کہسار ہم
اسلیے جاتے نہین ہین جانب گلزار ہم
عاشقانہ کے سوا لکھتے نہین اشعار ہم

جوش و خروش دیکھکر صاحبقران کا نعمان گھبرا گیا عرض کی حضور تشریف لیچلین
غلام آپ کے ساتھ رہیگا تا حیات دامن نہ چھوڑیگا نعمان نے پانچہزار قزاق
اپنے تیار کیے اپنے بھائی ہامان کو بر سر قلعہ مقرر کیا آپ صاحبقران کے ساتھ
کوچ کیا صاحبقران نے زخم کا بھی خیال نہ کیا اور کوچ کر دیا تھا سے کا یہان
قسطاس ابلق سوار تخت پر بیٹھا ہو کہ ملکہ تمکین شیرین ادا باپ کے پاس آئی
مگر قسطاس نے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سر جھکا ہوا باپ کو
آکے سلام کیا کرسی پر بیٹھی قسطاس نے پوچھا اے نور نظر مین تمکو بہت ملول و
حزین پاتا ہون تمکین نے کہا اے والد نامدار آمد طلسم کشا کا ذکر سنتی ہون مقام
افسوس ہے کہ ایک خیر خواہ ملا تھا اُسکو بھی فلک نے چھین لیا کچھ آجتک خبر
نہ معلوم ہوئی کہ اُس جوان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ شہباز تنتا ہوا آیا اور اگرہ
دنگل پر بیٹھ گیا کہا اے قسطاس تو نے دیکھا مین نے اُس جوان کو ٹوک کر
مارا اگر گھوڑا اُسکا بہت تیز تھا میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین رہتا جس پہ
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے یہ زخمی ہو کر نکلگیا کہین گر کر مر گیا ہو گا خواجہ عمرو

جو بیٹھے تھے اُنکو تاب نہ باقی رہی کہا اے شہباز اسقدر بلند پروازی نہ کرو تم ابھی حال
سے اُس جوان کے آگاہ نہیں ہو مگر اب واقف ہو جاؤ گے یقین ہے حال کھلیگا
نمکین شیرین اور اپنے پہلو سے کلام پایا کہا اے شہباز حقیقت مین یہ اُنکے بہت
پرانے رفیق ہین انکو سب حال معلوم ہے شب کو کہتے تھے کہ ابھی اُفتادین
اُنپر اکثر پڑی ہین اور پھر زندہ آئے ہین شہباز نے جھلا کر جواب دیا کہ میری
تلوار کی تاثیر کہان جائیگی جسنے میرے ہاتھ کا زخم کھایا پھر زندہ نہین بچا میان
عیار صاحب اپنے آقا کی تعریف کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ مین غُل ہوا
شہباز نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو یہ کیا غُل ہے ایک ہرکارے نے آکر کہا کہ
وہی جوان جو آپکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہ آپکے لشکر پہ آپڑا اور
اُسکی مرتبہ لغمان قزاق بھی ساتھ ہے آپ کا لشکر تہ و بالا کر دیا یہ سُنکر شہباز اپنے
مقام سے اُٹھا چاہتا ہے کہ باہر جائے کہ دیکھا ورگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا آیا
کہا ارے میرے بھائی کو کسنے مارا کہ یہ دہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب
عرلبتان ماہتاب آسمان شوکت وشان نمایان ہوا اور آواز دی کہ او
شہباز اُٹھ تو تجھکو حال کُھلے بیٹھا بلبلا رہا ہے شہباز یہ سُنکر تلوار کھینچکر اُٹھا ہاتھ
تلوار کا مارا عمرو نے دیکھکر کہا اے شہباز بہت سمجھ کے وار کرنا پہلے جو بُلبلاتے
تھے اب تو وہ باتین منھ سے نکالو نہ بان تیغ سے تمکو جواب ملیگا امیر نے پیترہ
بدلکر ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور فرمایا کہ اے شہباز کیا کہتا تھا تو سمجھا تھا کہ ہمنے
مار لیا دیکھ لغمان قزاق کو ساتھ لیکر آیا ہون تیرے لشکر کو قزاقون نے بھگا دیا
سچ ہے تجھ ایسے نامرد شخص کا لشکر بھی نامرد تھا سب بھاگے دامن صحرا مین جا کے
چھپے ہین اب تو اُنکو بُلا پانچہزار نے پچیس ہزار کو شکست دی اب میرے تیرے
مقابلہ ہے شہباز نے دوسرا ہاتھ مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ
ڈالدیا شہباز کمزور سمجھ کے لپٹ گیا صاحبقران نے کولے پہ لادکے مار کے
چارون شانے چت گرا کودکر چھاتی پہ سوار ہو نے چُپکے سے کہا اے شہباز

شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شہباز نے چاہا غل مچاؤن کہ ای قسطاس یہ شخص مسلمان ہی صاحبقران نے ایک ہاتھ سے منھ بند کیا اور سینے کو شہباز کے ایک پانوٗن سے دبایا اور ایک پاؤن کو دوسرے ہاتھ سے دبایا مگر شہباز پکار اٹھا کہ ای قسطاس یہ تو مسلمان ہی خواجہ نے غل مچانا شروع کی کہ ہلڑ مین کسی نے آواز نہی صاحبقران نے چیر کر شہباز کو پھینک دیا شہباز کے ساتھ کے چند پہلوان جو بیٹھے تھے چپکے اٹھ کے باہر چلے گئے آپس مین کہتے ہوے کہ یارو یہ بڑا زبردست ہی کہ شہباز کو چیر کر پھینکدیا ہم لوگ بول کر اپنی جان دین لہذا اٹھل چلو اب یہ بارگاہ بیٹھنے کے لایق نہین ہی قسطاس نے دخل نہ دیا بڑے افسوس کی بات ہی جلد اسکے بھائی ہربرکاشانی سے اطلاع کرین وہ آکر خون کا بدلہ لیگا اسطرح وہ اسکو چیر کر پھینک دیگا وہ ہمیشہ شہباز پہ غالب رہا آخر یہ مشکل لاشہ شہباز کا رفقا لیکر بھاگے طرف ہربرکاشانی کے چلے یہان صاحبقران مارکر شہباز کو دنگل پر بیٹھے تمکین شیرین ادا کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا طرف صاحبقران کے متوجہ ہوئی عرض کی حضور شعر گر بیخبری زمن عجب نیست ✦ کز خوبی خود خبر نداری ✦ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا فرد بدل زدیا بسر زدیا بہ بازو ✦ چہ داند کس محبت بر کجا زد ✦ دیگر کارم اُفتاد بیک آہ سحرگاہ دگر ✦ آہ اگر سینہ تحمل نہ کند آہ دگر ✦ ای آہ روز کن شب این رنج دیدہ را ✦ دامن بسوز این شب تار کشیدہ را ✦ تمکین نے مسکرا کر سر جھکا لیا مگر قسطاس کانپ رہا ہی جب امیر نگاہ ڈالکر فرماتے ہین کہ ای قسطاس تمنے بے ادبی اِس نامرد کی دیکھی قسطاس ہاتھ باندھکر کہتا ہی ای شہریار یہ اسی لایق تھا صاحبقران تو یہان دربار مین بیٹھے ہین تمکین نے باپ سے کہا اگر آپ کی خوشی ہو تو مریخ تیغ زن کو اپنے باغ مین لیجاؤن قسطاس نے کہا بیٹا لیجاؤ خوب انکی خاطر مدارات کرو غرض تمکین نے باپ سے اپنے جو یہ مژدہ شیرین پایا ہاتھ صاحبقران کا تھام کر کہا آپ باغ مین چلیے صاحبقران ساتھ تمکین کے باہر آئے چند کنیزین ہمراہ ہوئین

تمکین صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین
لاجواب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے غنچے ہنس رہے
ہین سنبل پیچان نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا نرگس نے آنکھین کھولین لالے
نے اپنا داغ دکھایا ہر غنچہ اگل مسکرایا تمکین نے لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھایا
جام شراب لیکر پیش کیا ہرچند کہ صاحبقران غصے مین تھے مگر فرمایا اے ملکۂ عالم
تمنے دربار مین بھی دیکھا کہ مین کھانے اور پینے کی چیزون مین شریک نہین ہوا
اِسکا باعث تمھارے ذہن مین نہین آیا مین بقراط پر لعنت کرتا ہون اور اُس
خالق بے نیاز کی پرستش مین ہون کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین زمین و آسمان کو
پیدا کیا وہ لایق پرستش ہی خیال کرو کہ بقراط مکار و غدار ہی ہمارے ہی ہاتھ
سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین آیا انشاء اللہ تعالی یہان بھی اُسکو
شکست دینگے تمکین نے گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی امیر نے
فرمایا اے ملکۂ عالم میرا پوتا طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہی مین براے قتل قسطاس
آیا ہون چاہتا ہون کہ جابجا نور الدہر کی مدد کرون حقیقت مین طلسم سخت و
صعب ہی لیکن وہ شیر دلیر اسکا فتاح ہی کہ جسنے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی
جاکر فتح کیا اور منکل خان ایسے ساحر کو مطیع و منقاد کیا میرا نام صاحبقران
ہی یہ سنکر ملکہ تمکین مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کنیزون سے کہا مین نہ کہتی تھی کہ یہ
کوئی عالی خاندان ہین آخر ثابت ہوا کہ طلسم کشا کے جد امجد ہین جب تو شہباز کو
آکر مارا بڑا غرور تھا اُسکو یہی ہمدم کہتا تھا کہ مین نے اُس جوان کو مار ڈالا
گھوڑا اژدرے کو لیگیا کہین جاکر گرادیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے صاحبقران نے
فرمایا اُسکے غرور کا جواب تو ہوا صاحبقران صحبت تمکین مین بیٹھے ہوے
ہین خواجہ عمرو اُسکی وزیرزادی کی صورت زیبا پر مائل ہوے گلرنگ اُسکا
نام ہی اُسکے سنانے کو یہ اشعار گا رہے ہین نظم

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ	ہوئی ہی دست مال و بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو گر پی کے چلیے ۔ بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
یہ خوش چشمو نکے سووے مین ہون سوکھا ۔ ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ
قدم سے تیرے ای ابر کرامت ۔ پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ
تریبون کی جدائی کے الم سے ۔ ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ
کھڑے سایے تلے جسکے ہوے تم ۔ نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
تماشا نخل ہی نخل توکل ۔ ہر اک میوہ ہی رکھتی اسکی ہر شاخ
جوانی کو غنیمت جان غافل ۔ ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
نہال حُسن جو ہمنے کہا ہے ۔ لگائی جاتی ہی وان شاخ پر شاخ
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی ۔ ہرے پن سے ہو مشتاق تبر شاخ
مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا ۔ بلیگی جھمک کے آتش بار ور شاخ

یہان تو صاحبقران صحبت عیش و جیش مین مصروف ہین معشوق پریچہرہ پہلو مین خواجہ ایسا عیار ساتھ ہی اب ذکر نور الدہر سنیے کہ یہان نور الدہر نے تمام رات صحبت عیش و جیش مین بسر کی صبح کو نماز پڑھکر لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واہو سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسم حاصل ہو تو مناسب ہی کہ صحراے کوہستان مین جاؤ دامن کوہ مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر چشمے مین پھاند پڑو ہرچند کہ نہنگان خون آشام و ماہیان یاقوت رنگ مثل انسان گویا ہونگی اور منع کرینگی لیکن کسی کا کہنا سماعت نہ کرنا بہ جرائت و جلالت چشمے مین پھاند پڑنا پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے مگر سکندر ثانی بادشاہ لشکر قبل بر آمد ہونے طلسم کشا کے تخت سے اُٹھا اور بصورت سپید کبوتر آسمان پر جا کر چپکا تمام شاہزادیان بیقرار ہو گئین نجم اور ارسطو بھی روانہ ہوے جب موقع ہوگا عرض کیا جائیگا ناظرین پر واضح ہوگا نور الدہر بموجب تعلیم لوح قریب چشمۂ فیض پہونچے دیکھا چند نہنگان خون آشام

وماہیان سرخ نے چشمے سے سر نکالے اور پکار کر آواز دی ای طلسم کشا خبردار چشمے کے قریب نہ آنا ورنہ بڑا صدمہ اُٹھاؤ گے نور الدہر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا مگر جیسے ہی اسم ورد زبان ہوا مچھلیون اور نہنگان خون آشام نے سر پانی مین کھینچ لیا نور الدہر بسم اللہ کہکر پھاند پڑے تھوڑے عرصے مین پانون زمین سے آشنا ہوے دیکھا سامنے ایک قصر عالیشان ہی اور لاکھون جادوگر اُترے ہوے ہین ہرکارون نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا پلٹ کر بھاگے سامنے قسطاس کے آئے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی قطعہ اوسرت سبز تا خزان بیجزند + شکمت طبل تاسگان بدرند + گرز آتش شرار رنگارنگ + بر سر تو موکلان بزنند + شہریار کی عمر کوتاہ ہو یہ لشکر تباہ ہو طلسم کشا آپہونچا قسطاس نے ہرکارونسے کہا جاکر اُس جوان کو اطلاع دو ہرکارے طرف صاحبقران کے چلے مگر یہان نور الدہر نے جو وہ لشکر دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اِس لشکر پر جا پڑو نور الدہر لشکر پر جا پڑے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح کو جنبش دیتے ہوے جسپر جا پڑے اُسکے دو ٹکڑے کیے نور الدہر اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ ہرکارون نے جاکر خبر صاحبقران کو دی کہ طلسم کشا آپہونچے صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے تمکین نے صاحبقران سے پوچھا کہ ای شہریار آپ کیا کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا مین جاکر قسطاس کو ہاتھ سے نور الدہر کے قتل کراؤن کہ مرحلہ فتح ہو صاحبقران یہ فرما کر لشکر مین پہونچے آکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نور الدہر نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی حیران ہوے کہ جد عالی تبار یہان کیونکر پہونچے صاحبقران ساحرون کو قتل کرنے لگے قسطاس سے آکر کہا ہان ای قسطاس بڑھکر سحر کرو قسطاس نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر

اُس آگ سے ساحر جل رہے ہین صاحبقران بھی ساحرون کو قتل کر رہے ہین اُدھر
نورالدہر لڑتے ہوے آتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین لڑتے بھڑتے سامنے
قسطاس کے پہونچے قسطاس نے تلوارین برسائین لیکن نورالدہر پر سحر
تاثیر نہین کرتا لوح کے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے
ہین قسطاس نے پلٹ کر دیکھا کہ مریخ تیغ زن جادوگرون کو قتل کر رہے ہین
کہا کیون اے مریخ تیغ زن تم ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو صاحبقران نے
فرمایا او قسطاس تیرے قتل کی فکر ہی مگر تجھکو طلسم کشا قتل کریگا گھیر کر قسطاس
کو سامنے نورالدہر کے کیا نورالدہر نعرہ کر کے قسطاس پر جا پڑے قسطاس
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا کا سامنا ہوا ایک دستک دی آواز دی اے گلنار شیرین ادا
یہی وقت ہی کہ آکر طلسم کشا کو گھیرے ایک طرف سے ایک نازنین مہ جبین یہ
اشعار پڑھتی ہوئی سامنے آئی **نظم**

زخم دلمین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی
رُخ ترا بیداغ ہی روے قمر مین داغ ہی
عشق کی دلسوزیو نسے بحر و بر مین داغ ہی
دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین
آجکل ہوتا ہی ہم آغوش وہ رشک بہار
اشک کے پانی سے نہلاوے مجھو اے چشم تر
اشتیاق گور مین دیتی ہی ایذا طول عمر
زلف و خال یار پہ جیسے پڑی ہی اپنی آنکھ
وان تلاش ایذا دہی کی اور یان شوق وصال
داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہی عشق مین
عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر

ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہی
دیکھ لے جو جا ہے آنکھونکی نظر مین داغ ہی
یہ وہ آتش ہی کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہی
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہی
بوے گل دیتا ہی جو جو اپنے بر مین داغ ہی
گرمیون سے سوزش دلکی جگر مین داغ ہی
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہی
مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی
زخم باہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہی
دوڑتی ہی روح اُسپر جس شجر مین داغ ہی
داغ جب بھیل مین لگا عیب شجر مین داغ ہی

ہر چند اُس نازنین نے اشارے کیے ناز و کرشمہ دکھائے مگر نورالدہر جب لوح کو

گردش دیتے ہین اور سایہ اُسکا پڑتا ہو تو معلوم ہوتا ہو کہ ایک زنگین سیاہ رو تیرہ
درون رقص کرتی ہوئی آتی ہو چاہتی ہو کہ دام تزویر مین پھنسا دون مگر نورالدہر پابند
احکام لوح جب قریب پہونچے تو لوح کو چمکا دیا اُسکے بدن مین آگ لگ گئی
گئی سحر قسطاس نے اسیطرح کیے نازنینان مہ جبین آئین خوب خوب گائین آخر
ایک نے ہاتھ تھام لیا نورالدہر نے بحکم لوح عکس تیغۂ طلسمی ڈالا جب عکس
تیغۂ طلسمی پڑا تو اُس نازنین نے ایک چیخ ماری کہ منھ سے شعلۂ آتش نکلا جب
سحر نے قسطاس کے تاثیر نہ کی تو تلوار کھینچکر جا پڑا گئی ہاتھ تلوار کے مارے
نورالدہر نے خالی دیے آخر کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی جو چمکا قسطاس
نے سپر اُٹھا دی مگر آنکھین بند ہوئی جاتی ہین چمک پہ تلوار کی نگاہ نہین ٹھہرتی
تلوار جو چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر کو تراش کر چنبر گردن
پر پہونچی قسطاس کے دو ٹکڑے ہوے قسطاس کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا آخر
آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من قسطاس
جادو بود بعد مرنے قسطاس کے نورالدہر صاحبقران کو لیکر پلٹے اور بارگاہ
مین لاکر داخل کیا قسطاس کے یہان خزانہ بہت بڑا تھا وہ عمرو نے اپنے
قبضے مین کیا صاحبقران نورالدہر سے رخصت ہوے باغ مین تمکین کے
آئے دیکھا کہ تمکین رو رہی ہو صاحبقران کو دیکھکر شگفتہ ہوئی کہا یا صاحبقران
مین آپ کے واسطے بہت پریشان تھی مجھکو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ سحر مین
قسطاس کے پھنس جایئے مگر چونکہ طلسم کشا موجود تھا کوئی سحر نہ چلا قسطاس
مارا گیا جسوقت بیرون نے آواز دی مین سمجھ گئی کہ طلسم کشا غالب آیا لوح اُنکے
پاس موجود تیغۂ طلسمی قبضے مین اُنپر سحر کیا تاثیر کر سکتا ہو صاحبقران قریب تمکین
آکر بیٹھے تمکین نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب کا چرچا ہوا صحبت
عیش و طیش مہیا ہوئی صاحبقران کا دماغ تر ہو پہلو مین معشوق پریچہرہ مگر نیلوفر
مرحلۂ ثانی پر پہونچا دوسواس جادو تخت پر بیٹھا ہو سردار سب جمع ہین طلسم کشا کا

ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریارہ غضب ہوا کہ قسطاس مالک مرحلۂ
اول قتل ہوگیا طلسم کشا کا داخلہ ہوا اب یقین ہی کہ طلسم کشا آپ کی طرف رُخ کرے یہ سنکر
وسواس تخت سے اُٹھا بیٹی اسکی روشن جبین نہایت حسین و جمیل ہی اُسکو تخت پر
بٹھایا آپ فکر مین نور الدہر کی نکلا یہ فکرین کر رہا ہی روشن جبین تخت پر بیٹھی ہی کہ
نیلوفر نے آکر خبر دی ای ملکۂ عالم ایک بڑی بات دریافت ہوگئی ہی وہ یہ کہ بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد پہلو مین سرو دلکشا کے بیٹھے ہین ناچ راگ رنگ بھی
ہو رہا ہی کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ دونون کو گرفتار کر لاے ایک عزیزہ تو مسلمانونکا
قتل ہو کہ طلسم کشا کو صدمہ پہونچے مرنے سے بادشاہ اسلام کے طلسم کشا بہت
بدحواس ہو جائیگا روشن جبین نے وضع پوچھی نیلوفر نے سراپا بیان کیا کہ ایسے
حسین و جمیل ہین کہ سرو دلکشا نادیدہ عاشق ہوئی تھی البتہ یہ تو اکثر کنیزونکی زبانی
سُنا تھا کہ ملکہ نے ایک بادشاہ کو خواب مین دیکھا ہی اُسکی تلاش مین ہین آخر یہ مشکل
اپنے باغ مین لائی باپ اُسکا ہفت جوش قتل ہوا لیکن مزاج مین ہفت جوش
کے قرار نہ تھا ہرچند کہ مطیع اسلام ہوا تھا مگر اسی فکر مین تھا کہ طلسم کشا کو شکست
دلواؤن آپ ہنستا ہوا نکلجاؤن اُسی نیت کا یہ انجام ہوا کہ بے خطا مارا گیا ہاتھ
سے طلسم کشا کے قتل ہوا سب حال سُنکر روشن جبین کو بھی خیال ہوا کہ مین بھی اُس
جوان کو دیکھون ذکر جو سراپا کا سُنا اور نادیدہ عشق ملکہ سرو دلکشا کا تعجب ہوا
ایک کنیز شوخ دیدہ پہلو مین بیٹھی تھی کہا ای شوخ دیدہ جا تو بادشاہ و سرو دلکشا
کو گرفتار کر لا تو شوخ دیدہ یہ حکم سُنکر چلی اُسوقت پہونچی کہ یہان عاشق و معشوق
تنہا بیٹھے ہین ہاتھ گلون مین پڑے ہوے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ شوخ دیدہ
تڑپ کے گری عاشق و معشوق کو پنجے مین دبا لیا اُڑتی ہوئی چلی قضاے کار اُس
راہ سے گذری جہان صاحبقران زمان بیٹھے ہین سناٹا جو ہوا امیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک ساحرہ بادشاہ و ایک مہ جبین کو پنجے مین دبا ے ہوے لیے جاتی ہی
صاحبقران نے تاک کر تیر مارا شوخ دیدہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ و

سرو و لکشا پہنچے سے چھوٹے صاحبقران نے اُٹھکر بادشاہ کو گود مین لیا تمکین نے
سرو و لکشا کو روکا دونون ہوشیار ہوے بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
جھک کر سلام کیا صاحبقران نے سر سینے سے لگایا پوچھا ای نور نظر یہ کیا معرکہ
تھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا اب ہمارا اور تمھارا
ساتھ ہوگا بادشاہ نے سر جھکا لیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا ہی صاحبقران نے
بارہ دری مین بادشاہ کو جگہ دی بادشاہ بارہ دری مین آکر بیٹھے سرو و لکشا بھی
آئین کہا ای شہریار مقام ہتک ہی کہ حضور صاحبقران کے ساتھ رہین اگر مناسب
ہو تو نکل چلین الگ اپنا عظم و شان پیدا کیجیے تاکہ نور الدہر کو بھی معلوم ہو
کہ بادشاہ نے الگ ہو کر یہ کام کیا لشکر سے نکلکر خوب نام کیا بادشاہ نے فرمایا
ہر چند کہ عقل عورت کی ناقص ہوتی ہی مگر ای معشوق کیا معقول بات کہی ہی یہ
فرما کر رات ہی کو اُٹھے ایک مادیان اور ایک مرکب اصطبل سے لیا مرکب
کی پشت پر سوار ہوے مادیان پر ملکہ سوار ہوئین بادشاہ و ملکہ نکلے دونون
گھوڑے اُڑاتے ہوے جاتے ہین وقت شب چاندنی نکلی ہوئی زمین تمام
عکس گلہاے رنگا رنگ سے بوقلمون ہو رہی ہی بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے جاتے
ہین زیر کوہ گذر ہوا بادشاہ کو آثار صبح ظاہر ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آواز
مرغ سحر کان مین آئی بادشاہ گھوڑے سے اُتر پڑے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نماز صبح
پڑھ لین تو پھر چلین بادشاہ نے جھیل پر وضو کیا ملکہ نے فوراً زین پوش بچھا دیا
بادشاہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ملکہ ٹہل رہی ہین قضا سے کار پہاڑ پر ایک
قزاق موسوم بہ تفنگ پر ان لوٹ مار کر آیا تھا حصہ تقسیم ہو رہا تھا کہ تفنگ
کی نگاہ اس محبوب پر پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا کہتا تھا کیا تدبیر کرون ایک
شخص اُس محبوب کے ساتھ ہی ضرور روکیگا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ ای برادر
جاؤ اس عورت کو لیکر چلے آؤ اُس جوان کو نہ قتل کرنا اگر کچھ مانع ہو تو سمجھا دینا
کر بارہ ہزار قزاقون سے تفنگ بالاے کوہ بیٹھا ہی وہ جوان آپ خوش ہو کے

دیدیگا سوچیگا کہ میری جان بچے یہ سُنکر وہ سوار پہاڑ سے اُترا گھوڑا اڑاتا ہوا چلا
بادشاہ فرض خدا ادا کر چکے ہین کہ اُس سوار نے آکے کہا اے نازنین تو بڑی صاحب
نصیب ہی کہ ہمارا افسر جسکے بارہ ہزار قزاق قبضے مین ہین وہ تم پر عاشق ہوا لہذا چلو
بلکہ قدمبوسی کرو بادشاہ نے جھلا کر کہا او بے حیا عورت سے کیا بات کرتا ہی مردونسے
بات کر یہ فرما کر گھوڑے پر سوار ہوے سوار نے نیزہ ہلایا کہا اے شخص اگر تو
سپاہی بھی ہی تو سامنے بارہ ہزار جوان بیٹھے ہین کیون عورت کے واسطے جان
دیتا ہی عورت کو دیدے اور تو چلا جا تجھسے تعرض نہ کرینگے ہمارا افسر بہت ہی
رحمدل ہی بادشاہ نے فرمایا قزاق دغا بازہ بندگان خدا کا آزار رسان وہ رحم کو کیا
جانے بس بہتر یہی ہی کہ چلے جاؤ اُس سوار نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن
سے اُڑ گیا تفنگ نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا خود گینڈا طلب کیا سوار
ہوکر پہاڑ سے اُترا اشقل دیو چنگھاڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا او دیوانے
تو نے غضب کیا یہ میرے رفیق ہین کہ اکثر بارہ ہزار سے پچاس ہزار کا قافلہ لوٹا
اُسمین کا یہ سوار تھا کہ تو نے مار ڈالا مجھکو بڑا قلق ہوا اب بھی اسی مین خیر ہی کہ
عورت حوالے کر اپنی راہ لے اور بلکہ کچھ کہ تو خرچ دون خیر و عافیت سے چلا جا
بادشاہ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی کوئی مرد یہ گوارا کریگا کہ اپنی عورت دوسرے
شخص کو حوالے کر دے پہلے ہمارا سر کاٹ لے تب تجھے اختیار ہی بڑی شرم کی
بات ہی کہ عورت تیرے حوالے کرین اور آپ زندہ چلے جاوین یہ سُنکر تفنگ
پیچھے ہٹا تیر ترکش سے نکالا کہا یہ تیر دل کو توڑتا ہی طائر وہم و خیال شکار کرتا ہون
میرے تیر سے بچنا دشوار ہی بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ اُسنے تیر مارا
بادشاہ نے قلم کیا تفنگ اُچھل پڑا کہا اے جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق
ہی بلکہ شہرۂ آفاق ہی اب بھی چلا جا زیادہ جہالت نہ کر مین کئی حربے رکھتا ہون
یہ کہکے نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو پہلے سے اُڑا دیا

وہ قبضے پر ہاتھ ڈال کے بادشاہ پر برس پڑا بادشاہ نے سب وار خالی دیے جب کئی
وار وہ کر چکا تو بادشاہ للکارے کہا ایک وار تو ہمارا بھی قبول کر یہ فرما کر تلوار کھینچی
عروس ظفر تھی کہ جھلا نیام سے نکلی خبردار کہکے ہاتھ مارا تلوار چمک کے گری سپر کو
کاٹ کر تفنگ و مرکب کے چار ٹکڑے کیے تمام قزاق تھرا گئے کہ افسر اعلے
مارا گیا سب قزاقون نے اطاعت کی بادشاہ اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر آگے
بڑھے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے
پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان آتا ہے یہ معرکہ دیکھکے معشوق نے عرض کی
ای شہریار اگرچہ مین سحر نہین جانتی مگر انکو تسخیر کر سکتی ہون سعد نے کہا تم دخل نہ دینا مین
تلوار کھینچکر اِن پر جاتا ہون اُس پہلوان کی نگاہ جمال جہان آرای سعد شہریار
پر پڑی ساتھ والون سے کہا یہ کوئی مرد مسلمان ہے چند قزاق ساتھ ہین تم سب
ملکر انکو مار لوگے سب نے کہا خداوند انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی اُسنے کل فوج
کو اشارہ کیا بادشاہ نعرہ کر کے جا پڑے سب قزاقون نے بھی حملہ کیا وہ لوگ
جنگی یہ قزاق وہ بلوہ ہوا کہ بادشاہ گھبرا گئے دل کو طرف پروردگار کے رجوع
کیا پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک حال کر نظم

بہ حسن یوسفی شد گرم بازار — زلیخا وار خلق آمد خریدار
چو آن واحد شد از کثرت نمودار — بہر شایق نمود از پردہ دیدار
گہے معشوق گشت وگاہ عاشق — گہے گردید بیدل گاہ دلدار +
گہے دیوانہ گشت وگاہ دانا — گہے مستانہ گشت وگاہ ہشیار
گہے سرو چمن از ہر غم آزاد — گہے بلبل بہ عشق گل گرفتار
گدا کرد از گہر پر دامن خویش — چو شد حاضر بدان دریار دربار
شدہ از دل بہ گلزار زمانہ + — فداے رنگ و بوئیش بلبل زار
کریمی و رحیمی ای خداوند + — کرم فرما بہ حال ہندی زار

وہ پہلوان موسوم بہ نہنگ ابلق سوار لڑتا بھڑتا قریب بادشاہ کے آیا

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ روکا کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مارا نہنگ
کے دو ٹکڑے ہوے مارے جانا اُسکا کہ فوج مین فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر ایک
آواز دیتا تھا کہ ای صف شکن ہم پناہ مانگتے ہین بادشاہ نے سب کو پناہ دی یہ
لوگ بھی بصدق دل مسلمان ہوے اِس پہلوان کے قتل کرنے سے خیمے خرگاہ
بارگاہین عکس ہوئین بارگاہ استادہ ہوئی بادشاہ نے معشوق کو ایک خیمے مین
داخل کیا ارادہ ہی کہ کوچ کر کے جہان نور الدہر ہیو ہین وہان مین بھی پہونچون
تیس ہزار آدمی ساتھ ہین اِس ارادے پہ صحراے نہنگان مین فروکش ہین لیکن
نور الدہر بن بدیع الزمان کو مرحلۂ اول فتح کر چکے ہین مقام پہ قسطاس کے
آکر اُترے ہین منظور یہ ہی کہ صاحبقران کو اب ساتھ رکھون جد عالی تبار کو
اب کہین نہ جانے دون مگر صاحبقران زمان شب کو جو لیٹے خواجہ عمرو قریب
ہین فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری اب کہو کیا صلاح ہی ہمراہ نور الدہر میرا رہنا
مناسب نہین عمرو نے کہا بہتر تو یہی ہی کہ نکل چلیے الگ کام کیجیے صاحبقران
پلنگ سے اُٹھے خواجہ سے فرمایا گھوڑا تیار کرو عمرو نے مرکب تیار کیا لیکن
عرض کی کہ ای شہریار شب تیرہ و تار ہی راستہ نہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای
خواجہ وہ رہبر کامل ساتھ ہی ضرور رہبری کریگا یہ فرما کر سوار ہوے خواجہ
بھی ساتھ ہین اُس اندھیری رات مین گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ
فرماتے ہین کہ ای خواجہ کیسی اندھیری رات ہی عمرو کہتا ہی مین تو عرض کرتا تھا
مگر حضور نے کہنا نہ مانا اب پلٹ چلیے صاحبقران نے فرمایا یہ تو سراسر خلاف
ہی یکایک سفیدۂ سحری آسمان پہ ظاہر ہونے لگا طائر آشیانون سے نکلے اور
زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکے زمزمون سے یہ آواز آتی تھی ای رہروان جادۂ حسرت
و یاس ہوشیار رہو دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان
جہان حسرت و یاس لیکر اِس دنیا سے اُٹھ گئے خالی ہاتھ گئے دنیا سے کیا
لے گئے سکندر نے سب کو تماشہ دکھا دیا تمّم

درگاہ مین کریم کے ہو التجا قبول — دست دعا بلند تو کر ہی دعا قبول
باندھے گرہ مین اپنی مرے دلکو زلف یار — حاضر یہ گنج ہو جو کرے اژدہا قبول
شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش — ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
داغ فراق دیکھے نہ جا قبل صبح کے — سب کچھ قبول ہی یہ نہین مہ لقا قبول
یہ وقت لہو ولعب مین کھووے نہ آدمی — کرتا ہی بندگی کو جو اُنکی خدا قبول
ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے — جو کچھ کہون کرے وہ مرا دلربا قبول
وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا — کرتی نہین ہی اُنکی طبیعت دعا قبول
عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین — دل کو نہین ہی کوئی تمہارے سوا قبول
کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب — کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

طائرون نے یہ آواز جودی خواجہ تو پیچھے ہٹے مگر صاحبقران زمان اُسیطرح گھوڑا بڑھائے ہوئے جاتے ہین بخوبی صبح ہوگئی عمرو دور سے دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران گھوڑے سے اُترے زین پوش بچھایا کہ واجب خدا ادا کرون پہلو سے آواز آئی کہ او غافل ہم تیرے مشتاق بیٹھے ہین رات بھر تڑپتے ہوے گذری ہی امیر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک تاجدار پہلو سے صحرا سے پیدا ہوا آکر صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار مین فریادی آیا ہون امیدوار ہون کہ میری التجا قبول ہو صاحبقران نے فرمایا ٹھہر جاؤ ہم نماز پڑھ لین اُس تاجدار نے کہا بہتر القصہ نماز پڑھ کے صاحبقران اُسکے ساتھ ہوے عمرو دور سے تعاقب مین دیکھتا چلا آتا ہی کہ آقا کہان جاتے ہین کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُس تاجدار نے پکار کر آواز دی یارو مین صاحبقران زمان کو لایا کئی جوان اُس فوج سے نکلے قریب صاحبقران کے آئے رکاب پہ ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار اُترئیے دربار مین آپ کی طلب ہی عمرو نے دیکھا صاحبقران گھوڑے سے اُتر پڑے عمرو حیران ہی کہ غیر لوگون کا سامنا اور صاحبقران اسم اعظم نہین پڑھتے خیر

جن لوگون نے رکاب پر ہاتھ رکھا تھا امیر اُنکے ساتھ چلے عمرو دور سے دیکھ رہا ہی
کہ صاحبقران اُنکے ساتھ لشکر مین پہونچے ایک بارگاہ استادہ تھی امیر اندر بارگاہ
کے گئے خواجہ عمرو درخت کی بیخ مین چھپے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لشکر مین ہلڑ
ہوا ہر شخص یہی کہہ رہا ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرلیا اب مطلب پورا ہوا عمرو نے
دیکھا کہ اہالی لشکر امیر با توقیر کو مسلسل و مطوّق کرکے بارگاہ سے لیکر نکلے مگر اس تخت
سے کہ زبان بند حرز ہیکل کسی نے گلے سے اُتار لی اب صاحبقران کو ایک ارابے
پر سوار کیا صاحبقران سر جھکا کر بیٹھے کل فوج تیار ہوئی ارابہ لیکر چلے خواجہ عمرو
حیران ہین کہ پروردگار یہ کیا ہوا آقا ایسے مجبور ہوے وہی تاجدار تخت پر سوار
ہی فوج کو حکم دے رہا ہی کہ جلد اس صحرا سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجاے
جلدی جلدی جاتے ہین ارابے کو بڑھا رہے ہین قضاے کار یہ تاجدار کہ جسکا
تاجدار جادو نام ہی وسواس کا بھیجا ہوا ہی دربار مین صلاح ہوئی تھی اس تاجدار نے
کہا کہ مین جاکر صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون مگر طلسم کشا سے خوف ہی ایسا
نہ ہو وہ آپڑے وسواس نے کہا تم یہانتک لاؤ ایسے مقام پر قید کرون کہ
تا قید حیات نہ چھوٹ سکین عمرو دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ وہ فوج صاحبقران کو
لیے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچی وسواس جادو کو خبر ہوئی کہ تاجدار
صاحبقران کو گرفتار کرلایا اُٹھکر باہر آیا صاحبقران کو دیکھا تاجدار سے پوچھا
کہ اِنکے تحفہ جات لے لیے تاجدار نے کہا حرز ہیکل میرے پاس موجود ہی اسم اعظم
فراموش کرایا دیکھ لو کہ خاموش بیٹھے ہین وسواس نے جو صاحبقران کو دیکھا
آکر کہا کیون حضور کچھ آپ کو خیال نہ ہوا آپ مرحلے پر چلے گئے اب کون صورت
رہائی کی ہی یہ کہکے تاجدار جادو کو حکم دیا کہ لیجا کہ زندان دیرگاہ مین قید کرو
تاجدار جادو نے صاحبقران کو ارابے سے اُتارا چند زنگیان سیاہ رو آئے
سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلے یہ حال دیکھکر عمرو بہت بیقرار ہوا
پہلو مین قلعے کے قصر تھا اُسمین لیجاکر صاحبقران کو قید کیا عمرو گرد قصر کے

چرخ مارتا پھرتا ہی یہی سوچ ہی کہ خدمت مین آقا کی جاؤن مگر زنگی بیدار ہین حاضر باش
و ناظر باش کر رہے ہین جو کوئی اُس راستے سے گذرتا ہی اُسکو ہٹا دیتے ہین عمرو ناچار
ہو کر ایک نخل کے سایے مین اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا دو پہر رات آئی تھی کہ پہلو
سے روشنی معلوم ہوئی عمرو نے دیکھا قفس مین کوئی سوار ہی آگے آگے دو مشعلچی
مشعلین روشن کیے ہوے اِس عظم و شان سے سواری آتی ہی دو کہاریان
داہنی بائین جانب قفس کی پٹی پر ہاتھ رکھے ہوے زنگیون نے بڑھکر پکارا
کون آتا ہی کہاریون نے آواز دی ملکہ گلگلونہ رنگین پوش کی سواری ہی منظور
ہی کہ قیدی کو دیکھین زنگیون نے دروازہ کھولدیا گلگلونہ اُتری قید خانے مین
آئی دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل سرنگون بیٹھا ہی مگر ملول و حزین ہی
گلگلونہ بیقرار ہو گئی ساتھ والیون سے کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر
بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت یون قید ہو جائے مگر تعجب ہی کہ اِسکا رفیق
و شفیق عمرو کہان گیا خیر چلو باغ مین چلین یہان ٹھہر کر اور اِس آفتاب جمال
کو دیکھکر کلیجہ جلتا ہی قلب کو قلق ہوتا ہی والد کو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسے شخص کو
یون قید کیا کہ جسکا اِسوقت یہان کوئی معین و مددگار نہین یہ کہتی ہوئی
قید خانے سے نکلی ساتھ والیون نے کہا حضور آپ کو کیا مطلب مالک رجل
ہین جسطور سے چاہتے ہین انتظام کرتے ہین گلگلونہ نے کہا اب اِسوقت تو
مین باغ مین چلتی ہون مگر صبح کو البتہ والد سے کہونگی کہ اِسکا مرتبہ ایسا نہین ہی
کہ جسکو آپ نے یون قید کیا مناسب یہ تھا کہ کوئی قصر رفیع ہوتا اُسمین بہ طور
نظر بند کے رہتے یہ کہکر ملکہ قفس پر سوار ہوئین ایک کہاری چند قدم آگے بڑھی
دوسری ملکہ کی قفس کے ہمراہ ہوئی کہارون نے قفس اُٹھائی لیکر چلے لیکن
عمرو تو یہ سانحہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی وہ کہاری آگے آگے عمرو کی جانب سے
گذری فوراً عمرو نے حباب بیہوشی مارا کہاری بیہوش ہو کر گری عمرو نے
ہاتھون پر روک کر داخل زنبیل کیا جب قفس ملکہ کی چند قدم آگے نکل گئی

تب عمرو نے کہاری کو زنبیل سے نکالا اُسکی شکل بنے کپڑے اُسکے اُتار کر پہن لیے رنگ روغن سے درست ہوے کہاری کو پھر داخل زنبیل کیا اب خواجہ دوڑتے ہوے تعاقب مین قفس کے چلے ملکہ نے قفس سے آواز دی اری شبرنگ خواجہ تو چند قدم پیچھے پیچھے آتے تھے کہارون نے کہا حضور وہ پیچھے آتی ہی ملکہ نے حکم دیا کہ شبرنگ کو پکارو لو کہارون نے پکار کر آواز دی بی مہری صاحب تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین خواجہ دوڑکر قریب قفس کے آئے کہا آج حضور نے بڑی تکلیف فرمائی گلگونہ نے جواب دیا کہ اے شبرنگ مین کیا کہون کہ میرے دل کا عجیب حال ہی اپنا قول یہ ہی :

نظم

باغبان انصاف پر بلبل کے آیا چاہیے
پہنچی اُسکو زر گل کی پہنچایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانوں کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ جچائی ہی جو مستی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئنہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ایجان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہی قوت بخش روح ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رہتا ہی قدم
شاخ رنگین پر سے بلبل کو اُڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہی کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلے کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہی ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین جاکر اِسے بلبل ستایا چاہیے

فصل گل ہی چار دن ساقی تکلف ہی ضرور
پھر جواہر کی بطِ مے کو لگایا چاہیے

غم مین جوش ہی سے مجکو یہ صدا ہی آرہی
ظرف عالی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

نیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

خاطر آتش لکھی ہین چند بیتین اور بھی
بے نشان ہون نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

خواجہ بولے حضور نے جو فرمایا بجا ہی حقیقت مین آپ رتبہ شناس ہین یہ باتین کرتے ہوے قریب در باغ پہونچے ملکہ اُتری لڑکھڑاتی ہوئی باغ مین آئین مسند پر آکے بیٹھین خواجہ بھی قریب آکر بیٹھے کہا اے ملکۂ عالم غم و الم دل سے دور کیجیے

گائینین بلاؤن گا تا ہو ملکہ نے جواب دیا اے شبرنگ کسی بات کو میرا دل نہین چاہتا
طبیعت پریشان ہے جی چاہتا ہے مین جا کر قید خانے مین بیٹھون اُنکو رہا کرون وہ
کیسے خاموش بیٹھے ہین اُنکو غم ہے میرے دل کو صبر کیونکر آئے مگر صبح کو دربار مین
والد نامدار کے جاؤنگی اُنسے ضرور کہونگی کہ آپ نے مرتبہ شناسی کو فراموش کیا
اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ یہ آغا پر عاشق ہوئی یقین ہے کہ اپنے باپ سے
کہکر رہا کرائے شب بھر یہی باتین رہین جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ نے کہا
اے شبرنگ مین خدمت مین والد نامدار کی جاتی ہون بہت سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا
مان لیا تو مطلب نکل آیا اور اگر نہ مانا تو اُنھین اختیار ہے کچھ اور تدبیر کیجائیگی خواجہ
حیران ہین کہ دیکھیے فلک کیا دکھائے یقین تو ہے کہ اِسکی ذات سے مطلب نکلے
گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ جو کہاری بنے ہوے تھے اِنھین کا ہاتھ تھام
لیا کہا اے شبرنگ اب چلو تم بھی سُن لینا کہ والد سے کیا گفتگو ہوتی ہے خواجہ عمرو
ناچار ہمراہ ہوے ملکہ گلگونہ رنگین پوش ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر پہونچی وسواس
کو دیکھا تخت پر بیٹھا ہے وزرا امرا آتے جاتے ہین سب سے کہتا ہے یارو رات کو
غضب ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش کہ میری سلطنت کا دارومدار اُسی پر موقوف ہے
وہ امیر پر مائل ہوئی یہ ذکر تھا کہ گلگونہ سامنے آئی جھک کر باپ کو سلام کیا وسواس
نے کہا او شوخ دیدہ تو نے غضب کیا مین نے خبر سُنی کہ رات تو قید خانے مین گئی
یہ وہ شخص ہے کہ جسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا ہمارا اِسکے ہاتھ سے ناک مین
دم ہے اب اُسکو گرفتار کر لیا اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا طلسم کے بچانے کی
تدبیرین کر رہے ہین آگے قدرت کو اختیار ہے گلگونہ نے جواب دیا اے والد
نامدار مناسب یہ ہے کہ اِس شخص کو قید سے چھوڑ دیجیے طلسم کشا کی فکر کیجیے یہ سنکر
وسواس نے کہا تجھے اِن مقدمات مین کیا دخل ہے ہمین اختیار ہے اور جو مناسب
جانینگے وہ کرینگے گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہے گلگونہ نے چاہا پلٹون وزرا نے
کہا اے شہریارہ اگر یہ جائیگی تو آفت برپا کریگی اِسکو گرفتار کر لیجیے وسواس نے قریب

بلایا کہا ای نور نظر ذرا زبان نکالو تو مین سحر کر دون جیسے ہی گلگونہ نے زبان نکالی
وسواس نے سوزن دیگر کہا اِس شوخ دیدہ کو لیجا کر اُسی قید خانے مین قید کرو
خواجہ نے دیکھا گلگونہ کو کشان کشان لیچلے اُسوقت گلگونہ بہ نگاہ حسرت چہار
جانب دیکھتی تھی خواجہ کا دل ٹکڑے ہو گیا ناچار بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ سینے
لیجا کر گلگونہ کو بھی اُسی قید خانے مین قید کیا خواجہ کھڑے دیکھا کیے مگر کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی پلٹین خواجہ بھی اُن سب کے ساتھ باغ مین آئے کنیزین رونے
لگین کہتی ہین صاحبو غضب ہوا کہ ہماری مالک کو قید کر لیا خواجہ نے کہا صاحبو
اِس رونے سے کیا فائدہ کچھ تدبیر رہائی کی کرو سب نے کہا ای شبرنگ تمہین بتاؤ
کہ کیا تدبیر کرین عمرو نے کہا نقب لگاؤ سب نے اِس بات کو منظور کیا گوشے
مین آکر خنجر ہاتھ مین لیے نقب کنی مین مصروف ہوئین چند کنیزین کھودتی ہین
چند مٹی نکال رہی ہین خواجہ تدبیرین بتا رہے ہین نقب کُھد رہی ہی دن بھر نقب
کھودی شام کو مُہرہ نقب کا قید خانے کے گوشے مین پہونچا خواجہ اُن سب کے
ساتھ تھے آکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی گلگونہ نے قید توڑ ڈالی قریب
صاحبقران کے آئی چاہا کہ صاحبقران سے کلام کرے مگر صاحبقران خاموش
بیٹھے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم صاحبقران کیون نہین کلام کرتے
گلگونہ نے کہا اسم اعظم بند ہی جبتک اسم اعظم نہ کُھلے گا صاحبقران کلام نہ کرینگے
تم لوگون نے بڑا کمال کیا کہ مجھکو رہا کر لیا اب مین اسم اعظم رہا کرونگی کیونکہ ایک
ساحرہ سمی کبوس آدمخوار کے پاس اسم اعظم و حرز ہیکل ہی خواجہ نے کہا پھر کیونکر
چلین گلگونہ نے کہا وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو دیکھتے ہی غنیمت جانے گا
خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا گلگونہ نے کہا ای شبرنگ مفصل بتا کہ تو
کون ہی اِن کنیزون کو یہ عقل نہ تھی کہ مجھکو رہا کرتین مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا
ہی کہ تو عمرو عیار ہی بھی قاعدے مین لکھا تھا کہ عمرو تیرے باغ مین آویگا اُسی
کی ذات سے رہائی ہوگی اور اِسی وجہ سے میرے باپ نے مجھکو قید کیا تھا یہ نوشتہ

ہو کہ گلگونہ کی ذات سے آفت برپا ہوگی چاہا تھا کہ مجھکو قید کر رکھے جبتک طلسم کشا
کو گرفتار کرے حقیقت مین ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین کہ زمین ہلا دین رات
کا دن کرین اور دن کی رات کرین خواجہ گلگونہ کے ساتھ باغ مین آئے کنیزون
سے کہا نقب کو بند کر دو فوراً کنیزون نے نقب کو بند کر دیا گلگونہ نے خواجہ
سے کہا ای شبرنگ مین نے پہچان لیا تم خواجہ عمرو ہو جیسے ہی خواجہ نے یہ کلمہ
ملکہ کی زبان سے سُنا فوراً قدمون پر گر پڑے کہا ای ملکۂ عالم حقیقت مین مین عمرو
ہون ملکہ نے سر سینے سے لگایا کہا خواجہ اب چلکر کیوس کو مارو تب اسم اعظم
رہا ہو ملکہ نے فوراً خواجہ کو ایک تخت پر سوار کیا طرف قصر کیوس کے لے چلی
ملکہ نے راہ مین پوچھا خواجہ جسکی صورت پر تم آئے تھے اُس کنیز کو کیا کیا خواجہ
نے کہا مین اُسکو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کر کے تمہارے باغ مین چھوڑ آیا ادہر
کیوس اپنے دربار مین بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ اب بی گلگونہ آتی ہونگی اُنپر مصیبت
پڑی ہو آنے دو دیکھو مین کیا تدبیر کرتا ہون کہ دیکھا تخت اُڑتا ہوا آتا ہو اُسپر گلگونہ
نہایت تکلف سے بیٹھی ہو ایک کنیز پہلو مین کتنی ہوئی آتی ہو کہ حضور چلکر گلا نیکا
انتظام کرین مین لگا کر اُسکو ایسا راضی کرون کہ خوش ہو جائے کیوس نے ملکہ
کو جو آتے ہوے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا ملکۂ عالم آئیے خواجہ نے اُترتے ہی
کیوس کا ہاتھ تھام لیا کہا تم بڑے صاحب نصیب ہو ملکہ تمہارا ذکر کرتی ہین
مین انکو لگا کر لائی ہون کیوس نے بہ نگاہ غور طرف عمرو کے دیکھا کہا ای عمرو کیا
فکر کر یگا مین تیرے آتے ہی آگاہ ہو گیا ہین کہ رہا تھا کہ خواجہ آتے ہین اور گلگونہ
ساتھ ہو خواجہ قدمون پر گر پڑے گلگونہ نے یہ دیکھا کہ کیوس نے ہاتھ ہلا دیا کہ
رنگ و روغن خواجہ کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی اور کیوس نے خواجہ کو
گرفتار کیا گلگونہ حیران دیکھ رہی ہو جانتی ہو کہ یہ ساحر زبردست ہو پہلے ہی آگاہ
ہو گیا اسی مضمون کو کتاب مین دیکھ رہا تھا بقراط نے سب کچھ لکھا ہو مگر اب
ایسا مغرور ہو کہ اپنی تحریر کو بھولا جو لوگ اُسپر عمل کرتے ہین وہ دھوکا نہین

کھاتے دیکھو اسنے کیونکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو کو گرفتار کر کے طرف گلگونہ کے متوجہ
ہوا کہا بی گلگونہ مین تمھارے کل حال سے آگاہ ہون یہ مجال نہین ہی کہ مین دھوکا
کھاؤن اور تم اسم اعظم لیجاؤ اب بہتر یہ ہی کہ خداوند لقا کو اپنا خداوند جانو اور
مذہب قدیم پر قایم ہو تو مین تمکو جانے دون گلگونہ نے سر جھکا کر کہا ای کیوس مین
اِس خیال سے آئی کہ کیوس مجھپر مرتا ہی مین چل کے ملاقات کر آؤن نہین معلوم کہ
ملک گیا و کھائے آمد طلسم کشا مشہور ہی نہین معلوم کون مارا جائے کون زندہ
بچے یہ سُنکر کیوس نہال ہو گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو
یہ نوبت ہی کہ تمھارا نام لیکر جیتا ہون راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین خیال تو کرو نظم

جو گرد ادانہ زمین پر ہو گے آخر تم اُگا — ہر نہ دانہ اشک چشم نم کا ای ہمدم اُگا
نخل فوارہ نظر آتا ہی ہر سو باغ مین — مجھکو ہوتا ہی یقین یہ دانۂ شبنم اُگا
ہی دل پُر داغ مین ای مہر تیرے رُخ کی یاد — اِس چمن مین گل بشکل نیر اعظم اُگا
وہ کھڑا ہی اور عاشق نوحہ گر ہین گرد گرد — نخل قد یار نخل حلقۂ ماتم اُگا
ایک دانہ کھا کے باہر باغ جنت سے ہوے — نخل گندم خلد مین تھا دشمن آدم اُگا
مجھ خمیدہ قد سے لپٹا ہی وہ سرو باغ حُسن — بید مجنون سرو بستان دیکھ لو توام اُگا
مر گیا لیکر شفا بھی بوسۂ خطِ صنم — سبزۂ رخسار جانان اِسکے حق مین سم اُگا

ای گلگونہ مین نے عمر اپنی تیرے فراق مین گذاری آج تیرے منھ سے ایک کلمہ
محبت کا نکلا دل باغ باغ ہو گیا غمسے فراغ ہو گیا گلگونہ نے کہا ای کیوس مین
تجھسے وعدہ کرتی ہون کہ تجھکو عہدۂ جلیل ملیگا صاحبقران کی رفاقت مین بہت بڑا
مرتبہ حاصل ہوگا رہائی صاحبقران کی ترکیب کرو ایسا نہو کہ قید خانے مین انپر
کچھ گذر جائے ایسے جلیل کا قید ہونا جائے افسوس ہی ای کیوس فکر کرو اسم اعظم
اُنکا کھولدو کیوس نے کہا یہی باتین خلاف ہین مین جو خیال کر کے دیکھتا ہون
تو مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تم محبت صاحبقران مین مبتلا ہو مین نے عمرو کو پکڑ لیا ہی
میرے یہان قید ہی اسی کی شکل بنکر جاؤنگا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لونگا گلگونہ نے

کہا ای کیوس یہ خیال خام تصور نا تمام ہی اُسکا عیار شبرنگ نامے بیٹا عمرو کا بلاے
روزگار ہی کسکی مجال ہی کہ اسکے سامنے ٹکر کرے جب تو کیوس نے کہا ای ملکۂ عالم مین
تمھاری محبت سے ناچار ہون نہایت بیقرار ہون جو تم کہو وہ بجا لاؤن مگر خواجہ
کو جو کنیزین لیکر چلین غنچہ دہن نامے کنیز کوڑا اتھا مین خواجہ کو لیے ہوے جاتی
ہو خواجہ رونے لگے غنچہ دہن نے پوچھا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا
ای ملکۂ عالم اپنی جان کو روتا ہون کہ اب کیونکر جان بچے گی مجھکو اِسکا خوف ہی کہ جو
رقم میرے پاس ہی یہ کون لیگا غنچہ دہن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا آپ
کنارے چلیے تو مین دکھاؤن غنچہ دہن عمرو کو لیکر کنارے آئی عمرو نے کچھ روپے
نکالکر دیے اور کہا اس مین میرا دفن و کفن کرا دیجیے گا دوسری پوٹلی نکالی کہا
یہ آپ کا حصہ ہی کئی چیزین عمرو نے نکالین آخر مین ایک ڈبہ نکالا کہا اس مین جواہر
ہی مگر اسکو ملاحظہ نہ کیجیے ہوا لگنے سے جواہر کی آب جائیگی تو مجھکو قلق ہوگا یہ سُنکر
غنچہ دہن نے کہا مین دیکھ کے بند کر دونگی عمرو نے ہرچند منع کیا مگر غنچہ دہن کو
ایک جوش تھا اُس ڈبے کو کھولا اُسمین سے بیہوشی نکلی غنچہ دہن بیہوش ہوکے
گری عمرو نے غنچہ دہن کو زنبیل مین رکھا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے کیوس نے
پوچھا کیون غنچہ دہن عمرو کو قید کیا کہا حضور قید خانے مین بڑے فساد کرتا ہی
آپ کو گالیان دیتا ہی مجھکو ہزارون گالیان دین لیکن مین نے بلک کر قدرت کو
پکارا گوشے سے دو زنگی پیدا ہوے عمرو کو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین ڈر کے بھاگ
آئی ہڈیان قید خانے مین پڑی ہین یہ سُنکر کیوس نے کہا قدرت نے ملازمان
ملک الموت کو بھیجا کیون ای گلگونہ تمنے قدرت نمائی سُنی کہ کس طور سے عمرو کا
کام تمام ہوا بڑا مکار تھا قدرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عمرو کا خاتمہ کرادونگا
آخر آج زنگی اسکو کھا گئے چند زنگیان آدمخوار بیشۂ فرخار مین رہتے ہین اُنھین مین
سے دو آئے وہی عمرو کو کھا گئے گلگونہ کو کمال قلق ہوا عمرو نے بائین آنکھ کا اپنی
تل دکھایا اِشارہ تھا کہ تم کیون گھبراتی ہو مین ابھی اسکو لیتا ہون یہ کہکے عمرو نے

کہا اے شہنشاہ ساحران اُسمین سے ایک زنگی میرے پاس آیا میری پیشانی پر
ہاتھ رکھکے کہا کہ تجھکو قدرت نے کمال علم موسیقی مرحمت کیا ہے اور ساقی گری بھی خوب
کریگی یہ کہکے غنچہ دہن نقلی نے بابان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ
بہ ناز و انداز گانا شروع کیے

نظم

تماشائے چمن سے سیر کوے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
کمر ٹیکنے کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر و محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے لوہت
تمھارے حُسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

بہار بےخزان ایسی نہین کوئی چمن یکتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

اسطور سے یہ اشعار غنچہ دہن نقلی نے گائے کہ کیوس خوش ہوگیا تعریفین کرنے
لگا کہا اے غنچہ دہن حقیقت مین قدرت نے تمکو یہ کمال عطا فرمایا آواز بھی عمدہ
ہوگئی حقیقت مین راگنیان سامنے آتی ہین صورت دکھاتی ہین اِدھر گلگونہ نے
تعریفین کین کہا اے کیوس غور کرو یہ شرف تمکو قدرت نے مرحمت فرمایا ہے کہ
تمھاری کنیز کو کمال عطا فرما گئے کیوس نے کہا اے ملکہ گلگونہ اگر مجھکو قبول کرو
اور اپنی غلامی مین لو تو مین صورت بتاؤن رہائی اسم اعظم مین چند تدبیرین مین
مین نے ایسے مقام پر رکھا ہے کہ اب مین خود بھی جا نہین سکتا گلگونہ نے کہا اے
کیوس جلسہ جماؤ اسباب عیش کو طلب کرو غنچہ دہن بیٹھکر گائے تو کیا عجب ہے کہ تیری
رغبت ہو مجھے ہر مرتبہ یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو حصول مطلب کرکے فقرہ بتاؤ یہ کلمہ
سنکر کیوس نے کہا عمر بھر غلامی کرونگا اب میرے دل سے وہ خیال نکلتا جاتا ہے ورنہ
میرے دل کو یہ گمان غالب تھا کہ تم صاحبقران پر عاشق ہو اُسی کی فکر مین آئی ہو
مگر اب دل یہ کہتا ہے کہ تم کو میرا بھی خیال ہے اگر تمکو میرا خیال ہے تو مین بھی دل سے

تابعدار ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا گلگونہ نے سر جھکا کے کہا رہائی امیر کا جو
مین نے نام لیا یہ فقط تمھارے افروختہ کرنے کو کہا تھا مجھے اُنکی رہائی سے کیا کام
جب دربار مین والد کے سُنا کہ کیوس ایسا معتبر ہی کہ اسم اعظم و حرز ہیکل اُسکے سپرد
ہوئی دل کو یقین ہوا کہ مرتبۂ اعلیٰ رکھتا ہی دل تو بیقرار تھا فوراً اچلی آئی لیکن ایک
خیال رہے کہ میرا مقدمہ وسواس سے چھپانا ورنہ وہ ایسا بدگمان ہی کہ تمام دنیا مین
مشہور کردیگا تمھارے بھی قتل کا درپی ہو تو عجب نہین کیوس نے کہا ای شہنشاہ
خوبی وای سرو باغ محبوبی مین تمھارے حکم سے گردن نہ ہٹاؤنگا جو حکم کروگی وہ
بجالاؤنگا کیوس نے کہا ای ملکۂ عالم خیال تو کرو اول مجھکو بیہوش کرے جس تخت پر
بیٹھتا ہون اُس تخت کو اُٹھائے فرش کو ہٹائے دہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب کو
طی کرے ایک قصر رفیع مین پہونچےگا ایک دیو اُس قصر مین دکھائی دیگا وہ شنگین
لگا رہا ہوگا اُسکی دوا دوش پہ خیال نہ کرے دالان مین ایک میز پر شیشہ رکھا ہی
گلے مین اُسکے حرز ہیکل لپٹی ہی وہ دیو دوڑےگا مگر چالاکی یہ ہی کہ اُس شیشے کو
جلدی اُٹھائے اور توڑ ڈالے ایک طائر اُسمین سے نکلیگا اُس دیو پر بیٹھ جائیگا
اُسوقت مناسب ہی کہ وہان سے نکلے تب آکر مجھکو قید کرے ای گلگونہ مجھکو خیال
ہی کہ کون ایسا جری ہوگا میرا بیہوش ہونا دشوار ہی اگر بیہوش بھی ہوا تو تخت
نہ اُٹھیگا قصر مین جب جائیگا تو دیو کو دیکھکر کلیجہ پانی ہو جائیگا ابتو عمرو خاموش ہوا
اور سوچا کہ وہ مشقت ہی جسکا ہونا غیر ممکن ہی کیوس نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ
کو اپنے پہلو مین بٹھایا جب ہاتھ بڑھاتا ہی تو گلگونہ منع کرتی ہی کہ ای کیوس جلدی نکرو
کنیزین سامنے بیٹھی ہین مجھکو شرم آتی ہی عمرو نے گاتے گاتے جام آمیختہ بداروی
بیہوشی بھرا پنجۂ نگارین پر رکھکر پیش کیا کیوس نے دونون ہاتھ بڑھائے ملکہ
گلگونہ نے کہا پہلے ہم پیین بعد تم پینا اِس جلدی مین کیوس پی گیا پیتے ہی حرکات
لغو کرنے لگا کبھی ہاتھ بڑھاتا ہی کبھی سہم جاتا ہی کبھی غصہ کرتا ہی کبھی منتین کرنے
لگتا ہی کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بیقرار

ہون اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا ملکہ نے کہا دیوانے نہ ہنو کیا مجھکو بدنام کروگے
اگر میرے باپ کو یہ خبر پہونچیگی تو بہت برہم ہونگے جب گلگونہ ڈراتی ہی تو یہ سہم
جاتا ہی مگر دم بدم بلبلاتا ہی یہی کہتا ہی کہ ای آرام جان و روح آج تو مجھکو تم ضرور
سرفراز کرو گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے ہنسکر کہا ای کیوس لو مبارک
ہو کہ معشوق بھی راضی ہی تخلیے مین جو پلنگ بچھا ہی وہان جاؤ یہ سنکر کیوس اُٹھا
ملکہ کا ہاتھ تھام لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا خواجہ
نیمچہ پکڑ کے جھپٹے تھے کہ گلگونہ نے کہا خبردار یہ حرکت نہ کرنا خواجہ اگر یہ مارا جائیگا
نور ہائی مین اسم اعظم کی فتور پڑیگا پہلے تخت آہین اُٹھاؤ خواجہ نے ایک پایے
مین کمند آصفا سے باصفا کو باندھا اور دوسرا سرا کھمبے مین قصر کے باندھا آواز
دی کہ ای کمند اسقدر کھینچنا کہ دونون گوشے ملجائین کمند نے کشش کی تخت اپنے
مقام سے ہٹا خواجہ نے آکر فرش چاک کیا دیکھا ایک تختۂ سنگ لگا ہی اُس
تختے کو ہٹایا سیڑھیان ظاہر ہوئین آگے آگے خواجہ پیچھے ملکہ گلگونہ مگر اسباب
سحر سے ہوشیار گولے وغیرہ ہاتھ مین ہین آہستہ آہستہ چلی جاتی ہین سیڑھیون کو
طے کرکے ایک قصر مین پہونچے دیکھا حقیقت مین ایک طرف ایک دیو مہیب بیٹھا
ہی شراب پی رہا ہی ایک طرف دالان مین ایک میز رکھا ہی اُسپر شیشۂ اسم اعظم ہی
حرز ہیکل اُسکے گلے مین پڑی ہی گلگونہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ
جھپٹکر شیشہ اُٹھائیے مین دیو کا خیال کرون خواجہ نے جھپٹ کے شیشہ اُٹھایا
دیو نے ایک نعرہ کیا کہ قصر ہلگیا چوبدست لیکر دوڑا گلگونہ نے گولہ مارا سینے
پر جو دیو کے پڑا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھکو پہچانا یہ کہکے
چنگل مارا گلگونہ کو چنگل مین اُٹھالیا گلگونہ نے تڑپ کر آواز دی کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز تو مالک و مختار ہی اِس ظالم کے پنجے سے بچالے **نظم**

خداوند ملک جہان کارساز	خدا کار فرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست	نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز

همیشه خدا مهربانی کند ✤
چو خواهد مگس را هما میکند ✤
کند اہل افلاس را مالدار
به بخشد بدریوزه گر مملکت ✤
کسے را بخواند به قرب وصال
دہد دارو ے درد بیمار را
کند عجز ہر مرد عاجز قبول
بهر حیله حق کارسازی کند ✤

در فیض او هست ہر وقت باز
به کنجشک بخشد پر و بال باز
گدا را دہد مسند عز و ناز
کند صاحب ملک و سامان و ساز
رہا سازد از بند زندان آز
به بیچاره بخشد دوا چاره ساز
پذیرد ز ہر بنده راز و نیاز
بهر بنده بنده نوازی کند

جیسے ہی گلگونہ نے تڑپ کر دعا کی خواجہ نے بڑھکر ہتھوڑہ حضرت داؤد کا نکالا اور پانوں پر دیو کے مارا اُستخوان دیو ٹوٹے دیو لڑکھڑا کے گرا عمرو نے شیشہ توڑ ڈالا اُس مین سے ایک طائر نکلا گرد سر دیو کے چرخ مارنے لگا دیو کے بدن سے آگ پیدا ہوئی جلکر خاک ہوا وہ قصر گرا عمرو نے حرز ہیکل کو اپنے پاس رکھا وہان سے باہر نکلے دیکھا کیوس اُسی طرح بیہوش پڑا ہی عمرو نے آکے اُسے قتل کیا گلگونہ خواجہ کو پنجے مین دبا کرے اُڑی اپنے باغ مین آئی وہ نقب جو کنیزون نے تیار کی تھی اُسی نقب کو پھر صاف کیا اُسی نقب کی راہ سے قید خانے مین پہونچی صاحبقران زمان سر نگون بیٹھے تھے شیشہ اسم اعظم ٹوٹ چکا تھا امیر کے ہوش درست ہو چکے تھے پوچھا کون ہی گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے بڑھکر عرض کی اے شہریار شیشہ اسم اعظم توڑا کر ہوش درست ہوے یہ کہکے حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی جیسے ہی حرز ہیکل گلے مین آئی صاحبقران اُٹھے عمرو نے نیمچہ ہاتھ مین دیا امیر نعرہ کرکے اُٹھے نگہبانون نے جو صاحبقران کو دیکھا سحر کرنے لگے مگر ظاہر ہوا کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا وسواس جادو بڑا شور رہا تھا آواز سُنکر باہر نکلا دیکھا کہ ملکہ گلگونہ ہمراہ امیر ہے پکارا کہ او گیسو بریدہ تو یہان کہان آئی مین پہلے ہی سمجھ

گیا تھا کہ یہ شوخ دیدہ ہاتھ سے گئی گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا وسواس نے جھپٹ کے گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر میں پیچہ دیا اور لے اڑا امیر نے جو دیکھا کہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی اور گلگونہ نے بہ حسرت آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیر تیر و کمان تلاش کرنے لگے اتنی دیر میں وسواس بلند ہو گیا اب حیران ہی کہ کہاں جاؤں سوچا کہ مرحلہ حکما پر چلوں وہ لوگ اِسکو قید کرینگے جب تکلیف اُٹھائیگی راہ پر آجائیگی یہ سوچتا ہوا طرف قصر حکیم کے چلا یہاں امیر نے نگہبانوں کو مار کر بھگا دیا خواجہ عمرو سے کہا خواجہ تمنے دیکھا کہ وسواس گلگونہ کو لے گیا اب دیکھیے کیا انجام ہو یہ فرما کر قلعے میں تشریف لائے عملداری کی دیر گُنبد ڈھائے مسجدون کی بنا ڈالی ہر کوہ و برزن میں صدائے صلوٰۃ بلند ہوئی امیر تو قلعۂ وسواس میں ہیں مگر وسواس قصر حکما میں پہونچا جالینوس ثانی اُس قصر کا حاکم ہی جالینوس سے آکر وسواس نے ملاقات کی جالینوس نے پوچھا کیا معرکہ گذرا طلسم کشا کو کیوں نہ گرفتار کیا سب کیفیت وسواس نے بیان کی کہ میں نے صاحبقران کو قید کیا تھا مگر اِس گیسو بریدہ نے رہا کیا جالینوس ثانی نے ایک ملازم کو آواز دی وہ قفس آہنی لیکر آیا گلگونہ کو قفس میں بند کر کے وہ قفس قصر میں لٹکا دیا گلگونہ فراق صاحبقران میں بیتاب تھی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نظم

مہندی سے لال نہیں دست و پائی دوست / خون شہید ناز ہوا ہی حنائے دوست

چھپے میں دوستو نکلے ہی جور و جفائے دوست / دشمن خدا نخواستہ ہوں خاکپائے دوست

دل کو ہوئے ہیں معنی توحید منکشف / آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سوائے دوست

لاتیں چلیں گی سینے پہ اپنے شب وصال / کیا کیا نہ غل مچائیگی خلخال پائے دوست

کیا مال ہی ہزار کوئی مالدار ہو + / ہم بھی ہیں سائل در دولت سرائے دوست

زندہ نے تو مُردہ ہو ہو جائے دم فنا / مُردے کو زندہ کرتی ہی آواز پائے دوست

جالینوس ثانی یہ آواز سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے وسواس تم تو یہاں کا انتظام کرو میں جا کر طلسم کشا کو لاتا ہوں وسواس نے کہا میں اِس شوخ دیدہ کی حفاظت کرونگا

جالینوس ثانی اپنے مقام سے اُٹھا ایک صحرا مین آکر حصار کھینچا کچھ تصویرین اپنی
جھولی سے نکالین اُنکو جابجا مقرر کیا اور آپ غائب ہو گیا مگر نور الدہر نے مرحلۂ
قسطاس پر انتظام کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے حکم نکلا کہ مرحلۂ وسوا اس
برباد ہوا وہان صاحبقران زمان پہونچے اب انتظام جالینوس ثانی ہی ضرور ہت
سمجھکر انتظام کرنا قدم باقدم لوح کو دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے طرف
صحراے گلگون حصار کے چلے گلگون حصار قصر جالینوس ثانی کا لقب ہی نور الدہر
رہروی کرتے ہوے آتے ہین سامنے ایک صحراے سبزہ زار ملا دیکھا ہزارہا نخل سبز
وشاداب جھیلین لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین اپنی آوازون مین
حال عبرت وحسرت آشکار کر رہے ہین اُنکی صدا سے صاف صاف یہ پیدا ہی نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خراب ہین اگر قصر فریدون کے گزار

اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن جھیلین رہا کرتی تھین سر دار وین
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار

بار تھا ان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
کبھی گل منعدی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
واہ ری تیری تنک ظرفی یہ این عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
آجکل وہ لب جو چغند کا ہی آئنہ دار

گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار

جھیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار

قصر کو جا کے دو باشندون کو انکے دیکھو
تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ جھیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ صدا جو سُنی نور الدہر مبہوت ہو گئے تھوڑے عرصے مین وہ طائر اُڑ کے

اور غائب ہو گئے نور الدہر آگے بڑھے مگر مزاج مبہوت یہی سوچ رہے ہین کہ دنیا تو مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت حقیقت مین یہ شاہان گذشتہ بڑے نام کر گئے آخر وہی دو گز کفن اور گوشۂ تنہائی کسی نے ساتھ نہ دیا مال و اسباب چھوڑ گئے خزانے پڑے رہے ایک دن اپنا بھی یہی حال ہوگا اس سوچ مین ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا صاحبقران زمان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مرکب سہ چشمی پر سوار ہین نور الدہر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پشت پر امیر کے کئی سو جوان ہین نور الدہر نے جو سلام کیا صاحبقران نے برخوردار فرمایا اور فرمایا کہ ای نور نظر تم یہانتک کیونکر پہونچے وسواس ہمارے مقابلے سے بھاگا یہ کہکے ارشاد کیا کہ بارگاہ استادہ کرو اسی وقت بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا ای فرزند چند ساعت چلکر ٹھہرو ہم تم ہمراہ چلین گے صاحبقران آکر مسند پر بیٹھے نور الدہر پہلو مین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر مین لوح تو دیکھون نور الدہر نے لوح اتار کر صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تیغۂ طلسمی تو مین دیکھون نور الدہر نے تیغۂ طلسمی بھی نکالکر دیا امیر نے تیغۂ طلسمی و لوح جب ہاتھ مین لی تو فرمایا ای نور نظر ذرا باہر ٹہل آؤ دیکھو فوجون کی آمد بین ہین نور الدہر اٹھکر باہر چلے مگر سوچتے ہوئے کہ مین نے لوح کیون دیدی بیرون بارگاہ جو آئے دیکھا وہ مجمع فوج ندارد نور الدہر پلٹے کہ داداجان سے عرض کرون کہ مجمع فوج کیا ہوا وہ لوگ سب کہان گئے پلٹ کے جو اندر آئے دیکھا صاحبقران بھی نہین ہین وہ بارگاہ بھی غائب ہوئی اب یقین کامل ہوا کہ لوح نکل گئی ای نور الدہر یہ مکر تھا اب حیران حیران پلٹے کہ جاکر بارگاہ مین بیٹھون یہان بارگاہ بھی اڑ گئی متوحش کھڑے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص حکیم وضع ظاہر ہوا پکارتا ہوا کہ ای طلسم کشا چلو تمھارے داداجان تمکو بلاتے ہین نور الدہر اس حکیم کو ساتھ لیکر چلے وہ انکو لیکر اس قلعے مین آیا جس قلعے مین گلگونہ قید ہے گلگونہ کی قفس سے نگاہ پڑی کہ طلسم کشا ساتھ جالینوس ثانی کے چلے آتے ہین مگر سوچتے ہوئے کہ ای نور الدہر

یہ کیا کیا لوح کو ہاتھ سے کھویا اب کیا ہوگا کس مشکل سے لوح ملی تھی دیکھوں یہ ہتھا
کہاں لیجائے قصر مین لاکر نور الدہر کو بٹھایا مگر جالینوس ہاتھ مل رہا ہو کہ مین نے
تیغہ اور لوح لیلی کیا نادانی کی کہ لوح محفوظ نہ لی مگر خیر لیلونگا نور الدہر خاموش بیٹھے
ہین حکیم نے آواز دی ای سرداران نامی واے پہلوانان گرامی آقا تمہارے آئے ہین
دیکھا نور الدہر نے ایک طرف سے طہماس اور پانچ چار سردار حاضر ہوے کہ
طہماس نے آکر کہا ای شہریار آپ نے لوح کو کھویا مگر لوح محفوظ کی حفاظت کیجیے
ایسا نہ ہو یہ بھی قبضے سے نکلجاے نور الدہر نے کہا ای طہماس ایسا دھوکا کھایا کہ
جسکو بیان نہین کرسکتے صاحبقران کی شکل بنکر کسی نے لوح لی اور تیغہ بھی لے لیا
طہماس نے کہا لوح محفوظ مجھکو دیجیے کہ مین اسکی حفاظت کرونگا نور الدہر نے
لوح محفوظ گلے سے اُتار کر طہماس کو دی طہماس نے جیسے ہی لوح محفوظ پائی
پکار کر آواز دی حکیم صاحب اب تشریف لائیے لوح محفوظ بھی اب قبضے مین آگئی
نور الدہر نے چاہا طہماس کا ہاتھ تھام لون طہماس جست کرکے نکلگیا وہ حکیم فوج
سامنے آئے آکر عرض کی ای شہریار زندان دیرگاہ مین چلیے نور الدہر کو حکیم صاحب
نے ساتھ لیا نور الدہر گویا بستۂ زنجیر حکم حکیم ہین ایک قید خانے مین لاکر پہونچایا
ایک نوجوان اور حکیم کے ساتھ ہو وہ کہتا ہو کہ انکو قید خانے مین چھوڑیے آپ
چلکر انتظام کیجیے حکیم صاحب نے جواب دیا ای فرزند مشکل یہی امر تھا کہ مین نے خود
انکو مبتلا کیا اب گرفتاری اور رونکی کیا بات ہو کل سرداروں کو گرفتار کر لاونگا ایک
قصر مین آئے دیکھا وہ قصر سجا ہوا ہو اسباب عیش و نشاط مہیا ہو صحنچہ ان مین چند شخص
بیٹھے ہین نور الدہر نے دیکھا کہ ایک طرف طہماس ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے
بیٹھا ہو اور ایک طرف نجم اختر شناس اور ایک جانب ارسطوے ثانی اور ایک
سمت ہمارے مرصع پوش یہ چند سردار سلسل بیٹھے ہین جو صحنچی کہ خالی تھی حکیم نے
اشارہ کیا کہ آپ یہان تشریف رکھیے نور الدہر اُس صحنچی مین بیٹھے حکیم اور وہ
نوجوان تو غائب ہوگئے چند زنگی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آئے نور الدہر کو

مسلسل کیا جب زنگی آئے تو نجم نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ نے بڑا دھوکا کھایا کہ
آپ کے گرفتار ہوتے ہی ہم سب لوگ گرفتار ہوگئے لشکر بھی سارا اپا بند سحر ہوگیا
نور الدہر نے کہا اے نجم نہ گھبراؤ پروردگار معین و مددگار ہے وہی صورت رہائی نکالیگا
لیکن جالینوس ثانی دونون لوحین لیکر اور تیغہ اپنے قبضے مین کرکے ایک باغ
مین آیا ملکہ شبنم گوہر پوش نہایت حسین و جمیل اسکی دختر اُس باغ مین تھی اُس سے
آکر کہا کہ اے نور نظر مین نے طلسم کشا کو قید کر لیا لوح طلسمی و لوح محفوظ و تیغہ طلسمی
چھین لیا چند سردار بھی لایا ہون باقی کی فکر مین جاتا ہون تم ان قیدیون کے کھانے
پینے کی فکر رکھنا یہ کہکے ایک قصر مین آیا دونون لوحین و تیغہ زمین پر رکھا ایک اژدہا
بنایا کہ وہ اژدہا دورہ کرکے بیٹھا تینون تحفون کو اپنے دور مین لے لیا پکار کر کہا
اے اژدر طلسمی یہ تحفے تیرے سپرد مین اُس اژدر نے سر ہلایا یہ تو کہکے غائب ہوا
شبنم نے شام کو ایک کنیز شمشاد نامے اُسکو بلایا کہا ان قیدیون کے واسطے کھانا
لیجا شمشاد نے خوان سر پر رکھا قید خانے مین آئی سب کے آگے کھانا رکھا جب
قریب نور الدہر پہونچی تو کہا اے طلسم کشا ہماری بی بی کے تصدق سے یہ کھانا ملتا
ہے نور الدہر نے مُنھ پھیر لیا کہا تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین صدقہ اپنا کسی فقیر کو
دین ہم نہین قبول کرتے شمشاد نے کھانا اُٹھا لیا بڑبڑاتی ہوئی چلی کہ یہ قیدی
ابھی نیا قید ہوا ہے اسوجہ سے مُوانا کرتا ہے بعد دو دن کے کھانا مانگینگے ورنہ آپ
تڑپین گے اپنی جان دینگے کون انکی مدد کریگا شبنم نے دسترخوان بچھوایا ہے اور
کہ رہی ہے کہ شمشاد پلٹ کر آئے تو مین کھانا کھاؤن یہ قیدی آفت کے مارے
کس بلا مین مبتلا ہین انکو کھانا کھلانا ثواب ہوگا کہ شمشاد سامنے سے آئی
مگر بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ واری اور قیدی تو نہایت بھوکے تھے کھانے پر
گر پڑے مگر جسکو دعوی طلسم کشائی ہے وہ بڑا اچھلا ہے ہم تو حضور کے خیر خواہ ہین
مین نے جو کہا ملکہ کا صدقہ ہے اس لفظ پر بگڑ گئے کہا ہم کھانا نہ کھاوینگے ہم صدقہ
نہین لیتے تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین خود کھانا لیکر نہ آئین مین نے کہا انکی پاپوش

آتی ہی شبنم نے کہا او نگوڑی ایسے کلمات کوئی شرفا کو کہتا ہی ہم ثواب کے واسطے کھلاتے
ہین صدقہ کوئی کاہیکو قبول کریگا طلسم کشا خاندان عالی سے ہی مجھکو بھی اشتیاق تھا کہ
مین اُسکو دیکھون کھانا سب طرح کا سنا تھا لو ہم خود چلین گے اور عذر کرکے اُسکو کھانا
کھلاوینگے اُسکے سامنے تجھکو ذلیل کرینگے اور کہہ دینگے کہ یہ لفظین اِسنے اپنی طرف
سے کہین پھر ابھی چلے آئینگے مگر اُسکو کھانا کھلا دینگے اگر وہ کھانا نہ کھاویگا تو ہم بھی
نہ کھاوینگے تمکو بھی تو معلوم ہو کہ کسی شریف کو سخت لفظ کہا اُسکا یہ انجام ہوا کہ
کئی دنتک کھانا نہ ملیگا طلسم کشا پروردہ ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم تم ایسی شفتلون کی
باتین وہ کیونکر سُن سکتے ہین شمشاد پر ملکہ بہت خفا ہوئین شمشاد تو بڑبڑاتی ہوئی
سامنے سے ہٹ گئی مگر ملکہ نے اور کنیزون کو بلایا خوان کھانے کے ساتھ لیے
طرف قید خانے کے چلین یہان نجم وغیرہ نور الدہر سے کہہ رہے ہین کہ اے شہریار
پڑا رہے بس ہین ہین جسطرح کھانا دین اُسکو غنیمت جانیے ایسا نہ ہو وہ کھانا دینا بند
کر دین نور الدہر کہہ رہے ہین کہ رزاق مطلق پہونچائیگا اور اگر اسی طور رہین قضا
ہماری ہی تو تڑپ تڑپ کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ دروازہ قید خانے کا کھلا اور روشنی
ظاہر ہوئی چند خواصین خوان سر پر رکھے ہوے قصر مین آئین اِنکے بعد دیکھا
ایک نازنین و مہ جبین گوہر پوش سراپا دریاے گوہر مین غوطہ مارے ہوے
خرامان خرامان آتی ہی مگر صورت زیبا عابد کش زاہد فریب جسکے دیکھے سے
دل ناشکیب

نظم

بال زلفون کے پیچ کھاے ہوے — پاینچے ہاتھ مین اُٹھاے ہوے
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے — تھی خرامان بڑی نزاکت سے
یون نمایان تھے ابروے خمدار — دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو — تھی مژہ تیر چشم مونس کو
پاس آنکھونکے بینی پُر شوخ — یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار — جان گل جسپہ ہو فدا سو بار

لب تھے مستی سلے کہ وصل کی رات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی
حُسن کی کیسی خودنمائی تھی +
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین
آئینہ تھا حلب کا وہ سینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
اب ہی لازم تجھے کمر کا حال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
حُسن پاؤن کا کسطرح ہو رقم
پر یہ کہتا ہی بار بار قلم
کیا خداداد حُسن پایا تھا
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات +
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
ماہی بحر حُسن تھی وہ زبان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
طور سینا پہ شمع روشن تھی
غیرت ماہ نو کلائی تھی +
دیکھے لاکھون اگرچہ ماہ جبین
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
ناف بھی بحر حُسن کا گرداب
نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
پاؤن ہون رکن عرش حُسن رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

نورالدہر نے صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھی زانو بدلنے لگے بے اختیار آہ نکل گئی وہ سرو ناز معشوقون مین ممتاز خرامان آئی اندر قصر کے پہونچی شمشاد سے پوچھا وہ جوان کون ہی شمشاد نے طرف نورالدہر کے اِشارہ کیا ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر ملکہ کو بھی لپسینہ آگیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ آنکھون مین حلقے پڑے ہوے یا آنکھین نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہوگئین سرنگون بیٹھے ہین شمشاد نے جو بتایا ملکہ آکر قریب بیٹھ گئین ہرچند کہ نورالدہر زانو بدل رہے ہین مگر اُس محبوب کو قریب دیکھکر بیٹھے دونون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دلون کے پار ہوئین جنبش ابرو سے خمدار تلوار کا وار تھا یہ زخم کسی کو ظاہر نہین ہوتے بیساختہ دونون کے مُنھ سے آہ نکل گئی نورالدہر نے ضبط کر کے

پوچھا کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ہیان تو یہ کیفیت ہی **نظم**

کیا عجب ہی جو مرے مرنے کا انکو غم نہین
مین سزا وار ستم ہون لایق ماتم نہین

اِسقدر پیارے ستاتے ہو کہ جینا الدم نہین
یاد تم مجھکو کروگے ہونگے جب ہم نہین

دولت حُسن صنم کی بھی حفاظت چاہیے
زلف عارض افعی کے مانند کیون پر خم نہین

چھولیا جسنے رہا وہ کھیت مثل کاہ خشک
کون کہتا ہی کہ زلفِ سہ لقا مین سم نہین

زندگی تک اُنس رکھتے ہین عزیز و اقربا
بعد مرجانے کے ہوتا ہی کسیکو غم نہین

یاد رکھنا می کشی مین بھی اجل کو چاہیے
رہگیا ہی جام باقی اور جہان مین جم نہین

خشک ضبط تا بش غم نے کیا ہی اِسقدر
آنسوون سے آنکھ بھی مطلق ہماری نم نہین

دشمن جان ہی زمانہ حال مین کس سے کہون
وا اے ناکامی رہا اپنا کوئی ہمدم نہین

آج بھی کل کی طرح اقرار ہی وصلت مین کیا
کون سے دن وہ بُت دمباز دیتا دم نہین

سچ کہا ہی شیخ ناسخ نے شفیق لکھنوی
جو نہ آجاے فریب یار مین آدم نہین

ملکہ نے ہنسکر کہا صاحب تمکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین کیا جواب دون مین تو اسواسطے آئی ہون کہ آپ کو کھانا کھلاؤن اِس نگوڑی شقتل کا کہنا آپ کو ناگوار ہوا مین خود حاضر ہوئی اِس نگوڑی نے صدقے چلے کا نام لیا یہ کہکے کنیزون کو ملکہ نے اِشارہ کیا کنیزون نے دسترخوان بچھوایا کہا مین عرض کرتی ہون کہ عنایت فرما کر کھانا نوش فرمائیے نورالدہر نے کہا ہم کیونکر کھانا کھاوین ہمارا مذہب اور ہی تمھارا طریقہ اور ہی اب مناسب یہ ہی اگر تم چاہتی ہو کہ ہم کھانا کھاوین تو تم لقراط پر لعنت کرو عقیدہ اُسکا اختیار کرو کہ جس مالک نے ایک کلمۂ کُن مین تمام عالم کو پیدا کیا شجر و حجر اُسکی قدرت پر گواہی دیتے ہین اگر انسان تصور کرے تو جسم اِنسان نمونۂ قدرت معبود ہی نورالدہر نے جو حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بیان کی زنگ کفر آئینۂ دل سے شبنم کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اِشارہ کیا کہ اے شہریار مین نے سحر سیکھا ہی مین کلمہ نہین پڑھ سکتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی وقت پر آپ کے کام آؤنگی نورالدہر نے اِشارے کو سمجھ کے ہاتھ بڑھایا

ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا سب کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا لیا سب سردارون نے
ہمراہ نور الدہر کے کھانا کھایا نجم وغیرہ کہتے تھے دیکھو صاحبو صاحبان اقبال ایسے
ہوتے ہین کہ اس قیدخانے مین کس لطف سے کھانا ممکن ہوا لیکن ملکہ نے بعد کھانے
کے کنیزون کو اشارہ کیا کہ شراب و کباب لاؤ کنیزین دوڑ کر گلابیان لائین اب
جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک
کنیز نے عرض کی واری اب چلیے رات زیادہ آئی ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر
کہا صاحبو تم میرے دل کا حال کیا جانو جو کچھ گذرتی ہی ہمین خوب جانتے ہین کلیجہ
پر چھریان چل رہی ہین دل نہین چاہتا کہ فراق قبول کرون جب کنیزون نے بہت
کہا تو ملکہ یہ کہکر اٹھین کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی پھر حاضر ہوونگی لوح میرے قصر
مین ہی مگر والد نامدار نے ایک اژدہا مقرر کر دیا ہی کہ وہ نگہبان ہی جب کوئی قریب
جاتا ہی تو وہ قلابۂ آتشین منھ سے چھوڑتا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی
اب مین جانیکا قصد کرونگی اگر اُس تک جا سکی تو تحفہ جات لاکر آپ کو دونگی اگر میرا
گذر نہ ہو سکا تو مجبور و ناچار ہون دیکھون کیا کیفیت ہو یہ کہکے شبنم اٹھی نور الدہر
بھی کھڑے ہو گئے ملکہ کو تا بہ دروازہ پہونچایا مگر دروازے پر پہونچکر ملکہ رونے
لگی کہا ای شہریار آپ کو قید مین دیکھکر دل ٹکڑے ہوتا ہی کیا تدبیر کرون کہ آپ قید
سے رہا ہون نور الدہر نے کہا اِسکا خیال نہ کرو رہائی ہماری وقت پر موقوف
ہی جب وقت آئیگا تو رہا ہو جائینگے جالینوس ثانی نے بڑا انتظام کیا وسوسہ
جو بھاگ کر گیا اُسنے آگ لگائی شبنم نے کہا ای شہریار والد خود گئے تھے آپ کی
تدبیر گرفتاری مین جو کچھ کام کیا اپنے ہاتھ سے کیا صاحبقران بنکر لوح و تیغہ
لیا پھر طہماس کی صورت بنا کر لوح محفوظ بھی لیلی اور آپ کو گرفتار کر لیا اور قبل
سے آپ کے سردارون کو گرفتار کر لیا تھا اب اورون کی فکر مین گئے ہین لہذا
ایک اژدر مہیب تحفہ جات کو گھیرے بیٹھا ہی لیکن مین مجبور رہون کہ مین اُس اژدر
تک نہین پہونچ سکتی جو حضور فرمائین وہ کرون نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم میرا

کیا اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ ناچار پلٹی باغ مین آکر بیٹھی کہ آسمان پر لکا
ابر آیا کہ وہ ابر آکر پھٹا جالینوس ثانی آکر پہونچا قریب آکر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا کہا
اے نور نظر حفاظت اژدر مین مصروف رہین شبنم نے کہا اے والد نامدار آٹھ پہر مین
اژدر کو دیکھا کرتی ہون جالینوس خوب سمجھا کر گیا یہ کہ گیا کہ مین لشکر طلسم کشا پر جاونگا
سب سردارون کو فرداً فرداً پکڑ لاونگا یہ کہکے لشکر نور الدہر مین آیا باہر لشکر کے
کھڑے ہوکر سحر کیا اور مربع نشین کا نام لیکر پکارنے لگا مربع نشین بارگاہ مین
بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری طہماس وارسطو
ونجم تلاش مین گئے تھے ابھی تک پلٹ کے نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری
کہ بیٹھے بیٹھے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی سردارون نے پوچھا کہان جاتی
ہو کہا مین تلاش مین آقا کی نکلتی ہون میرے کان مین آواز آتی ہو کوئی مجھکو پکارتا
ہو کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک حکیم وضع کھڑا ہوا پکار رہا تھا مربع نشین
جیسے ہی سامنے پہونچی اُس حکیم وضع نے کہا اے مربع نشین چلو تمھارے آقا نے
بلایا ہو مربع نشین سر جھکا کر ساتھ ہوئین یہان قید خانے مین نور الدہر اپنے
سردارون سے کہ رہے ہین کہ یار و صورت تو پیدا ہوئی ہو مگر مشکل یہ ہو کہ ایک
اژدر جالینوس ثانی نے بنادیا ہو اور وہ تحفجات کا نگہبان ہو جب وہ اژدر
مارا جاے تب تحفہ جات دستیاب ہون نجم کہ رہا ہو اے شہریار ہم لوگ ایسی
بلا مین مبتلا ہوے کہ کچھ تدبیر نہ کر سکے حسرت رہ گئی شکر کرتے دل کا حوصلہ نکل جاتا یہ ذکر
تھا کہ دروازہ کھلا دیکھا مربع نشین آگے آگے سر جھکاے چلی آتی ہو پیچھے وہی حکیم
جیسے ہی اندر آکے پہونچی وونہین پیدا ہوے ہتھکڑیان بیڑیان مربع نشین کو
پہنائین خود تو پلٹ گیا مربع نشین بھی آکر شریک قیدیان ہوئین ہر چند کہ زبان
مین لکنت ہو مگر اشارون سے یہ اشعار قید خانے مین ادا کر رہی ہین **نظم**

مرغوب طبع کیون نہ ہو ایسی چشنگ لذیذ	چکھا تو حسن کا ہو تمھارے نمک لذیذ
اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ	جنت کا میوہ مغز مع پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے پیچھے — کیفیت شراب مین ہی بہ گزک لذیذ
کس کسطرح کے ذائقہ دلپذیر ہین — کیا کیا طعام رکھتا ہی خوان فلک لذیذ
شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین — شیر و شکر سے ہی یہ بلا شبہہ و شک لذیذ
شیرین وہ لب ہو یا نمکین جو ہو خوب ہی — شکر نمک سے ہی تو شکر سے نمک لذیذ
بریان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل — آتش کباب کرتا ہی دخل نمک لذیذ

نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کہ اے مربع نشین تم کیونکر گرفتار ہوئین مربع نشین نے عرض کی یہ کنیز بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ اِسنے جا کر سحر کیا کنیز کو یہ بیقراری ہوئی کہ بارگاہ سے خود نکل آئی اسی کے ساتھ چلی آئی یہان آ کے قید ہوئی بلا کا سحر ہی اِسکے شعبدہ سے خدا بچائے لیکن یہ حکیم جو پلٹا پھر باغ مین آیا شبنم سے کہا اے نور نظر آج موکلون نے تمھاری کچھ خبر کہی ہی ہمکو یقین نہین مگر خبردار قید خانے کا انتظام رکھنا اگر ایکی مرتبہ طلسم کشا کے پاس جاوگی تو بڑی خرابی ہوگی اِس مرحلے پر سب اہل طلسم کو نازہی وہ یہ جانتے ہین کہ جالینوس ثانی اپنے عجائب و غرائب مین پھنسا لیگا اِسکے پنجہ سے بچنا دشوار ہی اگر تم قید خانے مین گئین اور نور الدہر پر مائل ہوئین تو خرابی ہی آج دریافت کرونگا کل تمھاری پرسش ہوگی شبنم گھبرا گئی کہا اے والد نامدار کسکی مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے مین قید خانے مین جا کر کیا کرونگی طلسم کشا کا سب حال معلوم ہی اگر حکم ہو تو کھانا بھیجون اگر نہ حکم ہو تو نہ بھیجون کل شب کو بھی مین نے بھیجا تھا طلسم کشا نے کھانا نہین کھایا ہی نہین معلوم وہ کس فکر مین ہین جالینوس ثانی نے کہا اے نور نظر تمھارا مجھکو بڑا خیال ہی مین نے بڑی مشقت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تحفہ جات ایسے اُسکے پاس تھے کہ اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مگر مین نے اپنے شعبدے مین اُسکو پھنسایا ہی لیکن خبردار اژدر کے قریب نہ جانا اژدر جادو صحراے مہیب مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ سب باتین سمجھا کر جالینوس روانہ ہوا مگر طائرون سے کہ گیا کہ فکر رکھنا اگر شبنم کہین جاے تو ہمکو خبر کرنا طائر منقارین اپنی اپنی کھولکر رہ گئے یہ شبنم کا سحر تھا کہ کوئی طائر بول نہ سکا مگر ایک طائر کلان کہ بہ شکل

طاؤس رقص کر رہا تھا اُسنے بشکل انسان پکار کر آواز دی جناب حکیم صاحب ہمنے دیکھا نہین مگر یہ خبر سُنی کہ رات کو صاحبزادی کہین تشریف لیگئی تھین بڑی رات گئے تشریف لائین جالینوس نے کہا کیون ای شبنم سُنا تمنے کہ نگہبان کیا کہتا ہی شبنم نے کانپ کر عرض کی یہ غلط کہتا ہی صبح کا وقت ہی ابھی آشیانے سے نکلا ہی اِسکی بات کا کیا اعتبار ہی یہ کہکے مخفی سحر کیا کہ وہ طاؤس خاموش ہو گیا ہرچند جالینوس نے پوچھا کہ ای طاؤس راز دان مفصل بیان کر مگر طاؤس نہ بولا جالینوس یہ سب باتین کرکے چلا گیا مگر کئی مرتبہ شبنم سے پوچھا لیکن شبنم نہ قبولی جانتی تھی کہ اگر حال ظاہر ہوا تو نہین معلوم کیا حال کریگا بدحواس ہو رہا ہی شبنم اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو اپنے پاس سے ہٹایا بارہ دری مین آئی اژدر کے پاس پہونچکر ہرچند سحر کرتی ہی مگر اژدر پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر

نظم

رخ نگردان شکل حلقه از در دربار دوست — مثل سایه باش اِستاده پس دیوار دوست
وا رہو در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست — گر جہان دشمن شود ہرگز مکن اِنکار دوست
یاد کن در دل همیشه دلربائے خویش را — تا دولت گردد دیگے گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا — تا بہ بینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گر خدا از بت پرستی ہند یا حاصل شود — بند بر گردن بشکل برہمن زنّار دوست

شبنم سامنے اژدر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی اور بلک بلک کے دعائین کرتی ہی کہ ای خالق ارض و سما اگر ابکی مرتبہ وہ ظالم آئیگا تو سب طائر گواہی دینگے وہ مجھکو گرفتار کر لیگا ایسا ہی میرا پاس تھا کہ طاؤس کے کہنے کو نہ مانا مگر اب ضرور اِس کنیز کا حال کھلجائیگا دعائین مانگ رہی ہی ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہین دل خدا سے رجوع ہی لیکن سکندر ثانی کہ تعاقب مین نورالدہر کے چلے تھے اول مرحلے پر قسطاس کے پہونچے سُنا کہ قسطاس مارا گیا وہان سے مرحلۂ وسواس پر آئے خبر سنی کہ وہ بھاگ گیا اب حیران سکندر چلے آتے ہین ایک صحرائے ویران

ہین آئے دیکھا ہوا ایسے گرم چل رہی ہی کہ منھہ جھلسا جاتا ہی سکندر نے چہار جانب گھبرا کر دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی منھہ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کہ نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین اور پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ ای جالینوس تو بڑا بیخبر ہی اِسی منھہ پر دعوی حکمت کرتا ہی بیٹی کی تو خبر لے مگر لاکھہ طرح پر سحر کریگی تو کیا ہوگا سکندر ثانی نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو گیا سمجھا کہ اِسوقت یہ ساحر جو سحر کر رہا ہی اِسکی تاثیر باغ شبنم مین پہونچتی ہی اور شبنم تو دختر جالینوس ثانی ہی اُسکو کیا مطلب کہ اژدر پر سحر کرے مگر یہ ساحر بھی جھوٹھہ نہین کہتا جالینوس کو آگاہ کرتا ہی یہ سوچکر للکارا کہ او اژدر اِدھر دیکھہ منم سکندر ثانی تلاش مین طلسم کشا کی نکلا ہون اب مین انشاء اللہ اپنا ملک موروثی لونگا بقراط کا زمانہ گذر چکا ہی خوب سلطنت کر چکا ایسا مغرور رہا کہ خدائی کا دعوی کیا ای خالق بے نیاز تو مالک و مختار ہی رحم اپنا شریک کر نظم

منور ست چراغ جمال جانانہ — بہر سرا و بہر یک مکان و ہر خانہ
چو نور حسن تو در بزم پرتو افگن شد — زمانہ گشت بر ان شمع جمع پروانہ
بہر کہ خواست خدا او گنج درویشی — بہر کہ خواست عطا کرد تخت شاہانہ
خداست مالک جا و مکان و شہر و دیار — خداست والی ہر کوہ و دشت و ویرانہ
چو نور چہرۂ آن مہ لقا بدیدہ و دل — ہر آنکہ دید شد از عقل و ہوش بیگانہ
تمام خلق ز جام محبتش سرمست — زمانہ شیفتہ و جن و انس دیوانہ
الا ز حسد ادب پا برون مکش ہندی — مکن بہ وحدت حق گفتگو دلیرانہ

دعائین مانگ کر ساحر کو للکارا ساحر نے سر اُٹھا کر دیکھا سکندر کو دیکھتے ہی چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر سکندر نے سحر کر کے روکا قریب آ کے پوچھا کہ ای اژدران یہ مشقت اپنے اوپر کیون گوارا کی ہی کہ صحرا مین بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اور شبنم کو کیون بدنام کرتا ہی وہ دختر جالینوس ثانی ہی مقام افسوس ہی کہ ہم آقا کے ساتھہ نہ تھے سحر اُسکا چلگیا کہ آقاے نامدار کو لے گیا زندان دیرگاہ مین قید کیا ہوگا

اب ہو چکا کہ صورت رہائی کی کرتے ہین اژدر نے تھرا کر کہا اے شہنشاہ مین مجبور
ہون انتیہ مجھکو اسی مقام پر مقرر کیا ہی اور میرے سحر کا اژدہا تحفہ جات کی نگہبانی
کر رہا ہو مین یہان سے سحر کو زور دے رہا ہون لیکن آپ کا تابعدار ہون اور
شبنم گوہر پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی ہی مین چاہتا ہون کہ جالینوس ثانی
کو خبر پہونچاؤن ہرچند کہ شک اُسکو ہو چکا ہو مگر مین بخوبی آگاہ کرون سکندر نے
قریب آکر ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا او نمک حرام ہم قید رہے اور ہماری رہائی کی تدبیر نکی
اب فکر طلسم کشا کر رہا ہو ہرچند اژدر نے کہا کہ مین تابعدار ہون حکم سے جالینوس
کے مجبور ہون ناچار ہون جو اُسنے حکم دیا وہ کرتا ہون مگر سکندر نے ایک طمانچہ مارا کہ
سر اژدر کا اڑ گیا مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا یہان شبنم نے دیکھا کہ
وہ اژدہا بل کھانے لگا شبنم نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرات خون
لیکر اژدر پر ڈالے اژدر جلکر خاک ہوا یہ وہ وقت تھا کہ جب سکندر نے صحرا
مین اُسکو مارا یہ اژدر اُسی کے سحر کا تھا یہ بھی جلکر خاک ہوا اب ہر مرتبہ شبنم یہی
ارادہ کرتی ہو کہ لوح طلسمی و تیغہ طلسمی و لوح محفوظ اُٹھالون جب بڑھتی ہو پانوٴن
لڑکھڑاتا ہی گر پڑتی ہو کیسا کیسا اپنے کو سنبھال رہی ہو مگر پانوٴن مین قوت نہین
آتی معلوم ہوتا ہو کہ خون بدن کا نکل گیا عرض کر رہی ہو کہ اے خالق ارض و سما
رحم اپنا شریک کر کہ یہ چیزین اُٹھالون مگر نہین بنتا ہاے کیا تدبیر کرون کہ آسمان
سے نعرہ ہوا او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ اژدر کو مارا آج تجھکو جیتا نچھوڑونگا
شبنم نے دیکھا کہ جالینوس مثل شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہو کلمات سخت زبان پر ہر مرتبہ
یہی قول ہو کہ نگہبان نے سچ کہا تھا مگر مین تیری محبت مین دیوانہ رہا افسوس ہو
کہ اُسکا کہنا نہ مانا جسکا یہ انجام ہوا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا شبنم نے جو باپ کو
یہ قہر و غضب دیکھا گھبرا گئی دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچاے

نظم

مرو دور در جستجوے حبیب ما		کہ ہست از دل و جان مقامش قریب

چو دیوانه در صحن گلشن مگرد + به یک گل کفایت کند عندلیب +
به شکرانه کن نوشش ای دردمند اگر دارو ے تلخ بخشد طبیب +
مشو غره بر آب و تاب چمن + که فانی است این بوستان عجیب
مقیم است اندر سرا ے جہان برا ے دو روزه این مسافر غریب
ببند و زوار فنا رخت خویش چه محروم و مفلس چه اہل نصیب
ز ہیبت و ہے بنده گر از جہان اجل می نماید چو شکل مہیب ++
گنہگار ست و ر گریبان بود + حساب عمل چون بپرسد حسیب
بداند ہر آنکس که دانا تر است بدل زندگی دور و مرگ عنقریب
به بنده وصال خدا ممکن است اگر نفس شیطان نباشد رقیب
بگیر از پئے علم و خُلق و ادب سبق ہندی از اُستاد ادیب

جالینوس نے چاہا کو دیگر گرفتار کر لون کہ پہلو سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا یہ تحفے ہمارا حصہ ہی بڑا تو نے تکر کیا کہ طلسم کشا کو پھنسایا مگر اب کہان جائیگا وقت تیرا قریب آیا خوب تکرامی کی ہمکو قید کرایا تقراط کو خداوند گردانا جالینوس ثانی نے پلٹ کر دیکھا کہ سکندر ثانی آپہونچا شبنم فرصت پاکر غرق زمین ہوکر غائب ہوگئی اپنو جالینوس گھبرایا پھر سوچا کہ یہ کیا میرا کریگا ان دونون مین تو سامنا پڑا سحر ہونے لگے دونون بلا کے سحر کر رہے ہین تخل جل جلکر خاک ہوے طائر غل مچاتے پھرتے ہین تخل دم بدم لہرا کر گرتے ہین ہر طرف سے آوازین ہیہات و افسوس کی آرہی ہین مگر نور الدہر قید خانے مین بیٹھے ہوے ہین اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے زمین شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہرپوش لرزان و ترسان حیران و پریشان پکارتی ہوئی کہ ای شہریار نظم

اجل کے پروانہ تک کباب ہوا شمع رو کیا تجھے ثواب ہوا
داغ دل تک بھی مٹ گئے سارے طول فرقت کا جب حساب ہوا
دیکھکر وہ صفا ے رخسارہ آئینہ صاف آب آب ہوا

باغ مین پھر بہار آئی ہی
یاں نئے سر سے پھر شباب ہوا

کسطرح آئین میکدے مین ہم
خانۂ دل ہی جب خراب ہوا

دامن اشکون سے تر ہی رہتے ہین
دیدۂ تر ہی یا سحاب ہوا

دیکھکر پیچ اُسکے گیسو کے
دل عاشق کو پیچ و تاب ہوا

مین نے تسلیم کی تو گالی دی
کیا کہا مین نے کیا جواب ہوا

دشت پُر خار مین یہ روئے ہم
آبلہ پاؤن کا حباب ہوا

تو تو شاگرد ہی شفا اُسکا
شاعرون مین جو انتخاب ہوا

جلد آئیے ورنہ کیجیے نورالدہر اُٹھے قید ٹوٹ کر گری کہ پہلو سے آواز آئی ای شبنم یہ کیا ستم کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا ہم اُسکو نہ جانے دینگے وہی دونون زنگی تلوارین کھینچکر قریب نورالدہر کے آئے دونون نے ہاتھ تلوار کے مارے نورالدہر نے دونون کی کلائیان پکڑلین دونون کو گردن پکڑ کے لڑا دیا بھیجے اُنکے پاش پاش ہوے زنگیون کا مرنا کہ طہماس و نجم و ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین نے رہائی پائی سب سرداد ساتھ شاہزادے کے اُٹھے شبنم نے کہا اے شہریار جلد اپنے کو پہونچائیے یہ جو کوٹھری ہی اسی مین سے راستہ ہی مین مشعل سحر روشن کرتی ہون اُسکی روشنی مین جائیے یہ کہکے کان سے بالی اُتاری اور پھینکی ایک مشعل روشن ظاہر ہوئی نورالدہر کوٹھری مین آئے دیکھا سامنے دروازہ باغ کا کھلا ہی اور سکندر ثانی مثل برق چمک رہا ہی نعرے پر نعرے کر رہا ہی کہ منم سکندر ثانی او نکحرام سامنے آ کچھ کمال حکمت دکھا دیکھ طلسم کشا بھی آیا چاہتے ہین مگر جالینوس ثانی دور سے سحر کر رہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی خنجر گراتا ہی لیکن کچھ تاثیر سحر سکندر پر نہین ہوتی مگر یہان شبنم گوہر پوش بیقرار و اشکبار پکار رہی ہی کہ ہان شہریار آئیے بہت جلد پہونچیے یہان یہ کیفیت ہو رہی ہی

نظم

پہونچے تجھ تک ابھی دیکر ترے خدام کو دم
فکر مین جان نہ اس عاشق ناکام کو گم

چشم جانان نے غزالونکو سکھائی وحشت
اور اسی آہو نے سکھلایا ہی آرام کو رم

اسم اعظم مین سمجھتا ہون صنم اسم ترا
پڑھکے کرتا ہون ترا نام ہر اندام کو دم

دیکھتا ساغر گل کی جو صفائی دم بھر
ٹکڑے کر ڈالتا غیرت سے وہین جام کو جم

مر گیا دیکھ کے تصویر کو تیری نقاش
کھینچنا شکل کا تیری ہوا رسّام کو سم

گریہ اُس بت کو مرے حال پہ آئے کیونکر
کسنے دیکھا ہی دلا دیدۂ اصنام کو نم

حال پر میرے فقط ایک تجھے غم نہ ہوا
ورنہ ہی چشم جہان گنتے مرے نام کو نم

طاق ابرو ہی ترا سجدہ گہہ شحنۂ عشق
زیب دیتا ہی نہین اسمین سر خام کو خم

خواہش وصل تو اِس ڈھنگ سی کہیو قاصد
تا نہ ہووے اُسے سُنکر مرے پیغام کو غم

پھر بھی باندھین گے مضامین شالیہ شفا
دام مین لائینگے پھر طائر اوہام کو ہم

نور الدہر روشنی مین اُس مشعل کی در باغ پر پہونچے سکندر نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا شکر پرور دگار کیا کہ ای رحیم شکر ہی کہ آقاے نامدار کی صورت دیکھی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس غلام اِسکو روکے ہوے ہی آپ تحفہ جات اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر قصد کیا کہ لوح وغیرہ اُٹھائون جالینوس ثانی نے آسمان سے سحر کیا کہ نور الدہر دور ہٹ گئے لڑکھڑا کر گرنے لگے سکندر نے فورًا سحر کر کے سنبھالا جالینوس ثانی نے جو دیکھا کہ اب تحفہ جات جاتے ہین فورًا اُتر پڑا سامنے نور الدہر کے پہونچا سکندر ثانی بھی برابر کو دے اور آواز دی کہ ہان شہریار اب دیر نہ کیجیے لوح طلسم اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر لوح پر ہاتھ ڈالا لوح ہاتھ مین نہ آئی دیکھا ایک قطرۂ آب ہاتھ مین آگیا پکار کر آواز دی ای سکندر لوح میرے ہاتھ مین نہین آتی جب تو جھپٹ کر سکندر سامنے جالینوس کے آیا للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی ابتک شیوۂ مکر ای نہین جاتا نور الدہر نے دوبارہ جو ہاتھ ڈالا لوح محفوظ ہاتھ مین آئی لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مگر کئی مرتبہ نور الدہر نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا لوح طلسمی ہاتھ مین نہین آتی کہ زمین شق ہوئی دیکھا وسواس جادو آگے آگے پیچھے بقراط ثانی للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا اب یہ لوح پاس نیرنگ ثانی کے جائیگی یہ کہکر ایک

آواز دی کہ ای نیرنگ خوشرنگ یہ لوح طلسمی لیجاؤ کہ ایک زاغ تڑپ کر گرا اور
اُسنے لوح وتیغہ اُٹھا لیا اُڑتا ہوا چلا سکندر نے چاہا روکون کوئی طائر چھوڑے جو
طائر قریب زاغ کے پہونچا زاغ نے اُسے پنجہ مار دیا کسی پہ منقار مار دی وہ طائر
جلکر گرے سکندر نے ناچار ہوکر کہا یہ وسواس جاکر بقراط کو بلا لایا وسواس نے
پکار کر کہا ای سکندر کیا کوئی کوشش ہم اُٹھا رکھین گے نورالدہر تو لوح محفوظ
ہین چکے تھے جیسے ہی وسواس قریب آیا اور اُسنے چاہا کہ اِنکو لے اُڑون فورًا
نورالدہر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر وسواس کا اُڑ گیا جالینوس نے جو یہ قوت
دیکھی مثل بید کانپنے لگا سکندر پر آگ برسائی سکندر تو اِسکے سحر کو دفع کرنے لگے
جالینوس اُڑتا ہوا نکل گیا بقراط نے پکار کر کہا ای جالینوس لوح کا انتظام کرنا
یہ کہکر غرق زمین ہوا باغ مین سناٹا ہوگیا کہ شبنم آکر پہونچی شبنم نے کہا ای شہریار
لوح طلسمی لیگیا اب آپ سکندر سے حال پوچھین سکندر بھی آکر پہونچے نورالدہر
کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار بڑی مشقت پڑیگی لوح عجب مقام پر پہونچی
یہ سب باتین کر رہے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا مہر سپہر عیاری جست و
خیز کرتے ہوے آتے ہین دیکھا سب پریشان کھڑے ہین اُسی باغ مین سکونت کا
ارادہ ہی نورالدہر کو خواجہ نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر صاحبقران نے خواب
پریشان دیکھا مجھکو روانہ کیا ہرچند کہ مین افلاس سے نکل نہ سکتا تھا مگر گلی کوچون
مین چھپتا ہوا آیا ہون شبنم نے اشارہ کیا کہ سامنے خزانہ ہی جو چاہیے وہ لے لیجیے
خواجہ نے جاکر جال مارا سب خزانہ نذر زنبیل کیا نورالدہر نے کہا ای شبنم تمنے
کل خزانہ ہاتھ سے کھویا اب خواجہ بھی آکر بیٹھے سکندر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
اب آپ کا کام ہی کہ بقراط نے لوح مرحلۂ ہفت اختران پر بھیجی کہ جہان کا نیرنگ
خوشرنگ حاکم ہی خواجہ نے کہا مین جاتا ہون جو فکر ہوسکے گی وہ کرونگا کیا مجھے
عذر ہی یہ کہکے خواجہ نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور
جست وخیز کرتے ہوے چلے اِنکے جانے کے بعد سکندر نے بھی قصد کیا شبنم نے

کہا ای شہریار مین بھی جاؤنگی خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
سامنے ایک قلعہ ہی اُس قلعے کے اوپر ایک ابر کھنچا ہوا ہی اُس ابر مین ستارے چمک
رہے ہین خواجہ نے براے امتحان نخل سے ایک پھول توڑا ستارہ آسمان سے
گرا اُس نخل کو جلا دیا جب وہ نخل جلکر گرا اور خاک ہوا تو وہ ستارہ پھر اپنے مقام
پر جا ملا خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا شعبدہ ہی دیکھا ایک گنبد ظاہر ہوا اور ایک
ساحر ابر سے نکلا ور گنبد پر آکر بیٹھا اور آواز دی کہ ای خوش آواز آؤ اندر سے
گنبد کے دو طفل ماہ طلعت نکلے ایک کے ہاتھ مین چنگ مرصع اور دوسرا خالی
ہاتھ پہلو مین اُس ساحر کے آکر بیٹھے جسکے ہاتھ مین چنگ تھا اُسنے چنگ بجایا کہ
صحرا مین آواز گونجنے لگی دوسرا لڑکا گنگنا کر یہ اشعار بہ آواز گانے لگا نظم

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا — دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا
آنکھون مین تیرے چاہنے والونکی داغ ہی — شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا
دونعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست — اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین — رد کردہ ہی سوال ہمارے جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر — والبتہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا
پروانے سے لڑایا ہی بلبل کو رات بھر — شمعون پہ عطر بار رتے ملکر گلاب کا
خورشید حشر کا جو کیا ہی کسی نے ذکر — دکھلا دیا ہی یار نے چہرہ عتاب کا
دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو — شرمندگی سے رنگ ہو پھیکا شراب کا
دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم — ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
جو جا ہین لکھ لین کاتب اعمال چار دن — دیکھونگا روز حشر مین کاغذ حساب کا
آتش کی التجا ہی یہی تمسے یا علی — صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

وہ ساحر بیٹھا جھوم رہا ہی شراب پیتا جاتا ہی کبھی ساز بجانے والے کو گود مین
اُٹھا کر بٹھا لیتا ہی کبھی دوسرے پر متوجہ ہوتا ہی اُسکو بھی آغوش مین بٹھا لیتا ہی کہ
صحرا سے رونے کی آواز آئی وہ ساحر موسوم بہ گنبد نشین ہی اُسنے آواز کو سُنکر سر

اُٹھایا دیکھا ایک طفل ماہ طلعت کپڑے پہنے ہوے روتا ہوا چلا آتا ہی مگر چہرہ
لڑکے کا آفتاب عالمتاب پتلے پتلے ہونٹھ بڑی بڑی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں
گنبد نشین نے جو اپنے مقام سے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی میاں ادھر
آؤ اُس لڑکے نے بہ نگاہ غور چہرہ دیکھا چچا ابّا کہکے لپٹ گیا گنبد نشین نے گود مین
اُٹھا لیا پیار کرنے لگا وہ لڑکا اٹکھیلیاں کرنے لگا کہتا ہی چچا جان آپ کہان گئے
تھے گنبد نشین نے جواب دیا کہ ای نور نظر ہم یہان بیٹھے تھے تم بھی چلکر بیٹھو شراب
پیو گانا سنو وہ لڑکا ساتھ گنبد نشین کے آکر بیٹھا مگر ہر سو خیال کر رہا ہی کبھی ساز پر
ہاتھ رکھتا ہی کبھی اُس گانے والے کو منع کرتا ہی کہ تم نہ گاؤ ہم گائین گے گنبد نشین
کہتا ہی بیٹا گانا سنو ہرج نہ کرو ایسا نہ ہو کوئی عیار آجاے یہ وہ مقام ہی کہ غیر کے
آنے کا حکم نہین مجھے تمسے بھی خوف آتا ہی لڑکے نے گنبد نشین کی ڈاڑھی پکڑی
کہا اونا بیٹا ہمسے کیون خوف کرتا ہی ہم تیرے فرزند ہین یہان کسکی مجال ہی جو کوئی
آسکے ہمکو مہینون یہان گذرے کبھی جانور بھی نہین آتا یہ کہکے گلابی اُٹھائی چاہا
پی جاؤن گنبد نشین نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا یہ شراب تند ہی کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا
ہم لوگ قلیل پیتے ہین لڑکا مچل مچل کے ضد کرنے لگا کہتا ہی ہم یہ شراب ضرور پیین گے
گنبد نشین سوچا کہ جو شراب باقی رہیگی تو یہ ضدی پیجائیگا پیتے ہی غضب ہو جائیگا
آخر لڑکے کو پھسلا کر گلابی ہاتھ سے اُسکے لے لی ساری شراب اپنے حلق مین
اُنڈیل لی جیسے ہی وہ شراب حلق سے اُتری کلیجے سے دُھواں نکلنے لگا گھبرا کر
کہا ارے میری جان جاتی ہی کلیجے سے دھوان نکل رہا ہی یقین ہی کہ روح نکلجاے
ایسا نہ ہو کلیجہ کٹکے نکلنے لگے لڑکے نے کہا چچا جان شراب پیتے ہو اور ضبط نہین
رکھتے اُٹھکر ذرا ٹہلو گنبد نشین اُٹھا ٹہلنے کو چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا فوراً
لڑکھڑا کے گرا گانے والے لڑکون نے جو دیکھا کہ گنبد نشین گرا وہ تو بھاگ کر
گنبد مین چھپے مگر اِس طفل نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اپنے نام کا پھر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنکرش آبیاری	جہان سرہنگ و رخنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے خنجر مارا گنبد نشین کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اِسکے زمین متحرک ہوئی اور گنبد بھی تھرّایا وہ لڑکے گھبرا کر نکلے عمرو نے اُنکو پکڑا وہ ہاتھ جوڑنے لگے عمرو نے دونون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا وہ لڑکے زنبیل مین جاتے ہی خاموش ہوے عمرو نے سارا مال گنبد کا لوٹ لیا جھولیان سحر کی اسباب مٹھائی وغیرہ اشیاے بوجہ پاٹ سب قبضے مین لائے صبح ہوتے ہی وہ تارے جو آسمان پر چمک رہے تھے لہرا کر زمین پر گرے ابر پھٹ گیا سر پر سے قلعے کے ہٹ گیا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام سن گنبد نشین جادو بود دروازہ قلعے کا کھلا چند ساحر روتے ہوے نکلے خواجہ تو جنگل مین آکر چھپے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ جو ساحر اندر سے آئے تھے اُنھون نے آکر لاشہ گنبد نشین کا اُٹھایا اور جو تارے گرے تھے وہ ماش کے آٹے کی گولیان تھین اُنکو اُٹھا کر لیگئے واسطے گنبد نشین کے سر پیٹتے تھے کہتے تھے وہ نگہبان مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا ہوشیاری سے حفاظت کرتا تھا کوئی اُسکے زمانے مین نہ آسکا یہ کہکے لاشہ اُٹھا لیگئے بعد تھوڑی دیر کے قلعے سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار ساحر ساتھ آکر جنگل مین ٹھہرا سب طرف دیکھ دیکھ کے کہتا تھا یارو جلاد ساحران عالم اِس مقام پر آیا کیا داغ دیگیا آخر پلٹ کر قلعے مین چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر جاتا ہے پکارا کہ بھائی جانے والے ذرا ٹھہرو جیسے ہی وہ ٹھہرا عمرو نے قریب آکر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مجھکو بسرام جادو کہتے ہین بادشاہ کا نوکر ہون نیرنگ خوشرنگ جسکی عملداری ہے جسکے نام سے رواج سحر ہوا مین اُسکا نوکر ہون عمرو کو تو نام دریافت کرنا تھا نام دریافت کر کے حباب مارا اُسکو تو گھسیٹ کے جنگل مین ڈالدیا آپ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا بسرام کی

شکل بنکر طرف قلعے کے چلے جیسے ہی دروازے مین آئے ایک آواز آئی کہ عمرو عیار
جاتا ہی ساحر طرف قلعے کے دوڑے خواجہ جست کرکے بھاگے مگر حیران ہین کہ یہ
کسنے آواز دی کون ایسا ظالم تھا اب دوبارہ رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
کاہ فروش کی شکل بنے جیسے ہی دروازے مین آئے دیکھا ایک ساحر خوک کو لیے
بیٹھا ہی وہی خوک آواز دیتا ہی خواجہ پھر بھاگے جب جاتے ہین وہی خوک آواز
دیدیتا ہی خواجہ بھاگ آتے ہین تین روز برابر آمد و رفت مین گذرے مگر دن
رات برابر آئے جب خوک نے آواز دی بھاگ گئے تیسرے دن اُس ساحر نے
عاجز ہوکر پنجرہ خوک کا لٹکا دیا خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنکر آئے اب جیسے ہی
خوک نے چاہا آواز دون عمرو نے جال الیاسی مارا خوک نے غل مچایا اور کہا
کہ یارو دوڑو مجھے لیے جاتا ہی جب قفس زنبیل مین گیا تو آواز موقوف ہوئی
خواجہ جست کرکے اندر آئے دیکھا شہر آباد ہی رونق پاکیزہ کٹورہ کھنک رہا
ہی گرم بازی ہو رہی ہی ایک طرف دیکھا ہزارہا عیار پھر رہے ہین ایک عیار
طرار قنتورہ زربفتی سے آراستہ کئی سی پیک بچے ساتھہ کتا پھرتا ہی یارو عمرو کو
تین دنسے ڈھونڈھ رہے ہین نہین ملتا ایک شاگرد نے کہا اُستاد دیکھیے سامنے غیر
شخص آتا ہی شاید عمرو ہو اُسنے پکارا کہ میان جانے والے اِدھر آؤ خواجہ قریب
آئے اُس عیار نے ہاتھہ تھام لیا کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا ہمارا وہ
نام ہی کہ جسکو تم جانتے ہو اب نہ پوچھو دیکھو تمھارا شاگرد بتارہا ہی جیسے ہی وہ
پلٹا خواجہ نے ایک دھپ لگائی ٹوپی اُتار لی اور ایک دولتی ماری کہ وہ عیار
گرا خواجہ بھاگے عیار لینا لینا کہکے دوڑے مگر یہ عیار جو گر گرا اُٹھا پکار کر کہا یارو
تم سب دیکھا کیے اور وہ مجھکو ذلیل کر گیا سہیم اختر شناس کو بلاؤ ایک نجومی آیا
اُسنے کاغذ نکالا کہا سبزی منڈی مین جاؤ کاہ فروشون مین وہ بھگوڑا بیٹھا ہی عیار
اُس طرف چلے خواجہ حقیقت مین کاہ فروشون مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے
ایک گھسیارہ جو قریب بیٹھا تھا اُس سے کہا ہمارا گٹھا دیکھے رہو ہم پیشاب کرکے

آتے ہی یہ کیکے خواجہ کنارے ہوئے وہان سے دیکھنے لگے کہ کچھ کوتوالی چبوترے
کے پیادے آکر پہونچے سب گھسیارون کو گرفتار کرلیا لیکر چلے خواجہ جو بھاگے
ایک چوبدار جاتا تھا اُسکے قریب آکر کہا گستیان تم ہمرے مالک ہنو ہم تمھرے تو
گھوڑ ونا کی گھاس لائت ہی ہمکا نوکر رکھ لیئو یہ باتین کرتے کرتے حباب مار کے
اُسے بیہوش کیا کھینچکر کنارے لائے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چوبدار کی شکل
بنکر بازار مین ٹہلنے لگے سب گھسیارون کو لیکر پیادے سامنے سہیم اختر شناس کے
پہونچے اُسنے دیکھکر کہا کہ اب عمرو چوبدار بنا ہوا بازار مین پھر رہا ہی یہ سُنکر پیادے
برائے گرفتاری چوبداران چلے خواجہ نے دیکھا کہ اب چوبدار بھی گرفتار ہوتے
ہین سامنے ایک جوہری کے آئے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو نگینے الماس کے نکالے
کہا سیٹھ جی اسکی جمع لگاؤ جوہری نے کہا میرے ہاتھ مین دو خواجہ نے کہا ذرا آپ
کنارے آیئے تو مین حال کہون یہ نگینے خزانۂ شاہی کے ہین ابھی کوئی دیکھ لے
تو مین تم دونون گرفتار ہوجائینگے دو باتون مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی غرض
مہاجن دوکان سے اُترا کونے مین لاکر خواجہ نے کہا سیٹھ جی صاحب رات کو
ہمارے بادشاہ تاج پہنکر بیٹھے تھے ایک معشوقہ حسین وجمیل آئی اُنپر عاشق
ہوئی اختلاط مین کئی مرتبہ تاج سر سے گرا یہ نگینے تاج سے رات کو جھڑ پڑے ہم
صبح کو جھاڑو دینے گئے تو ہمنے پائے مگر داروغہ پر بڑی خنگی ہی کہ دو نگینے ساٹھ ہزار
کے گر گئے اُنکو تلاش کرو داروغہ صاحب نے مجھسے کئی مرتبہ کہا کہ اگر ملجائین تو لاؤ
انعام ملیگا مگر مین سوچا کہ اگر دیدون اور کچھ نہ دین تو کیا کرون تمھارے پاس
لایا ہون مہاجن نے کہا اتنے کی جمع تو نہین ہی یہ دونون نگینے دو ہزار روپے کے
ہین خواجہ نے کہا وہ دیکھو دوسرا مہاجن تمھارے پیچھے کھڑا ہی بارہ ہزار روپے
دیتا ہی یہ سُنکر وہ مہاجن پلٹا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے حباب
مارکر بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی جوہری کی شکل بنے دوکان پر
آکے بیٹھے پہلے تھیلی گروین کی اُٹھائی نذر زنبیل کی روپے بدل لیے اشرفیان بھی

اُٹھا لین وہان سب چوبدار گرفتار ہوے دروازے پر باغ کے سہیم اختر شناس کو لیے ہوے مہنیر قطرہ زن عیار بیٹھا ہی کہ چوبدار گرفتار ہوکر آئے مگر سب اپنا سر پیٹتے دوہائی دیتے ہوے کہ منتر صاحب آج ہماری سب کی آبرو گئی ہم لوگ حکم پہونچانے والے ہین ہمارا گرفتار ہونا بڑی ہتک ہی مہنیر کہہ رہا ہی یہ سب گوارا ہی مگر وہ مکار گرفتار ہو تو مجھکو خوشی ہو جب چوبدار سامنے آچکے اختر شناس نے سب کو دیکھا اور دیکھکر کہا ای مہنیر عمرو ان مین نہین ہی وہ نکلگیا اب وہ چوک مین جوہری بنا بیٹھا ہی مہنیر نے اِشارہ کیا سب جوہریون کو پکڑ لاؤ پیادے چلے چوبدار بھی پیادون کے ساتھ چلے مگر مہنیر خفا ہو رہا ہی کہ ای اختر شناس تمنے جو حکم لگاے وہ سب خلاف نکلے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی سہیم اختر شناس کہہ رہا ہی ابکی مرتبہ جو دوڑ گئی ہی اگر جوہریون مین وہ نہ نکلا تو بڑی بدنامی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ہلڑ ہوا کہ جوہری گرفتار ہوے مگر فریاد کرتے ہوے آتے ہین لیکن جب جوہری گرفتار ہونے لگے اور خواجہ نے سُنا کہ جوہری گرفتار ہو رہے ہین خواجہ اُس دوکان سے اُٹھکر بھاگے پیادون مین جا ملے جوہریون کو گرفتار کیا جوہریون کا گرفتار ہونا کہ کل بازار بند ہوگیا ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ اب اِس شہر مین نہ رہین گے یہان بڑی ذلت ہوتی ہی کوٹھی والون نے کوٹھیان بند کر دین اور جوہریون کے ساتھ آئے مہنیر کے سامنے آکر فریاد کرنے لگے کہ منتر صاحب ہمارے ساکھ گئی اب ملکون ملکون خبر پہونچیگی کہ جوہری گرفتار ہوے کوٹھی والون نے آکر اپنی اپنی پگڑیان دے مارین اور کہا آپ کا مطلب نکلا سہیم نے دیکھکر کہا ای مہنیر مین کاغذ دیکھکر بتاتا ہون اِنمین عمرو نہین ہی مہنیر نے کاغذ لیکر پھاڑ ڈالا سہیم نے منھ پیٹ لیا کہا ای مہنیر غضب کیا میری برسون کی محنت خاک مین ملادی اب لاکھ مشقت کرونگا تو ایسا کاغذ تیار نہ ہوگا مین بتا دیتا کہ عمرو کہان گیا اب نہین بتا سکتا مہنیر نے کہا تو جھوٹا ہی مہنیر نے کاغذ وغیرہ پھینک کر اپنے گھر کا راستہ لیا مگر بڑبڑاتا ہوا کہ ناحق کی باتین بنائین اتنے حکم لگائے کوئی بھی صحیح نہ نکلا مہاجن سب اڑے

ہوے کھڑے ہین کہتے ہین صاحبو ہمارا بڑا نقصان ہوا ہم لوگ کوٹھیان اپنی بند
کر دینگے آپ کے ملک مین نہ رہینگے جب ہماری ساکھ نہ رہی تو ہمارا رہنا
بیکار ہی ملکون ملکون بدنام ہوے ہماری ہنڈویان سکرتی تھین اُس مین فرق
پڑا مہمیز نے اُن سب کو سمجھایا کہ بھائیو معاف کرو ہمنے اُسکو نکال دیا اب وہ
سرکار مین نہ آنے پائیگا بلکہ سزا پائیگا اُسنے حقیقت مین خلاف کیا ہم لوگ سب
اُسکے دشمن ہین خواجہ سپاہی بنے ہوے مہمیز سے باتین کر رہے ہین کہتے ہین
حضور بڑا اچھا لائق ہو مگر حکم مین سہیم کے فرق پڑا بڑا اسقام تعجب ہو کبھی اُسنے
حکم خلاف نہین لگایا مہمیز نے کہا مین نے آج اُسکا کمال خاک مین ملا دیا اُسکا
کاغذ پھاڑ ڈالا کوئی سال مین اُسنے بنایا تھا اب کیا جواب دیا جائے خواجہ نے
جواب دیا اُستاد آپ درست فرماتے ہین لیکن اِن مہاجنون کو کون سمجھاوے
یہ لوگ نہین مانتے کہتے ہین کہ اب ہم لوگ دوکانین نہ کھولینگے مہمیز نے کچھ
روپیہ خزانے سے منگا کر دیا مہاجن بہ مشکل راضی ہوے خواجہ اُس مجمع سے نکلے
مکان پر سہیم ستارہ شناس کے آئے مگر چوبدار بنے ہوے دیکھا دروازہ بند
ہو سہیم بیٹھا ہوا رو رہا ہو کہتا ہو آج میری بات گئی دیکھیے عمرو میرے ساتھ کیا کرتا
ہو مین نے جو حکم لگایا وہ خلاف نکلا اب مجھے اپنی جان کا خوف ہو یہ باتین اپنے
محل مین بیٹھا کر رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور دروازے پر چوبدار
شاہی آیا ہو آپ کو بلاتا ہو کہتا ہو کہ شاہ نے طلب فرمایا ہو آپ کی خطا معاف
ہوئی شاہ کا حکم ہوا کہ ہمارے ستارہ شناس کو بلاؤ اب حکم لگائے کہ عمرو
کہان گیا ہے اُسکے حکم کے اُسکا پتہ نہ ملیگا سہیم اُٹھا دروازے پر آیا دیکھا کہ
چوبدار شاہی کھڑا ہوا پکار رہا ہو کہ ذرا مجھکو بلائیے جو شاہ نے کہا ہو وہ مین
عرض کرونگا سہیم نے دروازہ کھولا چوبدار کو اندر بلایا جیسے ہی خواجہ اندر
پہونچے سہیم کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے کہا شاہ تمھاری تعریفین کر رہے ہین
فرماتے ہین میرے نجومی کو بلاؤ مجھکو بغیر اُسکے آرام نہین کھانا پینا اُسی کے

حکم پر ہوتا تھا وہ آکر حکم لگائے تو مین کھانا کھاؤن یہ باتین کرتے کرتے جیب
مین ہاتھ ڈالا خاصدان نکالا کہا حضور گلوری کھائیے گلوری کھاکر سہیم بیہوش ہوا
خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین اُسکو تو ایک صندوق مین بند کیا اُسکی شکل بنکر
اندر پہونچے پکارکر کہا صاحبو تم لوگ غافل بیٹھے ہو عمرو عیار کا مجھکو بڑا خوف ہی
تم لوگ زیور پہنے ہو ایسا نہو اِس زیور کی وجہ مین جان جاے لہذا سب
عورتین زیور اُتار کر میرے سامنے لاؤ مین بہ احتیاط رکھدونگا کل دیدونگا
بلکہ دونا کرکے دونگا سب عورتون نے یہ سنکر اپنا اپنا زیور اُتار لاکر سہیم نقلی
کو دیا عمرو نے خوشی خوشی سب زیور نذر زنبیل کیا جواہر کے صندوقچے منگوائے
وہ بھی نذر زنبیل کیے سارا گھر سہیم کا صاف کیا تانبا تک نہ چھوڑا کمرے مین آکر
سہیم کو صندوق سے نکالکر اُلٹا لٹکا دیا گلے مین پھانسی لگا دی آپ اُسی کی شکل
بنکر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہوکر طرف باغ کے چلے یہان نیرنگ شعلہ خو
باغ مین بیٹھا ہی عیار نے آکر سب معرکہ بیان کیا مگر جالینوس ثانی خدمت مین
حاضر تھا اُسنے کہا ای نیرنگ آج رات کو عمرو ضرور آئیگا بہت ہوشیار رہنا
نیرنگ نے کہا مہمیز کو بُلاؤ مہمیز جو آیا کہا ای عیار طرار بڑی ہوشیاری سے آج
طلایہ دینا رات کو عمرو کے آنیکی خبر ہی جالینوس ثانی و نیرنگ نے مہمیز کو خوب
سمجھا دیا مہمیز کئی سو پیک بچون کو لیکر باہر نکلا آکر دیکھا کہ سہیم اختر شناس گھوڑے
پر سوار آتا ہی مہمیز نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی سہیم نے بہ آواز بلند جواب دیا
مہتر صاحب مین ہون مہمیز نے آکر رکاب تھام لی کہا ای اختر شناس آج تیرے
حکم مین فرق پڑا بڑا بلوہ تھا مین نے کئی لاکھ روپیہ تقسیم کرکے بلوے کو روکا
سب کوٹھیان جوہریون کی بند ہو گئی تھین مین نے خود جاکر بازار کھلوایا عمرو
نے کہا مہتر صاحب تمنے ایسا ستم کیا کہ کاغذ ستارہ شناسی و حکم نکالنے کا چاک
کر ڈالا کئی سال مین مین نے اُسے تیار کیا تھا مگر خیر اب حکم لگاؤنگا عمرو کو مین
گرفتار کرادونگا مہمیز آگے بڑھا سہیم نقلی در باغ پر آیا نگہبانونکو نام بتاکر گھوڑے

سے اُترا طرف باغ کے آیا اندر آ کے دیکھا باغ مین سناٹا چھایا ہی ہر طرف نخل خاموش مگر
تاریکی ہو رہی ہی خواجہ پھرتے ہوے قریب بارہ دری کے آئے دیکھا در بارہ دری
پر جالینوس ثانی کھڑا ہی پکار کر پوچھا کون آتا ہی سہیم نے اپنا نام بتایا کہا حکیم صاحب
مین حکم لگانے آیا ہون مگر شہنشاہ ساحران کہان ہین جالینوس نے کہا آرام
فرماتے ہین مگر منع کیا ہی کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے سہیم نقلی نے کہا مجھے اسوقت
ملاقات کرنا ضرور ہی جالینوس منع کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ شب کو ملاقات
نہ ہوگی خواجہ فرماتے ہین مین دو باتین کر کے چلا جاؤنگا کہ خبر پہونچی مہینر آتا ہی
ایک کنیز نے آکر کہا میان حکیم صاحب نہ گھبرائیے وہ آتے ہی پہچان لیگا خواجہ
یہ سنکر گھبرائے کہ مہینر آیا اُسنے آتے ہی پہچان لیا اور للکارا کہ او ساربان زادے
مین نے پہچانا تو نے غضب کیا کہ سہیم اختر شناس کو مارا اور پھر اُسکا لوٹ لیا مین
دیکھ آیا اُسکو مین نے جا کے بخوبی دیکھا خواجہ بھاگے مہینر دوڑا خواجہ تو جست
کر کے دیوار کے پار ہوے مگر شاگرد مہینر کا رنگریز تیز رو اُسنے بھی برابر جست
کی اور دیوار کو پھاند کے اُس پار پہونچا مہینر تو ٹھہر گیا مگر رنگریز نے پیچھا کیا جب
خواجہ قریب جنگل کے پہونچے پلٹ کے دیکھا ایک عیار چلا آتا ہی اور للکار رہا ہی
کہ اے عمرو ٹھہر جا مین بھی اکیلا ہون خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ تنہا آتا ہی اُس مقام پر
رُکے کہا او بیحیا کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون رنگریز نے بڑھکر اپنا رنگ
دکھایا ایک ہاتھ بیچے کا مارا خواجہ نے کاغذی سپر سامنے کر دی جیسے ہی سپر پہ
بیچہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی رنگریز بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے کسوت عیاری
نکالی رنگ و روغن لگا کر رنگریز کی شکل بنے اُسی کا لباس پہنا اُسکو تو ایک
گوشے مین ڈالدیا آپ روانہ ہوے یہان سب عیار جمع ہین جانون جانون
کر رہے ہین کہ سب نے دیکھا رنگریز آتا ہی پکار کر کہا خلیفہ صاحب کیا گذری عمرو
نے جواب دیا یارو مین نے ساربان زادے کو مار ڈالا راہ مین جا کر گھیرا خوب
بیچہ چلا مگر بلا سے رو نگا رہی کسی مقام پہ کمی نہ کرتا تھا مین نے سر کو تتا کر ایک

ہاتھ پیچھے کا مارا کہ بایان پانوٗن اُسکا اُڑ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا مگر گیا تیز تھا کہ ایک
پانوٗن سے نکل گیا مین پلٹ آیا سوچا کہ اب تڑپ تڑپ کے مریگا پانوٗن کٹا
ہوا جنگل مین کہین نہ کہین پڑا ہوگا مگر مین نے تعاقب نہین کیا چلو تم سبھون کو
دکھا دین عیارون نے کہا خلیفہ اب اُسکا کٹا ہوا پانوٗن دیکھنے سے کیا فائدہ
آپ کو خداوند بقراط نے بچایا عمرو نے کہا اُستاد کو خبر کرو اُستاد کہان ہین کہ
دیکھا سامنے سے مہمیز آتا ہی عمرو نے پکار کر کہا اُستاد ساربان زادے کو مین نے
شکست دی آپ کے اقبال سے ایک پانوٗن اُسکا کاٹ ڈالا مہمیز نے فوراً
چار آنکھین کر کے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ کیا ساربان زادہ دلیر ہی نہین معلوم
کر رنگریز کے ساتھ کیا کیا کہ اُسی کی صورت بنا کھڑا ہی کس دلیری سے کھڑا باتین
کر رہا ہی ٹہلتا ہوا قریب آیا کہا اجی رنگریز ذرا قریب آؤ خواجہ او پیچھے ہٹے
مہمیز نے کہا ہم بلاتے ہین تو ہٹتا جاتا ہی ارے مین تجھکو انعام دونگا کہ تو نے
بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کا پانوٗن کاٹا خواجہ نے کہا اُستاد مین آیا عیارون نے
کہا الگ ہٹو عیار ہٹے مہمیز نے کہا ارے ہٹے کیون جاتے ہو شاگردون نے
کہا اُستاد خلیفہ نے حکم دیا ہم ہٹ گئے خواجہ عمرو جیسے ہی قریب آئے کہا اُستاد
دیکھیے وہ لنگڑا بھاگا جاتا ہی مگر ٹانگ سے خون بہت جا رہی ہی مہمیز جیسے ہی پلٹا
خواجہ نے ایک دھول ماری کلاہ مہمیزی اور جست کر کے بھاگے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ؎ رنگ از رخ بختک بدر اختر بہ برم
در محفل خسروان جو گردم ساقی تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

مہمیز لینا لینا کہکے دوڑا خواجہ بھی لینا لینا کہتے ہوے جاتے ہین مہمیز کو بڑی
شفقت ہوئی شاگردون پہ خفا ہو رہا ہی کہ تم کیون ہٹکر کھڑے ہوے شاگرد
کہتے ہین اُستاد اُسنے کہا ہم ہٹ گئے ہماری کیا خطا ہی جب اُسنے دھول ماری
تھی آپ سے ہاتھ نہ پکڑ لیا سر نیاز ادب حرکت کر گیا ذلت کا ٹوکرا آپکے سر پر دھر گیا

ہم لوگ کیا کرین وہ بلاے روزگار ہی مگر قلعے سے تو نکلگیا اب قلعے کا انتظام کیجیے
کہ وہ اندر نہ آنے پائے مہمنیر نے کہا رات کو جالینوس ثانی نے بڑی بڑی حفاظت
کی اگر وہ نہ ہوتے تو تا بہ نیرنگ پہونچ جاتا مگر وہ سوتے مین بھی اپنا انتظام
کرلیتے ہین ہاتھ نہ ڈال سکتا دو شیر قریب پلنگ بیٹھے رہتے ہین وہ کسی کو نہین
آنے دیتے مگر اب مین تلاش مین عمرو کی نکلتا ہون جسطرح بنیگا اُسے گرفتار کرکے
لاؤنگا یہ کہکے مہمنیر چلا شاگردونکو متفرق کردیا خواجہ پھرتے پھراتے ایک
ویرانے مین آئے کہ یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی اسی آواز کی جانب
چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا ایک بیمار پڑا کراہ رہا ہی خواجہ کو رحم آیا پوچھا
کہ او بیمار تو کون ہی کہ جو یہان پڑا ہی اُسنے کہا مین سوداگر ہون جب یہ عارضہ
ہوا تو لاکھون روپے صرف کیے نوکر چاکر موجود رہے جب روپیہ صرف ہوگیا
تو سب نے جدائی کی اب مین یہان حیران و پریشان ہون کوئی پوچھنے والا
نہین عمرو نے کمر سے کچھ پیسے نکالے قریب آکر چاہا دون اُسنے کہا بابا میرے
ہاتھ تو بیکار ہین دیکھا عمرو نے کہ ہاتھ پھٹے ہوے خون بہ رہا ہی پھر بیمار نے
کہا جھولی مین پیسے رکھدو جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ بڑھایا بیمار نے پانوٴن سمیٹے
اور حلقہ ہاے کمند مارے خواجہ جست کرکے الگ ہوے بیمار للکارا کہ او بچیا
مین نے پہچانا منم مہمنیر تیزرو یہ کہکے بیمار اُٹھا خواجہ سے نیچے چلنے لگا مگر مہمنیر بھی
بلاے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا جب خوب نیچے چلنے لگا تو مہمنیر نے
زنبیل بجائی جنگل سے چالیس پیک بچے نکل آئے چہار طرف سے خواجہ عمرو کو
گھیر لیا سب جانب سے خواجہ پر کمندین پڑ رہی ہین خواجہ کمندین کاٹتے ہین
کبھی جست کرکے نکلتے ہین لیکن عاجز ہو رہے ہین چالیس پیک بچے برابر
کے حربے کر رہے ہین خواجہ عمرو بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین
کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِن ظالمون سے نجات دے اُنکے
حملون سے بچائے نظم

دل مدار از بہر این دنیا حزین — تا شوو حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی — گر توئی از بندگان کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گر دی سرفراز — در میان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون — نہ بہ خاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل — تا شوو روشن از ان نقش نگین
بام قصر خود مبر بر آسمان — زانکہ ہست آخر مکانت در زمین
رخت خود بر بند زین فانی سراے — چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت فانی مباش — در جہان ای مرد حق اندوہ گین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن — دور کن یکسر غبار بغض و کین
دشمنی از نیک و بد با کس مدار — تا تو باشی از بلاہا رستگار

خواجہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی دیکھا کہ سامنے سے صاحب بغدہ گران مہتر قران چالیس پیک بچے ساتھ آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ اُستاد مین آپہونچا یہ کہکے بغدہ کھینچکر مہتر قران جو گرے کئی پیک بچون کو قتل کیا ساتھ والون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ تمام مقام دھوان دھار ہو گیا مہمیز سامنے سے بھاگا خواجہ نے پیچھا کیا جب مہمیز نے دیکھا کہ عمرو قریب آگیا راہ مین کانٹون کا جنگل ملا اِسنے حقہ آتشبازی ماردیا وہ جنگل جلنے لگا مہمیز تو نکلگیا مگر خواجہ ٹھہر گئے پکار کر کہا کہ بچہ نکل گئے ورنہ آج تمکو جو میخہ کرتا ساتھ والے مہمیز کے سب قتل ہوے مہتر قران و خواجہ سے ملاقات ہوئی قران نے پوچھا اُستاد یہان کہان آپ بھٹکے نکلے عمرو نے کہا اے فرزند تحفہ جات نورالدہر یہان آئے ہین مگر بڑا انتظام ہے گنبد نشین کو مار ا تب راستہ کھلا قلعے مین گیا تھا مگر نکل آیا اِسی مہمیز کی وجہ سے وہان دخل نہ ہوا مگر بیٹا تم کہان جاتے ہو قران نے کہا مین نے خبر پائی ہے کہ صاحبقران زمان پہ کوئی ساحر چڑھکے آیا تھا گرفتار کرکے لیے جاتا ہے مین اِسی فکر مین جاتا ہون عمرو نے کہا مین تو

بخیریت اُنکو چھوڑ آیا تھا مہتر قران نے کہا آپ کے بعد یہ معرکہ گذرا یہ کہکے مہتر قران تو روانہ ہو گئے مگر صاحبقران پر یہ سانحہ گذرا کہ جب عمرو کو روانہ کر چکے تو خود بھی روانہ ہوے اور ایک صحرا مین پہونچے کہ نرا کانٹون کا جنگل تھا کانٹے اُنگلیان اپنی اُٹھاتے تھے گویا راستہ بتاتے تھے صاحبقران اُسی صحرا مین اُتر پڑے وہان کا حاکم خارستان جادو رات کو اُٹھا خیمہٗ صاحبقران مین آیا عالم خواب مین امیر کو گرفتار کر لیگیا اپنے مقام پر لایا اپنے ساتھ والون کو بلایا امیر کو مسلسل و مطوق کیا آپ ایک آہو پر سوار ہوا اور اُنکو لیکر چلا راہ مین جاتا تھا کہ ایک طرف سے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گاتی ہوئی آئین نظم

پیری مین آیا وہ رُخ روشن نظر مجھے | دکھلائی آفتاب نے صورت سحر مجھے
خالِ رُخ صبیح ہی مدِ نظر مجھے | یوسف سے بھی عزیز ہی زنگی پسر مجھے
ای نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی | دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے
رُسوا چکور سے ہون سوا اُسکے عشق مین | پہچانتا ہی خوب وہ رشک قمر مجھے
لب بند ہو گئے لب شیرین کے وصف مین | پیراہن ہوا گرہ نیشکر مجھے
کس مست کے خیال مین پیران پارسا | عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے
برسون سے مین خراب ہون ویکی تلاش مین | رکھتا ہی شوق کعبہ میان سفر مجھے
معشوق تھے غرور سے آوارہ تھا مین | شکوہ نہین ہی تمنے نہ پوچھا اگر مجھے
طالب نہین ہی دولت دنیا کا دل مرا | اُس سیمتن کا وصل ہی تحصیل زر مجھے
جب دیکھتا ہی یار تو ہی دانت پیستا | ڈوبونگا مین ڈبوئیگا آب گہر مجھے
شمشیر خارجی نہین ہونے کی کارگر | حُب علی کی کافی ہی آتش سپر مجھے

وہ نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے سے نکل گئین ایک اُنمین نہایت حسین تھی اُسنے قریب صاحبقران کے آکر ناز و غمزہ کیا کہ صاحبقران مبہوت ہو گئے سر جھکا کر بیٹھے وہ نازنین گاکر چلی گئی خارستان جادو چاہتا ہی کہ اس صحرا سے نکلون صاحبقران کو لیجاؤن ایک مقام پر آکے ٹھہرا تھا چیا بنتہ ہے

کر آگے بڑھون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای خارستان کیا کار نمایان کیا حمزہ عرب کو قید کر لیا خداوند نے تیری بڑی صفت و ثنا کی ہو اِس کاغذ کو پڑھکے آگے بڑھنا خارستان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار آتا ہو للکارتا ہو اکہ آگے نہ بڑھنا قریب پہونچکر وہ کاغذ ہاتھہ مین دیا خارستان نے وہ کاغذ ہاتھہ مین لیا یہ جو بقراط کی دیکھی خوش ہو گیا کاغذ کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اُس مین سے بہونچی اُڑی پہلو سے نعرہ ہوا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری　　جہان سر بسنگ درہ خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم　　منم مہتر قران شیر ژیانم

نعرہ کر کے بندہ مارا کہ سر خارستان کا اُڑ گیا صاحبقران کے ہوش درست ہوئے قید توڑ ڈالی ساحرون سے مقابلہ پڑا صاحبقران نے ساحرون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگے مہتر قران صاحبقران کو لیکر لشکر مین آئے قران نے سب حال خواجہ کا بیان کیا صاحبقران اُسی جانب چلے لیکن خواجہ عمرو بعد جدا ہونے قران کے طرف قلعے کے چلے تھے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی خواجہ نے آگے بڑھکر اُسے روکا اور اپنے پاس اُسے بلایا اور پوچھا بھائی کہان جاتے ہو اُسنے کہا خداوند بقراط نے نامہ پاس نیرنگ کے بھیجا ہی مین نامہ لیے ہوے جاتا ہون خواجہ نے نام پوچھا اُسنے کہا لسیط جادو میرا نام ہی نیرنگ کو سمجھانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کیا نامہ اُسکی جھولی سے نکالا اُسکی شکل پر طرف قلعہ چلے نام تو اُسکا اول ہی پوچھ لیا تھا قریب قلعہ پہونچے نگہبانون نے پوچھا کون ہی خواجہ نے بیان کیا کہ میرا نام لسیط جادو ہی قدرت کا نامہ لیکر آیا ہون میان نیرنگ کہان ہین یہ سُنکر نگہبانون نے بتایا کہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارگاہ نیرنگ مین آئے وہ نامہ نیرنگ کو دیا نیرنگ نے پڑھا اُس مین مضمون پایا کہ ای نیرنگ ہوشیار رہنا عمرو تمہارے ملک مین پہونچ گیا نیرنگ نے

نامہ پڑھکے کہا قدرت سے عرض کرنا کہ مین بہت ہوشیار ہون کیا مجال ہی کہ لوح لے سکے لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہی کہ وہان کوئی جا نہین سکتا بسیط نے کہا ذرا غلام کا گانا سنیئے تو آپکو حال معلوم ہو یہ کہکے بایان کھینچا سید ھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے نظم

راست گفتاری مزاج سیمتن مین کیون نہین
آج وہ تشریف لائے انجمن مین کیون نہین

فصل گل مین گل کھلے ہین ہر طرف اے باغبان
اندلون ہو بلبل شیدا چمن مین کیون نہین

کج ادائی عاشق و معشوق سے کرتا ہی یہ
راست بازی یار واس چرخ کہن مین کیون نہین

کون مانع جا کدامانی کا ہی تجھسے جنون
وا دست انداز میرے پیرہن مین کیون نہین

اُس پری طلعت نے دیوانہ بنایا ہی مجھے
عمر ہوا اپنی بسر رنج و محن مین کیون نہین

دیکھکر مجرم کو اپنے کیا انھین رحم آگیا
باندھتے ہین ہاتھ زلفون کی رسن مین کیون نہین

تازہ دیوانہ ہوا ہون تجھپہ اے یوسف جمال
ذکر میرے عشق کا ہر انجمن مین کیون نہین

کیا پھر آئی فصل گل سودا ہوا ہی جوش زن
پانون رکتے ہین ہمارے اب وطن مین کیون نہین

وصل کی شب داغ اُس گلرو نے ہین مجکو دیے
رنگ گلشن ہو ہمارے زخم تن مین کیون نہین

فیض اُستاد قمر کا ہی طبع مین اے شفیق
عاشقانہ لطف ہو تیرے سخن مین کیون نہین

اس رنگ سے یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ نیرنگ تعریفین کرنے لگا بسیط نے عرض کی حضور یہ دو کمال مجھکو قدرت نے دیے ہین ایک تو ساقی گری خوب کرتا ہون دوسرے گانا قدرت خواب مین آکر تعلیم کر گئے تھے جسکو شراب پلاؤنگا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی لیکن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے نیرنگ نے کلید میخانہ دی خواجہ نے آکر میخانے کا قفل کھولا اندر جاکر شراب تقسیم کی چند گلابیان درست کر کے محفل مین لائے گھنگرو پانون مین اپنے باندھے گت ناچنا شروع کی چند اشعار شراب گائے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے نیرنگ کے آئے سر جھکایا نیرنگ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا چاہتا تھا کہ پیون کہ زنگ کی آواز کان مین آئی صفیر جو باغ مین پہونچا جا بجا دیکھا خدمتگار بیہوش

پڑے ہین بعض مسخرہ پن کر رہے ہین کسی نے کسی کے سر پر دھول ماردی بعض نے
منھ چڑا دیا ایک دوسرے کو دبوچے پڑا ہی ایک سے ایک کہ رہا ہی کہ کیون بے
حرام زادے ہمنے تجھکو سویرے بلایا تھا تو کیون نہ آیا چند انہین سے نشہ شراب
مین بدمست کہ رہے ہین کہ ہم اسوقت کھانا نہ کھاوینگے البتہ بھونے ہوے چنے
ملین تو خوب چباوین کوئی کہتا ہی اِسوقت بنڈے کے کچا لو کھانے کو دل چاہتا ہی
دوسرے نے جواب دیا ابے کچا لو پھر کھانا دیکھ تیری مونچھ پہ کوا بیٹھا ہی تیسرے
نے جواب دیا ابے کانون کانون کرتا ہی تو کیسا دوست ہی کہ اڑا نہین دیتا اُسنے
مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا وہ بھی گرا اور اُسنے بھی پٹخنا کھایا مہمیز نے جو یہ رنگ دیکھا
گھبرا کر بارگاہ مین آیا دیکھا رنگ محفل جما ہوا ہی ناچنے والے نے جام ہاتھ مین
نیرنگ کے دیا ہی نیرنگ جام شراب پیا چاہتا ہی کہ مہمیز نے پکار کر آواز دی
ای شہنشاہ یہ جام نہ پیجیے گا یہ شخص کوئی مکار ہی مین جب قریب آلون تو جام
پیجیے گا جھپٹ کر مہمیز قریب آیا نیرنگ کے ہاتھ سے جام لیا کہا ای بسیط جادو
یہ جام تم پیو خواجہ نے کہا مالک کے نام کا جام مین کیونکر پیون مجھسے تو ایسی
بے ادبی نہ ہوگی مہمیز نے کہا ای بسیط ضرور تمکو پینا پڑیگا مالک کو جام دیتے تھے
خود نہین پیتے عمرو نے جام ہاتھ مین لیکر مہمیز پر کھینچ مارا جام سر پر مہمیز کے پڑا
جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے خواجہ جست کر کے بھاگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
تراشندہ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
مرا نیز رفتار ہو گر قدم

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پاے مری گرد پاپوش کو
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

مہمیز نے خواجہ کا پیچھا کیا نیرنگ نے پکار کر آواز دی ای مہمیز یہ جانے نہ پاے
اِسکو گرفتار کر کے لانا مہمیز تعاقب مین لینا لینا کرتا چلا جاتا ہی آگے آگے خواجہ
لینا لینا کہتے ہوے بھاگے جاتے ہین جب مہمیز قریب پہونچتا ہی راہ گیرون سے

نتا ہی تمنے گرفتار نہ کر لیا وہ لوگ جواب دیتے ہین کہ وہ بھی لیتا لیتا کرتا جاتا تھا
م سمجھے کہ جانے والا کوئی آگے بھاگا جاتا ہی مہمیز خاموش ہو رہتا ہی جب قلعے سے
باہر نکلے اور نخلستان مین آئے خواجہ نے دیکھا کہ مہمیز پیچھا نہ چھوڑیگا ٹھہر گئے
فرمایا ای مہمیز کیا مجھکو کم جانتا ہی جو چلا آتا ہی اسی مین بہتر ہی کہ پلٹ جاؤ ورنہ تمھاری
نامتین آجائینگی مہمیز نے بڑھکر نیمچہ مارا عمرو سے نیمچہ چلنے لگا مگر مہمیز بھی بلا سے
ونگا رہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نیمچے کا جھنتاٹا بلند ہی صحرا کا سناٹا وہ چند ہی
ادھر نیرنگ نے چلتے وقت جب دیکھا کہ مہمیز عمرو کے تعاقب مین جاتا ہی تو
روباہ جادو کو حکم دیا کہ تو جا اگر مہمیز و عمرو سے کسی مقام پر نیمچہ چلے تو عمرو کو
تو اٹھا لانا روباہ آکر پہونچا اور آسمان سے دیکھا کہ عمرو و مہمیز لڑ رہے ہین یہ
ک کر گرا عمرو کو پنجے مین اٹھا لیا لیکر چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر
مجھکو لیے جاتا ہی ہنسکر کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو کہان لیجاؤ گے روباہ نے
کہا تمکو نیرنگ نے طلب کیا ہی اب تمکو قتل کریگا خواجہ نے کہا کسی مقام پر
ٹھہر جائیے مین اپنا حال آپ سے بیان کرونگا غرض ایک کوہ سامنے تھا اسپر
آکر روباہ ٹھہرا عمرو کو سامنے بٹھایا کہا بیان کرو عمرو نے کہا میری پاس کچھ
مال ہی وہ لیلو تب اختیار رہی ہم مسلمانون مین یہ دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ
چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اب نیرنگ ہمکو قتل کریگا بعد ہمارے مرنے کے تم
دفن و کفن سے فراغت پاکر تیجہ وغیرہ کر دینا کہ یہ ضرور ہی یہ کہکے عمرو نے کہا میرے
ہاتھ کھولدیجیے تب مین روپیہ نکالون روباہ سوچا کہ اسکے روپے کا حال کون
پوچھیگا مین کہدونگا یہ جھوٹا ہی میرا کہنا قبول ہوگا فوراً ہاتھ عمر سے کھولدیے
عمرو نے زنبیل سے ایک پوٹلی نکالی روباہ کو دی روباہ نے جو اس پوٹلی کو
کھولا بیہوشی اڑی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے کمند نکالی اسکے سر پر ماری گردن
مین کمند پھنسی اپنے قریب کھینچا ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ہتھوڑا مارا
کہ سر روباہ کا پھٹ گیا جب روباہ مرا تو خواجہ کے پانؤن چھوٹے پہاڑ سے

اُترے ساحر کی جھولی وغیرہ لیلی اُسی کی شکل بنے کہ سامنے سے دیکھا مہمیز آتا ہو مہمیز
نے پکار کر پوچھا اے روباہ عمرو کو کیا کیا عمرو نے کہا اے مہمیز اُسکا سر کاٹ کر پھینکدیا
حکم تھا شہنشاہ کا کہ جہان پاناو ہین مار ڈالنا مین نے تعمیل حکم کی کہ سر کاٹکر پھینکدیا
جانوران صحرا لاشہ کھا گئے یہ باتین کر کے مہمیز کے ساتھ چلے مہمیز باتین کرتا ہوا
آتا ہی تھوڑی دور پر آکر خواجہ نے کہا اے مہمیز وہی زنگی آتا ہی جسکے ہاتھ سے تم
بھاگے تھے جیسے ہی مہمیز نے پلٹ کر دیکھا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند گلے مین
مہمیز کے ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنے مہمیز کو اپنی شکل بنایا اُسکی
مشکین باندھکر لے چلے گلے مین گیند عیاری کا ڈھولنا دیا ہی کہ مہمیز غین غین
کر رہا ہی راہ مین شاگرد ملے اُنھون نے عمرو جانکر کسی نے ڈھول ماری کسی نے
تمانچہ مارا کہتے ہین او بیحیا تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا دیکھ انجام کیا ہوا
عمرو نے کہا یارو ایک گدھا لاؤ اُسپر اِسکو سوار کرو نرسنگھا پھونکتا ہوا لے چلو اِسی
اِسطرح سامنے نیرنگ کے لیچلو کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ عمرو کے لیے یہ ذلت
ہوئی شاگردان مہمیز دوڑکر گدھا لائے خواجہ نے بہ صورت مہمیز ڈھول اپنے
گلے مین ڈالا بجاتے ہوے چلے کہ خلق خدا کی ملک یادشاہ کا جو ہمسے عیاری
کرے اُسکا یہ حال ہر مرتبہ ڈھول پر چوب لگاتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ ہمسے
کیا عیاری کریگا نیرنگ کو یہ خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا مہمیز بہ ذلت لیے ہوے
آتا ہی باہر نکل آیا دیکھا صدہا آدمی جمع ہین بیچ مین گدھے پر عمرو و مہمیز ڈھول بجاتا
ہوا آتا ہی بہت خوش ہوا کہا دیکھو یارو میرے عیار نے کیا کار نمایان کیا عمرو
کو کس حال سے لایا حقیقت مین مہمیز کا مثل نہین ہی خلعت منگوایا مہمیز نقلی
کو خلعت پہنایا گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور مہمیز اصلی شاگردوں کے
سامنے غین غین کرتا ہی شاگرد مار رہے ہین لیکن نیرنگ نے مہمیز نقلی کو راضی
کرکے کہا اب اِسکو قتل کرو عمرو نے کہا آپ اِسکو دار پر کھینچیے نیرنگ نے اِشارہ
کیا دار اِستادہ ہوئی نیرنگ نے اپنے ہاتھ سے پانون باندھے دار پر کھینچ دیا

تیر و کمان ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا کئی سو تیر انداز تیر و کمان لیکر قریب آئے نیرنگ نے
تیر مارا کئی سو تیر چلا سینہ عمرو نقلی کا فگار ہوا عمرو قریب نیرنگ کے آیا کہا کہ ای
شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا غضب کیا اپنے عیار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرڈالا
اب بتائیے کیا ہوگا بہتر یہ ہی کہ تحفہ جات نور الدہر ہمکو حوالے کرو ورنہ تمھارا
بھی یہی حال ہوگا نیرنگ نے کہا ای مہیتر کیا کہتا ہی میری سمجھ مین نہین آتا عمرو نے
ایک دمعول مارکر تاج نیرنگ لیا اور نعرہ کر کے بھاگے چلتے وقت صاف صاف
کہ گئے کہ مہیتر مارا گیا ای نیرنگ اب تیری کون حفاظت کریگا نیرنگ لینا لینا
کرتا رہا چاہا کہ سامنے ٹھہرے تو سحر کرون کہ پانوٗن عمرو کے زمین تھام لے مگر
خواجہ مثل برق کے نکل گئے نیرنگ روتا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ یارو غضب ہوگیا
مہیتر کا مجھکو بڑا قلق ہی دربار مین آکر بیٹھا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ در
بارگاہ پر ہلڑ ہوا نیرنگ نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا دختر مہیتر کی ملکہ
نسیم سبک رو دعوی خون پدر پہ آئی ہی نیرنگ نے کہا بلا لو دیکھا سامنے سے
ایک شعلۂ جوالہ نہایت حسین و جمیل دریائے جواہر مین غوطہ زن بانکپن سنبھالے
ہوے تیغچہ حمائل کمندین بازوون پہ آکے نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا
ای شوخ و شنگ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام نسیم سبک رو ہی مہیتر کی بیٹی
ہون ابھی مجھکو خبر ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا مین بھی عیارہ ہی مین طاق ہون شہرۂ
آفاق ہون عمرو کی کیا حقیقت ہی سرکار کے حکم کی دیر ہی عمرو کو باندھکر لاؤن ایسی
ذلت سے قتل کرون کہ عمرو کو بھی معلوم ہو کہ عیارہ ایسی ہوتی ہی باپ کو میرے
اُسنے بیکس و بے بس کر کے مارا اور حضور نے بھی دریافت نہ کیا فوراً تیر مار دیے
کہ باپ میرا مارا گیا اب جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن نیرنگ نے کہا ای نسیم کمال
یہ ہی کہ عمرو گرفتار ہوکے آئے نسیم اُسی وقت اُٹھی طرف بازار کے روانہ ہوئی
خواجہ ایک نخل کے نیچے کھڑے تھے کہ سامنے سے چمک معلوم ہوئی اور دیکھا
کہ ایک عیارہ بوٹا سا قد نہایت خوش رو چشم آہو خال ہندو چست و خیز کرتی ہوئی

آتی ہو خواجہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ذرا ادھر پلٹ کے دیکھو کہ کیا حال ہی نظم

رُخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہوتے ہین طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہی تو گیسوی عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین

ہمین سے ہی جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب اُٹھے وہ مہ ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُنکے نور سے چمکے ہین رخسارے
اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح بہاران رنگین خیالونکی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر ہون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُنکے مشتاق انکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا اچھا ہے تو پاک اِس زندگی کا گند کرتے ہین

خواجہ نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلٹ کر اُس محبوب نے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا کھڑا ہی نگر رنگ رو اُڑا ہوا منتین کر رہا ہی کہ ذرا ادھر دیکھتی جاؤ مشتاقون کو صورت دکھاؤ نسیم نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میرے باپ کو مارا مین تیرے قتل کو آئی ہون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اپنا تو یہ قول ہی فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا * سنبھل سکتا نہین اب بوجھ مجھسے اپنی گردن کا * یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے آپ کو مشقت پڑے گی نسیم نے کہا خواجہ یہ فقرے تمھارے نہ چلین گے بہت پچتاؤ گے خیر اسوقت تو مین جاتی ہون ابکی جو آؤ گے تو گرفتار کر لونگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے مین نے بڑے بڑے عیار مارے ہین میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ کہکے فوراً جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی کوس بھر پر باغ تھا اُسکے دروازے پر بارگاہ

اِستاد کرائی گئی ہو کنیزون کو لیکر اُتری خواجہ دیوانہ وار ڈھونڈتے پھرتے ہین کہ چند
کنیزون کو دیکھا کہ صحرا مین پھر رہی ہین خواجہ نے عورت بنکر پوچھا کنیزون نے بیان
کیا کہ بارگاہ سامنے جو اِستادہ ہی اُسمین تشریف رکھتی ہین خواجہ ٹہلتے ہوے لشکر مین
آئے دیکھا ایک خیمے مین ایک نازنین مجرا کر رہی ہی دریافت ہوا کہ ملکہ نسیم کی مجرائی
ہی خواجہ نے چوبدار بنکر اُسے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر بیٹھے کہ ایک کنیز نے آکر
کہا اَی شعلہ رُخ چلو تمکو ملکہ بُلاتی ہین خواجہ تانگے مین سوار ہوے راہ مین سب
لوگ آوازے کسنے ہین سب کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسیکو کوسا کسی کا
منھ چڑا دیا کسیکو کہا کہ آنکھین پھوٹین کسیکو کہا کہ تم پر بجلی گرے اِسطرح کی باتین
کرتے ہوے دربارگاہ نسیم پر آئے تانگے سے اُترے اندر آکر سلام کیا نسیم
نے کہا کیون شعلہ رُخ مزاج کیسا تھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کو دعائین دیتی
ہون ایک ہفتے سے بخار مین مبتلا ہون ہر وقت بنڈ اجلتا ہی دل اُلجھتا ہی دیکھیے
اِسوقت بھی بنڈا بھبکا ہی نسیم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا اَی شعلہ رُخ حقیقت مین
ہڈیان پُھک رہی ہین کیا کسی پر عاشق ہوئی ہی عرض کی سوا حضور کے اور کہین
مجرے کو نہین جاتی حضور کے جمال جہان آرا کو دیکھا کرتی ہون یہ کہکے سینے پر ہاتھ
رکھدیا نسیم نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا اَی شعلہ رُخ کچھ دیوانی ہوئی ہی کہان ہاتھ رکھتی ہی
مردانی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر گستاخ ہو گئی ہی بیٹھکر گانا گا خواجہ نے سامنے بیٹھکر
ساتھ ناز و ادا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصال یار سے اِک روز شادمان نہ ہوا
کہ مہربان کبھی بھولے سے آسمان نہ ہوا

چہ ذقن مین گرا ہی ہمارا یوسف دل
نکال لینے کو خط اُسکا کاروان نہ ہوا

ہمیشہ غیرون پہ لطف و کرم کیا اُسنے
ہزار حیف کبھی ہم پہ مہربان نہ ہوا

فلک نے خاک مین ایسا ملا دیا افسوس
ہماری قبر کا معلوم بھی نشان نہ ہوا

نہ تمنے مجھکو بُلایا نہ آئے میرے گھر
تمھارا وعدہ وفا کوئی میری جان نہ ہوا

جنون کے جوش مین کہتا ہون ہاتھ مل ملکر
کہ اِسنے دامن کہسار دھجیان نہ ہوا

ملال و رنج ہمیشہ رہے مرے دل مین
سرور و عیش سے آباد یہ مکان نہ ہوا

بہت سے رنج و الم اسکے ہاتھ سے ہوتے
ہزار شکر مرا طفل دل جوان نہ ہوا

جو ہوتی بوے محبت تو پوچھتا سگ یار
رقیب کا کوئی مرغوب اُستخوان نہ ہوا

خدنگ آہ لگاتے رقیب کے دل پر
جھکا بھی قد جو ضعیفی سے تو کمان نہ ہوا

لیا نہ مول کسی نے مرا دل شیدا
جہان مین کوئی بھی معشوق قدردان نہ ہوا

خدا کی یاد رہی دل مین میرے اے سطوت
ہزار شکر کہ مین عاشق بتان نہ ہوا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ نسیم تڑپ گئی مگر بہ نگاہ غور دیکھنے لگی پہچانا اسنے کہ بیشک یہ عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی کسی کام کے حیلے سے اُٹھی پشت پر آکر حلقہ کمند مارے پکار کر آواز دی کہ او سارباں زادے خوب مکر کیا خواجہ نے چاہا اُٹھکر بھاگون مگر حلقہ ہاے کمند ایسے پڑے کہ لڑکھڑا کر گرے نسیم نے حباب مارکر بیہوش کیا مشکین باندھکر ہوشیار کیا کہا کیون سارباں زادے دیکھا تو نے ہمنے تجھکو کیونکر پہچانا جلد بتا کہ میری گائن کو کیا کیا عمرو نے کہا صندوق مین بند ہی ملکہ نے کنیزون کو بھیجکر اُسے بلوایا اور خواجہ کے رُخ سے رنگ و روغن چھڑایا صورت اصلی نکل آئی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم بستۂ کمند عشق ہون تمیز عیاری نہین کرسکتا ہاتھ ہی نہ اُٹھیگا عیاری نہ ہوسکیگی نسیم نے قہقہہ مارکر کہا دیکھو صاحبو یہ بھی ایک عیاری ہی مین اسکو کب مانتی ہون جو یہ گرفتار ہونگے تو عذر عشق کرینگے اور جو مجھکو گرفتار کرینگے تو کہینگے کہ مین نے عیاری کی مین اس بات کو کب مانتی ہون عمرو نے کہا ملکہ آج تو مین دیکھنے آیا تھا کہ قریب سے جاکر جمال دیکھ لون آتے ہی مین نے سینے پر ہاتھ رکھا ملکہ نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا او مکار و غدار تو ایسے کلمے زبان سے نہ نکال مجھکو حجاب آتا ہی مگر خیر مین رہا کرتی ہون اب جو آسمجھ کے آنا ابکی جو گرفتار کرونگی تو پاس نیرنگ کے لیجاؤنگی یہ کہکے عمرو کو رہا کیا عمرو نے کہا اب مین فراق مین تڑپونگا چاہتا ہون کہ ایک لمحہ بھر صحبت مین حاضر رہون جمال جہان آرا بہ غور دیکھون ملکہ نے کہا اب باتین نہ بنائیے تشریف لیجائیے خواجہ تو

وہان سے نکلے مگر بعد جانے کے خواجہ کے نسیم بھی نکلی بانہماے عیاری ذات پر آراستہ
کیے شعلۂ جوالہ بنکر چلی خواجہ ایک مقام پر بیٹھے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اڑتی
خیال کرکے دیکھا کہ نسیم سبک رو آتی ہو ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے کمندین
خس پوش کر دین جب اُس مقام پر نسیم پہونچی یا تو متشل ہوا کے آتی تھی یا رک کی اور
پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہو نکلکر مقابلہ کر کچھ فن عیاری
دکھا ہم بھی دیکھین کہ تو کیسا عیار ہو گئی آوازین دین خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا او
خاموش چھپے رہے نسیم سمجھی کہ یہ خیال خام تھا ناحق کو دل دھڑکا جھپٹ کر نکل چلو
یہ سوچکر جست کی بیچ کمندون مین اُتری خواجہ نے شیر کے دھڑوکے کی آواز دی نسیم
رکی خواجہ نے جھٹکا تار النسیم گری خواجہ جست کرکے چھاتی پر آئے نسیم نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا میری پشت مین کانٹا چُبھ گیا حسرت پر اُسکی خواجہ کا دل دُکھا گھٹنہ
ڈھیلا کیا جیسے ہی گھٹنہ ڈھیلا ہوا نسیم نے دونون ہاتھ منھ پر خواجہ کے مارے
خواجہ بیہوش ہوکر گرے نسیم جست کرکے چھاتی پر چڑھی مشکین باندھین خواجہ کو
ہوشیار کیا کہا کیون ساربان زادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر گرفتار کر لیا
عمرو نے کہا وہی محبت نے پھنسایا نسیم نے کہا جھک مارتے ہو اب تمھاری
بات کا اعتبار نہین مین ہوشیار کر چکی تھی ہر چند خواجہ تڑپے مگر نسیم نے کچھ قبول
نہ کیا گرفتار کرکے پشتارہ باندھا طرف دربار نیرنگ کے لے چلی یہان وہ وقت
ہوکہ دربار نیرنگ جما ہوا ہو ساحر بھی بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نسیم
عمرو کو لیے ہوے آتی ہین نیرنگ نے کہا جلد لاؤ چند ساحر واسطے استقبال کے
اُٹھے استقبال کرکے نسیم کو سامنے نیرنگ کے لائے نیرنگ نے پوچھا ای
نسیم عمرو کو کیونکر گرفتار کیا نسیم نے کہا اِسنے مجھکو گرفتار کیا تھا مگر مین نے اِسکو
خود گرفتار کر لیا اِس سے دریافت کر لیجیے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا کہ ای
شہنشاہ مین اسیر عاشق ہون جو فقرہ اِسنے کیا وہ مین نے بدل منظور کر لیا ورنہ
اِسکی کیا مجال تھی کہ مجھے گرفتار کر سکتی ابھی آپ کے سامنے ایک عیاری کرتا ہون

آپ بھی تعریف کرینگے نسیم نے جھلا کر کہا ای شہنشاہ اِسکی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے عیاری کرسکے عمرو نے کہا گرفتار کرکے لیجاؤن مگر امیدوار ہون کہ حضور کسیطرحکا دخل نہ دین بعد اُسکے آپکو اختیار ہی نسیم نے کہا وہ کیا عیاری ہی جو آپ کیجیے گا عمرو نے کمر سے خنجر نکالا کہا یہ خنجر لوہے کا ہی تلک کھینچکر میرے سر پر لگائین اگر میرا سر کٹ جائے تو مین نے معاف کیا اور مین پھر اِسی خنجر سے چورنگ کاٹ دونگا خواہ کوئی نہنگ ہو خواہ گائے بیل بھینسا یا کوئی گھوڑا ہو میری عیاری کھلجائیگی نسیم نے کہا او ساربان زادے یہ کیا چونچلا ہی اگر خنجر میرے ہاتھ سے نہ کاٹیگا تو تیرے ہاتھ سے بھی نہ کاٹیگا خواجہ نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی سامنے شہنشاہ کے انصاف ہوجائیگا نیرنگ نے پکار کر کہا ای نسیم خنجر کھینچکر مارد ے کہ اِسکے دو ٹکڑے ہون ساری عیاری بھول جائے یہ سُنکر نسیم نے خنجر اُٹھا لیا عمرو نے کہا میرے ہاتھ پانوٗن تو کھولدو عمرو کے ہاتھ پانوٗن کھولدیے سر جُھکا کے بیٹھے نسیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر کو جو کھینچا نیام سے اُسکے دُھوان نکلا وہ دماغ مین نسیم کے پہونچا بیہوش ہوکر گری خواجہ نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو تدہ جہانگرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے نسیم کو اُٹھا لیا ساحر ہان ہان کرتے رہے خواجہ لیکر بھاگے کسی نے پہچانا نہ کیا خواجہ لیکر صحرا مین آئے ایک نخل کے نیچے فرش وغیرہ بچھایا مسند بچھا کر نسیم کو ہوشیار کیا فرمایا کیون ای نسیم دیکھا نسیم نے کہا خواجہ مین تمسے برابر ہون ایک مرتبہ مین نے تمکو گرفتار کیا اب تمنے مجھکو گرفتار کیا مین امیدوار ہون کہ مجکو رہائی بخشیے ابکی مرتبہ جو جسکو گرفتار کرلے وہ غالب ہی پھر مجھے آپ سے

عذر نہین ہی جسوقت سے تمہارا گانا سُنا دل مشتاق ہی کہ پھر گانا سنون خواجہ نے
اُسی وقت نے نکالی اور سامنے نسیم کے نئے طور سے بجائی اور یہ اشعار شروع کیے نظم

بیان یار سے فرقت کا حال کیا کرتا
کمال ضعف سے دل تھا نڈھال کیا کرتا

ہوا تھا دل مین پشیمان کمال کیا کرتا
وہ میرے خون سے ہاتھ اپنے لال کیا کرتا

وہ بادہ کش ہون کہ پیتا ہون خم کو خم ساقی
مین ایک جام کا تجھسے سوال کیا کرتا

جو بوسہ مانگنے پر مدتون رہا بیزار
وہ اپنے وصل سے مجھکو نہال کیا کرتا

صدائے قلقل مینا کو دل سے سنتا تھا
شراب پی کے عبث قیل وقال کیا کرتا

غم فراق یہ جھیلے کہ ہو گئی عادت
اب اُنسے وصل کا جا کر سوال کیا کرتا

وہ دل شکستہ ہین بن بنکے ٹوٹ جاتے جام
ہماری خاک کو لیکر کلال کیا کرتا

لیا جو بوسۂ عارض تو جان بھی دیدی
مجھے تھا اُنسے بہت انفعال کیا کرتا

غنی کے آگے بڑھایا نہ مین نے دست طلب
سوا خدا کے کسی سے سوال کیا کرتا

دل حزین کو مرے پھینک کر وہ کہتے ہین
کہ لیکے مین کسی مُردے کا مال کیا کرتا

نصیب ہوگا نہ اُسکا وصال اے سطوت
عبث عبث ہی خیال محال کیا کرتا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ نسیم رو یا کی کبھی ہنس دیتی ہی جب مسکراتی
ہی تو گوہر دندان کھلجاتے ہین برق چمک کر گرتی ہو کہ خرمن ہوش وحواس کو جلادیتی
ہی دیر تک خواجہ سامنے نسیم کے گائے نسیم نے وعدہ کیا کہ مین جا کر طبل جنگی بجواتی
ہون سر میدان آئیے اگر سب کے سامنے آپ مجھکو زیر کرینگے تو مین بدل اطاعت
کرونگی باپ تو میرا مہیشر مار اگیا مگر متقاد تاجدار نے مجھکو بیٹی کیا ہی وہ سلطنت مجھکو
دستیاب ہوگی جسوقت وہ خبر سُنے گا کہ بیٹی میری زیر ہوگئی فوراً اطاعت کریگا خواجہ
نے کہا مین تو یہان بے سامان ہون آقا میرے دور ہین مین اکیلا میدان مین
آؤنگا کوئی عیار وغیرہ بھی نہین ہی اگر آقائے نامدار میرے یہان ہوتے تو آبرو
میری ظاہر ہوتی مین برائے قتل نیرنگ آیا ہون اسکو مار کر جاؤنگا اور لوح
طلسمی لیجاؤنگا نسیم نے کہا خواجہ یہ ارادہ بڑا سخت کیا ہی نیرنگ کے بہت نگہبان

ہین وہ سب کدو کاوش کرینگے معرکہ عظیم پڑیگا خواجہ نے کہا انشاء اللہ اس سبکی سے
اسکو مار لونگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی نسیم نے خواجہ کو سمجھا کر کہا مین رخصت ہوتی
ہون اور جا کر طبل جنگی بجواتی ہون مگر حال یہ ہی کہ تھوڑی دور جاتی ہو اور پھر پلٹ آتی
ہی حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون عمرو بلاے روزگار ہی دیکھیے اس سے کیونکر چھٹکارہ
ہو وہان سے جست وخیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی سامنے نیرنگ کے آئی کہا اے
شہنشاہ ساحران مقام افسوس ہی کہ آپ کے دربار سے عمرو مجھکو گرفتار کر لیگیا
اور آپ نے دخل نہ دیا نیرنگ نے کہا عمرو برق جہندہ ہی ایسی جلدی نکل گیا
کہ ہم لوگ دیکھنے بھی نہ پائے نسیم نے کہا آپ طبل جنگی بجوائیے مین صبح کو میدان
مین نکلونگی عمرو سے مقابلہ ہوگا سر میدان کمال عیاری کھلجائیگا نیرنگ نے
قبول کر کے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان عیارہ سے مقابلہ ہوگا طبل جنگی کا
جواب مین بھی صداے طبل جنگی جنگل سے آئی نسیم نے گھبرا کر کہا کہ عمرو تو اکیلا ہو مگر
طبل جنگی کی صدا کہان سے آئی ہرکارون نے خبر دی کہ جنگل مین ایک بارگاہ استادہ
ہی کچھ عیار بھی جمع ہین عیار شلنگین لگا رہے ہے نسیم کو بڑی حیرت ہوئی کہ عیار
کہان سے آئے عمرو تو جنگل مین اکیلا تھا خیر اسی فکر مین تمام رات رہی اور میدان
مین جا بجا کنوئین بنائے کہین نقب کھودی کہین بیہوشی بچھائی اودھر عیاران لشکر
عمرو نے بھی میدان کو تیار کیا رات بھر یہی چرچے رہے کہ صبح کو دور گردون
دون وانقلاب سپہر بو قلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت
کسکے سر پر ڈالے اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذری وہ وقت آیا کہ عیار زرین
پوش بہ صد جوش وخروش کاشانۂ مشرق سے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا
کمندہاے شعاع بازو و نیر سنگ نجوم الفور توڑے مین پڑے ہوے اس زور وشور
سے میدان مین آکر تھر اشلنگین لگانے لگا اودھر سے نیرنگ سوار ہوا لیکن
نسیم سبک رو آگے آگے لشکر کے جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین پہونچی
کوئی سو عیار بچیان پشت پر ایک بلاے روزگار طرار وفرار فنون عیاری

مین طاق شہرۂ آفاق سینون پر اُبھار جال پُر بہار سرو قد خورشید خد چہرے مثل آفتاب روشن حسن مین رشک چمن عارض رشک گل نسرین و نسترن کبک رفتار شیرین گفتار نسیم اُن سب کے آگے مثل برق جہندہ تڑپتی پہونچی سب سے آگے آگے میدان مین آکر پہونچی مگر حیران ہی کہ دوسرا لشکر مقابلے مین نہین اِس حیرت مین کھڑی تھی کہ جنگل سے نفیر وڈفلے کی آواز آئی دیکھا ایک جوان کالی ٹٹوی پر سوار مور کاغذ کا سر پر رکھے ہوے جامۂ زرد زیب جسم چاندی کے کڑے ہاتھ مین چاندی کے جوشن بازوون پر بندھے ہوے بھاری ہنسلی چاندی کی گلے مین باجہ بجتا ہوا پشت پر ایک کہار ایک بہنگی مین ایک جانب لہنگہ پھریا دوسری جانب مونگ کی کھچڑی تھوڑا نمک اُسپر رکھا ہوا وہ بہنگی کو کاندھے پر لیے ہوے اِس تکلف سے برات آتی ہی نسیم دیکھنے لگی یا توشلنگین لگا رہی تھی یا حیرت مین آئی کہ یہ برات کسکی آتی ہی ٹٹوی دولہا کی جو قریب پہونچی اور دولہا نے نسیم کو دیکھا بیقرار ہو گیا کہا ارے میری دُلھن محافے سے نکل آئی یہ سُنکر نسیم نے جھلاکر آواز دی او نگوڑے موے مونڈی کاٹے گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی یہ سنکر دولہا ٹٹوی سے کود پڑا کہا ارے گالیان دیتی ہی ایسی دُلھن بد زبان نہین دیکھی یہ کہکر برات والون سے پلٹ کر کہا تم سب لوگ جاؤ مین اِس سے سمجھ لونگا اِسکو بیاہ کے لاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا نسیم نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہ اِسکا سر اُڑ جاے دولہا جھک گیا تلوار خالی گئی دولہا میان کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان

نظم

تری فرقت مین دم تن سے نکلجاتا تو کیا ہوتا — عدم سے جامۂ ہستی بدل جاتا تو کیا ہوتا
مجھے تمنے نہ اپنی زلف کی زنجیر پہنائی — سُوے صحرا مین دیوانہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
اِشارہ کر کے ابرو سے وہ قاتل ہنسکے کہتا ہی — جو یہ خنجر تری گردن پہ چلجاتا تو کیا ہوتا
لیا کیون او زبان نام اُس بت بیرحم کا تونے — دل نادان جو سینے مین مچل جاتا تو کیا ہوتا
عبث ہمنے سنایا اُس صنم کو قصۂ یوسفؑ — اگر ذکر حسین سنکر وہ جل جاتا تو کیا ہوتا

کسیکی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہی پھسلتا ہی
کسی صورت دل ناداں بہل جاتا تو کیا ہوتا

گئے مجھکو اکیلا چھوڑ کر وہ غیر کے گھر مین
مرا دم گھٹ کے فرقت مین نکلجاتا تو کیا ہوتا

وہ آئے تھے عیادت کو کچھ اُنسے بات کرلیتا
ذرا تو اے دل مضطر سنبھلجاتا تو کیا ہوتا

خدایا غدر اُس بت کو بھی ہوتی ظلم سہنے کی
جو اُسکے دلسے دل میرا بدل جاتا تو کیا ہوتا

بلایا غیر کو اُس شمع رو نے اپنی محفل مین
مرا دل صورت پروانہ جلجاتا تو کیا ہوتا

کیے فرقت مین نالے عاشقون نے پر نہ یہ سمجھے
دل اُس کمسن کا سینے مین دہلجاتا تو کیا ہوتا

مرا دل لیکے پھینکا اپنے کوچہ مین نہ یہ سمجھے
کسیکی آمد و شد مین کچل جاتا تو کیا ہوتا

سدا اٹکھیلیونکی چال چلتے تھے وہ اے عشوہ
دل عشاق سینے مین نہ ہلجاتا تو کیا ہوتا

یہ اشعار سُنکر نسیم کو اور زیادہ غصہ آتا ہی چمک چمک کے ہاتھ مار رہی ہی اور دولھا خالی دے رہا ہی لڑتے لڑتے ایک مقام پر کاندھے پر ہاتھ گیا سپر کاغذی نکالی نسیم تو نیچے مار رہی ہی دفعۃً جھپٹ کے نیچہ مارا دولھا نے سپر کو آگے کر دیا سپر کٹی دھواں نکلا نسیم بیہوش ہوکر گری دولھا نے جھک کر اُٹھایا اور پکار کر آواز دی اے نیرنگ اِسکو لیے جاتا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم

بباغ دین زکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

بہر کشور بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

خواجہ عمرو پشتارہ باندھکر بھاگے عیار بچیان دوڑ پڑین وہی براتی جو کھڑے تھے اُنکے نعرے ہوے منم گلباد عراقی منم ابو الفتح اصفہانی ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر قران نامدار کوئی عیار بچی قریب خواجہ کے نہ پہونچ سکی زنبیل مین نسیم کو رکھ لیا اور پکار کر کہہ گئے کہ اے نیرنگ ہوشیار رہنا کل تجھے بھی لونگا زنبیل کی کیر کراؤنگا کیفیت حاصل ہوگی بہتر یہ ہی کہ لوح طلسمی حوالے کر دے نیرنگ نے پکار کر کہا او ساربان زادے یہ عیاری اس عیارہ سے چل گئی مجھے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا مگر یہ عیار بچی نہ سمجھی کہ خلاف وقت برات کیون آئی

کیا مجال ہی کہ میرے دربار مین آسکے یا زبان ہلاسکے اور لوح طلسمی اب خدمت خداوند
مین جائیگی طلسم کشا کو نہ ملیگی جو تجھسے ہوسکے وہ کرلینا یہ کہکے پلٹا اگر سردارون سے
کہتا ہوا کہ مہنیر کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا نسیم کو میدان سے باندھکر لیگیا اب یارو
حفاظت کرنا ایسا نہ ہو یہ ساربان زادہ آئے اور مین بھی انتقام کرونگا لوح ایسے
کے پاس ہی کہ وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ ذکر تھا اور نیرنگ پلٹا ہوا آتا ہی قلعے مین داخل ہورہا
ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان دس بیس ہزار جوان ساتھ مین
گھوڑے پر آپ آگے آگے لباس طلسمی زیب جسم اور لوح محفوظ گلے مین اور شبنم
گوہر پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس کو اُڑاے ہوئے آتی ہی خواجہ
نے بڑھکر نورالدہر سے ملاقات کی نیرنگ نے جو آمد نورالدہر دیکھی تھرا گیا کہتا تھا
یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین جالینوس ثانی کی دختر کو دیکھکر بہت جھلایا کہا ای
نیرنگ اِس شوخ دیدہ نے بڑی آفت برپا کی دیکھنا اِسکا کیا حال کرتا ہون خواجہ
نے نورالدہر کی بارگاہ اِستادہ کرائی سامنے قلعے کے لشکر اُتارا اِدھر نیرنگ جو پلٹ کر
آیا اِسنے ساحرونکو جابجا مقرر کیا سب سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر نہ آنے پائے
دروازے پر افہام جادو جو سپہ سالار لشکر ہی اُسکو مقرر کیا اور کہا کہ خبردار نہایت
حفاظت رکھنا اگر مین بھی آؤن تو وقت کو دیکھنا کہ وقت میرے آنیکا ہی یا نہین اور
بے پہچانے اندر نہ جانے دینا افہام نے کہا ای شہریار کیا مجال کہ ہوا بھی اندر قلعے
کے آنے پائے مین کل انتظام کرلونگا یہان خواجہ نے جب نورالدہر کو بارگاہ مین
داخل کرلیا تو آکر بیٹھے شبنم کو بُلایا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمکو کچھ معلوم ہی کہ لوح طلسمی لیجاکر
نیرنگ نے کہان رکھی ہی شبنم نے کہا خواجہ مجھکو نہین معلوم کہ لوح کہان رکھی ہی عمرو
نے کہا خیر آج دریافت کرلونگا یہ کہکر خواجہ باہر نکلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی قلعے
کے دروازے پر افہام جادو نگہبان ہی شبنم بھی باہر نکل آئی پکارنے لگی کہ خواجہ بہت
سمجھکر جانا افہام جادو بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین پھنس جائین
خواجہ سے شبنم یہ باتین کررہی ہی وہان دربار مین نیرنگ نے کہا ای جالینوس

کچھ شبنم کا انتظام نہ کیا جالینوس نے کہا مجھکو بھی خوف ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اُٹھا عقاب بنکے چلا مگر نہایت جھلایا ہوا ایہان وہ وقت ہی کہ خواجہ شبنم سے باتین کر رہے ہین کہ ایک عقاب نے آکر اپنا سایہ ڈالا شبنم کے پانؤن زمین نے تھام لیے شبنم نے پکار کر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرے پانؤن زمین نے تھام لیے خواجہ یہ سنتے ہی بھاگے کہ عقاب نے جھپٹ کر خواجہ پر بھی سایہ ڈالا خواجہ کے پانؤن بھی زمین نے تھام لیے شبنم نے چاہا سحر کرون مگر زبان سے سحر نہ نکلا زبان مین لکنت ہی عجب کیفیت ہی اب آسمان سے جالینوس اُترا بصورت اصلی سامنے شبنم کے آیا بال پکڑ کے ایک تمانچہ مار اکہا او گیسو بریدہ و او ننگ خاندان تونے خوب بدنام کیا تمام دنیا مین رسوا ہوا مشہور ہی کہ شبنم پر اوس پری طلسم کشا کے عشق مین نکل گئی اُدھر خواجہ بھی ایک مقام پر کھڑے ہین آگے نہین بڑھ سکتے ہین لشکر مین ہلڑ ہوا کہ جالینوس آیا ہی شبنم کو سحر مین پھنسایا ہی عیار چہار طرف سے دوڑے نور الدہر نے جو خبر سنی تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح محفوظ چمکاتے ہوے چلے چاہا کہ قریب جالینوس کے پہونچون جالینوس کو قتل کرون نعرہ کرکے بڑھے تھے کہ جالینوس نے پنجے مین شبنم کو دبایا اور خواجہ پر اشارہ کر دیا پکار کر کہا کہ ارے ساربان زادے بھاگ تجھکو پھر لیجاؤنگا خواجہ نے جو دور سے دیکھا کہ شبنم کو جالینوس لیے جاتا ہی اور شبنم کی بیقراری پکار کر کہتی ہی ای شہریار اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط — ای بت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط
غیرون نے آکے اُسکو دیے اسقدر فریب — قسمین صحیح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط
حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین — لکھنا نہ کوئی حرف ذرا ای قلم غلط
چمن عشق خط سبز مین کرتا ہون سیر باغ — دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط
ای جان تجھکو تجھسے امید وفا نہین — تیرا دروغ قول تری ہو قسم غلط
کہتے ہین پھر مین مجھے سب دیکھکر عزیز — ذکر وصال چھیڑیے ہو جاے غم غلط

مین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا — ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط
سطوت نہ اسنے وصل کا وعدہ وفا کیا — کسطرح آپکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

نور الدہر نے تیر و کمان اٹھایا تیر مارا جالینوس نے تیر جلا دیا اور پکار کر کہا او
طلسم کشا غنیمت جان کہ تجھکو چھوڑے جاتا ہون آگے تجھکو بھی بھجا دونگا جب تیر
جلا تو نور الدہر نے پکار کر کہا کہ چھوٹے دادا جان خبر لیجیے خواجہ عمرو دوڑے
اوپر اوپر جالینوس جاتا ہی پیچھے خواجہ دوڑے ہوے جاتے ہین جالینوس دو
کوس نکلگیا تھا کہ آواز آئی ای بندہ خاص الخاص کیا کہنا ہماری محبت مین تجھکو سبکی
محبت فراموش ہی تجھکو طرہ پیغمبری عطا کرونگا جالینوس نے جھک کر دیکھا خداوند
بقراط کھڑے ہین اور تعریفین جالینوس کی کر رہے ہین جالینوس نے جو
بقراط کو دیکھا ہوا سے اتر آیا بقراط نے کہا ای جالینوس یہ ہماری بندی خاص
ہی اسکو رہا کر دے ہم اسکو صحبت خاص مین بلوائینگے سمجھا دینگے اسکا نشہ اتر جائیگا
جالینوس نے کہا یا خداوند آپ رہا کیجیے بقراط نے کہا اگر مین رہا کرونگا تو پھر
تمھارے واسطے ضرر ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تمکو ضرر پہونچے جالینوس نے
شبنم کو ہوشیار کیا دیکھا قدرت کھڑے ہین ایک طرف جالینوس ہے شبنم نے
بقراط کو سلام کیا خواجہ عمرو نے کہ بصورت بقراط تھے بائین آنکھ کا تل شبنم کو
دکھایا شبنم سمجھ گئی کہ خواجہ ہین پھر جھک کر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور کہا
یا خداوند معاف کیجیے امیدوار ہون کہ آپ کے ساتھ رہون جالینوس نے
ہنسکر کہا یا خداوند آپکے نظارہ جمال سے اسکے ہوش درست ہوے ورنہ
کبھی ایسے کلام نہ کرتی تھی آج سمجھکر کلام کیا جالینوس نے کہا ای فرزند انکی اطاعت سے
انجام بخیر ہوگا ورنہ جہنم مین پھینکی جاؤگی شبنم رونے لگی کہا خداوند کی اطاعت سے
روگردانی نہ کرونگی جالینوس نے کہا جاؤ یہ سنکر شبنم پروا رسید اکرکے چلی بقراط
نے کہا ای جالینوس اب جاؤ جالینوس طرف اپنے لشکر کے چلا بقراط بھی کھڑے
کھڑے غائب ہوگیا جالینوس کو اور زیادہ اعتقاد ہوا آگے شبنم بھاگی ہوئی جاتی ہی

خواجہ نے آگے بڑھکر ملاقات کی کہا اے شبنم دیکھا کسطور سے تمکو رہا کرلیا شبنم نے قدمون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کا کیا کہنا کیا لطف کی عیاری کی ہے عمرو نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ دربار مین نیرنگ کے جاؤن نوح کا پتہ لگاؤن نہ معلوم نوح کہان ہے شبنم نے کہا اب کنیز جاتی ہے مین نے یہ خبر پائی ہے کہ نوح حران جادو مالک باغ ویران کے پاس ہے اُس سے جاکر ملاقات کرون وہ ہمیشہ سے خواہش رکھتا تھا کہ شبنم میرے پاس آئے خواجہ نے کہا اچھا جاؤ شبنم پر پروانہ پیدا کرکے چلی حران جادو ساحر نوجوان عشق مین ملکہ شبنم کے بیقرار رہتا ہے کنیزین وغیرہ جمع ہین یہی باتین کر رہا ہے کہ مقام افسوس ہے کہ آجتک شبنم نے ہمارا خیال نہ کیا کبھی نہ آئی اپنا یہ حال ہے کہ جینا وبال ہے

نظم

شب کو پہلو سے اُٹھا جبکہ خفا تو ہو کر
حسرتین دل کی ٹپکنے لگین آنسو ہو کر

باغ سے اپنے نکالے جو خفا تو ہو کر
زار ایسا ہون کہ بھولو نہین رہون بو ہو کر

دیکھے ہر شہر مین جب تیری بھوونکے مشتاق
نکل آیا مہ نو چرخ پہ ابرو ہو کر

لب رنگین جو ترے ہجر مین یاد آتے ہین
لخت دل آنکھ سے گر پڑتے ہین آنسو ہو کر

باتون باتون مین دل زار کو لے لیتے ہین
انکی تقریر اثر کرتی ہے جادو ہو کر

شاد ہو جاتے ہین کیا میرے رقیبونکے دل
بات جب کرتا ہے وہ مجھسے ترش رو ہو کر

وصف اُس چشم سیہ کا جو کبھی لکھتا ہون
سامنے آتے ہین مضمون مرے آہو ہو کر

جو کہ دشمن ہین نبیؐ اور علیؑ کے سطوت
حشر کے روز اُٹھینگے وہ سیہ رو ہو کر

کنیزین سمجھا رہی ہین کہ اے حران نہ گھبراؤ ہم لوگ پیغام لیکر جاوینگے بلا کر تمھاری معشوقہ کو لاوینگے جسوقت پیغام دینگے خوشی خوشی آوینگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سنہر انظر آیا حران نے خوش ہو کر کہا لو قدرت نے میری دعا قبول کی معشوقہ آتی ہے ابر آکر پھٹا دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش کمال چمک دمک سے ظاہر ہوئی زمین پر اتری حران کھڑا ہو گیا ہاتھ تھام کر کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی اسوقت گیا احسان کیا ہے مین تڑپ رہا تھا تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا اسوقت دل کو چین آیا

روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی شبنم نے کہا صاحب صاف تو یہ ہی کہ ہمکو تمھارا بڑا خیال تھا کہ جب چاہین گے جب ملین گے لیکن بیٹھے بیٹھے خبر سنی کہ تمنے بوح کو اپنے پاس رکھا ہی تمام مسلمان تمھاری فکر مین ہین ہر جگہ یہی ذکر تھا کہ حیران کی فکر کرو حیران گرفتار ہو اور اُسکو قتل کیا جاے تو بوح دستیاب ہو مین نے جو یہ ذکر سُنا کئی دن مین روبا کی آب و دانہ ترک رہا کہتی تھی کہ بیٹھے بیٹھے یہ کیا شامت آئی بوح کو کیون اپنے پاس رکھا تمام دنیا کو دشمن بنایا طلسم کشا کے ساتھ سکندر ثانی ہو و نجم اور ارسطوے ثانی چند شاہزادیان بھی عاشق ہین آخر کنیزون نے صلاح دی کہ پاس حیران کے جایئے انکو دیکھ آیئے جو حسرت ہو نکالدیجیے کنیزون کے کہنے نے تاثیر کی اسوجہ سے مین آئی اور وارث میرے جسطرح بنے بوح کو چھینکو طلسم کشا صاحب اقبال ہر دالدے کیا کیا سحر کیے کیسے کیسے انتقام لیے مگر طلسم کشا کی رہائی ہوئی اسیطرف کو اب آتے ہین حیران ان باتون سے شاد ہو گیا کہا صاحب تمکو خیال نہ ہو تو کسکو خیال ہو آخر میری آہ نے تاثیر کی تمکو بھی ضرورت ہوئی کہ میرا خیال آیا مین نے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مصاحبون سے پوچھو تو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی کبھی اٹھنا اور کبھی بیٹھنا کبھی یہ اشعار زبان پر تھے

نظم

کیا وجہ کیون ہو آجکل ای مہربان اُداس — آزردگی ہی کس سے کہ ہو جان جان اُداس
آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی — پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس
شاید کسی کا عشق ہوا چاہتا ہی پھر — رہتا ہی کیون ہمارا دل ناتوان اُداس
گردہ ہوئی ہین کیا دل شیدا مین حسرتین — میری نگاہ مین ہی جو سارا جہان اُداس
آزردہ آجکل مرا رشک بہار ہی — دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس
باتین ہزارون مجھکو سنائے وہ شوق سے — ای دل مگر رہے نہ مرا بد زبان اُداس
اُس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا — کیونکر نہ وقت ذبح ہو نیم جان اُداس
آباد بادہ خوارون سے یہ میکدہ رہے — مستون کی ہی دعا نہ ہو پیر مغان اُداس
گھر سے ہمارے رات کو جا یار کر کہین — تیرے بغیر رہتا ہی سارا مکان اُداس

دل مجھسے مانگتے ہو تو لو کچھ نہین ہی عذر	بیکار اتنی بات پہ ہو جان جان اُداس
دیوانہ مرگیا ہی ترا جب سے اے پری	زنجیرین ہین درد ونکی خموش اور مکان اُداس
سطوت گواہ ہجر وردسے نہ اوجان جان اٹھا	پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

تڑپ تڑپ گئے یہ زمانہ کا تماشا شبنم نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ اے حیران لوح کہان
رکھی ہی حیران نے کہا یہ جو سامنے نخل ہی اسپر طائر بہت سے بیٹھے ہین جو طائر سب سے
کلان بیٹھا زمزمہ سرائی کررہا ہی کوئی شخص ایسا ہو کہ اُس طائر کو مارے اور فورًا
اسکا شکم چاک کرے اور خون جلو مین لیکر اسی نخل کی جڑ پر ڈالے نخل اکھڑ کر گریگا
ایک قصر عالی ظاہر ہوگا اُس قصر مین قفسِ قمری لٹکا ہی اُس قمری کو مارے اور شکم
چاک کرے اُسکے شکم مین لوح ہی کہیے ان اے ملکۂ عالم کسکی یہ لیاقت ہی کہ تا بہ قمری
پہونچے مین نے لوح کی حفاظت کی ہی اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا تھا جانتے
تھے کہ حیران جادو ہی انتہا کا منتظم ہی یہ باتین کر رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
کہ دروازے پر ایک پیر کلانوت حاضر ہی امیدوار باریابی ہی حیران نے کہا بلا لو
سحر کیہ گذرا ناظرین پر واضح ہو کہ جب شبنم چل چکین اور کہکر گئین کہ مین لوح دریافت
کرنے جاتی ہون تو خواجہ نے نور الدہر سے کہا اے نور نظر تم طلسم کشا ہو اگر شاید
شبنم نے دریافت کیا اور پتہ لوح کا بلا تو یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی سوائے تمھارے
کسی کے ہاتھ مین نہین آئیگی خواجہ نے باتین کرتے کرتے نور الدہر کو بیہوش کیا
زنبیل مین رکھا اور تلاش مین روانہ ہوئے جب چوبدار نے حیران سے عرض کی
کہ پیر کلانوت حاضر ہی اور حیران نے کہا بلا لو شبنم حیران ہی کہ یہ کون آیا دیکھا ایک
گویا نحیف وضعیف کرتا چکن کا پہنے ہوئے مگر پرانا کہ جسکی بوٹیان کیڑے کھاگئے
ہین اور کچھ باقی ہین جوتا گھیتلا پانؤن مین ستکے تار اُڑے ہوئے زردسوت
نمایان آتے ہی بڈھے نے سلام کیا اور کہا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین آفتاب
عالمتاب سحر طالع رہے حیران نے پوچھا بڑے میان صاحب کہان سے آتے
ہو بڈھے نے کہا مجھے بڈھا نہ کہیے مین نوجوان ہون سامری کی خدمت مین جاتا

کرتا تھا آسمان پر جا کر گاتا تھا ساحری و جمشید خوش ہوتے تھے ایک دن جو مین
لطف مین گایا سامرن نے پردے سے جھانکا مین نے بھی نگاہ ڈالی سامری نے
دیکھ لیا مجھکو ڈھکیل دیا ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا پانچ سو برس کا راستہ ہے سات
پنچ پینتیس سو سال مین زمین پر آیا ہوا جو جا بجا کی لگی کرہ یرونسے گذرا فرش خاک
پر آیا گرو بین آٹ گیا اِن صدمات سے دانت گر گئے مگر طاقت وہی جوانون کی
ہی امیدوار ہون کہ بیراگانا سنیئے ایسے خوش ہو جیئے گا کہ جسکا جواب نہین آپ کو
خوب راضی کر دونگا یہ کہکے فی نکالی نئے طور سے یہ اشعار گانے گئے نظم

عجیب طرح کی اُلجھن تھی دل بحال نہ تھا	نصیب ہمکو جو اُس سرو کا وصال نہ تھا
فلک کے ظلم اُٹھاتا یہ مجھ مین حال نہ تھا	ہزار شکر کہ مین صاحب کمال نہ تھا
کبھی نہ دیتے انھین حیلے سیکڑون کرتے	کہ دلکو لیکے وہ نکرینگے یہ خیال نہ تھا
خط سیہ کی محبت مین ہو گیا بیکار	ہمارے شیشۂ دل مین تو ایک بال نہ تھا
جو بہر وصل وہ آیا تو دل ہوا راضی	صنم سے اِسکے سوا اور کچھ ملال نہ تھا
بغیر بوسہ دیئے لے لیا دل شیدا	ہمارے آپ کے صاحب یہ انفصال نہ تھا
اُتارتے جسے ہم اپنے دلکے شیشے مین	جہان مین کوئی بھی ایسا پری جمال نہ تھا
یقین تھا آکے پلائین گے شربت دیدا	نہ آئین گے وہ دم نزع یہ خیال نہ تھا
بتانا زخم جگر کا مین کسطرح مرہم	کہ ہائے مجھکو میسر ترا اُگال نہ تھا
نہ سمجھے تھے وہ بُت ایمان بھی لیگا دلکے سوا	قسم خدا کی ہمین اِسکا کچھ خیال نہ تھا
حضور جا کے بدخشان مین دیکھ آیا ہون	لبون سے آپ کے خوشرنگ کوئی لال نہ تھا
جو شعر کہنا لطافت سے سیکھا ای سطوت	جہان مین اُنکا کوئی صاحب کمال نہ تھا

یہ غزل اِسطور سے اُس بڈھے نے گائی کہ شبنم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
حران تعریفین کر رہا ہی کہتا ہی بڑے میان کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتے ہو
بڑے میان نے کہا ای شہنشاہ ساحران ایک کمال ایسا جانتا ہون کہ کبھی وہ
آپنے نہ دیکھا ہوگا حران نے پوچھا وہ کیا ہوگا گانے تو ایسا ہو کہ کبھی آجتک نہین سُنا

بڑھے نے کہا حضور اس کمال کی کیا حقیقت ہی پانوٗن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ راضی ہون حران نے کہا بڑے میان یہ تو بہت مشکل ہی بڑے میان نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ابھی ملاحظ کیجیے مگر سرکار کا نقصان ہوگا میخانے کی کنجی مجھے عنایت فرمایئے حران نے کنجی دی بڑے میان کنجی لیکر میخانے مین آئے پکار کر آواز دی صاحبو مین آج ساقی ہونگا کوئی باقی نہ رہیگا لوگ دوڑے گلابیان اٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتیلہ لے گیا خواجہ کتنے جاتے ہین یہ دس آدمی کا حصہ ہی ایک ایک گلابی مین دو دو مست ہوگے جب شراب بانٹ چکے چند گلابیان عمدہ چنین جسمین شراب ارغوانی بھری ٹکڑے انکے تمامی سے باندھے محفل مین لیکر آئے گھنگرو پانوٗن مین باندھے حران نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہی بڑے میان نے پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کرکے سر پر رکھا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے چلے نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہو کرتا
سوے عدم کمر کے جو بابِ سدھارتے ہین

وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین تجھکو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنے نالونکی گرمیونکا
داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین

دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمارِ اُلفت
وہ ہنسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین

شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بوسے کا نام سنکر ہم منھ پسارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرنے
پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ہو کارتے ہین

اسطرح کے اشعار گاتے ہوے سامنے حران کے آکر سر جھکایا کہا کہ ایسے شاہونکو سر سے شراب پلانا چاہیے حران نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا مگر شبنم حیران ہی

کہ یہ بڈھا کون ہے کہ اشارے مین خواجہ نے پوچھا کہ بولو ای ملکہ عالم یہ بتاؤ کہ حال لوح بھی کچھ
دریافت ہوا شبنم نے بھی اشارہ کیا کہ مین دریافت کر چکی مگر سوائے طلسم کشا کے کسی کے
ہاتھ نہ لگے گی خواجہ نے اشارے مین جواب دیا کہ نور الدہر میرے پاس موجود ہین
شبنم کو بھی خواجہ نے جام پلایا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی اتنے مین
حران گھبرا کر اُٹھا کہا او یارو خداوند آئے ہین یہ کہکے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے
غلبہ کیا دھڑ سے زمین پر گرا کل اہالی محفل لپنا لپنا کہکے دوڑے گر گر کر بیہوش ہوے
جب سب بیہوش ہو چکے تو خواجہ نے چاہا کہ حران کو قتل کرون کہ شبنم نے ہاتھ
پکڑ لیا اور رہ واضح رہے کہ جالینوس بھی عین وقت پر آگیا وہ بھی شریک جلسہ ہوا اُسنے
بھی شراب پی یہ بھی بیہوش ہوا خواجہ نے کنارے آکر نور الدہر کو زنبیل سے نکالا
نور الدہر نے نکلتے ہی خواجہ کو سلام کیا کہا زنبیل مین کیا رعنائی ہے جب مین پہونچا تو
کئی سو تاجدار برائے استقبال آئے یہی بلا تھا کہ ہم خواجہ کے خراج گزار ہین خزانے
جمع ہین آپ کو جو ضرورت ہو وہ حاضر کرین مین نے جواب دیا مجھے کوئی ضرورت نہین
پھر اُنا بڑا دستر خوان بچھا کہ جسپر کئی سو تاجدار بیٹھے سب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا
ناچ ہو رہا تھا ہر نازنین کا قول تھا کہ مین خواجہ کی کنیز ہون چاہین مجھکو بیچ ڈالین
کیا عمدہ عمدہ نازنینان مہ جبین رقص مین تھین کہ یکایک آواز آئی کہ خواجہ عمرو یاد
فرماتے ہین سب تاجدار آکر پہونچا گئے خواجہ نے کہا ای نور نظر مین نے کہدیا تھا
کہ فرزند صاحبقران کی مدارات کرنا ورنہ وہ سب کپڑے اُترو الیتے تمکو زندگی
دشوار ہوتی مگر اب خطا نہ کرو جس درخت پر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سر نخل پر
طائر کلان بیٹھا ہے اُسکو تیر مارو شبنم کو ہوشیار کرو نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری سب طائر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی آواز ہے کہ ای طلسم کشا
وقت رحم ہے نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا اور تاک کر تیر مارا تیر نے خطا نہ کی تیر
سینۂ طائر پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گزرا طائر نخل سے آڑے نور الدہر نے بڑھکر
خون اُسکا چلو مین لیا بیخ نخل پر مارا ایک دہاڑا ہوا نخل تھرا کر گرا نور الدہر اور

خواجہ و شبنم قریب آئے دہنہ نقب کا دیکھا آگے نور الدہر پیچھے خواجہ و شبنم ایک
قصر مین پہونچے حقیقت مین دیکھا کہ ایک قفس لٹکا ہوا ہی قمری گونج رہی ہی جیسے
نور الدہر کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل طائر غل مچانے لگے طائرون نے اسقدر
غل مچایا کہ جالینوس کی آنکھ کھلی جالینوس نے دیکھا طائر کلان مرا پڑا ہی دہنہ نقب
کھلا ہوا سب بیہوش پڑے ہین حران کو اُٹھایا حران نے جو اُٹھتے ہی یہ معرکہ دیکھا
کہا ای جالینوس غضب ہوا طلسم کشا پہونچ گیا یہ کہکے حران نے ایک چیخ ماری
کل طائر زمین پر گرے جادوگرون کی شکل بنکر حران کے ساتھ ہوے حران نقب
بن پھاند اسب جادو گر پشت پر حربہ ہاے سحر ہاتھون مین لیے ہوے یہان وہ
وقت ہی کہ نور الدہر نے قفس اُتارا چاہتے ہین قمری کو نکالین قمری بھڑک رہی ہی
گوشون مین چھپتی ہی عمرو نے آواز دی ای نور الدہر جلدی کرو نور الدہر نے قمری
کو نکالا ہی کہ آواز آئی ای طلسم کشا کیون دھوکہ کھاتا ہی اِس قمری کے شکم مین لوح
نہین ہی حران نے غلط بیان کیا اِس بے زبان کو نہ مارنا مگر نور الدہر نے قمری کو
کھینچا خنجر کمر سے نکالا تھا کہ نعرے کی آواز آئی ہنم حران جادو ای طلسم کشا کیون
ظلم کرتا ہی عمرو نے آواز دی کہ ای فرزند جلدی کرو لوح نکال لو نور الدہر نے خنجر مارا
قمری کا شکم چاک ہوا لوح مثل ستارہ سحری چمکی زمین پر گری پہلو مین لوح کے تیغہ
بھی تھا نور الدہر نے تیغہ اُٹھا لیا جالینوس نے جو دیکھا کہ لوح زمین پر پڑی
ہی کڑک کر گرا کہ لوح اُٹھا لون جیسے ہی کڑک کر گرا شبنم نے نیمچہ مارا کہ جالینوس
کا سر زخمی ہوا وہی خون جالینوس نے شبنم پر پھینک مارا شبنم جلنے لگی آہ کرتی
تھی خواجہ نے جو دیکھا کہ شبنم جل رہی ہی اور بیقرار ہو کر پکار رہی ہی نظم

مژدہ سُنا ہی آمد فصل بہار کا — چہرہ خوشی سے سرخ ہی ہر بادہ خوار کا
آئے جو غیظ مین فرس اُس شہسوار کا — دم بند کر دے ابلق لیل و نہار کا
نالے جو کر رہا ہی یہ دل مثل عندلیب — شاید ہوا ہی عشق کسی گلعذار کا
فوراً جنون مین پرزے گریبان کے کر دیے — ہین نے کسی سے نام سُنا جیب یار کا

تعریف مین نے کی جو کسی گلعذار کی
دلبر مرے گرا دیا کیون اسنے کو بجم
گلشن کا تختہ صفحۂ قرطاس بنگیا
کھولا نہانے کے لیے جوڑا جو یار نے
گلشن مین جا کے تمنے کیے تھے جو چہچہے
ہم بھی فقیر مست ہین ہو نیک سے کی خیر
بعد فنا بھی مجھسے عداوت نہین گئی
پہونچا دیا صبا نے جو کوچے مین یار کے
سطوت بتونکے عشق سے کیسا بچالیا

غصے سے رنگ سرخ ہوا میری یار کا
مین تو عدو نہ تھا فلک کج مدار کا
لکھا جو وصف اُس صنم گلعذار کا
گویا کہ نافہ کھل گیا مشک تتار کا
دم بند ہو گیا تھا چمن مین ہزار کا
ساقی پلادے جام مے خوشگوار کا
اُسنے نشان مٹا دیا میرے مزار کا
ملتا نہین مزاج ہمارے غبار کا
جھگڑا ہی فیصل کیا مرے پروردگار کا

خواجہ نے جو شبنم کو اسقدر بیقرار دیکھا جھپٹ کے نعرہ کیا کہ او قارورے کے پینے والے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا جالینوس پلٹا نور الدہر نے جھپٹ کر نیچہ مارا کہ جالینوس کے دو ٹکڑے ہوے شبنم کو فراغت حاصل ہوئی آگ بھی حیران نے جو دیکھا کہ جالینوس مارا گیا للکارا کہ او شبنم تو نے باپ کو قتل کرایا اب تجھکو صبر آیا شبنم نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر نے لوح اُٹھالی اُٹھا کے گلے مین ڈالی سب ساحر ٹوٹ پڑے کہ لوح چھین لین مگر نور الدہر نے تیغ طلسمی کھینچا خواجہ نے حقۂ آتشبازی مارا ساحرون کے منھ جلے الامان الامان کرتے تھے بھاگ جانے کا راستہ نہ ملتا تھا ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی مگر نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہین شبنم نے بھی دیکھا کہ جالینوس مارا گیا مگر حیران کا بلوہ ہی یہی چاہتا ہی کہ سب ساحر نور الدہر کو لپٹ جائین لوح چھین لین مگر کسکی مجال ہی کہ اُس شیر پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا وہ مارا گیا جب کئی ہزار جادوگر واصل جہنم ہوے تو حیران تیغ کھینچکر دوڑا قریب آکر نور الدہر پر وار کیا صدہا تلوارین پڑین مگر نور الدہر پر تاثیر نہ ہوئی کوئی تلوار نہ پڑی جب جنگ کو عرصہ گذرا اور شبنم نے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین حیران ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گرفتار کرلون

لیکن نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین تیغہ خون آلود ہاتھ مین جس ساحر پر جا پڑے اُسے
ہاتھ مار دو ٹکڑے کیے خواجہ نے بڑھکر للکارا کہ او حران کہان جاتا ہے یہ کہکے
گلیم جو سر سے اُتاری حران نے جو خواجہ کو دیکھا سحر کیا کہ پانون زمین سے تھام
لیے حران نے چاہا تڑپ کے گردن خواجہ کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ نے پکار کر
آواز دی کہ اے نورِ نظر مجھکو بچانا یہ سنکر نورالدہر جھپٹے قریب حران کے پہونچے
یلان جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا قریب حران کے پہونچ گئے بیچ مین پھاندپڑا
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار کا مار ایلان
نے سپر کو اُٹھا دیا مگر یہ تیغۂ طلسمی سپر سے کب رکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے ہوے
اب جو تلوار گری یلان جادو کے دو ٹکڑے ہوے یلان کا مارے جانا اور
لاشہ کا زمین پر تڑپنا حران نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
زمین کو بھی جنبش دی مگر نورالدہر اُسی طرح قایم رہے اور کئی سو ساحر منھ کے
بھل گرے نورالدہر نے اُنکو قتل کیا آخر حران نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا حران کے بھی دو ٹکڑے ہوے حران جو
مارا گیا اندھیرا ہو گیا ہر طرف سے آوازین آنے لگین کہ مرحلہ حکما بھی مٹا بڑا
جادوگر نامی مارا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام حران جادو
بود باقی ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے تھوڑی دیر کے بعد سناٹا ہو گیا نورالدہر
و خواجہ و شبنم اُس قصر سے نکلے خواجہ نے خزانہ لوٹ لیا نورالدہر نے پوچھا اے
عم نامدار کیا خزانہ اِس مکان مین موجود نہ تھا خواجہ نے کہا بیٹا یہان ایک حبہ
نہین نکلا اب اُس قصر سے نکلے قلعے مین آئے اہل قلعہ نے اطاعت کی نورالدہر
نے قلعۂ جالینوس و قلعۂ حران ملکہ شبنم کے سپرد کیا مگر نیرنگ جادو اپنے مقام
پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حران و جالینوس مارے گئے قلعہ جات
پر قبضہ شبنم کا ہوا یہ بہت گھبرایا لشکر جمع کیا تین لاکھ ساحر جمع ہوے اُن سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا منزل در منزل آتا ہے ادھر نورالدہر شبنم کو مقرر کر کے خواجہ کو

ساتھ لیے ہوے پشت مرکب پر سوار آتے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی نیرنگ
کو دیکھا تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا نور الدہر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
لشکر کو لائیے نور الدہر اسی مقام پر ٹھہر گئے خواجہ نے جاکر لشکر کو خبر کی کل اہل
لشکر شام کو آکر پہونچے نیرنگ شب کو اٹھا طبل جنگی بجوا دیا اور ٹہلتا ہوا طرف
لشکر نور الدہر کے چلا منظور یہ ہے کہ طلسم کشا کو چرا لاؤن جب کنارے پر پہونچا نجم
نے کہ طلایہ دے رہا تھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے نیرنگ نے نجم کو پہچانا اور پکار کر
آواز دی کہ او نمک حرام تو نے خوب طلسم کشا کا ساتھ دیا اب سامنے سے ہٹ جا
مین طلسم کشا کو لینے جاتا ہون نجم نے سحر کیا نیرنگ نے دفع کر دیا ارسطو کہ بازار
غلہ فروشان مین تھے دیکھا کہ کنارے پر لشکر کے آگ برس رہی ہے ارسطو دوڑے
اسوقت پہونچے کہ نیرنگ نے سحر کیا ہے نجم کے پانون زمین نے تھام لیے ہین
ارسطو نے آکر پشت پر سے گولہ مارا کہ پشت پر اسکی پڑا مگر نیرنگ نے پلٹ کر
سحر کیا کہ گولہ پانی ہوکر بہ گیا یکایک بارگاہ کا پردہ اٹھا نیرنگ نے دیکھا کہ گل گلزار
خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان لوح طلسمی گلے مین تیغ طلسمی ہاتھ مین لیے ہوے برآمد ہوے اور یہ
دیکھا کہ نجم و ارسطو دونون سحر کر رہے ہین اور نیرنگ نہین جھپکتا دونون کے
سحر دفع کر رہا ہے ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر
شناس آپ اپنے کو استک پہونچائیے ارسطو و نجم ہٹ گئے نور الدہر جو سامنے
نیرنگ کے پہونچے للکار کر نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

وديگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند
لفارا بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سب شاہزادیان خیمون سے نکل آئین دیکھا

کہ ایک لشکر گران ہمارے لشکر کو قتل کر رہا ہی ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر جو کیا
کئی ہزار جوان سر ٹکرانے لگے اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

رونق فزا جو رات کو جانا نہ ہو گیا
معمور نور سے مرا کاشانہ ہو گیا

رہنے لگا جہان کے حسینونکا دلمین دھیان
ویرانہ اپنا پری خانہ ہو گیا

افسوس ہجر ساقی مہوش مین دوستو
معمور اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

اُس غنچہ لب کے پھول سے رخسار دیکھکر
بلبل ہر ایک باغ مین دیوانہ ہو گیا

ساحل پہ کیا شراب پیے گا وہ نازنین
ہر اِک حباب اُلٹ کے جو پیمانہ ہو گیا

اُس شمع رو پہ مین بھی یون ہی دونگا اپنی جان
جیسے نثار شمع پہ پروانہ ہو گیا

جا نکلا دیر مین جو ہمارا صنم کبھی
تھا کونسا وہ بت جسے سکتا نہ ہو گیا

کاہیکو دیکھیے گا بھلا مجھ فقیر کو
اپنو مزاج آپ کا شاہانہ ہو گیا

غمگین وہ ہون گیا جو مین شادی کی بزم مین
عشرت کدہ بھی مجھکو عزا خانہ ہو گیا

وحشی وہ ہون اثر یہ مری ہڈیون مین ہے
کھا کر سنگ حبیب بھی دیوانہ ہو گیا

سطوت ہم انکے دانتونکی اُلفت مین رو جیسے
ہر اشک غیرت دُر یکدانہ ہو گیا

سر ٹکراتے ہوے سامنے سے بھاگے کوئی صحرا مین پہونچا کسی نے پہاڑون سے
سر ٹکرایا سب شاہزادیون نے سحر کیے بارہ چودہ ہزار جوان آپس مین لڑنے لگے
ایک ایک شاہزادی بلائے روزگار ہی جسنے سحر کیا زمین اُلٹ دی نیرنگ نے
بھی پلٹ کر دیکھا کہ لشکر والے بیتاب ہوے نورالدہر قریب لڑتے ہوے پہونچے
للکارے اکہ او نامرد کہان جاتا ہی نیرنگ کو کچھ بن نہ پڑا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا
نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا بر قین نورالدہر پر گرین مگر بہ سبب لوح کے
تاثیر نہ ہوئی تیغہ طلسمی کا وار کیا نیرنگ نے سپر پر روکا مگر سپر کو کاٹ کر تلوار گری
نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتا نیرنگ کا کہ فوج والے اُسکے کچھ بھاگے
کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوے نورالدہر فتح کر کے لڑائی کو پلٹے بارگاہ مین
آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین مشورہ ہو رہا ہی نورالدہر فرماتے ہین ہین کل برا۔۔۔

فتاحی مرحلہ جات جاؤنگا نجم اختر شناس نے عرض کی کہ غلام ضرور ساتھ چلیگا مگر
بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ چند طائر آکے گرے غلطکین مارکے
بشکل انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی کہ قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم خیال سکندری
جلد تباہ ہو جالینوس ثانی و وسواس جادو و نیرنگ جادو و قسطالس جادو
مالکان مرحلہ جات یہ سب واصل جہنم ہوے فقط بیچ مین چند قلعہ جات ہین اور چند
پہلوان ہین یقین ہو کہ طلسم کشا انکو فتح کرتا ہوا قریب قصر ہشت پہل آجائیگا
بقراط کو سناٹا آگیا خاموش بیٹھا ہو شاہزادیان عرض کر رہی ہین کہ یا خداوند کچھ
تدبیر کیجیے مگر بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا قصر پر آکے
پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے جھولی آگے رکھی ہوئی ہاتھ
ہلاتا ہوا آکر پہونچا بقراط نے کہا لو قوت بازو و زینت پہلو آگیا ای سر سام جادو
اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر سام نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین نے
سنا کہ جالینوس وغیرہ قتل ہوے طلسم کشا کا بلوہ ہو آپ بخوبی جانتے ہین کہ میرا
کوئی کیا کر سکتا ہو جہان چلا جاؤن وہ بادشاہ میرا بڑا مرتبہ کریگا مگر کئی سو سال سے
آپ خدائی کرتے ہین اور غلام منتظم خدائی کہلاتا ہو آپ کو کیا ضرور تھا کہ ہفت پیکر کی
ملاقات کرتے اُس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام طلسم درہم و برہم ہو گیا ساحر اپنا منھ
چھپاتے پھرتے ہین مین جا کر کچھ دربند بناتا ہون اول تو جا کر فیلان فیل در کو
بھیجتا ہون کہ وہ جا کر مقابلے مین طلسم کشا کے اُترے کم سے کم ایک مہینہ بھر
لڑیگا اگر وہ غالب آگیا تو خاتمہ ہو اور اگر اُسکو شکست ہوئی تو طلسم کشا کو راستہ
نہ ملیگا مجھ تک نہ پہونچ سکیگا جب مین راستہ نہ دونگا تو آپ تک کیونکر پہونچیگا
درمیان مین کوہ آتش فشان پڑیگا اُس کوہ سے گذرنا نہایت دشوار ہو آپکو
یاد ہوگا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکو کوئی فتح نہ کر سکیگا بلکہ آتش فشان گوہر بار
وہان کی حاکم و ناظم ہو وہ انتظام کرلیگی کسیکو گذرنے نہ دیگی بقراط نے کہا کہ ای
سر سام جو بن پڑے وہ انتظام کرو اب وقت آخر ہو قدرت بھی وہ تقدیر کرینگے

کہ جسکو مسلمان بدل نہ سکین جب آکے لڑین شکست کھائین قدرت خود بھی آوینگے ورہندون پہ پہونچین گے یہ تدبیرین بیان کرکے سرسام روانہ ہوا اپنے مقام پر آیا کوہ سرسام کہ نہایت بلند اور مرتفع ہو اُسپر بیٹھکر سحر کرنے لگا اور کچھ نامے لکھکر پھینکے وہ نامے ہوا اُڑا کرلے گئی یہان فیلان فیلدر اپنے بیٹے مین بیٹھا ہو اپنے زور وقوت پر مغرور رہی پہلوان جابجا بیٹھے ہین اکھاڑہ اکھڑا ہوا ہی پہلوان اکھاڑے مین لڑ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اگر رستم اور افراسیاب ہو تو اُس سے مقابلہ کرین کیدرن ای فیلان یہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہو ایک شخص اپنے کو طلسم کشا قرار دیتا ہو فتح کرتا ہوا چلا آتا ہو فیلان کہتا ہو کہ مجھے کیا غرض ہو آخر قدرت یا سرسام مجھسے رجوع کرینگے تو مین جا کر سمجھ لونگا کہ طائر نے آکر نامہ دیا فیلان نے نامہ پڑھا کہا لو بھائیو تیار رہو وقت جنگ آگیا اور ہمارا افسر سرسام جادو آمادہ ہوا ہو کہ طلسم کشا سے مقابلہ ہو ہم بھی چلکر دیکھین کہ طلسم کشا کون شخص ہو سات سو پہلوان جمع ہو کر سامنے آئے نیزے ہلاتے ہوے کرگدن ہاے مست پر سوار کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان سوار ہو جیے ہم سب آپ کے ساتھ ہین وہ جنگ کرین کہ طلسم کشا کو تنگ کرین ہمسے کون لڑسکیگا فیلان نے کہا اب مین چلتا ہون اول طلسم کشا کو سمجھاؤنگا کہ اِس راہ سے ہاتھ اُٹھاؤ آیندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے سوار ہوا سات سو پہلوان چار لاکھ فوج گویا سمندر کی موج اِس کروفر سے فیلان چلا یہان نورالدہر اُترے ہوے ہین ارادہ ہو کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی فیلان فیلدر فیل مست پر سوار پشت پر پہلوان چار لاکھ کا لشکر اِس کروفر سے مقابلہ نورالدہر مین اُترا اپنے مقام پر آیا بارگاہ مین بیٹھا غرور مین جھوم رہا ہو ہنسکر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہو کہ نامہ لیکر بہ خدمت طلسم کشا جاے سنتا ہون کہ جوان حسین وجمیل ہو اور اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو اگر مان جاے اور یہانسے چلا جاے تو مین اُسکی جان بخشی کرتا ہون اور اگر نہ مانیگا تو سزا پائیگا گھسکر بارگاہ مین تنبیہ کرونگا یہ جو پکار کر فیلان نے کہا کیوان انجم سپاہ ایک پہلوان ہو نہایت

زبردست ہی اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکے نامہ اٹھا لیا کہ مین طلسم کشا کو بہت سمجھاؤنگا یقین
ہی کہ پلٹا دون اگر نہ مانیگا تو پھر آپ کو اختیار ہی انجم سیاہ نامہ لیکر چلا قضاے کار ادھر
لشکر نور الدہر مین آج شب کو طلایہ طہماس کا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کہ
لشکر مین تہلکہ ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار مٹھو بچو کرتا ہوا آتا ہی طہماس نے
پکار کر کہا ای پہلوان یہ لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ادب سے آنا بیجا زبان
نہ ہلانا انجم نے کہا ای جوان تو کون ہی تو نہین جانتا کہ مین فرستادہ فیلان فیلدرہون
اگر وہ میدان مین آئیگا تو زمین کو ہلا دیگا طہماس نے بڑھکر لگام پر ہاتھ رکھدیا
کہا ای جوان گینڈے سے اتر مین تجھکو سامنے آقا کے لے چلون چلکر دیکھ کہ کیا خلق
اور محبت ہی کیسا جری ہی انجم نے کہا ای پہلوان ایسا نہ ہوگا مین تجھکو سمجھاتا ہون کہ چلکر
رفاقت فیلان کر طہماس نے کہا مین اسکی اطاعت کرون جو مجھکو زیر کرے نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مجھے کوہ آتر پر زیر کیا مین نے بدل اطاعت کی مین اب اسکا
عاشق نثار ہون انجم نے کہا مجھسے مقابلہ کرو ہم تمھین زیر کرکے لے چلین گے طہماس
نے کہا بسم اللہ انجم گینڈے سے کودا طہماس سے دھینگا مشتی ہونے لگی طہماس
نے کہا ای پہلوان یہ شہدپن کیا ضرور ہی یا مجھکو جگہہ دے یا مین تجھکو جگہہ دون یا کوئی
پیچ کر کہ میرے تیرے کشتی شروع ہو جائے انجم نے ہاتھ بڑھا کر پیچ باندھا طہماس نے
توڑ کیا انجم نے کہا کہ تم بڑی زبردستی کرتے ہو یہ کہکر پلٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی
طہماس اسکے لپٹتے ہی ریلکر لے دوڑے انجم پینترا کاٹ کر ہٹتا ہوا چلا آتا ہی طہماس نے
جو بڑھا کر پانوٗن رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پانوٗن طہماس کے موشخانے
مین گئے انجم نے کہا ای طہماس اب ہوشیار رہنا مین نے ایسا ایسا قلعہ جنگ سے
فتح کیا جس سے پہلوان میہ رالقب ہوا بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم اتنے بڑے پہلوان
اور مجھ سے تمھاری کچھ تیزی نہ چل سکی یہ باتین کرتے کرتے انجم نے کہا کہ دونون
پانوٗن موشخانے سے نکال جیسے ہی دونون پانوٗن طہماس کے نکلے انجم نے اکھیڑ کر
مارا کہ کولہ طہماس کا اتر گیا غش آگیا انجم نے اسی حال مین طہماس کو اٹھا کر گینڈے پر

ڈال لیا اور مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا چلا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو خبر دی
کہ حضور اسطرح پر ایک پہلوان آیا تھا وہ طہماس کو لیگیا نورالدہر غصے مین کانپنے
لگے نجم نے عرض کی کہ غلام جاکر رو کے نورالدہر نے کہا یہ قاعدے کے خلاف ہی
اپنے مقام پر فیلان کہیگا کہ جب خود کچھ نہ ہو سکا تو ساحر کو برائے مدد بھیجا مین ابھی
جاتا ہون اے شبرنگ مرکب تیار کرو شبرنگ نے مرکب تیار کیا نورالدہر سوار
ہو کر چلے ہرکارون نے بڑھکر فیلان کو خبر دی کہ لشکر نورالدہر مین جو بڑا پہلوان تھا
آپ کے پہلوان نے جاکر اسکو زیر کیا وہ اسکو لیے ہوے آتا ہو طلسم کشا خود سوار
ہوا ہو فیلان نے کہا کیا مجال کہ جو میرے پہلوان کو رو کے ہاتھی میرا تیار کرو فوراً
فیل پر گدی کھنچی جھومتا ہوا دروازے پر آیا رکاب مین پانون دیکر فیل پر سوار ہوا
دیکھا سامنے سے کیوان انجم سپاہ آتا ہو طہماس کو بیہوش گینڈے پر ڈالے ہوے
فیلان کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگا کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی اور للکارا کہ او
پہلوان مکار یہ تو نے کیا حرکت کی یہ وہ جوان ہو جسکا لقب ہو ہزبر بیشۂ کالنگان صمصام
ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیوپرور اسکو کون زیر کرسکتا
ہو بہتر ابھی یہی ہو کہ اسکو چھوڑ دے کیوان انجم سپاہ دیکھتا ہو کہ مالک میرا کھڑا ہو
کنارے پر لشکر کے اپنے پہونچ چکا ہون اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہو کہ نورالدہر قریب
پہونچے فیلان نے جو دیکھا کہ میرے پہلوان کو طلسم کشا نے گھیرا اب مقابلہ ہوا
چاہتا ہو للکار کر آواز دی اور جا پڑا آتے ہی نورالدہر پہ گرز مارا نورالدہر نے
گرز کو تلوار سے کاٹا جب گرز کٹا تو فیلان بہت شرمندہ ہوا کہا او طلسم کشا اپنے
پہلوان کو بچاؤ کیوان انجم سپاہ نے بہت برا کیا کہ بیہوشی مین پکڑ لایا مین تمسے
سرمیدان مقابلہ کرونگا نورالدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ کیوان نے تلوار کا ہاتھ
مار کر سر نورالدہر کا زخمی کیا نورالدہر نے زخمی ہو کر گھوڑا بڑھایا گینڈے کے
منھ پر گرد اسپر کا مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا کیوان گینڈے سے گرنے لگا کہ
نورالدہر نے گھوڑا بڑھا کر دست حق پرست بڑھایا کمر مین کیوان کی ڈالدیا اور

نعرۂ تکبیر کیا اُس زخمداری مین کیوان کو اُٹھالیا ہاتھ پر چرخ دیا بایان ہاتھ بڑھا کے طہماس کو اُٹھالیا دونون کو ہاتھ پر چرخ دیتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے فیلان نے جو یہ طاقت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے کہ دو جوان فیل پیکر اُنکو ہاتھون پر اپنے اُٹھائے ہوے لیے جاتا ہی زخم سر ہر مرتبہ چرانا ہو مگر کچھ خیال نہین آخر نور الدہر اپنے لشکر کے کنارے پر پہونچے دونون کو ہاتھ سے رکھا طہماس کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی آقاے نامدار آپ نے کیا کار نمایان کیا ہی سبحان اللہ غلام کو اپنے رہا کر لائے مگر کیوان جو ہوشیار ہوا کہا اے شہریار مین آپ کے زور کا قائل ہوا حقیقت مین فیلان آپ سے کیا لڑ سکتا ہی اُسکی کیا حقیقت ہی مین نے دل سے آپکی اطاعت کی نور الدہر نے کیوان کو گلے سے لگایا مگر واضح رہے کہ کیوان مکر سے مسلمان ہوا ہی چاہتا ہی کہ نور الدہر کو کسی طرح گرفتار کر کے لیجاؤن نور الدہر اُسکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے مگر شبرنگ نے عرض کی اے شہریار یہ پہلوان بڑا مکار معلوم ہوتا ہی نور الدہر نے جھڑک دیا کہا یہ پہلوان قوت دیکھکر مسلمان ہوا ہی اور یقین ہی کہ ہم سے مکر نہ کرے اور اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا یہان تو یہ ذکر ہین مگر نور الدہر نے جو قلعہ جات پر ملکہ شبنم کا قبضہ کرایا شبنم نے افگار جادو کو منتظم قرار دیا افگار جادو نے قید خانے مین آکر دیکھا کہ کئی سو تاجدار قید ہین منجملہ اُنکے ایک قفس مین ایک مہ جبین قید ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہی یہ اشعار پڑھ رہی ہی

نظم

ظلم کرنے مین ہوا وہ بُت قاتل عاجز
پر ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز

ذبح کے بعد جو پہرون مین مرا دم نکلا
سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز

پیچ ہر بات پہ ہی رمز ہی ہر فقرے مین
اُسکی تقریر سے ہوتا ہی مرا دل عاجز

کمسنی ہی اُسے پیغام زبانی بھیجون
خط کے پڑھنے سے ہی وہ حور شمائل عاجز

رُخ پہ زلفین ہین تو اسطرح پریشانی ہی
جیسے ہوتا ہی گہن سے مہ کامل عاجز

آج پر زور جو تو نے یہ صدائین ہین سنین
ہاتھ سے میرے ہین صیاد و عنادل عاجز

جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل
طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز

اُس پریزاد کو شیشے مین اُتارا ہمنے
جب کہ تسخیر سے اُسکی ہوے عامل عاجز

کچھ نہین لطف حسینون کا جہان نام نہو
ایسی بستی سے تو ہوتا ہی مرا دل عاجز

جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا
تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز

تیری آہو نسے جو ای قیس اڑے ہین پردے
کسقدر رنجد مین ہی صاحب محمل عاجز

حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت
بدگمانی سے ہی اُس شوخ کی کیا دل عاجز

افگار نے قریب آکر پوچھا ای نازنین تو کون ہی اُسنے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا گرفتار رنج و مصیبت عاشق صاحبقران زمان اُسی جرم مین گرفتار ہوئی افگار نے بیقرار ہو کر قفس اُتارا کہنے لگا صاحب نام تمھارا کیا ہی کہا نام میرا گلگونہ گوہر پوش ہی افگار نے فوراً پنجہ کمر مین دیا اور رے اڑا اقتضاے کار افگار لیے ہوے جاتا ہی اُدھر سے صاحبقران آتے تھے سناٹا جو ہوا بالاے آسمان سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ملکہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پر کینہ افگار پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا گلگونہ پنجے سے چھوٹین صاحبقران نے روک لیا اب گلگونہ صاحبقران کے ساتھ ہوئین کہا چلیے مین آپکو قصر ہشت محل پر پہلوان امیر طرف قصر ہشت محل کے جاتے ہین یہان کیوان مسلمان ہوا مگر نور الدہر کی فکر مین ہی رات کو نور الدہر سے کہکر طلایہ گشت لیا جب دو پہر رات گذری تو خیمۂ نور الدہر پہ آیا پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا بیہوشی لیتا آیا تھا شاہزادے کو سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ اُٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر طہماس نے رات کو خواب پریشان دیکھا کہ آقا کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ دیکھا کیوان پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر کہا ارے کون ہی کہان جائیگا کیوان نے اپنا نام بتایا طہماس نے پوچھا پشتارے مین کیا ہی کیوان نے نہ بتایا طہماس نے کہا مین تجھکو جانے نہ دونگا معلوم ہوتا ہی آقا کو لیے جاتا ہی کیوان پیچھے ہٹا طہماس نے بڑھکر نیزہ مارا پانون نور الدہر کا لٹکا ہوا تھا پانون پر شاہزادے کے نیزہ پڑا توڑ کر استخوان کو پار گذرا جب طہماس اپنا دا

کرتے ہین وہ نورالدہر کے جسم پر روکتا ہی کئی زخم جسم پر نورالدہر کے آئے آخر کیوان نے
پشتارہ ڈالدیا اپنی جان بچا کر بھاگا مگر طہماس نے نورالدہر کو آکر اٹھایا چاہتا ہی کہ اپنا
ہاتھ کاٹ ڈالے کہتا ہی ہائے طہماس یہ کیا غضب کیا اس افسوس مین طہماس نے
کیوان کا پیچھا نہ کیا نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا شبرنگ نے جو آقا کو بستر پر نہ پایا
حیران کھڑا ہوا تھا کہ ای شبرنگ آقا کو کون لیگیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ طہماس لیے
ہوئے نورالدہر کو آئے طہماس نے حال بیان کیا کہ ای شبرنگ بوجہ احسن حفاظت
نہین کرتے ہو مین نے خواب پریشان دیکھا آقا کو جا کر رہا کیا مگر اس مکار نے ہر مرتبہ
آقا ہی کو پیش کر دیا میرے ہاتھ سے زخم آقا کے جسم پر آئے چاہتا ہون کہ اپنا ہاتھ
کاٹ ڈالون شبرنگ نے کہا اس سے کیا فائدہ ہوگا جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ
ہوا زخمہ وزی کرو جراحون کو طلب کرو غرض جراح آئے آکر زخمہ وزی کی ادھر کیوان
گھبرایا ہوا سامنے فیلان کے پہونچا فیلان نے پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کی
کہا ای فیلان مبارک ہو کہ طہماس نے نورالدہر کو مار ڈالا مین نے قتل کرا دیا کہ
طہماس جنازہ لیکر گیا فیلان نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ کہ وہان کیا گذری
ہرکارے جو آئے ہرکارون نے دیکھا کہ نورالدہر بیٹھے ہین جراحون نے زخمہ وزی
کی ہو طہماس عذر کر رہا ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ ای عاشق صادق آج پروردگار
کو منظور تھا کہ اسقدر خون جسم سے بہ جائے لہذا اسکا افسوس کیا شکر ہی کہ مین
تمھارے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا اگر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھی زخمی ہوتا انجام خرابی
کا تھا طہماس کہتا ہی آقا سے نادار جی چاہتا ہی کہ ہاتھون کو اپنے کاٹ ڈالون کہ مجھسے
یہ خطا سرزد ہوئی امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے آخر طہماس رنجیدہ باہر نکلا گینڈے
پر سوار ہو کر طرف بارگاہ فیلان کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سامنے فیلان کے
کیوان باتین کر رہا ہی کہ مین نے نورالدہر کو ہاتھ سے طہماس کے قتل کرایا اب
یقین ہی کہ لاشہ لیے بیٹھے ہون کہ ہرکارے آئے ہرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار
نورالدہر صحیح و سالم بیٹھے ہین فیلان کہ رہا ہی کہ ای کیوان یہ کیا ہوا کیوان نے

کہا زخم اوچھا پڑا اب میدان مین ٹوک کر مارونگا یہ فکر تھا کہ نعرۂ شیر کی آوازہ کان مین
آئی کہ او سکاربین تیری فکر مین آیا ہون اب کیونکر بچیگا کیوان نے جو طہماس کو دیکھا
کانپنے لگا فیلان نے کہا ای کیوان مارے میرے دربار مین چلا آیا ہی فیلان کے
کہنے سے کیوان اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی اور ایک
جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل گرا طہماس نے ایک گھونسہ مارا کہ کیوان کے کاندھے
پر پڑا اور پھر اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا سر کو لیکر شکار بند سے باندھا
اور طہماس یہ کہکر نکلا کہ ای فیلان تو نے مردان عالم کا زور دیکھا تیرے سامنے اگر
تیرے پہلوان کو قتل کیا سر میدان تجھے سمجھونگا مجھکو بڑا قلق ہی ہر چند کہ اِس ملعون
کا سر کھینچا مگر رنج دل سے دفع نہین ہوا جب سر میدان تجھکو ٹوکونگا تب میرے
دل کا غبار نکلے گا فیلان نے کچھ جواب نہ دیا جب طہماس سر کیوان لیے ہوے
باہر نکلا تو پکار کر افسران فوج سے کہا کہ ای نامردو اسے مار لو چہار طرف سے
اہالی فوج لینا لینا کہکر آپڑے طہماس لڑنے لگا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو
پہونچائی ہر چند کہ زخمدار تھے مگر خبر طہماس سُنکر نور الدہر سوار ہوے براے مدد
طہماس چلے یہان طہماس گھرا ہوا لڑ رہا ہو کہ آوازہ آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پر دغا منم نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب طہماس کے پہونچے مگر
زخمون سے خون جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ نور الدہر کو غش آنے لگا ہاتھونکو
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیا گھوڑا نور الدہر کو لے نکلا تھوڑے عرصے مین جملہ
سردار آپہونچے طہماس کو لڑ بھڑ کر نکال لائے لاکر زخمدوزی کی مگر نور الدہر کو جو
دریافت کیا شاگردان شبرنگ نے خبر دی کہ انکو گھوڑا نکال لیگیا طہماس نے
کہا ای شبرنگ جاکر تلاش کرو تمام اقلیم دشمن ہی ایسا نہو آقا کے ساتھ بیدردی سے
پیش آئین شبرنگ تلاش مین نور الدہر کی چلا مگر نور الدہر کو گھوڑے نے لاکر
ایک صحرا مین گرا دیا بے زبان چرا مین مصروف ہوا گھوڑا تو چر رہا ہی نور الدہر زیر
شجر مدہوش پڑے ہین قضاے کار ماہیار تاجدار براے شکار نکلا تھا اُسکی نگاہ پڑی

کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل چر رہا ہی سائنحہ والون سے کہا کہ اِس گھوڑے کو گرفتار
کرو جیسے ہی لوگ براے گرفتاری مرکب دوڑے مرکب بھاگ کر ہمرجا نے نور الدہر
کے آیا گرد پھرتا تھا اور شیہے کرتا تھا کہ لوگون نے تاجدار سے کہا اِس مرکب کا سوار
بھی زخمی پڑا ہی وہ تاجدار قریب آیا آکر جمال جہان آرہ دیکھکر بیتاب ہو گیا کہا یارو کسی
جلاد نے اِس جوان کو زخمی کیا مگر اسباب جواہرات پر آراستہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ
جوان خوب لڑا اِسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا یہ کہکے نور الدہر کو اُٹھوا لیا اور
ہوادار پر سوار کیا قضا سے کار راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو حسن آباد کہتے
ہین وہان کی شاہزادی ملکہ حسینہ بانو اپنے مقام پر بیٹھی تھی ہرکارون نے خبر دی کہ
ماہیار تاجدار براے شکار آیا تھا جنگل مین ایک جوان حسین کو پایا اُسکو لیے ہوے
جاتا ہی ملکہ حسینہ بانو نے پیغام بھیجا کہ اے ماہیار تاجدار آج ہماری عملداری مین رہو
دعوت ہماری قبول کرو ماہیار ملکہ حسینہ بانو کا نام سُنتا تھا مگر کبھی دیکھا نہ تھا پیغام
سُنتے ہی اُتر پڑا بارگاہ اِستادہ ہوئی رات کو ملکہ حسینہ بانو دریاے جواہر مین غوطہ مارکر
براے ملاقات ماہیار تاجدار آئی ماہیار نے جمال بیمثال ملکہ حسینہ بانو دیکھا بیتاب
ہو گیا سراپا کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور بیقرار ہو ہو کے اِسطرح سے کہتا ہی نظم

سدا او روز بان محبوب کا ہم نام کرتے ہین — خدا ہو جس سے راضی عشق مین وہ کام کرتے ہین
دکھا کر حُسن دل چھینا بنایا مجھکو دیوانہ — مزا یہ ہی کہ اب خود ہی مجھے بدنام کرتے ہین
حسینون مین ہو شہرت اے صنم بوسے دیا کیجے — سخاوت کرکے سب دنیا مین اپنا نام کرتے ہین
جمال یار پہرون دیکھتے ہین خط بناتے ہین — ہمین نو رشک ہوتا ہی مزے حجام کرتے ہین
کسی نے گر مجھے پوچھا تو بولا ہنسکے وہ قاتل — لحد مین پانون پھیلاے ہوے آرام کرتے ہین
کرینگے قتل گر یا گر میو نسے دیکھین کس کسکو — نکھرتے ہین الٰہی خیر ہو حمام کرتے ہین
نہین ہوتی ہی آرایش سے فرصت رات دن انکو — کبھی کپڑے بدلتے ہین کبھی حمام کرتے ہین
کبھی افشانہ ہوتا ہے از عشق اپنا زمانے مین — نکلکر آنکھ سے آنسو ہمین بدنام کرتے ہین
قدم اُٹھتا ہی جسکا کربلا کی سمت اے سطوت — رقم خود رگا فرشتے زائرون مین نام کرتے ہین

ملکہ حسینہ بانو نے ہنسکر کہا کہ صاحب تمنے تو اشعار کا تار باندھ دیا ہین تو تمکو محب پاکباز
سمجھ کے آئی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ بری طرح نگاہ ڈالو گے مین نے سُنا ہی کہ کسی جوان کو صحرا سے
اُٹھا لائے ہو مین اُسکے دیکھنے کو آئی ہون ماہیار نے ملازمون کو حکم دیا اُس جوان کو
لائے نور الدہر پر اِنتہا کا ضعف طاری ہو خادم ہاتھ تھام کر نور الدہر کو لائے نور الدہر
کی یہ حالت ہو کہ آنکھون مین حلقے چہرہ زرد دلشکستہ جدائی کا درد آتے ہی ماہیار کو
سلام کیا کہا اے بادشاہ عالیجاہ تم نے بڑا احسان کیا اگر تم نہ اُٹھا لاتے تو صحرا مین کوئی
جانور کھا جاتا مگر ملکہ حسینہ بانو نے جو نور الدہر کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پانون کانپنے
لگے بڑھکر پوچھا اے جری تیرا کیا نام ہو نور الدہر نے اصلی نام بتایا ماہیار نے کہا اے
جوان تو نے ہمسے مکر کیا تھا کہ نام اصلی نہ بتایا اب جو معشوقہ نے پوچھا تو صاف
صاف بتا دیا مجھے تجھسے دشمنی پیدا ہوئی اے ملکہ حسینہ بانو اب تم جاؤ مین کل اسکو ضرور
قتل کرونگا اور خبردار کھانا وغیرہ نہ بھیجیے گا مین دعوت آپ کی نہین قبول کرتا یہ سنکر
ملکہ حسینہ بانو نے کہا کیون اے ماہیار تاجدار مجھسے کیا خطا ہوئی اور اس جوان نے
کیا خطا کی ماہیار نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو تمکو دیکھکر دیوانہ ہو گیا اِس جوان نے پہلے
اپنا نام اصلی نہ بتایا تمکو دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ اپنا نام اصلی بتایا یہ وہ شخص ہو کہ
تمام طلسم جسکا دشمن ہو مین جو اسکا سر کاٹ کر پاس خداوند کے روانہ کرونگا تو قدرت
بہت خوش ہونگے کیا عجب ہو کہ میرا ملک مجھکو جاگیر مین دین خراج موقوف ہو جائے
لگے ملکہ حسینہ بانو نے کہا اب مین کل آپ کو طلب کرونگا یا آپ کے قلعے مین خود ہی
آؤنگا ملکہ حسینہ بانو نے کہا اے ماہیار تمکو اختیار ہو مگر یہ جوان بے گناہ ہی یہ سنکر ماہیار
غصے مین کانپنے لگا کہا اے ملکۂ عالم تم اِس راز سے بخوبی آگاہ نہین ہو قدرت نے کل
تاجداردن کو آگاہ کیا ہو کہ جو سر کاٹ کر طلسم کشا کا بھیجے گا اُسنے قدرت پر احسان کیا
بس قدرت پر احسان نہ کرون آپ جاکر آرام فرمائیے کل جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا
ملکہ حسینہ بانو ناچار پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی روانہ ہو لی یہان ماہیار تاجدار نے
نور الدہر کو قید کیا مگر ملکہ حسینہ بانو جو اپنے باغ مین آئی نام لے لیکر نور الدہر کا رونے

لگی کہتی ہی کہ اے صاحبو ذرا انصاف تو کرو مین کیونکر دل کو صبر دون معشوق قید ہو اور میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا افسوس صد ہزار افسوس ایسا شخص اور یون گرفتار ہو نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چرا لیے
ہان ناز کرکے عاشقونکے دل لُبھا لیے

یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن
جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے

تمکو کہونگا مین تو نہ تیمار اب مسیح
کیون عاشقونکے مُردے نہ دم مین جلا لیے

ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی تیرا
جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے

اُس شہسوار حُسن نے سب عاشقونکے دل
کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے

پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر
عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے

معشوق کوئی ڈھونڈھ سکے مین بھی نہ اُڑاؤن
تمنے تو اپنے چاہنے والے بنا لیے

افشانکے ذرے تیری جبین کے جو گر پڑے
چرخ برین نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے

بہر وصال یار جو تڑپا دل حزین
جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے

مر کر بچے ہماسے جو سطوت کے اُستخوان
شکر خدا یہ ہی سگ جانان نے کھا لیے

کنیزون نے کہا واری جو حکم دیجیے وہ بجا لائین وزیرزادی نے کہا کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی پکوا دیجئے کنیز لیجائے نگہبانون کو قتل کرے اور قیدی کو چھڑا کر لائے مالکہ نے حکم دیا کھانا تیار کرو فوراً کھانا تیار ہوا اُسمین بیہوشی ملائی کنیزون کو ارشاد ہوا کنیزون نے خوانون مین کشکر سر پر رکھا وزیرزادی سوار ہوئی کھانا لیکر چلی جب قریب قیدخانے کے پہونچی تو نگہبانون نے پوچھا کون آتا ہی جواب دیا حسینہ بانو کی وزیرزادی ہون براے ضرورت نکلی ہون یہ کہکے قریب پہونچی نگہبانون نے پوچھا کیا لائی ہو کہا نذر لات و منات کا کھانا ہی لیلو قیدی کو بھی کھلواؤ نگہبانون نے کہا رات کا وقت ہی دروازہ نہین کھلسکتا وزیرزادی نے کہا کیسے دیوانے ہو تم لوگ تقسیم کرکے کھا لو مین جاکر مالک سے کہدونگی قیدی کو بھی کھلا دیا اُسنے کیا کوئی کہنے جائیگا شاہزادیون کے یہ ڈھکوسلے ہین نگہبان خوش ہو گئے کہا اے وزیرزادی سچ کہتی ہو وزیرزادی نے کہا ایک قید ہی یہ کھانا نذر کا ہو رکھا نہین جائیگا کھڑے کھڑے کھا لو سپاہیون نے کہا

ابھی کھالینگے وزیرزادی نے کھانا تقسیم کیا سپاہیون نے کھڑے کھڑے کھایا لیکن دم بھر کے لیے وزیرزادی ہٹ گئی تھوڑی دیر مین سب سپاہی بیہوش ہوے اب وزیرزادی نے آکر سب کو قتل کیا قیدخانے مین آکر نور الدہر کو بیہوش کیا اور لے آئی صبح کو جو ملازمان ماہیار تاجدار آئے دیکھا قیدخانہ ٹوٹا پڑا ہی اور قیدی ندارد وہ عیار نیران تیزرو کو حکم ہوا کہ تلاش کرو یقین ہی کہ ملکہ حسینہ بانو کے یہان سے یہ فساد ہوا نیران چلا پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا تھا کہ کان مین آواز گانے کی آئی کھڑا ہو کر سننے لگا کہ کوئی خوش آوازنہ بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

دل عشاق لیکر ہاے کیا برباد کرتے ہین
عبث بیداد کر کے عشق مین برباد کرتے ہین
تمھارے عشق نے ہی کر دیا بازار و خفیف ایسا
ہمین کچھ فائدہ ہرگز نہ ہوگا ان حسینو ںسے
کبھی نزدیک اپنے غم کو آنے ہی نہین دیتے
جو تمنے چھین کر دل میرا بیدل کر دیا مجھکو
رہا کرتے ہین اب اپنے اسیران محبت کو
مجھے ڈر ہی نہ اثر ہو کہین فہر خدا نازل
ہمیشہ قمریان کنتی ہین کوکو کرکے گلشن مین
بلا کا سامنا جب ہند مین ہوتا ہوا سطوت

ستم ایجاد دہر روز اک ستم ایجاد کرتے ہین
خدا سے ہم بتان دہر کی فریاد کرتے ہین
کلیجہ تھام کر ہم ہجر مین فریاد کرتے ہین
عبث اپنے متاع دل کو ہم برباد کرتے ہین
جمال یار ہر دم دیکھکر دل شاد کرتے ہین
یون ہی معشوق سب عاشق کو کیا برباد کرتے ہین
ہمارے حق مین وہ کیا دیکھیے ارشاد کرتے ہین
بتان دہر عاشق پر بہت بیداد کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم اے غیرت شمشاد کرتے ہین
حسینؑ ابن علیؑ آکر مری امداد کرتے ہین

یہ اشعار سنکر نیران پشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر ملکہ حسینہ بانو کے پہلو مین بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی نیران جل گیا دیوار سے اترا منظور یہ ہی کہ دو مین سے ایک کو چرا لیجاؤن ایک گوشے مین اگر چھپا دو پہر رات گئے عاشق و معشوق نے آرام کیا نیران دبے پاؤن سے آیا پہلے قصد ہوا تھا کہ معشوق کو مین لیچلون مگر سوچا کہ یہ جوان صبح کو آفت برپا کریگا دربار مین ماہیار کے کشت و خون ہوگا یہ سوچکر نور الدہر کو بیہوش کیا پشتارہ سہولیت مین اٹھا لیا لیکر چلا صحرا کو

ذکر کے دربار مین ماہیار کے آیا صبح کا وقت ہی ماہیار تخت پر بیٹھا ہی کہ نیران نے
آکر پشتارہ پیش کیا ماہیار نے کہا ہوشیار کرو کہا ای شہریار یہ فقیر منبۂ جرأت یکہ تاز میدان
جلالت ہو ابھی تو آفت برپا کریگا بہتر یہ ہی کہ اول اسکو مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار
ہو ماہیار نے حکم دیا لوگون نے نور الدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین ہوشیار کیا
نور الدہر بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ماہیار نے جھلاکر
کہا ای جوان تو نے میرا حکم دیکھا کہ تجھکو پھر قید کرا منگوایا اب کیونکر زندہ بچیگا یہ کہکے
جلاد کو بلایا کہا اس جوان کو جلد قتل کر مگر ملکہ حسینہ بانو کی جو آنکھ کھلی پہلو مین شاہزادہ
نور الدہر کو نہ پایا بیقرار ہو کر اُٹھی کنیزون سے کہا دیکھو تو شہریار کہان تشریف لیگیے
کنیزون نے کہا باغ مین تو کہین نشان نہین مگر دیوار پر نشان معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
آکے لیگیا ملکہ حسینہ بانو نے حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ کون لیگیا چند کنیزین گئین
اور روتی ہوئی آئین کہا ای ملکۂ عالم ماہیار نے شہریار کو منگوایا دربار مین سامان
قتل ہو رہا ہی یہ سُنکر ملکہ حسینہ بانو اُٹھی نقاب چہرے پر ڈالی بادیان پر سوار ہو کے
باہر نکلی بارہ ہزار سوار اسکے ملازم ہین اُنھون نے جو خبر پائی کہ ملکہ سوار ہوئین تیار ہو کر
آئے بارہ ہزار سوارون کو لیکے چلی یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر زیر تیغ بیٹھے ہوے
ہین جلاد نے کوے کا خط گردن پر کھینچا نشانگین لگا رہا ہی ماہیار حکم دے رہا ہی کہ جلد
قتل کر جلاد ہر مرتبہ خنجر چمکا کر قریب آتا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون مگر صورت زیبا دیکھکر تھم جاتا
ہی کہتا ہی ای بادشاہ یہ جوان بے خطا ہی اگر مناسب ہو تو معاف کیجیے کہ یکایک بیرون
بارگاہ بلوہ ہوا ماہیار نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ حضور حسینہ بانو
بارہ ہزار فوج سے آئی ہی آپ کی فوج کو قتل کر رہی ہی فوج مین ہنگامہ گرم ہی افسر سب
غل مچاتے پھرتے ہین اُسکے ساتھ کے بارہ ہزار وہ جری و بہادر ہین کہ پچاس ہزار کے
جی چھٹوا دیے ہین ماہیار یہ سُنکر سوار ہوا باہر آکر دیکھا کہ ملکہ حسینہ بانو ایک بادیان
مشکی پر سوار نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑی سر بتا کے کمر پر ہاتھ مار دیا فورًا
اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوانون کو مارا ماہیار کو جو آتے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ

کیا کہ اِس نامرد کو بار لو مگر صاحبو خبر تو لو کہ اُس شہریار پر کیا گذری کنیزون نے خبر دی کہ بارگاہ مین قید بیٹھے ہوے ہین کئی سو نیزہ دار گرد جلاد قتل کرتا تھا جب آپ پہونچین تو آپ کے آنے سے قتل موقوف رہا مگر ماہیار باہر نکل آیا ہو حسینہ بانو نے فوج کو اِشارہ کیا کہ ماہیار کو گھیر لو تفنیون نے بڑھکر آوازین لگائین کہ اے مردان عالم دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار رہی دارا و کیقباد و منوچہر کیا ہوے ع سب یہ خاک کے تھے پُتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر + بزرگان دین کہ جنکے واسطے زمین و آسمان پیدا ہوا وہ آخر کہان گئے کیا عدالت پروردگار ہی کہ اُنپر بھی وہی گذرا جو اہل دنیا پر گذرتا ہی انسان عیش و جیش دنیوی پر مرتا ہی سوچو تو کہ شداد ایسا صاحب اختیار جسنے اتنا جواہر جمع کیا کہ بہشت بنوائی مگر انجام کار حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گیا خود بہشت کو دیکھنے بھی نہ پایا راہی عدم ہوا نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش

اِس چمن کی ہوا سے بہمن و دَی
آستین زن چراغ محفل پہ ہی

خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آئے گیسوِ سُنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان +
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار +
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین +
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتیِ عالم +
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا امر خزان کا ڈر — خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہو کبود لباس
یہ گلستان نہین ہو قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون کی آواز سنکر بڑے فوج کے بڑھے مگر ملکہ اپنی مادیان کو کنارے لائین جب دیکھا کہ فوج نے ماہیار کو گھیرا ہو مادیان کو اڑکی مادیان طرارہ بھر کر قریب بارگاہ آئی جوش محبت مین اپنے کو اندر پہونچایا دیکھا کئی سو نیزہ باز اُس شیر کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین مگر نورالدہر بل کر رہے ہین زنجیر ہلا رہے ہین ایک جوان نے اُنھین سے کہا کہ او جوان ہمکو حکم ہو کہ اگر یہ جوان زیادہ بل کرے تو قتل کر ڈالنا ہم تجھکو قتل کرینگے نورالدہر نے کہا وہ نامرد ہو مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہو مقابلہ کر کے ہمکو گرفتار کرتا تو ہم مغفول ہوتے اُس جوان نے اُٹھکر ہاتھہ تلوار کا مارا نورالدہر نے ہاتھہ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی اُس شیر نے پھر کر نعرہ کیا قید سلاسل توڑی نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک جوان نے بڑھکر ہاتھہ مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا اور نعرہ کر کے اُٹھے لڑنے لگے اب نگہبان بھاگتے پھرتے ہین کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم نقابدار گلگون پوش اب نورالدہر نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ حسینہ بانو ہو آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نقابدار نے جواب دیا کہ تجھ ایسا معشوق تو گرفتار ہو اور مین گھر مین بیٹھون مجھسے تو ضبط نہ ہوسکا آخر آکر لڑی شکر ہو کہ تمنے رہائی پائی نورالدہر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا باہر آ کے نعرہ کیا نعرہ نورالدہر

نظیر حمزہ صاحبقران بحشم و تہہ — تشنہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر

نعرۂ شیر کی صدا سنکر ماہیار کے ہوش اُڑ گئے گھوڑا ہٹا کر کنارے ہوے ہین کہ ملکہ اور نورالدہر

ترغیب دے رہا ہی ہر ایک سے یہی قول ہو کہ بڑھکر طلسم کشا کو مارے جو پہلوان
سامنے جاتا ہی ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوتا ہی کئی سو پہلوان مقابلے مین
نور الدہر کے آئے مگر ہاتھ سے اُس شہریار کے مارے گئے ملکہ نیزہ چمکا رہی ہین جو
پشت پر سے آیا نیزہ مارا کہ توڑکر پشت کے پار گذر اکئی جوان جوش جرأت مین آئے
مگر کچھ نہ کر سکے مگر گھوڑی نے جو بد لگامی کی اور طرارہ بھرا ایک غول مین آکر باد ہان
اُنڑی کہ گوشہ نقاب کا چہرے سے ہٹ گیا اہل فوج کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئے
کلیجہ تھام لیا ہر ایک کا قول تھا کہ کیا عورت حسین وجمیل ہو انتہا کی شکیل ہی ایک نے
کہا وہ مرد بھی تو وضعدار ہی صاحب جرأت واختیار ہی انتی بڑی فوج کو جھیل رہا ہی
کوئی مقابلے مین نہین جاتا جو گیا وہ پست ہوا یا مارا گیا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر
جان بچے کیسے کیسے ساحرون سے مقابلے پڑے ہر مقام پر یہ جوان لڑا مگر کبھی
کسی سے زیر نہین ہوا فیلان کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ادھر آیا تھا فیلان کو بڑا
دعوی ہو مگر کچھ نہ چلی انکا سردار طہماس اُسنے بارگاہ مین آکر کیسے دریا سے خون
بہائے کسی سے کچھ نہ ہو سکا کہ اُسکو ٹوکتا یا لڑائی مین روکتا لیکن نور الدہر لڑتے
بھڑتے قریب ماہیار پہونچے ماہیار نے جو آتے ہوے دیکھا پہلوانون کو اشارہ
کیا سوفار صف شکن جھومتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا
مارا نور الدہر نے اوجھڑ سپر کی ماروی تلوار سوفار کی شکست ہوئی سوفار حیران
ہوکر دیکھنے لگا نور الدہر نے کہا کیون گھبراتا ہی اور تلوار لا کیکو برا سے مدد بلالے
جب تو حکم دیگا تب ہم وار کرینگے عاجز کرکے نہ مارینگے سوفار دوڑکر قدمون پر گر پڑا
کہا لاکھ جان میری آپکے ناخن پا پر نثار ہی یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا ساتھ نور الدہر کے لڑنے لگا تین ہزار جوان کہ جنکا یہ افسر تھا انھون
نے جو اپنے سردار کو دیکھا کہ فوج ماہیار کو قتل کر رہا ہی یہ بھی تلوارین پکڑکے جھکے
ماہیار کو گھیرا اب ماہیار حیران ہوا پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان نور الدہر نے
تلوار روک لی ماہیار دوڑکر قدمون پر گرا پروانہ وار گرد شمع جمال پھرتا تھا عرض کرتا

٢٠

تھا ای شہریار عمر بھر سانحہ رہیگا نور الدہر نے ماہیار کو گلے سے لگایا لڑائی ختم ہوئی لڑائی کو فتح کرکے پلٹے مگر نیران عیار بیتاب ہوکر بھاگا حیران ہی کہ ماہیار نے کیا غضب کیا کہ مسلمان ہوگیا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یون جھٹ پٹ مسلمان ہوجاے گا اب چلکر وہ تدبیر کرون کہ ان سب کو قتل کراؤن ہوشیار کر گردن سوار اسکا بھائی ہی اُسکو لاؤن اِسنے تصویر خیالی ملکہ حسینہ بانو کی کھینچی اور لیکر چلا قلعہ ہوشیار مین پہونچا ہوشیار کو خبر ہوئی کہ نیران عیار آتا ہی اسنے سامنے بلوایا نیران نے فورًا آتے ہی تصویر پیش کی تصویر جو ہوشیار نے دیکھی بیقرار ہوگیا کہتا تھا کہ ای نیران یہ کیا ستم تو نے دکھائی دل قابو مین نہین ۔ ہا

نظم

مبتلاے آتش رخسار ہی
طوطی خط مرغ آتش خوار ہی

زورق مین ابروے دلدار ہی
آب مین ڈوبی ہوئی تلوار ہی

تا جبین پہونچا ہی جو دریاے اشک
صورت گرداب اب دستار ہی

دیکھکر جسم و سر مجنون کہا
آبلہ بالاے نوک خار ہی

یہ جہازی تیغ اگر تیری چلے
ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہی

عاشقون کا خون ہی سر پر چڑھا
یا کہ سرخ اُس ترک کی دستار ہی

کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ
مرکے بھی دو گز کفن درکار ہی

مین وہ عاصی ہون مرا تار سرشک
غیرت تسبیح اِستغفار ہی

کہتے ہین عقد ثریا سب جسے
اُس قمر کا طرۂ دستار ہی

خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی
کسکا سطوت طالب دیدار ہی

یہ اشعار پڑھکر رونے لگا نیران نے کہا ای شہریار یہ معشوق تلوار کی باڑھ پر ہی آپ کے بھائی صاحب اِسپر عاشق ہوے تھے وہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اب اُسکے قبضے مین آگئی اگر آپ چلکر طلسم کشا کو قتل کرین اور بھائی کو بھی مٹائین تو البتہ اِس معشوق کو پاوین ورنہ بہت دشوار ہی کہ یہ معشوق دستیاب ہو ہوشیار نے کہا مین ابھی چلتا ہون یہ کہکے لشکر تیار کرایا ساٹھ ہزار پیدل جمع ہوے آپ

گینڈے پر سوار ہوکر چلا یہان نور الدہر کو بڑا خیال لشکر کا تھا دو دن قلعے پر مقام
کیا ملکہ حسینہ بانو سے وعدہ عقد کا کرکے لشکر ساتھ لیا ماہیار بھی ہمراہ ہی غرض طرف
فیلان کے روانہ ہوے یہان فیلان کئی دن سے جنگ کر رہا ہی جو سردار نکلا
اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ساتوان دن ہی میدان مین نکلا پکار رہا ہی شبرنگ بھی
ڈھونڈھکر آیا کہین نور الدہر کا پتہ نہ پایا شبرنگ سردارون سے کہہ رہا ہی کہ اگر آپ
لوگ حکم دین تو نور الدہر کی صورت نبکر اِس سے مقابلہ کرون اِسکو مار لونگا یا
کسی کنوئین مین گراؤنگا مگر فیلان سر میدان پکار رہا ہی کہ ای فرقۂ خدا پرستان کوئی
میرے مقابلے مین نہین آتا سب سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خدا ے
بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نجم اختر شناس
آمادہ ہی کہ اگر لشکر پر آ پڑیگا تو مین ضرور سحر کرونگا شبرنگ کہتا ہی آقا ے نامدار کے
خلاف ہوگا تمھاری صورت سے بیزار ہوجائینگے اور فیلان بھی پکار کر کہہ رہا ہی کہ
طلسم کشا بھجدے ساحرون کے بھیجے ہین تو غیر ساحر کا مشتاق ہون اگر سحر کے
مشتاق ہو تو سر ساحم کو بلاؤن سب کی مشکین باندھ لے جائیگا کوئی اُسکے سحر سے
امان نہ پائیگا شبرنگ ہر مرتبہ قصد کرتا ہی مگر نجم روکتے ہین سکندر ثانی بوٹیان اپنی
کاٹ رہے ہین کہتے ہین کیون شبرنگ یہ کیسا ستم ہی ابھی کہو تو ایسا سحر کرون کہ
یہ اپنا گلا کاٹ لے یا بھاگ جائے کوئی سامنے نظر نہ آئے اور سردار پکار رہے
ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کردے نظم

ای از کرمت امید دارم — جز مرحمت تو کس ندارم
رحمی کن و دستگیر من شو — ای فیض رسان جملہ عالم

تو آن عزیز جہانی کہ ساکنان فلک — بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن — کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

دیگر رباعی

شاہا نظر کرم بر من درویش نگر — بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر

بیقرار ہوکے جو سب نے دعا کی اہل فوج نے آمین کہی فیلان نے قصد کیا کہ یہی لشکر
لیکر جا پڑون مگر پھر ڈرتا ہو کہ شاہزادیان کھڑی ہین نجم اور ارسطو آگے بڑھے ہوے
سکندر ثانی بھی تلوار تول رہے ہین ڈور آتلوار کا کھول رہے ہین فیلان گینڈا
پھیر کر رہا ہی اہل فوج آمادہ ہین کہ یکبارگی جا پڑین اور خوب بھڑ کر تلوار چلے افسرونکو
تو آفا زخمی کر چکے کوئی افسر لایق مقابلہ نہین ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا
کہ آگے آگے سب کے نورالدہر بن بدیع الزمان تخت پر ماہیار تاجدار بارہ ہزار
جوان ہمراہ آتے ہین نورالدہر نے جو دیکھا کہ فیلان میدان مین جھوم رہا ہی اہل لشکر بھی
بیتاب و بیقرار ہین سکندر ثانی نے تاج کو بوسہ دیکر تخت پر رکھا ہی مرکب طلب کیا ہی کہ
سوار ہو کر مقابلۂ فیلان مین جاؤن نورالدہر نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ
جمجاہ عہد کے خلاف ہی بہ خفیر آپہونچا مرکب کو چمکا کر مقابلۂ فیلان مین آئے تھے
کہ فیلان نے دیکھتے ہی نیزہ مارا نورالدہر نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا فیلان نے
گرز اٹھایا نورالدہر نے گرز کو تلوار سے قلم کیا فیلان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر کا شانہ زخمی ہوا گھوڑے سے کود پڑے خوف ہوا کہ گھوڑے کو زخم نہ
پہونچے فیلان نے جو نورالدہر کو پیدل پایا بڑی دھت سے کنکے اشارہ کیا فیل
نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ بڑھا دیئے آسنے بھسونڈے مین دونون
ہاتھ لپیٹے نورالدہر نے بہ قوت صاحبقرانی دونون پانون پر فیل کے جمائے
اور دونون ہاتھون سے بھسونڈ اٹھا مابہ قوت تمام ہگہ مارا کہ ہاتھی کی گردن کھینچکر
پھینکدی ہاتھی چرخ کھا کر گرا مگر فیلان کود کر الگ ہوا پیدل دیکھکر نورالدہر کو
فیلان لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ نورالدہر
کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ہرچند کہ شانے سے خون بہ رہا ہی مگر اس قوت سے
لڑ رہے ہین کہ فیلان تنگ ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر جان بچ جائے تو پھر کبھی
ارادہ نہ کرون طلسم کشا بلا سے روزگار ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون قصد کرتا مگر جان
دیے ہوے لڑ رہا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر شکست پاؤن توڑے دوڑون مگر یہ شیر بیشۂ

صاحبقرانی بلطف جنگ کر رہے ہین اپنے زخمی ہونے اور شانے سے خون بہنے کا خیال بھی نہین
کر یہ سانحہ گذرا کہ ایک مقام پر فیلان ریلکر لے دوڑا چند قدم ریلکر لایا نورالدہر دم
کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر چھ سات قدم ہٹے وہان لاکر فیلان نے ہکہ مارا
بابان گھٹنہ آشنا بزمین ہوا فیلان اوپر آکے چھایا ایک زور اس طرح پر کیا تھا کہ
اگر پہاڑ پر زور کرتا اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون نورالدہر تڑپ کے اُٹھے ریلکر لے
دوڑے پندرہ قدم پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے فیلان کے آشنا بزمین ہوے چاہا
تڑپ کے لنگر قایم کرون مگر نورالدہر نے دونون ہاتھ ستونون کیے لنگر نہ جمنے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بسینہ
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون فیلان نے پکار کر آواز دی
ای شہریار الامان یہ نیازمند مسلمان ہوتا ہی چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون حلقۂ
اطاعت گوش جان مین ڈالون نورالدہر نے بسہولیت ہاتھ سے رکھدیا فیلان کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو بلایا کہا صاحبو مین نے اس شیر کی
اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ یہان رہے ورنہ میرے ساتھ سے نکلجائے
نصف فوج مسلمان ہوئی نصف بے ایمان رہی راہ صحرا لی نجم اختر شناس و ارسطو
وغیرہ حاضر خدمت ہین سکندر ثانی بھی حاضر ہین خواجہ عمرو سے نورالدہر باتین کر رہے
ہین کہ عم نامدار آپ کو بڑی تکلیف ہوئی یہ جو لوگ نئے مسلمان ہوے ہین خیمے وغیرہ
لیکر آتے جاتے ہین نورالدہر باتین کر رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین کہ ای فرزند
افلاس نے بہت پریشان کیا ہی مہاجن بگڑے ہوے ہین کہتے ہین کہ اس مہینے کا
سود ادا کیجیے نورالدہر نے کہا خزانہ جو یہ آیا ہی اسمین آپ کا حصہ ہی اسے لیجیے اور
صرف مین لائیے خواجہ نے خوشی خوشی خزانے پر جا کر جال مارا سارا خزانہ اٹھا کر
نذر زنبیل کیا نورالدہر سے آکر عرض کی کہ حضور وہ خزانہ تو خالی پڑا ہی نورالدہر نے
کہا جہان آپ کا قدم جائے پھر وہان زر کب رہ سکتا ہی کہ سکندر نے کہا ای شہریار

آپ کو بڑی مشکلین درپیش ہین مجھکو پیرزن نے خبر پہونچائی ہو کہ سرسام جادو وعدہ
کرکے آیا ہو کہ مین آگے نہ جانے دونگا لیکن غلام اُسکے سحر کو روک رہا ہو یہ ذکر تھا کہ
ایک دناٹا ہوا زمین صحرا ہل گئی اور آواز آئی کہ ارقیلان تو نے غضب کیا کہ کلمہ پڑھا
دیکھا جس مقام پر قیلان کھڑا تھا زمین شق ہوئی اور قیلان زمین مین سما گیا سامنے
دیکھا کہ ایک کوہ کلان دورہ کھینچے ہوے ہو معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے دیوار بنا دی ہو
سکندر نے کہا دیکھیے اُسکا ظہور ہوا اور ہمراہیان قیلان جسقدر آئے تھے وہ غرق
زمین ہوگئے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی دیکھا نورالدہر نے کہ ایک نازنین نہایت
حسین گلنار پوش کمال ناز و ادا سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو نظم

کسی نے مجھسا بھی صابر کوئی کہان دیکھا — کہ ہجر یار مین سیے نالہ و فغان دیکھا
جو دلپہ گرد ملال آہ کا دھوان دیکھا — نئی زمین نیا ہمنے آسمان دیکھا
بھلا سوال وصال اُس سے کسطرح کرتے — نہ اُس صنم کو کبھی ہمنے مہربان دیکھا
کبھی حرم مین کبھی اے صنم کلیسا مین — تمھارے حُسن کا جلوہ کہان کہان دیکھا
ہمیشہ حسرتین رہتی ہین خانۂ دل مین — تمھارے عشق مین خالی نہ یہ مکان دیکھا
خزان کی فصل مین تم دونون رہتے ہو نالان — نتیجہ ظلم کا صیاد و باغبان دیکھا
ہو آئے قبر پہ میری تو روکے کہنے لگے — کہ عاشقون مین نہ ایسا مزاجدان دیکھا
اُجاڑا فصل بہاری مین ضد سے گلچین نے — کہین جو باغ مین بلبل کا آشیان دیکھا
میان کوچۂ جانان صدا یہ آتی ہے — یہین پہ لٹتے ہوے مال کاروان دیکھا
زہے نصیب سگ یار نے پسند کیا — گرا پڑا جو مرا کوئی استخوان دیکھا
نظر مین اُسکی وقار فلک نہین سطوت — جہان مین جسنے علیؑ کا ہو آستان دیکھا

اِس رنگ مین یہ غزل گاتی ہوئی وہ نازنین آئی کہ نورالدہر اُسکی جانب بڑھے
اور پکار رہے ہین کہ اے نازنین مہ جبین ذرا قریب آ مگر سکندر ثانی نے جھولی پر
ہاتھ ڈالا چاہا کہ اشیاے سحر نکالون وہ نازنین بھاگ کر درۂ کوہ مین غائب ہوگئی
مگر کئی سو جوان اُس نازنین کے پیچھے درۂ کوہ مین غائب ہوگئے ہر سردار کف افسوس

ل رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون غضب کر گئی سب یہی چاہتے ہین کہ اِسکے پیچھے درہ کوہ مین جا کر
تلاش کرین اور ڈھونڈھکر اُسکو لائین مگر نور الدہر چونکہ سامنے کھڑے ہین اور سکندر
ثانی ایک ایک کو للکار رہے ہین فرماتے ہین یارو اِدھر نہ جانا جو سامنے مین پہاڑ
کے جائیگا اُسپر عیش و آرام حرام ہوگا اگرچہ اِس خوف سے کوئی نہین جاتا مگر تڑپ
رہے ہین ہمارے مرصع پوش سکندر کی نگاہ بچا کر قریب درہ کوہ آئی جیسے ہی اندر
قدم رکھا ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ہمارے مرصع پوش آگے
بڑھی دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہو ملازمان فیلبان تلوار کھینچے کھڑے ہین کسیکو جانے
نہین دیتے ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر کہا ہم اُس شاہزادی کی ملاقات کو آئے
ہین اُن لوگون نے راستہ دیا ہمارے مرصع پوش اندر باغ کے آئی وہ ہوا ایسے
خوشگوار چل رہی ہی کہ ہما کو فرحت حاصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی بوا آؤ کیون
تامل کرتی ہو بقول شاعر

نظم

آج آیا مرے گھر مین جو وہ یار آپ سے آپ
ہلسے شاید ہوا دور اسکے غبار آپ سے آپ

نہین معلوم رقیبون نے کہا کیا اُس سے
رُک گیا مجھسے جو ایدل وہ نگار آپ سے آپ

بن سنور کر جو تم اے یار نکل آے کبھی
دل ہوا آکے مرا تم پہ نثار آپ سے آپ

فصل گل کے لیے اِتنا نہ تڑپ اے بلبل
جب خزان جائیگی آئیگی بہار آپ سے آپ

آپ کی تیغ نگہ کا نہین اے جان قصور
دل جگر ہو مرا ہر ایک فگار آپ سے آپ

عطر بالون مین لگا کر جو وہ آیا شب وصل
پھنس گیا زلف مین اُسکی دل زار آپ سے آپ

بھولی صورت نظر آئی جو کبھی رستے مین
آئنیہ آنے لگا سطوت مجھے پیار آپ سے آپ

یہ اشعار جو اُس نازنین نے گائے ہمارے مرصع پوش نے کہا بوا مین تمھاری ہی
تلاش مین آئی تھی اُسنے ہنسکر کہا بوا مین تو باغبانچی ہون اگر میری برادری مین مجکو
منظور ہو تو لیجاؤ ہمانے قبول کیا اُسنے بیلچہ ہاتھ مین دیا ہمارے مرصع پوش روشین
صاف کرنے لگی یہان سکندر سب کو ساتھ لیکر پلٹے جب بارگاہ مین آئے تو ہما کو نہ
پایا کنیزون سے پوچھا تمھاری مالک کہان گئی ہین سبنے عرض کی حضور جب وہ نازنین

اشعار گاکر گئی تو ہماری بی بی اُسکے تعاقب مین گئین اُسوقت سے پلٹ کر نہین آئین ہم
متردد مین سکندر نے عرض کی اے طلسم کشا یہ رنگ اچھا نہین کل آپ تشریف لیجائین
اور لوح کو اِس پہاڑ سے مس کرین پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھیے لیکن رات ہی کو
ارسطوے ثانی بھی نکل گئے درہ کوہ طی کر کے باغ مذکور مین پہونچے اُس نازنین نے
اِنکے ہاتھ مین بھی بیلچہ دیا یہ بھی مصروف کاروبار ہوئے صبح کو جو نورالدہر نے دربار کیا دربار
مین آکر ارسطو کا حال پوچھا خدمتگارون نے بیان کیا کہ شب سے درہ کوہ مین گئے
مین پلٹ کر وہ نہین آئے سکندر نے کہا حضور جلدی کرین ایسا نہ ہو کہ کل سردارون
پر بھی معرکہ گذرے دیکھیے سردارون کا رنگ کیا ہو رہا ہے اِسی کے مشتاق ہین کہ مہلت
پائین تو درہ کوہ مین جائین نورالدہر اُٹھے وضو کر کے جیسے ہی متصل کوہ پہونچے دیکھا
درہ کوہ مین فیلان فیلدر فوج کو لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اِدھر نہ آئیے گا مگر یہ شیر بیشۂ
جرأت کب خوف کرتے ہین جھپٹ کر قریب درہ کوہ کے پہونچے لوح کو جو کوہ سے مس
کیا ایک دناٹا ہوا پہاڑ یکایک گرا وہ باغ ظاہر ہوا نورالدہر نے خود دیکھا کہ ہما اور
ارسطوے ثانی بیلچے ہاتھون مین لیے ہوے چمنستان مین کام کر رہے ہین نورالدہر
نے بڑھکر لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح کی چمک ہوئی ارسطوے ثانی بیلچہ پھینک کر
دوڑے پکارتے ہوے کہ اے شہریار غلام سے بڑی خطا ہوئی نورالدہر نے کہا کہ
ہمارے مرصع پوش کو بھی لاؤ ارسطوے ثانی جھپٹتے ہوے سامنے ہما کے پہونچے
ہمارے مرصع پوش نے جو ارسطو کو دیکھا بیلچہ دکھا کر کہا اِسطرف نہ آئیے گا ورنہ بڑا
صدمہ اُٹھائیے گا نورالدہر نے جو دیکھا کہ ارسطوے ثانی سے ہمارے مرصع پوش
بغاوت کرتی ہے اور سکندر نے بھی پکار کر کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے لوح کیا حکم دیتی ہے
نورالدہر نے جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا وسط باغ مین نخل چنار ہے چنار رجادو اُسکی بیچ مین
چھپا ہے اُسکو تلاش کر کے قتل کرو تب مشکل آسان ہوگی ایسا نہ ہو ہمارے مرصع پوش
اپنی جان دیدے کہ اُسکو رات بھر اِسی باغ مین گذری ارسطوے ثانی آپ کے
سامنے آگئے لوح کا عکس اُنپر پڑ گیا اِسوجہ سے اُنکو ہوش آیا مگر ہمارے مرصع پوش

آپ کے قریب نہین آئی سحر اسپر غالب ہوا اپنے ہوش مین نہین ہو نور الدہر جھپٹ کر
قریب نخل چنار آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی عکس پڑا نخل تھرا کر گرا بیچ سے اُسکی
چنار جادو نے سر نکالا پکار کر کہا ای طلسم کشا یہ سحر سر سام کا ہو میرے مارنے سے کیا
فائدہ ہوگا مین رخصت ہوتا ہون نور الدہر نے گھیرا چنار بھاگا بھاگا پھرتا ہو نور الدہر
قریب نہین پہونچ سکتے کہ ایک مقام پر ہمارے مرصع پوش روئی چنار جادو قریب پہونچا
کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اسکندر ثانی نے جو دیکھا کہ چنار جادو نکلا جاتا ہو ہمارا اُسکے پنجے
مین ہو جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک عقاب نکالا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا اور پڑھکر اُس عقاب
کو چھوڑا عقاب نے جاکر چنار کو روکا اور پر مارتا ہوا نیچے لایا کہ پنجے سے ہمارا چھوٹی
اور چنار نور الدہر کے سامنے گرا نور الدہر نے تیغہ طلسمی کا ہاتھ مارا کہ چنار کے
دو ٹکڑے ہوئے چنار کا مرنا کہ ہمارے مرصع پوش کو ہوش آیا دوڑ کر قدمون پر گری
عرض کی ای شہریار آپ کے اس انتظام سے مین بچی ورنہ دل مین یہ آتا تھا کہ آپ کے
دشمنون کو قتل کرون نور الدہر نے کہا ای ہمارے مرصع پوش یہ شعبدات طلسمی ہین
یہ باتین کر رہے تھے کہ دیکھا باغ غائب ہوا سامنے ایک قلعہ ہو سر بہ فلک کشیدہ بُرج
بارے کنگرے ہر برج مین زنگی بیٹھے ہین قرنا کو دم دے رہے ہین اُس قرنا سے یہ
آواز آتی ہو کہ ای طلسم کشا اسطرف نہ آنا مگر سکندر نے اشارہ کیا نور الدہر نے لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ سر سام جادو نے یہ شعبدہ بنایا ہو مگر آپ قلعے مین بہت ہوشیار
ہوکے جائیے گا قدم با قدم لوح ملاحظہ ہو سر سام جادو خود آیا ہو یہ قلعہ اُسی نے بنایا
ہو نور الدہر طرف قلعے کے جاتے ہین سر سام جادو کہ برج کلان مین بیٹھا ہوا تھا
نور الدہر کو جو دیکھا کہ قریب قلعے کے آپہونچے اپنے مقام سے اُٹھا ایک گوشے
مین آکر اپنے جھولی سے چند تصویرین کاغذ کی نکالین پکار کر کہا ای دلفریب طلسم کشا
کو مبہوت کر اپنے کو جلد پہونچا نور الدہر جیسے ہی پھاٹک پر پہونچے کہ پھاٹک قلعہ
کا کھلا دیکھا کئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے آئین نظم

لکھ چکا جب مین قاصد اکا غذ		سوے جانان خود اُڑ گیا کاغذ	

غم فرقت کی داستان لکھون اسقدر ہی کہان بھلا کاغذ
روے رنگین کی جب ثنا لکھی تختۂ باغ ہوگیا کاغذ
ہوش گم کردہ کا جو حال لکھا اڑ گئے حرف رہگیا کاغذ
ہجر کا حال اگر لکھون گا مین ہوگا وصلی کا بھی جدا کاغذ
نامہ لکھنے کے بدلے وحشت مین پھاڑ کر ہمنے رکھدیا کاغذ
ہاے قاصد کو قتل کر ڈالا پڑھکے دلدار تے مرا کاغذ
اُس مسیحا کا جب کہ خط آیا پائی صحت ہوا دوا کاغذ
حال وحشت لکھا تو چاک ہوا دامن جیب سے سوا کاغذ
لکھنے بیٹھا جو حال سوز جگر شعلے اٹھ اٹھکے جل گیا کاغذ
غیر کو لکھ کے مجھکو لکھتے خط واے تقدیر ہو چکا کاغذ
مرکے یہ میرے استخوان ہین سبک جانتا ہی انھین ہما کاغذ
ہین وہ نازک پڑھینگے کیا سطوت اسقدر تمنے کیون لکھا کاغذ

اُن سب کے آگے ایک حور شمائل باناز و ادا اینٹاتی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا بے اختیار ہاتھ بڑھا دیے اُس مہ جبین نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ دیا کہا اے شہریار خانۂ عیش مین چلیے ملکہ دلفریب آپ کی مشتاق ہین نور الدہر اُن سب کے ساتھ چلے سکندر نے جو بیرون قلعہ سے یہ حال دیکھا کہا لو غضب ہوا اب یہ جاکر لوح طلسمی دیدینگے اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو پہونچائیے ایسا نہو کہ لوح قبضے سے نکلجائے سامنے عیش خانہ ہی خود سرسام دلفریب بنا ہوا بیٹھا ہی دل پر اُسنے قبضہ کرلیا دیکھیے لوح نہین ملاحظہ فرماتے باعث خرابی ہی غلام کو بڑی بینائی ہی خواجہ کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بہ شکل بقراط بنے اور تخت زبرجدی پر سوار ہوے یہان نور الدہر ہمراہ اُن عورتون کے ایک قصر مین آئے مسند بچھی اُسپر بیٹھے کہ پہلو سے پردہ اُٹھا اُن سب نازنینان مہ جبین نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ دلفریب باہر آؤ طلسم کشا تشریف لائے ہین

کہ سامنے سے پردہ اُٹھا برق چمک گئی نور الدہر نے آنکھیں ملا کر دیکھا ایک نازنین
چہار دہ سالہ کہ چہرے پر اُسکے نگاہ نہین ٹھہرتی مسکراتی ہوئی باہر نکلی قریب نور الدہر
آکے بیٹھی ہنسی مذاق کرنے لگی یکایک کہا کہ ای شہریار میرے سینے مین درد ہوتا ہی ذرا
لوح طلسمی مجھکو دیجیے کہ مین سینے سے مس کرون۔ ساحران طلسم نے سحر کیا ہو کہ کلیجہ نکلا
جاتا ہی قلب تھرّا تا ہی نور الدہر نے چاہا کہ لوح گلے سے اُتارون اور دلفریب کو دون
کہ ایک آواز آئی ای دلفریب کیا کہنا خوب مرغ زیرک کو پھانسا اب لوح سے لوٹ
جانے نہ پائے مابدولت بھی آگئے دلفریب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند بقراط بھی
تخت اُڑاتے ہوئے آتے ہین دلفریب اُٹھ کھڑی ہوئی نور الدہر بیٹھے رہے قبضے پر
ہاتھ رکھا ارادہ ہی کہ اسپر جا پڑون کہ دلفریب نے پشت پر نور الدہر کی ہاتھ رکھا
کہا ای شہریار یہ خداوند ہین انکا پاس ضرور ہی نور الدہر نے اُٹھکر سلام کیا بقراط نے
دعائے جان درازدی مگر بقراط نے تخت سے کود کر دلفریب کا ہاتھ تھام لیا اور
طرف نور الدہر کے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا مراد یہ تھی کہ بائین آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ
تھا کہ لوح ملاحظہ کرو نور الدہر نے فوراً لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ یہی لوح ملکہ
دلفریب کے سر سے مس کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو لوح دیکھتے ہی نور الدہر
کو ہوش آگیا اور سمجھے کہ بہ شکل بقراط خواجہ عمرو ہین ان کا حکم ضرور بجا لاؤن ظاہر ہوا
کہ برائے تعلیم آئے ہین فوراً قبضے پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے اور للکارا کہ او دلفریب اب
کہان جائیگی لوح کو اُسکے سر پر رکھدیا جیسے ہی لوح اُسکے سر سے مس ہوئی اُسنے
ایک چیخ ماری سحر دفع ہوگیا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہو مگر گندے
تول رہا ہی فوراً پر پرواز پیدا کیے اور سامنے سے نکلگیا یہ کہکر کہ او طلسم کشا کہان
جاؤگے اُن عورتون نے چاہا کہ بھاگین نور الدہر نے تیغ طلسمی کھینچا جسکو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو نازنین سب کے آگے تھی کہ انکو لگا کر لائی تھی وہ بھاگتی
پھرتی ہی سامنے نہین آتی نور الدہر نے بڑھکر جب لوح چمکائی تو وہ ٹھہری فوراً
نور الدہر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکا مرنا کہ سب عورتین جل گئین مکان بھی

غائب ہوا اپنے کو کنارے پر لشکر کے پہونچایا خواجہ عمرو برابر کھڑے ہین اور کہ رہے ہین
کہ ای نور نظر حقیقت مین اس طلسم مین بڑے عجائب و غرائب ہین قدم بقدم لوح دیکھو کسی
مقام پر تامل نکرو سکندر نے بڑھکر خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
اگر آپ ذرا بھی دیر کرتے تو لوح نکلجاتی مگر افسوس ہی کہ سر سام نکلگیا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین
ہلڑ ہوا دیکھا کہ سب بھاگے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین نور الدہر نے پوچھا خیر تو ہی
یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال آپڑا
سات لاکھ فوج ساتھ ہی طہماس بھی زخمی ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی اور رو ہ
پہلوان و سپہدم نعرے کرتا ہی کہ منم قتال مردم ور سکندر نے کہا جلد اپنے کو پہونچایئے
جو سر دار اُسکے سامنے گیا وہ زخمی ہوا وہ حضور ہی سے دیگا نور الدہر پشت مرکب
پر سوار ہوے مقابلے مین قتال کے پہونچے جسپر عکس لوح کا ڈالا وہ بھاگا للکار کر
آواز دی او قتال کہان جاتا ہی قتال نے گینڈا بڑھایا مقابلہ نور الدہر مین آیا نیزہ
مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا نکالدیا اُسنے گرز کا وار کیا نور الدہر نے گرز کو قلم کیا مگر اب
قتال دست پاچہ ہوا چاہتا ہی کہ گینڈا بڑھاکر نکلجاؤن مگر سکندر نے سامنے آکر للکارا
کہ او قتال شہر یار سے مقابلہ نہین کرتا اب جرأت اپنی دکھا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا
نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ قتال گینڈے سے
گرا نور الدہر بھی گھوڑے سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ہر طرف سے فریاد
فریاد کی آواز آنے لگی ہمراہیان قتال بھاگے صحرا مین جاکر غائب ہوتے تھے
اپنی بیکسی پر روتے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ قتال نے وعدہ کیا تھا کہ مین طلسم کشا
کو قتل کرونگا اب کیون گھبرا رہا ہی نور الدہر نے ایسے دو تین گھونسے مارے کہ ذرہ ذرہ
پارہ پارہ ہوگئی جسم سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی جان سے بیزار ہی لیکن ہر مرتبہ چاہتا ہی
لوح پر ہاتھ ڈالون اور لے بھاگون نور الدہر ہاتھ پر اُسکے تھپکی مار دیتے ہین آخر
کوٹے پر لاکے قتال کو دے مارا قتال کا گرنا کہ سب فوج والے بھاگ گئے
جاکر درختون کے پیچھے چھپے کہتے تھے طلسم کشا کے قبضے مین لوح ہی اُسپر کون غالب

ہوگا نیپال جادو بڑا مکارہ حیلہ ساز ہو اُسنے قتال کو بھیجا مگر نورالدہر جھپٹ کر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی قتال نے کہا اے طلسم کشا مین
خداوند کو بُرا نہ کہونگا جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو نورالدہر نے قتال کو چیر کر پھینکدیا قتال
کا مارے جانا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین بیر غل مچاتے تھے کہ ہمارا افسر
قتل ہوا اب کیا تدبیر کرین کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے پانی برسنے لگا چند قطرے جو جسم
قتال پر پڑے یا خداوند لقراط کہکے اُٹھ بیٹھا نورالدہر نے چاہا پیچھا کرون مگر قتال
نکلگیا آگے جاکر گینڈے پر سوار ہوا طرف قصر سرسام کے چلا نورالدہر تو لڑائی کو فتح
کرکے پلٹے سب سردار بخیر وعافیت پلٹے مگر سکندر نے کہا اے شہریار غلام کو حرارت
معلوم ہوتی ہو لوح کا عکس بھبھوڑا لیے جیسے ہی نورالدہر نے لوح کو چمکایا سکندر کے
ہاتھ پانؤن مین طاقت آگئی حرارت موقوف ہوئی مگر سرسام جادو اپنے قصر مین
بیٹھا ہو کہ لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا وہ آکر پھٹا دیکھا نیپال جادو پریشان آکر پہونچا
سرسام نے پوچھا اے نیپال کیا کیا نیپال نے کہا مین نے اپنی بھائی قتال کو برائے
تباہی لشکر طلسم کشا روانہ کیا ہو سرسام نے کہا اُس سے کچھ نہ ہوگا کہ سامنے سے دیکھا
قتال بھاگا ہوا آتا ہو آکے سامنے گر پڑا نیپال نے پوچھا اے برادر کیا ہوا قتال نے
کہا طلسم کشا سے لڑا آخر زیر ہوا اُسنے مجھے چیر کر پھینکدیا مگر لکۂ ابر رحمت خداوند آکر برسا
اُسنے روح تازہ عطا فرمائی مین اُٹھتے ہی بھاگا یہان تک پہونچا چاہتا تھا کہ سکندر کو
بیمار کردون مگر عکس لوح نے اُسکو بھی بچایا صحیح و سالم ہوا سرسام و نیپال و قتال
یہ تینون بیٹھے صلاحین کر رہے ہین مگر سرسام کہتا ہو مجھکو خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہووے
طلسم کشا پر مائل ہو ورنہ گلنار زعفران پوش اپنی بیٹی کو روانہ کرتا یہ ذکر تھا کہ ایک
ابر زعفرانی سامنے سے اُٹھا سرسام نے کہا لو وہ خود آتی ہین ابر سامنے آکے پھٹا
تخت پر ایک نازنین کو دیکھا چہاردہ سالہ نہایت حسین وجمیل دریاے جواہر مین
غوطہ زن حسن مین رشک نسرین و نسترن غنچہ دہن رشک چمن جھولی بائین ہاتھ پر
تخت زمین پر آیا سرسام کو سلام کیا سرسام نے کہا اے نور نظر ابھی صلاح ہوئی

تھی کہ گلنار زعفران پوش کو روانہ کرین مگر تمہیر ظاہر کیا جاتا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو تباہ کرو
مگر اے نور نظر جمال طلسم کشا سحر ہو نگاہ اُٹھا کے نہ دیکھنا جہانتک ہو سکے اپنے کو بچانا گلنار
نے کہا اے والد نامدار وہ عورتین بڑی حماقت زدہ ہین کہ جمال طلسم کشا دیکھکر مائل ہوئی ہین
مین نگاہ بھر کے بھی نہ دیکھونگی جاتے ہی لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون اے قتال تمنے کیا کیا
کہ جا کر کر کے یہ برا کام کیا قتال نے کہا اے ملکۂ عالم مین پہر بھر کامل لڑا آخر طلسم کشا سے
جب مقابلہ پڑا تو زیر ہو گیا طلسم کشا نے مجھکو چیر کر پھینکدیا ابر رحمت خداوندی اگر برسا
اُسنے روح تازہ عطا کی یہانتک پہونچا گلنار زعفران پوش نے کہا اے والد نامدار مین
جا کہ لشکر طلسم کشا کو ویران کرونگی کہ طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال جنگلون مین مارا
مارا پھرے اور لوح نہ دیکھ سکے سر سام نے کہا اے نور نظر مین نے بڑے بڑے انتظام
کیے اور حکم خداوند کا آگیا ہو کہ ہمارے مرحلے سے طلسم کشا نہ گذرنے پاے مین نے قلعۂ
دلفریب بنایا طلسم کشا کو تسخیر کر لیا تھا عین وقت پر ساربان زادہ آیا اُسنے آکے
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا طلسم کشا نے لوح دیکھی مین تو بھاگا مگر دلفریب قتل ہو گئی
ایک چند ساعت اگر طلسم کشا ہوشیار نہ ہوتا تو مین لوح لے لیتا پھر طلسم کشا کی کیا مجال
تھی کہ مجبور و باندھ ڈالتا گرفتار کر کے خدمت خداوند مین لے جاتا وہان پہونچتے ہی مین
سامان قتل کراتا مگر ساربان زادہ بصورت خداوند لقراط آیا ہوشیار کر دیا لیکن اے
نور نظر ایسا سحر کرنا کہ ہمراہیان طلسم کشا اُسکے دشمن ہو جائین اور ارادہ قتل کا کرین
مگر تم پردے مین رہنا گلنار نے کہا اے والد نامدار مین خود ایسی ایسی صورتین بناتی
ہون کہ جنکو انسان دیکھے تو مبہوت ہو جائے مین کیا اُسکے جمال ظاہری کو دیکھونگی
مین بھلا اُسکو دیکھکر کیا مائل ہونگی وہ فساد برپا کرون کہ سرداران طلسم کشا دیوانے
ہو کر طلسم کشا پر تلوار کھینچین طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہو سر سام نے عرصۂ دراز
تک گلنار زعفران پوش کو بخوبی سمجھایا آخر گلنار نے بگڑ کر کہا اے والد نامدار جو آپ
کو یہ خیال ہو تو مجھکو نہ بھیجیے سر سام نے کہا اے نور نظر وہ سختی پڑی ہو کہ مجھکو کچھ نہین
سوجھتا ہو یہی خیال ہو کہ جان جائے مگر طلسم کشا برباد ہو شاید اس تدبیر مین مطلب

نکل آئے مگر خوف کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو تم جاکر طلسم کشا پر مائل ہو اور رہبری دشمن
ہو جاؤ سحر تمکو سب طور کے تعلیم کر چکا اگر مقابلہ پڑے تو مین تمہارا کچھ نہین کر سکتا مین نے
کتاب تمکو تعلیم کر دی اِسوجہ سے کہ سمجھاتا ہون گلنار نے کہا آپ کو وحشت ہی مین ابھی
جاتی ہون اور لشکر طلسم کشا تباہ کر کے آتی ہون طلسم کشا اکیلا رہے دشت نوردی
کی جفا سہے یہ کہکے گلنار زعفران پوش طاؤس پر سوار ہوئی برائے تباہی لشکر طلسم کشا
چلی بعد جانے گلنار کے سرسام کو ایسا خیال تھا کہ نیپال سے کہا کہ اے نیپال تم
جاکر اِس مہ جبین کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو دیکھکر وہین رہجائے تو میری
جان پر بنجائیگی جو حرکت کرے مجھکو خبر دینا خبردار بیٹھ نہ رہنا نیپال بعد جانے گلنار کے
چلا یہان گلنار آکر پہاڑ پر ٹھہری یہان وقت وہ ہی کہ نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین
کل سرداران غیر ساحر قریب بیٹھے ہین ایک سمت سب ساحر بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہے
کہ اب حضور طلسم کشائی کو جاوینگے نور الدہر فرماتے ہین کہ اب مین کیا تامل کرونگا
نور الدہر سے سکندر ثانی نے عرض کی اب حضور جلدی کرین مگر مجھکو یقین نہین ہے
کہ حضور برائے طلسم کشائی جا سکین کوئی اُفتاد آیا چاہتی ہو کہ طہماس اپنے مقام سے
اُٹھے کہا اے شہریار آپ نے ہمارے ساتھ بڑی کج ادائی کی ہمکو مسلمان کر لیا اپنے مذہب
سے چھوٹے آپ نے کیا مرتبہ دیا ہم آپ کو قتل کرینگے دوسرا سردار اُٹھا اُسنے بھی
ایسا ہی کچھ کہا چالیس سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نور الدہر کو گھیر لیا قبضون
پر ہاتھ ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم حضور کو قتل کرینگے نور الدہر جواب دیتے ہین
کہ یارو مین نے کیا تمھاری خطا کی کہ جو یہ ارادہ کرتے ہو یہ تکرار ہو رہی ہی نور الدہر
تیغہ طلسمی لیے کھڑے ہین سب اِسی کے منتظر ہین کہ طہماس وار کرے تو ہم بھی اپنا وار
کرین سب گھیرے ہوے ہین نور الدہر بیرون بارگاہ آئے سب کو جواب دیتے
ہین بھائیو تم ہمارے رفیق ہو آج کیا وجہ ہوئی کہ جو اِسقدر بگڑے ہو ساحر بھی اندر
سے نکل آئے مگر سکندر سب کو روکتے ہوے کہتے ہین کہ یارو تم بہت پچتاؤ گے
ایسے آقا کے ساتھ برائی کرتے ہو کہ جسنے کبھی تمھارے حق مین برائی نہین کی ہمیشہ

ورپی خیرخواہی رہنا ہو لہذا مناسب یہ ہو کہ براہ خیرخواہی تم کل کام کرو آخر مین پچھتاؤ گے سب
گرفتار ہو جاؤ گے مگر سردار بگڑے ہوے ہین کہ ہم آپ کو قتل کرینگے نورالدہر ڈٹے ہوے
کھڑے ہین نگاہ طہماس دیکھ رہے ہین طہماس ہر مرتبہ ساطور پر ہاتھ ڈالتا ہو اور کانپکر
رہجاتا ہو کہتا ہو اے شہریار مجھکو خیال یہ آتا ہو کہ آپ کے والد تاجدار بدیع الزمان جانی وفار
آپ کے غم مین جان دیدینگے اور یہ مشہور ہوگا کہ طہماس نے اپنے معشوق کو مار ڈالا
اہل لشکر اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین سردار لشکر والون کو سُنا کر کہتے ہین کہ جہو
تم بھی بلوہ کرو نورالدہر کو گھیر لو چہار طرف سے آپڑو مگر لشکر والے خاموش بیٹھے
ہین اپنے مقام سے نہین اُٹھتے مگر گلنار نے جو دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین حیران ہوکر کہا کہ اے گلنار پہلے اِن سب کو بگڑنا چاہیے تھا پلٹ کے جو دیکھا اِسنے
تو نیپال جادوگر کو گلنار کے روک رہا ہو کہا کیون او ناہنجار تونے یہ کیا کیا نیپال نے
چاہا جواب دوں گلنار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ نیپال کے دو ٹکڑے
ہوے مار کر نیپال کو گلنار اُٹھی کہ دیکھون میرے سحر نے کیا کیا کچھ بڑبڑاتی جاتی ہو کبھی
نگاہ سحر آگین سے اِشارہ کرتی ہو کہ زیر کوہ تڑ ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال یوسف
خصال کئی سو جوانون کے بلوے مین گھرا ہوا مگر تلوار کھینچے کھڑا ہوا اور جواب دیتا ہو
کہ دیکھو یارو مجھے قتل کرکے بہت پچھتاؤگے تم سب قید ہو جاؤگے مین جانتا ہون کہ
یہ عجائب وغرائب طلسم ہو کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہو کہ میرے قتل کی تدبیر ہو گہر ریزی
زبان معجز بیان کی گلنار کو بہت پسند آئی جی مین کہتی ہو کہ حقیقت مین طلسم کشا نہایت
فصیح وبلیغ ہو اتنے جوانون کو روکے ہوے کھڑا ہو کچھ خوف جان نہین حقیقت مین
کیا دلیر ہو بیشۂ جرأت کا شیر ہو کسکی مجال ہو جو اِس سے آنکھ ملائے یا مہلت پائے کیا
تدبیر کرون یہ سوچکر ہاتھ ہلا دیا سب تاجدارون پر سے سحر اُتر گیا طہماس منتین کرنے
لگا کہتا تھا آقا سے تاجدار ہین تو عاشق صادق ہون کسکی مجال ہو کہ آپ سے آنکھ ملائے
اب گلنار سامنے ہٹنے لگی کہ نورالدہر کی نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین سامنے کھڑی ہو
ہنس رہی ہو دیکھتے ہی نورالدہر مائل ہوے اشارہ کیا کہ اے شہنشاہ خوبی ادا سے

نظم
سرو باغ محبوبی

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
دنیا بہی ہو ساتھ مرا رنج ہجر مین
وہ سخت جان ہون مجھکو بھی ہی ناز و افتخار
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا
سب عاشقون کو اپنی رگ جان پہ ناز ہی
ٹھنڈا کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
نکلا خط سیاہ گئی رخ کی سادگی
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ای بخیل
خورشید داغ دلپہ ہی سطوت کو فخر و ناز

مجھکو ہی یار کے گل رخسار پر گھمنڈ
کیونکر مجھے نہ ہو دل بیمار پر گھمنڈ
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
تاحق ہی تجھکو رونق گلزار پر گھمنڈ
بے فائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ
اُس بُت کو ہی جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
خورشید کو ہی گرمی بازار پر گھمنڈ
باقی ہی آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ
بے فائدہ ہی دولت بیکار پر گھمنڈ
تمکو اگر ہی چاند سے رخسار پر گھمنڈ

یہ اشعار اور کلمات محبت آمیز جو سُنے تو گلنار کی شرم و حیا نے پردہ اُٹھا دیا دل ہی کہتا ہی کہ چلکر اِس نوجوان سے ملون دیکھون کیا خواہش رکھتا ہی سب سردار نور الدہر کو گھیرے ہوے گرد ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہی گرد ہالہ پڑا ہوا ہی حیران جمال محو دیدار ہو رہی ہی پہاڑ سے اُتر آئی نور الدہر بڑھے کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدون مگر سرسام جادو قصر مین اپنے بیٹھا ہی کہ نیپال کی تصویر جلگئی گھبرا کر کہا کہ غضب ہوا کسی نے نیپال کو مارا یہ کہکے پکارا کہ ای اخبار جادو خبر گلنار سُنا سامنے چند طائر بیٹھے تھے اُنمین سے ایک طائر اُڑکر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا سرسام نے سر پیٹ لیا مصاحبون نے پوچھا ای افسر اعلیٰ خیر تو ہی سرسام نے کہا کیا کہون زبان سے نہین نکلتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا افسوس مجھکو یہ ہی کہ مین نے اسمائ سحر اُسکو تعلیم کردیے جب مقابلہ پڑیگا تو مشکل پڑیگی مگر مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے کہا کہ گلنار پہاڑ سے اُتر رہی ہی نور الدہر بھی قریب آچکے ہین یقین ہی کہ گلنار قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ ہمارے سمجھانیکا یہ انجام

مین جانتا تھا کہ خیر و عافیت سے نہ پلٹے گی مگر تو تو کہتی تھی کہ اور عورتین مائل ہوتی ہین تاق
اپنے کو دیوانہ بناتی ہین صدمات اُٹھاتی ہین وہی تو نے بھی کیا اب براے ملاقات
جاتی ہو گلنار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ باپ گنڈے باندھے ہوئے آتا ہو چاہتا ہو کہ گرگر
پنجہ دیکر اُٹھا لیجاؤن گلنار نے سحر کیا کہ سرسام اُلٹ گیا سرسام نے گولہ مارا گلنار
نے کاٹ دیا بجلی کان سے اُتار کر پھینک ماری برق گری کہ سرسام کا زخمی ہوا یہ
کہکر بھاگا کہ او گیسو بریدہ تجھسے سمجھونگا تجھکو یہان رہنے نہ دونگا یہ کہتا ہوا نکل گیا
گلنار نے قریب نور الدہر کے آکر کہا بیبی شہریار حال بیر الگھل گیا سرسام جادو بہی
تھا نیپال کے مرتے ہی اُسکو خبر ہو گئی چند طائر اُسنے بنا رکھے ہین سب طرح کی خبرین
اُسکو سُناتے ہین وہ اس ارادہ سے آیا تھا کہ مجھکو لیجائے لیکن مین کب اُسکے سحر کو
مانتی ہون سرسام کو حقیر جانتی ہون لیکن وقت بے وقت یہ حملہ مجھپر کریگا نور الدہر نے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر کہا کیا مجال ہو اُسکی جو تمکو نگاہ کج سے دیکھے اگر پہلے سے مین یہ جانتا
کہ سرسام جادو ویسی ہو تو اُسکی تدبیر کرتا تیر مارتا کہ خطا کار زخمی ہو کر گرتا ہرچند کہ سحر
تمھارا چلگیا لیکن تمھارا خوف نہ گیا سونے کے وقت انتقام کر لیگا گلنار نے کہا کیا
مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی باتین کرتے ہوئے دونون دربار مین آئے ہما و مربع نشین
وغیرہ نے جو دیکھا سب شاہزادیون کو رشک ہوا آپس مین اشارے کرنے لگین
کہ صاحبو اِسکا بڑا اعزاز و اکرام ہوگا مربع نشین نے کہا اِسکا باپ اِسکا دشمن ہو اگر
وہ ہمسے میل کرے تو ہم اِسکو گرفتار کرادین اِسکا یہان رہنا بہتر نہین ہما نے کہا کہ
طلسم کشا کو ملال ہوگا مربع نشین نے کہا ملال ہو تو ہو ہم ملاقات اُس سے ضرور
کرینگے اور اِسکو گرفتار کرادینگے یہ کہکے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی اور طرف
قلعۂ سرسام کے چلی سرسام ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا زخم کو اپنے باندھ رہا تھا کہ دیکھا
ایک ابر آتش فشان آتا ہو جب قریب پہونچا تو مربع نشین کو پہچانا سرسام نے
اُٹھکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اِسوقت کہان آئین مربع نشین نے کہا تمھاری ہی
ملاقات کو آئی تھی تمھاری صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہو کر یہان مین جا کر بیٹھین

محفل مین شراب پی رہی ہین خوش اور محظوظ بیٹھی ہین ہم لوگون کو بہ نگاہ حقارت دیکھتی
ہین مناسب یہ ہو کہ انکو گرفتار کرلو سرسام نے کہا تم جا کر اُس سے باتین کرتی ہوئی
صحرا مین لاؤ مین کڑک کر گرونگا اُٹھا لیجاؤنگا اِس سختی مین قید کرون کہ تا قید حیات رہا
نہ ہو مربع نشین نے سرسام سے وعدہ کیا کہ مین فلان صحرا مین لیکر آؤنگی تم غفلت
مین آنا گرفتار کرلینا وہان سے مربع نشین نے آکر گلنار سے کہا تمھاری ہمارے یہان
دعوت ہی گلنار ہمراہ مربع نشین کے آئی پہلے بارگاہ مین دعوت کھائی ناچ گانا سُنا
اور پھر ہاتھ پکڑے کے باہر نکلی پوچھا اے گلنار تم کیا سمجھ کے نورالدہر پر عاشق ہوئین
بارہ چودہ معشوقین ہین گلنار نے کہا مجھے انکی خیر خواہی منظور ہی جسدن میرے ساتھ
بے اعتدالی کرینگے چلی جاؤنگی ہرچند کہ آرام نہ ملیگا مگر تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی
انکی محبت گریبان گیر ہو حقیقت مین کیا حُسن پایا ہو آپ اللہ نے بنایا ہو خوش مزاج
خوش چلن باجاہ و حشم فتاح طلسم خیال سکندری بقراط ایسا جادوگر اِنکے ہاتھ سے
بھاگا بھاگا پھرتا ہو اِسی خیال مین مین بھی چلی آئی دل نے نہ مانا کیا کرون یہ باتین کرتی
ہوئی صحرا مین پہونچی مربع نشین ہاتھ چھوڑ کر الگ ہوئین سرسام آسمان پر ٹھہرا ہا
تھا دیکھا کہ گلنار باتون مین مصروف ہی کڑک کر گرا کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا گلنار نے
چاہا سحر کرون لیکن ایسا نعرہ دیکر بلند ہوا کہ گلنار بیہوش ہو گئی کچھ زور نہ چلا سرسام
نے لاتے ہی لاتے راہ مین زبان مین سوزن دی قصر مین اپنے لیکر پہونچا اب جو گلنار
کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا زبان مین سوزن مبتلا سے دام رنج و محن بیقرار ہو کر
رونے لگی جی مین کہتی ہو کہ دیکھیے اب کیا ہو مگر یقین ہو کہ جب طلسم کشا کو خبر پہونچے گی
تو وہ ضرور میری رہائی کی تدبیر کرینگے یہان مربع نشین روتی ہوئی سامنے نورالدہر
کے آئین کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا کہ سرسام آکر گلنار کو لیگیا مجھکو خیال یہ ہی کہ لوگ
طعنہ دینگے اور کہین گے کہ دعوت مین لیگئین اور گرفتار کرا دیا مجھکو بڑا افسوس ہوا ہی
نورالدہر طرف خواجہ کے پلٹے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بہت کچھ خدمت مین حاضر
کرونگا گلنار کی رہائی کی تدبیر کیجیے خواجہ تو یہان سے نکلکر بیٹھے مگر سرسام نے اپنی

بیٹی کو قفس مین بند کیا اور قفس کو لٹکا دیا آپ مسند پر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ اب کیا تدبیر کرون
مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آواز دی کہ گلنار زعفران اُسکے
جاکر نور الدہر پر عاشق ہوئی بقراط جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی جاتا ہون اور اُسکو
گرفتار کرکے سرسام کے حوالے کرتا ہون جو چاہے وہ سزا دے تخت پر بیٹھکر چلا یہان
سرسام بیٹھا سوچ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب ہی کہ وہ ساربان زادہ اِسکی رہائی کو آئے
سابق مین بقراط بنکر آیا تھا اب جو آئے تو ایسا تھپڑ مارون کہ سر اُڑ جائے اِس سوچ مین
بیٹھا تھا کہ دیکھا بقراط تخت اُڑتا ہوا آتا ہی جی مین کہنے لگا کہ دیکھو ساربان زادہ آیا بظاہر
جھک جھک کر سلام کرنے لگا بقراط سوچا کہ یہ میرا بندۂ خاص ہی میرے آنیکی خوشی کرتا ہی
بقراط تخت سے اُترا سراپا کو سرسام دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا رنگ و روغن لگاتا ہی
نہین معلوم کہان سے تخت لایا ہی کہ تخت اُڑتا ہوا آیا ہی کسی شی مین فرق نہین فریب اگر
ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادے اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا دلفریب کو تو تو نے
قتل کرایا اگر تو تھوڑی دیر نہ آتا تو مین نوچ لے لیتا بقراط نے ہنسکر کہا ارے کچھ دیوانہ
ہوا ہی میری صورت ساربان زادہ بن سکتا ہی مین تم سبھونکا خداوند ہون سرسام نے
ایک تمانچہ مار اکہا او مکار اب بھی مکاری کرتا ہی اِس زور سے تمانچہ پڑا کہ تڑاکتے کی آواز
ہوئی بقراط نے لپٹ کر سرسام کو دے مارا سرسام کا جب زور نہ چلا تو اُسنے کاٹ کھایا
بقراط نے ایک چیخ ماری کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہی مگر سرسام نے بوٹی اُتار لی کہا ارے
ساربان زادے تیری بوٹیان چبا جاؤنگا بقراط نے پانوٗن سے جوتا اُتارا آپس مین خوب
جوتا چلا جب دو چار جوتے بقراط نے سرسام کو مارے اور سرسام پیٹ رہا ہی اور
زور رہا ہی کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا پانچ چار پتلیان یہ کہتی ہوئی آئین کہ اہو سرسام
تو نے غضب کیا کہ قدرت کے تمانچہ مارا دیکھ قدرت کا گال سرخ ہو گیا توبہ کر قدمونکو
بوسہ دے جب سرسام کے پیرون نے اِسطرح کہا تو سرسام قدمون پر گر پڑا اور کہا
یا خداوند معاف فرمایئے مگر ترچھی ترچھی نگاہون سے دیکھ رہا ہی بقراط نے ہاتھ پکڑ کے
پوچھا کیون اے سرسام تجھے کیون دھوکا ہوا سرسام نے کہا یا خداوند جب مین نے

ولفریب کو بلایا ہی تو آپ ہی کی شکل بنکر ساربان زادہ آیا تھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس مین
آپ تشریف لائے میرا گمان غالب ہوا کہ ساربان زادہ پھر آگیا اسی پر میرا ہاتھ چل گیا
معاف فرمایئے سرسام نے بقراط کو لا کر سمجھایا اور سب حال بیان کیا کہ بیٹی میری ہاتھ سے
گئی بقراط نے سامنے بیٹی کو بلایا کہا کیون او شوخ دیدہ تو طلسم کشا پر جا کر مائل ہوئی طلسم کشا
کی معشوقین بہت ہین وہان تیرا اعزاز و اکرام نہ ہوگا ہمیشہ پریشان رہیگی گلنار نے
ضبط کر کے کہا او موے بوڑھے یہ بیچ مین تجھسے فریاد کرنے نہ آؤنگی مین کیا کرون طاقت
ضبط نہین ہو ایسا معشوق یوسف لقا کہ جسپر چند شاہزادیان عاشق ہین یہ کسکو لیاقت
ہی اُسی شہریار کا مرتبہ ہی اور اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو — پروانہ صفت ہائے جلایا مرے دل کو
خاموش کسی گل کی جدائی نے کیا یہ — ہی بلبل تصویر بنایا مرے دل کو
شک وزد حنا پر کبھی دزدیدہ نگہ کر — معلوم نہین کسنے چرایا مرے دل کو
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلووں سے ملتے — تم جانتے ہو یار پرایا مرے دل کو
اے اشک روان جلد مدد کے لیے نکلو — ہی آتش فرقت نے جلایا مرے دل کو
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا — ای جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو
لی سقت مری جان اسے عشق تمھا قد کا — کیون دار پہ تمنے نہ چڑھایا مرے دل کو
سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے تمکو ملا کیا — کیون دام محبت مین پھنسایا مرے دل کو
ہی جی مین یہی ترک ملاقات کرون مین — سطوت بہت اُسنے ہی دکھایا مرے دل کو

اسطرح پر رو رو کر جو گلنار نے باتین کین بقراط سے بہت جھلایا کہتا تھا اے
سرسام مجھکو تیرا پاس ہی ورنہ اسکو ابھی قتل کرتا یہ کہکے بقراط نے کہا قفس اسکا ایکبار
ہم اسکو قصر ہشت پہل مین بلوائین گے بہت اچھی طرح سمجھائینگے اگر اسنے ہمارا
کہنا مانا تو تمھارے قدمون پر گروادینگے ورنہ اسکو سامنے لشکر طلسم کشا کے تیرباران
کرینگے سرسام نے کہا یا خداوندا آپکو اختیار ہی مین اسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کر کے
لایا ہون سحر مین یہ بہت طاق ہی حسن و جمال مین شہرۂ آفاق ہی بقراط نے کہا مین تقدیر

کرکے اسکا دل پھیر دونگا تمھاری محبت اسکے دل مین نقش کر دونگا بختیار سر سام کو سمجھا
بقراط تو روانہ ہوا مگر سر سام قبر مین بیٹھا سن رہا ہو کہ گلنار فراق مین نور الدہر کے
رو رہی ہی اشکون سے منھ دھو رہی ہو بیقرار ہوکر پکارتی ہی ای طلسم کشا کینہ کا وقت آخر
ہو اگر آپ کا جمال جہان آرا دیکھ لیا تو حیات تازہ پائی اگر جمال سے محروم رہی تو قبر مین
بھی تڑپونگی پشت قبر سے نہ لگے گی آپ کے اشتیاق نے مارا یہ قید ہماری تقدیر مین
تھی بی مربع نشین کی ذات سے یہ اتفاق ہوا ایسا باتون مین لگایا کہ مین بالکل غافل
ہوگئی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار کر لاتا سر سام نے قریب آکر کہا کہ ای نیکاتہ
او گیسو بریدہ واو شوخ دیدہ جسکے واسطے یہ ذلت اٹھائی اسی کی اب بھی یاد ہو اسقدر
نالہ و فریاد ہو رہی ہو اب تجھکو سامنے لشکر طلسم کشا کے لیجا کے قتل کرونگا ہمارے سمجھانے
پر کیا کیا جواب دیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جو ایسا کرتی ہین انکو انسانیت نہین
ہو دل پر اپنا قابو نہین رکھتین مین نگاہ اٹھا کے بھی طلسم کشا کو نہ دیکھونگی اس سمجھانیکا
کیا خوب بدلہ دیا گلنار نے جواب دیا کہ ای والد نامدار خدا را قتل کیجیے خدا بخشے مگر یہ نقش
دل سے نہ مٹیگا اسی غم مین تڑپ تڑپ کے مرونگی چند دن مین دیکھ لیجیے گا کہ مین اپنی جان
دونگی اگر آپ نے قتل کیا تو میرا خون آپ پر ہوگا مین جملہ گناہون سے بری ہو جاؤنگی
ورنہ یہی منظور ہو کہ اپنی جان دون آپ کا احسان ہو اگر سامنے لشکر طلسم کشا کے لیجا کے
قتل کیجیے مین جمال جہان آرا دیکھ لون قبر مین تو جاکر نہ تڑپون سر سام سمجھا رہا ہو کہ
چند مصاحب اسکے آئے انھون نے آکے دیکھا کہ سر سام تیغ کھینچے کھڑا ہو کہتا ہو کہ
ابھی تجھکو قتل کرونگا مصاحبون نے ہاتھ تھام لیا سر سام نے کہا صاحبو دیکھو کیسے
بادولتی کے سامنے کلام کرتی ہو صاف صاف کہتی ہو کہ سامنے لشکر طلسم کشا کے
قتل کرو مین کیا اب اسکو زندہ چھوڑونگا ایک لشکر تجویز کیا ہو وہ مقابلے مین جاکے
طلسم کشا کے اترے تو مین اسکی قید لیکر جاؤن طلسم کشا میدان مین آئے تو اسکو
دار پر کھینچون کہ طلسم کشا بھی دیکھ لے گلنار قتل ہوئی مصاحبون نے کہا حضور جب
وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا سمجھا کر سر سام کو قفس سے الگ کیا مجلہ مصاحب بھی آتے

جاتے ہین جو آیا اُسنے دیکھا کہ سرسام غصے مین بیٹھا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور یہ
وہی ہی کہ گو دیون مین جیتری تحفہ آج آپ کی دشمنی پر کمر باندھی ہو ہیسے کب دیکھا جاے گا
کہ یہ آوارہ ہو اور ہم لوگ دیکھین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی دروازے پر ایک ساحر حاجی
ہی نامۂ خداوند لایا ہی سرسام نے کہا بلا لو پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک ساحر نحیف وضعیف
نامہ ہاتھ مین لیے ہوے آیا سرسام کو دیا سرسام نے نامہ کھولکر پڑھا طرف سے
بقراط کی مرقوم تھا کہ ای سرسام ہمنے اِس ساحر کو بھیجا ہی اور ہمکو تمہارا بڑا خیال ہی کہ
ایسا نہ ہو سارا بان زادہ اگر کوئی عیاری کرے تو باعث خرابی ہو اِس ساحر کے ہاتھ
ہمنے ایک سحر بھیجا ہو اِس سے سیکھ لو اُسی سحر کو لشکر طلسم کشا پر روانہ کرو کل لشکر طلسم کشا کا
دشمن ہو جائیگا جان بچانا مشکل ہوگی سرسام نے نامہ پڑھکر کہا ای حکاک جادو
کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر نے کہا قدرت کے راز و نیاز کی بات آپکے
سامنے پوچھتے ہین کیونکر بیان کرون علحدہ گوشے مین چلیے تو مین بیان کردون وہ
سحر ہر کر جاتے ہی آفت برپا کریگا نو دس لاکھ کا لشکر جب بغاوت پر کمر باندھے گا تو پھر
اکیلا طلسم کُشا کیا کر سکتا ہی اور نہ اُسکی جان بچیگی کس کسکا وار روکے گا اور کس کسکو
لڑے گا سرسام اپنے مقام سے اُٹھا ہمراہ اُس ساحر کے گوشے مین آیا ساحر نے
اُٹھتے اُٹھتے قفس کے قریب آکر کہا او گیسو بریدہ تجھکو قتل کرونگا اور چپکے سے کہا ہم
مہر سپہر عیاری تمہاری رہائی کو آیا ہون انشاء اللہ تمکو رہا کر کے پیچھو نگا نہ گھبراؤ گلنار
خوش ہوگئی کہتی تھی کہ طلسم کشا کو ہماری فکر ہی دیکھیے خواجہ کیونکر رہا کرتے ہین خواجہ
سرسام کو ساتھ لیکر گوشے مین آئے کہا آگ منگائیے اُسنے انگیٹھی منگا کر رکھی خواجہ
نے اُسمین کوئلے سلگائے جیب سے لوبان نکالا سرسام کو دیکر کہا اِسے آگ پر ڈالو
دھوئین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب حال تمسے کہیگی سرسام نے جیسے ہی وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا ایک دھوان نکلا دماغ پر سرسام کے پہونچا سرسام چھینک
مار کر بیہوش ہوا خواجہ نے تاج اُسکا لیکر زنبیل مین رکھا سرسام کی شکل بنکر باہر نکلے
مصاحبون سے کہا صاحبو خالی کیا بیٹھے ہو شراب پیو مین اِس شوخ دیدہ کو رہا کرتا ہون

سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کر لاؤنگا تاکہ انکو بھی فراغ ہوگا بیابان لاکر سامنے رکھدین ساحر
شراب کے بھوکے شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین وہ سب شراب پی کر بیہوش ہوے
خواجہ نے آکر قفس اُتار ا گلنار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ میری زبان سے سوزن
نکال لیجیے مین خود قید توڑ کر نکل آؤن خواجہ نے زبان سے گلنار کی سوزن نکالی گلنار
تڑپی قفس کو توڑ ڈالا قید ٹوٹ کر گری گلنار جب باہر نکلی تو خواجہ نے کہا ملکہ تم چلو مین دو
چار کوڑی کمار و زنگار کر لون گلنار تو اُڑ کر روانہ ہوئی مگر خواجہ بشکل سرسام تخت پر بیٹھے
خادمون سے کہا جواہر خانے کے صندوقچے لاؤ خادم صندوقچے لاکر رکھنے لگے خواجہ عمرو
ایک ایک صندوقچہ کھولکر جواہرات نذر زنبیل کرتے جاتے ہین اور خالی صندوقچے بند کرکے
خادمون کو دیتے جاتے ہین کہ ایک خدمتگار گھبرایا ہوا اُس خیمے مین گیا دیکھا کہ سرسام
بیہوش پڑا ہے اُسنے آتے ہی سرسام کو ہوشیار کیا کہا حضور ملکہ گلنار رہا ہوگئین آپ تو وہان
تخت پر بیٹھے ہین سرسام یہ سُنکر اُٹھا گھبرا کر باہر آیا آکر دیکھا کہ میری شکل کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے
للکارا کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا اپنی عیاری کا مزہ اُٹھائیگا خواجہ نے چاہا کہ
کود کر بھاگون سرسام نے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے اور سب مصاحبون کو ہوشیار کیا
جو اُٹھا یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اے سرسام ہم تیرے نام سے بیہوش ہوے ورنہ کیا مجال تھی کہ ہمپر
ہاتھ ڈالتا مگر خدمتگار نے بڑا کام کیا کہ آپ کو ہوشیار کر دیا کہ آپ نے آکر ساربان زادے کو
گرفتار کیا سب سے اِسنے اسباب منگوایا تھا ہم لوگ لیکر آتے یہ نذر زنبیل کر لیتا سرسام
نے گرفتار کرکے مشکین باندھین جلاجل جادو سامنے موجود تھا اُس سے کہا کہ لیجا کر اس
ساربان زادے کو قید کرو جلاجل جادو خواجہ کو لیچلا ایک قصر مین لاکر قید کیا جلاجل
دروازے سے قید خانے کے نہین ہٹتا نگہبانی کر رہا ہے اُدھر سے کسیکو راستہ نہین چلنے دیتا
جو کوئی اُدھر آتا ہے آواز دیتا ہے کہ اِسطرف نہ آنا گنہگار شاہی قید ہے لوگ سُنکر ہٹ جاتے ہین
شام کو سرسام نے حکم دیا کہ گلچہرہ سے کہو کھانا برائے قیدی پہونچا آئے مین چاہتا ہون
کہ اِس قیدی کو تڑپا کر مارون بعد کئی دن کے آب و طعام بند کرونگا اب آج روز اول ہے
گلچہرہ کنیز جادوگرنی کھانا لیکر چلی دروازے پر آکر جلاجل سے پوچھا میان افسر صاحب

کھانا اندر لیجاؤن جلاجل نے حکم دیا بہت ہوشیار رہنا گلچہرہ اندر آئی آکے دیکھا کہ قیدی بیٹھا ہوا رو رہا ہی گلچہرہ نے پوچھا کیون قیدی کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ اپنے مال کے لیے روتا ہون کہ مجھکو سر سام قتل کریگا میرا مال کون لیگا کنیز نے کہا وہی جلاد لیگا جو قتل کریگا اُسی کو مال مقتول ملتا ہی گلچہرہ نے کہا ابتو نہ روئیگا حال تجھکو معلوم ہوا خواجہ اور زیادہ رونے لگے گلچہرہ گھبرا گئی کہتی ہی ای شخص تو بہت دبلا پتلا ہی ایسا نہ ہو دم نکلجائے رونے کو تو اپنے موقوف کر عمرو نے کہا بوا میرے پاس جو روپیہ ہی مین چاہتا ہون کہ میرے دفن و کفن مین صرف ہو اہل اسلام مین یہ بات مقرر ہی کہ تیجہ و چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اگر ایسا نہ ہو تو مقتول ننگا رہتا ہی گھر گھر مانگتا پھرتا ہی اسوجہ سے مجھے زیادہ انتشار ہی گلچہرہ نے کہا ارے تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی جو کہیے وہ حاضر کرون کچھ جواہر ہی کچھ اشرفیان ہین کچھ روپیہ ہی گلچہرہ سمجھی کہ اس قیدی کی کون سماعت کریگا جو دیدے وہ لیلو کہا او قیدی مجھے روپیہ دے مین تیرا تیجہ وغیرہ کردونگی عمرو نے جیب سے پوٹلی روپے کی نکالی ہاتھ مین گلچہرہ کے دی گلچہرہ نے روپیہ لیکر اپنے پاس رکھا عمرو نے دوسری پوٹلی نکالکر دی گلچہرہ نے وہ بھی رکھ لی پھر عمرو نے ایک ڈبہ نکالا وہ ہاتھ مین گلچہرہ کے دیا کہا اسکو کھولنا نہین مجھکو خوف ہی کہ اُڑ نہ جائے گلچہرہ نے کہا ارے بیوقوف جواہر کہین اُڑ جاتا ہی جواہر ایک مال ہی مین دیکھکر بند کردونگی اِن سب چیزون کو بکواؤنگی تیرے دفن و کفن مین لگا دونگی تیرا تیجہ و دسوان و بیسوان و مہینہ و چالیسوان بے تکلف کردونگی نگر مین دیکھ لون کہ یہ کیا ہی عمرو نے کہا تمکو اختیار ہی تم تو میری مہربان ہو گلچہرہ نے وہ ڈبہ کھولا ڈبے سے ایک دھوان ایسا نکلا کہ وہ دماغ پر گلچہرہ کے پہونچا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسکی صورت بنکر غل مچائی کہ ای جلاجل دوڑو بڑا غضب ہوا کئی آدمی بدصورت آئے تھے عمرو کو اُٹھا کر لیگئے لو اُسے چیر پھاڑ ڈالا لو ابتو کھا رہے ہین ای جلاجل آکر بچاؤ جلاجل اندر آیا دیکھا گلچہرہ پیٹ رہی ہی جلاجل کو دیکھکر کہا ذرا آسمان پر دیکھو عمرو کو فرشتے کھا رہے ہین لو ہاتھ بھی توڑ ڈالا پاؤن بھی الگ کر ڈالے جلاجل نے سر اُٹھایا عمرو نے یہ چالاکی حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے

حباب مارکر بیہوش کیا جلاجل بیہوش ہوکر گرا گلے مین اسکے گیند ٹھونس دیا اور زبان مین
سوزن کے بجائے تکلہ چڑھا دیا اُسکی شکل بنکر نکلے اپنی شکل پر اُسکو بنا دیا بھاگ کر نکل گئے
ادھر سرسام بیٹھے بیٹھے گھبرایا ساتھہ والون سے کہتا ہی کہ دل گھبرا رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور
ساربان زادہ کرے ٹہلتا ہوا قریب قیدخانے کے آیا دیکھا جلاجل دروازے پر نہین
ہی خادمون سے پوچھا تمھارا افسر کہان ہی اُن سب نے کہا قیدخانے مین گئے ہین لیکن
پلٹ کر نہین آئے سرسام گھبرا کر قیدخانے مین آیا دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہی ایک لات
ماری کہ او ساربان زادے اُٹھ کیا چین سے سو رہا ہی کچھ خوف تجھکو نہین آتا جلاجل نے
آنکھ کھولی گلے مین گیند گھسا ہوا ہی زبان مین تکلا غین غین کرنے لگا سرسام نے زور
سے ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے اب گونگا بہرا بنا ہی جون جون جلاجل منت
کرتا ہی سرسام جوتیان مار رہا ہی جب سر پر جوتیان پڑین تو جلاجل قدمون سے لپٹ گیا
ہاتھ باندھتا ہی اشارہ یہ ہی کہ گلے سے گیند نکالیے تو مین اپنا حال کہون سرسام نے
اُسکے اشارے سے گیند گلے سے نکالا زبان سے تکلہ دور کیا تب جلاجل نے کہا اے
شہنشاہ مین ہون جلاجل جادو آپ نے مجھے ناحق مارا میرے سر مین درد ہونے لگا
ایسی زور زور سے جوتیان مارین کہ بھیجا ہلگیا عمرو مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا آپ بھاگ گیا
سرسام کو یقین نہ آیا اور لوگون نے کہا گرم پانی سے اسکا منھ دھلا ئیے جو رنگ و
روغن ہوگا چھوٹ جائیگا آخر سرسام نے گرم پانی سے جلاجل کا منھ دھلایا جب
رنگ و روغن چھوٹا تو صورت اصلی نکل آئی اب سرسام گھبرایا کہتا ہی یو یار وغضب
ہوا عمرو دھوکا دیکر نکلگیا اے جلاجل معاف کرنا مین نے تمھین جوتیان مارین یہ سنکر
جلاجل نے کہا حضور میرے سر مین شدت سے درد ہو رہا ہی اب میرے معاف کرنے
سے کیا ہوتا ہی سرداروں نے جو یہ معرکہ دیکھا سب کے ہوش اُڑ گئے کتنے تھے کہ یہ
سخت مصیبت ساحرون پر پڑی حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی کیا فقرہ دیکر نکلگیا
اُسکی جو نگہبانی کرے وہ جوتیان کھائے میان جلاجل کا قول تھا کہ ساربان زادے
کو نہ نکلنے دونگا خوب مزہ اُٹھایا سرسام نے کہا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون اور یا

طلسم کشا کو قتل کرونگا لشکر کو دیوانہ کردونگا میرے سحر سے ایک نہ بچیگا یہ کہکے اُڑا قریب
لشکر طلسم کشا کے ایک نخل تھا اُسپر آسکے بیٹھا قضا سے کار غراب جادو ایک ساحرہ
اِس جنگل مین رہتی ہی وہ آکر بہ شکل زاغ نخل پر بیٹھی کانون کانون کرنے لگی مگر سرسام
نہایت ہوشیار ہی اُسنے قریب آکر اشارہ کیا کہ ای غراب جادو مین نے تجھکو پہچان لیا
پہاڑ پر چل تو میرے تیرے باتین ہون غراب و سرسام پہاڑ پر آئے دونون بصورت
اصلی بنے غراب کو جو سرسام نے دیکھا ہنسکر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
آج تو تمپر خوب جوبن ہی نکھار جو کیا ہی تو کیا کسی اپنے چھوٹے ہوے معشوق سے ملنے جاتی
ہو غراب نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا
تجھسے کسی بات مین باہر ہون تو اپنا مطلب بیان کر آخر سرسام و غراب مین راز و نیاز
ہوے جب دونون کے نشے اُترے تو غراب نے پوچھا کہ ای سرسام اسوقت تم
کہان آئے تھے سرسام نے کہا کہ عمرو کو مین نے قید کیا تھا میری قید سے بھاگ آیا
ہی اُسی کی فکر مین آیا ہون غراب نے کہا تم اپنے باغ مین چلو مین لشکر تباہ کیے دیتی
ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اگر دس بیس لاکھ ہون تو دیوانے ہو جائین سر ٹکرانے
لگین سرسام نے کہا ای غراب یہ لشکر طلسم کشا ہی طلسم کشا صاحب لوح ہی جسوقت
لوح دیکھے گا اُسے معلوم ہو جائیگا ورنہ مین کسی بات مین رہجاتا مگر تم کد و کوشش نکرو
مین سمجھ لونگا میرے تمھارے رسم محبت ہو اجب طلب کروگی آؤنگا غراب نے
بہت سمجھایا مگر سرسام نے نہ مانا کہا صاحب تم سحر نکرو پہاڑ پر دونون بیٹھے ہوے باتین
کر رہے ہین مگر زوجۂ سرسام زغن جادو بارگاہ مین آئی سرداروں نے سلام
کیا زغن نے پوچھا کہ صاحب کہان گئے سب نے کہا عمرو کی فکر مین گئے ہین عمرو کو
قید کیا تھا وہ جلاجل کی صورت بنکر نکلگیا جلاجل کو اُسکے شبہے مین جوتیان پڑین
اُسی غصے مین تشریف لیگئے ہین یقین ہی اُسے لیکر آئین زغن نے سر پیٹ لیا کہا
عجب شخص کی تلاش مین گئے ہین ایسا نہ ہو عمرو میرے شوہر کو مار ڈالے یہ کہکے
اُڑی ہر جگہ دیکھتی چلی کہ آسمان پر سے اِسنے دیکھا سرسام ایک جادوگرنی سے باتین

کر رہا ہی دمبدم اُسکے بوسے لے رہا ہی وہ بھی رضامند ہی سینہ کھولے بیٹھی ہی بڑے اختلاط ہو رہے
ہین پیار اخلاص کی باتین دونون کر رہے ہین محبت کا جوش دین دونیا فراموش زغن نے جو دیکھا
آسمان پہ آکے کڑکی کڑک کر جو گری غراب کے دو ٹکڑے کیے غراب کو مار کر سرسام کے
ایک تمانچہ مار کہا او ناہنجار یہ تیری کون تھی جس سے یہ حرکتین کر رہا تھا تجھکو شرم نہ آئی اِسکے
ساتھ ایسی باتین کر رہا تھا سرسام کو کتا اُسکا بہت ناگوار ہوا کہا اے زغن تو نے بڑا غضب
کیا کہ میری معشوقہ کو مار ڈالا اگر تو اُس سے مقابلہ کرتی تو وہ سزا دیتی زغن نے جھلا کر پھر ہاتھ
بڑھایا کہ بال سرسام کے پکڑ لون سرسام نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک تمانچہ مار کہا او
فاحشہ مجھکو ذلیل کرتی ہی کیا مین تجھسے کمی کرونگا سب طرح موجود ہون مگر اِس زور سے تمانچہ
پڑا کہ زغن ڈگمگا کر گری پھر اُٹھکر سرسام سے لپٹ گئی خوب آپس مین جوتی پیزار ہونے
لگی زغن نے بال سر کے نوچ ڈالے داڑھی پکڑ کے اٹک گئی سرسام نے چٹیا پکڑ کے کئی تمانچے
مارے قضائے کار خواجہ عمرو بھاگے ہوے جو آئے دیکھا کہ پہاڑ پر سرسام و زغن سے
جوتی پیزار ہو رہی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آئے آواز دی ارے تم کون ہو کہ اس
مقام پر لڑ رہے ہو یہ مقام عیش گاہ خداوند لقراط ثانی ہی اگر ابھی آجائین تو کیا ہو سرسام
نے کہا یہ میری زوجہ ہی میری معشوقہ کو اِسنے مارا مین اِسکو مار ڈالونگا بدلہ لونگا کہ پھر کبھی ایسی
حرکت کوئی نہ کرے یہ سُنکر زغن نے کہا اے ساحر تم کون ہو جو میان بی بی کے لڑنے مین دخل دیتے
ہو عمرو نے کہا مین کوتوال خداوند لقراط ہون مجھکو حکم ہی کہ جہان لڑائی ہو اُنکو گرفتار کرو
سرسام نے کہا اے کوتوال خداوند اِسنے بڑی بدعت کی کہ غراب کو مارا مجھپر شاق ہوا یہ
مجھسے بھڑتی ہی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے جادوگر نے کہا کہ مین اپنا حال
مفصل بیان کرون مین بیشہ سنبلستان مین بیٹھا تھا کہ حکم خداوند آیا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ
فلان کوہ پر ہمارے دو بندے لڑ رہے ہین اُنمین جا کر اصلاح کراؤ غراب کی تو موت
آئی تھی اِس حیلے سے وہ قتل ہوئی ایسا نہ ہو کہ تم مین سے کسی کی موت آجائے تو باعث
خرابی ہی باغ عیش بہار جو ہی اُس مین قدرت نے ایک درخت سیب خاص اپنے ہاتھ سے
بویا اب اُسمین پھل پیدا ہوے ہین قدرت نے حکم دیا ہی کہ جو آدھا پھل کھائے یہ پھل پائے

کہ سو برس عمر کے بڑھ جائین مین ایک پھل لیتا آیا ہون آدھا تم دونون میان بی بی کھاؤ آدھا مین کھاؤن سر سام نے کہا اے حکاک تم تو اس باغ مین جاتے ہو جب جاؤگے جب پھل لیلوگے ہمکو کہان میسر ہوگا پورا پھل ہمکو دو ہمسے جو کہو وہ دینے کو حاضر ہین زغن نے کڑے ہاتھ سے اُتارے کہا اے حکاک جادو تم یہ لیلو سر سام نے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ اشرفیان نکالین زن و شوہر نے قدم پر حکاک کے ڈالدین کہا اے حکاک اِسکو خرچ کرو اور پھر آؤگے تو اور کچھ بھی حاضر کرینگے حکاک نے جو ذرا تامل کیا اور یہ کہا کہ ضعف مین کھاؤنگا مجھپر ضعف طاری ہو لہذا طاقت آجائیگی زغن نے سب زیور اپنا اُتارا اور کہا اے حکاک اب ہمارا عذر قبول کرو اِسوقت ہم عاجز ہین اگر اپنے گھر پر ہوتے تو بہت کچھ دیتے یہان گھر سے اپنے باہر ہین جو کتنے ہین اِسکو قبول کرو ہم تمھارا احسان مانینگے حکاک نے آخر ناچار ہوکر وہ زیور اور اشرفیان لے لین سیب نکالکر دیدیا مگر کہا کہ مین اپنے ہاتھ سے کھلاؤنگا ابھی تم دونون زن و شوہر راضی ہو جاؤگے اُس سیب کے دو ٹکڑے کیے زغن چاہتی ہو کہ ملے تو مین سب کھالون اور سر سام کو اشتیاق ہو کہ یہ نئی چیز سب مین کھاجاؤن مگر حکاک نے اُسکو تراشا ایک ٹکڑا منھ مین سر سام کے دیا وہ خوشبو آئی کہ سر سام قدم چومنے لگا دوسرا ٹکڑا زغن کے منھ مین دیا مگر جب کھلایا تو کہا کہ زہر مار ہو سر سام نے کہا اے حکاک یہ کیا کہا حکاک نے کہا اِسکے بہت سے معنی ہین ابھی تم دونون پر کھلجاوینگے دونون کو سیب کھلاکر حکاک نے کہا مین تو اب جاتا ہون اب آپس مین نہ لڑنا ورنہ قدرت کے خلاف ہوگا زن و شوہر اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوئے کہ اے حکاک بڑا احسان کیا دو دو قدم چلے تھے کہ زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

دونون کے سر کاٹ لیے کپڑے اُتارنے لگے قضائے کار گلنار جادو اُڑتی ہوئی آتی تھی اِسنے جو راہ مین آواز سُنی کہ کشتی مرا نام من سر سام جادو و زغن جادو بو د حیران تھی کہ زن و شوہر کو کسنے مارا آگے دیکھا کہ خواجہ دونون کے کپڑے اُتار رہے ہین خون وغیرہ پونچھ رہے ہین زنبیل مین کپڑے رکھکر فرماتے ہین کہ بھائیو اِن کپڑون کو دھو ڈالنا اور صبح کو گدڑی بازار مین لیجانا گلنار زمین پر آئی کہا خواجہ اِنکو کیونکر پایا عمرو نے سب حال بیان کیا خواجہ و گلنار پہاڑ سے اُترے نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے اول پہاڑ پر بلا شیخم نے خبر دی کہ پہاڑ پر دو جادوگر مارے گئے دیکھیے ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سنکر نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے یاد مین گلنار زعفران پوش کی پریشان ہو رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے خواجہ و گلنار آتے ہین نور الدہر نے بڑھکر خواجہ کو سلام کیا اور گلنار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حالات پوچھے خواجہ نے سب حال بیان کیا نور الدہر نے کئی کشتیان جواہرات کی خواجہ کے سامنے پیش کین خواجہ نے دعائے جان دراز دی اب بارگاہ مین آکر بیٹھے گلنار نے کہا اے شہریار اب آگے مقام سخت و صعب ہی اسواسطے کہ رفرف بلند پرواز جسکا لقب ہی وہ مجھپر جان دیتا ہی وہ ضرور خلل کریگا اب جلد کوچ کیجیے کل لشکر ساتھ ہی یقین ہی کہ وہ سحر بھی کرے گا اگر حکم ہو تو جاؤن نگر رفرف اپنے مقام پر بیٹھا ہی قلعے کی آراستگی کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے رفرف تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ سر سام مع زوجہ قتل ہو گیا اب طلسم کشا مع لشکر ادھر آتا ہی رفرف نے کہا کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے گزر سکے وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی جان سے بیزار ہو جائے چاہتا ہی کہ اُٹھون کہ سامنے سے ابر زعفرانی نمایان ہوا ابر نے آکر گرد قلعہ چرخ مارا ابر پھٹا رفرف نے دیکھا کہ ملکہ گلنار زعفران پوش ایک طاؤس زرّین بال پر سوار آکر پہونچی رفرف نے جو معشوق کو دیکھا خوش ہو گیا بر اے تعظیم اُٹھا اور پوچھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیا عنایت فرمائی کہ ہمکو سرفراز کیا تمنے خیر بھی

سنی کہ تمھارے ماں باپ قتل ہو گئے گلنار رونے لگی کہا اے رفرف مین اسیواسطے آئی ہون
کہ اب میرا کوئی سرپرست نہ باقی رہا خیال مین آیا کہ اپنے وارث کے پاس جاؤن طلسم مین
ہنگامے پڑے ہوے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین مین تمھارے پاس پناہ لینے آئی
ہون کہ کیا تدبیر کرون ماں باپ سحر کرنے گئے تھے عمرو نے اُنکو مار لیا اب کدھر جاؤن سوائے
تمھارے کوئی سرپرست نہ معلوم ہوا لہذا ناچار ہو کر آئی ہون کہ تم سر پر ہاتھ رکھو اسوقت
مین وارثی کرو رفرف نہایت خوش ہوا کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا میری سرحد سے نہ گذر سکیگا
وہ صحراے ویران بنایا ہے اور ویرانہ صحرا نشین عہد کر کے گیا ہے کہ سب کو جلا دونگا یقین ہے
کہ آتا ہو گلنار نے کہا اے رفرف اپنی جان بچانے کی تدبیر کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجائے
یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی اے شہنشاہ ساحران
طلسم کشا با فوج قاہرہ آپہونچا بالاے قلعہ سے دیکھیے لشکر کس زور و شور سے آتا ہے رفرف
یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم چلکر ملاحظہ فرمایئے یہ جی مین کہنے لگی اے گلنار ایسا نہ
ہو کہ طلسم کشا کو کوئی صدمہ پہونچے مگر دیکھون تو یہ کیا کرتا ہے رفرف بالاے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا کر
دیکھا کہ لشکر نور الدہر سامنے صحرا مین اُتر رہا ہے قلعے سے کوئی دو کوس کا فاصلہ ہے رفرف
نے دستک دی نور الدہر اُتر رہے ہین بارگاہ وغیرہ استادہ ہوئی ہے سکندر ثانی بھی تخت
سے اُترے ہین کہ یکایک ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا ایک دیوار آہن سامنے کھنچ گئی ۔
نور الدہر نے حیران ہو کر سکندر سے کہا کہ اے شہنشاہ آپنے ملاحظہ فرمایا یا تو قلعہ معلوم
ہوتا تھا یا قلعہ نظرون سے مخفی ہوا یہ دیوار ظاہر ہوئی سکندر نے کہا اب اسوقت تو اُترئیے
صبح کو تشریف لیجایئے گا اِس دیوار کی تدبیر ہو جائیگی یہ نمود بے بود طلسم ہے اس صحرا کا حاکم
ویرانہ صحرا نشین کسی مقام پر ہوگا اور دیار فرفت بلند پرواز سحر کر رہا ہوگا مگر جب
لوح لیکر جایئے گا تب آپ کو حال کھلیگا یہ ذکر تھا کہ درخت خشک ہونے لگے پتے بھی
درختون سے گرنے لگے غنچے کمھلائے پھول درختون سے گرے تھوڑے ہی عرصے
مین تمام صحرا نمونۂ صحراے محشر ہو گیا ہر درخت پر زاغ و زغن غلغلہ کر رہے ہین کہ انکی
صداؤن سے عبرت ہوتی ہے بونڈرے گرد کے پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتے ہین اور پھر گرتے

ہین ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین کچھ لوگ گریبان دریدہ خاک بر سر کنان نوحہ وزاری
کرتے پھرنے ہین ویرانہ دیکھکر اہل لشکر گھبرانے لگے مگر سکندر ثانی نے پڑھکر سحر کیا کہ ایک
ابر آسمان پر آیا اسقدر برسا کہ تمام چشمے مملو ہوگئے گرد درختون کے پانی جوش مار رہا ہو پپیہے
کوئل آوازین دینے لگے پپیہہ پی پی پکار رہا ہو کوئل کی کوک دل کو برماتی ہو ہر طرف صحرا مین
عجب رنگ ہوا اُس ویرانے مین کہین نخل سرسبز و شاداب کہین چشمے لاجواب مگر خواجہ عمرو
یہ رنگ دیکھکر لشکر سے نکلے صحرا مین جو پہونچے دیکھا صدہا آہوان صحرائی چہار طرف سے دوڑے
ہوے آئے کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ دیکھین اب
کیا انجام ہوتا ہو کہ سکندر ثانی نورالدہر کو لیکر پلٹے بارگاہ مین آکر ٹھہرے مگر سکندر ہر
مرتبہ چاہتا ہو کہ مین صحرا مین جاؤن جاکر دیکھون کہ خواجہ کہان گئے ایسا نہ ہو کہ خواجہ پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر خواجہ اُن آہوون کے بیچ مین کھڑے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ
ایک نازنین مہ جبین بقول شاعر بیت برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن * مرادون کی راتین جوانی
کے دن * جوڑا بندھا ہوا ایک آہو پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین طائر وہم و خیال کا شکار کھیلتی
ہوئی سامنے سے گذری خواجہ عمرو نے جو اُس محبوب پری طلعت کو دیکھا بیقرار ہو گئے
پکارنے لگے کہ ای محبوب پریچہرہ ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمھارے جمال سے مستفیض ہون مہ جبین
نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلے آؤ بیہودہ نہ بکو ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑے خواجہ دوڑے آگے
آگے وہ آہو پر سوار جاتی ہو اور خواجہ چاہتے ہین کہ اُسکے قریب پہونچون مگر وہ نازنین اسقدر
تیز جاتی ہو کہ ہوا کی بھی کچھ حقیقت نہین کہ سامنے دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار تاج
سر پر کج رکھے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اُس مہ جبین کو پکارا کہ ای غزال صحرا نشین ذرا
ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے آہو روکا وہ تاجدار قریب آیا آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان عاشقان
اس صحراے ویران مین یون پھرنا تمھاری لیاقت کے خلاف ہو مین نے باغ جو آراستہ
کرایا ہو وہان تشریف لیچلو بہت راحت حاصل ہوگی وہ نازنین آہو پر سے کود پڑی رکاب
پر اُس تاجدار کی ہاتھ ڈالدیا دوڑی ہوئی ساتھ جاتی ہو خواجہ دوڑے کہ دیکھون یہ کس
مقام پر ٹھہرے کہ سامنے ایک باغ دکھائی دیا وہ تاجدار در باغ دیکھکر کود نازنین کا ہاتھ

تھام لیا خواجہ بھی عقب مین چلے آتے ہین کہ وہ تاجدار اُس نازنین کو لیے ہوے اُس باغ مین داخل ہوا خواجہ پشت باغ سے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہی تاجدار اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے باغ مین ٹہل رہا ہی پھرتے پھرتے وسط باغ مین آیا چبوترے پر فرش تھا اُسپر اُس معشوق کو لیکر بیٹھا تاجدار دم بدم بوسے لیتا ہی خواجہ دیکھ دیکھکر جل رہے ہین جی مین کہتے ہین اے خواجہ یہ تاجدار اِس مہ جبین سے کیا واسطہ رکھتا ہی کہ یہ آپس مین بے تکلف ہین چند کنیزین چمنستان مین ٹہل رہی تھین ایک کنیز کو خواجہ نے اشارے سے بُلایا کنیز نے دیکھا خیال کیا کہ یہ بندر بہ شکل انسان دیوار پر بیٹھا ہوا ہی مجھکو کیون بُلاتا ہی یا باغ کا مالی ہی غرض یہ سوچکر قریب دیوار آئی خواجہ نے کہا اے کنیز دیکھو تمھارے پیچھے اور کون چلا آتا ہی جیسے کنیز پلٹی خواجہ نے حباب بیہوشی مارا کنیز بیہوش ہوکر گری اُسکو تو فوراً دیوار سے کود کر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر مجمع مین آئے ٹہلتے ہوے سامنے چبوترے کے پہونچے چاہتے ہین کہ اِس تاجدار کو مارون مگر حوصلہ نہین پڑتا اور تاجدار اُسی طرح بیٹھا ہوا بوسہ بازی کر رہا ہی خواجہ نے بڑھکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک بجانے لگے تاجدار نے پوچھا کیون او گلعذار تجھے کچھ گانے مین بھی دخل ہی کہا ہان واری سماعت فرمایئے شاید آپ کو پسند ہو

نظم

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ — دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ

میرے گھر مین ہی جو تیرے حسن کا روشن چراغ — میری قسمت سے بنا ہی صورت رہزن چراغ

بعد مردن بھی سیہ بختی نے دکھلایا اثر — میری تربت پر کوئی کرتا نہین روشن چراغ

ٹھنڈے دل سے زہر کھا کر جبکہ مر جاؤنگا مین — ہونگے خوش گھی کے جلائینگے مری دشمن چراغ

ہاے دل سوزونکے ملجاتے ہین روغن مین جو اشک — رات کو تربت پر کرتا ہی مری شیون چراغ

روے پرنور اُسکا جب آیا نظر زیر نقاب — ہو گیا عاشق یہ روشن ہی تہ دامن چراغ

یون دل پرنور میرا اُن سیہ زلفون مین ہی — جسطرح کر دے کوئی ظلمات مین روشن چراغ

تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کچھ کم ہوئی — چرخ پر شب کو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ

طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم — تیر سے آکر اڑاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

آئے ای سطوت جو سبزہ رشک بہار — رات کو گلزار مین لالے کے ہون روشن چراغ

خواجہ نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ وہ تاجدار تعریفین کرنے لگا مگر اُس نازنین نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کیا مزے سے گاتے ہو دل کے ٹکڑے کر دیے ہر مقام پر موجود رہتے ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند بقراط ثانی بچا وین حقیقت مین تم اپنا مثل نہین رکھتے مگر یہ سرحد رفرفت بلند پروانہ ہی یہان مکر وحیلہ نہ چلے گا خواجہ نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور کہا حضور نے کسکو فرمایا مین تو آپ کی نیاز مند ہون ایسے کلمے میرے واسطے زیبندہ نہین اُس نازنین نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بناؤ ارے گیسو کشا اِس ساربان زادے کو لیجا اور قیدخانے مین قید کر اُس تاجدار نے گلے مین اُس نازنین کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای جان جہان کیا کہنا خوب اِس ظالم کو پہچانا صاحب مجھکو بالکل خیال نہ تھا اُس نازنین نے کہا مین سمجھ رہی تھی پہلے یہ صحرا مین کھڑا رہا پھر مجھکو دیکھا آخر پیچھا کیا اپنے کو یہان پہونچایا تمکو بھی سمجھاتی ہون کہ ہوشیار رہنا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین نے پانوٗن تھام لیے اب تو بیقرار ہوکر رونے لگے اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے ورنہ حضور کو ملال ہوگا میرا تو اب یہ قول ہی

نظم

چلتی ہی صورت مقراض زبان واعظ — تا کہ سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ
(پر)ست آئے ہین سُننے کو بیان واعظ — آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ
بادہ خوارون کے دُکھین دل کہ بُرا مانے کوئی — نہین مرکتی کبھی ممبر پہ زبان واعظ
(ر)کا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام — نہین رندون سے بچیگی کبھی جان واعظ
(د)کتی خوب ہوجی بھر کے جلائین اُسکو — تیرے مستونکو جو ملجائے مکان واعظ
دل تمھارے یہ جلاتا ہو بہت ممبر پر — پھونک دو بادہ کشو چل کے مکان واعظ
منع کرتا ہو مجھے عشق بتان سے ہر روز — مین سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ
صورت قبہ عمامہ ہو عب مثل کفن — دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت وشان واعظ
گرم رہتا ہو جو بازار ترے مستون کا — ایک مدت ہوئی ہو بند دکان واعظ
دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے — قطع ہوجائے کہین جلد زبان واعظ

مذہب بد ہو ریائی ہو عبادت ساری | خاک سطوت کو پسند آئے بیان واعظ

ہر چند خواجہ نے منت وخوشامد کی مگر ایک جنبش اٹھی اور اُسنے خواجہ کی مشکین باندھین
خواجہ نے ہر چند فریاد کی مگر اُس نازنین نے کچھ جواب باصواب نہ دیا کہا ای گیسو کشا اسکو
لیجا گیسو کشا نے خواجہ کو گرفتار کرکے مسلسل ومطوق کیا اور لیچلی لاکر ایک مکان مین قید
کیا خواجہ نے کہا ای گیسو کشا مین لاکھ روپیہ تجھکو دیتا ہون گیسو کشا سمجھی کہ ابل تو غلط
کہتا ہی لاکھ روپیہ اسکو کہان ممکن اور اگر ہونگے تو کون پوچھیگا یہ سوچ کے کہا روپیہ کہان
ہی خواجہ نے زنبیل دکھائی کہ اسمین روپیہ ہی میری ہتھکڑی کھولدے تو تجھکو دکھادون گیسو کشا
نے کہا مجھکو خواجہ یقین نہین آتا خواجہ نے کہا اس زنبیل مین بہت کچھ ہی یہ کہکے گھنڈیان
کھولین اور فرمایا کہ ای گیسو کشا دیکھ لو روپیہ رکھا ہی گیسو کشا نے دیکھا جا بجا روپے کے
انبار ہین ہزارہا غلامان زرین کمر کنیزان حسین وجمیل چہلین کرتی پھرتی ہین ایک طرف
دریاے زخار ناؤ بجرے جہاز چلے آتے ہین کچھ شاہزادیان نوا اڑا کھیل رہی ہین مکان
عمدہ عمدہ بنے ہین ہر مکان مین تاج متعدد دھرے ہین گیسو کشا حیران ہوگئی کہتی تھی کہ ای
عمرو یہ کیا طلسم دکھایا عمرو نے کہا ملکہ یہ نگاہ غور دیکھیے گیسو کشا دیکھنے لگی وہ باغات دیکھے
کہ ہوش پراگندہ ہوگئے گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون باغبانیان نہایت
حسین وجمیل پھر رہی ہین روشون کو صاف کرتی پھرتی ہین اس تماشے کو دیکھکر ایسی حیران
ہوئی کہ نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر گیسو کشا کو زنبیل
مین ڈالدیا جیسے ہی گیسو کشا زنبیل مین گری کنیزون نے دوڑکر پکڑا ایک کہتی ہی کہ کپڑے اُتار
دوسری نے کہا اِسے باورچی خانے مین لیچلو دیگچیان دھویا کریگی گیسو کشا چاہتی ہی کہ سحر
کرکے نکلون مگر سحر فراموش ہی ایک لفظ بھی یاد نہین آتا حیران ہی کہ یہ کیا ہوا کہ مین بالکل
سحر بھول گئی ملکہ کاکل کشا کے سامنے کیا کیا سحر کرتی تھی آخر ایک زنگن نے آکر لباس اُتارا
دوسری کشان کشان گیسو کشا کو باورچی خانے مین لائی دیکھا دیگین چڑھی ہین دیگچیان
آگ پر لگی ہین سیکڑون کنیزین کاروبار مین معروف ہین ہر ایک کا قول یہ ہی کہ ہم کنیزان
خواجہ عمرو ہین ہر چند گیسو کشا چاہتی ہی کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا آخر ناچار باورچی خانے

مین بیٹھی کنیزون نے چند ویگچیان سامنے رکھدین انکو بیٹھکر بانٹنے لگی یہان خواجہ گیسو کشا کو زنبیل مین ڈالکر رنگ و روغن عیاری کا لگاکر گیسو کشا کی تشکل بنکر غل مچاتے ہوے باہر نکلے وہان اُس نازنین نے پوچھا ارے کیا ہلڑ ہو کنیزون نے عرض کی حضور وہ قید خانے مین گئی تھی وہان سے سٹرن ہو کر نکلی کچھ عجب باتین کہتی ہو اُس تاجدار نے کہا ارے سامنے لاؤ خواجہ غل مچاتے ہوے سامنے پہونچے اُس نازنین نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا خواجہ نے کہا جب مین اُسکو قید خانے مین لیکر پہونچی اُسوقت چند فرشتے آسمان سے آئے کہتے تھے کہ ہمکو قدرت نے بھیجا ہی یہ کہکر اُسکو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے پاس بٹھا لیجیے ایسا نہو کہ وہ فرشتے یہان چلے آئین اور مجھکو لیجائین تو باعث خرابی ہو اُس نازنین نے کہا او ساربان زادے کیون باتین بناتا ہی مین خیال کر رہی تھی کہ تو نے گیسو کشا کو یہی زنبیل دکھائی اور پھر اُسکو اُسی زنبیل مین ڈال لیا میرے ہاتھ سے تو نہ بچیگا خواجہ کے سامنے ایک کنیز کھڑی تھی اُسکو خنجر مار کر بھاگے وہ نازنین اُس تاجدار سے یہ کہکر اُٹھی کہ کہان جائیگا مین اِسکو گرفتار کر کے لاتی ہون خواجہ جنگل مین آئے مگر حیران ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین دل سے کہ رہے ہین کہ بڑی ہوشیار ساحرہ سے مقابلہ پڑا کہ دیکھا اُسی نخل سے ایک کنیز نے آواز دی کہ باش او ساربان زادے یہان آکر چھپا ہی کاکل کشا کے سحر سے مہلت نہ پائیگا جہان جائیگا گرفتار ہوگا یہ سارا صحرا انھین کے سحر سے آراستہ ہی یہ کہکے نخل سے اُتر کے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و ادا گانا شروع کیے **نظم**

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح — سینہ بنجاے جو داغونسے گلستان کی طرح

چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شب کو — بام پر یار جو آیا مہ تابان کی طرح

چھوڑ کر مجھکو اکیلا وہ گیا غیر کے گھر — اب مکان میری نگاہونمین ہی زندان کی طرح

آمد فصل بہاری کی خبر جس دم سُنکر — چھپے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح

لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجھکو جواب — بستر خواب پہ ہون قالب بیجان کی طرح

دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفونمین کرو — شل نہ ہو جاے کہین پنجہ مرجان کی طرح

آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی — داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح

دست نازک سے کیا ذبح جو اُسنے مجھکو
زخم خنجر کا لگا خط گریبان کی طرح

پاس غیرون کے شب و روز رہا کرتے ہو
میرے گھر مین کبھی آتے ہو تو مہمانکی طرح

مدح مین چہرہ روشن کو جو خورشید کہا
اُسنے منھ پھیر لیا مہر درخشان کی طرح

اُس پریرو کی جو لیتا ہی بلائین عاشق
ہنسکے کہتا ہی کہ بیٹھے رہو انسان کی طرح

جوش وحشت کا ہوا فصل بہار آ پہونچی
تنگ ملبوس سے رہتا ہون گریبانکی طرح

قصد یہ ہی کہ رہون جا کے نجف مین سطوت
چند دن لکھنؤ مین اور رہون مہمان کی طرح

اُس کنیز نے جو یہ اشعار سامنے خواجہ کے پڑھے خواجہ کے ہوش اُڑ گئے دلمین کہتے ہین
کہ اب بھاگنا کیا ضرور رہی جہان لے چلے اسی کے ساتھ چلو دیکھو تو کیا ہوتا ہی وہ کنیز عمرو
کو لیکر چلی جب سرحد نخلستان مین سے نکلی تو ایک طائر نے آواز دی کہ ای گلعذار عمرو کو تو
گرفتار کیا لیکن تا بہ باغ نہ پہونچو گی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی اُس کنیز نے پلٹ کر جوابدیا
او نگوڑے چپ رہ کیون چانون چانون کرتا ہی اب خواجہ اپنے ہوش مین آئے سوچے
کہ کہان اِسکے ساتھ جاتے ہو یہ لیجا کر گرفتار کریگی کاکل کشا زندہ نہ چھوڑے گی یہ سوچکر کمر پر
ہاتھ ڈالا اور خنجر نکالا کہا ای نازنین وہ سامنے دیکھ نیولہ اور سانپ لڑ رہے ہین سانپ نے
نیولے کو کاٹا مگر نیولہ بوٹی دافع زہر کھا آیا اب خوب دونون جنگ کر رہے ہین جیسے ہی وہ کنیز
پلٹی خواجہ نے خنجر مار آہ کر کے وہ گری خواجہ لباس اُتارنے لگے مگر لباس جسم سے نہین
اُترتا آخر پھاڑ کر کپڑے اُتارے کہ ایک صداے مہیب کان مین آئی کہ او ساربان زادے
تو نے غضب کیا کہ میری کنیز کو مارا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی دیکھا سامنے سے وہی نازنین
آتی ہی خواجہ نے چاہا بھاگون لیکن پانون زمین مین جم گئے قدم نہ اُٹھا سکے اُسنے قریب
آکر کاکل سے ایک بال توڑا بہ شکل زنجیر بنا کر خواجہ کو باندھ لیا اور لیکر چلی کہا او نا عیار
ابھی تجھکو چلکر قتل کرتی ہون اب تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خواجہ کو ایک نخل کے
نیچے بٹھایا اور پکار کر آواز دی ای مریخ خنجر زن جلد حاضر ہو کر اسکو قتل کر خواجہ یہ آواز سنکر
بیقرار ہو گئے دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو بڑا غفور و رحیم ہی
اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

سفر طی کن بہ شہراہ طریقت ... کہ تا فائز شوی اندر حقیقت
مطیع حکم شو کز بندۂ خویش ... نمی خواہد خدا غیر از اطاعت
چو مردان کار کن ای صاحب کار ... بجان مشغول در زہد و ریاضت
صدا کن ای گدا حلقہ بہ جنبان ... کہ بکشاید خدا در ابر احابت
مجرد شو مجرد شو مجرد + ... کہ تا گردی خلاص از دام آفت
بزودی ہند یار رخت سفر بند ... کہ دنیا نیست جاے استقامت

خواجہ دعائین مانگ رہے ہین مگر اُس نازنین نے جو آواز دی کہ ای مریخ خنجر زن جلد اگر حاضر ہو اِسکو آکر قتل کر کہ گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے حاضر حاضر کہتا ہوا آیا آتے ہی عمرو کو اُسکے ہاتھ سے لے لیا کہا ای ملکہ تم تکلیف نہ کرو مین سمجھ لونگا عمرو کی گردن پر کولے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا اب عمرو کو یقین ہوا کہ جان نہ بچیگی بلک کر پکار اُٹھے کہ ای کریم کارساز یہ وقت مددگاری ہی بخوبی جانتا ہون کہ بزرگان خاص بھی تیرے اِس دنیاے ناپائدار کو چھوڑ گئے ہیں ہمارے واسطے بھی ہونا ہی **نظم**

نہ این دولت رود با تو نہ حشمت ... بجز رنج و پشیمانی و حسرت
بہ اندک انقلاب دور گردون ... نماند حسن و خوبی و نہ صورت
براے گنج سیم و زر مبر رنج ... مکن سعی فراوان بے ضرورت
نہ فقر و فاقہ و افلاس ماند ... نہ جاہ و دولت و ملک و حکومت
ببین از روے صنعت شکل صناع ... مصور را ببین حاصل ز صورت
کسے از دوستداران تو ہندی ... نباشد ہمرہت ہنگام رخصت

وہ زنگی خنجر برہنہ سر پر کھڑا ہی مگر انتظار ہی کہ کاکل کشا اِشارہ کرے تو خنجر مارون خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک شیر سوار ساحر زبردست ایک نامہ ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای کاکل کشا خبردار اگر ایک موے جسم عمرو کا کم ہو گیا تو حساب دینا پڑیگا دیکھ قدرت نے کیا لکھا ہی اِتنے کاکل کشا حیران ہو گئی کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہی شیر صحرائی پر سوار ہو کر آیا ہی کیونکر اِسکو تسخیر کیا کہ وہ ساحر قریب آکر

کو وا زنگی کو جھڑک دیا کاغذ کاکل کشا کے ہاتھ مین دیا کاکل کشا نے جیسے ہی لفافہ کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کاکل کشا کے دماغ مین تاثیر پہونچی اُسنے جھپٹ کر لغدہ مارا کہ سر ملکہ کاکل کشا کا اُڑ گیا زنگی پانی ہوکر بہ گیا شبہ سوار نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر ہنگ در خنجر گزاری

بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

خواجہ نے قران کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نور نظر خوب وقت پر آئے ورنہ اِسنے خاتمہ کر دیا تھا اب کوئی صورت بچنے کی نہین تھی تمنے کیونکر دیکھا قران نے کہا مین عرصۂ دراز سے آپ کے تعاقب مین پھرتا تھا اب دیکھا کہ آپ گرفتار ہوے اور تدبیر قتل ہو رہی ہی بھی عیاری بن پڑی دوڑ پڑا الغرض جیسے ہی کاکل کشا مری لاشہ زمین مین غرق ہو گیا زنگی جو گرا تھا سب جسم تو اُسکا پانی ہوکر بہا مگر سر اسکا اچھل رہا تھا اُڑکر طرف آسمان کے چلا بال اُسکے سر کے مثل پرون کے ہو گئے رفرف جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو تدبیر سے غافل نہین کہ سر سامنے آکر گرا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای رفرف جادو میرے مالک کو آکر قران نے مارا اب ساربان زادہ اُسی صحرا مین پھر رہا ہو گلنار زعفران پوش رفرف کے پاس موجود تھی کہا ای رفرف دیکھا تمنے کہ کیا تیز عیار ہو کہ کاکل کشا ایسی ساحرہ کو مارا رفرف نے کہا ای گلنار مین نے یہ تماشہ تجھکو دکھایا دیکھیے کیا گذرے اب طلسم کشا کا قصد ہو کہ قلعے مین آئے گلنار نے کہا تمھارے بعد کون ساحر ہو رفرف نے کہا میرے آگے فرفر جادو میرا اُستاد ہو اُسنے مجھسے کہلا بھیجا ہو کہ طلسم کشا نہ آنے پائے جسطرح بنے روکنا اب مین تدبیر کر رہا ہون گلنار نے کہا مین اب جاتی ہون پھر تمھاری ملاقات کو آؤنگی تمکو سامری و جمشید بچائین رفرف نے کہا ای ملکۂ عالم اب جان پر بنی ہو آج کی شب رہجاؤ شب کو جلسہ آراستہ ہو تم پہلو مین رہو تو دل کو تسکین ہو مدتین تمھارے اشتیاق مین گذرین آج کے روز یہ اتفاق ہوا کہ تم آگئین اب تمھارا جانا نہین گوارا ہو چاہتا ہون کہ ایک شب تو آرام اُٹھاؤن گلنار نے کہا ای رفرف اب زمانہ اختتام کا ہو فکر جان کی چاہیے ہو مین جاکر طلسم کشا کو برباد کرون ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہو جائے رفرف نے کہا میری

زندگی مین کیا مجال ہی کہ طلسم کشا قلعے مین آسکے یہ کہکے آواز دی ای ہوشنگ مردار خوار طلسم کشا کو
جا کر روکو ایک ساحر مہیب وضع پہلو ے قصر سے آیا سلام کر کے برا ے انتظام چلا لیکن حیران ہی
کہ کیا تدبیر کرون اُڑا ہوا جاتا تھا ایک صحرا مین دیکھا ایک پہلوان ہی اکھاڑا کھدا ہوا ہی شاگردونکو
زور کرا رہا ہی کئی سو پہلوان گرد و فوج بے حساب اُتری ہوئی ہی ہوشنگ اُترا اُس پہلوان سے
ملاقات کر کے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی پہلوان نے کہا مضبوق آدم در میرا نام ہی اسی
صحرا مین رہتا ہون جسکے مقابلے مین گیا چیر پھاڑ کر کھا گیا میرے ہاتھ سے کوئی بچتا نہین یہ سنکر
ہوشنگ نے کہا براے مقابلہ طلسم کشا جاؤ اُنکو گرفتار کر لاؤ مضبوق نے کہا مین اگر جاؤنگا
تو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا میرے ہاتھ سے زندہ بچنا دشوار ہی اسیوقت مضبوق سوار ہوا سب
پہلوانون کو ساتھ لیا براے مقابلہ طلسم کشا چلا اگر گلنار رفرف سے رخصت ہوئی قریب
طلسم کشا آئی کہا ای شہریار ہوشنگ مردار خوار حضور کی فکر مین چلا ہی جہانتک بن پڑے اسکی
فکر کیجیے نور الدہر نے کہا انشاء اللہ بعد ادا ے نماز ظہر مین لوح دیکھونگا جو حکم دے وہ بجالاؤن
گلنار خاموش ہو رہی کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو نامدار سامنے آئے احوال قتل کا کل کشا بیان کیا اور کہا کہ ای فرزند مین پہاڑ پر بیٹھا
تھا کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال تمھارے مقابلہ
مین آتا ہی بڑا اُسکو اپنی جرأت کا دعویٰ ہی کئی سو پہلوان اُسکے ساتھ ہین مین دیکھکر بھاگا کہ جا کے
فرزند کو خبر کرون نور الدہر نے کہا مین ہوشیار ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا مضبوق
گینڈے پر سوار تین سو پہلوان ساتھ چہار جانب سے گھیرے ہوے بلبلاتا ہوا آیا مقابلہ
نور الدہر مین اُترا ساتھ والون سے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین جا کر دربار طلسم کشا کو دیکھون
معلوم ہو کہ کیسے کیسے پہلوان اُسکے دربار مین ہین ایک دو کو لیتا بھی آؤنگا شاید بھاگ جاے
اگر اُسکی موت ہی تو مجبوری ہی سب نے کہا حضور آپ کا جانا بہتر نہین ہم لوگون کو حکم ہو جسکو آپ
فرمائیے وہ جائے جیسا فرمایئے ویسی جا کر بدعت کرے مضبوق نے کہا میرے جانے سے
طلسم کشا ڈر جائیگا یقین ہی کہ پلٹ جائے تم لوگون کے جانے سے نہ مانیگا میرا گینڈا تیار کرو
اُسیوقت گینڈا تیار کر لایا پشت پر گینڈے کی سوار ہوا ایک تلوار کمر مین دوسری کاندھے پر

بل کرتا ہوا جاتا ہی پہلوانون نے چاہا ساتھ وین اسنے سب کو جھڑک دیا کہا میرے ساتھ نہ آؤ
مین یکہ و تنہا جاؤنگا قضائے کار طہماس بن عنقویل دیو پرور کنارے پر لشکر کے انتظام
کر رہے تہین دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی پکار کر کہا ای پہلوان ادب سے آ نہین جانتا کہ یہ لشکر
طلسم کشا کا ہی تجھ ایسے بہت سے آئے اور مارے گئے کیون اسقدر گھمنڈ کرتا ہی گینڈے کو
اڑاتا ہوا آتا ہی میرا آقا بے نامدار دیو بند و دیو کش ہی مضبوق نے قریب آکر کہا سامنے سے
ہٹ جا طہماس نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور شرفا سے یون بات کرتا ہی بات
کرنا تو سیکھ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ تجھکو قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر طہماس نے ساطور اٹھایا مضبوق
نے دیکھا کہ سترہ سو من کا ساطور اگر یہ پڑیگا تو کیا حال ہوگا ساطور کو دیکھکر گھبرایا چاہا گینڈے کو
پھیرون طہماس نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان بھاگا جاتا ہی مضبوق نے پلٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا تیغہ ٹوٹ گیا قبضہ جو ہاتھ مین باقی رہا وہ اسنے کھینچ مارا
جیسے ہی قبضہ مارا طہماس نے خالی دیا قبضے کا خالی جانا کہ مضبوق گھبرا گیا طہماس نے
ساطور مارا لنگر ساطور کا دیکھکر سوچا کہ اگر یہ پڑیگا تو دو ہی ٹکڑے ہونگے گینڈے سے کود پڑا
ساطور گینڈے پر پڑا گینڈے کے دو ٹکڑے ہوئے طہماس نے جو دیکھا کہ گینڈا مضبوق
کا مارا گیا اور یہ مغرور بچا للکارا کہ ایک ضرب لیتا جا مگر مضبوق نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا
جاتا ہی لشکر مین اسکے پہلوان کھڑے تھے انھون نے دیکھا کہ مضبوق بھاگا ہوا آتا ہی آگے
بڑھکر پوچھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان آپ کیون بھاگ آئے مضبوق نے
کہا لشکر طلسم کشا کا نگہبان ایک دیو ہی اسنے میرا گینڈا مار ڈالا مجھکو بھی مناسب معلوم ہوا
کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین چلا آیا میدان مین سمجھ لونگا اور طلسم کشا پر بہت طعن و تشنیع کرونگا
کہ کیا سمجھ کے ہم لوگون سے مقابلے مین آئے ہی دیو کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو یقین ہی
شرما جائے مگر مین اسکو گھیر گھار کر مار لونگا میرے ہاتھ سے کبھی کوئی بچا نہین جس سے مقابلہ
کیا اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا آج یہ جوان بچا مین سوچا کہ دیو کو میدان مین مارونگا یہ کہتا ہوا طرف
بارگاہ کے چلا ساتھ والے کہتے ہین کہ ہمارے آقا کیا کہتے ہین یہ مسلمان دیو کو ساتھ نہین
رکھتے خبر مشہور ہی کہ صاحبقران اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے کیسے کیسے دیو مارے

مگر کسی دیو کو ساتھ نہین لیا یہ انھین کا پوتا ہی یہ بھلا کب دیو کو ساتھ رکھیگا مگر ہمارے آقا کیا کہتے
ہین کہ دیو کو دیکھا اور اُس سے مقابلہ بھی کیا مگر مضبوق آکر بیٹھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی
پر فوراً چوب پڑی ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی طہماس کا حال سُنکر نورالدہر مسکرائے
اور خود بھی طبل جنگی کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین لشکرون مین طبل جنگی بج رہے ہین سلاح
درست ہو رہے ہین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ادھر
نورالدہر سوار ہوے اُدھر سے مضبوق گینڈے پر سوار ہوا غرور مین بلبلاتا ہوا میدان
مین آیا دیکھا کہ وہی جوان ساطور کاندھے پر رکھے ہوے آگے لشکر طلسم کشا کے جھوم رہا
ہی صورت طہماس کی دیکھکر ڈرا اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل مرکب باد رفتار
پر سوار سب سردار گھیرے ہوے آیا لوگون سے پوچھا یہ جوان کون ہی اسکے سردارون نے کہا
یہی طلسم کشا ہین نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان ایک پہلوان کو مضبوق
نے اشارہ کیا کہ میدان مین جاکر طلسم کشا کو للکار اگر وہ تیرے مقابلے مین آئیگا تو مین انکو
دیکھونگا کہ کیا طریقۂ جنگ ہی بدقوق کرگدن سوار مضبوق کا بھائی گینڈا جھپکا کر میدان
مین آیا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرے مقابلے مین آؤ مین تمہارا بڑا
مشتاق ہون نورالدہر نے مرکب طلسمی اُڑایا گھوڑا آہو چشم شیر خشم کوہ سرین کوہ کفل
گلے مین سونے کی ہیکل دُم سے چنور کرتا ہوا طرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا نورالدہر
نے چمکار کر روکا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ زمین ہلگئی بدقوق چاہ چشم شاہزادے کا دیکھکر
جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا کہ اے طلسم کشا اگر میرے ساتھ چلو تو مین اپنے
بھائی صاحب سے صفائی کرادون بہت رحم دل ہین فوراً مہربان ہونگے اپنے لشکر کا تمکو
سپہ سالار کرینگے نورالدہر نے کہا او بیوقوف کیا بیہودہ بکتا ہی کچھ جرأت دکھا یہ میدان
کارزار ہی زبان تیغ سے جواب دے یہ سُنکر بدقوق نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے گرز مارا نورالدہر نے تلوار سے قلم کیا گرز کا کٹنا کہ بدقوق گھبرایا چاہا کہ
سامنے سے چلا جاؤن مگر تیغۂ طلسمی نیام انتقام سے کھنچا خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ مارا
تیغۂ برق مثال جو چمکا بدقوق کی آنکھ مین اندھیرا آگیا چاہا کہ بھاگون مگر شیر کے پنجے سے

روباہ کا بچنا دشوار تھا چمک کے تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری برق جہندہ تھی کمر
گینڈے چار ٹکڑے کیے مدقوق کا مارے جانا کہ بڑے بڑے پہلوان تھرا گئے ایک ایک
کا قول تھا کہ وہ پہلوان آج مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا ہر چند پہلوانون نے کہا مگر مصنبوق نے
کہا کہ طبل بازگشت بجوا دو فوراً طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بارگاہ مین آکر اکیلا بیٹھا حکم دیا
کوئی ہمارے سامنے نہ آئے مگر عیار اسکا شہرت جہان پیما اسنے جو خبر سنی کہ آقا اکیلے بیٹھے
ہین پردہ اٹھا کر سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین
آپ کو بہت پریشان پاتا ہون امیدوار ہون کہ صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ غلام اسکا
انتظام کرے مصنبوق نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شہرت کیا بیان کرون بھائی
صاحب کے مارے جانے سے دل کانپ گیا ایسے زور شور سے طلسم کشا نے اسے مارا کہ دل
خائف ہوگیا اگر ہو سکے تو عیاری سے گرفتار کرلاؤ اور دوسرا جو وہ دیو بچہ ہی اسکو بھی گرفتار
کرلا مین اُن دونون کو قتل کرلون تو پھر کسی سے خوف نہین سارے لشکر کو تباہ کردونگا
شہرت نے کہا غلام ابھی جا کر لاتا ہی غرض صورت بدلکر چلا لشکر نور الدہر مین آیا بارگاہ کا
حال دریافت کیا طرف بارگاہ نور الدہر کے چلا دیکھا بارگاہ استادہ ہی ایک گوشے مین آکر بیٹھا
نقب کھودتا ہوا چلا پہر رات رہے آکر بارگاہ مین پہونچا سر نکالکر دیکھا کہ شمع ہاے مومی اور
کافوری روشن ہین عطر کے شیشون کے منھ کھلے ہوے ایک جانب لخلخے چھپر کھٹ بچھا ہوا
اُسپر شاہزادہ سو رہا ہی شہرت نے اول شمع ہاے کافوری و مومی گل کین دو شمع روشن رہنے
دین کہ ایسا نہ ہو اندھیرے مین کسی ظرف پر پانون پڑے تو کم ظرف کہلاؤن یہ انتظام کرکے
قریب چھپر کھٹ کے آیا بیہوشی نکالی کفچے مین رکھکر برابر دماغ کے لگا دی شاہزادہ چھینک مارکر
بیہوش ہوا شہرت نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین پھاند پڑا اسی طرح راہ طے کرکے
نقب سے نکلا خواجہ ایک دوکان پر شہدے بنے ہوے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی دیکھا
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی للکار کر آواز دی او جانے والے کہان جاتا ہی میر طلایہ کو آواز
دی کہ ای میر طلایہ دیکھو یہ شخص پشتارہ بدوش چلتا ہی دیکھ لینا کہ پشتارے مین کیا ہی خواجہ
نے یہ آواز جو دی صدران ماہ منتظر کہ طلاے پر تھا آواز خواجہ کی سنکر دوڑا جاکر دیکھا

حقیقت مین ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر شہرت نے
جھپٹ کر نخل کی آڑ پکڑی پشتارہ گوشے مین رکھدیا آپ خالی ہاتھ سامنے آیا کہا یار مین راہگیر ہون
آپ لوگون نے ناحق گھیرا چادرہ کاندھے پر رکھا تھا اُسکو آپ پشتارہ سمجھے اب لوگ حیران
ہوے کہ حقیقت مین یہ تو خالی ہاتھ ہی کہ خواجہ بھی آکر پہونچے دیکھا ایک عیار کو سوار گھیرے
ہوے ہین مگر پشتارہ نہین ہی خواجہ نے فرمایا یارو ہٹ جاؤ مجھے اِس سے بات کرنے دو
سوار ہٹے خواجہ قریب آئے فرمایا منتر صاحب تمھارا کیا نام ہی عیار نے کہا شہرت جہان بیچ
میرا نام ہی مضبوق کا عیار ہون براے خبر لشکر آیا تھا آپ لوگون نے ناحق گھیرا خواجہ دھوکے
مین آگئے فرمایا اِسکو جانے دو سوار الگ ہوے شہرت پلٹا گوشے مین آکر پشتارہ اٹھایا
نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا خواجہ پلٹے کہ جاکر سور ہون کہ چند خدمتگار روتے ہوے آئے
عرض کی کہ آقا کو کوئی چُرا لیگیا خواجہ یہ سُنکر جھپٹے دور سے دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ بدوش جاتا
ہی خواجہ نے للکارا مگر وہ نکل گیا خواجہ صورت بدلکر بارگاہ مین پہونچے دیکھا مضبوق نے
نور الدہر کو مسلسل کرکے ہوشیار کیا نور الدہر بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
مضبوق نے جھلاکر کہا ای طلسم کشتا کیا دعوی ہی کہ اب بھی بل کرتے ہو نور الدہر نے جوابدیا
کہ او مکار عیار کے بھروسے پر یہ غرہ جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے بزرگ است فرد سر
نمی پیچم ز شمشیر حبیب نا ہر چہ آید بر سر من یا النصیب ؛ مضبوق نے جھلاکر کہا جلاد کو بلاؤ جلاد نے
آکر گلے کا خط کھینچا خنجر پکڑکے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ای شہریار حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا
یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہی اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین چہار طرف سے بلوہ کرینگے
باپ اِس جوان کا شاہزادہ بدیع الزمان سر فتنہ ملک سنجان جسنے گنجاب کو شکست دی
صدہا جوان اسکے سردار آئین گے کس کسکو جواب دیجیے گا مضبوق نے کہا مین سمجھ لونگا
تو سر کاٹ لے جلاد تیغ کھینچکر قریب سر نور الدہر آیا نور الدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی
الحاجات بلند کیے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز بندہ نواز ای کریم و رحیم
فضل کر رحم اپنا شریک کر

نظم

ز صفحہ دل و جان نقش غیر حق بتراش		ز لوح خاطر خود حرف ماسوا بخراش

زوال دولت اہل کرم ہمی خواہد +
گروہ اہل حسد تیرہ باطن و او باشش

اگرچہ مہر فشاند ز اوج گردون سوز
کند غبار حسد کور دیدۂ خفاشش

بہ بزم دہر شود تازہ ہر زمان اجلاس
ہمیشہ مسند تازہ بگستر و فراشش

برائے نشو و نمائے چمن بہر موسم
بہ باغ دہر کند باغبان تراش و خراشش

بہ غیر ذکر الٰہی اگر شود گویا + +
بکام حضرت الشان زبان نبودی کاشش

نکوئی کن کہ بیابی جزائے نیکی نیک
مکن بدی کہ بدی را بدی بود پاداشش

بجوش غصہ مشو ہمچو برق در تب و تاب
زحلم آب بر آتش چو ابر نیسان پاشش

ز انقلاب زمانہ مدار در دل رنج + +
بحال خویش بہر حال ہند یا خوش باش

کہ جلاد نے چاہا خنجر ماروں خواجہ کو تاب نہ باقی رہی گوشے سے آکر تیغ مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا وہ مارا کا ہلڑ ہوا مصنبوق نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد تڑپ رہا ہے گنہگار بیٹھا ہے جھلا کر کہا کہ یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر بجھر اکر اپنے سر پر مار لیا دوسرا جلاد لاؤ مجمع سے جلاد نکلا خنجر چمکاتا ہوا قریب آیا کہا اے شاہ جسکا حکم دیجیے سر کاٹ لوں شہرت بھی دیکھ رہا ہے کہ خواجہ بڑھکر نورالدہر کے قریب آئے اشارہ کیا کہ سنبھل کر بیٹھو مین خنجر مارتا ہون شہرت نے کہا ارے یہ جلاد کیسی چپکے چپکے باتین کر رہا ہے شہرت کے ایک شاگرد نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون خواجہ نے اُسکو خنجر مارا وہ عیار جو گرا ہلڑ ہو گیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلائے روزگار ہے عمرو نے جلدی مین ہتھکڑی نورالدہر کی کاٹی نورالدہر نے قید کو توڑ کر پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے ایک پہلوان قریب تھا اُس سے تلوار چھین لی لڑنے لگے ملحوظ رہے کہ لوح طلسمی گلے مین ہے ہوشنگ کو رفرف سے وعدہ کر کے چلا تھا اِس پہلوان کو بھیجکر آپ بھی آیا دیکھا تلوار چل رہی ہے جب بہت گھبرایا ایک دستک دی کہ پہلوئے بارگاہ سے ایک مہ جبین با ناز و کرشمہ یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم
توبہ تو کی ولیکن داغ داماں رہگیا

جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

ای صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے / باغ مین جا کر تو ای سرو خرامان رہگیا
حسن مین بھی عزت و دولت خدا کے ہاتھ ہی / گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا
کرکے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل / بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا
راہ وحشت مین نہین اندیشہ پست و بلند / گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا
جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز / مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل / شکر ہی گردن تک آتے آتے احسان رہگیا
کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون / روشنی جاتی رہی سر و چراغان رہگیا
شام ہجران صبح بھی کرکے نہ دیکھا روز وصل / سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہگیا

اُس نازنین نے یہ اشعار اِسطرح سے گائے کہ نور الدہر لڑتے لڑتے متوجہ ہوے ہاتھ روکا وار پڑنے لگے خواجہ نے دیکھا یہ کیا معرکہ ہوا پکارکر آواز دی ای فرزند لوح دیکھو ہوشنگ برابر سحر کر رہا ہی آخر اپنے کو ظاہر کیا قریب مضبوق کے پہونچا کہا ای پہلوان تجکو جرات پر بڑا ناز تھا مگر تجسے کچھ نہ ہو سکا اب ایسے مین طلسم کشا کا ہو پشت سے جاکر مارلے یہ سنتا تھا کہ مضبوق جھومتا ہوا چلا چاہا پشت پر سے آکر ہاتھ مارون نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ یہ سحر ہوشنگ ہو اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو نور الدہر نے اسم لوح کو پڑھا ہی کہ مضبوق نے آکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا یکایک جھناکے کی صدا بلند ہوئی مضبوق نے چاہا پلٹ جاؤن مگر سامنے سے ملک الموت کے زندہ پلٹنا دشوار تھا نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا مضبوق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود سرے مضبوق کے گرا مضبوق نے خود کا بھی خیال نہ کیا ننگے سر بھاگا اور پہلوان بیچ مین آگئے اُٹھنے تلوار چلنے لگی ہوشنگ نے دور سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر کی تاثیر مٹی دوبارہ سحر کیا کئی نازنینان مہ جبین گاتی ہوئین سامنے آئین مگر اسم جو ورد زبان ہی اُسکی برکت سے قریب نہ آسکین ناچار ہو کر پلٹ گئین کہا ای ہوشنگ ہمارا فقرہ نہین چلتا طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہی اسم خدا ے نادیدہ ورد زبان ہی سحر تاثیر نہین کرتا مگر خواجہ نے ہوشنگ کو باتین کرتے ہوے دیکھا بہ شکل خدمتگار ہوشنگ کے

پاس آئے کہا اے افسر ساحران کیا خوب سحر کر رہے ہو اگر مجھکو حکم ہو تو مین جا کے گرفتار کر لون یہ
سنکر ہوشنگ نے کہا تو کیونکر گرفتار کریگا خدمتگار نے کہا دیکھیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا کس
رنگ سے کھڑا ہی مین جا کر کمند مار دونگا ملاحظہ کر لیجیے ہوشنگ پلٹا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند
گلے مین ڈالدیے ہوشنگ پلٹا حباب بیہوشی مار دیا ہوشنگ بیہوش ہوکر گرا خواجہ
نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اُسکا کہ نورالدہر نے سب کو تلوار کے نیچے رکھ لیا
ہزارہا کافر مارے گئے طہماس نے جو خبر سنی کہ آقا وہان گھرے ہوے ہین طہماس فوراً
سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ مصبوق بھاگ چکا تھا نورالدہر نے لڑائی فتح کی عمرو
نے خوب حقہ ہائے آتش بازی ارے مرنے سے ہوشنگ کے لوگون کے جی چھوٹ گئے
آپس مین کہتے تھے کہ بڑا ادبار آگیا اگر ہوشنگ زندہ رہتا تو طلسم کشا کو گرفتار کرادیتا
حقیقت مین اُسنے کیا کیا سحر کیے مگر عمرو ایسا عیار موجود تھا وہ ہر مرتبہ طلسم کشا کو ہوشیار کرتا تھا
شہرت نے بھی صلاح دی کہ حضور اسوقت ٹل چلیے پھر مین وعدہ کرتا ہون کہ ساربان زادے
کو پکڑ لاؤنگا اور طلسم کشا کا گرفتار ہونا کوئی بات نہین ہی جب قصد کرونگا پکڑ لاؤنگا لیکن
ساربان زادے سے جان بچانا دشوار ہی تدبیرین نے کی ہی ضرور نورالدہر کو گرفتار کرونگا
کیا میرے ہاتھ سے بچ سکیگا مگر اسوقت لڑائی بگڑ گئی ہی ٹھہرنا حضور کا مناسب نہین ہی
ایسا نہو کہ آپ پہ کوئی چشم زخم پہونچے تو غضب ہو جائے ہمارا بھروسہ آپ ہی سے ہی
آپ سر پر ہاتھ رکھے رہین مین سب تدبیرین کر لونگا مصبوق نے یہ باتین سنکر فرار برقرار
کیا دس کوس پر آکر ٹھہرا وہان بارگاہ استادہ کرائی ہر چند کہ بارگاہین لٹین مگر ایک بارگاہ
کھنچ کھنچا کر لیگیا ہو مگر جب شہرت بھاگنے لگا تو عمرو کا سامنا ہوا عمرو نے للکارا شہرت
نے کہا او ساربان زادے یہ وقت تو ہماری شکست کا ہی جہان جا کر اُترونگا ضرور آکر تجھکو
گرفتار کر بیجاؤنگا خواجہ نے کہا اے شہرت سر بارگاہ تمھارے کپڑے اُتروالون اور جوتیان
ماروں اور ایسا ذلیل کرون کہ اگر غیرت دار ہو تو پھر نہ منہ دکھاؤ او رہے غیرت کی بلا دور
ہی آج بھی سر دربار دیکھو تمھارے کیسا چونہ لگایا خیر اب تو بھاگ جاؤ مین آکے تمسے ضرور
سمجھونگا شہرت تو بھاگ کر نکلگیا دس کوس پر جا کر اُترا پانچ سو شاگرد اُسکے موجود ہین

انکو بلایا اور کہا کہ یارو وقت مشقت ہے کنارے پر لشکر کے اہتمام کرو کہ کوئی مخبر نہ آنے پائے کیونکہ ساربان زادے نے اقرار کیا ہے شاگردون نے کہا ہم چہار جانب سے لشکر کو گھیرے لیتے ہین دن رات برابر چوکی پہرہ دینگے آپ خاطر جمع رکھیے پانچ سو شاگردون نے لشکر کو گھیر لیا اپنے بیگانے کو آنے نہین دیتے جو آتا ہی وہین سے پکار دیتے ہین کہ بھائی اسطرف نہ آؤ یہ خبر خواجہ نے سُنی کہ یہ انتظام ہوا ہی پانچ سو شاگرد لشکر کو گھیرے ہوے حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین یہ سُنکر طرف لشکر دشمن کے چلے راہ مین شبرنگ سے ملاقات ہوئی شبرنگ نے کہا قبلہ و کعبہ مین بھی چلون خواجہ نے کہا بیٹا انتہا کی روک ٹوک ہی پانچ سو بیک بچہ لشکر کو گھیرے ہوے ہی کسی کے آنیکا حکم نہین لیس تم چلکے کیا کروگے مین بھی نہ جا سکونگا خواجہ یہ باتین کر کے یکہ و تنہا چلے دور سے دیکھا کہ عیاران کفار حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین انتہا کا انتظام ہوا تو خواجہ بہت پریشان ہوے مگر پھر سوچے کہ جانا ضرور ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنے اور اسی طرف چلے شاگردون نے بڑھکر روکا اور پکار کر کہا میان ساحر صاحب اِدھر نہ آؤ ساحر نے کہا ہمکو جانتے ہو کہ ہم کون ہین مسلمان کش ہمارا نام ہی ذرا اپنے اُستاد کو بلاؤ تو ہم عمرو کو گرفتار کر لاوین شاگردون نے جو یہ حال سُنا خوش ہو گئے دوڑے ہوے پاس شہرت کے آئے کہا اُستاد چلیے ایک ساحر کہنہ رہنے والا غار افراسیاب کا بحکم خداوند آپ کی مدد کو آیا ہی آپ چلیے تو عمرو کو گرفتار کر لائے یہ سنکر شہرت خوش ہو گیا اور خوشی خوشی آیا آکے دیکھا کہ میان ساحر صاحب ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور سحر پڑھ رہے ہین کلوا بھیرون نارسنگھ لونا چماری گوگل داس مرچیا جن پیکے پل والا پیپل کے پیڑ والا ہنومنت سنگھ مہابیر کوئل داس سیتا ستی گورا پاربتی دریا سنگھ حباب خان گورا کالا سانولا نیلا پیلا بھوت پلید پکڑے جانے والے کی عید خبردار نہ چھوڑیو دشمن کو گردن پکڑ کے لائیو اب دھوکا نہ کھائیو جہان پر ہو ڈھونڈھ کے لائیو طبقے زمین کے ہلائیو شہرت نے جو دور سے دیکھا کہ ساحر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی جھپٹ کر قریب پہونچا جا کر سلام کیا ساحر نے گلے سے لگایا کہا ای فرزند مین غار افراسیاب مین بیٹھا عبادت کر رہا تھا پوئے دو سو خداوند جمع تھے سب کو سجدہ کر رہا تھا مگر جسوقت خداوند لقراط کا نام لیا وہ سامنے پیدا ہوے مجھے کہا ای سرہنگ سرہنگان دا

سرکوب مسلمانان کبتک عبادت کروگے تمھاری عبادت قبول ہوئی فلان صحرا مین جاؤ اور
ہمارا بندۂ خاص شہرت جہان پیما عمرو کے ہاتھ سے حیران ہو رہا ہی عمرو کو گرفتار کر کے اُسکے
حوالے کردو خبردار تامل نہ کرنا لہذا مین تین منٹ مین یہان آیا ہون کجا سرحد ترکستان کجا
یہ مقام ہندوستان مگر خداوند بقراط کا کہنا بدل وجان قبول کیا ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت
چھوٹے تھے مگر تقدیرین رگ و پے مین بھری تھین اُس کھیل مین بھی قدرت نمائی تھی ہم لوگ
ساتھ کھیلتے تھے ایک دن قدرت نے کھیلتے کھیلتے مجھسے کچھ ہنسکر کہا اور کہا ذرا درخت کے
پیچھے چلو مین بھی بچپن سے تیز وطرار تھا جب درخت کے پیچھے گیا تو قدرت مجھے ڈھونڈھنے
لگے مین نے پلٹ کر ایک چپت ماری اور ایک لات ماری وہی قدرت تو منھ کے بھل گرے
رونے لگے مین بھاگ گیا جب قدرت میرے سامنے آئے تب مین نے قدرت کو یہ پتہ دیا
کہ مین وہی ہون کہ بچپن مین بے ادبی ہوئی تھی مگر معاف فرمائیے قدرت نے گلے سے لگایا
اور کہا ای سرہنگ جادو قدرت کا کیا کچھ حرج ہو گیا تھا تمھارا وہی تقرب ہی مین مدت
سے تمکو تلاش کرتا تھا اب خبر معلوم ہوئی کہ یار غار ہمارا غار افراسیاب مین ہی اور یہ بھی
خبر سنی کہ پوچھ کر رہا ہی بس اب تم بہت جلد وہان جاؤ ای شہرت جہان پیما تم کسکے ساتھ ہو
شہرت نے جواب دیا کہ مصبوق آدم ورہ پہلوان جہان ہی اگر طلسم کشا سے دبتا ہی اگر
مقابلہ پڑے تو بھی غالب ہو مگر قصد ہی نہین کرتا ساحر نے کہا مین انکو تمکو دونون کو ردین تو
بناؤنگا سیر اگر باندھنا خالی نہ جائیگا یہ کہکر وہ ساحر پلٹا کہا تم اسیح مقام پر کھڑے رہنا دیکھا
سب نے کہ وہ ساحر تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا شاگردون نے کہا اُستاد دیکھیے ایک تو
یہی کمال ہی کہ نظرون سے ہم سب کی غائب ہو گئے اب لشکر طلسم کشا پر پہونچے ہونگے یہ تنگ
شہرت نے ہنسکر کہا صاحبو اُسکی کیا بات ہی صاحب کشف و کرامات ہی صورت نورانی تم
مین لاثانی یہ خالی نہ پلٹے گا شہرت سب شاگردون کو لیے کھڑا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ ساحر
پشتارہ بدوش آتا ہی عمرو پشتارے مین بندھا ہوا ہی خواجہ نے یہ کیا کہ راہ مین جا کر کھڑے
ہوئے قضائے کار ایک گنوار اُدھر سے نکلا اُسے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکے
اپنی صورت بنا کر لے بھاگے شہرت نے جو دیکھا کہ وہی ساحر پشتارہ بدوش آتا ہی سب

شاگردون مین غل ہوا کہ دیکھیے اُستاد کمال کر لائے زندہ باش خداوند لقبراط کی تقدیر کیا خالی
جائیگی کیا تقدیر برجستہ کی ہم لوگ بہت خوش ہوے کہ ساربان زادہ گرفتار ہوا اب اسکو ہم
بذلت قتل کرینگے اسطرح اسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ وزاری
کرین اور ہم لوگون کو ترس نہ آئے یہ صلاحین کر رہے ہین کہ ساحر پشتارہ عمرو کا لیے ہوے
قریب آیا کہا مہتر صاحب لیجیے اسکو لیجائیے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قتل کے بدلے بخش دیجیے
شہرت نے کہا دربار مین تشریف لیچلیے مضبوق بھی آپ کے مشتاق ہین عمرو نے کہا
مین جھینٹا ہوا آگیا اور پھر جلدی آیا تھک گیا ہون اب قدم نہین اُٹھتا شہرت نے کہا تخت
منگوا اُڑن ساحر نے کہا خوشی تمھاری دربار مین ایک مطلب ہوگا کہ تمکو روئین تن بناؤنگا
اور تمھارے آقا کو بھی روئین تن بنا دونگا جب دونون روئین تن ہو جاؤ گے تو کوئی پھر قتل
نہ کر سکیگا اسپر شہرت بہت خوش ہوا اور تخت منگوایا ساحر تخت پہ سوار ہوا اور عمرو کا
پشتارہ آگے رکھ لیا عیار اُچک اُچک کے دھوئین مارتے جاتے ہین اور ساحر صاحب
منع کرتے ہین کہ بھائیو کیون ذلیل کرتے ہو دربار مین چلکر مارنا بروقت قتل سب بدعتین
کر لینا کون تمھین روکیگا اتنو قبضے مین آیا ہی کبھی عمرو کو یہ ذلت نصیب نہین ہوئی جو عیار آیا
اسکے ہاتھ سے زیر ہوا شاگرد کہتے ہین اُستاد ساحر صاحب سچ کہتے ہین کہ اس سرحد مین
مہنیر سبک رو کیسا عمدہ عیار تھا بیٹی اسکی ملکہ نسیم سبک خیز ان دونونکو اسنے ذلیل
کیا مہنیر کو انھین کے ہاتھ سے قتل کرایا اور نسیم کو بیاہ کے لے گیا سبکو عمرو کی عیاری پر
حیرانی تھی سب کو یقین تھا کہ نسیم غالب آئیگی جب وقت پڑا تو کچھ نہو سکا یہی ساربان زادہ
گرفتار کر کے لیگیا مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا ابتری دھوم سے بیٹھے ہوے
آتے ہین بے اختیار بارگاہ سے اُٹھا دروازے پر بارگاہ کے آکر [illegible] لگا اب جو سر
اُٹھایا دیکھا ایک ساحر نہایت کہن سال تخت پر بیٹھا ہوا اور عمرو سامنے بندھا پڑا ہی
شہرت جہان پیچا پائے تخت کے ہاتھ رکھے ہوے سب عیار گھیرے ہوے نوبت
نقارہ بجتا ہوا سارے لشکر کے سپہ سالار دوڑ پڑے ہین تخت کے ساتھ آتے ہین اور
ہر ایک کا یہی قول ہو کہ قدرت نے کیا تقدیر کی اپنے رازدار کو بھیجا اُسنے آتے ہی عمرو کو

گرفتار کرلیا قدرت کا حکم کب خالی جاتا ہو فرما دیا تھا کہ تو ہی غائب آئیگا وہی ہوا قدرت کا
فرمانا کیون خالی جاتا یہ اتفاق ہو کہ طلسم شکست ہو رہا ہو قدرت چپکے بیٹھے ہین وہ تو فرما چکے
ہین کہ جو بندے ہمکو بھولے ہوے ہین انکی سرکوبی کو مسلمانون کو بلایا ہو جب وہ قتل ہو لینگے
ایک دن مین مسلمانون کو غارت کر دینگے یہ باتین کرتے ہوے دربار مین مضبوق کے
پہونچے مضبوق نے کرسی بچھوا دی عمرو کو سامنے ڈالدیا ساحر کرسی پر بیٹھا کہ شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اے سرخیل ساحران آج تمنے بڑا کام کیا اگر آجتک قدرت پہلے سے تمکو
بلاتے تو یہ نوبت ہم نہ پہونچتی مگر قدرت نے خیال نہ فرمایا اب ہوش آیا ساحر نے کہا طلسم
بنجائیگا کیا بات ہو قدرت مین کرامات ہو کہ شہرت نے پھر عرض کی آپ کو تکلیف تو ہوگی
مجھکو روئین تن بنانے کو فرمایا تھا ساحر نے اشارہ کیا کہ کپڑے اُتارو اور ایک عرقی باندھلو
شہرت نے کپڑے اُتارے ساحر نے وہ کپڑے اپنی کمر مین باندھ لیے کہا اے شہرت یہی
دستور ہو کہ روئین تن بننے والے کے کپڑے لے لیے جاتے ہین قدرت قاعدے مین لکھ
چکے ہین یہ کہکے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُسمین سرخ عرق بھرا تھا وہ بدن پر شہرت
کے ملا سوا جو لگی شہرت نے چاہا کھجاؤن ساحر نے منع کیا کہ کھجانا نہین ورنہ کچے رہجاؤگے
جب شہرت بیقرار ہوا تو ساحر صاحب نے کہا ایک پرانا جوتا لاؤ پشت پر اور سر پر شہرت
کے چند جوتے مارے شہرت نے کہا میان ساحر صاحب اِسکی چوٹ سے مجھکو راحت ملتی
ہو جب دس پانچ جوتیان مار چکے تو کہا اے شہرت مین جاتا ہون مگر یہ پرچہ کاغذ کا مین دیے
جاتا ہون اِسمین قاعدہ لکھا ہو اِسکو پڑھ لینا سب حال معلوم ہوجائیگا کاغذ دیکر ساحر صاحب
بیرون بارگاہ نکلے سب نے دیکھا کہ غائب ہوگئے جب شہرت بدن کی کھجلی سے بہت بیقرار
ہوا شاگردون سے کہنے لگا پُرانی جوتیان لاؤ پشت و پہلو پر لگاؤ پھر شہرت نے کہا کاغذ تو
دیکھو کیا قاعدہ لکھا ہو اب کپڑے پہنون یا نہ پہنون شاگردون نے کہا اُستاد ضرور ملاحظہ ہو
اسی کے دیکھنے پر حال کھلیگا کاغذ کو کھولا دیکھا بخط جلی لکھا تھا کہ اے شہرت تو بڑا بے غیرت
ہو کہ سر دربار جوتیان کھائین کپڑے تیرے اور کسوت عیاری مین لے آیا اور پھر مجھسے دعوی
ہو شرم نہین کرتا اسکے بعد لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری اگر جی چاہتا

تو تیرا سر کاٹ لیتا مگر دعا دے کہ صاحبقران کا حکم نہین ہی اب میرے مقابلے مین نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو نے سُنا ہوگا کہ مہنیر کا کیا حال کیا اُسی کے مالک کے ہاتھ سے اُسکو قتل کرایا مضبوق نے شہرت کے منھ پر تھوک دیا کہا او بیحیا اِسی منھ پر دعوی عیاری ہی عمرو سچ کہتا ہی اگر چاہتا تو تجھکو قتل کر ڈالتا جا کر اُسکا شاگرد ہو ورنہ تجھکو وہ قتل کریگا شہرت نے کہا او شہنشاہ مین فوراً جاتا ہون یا تو عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا ہر چند شاگردون نے کہا کہ اُستاد ہم بھی ساتھ چلیں لیکن نہ مانا شہرت کو بڑا قلق ہی کہتا ہوا اب عمرو کو نہ چھوڑونگا مضبوق نے کہا او شہرت اگر تجھسے کچھ نہ ہوسکے تو مین طبل جنگ بجواؤن سر میدان طلسم کشا سے مقابلہ کرون شہرت نے کہا تامل کیجیے کہ مین بڑی جستجو کرونگا یہ کہتا ہوا باہر نکلا لشکر مین خیمے استادہ ہین نازنینان مہ جبین وخوش تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی چند نازنینین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ہجر مین جسکے ہوئی حیث یہ حالت میری
جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری

دوستو کیا کہون تغییر ہی حالت میری
عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری

بگڑے جاتے ہین صنم دیکھکے صورت میری
کیا بنائی بُری اللہ نے قسمت میری

دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری
ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری

دم نکلجائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دل کو
ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری

چھو کے ہاتھو نسے مرے قلب کو وہ کہتے ہین
سچ بتا دے اِسی دل مین ہی محبت میری

مہندی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے
یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری

وہ نزاکت کے سبب آ نہین سکتے مرے پاس
مجھکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری

عشق مین مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہی برباد
دل شید انہین سنتا ہی نصیحت میری

اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا
میری تربت پہ سدا رویگی حسرت میری

عشق صادق مین یہ تاثیر ہی آنسو ٹپکین
دل لگا کر جو سُنین آپ حقیقت میری

تیرا دیدار میسر نہ ہوا آگئی موت +
دل کی دل ہی مین رہی ہائے یہ حسرت میری

سنگ دل جو کہ زمانے مین بہت ہی مشہور
آگئی اُس بُت کافر پہ طبیعت میری

قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین | جوشِ سودا ہی سنے کون حکایت میری
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی | ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری
قبر مین چھوڑ گئے مجھکو اکیلا احباب | محو دل سے ہوئی کیا ہاے محبت میری
سب نے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا مین عاشق | بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری
محبس دل مین مگر قید کیا ہو غم نے | کیا سبب ہو جو نکلتی نہین حسرت میری
مجھکو کیا ڈر ہو علی کا ہون غلام ای سطوت | بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

شہرت نے دیکھا آخر وقت ہو جابجا مجرے ہو رہے ہین ایک خیمے مین ایک مہ جبین نازنین دوازدہ سالہ نہایت حسین وجمیل کہ چہرے کی ضو پڑ رہی ہو گرد سپید حلقہ پڑا ہوا ہو جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہو کس لطف سے گا رہی ہو اور بتا رہی ہو اور گرد جو لوگ بیٹھے ہوے ہین سب بیل دے رہے ہین اہالی محفل کہہ رہے ہین بی گنا کیا کہنا اسپر وہ نازنین چمک چمک کے مشتاقون کے سامنے گا رہی ہو شہرت نے جو جمال جہان آرا دیکھا پسینے پسینے ہو گیا اُس مجمع مین آیا سب جانتے ہین کہ لشکر کا مہتر ہو اُس نازنین نے جھک کر سلام کیا کہا میان مہتر صاحب آیئے نائکہ نے جھٹ پٹ پاندان کھولکر گلوری دی شہرت نے پانچ روپے پاندان مین ڈالدیے شہرت لگاوٹ کر رہا ہو وہ نازنین ہر مرتبہ طرف شہرت کے دیکھکر یہ اشعار بصد غمزہ وناز بتا کر گا رہی ہو

نظم

حسرتِ تو نکلا اسقدر مجمع ہو میرے دل کے ساتھ | سانس اب سینے مین آتی ہو بڑی مشکل کے ساتھ
ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان | یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ
ایسی مے نوشی کرین ساقی کے بھی اُڑ جائین ہوش | سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم دل کے ساتھ
اسقدر فرطِ محبت ہو کہ بعد مرگ بھی ہے | روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ
پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین ہے | آہ مجنون اسطرح ہو بند جین محمل کے ساتھ
ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سی پھرے | شعر گوئی کا مزا کچھ ہو تو اس کامل کے ساتھ

اسطرح سے سامنے شہرت کے یہ اشعار گائے کہ شہرت مائل ہوا جھک کر آہستے نائکہ سے پوچھا بی گنا نوکری کرینگی نائکہ نے کہا مہتر صاحب جانتے ہو کہ آج لشکر مین انتشار ہوا افسر ہمارا

شکست کھا کے آیا ہی جب وہان سے بھاگے تو مال ظاہری گھٹا آشنا ہمارے چند مسلمان بھی
تھے اُن مین ایک رسالدار تھے وہ بہت کچھ دیتے تھے اور آٹھوین دن آ کر مجرا اُسنکر چلے جاتے
تھے وضعداری اُنپر ختم تھی ایسی شکست تھی کہ وہ سب چھوٹے مگر آپ مہتر لشکر مین آپ کے
قول سے انکار نہین کر سکتی آپ کا کہنا بدل وجان قبول ہی جسوقت مزاج مین آئے تشریف
لائیے گا خانہ بے تکلف ہی لڑکی بھی آپ کو یاد کرتی ہی آپ کے آنے سے طبیعت خوش ہوگی بلکہ
وہ ہروقت کہا کرتی ہی کہ ہمارے لشکر کے مہتر صاحب بہت خوبصورت ہین ننھی ننھی آنکھین مثل
جگنو کے چمکتی ہین ناک بڑی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مینڈک بیٹھا ہی اور ایک بھجنی اور
چھوکری نے کہی ہی تمھارے گالون پر چند داغ چیچک کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ گوبر پر اولے
پڑے ہین یا بے مونگھ کی جھجھری ہی قد ہی کہ تاڑ ہی یہ سب تقدیر کا بگاڑ ہی خلوت مین علحدہ جا کر
اُس سے باتین کرو وہ اپنا اشتیاق ظاہر کریگی جو دو گے وہ لے لیگی تمھارے حکم سے انکار
نہ کریگی شہرت خوشی خوشی نکلا عیارون نے پوچھا اُستاد آج بہت خوش ہو گیا عمرو ملگیا
شہرت نے کہا عمرو کے تو مقدمے کو مین نے ترک رکھا ہی مگر آج ایسی معشوق ملی ہی کہ میرا حال
بحال ہو گیا پانچسو روپے کا مہینہ دونگا اور اے برادران اُسکی نائکہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ
وہ خود مجھپر عاشق ہی یہ کہکے حمام مین آیا غسل کیا کپڑے بھاری پہنے عطر کا شیشہ اپنے اوپر
اونڈیل لیا بانہاسے عیاری جسم پر لگائے اسطرح بن ٹھن کے چلا آکے دیکھا کہ گُنا دروازہ
پر کھڑی ہین شہرت کو جو آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے ہین آپکی
مشتاق تھی پلنگ پر جا کے لیٹی نیند نہ آئی انتظار کر رہی تھی آپ نے کہان دیر لگائی آپ کو
ہمارا بالکل خیال نہین شہرت خوش ہو گیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا خیمے مین آیا دیکھا چھپر کھٹ
لگا ہی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین شہرت کو بٹھایا اختلاط کرنے لگی کبھی
پٹے پکڑ لیتی ہی کبھی تمانچہ مار دیتی ہی شہرت خوش ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی بڑی بھبین ہی آخر اُس
نازنین نے گلابی اُٹھائی کہا مہتر صاحب جام تو نوش کرو شہرت تو خوش ہو رہا تھا جام
ہاتھ سے لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا او جان جہان واے
آرام دل مشتاقان کیسی شراب تھی کہ کلیجے مین آگ لگا دی نازنین نے ہنسکر کہا او بیوقوف

اسی منھ پر دعویِ عیاری نہ پہچانا اب کہ تیرا کیا حال کرون منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرۂ عمرو

گزان اُستادِ عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنگر شش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

شہرت کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہو رہا ہی عمرو نے جو نعرہ کیا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے ہی گرا گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین کھڑے ہو کر سوچنے لگے خیال مین آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا آپ شہرت کی شکل بنے اور شہرت کو اپنی شکل بنایا یہ شہرت باہر نکلے نائکہ پیٹنے لگی کہتی تھی میری نوچی کہان گئی عمرو نے کہا اری نہ گھبرا یہین ہوگی خواجہ نے اُسے صندوق سے نکالا تب نائکہ خاموش ہوئی خواجہ نے شاگردون کو بلایا اور اشارہ کیا کہ گدھا لاؤ گدھے پر شہرت کو سوار کیا نرسنگھا منگوایا اِسطرح شہرت کو تشہیر کرتے ہوے لے چلے جو شاگرد سامنے آیا شہرت شاگرد کو دیکھکر غین غین کرنے لگا وہ مڑ سے جوتا منھ پر مار دیتا ہی کہتا ہی ارے گونگا بنا ہی غرض چند شاگردون نے جوتے اور تھپڑ مارے شہرت حیران ہی کہ شاگرد میرے مجھسے کیون باغی ہوگئے نرسنگھا پھنکتا ہوا دہل زن ساتھ ہر مرتبہ چوب لگاتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ہمارا جو ہمسے عیاری کرے اُسکا یہ حال مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو کو شہرت نے گرفتار کیا ہی تشہیر کراتا ہوا آتا ہی مضبوق نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکے شہرت سے کہو تمام لشکر مین پھرا چکے اب اُس ساربان زادے کو یہان لاؤ ہرکارے نے آکر خبر دی خواجہ یا تو بازار مین پھر رہے تھے یا حکم سُنکر پلٹے سامنے مضبوق کے آئے مضبوق نے بھی قریب آکر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے تو نے میرے عیار کو ذلیل کیا دیکھ اُسکا انجام کیا ہوا پھر کہا اے شہرت اِسکو دار پر کھینچ دے خواجہ نے کہا کہ اگر حضور کی یہی مرضی ہی تو مجھے کیا عذر رہی مین تو چاہتا تھا اِسے قید کیجیے میرے شاگردون کی قید مین رہیگا ایسے لوگ مقرر کرونگا کہ کیا مجال ہی زبان ہلا سکے مضبوق نے کہا اے شہرت

ایسے شخص کا زندہ رہنا بہتر نہین شہرت نے قریب آکر کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان
مجھکو یہ خوف ہی کہ اگر یہ قتل ہو جائیگا ایک لاکھ چہراسی ہزار پیک بچون کا یہ افسر ہی وہ سب آوینگے
اور نائب اسکا مہتر قران کہ اُسکے بغدے کی پناہ نہین ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کو مار ڈالے مین نے
نسخہ حاصل کیا ہی چاہتا ہون کہ آپ کو روئین تن بنا دون تب اسکو قتل کرون اگر مہتر قران آئے
تو اُسکا بغدہ تاثیر نہ کرے روئین تن پر ضرب آہنی تاثیر نہین کرتی یہ سُنکر مصنبوق بہت خوش ہو گیا
کہا اے شہرت کیا معقول بات تجویز کی ہی عمرو نے کہا اندر چلیے تو مین آپ کو روئین تن بناؤن یہ سُنکر
مصنبوق اندر آیا عمرو نے کہا لباس اُتار دیجیے مین آپ کو باندھ دون روغن رگ رگ مین تاثیر
کریگا آپ تڑپین گے مین اُسوقت خیال نہ کرونگا تھوڑی دیر کی تکلیف اُٹھائیے دروازے پر
اگرچہ نگہبان بٹھا دے اُسنے کہا کہ جب مین حکم دون تو برابر نوبت بجانا کوئی کسیکی نہ سُنتا غرض
نقارہ نواز چوبین ہاتھ مین لیکر بیٹھے خواجہ نے مصنبوق کو چومیخا باندھا برہنہ تو کر ہی چکے تھے
آگ قریب موجود ہی نمک و مرچ بسیار رکھا ہی اب خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کہ او مصنبوق منم مہر
سپہر عیاری تیرا جبار تشہیر ہو چکا تجھکو کباب بناؤنگا اُسترے سے جسم اُسکا فگار کیا اُسپر نمک مرچ
ڈالا اسطرح مصنبوق کو کباب بنا دیا مصنبوق غل مچاتا ہی کہ یارو دوڑو عمرو مجھکو مارے ڈالتا ہی
باہر نوبت و نقارے بج رہے ہین بقول شخصے کہ طوطی کی آواز نقار خانے مین کون سُنتا ہی اگر
کسی کے کان مین آواز گئی تو وہ کہتا ہی آقا روئین تن بن رہے ہین دیکھو غل مچاتے ہین خواجہ
نے سب مال و اسباب بارگاہ کا لیا مصنبوق چیختے چیختے بیہوش ہو گیا سب اسباب لیکر باہر
نکلے شاگردون سے کہا عمرو کو لیجا کر قید کرو مین آتا ہون ایک پٹی صحرا سے لے آؤن تو آقا کو
کھلاؤن کہ پتّے روئین تن ہو جاوین شاگرد شہرت کو لیکر چلے خواجہ نکلکر طرف لشکر نور الدہر
کے روانہ ہوئے راہ مین شاگردون نے شہرت کو تمانچے مارے جوتیان مارین وہ اشارہ منع
بجز کرتا ہی ایک شاگرد نے کہا دیکھو صاحبو بات نہین کرتا ایک نے کہا گردن پھولی ہوئی ہی
دوسرے نے کہا منھ مین تو ہاتھ ڈالو منھ مین ہاتھ ڈال کے گبند نکالا شہرت نے کہا یارو
مین ہون شہرت وہ ساربان زادہ تھا چل کے آقا کی تو خبر لو دیکھین اُنکے ساتھ کیا کیا ہی
شاگردون نے شہرت کا منھ دھلایا اب منتین کرنے لگے کہ اُستاد بیٹے بھی جوتے مارے تھے

معاف کیجیے شہرت بارگاہ مین آیا اول نقارچیون کو منع کیا اُنھون نے نہ مانا آخر ناچار ہوکر
نقارچیون کو مارا نقارچی کہنے لگے آپ ہی کہہ گئے تھے کہ جسکے کان مین آقا کی آواز جائیگی وہ
دیوانہ ہوجائیگا اسوجہ سے ہم بجائے جاتے ہین شہرت نے بہ مشکل اندر آکر دیکھا کہ ہمارے
آقا مضبوق چوبیخا بندھے ہین اور تمام بدن شگافتہ ہی اور آگ زیر جسم رکھی ہی شہرت نے
سر پیٹ لیا مضبوق کو دھلایا نمک و مرچ زخمون سے چھُڑایا تب مضبوق کو ہوش آیا کہا اے
شہرت عمرو غضب کر گیا میرا یہ حال کر گیا تجھکو تشہیر کیا شہرت نے کہا آپ قدرت کے پاس
چلیے وہان چلکر فریاد کیجیے شہرت و مضبوق اسی حال سے روتے پیٹتے قریب قصر عشرت پہل
کے پہونچے بقراط کو ہرکارون نے خبر دی کہ مضبوق آدم درہ و شہرت جہان پیما دونون
فریادی آتے ہین بقراط نے دونون کو سامنے بلوایا مضبوق کا حال دیکھکر بڑا افسوس کیا
کہا اے مضبوق تم نے بڑی تکلیف اُٹھائی مضبوق نے کہا اب غلام برسون مین صحت پائےگا
اسقدر خون جسم سے جاری ہوا کہ تھالے بھر گئے شہرت کو تشہیر کیا بقراط نے کہا کہ مین
فوج ساحران تمھارے ساتھ کرتا ہون مقابلۂ طلسم کشا مین جاؤ مضبوق نے کہا مین نام
طلسم کشا سے ڈرتا ہون وہ ساربان زادہ وہان موجود ہی ایسا نہ ہو اب کے مرتبہ مار ڈالے بقراط
نے کہا تم تک کوئی نہ آنے پائیگا اب لشکر ساحران لیکر جاؤ یہ کہکے آواز دی اے ساحران غدار
کون مضبوق کے ساتھ جائیگا کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے ساحرون نے جو مضبوق
کا یہ حال دیکھا کانپ رہے ہین ایک ایک کا یہ قول ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو ہمارے ساتھ عیاری
کرے کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید آیا دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار کہ ساحرہ نہایت حسین و جمیل ہی آگر
پہونچی کہا یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی یہ ساحر طلسم کشا سے ڈرتے ہین مین خوف نہ کرونگی فوراً
جاتے ہی لشکر پر آگ برساؤنگی بقراط نے حکم دیا پچیس تیس ہزار ساحر ہمراہ کیے شہرت
و مضبوق سیمین عذار کو ساتھ لیکر چلے منزل در منزل جاتے ہین ایک صحرا مین آکر اُترے
بارگاہ مین استادہ ہوئین سیمین عذار کرسی پر بیٹھی شہرت کہہ رہا ہی اے ملکۂ عالم جان اپنی لگادونگا
اور عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا سیمین عذار کہتی ہی اے شہرت تمکو تکلیف نہ دیگی مین جلکر وہ
آگ برساؤن کہ لشکر طلسم کشا کو امان نہ ملے آجتک جو ساحر گئے وہ جاکر طلسم کشا سے مل گئے

اپنی جان کا خوف کیا اور زمین جاتے ہی آگ لگا دونگی مضبوق بھی جنگل پر بیٹھا ہی سیمین عذار کا جمال دیکھ رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی سردار جادو بارہ ہزار ساحرون کی جمعیت سے برائے شکار آیا تھا اُسنے سیمین عذار کی خبر سُنی مدت سے اسیر عاشق ہو کہتا ہوا چلا کہ آج معشوقہ کا نشان پایا چلکر قبضہ کرون یہ کہکے گینڈے سے اُترا سامنے سیمین عذار کے پہونچا جمال بےمثال دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کس سے کہون کٹی ہو تڑپ کر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجھکو مقدر شب فراق

اے ماہ رو جو تجھکو نہین دیکھتا ہون مین
واللہ کاٹتا ہو مجھے گھر شب فراق

یارو تڑپ تڑپ کے گذارا ہی روز ہجر
موت آئیگی جو جیونگا دم بھر شب فراق

تو کیون ہو بیقرار گذرتی ہو ولیہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

یاد آئیگا ترا قد موزون جو باغ مین +
نالے کرونگا زیر صنوبر شب فراق

جب دیکھتا ہون ماہ شب چاردہ کو مین
آتا ہو یاد عارض دلبر شب فراق

رو یا لہو جو دست حنائی کی یاد مین +
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجھکو نیند نہ چین ایک دم ملا +
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

ہر ساعت اک مہینہ تھی ہر پل تھا اک پہر
مجھکو تھی اک برس کے برابر شب فراق

اُس ماہوش کے دانت جو یاد آگئے مجھے
تا صبح مین گنا کیا اختر شب فراق

پہلو سے نکلون مین جو مجھے روکیے نہ آپ
کہتا ہو مجھسے یہ دل مضطر شب فراق

اُس شمع رو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا
کسطرح مین نے کاٹی ہو رو کر شب فراق

یہ اشعار پڑھکر منتین کرنے لگا کہ اے سیمین عذار ہمکو کئی سال گذرے تمھارا فراق جھیلا مگر اب ہمکو محروم نہ کرو یہان سے قلعہ ہمارا قریب ہو وہان چلو دو روز وہان رہو پھر ہم بھی ساتھ تمھارے چلین گے سیمین عذار نے شرما کر سر جھکا لیا مضبوق نے کہا اے سرو الدنیا دہ ربا مُنہ ڈالو یہ برائے مقابلۂ طلسم کشا جاتی ہین قدرت نے انکو بھیجا ہو تم ایسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف ہو بہنت جادوگر گئے ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوے اب یہ

دعوی کرکے چلی ہین جاتے ہی آگ برساوینگی چاہیے کہ انکے سحر سے کوئی بچ جائے غیر ممکن ہو
اس وقت مین نررو کو اور رہم انکے ساتھ مین آج کئی دن گذرے شب کو محفل عیش وجیش
رہتی ہو دن بھر منزل چلتے ہین اب لشکر طلسم کشا قریب ہو یہ بھی سحر کرینگی مین بھی مقابلہ کرونگا اور
شہرت عیار بھی بہت ذلیل ہوا ہو یہ بھی عیاری کریگا یقین ہو فتح ہو جاے یہ سنکر سردار جادو
بہت جھلایا کہا ای مصنبوق مین تو مدت سے عاشق ہون تم بھی دعوی عشق کرتے ہو مین نے
یہ اشعار نہین پڑھے سب حال ہجر سنایا اپنے حال سے آگاہ کیا یقین ہو کہ ملکۂ عالم کو رحم آجائے
تم دخل نہ دو مصنبوق نے کہا ہم بحکم خداوند جاتے ہین قدرت نے ہمارے ساتھ کیا ہو ہم
وہین جائینگے مقابلۂ طلسم کشا مین پہونچینگے سردار نے کہا ہم تمکو منع کرتے ہین کہین
ایسا نہ ہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ مصنبوق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سردار نے پیچھے
ہٹکر ایک گولہ مارا سینے پر پڑا توڑکر پشت کے پار گذرا فوج والون نے چاہا کہ بدلہ لین ملکہ
سیمین عذار نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو مگر سردار مصنبوق کو مارکر دنگل پر بیٹھ گیا کہتا ہی
ای سیمین عذار اٹھو میرے ساتھ چلو مین تمھاری بڑی خاطر کرونگا ایک شب رہکر چلی آنا
بیچ مین کانٹا تھا اسکو تو مین نے نکال دیا مصنبوق بھی دعوی عشق کرتا تھا وہ تو واصل
جہنم ہوا اب کیا عذر رہا مقام افسوس ہو کہ تم عذر کرتی ہو مین بہت بیقرار ہون اب مجھے صبر
نہین ہو سکتا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل بضرب سنگ عشق کے
ٹوٹا جاتا ہو اب مجھکو محروم نہ کرو سیمین عذار پریشان ہو کہ اب کیا کرون سردار بہت بگڑا ہوا
ہو ہر مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ ڈالتا ہو کہ ملکہ تشریف لے چلو سیمین عذار پریشان نہایت حیران ہو
کہ اسنے غضب کیا مصنبوق کو مار ڈالا اب بگڑا ہوا ہو کہ ضرور میرے ساتھ چلو اس حیرانی مین
سیمین عذار بیٹھی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی قضائے کار شفیق جادو اس صحرا کا حاکم ہو اسنے
جو خبر سنی کہ ملکہ سیمین عذار ہماری سرحد مین اتری ہین چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر برائے
استقبال آیا ہو مدت سے شہرہ حسن کا سنتا تھا نادیدہ مائل ہوا بے دیکھے تیغ ابرو کا گھائل ہوا
وقت پر آکر پہونچا سردار جادو نے دیکھا کہ شفیق قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے اکڑتا ہوا
آتا ہو آکر صاحب سلامت کی ایک دنگل پر آکر بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم آپ کہان جاتی ہین میرے

مہمان آپ کی دعوت ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے سردار بول اُٹھا کہا کہ ای شفیق جادو
اُنکو فرصت نہین ہی یہ نہ جائینگی شفیق بہ قہر و غضب طرف سردار کے پلٹا کہا آپ کون صاحب
ہین آپ کیون دخل دیتے ہین مین نے ملکہ سے کہا تم بول اُٹھے ہین مین نے جب سے جمال جہان آرا
دیکھا ہی دل بیقرار ہی اور یہ حال ہی

نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحتِ عشق
دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق

فخر ہے میرے قدم چومنے مجنون آیا
لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق

مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا استا ہون سے
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق

ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق

حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ ہو بند
مجھکو آئینہ بنا دے اگر ای حیرت عشق

کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق

تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق

رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق

مدتون اِسنے پھرایا ہی بیابانون مین
دیکھون اب لیکے کہان جاے مجھے شدت عشق

کیا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت
خواب مین بھی نظر آئے نہ مجھے صورت عشق

شفیق نے جو یہ اشعار اِسطور سے پڑھے اور اپنا عشق ظاہر کیا سردار نے جھلا کر کہا کہ
ای شفیق بس اب خاموش رہو ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آجائے شفیق نے کہا ای برادر قہر
درویش بجان درویش اپنے اوپر غصہ کرو مجھپر غصہ کرکے کیا کروگے مین نے معشوق کی دعوت
کی ہی مین ضرور لیجاؤنگا سردار نے کہا کیا مجال اگر ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین نے تو
مصنوق کو مار ڈالا شفیق نے کہا وہ سحر سے ناواقف تھا اُسکو مار لیا مجھپر اگر سحر کرو تو
دیوانہ بنا دون تنکے چنوا دون شفیق اپنے مقام سے اُٹھا سردار نے گولہ مارا شفیق
نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے سیمین عذار دیکھ رہی ہی کہ دونون مین سحر ہو رہا ہی
مگر شفیق نے ایک دستک دی پہلوے صحرا سے ایک نازنین آئی اگر سردار کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو دلفریب نے بلایا ہی یہ سنکر سردار اُسکے ساتھ ہوا شفیق نے

ایک وحشتناک دری وہ نازنین ہاتھ تھامے ہوئے قریب صحرا کے لائی صحرا مین آکر کہا سامنے درۂ
کوہ ہی اُسمین چلو مین آتی ہون سردار درۂ کوہ مین گیا وہ نازنین پیچھے پیچھے پہونچی درۂ کوہ سے
نکلکر ایک باغ ملا نازنین نے اشارہ کیا باغ مین چلیے سردار باغ مین آیا نازنین نے آکر ہاتھ تھام
لیا لیجاکر بارہ دری مین پہونچایا بارہ دری مین لاکر ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین ایک گوشے مین بٹھا دیا
ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اُڑایا شفیق کے زانو پر وہ پرچہ آکر گرا شفیق نے جو پرچہ دیکھا اُسمین یہ
لکھا تھا کہ اے شفیق مین نے سردار کو قید کیا ہی کہو تو اُسکا سر کاٹ کر بھیجدون میرے قبضے
مین ہی شفیق نے جواب لکھا کہ اُسکا سر کاٹ کر بھیجدو سیمین عذار حیران دیکھ رہی ہی کہ یہ کیا
ہو رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہی نازنین ہنستی ہوئی آتی ہی بال بکھرے ہوئے سردار
کا لٹکا ہوا لاکر سامنے شفیق کے ڈالدیا کہا اے شفیق مین نے اسکو قتل کیا اب شفیق طرف
سیمین عذار کے پلٹا کہا اے ملکۂ عالم اب تشریف لیچلو مین تمھارا بہت مشتاق ہون یہ سنکر
سیمین عذار اُٹھی کہا اے شفیق قدرت نے حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو ایسا نہو
کہ قدرت کے خلاف ہو شفیق نے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سیمین عذار نے فورًا
اُسیوقت لشکر کو حکم دیا لشکر تیار ہوا شفیق و سیمین عذار برائے مقابلۂ طلسم کشا چلے رات کو
ایک صحرا مین آکر اُترے شفیق نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا سیمین عذار کو مسند پر بٹھایا آپ
پہلو مین آکر بیٹھا چاہتا ہی اختلاط کرون سیمین عذار منع کرتی جاتی ہی کہ شہرت جہان پیما آیا
اُسنے کہا اے شفیق آقا میرا مارا گیا عمرو نے اُسکو بہت ذلیل کیا تھا اب ایک منزل طلسم کشا
کا لشکر باقی ہی اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور عمرو کو گرفتار کرون شفیق اور سیمین عذار نے کہا
اے شہرت ایسا نہو کسی بلا مین جاکر پھنس جاؤ عمرو کے حالات سُنے ہین کہ بلائے روزگار ہی
تمکو تشہیر کراچکا شہرت نے کہا مین اپنی جان لگا دونگا جسطرح سے بنیگا عمرو کو لاؤنگا
سیمین عذار نے کہا اے شہرت جاؤ تم عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ ہم اور شفیق لشکر طلسم کشا کو
تباہ کرینگے شفیق نے کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا کے لشکر مین وہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکا مثل نہین
سکندر ثانی ایسا بادشاہ نجم اختر شناس ایسا کاہن کہ آٹھ پہر گردش سیارگان کو دیکھتا رہتا
ہی نیک و بد طلسم کشا کو بتلاتا ہی اور چند شاہزادیان مثل ہمائے مرصع پوش و مربع نشین

اب گلنار زعفران پوش پہونچی ہین باپ کو قتل کرایا طلسم کشا کی شریک ہوئی ہین کیونکر دل
تقویت کرے کہ ہم لوگ سحر کرینگے کیا وہ لوگ ہاتھ مین مہندی لگائے ہین کہ دفع سحر نہ کرینگے ای ملکہ
سامنے لشکر طلسم کشا کے تھمنا مشکل ہوگا لیکن شہرت جو کچھ کام کرے اسکو غنیمت جانو آخر
بہمن عذارہ و شفیق نے یہی صلاح دی کہ ہم اسی مقام پر اُترے ہین ای شہرت تم جا کے
عیاری کرو اور عمرو کو گرفتار کرلاؤ شہرت اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکے
طرف لشکر طلسم کشا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر کا ارادہ ہو برائے فتاحی مرحلجات
جاؤن سکندر ثانی آمادہ ہین کہ مین بھی ساتھ چلونگا طلسم کشا منع کرتے ہین کہ ای سکندر لوح
ہر مرتبہ یہی خبر دیتی ہی کہ اکیلے جاؤ دوسرے کا دخل نہ ہو سکندر نے کہا ای آقائے نامدار غلام
کے دل کو تاب نہین آتی بڑے بڑے ساحرونکا مجمع ہی سکان عرش پروانہ و بہمن شعبدہ باز
یہ دونون ایک جگہ ہوئے ہین انکا ایک جگہ ہونا قیامت کا سامنا ہی یقین ہی جب حضور
جاوین اور غلام بھی ہمراہ ہو ہر مقام پر مقابلہ ہو مگر خواجہ عمرو بارگاہ مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے
گھبرائے باہر نکلے کہ شبرنگ نے خبر دی ای والد نامدار یہان سے بارہ کوس پر دو ساحر اُترے
ہوے ہین اور شہرت آپ کی فکر مین آیا ہی لشکر مین کہین ہوگا خواجہ نے کہا مین تلاش کرونگا
یہ کہکے خواجہ آگے بڑھے صحرا مین آکر ٹھہرے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ
شہرت آتا ہی خواجہ نے حلقہ ہاے کمند بچھا دیے اور آپ چھپ کر بیٹھے شہرت جب قریب
پہونچا دل اسکا دھڑکنے لگا رُک کر آواز دی کہ او سارہ بان نزادے مین نے دیکھ لیا کیون
چھپا بیٹھا ہی نکلکر مقابلہ کر خواجہ سمجھے کہ اسنے دیکھ لیا مگر پھر سوچے کہ شاید حیلہ نہ کرتا ہو
شہرت نے کئی آوازین دین پھر سوچا کہ دل جو دھڑکتا ہی سارہ بان نزادے کے ہاتھ
سے ذلت اُٹھا چکا ہون وہی دلکو خوف ہی یہ سوچکر بڑھا بیچ حلقہ ہاے کمند مین آیا خواجہ
نے دھڑوکر شیر کی آواز دی شہرت رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا شہرت گرا خواجہ جست کرکے
قریب آئے حباب مار کر شہرت کو بیہوش کیا مشکین باندھکر ایک درخت سے باندھ دیا
ہوشیار کرکے پوچھا ای شہرت تم مہر سپہر عیاری صورت دیکھکر شہرت کی جان نکل گئی سوچا
کہ عمرو زندہ نچھوڑیگا منتین کرنے لگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین آپ کا شاگرد ہوتا ہون

مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے عیاری سکھایئے عمرو نے کہا اوسکار ہبر ے ساتھ یہ جعلسازی کرتا ہی تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے خنجر نکالا خنجر دیکھکر شہرت تڑپ گیا منتین کرنے لگا کہ مین مسلمان ہوتا ہون جو حکم فرمایئے وہ بجالاؤن عمرو نے کہا یہ دو ساحر جو آئے ہین اُنکا کیا نام ہی شہرت نے کہا مرد شفیق جادو ہی اور عورت سیمین عذار یہ دونون دعوی کرکے آئے ہین کہ ہم لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگے مین اُسنے وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین عمرو کو لاتا ہون مین آکے گرفتار ہوا عمرو نے کہا مرد کو پکڑ لاؤ شہرت نے کہا خواجہ قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ شفیق کو پکڑ لاؤنگا مہلت نہ دونگا مجھکو تو اپنا دوست جانتا ہی فقرہ دیکر تنہائی مین لیجاؤنگا حباب مارکے گرفتار کرلونگا خواجہ نے دیکھا کہ تیور شہرت کے سیدھے معلوم ہوتے ہین خواجہ نے شہرت کو کھولا کھلتے ہی شہرت قدمون پر گر پڑا کہا اُستاد مین بڑے بڑے مقام پر جا کے لڑا عیارون کو زیر کیا مگر آپ کے ہاتھ سے وہ ذلت اُٹھائی کہ سب عیاری بھول گیا اب مین امیدوار ہون کہ کچھ تعلیم کیجیے خواجہ نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ حواس ہر معرکے مین درست رکھو اور دشمن کو حقیر جانو جس تدبیر سے پہنے اُسکو گرفتار کرلو رنگ و روغن سے ہمیشہ ہوشیار رہو چند باتین خواجہ نے کلیہ کی تعلیم کین شہرت خوش ہو گیا کہا اُستاد اب جاتا ہون فورًا شفیق کو لیکر آتا ہون چند قدم شہرت بڑھا تھا خواجہ نے چاہا کہ طرف لشکر کے پلٹین کہ فورًا آسمان پر کڑاکا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے اب آگے نہ بڑھنا مین ہون شفیق جادو کڑک کر گرا خواجہ کو اُٹھا کر لیچلا ہر چند خواجہ نے فریاد کی اُسنے ایک نہ سُنی مگر شہرت نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کو شفیق لیے جاتا ہی پکار کر آواز دی ای شفیق بڑا کام کیا شفیق کو اپنی شوکت دکھانا منظور رہی کہ اپنا زور سحر دکھاؤن سیمین عذار بیٹھی تھی شفیق اُس سے وعدہ کر گیا تھا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون لاکر سامنے ڈالدیا سیمین عذار نیچہ کھینچکر اُٹھی کہ قتل کو ڈالون خواجہ بیقرار ہو سے دعائین مانگنے لگے اور پکارتے تھے کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار و ای مونس و مددگار رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

شفیق منع کرتا ہی کہ صاحب اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو مین ابھی جلاد کو بلاتا ہون صاحب یہ بھی
مشہور ہی کہ مسلمان کے قتل کرنے والے کی عمر گھٹ جاتی ہی ہمیشہ سے ساحر قتل مسلمانان سے
ڈرتے ہین اپنے کو اُنکے قتل سے الگ کرتے ہین کہ شہرت آکر پہونچا شہرت نے دیکھا
کہ خواجہ بے حرکت پڑے ہین اور یہی عذار قتل کیا چاہتی ہی شہرت نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا ملکۂ عالم آپ اسکو میرے سپرد کیجیے مین اسکو لیجاکر تشہیر کرون اسطور سے قید کرون کہ
آب و دانہ بند کرکے اسکو مارون تڑپ تڑپ کے مرے اور یہ کوئی بات نہین ہی کہ یون اسکو
قتل کیا جاے اتنا بڑا عیار اسطرح مارا جائے اسکو بھی یاد رہے کہ ایسی ذلت اٹھائی ہی
کبھی کسیکو ذلیل نہ کرون مین نے بڑا رنج و ملال اسکی ذات سے اٹھایا ہی شفیق نے کہا کہ
ای شہرت لیجاؤ شہرت نے کہا آپ اپنا سحر اُتار لیجیے کہ جو صدمہ اسکو پہونچے اسکا مزہ تو
اُٹھائے اپنے قتل سے گھبرائے شفیق نے سحر اُتار لیا شہرت نے مشکین باندھ لین
پشتارہ دوش پر لگایا باہر نکلا شاگردون نے پوچھا اُستاد کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ اس
سارباں زادے کو درہ کوہ مین قید کرونگا کہ کوئی پتہ نہ پائے شاگرد ٹھہر گئے شہرت خواجہ
کو لیے ہوے صحرا مین آیا آکر مشکین کھولین کہا اُستاد خدا حافظ ہین آپ کا یہ علی شاگرد
ہوا اسی وجہ سے وقت پر پہونچا آپ کو دشمنون سے نکال لایا خواجہ رہا ہوکر بھاگے
مگر شہرت سے کہ گئے کہ شفیق کو لیکر آنا شہرت نے کہا اگر میرا پنجہ قابض ہوا تو مین اُنکو بھی
لاتا ہون یہان خواجہ پلٹ کر لشکر مین آئے نور الدہر سے ملاقات کی سب حال بیان کیا
نور الدہر نے کہا اب آپ تشریف رکھیں مین کل خود جاؤنگا مین نے لوح کو دیکھا اُسمین
حکم نکلا ہی کہ سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز کا مرحلہ ملیگا لہذا آپ تشریف رکھین
اب کسیکی احتیاج نہین مین سمجھ لونگا دو پہر رات گئے تک دربار مین جلسہ رہا یہی صلاح
رہی سکندر ثانی بھی بیٹھے رہے مگر نجم اختر شناس خبر دے رہا ہی کہ لشکر پر کچھ آفت آیا
چاہتی ہی سکندر نے کہا ای نجم اختر شناس حقیقت مین تمھارے حکم مین فرق نہین پڑتا
مگر کسکی مجال ہی کہ اس لشکر ظفر اثر پر نگاہ ڈالے دیوانہ کرکے مارون یہ فرما کر دربار برخاست
کیا سکندر اپنے مقام پر گئے نور الدہر اپنی خوابگاہ مین آئے خواجہ عمرو کا جو طریقہ ہی

ایک شہد ے کی شکل بنکر ایک خالی دوکان مین آپڑے نگر یک رہے ہین کہ آج تو ہٹایان ہرزن گشین
دوہ دو اُڈن ہری ہین کہ دو سر بدبنے کیے تھے نگر رات کا دن ہوگیا اور دن کی رات ہوگئی
عجب بات ہوگئی ہم تو اِس دانون پر جان دیتے ہین لیکن یہ جو پریان ناچتی ہین اِنکا کچھ
اعتبار نہین یکایک ایک آندھی چلی اُسکے بعد آگ برسنے لگی نجم اختر شناس کو تو خیال
تھا کہ ضرور لشکر مین ہنگامہ ہوگا اور بہت سے بندگان خدا ضایع ہونگے جیسے ہی لشکر مین
ہلڑ ہوا یا رحیم و یا کریم کی صدا بلند ہوئی پکار اُٹھے کہ اے پرورد گار اِس آفت سے بچا قطعہ

شاہا زکرم برمن درویش نگر
برحال من خستہ دلریش نگر
ہرچند نیم لایق بخشایش تو
برمن منگر بہ کرم خویش نگر

یہ ہلڑ جو ہوا سب سے پہلے نجم اختر شناس بارگاہ سے اپنی نکل آیا نکلکر دیکھا کہ آسمان سے
آگ برس رہی ہے ہوا کا وہ زور ہے کہ تمخل اُکھڑ اُکھڑ کر گر رہے ہین آپس مین بھائی سے بھائی
باپ سے بیٹا چھٹ گیا اسباب عیش و جیش لٹ گیا نجم نے بہ نگاہ غور جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ایک عورت اور ایک مرد کھڑے ہوے سحر کر رہے ہین ناگاہ طرف سے دست راست
کے بجلی چمکی نجم نے پہچانا کہ رفرف جادو جو اپنے مقام پر بیٹھا تھا اُسنے سُنا کہ عمرو نے شہرت
کو ذلیل کیا اور معشوق کو ایسا حقیر کیا کہ آخر اُسنے اپنی جان دی سوچا کہ بے اپنے جاے
کچھ نہ ہوگا اُسوقت آکر پہونچا دور سے آکر دیکھا کہ شفیق جادو اور سیمین عذار آسمان سے
آگ برسا رہی ہین یہ دیکھکر رفرف بہت گھبرایا کہ اِنکو کیونکر خبر ہوئی یہ کیون آئے غرض
سامنے آکر صاحب سلامت کی دونون نے جو اپنے افسر اعلی کو دیکھا سلام کیا رفرف سے
شفیق نے سب حال بیان کیا کہ ملکہ کے ساتھ مین بھی چلا آیا ہم دونون ملکر تمام لشکر کو
تباہ کر دینگے رفرف نے کہا مین بھی شریک ہون یہ کہکے ہاتھ ہلایا ہوا تیز ہوئی آگ
برسنے لگی نجم اختر شناس نے اول ہوا کو روکا پھر ایک ابر بنایا کہ جسپر آگ کے شعلے گرتے
تھے اُسی ابر پر رہجاتے تھے زمین پر اہل فوج کو تسکین حاصل ہوئی لیکن ہوا کے جھونکے
چل رہے ہین کہ اُس ہوا کے زور سے خیمے گرے پڑتے ہین آپس مین ٹکرا رہے ہین اور
اہل فوج کا یہ حال ہو کہ جا بجا اُڑتے پھرتے ہین اور اِن تین شخصون نے سارے لشکر مین

اُس بلی ٔ والدی ہی نجم ہر طرح سے تدبیر کرتا ہی آخر سوچا کہ طلسم کشا کو خبر کرون ورنہ تھوڑے عرصے مین آفت برپا ہوگی آخر گھبرا کر خیمۂ نور الدہر مین آیا پانون پر ہاتھ رکھ کے شاہزادے کو جگایا جب نور الدہر اُٹھے نجم نے سب کیفیت بیان کی کہ حضور رفرف خود آگیا ہر چند کہ مین انتظام کر آیا ہون مگر حضور کے چلنے سے مطلب نکل آئیگا نور الدہر خیمے سے نکلے لوح گلے مین پہنے ہوے لوح محفوظ بھی گلے مین تیغۂ طلسمی قبضے مین لباس طلسمی زیب جسم آکے دیکھا ایک ساحر تاجدار آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی ایک عورت اور ایک مرد پشت پر ہی نور الدہر نے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مرزی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم +
ظفر بر یلان عرب یافتم +

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ
لقا را بیک دست بر داشتم +
شہ نوجوانان لقب یافتم +

نعرۂ نور الدہر کی صدا جو بلند ہوئی زمین تھرائی مگر رفرف نے اشارہ کیا کئی ہزار طائر درختون سے اُڑے اور پھر درختون پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز ہی نظم

دیکھتے غیر عداوت سے ہین قاتل کی طرح — یاد جانان مین تڑپتا ہون جو بسمل کی طرح
ہون وہ مجنون کہ غبار اُڑ کے مرا بعد فنا — گرد اُس غیرت لیلی کے ہو محمل کی طرح
خنجر عشق نے مجروح کیا ہے ایسا — بستر غم پہ تڑپتا ہون مین بسمل کی طرح
آبلے فرقت ساقی مین پڑے ہین ایسے — صاف ہی خوشۂ انگور مرے دل کی طرح
اپنی زلفین وہ بناتے ہین نہ کیون سودا ہو — کہ گلے پڑتی ہین عاشق کے سلاسل کی طرح
شب کو اُلٹی رخ جانان سے ہوا نے جو نقاب — صاف چہرہ نظر آیا مہ کامل کی طرح
آج وہ ترک ستمگر جو مجھے یاد آیا + — دل تڑپتا ہی مدہار رنج مین بسمل کی طرح
عاشقون کو جو گلستان مین وہ گل یاد آیا — دل مرے نالہ کنان غم سے عنادل کی طرح
ہجر کے رنج اُٹھانے سے جو واقف تو بھی — دل ترا بھی کہین آجاے مرے دل کی طرح
رخ پر نور سے اُسنے جو اُلٹ دی ہی نقاب — شب وصلت ہی مکان ماہ کی منزل کی طرح
مہ نو سے مجھے کیا قتل کرے گا گردون — ابتو خنجر لیے پھرتا ہی یہ قاتل کی طرح

شاید اُسکے رُخِ رنگین سے ہی منظور سوال
محتسب آیا ہی میخانے مین پھر اے سطوت

بلبلو شاخ پہ گل ہی کفِ سائل کی طرح
ٹوٹ جائے کہین شیشہ مرے دل کی طرح

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر نے کئی تیر مارے کہ طائرون کے دو سار ہوے
طائر مر کر گرے ایک طائر کلان سب کا افسر وہ بڑھ بڑھ کے زمزمہ سرائی کرتا تھا نور الدہر
نے جب اُسکو تیر مارا تو سب طائر جل گئے ایک سناٹا ہوا رفرف نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
نور الدہر نے مجھکو تاکا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا تمسے سمجھ لونگا یہ کہکے پلٹنا چاہا نکلجاؤن
کہ سکندر ثانی اپنی بارگاہ سے نکل آئے رفرف کو جو دیکھا کہا اے شہریار یہ دشمن بزرگ ہی
بڑے فتور کریگا یہ کہکے سکندر نے للکارا کہ او رفرف خبردار آگے نہ بڑھنا جدھر رفرف
جاتا ہی دیکھتا ہی دیوار آہن گھری ہی پلٹ آتا ہی سکندر نے آواز دی اے شہریار اب تیر ماریے
یا لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہی لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پیکان تیر پر
اسم حاشیہ لوح دم کر کے مارو نور الدہر نے اسم پڑھا پیکان پر دم کیا اب جو تیر جوڑ کر مارا
کب خطا کرتا ہی سینہ پر کینہ رفرف پر پڑا اور کر پشت کے پار گذرا رفرف کا لاشہ زمین
پر گرا بس دیکھتے ہی سیمین عذار و شفیق جادو بھاگے اور بھاگ کر نکل گئے اپنے لشکر مین
پہونچے یہان کئی ہزار جوان جو لشکر نور الدہر کے جلے تھے لوح کا پانی انپر چھڑکا کہ سب
کے سب زندہ ہوگئے بخیر و عافیت پلٹ کر بارگاہ مین آئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ شفیق
اور سیمین بھاگے خواجہ اُنکے تعاقب مین چلے راہ مین آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
رفرف کی شکل بنکر آواز دی کہ اے رفیقان ہمدم و اے انیسان باکرم ذرا ٹھہر جاؤ سیمین عذار
نے دیکھکر کہا اور لطف دیکھو کہ رفرف تو مارا گیا تھا وہ تو ہمکو پکار رہا ہی دونون اُتر آئے
خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا اور کہا کہ اے سیمین عذار و شفیق اِسکو نوش کرو
زندگی جاوید ملیگی مجھکو لاکر خداوند نے کھلایا تھا ایک سیب مین تمھارے واسطے چرا
لایا کہ اپنے دوستون کو کھلاؤنگا شفیق و سیمین عذار نے نصف نصف کھایا کھانے
کے بعد دونون ناچنے لگے شفیق نے کہا اے سیمین عذار مین تو پاس خداوند کے
جاتا ہون اب ملاقات نہ ہوگی مین چاہتا ہون کہ آج کی شب اور رہجاؤن تو مراد ملے

سیمین عذار نے کہا کہ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین کرتا ہی خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا
شفیق نے ہاتھ بڑھایا سیمین عذار نے تمانچہ مارا میان رفرف کہتے جاتے ہین ہان ہان
لڑو نہین ای سیمین عذار کیا نقصان ہی کہنا اِسکا مان لو یہ اب طرف عدم کے جائیگا اِسکی
حسرت نہ باقی رہے سیمین عذار نے جواب دیا کہ تم قبول کرو مسافر عدم کا کیا اعتبار ہو آخر
دونون مین خوب جوتی پیزار چلی لڑ بھڑ کر دونون بیہوش ہوے خواجہ نے دونون کے سر
کاٹ لیے کپڑے اُتار لیے لاشہ ہاے برہنہ دونون کے جنگل مین پڑے رہے قضاے کار
شہرت جہان پیما کہ اُنکی فکر مین جنگل مین کھڑا تھا کہ کان مین اِسکے آواز آئی کشتی مرا نام
من ملکہ سیمین عذار جادو و شفیق جادو بود یہ آواز سُنکر شہرت جھپٹا جنگل مین آکر دیکھا
کہ دونون کے لاشے پڑے ہین حیران ہو گیا کہ اِنکو کسنے مارا سوچا کہ اب خدمتِ اُستاد
مین چلو آکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اُستاد سیمین عذار و شفیق قتل ہو گئے خواجہ نے
کہا مین نے بھی سُنا تھا کہ رفرف کو طلسم کشا نے مارا وہ دونون جنگل مین مارے گئے اور
کپڑے اُنکے میرے پاس ہین شہرت سمجھا کہ یہ کام اُستاد کا ہی شہرت تو خدمت خواجہ مین
رہا خواجہ نے کہا ای شہرت تا فتح طلسم خدمت مین طلسم کشا کی رہو جب لشکر ایک مقام پر
قایم ہوگا اور صاحبقران بھی آوینگے تو تمکو عہدہ ملیگا شہرت نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن
امیدوار ہون کہ اگر حضور کے کیے تدبیر ہو سکے تو ہمیشہ خدمت مین نورالدہر کی رہون
مجھے خُلق شاہزادے کا بہت پسند ہی خواجہ نے کہا انشاءاللہ یہی تدبیر کر دینگے یہ کہکر شہرت
کو شبرنگ سے ملوایا شبرنگ نے شہرت کو پسند کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان نے
شب کو تو آرام فرمایا صبح کو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحراے پر آشوب داہنے پر ہی اُسکو طی کر کے صحراے ویران مین پہونچو صحراے ویران
مین ایک نخل چنار ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اُسکو تیر سے مارو وہ جہان پر
گرے اُس نخل کو اُکھیڑو دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا اُس نقب سے سیدھا راستہ مرحلۂ سکان
عرش پروانہ و بہمن شعبدہ باز کا ملیگا مگر لوح سے غفلت نہ کرنا یہ وہ ساحر ہین کہ قدم
باقدم سحر کرتے ہین جملہ صحرا سحر سے معمور ہین نورالدہر اُٹھے سب سے رخصت ہوے مگر

سکندر ثانی مخفی شاہزادے کے ساتھ ہوے سحر کرکے آسمان پر اُڑ گئے طائر کی شکل بنکر
دیکھتے ہوے جاتے ہین نور الدہر اُس صحرا سے گذر کر ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت ویران
لق و دق میدان تھا اُسکو طے کرتے ہوے چلے بونڈلے گرد کے بر اسے تعظیم اُٹھ رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار دس بارہ ہزار جوان جلو مین
مرکب تازی کچھی یمنی عراقی ہمراہ گینڈے کو اُڑاے ہوے آتا ہی دور سے نور الدہر کو دیکھا
عیار سے کہا دریافت تو کرے یہ جوان کون ہی اِس صحراے ویران مین کیونکر گذر ہوا عیار
نے بڑھکر نور الدہر سے نام پوچھا اُنھون نے نام اپنا مفصل بتایا اُس عیار نے جاکر اُس
پہلوان سے کہ جسکا نام سہیل ارہ کش ہی کہا کہ طلسم کشا اُس جوان کا نام ہی یہ سنکر سہیل نے
کہا اب طلسم کشا کی یہ مجال ہوئی کہ اِن جنگلون مین تنہا پھرتا ہی پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشۂ
صاحبقرانی اب آگے نہ بڑھنا سنم سہیل ارہ کش تلوار کھینچکر قریب آیا فوج سے آواز دی
کہ اِس جوان کو سب ملکر گھیر لو سب فوج نے بلوہ کیا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران
بیحیا و اے نابکاران پر دغا سنم نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ایک
سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوے عین گرمی جنگ ہی وہ لوگ نور الدہر کو گھیرے
ہوے ہین ہر طرح چاہتے ہین کہ شاہزادے کو گرفتار کرلین مگر کسکی مجال ہی کہ شیر پر ہاتھ ڈالے
نور الدہر نے جدھر گھوڑا بڑھایا لاشون کا انبار کر دیا سوار و پیدل لڑ رہے ہین بعضے نیزہ
مار کر بھاگتے ہین کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی نور الدہر سر اُٹھا کر دیکھنے لگے غضنفر بن
اسد کو دیکھا کہ اسپ باد پا پر سوار اسی ہزار فوج ساتھ بوق ترکی پھک رہا ہی معلوم ہوتا ہی
کہ صور اسرافیل پھکا دور سے جو غضنفر نے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین نعرہ کیا
کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا سنم شہنشاہ قزاقان غضنفر نامدار تلوار کھینچکر کے
گرا نور الدہر غضنفر کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ آج اِس سے ملاقات ہوگئی رات اِسکے
ساتھ بسر کرینگے صبح کو مرحلے پر جائینگے مگر غضنفر نے جو پٹری جمائی تیغۂ روئین شگاف
کھینچا اِسکا تیغہ کھینچنا کہ اسی ہزار تلوارین کھنچگئین دیوانون نے پھرہری لی اب جو فوج سہیل پر
گری چھین چھین کے افسرون کو مارا فوج کو پامال کر دیا دشمنون کا عجب حال کر دیا نور الدہر نے

پکارکر آواز دی کہ ای برادر ہمسے ملاقات کرکے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار فوج کو ترغیب دے رہا ہی علم کے پھریرے کھولدیے ہین آگے آگے نقیب یہ آوازین لگاتے ہین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جو کتنے ہین وہ کروایسی لڑائیان کبھی نہ دیکھی ہونگی کس دھوم دھام سے دو لون شیر لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے نورالدہر ہرچند چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب سہیل کے پہونچاؤن مگر فوج کے وہ ریلے ہین کہ ایک کو قتل کیا دس آگئے غضنفر مجمع کو منفرق کردیتا ہی ہر طرفسے آواز آتی ہی کہ یارو ہم یہ جانتے تھے کہ طلسم کشا اکیلا ہی اسکا توڑ امدادگار آیا جسنے ہمارا سنغراؤ کردیا ہی لاشون سے میدان بھر دیا ہی نقیب پکارتے پھرتے ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وحش
اس چمن کی ہوا سے بہمن ہو دی آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ آوازین سنکر مردون کو جوش ہوا بے تکلف مصروف جنگ ہوے مگر حربہ ہاے نورالدہر
سے تبتنگ ہین چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین مگر نورالدہر سب کے حربے خالی دیتے
ہین کسی کو تلوار سے مار اکسی کو نیزہ مار دیا کسیکو گرز مارا کہ پیوند خاک کر دیا علمدار نے
جو غضنفر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کمسن کہ پشت مرکب پر اچھی طرح سے پٹری نہین جمتی باگ تھامے
ہوے گھوڑا اڑا رہا ہی جس غول پر جا پڑا افسر ہی کو تاک کر مارا علمدار نے ہاتھی بڑھایا
چھتر کو بغل مین دبائے ہوے پھر ہرا ہوا مین اُڑ رہا ہی جسپر تعریف بقراط ثانی مرقوم
للکارا کہ او طفل بے ادب اِدھر تو آ ہمسے تو آنکھ ملا غضنفر فرزند اسد نامدار چست وچالاک
بیباک ٹوکتے ہی گھوڑا پھیر دیا جیسے ہی سامنے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے
سپر پر روکا خیال کیا کہ اِسکا مارڈالنا بہتر نہین ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا
ہرچند علمدار روکتا ہی مگر سونڈ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا ہاتھی بھاگا جاتا ہی غضنفر نے
قزاقون کو اشارہ کر دیا قزاقون نے نیزے پشت پر مارے عیار نے بڑھکر جنگی بان
داغ کر پھینک مارا بان جو جاکر پھٹا ہاتھی اِسقدر تڑپا کہ علمدار گرا چھتر ٹکڑے ٹکڑے ہوی
پھرہرے کی دھجیان اُڑ گئین آخر ہاتھی نے علمدار کو گرا کر پامال کیا روندتا ہوا طرف
صحرا کے نکلگیا کئی سو جوان ہاتھی کی وجہ سے قتل ہوے سوار جھپ سے گرے پیدل اور
سوار پامال ہوے نورالدہر نے جو دور سے دیکھا مسکرا کر فرمایا اے برادر ماشاء اللہ
مگر نورالدہر نے دیکھا کہ غضنفر اِس فکر مین ہین کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن نورالدہر گھوڑا اپنا
بڑھا کر قریب آئے غضنفر نے جھک کر سلام کیا نورالدہر نے کہا برخوردار اے فرزند
برسون کے بعد ملاقات ہوئی ہی مگر تم بھاگا چاہتے ہو ہم چاہتے ہین آج شب کو تمھارے
ساتھ رہین ہم تم ایک ہی بارگاہ مین بیٹھین غضنفر نے کہا ایسا ہی ہوگا کہ سہیل نے قریب
آکر نورالدہر کو للکارا غضنفر نے کہا مین مقابلہ کرون نورالدہر نے کہا تمھاری کیا
احتیاج ہی مین سمجھ لونگا نورالدہر گھوڑا اچکا کر سامنے سہیل کے پہونچے سہیل نے ہاتھ
تلوار کا مارا غضنفر نیزہ لیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے جو کوئی آیا اُسکو
نیزہ مار کر گرا دیا کئی جوان غضنفر نے اُسی مقام پر مارے لاشون کے انبار کر دیے

مگر سہیل نے جو ہاتھ تلوار کا بار انور الدہر نے بار ڈھال بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا چاہا چرخ دیکر مارون سہیل نے آواز دی کہ الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان ہی سہیل نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا انور الدہر نے ہاتھ سے رکھدیا سہیل قدمون سے لپٹ گیا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ اپنا نہ اُٹھائے اہل فوج بھی رکے تلوار روکی سہیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج نے بھی کلمہ پڑھا سہیل نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی نور الدہر کو بہ اعزاز واکرام بارگاہ مین لایا نور الدہر مسند پر بیٹھے غضنفر بھی آکر بیٹھا شبرنگ تعاقب مین نور الدہر کے آیا تھا داخل بارگاہ ہوا نور الدہر نے فرمایا آج میان غضنفر ٹھہر گئے ہین اے شبرنگ کچھ سامنے انکے گاؤ شبرنگ نے ساز بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند شروع کیے

نظم

دل لیا عشق نے دیوانہ بنایا افسوس — ہائے اِسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اسکو جو بیرحم بھی نا قدر بھی ہی — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا — حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا افسوس
ہائے محفل مین تری آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظرون سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کسنی سے تو غش آیا اُسے پچھتا تا ہون — ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنسکے نہ کین آپ نے دو دو باتین — عمر بھر مجھکو محبت مین رُلایا افسوس
ہائے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی — زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہین کیا ہوتا ہی — اِن حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس
اُستخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اِسدرجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان سدا ہی **سطوت** — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

دو پہر رات گئے تک جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا نور الدہر غضنفر سے حال پوچھا کیے غضنفر نے عرض کی بھائی صاحب قریات تو مین نے سب تباہ کر دیے سب قریون مین بادشاہ کے نام کا گزو سکہ جاری ہی جبر و زحضور مقابلے مین بقراط کے پہونچین گے

کھارین ساتھ لیکر وہ آوینگے سب لڑینگے یہی سب سے وعدہ ہو آپ کے اس لشکر سے زیادہ وہ گنوار ہونگے کئی لاکھ تو یاسی آئیگا زمیندار اپنے اپنے تربون سے پہونچین گے بڑے بڑے تعلقدار راجہ بابو بھی آوینگے دو پہر رات گئے نور الدہر اُٹھے بارگاہ آرام مین غضنفر تنہا ہوا نور الدہر کو پہونچا کے پلٹے نور الدہر نے کہا بھائی کہان جاتے ہو چھپر کھٹ تو موجود ہے آرام کرو غضنفر نے کہا آج آپ کے تشریف لانے سے بڑا حرج واقع ہوا سب قزاق باہر فروکش ہین مین اُنکا افسر ہون اُسی مقام پر جا کر آرام کرونگا نور الدہر خاموش ہو رہے مگر تماشہ دیکھنے کو اُٹھے دیکھا غضنفر جا کر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے دائرہ ہاتھ مین لیکر بجانے لگے سب قزاقون نے آنکھین کھولین چہار بیت ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ ہو کہ شہنشاہ قزاقان آگئے غضنفر ایک ایک سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین قزاق بھی خوش غضنفر بھی محظوظ نور الدہر کو بڑی حیرت ہوئی شبرنگ سے فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب اس مجمع مین بہت خوش رہتے ہین یہی حال اُنکے والد نامدار کا رہا جیسے نظر کردہ ہوے یہ حرکات ترک کین اینتو بڑے سلیس ہین خدا نے اُنکو یہ فخر عطا کیا تمام اقلیمون مین نام ہو گیا کہ اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا اب لشکر مین اُنکے مثل کون ہی شہرت بھی حاضر ہو کر بارگاہ نور الدہر مین سویا نور الدہر چھپر کھٹ پر لیٹے ہین کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی یاد مین معشوقان پریچہرہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اُنکا خیال کر رہے ہین نظم

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک — آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا — تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان تلک
اِسدرجہ آگ عشق کی دل مین بھڑک گئی — جل جلکے خاک ہو گئے سب استخوان تلک
آزردہ مجھسے کیا سگ دلدار بھی ہوا — آکر نہ کھائے اُسنے مرے استخوان تلک
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہگیا — افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک
رسوائیونکا آپ کی اسدرجہ تھا خیال — دل جلگیا پہ منھ سے نہ نکلا دھوان تلک
صیاد بیر کتر کے رہا کیون کیا مجھے — مین کسطرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
کھینچی جو ایک سینے سے آہ شرر فشان — چھالے ہزارون پڑ گئے ویسے زبان تلک

دفتر شکایتون کے ہین صد ہا بھرے ہوے / مین حال دل کا انکو سناؤن کہان تلک
ہلجائین گے یقین ہی سب قدسیون کے دل / نالہ پہونچگیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب بیکہے سطوت جہانگین دے / کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

نور الدہر کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی اِس سوچ مین کہ الہیا نہ ہو یا لکان مرحلہ کے بڑے
زور و شور سُنتے ہین خیال ہی کہ لشکر کی تباہی پر ہاتھ ڈالین اس سے تو عاجز ہین کہ طلسم کشا
پر قبضہ نہین ہو سکتا لشکر ہی انکا ستاتے ہین لیکن سکندر ثانی ایسا بادشاہ موجود ہی وہ ضرور
حفاظت کریگا لشکر کو تباہ نہ ہونے دیگا اسی فکر مین بیٹھے تھے کہ ایک صدا ے دردناک
کان مین آئی کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار کہانتک کجروی کریگا افسوس ہی کہ اسی
حسرت مین جان گئی اب مستفیض بہ ملاقات نہ ہونگے ہاے کیا کرون کہ کیا بے لطف
زندگی کٹی یہ صدا اپنی درد بھری آئی نور الدہر کا دل دُکھ گیا شہرت نے جو دیکھا کہ آقا بیٹھے ہین
تو یہ بھی اُٹھ بیٹھا نور الدہر نے کہا ای شہرت ایک تکلیف تمکو دینگے عرض کی جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن نور الدہر نے کہا یہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون نعرے کر رہا ہی کون آفت کشیدہ
ہجران دیدہ ہی شہرت روانہ ہوا باہر آکے دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک جوان
تاجدار لباس پھٹا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک جسم پہ میل جما ہوا ملول و حزین بیٹھا
ہی ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہی کہ ای فلک کج رفتار کہانتک ستائیگا شہرت نے قریب آکر پوچھا کہ ای
نوجوان تو کون ہی ہمارے آقا نور الدہر نے پوچھا ہی اُس جوان نے سر اُٹھایا آنکھون
سے آنسو بہنے لگے کہا ای شخص کیون میرا حال پوچھتا ہی اور جس شخص نے مجھکو پچھوایا ہی
وہ کون بزرگ ہی شہرت نے کہا نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
بہادر جری فتاح طلسم خیال سکندری یہ سُنکر وہ جوان ہنس پڑا کہا ای شاطر میری جانب
سے عرض کر کہ حضور تکلیف فرمائین اور تشریف لائین تو مجھپر احسان ہوگا حال مفصل
عرض کرون شہرت یہ سُنکر پلٹا خدمت نور الدہر مین آیا نور الدہر بیقرار ہو رہے تھے
آوازین برابر آرہی ہین دلپر چوٹ پڑتی ہی حسرت و یاس دل سے لڑتی ہی دروازہ پر
بارگاہ کے ٹہل رہے ہین کہ شہرت حاضر ہوا عرض کی کہ حضور ایک جوان تاجدار ہ

نہایت مضطر و بیقرار رہتی ہی مگر حضور کو طلب کرتا ہی آپ کا نام سُنکر بحال ہو گیا نور الدہر فورًا
روانہ ہوے شہرت پیچھے پیچھے جب صحرا مین آئے تو دیکھا کہ وہ جوان اُٹھا ہی وجد مین ہاتھ
طرف آسمان کے دیکھکر پُکارتا ہی کہ ای پروردگار آج تو مسیحا کا نام سُنتا مگر مجھتک آئے تو کیا
عجب ہی کہ علاج ہو جائے نور الدہر نے پکار کر آواز دی ای جوان مین آپہونچا امید وار
ہون کہ اپنے حال مصیبت سے آگاہ کر اُس جوان نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے عالم خواب مین دیکھا تھا کہ طلسم کشا تیری مدد کو آئیگا شکر ہی کہ
آپ مجھتک آ گئے مصباح تاجدار غلام کا نام ہی قلعۂ صبوح یہان سے قریب ہی وہان
رہتا ہون ملکون کا خراج آتا ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا شکارگاہ مین خود
شکار ہوا ایک ہرن کو شکار کیا تھا کہ سامنے سے بونڈر گرد کا اُٹھا پھر دیکھا کہ ایک
نقابدار سرجع پوش نے آکر مجھکو للکارا کہ کیون تو نے میرے صید پر ہاتھ ڈالا مین نے
جواب دیا کہ صحرا مین سب شکار کھیلتے ہین میرے سامنے شکار آیا مین نے بھی تیر مار دیا
اِسمین کیا خطا ہوئی اُس نقابدار نے کہا تو نے بڑی خطا کی مین تجھکو قتل کرونگا مین نے
یہ سُنکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجھکو اُٹھا لیا ہر چند
کہ میرے چند رفیق کھڑے تھے مگر اُنکو ایسا للکارا کہ کوئی متعرض نہین ہوا نقابدار
چرخ دیتا ہوا مجھکو لے گیا صحرا مین بارگاہ اِستادہ تھی اُس بارگاہ مین لیگیا بارہ ہزار فوج
اُتری ہوئی اندر بارگاہ کے لیجا کر مجھکو بٹھایا آپ مسند پر بیٹھا حکم کیا کہ معشوق کو لاؤ یہ سُنکر
چند ملازم گئے ایک معشوق پریچہرہ موسوم بہ گوہر دندان بہ نازو کرشمہ آئی پہلو مین آکر
اُسکے بیٹھ گئی آپس مین باتین ہونے لگین مین نے جو اُس آفت جان کو دیکھا پسینے پسینے
ہو گیا اُس معشوق نے میری جانب دیکھکر نقابدار سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی نقابدار
نے بیان کیا کہ اِسنے میرا آہو صید کیا مین اِسکو گرفتار کر لایا ہون اُس مہ جبین نے ہنسکر
کہا ای نقابدار بہادر اِسکو رہا کرو خطا معاف کرو اب کبھی اِس صحرا مین نہ آئیگا اور
میرے قریب آکے ناز سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا ای گرفتار دام محبت
مین تجھسے وصیت کرتی ہون کہ اِس صحرا مین کبھی نہ آنا اور پھر نقابدار سے کہا کہ اِسکو آزاد

کرو دو غریبون کو آزار نہ پہونچاؤ نقابدار نے مجھکو رہا کر دیا مگر عہد لے لیا مین جو بارگاہ نقابدار
سے نکلا دل قابو مین نہ تھا گھر بار سب چھوڑا سلطنت سے منھ موڑا اسی نخل کے نیچے قیام کیا آٹھ
پہر رویا کرتا ہون مگر حوصلہ نہین پڑتا کہ اُس نقابدار کے مقابلے مین جاؤن امیدوار ہون کہ
وہ معشوق مجھکو دلوا دیجیے نورالدہر نے کہا چلو مین جاکر غضنفر سے رخصت ہو آؤن مرکب پر
سوار ہوکر آتا ہون انشاء اللہ اُس نقابدار کو سزا دونگا یہ کہکر لشکر مین آئے غضنفر کو رخصت
کیا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا نورالدہر مرکب پر سوار ہوے پاس مصباح تاجدار کے
آئے دیکھا تمام صحرا فوج سے بھرا ہوا ہی مصباح تاجدار تخت پر متمکن ہی اہل فوج تخت کو
گھیرے ہین نورالدہر کو جو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا کہا
ای آقاے نامدار آپ کے جانے کے بعد خدمتگزار حاضر ہوے مین نے اُن سب کو اسی مقام
پر جمع کیا تخت پر سوار ہو کر بیٹھا انتظار حضور کر رہا تھا بارے حضور تشریف لائے خیمہ بارگاہ
سب حاضر ہی نورالدہر آگے آگے مصباح تاجدار تخت پر فوج پشت پر علمہاے زرنگاری
پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی نورالدہر نے مصباح تاجدار سے پوچھا
کہ ای برادر تم مسلمان ہو مصباح نے عرض کی ای شہریار یہ سرحد قلعۂ حلب ہی جو عبدالجبار
و عبدالقہار حلبی سردار قزاقان مسلمان ہوے ہین اُنکا پوتا ہون نورالدہر نے یہ سُنکر
مصباح کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای مصباح تم تو ہمارے عزیز ہو تمھارے جد عالی
تبار لشکر صاحبقران مین موجود ہین ہمکو بڑی خوشی حاصل ہوئی اِس کر و فر سے لشکر کو لیے
ہوے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا بارگاہ نقابدار اِستادہ ہی لشکر اُترا ہوا ہی اہل لشکر نقابدار نے
جاکر نقابدار کو خبر دی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آپ کے مقابلے مین آئے ہین اور مصباح ساتھ
ہی نقابدار صحبت مین بیٹھا تھا ہنسکر کہا کہ طلسم کشا کی قضا لائی ہی مصباح تاجدار کو گھسکر
مارونگا اپنے نزدیک طلسم کشا کو یہ مدد لایا ہی وہ سزا دون کہ طلسم کشا ساری طلسم کشائی
بھول جائین چند در بند جو فتح کیے اُسپر یہ غرور یہ صحراے ویران کہلاتا ہی کبھی کسی نے
یہان فتح نہین پائی بہت تاجدارونکو مار ڈالا کہ اُنکا اب نشان نہین اُنکی اولاد اکثر
مقابلے کو آئی مگر شکست کھاکے بھاگی مصباح کیا سمجھا ہی کہ طلسم کشا کو لیکر آیا ہی بڑی

سزا پائیگا آخر بھاگ جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے شہرت نے آکر نور الدہر کو خبر دی کہ
حضور نقابدار بہت مغرور ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے نور الدہر نے مصباح سے کہا تم بھی
طبل جنگی بجواؤ انشاء اللہ میدان مین سمجھا جائیگا سارا غرور نکل جائیگا کیون اے شہرت کچھ تمکو
معلوم ہوا کہ یہ نقابدار کون ہے شہرت نے عرض کی غلام نے دریافت کیا کہ یہ نقابدار ساحر
ہے اسی صحرائے ویران کا مالک ہے جو قافلہ اِسطرف سے نکلا اُسکو لوٹ لیا پیشۂ قزاقی پر بسر
ہوتی ہے اسی صحرا مین رہا کرتا ہے نور الدہر نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا یہان بھی طبل جنگی بجا ہے
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک طرف یہی ہنگامہ ہے کہ طلسم کشا برائے
مقابلۂ نقابدار مرصع پوش آئے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جبکہ
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش ملک مشرق سے نکلکر صحرائے ملک زبرجدی مین آیا
فوج ضیا اور شعاع نے صفین باندھین اُدھر نور الدہر نماز سے فراغ حاصل کرکے پشت
مرکب طلسمی پر سوار ہوئے مصباح تاجدار تخت پر چھ ہزار جوان مسلح و مکمل پس پشت ہین
دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے تھے
ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا — دل مردونکا بھر جنگ بھڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا — رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم ہوئے اب نہ سام باقی — مردونکا فقط ہے نام باقی

کہ نقابدار نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سرکشوری کی رگ پھڑکا ہوا سینہ ٹیک رہا ہے
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نگر مین طلسم کشا صاحب کے
انتظار مین ہون کیا سمجھکر آئے ہین اب میدان مین حال کھل جائیگا یہ سُنکر نور الدہر نے مرکب
اپنا بڑھایا سامنے مصباح تاجدار کے آئے عرض کی اے شہریار اجازت میدان کی ملے
مصباح نے عرض کی حضور کو پروردگار مظفر و منصور کرے آپ کو خدا کے سپرد کیا اب
نور الدہر سلام کرکے طرف میدان کارزار کے چلے نقابدار نے جو نور الدہر کو آتے
ہوئے دیکھا گرز وہ سیر کا لیکر برائے تگاور بڑھا جب تگاور چلی نقابدار کا گینڈا پانچ قدم ہٹا

اور مرکب نور الدہر تین قدم مگر نقابدار سنبھلکر گینڈے پر بیٹھا کہا ای طلسم کشا تمنے کیون یہ
تکلیف فرمائی ایسا نہ ہو کہ آپ کو صدمہ پہونچے نور الدہر نے کہا ای نقابدار اصلاح کی یہ صورت
ہو کہ گوہر وندان کو ئی معشوقہ ہو اسکو حوالے مصباح کے کرو یہ سنکر نقابدار بہت جھلا یا کہا
ای طلسم کشا کس سے ہو سکیگا کہ اپنی معشوقہ کو اور کے حوالے کر دے یہ کہکے نیزہ مارا نور الدہر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ایک
مقام پر نور الدہر نے نیزہ وکا تھمکر تھپیڑا مارا دیا نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے
گرز پر ہاتھ ڈالدیا خبردار خبردار کہکر گرز مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا گرد کا غبار بلند ہوا
نقابدار نے آواز دی وہ مارا نور الدہر نے گھوڑا اڑایا آواز دی ارے کیسے مارا مین تیرا
حریف موجود ہون گرز طلسمی کو جنبش دی خبردار خبردار کہکر گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا غبار بلند ہوا نقابدار نے جو گرز کو گرز پر روکا ہاتھ کانپے گرز گرز پر پڑا وہان سے جو
گرا سر پر گینڈے کے آیا گینڈا نقابدار کا مارا گیا نقابدار گینڈے سے کود تلوار کھینچکر چاہا
کہ گھوڑا نور الدہر کا پی کرون نور الدہر نے جھپٹ کر کلائی پر اسکی ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ
پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہرچند کہ اول مین نور الدہر کو گرمی
معلوم ہوئی تھی مگر جب لوح پر ہاتھ پھیر اگرمی موقوف ہوئی بہ لطف لڑ رہے ہین نور الدہر
نے وہ وہ گھسے مارے کہ نقابدار دنگ ہو رہا ہی کہی مقام پر پکڑ لائے گردن پر گھٹنہ رکھکر
ایسا گھسہ مارا کہ نقابدار کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ ٹکڑے ہو گئی گھبرا رہا ہی ہر چند
چاہتا ہی اپنی جان بچاؤن جان بچاکر نکلجاؤن مگر شیر کے قبضے سے نکلنا دشوار ہی غرض شام
تک الجھ الجھ کے لڑا شام کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای طلسم کشا اب جاکے آرام کرو رات کو ہم تم
جانبازی کرینگے کون دیکھے گا نور الدہر نے کہا ہمارا دستور ہی کہ بنے زیر و زبر کیے میدان
سے نہین پلٹتے اور بادشاہون کو کیا مشکل ہی رات کا دن ہو سکتا ہی روشنی کو حکم دیدو
سب دیکھین گے نقابدار نے دیکھا کہ طلسم کشا نہین چھوڑتے زبردستی ہاتھ چھڑا کر الگ کھڑا
ہوا کہا مین اب نہ لڑونگا نور الدہر نے بڑھکر ہاتھ پکڑا کہا مین نہ جانے دونگا ہرچند نور الدہر
نے چاہا نہ جانے دون مگر نقابدار ہتھیار اٹھا کر یہ کہکر چلا کہ اب مین کل مقابلہ کرونگا نور الدہر

ناچار ہوے شہرت تریب کھڑا تھا اُسنے عرض کی ای شہریار پلٹیے مارے سے بھگایا بہتر ہی
آخر نورالدہر مجبور پلٹے یہ تو اپنی بارگاہ مین آئے مگر مرصع پوش جو بیٹھا بارگاہ مین اپنی آکے
بیٹھا گوہر وندان آئی کہا ای جان جہان اور بھی تمنے سُنا مصباح تاجدار تمپر عاشق ہوا ہی
طلسم کشا تمھاری نسبت سوال کرتا ہی مین نے جواب صاف دیا گوہر وندان نے کہا کہ ای
نہال جادو سالہا سال گذرے کہ تو نے مجھپر قبضہ کیا مگر آجتک مین تیرے قبضے مین نہ آئی
امر اصلی سے ہمیشہ اِنکار رہا اگر وہ تقاضا کرتا ہی اور مناسب ہو تو میری ذات کے واسطے فساد
نہ کرو مجھکو حوالے کردو مین تمسے وعدہ کرتی ہون کہ مین جاکر مصباح کو زہر دونگی اور پھر مین
تمھارے پاس چلی آؤنگی نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای گوہر وندان تمھارے
عشق مین ہمیشہ رنج و ملال اُٹھائے تم ہمیشہ اِنکار ہی کرتی رہین کبھی وعدہ پورا نہین کیا
مین تو اپنی خوشی سے نہ دونگا آج جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتا ہون اگر دستیاب ہوتا ہی تو جاکر
مصباح کو لاتا ہون یہ کہکے اُٹھا گوہر وندان بیٹھی رہی نہال جادو اُڑتا ہوا لشکر مین
نورالدہر کے پہونچا زمین پر اُترا ٹہلتا ہوا سامنے بارگاہ مصباح کے پہونچا سحر کیا کہ نگہبان
سو گئے پردہ اُٹھاکر اندر آیا مصباح کو دیکھا سو رہا ہی سحر کرکے اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا لیکن
شہرت ایک مقام پر پڑا سو رہا تھا اِسکی جو آنکھ کھلی دیکھا وہی ساحر مصباح کو لیے جاتا
ہی اِرادہ ہوا کہ چلکر عیاری کرون مگر نہال جادو پر پرواز پیدا کرکے چلا شہرت ناچار ہوا کہ
اب یہ تو آسمان پر جاتا ہی مین کیا تدبیر کرون بارگاہ نورالدہر پر آیا جاکر قدمون پر ہاتھ رکھا
نورالدہر نے آنکھ کھولدی سامنے اپنے شہرت کو پایا پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور وہی
جادوگر آیا تھا مصباح کو اُٹھا کرلے گیا مین نے چاہا تھا کہ جاکر عیاری کرون مگر وہ سحر کرکے
بلند ہوا مین ناچار ہوکر پلٹ آیا آپ کو جگایا نورالدہر اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف لشکر نقابدار کے چلے یہان نقابدار مصباح کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامنے معشوق
کے ڈالدیا کہا لو صاحب یہ تمھارا عاشق ہی یہ وہی شخص ہی کہ طلسم کشا کو لایا مین اِسکو ابھی
قتل کرونگا گوہر وندان نے مصباح کو جو اِس حال مین دیکھا سر جھکا لیا کہا ای نہال جادو
اس بدعت سے کیا فائدہ اگر مناسب جانو اسکو رہا کرو اِسکا قید رکھنا بہتر نہین ہی اگر

نہال جادو یقین ہو کہ طلسم کشا اسکی رہائی کو ضرور آئے جب وہ اسکے ساتھ آئے تو یقین ہو کہ
ضرور یہان آکر اسکو رہا بھی کرین اور ہر حال مین اسکی مدد کرین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور
ساحر بھاگنے لگے نعرہ شبیر کی آواز آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا آگاہ ہو جاؤ منم
نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے سے جو آئے نہال جادو اٹھا کہ نورالدہر پر سحر کرون
مگر نورالدہر نے مصباح کو جو پڑے ہوئے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا کہ
او ساحر مکار اس قید کرنے کو بڑی بات جانتا ہو بہتر یہ ہو کہ مصباح کو رہا کر دے اور معشوقہ
اپنی اسکے حوالے کر دے نہال کو تو اپنے سحر پر ناز ہی آگ برسا دی مگر نورالدہر پر آگ تاثیر
نہین کرتی ہر طرف گر رہی ہو اسی کے ساحر جل رہے ہین ہر مرتبہ نہال سحر کرتا ہو کبھی تلوارین
برسائین لیکن کوئی تلوار نورالدہر پہ نہ گری نورالدہر سحر کو دفع کرتے ہوئے برابر نہال
کے پہونچے جب نہال نے دیکھا کہ نورالدہر میرے قریب آگئے تلوار کھینچکر حربہ کیا اب جو
نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا بہت سے شعلے سر پر گرے مگر کسی کی تاثیر نہ ہوئی الجھاوے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ جھک کر تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری نہال کے دو ٹکڑے
ہوئے آندھی سیاہ چلی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من نہال جادو بود بارے جانا نہال
کا سب ساحر امان مانگنے لگے آکر قدمون پر گرے مسلمان ہوئے ان سب کو تسخیر کر کے اب
نورالدہر آگے بڑھے پردہ پڑا ہوا تھا پردہ اٹھایا گوہر دندان نے جو نورالدہر کو دیکھا
اپنی جگہ سے اٹھی اٹھکر سلام کیا قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا نورالدہر نے مصباح
کو بلایا کہا یہ معشوقہ موجود ہو مصباح نے جو معشوقہ کو دیکھا چاہا جھپٹ کے معشوقہ کو مین
لپٹ جاؤن کہ گوہر دندان نے کہا ای مصباح خیال تو کرو کہ کتنے دنون تمہارا ہجر جھیلا اس
ساحر کو نہ قبول کیا ہر روز چاہتا تھا کہ عصمت کو بگاڑ دے مگر اپنے کو بچایا اب تو یہ کیفیت ہی قطعہ

سوز غم فرقت سے دل و جان مین لگی آگ	دامن سے جو بھڑکی تو گریبان مین لگی آگ
کیون دل نہ جلے ہجر مین گلگشت سے گلچین	ہین پھول کھلے یا ہو گلستان مین لگی آگ
لالی جو لگائی لب گلرنگ پہ تمنے	دھوکا یہ ہوا شہر بدخشان مین لگی آگ
مجھ سوختہ دل کو جو کیا قید جنون مین	آہین یہ اٹھین خانۂ زندان مین لگی آگ

اُس شعلۂ رخسار کا پھر عشق ہوا کیا
یارب یہ کہان سے دل نالان مین لگی آگ

نکلا جو مرے پانون کے چھالون سے لہو گرم
خار ایک طرف دشت کے دامن مین لگی آگ

تاثیر ہوئی سوز غم ہجر کی ایسی
آنسو جو بہے گرم تو مژگان مین لگی آگ

پوشاک جو پہنے ہوئے ہین سرخ پریزاد
عشاق مین غل ہی کہ پرستان مین لگی آگ

مین وہ ہون گنہگار کیے گرم جو نالے
کیا حشر کے دن دفتر عصیان مین لگی آگ

کیا معجزہ ہی شعلۂ عارض سے نمایان
اِکدن نہ نقاب رُخ جانان مین لگی آگ

بھڑکی جو ہر سینے مین مرے آتش فرقت
سطوت پس مردن تن بیجان مین لگی آگ

مصباح کے اُسوقت مارے خوشی کے بند قبا ٹوٹ گئے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ امید نہ تھی کہ حیات مین تمکو پاؤنگا مگر طلسم کشا کے
قربان کہ میری مشکل آسان کی ایسے دشمن کو مارا کہ جسنے ہزارہا بندگان خدا کو قتل کیا لوگون
نے بیان کیا کہ حضور بڑے بڑے قافلے جو ادھر سے گذرے اُنکو اسنے لوٹ لیا کون گذر
کرسکتا تھا اگر رئیس اسیر جڑھائی کرکے آئے تو یہ بھاگ کر پہاڑ پر جاتا تھا وہ لوگ پڑے
پڑے چلے جاتے تھے مگر طلسم کشا کیا صاحب اقبال ہین کہ آتے ہی اُسکو مار لیا مہلت نہ دی
کس لطف سے جنگ کی ہی سب فوج عاجز ہوگئی یہان تو یہ باتین تھین مگر یہ خبر سکندر ثانی
نے کل لشکر کو پہونچائی اور نجم نے بھی کہا کہ آقائے نامدار صحراے ویران مین ہین شاہزادیان
پریشان ہو رہی تھین مشتاق تھین کہ جمال دیکھین آخر سب نے کوچ کیا اور شبرنگ نے
آکر خبر پہونچائی کہ صحراے ویران مین شاہزادہ پہونچا تھا مصباح تاجدار کی معشوق دلوائی
نہال جیا دو کو مارا سب لشکر نورالدہر کا اُسی صحرا مین آیا آقا کو اپنے دیکھا کہ مسند پر جلوہ
فرما ہین مصباح پہلو مین بیٹھا ہی کہ سب سردار آکر ملے قدمبوس ہوے سکندر نے سب
حال پوچھا نورالدہر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا بڑا اقبال مجھکو غضنفر کا ہی کہ عجب بیباک
ہی ہر مقام تک اُسکا اقبال اُسکو پہونچاتا ہی نورالدہر نے حال غضنفر سکندر سے بیان کیا
سکندر نے عرض کی حضور اب عرصہ نہ کرین عرصہ ہونے مین مقام خوف ہی ایسا نہ ہو دشمنان
حضور کسی بلا مین مبتلا ہو جائین نورالدہر نے کہا صبح کو جاؤنگا سکندر سے وعدہ فرما کے

بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان قوی تن قوی جن موسوم بہ کالنگ نیزہ باز آکر پہونچا مقابلۂ نورالدہر مین اترا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ادھر ہرکارون نے خبر نورالدہر کو دی نورالدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سکندر سے فرمایا کہ اے سکندر اب ہین بہ اسے طلسم کشائی کیونکر جاؤن سکندر نے کہا حضور تشریف لیجائین ہم لوگ پہلوان سے سمجھ لین گے نورالدہر نے کہا وہ جاتے وقت روکیگا اسوقت کیا تدبیر ہو سکندر نے کہا غلام روک دیگا نورالدہر نے کہا یہ مجھکو گوارا نہین کہ غیر ساحر کو ساحرون کے بڑی بدنامی ہوگی اور مشکل یہ ہی کہ اس سرحد مین ہم شکل میرا موجود ہی برابر انکو خبر پہونچیگی وہ اپنے مقام پہ مضحکہ کرینگے خاص دربار مین ذکر ہوگا کہ ساحرون کے بھروسے پر طلسم فتح کیا مجھے شرمندگی ہوگی لہذا کل جھٹ پٹ اس سے فیصلہ کرکے مین قریب درخت چنار جاؤنگا یہان سے وہ پیڑ معلوم نہین ہوتا مگر اسی حوالی مین وہ نخل ہی سکندر نے عرض کی حاکمان مرحلہ نے یہ پیچ ڈالے ہین چاہتے ہین کہ طلسم کشائی مین دیر ہو وربند بنیاد کر رہے ہین ہرچند کہ آپ فتاح ہین آپ کے آگے کسی کی حقیقت نہین مگر دیر ہوگی انکا مطلب بن پڑیگا یقین ہی کہ دربندون کے حاکم آکر سحر کرین ہرچند کہ جیسے غلام کا نام سنا وہ رک گیا اور یہی جابجا ذکر ہوتا ہی کہ لشکر طلسم کشا مین سکندر ثانی بادشاہ ہین نام حقیر کا سنکر ساحر مقابلہ لشکر حضور مین نہین آتے رات بھر یہی صلاحین رہین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا

نظم

علم آفتاب نکلا جب ... فوج انجم ہوئی گریزان سب

شہ خاور سپہر گرد ہوا ... رونق تخت لاجورد ہوا

ہوا میدان چرخ سے اکبار ... مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

نورالدہر پشت مرکب پر سوار ہوے چار سو ساڑھے چار سو سردار نورالدہر کو گھیرے ہوے طہماس انتظام کرتے ہوے پشت پر لشکر گران ساحر و غیر ساحر آمادۂ حرب و پیکار سکندر ثانی تخت پر نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی ہمراہ رکاب سعادت انتساب اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اڑی آمد آمد لشکر

کلنگ نیزہ باز شروع ہوئی پلٹنین رسالے سب کے آگے کلنگ نیزہ باز گینڈے کو
بڑھاے ہوے پشت پر فوج ظفر موج اس جاہ و حشم سے کلنگ نیزہ باز بھی مقابلے
مین آیا فوج کو جمایا بعد ترتیب لشکر نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے بڑھکر اشعار عبرت
آمیز پڑھے بڑھ بڑھ کے پکارتے تھے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد
روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کہان ہو رستم اور سام
کیا ہوا سہراب پر کیا گذری نریمان کا ذکر رہگیا گرز کے مقام پر ذکر آتا ہو ضحاک ماران
سکندر سا جلیل نوشیروان ایسا عادل حکومت مین کامل یہ سب شاہان جہان کیا ہوے
جس بانی نے انکو بنایا پھر بگاڑ دیا آخر پیوند خاک ہوے اب کسی قبر کا نشان بھی نہین
باقی بقول شاعر مصرعہ یہ سب سبنے خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ٭ اب یہ میدان
کارزار ہو جس بہادر کو اپنا نام روشن کرنا ہو نکلکر جرأت دکھائے سامنے حریف کے
ابرو پر بل نہ آنے تا نام نامی اس صفحۂ عالم پر ثبت رہجائے جب کبھی ذکر آئے تو شمشیرزن
تعریف کرین یہ کہکر نقیب ہٹے کلنگ نیزہ باز کھڑا جھوم رہا ہو گینڈا اپنا بڑھایا میدان
مین آکر نیزہ ہلانے لگا جب خوب نیزہ ہلا چکا تو گینڈے کو بڑھا کے آواز دی کہ اے فرقۂ
خداپرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے مقابلے مین آئے مگر سواے طلسم کشا کے
اور کسی کو نہین چاہتا نام جو نور الدہر کا لیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ مین مقابلے مین جاکر
کلنگ نیزہ باز سے لڑون مگر جب اُسنے دوبارہ نور الدہر کا نام لیا تو اُسنے باگ کو روکا
نور الدہر نے مرکب بڑھایا سامنے سکندر کے آئے عرض کی اے شہریار اجازت میدان
ملے سکندر نے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرض کی خدا کے سپرد کیا نور الدہر مرکب کو
اُڑاتے ہوے چلے مرکب باد رفتار طرارہ و فرارہ طرارے بھرتا ہوا اُدھم سے چھوڑ کرتا ہوا
میدان کارزار مین آکر پہونچا جیسے ہی اس ملعون نے نور الدہر کو قریب پایا گینڈا اپنا
بڑھا کر حملہ ور ہوا فرد عنان تگاور بدولت سپرد ٭ نمودہ قوی دست را دست برد ٭
کلنگ نے پوچھا اے جوان تیرا نام نامی کیا ہو نام و نشان اپنا ظاہر کر فرد بگو نام خود را
در مین انجمن ٭ کہ بسیار تنفر آمدی سوے من ٭ مین نہین چاہتا ہون کہ تجھکو قتل کردن

گرفتار کر کے لیجاؤن مگر تونے بے ادبی کی کہ سلام نہ کیا اگر سلام کرتا تو شاید مجھکو رحم آجاتا اب زندہ
نچھوڑونگا نور الدہر نے کہا او مغرور زبان بند کر یہ مقام میدان کار زار ہی کچھ جرأت دکھا اُسنے
کہا حربہ کر نور الدہر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ پہلے حملہ کرین جب تیرے حربے سے مجھکو
پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حملہ کرینگے اور اگر تیری ضرب ہی نہ اٹھا سکے تو پھر اختیار ہی کلانگ
نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چالیس طعنین
ردو بدل ہوئی تھین کہ نور الدہر نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑ امار دیا نیزہ ہاتھ سے کلانگ کے
نکلگیا کلانگ کو بہت ہی غصہ آیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اخبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر
نے بار سر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر تلوار چھین لون مگر کلانگ لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی کلانگ ہرچند چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا نور الدہر فرماتے
ہین کہ ای کلانگ میرا قبضے مین آنا بہت دشوار ہی کلانگ کہتا ہی مشکین باندھکر لیجاؤنگا پناہ
نہ دونگا دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نور الدہر نے جواب دیا کہ تمھارے زور ہی سے معلوم ہوتا
ہی ریل پیل کے دونون جانب سے زور ہو رہے ہین لیکن ہرکارون نے جو دیکھا کہ لڑائی
الجھ گئی خبر لیکر بھاگے سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز اپنے قصر مین بیٹھے ہین یہی
ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کلانگ نے جا کر کیا کیا سکان کہتا ہی کلانگ بلاے روزگار ہی
طلسم کشا کا جی چھڑوادیگا بہمن کہتا ہی طلسم کشا سے سر برنہ ہوگا بڑے بڑے پہلوان اُسکے
ہاتھ سے مارے گئے زیر بھی ہوے کیسے کیسے پہلوان اُسکے ساتھ ہین رفیق قدیم اُسکا
ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور ایسے
ہی جسکے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے جسکے زور و شور اور حالات ایرج نامہ
مین درج ہین ناظرین ملاحظ فرمائینگے یہ ذکر دربار مین ہو رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے کافرون کو کافرون نے بدو عادی قطعہ او سرت سنہ تا خران بے چرند چہ
شکست طبل تاسگان بدرند چہ گر نہ آتش ہزار رنگار نگ چہ بر سر تو مو کلان بزنند چہ
سرکار کی عمر کوتاہ ہو طلسم جلد تباہ ہو کلانگ جا کر خوب لڑا اب اسوقت طلسم کشا سے کشتی
ہو رہی ہی بہمن نے کہا کوئی ساحر تیز پرواز جائے اور جاکر ایسا سحر کرے کہ طلسم کشا کو اُڑا لے

اور کلنگ کا زور بڑھے کلنگ زبر کریگا قطمیر جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے
سردار ان نامی غلام کو حکم ہو کہ یہی غش جا کر کرون اسطرح کا سحر کر دون کہ طلسم کشا مغلوب
ہو یہ کہکر بہمن وغیرہ سے رخصت ہوا زمین مین غرق ہو کر چلا اُس مقام پر آیا کہ جس مقام پر
دونون جوان لڑ رہے ہین ہر چند سحر کرتا ہو مگر نور الدہر جب کلنگ کو پکڑ لاتے ہین تو ایسے
گھسے مارتے ہین کہ کلنگ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی قطمیر حیران ہی
کہ کیا تدبیر کرون باعث یہ ہی کہ لوح گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی ایک گوشے مین جا کر نکلا ایک
نخل کے نیچے سرنگون کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون قضاے کار شہرت کی نگاہ پڑی کہ
ایک نخل کے نیچے ایک ساحر کھڑا ہی کچھ بڑبڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ کسی طور سے لوح لون
شہرت نے شبرنگ سے کہا کہ مرشد زادے دیکھیے وہ سامنے ایک ساحر آیا ہی مگر دور
کھڑا ہو اِسکو کسی تدبیر سے مار لیے شبرنگ نے ایک گویے کی شکل بنائی شہرت سے کہا
ایک نوجوان کی شکل بنکر تیار ہو جاؤ شہرت ایک نوجوان گویے کی شکل بنا کان مین ایک
چھلا پڑا ہوا مشروع کا پائجامہ پہنے ہوے انگرکھا بہت معقول جوتا بھاری پاؤن مین
رنگین دوپٹہ گلے مین پڑا ہوا گلوری کلے مین یہ صورت بنکر سامنے شبرنگ کے آیا از
سرتا پا شبرنگ نے دیکھا اور بہت تعریف کی شبرنگ ڈھول بجاتا ہوا چلا شہرت نے
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بیٹھا ہون مین حسینو سے اپنا چھپائے دل — ڈرتا ہون دام مکر مین اِنکے نہ آئے دل
ہین عاشقون کے خاک مین تونے ملائے دل — تجھپر خدا کرے کہ کسیکا نہ آئے دل
تشریف لائیے جو کسی روز سیر سے گھر — آنکھین غلام پاؤن کے نیچے بچھائے دل
وہ گلبدن گلے سے ملے گر شب وصال — اِسدرجہ ہو خوشی کہ نہ پھولون سمائے دل
افسوس قیس و وامق و فرہاد مر گئے — اب داستان عشق کی کسکو سنائے دل
ہوش و قرار و صبر و خرد آپ لے چکے — اب کچھ نہین ہی پاس ہمارے سوائے دل
پہلو کو چاک کر کے نکل آیا ہمدمو — کبتک بھلا فراق کے صدمے اُٹھائے دل
نکلین گی آرزوئین تو ارمان آئین گے — خالی کبھی رہیگی نہ مہمان سرائے دل

ای یار چھین لیتے ہین ناز و ادا سے آپ
کسطرح آپ کو کوئی عاشق دکھاے دل

مانند شیشہ ٹوٹا ہی سنگ فراق سے
ہمنے سُنی ہی کانون سے اپنے صداے دل

سطوت وہ ایکدم بھی ٹھہرے ہمارے پاس
اُسنے بیان کرنے کو تھے ماجراے دل

قطمیر نے جو دیکھا کہ ایک گویا گاتا ہوا آتا ہی اور بڈھا ڈھول بجا رہا ہی کہ ہر اگونج رہا ہی اکثر طائر آشیانون سے سر نکالکر آوازین سُن رہے ہین قطمیر نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اِدھر آؤ بڑے میان نے سلام کیا قطمیر نے کہا آپ کا مزاج کیسا ہی بڈھے نے کہا ہم تو آپ کے پُرانے میراثی ہین آپ چھوٹے سے تھے آپ کے گھر پر جایا کرتے تھے آپ اپنی مان کی گود مین ہوتے تھے آپ کی مان بڑی خوش مزاج تھین اُنکا پردے سے جھانکنا اور کہنا کہ ہان گوییے وہی شعر گاؤ جس مین ہجر کا ذکر ہو مین کھڑیون کھڑا ہو کر گاتا تھا آپ اپنی مان کی گود مین پہرون ہنسا کرتے تھے ابتو یہ عنایت خداوند بقراط ہوئی کہ داڑھی مونچھ والے ہوے ہو اب کیا پہچانیے گا ہم آپ کی مان کے دیکھنے والے ہین اکثر آپ کے باپ خفا بھی ہوتے تھے مگر ان نے آپ کی کبھی نہین مانا ضرور وہ اترے پر آتی تھین اب مجھے افسوس ہوتا ہی کہ وہ بڑھیا ہو گئی ہونگی قطمیر نے کہا ان نے ہماری انتقال کیا بڈھا رونے لگا کہا ہاے بڑا داغ دے گئین قطمیر نے کہا اب باتین نہ بناؤ وہی اشعار گاؤ مین ایک کام سے کھڑا ہون شبرنگ نے پوچھا کیا کام ہی قطمیر نے کہا طلسم کشا سے کلنگ لڑ رہا ہی مین حیران ہون کہ لوح کیونکر لون بڈھے نے کہا مین ابھی لوح لیے لیتا ہون آپ نہ گھبرائیے یہ گلوری کھائیے منھ مین تمام نہ ہونے پائیگی کہ مین لوح لیکر فوراً آتا ہون یہ کہکے ڈبیا سے گلوری نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا لو بیٹا کھا لو قطمیر نے منھ کھولا منھ مین شبرنگ نے گلوری دی قطمیر نے کہا بڑے میان صاحب معلوم ہوتا ہی تمبا کو بہت پڑا تھا شبرنگ نے قریب آکر کہا تمباکو تو نہین مگر ذرا سی سنکھیا اسمین پڑ گئی مین مجبور ہون اِدھر شہرت نے کہا ابے اپنی مان کے یار وفادار کو نہین پہچانا قطمیر چھینکا کہ گرفتار کرلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی قدم اُٹھاتے ہی گر کر بیہوش ہوا شبرنگ نے بڑھکر اُسکو قتل کیا اِدھر تو یہ قتل ہوا اُدھر نورالدہر کلنگ کو لے دوڑے دس قدم پر لاکر رکھ بامداد دونون

گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن
شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے کہا او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی چپ
کلنگ نے کچھ جواب نہ دیا نور الدہر نے چیر کر پھینک دیا ساتھ والے رونے پیٹنے بھاگے
وہان بہمن کہ رہا تھا کہ یقین ہی قطمیر کا خاتمہ ہوا میرے ہاتھ کا موتی ٹوٹ گیا کہ رونے
پیٹنے کی آواز آئی ہمراہیان قطمیر نے آکر فریاد کی کہ ای شاہان جلیل افسر بچارا مارا گیا ہم لوگ
بھاگ آئے ورنہ قتل ہوتے نور الدہر پلٹے بہمن نے کہا خیر اگر یہ فقرہ نہ چلا تو مین اور تدبیر
کرتا ہون پھر بہمن نے کہا مین تدبیر کر چکا اب طلسم کشا کو آنیدو آتے ہی اُنکو لونگا کیا میرے
ہاتھ سے بچ سکتے ہین یہان نور الدہر کلنگ کو مار کر جب پلٹے سکندر وغیرہ نثار کرتے
ہوئے لے چلے بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے کہا ای شہریار آجکا دن بھی ناغہ گیا حضور
تا بہ درخت چنار نہ پہونچے نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دیر ہونا باعث خرابی ہی
جسوقت قتل کلنگ سے فراغت پاؤ اُسی وقت جاؤ نخل چنار کو جاکر اُکھیڑو نقب مین
داخل کرو نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے جملہ سردار قدمون سے لپٹ گئے سکندر نے
کہا ای شہریار وقت شب ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے تو غلام بیکس و بے بس
ہو جائین گے اہل طلسم ہم پر وبا ڈالین گے ہرچند کہ غلام آپ کا سحر مین کسی سے کم نہین
ہی مگر طلسم کے عجائب و غرائب سے خوف آتا ہی نور الدہر نے کہا مجھکو لوح حکم دیتی ہی مین
خلاف حکم لوح نہ کرونگا انشاء اللہ تعالے لوح سے ہوشیار رہونگا سکندر مجبور ہو گیا
نور الدہر تنہا چلے مگر ہمارے مرصع پوش نگاہ بچا کر اُٹھی کہتی ہی جو کچھ ہو مگر شاہزادے
کا ساتھ دونگی ہرچند کہ مقدمۂ طلسم بہت سخت و صعب ہی مگر پروردگار معین و مددگار ہی ایسا
نہ ہو وقت شب ہی شاہزادہ راستہ بھولے نور الدہر کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے
کہ دیکھا ہمارے مرصع پوش آتی ہی فرمایا ای ملکۂ عالم تمنے کیون تکلیف فرمائی ہمانے کہا
آپ تشریف لیچلیے مین ہمراہ چلونگی ہرچند نور الدہر نے منع کیا مگر ہمارے مرصع پوش نے
نہ مانا ناظرین پر واضح رہے کہ نور الدہر وقت شب طرف مرحلے کے جاتے ہین اور ہما
ہمراہ ہی ذکر اُنکے پہونچنے کا تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر مع قزاقون کے تیس ہزار فوج ہمراہ ہی پہونچنا بر سر قلعہ میناںگار و مقابلہ میناںگار جادو سے اور دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ای ساقی دلکش و دل آرام
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام

رنگین مزاج ہون شرابی
بھر دے کوئی پھول سی گلابی

چندے اسی جام پہ اب رہونگا
کیفیت عشق کچھ سہونگا ‡

ساقی کوئی جام بھر کے لانا
آسان نہین میکدے مین آنا

سلطان سریر دلبری ہی
باتون مین یہ کیفیت بھری ہی

مملو ہی شراب غم سے مینا
مشکل نہ ہو جام غم کا پینا

ای ساقی بادۂ جوانی ‡
ہی رنگ شراب ارغوانی

اس مے کو بہ عشق ڈھالتا ہون
مطلب دل کا نکالتا ہون

ہی جوش پہ فصل بادہ خواری
آج آئی نظر یہ میگساری

رندون کو پیام یہ پہونچ جاے
ہر بادہ گسار رنگ کچھ لاے

مفتاح الم ہی بادہ خواری
نکلے کہین آرزو ہماری

ساقی سے جو ہو یہان ملاقات
ہو رنج مین پھر بسر اوقات

وعدے کی وفا پہ مین تلا ہون
ساقی تجھسے بہت کھلا ہون

گستاخ ہون دست و پا بڑھاؤن
شوخی تجھے ناز سے دکھاؤن

مبہوت غریق عشق و لذت
ظاہر ساقی کی ہو گی ہمت

ہر رند کو جام غم کی خواہش
معلوم ہوئی نہ اسکی کاہش

مینا ے قلم ہی بر سر جوش
رندون کے بھی اڑ گئے ہین اب ہوش

ای کلک مدار ہی تجھی پر ‡
اب عشق کی منزلون کو سر کر

لکھا جو قلم نے عشق کا حال ظاہر ہوا پھر یہ جان پہ جنجال
ہین حاکم ملک دلبری ہون اور دولت نظم سے غنی ہون
ای بلبل کلک نغمہ پردازہ کر قصۂ حسن و عشق آغاز
سلطان سریر حسن و الفت ہین راہ نورد دشت کلفت

پچھرہ بلاکشان صحرا ے پربلا ے صعوبت و مغتیان دار القضا ے ہمت اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف وافقان مذاق حسن بیان ہوئی ہین قصۂ شاہان ہ تحریر کرچکا ہون کہ بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد و قزاقون کو ساتھ لیکر چلے ہین اور ملکہ سہرو دلکشا ہمراہ ہین یہ ظاہر ہی کہ بغیر ساحرہ ہی منزلین طی کرتے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچے ہین قلعۂ مینا نگار جسکا مینا نگار جادو مالک ہی اسی صحرا مین بادشاہ اُتر پڑے جب بادشاہ اُتر چکے مینا نگار جو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی بادشاہ لشکر کو جو دیکھا سامنے کھڑے مین اسنے پلٹ کر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جو سامنے قلعۂ مابدولت کے آکر اُترے ہین جاکر منع کرو ایک ساحر یہان سے چلا سامنے بادشاہ کے آیا جاہ وجلال دیکھکر برا ے تسلیم خم ہوا عرض کی ای شہریار نام نامی حضور کا کیا ہی ہمارا بادشاہ پوچھتا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام واسطے ایک شب کے اس مقام پر اُترے ہین صبح کو چلے جاوینگے تمھارا کچھ نقصان نہ کرینگے ساحر نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہی کہ ابھی لشکر اُٹھائیے ہم نہ اُترنے دینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا بادشاہ کا ہاتھ تھام کر جھٹکا دون بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ مار دیا وہ ساحر لڑکھڑا کر گرا بادشاہ نے ایک لات ماری کہ ہڈیان چور چور ہوئین مینا نگار نے بارگاہ سے اپنی دیکھا کہ میرے ساحر کو مار ڈالا جھلا کر اُٹھا فورا آسمان پر بلند ہوا ایک سحر کیا کہ گرد لشکر بادشاہ آگ روشن ہوگئی اور لشکر سے دھوان نکلنے لگا بادشاہ اُسی مقام پر بیہوش ہوکر گرے ساتھ والے فریاد کرنے لگے مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے فریاد فریاد کر رہے ہین یہ سحر کرکے مینا نگار اپنی بارگاہ مین آ بیٹھا ساتھ والون سے کہتا ہی یارو تمنے دیکھا بے ادبی کی ہین نے سزا دی اب تین دن مین

یہ سب تمام ہوجائین گے یہ جو آگ بیرون لشکر ہے یہ جلتے جلتے بیچ لشکر مین پہونچیگی سب کو
جلادیگی کوئی زندہ نہ بچیگا سب جاکر خاک ہوجائین گے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور
طلسم کشا کی بھی آمد ہے مینا نگار نے کہا میرے قلعے پر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا جو میرے
قلعے کے سامنے آئیگا فوراً مٹادونگا وہ آگ جلاؤن کہ کسیکو مہلت نہ ملے طلسم کشا اکیلا ہے کیا
مقابلہ کرے اتنے ساحر بھیجون کہ اسکو گرفتار کرلین قلعے مین لاکر دار پر کھینچون اور لوح
وغیرہ چھین لون بھاگ کر نہ جاسکے دون باتین غور رہی کر رہا ہے کہ سامنے سے ایک ابر سنہرا
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہراتا ہوا سامنے آکر پھٹا مینا نگار نے دیکھکر کہا
بی شورش آئی ہین بیٹی میری سحر مین خوب طاق ہے اور حسن مین بھی شہرۂ آفاق ہے کہ ابر آکر
پھٹا شورش آسمان سے اُترکر سامنے آئی مینا نگار نے جو بیٹی کو دیکھا شورش نے سلام
کیا مینا نگار نے گلے سے لگالیا محبت مین آکر پیشانی پر بوسے دیے کہا کیون بیٹا کہان سے
آئی ہو اب تمھارا وقت شباب ہے گلی گلی نہ پھرا کرو اپنے باغ مین جاکر بیٹھو کنیزون کے ساتھ
مشغول عیش و نشاط ہو شورش نے کہا مین جو سوکر اُٹھی تو مین نے حال سُنا کہ ایک لشکر
سامنے قلعے کے آیا اُسکو باواجان نے آتش سحر مین پھنسایا ہے مجھکو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ
کون ہین ایسے گستاخ کہ سحر نہین جانتے اور سامنے قلعۂ ساحران کے اُتر پڑے مینا نگار
نے کہا اے نور نظر یہ لوگ اہل اسلام ہین تمکو خبر نہین اس طلسم کے بڑے بڑے ساحر
مارے گئے لوح طلسمی طلسم کشا کو ملگئی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہے مین اگر قصد کرون
تو ایک دن مین سب کو مٹادون مگر مجھے فرصت نہین اپنے امورات مین مصروف رہتا
ہون مین کاہیکو بیٹھے بٹھائے اپنے کو آفت مین پھنساؤن قدرت نے لکھا تھا کہ جو تمھارے
قلعے کے سامنے آئے اُسکی فکر کرنا اے نور نظر مین نے وہی کیا اور یہ بھی ارادہ ہے کہ اپنے قلعے
سے باہر نہ جاؤنگا ہر طرف غدر ہے یہ قلعہ نایاب ہے ساحر لاجواب ہے کسکی مجال ہے کہ ہمسے مقابلہ
کرے یا ہمارے سحر اُٹھا سکے شورش نے کہا باواجان مین بھی جاکر دیکھون کہ انکا افسر
کون ہے مینا نگار نے زانو پر ہاتھ رکھکر کہا پیاری تم دیکھنے نہ جاؤ ایسا نہ ہو عشق سر کھینچے
یہ مسلمان حسن مین بے نظیر چہرے اُنکے رشک ماہ منیر ہین جو انکے سامنے گیا آفت مین

مبتلا ہوا شورش نے کہا یا دا جان آپکو معلوم ہو کہ مین نے اپنے باغ مین مردانہ نام کا پھول
بھی نہین رکھا ہے مجھے اِن باتون سے نفرت ہو مین نہین چاہتی کہ اپنے کو بلا مین پھنساؤن فقط
دیکھکر چلی آؤنگی یا اپنے باغ مین جاؤنگی کنیزین یاد کر رہی ہونگی آپ جانتے ہین کہ میرے باغ
مین کیسی کیسی مصاحبان و مسارت جمع ہین جب جاتی ہون اُنھین مین کھیلا کرتی ہون سب کو میری
یاد ہوگی اب پر یہی خبر یاد ہوگی کہ آج بی بی کہان چلی گئین کیون دیر لگائی مین دم بھر ٹھہر کے
چلی جاؤنگی مینا نگار نے کہا جاؤ دیکھ لو کنارے پر لشکر کے ستارہ چمک رہا ہو وہی سب کا
افسر سعد بن قباد والا نژاد ہو حقیقت یہ ہو کہ اپنے وقت کا یوسف ہو یہ باتین کہکر مینا نگار
خاموش ہوا شورش اپنے مقام سے اُٹھی اُسی طرح ابر پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے
چلی آسمان سے آکر دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو تڑپ رہا ہو چاہتا ہو اُٹھون مگر جب
اُٹھتے ہین پھر گر پڑتے ہین رفقا چاہتے ہین ہاتھ تھام لین مگر وہ بھی سب مجبور ناچار ہین
جب ہاتھ تھامتے ہین خود بھی گر پڑتے ہین سب لشکر والے رو رہے ہین شعلے آگ کے
بھڑک کر آتے ہین اُس آگ کی سوزش سے اور زیادہ پریشان ہین بھائی سے بھائی
مل رہا ہو باپ بیٹے کو گلے لگاکر رو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اب اِس آگ مین جل جاوینگے
اب کیونکر بچینگے یہ حال دیکھکر شورش بیقرار ہوگئی بلندی سے پکار اُٹھی کہ اے شہریار
میرا دم لبون پر ہو اپنی تو یہ صورت ہو کہ کسی سے بیان کرنے کے لایق نہین **نظم**

ہو غضب چاہنے والون پہ جفا کرتے ہین — ہونگے معشوقون مین بدنام بُرا کرتے ہین
اپنے عاشق پہ جو کم جور و جفا کرتے ہین — رحم آتا ہو اُنھین خوف خدا کرتے ہین
جان جاتی کا نہین خوف ذرا کرتے ہین — منھ سے جو کہتے ہین عاشق بخدا کرتے ہین
کیون نہ اشعار ہون اپنے صفت سلک گُہر — دُرِ دندان حسینان کی ثنا کرتے ہین
غیر کے ساتھ وہ آتے ہین عیادت کے لیے — دردِ دل کی وہ مرے خوب دوا کرتے ہین
قابل رحم جو ہو حال شب ہجر مرا — دشمن جان بھی مرے حق مین دعا کرتے ہین
جان دینے کو کہا مین نے تو بولا وہ شوخ — کبھی دیکھا نہین ہنسنے پہ سُنا کرتے ہین
بیچنا ہو جسے منظور وہ بیچے جا کر — ایک بوسے پہ وہ دل مول لیا کرتے ہین

جان تک مجھکو نہین ہے بخدا اُسنے عزیز — وہ جو دل لیکے مکرتے ہین بُرا کرتے ہین

ظلم کی اُسنے سہین مجھکو شکایت ہرگز — جو مرے حق مین وہ کرتے ہین بجا کرتے ہین

جز غم سبط نبیؐ کوئی نہ غم ہو سطوت — اپنے خالق سے یہی روز دعا کرتے ہین

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر شورش خوب روئی اشک جو آنکھون سے ٹپکے شعلۂ آتش بجھے آخر ناچار ہوکر اپنے ابر کو اونچا کیا اسقدر پانی برسایا کہ تمام آگ بجھ گئی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں نے آکر نذرین دین مبارکباد کہی بادشاہ فرماتے ہین پروردگار نے عجب قدرت دکھائی خودبخود مینھ برسا آگ بجھ گئی یہ باتین جو شورش نے سنین دل مین آیا کہ اس شہریار کو آگاہ تو کردون تخت اپنا ابر سے نکالا بادشاہ فرما رہے ہین کہ بھائیو یہ پانی اصلی نہ تھا کسی مہربان نے سحر کیا اُسنے اِس سحر آتش کو دفع کیا کہ فیروزہ برابر کھڑا تھا اُسنے عرض کی کہ دیکھیے معین آتا ہے بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک مہ جبین نہایت حسین کو دیکھا کہ تخت پر سوار ہے زلفین چہرے پر ہوا سے اُڑ رہی ہین اور آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو بہ شکل تیغۂ ہلال خوش مزاج و خوش جمال زلفین ہر اے عاشقان جنجال لبون پر مسیحائی جب کبھی مسکرا دیتی ہے تو گوہر دندان کھلجاتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مروارید بے بہا دُرج مین چمک رہے ہین بادشاہ نے آہ کی اور بے اختیار پکار اُٹھے آئیے تشریف لائیے فرد

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✽ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✽ شورش مسکرا کے تخت سے اُتری بادشاہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے جب بارگاہ مین لائے جلسہ آراستہ ہوا فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

قمر نے داغ کھایا ہے مرے زہرہ شمائل پر — تصدق ہین تمھارے چاند سے رخسار کے تل پر

نظارہ حُسن کا ہر پل رہے صدمہ نہ ہو دل پر — مری آنکھون کے پردے ہون جو اُس لیلی کی محمل پر

بنا مجنون ہوا عاشق جو اُس لیلی شمائل پر — سنبھالون کسطرح ہرگز مرا قابو نہین دل پر

کرین تو ذبح وہ آئے تو تھے پھرون ہی ہین پر لوٹ — ستا ہے یہ ہنسی آتی ہے اُنکو رقص بسمل پر

پھنسایا ہا ہے آنکھون نے نظارہ کر کو عارض گل — ہوا کب حسن پر مائل یہ تہمت ہے مرے دل پر

مرا پیغام اے باد صبا اُس گل کو یہ دینا — تری فرقت کے صدمے [illegible] کہتک سہون دل پر

بہے لخت جگر آنکھوں سے میری اشک بن بنکر
بنے گا حشر کو محضر ہمارے خون ناحق کا
ہوا اک داغ دل پر یاد آیا ساقی مہ وش
رقیبوں کا مزہ اُس بزم میں کچھ بھی نہیں ہوتا
نہ چونکا حشر تک اِسطرح عاشق چین سے سویا
غم فرقت میں مر مر کے بسر کی زندگی ہمنے
تلاطم بحر میں ہوتا ہی اشکوں کی روانی سے
محبت دلکو تھی روز ازل سے اُسکی ابرو سے

یہاں تک تو نری فرقت کا صدمہ ہے مرے دل پر
پڑی ہیں اُڑ کے چھینٹیں خون کی داماں قاتل پر
شب مہتاب میں کی سیکشی میں نے جو ساحل پر
نگہ کا تیر جو چلتا ہی پڑتا ہی مرے دل پر
تھکا تھا راہ میں پہونچا لحد کی پہلی منزل پر
نہ پوچھا ایک دن اُسنے کہ گذری کیا ترے دل پر
تمھاری یاد میں روتا ہوں جب میں جا کے ساحل پر
فدا کر دی جو میں نے جان نقش پائے قاتل پر

شب بھر یہی ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو ملکہ شورش نے کہا کنیز رخصت ہوتی ہی مگر بہتر یہ ہی کہ آپ یہاں سے کوچ کر جائیے مینا نگار جادو کو جو ظاہر ہوگا کہ یہ سحر رفع ہوا تو وہ فتور برپا کریگا بادشاہ نے فرمایا میں بدون فتح کیے اس قلعے کے نہ ٹلونگا شورش نے عرصہ دراز تک سمجھایا مگر بادشاہ اپنے قول کے پابند رہے واضح رہے کہ لشکر قلعے سے تین کوس پر ہی صبح کو جو مینا نگار اٹھا تو بالاے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا چار و نطرف گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہتا ہی یا خداوند لقراط جو ابر کہ میں نے حائل کیا تھا وہ معلوم نہیں ہوتا رفقا سے کہنے لگا کہ یار وہ آگ وغیرہ کیا ہوئی لشکر میں دشمن کے چہل پہل ہو رہی ہی یہ دیکھ کے اُڑا طرف لشکر بادشاہ کے چلا وہاں شورش بارگاہ سے بادشاہ کی نکلی طاؤس پر سوار ہوئی ادھر سے یہ طرف قلعے کے جاتی تھی اُدھر سے مینا نگار آتا تھا باپ کو جو شورش نے آتے دیکھا تھرا گئی پسینے پسینے ہوگئی مینا نگار نے پاس آکر کہا اری کہاں گئی تھی شورش نے گھبرا کر کہا کہ کہیں نہیں مینا نگار نے کہا یہ جو سحر میں نے کیا تھا اُسکی علامت کیا ہوئی شورش نے کہا میں کیا جانوں ہیں تو اُس صحرا کی سیر کو گئی تھی گل بوٹے دیکھکر پلٹ آئی مینا نگار کا اور زیادہ شک بڑھا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا لایا جس مقام پر آگ روشن تھی وہاں پہونچا دیکھا دشمن کو وہیں جو کر دیا ہوا ہی اسباب سحر جمع ہی جھلا کر کہا او شوخ دیدہ بتا یہ سحر کسنے کیا شورش نے پھر انکار کیا مینا نگار نے وہاں کی خاک اُٹھائی اور پتلہ بنا کر اُس سے پوچھا تو کسکا سحر ہی

تیلے نے صاف صاف کہدیا کہ بی شورش نے سحر کیا پانی برسا کر آگ بجھائی ہم مجبور تھے یہ سنکر
مینانگار نے شورش کو ایک تمانچہ مارا شورش رونے لگی سر جھکا کر کہا بادا جان آپ
کامل و اکمل ہین جو چاہیے وہی ہو سکتا ہو آپ نے حکم دیا تیلے نے میرا نام لے لیا اب آپ کو
اختیار ہی اسطرح مجبور ہو کر شورش نے کہا کہ مینانگار کو رحم آگیا اتنی بڑی حکومت ہین بس
یہی ایک بیٹی ہی کہا اسی مقام پر کھڑی رہنا ہین ابھی بادشاہ کو پکڑے لاتا ہون شورش نے
کہا آپ کو اختیار ہی مجھکو انکی گرفتاری سے کیا کام مینانگار جھومتا ہوا چلا یہان بادشاہ
یا دہین شورش کی دربارگاہ پر کھڑے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم مینانگار جادو ای
بادشاہ اب کیونکر بچو گے ایسے گستاخ ہو کہ کھڑے رہے چلے نہ گئے سحر اترنا غنیمت نہ جانا
اب ایسی آفت مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر رہائی نہ ہوگی بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مینانگار
نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑی مینانگار نے جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا لشکر
پر اشارہ کیا کہ لشکر والون کو یہ معلوم ہوا کہ گردہمارے دریا ہی اپنے مقام سے اٹھ نہین
سکتے بیٹھے ہوے سب دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالک کارساز و ای رب بے نیاز
اس بلاے آسمانی و آفت ناگہانی سے بچالے رحم اپنا شریک حال کر سوا تیرے اس
عالم یاس مین کون دستگیر ہی تو ہی فریادرس ہی اس بحر متلاطم سے نجات دے

نظم

ہر آنکہ دادہ بہ دنیا و اہل دنیا دل
بہ غیر ذلت و بے حاصلی نہ شد حاصل

مشو بہ صورت زیباے این جہان مائل
کہ نیست نزد بجز از درد و رنج و غم حاصل

بہ زیب و زینت دنیاے دون مشو نازان
کہ ہست بہر دو سہ روز گرم این محفل

چو ابر رحمت حق باش در میان جہان
سخی و فیض رسان فیض بخش و دریا دل

بغیر یاد خداوند مگذران یکدم
بہ ذکر و فکر خدا باش ہر زمان شاغل

بہ کار و بار جہان شو نہ آنچنان مشغول
کہ از جناب الٰہی شوی در ان غافل

ز لطف نظم تو ہندی شود بہ دل خرسند
بود ہر آنکہ سخندان و عالم و فاضل

یہ رنگ لشکر کا کر کے بادشاہ کو لیے ہوے مینانگار اُس طرف چلا کہ جہان شورش
تھی لیکن حیران تھی کہ کیونکر جا کر بچاؤن اب جا کر نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا ای شورش

حال دل کس سے کہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

جوش سودا ہی بیابان مین مجھے جانے دو	وحشیون سے دل دیوانہ کو بہلانے دو
عید کا چاند مجھے ماہ محرم ہوگا	اُس قمر کو تو سفر سے مرے گھر آنے دو
ہوگی صحت دل بیمار کو دم مین حاصل	میرے عیسی کو تو بالین پہ مرے آنے دو
یہ بلا مجھکو ہی سر کار جنون سے خلعت	جسم مین جامۂ صد چاک کو پھر آنے دو
شعر یہ آنے سے اُلجھنا ہی مرادل اے جان	زلف پُر خم کو فقط دوش پہ لہرانے دو
یار کو فصل بہاری مین ہی شوق گلگشت	داغ دل چیر کے سینہ مجھے دکھلانے دو
اُس مسیحا سے کہا مین نے کہ مرتا ہی شفا	ہنس کے بولا کہ جو مرتا ہی تو مرجانے دو

اس خیال مین کھڑی تھی کہ دیکھا سامنے سے مینا نگار بادشاہ کو لیے ہوے آتا ہی مگر بادشاہ ملول وحزین تاج سر سے گر گیا چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین مینا نگار جھلا کر کہتا ہی کہ کیون او مغرور ہم سے جو چھوٹے تھے تو بھاگ گئے ہوتے ایسے مغرور ہوے کہ قلعے کی تسخیر مین پڑے یہ کہکے شورش سے کہا کہ اپنے باغ مین جاؤ خبردار اس مقدمے مین اب دخل نہ دینا مین جا کے اِس شخص کو دریاے قلزم مین جو گنبد ہی اُسمین قید کرتا ہون شورش ناچار دیکھا کی کہ مینا نگار تخت اُڑاتا ہوا روانہ ہوگیا شورش کی آنکھون سے اشکون کی شورش دل بیقرار آنکھین اشک بار رونا اِسکا تھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ کو جا کر مار ڈالے اے پروردگار اُس شہریار کو بچالے تو حاکم و ناظم ہی ایسا نہ ہو یہ دشمن مسلمانان اُس شہریار کے ساتھ بدی پیش آئے اِس خیال مین اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا واری ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو نہ حال پوچھو میرے حال دل کو کون جانتا ہی وہ رب رحیم رحم اپنا شریک کرے اُنکو بچالے باواجان کی بدعت سے نجات دے نظم

اے خدا اے کریم وایزد پاک	واسع ارض ورافع افلاک
آدمی را تو دادۂ اعزاز	خاک را کردی از نجاست پاک
تو وۂ خاک را عطا کردی	عقل وفہم ولیاقت وادراک

درچمن میرسد بر ابر فیض مہر — از تو با ہر گل وخس وخاشاک
درمیان جہان ہمیشہ ارد — دوست تو زجور دشمن باک
درخوشی خوش نمی شد و عاشق — نہ بوقت غم و الم غمناک
خاکساران عشق میدارند — زیب تن از برہنگی پوشاک
در ہمہ [illegible] ہست عاشق را — سینہ صد پارہ و جگر صد چاک
داغ الفت بہ دل نہان دارد — بر رخ از بندگی نشان دارد

کنیزین خاموش ہو رہین مگر شورش بیتاب وبیقرار ہوا ادھر مینا نگار بادشاہ کو لیے ہوئے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریائے زخار تلاطم سے آفت زا ہے موجین بلند ہو رہی ہین نہنگان خون آشام منہ کھولے ہوئے جاتے ہین مچھلیان کلان منہ کھولے ہوئے برابر شناوری کر رہی ہین کہ جو شے سامنے آئے اُسے کھا جائین وسط دریا مین ایک مقام پر ٹاپو ہے اُس ٹاپو مین گنبد بنا ہوا ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا مینا نگار بادشاہ کو لیکر قریب در گنبد آیا گنبد مین بادشاہ کو ڈالدیا اور دروازہ بند کر دیا گرد گنبد کے آگ جلا دی کچھ پیرا اپنے مقرر کیے اور وہان سے پلٹا جا کے قلعے مین داخل ہوا یہ تو اس حال مین بادشاہ گنبد مین پڑے ہوئے آہ آہ کر رہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ہر مرتبہ بیقرار ہو کر پکار اُٹھتے ہین کہ اے رحیم فضل اپنا شریک کر یہ گنہگار نہایت بیقرار ہے

نظم

بنماید روے خود زروحدت وکثرت وحید — ظاہر از ہر فرد میگردد خداوند فرید
شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح — شد از و اصلاح ہر نیک و بد و پاک و پلید
گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گاہ از آفتاب — ہر کہ باشد طالب دیدار و خواہشمند دید
از وجودش آشکارا ابتدا و انتہا — ظاہر از ذات قدیمش ہر قدیم و ہر جدید
نکتہ توحید ذاتش خارج از شرح و بیان — علم تشریح صفاتش زاید از گفت و شنید
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است — صنعتش پیدا است اندر ہر قریب و ہر بعید
گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت با نہاد — گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل ہندی منور کن بنور معرفت — گر صفائے دل بخشمت روشنی آید پدید

حاضر و ناظر ہیں و پیشت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر مینانگار پلٹ کر قلعے مین آیا رفقا سے کہہ رہا ہی کہ یارو مین نے بادشاہ کو ایسی بلا مین مبتلا کیا کہ جہان کوئی جا نہین سکتا زبان ہلا نہین سکتا رفقا نے پوچھا حضور وہ کون مقام ہی مینانگار نے کہا مین مقام کا نام نہ لونگا مین نے کسی کے سامنے زبان سے نہین نکالا اسی رات کو تڑپ تڑپ کے تمام ہو جائیگا رفقا نے عرض کی حضور ان مسلمانون کو موت نہین ہی ہر مقام سے رہا ہو جاتے ہین ایسے ایسے مقام پر قید ہوے اور پھر رہا ہو گئے مینانگار ان باتون کا جواب دیتا ہی یہ مقام ایسا نہین ہی کہ جہان سے رہائی پائین مگر وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پلنگ پر پڑی ہی لیکن بیقرار کبھی اٹھ بیٹھتی ہی کبھی پروانون پر نگاہ ہی انکا حال دیکھکر آہ آہ کرتی ہو بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکلجاتے ہین

نظم

گشتۂ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا
استخوانون مین مزہ پاتے ہین سگ بادام کا

ای تپ غم گور مین پہنچا جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہی پایان محمل آرام کا

ای صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھین تری
نشہ دونا ہی شراب حسن کے دو جام کا

گیسوون نے کر دیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روے زمین ہو جاے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی یہ بعد مرگ بھی ظاہر ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

ہی یہ مستی مین اپنی عالم دیو انگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست
ٹوٹتا ہی نخل بید انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

اس بیقراری مین دو پہر رات گذری رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی جی مین یہ کہتی ہی کہ اُس شہریار پر نہین معلوم کیا گذری جب رات کم رہی تو صبر نہ آیا اپنے مقام سے

اُٹھی جھولی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی طاؤس نورین بال پر سوار ہوئی اُس شب تیرہ و تار مین
اُڑی ہوئی جاتی ہی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہی حیران ہی کہ کس طرف جاؤن آخر سوچی کہ اُس ملعون نے
دریا کا نام لیا تھا پس دریا پر چلو یہ خیال کر کے طرف دریا کے روانہ ہوئی اُس مقام پر جا کر
پہونچی کہ دریا سے قہار موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر رہی ہین اور وسط دریا مین ایک گنبد ہی
اُسکے گرد آگ جل رہی ہی سوچی کہ یہی مقام سحر ہی یہ سوچکر ٹاپو مین آئی چوکا دیا ایک سماری
نکالی آدھی باندھی آدھی اوڑھی سحر کرنے لگی ایک ٹکڑہ ابر بنا یا اُسکو برسایا اِس زور سے پانی
برسا کہ تمام آگ پانی ہو گئی آگ کو بجھا کر قریب دروازہ گنبد کے آئی آکر دروازہ کھولا دیکھا
شہریار بیہوش پڑے ہین قریب آکر خون اپنا کاٹ کر ڈالا انب شہریار کو ہوش آیا قوت جسم
مین نہ تھی منھ پر ہاتھ پھیرا بادشاہ کو نکالکر باہر لائی کہا حضور طرف لشکر کے چلین آب دمیدہ
سحر دیدیا کہ یہ جا کر لشکر والون پر چھڑک دینا سب مین طاقت آجائیگی یہ سامان کر کے گھبرائی
ہوئی باہر نکلی چوکے کا تو خیال نہ کیا طاؤس پر سوار ہو کے چلی مگر بادشاہ جاتے ہین راہ
مین ایک مرکب ملا اُسپر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑاے ہوے جاتے ہین صحرا سے نکلے
تھے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ آواز زنگ کی آئی خواجہ عمرو کو دیکھا کہ لپکے
ہوے آتے ہین بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا خواجہ نے پوچھا حضور کہان سے آتے ہین
بادشاہ نے فرمایا مین گنبد مین بند تھا شورش دختر مینا نگار نے مجھکو رہا کیا مگر ای عمر نامدار
واسطے شورش کے دل بیقرار ہی مین تو لشکر مین جاتا ہون آپ اُسکی خبر لائیے مین آپ کی
خدمتگزاری کرونگا یہ سنکر خواجہ خوش ہو گئے اُسی طرح بھاگا بھاگ چلے مگر بادشاہ بھی
تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی افسر لشکر کنارے پر ٹہل رہا تھا اُسنے
جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای پہلوان دوران
وای گرشاسپ جہان تیرا نام نامی کیا ہی اُس پہلوان نے عرض کی میرا نام کہرام بلند آواز
ہی مین براے مقابلہ حضور چلا تھا راہ مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا حضور کو تلاش کر رہا
تھا یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر سنایا کہا غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہی کچھ خوف
نہ کیجیے بارگاہ مین تشریف لائیے کہرام بادشاہ کو بہ اعزاز و اکرام اپنی بارگاہ مین لایا رفیق

آکر جمع ہوے بادشاہ بیٹھے ہین مگر بیقرار ہین دمبدم نانو بدل رہے ہین فرماتے ہین کہ نہین معلوم اُس ماہ تابان پہ کیا گذری کہرام خاطر کرہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون بادشاہ نے فرمایا اے کہرام کیا حال پوچھتا ہی اپنا تو یہ حال ہی نظم

پپیہے ہین کر رہے مرغ خوش الحان آجکل ۔ ہم بھی چلکر ہون گلستان مین غزلخوان آجکل
کیا جنون کے ہاتھ سے دل ہی پریشان آجکل ۔ دیکھنے جائینگے ہم سیر بیابان آجکل
ذبح ہوتے ہین چھری سے روز عاشق بیگناہ ۔ مسلخ قصاب ہی کیا کوے جانان آجکل
پھول کا کیا ذکر بلبل تک نہین اک باغ مین ۔ ہی خزان کے ہاتھ سے ویران گلستان آجکل
وصل اک بلقیس وش کا ہی میسر رات دن ۔ اوز ہے قسمت ملا بخت سلیمان آجکل
ہاے پیری ہین نہین دنیا کسیکا کوئی ساتھ ۔ ساتھ میرا چھوڑتے ہین میرے دندان آجکل
ہی مرے دل کی تڑپ سے برق کو شرمندگی ۔ اور رونے سے خجل ہی ابر باران آجکل
دیکھتے ہی دیکھتے عشق وجنون کے ہاتھ سے ۔ سیکڑون گھر ہوگئے آباد ویران آجکل
اسقدر او شمع و فرقت مین تیری کھاے داغ ۔ دیکھ لے دل ہی مرا سر و چراغان آجکل
او صنم ہی لطف اپنے اپنے معبد چھوڑکر ۔ تیرے زر کے بندے ہین گبر و مسلمان آجکل
شعلے میری آہ کے جاتے ہین سوے آسمان ۔ کیون نہ حدت پر ہو خورشید درخشان آجکل
فصل گل آئی ہی نالان سب کو کردیا ۔ ہی زر گل سے بھرا گلچین کا دامان آجکل
اپنے جوبن پر اکڑتے ہین جوانان چمن ۔ طرفہ کیفیت یہ ہی رنگ گلستان آجکل
کسکا روے صاف اے سطوت مجھے آتا ہی یاد ۔ ہو مثال آئنہ رہتا ہون حیران آجکل

مگر شورش تو طاؤس پر سوار ہوکر اُدھر چلی گئی اِدھر بادشاہ بارگاہ کہرام مین گھبرا رہے ہین اُدھر مینانگار بیٹھے بیٹھے اپنے قلعے مین گھبرا یا رفیقون سے کہا یارو دل گھبراتا ہی مین نے اُس گیسو بریدہ سے کہدیا کہ قیدی کو دریا پر لیے جاتا ہون خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو وہ جا پہونچے اور بادشاہ کو رہا کردے سب نے کہا حضور آپ کا خیال خام ہی انکو کیا ضرورت ہی مینانگار طاؤس پر سوار ہوا طرف دریا کے چلا اِدھر سے مینانگار جادو جاتا تھا قضاے کار راہ مین ملکہ شورش کو آتے ہوے دیکھا پریشان حال دوپٹہ ڈھلکا ہوا

سحر جو کیا ہی تو پسینے پسینے ہو باپ کو جو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی جھک جھک کر سلام کرنے لگی یہ
حالت دیکھکر مینا نگار نے کہا اری کہان سے آتی ہو گھبرا کر شورش نے کہا کہین سے نہین
براے سیر گئی تھی اب پلٹ کر آئی ہون مینا نگار نے کہا تو طرف سے دریا کے آتی ہو برا ے
رہائی بادشاہ گئی تھی شورش نے کہا مین بادشاہ کو کیا جانون مجھے اُنسے کیا مطلب یہ سُنکر
مینا نگار نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کشان کشان طرف دریا کے لیچلا جب قریب
دریا کے پہونچا تو دور سے دیکھا کہ آگ گل ہوگئی ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہو مینا نگار کے ہوش
اُڑ گئے کہا او گیسو بریدہ جو مین سمجھا تھا وہی ہوا آگ جو روشن تھی وہ کیا ہوئی دروازہ گنبد کا
کسنے کھولا جو جو مینا نگار یہ کہتا ہو رنگ روے شورش اُڑتا جاتا ہو آنکھون مین حلقے پڑ گئے
چہرے پر زردی چھا گئی اُداس عالم یاس مینا نگار نے کنارے پر دریا کے اُسکو چھوڑا مگر
سحر کر دیا کہ پانوٗن زمین نے تھام لیے خوف تھا کہ بھاگ نہ جاے آپ ٹاپو پر آیا اور دیکھا
کہ چھوکا دیا ہوا ہو اسباب سحر پڑا ہوا ہو دروازے پر جھانک کر دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان پڑی
ہین بادشاہ کو نہ پایا پلٹ کر چھو کے سے خاک اُٹھائی پتلہ بنا کر تیار کیا پوچھا تو کسکا سحر ہو فوراً
پتلے نے آواز دی ہین شورش آپ کی دختر کا سحر ہو ان اُنھون نے دریا مین نہا کر چھو کر دیا
اور پانی برسا کر آگ بجھائی ہم دیکھتے تھے کہ بادشاہ کو نکال لیا ابتو مینا نگار پلٹ کر غصے
مین آیا بال پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہا او نالایق تجھے مسلمانون سے کیا کام تھا تو نے کیون
رہا کیا افسوس کہ مین تمام طلسم مین بدنام ہوا تمام طلسم مین مشہور ہو کہ فرزندان حمزہ سحر گاہ
مین جو اُنکے دم مین پھنسا پھر نہ نکلا یہ کہکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا طاؤس پہ شورش کو ڈال لیا
جا ہا تھا کہ قلعے مین لیجا کر سزا دون اِسی دھیان مین بکتا جھکتا قلعے تک آیا یہان رفقا بھی
مشتاق بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ مینا نگار آتا ہو مگر بیٹی کو مضبوط پکڑے ہوے ہو
جس سے ثابت ہوتا ہو کہ غصے مین چہرہ سرخ ہو رہا ہو زمین سے اُترا اسنے ستون سے
شورش کو باندھدیا کوڑا لیکر چلا کہ مارون شورش کانپ رہی ہو کہ اگر یہ کوڑا پڑا تو کیونکر
زندہ بچونگی رفقا ہان ہان کہکر لپٹ گئے مینا نگار نے سب کو جھڑکا کہا تم لوگ الگ رہو
تمکو خبر ہو کہ اسنے کیا کیا مین بادشاہ کو قید کر آیا تھا اسنے اُنکو رہا کر دیا یہ تو اس بیچارے

پوچھو کر تونے رہا کر کے انھین کیا کیا رفقا نے جو بڑھ کے پوچھا کہ کیون بی بی بادشاہ کو رہا کر کے
کیا کیا شورش کی انکھون سے آنسو جاری ہوے کچھ جواب نہین دیتی آخر میناانگار نے
ایک کوڑا مارا وہ جسم نازنین بقول شاعر فرد یہان تلک وہ نزاکت مین ایک یگانہ ہوا ہا جو
پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا ہا اُس جسم پہ کوڑا پڑا خون کے سراٹے اُڑنے لگے
سرستون پر دے مارا میباک ہو کر کہا او جلاد خنجر مار کہ تیرا مطلب حاصل ہو یہان سب کے
سامنے کیون ذلیل کرنے کو لایا صحرا مین کیون نہ قتل کر ڈالا مین شاہ کو کیا جانون مین انکو
کیون رہا کرتی مجھپر ناحق کی تہمت ہو اگر اسی حیلے سے قتل کرنا منظور ہو تو کون منع کرتا ہو فوراً
قتل کر ڈال میناانگار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا تھا تلوار کا مارون کہ وزیر کلان اِسکا
عقیل روشن راے ناگاہ دربارگاہ سے آیا پکار کر آواز دی کہ اے میناانگار یہ واہ اے بادشاہ
عالیوقار یہ کیا حرکت ہو بیٹی نے تمھاری کیا کیا میناانگار نے کہا اے عقیل روشن راے
آؤ احوال تو سنو کہ اِس فتنہ انگیز نے کیا قیامت برپا کی بادشاہ لشکر اسلام کو مین نے قید
کیا تھا پہلی مرتبہ سحر سبز اِسنے انپر سے اُتارا مین خاموش ہو رہا دوبارہ دریا پر جا کر اِسنے
قید سے رہا کر دیا عقیل بہت منھ لگا ہوا رمیناانگار بھی اُسکو خوب مانتا ہو اُسنے ہاتھ سے
تلوار چھین لی کہا اے شہنشاہ اُسکی صورت زیبا دیکھو ایسا نہ ہو کہ دم اُسکا نکل جاے
یہ کہکے بادشاہ کو عقیل نے ڈھکیل دیا کہا او جلاد تو نے غضب کیا کہ اُسکو کوڑا مارا وہ
حقیقت مین سچ کہتی ہو جھوٹھی نہین ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی ضرب شدید لگجاے نوجان سے جاے
خبردار ایسی حرکت اب نہ کرنا یہ کہکے ملکہ شورش کو کھولا کنیزون سے کہا اِنکو باغ مین لیجاو
کنیزون نے آکر گود مین اُٹھایا منکا ڈھلا ہوا ہچکیان لیتی ہوئی اِس حال سے کنیزین انکو
لیگئین بعد جانے شورش کے میناانگار سر جھکا کر بیٹھا وزرا نے کہا حضور غم غلط
کیجیے کہنے لگا صاحبو بیٹی کو مار کر مجھکو بڑا قلق ہو یہ کمبخت نازک مزاج و نازک اندام اُسپر
یہ بدعت کہ کوڑا مارا اب مجھے خیال آیا کہ مین بادشاہ کو پھر پکڑ لاتا بس یہ کہکے ہرکارون کو
حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ کیا کر رہے ہین ہرکارے جو بارگاہ مین آئے دیکھا کہ رفقا
سب بیٹھے ہین تخت خالی پڑا ہو فیروزہ سے سب کہ رہے ہین کہ اے عیار طرار بادشاہ کی خبر

نہ لاے کہ اُس شہر یار پر کیا گذری فیروزہ نے کہا مین دور دور گیا مگر کہین نشان نہ پایا پر
تو خبر معلوم ہوئی کہ دریا کی قید سے رہائی پائی مگر نہین معلوم کہ کس طرف آوارہ ہوگئے
کہان جاکر ڈھونڈھون ہرکارہ جن نے جو یہ خبر سنی جبران و پریشان پلٹے سامنے مینا نگار
کے آئے کہا ای شہر یار بادشاہ تو لشکر مین نہین ہین رفقا اُنکے خود گھبرا رہے ہین عیار
ڈھونڈھنے گیا ہو مینا نگار نے کہا خیر جسوقت آوینگے اُسوقت گرفتار کرلاؤنگا مینا نگار
تو اس فکر مین بیٹھا مگر بادشاہ نے جب خواجہ کو خبر دی تو خواجہ قلعے مین آئے وزیر کلان
کا نام دریافت کرکے اُسکے مکان پر پہونچے جاکر اُسکے مکان پر اُسے گرفتار کیا زنبیل مین
رکھ لیا اُسکی شکل بنکر آئے ملکہ کو طرف باغ کے روانہ کرایا بادشاہ سے کہا مین جاکے
اُس کمبخت کا علاج کرون ایسا نہو تڑپ کر دم نکلجائے مینا نگار نے کہا او وزیر اعظم
تمنے اُسے کو دیون مین کھلایا ہو یہ سموبیت پوچھنا کہ بادشاہ سے تجھکو کیا واسطہ ہے حقیقت
مین میرے سحر نے یہ اثر کیا کہ اُسکا نام بتا دیا یہ بدعت ہوئی اور نام نہ بتایا یہ جو جھلاکر اُسنے کہا کہ
قتل کرڈالیے مجکو غصہ آگیا تم پوچھنا کہ عاشق ہو یا نہین مگر مجھے اُسپر گمان نہین ہوتا اِسوجہ
سے کہ اُسکو تو مرد کے نام سے نفرت ہو اور مین نے بادشاہ کو دیکھا کچھ بہت خوبصورت
نہین ہین یہ خود اُسلئے بہتر ہو مگر سحر نے اپنا اثر دکھایا خواجہ عمرو مینا نگار سے رخصت ہوکر
باغ مین آئے دیکھا ملکہ چھپر کھٹ پر پڑی ہو کنیزون نے خون دُھلایا پٹیان وغیرہ زخمون پر
چڑھاوین ملکہ یاد مین بادشاہ کی تڑپ رہی ہین کہ کنیزون نے خبر دی کہ وزیر اعظم تشریف
لاتے ہین آج تو وزیر نے بڑا کام کیا کہ آپ کے واسطے شاہ کو سخت باتین کہین اور
آپ کو رہا کیا اب تشریف لاتے ہین اُنسے ملاقات کیجیے کہ خواجہ بارہ دری مین آئے
شورش نے سلام کیا وزیر نے حکم دیا سب کنیزین باہر جائین کل کنیزین باہر گئین عمرو
نے کہا ای فرزند مجھکو پہچانا شورش نے کہا آپ میرے عم نامدار ہین عمرو نے منھ پر ہاتھ
پھیر اصورت اصلی ظاہر ہوئی ملکہ ڈر گئی کہا آپ کون صاحب ہین کہا او فرزند مین ہون
عمرو عیار وزیر اعظم میری زنبیل مین ہین یہ کہکے عمرو نے زنبیل سے عقیل کو نکالا اور
ستون سے باندھدیا ملکہ اُٹھکر بیٹھی زبان مین خواجہ نے سوزن دیدی کو ڈالیکر کھڑے

ہوے عقیل کو ہوشیار کیا یا نوزنبیل کی بدعنین اُٹھا رہا تھا یا اب اپنے کو دیکھا کہ ہین بندھا
ہون ملکہ پلنگ پر ایک شخص دبلا تا منیا کوڑا لیے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ ای عقیل تم مہر سپہر عیاری
بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ تجھکو قتل کرونگا اگر حکم دیتا تو اب تک ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے ہوتے بقراط ثانی وہ شخص ہی کہ نبیرہ صاحبقران کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی
اب طلسم فتح ہوگا وہ قتل ہوگا اسی کو خداوند جانتے ہو خداوہ ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا
کیا بہ قول شاعر

نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون	از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طرازندہ کون و مکان	سقف فرازندہ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طراز حق صور کار او
چہرہ کشائے صورِ کائنات	راہ نمائے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگستر و لباط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد	گرم بجور معرکہ روز کرد

اُسی خدا کو سجدہ کر جسنے زمین و آسمان کو بنایا اسطرح عمرو نے حمد و صفات الٰہی و نعت رسالت
پناہی بیان کیے عقیل نے اشارہ کیا کہ مین بدل و جان اطاعت کرتا ہون حقیقت مین تمھارا
خداے تا وید خداے حقیقی ہی اور بقراط جعلساز شعبدہ باز سحر ساز ہی تمام کام سحر کے زور سے
کرتا ہی خواجہ نے عقیل کو رہا کیا عقیل قدمون پر خواجہ کے گرا بصدق دل مسلمان ہوا
اور اطاعت کی کہا اب آپ تامل فرمایئے مین بادشاہ کے ہاتھ سے اس قلعے کو فتح کرادونگا
اور ملکہ معین و مددگار ہونگا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ مینا نگار نے دریافت کرایا تھا
بادشاہ لشکر مین نہین ہین ملکہ رونے لگی خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم پریشان نہ ہو یہ فرزندان
صاحبقران ہین راہ مین کہین رک گئے ہونگے فوج و لشکر بھی کہین گیا ہوگا انشاء اللہ ساتھ
عظم و شان کے آوینگے مین جا کر تلاش کرتا ہون مگر ای عقیل روشن راے یہ تو بتاؤ کہ
مینا نگار کیونکر تسخیر ہو عقیل نے کہا ای ملکۂ عالم اب جو کچھ وہ ارادہ کریگا مین اسکو روکونگا
اور اف اُسنے بنائے ہین اُنکو دیکھا کرتا ہو اب مین مانع ہونگا اگر خواجہ وہان آئین اور

عیاری کریں تو میں ہر بات میں دخل دونگا خواجہ نے کہا ای عقیل تم دربار میں چلو میں بھی آتا ہونگا
بائیں آنکھ کا تل تمکو دکھاؤنگا میں دربار میں اسکے بشکل بقراط پہونچونگا اور یہ کہونگا کہ خدا
نادیدہ کو سجدہ کرو میں بھی مطیع مذہب مسلمانان ہو گیا ہوں آپس میں دیر تک صلاحیں ہوا
کیں خواجہ باغ سے شورش کے نکلے اول لشکر میں آئے اہل لشکر خواجہ کو دیکھکر بہت خوش
ہو گئے کہتے تھے ای شہنشاہ اوج عیاری تمھارے آنے سے دلکو قوت ہوئی مگر بادشاہ
کا پتہ لگاؤ ہم اپنے شہریار کو دیکھیں تو آنکھیں روشن ہوں خواجہ سب کو مطمئن کر کے تلاش
میں بادشاہ کی نکلے ایک پہاڑ سے آکر دیکھا کہ ایک لشکر فروکش ہی جوان معقول معقول
ٹہل رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خواجہ پہاڑ سے اُترے بہ صورت مبدل لشکر میں
آئے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی لوگوں نے کہا بادشاہ لشکر اسلام یہاں تشریف لائے
ہیں ہمارے افسر نے اُنکی اطاعت کی بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں خواجہ طرف بارگاہ
کے چلے ایک سوداگر کی شکل بنکر دربارگاہ پر آئے آکر درگہ سالار سے کہا اپنے افسر سے
کہدو کہ دروازے پر ایک تاجر حاضر ہی کہرام دست بستہ خدمت شاہ میں حاضر تھا درگہ
سالار نے آکر بیان کیا کہرام نے کہا بلالو خواجہ اندر آئے کہرام نے دیکھا کہ ایک تاجر
معقول ہی لباس بھاری پہنے ہوے تختیاں الماس کی گلے میں آکر کہرام کو سلام کیا کہرام
نے کہا ای خواجۂ بازرگان آیئے آپ کسکی تلاش میں ہیں خواجہ نے کہا ای افسر میرا غلام
پرورش کردہ صندوقچہ جواہرات کا لیکر بھاگا ہی میں نے سُنا کہ اُسنے تمھاری بارگاہ میں
آکر بڑی آبرو پائی ہی کہرام نے کہا دیکھ لیجیے خواجہ چشمہ لگائے ہوے دیکھتے پھرتے ہیں
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہیں قریب آکے چشمہ لگایا جھک جھک کے سلام کرنے لگے صورت زیبا
دیکھکر بہ تعظیم سلام کیا کہا صاحبزادے بڑے اقبال مند ہو کہ یہاں تمکو سلطنت ملی نوجہ
میری بڑھیا کئی دن سے اُسنے کھانا بھی نہیں کھایا ہی کہتی ہی میرے بچے کو ڈھونڈھکر لاؤ
چلو اب اُٹھو سلطنت کر چکے بادشاہ حیران ہو گئے کہ یہ سوداگر کون ہی اور کیا کہتا ہی کہرام
اپنے مقام سے اُٹھا حیران ہی کہا ای خواجۂ بازرگان تمھاری نگاہ میں فرق ہی یہ بادشاہ
لشکر اسلام ہیں بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا ارے سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی میں فرزند

صاحبقران ہون خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا بس اب باتین نہ بناؤ اور بائین آنکھ کا تل
دکھا دیا تب تو بادشاہ اٹھکر لپٹ گئے کہرام نے رفقا سے کہا لو بھائیو مین نے بھی دھوکا
کھایا حقیقت مین سو و اگر سچ کہتا ہو دیکھو اٹھکر لپٹ گئے افسر بھی افسوس کرنے لگے کہرام
نے کہا مین کیا یون جانے دونگا بہت ذلیل کرونگا کہ بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار صورت
اصلی دکھایئے تب خواجہ نے کہا ای نور نظر رونمائی تو منگاؤ بادشاہ نے کہرام سے فرمایا
کہ ای پہلوان دوران کیون منتشر ہوتے ہو میرے عم نامدار خواجہ عمرو عالیبوقار ہین آگے
فقرون سے ابھی آگاہ نہین ہو کچھ نقدی منگاؤ کہرام نے دس توڑے روپیے کے منگاکر
سامنے رکھے خواجہ نے جست کی اور آواز دی کہ باوا آدم درویش از کل عالم پیش پیش
صورت اصلی عنایت فرمایئے دادا تو پوتے کے تابعدار ہین اب جو جست کرکے زمین پر
آئے سب نے دیکھا کہ ایک شخص عجیب و غریب ناریل سا سر کلچہ سے گال مروارید سے
دانت چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا اوپر کا سامنے آکر کھڑے ہوے کہرام حیران
ہوگیا بادشاہ نے خواجہ کو کرسی پر بٹھایا حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ عقیل تو
مسلمان ہوا اب لشکر کشی کرکے چلیے بادشاہ نے اسیوقت کہرام کو حکم دیا کہ لشکر تیار
کرو کہرام نے لشکر تیار کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوے لشکر کا انتظام کرتے ہوے
کہرام بھی ساتھ ہوے اس دھوم سے لشکر روانہ ہوا خواجہ بھی پایے تخت پر ہاتھ رکھے
ہوے اس دھوم سے لشکر جا رہا ہی یہان مینا نگار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ عقیل
آکر حاضر ہوا عرض کی ای شہنشاہ انتظام سے کام کیجیے مین صاحبزادی کو آپکی باغ مین
پہونچا آیا علاج انکا ہو رہا ہو مگر ایسی جلادی نہ کیجیے گا آپ نے مار ڈالنے مین اسکے
کوئی بات باقی نہین رکھی تھی مگر اسکی حیات تھی کہ بچ گئی اب بادشاہ کو پتہ لگاکر گرفتار
کیجیے ان سب مسلمانون کو ایک دن مین تباہ کر دینگے مگر صاحبزادی پر غصہ نہ کیجیے
مین نے سب طرح دریافت کر لیا وہ سراسر بے خطا ہین جو آپ کا گمان ہو اسکا بالکل
سایہ بھی نہین عقیل یہ باتین بادشاہ سے کر رہا تھا اور بادشاہ بالائے قلعہ بیٹھا ہی
کہ دیکھا اسنے صحرا سے گرد اڑی مینا نگار نے کہا دوربین لاؤ دوربین لگاکر دیکھنے لگا

دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار اہتمام لشکر کرتا
ہوا اور خواجہ عمرو کو دیکھا پاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے قلعۂ مینانگار کو بغور دیکھ رہے
ہین میناانگار جلگیا عقیل روشن رہا اسے کہ برابر کھڑا تھا کہا ای عقیل دیکھ کس وبدبے
سے سارہ بان زادہ آتا ہے اسی جانب دیکھ رہا ہے جی چاہتا ہے کہ جاکر اُٹھا لاؤن لاکر اسکو قید کرون
یا سر کھینچکر پھینکدون عقیل نے کہا مناسب نہین اگر آپ عمرو کو لائے تو ابھی بادشاہ بلوہ
کردینگے مقابلے مین چلکر اُتریے طبل جنگی بجوائیے ایک پہلوان سحر کا بناکر بھیجیے وہ بادشاہ
کو پکڑ لاے۔ بادشاہ کو یون گرفتار کیجیے پھر عمرو کو مین گرفتار کردونگا عمرو بلاے روزگار ہے
یون گرفتار کیجیے گا تو کچھ ایسا فتور برپا کریگا کہ جان آفت مین ہو جائیگی اور وہ رہا ہو جائیگا
لشکر کشی کیجیے مقابلے مین جاکر اُتریے میناانگار رواے پر وزیر کی پابند ہوا اُسی وقت حکم
دیا کہ لشکر ساحران تیار ہو بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر میناانگار مقابلے مین آکر اُترا اِدھر
بادشاہ اپنے لشکر مین آئے افسران فوج استقبال کرکے لائے بادشاہ آکر بارگاہ
مین بیٹھے خواجہ عمرو پہلو مین بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی بادشاہ
نے طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا ہے فیروزہ نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض
کی کہ میناانگار نے طبل جنگی بجوایا ہے بادشاہ نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی
بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین پہر رات گذری تھی کہ
آسمان پر برق چمکی عقیل روشن رای آکر پہونچا بادشاہ سے ملاقات کی اور ایک
انگوٹھی بطور نذر پیش کی کہا حضور اسکو انگلی مین رکھین کسی کا سحر اسپر تاثیر نہ کرے گا
جب میدان مین کوئی پہلوان مقابلے مین آئے تو اسکو چمکا دیجیے گا یقین ہے کہ سحر
اُتر جائیگا انگوٹھی دیکر عقیل تو رخصت ہو گیا بادشاہ نے آرام فرمایا فیروزہ طلایہ
پر رہا رات کو میناانگار اپنی بارگاہ سے اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر بادشاہ کے چلا
خواجہ عمرو کو کب نیند آتی تھی آگے بڑھکر دیکھا کہ میناانگار آتا ہے خواجہ نے کنارے
آکر حلقہ ہاے کمند ڈالدیے چھپکر بیٹھے میناانگار جسوقت بیچ حلقون کے آیا عمرو نے

شیر کے دھڑ وکر کی آواز دی مینا نگار نے کا عمرو نے جھٹکا مارا مینا نگار گرا عمرو نے جھپٹ کر جیاب
مارا مینا نگار بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا اسکا پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی
کہ او سار بان زادے یہ کیا کرتا ہی پہلو سے ایک پتلہ پیدا ہوا اُسنے آکر مینا نگار کو اٹھا
لیا خواجہ کود کر بھاگے مگر دیکھا کہ پتلہ مینا نگار کو لیے جاتا ہی خواجہ پلٹ آئے آکر فیروزہ
سے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہو غفلت نہ کرو مینا نگار فکر مین بادشاہ کی آتا تھا مگر مین نے
اُسکو پلٹا دیا فیروزہ نے کہا آپ جا کر آرام فرمائیے مین انتظام مین مصروف ہون عمرو
نے کہا تم کیا انتظام کروگے وہ اگر آجاتا تو بادشاہ کو لیجاتا مگر پتلے نے لا کر مینا نگار کو بارگاہ
ن پہونچایا خادم خدمتگار دوڑ پڑے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا مینا نگار کو
ہوشیار کیا پتلے نے پوچھا کہ کیون حضور یہ کون شخص تھا جو آپ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا
مینا نگار نے کہا سوا اُسے ساربان زادے کے اور کون ہوگا مگر تو خوب وقت پر
پہونچا پتلے نے کہا مین آپ کا نگہبان ہون جب آپ پر اُفتاد پڑیگی برابر پہونچونگا اور
آپ کو بچاؤنگا مینا نگار نے پھر قصد کیا کہ عقیل نے آکر کہا اے شہنشاہ اب ارادہ نہ
کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائین تو پھر ہم لوگ کیا کرینگے ساربان زادے کے
پاس زنبیل ہو اُسمین بند کر دیتا ہی انسان کو نکلنا دشوار ہوتا ہی ایسا مینا نگار کو عقیل
نے ڈرایا کہ مینا نگار نے پھر ارادہ نہ کیا چار پہر رات انتظام مین گذری وہ وقت آیا
کہ جواہر پوش زرین گوش جواہر خانۂ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا جواہر بے
بیش قیمت جسم پر آراستہ سلیمان ضیا و شعاع کی گلے مین ڈالے ہوے تماشا دیکھ رہا ہی
دلشکر میدان کارزار مین آئے بادشاہ بھی سوار ہوے خواجہ عمرو چست و چالاک
بادشاہ کے ہمراہ رکاب کہتے ہوے کہ حضور کا اقبال پرور دگار روشن کرے مین بھی
خدمت مین حاضر ہون رات کو مینا نگار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا تھا لیکن
نگہبان اسکا موجود تھا اُٹھا لیگیا ورنہ مشکین باندھکر لاتا یقین ہو کہ مینا نگار مسلمان
ہو مگر مینا نگار نے جب دیکھا کہ صفین آراستہ ہو چکین نقیب بھی نقابت کر چلے کر گین
کو کا کہکر ہٹے تو مینا نگار نے طرف صحرا کے دیکھا ایک دستک دی کہ صحرا سے گرد اُڑی

ایک پہلوان مسلح و مکمل گینڈے پر سوار سامنے مینا نگار کے آیا مینا نگار نے کہا اے قوی تن
بادشاہ کو ٹوک کے گرفتار کر لا قوی تن نامی پہلوان گینڈا اڑا کر میدان میں آیا ناظرین پر
واضح رہے کہ جب مینا نگار قصد کرتا ہے کہ سحر کروں لشکر پر آگ برسا دوں عقیل منع کرتا ہے کہ سحر
ابھی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی پڑ جائے مینا نگار رک جاتا ہے عقیل اپنی عقل سے جو روک رہا ہے
کہ اس پہلوان نے بڑھ کر میدان میں آواز دی میں برائے مقابلہ بادشاہ آیا ہوں بادشاہ
میرے مقابلے میں آویں بادشاہ نے سنا کہ میرا نام لیتا ہے انکو بھلا کب تاب رہتی ہے فوراً حکم
دیگر گھوڑا طلب کیا تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے میدان کارزار میں آئے اس
پہلوان نے بڑھ کر چاہا کہ نیزہ ماروں بادشاہ نے نیزے کو روکا مگر انگشتر کو چمکا دیا نیزہ اس
پہلوان کا ٹوٹ گیا جب نیزہ ٹوٹا تو پہلوان نے گرز پر ہاتھ ڈالا چاہا گرز ماروں بادشاہ نے
انگشتر کو چمکا دیا گرز بھی اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا پہلوان نے تلوار کھینچی بادشاہ نے پھر
انگشتر کو چمکایا تلوار بھی پہلوان کے ہاتھ سے چھوٹی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا گینڈے کو
پھیرا سامنے مینا نگار کے آیا کہا اے بادشاہ ساحران میرا حربہ بادشاہ پر نہیں پڑتا تینوں حربے
اٹھائے تینوں چھوٹ گئے اب میں کیا کروں میں نے چاہا لپٹ پڑوں حوصلہ نہ پڑا ہاتھ
پاؤں میں رعشہ آگیا مینا نگار نے کہا اے عقیل یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر میرا پلٹ آیا عقیل جانتا ہے
کہ میری انگشتر کا باعث تھا کہا اے شاہ ساحران معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ ہے
مینا نگار نے کہا میں ابھی دریافت کرتا ہوں بس جھولی سے ایک چراغ نکالکر روشن کیا
عقیل نے خفیہ سحر کیا وہ ہرچند آواز دیتا ہے کہ اے چراغ جمشیدی احوال مجھپر روشن ہو کہ میرا سحر
کیوں پلٹ آیا کچھ نہیں معلوم ہوتا آخر ناچار ہو کر ایک لات ماری کہ چراغ گر گیا اور کہا اے
عقیل دیکھتے ہو سامری و جمشید کی تاثیر جاتی رہی مجھ ایسا ساحر انتظام کر رہا ہے اور چراغ
آواز نہیں دیتا کہ مجھپر روشن ہو کہ پہلوان پر کیوں پلٹ آیا عقیل نے کہا اے شہنشاہ آپ
سر میدان سحر کرتے ہیں اسی وجہ سے سحر تاثیر نہیں دکھاتا لشکر لپٹا کر پلٹ چلیے بارگاہ میں چلکر
انتظام کر لیں گے ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے جس وقت چاہیے گا گرفتار کر لیجیے گا مگر یہاں
ٹھہرنا بہتر نہیں اب سرکار کے لیے بدنامی ہے لوگ دیکھیں گے کہ مینا نگار کا سحر باطل ہوا

ایسا عقیل نے سمجھایا کہ مینا نگار نے طبل بازگشت بجوایا عقیل نے بڑھکر بادشاہ کو بھی یہی
اشارہ کیا کہ حضور پلٹ جائین بادشاہ یہ کہکر پلٹے کہ ای مینا نگار تمنے سحر نہ کیا مقام افسوس ہی
ہم سمجھے تھے کہ مقابلہ ہوگا مگر ہم سے مقابلہ کیا ہٹے اب دیکھیے کب مقابلہ ہو مینا نگار نے شرما کر
سر جھکا لیا کچھ جواب دینے کا موقع نہ تھا پلٹ کر اپنی بارگاہ مین پہونچا کہا ای وزیر اعظم ابتو
سحر تیار کرکے بھیجون عقیل نے کہا ابھی مناسب نہین ہی مین عرض کرونگا مینا نگار کو بہت
ناگوار ہوا جی مین کہتا ہی یہ وہ وزیر ہی کہ ہمیشہ رائے نیک دیتا تھا آج کیا باعث ہی کہ جب
پوچھتا ہون تب منع کرتا ہی کہ سحر نہ کیجیے مسلمانون کو آفت سے بچاتا ہی اسکا کیا باعث مجھکو
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر میرا ملگیا گوشے مین آکر چراغ روشن کیا پکار کر آواز دی کہ ای چراغ
جمشیدی وزیر میرا کیون منع کرتا ہی مفصل حال ثابت ہو پردہ نہ رہے یکایک کو چراغ کی
بھڑکی مثل انسان کے آواز دی کہ ای مینا نگار تجھکو کچھ خبر ہی تیرا وزیر بادشاہ سے ملگیا
انگشتر جمشیدی دے آیا ای مینا نگار وزیر تمھارا شریک مسلمانان ہوگیا جلد انتقام کرلے
ورنہ سلطنت تباہ ہوگی عمرو ایسا عیار اسطرف موجود ہی دم بھر مین گرفتار کر لیجائیگا جان
بچانا مشکل ہوگی یہ حال سنکر مینا نگار جھلایا جی مین کہتا ہی وزیر اعظم نے غضب کیا کہ مجھکو
بدنام کیا ادھر عقیل بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ مینا نگار اندر سے جھلاتا ہوا نکلا کہا کیون ای
وزیر اعظم تمنے ہمارے ساتھ نمک حرامی کی ہی شرط کہ پھونکدون جلا کر خاک کردون عقیل تو
گیا جی مین کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسیر حال کھلگیا اب کوئی عذر نہ چلے گا دیکھیے کیا کرے
عقیل تڑپ کے اٹھا کہ نکلجاؤن مینا نگار نے کہا کہ او عقیل اب مین تجھکو جانے دونگا
اسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور تجھکو ذرا
ترس نہ آئے یہ کہکے مینا نگار نے گولہ مارا عقیل نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا عقیل
ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ مین تڑپ کے نکلجاؤن مگر مینا نگار نہین نکلنے دیتا جدھر جاتا ہی معلوم
ہوتا ہی دیوار آہن لگی ہوئی ہی آخر مینا نگار نے ایک پتلی جھولی سے نکالی پتلی کو ہاتھ
سے چھوڑا عقیل نے دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار سامنے آئی اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور مسکراتی ہی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب — چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب
کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر — چومتا ہر غنچۂ گل ہو جو پائے عندلیب
سامنے آنکھوں کے گلچین نے اجاڑا آشیان — کسطرح غم سے نہ سر پر خاک اڑائے عندلیب
سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا نازنین — توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم — داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب
عارض گلرنگ پر تیرے کہین عاشق تھو — ہو مری تاکید گلشن مین نہ آئے عندلیب
ہو ہمارا یار اے دل کسقدر نازک مزاج — درد سر ہوتا ہو سنکر نغمہ ہائے عندلیب
فصل گل آئی ہو مجھکو اے ستمگر چھوڑ دے — روز ہو صیاد سے یہ التجائے عندلیب
مژدہ باد اے وحشت دل موسم گل آگیا — ہر طرف پھر باغ مین ہین نالہ ہائے عندلیب
دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو — بنکے پروانہ تری محفل مین آئے عندلیب
صحن گلشن مین وہ رشک گل ہو محو خواب ناز — کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچائے عندلیب
روضۂ شبیر بھی سطوت ہو اک باغ بہشت — نالہ پر نہ اثر کا ہو گویا صدائے عندلیب

اُس نازنین نے یہ اشعار اِسطرح گائے کہ عقیل جادو خاموش ہو گیا لڑتا ہوا بیرون قلعہ پہونچ چکا تھا ہنگامہ جو ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ وزیر و شاہ لڑ رہے ہین یہ شور و غل سنکر خواجہ عمرو اپنے خیمے سے نکل آئے دیکھا کہ عقیل و مینا نگار لڑ رہے ہین اور مینا نگار نے عقیل کو اپنے سحر مین مسحور کیا ہو خواجہ نے آنکھوں سے دیکھا کہ مینا نگار نے عقیل کو پکڑ لیا کہنے لگے معلوم ہوتا ہو حال عقیل کا کھلا جب تو مینا نگار نے یہ حرکت کی مینا نگار نے عقیل کو قفس مین بند کیا سامنے لشکر اسلام کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان یہ تمھارا معین گرفتار ہوا اب اِسکو قید سے چھڑاؤ خواجہ عمرو کو یہ بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی کہ او مینا نگار کیون گھبراتا ہو آج ہی رات کو اِسکو ہم رہا کر لین گے مسلمانون کا دوست قید مین رہے کفار کی جفا سہے مینا نگار نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا او مینا نگار کیون غرور کرتا ہو آج ضرور اِسکو رہا کر لونگا مینا نگار قفس لیکر پلشا جادو گرون کو حکم دیا کہ بہت ہوشیار رہنا قلعے مین کوئی غیر شخص نہ آنے پائے مین

تدبیر کرلونگا دیکھون تو یہ سار بان زادہ کیونکر آتا ہی اور کسطرح اِس گنہگار کو چھڑاتا ہی میرا
وہ سحر ہی کہ زمین کو ہلائے طبقات زمین آسمان پر پہونچائے کیا مجال ہی ساربان زادے کی
کہ یہان تک آوے مگر تم لوگ ہوشیار رہنا جا بجا پہرے مقرر کرکے قفس عقیل لاکر قصر مین
لٹکا دیا یہان خواجہ جب دربار مین آئے اور ہرکارون نے بادشاہ سے عرض کی کہ اے شہریار
عقیل جادو قید ہوگیا اور خواجہ نے اُس سے تکرار کی بادشاہ نے فرمایا اے عمر نامدار آپنے
سُنا کہ عقیل جادو قید ہوگیا عمرو نے کہا سُنا کیسا آنکھون سے دیکھا ابتک عقیل نے چھپایا
اب حال کھلگیا بادشاہ نے فرمایا مین نے سُنا ہی کہ آپ سے تکرار ہوئی آپ نے وعدہ کیا ہی
خواجہ نے کہا کہ ہان مین نے آپ کی بات رکھنے کیواسطے گفتگو کی اور باقی آپ میرا حال جانتے
ہین کہ یہان کے مہاجنون کا قرضدار ہون بارگاہ مین ہر وقت بیٹھا رہتا ہون باہر نہین
نکل سکتا بادشاہ نے دس توڑے منگوا کے سامنے خواجہ کے رکھدیے کہا یہ حاضر ہین
عمرو نے کہا یہ تو سود کو بھی اکتفا نہ کرینگے اور سردارون نے بھی روپیہ پیش کیا عمرو طرف
شورش کے متوجہ ہوئے کہا بی شورش تم بھی کچھ دوگی شورش نے گہنا اپنا پیش کیا خواجہ
نے لیا بادشاہ نے فرمایا خواجہ مہمان کا گہنا لیتے ہو عمرو نے کہا سب صاحب قرضہ ادا
کرتے ہین مین کیون نہ لون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجائیے خواجہ اُٹھے طرف
قلعے کے چلے راہ مین آتے تھے اور ایک چشمے پر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور
دیکھا کہ ایک ساحر چشمے پر اُترا خواجہ نے اپنے کو مخفی کیا وہ ساحر پانی پینے کو چلا خواجہ نے
ایک ساحر کی شکل بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ ساحر رُک گیا کہا کہ او بھیا تو کون ہی ساحر
نے کہا آپ نے کیون منع کیا عمرو نے کہا مین طرف سے مینا نگار کے مقرر ہون بندگان
خدا کو بچاتا رہتا ہون اِس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی اگر تو پانی پیتا تو پانی ہوکر بہجاتا تم
کون ہو کہان سے آتے ہو اُس ساحر نے کہا مین قدرت کا نامہ دار ہون قدرت کو
معلوم ہوا کہ عقیل جادو کو مینا نگار نے قید کیا ہی حکم ہی کہ ہمارے پاس بھیجدو ہم یہان
سزا دینگے اب جو نمکحرامی کریگا اُسکو قتل کرونگا کہ ساحرون کو عبرت ہو ہر شخص نے نمکحرامی
پر کمر باندھی ہی عمرو نے کہا تم پیاسے ہو تو پانی تمھارے واسطے لاؤن اِسی پیالے مین اِس

مقام پر مقرر رہتا ہون کہ جو کوئی آئے اُسکو پانی پلاؤن اِس چشمے سے بچاؤن ساحر نے کہا
آپکا نام کیا ہی عمرو نے کہا چشمہ نشین جادو میرا نام ہی اِسیوجہ سے مینا نگار نے مجھکو یہان
مقرر کیا ہی یہ کہکے درۂ کوہ مین گئے جام مین پانی بھرکر لائے کہا لو یہ پانی پیو ساحر نے
وہ پانی پیا مگر نام پوچھ لیا اُسنے کہا قاصد جادو میرا نام ہی پانی پی کر وہ ساحر بیہوش ہوا
خواجہ نے اُسکو لوکنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنے نامہ لیکر طرف قلعے کے چلے
جیسے ہی سامنے قلعے کے آئے آواز آئی کون آتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر بیرون
قلعہ ٹہل رہا ہی آواز دی کہ بھائی مین ہون قاصد جادو قدرت نے نامہ بھیجا ہی براے
ملاقات مینا نگار آیا ہون امیدوار ہون کہ مینا نگار سے عرض کرو کہ قاصد جادو
فرستادۂ قدرت نامہ لیکر آیا ہی امیدوار ہی کہ اِسکو پڑھکر عقیل جادو کو مجھے دیدیجیے
وہ ساحر آگے آیا دروازے پر جو پہونچا دروازے پر چند ساحر مقرر تھے اُنھون
نے نام پوچھا عمرو نے اُنسے بھی نام بتایا دس بارہ ساحر عمرو کو گھیرے ہوے قصر
مین لائے مینا نگار کو جگایا عمرو نے نامہ دیا مینا نگار نے نامہ پڑھا مضمون مذکور
اُسمین درج تھا مینا نگار نے پڑھکر حکم کیا کہ قفس لاؤ عمرو کے ہاتھ مین قفس دینے
لگا عمرو نے کہا مین اِسطرح نہ لیجاؤنگا قفس سے نکالکر مجھکو دیجیے اور سحر اپنا اِسپر سے
اُتار لیجیے تاکہ وہان جاتے ہی یہ قتل کیا جاے مینا نگار نے قفس سے عقیل کو نکالا
سحر اپنا اُتار لیا عمرو نے پشتارہ دوش سے لگایا اور کہا اے مینا نگار یہ دوسرا نامہ
قدرت نے دیا تھا کہ بروقت رخصت دیدینا اور عقیل کو لیکر آنا لہذا مین تو جاتا ہون
کیونکہ قدرت منتظر بیٹھے ہونگے مین اِسکو پہونچاؤن آپ نامہ پڑھ لیجیے گا نامہ ہاتھ مین
مینا نگار کے دیکر خواجہ عقیل کو لیے ہوے باہر نکلے مینا نگار نے نامہ کھولا اُس مین
بخط جلی مرقوم تھا کہ او مینا نگار بموجب وعدے کے مین آیا اور عقیل کو تجھسے لیا
اور نعرہ خواجہ کا یہ لکھا تھا نعرۂ عمرو بن امیہ ضمری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین زبکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزان اُستاد عیاران عالم
جہان سر سنگ در خنجر گذاری
او مینا نگار دیکھ لیون آنکھ

ہین خاک ڈالکر بیجاتے ہین بینا نگار سے تا مدبڑ ھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یار وغضب ہوا کہ عمرو عقیل کو آکر لیگیا جھپٹ کے ذرا دیکھو تو اگر ملجاے تو پکڑ لاؤ سمر واب جادو ایک بڑا ساحر یہ کہکر چلا کہ مین گھسکر بارگاہ سے لاؤنگا ہر چند بینا نگار نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا پر پرواز پیدا کر کے چلا یہان خواجہ عقیل کو لیے ہوے جب صحرا مین آے تو اُسکو ہوشیار کیا اور بیان کیا کہ مین تمکو لایا اب ذرا ہوشیار رہو کوئی تمھاری فکر مین آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ نعرہ ہوا انم سمرواب جادو عمرو نے عقیل کو اشارہ کیا عقیل نے للکارا کہ اوبیحیا کیون شامتین آئی ہین سمرواب نے بڑھکر گولہ مارا عقیل نے کہا او بیحیا تیری قضا لیکر آئی ہو قورہ گولہ کاٹا سمرواب نے کئی سحر کیے مگر عقیل جادو اُسکے سحر کو کب مانتا ہو اشارون مین دفع کر دیے عقیل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او نمکحرام منم بینا نگار جادو کہان جائیگا تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی سے تیلی نکالی کہا اے فریب جادو اِس نمکحرام کو لینا وہ تیلی نکلتے ہی غائب ہوئی عقیل بڑھا تھا کہ مین بینا نگار سے ردو قدح کرون خواجہ تو کو دکر صحیب سے گئے تھے کہ پہلو سے آواز آئی اے عاشق صادق واے یار موافق ذرا ادھر متوجہ ہو عقیل نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین وجمیل یہ اشعار گاتی ہوئی مستانہ وار آتی ہی

نظم

ہجر مین جیسے ہوئی ہاے یہ حالت میری — جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری
بگڑے جاتے ہین صنم دیکھ کے صورت میری — کیا بنائی بُری اللہ نے قسمت میری
دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری — ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری
دم نکلجائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو — ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
دل کے ہاتھون سے مرے قلب کو وہ کہتے ہین — سچ بتادے اِسی دل مین ہی محبت میری
منہدی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے — یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
کیا سمجھتے ہین مجھے عاشق رفتار حسین — ناز سے آکے جو ٹھکراتے ہین تربت میری
عشق مین مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہی برباد — دل شیدا نہین سنتا ہی نصیحت میری
اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا — میری تربت پہ سدا روئیگی حسرت میری

غم فرقت مین ترقی و تنزل کے مزے — غم جو بڑھتا ہو گھٹی جاتی ہو طاقت میری
جسکی اُلفت مین زمانہ ہو مرا دشمن جان — اُسکے دل مین نہین افسوس محبت میری
قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین — جوش سودا ہو سنے کون حکایت میری
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی — ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری
سینے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا مین عاشق — بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری
دوڑکر چوم لیے فخر سے مجنون نے قدم — نجد مین جب کہ مجھے لیگئی وحشت میری
مجھکو کیا ڈر ہو علی کا ہون غلام اے سطوت — بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

جیسے ہی یہ اشعار عبرت آثار اُس نازنین نے گائے عقیل بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر طرف مینا نگار کے چلا کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ مین تابعدار ہون جو مناسب جانیے وہ میرے حق مین کیجیے یہ سُنکر مینا نگار نے ہاتھ بڑھایا کہ زبان مین سوزن دون اور وہ نازنین کھڑی ہنس رہی ہو خواجہ نے جو درّہ کوہ سے دیکھا کہ عقیل پھر گرفتار ہوا چاہتا ہو فورًا کلہ گوپھن مین پتھر دیا تاک کر اُس نازنین کو مارا اُس نازنین کا سر پھٹا وہ لڑکھڑا کر گر پڑی جیسے ہی وہ مری عقیل کو ہوش آگیا عقیل نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا مینا نگار گولے کو باطل کرنے لگا عقیل نے دونون پانوُن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگا خواجہ دوسری جانب سے نکل گئے مینا نگار کو بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہو کہ فریب جادو مری یہ سحر میرا پڑا نا تھا جب یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج اُس سارہ بان زادے نے فریب کو مارا اور فریب دیا اور عقیل نکلگیا اب چلکر بارگاہ سے لاؤن پھر سوچا کہ وہان شورش ہوگی ضرور اُلجھ پڑیگی برابر کی ساحرہ ہو مشکل پڑیگی ایسا سوچکر مینا نگار پلٹا یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ عقیل نے آکر سلام کیا عرض کی اے شہریار غلام مینا نگار سے باغی ہوا راہ مین مقابلہ پڑا عمرو نے فریب جادو کو مارا تب مجھکو ہوش آیا پھر نکل آیا کہ خواجہ بھی آکر پہونچے تمام کیفیت بادشاہ سے بیان کی یہان تو یہ کیفیت ہو مگر مینا نگار جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین آکر سر جھکا کر بیٹھا نہایت متردد ہو کہ کیا کرون عقیل دست راست پر بیٹھتا تھا اُسکے سامنے کسی کا مرتبہ نہ تھا عقیل مردار خوار

کو دست چپ پر بیٹھتا تھا اسنے جو سنا کہ عقیل تڑپھڑکر نکلگیا بہت خوش ہوا سامنے مینانگار
کے آیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ اگر حکم ہو تو عقیل کو پکڑ لاؤن اور بی شورش کو بھی ذلیل کرون
مینانگار نے کہا عقیل جادو نہایت زبردست ساحر ہو وہ تمھارا او بالو نہ مانیگا مجکو خوف
ہو کہ ایسا نہ ہو تمکو گرفتار کرلے یہ سنکر شقیل نے کہا ای شہنشاہ کسی مقام پر کمی نہ کرونگا
بی شورش و عقیل کو گرفتار کر لاؤنگا ایسا سحر کرون کہ سارہ الشکر دیوانہ ہو جائے مگر ان
دونوں کا دشمن ہو مینانگار نے کہا ای شقیل دعوی تو کرتے ہو لیکن مجکو ڈر ہو کہ ایسا
نہ ہو تمپر کوئی افتاد پڑے تو مشکل ہو شقیل نے کہا مین سمجھ لونگا سحر اسکا رد کرونگا یہ کہکر
شقیل چلا جب سامنے لشکر کے پہونچا قصنائے کار کہرام طلایہ پھر کر آیا ہو کنارے پر
لشکر کے کھڑا ہو کہ شقیل نے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان
بادشاہ اسلام سے لڑوگے کہرام نے کہا وہ ہمارے آقاے نامدار مولاے باوقار
ہین بس شقیل نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور کہرام پر پھینک مارے
کہرام کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای ساحر مین بادشاہ سے لڑونگا
سر لاکے تجھکو دیتا ہون شقیل نے اور افسرون پر بھی ماش کے دانے پھینکے چالیس
افسر کہرام کے ساتھ ہوے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ چلکر بادشاہ کو قتل کردیہان
بادشاہ جمجاہ بیٹھے تھے بی شورش پہلو مین عقیل ایک طرف بیٹھا ہو کہ دربارگاہ پر لڑ
ہوا فرمایا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہو کہ دورکہ سالار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار چالیس
افسر بہ نسبت حضور کلمات سخت کہتے ہوے آتے ہین غلام نے انکو روکا ہو مگر وہ لوگ
نہین مانتے ہین بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر تشریف لاے شورش
ساتھ ساتھ بادشاہ نے آواز دی کہ ای کہرام کیا ہو کہرام نے پکار کر آواز دی ای شہریار
آپ کا سر مینانگار نے مانگا ہو سامنے ساحر کھڑا ہوا ہو سر حضور مانگ رہا ہو بادشاہ
نے فرمایا مین آیا شورش یہ سنکر باہر نکلی کہا ای شہریار مین بڑھکر اسکو روکتی ہون انکے
مقابلے مین نہ جایئے یہ لوگ سحر مین ہین بادشاہ نے فرمایا ای شورش نہ گھبراؤ انکی کیا
مجال کہ مجھے قتل کرسکین شورش نے بڑھکر شقیل کو للکارا کہ او نا ہنجار کہان آتا ہے

تو نے غضب کیا کہ بادشاہ کے قتل کا سامان کر رہا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا شقیل نے جو شورش کو دیکھا بڑھا کہ اسکو اُٹھا لیجاؤن شورش نے پیچھے ہٹ کر گجرہ پھولونکا ہاتھون سے اُتارا اور آواز دی کہ اے گل اندام دلفریب جلد آؤ یہ کہکے گجرہ پھینک مارا صحرا مین جا کر وہ گجرہ پھٹا شقیل شورش کے آتا ہی اور شورش نے دیکھا کہ اُن سردارون کے سامنے بادشاہ تحمل آئے کہ جو سحر مین شقیل جادو کے تھے چالیس سردار کمیدان رسالدار اکتالیسوان کھرام یہ سب تلوارین کھینچکر بادشاہ پر گرے بادشاہ اُن سب کے وار روک رہے ہین انتہاے سپاہ گری یہ ہی کہ اُنکے وار روکتے ہین لیکن اپنا وار کسی پر نہین کرتے مگر شورش کا گجرہ جو صحرا مین جا کر پھٹا تھا ایک نازنین مہجبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن مین رشک چمن یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آ پہونچی

نظم

کیا وجہ کیون ہوا آجکل اے مہربان اُداس — آزردگی ہی کس سے جو ہو جان جان اُداس
عاشق جو مر گیا تو ہی سارا جہان اُداس — خاک اُڑتی ہی زمین پہ ہی آسمان اُداس
آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی — پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس
اُس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا — کیونکر نہ وقت ذبح ہون مین نیم جان اُداس
گھر سے ہمارے رات کو جایا نہ کر کہین — تیرے بغیر رہتا ہی سارا مکان اُداس
مین نے تو تلخ بات بھی کوئی نہین کہی — کیا وجہ کیون ہوا ہی وہ شیرین زبان اُداس
دیوانہ مر گیا ہی ترا جب سے اے پری — زنجیر مین ہین در و نکی خموش اور مکان اُداس
آزردہ آجکل مرا رشک بہار رہی — دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس
سطوت کو اپنے در سے تو اے جان جان اُٹھا — پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

شقیل نے جو آواز سُنی طرف نازنین کے پلٹا اُسنے پکار کر آواز دی اے شقیل ذرا تم میری جانب متوجہ ہو شقیل پلٹا اُس نازنین نے آنکھون سے اشارہ کیا شقیل کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا وہ نازنین زیور مین پھولون کے لدی ہوئی ہی گلے سے پھولونکا ہار اُتارا طرف اُن لوگون کے پھینکا جو بادشاہ پر حملہ کر رہے تھے اُن پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ ہوش مین آگیا بادشاہ کے سامنے

عذر کرنے لگا کہرام قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا کہ ای شہریار غلام سے بڑی بے ادبی
ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای کہرام حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے جو منہ زد ہوا وہ ہوا
آسے معاف کیا پھر بادشاہ نے فرمایا تمنے اسوقت ہماری سپاہ گری بھی دیکھی کہ تم سب کے
وارمین نے روکے کسی پر بہنے وار نہین کیا جانتے تھے کہ تم لوگ سحر مین ہو خدا نے سب کو
بچایا کوئی زخمی نہین ہونے پایا مین اسکا شکر کرتا ہون وہان شقیل بلبلا کر سامنے اُس
نازنین کے پہونچا اُس نازنین نے طرف شورش کے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ
حضور کیا خدمت اِنکے متعلق کرون شورش نے کہا سر مینا نگار لادے اُس نازنین نے
شقیل کا ہاتھ تھام لیا اور کہا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار مین تیری کنیز ہون بڑی دور
سے تیرے اشتیاق مین آئی ہون مگر ای بہادر مینا نگار جادو نہین چاہتا کہ میرے
تمھارے میل ہو مین دلھن بنکر بیٹھی ہون تم جاکر سر مینا نگار لاؤ تو شادی ہماری تمھاری
ساتھ ہو جائے صحرا مین دیکھو سب مہمان جمع ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گلپوش کی شادی
شقیل کے ساتھ ہوتی ہی مگر مینا نگار بیچ مین حائل ہی اُس نازنین نے جو شقیل کے منہ پر
ہاتھ پھیرا چہرہ سرخ ہو گیا خوش ہو کر کہا ای جان جہان یہ کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جاکر
اُسکا سر لاتا ہون اُسکی مجال ہی کہ میرے سامنے گردن تابی کرے مین جاتے ہی اُسکا سر
کاٹ لونگا اور اگر کچھ بگڑا تو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے اُس نازنین نے اور اُسکو بگاکیا
خوب غصہ دلوایا کہا ای شقیل اُسکو اپنی سلطنت پر ناز ہی وہ جانتا ہی میرا کوئی کیا کر سکتا ہی
تمام میرے عزیزون مین کہلا بھیجا کہ گلپوش کی شادی ساتھ شقیل کے نہ کرنا شقیل حرارت
جسمی نہین رکھتا کل شب کو جو یہ سب نے کہا تو مین نے اُنکو جواب دیا کہ وہ ایسا مرد دلیر ہی
کہ تم لوگ امتحان کر لو سب شاہزادیان شرما گئین ہر ایک نے یہی کہا ای گلپوش تمکو اختیار
ہی مگر شوہر کا نیک و بد سمجھ لینا کہ خوب چالاک و چست ہو ایسا نہ ہو کہ سست ہو تو باعث خرابی
ہو اب مین نے آ کے تمکو دیکھ لیا اب مجھکو تسکین ہوئی اب جو کوئی تمکو بُرا کہے اُسکا منھ
توڑ ڈالون ان باتون کو سُنکر شقیل مست ہو گیا تیغ نیام سے کھینچا طرف لشکر مینا نگار کے
چلا مینا نگار کا لشکر تو بیرون قلعہ پڑا ہوا ہی مینا نگار کسی کام کو بارگاہ مین آیا ہی بیٹھا ہوا

کہ رہا ہی کہ شقیل نے جاکر لشکر مسلمانان مین آفت برپا کی ہوگی اب تھوڑی دیر مین پلٹکر آئیگا
حقیقت مین اُسنے خوب فکر کی افسران فوج کہ رہے ہین کہ حضور نے اپنی آنکھون سے
دیکھا کہ افسرون نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی کس کس سے لڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی یہ وکہ
تھا کہ لشکر مین ہڑ ہوا مینا نگار نے کہا یارو دیکھو یہ کیا ہلڑ ہی ہرکارون نے آکر عرض کی
کہ حضور شقیل لڑ رہا ہی تمام لشکر پامال کر ڈالا کئی گولے ایسے مارے کہ کئی ہزار آدمی تباہ
ہوے دریاے خون بہ رہا ہی صدہا سر پڑے ہین یہ سنکر مینا نگار اُٹھا بیرون بارگاہ
آیا آکر للکارا کہ او شقیل یہ کیا حرکت ہی سارا لشکر تو نے تباہ کر دیا مین نے تجھکو کس کام کو
بھیجا تھا شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی جھپٹ کر چلا مینا نگار نے للکارا کہ او بیحیا
میرے سامنے تو آ شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی چاہا جا کر مینا نگار کو قتل کرون کہ
فوج والے روکنے لگے جسنے روکا شقیل نے گولہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوانون کو
مار کر گرا دیا مینا نگار نے جو دیکھا کہ فوج پامال ہوئی جاتی ہی جھپٹ کر سامنے آیا دیکھا
کئی پھول کلاہ پر پڑے ہین للکار کر شقیل پر جا پڑا کہا او شقیل یہ تجھکو کیا ہو گیا مین نے
تجھکو کس کام کو بھیجا تھا تو وہان سے دیوانہ ہوکر آیا شقیل نے جواب دیا کہ او مینا نگار
معشوقہ نے تیرا سر مانگا ہی بہتر یہ ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر لیجاؤن معشوقہ کے پاس
پہونچاؤن مینا نگار نے کہا آؤ سر کاٹ لو شقیل بڑھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مینا نگار نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکالی اُسکو سامنے چھوڑ دیا کہا اے سینہ شگاف اِسکو لینا
وہ سامنے شقیل کے کھڑی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ناز و انداز آئی نظم

عشق مین وہ لگے تڑپنے سے پریشان ہو نہین — کیا کرون اسکا علاج آپ ہی حیران ہو نہین
جوش وحشت ہی ترے ہجر مین نالان ہو نہین — شام سے مثل سحر چاک گریبان ہو نہین
کوئی یہ جا کے مرے رشک چمن سے کہدے — باغ عالم مین کوئی آن کا مہمان ہو نہین
ظلم تھا اُسکا گوارا تو شکایت کیون کی — یہ سبب ہی جو بہت دل مین پشیمان ہو نہین
نظر لطف و عنایت سے جو دیکھا تمنے — اب کسی چیز کا ہرگز نہین خواہان ہو نہین
گالیان دے چکے بس اپنی زبان بند کرو — میرے منھ سے بھی نہ کچھ نکلے کہ انسان ہو نہین

ایک ہی وار مین سر تن سے کیا تو نے جدا　　اوستمگر بہ خدا بندۂ احسان ہون مین
سرخ پوشاک جوانی مین جو پہنی اُسنے　　ہنسکے بولا ہمہ تن لعل بدخشان ہون مین
آنکھ دشمن جو نہین مجھسے ملاتے سطوت　　جانتے ہین کہ غلام شہ مردان ہون مین

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے شقیل کے گائے یہ اُسکے سامنے ہاتھ جوڑنے لگا کہتا تھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تیرا تابعدار ہون جو حکم دے بجالاؤن اُس نازنین نے کہا بادشاہ کا جاکر سر لا تب تیری نیک نامی ہو یہان تو بدنام ہو گیا ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائے شقیل نے کہا ای ملکۂ عالم آپ ٹھہرین مین جاتا ہون یہ کہکے اُس نازنین نے پشت پہ ہاتھ پھیرا شقیل جھومتا ہوا پلٹا راہ مین جو لوگ ملے اُنھون نے پوچھا کہ ای شقیل کہان جاتے ہو کہتا ہی معشوق پریچہرہ نے وعدہ کیا ہی مین سر بادشاہ اسلام لینے جاتا ہون ہرکارون نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے یہان شورش و عقیل آکر بیٹھے ہین بادشاہ جمجاہ شورش کی تعریفین کر رہے ہین عقیل کہتا ہی ای شہریار حقیقت مین شقیل کی کیا لیاقت ہی آپ کے اقبال سے اب وہ جاکر ہاتھ سے مینا نگار کے مارا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھاکر بادشاہ کو دعا دی نظم

ای بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد　　وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یار تت ولم یولد ہمہ جا دستگیر　　لم یکن یاری دہ و مونس لہٗ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شقیل جو یہان سے گیا کئی ہزار آدمی قتل کیے مگر مینا نگار نے اُسیر سحر کیا وہ پھر بہ ارادۂ فاسد آتا ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا شورش نے کہا وہ بھاگ آگیا ای عقیل اب چلکر اِسے قتل کر ڈالو کہ اسکا بلبلانا ٹھے یہان مینا نگار نے ہرکارے ساتھ کر دیے ہین اور کہدیا ہی کہ ہمکو خبر پہونچانا کہ شقیل پر کیا گذری اُسنے جاکر کیا کیا یہان شورش و عقیل اپنے مقام سے اُٹھے باہر آکر دیکھا شقیل مبہوت لشکر کو قتل کر رہا ہی لشکر مین صدائے فریاد بلند ہی کہ عقیل نے آکر للکارا کہ او بھیا ذرا اِدھر متوجہ ہو عقیل نے اپنی جانب متوجہ کیا شورش نے آکر گجرہ بھونکا ہاتھون سے گجرہ یا ساحری کہکے مار دیا پھر اسے آواز آئی ای شقیل اِدھر متوجہ ہو

شقیل نے دیکھا دہی مہ جبین دامنۂ صحرا مین کھڑی ہی بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

پر اثر ہی ترا حسن ای مہ کامل کیا — ہی سدا مثل کتان چاک مرا دل کیا
ہاے بے رحم ہی وہ حور شمائل کیا — لگے غیرون سے جلایا ہی مرا دل کیا
جبکہ مین یار سے کہتا ہون مرا دل دیدے — ہنس کے کہتا ہی ہمارا ہی ترا دل کیا
دیکھتا رہگیا منھ پاس سے کچھ بس نہ چلا — لے کے اٹھا ہی وہ پہلو سے مرا دل کیا
ذبح کر کے مجھے تم آہ چلے جاتے ہو — دیکھتے جاؤ تڑپتا ہی یہ بسمل کیا
اسکو جسوقت محبت مری یاد آئے گی — بعد مرنے کے مجھے روئیگا قاتل کیا
ہاے حسرت یہ رہی آکے کبھی وہ پوچھین — تیر مژگان سے ہوا دل ترا گھائل کیا
باغ مین فصل گل آتے ہی ہوا حشر بپا — باغبان چیختے ہین شور عنادل کیا
پھر نحیف کی ہی زیارت کا ارادہ سطوت — ہند مین رہکے تڑپتا ہی مرا دل کیا

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے شقیل نے کلیجہ تھام لیا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی ہمارے پاس نہ آؤ گے چلو باغ مین فصل گل کی بہار ہی بلبلونکی پکار ہی طائرونکی چہکار ہی بہار کے دامن کی بار ہی ہم تم وہان چلکر چین کرین یہ سنکر شقیل مودا شورش نے اُس نازنین کو اشارہ کیا کہ اپنے ساتھ اِسکو نہ لیجا یہین خاتمہ کرادے یہ سنکر اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ ای شقیل تلوار کھینچو شقیل نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلا اپنا کاٹ لو شقیل نے فوراً تلوار گلے پر رکھی ہاے جان جہان کہکر گلا اپنا کاٹ ڈالا لاشہ اُسکا تڑپا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام ہی شقیل مردار خوار بود ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے مینا نگار بارگاہ مین آکر بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ اب شقیل کی خیر نہین ہی شورش کو مین نے خوب سکھایا ہی ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی ای شہنشاہ ساحران جو آپ فرماتے ہین وہی ہوا مینا نگار نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارہ جنگی گرگرایا کہ ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مینا نگار نے حکم دیا آج طلایہ گشت ہم خود پھیرینگے یہان عقیل نے بادشاہ سے عرض کی حضور نے خبر سنی کہ مینا نگار طلایہ پر ہی غلام بھی

طلاے پر جائیگا ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر عقیل نے نہ قبول کیا اسباب سحر سے مسلح ہو کر
بر سر طلایہ آیا بازاروں کا انتظام کر کے کنارے پر ٹھہرا دو پہر رات گزر چکی تھی کہ سامنے سے
مینا نگار آیا عقیل کو دیکھکر جلگیا پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام ہمارے دشمن کا ساتھ دیا اب
طلاے پر آیا ہی میرے ہاتھ سے اب کہاں جائیگا مینا نگار و عقیل سے سحر چلنے لگے ادھر ملکہ
شورش پڑی ہوئی سو رہی تھی بن کہ کنیزوں نے جگا کر خبر دی کہ واری غضب ہوا عقیل و
مینا نگار سے مقابلہ پڑ گیا یقین ہو کہ عقیل سامنے مینا نگار کے حقیر ہو مینا نگار کل لشکر پر
سحر کر رہا ہی یہ سنکر شورش اٹھی جھولی اٹھا کر گلے میں ڈالی بیقرار ہو میں بیکارتی چلی نظم

بیکار غم فراق کا کھایا غضب کیا — دل اپنا اُس صنم سے لگایا غضب کیا
حد سے اٹھاے رنج بھی کھایا غضب کیا — اُس بیخبر سے دل کو لگایا غضب کیا
افسوس دشمنوں کی نگاہوں میں چڑھ گیا — محفل میں اُسنے پاس بٹھایا غضب کیا
تو نے عجیب عاشق صادق کی قدر کی — غیروں سے ملکے مجھکو جلایا غضب کیا
آئے ہمارے گھر میں وہ ہمراہ غیر کے — دُکھتا ہوا دل اور دُکھایا غضب کیا
کیا کیا فراق میں نہ مرا حال ہو گیا — وہ شوخ دیکھنے بھی نہ آیا غضب کیا
وہ قبر میری روند چکے اب کہے یہ کون — تُمنے دبے ہوے کو دبایا غضب کیا
سطوت نجف میں جاکے پھر آئے سو ہند میں — مسکن بہشت کو نہ بنایا غضب کیا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی اُس وقت پہونچی کہ مینا نگار نے خون اپنا کالا چلو میں لیکر پھینک مارا
عقیل کے بدن میں آبلے پڑ گئے ہر آبلے سے شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جلنے لگا یہ معاملہ جو
شورش نے دیکھا سر پیٹنے لگی کہتی تھی بڑا غضب ہوا عقیل اب نہ بچیگا مگر عقیل نے جب
دیکھا کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے نکلنے لگے گھبرا کر دوڑا سامنے مینا نگار کے آیا لیکن
مینا نگار نے کہا اے عقیل بس اب تمھارا پاس نہ کرونگا جلا کے مارونگا دوسرا چلو خون
کا پھینک مارا تمام جسم عقیل کا جلکر خاک ہوا للکارا کہ او گیسو بریدہ تیرا بھی یہی حال
کرونگا شورش نے کہا میں اپنی جان دینے پر خود آمادہ ہوں کہ اپنی جان دوں یا تجھکو
قتل کروں مینا نگار نے کہا او گیسو بریدہ اب میں تجھکو زندہ نہ جانے دونگا ہرکاروں نے

یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ ای شہریار غضب ہوا عقیل مارا گیا شورش سے سامنا ہی بادشاہ
بیقرار ہوکر دوڑے مگر زبان پر یہ اشعار ہین نظم

جدائی مین بھی وصلت کا مزا مجنونکو حاصل تھا
خیال یاد لیلی تھا دل مشتاق محمل تھا

خوشی تھی وصل کی شب مجکو لطف عید حاصل تھا
نہ تو بنکے دست یار گردن مین حمائل تھا

نگہ کی تیغ کیون دیہر لگا کے ہمکو تڑپایا
تمہین کیا دیکھنا منظور دم بھر رقص بسمل تھا

چلا تھا وہ ستمگر قتل کرنے جب رقیبون کو
عجب حسرت سے مڑکر دیکھتا مین سوی قاتل تھا

سوال وصل اگر کرتا بھی تو آتی نہ شرم انکو
اکیلے آج وہ تھے ایک مین تھا اک مرا دل تھا

تڑپنے نے عجب احسان کیا جو چھوٹ کر آیا
مثال شمع خاموش آج ہر اک اہل محفل تھا

سواری دھوپ مین نکلی تھی جب اُس شکل لیلی کی
مثال ابر آہونکا دھوان بالای محمل تھا

ہر ہر بار کیا مین نذر دیتا شرم آتی تھی
تری تیغ نگہ سے دل مرا ای یار گھائل تھا

نہ شیشے مین اُتارا اُس پری کو کیون ہوا عاجز
فن تسخیر مین میرا دل شیدا انوکامل تھا

کسی پہلو نہ سطوت کو قرار آیا شب فرقت
تڑپتا بستر رنج والم پر مثل بسمل تھا

مگر بادشاہ اُسوقت پہونچے کہ مینانگار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو کئی ہزار آدمی جلکر خاک ہوے
اہل لشکر بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہے ہین پکارتے ہین کہ ای بے نیاز و ای کارساز
اِس مشکل کو آسان کر نظم

نہ عزت در جہان ماند نہ ذلت
نہ این کثرت بود باقی نہ قلت

بہ دنیا از مددگاران دنیا
مدار ای یار امید عنایت

بہ وقت رحلت از دنیای فانی
نگردد حاصلت غیر از ندامت

بہ بالاخانۂ دولت مکن ناز
کہ گردد غارت آخر این عمارت

چو مہلت بگذرد از تو بگیرند
کہ ہست این جان بجسم تو امانت

نہ عسر و یسر دنیا برقرار است
بیک حالت نہ رنج است و نہ راحت

ہر طرف ہنگامہ ہی یہان شورش نے جو دیکھا کہ بادشاہ سے مقابلہ ہوا چاہتا ہی ایسا نہو
بادشاہ کا قلب اُلٹ جاے تو باعث خرابی ہو آگے بڑھکے للکارا کہ او دشمن خدا کہان آتا ہے

اُنکے مقابلے مین کسی پہلوان کو بھیج تو جرأت کا حال اُنکی کھلے یون کیا امتحان کرتا ہو تیرے سحر سے مین مہلت دونگی یہ کہکے شورش نے موتیونکا ہار گلے سے اُتار اکچھ اسم سحر پڑھا مینا نگار نے دیکھا کہ اگر یہ ہار چلگیا تو باعث خرابی ہوگا فورًا جھولی پر ہاتھ ڈالا شورش نے جیسے ہی ہار پھینکا اُسنے پتلی نکالکر پھینکی صحرا مین جاکر ہار پھٹا ایک مہ جبین دریا مین پھولونکے غوطہ مارتے ہوے ہنستی ہوئی سامنے آئی چاہتی ہی مینا نگار کے سامنے جاؤن کہ درۂ کوہ سے ایک جوان پیدا ہوا دریا سے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل سپر و شمشیر لگاے ہوے سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل ذرا ادھر متوجہ ہو ہم تمھارے مشتاق ہین اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال ہو جیسے ہی اُس نازنین کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی کہ ای خورشید صورت ماہ سطوت بلند بالا مین خود تیری مشتاق ہون اُس جوان نے ہاتھ بڑھا دیا اُس مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا جوان ہاتھ پکڑے ہوے اُس جبین کا درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا مینا نگار نے پکارا کہ او شوخ دیدہ اور سحر کرنیکے جو سحر تجھکو تعلیم کیا ہو اُسکا توڑ بھی ہمارے پاس موجود ہی اب اور سحر کر تیرا کمال دیکھون شورش نے دیکھا کہ سحر اُسکا مٹا دیا اور بادشاہ پر آگ برسائی بادشاہ کے ہاتھ مین انگشتر جمشیدی عقیل کی دی ہوئی موجود ہی بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ مین میرے جانور ہی ہاتھ کو جو بلند کیا انگوٹھی بشکل طائر بنکر ہاتھ سے نکل گئی مگر شورش نے جو دیکھا کہ انگشتر جاتی ہو جھپٹ کر ایک پنجہ سحر پھینکا پنجے نے جاکر انگشتر کو تھاما مگر پنجہ جلگیا کئی پنجے سحر سے شورش نے پھینکے مگر جس پنجے نے انگشتر کو تھاما وہ جلکر گرا جب کئی پنجے جلے تب شورش ناچار ہوئی انگشتر اُڑ کر نکلگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طائر خُرد جاتا ہی دم بھر مین نظرون سے مخفی ہوئی شورش نے اشارہ کیا پکار کر آواز دی او عشرت خیز کہان جائیگا آج شب کو کھانا یہان کھانا تیرا بھوک تجھکو ملیگا مگر مینا نگار کو لینا کہ ایک پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا مینا نگار نے جو اُسکو آتے ہوے دیکھا طرف صحرا منھ کرکے دستک دی ایک شیر صحرائی پیدا ہوا اُس شیر نے آکر اُس جوان کو چیر پھاڑ ڈالا اور پھر صحرا مین جاکر غائب ہوا

شورش نے کیسے مگر مینا نگار نے بہ آسانی شتابی پھر خنجر کمر سے نکالا ران کو چاک کیا اور خون
چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام کے پھینک مارا کچھ قطرے بادشاہ پر گرے کچھ قطرے شورش
پر اور ایک دھوان اُٹھا اُسنے لشکر کو گھیر لیا بادشاہ بیہوش ہوکر گرے شورش کھڑی ہی
مگر اپنے ہوش مین نہین آہ آہ کر رہی ہو اہل لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہم دھوئین مین گھرے
ہوے ہین بادشاہ پا بہ گل مرکب رانون سے نکلگیا اس حیرانی مین بادشاہ کھڑے ہوے
ہین ہاتھ پانؤن کو جنبش نہین شورش کی زبان بند ہوگئی اپنی زندگی سے بیزار مجبور و
ناچار حیران ہوکہ کیا کرون کوئی سحر یاد نہین آتا مگر مینا نگار نے گرد لشکر حصار دود کرکے
گویا قلعۂ دُخان بنادیا یہ رنگ کرکے پلٹا کہتا ہوا کہ آج کے تیسرے روز یہ لوگ سب
ہلاک ہوجائینگے یا یہ لوگ خاک ہوکر بہجائین گے یا بالکل پانی ہوکر بہ جائینگے دیکھیے کیونکر
نجات ہو اِن لوگونکا تو یہ حال ہو مینا نگار نے پلٹ کر اہل لشکر سے بہ فخر کہا کہ یارو تمنے
دیکھا کہ مین نے کیا کیا سارے لشکر کا خاتمہ کردیا اب اِن کو کون بچائیگا یہ کہتا ہوا مینا نگار
طرف باغ لالہ زار کے چلا باغ مین آکر بیٹھا مصاحب وغیرہ سب حاضر ہین کچھ کنیزین نہایت
تکلف سے موجود ہین جلسہ آراستہ کیا ہو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع
ہین یہ اشعار عاشقانہ ایک مہ جبین بیٹھی ہوئی بصد ناز و انداز بتا بتا کر گارہی ہو نظم

کہون کیا ہمدمو ہو عشق اِک لیلی شمائل کا ۔ عجب ہو اندنون کچھ حال اپنی وحشت دل کا
جو اُس بحر کرم کی یاد مین روتا ہون دریا پر ۔ پتہ ملتا نہین اشکونکے ملجانیسے ساحل کا
یقین ہو عمر بھر اُسکو کسی پہلو نہ چین آئے ۔ تڑپنا دیکھ لے آکر اگر کوئی مرے دل کا
وہ میکش ہون رہیگی روح بھی خوش بعد مرنیکے ۔ مرا ساقی اگر بنوائیگا ساغر مری گل کا
وہ دلبر آکے پہلو مین مرے بیٹھے یہ حسرت ہو ۔ خداوندا کسی دن تو بر آئے مدعا دل کا
ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکر ۔ ہو اتمکو مبارک اے صنم لینا مرے دل کا
کبھی آیا نہ وہ عیسیٰ لحد پر فاتحہ پڑھنے ۔ ستم ہو بعد مرنے بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا
کیا تھا امتحان روز ازل جب تیر مژگان کا ۔ بنایا اُس کمان ابرو نے تھا تو دہ مرے دل کا
تڑپ کر دیکھنا اِکدن نکلجائیگا سینے سے ۔ بہت مشکل ہو اُلفت مین عزیز و تھامنا دل کا

ہمیشہ سر بکف رہتے ہین بہ شوق شہادت ہو
کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ
غضب ہو جائے بجلی گر پڑے صیاد کے اوپر
جنون بہ نجد مین کتنا تھا اُلفت اِسکو کہتے ہین
بلا ہو زلف اُسکی چشم آفت ہو زمانے مین
بہار آئی ہو پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہو
ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے اے سطوت

پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا
خوشی سے ہو شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا
فلک پر پھر اثر نالہ اگر پہونچے عنا دل کا
دل مجنون نہین نقشہ ہو یہ لیلی کی محمل کا
اِنھین دونون نے ملکے خوب لوٹا قافلہ دل کا
بہت ہو بیطرح پھر رنگ وحشت مین مرے دل کا
الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

ہر چند کہ وہ نازنین بڑے لطف سے گا رہی ہو مگر مینانگار پریشان بیٹھا ہو دم بدم زانو بدلتا ہو جیسے کوئی کسی پہ عاشق ہوتا ہو اکثر کنیزون نے عرض کی کہ اے شہریار آپ کیون پریشان ہین آج آپ کا عجیب حال دیکھ رہے ہین کیا کسیکا اشتیاق ہو مینانگار نے جواب دیا کہ صاحبو تم لوگ کیا جانو جو میرے دل پر گذر رہی ہو تم لوگ میرے دل کے حال سے کیا واقف ہو اِس باغ مین کیون آکر بیٹھا ہون ہر چند باغ مین آنے سے دل شگفتہ ہوتا ہو مگر مین ملول و حزین ہو رہا ہون دل مثل غنچۂ ناشگفتہ بند ہو رہا ہو جب کنیزون نے بہت کہا کہ حضور ہم لوگ امیدوار ہین کہ اگر ہمپر حال کھلے تو ہم اُسکی فکر کرین مالک اگر انتشار مین ہو تو ملازمون کو مناسب ہو کہ شگفتگی مالک کی تدبیر کرین اسیوجہ سے دمبدم پوچھتے ہین اور حضور کو ہم بہت منتشر پاتے ہین مینانگار نے کہا صاحبو ملکہ لالہ زار صندلی پوش کہ مدت سے اُسکا خواہان ہون یہ باغ اُسیکے نام کا بنوایا کہ وہ آئے اور اِس باغ مین صحبت آرا ہو آج آنیکا وعدہ کیا ہو ایک ایک دم مجھپر زیر دم شمشیر گذر رہا ہو ایک کنیز نے عرض کی والدی مین جو اکثر تحفہ جات لیکر گئی قصر یاقوت نگار مین اُنکو پایا اگر حکم ہو تو جاؤن جاکر آپ کی بیقراری اُنسے بیان کرون مینانگار نے کہا اے گلگونہ وہ نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہو ایسا نہ ہو اِس بات پر رنجیدہ ہو کہ کنیز کو کیون بھیجا لہٰذا نہایت ادب سے جاؤ یہ نہ کہنا کہ آپ کو بلایا ہو صرف اِتنا کہنا کہ آپ کا مزاج پوچھا ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ ہون گلگونہ یہ پیغام لیکر چلی قصر یاقوت نگار مین آئی ملکہ لالہ زار صندلی پوش مسند پر بیٹھی

ہوئی ہو گلگونہ نے آکر سلام کیا عرض کی حضور مینا نگار نے مزاج اقدس پوچھا ہو اور یہ
فرمایا ہو کہ آج سرفراز نہ فرمائیے گا لالہ زار نے جھلاکر جواب دیا کہ مین کیا اُنکی نوکر ہون
کسی کسبی کو بلائین مجھے اگر فرصت ہوگی تو آؤنگی کنیز نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مین نے اپنی
طرف سے عرض کیا اُنھون نے صرف مزاج پوچھا ہو بلایا نہین ایسا نہ ہو حضور اُنکے
سامنے ذکر کر دین تو مجھپر آزردہ ہونگے اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت تشریف
لیچلیے بہت بیقرار ہو رہے ہین لالہ زار نے کہا تم چلو مین آتی ہون اپنے امورات
ضروری سے فرصت کرکے براے چند ساعت آؤنگی مگر سمجھا دینا کہ مجھکو زیادہ روکین نہین
سالہا سال گذرے کہ وہ اشتیاق اپنا ظاہر کرتے ہین اور مین اپنے کو کھینچتی ہون آج یہ
نئی بات ہوئی کہ کنیز کو بھیجا ہو خیر مین آکے سمجھ لونگی گلگونہ تو روانہ ہوئی لالہ زار نے
کنیزون سے اشارہ کیا کہ صندوقچے جواہرات کے لاؤ کنیزون نے فوراً حکم کی ملکہ کے
تعمیل کی ملکہ نے زیور پہنا جوڑا بھاری پہنکر کنیزون سے کہا کہ ہماری جھولی سحر کی بھی
لیتی آؤ زربفت کی جھولی کنیز نے لاکر دی اُسمین اسباب سحر رکھا تخت پر سوار ہوئی
طرف مینا نگار جادو کے چلی یہان مینا نگار جادو کو گلگونہ نے آکے پیغام دیا کہ حضور
مجھسے اُنھون نے وعدہ کیا ہو تشریف لایا چاہتی ہین مینا نگار مثل گل شگفتہ ہو گیا اور
دمبدم کہہ رہا ہو کہ تیاری کرو صاحبو خبردار ملکہ کے سامنے کوئی کلمہ خلاف نہ نکلنے پائے
آج برسون کے بعد وعدہ کیا ہو اگر تشریف لائین تو بڑا احسان ہو مینا نگار اشتیاق
مین بیٹھا زانو بدل رہا ہو کنیزون سے دمبدم تاکید کرتا ہو کہ محفل کو خوب آراستہ کرو
کوئی امر ملکہ کے خلاف نہ ہو آج اُس محبوب کا وعدہ ہو کہ جسکے لیے سالہا سال سے مین
تڑپ رہا ہون وہ معشوق خوبرو خوشخو کمان ابرو خال ہندو چشم جادو ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا
آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا صدہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین رعد کی گرج
برق کی چمک مینا نگار اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہو جاکر ابر سے لپٹ جاؤن کنیزون سے
کہتا ہو ادب سے رہو صف باندھکر کھڑی ہو ملکۂ عالم آگئین آج میرے طالع نے
رسائی کی کہ ابر سر باغ آکر پھٹا ایک معشوق پریچہرہ نازک اندام گلفام ابر سے پیدا ہوئی

مینا نگار نے بلند ہو کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ صاحب آج
ہمارے باغ مین کیون آ کر بیٹھے آج کیا باعث ہوا مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا غلام
بڑے کام مین مصروف تھا اپنے قلعے کو خالی کر دیا مین نے کہا چلکر باغ مین ملکہ کے بیٹھون
کہ راحت ملے جسوقت سے یہان آیا آپ کے اشتیاق مین تھا لالہ زار نے تیور پر بل
ڈالکر کہا صاحب مین یہ باتین کیا جانون آپ اپنے کار ضروری کو آئے آج کیا کام کیا جو
تمہارا چہرہ اترا ہوا ہی مینا نگار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو خدا سلامت رکھے کہ آپ ہماری
پریشانی کو دیکھتی ہین اور کون دیکھنے والا ہی بی شورش نے بڑا احسان کیا کہ بادشاہ پر
عاشق ہو کر نکل گئین مگر مین نے انکو بھی پھنسایا ہی کیا اب زندہ چھوڑونگا آپ کو خبر ہوگی
کہ بی شورش قتل ہوگئین نہین دن خداوند آرام سے گذرا لن دین آجتک مین نے یہی
سنا ہی کہ جب مسلمانون پر کوئی وقت پڑتا ہی تو انکا خدا اے نادیدہ انکی مدد کرتا ہی مین نے
ایسے سحر مین پھنسایا ہی کہ تا قید حیات رہا نہ ہون لالہ زار نے دوبارہ کہا کہ صاحب یہ تو
پہیلیان میری سمجھ مین نہین آتین صاف صاف بیان کرو مینا نگار نے کہا اے ملکہ عالم
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد میری سرحد مین آ کر اترے مین نے اسی وقت تعرض کیا
کہ میری سرحد سے اٹھ جاؤ اور شورش کو بھیجا کہ جا کر ان سب کو تباہ کر دو وہ جا کے
جمال بادشاہ دیکھکر عاشق ہوگئین مین نے بڑی بڑی کد کی ساربان زادہ عیار آیا آکر
بشکل عقیل روشن رائے عقیل کو لیگیا بی شورش کو چھڑایا مین نے تو یہ چاہا تھا
کہ سارے کوڑون کے مارے ڈالون مگر ساربان زادے نے ایسا مکر کیا کہ کچھ نہ بن پڑا آخر
مین یہ ہوا کہ عقیل اور شورش جا کر ظاہر مین شریک ہوئے مجھسے مقابلہ کرنے لگے
مین جا پڑا عقیل کو تو جلا دیا شورش کو مع بادشاہ قید کیا اسی مین مجھکو تکلیف پہونچی
آپ جانتی ہین کہ جب ساحر سحر کرتا ہی تو خون اسکا گھٹتا ہی مین نے عمدا ان کو کاٹ کر
سحر کیا اور سب کو پھنسایا اسی انتشار مین یہان آ بیٹھا صاف صاف یہ معرکہ گذرا اگر
آپ کے آنے کی مجھکو بڑی خوشی تھی لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ مین اگر ایسا جانتی
تو کبھی نہ آتی تم بڑے جلاد ہو بیٹی کا یہ حال کیا اور کچھ افسوس نہ آیا مینا نگار نے کہا

اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے اشتیاق مین سب کچھ بھولا اور وہ لوگ اسی قابل
تھے جو اُنکے ساتھ کیا مجھسے مقابلہ کیا مجھکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو شورش غالب آجائے تب
مین نے سحر کیا آخر مین اُنکو گرفتار کیا لالہ زار نے سُنا اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو صاحب
مین تو جاتی ہون ابتو تمھارا وعدہ پورا ہوا مین بھی جا کر اُن گنہگارون کو دیکھون کہ کس
حال مین ہین بینا نگار بولا اے ملکۂ عالم برائے خداوند لقراط ثانی تم اُس مقام پر نہ جاؤ اُن
لوگون کا حال زار نہ دیکھو لالہ زار نے کہا مین سرسری جاؤنگی اُنکو بھی دیکھتی چلی جاؤنگی
مین تو دیکھون کیونکر بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین بینا نگار نے کہا آپ کو اختیار ہے
اور دو چار گھڑی ٹھہریے تو میرے دلکو تسکین ہو آپ کے آنے سے روح کو راحت
دل کو فرحت حاصل ہوئی لالہ زار نے کہا اب میرے ٹھہرنے کا موقع نہین ہے مین
رخصت ہوتی ہون اول طرف صحرا بینا نگار کے جاؤنگی پھر مکان پر امورات
ضروری سے فرصت کر کے کاروبار دنیا مین مصروف ہونگی کیون بینا نگار اپنے سحر کو
تم کیا جانتے ہو ہم مین تم مین کیا فرق ہے بینا نگار نے کہا آپ منظور نظر خداوند ہین
میری کیا حقیقت ہے مین کیا اور میرا سحر کیا جسوقت ارادہ کیجیے مثل نقش قدم مٹا دیجیے غرض
لالہ زار رخصت ہوئی مگر حال بادشاہ لشکر بیقرار و مضطر ہے تاسف آتا ہے جی مین کہتی ہے
اِس بینا نے سخت سحر کیا ہوگا مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہونگے یہ سوچتی ہوئی طرف
صحرا بینا نگار کے چلی جب صحرا مین پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اُٹھا کر دیکھا کہ
اہل لشکر بیتاب و بیقرار ہین دھوان آنکھون مین لگ رہا ہے پکار رہے ہین کہ اے
خالق بے نیاز و اے رب کارساز و اے چارہ گر عالم رحم اپنا شریک کر اِس آفت سے
نجات دے کس بلا مین پھنسے ہین کہ رہائی نہین پاتے ایک رات اور ایک دن
کس مشکل مین گذرا ہے دن روز قیامت تھا شب شب آفت لالہ زار سب کو دیکھ
رہی ہے ایک مقام پر جو نگاہ پڑی ملکہ شورش کو دیکھا ایک نخل سے لگی ہوئی کھڑی
ہے مگر بیہوش و مدہوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا ہوا چلنے سے معذور عقل سے دور
زبان پر یہ اشعار جاری ہین نظم

دیتا نہین جو بات کا وہ مہ لقا جواب
بھڑکا نے سے رقیب کے ایسا ہی وہ خفا
اُنسے سوال وصل جو کرتا ہون جا کے مین
ابرو کا بوسہ مانگنے پر یہ خفا ہوے
خط مین نے سیکڑون ہی روانہ کیے اُسے
پیغام وصل سُنکے عجب گھات مجھسے کی
افسوس اُنکے ناز اب اُٹھینگے کسطرح
تقریر کرتے کرتے زبان اُسکی کھل گئی
اُنکے مریض ہجر کو کیا ہو امید زیست
کسطرح چاند سے اُسے تشبیہ دون بھلا
ڈرتا ہون ہوگی پرسش اعمال حشر مین

کیونکر جواب دے دہن اُسکا ہو لاجواب
دیتا نہین غضب ہی کسی بات کا جواب
کہتے ہین مجھکو دے چکے ہم بارہا جواب
مجھکو زبان تیغ سے خنجر نے دیا جواب
ابتک نہ یار نے کسی خط کا لکھا جواب
بُت بنگیا نہ مدتون اُسنے دیا جواب
مجھکو تو ہائے تاب و توان نے دیا جواب
دینے لگا مجھے وہ بُت مہ لقا جواب
دیجاتی ہی طبیب سے پہلے شفا جواب
ای یار ہی ترا رُخ پر نور لاجواب
سطوت خدا کے سامنے دونگا مین کیا جواب

زار زار روتی ہی ٹھنڈھی سانس بھر کے کہتی ہی ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ تجھے امید نہ تھی کہ یون گرفتار دام مصیبت ہونگے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری یہ حال شورش کا دیکھکر قلب تھرایا جی مین کہتی ہی کہ ای لالہ زار اسیر کیا گذرتی ہوگی حقیقت مین ایسی معشوق محبوب وہ اِس بلا مین مبتلا ہی خدا اسے نادیدہ اسیر اپنا رحم کرے خداوند بقراط کو تو یہ لوگ بُرا کہتے ہین اِسی وجہ سے یہ حال ہوا یہ باتین دلسے کرتی ہوئی نگاہ کو آگے بڑھایا دیکھا ایک بادشاہ جلیل تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی دربر موتیون کے مالے گلے مین عین شباب عارض رشک آفتاب و مہتاب سطوت و صولت مین لاجواب سپر لپشت سے گری پڑی ہوئی ہی تلوار قبضے سے نکلگئی ہی بے حس و حرکت کھڑے ہین مگر خاموش مثل بید کانپ رہے ہین لالہ زار نے یہ جو حال بادشاہ جمجاہ کا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتی ہی ای لالہ زار یہ نابکار بڑا ظالم ہی خوب خداوند نے مجھے اُس سے بچایا جسدن پکڑتا تو میرا ابھی یہی حال کرتا گو مین اُس سے سحر مین کم نہین ہون مگر یہ فرق کیا کم ہی کہ وہ مرد اور مین عورت ای لالہ زار

جو کچھ ہو سو ہو ان قیدیان مصیبت کو رہا کرو اگر بگڑے گا تو کیا کر لیگا جب اُس سے بگڑی تو بگڑی سمجھا جائیگا اُسکا ملنا مجھکو کیا گوارا ہی زبردستی گلے پڑتا ہی جواب صاف و بدونگی ساتھ قدرت کے اگر معاملہ پڑیگا تو صاف کہدونگی کہ مین تو اِس سے کہکر آئی تھی کہ مین انکو دیکھنے جاتی ہون اُسنے بے ترکیب رنج کیا مجھکو بہت ملال ہوا ایسا ظلم کون کریگا کہ بیٹی کو بلامین پھنسایا ہی اور آپ چین سے بیٹھا ہی میرے وصل کی فکر کر رہا ہی اِس کو سزا دینا چاہیے یہ سوچکر پہاڑ سے اُتری ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی جسطرف سے گذری دُھوان موقوف ہوا اہل لشکر کو ہوش آنے لگے ٹہلتی ہوئی قریب شورش کے پہونچی کہا کیون ای حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق کیا گذر رہی ہی ہم بھی تو تیرا حال سنین مثل تیرے ہم بھی گرفتار دام گیسو ہوے کہ اِس دام سے نکلنا دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جی چاہتا ہی کہ شہریار کے پاس بیٹھین حال دل اپنا بیان کرین چونکہ خوف ہی کہ اِس جمال کو وہ خلاف نہ سمجھین یہ نہ دھن مین آجاے کہ یہ ساحرہ ہی اِسکی صورت کا کیا اعتبار لہذا تمکو معین و مددگار اپنا گردانتے ہین کہ اُسوقت مددگاری کرنا یہ نہ سوچنا کہ ہماری ہمچشم ہین یہ سُنکر شورش نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای نازنین مہ جبین میرا حال پر ملال کیا پوچھتی ہی یہ نوبت گذر رہی ہی

نظم

غیر کے آگے جو مین اُسکو بلا کر رہگیا
شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا

ہم یہ سمجھے تھے قفس سے آج کر دیگا رہا
پر چمن صیاد بلبل کو دکھا کر رہگیا

واہ ری قسمت سوال وصل جب مین نے کیا
شرم سے اقرار اُسکے لب تک آکر رہگیا

ہاتھ مین جب یار کے شمشیر عریان دیکھ لی
جس جگہ تھا مین وہین گردن جھکا کر رہگیا

جب اشارہ وصل کا مین نے کیا اُس شوخ سے
شرم سے گردن جُھکالی مسکرا کر رہگیا

آج شاید بے گناہی میری ثابت ہو گئی
وہ ستمگر قتل کا بیڑا اُٹھا کر رہگیا

کوچۂ دلدار کی جانب چلا جب مین نحیف
ناتوانی کے سبب اِک گام اُٹھا کر رہگیا

شرم آئی پیش منعم جب گیا بہر سوال
کچھ نہ بولا مُنھ سے ہاتھ اپنا بڑھا کر رہگیا

کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار
ہاے سطوت بندہ بیچارہ آکر رہگیا

شورش نے جو یہ اشعار پڑھے لالہ زار چوٹ کھائے ہوئے تھی بیتاب ہوکر سحر کرنے لگی
تھوڑے عرصے مین بوے خوش آئی شورش کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا سحر وغیرہ
یاد آیا ساتھ لالہ زار کے قریب بادشاہ آئین دونون نے ملکر سحر کیا بادشاہ نے دیکھا کہ
سحر سے لالہ زار کے تمام درخت سرسبز وشاداب ہوئے ہزارہا طائر اُڑتے ہوئے
آئے درختون پر آکر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی صدا سے بادشاہ کا چہرہ سرخ ہوا
جھومنے لگے نگاہ جو جمال جہان آرائے لالہ زار پر پڑی دیکھا ایک محبوب خوشرو
خوشخو خال ہندو چشم جادو زلف عنبرین چہرے پر بل کھا رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ ناگنیان لہرا رہی ہین یا چشمۂ خورشید کے قریب مار ان سیاہ پیچ وتاب مین ہین قد
موزون چہرہ گلگون عارض رشک قمر معشوق بیمبر بادشاہ نے بخوبی جمال بیمثال ملکہ
دیکھکر ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار فرمانے لگے ای محبوب مطلوب تیرا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی تونے صبر وطاقت چھین لیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی یہ نہ خیال کیا کہ ہمپر کوئی
شخص مرتا ہی ایسا نہ ہو کہ اُس غریب کی جان پر بنے لالہ زار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
ای شہریار مین تابعدار ہون آپ کی سطوت وصولت پر نثار ہون اب ملازم بھی آئے
آکر حاضر ہوئے کہتے تھے ای شہریار ان ملکہ نے بڑا احسان کیا جب یہ ہم لوگون کے
قریب آئین تو دھوان غائب ہوگیا ہوش ہمارے درست ہوئے چالاک وچست
ہوئے آپ سے بات کرنے کے لائق ہوگئے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرتے جان نہ بچتی۔
شکر بادشاہ نے شکر یہ ادا کرتے ہوئے ہاتھ لالہ زار کا تھام لیا مگر متردد ہوکر طرف ملکہ
شورش کے دیکھا فرمایا ای شورش یہ تو صاف صاف بتاؤ کہ یہ جمال اصلی ہی یا نمونۂ
سحر ہی کیونکہ مجھکو شک ہوتا ہی شورش نے عرض کی ای شہریار اِنکے حسن کی تمام طلسم
مین دھوم ہی بڑے بڑے شاہان جہان اِنکی نسبت کا پیغام دیتے ہین خود قدرت نے
ایک دن فرمایا کہ ای لالہ زار ہماری صحبت مین رہا کرو ہم تمکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے
وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ تمام شاہان طلسم رشک کرین لیکن اِنھون نے قبول نہین کیا
اُسدن سے خدمت قدرت مین جانا موقوف کردیا اِنکا یہ جمال اصلی ہی حضور کچھ گمان

نگرین بادشاہ یہ سُنکر مثل گل شگفتہ ہوے بڑے اعزاز و اکرام سے لالہ زار کو لیکر بارگاہ مین آئے خود مسند پر آکر بیٹھے دونون معشوقین پہلو مین جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوی ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ خوش آواز با کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ای شہ حُسن اگر بوسۂ رُخ مل جاتا
کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا

ایک بوسہ گل عارض کا اگر ملجاتا
ای صنم دل مرا غنچے کی طرح کھل جاتا

قیس کہتا تھا جو لیلی کا پتہ مل جاتا
خاک اُڑاتا ہوا مین بھی پس محمل جاتا

زندہ ہو جاتا ابھی غنچۂ دل کھل جاتا
جان آجاتی مسیحا جو ابھی مل جاتا

ای جنون توڑ کے اِسواسطے پھینکا مین نے
طوق بھاری تھا گلا اِس سے مرا چھلجاتا

بھیجتا اُسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ
چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا

عشق شیرین مین بتا تو نے مزہ کیا پایا
پوچھتے ہم بھی جو فرہاد کہین مل جاتا

آئے تھے کو کو لگا کے ترے در پہ ساقی
کیا دعا دیتے تجھے جام جو اک ملجاتا

پہلوے غیر مین کیون بیٹھنے کو جاتی تھے
کیا مرے دل کے دکھانے سے تمھین ملجاتا

لاکھ ڈھونڈھا مگر اُس بُت کا پتہ بھی نہ ملا
جستجو ایسی جو کرتے تو خدا مل جاتا

اپنے دیوانے پہ اتنا اُسے کچھ رحم ضرور
کان تک اُسکے اگر شور سلاسل جاتا

آپ دیتے جو اگر غنچۂ لب کا بوسہ
ای صنم کیا ہی مرے دل کا کنول کھلجاتا

باغبان ہنستے پہ اِسکے ہی تعجب مجھکو
گوش گل تک نہین کیا شور عنادل جاتا

چاندنی رات مین کرتا جو وہ محبوب بناؤ
آئنہ سامنے تنکر مہ کامل جاتا

شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت
گر لطافت سا نہ اُستاد مجھے مل جاتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی یہان تو یہ کیفیت ہی مگر مینا نگار جو باغ لالہ زار سے اُٹھا رفیقون سے کہا اب تم لوگ تو قلعۂ مینا نگار مین چلو آج طبیعت کو فرحت ہی خدمت خداوندی مین بھی ہو آؤن دیکھون قدرت کس رنگ مین ہین اور یہ بھی بیان کرون کہ مین نے

بیٹی کا پاس نہ کیا وزیر کو جلا کر مارا بیٹی کو قید کر آیا ہون بارہ چودہ ہزار مسلمان مبتلاے آفت
ہین وہ وہین تباہ ہو جائینگے امیدوار ہون کہ سواے طلسم کشا کے اور کسی مسلمان
کو بتائیے اُسکو جا کر تباہ کرون مین نے سُنا ہی کہ صاحبقران خود بھی آتے ہین مین جا کر
اُنکو بھی لوٹ لون وہ سحر کرون کہ سر نگر آ کر مرین جب افسر کو مار لیا تو پھر کتنی بڑی بات ہی سب
اُسکے مطیع و منقاد و جان دینگے یہ کہکے طرف قصر ہشت پہل کے چلا یہان لقراط بارگاہ مین
بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین صداے عیش و نشاط بلند ہی افسران فوج
حاضر ہین خبر طلسم کشا پوچھ رہا ہی ایک ایک سے کہتا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو دھوکا دو اگر وہ
گرفتار ہو کر میرے سامنے آجاے تو اُسی وقت قتل کرون تحفہ جات چھین لون کیا مجال
ہی کہ میرے سامنے زبان ہلا سکے یہ ذکر تھا کہ مینا نگار آ کر پہونچا لقراط ثانی کو سجدہ کیا
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام کو مبتلاے بلا کیا کل سب کا خاتمہ ہوگا
یہ سُنکر لقراط بہت خوش ہوا کہا اے مینا نگار تُنے بڑا کارہ نمایان کیا آجتک مسلمانون نے
جا بجا سے خروج کیا ہر مقام پر در بند فتح کیے اکثر مقامات پر گرفتار بھی ہوے لیکن قتل
نہ ہوے اِنکا معین آسمان سے آجاتا ہی اے مینا نگار جا کر سحر کو زور دو قتل کر ڈالو تمہارے
نام یہ نیک نامی لکھی تھی کہ قتل بادشاہ اسلام تمہارے ہاتھ سے ہوا مینا نگار نے عرض
کی یا خداوند غلام نے بیٹی کا بھی پاس نہ کیا عقیل ایسے وزیر کو جلا دیا لقراط نے کہا قدرت
کے سامنے کہتا ہی کہ عقیل کو مٹا دیا عقیل میرے پاس قید ہی جسوقت رہائی پائیگا زمین
ہلا دیگا اِن باتون پر مینا نگار خوش ہو رہا ہی کہتا ہی یا خداوند آپ کو سب باتین معلوم
ہو جاتی ہین لقراط ثانی خوش ہو گیا کہا اے مینا نگار قدرت کے کارخانے قدرت ہی
پر موقوف ہین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر سامنے سے آیا مگر آنکھون سے آنسو بہتے ہوے
سامنے آ کر گر پڑا ایک ساحر کی شکل بنگیا کہا یا خداوند عجب معرکہ درپیش ہوا بادشاہ نے
رہائی پائی شورش بھی چھوٹی سارا لشکر مصروف عیش و نشاط ہی لقراط نے جھلا کر
کہا آخر سبب کیا ہوا ساحر نے عرض کی غلام آپ کا بیٹھا دیکھ رہا تھا بر سر کوہ لاجورد مین نے
مسکن بتایا ہی یکایک دیکھا کہ بی لالہ زار تشریف لائین بیٹے سب کا حال دیکھا آخرین

سحر کرنے لگین سب کو رہا کیا اب بادشاہ کے ساتھ بارگاہ مین جا کر بیٹھی ہین تاریخ گا ابھی
ہو رہا ہی بادشاہ پر عاشق ہوئی ہین یہ سُنکر لقراط نے سر پیٹ لیا کہا ای مینا نگار تونے
اپنے سحر کا انجام دیکھا تو نے غضب کیا کہ باغ لالہ زار مین جا کر اوصاف بادشاہ بیان کیے
اُسنے جا کر اُنسے دل لگایا آخر رہا کیا اب کیا ارادہ ہی مینا نگار نے کہا ہر چند کہ قدرت جانتے
ہین اور مدت سے آگاہ ہین کہ لالہ زار پر میری جان جاتی ہی مگر مشکین باندھکر لاؤن گا
سر بارگاہ سزا دونگا کیا عشق و محبت صرف کرونگا یہ حال سُنکر میری محبت مٹگئی کہ وہ مکارہ
شوخدیدہ بادشاہ پر عاشق ہوئی میرا سحر اُتارا اب مین اُسے زندہ نہ چھوڑونگا اسطرحسے
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے دیکھیے
مین ابھی جا کر لاتا ہون لقراط نے کہا ای مینا نگار لالہ زار بلاے روزگار ہی ذرا سمجھ کے
جانا مین نے لالہ زار کو چند سحر ایسے بتا دیے ہین کہ وہ خالی نہین جاتے لہذا خوب تم
سمجھ لینا جاتے ہی اپنا وار کرنا ایسا نہ ہو اُسے دیکھکر محبت آجائے اور تم میرے قتل
کے درپے ہو کر آؤ مینا نگار بل کر کے اُٹھا طرف لشکر بادشاہ کے چلا لقراط نے کہا کہ
فوج اپنے ساتھ لیلو وقت پر کام آئیگی مینا نگار نے کہا یا خداوند سامنے میرا قلعہ
ہی چالیس ہزار ساحر ہر وقت تیار رہتے ہین وہ آپڑینگے بڑھکر لڑینگے ایک ایک اُنمین
بلاے روزگار ہی مجھکو فوج کی کیا احتیاج ہی بکتا جھکتا چلا کہتا ہو واہ ری معشوقہ ہمنے
برسون اُسکا انتظار کیا لاکھون روپے ہمنے مخفی اُسکو بھیجے اُسنے اُسکا بدلہ یہ کیا کہ بادشاہ
کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی ہمارا خیال نہ کیا یہان بادشاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین مگر
لالہ زار ہر مرتبہ چونک اُٹھتی ہی کہتی ہی ای شہریار کچھ بلا آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ لقراط کو
بھی خبر ہو جاے میرا نکل آنا اُسپر بھی شاق ہوگا کیا عجب ہی کہ خود لقراط آوے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مینا نگار جادو
لشکر پر آپڑا بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے کہا حضور تماشہ دیکھین مین جا کر
اُسکو تماشا دیتی ہون آپ کے اقبال سے دیوانہ ہو جائیگا جا کر لقراط کو حیران کریگا

لیکن ہیبر سے لیے بڑی خرابی ہی یقین ہی کہ بقراط خود آ ئے یہ کہکے باہر نکلی دیکھا کہ مینا نگار دیوانہ وار وحشی شال بکتا جھکتا لڑکھڑاتا ہوا یہ اشعار بہ آواز بلند پڑھتا ہوا آتا ہی

نظم

یقین ہو ورد دل پہلو مین عاشق کے سوا ہوگا — نہ چین آئیگا پہلو سے جو تو ای بت جدا ہوگا
خدا جانے لحد مین بعد مردن حال کیا ہوگا — عزیز اپنا کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا
جہانمین مہربان معشوق کوئی دوسرا ہوگا — اگر وہ بت خفا ہو جائیگا مجھسے تو کیا ہوگا
جہانمین ہین بہت معشوق کچھ پروا نہین اُسکی — جو تم ناحق خفا ہو جاؤگے مجھسے تو کیا ہوگا
رہیگا تار بھی باقی نہ دامان وگریبان مین — بہار اب آگئی ہی پھر مرا سودا سوا ہوگا
کروگے ذبح گر مجھکو تم اپنے دست نازک سے — نہایت سخت جان ہو مین نہ سر تن سے جدا ہوگا
خط اُسکو مین نے تو بھیجا ہی لیکن یہ تردد ہی — خدا معلوم قاصد کس مصیبت مین پھنسا ہوگا
مین ہون عشاق مین فرد اور تم یکتا زمانے مین — مرا ثانی نہ کوئی ہوگا نہ تمسا دوسرا ہوگا
پرستش بت کی ہی بے فائدہ ای برہمن سُنلے — بنایا جسکو ہندون نے بھلا وہ کیا خدا ہوگا
جہانمین رشک لیلا آپ تو ہم فخر مجنون ہین — ہماری آپ کی اُلفت کا چرچا جابجا ہوگا
کہا مین نے جو اُسنے زہر کھالونگا تو کہتی ہین — کہ ناحق جان جائیگی تمھاری میرا کیا ہوگا
کبھی اُس زلف پر عاشق نہ ہونا ای دل نادان — کہے دیتے ہین ہم تجھسے بلا مین مبتلا ہوگا
بیان ہی ہر حباب بحر سے یہ بے ثباتی کا — جہانمین اسطرح جو سر اُٹھائیگا فنا ہوگا
نہ سطوت لغزش پا ہوگی بالای صراط اصلا — ہمارے ہاتھ مین تو دامن مشکلکشا ہوگا

اِسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا اِدھر کو رہا ہی لالہ زار نے للکارا کہ او مینا نگار کیون تیری شامتین آئی ہین بس اب پلٹ جا جو ہمارے دل مین آیا وہ کیا مینا نگار نے جھلا کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے بڑی آفت برپا کی ہماری مشقت کو بھولی ہر مہینے مین تحفے بھیجتا تھا اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ بادشاہ کو قید سے چھڑایا پہلو مین لیکر بیٹھی ہی بانہ مجھکو لیجاؤنگا قدرت تیری بڑی شکایت کرتے ہین کہ ہمسے انکار بادشاہ سے یہ اقرار دیکھتے ہی بادشاہ کو عاشق ہوئی یہ تجھکو مناسب نہ تھا یہ کہکے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کا ہاتھ آلیس مین گولے چلنے لگا مگر لالہ زار کسی مقام پر کمی نہین کرتی ہی

آخر لالہ زار نے جب دیکھا کہ مینا نگار نہین مانتا تو گلے سے پھولون کا ہار اُتار اور کہا اے مینا نگار دیکھ ہوشیار ہو اب تیری شامت آئی ہی بہت پچھتائیگا روتا پیٹتا ہوا جائیگا یہ کہکے ہار پھینک مارا اور آواز دی کہ اری گل اندام جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ صحرا مین ایک ہنگامہ ہوا مینا نگار سر اُٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک مہ جبین آگے آگے دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے پشت پر کئی سو کنیزین آپس مین رنگ کھیلتی ہوئین جو سب کے آگے تھی وہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی تھی

نظم

مقتل کو یون روانہ ستمگر مرا ہوا
بل ابروؤنپہ ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا

قاصد پیام غیر کا لیکر صنم کے پاس
جاتا ہی توبہ توبہ پیمبر بنا ہوا

اے شاہ حسن شکل دکھا مجھ فقیر کو
مدت سے تیرے در پہ ہی بستر لگا ہوا

واعظ کو میکشی کا ہوا شوق لیجیے
رکھا ہی اِک سبو تہ ممبر چھپا ہوا

کہتے ہین مست چودھوین کا چاند دیکھکر
رکھا ہی بام چرخ پہ ساغر بھرا ہوا

کعبے سے ہو کے آئے ہین کوی بتا نہین ہم
اے شیخ پانؤن تھک گئے جگر جدا ہوا

اے یار اپنے گھر مین بلا لیجیے مجھے
روتا ہون کب سے آپکے در پر کھڑا ہوا

نکلا تھا اپنے گھر سے جو شیخ آج میکشو
اِک شیشہ ہی کا تھا تہ چادر چھپا ہوا

بیٹھے رہے وہ جبتلک اُٹھنے کا خوف تھا
اُٹھنے لگے تو دل مرا مضطر سوا ہوا

ہو کر رہا قفس سے یہ کہتی ہی عندلیب
کسطرح اُڑ سکون کہ ہی شہپر بندھا ہوا

آئینے کو وہ توڑ کے بولے یہ غیظ سے
بیٹھا تھا اپنی جا پہ سکندر بنا ہوا

سطوت کہونگا حیدر صفدر سے خلد مین
دو جام آب ساقی کوثر بھرا ہوا

مینا نگار نے جو یہ معاملہ دیکھا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا کہ اے رنگین پوش ہمارے ساتھ آکر رنگ کھیلو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ ہمارے پاس تم خود آؤ یہ نیا رنگ ہی اور ساتھ والیان جسقدر تھین وہ سب ٹھٹھا مار کر ہنسین کہا اے مینا نگار ہم دور سے اِسیواسطے آئے ہین کہ تمھارے ساتھ رنگ کھیلین اِدھر شورش نے دیکھا کہ لالہ زار نے بڑا رنگ دکھایا اب مینا نگار کو دیوانہ کرو شورش نے موتیون کا

مالا گلے سے اُتار اسم سحر پڑھکر پھینک مارا پکار کر آواز دی اے رنگ آمیز مینا نگار کو لینا یہ سنکر
لالہ زار قہقہہ مار کر ہنسی مینا نگار ہنسی کو دیکھکر بہت بیقرار ہوا معلوم ہوا کہ ایک بجلی گری
خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا پکار کر آواز دی کہ اے لالہ زار ہم مدت سے تمہارے مشتاق
ہین اگر ایسی ہزار آوین تو ہم کب توجہ کرتے ہین ہم تو تمہارے طالب ہین لالہ زار نے
ہنسکر کہا ذرا میرے قریب آؤ ابھی تو قتل پر کمر باندھی تھی اب اشتیاق بیان کرتے ہو بھلا
تمہاری بات کا کیا اعتبار کرین مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین تو غلام زر خرید ہون
بقراط نے کہا تھا کہ جا کر اُسکا سر لاؤ مجھسے بے ادبی ہوئی اب اُسے معاف کرو لالہ زار نے
قریب بلا کر موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا مالا جو گلے مین مینا نگار کے پڑا رقص کرنے لگا اور
بقراط کو گالیان دینا تھا لالہ زار چاہتی ہو کہے کہ جا کر سر بقراط کا لاؤ کہ ایک آندھی سیاہ چلی
تمام صحرا پر آشوب ہو گیا درخت گرنے لگے اِسقدر خاک اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا
لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے شورش اپنے کو بچاؤ معلوم ہوتا ہو بقراط آتا ہے، تو
اُسی کی علامت ہو غرض ملکہ شورش نے یہ سُنتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ اسباب نکالون
کہ ایک نعرے کی آواز آئی پہلے مینا نگار پر برق گری برق گرتے ہی ہوش مین آگیا لالہ زار
نے دیکھا کہ بقراط آگیا دونون پانون زمین مین مارے اپنے کو غرق زمین کیا بقراط نے
دیکھا کہ لالہ زار جاتی ہو آواز دی کہ اے ارض جادو اِسکو لینا نصف زمین مین لالہ زار
غرق ہوئی تھی کہ کسی نے گلے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے ایک تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی
آواز ہوئی بقراط نے دیکھا ایسا نہ ہو کہ ارض جادو قتل ہو خود لالہ زار پر ہاتھ ڈالدیا
گردن پکڑکے لالہ زار کو کھینچا لالہ زار تڑپ کر بیہوش ہوئی دوسرا ہاتھ شورش پر مارا
دونون کو بغل مین دبایا مینا نگار سے اِشارہ کیا کہ قلعے مین جاؤ بقراط لالہ زار و شورش
کو لیکر چلا کنیزون نے غل مچایا کہ اے شہریارو دوڑیے بقراط شورش و لالہ زار کو لیے جاتا ہی
بادشاہ بارگاہ سے تیغ کھینچکر نکلے بقراط نے جو بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے سعد
بن قباد اِن دونون کو تو مین لیے جاتا ہون تمہاری تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے بلند ہوا مگر
دونون معشوقان پریچہرہ پنجے مین دبی ہوئین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر طرف

خواجہ سے دیکھا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو دیکھ رہے ہو کہ بقراط لالہ زار و شورش کو لیے
جاتا ہی آپ کچھ تدبیر کیجیے جو مانگیے گا وہ دونگا خواجہ یہ سنکر ایک جانب چھپے بادشاہ بیقرار
ہوکر دعائیں مانگنے لگے کہ ای کارساز دوامی بے نیاز ان معشوقونکو بچائے نظم

رنگ و بو از یک گل است اندر چمن گلزار را — میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
دیدۂ بیندہ باید طالب دیدار را — تا بہ بیند چار سو روشن جمال یار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کنند — دل دہد ہر کس کہ بیند روی آن دلدار را
رو نمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین — گرد روشن از رخ انور در و دیوار را
در مقام یک زبانی اہل وحدت گو دہند — دخل در اقرار وحدانیتش اقرار را
یکزمان محروم نگذارد ز فیض عام خویش — جن و انسان بلکہ وحش و طیر و مور و مار را
میدہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان — میرساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن — شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ خنداند بہ گلشن غنچۂ لب بستہ را — گاہ گریاند بہ صحرا عندلیب زار را
گاہ در محراب مسجد سر نہد اندر سجود — گاہ بر گردن بہ بندد رشتۂ زنار را
بر زمین پیش درش سایند مشتاقان جبین — سرمہ میسازند پاکان خاک این دربار را
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید — ذرۂ زانوار رویش مہر پر انوار را
دردمندان محبت را غمش بخشد شفا — میدہد دردش دوا ہر عاشق بیمار را
از رہ فضل و کرم کن یا الٰہ العالمین — دولت عرفان عنایت ہندی نادار را

بادشاہ بلک بلک کر دعائیں مانگ رہے ہین مگر بقراط دونون کو پنجے مین دبائے
ہوئے کوہ و دشت و بیابان دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی بقراط نے
جو رونے کی آواز سنی دیکھا ایک مہجبین چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کپڑے
پھٹے ہوئے بدن مین معلوم ہوتا ہی کہ چاند گہن مین ہو پکار رہی ہو کہ یا خداوند میری مدد
کیجیے میرے شوہر نے مار کے نکالدیا اب مین کہان جاؤن امیدوار ہون کہ زیر سایۂ
دامن دولت مجھکو پناہ دیجیے بقراط نے جو یہ سنا اور اس مہجبین کو اس حال مین دیکھا

رحم آگیا بیقرار ہو گیا ہوا سے اُتر آیا پکار کر آواز دی کہ ای مہ جبین دلفریب تو نے قدرت کو
پکارا قدرت موجود ہوے جو کہو وہ کرین تجھکو ایسے مقام پر جگہ دین کہ تو ہمیشہ خوش رہے
کبھی رنج وملال نہ پہونچے وہ نازنین جھپٹ کر قریب آئی کہا یا خداوند یہ دونون کون ہین
جنکو پنجے مین دبا کر لاے ہو بقراط نے کہا تم انکا خیال نہ کرو یہ دونون گنہگاران قدرت ہین
لالہ زار آنکھین کھولے دیکھ رہی ہی شورش نے بھی آنکھین کھولین دونون آنکھین
کھولے ہوے دیکھ رہی ہین مگر حیران ہین کہ یہ عورت نہین کون ہی جسنے آکر قدرت کو
روک لیا کس لطف سے باتین کر رہی ہی مگر بقراط پسا جاتا ہی دل سے کہتا ہی اے قمر
ہشت پہل مین لیجاؤن بڑی آسایش سے گذریگی حقیقت مین صاحب ناز و کرشمہ ہی
کبھی ہنسکر کہتا ہی ای جان جہان تیرا شوہر کون ہی کہ تجھ ایسی معشوقہ پر بدعت کی اور اسکو
رحم نہ آیا وہ نازنین رو رو کر کہنے لگی کہ یا خداوند ماں باپ نے یہ آفت برپا کی کہ ایسے
جلاد کے ساتھ مجھکو بیاہ دیا کہ اسنے میری حیثیت شادی تمام گرستی بیچ لی زیور وغیرہ بیچکر
سب جوے مین ہار دیا میری سرپرستی نہ کی چھ سات روپیہ روز ہارتا ہی کوڑی پاس نہین
رکھتا ابھی تھوڑا اسباب باقی ہی وہ بھی ہر داؤن مانگتا ہی مگر مین نہین دیتی اسی پر مجھکو
مارنے دوڑا مین گھر سے نکل آئی اسوقت میری زبان پر یہ اشعار جاری تھے نظم

بے نقاب آیا جو وہ رشک قمر آجکی رات
ہو گیا نور سے روشن مرا گھر آجکی رات

کیا وہ دلدار گیا غیر کے گھر آجکی رات
بڑھ گیا ہی جو مرا درد جگر آجکی رات

بام پر اپنے مرا ماہ جو بیٹھا جا کر
شرم سے چرخ پہ نکلا نہ قمر آجکی رات

شام سے تا بہ سحر شاد کیا اُس گل نے
ملگیا نخل محبت کا ثمر آجکی رات

ہو شب وصل چھری سے ترا کاٹونگا گلا
بول اُٹھے گا جو تو ای مرغ سحر آجکی رات

ہی یقین مجھکو نکلجائیگا دم گھٹ گھٹ کر
نہین ہوتی ہی جو فرقت کی سحر آجکی رات

در و دیوار سے ٹکرا کے سر اپنا پھوڑا
وہ جو آیا نہ مجھے گھر مین نظر آجکی رات

شام سے یار کی افشان کا تصور جو بندھا
تارے گن گن کے ہوئی مجھکو سحر آجکی رات

بستر غم پہ بسر مجھکو ہوئی ای سطوت
گھر مین آیا جو نہ وہ رشک قمر آجکی رات

یہ سُنکر بقراط ہنسنے لگا کہا ای جان جہان تخت سحر تیار کرون اُسپر بٹھا کر تمکو لے چلون نازنین
نے کہا اختیار ہے مین اب آپ ہی کے ساتھ رہونگی بقراط نے شاخہا ے نخل توڑین تخت
بنانے لگا اُس نازنین نے جھجک کر کہا یا خداوند مین گوشے پر بیٹھونگی بقراط نے کہا بہتر ہی
گوشہ ہی پر بیٹھنا یہ باتین کرتے کرتے اُس نازنین نے کہا یا خداوند ذرا اِدھر دیکھیے میرا چہرہ
اُداس ہوا جاتا ہی جیسے ہی بقراط نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے حباب بیہوشی مارا منھہ پر
بقراط کے پڑا بیہوشی دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکر گرا لالہ زار و شورش قہقہہ مار کے
ہنسین کہا خواجہ سبحان اللہ اِسکی جھولی مین ایک تیلی ہی اُسکو نکالکر ہمارے جسم سے
مس کرو تو ہمارے ہوش درست ہون اسکی گرفتاری کا اِرادہ نہ کرنا اب اِسکا سعین
آیا چاہتا ہی وہ لیجائیگا اِسنے بڑے انتظام کر رکھے ہین خواجہ نے فوراً جھولی پر ہاتھہ ڈالا
تیلی کو نکالکر جسم سے لالہ زار کے مس کیا لالہ زار کو سحر یاد آیا ہوش درست ہوے ملکہ
شورش کو بھی اِسیطرح ہوشیار کیا دونون شاہزادیان اُٹھین چاہتی تھین کہ بقراط کو
گرفتار کرلین کہ صحرا سے آواز آئی کہ خبردار اِسپر ہاتھہ نہ ڈالنا یہ قدرت ہو ورنہ سب کو
مار ڈالونگا لالہ زار نے دیکھا ایک پتلہ فولادی پکارتا ہوا آتا ہی جست کرکے برابر پہونچا
لالہ زار نے چاہا اِسکو روکون مگر وہ پُتلہ برق جہندہ تھا تڑپ کے برابر پہونچا لالہ زار
ہٹ گئی شورش نے گولہ مارا اُس پُتلے نے پلٹ کر کہا ای شورش جا تو تمکو معاف کرتا
ہون ورنہ تمکو بھی لیجاتا میرے ہاتھ سے جان بچانا دشوار تھی مگر مین تو قدرت کا نگہبان
ہون ہر چند کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اور کئی مرحلے بھی فتح ہوے مگر مجھپر زوال نہین آیا
جسوقت طلسم کشا مرحلۂ آخر پر پہونچیگا تو مجھپر بھی زوال آئیگا تڑپ تڑپ کر جان دونگا
تب قدرت گرفتار ہو جائینگے یہ کہکے بقراط کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا مثل ستارۂ
سحری کے بلند ہو گیا ملکہ شورش و لالہ زار و خواجہ عمرو ایک طرف روانہ ہوے لیکن
بقراط ثانی کو پُتلا لیے ہوے قصر ہشت پہل مین آیا تمام شاہزادیان دوڑ پڑین اور
بیقرار ہو ہوکر پکارنے لگین کہ ارے قدرت کو کیا ہوا کسنے ہاتھہ لگایا کہ قدرت ایسے
بیہوش ہوے سب شاہزادیون نے دوڑکر بقراط کو گود مین لیا گلاب کیوڑہ چھڑکنے

لگبین بقراط نے آنکھین کھولکر قصر ہشت پہل کو دیکھا شاہزادیان ترتیب پائین سب نے
پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ گذرا بقراط نے کہا براے مددبیتا نگار گیا تھا شورش و ملکہ
لالہ زار کو گرفتار کیا مگر راہ مین ساربان زادے نے ایسی عیاری کی کہ قدرت پھنس گئے
مگر بندِ فولادی اُٹھا لایا شاہزادیان پیٹنے لگین کہنی تھین ہاے خداوند پر یہ آفت ہوئی
مگر قدرت مقام تعجب ہی کہ آپ نے ساربان زادے کو سزا نہ دی بقراط نے کہا سب
اختیار اُسی کے ہاتھ مین دیدیے جو چاہے سو کرے جسدن قدرت برہم ہونگے دم بھر
مین اُسکو مٹا دینگے ایکے جسدن گرفتار ہوا اُسیوقت قتل کر ڈالونگا یہ کہکے بقراط ثانی
اُٹھا کہا قدرت اب خود جاتے ہین شاہزادیان لپٹ گئین کہا یا خداوند آپ نہ جایئے
ایسا نہ ہو ساربان زادے کا ہاتھ قدرت پر پڑ جاے تو ہم لوگ کسکے ہوکے رہین گے
بقراط نے کہا لالہ زار کے واسطے بہت دل بیقرار ہی مقام افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ
پریچہرہ مسلمان ہوکر مسلمان کے قبضے مین جاے اور بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہو
اُٹھ پھر اُسی کی یاد ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہاے اُس بیدادگر سے ہی محبت آجکل
ظلم کی جسکے زمانے مین ہی شہرت آجکل

عاشقون سے اپنے توکرتا نہین بیجا غرور
پاس تیرے حُسن و خوبی کی ہی دولت آجکل

مجھسے آزردہ جو ہی وہ ساقی مہوش مرا
ہی شراب ارغوانی سے بھی نفرت آجکل

سامنے جلتی تھی جسکے شمع کافوری مدام
بے چراغ اُنکی پڑی رہتی ہی تُربت آجکل

ترک کردی ہی اطاعت اُس بُتِ مغرور کی
ہم کیا کرتے ہین خالق کی عبادت آجکل

دل ہی دل مین جل رہے ہین کسقدر سارے رقیب
ہی جو مجھپر کچھ تری چشم عنایت آجکل

مین نہ مانون مجھسے وہ باتین صفائی کی نہین
دل مین اُنکے کچھ نہ کچھ تو ہی کدورت آجکل

کینہ و بغض و حسد سے خلق مین ملتے ہین دوست
مثل عنقا کے ہی دنیا مین محبت آجکل

ہوگا سطوت کیا کسیکی زلف کا سودا ہمین
بڑھتی جاتی ہی ہمارے دل کی وحشت آجکل

جب شاہزادیون نے دیکھا کہ بقراط براے لالہ زار بہت بیقرار ہی تو دامن چھوڑ دیا
کہا قدرت ساربان زادے سے اپنے کو بچایئے گا بقراط ثانی پھر چلا یہان وہ وقت ہی

کہ بادشاہ جمجاہ پلٹ کر بارہ گاہ مین آئے لالہ زار و شورش پہلوون مین بیٹھی ہین فیروزہ
بن عمرو سامنے حاضر ہی کہ گھبرا کر لالہ زار اٹھی کہتی ہوئی کہ دل گھبراتا ہی مین ذرا باہر ٹہلون
کہ طبیعت کو فرحت حاصل ہو یہ کہتی ہوئی باہر آئی بادشاہ نے چاہا کہ لالہ زار کو بلا لین
پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آؤ بیٹھو لالہ زار نے کہا ای شہریار دل بہت گھبرا رہا ہی یہ کہکر
دربارہ گاہ پر آئی ٹہلنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای لالہ زار کہان جاؤگی اس زور سے
کڑک کر گرا کہ لالہ زار کی پلک جھپک گئی پنجہ کمر مین دیکر لیچلا بادشاہ نے گھبرا کر خواجہ سے
کہا لو خواجہ غضب ہوا کہ لالہ زار کو پھر کوئی لیگیا خواجہ گھبرا کر چلے بقراط لیے ہوے
جاتا ہی مگر جمال جہان آرا سے لالہ زار دیکھکر بیقرار ہو رہا ہی قریب قصر ہشت پہل کے
ایک کوہ پر آ کر ٹھہرا لالہ زار کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہتا ہی کیون ای جمال
جہان اب مناسب یہ ہی کہ چلکر قصر ہشت پہل مین رہو کئی سو شاہزادیون پر افسر کرونگا
سب تمھارے اختیار مین رہینگی خدائی کہلاؤگی تمام اپنے اختیارات تمکو دونگا لالہ زار
کی زبان مین سوزن ہی اشارے سے جواب دیا یا خداوند آپ میری فکر نہ کیجیے مین نکل گئی
مینا نگار آپ سے زیادہ بیقرار ہی کل سلطنت دیتا تھا غلامی کا دعوی رکھتا تھا مجھسے جو
حرکت ہو گئی وہ ہو گئی سعد بن قباد کی کنیزی کرونگی انکا قدم اقدس نہ چھوڑونگی مقام تعجب
ہی کہ آپ کو معشوق کی فکر ہی اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے طلسم کشا بڑی دھوم سے آتا
ہی بقراط نے کہا ای لالہ زار جبدن سحر کرونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا مجھکو کوئی ہرگز قتل
نہین کر سکتا ہوا سے زیادہ چالاک ہون سحر مین بیباک ہون اب تو میرا پردہ کھل گیا ہی
تمام طلسم مین مشہور ہو گیا کہ بقراط ثانی ساحر ہی ہر شخص ماہر ہی پھر مین کیون تامل
کرون سحر کا دعوی رکھتا ہون وہ سحر کرون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن میرا قتل بہت
دشوار ہی تم لوگونکا خیال بیکار ہی جسروز قصر ہشت پہل پر آئیگا سزا پائیگا ہر چند کہ لشکر
اسکے ساتھ بہت ہی مگر ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا لالہ زار سے یہ باتین کر رہا ہی اور
دم بدم منتین کرتا ہی کہ ای لالہ زار اب میرا کہنا مان لو اب مجھکو نہ جلاؤ میرے دل مین
طاقت نہین ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

آیا نہ جب وہ یار ستمگر تمام رات
آیا نہ جبکہ وہ مہ لو ر تمام رات
مژگان یار کا جو شب ہجر تھا خیال
سونا لپیٹ لپیٹ کے جو یاد آیا آپ کا
ہین بوسہ مانگتا ہون تو وہ مانگتے ہین دل
پہلو سے اُٹھگیا جو وہ جان جہان کبھی
پوچھا نہ ایک روز بھی اُس بیوفا نے ہاے
راضی وصال پر نہین ہوتے کسیطرح
ہم لذت وصال سے سو جائینگے جو صبر
کرتے رہے وہ زلف مین کنگھی شب وصال
شانے کے بدلے یہ دل صد چاک لیکے تم
سطور تن شب فراق کا کیا ماجرا لکھون

تڑپا کیا مین بستر غم پر تمام رات
تاریک مثل قبر رہا گھر تمام رات
نشتر لگا کیے مرے دل پر تمام رات
عاشق کو نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
طرفہ لڑائی رہتی ہی دم بھر تمام رات
بیچین ہی رہا دل مضطر تمام رات
کاٹی ہمارے ہجر مین کیونکر تمام رات
رہتا ہی اُنکے پانوٗن پہ یہ سر تمام رات
دیکھین گے اُنکو پاس بٹھا کر تمام رات
آرے چلا کیے مرے سر پر تمام رات
سلجھاؤ اپنی زلف معنبر تمام رات
رہتی ہی نیند آنکھو ںکے باہر تمام رات

لالہ زار ہر مرتبہ غصہ کرتی ہی کہ اے بقراط کیون دیوانہ ہوا ہی مین مطیع اسلام ہوئی اب
ہین خدمت شاہ ہین رہونگی کہ بقراط نے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہی اُس تخت پر
ایک شخص بیٹھا ہی کہ اُس شخص کے سات سر ہین جو سر بیچ مین ہی وہ انسان کا ہی اور چھہ سر
داہنی و بائین جانب وہ شیر و پلنگ کے ہین سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او بقراط کیون
دیوانہ ہوا ہی معشوق ناراض کو چاہتا ہی کہ تجھسے زیر ہو لیکن دیکھہ قدرت نے کیا کارخانہ
دکھایا منم خداوند سامری بجائی جمشید بھی آسکے ہین دیکھہ زیر کوہ باغ آراستہ ہی اگر تو
یہی چاہتا ہی کہ یہ معشوق راضی ہو اور تجھکو قبول کرے تو اِس باغ مین جا جب اِس
باغ کی ہوا لگے گی تو لالہ زار تجھسے راضی ہوگی بقراط نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر کوہ مختصر سا
باغ ہی مگر خوب آراستہ ہی چہار دیواری عمدہ اُسپر گلکاری جواہرات اعلیٰ بیش قیمت کی
ثبت ہی دروازے پر بجاے کیلون کے مروارید نصب ہین کیسا سرسبز و شاداب باغ
ہی سامری نے تخت جا کر باغ مین اُتار اُسیکار کر آواز دی او بقراط یہان آ لالہ زار تجھپر

خود عاشق ہی جو تو کہیگا وہی قبول کریگی اور اگر یہان نہ آئیگا تو معشوق پر قبضہ نہ ہوگا
یہ معشوق پر پہرہ تیرے ہی واسطے مقرر ہوئی ہی جلد یہان آ معشوق پر قبضہ کرکے لیجا
اگر تامل کریگا تو پھر معشوق پر قبضہ نہ پائیگا **لقراط** نے کہا ای **لالہ زار** سُن رہی ہی کہ اب
خداوند سامری تشریف لاے ہین تجھے اور مجھے بلارہے ہین **لالہ زار** نے جواب دیا
کہ مین تو سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون یہ بھی کوئی مکار ہی کہ اپنا مکر دکھارہا ہی تو
جاکر قدمبوسی کر یہ سُنکر **لقراط لالہ زار** کا ہاتھ تھام کر کوہ سے اُتر اُپکار کر کہا یا خداوند
مین آؤن آواز آئی کہ آنا کیون نہین اب کیون تامل کرتا ہی آج ہی طلسم کشا کو بھی گرفتار
کرلے کل طلسم پر قبضہ کر یہ مژدہ سُنکر **لقراط** نہال ہوگیا باغ مین آیا ہوا سے سرو چل رہی
ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران نغمہ سرا تعریف
باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین اور ایک شخص بڑے قد کا باغ مین ٹہل رہا ہی ہرطرحکی
لقراط کو آواز دیتا ہی **لقراط** نے جو اس جوان کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا بھائی جمشید
اچھے رہے جواب دیا کہ ای **لقراط** تیرے تباہ ہونے پر پونے دوسو خداوندون مین
کھلبلی پڑی ہی البیانہ ہو کہ طلسم کشا آجاے اور تجھکو قتل کرے **لقراط** نے کہا ای برادر
جمشید کوئی تدبیر تو ایسی کرو کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلین مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسی وقت
دار پر کھینچ دونگا اب مہلت نہ دونگا جمشید نے جواب دیا کہ ای **لقراط** تیرا قصر ہشت پہل
قریب ہی معشوق کو یہان چھوڑ جا چند گلابی شراب کی لا ہم اور تو بیٹھکر پیین سب
بھائی آوینگے طلسم کشا کو تو لیگا یہ عہد کر کہ قتل کرنا یہ کہکر زنبیل مین ہاتھ ڈالا نورالدہر کو نکالا
دکھایا کہ گلے مین طوق ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان ہین کہا طلسم کشا کو لے
مین جب چلا تھا تو سوچا کہ خالی کیا جاؤن طلسم کشا کو لیتا جاؤن لوح چھینکر دریاے
قلزم مین پھینکدی لوح محفوظ کو توڑ ڈالا اسباب طلسمی کو بھی دریا مین غرق کردیا اسکو
اُٹھا لایا مگر سب خداوندون سے راے لینا ضرور ہی اُن سب سے صلاح کیجائیگی **لقراط**
نے جو نورالدہر کو گرفتار دیکھا خوش ہوگیا کہتا تھا کیون بھائی اب یہ طلسم بے لوح کا
رہیگا جمشید نے جواب دیا اب اِس طلسم کو کوئی فتح نہ کرسکیگا لوح اِسکی معدوم ہوئی

ایسے مقام پر گئی کہ جہان اِنسان کا گذر نہین لقراط لالہ زار کو چھوڑ کر طرف قصر مشت پہل کے گیا گھبرایا ہوا اندر پہونچا شاہزادیون نے پوچھا کیون خداوند کیون گھبراے ہوے ہو لقراط نے کہا اِسوقت نہ بولو میرے چھوٹے بھائی آئے ہین ساحری و جمشید کا گذر ہو ایک دو گلابیان شراب کی دو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر دین لقراط لیکر آیا اُسی باغ مین آکر دیکھا کہ ساحری و جمشید کھڑے ہین لیکن جمشید سمجھا رہے ہین فرماتے ہین کہ اے لالہ زار لقراط کو قبول کر ورنہ تجھکو جہنم مین پھینکدونگا عمر بھر جلا کریگی پھر تیرا کوئی حال بھی نہ پوچھے گا لالہ زار سر جھکاے بیٹھی ہو آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین کہتی ہو کس بلا مین پھنسی ہون یہ نگوڑا جمشید کون ہو کیا سمجھا رہا ہو اپنی عجب صورت ہو اصل مین یہ کیفیت ہو

نظم

گھر مین جب اُسکو نہین پاتے ہین ہم ۔ ہوش مین پہرون نہین آتے ہین ہم
قدر کچھ تو نے نہ کی او بے وفا ۔ دیکے دل کیا تجھکو پچتاتے ہین ہم
ہجر مین اُس شعلہ رو کے دوستو ۔ آتش غم سے جلے جاتے ہین ہم
کیون بٹھایا پاس تو نے غیر کو ۔ بزم سے تیری اُٹھے جاتے ہین ہم
او مسیحا تو کبھی آتا نہین + ۔ ہجر مین تیرے مرے جاتے ہین ہم
ڈھونڈھنے تیری کمر کو او صنم ۔ جانب ملک عدم جاتے ہین ہم
آسیاے چرخ کی گردش ہو قہر ۔ صورت دانہ پسے جاتے ہین ہم
دوسرے سے دل لگائین کیا بھلا ۔ ابتو عاشق تیرے کہلاتے ہین ہم
چھوڑ آتے ہین دل بیتاب کو ۔ کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
کوئی بھی کرتا نہین تمکو خبر ۔ در پہ تیرے جا کے پھر آتے ہین ہم
دم جو گھٹتا ہو شب فرقت بہت ۔ سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم
ہنسکے وہ کہتے ہین ملکر غیر سے ۔ دیکھ کیسا تجھکو تڑپاتے ہین ہم
آئیگا وہ کل شب وعدہ ضرور ۔ بلبل دل کو یہ سمجھاتے ہین ہم
اِسقدر سطوت سہے ہین رنج و غم ۔ نام سے فرقت کے تھراتے ہین ہم

جمشید ہنس رہے ہین کہتے ہین ای لالہ زار تجھکو بادشاہ کی بڑی باوجود دیکھ تیرے دل سے یہ نقش مٹاتے ہین لقراط پر تجھکو مائل کیے دیتے ہین لقراط کے عشق مین دیوانی رہیگی بڑی جفائین سہیگی لقراط تیری بڑی خاطر کریگا وہ مرتبہ دیگا کہ تمام عالم مین مشہو ہو جاؤگی لقراط نے جو یہ باتین جمشید کی سنین نہال ہوگیا جی مین کہتا ہی میری جانب سے بھائی صاحب معشوق کو سمجھا رہے ہین مگر وہ معشوق سرکش کچھ خیال نہین کرتی قریب لاکے گلابیان رکھدین کہا لو بھائی صاحب شراب پیو جمشید نے جام شراب سے بھرا قریب منھ کے لگا کر اِس خوبصورتی سے گریبان مین گرایا کہ لقراط سمجھا بھائی صاحب پی گئے دوسرا جام بھر کر کہا کہ ای لقراط لے تو بھی پی لے سو برس تیری عمر بڑھ جائیگی اِس کے نشے مین جس سے کلام کریگا وہ تجھپر مائل ہوگا ہمیشہ شباب قائم رہیگا طلسم کی رعنائی بڑھیگی اِس جام مین بڑی بڑی تاثیرین ہین کبھی ایسی شراب نہ پی ہوگی مین نے اپنا نام اسپر پڑھ دیا ہو نے دوستی بھائی سب ملکر کرامت کرینگے تیرا دل محبت سے طلسم کی بھرینگے لقراط نے خوش ہوکر جام لیا ہر چند کہ دل دھڑکا مگر لقراط نے کچھ خیال نہ کیا یہی سوچا کہ ہونے دوستی بھائی اِسوقت موجود ہین جمشید اپنے ہاتھ سے شراب پلاتا ہی اِس جام کو پی جاؤ تامل نہ کرو ورنہ پھر ایسی شراب نہ ملیگی یہ سوچکر بے اندیشہ انجام جام شراب پی گیا پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای لالہ زار مین تیرا غلام ہون لالہ زار وہی جواب دیتی ہو اِسنے چاہا لالہ زار کو لپٹ جاؤن جمشید نے منع کیا کہ او بیحیا خبردار یہ کیا کرتا ہی معشوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ سب تاثیر شراب کی جاتی رہیگی طبیعت تیری مصیبت سہیگی او بیحیا تو نے مجھکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون یہ کہکے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پاسے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرارہ ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

بقراط نے جو نعرۂ عمرو کی صدا اُسنی بیقرار ہو گیا جھپٹا کہ عمرو کو گرفتار کرلون بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا خواجہ نے چاہا خنجر مارون کہ بقراط ثانی کے
دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی وہی پتلہ فولادی پیدا ہوا ایک کمر مین بقراط کی دبا لیکر
بھاگا بعد جانے بقراط کے خواجہ ٹہلتے ہوے قریب لالہ زار کے آئے زبان سے
اُسکی سوزن نکالی لالہ زار اُنکے ہاتھون کو خواجہ کے بوسے دینے لگی کہتی تھی کہ اے شہنشاہ
اوج عیاری یہ باغ کہان سے آیا آپ نے تو ساحرون کے کان کاٹے جو بہ شکل سامری
آیا تھا وہ کون تھا خواجہ نے کہا یہ سب طریقے عیاری کے ہین تھکور ہا کر لیا بس اب نکلچلو
لالہ زار نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر بادشاہ کے چلی مگر بقراط ثانی جو قصر
ہشت پہل مین آیا شاہزادیان پیٹنے لگین گلاب کیوڑہ چھڑک کر بقراط کو ہوشیار کیا
بقراط سر پیٹنے لگا کہتا ہے صاحبو سارہ بان زادہ بلاے روزگار ہے کس قیامت کی عیاری
کی ہے شاہزادیان افسوس کر رہی ہین کہتی ہین یا خداوند آپ ہاتھ سے اُس ظالم کے
بچگئے ورنہ ہم لوگ کہان جاتے کیسے گھبراتے بقراط نے کہا مجھکو قتل نہین کر سکتا جب
مین بیہوش ہونگا فوراً یہ پتلہ فولادی پہونچیگا مجھکو اُٹھا لائیگا شاہزادیون نے کہا اے
خداوند اپنی حفاظت ضرور رہے اسیوجہ سے ہم آپ کو جانے نہین دیتے تھے بقراط
نے کہا کچھ بیٹھکر گاؤ کہ دل بہلے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار مونچھون پر تاؤ پیچ تا ہوا سامنے بقراط کے آیا تیس ہزار فوج پشت پر آتے ہی
قدرت کو سجدہ کیا کہا یا خداوند منم قہرمان فیل ورین نے خبر سُنی ہے کہ بادشاہ مقابلے
مین قلعۂ مینا نگار کے فروکش ہین اگر حکم ہو تو مین اُنکو باندھکر لاؤن بقراط نے کہا اے
قہرمان بڑے بڑے پہلوان ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے مجھکو خوف ہے کہ ایسا
نہ ہو تو بھی ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جاے قہرمان نے کہا یا خداوند مین جس لڑائی پر
گیا اُسے فتح کیا مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہے جاتے ہی چیر پھاڑ کر پھینکدونگا یہ کہکے بہت
کچھ غرور کیا تیس ہزار فوج ساتھ ہے بہ ارادے مقابلۂ بادشاہ چلا یہان بادشاہ پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ لالہ زار کو لیکر آئے لالہ زار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار عجب بات

ہی عیاری خواجہ عمرو کی کرامات ہی کس رنگ مین تقراط کو پھنسایا تھا کہ بغیر بیہوش کیے
نہ چھوڑا بادشاہ نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے جلسہ آراستہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
قہرمان فیل در مقابلے مین آکر اُترا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب
وہ وقت آکر پہونچا کہ

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور — اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بادشاہ جمجاہ سوار ہوے اُدھر سے قہرمان لشکر اپنا لیکر چلا مینا نگار نے جو خبر سُنی
کہ ایک پہلوان پایۂ تخت خداوند سے آیا ہی مقابلہ ہوا چاہتا ہی یہ بھی تماشہ دیکھنے کو
آیا ہی ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہوئین اور
نقیبون نے نقابت کی کرگیت کڑکا کہکر ہٹے کہ قہرمان میدان مین آیا پکار کر آواز
دی ای فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کہرام تیغ زن
گینڈا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے
فرمایا بخدا سپردم کہرام سامنے قہرمان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا گرز بھی
چلے مگر مطلب حاصل نہ ہوا آخر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا
مارا کہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کو کاٹ کر کہرام کے سر پر
گری کہرام کا سر زخمی ہوا کہرام نے زخمی ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا قہرمان نے دیکھا کہ یہ
جوان زخمدار ہی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہرام بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر
آئے آپس مین کشتی ہونے لگی تین چار داؤ پیچ آپس مین ہوے تھے کہ ایک دفعہ
قہرمان نے جھک کر کہرام کے پیچ کا توڑ جو کیا کولہ کہرام کا اُتر گیا بیہوش ہو گیا اب
قہرمان نے کہرام کو باندھ لیا ہر چند پہلوانون نے آواز دی کہ او قالب پرست یہ کیا

کرتا ہی مگر قہرمان نے کچھ خیال نہ کیا کہرام کو گرفتار کر کے لیگیا زخمونمین ٹانکے دلوا کے کو درست
کرایا قید خانے بھیجا اور حکم دیا کہ کل اسکا دربار سمجھونگا صبح کو لباس گلنار پہنکر بارگاہ مین
آکر بیٹھا کہا اُس پہلوان کو لاؤ کہرام زنجیرین ہلاتا ہوا آیا قہرمان نے کہا اے رفیق و
ملازم بادشاہ بین نے تجھکو سر میدان زیر کیا میری اطاعت کر ورنہ سر دربار قتل کرونگا
کہرام نے کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا ورنہ تیری کیا مجال
تھی کہ مجھکو گرفتار کرتا اب قید سے رہا کر کے دیکھ لے مجھسے مقابلہ کرلے تیری مشکین
باندھکر لیجاؤنگا مین رفیق شہریار لشکر اسلام ہون تیری اطاعت نہ کرونگا یہ سُنکر
قہرمان بہت جھلایا جلاد کو بلایا کہا اِس پہلوان کو قتل کر جلاد خنجر لیکر سر پر کہرام
کے آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا شلنگین لگانے لگا اُسوقت کہرام کی بیقراری
اور اشکباری دعائین کرنے لگا کہ اے خالق کارساز واے بندہ نواز اِس نامرد کے ہاتھ
سے مجھے بچالے ہرکارے جو لشکر اسلام کے براے خبر موجود تھے اُنھون نے جو
دیکھا کہ رفیق ہمارے آقا کا قتل ہوتا ہی خبرین لیکر بھاگے چند ہرکارون نے جاکر
مینانگار کو یہ خبر دی کہ کہرام تیغ زن قتل ہوتا ہی مینانگار بھی بارگاہ قہرمان مین آیا
کہا اے قہرمان اِسکو قتل کر دیہ سُنکر جلاد قریب قہرمان کے آیا مگر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے
تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کہرام قتل ہوتا ہی بادشاہ یہ سُنکر بیقرار ہوگئے فرمایا
فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ لالہ زار نے عرض کی کہ وہان بارگاہ مین مینانگار بھی موجود ہی
یقین ہی کہ حضور پر سحر کرے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پر سوار ہوکر چلے
رفیقون کو منع کر دیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر لالہ زار کوکب آرام آتا ہی پہنچی
ساتھ ہوئی اِس خیال سے کہ اگر مینانگار سحر کریگا تو مین روکونگی اگر مقدمہ زور کا
ہوگا تو بادشاہ سمجھ لینگے یہان وہ وقت ہی کہ جلاد قریب سر کہرام خنجر بکف
کھڑا ہی کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا باعث یہ تھا کہ جب بادشاہ دربارگاہ پر آئے درگہ سالار
نے روکا بادشاہ نے گھوڑے سے اُتر کر فرمایا کہ ہم جاتے ہین تو روک تو سہی یہ کہکر
بڑھے درگہ سالار نے چاہا ہاتھ تھام لون بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار

کا اڑ گیا۔ ڈھلکتا ہوا سامنے قہرمان کے آیا پردہ بارگاہ کا اٹھا آواز آئی کہ او بجیا منم بادشاہ
جمجاہ قہرمان اپنے مقام سے اٹھا کہ بادشاہ کو روکون بادشاہ نے جھپٹ کر کہرام کی فورا
ہتھکڑی کاٹ دی کہرام نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوا بادشاہ نے آتے ہی اپنا نعرہ کیا
نعرہ بادشاہ لشکر اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + او
قہرمان کیا سمجھا ہے مردان عالم کے ساتھ ٹکر کرتا ہے غضب کیا کل سر میدان کہرام کا کولہ
اتر گیا اور تو اسی حال مین پکڑا آیا اسیر نار کرتا ہے قہرمان نے جو بادشاہ کو دیکھا للکار کر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر قہرمان کا زخمی
ہوا کہرام کو ساتھ لیکر لڑتے ہوئے باہر نکلے قہرمان نے جب دیکھا کہ بادشاہ باہر نکل گئے
حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا بادشاہ کہرام کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین
آئے چند تیر خود بھی کھائے تھے یہی حال کہرام کا تھا دونون کی زخم خوردگی ہوئی پٹیان ہم
کی چڑھ گئین مگر قہرمان جو پلٹا ساتھ والون سے کہا یارو تم نے کدوکاوش نہ کی بادشاہ
لڑتے بھڑتے نکل گئے سب نے کہا آپ نے طبل بازگشت کیون بجوا دیا قہرمان نے
کہا وہ لڑتے بھڑتے باہر جا چکے تھے مین نے دیکھا کہ اب یہی مناسب ہے اسوجہ سے مین نے
طبل بازگشت بجوا دیا مگر قہرمان نے پھر طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے
مین گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بادشاہ نے نماز صبح پڑھی جب طائر
زرین بال قفس مشرق سے نکلکر نخل فلک پر آکے بیٹھا بڑی تیزی سے چہکارنے
لگا ٹہنیان ضیا و شعاع کی جھومنے لگین بادشاہ میدان کارزار مین آئے صفین درست
ہونے لگین طرف سے قلعے کے میناتکار مع بارہ ہزار جادوگرون کے میدان کارزار
مین آکر ٹھہرا ظاہر ہے کہ تماشہ دیکھنے آیا ہے حقیقت مین ایک جانب کھڑا ہے دونون سمت
لشکرون کو دیکھ رہا ہے کہ قہرمان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی
پکار کر آواز دی آج بادشاہ جمجاہ کا مشتاق ہون سمجھا تھا کہ بادشاہ میرے مقابلے
مین نہ آوینگے لیکن بادشاہ گھوڑے کو اڑا کر شیرانہ سامنے پہونچے جیسے ہی قہرمان نے

بادشاہ کو دیکھا کہا اے بادشاہ تمنے کچھ خوف نہ کیا کہ ایسے زبردست شخص کے مقابلہ مین نہ جاؤن
بادشاہ بولے جب تلوار باندھی تو سپاہی کو روز ہی سامنا ہے مرنا بھرنا اپنی بات پر جان نثار
کرنا اسکا خوف کیا قہرمان نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے گا بادشاہ نے فرمایا جس حربے پر بڑا
ناز ہو وہی حربہ کرے یہ سنکر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس مین چلے تھے کہ بادشاہ نے ایک مقام پر کمر کو
بتاکر سر پر ہاتھ مار دیا قہرمان بخوبی زخمی ہوا بادشاہ نے دوسرا ہاتھ اٹھایا اب تو قہرمان
گھبرایا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا گھبراگیا طبل بازگشت بجواکر پلٹ گیا جب دن تمام
ہوکر رات ہوئی تب اندر بارگاہ کے آیا چہار جانب دیکھنے لگا اس حیرانی سے معلوم
ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ مینانگار آتا ہے قہرمان نے آگے
بڑھکر استقبال کیا بہ اعزاز واکرام بارگاہ مین لایا کہا اے مینانگار آج بادشاہ سے مقابلہ
ہوا تھا جو گذرا وہ تمنے دیکھا مین تو بہت پریشان ہو رہا ہون لہذا چاہتا ہون کہ
اگر تم مدد کرو تو مین پھر مقابلہ کرون مینانگار نے کہا مین سحر کرونگا کہ بادشاہ کا زور
گھٹے اور تمہارا زور بڑھے یقین ہے کہ ضرور غالب آؤگے قہرمان نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اگر بادشاہ کو پکڑ لاؤن تو اسی وقت دار پر کھینچون میرا حکم ایسا ہے کہ اسمین تل
نہوگا اگر بادشاہ کو مٹا دیا تو پھر کوئی میرے مقابلے کے لایق نہین ہے یہ کہکے مینانگار
اپنے قصر مین آیا صبح کے انتظار مین بیٹھا ہے کہ سامنے صحرا مین دیکھا ایک مار سیاہ بیٹھا
ہوا پھنکارے مار رہا ہے مینانگار کے منھ سے نکلا کہ اس مار کو پکڑ لاؤ چند ساحرون
نے جھپٹکر اسپر سحر کیا مار نے سر ڈالدیا ساحر اسکو پکڑ لائے مینانگار نے اسکو بند کردیا
صبح جو ہوئی میدان کارزار مین آیا ادھر سے قہرمان جوشان وخروشان میدان مین
پہونچا جب صفین جم چکین تو گینڈا اپنا نکالا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے مین آئے بادشاہ نے مرکب نکالا مینانگار نے سحر کیا مرکب بادشاہ کا
بدلگامی کرنے لگا چاہتے ہین کہ مقابلۂ قہرمان مین پہونچون لیکن گھوڑا الگ الگ
پھرتا ہے بادشاہ کو طرف صحرا کے لیے جاتا ہے لالہ زار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ کو

مرکب طرف صحرا کے لیے جاتا ہی تھی کہ بہ تاثیر سحر مینانگار ہی وہین سے سحر کیا کہ گھوڑا بادشاہ کو
لیکر پلٹا میناانگار نے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کاٹا میناانگار نے کل فوج کو اشارہ کر دیا
لالہ زار نے دیکھا کہ کل فوج بادشاہ پر آتی ہی لالہ زار نے بڑھکر موتیون کا مالا اپنے گلے
سے اُتارا اور بادشاہ کے گلے مین پہنا دیا اور آواز دی کہ اے شہریار ساحرون پر آپ
جا پڑیے مین سحر میناانگار سے باقی ہون اب بادشاہ گھوڑا اُڑا کر چلے کہ ساحرون پر جا پڑون
قہرمان نے جو دیکھا کہ بادشاہ ساحرون پر جاتے ہین گینڈا بڑھا کر بادشاہ کو روکا یہ
دیکھکر لالہ زار نے بڑھکر پھولون کا گجرہ پھینکا ساحر جھومنے لگے ایک ایک کا قول تھا
کہ ہم عاشق جمال لالہ زار ہین اسی کے تابعدار ہین کیا حال بیان کرین بادشاہ پر جو
قہرمان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قہرمان کا شانہ جھول پڑا اتنے
قہرمان نے چاہا بھاگون کہ میناانگار جھپٹ کر آیا اُسنے بادشاہ پر سحر کیا خون اپنا کاٹکر
پھینکا بادشاہ خاموش ہوے قہرمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بادشاہ ایسے مبہوت
تھے کہ سپر بھی چہرے کی پناہ نہ کی ایسی تلوار پڑی کہ سر زخمی ہوا جب بادشاہ کا سر زخمی
ہوا میناانگار نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرون لالہ زار نے بڑھکر آواز دی کہ او میناانگار
دیکھ تیری پشت پر کون ہی میناانگار نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین گلعذار کبک
رفتار شیرین گفتار اشارے کر رہی ہی میناانگار تو اُسکے پیچھے چلا وہ نازنین بھاگی
مگر بادشاہ زخمی ہوکر سُست ہوے خیال مین گذرا کہ انتہا کا مجمع ہی ایسا نہ ہو گرفتار
ہو جاؤن تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کر دیے مرکب بادشاہ کو لیکر
نکلا پشتکین مارتا ہوا دولتیان اُچھالتا ہوا نکل گیا یہان میناانگار جب صحرا مین
آیا دیکھا وہ نازنین غائب ہوگئی بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ سحر لالہ زار تھا صدہا
ساحر سر ٹکرا کر مرے بہت سے جھیلون مین پھاند پڑے غرق دریا سے لعنت ہوے
میناانگار نے دیکھا کہ بادشاہ کا نشان نہین معلوم ہوتا قہرمان کا شانہ جھولا ہوا
ایک گوشے مین کھڑا ہی فوج کو کھڑا ترغیب دے رہا ہی کہ ہان یارو مارلو مگر فوج سحر
مین لالہ زار کے ہو دل ہی نہین کرتی سب لوگ سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض اُن مین

دیوانہ وار بیکار ستے پھرتے ہین **نظم**

نقشۂ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق　　پانوٗن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق
دیکھ ای ناصح اِسے کہتے ہین تقدیر فراق　　خواب وصلت مین جو دیکھون پاؤن تعبیر فراق
رسم و راہ شہر فرقت سے ہین سب کوچے الگ　　خضر کو رستہ بتا دیتے ہین رہگیر فراق
ای جنون تیری بدولت ہی یہ حالت قیس کی　　ہی وہ دیوانہ پہن لیتا ہی زنجیر فراق
ملک غم کی اُسنے کل تحصیل مجھکو بخشدی　　ای قمر ملتی ہی کس کو ایسی جاگیر فراق

اِسطرح کے اشعار پڑھتے پھرتے تھے مینا نگار سنے قریب **قہرمان** کے آکر کہا اب بادشاہ لشکر اسلام کا نشان نہین معلوم ہوتا لہذا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹو کل مین اور تدبیر کرونگا اُسی وقت طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر پلٹے کہرام سب کو ساتھ لیے ہوے جب بارگاہ مین آیا اور بادشاہ کا نشان نہ ملا تو قیروزہ سے کہا بادشاہ جمجاہ غائب ہوے لہذا جا کر تلاش کرو دیکھو تو بادشاہ پر کیا گذری **قیروزہ بن عمرو** بانہاے عیاری لگا کر تلاش مین بادشاہ کی چلا اگر بادشاہ پشت مرکب پر تھے گلے مین مرکب کے ہاتھ ڈالے ہوے خون بہتا ہوا ایک صحرا مین گھوڑا پھر رہا ہی چاہتا ہی بادشاہ کو پشت سے اپنی گراؤن مگر بادشاہ گردن مین ہاتھ ڈالے ہوے ہین قضاے کار مہتاب نامدار نامے قزاق کہ پہاڑ پر قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی ایک قافلہ لوٹ کر پلٹا ہی دس ہزار جوان ساتھ گھوڑون پر لدے پھندے ہوے چلے آتے ہین ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہ ایک مرکب ایک جوان زخمی کو لیے ہوے پھر رہا ہی اُس قزاق نے **مہتاب** سے پکار کر آواز دی کہ ای افسر اعلیٰ دیکھو یہ گھوڑا کس زخمی کو لیے ہوے پھر رہا ہی **مہتاب** نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان زخمدار مگر حُسن مین لاجواب معلوم ہوتا ہی آفتاب تابان بر سر مرکب ہی مہتاب نے اِشارہ کیا کہ اِس گھوڑے کو ہمارے پاس لاؤ چند قزاق گئے گھوڑے کو گھیر کر لاے مہتاب نے جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا عاشق ہو گیا خود بھی خوبصورت جوان ہی خوبصورت کو دیکھکر خوش ہوا آگر بادشاہ کو گود مین اُتارا گود مین لیکر اپنے گھوڑے پر ڈال لیا ہر چند کہ خون سے قطرے جسم مین مہتاب کے بھر گئے مگر نا دہن

نہ ہوا اُسی طرح بادشاہ کو لیے ہوئے پہاڑ پر آیا مرکب کو بادشاہ کے طازم لیکر آئے غرضکہ
بادشاہ کو چھپرکھٹ پر لٹایا خود پاس بیٹھکر زخموں میں ٹانکے دیئے پٹی مرہم کی چڑھائی بیٹھکر
رومال جھلنے لگا آرام جو ہو چکا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک جوان حسین سرھانے
بیٹھا ہوا رومال جھل رہا ہی اُٹھ بیٹھے فرمایا ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے عرض کی کہ مجھے سب
مہتاب نامدار کہتے ہین اسی قلعے پہ میرا مقام ہی مگر آپ کا نام نامی کیا ہی بادشاہ نے صاف
صاف بتادیا مہتاب کو جو معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین حیران ہو گیا جی مین کہنے
لگا کہ زہے میرے نصیب کہ مین نے بادشاہ کا علاج کیا قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار
مین مدت سے آپ کی جنگ وجدل کا حال سُنا کرتا تھا حضور یہ کیونکر یہانتک پہونچے
بادشاہ نے فرمایا قہرمان نامے پہلوان چڑھ آیا تھا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسے جلد
تدبیر کرو کہ مین وہان پہونچون اِسپر مہتاب نے کہا ای شہریار حضور صحت پالین تو ایک
مشکل ہی اُسکو پیش کرون یقین ہی کہ حضور کے دست حق پرست سے فتح ہو میرے حوالی
مین ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ گردانیہ اُس قلعہ کا نام ہی سیماب گر واُس قلعے کا حاکم وناظم ہی اور
سُنتا ہون کہ اُس قلعے مین بڑا مال ہی کوئی حکیم تھے مجنون بن لقراط اُنھون نے بہت سا
خزانہ وہان جمع کیا ہی مین جب قصد کر کے گیا تو اُس سیماب گر سے مقابلہ پڑا مین زخمی
ہو کر پلٹ آیا لہذا امیدوار ہون کہ حضور کو ہمراہ لیکر چلون اگر حضور نے سیماب گر کو
زیر کیا اور خزانہ وہانکا دستیاب ہوا تو مین تمام عمر ممنون ہونگا بادشاہ نے فرمایا مین
ضرور براے مقابلۂ سیماب گر چلونگا کئی دن مہتاب قزاق نے علاج کیا جب کہ
بادشاہ نے صحت پائی مہتاب قزاق نے بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا آپ فوج لے کر
ہمراہ ہوا نوبت نقارے بجتے ہوئے جب سامنے قلعۂ گردانیہ کے پہونچے سیماب کو
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ لشکر اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہین لشکر تیار کر کے باہر
نکلا اور پکار کر آواز دی ای بادشاہ لشکر اِسلام یہ قلعۂ گردانیہ ہی میرے ہاتھ سے بڑے
بڑے پہلوان مارے گئے جس قزاق کو ساتھ لیکر آئے ہو یہ میرے ہاتھ سے شکست
کھا چکا ہی تمکو دم دیکر لایا ہی وہ آفت پر پا کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ

بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر جواب دیا کہ ای سیماب اِسقدر بیقرار ہی نہ کر سر میدان حال کھلیگا
تجھ ایسے بہت مین نے زیر کیے ہین سیماب گرد پلٹ گیا اپنے مقام پر آکر بیٹھا رفقا سے
کہا صاحبو میرا اِرادہ ہی کہ بادشاہ سے سر میدان مقابلہ کرون اور اُنکو زیر کرون یہ تو
معلوم ہو کہ کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے
بھی طبل جنگی بجوایا مگر رات کو مہتاب نے عرض کی ای شہریار غلام برائے انتظام
طلایہ جاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کچھ یہ خبر معلوم ہوئی کہ اُسطرف طلاے پر کون ہی مہتاب
نے عرض کی خود سیماب گرد طلاے پر ہی بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تمھارے ساتھ
بہ بدی پیش آئے تم پر غالب ہو چکا ہی مہتاب نے کہا جہانتک ہو سکیگا اُس سے
غلام مقابلہ نہ کریگا اپنے لشکر کی سرحد مین رہیگا بادشاہ نے فرمایا بہت سمجھ بوجھ کے
انتظام کرنا ورنہ مین خود طلاے پر جاؤن مہتاب نے کہا حضور کو تکلیف ہوگی
بادشاہ نے فرمایا سپاہیون کو تکلیف نہین ہوتی انشاء اللہ محل موقع سے سمجھا جائیگا
مگر مہتاب نے قبول نہ کیا اور طلاے پر آکے انتظام کرنے لگا پہر رات باقی تھی
کہ سیماب گرد پھرتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مہتاب تو کیا سمجھ کے بادشاہ
کو لایا ہی اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے سیماب نے گینڈا بڑھایا مہتاب
بھی پہلوان نچلا ہی گھوڑا اُڑا کر سامنے سیماب گرد کے پہونچا نیزہ آپس مین چلنے لگا
مگر سیماب گرد بہت چست و چالاک ہی اُسنے نیزہ مہتاب کا توڑ ڈالا مہتاب نے ہاتھ
تلوار کا مارا سیماب نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیتا
ہوا لیچلا مہتاب کے جو ساتھ تھے وہ غل مچانے لگے کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
بادشاہ کی آنکھ کھلگئی بادشاہ نے اُٹھکر خادم سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی خادم نے
عرض کی کہ مہتاب قزاق کو سیماب گرد گرفتار کر کے لیے جاتا ہی یہ سُنکر بادشاہ نے
فرمایا مرکب لاؤ مرکب پر سوار ہو کے چلے باہر آکر دیکھا کہ ہمراہیان مہتاب فریاد
کر رہے ہین بادشاہ نے فرمایا کیا معرکہ ہوا ساتھ والون نے سب حال بیان کیا کہ
وہ سامنے لیے جاتا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مغرور اِس پہلوان کو کہان لیے جاتا ہی

بہتر یہ ہو کہ اِسکو چھوڑ دے سیماب کب مانتا ہو یہ نہ کرکا بادشاہ نے مرکب مہمیز کیا اور یہ نعرہ کیا
نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس وجم + ہر چند کہ سیماب گروہ نے
آواز سنی مگر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گیا بادشاہ مرکب اُڑاتے ہوئے دربارگاہ پر آئے
ہمراہیان سیماب روکنے لگے بادشاہ نے کئی جوانون کو مارا جب کئی جوان مارے گئے
تو ہمراہیان سیماب ہٹے بادشاہ دربارگاہ پر آکے گھوڑے سے اُترے دربگہ سالار کھڑا
ہو گیا کہا اے شہریار اندر نہ جانیدونگا بادشاہ نے فرمایا ضرور جاؤنگا دربگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا دربگہ سالار کے دو ٹکڑے ہوئے دربگہ سالار
کو مار کر بادشاہ اندر تشریف لائے دیکھا مہتاب بیٹھا ہی سیماب گرد سوال کر رہا ہی کہ اے
مہتاب میرا مذہب اختیار کر مہتاب نے جواب دیا کہ مین تو بدل وجان بادشاہ لشکر
اسلام کی اطاعت کر چکا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سیماب نے پکار کر کہا کہ جلاد حاضر
ہو بادشاہ پردہ اُٹھا کر اندر آئے للکارے کہ او سیماب تو خود اِسکو قتل کر جلاد کو تو کیون
بلاتا ہی جلاد جو باہر تھا اُسکو مین نے قتل کیا اب طرف مہتاب کے چلے سیماب کو تاب
نہ آئی تخت سے کود پڑا بادشاہ پر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی
سیماب لپٹ پڑا بادشاہ اور سیماب سے کشتی ہونے لگی اہل بارگاہ دیکھ رہے ہین
کہ بادشاہ جہان پکڑ لاتے ہین دبا کر ایسے گھسّے مارتے ہین کہ سیماب پریشان ہو جاتا
ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی ایک بار جو بادشاہ پکڑ لائے تو نکلنے نہین دیتے سیماب نے
گھبرا کر عرض کی کہ اے شہریار مین آپ سے میدان کارزار کا وعدہ کرتا ہون یہ وقت
میری کثرت کا ہی اگر آپ مجھے زیر کرینگے تو مین عذر کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا مہتاب
کو اپنے ساتھ لیا سیماب بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو تمنے
دیکھا کہ بادشاہ نے کیا حرکت کی اپنے پہلوان کو لیگئے مہتاب جو اُنکو لایا ہی کچھ تو
سمجھ لیا ہی میرا اِرادہ یہ ہی کہ اُنسے اصلاح کرون کیونکہ لڑائی مین اُنپر غالب نہ ہونگا
اصلاح کر کے درہ کوہ پر جو ایک طلسم بندھا ہی جہان مال حکیم مجنون نے رکھا ہی اُس
طلسم پر اُنکو ڈالدون آجتک تو یہی ہوا کہ جو مال کی خواہش مین گیا وہ دیوانہ ہو گیا

جب یہ دیوانے ہو جائینگے تب مین اِنکے لشکر سے سمجھ لونگا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا
دیکھیے کیا کیفیت ہو سب نے کہا حضور یہی مناسب ہو اُسیوقت اپنے مقام سے اُٹھا
رومال سے ہاتھ باندھے چند کشتیان جواہرات کی ساتھ لین براے اصلاح چلا یہان
بادشاہ مہتاب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے ہین ستارۂ سحری چمک چکا ہو کہ
خبر پہونچی سیماب گرد آتا ہو ظاہر امعلوم ہوتا ہو کہ بہ اِرادۂ اصلاح وہ آتا ہو بادشاہ نے
مہتاب کو حکم دیا کہ استقبال کر کے سیماب کو لاؤ مہتاب روانہ ہوا راہ مین آ کے
سیماب سے ملاقات کی پوچھا ای سیماب کیا اِرادہ ہو سیماب نے عرض کی کہ مین نے
اپنا امتحان کر لیا مین اُنکو زیر نہ کر سکونگا وہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین
مہتاب سیماب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا سیماب نے آ کر قدمونکو شاہ
کے بوسہ دیا کشتیان پیش کش کین کہا ای شہریار چاہتا ہون کہ حلقۂ اطاعت گوش
جان مین ڈالون مگر ایک مشکل در پیش ہو اُسکا پس و پیش ہو درۂ کوہ پر ایک دروازہ
ہو جسپر قفل مار سیاہ لگا ہو جب کوئی اِرادہ کرتا ہو کہ دروازہ کھولون وہ مار سیاہ کفچہ
اُٹھا کر فراٹے بھرنے لگتا ہو کئی سو حکیم وفہیم اگر دیوانے ہوے حضور یہی چاہین تو
نصیب آزمائی کرین اُسکے اندر بڑا خزانہ ہو اگر حضور نے اُس مار کو مارا اور دروازہ
کھول لیا تو وہ خزانہ حضور کو ملیگا کئی برس سے خاندان غلام کے قبضے مین ہو مگر
آجتک آگاہ نہین ہوا کہ وہان کیا خزانہ ہو لیکن ایک کتاب ہو ہمارے خاندان مین
چلی آتی ہو اُسمین حال لکھا ہو اُسکو اکثر قصد کیا کہ پڑھین جب اِرادہ کیا آندھی سیاہ
چلی زمین کانپنے لگی ناچار تامل کرتے ہین اگر حضور مناسب جانین تو اقبال آزمائی
فرمائین بادشاہ نے فرمایا ای سیماب تمھارا مسلمان ہونا موقوف بشرط ہو انشاءاللہ
اِس شرط کو پورا کرینگے دیکھینگے کہ اُس خزانے مین کیا ہو اگر اقبال ہمارا یاور رہا اور
طالع ہمارے مددگار رہین تو اُس مار سیاہ کو مارینگے اور کیون ای سیماب اگر سانپ
نہ مار اگیا تو کیا ہونا ہی سیماب چپ ہوا جب بادشاہ نے بہت پوچھا تو کہا ای شہریار
کئی سو جوان سڑی ہو گئے مین کیا گذارش کرون مجھکو بڑا افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ

بندگان عالی کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے سیماب کو ایک بارگاہ عنایت فرمائی اور وعدہ
فرمایا کہ کل چلکر اُس درۂ کوہ مین دیکھین گے مگر وہ کتاب منگواؤ وہ کتاب جو آئی اور بادشاہ
نے کھولی صفحۂ اول مین یہ مضمون پایا کہ ای سعد بن قباد جب مار سیاہ کا سامنا ہو تو اسم
یا ودود و سو مرتبہ پڑھکر مار سیاہ پر دم کرنا بادشاہ پڑھکر خاموش ہو رہے سیماب گرد تہمتن
حیران ہی کہ جب مین پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا تو آندھی چلتی تھی مگر بادشاہ نے پڑھ لیا آندھی
وغیرہ نہ چلی بیشک یہ صاحب اقبال ہین ظاہر انکے جاہ و جلال ہین مگر بادشاہ نے تمام
شب آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکر فرمایا کہ ای سیماب گر و چلو تمہارا وعدہ پورا کرین یہ سنکر
سیماب گر و ساتھ ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ بند ہی مار سیاہ
اُسمین لپٹا ہی بادشاہ نے اِسم مذکور بہ تعداد مسطور ورد زبان کیا اور پڑھکر اُسپر دم کیا
وہ مار سیاہ جلگیا اسکو سیماب بہت پریشان ہوا جی مین کہنے لگا ای سیماب گر و اِس
دروازے کا کھلنا اِنھین کی ذات پر موقوف تھا جب دروازہ کھلگیا تو بادشاہ نے
پھر کتاب کو دیکھا دوسرے ورق مین مرقوم پایا کہ اگر مار سیاہ مرے اور دروازہ
کُھلے تو بہت سمجھ کے اندر قدم رکھنا اِسم مذکور ورد زبان رہے داخلہ دروازے مین
مشکل ہو بادشاہ نے کتاب کو پڑھکر بند کیا طرف دروازے کے چلے جیسے ہی اندر قدم
رکھا شیر کے دھڑکے کی آواز آئی کہ ایک شیر ببر پہلو سے نکلا اُسنے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے تلوار کا ہاتھ مارا تلوار اُچٹ گئی اب وہ شیر سدِ راہ ہی بادشاہ کو جانے
نہین دیتا راہ روکے ہوے کھڑا ہی بادشاہ نے پھر کتاب کو دیکھا تیسرا ورق ہر چند
کہ صاف و شفاف تھا مگر نوشتہ پایا کہ ای سعد بن قباد وہی اِسم مذکور اِسپر بھی دم کرو
تسخیر ہو جائیگا بادشاہ نے اِسم پڑھا وہ شیر قدمون پر لوٹنے لگا مثل اِنسان کے بولا
کہ ای شہریار مین تابعدار ہون ظہیر جنی میرا نام ہی امیدوار ہون کہ قید سے غلام کو
رہا فرمایئے بادشاہ نے چوتھا ورق کتاب کا دیکھا مرقوم تھا کہ ظہیر جنی کی پشت پر
ہاتھ پھیرو اُسی اِسم کو پڑھو بادشاہ نے جیسے ہی اِسم پڑھا وہ شیر غلط کھا کے مثل
اِنسان کے بنگیا دیکھا بادشاہ نے کہ ایک جوان خوش رو کنجیان بہت سی ہاتھ مین

پادشاہ کو لیکر اپنے ہمراہ چلا اندر جاکے پہونچا بادشاہ نے دیکھا بڑے بڑے صندوق رکھے
ہین جن نے بڑھکر صندوق کلان کھولا بادشاہ نے دیکھا تختیان جواہرات کی یاقوت احمر
والماس کی تمام اشیاء بھری ہوئی ہین ایک تختی مثل ستارے کے چمک رہی تھی ریشم مین
گندھی ہوئی بادشاہ نے اُسکو اُٹھایا اُسپر نقش کندہ تھا او صاف صاف اُسپر مرقوم تھے
کہ جسکے پاس یہ تختی ہو اُسپر سحر کبھی تاثیر نہ کرے بادشاہ نے اُسکو اُٹھا کر گلے مین ڈال لیا
کہ سیماب گرد آکر پہونچا اُسنے دیکھا صندوق خزانے سے نکل رہے ہین آکر قدمون کو
بادشاہ کے بوسہ دیا اور کہا کہ یہ خزانہ حضور کی تقدیر کا تھا بادشاہ نے فرمایا اے سیماب
ایک تحفہ معقول پایا کہ ایک تختی پر نقش کندہ ہے اور لکھا ہے جسکے پاس تختی رہے اُسپر کبھی سحر
تاثیر نہ کریگا اُسکو تو مین نے اپنے گلے مین پہن لیا اور یہ خزانہ نکل رہا ہے اس سب کو تم
دیکھو جو تمھین خواہش ہو وہ لیلو سیماب گرد نے کئی صندوق لیے اور کئی چھکڑے
منگوائے خزانہ بیحساب نکلا بادشاہ اُس خزانے کو لیکر درہ کوہ سے نکلے اہل فوج
نے آکر گھیر لیا مہتاب نامدار قزاق بھی حاضر ہوا عرض کی اے شہریار سیماب گرد نے
حضور کے ساتھ مکر کیا تھا کہ بندگان عالی دیوانے ہو جائین مگر آپ صاحب اقبال
ہین اِس مشکل کو بھی آسان کیا یہ خزانہ بے حساب ملا سیماب نے قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی اے شہریار اصل مین یہی چاہتا تھا کہ حضور کسی آفت مین مبتلا ہون مگر پروردگار
نے آپکی مدد کی یہ خزانہ حضور کو ملا اب بہ دل وجان تابعدار ہون کیا مجال جو آپسے
گردن تابی کرون نذور مین حضور مجھپر غالب آئے اِس مشکل کو آسان کیا اب کوئی عذر
نہین مین حضور کے ساتھ ہون بادشاہ نے قلعے کو اِسلام آباد کیا ظہیر جنگی بھی ساتھ
ہو مہتاب قزاق وسیماب گرد اپنی فوجین لیکر ہمراہ ہوے بادشاہ نے طرف قلعۂ مینانگار
سے کوچ کیا یہان مینانگار نے قہرمان کو صلاح دی ہے کہ طبل جنگی بجواؤ ملکہ لالہ زار
شورش کو مین پکڑ لونگا تم لشکر تباہ کرو قہرمان نے طبل جنگی بجوادیا لالہ زار نے کہا
ہم سمجھ گئے کہ مینانگار کی یہ صلاح ہے سر میدان سمجھا جائیگا اے کہرام تم بھی اپنے لشکر
مین طبل جنگی بجوادو پروردگار معین و مددگار ہے مینانگار رات بھر سحر خوانی مین مصروف

رہا چند سحر عمدہ تیار کرکے لایا ہی دونون لشکر میدان مین آئے مینا نگار سب کے آگے بڑھا ہوا اُدھر سے لشکر کو لیکر کہرام آیا جب لشکر جم چکے تو مینا نگار میدان مین نکلا اور پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آج میدان مین آؤ تو احوال معلوم ہو شورش نے چاہا کہ مین نکلون مگر لالہ زار نے منع کیا کہا بوا آج مینا نگار کی اور صورت ہی ہرکارون نے خبر دی تھی کہ یہ ملعون رات بھر سحر خوانی مین مصروف رہا مگر مین اِسکے سحر کو روکونگی بس یہ کہکے طاؤس بڑھایا جیسے ہی مینا نگار نے دیکھا کہ لالہ زار سامنے آئی سحر کرنے لگا آگ برسادی مگر لالہ زار ہاتھ ہلا دیتی ہی آگ بجھ جاتی ہی جب دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوئے تو مینا نگار نے ایک دستک دی صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان خوشرو سلاح جنگ سے آراستہ اشعار ندکورگاتا ہوا آیا نظم

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ رتبہ بلند ہی ترے قد کا ہزار ہاتھ
دامن چھُڑا کے جیسے گیا ہی وہ بے وفا دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ
دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا دیتا جو ای صنم مجھے اللہ چار ہاتھ
دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ
دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے کپڑون کے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ
رخسارۂ صنم سے اُلٹ کر نقاب کو دکھلا رہے ہین قدرت پروردگار ہاتھ
صید افگنی کا لطف دکھاتا ہی دام فکر مضمون کو جانتے ہین ہم آبا شکار ہاتھ
کہتا ہون دست قاتل بے رحم چوم کر وقت عطا ہی رحمت پروردگار ہاتھ
نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہی بیحساب خالی نہ کر سکین جسے ہیجدہ ہزار ہاتھ
زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو گردن سے اور پانوُن سے ہی شرمسار ہاتھ
مُنہ بھی لگا کے قتل جو مجھکو نہین کیا غیرت کے مارے ملتا ہی حسرت سے یار ہاتھ
چاہے جو ہمنشین کے حق کو ادا کرے آتش ہو یار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

اُس جوان نے آکر ملکہ لالہ زار کا ہاتھ تھام لیا کہا آپ صحرائے ویران مین کیون کھڑی ہین میرے ساتھ تشریف لے چلیے باغ مراد مین گلہائے رنگا رنگ کِھلے

نے وہان چلکر سیر کیجیے لالہ زار اُس جوان کے ساتھ ہولین وہ جوان لیکر لالہ زار کو غائب ہو گیا مینا نگار نے وہی سحر کیا کہ دوسرا جوان خوشرو آیا وہ شورش کو لے گیا جب دونون شاہزادیان غائب ہوئین تو مینا نگار نے پکارنا شروع کیا قہرمان بھی میدان مین ہی پکار کر آواز دی کہ اے کہرام میرے مقابلے مین آؤ کہرام گھوڑا بڑھا کر جا پڑا جیسے ہی میدان مین پہونچا مینا نگار نے سحر کیا کہ کہرام گھوڑے سے گرا پہلوانون نے جی داری کر کے ارادہ کیا جو میدان مین پہونچا گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا جب چالیس پہلوان میدان مین آکر بیہوش ہوے قہرمان ہر چند پکارتا ہی مگر کوئی مقابلہ مین نہین آتا اہل لشکر بیتاب و بیقرار خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق جزو کل و اے کریم کارساز و اے بندہ نواز مشکل کو ہماری آسان کر اپنا رحم شریک کر نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است — روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است — شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر — صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است — بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا — بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم — اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بیمثال و بے نظیر و لاشریک — طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
نجم محزون ہند ہی کہ در ہر کار تو صبح و مسا — حامی و مشکل کشا و ناصر و سرور یکے است

بلک بلک کے سب دعائین مانگ رہے ہین مینا نگار پکار رہا ہی کہ اے مسلمانو جلد او آج تمھارے معین و مددگار کہان ہین مین آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا چالیس جوان تو میدان مین بیہوش پڑے ہین آخر سب نے قصد کیا ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دو سب کو قتل کرے افسوس نہین معلوم کہ ہمارے بادشاہ پر کیا گذری سرپرست نہونے سے یہ جفائین ہمپر پڑی ہین مینا نگار آج درپے آزار ہو دیکھیے اِس بیحیا کے ہاتھ سے کیونکر جان بچے اے خالق ارض و سما و اے مشکل کشا رحم اپنا شریک کر مگر مینا نگار چاہتا ہی

کہ لشکر اسلام پر جا پڑون ایسا سحر کرون کہ سب غرق زمین ہو جائین یہ سوچکر بڑھا اِس طرف
اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعا کی صدا اے بار تاہ یا مستغیثاہ بلند ہوئی کوئی آمین کہتا ہی اور
کوئی پکارتا ہی کہ اے پروردگار مدد کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے کہ سحر اسے گرد اُڑی فرد
ازدامن وشت کوہ اور رنگ + گردی برخاست تو تیا رنگ + سب دیکھنے لگے کہ تخت پر
بادشاہ جمجاہ و سپہ سالار ساتھ مہتاب نامدار و سیماب گردم مرکب ہائے پری پیکر پر
سوار تخت شاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار فوج گلے ہین وہ تختی جسپر نقش
کندہ ہی کہ نقش سحر کش اُسکا نام ہی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ چالیس سردار میدان
مین بیہوش پڑے ہین لالہ زار و شورش کا پتہ نہین مینا نگار میدان مین کھڑا ہوا
للکار رہا ہی فیروزہ نے بڑھکر بادشاہ کو خبر دی کہ مینا نگار نے آج صبح سے قیامت برپا
کی ہی ملکہ شورش و لالہ زار غائب ہو گئین اب وہ مبارز طلبی کر رہا ہی یہ سُنکر بادشاہ
مرکب پر سوار ہوے مرکب باد رفتار با ساز و یراق مرصع کار کندھا مثل ماہ نو کیے
ہوے دُم سے چنور کرتا ہوا بادشاہ مرکب اُڑا کر چلے مینا نگار سوچا کہ اِنکو بھی بیہوش
کردونگا جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا مینا نگار نے گولہ مارا بادشاہ نے نقش
سحر کش سامنے کر دیا گولہ پھٹکر گر اکئی سحر مینا نگار نے کیے حیران ہی کہ آج یہ کیا معرکہ ہی کہ
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر تلوار کھینچکر چلا بادشاہ نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
مینا نگار قریب آکر برس پڑا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا بادشاہ تلوار پر روک رہے ہین
شعلہ ہاے آتش گرتے ہین مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی جب دو چار وار مینا نگار کر چکا
تو بادشاہ نے تلوار کو روکا اور فرمایا کہ اے مینا نگار خوب شعبدے کیے اب کیا باقی ہی
ہمارا بھی وار قبول کر یہ فرماکر ہاتھ تلوار کا مارا مینا نگار نے سحر کیا کہ کئی سپرین فولادی
سر پر قایم ہوئین مگر تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپرون کو کاٹا مینا نگار ہر چند کلوا
بھیرون نار سنگھ کو پکارتا ہی مگر تلوار کاٹتی چلی آتی ہی سپرون کو کاٹ کر سر کو تراشتی
تاجگر گاہ پہونچی مینا نگار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک
ہو گیا ہی اسے تند چل رہی ہی مگر شورش و لالہ زار ایک باغ مین بیٹھی ہیکتی کر رہی ہین

سامنے گائن حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

کیجیے ثابت وہان روے رشک ماہ کو
کان مدت سے سُنا کرتے ہین اِس افواہ کو

کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی اے شاہ حُسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اُس دلخواہ کو

اِسقدر رہی سر کو سوداے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار
کسطرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

موسم گل مین یہی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام بالامال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کسکا ہو بخیر انجام کار
بُت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہی جب سے اُس رُخ پر اُبھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون مین برگ کاہ کو

زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال
ہی شگونِ بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

پست کردے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامۂ کوتاہ کو

مہر کی صورت نہ ذرّے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے
دلفریبی یار کے رُخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تحقین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کردیتی ہی نوشاہ کو

گا نا سُن رہی ہین کہ یکایک باغ مین آگ لگ گئی ایک شعلے نے گائن کو جلا دیا ایک شعلہ سازبر گرا ساز کو جلایا ایک طائر نے گرد آکر چرخ مارا چرخ مارکر چلا چلتے ہی طائر کے دونون کو ہوش آیا اپنے مقام سے اُٹھین کہتی تھین یہان ہمکو کون لایا لالہ زار نے کہا سحر مین مینا نگار کے تھے معلوم ہوتا ہی مینا نگار مارا گیا دونون پر پرواز پیدا کر کے چلین اُسوقت قریب قلعۂ مینا نگار کے پہونچین کہ دیکھا آندھی چل رہی ہی آواز آرہی ہی کشتی مرا نام من مینا نگار جادو بود بادشاہ مینا نگار کو مار کر فوج پر جا پڑے تلوار چل رہی ہی بادشاہ جسپر جا پڑے اُسکو قتل کیا شورش نے کہا اے لالہ زار مینا نگار تو مارا گیا آواز آرہی ہی مگر بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین لالہ زار نے بڑھکر سحر کیا کہ ساحر دیوانے ہوے صحرا مین جا کر سر ٹکرانے لگے بعض جو زیادہ دیوانے ہوے

لالہ زار کو دیکھ دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے دور آفتاب — روبروے یار ہی اِک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ — دیدۂ خفاش کو کرتا ہی بے نور آفتاب
منھ نہین دیکھاتا اس رشک سے جلتا ہی ہین — ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب
نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تارِ شعاع — آسمان نیلگون چھپتا ہی نہ زنبور آفتاب
داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو — چشم حربا مین پری بنجاے یا حور آفتاب
حُسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہی اُسے — تابۂ آہن ہی پیش روے انور آفتاب
بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی — پردۂ شب سے نہ نکلے تابہ مقدور آفتاب
سر بلندونکے لیے ہی عیب بھی آتش ہنر — آسمان کا داغ پیشانی ہی مشہور آفتاب

سب ساحر سر ٹکرا کے رہگئے لاشۂ مینا نگار اُٹھایا پانچ ہزار جادوگر طرف صحرا کے بھاگ گئے لالہ زار نے چاہا اُن فراریونکا پیچھا کرے بادشاہ نے منع کیا کہ بھاگے ہوؤن کے پیچھے نہ جاؤ تب لالہ زار پلٹی بادشاہ بہ فتح و فیروزی واپس ہوے بیہوش سردارون کو ہوش آیا قلعے مین آکر مسجدین بنوائین جو مقامات خلاف تھے وہ کھُدوا ڈالے ایک جمعیت معقول بادشاہ کے ساتھ ہو گئی لالہ زار نے عرض کی ہر چند کہ سختی ہی اور وہانکی فتح ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی لیکن حضور بھی چلین یہ لوح سحر کش حضور کو خوب ملگئی کیا عجب ہی کہ بقراط ثانی بھی گھبرا ئے یہ کنیز بھی اُس سے مقابلہ کریگی ہر چند کہ بقراط وہ شخص ہی کہ عا افراسیاب کہ مقام امتحان ساحران ہی وہان اِسنے کامل سند پائی جسدن سے سند پائی اُسی دن سے مغرور ہو گیا قصر سکندری مین آکر دعوی خدائی کیا اب اُس بیچار پر وہ افتاد پڑی ہی کہ بھاگتے راستہ نہین ملتا اور طلسم کشا نے طرف مرحلۂ نجومیون کے رُخ کیا ہی بڑے بڑے وہان ستارہ شناس ہین دمبدم ساعت کا نیک و بد دیکھتے دیکھینگے دیکھیے وہان کیا گذرے لیکن طلسم کشا کے ساتھ بھی نجم اختر شناس ایسا نجومی موجود ہی کہ آسمان و زمین کا حال آیندہ و گذشتہ ورد زبان رکھتا ہی علاوہ نجم کے سکندر ثانی جو بادشاہ لشکر ہی ہمہ دان و ہمہ گیر ہی یہ سب لوگ ساتھ طلسم کشا کے بلوہ کرینگے قصر ہشت پہل پر

جا کر مقابلہ پڑیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساحرون کا افسر لالہ زارہ کو کیا غیر
ساحرو نکا سیماب گرد سپہ سالار ہوا ارادہ ہی کہ کل کوچ ہو شب کو دربار مین بیٹھے ہین
معشوقان پریچہرہ پہلو مین گائن سامنے گا رہی ہی جام ارغوانی گردش مین صدائے
ہو شاہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر وہ فراری جو لاشۂ مینا نگار لیکر بھاگے تھے صبح ہوتے
سامنے قلعۂ مرجان کے پہونچے مرجان سرخ پوش کہ قلعے کا حاکم ہی مینا نگار سے
کچھ رشتہ رکھتا ہی مرجان سرخ پوش بالائے قلعہ بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا چند ساحر ایک
لاش لیے ہوے آئے ارتھی وغیرہ بنانے لگے دو بانس باندھے اُسپر تھوڑا پھولس
بچھا دیا چند لکڑیان پہلو مین لگا کر اُسپر ناریل لگائے ناریلون پر پتی چپیان کی اب
لاشۂ مینا نگار کو ارتھی پر لٹایا اوپر سے ایک لال تافتہ اُڑھایا چار ساحرون نے ارتھی
کو کاندھے پر رکھا ایک ساحر ہمراہ اسطور سے کہ سر مُنڈا ہوا ہاتھ مین ایک ہانڈی اُسمین
ایک کنڈے کا ٹکڑا جلتا ہوا دوسرے ساحر کے ہاتھ مین کچھ کوڑیان کچھ تال مکھانے
لے ہوے لاش پر سے لٹاتے ہوے تجُ ساحری کی بولتے ہوے اس دھوم سے لاشہ
لیکر چلے مرجان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون
لوگ ہین اور کسکی لاش ارتھی بنا کر لیے جاتے ہین ہرکارے گئے خبر لیکر آئے آکے
عرض کی کہ حضور مینا نگار مارا گیا اُسکی لاش لیکر جاتے ہین مرجان یہ سُنکر رونے لگا
اور کہا مینا نگار ایسا ساحر مارا گیا وہ تو بڑا ساحر تھا کسکے دام مین پھنسا کہ جان نہ بچا سکا
قلعے سے اُتر آیا قلعے سے تھوڑی دور پر ایک صحرا تھا اُس صحرا مین لاشہ لیے ہوے جا رہے
ہین مرجان پیچھے پیچھے اسطور سے کہ لباس بادشاہی تو اُتار ڈالا ایک دھوتی میلی
باندھے ہوے ساتھ ساتھ ہی غرض صحرا مین پہونچے لکڑیون کا انبار لگا کر لاشہ جلا دیا
جب لاشہ اُسکا جل چکا تو ساتھ والون سے کہتا ہوا پلٹا کہ مجھکو چلکر وہ مقام بتاؤ کہ
جہان مینا نگار مارا گیا سب نے عرض کی کہ حضور قلعۂ مینا نگار پر لشکر بادشاہ اسلام
فروکش ہی بادشاہ نے اُسکو قتل کیا مرجان نے فورًا اپنے قلعے مین آکر تیاری کی دس
ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیکر چلا منزلین طی کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ بادشاہ تیاری

کر رہے ہیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور مرجان سامنے آکر اُترا مگر اسنے دیکھا کہ لشکر کا انتظام لالہ زار کر رہی ہی لوگوں سے پوچھا کہ یہ ساحرہ کون ہی سب نے بیان کیا کہ عاشق بادشاہ جمجاہ مینا نگار نے اِن سب کو سحر میں پھنسا لیا تھا بادشاہ نے آکر مینا نگار کو مارا مینا نگار کا مارے جانا کہ اِن سب کا ہوشیار ہونا پھر ہم سب لوگوں نے شکست کھائی آخر کار مجبور و ناچار ہو کر لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے مرجان یہ سُنکر چُپکا ہو رہا طبل جنگی تو بجوا دیا رات کو اُٹھا طرف لشکر اِسلام کے چلا قضاے کار ملکہ لالہ زار طلاے پر تھی مرجان نے جو لالہ زار کو دیکھا گوشے میں آکر سحر کیا کہ لالہ زار خاموش ہوگئی مرجان جادو نے لالہ زار کو اُٹھا لیا مگر صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگیا کہتا تھا کیا معشوق ہی یہ تو اِس لایق ہی کہ صحبت آراستہ ہو اور یہ معشوق پہلو میں ہو تب زندگی کی کیفیت ہی لاتے لاتے اپنی بارگاہ میں پہونچا بارگاہ میں لاکر مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر خوشامد کرنے لگا کہتا تھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

تنگ دنیا کی خرابی سے ہوں نازک خو سے — درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے
ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار — ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے
سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا — مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے
لب جان بخش سے ہی چشم فسونگر کا سوال — زندہ اعجاز سے ہو وے جو مرے جادو سے
نہیں معلوم اُن آنکھوں کا اِرادہ کیا ہو — کچھ اِشارے ہیں تو مژگان نے کہا ابرو سے
صورت جام و سبو ہجر کی شب گھبرا کر — خم گردن کو میں توڑوں کا دم یاہو سے
دیکھکر چشم سیہ کو تری کہتے ہیں عرب — شتر مست کو اندیشہ ہی اِس آہو سے
حور بنکر مرے پاس آئیو ای عزرائیل — مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن خوشرو سے
رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش — پردہ گوش جلے نالہ آتش خو سے

لالہ زار نے تیور پر بل ڈال کے کہا او بیحیا کیا سوال کرتا ہی خبردار ایسی باتیں نہ کرنا میں بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہوں کل تو خود قتل ہو جائیگا اگر بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ

ضرور تشریف لاوینگے ہرچند مرجان نے منتین کین مگر لالہ زار عاشق جمال بادشاہ ہر
جواب ہاے سخت دے رہی ہی مرجان کہتا ہی اے معشوق خوبرو تیرا غصہ کرنا مجھکو بھلا معلوم
ہوتا ہی اگر اپنے ہاتھ سے قتل کر تو مین نہال ہوجاؤن لالہ زار نے منھ پھیر کر کچھ جواب
نہ دیا آخر مرجان نے حکم دیا اِسکو لیجا کر قید کرو صبح کو پھر دربار مین بلاؤنگا اگر مجھکو نہ قبول کیا
تو بہت بری طرح پیش آؤنگا چند ساحر لالہ زار کو قید خانے مین لے گئے خیمے مین بٹھا کر
بہ عہدہ نگہبانی بیٹھے مگر صبح کو بادشاہ جمجاہ جو بارگاہ مین آئے کنیزین لالہ زار کی روتی
ہوئی آئین عرض کی اے شہریار غضب ہوا رات کو مرجان جادو آکر بلکہ لالہ زار کو اٹھا
لیگیا یقین ہی کہ بر سر فساد ہو اور لالہ زار عاشق جمال حضور ہی کبھی اسکو قبول نہ کریگی
بادشاہ نے فرمایا فیروزہ جاکر خبر تولاؤ کہ لالہ زار پر کیا گذری فیروزہ روانہ ہوا ایک
خدمتگار کی شکل بنا ہوا لشکر مرجان مین آیا وہ وقت ہی کہ مرجان نے لالہ زار کو سامنے
بلوایا بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون لالہ زار مجھکو نہ قبول کریگی لالہ زار نے کہا کہ او
سیاہ رو بدخو جلوا خوردن زار و سگے باید اپنی صورت تو دیکھو مرجان نے جھلا کر حکم
دیا کہ اِس گیسو بریدہ کو قتل کرو جلاد حاضر ہی لالہ زار کو بٹھارہا ہی کہتا ہی اے لالہ زار
مرجان جادو بادشاہ قلعۂ مرجان ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کرکے لشکر اِسلام پر
جا پڑے لالہ زار کو بڑا افسوس ہی دعائین مانگ رہی ہین کہ اے کارساز و بے نیاز
اِس ظالم کی بدعت سے بچالے اپنا رحم شریک حال کر اِس مشکل کو آسان کر نظم

محض بے سود است ہر سودا ے بازار ہوس
نفع کو حاصل کنند زانجا خریدار ہوس

رشتۂ خود از خدا بگسست در دنیا و دین
ہر کہ او بر گردن خود بست زنار ہوس

ہست بنیاد طمع در عاقبت ناپائدار
منہدم گردد ز پاے خویش دیوار ہوس

کی بود با خود در بند طمع اہل صفا
دور ستند از حضرت حق گی شود یار ہوس

طالب دنیاست مستغرق بکار حرص و آز
نیست کار آمد بکار اہل دین کار ہوس

گی شود بلبل بہ بستان ہوا نغمہ سرا
می خلد در پاے جانش زین چمن خار ہوس

ہستید یا ہر گز مشو ہر گز مشو
تا توانی اندرین عالم گرفتار ہوس

مرجان نے قصد کیا کہ اٹھکر لالہ زار کے لپٹ جاؤن کہ بارگاہ پر ہلڑ ہوا سمرورگ سالار سامنے
آیا اور پردہ بارگاہ کا اٹھا مرجان نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب تششع جہت افروز
جہانداری یعنی بادشاہ جہجاہ تیغ برہنہ ہاتھ مین نمایان ہوے اور آواز دی کہ او جلاد
خبردار اگر ہاتھ پڑگیا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگا جلاد ڈرکا بادشاہ نے بڑھکر جلاد کو ایک قبضۂ
تلوار مار دیا جلاد کانپتا ہوا بھاگا مرجان ہان ہان کرتا رہگیا بادشاہ نے جھپٹ کر زبان
سے لالہ زار کی سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لالہ زار فوراً تڑپ کر اٹھی اٹھتے
اٹھتے سحر کیا آگ برسنے لگی کئی سو ساحر جلے بارگاہ مین آگ لگ گئی مرجان چاہتا ہی
کہ آگ بجھاؤن مگر آگ کو دم بدم ترقی ہوتی جاتی ہی بارگاہ جلکر گری مرجان باہر نکلا
بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر آئے مرجان نے طبل امان بجوادیا بادشاہ لالہ زار کو ساتھ
لیکر پلٹے مرجان نے بعد جانے بادشاہ کے سرداروں سے کہا کہ یارو یہ بڑا غضب ہی کہ
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ نے اسیوقت لالہ زار کو لاکر بارگاہ مین پہونچایا
مرجان جادو حیران ہورہا ہی کہتا ہی بادشاہ بڑے سرکش ہین میری بارگاہ سے آکے
لالہ زار کو لے گئے اور مین کچھہ نہ کرسکا کئی سحر کیے انپر تاثیر نہ ہوئی ملازمون نے کہا
حضور بادشاہ کا مقابلہ نہ کیجیے گا مرجان نے کہا آج شب کو بادشاہ کو لے آؤنگا اگر
بادشاہ لشکر مین نہ ہون تو سب کو پامال کر ڈالون شورش و لالہ زار کی کیا حقیقت
ہی مگر ہاے فراق لالہ زار نے مار اجبتک لالہ زار کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان
دونگا اسکی سرکشی نے پریشان کیا ایسی ظالم نے باتین کین کہ دل میرا بیقرار ہوگیا
لگ معشوق طرحدار ہی دن بھر تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹا رات کو اپنے مقام سے
اٹھا یہان رات کو بادشاہ سے لالہ زار نے براے طلایہ عرض کی بادشاہ نے فرمایا
فردا جسکا دن پڑیگا وہ طلایہ پر جائیگا فرد منتظم نے پیش کی بادشاہ نے جو ملاحظ کیا
اپنا نام پایا فرمایا ہم خود جادینگے بادشاہ خاصہ نوش کرکے بیرون بارگاہ تشریف
لاے طلاے کا انتظام کیا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مرجان نے جو
دور سے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہین فیروزہ کسی کام کو گیا سحر سے اپنے صورت

لالہ زار کی بنائی مہلتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار آج مرجان نے کیا کیا سحر کیے مگر حضور پر تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا نقش سحر کش میرے گلے مین ہو یہ اُسی کا باعث ہی کہ سحر نے تاثیر نہ کی مرجان نے عرض کی ذرا وہ تختی مین دیکھون بادشاہ نے تختی اُتار کر دی مرجان نے تختی لیکر سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے مرجان بادشاہ کو بغل مین دبا کر لے بھاگا فیروزہ جو پلٹ کر آیا اُسنے بادشاہ کو نہ پایا سمجھا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مرجان گرفتار کر لے گیا بدحواس ہو کر خیمۂ لالہ زار مین آیا جگا کر رونے لگا لالہ زار نے پوچھا خیر تو ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لے گیا لالہ زار نے کہا ابھی جاتی ہون اور بادشاہ کو لیکر آتی ہون مرجان کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے چلی فیروزہ بھی ہمراہ ہوا مگر مرجان جو لشکر مین پہونچا ساحرون نے پوچھا ای شہریار کیا کیا کہا لو یارو حال کھلا بادشاہ کے قبضے مین نقش سحر کش تھا وہ چھینکر مین نے گرفتار کیا دیکھو لو گرفتار کر لایا ساحر ساتھ ہوتے جاتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنبھل لالہ زار او سکار و محیل اب کہان جائیگا یہ سنتے ہی مرجان پلٹا تختی ایک مصاحب کو دی پشتارہ بادشاہ کا رکھدیا لالہ زار پر گولہ مارا لالہ زار نے گولے کو کاٹ کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتار ایا سامری کہکر پھینک مارا وہ ہار بلند ہوا اور سر چلی لالہ زار کے سحر سے مرجان جھومنے لگا بیقرار ہو کر جمال جہان آرا کو دیکھتا تھا کہتا تھا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چاہتا ہون قدم بوسی کرون خاک پا لیکر توتیا سے چشم بناؤن گرد پھرون نظم

اک جا کہین یہ مثل ریگ روان نہ ٹھہرا	گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا
الحذر رے جذب اُلفت یوسف کو چاہ مین سے	باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا
ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین	قیمت مین مشک عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا
پوشاک سرخ پہنی جب روز سے کہ تو نے	مریخ تیرے آگے ای نوجوان نہ ٹھہرا
تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے	تو صید گاہ مین ای ابرو کمان نہ ٹھہرا
ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی	خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق ای باد صرصر اسکو
غارت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
پھونک آشیان ہمارا ای برق آتش گل
بھری ہی خاک پر کی منہ زوری آتشے آتش

بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا
پھرون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

یہ اشعار محبت آمیز پڑھتا ہوا سامنے لالہ زار کے آیا لالہ زار نے پوچھا کہ وہ تختی کہان
ہی مرجان نے جواب دیا کہ میرے مصاحب ریحان جادو کے پاس موجود ہی لالہ زار
نے کہا اُسکو بُلاؤ جیسے ہی وہ ساحر آیا لالہ زار نے اُس سے تختی مانگ لی بادشاہ کے
گلے مین پہنائی بادشاہ کو رہا کر لیا مگر مرجان جادو اُسی طرح رقص کرتا ہوا سامنے ملکہ
لالہ زار کے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لالہ زار کے مُنہ سے
نکلا کہ بقراط کا سر لاؤ خیال مین گذرا کہ ذرا وہان جاکر تماشہ ہو مرجان جھومتا ہوا طرف
بقراط کے چلا لالہ زار نے بادشاہ کو ساتھ لیا پلٹ کر بارگاہ مین مصروف عیش و
نشاط ہوئی مگر مرجان جادو قریب قصر ہشت پہل کے پہونچا لشکر کو پامال کرنے لگا
ہنگامہ جو ہوا بقراط نے پوچھا کہ بارے یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مرجان
دیوانہ وار وحشی مثال لشکر کو قتل کر رہا ہی ہزارہ ساحر مار ڈالے حضور کو بُرا بھلا کہہ رہا ہی
بقراط اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکے دیکھا کہ مرجان لشکر پر بدعت کر رہا ہی کئی سو سر اُ
مار کر ڈالدیے بقراط نے للکارا بقراط کو دیکھکر مرجان جا پڑا للکارا کہ او بیٹھا خداوند
بنکر بیٹھا ہی تجھکو اپنی بھی کچھ خبر ہی بلکہ لالہ زار نے تیرا سر مانگا ہی یہ کہتا ہوا تیغ کھینچ کر
جا پڑا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ اِسکا سر اُڑ جائے بقراط نے کلائی پکڑ لی پشت کے اوپر
ہاتھ پھیرا مرجان کو ہوش آگیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا یا خداوند معاف فرمائیے
مین سر لالہ زار لاتا ہون بقراط نے جو لالہ زار کا نام سُنا پسینہ آگیا قلب تھر آگیا
کہتا تھا او مرجان اگر تو لالہ زار کو لایا تو تجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرونگا وہ مرتبہ دون
کہ سارا طلسم رشک کرے مرجان نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے پلٹا مگر جی مین کہتا ہی
او مرجان خداوند نے جو کہا ہی تو کہنے دو میری خود اُسپر جان جاتی ہی مین اُسکو پاؤنگا

تو قبضہ کرونگا یہان کا ہیکو لاؤنگا لیکن جوش و خروش مین چلا تصویر خیالی لالہ زار کی
آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی لشکر والے پریشان تھے کہ مرجان آکر پہونچا بارگاہ
مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہنے لگا کہ یارو کسی سے ہوسکتا ہی کہ لالہ زار کو یہان
لاے کہ مین زبردستی وصل حاصل کرون ایک ساحر سے نیلم نیل پوش ہم سردار و
ہم عیار ہی اُسنے عرض کی کہ اے شہنشاہ مین جاکر اُسکو لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے نکلا
صورت بدل کے لشکر بادشاہ مین آیا ٹہلتا ہوا پشت بارگاہ لالہ زار پر پہونچا اور
جوڑی خنجر کی پکڑ کے نقب کھودنے لگا جہرہ نقب کا بارگاہ لالہ زار مین توڑا دیکھا
لالہ زار سو رہی ہی کھڑے ہو کر سحر کیا لالہ زار سوتی تھی بیہوش ہوگئی نیلم نے پشتارہ
باندھا لالہ زار کو لے نکلا لیے ہوے جاتا ہی قضاے کار طلاے پر بلکہ شورش بھی
اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا
نیلم بھاگا شورش نے پیچھا کیا جب کنارے پر لشکر کے نیلم پہونچا تو اُسنے پکار کر آواز
دی کہ یارو مجھے بچاؤ مین لالہ زار کو لایا ہون شورش نے میرا پیچھا کیا ہی چند ساحر
دوڑے شورش نے جو دیکھا کہ اور بھی ساحر آتے ہین گلے سے ہار اُتار کر پھینک مارا
سب ساحر گھبرا گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

بند نقاب عارض دلدار توڑیے — باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے
دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے — بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے
سینے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا — لازم ہی بال مرغ گرفتار توڑیے
مرغ ترانہ سنج ہون اُس بوستان کا مین — خون جگر بہاؤن اگر خار توڑیے
اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب — پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے
قید اک صید زندہ ہی زلف سیاہ یار — ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے
عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ — ٹکرائے وہ جو سر کو تو کہسار توڑیے
بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے — اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے
انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے — شیشہ شراب کا تو نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہی آنکھون کو اشتیاق	بند نقاب کو سر بازار توڑ دیے
سودائے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو	جبتک نہ خوب پائے خریدار توڑ دیے
نامرد آسمان سے گوارا ہی کسکو جنگ	آتش سپر کو چیر دیے تلوار توڑ دیے

یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے شورش کے آئے شورش نے اُن سب سے کہا نیلم کو
پکڑ لاؤ نیلم نے جو پشتارہ زمین پر رکھا برقع چہرے سے ہٹا جمال جہان آرا جسکا شورش
بیقرار ہوگئی کہتی تھی اوبیجا غضب کیا تھا کہ ملکہ لالہ زار کو لے نکلا نیلم مقابلہ شورش مین
آیا آکر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار گولے چلے کہ شورش نے جھولی
سے ایک پتلی نکالی کہا ای دلفگار نیلم کو لینا پہلو سے ایک نازنین پیدا ہوئی نیلم کے
قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای نیلم باغ مراد مین چلیگا نیلم نے مسکرا کر کہا ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان تیرا تابعدار ہون جہان کہو وہان چلون مین تو خود مشتاق تھا
کہ کچھ حکم دو تو بجا لاؤن اُس نازنین نے نیلم کا ہاتھ تھام لیا طرف صحرا کے لیگئی شورش
نے لالہ زار کو ہوشیار کیا لالہ زار نے اُٹھتے ہی دو تین گولے لشکر پر مارے کہ کئی ہزار
ساحر مرے لشکر مین ہنگامہ ہوا مرجان پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کُھلی باہر نکل آیا دیکھا
دونون معشوقان پری چہرہ کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین لالہ زار کو دیکھکر پکارا ای جانجہان
جی چاہتا ہی تیرے گرد پھرون خاک پا تیری لیکر توتیائے چشم بناؤن لالہ زار کو بہت
ناگوار ہوا خنجر کمر مین لگا تھا نکالکر پھینک مارا خنجر سر پر پڑا کہ سر مرجان کا زخمی ہوگیا
لالہ زار نے چاہا دوسرا سحر کرون مرجان بھاگ کر بارگاہ مین گھس گیا ساحرون سے
کہا پلٹ آؤ ساحر پلٹ آئے ملکہ شورش لالہ زار کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئی بادشاہ بیدار
ہوے تھے خبر سُنکر ارادہ تھا کہ سوار ہون کہ شورش حاضر ہوئی عرض کی آپ کے اقبال
سے لالہ زار کو رہا کیا لالہ زار نے بھی شکریہ شورش ادا کیا تمام ساحرون مین غُل ہی
کہ آج شورش نے بڑا کمال کیا لالہ زار کو لشکر مین سے رہا کر کے لائی ورنہ نیلم بارگاہ
مین مرجان کی پہونچ ہی چکا تھا بادشاہ نے فرمایا ای شورش حقیقت مین تمنے بڑی
جرأت کی مگر نیلم کو کہان بھیجدیا شورش نے کہا اسی صحرا مین باغ مراد ہی دلفگار اُسکو

وہان لیگئی ابتو قید ہو گیا ہوگا اُسکی رہائی غیر ممکن ہی جب اِس کنیز کو کوئی قتل کرے تب
اُسکی رہائی ہو یا خود کنیز رہا کرے بادشاہ نے فرمایا ای شورش وہ ساحر بیگناہ ہی مرجان
کے حکم سے آیا تھا تمسے ہوسکے تو اُسکو رہا کردو شورش نے اُسیوقت دوسری پُتلی جھولی
سے نکالی اُس سے کہا ولفگار کو بُلا لا وہ پُتلی گئی باغ مراد مین آکر دیکھا کہ نیلم جادو
پاس اُسی معشوقہ کے بیٹھا ہی شراب خواری کر رہا ہی اُس پُتلی نے جاکر پیغام دیا کہ تمکو
ملکہ شورش نے بُلایا ہی یہ سُنکر نیلم اُٹھا وہ پُتلی بھی ہمراہ ہوئی ولفگار بھی ساتھ ساتھ ہی
مگر نیلم اُسکے شمع رُخ پر پروانہ ہی جمال جہان آرا دیکھ رہا ہی آکے دربار مین شورش کے
پہونچا اُس معشوقہ نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم اِسکو عمر بھر دام فریب سے
نہ نکلنے دیتی آپ کا حکم نہ تھا ورنہ ابتک قتل کر ڈالتی شورش نے کہا اب رخصت ہو
وہ نازنین زمین پر گر پڑی وہی فولاد کی پُتلی بنی شورش نے اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا
اب نیلم کو ہوش آیا دربار کو دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت شاہی پر ہین ایک طرف ملکہ
لالہ زار دوسری جانب سیماب گرد تیسری سمت مہتاب نامدار چوتھی طرف کہرام
مرقع دربار تصاویر سرداران سے معمور ہی کمیدان رسالدار خوش بیٹھے ہین اور جام
ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی نیلم جاہ و جلال بادشاہی
دیکھکر قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار مین مطیع ہون بادشاہ نے پشت پر اُسکی ہاتھ رکھا
نیلم نے دست بستہ عرض کی مین چاہتا ہون کہ حاضر خدمت رہون اور فیض خدمت
حاصل کرون بادشاہ نے قاعدۂ اِسلام اُسکو تعلیم کیے اب نیلم بادشاہ کی خدمت مین
رہکر اطاعت کرنے لگا سردارون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو بقراط کو ایک نامہ
لکھیے اگر وہ آپ کی اطاعت کرے تو طلسم پر آپ کا قبضہ ہو بادشاہ نے سب سردارون
کی صلاح سے بقراط کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بقراط ثانی بعنایت پروردگار
ہمنے یہ شان و شوکت پیدا کی ساحرون مین لالہ زار و شورش اور غیر ساحرون مین
سیماب گرد مالک طلسم مجنون کہ حکیم زبردست تھا اُس طلسم کو توڑا خزانہ بے حساب
حاصل ہوا اور نقش سحر کش میرے پاس موجود ہی جسوقت لشکر کشی کرونگا اُسوقت

قصر ہشت پہل کو آکر فتح کرلونگا یہ نامہ نیلم جادو کو دیا کہ جاکر بقراط کے ہاتھ مین دینا نیلم نامہ لیکر روانہ ہوا لشکر مین بقراط کے جو پہونچا ہر ایک ساحر پوچھنے لگا کہ اے نیلم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نیلم جادو نے جواب دیا کہ مین مطیع بادشاہ اسلام ہوا آج وہ سامان اُنکے پاس موجود ہے کہ ہر ایک کے پاس ہونا غیر ممکن ہے جسوقت لشکر کشی کرینگے بقراط کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا مین نامہ لیکر آیا ہون سرداروں نے جاکر بقراط سے عرض کی کہ نیلم جادو نامہ سعد بن قباد کا لیکر آیا ہے امیدوار باریابی ہے بقراط ثانی شراب کے نشے مین مست بیٹھا ہے حکم دیا بلالو نیلم سامنے آیا بقراط کو سلام نہ کیا بقراط نے برہم ہوکر کہا اے نیلم تو میرا بندہ رہا بادشاہ کی اطاعت کرکے ایسا مغرور ہوا کہ ہمکو سلام نہین کرتا نیلم نے کہا اے بقراط مین برائے مناظرہ نہین آیا ہون نامہ لایا ہون وہ پڑھکر جواب دیجیے یہ کہکے نامہ پیش کیا بقراط نے سنا مضمون سے آگاہ ہوکر بہت جھلایا اور لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ نیلم سے کہا تم جاؤ ہم فوج روانہ کرتے ہین۔ نیلم جادو رخصت ہوکر طرف بادشاہ کے چلا بقراط نے پکارکر آواز دی اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ برائے مقابلہ بادشاہ اسلام جائے نقش سحر کش اُن سے چھین لے اور سب کو گرفتار کرکے لائے سلطان تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اس رنگ سے جاؤن کہ لشکر تباہ کردون اکیلے کو بھگاکر گرفتار کرلون نقش سحر کش اُنسے لیلون بہ ذلت گرفتار کرکے لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا کہ جسقدر فوج چاہو ہمراہ لو ستر ہزار فوج سلطان کے ساتھ کی اب سلطان شکار کھیلتا ہوا چلا سلطان کے جانے کے بعد بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہے شاہزادیان یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رخ
خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہے وہ رخ

پھوڑے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے
آئنے سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رخ

سامری چشم فسونگر کی فسون سازی سے
لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رخ

سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرو نسے اپنے
ترے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رخ

کو لنسا اُس مین تکلف نہین پاتے ہر چند
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہو وہ رُخ

کو لنسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہی اُسکا
خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہو وہ رُخ

تا کجا شرح کرون حُسن کی اُسکے آتش
مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہو وہ رخ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بقراط لیٹتے مین مست بیٹھا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا بقراط نے دیکھکر کہا کہ ملکہ لیلاے وشت نشین آتی ہین کہ ابر آکر پھٹا اُس مین سے ایک ساحرہ نہایت حسین پیدا ہوئی بقراط کو آکر سجدہ کیا بقراط نے پوچھا اے ملکہ لیلاے وشت نشین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا لیلا نے کہا یا خداوند مین نے سُنا کہ چہار جانب سے آپ پر چڑھائی ہی جسکو حکم ہو اُسکو جاکر تباہ کرون بقراط ثانی نے کہا فی الحال بادشاہ لشکر اسلام کی بڑی شورش ہی ابھی نامہ آیا تھا مجھسے وہ اطاعت کے خواہان ہین مین نے جواب جنگ دیا سلطان تاجدار گیا ہی تم بھی اُسکی مدد کو جاؤ لیلا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اِس دھوم سے روانہ ہوئی مگر اسباب شکار بھی سب ہمراہ درست ہی یہ بھی شکار کھیلتی ہوئی جاتی ہو گر لشکر کو حکم دیدیا ہو کہ فلان منزل پر آنا شام کو اُس مقام پر آکر اُترتی ہی مصروف عیش و نشاط رہتی ہی صبح کو پھر روانہ منزل مقصود ہوتی ہی سلطان تاجدار ایک منزل پر پہونچا لشکر کو اُس مقام پر اُتارا اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر براے شکار چلا اِدھر سے لیلا شکار کھیلتی ہوئی جاتی تھی اُدھر سے سلطان جاتا تھا سلطان نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھاکر چوکڑی بھرتا ہوا جاتا تھا پیچھے پیچھے سلطان گھوڑا اُڑاے ہوے تیر بھر کمان مین جوڑے ہوے جاتا ہی اتفاقاً وہ آہو سامنے لیلا کے پہونچا لیلا نے اُسکو شکار کر لیا سلطان آکر جھلایا کہا میرے شکار کو کیون شکار کیا ملکہ لیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان نے کلائی تھام کے اُٹھا لیا بند نقاب جو ٹوٹا جمال جہان آرا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا ہاتھ جو کانپا لیلا چھوٹ کر زمین پر گری بند نقاب درست کرکے پھر گھوڑے پر سوار ہوئی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگئی مگر سلطان جو بیہوشی حُسن لیلا سونگھکر گرا تھا اسکو بعد تھوڑے عرصے کے ہوش آیا

اب جو اُٹھا بیقرار و اشکبار نعرہ ہاے آہ کھینچتا ہوا ساتھ والے آئے اُنھون نے جو بیقرار دیکھا سلطان کو ہوادار پر سوار کر کے لشکر مین لاے لیکن سلطان کو قرار نہین ٹھنڈی سانسین کھینچ رہا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ کیون اے بادشاہ کچھ حال تو کہیے کیا رنج اُٹھایا کیا معرکہ گذرا سلطان کہتا ہی یارو کیا بیان کرون فلک مجھپر ٹوٹ پڑا ہین کیا بتاؤن ساتھ والے سمجھا کر دربارگاہ پہ لاے کرسی پر لا کر بٹھایا ہر چند کہ سامنے صحراے سبزہ زار ہی مگر اِسکی آنکھون مین خار ہی ہر نخل کو دیکھکر قد محبوب یاد کرتا ہی یاد مین عارض رنگین کی فریاد کرتا ہی بیقرار و اشکبار نہایت بیچین ہی کہتا ہی یارو کیا کرون کیا کہکے دل کو صبر دون دم بدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہاے کیا غضب ہو گیا میرے بیہوش ہونے نے یہ پریشان کیا رات تڑپ تڑپ کے کٹی ہی ہوا تو یہ کیفیت ہی نظم

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو پس و پیش ہوا ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہی قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھاے نہین لطف بیان کا

منھ تمنے شب وصل مین کسواسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہی کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو
اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونیکا مجھسے
بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اِس سنگ گران کا

پرسان جو ترے حسن کا عالم مین ہی تجھسے
مشتاق ہی موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

ہر وقت کی بک بک سے خموشی ہی ہوئی ہی
کیا شعر کہون قافیہ ہی تنگ زبان کا

غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہی ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے
کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچے مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جنان کا

بے مثل ہو یکتا ہی جو تصویر ہی اُسکی
کھینچا ہوا یہ کسکا مرقع ہی جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا
جنت مین نہ نکلیگا جواب اُسکے مکان کا

لطف دو جہان ہی رخ پر نور مین تیرے
چہرہ ہی پری کا تو بدن حور جنان کا

جانبر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اول مین مرض ہی خفقان کا

بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اُسکے
انجام قیامت ہی جہانِ گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان چھپے آتش
اب اپنی غزلخوانی ہی غل برگ خزان کا

مصاحبون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین معشوقہ کو آپ کی تلاش کرینگے اور حضور سے ملاوینگے اِس سوچ مین سلطان بیٹھا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی لشکر لیلا کو دیکھا کہ بڑے ساز و سامان سے آتا ہی کہ خود تخت پر سوار زلفین چہرے پر آراستہ گرد کنیزین گھیرے ہوے سلطان نے جو جمال جہان آرا ے ملکہ دیکھا مصاحبون سے کہا کہ یارو یہ وہی معشوق پریچہرہ ہی ذرا نگاہ اُٹھا کے دیکھو تو فردا این است کہ دل بردہ و کُشت ست لیسی راہ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ہا کیون صاحبو کیونکر بے قرار نہ ہون صورت زیبا دیکھو کس جاہ و جلال سے آتی ہی کیا رعنائی و زیبائی ہی سب نے عرض کی دیکھیے لشکر کا وہ بھی اِسی صحرا مین اُترتی ہی جو معلوم ہوا کہ لشکر سلطان اِسی مقام پر اُترا ہی اُترکے بارگاہ درست کرائی اندر بارگاہ کے داخل ہوئی سلطان تو انتہا کا بیقرار ہو رہا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پشت مرکب پر سوار ہوا مرکب کو ٹہلاتا ہوا لشکر معشوقہ مین لایا کنیزان لیلا کو جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا اور پوچھنے لگا کہ ملکۂ عالم کہان ہین سب نے کہا دربار مین تشریف رکھتی ہین سلطان گھوڑے سے اُترکر بارگاہ لیلا مین آیا لیلا کو تخت پر پایا جھک کر سلام کیا عرض کی اِی شہنشاہ خوبی و اِی سرو باغ محبوبی آپ کو معلوم ہوگا کہ صحرا مین مجھسے بے ادبی ہوئی تھی معاف کرانے آیا ہون امیدوار ہون کہ معاف فرما کر میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے سامان عیش و جشن مہیا ہی آپ کے تشریک ہونے سے اور رونق ہو گی لیلا ایک بدمزاج معشوقہ ہی اِسنے دیکھکر کہا اِی سلطان اپنے ہوش مین آؤ مین برائے تباہی بادشاہ اسلام چلی ہون وہین تم بھی آنا جو تمسے ہو سکے وہ تم کرنا جو مجھسے ہو سکیگا وہ مین کروگی کوشش کرونگی خداوند نے ایسا حکم دیا کہ مین جاتے ہی لشکر شاہ تباہ کر دونگی سلطان ہاتھ باندھنے لگا منتین کرتا ہی کہتا ہی کہ اِی ملکۂ عالم یہ رات مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹی ہی کسیطرح سحر نہ ہوتی تھی آٹھ پہر یہ اشعار

قمر ورد زبان رہے نظم

انکھین وہ پھوٹ جائین نہ دیکھین جو روئے یار — کر ہون وہ گوش جو نہ سُنین گفتگوے یار
گھر بار ہمنے چھوڑ کے کی جستجو سے یار — اب تک مگر ہمین نہ ملی راہ کوے یار
برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا — اِسکی گواہ رہیو تو اے خاک کوے یار
رگ رگ مین ہو محبت دلبر بھری ہوئی — کسطرح میرے جسم سے آئے نہ بوے یار
آگاہ اِس بہار سے ہین رہروان عشق — ہو جادۂ بہشت برین راہ کوے یار
جیتے جی یہ لباس رہا ہی جسم زار کا — مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو اے قمر — اِس آئینہ مین صاف نظر آیا روے یار

یہ اشعار جو سلطان نے پڑھے لیلا نے بگڑ کے جواب دیا کہ کیون دیوانے ہوئے ہو اپنے ہوش مین آؤ کیا خانگی کسبی بنایا ہی یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسکو نکالدو فورًا کنیزون نے ہاتھ پکڑ کے سلطان کو نکالدیا سلطان سر جھکائے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھکر رونے لگا کہنا تھا یار و معشوق نے نہ قبول کیا اب مین کیا تدبیر کرون مصاحبون نے کہا حضور آپ نے تو غضب کیا کہ جاتے ہی سارا حال کہدیا انھون نے درست فرمایا کہ کیا خانگی کسبی بنایا ہی پہلے رسم پیدا کیجیے جب تسخیر ہوجائے تب حال دل کہیے سلطان نے کہا مین کیا کرون دل میرا قابو مین نہین ہی اپنی تو یہ نوبت ہی کہ راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کیونکر صبر کرون دن بھر اِسی حال مین سلطان کو گذرا کہ کھانا بھی اِسنے نہ کھایا رات کو لیٹے لیٹے اِسنے سوچا کہ چلکر اُٹھا لاؤن اپنی بارگاہ مین لاکر راضی کرونگا یہ سوچکر اُٹھا طرف لشکر لیلا کے چلا چھپا ہوا جاتا ہی لشکر مین آیا سحر کر کے بارگاہ مین پہونچا لیلا پڑی سو رہی تھی اِسنے سحر کر کے بیہوش کیا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اپنی بارگاہ مین لاکر مسند پر بٹھایا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا لیلا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اِس حال زار مین پایا سلطان سامنے بیٹھا ہی ہاتھ باندھے ہوے کہہ رہا ہی مین تابعدار ہون اے لیلا مجھے قبول کرو مجنون نہ بناؤ لیلا یہ سُنکر دل مین سوچی کہ اگر سرکشی کرتی ہون تو ایسا نہ ہو کہ یہ حیا بہ بدی پیش آئے یا عصمت پر ہاتھ ڈالدے

تو باعث خرابی ہو یہ سوچکر کہا ای سلطان اگر معشوق قرار دیتا ہی تو اس حال سے کیون رکھا
کہ زبان مین سوزن ہاتھ پانوٗن سحر سے بیکار کر دیے چاہیے کہ زبان سے ہماری سوزن
نکال سحر اُتار جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی یہ سنکر سلطان نہال ہو گیا جی مین کہتا ہی اب
معشوق راضی ہوئی راہ پر آئی بہ تعجیل زبان سے سوزن نکالی ہاتھ پانوٗن کا جو سحر تھا وہ
اُتارا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لیلا تڑپ کر اُٹھی کہا او ناہنجار بد کردار چاہتا ہی کہ
عصمت پر ہاتھ ڈالون اب جو ہو سکے وہ کر یہ کہکے سحر کیا کہ زمین ہلنے لگی اہل لشکر مین ہلڑ
ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران زمین کانپ رہی ہی کچھ نکلکر تدبیر کیجیے یہ سنکر سلطان باہر نکلا
دیکھا کئی ہزار ساحر سر نگون پڑے ہین اور کئی سو مر گئے اور کئی سو تڑپ رہے ہین سلطان
نے اگر سحر اُتارا اگر لیلا جسپر گرتی ہی اُسکے دو ٹکڑے کر دیتی ہی ہر چند سلطان روکتا ہی مگر
نہین رُک سکتی مثل برق تڑپ رہی ہی ہنگامہ ڈالدیا ساحر بھاگتے پھرتے ہین لیکن
سلطان حتی المقدور روک رہا ہی بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی مگر یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو معشوق
کے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ پڑے یکایک صحرا سے گرد اُڑی قبقاب تاجدار جوان
حسین وجمیل بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اِستے دور سے دیکھکر لیلا کو پہچانا کہ ایک
لشکر گران لیلا کو گھیرے ہوے ہی سلطان کو نہین جانتا آتے ہی للکارا کہ او بیحیا یہ تونے
کیا غضب کیا ایک شاہزادی کو کل لشکر نے گھیرا ہی تجھکو شرم نہین آتی ایسا نہ ہو باعث
خرابی ہو پلٹ کر سلطان دیکھنے لگا حیران تھا کہ یہ کہان سے آیا اِسکی مشکین باندھکر
سامنے خداوند کے لیجاؤنگا یہ سنتے ہی ملکہ لیلا نے گجرہ پھولونکا ہاتھ سے اُتارا خبردار
خبردار کہکے پھینک مارا کئی سو جوان جھومنے لگے گریبان پھاڑے خاک منھ پر ملی
بصد جوش وخروش پکارتے پھرتے تھے نظم

ای محتسب ظروف مئے ارغوان نہ لوٹ　　جبرا نہ لے لے پیر مغان کی دکان نہ لوٹ
آنکھین لڑا نہ یون لب و دندان یار سے　　ای جوہری یہ لعل و گہر کی دکان نہ لوٹ
آوارہ فصل گل مین نہ کر عندلیب کو　　ای باغبان برائے خدا آشیان نہ لوٹ
پھولون کے توڑنے کا نہ گلچین کو حکم دے　　للہ یہ بہار چمن باغبان نہ لوٹ

رورو کے اب خزان سے یہ کہتی ہین بلبلین — للہ تو بہار گل بوستان نہ لوٹ
شکوہ زبان سے نکلے نہ ظالم ترا کہین — مجھکو ستا کے صبر دل ناتوان نہ لوٹ
بلبل کے حال زار پہ لازم ہی تجھکو رحم — کیا فائدہ بہار چمن ای خزان نہ لوٹ
جوبن دکھا دکھا کے نہ بے صبر کر مجھے — میرے متاع دل کو تو ای جان جان نہ لوٹ
دینا پڑیگا روز قیامت تجھے حساب — نعمت کے دونون وقت مزے ای زبان نہ لوٹ
ای زلف یار ہوش و قرار و خرد نہ لے — سطوت کا دل ہوا ہی ترا مہمان نہ لوٹ

کچھ لوگ بھاگے **قبقاب تاجدار** نے قریب **لیلا** کے آکر کہا ای ملکۂ عالم باعث فساد کیا ہی **لیلا** نے کہا ای **قبقاب تاجدار** مین کیا بیان کرون اس بیحیا نے ناحق کا جبر کیا ہی مجھپر عاشق ہوا ہی لشکر سے گرفتار کرلایا تھا مگر مین نے اپنے کو رہا کرایا اور یہ منظور تھا کہ ڈوب کر مرجاؤن تم عین وقت پر آگئے تمھارے آنے سے تسکین حاصل ہوئی تقویت دل ہوئی **قبقاب** نے بہت محبت سے کہا ای ملکۂ عالم یہ بیحیا جھک مارتا ہی کوئی زبردستی کرتا ہی یہ کہکے دونون نے ملکر حملہ کیا **سلطان تاجدار** زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا **لیلا** نے ایسے حملے کیے کہ **سلطان تاجدار** طرف صحرا کے بھاگ گیا بارگاہین خیمے اسکے لوٹ لیے ہرچند کہ **قبقاب تاجدار** دل مین بہت بیقرار ہی صورت زیبا بہ حسرت دیکھ رہا ہی مگر کچھ کہتا نہین جب لڑائی فتح ہوچکی تو استقبال کرکے ملکہ کو بارگاہ مین لایا تخت اپنا خالی کردیا کہا اِسپر آکے بیٹھیے **لیلا** آکر تخت پر بیٹھی **قبقاب** خدمت کرنے لگا جام اپنے ہاتھ سے دیتا ہی خاک پا لیکر آنکھون سے لگا لیتا ہی **لیلا** کو خدمتگزاری **قبقاب** کی بہت پسند آئی جی مین کہتی ہی کہ یہ جوان بھی حسین ہی بہت تکلف سے پیش آرہا ہی کنیزون سے اشارہ کرتا ہی کہ باعزاز خدمت کرو کسی طرح کی ملکہ کو تکلیف نہ پہونچنے پائے کنیزین ہر مرتبہ سامنے آتی ہین خدمتگزاری کررہی ہین گلابیان شراب کی لاکے آگے رکھی ہین کشتیان کباب کی سامنے حاضر ہین گائنین خوش آواز باکرشمہ و ناز رقص کررہی ہین ملکہ خوش بیٹھی ہی جی مین کہتی ہی حقیقت مین **قبقاب** بڑے لطف سے پیش آیا جبر وظلم کا نام نہین **لیلا** کو بھی تسکین ہی کہ یہ ہماری رضا سے پر رہیگا لیکن

سلطان جو بھاگا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا قبقاب تاجدار نے میری معشوقہ کو چھین لیا بقراط یہ سُنکر بہت جھلایا پکار کر آواز دی پیروانزجادو کہان ہی ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بقراط نے کہا ای پیروانز جاؤ اور جاکر لیلا کو لاؤ خبردار چھوڑنا نہین یہ سُنکر طائر اُڑتا ہوا چلا مگر قبقاب کئی دن سے لیلا کی خدمت کر رہا ہی لیلا ابھی آمادہ ہی کہ اگر یہ بعجز سوال کریگا تو اِسکو قبول کرونگی تین دن گذرے اُسی جنگل مین لشکر اُترا ہوا ہی چوتھے دن بیٹھا تھا کہ ہاہو کی صدائین کان مین آئین آسمان پر شعلۂ آتش چمکے اِسنے ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی ای شہریار بادشاہ اسلام مقابلۂ مرجان مین اُترے ہوے تھے مرجان نے کئی مرتبہ شکستین کھائین مگر مقابلے سے نہین ہٹا آج بادشاہ نے قصد کیا مرجان نے بڑھکر روکا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مرجان بھاگا ہوا آتا ہی بادشاہ تعاقب نہین چھوڑتے وہی ہنگامہ بلند ہی سحر چل رہا ہی کس زور و شور سے ساحر لڑ رہے ہین مگر بادشاہ کے ساتھ جادوگرنیان بلاے روزگار ہین ملکہ لالہ زار و شوررش ایسے سحر کر رہی ہین کہ ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا مگر لڑ رہے ہین قبقاب نے کہا ای ملکہ لیلا اگر تمھاری خوشی ہو تو چلکر مرجان کی مدد کرین لیلا نے کہا چلو ہم بھی اِسیواسطے آئے ہین کہ لشکر بادشاہ تباہ کرین یہ کہکر قبقاب سوار ہوا لیلا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ساٹھ ہزار کا لشکر سب کے ساتھ حربہاے سحر موجود بجز تنگ بجز تنگ کرتے ہوے چلے یہان سحر و لشکر لڑ رہے ہین مرجان کیسے کیسے سحر کرتا ہی مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی لالہ زار و شوررش نے جب بڑھکر گولہ مارا اوس بین کے سر اُڑ گئے بعض بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہی انسانکو	لحد مین پاس رکھدیتے ہین دو افتادہ دندانکو
جلا دیتی ہی اپنی گرم رفتاری بیابان کو	کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلانکو
بہار آئی ہی دیوانو چلو سیر بیابان کو	گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو
روا ہی عاشقونکو اپنے معشوقونکی دلداری	محبت سے محبت ہوتی ہی انسانسے انسانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہے
ترا مُنھ دیکھکر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا
نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
تری درگاہ کے ذرہ لٹتے ہو جب سامنا ہوتا
فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہے
فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر

کہا ہو توڑ تو لو گے نہ تم سیب زنخدان کو
مسلمان ہون بجا لاتا ہون تعظیم قرآن کو
سکندر تشنہ رہجائے پیے خضر آب حیوان کو
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہو زندان کو
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

یہ ہنگامہ تھا کہ قبقاب آکر پہونچا ایک طرف سے لیلا دوسری جانب سے قبقاب
دونون نے آکر لشکر اسلام پر سحر کیے مرجان سے قبقاب نے آواز دیکر کہا ای مرجان
نہ گھبرانا مین آپہونچا دم بھر مین لشکر تباہ کر دونگا مرجان یا تو بھاگا ہوا آتا تھا لیکن
قبقاب نے اسکو مضبوط کیا پھر ٹھہر کر لڑنے لگا لیلا نے چاہا بڑھون بادشاہ اسلام
پر جا پڑون اُدھر سے شورش آتی تھی اُسنے پکار کر پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارون نے
خبر دی کہ قبقاب و لیلا سے دشت نشین برائے مدد آگئین یہ سُنکر شورش نے
چاہا کہ پلٹون خدمت مین بادشاہ کی جاؤن اور عرض کرون کہ حضور سنبھلکر لڑین ملکہ
لیلا نے للکارا کہ بی شورش کہان جاتی ہو خوب اپنے بزرگونکا نام روشن کیا سب جگہ
یہی مشہور ہی کہ بی شورش مسلمان ہو گئین تمھارے بزرگون کے نام پر سب ساحر
طعنہ دیتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بادشاہ اسلام ایسے خوبصورت ہین کہ بی شورش
جوش عشق مین مسلمان ہو گئین یہ حالات سُنکر شورش پلٹی کہ سامنے سے لیلا چلی
آتی تھی لیلا نے شورش پر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین ردو قدح ہونے
لگی ساحرون نے جو دیکھا کہ شورش و لیلا سے مقابلہ پڑ گیا دور سے تماشہ دیکھ رہے
ہین ہر ایک کا قول ہو کہ شورش بلاے روزگار ہو وہ لیلا کے سحر کو کب مانیگی لیلا کو
قتل کر ڈالیگی یا سحر مین پھنسا کر کہین بھیجدیگی مگر لیلا نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسم
سحر کا پڑھکر پھینک ماری شورش نے اُنگلی کو چاک کر کے خون اپنا ہتیلی پر لے لیا
جیسے ہی وہ کارد سامنے آئی ہاتھ بڑھا کر کہا لے یہ بھوگ اپنا کھا لے کارد ہاتھ پر گری

خون کا قطرہ پی کر طرف لیلا کے پلٹی لیلا ہر چند دستکین دیتی ہی اور چاہتی ہی کارد کو پلٹاؤن مگر ممکن نہین ہوتا آخر کارد آکر گری شانہ لیلا کا نشانہ ہوا ادہر قبقاب ردِ سحر کر رہا ہی جب شورش سحر کرتی ہی تو قبقاب اُس سحر کو دفع کر دیتا ہی ایک مقام پر لیلا نے کچھ سحر کیا ملکہ شورش نے دستک دی کہ درخت جنبش مین آ گئے تھے کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اُس طائر نے مثل الِنسان کے آواز دی کہ ای لیلا چلو تمکو خداوند نے بلایا ہی کئی مرتبہ اُس طائر نے آواز دی لیلا کچھ متوجہ نہ ہوئی آخر طائر نے پر پھیلاے منقار کھولی اور پکار اُٹھا ای لیلاے دشت نشین یہ اشعار آتش کے ہین اِنکو سُن لو ایسا نہ ہو کہ تمکو یقین نہ آئے سب کا یہی قول ہی

نظم

آرزو ہی مجھے سجدے سحر و شام کرین — ہمہ تن ہو گے زبان وردِ ترا نام کرین
مرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین — خود بھی رسوا نہ ہون مجھکو بھی نہ بدنام کرین
گریۂ شادی مینا سے ہی ظاہر ہوتا — حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین
کوچۂ یار کا ہین پانوُن ارادہ رکھتے — کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین
منھ لیسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو — پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین
مست رکھتی ہی تری گردش مست ای ساقی — وہ نہین ہم کہ جو تجھسے طلب جام کرین
دل مین جز یاد خدا کفر بتون کا ہی خیال — خلوت خاص کو کیا بار گہ عام کرین
اکنظر حسن رخ و زلف و جبین کو دکھلاے — پھر مہ و مہر سے گشتی سحر و شام کرین
شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین — نیند آئی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین
بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اِتنا جھوٹھ — قصد بھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

لیلا طرف طائر کے متوجہ ہو گئی اِن اشعار کو بگوش ہوش سننے لگی طائر نے یہ اشعار پڑھے لیلا سے آنکھین ملائین تڑپ کر گرا اور پنجے مین لیلا کو دبا لیا لیکر بلند ہوا آواز دی منم فرستادۂ خداوند بقراط ثانی یہ آواز دیکر طائر تو غائب ہوا لیلاے دشت نشین کو لیگیا مگر مرجان کے قریب قبقاب کھڑا تھا قبقاب نے جو دیکھا کہ لیلا کو طائر لے گیا بے اختیار رونے لگا مرجان نے پوچھا ای قبقاب کیا ہوا کہا ای مرجان تمھاری

جو بد دکی قدرت کو ناگوار ہوا طائر آکر ہیر سے ہوش اُڑ اگیا لیلا کو اُٹھا کر لیگیا مرجان نے
کہا خدمت خداوندین تمکو لے چلینگے معشوق دلوا دینگے کوئی جبر اُسپر نہ ہونے پائیگا یہ سُنکر
قبقاب نے کہا مین نے سُنا ہی کہ تو نے شکست کھائی پھر بادشاہ سے کیون لڑتا ہی اور
کسواسطے مقابلہ کرتا ہی مرجان نے کہا اگر تمکو ناگوار ہو تو چلے جاؤ مجھسے تکرار نہ کرو ورنہ ایک
ہاتھ تلوار کا مار دونگا قبقاب نے کہا کیا مجال اگر تلوار مارو تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین
بادشاہ کی خدمت مین جاؤنگا وہ معین و مددگار ہر ایک شخص کے ہین یقین ہی کہ میری
بھی مدد کرین اور معشوق دلوا دین تو کس شمار مین ہو اور کس قطار مین ہی مرجان نے
ہاتھ تلوار کا مارا قبقاب نے روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ مرجان زخمی ہوا قبقاب
نے چاہا سر کاٹ لون ہمراہیان مرجان ٹوٹ پڑے قبقاب مجمع مین لڑنے لگا مرجان
تو نکلگیا مگر اہل فوج مرجان چاہتے ہین کہ قبقاب کو مار لین سامنے لڑتی ہوئی ملکہ
لالہ زار آتی تھی قبقاب پکار اُٹھا اے ملکۂ عالم مجھکو بچائیے مین نے مرجان کو شکست
دی وہ تو بھاگ کر نکلگیا مگر افسرون نے مجھے گھیرا ہی یہ سُنکر لالہ زار نے بڑھکر موتیونکا
مالا مارا اور یہ آواز دی کہ دیوانے ہو جاؤ کئی سو ساحرون کے سر پر موتی گرے جسکے
سر پر موتی گرا وہ پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ہم تو تابعدار ہین اپنا تو یہ حال ہی نظم

گو یہ غم ہی کہ وہ حبیب نہین — پھر خوشی ہی کوئی رقیب نہین
کیون نہ ہو طفل اشک آوارہ — کہ معلم نہین ادیب نہین
کل تصور مین آئی جو شب گور — شب فرقت سے وہ مہیب نہین
ہی سواری کے ساتھ فریادی — کوئی اور آپ کا رقیب نہین
مدتو نسے یہ جانتا ہون مین — وحشت غربت مین مین غریب نہین
مجھسے اے دل خدا تو ہی اقرب — غم نہین وہ اگر قریب نہین
جان کیونکر بچیگی فرقت مین — ہین عدو سیکڑون حبیب نہین
زندگانی مرض ہی موت شفا — جز اجل کوئی اب طبیب نہین
جیتے جی پاؤن دوست کا دیدار — ناسخ ایسے مرے نصیب نہین

یہ اشعار پڑھتے ہوے ساحر تو الگ ہوے قبقاب ہمراہ لالہ زار کے ہو گیا کہتا ہی کہ مجھکو قدمون پر بادشاہ کے گرا دیجیے تھوڑے ہی عرصے مین ملازمان مرجان بھاگ گئے بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے لباس فاخرہ تبدیل کیا کہ فریاد فریاد کی صدا آئی قبقاب آکر پہونچا قدمون سے بادشاہ کے لپٹ گیا کہا اے شہریار اقرار کرتا ہون کہ بدل اطاعتِ حضور کرونگا مگر میری معشوق کو لقراط نے بلوا لیا چاہتا ہون کہ معشوق میری مجھکو ملے یہ کہکے زار زار رونے لگا بادشاہ نے اشک اُسکے پاک کیے فرمایا اے لالہ زار و شورش اِسکی فکر کرو کہ لیلا اِسکو ملے لالہ زار فوراً اُٹھی کہا کہ کنیز جاتی ہی اگر راہ مین کہین پا گئی تو فوراً لاتی ہون اگر پروانہ نکلگیا تو قصر ہشت پہل مین اپنے کو پہونچاؤنگی وہانسے لیلا کو لاؤنگی بادشاہ نے فرمایا اے لالہ زار ایسا نہ کرو مناسب یہ ہی کہ ہم فیروزہ کو روانہ کرتے ہین یہ خبر مفصل لائیگا اگر مناسب ہوگا تو تمکو روانہ کرینگے لالہ زار تو سر جھکا کے بیٹھ گئی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ جاکر مفصل خبر لاؤ کہ لیلا پر کیا گذری فیروزہ بن عمرو اُسی وقت اسباب عیاری ذات پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہ تو پھرتا ہوا جاتا ہی مگر پروانہ جادو جو لیلاے وحشت نشین کو لیکر چلا راہ مین جمال بیمثال ملکہ جو دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا چاہتا ہی اِس سے وصل حاصل کرون آخر کوہ دخان پر آکر اُتر پڑا لیلا کو ہوشیار کیا مگر زبان مین سوزن دے دی ہی منتین کر رہا ہی کہ اے شہنشاہ ملک خوبی و اے غنچۂ نو دمیدۂ ریاض محبوبی مجھے خداوند نے حکم دیا ہی کہ لیلا کو لاکر قتل کرو مگر مین یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ تمکو بچاؤن خاتون محل قرار دون ہمیشہ خدمتگزاری مین رہون یہ سُنکر لیلا نے تیور بدلے اِشارے سے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی پروانہ رونے لگا کہا اے شہنشاہ حسن و جمال و اے ماہ آسمان کمال مقام افسوس ہی

نظم

قہر ہی ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین	ہاے وہ بزم مین اغیار کا دل شاد کرین
ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین	اِسطرح سے دل ناشاد کو اب شاد کرین
ضعف ہی اُٹھ بھی تو سکتا نہین مین دیوانہ	طوق و زنجیر کو تیار نہ حداد کرین

فرد عشاق کو وہ دیکھ رہے ہین یارب | کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
قفسون مین جو کرین نالۂ پرورد اسیر | پھر یہ ممکن ہو کہ صیاد نہ آزاد کرین
ہون وہ بلبل جو پھڑک کر ہون رہا دام سے مین | قید پھندے مین مجھے گیسوِ صیاد کرین
شعر مین نے کوئی بیتابی دل کا جو پڑھا | بولے وہ آپ ذرا پھر اِسے ارشاد کرین
حسرتین آرزوئین دل مین ہمارے ہون مقیم | گھر ہی مدت سے یہ اُجڑا ہوا آباد کرین
سیکڑون دوست گئے ملک عدم اے سطوت | کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

لیلا نے منھ پھیر کر کہا اے پرواز جو قدرت نے حکم دیا ہو اُسکو بجا لا ایسا نہو کہ تجھپر تیرے خداوند کا غضب نازل ہو پرواز رونے لگا منتین کرتا ہو کہ اے لیلا مجھکو قبول کرو ورنہ اپنی جان دونگا یہ کہکے قدمون پر گر پڑا اگر لیلا جھڑکیان دے رہی ہو کہ صحرا سے گانیکی آواز آئی سر اُٹھا کر پرواز نے دیکھا کہ ایک گوئیے کا لڑکا بانکے کے کپڑے پہنے ہوے زرور و بنا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین سر ہلاتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو پرواز نے جو لڑکے کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی میان صاحبزادے ذرا یہان تشریف لاؤ لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا جب پرواز نے کئی بار کہا اور لڑکے نے نہ سُنا آخر خود پہاڑ سے اُتر آیا آکر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ پر لایا لڑکے نے کہا مجھکو جانے دیجیے میری مزدوری کا وقت ہو باپ میرے بلقند خان کوٹھے سے گر پڑے اُنکا کولہ اُتر گیا اب گھر کا خرچ کھانے پینے کا میرے ذمے ہی روز بھٹی پر جاتا ہون چار آنے ملجاتے ہین ماں میری دروازے پر انتظار کرتی ہوگی کپڑے رنگین جب وہ پہنتی ہین بہت اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ صاحب کون ہین کہ جنکو قید کیا ہی پرواز نے کہا یہ میری معشوقہ ہی تم ایسا گاؤ کہ یہ راضی ہو جاے لڑکے نے کہا ایسا گاؤن کہ دل آپ کا بہلاؤن اور خوب آپ کو بھی راضی کرون جب پرواز نے بہت کہا تو لڑکے نے گنگنا کر ڈفلی بجائی اور یہ اشعار گائے نظم

بعد مرون دفن کر دینا وہین مجھ زار کو | غیرت جنت سمجھتا ہون مین کوے یار کو
بند اُسنے کر دیا کیون روزن دیوار کو | جھانکتے دیکھا ہو شاید طالب دیدار کو

اب تو اے بے رحم جلوہ اِک نظر دکھلا مجھے — کب سے مین عاشق تڑپتا ہون ترے دیدار کو
کہ رہی ہین یہ خزان مین آہ کر کے بلبلین — بد نظر گلچین کی آخر کھا گئی گلزار کو
تو نہ آیا ایک دن بھر عیادت او مسیح — لوگ آکر دیکھہ جاتے ہین ترے بیمار کو
او ستمگر کیا ہمارے خون کا پیاسا ہی تو — دیکھتے ہین ہم جو لب کھولے ہوے سوفار کو
تیرے سمجھانے سے واعظ ترک کرنیکا نہین — ہی نہایت عشق بنت رز سے مجھہ میخوار کو
اُس سے جا کر کوئی کہہ آئے خدا کیواسطے — ای مسیحا جا کے دم بھر دیکھہ آ بیمار کو
ہاے قد بوٹا سا پھر جاتا ہی انکھون مین مری — ہجر مین جب یاد کرتا ہون خرام یار کو
عشق مین میری پریشانی اِسی سے بڑھ گئی — چھو لیا تھا مین نے اِکدن گیسوِ دلدار کو
قہر ہی سطوت کہ اعدا کربلا سے شام تک — پا پیادہ لیگئے ہین عابد بیمار کو

لڑکے نے اِسطرح یہ اشعار گاے کہ پروانہ خوش ہو گیا روپیہ نکالکر دیا کہا میان صاحبزادے اور گاؤ لڑکے نے روپیہ پھینکدیا کہا یہ چینی کا ٹکڑا مین نہ لونگا امان نے سمجھا دیا ہی مین پیسہ یا چیز لیتا ہون اِسوقت تک دو چار کو زبان شراب کی پی چکا ہوتا آپ نے مجھکو ناحق ٹھہرالیا پروانہ نے کہا مین شراب تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکے دوڑتا ہوا گیا لوٹے مین شراب لایا لڑکے نے جام بھرا کہا حضور نوش فرمایئے پروانہ بے اندیشۂ انجام جام پیگیا جانتا ہی کہ یہ لڑکا بھولا ہی ایسا نہ ہو آزردہ ہو جاے جام پیتے ہی آنکھون مین سرور آیا کہا صاحبزادے دیکھتے ہو قدرت آئے ہین لڑکے نے کہا قدرت کو بھی بلائیے پروانہ اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اب فیروزہ نے نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ سر پروانہ کا اڑ گیا زبان سے لیلا کی سوزن نکالی لیلا نے ہاتھ فیروزہ کے چوم لیے کہا ای فیروزہ بڑا کام کیا ہے بدل و جان اطاعت دین اسلام قبول کی فیروزہ لیلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ قبقاب بھی مطیع اسلام ہوا یہان قبقاب پریشان ہو رہا تھا بادشاہ سمجھا رہے تھے کہ ای قبقاب نہ گھبراؤ انشاءالله اگر لیلا کو قصر ہشت پہل مین بھی لیگیا ہو تو وہان سے رہا کر کے لاؤنگا کہ ہر کار و نے

خبر دی کہ لیلا اور فیروزہ آتے ہین قبقاب برائے استقبال دوڑا استقبال کرکے لیلا کو لایا لیلا آتے ہی قدمون پر بادشاہ کے گری کہا کنیز حضور کے ساتھ ہی طرف قصر ہشت پہل کے چلیے بادشاہ نے سردارون کو حکم دیا تیاری ہونے لگی بادشاہ کا ارادہ ہی کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین خزانہ بےحساب ساتھ ہی وردیان نئی تقسیم کراہین بادشاہ تیاری مین مصروف ہین کہ طرف قصر ہشت پہل کے جاوین کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا حکیم آغاز مصری سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ صرف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق — کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
گلابی اٹھا ساقی سیمبر — نہ ہو حال الفت سے دل بیخبر
اٹھا اے ساقی سیمبر لاجواب — کہ آتا ہو بستر پہ ہر وقت خواب
یہ سن کے ساقی ہوا خوش مزاج — رکھا سر پہ جوش محبت کا تاج
رخ صاف پر تھی جو اسکے نقاب — اٹھائی تو رخ ہو گیا بے حجاب
وہ عارض صفائی مین ہین آئنہ — کہ روح سکندر کو سمجھا سے نہ
وہ گیسوئے مشکین معنبر سواد — کہ سنبل کرے اسکو ہر وقت یاد
وہ زلف سیہ ہی کہ دام بلا — جسے دیکھکر دل پریشان ہوا
نگاہین جو اک بار باہم ہوئین — دل غمزدہ پر سنانین چلین
اشارون سے عاشق کو پہچان کیا — کہ مقتول عاشق ہوا برملا
نگہ ہی کہ ہی خنجر آبدار — لکھون ابروے صاحب کو ذوالفقار
سراپا مین اس یار محبوب کے — یہ تغمے ہین معشوق مطلوب کے
شکم ہی کہ تختی ہی بلور کی + — ہو یا شمع مومی ہی کافور کی +
کمر ہی عدم مثل میم عدم — پشیمان و مضطر ہی میرا قلم

وہ ساق بلورین مصفا ہوئی — بنا حسن کی جس سے قایم ہوئی
ترا نقش پا تاج سر ہو رقم + ترے پاے نازک کی مجھکو قسم +
یہ کہتا ہی کلک جلالت شعار — کہ ہو تاج فرق و سر افتخار
لکھ ای کلک شیرین رقم صاف صاف — کرین ناظرین اب قمر کو معاف

+ چہرہ غازیان غزوات وشیرین بیان وطی کنندگان مراحل امتحان اِس داستان شوکت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت رقم + چنان کلک را
مینماید بہم + صاحبقران زمان کا قصد ہی کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ فوجین
صاحبقران کی آکر پہونچین صاحبقران نے سب کو ساتھ لیا طرف قصر ہشت پہل
کے کوچ کیا خواجہ عمرو بھی عین وقت پر آگئے یہ بھی ہمراہ ہوے حال نور الدہر وسعد
شہریار بیان کیا کہ دونون جوان بہ شوکت تمام طرف قصر ہشت پہل کے آتے ہین
صاحبقران نے کوچ کیا تیسری منزل پر آکر اُترے ہین صحراے سبزہ نزار ونواح دلکشا
طائرون کی اُچھل کود ہی سامان قدرت معبود ہی صاحبقران شب کو اُس صحرا مین رہے
صبح کو جو اُٹھے خواجہ سے فرمایا آفتابہ پانی کا لاؤ مین طاعت پروردگار بجالاؤن خواجہ
نے آفتابہ پانی کا لاکر موجود کیا امیر نے وضو کیا روبقبلہ ہو کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ
ہوے براے فرحت چہار جانب ٹہلنے لگے نظر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ
سر راہ حائل ہی صاحبقران زمان نے بہ صلاح سرداران تہمتن قریب کوہ آکر اسم
اعظم پڑھکر ہاتھ رکھا پہاڑ شق ہوا دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ سامان حرب سے
آراستہ ہی صاحبقران نے فرمایا کیون ای ملکہ گلگو نہ اِس قلعے کا کون حاکم ہی گلگو نہ
نے عرض کی حضور یہ قلعہ حکیم آغا زمصری کا ہی عجائب وغرائب سے معمور ہی امیر نے
فرمایا ای ملکہ اِس قلعے کا فتح کرنا مجھکو ضرور ہی گلگو نہ نے پھر عرض کی کہ حضور یہ مقام عجب
ہی بے نظیر ہی اس قلعے تک نہ پہونچ سکیے گا صاحبقران نے نہ مانا فرمایا مین ابھی
جاکر فتح کرتا ہون صاحبقران زمان فوراً اپنے اشقر پر سوار ہوے طرف قلعے کے
چلے جون جون صاحبقران آگے جانب قلعہ بڑھتے جاتے پیچ قلعہ پیچھے ہٹتا جاتا

گلگونہ نے کیسے کیسے سحر کیے آگ بھی برسائی دریا بھی بنایا مگر صاحبقران قریب قلعے کے نہ پہونچ سکے امیر نے اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا ایک دناٹا ہوا قلعہ دور ہٹ گیا ہرچند امیر نے تابہ قلعہ جانا چاہا مگر نہ جا سکے آغاز مصری نے جو قلعے سے یہ سب معرکہ دیکھا ایک مشت خاک لیکر اڑا دی غبار نے قلعے کو گھیر لیا صاحبقران شام کو تھک کر اپنے مقام پر واپس آئے پشت مرکب سے اُترے آغاز مصری قلعے سے اُتر کر اپنے قصر مین آئے دختر بلند اختر انکی ملکہ سلماے گوہر پوش ہر اُسنے پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج امیر نے ارادہ کیا تھا کہ قلعہ لیلین قلعے تک آئے یا نہین حکیم نے جواب دیا بڑی کوشش کی اور دن بھر رہر وی ہوئی آخر تھک کر اُتر پڑے دس برس تک بھی قلعے تک نہ آسکین گے سلما نے کہا ای والد تا مدار اس دق کرنے سے کیا نفع ہوگا حکیم نے جواب دیا منظور یہ ہو کہ اپنے عجائب و غرائب اُنپر ظاہر کرون جب جی چاہیگا اُنکو جا کر لے آؤنگا قلعے مین آکر جشن کرین مصروف عیش و نشاط ہون یہ تو گمان دل سے نکلجاے کہ جب چاہونگا فتح کر لونگا سلما نے کہا اگر آپ حکم دیجیے تو مین جاؤن اور اُنکو قریب قلعے کے لے آؤن حکیم نے کہا ای نور نظر مین یہ چاہتا ہون کہ تمھارا اعزاز و اکرام اُنپر ظاہر ہو سلما نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا مگر جسوقت سے کہ صاحبقران سامنے قلعے کے آکر اُترے ہین دل یہی چاہتا ہو کہ جا کر شریک جلسہ ہون خواجہ عمرو الیسا علم موسیقی کا کامل و اکمل دربار مین موجود ہو اُسکو بھی سنون حکیم نے کہا ای نور نظر مین قصر عجائب مین جاتا ہون تم اِسی قصر مین رہنا خبردار جنبش نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان قریب قلعے کے آجائین یہ کہکے حکیم تو قصر عجائب مین گئے سامان عجائب و غرائب ملاحظہ فرما رہے ہین چند طائر چند تصویرین گلی سامنے رکھی ہین اُنمین سے ایک تصویر دل پذیر بصورت سلماے گوہر پوش تھی قہقہہ مار کر ہنسی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

دکھا جو سیر چمن ہو گے مہربان صیاد
سُناؤن تجھکو نئی روز داستان صیاد

قفس مین بند نکر خود ہون ناتوان صیاد
پنہا دے مجھکو رگِ گل کی بیڑیان صیاد

جو تو رہا بھی کرے اُڑ کے جا نہین سکتا
یہ ہجر گل مین ہوا ہون مین ناتوان صیاد

وہ خفتہ بخت ہون جیسے قفس مین بند ہوا
کبھی نہ خواب مین کی سیر بوستان صیاد

قفس مین بدھیان بچھو تو نکی رکھین لالاکر
ہوا جو مجھپہ کبھی روز مہربان صیاد

اسی کی فکر ہے صحبت برار ہو کیونکر یہ
بُرا مزاج مرا اور بدزبان صیاد

پھنسا نا بادام مین تفرقہ پڑنے مری لاکر
وگرنہ تو مجھے پاتا بھلا کہان صیاد

تجھے بھی ایسا ہی بے خانمان خدا کردے
چھڑایا جیسے مرا تو نے آشیان صیاد

گل عذار سے عاشق ہون دام زلف مین قید
مین تیرے پاس سے جاؤنگا اب کہان صیاد

کبھی نہ بھول کے گلشن کی سیر دکھلائی
نہ ایک روز ہوا مجھپہ مہربان صیاد

یقین ہے سنتے ہی فورًا ٹپک پڑین آنسو
بیان جو تجھسے کرون غم کی داستان صیاد

چمن مین لے نہین چلتا تو گل ہی لاکے سنگھا
قفس مین اور کوئی دم ہون میہمان صیاد

وہ عندلیب ہین بیان چمن بہار مین ہم
کہ قدردان ہوئے گلچین نگاہبان صیاد

چمن دکھادیا فصل بہار مین سطوت
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

یہ اشعار سُنکر حکیم کو خیال ہوا کہ سلمائے گوہر پوش ضرور جاگیگی کہا ہو تصویر سلما تجھسے ہوسکتا ہو کہ جاکر سلما کو روکے وہ تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ حضور کی لاڈلی صاحبزادی ہین میرے روکے سے نہ رکین گی اُنھین کی ذات سے آفت برپا ہوگی مگر چونکہ حکیم صاحب خوب سمجھا گئے تھے دوپہر رات گئے تک سلما نے اپنے کو روکا مگر جب آدھی رات ہوگئی تو وہ بیقرار ہوئی کہ مجمع سے کنیزون کے اُٹھی سب نے پوچھا کہ حضور کیا ارادہ ہے سلما نے کہا کچھ حال نہ پوچھو میرے کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی آواز آتی ہے طبیعت خود بخود گھبراتی ہے ہرچند کہ قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہے مگر مین کیا کرون کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اور طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہان وہ وقت ہے کہ صاحبقران زمان دربار مین تشریف رکھتے ہین خواجہ عمرو سامنے بیٹھے گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے مگر صاحبقران ملول و حزین بیٹھے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ کیون اے گلگونہ اِس قلعہ تک کیونکر پہونچین گے گلگونہ نے عرض کی اے شہریار یہ مقام شعبدہ ہے اسکی شکست

دشوار ہی یقین ہو کہ حکیم آغاز مصری خود برائے استقبال آئین اور حضور کو لیجائین یا مدد غیبی ہو تب حضور کا قلعے مین داخلہ ہو سلما نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گلگونہ کو دیکھکر بہت رشک ہوا زلف عنبرین پر ہاتھہ ڈالا ایک بال توڑ کر اُسکو جنبش دی وہ موے زلف بشکل زنجیر طلائی ہو گیا اُس زنجیر کو لٹکایا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زنجیر آسمان سے اُتری گلگونہ کی مشکین بندھ گئین زنجیر طرف آسمان کے لے چلی امیر نے اُٹھکر ہاتھہ تیغہ عقرب کا مارا کہ زنجیر کٹی ایک قہقہے کی آواز کان مین آئی امیر نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بالاے ہوا ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہنس رہی ہی دُرج دہان جو کھلتا ہی برق دندان خرمن ہوش وحواس کو جلا دیتی ہی صاحبقران بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے او ر پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ سلما نے جو یہ سُنا فوراً طاؤس سے اُتر آئی قریب صاحبقران کے آکر بیٹھی عرض کی اے شہریار آپ کیون منتشر ہین صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم آج مین نے دن بھر رہروی کی مگر قلعے تک نہ پہونچ سکا یہی انتشار ہی کہ یہان کے حکیم کو بڑا غرور ہی سلما نے کہا کل آپ خود تکلیف فرمایئے مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی باغ نسترن اس صحرا سے آگے ہی وہان آپ تشریف لایئے تو مین گل مراد آپ کو دون اُسکو ہاتھ مین لیکر تشریف لیجایئے قلعے مین یقین ہی کہ پہونچیے گا اور حکیم صاحب خود استقبال کرینگے صاحبقران سے یہ وعدہ کرکے سلما تو روانہ ہو گئین مگر صبح کو صاحبقران نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب پہ سوار ہوے طرف باغ نسترن کے چلے راہ مین صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ایسے ملے کہ صاحبقران اُسکی سیر مین مصروف رہے جب آفتاب غروب ہو گیا تو اُن جنگلون سے نکلے سامنے باغ دکھائی دیا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی کئی سو کنیزین دروازے پہ کھڑی ہین جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے وہ کنیزین براے استقبال بڑھین صاحبقران کو گھوڑے سے اُتارا جب صاحبقران قریب در باغ پہونچے تو اُن کنیزون نے عرض کی کہ حضور آہستہ آہستہ آوین ہم لوگ جاکر ملکہ سے اطلاع کرین

یقین ہی ہمارے استقبال حضور آئین یہ کہکے خواصین اندر گئین صاحبقران در باغ پر
ٹھہرے جب عرصہ گذرا اور کوئی استقبال کو نہ آیا تو صاحبقران اندر باغ کے داخل
ہوے دیکھا باغ پُر بہار ہی طائر ونکی پکار گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا چمن ہاے طولانی شگفتہ سبزہ بیدار شہفتہ امیر تماشا دیکھتے ہوے وسط
باغ مین پہونچے دیکھا ملکہ سلما مسند پر بیٹھی ہین کنیزین کچھ عرض کر رہی ہین سلما نے جو
صاحبقران کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھین امیر کا استقبال کیا لاکے مسند پر بٹھایا اور
آپ پہلو مین بیٹھین پوچھا اے شہریار آج آپ دن بھر آوارہ رہے بڑی تکلیف اٹھائی
صاحبقران نے فرمایا ایسا صحرا ے سبزہ زار ملا کہ اُسکے تماشے مین تمام دن گذرا
ملکہ نے کہا انشاءاللہ مین قریب نخل مراد آپ کو لیچلونگی گل مراد آپ توڑ لیجیے گا وہی
آپ کے کام آئیگا صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون ملکۂ عالم وہ نخل کہان ہی سلما نے
عرض کی پہلو مین اِس باغ کے دوسرا باغ ہی اُسمین وہ نخل ہی بعد سال بھر کے ایک
گل شگفتہ پیدا ہوتا ہی سات دن قایم رہتا ہی پھر مرجھا کر گر جاتا ہی لہذا ایک شب
اور باقی ہی کہ وہان حضور کو پہونچنا چاہیے امیر وعدہ فرما رہے ہین کہ پہلوے باغ
سے ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ کیون او گیسو بریدہ تو نے اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا
نہ مانا اب یہ بھی مجال ہی کہ گل مراد دلواوے اگر عمر بھر صاحبقران کوشش کرینگے تو بھی
گل مراد تک نہ پہونچینگے امیر نے حیران ہو کر نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ وہی حکیم کہ جو
بالاے قلعہ کھڑا تھا وہ نعرے کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا اے شہریار میرے
قبلہ وکعبہ آگئے کسی دراندازنے خبر پہونچا دی یہ کہکے پہلوے صاحبقران سے
اُٹھنے لگی کنیزین طرف گوشۂ باغ کے بھاگین مگر وہ حکیم للکارتا ہوا قریب امیر کے
آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ناموس مین ہمارے رخنہ اندازی کی اِس گیسو
بریدہ نے غضب کیا کہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوا ہم تو خود جانتے تھے کہ فتح
تمھاری تقدیر مین ہی مگر اسکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا قاعدے کے خلاف کیا اسی مین
بہتر ہی کہ اپنے لشکر مین جائیے آپ کو باغ مراد سے کیا کام ہی یہ جو پکار کر اُس

حکیم نے کہا امیر تلوار ٹیک کر اُٹھے حکیم نے ہنسکر کہا یہ جرأت آپ کی مجھپر نہ چلیگی امیر نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس حکیم کے دو ٹکڑے ہوے امیر نے للکار کر اپنا نعرہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا البتہ شمشیر چار ٭
یکے تیغ صمصام و قمقام نام یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بہ کافران از جہان پاک کرد سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ صاحبقران سے سب سردار چونک پڑے صاحبقران نے جب آنکھین کھولین
دیکھا کہ مین اپنے لشکر مین کھڑا ہون تمام سردار گرد ہین عمرو نے آکر پوچھا کیون شہریار
آپ نے نعرہ کیون کیا امیر نے فرمایا خواجہ مین تو باغ سلما مین تھا حکیم میرے ہاتھ
سے مارا گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو لشکر مین پایا سب سردارون نے عرض کی سامنے
قلعہ ہی بلوہ کر دیجیے پھاٹک توڑ ڈالین گے قلعے مین چلکر اُس حکیم سے سمجھ لیجیے وہ شمشیر زنی
ہو کہ زبان تیر و کلہٗ ثمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو وہ حکیم بھی جانتے کہ امیر
سے مقابلہ کرکے کیا نفع حاصل ہوا یہ ذکر تھا کہ قلعے پر ایک طائر اُڑتا ہوا آیا ایک نخل
پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُسکے زمزمے سے یہ آواز آتی تھی

نظم

یاس وہ طفل نوسوار نہین نور آنکھون مین جز غبار نہین
اُسنے لکھا ہو اپنے ہاتھ سے خط قاصدا مجھکو اعتبار نہین
کیا ہی قاصد نے کی ہو خاطر جمع کیون دلا آج انتشار نہین
آمد آمد ہو خود مسافر کی ٭ مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل نرم پتھر مین بھی شرار نہین
گرچہ جبری نہین ہو نہین لیکن کچھ محبت پہ اختیار نہین
گویا قید حکم ہے لیکن خلوت دل مین مجھکو بار نہین
غیر رگ ہاے جسم زار یہان اے جنون پیرہن کا تار نہین
حد سے کیون بڑھکے کرتے ہین زخمی تیرے ابرو ہین ذو الفقار نہین
مثل شبنم جو آگیا ہو عرق بار سے اُس گل کو اب بخار نہین

خرش جو آئے تری ترش روئی
ایسا اپنا مزاج حار نہین
دل مین کرتا ضرور کوئی خلش
بہ وہ گل ہی کہ جسمین خار نہین
عاشق زلف تھا سو میرے لیے
گور مین بھی عذاب مار نہین
دو شبون مین ہی جلوہ گر اک روز
دونون زلفون مین روی یار نہین
ہوے یے نور دیدۂ ناسخ
ہاے وہ گرد رہگذار نہین

جیسے ہی اُس طائر نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوے لندھور نے ہاتھی کو ہولا مالک نے ماد یان کو بڑھایا عرب اور ہندی آپس مین تکرارین کرتے ہوے ہندی چاہتے ہین کہ ہم بڑھجائین عرب کہتے ہین ہمارے سامنے ان تیلی دال کھانے والون کی کیا حقیقت ہی کہ جو آگے بڑھسین گے الیاس ہندی عیار لندھور آتا تھا طرف مالک کے اور عرب وراز عیار مالک آتا تھا طرف لندھور کے عرب وراز نے الیاس کو جھڑک دیا کہ او عیار ہندوستانی آگے نہ بڑھنا الیاس نے کہا کیون تیری شامتین آئی ہین عرب وراز نے نیچہ مارا الیاس کا سر زخمی ہوا سب ہندی بگڑ گئے تلوارین کھینچکر عربون پر جا پڑے مالک نے مادیان کو بڑھایا لندھور پر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز اُٹھایا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریار اگر ہمتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + نعرۂ لندھور کی صدا صاحبقران نے سُنی پلٹ کے دیکھا کہ لندھور نے دودستی گرز اُٹھایا نعرہ کیا کہ اے لندھور خبردار دودستی گرز نہ مارنا اور مالک قریب لندھور کھڑے ہین فرماتے ہین اے لندھور قسم ہی تجھکو سر صاحبقران کی کہ دودستی گرز لگا دیکھ کسطرح روکتا ہون تجھکو یہ دعوی ہی کہ گرزخوری و مُردی اسکا نام ہی ہرچند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور قسم سر صاحبقران سُنکر ایسا غصے مین تھا کہ امیر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا گرز مار دیا مالک نے گرز کو گرز پر روکا امیر نے دور سے دیکھا کہ مالک کے ہاتھ سے گرز چھوٹا سر پر پڑا کہ مالک گھوڑے سے گرا زمین پر

تڑپنے لگا صاحبقران اشقر کو مہمیز کر کے پلٹے گھوڑے سے اُترے مالک کو اُٹھایا تو دیکھا سر مالک کا پھوٹ گیا بھیجا الگ پڑا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے لندھور یہ کیا ستم کیا بابان ہاتھ ہیرا تو توڑ ڈالا مالک ایسا شخص مارا گیا مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار کھینچی لندھور نے عرض کی مین کیا حضور سے باہر ہون یہ کہکے گرز اُٹھایا صاحبقران نے فرمایا او ہندی بہتی خور مجھکو کیا سمجھا ہی لندھور نے گرز مار دیا صاحبقران نے گرز کو گرز سام بن نریمان پر روکا تڑاقے کی آواز ہوئی امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر دو دستی گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا مگر لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر گرا سر پر پڑا کہ لندھور مثل مالک کے گرا بھیجا نکلگیا ہاتھی طرف صحرا کے بھاگا ہندیون نے شور گریہ و زاری بلند کیا کہ یا صاحبقران آپ نے غضب کیا کہ ہمارے سردار کو مار ڈالا ہم سب بدلہ لین گے آپ کو قتل کرینگے ہم بے سردار کے ہوگئے تمام ہندیون پر عرب بگڑ گئے کہ ہم اپنے افسر کا بدلہ لین گے کیا زندہ چھوڑین گے اب امیر حیران کھڑے ہین لاشۂ لندھور و مالک پڑا ہی ہندی و عرب آپس مین لڑ رہے ہین لاشے گرنے لگے دریا ے خون جاری ہوا صاحبقران ہرچند منع کرتے ہین مگر کوئی نہین مانتا آپس مین لڑ رہے ہین اُدھر فرامرز عاد مغربی مرکب کو مہمیز کیے ہوے آتا تھا دوسری طرف سے جمہور آتا تھا کہ جمہور نے کہا او مغربی بیچے مرکب کو آہستہ سے دوڑا ہمپر گرد پڑتی ہی فرامرز نے جواب دیا تم اپنا گھوڑا ہٹا کر چلو جمہور تبر زرین کھینچکر جا پڑا فرامرز نے ہاتھ تلوار کا مارا جمہور نے روک کر تبر مارا ہرکارون نے بڑھکر امیر کو خبر دی کہ سارے لشکر مین بلوہ ہوگیا لندھور و مالک کا مارے جانا ایسا نہین ہی وہ دیکھیے فرامرز و جمہور لڑ رہے ہین امیر گھوڑا بڑھا کر قریب جمہور کے آئے فرامرز کو للکارا کہ او فرامرز یہ کیا کرتا ہی فرامرز نے کچھ نہ سُنا اس کن سے تیغہ مارا کہ جمہور کا سر زخمی ہوا جمہور نے تبر مار دیا فرامرز بھی زخمی ہوا اب جو امیر نے سر اُٹھایا دیکھا کہ کل دست راستی و چپی آپس مین لڑ رہے ہین امیر گھوڑا اُڑا کر انکے قریب جاتے ہین ہرچند منع کرتے ہین کوئی نہین سُنتا مختصر یہ کہ دن سارا اسی معرکہ مین گذرا

جب افسر اعلیٰ آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہاے ضیاء و شعاع میدان چرخ زبرجدی سے قلعۂ مغرب مین گیا تب یہ لوگ اُسکے صاحبقران نے دیکھا کہ اہل فوج اپنے اپنے افسرون کا لاشہ اُٹھا رہے ہین صاحبقران سب کے ساتھ ہوے ایک صحرا مین آکر قبرین کُھدنے لگین سب نے اپنے اپنے افسرون کو دفن کیا صاحبقران زبان ہر ایک کی قبر پر جاتے ہین اور بیقرار ہوکر فرماتے ہین کہ یارو تم سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا اب ایسے سردار مجھکو کہان ملین گے کیونکر غنچۂ آرزو کھلین گے تم وہ لوگ ہو کہ ہمیشہ عیش و راحت مین بسر کی آج اس گوشۂ تنہائی مین آرام کروگے مین کیا کہکے تمکو روؤن عمر بھر میرا ساتھ دیا اس ضعیفی مین ساتھ چھوڑا اگر ساتھ والون نے صاحبقران کو منت کر کے قبرون سے اُٹھوایا کہا اے شہریار چلیے انجام یہی ہونا تھا صاحبقران روتے ہوے پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے یاد ملکہ سلما کی جو آئی بیقرار ہوکر یہ اشعار فرمانے لگے

نظم

دل کو لگا چکے ہین جو اُس سیمتن سے ہم
واقف ہوے ہین عشق و محبت کے فن سے ہم

اُس بت کا وصل ہوگا ہمین بھی کبھی نصیب
پوچھینگے آج جا کے کسی برہمن سے ہم

وہ رشک گل ہو پاس نہ ساقی نہ جام ہو
مانند غنچہ تنگ ہین سیر چمن سے ہم

ملجاے ہمکو جامۂ یوسف اگر کہین
بو سونگھکر بلائین ترے پیرہن سے ہم

پایا دہان یار کا اے جوہری اُگال
لاے ہین اِس عقیق کو ملک یمن سے ہم

آئی بہار خوب جوانی کا جوش ہے
دل کو لگائین جا کے کسی گلبدن سے ہم

گلچین کا ظلم دیکھ کے کہتی ہے عندلیب
یارب کدھر کو جائین نکلکے چمن سے ہم

اے شوخ بھولکر بھی نہ اب دینگے تجھکو دل
واقف ہوے ہین آج ترے مکر و فن سے ہم

میرے سوال وصل کا دیتا نہین جواب
اے کم سخن بتنگ ہین تیرے دہن سے ہم

خوشبوے زلف یار ہین دن رات سونگھتے
بہتر کہین سمجھتے ہین مشک ختن سے ہم

کیا خار کھا رہی ہے گلستان مین عندلیب
خوش ہین جو وصل دلبر گل پیرہن سے ہم

سطوت نجف مین ابکی جو پہونچا یگا خدا
آئین گے پھر نہ مرقد شاہ زمن سے ہم

عمرو نے آکر امیر کو سمجھایا عرض کی اے شہریار کیون آپ اسقدر بیقرار ہین صاحبقران نے
فرمایا کہ اول تو مجھپر یہ معرکہ گذرا کہ جملہ سردار میرے آپس مین لڑ بھڑ کر قتل ہوئے اب مین
ایسے سردار کہان پاؤنگا دوسرے یاد ملکہ سلمائے گوہرپوش عمرو نے کہا اے شہریار
آپ ناحق ملول و حزین ہین لندھور کو مین نے ابھی دیکھا کہ بارگاہ سے نکلے تھے برائے
رفع حاجت گئے ہین دوسری طرف سے **مالک** نکلے آپس مین دونون بہ محبت باتین
کررہے تھے کہتے تھے **صاحبقران** نے کیون دیر کی قلعے پر بلوہ نہین کرتے امیر نے
فرمایا خواجہ برائے خدا میرے رفیقون کو بلاؤ میرے دلپر چھری چل رہی ہے عمرو نے
جاکر **مالک** و لندھور سے کہا کہ آقا بہت بیقرار ہین چلو تم سب صاحبون کو بلایا ہے
لندھور و **مالک** و جمہور و فرامرز وغیرہ سب سردار **صاحبقران** کے آئے امیر نے
فرمایا یارو تمھارے واسطے مین بہت بیقرار تھا یہ کیا جہالت تھی کہ آپس مین لڑے
سب سردار ہنسنے لگے کہا اے شہریار ایسا نہ فرمائیے ہم لوگ تو اپنے اپنے خیمون مین
سوتے تھے ایسی بے ادبی ہمسے نہین ہوئی **صاحبقران** نے فرمایا مین نے سب کے
لاشے صحرا مین جاکر دفن کیے تم لوگ بالکل انکار کرتے ہو عمرو نے عرض کی کہ اے
شہریار یہ بھی شعبدہ حکیم **آغاز مصری** کا تھا کہ دن بھر آپ کو ملول و حزین رکھا یہ
سُنکر امیر نے فرمایا ایسی سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے سردارون نے عرض کی ایسے بزرگ
کے بارے مین کچھ نہ فرمائیے **صاحبقران** فرماتے ہین دیکھو تو یارو کیا شعبدہ اُسنے
دکھلایا ہے مین کل سے پریشان ہورہا ہون غم و الم کا سامنا ہے دیکھیے اب کیا ہو
جملہ سردار بیٹھے **صاحبقران** نے دربار برخاست کیا سردار رخصت ہو ہو کر امیر سے
اپنی اپنی بارگاہ مین گئے آپس مین جابجا یہی ذکر ہے کہ یارو دیکھو کیا معرکہ گذرا امیر
ہم سب کو متہم کرتے ہین ہم لوگ اپنی بارگاہ سے نہین نکلے ناحق کی تہمت ہے لیکن
صاحبقران چھپرکھٹ پر آکر بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے آنکھ بند ہوگئی جب
صاحبقران سوئے کسی نے جگا دیا امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا ملکہ سلما سامنے
کھڑی ہوئی عرض کررہی ہین کہ اے شہریار کیا بیان کرون اپنا تو یہ حال ہے **نظم**

سونگھے کبھی جو آکے مرے گلبدن کی بو
پھر عندلیب کو نہ خوش آئے چمن کی بو

آتی ہی مجھکو یاد جو اُس گلبدن کی بو
گلشن مین سونگھتا ہون گل یاسمن کی بو

مہکی جو باغ مین مرے غنچہ دہن کی بو
شرما گئی چمن مین گل نسترن کی بو

پھولون سے کام ہی نہ غرض عطر سے مجھے
مین روز سونگھتا ہون ترے پیرہن کی بو

کوچے مین اُسکے آکے ابھی آشیان بنائے
بلبل جو سونگھ لے مرے رشک چمن کی بو

بوسہ لیا جو مین نے معطر ہوا دماغ
بہتر ہی بوئے گل سے تمہارے دہن کی بو

ای یار آگئی تن بیجان مین میرے جان
آئی دماغ مین جو ترے پیرہن کی بو

سطوت خدا سے مانگتا ہون روز یہ دعا
پھر سونگھون جا کے مرقد شاہ زمن کی بو

یہ اشعار پڑھکر سلما نے کہا ای شہریار اُٹھیے یہ وقت ہی کہ گل مراد کھلا ہی بو سے اسکی تمام
باغ معطر ہو رہا ہی صاحبقران اُٹھے بارگاہ سے نکلے آگے آگے سلما پیچھے پیچھے امیر
دونون لشکر سے نکلکر صحرا مین جب پہونچے امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ
سلما ٹھہر گئین امیر نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای غنچۂ ریاض محبوبی ہم اب
بہت بیقرار ہین حکیم صاحب نے بہت شعبدے ہمارے ساتھ کیے سلما ہنسنے لگی
کہا ای شہریار آپ مجھے نہ چھوئیے ورنہ بہت پچھتائیے گا امیر نے جو بہ نگاہ غور دیکھا
ایک حبشن سامنے کھڑی ہنس رہی ہی امیر نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا تو کون ہی
وہ زنگن غرق زمین ہو گئی امیر لاحول پڑھتے ہوے بیٹھے بارگاہ مین آئے دیکھا
عمرو رو رہا ہی امیر نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ای شہریار مین نے
ابھی خواب دیکھا کہ نور الدہر آئے ہین مگر سر سے پا تک زخمی ہین مین نے پوچھا کیون
فرزند خیر تو ہی جواب دیا ای عم نامدار مین باغ مراد مین گیا تھا وہان تلوار چلی بڑے
بڑے پہلوان نگہبانان گل مراد ہین اگر آپ کچھ مدد کرین تو شاید وہ پھول ملے
مین چاہتا تھا کچھ تدبیر بتاؤن کہ آنکھ کھل گئی آپ کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ عجب
شعبدے ہین مجھکو ملکہ سلما اپنے ساتھ لیگئی تھین راہ مین جا کر جو بہ نگاہ غور دیکھا
تو ایک حبشن نہایت سیاہ فام بد انجام غرق زمین ہو کر غائب ہو گئی مین پلٹ آیا

تمکو اِس حال مین دیکھا اب مین کہو کیا کرون عمرو نے کہا نہ گھبرایئے انشاء اللہ تعالی اِن حکیم
کی فکر ہوگی ایسے پریشان ہون کہ سارے شعبدے کرنا بھول جائین ایک آواز آئی
کہ او ساربان زادے تیری کیا مجال ہو کہ ہمپر عیاری کرے عمرو خاموش ہو رہا اور کہا اے
شہریار آپ سُنتے ہین یہ حکیم بہت ہوشیار رہتا ہو دیکھیے کیا جواب دیتا ہو مگر اب مین اُنکی
تلاش مین نکلتا ہون امیر نے فرمایا خواجہ بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے خواجہ
بانہائے عیاری لگا کر بارگاہ سے نکلے طرف قلعے کے چلے میدان مین جاتے ہین کہ قلعہ
سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا خواجہ ایک درخت کے نیچے چھپ گئے وہ طائر صحرا مین ہر
طرف دوڑتا پھرتا ہو اور بہ شکل انسان کے آواز دیتا ہو کہ خواجہ عمرو کہان گئے خواجہ
گلیم اوڑھکر قریب اُس طائر کے آئے وہ طائر اپنے پرون کو تول کر اُڑ گیا حکیم آغاز مصری
قصر عجائب مین بیٹھے تھے طائر کو بھیجا تھا کہ عمرو کو پکڑ لاے وہ طائر پلٹ کر آیا مگر ہانپتا ہوا
کانپتا ہوا کہا جناب حکیم صاحب عمرو مجھکو نہین ملا خواجہ نے یہان تدبیر کی کہ آپ تو
گوشے مین ہو گئے ایک شخص کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنایا کہا میدان قلعہ
مین جا قلعے کو چوم کر چلا آ وہ جوان چلا یہان حکیم نے جو طائر کو مایوس پایا تصویرین
کاغذ کی سامنے موجود تھین ایک تصویر سے اِشارہ کیا کہ عمرو قریب قلعے کے پہونچ
چکا ہو اُسکو جا کر اُٹھا لا وہ تصویر چلی بالاے قلعہ سے دیکھا کہ میدان مین ایک شخص چلا آتا ہو
تصویر تڑپ کر گری ہم صورت عمرو کو اُٹھا لیگئی خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ میرے
ہم شبیہ کو ایک تصویر اُٹھا لیگئی خواجہ عمرو بقراط ثانی کی شکل بنے تخت زبرجدی پر
سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان حکیم نے دیکھا کہ عمرو گرفتار ہو آیا ہنسکر
کہا اِسی منھ پر دعوی عیاری کرتا تھا پکارکر آواز دی کہ اے نگہبان عمرو کو لیجا کر قصر تصویر
مین قید کرو اب مجھے اطمینان ہوا یہ کہکر قصر عجائب مین بیٹھا ہو اور راق شعبدہ دیکھ
رہا ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا بقراط ثانی تخت اُڑاے ہوے آتا ہو آغاز مصری
اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آیئے عمرو نے تخت اُتارا حکیم نے
بڑھکر ہاتھون کو بوسہ دیا کہا اِسوقت قدرت کیونکر تشریف لاے غلام نے انتظام

کر لیا کہ عمرو کو قصر تصویر مین بھیجا اب ارادہ ہی کہ عمرو کی صورت بنکر صاحبقران کو لاؤن
اسم اعظم سے کچھ نہ ہوگا سر کاٹ کر آپ کی خدمت مین بھیجونگا عمرو نے کہا ای حکیم صاحب
مجھکو خیال ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو قید سے چھوٹ جاے تو باعث خرابی ہو مین نے بھی جستجو
کی ہی حکیم نے کہا یا خداوند آپ تردد نہ فرمائیے اب رفتہ رفتہ طلسم کشا کی بھی تدبیر ہوگی
افسوس ہی کہ امیر کو اتبک میرا خوف نہین اپنے اسم اعظم پر بڑا گھمنڈ ہی چاہتے ہین کہ
قلعے مین داخل ہو جائین تمام عمر قلعے مین نہ آسکینگے علاوہ ان شعبدات کے کسی
ایسے عجائب مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر یاد کرین بقراط نقلی نے کہا مین خوب جانتا ہون
کہ تم جو تدبیر کروگے وہ ٹھیک پڑیگی لیکن مین تمھارے واسطے شراب شباب
لایا ہون ایک دو قطرے پیو جوان ہو جاؤگے شراب شباب کا نام سُنکر حکیم نے
کہا مناسب ہی کہ مجھکو دیجیے عمرو نے زنبیل سے ایک شیشی نکالی کہا ای آغا زمصری
یہ وہ شراب ہی کہ جسکو سامری و جمشید نے قصد کیا کہ ہم پیین اور اُنکو ممکن نہ ہوا مین
آج اُٹھا لایا کہ اپنے دوست صادق و حکیم موافق کو پلاؤن ہمیشہ جوان رہوگے
کبھی زوال نہ آئیگا نصف مین پیونگا نصف تمکو دیتا ہون یہ سُنکر حکیم بہت خوش ہوا
خواجہ نے نصف شراب تو آپ پی اور ہنسکر کہا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل
ہوئی رگین بڑھ رہی ہین آمد شباب کا تقاضا ہی حکیم نے کہا مجھکو بھی دیجیے خواجہ نے
شیشی منھ سے لگادی حکیم پی گیا جب پی چکا تو زانو پر ہاتھ مارنے لگا کہتا تھا کہ ای
عمرو تو نے غضب کیا کہ مجھکو شراب پلادی اب میرا عجیب حال ہی مگر جسواسطے تو نے
یہ مشقت اُٹھائی وہ آرزو پوری نہ ہوگی عمرو نے جھلا کر کہا او بے وقوف نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

جیسے ہی عمرو نے نعرہ کیا حکیم نے آواز دی کہ ای سریع السیر مجھکو بچانا آسمان سے ایک طائر تڑپ کر گرا عمرو نے چاہا جال الیاسی مار کر طائر کو بھی پکڑ لون مگر طائر نے اس جلدی مین اٹھایا کہ خواجہ جال نکالتے رہگئے تڑپ کے گرا اور حکیم کو اٹھا لیگیا خواجہ عمرو ناچار ہوکر رہگئے اُسی تخت پر سوار ہوے قصر عجائب سے نکلے راہ مین آواز آئی کہ او سارہ بان زادے تو نے غضب کیا کہ حکیم ایسے ہوشیار کو دھوکا دیا عمرو کے جو کان مین یہ آواز آئی تخت تو عمرو نے زنبیل مین رکھا آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوا دیکھا کہ آسمان سے آکر ایک طائر اُترا اور درخت پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز آتی تھی

نظم

پریشان ہین بلا مین پھنس گئے ہین ہاتھ ملتے ہین
گرفتاران دام زلف جانان کب نکلتے ہین

اُنھین دل کیون دیا اسیر کف افسوس ملتے ہین
رقیبون کو میسر وصل ہم فرقت مین جلتے ہین

صدا دیتے یہ ہم بازار الفت مین نکلتے ہین
کوئی معشوق لے بوسے دل اپنا بدلتے ہین

حسینان جہان افسوس دل عشاق کا لیکر
بڑے بیدرد ہین کس کس طرح تلووں سے ملتے ہین

دُکھے دل کو مرے اُس ترک نے ایسا دُکھایا ہے
کہ بیتابانہ ہر ہر بات پر آنسو نکلتے ہین

عدم کا شوق ہو اک دن گلا رکھدینگے ہم جاکر
کمر سے وہ لگا کر نیمچہ اکثر نکلتے ہین

گلے سے وہ لپٹ کر دیکھیے دیتے ہین کب تک جی
مرے دل کے خدا جانے یہ ارمان کب نکلتے ہین

کسی کمسن حسین کی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہے
مری آنکھون نے طفل اشک کیا گر گر نکلتے ہین

جفائین اُنکی وان حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہین
کہان تک ضبط اب یان بھی گلے منھ تک نکلتے ہین

ہمارے دل کی بیتابی بھی اک طرفہ قیامت ہے
اُلٹتا ہے زمانہ جب کبھی کروٹ بدلتے ہین

تمھاری چاند سی صورت جو ہمکو یاد آتی ہے
نہین پھر نیند آتی کروٹین شب بھر بدلتے ہین

غبار اُڑ اُڑ کے پھر اُنکے دامن سے لپٹتا ہے
جو وہ گور غریبان کی طرف ہوکر نکلتے ہین

وہ افشان اپنی زلفون پر چھڑکتے ہین تماشا ہے
ہوا ثابت اندھیری رات مین تارے نکلتے ہین

ٹھہر جاؤ کوئی کہدے عدم کے جانیوالون سے
چلین گے ساتھ ہی ہم بھی ذرا کپڑے بدلتے ہین

زیارت کو حسینؑ ابن علیؑ کی جاکے ای سلطان
پھر آئے لکھنؤ مین کیون کف افسوس ملتے ہین

اُس طائر نے ہر چند آوازین دین مگر خواجہ نے گلیم نہ اُتاری اوڑھے ہوے ایک گوشے
مین کھڑے رہے آخر طائر نے شاخ نخل سے پروازکی اُڑکر قلعے مین جاکر غائب ہوا
خواجہ نے اب گلیم اُتاری طرف لشکر کے چلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک
آہو دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ نے آہو کو دیکھکر حلقہ ہاے کمند زمین مین لگا دیے اور آپ
گوشے مین چھپکر بیٹھے وہ آہو دوڑا ہوا آیا حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے جھٹکا
مارا وہ آہو گرا عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ سر آہو کا اُڑ گیا آہو کے مرتے ہی اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من آہوان جادو بود مارکر آہوان کو خواجہ آگے بڑھے حکیم
قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر نے ہنسکر کہا کہ حکیم صاحب مبارک ہو آہوان
مارا گیا حکیم نے یہ سُنکر ایک نعرہ آہ کیا منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا طرف آسمان کے
وہ شعلہ چلا خواجہ جاتے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نرگاو پر
سوار آتا ہی آدھا جسم ڈھلکا ہوا زمین پر آدھا بر سر پشت نرگاو خواجہ سمجھ گئے کہ میری
فکر مین آتا ہی خواجہ نے زنبیل سے ایک آدمی نکالا اپنی صورت بناکر ایک مقام پر
بٹھا دیا وہ نرگاو سوار آیا اُس مقام پر آکر اُترا عمرو نقلی کو اُٹھا لیا کمر سے خنجر نکالا اُسکا
سر کاٹ کر ڈالدیا اور پھر پشت نرگاو پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا
یہان حکیم تو قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر قہقہہ مارکر ہنسی کہا جناب حکیم صاحب
آپ کو کیا معلوم ہوا عمرو نے ایک گنہگار کو قتل کرایا خود صحراے عجائب سے نکل گیا
اب لشکر مین اپنے پہونچا چاہتا ہی نرگاو سوار آیا اُسنے مونچھون پر تاو پھیر کر کہا جناب
حکیم صاحب مین نے عمرو کو قتل کیا حکیم نے کہا او بیوقوف وہ عمرو نہ تھا عمرو قریب
لشکر کے پہونچا ہی اب داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ایک گنہگار کو اُسنے قتل کرایا نرگاو سوار
نے کہا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے پھر بھاگا یہان خواجہ نے دیکھا کہ صحرا
سے گرد اُڑی وہی نرگاو سوار آتا ہی خواجہ سمجھ گئے کہ پھر میری فکر مین آتا ہی جھٹ پٹ
خواجہ نے ایک شیر مقوے کا زنبیل سے نکالا ایک نخل کے نیچے بٹھا دیا آپ فوراً
جاکر ایک گوشے مین چھپ گئے اُس نرگاو سوار نے قریب آکر دیکھا کہ ایک شیر

بیٹھا ہو دونون سینگھ اپنے نرگاؤ نے شبیر پر مارے سر شیر کا کاغذ کا تھا سینگ پڑنے سے
پھٹ گیا جیسے ہی سر پھٹا سر سے شیر کے ایک دھوان نکلا نرگاؤ اور سوار کے دماغ
مین پہونچا دونون بیہوش ہو کر گرے خواجہ نے دونون کے سر کاٹ لیے ایک
آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نامم من گاؤ سوار جادو بود خواجہ انکو مار کر
طرف لشکر کے چلے قضائے کار صاحبقران زمان کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے
خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار اُٹھے فرد اے پیک راستان خبر یار ما بگو ٭ احوال
گل بہ بلبل بستان سرا بگو ٭ خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار یہ حکیم بڑا ہوشیار
ہی بہ عنایت پروردگار مین پہونچا اُسکو بیہوش بھی کیا مگر وہ غائب ہو گیا کنارے تک
لشکر کے اُسنے برابر ساحر بھیجے سب میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی نرگاؤ سوار
کو مین نے مار انگر اے شہریار خدا اُس سے محفوظ رکھے دیکھیے کیا شعبدہ دکھایا تھا
کہ سردار آپ کے مارے گئے انکو خبر بھی نہین ہوئی مگر خیر شکر ہی کہ ابھی تک کوئی
نقصان نہین ہوا لیکن درپئے آزار ہو صاحبقران اس فکر مین کھڑے تھے کہ
دیکھا سامنے صحرا مین ایک قصر ظاہر ہوا سر قصر پر ایک مرغ بیٹھا ہوا بانگ دیتا ہی
جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کبھی صدا ے ہیہات ہی اور کبھی صدا ے افسوس ہی
صاحبقران نے فرمایا خواجہ دیکھو یہ قصر کیسا ظاہر ہوا اور یہ مرغ کیسی بانگ دیتا
ہی مین اس مرغ کو مارتا ہون یہ کہکر صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس مرغ کو مارا تیر جاکر مرغ کے سینے پر پڑا توڑ کر
پشت کو پار گذرا طائر بلک کر اپنے مقام سے اُڑا آواز دی یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ طیران جادو کو مارا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین غول باندھے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی آتی ہین

نظم

جو تجھسے عشق ہم اے گلعذار رکھتے ہین	رقیب دل مین عداوت سے خار رکھتے ہین
شراب پینے سے ہمکو نہ منع کر زاہد	ازل سے شوق مے خوشگوار رکھتے ہین

مہ صیام مین زہاد کے جلانے کو
بغل مین شیشۂ مے بادہ خوار رکھتے ہین

کبھی نہ چھوڑینگے وہ میرے طائر دل کو
سُنا ہے مین نے کہ شوق شکار رکھتے ہین

مکان عمر دوروزہ مین کیون کرین تعمیر
کہ ہم تو زندگیِ مستعار رکھتے ہین

تمھاری تیغ نگہ سے ہوے ہین ہم مجروح
جگر بھی سینہ بھی دل بھی فگار رکھتے ہین

رفو کرینگے گریبان قیس مین جا کر
ہم اپنی جیب مین دو چار تار رکھتے ہین

اگر تمھین نہ یقین ہو تو دیکھ لو منھ کو
مثال آئنہ دل خاکسار رکھتے ہین

ہزار درد جدائی ہو منھ سے اُف نکرین
ہم اپنے دل پہ ابھی اختیار رکھتے ہین

عجیب کرتے ہین احسان ہماری روح پروہ
جو آکے پھول بروے مزار رکھتے ہین

شراب کی ہمین ساقی کچھ احتیاج نہین
مے ولاے شہ ذوالفقار رکھتے ہین

تصور اُس رُخ رنگین کا ہے سدا اسطونت
نئے چمن کی نظر مین بہار رکھتے ہین

اِس لطف سے اُن نازنینان مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران اُنکے بیچ مین ہو گئے ہر چند عمرو نے پکارا کہ یا امیر آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اُن نازنینون کے ساتھ قصر مین داخل ہو گئے امیر نے جا کر دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین غائب ہو گئین قصر نہایت تکلف سے آراستہ ہے کھانا وغیرہ رکھا ہے جابجا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود ہین چند ساقی بچے بھی حاضر ہوے جام ارغوانی لبریز کیا صاحبقران نے جام پیا اُسکا یہ انجام ہوا کہ دوسرا دروازہ قصر کا کھلا دیکھا سب سے پہلے ملکہ سلماے گوہر پوش آکر تخت پر بیٹھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گلگونہ آئین آکر سلما کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھ گئین دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ہم آپ کی کنیز ہین عنایت فرمائیے گا پھر گلگونہ نے اُٹھکر جام لبریز کیا ملکہ سلما کو دیا سلما نے وہ جام پیا مسکرا کر صاحبقران سے پوچھا اے شہریار آپ نے مرتبہ میرا دیکھا ہم لوگ جو آپ کے ساتھ ہونگے تو لقراط کو خوف پیدا ہوگا لقراط وہ شخص ہے کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دے طبقات زمین ہلا دے جسدن اُس سے معرکہ پڑیگا حکیم آغاز مصری والد اِس حقیرہ کے براے مدد حضور آوینگے

کمال حکمت دکھائینگے تب بقراط شکست کھائیگا بھاگ کر قصر مرواریدین جائیگا
وہان جاکر خوب لڑیگا اہل فوج حضور کے پامال ہونگے تب آپ طلسم کشا ہونگی جب
وہ آکر لوح چمکائینگے تب اُسکے سحر سے مہلت ملیگی امیر نے یہ سُنکر ہاتھ بڑھایا قصد
کیا کہ ہاتھ ملکہ سلما کا تھام لون سلما اُٹھین طرف دروازے کے چلین صاحبقران
بھی ساتھ ہی اُٹھے کہ دامن سلما تھام لون گلگونہ نے دوڑکر امیر کو روکا کہا دیکھیے
گستاخی نہ کیجیے امیر پلٹے کہ گلگونہ کو مارون دامن اپنا چھڑا لون حرز ہیکل جو جھکی
سلما تو نکل گئین صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا کہ دروازے اُس مکان کے بند
ہوگئے امیر نے ایک دروازے پر ہاتھ رکھا اور اسم اعظم الٰہی پڑھا ایک دھماکا ہوا
اور دروازہ کھل گیا امیر باہر نکلے قصر گر پڑا صحراے ویران معلوم ہونے لگا دیکھا
بونڈلے گرد کے بلند ہین خاک اُڑ رہی ہو لشکر اپنا اُسی صحرا مین اُترا پایا سرداروں نے
جو صاحبقران کو دیکھا براے استقبال دوڑے صاحبقران کو ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آئے مگر حکیم آغازہ مصری قصر عجائب مین بیٹھا ہو کہ احوال معلوم ہوا کہ امیر قصر
رنگار نگ مین گئے اور بخیر و خوبی نکل آئے مگر اعزازہ و اکرام سلما اُنپر ظاہر ہوا حکیم
قصر عجائب سے اُٹھا باغ مین ملکہ سلما کے آیا بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر یہ
مقام فخر ہو کہ صاحبقران جد طلسم کشا ہین وہ تمپر مائل ہوے تو تمکو چاہیے ہو کہ
یکایک نہ ملو اعزازہ اپنا بڑھنے دو باغ گلفشان کا راستہ اُنکو نبالو آخر مین تمھارے
اُنکے مقابلہ ہوگا چار پہر لڑنا پھر چھوڑ کے چلی آنا مگر اسطور سے جانا کہ اُنکو ثابت
ہو جاے کہ یہ ملکہ سلما سے گو بیہوش ہین پھر مین سمجھ لونگا مین اُنکی تکلیف نہین
چاہتا قواعد طلسم صرف کر رہا ہون آخر مین مجھسے زیادہ اُنکا کون خیر خواہ رہی
بقراط کو ایسا حیران کرون کہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مرواریدین
پہونچے کسی طور سے قصر مروارید بھی فتح کراونگا اِس ملعون نے دعوی خدائی کیا
دل مین آبلے پڑے ہوے ہین ہمیشہ مجھسے کہا کرتا تھا کہ مجھکو سجدہ کرو مین نے حیلہ
کرکے ٹالا آجتک اُسکو سجدہ نہین کیا اب جاؤ باغ گل فشان مین اپنے کو پہونچاؤ

یہ سُنکر ملکہ سلما گھوڑے پر سوار ہوئین اور نقاب چہرے پر ڈال لی مرکب اُڑا کر چلین یہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ کنارے پر لشکر کے ایک نقابدار کھڑا ہوا حضور کو پکار رہا ہی صاحبقران نکلے نقابدار نے گھوڑا اپنا بڑھایا امیر تعاقب مین چلے تھوڑی دور جا کر وہ نقابدار غائب ہو گیا امیر صحرا مین پھر رہے ہین کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے کئی سو نازنینان مہجبین آپس مین چہلین کر رہی ہین سلمائے گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہین بعد نازہ گلفشانی کر رہی ہین صاحبقران نے جو ملکہ سلما کو دیکھا چاہا کہ گلے لگا لون ملکہ سلما کرسی سے اُٹھین بادپان تیار کھڑی تھی فورًا اپشت بادپان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئین امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر سامنے ہی لشکر مین آکر بارگاہ مین بیٹھے خواجہ عمرو نے پوچھا کہ اے شہریار کہان تشریف لیگئے تھے امیر نے فرمایا خواجہ عجب معرکے گذر رہے ہین سلما ملاقات نہین کرتین دھوکا دیکر چلی جاتی ہین ابتک اُنکا مشتاق ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے نقابدار مرصع پوش پشت پر دو لاکھ نیزہ وار گھوڑے عربی نیز ران نقابدار آکر اُترا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش برسر حرب و پیکار ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا امیر نے نماز صبح پڑھی اب وہ وقت آیا کہ نیر اعظم آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہائے ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی مین آیا اپنی تیزی دکھانے لگا فوج سیارگان بھاگی امیر باتوقیر بھی لشکر لیکر میدان مین آئے ایک طرف سے نقابدار مع لشکر کثیر آیا جب دونون لشکر میدان کارزار مین آچکے جانبین کی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرہ کیا کہکر ہٹے نقابدار نے مرکب میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ صاحبقران زمان کہان ہین مقابلے مین نہین آتے صاحبقران نے مرکب صف سے نکالا جیسے ہی سامنے پہونچے نقابدار نے بڑھکر نیزہ مارا

آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی برابر نیزہ چلا صاحبقران نے نیزہ نقابدار کا نکالا اب
نقابدار نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار
کو تلوار پر روکا نقابدار نے جھپٹ کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے سے
اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون کس زور و شور سے لڑ رہے ہین جانبین کے
لشکر والے تعریفین کر رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی صاحبقران نے
ہرچند چاہا کہ زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا جب دن کم باقی رہا تو نقابدار امیر کو روک کر کھڑا
ہوا کہا یا صاحبقران ہمارا دستور نہین کہ شب کو مقابلہ کرین اب مین رخصت ہوتا
ہون ہرچند کہ امیر ستیزندہ ناگریزندہ ہین مگر سوچے کہ اگر شب کو مقابلہ ہوگا تو خرابی
پڑیگی کچھ جواب ندیا نقابدار امیر با توقیر کو چھوڑ کر پشت مرکب پر سوار ہوا مادیان جو
تڑپی گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹ گیا امیر نے دیکھا کہ ملکہ سلماے گوہرپوش مادیان
کو اُڑاتی ہوئی روانہ ہوگئین بارگاہین بھی سب لدین ہمراہیان لشکر بھی روانہ ہوگئے
صاحبقران رنجیدہ بیٹھے مگر بڑا انتشار ہو سرنگون ہین کسی سے کلام نہین کرتے
عمرو نے پوچھا کیون شہریار باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا خواجہ مقام انتشار
یہ ہی کہ یہ نقابدار ملکہ سلماے گوہرپوش تھین چار پہر برابر کشتی ہوئی اور مین زیر
نکرسکا معلوم ہوتا ہی کہ میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہوا مین اب آج سے سپاہ گری ترک
کرونگا عمرو نے کہا اِسمین کچھ بھید تھا ورنہ کسکی مجال ہی کہ آپ سے لڑسکے صاحبقران نے
فرمایا کیونکر معلوم ہوگا کہ کیا بھید تھا یہ کہکر صاحبقران چاہتے ہین کہ ہتھیار کھول ڈالون
آج سے پہلوانی ترک کرون کہ دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا وہ حکیم پشت پر بارہ چودہ ہزار
سفیدپوش بخورات سب کے ہاتھون مین روشن ہین ایک تخت کو کاندھا دیے ہوے
آئے اُس تخت پر تاج رکھا ہی نوبت نقارے بجتے ہوے اِس عظم و شان سے آکر
حکیم نے صاحبقران کو سلام کیا اور ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر یہ عرض کی اے شہریار آپ
کیون ملول و حزین ہین امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہی کہ پہلوانی ترک کرون کہ عورت
سے چار پہر مقابلہ ہوا اور مین اُسے زیر نہ کرسکا حکیم نے کہا اے شہریار اِسکا افسوس

نہ کیجیے ملکہ سلما سے گوہر پوش تختی کی حفاظت مین تھین اسوجہ سے آپ غالب نہین
ہوے آپ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین مین شکر پروردگار کرتا ہون کہ ہمیشہ
سے مسلمان ہون مین یہ چاہتا کہ آپ کو صدمہ پہونچے انشاء الله تعالی آپ کے ہمراہ
چلونگا قصر ہشت پہل پر مقابلہ پڑے کہ یہ ملعون دعوی خدائی کیے ہوے بیٹھا ہوا
ہو اسکو سزا ملے کہ یہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مروارید مین پہونچے
وہان چلکر گھیرییے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمائیے گا مگر اب قلعے مین تشریف لے چلیے
آج حضور کی دعوت ہو صاحبقران زمان ہمراہ حکیم کے مع سرداران نامی باتین
کرتے ہوے چلے مگر حکیم عمرو کو دیکھکر کہتا ہو کہ یا صاحبقران زمان عیار آپ کا بلا
ہو رہگا رہی مجھکو جا کر بیہوش کیا تھا مگر مین نے حفاظت اپنی کر رکھی تھی بین نکل گیا
ورنہ خواجہ کی عیاری مین آگیا تھا خواجہ عمرو خاموش باتین حکیم کی سنتے ہوے
آتے ہین کہتے ہین جناب حکیم صاحب حقیقت مین آپ بہت ہوشیار ہین کہین ایسی
تکلیف نہین پڑی آپ کے واسطے بڑی فکرین کین حکیم صاحب صاحبقران کو لیے
ہوے بہ عظم و شان تمام بہ کیفیت مالا کلام قلعے مین آئے امیر نے دیکھا شہر آباد ہی بہت
پاکیزہ ہر دکاندار مرفہ حال تاجر صاحبان جاہ و جلال جس راہ سے سواری صاحبقران
کی گذری دکاندار برا ے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتے تھے
کہ پروردگار اِس شہریار کو سلامت رکھے یہ وہ شہریار ہین کہ اِنکے عہد سخاوت مہد
مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہو قواعد مذہب کے پابند بڑے ہوشمند امیر سب کا
سلام لیتے ہوے قصر رفعت مین آئے تخت یاقوت احمر وہان بچھا تھا حکیم نے عرض
کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین امیر نے فرمایا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے
مین سپہ سالار لشکر ہون مین تخت پر نہین بیٹھتا آپ تخت پر تشریف رکھیے حکیم نے
کہا مین صاحب خانہ ہون مین خدمتگذاری کرونگا یہ کہکے پلٹ کر خدمتگار سے کہا
ملکہ سلما کو بلا لا کہنا اے نور نظر آؤ صاحبقران تشریف لائے ہین خدمتگار نے جا کر
ملکہ سے اطلاع کی ملکہ خوش ہوگئین کنیزون کو ساتھ لیکر چلین صاحبقران بیٹھے تھے

کر ملکہ سلما کی آمد ہوئی چند نازنینان مہ جبین آکر کرسیون پر بیٹھین ملکہ سلما بھی آکر بیٹھین امیر نے دیکھا ملکہ دریاے جواہر مین غوطہ زن ہین لباس فاخرہ پہنے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب ملکہ نے آکر امیر کو سلام کیا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ جو آکر تخت پر بیٹھین ہمراہ گائنین بھی موجود تھین ساز درست کیے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آے جب کپڑے پہنکر باغ مین وہ یار سرخ
کیون نہ ہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ

ہو جو منظور نظر ای یار تمکو ہار سرخ
لخت دل کے لعل اشک خون کے دو نمین نار سرخ

پوچھیے میرے جنونکو قیس اور فرہاد سے
پانوٗن سے ہو لال صحرا سر سے ہو کہسار سرخ

ذبح جب مجھ سوختہ تن کو کیا اُس ترک نے
ہو گیا حدت سے فورًا خنجر خونخوار سرخ

روند تو آکر ہماری لاش کو ای شہسوار
دفعتًہ ہو جائینگے چارون سم رہوار سرخ

موتیونکا ہار پہنے ہی جو وہ رنگین ادا
عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ

زخم دل دست حنائی سے جو دیکھا یار نے
ہو گیا پھاہے کا میرے مرہم زنگار سرخ

حشر کو پیش خدا کہدونگا ہی قاتل وہی
خون سے عاشق کے ہی جس ترک کی تلوار سرخ

بلبلو کیسا تمھین ہو عشق صادق باغ مین
صحبت گل سے نہ برسو نہین ہوئی منقار سرخ

لعل میرے لخت دل کے ایسے ارزان ہو گئے
آجکل رہتا ہو سارا جوہری بازار سرخ

دیکھنے کو باغ مین آئے جو وہ رشک مسیح
ہو خوشی سے رنگ روے نرگس بیمار سرخ

دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو
کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

خوب محفل مین رنگ جما ہوا ہی ملکہ سلما تخت پر حکیم صاحب مصروف خدمتگزاری کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان مین ہمارے دشمن کو جگہ دی اور بیٹھی کہ جسپر ہماری نگاہ پڑتی تھی اسکو سامنے کر دیا اب تیرا کیا حال کرون دیکھا بقراط دربارگاہ سے پیدا ہوا حکیم صاحب تو ایک گوشے مین چھپے صاحبقران تیغہ کھینچکر اٹھے فرمایا او بیحیا خبردار حکیم کو نہ ستانا بقراط نے کہا حمزہ بیٹھو مین تمسے کب خوف کرتا ہون یہ کہکے جھپٹ کر ملکہ سلما پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا حکیم روتا ہوا سامنے

آیا کہا اے شہر یار غضب ہوا کہ سلما کو لقراط لیگیا خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا
حکیم صاحب مین تلاش مین اُس معشوق کی جاتا ہون مگر خوف ہی کہ ایسا نہ ہو گرفتار
ہوجائین اور مجھکو روکین تو کچھ روپیہ دلوائیے کہ مین سود تو ادا کر دون حکیم صاحب
نے ایک کوٹھا کھولکر دکھلایا کہ ہزار طاؤسان یاقوت احمر اُسمین بھرے ہوے تھے
کہا خواجہ یہ سب آپ کا حق ہی خواجہ نے کہا مین دو چار لون حکیم نے کہا بس اِنکو
ہاتھ نہ لگائیے جب سلما کو رہا کر کے لائیے گا تو کل کوٹھے پر اختیار ہی قبضہ کیجیے گا اور
قصر مروارید نگار مین ایک کوٹھا ہی کہ اُسمین سب موتی بھرے ہین سوا میرے
اُسکو کوئی دوسرا نہین جانتا وہ خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ عمرو خوش ہو گئے
بانہاے عیاری لگا کر اُٹھے مگر لقراط جو سلما کو لیکر چلا سامنے کوہ احتشام کے
پہونچا ملکہ احتشام جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد اُسکے جو آمد لقراط
دیکھی کئی سو طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے سمجھی کہ اب
لقراط آتا ہی مسند سے اُٹھی کنیزون کو ساتھ لیکر صف باندھکر کھڑی ہوئی بس
جیسے ہی لقراط سامنے پہونچا احتشام نے جھک کر سلام کیا لقراط نے جمال
جہان آراے احتشام دیکھا کہ چہرہ چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ گرد ماہتاب ہالہ
پڑا ہی چہار جانب کنیزین مثل سیارہ گان میچ مین وہ ماہ تابان ملکہ نے کہا کہ یا خداوند
آئیے آج کہان تکلیف فرمائی لقراط نے کہا سلما سے گوہر پوش کو لیے جاتا ہون
احتشام نے کہا مقام تاسف ہی کہ ہمارے کوہ کے سامنے سے جائیے اور یہان
تشریف نہ لائیے لقراط یہ سنکر اُتر پڑا مسند پر آکے بیٹھا سلما کو سامنے رکھدیا اب جو
سلما کی آنکھ کھلی اپنے کو کوہ احتشام پر پایا لقراط سامنے بیٹھا ہی آنکھون مین
آنسو بھر آے بیساختہ چیکار اُٹھی اور یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگی نظم

نکالے خوب بعد فریح مین نے حوصلے دل کے ۔۔۔ دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
غضب ہو کر جو دیکھا آج اُس سفاک نے مجھکو ۔۔۔ ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے
اُٹھا لو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہی ۔۔۔ مجھے ڈر ہو نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے

نہایت ناز ہی صاحب کو اپنی خوش بیانی پر
لگایا ہاتھ گردن پر جو ہین تلوار کا اُسنے
غش آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین
زبان حال سے یہ مہر کا ہی قول گردون پر
شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہی
ترے دیوانے کا جیب خانۂ زندانمین دم نکلا
خدا دست طلب کو تاہ گر رکھے تو بہتر ہی
روان رہتا ہی دریا آنسوونکا چشم گریانسے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سطوت

زرا گلشن مین چلکے چہچہے سنئے عنادل کے
مرے سر نے لیے کیا گر کے بوسے پای قاتل کے
قیامت ہی ہوا سے اُڑ گئے پردے جو محمل کے
بہت مدت سے ہین ہم سربکف مشتاق قاتل کے
ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے انکی محفل کے
فغان کرنے لگے کس درد سے حلقے سلاسل کے
عجب ہوتا ہی اک رنگ خجالت منھ پہ سائل کے
گمان ہین آشناؤنکو مری مژگان پہ ساحل کے
گئے گھر اپنے احباب اقربا سارے گلے مل کے

قضائے کار گائن گاتے گاتے کسی کام کو اُٹھی زیر کوہ آئی اُودھر سے خواجہ آنے تنہے خواجہ نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر بالاے کوہ آئے مقام پر گائن کے بیٹھے کچھ اشعار گائے بقراط بہت خوش ہوا عمرو نے کہا یا خداوند مجھکو آپ نے کمال دیا ہی اگر حکم ہو تو ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے بقراط نے احتشام سے اشارہ کیا کہ کلید میخانہ اِسکو دیدو احتشام نے کنجی میخانے کی نکالکر حوالے کی خواجہ کنجی لیکر میخانے مین آئے پُکار کر آواز دی ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑین اور گلابیان اُٹھا کر لیگئین کسی نے تپلے اُٹھا لیے تھوڑے عرصے مین سب ملازم ملکہ احتشام جادو کے شراب اُٹھا کر لیگئے خواجہ نے چالیس گلابیان بہ تکلف آراستہ کین اُسکو لیکر محفل مین آئے بقراط نے ہنسکر کہا کہ اے احتشام گائن تمھاری بڑی سلیقہ دار ہی کس تکلف سے شراب لائی ہی جی چاہتا ہی کہ بلا تامل پیجیے خواجہ نے لاکر شراب رکھی گھنگرو پاؤن مین باندھے گت ناچنا شروع کی آنکھ ملا کر بقراط سے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

چہرہ اُس شوخ نے جسدن نہ دکھایا مجھکو
مثل موسیٰ کے نظر کی تو غش آیا مجھکو

دل بیچین رہا چین نہ آیا مجھکو
یار نے حسن کا جلوہ جو دکھایا مجھکو

تیرے ہاتھوں میں رقیبوں نے لگائی مہندی — میری تقدیر نے یہ رنگ دکھایا مجھکو
میں تو واقف بھی نہ تھا عشق و محبت سے کبھی — بیٹھے بٹھلائے دلا تو نے ستایا مجھکو
کچھ خبر تجھکو نہیں ای صنم پردہ نشین — دربدر تیری محبت نے پھرایا مجھکو
واہ رے شوق ہوا سنتے ہی میں شادی مرگ — مژدۂ وصل جو قاصد نے سنایا مجھکو
ای فلک اس سے ہوا تجھکو بھلا کیا حاصل — میرے محبوب سے کیوں تو نے چھڑایا مجھکو
استخوان تک سگ دلدار کے قابل نہ رہے — آتش عشق نے اسقدر جلایا مجھکو
خوف سے زرد ہوا رنگ مرے چہرے کا — شب فرقت نے جو میں آکے ڈرایا مجھکو
خیر میخانے کی تقسیم کیے خم کے خم — تو نے اک جام بھی ساقی نہ پلایا مجھکو
پھر رقیبوں میں کسینے نہ اُٹھایا سطوت — رات کو بزم میں اُنکی جو غش آیا مجھکو

اِس رنگ میں خواجہ نے یہ اشعار گاسے کہ لقراط بہبوت ہوگیا خبر آئندہ و گذشتہ کی فکر نہ رہی خواجہ نے سر پر رکھ کے جام دیا لقراط نے دونوں ہاتھ بڑھا لے جام لے لیا لبوں سے لگا کر پی گیا اب عمرو نے پلٹ کر احتشام کو جام دیا احتشام حیران ہی کہ آج گلنار نے یہ کمال کہان سے پیدا کیا کس لطف سے برابر گا رہی ہی اور سرسے شراب پلا رہی ہی ابتو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوے خواجہ نے اول سلما کو رہا کیا زبان سے جو سلما کی سوزن نکلی سلما اُٹھی چاہا لقراط پر کڑک کر گرون خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا سلما نے کہا خواجہ اِس مرتد کو چھوڑتے ہو اگر یہ قتل ہوجاسے تو بڑا مطلب حاصل ہووے سارا طلسم یون ہی پڑا رہجاسے جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ سلما کا پکڑا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا لقراط کو اُٹھا لیگیا اب عمرو نے کنیزون کے کپڑے اُتارے زیور سبھون کا اُتار لیا بعضون کو قتل کیا اب طرف احتشام کے چلے کہ اِسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او جلاد خبردار احتشام کو قتل نہ کرنا عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام پہلوے کوہ سے پیدا ہوا کہتا تھا کہ واہ بی سلما تمنے غضب کیا تھا خداوند کو قتل کراتی تھیں مگر دیکھا کہ قدرت

کیسے نکل گئے بہکے گولہ مارہ اچاہا عمرو کو گرفتار کرلون کہ سلما آگے بڑھ گئین گولے کو کاٹا
ساحر نے آگ برسائی شعلے جو چمکے تو منھ بھی برسنے لگا احتشام پر دو چار قطرے جو
گرے احتشام کی آنکھ کھلی دیکھا محفل مین دریاے خون بہہ رہا ہی کئی کنیزون کے
لاشے تڑپ رہے ہین للکارا کہ او سلما تو نے میرے پہاڑ پر یہ آفت برپا کی اب مین
کیا تجھے زندہ چھوڑونگی احتشام نے اشارہ کیا کہ ای سنگ بار جادو اسکو زندہ
نہ چھوڑنا اُس ساحر نے ایک دو پتھر زمین پر مارا پتھر برسنے لگے سلما نے آنکھ سے
اشارہ کیا جو پتھر گرا کنیزان احتشام پہ گرا کئی سو کے سر پھٹے جب دیکھا احتشام نے
کہ میرے سحر نے میری کنیزون کو قتل کیا چاہا سامنے سے نکلجاؤن سنگ بار جادو
سے کہا یہ دختر حکیم آغاز مصری ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا حکیم صاحب نے اسکو سب کچھ
تعلیم کیا ہی احتشام سے یہ سُنکر اُس ساحر نے چاہا غرق زمین ہوجاؤن سلما نے
سحر کیا زمین سخت ہوگئی وہ ساحر غرق زمین نہ ہوسکا احتشام آگ برسا رہی ہی
کبھی خاک اُڑاتی ہی مگر سلما ہر ایک سحر کو دفع کردیتی ہی آخر سلما نے موتیون کا مالہ
گلے سے اُتارا اُسپر اسم سحر پڑھا سنگ بار پر پھینک مارا جیسے وہ مالہ ٹوٹا فورًا
سنگ بار جادو جھومنے لگا اور پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اور
میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

کب مین رو دیا پھر شکوہ کیون بلایا آپنے — بیٹھے بٹھلاے نیا طوفان اُٹھایا آپنے
پاس اک لحظہ نہ محفل مین بٹھایا آپنے — اپنے عاشق پر نہ اکدن رحم کھایا آپنے
جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر — مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپنے
عاشقون مین ناتوان مجھکو سمجھکر ای صنم — جانکر کوہ غم فرقت گرایا آپنے
گرد اگر عندلیبون نے کیا ہی کیون ہجوم — عطر گل پوشاک مین شاید لگایا آپنے
کیا ہوا برسون جمایا جو حنا نے اپنا رنگ — خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپنے
بعد مرنے کے تو دل ہوتا شگفتہ قبر مین — پھول اک آکر نہ تربت پر چڑھایا آپنے
فاتحہ کا ذکر کیا مرکر کبھی آیا نہ یاد — حیف ہی ایسا مجھے دل سے بھلایا آپنے

آنسوون کے ساتھ دل بھی خون ہوکر گیا — رنج دے دیکر مجھے ایسا رلایا آپنے
یاحسینؑ ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا — کربلا مین پھر نہ سطوت کو بلایا آپنے

سنگ بارہ یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے سلما کے آیا سلما نے کہا ہو سنگ بارہ دعوی عشق کرتا ہوا اور دیکھ رہا ہو کہ احتشام ہمکو تنگ کر رہی ہو کیسے کیسے سحر کیے ہمنے اپنے کو بمشکل بچایا یہ سنکر سنگ بارہ طرف احتشام کے چلا جو کنیز راہ مین ملی اُسے قتل کیا احتشام نے دیکھا کہ سنگ بارہ اپنے ہوش مین نہین ہو کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہو کارد سحر جھولی سے نکالی سلما نے پلٹ کر کہا خواجہ نکل چلو آپس مین گوشت خود دندان سگ ہونے دو یہ کہکر سلما نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا ہر چند خواجہ چیخے مگر سلما نے کچھ جواب نہ دیا لے اڑی یہان جب احتشام نے دیکھا کہ سنگ بارہ قریب آیا چاہتا ہو کارد سحر جھولی سے نکالکر سنگ بارہ پر کھینچ ماری کہ سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ بارہ کو مار کر احتشام نے کنیزون کو ہوشیار کیا مگر ملکہ سلما نے جب دیکھا کہ قلعہ قریب رہگیا صحرا مین آکر خواجہ کو چھوڑ دیا کہا خواجہ اب جاؤ مین وقت پر آؤنگی خواجہ طرف لشکر کے چلے سلما غائب ہوگئین صبح کو صاحبقران قلعے سے نکلکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب مسلح و مکمل مقابلے مین صاحبقران کے آکر اترا ایلچی پاس صاحبقران کے بھیجا اور ایک نامہ بھی دیا مضمون یہ تھا کہ منم سفاک کرگدن سوار یا صاحبقران قلعہ چھوڑ دیجیے آپ چلے جائیے مین حلیم کو سزا سے معقول دونگا صاحبقران نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا ایلچی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھینکر ایلچی کو اٹھا لیا جب وہ منتین کرنے لگا تب صاحبقران نے چھوڑا ایلچی رنجیدہ روانہ ہوا سفاک سے آکر کہا نامہ صاحبقران نے آپکا پھاڑ ڈالا مجھکو چند آدمی لپٹ گئے مین اپنی جان بچاکر نکل آیا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری وقت سحر آیا نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران زمان سوار ہوے سردارون کو لیکر میدان مین آئے اُدھر سے دیکھا
سفاک سوار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچا جانبین کی صفین آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آیا پکار کر آواز دی
اے فرقۂ خدا پرستان مین سواے صاحبقران کے اور کسیکو نہین چاہتا امیر با توقیر
نے اشقر اپنا بڑھایا کہ لندھور و مالک وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے منتین کرنے
لگے کہ اے شہریار اِس ملعون کے مقابلے مین ہم جاوینگے صاحبقران فرمانے لگے
اے سرداران نامی تم قانون سے میرے واقف ہو اُسنے میرا نام لیکر پکارا ہے تم لوگ
تامل کرو حکیم صاحب بھی سردارون کو منع کر رہے ہین کہ آپ لوگ قصد نہ کرین مگر
سردار نہین مانتے ضد کر رہے ہین کہ ہمین جاوینگے آقا کو نہ جانے دینگے اِسوجہ مین
دیر جو ہوئی سفاک نے بلبلا کر آواز دی یا صاحبقران آپ نے ایلچی کو ذلیل کیا
اب میرے مقابلے مین آئیے تو بدلہ لون صاحبقران نے جھلا کر چاہا کہ اشقر نکالون
کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش صحرا سے پیدا ہوا مرکب بادرفتار
زیر ران نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچھکاتا ہوا سامنے سفاک کے پہونچا اور پکار کر
آواز دی کہ یا صاحبقران ٹھہر جائیے یہ میرا شکار ہے نقابدار جو سامنے سفاک
کے آیا سفاک نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کاٹا سفاک نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے
سے ہاتھ نکالکے ہاتھ مار دیا برق شمشیر چمک کر گری سفاک نے سپر چہرے کی پناہ
کی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر اسر کلے جبڑے کو کاٹ کر
جگرگاہ تک تلوار پہونچی سفاک دو ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہیان سفاک نے جو

اپنے افسر کو کشتہ پایا کل فوج نقابدار پر آپڑی نقابدار نے صاحبقران کو منع
کیا کہ آپ میری شرکت نہ کیجیے مگر صاحبقران نے کہنا نقابدار کا نہ مانا گھوڑا اڑا کر
جا پڑے سرداران صاحبقران بھی آپڑے مگر نقابدار صاحبقران سے آگے
بڑھا ہوا جاتا ہی جسنے سامنا کیا نقابدار نے ہاتھ مار دیا بڑھ بڑھ کے افسرون کو
قتل کیا ایک مقام پر ایک افسر نے بڑھکر سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کے
شانے پر وہ تلوار پڑی کہ شانہ لشانہ ہوا نقابدار کے گھوڑے نے بدلگامی کی گھوڑے
نے طرارہ بھرا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا شانے سے نقابدار کے
خون جاری ہوا اگر نقاب جو چہرہ بے نظیر سے ہٹی روشنی اُس مقام پر ہوگئی امیر نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا تو ملکہ سلماے گوہرپوش کو پایا حیران جمال محو دیدار ہوے
خواجہ تو ہمراہ رکاب صاحبقران تھے فرمایا ای خواجہ نئی بات دیکھو کہ ملکہ جنگ
کر رہی ہین خواجہ نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی حکیم نے اپنی بیٹی کی شوکت بڑھانے
کو یہ شعبدے کیے ہین امیر نے چاہا اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر ملکہ اِس
جوش و خروش مین جاتی ہین کہ صاحبقران قریب ملکہ کے نہین پہونچ سکتے ملکہ
لڑتے لڑتے کوہ نے پر لشکر کے آئین وہان پر آکے بادبان کو مہمیز کیا زخم شانے کا
باندھ لیا گھوڑا اُڑا کر طرف صحرا کے روانہ ہوگئین امیر نے لشکر کفار کو شکست
دی اسباب لوٹ لیا بارگاہین اُکھڑوالین خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا امیر نے
جو پوچھا کہ کیون خواجہ خزانے مین کتنا مال تھا خواجہ نے جواب دیا خزانے مین
کچھ نہ تھا امیر خاموش ہو رہے فرمایا جہان تمھارا قدم گیا پھر خزانہ کہان مل سکتا ہی
عمرو نے کہا ای شہریار مین تو قرضے کے بارے حیران ہون آج ایک حبہ نہین پایا
امیر خاموش ہو رہے فرمایا ایسے لالچی سے کون کلام کرے امیر با توقیر بہ فتح و فیروزی
پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے حکیم نے پوچھا باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا کہ ای
حکیم صاحب حقیقت مین آپ نے اپنی دختر کو خوب تعلیم کیا کس زور و شور سے آج
لڑی ہین کیسے کیسے سردار مارے حکیم نے سر جھکا لیا مگر حکیم کو بڑا خیال ہوا کہ امیر کے

دل مین سلما کی طرف سے بڑی جگہ ہی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار حاضر
خدمت ہین مگر حکیم اپنی بارگاہ سے اُٹھے باغ مراد مین آئے دیکھا کہ نخل مراد مین گل مراد
کھلا ہوا ہی اور خوشبو سے اُسکی سارا باغ مہک رہا ہی حکیم نے آکر بیٹی سے اپنی ملاقات کی
کہا ای نور نظر اگر ہو سکے تو صاحبقران کو اطلاع کرو آج کی شب پھول اور رہیگا اور کل
غائب ہو جائیگا سلما اپنے مقام سے اُٹھین ایک کنیز کو اِشارہ کیا کہ جا کر صاحبقران سے
اطلاع کرو کہ باغ مراد مین تشریف لائیے کنیز نے آکر صاحبقران سے اطلاع کی اور کہا
کہ تنہا تشریف لائیے گا کسیکو اطلاع نہ کیجیے گا صاحبقران سب کی نگاہ بچا کر اُٹھے اشقر
کو خود کسا سوار ہو کر چلے جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک زنگی راہ مین کھڑا ہوا
للکار رہا ہی کہ یا صاحبقران آپ کہان جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا ہم اپنے دل کے
مختار ہین جہان مزاج مین آیا وہان جاتے ہین تو روکنے والا کون ہی زنگی نے ہاتھ تلوار
کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ اُس زنگی کے
دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگی کا کہ صحرا مین تلاطم ہوا کئی ہزار زنگیان آدم خوار اژدہا ہاے
پشت نہنگ ہاتھ مین کلھاڑے چمکاتے ہوے بعضون کے ہاتھ مین وار ہاے آہنی
انکو ہلاتے ہوے بعض تیزے چمکاتے ہوے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران
نے نعرہ کیا اُن زنگیون سے لڑنے لگے جس کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر زنگیون
نے چہار جانب سے گھیرا ہی صاحبقران کو سنبھلنے نہین دیتے چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش دو سو جوان پشت پر تیزے ہلاتے ہوے
تلوارین چمکاتے ہوے آیا نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای زنگیان آدم خوار کب
تمکو چھوڑتا ہون اور آواز دی کہ یا صاحبقران آپ نہ گھبرائیے گا یہ کہکے نقابدار آکر
گرا نقابدار مع دو سو جوانون کے شیرانہ لڑ رہا ہی لاش پر لاش گرا دی جس افسر کو دیکھا کہ
ترغیب جنگ کر رہا ہی اُسی پر جا پڑا تلوار مار کر اُسکے دو ٹکڑے کیے اس زور و شور سے
نقابدار لڑا کہ دو سو جوانون سے اُن سب کو قتل کیا باقی جو بچے وہ زنگی بھاگے بھاگ کر
نکل گئے نقابدار نے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار

بہادر تو نے عین وقت پر آکر مدد کی اپنے نام نامی سے مجھکو آگاہ کر نقابدار نے ہنسکر
کہا نام ہمارا آپ کو ظاہر ہوجائیگا آپ تشریف لیجائیے اگر اسوقت ہم نہ آتے تو یہ لوگ
آپ کو نہ جانے دیتے اس سرحد سے کوئی گذر نہین سکتا بڑے بڑے بہادر آئے اِن
زنگیون کے ہاتھ سے مارے گئے مین جانتا تھا کہ آپ اس صحرا مین آوینگے ضرور آپکو
یہ زنگی روکینگے آپ سے اور اِنسے فساد ہوگا لہذا مین نے ہرکارے مقرر کیے تھے
کہ جب صاحبقران یہان آوین اور مجمع مین زنگیون کے گھرین تو ہمکو خبر کرنا شکر ہی
کہ مین وقت پر پہونچا انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار
بہادر مجھکو نام کے دریافت کرنے کی بڑی آرزو ہی اگر اپنے نام نامی سے اسوقت ہمین
آگاہ کرو تو گویا ہمپر تمنے احسان کیا ایک یہ بھی احسان تمنے کیا کہ وقت جنگ میری
مدد کو آکر پہونچے نقابدار نے کہا یہ کوئی وجہ احسان کی نہین ہی بہادر کا شریک بہادر
ہوتا ہی اب جائیے شام قریب ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کے اعزاز و اکرام مین فرق ہو امیر
فوراً متوجہ راہ ہوے نقابدار پلٹ آیا ادھر سے ایک شیر سامنے امیر کے ظاہر ہوا
وہ دھڑکہ مار کر امیر پر آپڑا صاحبقران نے ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا مرنا
شیر کا کہ صحرا مین ہنگامہ برپا ہوا صدہا شیر گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے امیر کو گھیر لیا
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا صاحبقران شیرون سے مصروف جنگ ہین گھوڑے کو بھی
سنبھالتے جاتے ہین کہ پھر صحرا سے گرد اُٹھی وہی نقابدار آکر شیرون پر گرا قتل کرنے
لگا تھوڑے عرصے مین سب شیر قتل ہوے صاحبقران قریب نقابدار کے آئے اور
فرمایا ای نقابدار بہادر یہ بھی تمنے احسان کیا کہ پھر تم آکر موجود ہوے نقابدار نے
کہا ای شہریار احسان کیسا مین نے تو خدمتگذاری کی شکر ہی کہ آپ نے مہلت پائی اب
مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ہرچند پوچھا مگر نقابدار نے اپنا نام پھر نہ بتایا اور آپ
چلا گیا صاحبقران آگے بڑھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر
جاؤ صاحبقران زمان نے دیکھا کہ کوئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئی دلونکو
لبھاتی ہوئی آتی ہین **نظم**

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کرین
وہ عشق با نہین جس سے کہ رسم و راہ کرین
نحیف ہمکو کیا ہو یہ ہجر جانان نے
خدا گواہ نہین اسکے عشق مین راحت
یقین ہو زلزلہ آئے زمین شق ہو جاے
خدا نے حسن دیا ہو وہ اے صنم تجھکو
بتون کا عشق جنون مین جو لاے جانب کوہ
فراق یار مین گر امتحان ہو منظور
مزہ شراب کا ہرگز نہ ہوگا پیری مین
کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہمکو
ہوے ہین بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا
قسم خدا کی سمایا ہو وہ حسین دل مین
کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُلٹے
اگر ہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو
حسینؑ ابن علیؑ کا رہے غم اے سطوت

فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کرین
کبھی نہ ترک کرین عمر بھر نباہ کرین
محال کیا ہو جو کروٹ بدل کے آہ کرین
کبھی نہ بھولے سے ہمشو بتون کی چاہ کرین
جو تیرے عاشق مضطر لحد مین آہ کرین
جو دیکھین حضرت یوسفؑ تو تیری چاہ کرین
تو سنگسار ہمین آڑ کے سنگ راہ کرین
ابھی ہلا دین فلک کو جو دل سے آہ کرین
بھلا خضاب سے بال اپنے کیون سیاہ کرین
جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کرین
جو مکرین بھی وہ تو آنکھون کو ہم گواہ کرین
جو حور ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کرین
تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین
تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین
سنین جب اُنکے مصائب تو دل سے آہ کرین

امیر نے جو یہ اشعار سُنے گھوڑے سے اُتر پڑے اُن نازنینون کے ساتھ چلے لیکن وہ نازنینان مہ جبین صاحبقران کو لگائے ہوے لیے جاتی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی وہی نقابدار آکر اُن عورتون پر گرا جو سب کی افسر تھی پہلے اُسکو قتل کیا پھر کنیزون پر دست درازی کی دم بھر مین سب کو قتل کر ڈالا امیر نے دیکھکر فرمایا اے نقابدار بہادر عورتون پر اسقدر بدعت نہ چاہیے نقابدار نے کہا اے شہریار اگر مین نہ آجاتا تو یہ کل عورتین آپ کو لگا کر لیجاتین باغ ویران مین پہونچاتین یہ سب راہ مین نگہبان تھے جنکو کہ آپ نے قتل کیا غرض اس فصاحت سے نقابدار نے کلام کیا کہ امیر باتوقیر نے مبہوت ہو کر فرمایا اے نقابدار بہادر اب اپنا نام نامی مجھکو بتاؤ صورت نہ دیکھاؤ دیکھکر

نقاب دار نے بند نقاب چہرے سے اُلٹا امیر نے ملکہ سلما سے گوہر پوش کو دیکھا ملکہ نے
کہا ای شہریار اگر مین فکر مین مصروف نہ رہتی تو آپ کو یہانتک پہونچنا دشوار تھا امیر
سلما سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی سلما نے کہا کہ ای
شہریار حکیم صاحب آتے ہین مین تو رخصت ہوتی ہون وہ آپ کو باغ مراد مین ضرور
لیجائینگے انشاء اللہ گل مراد دستیاب ہوگا ملکہ سلما بند نقاب چہرے پر آراستہ
کر کے روانہ ہو گئین سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا امیر نے دیکھا کہ آگے آگے
حکیم آغازہ مصری ایک تخت ہمراہ لیے ہوے کئی سو جوانان سفید پوش اُس تخت کو کاندھا
دیے ہوے آتے ہین لپشت پر کئی ہزار جوانان سفید پوش بخورات سب کے ہاتھ مین روشن امیر
کو آکر گھیر لیا حکیم صاحب نے عرض کی تخت پر سوار ہو جیے امیر نے فرمایا خدا امیر
تخت نشین کو سلامت رکھے مین تخت پر نہین بیٹھ سکتا حکیم نے عرض کی ای شہریار
آپ کو تخت پر سوار ہو کے باغ مراد مین چلنا ہوگا سوا اس تخت کے ممکن نہین
کہ گل مراد دستیاب ہو ناچار ہو کر صاحبقران تخت پر سوار ہوے کہ ایک طرف سے
فراٹا ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا گرد سر صاحبقران چرخ
مارنے لگا اور بہ فصاحت آواز دی کہ ای ساکنان طلسم خیال سکندری آگاہ ہو جلد
طلسم کشا یعنی صاحبقران زمان قریب باغ مراد آپہونچے جسکو روکنا ہو وہ آکے
روکے یہ وہ دلیر ہین کہ لاکھون سے اکیلے لڑین مگر بموجب قاعدے کے مین نے اطلاع
کر دی حکیم صاحب منع کرتے ہین کہ ای طاؤس جنتی زیادہ غل نہ مچاؤ لڑائی تخت پڑیگی مگر
یہ صاحبقران زمان ہین مالک تیغۂ عقرب سلیمانی نیمچہ سہراب یل بھی انکے قبضے مین
ہی سپر گرشتاسپ نوجوان انکی لپشت پر اگر ساحر جمع ہونگے تو کیا کرینگے یہ تخت
سکندری پر سوار ہین یہ تخت انکو برابر گل مراد کے پہونچائیگا ای طاؤس جنتی انکے
خیر خواہ رہو تمنے جو آواز دی شوکت و حشم بڑھایا بس اب خاموش رہو وہ طاؤس
اور زیادہ بلند ہوا اور کہا جناب حکیم صاحب اب آپ تو رخصت ہو جائیے امیر کو جانے
دیجیے آپ کی صاحبزادی نے نگہبانون کو مٹایا صاحبقران کو یہانتک پہونچایا اب آپ

زیادہ جستجو نہ کرین ورنہ بدنام ہوجیے گا ایسا نہ ہو کہ لقراط ثانی کو خبر ہوجاے فوجین
قصر ہشت پہل پہ جمع ہین اس پھول کے ملنے سے طلسم کشا کو قوت ہوگی عجب کیفیت
ہوگی یہ سُنکر حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا پلٹ کر ساتھ والون سے کہا یارو
تم لوگ نکل چلو وقت پر براے مدد آوینگے وہ فوجین آتی ہین کہ جنکی برداشت کوئی
نکرسکیگا مگر اسفین جلیل کا کام ہی فرزند اُنکے آتے ہین جو آئیگا وہ قیامت برپا کریگا
بادشاہ اسلام کہ مالک نقش سحر کش ہین وہ تشریف لائینگے آج ساحرون کا خاتمہ ہی
سب ساتھ والے غائب ہوے حکیم صاحب نے صاحبقران سے کہا اے شہریار جب
تخت آپ کا باغ مراد مین پہونچے اور گل مراد نظر آئے فوراً اُسپر ہاتھ ڈال دیجیے گا مگر
اسم اعظم الٰہی ورد زبان رہے تب پھول ہاتھ لگے گا مین تو رخصت ہوتا ہون یہ کہکر
حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگئے تخت
اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دور سے یہ معرکہ دیکھا آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا باد مُہرے
پانؤن مین باندھ لیے گلیم عیاری ایک کاندھے پر دوسرے کاندھے پر جال الیاسی
جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین تخت یہانتک بلند ہوا کہ امیر جانتے تھے مین آسمان
کو چھو لونگا دور سے روشنی معلوم ہوئی تمام باغ گلہاے رنگارنگ سے بھرا ہوا
ہی یہانتک عظیم الشان اُسپر بیلین بنی ہوئی ہین نقش و نگار بے حد و بے شمار امیر نے
جو اُس باغ کو دیکھا پلٹ کر کہا خواجہ اگر یہی باغ مراد ہی تو حقیقت مین بے مثل و
بے نظیر ہی نہین معلوم گل مراد کیا چیز ہی کیونکر دستیاب ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کی
اے شہریار آپ قصد کرین کہ باغ مین داخلہ ہو امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تخت طرف
تخت کے متوجہ ہوا جیسے ہی باغ کی سرحد مین پہونچے ہزارہا طائر جو درختون پہ باغ کے
بیٹھے تھے شاخون سے اُڑے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز

معلوم ہوتی تھی نظم

جان اپنی نثار کرتے ہین جب کسی بت کو پیار کرتے ہین	ہم تجھے دل سے پیار کرتے ہین شکر پروردگار کرتے ہین

ہنسکے وہ شوخ مجھسے کہتا ہی ۔ آپ کیا مجھکو پیار کرتے ہین
آپ کے گیسوون کی خوشبو پر ۔ مشک و عنبر نثار کرتے ہین
ضد ہی ہمسے ہوا کے جھونکون کو ۔ گل جو شمع مزار کرتے ہین
غیر سے کھیلتے نہین گیندا ۔ وہ مجھے سنگسار کرتے ہین
دل چرایا ہی جب سے عاشق کا ۔ نہین آنکھین وہ چار کرتے ہین
روز ہم تجھکو او شہ خوبی ۔ یاد وبے اختیار کرتے ہین
غمزہ و ناز پہ ترے او جان ۔ جگر و دل نثار کرتے ہین
دل مین رہ رہ کے کیا ہی درد اٹھتا ۔ آہ جو بار بار کرتے ہین
تیرے عارض پہ باغ مین بلبل ۔ گل تر کو نثار کرتے ہین
توڑکر پھول باغ مین گلچین ۔ دل بلبل فگار کرتے ہین
جب تجھے دیکھتے ہین او ساقی ۔ یاد فصل بہار کرتے ہین
تیر مژگان سے اب وہ دربردہ ۔ طائر دل شکار کرتے ہین
دیکے خط اس سے نامہ بر کہتا ۔ ہم ترا انتظار کرتے ہین
باتین کیا غیر سے ہین دربردہ ۔ کیون وہ شغل ستار کرتے ہین
قہر ہی اپنے عاشقون مین وہ ۔ نہین مجھکو شمار کرتے ہین
نعمتین اسنے دی ہین او سطوت ۔ شکر لیل و نہار کرتے ہین

صدا سے طائرون کی سرسپہر نے لگا مگر خواجہ عمرو پایۂ تخت سے لپٹے ہوے ہین ایک جانب نگاہ اٹھا کے دیکھا گوشۂ باغ مین وہ روشنی ہی معلوم ہوتا ہی کہ نیر اعظم خروج کر رہا ہی ویسی ہی شعاعین وہی روشنی عمرو نے کہا یا صاحبقران طرف گوشۂ باغ کے نگاہ اٹھا کر دیکھیے امیر نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین انتہا کی روشنی ہی کہا خواجہ کسطرف آگذرے نیر اعظم خروج کر رہا ہی یہ اسی کی روشنی ہی طائرون نے جب دیکھا کہ ہماری زمزمہ سرائی سے کچھ نہ ہوا اور صاحبقران نے تخت اپنا طرف روشنی کے بڑھایا یا تخت سن سن جاتا ہی جب اسم اعظم پڑھکر اشارہ کرتے ہین تخت بڑھ جاتا ہی امیر

جب قریب پہونچے تو بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک پھول مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی کان مین
آواز آئی کہ یا صاحبقران دھوکا نہ کھائیے گا یہی گل مراد ہی ہماری نصیحت آپ کو یاد ہی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اِشارہ کیا تخت اُڑتا ہوا قریب اُس نخل کے پہونچا مگر
تخت کا جو عکس پڑا روشنی نخل کی کم ہوئی پہلے مثل برق چمک رہی تھی اب بہ نگاہ غور دیکھا
کہ اُس پھول کی خوشبو سے تمام باغ معطر و معنبر ہو رہا ہی امیر نے چاہا ہاتھ بڑھا کے
پھول توڑ لون کہ نقارے پر چوب پڑی آواز آئی کہ منم سلیمان زرین علم دیکھا ایک
بادشاہ تخت پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج تخت اُڑائے ہوئے آتا ہی اور ہاتھ والون
سے کہہ رہا ہی کہ یارو غضب ہوا جد طلسم کشا قریب گل مراد پہونچ چکا اب ہاتھ بڑھانیکی
دیر ہی مگر اِسطرح گھیرو کہ پھول نہ پا سکین فوج نے بلوہ کیا حربے صاحبقران پر پڑنے
لگے صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچا اور نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و تمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بگن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ عمرو نے بھی بجوش و خروش اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

صاحبقران تیغۂ عقرب سے لڑنے لگے کہ دوسری طرف سے ڈنکے کی آواز آئی دوسرا
بادشاہ سنگسار اختر فوج پشت مرکب پر سوار چھ لاکھ فوج پشت پر آکے گرا یہی
حکم ہی کہ صاحبقران کو مار لو امیر تخت سے کود پڑے اب گل مراد سے الگ ہوئے
عمرو نے حقہ ہائے آتش بازی مارے کہ تیسری طرف سے گرد اُڑی ایک بادشاہ موسوم

بہ نعمان زرین علم چار لاکھ فوج سے پیدا ہوا چوتھی طرف سے گرد اڑی جو تھا بادشاہ موسوم بہ جمشید زران زرین پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچا آتے ہی حکم دیا کہ امیر کو مارو چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہی اُس مجمع مین صاحبقران لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا کہ شاہزادہ سعد بن قباد آکر پہونچے صاحبقران کو جو گھرے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ کیا جادوگرنیون نے بڑھکر سحر آغاز کیا غیر ساحرون تلواریں کھینچکر جا پڑے بادشاہ یہی چاہتے ہین کہ ڈپٹ کر اپنے کو تا بہ صاحبقران زمان پہونچاؤن مگر فوج کا وہ بلوہ ہی کہ لڑ رہے ہین ایک ایک انکے پہلوان پر دس دس اہل فوج چھاے ہوے ہین مگر ہمراہیان بادشاہ وہ دلیر ہین کہ جان پر کھیل رہے ہین اور لڑائی کو جھیل رہے ہین مگر خواجہ عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہے ہین فوج کو للکار رہے ہین اُس مجمع عام مین عمرو نے سرود نکالا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

سر بکف ندرت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین — اپنے گھر سے ہاے وہ قاتل نکلتا ہی نہین
کر دیا ہی عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ — اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین
ہجر کی شب گرچہ آہین ہین ہماری پر اثر — دل ترا او بُت وہ پتھر ہی پگھلتا ہی نہین
لاکھ سمجھایا اُسے تو پاس غیرون کے نہ جا — رنگ اُس گل کی طبیعت کا بدلتا ہی نہین
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ — کیسا سائل ہی کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین
دوستو فرقت سے بہتر ہی جو آسے مجکو موت — سخت جان ایسا ہون دم میرا نکلتا ہی نہین
ناتوانی نے یہ اے قاتل دکھایا ہی اثر — کُند خنجر ہو گیا گردن پہ چلتا ہی نہین
وصل کی امید ہو کسطرح اُس بے رحم سے — جو فقط بوسے سے دل میرا بدلتا ہی نہین
وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے — کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین
کربلا جانیکا اے سطوت ارادہ ہی ضرور — ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

عمرو کے گانے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ ہزارون جوان گانے پر متوجہ ہوے عمرو نے جو دیکھا کہ میرے گانے پر سب متوجہ ہین اور زیادہ نغمہ سرائی کرنے لگا اب تو لاکھون جادوگر بھی مبهوت و باخود ہو رہے ہین صاحبقران قتل کر رہے ہین عمرو گا رہا ہی امیر پر انتہا کا بلوہ ہی کہ

صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پر ور دس لاکھ فوج سے پیدا ہوا طہماس آکے فوج پر گرا نجم اختر شناس
وغیرہ مصروف سحر خوانی ہوئے اِسطرح کے سحر کیے کہ اہل فوج منتفرق ہونے لگے امیر حیران
ہین کہ طہماس آیا مگر نورالدہر ہمراہ نہین ہین یہ کیا معرکہ ہی کہ یکایک طہماس نے بیقرار
ہوکر دست دعا بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق ارض و سما صاحبقران کو اِس آفت سے
بچالے اور ای کریم و رحیم تو مالک و مختار ہی اب اپنا رحم شریک کر نظم بطور مسدس

هست اندر اختیارت هر درون و هر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
روز و شب گردد به فرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانۂ دیوار و یے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت بنمودی در گلستان بار بار — گاه از گل چهره بنمودی گه از دامان خار
گاه از روی خزان و گاه از رنگ بهار — گاه کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار
گاه کثرت را پی توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوی خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون — بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر درون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون — در دل ہر سوختہ دلسوز تخم کردی فزون
گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

وہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ — تحفۂ مرقوم بہر حمد جانان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ — در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ
مسلک ہندی بہ نظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

طہماس نے جو بیقرار ہوکر دعا کی ساتھ والون نے آمین کہی آسمان پر سناٹا ہوا

دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جن کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اُس جن نے نور الدہر کو قریب نخل مراد پہونچایا نور الدہر نے قریب پہونچتے ہی پھول پر ہاتھ ڈالا اہل فوج نے تعاقبِ صاحبقران چھوڑ ا نور الدہر پر آ گرے نور الدہر نے تیغہ طلسمی کھینچا گل مراد ہاتھ مین لیکر گردن سے سیران جنی کی اُتر ے اپنے نام کا نعرہ کیا باشیر ای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا ہر کہ ندانند و اند و بشناسند منم نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران عالیشان فتاح طلسم خیال سکندری بہادر و جری مہر سپہر برتری نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہبانہ عرصہ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم		لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی ہمائے مرصع پوش و ملکہ شعلۂ جوالہ و ملکہ زعفران زعفران پوش و حکیم ارسطوے ثانی و سکندر ثانی و جمشید زرین ترکش وغیرہ بڑھکر مصروف سحر خوانی ہوئے سکندر نے بڑھکر اُن بادشاہون پر سحر کیا آگ برسنے لگی ایک دریاے تھار نے موج ماری آگ برسنے لگی ہر طرف سکندر دوڑتا پھرتا ہی جس طرف زیادہ بلوہ دیکھا اُسی طرف جاکر دریا جاری کیا لاکھون کو ڈبو کر مارا لیکن ہمائے مرصع پوش نے جوڑا کھولکر جو سحر کیا تو ہزارہا ساحر بیقرار ہو کر یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگے نظم

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو		بیٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دل کو
اکسیر سے بہتر ہی در یار کی مٹی		منظور نہ چاندی ہو نہ سونا مرے دل کو
تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر		بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو
بیوجہ رُلانا نہیں دکھلا کے رُخ یار		آنکھون کو ہی ساتھ اپنے ڈبونا مرے دل کو
بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکل جاے		رکھتا ہی بہت تنگ یہ کونا مرے دل کو

یوسف سے حسین ہوگے کوئی طفل تو چاہون
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دل کو

بازیچہ ہستی ہین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دل کو

پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ
داغ اوڑھنا ہی داغ بچھونا مرے دل کو

نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہو اُس دُکھڑے کا رونا مرے دل کو

نظارہ کیا تھا پہ وہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہی
اچھا نہین اِس تخم کا بونا مرے دل کو

تر گریۂ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے وصل کے منھ مین ہی بھگونا مرے دل کو

گل سے جو کبھی قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہی منھ کا ترے دھونا مرے دل کو

کچھ خاک اُڑانے سے نہین جلنے کا آتش
بیکار ہے مٹی کا ہی ڈھونا مرے دل کو

ہزارہا جادوگر اور غیر ساحر اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے ایک طرف سے ملکہ زعفران زعفران پوش نے بھی یہی سحر کیا مگر سکندر ثانی نے صفین اُلٹ دین اِدھر کیوان زرین علم جو لڑ رہا تھا تیغہ ہاتھ مین چاہتا ہی کہ جاکر نور الدہر کو مارے ون سکندر نے بڑھکر زلفین ہلائین کاکل کو جو جنبش ہوئی صدہا مار ان سیاہ آسمان سے گرنے لگے جس پر مار سیاہ گرا اُسکو ڈس لیا سیکڑون گرے ہزارون تڑپ رہے ہین ہزارون پانی ہوکر بہ گئے ایک طرف سے جمشید زرین ترکش سحر کر رہا ہی ایک بادشاہ کو بڑھکر مارا فوج کو بے سردار کیا مگر نور الدہر نے جب سے پھول پایا جب سے آفت برپا کر دی ہی جب پھول چمکاتے ہین ساحرون کے بدن مین آگ لگی جاتی ہی جل جلکر گر رہے ہین بعض دیوانہ وار پھر رہے ہین عجب ہنگامہ ہی بارہ کوس کے گرد سے مین وہ باغ ہی سارا باغ فوجون سے بھرا ہی کہ ایک طرف سے بوق ترکی کی آواز آئی دیکھا شاہزادہ غضنفر بن اسد اپنے قزاقون کو لیکر پہونچا ایک طرف سے فوج مین داخل ہوا دوسری طرف سے لڑتا بھڑتا نکل گیا پھر اُدھر سے پلٹا نور الدہر نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر بجان برابر ہمسے ملاقات کرکے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا بوق ترکی کو بجایا جسمین یہ آواز تھی کہ اے قزاقان بہ زنید و بہ ستید و بکشید قزاقون نے پھر ہری لی مال

لوٹ لوٹ کر گھوڑون پر لاد رہے ہین جنگ مین بھی مصروف ہین جو سامنے آیا اُسے ٹوکا اور
مارا کسی پر تیر مار دیا کسی کو بڑھکر نیزہ مارا ہزارہا کافر گرے پامال کرتے ہوئے نکل گئے دور
جاکر تیرون کی بوچھار کر دی سہر چند نورالدہر نے پکارا اگر غضنفر لڑتا بھڑتا ہوا نکل گیا
کسی کے پکارنے کا غضنفر نے جواب نہ دیا بوق ترکی نکالکر بجایا جس مین یہ صدا نکلی کہ اے
قزاقان بدر رہ و ید سکندر ثانی نے چاہا بڑھکر نورالدہر کو تخت پر سوار کرون اِدھر
سیران جنی جنگ طلسم کشا دیکھ رہا تھا کہ جو قریب پہونچا وہ مارا گیا ایک طرف امیر جنگ
کر رہے ہین ایک ہاتھ مین تیغۂ عقرب سلیمانی دوسرے ہاتھ مین تیغۂ سہراب یل عمرو نے
قریب آکر کہا اے شہریار اب زیادہ کد و کاوش نہ کیجیے ملاحظہ فرمایئے طلسم کشا نے گل مراد
لے لیا دیکھیے چمکار رہے ہین ہزارہا ساحر نابینا ہو گئے اُسی کے آنے سے بھگدر پڑی
ہوئی ہے فوج کافران جنگ سے عاجز ہے دیکھیے مجبور ہو رہے ہین ایکطرف سے گرد اڑی
ہمراہیان صاحبقران بھی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے کفار اِن فوجون کو دیکھکر
کہتے ہین اِن مسلمانون نے آپس مین وعدہ کر لیا تھا دیکھو کیسے وقت پر پہونچے ہین
بادشاہ اسلام بھی کیسے وقت پر آگئے نقش سحر کش گلے مین کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین
کرتا صاحبقران زمان کا یہ حال ہے کہ اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر کسی نے کیا اُلٹا پلٹکر
اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاکھون جادوگر کا کشت و خون ہوا آخر
چارون بادشاہ ہاتھ سے سکندر ثانی کے مارے گئے بادشاہون کا مارے جانا اور
فوجون کا بیدل ہونا علمداران لشکر اشعار پڑھتے ہوئے بڑھتے ہین ساتھ والون کو
پکار رہے ہین اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید ایک علمدار پر صاحبقران زمان
جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم علمدار کو قلم کیا ایک علمدار کو بادشاہ اسلام نے
بڑھکر مارا دو علم جو سرنگون ہوئے فوجون مین بھگدر پڑی دو علمدار نورالدہر نے
مارے ایک طرف سے نازنینان مہ جبین نے ایسا سحر کیا کہ ہر طرف لوگ چیختے پھرتے
ہین کوئی غل مچاتا ہے کوئی گریبان چاک منھ پر خاک سر ٹکرا رہا ہے کوئی فریاد کر رہا ہے کوئی
سامری و جمشید کو پکارتا ہے کوئی پکار رہا ہے کہ یا خداوند بقراط ثانی اسوقت مدد کو آیئے

ہاتھ سے اہل اسلام کے بچایئے ایک طرف سکندر نے کشتون کے انبار کردیے لیکن
سیہران جنی نے جب دیکھا کہ فوجین بھاگنے لگین نورالدہر دریاے خون مین ڈوبے
ہوے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین سیہران جنی ایک طرف
کھڑا دیکھ رہا تھا آخر کو جھپٹا قریب نورالدہر کے آیا عرض کی آقاے نامدار نکل چلیے آپ کو
مرحلے پہ جانا ہی نورالدہر جست کر کے بموجب حکم لوح گردن پر سیہران جنی کی سوار
ہوے سیہران جنی نورالدہر کو لے اُڑا طہماس نے جو دیکھا کہ آقا نکل گئے فوج کو
لیکر ایک طرف روانہ ہوا جب طہماس بھی نکلگیا اور صاحبقران نے دیکھا کہ میدان
صاف ہوا اُس باغ کا وہ اعزاز و اکرام نہ رہا درخت جل گئے پتون سے آگ نکل رہی ہی
خواجہ عمرو برابر کھڑے عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار شکر پروردگار کیجیے کہ گل مراد
نورالدہر نے پایا اب وہ کامل طلسم کشا ہوے بقراط پر جفا پڑیگی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ ہماری فوج نے لڑائی فتح کی اب اِن صاحبون کو لیکر کہان چلین کہ طرف سے صحرا
کے گرد اُڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی امیر کو آکر خبر دی
کہ حضور مبارک ہو طلسم کشا نے گل مراد پایا اب وہ تو مرحلے پر جاتے ہین آپ قلعے پر
تشریف لے چلیے صاحبقران نے چاہا پلٹون فوج سب ساتھ ہی جادوگرنیان ابرہاے
آتش فشان پر سوار ہین کہ صحراسے گرد اُڑتی صاحبقران نے دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
حکیم آغاز مصری کئی ہزار سفید پوش ساتھ بخورات سب کے ہاتھ مین روشن بہ اعزاز
آکر پہونچے صاحبقران کو نذر دی کہا حضور مبارک ہو کہ آپ کے پوتے کو گل مراد
پہونچا اب جو جفائین ہین وہ آپ کی ذات کے واسطے موجود ہین کئی پہلوان آپ کے
مقابلے کے مشتاق ہین یہ کہکے صاحبقران کو پشت اشقر پر سوار کیا امیر مع کل فوج
و جادوگرنیون کے بہ اعزاز و اکرام تمام بہ شوکت مالاکلام قریب قلعہ آکر اُترے بارگاہ
سلیمانی استادہ ہوئی امیر آکر بیٹھے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد آکر بیٹھے مگر جتنے
دست راستی ہین جرأت نورالدہر کی تعریف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حقیقت
مین صاحب اقبال ایسے ہوتے ہین کہ وقت پر آپہونچے کس زور و شور سے گل مراد لیا

اور لیکر روانہ ہو گئے سیمران جنی اپنی پشت پر لیکر آیا اور پھر اُسی طرح لیگیا یہ دن بھلا کسکو
نصیب ہوا خدا نے یہ فخر نور الدہر کو دیا دست چپی خاموش بیٹھے ہین بلکہ ملول و حزین
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس نہین معلوم کس
فکر مین ہین صاحبقران سب کی سُن رہے ہین فرماتے ہین اِس طلسم کی فتاحی خواجہ
زادون نے بنام نور الدہر بیان کی ہی وہی طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا
سیاح ہی آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ بمقدمۂ گل کمراد کیا گذرا حکیم صاحب کا قول تھا
کہ پھول آپ کو ملیگا عین وقت پر کیسے آ کے پہونچے پھول لے گئے خدا اُسکو فتح و ظفر
نصیب کرے حقیقت مین یہ طلسم بڑا سخت ہی عجب عجب قاعدے نکلتے ہین یہ ذکر تھا
کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر صاحبقران کو دعائین دینے لگے قطعہ

اے بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد	وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارت و لم یولد ہمہ جا دستگیر	لم یکن یاری وہ و مونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو یہان سے بارہ کوس پر نقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج
نوجوان بالشکر و فوج آتے تھے بیشہ مین ایک پہلوان رہتا تھا اُسنے آ کے روکا
اُس سے مقابلہ پڑا اُس شیر نے اُسکو زخمی کیا فوج بے حساب اُسکے ساتھ تھی یلغز
کر دیا آٹھ پہر گذرے کہ وہ اُس مجمع مین گھرے ہوے ہین غلام اپنی آنکھون سے دیکھ
آئے کہ زخمون مین چور چور لڑ رہے ہین یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائین یہ سُنکر امیر
اُٹھے تیغۂ عقرب پر ہاتھ ڈالا مگر مالک نے سب سے پہلے اُٹھکر عرض کی حضور کیون
تکلیف فرماتے ہین غلام جا کر اُنکو لیے آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے مالک تم
ایسے ہی ہو جو کہتے ہو وہی کرو گے مگر میرا دل کیونکر قرار پکڑے یہ خبر سُنکر ہوش و حواس
پراگندہ ہو گئے ہر چند کہ مین اس فکر مین تھا کہ طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کرون
بقراط ثانی سے جنگ آغاز ہو مگر اب یہ خبر وحشت اثر سُنی مگر کیون یارو قاسم ساتھ
ہین نوح کی اُنکا نشان نہین ہمنے اُنکو نہین دیکھا اور سرداران ایرج ہین امیر نے
اشقر طلب کیا پشت اشقر پر سوار ہوے سرداران دست راستی و دست چپی اُٹھے امیر کے

ہمراہ ہوے صبا سے سحر خیز و گلگونہ جادو امیر کے ہمراہ ہی یہ فورًا اپنے مقام سے اُٹھین ابر نیار کیے سوار ہوکے چلین امیر نے منع کیا کہ تمھارا جانا بہتر نہین جادوگرنیون نے عرض کی کنیزین جاکر ایک سحر مین آفت برپا کرینگی امیر نے فرمایا تمھارا پہونچنا اُس کے خلاف ہوگا ہرچند کہ وہ زنہدار ہی مگر قاعدے کا پابند ہی یہ فرماکر روانہ ہوے جادوگرنیون نے اپنے اپنے ابر روکے امیر سرداروں کو ساتھ لیکر چلے یہان وہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان تمر وخون آشام سے مصروف جنگ ہین سرزادون نے جو ایرج کو زخمی دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے پکار رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر

نظم

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب
بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب

شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن
موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب

خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن
مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب

گل نمید اردز سوز باطن بلبل خبر
گرچہ تا گردون رود شور فغان عندلیب

از گہر پر کرد دامان گل اندر بوستان
مثل شبنم دیدۂ گوہر فشان عندلیب

ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان
نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب

جب تمر وخون آشام طرف ایرج نوجوان کے بڑھتا ہی ہر سردار آگے بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی اپنے کو زخمی کراتے ہین مگر اپنے آقا کو بچاتے ہین آٹھ پہر گذر چکے ہین کہ ایرج نوجوان تین لاکھ کافرون مین گھرے کٹتے ہین کہ دیکھیے اِس بلا سے کیونکر نجات ہو مگر فوج تمر وخون آشام کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی تمر وخون آشام ایک پہلوان ہی دیوخصال عفریت مثال مصروف جنگ ہی یہی چاہتا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرلون ساتھ والون سے کہتا ہی ان مسلمانون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا مگر کہین آجتک شکست نکھائی تھی مین ہمیشہ امیدوار تھا کہ میرے بیٹے کی طرف رُخ کرین تو مین خدمت کرون ایرج نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ تمر و کو مار لون مگر تمر و سپر فولادی سر پر کھینچے ہوے اپنے کو بچاتا ہی ایرج نے جب سامنا کیا زخم کاری

کھایا تمرد ہر مرتبہ وار کرتا ہی اور ہٹ جاتا ہی جھومتا پھرتا ہی عیار اِسکا کاؤس دوندہ برابر
گینڈے کے تھا اُس سے کہا کہ نہین ہو سکتا کہ ایرج کو گرفتار کرلے کاؤس نے کہا کہ ابھی
ممکن ہی یہ کہکے چار سو عیار ساتھ لیے سامنے آکر سیاہ دکھایا ایرج جیسے جیسے ہی نخلستان
مین آئے چار سو عیارون نے حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نے کئی سو حلقے کاٹے مگر چند حلقے
گردن مین پڑے کہ گھوڑے سے گرے تمرد نے سردارون کو اِشارہ کیا اترو بلوے
کے ایرج کو گرفتار کرلیا فوراً آہنگر حاضر ہوا ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اور اپنے پر
سوار کرلیا سرداران ایرج جانباز سر فروش تلوارین کھینچکر گرے چاہتے ہین قید چھین
لین مگر تمرد خون آشام اپنے سردارون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا ہی قید پر قبضہ ہو گئی
ہزار نیزہ دار گرد مقرر کیے ہین وہ کسی کو قریب نہین آنے دیتے نیزے چمکا رہے ہین
گھوڑے دوڑا رہے ہین سرداران ایرج زخمدار ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے
نیلم زنگی و فیلم زنگی مردانہ وار لڑ رہے ہین کیا مجال کہ ایک کافر کو جینے دین ہر مرتبہ
جا پڑتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اپنی جان دین ایرج کو چھڑائین مگر تمرد خون آشام
گینڈا بڑھا کر جا پڑتا ہی نیلم کو زخمی کیا فیلم کو بھی زخمی کیا تمرد نے کاؤس کو اِشارہ کیا
کہ اِنکو بھی گرفتار کرلے کاؤس چلا آکر نیلم و فیلم کو گرفتار کرلیا جملہ سردار ساتھ ایرج
کے گرفتار ہوے اب تمرد خون آشام بلبلا رہا ہی کہتا ہی صاحبو تمنے دیکھا میرے بیٹے
کی طرف آنیکا لطف اٹھایا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آجتک کوئی میرے
بیٹے سے صحیح و سالم نہین گذرا جو آیا زیر و زبر ہوا اب سب کو خدمت خداوندین
لیے چلتا ہون شاپور نے جو دیکھا کہ آقا کے ساتھ سب سردار گرفتار ہوے حیران
ہو کہ کیا تدبیر کرون سوچا کہ نور الدہر کو جا کر اطلاع کرون وہ فوراً آوینگے مگر آقا کے
خلاف ہو گا خیر جو کچھ ہو تمرد نے اُسی وقت کوچ کیا طرف قصر ہشت پہل کے چلا مگر
شاپور بھی نکلکر بھاگا سوچتا ہوا چلا کہ نور الدہر کس مقام پر ہین قضاے کار شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد لیکر آئے ہین نوح کو ملاحظہ کیا ہی نوح نے خبر دی
کہ بعد ایک دن کے مرحلے پر جانا چاہیے نور الدہر رک گئے نجم اختر شناس نے پوچھا

کیون آقاے نامدار کیون تامل فرمایا نور الدہر نے کہا لوح مین نوشتہ پایا کہ ایک شب تامل کرو کل انشاءاللہ جاؤنگا یہ فرما کر بارگاہ مین آبیٹھے تمام شاہزادیان گرد بیٹھی ہین اور صحبت عیش آراستہ ہی شبرنگ بن عمرو یہ اشعار گارہا ہی

نظم

خضر بھی اُنکے خط سبز پہ شیدا ہوتے
لب جان بخش پہ مرتے جو مسیحا ہوتے

ہمکو معلوم جو ہوتا کہ ہی تو ہرجائی
تجھکو دل دیکے زمانے مین نہ رُسوا ہوتے

اُنکو منظور رہی حورون سے لڑائین آنکھین
ہین اِشارے طرف عالم بالا ہوتے

وعدۂ وصل جو لینا تھا تو اُسنے یہ کہا
بات کچھ کنتے ذرا آپ جو تنہا ہوتے

بن سنور کے جو کبھی گھر سے نکلتا وہ شوخ
دیکھکر لوگ اُسے محو تماشا ہوتے

تو جو آیا ہی مرے ساتھ تو کر سیر چمن
دیکھ اِشارے گل و بلبل مین ہین کیا کیا ہوتے

تن بیجان مین ابھی جان مرے آجاتی
لب جان بخش سے کچھ آپ جو گویا ہوتے

تجھسا معشوق حسین اور بھی پیدا کرتے
ل ہی جاتا جو ہم اِس بات کے جویا ہوتے

نوجوان کو مرے ای چرخ کہن چھیڑوایا
رنج ہر روز نئے تجھسے ہین پیدا ہوتے

لب جان بخش کی جنبش سے جِلا لیتے ہمین
جان کیون جاتی اگر آپ مسیحا ہوتے

ہاے بدنام جہان مین ہوے دلکے باعث
اُسسے اُلفت جو نہ کرتے تو نہ رسوا ہوتے

شمع فانوس مین ہی گرد ہین پروانے جمع
دیکھ لو عاشق و معشوق مین پردا ہوتے

کربلا جا کے قضا آتی اگر ای سطوت
دفن پائین مزار شہ والا ہوتے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ شاپور آکر پہونچا درگہ سالار نے اُٹھکر عرض کی ای شہریار شاپور در دولت پر حاضر ہی مگر بہت منتشر ہی نور الدہر نے نام شاپور سُنکر کہا اُسے کیون روکا ہی اندر بلالو شاپور اندر آیا سامنے نور الدہر کے کھڑا ہوکر رونے لگا نور الدہر نے پوچھا ای شاپور خیر تو ہی کہا ای شہریار غضب ہوا ایرج نوجوان ایک بیشے مین جاکر اُترے تمر دخون آشام وہانکا حاکم ہی تین لاکھ فوج سے آپڑا آٹھ پہر تلوار چلی آخر عیارون کو اُسنے مقرر کیا عیارون نے آقا کو گرفتار کر لیا سولہ سردار گرفتار ہوے اب سب کو لیکر طرف قصر ہشت پہل کے جاتا ہی یقین ہی راہ مین ہو-

یہ سُنکر نور الدہر اُٹھے طہماس سے اِشارہ کیا اے ہُنر برجستۂ کلنگان تم اپنے کو قبل پہونچاؤ مین بھی عقب مین آتا ہون طہماس نے جو رہائی ایرج کا معاملہ سُنا خوش ہو گئے گھوڑے پر سوار ہوئے فوج کو ساتھ لیے ہوئے چلے یہان تمرد خون آشام ان قیدیون کو لیے ہوئے کئی کوس پر آیا ایک مقام پر آکے اُترا قیدیون کو قیدخانے مین بھیجدیا آپ بارگاہ مین داخل ہوا رات بھر اُسی مقام پر بسر کی صبح کو بارگاہ مین بیٹھا ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر مین کمربندی ہونے لگی کہ نعرۂ طہماس کی صدا آئی طہماس آکر گرا جنگ کرنے لگا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نعرۂ صاحبقران زمان کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بُن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران بھی آپڑے تلوار چل رہی ہی مگر فوج مین صاحبقران زمان بھی گھرے ہوئے ہین تمرد خون آشام ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ صاحبقران سے مقابلہ کرون بیچ مین سردار آجاتے ہین جو سردار سامنے پہونچا تمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا لندھور و مالک و بہرام وغیرہ تیرہ سردار ہاتھ سے تمرد کے زخمی ہین اور صاحبقران آواز دیکر کہ رہے ہین کہ ہائے میرے سردار کشتہ ہو رہے ہین اور مین اِسکے مقابلے مین نہین پہونچتا جب صاحبقران نے زیادہ بلوہ دیکھا تو نیمچہ سہراب یل نیام انتقام سے کھینچا دست زبردست صاحبقران نیمچہ سہراب یل نے صفون کو درہم و برہم کردیا ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہی یہ سب کچھ کیا مگر افسر اعلی تک نہین پہونچتے جب اشقر کو بڑھاتے ہین اور نیمچہ چمکاتے ہین اور سردار مقابلے مین آجاتا ہی صاحبقران پر اُسکے ہاتھ مار امیر نے روک کر نیمچہ مار دیا دو ٹکڑے کیے کئی سو سردار تمرد کے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مگر تمرد برابر قیدخانے کے گرد اڑ رہا ہی بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہی دریائے خون جاری ہی بقول شاعر اسقدر گرد اُڑی ہی کہ چھ طبقے زمین کے رہگئے اور آٹھ آسمان کے ہو گئے فرد ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و

آسمان گشت ہشت * گرد و غبار بلند ہر کافر دردمند طہماس بھی زخمی جھوم رہا ہے کہ صحرا سے گرد
اڑتی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا قریب پہونچ کے نعرہ ہوا النعرہ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبتش — عدو در رزمگاہش صد ہزار ان الامان خوانند

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — نقارا بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم
نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر — شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

نعرہ کر کے آگر گرے تمرد نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا نور الدہر پر جا پڑا
کنارے پر لشکر کے مقابلہ پڑا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا اگر ایرج نوجوان قید خانے
میں بیقرار بیٹھا ہے نعرۂ صاحبقران تک تو خبر تھی نعرۂ نور الدہر کی جو صدا سنی رنگ رو
متغیر ہوا گھبرا کر زنجیریں ہلانے لگا پیکان خون آشام بھائی تمرد کا صاحب اختیار
قید بان ہے دیکھا اِسنے کہ ایرج زنجیریں ہلا رہا ہے للکارا کہ او قیدی کیوں زنجیریں ہلاتا ہے
یہ کہتا ہوا بڑھا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دونوں
ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتھکڑی پیکان خون آشام پر کھینچ ماری
پیکان کا سر پھٹا ایرج نے نعرہ کر کے قید کو توڑ ڈالا سرداروں کو اپنے رہا کیا غصے
میں بھرا ہوا قید خانے سے نکلا آتے ہی شمشیر زنی کرنے لگا ادھر نور الدہر اور تمرد سے
مقابلہ تھا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار پر کاٹا اور تیغۂ طلسمی چمکا کے
للکارے کہ او بیحیا ایک وار تو مردان عالم کا قبول کر اِدھر نور الدہر نے تیغہ چمکایا اُدھر
ایرج نے جب چمکتی ہوئی تلوار نور الدہر کی دیکھی سمجھے کہ یہ وار گشتی گیر زادے کا
خالی نہ جائیگا وہیں سے للکارا کہ دیکھیے بھائی صاحب خبردار ہاتھ نہ ماریے گا شاہزادہ
نور الدہر گرم جنگ ہیں ہاتھ تلوار کا مار ہی دیا تیغۂ طلسمی دست زبردست طلسم کشا سے
جو گرا سپر کو کاٹا تلوار کھنچتی ہوئی چلی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند سیماب گذر کر جگہ گاہ تک پہونچ چکی ہے کہ ایرج نوجوان

گھوڑا اڑا کر قریب پہونچا کمر پہ ہاتھ مار دیا نور الدہر نے پلٹ کر کہا ای برادر مردہ گشتی تمھارے خاندان سے ہوتی چلی آتی ہی کیا کار نمایان کیا ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا ہمارے جاہ و جلال پر رشک کرتے ہو طلسم کشائی پر مرتے ہو آجتک کسی مرحلے پر بھی پہونچے مجھکو تو بفضلہ گل مراد دستیاب ہو چکا اب قفس تنگ میں پر آؤ ایرج نے تیغہ چمکایا چاہا کہ ہاتھ ماردون دور سے یاقوت جنی نے جو یہ معرکہ دیکھا سوچا کہ قبضہ نور الدہر مین تیغہ طلسمی ہی جب وہ وار کرینگے آقاے نامدار زخمی ہونگے جھپٹ کر بیچ مین آگیا سینہ سپر کر دیا نور الدہر کو منع کیا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا مین ہمہ وجہ بھی آپ کو مناسب ہی نور الدہر تمرد کو مار کر پلٹے راستہ صحرا کا لیا صاحبقران زمان بھی پلٹ گئے طہماس نے جو دیکھا کہ آقا تمرد کو مار کر گئے ساتھ والون سے کہا یارو پلٹ چلو سب ساتھ والے طہماس کے ساتھ ہوے گینڈے گھوڑے اڑاتے ہوے نکل گئے اِنکے جانے کے بعد ایرج نے فوج کو شکست دی خیمے بارگاہین لوٹ لین شام کو اسی صحرا مین اُترے شاپور شیر دل سامنے آکر بیٹھا ایرج نے پوچھا ای برادر یہ بتاؤ کہ اس کشتی گیر زادے کو کیونکر خبر ہوئی شاپور نے کہا غلام کو خبر نہین ایرج نے فرمایا ای شاپور کچھ گاؤ شاپور نے اسی وقت چنگ مرصع نکالا یہ اشعار عاشقانہ بصد جوش و خروش گانے لگا

نظم

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا	میری آنکھون کی طرح ہو گئی خونبار گھٹا
چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا	دودِ آہِ دل سوزان ہو دھواندھار گھٹا
جاے شبنم یہ بہے اشک مری حالت پر	بن گئی ہی شب فرقت کی شب تار گھٹا
ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہی مجھے	آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا
جانب رحمت حق دھیان ہی بس رندونکا	شاد ہو جاتے ہین کیا دیکھ کے میخوار گھٹا
ہوش بد مستون کے جاتے ہین پئے استقبال	جاتی ہی لو طرف خانۂ خمار گھٹا
ای پری رو ہی ترے کان کی بجلی بجلی	نظر آتے ہین ترے گیسوے خمدار گھٹا
روے روشن ہی وہی ہو گئی گو زلف دراز	بڑھ گئی رات مگر دن نہین زنہار گھٹا

بیٹھکر سایۂ دیوار مین رویا ہون جو مین ۔۔۔ بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا
چپکے چپکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک ۔۔۔ بُت پرستی سے جو جلاتی ہی سو بار گھٹا
کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا ۔۔۔ روئی اور بھاگنے پر ہو گئی تیار گھٹا
قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہی ۔۔۔ کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا
اپنی زلف اُسنے چھپائی جو مین گریان پہونچا ۔۔۔ جیسے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین یار گھٹا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی عین وقت پر ایرج نے دیکھکر آواز دی کہ ای یاقوت جنّی نور الدہر کو گل مراد ملگیا دن بدن عظم وشان بڑھتا جاتا ہی اب یہان سے کوچ کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ایرج نوجوان کوچ کرکے چلے اِدھر نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد قتل تمر وخون آشام طہماس کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے ایرج نوجوان ایک صحرا مین پہونچے قضاے کار وہ صحرا قبضے مین انصار جادو کے تھا انصار نے رات کو آکر ابر سحر بنایا لشکر اسلام پر ابر کو بھیجا آگ برسنے لگی قضاے کار طلاے پر لشکر نور الدہر کے نجم اختر شناس تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ سامنے ایک صحرا ہی وہان کوئی کسی پر سحر کر رہا ہی نجم بلند ہوا دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی نجم نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا لشکر ایرج نوجوان مین بلقیس زعفران پوش طلایہ دے رہی تھی اِسنے دیکھا کہ ایک ابر سے آگ برس رہی تھی یا یکایک ابر پھٹا بلقیس زعفران پوش نے دوبارہ بلند ہو کر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے سحر کر رہا ہی اور نجم اختر شناس سحر کو روک رہا ہی بلقیس نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر جھولی سے نکالا اُسکو طرف ہوا کے چھوڑا اب وہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ ظاہر تھا نظم

حُسن ہوگا کسی خوش چشم حسین کا مجھکو ۔۔۔ ہی جو مطبوع گل نرگس شہلا مجھکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجھکو ۔۔۔ ہوگیا اُلفت گیسو مین یہ سودا مجھکو
قاصدا اُسکو یہ پیغام زبانی دینا ۔۔۔ لب پہ دم ہی غم دوری نے ہی مارا مجھکو
ہی یقین دیکھ کے مجنونکا جگر شق ہوجاے ۔۔۔ وحشت دل نے دکھایا ہی یہ صحرا مجھکو

مرض عشق سے فوراً ابھی ہو جائے شفا ۔ شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجھکو
وصل کے شوق مین مرتا ہون کبھی جیتا ہون ۔ ہے قیامت سے سوا وعدۂ فردا مجھکو
ہائے اِس بات کی امید نہ تھی قاتل سے ۔ جائیگا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجھکو
کوئی اُس غیرت لیلیٰ سے یہ جا کر کہدے ۔ اب جنون لیکے چلا جانب صحرا مجھکو
ہر گھڑی ساتھ رہا زیست مین جنکا افسوس ۔ وہ چلے چھوڑ کے اب قبر مین تنہا مجھکو
باغ جنت مین نہ حورون سے مخاطب ہونگا ۔ وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجھکو
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام ۔ غم ہے دنیا مین حسینؑ ابن علیؑ کا مجھکو

اُس طائر نے اِس طور سے یہ اشعار گائے کہ **انصار جادو** اپنے مقام سے اُٹھا دیکھا کہ ایک جادوگر سحر کرتا ہوا آتا ہے وہین سے للکارا کہ او ساحر تو کون ہے **نجم اختر شناس** نے کارد سحر نکالی **بلقیس** نے موتیون کا مالا مارا دونون طرف سے سحر جو پڑا **انصار** کا سر اُڑ گیا ابر پھٹ کر گرا صبح کو **ایرج** کو معلوم ہوا **بلقیس** نے آکر خبر دی کہ رات کو لشکر حضور کا تباہ ہو گیا ہوتا مگر **نجم اختر شناس** ملازم **نور الدہر** سحر کرتا ہوا آیا کنیز نے بھی اُسکی شرکت کی **انصار جادو** کو مارا اب **قلعۂ انصار** یہ پر چلیے **ایرج** خوشی خوشی سوار ہوے جادوگرنیان داہنے بائین بیٹی **انصار جادو** کی **ملکہ گلفام** شوریدہ سر اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ **صاحبقران** قلعے مین آتے ہین اور رات کو آپ کے باپ مارے گئے **گلفام** یہ سُنکر بہت روئی قلعے سے نکلکر باہر آئی سر راہ ایک قصر تھا اُسمین آکر بیٹھی کئی سو کنیزین پشت پر آپ چلمن کے پاس کھڑی ہے کہ دیکھا کئی سو سانڈنی سوار اہتمام کرتے ہوے نکل گئے بعد اُسکے دیکھا کہ کئی مرکب تازی کچھی یمنی عراقی موتیون کی پاکھرین پشت پر دو دو سائیس نگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اِسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان لباس زرنگار جسم مین ہے اور مرکب برق وش پر سوار کئی سو سرداران تہمتن صف شکن گرد اُس شیر کے ہین اِس شان و شوکت سے جو **گلفام** نے **ایرج** نوجوان کو دیکھا بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی پیشانی پر پسینہ آگیا جسم مین رعشہ پڑا قصد ہوا کہ اپنے کو گرا دون خاک پا اُسکی

لیکر آنکھون سے لگاؤن کنیزون نے گھبرا کر پوچھا کہ واری آپ کیون یکایک متغیر ہوگئین گلفام نے آہ بھر کے کہا کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو نظم

ترے مجنون کا گلشن مین نہین جب دل بہلتا ہی
گریبان چاک کرکے جانب صحرا نکلتا ہی

جو اُس کمسن کا قد بوٹا سا پھر جاتا ہی نظرون مین
زمین پر طفل اشک آنکھون سے گرگر کر مچلتا ہی

سواری جب در گلشن پہ اُس گل کی ٹھہرتی ہی
چمن سے بہر استقبال ہر بلبل نکلتا ہی

تڑپ کر تیری فرقت مین نکل جائیگا پہلو سے
بہت مین نے سنبھالا دل نہین لیکن سنبھلتا ہی

ہوا سے اڑکے دامن مین لپٹتا ہی غبار اپنا
اگر گور غریبان کی طرف سے وہ نکلتا ہی

عداوت بعد مردن بھی کچھ ایسی مجھسے باقی ہی
مری تربت کو ٹھکراتا ہوا وہ شوخ چلتا ہی

خوشی سے نذر اپنے اپنے سر دیتے ہین سب عاشق
سرو ہی باندھکے جب وہ بت قاتل نکلتا ہی

صدا ہم رو رو دیتے ہین یہ بازار محبت مین
کوئی معشوق بوسے سے ہمارا دل بدلتا ہی

تمھارے وصل کی حسرت ہمیشہ دلمین رہتی ہی
الٰہی دیکھیے کس روز یہ ارمان نکلتا ہی

اثر پیدا کیا سنگ مقناطیس کا دل نے
نہین سینے سے میرے تیر کا پیکان نکلتا ہی

ترے عشق مین ہو جو کیا عشاق روتے ہین
جو دل پر چوٹ پڑ جاتی ہی تب آنسو نکلتا ہی

گلے تمکو لگائین وصل کی شب خوب بوسے لین
ہمارے دل کا یہ ارمان دیکھین کب نکلتا ہی

ہم دیکھین نبض تو پڑ جائین چھالے دست عیسی مین
بدن ایسا ہمارا اب تپ فرقت سے جلتا ہی

گلی مین انکی جب کرتا ہون مین نالے تو کہتے ہین
صدا کسکی ہی یہ پر درد دل میرا دہلتا ہی

ادائین دیکھتے ہین جب قضا آتی ہی اوسطوت
ہمیشہ نازنینان پر ہمارا دم نکلتا ہی

کنیزون نے عرض کی اگر ہمکو حکم ہو تو جاکر اُس شہر یارہ کو لائین جمال جہان آرا سے حضور وہ بھی دیکھین یقین ہو کہ اپنے ہوش مین نہ رہین حضور کا جمال عابد کش زاہد فریب ہی جو دیکھ لے وہ دیوانہ ہوجائے پہاڑ سے سر ٹکرائے گلفام نے جواب دیا صاحبو یہ خیال خام تمھارا ہی ذرہ آفتاب عالمتاب کے سامنے کیا چمک سکتا ہی انکا جمال جہان آرا دیکھکر دل کو سکتہ ہوتا ہی ہوش درست نہین رہتے آنکھین چاہتی ہین ہر وقت جمال جہان آرا دیکھین چشم اشک بار ہو دل بیقرار کنیزون نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو ہم لوگ جائین

اُس جوان کو بُلا لائین یا آپ تشریف لے چلیے گلفام نے آنکھون مین آنسو بھر کر جوابدیا
کہ صاحبو غیرت دامن نہین چھوڑتی اپنے جانے مین شرم ہی بلانے مین دل مانع ہی لہذا اب
جو فلک دکھاے وہ دیکھونگی اب سواے صبر کے کوئی چارہ نہین ہرچند کنیزون نے ملکہ
کو سمجھایا کہ حضور بہت بیقرار ہین ہم لوگ بُلا لائین مگر گلفام نے نہ قبول کیا دل پر ہاتھ
رکھے ہوے اُس قصر سے اُٹھی اپنے باغ مین آئی آکر ملول وحزین بیٹھی ناچ گانا سب موقوف
کیا کھانے کو بھی حکم نہین دیا ادھر ایرج نوجوان قلعے مین آکر اُترپڑے مسجدون کی بنا
کرائی اہل شہر آکر شریک ہوے انتظام کر کے شام کو بارگاہ مین آکر بیٹھے شاپور سے کہا
کیون اے منتروالا گھر اب قصر ہشت پہل کتنی دور رہی اب جو یہان سے کوچ کرین تو سامنے
قصر ہشت پہل کے اُترین جنگ تو بقراط سے آغاز ہو جاے اگر اُسکو مارا تو فتح طلسم
ہمارے نام رہے شاپور نے عرض کی حضور آپ کے نام سے بھاگے گا کیا آپ کے
مقابلے مین آئیگا اور اگر نکل آیا تو بیشک آپ مارلینگے سردار بھی بلبلا رہے ہین اور
آپس مین کہتے ہین جو عظم وشان ہمارے آقا نے پیدا کیا وہ طلسم کشا کو کہان ممکن ہے
نام طلسم کشا ہین تحفہ جات مل گئے اُسی کے بھروسے پر اُڑتے پھرتے ہین ہمارے آقا تو
خدا پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین ایرج ان باتون کو سُنکر خوش ہو رہے ہین فرماتے
ہین یارو انجام بخیر ہو کہ بقراط کو قتل کرون یہ تیغۂ دودمۂ سکندری اُسکے سر پر پڑے
شکست کھا کر بھاگے ہم تعاقب مین جائین اُسکو بھگا کر پھر طلسم کشا سے جھڑپ کرینگے
شام تک یہی باتین رہین دربار آراستہ رہا سردار تدبیرین عرض کرتے ہین کہ کل حضور
کوچ کرین قصر ہشت پہل پر چلکر ٹھہرین ایرج نے فرمایا اب کسی مقام پر نہ رکین گے
جادوگرنیان رخصت ہو کر اپنی اپنی بارگاہ مین آئین سب نے آرام کیا سردار اپنے اپنے
مقام پر گئے ایرج شاپور کا ہاتھ تھام کے اپنی بارگاہ مین آئے فرماتے تھے کہ اے یار
وفادار جسوقت سے اِس مقام پر آئے ہین خود بخود دل گھبراتا ہی لوگون نے بیان کیا
تھا کہ دختر القصار جادو نہایت حسین وجمیل ہی کچھ احوال نہ معلوم ہوا شاپور نے کہا
اب شب کو آرام فرمائیے کل غلام پتہ لگائے گا حال کھل جائیگا ایرج نے کہا مین پریشانی

طبیعت کو کیا کرون ہر چند چاہتا ہون کہ ضبط کرون قلب تھرا رہا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مگر
سبب نہین ظاہر ہوتا کہ اِس پریشانی کا کیا باعث ہی یہ باتین کرتے کرتے ایرج نے آرام
کیا شاپور بھی اُسی مقام پر سو رہا مگر بارے جانے انصار کی جو خبر مشہور ہوئی زوجہ
اِسکی ابریق جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین رو رو کر عرض
کرنے لگین کہ حضور بڑا غضب ہوا آپ کے سر کا تاج اُتر گیا انصار جادو مارا گیا یہ خبر
وحشت اثر سُنکر ابریق نے پچھاڑ کھائی ہائے صاحب کہکے رونے لگی بال اپنے سر کے
نوچ ڈالے کنیزین بھی اِسکی جادوگرنیان ہین سب نے کہا واری اِس رونے سے کیا
فائدہ ہی چلکے دشمن کو ہلاک کرین دشمنون کا قصہ پاک کرین پھر خدمت خداوندین چلکر
دامن اُنکا پکڑیے کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے یقین ہی کہ قدرت زندہ کر دین قدرت
تو صاحب کشف و کرامات ہین اُنکے نزدیک ایک بندے کا زندہ کرنا کتنی بڑی بات ہی
ہم سب ملکے قدرت کے قدمون پر گرینگے کہ اِس بندے کو زندہ کر دیجیے قدرت فوراً
زندہ کر دینگے مگر دشمنون کو قتل کر کے چلیے کہ قدرت کو خوشی حاصل ہو کہ ہمارے دشمن
مرے کہیے اِسکا انعام یہ ہی کہ شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے یہ راے ابریق کو بہت پسند
آئی کہا صاحبو خوب صلاح بتائی یہ کہکے جھولی سحر کی اُٹھائی اُسمین اسباب سحر رکھا کنیزین
اسباب سحر لیکر سوجود ہوئین ابریق جادو ایک تخت پر سوار ہو کر چلی گرد کنیزین جوشان
و خروشان بالاے آسمان آئی دیکھا کہ بارگاہین اِستادہ ہین لشکر آباد اہل لشکر دلشاد
اپنے اپنے خیمون مین سو رہے ہین ابریق نے جو اہل لشکر کو غافل پایا سحر کرنے لگی
جسکی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی جو اُٹھا وہ بلا مین مبتلا ہو گیا
بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگتے تھے یا رباہ یا مستغیثاہ کی صدائین بلند تھین جادوگرنیان جو
ایرج کے ساتھ ہین اُنکی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہو گئین آگ برس رہی ہی اور
ایک طرف سے دریا موج مار رہا ہی اہل لشکر پکار رہے ہین کہ اے کریم کارساز و اے
مالک بے نیاز تو رحیم ہی تیری امداد اِسوقت کافی ہی تو اپنا رحم شریک کر یہ کیا آفت ہی
جو ہمپر نازل ہوئی اِس سے بچائے نظم بطور مخمسہ

سجدہ کن ای بندہ نادار ابر خاک نیاز — گردن صدق و صفا خم دارہ بر خاک نیاز

ساجبین عاجزی ہر بار ہ بر خاک نیاز — سر بنہ چون بندگان زار ہ بر خاک نیاز

سر بلند و سرفراز و سرور و سردار باش

روشنی بخشد زہر سو آفتاب دل ترا — دیدہ ر اساز د منور ماہتاب دل ترا

رہنما گردد بسوے جانان جناب دل ترا — حق نما بدر روے روشن از حجاب دل ترا

ہر زمان امید وار ای طالب دیدار باش

دم بھر میں ایمیلق نے سب لشکر کو اپنے سحر میں مبتلا کیا یہ سامان کر کے پلٹی کہ جا کر قدرت سے گذارش کرون کہ دشمنوں کو مٹا آئی شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے تخت کو اڑاتی ہوئی کنیزین ساتھ گریان و نالان قصر ہشت پہل مین آئی بقراط ثانی بیٹھا ہوا ہی نازنینان مہ جبین سامنے اسکے گا رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین نظم

کبھی جنون مین جو صحرا کی سمت جاتا ہون — تو قیس کو سبق عشق مین پڑھاتا ہون

مین خوش بیان جو پئے سیر باغ جاتا ہون — گلون کے سامنے بلبل کے ہوش اڑاتا ہون

مین اپنے عشق کا جب حال اسے سناتا ہون — کچھ آپ روتا ہون کچھ قیس کو رلاتا ہون

یہ شوق قتل ہی خنجر بکف جو پاتا ہون — خوشی سے سامنے قاتل کے سر جھکاتا ہون

جنون مین جبکہ گریبان گھونٹتا ہی گلا — ہزارون دھجیان دامن کی مین اڑاتا ہون

ہین تنگ اشک ندامت سے کاتب اعمال — گنہ وہ لکھتے ہین تحریر مین مٹاتا ہون

خوشی یہ آمد فصل بہار کی ہی مجھے — کہ پیرہن مین نہین آجکل سماتا ہون

وہ ہنسکے کہتے ہین قلب و جگر سنبھالیے آپ — نقاب الٹ کے مین صورت ابھی دکھاتا ہون

نہ ہوگا دادی الفت مین رہنما مجھسا — جناب خضر کو بھی راہ مین بتاتا ہون

ہزارون ملتے ہین جب بوسۂ گل رخسار — شب وصال مین پھولا نہین سماتا ہون

خیال کرکے مین اس شمع رو کا ہجر کی شب — بجھا ہوا ہی جو دل کا کنول کھلاتا ہون

دل و جگر نہ سہی عقل و ہوش و صبر سہی — مین کچھ نہ کچھ ترے کوچے مین کھو کے آتا ہون

مین اپنے دل سے ہون ناچار ہو گیا سطوت — ہزارون جور و ستم یار کے اٹھاتا ہون

بقراط ثانی مست بیٹھا ہی کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی سر اُٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ ابریق جادو سر برہنہ گریبان چاک منھ پر خاک روتی پیٹتی سامنے آئی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا یا خداوند مسلمانون نے میرے شوہر کو مار امین نے سب کو مٹا دیا امیدوار ہون کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے مجھے بے شوہر کے آرام نہ آئیگا آجکل زمانہ سردی کا ہی جب اکیلی سوؤنگی تو نیند نہ آئیگی میرا کہنا قبول کیجیے بقراط نے حال پوچھا ابریق نے سب کیفیت بیان کی کہا شوہر نے میرے جا کر سحر کیا کسی نے اُسکو مار ڈالا کنیز نے جا کے ایسا سحر کیا کہ گرد دریا کر دیا لشکر مین دھوان چھایا ہوا ہی سب تڑپ رہے ہین چار پہر مین سب تمام ہو جائینگے یہ سُنکر بقراط ہنسا کہا ای ابریق تو نے سب کچھ کیا مگر جا کر خبر تو لے یقین ہی کہ مسلمانون کو اُس حال مین نہ پائیگی اب وہ لوگ آرام مین ہین یہ سُنکر ابریق پلٹی معرکہ یہ گذرا کہ گلفام پڑی تڑپ رہی ہی زبان پہ ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہانتک کجروی کریگا اب تو برداشت نہین ہو سکتی ہے

نظم

ای جان جان بس اب یہی ہی آرزو مجھے
دکھلا دے خواب مین کبھی شکل اپنی تو مجھے
تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم
ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار
تیغ نگہ سے تیرے پڑے ہین جو دل مین زخم
چھپ چھپ کے مجھسے رات کو جاتا ہی وہ کہان
سینہ اگر ہو چاک نکلکر یہ دل سے کہے
نالان ہون دل کے ہاتھ سے دیدونگا مین اسے
کعبے سے دیر دیر سے آیا کنشت مین
گلشن سے کچھ غرض نہین وہ عندلیب ہون
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم
پھر مجھکو کربلا کی زیارت نصیب ہو

دل مین فدا کرون جو نظر آے تو مجھے
ہون ناتوان بہت نہ پھرا کو بکو مجھے
دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے
پہلو مین ای صنم جو بیٹھا تا ہی تو مجھے
کرنا پڑا ہی تار نظر سے رفو مجھے
رہتی ہی اب تو روز یہی جستجو مجھے
ای جان تیرے وصل کی ہی آرزو مجھے
آجائیگا نظر جو کوئی خوبرو مجھے
کیا کیا پھرا رہی ہی تری جستجو مجھے
دل سے پسند ہی گل عارض کی بو مجھے
تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے
سطوت دوبارہ جاؤن یہی آرزو مجھے

تڑپتے تڑپتے اٹھی باہر محل کے دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی آگ برس رہی ہی گھبرا گئی کہ
یہ کیا معرکہ ہی کسنے آگ برسائی سحر کرکے بلند ہوئی دیکھا سارا لشکر آفت مین ہی قضاے کار
جس بارگاہ مین ایرج نوجوان تھے وہ بارگاہ گر پڑی ہی ایرج نوجوان عجب مصیبت
مین ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اور لڑکھڑا کر گرتے ہین بیقرار ہوکر پکارتے ہین
ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ‌ ‌ دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا ‌ ‌ درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے ‌ ‌ من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای خالق ارض و سما صدقہ بزرگان دین کا اس مصیبت کو جلد آسان کر یا ملک الموت
کو حکم دے کہ میری روح آکے قبض کرے اب مجھسے یہ سختی نہین اٹھتی ایرج کا یہ حال زار
دیکھکر گلفام بیقرار ہو گئی جھولی پر ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پڑھکے سحر کیا کہ ایرج کے گرد
جو آگ تھی وہ آگ بجھی مگر سارا لشکر اسی آفت مین ہی شاپور نے دیکھا کہ ایک نازنین
مہ جبین بیتاب و بیقرار سحر کرتی پھرتی ہی جس مقام پر دریا جوش مار رہا ہی وہان پر وہ
آکر اتری مگر بہت بیقرار ہی شاپور نے ایرج سے کہا دیکھیے حضور پروردگار نے
سامان پیدا کیا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ سحر کو ہر طرف کرتی پھرتی ہی ایرج نے
نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ کنارے دریا کے وہ نازنین آکر ٹھہری ایک ساڑی نصف باندھی
اور نصف اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی مچھلیان چاہتی ہین کہ اس نازنین کو کھینچ لین مگر وہ
نازنین مچھلیون کو مار رہی ہی کبھی دریا مین اپنے تئین گرا دیتی ہی کبھی جھپک کر نکلتی ہی
ایسی گرمی دکھاتی ہی کہ مچھلیان تڑپنے لگتی ہین پانی دریا کا کھولنے لگتا ہی ہزارون ہی
مچھلیان جل گئین نہنگان خون آشام جو دریا سے نکلے انکو بھی مارا ایرج نوجوان دیکھ
رہے ہین کہ اس نازنین نے تھوڑے ہی عرصے مین دریا کو مٹایا سب کو خاک مین
ملا کر آپ ٹہلتی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی کہا ای شاہزادہ والا قدر اب جا کر
چین کیجیے میری مان نے سحر کیا تھا شکر کرتی ہون کہ مین نے اسکو مٹایا اگر تھوڑی دیر

اور غافل رہتی تو آپ لوگ ہلاک ہوجاتے مگر نہین معلوم سحر کرنے والا کہان گیا ایرج نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمنے جان بخشی کی سب کو بچالیا ورنہ سب ہلاک ہوجاتے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپ کا خدا اے نادیدہ کام آیا اُسنے مدد کی مجھکو بھی خیال آگیا کہ آکر سحر کو دفع کیا ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا مگر سحر کا کرنے والا بڑا سخت تھا کہ جلا دی سحر کر گیا کہ کوئی باقی نہ رہے یہ ذکر ہو رہا ہے ایرج بھی شکریہ ادا کر رہے ہین اور گلفام عذر کرتی ہے کہتی ہے آپ صاحب اقبال ہین آپ کے اقبال کی خوبی ہے کہ یہ مشکل آسان ہوئی ورنہ تھوڑی دیر مین آفت برپا ہوجاتی اب مین رخصت ہوتی ہون ایرج نے کہا جانا تمھارا بہت شاق ہے چلکر بارگاہ مین بیٹھو لحہ بھر صحبت ہو گلفام ایرج کے ساتھ چلی بارگاہ مین آکر بیٹھی اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین مگر ابریق جادو جو بقراط سے سُنکر چلی تھی سامنے آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نہ دریا ہے نہ آتش سحر کنیزون سے کہا صاحبو غضب ہو گیا کسی نے میرا سحر دفع کیا یہ سوچکر پہاڑ پر اُتری دیکھا ایک طرف چوکہ دیا ہوا ہے اُس چوکے کے قریب آئی وہان کی خاک جو اُٹھائی تو بوے سحر گلفام آئی حیران ہوئی کہ یہ سحر گلفام کہان وہ باپ کے غم مین بیقرار ہے لیکن یہ جگہ یہی کہتی ہے کہ یہان بیٹھکر سحر کیا یہ سوچ رہی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار بہ آواز دردناک گا رہا ہے نظم

سر بکف مدت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین — اپنے گھر سے ہاے وہ قاتل نکلتا ہی نہین

اے صنم بہر خدا مجھکو دکھا دے اپنی شکل — ابتو میرا دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

کر دیا ہے عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ — اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین

قتل پر اُس ترک نے باندھی ہے اب ایسی کمر — زندہ کوچے سے کوئی عاشق نکلتا ہی نہین

ایک لحہ آنکھ سے اوجھل تجھے ہونے نہ دون — کیا کرون مجبور ہون بس میرا چلتا ہی نہین

بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہے وہ شوخ — کیسا سائل ہے کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین

جسطرح مین اُسکا عاشق ہون وہ عاشق ہے مرا — اُس سے دل کو مین بدلتا ہون بدلتا ہی نہین

ہین وہ کمسن شام ہی سے نیند آتی ہو انھین — وصل کی شب بھی کوئی ارمان نکلتا ہی نہین
وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے — کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین
کربلا جانیکا ای سطوت ارادہ ہو ضرور — ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

اِس رنگ سے یہ آواز آئی کہ ابریق بیقرار ہو گئی خیال کرکے جو دیکھا تو بارگاہ ایرج نوجوان سے یہ آواز آتی ہو جی مین کہتی ہو کہ یہ لوگ یا تو اِس آفت مین تھے یا ایسے شگفتہ ہوے کہ رقص و سرود ہو رہا ہو یہ لوگ بڑے بیخوف ہین کہ مہلت پاتے ہی ایسے مغرور ہوے مین اب چلکر اُسکو پکڑے لیتی ہون مگر ای ابریق مقام تعجب ہو کہ گلفام نے جو رد سحر کیا اُسکو کچھ خوف نہ آیا یہ سوچتی ہوئی طرف بارگاہ ایرج کے چلی جب در بارگاہ پر پہونچی تو درگہ سالار نے روکا کہا ہم تمھین نہ جانے دینگے ابریق نے جھلا کر جواب دیا تمھاری کیا مجال ہو کہ ہمکو روک سکو یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ درگہ سالار اُسی طرح بیٹھے کا بیٹھا رہگیا چاہتا ہو کہ تلوار کھینچون مگر ہاتھ قبضے تک نہین جاتا ابریق جادو نے درگہ سالار کو بیکار کرکے پردہ اُٹھایا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا بیٹی کو دیکھا بہ صد فرحت پہلوے ایرج مین بیٹھی ہو اختلاط ظاہری ہو رہا ہو دیکھتے ہی آگ جلگئی للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ اب مین سمجھی کہ تو نے اِسوجہ سحر قطع کیا یہ کہکے جھپٹی چاہا گلفام کو پکڑ لون گلفام سحر کرکے بلند ہوئی منظور یہ ہوا کہ نکلجاؤن ابریق بھی سحر کرکے بلند ہوئی ہوا پر دونون مین سحر ہونے لگے ابریق نے بال اپنے کھولدیے جیسے ہی بال کھلے گلفام لہرائی ابریق نے جھپٹ کر بال تھامے گرفتار کر لیا لیکر چلی اِدھر ابریق گلفام کو لے چلی اُدھر ایرج نوجوان آہ کا نعرہ کرکے فرش خاک پر گرے فرمایا ای شاپور لینا شاپور تعاقب مین چلا مگر ابریق گلفام کو لیے ہوے ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری بیٹی کی محبت ناچار سمجھانے لگی کہ ای گلفام یہ تو نے کیا حرکت کی بہتر یہ ہو کہ توبہ کر مین قدرت کے سامنے تجھکو لے چلون خطا معاف کرا دون گلفام نے کہا ای مادر مہربان مین تو اب لقراط کو پرکھ چکی اب مجھسے نہ ہوسکیگا کہ مین اُنکے سامنے عذر کرون قضاے کار مہر سپہر عیاری لشکر سے براے بالا دوی

نکلے تھے دور سے دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہے ایک شاہزادی پر سختی کر رہی ہے خواجہ ایک فقیرنی کی شکل بنکر سامنے آئے سوال کیا بی بی آرزوے دلی پوری ہو یہ آپ کے قبضے مین آجاے کیون شاہزادی یہ بڑی بی سمجھاتی ہین تم کیون تمردی کرتی ہو کیون حضور یہ کیا معرکہ ہے ابریق نے کہا بوا اِس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا نبیرۂ حمزہ سے نین مٹکا کیا مین اِسکو سمجھا رہی ہون مین نے اپنے سحر مین اُن سب کو پھنسایا تھا مگر اِسنے اُن سب کو رہا کیا اور یہ پھر زبان درازی کرتی ہے مین سمجھا رہی ہون خداوند بقراط ایسا جاگتی جوت کا خداوند اُس سے برگشتہ ہوئی فقیرنی نے کہا بی بی آپ ذرا ہٹجائیے تو مین اِنکو سمجھاؤن ابریق نے چاہتی ہے کہ گلفام عذر کرے تو مین خطا معاف کرون کہا اے بوا فقیرنی مین ہٹی جاتی ہون یہ کہکے الگ ہوئی خواجہ نے قریب آکر کہا اے شاہزادی والا قدر یہ کیا معرکہ ہے گلفام رونے لگی کہا بڑی بی صاحب میرا دل دام گیسو پیچ مین پھنسا ہے کیا بیان کرون اپنے ہوش مین نہین ہون میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے طبیعت نڈھال ہے

نظم

گر اُسے ناسخ مہجور سے کچھ کام نہین
بہ خدا اُس بُتِ مغرور سے کچھ کام نہین

مرغ دل لطہے داغ جنون پیتا ہون
شیشہ و ساغر بلّور سے کچھ کام نہین

نان خورشید تو ہر صبح دکھاتا ہے کسے
مجھکو گردون ترے تنّور سے کچھ کام نہین

اُس پریزاد سے ہم خواب مین کہ آتے نہین
ہین تو جنت مین مگر حور سے کچھ کام نہین

بوسہ ہاے لب شیرین ہین شراب عناب
میکشو بادۂ انگور سے کچھ کام نہین

ہر جگہ کام تصور ہی سے لے لیتے ہین
ہمکو نزدیک سے اور دور سے کچھ کام نہین

سوز خورشید ہے کافور سحر سے کیا کم
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہین

داغ فرقت سے جلین گے نہ ملین گے اُس سے
نار سے کام ہے یان نور سے کچھ کام نہین

یار کے دست حنائی کی ہے مچھلی کیا کم
مجھکو ماہی سقنقور سے کچھ کام نہین

اہل تزویر سے اِس درجہ ہے مجھکو نفرت
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہین

شعلہ رویون کو نہین اپنے مربی کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

رات دن نور خدا کوہ نجف سے ہی عیان		مجھکو تابخ جبل طور سے کچھ کام نہین

فقیر نی نے کہا بی بی نہ گھبراؤ منم مہر سپہر عیاری تم میرے فرزند کی معشوقہ ہو مین اِس
ملعونہ کو ابھی قتل کرتا ہون اب یہ کیا میرے ہاتھ سے بچ سکتی ہی خدا کی قدرت کہ مین
پہونچ گیا ایرج نوجوان سے ذکر کردینا کہ خواجہ نے مجھکو رہا کیا یہ کہکے پکارے اے ملکہ
آؤ وہ نونگوڑی رو رہی ہی کہتی ہی کہ مین اتان سے پھر سکتی ہون میری ماور مہربان ہین
جسطرح چاہین رکھین جسکے آگے عذر کرائین مین عذر کرونگی ابریق خوشی خوشی آئی کہا
بڑی بی تمنے بڑا احسان کیا کیا کہدیا کہ یہ راضی ہوگئی بڑھیا نے کہا مین نے مرتبہ ماں کا
سمجھایا کہ زیر قدم والدین بہشت عنبر سرشت ہی اگر خلاف حکم کروگی تو قدرت جہنم مین
داخل کرینگے اینتو یہ کہتی ہی کہ ماں جس حال مین رکھین مجھے قبول ہی لیکن میرا وقت
بھٹی پر جانے کا تھا اب دیکھو آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک جام شراب پلوا دیجے
ابریق نے گلفام کو رہا کیا کہا بی بھٹی سے جاکر شراب لاؤ گلفام جاکر شراب لائی عمرو
نے جام بھرا چاہا پی جاؤن پھر توبہ کرکے سامنے ابریق کے پیش کیا کہا حضور نوش
فرمائین مین آپ کے بعد پیونگی تب میرے دل کو آرام ہوگا ابریق وہ جام پی گئی پی کر
گھبرائی کہا بڑی بی صاحب کلیجے مین آگ لگ گئی خواجہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کہ ہوا لگے
ابریق اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوش ہوکر گری خواجہ نے خنجر مارا کہ ابریق کے دو ٹکڑے
ہوے کپڑے اُسکے اُتار لیے مگر شاپور جنگل مین دوڑتا پھرتا تھا کہ اِسکے کان مین آواز
آئی کشتی مرا نام من ابریق جادو بود حیران ہوا کہ کسنے ابریق کو مارا دوڑ کر دیدۂ کوہ
مین آیا دیکھا خواجہ کپڑے اُتار رہے ہین شاپور نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے
شاپور کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند کہو ایرج کا کیا حال ہی شاپور نے کہا بڑی تباہیان
اُٹھائین عمرو نے کہا اے شاپور فتاح طلسم نور الدہر بن بدیع الزمان ہی تحفہ جات
اُسکو دستیاب ہوے جفائین صاحبقران نے اُٹھائین گل مراد فتاح طلسم لے گئے
جہانتک بنے ایرج کو روکو ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائین تو رہائی نور الدہر
کے ہاتھ سے ہوگی خواجہ زادے کہ پیچھے اِنکی کدوکاوش بیکار ہی شاپور نے کہا کہ اے

والد نامدار یاقوت جنی بڑی کوشش کر رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ انکو تا بہ قصر ہشت پہل
پہونچاؤن مگر ناممکن ہی ہر مقام پر اُفتادین پڑتی ہین عمرو نے خوب شاپور کو سمجھایا فرمایا
ای نور نظر وای پارہ جگر ایرج کو رو کے رہو شاپور گلفام کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے
روانہ ہوا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا
کہا لو غضب ہوا ابریق قتل ہوگئی یارو کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر گلفام کو گرفتار کرلے
سیراب جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غلام جاتا ہی ابھی گرفتار کر کے گلفام
کو لاتا ہی مجھکو صحرا کا پتہ دیجیے کہ فلان مقام پر ہین مین دریا سے سحر جاری کر ونگا دو تدبیر
کرینگی کہ اِس دریا کو جھیلون اور مین انکو گرفتار کر لونگا بقراط نے جو پتہ بتایا اُس پتہ پر
سیراب جادو چلا اِدھر گلفام شاپور کا ہاتھ پکڑے ہوے باتین کرتی ہوئی آتی ہی
کہ غراٹے کی آواز کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک دریاے تہار وزخار موج مار
رہا ہی کہ کسی طرف راستہ نہین کہا ای مختر والا گہر ہم تو گھر گئے کسی ساحر نے سحر کیا کہ ہوا
کو روک لیا دیکھو دریا گھیرے ہوے ہی مگر سیراب جادو دریا سحر کا بنا کر بالاے
کوہ آیا وہان دیکھنے لگا نگاہ جو جمال بے مثال گلفام پر پڑی بیتاب ہو گیا جی مین
کہتا ہی مان باپ اِسکے قتل ہوے اگر اِسکے مقدمے مین قدرت سے عرض کرونگا تو
یقین ہی کہ میرے ساتھ منسوب کر دینگے مگر کیا تدبیر کرون کیونکر اِس آہوے وحشی کو
قبضے مین لاؤن کنارے آیا ایک آہو کی شکل بنا گلفام حیران کھڑی ہی دیکھا کنارے
کنارے دریا کے ایک آہو چلا آتا ہی گلفام نے کہا ای شاپور شیر دل اِس آہو کو
گرفتار کرین کیا تعجب ہی کہ کوئی مطلب حاصل ہو شاپور کمندین درست کر کے پیچھے
اُس آہو کے چلا آہو نے جو صیاد کو کمین مین دیکھا جست کرنے لگا شاپور نے دیکھا
مین اِس آہو کے قریب نہین پہونچتا پتھر گوپھن مین رکھکر مارا آہو بیقرار ہو کر بھاگا
گلفام نے جو دیکھا کہ آہو میری جانب آتا ہی جھولی سے کچھ اسباب سحر نکالا چاہا سحر کرون
آہو قریب آیا گلفام کو منھ مین دبا لیا ہر چند گلفام تڑپتی ہی پھڑکتی ہی مگر رہا نہین ہوسکتی
شاپور نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے مگر حلقون سے آہو نکلگیا اور گلفام کو لیکر

بھاگا شاپور نے چاہا پیچھا کرون آہو غائب ہوگیا مگر دریا اسی طرح قائم ہی ہر طرف
موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر کر نکلتی ہین ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ شاپور کو کھینچ لیین آخر
شاپور بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سیراب گلفام کو لیے ہوے ایک صحرا مین
آیا صورت زیبا پر نگاہ ڈالتا ہی بیتاب ہوتا ہی آخر زبان مین سوزن دی ایک نخل کے
نیچے آکر گلفام کو ہوشیار کیا آپ بہ صورت اصلی بنا کہا ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان مین بحکم خداوند تیری گرفتاری کو آیا تھا مگر تیرے دام گیسو مین پھنسا
امیدوار ہون کہ مجھکو قبول کر گلفام نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کہ او
سیاہ رو تیرہ درون یہ کیا خیال خام اور تصور ناتمام ہی تو نے مجھکو گرفتار کیا چاہے
قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نہ لے مین جان دینے پر آمادہ ہون سیراب قدمون پر
گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین اپنی جان نثار کرونگا مگر مجھکو قبول کر و سیراب حیران ہوکر
غمگین کر رہا ہی کہ ایک طرف سے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار گا رہا ہی نظم

خط سے جوبن پہ عذار یار ہی — واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی
سنتعد جان بخشیون پر یار ہی — گر یہ سچ ہی تو اجل بیکار ہی
ناز سے وہ گل جو ٹھکراتا نہین — کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون — ہمدمو کیا حسرت دیدار ہی
طے کرون روے زمین اک گام مین — پانون مین خاصیت پرکار ہی
دانت پر قاتل لگایا کیا اسے — تیغ تیری ابر گوہر بار ہی
جھانکنا چھوڑا ہے کس بیدرد نے — چشم گریان روزن دیوار ہی
جا کے سطوت کربلا مین موت آے — اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

سیراب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن ڈفلی ہاتھ مین تانین مارتا ہوا آتا ہی
سیراب نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اسطرف آؤ لڑکے نے منھ
پھیر کر کہا ہمارا وقت بھٹی پر جانے کا ہی وہان چار آنے ملجاتے ہین ہمین ٹھہرا کر تم
حرج کروگے سیراب نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا صاحبزادے جو مانگوگے وہ تمکو دونگا

ساز خوب بجاتے ہو لڑکے نے سامنے سیراب کے ناچنا شروع کیا سیراب بہت
خوش ہوا کہا صاحبزادے تم تو ناچنا بھی خوب جانتے ہو لڑکے نے کہا اب گانا بھی سنیئے
مگر فی چیز ایک پیسا لونگا سیراب نے کہا مین روپیہ دینے کو موجود ہون یہ کہکے
کمر سے روپیہ نکالے لڑکے نے کہا مین یہ نہ لونگا پیسہ دیجیے سیراب نے کہا مین جاکر
پیسے لاتا ہون یہ کہکے جھپٹا بھٹی پر آکر اس خیال سے شراب خریدی کہ لڑکا پی کر خوب
گائیگا تھوڑی دیر مین شراب لیکر آیا کہا لو صاحبزادے ایک جام شراب کا تو پیو
لڑکے نے اس خوبصورتی سے شراب کو گریبان مین گرایا کہ سیراب نے جانا پی گیا
جیسے ہی شراب حلق سے اتری لڑکا شعر کہنے لگا اس لطف سے گت ناچتا ہے اپنے کو
زمین پر گرا دیتا ہے اور لوٹ مارتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے نشہ زیادہ ہوگیا لوٹا شراب کا
اٹھایا کہا تمنے مجھکو شراب پلائی مین تمکو پلاؤنگا سیراب نے منہ کھولدیا لڑکے نے
سارا لوٹا دہن مین ڈالدیا شراب پیتے ہی سیراب گھبرایا کہا میان لڑکے مجھے
کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے لڑکے نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو سیراب جھپٹ کر اٹھا چند
قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تھانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا
کر شکم چاک قصہ پاک مار کر سیراب کو گلفام کو رہا کیا کہا تم عمرو یہان شاپور دریا
کو دیکھ رہا تھا کہ غراتا ہوا دریا غائب ہونے لگا تھوڑے عرصے مین سب دریا
خشک ہوگیا شاپور سمجھا کہ سیراب مارا گیا طرف صحرا کے دوڑا دیکھا سامنے
سے گلفام آتی ہے شاپور نے دوڑ کر پوچھا اے ملکۂ عالم کیونکر رہائی پائی گلفام
نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کرامت دکھاتے ہین
ہر مقام پر عیاری کرتے ہین اے ملکہ گلفام اب نکلیے یہان ایرج نوجوان مشتاق
بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاپور و گلفام آتے ہین ایرج نے آکر
استقبال کیا گلفام شریک ایرج ہوئی یاقوت جنی نے عرض کی اب طرف غم
ہشت پہل کے کوچ کیجیے ایرج نے لشکر تیار کیا کئی جادوگرنیان عاشق جمال
ابرہاے سرخ و سبز تیار کرکے اسپر سوار ہوئین غیر ساحرون کا لشکر چند سرداران

ناموسہ کے ہمراہ ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے گذارش کرونگا کہ ایرج کس مقام پر
و مہو پہنچین گئے مگر حال صاحبقران ذکر کرنا ضرور ہی کہ صاحبقران زمان دربار مین حکیم
آغاز مصری کے موجود ہین آغاز مصری نے صاحبقران سے عرض کی کہ آپ سلما
سے عقد کیجیے یہ آپ کی زوجہ ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ باغ مراد مین یہ چلین مین
آؤنگا ملکہ سلما باغ مراد مین آئین دلہن بنکر مسند پر بیٹھین دل سے کہتی ہین کہ یقین ہی
اب صاحبقران بھی آتے ہونگے مگر صاحبقران جو دربار سے اُٹھے خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیا سمجھے کہ عاقلہ بالغہ سے عقد ہی ہم دونون ایجاب و قبول کر لینگے کہ راہ مین دیکھا
فرزند خواجہ بزرجمہر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سلام کیا عرض کی
اے شہریار غلام کو معلوم ہوا کہ آج حضور اپنا عقد کرینگے اِس خیال سے غلام پیشتر سے
آکر بیٹھ رہا امیر کو بزرگ امید کا پاس ہی کہا تشریف لے چلیے مین آپ کو ضرور یاد
کرتا بزرگ امید نے کہا ایک گلوری تو نوش فرمائیے یہ کہکر جیب سے ڈبیا نکالی ایک
گلوری امیر با توقیر کو دی صاحبقران نے جیسے ہی گلوری کھائی ہاتھ پانؤن مین
رعشہ آیا چند قدم چلے تھے کہ لہرا کر گرے عمرو نے چاہا پشتارہ باندھون صاحبقران
کو لیجاؤن باغ مراد مین چلکر ہوشیار کرونگا پانؤن پھیلا کر کچھ لونگا پھر خیال مین یہ
گذرا کہ جواہرات بہت پہنے ہین کچھ اُتار لون سپر پشت سے صاحبقران کی اُتاری
چاہتے ہین کہ اِک کھولون کہ زمین کانپی زمین سے دھوان نکلا ایک ساحر مہیب
بہ شکل عجیب و غریب زمین سے پیدا ہوا للکارا کہ او ساربان زادے دیکھیو یون
لیجاتے ہین اب مین کیا صاحبقران کو چھوڑونگا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا عمرو حیران
ہوکر یہ کیا سحر کہ تھا تعاقب مین چلا مگر سیران جادو صاحبقران کو لیے ہوے اپنے
باغ مین آیا اُسی عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اب صاحبقران کو ہوشیار کر دیا
امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار طوق و زنجیر پایا اشتیاق عقد مین تھے بہت برہم
ہوے فرمایا او بیحیا تو کون ہی مجھے کیونکر لایا سیران نے کہا منم سیران جادو قدرت
نے مجھکو نشان بتایا کہ فلان صحرا مین عمرو نے امیر کو بیہوش کیا جا کر گرفتار کرلے مین

وقت پر پہونچا اب سر کاٹ کر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا صاحبقران نے غصہ مین قید کو توڑ ڈالا اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سامنے سے بھاگا ایک گوشہ مین آکر کہا اے مفتاح بلند رکاب صاحبقران کو لینا امیر نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ہے پشت پر ساتھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھ مین آتے ہی اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم مفتاح بلند رکاب سب فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا امیر تیغۂ عقرب کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر بیقرار ہو کر دعا مین خالق سے مانگتے ہین کہ اے معین الضعفا اے رب دوسرا تیری کیا صفت بیان کرون نظم

حق جواہر میکند پیدا از سنگ — قطرہ را بخشد چو گوہر آب و رنگ
گربہ را سازد ضعیف و ناتوان — زور سرپنجہ بہ بخشد با پلنگ
تازہ تازہ میدہد ہر دم شکار — رازق روزی بہ شیر تیز چنگ
بر والِانسان رابران عالی مکان — مرکب اندیشہ جد جائے کہ لنگ
گہ کند با صلح اصلاح جہان — انتظام خلق گہ سازد بہ جنگ
میشود تعمیل احکام خدا — در زمانہ بے توقف بے درنگ
صاحب بینش چو بیند قدرتش — صاف ماند صورت آئینہ زنگ
بے نوا را سلطنت بخشد خدا — او بہ گمنامان بہ بخشد نام و ننگ
میدہد از ابر رحمت کردگار — سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر — میشود ظاہر ازین کارخِ دو رنگ
اہل دولت را فراخی داد حق — تنگ دستان را بہ تنگی کرد تنگ
جن والِانسان جملہ وحش و طیر را — روزیِ ہر روزہ بخشد بیدرنگ
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب — گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
ہندی آن صورت کجا آید نظر — تا نہ گردد دور از آئینہ زنگ

مگر جنگ مین مصروف ہین مفتاح بلند رکاب دور سے لینا لینا کر رہا ہے امیر چاہتے ہین مفتاح پر جا پڑون افسر کو قتل کرون یا گرفتار کرلون مگر مفتاح

قریب نہین آتا ہر مرتبہ فوج کو اشارہ کرتا ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کرو فوج سمٹ کر
آتی ہو صاحبقران تیغۂ عقرب کھینچے ہوے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ جا پڑین مفتاح فوراً
ہٹ جاتا ہو شام تک تلوار چلی شام کو یکایک دیکھا کہ وہ سب بھاگے باغ مین
سناٹا ہو گیا یکایک ایک شعلہ چمکا خود بخود روشنی ہونے لگی پتے پتے نخلستان کے مثل
جگنو چمکنے لگے ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ
اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

بہار مین جو ہوا ہو مرا گریبان چاک — ہوے ہین لالہ و گل کیطرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کی ہو کھلتے ہی آئی — کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکی شایان چاک
بنا سے ساغر مے جو کمھار نے تیرے — پیالے ہین مہ و خورشید چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا — کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھائیگی اپنے جوہر روح — کھلیگا مطلب خط جبکہ ہوگا عنوان چاک
جنونکا جوش اُتاریگا پھاڑ کر کپڑے — بہار مین بدن اپنے کرینگے عریان چاک
کرونگا زلف کے سودے مین تار تار لبیا — دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملائون پیرہن گل سے کیا لباس اپنا — ہوا نہین ابھی دست جنونسے چندان چاک
دکھاے عالم صبح بہار اگر رکھواے — نقاب کے وہ رُخ غیرتِ گلستان چاک
کیا ہو عشق نے اِک مہروش کا دیوانہ — سحر کی طرحسے رہتا ہو نہین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو — کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُسنے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہو دل کی بیتابی — قباے صبر کو کرتا ہو آتش اِلنسان چاک

صاحبقران اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے دیکھا وسط باغ مین جو چبوترہ ہو اُسپر
فرش مشجر بچھا ہو اُسپر مسند زرتار اُسپر ایک نازنین ماہ رخسار بکمال ناز و ادا سے
بیٹھی ہو ایک گائن شوخ و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہو کہ کنیزون نے عرض کی حضور
صاحبقران آتے ہین امیر کو آتے ہوے دیکھکر وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی
اول براے تسلیم خم ہوئی صاحبقران نے جواب سلام دیا مگر اس تکلف سے اُٹھنے

آنکھ ملائی کہ صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا پسینے پسینے ہو گئے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا گائن سے اشارہ کیا گائن پھر بزور و شور گانے لگی وہ نازنین بہ محبت پوچھنے لگی ای شہریار اِس باغ مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا امیر نے فرمایا مین تو ایسے وقت مین یہان آیا تھا کہ ایک ساحر میہان تھا ایک پہلوان آیا اُس سے دن بھر لڑا نہین معلوم اُسپر کیا گذری بعد اُسکے جانے کے چند ساعت یہان سناٹا رہا بعد اُسکے تمھارا اسا منا ہوا مین تو برا سے ملاقات ملکہ سلماے گوہر پوش جاتا تھا نام ملکہ سلما کا سُنکر وہ نازنین رونے لگی کہتی تھی ای شہریار آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھے سرفراز فرمایا ملکۂ عالم دیکھکر بہت رنجیدہ ہونگی صاحبقران نے فرمایا مین کیا ملکہ کا نوکر ہون اپنا تو یہ دستور ہی کہ جو بہ محبت ملے یک نظرے خوش گذرے لمحہ بھر بیٹھ گئے لہذا اگر تمھاری رائے ہو تو مین چلا جاؤن تمھارے نام نامی سے آگاہ ہون کہ تمھارا اسم مبارک کیا ہی اُس نازنین نے نام کے ذکر پر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا حضور نام میرا بتانے کے لایق نہین صاحبقران ایسی باتین اُس نازنین سے کر رہے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین گھبرا کر عرض کی ای شہریار غضب ہوا ملکہ سلماے گوہر پوش تشریف لاتی ہین صاحبقران نام ملکہ کا سُنکر گھبرائے کہ پہلوے نخل سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ملکہ سلما بے نقاب آتی ہین وہ نازنین اُٹھکر بھاگی تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ کنیزین بھی بھاگ گئین سناٹا ہوا صاحبقران اُٹھے منظور ہی کہ سلما سے عذر کرون کہ ملکہ گھبرا کر پلٹین کہا ای شہریار مین آپ سے بات نہ کرونگی امیر عذر کرتے ہوے بڑھے کبھی فرمایا کہ ملکہ معاف کرو مگر ملکہ نے جواب نہ دیا ایک نخل کے پہلو مین جا کر غائب ہو گئین صاحبقران حیران تھے کہ اِس یوسف گم گشتہ کا کیونکر پتہ لگے کبھی پکارتے ہین کبھی رو رو کے نعرے مارتے ہین کہ ای محبوب جانی واے یار جادوانی

نظم

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو
روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو	دل تو دینا سہل ہی پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غماز کو ہو کاش یاد — دوست تو غافل ہو دشمن بھی کہین غافل
نیم بسمل کیطرح سے زندگانی ہو خراب — اسقدر بھی آدمی کو حسرت قاتل
اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا — سخت کافر ہو جو وحدت کا نزی قائل
اے بت بے رحم عزرائیل کا عاشق نہین — رشتۂ بیمار الفت کے لیے تو سل
اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین آگے — گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل
کنج تنہائی مین مین نے زندگانی کی بسر — گور بھی میری کسی کی گور کے شامل
دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا — باغ ہی کچھ بلبلو قمری کی یہ محفل
حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین — کشتۂ ابرو ہو آتش تیغ کا بسمل

صاحبقران اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے اُس باغ مین پھرے رات
وہین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا صدا اے موذن کان مین آئی تو امیر
دیکھا کہ ایک باغ ویران ہے روش پٹریان ٹوٹی ہوئین گلے سڑے پھل جابجا
ہوے ہین امیر کو بڑی نفرت ہوئی حیران ہوے کہ شب کہان بسر کی مگر باغ کا در
سامنے معلوم ہوتا تھا جیسے ہی دروازے سے باہر نکلے دیکھا کہ لشکر سامنے
باغ کے اُترا ہوا ہے لندھور و مالک وغیرہ امیر کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین
کو جو آتے ہوے دیکھا سب دوڑ پڑے دامن پکڑ کر سرداروں نے عرض کی
شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے صاحبقران نے فرمایا اے برادران کیا
پوچھتے ہو آوارۂ دشت ادبار ہو رہا ہون کہ پہلو سے طرفوا کی آواز آئی دیکھا
آغا زہصری ہوا ادبر سوار کئی سو جوانان سفید پوش ہمراہ بخورات بکے ہاتھ
روشن سینے صاحبقران کو سلام کیا حکیم سوار سے اُترے صاحبقران
کا دامن تھام لیا عرض کی تشریف لے چلیے آپ کیون اسقدر ملول و حزین
ہین اب دفع ملال کا زمانہ آتا ہے ہر چند کہ ابتک مجھسے کوئی گستاخی نہین ہوئی
چاہا کہ آپ کے دشمنون کو ملال پہونچے صاحبقران نے فرمایا آپ کی نظر
ہے تو سب تکلیفین دفع ہو جائینگی لیکن اب تو مجھکو خیال محال مین یہ تردد

وہ کہان تشریف لے گئین حکیم نے کہا ای شہریار اور کسی کا خیال دل مین نہ لائیے کیونکہ
سلماسے گوہر پوش منظور نظر حکیم مشتاق مصری ہین ایسا نہ ہو کہ قاعدے مین فرق پڑ جائے
امیر نے فرمایا یہان کے عجائب و غرائب میری سمجھ مین نہین آتے آغاز مصری امیر کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو حکیم صاحب یہ کہکے اُٹھے
کہ مین تو رخصت ہوتا ہون حضور لشکر ہی مین تشریف رکھین ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑ جائے
صاحبقران اچھا اچھا کہکے بیٹھے حکیم تو گئے امیر نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے
صحرا کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار مسلح و مکمل موسوم بہ قیروان مصری
صاحبقران کے مقابلے مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران آپ اس قلعے سے ابھی
چلے جائیے ورنہ بہت پریشان کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی امیر نے ایلچی کو نکلوا دیا
قیروان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار بیان
رہین صبح کو امیر لشکر لیکر چلے کہ دیکھا لشکر مین ایک طرف ہلڑ ہے فرمایا خواجہ دریافت
تو کرو یہ کیا معرکہ ہے خواجہ گئے اور دیکھکر آئے کہا ای شہریار یہ جو پہلوان آیا ہے نسل مین
سکندر کی ہے مرکب اسکی سواری کا کہ اُسکو ابرش سکندری کہتے ہین رات کو تھان سے
چھوٹا آپ کے لشکر مین آگیا کئی سو جوان اُسنے مار ڈالے لوگ چاہتے ہین گرفتار کرلین
مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ہر چند زبر ران صاحبقران وہ مرکب ہے کہ جسکا نظیر ممکن نہین
مگر نام مرکب سُنکر منھ مین پانی بھر آیا فوراً گھوڑے سے کود پڑے ٹہلتے ہوے چلے دور
سے دیکھا کہ ایک مرکب ہے کوہ سرین کوہ کفل دونون آنکھین رشک دیدۂ غزال تھوتھنی
غنچۂ گل کھیت کو ہمین سے توسل دُم کو اُٹھائے ہوے جسکو ستارۂ دنبالہ دار کہنا چاہیے
کمر نازک بگڑا ہوا کھڑا ہے جسنے قصد کیا شیہہ پھر کر اُسپر جا پڑا کسی کا سر چبا لیا کسی کو دولتی
ماردی کسی پر لپتک چل گئی گرد لاشے پڑے ہوے ہین تیور بدلے ہوے کھڑا ہے
صاحبقران مرکب کو دیکھا عاشق ہوگئے سب کو پکار کر منع کیا کہ گھوڑے پر حملہ نہ کرو
لوگ رُکے بلکہ قریب سے ہٹے صاحبقران نے اپنی صورت مرکب کو دکھائی جیسے ہی مرکب

مرکب نے صاحبقران کو دیکھا مثل غنچۂ گل شگفتہ ہوا صاحبقران میٹھے گھانس کے ہاتھ
مین لیکر چمکارتے ہوے سامنے پہونچے گھوڑے نے پُچھے پر گھانس کے منھ ڈالدیا
امیر نے پشت پر ہاتھ رکھا مرکب نے سینے پر منھ رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا
امیر نے اور اشیاء منگواکر کھلاے اور اپنے ہاتھ سے مرکب کو کسا بسم اللہ کہکر سوار
ہوے اب جو امیر نے پٹری جمائی گھوڑا چاہتا ہی سبزہ فلک کو پامال کرون طرارے
بھرون ٹاپ مارتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی اسطور سے صاحبقران ابرش سکندری پر سوار
ہوکر میدان کارزار مین تشریف لاے مگر اشقر دیوزاد نے جو صاحبقران کو ادہم کب
پر دیکھا بس ایک شبہہ مارا کہ زمین تھرا گئی سامنے دریا تھا ایک بلندی پر چڑھ گیا اور
آواز دی کہ یا صاحبقران مجھسے بہتر کوئی اور مرکب بھی دنیا مین ہی آپ نے غضب کیا کہ
میری زندگی مین اور مرکب پر سوار ہوے اب مین زندہ نہ رہونگا ابھی اپنی جان دیتا
ہون یہ کہکے جھم سے دریا مین پھاند پڑا امیر نے دام دارون کو بھیجا دام دارون نے
کئی کوس تک دام پھینکے مگر اشقر کا پتہ نہ پایا امیر کو نہایت قلق ہی مگر ایسا مرکب پایا ہی
کہ اشقر کو بھولے جاتے ہین میدان کارزار مین آگر ٹھہرے مگر آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے فرماتے ہین میرے رفیق و شفیق پر نہین معلوم کیا گذری مین یہ نہ
جانتا تھا کہ اشقر یون برہم ہو جائیگا مین نے عہد کے خلاف کیا مین نے اُس سے
کوہ نورستان پر عہد کیا تھا کہ دوسرے مرکب کی پشت پر نہ سوار ہونگا مگر یہ ایسا مرکب
دلچسپ تھا کہ اسپر سوار ہو بیٹھا مین نے بڑی خطا کی خدا اُسکو زندہ مجھسے ملاے
یہ فرماکر ابرش سکندری پر سوار مقابلے مین حریف کے تشریف لاے قیروان نے
گینڈا بڑھایا مگر اپنے مرکب پر جو صاحبقران کو سوار دیکھا ساتھ والون سے کہتا تھا
بڑے تعجب کی بات ہی کہ یہ وہی خونی مرکب ہی کہ جسنے سیکڑون سائیس مار ڈالے اور
جا بک سوارون کو قتل کیا جسکو دولتی ماری وہ بخشش ہو گیا مگر حمزہ کیا ساحر ہی کہ
ایسے مرکب پر بیخوف سوار ہوا لوگون نے کہا حضور امیر کی صورت دیکھکر رام ہو گیا
امیر لبھولیبت سوار ہوے گویا آنکھے اشتیاق مین تھا قیروان جھلاتا ہوا میدان مین

آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے ابرش کو
اشارہ کیا وہ مرکب باد پیما فوراً اطراے بھرتا ہوا چلا بموجب قول حضرت قمر نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون — کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے — اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال — قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون — وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی
نکاوے کا محتاج ہو کس طرح — کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

دیگر

حبذا رخش قمر طلعت و خورشید ضیا — آنکہ چون فکر منجم بدود فوق سما

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلۂ قیروان مین پہونچا قیروان نے جھلا کر کہا ای امیر
آپ اس مرکب پر کیونکر سوار ہوے آپ کے پاس کوئی نسخۂ تسخیر ہی امیر نے فرمایا
یہ مرکب خاندان عالی سے ہی مجھکو دیکھکر تسخیر ہو گیا میرے ساتھ بدلگامی نہین کی
بلکہ مجھکو دیکھکر اشارے کرتا تھا کہ مجھپر سوار ہو جیسے مین بہ کیفیت سوار ہوا اینقدر
قیروان نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی ستان پر لیا چند طعنون مین امیر
نے نیزہ اسکا ہوائی کیا قیروان نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی اس کن سے
ہاتھ مارا کہ مرکب مارا جاے تو مین خوش ہون مقام افسوس ہی کہ میرے مرکب پر
سوار ہو کے مجھی سے مقابلہ کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ مرکب قتل ہو جائیگا
مرکب سے کود پڑے تلوار کو سر پر لیا سر امیر کا زخمی ہوا اب صاحبقران زیر مرکب
کھڑے ہین قیروان چاہتا ہی کہ دوسرا ہاتھ مارون کہ امیر کا سر اڑ جاے مگر حال
اشقر عرض کرنا ضرور ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر سے نکلکر مرحلے
پر چلے ہین مگر اشقر نیونراد جو دریا مین کودا تھا ابھکر اسی سرحد مین نکلا جہان کہ لشکر
نور الدہر تھا کنارے دریا کے ٹہل رہا ہی کہ ایک مادیان دریائی پیدا ہوئی اشقر
شیہہ بھر کر اسکی جانب چلا مادیان دریا مین کود پڑی تین دن اشقر اسی مقام پر کھڑا رہا

تیسرے دن مادیان پھر نکلی اشقر اُس سے موصول ہوا مادیان بحری حاملہ ہوکر دریا مین پھاند گئی اشقر نے دور سے لشکر دیکھا سمجھا کہ یہ میرے آقا کے دشمن ہین لشکر پر جا پڑا صدہا جوان مار ڈالے نور الدہر کنارے پر لشکر کے تھے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا حکم ہوا کہ اِس ہنگامے کا دیکھنا ضرور ہی نور الدہر نے قریب آکے ملاحظہ کیا کہ اشقر دیوزاد جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای مرکب جد ذیوقار یہ لشکر تو میرا ہی زبان دیوان مین جو کلام کیا اشقر نے پلٹ کر نور الدہر کو دیکھا زبان جنّی مین جواب دیا کہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ لشکر حضور کا ہی مین چار دن سے اپنے آقا سے جدا ہون جدائی اُنکی مجھپر شاق ہی لہذا سوار ہوجیے نور الدہر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے اشقر لیکر چلا اُسوقت پہونچے کہ قیروان تلوار کھینچے ہوے صاحبقران پر ہاتھ مارا چاہتا ہی اشقر نے جو امیر کو اِس حال سے دیکھا مگر پیدل دیکھا جوش محبت مین دوڑ پڑا نور الدہر اشقر سے کود پڑے اشقر نے جھپٹ کر قیروان کے گینڈے کے منھ پر اِسطرح کی دولتّی ماری کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا قیروان گینڈے سے گرا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے فرمایا ای یار وفادار کہان تھے اشقر قدمون پر منھ ملنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے زبان جنّی مین کہتا تھا ای آقا میری خطا معاف کیجیے جہالت مین یہ حرکت ہوئی مگر نور الدہر نے جو ابرش سکندری کو کوتل دیکھا فوراً اُسپر سوار ہوے وہ مرکب نور الدہر کو لے بھاگا کہ ذکر اِنکا وقت پر ہوگا مگر صاحبقران نے قیروان کو مارا قیروان کی فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے آپڑے ہرچند کہ امیر زخمی تھے مگر مرکب بڑھا کر نعرہ کیا فرماتے تھے کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بزدغا کہان جاسکتے ہو

نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم رزمگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے اُدھر سے سرداران تہمتن پہونچے جنگ ہونے لگی مگر امیر زخدار
تھے دیکھا کہ ایسا نہ ہو پشت مرکب سے گر پڑون ہاتھ گلے مین ڈالدیے فرمایا اے مرکب اصیل
مجھکو لے نکل ایسا نہ ہو کہ تیری پشت سے گر پڑون مرکب نے جو صاحبقران کو بیہوش
دیکھا امیر کو لے نکلا لندھور وغیرہ نے لڑائی کو فتح کیا فوج کو بھگا دیا سب ملازمان
قیروان بھاگے مگر صاحبقران کو جو اشقر لیکر نکلا ایک صحرا مین پہونچا صاحبقران
کو لیے لیے پھر رہا ہے خون ٹپک رہا ہے قضائے کار کاؤس تاجدار کہ اس سرحد کا
مالک ہے جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہے ایک پہلوان کہ چڑھ آیا تھا اُسکو بھگا کر پلٹا ہے مورسے
جو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار گھوڑے پر سوار مرکب لیے لیے اُسکو پھر رہا ہے
ساتھ والون سے اشارہ کیا اِس مرکب کو گھیر لو لوگون نے آکر اشقر کو گھیرا مگر اُس
تاجدار نے پکار کر کہا کہ اے مرکب اصیل تو نہ گھبرا ہم تیرے آقا کے دشمن نہین ہین
اشقر ٹھہر گیا اُس تاجدار نے آکر امیر کو پشت سے مرکب کی اُتارا اجمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کون ہے مرکب بھی
بے عدیل و بے نظیر سہ چشمی ہے جوان بھی حسین وجمیل ہے کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی
ہوا کہ گھوڑا نکال لایا ہے مرکب وہی ہے کہ راکب کا اپنے خیر خواہ ہو اگر زخمی ہو تو فورًا
لے نکلے اگر گرے تو گرنے نہ دے دیکھو کس احتیاط سے نکال لایا ہے اپنے راکب کی
جان بچائی صاحبقران کو ہوادار پر ڈال لیا اپنے قلعے مین لیکر آیا وزیر اِس تاجدار
کا کہ برائے انتظام امور سلطنت قلعے مین رہگیا تھا جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا تاجدار
سے کہا اے شہریار آپ اِنکو پہچانتے ہین لقب اصلی اِنکا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہے
آپ کا اقبال ہے کہ آپ کے گھر مین آئے اُس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ یہ صاحبقران
زمان ہین امیر کو چھپر کھٹ پر لٹایا جراح کو بُلایا ٹانکے دلوائے امیر کو ہوش آیا کاؤس
تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ اے شہریار ناز کرتا ہون کہ آپ نے آج مجھکو
سرفراز کیا ہے یہان سے بیس بائیس کوس پر ایک قلعہ ہے سرفراز نہ تاجدار وہاں کا حکم
ہے اُسنے ایک پہلوان کو بھیجا تھا اُس پہلوان کو مین نے قتل کیا اب یقین ہے کہ وہ مجھپر

لشکر کشی کرکے آئے غلام کو حضور نے نہین پہچانا یہ سرحد ملک کاؤسیہ ہی آپ کے فرزند کا یہان گذر ہوا تھا یعنی جب ملک سنجان کو شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن جانے تھے تو مین اُنسے لڑکر زیر ہوا حلقہ اطاعت کان مین ڈالا آج خدا نے فضل کیا کہ حضور میرے گھر مین آئے مین خدمتگزاری کرونگا اپنا فخر جانونگا صاحبقران نے دست شفقت کاؤس تاجدار کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ ای کاؤس تم ہمارے معین جان بخش ہو اگر تم نہ آتے تو اشقر نہ معلوم کس مقام پر گرا دیتا تاجدار نے کہا بیشک حضور ضرور ہلاک ہوتے صاحبقران نے فرمایا اسی سے تمہارا نام جان بخش رکھا ہم تمکو ہدایت کرتے ہین کہ مُہر مین اپنی یہی کُھدوانا کہ جان بخش صاحبقران یقین ہی کہ وہ تاجدار پھر تم پر قصد کرے مین جان لڑاؤنگا اُس سے مقابلہ کرونگا انشاءاللہ تمہاری وہانتک عملداری کرا دونگا اور اگر موت لیکر آئی ہی تو مجبوری ہی کاؤس تاجدار بہ کیفیت تمام خدمت کر رہا ہی یعنی مرغ کی حاضری اشقر دیوزاد کو علیدہ وغیرہ بھجوایا شب کو صاحبقران اکیلے پڑے ہوے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی پلنگ کے رو رہا ہی یہ صدا اسے دردناک دیتا ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی میرے ساتھہ کی اور یہ اشعار دردناک پڑھکر رو رہا ہی نظم

تبونکے عشق کو اب ترک کردین پیری آئی ہی … کرین اپنے خدا کی یاد اب دل مین سمائی ہی
لب رنگین پہ اپنے سخنے کیون لالی جمائی ہی … کروگے عاشقون کا خون کیا دل مین سمائی ہی
بتا دو مجکو بھی صاحب کبھی دکھلاؤگے جوبن … ہوے آراستہ کیون کس لیے مستی لگائی ہی
بچیگی جان اب کیونکر اسی کی فکر ہی مجھکو … غم و رنج و الم کی آجکل مجھپر چڑھائی ہی
کہان نالے کی طاقت ہجر مین ہون ناتوان ایسا … بڑی مشکل سے وقت سے لبونتک آہ آئی ہی
ہوا اک وار مین گردن سے میرا سر جدا قاتل … غضب کی ہاتھہ مین تیری ہی آفت کی صفائی ہی
نہ گھبرا تیرے گھر مین اُس گل خوبی کی ہی آمد … خبر بیک صبا نے آکے یہ طرفہ سُنائی ہی
تغافل سے ترے عاجز ہین اکدن زہر کھا لینگے … تجھی پہ جان دینگے اب یہی دل مین سمائی ہی
نہین ہین بے سبب نالے یہ رونا اور یہ بیتابی … کسے دیکھا ہی او سطوت طبیعت کسپر آئی ہی

یہ صدائے دردناک سُنکر صاحبقران بیتاب ہو گئے دل سے کہتے ہین یہ کون دردرسیدہ
آفت دیدہ ہی کہ بلک بلک کے رو رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہی بیقرار ہو کے
اُٹھے صدا پر چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک جوان تاجدار دیوانہ وار
اور وحشی مثال سر جھکائے رو رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی امیر نے قریب آکر فرمایا
اے جوان تاجدار برائے خدا اپنی مصیبت بیان کر تیرے رونے پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی
وہ جوان کھڑا ہو گیا لڑکھڑا کر گرا چاہتا تھا امیر نے ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای برادر
جلد بیان کرو کہ کس مصیبت مین ہو مین اُسکی فکر کرون یہ سُنکر وہ تاجدار خوب رویا کہا ای
دردخواہ وای مہربان سامنے کوہ لالانیہ ہو لالان قزاق اُس پہاڑ پر رہتا ہی ایک روز
اُسکی دختر ملکہ سوسن گل پیرہن برائے شکار صحرا مین آئی تھی مین نے اتفاق سے اُسکو
دیکھ لیا جب سے عاشق ہون مین نے اُسے پیغام دیا لالان قزاق نے کہا جو مجھکو
زیر کرے مین اُسکو داماد اپنا قرار دون مین نے جاکر اُس سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا
لوگ لے بھاگے مین اپنے قصر سے نکلکر دیوانہ وار وحشی مثال اِس صحرائے ویران
مین آبیٹھا یہان کے بیٹھنے سے یہ تسکین ہی کہ وہ محبوب مطلوب اپنے قصر پر کھڑی ہوتی
ہی مین جمال دیکھ لیتا ہون اِسی امید پر جیتا ہون ورنہ اتبک خاتمہ ہو گیا ہوتا امیر نے
فرمایا تا بہ کوہ لالانیہ چلو مین اُس قزاق سے پیغام کرون تمام رات صاحبقران کو
اُسی مقام پر گذری اُس سوختۂ آتش مہجوری کو سمجھاتے رہے کہ گریبان سحر غم مین اُس
تاجدار کے چاک ہوا اب صحرائے گرد اُڑی کئی ہزار ملازم فاروق تاجدار کے تاج و
تخت لیے ہوئے ڈھونڈھتے پھرتے تھے اپنے آقا کو دیکھکر سامنے حاضر ہوئے
امیر نے فاروق کو تخت پر سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف کوہ
لالانیہ کے چلے یہان لالان قزاق سالوس تاجدار کا مال لوٹ کر لایا تھا سالوس
نے آکر گھیرا ہی لالان زخمی ہوا سالوس گینڈے پر سوار میدان مین کھڑا پکار رہا ہی
کہ ای لالان قزاق مال کے واسطے اپنی جان دیگا جسقدر مال لایا ہی وہ میرے حوالے
کردے ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لالان پریشان ہو رہا ہی یہ افوج کا بند ہی کوئی

مقابلے مین سالوس کے نہین نکلتا لالان بیتاب ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی کہ صحرا
سے گرد اڑی امیر ہمراہ فاروق تاجدار کے آکر پہونچے لالان قزاق کی شکست دیکھکر
گھوڑے کو چمکایا مقابلۂ سالوس مین آئے سالوس نے پوچھا ای جوان تو کون ہی
اِس قزاق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا ارسال کا روپیہ جاتا تھا وہ لوٹ لایا مین کیا کوئی
بنیا بقال ہون خبر سنتے ہی چڑھ آیا امیر نے فرمایا اب جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مین ملازم
لالان قزاق کا ہون سالوس نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ شکست کیا سالوس نے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تیغۂ عقرب پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر اس
کن سے ہاتھ مارا کہ سالوس کے دو ٹکڑے ہوے فوج کو اُسکی شکست دی لالان
قزاق نے جو یہ مہربانی دیکھی آکر قدمون کو بوسہ دیا گردپھرنے لگا کہتا تھا آپنے میری
جان بخشی کی یہ تاجدار کیونکر آپ کے ساتھ آیا امیر نے فرمایا ای لالان قزاق بدلہ اِس
خیر خواہی کا یہ ہی کہ فاروق تاجدار کو بہ فرزندی قبول کرو لالان نے عرض کی کہ میری
شرط یہ تھی کہ جو مجھکو زیر کرے اُسکو بیٹی دون مگر حضور نے ایسا احسان کیا کہ آپ سے
اِنکار نہین کر سکتا دختر کیا چیز ہی اگر جان تک کام آئے تو قدمون پر نثار کر دون
امیر نے لالان کو مسلمان کیا فاروق تاجدار کا عقد کرایا اب وہان سے اِن سبکو
ساتھ لیکر طرف کاؤسیہ کے پلٹے یہان سرفراز تاجدار کاؤس تاجدار پر چڑھ آیا ہی
کاؤس کو زخمی کیا ہی اور یہی قول ہی کہ ای کاؤس تو نے غضب کیا کہ میرے پہلوان کو
مارا مین سلطنت کو تیری برباد کرونگا کاؤس تاجدار نہ خدار دعائین مانگ رہا ہی
کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

بر من مسکین خدایا کن کرم — کن کرم ای شاہ والا کن کرم
سائلم بر درگہ والای تو — اندرین حالت کریما کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دو جہان — ای شہنشاہ معلے کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا — فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش — بر دعا گویان رحیما کن کرم

ده دوا ای چاره ساز درد دل	بر مریض خود مسیحا کن کرم
کن نظر بر حالت ما بیکسان	بر ہمہ حال تمنا کن کرم
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز	خود بر این قطرہ چو دریا کن کرم
بندۂ ہندی غلام زادہ تست	بادشاہ کار فرما کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

کاؤس تاجدار اس پریشانی مین تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے آگے تخت پر ایک تاجدار اور ایک قزاق فوج کو ساتھ لیے ہوے اس جاہ و جلال سے نمایان ہوے دیکھا کہ کاؤس بیقراری کر رہا ہی صاحبقران زمان نے جو کاؤس کو بدحواس پایا وہین سے للکارے کہ او سرفراز تاجدار مین آپہونچا کاؤس نے اشقر بھیجا یا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے طرف میدان کے چلے للکارے کہ او بیحیا کیون اسیر دبا ڈالتا ہی مجھسے مقابلہ کر مین جواب دونگا یہ فرما کر مقابلے مین سرفراز تاجدار کے آئے سرفراز نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنون مین امیر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا اُس نے چاہا تلوار مار کر پلٹون امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا سرفراز تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے اب تو کاؤس نے فوج کو گھیر لیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا جہانتک ممکن ہوا لڑے آخر شکست کھا کر بھاگے امیر بہ فتح و فیروزی قصر مین کاؤس تاجدار کے آئے کاؤس نے بڑی دھوم سے دعوت کی ہسامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے تھے

نظم

دشنام بوسہ دیکے نہ منھہ سے نکالیے	بس بس حضور اپنی زبان کو سنبھالیے
وعدہ ہی آج وصل کا کل پر نہ ٹالیے	یہ بات اپنے ذہن سے صاحب نکالیے
بیٹھے ہین گر رقیب نہ باتو نمین ٹالیے	آہین مین کر رہا ہون دل اپنا سنبھالیے

اقرار وصل کر لو تو دون اپنا دل ابھی / دیکھے ہین ورنہ یار بہت تمسے چالیے
جیسا ہمیشہ جلاتے ہین ویسا ہی وہ جلین / معشوق کوئی ڈھونڈھکے ایسا لگا لیے
ساقی نہین تو جام ہین خالی پڑے ہوے / اب آنسوؤن سے چشم کے ساغر کھنگالیے
ہوتا خرام ناز پہ اُنکے نہ شیفتہ / اے دل یہ سب حسین ہین زمانیکے چالیے
برسون گذر گئے ہین اِسی اشتیاق مین / للہ آج وصل کا وعدہ نہ ٹالیے
بوسہ لیا ہی چشم کا سوتے مین غیر نے / غصے سے آپ مجھپہ نہ آنکھین نکالیے
پامال کیجیے اِسے ترچھی نگاہ سے / گیندے کیطرح دل کو نہ میرے اُچھالیے
حیران ہون یار سوتا ہی اور رہی شب وصال / دل مین جو حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
شیفتہ گرا تو مستون سے ساقی نے یہ کہا / جب جانیین ہم نگاہ ہو تمپہ اپنی سنبھالیے
ڈرتا ہون دلکو میرے وہ لیکر نہ جائین / سطوت وہ ہین زمانے مین مشہور چالیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران جلوہ فرما ہین قضاے کار دختر کاؤس تاجدار ملکہ شیرین ادا قصر سے اُس صحبت کو دیکھ رہی تھی اُسکی نگاہ حُسن جہان آراے صاحبقران پر پڑی جمال خورشید مثال دیکھکر حیران وار محو دیدار ہوئی قلب کو بہت بیقراری آنکھون سے اشکباری پانون چاہتے ہین راہ کوے محبوب چلین ہاتھ گریبان کے جویا ہین کہ تار تار کرین دو پہر رات گئے صاحبقران دربار سے اُٹھے ملکہ شیرین ادا نے جو دیکھا کہ صاحبقران سامنے سے اُٹھ گئے دل کی بیتابی بڑھی کسی پہلو آرام نہین آتا آخر کنیزون سے کہا کہ لباس شب روی لاؤ کنیزون نے حیران ہوکر پوچھا کیون حضور لباس شب روی کیا ہوگا جھلا کر جواب دیا کہ تم لوگون کو اِس مقدمے مین کیا دخل ہی مین کہین جاؤنگی یہ کہکے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا کمندین بھی لے لین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی چلی کوٹھے پر آکر کمند ماری اُتر کر اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران آرام فرما رہے ہین امیر غافل سو رہے تھے انگوٹھی مُہر کی صاحبقران کی اُتار لی اور اپنی انگشتر مینیادی ہرچند کہ دل تر دو منزل کو زیادہ ہوس تھی مگر ضبط کو کام فرمایا اُسی طرح پلٹ آئی بستر پر آکر

گری تڑپ دل کی زیادہ پائی اُسی انگوٹھی کو کلیجے سے لگائے ہوئے تھی ہر مرتبہ یہی خیال تھا کہ صاحبقران بیدار ہونگے تو یقین ہی انگوٹھی دیکھین یہان امیر جو صبح کو بیدار ہوئے منہ دھونے کو جو ہاتھ اُٹھایا انگوٹھی پر نگاہ پڑی دیکھا یاقوت سرخ کی انگوٹھی اُسپر نام شیرین ادا کندہ ہی اپنی مُہر کی انگوٹھی ہاتھ مین نہ پائی انگوٹھی کو بہ نگاہ حسرت دیکھا فرمانے لگے یہ انگشتری کس محبوب جادو دانی کی ہی بیتاب ہو کر فرمانے لگے **نظم**

زمانہ ہی بتنگ اُسکی جفا سے — نہین ڈرتا ذرا وہ بُت خدا سے
کرو پھر قتل کیون تیغ ادا سے — اُٹھایا ہاتھ گر تمنے جفا سے
نقاب اُس رُخ کی غیر ونہین اُلٹی — نہ تھی امید یہ باد صبا سے
زمانے بھر مین ہین معشوق جتنے — کوئی بہتر نہین اُس دلربا سے
کہا جب مین نے مرتا ہون مین تمپر — وہ بولے ہنسکے پھر میری بلا سے
خبر لے جلد اب مرتا ہی عاشق — یہ کہ آئے کوئی اُس بے وفا سے
بلینگے ہاتھ مین کیا خون عاشق — اُنھین نفرت ہی کیون رنگ حنا سے
مریض عشق ہون بچنا ہی مشکل — نہ ہوگا فائدہ کچھ بھی دوا سے
زمین کربلا مدفن ہو سطوت — دعا یہ مانگتا ہون مین خدا سے

اِس بیقراری مین صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار آکر جمع ہوئے عمرو نے جو امیر کو متغیر دیکھا گھبرا کر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی امیر نے گوشے مین لیجا کر فرمایا خواجہ عجب معاملہ گذرا کہ کوئی انگشتر اپنی عالم خواب مین پنہا گیا اور میری انگوٹھی لے گیا خواجہ نے کہا اِسکی تلاش کرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ جلدی کرو مجھے اپنے لشکر کا خیال ہی کہ نہین معلوم اُنپر کیا گذری آج مین نے خواب پریشان دیکھا تھا معلوم ہوتا ہی وہ لوگ مصروف جنگ ہین خواجہ عمرو اُسی وقت باتہائے عیاری لگا کر تلاش مین چلے جب قصر سے نکلے تو کاؤس سامنے آیا عمرو نے پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کہان سے آتے ہو کاؤس نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا مین اِسوقت باغ گلرنگ سے آتا ہون شیرین ادا نامے میری دختر ہی شب سے اُسکا عجیب حال ہی

آنکھیں بھر گئی ہین خاموش پڑی ہی کچھ حال دل نہین کہتی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ اُسی کا
کام ہی خواجہ عمرو کاؤس سے رخصت ہو کر قریب باغ آئے دیکھا چند کنیزین حیران
کھڑی ہین عمرو نے ایک کنیز کو اشارے سے بلایا اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر
در باغ پر آئے مگر حیران تھے کہ خواجہ اِس کنیز کو تو بیہوش کیا مگر اِسکا نام نہین
جانتے کہ ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شعلہ کہان سے آتی ہو عمرو نے اُسکو جوابدیا
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کنیز کا نام شعلہ تھا اب اندر باغ کے آئے دیکھا باغ سارا
رنگا رنگ ہی گلہاے نادر شگفتہ ہین طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین
خواجہ ٹہلتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا شیرین ادا خاموش پڑی ہی دل
دھڑک رہا ہی خواجہ نے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران زمان تمھارے لیے
بہت بیقرار ہین یہ سُنکر شیرین ادا نے آنکھ کھولدی کہا کیون بوا شعلہ تمھین اُنکی
بیقراری کا حال کیونکر معلوم ہوا کیا اُنکے پاس گئی تھین عمرو نے کہا اُٹھکر بیٹھیے منھ ہاتھ
دھو لیجیے تو مین حال بیان کرون شیرین ادا اُٹھ بیٹھی عمرو سمجھ گیا کہ بیشک یہ آقا پر
عاشق ہوئی ملکہ نے جلدی سے منھ ہاتھ دھویا پکار کر کہا شعلہ ہمارے پاس آؤ جب
عمرو قریب آئے تو ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شعلہ سچ بتاؤ کہ تمکو کیونکر حال معلوم ہوا یہ
سُنکر شعلہ نے کہا مین کسی کام کو خدمت صاحبقران مین گئی تھی ایک انگوٹھی ہاتھ مین
لیے رو رہے تھے مین نے جو پوچھا تو فرمایا فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ لبی را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ مین نے جو انگوٹھی کو دیکھا تو وہ انگشتر آپ کی
تھی اِسوجہ سے مین نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی انگشتر امیر کے پاس ہی ملکہ نے کہا
شعلہ تم امیر کے پاس جاؤ اگر لا سکو تو اُنکو یہان تک لاؤ شعلہ نے عرض کی مین ابھی
جا کر لاتی ہون یہ کہکے عمرو نکلا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہریار چلیے
مین پتہ لگا آیا دختر کاؤس تاجدار ہی نام اُسکا شیرین ادا ہی وہ آپ سے زیادہ بیقرار
ہی صاحبقران ساتھ خواجہ کے اُٹھے طرف باغ کے چلے در باغ پر آکر دیکھا کہ ایک
لشکر گران اُترا ہوا ہی امیر نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیلان سرخ پوش نامے

ایک پہلوان ہی وہ براے ملاقات کاؤس آیا ہی کل اُنکی ملاقات کو جائیگا آج یہان
اُترپڑا عمرو نے جاکر ملکہ سے اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاے ہین ملکہ براے
استقبال آئین امیر کو لاکر بہ اعزاز باغ مین پہونچایا آپ پہلو مین بیٹھین کہ ایک
کنیز نے آکر عرض کی آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف رکھیے
مین ابھی آتی ہون کاؤس نے بُلاکر بیٹی سے کہا اے نور نظر منسوب تمھارا آیا ہی جسنے
سال بھر کا وعدہ کیا تھا لہذا اب باغ مین نہ جاؤ اُسکا لشکر وہین اُترا ہی ایسا نہ ہو کہ
قصد کرے اور باغ مین چلا آئے تو سامنا ہو جائے ملکہ نے کہا مین ابھی باغ مین
جاتی ہون وہان سے سامان اُٹھاے لاتی ہون مگر کلیجے پر چوٹ لگی جی مین کہتی ہی
کہ اے شیرین ادا انجام اِسکا کیا ہوگا مین تو اِس دیو سیاہ رو کے ساتھ نہ جاؤنگی
تھراتی ہوئی رنگ اُڑا ہوا باغ مین آئی امیر نے جو نہایت پریشان دیکھا کہا
کیون ملکہ خیر تو ہی مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار کیا
بیان کرون فلک نے گردش دکھائی سیلان سرخ پوش ایک پہلوان ہی کہ اُسنے
میری نسبت کا والد نامدار سے پیغام دیا تھا والد نے قبول کرکے سال بھر کا وعدہ
کیا تھا وہ اب فوج لیکر آیا ہی اور آمادہ جنگ وجدال ہی آج والد سے کہتا تھا کہ اگر
ملکہ کو نہ دوگے تو جنگ کرکے لونگا صاحبقران نے ہاتھ پکڑکے برابر بٹھا لیا فرمایا
کیون گھبراتی ہو اُسکی کیا مجال ہی مین آج شب کو جاکر اُسکو سمجھا دونگا ملکہ رونے
لگی کہا اے شہریار مجھکو بڑا افسوس ہی کہ اُسکے ساتھ فوج ہی خود بھی پہلوان زبردست
بادہ کبر ونخوت سے مست ہی دیکھیے کیا ہو ایسا نہ ہو آپ کے دشمنون کو صدمہ پہونچے
صاحبقران نے فرمایا تم مطمئن رہو یہ کہکر صاحبقران اُٹھے ہر چند ملکہ نے روکا مگر
صاحبقران نے نہ مانا باہر نکلکر ٹہلتے ہوے دربارگاہ سیلان پر آئے درگہ سالار
بیٹھا تھا اُس سے کہا اپنے پہلوان سے اطلاع کرو کہ تمھاری ملاقات کو ایک
مرد سپاہی آیا ہی درگہ سالار نے کہا یہان ٹھہرو جب کوئی مصاحب آئے گا تو ہم
اطلاع کرینگے صاحبقران نے فرمایا ہم کیا اُسکے نوکر ہین ہم جاتے ہین بھلا روکو تو

یہ فرماکر بڑھے ورگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سرورگہ سالار کا اڑ گیا سیلان جو بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پوچھا کسنے یہ ادبی کی میرے ورگہ سالار کو کس اجل گرفتہ نے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا نزلزل قاف ثانی سلیمان نمایان ہوے فرمایا ای سیلان کاؤس پر کیون جبر کرتا ہی سیلان نے کہا آپ کون ہین مین اپنی معشوقہ لونگا کیونکہ ایک سال کا زمانہ گذرا اسکے ہجر مین تڑپتا ہون میری تو یہ نوبت ہو رہی ہی

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان مین بک گئے

آواز بھی نہ تونے سنائی ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی پٹک گئے

ایک لمحہ ہاے آنکھونسے جب تو نہان ہوا
ای یار میرے دل مین ہزارون ہی شک گئے

پہلو مین میرے آکے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے

رو یا جو اپنے ساقی فیاض کے لیے
لبریز ہو کے چشم کے ساغر چھلک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھر نے لگا سر اپنا اگر پانوٗن تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

تھی بھیڑ عاشقون کی نہ ملتا تھا راستہ
مشکل سے آج ہم در دلدار تک گئے

مین زار و زرد جبکہ بنا کشت زعفران
وہ دیکھتے ہی مارے ہنسی کے پھڑک گئے

جام شراب اسنے دیا جب رقیب کو
اشکو نسے میری چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل مین رہنے کی خاطر شب فراق
سینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکھے بدگمان ہوے سطوت ہم اِتفاق
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ کیا بکتا ہی وہ معشوق تجھکو نہ ملیگی یہ سنکر سیلان اپنے مقام سے اٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سیلان لپٹ پڑا امیر نے کوے پر لاد کے مارا دھم سے لٹھنے کا لٹھا گرا امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا سیلان نے انکار کیا کہا

او جوان مین خداوند بقراط کو بُرا نہ کہونگا امیر نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ
ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیا سر سیلان کا کھینچ لیا سر کو رومال مین باندھا ہر چند کہ اور
پہلوان بھی بیٹھے تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ صاحبقران کو روکتا صاحبقران نے
چلتے وقت فرمایا بھی کہ تمھارے افسر کو مین نے مارا جسکو دعوی ہو وہ ہمسے سمجھ لے
سب پہلوان کانپنے لگے کسی نے جواب نہ دیا صاحبقران سر لیے ہوے نکلے باغ
مین آئے سامنے شیر بن ادا کے سر ڈالدیا فرمایا یہ اُسکا سر ہی جسکو غرور تھا کہ تمکو
لیجانے کو کتنا تھا بہ عنایت پروردگار اُسکا سر لایا یقین ہی کہ اہل لشکر چلے جاوینگے
شیر بن ادا تھرا گئی جی مین کہتی ہی صاحبقران بہادر بے نظیر ہین حقیقت مین بڑے
جری ہین مگر اہل لشکر آپس مین صلاح کرتے تھے کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب یہان پر
ٹھہر کر کیا کرینگے یہ سوچکر لاشہ سیلان کا اُٹھا لیا رات ہی رات کوچ کیا راہ مین ایک
قلعہ ہی کہ بُتران تیغ زن بھائی اِسکا رہتا تھا لاشہ لیکر اُس قلعے مین آئے اُسنے جو
سُنا کہ بھائی میرا مارا گیا سرداروں سے پوچھا کہ تمنے بدلہ نہ لیا اُن سب نے کہا کہ سر
دربار صاحبقران نے آکر مارا سر اُسکا کھینچ لیا ہم لوگ مجبور ہو کر چلے آئے وہان
کیا کرتے کاؤس تاجدار بلوہ کرتا بُتران تیغ زن نے سب کو ساتھ لیا کوچ کرکے
چلا راہ مین لشکر صاحبقران ملا کہا پہلے اِس لشکر کو تباہ کرلون تب آگے بڑھونگا
لندھور وغیرہ کو خبر پہونچی کہ بُتران تیغ زن نامے پہلوان برائے مقابلہ آیا ہی
جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو لشکر میدان مین آئے بُتران تیغ زن نکلا لندھور
مقابلے مین گئے مگر گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سے اُسکے زخمی ہوے مالک نے
مقابلہ کیا اتفاق سے یہ بھی زخمی ہوے کئی میدان داریان کرکے چھ سات پہلوان
اِسنے زخمی کیے ساتوین دن میدان مین نکلا ہی اہل اِسلام کا پابند ہی وہان امیر
نے بعد قتل سیلان سرخ پوش کے کاؤس سے سوال کیا کہ ہمارے ساتھ اپنی
دختر کی شادی کردے کاؤس یہ سُنکر بخوشی عقد پر آمادہ ہوا صاحبقران زمان نے
وعدہ کیا کہ بعد فتح طلسم انشاء اللہ عقد کرینگے یہ کہکر شیر بن ادا سے رخصت ہوے

شیرین ادا کا رونا اور بلکنا کیا تحریر کرون کہ بیقرار ہو کر دامن تھام لیا اور عرض کرتی تھی اے شہریار کبھو نکر صبر کرونگی میرا تو عجیب حال ہی ربط و ضبط محال ہی کیا کہون

نظم

ساقی کی چشم مست جو دیکھی مچل گئے — شیشو نکے ساتھ دل بھی بغل سے نکل گئے

دیکھا نگاہ تیز سے ابرو کمان نے جب — مژگان کے تیر سینۂ عاشق پہ چل گئے

نالے مہیب جبکہ ہمارے ہوے بلند — کمسن حسین جتنے تھے سُنکر دہل گئے

کی مین نے سینہ تھام کے جب آہِ دردناک — دل سب فرشتگان فلک کے دہل گئے

رویا جو اپنے دلبرِ کمسن کے ہجر مین — کیا طفل اشک آنکھ سے گر کر مچل گئے

نکلا سمند ناز پہ جب ہو کے وہ سوار — دل عاشقون کے سینے کے اندر کچل گئے

گلشن مین جا کے تمنے خوش الحانیان جو کین — بلبل خجل ہوے تو چمن سے نکل گئے

بوس و کنار وصل کا کیا آگیا خیال — شرما کے سامنے سے مرے تم جو ٹل گئے

مستون کی بزم مین یہ ہوا وعظ کا عروج — جب آئے واعظو نکے عمامے اُچھل گئے

مین نے سوال وصل کیا کیا ہوا گناہ — بیفائدہ حضور کے تیور بدل گئے

دیکھا نگاہ لطف و کرم سے جو یار نے — ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

اچھی طرح ابھی نہ ملائی تھی اُسنے آنکھ — تیغ نگہ کے دل پہ کئی وار چل گئے

کیا خاک رکھون مین سگ دلدار کو لیے — سب میرے اُستخوان تپ فرقت سے جل گئے

دنیا کو ہم سرا جو سمجھتے تھے غافلو — مثل مسافر آج یہان آئے کل گئے

گم کردہ ہوش ہم ہین چمن مین وہ عندلیب — ہوش آیا اب بہار کے جب دن نکل گئے

کوچے مین اُنکے زہر ہزارون نے کھالیا — تھی لاش پر جو لاش تو مُردے بدل گئے

ہم کربلا مین جا کے نہ اے سطوت آئینگے — گھبرا کے لکھنؤ سے جواب کے نکل گئے

صاحبقران نے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ انشاءاللہ اِسی سال مین طلسم فتح ہوگا تب ہم آکر عقد کرینگے ملکہ نے ناچار ہو کر سر جُھکا لیا امیر نے مع کاؤس تاجدار کوچ کیا طرف لشکر کے چلے اُسوقت پہونچے کہ بُرّان شمشیر زن میدان مین للکار رہا ہی بڑا لشکر اِسلام کا بند ہی اہل اِسلام دعا کر رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم

اپنا شریک کر اس آفت سے بچالے نظم

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم — در دو رنگی رنگ آن یکرنگ پنہان یافتیم
نقد جان از دست خود دادیم جانان یافتیم — جنس مطلوبہ درین بازار ارزان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم — ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم
قطرہ از فیضان جوش ابر نیسان یافتیم — ذرہ ز انوار رخش مہر درخشان یافتیم
گنج گوہر از فیوض چشم گریان یافتیم — سینہ را روشن ز نور آہ سوزان یافتیم
مسکن محبوب نزدیک از رگ جان یافتیم — در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم
علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم — آنچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم
یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور — خم بمحراب اطاعت جن و انسان یافتیم
شکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم — در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

سب دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے امیر آتے ہین تخت پر ایک تاجدار ہی ادھر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان مین جھوم رہا ہی کئی پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہین وہ پہلوان للکار رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین نکلتا صاحبقران یہ دیکھکر بہت بیقرار ہوے خواجہ سے فرمایا یہ پہلوان کون ہی کہ میدان مین للکار رہا ہی یہ کہکے اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے مین بتران تیغ زن کے پہونچے بتران نے جو جمال جہان آرا سے صاحبقران دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی امیر نے فرمایا تمام عالم مین نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہی ذکر سنا ہوگا ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بتران تیغ زن نام سنکر بہت جھلایا دیکھکر آواز دی کہ تمھارے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا صاحبقران نے فرمایا مقابلے کا یہی انجام ہی کہ ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی اُسنے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اب جو تجھسے ہوسکے وہ تو کر بتران نے جھپٹ کر نیزہ مارا امیر نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو

تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُبرتان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا تلوار جو تڑپ کر دست زبردست صاحبقران سے گری سپر کے مع اُبرتان چار ٹکڑے
ہوے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے تلوار چلنے لگی
اُدھر سے لندھور و مالک وغیرہ مدد کو پہونچے فوج کفار نے شکست کھائی فریاد
کرتے ہوے بھاگے امیر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے امیر داخل
لشکر ہوے لیکن حکیم آغاز مصری یہ تکلیفین صاحبقران کی سُنکر فرماتے تھے کہ ابھی
چندے صاحبقران کو تکلیف ہی صاحبقران زمان نے لشکر مین مقام کیا حکیم سے
کہا ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی حکیم نے ایک نوشتہ ہاتھ مین دیا کہا اِسپر خیال کیجیے گا
اِسکے خلاف نہ کیجیے گا اور ملکۂ عالم نے آپ کو بُلایا ہی باغ مراد مین ہین امیر اشقر پر سوار
ہوے جیسے ہی لشکر سے نکلے دیکھا کہ صحرا سے ایک آہو آتا ہی امیر نے اُس آہو پر
گھوڑا اُڑالا ایک درۂ کوہ مین آہو جا کر غائب ہوا امیر گھوڑے سے اُتر کر درہ
کوہ مین گھسے تلاش کرتے ہوے آہو کو درے سے باہر نکلے دیکھا ایک صحراے
سبزہ زار و نواح دلکشا ہی تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا
چند کاہ فروش ہیزم فروش طرف شہر کے جاتے تھے صاحبقران تھکے ہوے تھے
اُن کاہ فروشون کے ساتھ داخل شہر ہوے دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ کٹورہ
کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی ایک طرف دیکھا ایک چشمۂ آب ہی اُسپر نازنینان
مہ جبین نہا رہی ہین ایک معشوق پری چہرہ جو نہا کر نکلی صاحبقران نے اُسکے جمال
کو دیکھا اُسنے بھی اشارہ کیا آپس مین چشمک ہونے لگی مگر صاحبقران نے دیکھا اور
بہت سی عورتین بیچ مین آگئین صاحبقران وہان سے پلٹے شہر مین آئے جابجا
دوکانین آراستہ ہین شیرینی وغیرہ رکھی ہی امیر نے جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ نکالکر
ایک حلوائی کو دیا کہ شیرینی ہمکو دو حلوائی نے روپیہ پھیر دیا اور کہا کہ یہ تو کنکر ہین
سکۂ رائج الوقت دیجیے اور اپنے غلّے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا ایک پرچہ کاغذ تھا
اُسپر تصویر آغاز مصری تھی کہا اِسکو سجدہ کیجیے امیر نے فرمایا مین کبھی سجدہ نہ کرونگا

حلوائی نے کہا چاہیئے جب مزدوری کیجیے گا تب سکہ رائج الوقت ممکن ہوگا امیر واپس آئے
سارے شہر مین پھر ے کسی نے روپیہ نہ لیا امیر نے یہ بھی فرمایا کہ جواہر لیلو لوگون نے کہا
یہ کنکر پتھر ہین ہم کیا کرین جب امیر انتہا کے بھوکے پیاسے ہوے تو اُسی حلوائی کی دوکان
کے سامنے آکر پہونچے حلوائی نے جو دیکھا حلوائی کو ترس آیا کہا اے جوان اگر تیرے مزاج
مین آئے تو میرے یہان مزدوری کرین وجہ معاش دیا کرونگا امیر نے قبول کیا ہتھیار
کھولکر کوٹھری مین رکھے خوانچہ لیکر بیٹھے مٹھائی لگانے لگے شام کو سب حساب حلوائی
کو سمجھا دیتے ہین کئی مہینے اِسی حال مین گذرے ایک دن صاحبقران نے کہا اگر تمھاری
خوشی ہو تو مین سیر کر آؤن حلوائی نے کہا میرے وقت پر آجانا صاحبقران حلوائی سے
رخصت ہو کر ایک طرف چلے قریب اُس چشمے کے پہونچے وہی معشوقہ نہا کر چشمے سے
نکلی ہے حیران حیران اِسطرف دیکھ رہی ہے آنکھین نرگس شہلا حسن و جمال مین یکتا عارض
النور رشک مہر و قمر غنچہ دہن سیمبر امیر کو دیکھکر پکار اُٹھی اے جوان فرد دیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم ؎ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ؎ اور جو شاہزادیان وہان کھڑی تھین
وہ طعن و تشنیع کرنے لگین کہ او بے وقوف ایک غریب الوطن کا ساتھ دیتی ہے اُس
نازنین نے کہا بوا انصاف سے جمال جہان آرا کو دیکھو گرد چہرے کے ریش النور ہے
کہ سورج کے گرد کرن ہے حسین و جمیل غنچہ دہن ہے بڑے لطف سے گذرے گی میری
جان کو تو چین ہوگا سب عورتین خاموش ہو رہین اُس نازنین نے آکر امیر کا ہاتھ
تھام لیا کہا اے شخص مین تیرے ساتھ رہونگی جو جفا ہوگی وہ سہونگی تین چار کنیزون
نے بھی ساتھ دیا اور باقی چلی گئین صاحبقران اُس محبوب کو لیکر مع کنیزون کے حلوائی
کی دوکان پر آئے جس کوٹھری مین آپ رہتے تھے اُسی کوٹھری مین نازنین کو لاکر
بٹھایا حلوائی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہا اے شخص یہ تو نے کیا کیا تیری وجہ معاش تو یہ
مشکل ہوتی تھی اب اور بھی زیادہ تکلیف مین بسر ہوگی صاحبقران نے کہا مین نے
ہر چند دل کو سمجھایا مگر دل نے نہ مانا حلوائی خاموش ہو رہا وہی خوانچہ لگا کر امیر کو دیا
صاحبقران مونڈھے پر بیٹھے مٹھائی فروخت کر رہے ہین وہ کنیزین بھی دوکان کا کل

کام کرتی ہین کسی نے کڑھاؤ دھویا کوئی مٹھائی اٹھا دینی ہی پہر رات گئے صاحبقران نے
خوانچہ برخاست کیا کوٹھری مین آکر اُس نازنین کے ساتھ سوئے نخل شباب سے گل
مراد حاصل کیے وہ نازنین حاملہ ہوئی بعد نو مہینے کے نازنین کو درد زہ لگے امیر نے
حلوائی سے کہا حلوائی نے دائی کو بُلوا دیا لڑکا آفتاب جمال پیدا ہوا مگر بر وقت پیدا
ہونے لڑکے کے صاحبقران کو افسوس ہوا اور بہت روئے اپنا عظم و شان یاد
کرتے تھے کہ یا صاحبقران کس شہر مین آوارہ ہوکر آئے کیسی مصیبت مین پھنسے آج
اگر اپنا شہر ہوتا تو لڑکا ہونے کی کیا خوشی ہوتی ہمارا یار وفادار عمرو نامدار بھی ہم تک
نہ پہونچا نہین معلوم اُسپر کیا گذری غرض جب لڑکا ایک سال کا ہوا تو نازنین کو دوسرا
حمل رہا بعد نو مہینے کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا امیر با توقیر پہلے لڑکے کو گود مین لیے رہتے
تھے جب دوسرا لڑکا بھی قریب سال بھر کے ہوا تب دونون لڑکے سامنے امیر کے
کھیلنے لگے امیر اپنی دوکانداری مین مصروف رہا کرتے تھے بعد عرصۂ دراز کے جب
ایک لڑکا آٹھ برس کا اور دوسرا چھ برس کا ہوا اور دونون لڑکے دوڑنے پھرنے
لگے تو حلوائی سے اور امیر سے بڑا یارانہ ہو گیا حلوائی امیر کا بڑا اعتبار کرنے لگا تھا
کہ ایک روز حلوائی نے کہا اے نوجوان غریب الوطن تجھکو سات آٹھ برس سے زیادہ
یہان گذرے کل حکیم صاحب کے یہان جشن ہوگا سب اپنے اپنے اسباب لگائینگے
مین نے عمدہ عمدہ مٹھائی بنائی ہی تم ہی لیکر جانا جو انعام ملیگا وہ تمھارا حق ہی کیونکہ
تم صاحب عیال ہو صاحبقران بہت خوش ہوے اُس میدان مین تیاری ہونے
لگی دوکاندار آکر لیسے ایک جانب گلفروش دوسری جانب نانبائی مگر جہان امیر تھے
اِس حلوائی نے کئی گلدستے بنائے تین دن مین نہایت عمدہ عمدہ اسباب تیار کیا
چوتھے دن سویرے چوبدار نے آکر کہا آج تیسرے پہر کو حکیم آغازہ سحری جلوس
کرینگے سب اپنا اسباب لیکر حاضر ہو حلوائی نے گلدستے ساتھ کیے صاحبقران سے
کہا یہ سب لیکر جائیے جو انعام آج ملیگا وہ سب تمھین کو دیا جائیگا صاحبقران اِس
خوشی مین مزدور کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلے دربارگاہ پہ آکر ٹھہرے سب

کاروبار والے آکر ٹھہرنے جاتے ہین صاحبقران ہتھیار لگائے کھڑے ہین کہ اندر سے
چوبدار آیا اُسنے کہا سب صاحب اندر چلین سب کے آگے صاحبقران مع زور اُنکے ساتھ
اندر بارگاہ کے آئے دیکھا حکیم آغاز مصری بہ تکلف تمام تخت پر بیٹھا ہی تاج شہریاری
بسر و چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گسپھے یاقوت احمر کے گلے مین امیر کی
نگاہ جو آغاز مصری پر پڑی امیر کو اپنی مصیبت پر نہایت افسوس آیا نعرہ کیا کہ او
حکیم قارورے کے دیکھنے والے تو نے مجھکو خوب پریشان کیا آٹھ برس کا زمانہ گذرا
کہ مین اِس ملک مین پریشان ہون یہ سُنکر حکیم اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا دوڑکر
صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا عجز کرنے لگا کہ معاف فرمائیے مجھسے خطا ہوئی یہ کہکے امیر
کو ساتھ لیا ایک باغ مین لیکر آیا امیر کو تخت پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھا ہی مگر اپنے
شعبدے پر مسکرا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا حکیم نے دیکھا کہ بقراط اصلی ایک
تخت پر سوار اور ایک شاگرد پہلو مین بیٹھا ہی اور ایک انگیٹھی روشن شاگرد ہاتھ
باندھ رہا ہی کہ جناب حکیم صاحب برائے خدا نسخہ کیمیا تعلیم فرما دیجیے مین اِس علم سے
عاجز ہون حکیم صاحب فرماتے ہین ای نور نظر آج تجھکا جلیکر تپی دکھا دون اُسے خوب
پہچان لے ایک رتی سے باون تولے تانبے کا سونا بنتا ہی چاہنا تو سارا مکان سونیکا بنا لینا
آغاز مصری نے جو بقراط اصلی کو دیکھا اور شاگرد کی باتین سُنین طریقے سے معلوم
ہوا کہ نسخہ کیمیا تعلیم کرنے جاتے ہین بیقرار ہوگیا صاحبقران سے یہ کہکر اُٹھا کہ آج
اُستاد کو بعد مدت کے دیکھا نسخہ اکسیر مین بھی سیکھ لون یہ کہکے بلند ہوا تخت آگے
جاتا ہی پیچھے پیچھے آغاز مصری پکارتا ہوا کہ اُستاد ذرا ٹھہر جائیے مین بھی آلون تو تپی
بنائیے گا بقراط نے تخت لاکر ایک صحرا مین اُتارا اُس مقام پر جھاڑی تھی اُس جھاڑی
کے سایے مین ایک بیل پھیلی ہوئی ہی شاخین اُسکی سرخ ثابت ہوتا ہی کہ شاخ مرجان
ہی تپی چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر کسی نے گھی بہت سا ڈالدیا ہی ہزارہا
چیونٹیان اُس مقام پر رینگ رہی ہین بقراط نے شاگرد سے کہا اندھے اِسے پہچان
لے شاگرد پہچان رہا ہی مزہ بھی چکھ رہا ہی کہ آغاز مصری پہونچا کہا اُستاد حقیقت مین

اِس پنجی کے اوصاف کتاب مین دیکھے تھے آج اسکو دیکھا پھر آغا زہ مصری نے کہا استاد سبحان اللہ اب آپ کی ذات پردہ دنیا مین بہت غنیمت ہی آج وہ شی دیکھی کہ جسکا ہمیشہ سے مشتاق تھا بقراط نے ایک شاخ توڑی کہا ای آغا زہ مصری خیر اب تو تو آگیا مزہ تو اِسکا چکھہ لے آغا زہ مصری کہ اِس نسخے کا بہت مشتاق تھا شاخ کو لیکر جلدی سے کھا گیا جیسے ہی پنجی حلق سے اتری آنکھون مین سرخی آئی گھبرا کر کہا کہ خواجہ بڑا غضب کیا چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون مگر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرہ

گزان استاد عیارہ ان عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین ز نکرش آبیاری — جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفارہ — عمرو آن شاہ عیارہ ان عیارہ

امیر جو باغ مین بیٹھے تھے نعرہ عمرو کی صدا کان مین آئی اپنے مقام سے اٹھکر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ حکیم آغا زہ مصری بیہوش پڑے ہین اور خواجہ خنجر مارا چاہتے ہین امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا فرمایا ہان خواجہ یہ کیا کرتے ہو یہ حکیم معتقد وحدانیت ہی ایسا نہ ہو قتل ہو جاے تو باعث بدنامی ہو عمرو کے ہاتھ سے خنجر لے لیا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار مین بھی ایک معشوق کے عشق مین مبتلا تھا کہ خبر سنی حکیم نے جشن کیا ہی مین بیقرار ہو کر نکلا اور یہ بھی خبر سُنی کہ صاحبقران اِس حال زار مین ہین کلیجہ منھ کو آگیا امیر نے حکیم کو بیدار کیا حکیم قدمون پر عمرو کے گر پڑا امیر کے گرد پھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ میری خطا کو معاف فرمایئے مجھسے بڑی خطا ہوئی مگر مین بھی چاہتا تھا کہ بعد اِن شعبدون کے آپ کا عقد ہمراہ ملکہ سلمہا کر دونگا امیر نے فرمایا اس شہر مین مجھسے ایک بے وقوفی ہوئی ہی میرے دو فرزند ہین ایک معشوقہ آفتاب جمال حور تمثال سے حکیم نے سر جھکا کر کہا اب اسکا خیال نہ فرمایئے یہ سب رنگ شعبدہ تھا اب تشریف لے چلیے سب حال آپ پر کھل جائیگا صاحبقران حکیم اور خواجہ کو ساتھ لیکر چند قدم چلے تھے کہ وہی درّہ کوہ ملا اشقر کو وہین پر کھڑا دیکھا اشقر نے زبان جنی مین عرض کی کہ حضور اب تشریف لایئے امیر حیران

تھے کہ مین آٹھ برس کے بعد پلٹا اور اشتفر یعین کھڑا رہا حکیم قدم بقدم خواجہ عمرو کی تعریفین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آج وہ شعبدہ کیا ہی کہ ہیر سے ہوش درست نہ رہے اگر خواجہ تم صاحبقران کے ساتھ نہ ہوتے تو یہ اوج اسلام نہ ہوتا تمنے کافرون کے سر توڑے خواجہ ہنستے ہوے ساتھ ہین سرداران صاحبقران نے جو سُنا کہ آقاے نامدار آتے ہین سب نے آکر استقبال کیا صاحبقران کو بارگاہ مین لاے امیر مقام صدر پر بیٹھے پہلو مین آغاز مصری آکر متمکن ہوے امیر نے بعد مدت کے جو اپنا غلام پایا نہایت خوشی ہوئی فرمایا خواجہ آج روز جشن ہی اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ خواجہ نے زنبیل سے نکالی بموجب حکم صاحبقران زبان پہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب بن یار سے ۔ سر کو ٹکراتا ہون اٹھ اٹھکر در و دیوار سے

ہی دل پر داغ انکی زلف پیچان پر نثار ۔ ہوگئی طاوس کو کیسی محبت مار سے

حُسن کے نظارے کو کوچے مین آے کسطرح ۔ دو قدم چلنا نہین ممکن تمھارے زار سے

حضرت فرہاد و مجنون نے بھی پایا وہ نہین ۔ عاشقو ہمکو ملا جو عشق کی سرکار سے

جیسے وہ شیرین اور آنکھون سے پنہان ہوگیا ۔ صورت فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے

زندگی سے اُلفت ابرو مین ہون بیزار مین ۔ کیون ڈراتا ہی مجھے تو خنجر خونخوار سے

باغ ہو ساقی ہو مے ہو یار گل اندام ہو ۔ بس جوانی مین محبت ہی انھین دو چار سے

ہی وصیت بعد مردن دفن کر دینا وہین ۔ ہی بہت مجھکو محبت کوچۂ دلدار سے

آکے ملجاے گلے سے ہی نہایت آرزو ۔ ہی محبت مجھکو ای قاتل تری تلوار سے

نزع کا ہی وقت اک دم حال آکر دیکھ لے ۔ چاہیے پرہیز ای عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے

بے محل اُسکا تبسم دلفریب اُسکی ہنسی ۔ غنچہ و گل کو ہی کیا نسبت دہان یار سے

گو کہ ای سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین ۔ کچھ غرض ہمکو نہین مطلب ہی اپنے یار سے

خواجہ گا رہے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے سامنے آئے عرض کی ایک نقابدار رنگین پوش در دولت پر حاضر ہی چاہتا ہی مین بھی صحبت مین آؤن صاحبقران نے

حکم دیا نقابدار پردہ اُٹھا کر اندر آیا قریب صاحبقران کے آ کر بیٹھ گیا طرف حکیم کے متوجہ
ہو کر کہا کیون جناب حکیم صاحب قبلہ و کعبہ آپ نے علوم شعبدہ سے مہلت پائی امیر کو
خوب تکلیف پہونچائی اب ترنج خوشبوئی کا حکم دیجیے حکیم نے شرما کر سر جھکا لیا اور خود
اپنے مقام سے اُٹھے ترنج خوشبوئی طلب کیا سینے پر صاحبقران کے لگا دیا کہا سب
صاحب آگاہ ہون کہ مین نے سلما سے گوہر پوش کو صاحبقران کے ساتھ منسوب
کیا امیر بہت خوش ہوے دوسرے دن باغ مراد مین جلسہ ہوا امیر کا عقد ساتھ ملکہ
سلما کے پڑھا گیا مگر وصل موقوف رہا صاحبقران نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح
طلسم و فیصلہ لقراط ثانی یہ امر واقع ہوگا سلما نے بدل قبول کیا وزیرزادی ملکہ
سلما کی گہرا سے روشن چہر تھی اُسکے ساتھ عمرو کا عقد ہوا اِن دونون شاہزادیونکا
ذکر علٰحدہ طلسم مین بیان کیا جائیگا عجب طرح کا معرکہ درپیش ہوگا کہ سلما کے بطن سے
شاہزادہ والاقدر نہنگ بحر جرأت یکہ تاز میدان جلالت پیدا ہوگا اور گہرا سے روشن چہر
کے بطن سے عیار طرار خنجر گذار پیدا ہوگا صاحبقران نے بعد اِس معاملہ کے کوچ کا حکم
دیا مع کو لشکر تیار ہوا صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے چلے راہ مین ایک بیشہ ہی
دیوانہ سہراب اژدر پوش وہان رہتا ہی ساٹھ ہزار دیوا نے اُسکے ملازم ہین اور
کئی سو کوس تک اُسکی عملداری ہی کیا مجال ہی کہ اِسکی سرحد سے کوئی گذر سکے اپنے
مقام پر بیٹھا چنگھاڑ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آوازہ کان مین آئی سر اُٹھا کر پوچھا
یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہی ملازمون نے عرض کی صاحبقران طرف قصر ہشت پہل
کے جاتے ہین انکھین کے ساتھ اِسقدر رجاؤ ہی کہ تمام بیشہ معمور ہو گیا بس دیوانہ سنگر
چوبدست پکڑ کے اُٹھا کہا صاحبقران کون شخص ہین ہمارا کچھ خوف نہ کیا اور ہمارے
بیشے مین چلے آئے ابھی جا کر سب کو بھگا دونگا یہ کہکے سہراب چوبدست ہلاتا ہوا چلا
ساٹھ ہزار جوان مع چوبدست آہنی کے شلنگین لگاتے ہوے آتے ہین یہان
صاحبقران بعد اُترنے لشکر کے کنارے پر لشکر کے آ کر ٹھہرے صحرا کا تماشہ دیکھ
رہے ہین کہ زنجیرون کی آوازہ کان مین آئی فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسی آواز

آتی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ دیوانہ سہراب
آپ کے لشکر کا حال سُنکر آتا ہی صاحبقران نے فرمایا آنے دو لندھور نے عرض کی
غلام جاکر روکے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لندھور مسلح ہو کر شبرنگ تازی پر
سوار ہوے براے مقابلۂ سہراب چلے جب سامنے پہونچے اور دیوانے نے
لندھور کو دیکھا کہ بڑے قد و قامت کا جوان گرز آہنی کاندھے پر گھوڑے کو
اڑاے ہوے آتا ہی وہین سے للکارا او دیو کے بچے مین نے تجھے پہچانا ایک
چوبدست مین پامال کرونگا میرے مقابلے کو آتا ہی نام میرا نہین سُنا سہراب
دیوانہ مجھکو کہتے ہین بڑے بڑے پہلوان میرے مقابلے مین نہین آتے ہین تمام
دشت و جبل تھراتے ہین مگر لندھور اُسکی یاوہ گوئی کو کب مانتے ہین فوراً مقابلے
مین جا پڑے ہندیون نے تلوارین کھینچین جا پڑے جس دیوانے نے ہاتھ مارا
خم ہو کر خالی دیا کمر پر ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے کئی سو دیوانون کو
مار گرا دیا ہندیون کی تلوار جوہر دار فنون سپاہ گری سے واقف چمک چمک کے
لڑ رہے ہین سہراب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا سامنے
لندھور کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اب دیوانے بھی پھریان لیکر سنبھلے
اور یکبارگی غلغلہ کر کے چلے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دیوانے جان توڑ کر لڑ رہے ہین اور
چوبدستین مار رہے ہین اکثر کم طاقت ہندیون کو دیوانون نے بھی مار اچھنین مار رہے
ہین مگر جب تلوار چمکتی ہی تو آنکھین بند کر لیتے ہین اُسی مین ہندی مار لیتے ہین سامنے
دیوانہ کھڑا ہی مگر آنکھین بند تلوار کو کہتا ہی یہ نہ چمکا کُو ہمکو ناگوار معلوم ہوتا ہی ہماری
آنکھین جھپکتی ہین یہ آئینہ تم خود دیکھو آئینہ لیکر لڑنے آئے ہو ہندی ہنس دیتے
ہین اور فرماتے ہین کہ یارو یہ آئینۂ شمشیر ہی جلوہ عروس مرگ دکھائی دیگا مگر سہراب
نے چوبدست کو چرخ دیکر جو بر سر لندھور لگایا لندھور نے گرز اُٹھا دیا چوبدست
آکر گرز پر پڑی لندھور کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سہراب نے ایک چیخ
ماری لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا اگر سر پر پڑے تو پرا اُٹھا ہو جائین

مگر لندھور نے گرز کو ٹالا خم ہو گئے گرز شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا لندھور گھوڑے
سے گرے دیوانے نے چاہا چوبدست ماروں کہ ہڈیاں بھی ٹوٹ جائیں مگر فرہاد خان
بن جنوبی فرزند لندھور لڑتا ہوا سامنے آگیا چوبدست کو چرخ دیا اور نعرہ کیا کہ باش او
دیوانے خبردار ہاتھ نہ مارنا اسطرح فرہاد خان نے للکارا کہ سہراب پیچھے ہٹا لیکن
فرہاد خان آگے بڑھکر اپنے گینڈے سے کود پڑے اور چاہا کہ باپ کو اٹھالوں دیوانے
نے للکارا کہ او جوان خبردار میرے شکار کو ہاتھ نہ لگانا دوسری چوبدست فرہاد خان
پر لگائی فرہاد خان اپنی چوبدست پھینک چکا تھا دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور کلا
چوبدست تھاما کئی جھٹکے فرہاد خان نے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی
سہراب کا بھائی سیلاب دیوانہ لپٹنت سے آیا اُسنے فرہاد خان پر چوبدست ماری
فرہاد خان کے ہاتھ سے کلا چوبدست چھوٹا الٹکا بھی شانہ نشانہ ہوا باپ پر لڑکھڑا کر
گرے سہراب نے چاہا دونوں پر چوبدست ماروں کہ پہلو سے نعرہ ہوا خبردار ہم
ارشیون پیر نژاد تلوار کا ہاتھ چمکا کر سیلاب پر مارا سیلاب نے چمک تلوار کی
دیکھکر آنکھیں بند کرلیں ارشیون نے ہاتھ مارا کہ سر سیلاب کا زخمی ہوا سیلاب
سامنے سے بھاگا ارشیون نے پیچھا کیا دیوانے بھاگے چمک تلوار کی دیکھکر
ڈرے اور ڈر کر بھاگے ارشیون نے لڑائی کو سنبھالا باپ بھائی کو اٹھایا اور
ہوا ار پر ڈال لیا سہراب پھر پلٹا اب ہندیوں پر شکست واقع ہوئی جان دیتے ہیں اور
بھاگتے نہیں صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ہندیوں پر شکست ہوئی صرف
ارشیون لڑتا ہوا آتا ہی دیوانہ چاہتا ہی ہوا ار چھین لوں مگر ارشیون زخمی ہی
باپ کا ہوا ار نہیں چھوڑتا صاحبقران نے وہین سے للکارا کہ او دیوانے مجہول
زخمیوں پر یہ بلوہ خبردار آگے نہ بڑھنا اے دیوانگان دست خود نگہ دارید کہ اینک
رسیدیم تلوار کھینچکر جا پڑے سہراب نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب
عالمتاب ہی پکار اٹھا اے آقا سے سرخ تم میرے مقابلے میں نہ آؤ ورنہ ایک چوبدست
مارونگا یہ چاندسی صورت خاک میں مل جائیگی صاحبقران سامنے سہراب کے پہونچے

دیواسنے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا چرخ دیکر چوبدست ماری صاحبقران نے کلا ے
چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا سہراب کی چوبدست چھین کر پھینکدی دیوانے نے جھلا کے
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا امیر لپٹ پڑے دیوانہ جکت مارکر بوٹی نوچ لیگیا امیر نے
ایک تھپڑ مارا کہ دیوانے کو چرخ آگیا منھ سے بوٹی نکل پڑی جب دیوانہ منھ پھیلاتا ہی
تب صاحبقران تمانچہ مارنے کا ارادہ کرتے ہین دیوانہ رک جاتا ہی صاحبقران
شیرانہ لڑرہے ہین شانے سے خون جاری ہی مگر خیال نہین کرتے جب ریلکر دیوانے
کو دوڑتے ہین دیوانہ عاجز ہوجاتا ہی بمشکل پلٹتا ہی کیسے کیسے زور کر رہا ہی مگر امیر پر
زور نہین چلتا امیر نے دو چار مرتبہ ریلکر دیوانے کو کولے پر لاد لاد کر زمین پر مارا
کہ دیوانہ چت لیٹ گیا امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سہراب مار ڈالونگا زندہ
نچھوڑونگا بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دیوانے نے کہا ای آقا سے سرخ خود سر سے
ہٹائیے امیر نے جو خود سر سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقا سے سرخ
مین نے آپ کو خواب مین دیکھا تھا مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران زمان نے
چھوڑ دیا دیوانہ اٹھا سر اپا سے صاحبقران کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہی کہ مین اسلیے
کیونکر گرا معلوم ہوتا ہی کہ میرا پانون پھسل گیا تھا اسیوجہ سے مین گرا پھر لپٹ پڑا
صاحبقران نے پھر دے مارا دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار اب مین زیر ہوا
اب اطاعت کرونگا صاحبقران نے پھر چھوڑ دیا پھر دیوانہ سوچا کہ مین زیر نہین
ہوا سہ بارہ لپٹ پڑا اب کے مرتبہ امیر نے دے مار کر دیوانے کی گردن پر خنجر رکھ دیا
فرمایا سر کاٹ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار خنجر گردن سے ہٹائیے
میرا خون خشک ہوتا ہی اب کبھی نہ آپ سے لڑونگا اب جو اٹھا قدمون سے لپٹ گیا
کہا آقا اب آپ ہی کے ساتھ رہونگا آپ کے دشمنون کو مارونگا آپ کا دشمن کون ہی
مین نے سنا ہی کہ بقراط ثانی آپ سے دشمنی کرتا ہی اسکے قصر ہشت پہل مین گھس جاؤنگا
گردن تھام کے کھینچ لاؤنگا صاحبقران دیوانے کو ساتھ لیکر پلٹے سب دیوانے امیر
کو دیکھکر کانپتے ہین کہتے ہین ہمارے آقا کو زیر کر لیا ہم سب تابعدار ہین امیر لیکر

دیوانے کو پلٹے چونکہ لندھور زخمی تھے امیر تو اُنکے علاج کی فکر مین بارگاہ مین گئے دیوانہ کھڑا
جھوم رہا ہی سوچا کہ طرف قصر ہشت پہل کے چلون بقراط کو پکڑ لاؤن یہ سوچکر چپکا چپکا ارادہ
مین جسنے پوچھا کہا آقا کے دشمن کو پکڑنے جاتا ہون منزلون کو طی کر کے سامنے لشکر بقراط
کے پہونچا چوبدستین مارنے لگا لشکر مین غریو ہوا بقراط نے جو خبر سُنی کہ ایک دیوانہ لشکر
مین گھس آیا ہی لشکر کو تباہ کر رہا ہی لاکھون ساحر بھاگے جاتے ہین قصر سے نکل آیا آکر دیکھا
اکیلے دیوانے نے لاکھون کو بھگا دیا ہی دیوانہ کی جو نگاہ بقراط پر پڑی للکارا کہ او بقراط میرے
ساتھ چل آقا خطا معاف کرینگے ورنہ پکڑ کے لیجاؤنگا بقراط نے پکارا کیون شامتین آئی
ہین وہ سحر کرون کہ آگے نہ بڑھ سکے دیوانہ جھپٹا کہ بقراط پر جا پڑون بقراط نے آنکھ سے
اِشارہ کیا کہ دیوانے کے پانؤن زمین مین دھنس گئے آپ اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی اور
چاہتا ہی آگے بڑھون مگر پانؤن نہین اُٹھتے غل مچا رہا ہی کہ آقاے سرخ کو خبر کرو امیر
لندھور کا علاج کر کے جو باہر نکلے پوچھا دیوانہ کہان گیا دیوانون نے کہا وہ براے
گرفتاری بقراط گیا ہی صاحبقران گھبرا کر پشت اشقر پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے
ہوے چلے اُسوقت پہونچے کہ دیوانہ کھڑا ہوا ہی اور غل مچا رہا ہی صاحبقران نے
قریب آکر اسم اعظم پڑھکر ہاتھ دیوانے کا تھام لیا کہا او دیوانے لشکر مین چل دیوانے
نے سر جھکا لیا صاحبقران کے ساتھ ہوا مگر کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے
قدر شناس میرے پانؤن بیکار ہوگئے تھے رات کو جا کر بقراط کو مارونگا صاحبقران زبان
فرماتے ہین ایسا اِرادہ نہ کرنا ورنہ پھر گرفتار ہو جاؤگے وہ ساحر زبردست ہی کہا ای
آقا گردن اگر پکڑ لون تو تڑپ کر رہجائے گا مین فقط آپ سے دبا ہون اُسکی کیا حقیقت
سمجھتا ہون صاحبقران دیوانے کو لیکر لشکر مین آئے ایک مقام پر بٹھایا خیمہ اِستاد
کرا دیا دیوانہ اندر خیمے کے نہین بیٹھتا ہی باہر نکل آتا ہی غل مچاتا ہی کہتا ہی مین خیمے مین ہرگز
نہ بیٹھونگا جب صاحبقران خبر سنتے ہین پھر آکر اُسکو خیمے مین بٹھاتے ہین دیوانہ برابر
غل مچا رہا ہی کہتا ہی آقا نے مجھپر ستم کیا مین نہ بیٹھونگا صاحبقران پلٹ کر بارگاہ مین گئے
دیوانہ جو خیمے کے باہر آیا دھوپ مین کھڑا ہوا اپنی پرچھائین دیکھکر چوبدستین مارنے لگا

غل کرتا تھا کہ یہ دشمن میرا پیچھا نہین چھوڑتا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ دیوانہ اپنی جان
دے رہا ہی صاحبقران باہر نکل آئے ہاتھہ تھام کرسا سے مین لائے دیوانہ خوش ہوگیا
امیر نے فرمایا تیرے دشمن کو مین نے مارا دیوانہ قدمون کو بوسے دیتا تھا کہ آقا آپ نے
بڑے دشمن کو مارا ہمیشہ میرا پیچھا لیتا تھا صاحبقران خوب سمجھا کر بارگاہ مین لائے
فرمایا اب یہان سے نہ اُٹھنا مگر پہرہ دے بارگاہ کے اُٹھتے ہوے ہین کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایک پہلوان پشت کرگدن پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر دیوانے نے جو آتے
ہوے دیکھا کہا کیون آقا یہ پہلوان اِدھر سے کیون گذرا جاکر اِسکو سزا دون امیر
ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب سُنتا ہی چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا اُس پہلوان کو
للکارا اُسنے چاہا بھاگ جاؤن مگر دیوانہ کب پیچھا چھوڑتا ہی آگے بڑھکر ہاتھہ مارا اُس
پہلوان نے گھبراکر سپر کو اُٹھا دیا مگر دیوانے کی چوبدست جوپڑی ہاتھہ اُس پہلوان
کا کانپا سپر گری سر گردن مین گردن سینے مین مع گینڈے دونون ایک ہوگئے دیوانہ
غل مچاتا ہی کہ ارے پہلوان کہان گیا اُٹھکر مجھسے مقابلہ کر جب وہ نہ اُٹھا تو فوج پر
چوبدستین مارنے لگا سب لوگ بھاگے کہتے تھے کہ یہ دیوانہ بلاے روزگار ہی بڑا
زبردست ہی اس کے مقابلے مین کون ٹھہر سکتا ہی اُسکی چوبدست جان کو ملک الموت
ہی کون مقابلہ کرے سب کو بھگا کے دیوانہ جھومتا ہوا پلٹا جو راہ مین ملا اُسکو مارا
صاحبقران یہ حال سُنکر باہر نکل آئے دیکھا دیوانہ پھر رہا ہی کان پکڑ لیا فرمایا سیدھے
اِس خیمے مین رہو قضا سے کار دختر سہراب تمکین شیرین کلام اِسنے خبر سُنی کہ باپ
میرا ہاتھہ سے صاحبقران کے زیر ہوا اب اطاعت مین ہی نقاب چہرے پر ڈال لی
لباس چرمی پہنا گھوڑے پر سوار ہوئی چار ہزار کنیزون کو ساتھہ لیا مقابلے مین لشکر
صاحبقران کے آتری امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک نقابدار چرم پوش آپکے
مقابلے مین آیا ہی دیوانے نے کہا آقا مین جاؤن نقابدار کو پکڑ لاؤن صاحبقران
مانع ہوے نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین نوازش طبل کا حکم دیا
اُسیوقت تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے اب وہ وقت آیا کہ نظم

علم آفتاب نکلا جب ✢ شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
مہ انجم سیاہ روبہ فرار

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکرتے نقیبان خوش گلو بصد سوز وگداز یہ آواز میدان مین دیتے تھے **نظم**

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

نقیبون نے وہ اشعار پڑھے کہ سب بہادر جھومنے لگے یہی چاہتے ہین کہ دشمن پر جا پڑین بڑھکر لڑین حقیقت مین دنیا نا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نقابدار چرم پوش نے مرکب اپنا میدان کارزار مین بڑھایا جیسے ہی نقابدار میدان مین پہونچا دیوانے بیقرار ہو کر کہا ای آقا سے سرخ مین جاکر نقابدار پر وہ چوبدست ماروں کہ پیوند زمین کر دون کہ نقابدار نے پکارا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا چوبدست نقابدار پر لگائی نقابدار نے تلوار سے چوبدست کو قلم کیا دیوانے نے ٹنڈو کہ کھینچ مارا نقابدار نے خالی دیکر تلوار کو چمکایا دیوانے نے چمک تلوار کی دیکھکر آنکھین بند کرلین نقابدار نے باطمینان ہاتھ مارا کہ سر دیوانہ کا

زخمی ہوا خون کی چادر منہ پر آئی خون سے لیکر دیوانہ اپنا چاٹنے لگا نقابدار نے دوسرا ہاتھ اٹھایا دیوانہ خاموش کھڑا ہی صاحبقران بیقرار ہو گئے وہین سے نعرہ کیا کہ باش اے نقابدار وہ خاموش کھڑا ہی اور تو اُسپر ہاتھ مارتا ہی زخمی پر ہاتھ نہ اٹھا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سرکوب دشمنان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران ازجہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

اس ہیبت سے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ نقابدار جھجک کر ٹھہر گیا امیر گھوڑا اڑاکر مقابلے مین آئے دیوانے کو ہٹایا نقابدار نے نیزہ مارا مگر جمال جہان آرا ے صاحبقران دیکھکر نقابدار دنگ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی نیزہ آپس مین چلنے لگا صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ نقابدار کا نٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بڑے زور و شور سے ہاتھ مارا مگر صاحبقران نے بارٹھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی نقابدار نے کہا اپنے زور پر ناز نہ کیجیے گھوڑے سے اتریے کشتی مین امتحان ہو صاحبقران نے جو یہ سُنا فورًا گھوڑے سے کودے نقابدار بھی کود پڑا امیر کو لپٹ گیا مگر امیر جسم نقابدار سے وہ لذت پا رہے ہین کہ ہر مرتبہ زور مین کمی کرتے ہین نقابدار تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہی ایک مقام پر نقابدار صاحبقران کو ریلکر لے چلا صاحبقران بھی ہنستے ہوے چلے آتے ہین پانچ سات قدم آکر صاحبقران پلٹے پکہ جو مارا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا چہرۂ خورشید مثال ظاہر ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک نازنین رشک قمر نوجوان حسین و جمیل ہی امیر نے جو جمال جہان آرا دیکھا ہر چند اپنے کو روکا مگر منضبط نہ ہو سکا لہرا کر گرے اور بیہوش ہو گئے نقابدار نے بند نقاب چہرے پر اپنے درست کیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو نے جو امیر کو بے ہوش دیکھا آکر گلاب چھڑکا امیر ہوشیار ہوے مگر رنگ رو متغیر متردد متحیر عمرو نے پوچھا

کلام آقائے نامدار خیر تو ہی امیر نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا ای یار وفادار مین کیا حال بیان کرون اتنو یہ کیفیت ہی نظم

حسن تو نکا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ / سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

خنجر ابرو سے دل زخمی ہی اُس شمشیر سے / دیکھیے بسمل تڑپتا ہی پڑا بسمل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان / یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

ایسی مے نوشی کرین ساقی کے بھی اُٹھجائین ہوش / سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم مل کے ساتھ

اسقدر فرط محبت ہو کہ بعد مرگ بھی / روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین / آہ مجنون اسطرح ہی نجد مین محمل کے ساتھ

ہو گیا اس عشق کا اُس بُت کا مین بندہ بنا / مذہب حق تھا جو بدلا مذہب باطل کے ساتھ

کوئی او ظالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی / حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

زلف کے کوچے مین لیجا کر کیا اُسکو تباہ / عشق کو تھی دشمنی ایسی ہمارے دل کے ساتھ

روز روشن ہی شہادت کی مرے دل کو امید / ایک مدت سے پڑا پھرتا ہون مین قاتل کے ساتھ

مین بڑے جاہل وہ سطوت جو لڑا قسمت سے بھڑ کے / شعر گوئی کا مزہ کچھ ہو تو اِس کامل کے ساتھ

[illegible]

خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار اپنے کو سنبھالیے مفصل احوال فرمائیے میرے ذہن نشین ہو تو مین تدبیر کرون صاحبقران نے فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری جو نقابدار چرم پوش برائے مقابلہ آیا تھا دل لے گیا بڑا ملال دیگیا اتنا دریافت کرو کہ یہ نقابدار کون تھا اور کہان سے آیا تھا مین تو جمال بیمثال دیکھکر بیہوش ہوا وہ نیم بسمل چھوڑ کر چلا گیا عمرو نے یہ حال سنکر کہا حضور مین سمجھ گیا اگر میری رائے کے موافق ہی تو جا کر پتہ لگا کر آتا ہون لیکن اکیلے خوف ہی کہ مین لشکر سے نکلون شاید کوئی مہاجن ملجائے تو مشکل ہو کچھ زر نقد مرحمت فرمائیے کہ سود تو مہاجن کو دیدون کہ قید سے بچون امیر با توقیر نے اُس بیقراری مین انگوٹھی مُہر کی اُنگلی سے اُتاری فرمایا جو جی چاہے لکھا لو عمرو نے رقعہ طرف سے امیر کے لکھا کہ لاکھ روپیہ مین نے عمرو سے قرض لیا اگر کل نہ ادا کرون تو مجھکو آب و دانہ حرام ہی امیر سے کہا اپنے دست حق پرست سے مُہر کیجیے امیر نے رقم کو بھی نہ دیکھا

اور مُہر کر دی عمرو نے وہ رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا جستجو مین نقابدار جرم پوش کی چلے
قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازے پر ایک سائیس نقابدار کے مرکب
کو ٹہلا رہا ہی عمرو نے کنارے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا اُسکو دم دیکر بیہوش
کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر خواجہ چلے اندر باغ کے آئے دیکھا کنیزین ٹہل رہی ہین عمرو نے
ایک کنیز سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا جب سے میدان کارزار سے
پلٹ کر آئی ہین چھپر کھٹ پر پڑی ہین آہ آہ کر رہی ہین خواجہ ٹہلتے ہوئے بارہ دری
مین آئے سر زانو پر رکھ لیا کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران نے پیغام دیا ہی فرد تیر نگاہ
مست تو دانی کجا نشست ٭ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ٭ ملکہ
نے آنکھین کھولدین کہا کیون شگوفہ تو اُن تک کیونکر پہونچی جو یہ پیغام پایا عمرو
نے عرض کی اُٹھیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ خوشی مین اُٹھ بیٹھین خواجہ عمرو نے
کہا مین آپ کا غلام ہون عمرو عیار فرستادہ صاحبقران عالیمقدار جسوقت سے
آپ پلٹ کر آئی ہین صاحبقران کا عجیب حال ہی آنکھین بند دل دردمند چلتے وقت
فرمایا تھا کہ ملکہ سے جا کر کہدینا نظم قمر

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت　　مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ　　دکھلادو ہمین سرو گلستان محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بگردن　　قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے　　چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابروِ خمدار کی رہتی ہی قمر کو　　ہی وردِ زبان مصرع دیوان محبت

ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا خواجہ دُکھے ہوئے دل کو تم کیون
دکھاتے ہو خواجہ اگر خوشی ہماری منظور ہو تو جا کر صاحبقران کو جلد لاؤ ورنہ
چند ساعت مین ہمکو زندہ نہ پاؤگے اشعار میان قمر یاد آگئے خواجہ ہماری جانب
سے ایک مطلع اور تین شعر سامنے امیر کے پڑھدینا نظم

مین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر　　پیمبرونکو نہ ای دل ملی جہان کی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر درد دل سے کام نہین — یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا — مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علی کیجے — ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر

خواجہ ملکہ سے وعدہ کر کے اٹھے بیرون باغ آئے شگوفہ کو ہوشیار کر دیا بصورت
اصلی خدمت صاحبقران مین آئے کہا اے شہریار چلیے طرت ثانی کا حال آپ سے بدتر ہی
امیر اٹھے سلاح آراستہ کر کے ساتھ خواجہ کے چلے خواجہ امیر کو لیے ہوے در باغ
پر پہونچے ملکہ برائے استقبال کھڑی تھین امیر کو دیکھکر یکبارہ اٹھین فرد پیا کہ تڑا
تنگ در کنار کشم + بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + امیر نے ہاتھ پھیلا کر کہا فرد رواق
منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست + اے ملکۂ عالم تمنے بیقرار
کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا امیر کو لیکر باغ مین چلین
امیر نے فرمایا نام نامی و اسم گرامی تمھارا کیا ہی کہا اس کنیز کو نمکین شیرین کلام کہتے ہین ایک
سردار کی دختر ہون سہراب دیوانہ جو آپ سے زیر ہوا مین نے خبر سنی آئی تھی کہ جا کر
اپنے باپ کا بدلہ لونگی مگر آپ کو دیکھکر گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوئی لیکن آپ نے
کمال کیا کہ سہراب ایسے دیوانے کو زیر کیا آجتک جو پہلوان اسکے مقابلے مین آیا اسکے
ہاتھ سے بار اگیا ضرب چوبدست اسکی خالی نہین جاتی اس حوالی مین کون ایسا بادشاہ ہی
جو سہراب کو تحفہ نہین بھیجتا کئی کوس کی زمین اسکے قبضے مین ہی انھین شاہ ہونکی زمین
و بالی ہو ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین پھر ملکہ نے جام بھر کر پیش کیا امیر نے سوال اسلام
کیا ملکہ نمکین کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئی زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہی خواجہ
بیٹھے اشعار عاشقانہ نگار رہے ہین نظم

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر — سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر
اے بلبل و پروانہ و قمری و سمندر — تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر
آئینہ ہو یا پھول ہو یا شیشہ ہی ہو — جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر
کر دے جو کرم اے یم خوبی تو وہین ہو — جلسہ یہ جمیگا لب ساحل کے برابر

تم عارض پر نور مین اپنے جو جگہ دو پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا		گھٹ کر شب دیجور بنے تل کے برابر جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر	

صاحبقران و ملکہ گانے پر خواجہ کے تعریفین کر رہے ہین تم و بھی دل کھولکر گا رہا ہو کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے ملکۂ عالم غضب ہوا شیران صفدر دیوانہ بارہ ہزار دیوانون
سے آیا ہے بیرون باغ اُتر پڑا ہے کہتا ہے کہ صبح کو پیغام دونگا سہراب سے کہلا بھیجونگا کہ اپنی بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کر دے ورنہ بیشہ ویران کر دونگا ملکہ دیوانے کا نام سُنکر کانپنے لگی
کہا اے شہریار شیران صفدر وہ شخص ہے کہ جسنے کئی سو پہلوانون کو مارا ہے ملک پر چڑھ گیا اور
شاہون سے خراج لیا کئی سال کا زمانہ گذرا کہ شکار کھیلتا ہوا اسطرف آیا تھا مین اپنے
کوٹھے پر کھڑی بال سُکھا رہی تھی مجھ سوختہ بخت کو اُسنے دیکھ لیا غرض صبح کو شیران صفدر
نے سہراب کو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو سہراب نے انکار کیا اُسنے
طبل جنگی بجوایا ادھر سے سہراب چلا دونون میدان مین نکلے آپس مین خوب زور ہوے
مگر شیران غالب آیا سہراب مجبور ہوا شیران سے اقرار کیا کہ بعد سال بھر کے شادی
کر دونگا وہ اپنے وعدے پر آیا ہے اب آفت برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا مین ابھی اُسکے
مقابلے مین جاتا ہون یا جان دونگا یا مشکین باندھکر لاؤنگا ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار مین نے
بھی اس فن مین کمال حاصل کیا ہے مگر شیران ایسا بچیت ہے کہ سہراب ایسے کو دنگ کر دیا
مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اُسکے مقابلے مین جائیے مجھپر جو گذریگی وہ جھیلونگی اپنی جان پر
کھیلونگی آپ دوسرے جنگل سے ہوکر طرف اپنے لشکر کے جائیے بلکہ بن پڑے تو سہراب
ہی کو مقابلے مین بھیجیے وہ بھی دیوانہ یہ بھی دیوانہ آپس مین ٹکرائین گے آپ تماشہ دیکھیے گا
بقول شاعر ع خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + صاحبقران نے فرمایا کہ مین
بھروسہ پروردگار کا رکھتا ہون انشاء اللہ اگر بن پڑا تو شیران کو لاتا ہون نہین تو ابھی
جان دونگا اگر ہو سکے تو کاہے کاہے مزار غریبان پر آنا فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا بقول
شاعر فرد چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما بہ استقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ
کیا عجب ہے کہ قبر سے آواز آئے فرد اے شہسوار گور غریبان پر آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہے تیری رکاب مین +

ملکہ ان کلمات پر رونے لگی کہا اے شہریار برا اے خدا ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے امیر نے
فرمایا جنگ دوسروں کی جب ایسا زبردست ہو تو غالب آئیگا کیا عجب ہو کہ خاتمہ میرا اسیکے
ہاتھ سے ہو غرضکہ وہ باقی دو پہر رات انھین کلمات حسرت مین گذری مگر وہان شیران
جو سو کر اُٹھا ایک دیوانے سے کہا کہ بیٹے مین جا اور سہراب کو بلا لا کہ ہرکارے سامنے
سے دوڑے ہوے آئے بعد بد دعا کے عرض کی حضور سہراب بیٹے مین نہین ہے امیر
نے اسکو زیر کیا وہ مسلمان ہو گیا انھین کے لشکر مین ہو مگر اسی مقام پر دیکھیے باغ مین
ملکۂ عالم موجود ہین انپر قبضہ کیجیے یہ سُنکر شیران نے چوبدست سنبھالی جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا اور دروازے پر ملکہ کی طرف سے جو نگہبان مقرر تھے وہ تیر مارنے لگے لیکن
شیران انکے تیرون کو کب مانتا ہو لباس چرمی پہنے ہوے چوبدست ہلاتا ہوا طرف باغ
جھپٹا نگہبان غل مچانے لگے اُن سب کی آواز ملکہ نے سُنی کنیزون سے کہا ذرا دریافت
تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہو کنیزین گئین اور خبر لائین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم شیران صفدر آپکے
لینے کو آتا ہو بس صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ نے
دامن تھام لیا کہ اے شہریار آپ کیا کرتے ہین آپ پشت باغ سے نکل جائیے مین لڑ بھڑ کر
مر جاؤنگی کیا مجھکو زندہ لیجائے گا اُسکو بھی معلوم ہو کسی معشوق کے لینے کو گیا تھا وہ
وہ نیچے پڑین کہ ہمیشہ یاد رہے امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم دامن چھوڑ دو مین زندہ بیٹھا ہون
اور سنون کہ وہ جیسا آتا ہی یہ جو غصہ کر کے صاحبقران نے کہا ملکہ ڈر گئی صاحبقران تیغ
تولتے ہوے چلے شیران قریب دروازے کے پہونچا تھا کہ آواز آئی او نامرد ازلی
و ابدی آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندر ون نہ پیشم فراری شدہ — زمین و دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کو جاک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی شیران کے جسم مین رعشہ آگیا سر اٹھا کر دیکھا کہ اندر سے

باغ کے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری صاحبقران زمان تیغہ ہاتھ مین للکارتے ہوے آتے ہین شیران نے جو صاحبقران کو اس جاہ وجلال سے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی ای آقاے سرخ ایک چوبدست مین پیوند زمین کرونگا میرے مقابلے مین نہ آؤ مگر صاحبقران جست کر کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے پیچھے ہٹ کر چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشتن پہلو بعجلت دودستی اُٹھائی مہمان ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا دیوانہ ضرب لگاتا ہی خدا صاحبقران کو بچالے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز صاحبقران کو اس آفت سے بچالے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز ز ہا ندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و یار انتو بسے — من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای رحیم کارساز اِس دشمن تخت کے ہاتھ سے بچالے مگر دیوانے نے چیخ مار کر چوبدست دودستی لگائی صاحبقران نے پہلو تہی کر کے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا امیر نے دوتین جھٹکے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی جب ہاتھ پر صدمہ پہونچا فورًا چوبدست کو چھوڑ کر کہا ای آقاے سرخ چوبدست تو ہی لیلے مین ہاتھون سے جنگ کرونگا یہ کہکے چنگل مار انزرہ نوچ لیگیا امیر کے جسم سے خون بہا ملکہ کی بیقراری بڑھی کہتی ہی صاحبو تم لوگ دیکھتے ہو کہ اِس دیوانے نے کیسا چنگل مارا مگر امیر نے چنگل کھاکر ایک گھونسہ مارا امیر پر دیوانے کے پڑا کہ دیوانے نے منھ کھولدیا اسکو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا بعد دیر کے ہوشیار رہوا منھ بڑھایا مطلب یہ تھا کہ دانتون سے جنگ کرون صاحبقران نے گھونسہ دکھایا گھونسہ دیکھکر کانپنے لگا کہتا تھا ای آقاے سرخ اب گھونسہ نہ ماریےگا مجھکو بڑا صدمہ پہونچا ہی امیر نے فرمایا او دیوانے مجہول تو نے تمام بدن نوچ ڈالا ہمکو نہین صدمہ پہونچا تجھکو اپنے صدمے کا خیال ہی اگر کاٹےگا تو ایسا گھونسہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا دیوانہ لیٹ پڑا ادیل پیل کے زور رہو رہے ہین ملازمان

شیران نے جو دیکھا کہ ہمارا آقا پست معلوم ہوتا ہی یقین ہی کہ یہ جوان سرخ رو ہمارے
آقا کو پست کرے چوبدستین اُٹھا کر دوڑے صاحبقران نے دیوانے کو ڈھکیل دیا
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا دیوانون نے جو چوبدستین لگائین امیر نے جسکو ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر ہرکارے لشکر اسلام کے
جو ہر اے خبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے جو پہونچے دیوانہ سہراب
شلنگین لگا رہا تھا ہرکارون کو دیکھکر دوڑا کہا ارے کیا خبرین لائے ہرکارون نے
بیان کیا آقاے نامدار دیوانون مین گھرے ہوے ہین یقین ہی دیوانے گھیر کر زخمی کرین
یہ سنکر سہراب دوڑا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران دیوانون سے جنگ کر رہے ہین
شیران الگ کھڑا دیکھ رہا ہی سہراب نے للکارا کہ او نامنصف ساتھ والون کے بھروسے
پر جنگ کرتا ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا ایک چوبدست شیران کو لگائی شیران نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا سہراب سے چوبدست چھینکر پھینکدی
دوڑ کر لپٹ پڑا سہراب نے آواز دی ای آقاے نامدار مجھکو بچائیے گا اس ظالم کے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ ظالم بلاے روزگار ہی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ
سہراب پست ہوا چاہتا ہی للکار کر جا پڑے شیران کو لپٹ گئے اب سہراب چوبدست
لیے کھڑا ہی کسیکو قریب نہین آنے دیتا جو کوئی آیا اُسکو چوبدست دکھائی وہ پیچھے ہٹا مگر
پکار رہا ہی کہ ہان آقاے نامدار اس دیوانے کو خوب سمجھا دیجیے یہ بڑا مغرور ہی شیران
نے جواب دیا کہ او سہراب مین اسنے مہلت پالون تو تجھے سمجھونگا سہراب نے کہا
او دیوانے یہ میرے آقاے نامدار ہین انپر کیا غالب ہوگا مین نے کیا کوئی طریقہ اُٹھا
رکھا تھا صاحبقران نے شیران کے دونون مونڈھے تھامے ریلکر لے دوڑے
دس بارہ قدم پر لاکر ٹکر ماری دونون گھٹنے دیوانے کے آشناے زمین ہوے امیر نے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ہر چند دیوانہ چاہتا ہی کہ زمین سے نہ اُٹھون مگر امیر نے نعرہ کرکے
زور ریلا کیا کہ دیوانے سے زمین چھڑائی دوسرے زور زمین تا بہ زانو تیسرے زور زمین سے
بلند کیا ایسا چرخ دیا کہ دیوانے نے آنکھین بند کرلین پکارتا ہی کہ ای آقاے سرخ معاف

کیسے امیر نے ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ جھاڑ پونچھکر پھر لپٹ پڑا امیر نے پھر اُٹھا لیا دیوانہ عجز
کرتا ہی کہ آقا مین تابعدار ہون صورت زیبا دکھایئے خود سر سے ہٹا دیئے امیر نے جو خود کو
ہٹایا شیران قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای آقاے نامدار ایک آقاے سرخ میرے
خواب مین آئے تھے انھون نے خبر دی تھی کہ تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوگا کچھ
کلمے بھی کہے تھے وہ تو مین بھول گیا مگر تابعداری مین موجود ہون امیر نے کلمۂ طیبہ
ارشاد فرمایا دیوانہ بہت ہنسا کہا ای شہریار یہی لفظین اُن بزرگ نے بھی فرمائی تھین
مین بھول گیا تھا آپ کے کہنے سے یاد آیا مین اِس کلمے کو پڑھونگا بہ مشکل دیوانے
نے کلمہ پڑھا بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا ای آقاے نامدار اب باغ مین نرزک کے
جاؤن عمرو نے بڑھکر کہا وہ نرزک تیرے آقا کی ہی سہراب کو بھی معلوم ہوا کہ امیر بھی
باغ مین میری دختر کے آئے تھے وہین آکر شیران نے گھبرا ہنسکر کہا کہ ای آقاے نامدار
کیا وہ نرزک پسند آئی ہین آپ کے پہلو مین سلاؤنگا یہ کہکے دوڑا باغ مین جا کے
بیٹی کو اُٹھا لیا سمجھاتا ہوا کہ ای نرزک خبردار جو آقا کہین وہ منظور کرنا ملکہ غل مچاتی ہی
کہ ای شہریار مجھکو بچایئے امیر نے جاکر سہراب سے ملکہ کو چھڑایا سہراب بہت خفا
ہوا اب امیر و دیوانہ سہراب و شیران کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے لشکر مین آئے
ملکہ سے وعدہ کیا کہ ای ملکۂ عالم گھبرانا نہین انشاء اللہ بعد فتح طلسم تمسے عقد کرونگا ملکہ
بہت روئی کہا ای شہریار اتنی مدت کیونکر ہجر جھیلونگی امیر نے فرمایا اب فتح طلسم قریب
ہی ایک مرتبہ لشکر بقراط مین ہو آیا ہون حقیقت مین بقراط نے بڑی فوجین جمع کی ہین
معرکہ عظیم پڑے گا لیکن بقراط ثانی کہ قصر ہشت پہل مین داخل ہی ہر وقت مصروف
عیش رہتا ہی نشے مین شراب کے بیٹھا ہی بلبلا رہا ہی نازنینان مہ جبین پہلو مین ہین
کسی کا بوسہ لیتا ہی کسی کے ساتھ ہنسی دل لگی کرتا ہی خوش فعلیان کر رہا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے کافرون نے کافر کو بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خران نچرند +
شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگا رنگ + بر سر تو موکلان بزنند +
قدرت کی عمر کوتاہ ہی طلسم کہین جلد تباہ ہی کہ مسلمانون کی عملداری ہو مگر قدرت کو

کچھ معلوم ہی صاحبقران نے آکر دیوانہ سہراب کو زیر کیا شبران بھی مسلمان ہوا ہی اب
صاحبقران آپ پر لشکر کشی کر کے آیا چاہتے ہین دختر سہراب پر قبضہ کیا نام دختر سہراب
سُنکر بقراط کو سناٹا آگیا کئی سو ساحر گرد اسکے بیٹھے ہین ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہی
بقراط نے پکار کر آواز دی یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ دختر سہراب کو لاے قدرت اُس سے
وصل حاصل کرین ایسی نازنین مہ جبین قبضۂ مسلمانان مین جاے اگر تم مین کسی کو حوصلہ
نہ ہو تو قدرت خود جائین سگے کئی سو جادوگر جو گرد بیٹھے تھے انمین ایک ساحر نہایت ہی
مغرور و متکبر تھا کہ اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا صیا دبلند پرواز نام اپنے مقام سے اُٹھا
کہا یا خداوند ہم لوگ موجود ہین آپ کیون تکلیف فرماتے ابھی جا کر تمکین کو لاتا ہون
آپکی معشوقہ کو آپسے ملاتا ہون بقراط نے حکم دیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیلو جیسے بارگاہین
جتنی مناسب جانو وہ اپنے ہمراہ لے لو صیاد وساز وسامان لیکر فکر ملکہ تمکین مین چلا یہان
ملکہ تمکین شیرین کلام خبرین سُن رہی ہی کہ صاحبقران تیاری کر رہے ہین جانیکا ارادہ
ہی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو
مین حیران ہون کہ فراق صاحبقران مین کیونکر زندہ رہونگی اور کیونکر جدائی کی جفا
سہونگی میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

اپنے دل مین تو کرو غور یہ تم کیا سمجھے　　　غیر سمجھے مجھے اور غیر کو اپنا سمجھے
کتنے کج فہم ہو نادان ہو یہ تم کیا سمجھے　　　عرض حال دل بیتاب کو شکوا سمجھے
دل بہلنے کے لیے بیٹھ گئے پاس اگر　　　میری بیتابی دل کو وہ تماشا سمجھے
ایک عاشق کا بھی مردہ نہ جِلایا صاحب　　　کیا زمانے مین تمھین کوئی مسیحا سمجھے
راز دل تمنے کہا غیر سے جا کر کیا خوب　　　ہاے افسوس مجھے دوست نہ اپنا سمجھے
اُسکی رحمت ہی بڑی بخش ہی دیگا غفار　　　مین گنہگار ہون ہر وقت وہ بندا سمجھے
مار ڈالا مجھے آنکھون نے جِلایا لب سے　　　آپ جو سمجھے مرے حق مین وہ اچھا سمجھے
جبکہ ماتھے پہ سنہری نظر آئی افشان　　　مصحف چہرۂ جانان کو مطلا سمجھے
دیکھا جلوہ ترا جسجا وہین سجدے کو جھکے　　　ہم نہ مسجد نہ شِوالا نہ کلیسا سمجھے

ہاتھ سینے پہ جو دم دیکھنے کو تمنے رکھا
کیون رقیبون پہ نہ مین فخر کرون ای سطوت

اپنے داغ دل بیتاب کا پھاہا سمجھے
عاشقو نمین وہ مجھے چاہنے والا سمجھے

کنیزین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین صاحبقران زمان سے عرض کیا جائیگا ملول وحزین صحن خانہ مین آکے بیٹھی ہین مگر رو رہی ہین ادھر صبیا د جادو ایک صحرا مین آکر اترا ہی سب ساحر اسی مقام پر اتر پڑے یہ بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ایسا نہو مقابلے مین جاؤن اور صاحبقران مقابلے مین نکلین انپر سحر تاثیر نہین کرتا بڑی مشکل پڑیگی جاکے ملکہ کو اٹھا لاؤن یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھا اڑتا ہوا چلا باغ پر آکر ٹھہرا دیکھا ملکہ بیٹھی ہین مگر ذکر صاحبقران ہو رہا ہی صبیاد جل گیا جی مین کہتا ہی صاحبقران پر دل وجان سے عاشق ہی قدرت کو کیونکر قبول کریگی مگر مین اسکو بہلا کے اپنی طرف رجوع کرونگا حقیقت مین نہایت حسین وجمیل ہی بڑے لطف سے گذریگی مجھکو قبول بھی کرلے گی یہ سوچکر تڑپ کر گرا ملکہ کو اٹھالیا اور لیکر چلا پنجے مین دبائے ہوئے گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دل مین کہتا ہی عجب معشوق خوبرو ہی دام بلا اسکا گیسو ہی اسیطرح اڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین لایا آپ مسند پر بیٹھا لباس عمدہ پہنا تاج سر پر رکھا کہ رہا ہی ای ملکہ عالم تمنے غضب کیا کہ قدرت کو برا کہا قدرت بہت تمسے بیزار ہین مجھکو بھیجا کہ جاکر پکڑ لاؤ ملکہ یہ سنکر رونے لگین کہا او سیاہ رو تیرہ درون کیا بیہودہ بکتا ہی اب ہم تیرے قیدی ہوے ہین جو چاہے سزا دے مگر عصمت کا نام نہ لے انشاء اللہ تعالی جسوقت امیر کو خبر ہوجائیگی یقین ہی تشریف لائین مجھکو چھڑائین صبیاد نے کہا اب یہ کسکی مجال ہی کہ تمھارے تعاقب مین آئے اگر مجھکو نہ قبول کروگی تو قتل کرونگا ملکہ نے کہا تجکو اختیار ہی چاہے قتل کر چاہے بخشدے صبیاد جھلا رہا ہی ادھر کنیزین روتی پیٹتی خدمت صاحبقران مین آئین وہ وقت ہی کہ صاحبقران دربار مین جلوہ فرما ہین دونون دیوانے سامنے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو بھی سامنے حاضر ہین کہ کنیزون نے آکر عرض کی ای شہریار ایک ساحر آکر ملکہ کو اٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم جاکر دریافت تو کرو کہ کسنے یہ بے ادبی کی مگر دونون دیوانے صاحبقران کے سامنا

عرض پیرا ہوے کہ اے شہریار غلامان جا تبار جائین قصر ہشت پہل مین تہلکہ ڈالدین اور نزنک کو آپ کی لائین صاحبقران نے جھڑک دیا فرمایا کہ اگر سامنے بقراط کے جاؤگے تو وہ ایسا سحر کریگا کہ تمھارے پانوٗن زمین تھام لیگی شمیران نے سہراب کو اشارہ کیا کہ آقا کی بات کا جواب نہ دو ہم تم چلین یہان تو امیر نے خواجہ کو سمجھایا خواجہ نے امیر سے کچھ روپیہ لیا طرف قصر ہشت پہل کے چلے مگر سہراب اور شمیران باہر نکلے چو بدست ہلاتے ہوے چلے یہان صبیاد نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا کنیزین مقرر کین کہ میرے وصل پر اسکو آمادہ کرو اور یہ کہو کہ اگر نہ مانوگی تو صبیاد قتل کریگا تمکو زندہ نچھوڑیگا کنیزین سمجھا رہی ہین ملکہ زار زار روتی ہی کنیزون کو جواب دیتی ہی کہ صاحبو مین اس بیحیا سیاہ رو کو نہ قبول کرونگی اس سے جا کر کہو کیون دیوانہ ہوا ہی ذرا اپنے کو خیال تو کر میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کس سے کہون نظم

ہمنے ترے فراق مین ایسے اٹھاے رنج — نزدیک اب خوشی نہین آتی سواے رنج
گر ہجر کا مرض ہو تو انسان کھاے رنج — ہوگی خوشی وصال صنم کی دواے رنج
مر جاؤن مین کہ برسون رہون مبتلاے رنج — اسکی خوشی ہی دل سے کہین اٹھکے جاے رنج
جسطرح اسکے ہجر مین ہمنے اٹھاے رنج — دشمن بھی اسطرح سے نہ ہو مبتلاے رنج
اس بیوفا سے جاکے یہ کہنا تو اے صبا — کیننگ ترے فراق مین عاشق اٹھاے رنج
ملک عدم مین خوش تھے نہ تھا غم کا ہم بھی — دنیا مین آکے ہوگئے ہم مبتلاے رنج
افسوس وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ — کوئی نہین فراق مین ہمدم سواے رنج
طاقت نہین ہی مجھ مین کہ سطوت بیان کرون — مین نے فراق یار مین جو جو اٹھاے رنج

دونون دیوانے طرف قصر ہشت پہل کے چلے تھے کہ راہ مین لشکر صبیاد کا ملا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملکہ تمکین شیرین کلام اسکے پاس قید مین ہی یہ سنکر دونون دیوانے لشکر پر گرے لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا صبیاد نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور سہراب دیوانہ و شمیران دیوانہ آپ کے لشکر پر آپڑے ہین ہزارون کو قتل کر ڈالا لڑتے ہوے آتے ہین صبیاد باہر نکلا دیکھا دونون دیوانے لڑ رہے ہین اور نعرے کر رہے ہین کہ صبیاد سے کہو کہ

ملکہ کو رہا کر دے صیاد نے سحر کیا کہ دونون کے پانوُن زمین نے تھام لیے سامنے درخت
تھا اُسمین دونون کو بند ھوا دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا ہی کیون او دیوانو تمنے ہزارونکو
قتل کیا دیوانے جھلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید نہین ٹوٹتی کہ صیاد نے
سحر سخت کر دیا ہی دونون تڑپ رہے ہین قضاے کار خواجہ پھرتے ہوے ایک پہاڑ پر
آئے دیکھا زیر کوہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ عالی اِستادہ ہی پہاڑ سے اُترے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ صیاد بلند پرواز ملکہ کو گرفتار کر کے لایا ہی دونون دیوانون کو بندھے
ہوے دیکھا کہ چیخ رہے ہین غل مچاتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار کو خبر کرو کہ جو حضور
منع کرتے تھے وہی معرکہ درپیش ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صیاد کرسی پر بیٹھا ہی کنیزین اندر سے
پلٹ کر آتی ہین خبر دیتی ہین کہ وہ ظالم نہین قبول کرتی ہر چند سمجھایا مگر وہ مبہوت ہو رہی ہی
وہ ہرگز نہ مانیگی صیاد نے جھلا کر جواب دیا کہ اب میرا پتہ بھی ملگیا دونون دیوانے آ کے
اُنھون نے لشکر کو تباہ کیا ہزارہا جوان مارے گئے اب مین نے اُنکو قید کیا ہی لیکن
بے قتل کیے نچھوڑونگا خواجہ نے یہ سب معاملہ سُنا آخر خیال مین آیا کہ کوئی عیاری
کرون جنگل مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر سوچنے لگے کہ دیکھا ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی خواجہ نے ساحر سمجھکر اُسکو پکارا کہا بھائی دھوپ مین کہان جاتے ہو
دم بھر یہان سایے مین ٹھہر جاؤ اُس ساحر نے کہا قدرت نے مجھکو پاس صیاد کے
بھیجا ہی حکم دیا ہی کہ ملکہ کو لاؤ مین یہ نامہ لیکر جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس
ساحر کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا جھولی سے اُسکی نامہ نکال لیا اُس مین لکھدیا
کہ یہ ساحر جو آتا ہی ایسا سحر تعلیم کریگا کہ جو آرزو ہی وہ پوری ہوگی اُسکو یاد کر لینا یہ نامہ لیکر
چلے لشکر مین آئے دیکھا دیوانے بندھے ہین صیاد دمبدم اُنپر بدعت کرتا ہی کہتا ہی
تمنے بڑے ستم کیے اِسطرح پیش آؤن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر
روئین اور مجھکو ترس نہ آئے دیوانے گالیان دے رہے ہین کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے
وہ کر لیکن اگر آقاے سرخ کو خبر پہنچیگی تو وہ ضرور براے رہائی آوینگے صیاد کہتا ہی
کیا مجال کہ نامہ وار نے آ کر نامہ دیا صیاد نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا ای ساحر تیرا نام

کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام رنگار رنگ جادو ہی مقرب قدرت ہر وقت خدمت مین رہتا ہون قدرت سرفراز فرماتے ہین مگر ایک کمال مجھکو دیا ہی چاہتا ہون اُسے سُنیے یقین ہی کہ بہت خوش ہوجیے گا یہ کہکے بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے صیاد بلند پرواز کے گانے لگا نظم

جسکا کہ حسن قدرت پروردگار ہی — اُسپر نثار جان سے مرا دل نثار ہی
اے دل تڑپ نہ تو اگر آزردہ یار ہی — اِس مین بھی کچھ مشیت پروردگار ہی
کوئی دو نیم سینہ کسی کا فگار ہی — دونون بھوین ہین آپ کی یا ذوالفقار ہی
رشک جنان ہی قابل جاے مزار ہی — دل سے مجھے پسند بہت کوے یار ہی
سنگ لحد پہ میری یہ کندہ ہو دوستو — یہ اِک شہید ناز و ادا کا مزار ہی
آراستہ ہوے ہین زمانے کے میکدے — شاید کہ آمد آمد فصل بہار ہی
بجلی چمک رہی ہو وہ یا دل مین جسطرح — صاحب اِسی طرح مرا دل بیقرار ہی
کہدے کوئی یہ جا کے ہمارے مسیح سے — دم ہی لبون پہ اور ترا اِنتظار ہی
مدنظر ہوا ہی کسی بےگنہ کا خون + — غصے سے آج سرخ جو روے نگار ہی
او بے خبر خدا کے لیے اب تو جلد آ — ہنگام نزع مجھکو ترا انتظار ہی
دم بھر تو سیر کرنے کو تشریف لائیے — داغون سے دل مرا صفتِ لالہ زار ہی
دل عاشقوں کے دیکھتے ہی ہو گئے دو نیم — تیغ نگہ مین کیا برش ذوالفقار ہی
کہتا ہی میری قبر پہ دل تھام کے وہ یار — حسرت برس رہی ہی یہ کسکا مزار ہی
زائر ہوا مزار حسینؑ شہید کا — سطوت یہ کیا عنایت پروردگار ہی

صیاد گانا سُنکر بہت خوش ہوا کہا اور رنگار رنگ خوب گاتے ہو عمرو نے کہا یہ سب کمال قدرت نے دیے ہین ایک کمال مین اور کامل ہون ایسا تمکو راضی کرون کہ تم خوش ہو جاؤ صیاد نے پوچھا وہ کمال کیا ہی عمرو نے کہا ساقی گری ایسی کرون کہ منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پیر سے ناچون سر سے شراب پلاؤن صیاد نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عمرو نے کہا ابھی ملاحظہ فرمائیے یہان تو خواجہ رنگ جما رہے ہین لیکن ایسے

خاصہ کھا کے جو سوے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین
دیکھا کہ مالکہ تمکین شیر بن کلام قفس مین بند ہی اور دونون دیوانے نخل سے بندھے
ہین لشکر صیاد اُترا ہی صیاد دمبدم دیوانون پر بدعت کرتا ہی اور دیوانے پکار رہے
ہین کہ ہمارے آقا کو خبر کرو صاحبقران یہ خواب دیکھکر بیدار ہوے مقبل سے فرمایا
اشقر کو تیار کرو فوراً اشقر تیار ہوا نکلکر پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اُڑاتے ہوے
چلے ایک مقام پر آکر دیکھا لشکر ساحران فروکش ہی اور دونون دیوانے نخل مین بندھے
ہوے ہین یہان عمرو نے چاہا ہی کہ صیاد سے کلید میخانہ لون ساقی گری آغاز کرون کہ

صاحبقران کا نعرہ ہوا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر جار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صیاد نے جو نعرۂ صاحبقران کی آواز سُنی گھبرا کر کہا او زنگار رنگ غضب ہوا امیر
آگئے پہلے نکلکر اُنکو گرفتار کر لون پھر تمھاری ساقی گری دیکھونگا عمرو ناچار ہوا جی مین
کہتا ہی آقا نے جلدی کی افسوس ہی مین اپنا کام نہ کرنے پایا صیاد اسباب سحر لیکر باہر
نکلا دیکھا کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب اُس نخل کے پہونچے اِسم اعظم ورد زبان
کیا دیوانون نے قید سحر سے رہائی پائی قید ظاہر توڑ کر پھینکدی چوبدستین لیکر صاحبقران
کے ساتھ ہوے صاحبقران دیوانون کو رہا کر کے طرف بارگاہ صیاد کے چلے
ہین کہ صیاد قریب آیا دیکھا کہ صاحبقران نے دیوانون کو رہا کر لیا صیاد نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالکر پھینکا آسمان پر آکر گولہ پھٹا اِسقدر دُھوان نکلا کہ ابر
تیار ہوا اُس ابر سے تلوارین برسنے لگین مگر صاحبقران اِسم اعظم پڑھ رہے ہین
دونون دیوانے محفوظ ہین اور خواجہ بھی بچ رہے ہین ہر چند تلوارین برسائین
مگر کسی تلوار نے تاثیر نہ کی صیاد گھبرایا بلکہ یہ دیکھا کہ اِسی کے ہزارون آدمی مارے
گئے ہزارون لاشے لوٹنے لگے آخر اپنے سحر کو آپ دفع کیا دوسرا ابر پیدا کیا اُس ابر سے

آگ برسائی مگر صاحبقران پر آگ نے تاثیر نہ کی دو چار سحر اسطرح کے کیے لیکن کسی سحر نے
تاثیر نہ کی اب سوچا کہ نکلجاؤن اپنے کو زمین پر گرایا غلطک ماری شانون پر پر پرواز پیدا
ہوے اُڑتا ہوا چلا عمرو نے قریب آکر صاحبقران کو خبر دی کہ ای شہریار صیاد جاتا ہی
اگر نکلگیا تو آفت برپا کریگا آپ کا تو کیا کر سکیگا مگر ملکہ کو باغ مین رہنا مشکل پڑیگا امیر نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر سینہ پر کینہ
صیاد کا تاکا صیاد دام اجل مین پھنسا سینے پر تیر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا بجاے خون
جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے صیاد کا لاشہ جلکر خاک ہوا ساحر ایک جانب بھاگے کچھ
پہلے قتل ہوگئے کچھ اس خیال مین آئے کہ تاج اسکے سر کا زمین پر گرا ہی یقین ہی کچھ فتور
برپا ہو حقیقت مین تاج جو زمین پر گرا تھا اُس تاج سے شعلۂ آتش نکلنے لگے صحرا مین آگ
لگ گئی ساحرون نے چاہا بھاگین نہ بھاگ سکے جل جلکر خاک ہوے تھوڑے عرصے
مین ایک آواز آئی جس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ کوئی غل مچاکر کہ رہا ہی کہ کشتی مرا نام من صیاد
بلند پرواز بود اب صاحبقرانؑ کی فتح ہوئی بارگاہ مین آکر ملکہ کو قفس سے نکالا محافے
مین سوار کرکے ساتھ لیا دونون دیوانے گرد محافے کے چوبدستین ہلاتے ہوے
آگے صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار اس شان وشوکت سے ملکہ کو لیکر آئے
لشکر والون نے پوچھا حضور کہان گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ملکہ کو صیاد جادو
اُٹھا لیگیا تھا جاکر اُسکو مارا ملکہ اور دیوانون کو رہا کیا ملکہ کو داخل قصر کیا حکم دیا کہ لشکر
تیار ہو ہم طرف قصر ہشت پہل کے جائینگے لشکر تیار ہوا دونون دیوانے ساتھ ہوے
ہر مقام پر یے اعتند البیان کرتے ہین مگر صاحبقران اُنکی گوشمالی کر دیتے ہین جب مانتے
ہین ایک مقام پر جو آکر پہونچے سامنے دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی مگر قلعے مین
سناٹا ہی اتنا بڑا لشکر صاحبقران کا آکر اُترا مگر کوئی تماشہ دیکھنے نہین آیا امیر نے اپنے
ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ قلعہ کسکا ہی ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی
اخفاے روئین تن اس قلعے کا حاکم ہی اپنے زور وطاقت پر نہایت ناز رکھتا ہی
مگر فی الحال براے شکار گیا تھا وہان سے جو پلٹ کر آیا بیمار پڑا ہوا ہی یہی باعث سناٹے کا

ہیں سب رفقا اُسکی خدمت مین حاضر ہین دونون دیوانون نے صاحبقران سے پوچھا کہ
کیون آقا سے نابدار اس قلعے کا حاکم برائے خدمتگزاری نہین حاضر ہوا غلام جائین اُسکی
گردن پکڑ کے لائین صاحبقران نے فرمایا کیا ضرورت ہی جسطرح ہی اُسی طرح رہنے دو
مگر یہ دونون بڑی رات گئے لشکر سے نکلکر طرف قلعے کے چلے لالان قزاق برسر طلایہ
تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون جاتا ہی سہراب دیوانہ چوبدست پکڑ کے جا پڑا کہا کہ او
قزاق ہمکو ٹوکتا ہی یہ کہکے چوبدست ماردی لالان قزاق نے چاہا بچون مگر نہ بچ سکا شانہ
نشانہ ہوا لالان قزاق نے دیکھا کہ یہ دیوانہ بیباک ہی اسکی فریاد کون سنے گا ساتھ والون
سے کہا اسکو جانے دو تعرض نہ کرو دونون دیوانے جھومتے ہوے چلے آپس مین کہتے
ہوے کہ چلکر اخفا سے روئین تن کو پکڑ لائین قدمون پر اپنے آقا کے گرائین مقام
افسوس ہی کہ جس راستے سے ہمارا آقا گذرے اور نہ قلعہ تسخیر سے رہجائے اور ہم ایسے
رفیق ساتھ ہون اور کوشش نہ کرین غرض دونون دیوانے در قلعہ پر پہونچے ہین
ساسان تیغ زن کہ در قلعہ پر بطور نگہبانون کے تھا اُسنے للکارا کہ کون آتا ہی مگر یہ
دیوانے کب جواب دیتے ہین جب پھاٹک مین گھسنے لگے ساسان نے ہاتھ تلوار کا
مارا سامنے سے سہراب نے روکا پشت پر آکر شیران نے چوبدست ماردی کہ ساسان
پر اٹھا ہو کر رہگیا اور جو چند سپاہی تھے آپس مین کہنے لگے یارو ان دیوانون کو نہ روکو
جب دربار مین جاوینگے سزا پاوینگے سپاہیون نے اپنے کو چھپایا یہ دونون قلعے مین
آئے پہر رات پچھلی باقی ہی کوہ و برزن مین سناٹا یہ دونون پھرتے پھراتے صبح ہوتے
دربارگاہ پر پہونچے دیدگہ سالار دیوانون کو دیکھکر بھاگا آکر اخفا سے اطلاع کی
کہ دونون دیوانے ملازم صاحبقران سارے قلعے کو ٹوکے دربارگاہ پر آئے
ہین چاہتے ہین اندر آوین اخفا نے کہا خبردار آنے نہ پائین یہ سنکر دیدگہ سالار پلٹا
دربارگاہ پر آکر کہا خبردار اندر نہ آنا افسر ہمارا منع کرتا ہی یہ دیوانے کب سنتے ہین کہ
سہراب نے بڑھکر چوبدست لگائی دیدگہ سالار نے سپر اُٹھائی مگر چوبدست جو پڑی ہاتھ
دیدگہ سالار کا کانپا سر گردن مین گردن سینے مین تھلتھلہ خون کا ہو کر رہگیا دیدگہ سالار کو

مار کر دونون دیوانے اندر گھسے اخفاے روئین تن مقام صدر پر بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہین اخفا کہ رہا ہے یارو اب زندگی دشوار ہے موت کا مجھکو انتظار ہے نظم

اُس بیوفا کو اب نہ کبھی یاد کیجیے
معشوق اور کوئی پری زاد کیجیے

دل میرا اپنے وصل سے اب شاد کیجیے
للہ قید رنج سے آزاد کیجیے

کیا قہر ہے کہ ہمپہ تو بیداد کیجیے
دیدیجے بوسے غیر کا دل شاد کیجیے

اُس رشک گل کے ہجر مین مانند عندلیب
گلشن مین جاکے نالہ و فریاد کیجیے

دل لے چکے تو کہتے ہین مل ملکے غیر سے
وہ رنج دون کہ آپ بہت یاد کیجیے

عاشق پہ ظلم کرکے یہ کہتا ہے وہ صنم
جاکر خدا سے اب مری فریاد کیجیے

کچھ بھی اثر نہ ہوگا کہ پتھر ہے اُسکا دل
کیا فائدہ جو نالہ و فریاد کیجیے

تقدیر ہو جو کچھ بھی موافق شباب مین
ہر دم وصال یار سے دل شاد کیجیے

اپنی گلی مین قبر بنی رہنے دیجیے
للہ میری خاک نہ برباد کیجیے

ذکر بتان سے فائدہ دنیا مین کچھ نہین
سطوت خدا کو اپنے نہ کیون یاد کیجیے

مصاحب لوگ حیران ہین کہ آقا کو کیا کہکے سمجھائین اخفا چپ بیٹھا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُترا اس عالم یاس کہ دونون دیوانے اندر آئے للکارے کہ او اخفاے روئین تن ہمارے آقا تیری سرحد مین آئے اور تو سامان دعوت لیکر حاضر نہ ہوا اخفا نے جواب دیا مین تمھارے آقا کو کیا مانتا ہون یہ کہتا تھا کہ دیوانون نے چاہا اخفا پر جا پڑین اخفا اپنے مقام سے اُٹھا مصاحبون سے کہا اِنکو گرفتار کرلو یہ سنکر دیوانے غصے مین لڑنے لگے اخفا نے پشت سے آکر دونون کو زخمی کیا اِسقدر خون سر سے بہا کہ دونون لڑکھڑا کے گرے اخفا نے حکم دیا کہ اب اِنکو گرفتار کرلو آہنگر حاضر ہوے دونونکو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اور دونون کو قید خانے مین بھیجدیا آپ اپنے مقام پر آبیٹھا وہان صاحبقران جو صبح کو اُٹھے سردارون سے پوچھا دیوانے کہان گئے سب نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم کہ لالان تزاق نے آکر خبر دی کہ غلام کو مجروح کیا دونون قلعے مین گئے جب سے پلٹ کر نہین آئے ہرکارون سے کہا دریافت

نوکر دان دونون پر کیا گذری ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی ای شہریار دیوانون
نے قلعے مین جاکر بڑی بدعت کی مگر اخغاے روئین تن نے انکو قید کیا ہی وہ دیوانے
مسلسل و مطوق قیدخانے مین بیٹھے ہین یہ سُنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا اشہب
اشقر پر سوار ہوے سردارون نے چاہا کہ ہمراہ چلین امیر نے سب کو منع کیا کہ خبردار
میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا جاکر اُس سے سمجھ لونگا گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے
قبضۂ تیغۂ عقرب پر ہاتھ پڑا ہوا در قلعہ پر پہونچے نگہبان مانع ہوے صاحبقران کے
تیور پر بل پڑے ہوے فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ نگہبان ہٹے اگر کسی نے روکا تو
وہ ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا صاحبقران اُسی حال مین دربارگاہ اخغا پر
پہونچے گھوڑے سے کود پڑے پیپلے سے تلوار کے پردہ اُٹھایا اخغا اُسی حال مین
بیٹھا تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران اندر آئے اخغا سے آنکھ ملاکر کہا او نامرد
تو نے میرے رفیقون کو قید کیا ہی جلد اُنکو منگوا دے ورنہ خون کا دریا بہادونگا
اِس وبدیے سے صاحبقران نے فرمایا کہ اخغا اپنے مقام سے اُٹھا امیر کو سلام
کیا کہا تشریف لائیے آپ کے رفقا نے ایسی بدعت کی کہ غلام سے صبر نہ ہوسکا آخر
وہ قید ہوے ہین ابھی منگوا دیتا ہون یہ کہکے رفقا سے اِشارہ کیا کہ دونون
دیوانون کو لاؤ اور صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا رفقا گئے اور دیوانون کو
قیدخانے سے لائے دونون چوبدستین پکڑے داہنے بائین کھڑے ہوے امیر نے
کہا ای اخغاے روئین تن مذہب وحدہٗ لاشریک قبول کر اِس سوال پر اخغا
اُٹھا گرد صاحبقران کے پھرنے لگا عرض کی ای شہریار ایک درد لادوا رکھتا ہون
امیدوار ہون کہ اُسکا علاج کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملک و مال حاضر ہی اُسکو
لیکر قبضے مین کیجیے صاحبقران نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہی اخغا چینین مارکر رونے
لگا کہا ای شہریار مین ہمیشہ شکار دوست ہون کئی ہفتے گذرے برائے شکار صحرا
مین گیا تھا ایک نقابدار سے دوچار ہوا اُسنے مجھپر ہاتھ تلوار کا مارا مین روئین تن
ہون تلوار و خنجر سے نہین ڈرتا ہے خوف ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر نقابدار کو اُٹھا لیا جب

نقاب ٹوٹا صورت زیبا دیکھکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہاتھ کانپا نقابدار چھوٹا مین غش کھا کے گرا نقابدار مجھکو غش مین چھوڑ کر جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا مین جو اٹھا تو بلک بلک کے رویا اسی حال مین اپنے قلعے مین آیا عیار بیرا اور ہام وغیرہ واسطے خبر کے گیا معلوم ہوا کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم سلیمان تاجدار ہی اسکی دختر بلند اختر ملکہ شیرین زبان ہی مین نے پیام عقد دیا سلیمان نے جواب دیا کہ میرے قلعے کے سامنے ایک کوہ ہی درہ کوہ مین ایک شیر رہتا ہی بعد ہفتے کے اس شیر کی پشت پر سوار ہوکر ایک نازنین نکلتی ہی تمام طائران صحرا گرد اسکے جمع ہوتے ہین چند ساعت صحرا مین پھرتی ہی پھر اسی شیر کی پشت پر سوار ہوکر درہ کوہ مین چلی جاتی ہی مگر وہ شیر بطور نگہبانون کے درہ کوہ پر بیٹھا رہتا ہی اس راز سے مجھے آگاہ کرو کہ وہ نازنین کون ہی وہ طائران صحرا کیون تسخیر ہوتے ہین مین ان شرطون کے ادا کرنے سے عاجز ہون صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ ضرور اس راز کو تم پر ظاہر کرینگے اور تمھاری شادی ساتھ اس مہ جبین کے ہوگی اخفاے روئین تن کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کا سامان دعوت کیا لشکر بھی امیر کا قلعے مین آیا دو دن تک سامان دعوت رہا دو دن کے بعد صاحبقران نے فرمایا اے اخفا ہمکو لیچلو وہ پہاڑ وغیرہ دکھاؤ اخفا نے کہا دو دن کے بعد روز پنجشنبہ چلیے گا وہ نازنین اسیدن نکلتی ہی ملاحظہ فرمائیے گا صاحبقران نے تامل فرمایا بعد دو دن کے جب روز ندکور آیا تو بعد نماز صبح صاحبقران سوار ہوے اخفاے روئین تن کو ہمراہ لیا راہ طی کرکے اس صحرا مین پہونچے دیکھا فرش معقول بچھا ہی ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی شیر سامنے بیٹھا دم ہلا رہا ہی ہزارہا طائر گرد بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین کہ انکی زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے ہین

نظم

عجب شوق شہادت ہی عجب جرأت مرے دل کی ۔۔۔ بچھوڑی آمد و رفت ایکدم بھی کوے قاتل کی

مرا سر کاٹ کر یہ گفتگو ہی میرے قاتل کی ۔۔۔ کہ تجھسے چاہنے والے کی آسان مین نے مشکل کی

اٹھا کر مجھکو حیلے سے بلائیگا رقیبون کو ۔۔۔ ارے نادان میرے ناخنون مین ہی تر سعل کی

نگاڑین میری میت کو احیا و ہم آتا ہی
چمن کا رنگ بدلا کس گل یکتا کی آمد ہی
بگڑ کر خود رہا کرینگے اپنی زلف کے قیدی
وہ اپنے عاشقونکو ذبح کرکے ناز سے بولے
اطاعت سے مسخر اُس پری کو کرلیا ہمنے
بہ شوق شہادت غش سے فوراً چونک جاتا ہون
محبت کاگر خونکی تم کرد گے کیونکر ای سطوت

کہ میرے دل کے آئینے مین ہی تصویر قاتل کی
گلستان مین ہوئی ہی آج کیون کثرت عنادل کی
صدا آئے تو اُنکے کان مین اکدن سلاسل کی
بہت ہمکو پسند آتی ہی محفل رقص بسمل کی
نہ اب حاجت ہی عامل کی نہ خواہش نقش عامل کی
ہوا آتی ہی جسدم دامن شمشیر قاتل کی
نہین قابو مین دل فریاد سُن سُنکر عنادل کی

امیر نے جو یہ آواز طائرون کی سُنی بیہوش ہونے لگے مگر فوراً ہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا جیسے ہی اسم اعظم پکار کر پڑھا طائر اُڑ کر شاخون پر درختونکی جا بیٹھے کوئی زمزمہ سرائی نہین کرتا اُس نازنین نے امیر کو بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے للکارا کہ او نازنین تو ساحرہ معلوم ہوتی ہی طبیعت کو یقین ہوا یہ طائر کیون اُڑ گئے نازنین نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہی تیرا گریبان اجل نے پکڑا ہی جو میری جستجو مین آیا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی پشت پر شیر کی سوار ہوئی شیر لیکر اُسکو بھاگا درہ کوہ پر وہ نازنین پشت شیر سے اُتری اندر جاکر وہ نازنین تو غائب ہوگئی مگر وہ شیر درہ کوہ پر مثل نگہبانون کے بیٹھ گیا امیر نے قریب درہ کوہ آکر بہ فصاحت فرمایا ای شہنشاہ درندگان کیا سبب ہی کہ جو تو اِس نازنین کو پشت پر سوار کرتا ہی اُس شیر نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے شیر نے جو آواز اسم اعظم کی سُنی دم کو ہلاتا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے مثل انسان گویا ہوا کہ ای شہریار شاید آپ ثانی سلیمان ہین شوہر آسمان پری پدر قریشہ کہ آپ کو دیکھکر دل کو فرحت ہوئی یقین ہوا کہ وقت میری رہائی کا قریب آیا حرز ہیکل جو گلے مین ہی حضور کے اِسکا عکس مجھپر ڈالیے کہ مین بصورت اصلی ہو جاؤن تو کل کیفیت بیان کرون امیر نے فوراً حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا عکس کیسا گردن مین شیر کی ڈالدی شیر زمین پر گرا دو چار غلطکین مارکر زمین سے اُٹھا امیر نے دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف مگر نہایت حسین وجمیل ہی

ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہریار راشد و ارشد جنی جو پردۂ قاف مین آپکے
معین رہے ہین مین راشد جنی کا فرزند ہون نعمان جنی میرا نام ہے برا سے سیر اس صحرا
مین آیا اس ساحرہ نے کہ جسکا حسین جادو نام ہے مجھکو گرفتار کر لیا اور شیر بنا دیا مجھپر
سوار ہوکر اس صحرا مین آتی ہے چند ساعت بیٹھتی ہے اندر درۂ کوہ کے ایک قلعہ ہے کہ
جسکو طلسم حسینان کہتے ہین اب جو حضور تشریف لیجائینگے سحر تو آپ پر تاثیر نہ کریگا
یہ جسقدر طائر اس صحرا مین ہین سب ساحران غدار ہین اُسکی اطاعت مین رہتے ہین مگر
آپ نے جو اسم اعظم پڑھا خوف سے جان کے بھاگ گئے پہلو مین اس درے کے ایک
نخل چنار ملیگا اُسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیڑ دیجئے وہین نقب کا پیدا ہوگا اُس نقب مین
جب جائیےگا تو ایک قصر عالی مین پہونچیےگا اُسی قصر مین لوح طلسم ہے آپ بڑے
صاحب اقبال ہین مین بہ شکل کبوتر آؤنگا آپ کو اشارہ کرونگا کہ فلان مقام پر لوح
ہے اُسکو حاصل کرکے بموجب تحریر کام کیجیےگا امیر نے سب قبول کیا اور نعمان جنی کو
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہے اس طلسم کو فتح کرکے تجھکو نامہ دینگے اپنے
باپ سے جاکر ملنا اور ہمارا اسلام کہنا انشاءاللہ آسمان پر بھی تجھکو عہدۂ جلیل عطا کرینگے
نعمان جنی نے کہا خدا حضور کو مظفر و منصور کرے صاحبقران نعمان سے رخصت ہوکر
اُس جانب چلے نعمان جنی بہ شکل کبوتر سفید اُڑکر غائب ہوا صاحبقران درۂ کوہ پر
آئے دیکھا ایک دیوار حائل ہے امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ رکھا وہ دیوار گری امیر
درے کے اُس پار نکلے دیکھا پہلوے درہ مین نخل ہے امیر نے اُسکو اکھیڑا ایک نقب
ظاہر ہوئی نقب کو طے کرکے قصر مین پہونچے دیکھا قصر نہایت لطف سے آراستہ ہے سامنے
ایک قصر عالی ہے اُسمین ایک تخت بچھا ہے اُس تخت پر وہی ساحرہ بیٹھی ہے امیر نے للکارا وہ
ساحرہ اُٹھکر غائب ہوئی اب امیر حیران ہین کہ لوح کہان تلاش کرون اس حیرانی مین
کھڑے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک کبوتر برنگ سفید اُڑتا ہوا آیا اُسی تخت پر
بیٹھ گیا آنکھون سے اشارہ کیا کہ اس تخت کو اُٹھائیے امیر نے بڑھکر تخت اُٹھایا زیر
تخت ایک صندوق طلائی پایا کبوتر گونجنے لگا اشارہ تھا کہ اسکو کھولیے امیر نے

صندوق کھولا ایک برق چمک گئی دیکھا ایک تختی الماس کی رکھی ہی ریشم مین گندھی ہی
سر پر اُسکے لکھا ہی کہ لوح طلسم حسینان امیر نے تختی کو اُٹھا کر گلے مین ڈالا کبوتر سفید
خوش فعلیان کرتا ہوا اُڑ گیا امیر نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پہلو مین
اِسی قصر کے ایک حوض کلان ہی اُس مین آب صاف و شفاف مثل آب گوہر موج مار رہا
ہی اپنے کو اُس چشمے مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو امیر قریب چشمے
کے آئے حوض مین پھاند پڑے غلطان و پیچان چلے آخر پانوُن زمین سے آشنا ہوے دیکھا
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی
امیر طرف باغ کے چلے قریب در باغ کے نہ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے کچھ عورتون
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو آگے آگے سلماے گوہر پوش پشت پر کئی سو کنیزین ملول و
حزین سر جھکاے ہوے در باغ پر آکر ٹھہرین امیر کو سلام کیا امیر نے جو ملکہ سلما کو
دیکھا کہ ملول و حزین ہین آنکھو نمین آنسو بھرے ہوے بیقرار ہو گئے فرمایا کیون ملکۂ عالم
تم یہان کہان ملکہ سلما رونے لگی کہا اے شہریار آپ کے جانے کے بعد ایک ساحر
مجھکو گرفتار کر کے بقراط کے پاس لیگیا تھا اُسنے سوال وصل کیا مین نے اِنکار کیا
تب اُسنے حکم دیا کہ اِسکو لیجا کر طلسم حسینان مین ڈالدو کنیز قید تھی کہ اسوقت حسین جادو
آئی اُسنے کہا اے ملکۂ عالم تم بڑی صاحب اقبال ہو عاشق تمھارا آگیا براے استقبال
جاؤ مگر وہ کہتی تھی کہ مین نے لوح بدل لی اب گرفتار بھی کر لونگی تو حضور مفصل فرمایئے
کہ لوح ہی یا نہین امیر نے فرمایا لوح میرے پاس موجود ہی نعمان جنی نے پتہ دیکے
دلوائی ملکہ نے کہا فدا مین لوح دیکھون امیر نے سلما کے جوش محبت مین لوح گلے سے
اُتاری فرمایا یہ دیکھو لوح موجود ہی ملکہ نے ہاتھ مین لیکر فرمایا دیکھیے وہ حسین جادو
آتی ہی اپنے کو بچایئے امیر دیکھنے کو پلٹے تھے کہ ایک صداے مہیب آئی کہ باش او
جد طلسم کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین اِسطرح دھوکا دیتے ہین صاحبقران نے پلٹکر
دیکھا کہ ایک ساحرہ مہ[illegible] وضع کھڑی للکار رہی ہی امیر نے غصے مین چاہا اُسپر جا پڑون
اُسنے دونون پانوُن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی اب صاحبقران

حیران و پریشان کھڑے ہین سوچ رہے ہین کہ یا امیر یہ کیا ہوا کیا موت لیکر اس طلسم
مین آئی ہی ای خالق ارض و سما و ای مالک یکتا لوح پھر دلوا بڑا دھوکا مین نے کھایا کہ
دیکھا سامنے سے نعمان جنی آتا ہی مگر زار زار گریان و نالان آکر قدمون سے لپٹ گیا
کہا ای شہریار مین چند ساعت کو صحرا مین ٹھہر گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آپ پر آفت آجائیگی
سبک خیز جادو اس مرحلے کی مالک ہی اُسی نے یہ فتور کیا مگر حضور کسی مقام پر ٹھہرین
مین شب کو آپ کو لیچلونگا کیا عجب ہی کہ لوح طلسمی پھر دستیاب ہو اور اگر خدا نخواستہ
لوح نہ ملی تو اِس غلام کی بھی قضا ہی میری شرکت ظاہر ہوگئی حسین جادو میری تلاش
مین ہی آج جان پر کھیلونگا اب تدبیر مین جاتا ہون یہ کہکے نعمان تو غائب ہوا امیر اُسی
صحرا مین ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مگر وہ مقام خوف ہی کسی طرف شیر معلوم
ہوتا ہی کسی طرف بھیڑیا آتا ہی مگر صاحبقران جب اسم اعظم پڑھتے ہین تو وہ شیر اور بھیڑیے
بھاگ جاتے ہین کئی اژدر منھ سے فلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے آئے امیر نے حرز کیل
کو جنبش دی اژدہے بھی بھاگ گئے جب کہ صاحبقران فلک چہارم لباس زرین زیب
جسم کیے کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے دیکھا کہ
نعمان جنی آتا ہی مگر ایک وست بقچہ بغل مین دبایے ہوے امیر کے سامنے لاکر وست بقچہ
رکھدیا نعمان جنی نے پوچھا کہ ای شہریار اِس مقام پر کیا گذری صاحبقران نے فرمایا شیر
و گرگ و اژدر آئے مگر عنایت پروردگار سے دور رہے نعمان نے قدمون کو بوسہ
دیا کہا ای شہریار آپ ہی کا کام تھا کہ اِس صحرا مین بسر کی اگر اپنے وقت کا رستم ہوتا تو
وہ بھی بھاگ جاتا مگر آپ نے قدم مردی نہ ہٹایا مین جانتا تھا آپ اِس صحرا مین نہ بلینگے
صاحبقران نے فرمایا ہمسے وعدہ تھا تو وعدے کے پابند رہے اِس مقام سے نہ ٹلتے
اگر آگ بھی برستی تو یہان سے نہ ہٹتے نعمان جنی نے وہ وست بقچہ پیش کیا کہا یہ لباس
شب روی ہی اِسکو زیب جسم فرمائیے ایسے مقام پر آپ کو لے چلون کہ آپ بہت خوش
ہون مگر اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا صاحبقران نے لباس سیاہ پہنا نعمان جنی کے ساتھ
چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نمایان ہوا صدہا کنیزین در باغ پر کھڑی ہین نعمان

صاحبقران

صاحبقران کو پشت باغ پر لایا کمند مار کر چڑھے صاحبقران دیوار پر چڑھے لغمان جنی بھی برابر آیا مگر دیکھا باغ مین روشنی کی کثرت ہی صاحبقران دیوار سے اُترے نخلستان کی آڑ پکڑتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک چبوترہ مدور بنا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی ایک مسند آراستہ ہی صدہا کنیزین گرد مسند کے کھڑی ہین امیر نے لغمان سے فرمایا مسند نشین کوئی نہین ہی لغمان نے عرض کی اب تھوڑے عرصے مین مسند نشین بھی آیا چاہتی ہی صاحبقران نخل کی آڑ مین کھڑے ہین اگر کوئی کنیز اُس طرف سے نکلتی ہی تو اپنے کو مخفی کرتے ہین لغمان صاحبقران کو سمجھاتا جاتا ہی کہ ای شہریار اپنے کو مخفی رکھیے یکایک وہ سب کنیزین آواز ملا کر یہ اشعار گانے لگین نظم

رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے
قاتل کا سیر سے کوئی بتا دے نشان مجھے
اِن مہوشون کے عشق مین کسدن ہوا تھا شاد
اُس گل سے وعدہ وصل کا ہی کیفیت ہو آج
ہاتھ اِک لگا دے اور کہ قصہ تمام ہو
دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہی آج روز عید
ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پر
دنیا مین آکے رنج اُٹھاے ہزار ہا
عشق بتان مین بخیرت ناقوس ہو گیا
قصہ ہر اِک خوشی کا فراموش ہو گیا
جوش جنون مین چاک گریبان تو کر چکا
قبلے سے مجھ مریض کا منھ پھیر دے کوئی
کیا جلد شعر کہنے مین مطبوت ہوا ہی دخل

ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے
اب سر ہوا ہی جسم پہ بار گران مجھے
ہر دم رُلا رہا ہی جو ای آسمان مجھے
ساقی پلا دے جام مے ارغوان مجھے
قاتل چلا ہی چھوڑ کے کیون نیم جان مجھے
اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے
رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے
لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے
دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے
ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے
دامن کی ہین اُڑانی فقط دھجیان مجھے
آئیگا دیکھنے وہ بُت بدگمان مجھے
اُستاد کہنے لگے ہین عجب مہربان مجھے

صاحبقران زبان سُن رہے ہین کہ کنیزین خوشی کر رہی ہین اُچھلتی ہین اور کودتی ہین کہ رہی ہین کہ آج ہماری مالک کے آنے کا دن ہی خداوند لغراط مہربانی کرین کہ

ہماری مالک آجائین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی روشنی اور زنبیر ہوئی ماہ تابان کامل
ہوگیا ایک تخت آسمان سے اُترا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ بے مثل و بے نظیر چہرہ
ماہ منیر لباس عمدہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک غنچۂ یاسمن آکے اُتری
کنیزون سے کہا اری کیا گا رہی ہو یہ بھی تمکو خبر ہی کہ آج کون دن ہی سب نے کہا واری
لونڈیان نہین جانتین موافق قاعدۂ قدیم کے ہم گا رہے ہین وہ نازنین مہ جبین موسوم
بہ شہلا سے ورہ از گیسو ہی چوڑا بندھا ہوا چند لٹین کھلی ہوئین کمر سے نیچی معلوم ہوتا ہی کہ
ناگنیان لہرا رہی ہین اِسنے مسکرا کر کہا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا اِس باغ مین آوینگے امیر نے
جو اُس مہ جبین کو دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا لغمان نے امیر کو سنبھالا لایقین تھا
کہ گر پڑین لغمان کہتا ہو اے شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ حال کھلجاے کنیزین ہر
طرف دیکھتی پھرتی ہین جب کوئی نظر نہ آیا تب کنیزون نے عرض کی حضور اِس باغ مین
کسی غیر کا گذر نہین ہو تب وہ نازنین مسند پر بیٹھی کہا صاحبو ذرا ماہ رہمہربان کو خبر کرو
مجھکو خوشی تو سُنا ئین مین نے سُنا ہی کہ لوح طلسم لے لی آخر وہ اب کہان رکھی جاے گی
یہ جو شہلا نے کہا چند کنیزین کچھ اسم سحر پڑھنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ پہلو
باغ سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے آکر شہلا کو سلام کیا کہا واری یہ لوح طلسم موجود
ہی مگر بہت تاکید کی ہی کہ جمال طلسم کشا عابد کش و زاہد فریب ہی کئی شاہزادیون نے
عاشق ہو کر اِس طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا یہ طلسم اِسواسطے بنایا گیا تھا کہ قصر ہشت پہل
پر نہ جاسکین اِسی مقام پر رُک جائین ماہ رہمہربان نے آپ کی بڑا کار نمایان کیا کہ لوح
طلسم طلسم کشا سے لے لی اور پھر نکل آئین لہذا لوح طلسم بہ احتیاط رکھنا اور طلسم کشا
کے دیکھنے کی خواہش نکرنا یہ کہکے لوح جھولی سے نکالی کہا میرا ایسا ہی اعتبار تھا کہ آگی
ماہ رہمہربان نے لوح بھیجی اور فرما دیا تھا کہ اندر سے زمین کے جانا مین نے وہی کیا
کہ آپ کے باغ مین آکر نکلی اب آپ جانین اور آپ کا کام جانے مین نے لا کر لوح
پہونچا دی شہلا نے لوح کو لیکر مسند پر رکھ لیا وہ ساحرہ چلی گئی جب کنیزین عیش و
عشرت کرنے لگین شہلا نے کہا صاحبو مجھے اشتیاق ہی کہ طلسم کشا کو دیکھون طلسم کشا

مین کیا خوبی ہی اگر مین جمال جہان آرا دیکھکر بوح دیدون اور اپنے ہوش مین نہ رہون تب امان کا نون پورا ہو لقمان نے عرض کی اے شہریار اب اپنے کو ظاہر کیجیے صاحبقران پشت تحمل سے بیتاب و بیقرار جھومتے ہوے نکلے مگر نشۂ شراب عشق سے مبہوت ہو رہے ہین کلیجے پر ہاتھ ہے اشعار زبان پر ہین

نظم

دانہ کیا ہی تو نے جو اے آسمان مجھے
پیسین گی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان مجھے
معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید
حداد ہین پہناتے عبث بیڑیان مجھے

جب تو نہو تو سیر گلستان نہین پسند
سم ہی ترے بغیر ہے ارغوان مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اٹھائین یہ سختیان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے

بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے
تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

اے یار اپنی آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین
آکر بچائیے گا شہ انس و جان مجھے

ملکہ نے نگاہ اٹھا کے صاحبقران کو دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم ہی بقول شاعر

نظم

جمالی دید از حد بشر دور +
ندیدہ از پری نشنیدہ از حور

ز باغ نوجوانی سر بسر حسن
جمالی بر جمالی حسن بر حسن +

مکحل نرگسش از سرمۂ ناز
ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز

مقوس ابروش محراب پاکان
معنبر سائبان بر خوابستاکان

رباعی

کہتے ہین کہ حسن کا تھا بانی یوسف
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف

سب کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا
ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شہلا کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا دریاے عرق مین غرق صبر و تحمل مین فرق ہر چند چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اٹھی عرض کی کہ اے شہریار تشریف لائیے

فرد　بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ❖ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ❖ بالکہ فرد رواق
منظر چشم من آشیانۂ تست ❖ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ❖ ملکہ نے مسند سے اُٹھکر ہاتھ
بڑھا دیا امیر نے ہاتھ مین ہاتھ دیا معلوم ہوا کہ دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے
امیر کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی لوح طلسمی سامنے رکھی ہی عرض کی اے شہریار مکارہ نے
آپ کے ساتھ مکر کیا آپ نے بڑا دھوکا کھایا ایسی نایاب شی کسیکو کوئی دیتا ہی یہ نہ آپ
سوچے کہ دختر حکیم آغانہ مصری اِس مقام پر کیونکر آئی کہ آپ نے لوح اُتار کر دیدی امیر
نے شرماکر سر جھکا لیا مگر شہلا نے لوح اُٹھاکر صاحبقران کے آگے رکھدی کہا اے شہریار
مین جانتی تھی کہ آپ آج یہان تشریف لاوینگے اے نعمان حبشی تم اپنے کو بچانا مارمہار
نے کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین چھوڑے ہین نعمان نے عرض کی اے ملکہ عالم مین غلام
قدیم ہون صاحبقران کا میرے باپ اور چچا راشد وارشد ابتدا مین صاحبقران
کے ساتھ رہے میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مین ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہون جو کچھ
خیر خواہی مجھسے ہوسکے گی وہ کرونگا قتل مین حبشہ جادو کے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھونگا
اب آپ سے رسم ہوا امید ہی کہ ہر مقام پر آپ مدد کرین اُسکے مکر سے صاحبقران کو بچائین
مجھکو کچھ خوف نہین میرے بزرگ اِنکے خدمتگذار ہین یہ کہکے صاحبقران کے کان
مین کہا لوح اُٹھا لیجیے پروردگار نے اپنا فضل کیا یہ دختر بادشاہ طلسم ہی اِسکے تسخیر
ہونے سے مطلب نکلین گے امیر نے جو لوح کو اُٹھایا ملکہ نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا اے شہریار لوح کی بہت حفاظت رہے میری بھی فکر ہوگی ساحر آوینگے یہ ذکر
تھا کہ وہی ساحرہ جو لوح دیگئی تھی موسوم بہ کمیل جادو پہلوے باغ سے پیدا ہوئی
للکار کر آواز دی کہ کیون شہلا تمنے وصیت کو مان کی بھلا دیا اور طلسم کشا سے
دل لگایا اب کہو کیا ہوگا ہم لوگون کے قتل کا سامان ہی دیکھین کیونکر جان بچے
شہلا نے کہا اے شہریار یہ ساحرہ جانے نہ پاوے صاحبقران لوح لیکر اُٹھے نعرہ کیا
کہ او کمیل کہان جاتی ہی کمیل نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح کو سامنے کیا گولہ
اُلٹا پلٹا کمیل نے اپنے کو بچایا فورًا اپنے کو زمین مین گرایا غلطک مار کر شانون پر

پر پروانہ پیدا کرکے اُڑتی ہوئی چلی نعمان نے کہا ای شہریار اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی ابھی صدہا ساحر آوینگے ہرچند کہ آپ کا کچھ نہ کرسکین گے مگر لڑائی پڑیگی امیر بانو غیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینۂ پرکینۂ کمیل پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر الاشہ کمیل کا زمین پر گرا شہلا نے ہاتھ صاحبقران زمان کے چوم لیے کہا ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا لیکن صاحبقران نے فرمایا اب مین برآے طلسم کشائی جاتا ہون ملکہ نے کہا ای شہریار آپ کو بڑی جفائین درپیش ہین اور مجھکو بھی بڑے پس و پیش ہین

نظم

ابھی جہان مین مستو بہار باقی ہی
لط شراب کا کچھ دن شمار باقی ہی

کھلی ہین آنکھین وہی اضطرار باقی ہی
پس فنا بھی ترا انتظار باقی ہی

مزار پر مرے پھولی ہی نرگس شہلا
ضرور حسرت دیدار یار باقی ہی

عجیب طرح کی اسکے چلی ہوائے خزان
چمن مین گل ہی نہ باقی نہ خار باقی ہی

ابھی مٹا نہ مجھے ای اجل خدا کے لیے
کہ دل مین آرزوئے وصل یار باقی ہی

رفو کرون مین گریبان کو کیونکر ای وحشت
بتا کوئی مرے دامن مین تار باقی ہی

پھڑک کے کہتی ہی بلبل نہ قید کر صیاد
چمن مین رہنے دے جبتک بہار باقی ہی

ہزار شکر ہی سب کچھ مجھے دیا تونے
اب اور کیا مرے پروردگار باقی ہی

نگاہ لطف سے دل سیکڑے تونے شاد کیے
مگر ہمارا دل بیقرار باقی ہی

ق

تم اپنو خوب لٹاتے ہو دولت دیدار
ادھر بھی کچھ کہ یہ امیدوار باقی ہی

پھرا کے آنکھ کہا اُسنے تیری قسمت مین
ابھی یہ گردش لیل و نہار باقی ہی

گلے لگا کے شب وصل خوب مین بوسے
یہ آرزو ترے عاشق کی یار باقی ہی

عدم گئے مجھے سب چھوڑ کے یہان سطوت
نہ یار ہی نہ کوئی غمگسار باقی ہی

صاحبقران نے آنسو ملکہ کے پونچھے فرمایا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین اب ہوشیار رہون انتہا یہ کہ اگر تم بھی سامنے آوگی تو لوح دیکھکر کام کرونگا اب بدون ملاحظہ لوح کے قدم نہ بڑھاؤنگا ملکہ ہنس پڑین کہا ای شہریار اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ ہی کے واسطے بہتر ہی

ابھی بڑے بڑے جھگڑے آپ کے واسطے باقی ہین جب مین مادر مہربان کی ملاقات کو
گئی تھی تو میرے سامنے کئی سو ساحرون کو یہ کہکے روانہ کیا کہ صاحبو طلسم تو مین نے بچالیا
اب تمھارا یہ کام ہی کہ جسطرح بنے امیر حمزہ کو گرفتار کرو وہ صاحب اسم اعظم ہین محترم
اور محتشم ہین کئی سو ساحر آپ کی تلاش مین نکلا ہی ایک ایک مکار وحیلہ ساز شعبدہ باز
اُن سب سے آپ کو بچنا چاہیے جسوقت آپ لوح ملاحظہ کرتے رہین گے تو کسی کا مکر
نہ چلیگا ہر ساحر شرمندہ ہوگا لوح وہ شی ہی کہ عجائب وغرائب طلسم کو حل کرتی ہی امیر نے
فرمایا ای ملکۂ عالم بچپن سے اور آجتک صدہا طلسم فتح کیے دھوکا کھا جانا کچھ بات نہین
ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ او شوخ دیدہ ہماری وصیت کا خوب پاس
کیا سب حال طلسم بتا رہی ہی اُس دام مین گرفتار کرون کہ جس سے حمزہ نکل نہ سکے
جہانتک تیرے اختیار مین ہی سمجھا دے منم حسینہ تند خرام صاحبقران نے سر اُٹھا کر
دیکھا وہی جادوگرنی جو شیر پر سوار ہوتی تھی بالاے آسمان اُڑ رہی ہی اور نعرے کرتی ہی
کہ باشید او طلسم کشا و شہلا تم سب سے بدلہ لونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی صاحبقران نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جب تیر بحر کمان مین پیوست کرنے لگے تو حسینہ نے
آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ ہوا ہی تیر مجھپر خطا کریگا بلکہ اُلٹا پلٹ جائیگا لے اب مین
جاتی ہون مجھکو کبھو نکر پائیگا یہ کہکے حسینہ اُڑتی ہوئی آسمان مین ڈوب گئی شہلا نے
کہا ای شہریار آپ نے اِسکی چالاکی دیکھی مجھکو ڈرانے آئی تھی خیر جو تقدیر مین ہوگا وہی
ہوگا مجھے کچھ خوف نہین مجھے سارا خیال آپ کا ہی جسوقت سے آپ یہان آئے اُسکے
کلیجے مین درد ہوگا اور یہی خیال ہوگا کہ لوح مین نے کیون بھیجی یہ نہ سمجھی کہ طلسم کشا صاحب
اقبال ہی مگر قدرت خدا کی تھی کہ لوح پھر صاحبقران کو ملی بسم اللہ اب آپ تشریف
لیجائیے دیر نہ لگائیے مجھکو بڑے بڑے خیال ہین امیر ملکہ سے رخصت ہوے ملکہ کا
بلک بلک کے رونا اور عرض کرنا کہ حضور ہوشیار رہیے گا امیر نے سمجھایا ای ملکۂ عالم
خیال رکھو جو میرے مقدر مین جو نے والا ہی وہ ضرور ہوگا کیسکی مجال نہین کہ احکام
رب العالمین کو روکے یا تحریر تقدیر مین دخل دے جو خرابی در پیش ہی اُسکا کیا پس و پیش ہی

بخوبی سمجھا کر ملکہ کو رخصت ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آ کے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا شہنشاہ اوج عیاری سامنے سے آ کے امیر کو سلام کیا
کہا ای شہریار تمام طلسم مین ہنگامہ ہی کہ لوح طلسم طلسم کشا نے نہین پائی مین تو ذرا اُس
لوح کو دیکھون صاحبقران کو وصیت شہلا یاد آئی امیر نے لوح کو اُٹھایا نوشتہ پایا
کہ یہ عمرو نہین ہی بلکہ مکار جادو ہی لوح اسکے جسم سے مس کرو امیر نے جو لوح اُٹھائی
اور عکس پڑا عمرو چیخ مار کر بھاگا امیر نے تیر مار کر مکار کو قتل کیا اور آگے بڑھے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا لندھور بن سعدان فیل سفید پر سوار دونون فرزند یمین ع
لیا ر پشت پر جوانان ہندی صاحبقران کو دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے امیر نے ہاتھ
پھیلاے لندھور سلام کرتے ہوے بڑھے جب قریب پہونچے تو امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا یہ نوشتہ پایا کہ سوفار جادو کو کا ملکہ شہلا کا ہی اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کرو
امیر نے جو اسم پڑھکر دم کیا لندھور کے جسم سے آگ نکلی بدن جلنے لگا شعلے اہل فوج
پر گرے تھوڑے عرصے مین سب جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مارا نام من سوفار جادو
بود مار کر سوفار کو آگے بڑھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام
سعد بن قباد تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار سوار پشت پر وہین سے صاحبقران کو
دیکھکر براے تسلیم خم ہوے عرض کی دادا جان آپ نے بڑی مشقت اُٹھائی بادشاہ کو
دیکھکر امیر کو بڑی خوشی ہوئی جی مین کہتے ہین پروردگار نے بڑا افضل کیا کہ فرزند ارجمند
کو صحیح و سالم پایا مجھے امید نہ تھی بادشاہ نے آ کر ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ والون سے کہا
بارگاہ استادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی ساتھ والون نے کمر بن کھولین جا بجا خیمے نصب ہوے
بادشاہ صاحبقران کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ آ کر تخت پر بیٹھے امیر دنگل آصفی
پر اور سرداران بادشاہ جا بجا آ کر بیٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہریار بادشاہ نے
بڑی مشقتین اُٹھائین کیسے کیسے پہلوان اِنکے ہاتھ سے مارے گئے ہر مقام پر اِنکی
پروردگار نے مدد کی ہی کبھی کسی مقام پر ایسا نہین ہوا کہ بادشاہ ہمارے رہ گئے امیر
سنکر خاموش ہو رہتے ہین کہ بادشاہ نے اِرشاد فرمایا یار و گائنون کو بُلاؤ چند ساعت کے

بعد وادا جان تشریف لیجائین گے چند نازنین مہ جبین آ کر بیٹھین یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و انداز تھا تھا کر گانے لگین

نظم

دل یہ کہتا ہی حسینون کا گنہگار ہون مین
یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون مین

عشق مین غیر سے کہتا ہون اگر زار ہون مین
تیری آنکھون مین کھٹکنے کے لیے خار ہون مین

تو عیادت کو نہ آیا کبھی اے رشک مسیح
ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون مین

جان حاضر ہی جو کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
ہان اگر بیچیے دلکو تو خریدار ہون مین

دونون عالم ہین فراموش مجھے اے ساقی
نشۂ بادۂ اُلفت سے یہ سرشار ہون مین

قتل کیجے مجھے یا دیجیے تعزیر اے یار
آپ کے دام محبت مین گرفتار ہون مین

عشق اِک طفل برہمن سے ہوا ہی مجھکو
ناصحا اِس لیے پہنے ہوے زنار ہون مین

بوسہ بے حکم لیا اُنکے گل عارض کا
اِسکی جو چاہین سزا دین کہ گنہگار ہون مین

قبر مین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین
ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون مین

سر جو گردن سے کٹا ہی تو کھلی ہین آنکھین
ذبح کے بعد بھی یہ محوِ رُخ یار ہون مین

گر جراحت کوئی دیکھے تو کرے اُسکا علاج
کیا کہون زخمیِ تیغِ نگہِ یار ہون مین

یار آئینے سے کہتا ہی جو کرتا ہی بناؤ
ہیچ تھا حسن مین معشوقونکا سردار ہون مین

مین نے اے دل جسے معشوق بنایا صد حیف
اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون مین

بخش ہی دیگا گنہ میرے خدا اے سطوت
دل سے احمد کے نواسے کا عزادار ہون مین

جب گانے کا رنگ بندھا شراب چلنے لگی تو بادشاہ نے ساقی بچے کو اِشارہ کیا ساقی نے جام لبریز کر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ جام شراب لیکر ہاتھ پر رکھکر تخت سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی یہ جام نوش فرمائیے اور سب حال اپنا بادشاہ بیان کر رہے ہین امیر کو بادشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہی عرض کی حضور کیون تکلیف فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا یا صاحبقران زمان مین دل و جان سے مشتاق تھا کہ آپ سے ملون آپ کے ملنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہو آپ نے پرورش فرمائی کہ مجھکو بادشاہ لشکر قرار دیا آج چاہتا ہون کہ بدل و جان خدمت کرون اور امیدوار ہون کہ لوح طلسم

حسینان مجھکو مرحمت فرمائیے فرا مین اُسے دیکھون صاحبقران نے ایک ہاتھ طرف جام
کے بڑھایا دوسرا ہاتھ گلے پر ڈالا کہ لوح اُتارون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین عرض کی اے شہریار ابھی لوح نہ اُتاریے ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین امیر نے دیکھا
ملکہ شہلا سامنے سے آئین اور آواز دی او حسینہ تو نے بُرا کیا جیسے ہی شہلا نے
آواز دی بادشاہ کی صورت تبدیل ہوگئی صاحبقران نے جام پر ہاتھ مار دیا اور لوح
کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا یا صاحبقران زمان یہ حسینہ جادو ہی بادشاہ کی شکل بنکر آئی ہی
مناسب یہ ہی کہ لوح اِسپر پھینک مار یے امیر نے جیسے ہی لوح اُٹھائی حسینہ جادو فوراً
جھپٹ کر بلند ہوئی اور آواز دی او شہلا تو نے غضب کیا کہ عین وقت پر اپنے کو پہونچایا
میرا شعبدہ خالی گیا مگر تجھسے سمجھونگی جبتک امیر ہوشیار ہون حسینہ بلند ہوگئی آواز ین
رہتی ہوئی غائب ہوئی امیر نے اپنے کو ایک نخل کے سایے مین پایا ملکہ شہلا برابر کھڑی
ہین امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم عین وقت پر پہونچین اِسنے اپنے شعبدے ین مجھکو پھنسا
لیا تھا مگر خدا نے محفوظ رکھا اب تم رخصت ہو مین جاکر حکم لوح پورا کرون ملکہ چند
قدم بڑھی تھین کہ آسمان سے شعلہ گرا ملکہ کے جسم مین لپٹ گیا آواز دی کہ او طلسم کشا
اب جاکر ایسے مقام پر قید کرونگی کہ جہان ہوا بھی نہ پہونچ سکے صاحبقران ملکہ کے
غائب ہونے سے نہایت متردد ہوے اُسی وقت سامنے سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ
جھپٹے ہوے آتے ہین عرض کی اے شہریار مین نے سُنا ہی کہ آپ نے طلسم حسینہ مین
داخلہ کیا لہذا لوح دیکھون امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ بھی مکار ہی اِسکا
نام طرطوس جادو ہی لوح اِسکو دکھا دیجیے امیر نے فوراً لوح گلے سے اُتاری کہا
خواجہ لو عمرو نقلی نے ہاتھ بڑھایا امیر نے عکس لوح ڈالدیا طرطوس جادو جلنے لگا
تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طرطوس جادو بود امیر
طرطوس کو مار کر بحکم لوح آگے بڑھے سامنے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہی چند شیران
صحرائی راستہ درہ کوہ کا روکے کھڑے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح
اِنکے سامنے ڈالدو امیر نے لوح ڈالدی شیر آپس مین لڑنے لگے تھوڑے عرصے

ہین سب آپس مین لڑکر مارے گئے ایک شیر کلان باقی رہا امیر نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ اِسکی پشت پر سوار ہو جیسے امیر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے وہ شیر بھاگا ایک شہر مین صاحبقران کو لایا مثل اِلنسان کے غل مچاتا تھا کہ یارو دوڑو مین طلسم کشتا کو لایا ہون کہ ڈنکے پر چوب پڑی ایک بادشاہ تخت پر سوار ہزارہا ساحران غدار اُسکی پشت پر آیا آتے ہی حکم دیا کہ ببران جادو کی پشت سے طلسم کشتا کو اُتار لو صاحبقران نے لوح کو گریبان مین رکھا ہی سب کی نگاہ سے مخفی ہین آخر سب نے یہ تجویز کیا کہ ببران جادو کو قتل کرو طلسم کشتا مارا جائیگا سب ساحرون نے تلوارین کھینچا ببران جادو کہ رہا ہی یارو میری پشت پہ طلسم کشتا موجود ہی سب نے تلوارین مارین صاحبقران پشت شیر سے کود کر الگ ہوے ببران جادو مارا گیا ببران کا مرنا اندھیرا ہو گیا امیر نے اپنے کو ایک قصر آہن مین پایا اور آواز دردناک سُنی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی نظم

دور سے آتے ترے در پہ ہین آنے والے
پاس آجاتے ہین صورت کے دکھانے والے

ہمکو افسوس نقاہت نہین اُٹھنے دیتی
اُسکی محفل مین چلے جاتے ہین جانے والے

ہاے اِن شعلہ عذارونسے محبت کیون کی
ہمنے پیدا کیے خود دل کے جلانے والے

منزلِ قبر مین آخر مین اکیلا پہونچا
راہ مین بیٹھ رہے ساتھ کے جانے والے

مرگئے طالب دیدار تو رو کر بولے
کیا ہوے وہ مجھے آنکھونپہ بٹھانے والے

خاک پر بعد فنا کنج لحد مین افسوس
سو رہے پھولونکی چادر کے چڑھانے والے

ہی یقین مجھکو کہ ہمراہ لیے غیرون کو
آتے ہونگے وہ مرے دل کے دکھانے والے

ابتدا آپ مرے عشق کی پوچھین اُنسے
ابھی دو چار جو ہین اگلے زمانے والے

چھپ کے جاتا ہی کہان مین نے تجھے دیکھ لیا
اِدھر آ منھ کو دوپٹے سے چھپانے والے

صورت مور و ملخ حشر کو ہونگے پامال
دار دنیا مین ہین جتنے سر اُٹھانے والے

لاکھ تو گھات کرے اُسکے چمن مین صیاد
ہم وہ بلبل ہین نہین دام مین آنے والے

سے میرا دل گم گشتہ تو لیتے آنا
سُن لے او کوچۂ دلدار کے جانے والے

بے ثباتی نے کہا توڑ کے دریا کے حباب
یون فنا ہوتے ہین دیکھو سر اُٹھانے والے

شاعر و یار کی رفتار سے نسبت آنکھین کیا
ضد یہ اچھی نہین غیر دنکو نہ پہلو مین بٹھا
ان حسینون سے محبت نہ کرو ای سطوت

کبک کہسار مین ہین ٹھوکرین کھانے والے
ادھر سے دکھتے ہوے دل کے دکھانے والے
جانتے ہین کہ یہ ہین دل کے دکھانے والے

امیر نے جو یہ صدا سے دردناک سنی بیقرار ہو گئے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ صدا ے دردناک شہلا ہی تلاش کیجیے امیر مکانون مین گھسنے لگے ایک کمرہ جو کھولا ایک جوان زنگی تیغ بکف نکلا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے امیر نے نعرۂ تکبیر کیا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے امیر پر حملہ کیا امیر نے اُن دونون کو قتل کیا چار ہو گئے جون جون صاحبقران زنگیون کو قتل کرتے ہین وہ زنگی دونے ہوتے جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سارا مکان زنگیون سے بھر گیا امیر پر حملہ کرتے ہین امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیچ مین سب زنگیون کے ایک زنگی کلان سب کو ترغیب دے رہا ہی اول اُسکو قتل کرو تو یہ لوگ غائب ہون امیر لڑتے ہوے قریب اُس زنگی کے پہونچے سب زنگی بیتاب ہو گئے چاہتے ہین اُستک صاحبقران کو نہ جانے دین مگر صاحبقران نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا وہ زنگی مر کر گرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلکر خاک ہوے دوسرے کمرے مین پہونچے بہت سے گرگ پیدا ہوے ایک جوان گرگ سوار کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اِس گرگ سوار کو قتل کرو امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس گرگ سوار کے پہونچے اُسنے حربہ کیا امیر نے روک کر ہاتھ مارا مع گرگ چار ٹکڑے ہوے سب گرگ جلکر خاک ہو گئے اب ایک طرف سے آواز آتی ہی ای فلک کجرفتار دوای گردون غدار مسیحاے زمان کو پہونچا امیر جو تیسرے کمرے مین پہونچے دیکھا ملکہ شہلا رسّی سے بندھی ہوئین قفس مین لٹک رہی ہین امیر کو دیکھکر آواز دی کہ ای مسیحاے زمان مجھکو رہا کیجیے امیر نے ہاتھ تلوار کا مار رسن کو قلم کیا شہلا کو سنبھالا تمام جسم مین ماران سیاہ لپٹے تھے لوح دکھا کر ان ماران سیاہ کو ہلاک کیا جب ماران سیاہ دور ہوے تو ملکہ نے عرض کی ای شہریار اپنے کو بچائیے گا حسینئے

بڑے بڑے مکر کیے مگر آپ صاحب لوح تھے خدا نے آپ کو بچا لیا اب اُسنے لشکر جمع کیا ہی
جنگ پر آمادہ ہی اب آپ آگے جائیے شہر ملیگا اُس شہر کا بادشاہ اہل اسلام سے ہی وہی فوج
کمک کریگا اُسکی فوج لیکر مقابلہ حسینہ مین جائیے کنیز بھی وقت پر آئیگی اور یہ اخفاے
روئین تن ایک لاکھ فوج سے درہ کوہ پر منتظر ہی وہ بھی آپ کا شریک ہوگا اب مین تو
رخصت ہوتی ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا کوئی مکر حسینہ اُٹھا نہ رکھے گی بڑے بڑے
ارسطو فطرت لقمان حکمت وہان جمع ہین ہر شخص کو یہی خیال ہی کہ ہم لوح لے لین
طلسم کشا کو قتل کرین بہت کچھ سمجھا کر ملکہ تو رخصت ہوئین صاحبقران ایک جانب چلے
مگر لوح کو دیکھ لیا بموجب ہدایت لوح جاتے ہین قریب ایک شہر کے پہونچے تو دیکھا
ہزار ہا کاہ فروش ہیزم فروش شہر مین جاتے ہین امیر اُنکے ساتھ شہر مین داخل ہوے
دیکھا بازار کھلا ہی تمام دوکاندار مرفہ حال ہر دوکان پر سجادہ بچھا ہی دعائین مانگ
رہے ہین کہ ای خالق کارساز ہمکو جمال طلسم کشا دکھا دے اپنی زندگی مین زیارت سے
مشرف ہون اسی امید مین ساری عمر گذری امیر نے دوکانداروں سے ملاقات کی
فرمایا یارو مین ہی طلسم کشا ہون تمھاری ملاقات کو آیا ہون دوکاندار کہتے تھے کہ ہمکو
کیونکر یقین آئے کہ آپ طلسم کشا ہین البتہ سفاک نقارہ نواز کے مکان پر جائیے
اُس سے مقابلہ کیجیے جب اُسکو زیر کیجیے گا تب ہملوگ سمجھین گے کہ آپ طلسم کشا ہین یہ
سُنکر صاحبقران نے فرمایا مین اُس پہلوان کا مکان نہین جانتا کہ دوکاندار نوبت
نقارے بجانے لگے دیکھا ایک پہلوان بہ زور و خروش آکر پہونچا نعرے کرتا ہوا کہ
منم سفاک نقارہ نواز ای طلسم کشا اس دعوے سے کیا ہوتا ہی مجھسے مقابلہ کیجیے یہ کہکے
قریب پہونچا امیر کو نیزہ مارا سب اہل بازار دیکھ رہے ہین کہ امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی
کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی وہ پہلوان
گھینڈے سے کود اکہا فنون سپاہ گری سے تو ماہر ہو اب زور کا مشتاق ہون امیر بھی
دامن گردانکر موجود ہوے اُس پہلوان نے لپٹ کر بڑے بڑے زور کیے مگر امیر
کے لنگر کو جنبش نہ ہوئی سفاک بیقرار ہو کر دعائین مانگتا تھا کہ ای خالق ارض و سما اور

ای رب یکتا مشکل میری آسان کر قطعہ

پیش کن بیے عذر گر خواہد ز تو دلدار دل — تا نماند در وجود خاکیت بیکار دل
خدمت لایق نیاید از تن بیجان ظہور — گر بود جان و جگر ناطاقت و بیمار دل
روشن از نور نعیت کن کہ در برج تنت — شکل مہر و ماہ گردد مطلع انوار دل
دیدہ در خواب تغافل گر بہ بندد مرد حق — باشدش اندر خیال دلربا بیدار دل
وقت مشکل اہل دل را دل بود مشکل کشا — دوست دل دلدار دل ہمراز دل غمخوار دل

امیر نے دونون مونڈھے تھامے رہا کر لے دوڑے کہ ایک طرف سے ڈنکے کی آواز آئی دیکھا ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار فوج بے انتہا پشت پر پکارتا آتا ہی کہ ارے سفاک عذر کر یہ بیشک طلسم کشا ہین ای اہل شہر فخر کرو کہ طلسم کشا نے تمھارے شہر مین داخلہ کیا آج آرزو ہماری پوری ہوئی ای سفاک زیادہ گستاخی بہتر نہین یہ وہ بہادر ہین کہ جنھون نے پردہ قاف مین جا کر دیو زادون کو مار اعفریت الیاد یونکے ہاتھ سے قتل ہوا تیری کیا حقیقت ہی مناسب یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے بس وہ پہلوان قدمون پر گر پڑا عرض کرتا تھا کہ ای شہریار مین نے اپنا امتحان کیا اب مجھکو یقین ہوا وہ بادشاہ تخت سے کودا عرض کی ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے تاج و تخت حاضر ہی امیر نے تاج و تخت کا نام سنکر فرمایا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے بعد فتح طلسم وہ تخت پر بیٹھین گے میرے واسطے مرکب کافی ہی ہر چند اس بادشاہ نے چاہا کہ صاحبقران کو تخت پر سوار کرے مگر امیر نے نہ قبول کیا اشقر پر سوار ہو کر اس بادشاہ کے ساتھ ہوے وہ بادشاہ پیدل ساتھ ہی چوب و چماق ہاتھ مین نقیبان بلند آواز آوازین دیتے ہین کہ ای اہل شہر الماسیہ آج روز عید اسلام قائم ہوتا ہی بانی بنائے اسلام آج شہر مین تشریف لاے ہین الماس تاجدار نے جشن کیا ہی جسکو شرکت منظور ہو آکر شریک ہو ایک طرف سے دیکھا کہ ہزارہا نازنینان مہ جبین برقعے اوڑھے ہوے چہرون کو چھپاے ہوے پکارتی ہوئی آتی ہین کہ مقام شکر ہی صاحبقران زمان کا داخلہ ہوا اب کفر معدوم ہوگا اہل اسلام کا زور ہوگا اور

فاف تک یہی مذہب ہوگا ایک نازنین سیکی افسر آگے بڑھی ہوئی چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار گاتی ہی دلکو لبھاتی ہی نظم

آئی بہار پھر وہی وحشت کا ڈھنگ ہی — بدلا ہوا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
جوبن پہ آجکل وہ بت شوخ و شنگ ہی — نام خدا شباب کے دن ہین امنگ ہی
پیری مین بھی شباب کی بالکل اُمنگ ہی — سب سے جدا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
دل توڑ کر جگر کو بھی مجروح کر دیا — تیر نگاہ یار بلا کا خدنگ ہی
عاشق ہوا ہون جیسے ترا ہی یہ بیخودی — کچھ دھیان آبرو کا نہ کچھ پاس ننگ ہی
اُلٹی جو تمنے چہرۂ پرنور سے نقاب — دیکھو فلک پہ آئینۂ مہر دنگ ہی
مطلق ہماری آہ کا ہوتا نہین اثر — فولاد ہی کہ دل ترا او یار سنگ ہی
کاہیکو دل پھیگا کہ ہر وقت اُسکے پاس — ابرو کی ہی کمان مژہ کا خدنگ ہی
اُس سے لپٹ لپٹ کے شب وصل سوئینگے — کم عرض اس غرض سے ہمارا پلنگ ہی
دیکھو صفائے قلب کی اک یہ بھی ہی دلیل — نصب آئینہ لحد پہ مرے جائے سنگ ہی
عاشق جناب خضر ہین جیسے جمال کے — مغرور حسن پر وہ بت سبزہ رنگ ہی
سطوت کلام کو نہ ترقی ہو کسطرح — اُستاد مہربان ہین نیا رنگ ڈھنگ ہی

اس عظم و شان سے صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا امیر کو مقام صدر پر بٹھایا عرض کی ای شہریار اس شہر والے آپ سے فریادی ہین سامنے شہر کے ایک کوہ آہن ربا ہی آہن ربائے خونخوار ایک پہلوان ظالم اُسپر رہتا ہی ہمیشہ آکر اہل شہر کو قتل کرتا ہی قتل کرکے مال لوٹ لیتا ہی آپ اُسکو منع کیجیے امیر نے فرمایا مجھکو لے چلو اگر نہ مانیگا تو مین اُس سے جنگ کرونگا آپ لوگون کے واسطے اُسے تنگ کرونگا الماس دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی جو سردار آتا ہی وہ آہن ربائے خونخوار کا شاکی ہوتا ہی الماس تاجدار اُن لوگون سے کہتا ہی کہ یارو کیون گھبراتے ہو آقائے نامدار فرما چکے ہین کہ مین اُسکو سزائے معقول دونگا کل صبح کو تشریف لے چلین گے سب رئیسان شہر جمع ہین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہم مردم

حضور کے ساتھ چلین گے ایسی ایسی تکلیفین ہم لوگونکو پہونچائی ہین کہ بیان نہین
کرسکتے صاحبقران فرماتے ہین جہان اتنا زمانہ جفا مین تمپر گذرا ایک شب کی اور
مہلت دو صاحبقران نے بروقت سونے کے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ
پایا کہ آہن ربائے خونخوار ایک پہلوان ہی صاحبقران نے لوح کو اس وجہ سے
دیکھا یہ خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی ساحر ہو یا شعبدہ باز ہو اگر زور و طاقت مین زبردست
ہی تو دیکھا جائیگا شب اسی خیال مین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا **نظم**

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور | اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ | بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا | نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکارہ | کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

صاحبقران زمان اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کی کہ الماس تاجدار نے آکر سلام
کیا صاحبقران نے فرمایا لشکر تیار کرو ہمکو طرف آہن ربائے خونخوار کے بھیجدو ای
الماس تاجدار رعایا کے کٹنے اور اُنکی بیقراریون کا مجھکو بڑا خیال ہی افسوس ہی کہ اہل
اسلام پر یہ بدعت کرتا ہی الماس نے عرض کی او شہریار وقت بے وقت فوج کو ساتھ
لیکر قلعے مین گھس آتا ہی مال و اسباب رعایا کا اُٹھا لیجاتا ہی کل رعایا نے پریشان
ہوکر یہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ آیا مکانون کو خالی چھوڑ دیا اُسنے مال و اسباب وغیرہ
لوٹ لیا اور ہنستا ہوا چلا گیا آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے نئی بات کی کہ خزانۂ سلطنت
پر پہونچا تمام خزانہ لوٹ لیگیا اب یہ نوبت ہی حیران ہون کہ تنخواہ کیونکر تقسیم کرونگا
خزانہ دار کو مار ڈالا اُسنے فقط اتنا کہا تھا کہ یہ خزانہ واسطے فوج کے ہی اسپر دست انداز
نہو نا بس اُس خونخوار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ خزانہ دار کے دو ٹکڑے ہوے
توڑے روپیون کے لیکر گھوڑون پر رکھ لیے اور سب اُسکی فوج والے ہنستے ہوے
چلے گئے غلام بہت عاجز ہی صاحبقران یہ سب حال سنکر سوار ہوے الماس تاجدار
کانپتا ہوا تخت پر سوار ہوا افسرون سے کہا لشکر تیار کرو افسرون نے کہا ہم ساتھ

نہ جائینگے اگر صاحبقران زیر ہوئے تو وہ ہم سب کو مار ڈالیگا صاحبقران نے فرمایا
اے الماس تم چلو تو اسقدر نہ گھبراؤ انشاء اللہ تعالیٰ اُسکو سزا ے معقول دونگا امیر
سوار ہوئے صرف الماس تاجدار تخت پر سوار ہو کر ہمراہ ہی نوبت و نقارہ بھی ساتھ
نہیں ہی کہ سامنے کوہ آہن رُبا کے جا کر پہونچے صاحبقران نے دامنے مین جا کے
نعرہ کیا کہ او خونخوار میرے مقابلے مین تو آ دیکھا اندر سے درے کے ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار نکلا الماس تاجدار کو للکارا کہ او الماس
تو ساتھ آیا تو نے میرا کچھ خوف نہ کیا آخر یہ طلسم کشا کبتک رہینگے بعد انکے جانیکے
سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگا میرے مقابلے مین طلسم کشا کو لایا ہی
الماس تاجدار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا ای خونخوار مین مجبور ہون طلسم کشا خود
تشریف لائے ہین مین تو منع کرتا تھا غرض خونخوار میدان مین آیا صاحبقران پر
نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا امیر نے بعد
چند طعنون کے نیزہ خونخوار کا ٹھکر تھپیڑا مارا اگر آہن ربا ے خونخوار ایسا صاحب
طاقت ہی کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلا فورًا ٹوٹ گیا خونخوار نے قبضے پر تیغے کے ہاتھ ڈالا
کہا او حمزہ یہ وہ تیغۂ بے دریغ ہی کہ برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی خبردار
خبردار کھکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرے ہاتھ سے ٹھکی
کا ہاتھ مارا تلوار چھوٹ کر گری خونخوار لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے اپنے گینڈے
اور گھوڑے سے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی صاحبقران نے فورًا
اُترتے ہی زور صاحبقرانی صرف کیا آہن ربا ے خونخوار عاجز ہو رہا ہی امیر جب
پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے لگاتے ہین کہ آہن ربا ے خونخوار گھبرا جاتا ہی زرہ
بھی پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہی ہر مرتبہ اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی لیکن
صاحبقران نے تارہ باندھ دیا ہر مرتبہ پکڑ لاتے ہین سہ بارہ جو پکڑ لائے اور دو چار
گھسّے مارے گردن پر گھٹنہ جو رکھا آہن ربا نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ کہا ای
عفریتۂ خونخوار جلد آ ورنہ حمزہ مجھکو مار ڈالے گا مین زندہ نہ بچونگا اندر سے کوہ کے

ایک دیونی غریو کرتی ہوئی نکلی یہی نعرہ تھا کہ باش او آدم زاد تجھکو کھا جاؤنگی میرے معشوق
کو تو نے کیسا آزار دیا کہ غل مچا رہا ہی چوبدست آہن ہاتھ مین قریب صاحبقران کے آئی
ضرب چوبدست لگائی امیر نے آہن رُبا کو چھوڑکر چوبدست کو پکڑ لیا ایک جھٹکا مارا
چوبدست کو چھینکر پھینک دیا دیونی لپٹ پڑی امیر نے اکھیڑکر مارا اور عفریتہ کو چیر کر
پھینک دیا آہن رُبا قدمون پر گر پڑا کہتا تھا اے شہریار اب کبھی ایسی بدعت نہ کرونگا
اِسی عفریتہ کے بھروسے پر مین نکلتا تھا صاحبقران نے آہن رُبا کو گلے سے لگایا
آہن رُبا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کوہ آہن ربا پر تشریف لے چلیے خزانہ
بے حساب جمع ہی جو تاجر اِسطرف آیا مین نے اُسے لوٹ لیا صاحبقران نے فرمایا یہ
مال غصبی ہی مین اِسکو نہ لونگا جنکا مال ہی اُنکو واپس دیا جائیگا کہ کئی سو تاجر حاضر ہوے
آکر صاحبقران سے عرض کی ہم لوگ تباہ ہو گئے تمام مال ہمارا اِسی کوہ آہن رُبا
مین ہی صاحبقران سب تاجرون کو ساتھ لیکر اندر درے کے آئے فرمایا اپنا اپنا
مال پہچانکر لے لو ایک بارہ دری بنی تھی اُسمین تمام مال انبار تھا سب تاجرون نے
اپنا اپنا مال پہچانکر لیا مگر ایک تاجر اُسنے ایک صندوقچہ اُٹھا لیا کنارے لیجاکر بیٹھا اُسکو
دیکھکر خوش ہوتا تھا صاحبقران ٹہلتے ہوے اُسکے قریب آئے فرمایا اے برادر مال عالم
جمع ہی تمنے اِس صندوقچے پر اکتفا کی اِسقدر خوش ہو رہے ہو کہ معلوم ہوتا ہی مال
عالم اِسی مین ہی اُس تاجر نے صندوقچہ بند کر دیا کہا آپ کو میرے فعل سے کیا مطلب ہی
آپ نے ہماری دادرسی کی ہم سب آپ سے راضی ہوے امیر نے فرمایا مین تو اِس
صندوقچے مین دیکھون کہ کیا جائداد ہی تاجر نے صندوقچہ پیش کیا اور رو کر یہ شعر پڑھا فرد
این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ✤ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ✤ اِس
ظالم نے متاع صبر لوٹ لی کل روپیہ صرف کیا آخر فقیر ہو گیا یہی صندوقچہ جان و ایمان ہی
اب آپ کی قدردانی پر موقوف ہی امیر نے جو اُس صندوقچے کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا
نکلا امیر نے اُس پرچے کو کھولا ایک پریزاد کی تصویر کھینچی ہوئی دیکھی کبھی ایسی صورت
نگاہ سے نہ گذری تھی مصور نے جا بجا اُسپر عذر لکھا ہی بموجب قول شاعر فرد

نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ٭ نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد ٭ دیگر مانی
چو نقش آن بت بدمست میکشد ٭ چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد ٭ امیر تصویر
کو دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوئے فرمایا ای تاجر جلیل یہ کس ظالم کی تصویر ہی کہ دل پر
تاثیر کی بتاؤ کہ یہ کہان ہی تاجر نے کہا ای شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک
کوہ مقناطیس ہی مقناطیس حبشی وہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکی دختر بلند اختر مسمے بہ
مقناطیس شعبدہ باز اُس کوہ پر رہتی ہی بعد سال بھر کے اپنے عاشقون کو جمال
دکھاتی ہی جسنے اُسے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہزارہا تاجدار و تاجران جلیل اُسکا جمال بیمثال
دیکھکر دیوانے ہو گئے کوہ سے سر ٹکراتے تھے اگر کوئی اُس سے سوال کرتا ہی تو وہ
جواب دیتی ہی کہ سامنے کوہ ہیہات ہی اُسکی خبر لادو تو مین عقد کرون جو وہان گیا وہ
پھر پلٹ کر نہ آیا میرے سامنے کئی تاجر اور تاجدار جاکر آفت مین پھنسے ہین نہین معلوم
اندر کوہ ہیہات کے راحت فراوان ہی یا مصیبت گران ہی کہ جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا
غلام نے ناچار ہو کر تصویر کھینچ لی اور اِس صندوقچے مین رکھی اِسکو لیے لیے پھرتا
ہون مین اپنے دل سے کہتا تھا اگر کبھی کوئی قدردان ملیگا تو اُسکے ہاتھ یہ تصویر بیچونگا
صاحبقران نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا تاجر جہانگرد میرا نام ہی امیر نے
سب تاجرون سے کہا یارو اِسکو تھوڑا تھوڑا مال دو کہ یہ تجارت مین تمھارا شریک
ہو بہ عیش و عشرت اپنی بسر کرے مین تو اب طرف کوہ مقناطیس کے جاؤنگا جاکر
جمال اُس ظالم کا دیکھون جہانگرد نے کہا ابھی زمانہ ہی کہ پردے سے باہر آتی ہی
صاحبقران نے الماس تاجدار و آہن ربائے خونخوار کو آپس مین ملوایا اور
آپ جہانگرد کے ساتھ ہوئے فرمایا کہ ای برادر چلو ہمکو صرف مقام دکھا کر چلے آؤ
ہرچند کہ پریشانی مین تھے مگر لوح کو ملاحظہ کیا لوح نے خبر دی کہ یہ معشوقہ آپ کی
تقدیر مین ہی یہ بھی جزو طلسم ہی یقین ہی کہ اِس معشوقہ کی وجہ سے طلسم پر قبضہ ہو امیر
ہمراہ تاجر جہانگرد کے بیقرار و بیتاب روانہ ہوئے ایک دن اور ایک شب مین
راہ صحرائے پرخار طی کر کے سامنے کوہ مقناطیس کے پہونچے دیکھا صحرا ہی بہاری

تاجر چلے آتے ہین بڑے بڑے تاجدار آکر اُترے بارگاہین اُس صحرا مین استادہ ہوئین تاجدار لوگ بارگاہون مین داخل ہوئے تاجر بھی جابجا اُتر پڑے دوکاندارون نے دوکانین آراستہ کین مگر صاحبقران حیران ایک جانب بیٹھے ہین تاجر جہانگرد ساتھ ہی فرماتے ہین اوبرادر اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

جو دل مین ہی کسی صورت سُنا نہین سکتے — اکیلا اُنکو کسی وقت پا نہین سکتے
غم فراق بھلا اُٹھ سکے گا کب ہمسے — یہ ضعف ہی کہ ترے ناز اُٹھا نہین سکتے
یہی ہی خوف وہ کمسن ہین غش نہ آجاے — جگر کا زخم بھی اُنکو دکھا نہین سکتے
خیال ہی یہ ہمین ہو نہ اُنکی رسوائی — اِسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہین سکتے
گیا عدم کی طرف قافلہ احبّا کا — ہزار جلد چلین اُنکو پا نہین سکتے
کہین سگے بدشگنی میرے گھر مین ہوتی ہی — ہم اُنکی بزم مین آنسو بہا نہین سکتے
کرینگے ذبح مجھے کسطرح وہ کمسن ہین — ابھی تو ہاتھ مین خنجر اُٹھا نہین سکتے
صنم خدا کی قسم آپ کی محبت مین — مزہ ملا جو ہمین لب پہ لا نہین سکتے
کچھ ایسا مین نہین نادان کہ مفت دل دیدون — فریب حسن مین وہ مجھکو لا نہین سکتے
تمھارے کوچے مین یہ بھیڑ عاشقون کی ہی — کہ سیر کیسی قدم تک اُٹھا نہین سکتے
ہمارے سامنے ہی سہل جان دیدینا — پر اُنکے ہجر کا صدمہ اُٹھا نہین سکتے
دلا وہ اُٹھکے گئے ہین جو میرے پہلو سے — حواس کھو گئے ایسے کہ آ نہین سکتے
غزل دکھائین لطافت کو کیون نہ اےسطوت — جہان مین اُنسا ہم اُستاد پا نہین سکتے

صاحبقران زمان یہ سب تماشہ دیکھا کیے چار پہر رات اِسی تردد مین گذری جسوقت کہ محبوبۂ زرین پوش نے نقاب شعاع چہرے سے اُلٹی تمام عالم روشن ہوا صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے اور سامنے کوہ کے آکر ٹھہرے دیکھا ایک قصر عالی بنا ہی اُسمین پردہاے زنبوری کھنچے ہین یکایک چند کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے پردے باندھے ایک کرسی جواہرنگار لاکر بچھائی صاحبقران بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کئی سو تاجدار بھی کھڑے ہین ایک جانب تاجر صف باندھے ہوے ہین

یکایک وہ مکان روشن ہوا دیکھا ایک مہ جبین قمر طلعت برج قصر سے نکلی کرسی پر آکر بیٹھی حسن و جمال دکھایا کسی نے گریبان چاک کیا کوئی فقیر ہوکے بیٹھ گیا دعوئی رہائی ناگاہ کوہ سے ایک بادشاہ جلیل اُترا آتاج شہریاری برسر چارہ قب شہنشاہی دربر ہوا ادائر پر سوار ہ پکار کر آواز دی یارو کیون گریبان چاک کرتے ہوا اور کیون اسقدر ہنگامہ ڈالا ہی ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو میرے وصل کی تمنا ہو وہ کوہ ہیہات کی خبر لاسے تب میرے وصل سے کامیاب ہو میرا نام مقناطیس جنی ہی مین تمکو خبر دیتا ہون کہ یہ نیر معوان جلسہ ہی ہماری کتاب مین لکھا ہی کہ ایکے مجمع مین طلسم کشا بھی آئیگا اور وہ کوہ ہیہات کی خبر لائیگا لہذا اُنکو مناسب ہی کہ اپنے کو ظاہر کرین اور کوہ ہیہات کی خبر لائین تاجر جہانگرد نے پکار کر آواز دی ای مقناطیس جنی صاحبقران یہ موجود ہین تمہاری کتاب مین ٹھیک لکھا ہی جو تمنے حکم نکالا وہی ٹھیک ہی کسکو تمہارے حکم مین تشکیک ہی جب صاحبقران نے اپنے کو ظاہر کیا مقناطیس نے پکار کر آواز دی ای دختر بلند اختر طلسم کشا تشریف لاے ہین اُس معشوقہ نے جمال جہان آراسے صاحبقران کو سر اُٹھا کر دیکھا لوح طلسمی گلے مین ضوسے اُسکی چہرہ روشن ہو رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر آفتاب نکلا ہی ملکہ نے جو جمال صاحبقران دیکھا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین اپنی خود یہ کیفیت ہی

نظم

ہمین خود ایسے پریزادسے محبت ہی
کہ جسکے حسن کی سارے جہان مین شہرت ہی

بغیر اُسکی اجازت کے لے لیے بوسے
نہ ہم دکھائین گے منھ یار کو شکایت ہی

وہ مہربان ہوے ہین ہوا ہی وصل نصیب
نہ آسے غیر کوئی کہدو آج خلوت ہی

وہ بے سوال کے دیتا ہی رزق گھر بیٹھے
کریم کی یہ مرے حال پر عنایت ہی

لفافہ خط کا عداوت سے پھاڑ کر پھینکا
ہمارے نام سے اسدرجہ اُنکو نفرت ہی

چمن مین ساتھ مرے کھیلتے ہین وہ گیندا
کلائی اُنکی لچکتی ہی یہ نزاکت ہی

ہماری خاک اُڑاتا ہی کھیل سے وہ شوخ
فنا کے بعد بھی عاشق سے یہ کدورت ہی

یہی سبب ہی جو آنکھون سے دم نکلتا ہی | کہ مرتے وقت ترے دیکھنے کی حسرت ہی
امید عفو ہی قائل ہون اُسکی رحمت کا | نہین ہی غم جو گنا ہون کی میرے کثرت ہی
کرگئی دل مرا پامال یہ تمھاری چال | ستم ہی قہر و غضب ہی بلا ہی آفت ہی
یقین ہی غیر کے گھر آج وہ گئے ہونگے | ہمارے دل مین جو ای درد و نیزی شدت ہی
غضب کا تیر مرے دل کے پار ہوتا ہی | تمھاری شرم کی ترچھی نظر قیامت ہی
خراب آپ ہوے مجھکو بھی کیا رُسوا | بڑی یہ حضرت دل آپ سے شکایت ہی
وہ عاشقون سے یہ آئینہ دیکھ کے بولے | کوئی جہان مین ہمسا بھی خوبصورت ہی
شگفتہ کیون نہ ہون دل زائرونکے ای سلطنت | عجب جہان مین مانند باغ جنت ہی

ملکہ نے یہ اشعار پڑھکے کہا ای شہریار اب بہتر اسی مین ہی کہ آپ طرف کوہ ہیہات کے جائیے کیا باعث ہی کہ وہان سے کوئی پلٹ کے نہین آتا صدہا عاشق گئے مگر کسی کا پتہ نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای محبوب کرسی نشین مین جا کر کوہ ہیہات کی خبر لاتا ہون بلکہ اُسے درہم و برہم کر دونگا یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوے طرف کوہ ہیہات کے چلے کہ صحرا سے گرد اُڑی الماس تاجدار و آہن ربا آکر پہونچے امیر کو بیچ مین لے لیا مقناطیس نے قصر سے دیکھا کہ کئی ہزار ملازم صاحبقران کے گرد آ گئے کنیزون سے پوچھا دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین کنیزون نے خبر دی کہ آہن ربا ہے خونخوار کے مقام پر امیر نے ایک دیو جی کو مار آہن ربا مطیع ہوا الماس تاجدار مالک قلعۂ الماسیہ ہمیشہ سے مسلمان تھا اب اپنے آقا کی تلاش مین آئے ہین ساتھ اُنکے جاتے ہین امیر جانب کوہ جا رہے ہین کہ راہ مین ایک قلعہ ہی فولاد زرین ترکش اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہی مگر خواب دیکھکر مسلمان ہوا ہی حیران ہی کہ صاحبقران تک کیونکر پہونچون گا بزرگون نے خواب مین بشارت دی ہی دیکھیے کیونکر دیکھون اسی تصور مین اور اسی خیال مین قلعے سے باہر آیا دوسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج ساتھ مقابلے مین فولاد زرین ترکش گے وہ پہلوان آگر اُترا اور کہلا بھیجا

کہ کیا سبب ہو جو تم مسلمان ہوئے بقراط ثانی نے حکم دیا ہی کہ فولاد زرین تنرکش کو جا کر معزول کرو فولاد نے بھی جواب سخت دیا جانبین مین طبل جنگی بجے دونون لشکر مقابلے مین آئے پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم لولاک مردم در جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے فولاد نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین لولاک کے پہونچا نیزہ بازی ہونے لگی بعد نیزہ بازی نوبت تلوار کی پہونچی شستنی طالع سے زخمی ہو الولاک نے چاہا سر کاٹ یون فوج فولاد جا پڑی تھوڑی دیر مغلوبہ ہوئی مگر لولاک غالب آیا فولاد زخمی ہو چکا تھا آخر سب بھاگ کر قلعے مین آئے دروازہ بند کر لیا خندق پر آب کر لی لولاک نے جو یہ معرکہ دیکھا قلعے کو گھیر لیا طبل یورش بجوایا دوسرے دن یلغار کے چلا فولاد نے دیکھا لولاک نہین رکتا چلا ہی آتا ہی بیقرار ہو کر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے عرض کر رہا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اِس مشکل کو آسان کر تیری کیا صفت بیان کرون تو رب ہے نیاز ہی بندے کے واسطے کبھی سوز کبھی ساز ہی نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت — گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بہ سجدہ سر نہادہ — گہے معبد و محراب عبادت
گہے مفلس گدا سے زار محتاج — گہے سلطان بہ تاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش — گہے پابند زندانِ مصیبت
گہے عارف بہ عرفان الٰہی — گہے قاضی بہ احکام شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون — گہے خرسند در جشن مسرت
گہے در بستہ بہ خلق از چپ و راست — گہے بکشادہ ابواب سعادت
گہے در حالت غم سینہ صد چاک — گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم خلوت جلوہ دادہ — گہے روپوش اندر کنج خلوت
ز ہر صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرہ الور کشاید

فولاد بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی لولاک جنگ کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا چاہتا ہی کہ خندق فراخ کہ صحرا سے گرد اڑی نعرہ خیبر کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر جار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فولاد نے دیکھا کہ صاحبقران زمان بہ شوکت آپہونچے الماس تاجدار تخت پر ہے اور آہن ربائے خونخوار پہلو مین سپر کا سایہ امیر پر کیے ہوے گینڈے کو بڑھائے ہوے آتا ہے پشت پر پلٹنین رسالے امیر نے جو لولاک کو دیکھا کہ لولاک خندق فرایا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ او پہلوان خبردار آگے نہ بڑھنا گھوڑا اڑا کر مقابلۂ لولاک مین آئے لولاک نے جو جمال جہان آرا دیکھا کہ یا دین اُس پریزاد کی چہرہ اُداس عالم پاس ہے پوچھا او شہریار آپ کا نام نامی کیا ہے مین تو بحکم خداوند آیا ہون فولاد کو معزول کرکے جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا وہ حکم دینے والا کون ہے اُسکو پرائے گھر مین کیا دخل ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا لولاک نے کہا آپکا دامن پنجۂ اجل مین پھنسا ہے کشتان کشتان یہان لایا ہے اب پلٹ جائیے مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرا کوئی حریف بچا نہین جس سے لڑا اُسکو مارا بڑے بڑے پہلوانون کو للکارا صاحبقران نے فرمایا جو ہوسکے وہ قصور نکر لولاک نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خیر دار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر جو تلوار کو چمکایا لولاک گینڈا پھیر کر بھاگا امیر نے پیچھا کیا جب وہ قریب اپنے لشکر کے پہونچا افسرون نے پکار کر کہا او افسر اعلیٰ ہم تیری مدد کو آوین صاحبقران کے ہاتھ سے بچائین لولاک کو غیرت آئی پلٹ کے پھر ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا لولاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغۂ عقرب سلیمانی ہے برش مین لاثانی ہے چمک کے جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا لولاک کے دو ٹکڑے کیے صاحبقران نے فوج کو اُسکی شکست دی وہ لوگ لاشہ لیکر بھاگے آپس مین کہتے تھے کہ صاحبقران جد طلسم کشا ہین اِنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے غرض فولاد زرین تن زرکش نے مال و اسباب لولاک کا لوٹ لیا صاحبقران کے قدمونسے

لپٹا عرض کرتا تھا کہ غلام کو بڑی خوشی تھی کہ مشرف ہون زر نثار کرتا ہوا امیر کو بارگاہ مین لایا سامان عیش وجشن مہیا کیا ساقی بچے عمدہ نازنینان مہ جبین گائنین خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ابر گھر آیا ہوا ہے خوشگوار آنے کو ہے — اب خزان گلشن سے جاتی ہے بہار آنے کو ہے

جائین ہم بھی طائر دل لیکے سوے صیدگاہ — آج وہ ابرو کمان پھر شکار آنے کو ہے

اے فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین — اسطرف بھی میری آہِ شعلہ بار آنے کو ہے

ہاے اِس صدمے سے ہوگا روح پر میری فشا — غیر کے ہمراہ وہ سوے مزار آنے کو ہے

شاد کیون ہو پوچھتا ہے جو کوئی کہتے ہین ہم — بعد مدت کے ہمارے گھر مین یار آنے کو ہے

کس خوشی سے میکدے کو سج رہے ہین مغبچے — ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہے

باغ مین جو پھول اچھا ہو وہ لانا بلبلو — آج پھر سیر سیر اگلعذار آنے کو ہے

اے اجل لِلّٰہ تھوڑی دیر مہلت دے ہمین — سُنتے ہین پھر عیادت آج یار آنے کو ہے

چلتی ہین ٹھنڈی ہوائین جام چھلکا ساقیا — آسمان پر جھوم کر ابر بہار آنے کو ہے

اے جنون سوے گریبان جو کھنچا جاتا ہے ہاتھ — دل کو ہے کیون جوش وحشت کیا بہار آنے کو ہے

آج دیکھون کسقدر ساقی پلاتا ہے شراب — پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہے

انکہ سطوت سے جو اُس بُت نے پھرائی یکبیک — موت کیا اب اے مرے پروردگار آنے کو ہے

شب بھر امیر دعوت مین رہے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ فولاد رو رہا ہے صاحبقران نے پوچھا کیون اے بادشاہ عالیجاہ رونے کا کیا باعث ہے فولاد نے کہا اے شہریار اِس حال پرملال کو نہ پوچھیے ایک بیٹا پروردگار نے دیا تھا کہ رستم صولت سہراب ہیبت جری بہادر صف شکن تیغ زن تھا اتفاق سے کوہ مقناطیس پر گیا وہان سے خبر آ کہی گئی کہ کوہ ہیہات کی خبر لاؤ وہ دیوانہ وار یہان آیا مین نے ہرچند سمجھایا مگر کچھ نہ مانا کوہ ہیہات پر جاکر غائب ہوا اُسی کے فراق مین آٹھ پہر روتا ہون اسوقت اگر وہ ہوتا تو آپ کی خدمت مین مصروف ہوتا اس پہلوان کی کیا مجال تھی کہ لشکر کشی کرتا یا مجھسے سرکشی کرتا اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مگر پروردگار نے آپ کو

پہونچایا امیر نے فرمایا ای فولاد زرین ترکش کوہ ہیہات کہان ہی عرض کی ای شہریار کوہ
ہیہات میری عملداری مین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارے بیٹے کی بھی رہائی کا وقت
قریب آگیا کل مجھکو تا بکوہ ہیہات پہونچا دو تمھارے بیٹے کو رہا کرکے لاؤنگا وہان کی
خبر سب کو سناؤنگا فولاد نے عرض کی ای شہریار فراق فرزند مین مجھکو ایک سال کا زمانہ
گذرا اب کچھ کچھ صبر ہوتا جاتا ہی آپ قصد نہ کیجیے بڑے بڑے عقیل گئے کوئی پلٹ کر نہ آیا جو
جاتا ہی وہین کا ہو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا ای فولاد اُس ظالم سے مین نے شرط
کی ہی خبر لانا کوہ ہیہات کی ضرور ہی ساری رات اِسی مین باتوںمین گذری وہ وقت آیا کہ نظم

رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے فولاد زرین ترکش بھی روتا ہوا ساتھ ہوا
ہر قدم پر دامن تھام لیتا تھا کہ آقا برای خدا آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو کسی آفت مین
پھنس جائیے جب فولاد نے بہت حیران کیا تو صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسمین
نوشتہ پایا کہ کوہ ہیہات مین طلسم کشا کا جانا ضرور ہی یہ بھی جزو طلسم حسینان ہی فتاحی
اِسکی ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی دو دن رہروی کرکے صاحبقران سامنے کوہ
کے پہونچے دیکھا سر کوہ پر ایک مینار بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا ہیہات و افسوس
کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس طائر کو تیر سے مارو جہان یہ مر کر گرے
اُسی راہ سے تم بھی جاؤ اگر ہیہات جادو کو مارا تو کوہ ہیہات کا راستہ کھلجائیگا یہ وہی
کوہ ہی کہ جسکے پہلو مین آپ کے ملازم فروکش ہین صاحبقران نے حکم لوح دیکھکر کمان
کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کرکے تاکا وہ طائر جیسے ہی ہیہات
کہکے اُڑا عقاب تیر نے جاکر اُسکو شکار کیا وہ طائر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گرا اندھیرا ہوا
آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام ہن ہیہات جادو دربان کوہ ہیہات یہ بود
یکایک کوہ پھٹ گیا راستہ وسیع ظاہر ہوا امیر فولاد سے رخصت ہوکر اُسی رخنہ مین

داخل ہوے اشقر دیو زاد الیاس مرکب زیر ران ہی اُس راہ سنگ لاخ کو طی کر رہا ہی ہر مقام
پر ٹھوکرین کھاتا ہی مگر رہروی کر رہا ہی جب اُس درے کو امیر نے طی کیا تو صحراے سبزہ زار
و لواح دلکشا ملا پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا نخل ہاے خودرو کی کیفیت نہرون کی
عجب صورت کہ آب صاف و شفاف موج مار رہا ہی مچھلیان بڑی بڑی اُبھر کر بلند
ہوتی ہین کہ برق چمک جاتی ہی صاحبقران اُس تماشے کو دیکھتے ہوے جاتے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار یاقوت پوش صحرا مین آکر شہر الاف و گزاف
کرنے لگا صاحبقران کا اِرادہ ہوا کہ اِسکے مقابلے مین جاؤن کہ دوسری طرف سے
گرد اُڑی ایک نقابدار زعفران پوش پیدا ہوا یاقوت پوش سے آکر ہم نبرد
ہوا ہاتھ سے یاقوت پوش کے زعفران پوش مارا گیا اہل فوج نے اُسکے جنازے
کو اُٹھایا نقاب جو چہرے سے ہٹی امیر نے دیکھا کہ یہ تو ایک نازنین مہ جبین تھی نہایت
ناگوار ہوا للکارے کہ او ظالم تو نے اِسکو کیون مارا یاقوت پوش نے آواز دی
کہ مین تیرا ابھی متلاشی ہون صاحبقران مقابلے مین جا پڑے یاقوت پوش نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ یاقوت پوش کا ہوائی کیا یاقوت پوش نے تلوار کھینچ ہاتھ
تلوار کا مارا امیر نے لوح کو سامنے کر دیا جیسے ہی نقابدار نے لوح کو دیکھا گھوڑا
پھیرا چاہا بھاگ جاؤن مگر صاحبقران کب جانے دیتے ہین چمک کر ہاتھ تلوار کا
مارا یاقوت پوش کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت پوش کا مارے جانا کہ صحرا مین اندھیرا
ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام مین
یاقوت پوش جادو ہو بعد اِسکے سامنے سے ایک مرد نحیف و ضعیف کنجیان ہاتھ
مین سامنے صاحبقران کے آیا کہا اے شہریار مبارک ہو کہ آپ نے سہیات جادو
کو پہلے مارا اب یاقوت پوش آپ کے ہاتھ سے مارا گیا زندان کوہ سہیاتیہ مین جلیے
سب قیدی آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اُس مرد ضعیف کے ساتھ چلے اُسی صحرا
مین ایک قصر سیاہ ملا امیر اُس قصر مین آئے دیکھا صدہا بندگان خدا قید بیٹھے ہین امیر
نے آکر سب کو رہا کیا اُنھین قیدیون مین بیٹا فولاد زرین ترکش کا بھی تھا مگر ایک

نوجوان کو دیکھا کہ ایک گوشے مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بآواز پڑھ رہا ہی شعر

پہونچا دے کوے یار تلک آسرا تو ہی
ای ضعف تار اشک [illegible] تو ہی

نادم ہون وصف گیسوِ جانان کیا تو ہی
دی ہی مثال مشک ختن سے خطا تو ہی

سینے پہ میرے آکے رکھا تمنے جیسے ہاتھ
ای جان درد دل مرا کچھ کم ہوا تو ہی

برگشتہ ہو گئے جو بتان جہان تو کیا
مجھ بیکس و غریب کے سر پر خدا تو ہی

رکھے گا اپنے پاس حفاظت سے ای صنم
مکر و دغا سے تونے مرا دل لیا تو ہی

اُسکی گلی کا گو مجھے ملتا نہین پتہ
جاؤنگا مین کہ عشق مرا رہنما تو ہی

وہ دل چرا کے بولے کہ ہمنے نہین لیا
ہم سر جھکا کے چپکے سے بولے لیا تو ہی

فرقت مین ہاے حال نہ کیا کیا ہوا مرا
تم دیکھنے نہ آئے کبھی یہ گلا تو ہی

مرنے کا میرے اُنسے کسی نے کیا جو ذکر
وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سنا تو ہی

ہم آج قسمین دیکے اُسے گھر مین لائینگے
جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہی

لاتی ہی زاہدون کو یہ مکر و فریب مین
دنیا ہے پیر زال بھی اِک بیسوا تو ہی

گر ہی مسیح ہونے کا دعوی حضور کو
آکر جِلائیے مرا مُردہ پڑا تو ہی

شکر خدا البشر کو بہر حال چاہیے
قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی

سمجھین گے ایک دن فلک کج مدار سے
گر آہ مین کارگر نہین تیر دعا تو ہی

گو اِسقدر مفید نہین حسن کا خیال
درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی

سطوت عدو سہا ہی جو الفت مین ہر صنم
ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

صاحبقران اُس جوان کے قریب آئے ہاتھ تھام کر بہ محبت فرمایا ای برادر ہوش مین آؤ اپنی کیفیت ہمکو سناؤ تمھارا ابھی علاج کرینگے وہ جوان یہ سنکر اُٹھا آنسو پونچھے عرض کرتا تھا قربان اِس وقت و ساعت کے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے ہین آج یہ مژدہ سنا کئی برس اِسی آفت مین گذرے کہ مبتلا ہون یاد مین اُس محبوب کی رہ رہا ہون صاحبقران نے اُس جوان کو قید سے رہا کیا بیرون قصر لیکر آئے فرمایا ای برادر حال بیان کرو اور اپنے نام سے آگاہ کرو اُس جوان نے کہا ای شہریار تمکین تاجدار یہ احقر

یہان سے بارہ کوس پر ایک کوہ تمکین ہی ہین وہانکا حاکم و ناظم ہون برائے شکار نکلا
ایک معشوق پریچہرہ سے مقابل ہوا اُسنے چاہا نکل جاؤن مگر مین نے اُسکے گھبرا
باگ مرکب کی تھام لی تب اُسنے کہا ای تمکین تاجدار مین دختر شمشاد گرد ہون کہ
جو پہلوان یگانہ ہی پہلے آکر اُس سے مقابلہ کرو اگر اُسپر غالب ہونا تو مجھسے پیغام وصل
کرنا مین اُسی جوش و خروش مین برائے مقابلہ شمشاد گرد گیا جانبین سے طبل جنگی
بجے مگر اُسنے میدان مین آکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی گینڈے کو اُٹھا کر میرے
لشکر پر آپڑا جسطرف نکلا پہلوانون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر مین نے مقابلہ کیا
زخمی ہوا ساتھ والے لیکر بھاگے اُسی اثنا مین طرف سے اِس پہاڑ کے گذر ہوا
ہیہات جادو نے مجھکو بھی قید کر لیا یا د مین اپنی معشوقہ کی رو رو با کرتا ہون مگر
ہیہات جادو رات کو آتی تھی انھین قیدیون سے مانوس ہوتی تھی جب کبھی
میرے پاس آئی تو مین مانوس نہ ہوا اِسوجہ سے مجھپر بدعنتین کرتی تھی اگرچہ حضور
شمشاد گرد سے لڑسکین تو بڑا احسان ہی صاحبقران نے فرمایا ای تمکین تاجدار
مین ضرور چلونگا اگر نہ غالب ہونگا تو جان دونگا اُن سب قیدیون کو ساتھ لیکر
مع تمکین تاجدار صاحبقران طرف شمشاد گرد کے چلے کئی صحرا طی کر کے ایک صحرائے
ویران مین پہونچے تمکین نے عرض کی یہی صحرا ہی کہ وہ ظالم بصد جوش و خروش
نکلتا ہی آپ لشکر اُتار دیجیے وہ خبر سنکر آئیگا صاحبقران نے اُسی مقام پر لشکر اُتار دا
آکر داخل بارگاہ ہوئے الماس تاجدار و آہن ربائے خونخوار و تمکین تاجدار
خدمت مین حاضر ہین نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

شب وصلت جو مین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی
موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی

جو پوچھا اُسنے کیون ہر روز مشق تیر ہوتی ہی
کہا اِک یہ بھی تیرے قتل کی تدبیر ہوتی ہی

اِشارہ ہی کرینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجھکو
جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی ہی

تصور مین ترے اِسطرح چپکا بیٹھا رہتا ہون
مکان مین جسطرح ساکت کوئی تصویر ہوتی ہی

خدا محفوظ رکھے شر سے ظالم نے بلایا ہی
ہمارے اُسکے دیکھین آج کیا تقریر ہوتی ہی

جنون کا زور رہا ایسا اگر دیتا ہون مین جھٹکا
تو ٹکڑے ٹکڑے میرے پانوٗن کی زنجیر ہوتی ہی

مرے پر درد نالے سُنکے تیغ زن تک پگھلتے ہین
مگر دلبر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی

مین یون حیرت زدہ ہون سامنے اُس بت کی محفل مین
کہ جیسے سامنے تصویر کے تصویر ہوتی ہی

بناتے ہین اِدھر اِک میکدہ ہم رندا ای سطوت
اُدھر زہاد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

جام ارغوانی گردش مین ہی صدا اے ہوشنا ہوش و نوشا نوش جو بلند ہوئی شمشاد اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اُسنے جو یہ ہنگامہ سُنا آواز دی ارے یہ کون بے ادب ہی جو ہمارے صحرا مین جشن کر رہا ہی ہرکارون کو اِشارہ کیا مفصل خبر لاؤ کہ یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی ای شہریار تمکین تاجدار طلسم کشا کو ساتھ لیکر آپ کے مقابلے کو آیا ہی اُنھین کی بارگاہ مین یہ جلسہ آراستہ ہی یہ سُنکر شمشاد گرد اپنے مقام سے اُٹھا سلاح جسم پہ آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر مین امیر کے سیر کرتا ہوا آیا دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین کوئی سپاہی ڈنڈ پیل رہا ہی کوئی مگدر ہلا رہا ہی کہین پٹا ہلایا جاتا ہی کہین لکڑی کی کسرت ہو رہی ہی کسبیان اپنے خیمون مین بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی تماشہ بین بھی بیٹھے ہین گانا سُن رہے ہین کسی نے روپیہ دیا کسی نے دو روپے دیے سازندے خوشی مین پھولے سا تون سُر بھولے ساز رکھکر روپے اُٹھانے لگے نائکہ جی پاندان کھولے ہوے بیٹھی ہین سبکو پان لگا کر دے رہی ہین سب سے سُرخ رو بن رہی ہین پوچھتی ہین کیون صاحب آپ کا مزاج کیسا ہی کسی سے کہا اجی کمیدان صاحب آپ دو دن سے کہان تھے جو نہین آئے اُن لوگون نے جواب دیا خانم صاحب بوجہ نوکری کے چھٹی نہ ملی مگر بے تمھارے یہان کے آئے چین نہین پڑتا دوسری جانب شمشاد گرد نے دیکھا دوکاندار اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین بزازون کی دوکانین کھلی ہین دلالون کی بول چال لشکر آباد رعایا دلشاد شمشاد گرد دیکھتا ہوا در بارگاہ امیر پر پہونچا دیکھا درگہ سالار بیٹھا ہی اُسنے روکا کہ ٹھہر جائیے جو کہیے وہ خبر کرین شمشاد نے کہا صاحبقران سے کہدو کہ آپ کے مقابلے کو شمشاد گرد آیا ہی درگہ سالار نے

جا کر کہا صاحبقران نے فرمایا آنے دو شمشاد گرد اندر پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے
بیٹھا کہا ای شہریار آپ میرے مقابلے مین آئے ہین تمکین تاجدار آپ کو لایا ہی امیر نے
فرمایا منظور تو یہی ہی کہ تجھسے مقابلہ کرین جسکو پروردگار فتح دے تمکین شمشاد گرد کو دیکھکر
کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای تمکین تاجدار کیون اسقدر خائف ہوتا ہی اُس نے
بڑھکر عرض کی اِسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خوف دل مین سمایا ہوا ہی شمشاد گرد نے
ہاتھ بڑھایا کہا یا صاحبقران پہلے مجھسے پنجہ کیجیے امیر نے بخوف ہاتھ بڑھا دیا شمشاد گرد
نے پنجہ گانٹھا کیسے کیسے زور کیے کہ چہرہ سرخ ہو گیا تھک کر کہا اب آپ کے زور کا
مشتاق ہون صاحبقران نے ایک جھپی ماردی کہ اُنگلی شمشاد گرد کی ٹوٹ گئی قریب تھا
کہ شمشاد گرد کو غش آجائے اپنے کو بہ مشکل روکا صاحبقران نے فرمایا ای شمشاد گرد
اب کیا ارادہ ہی شمشاد نے کہا سر میدان سمجھونگا پنجے کا زور عادت پر موقوف ہی اسکو
عادت ہی مجھکو عادت نہین یہ کہکے شمشاد گرد اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا طبل جنگی بجوا دیا
مگر دختر شمشاد گرد سوسن نغز زبان محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپ کا عاشق
تمکین تاجدار کوہ ہیہات سے چھوٹا صاحبقران کو لیکر آیا ہی آپ کے والد گئے
تھے پنجے مین مغلوب ہوئے اب طبل جنگی بجوایا ہی سر میدان مقابلہ ہوگا سوسن نے
جو یہ معاملہ سُنا کنیزون سے پوچھا صاحبقران کون شخص ہین کنیزون نے کہا کہ شوہر
گردیہ بانو پدر زبیدہ شیرگیر وہ عورتین ہین جنھون نے ایرج نوجوان پر شبخون
مارا اور زخمی کر کے پکڑ لیا اور اپنے پر ڈال لیا لیکر طرف قلعے کے چلی تھین کہ طرماس
پہونچا اُسنے جا کر وہ شمشیر زنی کی کہ شاہزادیان متفرق ہو گئین طرماس نے ایرج کو
رہا کیا مگر شاہزادیان جو چلین شب کا وقت تھا رستہ بھول کر کوہ دو شاخ پر پہونچین
پہاڑ کو دیکھکر اُسی درے مین داخل ہوئین مگر ایرج جو پلٹ کر آیا شاپور کو حکم دیا
کہ دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون تھے شاپور بلائے روزگار تھا عیاری کر کے درۂ
کوہ مین پہونچا سب شاہزادیون کو دیکھا آکر ایرج کو خبر دی کہ کل زوجات امیر نے
آپ پر شبخون مارا ہی اب وہ کوہ دو شاخ مین چھپی ہین ایرج یہ سُنکر سوار ہوا سامنے کوہ کے

آیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو اب تم سب کو اختیار ہی چلی جاؤ مگر گیتی افروز کو میرے حوالے کرو اب مجھے تاب فراق نہین ہی وہان سے تیر پڑنے لگے کئی ہزار جوان ایرج کے کام آئے ایرج نے خود مرکب بڑھایا طرف پہاڑ کے چلا تیر پڑنے لگے مگر ایرج اُن تیرون کو کب مانتا ہی قلم کرتا ہوا چلا قریب درۂ کوہ کے پہونچا ملکہ گردیہ بانو کو چند کنیزون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان آپہونچا سپر شمشیر لیکر اُٹھین ہر چند شاہزادیون نے روکا مگر یہ کب مانتی ہین فوراً ہی جا بڑین اول ایرج سے نیزہ چلا نیزہ ایرج نوجوان کا توڑ ڈالا مگر جب ہاتھ تلوار کا مارا تو گھوڑے نے سکندری کھائی ایرج نے ہاتھ مار کر زخمی کیا بعد اِنکے ملکہ زبیدہ نکلین یہ بھی زخمی ہوئین اب ایرج نوجوان نے چاہا کہ درے مین گھس جاؤن کہ لشکر سے ایرج کے فریاد و فریاد کی آواز آئی پلٹ کر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش لشکر پر گرا ہی میری فوج کو قتل کر رہا ہی ایرج کو بہت غصہ آیا للکار کر آواز دی او نقابدار تو اکثر آیا مگر میرے ہاتھ سے بچ گیا آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا نقابدار نے تلوار کا ہاتھ چمکا کر مار دیا ایرج زخمی ہو کر پلٹا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب درۂ کوہ کے آیا شاہزادیون سے عرض کی آپ لوگ قلعے مین جائین آپ لوگون نے آج نام ہی مٹایا آج کل ایرج کا زمانہ ہی زورون پر چڑھا ہوا ہی سب شاہزادیون کو نقابدار نے سوار کرایا ایرج نے اپنے لشکر سے دیکھا کہ نقابدار نے سب بی بیون کو قلعے مین پہونچا دیا جب سب قلعے مین داخل ہو گئین تب نقابدار روانہ ہوا ایہ حکایت سُنکر سوسن نے آہ کی کہا اگر وہ صاحبقران ہین تو باپ میرا مغلوب ہوگا کنارے آکر لباس شب روی ذات پر آراستہ کیا نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی بادپایان پر سوار ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہان طلایۂ لشکر صاحبقران تمکین تاجدار دے رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہی گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی اِس شب تیرہ و تار مین کون آتا ہی ملکہ نے آواز دی کہ ای تمکین تاجدار ذرا میرے قریب آؤ جب تمکین قریب پہونچا تو ملکہ نے نقاب چہرے سے اُٹھا دی قریب تھا کہ تمکین بیہوش ہو کر گرے مگر اپنے کو سنبھالکر پوچھا کہ ای جان جہان وای

آرام دل مشتاقان اس شب نیرہ و تار مین تم کہان آئین کہا اے تمکین تاجدار مجھکو معلوم
ہوا تھا تو صاحبقران کا رفیق ہو الغرض مین نکل آئی مین سمجھ گئی کہ اب میرے باپ کا کوئی
زور نہ چلیگا صاحبقران جو کہتے ہین وہی کرینگے کنارے پر لشکر کے تمکین تاجدار کی
بارگاہ تھی اسمین لاکر بٹھایا چار پہر رات خدمتگزاری مین مصروف رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران کے پاس آکر عرض کی اے شہریار اب آپ برائے مقابلہ نہ جائین مین اپنی
معشوقہ کو پا گیا شب کو آپ کا نام سنکر وہ نکل آئی وہ بھی مجھپر عاشق ہے مین نے اپنی بارگاہ
مین جگہ دی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہو رہے فرمایا بھئی مبارک ہو کہ معشوقہ تمھاری
تمکو ملگئی مگر شمشاد گرد جو سوار ہوا چند کنیزین روتی ہوئی آئین کہا اے شہریار ملکہ کا
پتہ نہین شمشاد گرد نے جھلاکر اپنے عیار صبار فتار سے حکم دیا دریافت تو کرو کہ ملکہ
کہان ہے عیار پھرتا پھرتا تلاش ملکہ مین چلا قریب خیمۂ تمکین تاجدار کے پہونچا آنکھون سے
اپنی دیکھا کہ ملکہ بہ اطمینان خیمۂ تمکین تاجدار مین بیٹھی ہین عیار آیا شمشاد گرد غصے
مین بیٹھا کانپ رہا ہے کھانا بھی صبح سے نہین کھایا کہ عیار نے آکر خبر دی کہ ملکۂ عالم پاس
تمکین تاجدار کے پہونچ گئین شمشاد گرد اپنے مقام سے اُٹھا کہا دونون کا سر
لاتا ہون گینڈا اڑاتا ہوا چلا در بارگاہ تمکین پر پہونچا گینڈے سے کود کر اندر آیا اِدھر
تمکین تاجدار نے جو شمشاد گرد کو دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
مگر شمشاد گرد حقیقت مین بڑا سپاہی ہے وار اسکے روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سر تمکین
کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ بھی زخمی ہوا تمکین تو زمین پر گر کر بیہوش
ہو گیا شمشاد گرد سمجھا کہ یہ مارا گیا طرف بیٹی کے جھپٹا وہ بے دست و پا سر جھکا کے
بیٹھ گئی شمشاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا دو چار تمانچے مارے کھینچتا ہوا باہر لایا گینڈے پر
ڈال کر لے چلا ملازمون نے چاہا روکین مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا شمشاد تیغ برہنہ
ہاتھ مین لیے بیٹی کو گینڈے پر ڈالے ہوے باغ مین آیا ملکہ کو نخل سے باندھا
کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا تھا کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے میرے نام مین
فرق ڈالا مجھکو بدنام کیا مین حمزہ سے لڑتا اگر زیر ہو جاتا تو تیری شادی تمکین کے

سانحہ گزنا اب مارے کوڑون کے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا سوسن نے کہا ای پدر عالی مقدار مین خالی بات کرنے کی گنہگار ہون دامن عصمت مین دھبہ نہین آنے دیا ہی آپ نے اُس بیگناہ کو مارا بہت بُرا کیا شمشاد نے ایک کوڑا مارا اسکے خون کے اُڑنے لگے تمام جسم گلنار ہو گیا جب تو سوسن بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر امیر کو پہونچا **نظم**

از وجود بے وجودی گشت اظہار وجود — شد عیان از پردہ اسرار اسرار وجود
جلوہ جان ہم بچشم باطنش جلوہ دہد — ہر کسے کز دیدۂ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پرتو فگن — شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان نالان شد بہ باغ دہر عطر آگین دماغ — چون شد از گلہاے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدار دمکان آن دلربا — خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

مگر صاحبقران زمان جو سوکر اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلے فرماتے ہوے کہ تمکین تاجدار نے کچھ خبر نہین دی کہ طایاے پر کیا گذری کہ چند خدمتگار تمکین کے روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار شمشاد گرد بارگاہ مین تمکین کی گھس آیا بیٹی کو پکڑ لیگیا تمکین کو مار ڈالا صاحبقران روتے ہوے بارگاہ تمکین مین آئے دیکھا تمکین کا سر اور شانہ زخمی بیہوش پڑا ہی صاحبقران نے تمکین کو اُٹھایا زخمون مین ٹانکے دیے تمکین نے آنکھ کھولکر کہا آقاے نامدار مین تو زندہ ہون مگر آپ کی کنیز کو لیگیا نہین معلوم اُسکے ساتھ کیا کرے صاحبقران روتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے خدمتگارون سے پوچھا کہ شمشاد گرد اپنی بیٹی کو لیکر کس جانب گیا خدمتگارون نے عرض کی حضور باغ لالہ زار کے راستے پر گیا ہی صاحبقران زمان گھوڑا دوڑا کر اُسی طرف چلے یہان وہ وقت ہی کہ شمشاد گرد باغ مین پہونچ چکا ہی بیٹی کو اپنی نخل بستہ کرکے کوڑون سے تعزیر دے چکا ہی ملکہ گالیان دے رہی ہی کہ او بے حیا جسطرح میرے عاشق کو مار ڈالا مجھکو بھی مار ڈال شمشاد نے خنجر کھینچا ہی ہر مرتبہ بڑھتا ہی کہ سر کاٹ لون ملکہ تڑپ تڑپ کے پکار رہی ہو کہتی ہی

رباعی تو آن رفیع مکانی که ساکنان فلک + بر آستان تو وارند میل دربانی + چه احتیاج
بہ پیش تو حال دل گفتن + که حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + ملکہ چنین بار رہی ہی
صاحبقران در باغ پر پہونچ چکے ہین ملکہ کے پکارنے کی جو آواز سُنی اندر باغ کے
گھسے شمشاد گرد نے پلٹ کر دیکھا کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا سامنے
سے صاحبقران زمان نعرے کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای شہریار اِس کنیز کا اِس ظالم نے یہ حال کیا ہی امیر نے جو سوسن کو دریاے
خون مین نہاے ہوے دیکھا آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا للکارے
کہ او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہی میرے پاس تو آ اور آواز دی ای فرزند تم نہ گھبرانا
اِسکی قضا لیکر آئی ہی مین کیا اِسکو زندہ چھوڑونگا اِدھر سے شمشاد گرد چلا دروازے
پر اہالی فوج نے دیکھا تھا کہ صاحبقران باغ مین گئے ہین وہ بھی ہنگامہ سنکر اندر
گھس آئے شمشاد نے اِشارہ کیا ہان صاحبو گھیر کر حمزہ کو مار لو اِنکو اپنی جرأت کا
بڑا دعوی ہی سب بلوہ کرکے صاحبقران پر چلے امیر نعرہ کرکے اُن سب سے لڑنے
لگے شمشاد گرد نے دور سے دیکھا کہ امیر کو بڑا غصہ ہو گئی ہی جوان مار کر ڈالدیے
چاہتے ہین اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر اہل فوج روکے ہوے ہین آگے
نہین بڑھنے دیتے کئی پلٹنین رسالے باغ مین آگئے ہر طرف سے صاحبقران پر حربے
پڑ رہے ہین مگر صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے زور و شور سے لڑ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی صد ہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر تمکین تاجدار کو ہرکارون نے
جو یہ خبر دی کہ صاحبقران اکیلے طرف باغ لالہ زار کے گئے عرصہ ہوا پلٹ کر نہین
آئے معلوم ہوتا ہی کہ شمشاد گرد سے لڑائی پڑی فوراً [illegible] مین اٹھا پشت مرکب
پر سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ملکہ بہ نگاہ یاس امیر
کو دیکھ رہی ہی ہر وار پر عرض کرتی جاتی ہی ای شہریار اپنے کو بچائیے پشت سے اُس
گیر نے نیزہ مارا پہلو سے تلوار چلی تمکین نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا نعرہ کرکے
کر لڑنے لگا نعرے کی جو تمکین کے آواز بلند ہوئی اور ملکہ نے تمکین کو جو لڑتے

ہوے دیکھا تمام زرد جسم کا بھول گئی عرض کرتی تھی ای کریم و رحیم تو نے اپنا فضل شریک
کیا کہ مین نے اپنے شوہر کو زندہ دیکھا مگر امیر بانو قیبر کو ان دشمنون کے ہاتھہ سے بچائے
تمکین لڑتا ہوا قریب تخل کے پہونچا تلوار سے گمندین کاٹین ملکہ کو اپنے گھوڑے پر ڈالا
لڑتا بھڑتا چلا لوگون نے غل مچا کر شمشاد سے کہا شمشاد پلٹا کہ بڑھکر تمکین کو روکون
تمکین نے پکار کر آواز دی ای شہریار اس ظالم کے ہاتھہ سے مجھکو بچائیے امیر نے
پلٹ کر دیکھا کہ تمکین تاجدار نے معشوقہ کو رہا کر لیا ہو گھوڑے پر سوار کیے جاتا
ہی شمشاد للکارتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی بڑھکر بیٹی کو چھین لون اور تمکین کو قتل کرون
ساتھہ والون سے کہتا ہی بڑے افسوس کی بات ہی اگر جانتا کہ یہ زندہ ہی تو ایک ہاتھہ
اور مار دیتا مقام افسوس ہی کہ یہ ظالم زندہ رہے اور میری بیٹی کو لیجائے امیر اشقر
اڑا کر اسطور سے سامنے آئے کہ تمکین تاجدار کو پشت پر لیا آپ مقابلے مین
شمشاد کے پہونچے شمشاد نے نیزہ مارا امیر نے فرمایا ای شمشاد سب حسرتین تو
نکال لے کوئی حربہ نہ باقی رہے کہ دل مین تیرے حوصلہ باقی رہجاے نیزہ شمشاد کا
نیزے پر روکا اتنے عرصے مین الماس تاجدار بھی فوج کو لیکر آگیا فوج سے فوج
لڑ رہی ہی گھمسان کی تلوار چل رہی ہی شمشاد و صاحبقران سے نیزہ چل رہا ہی چالیس
طعن آپس مین رد و بدل ہوے امیر نے اکتالیسوین طعن پر نیزہ شمشاد گرد کا
گانٹھا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ شمشاد کا ہوائی ہو شمشاد نے تلوار کھینچی امیر نے
فرمایا ای شمشاد گرز زنی رہی جاتی ہی شمشاد نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا
قربوس زین سے گرز اٹھایا خبردار خبردار کہکے گرز مارا امیر نے ٹھیکی ماردی
کہ گرز اسکا زمین پر گر کے پیوند خاک ہوا تب اسنے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھہ
مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھہ نکا آکر ہاتھہ ماردیا
کہ شمشاد گرد کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مارے جانا کہ فوج بیدل ہوئی اور
بھاگنے لگی بعض نے چادر ہلائی صاحبقران نے تلوار روکی اہل فوج شمشاد
مسلمان ہوے امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے تمکین کو ساتھہ لیکر بارگاہ مین آئے سوکھے

جسم پر پٹیان چڑھائین تمکین تاجدار کا علاج کیا ملکہ سوسن برا سے رفع حاجت جو اُٹھی کنیزین دروازے پر خیمے کے موجود تھین ملکہ بیت الخلا مین آئی کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا سوسن کو اُٹھا لیگیا سوسن نے تڑپ کے آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے جو آواز سوسن کی سُنی بیقرار ہو کر دوڑے آگر دیکھا ایک ساحر سوسن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے جبتک تیر و کمان کو اُٹھایا وہ ساحر ملکہ کو لیکر غائب ہو گیا تمکین تاجدار جو اس مضمون سے آگاہ ہوا بیقرار ہو کر گر پڑا اور غش آگیا صاحبقران نے سر تمکین کا زانو پر رکھا فرمایا اے فرزند آنکھین کھولو مین تمھاری معشوقہ کو تلاش کرونگا صاحبقران یہ فرما رہے ہین تمکین تاجدار بیہوشی مین آنکھین کھولتا ہی پھر بند کر لیتا ہی کبھی کہتا ہی اے شہریار معشوقہ نے میری محبت مین بڑے صدمے اُٹھاے باپ اسکا گرفتار کر لیگیا کوڑے مارا اگر کیا ثابت قدم کوے محبت تھی کہ ایسے جلاد کے سامنے بھی اپنی کہے گئی۔۔نہین معلوم یہ ساحر کہان سے آیا کہ اُسکو اُٹھا کر لیگیا کاشکے مجھکو لیجاتا میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

کیا جنون مین چاہیے ہی مجھ پریشان کے لیے
گرد کی چادر ہی کافی جسم عریان کے لیے

خوشنما اُسکے رُخ رنگین مین ہی چاہ ذقن
چاہیے ایسا کنوان ایسے گلستان کے لیے

جیسے آکر آپ کے کوچے کی دیکھی ہی بہار
بلبلین جاتی نہین سیر گلستان کے لیے

روز آتا ہی مرے دل مین خیال روے یار
خوب یہ مہمان سرا ہی ایسے مہمان کے لیے

وحشت گردی کے لیے ہین پانون میرے اے جنون
ہاتھ ہین یہ چاک دامان و گریبان کے لیے

لیجیے میرا دل صد چاک حاضر ہی حضور
چاہیے شانہ اگر زلف پریشان کے لیے

اب مری یون روز ہوتی ہی رسائی آستانتک
اک نہ اک تحفہ مین لیجاتا ہون دربان کے لیے

جان ہم حاضر کرین آیا ہی دل مین عشق یار
کچھ ضیافت چاہیے ہی ایسے مہمان کے لیے

فصل گل مین قید سے لڑکے چھڑائینگے مجھے
ہاتھ مین پتھر لیے ہین قفل زندان کے لیے

عشق بازی مین مجھے دو دل عطا کر یا خدا
ایک حسرت کے لیے ہو ایک ارمان کے لیے

کربلا کے شوق مین سطوت تڑپتا ہون کمال
دل ہی مضطر روضۂ شاہ شہیدان کے لیے

یہ ذکر ہو رہا تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے آتے
ہیں صاحبقران کو جا بجا تلاش کیا یہاں پتہ ملا آکر امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیکر
کہا ای آقاے نامدار اہل لشکر آپ کے لیئے تڑپ رہے ہیں میں تلاش کرتا ہوا یہاں پہونچا
امیر نے فرمایا خواجہ ایک مشکل درپیش ہی جو مانگو گے وہ ملیگا ملکہ سوسن تر زبان معشوقہ
تمکین تاجدار کو ایک ساحر لے گیا ہی اسکی تلاش کرو عمرو نے اسیوقت بانہاے عیاری
ذات پر لگاے تلاش میں ملکہ کی چلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان کو چھانتے ہوئے جاتے
ہیں معرکہ یہ گذرا کہ افریق جادو مالک کوہ افریقیہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اسکو خبر
ملی کہ ملکہ سوسن تر زبان کی شادی تمکین تاجدار کے ساتھ ہوگئی اسکو سنکر بڑا صدمہ ہوا
جھلا کر ایک ساحر سے کہا کہ جا کر سوسن تر زبان کو لے آؤ میں اس سے وصل حاصل
کرونگا شتاب جادو آیا ملکہ کو اٹھا لیگیا راہ میں جو جمال دیکھا خود عاشق ہوگیا ایک
پہاڑ پر آکر ملکہ کو ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم تمکو افریق جادو نے طلب کیا ہی میں نے
جو تمکو دیکھا دل سے عاشق ہوں مجھکو قبول کرو میں تمکو طلسم سے نکال لیچلونگا ملکہ نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای شتاب جادو کیوں دیوانہ ہوا ہی میری شادی تمکین سے
ہوچکی جو تقدیر میں تھا وہ ہوا صاحبقران زمان کہ بڑی بڑی شاہزادیاں انپر عاشق
ہیں مگر میں نے تمکین ہی کا خیال رکھا تیرا جہان چاہے لیچل تیرے بس میں ہوں
جو چاہے کر مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ اپنی جان دونگی تیرے کیا ہاتھ آئیگا آخر میں
پچتائیگا شتاب جادو سوچنے لگا کہ کیا کروں اگر افریق کے پاس لیجاؤنگا وہ قبضہ کریگا
لیکر اسکو نکل چلیوں کسی بادشاہ کی نوکری کرونگا جس بادشاہ کے پاس جاؤنگا وہ قدر کریگا
وہیں اس معشوقہ کو رکھونگا یہ سوچکر پھر لے اڑا گھڑی بھر کامل اڑا کیا جب بازوؤں
میں طاقت نہ رہی تو ایک صحرا میں اترا کہنے لگا ای سوسن ذرا منھ سے بولو اپنی زبان
شگفتہ سے کلام کرو ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی خاموش اپنے حال پر روتی ہی شتاب
نہیں کرتا ہی کہتا ہی میں اب تمکو غیر اقلیم میں لیے چلتا ہوں کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی
ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب وغریب پیدا ہوا آتے دیکھا کہ ایک ساحر ایک معشوقہ سے

کلام کر رہا ہی خیال ہین گذرا کہ اِس ساحر کو مارون اور اِس معشوقہ کو چھین لون قریب آکر للکارا کہ او بیحیا یہ معشوقہ حور مثال تیرے لایق ہی اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو مجھے حوالے کر دے تو صحرا کار اسنہ لے ششتاب نے کہا او کریہ منظر یہ معشوقہ کیا تیرے لایق ہی آپس ہین تکرار ہونے لگی اُس ساحر کا محال جادو نام تھا گور نکا لکر ششتاب پر مارا ششتاب نے گولہ کاٹا ملکہ دیکھکر ڈر رہی ہی کہتی ہی کہ دیکھون اب بیا تقدیر مجھکو دکھاتی ہی اور کیا صورت نظر آتی ہی محال جادو نے دو چار سحر کیے آخر کار دجھو یاسے نکالی خون اپنا لگا کر کھینچ ماری ششتاب نے ہرچند چاہا بچون مگر اُس کاروسے کب بچتا ہی سینے پہ پڑی کر توڑ کر پشت کو پار گذری جب ششتاب مرا تو محال قریب آیا کہا کہ اے جان جہان وا ای آرام دل عاشقان ہین نے تمھارے واسطے یہ کام کیا اب مجھکو قبول کرو ورنہ جبر کرونگا سحر کرونگا کہ تمھارا دل اُلٹ جاے اور ہمبر او وصل قبول کرو مین مثل اس بیحیا کے نہین ہون مجھکو سب طرح کا اختیار ہی ملکہ رونے لگی کہتی ہی کہ اے محال اگر جان لینا منظور ہی تو ایک کار د مجھے بھی مار دے مگر عصمت کا نام نہ لے جو مجھکو منظور تھا وہ ہو گیا اب صرف جان دینا ہی وہ تجھے اختیار ہی بے ساحر بے حیا مجھپر بدعت کر رہا تھا اُسکا انجام پایا اب تم عصمت بگاڑنے پر آمادہ ہو بیہودہ دگار حاکم و ناظم ہی شاید کوئی صورت پیدا کرے کہ وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی ہی

نظم

رو نماید آفتاب و ماہتاب پیش لمعان رُخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو بیشو و پیدا یہ عالم انقلاب
باد و آتش جلوۂ ذات تو اند مظہر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنی اندوہ دور می بری از دل تو رنج و اضطراب
حامی و ہمدم بہ خیر و شر توئی حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بار دیگر بر در دیگر نہ رفت شد بہ دربار تو ہر کس فیضیاب
نیکی حاصل از تو نیکو کار را بہر بد کاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو یا بہ تندی دم زند وقت خطاب

مانند مداح جناب کبریا		ہندی نادان بہ پیری و شباب

ملکہ دعائین مانگ رہی ہی لیکن محال جادو نے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنا رہا ہی کہتا ہی او ملکۂ عالم یہی سُنگھا دونگا مثل ہیرے مجھپر مائل ہو جاؤگی ملکہ بیقرار ہی خدا سے دعائین کر رہی ہی کہ ای رب دوسرا ای خالق یکتا اِس ظالم کی بدعت سے بچائے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی محال نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گویا پیر زمین گیر کمر مین خم ڈھول گلے مین پڑا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا تانین لگاتا ہوا چلا آتا ہی نظم

کہتی ہو باد صبا آکے یہ میخواروں سے — مژدہ موسم گل لاتی ہون گلزاروں سے
لاکھ پوچھے کوئی لیکن نہ کہوں عشق کا راز — ہون وہ دیوانہ کہ بہتر ہو نہین ہشیاروں سے
مین ضرور ابروِ خمدار کا بوسہ لونگا — گو مجھے آج وہ ٹکڑے کرے تلواروں سے
گل تر شاخ سے مرجھا کے چمن مین جو گرے — بلبلین جھک کے اُٹھانے لگین منقاروں سے
مجھکو خالق نے قناعت کی وہ دولت دی ہی — ہون غنی کام نہین ہی مجھے زرداروں سے
اقربا جتنے ہین رکھتے ہین یہ عقرب کا خواص — ہان کچھ امید بھلائی کی ہی تو یاروں سے
ناز کیون کرتے ہو معلوم ہوئی قیمت حسن — پوچھ آیا ہون مین یوسف کے خریداروں سے
جگر و دل تو ہین کیا جان تصدق کرتے — تم ذرا بھی جو وفا کرتے وفاداروں سے
ناحق ای برہمنو بت کو خدا کہتے ہو — مشکین محشر مین کسی جائینگی زناروں سے
تیری مسجد مین یہ کثرت نہین دیکھی واعظ — میکدہ روز بھرا رہتا ہی میخواروں سے
تندرستو نکا بھلا کا ہیکو پوچھوگے مزاج — ہو مسیحا تمھین مہلت نہین بیماروں سے
غل مچائین نہ گلستان مین عنادل اِتنا — نکل آئین نہ کلیجے کہین منقاروں سے
منفعل ہو کے جو روئے تو بجھی ساری آگ — سہر دیا نار جہنم ہو گنہگاروں سے
پانون پھیلا دیا اور کھینچ لیا سطوت ہاتھ — ہو نہین فانع مجھے مطلب نہین زرداروں سے

محال جادو نے جو اُس گوئیے کو دیکھا حیران ہو گیا کہ ایسا نحیف و ضعیف مگر کیا خوش آواز ہی آواز مین سوز و گداز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب اِدھر آؤ بڑے میان قریب آئے کہا گیتیان یہ عورت کون ہی اور کیون رو رہی ہی محال نے

کہا بڑے میان صاحب مین نے ایک جادوگر کو مار کر اِسکو لیا ہی یہ مجھکو نہین قبول کرتی
مین گلدستہ بنا رہا ہون کہ اِسکو سُنگھا دون یہ مجھپر عاشق ہوجائیگی بڈھے نے کہا یہ کام
ہمارا ہی کہ ناراض کو راضی کردین سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کردیا جو خواہان ہوا
اُسکے پاس پہونچا یا آپ ایسا جوان اور عورت نہ قبول کرے یہ بڑے بڑے ہاتھ
پانؤن اور کالی کالی صورت اِسپر کون نہ مائل ہوگا آپ ہٹ جائیے مین ابھی اِسکو
راضی کیے دیتا ہون محال جادو ہٹا خواجہ نے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی
کیا ہی ملکہ نے روکر کہا مجھکو سوسن نترزبان کہتے ہین اول مین مجھکو شتاب جادو
اُٹھا کر لایا تھا اِسنے اُسکو مار ڈالا زبردستی وصل کا خواہان ہی اور مین معشوقۂ تمکین
تاجدار ہون یقین ہی کہ صاحبقران زمان میرے واسطے کوشش کرین کسکی مجال ہی
کہ مجھپر دست انداز ہوسکے خواجہ نے اپنا نام بتایا کہا ای ملکۂ عالم اِس ساحر سے کہدو
کہ مین خود تجھپر مرتی ہون بڑے میان نے ٹھیک ٹھیک سمجھا دیا تیری بدعت سے
مجھکو اِنکار تھا اب تو راہ پر آیا تجھکو کیونکر نہ قبول کرونگی مین ابھی اِسکو مار لونگا ملکہ نے
کہا خواجہ یہ میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ نے کہا میرے کہنے پر تو تم اِسکا پاس
کرو مین ابھی اِسکو مارے لیتا ہون شاید صاحبقران سے ذکر ستا ہو مین عمرو ہون
تمھاری خاطر مین نکلا ہون اب کیا یہ بچ سکتا ہی ملکہ سر جُھکا کر خاموش ہوئین خواجہ نے
آواز دی کہ ای محال جادو عجب بیوقوف ہو وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی تمھاری
بدعت سے بیزار تھی لیکن شراب لاؤ نشے مین لطف ہوگا محال جادو یہ سنکر دوڑا
بھٹی سے شراب لایا کہا لو بڑے میان یہ شراب حاضر ہی مجھکو بھی پلانا عمرو نے کہا
تمکو نہ پلاؤنگا تو کسے پلاؤنگا عمرو نے جام بھر کر لبریز کیا چند اشعار پڑھکر پکار اُٹھے
یہ جام سوچو دہی اِسکا انجام بُرا ہی ای محال جادو اِسکو پی جاؤ تمکو یہ معلوم ہوگا کہ
صحبت خداوند مین بیٹھے ہو محال نے خوشی خوشی وہ جام لیا کہتا ہی اِس معشوقہ کو تو
پلاؤ عمرو نے کہا تم مشقت کروگے اِسوجہ سے پینا ضرور ہی دیکھتا ہون کہ آنکھون
مین سرور ہی محال جادو نے وہ جام لیکر پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہی میان گویے صاحب

اس شراب نے بڑا نشہ کیا حقیقت مین خداوند آئے ہین اور مجھے بلاتے ہین عمرو نے
کہا تم بھی بلا لو ذرا اُٹھکر استقبال کرو محال جادو گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے
کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا ہمہ بندہ جادوگران
وریش تراشندہ کافران میرا لقب ہے عمرو نے چاہا ملکہ کو ساتھ لون اور نکل چلون
مرنے کی محال کے جو آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من محال جادو بعد پہلو سے آواز
آئی کہ ارے تو کون ہے کہ محال کو مارا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی اُسنے
سحر کیا عمرو کے پانوئن زمین نے پکڑ لیے لاشہ جو محال کا دیکھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا کمال جادو اسکا نام ہے محال کا چھوٹا بھائی ہے کہنے لگا او ظالم تو نے
میرے بھائی کو مارا اب مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا
عمرو نے کہا کمال تمھارا نام ہے تم اپنے کمال مین یکتا ہو کچھ اپنا کمال دکھاؤ ورنہ ابھی
ہمارا کمال دیکھو ہمنو تمھارے کمال کے مشتاق ہین ابھی یہ بٹوا جو ہمارے گلے مین
پڑا ہے اسمین بہت سا مال رکھا ہے جسقدر چاہو مجھسے لے لو مگر مجھکو معاف کرو مین نے
تمھارے بھائی کو نہین مارا اس عورت نے تمھارے بھائی کو مارا ہے تم اسکو بھی
لیجاؤ جاکر عیش کرو ملکہ یہ سنکر رونے لگی عمرو نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو کمال قریب
عمرو کے آیا کہا یہ بٹوا مختصر ہے عمرو نے کہا میرے پانوئن رہا کرو دیکھیے پھر بٹوے کو ملاحظہ
کیجیے کمال نے عمرو کے پانوئن کھولے عمرو نے زنبیل کو کھولا کمال نے جھک کر دیکھا
تو ایک مجمع عظیم نظر آیا مال جابجا انبار ہے عمرو نے منڈھی نکالی اپنے اوپر اوڑھ لی اب
کمال نے دیکھا کہ وہ بڈھا اور عورت دونون ایک خیمے مین بیٹھے ہین کمال نے کہا
او بڈھے یہ خیمہ کہان سے لایا عمرو نے گالیان دینا شروع کین کمال بڑھا کہ ٹانگ
پکڑ کے کھینچ لون جیسے ہی طناب پر ہاتھ رکھا ڈھی مین لٹک گیا عمرو نے سوا نکالکر
پیشانی پر مارا اور نیچے آگ روشن کر دی بھیجا کمال کا نکلنے لگا تڑپنے لگا مگر خواجہ
کب مانتے ہین کہا میرا کمال دیکھا یہ کہکر ایک گرگا زنبیل سے نکالا گرگا جو گھبرا کر نکلا

عمرو کو دیکھکر کہا استاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا اسکی سوسبائی نکال لو کار خانے مین
اب نہین ہی اور اسکا علاج کرو اُس گرگنے نے تڑپا تڑپا کر کمال کو مارا عمرو نے گرگ
کو کہا زنبیل مین جاؤ گرگ کانپتا ہوا زنبیل مین گیا عمرو نے ڈاڑھی رکھی ملکہ کو ساتھ لیکر
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت مرکب پر
سوار اور پشت پر چند سوار پیدل شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اُسنے جو اس مہ جبین کو دیکھا
پکار کر کہا او بڈھے اس عورت کو کہان لیے جاتا ہی گھوڑا اُڑا کر قریب آیا عمرو نے
کہا مین اسے بیچتا ہون خرید لیجیے اقلیم تاجدار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار
کہا لو بڑے میان یہ کئی لاکھ روپے کا ہی ہمیشہ آباد رہو گے عمرو نے مالا لیکر زنبیل مین
رکھا ملکہ سوسن سے کہا لو بی بی خدا حافظ اب تم انکے ساتھ جاؤ سوسن رونے لگی
کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو مین انکے ساتھ نجاؤنگی عمرو نے خفیہ کہا بھلا مین تمہین جانے دونگا
تم اسکا ہاتھ پکڑ لو مین اسکو مارے لیتا ہون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا اقلیم تاجدار
خوش ہو گیا عمرو نے کہا ذرا کنارے چلیے اس عورت کے جو عیب و ہنر ہین وہ کہدون
کہ آپ آگاہ رہین یہ عورت بڑی بدمزاج ہی ہر وقت وصل اسکی خوشامد کرنا اقلیم تاجدار
کو کنارے لا کر جواب مار کر بیہوش کیا تاج وغیرہ اُسکا لیا اُسیکی شکل بنکر باہر نکلے اور
سوارون سے کہا جلد جاؤ ایک محافہ زرین لیکر آؤ مگر دیر نہ لگانا تم سبکو نہال کر دونگا
آج مین نے صحرا مین دولت لونہین پائی سوار گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے کہ جا کر
محافہ لائین عمرو ملکہ کو لیکر بیٹھا گا پھر سوچا کہ اسکو زنبیل مین رکھ لون ملکہ سے کہا
ذرا تم تو اس بٹوے کی سیر کرو ملکہ جھک کر بٹوے کی سیر کرنے لگی عمرو نے ملکہ کو
زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی ملکہ زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزین دوڑین کہ
اسکو ستائین عمرو نے آواز دی خبردار اسکو باعزاز و اکرام رکھنا یہ ہمارے
آقا کے سردار کی معشوقہ ہی کنیزون نے ہاتھون ہاتھ سوسن کو لاکر ایک تخت
مین بٹھایا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئین کہنے لگین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سوسن
حیران ہو کہ مین کہان پہونچ گئی خاموش بیٹھی ہی کسیکی بات کا جواب نہین دیتی

اور خواجہ جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین یہان صاحبقران نے جو تمکین کو
بہت بیقرار پایا فرمارہے ہین کہ اے تمکین نہ گھبراو خواجہ عمرو لیکر آتے ہونگے کہ
سامنے سے زنگ کی آواز بلند ہوئی تمکین بیقرار ہو کر دوڑا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
معشوقہ میری ملی عمرو نے کہا مین تو لایا مگر راہ مین مہاجنون نے چھین لیا کچھ روپیہ
دو تو مین اُسکو طلب کرون تمکین تاجدار نے اپنے خزانے کا پرچہ دیدیا خواجہ نے
زنبیل سے ملکہ کو نکالا عاشق و معشوق ایک جگہ ہوے صاحبقران نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا لوح نے خبر دی کہ قتل ملکہ حسینہ جادو ابھی باقی ہو امیر سب سے رخصت
ہوے صحرا مین آئے ہزارہا زاغ و زغن نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر نے لوح کو دیکھا
اُسمین نوشتہ پایا کہ بیچ مین زاغون کے جو زغن کلان ہو اُسکو تیر سے مار و تب یہ سب
غائب ہونگے امیر نے جیسے ہی کمان کاندھے سے اُتاری وہ زغن کلان چیخ مار کر
بلند ہوئی امیر نے تیر مارا اڑا ہے بائین جاتا تھا مگر قضا و قدر نے اُسکے سینے پر پہونچایا
زغن مر کر گری تمام زاغ جلنے لگے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مس زغن
جادو بود امیر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پہاڑ حائل ہو امیر نے لوح کو پہاڑ سے
مس کیا پہاڑ مین دروازہ ہوا ایک ساحر قوی ہیکل جوت کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ
او طلسم کشا مجھکو سوتے مین بیدار کیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا صاحبقران نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے دو جادوگر دیسے ہی بنکے
تیار ہوے تھوڑے عرصے مین کئی سو ساحر ایک وضع اور ایک قد و قامت کے بنکر
تیار ہوے کلھاڑے سب کے ہاتھ مین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ کنارے
پر جو ساحر کھڑا ہو جسکی پیشانی پر خال سفید ہو اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُس
سفیدی پر تیر مارو صاحبقران نے کمان کاندھے سے اُتاری اُس ساحر نے چاہا
تڑپکر نکلجاؤن امیر نے عکس لوح ڈالا وہ ساحر جہان کھڑا رہا تیر آکر خال پر پڑا کہ
اندھیرا ہو گیا سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے سب جلکر خاک ہوے آواز آئی
کشتی مرا نام مس کوہان جادو بود وہ کوہ کلان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کئی ہزار بندے

خدا کے پہاڑ مین قید تھے امیر نے آکر اُن سب کو رہا کیا رہا کر کے آگے بڑھے دیکھا وہی قلعہ ہی
جسمین ہین سابق مین آیا تھا مگر ہزارہا زنگی برجون مین کھڑے ہین امیر کو جو سب نے آتے
ہوے دیکھا قرناؤن کو دم دیا اندر سے قلعے کے فوج پیدا ہوئی حسینہ جادو تخت پر
سوار کئی لاکھ ساحر ساتھ لیکر قلعے سے باہر آئی امیر کو دیکھکر آواز دی ہان یارو اسکو مارلو
کل فوج نے امیر پر بلوہ کیا امیر لوح کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ نابینا
ہوگیا کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی الماس تاجدار و تمکین تاجدار و کوہ آہن رباے
خونخوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچے آکر شریک جنگ ہوے جب فوج ساحران کا
زیادہ بلوہ ہوتا ہی تو صاحبقران لوح کو گردش دیتے ہین ساحر عاجز ہوکر بھاگتے ہین مگر
الماس تاجدار پہاڑ پر صاحبقران کے چڑھا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی یکایک لڑتے
لڑتے کانپا گھوڑے سے گرا فوراً غائب ہوگیا تمکین تاجدار نے امیر کو خبر دی
کہ اے شہریار الماس غائب ہوا امیر نے لوح کو اٹھایا مگر وہ جنگ عظیم ہی کہ لوح بمشکل بھی
نہ دیکھ سکے ساحر مہلت نہین دیتے مگر صاحبقران لڑ بھڑ کر کنارے آئے لوح کو ملاحظہ
کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ پہلو پر گنبد سیاہ ہی گنبد جادو الماس تاجدار کو پکڑ لیگیا لوح
گنبد سے مس کرو ایک راستہ پیدا ہوگا امیر نے جاکر لوح کو گنبد سے مس کیا دروازہ
گنبد کا ظاہر ہوا دیکھا الماس تاجدار ایک ستون سے بندھا ہی بیقرار و اشکبار
دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز امیر کو پہونچا نظم

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح — خدا رساند جہان را بمنزل اصلاح
پے کشایش باب امید مخلوق است — بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
مطیع حکم خداوند مالک الملک است — ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بہ تن قوت و بجان آرام — رسد بہ فضل کمالش بہ روح فرحت و راح
خدا بہر دل تاریک میکند روشن — ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک — کند نہ شام ہویدا ظہور نور صباح
بہ شرق و غرب بگردد فلک بفرمانش — بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح

به بارگاه مقدس سران ملک کنند — ہمیشہ سجدۂ تسلیم و زاری و الحاح
خدا به آئنۂ سینہ روشنی بخشند — ہمیشہ حالت بد را خدا کند اصلاح
به ذکر اوست ہمہ خلق در جہان مشغول — زمانہ ہست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بکشتی مخلوق ناخدا باشند — درین جہان نہ باشد کسے دگر ملاح
به اوج معرفت حق رسید در یکدم — کشادہ ہر کہ میان ہوائے شوق جناح
جہاد بر سر میدان بہ نفس شیطان کرد — ز صبر و شکر و ریاضت بہ بست ہر کہ سلاح
چو ہست سایۂ درگاہ پاک بر ہندی — کشادہ دار بروباب قفل یا فتاح

امیر نے جو الماس تاجدار کی یہ کیفیت دیکھی بڑھکر لوح کو مس کیا الماس نے قید سے رہائی پائی جتنی دیر مین امیر باہر نکلے اُتنے عرصے مین حسینہ جادو نے سارے لشکر کو سحر مین پھنسا دیا امیر نے نکلکر دیکھا کہ کل لشکر مبتلاے سحر ہی صاحبقران نے آتے ہی عکس لوح کا ڈالا کل سرداروں کو عکس ڈالکر ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے تو پھر جنگ مین مصروف ہوے مگر صاحبقران لوح کو ملاحظہ فرما چکے ہین لوح مین نوشتہ پایا کہ جبتک حسینہ جادو نہ قتل ہوگی لشکر پر یہی آفت رہیگی حسینہ جادو بلاے روزگار ہی مگر لوح سے ہوشیار رہیگا عین گرمی جنگ مین صاحبقران نے کئی مرتبہ خواجہ کو پکارا مگر خواجہ کا پتہ نہ ملا آخر ناچار ہو کر صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا لوح کو ہاتھ مین لیا اِس خیال سے کہ لوح کو ملاحظہ کرون کہ ایک مقام پر دیکھا خواجہ شعلۂ آتش مین گھرے ہین کل اعضاے بدن جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی صاحبقران کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس غلام کو بچائیے صاحبقران نے بڑھکر لوح پھینکی فرمایا خواجہ لوح لو اِسکو جسم سے مس کرو خواجہ نے لوح کو رومال مین لپیٹا پکار کر آواز دی کہ ای صاحبقران دیکھیے لوح یون لیتے ہین منم حسینہ حسن ساز اب اُس گیسو بریدہ کو بھی گرفتار کرونگی جسکے عشق مین طلسم توڑا یہ کہکے بھاگی اُچک کر تخت پر سوار ہوئی اُسی صورت پر تھی جس صورت پر لڑنے آئی تھی نعرے کر رہی ہی یارو مین نے لوح طلسم

لے لی اب طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح میرے پاس موجود ہی یہ کہکے لوح ہتھیلی پر رکھی
کل لشکر کو دکھائی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ پہلو مین اسکے وزیر اعظم
عقبیل جادو جو کھڑا تھا اسنے حلقہ ہاے کمند مارے اور لوح ہاتھ سے حسینہ جادو کے
لے لی اور نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم — رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی — تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کر کے طرف امیر کے لوح پھینکی امیر نے جست کر کے لوح کو لیا لوح کو لیتے ہی
وہی جنگ و جدل تھی وہی ساحرون کی پریشانی لیکن خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند مار کر
بھاگے حسینہ جادو نے چاہا عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی حسینہ غل مچانے لگی
ارے ساربان زادہ سامنے سے غائب ہو گیا ارے صاحبو کس ہماہمی سے لوح کو مجھے
لیا مین نے ایسی تدبیر سے لوح لی تھی کہ جانتی تھی اب لوح مجھسے جدا نہ ہو گی اب جدھر امیر
حملہ کر کے جا پڑتے ہین مجمع ساحرون کے متفرق ہو جاتے ہین ہر طرف سے صدائین بلند
ہین کہ اے ملکۂ عالم ہم چلے جاتے ہین عکس لوح نے آگ لگا دی دیکھین کیونکر بچین مگر
صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے تخت کے پہونچے حسینہ نے دیکھا کہ طلسم کشا بہت
قریب آتا ہی تخت کو ہٹایا ساحرون سے کہا تخت کو بلند کرو تخت کو ساحر بلند کرنے لگے
امیر نے جو دیکھا کہ حسینہ جادو کا تخت بلند ہوتا جاتا ہی کمان طلسمی کاندھے سے اتاری تیر
بحر کمان مین پیوست کیا حسینہ جادو کو تاک کر تیر مارا حسینہ جادو نے تیر جلا دیا امیر نے
بوچھار کر دی آخر ایک تیر آنکھ پر آ کے پڑا کہ آنکھ حسینہ جادو کی نکل پڑی غل مچانے لگی
کہ اے طلسم کشا غضب کیا آنکھ میری بیکار ہو ئی ڈھیلا آنکھ کا لٹکا ہوا آنکھ سے خون
جاری تڑپ رہی ہی عمرو نے قریب آ کر کہا اے شہریار آپ کیون رک گئے تیر سینے پر
مارئیے حسینہ نے وہی خون آنکھ کا لشکر امیر پر پھینکا جسپر قطرہ پڑا وہ جلگیا امیر نے
اسکے جو کمان کیانی روش سے اتاری تین بھال کا تیر اُس مین پیوست کیا سینہ حسینہ
کا تاک کر مارا ہر چند حسینہ جادو نے چاہا بچون مگر وہ تیر قضا کئی ساحرونکے کلیجون کو برما کے

سینۂ حسینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذرا حسینہ جادوگار مرنا کہ سامنے جو کوہ حائل تھے وہ گر پڑے جب پہاڑ گرے مقناطیس وغیرہ پہاڑ کے اِسپار انتظار مین تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر آئے آکر شریک جنگ ہوے ساحرون نے چادر ہلائی امیر نے امان دی کہ ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آئے کنجیان لاکر صاحبقران کے سامنے پیش کین کہا یہ کنجیان خزانے کی حاضر ہین امیر نے آکے کوٹھے خزانے کے کھلوائے مال بیحساب نکلا مقناطیس جنی بھی آکر ملار نقاے روئین تن نے آکر امیر کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی مبارک ہو کہ حضور نے طلسم فتح کیا مگر غلام کی آرزو نہ پوری ہوئی صاحبقران نے مقناطیس سے اقرار کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمھاری دختر سے عقد کرینگے اور اخفاے روئین تن کی معشوقہ دلوادی عقد شرعی ہو گیا خزانہ لدوا کر اول صاحبقران اُس مقام پر آئے جہان لشکر ظفر اثر ہو لندھور وغیرہ نے دیکھا کہ صاحبقران بڑی شان و شوکت سے آئے سینے آکر استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا ای داراے ہند لشکر تیار کرو کہ ہمکو قصر ہشت پہل پر جانا ہی لندھور و مالک نے اُسیوقت لشکر مین حکم پکروا دیا کہ کل صاحبقران کا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ ہی تمام لشکر تیار رہو اکل فوج امیر کے ساتھ بارہ لاکھ ہو افسران نامی و تاجداران گرامی تختون پر سوار دیو اپنے چیخین مارتے ہوے زنجیرین ہلاتے ہوے صاحبقران کے ساتھ ہوے امیر نے اِس شان و شوکت سے طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم کشا نور الدہر بن بدیع الزمان کے ذکر کرتا ہون - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ پھر رنگ پر آگئی داستان

گلابی اُٹھا ساقی سیمبر
کہ عاشق کے دل کی ہی تجھکو خبر

شراب مضامین کا بھویا رہا
ترے ہجر مین یہ ستم بھی سہا

ہر اک وقت عاشق کو یہ دھیان ہی / کہ میخانے مین آج سامان ہی
چلین رند میخوار با صد خوشی / کہ پیر مغان کو نہ ہو سرکشی
ہر اک مغبچے کو تو خواہش ہوئی / مگر دختر رز کو کاہش ہوئی
کہ رندون کا مجمع نہ ہو دہر مین / پھرین اسطرح سے نہ وہ شہر مین
اُٹھا ساقی بیخبر لاجواب / رُخ صاف سے جلد اپنے نقاب
وہ ضو تھی کہ میخانہ روشن ہوا / وہ گرمی کہ ہر ذرہ گلخن ہوا
اُٹھے مے پرستان فرخندہ خو / کہ کرتے ہین بیہوش کی آبرو
دکھا وصف تحریر اے خوشمقال / کہ ساقی کو ہو شوق مین انفعال
لکھو داستان مرصع قمر ۞ / کہ محظوظ ہون ناظرین سربسر

چہرہ سیاحان دشت پرہول اور ساحران سامری قول اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج ودانائے شیرین زبان ۞ چنین ہنگارد زکلک بیان ۞ سابق مین عرض کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد و ابرش طلسمی کو لیکر دشت لالہ زار مین پہونچے جسوقت سے پھول گلے مین پڑا ہی اسطرح کی خوشبو آتی ہی کہ تمام جسم مشک وعنبر کا معلوم ہوتا ہی جسطرف سے گذرتے ہین راستہ معطر ومعنبر ہو جاتا ہی بوے جسم اقدس جو پھیلی اُس دشت لالہ زار مین ایک قصر دکھائی دیا دروازہ قصر کا کھلا چند کنیزون نے کرسی بچھائی نور الدہر زیر قصر پہونچے کہ ایک نازنین آکے کُرسی پہ بیٹھ گئی زلفین چہرے پر آراستہ معلوم ہوتا ہی کہ ناگنیان پڑی مُن کو ڈس رہی ہین عارض النورین ضو ہی کہ صاف ثابت ہوتا ہی کہ چاند کے دو ٹکڑے دونون طرف نصب ہین بقول میر حسن مرحوم اشعار جہان راستی چاہیے راستی ۞ کجی جس جگہ چاہیے وان کجی ۞ تبسم حیا ناز شوخی غرور ۞ ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور ۞ نور الدہر نے جو جمال جہان آرا اُس نازنین کا دیکھا بے اختیار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اور کئی سو جوان کہ زیر قصر جمع تھے ہو حق کرنے لگے کوئی چیختا ہی کوئی کہتا ہی فقیر ہو کر بیٹھون کوئی گریبان کو

چاک کر کے سر ٹکرانے لگا کوئی سر جیب ان بیقرار ہو رہے ہین بعض اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

آج وہ حمام جاتے ہین نہانے کے لیے
ہم چلین زیر قدم آنکھین بچھانے کے لیے

او سنگ دلدار آنا ہو اگر تو جلد آ
ڈریان میری ہما آیا ہو کھانے کے لیے

چونکہ او غافل نہین دنیا ہو رہنے کا مقام
خوش یہان بیٹھا ہو کیا آیا ہو جانے کے لیے

بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر
آئے ہین وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے

اس سرائے دہر سے ملک عدم کا قصد ہو
ہم کمر باندھے ہوئے بیٹھے ہین جانے کے لیے

آج مہندی ملکے اپنے ہاتھ پانون مین وہ شوخ
مستعد بیٹھا ہو میرا خون بہانے کے لیے

میری تربت پر نہین کچھ حاجت شمع و چراغ
دوست آپنے اپنے آئے دل جلانے کے لیے

کام آئیگی نہ کر برباد او ناوک فگن
خاک میری رہنے دے تودہ بنانے کے لیے

اس زبان سے شکر خالق کیا ہو اے سطوت بھلا
نعمتین دنیا کی ہین موجود کھانے کے لیے

ان عاشقون نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر کو بھی اُس نازنین پر توجہ ہوئی اُس مہ جبین نے اشارہ کیا کہ بالاے قصر آیئے نور الدہر سیڑھیان طی کر کے چلے مگر جیسے ہی دو سیڑھیان طی کین کہ پہلو سے آواز آئی کہ او اجل گرفتہ کہان آتا ہو خبردار یہان نہ آنا ان عاشق تنون کو منع کر دو کہ بالاے قصر نہ آئین نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغ برہنہ کھینچے ہوے اِسقدر جلدی مین آیا کہ نور الدہر کی پلک جھپک گئی اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے پھول کو جنبش دی وہ زنگی چیخ مار کر بھاگا وہ زن قصر مین مخفی ہوا نور الدہر حیران تھے کہ الہٰی وہ زن اسمین یہ زنگی کیونکر داخل ہوا اِس حیرانی مین لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا کیون حیران ہو یہ مقدمۂ طلسم ہو یہ مقام سکان بلند پروازہ ہو ایسے ایسے شعبدے بہت دیکھو گے گل مراد کو سونگھو دیکھو کیسی خوشبو آتی ہو جیسے ہی نور الدہر نے پھول کو سونگھا وہ بوے بد آئی کہ دماغ اُلٹ گیا نور الدہر حیران ہوے کہ بوے بد کا کیا باعث یا تو وہ خوشبو تھی کہ راستے مہکتے تھے

یا بہ بوسے بدکہ غرفے سے اُس نازنین نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا اِس
پھول کو پھینکدو مرجھا گیا نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ پھینک دون لوح طلسمی یاد
آئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کردو وہی خوشبو
پاؤ گے نورالدہر نے جو لوح کو دیکھا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی ای شہریار لوح
کو ملاحظہ کیا اب تسکین ہوئی اتنتو تشریف لائیے اسم حاشیہ لوح پڑھیے آپنے مجھکو کیا
دشمن جانا ہی مین آپ کی مشتاق تھی خبر مین رو رہا تی تھی حیران تھی کہ اِس مرحلے پر
کب توجہ فرمائین گے نورالدہر حیران حیران اُسکی صورت دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا
کہتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ای شہریار لوح طلسمی مجھے دیجیے لوح مین دیکھ لیجیے یقین ہی
کہ لوح بھی خبر دے کہ لوح اِسکو دیدو یہ تو آپکو ثابت ہوگا کہ یہ مرحلۂ سکان بلند پرواز ہی
شعبدے کا یہان آغاز ہی نورالدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اِسکو دیدو
دیکھو کیا انجام ہوتا ہی وہ نازنین غرفے سے باہر نکل آئی ہاتھ بڑھایا نورالدہر لوح
اُتار کر دینے لگے جیسے ہی عکس لوح پڑا ایک شعلہ چمکا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک
زنگن نحیف وضعیف جھریان گالون پر پڑی ہوئین ہاتھ بڑھائے کھڑی ہی لیکن
رو رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آپ نے میرا کمال کھویا پھول نے جو خوشبو دی تو میرا
رنگ تبدیل ہوا لوح مین بھی تاثیر ہی مٹانے کی ہمارے اب تدبیر ہی نورالدہر نے
ہاتھ روک لیا اُسنے بھی ہاتھ نہ بڑھایا دامن نورالدہر کا تھام لیا کہا بالاے قصر
آئیے اگر میری یہ صورت ہوئی تو دختر میری حسینان عالم سے ہی کہ تمام اہل طلسم اُسپر
جان دیتے ہین نورالدہر ساتھ اُسکے چلے سیڑھیان طی کر کے جب بالاے قصر آئے تو
دیکھا مسند پر ایک زن حسین بیٹھی ہی نورالدہر کو دیکھکر اُٹھی ہنسکر کہا آپ نصیب دشمنان
مادر مہربان نے چاہا تھا کہ اپنے دام مین آپکو لین مگر جو اصلیت تھی وہ ظاہر ہو گئی
ای شہریار آپ کو بڑی تکلیفین پڑینگی یہ مرحلے بہت سخت ہین مین آپ کو صحبت مین
بادشاہ طلسم کی پہلوان پہلو مین لے چلکے بٹھاؤن پھر آپ کو اختیار ہی جسطرح چاہیے
قتل کیجیے اول تو نورالدہر اُسکے جمال بے مثال پر مائل ہوے اور کہنا اُسکا خیال

مین آیا کہ ای نور الدید حقیقت مین سالہا سال گذرے عجائب و غرائب سے پریشان کر رکھا ہی اسکے ساتھ چلو بادشاہ طلسم کو دیکھو کہ انجام اِس طلسم کا کیا ہی فرمایا کہ ای مہ جبین اول مجھکو صحبت بادشاہ طلسم مین لیچل مین اُسے قتل کرلون تب میری تیری محبت ہو جو تو کہیگی وہ قبول کرونگا وہ نازنین ہنس ہنس کہتی جاتی ہی اُس قصر سے نکلکر دوسرے قصر کے قریب جو آئی آواز سُنی کہ کئی نازنینان مہ جبین بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین اُس نازنین نے پلٹ کر کہا دیکھیے صحبت بادشاہ طلسم مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی معلوم ہوتا ہی اُنکو حال معلوم ہو گیا کہ طلسم کشا آتے ہین صحبت کو جما یا گلزار خوش آواز گا رہی ہی

نظم

در بدر مجھکو پھراتی ہی محبت تیری
آرزو ہی نظر آئے کہین صورت تیری

کیا کہون حد سے سوا ہو گئی فرقت تیری
خواب مین بھی نظر آتی نہین صورت تیری

گر جگہ مجھسے گنہگار کو دی جنت مین
ہی عنایت تری بخشش تری رحمت تیری

سامنے تجھکو شب و روز بٹھا کر ای یار
دل مین آتا ہی کہ دیکھا کرون صورت تیری

عمر بھر بھول کے بھی گل کو نہ وہ یاد کرے
دیکھ لے بلبل شیدا جو نزاکت تیری

ظلم تو لاکھ اگر مجھ پہ کرے گا ظالم
نہ زبان سے کبھی نکلے گی شکایت تیری

بوسہ اِک مانگا جو مین نے تو دیے دو تو نے
بڑھ کے حاتم سے جہان مین ہی سخاوت تیری

کیا خطا تھی مری جو آنکھ پھرائی تو نے
دیکھ لی دیکھ لی ای یار مروت تیری

توبہ اِس منھ سے بھلا شکوہ کا کرنا کیسا
نہ سُنی اور کسی سے بھی شکایت تیری

قتل کیا تجھکو کرون مجھسے کہا قاتل نے
رحم آتا ہی مجھے دیکھ کے صورت تیری

عالم نزع مین عاشق سے اجل کہتی ہی
حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت تیری

ہڈیان بعد فنا میری ہما نے کھائین
رہگئی ای سگ دلدار ضیافت تیری

جاکے دوزخ مین نکل آؤنگا مین بہشت
میرے معبود بچا لیگی جو رحمت تیری

ظلم ایجاد ہوا کرتے ہین عاشق کے لیے
ستم و جور پہ مائل ہی طبیعت تیری

دیکھتا ہون مین جدھر تو ہی نظر آتا ہی
بس گئی جب سے مرے دل مین محبت تیری

تو اگر غیرت لیلی ہی تو مین ہون مجنون | میرے باعث سے جہان مین ہوئی شہرت تیری
عمر بھر جان حفاظت مین رکھی تھی یارب | ملک الموت کو سونپی ہی امانت تیری
تھا غضب صبح شب وصل گجر کا بجنا | جھلملانا وہ چراغون کا وہ رخصت تیری
دور ساغر مین کوئی جام جو مجھکو نہ ملا | ہنس کے ساقی نے کہا گردش قسمت تیری
یار کہتا ہی گلے میرے لپٹ کر سطوت | ابتو باقی نہین کچھ مجھ سے شکایت تیری

نور الدہر نے جب یہ صدا سنی مبہوت ہوکر آگے بڑھے اُس نازنین نے عرض کی کہ
جلد تشریف لائیے بادشاہ طلسم آپ کی مشتاق ہی بعد ملاقات جو مناسب ہو وہ کیجیے
نور الدہر نے پردہ اُٹھایا قصر کو دیکھا مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی جھاڑ کنول
مردنگیان کس لطف سے آراستہ ہین شمع ہاے مومی و کافوری دوشاخے کنول کے
مثل دست دعا بلند ہین اور بیچ مین تخت زمردین ہی اُسپر ایک پریزاد تاج شہریاری
بر سر و چارقب شہنشاہی در بر بہ صد شوکت و حشمت جلوہ فرما ہی اور گرد صدہا نازنینان
مہ جبین ایک ایک شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ ناز و کرشمے مین مصروف ہین وہ نازنین
جو نور الدہر کو ساتھ لیکر آئی ہی پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ طلسم لقراط ثانی اب
طلسم کشا سو جود ہین مین نے یہانتک پہونچا دیا اب آپ کو جو منظور ہو وہ کیجیے
ایسے ہوشیار رہین کہ دم بدم لوح ملاحظہ فرماتے ہین وہ نازنین تخت نشین ہاتھ اُٹھا کر
بڑھی تخت سے اُٹھکر آواز دی کہ تشریف لائیے مین آپ کے جمال جہان آرا کی مشتاق
تھی مگر پھول اور لوح مجھکو دیجیے خداوند نے طلب فرمایا ہی نور الدہر نے لوح پر ہاتھ
ڈالا پھول کو بغل سے نکالا چاہا کہ اُس نازنین کو دیدون کل نازنینان مہ جبین
مبارک مبارک کہہ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی ملکہ ہماے مرصع پوش نے سر نکالا
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار یہ آپ کیا ستم کرتے ہین یہ مکارہ بادشاہ طلسم نہین ہی
سکان بلند پرواز اسی کا نام ہی پھول پھینک مار یے جیسے ہی ہما نے یہ کہا وہ
نازنین تخت نشین قہقہہ مار کر ہنسی ایک سناٹا ہوا قصر مین جنبش ہوئی وہ جو
نازنین نور الدہر کے ساتھ آئی تھی اُسنے دستک دی نور الدہر کی آنکھون کے

نیچے اندھیرا آگیا آنکھیں بند کرلیں مگر پھول کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہیں لوح واپنے ہاتھ میں
اب جو آنکھیں کھولکر دیکھا نہ وہ جلسہ تھا نہ وہ نازنینان مہ جبین تھیں اپنے کو ایک صحرائے
سبزہ زار میں پایا دیکھا نواح دلکشا سبزۂ خوابیدہ بیدار ہی ہر سمت طائروں کی پکار ہی
بلبلیں چہچہہ زن ہیں نورالدہر حیران ہوے کہ یہ کیا مقام ہی یا تو اُس جلسۂ پاک دیکھتے
میں تھے یا اِس صحرائے سبزہ زار میں پہونچے مگر اُس نازنین کی یاد ہو فرماتے ہیں کیا
ستم ہوا کہ وہ ظالم آنکھوں سے نہاں ہوگئی اِس خیال میں کھڑے تھے کہ ایک طرف سے
وہی نازنین دلفریب آئی آکر ہنسی پکار کر کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا ایسے جلسے کو
مٹایا نورالدہر نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا دل میں دھڑکن پیدا ہوئی لوح کو
ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا اگر یہ نازنین قریب آئے تو گل مراد اِسپر پھینک
مار وسکان بلند پرواز کی وزیرزادی ہی مگر وہ نازنین منتیں کرتی ہوئی آتی ہی کہ ای
شہریار مجھکو قریب آنے دیجیے جب میں قریب پہونچ لونگی تو کچھ عرض کرونگی جیسے ہی
وہ قریب آئی نورالدہر نے پھول پھینک مارا جیسے ہی پھول اُسپر پڑا جلنے لگی
تھوڑی دیر میں جلکر خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان بلند پرواز بود
مار کر اُسکو لوح ملاحظہ کی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سوار این عجائبات بعد قتل
ارکان خیال کرکے دیکھو کہ اسی درخت پر ایک طائر سبز رنگ بیٹھا زمزمہ سرائی
کر رہا ہی اُسکو تیر سے مارو جب وہ مارا جاے تو اُسکا شکم چاک کرو دل اُسکا نکال کر
اپنے پاس رکھو بروقت قتل سکان کام آئیگا نورالدہر نے یہ تدبیر کی تو اُس طائر
کو مارا جب وہ نخل سے گرا تو اُسکا شکم چاک کرکے دل نکال لیا بموجب ہدایت لوح
ایک جانب چلے دیکھا لشکر اپنا سامنے اُترا ہی سرداروں نے آکر استقبال کیا اور
نورالدہر نے نجم کاہن سے سب عجائبات بیان کیے نجم نے کہا حضور نے بڑی کمی
کی جیسے ہی وہ نازنین تخت سے اُٹھی تھی آپ نے پھول پھینک مارا ہوتا اب جل
پڑ گیا سکان نے اور مضبوطیاں کرلیں نورالدہر یہ باتیں کر رہے تھے کہ شبرنگ
دوڑا ہوا آیا بعد دعا کے عرض کی ایک پہلوان زبردست ایک لشکر گران لیکر آیا ہی

کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی حضور کا نام لیکر پکار رہا ہو نور الدہر نکلکر ابرش پر سوار ہو کر
سامنے اُس پہلوان کے آئے اُس پہلوان نے کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم
کیے جب تیر بیکار گئے تو اُس پہلوان نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نور الدہر نے جھٹکا دیکر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ
تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر کا ٹھگا ٹھکر جیسے ہی تلوار چپکائی نور الدہر
پہلوان سامنے سے بھاگا فوج اُس پہلوان کی نور الدہر پر ٹوٹ پڑی نور الدہر نے
نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے سرداران نور الدہر آکر شریک ہوے نور الدہر نے
اُس پہلوان کا پیچھا کیا سرداران نور الدہر نے فوج کو شکست دی وہ پہلوان
بھاگ کر قریب ایک چشمے کے پہونچا گینڈے سے کود کر چشمے مین پھاند پڑا جیسے ہی
وہ پہلوان چشمے مین پھاندا پانی اُس چشمے کا جوش مارنے لگا نور الدہر نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اپنے کو اِس چشمے مین گرا دو نور الدہر ابرش سے اُتر کر چشمے
مین پھاند پڑے غلطان پیچان چلے پانوٗن زمین پر جو قایم ہوے دیکھا وہی پہلوان
ایک زنگن سے معروف عیش و نشاط ہو نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا آواز دی کر
او بیحیا یہ کیا حرکت ہو کیون شامتین آئی ہین اُس پہلوان نے کہا میرا یہی کام ہو مگر
نور الدہر نے لوح کو ملاحظ کیا نوشتہ پایا کہ دونون کو قتل کرو نور الدہر تلوار کھینچکر
بڑھے اُس پہلوان نے چاہا بھاگ جاؤن نور الدہر نے پھول پھینک مارا زنگن
کے سینے پر پڑا اُسکو پسینہ آگیا جلنے لگی یہ پہلوان اُس سے لپٹ گیا دونون جلکر
خاک ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے جو دیکھا سامنے باغ کا
دروازہ ہو چند زنگی دروازے پر باغ کے کھڑے ہین نور الدہر نے جو اُن زنگیون کو
دیکھا لوح پر نگاہ ڈالی تسکین طبیعت کر کے آگے بڑھے وہ زنگی نور الدہر کو دیکھکر
بھاگے نور الدہر باغ مین داخل ہوے ہزارہا طائر طلسم کشا کو دیکھکر زمزمہ سرائی
کرنے لگے کنج باغ سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین اُن سب کی ایک افسر جو
سب کے آگے تھی اُسنے مسکرا کر اشارہ کیا ساتھ والیون سے پلٹ کر کہا صاحبو جاتی

ہو کہ مین نے اِس شخص کے واسطے کیا کیا جفائین اٹھائین اور یہ ظالم بہ نگاہ دشمنی مجھکو بغور دیکھتا ہی اور میری یہ کیفیت ہی

نظم

نہین ہون مجھسے دل اسکا پھرا ہی / نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
یہ تیرا چھیڑنا اے گل بنا ہی / مرے رونے پہ بیٹھا ہنس رہا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کر / نہین معلوم کس کسکی قضا ہی
رخ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے / چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
بڑھے کیونکر نہ میرے دل کی الجھن / اسیر حلقۂ زلف دوتا ہی
پسند آئی ہی کسکی جامہ زیبی / کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
تم اپنے حسن پر ناحق ہو نازان / سدا جوبن کسیکا بھی رہا ہی
نہ اِتنا غل مچاؤ عندلیبو / مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی
نہ اُس زلف پریشان پر ہو مائل / ارے دل کیون تجھے سودا ہوا ہی
جو یکتائی کا دعوی ہی برہمن / معاذ اللہ ترا بت کیا خدا ہی
زمانے مین ہی ارمان ہر مرض کا / مگر اِک دردِ فرقت لادوا ہی
جو ہی انکو مسیحائی کا دعوی / اِدھر آئین مرا مردہ پڑا ہی
وفا کرتا نہین بھولے سے ظالم / ارے تو انتہا کا بے وفا ہی
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت / مرا حامی علیؑ مرتضیٰ ہی

اُس نازنین نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ نور الدہر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام لیا اُس نازنین نے پلٹ کر ساتھ والیون سے اِشارہ کیا ابسے بارگاہ اِستادہ کرو ایک خیمہ اِستادہ ہوا نور الدہر اُس خیمے مین آئے جب مسند پر آکر بیٹھے پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے للکارا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان طلسم کشا کو لاکر تو نے یہان بٹھایا ہی تجھکو کچھ خداوند کا خوف نہین یہ کہکے جھپٹ کر چاہا کہ اُس نازنین پر ہاتھ مارون نور الدہر نے سینہ سپر کر دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغ طلسمی کھینچا اُسکی تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے

اُس نازنینے پہ نے نور الدہر کا دامن تھام لیا کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا کہ میرے
شوہر کو مارا اب مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ اپنی کنیزون مین مجھکو منسوب
کیجیے نور الدہر نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین کہ ایسی عورت کو اپنے قبضے مین کرین سب
کنیزین سمجھانے لگین کہ اے شہریار اسکا کہین ٹھکانا نہین شوہر اسکا مارا گیا اب یہ
کہان جائے نور الدہر سمجھا رہے ہین کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم تمکو کوئی عہدۂ جلیل
دیا جائیگا نہ گھبراؤ کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار جس پہلوان
کو آپ نے مار ڈالا اُسکا بھائی بہ دعوی خونخواہی برابر آیا ہے نور الدہر تلوار
پکڑ کر باہر نکلے دیکھا ایک پہلوان گینڈے سے اُترا روتا ہوا سامنے نور الدہر
کے آیا کہا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین انصاف فرمائیے کہ آپ نے میرے بھائی کو
مارا اُسنے کیا خطا کی تھی نور الدہر نے کہا اُسنے ارادہ عورت کے قتل کا کیا تھا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُس پہلوان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا نور الدہر پر
مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا
مارا وہ پہلوان زخمی ہو کر بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا وہ نازنین غل مچاتی تھی کہ اے
شہریار اسکے تعاقب مین نہ جائیے مگر نور الدہر نے نہ قبول کیا کہ نوح نے خبر دی
تھی تھوڑی دور پر جا کر اُس پہلوان نے غل مچایا کہ یارو مجھکو طلسم کشا کے ہاتھ
سے بچاؤ کئی ہزار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے نور الدہر کو گھیر لیا مگر
نور الدہر نے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتے بھڑتے قریب اُس پہلوان
کے پہونچے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ زخمی ہو مگر دل مضبوط کر کے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پہ روکا روک کر ہاتھ مار دیا
تڑپ کر جو تلوار گری اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے خون نکلا جسپر
قطرہ پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے سے عرصے مین جلکر خاک ہوا اُس پہلوان کا مارے جانا
کہ سب ساتھ والے جلگئے بعد چند ساعت کے یہ دیکھا کہ صدہا دوکاندار آنے لگے
دوکانین اپنی اپنی آراستہ کرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین سارا اسامان میلے کا جم گیا

تماشے ہونے لگے ایک طرف دو کانین بھٹنگیرنون کی کپڑے زرد و سرخ پہنے زیور سے آراستہ اپنے اپنے تختون پرجمی ہوئی بیٹھی ہین ایک تپائی پر چلمین وچند حقے مداریے رکھے ہوے ساقنون کی گوری گوری صورتین جوڑے ترچھے بندھے ہوے جوانان شوقین سے ہنس رہی ہین کوئی پکارتا ہی کہ بی ساقن صاحب ہم بھی تمھارے دم سے آئے ہین کشمیر کی خراب نہ پلانا امید وار ہین پیڑ و پر سے کوئی ٹرہ سالجھان کا اپنے ہوے سے نکالکر پلاؤ اسی کے مشتاق ہین ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے کہا پیاری ذرا منھ تو لگا دو ساقن نے دم لگایا دوسرا جوان پکار اٹھا کہ بی ساقن ہمکو دم ہی دم مین رکھو گی ہمتو تمھارے پرانے خریدار ہین ہمکو بھی ایک دم لگانے دو ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے خوش ہوکر حقہ لیا اور پکار اٹھے

نظم

نہ زاہد کے دم مین کھینچ دم چرس کا رندون مین	پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردے و زندے مین
نہ آ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی	بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی درگاہ ہی

میلے مین عجب ہنگامہ ہی ایک جانب دوکانین تنبولنون کی لباس سرخ اور سبز پہنے ہوے تماشہ بین بھی آڑے ترچھے دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوے تنبولنون سے سرخ رو ہو رہے ہین پان کھا رہے ہین تنبولنون کا رنگ شباب دیکھ رہے ہین داہنی بائین جانب کھلونے والے اپنی صناعی دکھا رہے ہین ایک سمت کھنڈ ہو رہے ہین دوسری جانب کبڈ ہو رہے ہین کسی مقام پر مداری تماشہ دکھا رہے ہین جا بجا ناچ ہو رہے ہین کہین پر کہار مرک جھانج بجا رہے ہین میلے مین گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار گجرے ہاتھون پر پڑے ہوے کثرت جاؤ سے جابجا لوگ اڑے ہوے شانے سے شانہ چھلتا ہوا ہر شخص ٹہلتا ہوا کسی طرف ہنڈولے اپنی جھون چرا کر رہے ہین نورالدہر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے کہ تھوڑی دیر مین اتنا بڑا میلہ کیونکر آراستہ ہوا کہ دیکھا چند تبردار آکے موجود ہوے صحرا کے نخل کاٹنے لگے تھوڑے عرصے مین نخل کاٹ کر لکڑیون کا انبار لگایا ال اسپر چھڑک دی تیل ڈالا آگ روشن کی کہ ایک طرف سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا چند مزدور تخت اٹھائے اسپر ایک

نازنین ایک مرد کا جنازہ زانو پر رکھے ہوے ست ست پکارتی ہوئی آتی ہی نورالدہر نے
جو اُس نازنین کو دیکھا تو بہت ناگوار ہوا چاہا کہ بڑھکر منع کرین مگر تخت کے ساتھ کئی ہزار
جوان تلوارین کھینچے ہوے اہتمام کر رہے ہین کہ کوئی قریب نہ آنے پائے نورالدہر
نے دور سے منع کیا مگر وہ لوگ تخت کو قریب آگ کے لائے وہ نازنین لاش کو لیکر آگ
پر چڑھ گئی لاش سے لپٹی ہوئی جل رہی ہی اور پکار رہی ہی کہ یارو آگاہ رہو مین نے
اپنے شوہر کے ساتھ جان دی مگر زنہار اختتام ہی طلسم کشا نے میری ثابت قدمی کو
دیکھا اب مین تم سب صاحبون سے رخصت ہوتی ہون طلسم کشا کو سب طرح کا اختیار
ہی یہ کہکر جل جلکر خاک ہوئی جو لوگ ساتھ تھے اُنھون نے خاک کو اُسکی سمیٹا اُسی مقام
پر ایک گنبد بنایا خاک کو گنبد مین رکھدیا سب پوجہ پاٹ کرنے لگے غل مچا رہے ہین
کوئی کہتا ہی کہ بی ستی صاحب میرے یہان اولاد نہین ہوتی کوئی پکارتا ہی ستی صاحب
ہماری آرزو پوری کیجیے ہم بیکار ہین گنبد سے آواز آتی ہی تمھاری کسی کی آرزو
پوری ہوگی ساحرون کا وقت اختتام ہی نورالدہر حیران یہ عجائب وغرائب
دیکھ رہے ہین کہ یہ کون لوگ ہین جو عورت کہ اپنے شوہر کے عشق مین جل گئی ہی
اُسکو مقام پوجہ بنایا ہی کہ ایک شخص نے سامنے آکر کہا اے جوان تو دعا نہین مانگتا ہی
نورالدہر نے کہا ہم ایسے افعال پر لعنت کرتے ہین ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین
ہی اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے مرنا تھا اُسکا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین ہوحق کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کشتی مرا نام ہمن طومار جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے نورالدہر نے
دیکھا کہ نہ وہ میلہ ہی اور نہ وہ دوکاندار نہ وہ مٹھ ستی کا حیران ہوگئے کہ اے نورالدہر
یہ کیا سحر کہ ہو دیکھیے سکان نے کیا کیا شعبدے دکھائے اِس فکر مین تھے کہ رات
ہوگئی نورالدہر نے اُسی نخل کے نیچے آرام کیا سکان اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ
چند طائر آکر چہکنے لگے سکان نے ہنسکر کہا کہ مین سمجھی صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ
طلسم کشا زیر نخل سو گیا ہی اُسکو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا سکان خود

اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ کیا میں تم لوگوں کے بھروسے پر ہوں پر پروانہ پیدا
کر کے چلی اُس صحرا مین آکر اُتری قریب پہونچی دیکھا کہ نور الدہر غافل سو رہے ہین
سکان قریب آئی اول اُسنے لوح آتاری گل مراد لیا تیغۂ طلسم اُٹھا لیا لوح محفوظ بھی
گلے سے لی جب یہ سب چیزین لے لین تو للکاری کہ او خفتہ بخت بیدار ہو کہ وقت تیری
قضا کا قریب آیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی اس زور سے آواز دی کہ تمام صحرا ہلگیا
نور الدہر بیدار ہوے دیکھا سکان بلند پروانہ پر کھڑی ہو چاہا قبضے پر ہاتھ
ڈالون تلوار نہ پائی لوح کو ٹٹولا وہ بھی نہ ملی گل مراد کے خواہان ہوے اُسکو بھی
نہ پایا جب لوگ گھیر کر اُٹھنے لگے سکان نے سحر کیا اور پنجہ کمر مین ڈالکر لے اُڑی قصر مین
لیکر آئی کئی سو ساحر بارگاہ مین جمع تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ طلسم کشا کے
پاس تحفہ جات کا اجماع ہی دیکھیے ملکہ زندہ بچین یا مرنے کی خبر پائین کہ سکان آکے
پہونچی سامنے نور الدہر کو ڈالدیا ہاتھ پانوٗن بیکار دونون لوحین و گل مراد
و تیغہ تخت پر رکھا ناز کر رہی ہی کہ صاحبو بیرا ہی ایسا کلیجہ تھا کہ مین نے یہ تحفہ جات
لیے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اِسکے پاس جا سکتا مین نے وہ سحر کیے کہ نیند کا زیادہ غلبہ
ہوا اُسی حال مین مین نے تحفہ جات لیے ہر ایک کہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم اب کیا منظور
ہی سکان کہہ رہی ہی ابھی اِسکو قتل کرونگی یہ کہکے حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد دیا خنجر برہنہ
آیا آکر نور الدہر کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا آواز ین دیتا تھا
فر و سلطنت سلطان کند فربا و یر جلاد چیست ❊ مرغ رادانہ بلا شد طعنہ بر صباد چیست ❊
ای ملکۂ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا
کرونگا مگر مقدمۂ قتل طلسم کشا ہی جو جراٗت مین یکتا ہی حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا
سکان نے جواب دیا کہ اِس شخص کے قتل ہونے سے قدرت خوش ہونگے کل
اہل طلسم کی جان بچیگی اپنے اپنے گھرون مین گھی کے چراغ جلائینگے سب کو نفع
ہوگا اِسکا قتل سب کو گوارا ہی اِسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا ہی میری وزیر اعظم
بموجب قاعدے کے اُسکے سامنے پہونچی آخر قتل ہو گئی میری سلطنت کمزور ہو گئی

وہ موجود ہوتی تو میرا جانا کاہیکو گوارا کرتی یہی جواب دیتی کہ اول مین جاؤن جب
مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ جائیے گا اِتنے ساحر بیٹھے تھے کسیکا حوصلہ نہ پڑا آخر مین نے جاکر
کار نمایان کیا خود جاکر طلسم کشا کو لائی اب قتل مین کیا دیر ہی جلاد آمادہ ہوا کہ ایک ابر
گلنار اُٹھا سکان نے ہنسکر کہا لو صاحبو صاحبزادی آتی ہین ملکہ مینجوار گلگون پوش
ابر مین مخفی سب سردار ابر کو دیکھنے لگے کہ ابر آکر پھٹا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین
گلفام نازک اندام مینجوار گلگون پوش نام دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن عارض دونون رشک گل نسرین ولسترن حور پیکر سمن بر رخسار رشک قمر کبک
رفتار شیرین گفتار ہی نور الدہر دیکھکر بیقرار ہوے مگر مینجوار تخت سے اُتری اول اگر
مان کو سلام کیا سکان نے ہاتھ پھیلا دیے مینجوار سکان کی گود مین آبیٹھی سکان
نے کہا بی بی دیکھو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی مینجوار نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نور الدہر پر
نگاہ پڑی آنکھین چار ہوئین برچھیان جگر کے پار ہوئین نور الدہر جوان حسین وجمیل
ہین رشک یوسف کنعان شکیل و نوجوان غزال چشم شیر خشم ہرچند کہ ماران سیاہ
لپٹے ہین مگر سینہ تانے بیٹھے ہین مینجوار کی جو آنکھ جمال نور الدہر پر پڑی بے اختیار آہ
کرکے گر پڑی مان کی گود مین بیہوش ہو گئی آنکھین گردش کرنے لگین چہرہ اداس
عالم یاس سکان رونے لگی منھ پر منھ رکھدیا پکارتی تھی اے نور نظر و اے راحت
جان یہ کیا سحر کہا گلاب کیوڑہ منگا کر چھڑکا مینجوار کو ہوش آیا سکان نے پوچھا
کیون اے نور نظر کیا ہی یہ کیا سامان ہوا مینجوار حیران تھی کہ کیا کہون مگر بات بنانے
کو جواب دیا کہ اے مادر مہربان مین نے کبھی کسی انسان کو اِس حال خراب مین نہین
دیکھا اِس جوان کا حال دیکھکر کلیجہ تھرا گیا غش آگیا مگر مین آپ سے پوچھتی ہون کہ یہ
کون شخص ہی جسکا یہ حال کیا سکان نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکے ہاتھ سے قدرت بھاگے
بھاگے پھرتے ہین ساحران طلسم چھپتے ہین بس میرا مرحلہ اور بھائی صاحب کا مقام
باقی ہی قصر ہشت پہل کا راستہ کھل جائیگا مینجوار نے پھر سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال خورشید مثال مگر پریشان حال کہ گرتہ شنجوابی کا جسم مین پریشان وحیران

مجبور بیٹھا ہی اپنے مقام سے ہل نہیں سکتا مہجوار نے کہا ای مادر مہربان یہ جوان دشمن
خداوند ہی اسکو یون نہ قتل کیجیے قید کیجیے تمام رعایا جمع ہو قدرت بھی تشریف لائین اسکو
مجمع عام مین اسکو قتل کیجیے اور سزا اسکو عجب طرح سے دیجیے پہلے ہاتھ قلم کیجیے پھر پانون
قلم کیجیے اسطرح تڑپائیے کہ یہ اپنے کیے کو یاد کرے اور کل طلسم والے بھی دیکھ لین کہ
ایسا گنہگار یون قتل ہوتا ہی تب قدرت خوش ہونگے سکان نے کہا ای نور نظر خوف
ہی کہ یہ رہا نہ ہو جائے قدرت نے سوانحات مین جو کتاب لکھی ہی اسمین یہ بھی لکھدیا
ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی مجھکو اپنی جان کا خوف ہی مہجوار رونے لگی دل تو بھرا
ہوا ہی خیال یہ ہی کہ کسی طور سے یہ شخص بچے شاید کوئی تدبیر بن پڑے پوچھا یہ تو فرمائیے
کہ یہ تحفہ جات کہان رکھیے گا ایسا کون معتبر ہی جو ان چیزون کی حفاظت کرے جو
معتبر اس خاندان کی تھی عقیل جادو وہ ماری گئی یا تو تحفہ جات اپنے پاس رکھیے
یا مجھکو دیجیے سکان نے کہا تمھارے پاس اسوجہ سے نہین رکھتی کہ اسکے بڑے بڑے
ہمدرد ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و چند شاہزادیان سحر مین بے مثل و
بے نظیر وہ سب بلوہ کرینگی جسکے پاس تحفہ جات ہونگے اسکی برائی ہوگی اسی قصر
مین تحفہ جات مین رکھتی ہون آج کی شب قید کرتی ہون کل صبح کو قتل کرونگی اسی
قصر مین قید رہے تم اپنا سحر کرو مین اپنا سحر کردون کہ سواے تمھارے اور میرے
کوئی نہ آسکے مہجوار اسپر راضی ہوئی دل تڑپ رہا ہی کہ ہاے یہ شہریار قتل ہو جائیگا
کیونکر دل تسکین پائیگا مین کیونکر زندہ بچونگی اسکی حفاظت گویا اپنی حفاظت ہی اب
سکان نے اسی وقت نور الدہر کو ایک طرف بٹھایا اور سحر کیا کہ گرد آگ روشن
ہوگئی اژدران آتش فشان گرد آگئے تحفہ جات ایک گوشے مین رکھے اسپر
یہ سحر کیا کہ عقرب و اژدر گرد بیٹھے ہین منھ سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین
گرد قصر کے بھی آگ روشن کردی ماں بیٹیون نے خوب سحر کیے کہ تمام قصر کرۂ آتش
ہوگیا سامان مذکور کرکے سکان نے کہا بیٹیا اب اپنے باغ مین جاؤ مین قصر زمردین
مین جاتی ہون شب بھر جاگ کر بسر کرونگی حکم دیا کہ اشتہار چسپان ہو جائین ڈھنڈھول

بیٹھ جائے قدرت کو عرضی لکھی کہ طلسم کشا کو قید کیا ہی کل صبح کو آپ بھی تشریف لائیے
قتل طلسم کشا ملاحظہ فرمائیے کل طلسم کو مین نے بچا لیا طلسم کشا قصر عجائب مین قید ہی
یہ عرضی ایک ساحر لیکر طرف لبقراط ثانی کے چلا نگر میخوار جو پلٹ کر آئی اپنے باغ مین
پہونچی بیقرار و بیچین رنگ رو اڑا ہوا کنیزون نے پوچھا واری خیر تو ہی آپ کو
عجب حال مین پاتے ہین کیا کچھ مادر مہربان سے تکرار ہوئی ہم تو عرض کرتے ہین
کہ آپ کا مزاج خلاف ہی آپ نہ تشریف لے جایا کیجیے آجکل مادر مہربان کو آپ کی
بڑی بڑی فکرین ہین یہ جو کنیزون سے کہا میخوار رونے لگی کہا صاحبو غضب ہو گیا
مجھ بدنصیب کی زندگی کی کون صورت ہی طلسم کشا کو مادر مہربان نے گرفتار کر لیا اور
قصر عجائب مین قید کیا ہی تحفہ جات اُنکے سب قبضے مین آ گئے اسقدر رات باقی ہی
جو تم لوگون سے ہو سکے وہ تدبیر کرو صبح کو مین جان دونگی تڑپ تڑپ کر میرے سامنے
وہ شہریار قتل ہو اِن آنکھون سے دیکھون مجھسے نہ ہو سکیگا سب نے کہا واری بڑا
خوشی کا مقام ہی کہ ایسا شخص قید ہوا جسکا گرفتار ہونا ممکن نہ تھا اب چین کیجیے
طلسم پر عملداری آپ کی ہو گی قدرت طرہ پیغمبری عطا کرینگے بدون آپ کے حکم کے
کوئی قدم نہ اُٹھائیگا میخوار نے کہا ایسی عملداری پر آگ لگے کہ ایسا شیر قتل ہو جائے
جسکا عدیل و نظیر نہین ہین کیا زندہ رہونگی مادر مہربان کو مبارک ہو کہ انھون
نے جلادی پر کمر باندھی ہی سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ عاشق ہو کر آئین کوئی کہتی ہی کہ
واری جب آپ بگڑینگی تو ہم لوگ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے
کیا کوئی سحر اُٹھا رکھین گے جب آپ اپنی جان دینگی تو ہم لوگ زندہ رہکے کیا کرینگے
جسطرح بنے گا طلسم کشا کو نکالین گے اور تحفہ جات پر قبضہ کرینگے میخوار نے سبکو
گلے سے لگا لیا کہا صاحبو تمسے یہی امید ہی کہ ہمارے واسطے جان دوگی مادر مہربان
کو بھی معلوم ہو کہ کوئی بگڑا مین کیا کوئی سحر اُٹھا رکھونگی اور یقین کامل ہی کہ اُنکے
سردار بھی آوین نجم کاہن کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گا ارسطوے ثانی آئیگا سکندر
ثانی بادشاہ اُنکے لشکر کا ہی جسکے سامنے سے قدرت بھی بھاگتے ہین اُسکے سحر کی

کون برداشت کریگا سب بھر بھی ذکر رہا لیکن آب و دانہ میخوار نے نہ کھایا ہر چند کنیزون نے
کہا کہ واری کچھ تو نوش کیجیے میخوار نے جواب دیا خاک میرے کھانے پر کہ وہ شہریار تو
اِس مصیبت مین ہو کہ آب و دانہ بند گرد آگ روشن ہو اندر بھی بیٹھے ہین اور مین کھانا
کھاؤن مگر ذکر لشکر کیا جاتا ہو کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہو سب سردار جمع ہین کہ یکایک
شبرنگ بن عمرو دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ابھی دو جادوگر باتین کرتے ہوے
جاتے تھے اُنکی زبانی سُنا کہ آقاے نامدار گرفتار ہو گئے سب شاہزادیان رونے لگین
سکندر نے کہا یارو نہ گھبراؤ میدان قصر عجائب مین یہ معاملہ درپیش ہوگا ہم تم سب
چلین گے اور چلکر ٹوٹ پڑینگے کیا کوئی بات اُٹھ رہیگی وہ سحر کرین کہ بقراط گھبرا جاے
اور سکان کی کیا حقیقت ہی اُسکو تو ایک اشارے مین قتل کرونگا مگر ای شبرنگ
خبر مفصل لاؤ اِس خبر کا اعتبار نہین شبرنگ گھبرا کر نکلا صحرا مین بہ شکل جادوگر پھرنے
لگا دو پہر رات گئے دیکھا کہ ایک جادوگر اُڑتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے بہ شکل ساحر
اُس سے ملاقات کی پوچھا ای برادر کہان جاتے ہو اُس نے کہا زمزمہ جادو میرا
نام ہی ملکہ سکان کا نامہ لیکر بخدمت خداوند جاتا ہون کل صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا
تمام اہل طلسم کو خبر پہونچیگی شبرنگ نے باتون مین لگا کر زمزمہ کو بیہوش کیا اور نامہ
نکال لیا ساحر کو گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت سکندر مین آیا وہ نامہ پیش کیا کہ
سب حال اُسمین لکھا تھا کہ اِسطرح مین نے طلسم کشا کو قید کیا تحفہ جات لیے وقت پہ
آپ تشریف لائیے یہ یقین ہو وہ فرصت ہو کہ کبھی ایسی ممکن نہین ہوئی ہو بعد قتل
طلسم کشا طلسم کو بنا لیجیے گا مرحلے پھر از سر نو درست ہو جائین گے سکندر نے یہ نامہ
پڑھکر تاج دے مارا سب شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین ہما نے عرض کی
ای شہریار وزیر سکان لگا کر طلسم کشا کو لیگئی تھی وہان مین نے آگاہ کیا لیکن نہین
معلوم کیا غفلت ہوئی کہ گرفتار ہو گئے تحفہ جات لے لیے جب ہما نے یہ کلمات
کہے سکندر نے کہا شبرنگ نے وہ کار نمایان کیا کہ اب کوئی محل کلام نہین ہی آقاے
نامدار قید ہو گئے اب تدبیر کرو مین تو جاتا ہون یہ کہکے سکندر اُٹھا اسباب سحر جھولی

مین رکھکے روانہ ہوا بعد جانے سکندر کے نجم اختر شناس مار سطوے ثانی بھی چلے
ملکہ ہمائے مرصع پوش و شعلۂ جوالہ و گرداب دریا نشین و ملکہ مربع نشین وغیرہ سب
شاہزادیان دریائے سحر مین غوطہ مار کر بلند ہوئین شبرنگ فوج لیکر چلا سب کے
آگے طہماس گینڈے پر سوار ساطور ہفت صد منی کاندھے پر پشت پر فوج بیشمار یہان
سکان بلند پرواز رات بھر قصر زمردین مین جاگا کی اور قصر عجائب کو دیکھا کی وہی
جو علامتین بنا کر آئی ہو شعلے بھڑک رہے ہین فلک ابر کڑک رہے ہین صدائے ہاہو
بلند صبح ہوتے ہی سوار ہوئی جیسے ہی میدان قصر عجائب مین آئی تاجداران جلیل
سب طرف سے آنے لگے جو آیا اُسنے سکان کو مبارکباد دی کہ اے ملکۂ عالم کار نمایان
کیا سکان نے کہا کہ اب بعد قتل طلسم کشا مبارکباد دینا کہ ابر گلنار اٹھا سکان نے
کہا صاحبزادی آتی ہین انھین کا حکم پورا کرنا ہو کہ میخوار آکر پہونچی دریائے سحر مین غوطہ
مارے ہوے موتیون کے مالے اور کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو ہین ساتھ سو کنیزین
گرد گھیرے ہوے ایک بلائے روزگار آکر سکان کو سلام کیا میخوار نے
پوچھا کیون مادر مہربان ابھی قدرت تشریف نہین لائے بقراط کی یہ کیفیت ہوئی
کہ نامہ وار تو اِستک نہین پہونچا قصر ہشت پہل مین داخل ہو شاہزادیان پوچھ
رہی ہین کیون خداوند سکان پر کیا گذری ہر مرتبہ بقراط ثانی ہنستا ہو کہتا ہو کہ کیا
کیا کارہائے نمایان سکان کر رہی ہو مگر زمزمہ جادو جو صحرا مین بیہوش پڑا تھا اُسکو
صبح کو کاہ فروشون نے آکر بیدار کیا جھولی مین ہاتھ ڈالا نامہ نہ پایا روتا ہوا طرف
بقراط کے روانہ ہوا بقراط قصر ہشت پہل مین داخل ہو بیٹھا ہوا کہہ رہا ہو کہ سکان
نے طلسم کشا کو گرفتار کر کے قصر عجائب مین قید کیا ہو اب اُسکو قتل کیا چاہتی ہو قدرت
بھی جائینگے کہ نگہبان در نے بڑھکر عرض کی یا خداوند فرستادۂ سکان زمزمہ
جادو در دولت پر حاضر ہو بقراط نے کہا بلالو زمزمہ جادو روتا ہوا سامنے آیا
بقراط نے پوچھا کیون خیر تو ہو زمزمہ نے عرض کی یا خداوند مین نامہ سکان کا لیے
ہوے آتا تھا راہ مین کسی نے بیہوش کر کے ڈالدیا نامہ لے لیا یہ سُنکر بقراط جھلّایا

کہا یہ کام ساربان زادے کے چھوکرے کا ہی زمزمہ نے کہا مین رخصت ہوتا ہون اب سامان قتل طلسم کشا ہوگا سکان نے حکم دیا تھا کہ کل صبح کو قتل کرونگی ساحران تاجدار و سرداران مکار و غدار سب جمع ہونگے بقراط یہ سُنکر اُٹھا تخت پر اپنے سوار ہوا تخت کو حکم دیا کہ مجھکو صحراے قلعۂ سکان مین لیچل تخت بلند ہوا شاہزادیون نے عرض کی کہ یا خداوند ہم لوگ بھی ساتھ چلین آپ کا قصر مین نہ ہونا باعث پریشانی ہوگا ہم لوگ گھبرا جائینگے کنیزون کا یہ حال ہوگا

نظم

ہمارے ذبح کا غم کوئی پوچھے اُنکے خنجر سے ۔ بہائے ہین لہو کے اشک برسون چشم جوہر سے
کہا ہون تشنۂ دیدار جب تو ہنسکے وہ بولے ۔ ہمیشہ ہم بجھایا کرتے ہین پیاس آب خنجر سے
فلک پر برق بالاے زمین سیماب عالم مین ۔ تڑپنا دونون نے سیکھے ہین میرے قلب مضطر سے
ضیافت ای ہما تیری کرونگا بعد مرنے کے ۔ بچا گر استخوان کوئی سگان کوے دلبر سے
مسیحا اور وہ ہین ایک لیکن فرق اتنا ہی ۔ جلاتا ہی کوئی تم کیسے مُردے کو کوئی ٹھوکر سے
مرے سنگ لحد پر آکے عاشق سجدہ کرتے ہین ۔ کیا ہی نصب کیا احباب نے مس کرکے اُس در سے
وہ دریا نوش ہون ساقی کہ خم کے خم چڑھاتا ہون ۔ بھرینگی میری نسبت کیا بھلا دو چار ساغر سے
دُرِ دندان جانان کی محبت مین ہی موت آئی ۔ مرے لاشے کو دینا دوستو غسل آب گوہر سے
بھلا پہلے فلک کو گردشین ایسی کب آتی تھین ۔ تمھاری چشم سے سیکھی ہین یا میرے مقدر سے
اگر جاتا ہوا سکے کربلا کی سمت ای سطوت ۔ نہ آتا لکھنؤ مین روضۂ سبط پیمبر سے

بقراط نے جھڑک دیا کہ تم لوگون کا جانا غیر ممکن ہی جب سب نے بہت کہا تو چار شاہزادیون کو چھانٹ کر ساتھ لیا رنگین ادا و شیرین ادا و وحید و بے نظیر اِن سب کو ساتھ لیکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ہی یہان سکان نے سب طرح کا سامان کیا ہی خود بھی موجود ہی میدان خونی تیار جلاد موجود ہین دار بن استادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین بگ میخوار جان دینے پر آمادہ ہی سات سی کنیزین پشت پر ہر ایک کا قول ہی کہ داری آپ نے اشارہ کیا اور ہم لوگ جا پڑے زمین ہلا دینگے کیا کنیزین کسی مقام پر رکین گی لیکن حضور تحفہ جات کا خیال کرین میخوار نے بڑھکر کہا ای مادر مہربان تحفہ جات بھی سبد ان مین

لے آئیے یہ شخص دیکھکر تڑپے سکان نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہان صاحبو طلسم کشا کو لاؤ اور
تحفہ جات بھی لیتے آؤ کنیزین گئین نورالدہر کو ارابے پر سوار کیا گرد کنیزین گھیرے
ہوے نورالدہر نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا کہ سامان ہمارے قتل کا ہو رہا ہی
جلاد ہنگامے کر رہے ہین نورالدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
آنکھون سے آنسو جاری عرض کر رہے ہین اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تو مالک
ہی اس مشکل کو آسان کر نظم

رسد بہ منزل مقصود خود کجا گستاخ	کہ ہست راندۂ درگاہ کبریا گستاخ
بہ بند درد و الم بندہ بے ادب ماند	بود بدام غم و رنج مبتلا گستاخ
خراب و خستہ و رسوا بہ ابتدا باشد	ذلیل و عاجز و مضطر بہ انتہا گستاخ
خدا بہ رحم و تفقد بر و نظر نہ کند	بود کسے کہ شر انگیز و شوخ یا گستاخ
کند بہ عادت خود شوخ بے ادب شوخی	خطا نمیکند از جرم و از خطا گستاخ
بود ہمیشہ پریشان و نادم و مغموم	بحال خویش گرفتار در بلا گستاخ
نگاہ دار بہ وقت سخن ادب ہندی	کہ اہل خلق نہ گویند مر ترا گستاخ

نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا سب سجدے کرنے لگے
دیکھا سب نے کہ بقراط ثانی تخت پر سوار چار شاہزادیان یمین و یسار بڑے
رعب و دبدبے سے آکر پہونچا سکان بلند ہوکر قریب تخت کے آئی کہا یا خداوند
اس کنیز نے جان اپنی لگادی یہ کمال کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلیا اب اسکو قتل کیجیے
نامہ آپ تک نہین پہونچا معلوم ہوتا ہی راہ مین کسی نے زمزمہ جادو کو گرفتار کیا
نامہ لے لیا مگر قدرت کو خبر پہونچ گئی بقراط نے کہا مین سب مقدمات دیکھ رہا تھا
مجھکو معلوم ہوگیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہوگیا تحفہ جات لاکر سکان نے بقراط کے
پاس رکھے کہا یا خداوند یہ تحفہ جات طلسم کشا ہین اپنے پاس رکھیے مجھکو ابتک خوف
ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا کا کوئی مددگار پیدا ہوجائے بقراط نے سکان سے کہا کہ کیا
مجال ہی کسیکی جو زبان ہلا سکے ہنگامہ ہو رہا ہی نورالدہر ارابے پر بیٹھے ہین اور

آنکھون سے آنسو جاری بیقراری کر رہے ہین مگر میخوار گلگون پوش کنیزون سے صلاح کرتی ہی کہ کیون تم سب کی کیا راے ہی اب مین سحر کرتی ہون کنیزین کہتی ہین کہ واری ٹھہر جایئے ابھی سکان نے حکم قتل نہین دیا ہی مگر میخوار طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی اور ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ سرداران طلسم کشا کو خبر نہین ہوئی سکان پایۂ تخت بقراط پکڑے کھڑی ہی ہر طرف دیکھ رہی ہی شاہزادیان بقراط کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہین اور تحفہ جات سامنے رکھے ہین جمال بے مثال نور الدہر دیکھکر سب افسوس کر رہی ہین کہتی ہین صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر صفت مین قتل ہوتا ہی ہمنے سُنا تھا کہ اِنکے لشکر مین بڑے بڑے سردار ہین چند شاہزادیان سحر و شعبدے مین کامل اِسپر عاشق ہین افسوس ہی وہ لوگ اپنی جان کو ڈر گئے اور ایسے وقت پر مدد کو نہ آئے کیسے عاشق صادق ہین یہ ضرور ہی کہ اُنکو خبر پہونچی ہوگی جا بجا ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا اگر اُنکو خبر ہوتی تو عاشق جمال مدت سے ہمراہ تھے ایسا بھی تھا کہ سنتے اور نہ آتے یہ ذکر تھا کہ سکان نے جلاد کو اِشارہ کیا کہ ارے طلسم کشا کا سر کاٹ لے جلاد نے جھپٹ کے نور الدہر کو ارابے سے اُتارا اِدھر شاہزادیون نے بہ نگاہ یاس چہار طرف دیکھا میخوار تو ذبح ہو گئی یکبارہ اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز اپنا رحم کر **نظم**

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چار سو روشن از و نور جمال
خامہ در تحریر و صفش سینہ چاک	در ثنا نوک زبان گردید لال
چار سو از فیض ابر رحمتش	گشتہ جاری چشمۂ آب زلال
گاہ از خودی نماید روے خویش	گاہ از بدر و گہ از روے ہلال
میرسد انسان بہ اوج معرفت	گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال
میکند تقسیم گنج سیم و زر	حضرت قاسم بہر اہل سوال
تنگ دستان را فراخی میدہد	چون کشاید آن سخی دست نوال
مالک ملک و خداوند جہان	صانع اکبر خداے لایزال

رد کند حکمتش که دارد این طمع	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نیست هندی را بدنیا فکر و غم	حامی اش باشد اگر ایزد تعال

اُسوقت ایک عجب ہنگامہ برپا ہی دوست و دشمن کفِ افسوس مل رہے ہین ہر ایک
کا یہی قول ہی کہ صاحبو مقام افسوس ہی کہ عجب صاحب حُسن و جمال قتل ہوتا ہی جلاّد
نے طرف سکان کے دیکھا پکارکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم قدرت بھی سامنے موجود
ہین حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین سکان نے
پکارکر آواز دی او بھیا تو کیون خوف کرتا ہی جب مین نے ایسے شخص کو گرفتار کرلیا
تو کسکی مجال ہی کہ دعویِ خون کرے اسکے لشکریون کو مٹا دونگی اِسکے عزیزون کو خاک مین
ملا دونگی کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا اور
خنجر برہنہ پکڑ کر شلنگین لگانے لگا میجوار نے کہا لو صاحبو وقت خاتمہ آگیا کنیزون
نے کہا بسم اللہ میجوار نے اِشارہ کیا کنیزون کو کہ اوّل جلاّد کو تو مارلو یہ بھیا مہلت
نہ پائے اِسکا سر اُڑ جائے ایک کنیز نے ہاتھ ہلادیا برق چمک کر گری کہ جلاد کا سر
اُڑ گیا سکان نے پلٹ کر دیکھا کہا ارے یہ کسنے سحر کیا اور جادوگرون پر خفا ہونے
لگی ساحرون نے جواب دیا کہ حضور ہمنے نہین دیکھا کہ یہ کسکا سحر ہی سکان نے
دوسرے جلاد کو اِشارہ کیا دوسرا جلاد کانپتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا خنجر پکڑ کر
چاہا وار کرون ایک کنیز نے پھر ہاتھ ہلادیا اب تو سکان نے دیکھ لیا پکارکر آواز
دی کیون او میجوار تیری کنیز نے دو جلاد مارے اِسکا کیا سبب کیا یہ لوگ طلسم کشا
سے ملے ہین یہ کہکے جھپٹی کہ اُس کنیز کو پکڑ کے کھینچ لون میجوار نے موتیون کا مالا گلے
سے اُتار اخبردار خبردار کہکے پھینک مارا جیسے ہی موتی ٹوٹے سکان پر آگ
برسنے لگی تھوڑے عرصے مین آگ کا انبار ہوگیا کئی ہزار جادوگر جل گئے بقراط
نے کہا کیون سکان تیری بیٹی کو کیا ہوا ہی سکان نے کہا مین تعجب کرتی ہون
کہ یہ کیا معرکہ ہی میجوار نے کیون سحر کیا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیرے
سحر سے کئی ہزار جوان مارے گئے اب بھی راہ پر آ کیون شامتین آئی ہین میجوار نے

للکار کر کہا ای مادر نامہربان مجھکو اب دشمن جانو بیٹی نہ سمجھو مین طلسم کشا کو نہ قتل ہونے
دونگی سکان نے چاہا کہ بیٹی پر جا پڑون بقراط نے ہاتھ پکڑ لیا کہا دیکھو مین اُسے بیکار
کیے دیتا ہون کیا مجال کہ زبان ہلا سکے یہ کہکے ہاتھ ہلایا کہ میخوار خاموش ہو گئی مگر کنیزین
سحر کر رہی ہین تخت سے پھاندین چاہتی ہین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین مگر میخوار سرنگون
غم سے کلیجہ خون سر جھکائے خاموش کھڑی ہی کنیزون نے جو دیکھا کہ مالک ہماری
بیکار ہوئین بلوہ کر کے چلین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین بقراط نے دوسرا ہاتھ ہلا دیا
کہ سب کنیزین ایک مقام پر ٹھہر گئین آگے نہ بڑھ سکین اِنکا ٹھہرنا کہ سکان نے تیسرے
جلاد کو اشارہ کیا کہ تیسرا جلاد خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے طرف نورالدہر کے چلا
چاہتا تھا کہ قریب پہونچون اور ہاتھ مارون کہ زمین سے دھوان نکلا جلاد دیوانہ
ہو گیا پہاڑون مین جا کر سر ٹکرانے لگا سکان نے کہا یا خداوند اب یہ کسکی آمد ہوئی کہ
جلاد دیوانہ ہو گیا بقراط نے کہا ای سکان ہوشیار ہو جاؤ یہ آمد سکندر ثانی ہی وہ
بلاے روزگار ہو سکان نے طرف دھوئین کے گولہ مارا وہ گولہ اُلٹا پلٹا کئی ساحرونکو
مارا کئی جادوگرون کو جلایا بقراط نے کہا ای سکان یہ اُس ظالم کی آمد ہی کہ جس نے
ہمیشہ اِس طلسم مین سلطنت کی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ سحر کرون کہ زمین
شق ہوئی سب نے دیکھا کہ سکندر ثانی تاج پہنے ہوے نعرہ کرتا ہوا زمین سے نکلا
بقراط نے سکان سے کہا میخوار کا تو سر کاٹ لے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنم نجم
اختر شناس نجم نے آتے ہی میخوار پر سے سحر اُتارا میخوار لڑنے لگی کئی ہزار جادوگر بلوہ
کر کے بڑھے تھے لیکن میخوار نے گلے سے گجرہ پھولون کا اُتار کر پھینک مارا بس
کئی ہزار جادوگر جھومنے لگے بیقرار ہو کر پکارتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے
غلام ہین جو چاہے کیجیے

نظم

زینتِ ظاہر سے کب اُس بُت کی زیبائی ہوئی | سر بسر کانِ ملاحت شان مرزائی ہوئی
زلف کے سودے سے پیدا فکر بالائی ہوئی | سر سے یہ آفت بھی ٹلتی ہی کبھی آئی ہوئی
پھر بہار آئی جنونکا جوش ہی سر مین مرے | اندنون پھر دل کو فکر دشت پیمائی ہوئی

قطع خالق نے کیا قد پر ترے پوشاک ناز — ختم تجھپر ای صنم بس جامہ زیبائی ہوئی
جب مین سودائی چلا صحرا کو اول گام پر — جھٹ قدمبوس آکے اپنے آبلہ پائی ہوئی
گر گیا نظرون سے نقشہ صاف مہر و ماہ کا — صورت اُس مہ کی ہوا اپنے دل کو بھائی ہوئی

اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے کوہستان مین پہونچے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے غل مچاتے تھے کہ ای ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لائین کنیزان میخوار نے اشارہ کر دیا کہ فوج سکان کو قتل کرو سکان نے جھلا کر آواز دی کہ او میخوارہ تیری کنیزونکو کیا ہو گیا یہ کیسے اشارے کر رہی ہین مین سمجھی کہ یہ سب طلسم کشا پر مائل ہوئی ہین یہ تو ایک ایک کو للکارتی ہی کنیزین طرف سکان کے دیکھکر ہنستی ہین سکان پایۂ تخت بقراط چھوڑ کر کڑکی منظور یہ ہوا کہ طلسم کشا کو اُٹھا لیجاؤن چارون شاہزادیان جو قریب بقراط کے بیٹھی ہین اُنکو بہت ناگوار ہوا نور الدہر یہ عاشق تو ہو ہی چکی ہین تحفہ جات آگے سے بقراط کے اُٹھا لیے اپنے کو تخت سے گرا دیا بقراط نے اُن چارون پر سحر کیا کہ پانؤن اِنکے زمین نے تھام لیے سکان کو اشارہ کیا کہ اِن چارون کے سر کاٹ لے کہ تحفہ جات لیے جاتی ہین کہ زمین شق ہوئی اب ارسطوے ثانی پیدا ہوے اُسنے شاہزادیون کو اشارہ کیا کہ لوح چمکا دو پھر تمھارے پاس کوئی نہ آسکیگا شاہزادیون نے لوح چمکائی سکان پیچھے ہٹی میخوار نے جو دیکھا کہ سکان و نجم سے سحر ہونے لگا تڑپ کر گری قریب نور الدہر کے پہونچی قید کاٹی کہا ای شہریارہ اُٹھیے نور الدہر نعرہ کرکے اُٹھ کھڑے ہوے نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو و در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے چارون شاہزادیان لڑتی بھڑتی قریب میخوار کے پہونچین میخوار نے اُتنے تحفہ جات لیے نور الدہر کو پہنائے اب نور الدہر شیرانہ لڑنے لگے

تیغہ طلسمی کھینچا ادھر سکان چاہتی ہو کہ انکو قتل کرڈالون آپس مین سحر ہو رہے ہین
سکان نے قریب بقراط کے آکر فریاد کی کہ یا خداوند ان چارون کو سزا دیجیے انھون نے
بڑی بغاوت کی اگر یہ نہ لیجاتین تو تحفہ جات طلسم کشا کو نہ ملتے بقراط نے سحر کیا کہ
چارون شاہزادیون کے چہرے سرخ ہوے جھومنے لگین مگر قضاے کار ملکہ
ہماے مرصع پوش وغیرہ جو چلی تھین اُسیوقت پر آکر پہونچین وہ بھی سحر کرنے
لگین مہجوارہ نے جو ان سب کو دیکھا کہ سحر کرنے پر آمادہ ہین آواز دی اے شاہزادیو
ان چارون کو بچاتے رہنا یہ تمھاری شریک ہین سب نے ملکر سحر کیا یہ چارون
شاہزادیان رُکین ورنہ ارادہ تھا کہ اپنے کو قریب سکان کے پہونچائین اور
سر جھکاوین کہ سر کاٹ لے سکان نے جو دیکھا کہ یہ وہ شاہزادیان ہین کہ جو
ارکان طلسم خیال سکندری ہین اگر انسے اُلجھونگی تو جان بچنا دشوار ہوگی ایکطرف
شعلہ جوالہ نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف سے مربع نشین دوسری طرف سے گرداب
دریا نشین تیسری جانب سے ملکہ ہماے مرصع پوش ان شاہزادیون نے جو
اسطرح کے سحر کیے سکان گھبرائی ہرچند کہ کسی کے سحر نے اسپر تاثیر نہین کی مگر
گھبرا گئی ہماے مرصع پوش کے سحر نے اُسکے پانوٗن روکے تھے مگر زمین سے
دھوان نکلا کہ پانوٗن اُسکے زمین نے چھوڑ دیے ایک طرف سے سکندر ثانی
کا نعرہ ہوا سکندر ثانی نے آتے ہی سحر کیا کہ تخت بقراط تھرایا بقراط نے للکارا
کہ او سکندر کیون شامتین آئی ہین دیوانہ کر کے مارونگا طلسم کشا کو دعا دے
کہ پھر تجھکو سلطنت نصیب ہوئی مین نے بڑی خطا کی کہ تجھکو قتل نہ کرڈالا اگر قتل
کرڈالتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا سکندر نے للکارا کہ او بقراط زمین پر آ آج
میرے تیرے امتحان ہو تو صرمشت ہہل مین کہانتک چھپے گا یقین ہو کہ ایکدن
تو اُسی صحرا مین مارا جاے کیونکہ تو اپنے ہاتھ سے کتاب مین لکھ چکا ہو کہ صحراے
مروارید مین میری قضا ہو وہ زمانہ قریب آتا ہو یہ کہکے گولہ مارا معلوم ہوا کہ توپ
کے منھ سے گولہ چلا اس ونّاٹے سے جا کر تخت پر پڑا کہ تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا

یقین ہوا کہ بقراط تخت سے گرے مگر بقراط نے اپنے کو سنبھالا اُسوقت اِس میدان
مین عجب ہنگامہ ہو کہ ایک طرف طلسم کشا لڑ رہے ہین جو ساحر سامنے آیا وہ مارا گیا
اِدھر ہمارے مرصع پوش وغیرہ صفون مین لڑ رہی ہین جس صف پر جسکا سحر چلا وہانکی
زمین تک تھرا گئی جادوگر آپس مین لڑنے لگے مگر سکندرہ ثانی خوب جمکر آج سحر کر رہا
ہو بقراط پر تلوارین برس رہی ہین مگر بقراط اُن تلوارون کو کب مانتا ہو اِشارون
مین سحر دفع کرتا ہو جو سحر سکندرہ کا آیا بقراط نے ہاتھ ہلادیا سکندرہ ثانی و بقراط
دونون ہوا پر ٹھہرا رہے ہین اِسقدر منھ سے آگ چھوڑی ہو کہ دو برج آتشین بنکر
تیار ہوے ہین جب سحر پڑتا ہو برج شق ہوتے ہین کبھی سکندرہ ثانی مثل برق چمکا
کبھی بقراط ثانی مثل فیل وہان برج سے ظاہر ہوا سکان جادو نے جو دیکھا کہ
ہمارا بادشاہ عاجز ہو رہا ہو سکان بھی جست کرکے ہوا پر پہونچی بقراط کے ساتھ
سحر کرنے لگی جب سحر کرتی ہو سکندرہ ہاتھ مار دیتا ہو سحر اُسکا پلٹ کر باطل ہوتا ہو مگر بلکہ
ہمارے مرصع پوش وگرداب دریا نشین وشعلۂ جوالہ اِن تینون شاہزادیون
نے ایک طرف سے سحر کیا ایک نے موتیون کا مالا اُتارا دوسری نے گجرہ اُتارا
سکان پر کھینچ مارا سکان لہرا کر جھومنے لگی آنکھین سرخ ہوئین اور یہ اشعار
عاشقانہ پڑھتی ہوئی چلی

نظم

ترے کوچے سے کس ناشاد کی یہ لاش جاتی ہو — لد ارمان رو رہے ہین او حسرت خاک اُڑاتی ہو
محبت کرکے ہم رسوا ہوے سارے زمانے مین — نہین پروا کچھ اُسکو ہاے جسپر جان جاتی ہو
نہ رویا گر کوئی آکر تو مجھکو غم نہین اصلا — مری تربت پہ شب بھر شمع خود آنسو بہاتی ہو
تڑپ کر مین بسر کرتا ہون او بیرحم فرقت مین — نہ دن کو چین آتا ہو نہ شب کو نیند آتی ہو
ملی ہو کاسۂ سائل مین بعد مرگ خاک اپنی — محبت اے صنم تیری ہمین در در پھراتی ہو
خفا ہوکر نکلوایا تو ہو اُس یار نے گھر سے — اب آگے دیکھیے تقدیر کیا مجھکو دکھاتی ہو
دوا اِسکی وصالِ یار ہو کیونکر میسر ہو — نہ دل کا درد جاتا ہو نہ مجھکو موت آتی ہو
ابھی تو رنج ہین صدمے ہین تنہائی ہو ابتدا ہو — جدائی اُنکی آگے دیکھیے کیا کیا دکھاتی ہو

شب وصلت کا مین نے ذکر جب چھیڑا تو وہ بولے
زبان کو روکو بس چپ بھی رہو اب شرم آتی ہی

رُخِ شفاف جانان سے ہو کیونکر ہمسر آئینہ
صفائی حسن ہی اسکا تو اُسکا حسن ذاتی ہی

نہایت بیقراری سے گذرتی ہی شب فرقت
نہ وہ دلدار آتا ہی نہ سطوت نیند آتی ہی

نجم اختر شناس نے دیکھا کہ تنبیون شاہزادیون نے اپنے شعبدے مین سکان کو پھنسایا سکان لہراتی ہوئی آتی ہی نجم اختر شناس نے بھی سحر کیا کہ سکان اور زیادہ جوش مین آئی مگر بقراط چاہتا ہی کہ سکان کو روکون پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ سحر و ساحری وای ثانی سامری اُسطرف نہ جانا یہ کہکے ہاتھ اُٹھایا موتیون کا مالا جو ہما سے مرصع پوش نے مارا تھا وہ سر پر سکان کے لہرا رہا تھا بقراط نے آواز دی کہ ای عقاب بلند پرواز تو یہ موتیون کا مالا لینا ایک عقاب تڑپ کر گرا اُسنے موتیون کا مالا دہن مین لیا شعلۂ جوالہ کا پھولون کا ہار مثل برق چمک رہا تھا اُسی عقاب کے پرون کی ہوا سے ایک برق گری کہ ہار کو جلا دیا گرداب دریا نشین نے جو گجرا مارا تھا وہ بچا نہ جلا نہ کسی نے اُسے اُٹھایا نجم نے جو دیکھا کہ دو سحر بقراط نے باطل کیے جھولی پر ہاتھ ڈالکر سحر کیا کہ سکان یا تو رُکی تھی یا پھر لہرائی اُدھر سے لڑتے ہوے نور الدہر آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ہمارے ساحرون نے سکان کو گھیرا ہی سکان چاہتی ہی کہ سحر کرکے نکلجاؤن لیکن گجرہ جو سر پر لہرا رہا ہی اسوجہ سے رُکی ہی کف افسوس مل رہی ہی ہر مرتبہ طرف بقراط کے دیکھتی ہی اور پکارتی ہی کہ یا خداوند مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا دل بیچین ہی جی چاہتا ہی دم شمشیر پہ گلا رکھدون مجھکو بچائیے کہ پہلو سے نور الدہر کا نعرہ ہوا للکارے کہ او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگی ای نجم اب سحر کرو مین بھی لونگا نجم نے پلٹ کر دیکھا کہ طلسم کشا شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے ہین لوح طلسمی گلے مین اور لوح محفوظ بازو پر تیغ طلسمی کھینچے ہوے جو ساحر راہ مین ملا اُسکو قتل کیا ساحرون نے چہار جانب سے گھیرا ہی سحر کی بوچھار کردی مگر یہ لوح کو چمکاتے ہین سب کے سحر پلٹ جاتے ہین نور الدہر برابر سکان کے پہونچے سکان نے جو دیکھا کہ ملک الموت قریب آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا تیغ سحر نیام انتقام سے کھینچا

آواز دی کہ او طلسم کشا قضا نے تجھکو گھیرا ہی سنم سکان بلند پر وانہ یہ کہکے نیچہ مارا صدہا
تلوارین نورالدہر پر گرین مگر لوح طلسمی نگہبان ہی وہ تلوارین الگ گرین نورالدہر
نے تیغۂ طلسمی چمکایا اُسکی چمک جو آنکھون مین پہونچی سکان کے ہاتھ سے نیچہ چھوٹ پڑا
چاہا بھاگون مگر نہ بجز موت پانون مین پڑ گئی سر آگے کر دیا منھ سے یہ نکلا کہ ای طلسم کشا
مجھے اختیار ہی یہ سر حاضر ہی اس سر سے کون ماہر ہی نورالدہر نے لوح کو نہ دیکھا اور
تیغہ مار دیا سکان کے دو ٹکڑے ہوئے بقراط اُچھل پڑا پکارتا تھا کہ او سکان کیا کہنا
ایک غبار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین سب ساحرون نے ملکر بقراط پر سحر کیے
بقراط زمین پر آیا سب ساحرون کے سحر کا جواب دے رہا ہی کہ پہلو سے نورالدہر
نے آکے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خوانند لقارا بہ یک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط کا رنگ رو اُڑ گیا نورالدہر کو دیکھکر کانپنے لگا تیغہ کمر سے کھینچا نورالدہر پر
ہاتھ مارا نورالدہر پر صدہا خنجر گرے مگر نورالدہر نے لوح کو چمکایا اور تیغۂ طلسمی
کا ہاتھ چمکا کر مارا بقراط نے ہاتھ سے اشارہ کیا سپر ہائے فولادی سر پر لہرائین
مگر تیغۂ طلسمی جو چمک کر گرا سپرون کے پرکالے اُڑا دیئے تاج بقراط کا کٹا سر پر اوچھا
زخم بقراط کے آیا نورالدہر نے چاہا دبالون زمین شق ہوئی بقراط زمین مین سما گیا
لاشۂ سکان جو ساحرون نے دیکھا اور بقراط کو بھی دیکھا کہ غائب ہوا چادر ہلانے
لگے کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ دائرہ اسلام مین آئے نورالدہر نے ہاتھ روکا سب
لشکر نورالدہر کا آگیا تھا مگر نجم نے عرض کی کہ حضور بقراط نکل گیا نورالدہر بہ فتح
و فیروزی قلعۂ سکان مین داخل ہوئے جشن عالی ترتیب ہوا سب سردار جمع ہین
شبرنگ بن عمرو محفل مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گا رہا ہی نظم

مہربانی سے جو وہ جلوہ کنان ہوتا ہے
غیرت برج قمر اپنا مکان ہوتا ہے

سبزہ اُس عارض رنگین پہ عیان ہوتا ہے
چمن حسن گل اندام خزان ہوتا ہے

چشم گریان مین تصور ہے تری زلفونکا
قدرت حق ہے کہ پانی مین دھوان ہوتا ہے

بلبلین ہوتی ہین گلزار مین بے تیغ حلال
محو تقریر جو وہ سیف زبان ہوتا ہے

دل سوزان سے دم گریہ نہ کیون نکلے آہ
آگ پانی سے جو بجھتی ہے دھوان ہوتا ہے

نکلے آتے ہین تری بزم مین آنسو میرے
ہے غضب راز اب اُلفت کا عیان ہوتا ہے

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھ کے مضطر مجھکو
کیون تڑپتے ہو بہت درد کہان ہوتا ہے

کوچۂ یار کی اونچی سی ہے یہ اِک تاثیر
پیر آتا ہے جو کوئی تو جوان ہوتا ہے

بزم عشاق مین گو تم نہین لیتے صاحب
دل کے لینے کا مگر تمپہ گمان ہوتا ہے

بام پر منھ سے جب اپنے وہ اُلٹتے ہین نقاب
شب کو چاند ابر کے پردے مین نہان ہوتا ہے

دوستو ہجر مین کیا حال کہون آنکھونکا
اشک بہہ چکتے ہین تو خون روان ہوتا ہے

اِسطرح ہے دل پر داغ مین اپنے ناسور
باغ کے بیچ مین جسطرح کنوان ہوتا ہے

تیر سے ٹوٹ کے رہتا ہے جو پیکان تیرا
دہن زخم مین مانند زبان ہوتا ہے

جب خیال آتا ہے اُس پردہ نشین کا سطوت
راز کی طرح مرے دل مین نہان ہوتا ہے

میخوار بھی اگر صحبت مین شریک ہوئی ہے وہ چارون شاہزادیان بھی داخل صحبت ہین ملکہ رنگین ادا و ملکہ شبیرین ادا و وحید نغمہ پیرا و بے نظیر یکتا نور الدہر نے اِن چارون کو مقام صدر پر جگہہ دی ہے کہ نجم اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا سکان قتل نہین ہوئی آپ نے بے لوح دیکھے ہوے ہاتھ مار دیا نور الدہر نے کہا اے نجم مقام انصاف ہے کہ سب طرف سے ساحر سحر کر رہے ہین حربے جسم پر پڑ رہے ہین بھلا ایسے وقت مین لوح کیونکر دیکھتا نجم نے کہا وہ تو نکل گئی اِن سب کا قتل وقت پر موقوف ہے یہ لوگ نامی گرامی ہین کہان جا کے چھپین گے آخر مقابلے مین آوینگے اب حضور فکر کرین کہ اپنے کو قلعۂ بہمن شعبدہ باز پر پہونچائین ہم سب بھی بلوہ کر کے اُسکے قلعے مین گھس پڑین وہ بھی قتل ہو تو پھر

حضور کا تا بہ قصر ہشت پہل جانا ہو یہان تو یہ ذکر ہی چارون شاہزادیان عرض کر رہی
ہین کہ کچھ کنیزون کے نام حکم ہو ہم بجا لائین نجم نے کہا جب طلسم کشا کا داخلہ ہوگا تب
ہم لوگ پہونچین گے سب تدبیرین ہو جائینگی مگر اِس حکایت کو یون تحریر کرتا ہون کہ
بہمن شعبدہ باز اپنے قلعے مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رہا ہی صاحبو خداوند
بقراط سکان کو بچائین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ
سکان بلند پروا ز خستہ و شکستہ حیران و پریشان سر سے خون بہ رہا ہی آکر سامنے
بہمن کے گر پڑی کہا ای برادر بڑا غضب ہوا مین نے تو خاتمہ کر دیا تھا لیکن طلسم کشا
صاحب اقبال ہی میخوار گلگون پوش نے عاشق ہو کر قیامت برپا کی چارون شاہزادیان
سطیعان خداوند عین وقت پر بگڑ گئین تحفہ جات سامنے سے قدرت کے اُٹھا لیے
اور طلسم کشا کو پہونچائے مجھکو سوا اسے جنگ کے کیا چارہ تھا مین مصروف جنگ
ہوئی آخر لڑ بھڑ کر نکل آئی قدرت بھی زخمی ہو کر گئے یہ سُنکر بہمن بہت پریشان ہوا
کہ چند ساحر آکر پہونچے وہ ہمراہیان سکان تھے سکان کو جو اِس مقام پر صحیح و سالم
دیکھا بہت خوش ہوے عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کا لاشہ میدان کارزار مین جو دیکھا
فرار پر قرار کیا اور یہی تدبیر سوچی کہ ملکہ کے بھائی کے پاس جائین اور باقی سب
مسلمان ہو گئے سکان نے کہا اب یہان سے وہ تدبیر کرون کہ پھر طلسم کشا کو گرفتار
کرون اور اُسی وقت قتل کر ڈالون اب ہم لوگون کے لیے وہ زمانہ ہی کہ کسی کا
اعتبار نہ کرین ای برادر سوچو تو کہ قدرت کے پاس تحفہ جات رکھے تھے چارون
شاہزادیان اُنکے ساتھ آئی تھین اُنھون نے تحفہ جات لیکر طلسم کشا کو دیے اِسی
وجہ سے شکست حاصل ہوئی مین نے وقت پر ایسی تیزی صرف کی کہ اپنی ہم شبیہ
کو قتل کرایا تب وہان سے نکلی یقین تو ہی کہ اُن سب کو وہی و کا ہوا ہو کہ سکان
قتل ہو گئی بہمن نے کہا ہمشیرہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا کو جان اپنی بچانا
مشکل ہو صحبت بہمن شعبدہ باز مین بڑے بڑے ساحر بیٹھے تھے اُن مین ایک
ساحر کہ نام اُسکا شبدیز شعبدہ باز تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شہنشاہ ساحران

دیکھا کہ ایک تخت پر ایک ساحرہ آئی نہایت حسین وجمیل گلرخسار کی بہن مہ پارہ اُسکا نام ہے
آتے ہی گلرخسار کے پاس بیٹھ گئی مگر ایرج نے جو مہ پارہ کو دیکھا ٹھنڈی سانسین بھرنے
لگے شاپور سے اشارہ کیا کہ یہ معشوق پری پیکر ہو دیکھو کیسی حسین وجمیل گلرخسار قمر عذار
نازو ادا حسن مین یکتا ہو میرا دل اسپر لیٹا ہو شاپور نے مہ پارہ سے بڑھکر کہا کیون
ملکۂ عالم اس جوان کی سراسر حماقت ہو کہ ملکہ گلرخسار کو نہین قبول کرتا تمھارا مزاج
کیسا ہو مہ پارہ نے اشارہ کیا کہ اگر مجھکو قبول کرے تو مین اسکو ابھی مار لون میرے
ہاتھ سے کیا بچ سکتی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ سوال کیجیے مہ پارہ نے گلرخسار سے
کہا کیون بوا یہ جوان تمکو نہین قبول کرتا ہمین دیدو کہ ہم اسکو لیجائین شاید قبول
کرے گلرخسار نے کہا بوا ایسی بات نہ کہو تین دن برابر گذرے اسکو سمجھاتے ہوے
مگر یہ مغرور نہین مانتا مین تمھین کیونکر حوالے کرون مہ پارہ نے کہا بوا غصہ نہ کرو
مین اسکو لیجاؤنگی علاوہ اسکے بڑا معتقد مذہب ہو مین اسکا حکم قبول کرونگی طلسم کشائی
مین ساتھ دونگی مگر گلرخسار نے کہا تمھاری کیا مجال ہو کہ میرے معشوق کو ہاتھ لگاؤ
دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی شاپور آتش افروزی کر رہا ہو کبھی گلرخسار
کو بھڑکاتا ہو کبھی مہ پارہ کو سمجھاتا ہو آخر گلرخسار نے مہ پارہ پر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مہ پارہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا تمام آگ باطل ہوئی اب مہ پارہ نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا ایک نشتر نکالا وہ نشتر اپنی پیشانی پر مارا خون پیشانی سے لیکر کارد پر ڈالا وہ کارد
خون آلود گلرخسار پر کھینچ ماری گلرخسار نے ہر چند چاہا بچون مگر اُس کارد سے نہ بچ سکی
سینے پر پڑی کہ پشت کو توڑکر پار گذری اسنے ہنسکر کہا وہ مارا مہ نے سے گلرخسار کے
وہ باغ تمام جلگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرخسار
جادو بود مارکر گلرخسار کو مہ پارہ قریب آئی کہا او شہریار مین نے آپ کے واسطے
بہن کو مارا ایرج نے کہا اول تو اطاعت اسلام کرو جسطرح اور جادوگرنیان ہین
اُسی طرح تم بھی رہو انشاء اللہ اگر لقراط ثانی کو مین نے قتل کیا تو عقد کرونگا اور اگر
طلسم ہاتھ سے نور الدہر کے فتح ہوا تو مجبور ہون ناچار ہون مہ پارہ نے عرض کی ہین

یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ جا کر دیوانے کو سزا دونگا اور طہماس کو چھڑا کر لاؤنگا یہ کہکے مرکب چمکا یا تعاقب مین دیوانے کے چلے دیوانہ کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی طہماس کو مسلسل و مطوق کرا رہا ہی آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان پہنا رہے ہین کہ نعرہ شیر کی آواز آئی کہ او دیوانہ مجہول بخت بر گشتہ و نا معقول اسطرح دیوانے کو للکارے کر دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا آتے ہی فوراً چوبدست لگائی نور الدہر گھوڑے سے پھاند پڑے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانہ لپٹ پڑا چنگل مارا کہ بدن نور الدہر کا فگار ہوگیا مگر نور الدہر نے چنگل کھا کر ایک طمانچہ مارا نور الدہر دیوانے سے لڑ رہے ہین کہ شبرنگ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا وہ چارون شاہزادیان جو آئی تھین اُن مین سے وحید نغمہ پیرا کو کوئی اُٹھا لیگیا نور الدہر نے دیوانے کو ڈھکیل دیا شبرنگ کے کہنے پر پلٹے چاہا کہ لشکر مین جاؤن دیکھون کہ وحید کو کون لیے جاتا ہی اُسوقت پہونچے کہ پنجہ لیکر بلند ہوچکا تھا لشکر مین غدر ہو رہا ہی وہ تینون شاہزادیان رو رہی ہین کہ ہماری بہن غائب ہوئی نور الدہر نے کہا اے شبرنگ تم مجھے خبر کرنے دوڑے آئے تعاقب مین نہ گئے شبرنگ نے عرض کی غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکے شبرنگ روانہ ہوا جسطرف پنجہ لیگیا تھا اُسی طرف چلا صحرا مین جو آیا تو دیکھا کہ صحراے پر بہار ہی عروسان چمن کا نکھار خلعت سبز پہنے ہوئے جمال اپنا دکھا رہی ہین کہ ایک طرف سے گانیکی آواز آئی کہ کوئی بصد لطف یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہی — ذرہ ہی اور مہر کی تنویر اور ہی

طالب جفا کا عاشق دلگیر اور ہی — باقی کوئی ستم بُت بے پیر اور ہی

تڑپا چکا فراق مین برباد کر چکا — اب کونسی جفا فلک پیر اور ہی

خاک در صنم کی ہوس ہی جہان مین — اے کیمیا گرو مری اکسیر اور ہی

تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو — کہتے ہین وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہی

کہتے ہین مجھسے ابرو و مژگان دکھاکے وہ — یہ تیر اور رہی ہین یہ شمشیر اور ہی

جواب دیا اے شہریار اب کنیز نے دیکھا کہ جو سامان طلسم کشا کے پاس ہی اسوقت مین کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوا اور وہ جادوگریان ہمراہ ہین کہ جنکا سحر مین مثل نہین یہان نیلم گرد و فیلم گرد وغیرہ جانے سے ایرج نوجوان کے پریشان ہین کہ صحرا سے گرد اڑی فاقولۂ صحرانشین مقابلے مین آکر اُترا جب فاقولہ میدان کارزار مین نکلکر للکارا سرداران ایرج بھی سنکر میدان مین آئے جنگ ہونے لگی سرداران ایرج ہاتھ سے فاقولہ کے زخمی ہوے متواتر سات میدان واریان سات دن تک فاقولہ نے کین آٹھوین دن میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی پر لشکر ایرج کا بند ہی جب وہ آواز دیتا ہی تو سردار قصد کرتے ہین مگر بسبب زخمداری کے نکل نہین سکتے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ اے رب کارساز و اے مالک بے نیاز اس مصیبت کو آسان کر للکارنا اسکا ہمپر بہت شاق ہی تو رحم شریک کر نظم

ذاتِ تو گرنہ درمیان باشد	نہ مکان و نہ لامکان باشد
نہ مہ و مہر جلوہ گر گردد	نہ زمین و نہ آسمان باشد
نہ بہ ظاہر چہ وجسم بود	نہ بہ باطن ظہور جان باشد
گاہ پوشیدہ باشد اندر دل	گاہ مذکور بر زبان باشد
گاہ در زمرۂ شہنشاہان	گاہ در سلک بندگان باشد
گاہ موجود در بہار چمن	گاہ در موسم خزان باشد
گل بہ گلزار گو دہد جلوہ	تا نہ در باغ باغبان باشد
روشن از فیض نام تو ہر نام	از تو اظہار ہر نشان باشد
نور ذاتت بہ دیدۂ مردم	گہ عیان و گہے نہان باشد
گاہ اندر وجود موجود است	گاہ حاضر بہ بود نابود است

سب سرداران ایرج دعائین مانگ رہے ہین فاقولہ کا قصد ہی کہ گینڈا اٹھا کر جا پڑون مغلوب ہین سب کو گرفتار کرون اہل لشکر گھبرا رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا مہ پارہ نے عرض بھی کی کہ مین سحر کرکے اسکو قتل کرونا

حقیقت مین تمنے بڑا انتظام کیا لیکن یہ عیار کل خدمت مین بہمن شعبدہ باز کی بھیجا جائیگا
اور بارہ دری مین وحید نغمہ پیرا قید ہی وہ ہمارے آقا کی منسوبہ ہی وہ اُس سے وصل
حاصل کرینگے اسیوجہ سے اُسکو اُٹھا لائے اب قید کیا ہی شاپور نے باتون مین لگاکے
اُس ساحر کو بیہوش کیا کونے مین ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر بارہ دری مین آیا دیکھا
کہ شدیز شعبدہ باز بیٹھا ہوا ہی اِسنے آکر سلام کیا شدیز شعبدہ باز نے پوچھا ای جفاکش
اِسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاپور نے جواب دیا ہر وقت مالک کے دیکھنے کے
مشتاق رہتے ہین سرکار کے سلام کو آیا ہون شدیز نے کہا آج تم خلاف وقت آئے
اور خلاف وقت سلام کیا اِسوجہ سے مجھکو کھٹکا ہوا ہر وقت خوف لگا رہتا ہی کہ ایسا
نہ ہو کیسی شکل پہ عیار چلا آئے شاپور نے کہا حضور یہ وہ مقام نہین ہی کہ جہان عیار
آسکے جو عیار آئیگا وہ خود گرفتار ہو جائیگا شدیز نے کہا جاؤ جاکر حفاظت کرو شاپور
نے کہا ذرا باہر چلیے آج ایک نیا معرکہ گذرا ہی دو تین بڑھیان بیرون باغ پھر رہی
ہین حضور ذرا اُنکو پہچان لین کہ وہ کون ہین ابھی ایک بڑھیا آئی تھی جھانک کر
بھاگ گئی مین پیچھے دوڑا جنگل مین جاکر گھبرا کر عیار رونے لگی کہا مین راہ گیر ہون مین نے
جھانک کر دیکھا کہ اِس باغ مین کون رہتا ہی مین نے اُسکو چھوڑ دیا یہ مجھکو لیاقت نتھی
کہ مین پہچانتا یہ عیار ہی یا کون ہی آپ چلکر پہچان لیجیے اور عیار گرفتار کو بھی ساتھ لیجیے
وہان اِسکے قتل کا سامان کرینگے اگر وہ عیار ہی تو ضرور دوڑ کر آئیگا اُسکو بھی گرفتار کیجیے
یہ حال سُنکر شدیز ساتھ ہوا راہ مین کہتا ہوا چلا کہ جو آکے باغ مین جھانکے اُسکو فورًا
گرفتار کر لو یہ حرکتین تمنے عیار کی بیان کین بیرون بارہ دری آکر شبرنگ کو پکارا
کہ میان عیار صاحب ذرا ایہان آئیے شاپور نے شبرنگ کو دیکھکر ایک دھکا دیا
اور کہا کہ او نا عیار چل تجھکو قتل کرینگے شبرنگ کو بھی ساتھ لیا بیرون باغ آئے
شاپور نیچہ پکڑکر جھپٹا پکار کر کہا کہ شبرنگ قتل ہوتا ہی کوئی عیار سامنے نہ آیا پھر
شاپور نے کہا ای شدیز شعبدہ باز وہ عورت کوئی راہ گیر تھی نگر دیکھو وہ جاتی
ہو جیسے ہی شدیز پلٹا شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے شبرنگ پکارنے لگا کہ ای

خلل پذیر ہمیشہ ہی کارخانۂ عقل
کبھی نہ خانۂ زنجیریان خراب ہوا

یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک ہم
نہ آیا غش مجھے اُسکا جو وقت خواب ہوا

یہ رنگ موج ہما میری آہ گرم سے ہی
ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا

جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ ای تاریخ
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

صدا طائرون کی سُنکر نورالدہر کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا نورالدہر نے فوراً لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و اکسیار این عجائبات یہ طائران طلسم مین انکی صدا
سے پریشانی ہوتی ہی لوح کو سینے سے مس کرو اور آگے بڑھ جاؤ نورالدہر لوح کو
سینے سے مس کرتے ہوے آگے بڑھے گرمی قلب و جگر کی کم ہوئی دوسرے صحرا مین
پہونچے تھے کہ بائین پر سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک کرگدن مست صحرا مین آکر جھومنے
لگا کہ دوسری طرف سے بھی گرد اُڑی ایک شیر ببر چیخین مارتا ہوا قریب کرگدن
کے آیا کرگدن کو چیر پھاڑ کر کھا گیا کئی کرگدن آئے ہاتھ سے شیر کے مارے گئے
کہ ایک طرف سے ایک زنگی آیا پشت شیر پر سوار ہو نورالدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے لوح جھکا کر عکس ڈالا جیسے ہی عکس لوح زنگی پر پڑا پشت شیر سے
کود کر بھاگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیاہ رو سے جاؤ کہان جاتا ہی نورالدہر نے
پلٹ کر دیکھا ایک تاجدار دریائے سلاح مین غوطہ زن آتے ہی شیر پر سوار ہوا
مقابلہ نورالدہر مین آیا نورالدہر نے للکارا تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے لوح محفوظ جھکائی عکس لوح سے وہ تاجدار کود پڑا نورالدہر کو لپٹ پڑا لیکن
نورالدہر نے دے مارا شیر چیخین مارتا ہوا بھاگا نورالدہر نے چھاتی پر بیٹھکر
کہا ای تاجدار شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تاجدار نے ہاتھ باندھکر کہا مین
تابعدار ہون میرے ساتھ چلیے مین آپ کو باغ رنگین مین پہونچادونگا آیندہ
آپ کو اختیار ہی وہ تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا نورالدہر کو ساتھ
لیکر چلا قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا تھا
نورالدہر ساتھ اُس تاجدار کے باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار ہی نخل گل

مذہب عشق مین زاہد یہی واجب ہی نماز
کاجل آنکھون مین لگاکر مین وہ گھر سے نکلے
اُنکے دربار مین ہین آس لگا کر آئے
عشق بازی سے نہ ہم ہاتھ اُٹھائینگے کبھی
مجمع عام ہو کس سمت کھڑے ہون جاکر
حُسن کے رعب سے آنکھین جو مری بند ہوئین
دونون معدوم ہین دنیا سے مثال عنقا
دل کے آئینہ پہ کھنچوائی ہی اُنکی تصویر
ایک تازہ چمن آئیگا نظر اے سطوت

اپنے محبوب کو ہم شام و سحر دیکھین گے
قتل ہو جائین گے عشاق جدھر دیکھین گے
نذر دل اپنا کرینگے جو اِدھر دیکھین گے
ناصحا اس مین اگر لاکھ ضرر دیکھین گے
ہاے یہ بھی نہین معلوم کدھر دیکھین گے
ہنس کے وہ بولے کہ پھر آپ اودھر دیکھین گے
نہ دہن آپ کا دیکھا نہ کمر دیکھین گے
اب مزے لوٹین گے ہم آٹھ پہر دیکھین گے
آج رنگینیِ اشعار قمر دیکھین گے

شاپور جو لطف سے گایا کئی ساحر کہ شاخون پر درختون کی طائر بنے بیٹھے تھے وہ سب شاخون سے اُترے اُتر کر ساحر بنے شاپور نے گھبرا کر کہا کیون بھائیو اور بھی بھائی ہمارے ہین ایک اُن مین سے بول اُٹھا کہ بیس جادوگر ہین ہم سب کے ساتھ نگہبان ہین شاپور نے پکار کر سبھون کو ایک مقام پر جمع کیا گانا اپنا سب کو سنانا چاہا اور سب تعریفین کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ قدرت نے آپکو بڑا اشرف دیا شاپور نے کہا بھائیو اب مجھے یاد آیا ہر چند کہ تمھارا افسر ہون مگر تمھارا ساقی بنتا ہون چاہتا ہون میرے ہاتھ سے شراب پیو سب کی عمر بڑھیگی رونق ہو گی یقین ہی کہ قدرت نظر آوین یہ مضمون سنکر سب ساحر خوش ہوے کنجی میخانے کی نکالکر شاپور کو دی شاپور نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملاکر آواز دی کہ یارو مین ساقی ہوا کوئی باقی نہ رہے تنیس طائر اور شاخون سے اُترے سب پچاس جادوگر تھے سب نے آپس مین شراب تقسیم کی اب شاپور چند گلابیان لیکر محفل مین آیا شراب سر پر رکھی سب کو شراب پلانا شروع کی پچاس جادوگر جو گلابیان اُٹھاکر لیگئے تھے وہ تو الگ جاکر بیٹھے شراب پینے لگے باقی جو محفل مین تھے انکو شاپور نے پلائی جو ساحر الگ بیٹھے تھے آپس مین دست درازیان کر رہے ہین کوئی گرکر بیہوش

تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ زنگن اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ ای شخص تو نے بڑا غضب کیا میرے معشوق کو مارا یہ کہکے پیٹنے لگی کہتی تھی تو مجھکو قبول کر میرا ہمراہی تو عدم کو گیا اُسنے کیا تیری خطا کی تھی نور الدہر نے کہا اِس سے بڑھ کے کیا خطا ہوگی کہ ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ مارا گیا زنگن نہین مانتی لپٹی جاتی ہی نور الدہر نے ایک جھڑکی دی یہ سُنکر زنگن بہت بیقرار ہوئی کہا آپ مجھکو گھُرکتے ہین میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ہو ستم کی مشق مجھپر بار بار اُٹھتے بیٹھتے
ہون مژہ کے تیر دل کے پار اُٹھتے بیٹھتے

قتل اُس ظالم سے ہو میرا وہ ہون ایذا پسند
دل دکھانا جا مرا ہر بار اُٹھتے بیٹھتے

خون بہانا کسکا او جلاد ہو مد نظر
اُبلی پڑتی ہی تری تلوار اُٹھتے بیٹھتے

دل جگر دونون لیے جاتا ہون پیش شاہ حُسن
نذر دونگا مین سر بازار اُٹھتے بیٹھتے

اب مرا آنا مناسب تیری محفل مین نہین
ورنہ پڑے آزار مین اغیار اُٹھتے بیٹھتے

کہتے ہین وہ دل مجھے دیدے مین کہتا ہون نہین
روز رہتی ہی یہی تکرار اُٹھتے بیٹھتے

شربت دیدار کے مشتاق ہو کر ای مسیح
تیرے پاس آئے ہین ہم بیمار اُٹھتے بیٹھتے

ہو طلب عشاق کی گر ناتوانی ہی تو ہو
جائینگے ہم بھی حضور یار اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی نے بنایا تھا ہمین نقش قدم
تھی کہان طاقت جو ہم ای یار اُٹھتے بیٹھتے

غیر کو تو نے بٹھایا بزم مین ای رشک گل
کیون نہ کھٹکے دل مین میرے خار اُٹھتے بیٹھتے

گھر مین وہ آئینہ رو آتا تو بہر تعظیم کو
گرد سان ہم ناتوان و زار اُٹھتے بیٹھتے

خاک ہو جاتے جو کوے یار مین اِک لطف تھا
کِس مزے سے صورت دیوار اُٹھتے بیٹھتے

فصل گل مین تھا مزہ میخانے مین آنا اگر
کیا اُچھلتی شیخ کی دستار اُٹھتے بیٹھتے

دل مین تیر آکر جو اُس ناوک فگن کا رہگیا
چٹکیان لینے لگا سوفار اُٹھتے بیٹھتے

ڈھونڈھنے یوسف کو اپنے ضعف مین سطوت مگر
جائینگے ہم مصر کے بازار اُٹھتے بیٹھتے

اُس زنگن نے جو اِسطرح کے اشعار پڑھے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر کہا مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ ایک ہاتھ مار دونگا زنگن نے دوڑکر چاہا لپٹ جاؤن کہ

در جہان باشد ہمیشہ سرنگون
اہل دل داند برابر عیش و غم
بندہ را حق سوے خود خواند مدام
کی رسد لیکن بگوششش این صدا
اہل غفلت ہست غافل از خدا
ہست حق غفار و ستار العیوب
بندہ را آموخت طرز بندگی
داد از روے عنایت بندہ را
آسمان در پیش حکمش سرنگون
ہست در اظہار وحدانیتش
شرح توحید خداے لایزال

بار دنیا ہر کہ بردارد بدوش
مرد حق یکسان شمارد نیش و نوش
میدہد آواز از ہر سو سروش
ہر کہ دارد پنبۂ غفلت بگوش
میگزارد عمر خود در نا و نوش
عاصیان را پردہ دار و پردہ پوش
مرحمت فرمود عقل و فہم و ہوش
جسم و جان و دست و پا و چشم و گوش
مہر و مہ شام و سحر حلقہ بگوش
خلق در جوش و زمانہ در خروش
کم توانی کردن ای ہندی خموش

نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آیا اُسنے اپنا رنگ جمایا شبرنگ جو جھپٹ کر آیا دیکھا ایک نخل پر ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی شبرنگ کنارے ہٹا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ نامہ قدرت نے بھیجا ہی سکان ساحر کو بلکر شاخ نخل سے اُتر آئی نامہ شبرنگ سے لیا سر جھکا کر پڑھنے لگی شبرنگ نے دیکھا کہ سکان نامہ پڑھنے لگی پہلو سے آکر حلقے کمند کے مارے جھٹکا دیکر گرا یا گرا کر سکان کو خنجر مار دیا مگر سکان تڑپ کر نکلی حلقے جلا دیے شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی ہوا کا وہی جوش و خروش ہی سارے لشکر مین ہنگامہ ہو مگر سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ سکان شبرنگ کو لیے جاتی ہی ہاتھ ہلایا کہ سکان کے پنجے سے شبرنگ چھوٹا سکان نے چاہا تڑپ کر گردن اور شبرنگ کو اُٹھا لیجاوُن نجم اختر شناس نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ سکان کے دو ٹکڑے ہوے لشکر مین اب اطمینان ہوا ایک پنجہ تڑپ کر گرا لاشۂ سکان اُٹھا لیگیا یہان نور الدہر اور دیوانے

میری تو عجب نوبت ہی کنیز کی یہ کیفیت ہی نظم

پھیر کر منھ کو دوپٹے سے چھپاتے ہو عبث ❊ حسن رخ دیکھ لیا ڈر کے جاتے ہو عبث
مین نے خود آنکھ سے دیکھا تمھین لیتے دل غیر ❊ قسمین تم جھوٹھی مری جان کی کھاتے ہو عبث
کیا ہوا آنکھ سے ای جان جو نکلے آنسو ❊ تہمت عشق مرے دل کو لگاتے ہو عبث
ایکدن پھر یہ کہو گے کہ مرے گھر سے نکل ❊ قسمین دیدے کے مجھے اب تو بلاتے ہو عبث
سرمہ ہی غیر نے آنکھون مین لگایا بیشک ❊ نیچی نظرین کیے دیتی ہین چھپاتے ہو عبث
آتش عشق سے خود سینہ پھکا جاتا ہی ❊ دل کے غیرون سے مجھے یار جلاتے ہو عبث
حسن بے دیکھے ہوا ہون مین تمھارا عاشق ❊ ناز و انداز مجھے اپنا دکھاتے ہو عبث
حال دل سنکے عجب ناز سے کہتا ہی وہ شوخ ❊ سن چکا ہون یہ کہانی مین سناتے ہو عبث
ایک مدت سے حسینونپہ ہون مین خود مرتا ❊ واعظو موت سے تم مجھکو ڈراتے ہو عبث
کربلا جاؤگے قسمت مین جو ہی ای سطوت ❊ بخت برگشتہ ہی کیون رنج اٹھاتے ہو عبث

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھ کے آواز دی منم غواص غوطہ زن ای طلسم کشا تیرے اشتیاق مین گھر بار چھوٹا عزیز و اقارب دشمن ہوے راہ بہ راہزن ہوے کہ تا تک بیوفائی کریگا یہ کہکے رونے لگی نور الدہر کو اُسکے رونے پر رحم آگیا بڑھکر کہا کہ کیا چاہتی ہو غواص نے کہا اِسی چشمے مین آیئے تو مین اپنے باغ مین لیچلون نور الدہر اُس شعبدہ باز کی باتون پر قریب چشمے کے آئے دامن گردانتے لگے قصد کیا کہ پھاند پڑون کہ لوح یاد آئی اور کسی نے آواز بھی دی کہ ہوشیار ہو جایئے دیکھا کہ ایک درخت پر ایک طائر یہی کہہ رہا ہی کہ ہوشیار رہنا نور الدہر کو ہر چند کہ اُس نازنین کی ناز و ادا بہت پسند آئی ہی مگر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اُسکو نذر دو نور الدہر نے لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی وہ نازنین جھکی کہ اُٹھالون لوح سے ایک شعلہ چمکا کہ اُسکے ہاتھ مین آگ لگ گئی آواز دیتی تھی کہ او جلاد صاحب بیداد یہ کیا ستم کیا مین جلتی ہون تم ٹھنڈے رہو خیر وقت پر ہمین کام آئینگے غوطہ مار کر جلتی ہوئی غائب ہوئی نور الدہر اِس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہین کہ نوبت

آیا تو ایرج نے پوچھا کیا سبب ہوا تجھکو کیونکر قبضے مین کیا شاپور نے سب حال بیان
کیا کہ اسطرح مین نے شبرنگ کو رہا کیا اور وحید شاہزادی قید تھی اُسکو رہا کیا مگر
مین نے اتنا آکر کہا کہ دوست جیسی ہمیشہ غالب رہتے ہین اُسپر مجھکو قید کیا ایرج نوجوان
نے دیکھکر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے اسنے کہا خلاف کہا سچ کہتا ہی نور الدہر نے کہا
اس طلسم مین بڑی کد و کوشش کی مگر کیا انجام ہوا ابتک مارے مارے پھرتے ہو
ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ گمان ہوتا ہی
کہ ایرج نوجوان کی تلوار پڑی اور نور الدہر کا خاتمہ ہوا مگر شاہزادہ نور الدہر تلوار
روک لیتے ہین جب یہ ہاتھ مارتے ہین تو بھی لوگون کو گمان ہوتا ہی کہ ایرج کا خاتمہ ہوا
مگر ایرج شاگرد خواجہ عمرو ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی ایک مقام پہ شاہزادہ
نور الدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایرج نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون
گھوڑون سے کود کے آپس مین کشتی ہونے لگی اہل لشکر نور الدہر کے دیکھ رہے
ہین مگر کسی کی یہ مجال نہین کہ دخل دے سکے طہماس بن عنقویل دیو پرور دیکھ دیکھکر
بہت جلا ساطور ہلا کر کہا جی چاہتا ہی ایک ہاتھ ماردون کہ ایرج کے دو ٹکڑے ہون
یہ کلمہ جو ایرج نے سُنا بیقرار ہو گیا نور الدہر کو ڈھکیل کر للکارا کہ او گُنڈے کیون
تیری شامت آئی ہی ابھی آکر تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکے طرف طہماس کے چلے طہماس
کو خیال ہوا کہ اگر مقابلہ کرونگا تو آقا کے خلاف ہوگا ساطور پھینک کر بھاگا ایرج پیچھے
چلے چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق چمک کر گری اور
ایک پنجہ اُس مین سے پیدا ہوا ایرج کو اُٹھا کر لیگیا نور الدہر نے اپنے کو گرا دیا
ہاے بھائی کہکر رونے لگے شبرنگ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام ابھی جاتا ہی
پتہ لگا کر آتا ہی یہ کہکے تفتو رہا سے زر بفتی آراستہ کیے بانہاسے عیاری درست کیے
شبرنگ تو تلاش مین چلا مگر شاپور جست کرکے ایرج کے گھوڑے پر سوار ہوا
طرف لشکر ایرج کے بھاگا ہر چند نور الدہر نے چاہا اسکا تعاقب کرون کہ فسادی
نہ جانے پائے مگر کرہ بن اشقر طرار سے بھرتا ہوا شاپور کو لشکر مین لایا گھوڑے کو

چماق اُٹھا کر چلیں نور الدہر نے تلوار چمکائی وہ زنگنیں غل مچاتی تھیں اور کہتی تھیں
کہ بڑے افسوس کا مقام ہے اس ظالم کو کوئی سزا نہیں دیتا کہ ایک طرف سے ایک جوان
قوی ہیکل نسیم و شمیم پیدا ہوا اُس نازنین نے جو اُس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی
اے تن و توش جادو میں تیرا انتظار کر رہی تھی دیکھ مجھپر کیا بدعتیں ہوتی ہیں مگر تیرے
واسطے جفائیں اُٹھائیں میں تیری مشتاق ہوں وہ جوان دوڑ کر اُسکو لپٹ گیا اُس
نازنین نے بھی گلے میں ہاتھ ڈالدیے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا زنگنوں کو مار کر
قریب اُس جوان کے پہونچے اُس جوان نے اُس نازنین کو چھوڑ کر قصد کیا کہ میں
نور الدہر کو لپیٹ جاؤں نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ نازنین تو بھاگی مگر
اُس جوان کا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا وہ نازنین سر اُسکا دیکھکر بہت روئی
اور کہا خیر اے طلسم کشا میں جاتی ہوں تونے میری قدر نہ کی میں اس جوان سے
اسواسطے ملی تھی کہ تجھکو رشک ہو مگر معلوم ہوا تیرا مزاج اور طرح کا ہے میرے
تیرے نہ بنے گی ماں باپ کو اختیار ہے اے حشام جادو اب تم آؤ کہ صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا ایک جادوگر گینڈے پر سوار کئی ہزار جادوگر پشت پر آکر نور الدہر پر
سحر کرنے لگا لیکن جو سحر کیا وہ باطل ہوا نور الدہر لوح چمکا رہے ہیں جسپر لوح کا
عکس پڑتا ہے وہ جل جاتا ہے نور الدہر لڑتے ہوے قریب حشام جادو کے پہونچے
حشام نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اپنے کو بچا کر ہاتھ مارا کہ حشام کے
دو ٹکڑے ہوے حشام کا مرنا کہ سناٹا ہو گیا وہ نازنین بھی گئی زنگنیں بھی بھاگیں
حشام کے ساتھ والے فریاد و فریاد کرتے ہوے لاشۂ حشام لیکر طرف صحرا کے
بھاگے زیر قلعۂ ابہام آئے لاشہ رکھکر شور و غل مچانے لگے ابہام جادو اپنے
قلعے میں بیٹھا مصروف عیش و نشاط تھا جلسہ آراستہ تھا اُسنے جو شور و غل کی
آواز سُنی خدمتگاروں سے کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہے چند خدمتگار بیرون قلعہ
آئے آکر لاشۂ حشام جو دیکھا وہ بھی رونے لگے ہمراہیان حشام نے کہا بھائیو
جاکر ابہام جادو کو خبر کرو کہ آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا ہم لوگ اُنکا لاشہ

کر دو شبرنگ جھپٹ کر قصر مین آیا عرض کی اے آقاے نامدار مین ہون شبرنگ بن عمرو آپکی
رہائی کو آیا ہون صرف اتنا کہدیجیے کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اسکو مار لونگا ایرج
نے جھلا کر کہا جا دور ہو مین تیرا رہا کرنا نہین قبول کرتا شبرنگ ناچار رہوا اور سامنے
گلرخسار کے آیا کہا واری حقیقت مین بڑا سخت مزاج ہی گا لیا ان دیتا ہی کہتا ہی مجھکو قتل
کرین گلرخسار رونے لگی کہا اے شعلہ کیونکر دل گوارا کرے کہ معشوق کو قتل کر دن جو
وہ کہتا ہی ٹھیک کہتا ہی جانتا ہی کہ یہ مجھپر عاشق ہی قتل نہ کریگی اور حقیقت مین کسی طرح
میرا دل قبول نہین کرتا دربار مین بہمن کے حاضر تھی کہ اسوقت سب کو حکم ملا کہ جسطرح
بنے مسلمانون کو قید کر کے لاؤ مین بھی اسی فکر مین نکلی تو اسکو اٹھا لائی یہ نہ جانتی تھی کہ
یہ آفت برپا ہوگی قضاے کار شعلہ رخسار کو شبرنگ نے بیہوش کر کے جو ایک
گوشے مین ڈالدیا تھا کچھ کنیزین جو ادھر گئین شعلہ رخسار کو دیکھا ہوشیار کیا
شعلہ رخسار روتی ہوئی سامنے گلرخسار کے آئی یہان وہ وقت ہی کہ شبرنگ
باتین کر رہا ہی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہی کہ اب حسرت و یاس کا
سامنا ہی دیکھیے کیونکر زندگی ہو حقیقت مین ایسا خوش جمال نگاہ سے نہین گذرا تھا
کہ شعلہ رخسار اصلی سامنے آئی کہا واری ایک اجنبی شخص نے مجھے اشارے
بلایا پوچھنے لگا کہ یہ کون شاہزادی ہی مین آپ کو بتانے نہ پائی تھی کہ مجھکو بیہوش کیا
ساتھ والیون نے ہوشیار کیا اب جو مجھکو ہوش آیا مین نے اپنے کو ایک گوشۂ قصر
مین پایا شبرنگ نے جو یہ سُنا کہنا ہوا بھاگا کہ مین خبر لاتی ہون دریافت کرون کہ
اسکو کسنے بیہوش کیا تھا ایک کنیز پیچھے دوڑی شبرنگ اسکو خنجر مار کر بھاگ گیا
گلرخسار نے حیران ہو کر کہا کیون صاحبو یہ کیا سحر کہ تھا مین قصر اسرار مین جاؤن
تو دریافت کرون یہ کہکے اُٹھی ایک قصر مین آئی اُس قصر مین آکر ایک چیخ ماری
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آواز دی کہ اے گلرخسار یہ عیار تھا جو کنیز کو مار کر بھاگا
گلرخسار نے نکلکر سب کنیزون سے بیان کیا کہ عیارون سے بچنا کنیزون نے کہا کہ
واری ہم تو باہر نہین نکلتے آپ ہوشیار رہیے شبرنگ تو جنگل مین بیٹھا سوچ رہا ہی

نور الدہر کے جھپٹا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا ابہام اُسی مقام پر مُرکا عکس لوح جو
پڑا جھوٹنے لگا مگر ساتھ والے ابہام کے سحر کر رہے ہین کسی نے آگ برسائی کسی نے
برقین گرائین چہار سمت سے سحر کی بوچھار ہر ساحرون مین مچا رہی کہ یارو طلسم کشا کو گھیر کر
مار لو شاہزادہ نور الدہر نے جو یہ صدا ساحرون کی سُنی جھپٹ کر ابہام پر ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا مرنا ابہام کا کہ ایک دھوان گردن سے اِسکی نکلا کل
ساحرون پر چھایا نور الدہر نے لوح کو چمکایا کہ وہ دھوان نور الدہر کے قریب نہ آیا
تمام ساحر سحر کرنا بھولے سب کے سحر باطل ہوے مگر وہ دھوان جو ساحرون کو لگا اُس
دھوئین سے تمام ساحر جلنے لگے فریاد و فریاد کرنے لگے تھوڑے عرصے مین سب جلکر
خاک ہوے لاشۂ ابہام جلا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام ہن ابہام جاجم
برادر حشام یو مارا کر ابہام کو نور الدہر بہ حکم لوح آگے بڑھے ایک قصر سامنے
دکھائی دیا اُس قصر سے رونے کی آواز آتی تھی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کے
یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

خفا جب وہ لیلی ادا ہو گیا — تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا
مجھے عشق زلفِ دوتا ہو گیا — عبث مبتلا ے بلا ہو گیا
حسینون پہ کیون ہاے عاشق ہوا — مجھے بیٹھے بٹھلاے کیا ہو گیا
نہین بھولتا اِن بتون کا خیال — مرے دل کو یارب یہ کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک — مرا ماہ مجھسے جدا ہو گیا
جو برباد کی خاک میری صبا — نہ کچھ اِسمین تیرا بھلا ہو گیا
مرے خط کا لایا نہ اتبک جواب — خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
ترے وحشیون کا عجب حال ہے — بہار آئی سودا سوا ہو گیا
یقین ہو گیا پاس وہ غیر کے — جو پھر درد دل مین سوا ہو گیا
چُرا لیگیا آئینہ رو کوئی ++ — مین حیران ہون دل میرا کیا ہو گیا
ارے غمزہ و ناز تو اِک طرف — ادا پہ تری دل فدا ہو گیا

ہی گلرخسار نے اُسی وقت جلسہ آراستہ کیا قفس ایرج منگایا شاپور نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

مجھسے اب ضامت بھی ہو جا کہین یار آپسے آپ — جسطرح ہی تری خاطر مین غبار آپ سے آپ

کہا کب آتش فرقت سے جلایا تونے — ہین مرے نالۂ دل صاعقہ بار آپ سے آپ

خار تدبیر ہی پیش گل تقدیر عبث — وقت پر باغ مین آتی ہی بہار آپ سے آپ

دونون عالم مین اگر ایک نہین شعبدہ باز — جمع کیونکر ہوے اضداد یہ چار آپ سے آپ

نہین آتا جو وہ خورشید مرے گھر مین نہ آے — صبح ہو جائیگی آخر شب تار آپ سے آپ

کچھ شکایت نہین عشق کمر نازک کی — ہو گیا ہون مین صنم زار و نزار آپ سے آپ

سرخ پوشاک ہین کر وہ سہی قد جو گیا — جل اُٹھے سرو چمن مثل چنار آپ سے آپ

کچھ تری تیغ جفا کی نہین تقصیر اے گل — صورت غنچہ مرا دل ہی فگار آپ سے آپ

غیر کا منھ ہی کہ لے بوسے ترے او ظالم — نیلگون ہو گئے ہونگے یہ عذار آپ سے آپ

نالہ کش مثل جرس کیون ہی عبث اے مجنون — صبر کر آئیگا جمازہ سوار آپ سے آپ

شاپور نے جو یہ اشعار درد آمیز گائے گلرخسار تو رونے لگی مگر ایرج نوجوان باجل خاموش اُسی طرح بیٹھے ہین کہ شاپور جست کر کے قریب قفس کے آیا چلا کر کہا کہ اے شہریار آپ اِس معشوقہ کو کیون نہین قبول کرتے اور چپکے سے کہا کہ ہم شاپور شہر دل اب فوراً حضور کہدین کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اسکو مار لون ایرج نے برہم ہو کر کہا مین اِس فاحشہ کی جانب منھ کر کے نہ سوؤنگا جو بدعت اُسکے مزاج مین آئے وہ کرے شاپور حیران ہوا کہ اب کیا کرون یہ تو ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے یہ میرا کہنا نہ مانینگے مگر قریب آکر گلرخسار سے کہا اے ملکۂ عالم وہ کہتا ہی کہ مین خود عاشق ہون مجھپر کیون جبر کیا اب جو چاہے کرے مین نہ قبول کرونگا قفس کھولکر اسکو نکالیے پہلو مین بٹھائیے یقین ہی رضامند ہو جائے گلرخسار تو لیسی ہوئی ہی شاپور سے جو یہ سنا فوراً قفس کھولا ایرج کو نکالا گلرخسار پہلو مین بیٹھی اس امید پر کہ اب یہ مجھکو قبول کریگا شاپور نے چاہا کہ ساقی گری کا ذکر کرون کہ ایک برق چمک کر گری

وہ مجھپر عاشق ہی اکثر اُسنے درخواست کی کہ اُس قیدی کو رہا کر دیجیے مگر اُس ظالم
نے نہ مانا قید سے نہین رہا کیا اگر حضور کا گذر کسی وجہ سے دربار مین بہمن کے
ہو تو یقین ہی کہ میگونہ ضرور مدد کرے نور الدہر نے کہا ای برادر دربار مین
بہمن کے پہونچنا بہت دشوار ہی لوح خبر دے چکی ہی کہ دربار مین بہمن کے بختی
گذر ہوگا بیشت پر نور الدہر کی خوش مزاج باتین کرتا ہوا آتا ہی نور الدہر جواب
دیرہے ہین کہ خوش مزاج نے پکار کر آواز دی ای شہریار مجکو بچائیے دیکھیے
کرگدن مجھکو لیے جاتا ہی پلٹ کر نور الدہر نے دیکھا کہ ایک کرگدن مست نے
خوش مزاج کو مُنھ مین دبایا ہی نور الدہر نے چاہا کہ خوش مزاج کو رہا کرون مگر وہ
کرگدن خوش مزاج کو لیکر غائب ہو گیا نور الدہر کو بڑا افسوس ہوا کہ ایک مونس
تنہائی مین ملا تھا اُسپر بھی یہ سانحہ گذرا کہ سامنے سے دیکھا چند نازنینان مہ جبین آئین
اور عرض کی ای شہریار قصر حمام مین آپ کی طلب ہی نور الدہر اُنکے کہنے پر ایسے مبہوت
ہوے کہ لوح کو نہ دیکھا اُنکے ساتھ چلے گئے جا کے دیکھا تخت پر ایک مہ جبین
بیٹھی ہی کہ شعلۂ رخسارہ سے اُسکے تمام مکان روشن ہی نور الدہر کی اُسنے تعظیم کی اور
مسکرا کر کہا فرو رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست +
نور الدہر اُسکے کہنے پر اُسکی طرف چلے کہ اُسنے ہنسکر کہا کہ حوض موجود ہی غسل نو کر لیجیے
آپ کے سایے سے مین بھی طیب و طاہر ہو جاؤن مدتون سے آپ کا انتظار ہی تب
یہ دن نصیب ہوا آج آپ نے سرفراز فرمایا نور الدہر قریب حوض کے آئے اُس
نازنین نے دست نگارین سے لُنگی اُٹھا کر دی نور الدہر نے لوح محفوظ اور لوح
طلسمی گلے سے اُتاری اور نذرہ طلسمی و لباس طلسمی بھی بدن سے دور کیا کنارے
پر حوض کے سب اشیا رکھتے جاتے ہین چند کنیزین لنگ باندھکر حوض مین کودی
ہین اور اشارے کر رہی ہین کہ آئیے غوطہ لگا لیجے جیسے ہی نور الدہر حوض مین
کودے سب تحفہ جات تو اُسنے اُٹھا لیے ایک آواز مہیب دی کہ او طلسم کشا منم
کلنگ ابلق سوار دیکھ یون تیرے تحفہ جات لیتے ہین نور الدہر نے غوطے

آپ کو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی مغلوبہ ہین جسکا وار پڑجائے
ایرج نے کہا تمھارا کام یہی ہی کہ مجھکو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دو مین سمجھ لونگا انشاء اللہ
اُسکو سر میدان ماروں مہ پارہ نے کہا اے شہریار تحفہ جات تو اُنکے پاس ہین ایرج نے
کہا وہ تحفہ جات چاٹا کرین تحفہ جات کی مجھے کیا ضرورت ہی مہ پارہ نے کہا میرا وعدہ یہ ہی
کہ آپ کو سامنے قصر ہشت پہل کے پہونچا دون میدان مین نکلون سحر کرون مقابلہ
پڑ جائے آیندہ پروردگار کو اختیار ہی اطاعت اسلام بدل وجان قبول کرتی ہون اتنا کہ
مہ پارہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی ایرج نے گلے سے لگا لیا عارض انور کا بوسہ لیا
مہ پارہ نے تخت تیار کیا شاپور و ایرج کو اُسپر بٹھا لیا سحر کرتی ہوئی چلی یہان وہ
وقت ہی کہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر کی نگہداشت کر رہے ہین کہ تخت ایرج
گذرا ایرج نے جو دیکھا کہ پندرہ بیس شاہزادیان کمر اطاعت باندھے ہوئے مشغول
انتظام ہین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی افسرون کو سحر تعلیم کر رہے ہین سکندر ثانی
ہر مرتبہ ابر بناتے ہین اور اُسکو مٹاتے ہین اب جیسے ہی ابر تیار ہوا ایرج نے کہا اِس
ابر کو نہ چھنے دینا مہ پارہ تڑپ کر ابر پر گری سکندر نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خیال جو کیا تو دیکھا کہ ایک ساحرہ ابر کو توڑ رہی ہی سحر چھنے نہین
دیتی سکندر نے آواز دی کہ او ساحرہ یہ کیا بے ادبی ہی جو تو کر رہی ہو مہ پارہ نے
جواب نہ دیا سکندر ثانی نے آواز دی کہ ایک ابر محیط آسمان پر آیا سکندر نے کہا اِس
ساحرہ کو لینا چند لکے ابر کے جسم مین مہ پارہ کے لپٹ گئے کشان کشان لیچلے ایرج
نے جو دیکھا کہ مہ پارہ ابر مین پھنسی وہین سے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر زادے کیون تیری
شامت آئی ہی اپنے بادشاہ کو منع کر کہ لکہ ہاے ابر ہٹالے نور الدہر نے جو ایرج کو
دیکھا کہ بالاے تخت بیٹھے ہین تلوار چمکا رہے ہین سکندر ثانی کو منع کیا کہا اے بادشاہ
عالیجاہ اِس ساحرہ کو چھوڑ دو سکندر ثانی نے اِشارہ کیا لکہ ہاے ابر سے مہ پارہ چھوٹی
بدحواس ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا لیکر بھاگی ہر چند ایرج کہتے ہین کہ مجھکو اُتر نے
دے مین کشتی گیر زادے سے سمجھ لونگا سارے لشکر کو شکست دونگا یہ سنکر مہ پارہ نے

مقام عشرت نظم بطور مسدس

چو فرمان قضا آید درین ایوان نه ماند کس بدیوان خانهٔ عالم ز ارکانان نماند کس	بدار الملک دنیا از شهنشاهان نه ماند کس هم از وحش و هم از طیر و هم از انسان نماند کس

درین دنیاے دون چیزے که باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نه غم را استقامت در جهان باشد نه راحت را نه استحکام کثرت را بود آخر نه قلت را	نه استقلال حاصل تنگ دستی را نه وسعت را قیام دائمی باشد نه مذهب را نه ملت را

درین دنیاے دون چیزے که باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بناے قصر این عالم شود زیر و زبر روزی شود مسمار در یک لحظه هر دیوار و در روزی	شود پوشیده پستی و بلندی از نظر روزی کند هر خانه دار از خانهٔ عالم سفر روزی

درین دنیاے دون چیزے که باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے اپنے پروردگار سے دل کو رجوع کر رہے ہیں مگر جملہ ساحر و غیر ساحر کلاہیں اُچھال رہے ہیں ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ قید طلسم کشا آگئی میگونۂ گلگون پوش عاشق خوش مزاج پریشان پریشان طرف طلسم کشا کے دیکھ رہی ہو اور دعائیں کر رہی ہو کہ اے کریم کارساز نہیں معلوم اُس مصیبت زدہ پر کیا گذری جسوقت یہ حالات سُنے گا کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور تحفہ جات چھین گئے یقین ہو کہ تڑپ کر اپنی جان دیگا جب میں کبھی قید خانے میں جاتی تھی تو یہ مژدہ سناتا تھا کہ ہماری رہائی کا وقت قریب آتا ہو وہ سارا حوصلہ نکلگیا اب کون صورت اُسکی رہائی کی ہو ہاے کیونکر قید خانے میں جاؤں گرگدن جادو اُسکی قید یہاں لے آیا کیا منھ لیکر جاؤں کیا روے سیاہ دکھاؤں کیونکر ملاقات کروں میں نہ جانتی تھی کہ خاتمے کا وقت قریب آیا یوں فلک گردش دکھائیگا یہمن نور الدہر کو

مگر ایرج نے اِسے قبول نہ کیا صحرا مین تخت سے اُترے مہ پارہ نے ایک مرکب بنادیا
اُسپر سوار ہوکر مقابلہ فاقولہ مین پہونچے فاقولہ جمال بے مثال دیکھکر حیران ہوگیا مگر
باتون سے یہ معلوم ہوا کہ یہ برادر طلسم کشا ہو فاقولہ نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ توڑ ڈالا
فاقولہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے بازو بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا فاقولہ لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج سے داؤ پیچ ہونے لگے
ایک مقام پر فاقولہ ایرج کو ریلکر لے دوڑا ایرج نے اُسکا زور روک کر ایک گھونسہ
منھ پر مارا کہ فاقولہ چوندھیا گیا منھ پھیر کر جیسے ہی پلٹا ایرج نوجوان نے زبردستی ہکہ
مارکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون فاقولہ نے آواز دی اے ایرج نوجوان مین مسلمان
ہوتا ہون اب میری جان کے آپ ہی نگہبان ہین یہ جو ایرج نے سُنا بہ سہولت زمین پر
اُسکو رکھدیا فاقولہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کل لشکر نے اُسکے اطاعت کی
اب مہ پارہ بھی تخت سے اُتری ایرج سبکو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے سردارون کا حال دیکھکر
بڑا تاسف کیا مگر شاہزادہ نور الدہر سب سردارون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہین کہ
نجم نے عرض کی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے برائے فتاحی مرحلہ جایئے نور الدہر نے
لوح کو دیکھا سب سے رخصت ہوے بیرون لشکر آئے دیکھا ایک درخت پر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُنکے زمزمون سے جو صدا نکلتی ہو اُسکا مفہوم یہ ہو **نظم**

معطر اُسکے نہانے سے بس کہ آب ہوا
حباب سحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول
ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا

ترے بدن پہ اگر ایک بوند منھ کی پڑی
برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا

جو آنکھین تشنہ سے رہتی تھین سرخ پُرخون ہین
فراق یار مین گیا ہاے انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون
نظر مین ساغر دیدۂ پُر آب ہوا

نجات ہوگی عذاب حساب سے سب کو
جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہو کہ نام خدا
پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پہ اُسکی
شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا

ہونٹھ اپنے پہرون دانتون سے چباتا ہون مین آہ
یاد جب آجاتے ہین اُسکے لب و دندان سے مجھے

ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال
کیا مین کانٹا ہون ملا جو وحشت کا دامان مجھے

مردم دنیا مرے حق مین سگ دیوانہ ہین
کاٹنے کو دوڑتے ہین صورت انسان مجھے

کیون ملامت کرتے ہین ناصح بہ چاک جیب تر
چاک کرنا ہی ابھی تو وحشت کا دامان مجھے

کنیزین پوچھتی ہین کیون واری خیر تو ہی میگونہ روتی ہی کہتی ہی صاحبو کوئی بات بیان کرنے کے لائق نہین ہی آج یہ گھر برباد ہوتا ہی ہم زندہ نہ رہین گے اپنی جان دینگے افسوس ہی کہ جو آرزو تھی وہ نہ پوری ہوئی فلک نے عجب سامان دکھایا جسکا افسوس کرتی ہون کہ جسوقت یہ خبر وحشت اثر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کو پہونچیگی تو وہ کیسا تڑپیگا جان دینے کا ارادہ کریگا دیکھیے اُسکی جان کیونکر بچے جب وہ زندہ نہ رہیگا تو مین بھی اپنی جان دونگی کنیزون نے کہا واری مفصل بتایئے کہ کیا سحر کہ گذرا میگونہ نے کہا طلسم کشا گرفتار ہوا کلنگ ابلق سوار کی قید مین ہی اُس مکارہ نے آفت برپا کی بہمن نے بدست عقاب جادو لوح محفوظ و لوح طلسمی کو طرف قصر البحرین بھیجا ہی وہ روانہ ہو گیا آج ہی پلٹ کے آنیکا وعدہ کر گیا ہی وہ اُڑا ہوا جاتا ہوگا صرف آنے اور جانے کی اُسکو تکلیف ہی اور حقیقت مین بہمن نے خوب راے سوچی یہ مجال نہ تھی کہ اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کرکے آرام سے بیٹھتا کہ اُسکے عزیز و یار خود صاحبقران عالیوقار طلسم کو اُلٹ پلٹ کر دیتے جہان کہین لوح ملتی وہان سے پیدا کرتے مگر اب لوح کا ملنا غیر ممکن ہی ایسے مقام پر گئی کہ جہانکا پتہ نہ ملیگا کون وہان جائے اور دریا مین غوطہ مارے وہانکا طبقہ ٹوٹا ہوا ہی اگر کوئی قصد بھی کرے تو کیا فائدہ ہی جب حضرت سلیمان نے قصر بنوایا تو دیوزادون سے کہکر طبقہ تڑوا دیا کون وہان پہونچ سکتا ہی انسان حیوان سب بیکار ہین مگر اے صاحبو مین تم سب کو آگاہ کرتی ہون کہ مین مجبور و ناچار ہون اپنی جان دونگی اور میرا کیا اختیار ہی یہ کنیز بے تمیز مجبور و ناچار ہی افسوس ہی حسرت لیکر دنیا سے چلی یہ کہکے چلا چلا کر رونے لگی کنیزون نے کہا واری عقل مین ہماری ایک بات آتی ہی جو آپ بھی مناسب

قطار در قطار باغبان وگلچین باغبان قضا و قدر کے شکر گزار گلہاے رنگا رنگ کی
بہار بیلے کا زور سور کا شور داؤدی کا سوز وگداز سوسن زبان دراز موگرے کی
چمک جوہی کی مہک نہر مین سلسبیل آسا جاری مچھلیون کی بیقراری ہر مرتبہ تڑپ کر
بلند ہوتی ہین اُنکے تڑپنے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی نہر مین گر کر غوطے
مارتی ہین مثل انسان کے آواز دیتی ہین کہ یا خداوند لقراط ثانی طلسم کشا کو ہم مین
ملا دیجیے تو ہمکو چین پڑے نور الدہر کو کلمات مچھلیون کے بہت ناگوار ہوے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کو نہر مین ڈالدو نور الدہر نے لوح کو نہر مین ڈالا
سب مچھلیان لوح سے لپٹنے لگین جو مچھلی لپٹی وہ جل گئی تھوڑے عرصے مین سب
مچھلیان جلکر خاک سیاہ ہو گئین ایک نہنگ قوی تن نے نکلکر منھ پھیلایا لوح پرتی
ہوئی سامنے آئی چند طائر جو درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی مین مصروف تھے سب
جھنکارین مارتے ہوے کنارے پر نہر کے آکر بیٹھے منقارون سے پانی پینے لگے
جنھے پانی پیا وہ زمین پر لوٹنے لگا چند ساعت کے بعد سب غلطکین مار کر بے رنگ
باغبانیان بنکر تیار ہوے نور الدہر نے باغبانیون کو دیکھا کہ گھڑیان ہاتھون
مین طاپچی سے لنگے پہنے چندریان رنگ برنگ کی اوڑھے کالی کالی صورتین سینون
پہ ساحری وجنبش کی مورتین نور الدہر کو دیکھکر چھپتین نور الدہر نے فورا لوح کو
پانی سے ہاتھ مین اٹھا لیا باغبانیان اسی مقام ٹھہر گئین اب جو لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ یہ نہنگ جو منھ کھولے ہوے ہو اسکے دہن مین پھاند پڑو ادھر سب
باغبانیان اپنے کاروبار مین مشغول ہوئین پتے وغیرہ گل چمنون سے صاف کرنے
لگین اُودھر نور الدہر وہان نہنگ مین پھاند پڑے غلطان وپیچان مثل زلف پریشان
عرصۂ دراز تک اسی حال مین رہے جب زمین پر پانوُن قایم ہوے تو دیکھا کہ
ایک صحراے ویران ہو کہ دشت مبیدان سامنے ایک پہاڑ ہو دامنے مین اُس
پہاڑ کے ایک زنگی قوی ہیکل ایک پری زنگن سے مصروف عیش و نشاط ہی
نور الدہر نے دیکھکر للکارا وہ زنگی ہتھیار لیکر اٹھا ہاتھ تلوار کا مار الُنور الدہر نے

نایاب ہی بلندی سے اُترا پہاڑ پر آیا جھولی الگ رکھی کہ یہ الگ رہے آپ چشمے پر آیا آکے منقار پانی مین ڈالی میگونہ نے اُسیوقت موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اُسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کو سخت کر کے نعرہ کیا کہ ای عقاب جادو منم ملک الموت جیسے ہی عقاب نے سر اُٹھایا میگونہ نے وہ موتیون کا مالا کھینچ مارا موتی آکر عقاب کے سر پر گرے جیسے ہی آکے وہ موتی بدن سے مس ہوے جھوم کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہ ہو سکے	دریا بھرے رہے یہ مژہ تر نہ ہو سکے
باہر قدم نکالین جو ہم گھر سے کیا مجال	یہ ضعف ہی کہ آپ سے باہر نہ ہو سکے
بھولے نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر	جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہ ہو سکے
تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول	آئینہ ساز مثل سکندر نہ ہو سکے
رکھو کسی طرح تو سرو کار مہربان	کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہ ہو سکے
شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار	صحرا مین گردباد سے چکر نہ ہو سکے

دیوانہ وار وحشی مثال پہاڑ پر دوڑنے لگا میگونہ دوسری طرف سے کترا کر سامنے آئی پکار کر پوچھا کہ میان عقاب مزاج کیسا ہی عقاب نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تابعدار حضور کا غلام ہون آٹھ پہر دعاے سلامتی کرتا ہون چاہتا ہون کہ اب خدمت حضور مین رہون میگونہ نے کہا جا کر کلنگ کا سر کاٹو سامنے قلعے کے جو میدان ہی اُس میدان مین حجرہ ہی اُس مین وہ خوش بیٹھی ہی سامنے قید طلسم کشا ہی کئی ہزار کنیزین خدمت کر رہی ہین بہمن نے اُسکی بڑی خاطر کی حقیقت مین اُسنے ایسا ہی کارنمایان کیا تھا پھر میگونہ نے کہا ای عقاب اِس شب تیرہ و تاریک مین کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو عقاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور بہمن نے واسطے ایک کام کے مجھکو روانہ کیا ہی میگونہ نے کہا وہ کام بھی ظاہر کرو ہمین بھی اُس سے ماہر کرو عقاب نے کہا حضور یہ لوح محفوظ و لوح طلسمی لیکر جاتا ہون قصر البحرین مین لیجا کر پھینکونگا میگونہ نے کہا ای عقاب وہ تختیان ہم دیکھین شاید ہمارے پہننے کے لایق ہون یا جب پھینکنا منظور ہی تو اسی جنگل مین پھینکدو

نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ یکایک دو
زنگنین اُسی صورت کی بنکر تیار ہوئین گرد نور الدہر کے پھرنے لگین کہتی ہین کہ لوح
ہمین دیجیے نور الدہر جس کو قتل کرتے ہین وہ دونی پھر ہو جاتی ہی تھوڑے عرصے
مین کئی ہزار زنگنین گرد نور الدہر کے جمع ہوگئین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہمکو لوح
دیجیے نور الدہر قتل کر رہے ہین جب کئی ہزار زنگنین جمع ہوگئین تو نور الدہر کو خیال
گذرا کہ ہمنے بے لوح دیکھے اِسکو قتل کیا اُسی کا یہ انجام ہوا یہ سوچکر لوح پر نگاہ ڈالی
نوشتہ پایا کہ جو زنگن سب کے آگے ہی اُسکو تیغۂ طلسمی سے قتل کرو نور الدہر نے تلوار
کھینچکر چاہا اُس زنگن پر حملہ کرون وہ زنگن چیخ مار کر بھاگی لوح پر جو نگاہ ڈالی تو یہ تحریر
پائی کہ اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی وہ زنگن بھاگی ہوئی جاتی ہی اور نور الدہر
اُسکے تعاقب مین کہ سامنے باغ دکھلائی دیا اندر سے ایک زنگی آیا اُسنے زنگن کا ہاتھ
تھام لیا کہا کیون بھاگتی ہی طلسم کشا کو آنے دے مین سمجھ لونگا جیسے ہی طلسم کشا قریب
پہونچے اُس زنگی نے وار کیا نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے وہ زنگن بھاگ کر باغ مین گھسی نور الدہر اُسکے پیچھے جیسے ہی اندر پہونچے
دیکھا وہی زنگن مسلسل و مطوق ایک نخل مین لٹکی ہی کئی ہزار طائر اُس نخل پر زمزمہ
سرائی کر رہے ہین نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اِس زنگن کو قتل کرو
نور الدہر جیسے ہی تلوار کھینچکر قریب آئے زنگن منتین کرنے لگی کہتی تھی اے جوان مین
تیرے واسطے آوارہ ہوئی مجھکو رہا کر دے تیرے ساتھ مثل کنیزون کے رہونگی
جفاے اہل طلسم سہونگی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو
ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ اندھیرا ہوگیا اب نور الدہر نے اپنے کو ایک کوہ پر پایا
سامنے دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آب گوہر صاف و شفاف ہی چند شخص مثل حمامیون کے
لنگیان ہاتھ مین لیے ہوے عرض کر رہے ہین کہ یہ چشمہ آپ کے واسطے ہی بیخوف
نہائیے آگے نہ جائیے کہ پانی نے چشمے کے جوش مارا ایک مہ جبین چشمے سے پیدا
ہوئی دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اُسنے آواز دی کہ اے شہریار

لگا کے ایک ہی خنجر ہمین کیا بے دم
جواب دید کے طالب کو بُت یہ دیتے ہین
تلاش منزل مقصود کی ہوا کرتا لو
دو چار وصل مین تو دو گھڑی بہم رہتے
جلال سب سے رہے ہیل سب سے یا اتہم

امید وار ہو پھر شور مرحبا کے تم
دکھا تو دو اُسے بندے ہو جس خدا کے تم
عصا بنو مرے شوق شکستہ پا کے تم
حجاب اُٹھا نے جو حیرت کے ہم جیا کے تم
کہ آشنا ہو بُت عالم آشنا کے تم

عقاب یہ اشعار پڑھتا ہوا جاتا ہی یہان دم وقت ہی کہ کلنگ ابلق سوار حجرے مین بیٹھی ہی سامنے ایک چبوترہ خشتی بنا ہی اُسپر طلسم کشا کو بٹھا دیا گرد پھر سے آگ روشن کی ہی عقرب و اژدر بٹھا دیے ہین وہ ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ نور الدہر کو لپٹین نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین مگر اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین چاہتے ہین کہ دہن اژدر مین پھاند پڑون کسی طور سے اپنی جان دون کہ اس کشاکش سے مہلت پاؤن کلنگ ابلق سوار طعن و تشنیع کر رہی ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتی ہی کہ کیون طلسم کشا صاحب کس حال مین ہو دیکھا تم نے کیونکر تحفہ جات لیے نور الدہر حیران و پریشان آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیتے ہین کہ ای کلنگ ابلق سوار تو اِسقدر غرور نہ کر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہمارے سر پر موجود ہی کبھی پکار اُٹھتے ہین کہ ای کریم کارساز و ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات اِس مغرور کے ہاتھ سے بچا لے مگر جون جون رات بڑھتی ہی خون جسم کا گھٹ رہا ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہو کہتے ہین ای رحیم اپنا رحم شریک کر **نظم**

خداوندا شبم تارو تہ گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید
تو ئی یاری دہ فریاد ہر کس

چو روزنہ اندر جہان فیروزہ گردان
درین شب روسپیدم کن چو خورشید
بفریاد من فریاد کن رس

بیتاب ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ اُسکی بدعت کرنا پروردگار کو ناگوار ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صحرا سے گرد اُڑی اور اشعار عاشقانہ کی آواز آئی کلنگ ابلق سوار نے بغور دیکھا

نقارے کی آواز آئی چند کنیزین ایک بارگاہ لیکر پہونچین اُسی کوہ پر وہ بارگاہ استاد
کی کہ ایک تخت آسمان سے آیا اُسپر غواص سوار تھی بارگاہ مین آکر اُتری چند کنیزون
نے آکر نورالدہر سے کہا چلیے آپکو غواص بُلاتی ہین نورالدہر اُسکے ساتھ بارگاہ
مین آئے وہ نازنین مسند سے اُٹھی استقبال کیا کہتی تھی آئیے تشریف لائیے مین تو
آپکی مشتاق تھی گھربار چھوڑ کر آئی ہون کہ آسمان سے ایک تخت آیا اُسپر چند زنگنین
سوار تھین آکر اُس نازنین کی مشکین باندھ لین کہتی تھین او شوخ دیدہ بدعت طلسم کشا
بھول گئی تجھکو جلایا مان نے تیری تجھکو بچایا اور پھر تو یہان آئی وہ نازنین روتی
تھی اور آواز دیتی تھی کہ ای شہریار مجھکو بچائیے یہ لوگ جو لیجائین گے تو ہرگز زندہ
نہ چھوڑینگے مفت میری جان جائیگی سواے مصیبت کے راحت نہ ہاتھ آئیگی میری
زبان پر اب تو یہ اشعار ہین

نظم

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط — ای بُت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط
غیرون نے آکے اُسکو دیے اِسقدر فریب — قسمین صحیح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط
حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین — لکھنا نہ کوئی حرف ذرا ای قلم غلط
مین عشق خط سبز مین کرتا ہون سیر باغ — دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط
ای جان مجھکو تجھسے امید وفا نہین — تیرا دروغ قول ہی تیری قسم غلط
کہتے ہین ہجر مین مجھے سب دیکھکر عزیز — ذکر وصال چھیڑیے ہوجاے غم غلط
سوتے مین مین نے کیا ترا بوسہ لیا صنم — تجھسے کہا کسی نے خدا کی قسم غلط
مین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا — ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط
سطوت نہ اُسنے وصل کا وعدہ وفا کیا — کسطرح اُسکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

ہرچند وہ نازنین غل مچایا کی مگر نورالدہر نے بموجب حکم لوح کچھ خیال بھی نہ کیا وہ
زنگنین باندھکر اُسکو لے چلین اور مارتی تھین منع کرتی تھین کہ طلسم کشا کا نام
نہ لے نورالدہر نے آخر اُن زنگنون کو للکارا اُن زنگنون نے اُس نازنین کو
چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ہم ابھی تیرے دھگڑے سے سمجھے لیتے ہین نورالدہر چوب

اہل فوج بہت گھبراتے ہین بعض بھاگ بھاگ کر چھپتے ہین بعض کا قول ہے یارو یہ کیا
غضب ہوا ابھی تو کارسرکار کو گیا تھا تھوڑے ہی عرصے مین دیوانہ ہو کر آیا سب
ساحر جو جھرمٹ کر کے چلے عقاب کڑک کڑک کر گرنے لگا گولے آہن کے جھولی سے
نکالے خون اپنا ڈالکر وہ گولے پھینک مارے دس بارہ ہزار ساحر قتل کیے کبھی ایسا
للکارتا ہے کہ ساحر دہل جاتے ہین مگر صفین ساحرون کی جمگئی ہین کلنگ تک کیونکر پہونچتا
کلنگ نے ایک چیخ ماری کہ اے شہنشاہ بہمن باہر تو آئیے نیا معاملہ ملاحظہ فرمائیے
بہمن نے جو غلغلہ سُنا یا تو بارگاہ مین بیٹھا شراب پی رہا تھا مست ہو رہا تھا کان
مین جو آواز کلنگ کی آئی لوگون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے لشکر مین کیسا ہنگامہ ہے
بعض نے تو یہ غل مچایا کہ عقاب مخالف ہوگیا سب کو مارتا پھرتا ہے ساحر بھاگتے
پھرتے ہین بعض کہتے ہین یہ میگونہ کے عشق مین دیوانہ ہو کر آیا ہے آپ سے باہر ہے
بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا یارو اِسنے تختیان کیا کین میگونہ
کو سامنے بلاؤ اسی کا عاشق ہو کر آیا ہے یارو تمنے یہ بھی سُنا کہ اعتقاد مسلمانان کے
اشعار پڑھے خداوند بقراط ثانی کا نام نہین لیتا سب نے کہا حضور یہ تو مبہوت
ہو رہا ہے بہمن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی اُسپر سحر کیکے عقاب سے کہا
اے عقاب ایسا گولہ مارون کہ تیرا ابھی کام تمام ہو ہر چند ڈرایا دھمکایا مگر عقاب
گالیان دیتا ہے کہتا ہے او نامرد میری شادی ہونے کو ہے مین دولہا بنونگا میگونہ کو
بیاہ لاؤنگا وہ دُلہن بنی بیٹھی ہے بہمن نے یہ سُنکر کارد کھینچ ماری سینے پر عقاب کے
ہڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب تو گر کر جہنم مین پہونچا بہمن نے قریب آکر
جھولی ٹٹولی تختی اور لوح نہ پائی گھبرا کر کہا اے کلنگ جاؤ یہ اطمینان بیٹھو تختیان تو
یہ پھینک آیا راہ مین کسی کے سحر مین پھنسا اسوجہ سے مبہوت ہوگیا رفیق تو مارا گیا
بلا سے مگر لوح تو معدوم ہوئی یہ کہکر بارگاہ مین آیا بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن
میگونہ کہ ایک گوشے سے دیکھ رہی تھی طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے جو
میگونہ کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی اے میگونہ عقاب تمپر نثار ہوا اب

لیکر بھاگے ورنہ ہم بھی سب مارے جاتے خدمتگار یہ سنکر اندر قلعے کے روتے ہوے گئے جاکر ابھی آ سے حالات بیان کیے کہا کیا آپ جلسہ آراستہ کیے ہین یہ وقت سر پر خاک اُڑانے کا ہے آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا اُسکا عوض ضرور لیجیے ابہام یہ سنکر اُٹھا جلسہ برخاست کیا گریان و نالان بیرون قلعہ آیا آکر اپنے بھائی کی تلاش دیکھکر اور زیادہ بلبلا نے لگا خدمتگارون سے کہا لاش کو جلادو فوراً سب نے لاش کو جلادیا ابہام مع ہمراہیون کے اپنے قلعے مین آیا ہمراہیان حشام سے کہا چلنے کی تیاری کرو مجھکو وہ مقام چلکر بتاؤ کہ جہان میرے بھائی کو طلسم کشا نے مارا ہے فوراً سب تیار ہوے ابہام گینڈے پر سوار ہوا کل ساحر ہمراہ ہوے سارا قلعہ خالی ہو گیا روارویِ کرتا ہوا چلا اِدھر شاہزادہ نورالدہر حشام کو مار کر آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک درخت ہے اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین نورالدہر کو دیکھکر اُڑے سر پر نورالدہر کے سایہ ڈالا نورالدہر کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی کہ بیچ مین طائرون کے ایک زاغ سیاہ ہے اُس زاغ کی پیشانی پر خال سفید ہے اُسپر تیر مارو نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اُس زاغ نے قصد کیا کہ سب طائرون کے بیچ سے نکلجاؤن مگر طائرون نے ایسا گھیرا کہ وہ زاغ بیچ مین رہا تیر جو بجر کمان سے رہا ہوا خال سفید پر آکر پڑا توڑ کر سطے کے پار گذر گیا اُس زاغ کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے بعد دم بھر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ جادو بود نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی کہ ابھی آگے نہ بڑھنا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست براے مقابلہ آتا ہے کئی ہزار ساحر ساتھ ہین خود گینڈے پر سوار ہے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام کئی ہزار ساحر پشت پر آکر پہونچا ہمراہیان حشام نے کہا اے ابہام وہ مقام پیچھے رہگیا جہان تمہارے بھائی مارگئے یہی طلسم کشا ہین اُس مقام کو چھوڑکر یہان چلے آئے یہ سُنکر ابہام طرف

یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے گئے بعد تھوڑے عرصے کے آئے آکر بہمن کو خبر دی کہ حضور بڑا
غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی کئی ہزار ساحر مارے گئے جسوقت وہ لڑتے ہوئے
یہان پہونچے تھے تو بڑا ہنگامہ ہوا تھا اب نکلکر دیکھیے کہ وہ طرف دارالامارۂ شاہی
کے آتے ہین خداوند لقراط ثانی بچائین یہ سنکر بہمن باہر نکلا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ
پانؤن مین رعشہ آگیا تھرانے لگا دیکھا کہ نعرہ الدہر لڑتے ہوئے مثل شیر گرسنہ کے
آتے ہین میگونہ پہلو پر ایک طرف سے دیکھا بارہان جادو لڑتا ہوا آتا ہے میگونہ
نے ایسے ایسے سحر کیے ہین کہ بڑے بڑے ساحر گھبراتے پھرتے ہین راہ مین چلتے ہین
دو دو قدم پر گرتے ہین جیسے ہی اُس ساحر نے میگونہ کو دیکھا للکارا کہ او نمک حرام
کہان جاتی ہی تو نے غضب کیا کہ لوح لاکر طلسم کشا کو دیدی جسوقت گرفتار ہوگے
سامنے خداوند کے جائیگی وہ قتل کا حکم دینگے یا جہنم مین بھجوا دینگے میگونہ نے
ہنسکر جواب دیا کہ نمک حرام تجھ ایسے ہوتے ہین کہ بادشاہ طلسم مقید ہوگیا صدہا سردارون
نے اُس روز لڑکر اپنی جان دی اُسوقت تم کہان تھے بادشاہ کو آکر نہ رہا کیا اب خدا
نے فضل کیا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا طلسم کشا نے آکر بجرأت تمام بادشاہ کو رہا کیا
وہ ایسی کدوکاوش نہ کرتے تو رہائی بادشاہ کی غیر ممکن تھی کس لطف سے طلسم کشا
نے رہا کیا اُس جادوگر نے چاہا گولہ مار کر اس بے ادب کا سر کاٹ لون میگونہ نے
جو دیکھا کہ گولہ سامنے آیا اور کوئی گولے کو روک نہ سکیگا جب دیکھا کہ گولہ اُسکا قریب
آیا تو میگونہ نے مونہہ سے نکالا اچھینکا سر پر اُس ساحر کے جاکر بیٹھا وہ ساحر جھوم کر
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کوئی اُڑتا کسی طائر کا اگر پر آیا ۔ ہوگیا مجھکو یقین نامۂ دلبر آیا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا ۔ طائر رنگ پریدہ بھی برابر آیا
مہ سے وہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا ۔ شب مہتاب جو مہتابی کے اوپر آیا
غم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلت مین ۔ ہجر مین خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا
کشور فقر مین برہنہ سر شاہ ہوا ۔ سلطنت کا مرے سر پر جو نہ افسر آیا

کہین لوگ سطوت کو پھر اے خدا	روانہ سوے کربلا ہو گیا

نور الدہر وہ آواز دردناک سنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جوان حسین نوجوان نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن زنجیرون مین بندھے پڑا ہے اور کراہ رہا ہے نور الدہر نے قریب آکر کہا اے گرفتار زنجیر محنت واے مقید سلسلہ رنج وحسرت یہ کیا معرکہ ہے وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین لوح میرے جسم سے مس کیجیے مین قید سے رہائی پاؤن تو سب حال اپنا بیان کرون نور الدہر نے لوح کو اُسکے جسم سے مس کیا تمام زنجیرین کٹ کر گر گئین وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا اے شہریار میرا نام خوش مزاج جادو ہے لیکن سال بھر کا زمانہ گذرا کہ دربار مین بہمن شعبدہ باز کے حاضر تھا کہ طلسم کشائی کا ذکر نکلا میرے منھ سے نکلگیا کہ ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے کتاب مین آپ کے اوصاف لکھے تھے بہمن میری یہ باتین سنکر بگڑ گیا کہا کیون خوش مزاج ہم لوگون کے ساتھ دشمنی کروگے مین نے کہا جو کچھ ہو بس اُسنے حکم دیا ساحرون نے مجھکو گرفتار کر لیا لاکر اِس مقام پر قید کیا جب مین رویا اور تڑپا تو ایک بزرگ خواب مین آئے فرما گئے کہ اے خوش مزاج کیون گھبراتا ہے طلسم کشا آیا چاہتا ہے تیری رہائی کا وقت قریب ہے ایک ساحرہ ہے مسماۃ سمنسان جادوگرہ ملعونہ مجھپر عاشق ہے رات کو آکر بدعنین کرتی ہے آپ اپنے کو بچائیے یہ کہکر خوش مزاج ساتھ ہوا اُس قصر سے نکلے کہ جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ ایک ساحرہ ہنس پر سوار للکارتی ہوئی آتی ہے کہ او طلسم کشا میرے معشوق پر کیون ہاتھ ڈالا کیا مین بیجا نے دونگی لوح کی بھی فکر ہو گئی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ خوش مزاج کانپ رہا ہے کہا کہ اے شہریار یہی سمنسان جادوگر ہے سمنسان نے چاہا تڑپ کر گرون اور خوش مزاج کو اُٹھا لیجاؤن نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر قضا سمنسان کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خوش مزاج نے قریب آکے ہاتھ چوم لیے نور الدہر خوش مزاج کو لیکر آگے بڑھے اور خوش مزاج نے کہا تھا کہ اے شہریار بہمن شعبدہ باز کی دختر نیک اختر زادی کہ اُسکا نام شگوفہ گلگون پوش ہے

جواب دیا کہ ای کلنگ لباس طلسمی و تیغۂ طلسمی تخت پر رکھکر آیا ہون اُسپر کوئی نگاہ نہین
ڈال سکتا کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے اُنھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران بی
میگونہ دریاے خون مین غوطہ مارے ہوے دربار مین پہونچین اور تخت پر سے تیغہ
ولباس اُٹھالیا ہم لوگون نے جو روکا تو کئی سو ساحرون کو قتل کیا بہمن نے کہا ارے
دیکھو کدھر گئی مین اُسے روکون پاس طلسم کشا کے نہ جانے دون ساحرون نے جوابدیا
کہ زمین مین سے نکلی اور زمین ہی مین غرق ہو گئی ہم کہان ڈھونڈھین بہمن چہار طرف
دیکھ رہا ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتا ہو کبھی کہتا ہی یارو کیا غضب ہوا کہ میگونہ کا
پتہ نہین ملتا کہ یکایک زمین شق ہوئی دیکھا سب نے کہ ملکہ میگونہ گلگون پوش
دریاے خون مین نہائے ہوے زمین سے نکلین پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ
تیغۂ طلسمی موجود ہی اِسکو لیجیے طلسم کشا نے بڑھکر تیغہ لیا میگونہ نے لباس طلسمی کو
بھی پہنا دیا گل مراد ہاتھ مین دیا جب لباس طلسمی طلسم کشا نے گلے مین پہنا اور تیغہ
طلسمی ہاتھ مین آیا نور و دبدبہ بڑھا لڑتے ہوے بڑھے بہمن نے دیکھا اور کلنگ
سے کہا لو غضب ہوا تمام تحفہ جات پاس طلسم کشا کے پہونچ گئے اب تیغۂ طلسمی ہاتھ
مین ہی کون لڑ سکتا ہی یہ کہکے بہمن الگ ہوا کلنگ ابلق سوار نے جو دیکھا کہ
بہمن بھاگا چاہتا ہی یہ بھی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤن پر پروانہ پیدا کر کے اُڑی جیسے ہی
بلند ہوئی میگونہ نے کہا ای شہریار غضب ہوا کلنگ ابلق سوار نکلی جاتی ہو
اگر یہ نکل گئی تو بڑا فتور برپا کریگی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ کلنگ ہوا پر
تھرا رہی ہو نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان
مین پیوست کیا سینۂ پُر کینہ کلنگ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت
کو پار گذرا کلنگ زمین پر گری اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین اور آواز
آئی کشتی مرا نام من کلنگ ابلق سوار بود یہ آواز جو بہمن نے سُنی بے حواس ہو گیا
مگر سام ساحر جادو منتظم اِسکے لشکر کا اُسنے جو لاشہ کلنگ کا دیکھا سر دھن کر رہ گیا یہ
کلنگ پر عاشق تھا چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا افسوس ایسی نامی ساحرہ قتل ہوئی

سے سر نکالا تو دیکھا ایک جادوگرنی مہیب وضع تحفہ جات لیے کھڑی ہی نور الدہر نے قصد
کیا کہ اِسپر جا پڑون اُسنے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ نور الدہر گرے اُسنے ایک آواز دی کہ
کئی ہزار کنیزین گوشہ ہاے قصر سے ظاہر ہوئین نور الدہر کو مسلسل و مطوق کیا ایک
ارابہ منگوایا اُس ارابے پر شاہزادے کو سوار کیا کلنگ ابلق سوار تحفہ جات لیے
ہوے ایک تخت پر سوار ہوئی جو راہ مین ملتا ہی کہتی ہی صاحبو مین نے اپنی جان لگا کر
یہ تحفہ جات لیے اِتنے تحفہ جات کا لانا میرا ہی کام تھا کہ مین نے کیا دھوکا دیا اور وہ
صورت بنائی تھی کہ میری باتون مین آگئے بہمن سے جاکر خبر کرو کہ مین نے کل طلسم کی جان
بچائی طلسم کشا کو فوراً قتل کرے یقین ہی کہ قدرت بہمن کو نائب طلسم کرینگے اور بہمن
بہمن کی پیشکار ہونگی اِسی سال بھر مین سارے طلسم کو آباد کرونگی اور اُس کے
عزیزدار جو جابجا ہین اُن سب کو گرفتار کرونگی اب مجھکو کیا بیٹھنا ملیگا آٹھ پہر فکر رہیگی
کہ چند کنیزین دوڑین سامنے بہمن کے حاضر ہوئین بیان کیا کہ قید طلسم کشا لیے ہوے
کلنگ ابلق سوار آتی ہی حضور تیاری کرین قلعے مین جابجا سامان عیش و نشاط مہیا
ہو اِس سے بڑھکر کوئی دن خوشی کا نہین ہی بہمن نے یہ سُنکر تاج کو کج کیا کہا صاحبو میرا
اقبال دیکھا مین جانتا تھا کہ شعبدہ کلنگ ابلق سوار کا خالی نہ جائیگا وہ بلاے
روزگار ہی ہماری صحبت مین رہی ہی مکر کرنا تو اُسکا کام ہی وہ مکر کرے کہ اگر ارسطو ہو تو بھی
پھنس جاے کسکی مجال ہی کہ اُسکے دام مکر سے نکلے رفقا پاس سے اُٹھے گلی کوچون مین
غل مچاتے پھرتے تھے کہ صاحبو خوشی کرو قید طلسم کشا آتی ہی گلی کوچون مین اہالی شہر کا
ہجوم ہی ہر طرف یہی دھوم ہی کہ بڑی مشکل آسان ہوئی طلسم کشا گرفتار ہوکر آتا ہی سب
منتظر کھڑے تھے کہ ارابہ نور الدہر کا داخل شہر ہوا ہر طرف سے ساحر و غیر ساحر غلغلہ
کرتے تھے کہ او جوان تجھکو حال پر ساحرون کے رحم نہ آیا ہزارہا ساحر تیرے ہاتھ
سے مارا گیا نور الدہر خاموش ارابے پر بیٹھے ہین سر جھکاے ہوے اپنی حماقت پر
محجوب کہ اے نور الدہر افسوس سارا طلسم فتح کیا جب مقدمہ قلیل باقی رہا تو فلک نے
گردش دکھائی مگر اے رحیم و کریم اپنا رحم شریک کر یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ دنیا نمونہ عبرت ہی نہ

میرے ہاتھ سے مارا گیا مگر مجھکو قلق ہی کہ افسوس ایسا ساحر مارا گیا ہر بات مین سینہ سپر
ہوتا تھا اول اسکا سحر اُتارنا چاہیے تھا اور پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا معرکہ گذرا لو بھائیو
مین تو رخصت ہوتا ہون قلعۂ زرنگار پر جاتا ہون زرنگار زعفران پوش ساحرہ
زبردست ہی شاید کوئی تدبیر کرے لیکن کلنگ بلند ہوکر چلی تھی جو طلسم کشا نے اُسے
تیر سے مارا اگر مین غرق زمین ہوکر جاتا ہون کہ زندہ نکلجاؤن کیونکہ خوف ہی ایسا نہ ہو
طلسم کشا مجھپر بھی حملہ کرے یہ سُنکر سب ساحرون نے اِقرار کیا کہ ہم اُسی قلعۂ زرنگار پر
آوینگے آپ کے جاتے ہی بھاگنے کی تدبیر کرینگے اب اِنقلاب کامل ہوا خیر جو تقدیر
مین ہم لوگون کی ہو وہین چلکر یا نون جائین گے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نورالدہر
کا نعرہ ہوا بہمن نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک طرف سے طلسم کشا لڑتے ہوے آتے
ہین اور ایک طرف میگونہ سحر کر رہی ہی قید خانے مین جاکر خوش مزاج کو رہا کیا
خوش مزاج نے جو نورالدہر کو دیکھا تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہر مرتبہ بڑھ جاتا ہی اور
ساحرون کو رول رہا ہی جس ساحر پر جا پڑا اُسکو قتل کیا جو ساحر طلسم کشا پر آتا ہی
بڑھکر سینہ سپر کر دیتا ہی بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا اب یارو
طلسم کشا پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی دو دو مددگار موجود ہین کس کسکو روکو کون ساحر
دونون زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست یہ کہکے بہمن شعبدہ باز غرق زمین
ہوا کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر آخر بہمن بھاگ گیا نورالدہر نے لڑائی کو فتح
کیا میگونہ کا انتظام ہی کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے سب کو لیکر قلعے مین
آئے صحبت عیش و جشن آراستہ ہوئی میگونہ بھی آکر پہلو مین بیٹھی خوش مزاج
قریب نورالدہر کے بیٹھا میگونہ نے جو اپنے عاشق کو قریب طلسم کشا کے پایا
گل شگفتہ ہوئی کہتی تھی کہ اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کنیزون نے کارنمایان کیا
کہ مجھکو صلاح دی کہ عقاب کا تعاقب کیجیے شاید راہ مین ملجاے تو اُسکو قتل کیجیے
عقاب کو موت گھیرے ہوے تھی پہاڑ پر جو اُترا جھولی الگ رکھدی کہ اُس مین
لوح طلسمی تھی کنیز نے آسمان سے سحر کیا سب حال پوچھا دیوانہ ہو چکا تھا سب حال

لیے ہوے اپنے دربار مین آیا کلنگ نے عرض کی فوراً طلسم کشا کو قتل کیجیے اور راے
پرخداوند کی حوالہ نہ رکھیے بہمن نے کہا اے کلنگ دعویدار خوان طلسم کشا بہت ہین پھر
سب طرف سے طلسم پر بلوہ ہوگا اور اگر لوح باقی رہی تو لوح کو حاصل کرینگے اور دوا
اسکے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین انکو اگر لوح ملی تو کون مقابلہ کرسکیگا
اول لوح کی فکر کرو قتل طلسم کشا لمحہ بھر کی بات ہی جسوقت چاہنا قتل کرڈالنا بہمن نے
کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ دونون لوحون کو معدوم کرون ایک ساحر تیز پر لوحون کو لیکر
جائے قصر البحرین سلیمانی درمیان چار دریاؤن کے ہی اُس مقام پر زمین کا طبقہ
ٹوٹا ہوا ہی وہان لوح پھینک دی جاے نہ دنیا مین لوح ہوگی اور نہ کوئی ارادہ
طلسم کشائی کریگا یہ راے سب کو پسند آئی ہر ایک نے آفرین کہی اور کہا کہ آپ افسر
اعلیٰ ہین جو آپ نے تجویز کیا وہی مناسب ہی حقیقت مین لوح کو معدوم کردیجیے اگر
لوح کسی کے پاس رکھی جائیگی اسی کے سب دشمن ہونگے لوح کی تدبیر ہوجائیگی یہ راے
قایم ہوکر بہمن نے تحفہ جات لیے لوح طلسمی و لوح محفوظ نکال لی اور پکار کر آواز
دی یارو تم مین سے کون ساحر تیز پر ہی کہ ان دونون تختیون کو لیجا کر قصر البحرین مین
پھینک دے عقاب جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا خداوند نعمت آج ہی جاؤنگا
آج ہی پلٹ آؤنگا اور باقی تحفہ جات بہمن نے تخت پر رکھدیے کہا بدون لوح یہ
بیکار رہین انکو مین اپنے پاس رکھونگا کہ میرے خاندان مین اسکا شرف رہے اسکو
خزانے مین رکھو عقاب جادو نے دونون تختیان لین رومال مین لپیٹ کے
جھولی مین رکھ لین اور بہ شکل عقاب اُڑتا ہوا چلا مگر میگونہ گلگون پوش یہ معرکہ
دیکھکر گھبرائی اُٹھکر اپنے مکان پر آئی رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

بہر وحشت لامکان کا چاہیے میدان مجھے	گوشۂ زندان ہوا ہی عالم امکان مجھے
واقعی انسان ہی اشرف ساری مخلوقات سے	لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہی اک انسان مجھے
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اُٹھ گیا	صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اے صنم	سنگ آتی ہی نظر کیا آتش پنہان مجھے

دہن کو اور زبان کو تیری اے دلبر سمجھتے ہین
دل عشاق پر کیسا بتون نے کر لیا قبضہ
اشارہ ہی یہ خال کعبۂ ابروے جانان کا
خضر کا دل نہ گھبرا یا حیات جاودانی سے
نہین مطلب سے خالی ان حسینونکی محبت ہی
رہے ہین آج کیون فرہاد و مجنون جاکے صحرا مین
محبت سے اُچھالا ہی پکڑتا کیون ہی اے واعظ
اُٹھا کرتے ہین یہ ہر شب شرارے میری آہون سے
نہین کرتا گلہ ہرگز مین اُنکے ظلم کرنے کا
محبت بھی ہماری ہوشیاری سے نہین خالی
شنیدہ حسنِ یوسف ہی تمہارا حُسن دیدہ ہی
کہین گے سفلہ پرور ہم نہ چرخ پیر کو ہرگز
دم رفتار گویا مردہ زندہ کرتے ہو صاحب
لب و دندان جانان کی کرین تعریف کیا سطوت

اِسے کوثر تو اُسکو ماہی کوثر سمجھتے ہین
خدا کے گھر کو تو بہ تو بہ اپنا گھر سمجھتے ہین
مرا رتبہ بلال و حضرت قنبر سمجھتے ہین
یہان ہم چند دن کی عمر کو دو بھر سمجھتے ہین
اُسی کو چاہتے ہین جسکو اہل زر سمجھتے ہین
احاطے سے اِنھین اے عشق ہم باہر سمجھتے ہین
ترے عمامے کو ہم رند بار سر سمجھتے ہین
منجم جنکو بالاے فلک اختر سمجھتے ہین
وہ ہی کم کرتے ہین میرے حق مین جو بہتر سمجھتے ہین
اُسے دیتے ہین دل جسکو کہ ہم دلبر سمجھتے ہین
جہان کے خوبرو بولتے تمھین بہتر سمجھتے ہین
کمینے ہین جو عالی ظرف کو کمتر سمجھتے ہین
تمھاری چال کو ہم فتنۂ محشر سمجھتے ہین
اِنھین لعل بدخشان اُنکو ہم گوہر سمجھتے ہین

گندھارہ و اسمراللہ دونون سازندے گائن کو یہ غزل گوا رہے ہین اور کہتے ہین کہ اہالی محفل کی عمر دراز ہو دشمنون کو سوز و گداز ہو ہمارے بھی شکم تنبورہ کو پر کیجیے یہ جو سازندون نے کہا سب اہل محفل روپے دینے لگے شہنا ساتون سُر بھولی خوشی مین بھولی دوڑ دوڑ کر روپے لینے لگی سازندون نے آواز دی کہ حضور سات پردہ کا دیا پر ایسی گائن نہ ہوگی دیکھیے کیسا گاتی ہی سب کے دلون کو لبھاتی ہی جو کچھ انعام و اکرام باقی ہی سب نائکہ کے پاس لیجاتی ہی ہملوگون کو راگ بتاتی ہی غرض رات بھر جلسہ آراستہ رہا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا نیر اعظم قلعۂ مشرق سے نکلکر آسمان پر آیا تب جلسہ برخاست ہوا گائن کو رخصت کیا لیکن نورالدہر نے ہرکارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ بہمن شعبدہ باز کہان گیا ساحران

جانین وہ یہ بات ہی کہ آپ بھی تیز رو ہین اور ہوشیار ہین تعاقب مین عقاب جادوگر
جایئے جس مقام پر وہ ٹھہرے وہین مار لیجیے اگر یہ معاملہ بن پڑا تو لوح پاس طلسم کشا
کے پہونچایئے اور بہمن کو قتل کرائیے یا مارا جائیگا یا بھاگ جائیگا اگر یہ بات چل گئی
تو طلسم کشا پر بھی احسان ہوگا وہ آپ کی تعریفین آپ کے عاشق سے کرینگے اور کہینگے
کہ میگونہ نے جان بچائی طلسم کشا ہمیشہ ممنون رہین گے اور اگر وہ نکل گیا اور آپنے
اُسکو نہ پایا تو مجبوری و ناچاری ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ لڑکر جان دیجیے گا تو اور زیادہ
نام ہوگا اگر یون گھر مین بیٹھکر جان دی تو کیا نفع تمام عالم دیکھ لے کہ میگونہ نے
وہ کام کیا کہ جو کسی بشر سے نہین ہوسکتا یہ سُنکر میگونہ خوش ہوگئی کہا صاحبو تمنے
خوب صلاح بتائی اگر عقاب نکل بھی گیا تو اُڑتا ہوا جاتا ہوگا راہ مین اُسکو مارونگی
سحر مین اُسکی کیا لیاقت ہی ایک سحر مین دیوانہ کردونگی یقین ہی کہ خاک چھانتا پھرے
لوح مین لے لونگی یا اُسی سے لڑکر اپنی جان دونگی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک
گوشے مین آکر سحر کیا ایک کبوتر تیز رو کی شکل بنکر تیار ہوئی اور کنیزون سے کہا صاحبو
دعا مانگنا کہ پروردگار میرا ارادہ پورا کرے سب نے کہا واری یہ لونڈیان جان و
دل سے دعائین کرینگی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے میگونہ اُسی وقت غلطک مارکر
بلند ہوئی اُڑتی ہوئی چلی یہان عقاب جادو کہ اُڑا ہوا جاتا ہی دل سے باتین کرتا
ہوا کہ ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا ہمارا ابھی غنچۂ آرزو کھلیگا عہدہ ہاے جلیل
پاوینگے دربار خداوندی مین ہمارا وہ مرتبہ ہوگا کہ سب ساحر رشک کرین بے ہمارے
کوئی کام نہ ہوسکے قدرت بھی ہر وقت یہی فرمائین گے کہ عقاب نے کار نمایان کیا
کسی ساحر کی مجال نہ تھی کہ لوح لیکر جاتا عقاب بڑا خیر خواہ ہی ہر وقت دربار مین
خیر خواہ کہلائین گے مگر میگونہ نے دور سے دیکھا کہ عقاب جادو جاتا ہی اسنے بلند
ہوئی برابر عقاب کے پہونچ گئی مگر سوچتی ہی کہ ایسے مقام پر لون کہ وار میرا خالی
نہ جاے کچھ دلون کو تو یاد کرے قضاے کار عقاب جادو پیاسا ہوا تیز پری جو کی
تو پیاس معلوم ہوئی نگاہ اُٹھاکر چہار جانب دیکھنے لگا ایک پہاڑ پر دیکھا کہ ایک چشمۂ آب

کہ اب حضور برا سے طلسم کشائی جائیں کہ مقہور جادو آسمان پر آکر ٹھہرا یا نجم کو جو کھڑے
دیکھا تڑپ کر بلندی سے گرا ایسا سحر کیا کہ نجم کی آنکھیں بند ہوگئیں خاموش کھڑا رہا مرد
ساحر نجم کو اٹھا لیگیا یا تموج ہوا سے نجم بیہوش ہو رہا ادہر مقہور سمجھا کہ اسکو لے چلکر
باغ زنگار رنگ میں اُتاروں تھوڑی دیر میں دم لیکر پہچانونگا یہ سوچتا ہوا چلا باغ
زنگار رنگ میں آیا دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہی مسند آراستہ ہی سمجھا کہ زنگار رنگ
کی مقام ہی برا سے سیر و شکار گئی ہیں یہ سوچکر قریب مسند بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ زنگار رنگ جادو لباس فاخرہ پہنے ہوے دریا سے جواہر میں غوطہ زن تخت
سے اُتریں مسند پر آکر بیٹھیں لیکن مقہور نے جو زنگار رنگ کو دیکھا بیقرار ہوگیا اور
ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا مگر زنگار رنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ مقہور بیقرار ہو رہا ہی
پوچھا کہ میاں ساحر صاحب تمھارا کیا نام ہی مقہور نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مجھکو
زنگار زعفران پوش نے لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو آوارہ کروں مگر وہان
یہ معرکہ دیکھا کہ طلسم کشا کے پاس تحفہ جات بہت ہیں کسی ساحر کی مجال نہین ہی کہ
کسی طرح طلسم کشا پر دست انداز ہو اُسکے رفیق کو اُٹھا لایا پاس بہمن کے لیے جاتا
ہون ہماری ملکہ تم زنگار جادو نے بہمن شعبدہ باز کو دامن میں پناہ دی ہی مگر
زنگار رنگ نے کہا یہان سے نکلجاؤ مقہور نے گولہ مارا گولہ پھٹا زنگار رنگ نے سحر کرکے
گولے کو دفع کیا ناظرین سمجھ گئے ہونگے اصل باعث یہ ہی کہ جسوقت طلسم کشا آتا ہی
ساحروں کو وحشت ہوتی ہی زنگار رنگ جادو نجم کو دیکھکر مائل ہوئی ہی مقہور کو
ناگوار ہوا اِسوجہ سے اِسنے گولہ مارا زنگار رنگ نے دیکھا کہ مقہور جادو ساحر
زبردست ہی کنیزوں سے اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو جلسہ آراستہ ہو
مقہور ہمارا مہمان عزیز ہی کنیزوں نے اُسیوقت سامان عیش و نشاط مہیا کردیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے بہ صد سوز و گداز یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

یار کے ہجر میں ناموں کی یہ تحریر رہے ٭ پھر وہ دن ہون کہ ہم راتونکو تقریر رہے

کا ہے کو اتنی دور جاؤ عقاب یہ سُنکر جھپٹا قریب جھولی کے آیا میگونہ کو خیال ہو
کہ ایسا نہ ہو یہ لوحین لیکر بھاگ جائے ہاتھہ تانے ہوئے کھڑی ہو کہ ذرا ابھی اِسکے تیور
پر بل دیکھوں تو گولہ ماروں عقاب نے جھک کر دونوں تختیاں نکالیں ہاتھہ پر
رکھکر بطور نذر سامنے میگونہ کے لایا کہا یہ حاضر ہین اِسکو لیکر اپنے پاس رکھیے ذرا
آپ ہمین بیچیے ہین بھی دیکھیں تو میگونہ نے بسم اللہ کہکے وہ تختیان گلے مین ڈالین
ہنسکر کہا صاحب یہ ہمکو بہت پسند آئین ہم اِسکو پہنے رہین گے تم کلنگ ابلق سوار
کا سر لاؤ ہم دُلھن بنکر بیٹھتے ہین جب تم پلٹ کر آؤ گے تو بھونری پھر جائیگی تم بہت
خوش رہو گے جاتے ہی آفت برپا کر دینا عقاب بہت خوب بہت خوب کر رہا ہی
کہتا ہی جو ارشاد ہو گا وہی بجا لاؤنگا حضور اپنے کو دُلھن بنا دین مین فورًا جا کر
کلنگ ابلق سوار کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے حیران و پریشان جھومتا ہوا اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بالائے آسمان اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی نظم

جب او بتو نہ ہوئے مجھسے باوفا کے تم ۔۔۔ شریک ہوگئے کیونکر مرے خدا کے تم
دعائے بد بھی تو کرتے نہین مرے حق مین ۔۔۔ کچھ ایسے بیٹھ رہے مجھسے ہاتھہ اُٹھا کے تم
کبھی بُرا نہ کہا ہو گا ہمکو غیرون مین ۔۔۔ سُنا ہی صاحب غیرت ہو انتہا کے تم
کسی کی پھرتی نگاہون مین ہلتے گیسو ہین ۔۔۔ اِشارے ہوتے ہین آفت کے ہم بلا کے تم
نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر ۔۔۔ ہمین سے پوچھنے لایق ہو کس سزا کے تم
وہ کہتے ہین جو ہماری ادا پہ مرتے ہو ۔۔۔ تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیون قضا کے تم
ہین کیا سمجھ کے طلبگار وصل دوست کا ہون ۔۔۔ کہ سُنتے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم
تڑپ فراق کی کہتی ہو بیقرارون سے ۔۔۔ دکھاؤ بل نہ بھروسے پہ دست و پا کے تم
کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤن کے آتی ۔۔۔ جو ہاتھہ پانوٗن نہ ہون شوخیِ حنا کے تم
یہ جانتا ہون لگاوٹ تمام بزم سے کی ۔۔۔ خبر نہین کہ کسے لے گئے لگا کے تم
کچھ آگے نالونکے سننے کا تھا نہ شوق ایسا ۔۔۔ ضرور ہو گئے عاشق مری صدا کے تم
چھپے گی آنکھونکی چوری نہ مجھسے اسپر بھی ۔۔۔ جو سات پردون مین رکھوگے دل چھپا کے تم

ساقی گری کرون زنگار رنگ نے اشارہ کیا کہ گلابیان سامنے رکھدے جسکو پینا
منظور ہوگا وہ پی لیگا شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم نئے طور سے شراب پلاؤن سب
شوقین جمع ہین کیون ملکۂ عالم بعد مدت کے یہ جلسہ جما ہی زنگار رنگ حیران ہو کہ آج
گائن بڑی خوشی کر رہی ہی اشارہ کیا کہ بوا تمہارا کمال دیکھین شبرنگ نے گھنگرو
پانوٗن مین باندھے جام سر پر رکھا چند اشعار گاتی ہوئی چلی لفظ لفظ کو تکرار کرتی ہی
ہاتھ اٹھا کر بتاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھتی ہی اور ٹھنڈی سانس کھینچتی ہی ناظرین
پامال ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کیا بلا ہے روزنگار ہی گانا تو اسکا سحر سے بڑھکر
ہی کہ جو لفظ منھ سے نکالتی ہی اسکی صورت بنا کر دکھا دیتی ہی دیکھنے والے کہ رہے ہین
کہ صاحب گانے والی کی کیا بات ہی بتانا کیا ہی کہ کرامات ہی بعض کلیجے تھامے بیٹھے ہین بعض
پسینے پسینے اور بعضے حسن و جمال کی تعریفین کرتے ہین بعض کا قول ہی کہ حقیقت مین یہ
بتانے مین کامل و اکمل ہی اور بعض کہتے ہین کہ سن بھی تو کم ہی صورت زیبا تو دیکھو حقیقت
مین عارض انور ہین کہ ماہ آسمان کمال ابرو و خنجر بُرّان ہین یہی قتل عشاق کے سامان
ہین زلف دراز عزاج خطا و ختن اُبھار سینے کا دیکھکر سنا نین دل کے پار ہوتی ہین
جانین نثار ہوتی ہین موزونی قد صنوبر گلزار یا کلک قدرت اسکی ادا اون کی مثال
نہین دے سکتے خوش جمال ماہ آسمان کمال ابرو ہلال ان تعریفون پر گانے والی
میان مقہور سے اشارے کر رہی ہی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر بتاتی ہی نتیجۂ وصل آنکھون سے
دکھاتی ہی آخر آکر سامنے مقہور کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی اہالی محفل ناز و کرشمہ
گائن کا دیکھ رہے ہین آپس مین کہ رہے ہین کہ یہ گائن مقہور پر جان دیتی ہی دیکھو
زیادہ تر مقہور ہی کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہی پہلے اسی طرف گاتی ہوئی پہونچی
اور کسی کی جانب نہین آئی مقہور نے جو گائن کو اپنے قریب دیکھا سمجھا کہ یہ مجھسے لگاوٹ کرتی
ہی دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اتنے شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے
عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی مقہور بیٹھے بیٹھے گھبرایا پکار کر آواز دیتا ہی کہ یا
خداوند آپکے زنگار رنگ بھی خاموش بیٹھی ہی مگر جمال نجم دیکھ رہی ہی پہلو مین کنیز

کہ عقاب جادو جھومتا ہوا آتا ہی آنکھیں سرخ وہین سے پکارتا ہوا کہ کیون کلنگ ابلق سوار تو نے غضب کیا کہ ملکۂ عالم کو ناراض کیا ملکہ نے تیرا سر مانگا ہی اب بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھہ مین تجھے قتل کرون ورنہ قیامت برپا کرونگا اگر اِسکے خلاف کریگی تو لشکر کو پامال کرونگا کلنگ ابلق سوار نے دیکھا کہ عقاب بہوت ہورہا ہی اور نام میگونہ زبان پر بیقرار ہو کر چلاتا ہی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی و ای ملکہ میگونہ گلگون پوش تیری یاد نے بیقرار کیا ہی جلد مجھکو اپنے پاس بلا اپنی صورت زیبا دکھا نظم

اقرار نبوت مین ہی اقرار خدا کا — اِنکار امامت مین ہی انکار خدا کا

وہ توسہ کنعان ہی خریدار ہی عالم — ہی گرم ابد تک یو ہین بازار خدا کا

معدوم تھے کونین یہ دو بھائی تھے جو — پہلے ہی ازل سے کہین اقرار خدا کا

اعجاز سے برہان الٰہی ہی محمدؐ — تلوار سے حیدر رہی مددگار خدا کا

دونون کی زیارت جسے ہو جاسے میسر — ہر گز نہ ہو پھر طالب دیدار خدا کا

اِن دونون کو بس ایک کہو ایک ہی جانو — لازم ہی موحد ہو طلبگار خدا کا

ہم بزم الٰہی ہی اگر احمدؐ مختار — ہم نام ہوا حیدرؑ کرار خدا کا

ہین احمدؐ و حیدرؑ کے وہ منکر تو عجب کیا — کرتے نہین جو قلب سے اقرار خدا کا

گر ابر کرم احمدؐ مختار ہی لاریب — بیشک ہی علیؑ برق شرربار خدا کا

کرتے نہین یاد احمدؐ و حیدرؑ کو جو اکبار — کیون نام لیا کرتے ہو سو بار خدا کا

دل مین یوہین سب احمدؐ و حیدرؑ کے معتقد — جسطرح کسی کو نہین انکار خدا کا

معشوق ہین یہ عاشق اللہ محمدؐ — بندہ ہی علیؑ یہ ہی خریدار خدا کا

محشر مین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو — یا احمدؐ و حیدرؑ ہون گنہگار خدا کا

کلنگ ابلق سوار نے اہل فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو اسے گرفتار کر لو مگر عقاب ساحر زبردست ہی تلوار کھینچکر فوج پر گرا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا مٹھی بھر ماش کے دانے پھینک رہا ہی ہاتھہ چمکتا ہی برق گرتا ہی سیکڑون کے سر اُڑ جاتے ہین

یہی حال ہو کر ایک ایک پانون ہزار ہزار من کا ہو گیا نجم نے کہا کہ کوئی ساحر آیا ہو اُسنے یہ شعبدہ اپنا پھیلایا ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا چند طائر جو نخل پر بیٹھے تھے اُنپر نجم نے جو سحر کرنے کا ارادہ کیا طائر چانون چانون کرنے لگے نجم نے ایک طائر پر گولہ مارا وہ طائر زمین پر گرا غلطلین مارکر ایک ساحر کی شکل بنکر نیا رہوا اُٹھکر نجم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا نجم نے کہا تو کس کے ساتھ آیا ہو اُس ساحر نے کہا بہمن نے بعد قتل مقہور جادو کے حکاک جادو کو بھیجا ہو اُسنے جو آکے دیکھا کہ تم لوگ جاتے ہو سحر کیا ہم چند ساحرونکو طائر بنا کر اِس نخل پر چھوڑا آپ جا کر پہاڑ پر بیٹھا ہو نجم نے اُس ساحر کو نخل سے باندھدیا آپ طرف پہاڑ کے چلا حکاک نے جو بالاے کوہ سے دیکھا کہ نجم اِسطرف آتا ہو ایک دستک دی کہ پہلوے صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین وجمیل یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

یکجون وصبان رُخ زلف گرہ گیر مین ہو — شعلۂ طور مرے نالۂ زنجیر مین ہو
لاکھ نغمون سے زیادہ اپنے قلم کی ہو صریر — کب یہ آواز خوش آیند مزامیر مین ہو
عرق آلودہ نہین ابروے خمدار ترے — شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر مین ہو
حُسن کی لاف [illegible] کرتے ہین وہ چاٹ کے خاک — کیا بھلا حُسن قبول اِسقدر اِکسیر مین ہو
محو نظارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون — چشم بینا ہو جو حلقہ مری زنجیر مین ہو
کیا ہی شیرین ہو دلا عالم پیری کا کلام — ایسی کاہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہو
نہین مقراض مین ہرگز مرے داغونکا گُھنڈ — شعلۂ شمع یہ جرّاح کی گلگیر مین ہو
غم نہین ہجر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ — برق اِسیواسطے یان نالۂ شبگیر مین ہو
یا رسول عربی جلد کرو میری مدد — ورنہ آخر یہ غلام آپ کی تاخیر مین ہو
گر بُری ہو مری قسمت تو بھلی ہو جاوے — دخل کل آپ کو تو دفتر تقدیر مین ہو
تن واحد ہون مین ای میرے خداے واحد — رات دن لشکر اعدا مری تدبیر مین ہو
مٹ گئے میرے گنہ عفو ہوے میرے گناہ — چھٹتے ہی تیر دعا تو دہ تاثیر مین ہو
لطف مرنے کا یہی ہو کہ ملے باغ بہشت — اور جینے کا مزہ نسخۂ اکسیر مین ہو
تو ہی وے دونون کو ہو کون بھلا تیرے سوا — نہ وہ تقریر مین ہو اور نہ وہ تحریر مین ہو

ادھر کہان جاتی ہو شہنشاہ ابھی بارگاہ مین گئے ہین میگونہ نے کچھ جواب نہ دیا
جھپٹ کر طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے آواز دی ای میگونہ اُس طرف نہ جاؤ
وہان طلسم کشا بیٹھا ہی تمکو آزار پہونچیگا میگونہ نے کہا او فاحشہ کیا بکتی ہی مین اپنے
آقا کی قدمبوسی کو جاتی ہون کلنگ ابلق سوار اپنے مقام سے اُٹھی اور چاہا کہ
جھپٹ کر اِسکو روکون مگر میگونہ جھپٹ کر قریب طلسم کشا کے پہونچی آتے ہی فوراً
لوح طلسمی گلے مین ڈالدی پھر لوح محفوظ کو جھولی سے نکالا کہا ای شہریار اِسکو ہین
لیجیے لونڈی کو آپ نہین پہچانتے کہ یہ کنیز قدیم ہی مدت سے مین حضور کی یاد مین
تھی خوش مزاج سے شاید کسی مقام پر ملاقات ہوئی ہو نام خوش مزاج کا
جو میگونہ نے لیا نور الدہر ہنس پڑے فرمایا ای شاہزادی والاقدر وہ ہمارا
دوست صادق محب واثق ہی اُسکا گرفتار ہونا ہمارے دل پر داغ ہی پھر شاہزادہ
خاموش ہو رہا میگونہ نے عرض کی مین اُسی جوان کی عاشق زار ہون اُسی کے
جوش عشق مین جوبن پڑا وہ کیا شکر ہی کہ آپ تک پہونچ گئی نور الدہر نے جو
دونون تختیان پہنکر ارادہ کیا کہ اُٹھون سب قید ٹوٹ کر گری یقین کامل تھا
کہ لوح مل چکی ہی قید جسم سے دور ہوئی چند باتین میگونہ نور الدہر سے کرنے
پائی تھی کہ کلنگ ابلق سوار مع پچاس ہزار ساحرون کے آپڑی چہار طرف سے
ساحرون نے نور الدہر کو گھیر لیا ہر طرف سے سحر پڑنے لگا جسنے سحر کیا میگونہ نے
بڑھکر روک لیا کہا ای شہریار لڑتے ہوے اپنے کو تا بہ دار الامارۂ شاہی پہونچائیے
غلام آپ کا وہان مقید ہی جاکر اُسکو رہا کیجیے نور الدہر لڑتے ہوے طرف دار الامارۂ
شاہی کے چلے کل فوج روک رہی ہی ہر ایک کا قول ہی کہ کیون صاحب میگونہ کو
کیون محبت ہوئی بعض کہتے ہین اُسی کے عشق مین میگونہ نے یہ کار نمایان کیا
جادوگر جو بہت سے مارے گئے مرنے کی اُنکے آواز کان مین بہمن شعبدہ باز
کے پہونچی اُسنے گھبراکر کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی ابھی جاکر عقاب کو مار چکا ہون بلکہ
دس ہزار جادوگر اُسکے سبب سے مارے گئے ابھی مین نے اطمینان پایا ہی جلد خبر لاؤ کہ

بے اختیار ہوکر پکار اٹھا کہ ای رب کارساز و ای مالک بے نیاز تیری صفت کیا کرون **نظم**

خداست واحد و یکتا و بے مثال و وحید
خداست حامی و مشکلکشا و راحت بخش
خدا بروح عطا کرد طاقت روحی
خدا به پشتهٔ تم زور زوری بخشد
خدا به بندهٔ نادار سلطنت بخشد
خداست حافظ و ناصر به صورت و معنی
تفضلات الٰہی به خاص و عام رسید
غلام بارگه ذات کبریا باید
خدا به خانهٔ دوران به روز و شب گردات
اگر تو بندهٔ خلاق کبریا هستی
غلام بارگه شاه دین و دنیا شو
بود همیشه گنهگار در جهان هندی

خداست ذات احد لاشریک و لاثانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بجسم عطا کرد زور جسمانی
دهد به مور خدا پایهٔ سلیمانی
کند بخاک عنایت کمال انسانی
خدا به ظاهر و باطن کند نگهبانی
رسد به خلق بد و نیک فیض رحمانی
جبین صدق و ارادت به باب سبحانی
ز مهر و ماه منور و شمع نورانی
بخاک عجز نهد صبح و شام پیشانی
که حق کند به تو بخشش مقام سلطانی
امیدوار عنایات ذات ربانی

جلاد نے چاہا کہ ہاتھ ماردون کہ سامنے سے نجم اخترشناس للکارتا ہوا پیدا ہوا کہ
او بیحیا خبردار اسکو قتل نہ کرنا اگر قتل کریگا تو مٹا دونگا سزا اسے معقول دونگا اُس زنگن
نے للکارا کہ ای نجم ضحاک کو قتل کرکے میرے باغ مین بھی آئے اب میرے ہاتھ
سے زندہ نہ بچوگے نجم نے کہا او شفتل تیری بھی یہ مجال ہو کہ تو مجھکو مار سکے یہ کہکر نجم نے
ایک گولہ آتے ہی جلاد پر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا شیر زنگ نے جو دیکھا کہ ہاتھ پانوں
مین طاقت آئی کود کر ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا زنگن غل مچانے لگی کہ ای نجم بڑا غضب
ہوا کہ تو نے اُس عیار کو رہا کردیا مین تجھکو قتل کرونگی یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای
ساکنان باغ جلد آؤ آکر نجم کو مار لو کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے
نجم پر سحر کرنے لگے مگر نجم اخترشناس اُن سب کے بیچ مین شیرانہ سحر کرتا ہی جسپر گولہ
مار دیا اُسکا سر پھٹ گیا تھوڑے عرصے مین نجم نے اُن سب ساحرون کو قتل کیا وہ

درد سر مجھکو جو غربت مین ہوا دائی نصیب	بدلے صندل کے یہان چرخ سے پتھر آیا
اپنے جامے سے وہین ہو گئے باہر لاکھون	گھر سے پوشاک بدلکر جو وہ باہر آیا
جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم ناسخ کا	دیر مین صورت مینا تن بے سر آیا

اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا وہ ساحر قریب آیا ملکہ نے حکم دیا کہ اپنے کو سامنے بہمن کے پہونچا اگر ہو سکے تو اُسکا سر کاٹ لا یہ سنکر وہ ساحر جھومنے لگا ہاتھ باندھے کھڑا تھا عرض کر رہا تھا کہ ای ملکۂ عالم جو مجھسے اِرشاد ہو وہ بجا لاؤن مگر بہمن ساحر زبردست ہی میرے سحر کو نہ مانیگا مین اُسکے سامنے کیا منھ لیکر جاؤن فلان کمیدان پہلو مین جو بہمن کے کھڑا ہی اگر حکم ہو تو اُسکا سر لاؤن میگونہ نے کہا اچھا اُسی کا سر لاؤ اُس ساحر نے دور سے للکارا کہ او کمیدان بے ایمان سامنے تو آ مجھسے تو مقابلہ کرکہ ایک سحر مین تیرا خاتمہ کرونگا کمیدان نے جو سُنا وہین سے اسباب سحر اُٹھایا چاہا کہ سحر کرون جسپر میگونہ نے سحر کیا تھا وہ جا پڑا آپس مین تلوار چلی بہمن نے جو پلٹ کے دیکھا کہ دو ساحر آپس مین لڑ رہے ہین جسکو میگونہ نے بھیجا وہ غالب آیا بہمن نے جھنجھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری ساحر کے دو ٹکڑے ہوے اِسطرح پر جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر بہمن کے سحر کا کوئی روکنے والا نہین اگر ہاتھ نہین ہلاتا ہی تو آگ برساتا ہی ایک طرف سے کلنگ ابلق سوار سحر کر رہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ ای بہمن جسطرح بنے بی میگونہ کو روکو اور قتل کرو اِسنے لوح محفوظ و لوح طلسمی کیونکر پائی کہ پاس طلسم کشا کے پہونچائی کیا داغ دیا ہی افسوس صد ہزار افسوس مگر میگونہ لڑتے لڑتے غرق زمین ہوئی جا کر بارگاہ بہمن مین تخت پر بہمن کے تیغۂ طلسمی و لباس رکھا تھا وہ اُٹھا لیا اور پھر اُسی طرح سے غرق زمین ہوئی کلنگ ابلق سوار پکار پکار کر بہمن شعبدہ باز سے کہ رہی ہی کہ تو ساحر کہنہ ہو نشیب و فراز عالم دیکھے ہین دو چیزین جو قبضے مین ہین اُنکو غنیمت جانو اور انکی حفاظت کرو لوحین تو پاس طلسم کشا کے پہونچ گئین اُس دلبر کا لون سامنا کر سکتا ہی لاکھون کو شکست دے رہا ہی دیکھو کیسا لڑ رہا ہی بہمن نے

اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے ایک تماچہ مارا کہا نگوڑے میری آبرو لیتا ہی تڑاقے کی جو آواز
ہوئی سیماب بیقرار ہو گیا گال سہلا کر رہگیا اُس نازنین کو لیکر چلا اُسنے ہنسکر کہا ارے
نگوڑے وہ عیار بھاگ کر قصر مین گیا ہی اُسکو تو گرفتار کر لے ایسا نہ ہو کچھ عیاری کرے
سیماب نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تو عیار کی فکر مین ہون
اگر عیار بھی ملجاے تو مہلت ہو قدرت نے یہ کہکر مجھکو روانہ کیا تھا کہ عیار و نجم کو
گرفتار کر لانا عیار کا کہین نشان نہین ملتا مجھکو بڑی حیرت ہی کہ کیا کرون اُس نازنین
نے کہا وہ نگوڑا مجھپر عاشق ہوا تھا میرا بوسہ لیکر بھاگا قصر مین جا کر چھپا ہی سیماب
اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف قصر کے چلا شبرنگ نے جو دیکھا کہ یہ مجھکو بہ محبت دیکھ
رہا ہی تھوڑی دور جا کر کہا دیکھ وہ سامنے عیار بیٹھا ہی سیماب نے کہا مجھکو تو نہین
معلوم ہوتا شبرنگ نے کہا تو اندھا ہی تجھکو کیا معلوم ہوگا آنکھون کے آگے ناک
سوجھے کیا خاک سیماب اِس ظرافت پر ہنس پڑا کہا صاحب مجھے دکھا دو کہ مین اُسکو
گرفتار کرون نازنین نے کہا وہ گوشے مین بیٹھا ہی سیماب جیسے ہی پلٹا شبرنگ نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نجم حیران دیکھ رہا ہی ایسا مبہوت ہی کہ کچھ بول
نہین سکتا شبرنگ نے جھٹکا مارا کہ سیماب گرا گر کر تڑپا حلقہ ہاے کمند جلا دیے ایک
ہاتھ سے شبرنگ کو لیا دوسرے ہاتھ سے پنجہ کمر مین نجم کی دیا دونون کو لیکر اُڑتا ہوا
چلا راہ مین شبرنگ نجم سے اِشارے کرتا ہی کہ ای نجم میری عیاری تو خالی گئی اب تم
کوئی سحر کرو نجم نے جواب دیا ای شبرنگ سحر سب فراموش ہوے اب مجھے کوئی سحر یاد
نہین مین جان دینے پر آمادہ ہون سیماب دونون کو پنجے مین دبائے ہوے
اپنے سحر کے جوش مین طرف سے لشکر طلسم کشا کے چلا نور الدہر صحرا مین شکار کھیل
رہے تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار ذرا ملاحظ فرمائیے نجم و شبرنگ
کو سیماب گرفتار کیے لیے جاتا ہی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حقیقت مین ایک
ساحر زبردست نجم و شبرنگ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی نور الدہر نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اِسطرح تاک کر سیماب کو مارا کہ سینہ

ادھر سے میگونہ آئی تھی دیکھا کہ سمرسام کھڑا رو رہا ہی پوچھا کہ کیون ای سمرسام کیا صدمہ پہونچا سمرسام نے بیقرار ہوکر کہا ای ماملکہ کیا حال اپنا بتاؤن وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ جسکا مثل نہ تھا بہمن نے قدر نہ کی چاہیے تھا کہ اُسکو چھپا کر رکھتا ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا میگونہ نے باتین کرتے کرتے سمرسام پر سحر کیا چند قطرے پانی کے جو سمرسام پر پھینکے وہ بلبلا کر پکارنے لگا نظم

جو نہین نفس رسول و دوسرا سے واقف — میرے نزدیک نہین ہین وہ خدا سے واقف

ایسے بیرحم سے دل مین نے لگایا افسوس — کہ ذرا بھی جو نہین مہر و وفا سے واقف

جانتے کب ہین محبت کا طریقہ لیکن — کوئی جز میرے نہین رسم وفا سے واقف

حُسن کیونکر ہو مرے بُت کا پسند ای زاہد — وہ نہین غمزہ و انداز و ادا سے واقف

زلف و لدار مین آنکھون نے پھنسایا افسوس — دل مرا ہاے نہ تھا دام بلا سے واقف

خون عشاق ہی ملتے ہین عوض مہندی کے — آجتک وہ نہ ہوے رنگ حنا سے واقف

ساتھ غیرون کے نہین اب وہ نکلتے گھر سے — ہوتے جاتے ہین ذرا شرم و حیا سے واقف

پھیر لی آنکھ ہمارا دل شیدا لیکر — او دغا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف

کمسن اک ایسے حسین پر مرا دل آیا ہی — نہ تو آگاہ وفا سے نہ جفا سے واقف

آنکھین پتھرا گئین ای جان قریب آگئی موت — کان میرے نہ ہوے تیری صدا سے واقف

کیا کھلے بھید دہان و کمر جانان کا — کوئی ہوتا نہین اسرار خدا سے واقف

معرفت حیدر صفدر کی ہی واجب ای دل — جو نہ جانے انھین وہ کیا ہو خدا سے واقف

باغ عالم مین نہ پھولے نہ پھلے ای سطوت — نہ ہوے ہم کبھی دنیا کی ہوا سے واقف

میگونہ نے سمرسام کو دیوانہ کرکے قتل کیا صدا جو بلند ہوئی کہ افسوس کشتی مرا نام من سمرسام جادو بود بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ بھائی صاحب بھی قتل ہوے میگونہ تو آج شیر بنی ہوئی ہو جسنے اُس سے مقابلہ کیا وہ مارا گیا یہ اُسکو بڑا خیال ہو کہ طلسم کشا میرا معین و مددگار ہی مگر صاحبو نہ ثابت ہوا کہ لوح طلسمی عقاب جادو سے کیونکر لی وہ دیوانہ ہوکر آیا کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر

پانوٗن پیر پڑا کہ توڑ کر تلوے کے پار گذر الیقراطا کا جو پانوٗن زخمی ہوا چلا کر بھاگا
سکندر ثانی نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی نورالدہر نے دوسرا تیر مارکر
دوسرا پانوٗن بھی لیقراطا کا زخمی ہوا دونون پانوٗن سے خون ٹپکتا ہوا چہرہ اُڑا اس
عالم یاس لڑکھڑاتا ہوا طرف قصر ہشت پہل کے بھاگا یہان تمام شاہزادیان جمع
ہین کہ دیکھا خداوند لنگڑاتے ہوئے آتے ہین پکارتے ہوئے کہ یارو مجھکو سنبھالو مین
طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا وہ کلان باغی بھی موجود تھا ہاے مین نے کیا کیا
کہ سکندر ثانی کو قتل نہ کیا دشمن سخت ہو اُسی نے مجھے روکا شاہزادیون نے دوڑکر
لیقراطا کو گود مین لیا لاکر تخت پر بٹھایا رفقا بھی آکر بیٹھے سب نے حال پوچھا لیقراطا
نے حال بیان کیا کہ آج کئی ساحر مارے گئے حکاک ومقہور قتل ہوئے ہین
اُنکی مدد کو گیا تھا چاہتا تھا نجم اختر شناس کو لے آوٗن کہ سکندر سد راہ ہوا
خوب سحر چلے مگر طلسم کشا نے ایسا تیر مارا کہ پانوٗن قدرت کا زخمی ہوا اِدھر تو
رفیقون سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر قطرات خون جو پانوٗن سے لیقراطا کے
گرے تھے اُسکے طائر بنے ہوئے صحرا مین اُڑتے پھرتے تھے آخر ایک نخل پر سب
آکر جمع ہونے لگے چہکارین مارتے تھے آپس مین صدائین دیتے تھے کہ آوٗ بھائیو
خون مین خون ملا اب چلکر لشکر طلسم کشا سے اِس خون کا عوض لین یہ رائے
کرکے سب چہکارتے مار مار کر اُڑے آکر لشکر نورالدہر پہ سایہ فگن ہوا اسارا لشکر
جھومنے لگا قضاے کار ملکہ شعلہ جوالہ بیرون لشکر کھڑی تھی اِس نے جو یہ معرکہ
دیکھا سمجھ گئی کہ یہ سحر لیقراطا کا ہو فوراً کنکریان زمین سے اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھکر
کھینچ مارین کہ سب طائر جلکر خاک ہوئے اہل لشکر ہوشیار ہو ہو کر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے طائرون کا جلنا کہ لیقراطا نے شور مچایا رفیقون سے کہا یارو مین جلا
جاتا ہون شاہزادیون نے جو یہ حالت دیکھی دوڑکر شراب لائین لاکر لیقراطا
کو پلائی جب شراب حلق سے اتری تو تسکین ہوئی سامنے شاہزادیون نے
بیٹھکر لیقراطا کو بہلانا شروع کیا کوئی پشت پر ہاتھ رکھتی ہی کوئی تلوے سہلاتی ہی

بیان کیا ہین سنے لوح لیکر عقاب کو اُدھر روانہ کیا ہین کنارے کنارے آئی جب
عقاب مارا جاچکا ہو تب مین سنے اپنے کو ظاہر کیا بی کلنگ روکتی تھین ہر مرتبہ
یہی قول تھا کہ آگے نہ بڑھنا وہ ملعونہ بھی واصل جہنم ہوئی جو ایزد پروردگار نے فضل کیا
کہ تحفہ جات ملگئے نورالدہر نے میگونہ کی تعریفین کین فرمایا اے میگونہ جلسہ آراستہ
کرو کسی گائن کو بلاؤ ناچ رنگ کی تیاری کرو تحفہ جات ملنے کی خوشی کرو میگونہ نے
اُسیوقت ہرکارے دوڑا دیئے کہ جاکر کسی طائفے سے آج شب کے مجرے کا وعدہ لو
ہرکارے گئے اتفاقاً قلعے سے تھوڑے فاصلے پر ایک ڈیرہ رنڈی کا اُترا ہوا تھا کہ
ہرکارون نے جاکر کہا کہ آج شب کو ہمارے آقاے نامدار کے یہان آپ کا مجرا ہو نائکہ
پڑی سو رہی تھی اُسنے جو غفلت مین مجرے کا نام سُنا اُٹھ بیٹھی کہا آیئے تشریف لایئے
ہرکارون نے جواب دیا کہ ہمکو ابھی سامان جلسہ مہیا کرنا ہے یہ روپیہ کچھ تھوڑی کا موجود ہے
نائکہ نے خوشی خوشی روپیہ لے لیا ہرکارون نے کہا آپ کی صاحبزادی کا نام کیا ہو نائکہ
نے کہا شہنا سے خوش آواز اُسکا نام ہو ایسا گائیگی کہ جلسہ بھر جھومنے لگے گا ہرکارے روپیہ
دیکر واپس آئے یہان میگونہ وغیرہ انتظام مین مصروف ہین تمام درودیوار ہاے
قلعہ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرایا جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب گیا اور لیلی
شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی چہار طرف روشنی ہونے لگی تمام شیشہ آلات وغیرہ
شمع ہاے مومی وکافوری سے روشن ہوے قلعے بھر مین روشنی ہوئی نورالدہر
وغیرہ بیٹھے ہین کہ ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ حضور شہنا سے خوش آواز در قلعہ پر
حاضر ہو مجرا کرنے آئی ہو نورالدہر نے فرمایا بُلالو رنڈی آئی محفل مین آکر اول نورالدہر
کو سلام کیا میگونہ نے کہا بی شہنا بیٹھ جاؤ رنڈی بیٹھ گئی ایک جانب نائکہ جی آکے
بیٹھین نورالدہر نے فرمایا گانے کا چرچا ہو سازندون نے جو سُنا ساز ملانا شروع
کیے رنڈی نے پوشاک جسم پر آراستہ کی داہنے بائین گندھار سارنگ ساز
وا سرا ستار باز آکر کھڑے ہوے اول شہنا سے خوش آواز نے کھڑے ہوکے
گت ناچنا شروع کی تھوڑی دیر تک گت ناچی پھر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

نجم اختر شناس و شبرنگ کو ساتھ لیکے بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے عرض کی کل حضور
تکلیف فرمائین برائے طلسم کشائی جائین نورالدہر نے قبول کیا مگر زرنگار نے
بہمن شعبدہ باز کی بڑی خاطر کی ہر ناچ گانا ہو رہا ہی جام ارغوانی گردش مین صدائے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہر کہ اول مقہور کا لاشہ آیا بعد تھوڑی دیر کے بیرون
نے لاشہ حکاک پہونچا یا حکاک کا لاشہ دیکھکر زرنگار نے زانو پر ہاتھ مار اکہا کہ
یارو بڑا ساحر مارا گیا بڑے لطف سے جا کر اُسنے مقابلہ کیا تھا کہ پھر رونے کی صدا بلند
ہوئی لاشہ سیماب سیمتن آکر پہونچا سیماب کا نوکشتہ ہونا بڑا غضب تھا زرنگار جادو
رونے لگی کہا یارو خیر خواہ سلطنت مٹ گیا ایسا خیر خواہ جادوگر کوئی نہین ہو مگر مین حیران
ہون کہ سیماب کو کسنے کشتہ کیا سوائے طلسم کشا کے اور کسی سے نہ وہ دبتا ساحرون
نے عرض کی حضور سکندر ثانی کیا کم ہر بادشاہ سابق طلسم اور ساحر زبردست لیکن
طلسم کشا سے ہو نیسے اُن لوگونکے دل مضبوط ہین آج قدرت زخمی ہوکر گئے قصر ہشت پہل
مین ہونگے شاہزادیان علاج مین مصروف ہونگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
کہ نامہ وار طرف سے قدرت کے آیا ہو در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی کا ہی
زرنگار نے سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا قاصد کو خلعت دیا کہا جا کر قدرت سے عرض
کرنا کیا مجال طلسم کشا کی کہ ہماری زندگی مین تا بہ قصر ہشت پہل پہونچے ہزار طرح سے
روکونگی وہانتک نہ جانے دونگی قمقتور نے کہا اگر حکم ہو تو مین لشکر طلسم کشا کو دیکھتا
ہوا جاؤن زرنگار نے کہا بھائی کئی جادوگر روانہ کرچکی ہون تم اُس طرف نہ جاؤ
قمقتور نے کہا مین جا کر سکندر ثانی کی فکر کرتا ہون اگر لے آیا تو بہتر ہو ورنہ چلا جاؤنگا
زرنگار نے کہا اختیار ہر قمقتور اُٹھتا ہوا چلا یہان شام کو نورالدہر نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ سکندر ثانی کا طلایہ گشت ہو فرمایا کہ ہم طلائے پر جائینگے سکندر
کو معلوم ہوا کہ بموجب حساب کے میرا دن پڑتا ہو آغائے نامدار میری تکلیف نہین
گوارا کرتے تاج اُتار کر قدمون پر رکھدیا رفقا سے کہا طلائے کی تیاری کرو اور کہا
حضور غلام اِس خدمت کو سعادت جانتا ہو اہل لشکر کی خدمت سے زیادہ کون سی

تیز پر برائے خبر گئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بہمن شعبدہ باز جو بھاگا
تھا قلعۂ زرنگار پر آیا زرنگار جادو کو جو خبر ہوئی قلعے سے نکل آئی بہمن کا اِستقبال
کیا اپنے قلعے مین لائی بہمن کو تخت پر بٹھایا سب حال پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا
اتفاق ہوا بہمن نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا اے زرنگار مین کسی سحر مین
عاجز نہین ہون مگر پاس طلسم کشا کے وہ تحفہ جات موجود ہین کہ جن پر کوئی نگاہ نہین
ڈال سکتا اگرچہ کلنگ ابلق سوار نے وہ شعبدہ کیا کہ کل تحفہ جات لے آئی تھی
سب میرے قبضے مین تھے مگر لوح طلسمی و لوح محفوظ کی یہ صلاح ہوئی کہ اِسکو دریا
مین پھنکوا دین عقاب جادو لیکر گیا میگونہ نے جاکر عقاب کو دیوانہ کیا اور
تختیان لے لین عقاب نے آکر کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر میرے ہاتھ سے
مارا گیا اُسکو مارکر وہ سخت جنگ پڑی کہ ہمارے پانٔون اُٹھ گئے بھاگے میگونہ کو
وہ کد و کاوش تھی کہ کل تحفہ جات وغیرہ طلسم کشا کو پہونچائے قید سے رہا کیا بعد
اِسکے خوش مزاج اپنے عاشق کو رہا کر لیا کلنگ ابلق سوار کو طلسم کشا کے
ہاتھ سے قتل کرایا اے ملکۂ عالم اب مین بہ امید کفالت تمھارے پاس آیا ہون کہ تم
اِسوقت مین میری مدد کرو زرنگار نے کہا وہ حال کرون کہ طلسم کشا اپنی جان
سے عاجز ہو جائے تمھارا تشریف لانا میرے واسطے باعث شرف ہوا یہ کہکے
آواز دی یارو تم لوگون نے سُنا کہ طلسم کشا آتا ہی سبکو اپنی جان کی پڑے گی کوئی
تم مین سے ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاوے یا آوارہ کرے کہ وہ اپنی
جان سے بیزار ہو یہ سُنکر ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست مسمے
بھمھور جادو بقہر و غضب اپنے مقام سے نام خداوند لیکر اُٹھا کہا اے پشت و پناہ
ساحران جاکر راستہ بند کرون طلسم کشا کا سامنا نہ ہوا اور مبہوت ہو جاوے
دوڑا ہوا آپ کے پاس آئے آپ گرفتار کر لین ایسے ایسے غرور کرکے بھمھور فکر مین
طلسم کشا کی چلا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین داخل ہوئے اور کل
لشکر بھی اسی مقام پر آگیا ہی نجم اختر شناس شاہزادے سے کہکر بیرون بارگاہ نکلا ہی

نجم اختر شناس کے آیا نجم نے تھوڑی خاک اُڑا دی خاک جو اُڑی اُس غبار سے وہ بہت بیقرار ہو کر چلّانے لگا نظم

نہین بھاتی ہی سیر باغ چھوٹا ہون جو اُس گل سے — کہین بیتابی دل اب بڑھ گئی ہی میری بلبل سے
کہا میرا نہ مانا دل نے آخر پھنس گیا جا کر — بہت دشوار ہی اب چھوٹنا اُس بت کی کاکل سے
جو بیدادی سے تو نے پھول توڑے سامنے اُسکے — عوض اشکون کے گلچین خون ٹپکا چشم بلبل سے
محبت مین نظر پڑتی ہی جب دل پر تو کہتا ہون — خدا تجھکو بچائے یار کی افعی کاکل سے
تمہارے عارض گلرنگ پر ہون اِسطرح عاشق — کسی بلبل کو ہوتا ہی تعشق جسطرح گل سے
محبت مین جو اُس گل کی ہوسے ہر رنگ کے صدمے — کلیجہ منھ کو آتا ہی مرا فریاد بلبل سے
جو وہ ساقی مہوش بعد مدت میرے گھر آیا — صدا آئی مبارکباد کی شیشے کی قلقل سے
اسی سے مین کسیکو بعد مردن بھی نہ یاد آیا — مجھے کشتہ کیا تھا یار نے تیغ تغافل سے
حسینون مین مرا معشوق ہی نازک دماغ ایسا — کہ سطوت دردسر ہوتا ہی جسکو نکہت گل سے

قنتور یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای برادر کس اِرادے سے آئے تھے اُسنے کہا مین برائے گرفتاری سکندر ثانی آیا تھا نجم نے ایک سحر کیا کہ ایک نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی اُسکو دیکھکر قنتور زیادہ بیقرار ہوا نجم نے کہا ای قنتور ہم اِسکو دُلھن بناتے ہین تم زرنگار کا سر لاؤ قنتور بہت خوب کہکر بھاگا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قلعہ زرنگار کے چلا نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین — درد فرقت کو سہا کرتے ہین
اپنی لیلی کے تجسس مین سدا — قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین
عطر ملنے کے بہانے ہم تو — کف افسوس ملا کرتے ہین
شمع و سیکڑون اب گرد ترے — مثل پروانہ پھرا کرتے ہین
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم — اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین
بخدا کام بتون کا ہی یہی — فتنے ہر روز بپا کرتے ہین
یاد مین لالہ رخون کی اکثر — زخم دل داغ بنا کرتے ہین

ہاتھ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے
پانؤن مین تو پڑی آہنی زنجیر رہے

نامۂ یار کے مضمون مین اثر مجھکو
جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے

کوے قاتل سے نکلجاؤن نہ مدفن کیئے مین
بعد مردن بھی مرے پانؤنمین زنجیر رہے

نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
کیون نہ مشہور زمانے مین وہ بے پیر رہے

بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم اے ساقی
نعرہ زن جیسے کوئی کودک بے شیر رہے

فصل گل مین نہ گل داغ جنون تک بھی کھلے
لب غنچہ سے ہم اس باغ مین دلگیر رہے

ایجنون خواب مین محبوب ہو لازم ہے لحاظ
پا بہ زنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے

ہون وہ دیوانہ کہ اے جان تمنا ہے مجھے
ہاتھ مین زلف رہے پانؤن مین زنجیر رہے

وہی عاشق ہے جو عالم کو مرقع سمجھے
ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے

ہاتھ مین نامۂ محبوب جو لے آ قاصد
ید بیضا کی ترے آگے نہ تنویر رہے

شعلہ رو سے جو کہا مین نے سیہ روہی رقیب ق
تیری محفل مین نہ وہ کافر بے پیر رہے

جھنکے کیا اسنے شرارت سے دیا گرم جواب
شمع کے پاس نہ کیون بزم مین گل گیر رہے

تیرے ابرو نہین محراب حرم ہین قاتل
کیون نہ خم آٹھ پہر صورت شمشیر رہے

ظلم کر کر کے وہ بے رحم یہی کہتا ہے
اب نہ عشاق کہین صاحب تاثیر رہے

التجا ہے یہی اللہ سے ہر دم ناسخ
جان جبتک کہ رہے ماتم شبیر رہے

مقہور نے گانا سنکر آواز دی کہ حقیقت مین اے ملکۂ عالم تمھاری گائنین خوب گاتی ہین باعث گانے کی رونق کا یہ ہوا کہ شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین چلا تھا آ کے گائنون مین شریک ہوا ایسی تانین لگائین کہ سب اہل محفل خوش ہو گئے مگر ملکہ رنگارنگ نے جب دیکھا کہ مقہور خوش بیٹھا ہے اور ایک گائن ہر مرتبہ جھک جھک کے سامنے آتی ہے رنگارنگ سے کہتی ہے کہ شراب کا چرچا کیجیے رنگارنگ حیران ہے کہ اس گائن کو کیا فکر ہے کہ شراب خواری کی کوشش کر رہی ہے آخر رنگارنگ نے اشارہ کیا کہ او گائن تو ہی جا کر شراب لا شبرنگ دوڑ کر میخانے مین پہونچا شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لایا رنگارنگ سے کہتا ہے مین

منع کیا تھا کنیز نے بھولے سے اُسی پھول کو اُٹھایا جیسے ہی وہ پھول اُٹھایا قفنتور بالکل
خاموش ہوا کہا ای نازنین یہ پھول میرے ہاتھ مین دیدے کنیز نے کچھ خیال نہ کیا پھول
ہاتھ مین قفنتور کے دیدیا پھول لیتے ہی ہاتھ مین وہ قید جسم سے کٹ کر گری قفنتور نے
اُٹھکر کنیز کو ایک تمانچہ مارا کہ کنیز گر کر بیہوش ہوئی قفنتور اُسی جوش وخروش مین باہر نکلا
اب زرنگار جادو یاد آئی افسوس کرنے لگا کہ ہاے معشوق سے وعدہ کرکے آیا تھا
بہت عرصہ ہوگیا یہ سوچکر اُڑا راہ مین قلعۂ بہلول جادو واقع ہی بھائی اِسکا ملول
جادو اِسپر لشکرکشی کرکے آیا ہی دونون لشکر میدان کارزار مین جمے ہین ملول نے
للکارا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست لشکر بہلول سے نکلا میدان
مین آکر آواز دی ای ملول مجھکو تیرے بھائی نے افسر لشکر کیا ہی افسر ساحران میرا
لقب ہی شبتاب تیرہ وتار میرا نام ہی روز بروز میری ترقی ہوتی ہی اقبال چمکتا جاتا
ہی ہزارون کو مین نے اندھیری گور مین سُلا دیا جس نے تیرے بھائی سے مقابلے کا
ارادہ کیا اُسکو مین نے روانۂ مُلک عدم کیا اب تو لشکرکشی کرکے آیا ہی اول مجھسے
مقابلہ کر ملول نے جو یہ کلمات تکبر کے زبان شبتاب سے سنے ملول وحزین ہوکر
جھپٹا جاتے ہی نیزے کا وار کیا شبتاب نے جھک کر نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا ملول نے فوراً جھٹکا دیکر نیزہ شبتاب کا توڑ ڈالا شبتاب نے قبضۂ تلوار پر
ہاتھ ڈالا نکالکر ہاتھ مارا ملول نے کلائی پکڑکر تلوار کو چھین لیا اور ایک ہاتھ مارا
کہ شبتاب کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز دی کہ او شبتاب تیری چمک جاتی رہی
بہلول نے جو دیکھا کہ اِتنا بڑا افسر لشکر مارا گیا ساحرون سے کہنے لگا کہ یارو اب
میرے لشکر مین اندھیرا ہوگیا شبتاب کے دم سے روشنی تھی اب جسکے مزاج مین
آئے وہ جاکر مقابلہ کرے مگر کوئی ملول سے سر بر نہ ہوگا اب جب ملول للکارتا ہی
بہلول ایک ساحر کو بھیجدیتا ہی وہ ملول کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی صدہا ساحر
مار ڈالے لاشے ساحرون کے میدان مین پھڑک رہے ہین ملول نعرے کر رہا ہی
کہ یکایک آسمان سے نعرہ ساحر کی آواز آئی ملول نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک

بیٹھی ہو اُس سے باتین کر رہی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسا طرحدار جوان اِس بلا مین مبتلا ہو
کنیز بول اُٹھی کہ دیکھیے خداوند آتے ہین رنگار رنگ اپنے مقام سے اُٹھی مقہور نے
پکار کر پوچھا کیون ملکۂ عالم کہان چلین رنگار رنگ نے اشارے سے کہا خاموش
رہو قدرت آتے ہین وہ دیکھو ہوا پہ تھرا رہے ہین مقہور بھی جھومتا ہوا اُٹھا مگر
مقہور و رنگار رنگ دونون گر کر بیہوش ہوے کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی
وہ گر کر بیہوش ہوئی شبر نگ نے نجم کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی نجم رہا ہوا ہی
کہ اِسنے ہاتھ چمکایا ایک برق تڑپ کر گری کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے شبر نگ نے کہا
ای نجم مقہور تو دشمن ہی مگر رنگار رنگ تمھاری دوستی کا دم بھرتی ہی نجم نے کہا مجھکو
بھی خیال ہی کہ مقہور سے میری رہائی کی بابت تکرار کی تھی انشاء اللہ یہ مطیع اِسلام
ہوگی یہ کہکے رنگار رنگ کو ہوشیار کیا رنگار رنگ کی جو آنکھ کھلی مقہور کو بیہوش
پایا کہا ای کاہن زبردست یہ کیا باعث ہوا کسنے اِسکو بیہوش کیا نجم نے کہا جسکو کہ تم
کائن سمجھی ہو یہ ہمارے مہتر والا گہر ہین اگر تمکو ہمسے محبت ہو تو مقہور کو قتل کر کے
ہمارے ساتھ چلو ای ملکۂ عالم اب طلسم کا خاتمہ ہو ہمین بھی اب اسی معرکے مین قتل
ہوگا دو چار روز اور جی چاہے بلوہ کر لے طلسم کشا تشریف لاتے ہین رنگار رنگ
نے کہا مین جان و مال سے حاضر ہون ای نجم مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ
فرما رہے ہین ای رنگار رنگ طلسم کشا کی اطاعت کرین مین نے پوچھا کس حیلے سے
جاؤن ارشاد ہوا تھا کہ کل تجھپر ظاہر ہو جائیگا اُسکا اظہار ہوا یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا کہ
برق گری مقہور کے دو ٹکڑے ہوے اپنی کنیزون کو ہوشیار کر کے ساتھ لیا نجم
و کنیزین و رنگار رنگ جادو باغ کو چھوڑ کر اُسی طرح ساتھ چلے مگر شبر نگ جلدی
کر رہا ہو کہ ای نجم جلد نکل چلو رنگار رنگ کہتی ہو مہتر صاحب نہ گھبراؤ یہ سب میری
عملداری کے ہین یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے نیچے پہونچی تھی کہ چند طائر اُس درخت پر
بیٹھے تھے زفیل مار کر اُڑے اُن جانورون کے اُڑتے ہی کنیزین غل مچانے لگین
کہ واری ہمارا پانوٗن نہین اُٹھتا رنگار رنگ نے کہا ای کاہن نجم اختر شناس میرا جی

زنجیرین ہلانے لگا چاہتا ہو اپنے کو قید سے نکالون ملول طرف لشکر بہلول کے آیا
بہلول نے آواز دی ای برادر کیا اب ہبری فکر مین آئے ہو تمنے بڑا غضب کیا کہ میرے
افسر نامی وگرامی کو مارا سارا لشکر ایک افسر کے مرنے سے برباد ہوا ملول نے جو
یہ کلمات حسرت آمیز سُنے ترس آگیا کہنے لگا ای برادر روا لاگر میرا لشکر بھی آپ ہی کا
لشکر ہی مین خطاوار ہون جو چاہے سزا دیجیے غرض یہ باتین ہوکر ملول اور بہلول مین
مصالحہ ہو گیا دونون بھائی آکر بیٹھے آپس مین صلاح ہوئی کہ سحر کر کے دریافت تو کرو
کہ یہ ساحر کون ہی جسکو ہمنے گرفتار کیا اور کسکا فرستادہ ہی کہان جاتا تھا دونون نے
ملکر سحر کیا قنتور کو بارگاہ مین بلوایا قنتور جو مکان سحر مین آیا ہوش مین آگیا ملول
کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہا ای شاہان قلعہ مین یہ چاہتا ہون کہ مجھکو اپنی خدمت
مین رکھو مین بڑا ساحر ہون لشکر اسلام مین گیا تھا چاہا تھا کہ سکندر ثانی کو گرفتار
کرلاؤن وہان مین خود گرفتار ہو گیا اس آفت مین مبتلا ہوا اب آپ لوگ اگر حکم
دین تو جاکر سکندر ثانی کو گرفتار کرون آپ لوگون کی خدمت مین لاؤن بہلول
اور ملول نے پوچھا سکندر ثانی کون شخص ہی قنتور نے ظاہر کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام
ہی اگر سکندر ثانی آپ کے پاس قید ہو جاے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو ملول اور
بہلول نے قنتور کو خلعت دیا اور اسباب سحر اُسکی جھولی مین بھرا قنتور پھر قلعۂ
بہلول سے براے گرفتاری سکندر ثانی چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ نور الدہر کا قصد ہی
کہ براے طلسم کشائی جاؤن سکندر ثانی نے نور الدہر کو روکا ہی کہ ای شہریار ابھی
دوچار روز تامل فرمائیے غلام شکار کھیل آئے تب حضور کو اختیار ہی یہ کہکر سکندر
براے شکار سوار ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے قنتور نے جو صحرا مین آکر دیکھا کہ
سکندر ثانی شکار کھیل رہے ہین آہوے وحشی کی شکل بنکر سامنے آیا سکندر نے
پیچھا کیا جب کوس دو کوس دوڑا راہ مین قنتور نے ایک نخل کی آڑ مین آکر باش
کے آنے کا آہو بنا کر باشے سکندر کے چھوڑا سکندر نے تیر مارا اِدھر آہو گرا سکندر
نے قصد کیا کہ جاکر اِسکو بہ قربانی پہونچاؤن گوشے سے قنتور نے سحر کیا سکندر چونکہ

مطمئن رکھ دل ناسخ کو خداوندا اب		محو اسمو فقت یہ دل سے تری تکبیر مین ہر

نجم نے جو اُس نازنین کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی او زنگن سیاہ رو میرے
قریب نہ آنا یہ کہکے چند دانے ماش کے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر اُسپر کھینچ مارے وہ نازنین
یا طرف نجم کے آتی تھی یا طرف کوہ کے چلی حکاک نے جو دیکھا کہ وہ نازنین پلٹ پڑی
فوراً اپنا خون کاٹ کر اُس نازنین پر پھینکا قطرہ خون کا جو اُسپر پڑا پھر طرف نجم کے
پلٹی پکار کر آواز دی ای عاشق صادق مین تیری فکر مین آئی ہون سب نے مجھکو نکالدیا
آوارہ پھر رہی ہون تو میری دستگیری کر نجم نے چھنگلیہ اپنی تراش کر خون اُسکا اُسپر
پھینکا جیسے ہی قطرہ خون کا پڑا اُسکا رنگ رو اُڑ گیا حکاک نے کوہ سے دیکھا کہ وہ زنگن
سیاہ رو صحرا مین ٹہل رہی ہی نجم نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ اپنی صورت تو دیکھ
ہاتھ تیرا بجاے آئینہ ہی اُسمین معلوم ہو جائیگا اُس نازنین نے اپنی ہتیلی اُٹھا کر مثل
آئینہ دیکھی جو صورت تھی وہ نظر آئی نجم نے پکار کر کہا کہ ای حکاک مجھے تیرا حال بخوبی
معلوم ہوا مجھپر تیرا سحر تاثیر نہ کریگا رنگار نگ وغیرہ کو ساتھ لیکر جاؤنگا یہ سنکر حکاک
اپنے مقام سے اُٹھا سامنے آکر نجم پر سحر کیا نجم ہنس دیا سحر دفع ہوا او چار سحر آپس مین
چلے تھے کہ نجم نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق گری حکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرتے حکاک
کا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من حکاک جادو نجم نے
آکر رنگار نگ وغیرہ کو ساتھ لیا مگر شبرنگ بن عمرو یہ سب معرکہ دیکھا کیا جب حکاک
مرا تو تڑپکر ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اُٹھا لیچلا نجم نے آکر شبرنگ کو نہ پایا نہایت
حیران ہوا کہ یہ شبرنگ پر کیا گذری شبرنگ نے بلندی سے آواز دی کہ ای نجم مجھکو
پنجہ لیے جاتا ہی نجم نے کئی گولے مارے مگر پنجہ نر کا شبرنگ کو لیکر ایک باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک زنگن مسند پر بیٹھی ہی اُسنے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای
جلاد جادو اِسکو جلد قتل کر یہ وہ شخص ہی کہ جسکی وجہ سے حکاک مارا گیا پھر جا کر نجم
سے سمجھونگی پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا اُسنے آکر شبرنگ کو گرفتار
کیا سامنے بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا شبرنگ نے ہر چند عذر کیا جلاد نے نمانا آخر

رہائی پائیں سیمین عذار آنکھون مین آنسو بھر کر کلام حسرت انجام سکندر پر رونے
لگی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

آمد ہی باغ دہر مین شاید بہار کی
آئی ہوا جہان مین رند و بہار کی
کیا فائدہ ہوا تجھے اس ضد سے ای صبا
خوش خوش ہین باغبان تو گلچین ہین شاد شاد
نام خدا ہی حسن مین یکتا وہ گلعذار
احسان مجھپہ ہوگا یہ باد صبا ترا
بیشک تمھارے ہجر مین ہو جائیگا جنون
آنکھین بچھائین نرگس شہلا نے ہر طرف
رنج فراق مین بھی اُٹھاتا ہی دل مزے
نکلا نہ مر کے بھی کوئی عاشق یہ وجہ ہی
گذری شب فراق مین کیا رنج کیا ہوے
بخت سیاہ سے مرے وہ چیز ہو گئی
سطوت بخت مین مر کے جو سوتا ہی کوئی [illegible]

وحشت بڑھی جو میرے دل داغدار کی
اب فصل آئی ہی بطوحی کے شکار کی
گل کی جو تو نے شمع ہمارے مزار کی
آمد ہوئی ہی باغ مین جب سے بہار کی
پڑتی ہی جسپہ آنکھ چمن مین ہزار کی
خوشبو سنگھا دے لا کے اگر زلف یار کی
ہو کیفیت کچھ اور دل بیقرار کی
آمد ہوئی جو باغ مین اُس گلعذار کی
لذت ہی بادہ وصل کے بوس و کنار کی
بہتر بہشت سے ہی فضا کوے یار کی
پوچھی خبر نہ آپ نے مجھ دلفگار کی
کیا تیرگی کہون مین شب انتظار کی
ایذا کبھی اُسے نہین ہوتی فشار کی

سکندر نے جو یہ اشعار عاشقانہ اُس نازنین سے سنے ایک توجہ ہوئی اِشارہ کیا کہ اگر ہو سکے تو میرے قریب آکر زبان سے سوزن نکال لے تو مین قید کو توڑ دون سیمین عذار نے قریب آکر سوزن جو زبان سے نکالی سکندر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اور قصد ہوا کہ دربار مین شاہون کے گھس جاؤن سیمین عذار قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار میرے باغ مین تشریف لے چلیے جیسا مناسب وقت جانیے گا ویسا کیجیے گا سکندر کہنے سے اُس نازنین کے اُسکے باغ مین آے سیمین عذار نے اُسی وقت کنیزون کو حکم دیا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے تعمیل حکم کی ملکہ آکر بیٹھین سکندر کو پہلو مین بٹھایا صحبت عیش و عشرت آراستہ

زنگن ہزار طرح پر سحر کرتی ہو مگر زور نہین چلتا نجم لڑتا بھڑتا سامنے زنگن کے پہونچا زنگن
نے گولہ نار ابال اپنے سر کے کھول دیے ہزار ہا شعلے نجم پر گرے مگر نجم شعلۂ آتش کو بجھاتا
ہو تلوارین بھی برسین خنجر بھی گرے مگر نجم پر تاثیر نہ ہوئی جب تو اُس زنگن نے چادر
سر سے اُتار دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس ظالم پر سحر تاثیر نہین کرتا
آکر مدد کیجیے دیکھا ایک لکۂ ابر سیمابی آسمان پر آیا اُس ابر سے آواز آئی کہ او گنہگار
تو بڑی سرکشی کرتا ہو ایک شعلہ آسمان سے گرا سر پر نجم کے لہرایا نجم کی زبان بند ہوئی
سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ہوا حیران ہو کر کھڑا ہو گیا چہار جانب دیکھتا ہو سحر
نہین یاد آتا وہ زنگن کھڑی دشنکین دے رہی ہو جون جون دستک دیتی ہو وہ شعلہ
گرد نجم پھر رہا ہو تھوڑے عرصے مین شعلہ غائب ہوا ابر سیمابی پھٹا ایک ساحر زبردست
نعرے کرتا ہوا ابر سے نکلا آواز دی منم سیماب سیمین بدن او نجم تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ زنگن سے بے خطر مقابلہ کرتا ہو لے غور سے دیکھ زنگن تو جاتی ہو اب مین تجھکو
لیچلونگا خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا یہ کہکے زنگن سے آکر کہا تم تو دیر قطران
مین جاؤ ایسا نہ ہو قدرت کو صدمہ پہونچے وہ زنگن جھومتی ہوئی گوشۂ باغ مین
جاکر غائب ہوئی مگر سیماب سیمین بدن نے آکر ہاتھ نجم کا تھام لیا شبرنگ نے جو
گوشے سے دیکھا کہ یہ نجم کو لے چلا ایک نازنین کی شکل بنکر دوڑ اپکار کر آواز دی ای
سیماب مجھکو بھی ساتھ لے لے مین ہمشیرۂ زنگار رنگ ہون یہ ظالم مجھکو گرفتار کر لایا
سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین کمسن غنچہ دہن سیمین بدن عارض رشک
نسرین و نسترن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا اے سیماب اصل کیفیت یہ ہو کہ بی زنگار رنگ
نجم پر عاشق ہوئین اطاعت اسلام قبول کی ہین ناچار ساتھ چلی آئی راہ مین مجھکو
کلمات سخت کہے مگر تمکو جب سے دیکھا ہو بیقرار ہو رہی ہون ایسا مرد میری نگاہ سے
نہین گذرا اور سحر بھی ایسا کیا کہ ایسا ساحر ہوشیار تمہارے سحر مین پھنسا اب مجکو
بھی اپنے ساتھ لیچلو کہ میرا یہان کون ہو سیماب نے اُس نازنین کو جو دیکھا ہنسنا
مسکرانا ناز و کرشمہ خوش مزاج معشوقون کے سر کی تاج بہت پسند کیا سینے پر ہاتھ رکھا

کے گذرا جب قریب باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی آسمان سے آگے دیکھا
کہ سیمین عذار سکندر کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی قنتورہ یہ دیکھکر بھاگا سامنے بہلول اور
ملول کے آیا کہا حضور آپ کی دختر باغ مین سکندر کو لیے بیٹھی ہین سکندر کہہ رہا تھا
کہ جاکر دونون کو قتل کرونگا مگر سیمین عذار منتین کر رہی ہی کہ ای شہریار معاف فرمایئے
سراسر خطا قنتورہ کی ہی اگر حکم ہو تو مین نکل جاؤن بہلول و ملول نے قنتورہ جادو
کو مطمئن کیا اور کہا ای قنتورہ نہ گھبراؤ ہم گرفتار کر لین گے قنتورہ خاموش ہوا
اب بہلول و ملول نے اَسّی ہزار ساحر تیار کیے اِن سب کو ساتھ لیکر براے
گرفتاری سکندر چلے قنتور ساتھ نہ جاتا تھا مگر بہلول نے کہا ای قنتور تم کیون
گھبراتے ہو جب اسّی ہزار ساحر ایک شخص پر سحر کرینگے تو اُسکے ہوش درست رہینگے
قنتور نے کہا ای بہلول و ملول تم مرتبے سے سکندر کے نہین آگاہ ہو بادشاہ
سابق طلسم ہو کئی مرتبہ بقراط سے مقابلہ پڑ چکا لیکن کسی مقام پر سکندر نہین دبا
اِس گرفتاری پر ناز نہ کرو مگر سکندر بیٹھے ہین سیمین عذار خاطر کر رہی ہی چند گانین
واسطے خوش کرنے مزاج سکندر ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

درپئے قتل یار جانی ہی — ہمکو پہلے سے سرگرانی ہی
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق — حسن بے مثل ہی جوانی ہی
زخم دل عاشقونکے ہونگے ہرے — پہنی پوشاک اُسنے دھانی ہی
زلیست مین اپنے ناز اُٹھوا لو — تمکو میت مری اُٹھانی ہی
اُنکے دندان سے خاک ہو ہمسر — کہ گہر ایک بوند پانی ہی
کیون تمھین پر نہ زہر کھاکے مرین — آخر اک روز موت آنی ہی
دیکے قاصد کو خط پتہ نہ دیا — یہ نئی میری بدگمانی ہی
پیار کر لین گے بے اجازت انھین — ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہی
کسی لیلی وش کی الفت مین — مثل مجنون کے خاک چھانی ہی
دیکھکر میری چشم کی بارش — آسیہ خجالت سے پانی پانی ہو

کو توڑ کر پارگنذ انجم و شبرنگ چھوٹے سکندر ثانی کہ نور الدہر کے ساتھ تھے یہ
ہاتھ پھیلا کر دوڑے مگر نجم تو سحر کرکے بلند ہوا شبرنگ کو سکندر نے روک لیا
نور الدہر نے آ کر شبرنگ سے سب حال دریافت کیا شبرنگ نے سب حال بیان
کیا کہ دوسرے پہلو سے گرد اڑی دیکھا رنگار رنگ مع کنیزون کے آ کر پہونچی اول
سکندر ثانی کو سلام کیا پھر نور الدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شبرنگ نے بیان کیا
کہ یہ نازنین عاشق جمال نجم اختر شناس ہے نور الدہر نے بہ محبت رنگار رنگ کو گلے
سے لگایا نجم آسمان سے دیکھ رہا ہے کہ رنگار رنگ کا نور الدہر نے بڑا اعزاز کیا چاہا کہ
اُتر کر زمین پر آؤن قدمون کو آقا کے بوسہ دون کہ آندھی سیاہ چلی جھونکون سے
ہوا کے نجم گھبرایا چاہا کہ زمین پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی او نمک حرام بد انجام تیرے
ظلمون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ضنم خداوند بقراط ثانی نجم نے جو بقراط کو آتے ہوئے
دیکھا گولہ جھولی سے نکالکر مارا قریب بقراط کے جا کر پھٹا بقراط اِن سحرون کو کب
مانتا ہے اشارے مین دفع کیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا جھپٹ کر بقراط نے نجم کا ہاتھ
تھام لیا اور ایک تمانچہ مارا کہ نجم بیہوش ہوا چاہا نجم کی کمر مین پنجہ دون سکندر نے
جو دیکھا کہ نجم گرفتار ہوتا ہے فوراً کئی سحر بقراط پر کیے بقراط نے اشارون مین دفع کیے
بقراط چاہتا ہے سکندر کو بھی گرفتار کرون مگر دیکھا کہ سامنے طلسم کشا کھڑا ہے ایسا نہ ہو
مجھ پر تیر مار دے یا سکندر مجھ کو زمین پر کھینچے چاہا نجم کو لیجاؤن سکندر نے بڑھکے
روکا جب کڑک کر بقراط گرجتا ہے سکندر تھرا جاتے ہین مگر جرأت اپنی دکھاتے ہین
چاہتے ہین لپٹ جاؤن بقراط کو کھینچکر زمین پر لاؤن مگر بقراط بلاے روزگار ہے
جانتا ہے کہ اگر زمین پر پہونچونگا تو طلسم کشا کے ہاتھ مین تیغ طلسمی ہے اِسی تیغ سے
میری قضا ہے ہرچند سکندر نے سحر کیے برقین گرائین لکہ ہاے ابر پیدا ہوے اور
بقراط پر گرے مگر بقراط بہ خوف نور الدہر زمین پر نہ آیا اِسطرح کا سحر کیا کہ جھونکون
نے ہوا کے سکندر کو سامنے سے ہٹایا بقراط نے چاہا نکل جاؤن نور الدہر نے
کمان کیانی کاندھے سے آتاری تین بھال کا تیر مارا بقراط نے اپنے کو بچایا مگر تیر آ کر

دریافت کرو تو ہم بھی چلین سکندر کو چلکر بچائین سب شاہزادیان نام سکندر سنکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھین کہا حضور یہ کنیزین جائین مقام دریافت کر کے آئین کہ ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر نور الدہر کے بیٹھ گیا نجم نے کہا اِسکی گردن مین نامہ بندھا ہے اِسے کھول لیجیے ملاحظہ فرمائیے نور الدہر نے جو نامہ کھولا اور تحریر سکندر ثانی کو پڑھا اول سب کے لکھا تھا کہ قلعۂ بہلول پر مقابلہ پڑا ہے سب کے پہلے ارسطوے ثانی و ہمائے مرصع پوش اپنے مقام سے اُٹھے بدون حکم نور الدہر طرف قلعۂ بہلول کے چلے نور الدہر نے جب سب نامہ پڑھا حکم دیا کہ مرکب لاؤ مرکب طلسمی تیار ہو کر آیا اُسپر نور الدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب کو تھاما سب کے آگے نجم اختر شناس رہبری کرتا ہوا اول قلعے کے قریب آکر پہونچے دیکھا قلعہ سب خالی پڑا ہے تمام شہر نے جاکر باغ کو گھیرا ہے بہلول و ملول در باغ پر پہونچے ہین تہلکہ ڈالدیا ہے چاہتے ہین کہ اندر گھسین کہ ارسطوے ثانی نے آسمان سے نعرہ کیا ہمانے جو دیکھا کہ ملول سب کے آگے بڑھا ہوا چاہتا ہے کہ باغ مین آگ لگادون کہ سب باغ مع سکندر ثانی جلکر خاک ہو فوراً ہمائے مرصع پوش نے آتے ہی موتیونکا مالا کھینچ مارا اور آواز دی کہ اے گلبدن یہ باغ مین نہ جانے پائے موتیون کا مالا اگر ٹوٹا چند مروارید ٹوٹ کر ملول پر گرے اور زیادہ ملول و حزین ہوا مجموم کے آواز دی ارے یار و بہلول کو روکو نہین جانتا کہ بادشاہ لشکر اسلام اندر داخل ہین ساتھ والے پلٹے تھے کہ پہلوے باغ سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے سامنے ملول کے آئی یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر سُنانے لگی نظم

برائے امتحان حاجت نہین کچھ غیر کے سر کی
گلے پر میرے رکھکر دیکھ لیجیے باڑھ خنجر کی

نہ حاجت سلطنت کی ہے نہ خواہش لعل و گوہر کی
ہمین اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

بُرا ہو ضعف کا کیونکر ہم اُسکو دیکھنے جائین
گھٹی جاتی ہے طاقت فرطِ غم سے جسم لاغر کی

بھلا تشبیہ دون کسطرح تجھسے اے قد جانان
نہین کچھ بھی حقیقت سامنے تیرے صنوبر کی

یہان آنکھون نہ دیکھا مجمع عشاق کے باعث
وہان بھی مانع دیدار ہوگی بھیڑ محشر کی

کوئی کتنی ہی یا خداوند آپ اپنے کو مقابلۂ طلسم کشا سے بچائیے ایسا نہ ہو کسی دن وار تیغۂ
طلسمی کا پڑ جائے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگیں نظم

وہ ہی پاس جسکو دلا چاہتا ہی / تڑپتا ہی کیون اور کیا چاہتا ہی
خیال اُسکے بتون کا شہپر ہوا ہی / مرا طائر جان اُڑا چاہتا ہی
بتون سے محبت نہین مجھکو از خود / کہ ہوتا ہی وہ جو خدا چاہتا ہی
ہوا مشتعل بے طرح عکس تیرا / اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہی
کرین بے خطر کیون نہ بندے خطائین / خدا باپ مان سے سوا چاہتا ہی
یہ تو قتل تم تو کیا چاہتے ہو / نہ جانے خدا کیا کیا چاہتا ہی
وہ بگڑا ہوا منھ بناتے نہین اب / مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہی
کہان چاہنے والونکا غم ہی تجھکو / تو کرتا ہی جو دل ترا چاہتا ہی
بہت غم فلک مجھکو دینے لگا ہی / اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہی
اگر جان جاؤن تو بھڑکاؤن اُسکو / جسے وہ بت بے وفا چاہتا ہی
غزل سُنکے اِک بوسہ دیدال پیارے / یہی تجھسے ناسخ صلا چاہتا ہی

بقراط نے اُسیوقت ایک نامہ ملکہ زرنگار کو لکھا کہ ای قوت بازو وای زینت پہلو
ہمکو معلوم ہوا کہ تمنے بہمن شعبدہ باز کو دامن مین پناہ دی ہی آج کی خبر تمکو تو معلوم
ہوئی ہوگی طلسم کشا کا سامنا ہو گیا تھا مگر بھائیون نے میرے مجھکو بچا لیا جو یونے دوسو
خداوندونکا بھائی ہو اور سب مین بڑا ہو وہ کیونکر قتل ہو سکتا ہو سب بھائی آئے تھے
سامری وجمشید نے یہ بھی کہا تھا کہ دعوی خدائی موقوف کر دین مین نے جواب دیا
کہ جو کیا وہ کیا اب یہ دعویٰ تو جان کے ساتھ ہی کسکی مجال ہی کہ مجھ پر ہاتھ ڈالے اور
ای زرنگار طرۂ پیغمبری مرحمت فرماؤنگا کتاب تیرے واسطے تصنیف کر رہا ہون جابجا
تیری تعریفین لکھونگا سب اہل طلسم تیرے مطیع رہین گے وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کو
رشک ہو یہ نامہ لکھکر قنطورا آہن کلاہ نامے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو دیا کہا ای قنطور
یہ نامہ لیکر جاؤ اور زرنگار کے ہاتھ مین دینا یہان نورالدہر تو بعد جانے بقراط کے

سکندر نے جو بیتاب و بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک طرف سے نعرہ نور الدہر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ

پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزار الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقا را بیک دست بر داشتم

ظفر بر یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے گرداب دریا نشین و ہمای مرصع پوش و ملکہ شعلۂ جوالہ اس زور و شور سے آکر گرین کہ لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کردیا لشکر مین بہلول کے تہلکہ پڑگیا مگر سکندر ثانی نے جو صداے نعرۂ نور الدہر سنی کہا لو ملکۂ عالم مبارک ہو کہ ہمارے آقاے نامدار آگئے نگاہ اٹھا کے جو سیمین عذار نے دیکھا کہ شاہزادیان حسین و جمیل طاؤسان زرین بال پر سوار مصروف سحر خوانی ہین جدھر جا پڑین کسی کو تو دیوانہ کردیا کسی کو جان سے ہلاک کردیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا اب تو ملکہ سیمین عذار بھی شاہزادیون کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھی سحر کرنے لگی جب سحر کیا زمین ہلا دی کسیکا سر اڑا دیا کوئی زخمدار کوئی بیقرار مگر بلول نامدار تڑپتا ہوا سامنے اپنے بھائی کے پہونچا للکارا کہ ای بہلول میرے مقابلے مین تو آ تجھکو بھی معلوم ہو کہ مردان عالم ایسے ہوتے ہین مین سکندر ثانی کا ہوا خواہ ہون بہلول سمجھ گیا کہ بھائی میرا ہوش مین نہین ہی پھول برسائے کئی طائر بلائے طائرون نے آکر سامنے بلول کے زمزمہ سرائی کی اور یہ اشعار بھی چہکار کر پڑھنے لگے نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھوسے ہوے
مکان یار مین دیوار در میان نکلا

وہ زلف ہوگئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جا کے یہ اب سلسلہ کہان نکلا

ملاحت وقت یار کا ہی ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزار ہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

سعادت ہی یہ کہکے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے سوار ہوئے
رفقا ساتھ ہوئے نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی وغیرہ چند سردار بازارون مین لاکر
چھوڑے جابجا انتظام کرتے ہوئے کنارے پر آکر ٹھہرے مگر قنتور آہن کلاہ اڑتا
ہوا آتا تھا ایک نخل پر آکر بیٹھا وہ بے پانوں نخل سے اُتر کر لوگون سے پوچھتا ہوا چلا کہ
سکندر ثانی بادشاہ لشکر اسلام کس بارگاہ مین رہتے ہین کسی نے بتادیا کسی نے کہا
ہم نہین جانتے دور سے قنتور نے دیکھا کہ ایک جگہ چند ساحر جمع ہین اسی مجمع کی طرف
چلا ارسطوے ثانی وہان کھڑے تھے اُسنے آکر پوچھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کی کون سی
بارگاہ ہی ارسطو دیکھ کر سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہی فکر مین آیا ہی کہا ای برادر تمھارا کیا کام
ہی کہا مین نے یون ہی پوچھا ارسطو نے بتادیا کہ وہ پشت پر بارگاہ کلان اِستادہ ہی
اُسی مین سکندر رہتے ہین قنتور اُسی طرف چلا اور ارسطو نے پیچھا کیا قریب بارگاہ
سکندر پہونچکر قنتور ایک گوشے مین آیا آڑ پکڑ کر نقب دینے لگا ارسطو نے دیکھا
کہ اب نصف مقام پر پہونچ گیا ہوگا ایک سحر کیا کہ زمین سے آگ نکلنے لگی قنتور چیخ
مار کر بھاگا نقب سے نکلا آبلے بدن مین پڑ گئے تھے ارسطو نے پیچھا کیا اب تو بخوبی
ثابت ہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاتا تھا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا تھا ٹھہر جا مین
تجھکو سزا دونگا پکار کر جو ارسطو نے کہا نجم اختر شناس نے جو آواز ارسطو کی
سُنی جھپٹ کر آئے پکار کر پوچھا ای ارسطو خیر تو ہی ارسطو نے کہا یہ سامنے جو ساحر
جاتا ہی بارگاہ شاہ مین جاتا تھا مین نے سحر کرکے اِسکو روکا اب یہ بھاگا ہوا جاتا ہی
میرے سحر سے نہین رُکتا نجم نے آواز دی او جانے والے ٹھہر جا آگے نہ جانا قنتور
کو معلوم ہوا کہ آگے پہاڑ ہی پہاڑ کو دیکھکر پلٹنا چاہا اور طرف سے جاؤن نجم نے
سب طرف سحر کردیا کسی طرف نہ جاسکا آخر مجبور ہو کر طرف نجم کے آیا نجم نے پہلے
پھولون کا ہار گلے سے اُتارا کہا او برادر یہ پہن لو قنتور کو کچھ بن نہ پڑا ہار پہن لیا
ہار پہنتے ہی جھومنے لگا قنتور کو معلوم ہوا کہ چارون طرف سے آواز گانے کی
آرہی ہی ناچار ہو کر ٹھہر گیا نجم نے اِشارہ کیا کہ ای برادر اِدھر آؤ قنتور جھومتا ہوا اسا

بڑا ستم کیا کہ شہریار کو ہمارے یہان لایا اِس آفت مین پھنسایا دیکھ تو اِسکا کیا مین بدلہ کرتا ہون قنتور نے چاہا سامنے سے بھاگون شاہزادیون نے جو سحر کیے قنتور کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین نیلی پیلی کرتا ہوا سامنے شعلۂ جوالہ کے آیا پکارکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم میری آپ پر جان جاتی ہی شعلۂ جوالہ نے ایک دستک دی کہ پہلو سے ایک شیر ببر پیدا ہوا اُسنے آکر قنتور پر حملہ کیا قنتور نے تلوار کھینچکر شیر پر حملہ کیا شیر نے آکر ایک تمانچہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے قنتور کے چھوٹی قنتور نے چاہا اِسکے سامنے سے بھاگون مگر شیر کے پنجے سے کب جا سکتا ہی آخر شیر نے قنتور کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا جب قنتور کا یہ حال ہوا کہ مارا گیا سکندر نے پکارکر آواز دی کہ اے شعلۂ جوالہ تمنے کیا کارنمایان کیا یہ بے حیا اِسی لایق تھا کہ لقمۂ شیر ہوا اب یہ ملعون خاک سیاہ ہوا بہلول وملول نے جو لاشہ قنتور کا دیکھا خوف سے کانپنے لگے کہ نورالدہر سامنے ملول کے پہونچے ملول نے للکارا کہ او طلسم کشا تیری ذات سے ساحرون کو چین نہین ملتا بڑے بڑے ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے مگر اِس وار کو تو روک یقین ہی کہ اِس وار کا رد نہو سکے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا النورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ملول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ ملول کا گرا بہلول نے جو تخت سے لاشہ اپنے بھائی کا دیکھا قلب کانپ گیا یقین کامل ہوا کہ اب آج جان نہ بچیگی تخت سے کود پڑا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے سکندر کے آیا کہا اے شہریار میری خطا معاف کیجیے جو خطاوار تھے وہ مارے گئے سکندر نے چاہا ہاتھ ماردون نورالدہر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے بادشاہ جمجاہ عذر کو عذر کرنے والے کے قبول کرنا چاہیے ہمنے اِسکی خطا معاف کی اصل مین خطاوار قنتور تھا وہ مارا گیا بھائی نے بھی اِسکے سرکشی کی وہ بھی واصل جہنم ہوا اِسکو مرتبۂ رفاقت حاصل ہوا بہلول نے سب کو ساتھ لیا مگر دل مین یہ ہی کہ جس طرح بنے کسی سردار کو لیکر نکلجاؤن قلعۂ زرنگار پر آجکل بڑی چہل پہل ہی یہ سوچتا ہوا سب کو دربار مین لایا سکندر تخت پر بیٹھے اُسوقت

کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر	اس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یا وجب آتا ہی وہ شعلہ خو	ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یا رنک اپنی رسائی ہی محال	آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھ سے کھو کے اب اُس گل کو شفا	رات دن ہاتھ ملا کرتے ہین

قنتور روارہ دی کرتا ہوا جاتا ہی راہ مین باغ شماس کر گدن سوار کا پڑتا ہی شماس
کے کان مین جو آواز اشعار کی آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر جھومتا ہوا جاتا ہی
شماس نے پکارا کہ اے برادر ذرا یہان ٹھہر جاؤ قنتور نے جواب دیا کہ ہماری شادی
ہونے کو ہی ہم نہین ٹھہر سکتے اب جاکر دولھا بنین گے شماس نے جو دیکھا کہ میرا کہنا
نہین مانتا اور چاہتا ہی کہ دریافت کرون کہ یہ کون ہی کہان جاتا ہی اسکو جو دل لگی سوجھی
چھڑی پھولون کی جو آگے رکھی تھی وہ اُٹھا کر زمین پر ماردی قنتور نے ہر چند کہ
اپنے کو سنبھالا لیکن نہ سنبھل سکا زمین پر آیا شماس نے دریافت کیا اے برادر تم کہان
سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے قنتور نے کہا ایک زہرہ جمال کی محبت مین مبتلا ہین
زرنگار کا سر اُسنے مانگا ہی مین سر لینے جاتا ہون اب ہماری شادی اسی نازنین
مہ جبین کے ساتھ ہوگی وہ دُلھن بن رہی ہوگی شماس کو یہ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ
زرنگار ہماری مہربان ہی یہ وہان جاکر بڑی آفت برپا کریگا ایسا نہ ہو کہ زرنگار
کو کوئی صدمہ پہونچے پس اسکو نہ جانے دون یہ سوچکر کمند ہاے سحر مین گرفتار کیا
قنتور نے غل مچانا شروع کیا کہا کہ اے شماس مین نے تیری کیا خطا کی مگر شماس
نے کچھ جواب نہ دیا اور مسلسل و مطوق کر کے قنتور کو ایک مکان مین قید
کیا مکان مین قفل لگایا شماس چونکہ شکار دوست ہی قنتور کو قید کر کے واسطے شکار
کے روانہ ہوا ایک کنیز سے کہ گیا کہ اِس مکان کا قفل کھولنا اور ایک شخص قید ہی
وکرسیون پر دو پھول رکھے ہین فلان پھول سنگھانا دوسرے پھول کو ہر گز ہاتھ
نہ لگانا جب وہ ہوش مین آئے تو اُسکو کھانا کھلا دینا پھر اسی طرح قفل لگا دینا کنیز نے
جو بعد جانے شماس کے قفل کو کھولا قنتور زنجیرین ہلارہا تھا جس پھول کو شماس نے

شہنشاہ قنتور رہ گیا تھا مگر پلٹ کر نہ آیا کہ آسمان پر سنّاٹا ہوا بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ بہلول جادو ایک نازنین کو پنجے مین دبائے ہوے بارگاہ مین آکر پہونچا اول
بہمن کو سلام کیا پھر بہمن سے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ قنتور مارا گیا اور بھائی
بھی قتل ہوا آخر کو جب بادشاہ لشکر اسلام و طلسم کشا نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ
کیا تب مین نے اُنسے ہاتھ باندھکے چیلی عذر کیا کہ میری خطا معاف فرمائیے بعد اِسکے جلسہ
آراستہ ہوا مین ناچار ہو کر ہماکو لے آیا ہون اب اِسکو قتل کیجیے میرے بھائی کا اور
قنتور کا عوض لیجیے تو صدمہ طلسم کشا کو پہونچے یہ بھی دیکھ رہا ہون کہ جو کوئی
مطیع اسلام ہوا پھر اُسپر زوال نہین آیا مسلمان کو قتل کیجیے بہمن نے جو جمال
ہمائے مرصع پوش کا دیکھا کہا او بہلول ایسی شاہزادی زہرہ جمال کو قتل کرنا
شیوہ جلادان ہی یہ کہکے طرف ہمائے مرصع پوش کے چلا ہمائے مرصع پوش
نے روے زیبا اپنا چھپا لیا بہمن نے کنیزون کو حکم دیا کہ میرے وصل پر اِسکو
رضامند کرو کنیزون نے آکر ہمائے مرصع پوش کو سمجھانا شروع کیا ہما نے جواب دیا
کہ اُس بیحیا سے کہدو کہ ہم تیرے گنہگار ہین قتل کرنیکا تجھکو اختیار ہی مگر عصمت کا
نام نہ لینا مین عاشق جمال طلسم کشا ہون مجھکو بے وارث نہ سمجھنا یہان نور الدہر
جب لڑائی فتح کر کے پلٹے نجم نے آکر عرض کی کہ ہمائے مرصع پوش کو کوئی لے گیا
نور الدہر نے شبرنگ کو بلا کر حکم دیا کہ اے شبرنگ ہمائے مرصع پوش کو
بہلول دربار سے اُٹھا کر لیگیا بہلول نے وقت جنگ مجھسے پناہ مانگی تھی
رفیق بنکر میرے ہمراہ آیا تھا لیکن مین نہ جانتا تھا کہ یہ مکّار ہی اب تم تلاش کرو
شبرنگ با سامان عیاری سے آراستہ ہو کر چلا خیال مین گذرا کہ یقین ہی ملکہ
ہمائے مرصع پوش کو بہمن شعبدہ باز نے قلعۂ زرنگار پر منگوا لیا پھرتا پھرتا
ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک ضعیفہ جاتی ہی اُس ضعیفہ نے پکارا کہ او عیار تو
کہان جاتا ہی شبرنگ نے چاہا کہ اِسکو کمندون مین گرفتار کر لون یہ سوچتا ہوا
قریب آیا پوچھا بڑی بی صاحب کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا مین شبرنگ کی بچہ دیا

ساحر زبردست دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع
تربت پہ بعد دفن ہو اِک غمگسار شمع
کرتا ہی گرمیان جو وہ محفل مین غیر سے
روشن نہ ہوگا نام مرے مرغ دل کیطرح
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
جل جل کے کہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
بے نور ہو گی صبح کو اِتنا نہ کر غرور
آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
سر کاٹ لے قصاص مین گلگیر سے ہو حکم
تاثیر اِسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ

کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
روتی ہی زار زار قریب مزار شمع
جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع
تُربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
ہم شمع پر نثار رہین ہمپر نثار شمع
بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع
رکھتی تھی اپنے دل مین کسی سے غبار شمع
پروانون کو جلا رہی ہی ای نگار شمع
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع
کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار شمع

ملول نے جو یہ آواز سُنی گولہ ہاتھ مین تھا وہی گولہ مار دیا قنتور نے وہ گولہ ہاتھ مین روک لیا ملول کو بڑا معلوم ہوا چاہا دوسرا گولہ مارون قنتور نے وہی گولہ ملول پر کھینچ مارا املا زمان ملول نے دیکھا کہ یہ کون ساحر ہی کہ ہمارے مالک سے آکر لڑنے لگا کئی سو ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ قنتور زمین پر گرا چہار طرف سے ساحرون نے چاہا کہ قنتور کو گرفتار کرین مگر قنتور بھی ساحر زبردست ہی اُٹھ کر نکلا دوسرا لشکر جو بہلول کا جما ہوا تھا اُسپر جا کر گرا املا زمان بہلول نے زخم کھا کر قنتور کو گرفتار کر لیا سامنے بہلول کے لائے بہلول نے کہا ارے تو کون ہی کہان جاتا تھا قنتور کہ اُس نازنین کے جوش عشق مین مبہوت ہو رہا تھا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا بہلول نے کہا یارو یہ تو کسی پر عاشق ہی دیوانہ ہو رہا ہی اِسکو بیجا کے قید کرو کوئی ساحر کشان کشان قنتور کو لیکر قید خانے مین آئے لاکر اُسکو قید کیا قنتور

معروف تھے نانا ہمارے جب کبھی جنگل میں گاتے تھے تو سانپ آکر جمع ہوتے تھے اور
ایک ایک روپیہ دیتے تھے یہی اُنکی برت تھی لیکن میں جو گیا وہ سانپ تسخیر نہ ہوے
صحرالنورد نے کہا بہمن شعبدہ باز کا میں ملازم ہوں اُنکے پاس لیچلونگا آجکل ایک
آفت میں مبتلا ہیں ایک شاہزادی کو بہلول گرفتار کرکے لایا ہی بہمن اسیر عاشق
ہوا ہی اُس سے سوال وصل کا کیا وہ اِنکار کرتی ہی کہتی ہی میں عاشق جمال طلسم کشا
ہوں میاں گویّے صاحب میں تمکو لیے چلتا ہوں اگر تمنے اُسکو رضامند کردیا تو بہمن
بہت کچھ دیگا شبرنگ نے جو نام طلسم کشا کا سُنا سمجھ گیا کہ ہمارے مرصع پوش کا ذکر
ہی کہا مجھکو لیچلیے یہ تو خاص ہمارا کام ہی سیکڑوں بہو بیٹیوں کو آوارہ کردیا گھروں سے
نکل گئیں دربدر کی ٹھوکریں کھانے لگیں اُنکو تو میں آنکھ مِلتے ہی راضی کردونگا یہ
سُنکر صحرالنورد اُٹھا ایک تخت تیار کیا اُسپر شبرنگ کو بٹھایا اور آپ بھی اُسی پر بیٹھا
تخت اُڑتا ہوا چلا یہاں بہمن اپنے دربار میں ہی زرنگار سے کہہ رہا ہی او زرنگار
آج اُس نازنین سے اور کلام کرو اگر نہ مانیگی تو قتل کرونگا زرنگار نے کہا میں
بہت اچھی طرح سے سمجھاؤنگی اور رُفقا بھی وعدہ کر رہے ہیں کہ حضور ہم بھی سمجھائینگے
یہ ذکر تھا کہ صحرالنورد شبرنگ کو لیے ہوے آکر پہونچا کہا او شہنشاہ یہ گویا کہتا ہی
کہ آپ جلسہ آراستہ کیجیے قفس منگا کر اُسکا رکھیے میں کچھ اشعار عاشقانہ گا کر راضی کردونگا
بہمن یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا باغ نگارین میں چلو وہاں چلکر جلسہ آراستہ ہو باغ
نگارین پہلوے قصر میں تھا بہمن سب کو ساتھ لیکر باغ میں آیا آکر بیٹھا قفس پری کا
منگوا کر رکھا شبرنگ نے اول بیٹھکر چند اشعار عاشقانہ گاے جسکا مضمون یہ تھا نظم

پہلو سے میرے اُٹھکے جو وہ سیمبر گیا	میں کیا کہوں کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا
باد صبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا	کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا
نکلے گھروں سے سنگ لیے طفل خوبرو	دیوانہ تیرا ڈھونڈھنے تمکو جدھر گیا
شرما کے رُخ سے ابر میں ماہ فلک چھپا	سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا
آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے	میخانہ وہ کہاں ہی وہ ساقی کدھر گیا

غافل تھے لڑکھڑا کر گرے سمجھے پانوٗن پھسل گیا قمنتور نے جو سکندر کو دیکھا کہ گرے سحر
کر کے بیہوش کیا پنجے مین دبا یا لیکر چلا خیال مین گذرا کہ بہلول وملول دونون
بھائی مجھپر مہربان ہین قلعۂ ملول پر چلون اپنی بہتری سوچتا ہوا قلعۂ ملول مین
آیا ملول نے جو سکندر ثانی کو دیکھا زبان مین سوزن دی بہت خوش ہوا دونون
بھائیون نے آپس مین صلاح کی کہ جب طلسم کشا ہمسے اپنے بادشاہ کو مانگے گا ہم کئی
ملک طلب کرینگے یہ سوچکر سکندر کو قید کیا قمنتور کا مرتبہ اعلی کر دیا منہ پر قرار دیا
مگر سکندر جو آکر قید خانے مین قید ہوے دختر بہلول جادو ملکہ سیمین عذار اپنے
محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ سابق طلسم شہریار سکندر ثانی
آپ کے باپ کے یہان آکر قید ہوا ہی مگر وارثی اصل یہ ہی کہ آپ کے والد و چچا
بھی بادشاہ ہین رعب و دبدبہ ذات پر سکندر کی موقوف ہی سیمین عذار یہ حال
سنکر مشتاق جمال بے مثال سکندر ہوئی کنیزون سے کہا مین چاہتی ہون کہ اُس
شہریار کو دیکھون کنیزون نے عرض کی شب کو چلیے قید خانے مین چلکر جمال دیکھیے
تمام دن ملکہ کو اشتیاق مین گذرا جب طائر زرین بال نخل فلک سے چھکارا مارکر
اُڑ صحراے مغرب مین جاکر چھپا ضیا دماہ تابان نے مع فوج سیارگان پیچھا کیا تب ملکہ
بستر خواب پر آکر لیٹی مگر اشتیاق دیدار جمال سکندر مین نیند کہان آتی ہی جب نصف
شب گذری ملکہ بستر خواب سے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی قید خانے پر آکر تھرائی
دیکھا نگہبان در قید خانہ پر بیٹھے ہین سحر کر کے نگہبانون کو بیہوش کیا آکر قفل کو کاٹا
جیسے ہی اندر آکر قدم رکھا تو دیکھا وہ کوٹھری جمال سکندر سے روشن ہو رہی ہی
جمال پر جو نگاہ پڑی واسطے سلام کے جھکی سکندر نے جو اُس نازنین کو دیکھا فورًا
قریب اپنے بلایا سیمین عذار نے قریب آکر پوچھا اے شہریار کس حال مین گذرتی
ہی سکندر نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ قید کے ہمیشہ سے ہم عادی ہین
کئی سال قید خانے مین رہے خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے اُنکی ذات سے ہمنے
رہائی پائی تھی پھر تقدیر مین قید لکھی تھی بیوجہ مبتلاے بلا ہوے اب دیکھیے کہ کب

شبرنگ کو گرفتار کرون برابر شبرنگ کے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو مارکر بھاگا قمقام
نے پلٹ کر دیکھا شبرنگ کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہوگیا کہتا تھا ای بہمن جو مین
سمجھا تھا وہی ہوا یہ کوئی مکار تھا تمھین گرفتار کرنے آیا تھا بہمن گھبرایا ساحرون سے
اِشارہ کیا دیکھو یہ بھاگ کر کہان گیا ایک ساحر موسوم بہ سماے جادو یہ کہکر نکلا کہ
مین ابھی اُسکو تلاش کر کے لاتا ہون یہ کہکر سماے جادو چلا دروازے پر جو آیا
شبرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا کھڑا تھا اُسنے پوچھا ای سماے جادو کس فکر مین تم
نکلے ہو سماے جادو نے کہا وہ عیار جو بھاگ گیا ہی حکم ہی کہ اُسے گرفتار کر کے لاؤ
یہ سنتے ہی شبرنگ نے سماے سے کہا میرے ساتھ چلیے مین بتلا دون اِسی جنگل مین وہ
چھپا ہی شبرنگ سماے جادو کو ساتھ لیکر چلا ہر مقام پر بتاتا ہوا کہ دیکھیے یہ نشان
نقش پا ہین اِسی راستے سے بھاگ کر گیا ہی جب جنگل مین لیکر آیا گھبرا کر کہا ای سماے وہ
سامنے عیار بیٹھا ہی سماے نے کہا مجھکو تو نہین معلوم ہوتا شبرنگ نے ہاتھ تھام کر
کہا وہ سامنے دیکھو نخل کی آڑ مین بیٹھا ہی سماے جادو نے جیسے ہی منھ پھیر کر دیکھا
شبرنگ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا کہ سماے منھ کے بھل
گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلون مگر شبرنگ کب مہلت دیتا ہی فوراً خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ
پاک اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سماے جادو لود
قمقام نے جو یہ آواز سُنی غصّے مین کانپنے لگا کہتا تھا یہ عیار بڑا زبردست ہی جھٹ پٹ
سماے جادو کو مار لیا بہمن نے کہا ای قمقام تم اِس سودے مین نہ پڑو یہ عیار
بلاے روزگار ہین اِنکا جسنے پیچھا کیا وہ آخر کو مارا گیا لہذا تم زیادہ کد و کوشش نہ کرو
قمقام نے کہا مین جاتا ہون گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہون یہ کہکے قمقام تلاش مین
شبرنگ کی چلا شبرنگ سماے جادو کو مار کر پھر در باغ پر پہونچا ساحر بنکر ٹہلنے لگا
قمقام باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کیون او ساحر ایک عیار دبلا پتلا اِدھر سے گیا
تھا جسنے سماے جادو کو مارا ساحر نقلی نے عرض کی حضور مین دیکھ رہا تھا اُسکو
طیار لگا کر لے گیا صحرا مین جا کر قتل کیا جب اُسکے مرنے کا ہنگامہ ہوا تب مین نے جا کر

ہوئی کنیزون نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گانا شروع کیے نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا — پردہ اُٹھاؤ بیچ سے شرم وحجاب کا
لیجا کے دام زلف مین مجھکو پھنسا دیا — یارب بُرا ہو اِس دل خانہ خراب کا
میخانے پر وہ جھوم کے آئی ہی ابر گھٹا — ساقی پلا دے مجھکو پیالہ شراب کا
رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دیے — دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا
اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤن مین — افسوس ہی گذر گیا عالم شباب کا
آئی جو بے ثباتی دنیا برائے سیر — اِستادہ موج نے کیا خیمہ حباب کا
بے دام بلبلون کو کریگا اسیر کیا — صیاد نے جو عطر ملا ہی گلاب کا
زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا رُوئے یار کو — ٹوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا
دریا پہ میکشی جو کریگا وہ بحر حسن — حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا
اے خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون — مجھکو مزہ ہی یار کی جھوٹی شراب کا
روئین نہین تصور گل مین یہ بلبلین — چھڑکاؤ ہر روش پہ کیا ہی گلاب کا
آیا نہین ہی پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر — اُس سے سوال کرنا ہی خط کے جواب کا
کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین — مشتاق ہی گلا ترے خنجر کی آب کا
کیونکر منائین سب نہ مری چشم تر کی خیر — عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا
پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر — سطوت بنا گدا جو در بوترابؑ کا

یہان تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب قلعۂ مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر آیا اُدھر بہلول وغیرہ جو سوکر اُٹھے نگہبانون نے آکر خبر دی کہ شب کو سکندر قید خانے سے غائب ہو گیا دونون نے ہرکارون کو بُلایا حکم دیا کہ تلاش کرو نگر قنتور سنکر کانپ گیا کہنے لگا اے شہریار بڑا غضب ہوا سکندر وہ ساحر ہی کہ جسکا مثل ونظیر نہین اب جس مقام پر ملیگا کیا آپ گرفتار کر سکینگے بہلول اور بلول نے کہا ہمارے پاس فوج بہت ہی گھیر کر اُسکو گرفتار کر لینگے قنتور خود بھی تلاش مین چلا قضا سے کار طرف سے باغ سیمین عذار

تو کہان کی رہنے والی ہی اس صحرا مین آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی اور کہا
کہ اے شہنشاہ ساحران میرا شوہر جواری ڈھنڈھاری ہی سارا مال و اسباب لیجا کر ہار دیا
اب چاہتا ہی کہ مجھکو بھی ہار دے مین اپنی آبرو کی وجہ سے نکل آئی ہرچند کہ مین کسی کام کی
نہین ہون مگر شاید کوئی بندہ ساحری پسند کرلے گھر لیلے تو بیٹھی رہونگی جفائین سہونگی
قمقام ان بھولی بھولی باتون پر بیقرار ہو گیا کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان
تجھے سب پسند کرینگے مین ہرچند کہ ایک غریب فقیر آدمی ہون مگر تیری خدمتگزاری مین
بدل و جان کرونگا اُس نازنین نے کہا صاحب ایک مرد سے تو یہ گذری دوسرے
مردے نہین معلوم کیا گذرے مین اس لایق نہین ہون کہ مجھے خدمت مین رکھیے
میرا شوہر جب شب کو پاس بلاتا تھا تب مین بھاگ کر دوسرے مکان مین چلی جاتی
تھی اسی حیلے مین کئی سال گذرے اب آخر کو وہ ہماری صورت سے بیزار ہو گیا اب
یہ خواہش رکھتا ہی کہ اسکو بیچ ڈالون اسی خوف سے مین بھاگ نکلی دیکھون تقدیر کہان
لیجاے مین تو صرف اس لایق ہون کہ مرد کے پانؤن دباؤن اگر قبول کرلے تو بڑی
بات قمقام ہنس رہا ہی پوچھتا ہی صاحب تمھارا نام کیا ہی اور تمھارے باپ کا نام کیا
ہی نازنین نے جواب دیا کہ صاحب مین پڑھی لکھی ہون مجھے اپنے باپ کا نام نہین یاد رہا
ایک رہ ہون تو بتاؤن مگر اتنا جانتی ہون کہ مین تین سو چھبیس ۳۲۶ سے پیدا ہون روز
شمار رکھتی تھی یہی میرے نام کے بھی عدد ہین جنکے حروف مین بتاتی ہون اول دال ہی
پھر لام ہی اسکے بعد فے ہی اور رے ہی اسکے آگے یے ہی اور بے ہی اسکو ملا لو شاید کہ
کوئی بات نکل آئے قمقام نے کہا یہ تو دلفریب ہوا نازنین ٹھٹھا مار کر ہنسی کہا لو
صاحب تمنے جوڑ لیا مین حرفون کو ملا نہین سکتی ابتک آخون جی نے ایسی ترکیب
نہین بتائی کہ حرفون کو ملا کر لفظ بنالون ان باتون پر قمقام اور زیادہ خوش ہوا
جی مین کہتا ہی بڑی بھولی عورت ہی بڑے لطف سے اسکے ساتھ بسر ہوگی کیا مزے
کی باتین ہین نازنین تو تُتلا تُتلا کر یہ باتین کر رہی ہی قمقام اور زیادہ مرا جاتا ہی کہتا
ہی اے دلفریب مین جان و دل سے تیری خدمت کرونگا تکلیف نہ پہنچاؤنگا لیکن

داغ الفت نہ کیون رہے دلپر ۔ کسی محبوب کی نشانی ہی
غیر جلتے ہین صورت خورشید ۔ مجھپہ اُنکی جو مہربانی ہی
سُنکے مجنون کا حال وہ بولے ۔ نہین دیکھا یہ سب کہانی ہی
چشم بد سے خدا بچاے اُنھین ۔ خوب جوبن پہ اب جوانی ہی
دم ہی آنکھون مین ابتو آ ای یار ۔ مجھکو صورت اگر دکھانی ہی
اپنے عشاق سے وہ پوچھتے ہین ۔ کوئی دنیا مین میرا ثانی ہی
شعر سطوت کے دل سے سنتے ہین ۔ شعرا کی یہ قدردانی ہی

سکندر بھی پہلو مین سیمین عذار کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری کر رہے ہین ملکہ سیمین عذار سے کہدیا کہ ہمارے آقا کی یہ شریعت ہی کہ جب سحر سے توبہ کروگی تب عقد ہوکر وصل ہوگا مگر اب تم محروم نہ رہوگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چند کنیزین فوراً دوڑی ہوئی آئین مگر نہایت بدحواس سکندر نے پوچھا ارے کیون گھبراتی ہو کہا حضور بہلول و ملول دونون بھائی اسی ہزار فوج لیکر آپہونچے چہار طرف سے باغ گھیر لیا ہو اب یقین ہی کہ اندر گھس آئین سکندر نے کہا کیون گھبراتی ہو ملکہ رونے لگین سکندر نے آنسو پونچھے کہا کہ ای آرام جان نہ گھبراؤ یہ جمعیت میرا کیا کرلیگی مین ابھی اپنے آقا کو خبر دیتا ہون وہ فوراً تشریف لاوینگے اپنے ملازم کو آکر بچائینگے یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک مشت پر نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک طائر بنایا اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار باغ بہلول پر غلام گھر گیا ہی ہر چند کہ اُن سب کو شکست دے سکتا ہون لیکن آپ سے امید ہی کہ سرفراز فرمایئے اِس بلوے کو آکر ہٹایئے یہ نامہ لکھکر طائر کی گردن مین باندھا طائر چہکارا مارکر اڑ گیا ہوا چلا بہلول و ملول لشکر کو لیے ہوے آمادۂ فساد ہو رہے ہین اِدھر نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین فروکش ہین کل رفقا گرد و نجم اختر شناس عرض کر رہا ہی حضور کو معلوم ہو کہ سکندر ثانی شکارگاہ سے غائب ہوئے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہی کہ اسوقت کسی بلا مین مبتلا ہین نورالدہر نے فرمایا کہ ای نجم وہ مقام

شوہر کو ہر جگہ اختیار رہی قمقام نے کہا ایسے مقام پر رکھون کہ جہان ہوا نہ جا سکے اسپر وہ
نازنین ہنسنی ہر کہتی ہی صاحب میرا شوہر بڑا اچھکیت ہو مکان مین بھاندپڑتا ہو اُسکے
نزدیک کیا بات ہی وہ دیکھو سامنے گنوار بیٹھا ہو نگوٹہ اہینس رہا ہو اِسطرح سے وہ
نازنین پھسلاتی بہلاتی لے چلی ایک مقام پر آکر نازنین نے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا
لٹھ کو صاف کر رہا ہو اِس لٹھ سے کیونکر بچیے گا قمقام نے جھک کر کہا صاحب مجھے تو
نہین معلوم ہوتا نازنین نے تالی بجاکر کہا اوہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا
خاک نگوڑے وہ سامنے دیکھ قمقام نے جو آنکھیلیون کی باتین نازنین سے شنین
قہقہہ مار کر ہنسا نازنین نے بھی مسکرا کر کہا صاحب خواہ تمھین سوجھے یا نہ سوجھے
ایسا سحر کردو کہ زمین اُسکے پانوُن تھام لے مجھکو بڑا خیال ہو تم سحر کرو مگر یہ پکار کر
کہدو کہ پانوُن اُسکے زمین تھام لے یہ سُنکر قمقام نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے
دانے نکالے اُنپر اِسم سحر پڑھا طرف درختون کے پھینکے اور یہ آواز دی کہ او زمین
گنوار کو گرفتار کرلینا جیسے ہی یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے اور منھ اُدھر پھیرا فوراً
شبرنگ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مارا حلقۂ کمند پیچ ہوا
قمقام گرا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی سیاہ اُٹھی ویرنگ
ہوا چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من قمقام جادو بود بہمن نے زمین پر سر
دے مارا اور آواز دی کہ یارو تمنے سنا قمقام جادو میرا دوست بھی مارا گیا اب کیا
تدبیر کرون اور چند ساحر جو بیٹھے تھے بازولیط وقرقرے وطاوُس بن بنکر تلاش مین
شبرنگ کی چلے یہان شبرنگ بن عمرو قمقام کو مار کر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا
سوچ رہا ہو کہ اے شبرنگ اب کیا کرون آخر رنگ وروغن عیاری کا لگایا اور
قمقام کی شکل بنکر تیار ہوا اب حیران کھڑا ہو کہ کیونکر باغ مین جاؤن کون سی
تدبیر کرون کہ آسمان سے آواز آئی اے قمقام جادو تمکو زندہ وصحیح وسالم دیکھا
قدرت کا شکر ادا کرتا ہون مجھکو تو یہ یقین تھا کہ عیارون نے تمھارے دشمنون کو
مار لیا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر مجھے کون مار سکتا ہو میرے قتل میں

نہایت خوشنما ہین لعل لب ایجان جان تیرے
حقیقت کیا ہی انکے سامنے یاقوت احمر کی

کرون تدبیر کیا اسکی کہ ہی تقدیر گردش مین
نگہ مجھسے پھری ہی بسبب اُس مہر انور کی

ہزار افسوس جو ہی بیوفا مشہور عالم مین
محبت میرے دل کو ہوگئی ہی اُس ستمگر کی

شب وصل صنم دل تھام کر پچھلے پہر تڑپا
صدا آئی جو میرے کان مین اللہ اکبر کی

یہ باعث تھا جو پہونچے بعد مدت کے ہم اُس در پر
کہ تھا کچھ راستے کا پھیر کچھ گردش مقدر کی

علیؑ ابن ابی طالب کے جو ہین دوست اے سطوت
کبھی ہرگز نہ سختی ہوگی اُنپر روز محشر کی

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سنائے ملول دیوانہ ہوگیا کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیکر پلٹا للکارا کہ او بہلول مین نے اِسیوجہ سے تجھپر لشکر کشی کی تھی تو یہان فوج لیکر کیون آیا نہین جانتا کہ یہان بادشاہ عالیجاہ داخل ہین تیری بیٹی پر عاشق ہوے میری بھتیجی کا مرتبہ بڑھگیا یہ کہکر لڑنے لگا کئی ہزار جوان مارکر گرادیے اب لوگون نے یہ دیکھا کہ ملول فوج کو لیے ہوے لڑ رہا ہی بہلول نے کئی سحر کیے لیکن ملول سیدھا نہ ہوا ارسطوے ثانی وہماے مرصع پوش در باغ پر آکر رک گئے سکندر ثانی نے جو زیادہ ہنگامہ سنا دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم کارساز واے رب بے نیاز اِسوقت پر نور الدہر کو پہونچا دے **نظم**

بندہ گر باشد بہ بند حرص بند
کی کند حاصل رہائی زین کمند

ہر کہ بر خاک تضرع سر نہاد
در سران سرزمین شد سربلند

بندہ صرت از بندگی حاصل کند
پایۂ عالی مقام ارجمند

این مسافر است در دنیا قیام
چند لحظہ چند ساعت روز چند

پس چرا اندر تلاش مال و زر
ہست سرگردان بہر پست و بلند

نیست جز صبر و قناعت در جہان
چارۂ درد دل این دردمند

حق درِ امید بر درویش کشاد
شد بہ کار بندگی ہر کس کہ بند

سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
تا شوی مانند گردون سربلند

ہم زیان چند بہر دیگران
آنچہ بہر خود نمی داری پسند

دنیا مین آکے رنج اُٹھائے ہزارہا
عشق بتان مین غیرت ناقوس ہوگیا
طفلی سے مجھکو اک گل تر کا جو عشق تھا
مثل جرس ہون نالہ کنان ساتھ مین روان
برسون تڑ لایا اُسکے عوض تونے اہو فلک
قصہ ہر اک خوشی کا فراموش ہوگیا
شرمندگی نہ ہو سگ دلدار سے کہین
جوش جنون مین چاک گریبان تو کر چکا
قبلے سے مجھ مریض کا منھ پھیر دے کوئی
کیا جلد شعر کہنے مین سطوت ہوا ہی دخل

لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے
دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے
اُستاد نے دیا سبق بوستان مجھے
ملجائے گر عدم کا کوئی کاروان مجھے
اک روز وصل سے جو کیا شادمان مجھے
ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے
تجھسے ہما چھپانے پڑے اُستخوان مجھے
دامن کی ہین اُڑانی ابھی دھجیان مجھے
آئیگا دیکھنے وہ بُت بدگمان مجھے
اُستاد مل گئے ہین عجب مہربان مجھے

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو شبرنگ نے شراب مین بیہوشی ملائی مگر بہمن بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اسکو سحر سے معلوم ہوا کہ یہ قمقام نقلی ہی حقیقت مین قمقام مارا گیا شبرنگ جام ہاتھ مین لیکر بڑے ناز و کرشمہ سے سامنے بہمن کے آیا جام پیش کیا بہمن نے جام پر سحر کیا شراب نے جوش مارا چند قطرے چہرے پر شبرنگ کے پڑے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بہمن نے دیکھکر کہا او مکار منم بہمن شعبدہ باز دیکھ تیرا حال کمعول لیا شبرنگ نے چاہا کسی جادوگر کو مار کر بھاگون مگر زمین نے پانؤن تھام لیے تھے جست کی پھر اُسی مقام پر گرا محفل مین غل ہوا کہ اہو شہنشاہ ساحران کیا کہنا بہمن تیغ کھینچکر اُٹھا کہ شبرنگ کو قتل کرون سب ساحر ہاتھ پانؤن مین لپٹ گئے کہتے تھے اہو شہریار آپ اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہی کہ جس زمین پر انکا خون گریگا وہ زمین ویران ہو جائیگی اگر یہ باغ ویران ہوگا تو کوئی نقصان نہین ہی مگر یہ بھی لکھا ہی کہ قاتل انکا زندہ نہ بچیگا او ملازم بہت سے موجود ہین جسکو حکم دیجیے گا وہ قتل کریگا اب یہ جلسہ اسی طرح آراستہ رہنے دیجیے لیکن ملازمون کو حکم دیجیے کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرین صبح کو اسکو

کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ　　وہ سو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا
تلاش جسنے ہزارون ہی لشکر دشمن کی　　قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا
سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی　　کوئی ہماری طرفسے جو کاروان نکلا
کہا جو شاعرون نے اُسکو چشمۂ شیرین　　کھلا یہین کہ اب اُسنے ترا دہان نکلا
سنا ہی شور سگ کوے یار جب جسنے　　خوشی سے پوست کے باہر یہ استخوان نکلا
دکھائی دیتی ہین آنکھونکو صورتین ہر سو　　یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا
شب فراق مین یے چہرۂ منور یار　　ہوا ہی داغ مجھے چاند ہو جہان نکلا
کریگا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش　　یہ وہ مقام ہی جھجک کر کے آسمان نکلا

اِسطرح سے چہکار چہکار کر طائر اشعار پڑھ رہے تھے ایک طائر کلان اُسمین سے اُڑکر سامنے بہلول کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای بہلول مین تیرا ہوا خواہ ہون وای ملول نا مدار یہ چند اشعار اور سن لے میان قمر مصنف کتاب ہذا ارشاد فرماتے ہین نظم

مین پاؤن بے سرو پا کسطرح وہان کی خبر　　پیمبرون کو نہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد دل سے کام نہین　　یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا　　مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

یہ اشعار سُنکر ملول تھرّایا اب پکار کر آواز دی کہ ای بر اور ریحان برابر مین آپ کا تو تابعدار ہون مگر یہ نہین چاہتا کہ شہنشاہ سکندر کے واسطے کسی طرح کی حقارت ہو کہ اندر سے باغ کے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا سب نے کہ سکندر ثانی تاج زرین سر پر بہ قہر و غضب تمام باغ سے نکلا للکارتا ہوا کہ او ملول و بہلول کیا مجھکو بے وارث سمجھا تھا دیکھا تو نے کہ آقاے نامدار آپہونچے کیسی کیسی شاہزادیان مصروف جنگ ہین لقراط ملعون کیسا بھاگا بھاگا پھر رہا ہو نعرۂ سکندر سے بہلول و ملول گھبرا اے پشت پر سے آکر نجم نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی قمقتور جو پہلو مین بہلول کے بیٹھا تھا اِسطرح کا جھونکا ہوا کا چلا کہ اُسکا منھ جھلس گیا گھبرا کر تخت سے کودا جب نجم نے دیکھا کہ قمقتور تخت سے کود پڑا آواز دی کہ او قمقتور ذرا اِسطرف آتھو

تماشہ دیکھنے جاتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر نورالدہر نے حکم دیا کہ مرکب ہوا ر تیار
کرکے لاؤ سکندر اپنی کرسی سے اُٹھے کہا اے شہریار یہ غلام آپ کا کافی ہے نجم نے کہا
مین بھی جاؤنگا ارسطوے ثانی نے کہا مین چھیڑ اونگا شعلۂ جوالہ بھڑک کر اُٹھی
کہا اے شہریار بڑا قلق یہ ہے کہ ہمارے مرصع پوش گرفتار ہوا اور ہم یہان بیٹھے رہین
سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک
کا قول تھا کہ ہم ہمارے مرصع پوش کے واسطے اپنی جان دینگے سب سے زیادہ
یہ قلق ہے کہ ہم لوگون کا معین و مددگار شبرنگ نادار اگر خدا نخواستہ قتل ہوگیا
تو ہم لوگ کیا کرینگے کہین کی خبر نہ پاوینگے نورالدہر فورًا سوار ہوے سکندر
ہنس پر سوار ہوکر چلے نجم اخترشناس ایک عقاب سحر پر سوار ہوا ارسطو ایک
بازبلند پرواز پر سوار ہوے سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ ہوکر بازو بط
و قرقرے پر سوار ہوئین سب سے زیادہ شعلۂ جوالہ کو قلق ہے آنکھون سے آنسو
بہ رہے ہین کہتی ہے صاحبو مین اپنی جان دونگی اگر خدا نخواستہ ہمارے مرصع پوش کا
موے جسم میلا ہوا تو ہم اپنی جان دینگے اِس ساز و سامان سے یہ سب لوگ چلے
بعد اِن سب کے جانے کے کل لشکر تیار رہا طہماس سب کو لیکر چلا یہان کافرون
مین رات بھر محفل عیش و جیش رہی جب صداے مرغ سحر بلند ہوئی اور ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا جلاد سیارگان قلعۂ مشرق سے تیزی دکھاتا ہوا شمشیر ضیا و
شعاع کو چمکاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا تو ملکہ زرنگار نے آکر بہمن سے
اطلاع کی کہ حضور میدان خونی تیار ہے جلادان خرس طینت میمون خصلت غولہاے
بادیۂ ضلالت تیار رہین دارین اِستادہ ہین بہمن نے کہا یارو یہ بتاؤ کہ ہمارے مرصع پوش
مجھسے راضی ہوئی یا نہین مین چاہتا ہون عیار کو قتل کرون معشوق کو بچا رکھون
اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤن اگر ایسا نہوتا تو مین یہ سامان کاہے کو کرتا
زرنگار نے کہا کنیز نے رات بھر ہمارے مرصع پوش کو سمجھایا مگر وہ نہین مانتی
اُسکا یہی قول ہے کہ مجھکو شبرنگ سے پہلے قتل کرو بہمن نے کہا اُسکو میرے سامنے

دربار آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے کل سرداران
نورالدہر آکر کرسیون پر بیٹھے ایک جانب بہلول دوسری طرف ہماے مرصع پوش
آکے بیٹھے جب اِس لطف سے دربار آراستہ ہوچکا تو مطربان خوش آواز نے بعد سوز و
گداز یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا
میری آنکھونکی طرح ہوگئی خونبار گھٹا

چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا
دودِ آہِ دل سوزان ہی دھواندھار گھٹا

جاے شبنم یہ ہے اشک مری حالت پر
بن گئی ہی شب فرقت کی شب تار گھٹا

ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہی مجھے
آج مانند فلک ہوگئی خونخوار گھٹا

جانب رحمت حق دھیان ہی بس رندونکا
شاد ہوجاتے ہین کیا دیکھکے میخوار گھٹا

ہوش بدستونکے جاتے ہین پئے اِستقبال
جاتی ہی جو طرف خانۂ خمار گھٹا

ای پری رو ہو ترے کان کی بجلی بجلی
نظر آتے ہین ترے گیسوِ خمدار گھٹا

روے روشن ہو وہی ہوگئی گو زلف دراز
ڈھلگئی رات مگر دن نہین زنہار گھٹا

بیٹھکر سایۂ دیوار مین رویا ہون جو مین
بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا

چپکے چپکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک
کب برستی سے جو چلاتی ہو سو بار گھٹا

کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا
روئی اور بجا گنے پر ہوگئی تیار گھٹا

قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہو
کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا

اپنی زلف اُسنے چھپائی جو مین گریان پہونچا
چلیے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین یار گھٹا

بہلول نے جو گانا سُنا بیٹھے بیٹھے مبہوت ہوگیا ملکہ ہماے مرصع پوش کو تاکا اُٹھکے
قریب آیا کہا ای ملکۂ عالم ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگا ملکہ ہماے مرصع پوش
صاف باطن ساتھ بہلول کے چلی آئین گوشے مین لاکر بہلول نے خاصدان نکالا
کہا گلوری نوش فرمائیے ہما نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوکر گری بہلول نے
ہماے مرصع پوش کو پنجے مین دبایا پر پرواز پیدا کر کے طرف قلعۂ زرنگار کے چلا
یہان ملکہ زرنگار خاطر مین بہمن شعبدہ باز کی مصروف ہی کہ ان ہو کہ ای

جہان آرا جری بہادر صف شکن تیغ زن جس ملک مین پہونچے اُسے اسلام آباد کیا ان شاہزادیون نے اسوجہ سے طلسم کشا سے محبت کی ہے کہ بعد فتح طلسم ہم سب حاکم ہونگے اور حقیقت مین اِن شاہزادیون نے بڑے کارہاے نمایان کیے لقفراط نے اُنپر کیسے کیسے دباؤ ڈالے مگر کسی کا آجتک قدم نہین ہٹا جو زبان سے کہا وہی کہے گئین مگر اب اِسوقت دیکھو کہ قفس مین بند ہے مگر واسطے طلسم کشا کے دردمند ہے مگر یارو یہ بھی یقین جانو کہ اگر طلسم کشا سنے گا تو فوراً آویگا وہ خونریزی ہوگی کہ ہم لوگون کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا بہمن نے کہا اے زرنگار یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کھو ایسا راستہ بند کرون کہ طلسم کشا کو قدم بڑھانا مشکل پڑے مین کیا کسی سحر و شعبدے سے مین عاجز ہون جتنے عجائب و غرائب اِس طلسم مین تھے وہ سب میری ذات سے بنے جس ساحر نے ارادہ کیا کہ اِن شعبدون کو درہم و برہم کرے صحرا مین آیا اور پانون پھنسا یہ کہکے حکم دیا کہ ہمارے مرصع پوش کو دار پر لٹکا دو ہاے افسوس کرتا ہون کہ ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہے میرے کلیجے پر چھری چلتی ہے نظم

جگر مین ٹیس تپش دل مین درد سر بھی ہے
ہمارے حال کی اے جان کچھ خبر بھی ہے

قدم رکھے نہ کوئی کوچہ محبت مین +
غضب ہے دل کے سوا جان کا ضرر بھی ہے

میان دہر تو سمجھا کیا مین ناپیدا
عدم مین جا کے کھلا یار کے کمر بھی ہے

وہ مجھسے پوچھتے ہین کیا کسی پہ عاشق ہو
جو رنگ زرد ہے چہرے کا چشم تر بھی ہے

جمال آپ کا دل سے نہ ہو پسند جسے
مجھے بتائیے ایسا کوئی بشر بھی ہے

تپ فراق نے یہ حال کر دیا میرا
کہ ہونٹھ خشک ہین گرمی سے درد سر بھی ہے

خدا کے واسطے گھر سے نہ میرے جاؤ ابھی
کہ خاک اُڑتی ہے لو بھی ہے دوپہر بھی ہے

تمھارے گیسو و رُخ بھی طلسم ہین کوئی
کہ ایک جا پہ عیان شام بھی سحر بھی ہے

جو دیکھنا ہو مجھے آکے دیکھ جا اے یار
کہ دم لبون پہ ہے دنیا سے اب سفر بھی ہے

جو حسن انکی طرف ہے تو عشق میری طرف
رقیق ایک اُدھر ہے تو ایک اِدھر بھی ہے

ضرور دیر سے ہو کر حرم مین جاتا ہون
اگر بتون کا خطر ہے خدا کا ڈر بھی ہے

شبرنگ کو لے اُڑی شبرنگ حیران ہو کہ کس آفت مین پھنسا بلندی پر جا کر اُس ضعیفہ نے آواز دی کہ منم فرتوت جادو شبرنگ کو لیے ہوے جاتی ہو راہ مین ایک ساحر مہیب بالاے کوہ بیٹھا تھا کہ صحرانورد اُسکا نام ہو اُسنے بالاے کوہ سے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی ایک ساحر کو لیے جاتی ہو وجہ یہ ہو کہ شبرنگ ساحر کی صورت بنا تھا اُسی صورت پر گرفتار ہوا ساحر نے اُٹھا کر ایک گولہ مار دیا کہ فرتوت قتل ہوئی اندھیرا ہو گیا شبرنگ سامنے صحرانورد کے گرا صحرانورد نے چاہا پوچھون کہ کون ہو شبرنگ نے اُٹھتے ہی آواز دی سہ ہمیشہ دل برے سجان مبارک باشد + صحرانورد سمجھا کہ یہ گویا ہو اِسنے کچھ خطا کی ہو گی اُسی پر ساحرہ لیے جاتی تھی پوچھا کیون او گویّے یہ تجھکو کہان لیے جاتی تھی شبرنگ نے کہا رات بھر مجرا کیا صبح کو ایک چوبی دیتی تھی مین نے اِنکار کیا مجھکو یہ کہکر لے چلی تھی کہ تجھکو قتل کرونگی آپ نے بچا لیا مگر ہم لوگ تو دعا کرتے ہین کہ شادی کا سامان ہو تو ہم لوگ بُلاے جائین رنج و ملال کے جو یا نہین ہمکو آزار پہونچا یا خداوند نے کیسی سزا دی کہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہوئی صحرانورد نے حکم دیا کچھ گانا ہمکو سناؤ شبرنگ نے کہا ساز تو کہین گر گئے لیکن کچھ چند اشعار زبانی سناتا ہون آپ واقف کار معلوم ہوتے ہین آپ کو زیادہ لطف ملیگا یہ کہکر شبرنگ نے بآواز بلند یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے **نظم**

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر — سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر
پروانہ ہو یا پھول ہو یا شیشۂ مے ہو — جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر
مستی ہو تری ای میم خوبی تو وہین ہو — جلسہ یہ جمے گا لب ساحل کے برابر
پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا — جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
ای بلبل و پروانہ و قمری و سمندر — تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گائے کہ صحرانورد بہت خوش ہوا کہا ای میان گویّے صاحب تمھارا نام کیا ہو شبرنگ نے کہا تان ورداز خان میرا نام ہو اور مین تان توڑ خان کا نواسہ ہون جس مقام پر گاؤن زمین ہلا دون میرے نانا مشہور

تھا کہ سینے پر اُن دونون کے پڑین ہماے مرصع پوش نے آنکھین بند کر لین مگر تیر جو پہونچے تھے وہ جاکر پلٹے جن لوگون نے تیر پھینکے تھے اُنکے سینون پر آکر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر رے بہمن نے اپنے کو بچایا مگر چلاتا تھا کہ یارو یہ کیا شعبدہ ہوا کسنے خطا کی کہ تیر اُلٹے پلٹے یہ تو کسی بڑے کامل کا سحر ہو جا ہا دوسرا تیر پیوست کرون کہ نعرے کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم سکندر ثانی سب نے دیکھا سکندر بالاے ہوا سے اُترا بہمن نے کئی سحر کیے کہ سکندر کو قریب دار کے نہ جانے دون مگر سکندر جھومتا ہوا قریب دار کے پہونچا ہماے نے جو سکندر کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئی پکار کر کہا اے شہنشاہ ساحران خوب وقت پر پہونچے سکندر نے زبان سے سوزن نکالی ہماے مرصع پوش تو آمادہ بیٹھی تھی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی قفس تڑپ کر توڑ ڈالا قفس سے نکلتے ہی بلند ہوئی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر بیقرار ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے

نظم

ہوے ہین عشق پہ پیر ومین بے اثر تعویذ
بجاے فائدہ کرنے لگے ضرر تعویذ

مرض ہو عشق کا بیفائدہ ہو ہر تعویذ
کبھی نہ کھوئیگا عاشق کا درد سر تعویذ

ہوا نہ خاک اثر دل مین اُس پری رو کے
ہزارون نقش لکھے حُب کے بیشتر تعویذ

ہماری آتش دل سے ہوے نہ وہ آگاہ
جلاے ہمنے ہزارون ہی آگ پر تعویذ

نصیب وصل ہو مطلب مرا نکل آئے
جو ایک دن بھی دکھائے کہین اثر تعویذ

فلک کی آنکھون سے گر جاے تو زنار وکا
جڑاؤ دیکھ لے سر پر ترے اگر تعویذ

نظر لگے گی نہ اِن انکھڑیون پہ نرگس کی
چمن مین جاؤ تو بازو پہ باندھکر تعویذ

تم اپنے بازو و نپر باندھ لو ہمارے خط
کہ دفع کرتے ہین ہر ایک کی نظر تعویذ

فلک ضرور تصدق کرے ستارون کو
جو دیکھ پاے ترے سر کا اے قمر تعویذ

مرض ہو عشق کا ہرگز نہ ہوگی مجھکو شفا
مفید ہوگا نہ گنڈا نہ کارگر تعویذ

جواب نامہ پہ اسماے پنجتن ہون رقم
ضرور چاہیے سطوت دم سفر تعویذ

آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین
طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرین
مانند صبح اپنا گریبان کرون گا چاک
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے
بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے
آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی
آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل
لاکر قفس مین قید جو صیاد نے کیا
سطوت ہین اس زمانے کے معشوق بیوفا

جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا
جو ہمپہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا
تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا
وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا
دو چار پھول آگے نہ تربت پہ دھر گیا
خون گلوے دامن شمشیر بھر گیا
خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا
میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا
آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا
دل میرا وہ فریب سے لیکر مکر گیا

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گائے کہ بہمن خوش ہوگیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور شراب منگائین ایک دور مین یہ نازنین مست ہوجائیگی بہمن نے حکم دیا کہ شراب لاؤ گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین شبرنگ نے اُلٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی ارادہ کیا کہ بہمن کو پلاؤن کل محفل کو بھی پلاکر بیہوش کرون ہمارے مرصع پوش کو لے نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا ساحرون کو خبر پہونچی ہو کہ بہمن قلعۂ زرنگار پر آیا ہے تو ساحر براے ملاقات آتے ہین کہ قمقام جادو تخت پر سوار آکر پہونچا بہمن سے ملاقات کی پوچھا کہ یہ گویا کون ہو کہ انتظام شراب کر رہا ہی بہمن نے کہا ای قمقام ایک ساحرہ اِسکو لیے جاتی تھی صحرا النورد نے اُس سے چھینا ہو یہ سُنکر قمقام نے قریب بُلایا کہا ارے نیرا کیا نام ہی تیری صورت سے مکاری برستی ہی شبرنگ نے کہا ای شہنشاہ ساحران میر اکر ظاہر ہی دو پیسے ہمکو دیجیے ہم دعائین دینے لگین گے اور ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے قمقام نے کہا لا جام پلا شبرنگ نے جام بھر کر بلا تکلف قمقام کو دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین قمقام کے آیا قمقام نے کچھ پڑھکر جام پر پھونکا شراب نے جوش مارا اور شعلہ بنکر اُڑ گئی قمقام نے چاہا کہ بین

مگر نور الدہر تعاقب بہمن کا نہین چھوڑتے زرنگار جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا پیچھا بہمن کا نہین چھوڑتے بڑھکر اسنے سحر کیا کہ طلسم کشا پر آگ برسنے لگی طلسم کشا نے لوح کو چمکایا سب آگ برطرف ہوگئی بہمن نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای زرنگار کس پر سحر کرتا ہی اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوا اپنی جان بچا قریب طلسم کشا کے نہ جا ورنہ جان نہ بچےگی دیکھ برق شمشیر چمک رہی ہی کیسے کیسے ساحرون نے قصد کیا لیکن اُس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ اُسکا اقبال ہی کہ کیسی کیسی شاہزادیان اُسپر عاشق ہوئین اور سب اُسکی ہمراہی مین سحر کر رہی ہین زرنگار نے کہا ای برادر آخر اس جنگ کو کیونکر روکون افسردہ ہوکر خاموش کھڑا رہون بہمن نے کہا جو ہمارا کام ہی وہ کرتے ہین مگر طلسم کشا سے دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی وہ شیر دلیر لڑ رہا ہی کیسے کیسے پہلوان مقابلہ مین گئے مگر کوئی کچھ نہ کر سکا یہ دونون آپس مین باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ سکندر ثانی نے زرنگار کو ٹوکا اور للکارا کہ او بیحیا تو نے کیا سمجھ کے بہمن کو دامن مین پناہ دی چاہتا ہی کہ طلسم کشا کو روکون ارے بڑے بڑے پہلوانون کو بلا بقراط ثانی جسکے بھروسے پر تم سب ہو اُسکو طلب کر وہ آکے کچھ کمال دکھائے کئی مرتبہ آیا مگر بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب قصر ہشت پہل پہونچنے کے سامان ہو رہے ہین ساحر اپنے اپنے اعمال پر رو رہے ہین زرنگار نے پلٹ کر سکندر پر سحر کیا سکندر نے شعلۂ جوالہ کو اشارہ کیا شعلۂ جوالہ نے بڑھکر پھولون کا ہار گلے سے اُتارا طرف زرنگار کے پھینک مارا سکندر نے بھی اس سحر مین مدد کی کچھ ہونٹھ ہلائے کہ زرنگار جھومنے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دیوانہ وار اور وحشی مثال طرف پہاڑ کے بھاگا

نظم

رتبہ گھٹا ہلال کا سارے جہان مین	اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا	کانٹے پڑے ہوئے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم	مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
خون پی کے غیر رشک سے رہجائین جان جان	بھیجو گلوریان جو مجھے خاصدان مین
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا	بجتا ہی کیا خدا نے اثر آستان مین
کیا چرخ پر عیان شب اول ہی ماہ نو	بجلی عروس شام نے پہنی ہی کان مین

دیکھا لاشہ دیکھکر معلوم ہوا کہ ہمارے جادو مارا گیا اگر آپ فرمائیے تو مین تلاش کرون قمقام نے کہا مین یہ فکر کرونگا کہ جو راہ سے نکلے اُسے گرفتار کرکے قید کرون وہ بھی آخر گرفتار ہو ہی جائیگا ساحر نے کہا اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوگی میرے ساتھ چلیے مین تلاش کردون قمقام ساتھ ہوا جنگل مین آکر ایک کھیت پر دیکھا کہ ایک گنوار پانی بھر رہا تھا شبرنگ نے کہا وہ دیکھیے سامنے ایک شخص کھڑا پانی بھر رہا ہی اُسکو جاکر گرفتار کرو شاید وہی عیار ہو قمقام نے سحر کیا وہ بے گناہ منھ کے بھل گرا قمقام نے گرفتار کرکے اُسکا منھ ہاتھ دھلایا جب ثابت ہوا کہ یہ شخص گنوار ہی تب اُسکو چھوڑا اسی طرح کئی آدمیون کو گرفتار کیا ایک دو کو بے خطا مار بھی ڈالا شبرنگ بتاتا پھرتا ہی قمقام گرفتار کرلیتا ہی جب دو گھڑی کامل گذری تو قمقام نے گھبراکر کہا ارے عیار کا پتہ نہ ملیگا وہ بھاگ کر نکلگیا شبرنگ نے کہا آپ زیر درخت ٹھہریے مین تلاش کرون قمقام ایک نخل کے سایے مین بیٹھا شبرنگ ایک گوشے مین جاکر ایک نازنین کی شکل بنا اور یہ اشعار گاتا ہوا سامنے قمقام کے آیا نظم

عالم بالا بھی تجھپر مبتلا ہو جائے گا
رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائے گا

دھوپ تو کیا چاندنی پڑجائیگی تجھپر اگر
گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائے گا

ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گے
جو مرا جزو بدن ہی وہ گلا ہو جائے گا

تو وہ یوسفؑ ہو کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین
گرگ دیکھے گا تو کُتا باؤلا ہو جائے گا

موتیے کا ہار کردے گا پسینہ آپ کا
یہ معطر موتیون کا پُتلا ہو جائے گا

ہو یون ہی ترک ہوا ہمکو اگر ای فلسفی
ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہو جائے گا

گرمی رخسار سے بیمار ہو گی چشم یار
دھوپ کی شدت سے آہو سانولا ہو جائے گا

وصل کی شب ہو چکی بس میری خاطر تا کجا
تنگ مرغان سحر کا حوصلا ہو جائے گا

کیسی تخفیف ای طبیبو فصل گل آنے تو دو
پھر وہی میرے جنون کا ولولا ہو جائے گا

فکر کرلے اپنی تاریخ کا نہ غم کھا واعظا
شافع اُسکا بادشاہ کربلا ہو جائے گا

اسطرح کے اشعار جو سامنے قمقام کے گائے قمقام متوجہ ہوا پوچھا ای نازنین

جو پہلوان سامنے آیا علت شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو سامنے بہمن کے قتل کیا بہمن ناچار ہو کر
سامنے نور الدہر کے پہونچا خوب آگ برسائی مگر نور الدہر نے لوح کو چمکایا سب سحر برطرف
ہوے اُن سحرون کا برطرف ہونا تھا کہ بہمن تلوار کھینچکر جا پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر نور الدہر
لوح چمکا رہے ہین ہر چند کہ آگ برس رہی ہی مگر نور الدہر پہ تاثیر نہین ہوتی بخوبی حفاظت
مین ہین لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ ایک جانب چمک رہی ہی زرہ طلسمی زیب جسم پشت
مرکب طلسمی پر سوار ہین تیغ طلسمی ہاتھ مین ہی کیونکر سحر تاثیر کرے سب چیزین حفاظت کر رہی ہین
بہمن سحر کر کے ناچار ہوا نور الدہر قریب بہمن کے پہونچے بہمن نے چاہا کہ اپنے کو گرا دون
پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن گرتے ہی شانون پر دو پر پیدا ہوے تڑپ کر بلند ہوا اسکندر
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جانے نہ پائے اگر یہ بچیا نکل جائیگا تو آفت برپا کریگا نور الدہر
نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینۂ
بہمن پر تیر مار دیا ہر چند بہمن نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ تیر قضا تھا کب خطا کرتا ہی بہمن
کے سینہ پر پڑا اپشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ بہمن کا چیخ مار کے زمین پہ گرا ساحرون نے دیکھا
کہ افسر اعلی مارا گیا فریاد کرنے لگے ہر ایک کی زبان پر صداے الامان تھی افسران فوج
رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سکندر نے سب کی خطا معاف کی لکھا ہی کہ تین لاکھ ساحر
ساکنان قلعۂ زرنگار دائرۂ اسلام مین آئے نور الدہر لڑائی فتح کر کے قلعۂ زرنگار مین
آئے کل فوج بیرون قلعہ اُتری جشن ہونے لگا شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھین اور
ہماے مرصع پوش سب سے ملی سب مبارکباد دیتے تھے کہ ای ملکۂ عالم قید مین بڑے صدمے
اُٹھائے ہماے مرصع پوش نے سب کیفیتین بیان کین کہ بہمن مجھپر عاشق تھا طالب وصل ہوا
گر مین نے جان دینا قبول کیا خدا نے اُس ظالم کے ہاتھ سے عصمت کو بچایا سب شاہزادیان
تعریفین کر رہی ہین کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا مقام صدر پر آکر بیٹھے نازنینان مہ جبین جو جو مشتاق
طلسم کشا تھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

قتل کر کے مجھے نادم مرے دلبر کیون ہو
غیر کے ساتھ تم آتے مرے گھر پر کیون ہو

قتل شمشیر جھکائے ہوے تم سر کیون ہو
خود ہی کشتہ ہون لگاتے مجھے خنجر کیون ہو

میرے محلے کی عورتین بدکار ہین اُنسے نہ ملنا جو اُنسے ملا وہ بدنام ہوا لہذا مین اب
یہ چاہتا ہون کہ تجھکو بہ احتیاط اپنے گھر مین رکھون ہمارا محلہ بہت آباد ہی مگر عورتین خراب
مرد لاجواب نازنین نے کہا صاحب مین مردون سے تو ضرور ملونگی عورتون سے بات
نہ کرونگی لیکن ایک مصیبت گذری ہی کہ ایک نگوڑا گنوار موٹا مسٹنڈا گاڑھے کی
دھوتی باندھے ہوے سامنے سے آیا مجھکو دیکھکر اُف اُف کرنے لگا مین نے کہا
کیون صاحب تمکو کیا ہوا تب اُسنے کہا ذرا کنارے جنگل مین چلو جب مجھکو کنارے
لے گیا ہاتھ بڑھاکر سینے پر رکھنے لگا مین نے کہا اِہر کیون ہاتھ بڑھاتے ہو اِن مین
دودھ نہین ہی مگر اُس نگوڑے نے نہ مانا اِس زور سے ہاتھ رکھا کہ نیل پڑگیا جب
تمکو آتے ہوے دیکھا تو بھاگ کر درختون مین چھپا ہی پہلے چلکر اُسکو قتل کرلو تب
مجھکو آرام آئے قمقام نے کہا میرے سامنے ایک شخص کی کیا حقیقت ہی ایک سحر
مین ویرانہ کردون اگر ہزار دو ہزار سے مقابلہ کرون تو لاشون سے میدان بھردون
مین نے آکر بہمن کو بچایا ورنہ عیار نے چاہا تھا کہ دھوکا دیکر اُنکو شراب پلائے
نازنین نے گھبراکر کہا صاحب عیار کسے کہتے ہین قمقام سوچا کہ یہ عورت بے وقوف
ہی یہ عیار کو کیا جانے کہا صاحب مکار و غدار کو عیار کہتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہی کہ ہر
مکان مین جا تا بندگان سامری و جمشید کو دھوکا دیتا صدہا ساحر اُنکے ہاتھ سے
مارا گیا مین نے اپنے کو بچایا نازنین نے کہا صاحب ایسا نہ ہو کہ مجھکو مارڈالے
پھر ہم کیونکر زندہ بچین گے قمقام نے کہا تمھارے پاس نہین آسکتا چلو مین چلکر
تلاش کرکے اُس گنوار کو مارلون کہ جسنے تمکو ستایا شیرنگ بہ صورت نازنین اپنے
ساتھ قمقام کو لیچلا جابجا بتاتا جاتا ہی اِس درخت سے اُس گنوار نے لٹھ توڑا تھا
مجھے دکھاکر ڈراتا تھا مگر سامری و جمشید نے مجھکو بچالیا ورنہ میری آبرو مین فرق
آتا قمقام کہتا ہی اب ہم تمھارے ساتھ ہین کیا مجال ہو کہ جو تمکو کوئی تکلیف پہونچے
نازنین نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر مجھے اُس جواری سے بچانا محلہ والیان کہتی ہین شوہر
تمھارا جسکے گھر مین سُن پاسے گا اُسکے گھر مین گھس جائیگا تمکو اُسکو وہ تو تمکو سزا دیگا

سب جل گئے اب جو ہم لوگون نے دیکھا تو وہ صحرا سنسان ہو کا مکان ہی اور قصر ہشت پہل سامنے
دکھائی دیتا ہی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ بقراط ثانی قصر سے نکلا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب جمع ہو کر
آئین سب تاجدارون کو نامے لکھو کہ بہمن شعبدہ باز مارا گیا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی وہ لشکر
آئے کہ طلسم کشا بھی کانپ جائے بائیس لاکھ فوج جمع ہو چکی ہی اور فوجین چلی آتی ہین یہ خبرین لیکر
غلام بھاگے جب لشکر مین آئے تو دیکھا چہار طرف آپ کے لشکر کے بڑے بڑے پہاڑ قائم ہو گئے
ہین افسران فوج گھبرا رہے ہین اور چہار طرف سے پہاڑ بڑھتے آتے ہین یہ سنکر سکندر تخت سے
اُٹھے اور کہا یہ حضور کا کام نہین ہی غلام سمجھ لیگا نور الدہر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ سکندر
سے رجوع کرو نور الدہر نے کہا ای سکندر جو تمنے کہا وہی لوح مین بھی نکلا سکندر اُٹھکر باہر
آئے تیس پنجتیس شاہزادیان پشت پر نجم و ارسطو پہلوون مین سکندر نے نور الدہر سے
کہا اسوقت سحر کا تماشہ دیکھیے یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ای سنگبار آفت خیز تجکو اسی واسطے اس
قصر کا مالک کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ مین آئے اور مین ہی نے تجکو مقرر کیا تھا اب مٹا دونگا جمنے نہ
دونگا مقابلے پر تھمنے نہ دونگا یہ جو سکندر نے پکار کر کہا چارون پہاڑون سے آواز آئی کہ ای
شہنشاہ طلسم خیال سکندری تمھاری بہتری و برتری اُسوقت تک تھی کہ بقراط کے معتقد تھے
تمنے غضب کیا کہ مذہب بدلا اب یہ پہاڑ نہ ہٹینگے انھین پہاڑون کے بعد قصر ہشت پہل ہی مگر سالہا سال
جب راستہ طی کروگے تب قصر خداوند تک پہونچوگے سکندر نے کہا او نمک حرام زیادہ غرور
نہ کر دیکھ پہاڑون کو لڑاتا ہون یہ کہکے سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چار تیلے فولادی نکالے
تیلون کو زمین پر چھوڑ دیا اور کہا کہ ای تمتنان طلسم سکندری تمھاری قوت و طاقت دیکھنے کا اب
وقت آگیا بارہ لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے بھی ساتھ ہی سب اسوقت تماشہ دیکھ رہے ہین ہر چند کہ
بقراط نے پہاڑون کو بہت پختہ کیا ہی مگر یہ پہاڑ کسی طرح مٹا دو یہ کہکے سکندر نے تیلون
کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن تیلہ ہاے فولادی کے قد بڑھنے لگے سب اہل لشکر نے دیکھا کہ چار دیو
بڑے بڑے قد کے سامنے کھڑے ہین سکندر نے اپنی ران کو چیرا چار چلو خون لیا ایک ایک
چلو ایک ایک دیو کو پلایا خون پیتے ہی وہ دیو عربدہ کرنے لگے کہتے تھے کہ ای شہنشاہ جو حکم ہو وہ
بجا لائین سکندر نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ ان چارون پہاڑون کو سرون پر اُٹھا کر طرف کوہستان

بڑے فتنور ہین ہمشبیہ ایسے ایسے جانباز ہین کہ چاہتے ہین اپنی جان دیدین اور رہم کو بچائین یہ بات سُنکر فوراً مشفق جادو آسمان سے اُترا کہتا ہوا کہ ای قمقام تمھارے مرنے کی آواز سُنکر ہمارے آقا بہت گھبرائے لہذا مجکو روانہ کیا شُکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا مگر اب چلو تمکو پاس بہمن کے لیچلون سامنے بہمن کے مشفق وشبرنگ آئے بہمن نے پوچھا ای قمقام یہ کیا معرکہ گذرا شبرنگ نے کہا جب میرے دل کو بیقراری ہوئی تو مین نے اپنے ہمشبیہ کو بلایا عیار اِس سحر کو کیا سمجھ سکتا تھا اُسنے قمقام جان کر مار لیا مین نے چاہا اُسکو مارلون مگر یہ عیار چھلاوہ ہین اِسقدر جلدی بھاگ گیا کہ مین سحر نہ کرنے پایا بہمن نے گلے سے لگالیا کہا ای قمقام بڑا کام کیا خوب اپنی جان بچائی قمقام نقلی نے عرض کی غلام کی دوبارہ زندگی ہوئی چاہتا ہون کہ صحبت عیش آراستہ کیجیے اور فکر رہے کہ اگر اِس ہنگامے مین وہ عیار بھی آجاے تو اُسکو گرفتار کرین بہمن نے کہا تمکو اختیار ہو جسطرح چاہو جلسہ آراستہ کرو خوشی کرو شبرنگ نے اُسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھین گانے والیون کو اِشارہ کیا کہ ہان صاحبو مبارک باد دو نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار بصد سوز وگداز گانے لگین

نظم

ہی خوش قدونکا عشق جو ای آسمان مجھے — اِکدن یہ تیر غم سے کریگا کمان مجھے

رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے — ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر وجوان مجھے

قاتل کا میرے کوئی بتادے نشان مجھے — اب مر ہوا ہی جسم یہ بار گران مجھے

اِن مہوشون کے عشق مین کسدن ہوا تھا شاد — ہر دم رُلا رہا ہی جو ای آسمان مجھے

ہاتھ اِک لگادے اور کہ قصہ تمام ہو — قاتل چلا ہی چھوڑ کے کیون نیمجان مجھے

دل کو بڑی خوشی ہی کہ ہی آج روز عید — اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے

ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پر — رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے

بین نے دعائین آپ کو دی تھین جو خطا کیا — ناحق ہزارون آپ نے دین گالیان مجھے

آواز میرے نالونکی وہ شب کو کیا سنے — در پر ٹھہرنے دیتے نہین پاسبان مجھے

باز آواز آئی تھی یاسب نے دیکھا کہ درہ ہاے کوہ سے چار پریزادین یاقوت احمر کے پر اُنکے
شانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن گیسو مثل ماران سیاہ کے
رخسارون پر بل کھا رہے ہین جیسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیان چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین
سینہ پر نارپستان صاف ظاہر ہے کہ نخل صنوبر مین پھل لگے ہین وہ چارون شاہزادیان اس سج دھج
سے سامنے سکندر کے آئین اور کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ علامہ نسرین عذار نے بلایا ہے سکندر
بیسکر طرف اُن پریزادون کے چلا تھا کہ نجم اختر شناس نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا ارسطو نے اپنے
شانے سے خون نکالا منھ سکندر کا دُھلا دیا اب یا تو سکندر لہرا کر چلے تھے یا خون ارسطو سے
چہرہ سرخ ہوا سکندر نے کہا ای ارسطو کیا کار نمایان کیا اب مین علامہ کی فکر مین جاتا ہون وہ
جو جوش نشے کا تھا وہ اُتر گیا یہ کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ ایک
قصر زر نگار سامنے ہوا اور ایک شاہزادی حسین و جمیل تخت پر بیٹھی ہے یہ چارون پریزادین جو
سامنے سکندر کے آئی تھین وہ پشت پر شاہزادی کے کھڑی ہین اور سکندر کو بلا رہی ہین
سکندر جست کر کے اُس قصر پر پہونچے وہ تخت نشین اُٹھی آغوش تمنا کو پھیلایا اور کہا کہ ای
شہنشاہ مدت سے زمانہ فراق ہوا اب تو گلے سے لگ جاؤ سرکشی موقوف کرو ادھر سب شاہزادیان
عاشقان جمال طلسم کشا اسماے سحر پڑھ رہی ہین نجم و ارسطو دل و جان سے مصروف سحر خوانی
ہین چند شاہزادیون نے موتیون کے مالے گلے سے اُتار کر پھینکے سر پر سکندر کے وہ موتی
گر کر پھٹے جیسے ہی اُس نازنین نے آغوش کو پھیلایا سکندر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام کر
بقوت تمام ایک تمانچہ مارا کل لشکر نے ایک تڑاقے کی آواز سنی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایسی
معشوقہ کو تمانچہ مارا سکندر بڑا سنگدل ہے ساحرہ نے تو کس محبت سے آغوش کھولی اور سکندر
نے تمانچہ مار دیا مگر نجم نے بڑھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ یہی وقت ہوشیاری ہے سکندر نے
کہا ای نجم مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اس علامہ ملعونہ کا سات سو برس کا سن ہے یہ حسن و جمال
میرے مبہوت کرنے کو بنایا ہے مین ان شعبدون کو کب مانتا ہون اسکے سحر کو ناچیز جانتا ہون
نجم و ارسطو سکندر کی تعریفین کر رہے ہین نورالدہر حیران ہو کر اس تماشے کو دیکھ رہے
ہین کہ وہ نازنین تخت نشین تمانچہ کھا کر پکار اُٹھی کہ ای شہنشاہ معشوق کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہین

قتل کرین اِس عذاب سے اِسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین
اور اِسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کمزور ہو جائیگا بہمن نے اِس بات کو قبول کیا
ملازمون کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو رات ہی سے بیرون قلعۂ
زرنگار دار بن اِستادہ ہونے لگین جلادون کے جماؤ ہین تمام قلعۂ زرنگار مین ہُلڑ
ہی کہ عیار طلسم کشا گرفتار ہوا صبح کو قتل کیا جائیگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ ہر ایک
ساحر میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی سب ساحر خوش ہین ہر ایک
کا قول ہی کہ اب طلسم کشا کو کہین کی خبر نہ ملیگی یہ مخبرون کا سردار ہی بڑے بڑے کام
اِسنے کیے قمقام ایسا ساحر اِسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر ہمارے افسر نے کیا ہوشیاری
کی کہ ایسے مکار کو گرفتار کیا ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین مگر قضاے کار شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان شام کا وقت ہی شب ماہ کا تماشا دیکھنے کو کنارے پر
لشکر کے کرسیان بچھی ہین جملہ سرداران پیش بیٹھے ہین مگر نور الدہر فرما رہے ہین
کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری جو اِسوقت تک پلٹ کر نہین آیا
سکندر ثانی نے ہاتھ اپنا اپنی ران پر پھیرا آہ کرکے کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا
شبرنگ کسی مصیبت مین ہی کہ سامنے صحرا مین دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوے
جاتے ہین نور الدہر نے پلٹ کے جو دیکھا نجم اختر شناس کو اپنے قریب پایا فرمایا
اے نجم سُنا تمنے کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا فرمایا یہ دو جادوگر جو جاتے ہین انکو بلاؤ
اور اِنسے حال پوچھو کہ کہان دوڑے ہوے جاتے ہو نجم وارسطوے ثانی نے
سحر کیا کہ وہ دونون جادوگر خود بخود اِسی طرف آئے نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر
نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کسطرف کو جاتے ہو اُن دونون نے
کہا سامنے جو قریہ ہی وہان کے ہم رہنے والے ہین ابھی ایک خبر پائی ہی کہ طلسم کشا
کا عیار قلعۂ زرنگار پر گرفتار ہوا بہمن کا حکم ہی کہ سب ساحر آکر دیکھین صبح کو وہ
قتل ہوگا بہمن کو بڑا قلق ہی کہ قمقام جادو و اُسکا مدتون کا رفیق تھا اُسکو عیار
نے مارا ابھی منظور ہی کہ خون قمقام کے بدلے مین عیار کو قتل کرین ہم بھی یہ خبر سُنکر

تڑپ کر دیکھنا اک دن نکل جائیگا سینہ سے
بہت مشکل عزیزون کو ہوا ہے تھامنا دل کا

ہمیشہ سرکٹ رہتے ہین یہ شوق شہادت ہے
پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا

کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ
خوشی سے ہے شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا

رہا محروم نظارے سے مجنون ہائے غش آیا
ہوا اسے جبکہ پردہ اُڑ گیا لیلی کی محمل کا

جنون یہ نجد مین کہتا تھا اُلفت اسکو کہتے ہین
دل مجنون نہین نقشہ ہے یہ لیلی کی محمل کا

بہار آئی ہے پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہے
بہت ہی بے طرح ہے رنگ وحشت مین مرے دل کا

ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے ہو استطاعت
الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

اس سازندے نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سکندر جھومنے لگے اور جھوم کے زمین پر جھکے ایک سنگریزہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ ساز کے تارون سے آگ نکلی وہ سازندہ بھی جلنے لگا چارون دیوزاد غرق زمین ہوئے چارون پہاڑون کو سر پر اُٹھایا چارون پہاڑ سر ٹکرانے لگے صبح ہوتے ہوتے ایک ساحر مہیب قوی ترکیب درۂ کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ اے سکندر تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ کہکر جھپٹا کہ پہاڑون کو رو کون سکندر للکار کر اُسکے مقابلے مین آئے اُس ساحر نے نعرہ کیا منم سنگبار آفت خیز سکندر تو ہٹ گئے چارون دیوزادون نے پہاڑ چھوڑ دیے وہ چارون پہاڑ سر پر سنگبار کے گرے کہ استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سنگبار آفت خیز بود اب وہ وقت آگیا تھا کہ

نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا

ہو ذن اذان سے ہوے بہرہ مند
ہوا بانگ اللہ اکبر بلند

لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

سارا لشکر نور الدہر کا شب بھر کمر باندھے کھڑا رہا نور الدہر پشت مرکب طلسمی پر سوار رہے وہ پہاڑ وغیرہ غائب ہو گئے کہین پتھر کا نشان بھی نہ تھا سامنے قصر ہشت پہل معلوم ہوتا ہے برج بارے اسکے مثل سورج کے چمک رہے ہین ہزارہا پریزادین دُر در گوش مرصع پوش چھت پر کھڑی ہوئی کر رہی ہین یا خداوند بقراط ثانی قصر سے نکلے سنگبار آفت خیز مارا گیا بقراط اندر سے نکلا تخت

لاؤ جب نفس ہمارے مرصع پوش کا سامنے بہمن کے آیا دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہے

نظم

طرفہ مستی میں نظر آیا جہان دختِ رز — ہے زمین دور شیشہ آسمان دختِ رز
بزم میں باتیں رہیں دریپرہ وہ ہر میخوار سے — موج ساغر بنگئی گویا زبان دختِ رز
عاشقوں کا دل نشانہ میکدے میں کیوں نہو — تیر ہیں موجیں لب ساغر کمان دختِ رز
کیوں نہ ای پیر مغان مستی میں ہم سجدے کریں — خشت خم گویا ہے سنگ آستان دختِ رز
خم میں ڈالے محتسب نے جبکہ شیشے توڑ کر — نشے میں ہم مست سمجھے استخوان دختِ رز
لے لیے شیشے کے منھ کے ہمنے بوسے شوق میں — مل گیا مجھ مست کو گویا دہان دختِ رز
کام کیا دیر و حرم سے ہے جوانی میں اُنھیں — مست رہتے ہیں گدائے آستان دختِ رز
جب سے پیری آئی میں نے ترک کردی میکشی — اب نہیں گھر میں مرے ملتا نشان دختِ رز
کسقدر فصل بہاری نے دکھایا ہے اثر — واعظوں کی ہے زبانوں پر بیان دختِ رز
کلیاں کرتا ہے مے سے جب ہمارا مست ناز — صاف بجاتے ہیں دندان استخوان دختِ رز
قطرہ قطرہ مے ٹپکتے دیکھکر وقت کشش — یوسف دل نے کہا ہے کاروان دختِ رز
عاشق و معشوق دونوں فصل گل میں ہیں عجب — رتبہ دان میری وہ ہے میں قدردان دختِ رز
دل تڑپتا ہے ملے کیونکر جوانی میں مجھے — طرفہ اسطوت نظر آئی ہے شان دختِ رز

جوش و خروش ہمارے مرصع پوش کا دیکھکر بہمن شعبدہ باز غصے ہوا کہا یارو دیر نہ لگاؤ اسکو بھی قتل کرو جو لوگ ملکہ کے حسن پر مست تھے وہ کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے صاحبو طلسم کشا کیا خوش نصیب ہے کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ملی ہیں اپنے اپنے گھروں کو ویران کر کے لشکر طلسم کشا کو آباد کیا ہے دل تردو منزل طلسم کشا کو شاد کیا ہے اب دیکھو بہمن ایسا ساحر اتنی بڑی سلطنت رکھتا ہے اور کیسی خوشامد کر رہا ہے مگر وہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہے جان دینا گوارا ہے یہ نہیں منظور کہ عصمت میں فرق آئے وہ جو سنتے چلے آتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھا کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید زرنگار نے کہا یارو انصاف سے بولو کہ طلسم کشا کا مثل بھی ہے صورت زیبا اور طلعت

گرد قصر چیخ مار رہا ہی ایک طائر زعفرانی رنگ نے نکلکر شعلۂ جوالہ کے سر پر سایہ ڈالا دوسرے نے
آکر ایک منقار اُسکے سر پر ماری کہ طائر زعفرانی جل گیا وہ خاک سر پر شعلۂ جوالہ کے گری سکندر وغیرہ
نے کچھ اسکا خیال نہ کیا مگر جسوقت سے خاک گری شعلۂ جوالہ یا تو تڑپ رہی تھی بقراط پر طعن و تشنیع
کر رہی تھی یا خاموش ہو گئی ساتھ والیون سے کہتی ہو صاحبو حقیقت مین بقراط ثانی نے بڑا لشکر جمع کیا
خدا ہم سب کو بچائے پروردگار روز سیاہ نہ دکھائے ساتھ والیان کہتی ہین واری طلسم کشا صاحب
تحفہ جات مالک لوح ہی لباس طلسمی زیب جسم مرکب طلسمی زیر ران شعلۂ جوالہ نے کہا صاحبو اگر یہ چیزین
بقراط کو پہونچ جائین تو کیا ہو سب نے کہا حضور یہ ناممکن ہو شعلۂ جوالہ نے کسی کو کچھ جواب
نہ دیا پوچھا ہماری بارگاہ استاد ہوئی کنیزون نے کہا وہ سامنے بارگاہ گلنار آپ کی استاد ہی تشریف
لیجلیے شعلۂ جوالہ ٹہلتی ہوئی پاس طلسم کشا کے آئی کہا اے شہریار براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون کہ
اگر مناسب ہو تو بقراط ثانی سے اصلاح کر لیجیے نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم تم ایسی بات کہتی ہو
یہ ملعون دشمن خدا ہی اسکا قتل ہی کرنا بہتر ہی انشاء اللہ جسدن طبل جنگی بجے گا اُسدن تماشہ دیکھنا
انشاء اللہ تعالے اگر صف مین نہ جا کے اُسکو قتل کیا تو نام اپنا نور الدہر نہ پایا اگر لشکر گران ہی
تو کیا کریگا شعلۂ جوالہ خاموش ہو رہی کہا حضور کو اختیار ہی براہ خیر خواہی عرض کیا آیندہ حضور
مالک ہین سکندر نے قریب آکر نور الدہر سے پوچھا کیون حضور شعلۂ جوالہ کیا کہتی ہی نور الدہر نے
کہا سب طرح خیر و عافیت ہی آپس کے کچھ ذکر تھے سکندر نے کہا اے شہریار اگر بقراط اصلاح کا ارادہ
کرے تو قبول نہ فرمایئے گا نور الدہر نے کہا اے سکندر تم خاطر جمع رکھو مین بے مسلمان کیے اسکو
نہ چھوڑونگا اگر مسلمان ہو گا تو اسکی اصلاح قبول کرونگا سکندر بھی خاموش ہو رہے بقراط ثانی
جو بیٹھا دربار مین اسکے سترہ سو ساحران نامی جمع ہین بقراط نے پکار کر کہا یارو ایک ساحر چاہتا
ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس طلسم کشا کے جائے تحریر جادو کر تاجدار ہی اپنے مقام سے اُٹھا واضح
ہو کر اسکو اپنی زبان درازی پر بڑا ناز ہو کہا یا خداوند جو فرمایئے طلسم کشا سے کلام کر آؤن بقراط
نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے طلسم کشا مناسب یہ ہو کہ کل طلسم پر تمہارا قبضہ ہو گیا اب قصر ہشت پہل
میرے قبضہ مین ہو اور جو اس قصر کے متعلق کے مالک ہین لہذا مجھ سے تعرض نہ کرو کوچ کر کے چلے جاؤ
مین بھی تمھارے ساتھ برائی نہ کرونگا ورنہ وہ جنگ پڑیگی کہ عمر بھر یاد کروگے اتنے مین نے

شرر کے ساتھ مری آہ مین ہی لخت جگر
وہ مستعد ہو مرے قتل پر مبارک ہو
چھپاؤن دل کو کہان اُنکی ترچھی نظرون سے
جو اپنے واسطے سامان عیش مین کرتا
جہان مین ایسے حسین پر ہی شیفتہ سطوت

کہ پھول ہی نہین اس نخل مین ثمر بھی ہی
کھینچی ہو تیغ تو باندھے ہوسے کمر بھی ہی
خدا بچائے کہ تیرون کا رُخ ادھر بھی ہی
بھلا بتاؤ قضا سے مجھے مفر بھی ہی
کہ رشک مہر بھی ہی غیرت قمر بھی ہی

بہمن نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا ہمائے مرصع پوش کو دار پر لٹکایا شبرنگ بن عمرو کو بھی دار پر لٹکایا بارہ ہزار تیر انداز پہلو مین بہمن کے آکر کھڑے ہوے بہمن نے تیر بر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار تیر انداز آمادہ ہو گئے شبرنگ دعائین مانگ رہا ہو کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہمارے آقائے نامدار کی ہمکو صورت دکھا دے یقین ہو کہ موت ہمکو لیکر آئی ہو ہماری جان بچنا دشوار ہو مگر ہمائے مرصع پوش کو جو دیکھا کہ دار پر لٹکی ہو شبرنگ کا کلیجہ مُنھ کو آگیا تڑپنے لگا اور دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے کہ ای خالق کارساز و ای مالک بے نیاز ہمائے مرصع پوش کو بچا لے اس آفت سے نجات دے اسوقت مین مدد کر **نظم**

می کند کلک قدرت تقدیر
آدمی را اشرف تو بخشیدی
مرحمت کردۂ تو انسان را
سرنگون ہر جوان بخاک درت
ذات پاک تو ہست عالم غیب
عرش و فرش و بلندی و پستی

ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
خاک را لطف کردی نور منیر
دولت علم و دانش و تدبیر
سجدۂ عجز می کند ہر پیر
واقف و محرم و علیم و خبیر
یافتہ از تو صورت ہستی

شبرنگ بلک بلک کر دعا کر رہا ہو بہمن بھی کمان کو کھینچ رہا ہو بلکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف صحرا کے دیکھ رہی ہو دل سے کہتی ہو ای ہمائے مرصع پوش اب زندگی مین جمال جہان آرا شاہزادے کا دیکھنا نصیب ہوگا یا نہین لیکن بہمن نے کمان کھینچی بارہ ہزار کمانین کھنچ گئین اور تیر رہا ہوے عقاب تیر پر کھول کر چلے قریب

سوار ہوکے میدان کارزار مین آئے بہمن بن دودہ کئی دن سے میداندار ی کر رہا تھا اور
بہت سے سردار اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے سر میدان آکر اُسکو مارا تو ای تحریر اپنے
قدرت سے کہنا کہ اسکو غنیمت جانے کہ ہم پناہ دیتے ہین ورنہ سب مرحلہ جات ہم طی کر گئے آپکو تجھے
ہین اب سر میدان مقابلہ ہی سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر جھلا کر بول اٹھا کہ ای تحریر جا کر
قدرت سے اپنے کہدینا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سر میدان سمجھا جائیگا مین وہی ہون جسکو تو نے
کئی سال قید رکھا انشاء اللہ سر میدان اسکا معاوضہ کرونگا تحریر یہ سنکر بہت حیران ہوا وہ جو نامہ
بھٹا پڑا تھا وہ اُٹھا لیا اور کانپتا ہوا باہر آیا درگہ سالار نے پوچھا ای نامہ دار کیا کیفیت گذری
نامہ دار نے کہا افسوس کا مقام یہ ہی کہ مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر طلسم کشا نے نہین قبول کیا
یقین ہی کہ لڑائی پڑے سر میدان سمجھا جائے طلسم کشا جنگ پر آمادہ ہین کہ سر میدان مقابلہ ہوگا
درگہ سالار نے کہا کہ جس امر کے لیے تم آئے تھے افسوس ہی کہ وہ مراد نہ پوری ہوئی یہ کہ سنکر
تحریر روانہ ہوا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی بقراط نے کہا خیر ہمنے حل
مشکل کر لی اب طلسم کشا گرفتار ہوکر آیا چاہتے ہین مین تدبیر کر چکا ہون مجکو منظور یہ ہوا تھا
کہ اگر وہ اصلاح قبول کرین تو مین سحر اُتار لون جو انتظام سوچا ہی وہ نہ کرون اب وہ انتظام
کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی ہرکارے جو امر جاسوسی پہ لگے ہوے
تھے بخدمت نور الدہر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی
کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی
بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب
وہ وقت آیا کہ

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

نور الدہر سو کر اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی در دولت

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سامنے ہمارے مرصع پوش کے آئے دست بستہ آکر کھڑے
ہوئے کہنے لگے اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو کچھ حکم ہو وہ بجا لائیں آپ کی اطاعت
سے سر نہ اٹھائیں ملکہ نے اشارہ کیا کہ ان بیچاؤں کو قتل کرو آپس میں لڑو بھڑو یہ سنکر
ساحر بہ جوش و خروش لڑنے لگے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹے قتل کرنے لگے ایک طرف سے
سکندر ثانی بھی سحر کر رہے ہیں ساحر دیوانہ وار وحشی مثال لڑ رہے ہیں کہ صحرا
سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ نجم اختر شناس کاہن زبردست اڑتا ہوا آتا ہے کہ
دوسرے پہاڑ سے حکیم ارسطوئے ثانی کا نعرہ ہوا ان دونوں نے جو آکر دیکھا
کہ بادشاہ ہمارہ لڑ رہا ہے اور ہمارے مرصع پوش مجمع میں ساحروں کے گھری ہیں
آتے ہی دونوں نے سحر کیے کئی ہزار جادوگر مارکر گرا دیے ہمارے مرصع پوش نے
جو ساحروں میں گھری تھی آواز دی اے سرداران طلسم کشا کیا کہنا تمہارے ہی آنے کی
دیر تھی خوب وقت پر آئے مگر اسوقت پروردگار ہمارے آقائے نامدار کو بھی
پہونچائے ملکہ یہ دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہمن وغیرہ نے دیکھا
کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی **نظم** از دامن دشت کوہ اورنگ +
گردے برخاست توتیا رنگ + از دامن دشت آن غباری + رخسارہ نمود
شہریاری + دیکھا سب نے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار
فوج بے حساب پشت پر نعرے کرتے ہوئے آتے ہیں سکندر نے دیکھکر آواز
دی اے ملکۂ عالم آقائے نامدار بھی آپہونچے ہمارے مرصع پوش نے جو دیکھا
خوش ہو گئی شکر پروردگار کرنے لگی نور الدہر نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے
سے اتاری دس لاکھ کمانیں کاندھوں سے اتریں دس لاکھ تیر کمانوں سے رہا
ہوئے سینوں پر کافروں کے جا جا کر پڑے توڑ کر پشتوں کو پار گذر رے ساحر
مرکر گرے لاشوں کے انبار ہوئے ساحروں کو مارکر شاہزادہ نور الدہر طرف
بہمن شعبدہ باز کے چلے بہمن نے جو دیکھا کہ نور الدہر میری طرف آتے ہیں
گھبرا گیا اور اپنے بھائی سے جو افسر فوج ہوا اور اسکا بھی نام زرنگار ہو کہا بھائی بھاگو

تلوار گری سپر کو کاٹ کر جو گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دوسرا پہلوان نکلا ساران دود کش
پھر کامل لڑا نورالدہر نے اسکو بھی مارا سات پہلوان مقابلۂ نورالدہر مین آئے اور ہاتھ
سے اُس شیر بیشۂ جرأت کے مارے گئے بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا تاجدارون سے کہتا تھا
کہ آج وہ معرکہ ہوا کہ میرا قلب کانپ گیا ان پہلوانون کے نام فتح لکھی تھی مگر معلوم ہوتا ہی ابھی سحر
پختہ نہین ہوا جسدن سحر پختہ ہوجائیگا اُسدن شعلۂ جوالہ کام کریگی کہ دیکھنے والے حیران ہوجائینگے
مگر مین نے یہ معاملہ ملکہ پیکان کمان کش کے سپرد کیا ہی یہ کہتا ہوا طبل امان بجوا کر پلٹا سردار
رنگ جنگ نورالدہر دیکھکر دنگ ہوگئے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ قدرت
نے کیا تجویز کیا ہی کون صورت فتح کی نکلے گی بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہتا ہی یارو جو کچھ ہوگا
دیکھ لینا پیکان کمان کش وہ ساحرہ ہی کہ سحر کو اُسکے دیکھنا سحر اُسکا کلیجہ مین اُترجاتا ہی وہ
کار نمایان کرے کہ ہر ایک کو حیرانی ہو طلسم کشا کو مثل زلف پریشانی ہو وہ معرکہ پڑے کہ سکندر
ثانی حیران ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند معیار چوب گردان
تین لاکھ فوج سے آیا ہی کہتا ہی میرے نام پر طبل جنگی بجے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگا چیر پھاڑ کر اُنکو
پھینک دونگا کہ معیار خود حاضر ہوا سجدہ کرکے عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی
بجوائیے بقراط نے نام پر معیار کے فوراً طبل جنگی بجوایا شبرنگ دوڑا ہوا سامنے شاہزادۂ
نورالدہر کے آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ✤ گل چرخ تابد چو
روشن چراغ ✤ نگین سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✤ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن
کو سوز و گداز ہو بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی معیار چوب گردان نامے پہلوان آیا ہی اُسکے
نام پر طبل جنگی بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دوبالا کرے
نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکروں
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان
کارزار مین بہ قاعدۂ قدیم آئے صفین آراستہ ہوئین معیار چوب گردان نے گینڈا اپنا
بڑھایا بقراط سے اجازت لیکر میدان مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان واے
زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مین وہ شخص ہون کہ جس معرکہ مین گیا فتحیاب رہا کبھی کسی سے

عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی — تیر قزہ چلا کے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا مین منھ کا ہین ہو گیا گمان — جھالے جو پینے زلف کے پاس اُسنے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع ترا جوے آب ہی — دیکھی نہین ہی ایسی طراوت زبان مین

زرنگار جنگل مین پہونچا درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے ہاتھ زرنگار کا پکڑ لیا کشان کشان درۂ
کوہ مین لیگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کُشتی مرا نام من زرنگار جادو بود بہمن نے سر اپنا
پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا میرا معین مارا گیا مین یہ سمجھا تھا کہ زرنگار کو واسطے قتل کے لیے جاتا ہی
ورنہ روک لیتا کیا مجال تھی جو لیجاتا ساحرون نے کہا حضور بد اقبالی ہمکو اور آپکو گھیرے ہوے ہی
فوج طلسم کشا کس زور وشور سے لڑ رہی ہی لاکھون کا کھیت ہوا دیکھیے سب بڑھتے چلے آتے ہین
یہ لوگ کسی کے روکے سے نہ رکین گے غتیس شاہزادیان کس زور و شور سے لڑ رہی ہین لاکھون
ساحر دیوانے ہوگئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپ ان سحرون کو توڑ دیجیے
بہمن نے دیکھا سامنے سے کئی ہزار ساحر بلبلاتے ہوے آتے ہین کسی کی زبان پر نام شعلۂ جوالہ
کا ہی کوئی نام ہمارے مرصع پوش کا لیتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا قول ہی کہ گرداب کشتی نشین
پر ہماری جان جاتی ہی بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ابر سحر برسایا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوش مین آگیا سکندر
نے دیکھا کہ کئی ہزار ساحر یا تو بدحواس ہو رہے تھے یا ہوش مین آگئے پشت پر بہمن کی جمع ہوگئے
کہتے تھے اپنے افسر کو بچائین بہمن سحر کرنے لگا جب سحر کرتا ہی ہزار دو ہزار پر سے سحر اُتار دیتا ہی
تھوڑے ہی عرصے مین سب ساحر راہ پر آگئے سکندر نے للکارا کہ او بہیا آہن سرد را کوفتن چہ
فائدہ دارد یہ کہکے کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو اُڑا کے سحر کیا کل لشکر پر منھ برسنے لگا
جسپر قطرہ پڑا وہ پھر دیوانہ ہوگیا لاکھون جادوگر خاک اُڑانے لگے غل مچاتے پھرتے ہین ہر ایک کا
قول ہی کہ یارو بہمن کو قتل کرو کہ مہلت پاؤ ایسا نہو کہ یہ بچیا لڑوا کر قتل کرائے اب بہمن اپنے ساتھ
والون سے بھاگا سکندر نے للکارا کہ او بہیا کہان جاتا ہی ہم تیری فکر مین ہین بہمن نے چاہا کہ
نکل جاؤن جسطرف بھاگا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے ہی دوسری طرف بھاگا دیکھا اسقدر درخت
جنگل مین ہین کہ راستہ بند ہی تیسری طرف چلا اُس طرف دیکھا کہ شیر و گرگ چلے آتے ہین اب تو گھبرا گیا
چوتھی طرف پلٹا دیکھا طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین تیغۂ طلسمی ہاتھ مین جرأت بات بات مین

رکھے ہین ہمائے مرصع پوش خاموش ہو رہی شب کو جو سوئی وہان بقراط نے ایک دستک دی
ایک طائر سبز رنگ آیا کہا جاکر شعلۂ جوالہ کو بلا لا وہ طائر اُڑتا ہوا خیمۂ شعلۂ جوالہ مین آیا سرہانے
بیٹھکر کچھ آواز دی شعلہ نے سر اُٹھاکر طائر کو دیکھا طائر نے مُنھ پر مُنھ رکھدیا مثل انسان کے کہا
کہ آپ کو خداوند نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ اُٹھی اور اُسی طائر کی پشت پر سوار ہوئی وہ طائر لے اُڑا
بارگاہ مین بقراط کے لایا بقراط نے جو شعلہ کو دیکھا اپنے تخت سے اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم آئیے
مین آپ کا مشتاق تھا شعلہ نے کہا یا خداوند سب کام کرلیا ہی اب حکم کی دیر ہی بقراط نے پوچھا
تحفہ جات کہان ہین شعلہ نے کہا میری بارگاہ مین صندوق مین بند ہین مین نے سب چیزین
قبضے مین کرلین بی ہمائے مرصع پوش نے پوچھا تھا مین نے کہدیا کہ میرے پاس ہین بقراط
نے کہا مین طلسم کشا کو بلاتا ہون تم اُن تحفہ جات کو لے آؤ شعلہ اُسی طرح طائر پر سوار ہوکر گئی
اشیاے مذکورہ لاکر بقراط کو دیدے بقراط نے پکار کر آواز دی ای علامۃ النسرین عذار جلد
آکر حاضر ہو یہی وقت ہی یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا ایک تخت ہوا سے اُڑتا ہوا آیا علامہ بصد شوکت
بیٹھی ہی پہلو مین ایک مہ پارہ سیمین عذار برق رخسار کبک رفتار شیرین گفتار ہی بقراط نے گھبرا کے
پوچھا ای علامہ یہ مہجبین کون ہی علامہ نے ہنسکر کہا قدرت نہین پہچانتے شمیمہ لالہ عذار آپکی کنیز ہی
عمر بھر مین یہی تو ایک بیٹی نصیب ہوئی تمام شعبدے اپنے اسکو تعلیم کیے اسطرح کا سحر کرتی ہی کہ تارے
آسمان کے توڑ لائے آفتاب و مہتاب زمین پر کھینچ لائے اسکے دام زلف سے رہائی غیر ممکن ہی جسنے
دیکھا دیوانہ ہوا لاکھون کو اسنے مارا سب کا خون اسکے سر پر ہی دیکھیے آنکھین سرخ ہو رہی ہین اگلی
مرتبہ میدان مین یہی جائیگی یہ شاہزادیان جو شریک طلسم کشا ہین جب نگاہ ڈالیگی وہ دیوانی ہوجائیگی
اُسی حال مین یہ گرفتار کریگی پھر نہ سنبھلنے دیگی بقراط بہت خوش ہوا دل مین تھا کہ اپنے واسطے کہون
کہ ای علامہ اسکو بخدمت قدرت چھوڑ دو ہم اسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے مگر پھر خیال کیا کہ
ابھی اس سے مطلب ہی شاید آزردہ ہوجائے بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر خاموش ہو رہا
کہا ای علامہ تحفہ جات تو میرے پاس پہونچ گئے اب نور الدہر کو اُٹھا لاؤ یہ کہکر علامہ تڑپ کر
بلند ہوئی آسمان پر جاکر زمین پر آئی دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی یہان وہ وقت ہی
کہ طماس سر نور الدہر آغوش مین لیے بیٹھا ہی جب دوپہر شب گذری تو سکندر نے کہا ای طماس

کج ادائی سے کیا کرتے ہو عشاق کو قتل
خنجر ہمراہ ہین آئے ہو عیادت کے لیے
قد موزون پہ نہ قمری کہین عاشق ہو جائے
رحم لازم ہو تمھین یار کہ ہون زار و نحیف
کیا مری آہ رسا نے ہو دکھائی تاثیر
غیر کے کہنے سے کیا آگیا ہو دل مین غبار
نہ خطا مین نے کوئی کی نہ کیا مین نے گناہ
تمنے تو کھائی تھی اغیار سے ملنے کی قسم
مین فقیر آپ کا ہون کام نہین شاہی سے
فرقت ساقی مہرو مین ہو نفرت دل کو
روز کہتے ہو یہ مجھسے کہ مرے گھر سے نکل
میرے کہنے سے نقاب اُلٹو جہان ہو روشن
کیا کسی عاشق گیسو کے ہو مرنے کا ملال
زندگی بھر تو جنون نے مجھے عریان رکھا
جسکو دل مین نے دیا جان بھی دی خوش ہوکر
اُسکی فرقت مین زمین چاہیے پڑ رہنے کو
ظلم جو مجھپہ وہ کرتا ہو اُٹھاتا ہون مین
یار تک خود خط شوق اُڑ کے پہونچ جائیگا
شکر کرتا ہون توکل مین سدا ای سطوت

عارضی حسن پہ تم آپ سے باہر کیون ہو
تم لگاتے دل بیمار پہ نشتر کیون ہو
تم خرامان نہ ہمشاد و صنوبر کیون ہو
شکل دکھلاؤ پھراتے مجھے دردر کیون ہو
ہاتھ کو دیر سے رکھے ہوے دلپر کیون ہو
بے سبب مجھسے مری جان مکدر کیون ہو
خود بخود مجھسے خفا ای مرے دلبر کیون ہو
سامنے میرے بلاتے اُنھین دلبر کیون ہو
تاج کیا چیز ہو ممنون مرا سر کیون ہو
آشنا لب سے ہمارے لب ساغر کیون ہو
جان جان تمسے جدا عاشق مضطر کیون ہو
منھ چھپائے ہوے تم ای مہ انور کیون ہو
تم پریشان کیے زلف معنبر کیون ہو
قبر پر بعد فنا پھولون کی چادر کیون ہو
پھر عزیز اُس سے محبت مین مجھے سر کیون ہو
چین سے کام نہین حاجت بستر کیون ہو
پھر خفا مجھسے مرا یار ستمگر کیون ہو
دل بیتاب پہ احسان کبوتر کیون ہو
گو گنہگار رہون کم رزق مقدر کیون ہو

شب بھر یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہو صدا ے مرغ سحر آرہی ہو گل شاہزادیان بیٹھی ہین چہرے آفتاب عالمتاب ایک ایک حور وش لاجواب نجم اختر شناس نعمان گوہر پوش کو دیکھ رہا ہو کہ چہرہ خجلت دہ مہتاب دونون عارض گل گلاب کہ یکایک افسران فوج باہر سے جیتے ہوے آمئے اور کہا ای شہر یار عجب معرکہ گذرا یہ صحرا جو سامنے ہو اُسمین نخل بہت تھے رات بھرمین

اپنا کام کر لیا ارسطوے ثانی نے کہا ای شہنشاہ مین روز اول سمجھ گیا تھا کہ شعلۂ جوالہ پر کوئی اُفتاد پڑی ہی وہ اب ظاہر ہوا سارے لشکر کو خبر ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سب افسران فوج اپنے اپنے مقام پر گئے تھے یاس و غضب ہوا یہ بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ شعلۂ جوالہ ہوش مین نہین ہی سحر مین مبتلا ہی جب تو اُسنے تحفہ جات دیدیے سکندر نے جو یہ ذکر سُنا سرداروں کو منع کیا کہ یہ ذکر نہ کرو ایسا نہو کہ وہ اور زیادہ کچھ فساد کرے اور خفا ہو کر چلی جائے تو زیادہ مشکل ہو گی سب لشکر مین تہلکہ پڑا ہوا ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے اسکندر نے سب کو تسکین دی کہ یارو نہ گھبراؤ پروردگار مالک ہی وہ معین مدد کریگا انجام بخیر ہو گا یہ کہکے سب کو سمجھایا کل سردار خاموش ہوے لیکن سب کو تردد ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہو وہان بقراط بیٹھا تھا کہ علامہ آکر پہونچی نورالدہر کو پیش کیا بقراط نے حکم دے کر آہنگرون کو بلایا جسم پر نورالدہر کے قید آہن و قید سحر آراستہ کی قیدخانہ مین نورالدہر کو بھیجا سب تحفہ جات اپنے ہی پاس رکھے کہتا ہی کہ اب مجکو کسی کا اعتبار نہین ہی مگر دختر علامہ جمال نورالدہر دیکھکر بہت بیقرار ہوئی اور مان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی تمام باغ خار خار معلوم ہوتا ہی سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے کہا واری ہم حضور کو بہت متردد پاتے ہین ہمسے تو حال بیان کیجیے کہ اسوقت مزاج کیسا ہی شمیمہ لالہ عذار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو میرا یہ حال ہی کہ دل بیقرار ہی **نظم**

ابر آیا تو عجب عید ہی میخوارون مین
لو مبارک ہو بہار آئی ہی گلزارون مین

اسقدر ظلم و ستم خوب نہین عاشق پر
آپ ہو جائینگے مشہور ستمگارون مین

اس زمانے کے عزیزون مین نہین ہی اُلفت
ہی اگر کچھ تو محبت کا مزہ یارون مین

ہین رقیبون پہ سدا لطف و عنایات و کرم
اک ہمین ہین فقط ای جان گنہگارون مین

کھوٹے دامون بھی کوئی تمکو نہ پوچھیگا یار
رشک یوسف ہو پھرو روز نہ بازارون مین

محفل وعظ سے کیا کام ہمین ای واعظ
زندگی اپنی بسر کرتے ہین میخوارون مین

بلبلین ہر ورق گل پہ رقم کرتی ہین عشق
شکل خامہ ہی اسیوجہ سے منقارون مین

گر ابھی تو نگہ لطف و کرم سے دیکھے
جان آجائے مسیحا ترے بیمارون مین

مثل فرہاد ترے عشق مین سر کو پھوڑا
دل کی وحشت جو کبھی لگئی کہسارون مین

کے پھینک دو ایک ایک دیو ایک ایک پہاڑ کی جانب چلا قصد کیا تھا کہ غرق زمین ہو کر چارون پہاڑون کو سر پہ اُٹھالین کہ یکایک اُنھین پہاڑون سے چار جوان خوشرو تیغہ ہاے برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے نکلے اور آواز آئی کہ ای شہنشاہ ہمکو شرم آتی ہو کہ آپ کا سحر باطل کرین مگر آپ نہین مانتے ہم مجبور ہین لیکن یہ چارون دیو اُن چارون جوانون پر جا پڑے اور چاہا کہ چنگل مار کر چارون کو کھالین کہ اُن چارون نے نام بقراط ثانی کا لیکر تلوارین چمکائین عکس جو تلوارون کا اِن دیوزادون پر پڑا قد اِنکے چھوٹے ہونے لگے تھوڑے عرصے مین وہی دو دو ہاتھ کے تیلے تھے اُن چارون جوانون نے اِن چارون کو چورنگ کیا کہ اندر سے درہ ہاے کوہ کے ایک آواز خوشنما ایسی آئی کہ جس سے یہ اشعار عاشقانہ پیدا تھے

نظم

بے سمجھے عاشق مژہ یار ہو گیا — یہ تیر ہاے دل سے مرے پار ہو گیا
منہ رکھکے چشم یار پہ غش آگیا مجھے — نرگس کا پھول سونگھ کے بیمار ہو گیا
صحت ابھی مجھے ہو دکھا شکل ای مسیح — فرقت مین تیری صاحب آزار ہو گیا
اِن گلرخون کے عشق مین کھائے ہین اتنے داغ — سینہ ہمارا غیرت گلزار ہو گیا
عاجز ہوے طبیب نہ سوجھی کوئی دوا — ایسا مین تیرے ہجر مین بیمار ہو گیا
بے اذن ہر جو مصحف عارض کو چھو لیا — گیسو لٹک رہا ہو گنہگار ہو گیا
دیکھے جو پھول سے ترے رخسار باغ مین — بلبل کی آنکھ مین گل تر خار ہو گیا
قاتل نے بہر قتل جو تلوار کھینچ لی — عاشق بھی جان دینے کو تیار ہو گیا
سودا آگیا فساد مشاد ردسر گگیا — قاتل کو دے کے سر مین سبک بار ہو گیا
وہ مہروش جو ہو کے خفا اپنے گھر چلا — دن ہجر کا نظر مین شب تار ہو گیا
اُلجھن بڑھی قرار نہ آیا کسی طرح — زلفون مین اُسکی دل جو گرفتار ہو گیا
دعویِ بے مثالیِ صورت جو مٹ گیا — وہ آئینہ کی شکل سے بیزار ہو گیا
روئے مرے جنازے پہ آتا جو آئے وہ — چلنا بھی دو قدم اُنھین دشوار ہو گیا
حسن بتان کو دیکھ کے یاد آگیا خدا — غفلت بڑھی جو عشق کی ہشیار ہو گیا
آخر کو زہر کھالیا سطوت نے ہجر مین — اس درجہ اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

اور یہ بھی سب جانتی تھین کہ علامہ بلاے روزگار ہی یہ اونا سا اُسکا سحر تھا کہ شعلۂ جوالہ کا دل
اُلٹ دیا ہرچند کہ وہ عاشق جمال طلسم کشا ہی حسن مین بھی یکتا ہو مگر ایسی بدحواس ہوئی کہ تحفہ جات
لاکر دیدیئے اور اب آمادہ ہو کہ لشکر طلسم کشا کو برباد کرد ون یقین ہو کہ اب کوئی سحر لشکر پر کریگی مگر
سکندر ثانی ایسا کامل و اکمل اُنکے لشکر کا بادشاہ ہی کہ وہ سحر کو روک لیگا تو صاحبو بتاؤ مین کیا
کرون سب نے کہا کہ واری ہماری صلاح یہ ہو کہ لبقراط سے محبت کیجیے اور کسی تدبیر سے تحفہ جات
لیکر طلسم کشا کو پہونچایئے شمیمہ نے کہا پہلے اسکی تدبیر بتاؤ کہ شعلۂ جوالہ کو روکو ن ایسا نہو وہ لشکر
تباہ کردے تو باعث خرابی ہوا ایسے عظم و شان سے لشکر طلسم کشا آیا کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے
بقراط کو بھی خوف پیدا ہوا اگر یہ لشکر تباہ ہو گیا تو پھر یہ سامان طلسم کشا کو ممکن نہو گا سب نے
کہا ہم جاکر خبر لاتین شمیمہ نے کہا بوا مین تم سب کی کنیز ہون اس مقدمہ مین کوشش کرو جو کہو مین دینے کو
موجود ہون سب نے کہا واری ہماری جان آپ کے ساتھ حاضر ہی روپیہ کا ہمکو لالچ نہین ہی
گلنار نامے کنیز اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین جاکر لشکر کی خبر لاتی ہون ملکہ نے موتیون کا مالہ
گلے سے اُتار کر گلنار کو پنہا دیا اور کہا کہ ای گلنار جلدی جاؤ خبر لیکر آؤ دیکھو لشکر پر کیا گذری گلنار
پر پرواز پیدا کرکے چلی یہان لشکر طلسم کشا مین ہنگامہ ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی مگر سکندر ثانی
نے سب کو تسکین دی ہی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا ہی مگر نجم سے کہ رہا ہی کہ بی شعلۂ جوالہ کی خبر لو نجم
نے کہا حضور جو حال ہو گا وہ کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ وہان شعلۂ جوالہ اپنی بارگاہ سے نکلی ایک نخل
پر آکر بیٹھی سحر کرنے لگی سامنے ایک پہاڑ تھا سحر کرکے اُسکو اُڑایا وہ پہاڑ آسمان پر آیا ہوا نور
سے چلی سنگ ہاے کلان گرنے لگے جب ہزار دو ہزار کے سر پھٹے تو لشکر مین فریاد کی صدا
بلند ہوئی گلنار اسی وقت آئی تھی یہ ماجرا دیکھکر پلٹی آکر شمیمہ سے کہا کہ واری لشکر پہ پتھر برس
رہے ہین شمیمہ اپنے مقام سے اُٹھی ایک کوٹھری کھولکر چند پتلے فولادی نکالے جھولی مین ڈالکر
چلی مگر شعلۂ جوالہ سحر کرکے اپنی بارگاہ مین آبیٹھی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہو کہ رات بھر مین
لشکر تباہ ہو جائیگا کوئی خرد و کلان امان نہ پائیگا جب لشکر مین غلغلہ ہوا چند ہرکارون نے سکندر
کو خبر دی کہ حضور لشکر پہ پتھر برس رہے ہین سکندر نے کہا ای نجم تمنے دیکھا جو مین کہتا تھا وہی
پیش ہوا مگر ابھی نکلکر اس سحر کو مٹاتا ہون یہ کہکے سکندر باہر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ وسط آسمان پر

سکندر نے جواب دیا تو اسی لائق ہی یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے تھام لون کہ وہ چارون پریزادین ہان ہان کرکے لپٹنے لگین سکندر کے ہاتھ مین کڑا آہن کا تھا وہ کڑا ہاتھ سے نکالکر ایک پریزاد پر کھینچ مارا اُس پریزاد کا سر پھٹا دوسری نے بڑھکر چاہا کہ سکندر کا ہاتھ تھام لون سکندر نے ایک لات ماری اُسکی ہڈیان ٹوٹ گئین تیسری نے زلفون کا کوڑا بناکر چاہا کہ سکندر پر مارے سکندر نے زلفین تھام کر ایک جھٹکا مارا اور اُسکا سر کھینچ لیا چوتھی چیخ مارکر بھاگی وہ معشوقہ تخت نشین ہاتھ باندھکر اُٹھی کہا ای شہنشاہ مین وہی کنیز ہون اِن شغلون نے جیسا کیا ویسا پایا سکندر نے کہا تخت سے اُٹھ یہ کہکے بال پکڑے ہوئے کشان کشان اُس قصر سے لیکر نکلے تھے کہ پہلوے قصر سے ایک زنگی نکلا اُسنے سکندر پر ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے اُس نازنین کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیا اور زنگی پر کھینچ مارا دونون کے استخوان چورچور ہوگئے وہ قصر گرا زمین کانپنے لگی سکندر نے ہڈیان اُس نازنین کی لیکر اُن چارون پتلون کے عضوہاے پارہ پارہ پر مارین کہ وہ چارون پتلے پھر زندہ ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصے مین بڑے بڑے دیو بنکر تیار ہوے وہ چارون سکندر کو دعائین دیتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ نے ہم مُردون کو زندہ کیا ہم ممنون احسان ہوے جو حکم دیجیے وہ بجالائین سکندر نے وہی حکم دیا کہ ان پہاڑون کو اُٹھاؤ چارون پتلے غرق زمین ہوے چاہتے ہین کہ پہاڑون کو اُٹھالین کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای عفریتان خونخوار دیکھو تو کون آتا ہی اُن چارون نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ پہلوے کوہ سے ایک سازندہ سارنگی بجاتا ہوا اور یہ اشعار گاتا ہوا پیدا ہوا

النظم

کہون کیا ہمدمو ہی عشق اک لیلی شمائل کا ‖ عجب ہی اندلون کچھ حال اپنی وحشت دل کا

چلا سینہ سے اُنکے گیسوون مین جب کہا دل نے ‖ بہت ہون ناتوان دشوار طی کرنا ہی منزل کا

وہ بیکش ہین حسن رہیگی روح بھی حسرت بعد مرنے کے ‖ مرا ساقی اگر ہوئے گا ساغر مری گل کا

ہدف تیر نگہ سے کر کے منہ پھیرا استمگر نے ‖ نہین دیکھا گیا اُس سے تڑپنا جب مرے دل کا

ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکہ ‖ ہوا انکو مبارک ای صنم لینا مرے دل کا

کبھی آیا نہ وہ عیسی لحد پر فاتحہ پڑھنے ‖ ستم ہی بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا

کیا تھا امتحان ہم و نازل جب تیر مژگان کا ‖ بتایا اُس کمان ابرو نے تھا تودہ مر دل کا

جاکر آفت برپا کرتا ہون وہ رنگ جماؤن کہ طلسم کشا کو یہان تک آنا دشوار ہو اسی رنگ
مین سب کو پکڑ لاؤن گا اور اُن چاروں شاہزادیون مین جسکا نام وحید نغمہ پیرا ہی
اور وہ سب مین زیادہ حسین ہو ای ملکۂ عالم وہ تو میری منسوبہ ہو اُسکو ضرور لاؤنگا یہ
کہکے اُٹھا برائے انتظام طلسم کشا چلا راہ مین آکر ایک قلعہ بنایا اسرار دیوانہ
کہ نہایت زبردست ہو اُسکو طلب کیا بلاکر کہا ای اسرار دیوانہ مقابلۂ طلسم کشا مین
جائیگا اسرار نے کہا ای افسر جاکر چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے چیخ ماری کئی ہزار دیوانے
صحرا سے آکر موجود ہوے اُنکو ساتھ لیکر زنجیر مین ہلاتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا
یہان طلسم کشا فروکش ہین اور ارادہ ہو کہ مرحلے پر جاؤن کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور
عرض کی کہ ای شہریار ایک دیوانہ حضور کے مقابلے مین آیا ہو نورالدہر نے فرمایا کہ
دریافت کرو اُسکا نام کیا ہو شبرنگ تو برائے دریافت چلا مگر اسرار دیوانہ ادھر
اُتر رہا تھا یکایک وحشت ہوئی چوبدست تولی دیوانون کو آواز دی دیوانے سامنے
آئے سب کو لیکر چلا کہتا ہوا کہ سامنے لشکر دشمن اُترا ہوا ہو اور مین جین کردن بہ
کہتا ہوا چلا لشکر پر نورالدہر کے آپڑا اُسوقت لشکر نورالدہر تیار نہ تھا اہل لشکر
اپنی اپنی جگہ پر تھے قتل ہونے لگے طہماس کہ اپنے خیمے مین بیٹھا تھا اپنے مقام سے
اُٹھا ساطور اُٹھا لیا اُسوقت یہ سوچا کہ دیوانہ لڑرہا ہو جو سامنے آیا اُسے قتل کیا
اور چوبدست اِسکی جسپر پڑی وہ برابر ہو کر رہگیا طہماس نے للکارا کہ او دیوانہ
بھول کہان جاتا ہو دیوانے کو جو للکارا دیوانہ پلٹ پڑا طہماس کو سنبھلنے نہ دیا ایک
چوبدست لگادی طہماس پر جو چوبدست پڑی طہماس لڑکھڑا کر گرا دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا طہماس کو اُٹھا لیا اور لے بھاگا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ طہماس کو دیوانہ
لیے جاتا ہو نورالدہر تیغۂ طلسمی پکڑ کر اُٹھے سب سردار ساتھ اُٹھے مگر نورالدہر کو خبر
اُسوقت ہوئی کہ جب دیوانہ نکلگیا لشکر مین آکر دیکھا کہ کئی ہزار لاشے پھڑک رہے
ہین نورالدہر کو بڑا قلق ہوا فرمایا مرکب لاؤ سردار سب کھڑے ہین نورالدہر کو
بہلا رہے ہین مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت بگڑے ہوے ہین کہتے ہین

پر سوار ہوا وسط لشکر مین ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی گرد اُس بارگاہ کے بائیس لاکھ ساحر
فروکش ہوے نور الدہر نے اُسی طرح لشکر کو لیکر سکندر کو تخت پر سوار کر لیا نجم و ارسطو وغیرہ
ہنس و مرغہاے زرین و اژدہاے فیل سر پر سوار ہو کر چلے لکہ ہاے ابر آسمان پر برنگہاے
مختلف یعنے سرخ و سبز و زعفرانی و سیمابی و طلائی چھائے ہوئے ہین رعد کی گرج برق کی چمک کسی بر
سے مینہ برس رہا ہی کسی سے بارش آتش اژدہاے کلان تلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین بیادران
نامی و پہلوانان گرامی پشت ہاے مرکب پر سوار عقب طلسم کشا سات سو نقارہ گڑگڑاتا ہوا تعقیب
کئی سو زربفتی جوڑے پہنے ہوے آگے آگے لشکر کے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوے چلے
آتے ہین بقراط دربارگاہ پر کھڑا ہوا آمد لشکر طلسم کشا دیکھ رہا ہی کہہ رہا ہی اس لشکر کو آنے
تو دو یون مٹادون کہ کسی کا نام نہ باقی رہے نور الدہر بن بدیع الزمان کرو فر مذکور سے
مقابلہ بقراط مین آکر اُترے نازنینان مہجبین مین شعلۂ جوالہ سب کے آگے بڑھی ہوئی
تھی اہتمام کرتی ہوئی اور پکارتی ہوئی کہ او بقراط اس فوج کثیر پر گھمنڈ نہ کرنا طلسم کشا ایسا
شیر دلیر ہی کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے ساحران نامی کو للکارا
سوچ اور خیال تو کر کہ جو شاہان مغرور تھے وہ کیا ہوے جو اپنے نزدیک صاحب تخت و
تاج تھے وہ دو گز کفن کو محتاج رہے ذرا بہ نگاہ غور ان اشعار کو سُن لے پھر سمجھے اطاعت
و غیر اطاعت کا اختیار ہی سوچ تو سہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان کیا ہوے مجبور و ناچار
عیش دنیا کو چھوڑ کر مرے پیوند خاک ہو گئے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہمنے دیکھا — ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

شعلۂ جوالہ نے بڑھ بڑھ کے یہ اشعار پڑھے بقراط ثانی نے خود سحر کیا ہی کہ ہزار ہا طائر

اُس حور کا وصال میسر ہو گیا مجھے
مجھکو بھی بعد غیرت نشاۃ بنائیے
اِس تیغ سے تو قتل نہ ہونگا مین نیمجان
بولے سوال وصل پہ مجھکو لگا کے تیغ
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کسطرح

تدبیر اور نہ چیز ہی تقدیر اور نہی
ترکش مین آپ کے ابھی اِک تیر اور ہی
ہمراہ آپ کے کوئی شمشیر اور نہی
یہ تو فقط جواب تھا تغزیر اور نہی
دام اور نہی وہ زلف گرہ گیر اور نہی

شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین آوارہ مزاج اشعار مذکورہ گاتی ہوئی آتی ہو شبرنگ نے جو اُسکی صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا قریب اُس نازنین کے آیا اُس نازنین نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہو شبرنگ نے اپنا اصلی نام بتایا نام سُنتے ہی اُس نازنین نے کہا میرے ساتھ چلو شبرنگ اُس نازنین کے ساتھ ہوا تھوڑی دور جا کر ایک باغ ملا اُس باغ مین شبرنگ داخل ہوا پھولون کی بو جو دماغ مین آئی اور زیادہ ہوش اُڑے ایک نخل کے نیچے جو شبرنگ پہونچا ایک طائر نے آواز دی کہ وہ آپہونچا اُسی نخل کی بیخ سے ایک زنگی نکلا اُسنے شبرنگ کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین شبرنگ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے پھر رہا ہو کہ شبدیز ٹہلتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان باغ اسکی حفاظت کرنا شبرنگ تو اِس بلا مین مبتلا ہوا مگر ایرج نوجوان کہ صحرا ئے پرخار مین فروکش ہین لشکر گران ساتھ ہو کہا ای شاپور خبر تو لاؤ کہ اب قصر ہشت پہل کتنی دور رہی شاپور تلاش مین قصر ہشت پہل کی نکلا اُسی صحرا مین پہونچا پھرتا ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا نئی بات ہو کہ شبرنگ مقید باغ مین پھر رہا ہی ہر چند کہ قید ہی مگر خوش وخرم گل و غنچے کو دیکھکر ہنس رہا ہی شاپور سوچا کہ کسی کے شعبدے مین پھنسا ہی اگر اِسکو رہا کیا تو میرے آقا کا نور الدہر پر احسان ہوگا یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ نخل سے ایک طائر اُترا زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا شاپور نے ایک جادوگر کی شکل بنکر اُس سے ملاقات کی کہا کیون بھائی اِس عیار کا کیا انجام ہوگا ابتو یہ قید ہی اُس ساحر نے کہا ای بلاکش

سحر نہین کیا اب سحر کرونگا سکندر کی کیا مجال ہی کہ میرے سحر کا جواب دے سکے ایک شعبدے مین
دیوانہ کردونگا مذہب کی فکر نہ کرو جو جسکا مذہب ہی وہی رہیگا تحریر جادو یہ نامہ لیکر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ طلسم کشا دنگل طلسمی پر جلوہ فرما ہین سکندر تخت پر کل سردار کرسیون پر بیٹھے ہین دورہ
سردارون کا بندھا ہی کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی تحریر جادو طرف سے بقراط ثانی کے
نامہ لیکر آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امید وار باریابی ہی نورالدہر نے بخم کو اشارہ کیا کہ استقبال
کرکے لاؤ بخم گئے اور تحریر کو لیکر اندر آئے تحریر نے جو دربار دُربار طلسم کشا دیکھا کہ آٹھ سات
سو پہلوان دنگل نشین و ساحران کرسی نشین اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت عیش
و عشرت آراستہ ہی تحریر نے آکر سلام کیا نورالدہر نے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تحریر
آکر بیٹھا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا نورالدہر نے وہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا کہا ای تحریر اس نامے
کا جواب زبان شمشیر پر ہی سر میدان اُسکو جواب ملیگا مگر زبانی یہ جواب دینا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش
پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر حاضر ہو دعوی یکتائی سے دست بردار ہو وحدہ لاشریک
کے سجدے مین جھکے تو مین اُسکو سرفراز کرون اگر دعوی یکتائی کریگا تو سر میدان مقابلہ ہوگا اور
سمجھا جائیگا ای تحریر جادو اُسکو بہت سمجھانا اور کہدینا کہ ہمنے کئی سال مین تحفہ جات حاصل کیے ہین
انشاءاللہ تمپر صرف کرینگے اور سب سردارون کا لشکر آتا ہی زیادتی فوج پر ناز نہ کرنا تحریر جادو
نے بہ الحاح تمام نورالدہر سے عرض کی کہ ای شہریار اسکو غنیمت جانیے کہ قدرت اسقدر عذر
کرتے ہین زمانۂ کثیر گذرا کہ دعوی الوہیت کیا اب یکایک کیونکر اُس سے باز آئین جب حضور
سے صحبت ہوگی تب یقین ہی کہ اُنکو عبرت ہو نورالدہر نے کہا ای تحریر جادو مشکل تو یہی ہی کہ ہم ایک
مقام پر نہین رہتے تھوڑا زمانہ گذرا کہ لشکر ہمارا اغر و بیۂ باختر پر فروکش تھا دودہ زنگی کہ چالیس
لاکھ فوج رکھتا ہی اور چار سو بیٹے کیسے کیسے بہادر صف شکن تیغزن کئی بیٹے اُسکے ہم لوگون کے ہاتھ
سے مارے گئے ہمارا ہم چشم شاہزادہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا دربار مین دودۂ زنگی کے
گھس گیا اور لقا کو اُٹھا لیا مگر اسقدر مجمع ہوا کہ زخمی ہوکر گرے ملازمون نے اُسکے چاہا کہ اُس
شیر کو قتل کرین دختر دودۂ زنگی ساحرہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا کر لیگئی اُسکے یہان ایک مرکب
نایاب تھا چونکہ ایرج پر عاشق ہوئی تھی ایرج نے دھوکہ دیکر اُسکو مارا وہ مرکب لیا اُسی پر

شبدیز بچو مگر شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقۂ کمند کے گلے مین پڑے ہوے شاپور نے
حباب مارا شبرنگ نے منع کیا کہ بھائی اِسے نہ قتل کرنا مگر شاپور کب مانتا ہی فوراً خنجر مارا
کہ شبدیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اُسکے مرتے ہی شبرنگ گر کر بیہوش ہو گیا شاپور نے
بمشکل ہوشیار کیا کہا بھائی اب نکل چلو شبرنگ و شاپور ساتھ ملکر بھاگے باغ مین
بہت غلغلہ ہوا طائر آوازین دینے لگے کہ ارے عیار نے شبدیز کو مارا اب بھاگا ہوا
جاتا ہی مگر اِن دونون نے پلٹ کر نہ دیکھا راہ مین شبرنگ نے کہا او برادر تمنے مجھکو
تو رہا کیا مگر اصل جسکی رہائی منظور تھی اُسپر دست انداز نہ ہوسے اب پلٹ کر چلو شاپور
نے کہا مین تمھین گرفتار کر لون شبدیز کی شکل بنکر چلون وہان چلکر عیاری کرین شاپور
بشکل شبدیز تیار ہوا شبرنگ کی مشکین باندھین کشان کشان لیکر چلا شبرنگ
غل مچاتا ہوا کہ اے شبدیز مین نے کیا خطا کی ہی جب در باغ پر پہونچے کئی ساحر نکل آئے
انھون نے پوچھا اے شبدیز خیر تو ہی ہمنے تمھارے مرنے کی آواز سنی تھی شبدیز نقلی
نے جواب دیا بھائیو عجب معرکہ گذرا جب مین اِسکو لیکر باہر نکلا تو یہ غل مچاتا تھا مین
نے اپنے ہمشبیہ کو قتل کرایا جب ہمشبیہ میرا قتل ہوا وہ عیار تو بھاگا یہ میرے سحر مین
تھا بیہوش ہوا مین نے اِسے گرفتار کر لیا اب یہ ہوشیار ہی مگر غل مچاتا ہی بعد اِسکے مین نے
ایک نیا کارخانہ دیکھا کہ باغ مین چار آدمی سیاہ رو کریہ منظر آئے کہتے تھے ہم اِسکو کھا
جائینگے ہم فرشتگان عذاب ہین جب مین نے منت کی کہ یہ بغیر حکم خداوند قتل نہ ہوگا
تب انھون نے چھوڑا ہی ایک اُن مین کہ حسین و جمیل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم فرشتۂ رحمت
میرے گلے پر ہاتھ رکھ دیا کہا تجھکو مرتبۂ لولی فلک عطا ہوا مین حیران ہون کہ مجھکو
گانے مین کیا دخل ہی بہ آواز کبھی گانے کا خیال نہین کیا بھائیو چلکر سنو کہ مجھکو کیا فخر
عطا ہوا سب ساحر شاپور کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آئے کہا ہان حضور
آپکا گانا سنین بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہمارا افسر نظر کردہ ہوا شاپور نے اُن سب کو
بٹھایا بایان بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہی یقین پہلو مین قلب و جگر دیکھین گے ۔ اپنے عاشق کو جو وہ ایک نظر دیکھین گے

پر حاضر ہین نورالدہر جب برآمد ہوے تو شبرنگ نے خبر کہی کہ مرکب طلسمی بیمار رہی نورالدہر
دوسرے مرکب پر سوار ہوے مگر بڑا افسوس کیا آخر مرکب اسپ پریوش پر سوار ہوکر میدان
مین آئے بقراط تخت پر سوار بائیس لاکھ کا لشکر چہار طرف سے گھیرے ہوے سب افسر
گرد ہین اس کروفر سے میدان مین آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر
ڈیڑھ لاکھ فوج دریاے آہن مین غرق آیا اور بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے ہومان
تاجدار آنے مین کیون دیر ہوئی ہومان نے عرض کی کہ جابجا مسلمان فروکش ہین اور سب کا ایطرف
رخ ہے سب آیا چاہتے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا جب کوہستان کا راستہ لیا تب اُن لوگون سے
بچا کل دربند سحر تسخیر ہوگئے ہر جگہ اُنھین کی عملداری ہے راہ چلنا دشوار ہے جو جس طرف سے نکلا وہ
مارا گیا ساحرون نے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر کچھ پیش رفت نہ گئی سب ساحر ہاتھ سے اُن
لوگون کے مارے گئے غلام نے اپنے کو اُن کانٹون سے بچایا ہر چند کہ جانتا تھا کہ مجکو کوئی نہین
روک سکتا مگر ایسے معرکے پڑتے ہین کہ وہی لوگ غالب آتے ہین بقراط خاموش ہو رہا اور
ہومان تاجدار ایک طرف آکر ٹھہرا کہ دوسری گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو لاکھ
فوج پشت پر بصد کروفر آکر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے کیوان بلاکش
کیون دیر ہوئی پہلوان نے عرض کی یا خداوند مین یہ چاہتا تھا کہ آپ تک پہونچون راہ مین
فرزندان صاحبقران اُترے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا ہون ہر چند کہ جس کسی سے مقابلہ
پڑتا چیر پھاڑ کر پھینک دیتا لیکن آپ نے نامے مین لکھا تھا کہ میرے پاس آؤ اسوجہ سے بچتا
ہوا آیا اب حکم دیجیے کہ میدان مین جاؤن طلسم کشا سے مقابلہ کرون بقراط نے کہا اچھا جاؤ
اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر کیوان بلاکش نے گینڈا بڑھایا اور میدان مین آکر نعرہ کیا کہ
مین طلسم کشا کا مشتاق ہون یہ سنکر نورالدہر بن بدیع الزمان نے مرکب بڑھایا ہر چند سرداران
نے منع کیا کہ غلام جاکر مقابلہ کرین نورالدہر نے قبول نہ کیا مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار
مین آئے بلاکش نے نیزہ مارا ہر چند کہ نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر اُلجھ
اُلجھ گئے نیزہ بازی کرنے لگے نورالدہر نے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بلاکش کے نکل گیا اسنے تلوار ماری نورالدہر نے سپر پر تلوار کو گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مارا کہ

ہوا کوئی ناچ رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے مشتاپور خنجر کھینچکر گرا سب کو
قتل کیا بارہ دری مین آیا وحید نغمہ پیرا کو قفس سے نکالا شبرنگ نے کہا ملکہ تم تو چلو
ہم لوگ آتے ہین شبرنگ و مشتاپور نے سب کو قتل کرکے سارا باغ لوٹ لیا لیکن
وحید پریزاد پیدا کرکے چلی قضاے کار بہمن شعبدہ باز کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی
سکان سے کہہ رہا ہی کہ شبدیز شعبدہ باز جو گیا ہی اُسنے قیامت برپا کی ہوگی چند ساحر
جائین اُسکی خبر لائین کہ اُسنے کیا کیا چند ساحر گئے جنگل مین لاشہ شبدیز کا پایا سب رونے
لگے باغ مین آئے وہان سب کے لاشے پڑے ہوے پائے باغ مین خاک اُڑرہی ہی ویران
پڑا ہی ساحرون نے آکر بہمن سے اطلاع کی کہا وہ سب مارے گئے صرف اُسنے اِتنا کام
کیا تھا کہ اسرار دیوانے کو مقابلہ طلسم کشا مین بھیجا وحید کو اُٹھا لایا عیارون نے
آکر سب کو مار ڈالا اب سب کے لاشے پڑے ہین باغ ویران ہوا یہ سُنکر بہمن بہت
جھلایا کہا یارو سنتے ہو اب ای سکان تم وہان جاؤ دیوانہ مقابلہ طلسم کشا مین اُترا ہوا
ہی وہان جاکر اُسکو زور دو سکان نے کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی یہ کہکر روانہ ہوئی
یہان دیوانے نے لاکر طہماس کو قید کیا ہی غصے مین طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے جواب
مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین دونون لشکر میدان مین آئے دیوانہ
بھی میدان مین نکلا نورالدہر کو پکار کر کہتا ہی کہ ای آقاے سرخ تیرے زور سے
مین عاجز ہون مگر تجھسے مقابلہ کرونگا نورالدہر مقابلے مین پہونچے جیسے ہی دیوانے
کے سامنے آکر کھڑے ہوے دیوانہ باتین کرنے لگا کہ آندھی اُٹھی لشکر سے فریاد فریاد
کی صدا آئی پلٹ کر دیکھا کہ سب اہل لشکر تباہ ہو رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگ
رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اِس آندھی سے جان نہ بچیگی سوار و پیدل سر ٹکرا کر کہتے
ہین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت سے ہم لوگون کو بچاے

نظم

شو بشکل خاک ای خاکی خموش | ہر زمان چون آب در آتش مجوش
نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی | بہر نیکی ای نکوکردار کوش
بار کو باید بدرگاہ الہ + + + | فاسق و گندم نما و جو فروش

نہین دبا مگر مین سوائے طلسم کشا کے اور کسی کا طالب نہین ہون نورالدہر نے مرکب بڑھایا مگر
طماس کہ عاشق جمال ہر آکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہر ای آقاے نامدار کل آپ نے دن بھر
جنگ کی ہر سات پہلوان مارے آج تو غلام جاکر مقابلہ کرے نورالدہر نے طماس کو روکا
فرمایا کہ ای برادر سنتے ہو کہ وہ میرا نام لیتا ہر اپنے مقام پر طعن و تشنیع کریگا کہے گا کہ اس پہلوان کے
بھروسے پر لڑتے ہین مین بعنایت پروردگار ابھی اسکا سر لاکر دیتا ہون یہ فرماکر گھوڑا بڑھایا
جب اسپ پریوش چلا تو بدلگامی کرنے لگا نورالدہر نے ایک کوڑا مارا مرکب میدان مین
آیا معیار نے نیزہ مارا چند طعنون مین نورالدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھلاکر ہاتھ تلوار
کا مارا نورالدہر نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون
آپس مین لپٹے ہوئے گینڈے اور مرکب سے کودے باہم کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین
کہ آج نورالدہر اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین ایک مقام پر نورالدہر ریل کرلے دوڑے معیار
نے چاہا پیچھے نہ ہٹون آپسمین آگے چلنے لگے نورالدہر نے قدم بڑھاکر جو رکھا وہان پر موشخانہ
تھا دونون پاؤن نورالدہر کے موشخانے مین جارہے معیار نے ہٹ مارا کہ کولہ نورالدہر
کا اُتر گیا طماس نے جو دیکھا کہ کولہ شاہزادے کا اُتر گیا اور معیار چاہتا ہر باندھلون بس
طماس نے وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار او قابو پرست اس حال مین آقا پر ہاتھ نہ ڈالنا ہرچند
معیار نے چاہا کہ نورالدہر کو باندھلون مگر طماس بہت جلد پہونچا آکر ساطور مارا کہ معیار
کے دو ٹکڑے ہوے اسکا ساطور کب رُکتا ہر پڑا اور کام کیا معیار کو مارکر نورالدہر کو گود
مین اُٹھا لیا لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جب آئے شعلۂ جوالہ نے لوحین گلے سے اُتارین
زرہ طلسمی اور تیغہ طلسمی بھی لیا طماس سمجھا کہ شعلۂ جوالہ خیرخواہ ہر ان تحفہ جات کو احتیاط سے
رکھے گی کولہ بٹھانے مین معروف رہا کولہ بٹھا کے پٹیان باندھین نورالدہر نے ہوشیار ہوکر
پوچھا کہ ای قوت بازو و ای زینت پہلو تحفہ جات کہان ہین کہا کہ حضور پاس شعلۂ جوالہ کے ہین
شعلۂ جوالہ نے جو سب کو غافل پایا تحفہ جات اپنی بارگاہ مین لے آئی اور لاکر صندوق مین بند
کردیے ہمارے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو بلا بھیجا جب شعلۂ جوالہ آئی تو ہمارے
مرصع پوش نے پوچھا کہ بوا تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے کہا صندوق مین بند کرکے

سے مقابلہ پڑا دیوانے نے بڑے بڑے زور کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے چاہتا تھا اٹھالون مگر لنگر نورالدہر کا نہ اٹھا نورالدہر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا دیوانہ بصدق مسلمان ہوا مگر وہی حرکات دیوانے پن کے کر رہا ہی کبھی سنبھلتا ہی کبھی سوچتا ہو کہ مین زیر ہوا اور پھر کبھی سوچتا ہی کہ مین زیر نہین ہوا اور پھر لپیٹ پڑتا ہی نورالدہر پھر زیر کرتے ہین آخر کل دیوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانون کی غل پکار مگر نورالدہر نے سب کو اُتارہ آپ داخل بارگاہ ہوے کہ خبر پہونچی شبرنگ نے آکر عرض کی کہ خواجہ آتے ہین نام خواجہ سُنکر نورالدہر شگفتہ ہوے کہ خواجہ آکر پہونچے نورالدہر نے پوچھا کہ کیون عم نامدار کہان تھے خواجہ نے سب حال بیان کیا کہ وہ شاہزادی یعنی وحید نغمہ پیرا قید سخت مین تھی اُسکو شاپور نے رہا کیا اُسنے کارنمایان کیا یہ ذکر تھا کہ شاپور بھی حاضر ہوا عرض کی ای شہریار صنم عیارہ ایرج نوجوان دیکھیے دستِ چپ یونکا یون احسان ہوتا ہی نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا شبرنگ سے اِشارہ کیا اِسکو گرفتار کرلے چند خدمتگارون نے شاپور کو گرفتار کیا شاپور غل مچاتا ہی کہ آقاے نامدار مین آپ کا تابعدار ہون اگر شاہزادہ والاقدر کو خبر ہوگی تو وہ آپ سے فساد کرینگے نورالدہر نے حکم دیا کہ اِسکو قیدخانے مین لیجاؤ شاپور قید ہوا مگر ایک شاگرد شاپور برائے خبر آیا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ شاپور کو نورالدہر نے قید کیا ہی اُسی وقت پلٹا جاکر ایرج کو خبر کی ایرج شعلہ مزاج یہ خبر سنتے ہی فوراً اُٹھے سردارون نے چاہا ساتھ چلین سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آوے جو ساتھ آئیگا اُسکو دشمن جانونگا کوئی سردار نہ ساتھ چلا ایرج کو بڑا غصہ ہی گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای شہریار ایرج نوجوان آتے ہین نورالدہر بارگاہ سے نکل آئے ایرج نوجوان دیکھتے ہی للکارے کہ او کشتی گیر زادے تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ میرے عیارہ کو قید کیا ہی اِسی مین خیر ہی کہ اُسکو بلوا دے نورالدہر نے حکم دیا کہ شاپور کو لاؤ غرض خدمتگار شاپور کو قیدخانے سے لائے نورالدہر نے کہا لو لیجاؤ جب شاپور سامنے

اب ہم رخصت ہوتے ہین طہماس نے کہا آپ جائیے مین تو بیٹھا ہون مین شاہزادے کو نہ چھوڑونگا
گودمین لیے بیٹھا رہونگا یہ سنکر سکندر رہ گئے نجم بھی بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہنے لگا ای طہماس تم تو بیدار
ہو ہم بھی رخصت ہوتے ہین جسنے ارادہ کیا طہماس نے اُسکو رخصت دی تھوڑی دیر مین یہ سب
رخصت ہوکر گئے شاہزادیان بھی جمائیان لینے لگین طہماس نے خود کہا کہ اب آپ لوگ بھی جاکے
آرام کرین سب شاہزادیان بھی رخصت ہوکر گئین اب اکیلا طہماس گودمین نورالدہر کو لیے
بیٹھا ہی تلوے سہلا رہا ہی کہ زمین شق ہوئی علامہ نسرین غدار نے سر نکالا بارگاہ طلسم کشا مین
سناٹا پڑا ہی دیکھا ایک جوان طلسم کشا کو گودمین لیے بیٹھا ہی علامہ نے کہا ای جوان تو کون ہی طہماس
نے کہا غلام شہریار طہماس جان نثار علامہ نے کہا ای طہماس ہٹ جا مین طلسم کشا کو لینے
آئی ہون طہماس نے قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا کہا او ملعونہ تیری کیا مجال ہی کہ آقاے نامدار
کو ہاتھ لگائے ایک ضرب مین دو ٹکڑے کرونگا لیجانے نہ دونگا یہ کہکے طہماس نے چاہا اُٹھون
علامہ نے سحر کیا کہ طہماس کے ہاتھ سے ساطور نکل گیا طہماس اُٹھا کہ ساطور اُٹھالون قضاے کار
نعرۂ طہماس سے شاہزادیان دوڑین سب کے آگے شعلۂ جوالہ تھی اُسوقت اندر آئی کہ دیکھا
علامۂ نسرین غدار کھڑی ہنس رہی ہی طہماس چاہتا ہی ساطور اُٹھاؤن مگر قبضے پر ہاتھ نہین
پڑتا جب ساطور اُٹھاتا ہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر ساطور نہ اُٹھا
شعلۂ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا کہ طہماس گر کر نورالدہر سے الگ ہوا علامہ نے جھپٹ کے بغل
مین دبا لیا نورالدہر کو اُٹھا لیا اور شاہزادیان تعجب سے دیکھنے لگین کہ شعلۂ جوالہ ایسی خیرخواہ
نے شاہزادے کی دشمنی پر کمر باندھی اور ایسا سحر کیا کہ طہماس نورالدہر سے جدا ہوا اب شاہزادیون
نے علامہ پر سحر کیے مگر علامہ اِنکے سحر کو کب مانتی ہی لیکر بلند ہوگئی ہر چند شاہزادیون نے سحر کیا
مگر علامہ نے سب کا سحر دفع کر دیا غلط جو ہوا سکندر ثانی بارگاہ سے نکل آئے دیکھا علامہ
نورالدہر کو لیے جاتی ہی سکندر نے زانو پر ہاتھ مار کہا یارو دشمنون نے اپنا کام کر لیا اب
سحر کامل ہو چکا اب کیا ہوتا ہی کیون بی شعلۂ جوالہ تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے صاف
جواب دیا کہ مین کیا جانون کیا مین تحفہ جات کی نگہبان ہون سکندر خاموش ہو رہے سمجھے کہ اب
کہنا بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا سر جھکا لیا مگر نجم کو بلوایا کہا کیون نجم تم آگاہ ہوے دشمنون نے

چھوڑا آپ تلاش مین چلا اول حال شبرنگ بن عمرو عرض کرتا ہون کہ شبرنگ جو تلاش
مین چلا قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک شاہزادی بیٹھی ہی چند کنیزین گرد جمع ہین
شبرنگ نے ایک کنیز کو اشارے سے بلایا پوچھنے لگا یہ کون شاہزادی ہی یہ باتین کرتے
کرتے کنیز کو فورًا بیہوش کیا اُسکو تو گوشۂ قصر مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر سامنے
ملکہ کے آیا ملکہ نے پوچھا کیون شعلہ رخسار کہان گئی تھی عرض کی وادی جنگل کی بہار
دیکھ رہی تھی ہوا سے سبزہ چل رہی ہی نخلستان صحرا جھوم رہے ہین برگ سبز جھونکون سے
ہوا کے زمین چوم رہے ہین طائران خوش الحان اپنی زمزمہ سرائی مین مصروف ہین
مگر کیا باعث ہی کہ حضور کو کل سے بہت متردد پاتی ہون اُس نازنین کا گلرخسار نام ہی
بلک بلک کر رونے لگی کہا اے شعلہ اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی قطعہ

یار کیون آئین نہ موے کمر یار کے پیچ / ایسے دیکھے نہ کسی گیسوے خمدار کے پیچ
تیرے آگے نہ چلے جان سیہ مار کے پیچ / زلف پیچان سے جسے مار رہو کھا مار کے پیچ
باندھے ہین کاکل پیچان کے جو اکثر مضمون / ایسے رکھتے ہین معنی مرے اشعار کے پیچ
واہ کیا حسن سے بال اُسنے پیٹے سر سے / خوشنما ایسے نہ دیکھے کسی دستار کے پیچ
تیرے پھندے سے نکلنا ہی محال اے قاتل / زلف سے بھی ہین سوا رشتۂ زنار کے پیچ
آئیگا پیچ مین ہو خواہش رفعت جسکو / دیتے ہین سخت اذیت رہِ کہسار کے پیچ
کج و واکج جو ملا وادیِ غربت ناسخ / آگئے یاد مجھے کوچۂ دلدار کے پیچ

شعلہ رخسار نقلی نے پوچھا اے ملکۂ عالم خیر تو ہی کہا تو نے دیکھا کل مین نبیرۂ حمزہ کو جاکر
اُٹھا لائی مین بھی تھی کہ طلسم کشا ہی مگر طلسم کشا پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا وہ بھائی ہی
طلسم کشا کا مگر راہ مین جو مین نے دیکھا حلقہ ہاے زلف پیچان مین دل پھنسا اُسکو کیسا
کیسا سمجھایا مگر وہ ایسا مغرور ہی کہ اُسنے جواب سخت دیے مین نے عذر بھی کیا کہ تیرا ساتھ
دونگی یہ مرحلۂ آخر تیرے ہاتھ سے فتح کراؤنگی مگر اُسنے نہ مانا انکار ہی کرتا ہی شبرنگ نے
کہا اے ملکۂ عالم شب کو تو مین نے دخل نہ دیا اب مجھکو حکم دیجیے کہ اُسکو سمجھاؤن راہ پر لاؤن
شاید میرا کہنا مان لے اُس نازنین نے کہا سامنے قصر مین قفس لٹکا ہی تم بھی اپنی عقل لڑاؤ

گو نقاہت تھی مگر مصر مین جا ہی پہونچے	تھے جو اُس غیرت یوسف کے خریدارون مین
منفعل اپنے گناہون سے بہت ہون غفار	بخشدینا مجھے ہون تیرے گنہگارون مین
حشر مین آکے بچائینگے ائمہ سطوت	کون ہو انکے سوا میرے مددگارون مین

کنیزون نے مُنھ پیٹ لیا عرض کی واری صاف ظاہر ہوتا ہو کہ کسی کے دام گیسو مین آپ کا دل اُلجھا اور بڑا جوش وخروش ہو خدا آپ کو صبر عطا کرے مگر مفصل ارشاد فرمائیے کہ شاید کچھ تدبیر ہمسے بن پڑے ہم لوگ خیر خواہان دولت اسی دن کیواسطے ہین، کہ جب مالک پر کوئی رنج والم ہو تو اُسکو برطرف کرین شمیمہ نے کہا صاحبو مقدمہ ایسا نازک ہو کہ اُسکو زبان سے نہین نکال سکتی مگر تم سب میری خیر خواہ ہو جانتی ہون کہ صلاح نیک بتاؤگی کوئی تم مین دراندازنہین ہو کنیزین قسمین کھانے لگین کہ واری اگر ہماری کوئی جان لیلے تب بھی کوئی کلمہ بدخواہی کا زبان سے نہ نکلے ہماری عزت وآبرو سب آپکی ذات سے ہو جسطرح آپ ہماری قدر کرتی ہین ہم لوگ بھی بدل وجان چاہتے ہین کہ آپ کے واسطے جان اپنی لگادین اور آپ کو اس رنج والم سے چھڑائین شمیمہ نے کہا صاحبو عجب معاملہ گذرا قدرت نے شعلۂ جوالہ پر سحر کیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اُس سحر کو میری مان کے سپرد فرمایا عین وقت پر میری مان کو بلا بھیجا امان نے کہا بیٹیا تم بھی چلو شاید تم سے بھی کوئی کام بن پڑے جب دربار مین پہونچی تو امان کو قدرت نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم کشا کے پاس سے آگئے تم جاکر طلسم کشا کو لاؤ امان اُس طرف گئین مین قریب بقراط کے بیٹھی رہی جبتک بیٹھی رہی وہ نگوڑا کالا کلوٹا آلو کا پٹھا سا کھو کا لٹھا بنگاہ محبت مجکو دیکھا کیا مین بدمزاج بیٹھی رہی کہ مادرمہربان طلسم کشا کو لیکر آئین میری جو اُس ظالم پر نگاہ پڑی تیر مژگان نے کلیجہ مشبک کیا خنجر ابروے خمدار نے ذبح کرڈالا دل چاہتا تھا کہ اُٹھکر اسپر نثار ہون اس قید سے چھڑاؤن مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہوکر چلی آئی مگر افسوس میرے سامنے اُس یوسف کنعان جرأت کو بہ سختی قید کیا تحفہ جات اپنے پاس رکھے مین جب سے آئی ہون وہی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو شہزادیو تمہین بی شعلۂ جوالہ مطیع خداوند ہوئی ہین مادر مہربان بیان کرتی ہین کہ سردار اُنکا طماس نامے اپنے آقا کو گود مین لیے بیٹھا تھا بی شعلۂ جوالہ نے آکر سحر کیا کہ وہ جوان ہٹ گیا اور سب شاہزادیان دوڑ کر آئین مگر مادر مہربان بلند ہوچکی تھین

کہ کیا تدبیر کرون کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ شاپور شیر دل جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی
پاس شیر نگ کے آکر پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی کچھ پتہ ملا شیر نگ نے سب حال کہا
اور کہا کہ سامنے ایک باغ ہی گلرخسارہ وہان کی حاکم ہی وہ عاشق ہوئی ہی مین گیا تھا
مگر بے حصول مطلب بھاگ آیا شاپور نے سب حال سنکر کہا بھائی تم یہان بیٹھو ہم
تم ملکر عیاری کرینگے ہم تمکو ضرور ساتھ لیچلینگے شیر نگ تو اُسی مقام پر بیٹھا رہا
مگر شاپور شیر دل جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ایک چشمے کے قریب آکر ٹھہرا
دیکھا کہ ایک جادوگر سامنے سے آتا ہی جیسے ہی چشمے کے قریب پہونچا چاہا کہ پانی پیوے
شاپور نے ساحر کی صورت بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ جادوگر رکا شاپور نزدیک
آیا کہا اے بھائی مین نے کل سے سونا جاگنا موقوف کیا ہی آٹھ پہر اسی مقام پر موجود
رہتا ہون کہ کوئی بندہ سامری آفت مین نہ مبتلا ہو اے بھائی ایک مار سیاہ آکر اسمین
پانی پیتا ہی اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ پانی ہوکر بہ جاؤگے اِن باتون مین لگا کر شاپور
نے اُس ساحر کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑکے کنارے ڈالدیا مگر جھولی جو اُس ساحر کی
ٹٹولی تو ایک نامہ نکلا نامے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اِس ساحر کا گلفروش جادو
نام ہی فرستادہ بہمن شعبدہ باز ہی اُسنے گلرخسارہ کو نامہ لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ تمکو
معلوم ہوا کہ برادر طلسم کشا تمھارے پاس قید ہی اسی ساحر کے ہاتھ روانہ کرو ورنہ
غضب خداوندی مین مبتلا ہوگی شاپور نے وہ نامہ نکال لیا اُسکو پڑھکر گلفروش کی
شکل بنا نامہ لیکر چلا قصر مین گلرخسارہ کے آیا بلا خوف نامہ ہاتھ مین گلرخسارہ کے دیا
گلرخسارہ نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر بہت مایوس ہوئی کنیزون سے کہنے
لگی صاحبو مجھکو بڑی مشکل ہی اگر قید روانہ کرون تو دل نہین مانتا اگر نہ روانہ کرون
تو برائی ہوتی ہی شاپور نے عرض کی اے ملکۂ عالم مجھسے تو مفصل حال بیان کیجیے مین
اُسکا انتظام کرون یہ سنکر گلرخسارہ نے تمام کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہ اُس ظالم
پر میری جان جاتی ہی مین کیونکر قید حوالے کرون شاپور نے کہا آپ جلسہ آراستہ
کیجیے مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسکو راضی کردونگا آپ نے جو جبر کیا ہی اسی جبر سے وہ خائف

لدرار ہا ہی سنگ ہاے کلان گر رہے ہین جس مقام پہ پتھر گرا اُس خیمے کو مٹا دیا ہر طرف ہنگامہ ہی
سکندر نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ سحر کو مٹاؤن کہ پہلوے صحرا سے برق چمکی سکندر و نجم وغیرہ
دیکھ رہے ہین کہ ایک مہ پارہ نے آکر تیلے فولادی جھولی سے نکالے اُن تیلون کو چھوڑا اُن تیلون نے
آکر پہاڑ کو ریلا جس مقام پر تھا وہین آکے قائم ہو گیا سکندر نے کہا ای نجم دیکھو مدد غیبی پیدا ہوئی
تمنے پہچانا کہ یہ شاہزادی کون ہی نجم نے کہا حضور مین نہین پہچانتا مگر ارسطوے ثانی بولا کہ ای
شہریار مین اسے پہچانتا ہون یہ شاہزادی دختر علامہ نسرین غدار ہی شمیمہ لالہ عذار اسکا نام ہی
سکندر نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہمارے آقاے نامدار پر مائل ہوئی تیغ ابروے اُس
جری کی گھائل ہوئی سب لوگ آمادہ ہیو ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجو کہ دمبدم کی خبر ملے غنچۂ آرزو
کھلے یقین ہی کہ یہی شاہزادی شاہزادہ کو رہا کریے ہم بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ بقراط کا قاتل ہمارا
آقاے نامدار ہی جو منشی قدرت نے کلک تقدیر سے صفحۂ قدرت پر تحریر کیا وہ تبدیل نہین ہو سکتا
نجم نے شبرنگ سے کہا کہ ای مہتروالا گہر منگواؤ درتہ اپنے کو پاس شاہزادی کے باغ گلفشان
مین پہونچاؤ اُس سے وعدہ کرو کہ امیدوار وصل رہو وہ ضرور کوشش کریگی دیکھو کس طرح آئی اور پھر
جھٹ پٹ سحر مٹا کے چلی گئی ورنہ یہ ابر رات بھر برستا رہتا اتنے ہی عرصے مین کئی ہزار بندگان ندا
ہلاک ہوے شبرنگ اُسی وقت بانہاے عیاری جسم پہ لگا کر طرف باغ گلفشان کے چلا پتہ
سکندر سے پوچھ لیا شاگردون کو حکم دیا کہ بارگاہ مین بقراط کی حاضر ہو ہرکارون کی ڈاک
بٹھادو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر پہونچاؤ ہرکارے طرف لشکر بقراط کے گئے مگر اب اوّلان اوّل
شبرنگ بن عمرو ڈھونڈھتا ہوا سامنے باغ گلفشان کے پہونچا دروازے پر چند کنیزین
پھر رہی تھین ایک مرد نوجوان کی شکل بنکر شعلہ نامے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے
آیا دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین پُر آب پانی
لاجواب شبرنگ سب تماشہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا کہ ایک شاہزادی حسین و
جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن مبتلاے غم و محن سر خم کیے بیٹھی ہی
شبرنگ نے آکر سلام کیا کہا کیون واری آپ ملول و حزین کیون ہین اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرکار
کو شگفتہ کرون شمیمہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا کہ ای بوا شعلہ اب ہم کیا شگفتہ ہونگے اسی رنج و الم

مین تڑپ تڑپ کر جان دینگے شبرنگ نے کہا واری مین اسوقت ایک مژدہ لیکر آئی ہون اسکو
سماعت فرمایئے یقین ہو کہ دل کو ڈھارس ہو خدا نہ کرے آپ ایسا کوئی بے بس ہو مین پڑی سوئی
تھی کہ خواب مین دیکھا نورالدہر یعنے طلسم کشا اس باغ مین آئے ہین اور آپ سے عذر کرتے
ہین کہ اے ملکۂ عالم معاف کرو ہم حاضر نہو سکے آپنے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ وہ پلٹے اور قصر ہشت پہل
مین داخل ہوئے پھر دیکھا کہ یکایک صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی اب جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ہین مین نے بڑھکر لوگون سے پوچھا کہ وہ قید تھے کسنے رہا کیا لوگون نے کہا
بی شمیمہ نے رہا کیا یہ خواب دیکھکر مین چونک پڑی ملکہ نے کہا ای شعلہ تیرے منھ مین گھی شکر خدا ایسا
کرے ایک تو کام مین نے شب کو کیا کہ لشکر کو اُنکے بربادی سے بچایا بی شعلہ جوالہ نے مسرور ہوکے
وہ سحر کیا تھا کہ سب لشکر تباہ ہو جاتا مگر مین وقت پر پہونچی اُس پہاڑ کو ہٹایا لشکر کو اُنکے آفت
سے بچایا ورنہ ایک نہ بچتا کسی کو خبر نہ تھی بی شعلہ جوالہ سحر کرکے اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین اُنکو یہ
یقین تھا کہ رات بھر پتھر برسین گے لشکر والے تباہ ہو جاینگے مگر اُنکے خدا نے مجھکو پہونچایا مین نے
اس ابر کو ہٹایا اب خدا ایسا ہی کرے کہ تیرا خواب سچا ہو کہ مین طلسم کشا کو بھی رہا کر دون مگر ابھی تک
کوئی بات عقل مین نہین آئی کہ کیونکر رہا کرونگی بقراط ایسا ساحر زبردست موجود ہو اور بادمیری
علامہ کہ جسکے سحر سے لوگ امان مانگتے ہین وہ طلسم کشا کی جانی دشمن ہو رہی ہو یہ سنکر شبرنگ
قدمون پر گر پڑا کہا آپ نے غلام کو نہین پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ اری غلام کیسا کنیز ہوکر غلام بنتی ہو شبرنگ
نے کہا مین شاہزادے کا عیار ہون براے خبر نکلا تھا آپ تک پہونچا ملکہ نے کہا صورت اصلی
دکھاؤ شبرنگ نے رنگ و روغن چھڑایا جب صورت اصلی دیکھی تب ملکہ نے پوچھا ای شبرنگ
تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا شبرنگ نے کہا جب آپ سحر کو وہ مٹانے گئین تو سکندر ثانی بیرون
بارگاہ آئے تھے آپ کو دیکھکر ارسطوے ثانی نے پہچانا تمام واقف کاران طلسم شاہزادے
کے ہمراہ ہین سکندر نے مجھسے کہا کہ اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ تدبیر پختہ ملکہ کو بتاؤ ملکہ نے
کہا بھیا اب مجھے زیادہ تسکین ہوئی کہ تم بھی آگئے جو کہو وہ کرون شبرنگ نے کہا دربار بقراط
مین چلیے اُس سے باتین محبت کی کیجیے مجھکو وزیر زادی بنا کر لیچلیے مین رنگ جما لونگا تحفہ جات طلسم کشا
تک پہونچ جائین پھر اور سردار بھی سب آجاوینگے قصر ہشت پہل سے لڑائی شروع ہو جائیگی

لوح مین لکھا ہی کہ بقراط یہانسے بھاگ کر قصر مروارید نگار مین جائیگا قصر مروارید کا نام سنکر شمیمہ
تھر تھرّا گئی کہا ای شبرنگ بن عمرو دنامہ جادو جو بادشاہ چاہ الماس تھی یہ مروارید آسمان سیر
اُسکی پوتی ہی اگر اُسنے بقراط کو دامن مین پناہ دی تو اُسپر فتح پانا بہت دشوار ہی شبرنگ نے
کہا مین خبر پا چکا ہون کہ مروارید سے بقراط نے نامہ و پیام کیا مروارید نے جواب کہلا
بھیجا کہ یا خداوند آپ آئیے یہان وہ سامان ہی کہ کیا مجال کسی کی جو آپ پہ دست انداز ہو سکے
اگر سامری و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی نگاہ نہ اُٹھا سکتے شمیمہ نے کہا بڑی وجہ یہ ہی کہ وہ قلعہ
سرحد طلسم سے باہر ہی لوح وہان کام نہ آئیگی یہ جو ساحر ہمراہ ہین ان سب کو وہ بیکار کر دے گی
شبرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم نور الدہر آقاے نامدار اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
و غرائب کے سیاح ہین مروارید کی بھی آبرو مٹے گی اُسکی بھی ساتھ بقراط کے قضا ہی تم اپنی
تدبیر کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی انشاء اللہ قلعۂ مروارید کو بھی ہلا دینگے مروارید
جادو کی بھی آبرو لین گے یہ باتین تھین کہ زور و شور سے ہوا چلی درختون کے پتے گرنے لگے
ایک ابر سیاہ زور و شور سے اُٹھا شمیمہ نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ تم چھپ جاؤ مادر مہربان
آتی ہین یہ اُنھین کی آمد کی علامت ہی شبرنگ نے صورت کنیز کی بنکر کہا آپنے دیجیے میرے خدمت
مین حاضر رہنے سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ پھٹا علامۂ نسرین عذار تخت پر
سوار کئی سو کنیزین ساتھ تخت اُڑتا ہوا آیا شمیمہ نے اُٹھکر استقبال کیا تخت علامہ زمین پر آیا
علامہ نے آتے ہی گھبرا کر پوچھا ای نور نظر آج شب کو عجب معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین تھی
وہان شعلۂ جوالہ نے سحر کیا کہ لشکر طلسم کشا کو تباہ کرون مجکو بیرون نے خبر دی کہ تمنے جا کر اُس
سحر کو برطرف کیا یہ صاف صاف بیان کرتے تھے کہ بی شمیمہ تھین شمیمہ نے کہا ای مادر مہربان
آپکو دھوکہ ہوا مجھے کیا ضرورت تھی کہ اُنکے سحر کو برطرف کرتی علامہ خاموش ہو رہی اب
شبرنگ نے گلا بیان لا کر رکھین کہا حضور آپ کی صاحبزادی کے برابر کوئی صاحب عصمت و
عفت نہین ہی سارے باغ کی سیر کیجیے مردانے نام کا کوئی پھول نہین رکھا میرے ہاتھ سے
شراب پیجیے سب شکوک نکل جاوینگے علامہ کچھ نہ کہہ سکی شبرنگ نے بایان کھینچا سید ھا سید ھا
ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

پہلو سے میرے اُٹھ کے جو وہ سیمبر گیا / مین کیا کہون کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا
باد صبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا / کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا
نکلے گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو / دیوانہ تیرا ڈھونڈھنے تجکو جدھر گیا
شرما کے رخ سے ابر مین ماہ فلک چھپا / سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا
آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے / میخانہ وہ کہان ہی وہ ساقی کدھر گیا
آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین / جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا
طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرین / جو ہمپہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا
مانند صبح اپنا گریبان کرونگا چاک / تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے / وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا
بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل / دو چار پھول آ کے نہ تربت پہ دھر گیا
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے / خون گلو سے دامن شمشیر بھر گیا
آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی / خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا
آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل / میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا
لاکر قفس مین قید جو صیاد نے کیا / آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا
سطوت ہین اس زمانہ کے معشوق بیوفا / دل میرا وہ فریب سے لیکر مکر گیا

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ علامہ بہت خوش ہوئی کہا ای شعلہ تو نے بڑا کمال پیدا کیا شبرنگ نے عرض کی مالک کا روپیہ صرف ہوتا ہی مجھے بھی کچھ آئین بائین شائین آگیا یہ کہکے جام لبریز کیا سامنے علامہ کے لایا علامہ نے بخوف ہاتھ بڑھا دیے جام لیا چاہا پی جائین مگر نگاہ تند جو شراب پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی علامہ نے کہا ای شعلہ یہ کیا ہوا شبرنگ نے عرض کی کہ عکس اسپر کسی کا پڑ گیا ورنہ آپ ملاحظہ کرتین کہ کیا مزا ملتا علامہ نے کہا ای شعلہ شکوک بڑھتے جاتے ہین تیری باتون سے دل کانپتا ہی شبرنگ نے کہا حضور ایک جام پی لین پھر مجکو قتل کرین شک کیون دل مین رہے علامہ نے کہا کیا کہون جو خیال ہوتا ہی مگر نور نظر کا پاس ہی اور کیا عجب ہی کہ میرے بیرون نے دھوکہ کھایا ہو لشکر مین طلسم کشا کے کیسی

کیسی شاہزادیان حسین وجمیل اور سحر مین کامل واکمل ہین اُنمین سے کوئی ہمشکل شمیمہ کی ہوگی جسنے سحر
شعلۂ جوالہ کا مٹایا ہمارے بیر یہ سمجھے کہ شمیمہ ہے شبرنگ نے اور باتین نکالین کہا حضور شعلۂ جوالہ
کو بلالیجیے کہ آپ کا ساتھ دے جم کر میدان مین لڑے علامہ نے کہا اب ایسا ہی سحر کرونگی اب
شبرنگ نے اِدھر اُدھر کی باتین کرنا شروع کین کبھی بقراط کی تعریفین کرتا ہے کبھی طلسم کشا کو بُرا
کہتا ہے ایسی باتین بنائین کہ آخر باتون مین لگا کر جام شراب دھوکہ دے کے دوسری کنیز کے ہاتھ
سے علامہ کو پلوادیا وہ قاتل بیہوشی ڈالدی تھی کہ اگر قدرے دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان بلبلا کر
نکل آوین پیتے ہی علامہ گھبرائی کہا کیون شعلہ اس شراب مین کیا تھا کہ سینہ جلا جاتا ہے قلب تھرا رہا ہے
شبرنگ نے کہا حضور یہ شراب لوکشید تھی اسنے گرمی کی ذرا اُٹھ کے ٹہلیے تو مطلب حاصل ہو یہ کہکے
چند کلمے سخت کہے کہ علامہ اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چند قدم چل کے لڑکھڑا کے
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شبرنگ نے زبان مین سوزن دی اور دماغ پہ پٹی بیہوشی کی
چڑھائی علامہ کو تو ایک صندوق مین بند کیا شمیمہ سے کہا مین علامہ کی شکل بنتا ہون دربار
بقراط مین چلیے جو باتین مین کرون آپ بھی ہان ہان کرتی جائیے گا آج ہی آقا کو رہا کیے دیتے
ہین مگر آپ بھی کچھ بیان کیجیے گا جس سے بقراط کو یقین ہو کہ مجھپر شمیمہ عاشق ہوئی تحفہ جات
سامنے رکھا دیجیے گا شاہزادے کو بلائیے گا فرمائیے گا کہ مین اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کرونگی تب
بقراط رضامند ہوگا شمیمہ نے کہا علامہ کی صورت بنو مین دیکھ تو لون شبرنگ اُسی وقت
گوشے مین گیا وہان جا کر رنگ وروغن عیاری کا لگایا علامہ کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے جو شمیمہ
کے آیا شمیمہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور خوف سے کانپنے لگی شبرنگ نے کہا کیون حضور صورت متشابہ
ہے شمیمہ نے کہا اے شبرنگ کیا کہنا مین تو اسوقت ڈر گئی کہ مادر مہربان کیونکر آئین بقراط نہ
پہچان سکے گا اور مین بھی اُسکو حیلون مین لونگی تحفہ جات منگوا کے رکھوا لونگی مگر لشکر مین خبر کردو
شبرنگ نے کہا مین جاؤن سکندر سے کہ آؤن شمیمہ نے کہا مین نامہ روانہ کرتی ہون یہ کہکے
بنام سکندر ثانی عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان شبرنگ میرے پاس پہونچا
علامہ کو پکڑ لیا اب دربار بقراط مین جاتی ہون سکندر دربار مین بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ
کچھ حال معلوم ہوا کہ شبرنگ پہونچا یا نہین پہونچا نجم نے کہا اے شہنشاہ یہ فرزندان خواجہ عمرو

ہین جو ارادہ کرینگے وہ کر کے دکھا دینگے نشان سب مین نے سمجھا دیا ہی یہ ذکر تھا کہ ایک طائر
اڑتا ہوا آیا ارسطوے ثانی نے دیکھ لیا کہ گلے مین طائر کے کاغذ بندھا ہی کہا ای شہنشاہ اس
طائر کو بلائیے آپ ہی کی جانب دیکھ رہا ہی سکندر نے اشارہ کیا وہ طائر کاندھے پر آبیٹھا
سکندر نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون مذکور لکھا تھا ہنسکر کہا لو صاحبو تیاری کرو صورت رہائی
طلسم کشا نکل آئی یہان سب کمر بندی کرنے لگے مگر شبرنگ بہ صورت علامہ بنا ہوا اور شمیمہ
بصورت اصلی چلے چند کنیزین جو سحر مین کامل تھین انکو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہوکر تخت اڑایا
یہان دربار مین بقراط بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ لشکر طلسم کشا کو خبر نہونے پائے کہ طلسم کشا کو قتل کرون سب
سردار کہ رہے ہین کہ حضور اب کیا دیر ہی آپ نے خوب انتظام کیا سب کی جان بچالی بقراط
کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بھی آتی ہوگی یہان شعلۂ جوالہ جو سوکر اٹھی بیرون بارگاہ
آکر دیکھا کہ لشکر مین کمربندی ہو رہی ہی کسی سے پوچھا رات کو صاحبو لشکر مین پتھر برسے تھے کسی نے کہا
تھوڑی دیر برسے پھر وہ پہاڑ اپنے مقام پر جاکر قائم ہو گیا ہمارے شہنشاہ بھی حیران ہین آپ کو
شہنشاہ نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ سمجھی کہ اب جو جاؤنگی تو حال کھل جائیگا اور یہ جو سُنا کہ سب لشکر جا پڑیگا
سکندر آمادہ ہین کہ چلکر طلسم کشا کو رہا کرین شعلۂ جوالہ نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا پر پرواز
پیدا کرکے اڑتی ہوئی چلی دربار مین بقراط کے پہونچی بقراط خوش ہو گیا کہا لو صاحبو سحر کامل
ہوا شعلۂ جوالہ نے آکر سجدہ کیا کہا یا خداوند لشکر طلسم کشا آتا ہی وہ جنگ پڑیگی کہ آپ کو قیام مشکل ہوگا
سب شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین سکندر نے بھی خوب تیاری کی ہی نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی
ہی تو نکل آئی کہ ایسا نہو مجھپر سب مل کے بلوہ کردین وہ وہ شاہزادیان موجود ہین کہ جن سے بچنا
دشوار ہوگا سکندر نے وہ سحر تیار کیے ہین کہ کل لشکر پر آگ برسے گی بقراط نے کہا طلسم کشا کو بلاؤ
مگر علامہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُسنے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی بقراط نے دیکھا کہ علامہ
اور شمیمہ آتی ہین انکو دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا سرداروں سے کہا عجب معرکہ ہی دل کچھ اور خبر دیتا ہی
معرکہ اور کچھ ہی کہ تخت شمیمہ کا زمین پر آیا بقراط نے کہا ای علامہ ایک تو تمھارے سحر کی تاثیر دیکھی
کہ شعلۂ جوالہ آگئی مگر نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی کہ لشکر طلسم کشا کا تیار ہو رہا ہی شعلۂ جوالہ نے
خبر دی ہی کہ لشکر تیار ہو رہا ہی شمیمہ نے کہا یا خداوند مین نے رات کو عجب خواب دیکھا کہ میرے

باغ مین آپ تشریف لائے ہین مین نے سلام کیا آپ نے فرمایا کہ عرش اعلی پر چلو مین آپ کے ساتھ عرش اعلے پر گئی آپ پہلے پردے مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے نکلے لاکھون فرشتے جمع تھے حوران جنان نے آکر مجھے دلھن بنایا مین آپ کے پہلو مین بیٹھی حورین مبارکباد دینے لگین یا خداوند یہ خواب کیا دیکھا اُسوقت سے دل آپ پر مائل ہو جی چاہتا ہو کہ آپ کے پاس سے نہ ہٹون علامہ نقلی نے کہا یا خداوند مین نے ہر چند سمجھایا کہ بیٹیا تامل کر مین طلسم کشا کا خاتمہ کر لون تب چلو اُسنے کہا مجکو چین نہین پڑتا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا — پردہ اُٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا
لیجا کے دام زلف مین مجکو پھنسا دیا — یارب بُرا ہو اُس دلِ خانہ خراب کا
میخانہ پر وہ جھوم کے آئی ہو پھر گھٹا — ساقی پلا دے مجکو پیالہ شراب کا
رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دیے — دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا
اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤن مین — افسوس ہو گذر گیا عالم شباب کا
آئی جو بے ثباتی دنیا برائے سیر — استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا
بے دام بلبلون کو کر گیا اسیر کیا — صیاد نے جو عطر ملا ہو گلاب کا
زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا روئے یار کو — لوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا
دریا پہ میکشی جو کریگا وہ بحر حسن — حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا
ای خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون — مجکو مزہ ہو یار کی جھوٹی شراب کا
روئین نہین تصور گل مین یہ بلبلین — چھڑکاؤ ہر روش یہ کیا ہو گلاب کا
آیا نہین ہو پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر — اُس سے سوال کرنا ہو خط کے جواب کا
کانٹے پڑے ہوے ہین ہمارے زبان مین — مشتاق ہو گلا ترے خنجر کی آب کا
کیونکر مناؤن سب نہ مری چشم تر کی خیر — عالم کی زندگی ہو برسنا سحاب کا
پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر — مسطوت بنا گدا جو در بو تراب کا

جب مین نے اسکو بہت بیقرار دیکھا تو مین نے کہا چلو قدرت کی قدمبوسی کر لو تو یا خداوند یہ مشتاق جمال ہو کر آئی ہو اب اسکے حال پر نظر رحمت فرمایئے ایسا نہو کہ دیوانی ہو کر نکل جائے بقراط بہت خوش ہوا

شاہزادیان جو گرد بیٹھی تھین اُنکی طرف ہنس کے دیکھا کہا تم سب نے دیکھ لیا ہماری محبت کی یہ
تاثیر ہی اب طلسم کشا کو بلاؤ شمیمہ نے کہا یا خداوند مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرونگی
علامۂ نقلی نے کہا تحفہ جات تو منگا کر رکھ لیجیے کہ طلسم کشا دیکھکر بیقرار ہو بقراط اُٹھ کے دوڑا گیا
سب تحفہ جات اُٹھا لایا لا کر تخت پر رکھے شمیمہ اُن تحفہ جات سے کھیلنے لگی بقراط نے کہا ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لوح طلسمی دمبدم نہ چمکا و سحر مین فرق آتا ہی شمیمہ نے لوح کو
رکھدیا لوح محفوظ اُٹھالی کہا یا خداوند یہ کیا چیز ہی بقراط نے کہا یہ وہ تحفہ ہی کہ حکماے سابق نے
بنایا ہی اسمائے خدائے نادیدہ اسمین لکھے ہین جسکے پاس ہو اسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور انھین
تحفہ جات سے طلسم کشا کو شرف حاصل ہوا کہ بڑے بڑے ساحر عاجز رہے شمیمہ نے زرہ اُٹھائی
پوچھا یا خداوند یہ کیا ہی بقراط نے کہا بانیان طلسم نے یہ زرہ بنائی ہی کہ طلسم کشا اِسکو پہنے کل عجائب
و غرائب سے محفوظ رہے مگر بی بی ان چیزون کو گھڑی گھڑی نہ اُٹھاؤ یہ کہکر پکار کے آواز دی کہ
طلسم کشا کو لاؤ بقراط بھولا بیٹھا ہوا ہی کہ شمیمہ میرے قبضے مین آئی مین جانتا تھا کہ اس سے جب
سوال کرونگا تو یہ انکار کریگی لیکن کس آسانی سے مشتاق ہوئی ہی مگر مین نے رات کو کوئی سحر
نہین کیا اِسنے خواب کیونکر دیکھا شاید یہ میری کرامات کی تاثیر ہی چند ساحر گئے طلسم کشا کو لیکر
آئے طلسم کشا مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوے دربار مین بقراط کے آئے مثل اہل اسلام
کے صاحب کسلامت کی اور پکار کر کہا کہ او بقراط مین تجھپر لعنت کرتا ہون بقراط نے جھلا کر کہا
جو چاہو کہو اب دم بھر کے مہمان ہو بقول شیخ سعدی مثل ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ
در دل آرد بگوید۔ جلادون کو بلاؤ پہلوے فقر سے ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر
آیا شمیمہ نے کہا یا خداوند جلاد کی کوئی ضرورت نہین مین اپنے ہاتھ سے اِسکو قتل کرونگی عمر بھر
یاد کرے کہ بدعت کا انجام یہ ہوتا ہی کیسے کیسے ساحر اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور
یہ سب شاہزادیان جو طلسم کشا کے ساتھ ہین جسوقت آوین تو آکر اِسکا لاشہ دیکھین یا خداوند
یہ سب کہان جاینگی بقراط نے کہا یہ سب اطاعت کرینگی عہدہ ہاے جلیل پر سب کو ممتاز کرونگا
کیا اِسکی قبر پر فقیر ہو کے بیٹھین گی دِسکی زندگی تک سارا جوش و خروش ہی بعد مرنے کے کون
کسی کا ہوتا ہی مگر باتون پر شمیمہ کے بہت خوش ہی کہ کیا بھولی بھولی باتین کر رہی ہی کہتا ہی ای

علامہ تمنے سب طرح کے سحر اسکو سکھائے یہ کیونکر سمجھی یہ تو بالکل نادان ہی دیکھو کن کن چیزون
کو پوچھ رہی ہی علامہ نے کہا یا خداوند مجھے تو اسپر ناز ہی کہ یہ آپ پر عاشق ہوئی مگر بعد فتح
اسکو نائب کیجیئے گا بقراط نے کہا وہ مرتبہ اسکا کرون کہ عالم عالم رشک کرے کل حکم و احکام
اسی کی ذات پر موقوف رہیگا سالہا سال مین طلسم تیار ہوگا ساحران نامی یہ جابجا مقرر کرین
ان ہی کے سب احکام جاری ہون انکو ہر طرح کا اختیار ہی جو چاہین کرین شمیمہ نے کہا یا خداوند
مین اپنا سحر جابجا قائم کرونگی بقراط نے کہا مین تمھین سحر نہ کرنے دونگا ورنہ عزیزداران طلسم کشا
سب طرف سے بلوہ کرینگے تمھارے دشمن ہو جائینگے ہر شخص تمکو تلاش کریگا جن ساحرون کے
پاس یہ تحفہ جات تھے جب وہ مارے گئے تو یہ اشیا طلسم کشا کو ملین تحفہ چیز کا پاس رکھنا اچھا
نہین شمیمہ نے دونون لوحین اُٹھالین کہا یا خداوند یہ تو مین گلے مین پہنونگی بقراط نے کہا
بیوی تم سب کی مالک ہو مین تمھاری جان کی حفاظت کرونگا ابھی بڑا بلوہ ہوگا سکندر کو آج
مٹا کر سب رستے بند کرونگا دادا اس طلسم کشا کے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا شمیمہ نے کہا یا خداوند مجھے اسم اعظم کا بند کرنا آتا ہی صاحبقران سر تکرا
کے مرین غرضکہ لوح سے کھیلتے کھیلتے خنجر کھینچا کہا او طلسم کشا خاموش نہین رہتا مین تجکو قتل کرونگی
بقراط نے غل مچا کر کہا ارے صاحب یہ چیزین لیکر پاس طلسم کشا کے نہ جاؤ شبرنگ لینا لینا
کہکے اُٹھا کہتا ہوا کہ بی بی دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین یہ کہتا ہوا قریب شمیمہ کے آیا تیغہ خود اُٹھا لیا
کہتا ہوا کہ اس تیغہ سے قتل کرو تیغہ لیے ہوے شبرنگ نے جست جو کی قریب طلسم کشا کے
پہونچا شمیمہ نے لوح طلسمی گلے مین ڈالدی علامہ تقلی نے تیغہ ہاتھ مین دیا نورالدہر کے گلے
مین جو لوح آئی سب قید کٹ کر گری نورالدہر تیغہ ہاتھ مین لیکر اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ
نورالدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✤ کہ شاہانش جہانگیر و ملک گیتی ستان خوانند ✤
پناہ و لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ✤ عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند ✤ دیگر ز طفلی
بجرأت ہنر داشتم ✤ ظفر بر یلان عرب یافتم ✤ شہ نوجوانان لقب یافتم ✤ ساحر جو گرد تھے نورالدہر
نے لوح کو گردش دی لوح جو چمکی ساحر بھاگنے لگے نعرہ نورالدہر کی جو صدا بلند ہوئی بیرون
بارگاہ بلوہ ہوا سکندر لشکر کو لیکر آ پڑے سکندر نے آتے ہی سحر کیا کہ زمین کانپنے لگی بقراط

بلند ہوا کل لشکر نے بقراط کو دیکھا بقراط نے آواز دی ہان یارو ان سب کو قتل کرو ایک طرف سے آکر ہمارے مرصع پوش نے سحر کیا کئی ہزار ساحر بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یار نے جب کہ مجکو بھیجا خط — مین نے آنکھون پہ رکھا اُسکا خط
میرے معشوق کا جو آیا خط — زندگی کا ہوا سہارا خط
نامہ بر کو وہ قتل کرتا ہی — تو ہی لیجا صبا ہمارا خط
قدر گھٹ جائیگی غرور نہ کر — عارض صاف پر جو نکلا خط
سر قلم نامہ بر کا اُسنے کیا — پرزے غصہ سے کرکے میرا خط
خوش بہت ہوگا قاصد اوہ گل — مین نے پھولون سے ہی بسایا خط
ہائے کب دل کا حال یاد آیا — لکھ چکا جب مین اُسکو سارا خط
وصل کے لفظ پہ پڑی جو نگاہ — چاک اُسنے کیا ہمارا خط
اُسنے لکھے رقیب کو نامے — ہائے مجکو کوئی نہ بھیجا خط
کوئی مطلب نہ رہگیا ہو کہین — بیخودی مین ہی اُسکو لکھا خط
ایک گل کو جو بھیجنا ہی مجھے — خط گلزار مین ہی لکھا خط
قاصد آیا جو اُسکا ای سطوت — زندگی کا ہوا سہارا خط

کئی ہزار ساحر سحر سے ہمارے مرصع پوش کے اپنے لشکر پر جا پڑے لڑنے لگے سکندر لڑتا بھڑتا آتا ہی سب شاہزادیان پشت پر نجم اختر شناس ایک طرف ارسطوے ثانی ایک طرف جب یہ لوگ سحر کرتے ہین تو آسمان سے آگ برستی ہی کبھی جھونکے ہوا کے چلتے ہین ایک طرف سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بفوج کثیر آکر پہونچے سکندر نے آکر نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ نور الدہر مجمع ساحران مین گھرا ہوا ہی قریب آگئے بدیع الزمان و قاسم یا توجمے ہوئے آتے تھے یا فوج کفار پر جا پڑے لڑ بھڑ کر نور الدہر کو اپنے مجمع مین لیا اب نور الدہر لڑتے ہوے بڑھے مگر فوج اسقدر رہی کہ مجمع سے گھوڑا بڑھانا دشوار ہوا ایک طرف بدیع الزمان پشت پر کئی سو سردار ایک

طرف سے قاسم نوجوان نعرے کرتے ہوئے جس طرف جا گرے پرے کے پرے درہم
و برہم کر دیے بدیع الزمان سے آنکھ مل رہی ہے اور ایک طرف مالک و لندھور
صف شکن تیغ زن اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ خون کے دریا بہا دیے ہیں کہ دوسری
گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان آکر شریک
جنگ ہوئے نور الدہر کو جو دیکھا کہ پرے درہم و برہم کر رہے ہیں بیچ فوج پر جا پڑا
جس طرف ہنگامہ دیکھا اسی طرف رخ کیا امیر نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان بھی آگیا اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے
تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد +
سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایک طرف سے لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان +
مالک اژدر نے نعرۂ لندھور کی جو صدا سنی نیزہ اٹھا کر نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک
اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + اگر تیغ کین برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان
مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + کہ تیسری گرد اڑی
سب نے دیکھا رستم پیل تن و پیل کن کشندۂ قوی ہندی و دو پیل ہندی علم شاہ نوجوان
بھی آ گئے رستم نے دور سے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے وہیں سے نعرہ کیا نعرۂ رستم
علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ارشد اولاد امیر عرب +
کیست علم شاہ چو رستم لقب + نعرہ کر کے شریک جنگ ہوئے پھر گرد بلند ہوئی صاحبقران
حیران ہو رہے دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد بصد صولت و شوکت
آ کر پہونچے شریک جنگ ہوئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس و جم + آ کر شریک جنگ ہوئے ہر ایک طرف تلوار چل رہی ہے ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے مگر ملکہ شمیمہ بلند ہو کر آسمان پر آئی سحر کر رہی ہے جب سحر کیا ہزار در ہزار
کے سر کٹ کے گرے بحیرت تمام نور الدہر کو دیکھ رہی ہے چار طرف تلوار چل رہی ہے بادشاہ
جمجاہ کو جو سرداروں نے دیکھا بشوکت تمام پایا ہر چند ساحر سحر کرتے ہیں مگر بادشاہ پر

سحر تاثیر نہین کرتا علم شاہ بھی شیرانہ لڑ رہے ہین بقراط ثانی تخت پر سوار ہی کل افسران فوج
اسکو گھیرے ہوئے ہین بقراط نے دیکھا کہ فوج اسلام بھی بیحد ہو گئی جہانگیر بھی آگیا ہی پہنچے
گھبرا گیا ہر چند اپنی فوج کو اشارہ کرتا ہی مگر فوج بیدل ہو رہی ہی شعلۂ جوالہ ایک جانب کھڑی
کانپ رہی ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی کیون صاحبو مین کیا کرون کنیزین کہتی ہین واری
آپ شریک طلسم کشا ہین لہذا شاہزادیون کی شریک ہو جائیے شعلۂ جوالہ کی آنکھون سے
آنسو ٹپک پڑتے ہین بقراط نے جب دیکھا کہ فوج دل دہی نہین کرتی گھبرایا قلعۂ مروارید کا
یاد آیا مگر دیکھتا ہی کہ ہر طرف سے سردار جنگ کرتے ہوے آتے ہین حیران ہی کہ کدھر سے نکلون اگر
بلند ہو کر جاتا ہون تو طلسم کشا قادر انداز ہی اسکا تیر خطا نہین کرتا مین قتل ہو جاؤنگا اہل فوج
دنگ ہین اپنی جان سے تنگ ہین شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ ہاتھ سے
جاتی ہی شمیمہ سے کہا مین جاکر علامہ کو قتل کرتا ہون کہ شعلۂ جوالہ ہوش مین آئے شمیمہ نے کہا
ای شبرنگ ابھی تامل کرو یہ تو دیکھو کہ انجام کار کیا ہوتا ہی غرضکہ ہر طرف سے فرزندان صاحبقران
نے دباؤ ڈالا اور بڑھ بڑھکر شمشیر زنی کی کہ افسران فوج بقراط بھاگنے لگے سامنے آکر سکندر
و نجم و ارسطو نے سحر کیا کہ زمین کانپی ہوا سے سرد چلی دس ہزار ساحر مبہوت ہو گئے پہاڑون
سے سر ٹکراتے تھے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے تھے اس غل مین یہ مضمون تھا نظم

تم اگر باغ مین دکھلاؤ بہار عارض
بلبلین گل کو کرین آکے نثار عارض

عاشقو بوسہ پہ بوسہ وہ عطا کرتے ہین
ہم نہ کسطرح کرین دلکو نثار عارض

وہ نکدر رہتے مری خاک کا دھوکہ جو ہوا
اپنے دامن سے کیا پاک غبار عارض

سیر گلشن کو جو وہ رشک چمن جاتا ہی
بلبلین ہوتی ہین آآکے نثار عارض

کوچۂ زلف مین افسوس بھٹک کر آیا
جبکہ دل بھول گیا راہ دیار عارض

گورے گالون پہ تمھارے یہ نہین خط سیاہ
سایۂ زلف ہوا ہی شب تار عارض

دیکھکر حسن ترا جب سے ہوا ہی سکتہ
اب نہین آئنہ ہوتا ہی دوچار عارض

تیری پیشانی پہ نور ہی روز روشن
زلف شبرنگ نہین ہی شب تار عارض

خلد سے دیکھنے کو حسن ترا آتا ہی
دل سے رضوان سکے کوئی پوچھے بہار عارض

سرخ رو حشر کو فردوس میں ہوں آہ سطوت	قبر میں خاک شفا ہو جو غبار عارض

بقراط نے سر اٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر میں ہنگامہ ہی ساحر دیوانہ وار دوحشی مثال پھرتے
ہین نہ سحر کرتے ہین نہ لڑنے پر آمادہ ہین ہر ایک کا قصد ہی کہ جان بچا مین بھاگ جائین بقراط
بہت گھبرایا چاہا سامنے سے نکل جاؤن دیکھا صاحبقران نرمان لڑتے ہوے آتے ہین لاکھون
ساحرون کا امیر پر بلوہ ہی مگر دو دستی تلوار مار رہے ہین ادھر سے پلٹا چاہا پشت کیطرف
سے نکل جاؤن دیکھا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے آتے ہین نقش دفع سحر گلے مین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک پہلو کی جانب چلا دیکھا طلسم کشا بذات خود رستمانہ جنگ کرتے
ہوے آتے ہین اور بقراط پر نگاہ ہی سکندر ثانی نے لاکھون ساحر مارے دریاے
سحر بنایا لاکھون کو ڈبو کے مارا سب خیمے خالی پڑے ہوے ہین دوسرے پہلو کی طرف چلا
دیکھا رستم لڑتے ہوے آتے ہین ہر فرزند صاحبقران کے ساتھ جادوگرنیان سحر مین کامل
ہین وہ جادوگرنیان طبقے زمین کے ہلا رہی ہین جہانگیر بھی شیرانہ لڑتے ہوے آتے ہین
اب بقراط گھبرایا کہ کس طرف سے جاؤن کہان جا کر چھپون اگر اُڑ کر جاتا ہون تو سکندر ثانی
وغیرہ روکین گے طلسم کشا کا تیر خطا نہین کرتا اس سوچ مین حیران و پریشان کھڑا ہی ایسا
متردد ہوا کہ سحر بھی فراموش ہو گیا کہ دیکھا طرف سے کوہستان کے ایک ابر مروارید نگار
اُٹھا موتی برستے ہوے ہزارہا طائر گرد ابر کے مصروف زمزمہ سرائی ہین تلوارین ابر سے
برس رہی ہین صورت ابر کی دیکھکر خوف آتا ہی کہ وہ ابر اُڑتا ہوا آیا دیر تک موتی برسے
بقراط نے پکار کر کہا کون مہربان ہی کہ جو اسوقت مین آیا یہ تو یقین کامل ہی کہ میری مدد کو
آیا ہی لیکن اپنے کو ظاہر کرے کہ مین بھی آگاہ ہون کہ کون ہی ابر مروارید نگار سے آواز
آئی کہ اے بقراط ثانی تیرے غرور نے تجکو پست کیا بیٹھے بیٹھے تیرے دماغ مین دعوی
یکتائی سمایا کیون اپنے کو خداوند کہوایا اب بھی خوف کر سامری و جمشید دونون پرانے
خداوند ہین ہر چند کہ دنیا سے اُٹھ گئے مگر اُنکے نام کے تحفہ جات موجود ہین وقت پر تاثیر
کرتے ہین خاک قبر مین یہ تاثیر ہی کہ کیسا ہی ساحر زبردست ہو جب وہ خاک سامنے اُڑا دیجاتی ہی
بیہوش ہو جاتا ہی تیری کس شے مین تاثیر ہی اگر تو اعتقاد سامری و جمشید کرلے تو مین تجکو نکال

لیجلون بقراط نے گھبرا کر کہا مین سامری و جمشید کا چھوٹا بھائی ہون ابر سے آواز آئی
کہ بیہودہ نہ بک اُنکا تو بندۂ مغضوب ہی دیکھ تصویر سامری آئی ہی اسکو سجدہ کر تیری مشکل
آسان ہوگی ورنہ آج ایسا گھرا ہی کہ جان بچنا دشوار ہوگی تیری بداعمالی نے سب ملک تباہ
کرائے بقراط نے پکار کر کہا مین بندۂ سامری و جمشید سہی ای مہربان جو تمنے کہا وہ ہی
مین نے قبول کیا مگر اپنے کو ظاہر کیجیے کسی طرح جان بچائیے یکایک ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک
جادوگرنی بصورت مہیب و بشکل عجیب و غریب بیٹھی ہی اور تخت پر ایک صندوق رکھا ہی
اُس صندوق پر دو تصویرین خود آواز دیتی ہین کہ ای بقراط ثانی جلد ہمکو سجدہ کر ورنہ
قتل ہو جائیگا بقراط نے ناچار و مجبور اُن تصویرون کو سجدہ کیا اُس ساحرہ نے پکار کر
آواز دی کہ ای بقراط مجکو نہین پہچانتا منم ملکہ مرواریدِ آفت خیز بقراط نے پکار کر آواز
دی کہ ای مہربان اِسوقت تیرے آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی اور
تسکین دل ہوئی مروارید نے کہا ای بقراط مین اِس بلوے مین سحر نہ کرونگی لیکن تجکو ابھی
نکال لیجلونگی وہان چلکر سب سامان ہو جائیگا وہ تدبیر کرون کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین
تا بہ قلعۂ مروارید نہ آسکین جو آئیگا مُنھ کی کھائیگا ذلت اُٹھائیگا دیوانہ ہو جائیگا وہ جو بڑا
شخص مشہور ہی اُسکی فکر مین ہون میری جدہ کو اُسی نے مارا آجتک جا بجا ذکر ہوتا ہی سامری
و جمشید کی خدائی اُسی کے نام سے رونق بخشی کیسے کیسے کارنمایان کیے چاہ الماس طلسم
بے لوح کا بنایا مگر حمزہ نے اُسکو بھی شکست کیا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ مسلمان نہ آسکین
نہ سرحد مین آئینگے اور نہ کوئی کام ہو سکے گا اِدھر نورالدہر اور صاحبقران نے دیکھا
کہ بقراط ابر سے باتین کر رہا ہی پتھر کے تیلون سے جواب و سوال ہو رہے ہین نورالدہر
نے یہ شعبدہ دیکھکر پشت مرکب پر پڑی جمائی تیغ طلسمی بلند کیا سب جادوگرنیان اپنی اپنی
گاتیان باندھ باندھکر آمادہ ہوئین کہ بقراط کو گرفتار کرلین ایک طرف سے صاحبقران لڑتے
ہوے چلے ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ اور کل فرزندون کا اُسی مقام پر بلوہ ہوا مگر ملحوظ
خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ شعلۂ جوالہ پایۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے سحر کر رہی ہی
اکثر اہل فوج طلسم کشا اِسکے ہاتھ سے مارے گئے کئی مرتبہ سکندر ثانی نے چاہا کہ تڑپ کر

گرون اور شعلۂ جوالہ کو اٹھالون مگر بقراط شعلۂ جوالہ کو بچاتا ہو سکندر کو قریب نہین آنے
دیتا جب چار طرف سے سردارون نے بلوہ کیا اہل فوج و تاجدار و ساحران غدار بقراط
کا ساتھ چھوڑ کر بھاگے کچھ لوگ فریاد کرتے تھے کچھ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بعضے
جا کر جھیلون مین گرے غرق دریاے لعنت ہوے بقراط نے دیکھا کہ تخت میرا تنہا رہگیا
مگر شعلۂ جوالہ کو وہی جوش و خروش ہو دمبدم کہتی ہو یا خداوند طلسم کشا یہ کڑک کر گرون
کمر مین پنجہ ویکر اُٹھا لاؤن بقراط جواب دیتا ہو ای شعلۂ جوالہ خبردار یہ ارادہ نہ کر نا تحفہ جات
سب اُسکے پاس موجود ہین تیغہ طلسمی کی چمک سے ساحرون کی آنکھین جھپکتی ہین اگر تجپر کوئی وار
پڑ گیا تو قتل ہو جاؤ گی کوئی سحر کام نہ آئیگا یہ سمجھا کر بقراط نے بلک کر آواز دی کہ یا خداوند سامری
و جمشید مجکو بچایئے وہ دونون تپلے جو تخت پر رکھے تھے اُن دونون نے مُنھ کھولے کہ دھوان
مُنھ سے نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا نور الدہر نے بڑھکر لوح طلسمی
کو چمکایا لوح محفوظ کو ہاتھ مین لیکر ہاتھ بلند کیا تیغہ چمکایا تب وہ دھوان برطرف ہوا اب جو
بہ نگاہ غور دیکھا تخت بقراط نہ پایا شعلۂ جوالہ اور تخت بقراط غائب ہو گیا کوئی افسر باقی نہین
رہا باقی ماندہ فوج بے سردار الامان الامان کر رہی ہو جنکے افسر باقی ہین وہ رومالون سے
ہاتھ باندھکر سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے با اعتقاد تمام اطاعت اسلام کی تھوڑے عرصے
مین کل فوج آکر حاضر ہوئی ہر ایک کا قول تھا کہ آپ صاحب اقبال ہین بقراط کو مروارید آفت خیز
لے گئی اب بہتر یہ ہو کہ اُسکا تعاقب نہ کیجیے نور الدہر نے کہا جان جانا قبول مگر بدون قتل بقراط
چین نہ پڑیگا اگر وہ آسمان پر جائیگا تو اپنے کوشش آہ مظلومان پہونچاؤنگا اور اگر تحت الثریٰ مین
گیا تو قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ای شبرنگ ہرکارے روانہ کر و خبر مفصل منگاؤ کہ بقراط
کس مقام پر گیا ہو شبرنگ نے اُسی وقت ہرکارے روانہ کیے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے
آئے دعا و ثناے بادشاہی بجالاے قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبح دمد ہمدم
ساغر باشی ٭ تا نام حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی ٭ شہریار عالم کی عمر دراز
رہے جب بقراط یہان جنگ مین سبت بیقرار رہا تو مروارید آفت خیز عین وقت پر آکر
پہونچی وہ اُٹھا کر بقراط کو لیگئی اپنے پاس بحفاظت رکھا خاطر مدارات ہو رہی ہو سامری و جمشید

کو بقراط نے سجدہ کیا اور بی شعلہ جوالہ پاس بقراط کے حاضر ہین بیچ مین ایک صحراے آہوان
بنا ہی کہ کئی ہزار آہوان صحرائی اُس صحرا مین خوش فعلیان کر رہے ہین غیر کو اُس صحراے
نہین جانے دیتے غلامون کو جسقدر دریافت ہوا گذارش کی نور الدہر نے فرمایا کل بعنایت
پروردگار صحراے آہوان کو طی کرینگے جسکی موت آئی ہو اُسکو کون روک سکتا ہو ورنہ وہ حافظ
حقیقی ہمراہ ہو لشکر مین وردیان بجین کمر بندیان ہونے لگین افسران فوج کو ہمراہ لیا رہگراے
جادۂ مطلب ہوے صبح ہوتے ہی نور الدہر نے اُٹھکر نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ خداے
زمین و آسمان بلند کیے عرض کی کہ اے سمیع و علیم و اے رحیم و کریم مطلب دل پورا ہوتا بمنزل
مقصد پہونچانا یہ کہکر پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے لشکر نور الدہر
کا تانتا بندھا ہوا ہی نور الدہر دیکھتے بھالتے جاتے ہین ہر ایک افسر سے بخلق و مروت
کلام کرتے ہین مزاج ہر ایک کا پوچھتے ہوے وسط صحرا مین پہونچے تھے کہ یکایک آواز
الامان بلند ہوئی نور الدہر نے گھبرا کر کہا اے شبرنگ خبر تو لو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہو شبرنگ
جھپٹا آگے دیکھا صحراے آہوان سامنے ہو دس بارہ ہزار آہوان صحرائی پھر رہے ہین
جون ہی لشکر وہان پہونچا آہو جست و خیز کرنے لگے مگر کچھ آپس مین آوازین ملا کر غل مچانے
لگے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ پروردگار سے فریاد کرتے ہین انسان حیران ہو جاتا ہی
اُنکی صداے وحشت خیز سے کیسا ہی آدمی سنگدل ہو بیتاب ہو جاتا ہی مگر جتنا لشکر اُس
سرحد مین پہونچا غائب ہو گیا بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہوے اب افسر غلغلہ کر رہے
ہین یہ سنکر نور الدہر آگے بڑھے گھوڑے کو چمکایا دیکھا کہ سب افسر پلٹے چلے آتے ہین کئی
افسر قریب آئے آقا کو دیکھکر رونے لگے عرض کی اے شہریار بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہو گئے
جنکا نشان نہین ملتا نور الدہر نے اُسی وقت غسل کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسنے حکم دیا کہ مقام
بیرون سرحد ہو اپنی عقل سے کام کرو نور الدہر بڑھے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح محفوظ کو چمکاتے
ہوے صحرا مین آئے اُن آہوون نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑے ہوے قریب آئے
چہار جانب سے گھیر لیا اور مُنھ طرف آسمان کے کرکے فریاد کرنے لگے جس سے یہ اشعار
ثابت ہوتے تھے **نظم**

کوئی جہان مین مجھسے سوا ناتوان نہین
بیہوش ہون تحمل خواب گران نہین

پیری مین مجھکو ڈرتا ای آسمان نہین
کیا میری آہ تیر نہین قد کمان نہین

اک بوسہ دیکے آپ ہی دلکو خرید لیے
بازار عشق مین مرا سودا گران نہین

مین نے شراب مانگی تو بولے بگڑکے وہ
گھر میرا مے فروش کی صاحب دُکان نہین

جب پوچھتا ہون بوسہ نہ دیجیے گا مجکو آپ
کس ناز کس ادا سے وہ کہتے ہین ہان نہین

کیا حال پوچھتے ہین مرے درد دل کا آپ
کیونکر کہون زبان سے کہ تاب بیان نہین

رخسار مثل گل ہی تو پھولو نہ کبر سے
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

باغ جہان مین رہتا ہون خانہ بدوش مین
بلبل وہ ہون کہ میرا کہین آشیان نہین

مین مرگیا ہون اور وہ زندہ سمجھتے ہین
اُنکی طرح جہان مین کوئی بدگمان نہین

لب بند ہوگئے مرے سُن سُنکے گفتگو
معشوق آپ سا کوئی شیرین زبان نہین

تار نظر کا سایہ نظر آئے کس طرح
کیونکر ملے کہ اُنکی کمر کا نشان نہین

مین باغ مین وہ بلبل یکتا ہون باغبان
قابل اُجاڑنے کے مرا آشیان نہین

برہم کیا بگاڑ دیا اُنکی زلف کو
مرغوب ای صبا یہ تری شوخیان نہین

اُس شعلہ رو کے عشق نے ایسا گھلا دیا
کچھ تن مین مثل شمع مرے استخوان نہین

سطوت عروج کیا کسی شاعر کو ہو بھلا
اس فن کا اب جہان مین کوئی قدردان نہین

نور الدہر لوح چمکاتے ہوئے آگے بڑھے جب آہوون نے دیکھا کہ طلسم کشا نے نصف میدان طی کیا ایک جانب بھاگے جاکر غائب ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر کرگدن مست پر سوار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سحر کیا چاہتا ہی پشت پر بارہ چودہ ہزار ساحران غدار آمادہ حرب و پیکار ہمراہ رواروی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی نور الدہر پر نگاہ پڑی اُس ساحر نے پکار کر آواز دی ای جوان آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھے گا تو اپنے کو زندہ نہ پائیگا نور الدہر نے تیغہ طلسمی چمکا کر آواز دی کہ او بیحیا قریب تو آ اُس ساحر نے بڑھکر گولہ پھینکا قریب نور الدہر گولہ آکے پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا اُس اندھیرے مین ساحر نے ساتھ والون

کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کرو ہمراہیان نور الدہر اندھیرے مین فریاد کرتے تھے اور پکارتے تھے کہ ای خالق ارض و سما و ای رب یکتا و ای مستجیب الدعوات و ای قاضی الحاجات یہ وقت مدد ہی ہم عجب بلا مین مبتلا ہین نور الدہر نے تیغہ جو چمکایا دھوان مثل ابر کے پھٹ گیا روشنی ہو گئی یہان چند جادو گرنیان جو بلاے روزگار مثل ہماے مرصع پوش و گرداب کشتی نشین وغیرہ تھین انھون نے جو بڑھکر سحر کیے کسی کے سحر سے پھول برستے کسی نے پانی برسایا کہ ہمراہیان ساحر بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

گر کبھی وحشت مین جاتا ہون میان کوے دوست ۔ آنکھین دکھلاتے ہین مجکو پاسبان کوے دوست

تلخی فرقت کا مر کر بھی یہ باقی ہی اثر ۔ استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست

عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر ۔ رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست

حشر کے دن عاشقون کو جبکہ بخشے گا خدا ۔ دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست

مسجدون مین ذکر ہی باغ جنان کا عاشقو ۔ واعظون کی بھی زبان پر ہی بیان کوے دوست

ہو گیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین ۔ واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست

آرزو ہی کربلا مین جا کے سطوت موت آئے ۔ قبر کی جا ہو پس مردن میان کوے دوست

ہزارہا ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکرا رہے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ قریب باغ گلفشان لشکر پہونچا تو شبرنگ باغ مین آیا ملکہ شمیمہ بھی ساتھ آئین ان سب کا باغ مین آنا گویا بہار تازہ کا نزول ہوا اگر شبرنگ بارہ دری مین آیا صندوق کھولکر علامہ کو نکالا اول خوب سمجھایا مگر علامہ نے کوئی جواب باصواب نہ دیا تب شبرنگ نے علامہ کو قتل کیا وہان دربار بقراط قہرمردار یدمین جما ہوا ہی مرواریدجادو کچھ انتظام کو گئی ہی اسوقت دربار مین نہین ہی ملکہ شعلۂ جوالہ قریب تخت کرسی پر بیٹھی ہی ادھر علامہ کو شبرنگ نے مارا ادھر شعلۂ جوالہ تھرتھر کانپی اور بیہوش ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا بقراط تو خوش ہی کہ یہ میرے قبضے مین آئی شعلۂ جوالہ جو گھبرائی ہوئی اُٹھی دربار بقراط کو دیکھنے لگی حیران تھی کہ مین یہان کیونکر پہونچی بقراط نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ بیہوش ہو گئی تھی اب جو ہوشیار ہوئی تو چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہی بہت گھبرایا اور شعلۂ جوالہ پریشان ہی

کہ وہ شیر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان جلالت صاحب شوکت و شان نورالدہر بن بدیع الزمان
آج دربار مین نہین ہین مقام پر سکندرہ کے یہ خرناشخص بیٹھا ہو سر اٹھا اٹھا کے طلسم اس
کو دیکھتی ہو کبھی آنکھین شاہزادیون کو ڈھونڈھتی ہین کہ وہ صاحبان مہر و وفا کہان ہین بقراط
نے نشے مین ہاتھ بڑھائے کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگالون شعلۂ جوالہ نے بلاتکلف ہاتھ
جھٹک دیا اور ایک تمانچہ اس طرح کا مارا کہ تڑاقے کی آواز کل مکان مین پیچیدہ ہوئی ساحران
بقراط جو بیٹھے تھے ہنسنے لگے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ کیا معشوق گستاخ ہو اب تو
قدرت نہ رہے سامری و جمشید کے بندے ہوئے دیکھین مرد ار یہ کیا کرتی ہو مگر شعلہ
تمانچہ مار کر بقراط کو دل مین سمجھ گئی کہ مین کسی کے سحر مین تھی بڑی مجھسے بے ادبی ہوئی کہ
اس نامعقول کے پہلو مین آکر بیٹھی قلب پر شاہزادے کے ملال پہونچے گا شاہزادیان طعن
و تشنیع کرینگی یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھی ایک ساحر جو برابر بیٹھا تھا اُسنے کہا ملکہ کہان
چلین شعلۂ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا کئی خنجر گرے کئی ساحرون کے سر اڑ گئے
اُسی اندھیرے مین شعلۂ جوالہ نکلی بقراط ہان ہان کرتا رہگیا شعلۂ جوالہ دور جاکر مثل ستاسے
کے چمکی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر کچھ ماش کے دانے نکالے لشکر جو بقراط کا پڑا تھا اُسپر
پھینک مارے جسپر دانہ پڑا وہ جلکر رہگیا بقراط نے چلاکر آواز دی ارے صاحبو اسکو لینا
شعلۂ جوالہ جاتی ہو نہین معلوم علامہ پر کیا گذری کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی بیرون
نے لاکر لاشہ علامہ کا سامنے بقراط کے پہونچایا بقراط غصے سے کانپنے لگا مگر بقول شخصے کہ قہر
درویش بجان درویش غصہ کرکے رہگیا مگر شعلۂ جوالہ اُس مقام پر پہونچی جہان نورالدہر
گھرے ہوئے جنگ کر رہے تھے آسمان سے دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار ساحرون کے مجمع مین
گھرے ہین تیغہ طلسمی چل رہا ہو ایک ساحر خوش چشم غزال جادو نامے کھڑا سحر کر رہا ہو یہ سانحہ
جو شعلۂ جوالہ نے دیکھا آسمان سے کڑک کے گری نعرہ کیا کہ منم ملکہ شعلۂ جوالہ غزال پر گری
کہ غزال کے دو ٹکڑے ہوے نورالدہر نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے
پکار کر آواز دی کہ کیون صاحب کہان تھین کیونکر رہائی پائی عیش چھوڑنے کو تو جی نہ چاہتا
ہوگا ہمارا خیال بھی نہ آتا ہوگا اب کہو کس ارادے سے آئی ہو شعلۂ جوالہ نے شرمندگی سے

سر جھکا کر جواب دیا وقت پر عرض کرونگی یہ کہکے تڑپ تڑپ کے ساحرون پر گرنے لگی
کئی ہزار ساحر شعلۂ جوالہ نے مارے دریاے خون بہا دیا کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی
آواز آئی نعرہ ہوا کہ منم مروارید آفت خیز نعرہ کر کے اس زور سے شعلۂ جوالہ پر گری
کہ شعلۂ جوالہ کی آنکھ بند ہو گئی نور الدہر نے تیر مارے مروارید نے وہ تیر جلا دیے
شعلۂ جوالہ کو لے گئی نجم نے چاہا تعاقب کرون ارسطو نے دامن پکڑ لیا کہا ای نجم تیر
از دست رفتہ پلٹ کے نہین آتا مگر مروارید سناٹا بھر کے نکل گئی نور الدہر کو بڑا قلق
ہوا فرمایا ای شبرنگ شعلۂ جوالہ کی خبر لاؤ اگر بن پڑے تو رہا کر کے لاؤ ہم بہت خوش
ہونگے شبرنگ اُس نشان کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر مروارید کے راستہ مین ایک پہاڑ ہی
کہ کوہ بوقلمون اُسکو کہتے ہین بوقلمون جادو پہاڑ پر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی بلبلا رہا ہی
کہ سامنے سے دیکھا مروارید ایک معشوقہ کو لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ مروارید
ذرا دم بھر کو یہان بھی ٹھہر جاؤ ایک جام شراب نوش فرما کے فوراً چلی جانا مروارید نے
جو صدا بوقلمون کی سنی ہوا سے اُتر آئی پہاڑ پر آکر ٹھہری شعلۂ جوالہ کی زبان مین سوزن
دیدی ہی مگر بوقلمون نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا بیتاب ہو گیا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا
جب مروارید بیٹھی تو بوقلمون نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم یہ نازنین کون ہی مروارید نے کہا
معشوقۂ قدرت عاشق طلسم کشا مین اِسکو گرفتار کر کے لائی ہون بقراط کو دکھا کر اسکو قتل
کرونگی بوقلمون رونے لگا کہا ای ملکہ مروارید ایسا نہ کیجیو ایسی معشوق پری چہرہ کو مٹا دیجیے گا
ہمپر احسان کرو ہمین حوالے کر دو مروارید نے کہا اگر تمسے راضی ہو تو اختیار ہی بوقلمون
نے جو یہ اجازت پائی خوش ہو گیا شعلۂ جوالہ کو الگ لیجا کر سمجھانے لگا کہا ای ملکۂ عالم مین
اس سرحد مین کوہستان کا حاکم ہون کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے لشکر طلسم کشا گذر سکے
وہ فوج بھیجون کہ اُنکو اُترنے نہ دے یہ وہ مقام نہین ہی کہ فتح کرتے ہوے چلے آئے
اس اقلیم مین بڑے صدمے پہونچین گے بوقلمون جب سامنے شعلۂ جوالہ کے دیر تک
ہاتھ باندھے کھڑا رہا تو شعلۂ جوالہ نے کہا کیون ای تاجدار کیا مطلب ہی بوقلمون نے کہا
مین غلام اور تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو قبول فرمائیے اور آپ کو بھی اسوجہ مین

قید سے رہائی ملیگی شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا اے شخص دعوی عشق کرتا ہے اور ہمکو اس حال مین
دیکھ رہا ہے کہ زبان مین سوزن مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہین تکلیف پہونچاتے ہین زبان
سے سوزن تو نکال دے کہ ہم ایذا سے بچین بوقلمون جادو بدحواس ہو رہا تھا جی مین کہتا
ہے سچ کہتی ہے کہ ماران سیاہ تکلیف پہونچاتے ہونگے بس اپنے ہاتھ بڑھا کر زبان سے سوزن
نکال لی سوزن جو زبان سے نکلی شعلۂ جوالہ تڑپی کہ ماران سیاہ جسم سے چھوٹ کر گرے
شعلۂ جوالہ نے دونون ہاتھ اپنے ہلائے کہ دس برقین گرین بوقلمون کے دس ٹکڑے ہوگئے
اندھیرا ہوگیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود اُس اندھیرے مین
شعلۂ جوالہ نکلی جب یہ نکل گئی تو مرواریدنے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی بُری نکل گئی
بقراط بہت رنجیدہ ہوگا یہ سوچتی ہوئی اُٹھی طرف مکان کے پلٹی ہوئی آتی ہے راہ مین
باغ عنبر بیل ہے بیٹی اسکی ملکہ عنبر افشان جادو بیٹھی ہے گرد کنیزین ایک گانٹھ شوخ و شنگ
موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو بلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
خون جگر فراق مین پیتا ہون جامی — بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
ابر بہار آکے چلی ہے ہوا ے سرد — گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب
جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے — تجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
ہوگا ہر اک قطرہ مہر رشک آفتاب — مجھکو پلائے گا جو مرا مہ لقا شراب
گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا — ہان بھر و مے کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہے اسی پہ مری زیست تا بحا — کسطرح چھوڑون ہوگئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز — تو نے پلائی مجھکو نہ اے دلربا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا — ہے میرے حق مین عشق ولی خدا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہے ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
سطوت ہے دست ساقی کوثر کے عشق سے — میخانۂ جہان مین ہے کیا بھلا شراب

ملکہ عنبر افشان نے مان کو جو آتے ہوے دیکھا برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی کہ اے مادر

مہربان آپکی محبت سے بعید ہو کہ کنیز کے قصر کی طرف سے جائیے اور مجکو سرفراز نہ فرمائیے مرواريد
اُتری مسند پر آکے بیٹھی عنبر افشان نے پوچھا ای مادر مہربان آپ کہانسے آتی ہین مرواريد
نے کہا بیٹا برائے ملاحظہ لشکر طلسم کشا گئی تھی لشکر دیکھا حقیقت مین کیا کیا سردار طلسم کشا
نے پیدا کیے ہین حیرت ہوتی ہو کہ ان پہلوانون کو کیونکر زیر کیا جو قد و قامت مین یوحضائل
عفریت مثال ہین طلسم کشا ایک معشوق پری پیکر ہو پتلے پتلے ہاتھ پانون چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب جرأت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر طہماس نامے ایک پہلوان ہو
کہ دیو سے بھی بڑھکر اُسکا قد و قامت ہو زور و طاقت مین یکتا ہو لشکر طلسم کشا مین مشہور ہو
کہ طہماس کے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے اور وہ کسی سے زیر نہوتا
تھا آخر خود صاحبقران نے اُسکو زیر کیا مگر وہ مسلمان نہوا لیکن بسبب اُسکی جلالت کے
صاحبقران نے اسپر بھی اُسکو قتل نکیا اور رہا کر دیا مگر عہد لے لیا کہ ہمپر کبھی خروج نہ کرنا
پھر وہ زمانہ آیا کہ لقا عنتلی آباد سے بھاگ کر کوہ آزر پر آیا شاہان آزر کوہ نے اپنے
دامن مین پناہ دی لشکر اسلام نے شکست کھائی بادشاہ بھی زخمی ہوے خواجہ عمرو لشکر کو لیکر
بھاگے طہماس نے پیچھا کیا ایک پہاڑ پر خواجہ چڑھ گئے طہماس نے پہاڑ کو گھیر لیا صبح کو یلغر کیا
اور لشکر تو پسپا ہوا مگر طہماس چلا ہی گیا قصد تھا کہ پہاڑ پر جاکر سب کو مارون کہ یہی شہریار
نقابدار گوہر پوش بنکر آیا اور طہماس ایسے پہلوان کو پہاڑ پر چڑھ کے زیر کیا مشہور ہو
کہ گیند دھڑا کر دیا طہماس نے سوال کیا کہ اپنی صورت زیبا مجکو دکھائیے تو مین آپ کی
اطاعت کرون اُسکو جو صورت زیبا دکھائی وہ دل مین سوچا کہ بارہ برس کے سن مین مجھ
ایسے کو زیر کیا ہو یہ شخص جب جوان ہوگا تو شمشیر اسکی بے پناہ ہوگی عاشق ہوکر مسلمان ہوا
اب کل لشکر کا سپہ سالار ہو اُس جوان کو دیکھکر ہیبت ہوتی ہو کہ اسکو کیونکر زیر کیا مین لشکر مین
اُنکے گئی تھی پھر بھر کا مل بصورت مبدل پھری سب سردارون کو دیکھا تیس پینتیس شاہزادیان
بے مثل و بے نظیر حسن مین ماہ منیر اُسکے جمال کی عاشق ہین ایک شاہزادی شعلۂ جوالہ ہو
بقراط نے اُسکا قلب اُلٹ دیا تھا اسوجہ سے وہ دربار مین بقراط کے آئی تھی علامہ سنبغ الم
کے سحر مین تھی اُسکو جاکر اُس شہریار کے عیار نے قتل کیا شعلۂ جوالہ کو ہوش آگیا دربار سے

لڑتی ہوئی نکلی میان بقراط منھ دیکھکر رہگئے مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا آخر وہ بوقلمون جادو کو مارکر نکل گئی طلسم کشا کے عشق مین یہ شاہزادیان مبہوت ہو رہی ہین مین حیران ہون کہ مین نے یہ کیا کیا ایسے لوگون کو اپنی اقلیم مین کیون آنے دیا اور بقراط ثانی سے وعدۂ مدد کیون کیا اب انتظام کرتی پھرتی ہون وہ لوگ نہین رُکتے چلے ہی آتے ہین صحرای آہوان کیسا سخت مقام تھا اُسکو طی کر آئے تو ای عنبر افشان ایک خیال رہے کہ تم اُس جوان کو نہ دیکھنا اُسکی صورت مین تسخیر سحر ہی سب شاہزادیون نے اپنے اپنے ملک کو ویران کرایا اور اُسکے ساتھ لڑ رہی ہین عنبر افشان یہ حال سُنکر پسینے پسینے ہو گئی اشتیاق پیدا ہوا کہ اُس جوان کو کیونکر دیکھون جسکی صورت سحر ہی مین نے تو آجتک اپنے باغ مین مردانہ پھول بھی نہین رکھا مگر اُسکا دیکھنا ضرور ہی بقول شاعر **نظم**

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد / بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش / ز جان آرام برباید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ / کند عاشق کسان را غائبانہ

عنبر افشان کی یہ کیفیت ہوئی کہ مان کے سامنے ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ ای مادر مہربان کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ جوان لشکر کشی کرکے آئے اور آپ اُسپر لشکر کشی کرین اور اُسپر نگاہ نہ پڑے مین لشکر کشی مین نہ آؤنگی اپنے اسی باغ مین رہونگی آپ تشریف لیجائیے مین اب باغ سے نہ نکلونگی جو شاہزادیان کہ اُسپر عاشق ہین اُنھین کو مبارک رہے مروارید نے کہا ایک اور نیا تماشہ سُنو مین جو گئی تو سُنا کہ ہر خیمہ سے صدا بلند تھی شاہزادیان تڑپ رہی تھین اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے **نظم**

خط گلے پر عاشق ابرو کے بے تاخیر کھینچ / دیر کیون کرتا ہی قاتل قتل پر شمشیر کھینچ
ابرو و مژگان کا عاشق مرغ دل ہی صید گر / دوش سے لے کمان ترکش سے ظالم تیر کھینچ
عشق ابرو مین ہی دم بھر زندگی قاتل وبال / سر پہ احسان ہو جو میرے قتل کو شمشیر کھینچ
غیر کے گھر یار جاتا ہی جہان تاریک ہی / ای دل بیتاب ایسا نالۂ شبگیر کھینچ
دیکھکر قد آپ کا کہتی ہی قمری سرو سے / دار پہ ہیو جہ تو مجھکو نہ ای تقدیر کھینچ

ای مصور عاشق و معشوق مین ہو جاے وصل
جوش وحشت مین نہایت شوق ہی ای کوہسار
یون شبیہ اسکی بنائی تو نے ای مانی تو کیا
تیرے گھر سے یار ای سطوت بگڑ کر ہی چلا

رنگ گل سے بلبل مشتاق کی تصویر کھینچ
بنکے مقناطیس میرے پانؤن کی زنجیر کھینچ
لطف ہو بے ساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ
لطف یہ ہی تو بھی دل سے آہ پر تاثیر کھینچ

عنبر افشان نے کہا ای مادر مہربان وہ جو تڑپ رہی تھین وہ دیوانیان ہین الغرض دیر تک مروارید ٹھہری اور بیٹی کو سمجھایا کی مگر مروارید کا یہ حال ہی کہ رنگ رو متغیر متردد و متحیر مروارید تو گئی کنیزون نے کہا واری جب سے آپکی مادر مہربان نے طلسم کشا کی تعریفین کین اسوقت سے آپ کا عجب حال ہی عنبر افشان نے کہا صاحبو مجھے تو یہ حسرت ہی کہ اس باغ مین اُس شہریار کو لاؤن تماشہ اس باغ کا دکھاؤن تو کیا کیفیت ہو بقول شاعر نظم

آئے جب کپڑے پہن کر باغ مین وہ یار سرخ
ہو جو منظور نظر ای یار تمکو ہار سرخ
خون آنکھون مین اُتر آیا جو دیکھا غیر کو
موتیون کا ہار پہنے ہی جو وہ رنگین ادا
دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو

کیون نہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ
لخت دل کے لعل اشک خون کے دو نہین تار سرخ
ہو گئین غصے سے میری آنکھین ای دلدار سرخ
عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ
کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

کنیزون نے کہا واری کون صورت ہی کہ وہ اس باغ مین آئین عنبر افشان نے کہا میرا تو ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اور استقبال کر کے اُس شہریار کو لاؤن شاید میرے حال پر رحم آجاے کہ وہ شہریار آنے مین عذر نہ کرے اور میرے ہمراہ چلا آے یہان تو یہ ذکر ہی مروارید اُدھر گئی عنبر افشان بیقراری کر رہی ہی مان نے جو بالتصریح ذکر کیا ہی گویا تصویر آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہرچند کنیزین سمجھاتی ہین لیکن کسی پہلو قرار نہین آتا وہان نور الدہر واسطے شکار کے نکلے صحرا مین شکار کھیلنے لگے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا وہ آہو جان بچا کر بھاگا طلسم کشا نے پیچھا نہ چھوڑا اُسی باغ کی پشت پر وہ آہو آکر پہونچا جان کے خوف سے جست جو کی دیوار پھاند کر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک آہو پسینے پسینے ہانپتا ہوا آتا ہی وہان نور الدہر کو غصہ آیا مرکب کو جو ایڑ کی مرکب نے طرارہ بھرا چاروں تیلیان جھاڑ کر دیوار باغ کو پھاند گیا ملکہ نے دیکھا کہ

ایک شہسوار عالی مقدار حسین وجمیل پشت مرکب پر سوار عقب مین اُس آہو کے آیا کمان کیانی
ہاتھ مین تھی آہو کو تیر مارا تیر کب خطا کرتا ہے دو سار ہوگیا آہو گرا وہ شہریار جھپٹ کر قریب
آہو آیا قرولی کمر سے کھینچی اُس آہو کو فوراً القربانی پہونچایا ملکہ بے اختیار پکار اُٹھی فرد تیر
نگاہ مست تو دانی کجا نشست + بردل نشست وخوب نشست وبجا نشست * اپنے مقام
سے اُٹھی جو صورت آنکھون کے آگے پھر رہی تھی وہی تصویر سامنے دیکھی صبر نہو سکا چاہا
اُٹھکر استقبال کرون چند قدم چل کر لڑکھڑائی اور گری بیہوش ہوگئی نورالدہر نے جو دیکھا
کہ ایک معشوق دلفریب براے استقبال آتی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش پڑی ہوئی ہو شہزادہ
نورالدہر نے اپنے کو ملکہ کی بالین پر پہونچایا فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا
بعد تھوڑے عرصے کے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا آنکھین
کھولدین اور اپنے قریب اُس شہریار کو پایا جسکا دل جویا تھا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب دیکھا
شرما کر اُٹھ بیٹھی کہنے لگی اے شہریار ہمارا دل آپ کو کھینچ لایا نورالدہر نے کہا اسوقت خود
بخود دل کو بیقراری ہوئی تھی کہ اِس آہو کا پیچھا کر کے آیا شکر ہے کہ تمکو پایا ملکہ نے ہاتھ تھام
لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا تم لوگون کے یہان ایک مہمان آیا ہے اُسکی خاطر کرو کنیزین
گرد آگین گلابیان لا کر رکھین ملکہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے شاہزادے کے پیش
کیا نورالدہر نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے کہا اے شہریار مین آگاہ ہون کہ چند شاہزادیان آپ پر
عاشق ہین اُن لوگون نے شاید منع کر دیا ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا نورالدہر
نے کہا یہ سبب نہین ہے بلکہ اسکا باعث مذہب ہے پیدا کرنے والے کا اعتقاد کرو تو ہم تمہارے
ہاتھ سے شراب پیین ملکہ نے کہا اے شہریار صاف تو یہ ہے کہ جب مین نے لقراط کو دیکھا حیران
ہوگئی کہ یہ بھڑوا کیونکر خداوند بنا مین اسکو سجدہ نہ کرونگی جب سے آجتک مجکو اُسکے نام سے نفرت
ہے آپ کے خدا کا کیا نام ہے نورالدہر نے کہا ہمارا وہ پروردگار ہے کہ جسکے نام نامی پر بناے
دنیا کا مدار ہے رحیم وکریم حافظ حقیقی مالک تحقیقی ملکہ نے یہ چند کلمے سُنکر کہا اب زیادہ اوصاف
نہ بیان کیجیے میرے دل کو خود اعتقاد ہوا یہ کہکے واسطے سجدے کے جھکی کہا مین نے اطاعت
اسلام اختیار کی جب ملکہ نے اطاعت کی تب نورالدہر نے جام نوش کیا ملکہ نے اشارہ کیا

کہ چند کنیزین سامنے آ بیٹھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

شاہد نظر ہی مجکو خال روے قاتل کی — بناؤنگا سیاہی آج اپنی آنکھ کے تل کی
ہمارے سامنے فرہاد و مجنون طفل مکتب ہین — ہمین سے عشقبازی آگے ان دونون نے حاصل کی
مرا خورشید طلعت بام پر شب کو جو بیٹھا ہی — فلک پر فق ہوئی جاتی ہی رنگت ماہ کامل کی
الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لانے گا — یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دل کی
اجل کا سامنا ہی یان کنارہ گور ہی عاشق — وہان ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی
جو ہین حد سے زیادہ عاشقون کے خون کے پیاسے — زبان منہ سے نکل آئی ہی باہر تیغ قاتل کی
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت — لطافت سے فقط ہی شعر گوئی ہمنے حاصل کی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی نورالدہر پہلو مین عنبر افشان کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین اور عرض کی وارہی سیلاب ابلق سوار منگیتر آپ کا تین لاکھ فوج سے آیا ہی بیرون باغ آکر اُترا ہی اسقدر بدحواس ہی کہ کمر بھی نہین کھولی اور طرف باغ کے آتا ہی آپ چھپ جائیے ہم لوگ سمجھالین گے سمجھا کے ہٹا دین گے ملکہ اُٹھنے لگین نورالدہر نے دامن تھام لیا فرمایا کہ ای ملکہ کہان جاتی ہو کہا صاحب تمنے سنا نہین سال بھر کا زمانہ گذرا کہ اسنے آکر میری والدہ سے بڑی منتین کین کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو مین صحراے ابلق کا مالک ہون کل جائداد خدمت مین حاضر کرونگا والدہ نے ناچار ہوکر قبول کر لیا مجکو آکر سمجھایا کہ پہلوان زبردست ہی کئی کوس مین اسکی عملداری ہی جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کرکے آیا کوئی مقام ایسا نہین ہوا کہ اُسکو فتح نہین کیا کئی سو پہلوان ساتھ ہین یقین ہی کہ وہ بھی فساد برپا کرین چنانچہ منگنی میری اُسکے ساتھ ہوگئی اور مین یہ بھی عرض کرتی ہون کہ براے چند ساعت آپ بھی ہٹ جائین کنیزین سمجھالین گی نورالدہر نے کہا تم بیٹھی رہو آتا ہی تو آنے دو ملکہ نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی نورالدہر نے کہا ساری زبردستی نکل جائیگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا سیلاب ابلق سوار زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین جھومتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ میری معشوقہ کہان ہی نورالدہر اپنے مقام سے نہ اُٹھے کہا او بیحیا زبان بند کر تلوار کھینچ زبان تیغ سے کلام کر سیلاب سانے جو دور سے دیکھا کہ میری معشوقہ کے پہلو مین یہ

بیٹھا ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرا گئی للکارا کہ او اجل گرفتہ کیا بیہودہ بکتا ہی اپنے
مقام سے اُٹھ تو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ کانپ رہی ہی کہتی ہی ای شہریار خدا
آپ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے یہ بلائے روزگار ہی سیلاب نے نیزہ مارا نورالدہر نے
سنان پکڑ کے نیزہ توڑ ڈالا سیلاب نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا آپس مین کشتی ہونے لگی ملکہ دیکھ رہی ہین جب ریل کر سیلاب دوڑتا ہی تو ملکہ
دعائین مانگتی ہین کہ پروردگار اس دشمن سخت کے ہاتھ سے انکو بچالے نورالدہر جب
پکڑ کر لاتے ہین اور دو چار گھسے مارتے ہین تو ملکہ پکارتی ہی کہ خنجر مار دیجیے کہ اس ملعون
کا خاتمہ ہو سیلاب جواب دیتا ہی کہ او گیسو بریدہ اسکو زیر کر کے تجھسے سمجھونگا جب ملکہ ارادہ
کرتی ہین کہ سحر کرون تو نورالدہر آواز دیتے ہین کہ ای ملکۂ عالم خبردار سحر نہ کرنا ورنہ میرے
واسطے بدنامی ہوگی پھر پھر سیلاب نورالدہر سے لڑا نورالدہر نے ایک مقام پر کولے پر
لادا اُکھیڑ کر مارا کہ سیلاب چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام
کیا سیلاب نے جواب دیا او جوان تو نے میری معشوقہ پر قبضہ کیا مین تیری اطاعت ہرگز ہرگز
نہ کرونگا نورالدہر نے جو یہ جواب اُس مغرور کی زبان نجس سے سُنا سر کھینچ لیا اہل فوج
بلوہ کر کے چلے نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے لڑتے ہوتے باہر نکلے تین
لاکھ جوانون نے اکیلے کو گھیر لیا نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج
نے کہ تلاش نورالدہر مین نکلے ہین دور سے دیکھا کہ نورالدہر اکیلے لڑ رہے ہین نعرہ کر کے
آپڑے ایرج نے آکر لشکر کو درہم و برہم کر دیا سرداران ایرج نے زمین ہلادی مگر ایرج
لڑتے ہوے قریب نورالدہر کے پہونچے کہا کہ او کشتی گیر زادے اگر ہم مدد کو نہ آتے
تو لڑائی کیونکر فتح ہوتی نورالدہر نے جواب دیا کہ او تاجر زادے بھلا تو میری کیا مدد
کریگا خدا مدد کرتا ہی لڑائی فتح ہونا تھی ہو جاتی تو کیون آیا مین نے کب تجکو بلایا تھا ذرا سی
بات مین طعنہ دیتا ہی ایرج نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے لگی دروازے سے ملکہ دیکھ
رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہتی ہین کہ پروردگار یہ جنگ کیسی ہی یا تو یہ محبت تھی یا یہ
دشمنی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہی خدا انکو بچائے کہ ایک لکا ابر آسمان پر آیا کڑک کر برق

گری اُس برق سے پنجہ گرا ایرج کو اُٹھا لیگیا نور الدہر پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار اس جنگ کی خبر مروارید کو بھی ہو گی یقین ہی مروارید فساد برپا کرے مگر عقب مین ایرج نوجوان کے جو شاپور آیا تھا اُسنے مرکب ایرج کا کوتل دیکھا اور احوال سُنا کہ ایرج کو کوئی اُٹھا لیگیا شاپور اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر مین آیا امیر نے خبر سنی کہ ایرج غائب ہوے خواجہ سے فرمایا لو خواجہ تمھارے پسر خواندہ کو کوئی جادوگرنی لیگئی خواجہ بیقرار ہو کر براے تلاش نکلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان مین جاتے ہین ایرج کو تلاش کرتے پھرتے ہین کہ ایک باغ کی پشت پر آئے آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہی کوئی نازنین بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

رنج اُٹھانے پڑتے ہین میرے دل رنجور کو
فرصت اک دن بھی نہین الفت مین اس مزدور کو

یاد کرکے ہجر کی شب اُس رخ پر نور کو
شمع سان روشن کرین داغ دل رنجور کو

دلبہ یون بار غم فرقت اُٹھا لیتا ہون مین
بوجھ اُٹھانے کی ہو عادت جس طرح مزدور کو

رفتہ رفتہ گیسوے دلدار سے بھی بڑھ گئی
طول اتنا ہو گیا میری شب دیجور کو

باغ جنت مین جو اُنکا حسن ہر دم یاد تھا
آنکھ اُٹھا کر کے کبھی مین نے نہ دیکھا حور کو

ای مغنی مست ہو جاتا ہون مین سُن کے صدا
بھر دیا شاید کہ میرے کاسۂ طنبور کو

نشہ ہو جاتا ہی اُسکے دیکھنے سے ساقیا
جام مے سمجھا ہون تیری نرگس مخمور کو

حیف کی جا ہی کہ اک دن چشم با اعجاز سے
ای صنم تمنے نہ دیکھا اس دل مسحور کو

ہو گئی مدت کہ سطوت یار کو دیکھا نہین
صبر آئے کس طرح میرے دل رنجور کو

خواجہ نے جو یہ اشعار سُنے دیوار پر کمند مار کر چڑھے دیکھا ایرج نوجوان پہلو مین ایک ساحرہ کے بیٹھا ہی اختلاط ظاہری کر رہا ہی میان یہ معرکہ گذرا کہ جب متین جادو ایرج کو اُٹھا کر لائی اپنے باغ مین لاکر بٹھایا اور اپنا عشق ظاہر کیا ایرج تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہین جواب دیا کہ کون ایسا ہو گا کہ تجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کرے اختلاط کی باتین کرنے لگے خواجہ ایک گوشے مین سے دیکھنے لگے ایرج نے کہا ای ملکۂ عالم گوشے مین چلو ہمارے تمھارے راز و نیاز کی باتین ہون دل بہت بیقرار ہی متین اُٹھی بارہ دری مین آکر عاشق و

معشوق بیٹھے ایرج نے محبت کی باتین کر کے شراب پلانا شروع کی ہر مرتبہ کہتا جاتا ہے کہ
ای متین جادو عمر بھر تمھارا ساتھ دونگا ایک تخت مجکو بنا دینا کہ اُسپر سیر کرتا پھرون متین
نے کہا ای معشوق میرے تجکو وہ ہیکل بنا دون کہ اگر رستم بھی مقابلہ کرے تو مثل زال
ہو جاے اور بہت چیزین بنا دونگی زرہ خود چار آئینہ یہ سب چیزین بنا دونگی ای جان من
وہ مرکب پرند بنا دون کہ تمام دنیا مین لیے پھرے اسقدر بلند ہو کہ دیکھنے والے جانین
ستارہ چمک رہا ہے ایرج کہتے ہین ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بھی خدمتگزاری
کرونگا تیری رضامندی کو مقدم سمجھونگا خواجہ عمرو گوشے سے یہ سب باتین سن رہے ہین
بہت خوش ہوتے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ میرا شاگرد رشید ہے نہایت سعید ہے کیسی معقول
عیاری کر رہا ہے کہ دل خوش کر دیا خوب دام مکر مین لے رہا ہے جب ایرج جام دیتے
ہین تو متین کہتی ہے کہ اب مجکو نشہ بہت ہو چکا ایرج گلے مین ہاتھ ڈالکر اختلاط کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ بس یہ ایک جام اور پی لو تمکو مشقت کرنا پڑیگی چاہتا ہون کہ لطف مین رہو
متین پھر جام پی جاتی ہے جب ایرج نے دیکھا کہ اسکو خوب نشہ ہوا تو ہاتھ پکڑکے کھینچا
متین کہنے لگی ای جان من کیا مجکو مارڈالیگا مجھسے مصیبت نہ اُٹھیگی جب تڑپ کے مرجاؤنگی تو یاد
کریگا ایرج ہنس دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مین تو اب نہ چھوڑونگا بہت بیقرار ہو رہا ہون
یہ کہکے متین کو گود مین اُٹھایا متین نے اپنے کو اور ہلکا کر دیا ایرج نے پلنگ پر اُسکو گرادیا
خود جھپٹ کر آئے قاعدے سے بیٹھے متین دل مین باغ باغ ہے کہتی ہے کہ ای متین جادو کیا
معشوق باوفا ملا ہے مگر ظاہر مین آنکھین بند کر لین سر پیٹ کر کہا اے ظالم تجکو اختیار ہے جان لیلے
مین تیرے قابو مین ہون اور تیری خوشی چاہتی ہون شیوہ محبت نباہتی ہون مدت سے
مین تیرا عاشق تھی بہت تلاش کیا جابجا ڈھونڈھا کل تو کسی جوان سے لڑ رہا تھا دریاے
محبت نے جوش مارا اے بھاگی اب تیرے قابو مین ہون جو چاہ کر یہ کہکے دوپٹے سے مُنھ چھپالیا
اب ایرج نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا اس زور سے گلا دبایا کہ متین کی آنکھین نکل آئین
اب متین تڑپ رہی ہے چاہتی ہے سحر کرکے نکلون مگر شیر کے پنجے سے کب نکل سکتی ہے ایرج
نے داہنے ہاتھ سے تو گردن دبائی تھی بائین ہاتھ سے ایک گھونسہ مارا کہ متین کا سر

پھٹ گیا متین تڑپ کر تمام ہوئی ایرج پسینے پسینے ہو گئے خواجہ گوشہ سے دیکھ رہے ہین ایرج
ٹہلتا ہوا آتا ہی لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی بیرغل مچا رہے ہین کشتی مرا نام من متین جادو بود
کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ظالم ستمگر فاسق جادو میری زوجہ کو مار کر کہان جائیگا اس فاسقہ
نے جیسا ارادہ کیا اُسکا مزہ پایا ہاے مجکو پہلے خبر ہوئی نہین تو پہلے ہی آکر تجکو مار لیتا کیا زندہ
چھوڑتا مگر خیر ایسی فاسقہ کا مرنا ہی بہتر ہوا ایرج نے چاہا قبضے پر ہاتھ ڈالون مگر وہ ساحر
تڑپ کر گرا اور آواز گیر دی ایرج کے پانوٗن زمین نے تھام لیے ہرچند چاہتے ہین سپر و شمشیر
سے کام لون مگر زمین ہلنے نہین دیتی بیکار پڑے ہین فاسق تلوار کھینچے ہوے قریب آیا
پہلے تو لاشہ زوجہ کا دیکھکر بہت رویا پھر پکارتا تھا ای پہلو نشین شبہاے تنہائی و ای باعث صبر و
شکیبائی کس حسرت سے تو قتل ہوئی تیرے غم نے کلیجہ داغدار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا
اب خواجہ بیقرار ہین کہ افسوس ایرج قتل ہوتا ہی مگر فاسق نے کوٹلے کا خط گردن پر کھینچ دیا
ایرج دعا مانگ رہا ہی کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لے
اپنے رحم و کرم سے اس آفت ناگہانی سے نجات دے

نظم

خداوندا شبم را روز گردان — چو روز اندر جهان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید — درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس — بفریاد من فریاد کن رس

ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز تیرے نزدیک یہ مشکل آسان ہی اتنی مہلت چاہتا ہون
کہ بقراط ثانی میرے ہاتھ سے قتل ہو کشتی گیر زادہ بھی یاد کرے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہین جھٹ
مین گھس کر تخت پر بقراط کو مارون صاحبقران زمان بھی دیکھ لین اب تک مین تیری عنایت
سے کسی مقام پر کم نہین رہا کئی ملک فتح کیے کیسے کیسے سردار زیر ہوے مگر خواجہ نے جب دیکھا
کہ اب وہ فاسق فاجر قتل پر ایرج کے آمادہ ہی تلوار کھینچے ڈرا رہا ہی کہتا ہی کس عذاب سے تجکو
قتل کرون کہ معاوضہ میری زوجہ کے خون کا ہو خواجہ نے بتعجیل تمام تخت زبرجدی زنبیل سے
نکالا اُس پر سوار ہو کے اُڑایا آسمان سے آکر نعرہ کیا کہ ستمگر بقراط ثانی او فاسق کیا کرتا ہی مین نے
تیری زوجہ کو زندہ رکھا ہی ابھی بلوا دونگا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسکے قتل سے لشکر مین قیامت برپا ہوگی

قاسم وعلم شاہ اگر قتل عام کرینگے صاحبقران بھی کسی کو زندہ نہ رکھین گے مین اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرونگا فاسق نے جو دیکھا کہ خداوند آسمان سے آپہونچے جھک جھک کے سلام کرنے لگا
آواز آئی کہ او بے ادب سجدہ نہین کرتا فاسق سجدے مین جھکا خواجہ تخت سے کودے
فاسق سجدے مین پڑا ہوا ہی سر تو زمین پہ ہی ہاتھ دونون باندھے ہوے کہرہا ہی کہ یا
خداوند تیری کرامت کے تصدق ہو جاؤن اگر میری زوجہ مجکو زندہ ملے تو عمر بھر تیرا پوجہ
کرون خواجہ نے خنجر کمر سے نکالا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے نام سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار و عدار ہون	مرا تیز رفتار گر ہو قدم
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون	

تماشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد وطرار ہون

وہ خنجر اٹھارہ من کا عطیۂ بزرگان دین سے تھا وہ جو خنجر چلا
سر فاسق کا دور جا گرا ایرج نوجوان دوڑا کتا ہوا کہ قبلہ وکعبہ سبحان اللہ کیا جھٹ پٹ اسکا
کام تمام کیا میری عیاری پہ آپکی عیاری کو غلبہ ہی خواجہ مکان لوٹنے لگے جال الیاسی نکالکر مارا
فرش تک مکان کا اُٹھالیا چھت پردے کاٹ لیے ایرج سے کہا ای فرزند سارا مکان خالی پڑا ہی
ایک ٹکہ بھی نہین نکلا ایرج نے ہنسکر سر جھکا لیا خواجہ نے سارا باغ پامال کرڈالا علاوہ مال لینے
کے جن درختون مین پھل تھے وہ تک توڑ کر زنبیل مین بھر لیے بعض نخل ہاے گل جو پسند آئے وہ
بھی اُکھیڑ کر زنبیل مین رکھ لیے اس خیال سے کہ رونق رہیگی کسی مقام پہ کام آدینگے ایرج کے
واسطے ایک مرکب ممکن کیا کہا ای فرزند یہ مرکب دو ہزار روپیہ کو ملا ہی ایرج نے کہا یہان میرے
پاس کیا ہی کہا لشکر مین چلکر دینا باغ سے نکلکر بائین پر گھوڑا اڑادینا سامنے لشکر فروکش ہی ایرج
گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے خواجہ عقب سے دیکھتے ہوے آتے ہین ایرج نے نصف صحرا طے کیا
تھا کہ ایک پہاڑ ملا بالاے کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ نام اُسکا سلطان قزاق ہی اُسنے جو دیکھا کہ
ایک جوان لاکھون روپیہ کا جواہرات پہنے ہوے گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی بیقرار ہو گیا ساتھ والون
سے کہا آج کسی اچھے کا منھہ دیکھکر اُٹھا تھا کہ سونے کی چڑیا آتی ہی مین خود جاکر اسکو گرفتار کرونگا
گینڈے پہ سوار ہو کر پہاڑ سے اُترا للکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ

بڑھنا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی
ایرج نے کچھ خیال بھی نہ کیا مگر گھوڑا روک لیا سلطان قزاق قریب آیا کہا ای جوان تیری
جوانی پر مجکو رحم آتا ہی گھوڑے سے اُتر پڑ ہتھیار رکھدے اور یہ موتیون کے مالے وغیرہ جو گلے
مین پڑے ہین انکو رکھ دے نقد جان کو غنیمت جان بھاگا ہوا چلا جا مین قسم کھاتا ہون کہ پھر
تجھسے تعرض نہ کرونگا ایرج نے جھلاکر جواب دیا سپاہی کہین ہتھیار رکھتے ہین اگر تجکو دعوی
جرأت ہی تو چھین لے مین بخشش نہ دونگا سلطان نے ایک قہقہہ مارا پلٹ کر دیکھا کئی سو جوان
قزاق ساتھ آئے ہین اُنسے کہا صاحبو سنتے ہو مین تو رحم کرتا ہون اور یہ نہین سمجھتا شاید اِسنے
دو چار ٹونڈ پیلے ہین اُسکا گھمنڈ ہی مثل چونٹی کے مل ڈالونگا ایرج نے کہا بیہودہ نہ بک جرأت
دکھا مین تیری جرأت کا مشتاق ہون یا یہ جو تیرے ساتھ آئے ہین انکو اشارہ کر دے یہ سب ملکر
مجکو روکین دیکھ تو کیسا تمسکار کھیلتا ہون سلطان نے کہا ای جوان تیرے واسطے مین اکیلا کافی
ہون ساتھ والا کوئی دخل نہ دیگا یہ کہکر گینڈ اسیر کیا ایرج کو نیزہ مارا خواجہ بھی آکر ایک نخل
کے سایہ مین ٹھہر گئے تعلیم کرتے جاتے ہین کہ ہان ای فرزند نیزہ سے اسکے اپنا سینہ بچا کینہ
بچانا ایرج نے سنان کو بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ جو الدیا نیزے کو توڑ ڈالا اب تو سلطان قزاق
بہت جھلایا اڑھائی سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے
نکلا خبردار خبردار کہکے سلطان نے ہاتھ مارا ایرج نے مرکب چمکا کر اپنے کو زیر بغل پہونچایا اور
ایک تھپکی ماری کہ تیغہ اُسکا پٹ پڑا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپسمین کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل سلطان ایرج سے لڑا ایرج نے وہ گھسّے
مارے کہ زرہ سلطان کی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی پیشانی سے قطرات خون ٹپک رہے ہین ہانپ
رہا ہی چاہتا ہی چھوڑ کر بھاگ جاؤن مگر غیرت دامنگیر ہی کہ ساتھ کے لوگ دیکھ رہے ہین یہ
لوگ آپس مین کہین گے کہ ایک جوان کے سامنے سے بھاگے کیسے کیسے زور کرتا ہی اور
کچھ نہین ہوتا مگر یہ شیر فرزند قاسم عالیشان اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ سلطان کو جنبش
نہین دیتا دق تنگ کر دیا ہی مگر وہ بھی لڑے جاتا ہی چاہتا ہی کہ ساتھ والون کو اشارہ کرون کہ سب
ملکر ٹوٹ پڑین تو یہ جوان گرفتار ہو مگر خیال جرأت سے خاموش لڑ رہا ہی ایک مقام پر ایرج

کوے دوڑا ایرج پانچ قدم ہٹ کر آئے سلطان نے ہکہ مار اکہ بایان گھٹنہ ایرج کا چمکا مگر
تڑپ کے پھر لنگر قائم کیا سلطان اوپر آکے چھایا کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ
پر کرتا تو اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین جنبش تک نہوئی جب اُنگلیون سے خون ٹپک پڑا
تب ناچار ہوکر کہا ای جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج اپنے مقام سے تڑپ کر اُٹھے
سلطان کے دونون مونڈھے تھام کرے دوڑے سلطان چاہتا ہو رکون مگر کب رک سکتا ہو
وہ بُرا وقت ہو کہ زمین پانوٗن کے نیچے سے نکلی جاتی ہو مثل پر کاہ جاتا ہو پندرہ بیس قدم ایرج
ریل کر لائے وہان لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سلطان کے آشنا بزمین ہوے چاہا لنگر قائم کرون
ایرج نے دونون ہاتھ ستون کیے حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہو آخر ایرج نے دست
حق پرست اپنا کمر زنجیر مین ڈالا نعرۂ تکبیر کہکے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین اُس افسر کو سر سے بلند کیا چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے
لگا مگر کا خنجر کہین گر اموزے اور دستانے ہاتھ پانوٗن سے نکل گئے آخر زمین پر مارا کہ چارون
شانے چت گرا بارہ ہزار قزاق پہاڑ سے اُتر کر چلے آئے قوت و زور دیکھکر آپس مین کہنے لگے
کہ یہ جوان اپنے زمانے کا رستم ہو اتنے بڑے پہلوان کو کس خوبصورتی سے زیر کیا ایرج جلیسے ہی
کود کر چھاتی پر آئے سلطان قزاق ہاتھ باندھنے لگا کہا امیدوار ہون کہ آپ کے نام نامی
و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے کہ مجھ ایسے
دیو خصال کو کس آسانی سے زیر کیا مین آپ کی جرأت کا قائل ہوا ایرج نے کہا شاید نام سُنا ہو
نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان نام اقدس سُنکر
سلطان قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مدت سے ہوس رکھتا تھا کہ قدمبوسی کرون ایرج
نے کلمہ بتایا سلطان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سب قزاق اسکے ہمراہی بھی مسلمان
ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان قلعہ مین آئے قلعہ مین جابجا غُل ہو کہ نبیرۂ صاحبقران
تشریف لائے ہین بیٹی سلطان قزاق کی کہ بہادر بے نظیر ہو سب فنون سپاہگری حاصل کیے
ہین محل مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان نے
آپ کے باپ کو زیر کیا سب قزاقون نے اطاعت کی اب قلعہ مین سواری آتی ہو میمونۂ غزال چشم

نے جو نام ایرج سُنا اور یہ بھی سُنا کہ باپ کو بجرات زیر کیا مشتاق ہوئی کہ مین بھی صورت زیبا دیکھون
ایک کنیز بول اُٹھی کہ حضور اصل یہی فرد سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ❊ ایسا بے مثل
طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا ❊ میمونہ اوصاف حمیدہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی لپٹھے پہ آکر جھروکون مین
بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمش جہت افروز
جہانداری صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان خود زرین بر سر زرہ مرصع نگار در بر دو
تلوارین دونون طرف لگی ہوئین سپر پشت پر خنجر کمر مین موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے
گلے مین پڑے ہوئے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین بے مثل و لاجواب پنجون کے بھل اکڑتا
ہوا آتا ہی سلطان قزاق سپر کا سایہ کیے ہوئے تمام قزاق گھیرے ہوئے میمونہ نے جو یہ
شکل و شمائل دیکھی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا چاہا ضبط کرون نہو سکا گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر
گری ہر چند کہ غش آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر زبان سے یہ اشعار عاشقانہ نکل گئے **نظم**

اسی سے ڈھونڈھتے ہم تجکو کوبکو نکلے
کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے

گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے
جو تیری زلف کے سودے مین کوبکو نکلے

دیار حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جاکر
دل اُسکو دین کہ محبت کی جسمین بو نکلے

ابھی ہون شوق سے عشاق سرکبف حاضر
سروہی اوبت قاتل جو لیکے تو نکلے

شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہی
ابھی مین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے

وفور حسن سے عشاق دم مین ہون بیہوش
جو اپنے رخ سے اُلٹ کر نقاب تو نکلے

جو بحث بلبل گلشن سے زمزمون کی ہوئی
حضور آپ کہین اُس سے خوش گلو نکلے

ہمین ہی بادہ کشی سے یہ شوق ای واعظ
کہ گھر سے لیکے سدا ساغر و سبو نکلے

چمن مین بلبل زار و نحیف کہتی ہی
ابھی سمائین گل تر مین ہم جو بو نکلے

کسی کے مصحف عارض کے بوسے لیتے مین
یہی سبب ہی کہ ہم گھر سے باوضو نکلے

فلک بھی آپ بھی دونون عدوے عاشق ہین
یقین ہی نہ مرے دل کی آرزو نکلے

ہماری جان نکلتی ہی یون جوانی مین
بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے

اسی کی تجکو شب و روز فکر ہی سطوت
بجنت کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ اشعار پڑھ کے بیہوش ہوگئی کنیزون نے ہان ہان کرکے سنبھالا گود مین لیکر کوٹھے سے اُترین چھپر کھٹ پر لٹا دیا تلوے سہلانے لگین لخلخہ وغیرہ سنگھایا ملکہ نے آنکھین کھولین سر اُٹھاکر دیکھا اس خیال سے کہ سامنے وہ جوان ہوگا جب اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا تو ایک آہ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور پھر آنکھین بند کرلین کنیزین گرد چاؤن چاؤن کر رہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا سناٹا ہوا تھا تخت کسی دیو یا پری کا جاتا تھا کوئی کہتی ہی مین دیکھ چکی ہون کہ کوٹھے پر شہید مرد رہتے ہین کل شب کو مین نے دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ سفید کپڑے پہنے ٹہل رہے ہین مین دیکھکر بھاگ آئی کسی سے ذکر نہین کیا اسوقت میرے مُنھ سے نکل گیا کوئی کہتی ہی ہوا اس شباب مین یہ پھولون کا زیور پہنے رہتی ہین کسی کا سایہ ہوگیا اپنے اپنے طور کی باتین کر رہی ہین ملکہ نے سب کی باتین سُنکر جواب دیا صاحبو تم کیا جانو میرا تو یہ حال ہی نظم

تھا دل مین آج آہ کی تاثیر دیکھیے
وہ بن بلائے آ گئے تقدیر دیکھیے

نالون کی پھر یار مین تاثیر دیکھیے
صدمون سے خم ہوا فلک پیر دیکھیے

اب کیا دکھائیگی ہمین تقدیر دیکھیے
بگڑا ہی ہمسے وہ بت بے پیر دیکھیے

اک نوجوان کے عشق مین درد پھر اُٹھا
اب کیا دکھائیگا فلک پیر دیکھیے

ابرو پہ اُنکی بل ہی خدا خیر ہی کرے
کس پر چلے گی آج یہ شمشیر دیکھیے

کوئی بتادے اُنکو نشان یادگر نہو
یہ ہی مزار عاشق دلگیر دیکھیے

تقدیر اگر بدی نہ کرے تو نصیب ہو
کرتے ہین اُنکے وصل کی تدبیر دیکھیے

دار اک لگائیے کہ یہ قصہ کہین ہو پاک
مین سر جھکائے ہون تہ شمشیر دیکھیے

آیا نہین ہی بہر عیادت وہ اسلیے
کیا حال زار عاشق دلگیر دیکھیے

مجبور ہم ہین عشق سے دل مانتا نہین
کیونکر نہ اُسکی چاند سی تصویر دیکھیے

مدت سے ہمکو ابرو دلدار کا ہی عشق
کیونکر نہ چاند دیکھکے شمشیر دیکھیے

میری طرف سے پھیر لیا مُنھ جو آپ نے
برگشتہ مجھسے ہوگئی تقدیر دیکھیے

بولی زبان موج دکھاکر حباب کو
دنیاے بے ثبات کی تصویر دیکھیے

ہی سطوت ہمارے دلمین بھری ہی یہ آرزو
چلکر مزار حضرت شبیرؑ دیکھیے

کنیزین یہ اشعار عبرت آثار سُنکر خاموش ہو رہین مگر وزیرزادی شبگونہ زرین پوش سے کہ بہت
چست و چالاک ہی کلام مین بھی بے باک ہی عرض کی واری یہ تو ہم سمجھے کہ حضور کسی پر مائل ہوئین
مگر اُسکے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یا مین جو سمجھی ہون وہ عرض کرون ملکہ نے کہا ہان شبگونہ
تمھاری عقلمندی کا امتحان ہی تم خود بتاؤ شبگونہ نے کہا جسوقت سے حضور نے جمال جہان آرائے
ایرج نوجوان دیکھا اُسیوقت سے اضطراب کو ترقی ہی ملکہ نے کہا ای شبگونہ خوب سمجھی حقیقت
مین بقول شاعر فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را ؏ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را
کیون شبگونہ تجکو میرے سر کی قسم سچ کہنا ایسا جمال جہان آرا کسی مرد کا دیکھا ہی سطوت صولت رعب
دبدبہ شجاعت چہرے سے ظاہر و باہر ہی یہ بھی تمنے سُنا کہ میرے باپ جو فنون سپاہگری مین طاق
و شہرۂ آفاق ہین صدہا کاروان لوٹ لیے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے زیر ہوے
مگر اُس شہریار باوقار نے پہر بھر مین اُنکو زیر کر لیا کچھ زور نہ چلا کیون شبگونہ اُس شہریار سے
کیونکر ملاقات ہو باغ مین جاکر رہون شبگونہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر حضور چلکر باغ مین رہین
تو مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی فطرت سے مین اُنکو بلا لاؤنگی جسوقت حضور کا جمال جہان آرا
دیکھین گے بیتاب ہو جائین گے میمونہ نے کہا ای شبگونہ شرم بھی تو دامنگیر ہی پروردگار مالک
ہی جسکا مذہب جلیل اختیار کیا ہی وہی مدد کریگا شب بھر اسی طرح میمونہ تڑپی وزیرزادی سے
باتین رہین کوئی تدبیر ذہن نشین نہوئی صبح کو جو اُٹھی رنگ رو متغیر کسی کام مین دل نہین لگتا
گھبراکر کہا مادیان بحری تیار کرو ہم واسطے شکار کے جاوینگے کنیزون نے مادیان تیار کرکے لائین
ملکہ نقاب چہرے پر ڈالکر سوار ہوئی برائے شکار چلی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی پرندون سے
نخل خالی کر دیے یہان ایرج نوجوان بیٹھے بیٹھے بارگاہ مین گھبرائے کہا ای سلطان
سالہا سال گذرے جنگ کرتے ہوے مہلت نہین ملی آج جی چاہتا ہی کہ صحرا مین جاکر شکار
کھیلین شاپور بھی ڈھونڈھتا ہوا آگیا ہو سلطان نے کہا حضور یہان کے صحرا بہت خوب ہین
ایرج نے کہا دور نہ جائین گے سلطان نے کہا حضور کو اختیار ہی بہتیرے قراول طلب کیے
اُنسے حکم دیا کہ شاہزادے کو شکار کھلاؤ مگر دور نہ جانے دینا ایرج سوار ہوکر چلے خواجہ کو بھی ساتھ
لیا بلکہ خواجہ خود ساتھ ہوے اس خیال سے کہ فرزندان صاحبقران مین شاید کسی مقام پر کچھ

نقع ہوا ایرج سوار ہوے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی نظم چو در نالیدن آمد طبل باز ٭
در آمد مرغ صید افگن بپرواز ٭ رہا شد بر ہوا باز سبک پر ٭ جہان شد خالی از کبک و کبوتر ٭
باز بہری جرہ ترمتی بہلیون نے چھوڑین طائران ہوائی شکار ہونے لگے تھوڑے عرصے مین
بہلیون نے عرض کی حضور شکار سے اراب بھر گئے اب واپس ہو جیے ایرج نے کہا ہمکو شکار
کا لطف نہین ملا کوئی آہو یا نیل گاؤ وغیرہ شکار کرلین تب واپس ہون کہ ہرکارون نے آکر
عرض کی تھوڑی دور پر دھانون کا کھیت ہے وہان کئی سو آہو چرا کرتے ہین ایرج نے اشارہ
کیا سب سردار بڑھے آکر اُس کھیت کو گھیرا دیکھا کئی سو مادہ آہو ہین بیچ مین ایک نر سپید تکیر
پشت پر اُن آہوون پر مستی کر رہا ہے ایرج نے اشارہ کیا کہ گھوڑے بڑھاؤ ہم اُس نر کو ہم شکار
کرینگے یہ کہکے گھوڑے ڈالے سم مرکب کے کڑاکے کی صدا سُنکر وہ آہو بھاگے مگر وہ نر سامنے
سے ایرج کے بھاگا ایرج نے اُسپر گھوڑا اڑالا سردار متفرق ہوے ایرج عقب آہو چلے
ہر مقام پہ چاہتے ہین کہ پہلو پاؤن تو تیر مارون کئی کوس وہ آہو آیا پسینے پسینے ہو گیا ایک مقام
پر چوکڑی بھولا ایرج نے تیر مارا سمند سے کود کر اُسکو بفربانی پہونچایا چاہتے ہین کہ شکار بند
سے باندھکر پلٹون کہ سامنے سے بونڈلا گردکا اُڑا ایرج نے دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ بھاگا
ہوا آتا ہے ایرج نے اُس آہو کو بھی تیر ماردیا وہ بھی گرا خنجر کھینچکر چلے تھے کہ اسکو بھی ذبح
کرون کہ سامنے سے پھر گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ مین
گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہے اپنے آہو کو جو شکار دیکھا نہایت غصہ آیا قریب آکر کہا او جوان
تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا ایرج نے ہنسکر کہا سامنے آگیا تیر ماردیا کیا خطا
کی نقابدار نے کہا مین تجکو شکار کرونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
کلائی مین نرمی پائی دل بھر بھر اگیا کہ مارکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نقابدار کو
قاش زین سے اُٹھا لیا ہاتھ پر بلند کیا کہ جو پڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا زمین مین بال پڑ گیا
صاف ثابت ہوتا تھا کہ پردۂ ابر سے مہتاب نکل آیا ایرج نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک مہ جبین
دلفریب کبک رفتار شیرین گفتار ماہ پیکر سمن بر حور منظر نہایت حسین و جمیل ہے بقول شاعر نظم
جبین مطلع صبح ایجاد حسن ٭ بھوین دست و بازوے جلاد حسن ٭ اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ٭

قیامت نمان گوشۂ چشم مین تھا جمال بے مثال دیکھکر ایرج کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا ہاتھ جو کانپا وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی ایرج غش کھا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ میمونہ غزال چشم کو منظور تھا کہ شکارگاہ مین ملاقات کرونگی اس طرح ملاقات ہوئی معشوق کو جو بیہوش پایا بالین پہ کھڑے ہوکے یہ اشعار پڑھے نظم

تیرا کوچہ یون ہی مجکو اوبت پرفن عزیز
ہو چکا برباد جسطرح ہی ہوائے عشق مین
ہائے اُس یوسف لقا پر جب سے مین عاشق ہوا
مدتون سے ہی مجھے شوق شہادت ہمدمو
آج کل اخوان دنیا ہین یون ہی میرے عدو
ڈر یہی ہی بوسۂ عارض کہین عاشق نہ لے
حسن خالق نے دیا ایسا مرے محبوب کو
خلعت شاہی کی ای سطوت کرون کیون آرزو

جس طرح بلبل کو فصل گل مین ہو گلشن عزیز
میری مٹی اب تو کرتا ہی اے مدفن عزیز
ہو گئے اُسدن سے میری جان کے دشمن عزیز
خنجر قاتل سے ہو کیونکر مجھے گردن عزیز
جس طرح سے حضرت یوسف کے تھے دشمن عزیز
اسلیے اُنکو ہی اپنی زلف کی ناگن عزیز
مثل یوسف کے اُسے رکھتے ہین مردوزن عزیز
مجھ فقیر مست کو ہی اپنا پیراہن عزیز

پھر یہی اشعار لکھکر سرہانے ایرج کے رکھدیے منظور ہوا تھا کہ بیٹھون سر اس شہریار کا گود مین لون عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا شرم دامنگیر ہوئی پرچہ اشعار سرہانے رکھدیا آخر مین لکھا تھا کہ باغ عنبر فشان مین آئیے وہان ملاقات ہوگی اب مادیان پر سوار ہوئی اور طرف باغ کے روانہ ہو گئی خواجہ نے آکر ایرج کو جو اس حال مین دیکھا چونکہ ایرج کو پرورش کیا ہی قریب بیٹھکر تلوے سہلائے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی بیتاب و بیقرار ہو کر کہا قبلہ و کعبہ زندگی اب نہوگی خواجہ کی اُس کاغذ پر نگاہ پڑی کہا ای فرزند دیکھو آنے والا کاغذ رکھ گیا ہی ایرج نے جو اُس کاغذ کو پڑھا مضمون مذکور نکلا ایرج نے کہا کیون عمو نامدار باغ عنبرفشان کہان ہی خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تلاش کر دونگا مگر بہت کچھ خرچ ہوگا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ جان تک حاضر ہی دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آپ جلد تشریف لیجائیے نظم

آئی ہی موت حسرت دیدار یار مین
جیسی کہ آب و تاب ہو دندان یار مین

آنکھیں کھلی رہین گی ہماری مزار مین
ایسی چمک کہان ہی دُرِ آبدار مین

وحشت ہوئی جو آمد فصل بہار مین
پر زے اُڑا اے ہمنے کفن کے مزار مین

پہلو سے اُٹھ کے شب کو جو وہ ماہوش چلا
کیا کہیے اپنا دل نہ رہا اختیار مین

مہلت کہان تھی موت سے جو دیکھیے انکھین
پھر عیادت آے تھے وہ احتضار مین

روشن ہوا جہان رخ پر نور یار سے
نکلا وہ بے نقاب جو شبہاے تار مین

مین ہون نحیف جا نہین سکتا ہون ای صبا
پہونچا دے تو اُڑا کے مجھے کوے یار مین

الجھن ہو پیچ و تاب ہو راتون کو ہجر مین
دل جا کے پھنس گیا ہو جو گیسوے یار مین

دیکھا بنا بنا کے تصور مین یار کو
سچ ہو بڑا مزہ ہو شب انتظار مین

معشوق کو سکھاتا ہو یہ کج ادائیان
عادت ہو کیا بُری فلک کج مدار مین

تسبیح تیرے نام کی جپتا ہون ای صنم
رہتا ہون رات دن مین اسی کے شمار مین

قاتل ترا ادب یہ دم ذبح بھی رہا
مطلق لہو بھرا نہین خنجر کی دھار مین

شاید اسے بھی دامن گل کی ہوا لگی
پرزے ہوا ہو اپنا گریبان بہار مین

سطوت ہوئی ہو آنیسے اُسکے جو ہمکو یاس
ہو انتظار موت شب انتظار مین

خواجہ نے جو ایرج کا جوش و خروش دیکھا سمجھے کہ یہ نوجوان ہلاک ہو جائیگا آخر وعدہ کیا ای نور نظر تم تامل کرو مین جا کر پتہ لگاتا ہون ایرج جانتا ہو کہ خواجہ لالچی ہین کہدیا کہ قبلہ و کعبہ آپکی خدمت گزاری بھی کرونگا خواجہ نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین پتہ لگا کے آتا ہون یہ سُنکر خواجہ چلے پھرتے پھراتے قریب باغ عنبر فشان کے پہونچے ایرج نے جیسے مرکب کا پتہ دیا تھا دیکھا ویسا ہی مرکب دروازے پر ایک کنیز ٹہلا رہی ہو خواجہ راہ گیر نبکر قریب اُس کنیز کے آئے پوچھا یہ مرکب کسکا ہو کنیز نے کہا ہماری مالک ملکہ میمونہ غزال چشم دختر سلطان قزاق کا ہو شکار کو گئی تھین ابھی تشریف لائی ہین خواجہ نے یہ سُنکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بنا اندر آئے یہان یہ حال گذرا کہ ملکہ جو اندر آئین کنیزون نے پوچھا واری آپ گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ نے کہا صاحبو مین شکار کو گئی تھی اُس ظالم سے ملاقات ہوئی یقین ہو کہ آئین باغ کو فورا آراستہ کرو کنیزون نے سب حال پوچھا ملکہ نے سب کیفیت بیان کی کہا ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکے حجاب سے مین چلی آئی نہین معلوم اُنکا عیار ہو یا کوئی اور شخص ہو کہ خواجہ

آکر پہونچے ملکہ سے کہا اسی ملکۂ عالم گھوڑا تو نخل مین باندھ آئی لیکن حضور بہت گھبرائی ہوئی ہین ملکہ
نے کہا اُس ظالم سے ملاقات ہوگئی لیکن شکر ہی کہ اُسنے بھی مجکو پسند کیا جیسے ہی دیکھا ویسے ہی بیہوش
ہوگئے میرا ارادہ ہوا تھا کہ مین ہوشیار کرون اپنے بیمار کا سر زانو پر رکھ لون کہ عیار کو آتے
ہوے دیکھا مین چلی آئی لیکن کاغذ لکھکر رکھ آئی ہون یقین تو ہی کہ تلاش کرین عمرو نے کہا کہ
ذرا کنارے چلیے تو مین حال کہون ملکہ کنارے آئین عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہا حضور نے
اپنے غلام کو نہین پہچانا مین نے ایرج کو پرورش کیا ہی اُسکا جو حال ابتر دیکھا تلاش مین نکلا
شکر کرتا ہون کہ آپ تک پہونچ گیا اب مین جاکر اُنکو لاتا ہون ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا خواجہ ملکہ
سے وعدہ کرکے باغ سے نکلے ملکہ نے مسند وغیرہ بچھوائی کنیزون سے کہدیا جسوقت وہ یہان
آوین تو کہدینا کہ یہ اُنکا باغ نہین ہی پھر مین بارہ دری سے نکل آونگی پہلے میرا سامنا نہونے
پائے تم سب سامنے کھڑی ہو جانا یہ کہکے دروازے پر آکر کھڑی ہوئین کنیزون نے کہا واری
آپ تو سامنے کھڑی ہین کہا مین آمد دیکھ لون تو ہٹ جاونگی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایرج
گھوڑا دوڑاتے ہوے آتے ہین اب ملکہ کا ارادہ ہوا کہ سامنے سے ہٹ جاؤن کہ پھر صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار جوان آرہا ہی اُسنے
ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہی ایک
سوار نے آکر پوچھا ایرج نے کہا باغ عنبر فشان مین جاتے ہین اُس سوار نے کہا آپ کو باغ
عنبر فشان سے کیا کام ہی ہمارا آقا تہمتن فیل زور ملکہ میمونہ کا منگیتر آیا ہی واسطے لینے کے جاتا ہی
ایرج نے کہا اُنکی شامت آئی ہی جاکر کہدو کہ پلٹ جاؤ اگر باغ کی طرف نگاہ اُٹھاکے دیکھو گے
تو بہت پریشان ہوگے سوار نے نیزہ مارا ایرج نے اُسکا توڑ کر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا
کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوے تہمتن نے جو یہ سرکشی دیکھی کل فوج کو اشارہ کیا کہ اُس
جوان کو گرفتار کرلو دس بارہ ہزار جوانون نے ایرج پر بلوہ کیا یہ شیر صولت تلوار کھینچکر جا پڑا خواجہ
نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایرج لڑتے بھڑتے سامنے تہمتن کے پہونچے مگر ملکہ بیقرار
ہو رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین ارے صاحو جاکر تہمتن کو سمجھاؤ کہ اُنسے کیون لڑتا ہی سلطان
سے جاکر کلام کرے کنیزین عرض کرتی ہین واری ابتو اُس شہریار کو گھیر لیا خدا اُنکی جان بچائے

جب ملکہ نے دیکھا کہ ایرج مجمع مین گھر گئے ہین یہ تو فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق تھی نقاب
چہرے پر ڈال کر باغ سے نکل آئی کئی سو کنیزین پشت پر آکر نعرہ کیا کہ منم نقابدار گلگون پوش سوارون
کو قتل کرنا شروع کیا ایرج نے اتنی مہلت جو پائی لڑتے بھڑتے قریب تہمتن کے پہونچے تہمتن
نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ کہ بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اِسنے گھبرا کے ساتھ والیون سے کہا اُس ملعون
نے وار کیا خدا اُنکا اُنکو بچائے اِدھر ایرج نے تلوار کو تلوار پہ رد کا ملکہ اُچھل پڑین ساتھ والیون
سے کہا اگر ایسے نہوتے تو میرے باپ کو کیونکر زیر کرتے اُنھون نے اُسکو مارا اب اُنکے ہاتھ سے
نہین بچ سکتا ایرج نے وار اُسکا روک کر ہاتھ تیغۂ دو دمۂ سکندری کا بلند کیا خبردار ہوکے
ہاتھ مارا تہمتن نے سپر کو بلند کیا مگر وہ تیغہ کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا
مع گینڈے تہمتن کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ پھر اُچھل پڑی پکار کر کہا ماشاءاللہ کیا ہاتھ مارا ہی
ایرج لڑتے ہوے قریب ملکہ کے گئے کہا ای نقابدار بہادر تمنے کیون ہماری مدد کی کسکے کیا
واسطہ ہی ملکہ نے کہا اب باغ مین تشریف لیچلیے ایرج ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے ملکہ نے نقاب
اُتاری ایرج نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جرأت مین بھی تمنے خوب دخل پیدا
کیا ہی تمھارے آنے سے اسقدر مہلت ملی کہ مین اُس تک پہونچا ورنہ فوج نے گھیرا تھا نہین معلوم
کیا انجام ہوتا ملکہ تعریفین کرتی ہوئین ایرج کو ساتھ لیکر مقام صدر پر آئین مسند پر جگہ دی کنیزون
سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاکر رکھا گیا جب گائنین آئین تو ایرج نے ملکہ سے اشارہ کیا
کہ چند اشعار خواجہ سے سنو یہ اس علم کے کامل ہین ملکہ نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ اوج
عیاری اگر مناسب ہو تو چند اشعار گائیے خواجہ نے کہا کچھ دلوائیے ملکہ نے چند کشتیان جواہرات
کی سامنے خواجہ کے پیش کین خواجہ نے ساز درست کیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

آزردہ مجھسے وہ بت بیداد گر نہین — شکر خدا کہ آج تو درد جگر نہین
مدت ہوئی نگاہ کو پہچانتا ہون مین — مجھپر وہ تیری لطف و کرم کی نظر نہین
گھبرا کے کہہ رہا ہون ہر اک سے شب فراق — یارو یہ کیسی رات ہی جسکی سحر نہین
پھیلا ہوا ہی دور تک آہون کا یہ دھوان — ثابت ہوا فلک مرے بالاے سر نہین
باندھے ہوے ہو ڈاب لگائے ہوے ہو تیغ — کہتا ہی کون اُس گل تر کی کمر نہین

ہم اپنے دل کے شیشہ مین فوراً اُتارتے
محفل مین اُس پری کی غضب ہی گذر نہین

خط جائے کسطرح سے بھلا دیگا نامہ بر
اُس تک صبا ہی مین نے کسی کا گذر نہین

روتا ہون رات دن تری فرقت مین اے صنم
کسوقت آنسوون سے مری چشم تر نہین

سطوت نزیادہ رنج ہی اسبات کا ہمین
مرتے ہین جسکے ہجر مین اُسکو خبر نہین

یہان باغ مین تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے سلطان قزاق کے سامنے آئے عرض کی اے شہریار باغ ملکہ پر نہایت کشت وخون ہوا آقاے نامدار ایرج نوجوان نہین معلوم کس خیال سے سامنے باغ کے پہونچے تہمتن نے آکر گھیر لیا اُسنے ارادہ کیا تھا کہ باغ مین چلا جاؤن ملکہ پر دست انداز ہون شہریار کو بہت ناگوار ہوا آخر تہمتن مارا گیا اب ایرج نوجوان باغ مین ملکہ کے ہین سلطان یہ حال سنکر بہت بیقرار ہوا کہا کہ یہ باغ مین ملکہ کے کیون گئے یہ اُسکو کیا جائین یہ کہکے مرکب طلب کیا ساتھ والون نے کہا اے شہریار کیا ارادہ ہی سلطان نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر شہریار سے پوچھون کہ آپ نے ناموس مین کیون رخنہ اندازی کی سب نے کہا وہان نہ جائیے جب یہان تشریف لائین تو دریافت کیجیے سلطان خاموش ہو رہا یہان ایرج نوجوان چند ساعت پاس ملکہ کے بیٹھے کہا اے ملکۂ عالم اب رخصت ہوتا ہون تمھارے والد نامدار انتظار مین ہونگے کہدیا تھا تسکار کھیں کے جلدی آئینگے گا ایسا نہو کہ کسی کو براے خبر بھیجین مجھے بڑا حجاب ہی ایسا نہو کہ سلطان پوچھے کہ آپ میرے ناموس مین کیون گئے تو مین کیا جواب دونگا یہ کہکے اُٹھے ملکہ نے کہا اب کیونکر ملاقات ہوگی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب سلطان سے کہکر آونگے ہمکو تمھارا بڑا خیال ہی لیکن اب یہان زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین اگر سلطان اعتراض کریگا تو مجکو بڑی شرمندگی ہوگی ملکہ نے کہا یقین ہی کہ سلطان کے خلاف ہو ایرج نے کہا ہم تو سر دربار اُس سے کہین گے اگر نہ قبول کریگا تو مین دباؤ ڈالونگا اس طرح کی ملکہ سے باتین کرکے ایرج نوجوان رخصت ہوے خواجہ نے چلتے چلتے ملکہ سے موتیون کا مالا لیا دربار مین سلطان کے پہونچے سلطان نے جو صورت دیکھی بہت خلاف ہوا کہا اے شہریار کہان گئے تھے مین نے سنا کہ آپ باغ عنبر فشان مین تشریف لیگئے تھے ایرج نے کہا لوگون سے تعریف باغ عنبر فشان کی سنی تھی براے سیر وہان گئے

تھے تہمتن نامے پہلوان آیا تھا کہ ملکہ پر دست انداز ہو وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا باغ مین
جو گیا تو ملکہ نے بہت خاطر کی سلطان نے کہا آپ اندر کیون گئے ایرج نے کہا معاف فرمائیے
خطا ہوئی مگر اب مناسب ہی کہ منگیتر اسکا قتل ہوا اُسکو میرے ساتھ منسوب کر دیجیے سلطان
خاموش ہو رہا منتظر رہا کہ انکو گرفتار کر کے پاس بقراط کے پہونچا دون شراب مین بیہوشی
ملائی یہ تو خوب جان چکا ہی کہ جرأت مین انسے سر برہونگا جام پیش کیا ایرج بے اندیشۂ انجام
جام پی گئے جام پیتے ہی گھبرائے اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ اس شراب مین کیا تھا
کہ کلیجہ جل گیا سلطان نے کہا حضور اُٹھکر ٹہلین نشہ کم ہو جائیگا ایرج جو اُٹھے بیہوشی اپنا کام
کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے سلطان نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ خواجہ نام
آہنگرون کا سنکر بارگاہ سے سلطان کی نکلے روتے ہوے طرف باغ کے چلے یہان ملکہ
منتشر الحواس بیٹھی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے کہا اے ملکۂ عالم باپ نے تمھارے ایرج کو گرفتار
کر لیا اُنکا ارادہ یہ ہی کہ قید شاہزادے کی پاس بقراط کے روانہ کر دین ملکہ نے کہا آپ
نہ گھبرائیے میرے باغ کے سامنے سے راستہ ہی مین قید نہ جانے دونگی نقاب ڈالکر لڑونگی خدا
چاہے گا تو اُنکو رہا کر لونگی کنیزون کو حکم دیا خبر تو جا کر لاؤ کہ سلطان نے کیا کیا کنیزین برائے
خبر گئین جا کر دیکھا کہ ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ہی اب جو ایرج ہوشیار ہوے تو سلطان
سے گفتگو ہونے لگی سلطان نے کہا مین تو دل سے آپ کا مطیع تھا مگر آپ نے میرے ناموس
مین رخنہ اندازی کی اب آپ کا دشمن ہون ایرج نے کہا اوجیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
خدائے ما بزرگ ست وہ معبود بے نیاز مدد کریگا مین سراسر بے قصور ہون مین نے ملکہ کی
اُنگلی کو بھی مس نہین کیا ہم مسلمانون مین دستور نہین ہی کہ بغیر رضامندی والدین اور بغیر عقد
کسی عورت پر دست انداز ہون سلطان نے ان باتون کا خیال بھی نہین کیا اور ایرج کو
ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا کنیزون نے جا کر ملکہ کو خبر دی کہ قید لیے ہوے
سلطان آتا ہی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون سے کہا تیار ہو بارہ سو کنیزون نے
سلاح آراستہ کیے ملکہ مادیان پر سوار ہو کر باہر نکلین انتظام کر رہی تھین کہ سامنے سے گرد اُڑتی
دیکھا سلطان سب کے آگے بیچ مین ارابے پر ایرج کی قید ہی دیکھتے ہی ملکہ نے نعرہ کیا تلوار

کھینچ کے جا پڑی ایرج نے پہچانا کہ اُس حریق آتش اشتیاق کو صبر نہ آیا آپڑی ایرج زنجیرین ہلانے لگا سلطان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو قتل کرو مین نقابدار کو نہ دو کے لیتا ہون ایک سوار نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے ہاتھ اپنے اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا ایک سوار کو مارکر مرکب اسکا لیا اُسی کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ایرج بھی لڑنے لگے مگر یہ سمجھ گئے تھے کہ ملکہ لڑ رہی ہین لڑتے بھڑتے قریب سلطان کے پہونچے سلطان نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا ایرج نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سلطان نے فریاد کی کہ اے شہریار مین وہی تابعدار ہون اور مسلمان ہو چکا ہون ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اے سلطان یہ کیا حرکت تھی سلطان عذر کرنے لگا کہا اے شہریار مقدمہ ناموس کا نازک ہوتا ہے اسوجہ سے غلام اپنے ہوش مین نہ رہا غلام سے بے ادبی ہوئی مگر شکر کرتا ہون کہ حضور کو کوئی صدمہ نہین پہونچا اب آپ کو اختیار ہے مین نے میمونہ کو حاضر خدمت کیا حضور کی کنیز ہے منگیتر اُسکا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کا رقیب تھا مارا گیا ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر باغ مین آئے سلطان نے ملکہ کو سامنے کیا کہا حضور یہ خدمت مین دیتا ہون ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھے شراب کا دور ہوا سلطان بیرون باغ آکر ٹھہرا اس انتظار مین ہے کہ جب آقا کوچ کرین تو مین بھی ساتھ جاؤن لیکن ایرج پاس ملکہ کے بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے خواجہ سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

رخ پہ گیسو ے دوتا سوگ مین وا ہے کہ نہین
میرے مرجانے کا غم اُنکو ہوا ہے کہ نہین

بلبل دل مرا اُس گل پہ ہوا ہے عاشق
پر یہ معلوم نہین بوے وفا ہے کہ نہین

جھوٹ کہتا نہین مین دل کو لگا کر دیکھو
اِن حسینون مین بھلا قحط وفا ہے کہ نہین

کوچۂ یار مین پہونچا دے اُڑا کر مری خاک
گذر اُس جا ترا اے باد صبا ہے کہ نہین

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ وہ کہتے ہین
ذات حق کو ہے بقا سب کو فنا ہے کہ نہین

جا کے بس خنجر قاتل پہ گلا رکھدونگا
آزماؤنگا مری آج قضا ہے کہ نہین

مُردے زندے ہوے اور مر گئے زندہ عاشق
چال سے اُنکی بپا حشر بپا ہے کہ نہین

ساتھ اغیار کے بیخوف جو تم پھرتے ہو ‏ مجکو بتلاؤ تمھین پاس حیا ہی کہ نہین
دل جو اک طفل برہمن پہ مرا آیا ہی ‏ صاف ناقوس کی نالون مین صدا ہی کہ نہین
دل ہی مانگا تھا فقط جان بھی دیدی ہمنے ‏ اب بھی کیا جانین وہ محبوب خفا ہی کہ نہین
حسن خالق نے حسینون سے سوا تجکو دیا ‏ ای صنم دیکھ لے یہ شان خدا ہی کہ نہین
مل کے تلوون سے مرے دلکو وہ فرماتے ہین ‏ سچ بتا مجھسے یہی اسکی سزا ہی کہ نہین
[...]ت حسن جو ہی پوچھتے ہین خال سیاہ ‏ تل بھی دھرنے کی رخ یار پہ جا ہی کہ نہین
کربلا جانے کا پھر قصد کرو ای سطوت ‏ ہند کی دیکھو مضر آب و ہوا ہی کہ نہین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای شہریار بیرون باغ تلوار چل رہی ہی تہمتن جو مارا گیا بھائی اسکا جوشن پوش چالیس ہزار فوج لیکر آپڑا سلطان لڑ رہا ہی مگر کہہ رہا ہی کہ شہریار کو خبر کرو ایرج تلوار لیکر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار یہ پہلوان نہایت زبردست ہی اسکے مقابلہ مین نہ جائیے ایسا نہو کوئی چشم زخم دشمنان حضور کو پہونچے ایرج نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے ملکہ سے دامن چھڑا کر بیرون باغ آئے دیکھا جوشن پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی سلطان زخمی ہوا یقین ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دے کر ایرج نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ملکہ صاحبقران عالم و آفاق گیر نعرہ کرکے جا پڑے للکارتے ہوے کہ او پہلوان اگر دعوی جرأت ہی تو میرے مقابلہ مین آ اس زخمی پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ بڑی طرح پیش آونگا قاتل تیرے بھائی کا مین ہون جوشن پوش نے جو ایرج نوجوان کا جمال دیکھا آئینہ وار حیران و مثل زلف پریشان ہوگیا پکار کر آواز دی ای نوجوان معشوق وضع مین تیرا مشتاق ہون مجکو بڑا تعجب ہی کہ تہمتن تیرے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایرج نے کہا امتحان کر لے تب اطاعت میری کرنا جوشن پوش نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر ملاحظہ سے ہاتھ تلوار کا مارا ہی اس خوف سے کہ ایسا نہو اس جوان پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ہڈیان اسکی چورچور ہون جوشن پوش نے آواز دی کہ ای شہریار مین مدت سے مسلمان ہون اور آج سے آپ کا تابعدار ہون دل و جان سے آپکی اطاعت

کرونگا یہ سنکر جوشن پوش کو ایرج نے رکھدیا وہ قدمون سے لپٹ کر تصدق ہوا ان سب کو لیکر ایرج بیٹھے در باغ پر لاکر اُتارا سلطان کی زخمد وزی ہوئی دوسرے دن ایرج نے بشوکت تمام طرف بقراط کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوے تا بہ قصر مروارید نگار انکا پہونچنا اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان

لکھون حال صاحبقران بے درنگ
نئے طور سے ہو بیان طرز جنگ

چل ای ساقی خوش ادا خوش لقا
کہ میخواری کا اب ہی موسم چلا

ترے آنے سے دل بہت شاد ہی
نہ آنا ترا مجھپہ بیداد ہی

چل ای توسن کلک شیرین رقم
کہ مضمون نو پھر ہوے ہین بہم

پھر آئی نئے رنگ پر داستان
قمر طبع کا ہو گیا امتحان

نہال تمنا ہوا بار ور
کہ لایا ہی نخل خوشی پھر ثمر

ترے دم سے آباد میخانہ ہی
ترا ذکر عاشق کو افسانہ ہی

تری آمد آمد کا اک شور ہی
کہ عاشق ترا اب لب گور ہی

لکھون داستان مرصع بیان
کہ سب وجد مین آئین پیر و جوان

چہرہ رہنوردان منازل جرأت و مرحلہ پیمایان بادیۂ شوکت اس داستان جلالت عنوان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال فصاحت ادا جبین مے نگار روز کلک وفا ہی کہ صاحبقران زمان کئی دن برابر پڑے رہے خواجہ نے آکر حال ایرج بیان کیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ نور الدہر کے ساتھ رہنا مجھے شاق ہی دل جنگ کا مشتاق ہی مین آج شب کو کوچ کرونگا نور الدہر کے پاس بروقت آجاؤنگا انشاء اللہ اور مقام پر مقابلے پڑین یہ حقیر

بھی بڑھ بڑھ کے لڑے یہ بہت خلاف ہی کہ اُنکے ساتھ مثل سرداروں کے پڑا رہوں
ہر چند کہ وہ اس طلسم کا فتاح ہی مگر پھر مین اُسکا بزرگ ہوں خواجہ نے بہت سمجھایا کہ نورالدہر
نے صحراے آہوان کو طی کیا ہی اب آگے بڑھین گے حضور بھی اُنکے ہمراہ پہونچ جاینگے
مگر امیر نے قبول نہ کیا رات کو لشکر تیار کیا صرف خواجہ عمرو ساتھ ہوے مگر لندھور نے
یہ خبر سن لی تھی عین وقت پر حاضر ہوے کہا غلام کو بھی ساتھ نہ لے چلیے گا امیر نے کہا اے لندھور
اب کسی اور کو خبر نہو تم میرے ساتھ نکل چلو یہ ذکر تھا کہ مالک بھی آگئے بہرام بھی آگئے ان
سب کو ساتھ لیکر صاحبقران رات ہی کو نکل گئے صبح کو شبرنگ نے نورالدہر کو خبر کی کہ
صاحبقران کوچ کر گئے نورالدہر کو بڑا قلق ہوا کہا اے شبرنگ افسوس یہ ہی کہ ایسا نہو
صاحبقران کسی بلا مین پھنس جائین متعلقات قصر مروارید دور تک ہی دیکھیے کیا رنگ ہو
اب مین بھی کوچ کرونگا دیکھوں تو کیا عجائب و غرائب یہان ہین نورالدہر تو اس خیال مین
ہین مگر صاحبقران جو کوچ کر کے چلے تو ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچے بونڈے گرد
کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف سے آواز زاغ و زغن کی آ رہی ہی اور سامنے ایک کوہ دیکھا کہ اُس سے
شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب کوہ کے آئے
یکایک ایک دنانا ہوا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب درۂ کوہ سے نکلا پکارتا ہوا اے آنے والے
ادھر نہ آنا یہ درہ عجائب و غرائب سے مملو ہی صاحبقران نے فرمایا ہم عجائب و غرائب مٹانے
والے ہین اُس ساحر نے سحر کیا ہواے تند چلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان
اُڑتا ہوا قریب سر صاحبقران آیا چونچ مارنے لگا صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا کہ
پہلو سے آواز آئی اے شہریار غلام جلا جاتا ہی جلد تشریف لائیے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
کہ لندھور بن سعدان بیچ آگ مین کھڑے ہوے ہین ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہین امیر کو لندھور پکار رہے ہین کہ اے شہریار حرز ہیکل مجھکو دیجیے کہ مین نجات
پاؤن صاحبقران نے بیقرار ہو کر ہیکل گلے سے اُتاری طرف لندھور کے پھینک دی
لندھور نے ہیکل کو روکا اور ہاتھ مین لیکر رومال مین لپیٹ لی اور پکار کر آواز دی کہ منم
سنگین جادو او حمزہ دیکھا تو نے کہ اسم اعظم بند کر لیا اور حرز ہیکل چھین لی اب امیر نے

پلٹ کر دیکھا کہ جملہ سردار گرفتار ہو گئے سنگین نے آکر امیر کو بھی گرفتار کیا ان سب کو گرفتار کر کے
لیچلا اپنے قصر مین لایا اُس قصر مین لا کر سب کو قید کیا قید کر کے مسند پر بیٹھا ہی چند رفیق خدمت مین
حاضر ہین کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا سنگین نے کہا صاحبزادی آتی ہین کہ ابر آکر پھٹا تخت پر
ایک نازنین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن پاس سنگین کے آئی سنگین نے کہا
کیون اے نور نظر اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شہلاے نرگسی چشم نے عرض کی مین نے
سُنا تھا کہ صاحبقران اس سرحد مین آگئے لہذا آپ نے اُنکا کیا بندوبست کیا سنگین نے
کہا مین نے سب کو گرفتار کر لیا کل بخدمت خداوندی روانہ کرونگا شہلا نے کہا ابو والد نامدار
مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم محترم و محتشم صاحب حرز ہیکل ہین یہ انتظام
آپ نے کیونکر کیے سنگین نے کہا مین نے اسم اعظم بند کر لیا یہ شیشہ موجود ہی دیکھ لو کہ حرز ہیکل
گلے مین شیشہ کے پیٹی ہی بڑا کمال مین نے یہ کیا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لیا ہی وہی باعث فتنہ و فساد
ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر اب کوئی زندہ نہ بچے گا کل سامنے قدرت
کے لیجا کر قتل کرونگا شہلا نے کہا اگر حکم ہو تو مین قید خانہ مین جاؤن صاحبقران کی بہت
تعریفین سنتی ہون سنگین نے کہا بیٹا دیکھ آؤ تمھارے قیدی ہین جو کمو وہ انتظام ہو شہلا اُٹھی
ٹہلتی ہوئی قید خانہ مین آئی دیکھا وہ مکان تنگ و تاریک شعلۂ جمال صاحبقران سے روشن
ہو رہا ہی دنگ ہو گئی جی مین کہتی ہی کیا چہرے پر روشنی ہی مکان روشن ہو رہا ہی اور سردار
سرنگون بیٹھے ہین مگر صاحبقران زنجیر مین ہلا رہے ہین شہلا دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ پسینے
پسینے ہو گئی قید خانہ سے پلٹ آئی کہ حال پریشانی صاحبقران نہ دیکھا گیا باپ سے آکر کہا یہ کیا فرق
ہی کہ سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کیجیے یہ بڑی بات ہی کہ عمرو بھی ساتھ قید ہی اسی وقت قتل کیجیے ایسا
نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے تو کیسی مشکل ہو سنگین نے نگہبان قید خانہ کو حکم کیا کہ قیدیون کو لاؤ شہر جادو
کہ نگہبان قید خانہ تھا صاحبقران و عمرو و لندھور و مالک و بہرام کو سامنے لایا سنگین نے
دیکھکر آواز دی کہ یا صاحبقران زمان اب بقراط کو سجدہ کیجیے اور اپنے فرزند سے جا کر کہیے
تو قید سے رہا کرون ورنہ ابھی قتل کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے وہ قصور
نہ کر خداے ما بزرگ است فرد سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✤ اگر قضا

لیکر آئی ہو تو کوئی ٹال نہین سکتا اور اگر موت نہین ہو تو کسکی مجال ہو کہ کسی کو قتل کرے اب
شہلا سے نرگس چشم نے باپ کو منع کیا کہ حمزہ کو نہ قتل کیجیے قدرت کے سامنے پر انکا قتل
موقوف رکھیے ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین کہ جسکا تمام دنیا مین نام ہو بلکہ مین نے
سُنا ہو کہ تا بہ پردۂ قاف اس شخص کا نام پہونچا ہو تی حضرت سلیمانؑ کی آسمان پری اسپر
عاشق ہوئین بڑی دھوم سے شادی ہوئی کہ جسکے بطن سے قریشہ سلطان ایسی بیٹی پیدا
ہوئی کہ جسنے پردۂ قاف کا بلوہ سنبھالا یہ سنکر سنگین جادو نے کہا بیٹی سچ کہتی ہو اس شخص کو
لیجا کر قید کرو شہلا وہان سے اپنی ہمجولیون مین آ بیٹھ کے رونے لگی ساتھ والیون نے پوچھا
کیون واری کیسا مزاج ہو شہلا نے کہا ہماری موت قریب آگئی ہو اس سے انتہا کا پس و پیش
ہو کنیزون نے گھبرا کر کہا واری آپ کی زندگی سے ہم سب کی زندگی ہو اگر خدانخواستہ آپ کے
دشمنون پر کوئی زوال آیا تو ہم لوگون کو کون پوچھے گا ہم نہین چاہتے کہ آپ کو صدمہ پہونچے ارشاد
تو فرمایئے کیا ملال ہو جو ہم سے ہو سکے وہ بجا لائین کہ آپ کو رنج و ملال نہ پہونچے ملکہ نے کہا صاحبو
عجب اتفاق ہوا کہ صاحبقران آکر قید ہوے ہین میری شامت جو آئی مین نے اُنکو بلوا کے
دیکھا انسان ہو کہ فرشتہ آنکھین دام تسخیر ابرو کھنچی ہوئی شمشیر جب سے اُنکو دیکھا ہو پریشان ہو رہی
ہون کہ اپنے ہوش مین نہین ہون اب تک دیکھو دل دھڑک رہا ہو کوئی کان مین کہہ رہا ہو کہ
اپنی جان دیدے یا اُنکو قید سے رہا کر

نظم

ظلم کرنے سے ہوا وہ بت قاتل عاجز — پر ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز
ذبح کے بعد جو پھر دون نہ مرا دم نکلا — سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز
کم سنی ہو اُسے پیغام زبانی بھیجون — خط کے پڑھنے سے ہو وہ حور شمائل عاجز
جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل — طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز
جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا — تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز
تیری آہون سے جو اے قیس اُڑے ہین پردے — کسقدر رنج مین ہو صاحب محمل عاجز
حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت — بدگمانی سے ہو اُس شوخ کی کیا دل عاجز

کنیزون نے کہا واری اگر حکم ہو تو اُنکی رہائی کی تدبیر کرین تشریف لے چلیے اسم اعظم وحرز ہیکل رہا کیجیے

وزار بائی اچھی ہو جائیگی شہلا نے کہا مین اسم اعظم کا شیشہ و حرز ہیکل چرا لاؤنگی کنیزون نے
کہا وہی شیشہ جسمین اسم اعظم بند ہو کسی طرح توڑ ڈالئے یقین ہو کہ اُنکے جسم مین قوت آئے شہلا
نے اُسی وقت تیاری کی اسباب سحر جسم پر درست کر کے آمادہ ہوئی کہ جا کر شیشہ کو چرا لاؤن
بانقاچلی سنگین جادو بارگاہ مین بیٹھا ہو عرضی بخدمت بقراط روانہ کر چکا ہو کہ مین نے حمزہ
کو گرفتار کیا جب حکم ہو روانہ کرون شیشہ آٹھ پہر سامنے رکھا رہتا ہو یکایک آسمان سے ایک
پتھر گرا کہ شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کے جو ہاتھ پانؤن مین طاقت آئی فرمایا ای
دارائے ہند مددغیب شریک حال ہوئی کہ اسم اعظم یاد آیا اب مین قید توڑتا ہون سنگین
حیران بیٹھا ہو کہ یہ پتھر کہانسے آیا شیشہ کیونکر ٹوٹا کہ اندر سے قید خانے کے نگہبان بھاگے کہتے
ہوے ای شہریار حمزۂ عرب نے قید توڑ ڈالی وہ لڑتے ہوے آتے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین
کرتا سنگین جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہ اُٹھکر سحر کرون سحر یاد نہین آتا حیران ہو کہ کسنے
میری زبان بند کردی سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہلا سے نرگسی چشم بر روے ہوا اُڑ رہی ہو اور
سحر کر رہی ہو سنگین نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو ہی نے پتھر پھینکا کہ شیشۂ اسم اعظم ٹوٹا یہ کہکے
سحر کیا کہ شہلا تھرائی قریب تھا زمین پر گرے کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب سنگین
کے پہونچے عمرو غل مچانے لگا کہ آقا مین قید مین بیٹھا رہون لندھور نے بڑھکر ہتکڑی خواجہ
کی کاٹ دی خواجہ نے اپنے کو قید سے رہا کیا پہلو پر آکے صاحبقران کے نعرہ کیا اب سنگین جادو
طرف امیر کے متوجہ ہو مگر کہتا ہو کہ گھر سے آگ لگی بیٹی نے شیشۂ اعظم توڑا اب مین اُسیر سحر کرون
کہ حمزہ کو روکون جب صاحبقران قریب پہونچے سنگین نے ہاتھ تلوار کا مارا شہلا نے
جو اتنی فرصت پائی تڑپ کر گری حرز ہیکل اُٹھا کر امیر کے گلے مین پہنا دی اب امیر نے ہاتھ
تلوار کا روک کر تلوار ماری کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوے اور جادوگر جو باقی رہے وہ سحر
کرنے لگے شہلا نے موتیون کا مالہ پھینک مارا وہ سب جادوگر مبتلا ہوئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

دل ہر بشر کا یون ہو ہمیشہ وطن سے خوش — ہو جس طرح بہار مین بلبل چمن سے خوش
پروانے گر ہین بزم مین شمع لگن سے خوش — ہم خوش ہین کوے یار سے بلبل چمن سے خوش
کیون ہون نہ عیش و عشرت دنیا سے ہم ملول — رہتے ہین ہجر یار مین رنج و محن سے خوش

ہمکو رہا علائق دنیا سے کچھ نہ کام
اس بات پر لحد مین ہین دزد کفن سے خوش

بلبل چمن سے شمع سے پروانے شاد ہین
انجم فلک سے ہم ہین تری انجمن سے خوش

داغ جنون جو الفت گیسو مین ہو عیان
بو اُسمین صاف آتی ہو مشک ختن سے خوش

اغیار کو دیا نہ جواب سوال وصل
اس بات پر تو ہم ہوے اُس کم سخن سے خوش

ترچھی نظر سے غیر کو تو نے کیا ہلاک
اہو ترک ہم ہوے ترے اس بانکپن سے خوش

ظلم وستم ہر ایک پہ کرتا ہو بے شمار
کوئی نہین جہان مین چرخ کہن سے خوش

اقرار کرکے جام نہ اُسنے دیا ہمین
اسپر بھی ہم ہین ساقی پیمان شکن سے خوش

مین نے پڑھے ہین حسن کی تعریف مین جو شعر
وہ اپنی بزم مین نہین اہل سخن سے خوش

سطوت عمر حسین کا پایا عجب صلہ
خوش ہمسے پنجتن ہوے ہم پنجتن سے خوش

جب سب ساحر قتل ہو چکے کچھ تو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوے باقی کو شہلا نے دیوانہ کرکے مارا شہلا زمین پر اتر آئی صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای ملکۂ عالم تمھاری وجہ سے رہائی پائی شہلا نے کہا آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہو پتھر آسمان سے گرا بقول شخصے سنگین پر آفت آسمانی گری میری کیا مجال تھی کہ مین حضور کی مدد کرتی یہ سب آپ کا اقبال تھا کہ اسم اعظم رہا ہو گیا آپ صف شکن تیغزن ہین کس زور وشور سے قید کو توڑا جرأت وشوکت اسی کا نام ہو آپکی غفلت سے اسم اعظم بند ہوا اگر آپ پڑھتے رہتے تو کسکی مجال تھی کہ اسم اعظم بند کرسکتا صاحبقران نے فرمایا سرحد خیر مین کیا کیا تکلیفین نہ پہنچین گی مگر حافظ حقیقی بچائیگا سب جگہ وہی نگہبان ہو اُسی کی مدد شامل ہوتی ہو شہلا نے لاکر صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی خواجہ نے تمام مکان لوٹ لیا شہلا نے کہا خزانہ کیا ہو گیا عمرو نے کہا خزانہ سحر کا تھا جب سنگین مارا گیا تو مال اُڑکر غائب ہو گیا شہلا ہنس پڑین کہا خواجہ خزانہ بھی کہین سحر کا ہوتا ہو امیر نے فرمایا یہ ساربان زادہ ہر مقام پر اپنے جھگڑے نکالتا ہو خزانہ بیت المال اسکی زنبیل مین جمع ہو دیکھیے یہ کون لیگا عمرو نے کہا ایک حبہ بھی نہین ہو مجھے بدنام نہ کرو مین مفلس ہون قرض نے اسقدر پریشان کیا ہو کہ کچھ بھلا نہین معلوم ہوتا شہلا پہلو مین بیٹھی ہو تیاری جلسہ کی کر رہی ہو کبھی اُٹھکر کمرے مین گئی کبھی پھر باہر آئی ڈومنیان سامنے صاحبقران کے بیٹھی ہوئی یہ اشعار

عاشقانہ بصد ناز و ادا بتابتا کر گا رہی ہین نظم

چلتی ہی صورت مقراض زبان واعظ
خاک سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ

مے پرست آئے ہین سننے کو بیان واعظ
آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ

مے پرستون کا اگر کدورجہان مین ہوگا
پھر نہ آئیگا نظر نام و نشان واعظ

مے کا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام
نہین رندون سے بچے گی کبھی جان واعظ

میکشی خوب ہو جی بھر کے جلائین اُسکو
تیرے ستون کو جو ملجائے مکان واعظ

منع کرتا ہی مجھے عشق بتان سے ہر روز
مین ستون خاک بھلا جا کے بیان واعظ

صورت تبہ عمامہ ہی عبا مثل کفن
دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت و شان واعظ

مست ہون دیکھ کے مین چشم خمارین صنم
میکشی کا ہی غلط مجھپہ گمان واعظ

گرم رہتا ہی جو بازار ترے ستون کا
ایک مدت ہوئی ہی بند دُکان واعظ

دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے
قطع ہو جائے کہین جلد زبان واعظ

مذہب بہ ہی ریائی ہی عبادت ساری
خاک سطوت کو پسند آئے بیان واعظ

ملکہ شہلا سامنے سے صاحبقران کے اُٹھین پہلو مین کمرہ تھا اُسمین گئین کہ عطر وغیرہ لاؤن کہ کنیزون نے غل مچایا کہ ای شہریار دوڑیے امیر نے جھپٹ کر دیکھا کہ گوشے سے کمرے کے ایک مار سیاہ پیدا ہوا وہ جسم شہلا سے لپٹ گیا امیر نے جو یہ شعبدہ دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے مگر اُس مار سیاہ کے پر پروانہ پیدا ہوے شہلا تو بیہوش ہو گئی مار سیاہ اُسکو لیکر اُڑ گیا صاحبقران دیکھکر رہگئے کنیزین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا شاید کوئی عزیزدار ملکہ کا ایسا تھا کہ جو آکے لیگیا کنیزون نے عرض کی سامنے قلعہ ہی اُسمین اژدر آتش فشان جادو بھائی سنگین کا رہتا ہی شاید اُسی نے یہ حرکت کی ہوگی اور مارا جانا سنگین کا ضرور اُسپر شاق ہوا ہوگا اُسنے یہ حرکت کی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے فرمایا ابتو وقت شب ہی صبح کو قلعۂ اژدر پر جاؤنگا ملکہ کو رہا کر کے لاؤنگا کنیزین خاموش ہو رہین مگر اژدر آتش فشان جو ملکہ شہلا کو اُٹھا کر لیگیا اپنی بارگاہ مین آیا اُسی بیہوشی مین ملکہ کی زبان مین سوزن دی قفس مین بند کر کے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا یہ نہ جانتی تھی کہ بھائی اُسکا

قیامتین برپا کریگا آج تجکو لایا ہون کل اُنکو بھی لے آؤنگا دونون کو ساتھ قتل کرونگا دیکھون
توکیسے صاحبقران ہین میرے سحر سے کیونکر بچین گے ملکہ نے جواب دیا کہ ای عمر نابدار میری
کیا خطا ہو شیشہ اسم اعظم کا سنگ آسمانی سے لوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی
اڑائی مین سنگین مار اگیا مین نے کیسے کیسے سحر کیے کچھ زور نہ چلا ناچار ہوکر اطاعت کی تھی کہ پردہ دوستی
مین قتل کرونگی لیکن آپ جا پہونچے آپ نے جلدی کرکے مجکو گرفتار کر لیا اب مین مجبور و ناچار
ہون اژدر نے کہا او مکارہ مین دیکھ رہا تھا کہ تو بدل و جان کام کر رہی ہو جب تو مین تجکو اُٹھا
لایا شہلا نے کہا پھر آپ کو اختیار ہو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے اژدر نے قفس ملکہ کا لٹکا دیا
ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہو کہ کیون صاحبو میرے نزدیک شہلا سراسر مکر کرتی ہو کیسطرح
رہائی پاؤن اور پاس صاحبقران کے جاؤن مین اسکو قید سے نہ چھوڑونگا قفس لٹکا ہو بھیر
صبح کو دربار مین آکر بیٹھا ہو صلاح کر رہا ہو کہ شہلا کو قتل کرون یا چھوڑ دون سردار عرض
کرتے ہین حضور ہم تو اسکے قتل کو کبھی نہ کہین گے یہ آپ کے بھائی کی نشانی ہو تمام طلسم مین
شہرہ ہو کہ حسن و جمال مین بے مثل و بے نظیر ہو اگر یہ باقی رہیگی تو آپ کے بھائی کا نام رہیگا
کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ صاحبقران آپ کے
قلعہ پر آتے ہین اژدر گھبراکر اُٹھا بالاے قلعہ سے دیکھا کہ سرداران صاحبقران سامنے
آکر کھڑے ہوے ہین کمرین باندھ رہے ہین صاحبقران کی آمد کا ذکر ہو رہا ہو اژدر نے
گھبراکر سحر کیا کہ ایک دیوار سنگی سامنے قلعہ کے حائل ہوگئی سرداران صاحبقران نگاہ ہون
سے چھپ گئے اب اپنے فوج سے کہا کہ تو مین درست کرو وہان صاحبقران جو آکر پہونچے
دیکھا ایک دیوار پتھر کی سامنے قلعہ کے حائل ہو صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا دیوار
پر جو ہاتھ رکھا دیوار گر گئی معلوم ہوا پانی کا حباب تھا کہ چشم زدن مین مٹ گیا صاحبقران
دیوار گراکر پشت مرکب پر آئے گرز سام بن نریمان ہاتھ مین لیا مرکب کو مہمیز کرکے چلے
سردارون کو ہمراہی سے روکا اور فرمایا تم لوگون کو اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ اژدر ضرور
سحر کریگا مین اسم اعظم پڑھتا ہوا جاؤنگا تم لوگون کو تکلیف نہو سب سردار دعائین دینے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ خدا حضور کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے آپ کو ہم غلامون کا خیال نہوگا

تو پھر کسکو ہوگا صاحبقران اشقر دیوزاد کو بڑھائے ہوے جاتے ہین اژدر نے جو
بالائے قلعہ سے دیکھا گھبرا کر دوسرا سحر کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قلعہ آنکھون سے غائب ہوگیا
پھر دیکھا ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا ہی چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہوئی گا رہی ہین نظم

بلبلین اس وجہ سے رہتی ہین نالان باغ مین ... چاک رہتا ہی ہراک گل کا گریبان باغ مین
یاد قد مین آہ سوزان کی جو مین نے رات کو ... سرو جل جل کر بنے سرو چراغان باغ مین
شرم کے مارے زمین مین گڑ گئے شمشاد سب ... پھر سیر آیا جو وہ سرو خرامان باغ مین
معجزہ دیکھا جو اُس گل کے لب جان بخش کا ... پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ مین
باغبان ثابت ہی یہ شبنم کے قطرون سے ہین ... دن کو خندان ہی ہراک گل شب کو گریان باغ مین
صورت گل ہم بھی کرتے ہین گریبان چاک چاک ... یاد آتا ہی جو ہمکو کوے جانان باغ مین
مین ہون وہ ہو مینھ برستا ہو شراب ناب ہو ... کیفیت ہو گر میسر ہو یہ سامان باغ مین
اسقدر نخوت نہ کر ای باغبان پچھتائے گا ... فصل گل دو چار دن ہی اور مہمان باغ مین
سنتے ہین گل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست ... جبکہ پڑھتا ہو وہ گل سطوت کا دیوان باغ مین

کنیزون نے اس رنگ سے یہ غزل پڑھی کہ صاحبقران ٹھہر گئے مگر ساتھ ہی کان مین
آواز آئی کہ اسم اعظم ورد زبان رہے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال
چہکارے مار کر یہی فقرات کہہ رہی ہی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ جو پانؤن کی طاقت
زائل ہونے لگی تھی پھر قوت آگئی آگے بڑھے اژدر نے جو دیکھا کہ جو سحر مین صاحبقران
پر کرتا ہون وہ فوراً باطل ہو جاتا ہی اسنے گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ ہان مارو گولے مارو
گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم توپون کے کانون مین کسی نے کیا پڑھ کے
پھونکا کہ کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین مگر صاحبقران نے گرز سام بن نریمان
اُٹھایا جو گولہ سامنے آیا اُسپر تمانچہ گرز کا مارا وہ گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق مین جاکر گرا جب اژدر
نے دیکھا کہ صاحبقران تمام اُس دریائے آتش کو مثل سمندر آتش طے کرتے ہوئے آتے
ہین دونون ہاتھ اُٹھا کر طرف خندق کے اشارہ کیا خندق سے پانی جوش مار کر نکلا دم بھر
مین گرد صاحبقران کے دریا موج مارنے لگا ہزارہا مچھلیان و نہنگان خون آشام منھ

کھولکر صاحبقران پر حملہ کرتے ہین صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی چلا رہے ہین کہ پھر
آواز آئی یا صاحبقران زمان اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایکمرتبہ آواز اُس طوطی
زرین بال کی کان مین اژدر کے پڑی اور دیکھا بھی کہ یا تو صاحبقران حیران کھڑے
دیکھ رہے تھے کہ سب طرف سے دریا موج مار رہا ہے اور نہنگ مُنھ پھیلاتے ہین مچھلیون کی
ماہیت سے کوئی آگاہ نہین اور مچھلیون کا یہ حال ہے کہ تڑپ کر صاحبقران پر گرتی ہین
بعض گرد صاحبقران پھرتی ہین یا طوطی زرین بال کی صدا سے صاحبقران پھر ہوشیار
ہوے اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھا مچھلیان تلوار سے قلم ہونے
لگین جو مچھلی کٹ کر دریا مین گری اُس مقام کا پانی خشک ہوگیا اژدر آتش فشان مے بنگاہ
قہر طرف طوطی زرین بال کے دیکھا اُسنے چاہا اُڑکے نکل جاؤن مگر اژدر نے مُنھ سے شعلۂ
آتش چھوڑا وہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا سر پر اُس طوطی کے پہونچا ہر چند اُس طوطی نے پر مارے
مگر شعلہ اُسپر گرا شعلہ گرتے ہی وہ طوطی زمین پر گری غلطک مارنے لگی ایک نازنین مہ جبین
کی شکل ہوگئی صاحبقران نے پہچانا کہ یہ تو عندلیب خوشنوا وزیرزادی ملکہ کی ہے صاحبقران
نے چاہا گھوڑا بڑھا کر جاؤن اور عندلیب خوشنوا کو بچاؤن مگر اژدر آتش فشان
بلا کا ساحر ہے تڑپ کے گرا عندلیب کو اُٹھا لیگیا لاکر قفس مین بند کیا کہا کیون او عندلیب
تو نے حمزہ کو کئی بار ہوشیار کیا کچھ ہمارا خوف نہ آیا مین کیا حمزہ سے ڈرتا ہون اول تو
بیرون قلعہ روکونگا اگر نہ رُکے اور قلعہ مین آگئے تو تین لاکھ ساحر باحربہ ہاے سحر بیٹھے ہین
آگ برسا دینگے عندلیب نے کہا او شہنشاہ آپ نے میری مالک کو قید کیا وہ بیٹھا ہین
ہم اُنکے رازدار ہین ابھی تک اُنکے دامن عصمت پر گرد عصیان نہین پڑی اور اُنکی عفت
پر حرف نہین آیا مجکو منظور ہوا کہ اپنی جان لگاؤن اپنی مالک کی رہائی کی تدبیر کرون
سوا اِسکے اور کیا تدبیر تھی کہ صاحبقران کو آگاہ کرتی رہون کہ اگر وہ اسم اعظم پڑھینگے
تو کوئی سحر تاثیر نہ کریگا اژدر نے کہا تم دونون سے سمجھونگا اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا
و بیرنمان ہوا تمھارے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے حمزہ کو خاموش کرکے اسم اعظم
بند کر لیتا وہ اُسی مقام پر رُک گئے تھے مگر تو نے اُنکو ہوشیار کر دیا یہ کہکے قفس آہنی مین عندلیب

کو بھی قید کیا جس مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا ہی اُسی مقام پر قفس عندلیب کا بھی لٹکا دیا ملکہ شہلا عندلیب کو قید دیکھکر رونے لگین کہا ای عندلیب تونے اپنے کو کیون پھنسایا میرا تو اب یہ حال ہی نظم

گیا جو آج اُنھین حال دل سنانے کو
بگڑ کے آج مرے گھر سے ہین وہ جانے کو
یہ بات کی ہی فقط خلق کے دکھانے کو
وہ آئے میری عیادت کو تو یہ فرمایا
چھڑا کے زلف سے کیون میرے دلکو پھینکدیا
سب اُنکے عاشق صادق جو در پہ جمع ہوے
بہت تمھاری وفا سے بعید ہی یہ بات
ہلاک کرکے مجھے ہجر مین ہوے نہ خجل
زیادہ ہوتا ہی جب شوق حج بیت اللہ
شب وصال مین شانے کی احتیاج نہین
جفائین ہمسے بتون کی سہی نہین جاتین
یہ عیدگاہ مین عشاق کی تواضع کی
کسی مین بوے محبت نہین رہی سطوت

کہا کہ آئے کہان تم مرے ستانے کو
رقیب خوش نہون کیونکر قضا ہی آنے کو
وہ آکے بیٹھے ہین لاشہ مرا اُٹھانے کو
یہ حال اپنا بنایا مرے دکھانے کو
یہ سر چڑھایا تھا کیا آپ نے گرانے کو
کہا یہ کون ہین کیون آئے غل مچانے کو
نہ آئے قبر پہ دو پھول بھی چڑھانے کو
نشان قبر کا اب آئے ہو مٹانے کو
تو دیکھ آتا ہون اُس بت کے آستانے کو
ہمارے ہاتھ ہین زلفین تری بنانے کو
کلیجہ چاہیے پتھر کا دل لگانے کو
جھکی ہی تیغ تمھاری گلے لگانے کو
عجیب طرح کی گردش ہوئی زمانے کو

عندلیب باتین سُنکر ملکہ کی رونے لگی کہا واری دعا مانگیے کہ پروردگار صاحبقران کو مظفر و منصور کرے ملکہ نے بال کھولے اور پکارا اُٹھی کہ ای خالق ارض و سما و ای رب یکتا نظم

خداوندا شبم را روز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید
توئی یاری دہندہ یا دہر کس

چو روز اندر جہان فیروز گردان
درین شب روسپیدم کن چو خورشید
بہ فریاد من فریاد گن رس

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز جمال جہان آرای صاحبقران دکھا دے کہ روح کو راحت ہو قلب کو قوت ہو مگر صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے بر لب خندق پہونچے خندق نے کئی مرتبہ جوش مارا مگر صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا پانی ہٹ گیا

اوپر سے قلعہ کے ہوا بان پڑ رہے ہین تیل کے کڑھاؤ ملازمان اژدر پھینک رہے ہین اژدر کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر آواز سے صاحبقران کی کسی سحر کا رنگ نہین جمتا امیر نے برابر خندق کے آگر گھوڑے کو جو ایڑ کی مرکب باد رفتار خندق کو فرا گیا جیسے ہی برابر پھاٹک کے پہونچے پھاٹک پر گرز مارا تیسری ضرب مین پھاٹک گرا اندر سے لاکھون ساحر نکلے دروازے پر لڑائی ہونے لگی صاحبقران مرکب کو مہمیز کر رہے ہین تیغۂ عقرب دہنے ہاتھ مین بلند ہی بائین ہاتھ مین سپر گرشاسپ کی جنگ رستمانہ کرتے ہوے صحن قلعہ مین پہونچے اژدر نے جو دیکھا کہ صاحبقران صحن قلعہ مین آگئے ایک تخت پر سوار ہوا نقیبون کو اشارہ کیا ہان یارو آوازین لگاؤ کئی سو نقیبان خوش آواز سرود چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش

اس چمن کی ہوا ہے بہمن و دی
آستین زن چراغ عقل پہ ہی

خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوش نما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آئے گیسوِ سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین

شاخ پہ ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر		کرے اللہ خاتمہ بالخیر	

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے کل ساحرون نے چہار جانب سے صاحبقران کو گھیر لیا
سحر بھی کرتے ہین حربے بھی لگاتے ہین صاحبقران پریشان ہو رہے ہین کہ اتنے لوگونسے
کیونکر بچونگا اے کریم کارساز رحم اپنا شریک کر دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے قضاے کار
نقابدار زرین پوش تخت پر سوار کئی لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا اس
زور و شور سے جاتا ہے عیار طرار پشت پر مگس رانی کر رہا ہے آواز گیر و دار سنکر نقابدار نے
دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے غضب ہوا کہ صاحبقران گھرے ہوے ہین جلد تخت زمین
پر رکھو مگر دیوزادون سے حکم کیا کہ تم لوگ شریک جنگ نہو تا بارہ ہزار سردار جو میرے ہین
انکو کاندھون پر سے اُتار دو تم سب الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سوارونکو اپنے کاندھون
پر سے اُتار مرکبون پر انکو سوار کر دیا امیر نے دیکھا ساحر غلغلہ کرنے لگے نقابدار نے
تلوار کھینچکر دو چار حملے ایسے کیے کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر قتل ہوے دریا خون کے بہگئے اب
اژدر گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو مین نکل جاؤن تم بھی فرداً فرداً نکل آنا سب نے کہا
حضور نکل جائین ہم بھی نکل آوینگے نقابدار نے تو زمین کو ہلا دیا ایک طور سے لڑتا ہوا آتا ہے
مگر نقابدار شوکت صاحبقران دیکھکر حیران ہے کہ اس سن مین یہ جرأت و شوکت مثل
انکا کون ہے عیار سے کہتا ہے پیرانہ سالی مین تو یہ جنگ ہے شباب مین کیا کیا ہوگا عیار نے عرض
کی وقائع ملاحظہ فرمائیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو دربدر خاک بسر کیا تاج و تخت چھین لیا
کوئی آج تک انکا ہمسر نہین ہوا اب صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر ماشاء اللہ
کس لطف سے جنگ کر رہے ہو نقابدار آواز صاحبقران سنکر قریب آیا کہا اے شہریار
ہر چند کہ آرزو آپ سے مقابلہ کی رکھتا ہون مگر آپ کی شمشیر زنی دیکھکر حیران ہو جایا کرتا ہون
سبحان اللہ کیا جوش و خروش آپ کا ہے تین لاکھ مین آپ اکیلے لڑے اور جسم پہ زخم نہین
آنے دیا مین تو بعد دیر کے حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر ہر چند کہ تم
مسخر کن بحر و بر ہو مگر مجھسے جسدن مقابلہ پڑیگا ہم تم دونون نوبت بجان و بکار دیر استخوان
ہو جاینگے اے نقابدار بہادر بانہاے صاحبقرانی متکفل ہین گے نہین معلوم یہ سودا تمھار

دماغ مین کیون ہوا ہی کوئی امتحان تجویز کرو ایک ادنا سی بات ہی کہ مین نے قاف کے اٹھارہ
پردے فتح کیے تم ابھی تک تین پردون مین بھی نہین پہونچے ایک ہی پردے پر مقابلہ
پڑتا ہی نقابدار نے کہا ای شہریار جہان جہان قہقہہ بھاگ کر گیا وہان مین بھی پہونچا یہ
آرزو رکھتا ہون کہ قہقہہ کو قتل کرون امیر نے فرمایا اُسکا پردۂ ظلمات مین دخل ہی وہان
وہ بھاگ جاتا ہی بسبب تاریکی کے ہم لوگ رہجاتے ہین جس روز یہ خیال ہوا کہ جو کچھ گذرے
پردۂ تاریک مین بھی داخل ہوجائین انشاء اللہ گھس پڑینگے صاحبقران تو نقابدار
سے باتین کرنے لگے اژدر آتش فشان نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران نقابدار سے
باتین کرتے ہین سوچا اس عرصے مین نکل جاؤن حمزہ گرفتار نہوگا فوجین لڑ چکین سحر انتہا کا
کرچکا کسی سحر کو حمزہ نہین مانتا اب نکل چلنا ہی بہتر ہی یہ سوچکر نشانون پر سحر کیا پر پرواز
پیدا ہوے ساتھ والون سے کہدیا مین قلعۂ قراطاق پر جاتا ہون قراطاق جادو کہ
میرا معین و مددگار رہی اور ساحر باعمل ہی وہ بڑی کد و کوشش کریگا تم سب وہین آنا فوج
اُس سے لیکر خروج کرونگا راہ مین حمزہ کو روکونگا ناک مین دم کردونگا یہ کہکے اُڑا جیسے ہی
بلند ہوا عیار نقابدار نے پکار کر کہا ای شہریار غضب ہوا کہ افسر نکلا جاتا ہی نقابدار نے فوراً
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا صاحبقران نے بھی کمان رستم
کاندھے سے اُتاری اور تین بھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا دونون نے برابر تیر مارے
نقابدار کے تیر سے تو اژدر بچا مگر عقاب تیر صاحبقران سینہ پر اژدر کے پڑا توڑ کر پشت
کو پار گذرا لاشۂ اژدر گرا مرنا اژدر کا کہ اندھیرا ہوگیا لاکھون جادوگر اُسی ہنگامہ مین نکل
گئے نقابدار کو حجاب ہوا کہ افسوس میرے تیر سے اژدر نہ مارا گیا صاحبقران طعنہ دینگے
مجکو حجاب ہوگا دیوزادون کو اشارہ کیا دیوزاد تخت سامنے لائے نقابدار اُچک کے
سوار ہوا اپنے رفقا کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
اژدر آتش فشان بود باقی جو ساحر رہے تھے وہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے
امیر نے سب کو مطیع کیا پشت مرکب سے اُترے قصر مین آئے ملکہ قفس کے اندر سجدے
مین رو رہی تھی صاحبقران نے آکر فرمایا ای ملکۂ عالم پروردگار نے دعا تمھاری قبول کی

مین آپہونچا قریب آکر سر ملکہ کا اُٹھا یا زبان سے سوزن نکالی وزیر زادی کو بھی رہا کیا دونون
ہنسی ہوئین قفس سے نکلین کہا اے شہریار آپ کو بڑی مشقت پڑی صاحبقران نے فرمایا
انشاء اللہ تعالی ہر مقام پر یہی جرأت رہیگی مین مجبور ہو جاتا ہون جب اسم اعظم بند ہو جاتا ہی بعد
اسم اعظم کھلنے کے کیونکر دل کو تاب ہو کہ تم قید مین رہو اور مین کد و کاوش نہ کرون مگر ملکہ نے دیکھا
کہ صاحبقران دریاے خون مین نہائے ہوے ہین ہاتھون سے خون پوچھنے لگین امیر
قصر مین آکر بیٹھے خواجہ تمام مکان کو لوٹتے پھرتے ہین اب سرداران صاحبقران بھی آگئے امیر
قلعۂ اژدر مین بیٹھے ملکہ پہلو مین آکر بیٹھین مگر چند ملازمان اژدر جو لاشہ اژدر کا اُٹھا لیگئے تھے
قلعۂ قراطاق مین پہونچے سامنے قراطاق جادو کے لاشہ اژدر کا پیش کیا قراطاق بڑے
اژدر بہت رویا کہا مقام افسوس ہی کہ اژدر نے مجکو خبر نہ کی ورنہ مین جا کر زمین ہلا دیتا یہ کہکے
فوج کو جمع کیا سات لاکھ ساحر کی فوج ہی سب سے پکار کر کہا صاحبو جو جس سے ہو سکے وہ کوشش
کرے یقین ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کر لوگے کئی سو ساحر اسی فکر مین چلے صاحبقران قلعہ
مین بیٹھے تھے کہ عمرو نے خبر دی چند نازنینان مہجبین آپ کے لشکر مین آئی ہین سارے لشکر
مین گاتی پھرتی ہین اور یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

نہین بھاتی جو سیر باغ تو صحرا مین جاتا ہون — وہان بھی دل نہین لگتا تو پھر گلشن مین آتا ہون
شب فرقت مین پرتاثیر آہین لب پہ لاتا ہون — چلے آئین وہ شاید آج قسمت آزماتا ہون
نہایت حسن کا مشتاق اُس کوچے مین جاتا ہون — نہین جب مانتا دل دور ہی سے دیکھ آتا ہون
لب رنگین کسی کے آج مجکو یاد آئے ہین — عوض اشکون کے آنکھونسے جو خون دل بہاتا ہون
ہوئی تقصیر کیا وہ شعلہ رو کہتا ہی جو مجھسے — کہ کیسا اُس کے غیرونسے ترے دلکو جلاتا ہون
گمان مجنون کو ہوتا ہی کہ آئی دشت مین آندھی — مین وحشی جب کبھی صحرا مین جا کر خاک اُڑاتا ہون
کہون راز محبت کیا سناؤن حال دل کیونکر — کسی دن مین نہین اُنکو اکیلا گھر مین پاتا ہون
کف پا کی حنا کا جیسے ہی منظور نظارہ — وہ آتا ہی تو مین زیر قدم آنکھین بچھاتا ہون
مرا خط دیکھے ای قاصد زبانی یہ بھی کہدینا — تجھے مین یاد کرکے اشک آنکھونسے بہاتا ہون
مرا صیاد یہ کیا شوخ کہتا ہی گلستان مین — پھنسین گی بلبلین پھندا رگ گل کا بناتا ہون

مرا دل تاک کر وہ صید افگن ہنس کے کہتا ہی	ابھی تیر نظر سے یہ نشانہ مین اڑاتا ہون
حسینؑ ابن علیؑ کا حال جب سنتا ہون آسی سطوت	گریبان چاک کر کے سر پہ اپنے خاک اڑاتا ہون

صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے مقام سے اٹھے مگر ایک نازنین گاتی ہوئی قریب دربار گاہ
لندھور پہونچی لندھور نے اُس نازنین کو اندر بلا لیا خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کہ
ارشیون پریزاد یہ خبر سنکر آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ لندھور نے ایک نازنین کو اندر بلایا ہی
ارشیون شرماکر دروازے پر ٹھہر گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز دی کہ ای قبلہ وکعبہ مین بھی اندر
آؤن آواز نہ آئی ارشیون اندر گیا لندھور کو نہ پایا اور نہ اُس نازنین کو دیکھا حیران ہو گیا
کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایسی سانحہ مالک پر بھی گذرا کہ صاحبقران باہر تشریف لائے فرمایا اُن نازنینون
کو ہمارے سامنے لاؤ ہرکارون نے جاکر ڈھونڈھا کسی کا نشان نہ پایا ہرکارون نے آکر
عرض کی ای شہریار لندھور و مالک بارگاہون سے غائب ہوے اُن عورتون کا پتہ نہین
کہ کہان سے آئی تھین اور کہان گئین صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑا غضب ہوا کہ لندھور
و مالک غائب ہوے اسکی فکر کرو عمرو نے آکر دریافت کیا حال مذکور معلوم ہوا ارشیون پریزاد
ٹہلتا ہوا آتا تھا کہ جاکر صاحبقران سے قبلہ وکعبہ کا غائب ہونا عرض کرون کہ ایک پنجہ
آسمان سے گرا ارشیون کو اُٹھا لیگیا امیر نے بڑا افسوس کیا ہرکارون نے آکر عرض کی
کہ ارشیون کو بھی کوئی اُٹھا لیگیا صاحبقران نے سب سردارون کو اپنے پاس بلا لیا سایے
مین اپنے رکھا فرمایا اب زمانہ احتیاط ہی آپ لوگ میرے ہی پاس رہین خواجہ عمرو دریافت
کرکے برائے خبر سرداران مذکور چلے صحرا صحرا جاتے ہین کہ راہ مین دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی
گھبرایا ہوا پسینے پسینے خواجہ نے ساحر بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ دھوپ
بڑی پڑ رہی ہی ابھی دو آدمی لون کھا کر گرے تھے مردمان مقصبہ اُنکو اُٹھا لیگئے لہذا تم نہ جاؤ
وہ ساحر ٹھہرا عمرو نے پوچھا کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا ملکہ گلگونہ جادو لندھور کو
اُٹھا کر لائی ہین اور اُنکی بہن ریحانہ جادو مالک کو لائی ہین دونون پر دونون عاشق ہین
اپنے معلم مفتاح جادو کو بلایا ہی مین اُنکو بلانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگاکر اُسکو
بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر چلے برابر ایک

قصر کے پہونچے دیکھا چند جادوگر شل ہے ہین عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ اے سیماب جادو مفتاح کو بلا کر لائے عمرو سمجھ گیا کہ مفتاح جادو کا یہ مکان نہین ہے کہا
بھائیو مین نے بہت تلاش کیا مکان نہین ملا سب نے کہا اس صحرا کے بائین پر نخلستان ہے
اُسی کے پہلو مین قصبہ ہے وہان قصر مفتاح کا ہے عمرو پھر اُسیطرف چلا قصبہ مین آیا مفتاح
کا مکان دریافت کیا لوگون نے پتہ دیا کہ سامنے مکان ہے دروازے پر مفتاح بیٹھے ہونگے
عمرو نے آکر نامہ دیا مفتاح نے نامہ پڑھکر کہا کہ اے سیماب آج شب کو رہجاؤ کل مین
چلونگا خواجہ نے کہا بہت اچھا مگر ذرا گوشے مین چلیے کچھ باتین راز و نیاز کی ہین وہ تنہائی
مین عرض کرونگا مفتاح کنارے آیا خواجہ نے باتون مین لگا کر مفتاح کو بیہوش کیا دماغ
پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے پکار کر آواز دی
چند ساحر رفقا حاضر ہوے عمرو نے کہا بھائی مجکو قصر گلگونہ و ریحانہ پر لیچلو اُن ساحرون
نے کہا حضور سحر نہ کرینگے مفتاح نقلی نے کہا مین نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانون پر سحر کرونگا
اور جبتک مسلمانون کا خاتمہ نہوگا کسی کام کے لیے سحر نہ کرونگا اُن سب نے عمرو کو سوار
کیا جانتے ہین کہ ہمارا افسر مفتاح ہے تخت اُڑتا ہوا جاتا ہے ساحر سحر کرتے ہوے لاتے
ہین بعد تھوڑی دیر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ساحران ہمراہی نے عرض کی اے شہنشاہ
ساحران یہی باغ گلگونہ و ریحانہ ہے دیکھیے وسط باغ مین بیٹھی ہین عمرو نے کہا تخت اُتارو
ساحرون نے تخت لاکر اُتارا گلگونہ و ریحانہ بیٹھی ہین لندھور و مالک مسلسل سامنے
بیٹھے ہین اُنسے سوال وصل کر رہی ہین وہ دونون انکار کر رہے ہین مفتاح کو جو آتے
ہوے دیکھا دونون نے اُٹھکر سلام کیا مفتاح نقلی نے کہا اے فرزندو مجکو کیون طلب کیا ہے
گلگونہ و ریحانہ نے عرض کی اے اُستاد والانژاد قراطاق نے حکم دیا تھا کہ لندھور و
مالک کو لاؤ ہم گئے جاکر اُنکو لائے لیکن اُنکے جمال دیکھکر عاشق ہوے ہر چند ہم اپنی طرف اُنکو
مائل کرتے ہین مگر یہ دونون نہین قبول کرتے ایسا سحر کیجیے کہ یہ ہمکو قبول کرین مفتاح نقلی
نے کہا ابھی جلسہ آراستہ کرو مین چند شعر گاؤن ابھی یہ دونون مبہوت ہو جائین گلگونہ و
ریحانہ اُٹھین شراب منگا کر رکھی خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دے دوپٹہ تو اپنا ململ کا ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا
درد سر مین جو سر رگڑتا ہون تیرا دروازہ کیا ہی صندل کا
ہو جو محبوب خوبرو و بدخو صاف عالم ہی اُسمین حنظل کا
کہتے ہین سالکان منزل عشق ہی نشان گور گام اول کا
مثل برق اُسپہ بیقرار ہو نہین سایہ رہتا تھا جیسے بادل کا
کیا اُسی گل کی یہ سواری ہی نکہت گل دھوان ہی مشعل کا
بڑھنا اُس طفل کا دکھاتا ہی پھوٹنا شاخ گل سے کوپل کا
جز صنم کچھ نظر نہین آتا وہ موحد ہون روز اول کا
ایک آے نظر جو میرا غبار سرمہ ہو جاے چشم احول کا
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ ہو سیاہی مین طور کاجل کا

گلگونہ و ریحانہ کہتی ہین اُستاد والانژاد تمکو گانے مین بڑا دخل ہی عمرو نے کہا ای فرزندو لاکھون روپیہ اپنا خرچ کیا گویون کو مکان پر اُتار رکھا تب اسقدر آیا ہی لیکن ایک کمال مجکو خود قدرت نے دیا ہی چاہتا ہون اُسکو بھی صرف کرون گلگونہ و ریحانہ نے پوچھا اُستاد وہ کمال کیا ہی اُستاد نے کہا بیٹا وہ ساقی گری کرون کہ جو آجتک نہ دیکھی ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحرہ ارشیون کو بغلے مین دبائے ہوئے آکر پہونچی گلگونہ نے کہا ای جلترنگ یہ کسکو لائین کہا بوالشکر صاحبقران مین گئی تھی جب تم لندھور و مالک کو لاچکین تو مین نے اسکو اُٹھا لیا منظور یہ ہوا تھا کہ کوئی سردار صاحبقران کا باقی نہ رہے کہ جو گرفتار نہو اس ظالم کو جو لیکر گئی میری طبیعت اسپر مائل ہوئی مگر یہ ظالم انکار کرتا ہی گلگونہ و ریحانہ نے کہا بوا جلترنگ یہ مسلمان ہمکو بُرا جانتے ہین انکو گمان یہ ہی کہ اِنکے سن زیادہ ہین بزور سحر نازنین کم سن بنی ہوئی ہین اسوجہ سے توجہ نہین کرتے اور ہمپر یہ گمان غلط ہی جو صورت ظاہر مین ہی وہی باطن مین ہی اِنکے دل سے کیونکر یہ گمان نکالین مفتاح نقلی نے کہا ای جلترنگ بیٹھو ہم ابھی اِنکو تمپر مائل کیے دیتے ہین جلترنگ بھی بیٹھی عمرو نے پہلے گھنگرو باندھے خوب گت ناچی کہ تینون جادوگرنیان خوش ہو گئین سب نے کہا اُستاد سبحان اللہ کیا کمال پیدا کیا ہی عمرو نے جام لبریز کر کے پہلے

گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام ریحانہ کو دیا وہ بھی پی گئی تیسرا جام طرف جلترنگ
کے بڑھایا جلترنگ نے کہا اُستاد میرا دل دھڑکتا ہی عمرو نے کہا ای فرزند باعث یہ ہی کہ
معشوق بیزار سامنے بیٹھا ہی اسوجہ سے تمھارا دل دھڑکتا ہی اسی دم سب ہول تمھارے
دل سے نکل جاوینگے ایک جام پی لو پھر معشوق پر قبضہ کرو مین ابھی راضی کر دونگا جلترنگ نہ
پیتی تھی خواجہ نے زبردستی پلایا جیسے ہی جلترنگ بھی جام پی چکی خواجہ نے کہا وہ مارا گلگونہ اپنے
مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ اُستاد کسے مارا کوئی حریف تو سامنے نہ تھا کسکو آپ نے فرمایا عمرو
نے کہا تم سب کو مارا اب کیا کسی کو زندہ چھوڑتا ہون تینون جادوگرنیان اپنے اپنے مقام
سے اُٹھین جلترنگ نے کہا مین تو شراب نہ پیتی تھی مجھے زبردستی پلائی مفتاح نے کہا بس
اب کیا کرسکتی ہو اپنے مقام سے تو اُٹھو تینون تڑپ کر چلین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تینون لڑکھڑا کر
گرین لندھور و مالک وارثیون کہ اپنی جان سے بیزار بیٹھے تھے کہنے لگے خواجہ اُنکو جلد قتل
کرو کہ ہم رہائی پائین اگر انکے قتل مین دیر ہوئی تو ہمکو خوف ہی کہ کوئی اور ساحر نہ آجاے
تو باعث خرابی ہو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین روحش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو نے نعرہ کرکے تینون کو قتل کیا تینون سردارون کو ساتھ
لیکر ارادہ چلنے کا کیا مگر واضح رہے کہ باغ سارا لوٹ لیا فرش تک نہ چھوڑا لندھور نے منع
بھی کیا کہ خواجہ فرش نہ اُٹھاؤ عمرو نے کہا ہمارے پاس سے جو صرف ہوا ہی وہ اسی جائداد
سے نکلے گا اسکو گدڑی بازار مین بیچ لینگے مالک نے کہا ای لندھور تم خواجہ کی طمع سے
آگاہ ہو وہ بھلا فرش چھوڑینگے غرضکہ تھوڑی دیر کے بعد تینون کو ساتھ لیکر باغ سے باہر
نکلے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور آواز آئی کہ منم ہواے جادو او ساربان زادے غضب کیا
تونے کہ میری تینون بیٹیون کو مار لیا ہاے مین بے اولاد ہو گئی کمبختین تینون ایک ہی مقام پر جمع
ہو گئین تیرا خنجر بدعت چل گیا تینون سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق تھین اُنکو قتل

کرتے تجکو افسوس نہ آیا عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے سے آتی ہی سر جھاڑ منھ پہاڑ للکارتی ہوئی عمرو نے چاہا کو دکر بھاگون لندھور و مالک نے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوا نے سحر کیا کہ تلوارین ہاتھون سے گر گئین زمین نے پانون تھام لیے ہوا تلوار کھینچکر قریب آئی چاہا عمرو کو قتل کرون لندھور و مالک دار شیون دعائین مانگ رہے ہین **نظم**

خداوند ملک جہان کارساز ‌ ‌ ‌ خدا کارفرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست ‌ ‌ ‌ نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند ‌ ‌ ‌ در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد کسی را ہمائے کند ‌ ‌ ‌ بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مال دار ‌ ‌ ‌ گدا را دہد مسند عز و ناز
ببخشد بدریوزہ گر مملکت ‌ ‌ ‌ کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را بخواند بقرب وصال ‌ ‌ ‌ رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو درد بیمار را ‌ ‌ ‌ بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول ‌ ‌ ‌ پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند ‌ ‌ ‌ بہر بندہ بندہ نوازی کند

جب ہوا ے جادو قریب خواجہ عمرو کے آئی تو خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم میری کیا خطا ہی جو آپ مجھے قتل کرتی ہین جو کچھ خطا کی وہ ان تینون نے کی اِنکو قتل کیجیے لندھور نے اشارہ کیا کہ خواجہ ہمکو بچایئے آپ تو قتل کراتے ہین اب آپ کے اختیار مین ہمارا قتل اور جان بچانا ہی مگر خواجہ یہی کہے جاتے ہین کہ اے ملکۂ عالم اِن تینون کو قتل کیجیے اگر وہ اِنکو نہ لاتین تو مین کاہے کو آتا مفتاح جادو اِنکا اُستاد آیا اُسنے سارا فساد بڑھایا اس بٹوے مین میرے چھپا بیٹھا ہی اُس سے پوچھ لیجیے یہ کہکر عمرو نے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا اے ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایئے مفتاح جادو بیٹھا ہی آپ کو طلب کر رہا ہی ہوا ے جادو حیران ہی کہ اتنے سے بٹوے مین انسان کیونکر بیٹھ سکتا ہی سر جھکا کر دیکھنے لگی دیکھا سڑکین بنی ہین لوگ راستہ چل رہے ہین ایک جانب دریاے قہار بہ رہا ہی بجرے و جہاز آتے جاتے ہین کوئی اُترتا ہی کوئی جہاز پر

چڑھ رہا ہو ہوا ے جادو دیکھتے دیکھتے گھبراگئی حیران ہو کہ سب مطیع عمرو کے پھر رہے ہین
ہر طرف یہی ذکر ہو کہ خواجہ عمرو کے ہم سب تابعدار ہین جادو والے بھی یہی کہ رہے ہین کہ ہم سب
عمرو کے تابعدار ہین ہواے جادو نے دیکھتے دیکھتے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ
نے چوتڑ مین ہاتھ دیکر ہواے جادو کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی ہواے جادو زنبیل مین
گری کالی کالی لونڈیون نے آکر گھیر لیا ایک حبشن نے دوڑ کر کہا اری کپڑے اُتار دے ہمکو
حساب سمجھانا پڑیگا شہنشاہ ہمارے ہر مہینے مین حساب لیتے ہین اور دیکھ لے یہ سامنے کنارے
پر دریاکے پشتہ بندھ رہا ہو تجکو بھی مزدوری کرنا ہوگی ہولے جادو گھبراگئی چاہتی ہو سحر
کرکے ان سب کو گرفتار کرلون مگر کوئی سحر یاد نہین آتا اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہو جی مین کہتی ہو
ای ہواے جادو تجکو کیا ہو گیا ایسا سحر جانتی تھی کہ جس معرکے مین گئی اُسکو سر کیا کبھی کسی مقام
پر پلک نہین جھپکی مگر آج مجکو کیا ہو گیا کہ بالکل سحر فراموش ہوا آخر کنیزین پکڑ کر لیگئین ایک لنگوٹی
بندھوادی کپڑے اُتروا لیے باورچی خانے مین چھوڑ دیا کہا ابھی دیگچیان دھویا کر پھر جیسا حکم
خواجہ صاحب دینگے وہ کام تجھسے لیا جائیگا ہولے جادو تو اس کام مین مصروف ہوئی
خیال کرکے دیکھا سیکڑون جادوگرنیان کا نوز دویس کی کام کاج کر رہی ہین بہت سے جادوگر
چاہ ماران وام الجبال کے مثل چاکران کمترین باورچی خانہ مین کام کر رہے ہین ہواے
جادو حیران ہو کہ یہ لوگ تو اس مصیبت مین پھنسے ہین دیکھیے مجھپر کیا گذرے مگر خواجہ نے لندھور
ومالک دارشیون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے چلے یہان صاحبقران زمان انتظار مین تھے
کہ خواجہ عمرو ابھی پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری آخر گھبرا کر پشت مرکب پر سوار
ہوے طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا درخت کے سایہ مین ایک پیر زمین گیر
تسبیح خوانی کر رہا ہو امیر کو دیکھکر اُسنے سلام کیا کہا یا صاحبقران زمان آپ کا مزاج تو اچھا ہی
امیر حیران ہوسکے یہ شخص کون ہو مین نے کبھی اسکو نہین دیکھا اُسنے مجھے کیونکر پہچانا بیشک یہ پیر
روشن ضمیر ہو یہ سوچکر صاحبقران نے بھی سلام کیا گھوڑے سے اُترکر پاس بیٹھ گئے ہاتھ بڑھاے
مصافحہ بڑھائے پیر زمین گیر نے کہا یا صاحبقران زمان مین آپ سے معانقہ کرونگا صاحبقران
اُٹھ کھڑے ہوے وہ پیر صاحبقران کو لپٹ گیا خوب چمٹا یا اُسی لپٹنے مین حرزہیکل کاٹ لی

جب حرز ہیکل لے چکا تب **صاحبقران** کو چھوڑا پیچھے ہٹ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر نکالا
اُسکو چھوڑا طائر نے گرد **صاحبقران** چرخ مارا اور پکار کر آواز دی یا **صاحبقران** دیکھو یون
حرز ہیکل لے لیتے ہین منم فتاح **دلفریب امیر** نے دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہی ریش وغیرہ ندارد
آثار مردی غائب صاحبقران حیران ہوے چاہا اس عورت کو گرفتار کرلون **فتاح دلفریب**
کڑک کر گری **صاحبقران** کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی عمرو جو بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا خالی
اشقر کھڑا ہی **عمرو** نے زبان جنّی مین **اشقر** سے پوچھا **اشقر** نے زبان جنّی مین سمجھایا کہ **فتاح دلفریب**
نامے ایک ساحرہ تھی وہ **امیر** کو لیگئی **عمرو** نے **اشقر** کو تسلی دی اور کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مین
تلاش مین آقا کی جاتا ہون **اشقر** طرف لشکر کے چلا **عمرو** جست وخیز کرتا ہوا آگے بڑھا یہان
قراطاق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہی سب ساحر جمع ہین خبرین دے رہے ہین کہ **صاحبقران**
آتے ہین ہمنے چاہا تھا کہ سحر اپنا دکھائین پر یزادنبکر **امیر** کا سامنا کرین تسخیر کرکے **صاحبقران** کو
لائین مگر **امیر** کو اسم اعظم سے ہوشیار دیکھا حوصلہ ہمارا نہ پڑا **قراطاق** کا یہ حال ہی کہ کف افسوس
مل رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین کیا تدبیر کرون تمھین لوگ میرے ہاتھ پانون ہو جب تمسے کچھ نہین ہوسکتا
تو مین کیا کرون اب ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن سردار کہرہے ہین حضور ابھی تامل فرمائین جو جو
ساحر گئے ہین وہ پلٹ کر آلین تب آپ کو اختیار ہی یہ فکر تھی کہ آسمان پر نعرہ ہوا اے شہنشاہ ساحران
منم **فتاح دلفریب** کیا کار نمایان کرکے آئی ہون **صاحبقران** کو دام فریب مین پھنسا لائی یہ کہکے
زمین پر اُتری **قراطاق** نے جو **صاحبقران** کو دیکھا خوش ہوگیا سردارون سے کہنے لگا کہ دیکھو
فتاح دلفریب نے کیا کار نمایان کیا **حمزہ** کے اوپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا تھا اسنے بڑا کام کیا
کیون اے **فتاح** کس رنگ مین **حمزہ** کو لیا **فتاح** نے کہا مین ایک بڈھے فقیر کی شکل بنی معانقہ کرکے
حرز ہیکل لی اسم اعظم طائر چھوڑکر بند کیا کڑک کے گری اُٹھا لائی مگر اے **قراطاق** اب ایسا انتظام
کرو کہ یہ شخص **قتل** ہو جاے عیار اسکا **عمرو** جسکا نام ہی بلاے روزگار خنجر گذار طرار و فرار ہی ساحر
کو پایا اور مارڈالا ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سامری نامہ ملاحظہ فرمایئے سامری
وجمشید نے تحریر کیا ہی جا بجا یہی لکھا ہی کہ **عمرو** کی موت ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی اے بندو میرے
اپنے کو اُسکے ہاتھ سے بچانا اگر اُسکو قید کروگے نکل جائیگا مقابلہ مین ہاتھ نہ آئیگا اُسکے پاس زنبیل ہی

نہایت طرار و فرار و عقیل ہی ہزار ہا ساحر اُسکی زنبیل مین قید ہین کس حال خراب سے اُسکی زنبیل
مین رہتے ہین سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ہوجاتا ہی غرقیان بندھی ہوئین دن بھر
مزدوری کرتے ہین جب شام کو مزدوری ملتی ہی اتنی مزدوری عمرو دیتا ہی کہ اچھی طرح اُنکا پیٹ
نہین بھرتا ای بندو میرے اپنے کو زنبیل سے بچانا نام اُسکا لکھنا ما بدولت کو ناگوار ہی سار بان زادہ
بڑا ہوشیار ہی لہذا اُس سے ہمیشہ خائف رہنا اُسی کی شان مین یہ رباعی ہی سامری و جمشید نے
اپنے ہاتھ سے لکھی ہی رباعی

پاپوش بزد دز پے پیک دوندہ
وز کعبہ گلیم را بدزدد

وز دیست کز زہر از دہن مار بدزدد
نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد
چون دست بہ فاتحہ برآرد

دیگر

خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
دزدے کہ تسیم را بدزدد
رحمان و رحیم را بدزدد

قراطاق حیران ہوگیا کہا ای فتاح تو خوب آگاہ ہی میرا بھی یہی قول ہی کہ فوراً اس شخص کو
قتل کردن اب مہلت نہ دون قراطاق نے کہا ای فتاح دلفریب سحر تو صاحبقران پر
سے اُتار و ذرا اپنا حال تو دیکھین سب سردار فتاح کی تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای فتاح
کیا کار نمایان کیا خوب تدبیر کی اب شاہ کو مناسب ہی کہ تمکو منتظم ریاست کرین بلکہ ملکہ مروارید
کو لکھا جائے کہ آپکی اقلیم مین ایک ساحرہ ہی جسنے صاحبقران کو گرفتار کیا کیا مزے سے حرز ہیکل
لی پھر اسم اعظم بند کیا ای ملکہ فتاح یہ تمہارا ہی کام تھا کسکی مجال تھی کہ مثل تمہارے کام کر سکتا
فتاح بھولی ہوئی بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ مین بقراط سے بھی ملاقات کرونگی اور کہونگی کہ خداوند بیٹھے
بیٹھے تقدیر کرنا نہین جانتے طلسم کو برباد کیا مجکو منتظم کرو تو طلسم آباد کرون سب مرحلے بناؤن ایسے
ساحر سب جگہ پر مقرر کرون کہ کیا مجال ہی کسی کی کہ اُن مرحلہ جات پر آسکے یا زبان ہلا سکے یہ کہکر
فتاح نے صاحبقران پر سے سحر اُتارا صاحبقران ہوشیار ہوے اپنے کو گرفتار پایا اکڑ کر
اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ سلام میر اُسیر ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو اور دین
پیغمبر کا قائل ہو اہل دربار بل کرنے لگے قراطاق نے سب ساحرون کو منع کیا کہا صاحبو بقول
شیخ سعدی ہر چہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید۔ اب جانتا ہی کہ میری جان نہ بچے گی
تو ایسی باتین کر رہا ہی ارے جلاد کو بلاؤ جلاد پہلو سے حاضر ہوا اُسنے آ گردن پر کوئلے کا خط کھینچا
صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

ببالِ شوق اگر مرغ دل کند پرواز ۔ رسد باوج فلک از زمین بصورت باز
چو حق بہ بندۂ خاکی عطا کند اعزاز ۔ در امید کند بر رخش ز ہر سو باز
بسوز درد محبت ہر آن کہ گشت گداز ۔ صدائے عشق بگوشش رسد ز ہر یک ساز
محبت است کہ مجنون اسیر لیلی گشت ۔ محبت است کہ محمود شد غلام ایاز
خدا بفضل و عنایت مدام شایان است ۔ خدا بلطف و ترحم بود ہمیشہ مجاز
بچار سوے جہان بحر فضل حق جاری ست ۔ روان ست چشمۂ فیضش بہر نشیب و فراز
بقرب محفل جانان اگر رسی ہندی ۔ ہمیشہ باش قدم بوس مثل یا انداز

جلاد غلنگین لگا رہا ہی آواز دے رہا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چلیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چلیست ؎ تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون ہاتھ پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا بعد قتل زندہ کرنا دشوار ہی پیدا کرنے والے مر گئے وہ سامری و جمشید تھے اُنکی قدرت مین بڑے بڑے بھید تھے کیا کیا کارہائے نمایان کر گئے آجتک اُن تحفہ جات مین تاثیر ہی قراطاق کہتا ہی مین نے خوب سمجھ لیا لقا ہاتھ مار دے اگر اسکے فرزند چہار جانب سے حملہ کرینگے وہ سحر کرونگا کہ کوئی سامنے قلعہ کے نہ آسکے فتاح دلفریب موجود ہی سب خنگلون کو سحر سے مملو کر دیگی اسکے فریب سے کوئی نہ بچے گا ایسی ساحرہ کل طلسم مین نہین ہی اور ہماری اقلیم مین تو وحید ہی اُسکی عقلمندی کے ہم قائل ہین جسکا ارادہ کرے اُسکو جان بچانا مشکل ہو ایسے شخص کو گرفتار کیا کہ جو صاحب اسم اعظم تھا اب کوئی ایسا نہین ہی صرف طلسم کشا پوتا اسکا کہ صاحب تحفہ جات ہی اُسپر بھی سحر نہین تاثیر کرتا مگر اُسکے بھی سب تحفے فتاح چھین لیگی مہلت نہ دیگی عجب طرح کا اُس دربار مین ہنگامہ ہی کچھ ساحر کانپ رہے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو کیونکر ہمکو خوف نہو وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسکا لوائے شوکت از دنیا تا بردۂ قاف سر فراز ہی بڑے بڑے دیوتا دون کو اس شخص نے مارا بڑے بڑے طلسم فتح کیے آج مجبور و ناچار بیٹھا ہی انقلاب فلکی سے سب کو ڈرنا چاہیے

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ۔ نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہی ۔ کہ سلیمان کا بھی باد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دشت پہ آج اُنکے غبار	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین	اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

کوئی ساحر رو رہا ہی مگر قراطاق خوش و محظوظ بیٹھا ہی حکم دے رہا ہی جلاد سر پر صاحبقران
کے کھڑا ہی صاحبقران دل سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم رحم اپنا
شریک کر افسوس ہی کہ قتل بقراط کی ہوس رہگئی یہ تو یقین کامل ہی کہ فرزند ہمارے زمین یہان کی
ہلادینگے قراطاق کو خاک مین ملادینگے مگر بقول شاعر فرد مین کیا جو تربت پہ میلے رہے ٭ تہ خاک
ہمتو اکیلے رہے ٭ یا صاحبقران افسوس یہ ہی کہ اس بیکسی اور بےبسی سے ہماری موت آتی
کہ ہوائے سرد چلی پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار نے آکر چرخ مارا ابر آکر پھٹا
اُسمین سے ایک تخت نکلا اُسپر ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن سیمتن سراپا خوب محبوب
مرغوب بیٹھی ہی قراطاق نے کہا لو ہماری صاحبزادی گلگونہ گوہر پوش بھی آپہونچین وہ نازنین
تخت سے اُتری سب اہل دربار کھڑے ہو گئے گلگونہ نے آکر باپ کو سلام کیا قراطاق بیٹی کو
دیکھکر مبہوت ہو گیا ہاتھ بڑھا کر گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے والد
نامدار بوسہ نہ لیا کیجیے مجکو ناگوار ہوتا ہی قراطاق نے کہا اے نور نظر اسوقت کہان سے آتی ہو گلگونہ
نے کہا اپنے باغ مین تھی دام سحر برائے حمزہ بچھایا ہی جب اُدھر سے آئینگے فوراً پھنسین گے
قراطاق نے کہا اے فرزند تمھاری دائی امان فتاح دلفریب حمزہ کو گرفتار کر لائین یہ دیکھو
نقشۂ اسم اعظم رکھا ہی حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپٹی ہی گنہگار رو سامنے بیٹھا ہی پلٹ کر گلگونہ نے
دیکھا جمال بےمثال صاحبقران پر نگاہ پڑی دیکھا بڑی بڑی آنکھین ابروے خمدار کھینچی
ہوئی تلوار سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری حسین و جمیل رعب و دبدبہ سطوت صولت چہرے سے
ہویدا و ظاہر گلگونہ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے دل دھڑکنے لگا مثل ماہی بے آب

پھڑکنے لگا سر جھکالیا سوچنے لگی کیونکر بچاؤن قراطاق نے کہا کیون بی بی کیون چپ ہوگئین
گلگونہ نے کہا ای والد نامدار تمام عزیز و اقارب ہمارے اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے
جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹون آنکھین اسکی نکالکر تلوون سے ملون تب دل کو چین آئے
مگر مجکو بڑی حیرت ہی کہ آپ کیون اسکو خفیہ قتل کرتے ہین جو ایسا شخص ہو کہ جسکا نظیر نہو اُسکو
مجمع عام مین قتل کیجیے کہ کل ساحر دیکھین اور خوشیان کرین کہ ہمارا دشمن مارا گیا دربار مین کیون
قتل کرتے ہین یہ کہکہ ہاتھ ہلا دیا جلاد کا سر اُڑ گیا قراطاق نے کہا بی بی یہ کیا کیا گلگونہ نے
کہا یہی مصلحت وقت تھی ای فتاح دلفریب تمنے بھی یہ مضمون نہ سمجھا یا جب کل ساحر جمع ہوتے
تو تمہارے کمال کو رونق ہوتی سب تعریف کرتے کہ فتاح دلفریب ساحرہ بے مثل و بے نظیر
ہی جس شخص کے ہاتھ سے ہزارہا ساحر مارے گئے اُسکو کس آسانی سے گرفتار کیا فتاح دلفریب
نے اُٹھکر گلگونہ کی بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین کہا ای قراطاق میری صاحبزادی
نے کیا معقول بات کہی مین بھی یہی عرض کرتی ہون چار پہر مین کیا حرج ہوگا اشتہار چسپان ہون
سب ساحرون کو خبر کیجائے مجمع عام مین اسکو قتل کیجیے یہ تجویز مجکو بھی پسند آئی میرے کمال
کو بھی سب ساحر جانین کہ فتاح دلفریب نے سب کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے
یہ اقلیم بھی تباہ ہو جاتی اشتہار مین یہ سب مضمون ہو قراطاق نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ قید خانہ
مین امیر کو لیجاؤ لیکن شیشۂ اسم اعظم مع حرز ہیکل میرے سرہانے رکھو گلگونہ صاحبقران کو
قید کراکر تدبیر رہائی سوچتی ہوئی اُٹھی اپنے باغ مین آئی سر جھکاکر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کہ
واری خیر تو ہی مزاج کیسا ہی گلگونہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میری تو عجب صورت ہی
بیان نہین ہوسکتی جو میرے دل کی حالت ہی

نظم

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین	نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
چاک کرنے کے لیے ای ناصح	ہم گریبان سیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست	مئے دیدار پیا کرتے ہین
زندگی زندہ دلی کا ہی نام	مُردہ دل خاک جیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہی بھاری پتھر	لوگ جو چوم لیا کرتے ہین

کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی اُنھین | آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر مرے داغون سے | مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
خط سے یہ ماہ ہین محبوب قلوب | سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
ملتے ہین تلوون سے گلگشت مین گل | زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین
اُنسے ہین مخفیِ عصیان بہتر | جو عبادت مین ریا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناسخ | قبرین ہم چوم لیا کرتے ہین

کنیزون نے کہا واری لونڈیان یہ معما نہین سمجھین گلگونہ مارے شرم کے گڑی جاتی ہو دل سے
کہتی ہو یہ اشعار کیون انکے سامنے پڑھے ایسا نہو اصل مطلب سمجھ جائین اور راز طشت از بام
افتادہ ہو سوزش عشق زیادہ ہوا ای گلگونہ لطف یہ ہو کہ مثل شمع انجمن اپنے تئین گھلا کر خاتمہ کرو
مثل پروانے کے جل جاؤ مگر سوزش عشق ظاہر نہو کوئی ہمارے حال عشق سے ماہر نہو یہ سوچکر
کنیزون سے کہا ہم تمکو کیا بتائین کنارے جاکر بیٹھو ہمارے پاس نہ آؤ سر مین خلل ہو پنڈا ابھی
بھیکا ہو ہمارے پاس کوئی نہ آئے یہ کہکے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی بارہ دری مین جاکر پردے
چھوڑ دیے چھپر کھٹ پر لیٹی سوچ رہی ہو کہ ہاے قید خانہ مین صاحبقران پر کیا گذرتی
ہوگی قراطاق نے آب ودانہ بند کیا ہو تڑپ رہے ہونگے ایسا جلیل اُسپر یہ مصیبت ای خداے
نادیدہ تجھسے التجا کرتی ہون کوئی ایسی بات تعلیم کر کہ جاکر صاحبقران کو رہا کرون اسی بارہ دری
مین لاؤن مسند پر وہ بیٹھین مین پہلو مین ہون تو دل کی آرزو پوری ہو جب زلف لیلاے شب
کمر سے گذری یعنی دوپہر رات ہوگئی گلگونہ گھبرا کر اُٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا خیال مین آیا
کہ یا اپنی جان دون یا صاحبقران کو رہا کرون فقط دوپہر رات باقی ہو جو اگر اسمین کچھ انتظام
ہوگیا تو فبہا ورنہ سر میدان جان دونگی جب جلاد اُنکو قتل کرنے لگے گا اپنے کو اُس شہریار پر
گرا دونگی مقام افسوس ہو کہ مین زندہ رہون اور وہ شہریار اس مصیبت مین قید ہو ایسے
دشمنون کا صید ہو دل سے یہ باتین کرکے غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی اُس بارگاہ
مین آئی جہان قراطاق سورہا تھا ملکہ نے اُسپر سحر کیا کہ زیادہ غافل ہو گیا اب ملکہ نے طاق سے
شیشۂ اسم اعظم مع حرز ہیکل اُتارا حرز ہیکل تو نکال لی اور شیشے کو توڑا یہان صاحبقران جو قید خانہ

مین بیٹھے تھے یکایک اسم اعظم یاد آیا ہاتھ پانوٗن مین طاقت پائی گئی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تمام قید سحر ٹوٹ کر گری امیر قید خانہ سے نکلے نگہبانون کا افسر سالارہ جادو للکارا کہ او قیدی کہان آتا ہے امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — ہمم ماہتاب سپہر کمال
زمن دیو عفریت عاری شدہ — سمندون زہیبتم فراری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف — سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

سالار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اور سحر بھی کیا کہ امیر پہ آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر سالارہ کا باطل ہوا تلوار اسکی چھین لی اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا سالار جادو کہ سب کا افسر تھا جب یہ مارا گیا سب ساحر صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگے دربارگاہ قراطاق پر آئے ہر چند غل مچاتے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران اُٹھیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق بوجہ سحر گلگونہ کے بیہوش پڑا ہے کروٹ نہین لیتا آخر کئی ہزار ساحر جو دروازے پر اُترے ہوے تھے وہ بلوہ کرکے چلے گلگونہ نے باہر نکلکر پھولون کا ہار گلے سے اُتارا اُن ساحرون پر کھینچ مارا سب ساحر دیوانے ہو گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین — شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — جاکے گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین
رشک سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی — دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے — نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس — ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
ہوتی ہے آفت جان قہر خدا سے نازل — یہ صنم ہم پہ جو بیداد کیا کرتے ہین
ملک الموت سمجھتا ہون مین اُسکے ابرو — قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون — جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
تیرا دیوان ہے کیا سامنے اُنکے ناسخ — جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

تمام ساحر سحر گلگونہ سے بلبلا رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوے آرہے ہین جو ساحر سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا ہزارہا ساحر صاحبقران کی شمشیر زنی سے راہی ملک عدم ہوے مارے
تلوارون کے ہر طرف حملکہ ڈالدیا ہو آخر چند ساحر بارگاہ قراطاق مین گھس گئے پہلے تو بہت پکارا
جب اُسنے جواب نہ دیا تو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا قراطاق پلنگ سے زمین پر گر پڑا آنکھین کھولین
مگر سحر گلگونہ سے مبہوت ہو رہا ہو کہ ایک ساحر نے اسماے سحر پانی پر دم کرکے دو تین چھینٹے
منھ پر مارے اب قراطاق نے گھبرا کر پوچھا یارو مین نے کیا خطا کی ہو جو مجکو سوتے مین ستاتے
ہو سب نے کہا آنکھین کھولیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق نے کہا ارے فتاح دلفریب کو
بلاؤ وہی دام سحر مین پھنسائیگی دوسرے کمرے مین فتاح سو رہی تھی اٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی
اسلیے کہ گلگونہ نے تمام مکان کو خوب سحر بند کردیا تھا مگر فتاح تو بڑی ہوشیار رہی اُسنے پکار کر
آواز دی کہ اے قراطاق کسی کے سحر مین ہم تم مبتلا ہین کوئی سحر کرو کہ میرے ہوش درست ہون
قراطاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے کچھ اپنے اوپر ڈالے کچھ فتاح پر
پھینکے فتاح کے ہوش درست ہوے صاحبقران لڑتے ہوے بارگاہ مین گھس آئے
گلگونہ پہلو بہ پہلو تھی اب اُسنے حرز ہیکل بھی پنہا دی صاحبقران نے سامنے قراطاق کے
آکر نعرہ کیا کہ او مکار اب آکر سحر کر کہ فتاح سامنے آئی سر ہلاتی تھی مگر جب صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے تھے سحر فتاح کا باطل ہو جاتا تھا فتاح نے قریب آکر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی
پکڑ کر تلوار چھین لی ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا فتاح کا لاشہ گرا قراطاق
نے لاشہ فتاح کا جو دیکھا بدحواس ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ او قراطاق اب کیونکر جان بچیگی ایسی
ساحرہ مکارہ قتل ہو گئی کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسکے دام فریب سے صاحبقران کیونکر بچے
بیٹی کو دیکھا کہ مع وزیرزادی لڑ رہی ہو جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا سر ٹکرانے لگا کوئی جاکے
جھیل مین گرا غرق دریاے لعنت ہوا کسی نے پہاڑ سے سر ٹکرایا کوئی دیوانہ وار وحشی مثال
زیر نخل بیٹھا معشوق کے حسن کی تعریف کر رہا ہو صاحبقران زمان شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر
نے سحر کیا اسم اعظم پڑھ دیا سحر اُلٹا پلٹا سینہ کو اُسکے توڑ کر پار گذرا ہزارہا ساحر سر ٹکراتے پھرتے
ہین ہزارہا لاشہ پڑا ہو دریاے خون بہ رہا ہو قصد ہوا کہ لڑا بھڑ کر نکل جاؤن پھر خیال کرتا ہو کہ

اکیلے کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی اہل فوج دل لہی نہین کرتے ورنہ صاحبقران ابھی گرفتار ہوجائین یہ سوچکر آپ دوگرون کو ترغیب دیتا پھرتا ہی کہ بارو گھیر کر صاحبقران کو مار لو اب بھی تم لوگ ہزارون ہو ایک شخص پر زور نہین چلتا ساحر کہتے ہین آپ ہمارے بادشاہ ہین آپ بڑھیے تو ہم بھی بڑھین گھیر کر حربہ ہاے سحر کرنا ہمارا کام ہی مگر ای شہنشاہ سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا ہو گیا لیکن آپ سحر کرین اور بڑھین تو ہم لوگ بھی بلوہ کرین کیا عجب ہی کہ گرفتار کر لین یہ سُنکر قراطاق بڑھا بارہ چودہ ہزار ساحرون نے بلوہ کیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب ساحر بلوہ کرکے آتے ہین لپشت مرکب پر جم کر بیٹھے تیغہ قمقام کو جو نیام انتقام سے کھینچا تھا چمکایا شمشیر زنی کرنے لگے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران پر چہار جانب سے بلوہ ہوا بڑھکر ہاتھون سے گجرے پھولون کے اُتارے پھینکنا شروع کیے اور پکاری کہ ای چمن آرا ان ساحرون کو لینا جیسے ہی وہ گجرے ٹوٹے جسپر پھول گرا آپس مین لڑنے لگا بعض بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

آنسوون مین ہی یہ نقشہ اپنے جسم زار کا
بنگیا ہی صاف ڈورا موتیون کے ہار کا

گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا

مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش
قید والون مین ہی عالم مصر کے بازار کا

جوہری بازار کا تو نام ہی کنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہی مشک کے بازار کا

خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ ظالم ایک ہی
ہاتھ اُٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا

برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم ای عندلیب
یہ پھوٹا ہی ہمارے دیدۂ خونبار کا

سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبہ عاشق ہی مقرر ابروے خمدار کا

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پہ چاہیے طرہ تری تلوار کا

یہ مثل سچ ہی جو مانگیگا وہ پاویگا دلا
بخت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھتے ہوے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب قراطاق اس فکر مین ہی کہ نکل جاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین پہلو پر لشکر کے آیا بازوون پر سحر کیا پر پرواز پیدا ہوے اُڑکر چلا صاحبقران نے دیکھا اور ملکہ نے آگاہ کیا کہ وہ بانی فساد جاتا ہی صاحبقران نے کمان کیانی

کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ قراطاق کے سینے کو
توڑکر پار گذرا قراطاق کا لاشہ زمین پہ گرا اور آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود
ملکہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو کیون اپنی جان دیتے ہو اس شہریار کی اطاعت کرو سب
ساحر ہاتھ باندھکر سامنے آئے بارہ چودہ ہزار ساحر تھے افسرون نے بدل وجان اطاعت
کی صاحبقران اُن سب کو لیکر قلعۂ قراطاق مین آئے بارگاہ آراستہ ہوئی صاحبقران آکر
مقام صدر پر بیٹھے ملکہ پہلو مین خواجہ عمرو سامنے موجود ہین ذکر کر رہے ہین کہ تا بہ مروارید جانا
آپکو منظور ہے ہرکارون نے مجکو خبر دی ہے کہ قلعۂ مروارید نگار پر کئی لاکھ جادوگر جمع ہو چکے ہین
اور فوجین چلی آتی ہین بقراط کا ارادہ ہے کہ ایک مرتبہ اور جنگ عظیم کرون اگر مار لیا طلسم کشا کو
تو بہتر ہے ورنہ طلسم سے ہاتھ اُٹھاؤن اور کسی مقام پر نکل جاؤن زعفران گوہر دندان جادو
جو مالک طلسم زعفران زار ہے کئی نامے اُسکے آچکے ہین کہ یا خداوند مجھے سرفراز کیجیے مین آپکی
معتقد ہون کیا مجال ہے کہ انتظام مین فرق آنے پائے آٹھ پہر قدرت کی خدمت گذاری کرونگی یہ
طلسم فتح نہین ہو سکتا بقراط نے جواب لکھا کہ اے قوت بازو وائے زینت پہلو قدرت تیرا بڑا مرتبہ
کرینگے تجکو نائب اپنا قرار دینگے اگر ہو سکے تو اپنے کو دربند مروارید نگار پر پہونچاؤ مین چاہتا
ہون کہ اس مقام پر ایک بہت بڑا مقابلہ طلسم کشا سے پڑے مین اور تم مل کر سحر کرو کہ طلسم کشا
کو عاجز کردو تحفہ جات چھین لو اور اگر شاید صورت شکست ہوئی تو تمھارے ساتھ طلسم زعفران زار
مین ٹھیرو۔ چلونگا مین نے بھی سُنا ہے کہ طلسم زعفران زار حکماے اشراقین نے بنایا ہے اہل طلسم
کو ناز ہے کہ ان دربندون پر کوئی نہین آسکتا لوح اسکی ایسے مقام پر ہے کہ جہان ہوا کا گذر نہین
آیندہ جیسا اتفاق ہو اور یہ کتاب سامری مین مین نے دیکھا ہے کہ اہل طلسم زعفران زار
بڑے مکار و غدار ہین نہایت ہوشیار ہین اُن ساحرون کو دعوی ہے کہ ہمارے طلسم مین کوئی
قدم نہین رکھ سکتا ہے اگر آئے تو دیوانہ کر دین لاشون سے میدان بھر دین صاحبقران نے
فرمایا خواجہ مجھے بھی فکر ہے کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن مروارید سے مقابلہ پڑے یہ قلعہ تو اتفاقیہ
ملا لیکن خدا نے فضل کیا کہ مظفر ومنصور ہوا صبح کو کوچ کرو برابر قلعۂ مروارید نگار سے پہونچو
نور الدہر کو بھی معلوم ہو کہ ہر چند صاحبقران طلسم کشا نہ تھے مگر وقت پر پہونچے اگر صاحبقران

نہ آئے تو لڑائی فتح ہو تی لشکر میں تیاری ہونے لگی صبح کو صاحبقران نماز پڑھ کے اٹھے ارادہ
ہی کر سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی ترکان فیل درنامے پہلوان چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
مقابلہ صاحبقران میں اترچا امیر سے کہلا بھیجا کہ یا تو یہان سے پلٹ جائیے یا آمادہ حرب و پیکار
ہو جیسے ہمکو ملکہ مرداریہ جادو نے بھیجا ہی سر میدان مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے ایلچی کو
نکلوا دیا اور فرمایا کہ اُس سے کہنا او مغرور جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر خداے ما بزرگ است
ترکان کو جو یہ خبر پہونچی طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ ترکان نے
طبل جنگی بجوا دیا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر
رات گذر کر وہ وقت آیا کہ **نظم**

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان	اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صاحبقران زمان بعد نماز صبح سوار ہوے میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد
اڑی ترکان فیل درگینڈا چمکاتا ہوا میدان مین آیا دونون طرف کی فوجین جمین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ترکان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے
فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دارا اے ہندوستان لندھور بن سعدان نے
مرکب بڑھایا ہر چند صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مقابلہ ترکان مین آئے
ترکان نے بعد گفتگو نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا
بعد چند طعنون کے لندھور نے نیزہ نکالا ترکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے بارھہ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ترکان لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے
سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ترکان دو پہر کامل لندھور سے لڑا جب دوپہر ڈھلی
لندھور دونون مونڈھے تھام کرکے دوڑے ترکان پانچ چار قدم ہٹ کر رُکا قصد کیا
کہ لندھور کو لے دوڑون لندھور نے قدم آگے بڑھایا وہان پہ موشخانہ تھا لندھور کے
دونون پاؤن موشخانہ مین جاتے رہے ترکان نے جھٹکا مارا کولہ لندھور کا اتر گیا اُسی حال

ہین اُسنے لندھور کو گرا کر کچھ بیہوشی کا بھی خیال نکیا مشکین باندھ لین پہلوانون نے چہار جانب
سے آواز دی او ترکان یہ کیا قابو پرستی کرتا ہی ترکان نے کچھ جواب نہ دیا لندھور کو باندھکر
لیگیا صاحبقران ملول و حزین پلٹے خواجہ سے فرمایا ہمکو دمبدم کی خبر دینا کہ ہمارے عاشق
صادق پر کیا گذری مجکو بڑا قلق ہی سب نے دیکھا کہ لندھور کا کولہ اُتر گیا اُس بیحیا نے کچھ خیال
نکیا او مشکین باندھکر لیگیا انشاء اللہ دربار مین اُسکے دریاے خون بہاؤنگا اپنے جانشین کو
رہا کر کے لاؤنگا عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ آقا نے فرمایا ہر دمبدم کی خبر پہونچانا صاحبقران
دربار مین آکر بیٹھے لگے ترکان جو لندھور کو گرفتار کر کے لیگیا ساتھ والون سے کہتا ہی میرا یہ
رفیق کامل ہوگا مثل حمزہ کے اِسکو جانشین کرونگا دربار مین مرواریدکے رونق ہوگی
مجکو یقین تھا کہ ملازمان حمزہ بڑے بڑے جری و بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا در
ہین مگر یہ رفیق حمزہ تو کچھ بھی بہادر نہ نکلا اب مجھسے ملا مرواریدنے بھی کہا تھا کہ اے ترکان لشکر
حمزہ مین سے ایسے ایسے رفیق پاؤگے کہ نہال ہو جاؤگے آج روز اول ہی اُسکا ظہور رہوا آ
غرضکہ دربار مین لاکر کولہ بٹھایا کہا لیجا کر قید کرو کل دربار اسکا سمجھونگا ملازمون نے جاکر لندھور
کو قید کیا جب آب و طعام گیا تو لندھور نے کہا اُس دغاباز سے کہنا کہ ہم نامردون کا کھانا
نہین کھاتے ترکان یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا صبح کو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا اگر میرا کہنا نہ مانا
تو فوراً قتل کرونگا رفقا نے کہا حضور اُسکو انتہا کا غصہ ہی کہ کولہ اُترنے پر آپ نے مشکین باندھین
اہل اسلام سا کھے کی جرأت رکھتے ہین ان باتون کو ناجائز جانتے ہین اور یہ لوگ لندھور و
مالک و بہرام وغیرہ سرداران قدیم ہین حمزہ کی رفاقت مین انکو مدت گذری بڑے اِنکے
نام ہین مشہور ہی کہ ان لوگون نے اس طور سے حمزہ کا ساتھ دیا کہ سلطنت نوشیروان کو مٹایا
آجتک وہی رفاقت ہی ترکان نے کہا اب میرے ساتھ رہین گے اور نہ مانین گے تو پچھتائینگے
مین حمزہ کو بھی زیر کرونگا تب احوال کھلے گا نہ کولہ اُترتا تو بھی مین زیر کرتا سب تعریفین کر رہے
ہین ترکان مغرور بیٹھا بلبلا رہا ہی اپنی جرأت کی تعریفین خود کر رہا ہی خوشامدخورے عرض
کر رہے ہین کہ اب حضور کا کوئی مثل نہین ہی بلکہ مروارید کے دربار مین آپ افسر اعلے ہین
رات بھر تو ان باتون مین گذری صبح کو ترکان دربار مین آیا اور حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ نگہبان

لندھور کو لینے چلے ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ ترکان دربار مین آیا ہو لندھور کو
بلوایا ہو صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار اُٹھنے لگے امیر نے منع کیا کہ خبردار میرے
ساتھ کوئی نہ آئے مین یکہ و تنہا دربار مین ترکان کے جاؤنگا لندھور کو بمردی چھڑا دونگا یہ کہکے
صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے یہان ترکان نے لندھور کو بلوایا ہو لندھور
بدمزاج ہو کلام مردانہ وار کر رہا ہو کہا ای ترکان تو نامرد ہو میرا تو کودا آخر گیا اور تو مجھکو گرفتار
کر لایا اسپر سوال مذہب کرتا ہو میرا آقاے نامدار وہ بہادر ہو کہ جسنے پردہ قاف مین جاکر
عفریت کو مارا ارچنگ آہن شاخ کو للکارا قہقہہ سہ چشمی کہ چار چار لاکھ نرہ ہاے دیو لیکر
آیا مگر ہمیشہ میرے آقا کے ہاتھ سے شکست کھائی پردہ ظلمات مین بھاگ جایا کیا ترکان
کہرہا ہو یہ سب کہانیان ہین دیوزادون سے کیا لڑ سکتے ہین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر غل ہوا
ترکان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لوگون نے کہا حمزہ نے آکر دربگہ سالار کو مارا دربارگاہ مین
آتے ہین ترکان تلوار ٹیک کر اُٹھا دربارگاہ پر آکر آواز دی اے حمزہ کیا ارادہ ہو صاحبقران
نے فرمایا اپنے سردار کی فکر مین آیا ہون بہتر اسی مین ہو کہ اُسکو میرے حوالے کردے ورنہ
مقابلہ کر ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چل رہی ہو
لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران سے بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہو غصے مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر فشان شمع جگر سوز من | گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر واد فنا خاشۂ غوغاے من | باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق | بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑکر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا عرض کی ای آقاے نامدار براے خدا آپ ہٹ
جائیے مین اس مغرور سے سمجھ لونگا صاحبقران گرمی جنگ مین کب سنتے ہین جھناتا تلوارون
کا بلند ہو چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین لندھور نے چاہا بیچ مین جا پڑون ترکان سے
لپٹ پڑون یہ بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین لندھور قریب جو آئے صاحبقران
نے جھڑکا فرمایا کہ ای لندھور الگ رہو اسوقت قریب تھا کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمایان
ہوا اُس ابر سے تین پنجے گرے ایک نے امیر کو لیا ایک نے ترکان کو ایک نے لندھور کو

سب دیکھکر رہگئے آپس مین کہتے تھے یہ کیا معرکہ ہوا کون حریف لگا ہوا تھا کہ اِن دیرون کو لیگیا
مگر عمرو ساتھ آیا تھا اشقر پر سوار ہو کے بھاگا لشکر مین جو آیا مقبل نے آکر مرکب سنبھالا سب
سردار بیقراریان کرنے لگے عمرو نے سب کو سمجھایا کہ یارو نہ گھبراؤ یہ کام کسی دوست کا ہی یہ کہکے
اشقر کے لیے حکم دیا کہ لیجاکر تھان پر باندھو مقبل اشقر کو تھان پر لایا اور حسب دستور باندھ دیا یہان
صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعۂ بلورین پایا اور دیکھا آسمان پری تخت پر بیٹھی ہین ملکہ
قریشہ سلطان چھپرکھٹ پر زخم دار و بیقرار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم کیون مجھے
طلب کیا آسمان پری رونے لگی کہا اے شہریار قلعۂ زرین حصار مجھسے چھوٹ گیا قہقہہ حشمی
اس مرتبہ بڑے سامان اور عظم و شان سے آیا آپکی دختر قریشہ سلطان نے نکلکر مقابلہ کیا
مگر زخمی ہوئی قہقہہ نے بلوہ کردیا لشکر پر شکست ہوئی گلستان ارم سے بھاگی شہر زرین حصار
مین آئی وہان بھی اُسنے نہ ٹھہرنے دیا آخر قلعۂ بلورین آئی اُسنے یہان بھی آکر گھیرا ہی تب مین نے
تندک کو بھیجا کہ جس حال مین صاحبقران ہون اُنکو لاؤ تندک اور چند دیوزادون کو ساتھ
لیکر گیا آپ کو لایا دوسرا آپ کا حریف ایک پہلوان کہ جس سے مین نہین واقف ہون اسکو
بھی لیتا آیا اُسکو تو مین نے قید کیا لندھور حاضر خدمت ہوتے ہین سلاسل پری اُنکو لباس
پہنانے لگیگی ہی صاحبقران نے فرمایا اُس پہلوان کو بھی لاؤ وہ میرا حریف ہی مقابلہ دیوزادان
کمائی سمجھا تھا اب اپنی آنکھ سے دیکھ لے ملکہ نے حکم کیا ترکان و لندھور بھی آئے ترکان
نے جو دیوزادون کو دیکھا یعنی سرداران آسمان پری دیو اقوال سیامک سیاہ کلاہ ارشد
جنی وغیرہ تمام حاضرین دربار کو دیکھکر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے ترکان کیون
کانپ رہا ہی میرا یہ دستور نہین کہ پہلوان کو ذلیل کرون اگر ایک دیو کو حکم دون تو تجھکو کھالے
مگر مین اِسکو معیوب جانتا ہون اب قلعہ سے نکلونگا چار لاکھ نرہاے دیو قلعہ کو گھیرے ہوے
ہین شمشیر زنی میری دیکھ لینا تو نے غرہ مین کہا تھا کہ انسان دیوزاد سے مقابلہ نہین کرسکتا یہ
فرماکر ترکان کو دنگل دیا ترکان پہلو مین صاحبقران کے بیٹھا ہی مگر ڈرا جاتا ہی سرکشان
قاف امیر سے حالات پوچھ رہے ہین بعجز کلام کرتے ہین ملکہ آسمان پری صاحبقران کی
بلائین لے رہی ہین کہتی ہین کیون اے عرب طوطہ چشم کبھی ہمکو بھی یاد کرتا ہی صاحبقران فرماتے ہین

کہ ای ملکۂ عالم جنگ کا فران سے مہلت نہین ملتی اب مدت سے طلسمات پر مقابلے ہین بقراط ثانی ساحر زبردست مالک طلسم خیال سکندری ہو اُس سے سالہا سال گذرے مقابلہ پڑ رہا ہی اور بعنایت پروردگار نور الدہر نامدار اُس طلسم کا فتاح ہی بشوکت تمام چلا آتا ہی مین بھی اسی فکر مین تھا کہ تا بنور الدہر پہونچون کہ یہ پہلوان میرے مقابلے مین آگیا لندھور کو گرفتار کرکے لیگیا مین برائے رہائی گیا تھا کہ دیو تندک پہونچا مجکو اُٹھا لایا یہ فرماکر امیر نے نیچہ سہراب یل ہاتھ مین لیا ایک دیو کو آسمان پری نے اشارہ کیا وہ دیو بشکل مرکب تیار ہوا ترکان بحیرت دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کیا سحر کہ ہی حمزہ بہادر یکتا ہی صاحبقران سوار ہوکر چلے لندھور گرز لیکر ساتھ ہوئے امیر نے فرمایا کہ ای ترکان اگر تماشہ دیکھو ترکان قدمون پر گر پڑا منتین کرتا ہی کہ ای شہریار مین اس تماشہ سے باز آیا امیر نے فرمایا بالائے قلعہ سے ملاحظہ کرو جب ترکان نے دیکھا کہ حمزہ مجکو بالائے قلعہ روانہ کرتا ہی دل کو مضبوط کرکے کہا مین آپکے عقب مین رہونگا یہان قمقمہ نے کل فوج کو تیار کیا چہ بدست گران سنگ ہاتھ مین لیکر سامنے قلعہ کے آیا سلاسل پری بالائے قلعہ بیٹھی ہی کہ قمقمہ نے پکار کر آواز دی کہ ای سلاسل عبث کیون اپنی جان دیتی ہو قلعہ سے نکل آؤ مین دم بھر مین قلعہ فتح کرونگا آسمان پری کو لونگا اور رقیشہ کو قتل کرونگا آج نمونۂ عشق ظاہر ہوگا مین نے نسبت مین آسمان پری کی بڑے بڑے صدمے اُٹھائے راتین تڑپ کے گذاری ہین میرا یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ہین مضامین عذار آتشین یار گرم　　ہو زمین کیسی ہی ٹھنڈی ہین کیون اشعار گرم
سوز غم سے ہو گیا ہی آگ سب میرا لہو　　پھانک دی قاتل نے ایسی ہوگئی تلوار گرم
پارہ ہائے ابر مین ہو جسطرح سے آفتاب　　وہ صنم ہوتا ہی مجمیر دن مین سو سو بار گرم
مین شب فرقت مین کب کا ہو چکا ہون مرکے سرد　　ہو رہا ہی داغ حسرت سے دل افگار گرم
موئے آتش دیدہ بنتا ہی مرا تار نگاہ　　ایسے اُس آتش کے پرکالے کے ہین رخسار گرم
تھی خریداری متاع حسن یوسف کی کسے　　آتش شوق زلیخا سے ہوا بازار گرم
خوف ہی مجکو کہ جل جاوے نہ مثل تار شمع　　سوز غم سے اسقدر رہتا ہی جسم زار گرم
اٹھتا ہی زاہد مسجد مین جاڑے سے عبث　　بھٹیون سے ہو رہے ہین خانۂ خمار گرم

یہ نپ غم ہو کہ تاسیخ ہین جو لگ بیٹھون کبھی	مثل آتش خانہ ہو جائے دہین دیو ارگرم

سلاسل پری نے پکار کر آواز دی کہ اے قہقہہ کیا آسمان پری کا لینا آسان سمجھا ہو انکے شوہر آگئے اب بھاگتے راستہ نہ ملے گا قہقہہ نام صاحبقران کا سنکر بھرا گیا یکایک پھاٹک قلعہ کا کھلا آگے سب کے صاحبقران پشت پر کل سردار لندھور بھی گرز خوردی و مُردی لیے ہوے ہمراہ ہین ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پشت پر صاحبقران کے مگر الگ الگ اسلیے کہ فوج دیوان دیکھکر کانپ رہا ہو ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہین کہ اے ترکان کیون گھبراتے ہو تم دوسے تماشہ دیکھنا اسقدر نہ گھبراؤ دل کو اپنے مضبوط کرو تمھارے مقابلہ مین کوئی دیو نہ آئیگا امیر نے قلعہ سے نکلتے ہی نعرہ کیا بابس اوقہقہہ کیا سمجھ کے لشکر کشی کی منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل	کزو گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

یہ فرماکر میدان مین آئے قہقہہ جو برابر مقابلۂ صاحبقران آیا ترکان کانپنے لگا کہتا ہو اے دارا اے ہند اپنے آقا کو بچاؤ دیکھو اسنے چوبدست اٹھائی اس پہاڑ کو کون روکیگا لندھور کہتے ہین اے ترکان میری کیا حقیقت ہو کہ مین آقا کو بچاؤن وہی اس پہاڑ کو روکین گے یا ضرب اسکی خالی دینگے پھر مقابلہ ہوگا اب تماشہ دیکھو قہقہہ نے چوبدست لگائی صاحبقران نے پیترا بدل کر خالی دی چوبدست زمین پر پڑی کہ انتہا کی خاک اڑی قہقہہ نے بزور قہقہہ مارا کہا وہ صاحبقران کو مارا ترکان رونے لگا کہا اے دارا اے ہند غضب ہوا صاحبقران کے اعضا ریزہ ریزہ ہو گئے ہونگے لندھور کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد کیا کہ بڑھون کہ دل گردے سے آواز آئی او قہقہہ کسے مارا اور کسے قتل کیا مین حریف تیرا موجود ہون گرد چہرے کی جھاڑتے ہوے دل گردے سے نکلے قہقہہ نے دوسرا وار کیا امیر نے تیغۂ عقرب سے وار کو قلم کیا قہقہہ نے ڈنڈ و کہ پھینک مارا امیر نے خالی دیکر جست کر کے ہاتھ مارا کہ شانۂ قہقہہ کا جھول

پڑا قہقہہ نے پکارکر آواز دی کہ یارو دیکھ رہے ہو حمزہ کو مارلو چار لاکھ نرہ ہاے دیو چقماق چادرین دکلھاڑے لے لیکر امیر پر آپڑے آسمان پری نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے صاحبقران سب کے آگے بڑھے ہوے بجرأت تمام شمشیرزنی کرتے ہوے طرف قہقہہ کے جاتے ہین دیوزاد مرمرکر گررہے ہین ہوا پر تلوار چل رہی ہو دیو اقوال وسیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جم کر لڑرہے ہین صاحبقران جب نعرہ کرتے ہین قہقہہ بھاگتا ہو آسمان پری تخت پر سوار دعائین مانگتی ہین کہ ای پروردگار میرے وارث کو بچانا ای سمیع وعلیم وای رحیم وکریم مجکو بیوہ نہ کرنا نظم

خدا است ذاکر وشاغل بہر زمان ہر روز — خدا است حاضر و ناظر بہر مکان ہر روز
گہے زرنگ گہ از بوگہے زطلعتِ خوب — نماید او رخ روشن بہ بوستان ہر روز
بخاص وعام شود راز ذات او معلوم — ز ہر خطاب و ز ہر نام و ہر نشان ہر روز
ہزار قافلہ آید درین سرا ہر دم — رود ہزار ازین شہر کاروان ہر روز
درین چمن ہمہ اوقات تازہ گل خندد — زشمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز
نوشت روز ازل ہرچہ کاتب قدرت — رقم بہ صفحۂ عالم شود ہمان ہر روز
بخاک عجز فلک سر نہادہ در ہر حال — مطیع حکم جہان وجہانیان ہر روز
ہزار شکر کہ مشغول بندۂ ہندی ست — بحمد حضرت خلاق دو جہان ہر روز

امیر لڑتے بھڑتے پھر قریب قہقہہ پہونچے اور نیمچہ سہراب یل کا وار کیا سر پر اُس خود سر کے ایسا زخم کاری آیا کہ قہقہہ تیورا کر گرا شکست فاش حاصل ہوئی اہل فوج قہقہہ کو لیکر بھاگے امیر لڑتے ہوے چلے دو دن دورات پیچھا کیے ہوے چلے گئے قلعۂ زرین حصار لیا اور گلستان ارم پر بھی قبضہ کیا قہقہہ کو جو شکست فاش ہوئی تھی ہر مقام پر جاہتا تھا کہ رکون مگر کب جم سکتا ہو جس مقام پر رکا صاحبقران وہین پہونچے اور پھر لشکر کو شکست دی کئی افسر کلان ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے ترکان وجد مین ہو کہتا ہو ای دارا ے ہند حمزہ کا کوئی مثل ونظیر نہین مین نے ایسی جنگ کبھی نہ دیکھی تھی لندھور نے کہا اب صاحبقران سے مقابلہ کروگے ترکان نے کہا مین بدل وجان تابعدار ہو امیر ی کیا مجال ہو کہ مین اُنسے

اوسکو ن لیکن خدمت مین رہونگا اور صاحبقران سے فنون سپہ گری سیکھونگا شاید کچھ لیاقت
پیدا کرے دن میری کیا حقیقت ہو کہ صاحبقران کو جواب دون یا اُنکی ضرب رو کب سکون
ایسے دیو کو زخمی کیا جو چار لاکھ دیوزادون مین وحید عصر تھا دو قلعون پہ قبضہ کیا کسی مقام پر نہ
رکے ہین تو دل وجان سے عاشق ہوا ہو دارا سے ہند صاف تو یہ ہو کہ اگر تمھارا ابھی کولہ
ذ اُترجاتا تو مین کیا تمھیر غالب آتا عاجز ہو رہا تھا کہ عین وقت پر تمھارا کولہ اُترا مین نے غنیمت
جانا اب مین انصاف کرتا ہون کہ مین تمھارا ابھی ہمسر نہین ہون اور حمزہ تو دیو بند و دیو کش
ہین جو ذکر تمنے کیا تھا مین اُسکو کہانی سمجھا تھا اب یقین کامل ہوا کہ بے شک حمزہ نے کل پردۂ
قاف فتح کیا ہوگا آج کی جنگ تھی کہ کارنامہ تھا مجھے ڈر تھا کہ مین بیہوش ہو جاؤنگا جرأت
حمزہ نے مجھکو دیوانہ کر دیا لاشہا سے دیوزادان سے میدان کارزار بھر دیا کئی لاکھ دیو مارا گیا
پھر کہا کیون دارا سے ہند یہ قہقہہ کہان بھاگ کر گیا کہ صاحبقران پلٹ پڑے لندھور نے
کہا پردۂ ظلمات اس کے قبضے مین ہو جب یہ وہان بھاگ جاتا ہو تو صاحبقران پلٹ پڑتے
ہین انشاء اللہ جس روز قصد کرینگے پردۂ تاریک کو بھی تسخیر کر لین گے کیا پردۂ تاریک
اسنسے بچے گا ضرور صاحبقران تشریف لیجائین گے پردۂ قاف کے چھتیس پردے ہین انمین
یہ ایک پردہ باقی ہو اس کو بھی تسخیر کر لینگے الغرض کے دیوزاد قتل کیے بڑے بڑے دیوزادون
سے مقابلہ پڑا مگر صاحبقران کہین رُکے نہین جب عفریت بھاگا ہو اور صاحبقران نے
پیچھا کیا ہو تو اے ترکان آقائے نامدار کوہ زہرہ پر پہونچے وہان عجب معاملہ تھا کہ جب
صاحبقران پہاڑ پر جا کر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ سامنے قلعہ ہو اُسمین عفریت بیٹھا ہو
اور جب پہاڑ سے اُترتے تھے تو قلعہ معدوم ہو جاتا تھا صاحبقران حیرت مین تھے کہ کیا
کرون یہ نیا معرکہ ہو کہ جب زیر کوہ آتا ہون تو قلعہ چھپ جاتا ہو مقام ہی نہین معلوم ہوتا کہ
کہان پر قلعہ ہو سات مرتبہ پہاڑ پہ چڑھے اور پہاڑ سے اُترے آٹھوین مرتبہ پہاڑ پر اس
خیال مین آئے کہ اپنے کو پہاڑ سے گرا دین اُسوقت خواجہ عبد الرحمن جنی آکر پہونچے لوح
طلسم سمیونہ لا کر صاحبقران کو دی صاحبقران لوح جو لیکر اُترے اے ترکان اُسوقت قلعہ
نظر آیا اکیلے اُس قلعہ مین گئے صاحبقران کا دل پتھر کا ہو جو معرکہ درپیش ہوا اُسمین قدم رکھا

پھر اُس طلسم میمونہ مین دیو عفریت کو عجب عجب رنگ مین پایا ہر مقام پر جرأت کو کام فرمایا
کسی مقام پر شکست نہین پھیرا جب عفریت کو مارتے تھے عفریت پھر ظاہر ہوتا تھا آخر امیر
نے مرحلہ جات فتح کیے اور عفریت کو مارا جسوقت صاحبقران نے عفریت کو مارا ہو تو مین نے
دیو سفید کو برابر کوہ رنگارنگ کے مار امیر نے نعرے کی آواز صاحبقران نے سُنی اور
مین نے نعرہ امیر کی صدا سُنی مین سمجھا سوا میرے پردۂ قاف مین کون آیا کسی غول وغیرہ
کی آواز ہو گی صاحبقران بھی یہی سمجھے جب مدت کے بعد میری اُنکی ملاقات ہوئی اور مین نے
ذکر کیا تو صاحبقران نے تمام حال بیان کیا تب ہم دونون کو یقین ہوا اے ترکان جرأت
صاحبقران کا کیا حال بیان کرون نوشیروان ایسے بادشاہ کی سلطنت چھین لی نوشیروان
در بدر خاک بسر ہوا آخر کو نوشیروان نے ترک سلطنت کی اُسکے بیٹون نے خروج کیا بختیارک
اُن شاہزادون کو ساتھ لیکر لڑتا بھڑتا تا بہ باختر پہونچا زید قیطول لقا ستر لاکھ فوج فزون کش تھی
ہم لوگون کو یہ گمان تھا کہ جسوقت غلو ہو گی ہم لوگ پامال ہو جائینگے مگر اُس بارہ لاکھ فوج
سے صاحبقران ستر لاکھ سے مقابلہ کرتے تھے اور ہمیشہ فتح کر کے پلٹتے تھے کیسے کیسے سرداران
لقا مارے گئے اے ترکان یہ وہ معرکے ہین کہ جنہین سات دفتر لکھے گئے میان فیضی صاحب
اُنکے مصنف ہین اے ترکان صحبت ہو گی تو حال کہونگا ترکان کہتا ہو کہ اے دارا اے ہند
جی چاہتا ہو کہ تم بیان کرو اور مین بگوش ہوش سُنون لندھور نے کہا اے ترکان اگر اتفاق
پڑے اور زبانی قمر صاحب کے تم سُنو تو نقشہ اصلی آنکھون کے نیچے پھر جائے داستان رستم و
سہراب نگاہون سے گر جائے ایسا صحیح بیان کرنے والا ہفت اقلیم مین نہین ہو ہوشربا
کو کیا اوج دیا کس لطف سے لکھا بعد ختم ساتوین جلد کے بقیہ ہوشربا کی دو جلدین اس تکلف
سے لکھی ہین کہ ناظرین اُسکے لطف سے آگاہ ہین یہ کہکر لندھور خاموش ہوے صاحبقران
اُٹھ کر بیٹھے ترکان قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس مین
دل و جان سے آپ کا تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو اپنی خدمت مین رکھیے کلمہ طیبہ فرماکر
غلام کو مسلمان کیجیے مین نے پوجنے والون کو خداوندون پر لعنت کی یہ پوجنے والے خداوند سب مکار و
حیلہ ساز و شعبدہ باز تھے اہل دنیا کو دام مکر مین لیا لوگون نے شعبدے اُنکے دیکھکر اُن جیاون

کو سجدہ کیا آج راہ راست پر پہونچا صاحبقران نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا صاحبقران نے از سر نو
سلطنت آسمان پری قائم کی کئی دن مین قرنفیہ کا علاج کیا جب قریشہ نے صحت پائی تب
صاحبقران آسمان پری سے رخصت ہوے آسمان پری کہتی تھین او عرب طوطہ چشم تجکو
ہماری محبت نہین ابتو دو چار مہینے یہان رہو صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم مین بر سر جنگ
طلسم خیال سکندری ہون میرے مقام پر مجکو پہونچا دے ملکہ نے کئی دن تک حیلہ و حوالون مین روکا
جب صاحبقران رنجیدہ ہونے لگے تب آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا دیو اکوان دیو
کیوان دیو برق دیو برقان تخت لیکر حاضر ہوے امیر و ترکان ولندھور سوار ہوے
طرف پردہ دنیا کے چلے ناگاہ تخت صاحبقران کا شکارگاہ سلیمانی مین پہونچا دیکھا نقابدار
یاقوت پوش و زمرد پوش باہم آپس مین جنگ کر رہے ہین زمرد پوش تعریف بدیع الزمان
کر رہا ہی یاقوت پوش اوصاف قاسم بیان کرتا ہی بڑے زور و شور سے غلغلہ ہو رہی ہی
صاحبقران نے تخت سے نعرہ کیا کہ او جاہلو بدیع الزمان و قاسم نوجوان یہان کہان ہین
جنکی طرفداری پر تم لڑ رہے ہو دونون نقابدار زخمی بھی ہو چکے تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا
سنکر طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے حاملان تخت سے فرمایا بس اب طرف پردۂ دنیا
کے چلو مگر یاقوت پوش و زمرد پوش زخمدار تھے ایک صحرا مین آکر اترے ادھر سے بھاگا
ہوا قہقہہ سہ چشمی آتا تھا فوج نقابدارون کو دیکھکر آگرا دونون نقابدار مصروف جنگ ہوے
گر فوج قہقہہ حباب ہو دونون نقابدارون کے زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے اسقدر خون بہا
کہ خوف گرفتاری ہوا دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے ہمین ہاتھ
سے قہقہہ کے بچا لے نظم

مکاندار مکان لامکانی ۔ نشاندار نشان بے نشانی
خدائے لاشریکی بے نظیری ۔ کہ در وحدت ندارد وصل ثانی
خدا حاکم بہ اقلیم خدائی ۔ خدا مالک بملک جاودانی
خدا موجود و جملہ خلق معدوم ۔ خدا باقی ہمہ مخلوق فانی
زمینی تابع حکمش شب و روز ۔ نگون سر در اطاعت آسمانی

خدائے واحد از کثرت بہ وحدت | کند افشا چو اسرار نہانی
گہے گوہر شود گہ بحر مواج | زمرد گاہ گہ یاقوت کانی
گہے رنگین نہال باغ گردد | گہے مصروف اندر نوحہ خوانی
زہر صورت خدا صورت نماید | نقاب از چہرۂ انور کشاید

نقابدار بیقرار دعائیں مانگ رہے ہین قہقہہ کی شورش بڑھتی جاتی ہی مگر نقابدارون نے
جو تہ دل سے دعا کی قضائے کار تخت صاحبقران نامدار اُس مقام پر پہونچا امیر نے حالتِ
نقابداران دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ قہقہہ سیہ چشمی جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کہ دونون کو قتل کرون
ایک چوبدست ماردون امیر نے آسمان سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر اگر ایک موئے جسم
انکا میلا ہوا تو پردۂ تاریک مین گھس آؤنگا وہان بھی تجکو رہنا مشکل کردونگا قہقہہ نے
جو آوازِ صاحبقران سنی سر اُٹھاکر دیکھا کہ صاحبقران آسمان سے آتے ہین فوج کو اشارہ کیا
کہ بھاگو یارو غضب ہوا کہ یہان بھی حمزہ آگیا اس ظالم کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی عین وقت
پہ پہونچتا ہی مین نے کس کد وکوشش سے قلعۂ گلستان ارم وقصر زرین حصار خالی کرایا تھا
دودن کا راستہ طی کرکے آیا تھا اور قلعۂ بلور کو گھیر لیا تھا کہ قلعہ لیلونگا مگر اُسی صبح کو یہ ظالم آگیا اب
مشقت ضائع ہوئی اب یہان مین نے چاہا کہ ان نقابدارون کو گھیر کر مارلون یہان بھی حمزہ
آیا عین وقت پر مجکو ستایا بس یارو اب فرار بر قرار کرو ترکان نے دیکھا کہ بدون جنگ قہقہہ
بھاگ نکلا صاحبقران نے اُتر کر نقابدارون کو سنبھالا اُنکی زخم دوزی کی بخوبی سمجھایا کہ کیون
یارو آپس کی جنگ کا مزہ دیکھا اگر صحیح وسالم ہوتے تو قہقہہ کیون دبا ڈالتا خبردار اب کبھی
آپس مین جنگ نہ کرنا دونون نے ہاتھ باندھے کہ اب کبھی ایسی خطا نہو گی امیر نے دونون کو
آپس مین ملوایا سرون پر اُنکے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین فرمایا سامنے قصر سلیمانی ہی تم
اسمین جاکر اُترو بعد صحت اختیار ہی جہان دل چاہے جانا دونون نے جھک جھک کر سلام کیا
دونون نقابدار جاکر قصر سلیمانی مین داخل ہوے امیر تخت پر سوار ہوکر طرف پردۂ دنیا کے
چلے ایک مقام سے گذر رہے تھے کہ صدائے فریاد کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک قلعہ پر ایک
بادشاہ پیر فریاد کررہا ہو اور ایک دیو خونخوار ہاتھ مین چقماق چادر بارہ ہزار نرہ ہائے دیو

پشت پر بلوہ کیے ہوئے قلعہ پر جاتا ہی وہ بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی امیر نے جو یہ معاملہ دیکھا وہین سے نعرہ کیا باش او دیو خونخوار آگے نہ بڑھنا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

کز و گشتہ سہراب و رستم خجل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

اُس دیو خونخوار نے جو تخت صاحبقران آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ منم دیو راحیل آہن شاخ ملازم قہقہہ ہون وہ حکم دے گیا تھا کہ راہ مین قلعۂ برادران اکوان و مہران کا ہی مالک وہانکے ریحان و افغان ہین اُس قلعہ کو پامال کرتا ہوا آنا مین اِنکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے چوبدست ہلانے لگا صاحبقران غصے مین تخت سے کود پڑے ترکان تو کانپ گیا مگر صاحبقران جو زمین پر آئے دیو راحیل نے چنگل مارا کہ توڑ مروڑ کر کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو راحیل مُنھ کے بھل جھکا اوپر سے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر دیو راحیل کا پھٹ گیا ساتھ والے اُسکے امیر پر آپڑے ریحان و افغان نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے دیو راحیل کو مارا فوج اُسکی امیر پر آپڑی ہی بس اپنی فوج لیکر نکلے پشت پر صاحبقران کے لڑنے لگے آخر ہمراہیان راحیل شکست فاش کھا کر بھاگے ریحان و افغان نے آکر امیر سے ملاقات کی عرض کی آج تو غلامون کو سرفراز فرمائیے دعوت ہماری نوش فرمائیے کل سرکار کو اختیار ہی صاحبقران ناچار ہوئے لندھور و ترکان کو ساتھ لیکر قلعۂ ریحان مین آئے شب کو سامان دعوت ہوا پریزادین خوب خوب ناچین خوب خوب گائین امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا برائے آسمان پری نامہ لکھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جاودانی راہ مین دو مقام پر قہقہہ سے مقابلہ پڑا آخر بھگوڑا شکست کھاکے بھاگا اکوان و مہران کو معلوم ہو کہ تمھارے بھائیون کا قلعہ جو راہ مین ہی دیو راحیل نے آکر انکو گھیرا تھا بعنایت پروردگار اُسکو مارا اب طرف پردۂ دنیا کے جاتا ہون اپنی خیر و عافیت سے آگاہ کرنا یہ نامہ لیکر روانہ کیا اور صاحبقران سوار ہوئے حاملان تخت تخت کو لیے ہوئے جاتے ہین ایک بیشہ مین گذر ہوا کہ نہایت سبز و خرم تھا صاحبقران نے فرمایا ای حاملان تخت

شام ہو چکی ہو اسی بیشہ مین تخت آتارو ترکان نے عرض بھی کی کہ ای شہریار یہ سناٹے کا مقام
ہو یہان کیونکر رات بسر ہوگی لندھور نے جواب دیا کہ آقاے نامدار آرام فرمائینگے ہم جاگتے
رہینگے اس طرح رات بسر کرینگے غرضکہ صاحبقران اُتر پڑے زین پوش بچھا کر بیٹھے
صاحبقران نے فرمایا دن بھر کی تھکن سے نیند کا غلبہ ہو ای لندھور ہم تو سوتے ہین اور ای
ترکان تم بھی سو رہو ترکان و صاحبقران نے آرام کیا لندھور تیغہ لیکر بیٹھے دو پہر سے
رات گذر رہی تھی کہ ایک غول چوبدست گران سنگ لیکر پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ امیر پر حربہ کرے
لندھور نے للکارا وہ غول بھاگا امیر کی آنکھ کھل گئی پوچھا ای دارا ے ہند کیا ہو عرض کی
کہ آقا ایک غول آیا تھا وہ چاہتا تھا حضور پر حربہ کرے مین نے للکارا دیا وہ دیکھیے بھاگا ہوا
جاتا ہو مگر دور جاکر وہ غول پھر پلٹ پڑا صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے کہ باش ای غول بیابانی
کہان جاتا ہو مجھپر حربہ کر امیر اشقر پر سوار ہوے تعاقب مین غول کے چلے ترکان نے کہا کہ
آقاے نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر ہنسے اور فرمایا ای ترکان تم بیٹھو مین اسکو مار کر ابھی
آتا ہون غول بھاگتا ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا وہان جاکر ایک چیخ ماری کئی ہزار غول درۂ کوہ
سے پیدا ہوے صاحبقران اُنسے لڑنے لگے جب کئی سو غول قتل ہوے تو غلغلہ کرتے ہوے
بھاگے امیر درۂ کوہ مین آئے رونے کی آواز کان مین آئی امیر نشان پر آواز کے چلے درۂ
کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان حسین چت پڑا ہوا ہو اور ایک پتھر اُسکی چھاتی پر رکھا ہو اُسکے
صدمے سے وہ فریاد کر رہا ہو صاحبقران نے قریب آکر وہ پتھر ہٹایا وہ جوان اُٹھا جھک
جھک کے سلام کرنے لگا کہا آپ شاید صاحبقران زمان ثانی سلیمان ہین مین نے خواب مین
دیکھا تھا کہ صاحبقران تجکو آکر رہا کرینگے صاحبقران نے فرمایا تیرا نام کیا ہو اُسنے کہا شہریار
غلغلۂ مغربی میرا نام ہو واسطے شکار کے نکلا تھا یہ غول مجکو گرفتار کر لائے کئی مہینے سے اس
مقام پر قید تھا جب بہت بیقرار ہوا ایک بزرگ میرے خواب مین آئے فرمایا کہ ای غلغلۂ مغربی
نہ گھبرا صاحبقران آتے ہین تجکو رہا کرینگے شکر ہو کہ آج مراد پوری ہوئی آپ نے آکر رہا کیا
شب کو ایک ساحرہ آتی ہو کہ وہ نہایت کریہ منظر ہو وہ سوال وصل کرتی ہو ایسا نہو کہ وہ آتی
ہو تو بڑی مشکل ہو گی صاحبقران نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر ساحرہ آئیگی تو وہ بھی قتل ہوگی

ذرا کہ صاحبقران غلغلۂ مغربی کا ہاتھ تھام کر باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے
ایک قصر ہی ایک ساحرہ اُسمین بیٹھی ہو اُسنے جو غلغلۂ مغربی کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے
صید زبون کہان جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا او ملعونہ قریب آمین نے اسکو رہا کیا ہی یہ
خطا ہی مجکو سزا دے کہ مین اسکا رہا کرنے والا ہون وہ ساحرہ قصر سے کود ی ایک گولہ مارا
کہ امیر پر آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا امیر تو محفوظ رہے مگر غلغلۂ مغربی کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اسنے پکار کر آواز دی کہ اے آقاے نامدار غلام پھر گرفتار ہوا امیر نے اسم
اعظم پڑھا غلغلہ کو بھی رہا کر لیا جب تو وہ ساحرہ جھپٹی یہ کہتی ہوئی کہ اے شخص تو نے بھی
کچھ سحر سیکھا ہی کہ میرے قیدی کو رہا کر لیا اور لیے جاتا ہی مین نہ جانے دونگی یہ کہتی ہوئی قریب
امیر کے آئی چاہا ہاتھ تلوار کا مارے ان امیر نے تیغے کو جنبش دیکر وار کیا ہاتھ اُسکا قلم ہوا وہ
سامنے سے بھاگی یہ کہتی ہوئی کہ اے جوان اب تا روز قیامت اسی صحرا مین رہیگا مجکو تو بیکار
کیا کیا تو بچے گا یہ کہکر ساحرہ تو بھاگ گئی اُسی قصر مین جا کر چھپی صاحبقران نے دیکھا
میرے گرد ایک دیوار کھنچی ہوئی ہی امیر نے قریب دیوار آکر اسم اعظم پڑھا وہ دیوار گر گئی
اور آگے بڑھے مقام قیام پر آکے دیکھا لندھور و ترکان نہین ہین غلغلۂ مغربی سے کہا
کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکے صاحبقران طرف قصر کے چلے جب در قصر پر
پہونچے تو پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران ہوشیار رہنا اسم اعظم نہ فراموش ہو اسم
اعظم پڑھتے ہوے قصر مین آئے دیکھا وہی ساحرہ ایک زنگی سے ہم آغوش ہی امیر نے
للکارا کہ او ملعونہ یہ کیا حرکت ہی وہ زنگی اپنے فعل سے باز آیا طرف صاحبقران کے چلا امیر
نے سامنا کیا اُس زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے اُسکے وار روک کر اُسکو قتل
کیا ساحرہ رونے لگی کہا اے جوان تو نے میرے جفت کو قتل کیا مین تجکو اب نہ جانے دونگی
اس طرح سرگردان کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین لیکن مجکو ترس
نہ آئے ایسے کلمات کہکر بھاگی اب صاحبقران اُس قصر مین پھر رہے ہین جس طرف جاتے
ہین راستہ نہین پاتا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے آقاے نامدار ہم اس مقام پر قید ہین
امیر نے آکر دیکھا کہ ترکان و لندھور مقید بیٹھے ہین مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین

امیر نے دو لڑکون کو رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز آئی او آدم زاد ہمارے قیدیون کو کہان
لیجائیگا دیکھا ایک دیونی چھ دست ہاتھ مین لیے ہوئے آتی ہو قریب امیر کے آکر وار کیا امیر
نے وار اسکا خالی دیکر قتل کیا دیونی کے قتل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من
عفریتۂ خونخوار بود امیر نے پھر اپنے کو ایک باغ مین پایا لندھور و ترکان پھر غائب
ہوئے باغ مین دیکھا کہ بڑے بڑے درخت ہین تھالے اُنکے بنے ہوئے پانی سب مین
بھرا ہوا ہو امیر حیران کہ اس مقام پر پانی کسنے پہونچایا کہ پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران
زمان حیرت نہ کیجیے یہ طلسم خیال سلیمانی ہو ایسے ایسے عجائب یہان بہت ملین گے امیر نے
پلٹ کر دیکھا خضر علے نبینا وعلیہ السلام آواز دے رہے ہین اور فرماتے ہین یا صاحبقران
سلیمہ جادوگرنی یہان بادشاہ ہو جب تک وہ قتل نہو گی تب تک اس مکان سے آپکی رہائی
غیر ممکن ہو امیر نے چاہا دریافت کرون کہ وہ ساحرہ کس مقام پر ہو حضرت خضر علیہ السلام
غائب ہو گئے امیر اس مکان مین پھرنے لگے ایک مقام پر جو پہونچے مکان تنگ و تاریک
تھا معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھ پکڑتا ہو امیر نے جھٹکا مارا اور اپنا ہاتھ بھی بڑھایا ایک دیو کے
ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ لپٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی امیر نے کشتی مین دیکھا کہ جو پیچ مین اسپر
باندھتا ہون میرے ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی جاتی ہین تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ
دیو تو غائب ہو گیا مگر صاحبقران نے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زنجیر کو چاہتے ہین توڑ ڈالون
زنجیر نہین ٹوٹتی بہت ناچار ہوسے پروردگار سے دعا مانگنے لگے کہ رحیم و کریم کس بلا مین
آکر پھنسا ہون تو رہائی دیگا تو رہائی حاصل ہو گی نظم

سالکان راہ دین را در صواب انداختی — اہل دنیا را بزندان عذاب انداختے
ذرہ را نسبت تو بخشیدی بہ جرم آفتاب — آب و تاب بحر در جسم حباب انداختی
ذوق و شوق خود عطا کر دی دل بیتاب را — لذت دیدار در چشم پر آب انداختے
حق پرستان را تو قرب خویش خود کردی عطا — عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختے
خرم آن مردے کہ بہ فضل تو شد کارش تمام — وائے آن شخصیکہ او را در حساب انداختے
بندۂ سہدی شد اندر دین و دنیا سرفراز — چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختے

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین اُدھر یہ معرکہ گذرا کہ جب ملکہ آسمان پری کو نامہ پہونچا تو ملکہ نے اپنی دختر قریشہ سے کہا تیرا باپ بڑا بے مروت ہو جی چاہتا ہو کہ پردۂ دنیا مین جاؤن جاکر اُس سے ملاقات کرون اور کہون کہ اگر ایک مہینہ ہمارے یہان رہجاتے تو کیا نقصان تھا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین خواجہ عبدالرحمٰن جنی نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلے کا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ صاحبقران پردۂ دنیا مین نہین پہونچے ابھی اندر سرحد پردۂ قاف کے ہین ملکہ آسمان پری عبدالرحمٰن کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر پہونچین کہ جہان صاحبقران قید ہین زنجیرین ہلا رہے ہین آسمان پری نے جو آواز زنجیر کی سُنی کہا اے وزیر اعظم کوئی آدم زاد زنجیرین ہلا رہا ہو عبدالرحمٰن نے کہا صاحبقران قید ہین آپ یہان اُتر یے اُنکو تلاش کیجیے آسمان پری رونے لگین اور اپنے بال کھول دیے چونکہ امیر پہ عاشق ہین حال قید جو سُنا بیقرار ہوگئین یہ اشعار دردانگیز بصد سوز وگداز پڑھنے لگین نظم

شان آگے خاکسار کے سرکش کی کب رہے ۔ پیدا ہون بوتراب تو کیا بولہب نہ رہے
مانند دانہ خاک مین ہم مدفون رہے ۔ نکلا جو اُسکا سبزۂ خط کھیت اب رہے
ریگ روان بنی ہو ہمارے جسد کی خاک ۔ اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے
اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو ۔ اسفل رہے جہان مین نہ اعلےٰ النسب رہے
مُردے جِلایے کیے لب جان بخش یار سے ۔ بوسے کے انتظار مین ہم جان بلب رہے
انسان دل مین کہتے ہین حیرت سے مرتے دم ۔ تنہا عدم کو ہم چلے دنیا مین سب رہے
ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئی ۔ راحت مین عمر بھر مرے پائے طلب رہے
کی ہر خیال زلف مین سب زندگی بسر ۔ گویا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے
ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہو اور رسم ۔ آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

کہ صدائے گریۂ آسمان پری کان مین صاحبقران کے پہونچی اسقدر بیقرار ہو رہے تھے کہ پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم اس طرف آؤ خواجہ عبدالرحمٰن آسمان پری کو ساتھ لیکر اُسطرف پہونچے آسمان پری نے صاحبقران کو مسلسل ومطوق دیکھا بیقرار

ہو گئی دوڑ کر گری ہتھکڑیون پر آنکھین رگڑنے لگی کہتی تھی ای ماہ اوج صاحبقرانی مین کس
حال مین آپ کو دیکھتی ہون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عبد الرحمن مین اس مقام پر
آکر معیبت مین پھنس گیا خواجہ عبد الرحمن نے کہا اسم اعظم پڑھیے تو آپ کی رہائی ہو
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا قید ٹوٹ کر گری کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او
آدمزاد تجھے کسنے قید سے رہا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ چند دیوزاد آئے صاحبقران
پر حربہ کرنے لگے امیر نے تلوار کھینچی اُن دیوزادون سے لڑنے لگے کئی دیوزادون کو
قتل کیا آخر وہ دیوزاد تڑپ کر گرے ایک آسمان پری کو اٹھا لیگیا ایک نے عبد الرحمن
کو لیا آسمان پری نے بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے امیر پیچھے اُس دیو
کے چلے ایک قصر مین جاکر دیو داخل ہوا دروازہ قصر کا بند کر لیا امیر نے بقوت صاحبقرانی
دروازہ اُکھیڑا اندر آکے دیکھا کہ آسمان پری ایک تخت پر مسلسل بیٹھی رو رہی ہین امیر نے
جو آسمان پری کو اس حال مین دیکھا جھپٹ کہ زنجیرین توڑین کہ پہلوے قصر سے دیوار
شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب بصورت عجیب وغریب دیوار سے نکلی تڑپ کر گری کہ آسمان پری
کو اُٹھالون امیر نے کلائی اُسکی پکڑلی ایک جھٹکا مارا کہ ساحرہ مُنھ کے بھل گری ایک چیخ ماری کہ او
ظالم چھوڑ دے امیر کب چھوڑتے ہین وہ ساحرہ لپٹ پڑی امیر ہر چند چاہتے ہین کہ اسکو زیر
کرین مگر لنگر اُسکا نہین اُٹھتا وہ ہر مرتبہ چاہتی ہے کہ چھُڑا کر نکل جاؤن صاحبقران کو خیال آیا
کہ اسم اعظم پڑھون جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا ساحرہ امیر کو چھوڑ کر بھاگی دور جاکر
کھڑی ہوئی کہتی تھی او آدمزاد تو نے کیا الفاظ کہے کہ میرے جسم مین آگ لگ گئی یہ سحر تجکو کسنے
تعلیم کیا یہ کہکر ساحرہ نے نعرہ کیا کہ منم سلیمہ مردار خوار اب صاحبقران سمجھے کہ یہی بادشاہ
طلسم ہے جب اسکو قتل کرونگا تو رہائی ہوگی تلوار چمکاتے ہوے چلے ساحرہ نے آواز دی
ارے یارو اسکو لینا چند دیوزاد پہلوے قصر سے نکلے امیر پر حملہ آور ہوے امیر دیوزادون
سے لڑنے لگے اسم اعظم پڑھے جاتے ہین جب کئی دیو امیر نے قتل کیے تو اُس ساحرہ
نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک عقاب بلند پرواز زمین سے نکلا گرد صاحبقران پھرنے
لگا امیر خاموش ہوے تھے کہ زبان مین لکنت آئی اسم اعظم فراموش ہوا وہ ساحرہ غائب

ہوگئی اب صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ پہلو سے دیکھا چارون حاملان تخت روتے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار ہم قید تھے قید سے تو چھوٹے مگر کلیجہ جل رہے ہمین ہر اعضا سے
شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین ذرا حرز ہیکل ہمکو دیجیے کہ اپنے اپنے سینون پر رکھین امیر نے
حرز ہیکل اُتار کر دیدی وہ چارون حاملان تخت سامنے سے بھاگے امیر پھر اُس مقام پر
مقید ہوئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگارا اس مشکل
کو آسان کر اپنا فضل و کرم اِس گنہگار کے شامل حال فرما نظم

نشگفد در دہر گلزار طمع
گل شود ہرگز نہ از ہار طمع

می شود بے عزت و خوار و ذلیل
مے کند ہر کس کہ اظہار طمع

درمیان دوستان ہرگز مباش
دوستدار مطلب و یار طمع

زین مرض ہرگز نمیگردد خلاص
ہر علیل حرص و بیمار طمع

مخلصی یابد نہ تا وقت اخیر
بندۂ نادان گرفتار طمع

حرص مال و جاہ از دل دور کن
برفگن از دوش خود بار طمع

سرنگون پیش خدا کے میشود
ہرکہ باشد بندۂ زار طمع

بہر طامع زندگی مشکل بود
شد چو دامن گیر آزار طمع

دین و ایمان را بسوزد در زمان
مشتعل گردد اگر نار طمع

چشم حق بینش سراپا کور شد
آنکہ دید از دیدۂ دیدار طمع

در جہان فائز بمطلب کی شود
ہرکہ شد ہمدم طلبگار طمع

لیکن سلیمہ مردار خوار شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر اپنے قصر مین آئی بیٹی اسکی کلیمہ
مردار خوار برق چمکاتی ہوئی آئی کہا ای مادر مہربان آج کیا ہے کہ طلسم مین ہنگامہ پڑا ہے
سلیمہ نے کہا ای نور نظر جد طلسم کشا آگیا مگر مین نے اسم اعظم بند کیا یہ شیشہ رکھا ہے حرز ہیکل
اسمین لپٹی ہوئی ہے کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان جد طلسم کشا کون شخص ہے سلیمہ نے کہا زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران شہرہ آسمان پیر کی بی آسمان پری بھی قید ہین خواجہ
عبد الرحمٰن کو بھی مین نے پکڑ لیا کوئی صورت ایسی نہین کہ جد طلسم کشا رہائی پائے کلیمہ

نے کہا ای مادر مہربان مین جدطلسم کشا کو دیکھ آؤن مدت سے اس شخص کا ذکر سنتی ہون سلیمہ
نے کہا ای فرزند جمال صاحبقران سحر سے مملو ہی جسنے اُسکو دیکھا دیوانہ ہوا مین مناسب
نہین جانتی کہ تم جا کر اُسکو دیکھو ایسا نہو عاشق ہو جاؤ کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان آپ جانتی
ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی میری کیا شامت ہی کہ عاشق ہو کر اپنی جان کو مصیبت
مین ڈالون مین سن چکی ہون کہ عشق کرنیوالے ہمیشہ ذلیل رہتے ہین **نظم**

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ کبھی آئے بہار
عشق وہ شاخ ہی کوئی جسمین نہ پتہ دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

فقط دیکھکر چلی آؤنگی سلیمہ نے کہا ای نور نظر جاؤ مگر بہ نگاہ محبت نہ دیکھنا کلیمہ مردار خوار
ٹہلتی ہوئی پہلے اُس قصر مین آئی جہان **آسمان پری** و خواجہ عبدالرحمن جنی قید ہین
دیکھا ملکہ **آسمان پری** پڑی تڑپ رہی ہین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین **نظم**

دی آگ اُسنے پر تو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو
بد جانتا ہی جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہی شپرہ نے کبھی آفتاب کو
بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو
ابرو جدھر کو ہل گئے بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہی وہ کمان مین تیر شہاب کو
واجب نہین نماز بھی مستی مین زاہدا
کیا مرتبہ دیا ہی خدا نے شراب کو
اُس چشم مست کے ہون بتصویر ہانگ وہ کشش
کیونکر کرون گزک نہ ہرن کے کباب کو
جام شراب پیتے ہی چمکا ہی حسن یار
نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو
اُس ال کے ہاتھون جب پہنچے گذرا نہ ایک دن
پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو
محشر کے روز دامن تر کام آئیگا
رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو
مٹتا ہر دم مین صفحہ عالم سے نام بھی
کھدوا رہے ہو قبر پہ کیا تم کیا خطاب کو
پنی شب وصال ہوئی صبح شام سے
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
دیکھے نہ یار جلوہ صبح شب فراق
کردے سحاب چشم نہان آفتاب کو
ناسخ نہین ہی کام مجھے اور غیر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بو تراب کو

کلیمہ نے جو آسمان پری کو بیقرار دیکھا کہا ای شہنشاہ پریزادہ قاف آپ قوم کی پری زاد ہین انسان کے واسطے اسقدر بیقرار کیون ہین ملکہ نے کہا او ساحرہ صاحبقران وہ انسان ہین کہ جس عورت نے دیکھا آپ سے باہر ہو گئی اور مین تو مدت سے دلدادہ ہون کلیمہ جھلاتی ہوئی اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران قید ہین دیکھا تمام مکان شعشعۂ نور جمال سے منور و نورانی ہو رہا ہی بہ نگاہ غور جو صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی سراپا دیکھنے لگی غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری یوسف زندان شوکت و صولت دبدبۂ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا اور ظاہر ہی دیکھکر عاشق ہو گئی اور آواز دی کہ او آدمزاد تو نے یہ کیون بے ادبی کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوا اب تو بہ کر کہ مین تجکو رہا کر دون صاحبقران نے فرمایا جبتک سلیمہ کو قتل نہ کرونگا طلسم سے نہ نکلونگا کلیمہ نے کہا قتل سلیمہ نہایت دشوار ہی صاحبقران نے فرمایا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو قتل ہو جائیگی اور اگر میری قضا لیکر آئی ہی تو فرد ـ سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✤ کلیمہ حیران ہو گئی کہ اس قید و بند مین یہ خیال ہی ای کلیمہ انکو کیونکر رہا کرون مقام تاسف ہی کہ جسپر آسمان پری عاشق ہو وہ ایسی مصیبت مین رہے یہ جفا ہے یہ سوچتی ہوئی الٹی سامنے سلیمہ کے آئی کہا ای مادر مہربان اب اس جوان کو قتل کیجیے کتابون مین لکھا ہی کہ یہی جوان فتاح طلسم ہی اتفاق سے آپ کے قبضے مین آگیا ابھی بلا کر قتل کیجیے ایسا نہو کہ رہا ہو جائے اُسکے صد ہا مددگار ہین سلیمہ نے حکم دیا ارے حمزہ کو لاؤ دیوزاد لیکر صاحبقران کو سامنے سلیمہ کے لائے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسکو کھالے وہ دیو چنگل بڑھا کر چلا کلیمہ نے شیشہ اُٹھا لیا طرف صاحبقران کے چلی سلیمہ نے کہا ای نور نظر اُس طرف شیشہ نہ لیجاؤ اگر ٹھیس لگے گی ٹوٹ جائیگا مگر کلیمہ کب مانتی ہی اسیطرف چلی جاتی ہی صاحبقران بھی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز یہ میرے قریب آجائے تو شیشہ توڑ ڈالون اسم اعظم رہا ہو کہ صورت میری رہائی کی پیدا ہو نظم

نگر د تو بہ گنہگار از گناہ دریغ بزندگانی دو روزہ شہ تیان مغرور	فتادہ دیدہ و دانستہ او بچاہ دریغ باصل خویش نگر د آدمی نگاہ دریغ

نشست مرد گنہگار و بندۂ عاصی ز آب دیدۂ خود نامۂ سیاہ دریغ
جبین نسود بخاک نیاز ہر شب و روز نکرد سجدہ بہر شام و ہر پگاہ دریغ
نہ تند باد ہوای پرد ز دامن خویش بکوہ و دشت و بیابان بشکل کاہ دریغ
دریغ مہر درخشندہ در زوال آمد ببابر چہرۂ روشن نہفت ماہ دریغ

کلیمہ نے شیشہ اسم اعظم صاحبقران پر پھینک مارا امیر نے ہاتھ بار دیا شیشہ ٹوٹا حرز ہیکل اُٹھاکر گلے مین ڈالی نعرہ اپنے نام کا کرکے اُٹھے نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال منم ماہتاب سپہر کمال
زمن دیو عفریت عاری شدہ سمند و ن زمشیم فراری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد کہ صاحبقران در جہان نام شد

سلیمہ نے جو دیکھا کہ کلیمہ نے بڑی بدا صاحبقران کو رہا کردیا غصے مین آکر ہاتھ ہلادیا برق چمک کر گری کہ کلیمہ کے دو ٹکڑے ہوے بیٹی کا لاشہ دیکھکر رونے لگی غصے مین صاحبقران پہ جا پڑی کہتی تھی او آدمزاد تو نے مجکو برباد کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگی صاحبقران کے ہاتھ مین تلوار نہین ہی مگر اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے سلیمہ نے سحر کیا کہ امیر پہ آگ برسنے لگی مگر بسبب پڑھنے اسم اعظم کے امیر پر آگ نہین گرتی قریب سلیمہ کے پہونچے سلیمہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ سلیمہ مُنھ کے بھل گری امیر نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر سلیمہ کا پھٹ گیا اندھیرا ہو گیا پیر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من سلیمہ جادو بادشاہ طلسم خیال سلیمانی بود افسوس ایسی ساحرہ کو مارا جسکا مثل نہ نظیر پردۂ قاف مین نہ تھا اب یہان آبادی نہین رہی کسکی مجال ہو کہ اس طلسم کو آباد کرے صاحبقران نے بڑھکر آسمان پری و عبدالرحمٰن جنی کو رہا کیا ایک گوشے مین آکر لندھور و ترکان کو پایا انکی بھی قید توڑی آسمان پری نے جو سخت تکلیف اُٹھائی تھی لپٹ کر صاحبقران سے رونے لگی کہا صاحب مین نے بڑی جفا اُٹھائی خدا تمکو سلامت رکھے یہ امید نہ تھی کہ اب اس قید سے رہائی ہو گی مگر آپ پر تائید خدا ہی کہ دختر ساحرہ نے رہا کردیا مان نے اُسکی جھلا کر اُسکو مار ڈالا لیکن اب جلد پردۂ دنیا جایئے اور مین

طرف پردۂ قاف کے جاتی ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
نقابدار زرین پوش سیر کرتا ہوا جاتا تھا صاحبقران کو دیکھکر اُتر آیا امیر کو باد ب تمام
سلام کیا امیر نے دعاے جان و راز دیگر فرمایا اے بہادر کہانسے آتے ہو اور کہان جاتے ہو
زرین پوش نے عرض کی مین سیر کرتا ہوا درۂ ظلمات پر پہونچا ایسا صحراے سبزہ زار
تھا کہ تماشا دیکھنے لگا طائرون کی زمزمہ سرائی نخلہاے خودرو کی رعنائی یکایک ہنگامہ
ہوا یہ حقیر آپ کا گھبرا کر اُٹھا کہ شاگردان عیار نے خبر دی قمقمہ سہ چشمی شکست خوردہ آتا ہے
زخمدار و بیقرار ہے ہر چند کہ شکست خوردہ ہے مگر چار لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ ہین عیار میرا
ہمیشہ ترغیب جنگ کرتا رہتا ہے مگر اُسوقت کہا کہ براے خدا نکل چلیے آپ کے ساتھ لوگ کم
ہین ایسا نہو کہ پھنس جایئے رگ مردمی جنبش مین آئی عیار کی بات ناگوار ہوئی مین نے کہا
کہ اے یار وفادار تو ہمیشہ جنگ کی ترغیب کیا کرتا تھا آج کیا کلمۂ نامردی کہتا ہے عیار نے کہا
اے شہریار اُسکے ساتھ فوج بہت ہے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ ہزار جوان ہین مگر
فدوی تو آپکی جرأت دیکھے ہوے تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر سر راہ آیا کہ قمقمہ پیدا ہوا
اُسنے جو مجھکو بارہ ہزار جوانون سے دیکھا ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اِس جوان کو مار لو
یہ ہمیشہ در پے آزار رہتا ہے مین گھوڑا اُڑا کر جا پڑا بارہ ہزار جوان ہمراہی میرے جانباز و سرفروش
ہین سب نے ایسا حملہ کیا کہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو مارے مگر ہم سب گھر گئے اُسوقت مین نے
بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم کسی مددگار
کو بھیج دے کہ وہ آکر مجھکو اِس بلا سے نجات دے

نظم

خدا خالق و رازق مار و مور — خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن است و خدا ظاہر است — خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشد ز ہر آئنہ — ز ہر پردہ حق می نماید ظہور
ز نور خدا روشنی مے رسد — بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد — گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل — عبث میرود بندہ نزدیک و دور

گہے صورت شب گہے شکل روز	گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آن کس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خدا ست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خدا ست

ہنوز غلام کی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش و یاقوت پوش
آپس مین تکرار کرتے ہوے آتے تھے ایک مائل نام بدیع الزمان اور ایک شیفتۂ جمال
قاسم نوجوان اِس زور و شور سے آکر گرے کہ لشکر قہقہہ کو تہ و بالا کر دیا مین نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ کرتا ہوا سامنے قہقہہ کے پہونچا اُسنے وار کیا مین نے وار رد کر کے تیغۂ سلیمانی
مارا کہ زخم سر قہقہہ چو پارہ ہو گیا آپ کے تصدق سے چیخ مار کر بھاگا جب اُسکے پانوٗن اُٹھے
پھر کیا تھا دیو زادون کو رول لیا دو لاکھ دیو قریب پردۂ ظلمات مارے گئے مین نے
نقابدارون سے ملاقات کی وہ دونون مجھسے انصاف چاہتے تھے زمرد پوش کہتا تھا
بدیع الزمان بے مثل و بے نظیر ہین یاقوت پوش کا قول تھا کہ قاسم نوجوان کا
مثل نہین مین نے یہ انصاف کیا کہ دونون جری و بہادر ہین تب وہ دونون آپس مین لڑنے
لگے کیون ای شہریار یہ دونون نقابدار کون ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین اِنکے نام نہین
جانتا اتنا جانتا ہون کہ ایک طرفدار بدیع الزمان ہے دوسرا طرفدار قاسم نوجوان ہے یہین
بھی جنگ کرتے ہین پردۂ قاف مین بھی جنگ کرتے پھرتے ہین بڑے بڑے سرکش اُن
دونون کے ہاتھ سے مارے گئے نقابدار نے کہا مین اُسی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہون مگر حضور
سے یہ التجا عرض کرتا ہون کہ مجھسے فساد نہ بڑھائیے بانہلے صاحبقرانی مجکو دیدیجیے مین جانتا
ہون میرے آپ کے مقابلہ نہو ایسا نہو کہ غلام سے کوئی بے ادبی سرزد ہو صاحبقران
نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ بانہلے صاحبقرانی بڑی جستجو سے پائے ہین بدون امتحان
زور بازو نہ دونگا جب مزاج مین آئے امتحان کر لو دیر تک نقابدار صاحبقران کو سمجھایا
کیا مگر امیر نے یہی جواب دیا کہ بدون امتحان زور بازو نہ دونگا نقابدار نے کہا اب رخصت
ہوتا ہون ابھی جو آؤنگا تو امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تو ابھی موجود ہون
جس فن مین تمکو زیادہ ناز ہو اُسی کا امتحان کرو حال کھل جائیگا نقابدار ناچار ہو کر تخت پر

سوار ہوا اگر بہ غصہ کہگیا کہ ابکی جو آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا دیوزاد نقابدار کو لیکر روانہ ہو گئے صاحبقران نے ترکان ولندھور کو ساتھ لیا حاملان تخت نے تخت صاحبقران اُٹھایا یہ تو طرف پردۂ دنیا کے چلے مگر امیر کے نہونے سے لشکر صاحبقران مین مالک وبہرام وغیرہ پریشان ہین بارگاہ مین بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ہین خواجہ عمر و سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین دل سب کا بہلا رہے ہین نظم

نہین یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی مین — ہمارے دیدۂ گریان کی ہی تصویر پانی مین
جو پانی ہی وہی مین ہون یہ فرق اعتباری ہی — زبان موج کرتی ہی یہی تقریر پانی مین
ڈبو دونگا مین سیل اشک مین اپنے رقیبون کو — سواہی چشمۂ خورشید سے تنویر پانی مین
پڑے پرتو اگر مثل ہلال ابروے قاتل کا — نظر آنے لگے ہر موجہ شمشیر پانی مین

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان مغرور ومتکبر گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر مقابلہ مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ آپ لوگ یہانسے اُٹھ جائین ورنہ سب کو قتل کرونگا مالک نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جاکر کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اگرچہ مالک ہمارا یہان پر نہین ہی نہین معلوم اُنکو کون اُٹھا کر لیگیا مگر ملازم اُنکے موجود ہین میدان مین آئیگا تو جواب پائیگا قحطان اژدرچشم یہ جواب سخت سُنکر بہت جھلایا اُسی وقت طبل جنگی بجوادیا یہان سرواران تہمتن نے آپس مین صلاح کرکے جواب مین طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا اوان سحر کا ظہور — اُڑا آشیانے سے طاؤس نور — وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خوا ور روشن نگاہ — سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پہ آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار — دونون لشکر میدان کارزار

مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قحطان اژدرچشم نعرے کرتا ہوا میدان مین آیا گینڈے کو جمیز کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے فرد گران ہر کرا بار سر برتن است + حکیم علاجش بدست من است + قحطان نے جو یہ نعرہ کیا مالک اژدر نے ادیان کو بڑھایا سرداردن

سے رخصت ہو کر مقابلۂ قحطان مین آئے قحطان نے نیزہ مارا مالک سے نیزہ چلنے لگا دونون
لشکر دیکھ رہے ہین مالک کی نیزہ بازی کا کیا مذکور بڑے لطف سے لڑ رہے ہین قحطان کو
عاجز کر دیا ہی ہر مقام پر سنان نیزہ سینہ پر رکھدیتے ہین قحطان کے جسم سیاہ سے قطرۂ خون
ابھر آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر نقطۂ شنجرف دیا جا رہا ہی کہ ایک مقام پر کا ٹھکا تھپیڑا
مار دیا نیزہ ہاتھ سے قحطان کے نکل گیا نیزہ جب ہاتھ سے قحطان کے نکلا غصے مین کانپنے
لگا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر تلوار چمکائی مالک نے مادیان کو بڑھایا منظور
یہ ہوا کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑون تلوار اسکی چھین لون مگر گھوڑے نے سکندری جو کھائی
گرد اسپر کا گھبراہٹ مین سر سے ہٹ گیا خود بھی سر سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی تا دو ابرو
اتر گئی مالک کے زخم کاری لگا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قحطان نے ہاتھ اپنا
بلند کیا کہ سر کاٹ لون بہرام نے جو یہ معرکہ دیکھا مرکب اپنا اڑایا اور نعرہ کیا نعرۂ بہرام
منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + خبردار او مغرور ہاتھ نہ
مارنا یہ کہکر گھوڑا اڑا کر بہرام بیچ مین آ پڑے مالک کو ہٹا دیا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا
سر بہرام کا بھی زخمی ہوا اور چند سردار نکلے انمین سے چھ سردار زخمی ہوے اور چار سردار
جان سے مارے گئے کہ دن تمام ہوا قحطان نے گینڈا پھیرا پکار کر آواز دی کہ کل ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا قیامت برپا کرونگا ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا وہ بدلہ لون کہ عمر بھر مسلمان
یاد کرین بلبلاتا ہوا پلٹ گیا یہان خواجہ نے سب کی زخمبندی کرائی مگر انتشار ہی کہ اس مغرور
سے کل کون مقابلہ کریگا نہایت پہلوان زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی عبد الجبار جلبی
و عبد القہار جلبی وغیرہ نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ ہم لوگ مقابلہ کرینگے اسکو بھی مزہ ملے کہ بہادر
ایسے ہوتے ہین مگر قحطان نے جاتے ہی پھر طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی
گھمگھرائے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — لمات غنچہ انرو در کشیدند
سمن از آب شبنم روی خود شست — بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

شہنشاہ زرین پوش مع فوج منیا و شعاع تخت زبرجدی فلک پر آکر جلوہ فرما ہوا قحطان جوشان
و خروشان میدان مین آیا ادھر سے اہل اسلام میدان مین آگر جب قحطان زوروں پر چڑھا
ہوا میدان کارزار مین بلبلا کر پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عبد الجبار حلبی نے مرکب
اپنا نکالا رخصت ہو کر میدان مین آیا قحطان قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوے جھوم رہا ہی جیسے ہی
عبد الجبار سامنے آکر پہونچا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا عبد الجبار نے فوراً بے آسیب
سپر تلوار کو رد کیا اور عوض مین ہاتھ تلوار کا مارا قحطان نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اور خبردار
خبردار کہکے پھر ہاتھ مار دیا عبد الجبار نے سپر کو اُٹھایا سپر کٹی سر پر زخم لگا عبد الجبار زخمی
ہوا عبد القہار نکلا بھائی کو پھیر دیا سینہ سپر کر کے مقابل ہوا قحطان نے دوسری ضرب
مین اُسکو بھی زخمی کیا اور سردار نکلے مثل نعمان بن منذر وغیرہ کے مگر شکستی طالع سے سب
زخمی ہونے جو سامنے آیا وہ زخمی ہوا یا سیار گلشن جنان ہوا جب آٹھ تو سردار زخمی ہوے
اور دو سردار سیار گلشن جنان ہوے تو شام ہو گئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے الغرض
کہ قحطان نے سات دن میدانداری کی بہت سے سرداران صاحبقران زخمی ہوے
اور دس بارہ جوان سیار ملک عدم ہوے آٹھوین دن قحطان جو طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آیا للکار رہا ہی مگر کوئی مقابلے کے لائق نہین پر اہل اسلام کا بند ہی کچھ کمیدان و رسالہ دار
نکلے وہ قحطان کے ہاتھ سے مارے گئے قحطان بلبلا رہا ہی پکار رہا ہی کہ اگر اب کوئی میرے
مقابلہ مین نہین آتا تو مین خود آتا ہون سب کو گرفتار کرونگا عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کلاہ نمدی
سر سے اُتاری پکار اُٹھا کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے لشکر
کو بچا لے کسی معین و مددگار کو بھیج نظم

ہر چہ ہست اندر وجود عالم امکان از وست — آدم و جن و ملک نو حور نو غلمان از وست
خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از وست — اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست
جلوہ گر در باغ سرو و سنبل و ریحان از وست — رونق تازہ بہر موسم درین بستان از وست
در زمانہ انقلاب گردش دوران از وست — مہر نو پر تو فگن روشن مہ تابان از وست
گنبد گردندہ صبح و شام سرگردان از وست — در میان سینہ روشن جلوۂ عرفان از وست

پرتوافگن بر وجود خاک نور جان از وست	اشتعال آتش ہر سینۂ سوزان از وست
کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از وست	شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از وست

قحطان گینڈا امیز کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہو کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج کوئی میرے مقابلہ مین نہ آئیگا معلوم ہوا کہ سب ڈر رہے گئے خوف جان سے کوئی قدم نہین بڑھاتا یہ سب غلط شہرہ تھا کہ مسلمان بڑے بہادر اور جری ہین مین نے تو کسی کو بھی بہادر نہ دیکھا اب مین خود وہان اگر مغلوب کرونگا بارگاہین لوٹ لونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اہل اسلام جواب دیتے ہین او مغرور جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است اگر موت ہماری تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور و ناچار ہین ورنہ کسکی مجال ہی کہ بدون حکم خدا قتل کر سکے مغلوب کو حکم دے ہم بھی جانون پر کھیلین گے یہ کہکر ہندیون نے گھوڑے چمکا کر بڑھائے پکار کر آواز دی کہ او بھیا جو تجھسے ہو سکے وہ کر کیون تامل کرتا ہی ہم جوانان ہندی ہین وہ تلوار چلے کہ دنگ کر دین سپر کو گھونگھٹ جانتے ہین یہ کیا جرأت ہی کہ بار ایک مزدور کا جسم پر لدا ہوا ہی ململ کے انگرکھون پر اہل ہند تلوارین کھاتے ہین کبھی حریف سے منھ نہین پھیرتے یہ کلام جو قحطان نے سنے اور زیادہ بلبلا یا فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو سب جم کر آؤ چہار جانب سے مسلمانون کو گھیر لو آج وہ کشت و خون ہو کہ خون کے دریا بہ جائین اہل ہند کو ابھی دعوی جنگ ہی مگر ہندی آگے بڑھکر کھڑے ہوے ہین زنگمین دوپٹے گلون مین پڑے ہوے ہین چھوٹی چھوٹی کلاہین اور مانگ کھلی ہوئی ململ کے انگرکھے مشروع کے گھٹنے تلوارین ہاتھ مین گھوڑے چمکا رہے ہین قحطان نے قصد کیا کہ بلوہ کرکے چاروں طرف گھیر کر سب کو قتل کرون مسلمانون کو بڑا دعوی ہی سب دعوی آج مٹادون گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکا یا گینڈا بڑھایا ادھر عمرو نے بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای کس بیکسان وای مددگار غریبان وای دستگیر افتادگان تو بخوبی ماہر ہی کہ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی اُٹھا لیگیا اگر آقا موجود ہوتے تو اس زبان دراز کو جواب دیتے ای رحیم و کریم تیری مدد کے امیدوار ہین بندے تیرے مجبور و ناچار ہین فرزندون مین صاحبقران کے بھی کوئی نہین بادشاہ اسلام کا بھی سر پر سایہ نہین کون اس مغرور کو جواب دے بلکہ جو عمرو نے دعا کی سینے دیکھا کہ تخت صاحبقران آسمان سے پیدا ہوا اللہ صورو ترکان ہمراہ صاحبقران نے جو

لشکر کو منتشر پایا دین سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران بدگہر کہ دانید داند
و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلہ خاف ثانی سلیمان حمزهٔ صاحبقران امیر عالیشان نعرهٔ صاحبقران

امیر عرب حمزهٔ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

گز و گشتہ سہراب و رستم خجل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سرِ سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
نعرهٔ صاحبقران کی آواز

بارہ کوس تک جاتی ہی زمین میدان کارزار تھرائی قحطان گھبرا کر گینڈے پر اچھل پڑا سر اٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل ہی خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم نیمچہ سہراب
بل ہاتھ مین جرأت بات بات مین دو جوان دیو بند و دیو کش مسلح و مکمل سلاح جنگی سے آراستہ
نگس رانی کر رہے ہین صاحبقران زمین پر آئے سردارون کو زخمی دیکھا بیقرار ہو گئے پشت
اشقر پر سوار ہوے ترکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار وای
مولاے قدرشناس و فلک اساس اسوقت تو میری ایک عرض قبول کیجیے کہ مجکو مقابلہ مین
اس مغرور کے جانے دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ترکان تم ایسے ہی جری بہادر ہو
مگر اسوقت میرا ہی جانا مناسب ہی صاحبقران نے جو ذرا غصہ سے کہا ترکان تو تھرا کر
پیچھے ہٹا مگر لندھور نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لی کہ آقاے نامدار اگر مجکو رخصت نہ دیجیےگا
تو قدمون پر سر کو نثار کر دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای داراے ہند وای جانشین من سات
دن سے یہ میدانداری کر رہا ہی کل سردار لشکر کے زخمی ہین کوئی تو کمال یہ رکھتا ہی مالک بھی زخمی
ہین لندھور نے کہا ای شہریار جا کر ایک گرز مار دونگا مع گینڈے پیوند زمین ہو جائیگا اسی
وجہ سے مین اور بھی میدان مین جاتا ہون کہ ہم چشم میرا زخمی ہو چکا ہی اب اسوقت جرأت
کا مزہ ہی یہ کہکے لندھور آنکھین قدمون سے ملنے لگا اور چشم سے اشک حسرت ٹپکانے لگا
امیر کو کچھ بن نہ پڑا لندھور کو اجازت دی لندھور نے مرکب بڑھایا اٹھارہ سو من کا گرز
کاندھے پر رکھے ہوے مقابلہ قحطان مین آئے للکارے کہ او نامرد الیسا اہل اسلام کو بیکس
و بے بس سمجھا ہی مین نے آقاے نامدار کو نہین آنے دیا مین انکا ملازم زیر کردہ تیرے مقابلہ
مین آیا ہون دیکھون تو کیسا نامدار ہی کیسا تلوار کا وار ہی کہ سب سردار تیرے ہاتھ سے زخمی ہو

اب مزہ شجاعت کا ملے گا وہ گرز ماروں کہ مع گینڈے پیوند خاک کر دوں قحطان نے گینڈا پیچھے ہٹا کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز آگے کر دیا گرز کیا تھا ایک پرچۂ کوہ تھا اُس پر جو تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے قبضہ ہاتھ میں باقی رہگیا وہ قحطان نے کھینچ مارا لندھور نے خالی دیا گرز دودستی اُٹھایا صاحبقران نے پکار کر آواز دی کہ ای جانشین تمن مروت شرط ہی دودستی گرز نہ لگانا مگر لندھور ایسا غصے مین تھے کہ صدائے صاحبقران نہ سنی اور دودستی گرز مار دیا قحطان نے گرز کو گرز پہ روکا مگر ضرب دست لندھور بن سعدان کب رکتی ہی گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ قحطان کا کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا سر پہ پڑا کہ سر گردن مین گردن سینے مین تمام جسم جسم مین گینڈے کے ملکر خون کا تھالا ہوکر رہگیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا تلوارین کھینچکر لندھور پہ آپڑے یہان نو لاکھ ہندی ملازمان لندھور جو بیتاب کھڑے تھے تلوارین کھینچکر جا پڑے سرداران لندھور عادل شیردل و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ اور دونون فرزندان لندھور ابشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی فوراً جا پڑے زیر تلوار کافرون کو رکھ لیا ایک طرف گرز لندھور چل رہا ہی اور ایک طرف فرہاد خان کی چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو زور و شور سے چل رہی ہی بڑھ بڑھکر افسران فوج کو مارا وسط لشکر مین فرہاد خان لڑ رہا ہی جوانان ہندی زور و شور سے لڑ رہے ہین نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین سرود بجائے اُن مین یہ صدا اٹھی نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر دوار — تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی با این عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس ۔ آج کل وہ لب جو چند کا ہی آئنہ دار
قصر کو جانے دو باشندون کو دیکھو ۔ تکیۂ گور و گورزن آج ہی ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت ۔ ہی خیابان مین پہ زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت ۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی ۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین ۔ طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ہندیون کے نشۂ جرأت بڑھے چمک چمک کے لڑنے لگے جو
کافر سامنے آیا ہاتھ تلوار کا مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اس طرح سرداران
نامی جنگ کر رہے ہین کفار کو تنگ کر رہے ہین آخر کل لشکر قحطان شکست فاش کھا کر بھاگا لیکن
امیر نے تعاقب کو منع کیا تب سردار رُکے مگر سرداران ہندوستان ایسے لڑے کہ قدم
کافرون کے اُٹھا دیے دریاے خون بہا دیے لندھور با فتح و فیروزی پلٹے صاحبقران
نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای جانشین من ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑے ہو لندھور نے
کہا چونکہ یہ عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار زخمی ہوا تھا مین نے اُسکا بدلہ لیا دم بھر مین
لشکر اُسکا تہ و بالا کیا اب تو ہوا داری قاسم کا نام نہ لین گے امیر نے فرمایا یہ ہوس دل سے
نہین جاتی ایسا نہو کہ وہ بگڑ جائین لندھور نے عرض کی اپنے اوپر آپ بگڑینگے ہمارا وہ کیا
کرینگے امیر لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے پہلو مین اپنے جگہ دی ترکان جرأت صاحبقران
دیکھکر بدل و جان مطیع و منقاد ہوا دربار آراستہ ہی صاحبقران نے سردارون سے سب حال
بیان کیا کہ راہ مین کئی معرکے پڑے جا بجا لڑے طلسم خیال سلیمانی فتح کیا بے فوج کا طلسم
تھا جا بجا مرحلہ جات تیار رہتے مگر بہ عنایت پروردگار سب مقام فتح ہوے بخیر و عافیت
تم لوگون مین پہونچے مگر خواجہ اب لشکر تیار کرو کہ قریب نور الدہر پہونچین اُنکو بھی معلوم ہو
کہ دادا جان آ گئے خواجہ نے لشکر کو تیار کیا صاحبقران سوار ہوے چاہتے ہین لشکر بڑھائین
کہ علمدار وغیرہ رُک گئے قدم نہین اُٹھا سکتے عرض کرتے ہین ای شہریار قدم زمین نے تھام
لیے بڑھ نہین سکتے امیر نے فرمایا خواجہ خبر تو لو یہ کسکا شعبدہ ہی خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے

ایک ساحر کی شکل بنے ہوے قریب کو پہونچے دیکھا ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی زمین کھودرہی
ہی اُسپر سحر کرتی جاتی ہی کبھی اپنے نام کا نعرہ کرتی ہی کہ منم زمین تشگاف جادویا سامری و
جمشید لشکر حمزہ آگے نہ بڑھے جو جرن یہ سحر کرتی ہی لشکر کا حال ابتر ہوتا ہی ہر طرف سے
یہی صدا آتی ہو کہ ای شہریار قدم نہین اُٹھتے خواجہ ساحر بنے ہوے پہاڑ پر چڑھنے لگے اور پکار کر
آواز دی ای ملکۂ عالم مین ہون فرستادہ خداوند لقا طناتی ساحرہ نے زمین کا کھودنا موقوف
کیا اہل لشکر صاحبقران کسی قدر مطمئن ہوے وہ ساحرہ بلانے لگی کہ ای ساحر میرے قریب
آمین دیکھون کیا حکم لایا ہی خواجہ قریب جادوگرنی کے پہونچے اُس ساحرہ نے کہا ای ساحر
کیا حکم لایا ہی عمرو نے ایک نامہ نکال کر جھولی سے دیا اُس ساحرہ نے پڑھا مضمون یہ لکھا تھا
کہ ای زمین تشگاف ہمنے تمہاری کارگزاری کو ملاحظہ کیا کیا خوب سحر کیا ہی کہ کل لشکر حمزہ رک
گیا منزل نہین طی کرسکتا اور ہمنے آج سے تجکو اپنا نظر کردہ کیا تجکو نائب قدرت کرینگے
بشارت جادو نامہ لیکر آتا ہی جو سحر تعلیم کرے سیکھ لینا کل لشکر حمزہ کا غائب ہو جائیگا مراد تمہاری
بر آئیگی ساحرہ نے نامہ پڑھکر کہا ای بشارت جادو کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر
نے کہا آگ روشن کیجیے لوبان دیا ہوا قدرت کا میرے پاس ہی تم آگ سلگاؤ تو مین لوبان دون
ساحرہ نے انگیٹھی نکالی آگ اُسمین روشن کی لوبان خواجہ نے نکالکر زمین تشگاف کو دیا کہا یہ
لوبان آگ مین ڈالو زمین تشگاف نے وہ لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان لہرا کر نکلا زمین شگاف
کے منھ پر پڑا جھوم کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران زمانے کا مکار و غدار ہون اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	مرے نام سے کانپتا ہی جہان مرا تیز رفتار گر ہو قدم نہ پائے مری گرد پاپوش کو	تراشندۂ ریش کفار ہون صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

خواجہ نے خنجر نکالا کہ ساحرہ
کا سر کاٹ لون کہ تڑپ کر آسمان سے پنجہ گرا خواجہ و زمین تشگاف کو اُٹھا لیگیا باعث یہ ہوا کہ
شوہر زمین شگاف کا آسمان پر واز آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ ایک ساحر میری زوجہ کو قتل
کرتا ہی تڑپ کر گرا زوجہ کو اور عمرو کو اُٹھا لیگیا راہ مین خواجہ نے پوچھا کہ ای ساحر تو کون ہی
جو مجکو لیے جاتا ہی اُسنے کہا شوہر زمین تشگاف کا ہون مین نے دیکھا کہ تو میری زوجہ کو قتل

کرتا ہی مین تڑپ کر گرا دونون کو اُٹھا لیا اب اپنے باغ مین جاکر تجکو قتل کرونگا عمرو متموج ہوا سے
بیہوش ہوگیا جواب نہ دے سکا آسمان سیر خواجہ کو لیے ہوے اپنے باغ مین آیا زوجہ بھی اسکی
بیہوش ہی عمرو کو ہوشیار کیا کہا کہ او ساحر تو کیون میری زوجہ کو قتل کرتا تھا عمرو نے کہا ای آسمان سیر
تو بڑا بے غیرت ہی تیری زوجہ ایک ساحر سے فعل شنیع کرا رہی تھی مجکو وہ دیکھکر بھاگا مین نے اسکو سحر
کرکے بیہوش کیا اِسی جرم پر چاہتا تھا کہ اِسکو قتل کرون یہ کہہ چکی تھی کہ مین زوجۂ آسمان سیر
ہون تمھارے باپ سے مجھسے ملاقات تھی تمھارا نام سُنکر مجکو افسوس ہوا کہ ایسے ساحر جلیل کی جو
سر بازار ایسا فعل کرائے تو مین قتل کرتا تھا تم مجکو اُٹھا لائے اب جی چاہے اِسی ساحرہ سے پوچھ لو
کہ مین نے کیون قتل کا اِرادہ کیا تھا آسمان سیر نے جھلا کر تلوار کھینچی چاہا زوجہ کو قتل کرون عمرو
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای آسمان سیر سوا بدنامی کے اور کوئی قتل سے نتیجہ نہوگا اسکا بگڑا کیا ہی جائیگی
دو تمھارے پاس سوئیگی اگر اسکو قتل کردگے تو پھر کیونکر آرام ملیگا آجکل سردی مین کیسے
پریشان ہوگے اِسکو ہوشیار کرکے حال تو پوچھو دیکھو کیا کہتی ہی آسمان سیر نے زوجہ کو ہوشیار
کیا زوجہ نے اُٹھتے ہی شوہر کو ایک دوہتھڑ مارا کہا نگوڑے مجکو کیون اُٹھا لایا عمرو نے کہا خوب
کیا یہ اِسی لائق ہی آسمان سیر نے دوہتھڑ کھا کر ایک تمانچہ مارا خواجہ ہنس رہے ہین اور فرماتے
ہین ای زمین تشگاف شوہر کو مار ڈالو تو پھر بیخوف ہو جاؤ جو جی چاہے وہ کرتی پھرو کوئی نہ پوچھیگا
ان باتون پر عمرو کی آسمان سیر اور زیادہ جھلاتا ہی ہر مرتبہ تلوار لیکر بڑھتا ہی زوجہ اپنے کو بچاتی
ہی کہ ایک مقام پر عمرو نے پکار کر کہا ای زمین تشگاف میری جانب دیکھو وہ طرف عمرو کے
پلٹی آسمان سیر نے تیغہ کا ہاتھ مارا زمین تشگاف کے دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے کہا خوب
کیا ایسی فاحشہ کو مار ڈالا اِسکے زندہ رہنے سے تمھاری بڑی بدنامی تھی آسمان سیر لاشہ زوجہ
کا دیکھکر رونے لگا کہا او ساحر تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ زمین تشگاف کیا کر رہی ہی عمرو نے کہا مین
صحبت خداوندین بیٹھا تھا خداوند نے خبر دی کہ ای بشارت جادو جاؤ زمین تشگاف کو مارو
وہ فعل شنیع کرا رہی ہی مین فوراً آیا ساحرہ زبردست تھی قدرت نے سحر ساتھ کر دیا تھا مین نے
اُکر وہی معاملہ ہوتے ہوے دیکھا اگر قدرت کا سحر تبلا یا ہوا جو کیا یہ بیہوش ہوئی ساحر مجکو دیکھکر
بھاگ گیا مین قتل کرنے کو تھا کہ تم آگئے اب تمھاری فکر کرتا ہون کہ تمکو بھی قتل کرون قدرت نے

ارشاد فرمایا تھا کہ آسمان سیر کو بھی قتل کرنا جو میرے پاس تحفہ اسمین قدرت نے کرامت
اپنی بھردی ہو ذرا اسکو ملاحظہ کیجیے تو آپ کو حال قدرت بقراط ثانی کھلے یہ کہکر خواجہ عمرو نے
چوراسی گھنڈیان کھولین کہا ذرا اسکو دیکھو ساحر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کئی شہر آباد ہین لوگ
لڑ رہے ہین پہلوان یلغر کیے ہوے جاتے ہین ہر طرف روپیہ کا انبار لگا ہو مہاجن بیٹھے پرکھ
رہے ہین کھوٹے کھرے الگ الگ چن کے رکھ رہے ہین آسمان سیر حیران ہوا کہ اس ذراسے
بٹوے مین کیا کیا بھرا ہی کہ شہرون کا تماشہ معلوم ہوتا ہی جب یہ خوب دیکھنے مین مصروف ہوا
خواجہ نے اسکو اندر زنبیل کے گرا دیا گرتے ہی ملازمون نے کپڑے اُتر والیے مزدوری کرنے لگا
خواجہ آسمان سیر کو زنبیل مین ڈالکر کوہ سے اُترے طرف لشکر صاحبقران کے چلے دیکھا لشکر
صاحبقران آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہین عمرو نے جاکر صاحبقران سے
سب حال بیان کیا کہ یکایک لشکر مین پھر ہنگامہ ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی کئی ہزار ملازمان
صاحبقران جل گئے عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے کہ یہ آفت دفع ہو
امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ برسنا موقوف ہوئی لشکر آگے بڑھا مگر خواجہ چہار طرف
دیکھتے ہوے جاتے ہین کبھی زرغہ نخلستان مین چھپے کبھی میدان مین آکر سر اُٹھا کر دیکھا یکایک نظر
پڑی دیکھا ایک ساحرہ نخل پر بیٹھی ہی سحر کر رہی ہی مگر حیران ہی کہ آگ برسنا کیون موقوف ہوئی
عمرو نے جو ساحرہ کو دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی ای ملکہ عالم قدرت نے مجکو بھیجا ہی
اور ارشاد فرمایا ہی کہ اُس ساحرہ کو جا کر وہ سحر تعلیم کر جس سے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائے
وہ ساحرہ درخت سے اُتری خواجہ نے کہا دیکھو وہ سامنے قدرت بیٹھے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ
پلٹی عمرو نے خنجر مارا کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اُدھر کا حال سنیے کہ بقراط قلعہ
مرواریدنگار مین بیٹھا ہی مروارید آفت خیز پہلو مین بیٹھی ہی پوچھتی جاتی ہی کہ کس ساحر نے
کیا کیا بقراط بیان کرتا ہی کہ زمین تشگاف قتل ہوئی ہرچند کہ آسمان سیر زندہ ہی
مگر اس آفت مین ہی کہ موت اپنی طلب کر رہا ہی شاہزادیان قصر ہشت پہل کی جو ساتھ آئی
ہین وہ ڈھول بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین **نظم**

کیا گذر اُسکے دہان تنگ سے ہو بات کا	کُھل گیا مستی سے رستہ بند ہی ظلمات کا

باغ مین سُنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا — یاد آیا مجکو ای گل لطف تیری بات کا

روتے روتے ہم قدرا ترپے تھے بالاے زمین — کہتے ہین سب قہر تھا وہ زلزلہ برسات کا

فرقت محبوب مین اندھیر سا اندھیر ہی — دن شب تاریک ہی پوچھو نہ عالم رات کا

گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اپنے حال پہ — کوئی بھی ہوگا نہ دنیا مین مری اوقات کا

ہڈیان میری سگ جانان کو پہونچا دے کوئی — بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا

نفی اپنی کرے پہلے بعد اثبات نفی — ہی عبث یہ شغل تاسخ نفی اور اثبات کا

بقراط یہ اشعار سنتے سنتے یا تو ہنس رہا تھا یا زانو پر ہاتھ مار کر افسوس کرنے لگا مروارید نے پوچھا ای شہنشاہ کیا افسوس ہوا اظہار کیجیے بقراط نے کہا شاخسار جادو کو بھی عمرو نے مارا لاشہ اُسکا بے دفن و کفن پڑا ہی لیکن ای منقار جادو تو اپنے کو جلد پہونچا تو کیا عجب ہی کہ عمرو کو پا جائے منقار جادو اپنے مقام سے اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ خواجہ عمرو شاخسار کے کپڑے اُتار رہے تھے منقار نے آسمان سے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے منقار تڑپ کر گری عمرو کو اُٹھا لیا اُڑتی ہوئی چلی خواجہ بیہوش ہوگئے تھے کچھ بات نہ کر سکے منقار اُڑتی ہوئی جاتی ہی کہ قریب ایک باغ کے پہونچی اِسنے دیکھا کہ ایک جوان تاجدار مسند پر بیٹھا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی منقار اُس صحبت کو دیکھکر وجد مین آئی آسمان سے اُتری اُس تاجدار کو آکر سلام کیا تاجدار نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی یہ شخص جو بیہوش ہی یہ کون ہی اِسنے کیا خطا کی جو اسکو گرفتار کیا منقار نے کہا یہ دشمن خداوند ہی عمرو عیار اسکا نام ہی تاجدار نے کہا اسوقت اِسنے کیا خطا کی منقار نے کہا اسکے ہاتھ سے صدہا ساحر مارے گئے تاجدار نے کہا اسکو ہوشیار کرو منقار نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھلتے ہی جو وہ جلسہ دیکھا ہنسنے دل برسجان کہتے ہوئے اُٹھے تاجدار نے پوچھا ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا آپ کا میراثی گوتیا ہون رات بھر اِسنے گانا سُنا صبح کو سوا سیر باجرا دیتی تھی مین نے انکار کیا مجھسے کہا تجکو سامنے بقراط کے چل کر الزام قتل ساحران لگا دونگی اور قتل کردونگی اِسوجہ سے مجکو لیے جاتی ہی تاجدار نے کہا کیون منقار تو اور کچھ کہتی تھی منقار نے کہا

یہ سارہ بان زادہ جھوٹھا ہی آپ ہی اسکو قتل کیجیے **عمرو** نے کہا ای تاجدار بہادر آپ غور
فرمائین کہ مجھ ایسا ناتوان اور خشک اندام تنہا آدمی صدہا ساحرون کو کیونکر قتل کر سکتا ہی یہ
بات خارج از عقل ہی اگر آپ کو اور کچھ خیال ہو تو آپ دریافت کر لین **بقراط ثانی** مفصل بتا
دینگے اگر زبردستی ناحق مجھکو قتل کرنا منظور رہی تو اختیار رہی **تاجدار** نے کہا ای نازنین اس قلعہ کا
قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مجھے تم **عمرو** کو دیکر چلی جاؤ مین قید کرونگا قید خانہ مین تڑپ تڑپکر
مرجائیگا مگر جا کر **بقراط** کا نامہ بھیجو کہ یہ **عمرو** عیار ہی پھر مین سمجھ لونگا **منقار** نے ناچار **عمرو**
کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ قصر مرواریدنگار مین آئی **مروارید آفت خیز** سے کہا آپکا
خراج گزار جو **افغان تاجدار** ہی اُسنے قید **عمرو** کی رکھ لی اور **عمرو** وہان باتین بنا رہا ہی **مروارید**
جادو چلی کہ مین **افغان** کو سمجھا دونگی کہ **عمرو** کو قتل کرے اسنے صدہا ساحرون کو مارا ہی **منقار**
نے کہا آپ نہ جائیے نامہ اپنا روانہ کر دیجیے **مروارید** نے نامہ لکھا کہ ای **افغان تاجدار**
جس شخص کو **منقار جادو** سے تمنے لیا ہی وہ **عمرو** عیار ہی خواہ اُسکو قتل کرو خواہ قید رکھو
مگر بہت ہوشیار رہنا یہان **عمرو** نے اپنا رنگ جمایا ہی سامنے **افغان تاجدار** کے یہ اشعار
عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

وحشت مین پھر رہا ہون تری جستجو نہین	ہی کونسا مقام کہ ای جان تو نہین
بیٹھے رہین خمار مین سر پکڑے کب تلک	ساغر ہمارے ہاتھ مین دست سبو نہین
میناے مے سے کم نہین ہم میکشون کا حال	لبریز اگر شراب نہین آبرو نہین
مستی ٹپک رہی ہی سراپاے یار سے	موجین شراب کی ہین قبا پر اُتو نہین
کیا رنگ باغ او بت شیرین ادا ہواے	گلگشت مین جو آج مرے ساتھ تو نہین
کس گل کی یاد مین ہین یہ سینہ خراشیان	گلہاے باغ مین تو مرے گل کی بو نہین
کیا ہاتھ اُٹھاؤن پھر دعا سوے آسمان	بر آئے جو کبھی وہ مری آرزو نہین
بد ہی وہ جسکے ظاہر و باطن مین فرق ہو	جو خوبرو نہین وہ کبھی زشت خو نہین
چوٹی کو اور زلف کو دکھلاکے یہ کہا	یکسان کسیکا ایسا کہین پشت و رو نہین
بیخود ہین ہم تو منھ مین چوا ساقیا شراب	کم شیشے کے گلو سے کچھ اپنا گلو نہین

پیری مین ہو گیا ہی جنون ہمکو کیا علاج	یان چاک جیب صبح ہی کار رفو نہین
تا صبح فراق یار مین آئی جو بر شکال	جز اشک مثل ابر بدن مین لہو نہین

خواجہ نے رنگ اپنا جما لیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ مین گویا ہون افغان تاجدار نے قصد کیا
تھا کہ اسکو چھوڑ دون کہ نامہ مروارید کا پہونچا اُسکا مضمون دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہا او
ساربان زادے تیر امکر مجھپر کھلا تو نے دام مکر پھیلایا تھا دیکھ مروارید نے نامہ لکھا ہی
عمرو نے کہا منقار اُسکی نوکر ہی اپنے نوکر کی خاطر سے نامہ لکھ کے بھیجدیا افغان نے حکم دیا
اسکو لیجا کے قید کرو عمرو بہت رویا پیٹا مگر افغان نے کچھ نہ سُنا ایک جادوگر موسوم
بحسرت جادو عمرو کو کھینچتا ہوا لیچلا عمرو نے راہ مین کہا ای حسرت جادو اب کیا
مین زندہ نہ بچونگا حسرت نے کہا ہمارے تاجدار صاحب ایسے بدمزاج ہین کہ فوراً
قتل کا حکم دیتے ہین ہر وقت جلاد موجود رہتے ہین تو نے فریب کیا وہ اُنپر شاق گذرا تیری
قید کا حکم دیا عمرو نے کہا کچھ روپیہ میرے پاس ہی وہ لے لیجیے میری نذر و نیاز کر دیجیے گا
ہم لوگون مین دستور ہی کہ تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان ضرور ہوتا ہی اگر یہ نہین ہوتا تو روح
بھٹکتی پھرتی ہی تمھارا احسان ہوگا حسرت سوچا کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو روپیہ
یہ دیتا ہی لیلو اور اسکو قید کرو کہا قید خانہ مین چلکر روپیہ لونگا یہ کہکر عمرو کو ایک قصر مین لایا
کہا لا روپیہ دے مین تیرا تیجہ وغیرہ کر دونگا کوئی رسم باقی نہ رہے گی عمرو نے ایک پوٹلی
نکالکر دی حسرت نے گنے تین سو روپیے تھے دو تین پوٹلیان نکالکر دین آخر مین ایک
ڈبہ نکالا کہا اسمین جواہرات ہین اسکو نہ کھولنا حسرت نے کہا مین دیکھ تو لون عمرو نے
کہا اسکے کھولنے مین جان جایگی مگر حسرت نے نہ مانا جو ڈبہ کھولا جیسے ہی ڈبہ کھلا بیہوشی
اڑی حسرت بیہوش ہو کر گرا عمرو نے حسرت کو اپنی شکل بنا یا گلے مین گیند عیاری
کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اور آپ اُسکی شکل نبکر محفل افغان مین آئے کہا ای شہنشاہ اُسکو
مین نے قید کیا مگر وہ بیہوش پڑا ہی کروٹ تک نہین لیتا معلوم ہوتا ہی مر گیا اگر حکم ہو تو
لاش اُسکی پھینک دون افغان نے کہا ابھی رہنے دو جب دو چار دن مین لاش سڑ جائے
تو پھر تمکو اختیار ہی حسرت نے کہا ای شہنشاہ ساحران اسوقت ایک نیا معرکہ ہوا جب مین

عمرو کی قید لیکر چلا تو دیکھا کہ زیر نخل بقراط ثانی کھڑے ہین مجھسے فرمایا کہ مین تجکو علم موسیقی عطا کرتا ہون یہ کہکے میرے گلے پر ہاتھ پھیر اکہا لو خوش آواز ہوا پھر سر پہ ہاتھ پھیر دیا کہا لو ساقی گری خوب کریگا لہذا امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے دیکھیے ساقی گری کرسکتا ہون پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ مضمون سنکر افغان بہت خوش ہوا کہا یہ فخر مجکو حاصل ہوا کہ قدرت میرے باغ مین آئے مگر تو نے مجھسے ملاقات نہ کرائی ایسی خدمت کرتا کہ قدرت رضامند ہوتے آکے محفل مین بیٹھتے انکے سامنے ساقی گری ہوتی تو لطف تھا حسرت نے کنجی لی میخانہ مین آکر آواز دی کہ ہان یارو آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے لوگ دوڑکر شراب اٹھا اٹھاکر لے گئے پی پی کر بیہوش ہوے عمرو نے چالیس گلابیان پر تکلف آراستہ کین اور سب مین بیہوشی ملائی محفل افغان مین لیکر آئے افغان نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقہ سے شراب لایا ہو کہ اگر زاہد صدسالہ ہو تو رال ٹپک پڑے ارادہ ہو کہ شراب پیون عمرو نے سامنے آکر گھنگرو پانون مین باندھے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہجر مین نالۂ جانکاہ ہو آہنگ نہین
بط مے کا ہو لہو بادۂ گلرنگ نہین

اندنون کیا نظر آتا ہو جنون بے رونق
غول لڑکون کے مرے ساتھ نہین سنگ نہین

مل گیا آج وہ ساقی تو ملا فخر ہمین
ساغر آب بقا ہو قدح تنگ نہین

سلطنت مجکو جو دیتا ہو فلک کہتا ہون
بندہ ہو خاک نشین قابل اورنگ نہین

سارے عالم سے لڑا کرتی ہین تیری آنکھین
صف مژگان ہو بھلا کب جو صف جنگ نہین

پڑ گیا عکس تو چلنے سے رہا آب روان
تیری صورت سے فقط آئنہ ہی دنگ نہین

رنگ لالے مین اگر ہو تو نہین نام کو بو
یاسمن مین ترے پنڈے کی ہو لو رنگ نہین

کیا مصفا ہین وہ ابرو جو کیا مین نے خیال
ابر مین تیغ مہ نو کو غم زنگ نہین

بوے گل ہون ابھی چاہون تو ہوا ہو جاؤن
باغ عالم مین درختون کی روش تنگ نہین

جاے خون آتش سودا ہو تمام اعضا مین
کون سی رگ ہو ہماری جو رگ سنگ نہین

تار تار اپنا گریبان کرون مثل سحر
آج پھر ہاتھ مین وہ گیسوے شبرنگ نہین

خون عشاق سے یہ بیضۂ پیکان نہین لال	فندق انگشت صنم مین گل اور نگ نہین
دھوم عالم مین مچی ہی تری بدنامی کی	ہائے تا سخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین

یہ اشعار گا کر خواجہ نے جام بلورین لبریز کیا سر پہ رکھکر سامنے افغان کے آئے دونون ہاتھ بڑھا کر افغان نے جام لیا تعریفین کرتا تھا کہ ای حسرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا اگر عمرو مرا ہو تو اُسکو بھی قتل کرنا افغان تاجدار نے خوشی خوشی وہ جام پی لیا پیتے ہی پسینہ آنے لگا گھبرا کر کہا ای حسرت اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجہ جل گیا کیونکر سنبھالون کوئی آسمان پہ لیے جاتا ہی عمرو نے کہا ای تاجدار جلیل یہ شراب نوکشیدہ تھی اسنے گرمی کی ذرا کھڑے ہوکر ٹہلیے افغان تاجدار اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر کھینچکر اہل محفل کو قتل کرنا شروع کیا افغان تاجدار بیہوش پڑا ہی جیسے ہی عمرو نے اسکو خنجر مارا ایک دناتا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے تو نے یہان بھی آکر دام مکر پھیلایا منم صراحت جادو ایک ساحرہ تڑپ کر گری خواجہ کو اُٹھا لیگئی چلتے وقت باران سحر برسایا اور ایک پرچہ لکھکر ڈال گئی کہ ای افغان تاجدار تمکو ساربان زادہ قتل کرتا تھا مین اسکو لیے جاتی ہون لیکن تم بہت ہوشیار رہنا اگر مزاج مین آئے تو میری ملاقات کو آنا اور نہ مناسب ہو تو نہ آنا صراحت تو عمرو کو لیکر نکل گئی افغان جو ہوشیار ہوا دیکھا کئی سو لاشے پھڑک رہے ہین اسباب تمام لٹ گیا حیران تھا کہ یہ معرکہ کیا ہوا کہ وہ پرچہ پایا اب جو اُٹھا کر پڑھا ہنسنے لگا کہتا تھا بیشک صراحت کو مجھسے محبت ہو اُسی نے بچایا ورنہ عمرو نے مار ہی لیا تھا مین اُسکی ملاقات کو جاتا ہون تم لوگون کے اگر مزاج مین آئے تو آنا کنیزون سے یہ کہکر سوار ہوا طرف قصر صراحت کے چلا صراحت جادو آکر باغ مین بیٹھی ہی تمام باغ سحر سے مملو ہی سب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ اُنکے زمزمون سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین نظم

دیکھنا تاثیر سیر سے نالۂ جانکاہ کی	سُنکے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے رواں	دیکھنا پھوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی
حد سے گذری پستی طالع تو کیا سمجھا ہون مین	آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی
اول و آخر مین یکسان ہیچ کا کیا اعتبار	ہی حقیقت ایک نظرون مین گدا و شاہ کی

حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس چلنے کے ساتھ
برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی

چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
گرد اُڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی

ای مصور مو قلم کے بدلے ہون خط شعاع
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی

ہر طرف بادل مین بجلی کوندتی پھرتی نہین
کاغذ ابری پہ ہی تصویر میری آہ کی

رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین
اب مرا کمرہ نہین کوٹھی ہی گھر یا چاہ کی

پست طالع ہون پہ آنسو عرش پر مین موج زن
کیا عروج آب کو مانع ہی پستی راہ کی

سجدہ کرتا ہون جو بت کو طعن ای زاہد نہ کر
یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

صراحت نے عمرو کو ہوشیار کیا کہا کیون ای ساربان زادے افغان کو کیون قتل کرتا تھا عمرو نے کہا ہمارا دستور یہی ہی کہ جب ساحر کو پایا قتل کر ڈالا خنجر ہمارا خون ساحر کا پیاسا رہتا ہی اب تمہاری صحبت مین آئے ہین تمکو بھی قتل کرینگے صراحت نے کہا اس ساربان زادے کا کلیجہ تو دیکھو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دیکھون تو اسکو کون بچاتا ہی ارے جلاد کو بلاؤ اُسی صحبت سے ایک رنگین تلوار کھینچکر اُٹھی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گردن پر کھینچنے کا خط دیا عمرو دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق یکتا و ای مالک ارض و سما اس مصیبت سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی تیرا سراسر بندون پر احسان ہی نظم

باشد آن مرد ولی شایان شان معرفت
آن کہ در خاک وجودش ہست جان معرفت

رنگ و بوے آن گل رنگین شناسد در چمن
ہر کہ باشد عندلیب بوستان معرفت

چہرہ روشن مثل مہ سینہ چو آئینہ صفا
حق عطا کردہ است بہر عارفان معرفت

آفتاب اوج عرفان پر تو افگن جابجاست
چار سو جاری است دریاے روان معرفت

عارف او پشت خم دارد ہمیشہ در سجود
سر نہ بردارد ز خاک آستان معرفت

غوطہ زن در ورطۂ ذکر الٰہی غوطہ زن
گوہری حاصل کن از بحر روان معرفت

مثل خور شام و سحر سر گرم شو در بندگی
تا شود از چہرہ ات ظاہر نشان معرفت

خون دل چون لالہ از جام محبت نوش کن
تا شود روشن دل از داغ نہان معرفت

صاحب تحقیق از رمز حقیقت واقف است
داند این نکتہ کہ باشد نکتہ دان معرفت

سفرۂ الوان نعمت پیش تو گسترده اند | ہندیا بردار یک لقمہ ز خوان معرفت

خواجہ بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہین جانتے ہین کہ موت بہت قریب ہی زنگین خنجر کو
چمکا رہی ہی عمرو کو ڈرا رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی صراحت نے دیکھا کہ افغان تاجدار
آکر پہونچا صراحت کے قدمون کو بوسہ دینے لگا کہا ای ملکۂ عالم مدت کی محبت کا آج
ظہور ہوا کہ تمنے میری جان بچائی جلدی اِس ظالم کو قتل کرو صراحت نے کہا یہ عیار
تو بڑا گستاخ ہی روبرو کہتا ہی کہ جہان ساحر کو پاتا ہون قتل کر ڈالتا ہون یہ ذکر تھا
کہ دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ ملکہ سیمائے اختر پیشانی عیار حضور
کے باپ کی گھبرائی ہوئی آئی ہی کہتی ہی ملکہ صراحت کو خبر کرو کہ مجھکو سامنے بلوائین
کچھ امور ضروری عرض کرونگی صراحت نے کہا ارے بلا لو اُسکو کیون روکا ہی کنیزین
گئین خواجہ نے دیکھا کہ ایک عیارہ چست و چالاک فنون عیاری مین بیباک چہرہ
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کمندین بازوون پر بندھی ہوئین دو نیمچے دو
طرف حمائل جست کرتی ہوئی سامنے صراحت کے آئی خواجہ اُسکی چالاکی دیکھکر عاشق
ہوے پسینے پسینے ہوگئے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ اُس عیارہ نے آکر صراحت
کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے
والد نامدار غلطان گوہر بار نے جو دریاے سحر واسطے روکنے طلسم کشا کے بنایا تھا
وہ دریا مٹ گیا طلسم کشا وہانسے گذر گئے اب کوئی شعبدہ باقی نہین صحراے آہوان
کو طی کیا دریاے غلطان سے گذر رہے اب جو کوچ کرینگے تو سامنے قلعۂ مروارید کے
پہونچ جاوینگے آپ کے والد نے کہا ہی کہ بیٹا جلد آؤ آکر کوئی شعبدہ بناؤ کہ طلسم کشا
رُک جائے صراحت گھبرا گئی کہا ای افغان تاجدار یا تو تم یہان کا انتظام کرو مین جاتی
ہون یا تم جاؤ ہمارے احسان کا بدلہ کرو کہ طلسم کشا کو روک لو اُسی مقام دریاے
غلطان پر کچھ ایسا سامان کرنا کہ طلسم کشا کو حیرت ہو آگے نہ بڑھ سکین کل مین بھی
آؤنگی افغان تاجدار بہت خوب کہکر اُٹھا تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا کہ اسکا ذکر
وقت پر ہوگا مگر سیماے اختر پیشانی نے صراحت سے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ گنہگار

کون ہی جو زیر تیغ بٹھایا گیا ہی صراحت نے کہا ای سیما شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری عمرو بن امیۂ ضمری اسی کا نام ہی قتل ساحران سے اسکو کام ہی سیما نے جو نام عمرو سُنا دل مین محبت پیدا ہوئی دل سے کہتی ہی کہ یہ وہ عیار طرار ہی کہ جسنے چاہ الماس مین گھسکر سرامہ جادو دختر دمامہ کو مارا وہ یون قتل ہوتا ہی کہا ای ملکہ عالم آج تو مین بعد مدت حاضر ہوئی ہون مین نے اِسکے گانے کی بڑی تعریف سنی ہی اگر حکم دیجیے تو گانا سُن لون پھر اسکو قتل کیجیے صراحت نے کہا کہ خواجہ ہماری عیاری بھی تمہارے گانے کی مشتاق ہی یہ سُنکر خواجہ نے کہا ملکہ ہمارے ہاتھ بیکار ہین سحر مجھپر سے اُتار دیجیے تو مین سُناؤن صراحت نے سحر جسم خواجہ سے اُتارا عمرو نے نے زنبیل سے نکالی اُسکو ہونٹھون پر رکھ کے پھونکا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

کانٹے کھاتا ہی گھر جدائی مین　　کام آخر ہی در جدائی مین
چلے دو چار منزلین تو کیا　　ہی عدم کا سفر جدائی مین
ساقیا خشک ہی جو میری زبان　　آنکھین رہتی ہین تر جدائی مین
کاش کردے کوئی بدن سے جدا　　ہی غضب درد سر جدائی مین
بشریت سے مین بھی ہون معذور　　روتے تھے بوالبشر جدائی مین
ہاتھ سے خط جدا نہین ہوتا　　کبھی ای نامہ بر جدائی مین
خشک لب رہتے ہین بجاے شراب　　اشک خونی سے تر جدائی مین
خشک غم سے لہو ہوا ناسخ　　کیا کہون شعر تر جدائی مین

سیما دیکھ رہی ہی کہ عمرو کس زور سے نے بجا رہا ہی اور ہر چہار جانب مُنھ پھیر پھیر کر دیکھتا جاتا ہی پہلے صراحت سے آنکھین ملاکر نے بجائی پھر سیما کیطرف متوجہ ہوے اور آنکھ ملاکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ چند شعر تو سُن لیجیے بہت عمدہ شعر ہین یہ کہکے دو چار شعر سامنے سیما کے گائے جنکا مضمون یہ تھا نظم

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری　　ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی　　تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے سامنے سیما کے گائے سیما دل و جان سے گانے
پر عمرو کے عاشق ہوگئی اب نے کے ذریعہ سے خواجہ نے بیہوشی اڑائی یہانتک کہ
سب اِنکے قابو مین آگئے نے بجا کر عمرو نے سب کو بیہوش کیا سیما کو خوب لپٹا یا پیار کیا
سیما بیہوش پڑی ہی صراحت جادو کو برہنہ کیا کپڑے سب اُسکے لیے ساری محفل کو
لوٹ لیا سب کنیزون کو برہنہ کرکے منھ سب کے کالے کیے ایک کو ایک کے پہلو مین
سلادیا ایک کو مرد بنایا ایک کو عورت رہنے دیا ایک پرچہ لکھکر پاس سیما کے ڈالدیا
مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین تیرا عاشق زار ہون تیرے
تصدق مین سب کی جان بخشی کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا تیرے خیال سے سب کو زندہ
رہنے دیا مگر ای جان جہان آج تو بالائی مزے وصل کے لوٹے مگر تمھارے دامن عصمت
کو ہاتھ نہین لگایا کہ شاید معشوق کے خلاف ہو اگر مزاج مین انصاف ہو تو سیدھی
چلی آنا ورنہ تمکو گرفتار کر لیجاؤنگا اگر دعوی عیاری ہو تو سر میدان مقابلہ کرو مگر اب
کوئی پردہ نہین رہا مین نے دولت حسن کو خوب لوٹا دل و جان سے تیرا عاشق
زار ہون تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ پرچہ لکھکر ڈالدیا محفل کو خوب درست کیا
عورتون پر وہ مضحکہ کیا کہ جب بیدار ہونگی تو بہت بیقرار ہونگی خواجہ تو نکلکر روانہ
ہوے مگر سب سے پہلے آنکھ صراحت کی کھلی صبح ہو چکی ہی جب دھوپ منھ پر آئی
تو اُسکی گرمی سے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت میرے گلے مین ہاتھ ڈالے
لپٹا ہی اور مین بالکل برہنہ ہون نشے کے جوش مین خوب لپٹی وہ اُسکی وزیرزادی
تھی اُسکی جو آنکھ کھلی کہا ہان ای ملکۂ عالم یہ کیا دل لگی ہی مجکو برہنہ کر ڈالا یہ بھی اب
آپ کو شوق ہوا لبس ہٹیے اب مجکو ناگوار ہوتا ہی صراحت نے کہا ای جوان مین بھی
برہنہ تو بھی برہنہ اب ہتک حرمت مین کیا تامل ہی یہ کہکے لپٹنے لگی وزیرزادی نے ایک
لات ماری خوب آپس مین جوتی پیزار ہوئی تب حال کھُلا کہ میری وزیرزادی ہی اور
کنیزون کی جو آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے پہلو مین ایک ایک مرد پایا کسی نے کسیکو
مارا اُسنے بھی اُسکی چُٹیا نوچی سیما کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک جوان کو پایا ایک لات

ماری کہ او نگوڑے تو کون ہی میرے پاس تو کیون لیٹا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون
غلطان گوہر بار کی عیارہ ہون جسوقت وہ نہین گے کہ میری شاطرہ کے ساتھ
یہ فعل ہوا یقین ہی کہ تجکو قتل کرین یہ کہکے پھر ایک لات ماری صراحت ہنس رہی ہی
پکار کر کہا ای بی سیما زیادہ ہلڑ نہ کرو تمھاری عصمت مین فرق نہین آیا وہ بھی عورت
تم بھی عورت سیما اُٹھ بیٹھی وہ پرچہ خواجہ کا لکھا ہوا جو پڑھا غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے یہ ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا میری عصمت کو ہاتھ لگایا وہ آفت برپا
کرونگی کہ وہ بھی خوب یاد کریگا بی صراحت صاحب اب مین رخصت ہوتی ہون
غلطان کے پاس جاؤنگی سردار ان امیر کو گرفتار کر کے اُسکے پاس پہونچاؤنگی
یہ کہکر اُٹھی صراحت سے رخصت ہوئی صراحت نے کہا تم چلو مین بھی آتی ہون
باوا جان کی مدد کرنا آج کل بہت ضرور ہی وہان جا کر سحر تیار کرونگی سیما نے کہا آپ
فقط اپنے باپ کے پاس آئیے اور کنارے بیٹھیے پھر میرا رنگ آپ دیکھیے گا تو بھی کر
ساربان زادہ ساری عیاری بھول جائے اور جہان اُسکو گرفتار کرونگی سب پر
حال میری عیاری کا کھل جائیگا یہ ساربان زادہ بھی آگاہ ہو کہ عیاری اِسکا نام ہی
یہ کہکر اُٹھی بانہاے عیاری لگا کر چلی اِسکے جانے کے بعد صراحت تخت پر سوار
ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی غلطان کو دیکھا کہ پریشان بیٹھا ہی صراحت نے
حال پوچھا غلطان نے بیان کیا کہ مین نے ایک دریاے سحر بنایا تھا وہ تحفہ جات
سے طلسم کشا کے مٹا وہ سامنے دیکھو خاک اُڑ رہی ہی پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا
تین کوس پر بیابان سے لشکر طلسم کشا اُترا ہی یہ ذکر تھا کہ سیما آکر پہونچی غلطان سے
سب حال بیان کر کے بہ غصہ کہا کہ اب آپ کچھ سحر وغیرہ نہ کیجیے مین سب کو گرفتار کیے
لاتی ہون غلطان نے کہا ای سیماے اختر پیشانی اگر تو طلسم کشا کو لائے تو ہم سب کی
جان بچائے ملکہ مروارید تجکو سرفراز کریگی سیما نے کہا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا
یہ کہکے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے تین کوس پر لشکر طلسم کشا تھا ایک ضعیفہ کی
شکل بنکر لشکر مین آئی دیکھا سرداروں کی بارگاہین استادہ ہین مگر طہماس بن عنقوبیل لوپود

کہ کل لشکر کا سپاہ سالار ہی انتظام کرتا پھرتا ہے سیما دیکھا کی جب شام ہوئی تو پشت بارگاہ طماس پر آئی ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینے لگی دو پہر رات گئے مہرہ نقب کا بارگاہ طماس مین توڑا طماس پڑا ہوا سورہا تھا سیما نے بیہوشی دماغ مین پہونچائی طماس کا پشتارہ باندھا ہر چند چاہتی ہی اُٹھا دُن طماس بڑے قد کا جوان ہی پشتارہ نہین اُٹھتا کھینچ کھانچکر نقب تک لائی بیرون نقب دو کنیزین چھوڑ گئی تھی اُنکے ساتھ ملکر پشتارہ طماس کا اُٹھایا صبح ہوتے سامنے غلطان کے لائی غلطان نے طماس کو سلسل و مطوق کیا طماس کو قید خانہ مین بھیجا سیما پھر چلی یہان صبح کو جو نورالدہر آ بیٹھے بارگاہ مین آئے سب سردار برائے سلام آئے پوچھا آج ہمارا رفیق قدیم کہان ہی ملازمان طماس روتے ہوے آئے عرض کی نقب لگی ہوئی ہی طماس کو کوئی چرا لیگیا نورالدہر شبرنگ پر بہت خفا ہوے فرمایا کہ خیال نہین رکھتے ہو یہ تو کسی عیار کا کام ہی شبرنگ نے کہا غلام دریافت کریگا نورالدہر بد مزاج بیٹھے ہین شبرنگ پر غصہ کر رہے ہین کہ ہرکارون نے عرض کی کہ خواجہ آتے ہین نورالدہر واسطے استقبال کے اُٹھے خواجہ کو بارگاہ مین لائے پوچھا خواجہ آپ پریشان کیون ہین خواجہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے نور نظر کیا حال پوچھتے ہو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

لشکر لے آئی ہی شاید ہجکر کا نور صبح	آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح
چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب	بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح
آگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال	بنگیا مینا ے مہر دانۂ انگور صبح
ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید	وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح
وقت بیوقت آگیا ہی بیشتر وہ آفتاب	ہو گئی ہی بارہا شام شب دیجور صبح
کھنے ہین مُردے کسی کی حسرت دیدار مین	گر شب تار لحد کو ای صداے صور صبح
بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے	جس طرح خورشید نکلا ہو گئی کافور صبح
میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب	ہی شب فرقت سیاہ آنے مین ہی معذور صبح
دیکھا ای موسی تجلی روے اُس محبوب کی	طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہو گئے ✶ پردۂ شب مین رہیگی تا بکی مستور صبح
تیری الفت مین سراپا ہو سفید ای آفتاب ✶ دم کی ہی مہمان اسی سے ہی فقط رنجور صبح
شہرۂ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین ✶ گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح
وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ جسکے ہول سے ✶ جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

نورالدہر نے گھبرا کر کہا چھوٹے دادا جان آپ کہین عاشق ہوے عمرو نے کہا ای فرزند جسوقت سے اُسکو دیکھا ہی دل بیقرار ہی آنکھین اشکبار ہین ہر عضو بیکار ہی ایک بڑی بے ادبی ہوئی کہ معشوق کو عالم غش مین پیار کیا یقین ہی کہ اُس سرکش کو یہ ناگوار ہوا ہو اگر سامنا ہو تو عذر کرون مین اب اُسکی فکر مین جاتا ہون اور طماس کا بھی پتہ لگاتا ہون یہ کہکے خواجہ لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے لشکر سے باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک نخل کے نیچے وہی معشوق زہرہ بدن غنچہ دہن رشک چمن شاخ نخل پہ ہاتھ رکھے کھڑی ہی مگر اپنے سایے کو بھی دیکھکر بھڑکتی ہی خواجہ نے مضطر و بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان فرد تیز نگاہ مست تو دانی کجا نشست ✶ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✶ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ غب است و وادی موسی ✶ جامۂ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ✶ یہ اشعار جو عمرو نے پکار کر پڑھے سیماے اختر بیشیاقی نے جو نگاہ اُٹھا کر خواجہ کو دیکھا جست و خیز کرتی ہوئی پلٹی کنارے پر لشکر غلطان کے خیمہ سیما کا استاد ہی کنیزین جست و خیز کر رہی ہین آپس مین عیاریان مکاریان صرف ہو رہی ہین اپنی مالک کو جو آتے ہوے دیکھا سب جم کر کھڑی ہو گئین پوچھا حضور کیون پلٹ آئین سیما نے کہا وہی مکار و غدار سامنے آگیا مین پلٹ آئی دیکھا اگر ٹھہرونگی تو کلمات ناشائستہ کہے گا ابھی اُسنے کئی شعر اس دھن مین پڑھے کہ دل بیقرار ہو گیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا یہ کہکے اندر گئی پکار کر کہا گلگون کہین حاضر ہون ایک کنیز دوڑی کہ گلگونہ خوش آواز کو بلا لاؤن خواجہ نے اُس کنیز کا پیچھا کیا راہ مین آکر اُسکو روکا بالون مین لگا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر مکان پر گائن کے آئے پیغام دیا کہ بی گلگونہ چلو کنارے لیجا کر اُسکو بھی بیہوش کیا گلگونہ کی شکل بنکر تانگے پر سوار ہوے

راہ مین جو نکلے جو جہان پر کھڑا تھا آوازے پھینکنے لگا کوئی پکارتا ہی میان جانیوالے ذرا ادھر دیکھو ہم تمھارے بہت مشتاق ہین خواجہ جواب دیتے ہین نگوڑے گھورنے والون کی آنکھین پھوٹین جہان ان نگوڑون نے نگاہ ڈالی پنڈا پھیکا ہو جاتا ہی سر مین خلل پیدا ہوتا ہی سب سے پھکڑ لڑتے ہوے بارگاہ سیما پر پہونچے تانگے پر سے اُترے پائچے سنبھالتے ہوے اندر آئے جھک کر سلام کیا سیما نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کہ کیون گلگونہ اچھی رہین عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون سیما نے کہا اے گلگونہ دل گھبراتا ہی کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہوا ہون کر سکے کیا مشتِ خس بند — ابھی اُڑ جاؤن رہجائے قفس بند
ہوئی یان آمد و رفت نفس بند — قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
غبار دشت مجنون کیا ہی سرمہ — کہ ہو جاتی ہی آواز جرس بند
سمائیگا نہ دستون مین بھی مطلب — ہوے القاب مین تو صرف دس بند
شب فرقت مین ہم پھرتے ہین نالان — زبان ہوتی نہین مثل جرس بند
کہان وہ اے جنون صحرا نوردی — ہوے زندان مین ہم ایکبرس بند
مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون — کریگا خواب چشم دادرس بند

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ سیما سے اختر پیشانی جھومنے لگی کہا اے گلگونہ کیا غضب کا گاتی ہو کہ دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ایسے اشعار ڈھونڈھکر نکالتی ہو جو شاعر نے چوٹی کے کہے ہون مگر ذرا میرے قریب تو آؤ جیسے ہی خواجہ قریب پہونچے سیما نے کہا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی خواجہ پلٹے سیما نے چند حلقے کمند کے مارے کہ خواجہ کمندون کے حلقے مین پھنسے جیسے ہی گرے سیما نے اُٹھکر خواجہ کو گرفتار کر کے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ جو تمنے وقوع مین آئی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری طرف نہ آنا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اب تشریف لانے کا کچھ مزہ اُٹھا یا ہی سزا کہ تمکو قتل کرون مگر خواجہ علم عیاری مین وحید عصر ہوا سوجہ سے تمکو قید کرونگی ایک کنیز اُسی مجمع مین سے اُٹھی کہا واری مجھے دیجیے مین اسے لیجا کر قید کرون ملکہ نے سر کمند کا جیسے ہی کنیز کے ہاتھ مین دیا اُس کنیز نے پیچھے ہٹ کر

پیتنا بہ دوش پہ لگایا اور پکار کر کہا اُستانی صاحب میرا آداب قبول ہو منم مہتر برق فرنگی
نعرہ کر کے مثل چھلاوہ کے نظرون سے غائب ہو گیا چند کنیزین تعاقب مین برق کے گئین
مگر پتہ نہ پایا نعرہٗ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ٭ منم یکہ لیکن گران بر ہزار ٭ خواجہ کو برق
لے بھاگا سیما بہت جھلائی کہا یہ نگوڑا بھور یا پہلے ہی سے آبیٹھا تھا بڑا دھوکہ دیگیا خیر اس سے
بھی سمجھونگی مگر برق نے صحرا مین لاکر خواجہ کو کھولا کہا اُستاد مجکو بڑا تردد تھا کہ آپ اِس ظالم پر
عاشق ہین اور یہ نہایت چست و چالاک ہے ایسا نہو اُستاد کو تکلیف پہونچائے مین پہلے ہی
سے کنیز کی شکل بنکر جا بیٹھا تھا باتین کر رہا تھا کہ آپ تشریف لائے کس چالاکی سے آپ کو
لے نکلا ہون خواجہ نے کہا بس بس خاموش رہو بڑا کام کیا ایسی عیاریان لڑکے کرتے
ہین اب سب عیارون مین جاکر ذکر کروگے برق نے کہا کیا مجال کہ جو زبان سے بھی
نکالون خواجہ نے کہا جس کنیز کی شکل بنکر بیٹھے تھے اُسکے کپڑے اور اُسکا زیور بھی لوٹ لائے برق
نے کہا اُستاد وہ کنیز زیور نہین پہنے تھی اگر زیور اُسکے پاس ہوتا تو مین پاتا خواجہ نے کہا
جاؤ جاؤ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو میرے معاملہ مین دخل نہ دیا کرو یہ کہکر برق کو ہٹایا آپ
پھر پلٹے صحرا مین پہونچے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ملکہ سیمائے اختر پیشانی جست و
خیز کرتی ہوئی آتی ہے خواجہ نے جو آتے ہوئے دیکھا کلیجہ تھام لیا ایک گوشے مین چھپ گئے
گمند مین خس پوش کمین سیما جست و خیز کرتی ہوئی وہان پہونچی جب دس پانچ قدم پردہ
مقام باقی رہا ٹھہر گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہے
نکلکر مجھسے مقابلہ کر خواجہ نے جو یہ آواز سُنی سمجھے کہ شاید اسنے مجکو دیکھ لیا ہے نکلکر مقابلہ
کرون مگر پھر سوچے کہ شاید عیاری کرتی ہو سیما نے کئی مرتبہ پکارا جب خواجہ نہ نکلے
تو سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسکے کلے مین دیکر اُسی زرنے کیطرف مارا قریب زرنہ وہ پتھر
آکر گرا اب خواجہ سوچے کہ چھپے رہنا بیکار ہے نکلکر مقابلہ کرو یا قدمون پر سر رکھدو شاید
معشوق کو رحم آجائے مگر پھر سوچے کہ ذرا لو اور تامل کرو ابکی جو پتھر سیما نے مارا یہ پتھر
دور جاکر گرا اب خواجہ سوچے کہ عیاری کرتی ہے دیر تک سیما چیختی پیٹی غل مچایا کی پتھر بھی
پھینکے مگر خواجہ نہ نکلے زرنے مین چھپے بیٹھے رہے سیما سوچی کہ ناحق کو دل دھڑکتا ہے جست

رکے حلقہ ہائے کمند مین آئی خواجہ نے شیر کی آواز دی جی مین کہتی ہو اِی سیما یہان شیر بیٹھا
تھا اسوجہ سے دل دھڑکتا تھا ٹرکی خواجہ نے جھٹکا مارا کہ سیما گری جست کر کے سینہ پر
سوار ہوے سیما نے سسکی بھری کہا ارے کیسا عاشق فاسق ہی میرے کنگر چبھہ گیا خواجہ
نے گھٹنہ ڈھیلا کیا دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالکر سیما نے دس حباب منھہ پر عمرو کے
مار دیے خواجہ لڑکھڑاکر گرے بیہوش ہوے سیما نے پشتارہ باندھا پشتارہ لیکر ہنستی
ہوئی چلی جی مین کہتی ہو کہ اب وہ بھوریا کہان گیا اُسے بھی تو احوال معلوم ہو ایک مرتبہ
اتفاق تھا کہ دھوکہ کھایا کہ سامنے سے گرد اڑی سیما نے دیکھا سلیمہ بادپا وزیرزادی
میری آتی ہو پکار کر کہا کہ اِی ملکہ عالم کس فکر مین گئی تھین سیما نے کہا اِی سلیمہ عمرو کو پکڑ لائی
سلیمہ نے کہا واری ایک بڑی مشکل پڑی ہو کہ آپ کے خیمے پر کئی سو بیک بچے آپکے ہین
کنیزون کو قتل کر رہے ہین پشتارہ مجھے دیجیے درہ کوہ مین جا کر چھپا دون آپ چلکر
اس بلوے کو روکیے آپکے پہونچتے ہی عیار بھاگ جائینگے آپ پکار کر فرمائیے گا کہ عمرو
کو مین نے گرفتار کیا تھا وہ چھوٹ گیا سیما خوش ہوئی کہ میری وزیر زادی خیرخواہ
ہو جو پشتارہ لیکر جاتی تو عیار چھین لیتے اسی کی وجہ سے آکر لڑے ہین کہ اپنے استاد کو رہا
کرین مگر خیر بات بگڑی چلکر عیارون کو روکون کہا اِی سلیمہ یہ پشتارہ لے مگر ایسے مقام
پر چھپانا کہ کوئی نہ پائے سلیمہ نے کہا واری ایسے مقام پر چھپاؤن کہ ہوا بھی نہ پائے نہ کوئی
اس مقام تک پہونچ سکے پشتارہ لیکر سلیمہ سامنے سے بھاگی پکار کر سیما نے کہا کہ اری
ادھر کہان جاتی ہو سلیمہ نقلی نے پکار کر آواز دی اِی مادر مہربان معاف فرمائیے گا کہ خطا
تو مجھسے ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کر کے لیچلا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بہ عیاری منم چست و چالاک		بچشم دشمن اندازم کف خاک	
نہ آید با دگر چندہ گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم	

یہ کہتا ہوا چالاک بھاگا سیما ناچار ہو گئی بڑا افسوس کیا کہا یہ سب نگوڑے لگے رہتے
ہین اب رات کو جا کر طلسم کشا کو چرا لاؤنگی اور سب سردارون سے غلطان گوہر بار
سمجھ لین گے ایک سحر مین سب اکو دیوانہ کر دینگے کوئی سردار نہ بچ سکے گا یہ سوچتی ہوئی

پلٹی چالاک نے صحرا مین آکر خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ چالاک سے بگڑنے لگے کہا او بیحیا تو نے کیون دخل کیا میری معشوقہ مجکو کاندھے پر لادکے لیچلی تھی محفل مین لیجاکر پہلو مین بٹھاتی چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ وہ بلاے روزگار ہی دشمنون کو قتل کرتی وہان کون پہونچتا جب آپ کو گرفتار کیا تو مین نے دور سے دیکھا جھپٹ کر لشکر مین پہونچا بسلیم کو بیہوش کرکے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر آیا خواجہ نے کہا وزیرزادی معشوقہ کی بہت سا زیور پہنے تھی وہ آپ نے کیا کیا چالاک نے کہا اُسکے پاس زیور نہ تھا خواجہ نے کہا تلاشی دیجیے کمر جو چالاک کی کھولی توڑے وغیرہ نکلے ہرچند چالاک چنچا پیٹا مگر خواجہ کب مانتے ہین سب اسباب نے لیا اور کہا کہ اب کبھی دخل نہ دیجیے گا خواہ وہ مجکو گرفتار کرے خواہ قتل پر آمادہ ہو آپ لوگ بچانے نہ آئیے گا مگر مین سمجھ گیا برق نے بھی ایک عیاری کی تھی اُسی نے تمکو خبر دی ہوگی اُسی خیال پر تم آئے برق فرنگی جھوٹا ہی اُسکے کہنے کا کبھی خیال نہ کرنا ورنہ تمکو لشکر سے نکال دونگا جاؤ خدمت مین صاحبقران کی تم جاؤ سب حال اُنسے بیان کرنا وہ تمکو انعام دینگے گردن مین تمھاری ہاتھ ہوگا تب تمکو کیفیت معلوم ہوگی چالاک روتا ہوا روانہ ہوا رات کو لشکر نورالدہر مین آئے نورالدہر نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان معشوقہ ملی خواجہ نے کہا ای فرزند معشوقہ دو مرتبہ ملی مگر چالاک و برق ایسے نالائق ہین کہ دل نازک پر معشوقہ کے صدمہ پہونچایا مجکو ہاکلائے مجکو از حد ناگوار ہوا مین نہین چاہتا کہ اُسکو صدمہ پہونچے جو حکم دے وہی بجا لاؤن اور میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ آدمی ہی کہ برسون بحال رہتا ہی — وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہی
یہ چھک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے — کہ طوق بھی مری گردن مین لال رہتا ہی
کبھی نہ آئنہ دیکھا پئے خود آرائی — یہ بیمثالی کا اُسکو خیال رہتا ہی
ہوا ہون خال رخ یار دیکھکر حیران — سیاہ آگ مین کیونکر نہ گال رہتا ہی
ہی فیض خاک نشینون سے سربلندون کو — کہ سبز پانی سے ہر اک نہال رہتا ہی
یہ رنگ سینہ خراشی سے اب ہی ناخن کا — کہ جیسے سرخ شفق مین ہلال رہتا ہی

نہ ترک صحبت احباب کبھو تاسیخ	اگرچہ برگ شجر پائمال رہتا ہی

نورالدہر نے عرض کی خدا آپ کی مشکل آسان کرے خواجہ نے کہا ای نورنظر امروز فردا
مین فیصلہ کرتا ہون گرفتار کر لاؤنگا اب کیا بیچے گی آپ کے اِس حقیر کی جسپر نگاہ پڑی وہ
معشوقہ قبضے مین آئی سیما خدمتگار بنی کھڑی ہی سب باتین خواجہ کی سن رہی ہی جب عمرو نے
کہا دو چار دن مین گرفتار کر لاؤنگا تو سیما نے بڑھکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حلوا خوردن
را روئے باید ابھی تمکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالو نگی یہ کہکے جست کر کے بھاگی خواجہ نے پیچھا
کیا جب لشکر سے سیما نکل گئی اور دیکھا کہ خواجہ آتے ہین تو پلٹ پڑی اور کہا کہ او ساربان
زادے چلا ہی آتا ہی کیا مجکو حلوا سمجھا ہی قریب آکر ایک نیمچہ مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا
مگر خواجہ اپنے نیمچے پر نگاہ نہین ڈالتے معشوق کے وار روک رہے ہین فرماتے ہین ای
جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ مین ہاتھ گردن مین تمھاری حمائل کر لون
تب نیمچہ مارو کہ میری بھی آرزو پوری ہو سیما کہتی ہی کہ او ساربان زادے تیری قضا لیکر
تجکو آئی ہی اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگی بے قتل کیے نہ جانے دونگی خواجہ نے سیما کے اسقدر
وار روکے کہ سپر پرزے پرزے ہو گئی اب سیما نے کمر تا کے سر پر نیمچہ مارا خواجہ کے
نیمچہ پڑا او چھا زخم آیا دوبارہ سیما نے نیمچہ سامنے چمکایا اُس نیچے مین حباب دیا تھا خواجہ
زخم کا خون پونچھنے لگے سیما نے حباب مارا خواجہ چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے سیما نے
چاہا پشتارہ باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی سیما سمجھی کہ کوئی عیار آتا ہی بغور جو دیکھا تو ایک
مادہ آہو آتی ہی جست وخیز کرتی ہوئی تھنون مین دودھ بھرا ہوا جب وہ سیما کے قریب
پہونچی چاہا جست کر کے قریب سے سیما کے نکل جاؤن سیما نے پلٹ کر حباب مارا مادۂ
آہو چرخ مار کر گری سیما نے چاہا چھاتی پر خواجہ کی چڑھ کے مشکین باندھ لون اتفاقاً اُس
مادۂ آہو کے تھنون پر اُسکا گھٹنہ پڑا دودھ کی دھار نکلی وہ دھار سیما کے دماغ پر پڑی
کہ سیما بھی بیہوش ہو کر گری اب اُس صحرا مین خواجہ اور سیما اور آہو تینون بیہوش پڑے
ہین قضائے کار چالاک جو پھرتا ہوا اُس طرف آیا دور سے دیکھا جی مین کہتا ہو سبحان اللہ
قبلہ وکعبہ بھی بیہوش اور بیہوش کرنے والی بھی بیہوش اور مادۂ آہو بھی بیہوش مگر یہ مادۂ

آہو کون ہی یہ سوچکر قریب آیا زیر شکم مادہ آہو کے دیکھا گھنڈیان لگی ہوئی ہین چالاک
نے گھنڈیان کھولین کھال اُتاری جب کھال اُتاری تو دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ہین چالاک
نے برق کو ہوشیار کیا کہا ای برق خوب عیاری کی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین
سمجھا تھا کمند مار کر گرفتار کریگی مگر اُسنے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا مگر ای چالاک
تم تو جاؤ مین اُستاد کے ساتھ ایک مضحکہ کرونگا چالاک تو چلا گیا برق نے خواجہ کو
قاعدے سے بٹھایا دونون پائون سیما کے گود مین خواجہ کی رکھدیے ایک ہاتھ
سے فتیلۂ دفع بیہوشی سیما کو اور ایک ہاتھ سے اُستاد کو سنگھایا خواجہ کو چھینک آئی چند
قطرات گندیدہ دماغ سے نکلے ہوشیار ہوے اُدھر سیما کی جو آنکھ کھلی خواجہ کو ایک
لات ماری کہ خواجہ الگ گرے سیما جست کرکے نکلی برق نے جھک کر سلام کیا
کہا اُستانی صاحب آپ کے مزاج مین بڑی بے شرمی ہی خیمے بارگاہ مین موجود ہین
وہان تشریف لیجلیے سیما گالیان دینے لگی کہتی تھی نگوڑے بڑا مسخرا ہی تیرے اُستاد کی
میرے ہاتھ سے قضا ہی آج تو نے بست پریشان کیا خواجہ نے برق کو جھڑکا کہا کیون
بیوقوف بزرگون کے ساتھ مسخرہ پن کرتا ہی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری مدد کو نہ آنا مگر تجکو
کب آرام ہی فوراً اپنے کو بچاتا ہی لے جاؤ سامنے سے دفع ہو برق تو ایک جانب
چلا گیا سیما طرف اپنی بارگاہ کے گئی غلطان سے جاکر سب حال بیان کیا کہا ای غلطان
اصل یہ ہی کہ عمرو کے شاگرد دبلاے روزگار ہین طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان عمرو
کو لوٹونگی میدان سے گرفتار کرکے لاؤنگی کہ سب دیکھین سیما نے یہ کام کیا خواجہ پلٹ کر
بارگاہ نورالدہر مین آئے نورالدہر نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان کیا معرکہ گذرا
خواجہ نے سب حال بیان کیا سب برق کی تعریف کرنے لگے خواجہ نے کہا آپ
کیا جانین وہ بڑا مکار ہی یہ کوئی عیاری نہ تھی کہ مادہ آہو بنکر چلے آئے اگر وہ آہو کو نہ
گرفتار کرتی یا آہو کے تھن پر اسکا گھٹنہ نہ پڑتا تو میان برق کیا بنا لیتے یہ کہیے کہ معشوقہ
نے کچھ اسکا خیال نہین کیا اب یہ بھی اُسکو معلوم ہو گیا کہ میان برق مادہ آہو بنکر آئے تھے
اب کبھی دھوکہ نہ کھائیگی اپنے کو ہر آفت سے بچائیگی مگر ای فرزند میری عجب کیفیت ہی اصل

لیکن میرے دل بیقرار کی یہ صورت ہی نظم

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے
موج ہی مجکو بجاے خط پیشانی ہی

لشکر مور جو خط ہو کہین جور شکن
ہر پری چہرہ کو دعواے سلیمانی ہی

نور کا نام شب تار جدائی مین نہین
جو ستارہ ہی سو اک دیدۂ قربانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منھ اپنا
مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی

چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین روان
دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی

سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج
رشک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہی

اسقدر کرگئی پرواز زمانے سے تمیز
کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی

کام شمشیر نگہ کرتی ہی جس مقتل مین
جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی

گو رز نجیرون سے ڈھاپون عوض چاہ درگل
تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی

کم شب مہ سے شب تار نہین ہی تاریخ
اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

سب سردار حال پر خواجہ کے افسوس کرنے لگے مگر نورالدہر نے کہا برق و چالاک
کو بزرانہ کیسے انھون نے وقت پر مدد کی کیسے کیسے مقام پر بچایا عمرو نے سب کو قائل کیا
کہ آپ لوگ شیوۂ عیاری کیا جانین برق اپنے نزدیک بڑا کام کرتا ہی مگر مین اسکی مدد
نہین چاہتا وہ میرے مقدمہ مین دخل نہ دے وہان سیماے اختر پیشانی نے غلطان
سے کہا کہ آج کے دن طبل جنگی اور نہ بجوائیے مین آج طلسم کشا کو ضرور چرالاؤنگی تدبیر کرچکی
ہون ہرچند غلطان نے کہا کہ ملکہ سر میدان مقابلہ کرو مگر سیما نے کہا آج کی شب اور دیکھ
لیجیے پھر کل آپ کو اختیار ہی جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا غلطان خاموش ہو رہا مگر سیما
باتہاے عیاری لگا کر چلی لشکر نورالدہر مین آکر دیکھا کہ ایک طرف چالاک و برق
پھر رہے ہین اور ایک طرف خواجہ بازار مین موجود ہین دوکاندارون کو جگاتے پھرتے
ہین سوچی کہ یہ وقت نہین ہی پلٹی خواجہ نے دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ آتے آتے مجکو دیکھکر
پلٹ گئی خیال کیا کہ شاید وہی ظالم نہو بڑھکر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہرو سیما نے پلٹ کر
کہا او ساربان زادے کیون دیوانہ ہوا ہی آج تیری قضا ہی میدان مین تو آ خواجہ جھپٹ کر

پہلے سیما جنگل مین آکر ٹھہری خواجہ بھی سامنے سے آئے آپس مین نیمچہ چلنے لگا مگر وہی کیفیت ہی کہ خواجہ دار روکتے ہین اپنا وار نہین کرتے کہ شاید کوئی نیمچہ معشوق پر پڑ جائے تو باعث بدنامی ہو لوگ کہین گے کہ معشوق پر کیون ہاتھ اُٹھایا غرضکہ دیر تک آپس مین نیمچہ چلا سیمائے اختر پیشانی نہایت چست و چالاک ہی گھس گھس کے نیچے مار رہی ہی ایک مقام پر اُسنے حباب پیپلے پر نصب کرکے اِس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ خواجہ کے دماغ پر حباب پڑا خواجہ بیہوش ہو کر گرے سیما بہت خوش ہوئی کہتی تھی کہ او ساربان زادے تو نے بہت ہی پریشان کیا چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ اِسکا کوئی حمایتی نہ آتا ہو جب دیکھا کسی طرف سے کوئی نہین آتا تو خواجہ کا پشتارہ باندھا ایک ہاتھ گردن کے نیچے دوسرا زیر کمر دیکر چاہا پشتارہ اُٹھاؤن کہ کمر سے ایک ڈبیا گری سیما قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بڑا مرد طماع ہی مال اپنا کمر مین رکھتا ہی جان کا خوف اِسکو نہو گا مال کے واسطے بہت رویگا مین پہلے اِسکو تو قبضے مین کرلون پشتارہ کمند ون مین بندھا ہوا زمین پر رکھدیا ڈبیا کو اُٹھایا دیکھا تو یاقوت احمر کی ڈبیا ہشت پہل کیسی خوبصورت بنی ہوئی ہی سوچی کہ اسکے اندر ہیرے کے بڑے بیش قیمتی نگ ہونگے نہین معلوم کسکو لوٹ کر لایا ہوگا اور کیا عجب ہی کہ لعل بے بہا اسمین ہون ملک باختر سے یہ چیزین دستیاب ہوئی ہونگی لقا نے بڑا مال جمع کیا تھا اور جواہر وہان بحساب تھا وہین سے یہ لوٹ مار کر لایا ہی آخر شوق پیدا ہوا کہ اِسکو کھول کر دیکھون کہ دل مین تردد رہے ہنستی جاتی ہی اور ڈبیہ کو ہاتھ مین لیے ہوے ہی چاہتی ہی کھولون پھر رُک جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ اے سیما جسوقت یہ ہوشیار ہوگا اور ڈبیہ کمر مین نہ پائیگا تو بہت گھبرائیگا یہ باتین سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی ڈبیہ کھلی اُسمین سے بیہوشی اُڑی سیما بھی بیہوش ہو کر گری اب دونون بیہوش پڑے ہین اور صحرا مین سناٹا پڑا ہوا ہی قضائے کار پہلے یہ معاملہ گذرا کہ شبرنگ نے جو طلایہ پر سے دیکھا تھا کہ قبلہ و کعبہ پھر رہے تھے ایک ضعیفہ کے تعاقب مین گئے ہین سوچا کہ چلکر خبر تو لون پھرتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا خواجہ کا پشتارہ بندھا ہوا زمین پر رکھا ہی اور ایک طرف سیما بیہوش پڑی ہی جی مین کہتا ہی اے شبرنگ یہ قبلہ و کعبہ ہی کا کام ہی کہ بیہوش ہو کے اِسکو بیہوش کیا مثل

انکے کون عیار ہی زیر ہوکر دوسرے کو زیر کرنا یہ انھین کا کام ہی انھین عیارون مین جناب قبلہ وکعبہ کا نام ہی مگر ای شبرنگ کوئی چالاکی کرو کہ مادرمہربان بھی یاد کرین یہ سوچکر خواجہ کو قاعدے سے بٹھایا سیما کے پانؤن گود مین خواجہ کی رکھے اور دونون کو فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر شبرنگ تو ہٹ گیا یہان دونون کو چھینک آئی سیما نے جو اپنے کو اس کیفیت مین دیکھا بہت شرمائی ایک دولتی سینے پر ماری آپ جست کرکے دور جا کھڑی ہوئی کہا او ساربان زادے اپنے مددگارون کو ساتھ لیے پھرتا ہی کہ وقت پر وہ آجاتے ہین تجھے بچا لیتے ہین خواجہ نے پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب رحم کرو مجھسے نہ بھاگو مین تمھارا عاشق صادق ہون میرا عجب حال ہی

نظم

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سے | خوشبو مین ہی زیادہ پسینہ گلاب سے
اس روے آتشین نے دیا ہی یہ داغ دل | روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین | محروم ہی سوال ہمارا جواب سے
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو | سرکے جو آستین ابھی چشم پر آب سے
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین | مدت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سے
دریاے حسن گردہ بریہ نہین روا | پھکوان سینہ پر ہین عیان دو حباب سے
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین | کیونکر نہ نکلین خط شعاع آفتاب سے
کبتک غبار جسم سے آلودہ مین رہون | کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے
کھا جائے بل کمر جو نزاکت سے کیا عجب | رسی کیطرح ہوگی قوی پیچ و تاب سے
کرتے ہی سیر مصحف رخ زلف مین پھنسے | دشت خطا مین جا پڑے راہ ثواب سے
اس حال مین شفاعت ناسخ ہو حشر مین | امید ہی جناب رسالت مآب سے

خواجہ نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی ای عمرو حقیقت مین علم موسیقی کا تو بادشاہ ہی تیرا گانا سنکر دل کو محویت ہوتی ہی عمرو نے کہا مین آپ کے ساتھ محفل مین چلون وہان باطمینان تمام گانا سنیے تو آپ کو حظ ملے سیما نے کہا او ساربان زادے تجکو میری محفل مین جگہ نہین ہی یہ کہکر سیما تو نکل گئی مگر خواجہ پیچھے اسکے چلے ایک کنیز کی شکل

بنکر محفل مین آئے اس زور و شور سے گائے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی اے گلچہرہ حقیقت مین
تو کیا خوش آواز ہی اور گانے مین تیرے سوز و گداز ہی عمرو نے قریب آکر بلائین لین
کہا اے حور طلعت حقیقت مین تیرا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی عمرو نے جو اس محبت سے
کہا سیما کو شک ہوا کہ گلچہرہ تو ایسی خوش آواز نہ تھی فورا گیونکر خوش آواز ہوگئی شاید
وہی ساربان زادہ ہی یہ سوچکر کمند ماری عمرو جست کرکے حلقہ ہائے کمند سے نکلا
اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو حلقہ ہائے کمند کاٹ کر نکل گیا ہر چند کنیزون نے
چاہا روکین مگر خواجہ کب رکتے ہین سیما حیران ہوگئی کہتی تھی عمرو چھلاوہ ہی مگر جب
سر میدان اس سے مقابلہ پڑیگا تب تم لوگ میری چالاکی دیکھنا وہ بھاگا مین اپنے
مقام سے نہ اُٹھی اسی خیال سے کہ نکل جائے گرفتار کرنے سے کیا نفع کئی مرتبہ گرفتار
ہوا اُسکے شاگرد آکر رہا کر لیگئے مگر ابکی جو گرفتار کرونگی ایک ہاتھ تیغہ کا ماردونگی کنیزون
نے کہا واری اگر اب تک آپکا دل چاہتا تو قتل کرچکتین سیما نے کہا انصاف کرو غیر انصاف
نہ کہو ایسا عیار طرار کہین دنیا مین ہی جسوقت یہ مارا جائیگا تو صاحبقران زمان اپنی
جان دیدینگے اور بدلہ اسکے خون کا لین گے جب صاحبقران کدو کاوش کرینگے
تو پھر مین زندہ بچ سکونگی شاگرد بھی اسکے جو ایک ایک بلائے روزگار ہی وہ کیا قاتل
کو زندہ چھوڑینگے کیا عمرو کا قتل کرنا آسان ہو کنیزون نے پوچھا واری اسکے کتنے
شاگرد ہین سیما نے کہا اخبار مین مین نے لکھا ہوا دیکھا تھا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچے اسکے شاگرد ہین اور ہر عیار بلائے روزگار ہی یہ جو عیاریان تمنے دیکھین
ایک کو ایک سے زیادہ دعوی ہی مگر مین گرفتار کرلاتی ہون یہ کہکے ہاتھ اپنے عیاری
جسم پر لگائے تلاش عمرو مین چلی قریب ایک نخل کے پہونچی وہان ایک ساحرہ ذیل جادو

نامے مرواریدسے دعوی کرکے آیا تھا کہ مین جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کیے دیتا ہون
لشکر نورالدہر دیکھکر اُسی مقام پر ٹھہر گیا سوچ رہا ہو کہ کیا فکر کرون کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک شعلۂ جوالہ قنتور ہاے زر لفتی سے آراستہ جست وخیز کرتی
ہوئی آتی ہی جمال بیمثال سیما دیکھکر مرگیا دورسے جو سیما نے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہی
خیال مین گذرا کہ مروارید کی طرف سے آیا ہوگا یا شاید کسی گانوٗن کا رہنے والا ہو جو کوئی
ہوگا ہمارے نام سے ڈریگا یہ سوچکر اُسی طرح چلی آتی ہی جیسےہی یہ سامنے رذیل کے پہونچی
اُسنے سحر کیا کہ سیما گری نگر پکار کر آواز دی کہ او جادوگر یہ کیا حرکت کی نہین جانتا کہ
سیماے اختر پیشانی میرا نام ہی غلطان گوہربار کی معین ومددگار رہون اگر ابتک
مین دخل نہ دیتی تو عیارون نے اُسکو مار لیا ہوتا مسلمانون کے عیار بلاے روزگار
ہین اُن عیارون کو کون روک سکتا ہی جنھون نے دمامہ وتمتمش کو مارا صاحبقران
کو وہان لے پہونچے کہ جہان ہوا کا گذر نہ تھا ہرچند سیما چیخی لیکن رذیل نے نہ سنا جست
کرکے قریب آیا چاہتا ہی لپٹ جاؤن بوسہ لینے کو مُنھ بڑھایا سیما اپنے کو بچا رہی ہی مگر
اپنی جان سے بیزار ہی جی مین کہتی ہی اے سیما اگر اس بازاری نے عصمت پر ہاتھ ڈالا تو کیسی
بدنامی ہوگی یہ سوچکر چلا چلا کے رونے لگی کہتی ہی اوساحر واسطہ سامری وجمشید کا الگ
رہ میرے قریب نہ آ یہ کیا حرکات ہین قضاے کار خواجہ عمرو ایک نخل کے سایے مین
بیٹھے تھے آواز جو سیما کی سُنی بیقرار ہوگئے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ خام بدانجام
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سیما کا بوسہ لیلون سیما کبھی تمانچہ ماردیتی ہی کبھی مُنھ پھیر لیتی ہی کبھی کہتی
ہی کہ ارے تو کہان رہتا ہی سب جگہ ملکہ مروارید کی عملداری ہی اپنا مقام تو ظاہر کر اپنے
حال سے تو ماہر کر جہانتک عملداری ملکہ مروارید کی ہی سب ہمارے مطیع ومنقاد ہین تو کیا
اُنکی عملداری سے الگ رہتا ہی اگر میرے ساتھ بے ادبی کریگا تو گھر وغیرہ سب لٹ
جائیگا اہل وعیال قتل ہونگے زندہ نہ بچیگا رذیل جواب دیتا ہی اے جان جہان واے
آرام دل مشتاقان اس صحرا مین کون دیکھتا ہی مین اپنا مطلب نکال کے چلا جاؤنگا پھر
جو کبھی تجکو پاؤنگا مطلب نکال لونگا سیما پھڑک رہی ہی نہ اُٹھ سکتی ہی نہ نیچہ کھینچ سکتا ہی

عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا کہ ایک ساحر بازاری چاہتا ہی کہ معشوقہ پہ دست انداز ہون
کلیجہ ہل گیا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر صاحب مین آتا ہون مین اسکے
ہاتھ پکڑ لون تم مطلب حاصل کرو پھر تم ہاتھ پکڑ لینا مین بھی مراد دلی حاصل کرونگا پھر اسکو
چھوڑ دینگے سیما نے جو یہ سنا اور زیادہ گھبرائی کہ اور غضب دیکھو دوسرا ساحر بھی ایسے
ہی جہلات کہتا ہوا آتا ہی جب دو مرد ملکر میرے ہاتھ پکڑ لینگے تو کیونکر بچونگی بیقرار ہوکر پکار
اُٹھی کہ ای شہنشاہ امج عیاری جلد اپنے کو پہونچاؤ تمھاری معشوقہ کی آبرو جاتی ہی تم کیونکر
گوارا کروگے جلد آؤ اس ملعون کو مار و اور مجکو اس آفت سے بچاؤ خواجہ یہ آواز سنکر
بیتاب ہوگئے سوچے کہ اسکے دل مین بھی جگہ تمھاری ہی جب تو وقت مصیبت تمھارا نام
لیتی ہو یقین ہی کہ اس احسان کو بہت مانیگی تمکو قبول کرلیگی یہ سوچکر آگے بڑھے پھر پکار کر
کہا بھائی جادوگر جلدی نہ کرو مین آپہونچا مجکو قریب تو آنے دو مین آکے مطلب نکال
لونگا تم بہت راضی ہوگے یہ عورت بڑی چست و چالاک ہی مین نے کئی مرتبہ سوال کیا
مگر اسنے جواب سخت دیا شاید اسکو یاد ہو مین قوم کا زمیندار ہون مین نے اس سے کہا
تھا کہ سارا گانون تیرے نام لکھ دونگا مگر اس شتفتل نے نہین مانا یہ کہتے ہوے قریب آئے
دونون ہاتھ پکڑ لیے اب سیما اور زیادہ بیقرار ہوئی لات و منات کے واسطے دینے
لگی عمرو نے کہا ہان بھائی تیار ہو مین تم دونون سمجھ لون جب رذیل جادو آمادہ ہوکر
بڑھا عمرو نے کہا ای بھائی سامنے بھٹی ہی تھوڑی شراب لے آؤ کہ نشے مین اچھی طرح
مطلب ہوگا ہم بھی اسکو راضی کرلینگے آخر مان ہی جائیگی نہ مانے گی تو جبر کرینگے ہمارے دام
سے اب کہان نکل سکتی ہی یہ سُنکر رذیل دوڑا کہتا ہوا کہ بھائی خوب یاد دلایا شراب
زبردستی اسکو پلائینگے نشے مین تو رضامند ہوگی رذیل دوڑ کر گیا ایک مٹی کے لوٹے مین
شراب خرید لایا کہا لو بھائی پہلے اسکو پلاؤ پھر ہم تم پئین مگر بھائی تمھارا نام کیا ہی عمرو نے
کہا مین یہان کا زمیندار ہون صحرا النورد زمیندار میرا نام ہی دن بھر یہین پھرتا ہون ادریہ
روز ادھر سے جاتی ہی مین دیکھکر کلیجہ تھام لیتا تھا مگر اس کمبخت نے کبھی نہ خیال کیا کہ ہمارا
عاشق ہی آج میری تقدیر کہ تم آگئے حصول مطلب ہوتا ہی یہ کہکے کہا بھائی پہلے تم پیلو کہ اول

تو مشقت پڑیگی جو بچیگی تو اسکو بھی پلاوینگے اب سیما زار زار رو رہی ہی سوچتی ہی کہ بے نشہ
زانکا یہ حال ہی جب شراب پیئینگے تو کاہیکو چھوڑینگے عمرو نے جام لبریز کرکے رذیل
کو دیا رذیل پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کہ بدن مین
آگ لگ گئی عمرو نے کہا بھائی تم ہی لائے تھے مین کیا جانون خیر ذرا ٹہلو نشہ کم ہوتے
تو مطلب حاصل کرو جلدی نکرو یہ عیارہ بچ نہین سکتی آج ہمارا تمہارا دونو نکا مطلب ہوگا
رذیل ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو
غرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ✤ رنگ از رخ بجنگ بداختر ببرم ✤ در محفل خسروان چو گردم
ساقی ✤ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ✤ عمرو نعرہ کرکے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

مثل جنت دور میرا باغ ہی ✤ رشک دوزخ سینۂ پر داغ ہی
ہجر مین کیا مین پیون مے ساقیا ✤ جام مے شیشہ کا استفراغ ہی
ہو یہ داغ اُس آستانے کا ترے ✤ کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہی
کیا پریشان غل سے کرتا ہو داغ ✤ کچھ خبر قاصد کی بھی ای زاغ ہی
مُہر گو قاصد لفافے پر نہین ✤ خط مین مضمون دل پر داغ ہی
خط نہین ہو رخ گل بے خار ہی ✤ تل نہین ہو لالۂ بے داغ ہی

عمرو نے یہ اشعار پڑھ کے ہاتھ گلے مین ڈالدیے اور خنجر کمر سے نکالا جھپٹ کے اُس
ساحر کو قتل کیا سیما دیکھکر دنگ ہوگئی کہتی تھی کیا کارنمایان کیا سامنے جست و خیز کرتی
ہوئی بھاگی خواجہ ٹہلتے ہوے لشکر نورالدہر مین آئے راہ مین برق سے ملاقات
ہوئی پوچھا کیون اُستاد کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہا اُستانی تمھاری اپنے لشکر
مین گئین مگر بڑی بلا مین پھنس گئی تھین مین نے جاکر اُس ساحر کو مارا تب اُنکو رہا کیا
برق نے کہا اُستاد مین دور سے دیکھ رہا تھا اور چلا تھا کہ جاکر اُسکو مارون بھلا مین
یہ گوارا کرتا کہ آپکی معشوقہ پر راہ گیر ہاتھ ڈالے جب آپ پہونچے تو مین رُک گیا پھر دیکھ
رہا تھا کہ اگر اُستاد پہ کوئی افتاد پڑے تو اپنے کو پہونچاؤن عمرو نے کہا او بھوریے
تو ہر وقت میرے زوال ہی کا امیدوار رہتا ہی برق سے خواجہ باتین کرتے ہوے

بارگاہ نورالدہر مین آ کے کرسی پر سر جھکا کر بیٹھے نورالدہر نے کہا چھوٹے دادا جان
طہماس کی رہائی کی کوئی صورت نہ نکلی عمرو نے کہا انشاءاللہ اب رہا کر لاؤنگا یہان سیما
گھبرائی ہوئی دربار مین غلطان کے آئی کہا اے شہنشاہ بہت تدبیرین کین لیکن طلسم کشا پر
ہاتھ نہین پہونچتا کئی عیار نگہبان ہین ہر وقت پھرا کرتے ہین طبل جنگی بجوائیے سر میدان عمرو
کو زیر کرونگی غلطان نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر نام پر سیمائے اختر پیشانی کے کل
عیاری کا مقابلہ سر میدان ہوگا ہم لوگ ساحر دخل نہ دینگے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارے خدمت نورالدہر مین آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ
باشد بباغ ✣ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✣ نگین سعادت بنام تو باد ✣ ہمہ کار عالم بکام
تو باد ✣ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلطان گوہربار نے طبل جنگی بجوادیا
کل سیمائے اختر پیشانی میدان مین نکلین گی نورالدہر نے کہا چھوٹے دادا جان
سوائے آپ کے کون میدان مین نکلے گا آپ کے نام پر طبل جنگی بجے عمرو نے کہا اے
نور نظر میری طبیعت سست ہے شبرنگ وغیرہ مقابلہ کرینگے نورالدہر نے کہا بڑی خفت
ہوگی وہ آپکا نام لیکر پکاریگی عمرو نے کہا ناچار و مجبور ہون کیا کرون جب قوت و
طاقت ہی نہو تو انسان سے کچھ نہین ہوسکتا سردارون نے کہا نام پر خواجہ کے طبل جنگی
بجوادیجیے ضرور مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا مین تو منع کرتا ہون پھر کسکے نام پر طبل جنگی
بجتا ہے نورالدہر نے حکم دیا کہ نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجے عیارون نے میدان درست
کرنا شروع کیا خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے لشکر غلطان مین آئے ہر مقام پر یہی ذکر
سُنا کہ کل مقابلہ سیمائے اختر پیشانی کا ہوگا عمرو کو پکڑ لائیگی اگر کوئی دوسرا شخص دخل دیگا
غلطان سحر کریگا گرفتاری پر عمرو کی بڑا ہنگامہ ہوگا عمرو سب کو عزیز ہے کون ایسا
سردار ہے کہ جسپر احسان عمرو کا نہین ہے خواجہ یہ سب باتین سُنتے ہوئے قریب اُس قصر
کے آئے کہ جہان طہماس قید ہے دیکھا نگہبان بیٹھے ہوئے آپس مین ہنسی دل لگی کر رہے
ہین عمرو وہان سے ہٹا در بارگاہ غلطان پر آیا اندر سے چوبدار نے نکل کر آواز دی
کہ ارے کوئی مزدور حاضر ہے قید خانہ تک فتیلہ شراب کا لے چلے خواجہ ایک شہدے کی

شکل بنکر سامنے چوبدار کے آئے کہا حضور جوے نے ایسا پریشان کیا ہے کہ جان و مال
سب ہار گئے چوبدار نے کہا ہارنا جیتنا تم لوگون کا کام ہے مگر یہ پتیلہ اُٹھا لو تا بہ قید خانہ لیچلو
شہدے نے کہا چار گنڈے لین گے چوبدار نے کہا جو مانگو گے وہی ملیگا شہدے نے
بہت خوب کہکر پتیلہ اُٹھا لیا شہد النقلی چوبدار سے باتین کرتا ہوا چلا کہ میان مرد ہے
صاحب آج کعبتین نے وہ رنگ ہمکو دکھایا کہ جو عمر بھر نہ دیکھا تھا سب داؤن رنگ
کے ہار ے اگر ہمارا رنگ گھڑی بھر کھیل جائے تو سلطنت جیت لین مگر آسمان پھٹ
پڑتا ہے کہ اُسکا داؤن نکل جاتا ہے اسی مین ہم لوگ ہرتے ہین رنگباز جھٹ پٹ ہار
جاتا ہے جب ہمارا رنگ آتا ہے تو جی چاہتا ہے جان بدین مگر کچھ زور ہی نہین چلتا نگمیا نے
حلال ہوتے ہین ہم بھی آج اسی مین ہارے کل تڑکے ہی جاکر بدینگے چوبدار ہان
ہان کرتا چلا آتا ہے کہ راہ مین شہدے نے ٹھوکر لی زمین پر گرا فتیلہ بھی گل ہو گیا کہا مرد ہے
صاحب فتیلہ ذرا جلا لیجیے یہ اسی ہار کی جھل ہے کہ راستہ نہین چلا جاتا چوبدار فتیلہ جلانے
گیا خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی پتیلہ اُٹھا کر لیچلے در زندانخانہ پر آئے قیام جادو
وہان کا افسر ہے اُسنے پکارا کون آتا ہے مرد ہے نے کہا تم سبھون کے واسطے شراب
لائے ہین سا حرا ٹھکر دوڑے پتیلہ لیکر رکھا شہدا سب کے حقے بھرنے لگا قیام نے
کہا بھائیو اپنا اپنا حصہ لیلو کہ رات بھر جاگنا ہو گا شہدا کہتا ہے آپ سب سو رہیے گا ہم پہرہ
دینگے قیام ہنسنے لگا کہا میان شہدے صاحب بڑے خوش مزاج ہو جا کے کابلی مٹر
تو لے آؤ شہدا دوڑکر کابلی مٹر لا یا سب کا کام دوڑ دوڑ کر کر رہا ہے مگر اپنی باتین کیے
جاتا ہے کہتا ہے بھائیو صبح کو چلکر ایک ایک روپیہ جوے مین لڑاؤ مہینہ بھر کی تنخواہ پا جاؤ
سپاہی کہنے ہین میان شہدے صاحب ہمارا یہ کام نہین اگر ہار جائین تو کیسے بدنام
ہون بال بچے بھوکون مرین شہدا کہتا ہے بھائیو جوے مین ہار نہین ہے ہزار ہار روپیہ
جیت لیا ہے ہمارا دو روپیہ روز کا خرچ اسی پر ہے خواہ ہارین خواہ جیتین مگر خرچ نہین
معلوم ہوتا شراب چلی جاتی ہے جمعدار صاحب ایک دن دن کھیلیے تب آپکو مزہ پڑے
سامنے پریان ناچا کرتی ہین ہم لوگ مزے اُڑاتے ہین تماشہ دیکھتے مین کل تو جمعدار صاحب

ضرور چلیے دیکھیے تو کیا صحبت ہے کون کون لوگ جمع ہوتے ہین کون کون لوگ آتے
ہین کیسے کیسے نقے اس مضمون مین پھنستے ہین غرضکہ سب نے شراب اپنے اپنے حصے
کی پی جسنے پی وہ ناچنے لگا کوئی چوتڑ گھسیٹتا ہے کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہے کوئی اپنے مقام سے
اُٹھ نہین سکتا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے خواجہ نے سب کو قتل کیا قید خانہ مین
آکر طہماس کو رہا کیا ساتھ لیکر چلے جب لشکر قریب رہا کہا اے طہماس تم تو لشکر مین جاؤ مین
رخصت ہوتا ہون طہماس نے کہا اُستاد کہان جائیے گا عمرو نے کہا سب ملکر میری جان
لیتے ہین سیماے اختر پیشانی جلادہ نیچے پران لیکر میدان مین آئیگی مین اُسکا مقابلہ
نہ کر سکونگا لہذا مین تو خانہ کعبہ جاتا ہون نور الدہر سے کہدینا اے نور نظر تمھاری ذات
سے صاحبقران سے چھوٹے زندہ رہین گے تو ملین گے صبح کو چالاک وغیرہ مقابلہ
کرینگے یا اُسکا عیار شبرنگ نکل کر مقابلہ کریگا مجھے کیا غرض ہے کہ مین اپنی جان دون
ہرچند طہماس نے روکا کہ اُستاد نہ جائیے پاس نور الدہر کے تو چلیے اُنسے کہا جانے
کہ خواجہ مقابلہ کے لائق نہین ہین وہ ضرور آپ کو معاف رکھین گے نور الدہر آپ سے
کیسی محبت رکھتے ہین خواجہ نے کہا بیٹا تم کیا جانو یہ سب فرزندان حمزہ میری ہی جان
لینے کے خواہان ہین وہ چاہتے ہین کہ ہوسکے تو مقابلہ کرو اور اگر نہ ہوسکے تو بھی لڑو مین
اپنی جان کو غنیمت جانتا ہون یہ کہکر خواجہ طرف صحرا کے روانہ ہوگئے طہماس راستہ
بھٹک کر اور طرف جا نکلے اُتنی رات صحرا مین پھرے جب ستارہ سحری چمکا اور لشکر
نور الدہر کو دیکھا کہ میدان مین جاتا ہے طہماس بھی لشکر مین آئے نور الدہر سب کے
آگے تھے طہماس کو دیکھکر خوش ہوگئے آواز دی کہ اے نہر بہشت کلنکان کیونکر رہائی
پائی طہماس نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی کہ خواجہ عمرو نے
جا کر رہا کیا نور الدہر نے پوچھا خواجہ کہان ہین طہماس نے کہا وہ طرف خانہ کعبہ کے
گئے ہین مین نے بہت سمجھایا مگر نہ مانا سیماے اختر پیشانی کوئی عیارہ ہے فرماتے
تھے مین اُس سے مقابلہ نہ کر سکونگا ہرچند کہا کہ آپ نہ مقابلہ کیجیے گا سامنے تو موجود رہیے گا
اُنھون نے نہ مانا روانہ ہوگئے نور الدہر کو بڑا قلق ہوا کہا اے شبرنگ تمنے سُنا کہ خواجہ

چلے گئے شبرنگ نے کہا گئے تو جانے دیجیے آپ کا غلام مقابلہ کریگا کیا معرکہ رہجائیگا
مگر قبلہ و کعبہ نے اپنے نام کو بدنام کیا یہ خبر صاحبقران کو بھی پہونچے گی فرمائین گے
نہین معلوم میرے عیار پر کیا دباؤ ڈالا کہ خواجہ طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے آپ کو
لوگ بدنام کرینگے نورالدہر نے کہا اب دیکھو تھوڑی دیر مین لشکر آتا ہو وہ ظالمہ
نکلے گی انھین کو پکاریگی شبرنگ نے کہا غلام خواجہ کی شکل بنکر مقابلہ کریگا کہ اتنے مین
برق آیا اُسنے یہ حال سُنکر کہا اے شبرنگ کیون گھبراتے ہو یہ بھی اُستاد کا فقرہ ہو
دیکھ لینا وہی آکر مقابلہ کرینگے کہ چالاک بن عمرو آیا اُسنے جب یہ کیفیت سُنی ہنسنے لگا
کہا قبلہ و کعبہ کے یہ شعبدے ہین ایسے فقرے اکثر ہوے ہین مگر وقت پر آگئے ہین یہ
باتین کرتے ہوے میدان مین آسئے کہ طرف سے لشکر غلطان کے گرد اُڑتی دیکھا
سب نے غلطان گوہربار اسباب سحر سے آراستہ و پیراستہ بڑے زور و شور سے
میدان کارزار مین آکر پہونچا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا
سب نے کہ سیمائے اختر پیشانی لباس عروسی سے آراستہ تخت پر سوار سات سو
کنیزین گرد گھیرے دوپٹہ گلنار عمدہ زیب دوش پائجامہ سرخ اطلس کا جسمین گوٹا پٹھا
لگا ہو پہنے ہوے وزیرزادی پہلو مین اسباب سحر سے آراستہ اس لطف سے سواری
سیمائے اختر پیشانی کی آکر پہونچی غلطان نے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا آج مقدمہ
مقابلۂ عیاری کا ہی ہم آپ تماشہ دیکھین اگر آپ دخل دینگے تو سحر کر کے صفین اُلٹ دونگا
نجم اختر شناس نے بڑھکر آواز دی کہ او بیحیا تیری کیا مجال ہو کہ لشکر اسلام کو بنگاہ کج
دیکھے بادشاہ لشکر ہمارا اسکندر ثانی ہو جسکے خوف سے بقراط ثانی بھاگا بھاگا
پھرتا ہو تم لوگون کے جلال کا زمانہ گذر گیا اب اپنی جان بچاؤ اب زمانۂ جلال طلسم کشا
ہو بقراط پرستون کے لیے زوال ہو نورالدہر فرمارہے ہین اے نجم تمنے اسکی بات کا
جواب کیون دیا حقیقت مین یہ سحر کیا کرسکتا اگر مقدمۂ عیاران مین دخل دیگا تو بہت
پچتائیگا سر میدان مارا جائیگا بلکہ اس سے تکرار کرو کہ جس سے مقابلۂ عیاران موقوف
رہے خواجہ چلے گئے نجم نے پکار کر آواز دی اے غلطان گوہربار ہم امید وار ہین

کہ کمال تمہارے سحر کا دیکھین کہ کیسے کامل ہو لشکر پہ کچھ سحر کرو تو جواب ملے غنچۂ آرزوے ساحران کھلے یہان پر تو یہ ذکر ہو رہا تھا مگر ہرکارے لشکر کفار کے جو لشکر اسلام مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے سیما کے آئے ترقی حسن وجمال کی دعا دے کر عرض کی ای ملکۂ عالم تمہاری عیاری کی شہرت نے یہ زور پکڑا کہ عمرو عیار خوف جان سے بھاگ گیا لشکر مین غلغلہ ہی کہ عمرو طہماس کو چھوڑکر طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے ہر چند طہماس نے سمجھایا مگر کہا کہ مجکو جان کا خوف ہی مین نہ ٹھہرونگا مگر ای ملکۂ عالم تمہاری یاد مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

خوب موزون ہمسے وصف قد بالا ہوگیا
عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا

باعث گریہ ہوئی فرقت مین مجکو میکشی
ساقیا اشکون سے می کا استخارا ہوگیا

میکشی مین روتے مین ہوا ای یار کو
نشئے کے ڈورون کی جا آنکھون مین جالا ہوگیا

تیرا مالا موتیون کا قتل کرتا ہی مجھے
ای پری مالہ سر وہی کا یہ مالا ہوگیا

داغ حسرت کتنے تیرے عہد مین پایا نہین
باغ مین آگے جو گل تھا وہ بھی لالہ ہوگیا

خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا
قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہوگیا

محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستون کو ضرر
شیشۂ می ٹوٹ کر ساقی پیالا ہوگیا

وصف جو اس ماہ تابان کے کیے مین نے رقم
یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہوگیا

جبکہ دوش احمد مختار پہ رکھا قدم
حیدر کرار کا رتبہ دو بالا ہوگیا

غم ہوا اس درجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر
جو ہرن تھا خشک ہوکر مرگ چھالا ہوگیا

کل تلک بے صرفہ تا ناسخ غم پہ غم کھایا کیا
آج وہ خود گور کے منھ کا نوالا ہوگیا

یہ خبر جو ہرکارون نے ملکہ سیما نے اختر پیشانی کو سنائی قہقہہ مارکر ہنسی کہا صاحبو تمنے سنا اب طلسم کشا کیا جواب دینگے مین میدان مین جاتی ہون اور جاکے عمرو کو پکارونگی آج تک جب اُس سے مقابلہ ہوا ہر مرتبہ مین نے اُسے گرفتار کرلیا مگر اُسکے شاگردون نے اُسے چھڑالیا اُسی خوف سے بھاگ گیا سمجھا کہ مقابلہ مین سر بہ سنونگا مقابلہ مین گیا اور گرفتار ہوا ایسی باتین کرکے تخت سے کودی کنیزین کہہ رہی ہین

حضور آپ کیون میدان مین جاتی ہین آپ کے مقابلہ مین کون آئیگا آج تو حسن وجمال
حضور کا آفتاب پر طعنہ زن ہی اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو تسبیح توڑ ڈالے معلوم ہوتا ہی چاند
چمک رہا ہی یا پھول گلاب کا کھلا ہی کیا حضور کی تعریف کرین یہ مطلع میان سطوت
کا حضور کے حسب حال ہی مطلع آئینہ لیکے دیکھیے تو رخ کا نور آپ ٭ بہتر کہین ہین حور
وپری سے حضور آپ ٭ کنیزون نے ہرچند سمجھایا تعریفین بھی کین عمرو کی ذلت بھی
بیان کی مگر سیما نے نہ مانا نیمچہ ہاتھ مین لیکر مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر
آواز دی وہ ساربان زادہ کہان ہی میرے مقابلہ مین نہین آتا عیار شرمندہ ہورہے
ہین نورالدہر جھلا رہے ہین شبرنگ سے فرماتے ہین ای شبرنگ کیا کرون بلوہ
کردون مغلوبہ ہونے لگے شبرنگ نے کہا ای شہریار سب کہین گے کہ عورت پر
لشکرکشی کی سیما تو بھاگ جائیگی مگر غلطان حضور کے بلوے کو روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا
غلطان شکست کھاکے بھاگے گا مگر اپنے مقام پر جاکر کہے گا کہ عورت پر لشکرکشی کی
نورالدہر فرماتے ہین پھر ای شبرنگ کیا کرون وہ پکار رہی ہی کہ شاپور سامنے
سے آیا عرض کی ای شہریار غلام بہ تشکل خواجہ بنکر مقابلہ کرے دعوی کرتا ہون کہ سر میدان
پکڑ لاؤنگا نورالدہر رضامند ہوے ہین شاپور صورت عمرو کی بنا رہا ہی کہ اپنے
باپ کی شکل بنکر میدان مین جاؤن سیمائے اختر پیشانی سے مقابلہ کرون جواب
دون کہ او شغتل کیا بکتی ہی ہمارا نام ادب سے نہین لیتی ہمارا رتبہ اعلے نہین سمجھتی یہ
سوچکر صورت بدل رہا ہی نورالدہر فرماتے ہین ای شاپور جلدی کرو کہ وہ للکار
رہی ہی شاپور جلدی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک کتا سفید و براق بال بڑے
بڑے لٹکتے ہوے مثل برق کے چمکتا ہوا پٹہ سنہری گلے مین پڑا ہوا قفل پٹے مین لگا
ہوا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی سیما نے جو سگ برقی کو آتے ہوے دیکھا دل مین سوچی
کہ کسی رئیس کا کتا چھوٹ گیا ہی بن پڑے تو اسکو گرفتار کرلون غلطان کو ہر بار
بہت پسند کریگا یہ سوچکر کتے کو چمکارا کتا جست کرکے قریب سیما کے آیا قدمون کو
چومنے لگا کون کون کرتا تھا سیما جھکی پشت پر برقی کہکہ ہاتھ پھیرا کبھی برقی کہا کبھی

برقی کہا کتے نے ہاتھ اٹھا دیے سیما نے گردن جھکائی کتے نے دونون ہاتھ گردن
مین ڈالدیے منھ سے منھ رگڑنے لگا جب منھ سے منھ ملایا ایک پف کی آواز آئی دہن
سے کتے کے ایک حباب نکلا دماغ پر سیما کے پڑا کہ سیما بیہوش ہوئی کتے نے گھنڈیاں کھولین
کھال جسم سے الگ کی تڑپ کے جست کی سب نے دیکھا کہ عمرو نعرہ کرتا ہوا نکلا

نعرۂ خواجہ عمرو بن خواجہ امیہ ضمری

گزان استاد عیاران عالم	جہان سرہنگ درخنجر گزاری
سراپا دانش و عقل مجسم	بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زکرش آبیاری	عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے کھال اٹھا کر زنبیل مین رکھ لی پشتارہ سیما کا باندھنے لگے کنیزین جو کھڑی ہوئی
تھین بیقرار ہوگئین نیچہ کھینچکر دوڑین شاگردان عمرو کنیزون پر جا پڑے ہر ایک نے
ایک کنیز کو باندھ لیا عمرو نعرہ کرتا ہوا بھاگا سامنے نور الدہر کے لاکر پشتارہ رکھدیا
غلطان نے جو دیکھا کہ شاگردان عمرو کنیزون کو لیے جاتے ہین بڑھکر سحر کیا کہ سب عیار
گرے چاہا سب کو گرفتار کرلون نور الدہر کو تاب نہ آئی نعرہ کرکے جا پڑے آکر لوح
کو چمکایا عیارون کو ہوش آیا پشتارے لیکر بھاگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی نجم نے بڑھکر
سحر کیا کہ ہزارہا ستارے گرے جبیر گرا وہ جل گیا سماے مرصع پوش نے بڑھکر سحر
کیا کہ کئی ہزار ساحر سر ٹکرانے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

پڑے ہین شیشے تو جام خالی ہے	گردش آسمان نرالی ہے
منزل ماہ تیرے جلوے سے	رخ دالان بھی ہلالی ہے
آسمان پر نظر جو کی شب ہجر	سمجھے ہم مقبرے کی جالی ہے
سفلون سے پوچھتا ہون غربت مین	کیسے کیسا مزاج عالی ہے
اسقدر رہو گیا ہون زار و زبون	کہ مجھے خوف شیر قالی ہے
شعر رنگین مزے پڑھے اس سے	میری جان آج جانے والی ہے
بہر دندان یار روتا ہون	ہر مژہ موتیے کی ڈالی ہے
باغ پامال کردیا تو نے	ہر نہال ای صنم نہالی ہے

واعظا ہو نہ درپئے ناسخ
عاشق رند لاابالی ہے

ہنگامۂ مغلوبہ ہو رہا ہی ہر طرف صدائین بلند ہین کوئی گریبان چاک کر رہا ہی کوئی پہاڑون سے سر ٹکرا رہا ہی کوئی غل مچا رہا ہی کوئی آمادۂ ساحری ہی غلطان بڑھ بڑھ کے حکم دیتا ہی ارے یارو مسلمانون پہ سحر کرو نقیب لشکر غلطان بڑھ بڑھ کے نقابت کر رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اِس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اِس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی نقیبون نے جو بڑھکر یہ اشعار پڑھے ملازمان غلطان گوہربار علمدار کو اشارہ کرکے بڑھے مطلب یہ تھا کہ علمدار بڑھے تو ہم بھی بڑھین علمدار نے علم سیاہ نشان کفر کا پھریرا کھولا ہاتھی کو بڑھایا اب ہمراہ علمدار ہزارہا ساحران غدار گولے ترنج نارنج لیکر بڑھے نور الدہر نے جو دیکھا کہ بسبب علمدار کے جنگ ہو رہی ہی مرکب طلسمی کو مہمیز کیا علمدار کے سامنے آگئے للکارا کہ او سیاہ رو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پہ رد کا نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا کہ مع علم و علمدار و ہاتھی کے تلوار نے کاٹ کر زمین مین بوسہ دیا نشان نفر جو گرا فوج والون کے پانوٗن اُٹھے اہل اسلام مارتے ہوے چلے غلطان کیسا کیسا روک رہا ہی آخر بڑھکر سینہ سپر کیا مگر فوج کے پانوٗن نہین ٹکتے پیچھے ہٹے جاتے ہین غلطان نے آگ برسائی دریاے سحر جاری کیا اُدھر سے لڑتے ہوے سکندر ثانی آتے تھے سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ دریا غراٹا مار رہا ہی طلسم کشا اس پار کھڑے ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین

کہ دریا کو فرا جاؤن مگر رک جاتے ہین سکندر نے بڑھکر گولہ مارا گولہ وسط دریا مین جاکر
پھٹا دریا بیچ مین سے شق ہوا ہزارون مچھلیان غلطان پر گرنے لگین غلطان ہرچند
ہٹاتا ہو مگر مچھلیان نہین مانتین آخر ناچار ہوا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولا نکالا سحر کرکے گولہ
دریا پہ مارا دریا کو خشک کیا تب مچھلیان موقوف ہوئین سکندر و غلطان سے سامنا
پڑا غلطان چاہتا ہو پیچھے ہٹکر بھاگ جاؤن مگر سکندر کب ہٹنے دیتے ہین جب سحر
کرتے ہین غلطان کو معلوم ہوتا ہو کہ مجھپہ بجلی گر گئی اور دو ٹکڑے کر دیگی اُسی مقام پر زمین
مین غرق ہو جاتا ہو سکندر سحر کرکے اُسکو پھر نکالتے ہین غلطان اس کشاکش مین ہو کہ
نور الدہر لڑتے ہوے سامنے آئے نعرہ کیا کہ او غلطان کہانتک بندگان خدا کو قتل
کرائے گا یہ کہکے لڑتے ہوے برابر غلطان کے پہونچے غلطان نے جب اپنے
قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا معاوضہ مین ہاتھ مار دیا
کہ غلطان کے دو ٹکڑے ہوے غلطان کا مارے جانا کہ اہل فوج فریاد کرنے لگے
رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے ہرچند کہ سکندر نہ قبول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ
اے شہریار اس قلعہ کے لوگ مکار ہین ایسا نہو سرکار کے ساتھ کچھ بے ادبی کرین مگر نور الدہر
نے کہا یہ غیر ممکن ہو کہ یہ لوگ عذر کرین اور ہم پناہ نہ دین سب کی خطا معاف کی بارگاہین
خیمے لوٹ لیے سب کو ساتھ لیکر داخل قلعۂ غلطان ہوے خواجہ عمرو رخصت ہو کر طرف
لشکر صاحبقران کے چلے سیماے اختر پیشانی سے عقد ہو گیا اور یہ مسلمان بھی ہوئی
نور الدہر نے قصد کیا کہ کوچ کرین تیاریان ہونے لگین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان قید ہو کر نور الدہر کا سامنے بقراط کے پہونچنا
اور ہنگامۂ عظیم ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
چھلاوہ ہو میرا قلم بے درنگ
ثمر زور پر طبع موزون ہوئی

کہ آئی ہو پھر رنگ پر داستان
دکھاتا ہو ہردم زمانے کا رنگ
جو قطرہ طبیعت تھی جیحون ہوئی

چل ای ساقی بادہ کش لاجواب ترا چہرہ گل ہو دیا آفتاب
سراپا ہی شوخی سراپا ہی ناز مناسب ہی ہو رنگ می سرفراز
ہر اک رند میخوار بے باک ہی کہ ساقی مرا چست و چالاک ہی
گلابی بدست و نگہ بر حقیر کہ سائل ہی یہ می کا شکل فقیر
ترے فیض سے آج ممتاز ہون تری بزم مین مین سرافراز ہون
ہوے جمع رندان میخوار ہین تری چشم میگون کے بیمار ہین
پلا انکو جام شراب و لا کہ میخوار کو لطف می کا ملا
ہر اک رند ہی جوش سے ہوش مین یہ کہدے مرے آکے تو گوش مین
کہ یہ مجمع رند میخوار ہے ہر اک بادہ کش آج سرشار ہی
قمر بل گیا ساقی می پرست کیا دخت رز کو بھی ہر اک نے پست
لکھ ای کلک جادو رقم سحر ساز دکھادے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ مقیدان سلسلۂ رنج و مصیبت و رہائی یافتگان زندان جرأت و شوکت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف گہر سنج دریاے مہر و محبت + چنین می نویسد ز کلک مروت + کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد رخصت کرنے خواجہ کے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر جلد آراستہ کرو کل انشاء اللہ تا بہ قلعہ مروارید گا پہونچ جاوین شاید اس بقراط سے مہلت پاوین مگر اس قلعہ مین ایک ساحرہ رہتی ہی کہ شبگونہ آتشبار اسکا نام ہی میدان کارزار سے جو پلٹ کر آئی اپنے مکان مین سب رفیقون کو جمع کیا اُسنے صلاح کر رہی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ مروارید کا تو حکم تھا کہ جہانتک بن پڑے طلسم کشا کو قتل کرو غلطان نے کیا کیا تدبیر کی مگر بیچارے کا زور نہ چلا آخر میدان مین ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مروارید کو خوش کرین سب نے کہا ای ملکۂ عالم ہم لوگ تو مجبور ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سامنے طلسم کشا کے جاکر لڑین اپنی جان دین مگر ہماری جان دینے سے کوئی مطلب نکلے تو ہمکو عذر نہین شبگونہ یہ باتین کر رہی تھی کہ آسمان پہ برق چمکی اتنے سر اُٹھا کر دیکھا افغان تاجدار و

صراحت جادو اسباب سحر سے آراستہ اگر پہونچی کہا ای شبگونہ ہم آئے تھے کہ لشکر طلسم کشا
سے جنگ کرین قلعہ مین آکر سُنا کہ سب مسلمان ہو گئے بادۂ محبت طلسم کشا سے مست ہین ہرچند کہ اس
قلعہ مین بڑے بڑے ساحران زبردست ہین مگر دم محبت کا طلسم کشا کی بھرتے ہین
صراحت جادو نے کہا کہ مین شام سے آئی ہون جملہ افسردن کے پاس گئی ہر ایک سے
صلاح کی مگر سب نے جواب دیا کہ ہم تو سکندر ثانی کی سلطنت چاہتے ہین بقراط ثانی نے
ذی حق کو بے حق کیا ای صراحت چلی جاؤ ایسا نہو کہ ہم لوگ تمکو گرفتار کرلین مین سب کی
مدد سے مایوس ہو کر اب چلی تھی کہ راہ مین افغان جادو سے ملاقات ہوئی اُنھون نے
کہا کہ شبگونہ سے ملاقات تو کرلو وہ مدت سے سامری و جمشید پرست ہے شاید ہماری
راے کو قبول کرے اور ہماری شریک ہو بارے تمکو آکے قاعدے سے دیکھا باقی جسکے
گھر ہے گئے بتخانے ویران پائے تسبیحین ہاتھ مین لیے پڑھ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین
ہر ایک کی زبان پر جاری ہے کہ ای خالق لیل و نہار سکندر ثانی کی سلطنت ہو بقراط ثانی
مارا جائے البتہ تمہارے یہان آکر بتخانہ آباد پایا دیکھا کہ تدبیر بربادی طلسم کشا کر رہی ہو
اب جو کہو وہ کرین شبگونہ نے کہا ای صراحت و افغان یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین طلسم کشا
کے بالکل بقراط کا خوف نہین ہر وقت یہی ذکر ہے آٹھ پہر یہی فکر ہے کہ بقراط کو پائین تو
قتل کرین وہ بیچارہ شکست خوردہ ملکہ مروارید کے پاس آیا اُنکے دامن مین پناہ لی
سارے طلسم مین مسلمان پھیلے ہوے ہین جہان دیکھو لشکر مسلمانان فروکش ہے افغان و صراحت
نے کہا ہمارے نزدیک سب سے عمدہ یہ تدبیر ہے کہ ای شبگونہ تم دربار طلسم کشا مین جاؤ
کچھ خیر خواہی کی باتین کرو جس مقام پر طلسم کشا آرام کرین وہان سے اُٹھا لاؤ طلسم کشا
کو لیکر بخدمت بقراط چلین قید طلسم کشا پیش کرین وہان خود ملکہ مروارید موجود ہین
اُسی وقت طلسم کشا کو قتل کرینگی تمہارا نام ہوگا یہ صلاح شبگونہ سب نے پسند کی کہا بیشک
یہ صورت غالب آنے کی ہے جلد جاؤ ہم لوگ سحر تیار کیے بیٹھے ہین تمکو دیکھتے ہی لشکر پر
طلسم کشا کے آگ برساوینگے لشکر طلسم کشا کا تباہ کرتے چلین گے شبگونہ اُٹھی طرف دربار
طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سب معشوقان پریچہرہ

خدمت مین حاضر ہین نازنینان پری پیکر حور منظر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

پر تو افگن جو تری زلف معنبر ہو جاے
شہر گلزار ابھی نظرون مین اژدر ہو جاے

منقلب ہجر مین ماہیت اشیا نہ ہوئی
کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جاے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون
سب لہو میرے بدن مین مے احمر ہو جاے

گرمی آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے
ہر شرر جا کے فلک پر ابھی اختر ہو جاے

گل جو فرقت مین ہوئی چشم مری خون آلود
سبزۂ تر بھی نہ کیونکر شرہ تر ہو جاے

ماہ کنعان تجھے ای ماہ جو عریان دیکھے
پیرہن چاک کرے جامے سے باہر ہو جاے

ساقیا گر ترے پٹون کا تصور باندھون
طائر ہوش کی پرواز کو شہپر ہو جاے

آپکی راست روی کے جو مین مضمون لکھون
خود بخود صفحۂ قرطاس پہ مسطر ہو جاے

از سختی ایام سے ساقی ہی یقین
پنبہ پھر سر مینا ابھی پتھر ہو جاے

کر کے دو سرو کو تلوار سے قاتل نے کہا
اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہو جاے

لیکن سکندر ثانی فرما رہے ہین کہ ای نجم اختر شناس آج شہریار کی بہت حفاظت کرنا ایسا نہو کہ کوئی ساحر قلعہ سے آکر دست اندازی کرے تو ساری فتح شکست ہو جائے نجم عرض کر رہے ہین مین نے جو خیال کر کے دیکھا سب افسران فوج موافق ہین کوئی باغی نہین پایا جاتا یہ ذکر تھا کہ شبگونہ آئی نور الدہر کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھی کہا ای شہریار کوچ کی تیاری فرمایئے مین دس ہزار فوج کی افسر تھی پانچ ہزار تو مارے گئے پانچ ہزار جو باقی ہین وہ جلدی کر رہے ہین کہ قلعۂ مروارید نگار پر چلیے اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھون لشکر بقراط مین کھلبلی ڈالدون جنگ آغاز ہو آپ وقت پر آجائیے گا سکندر نے جواب دیا کہ ای شبگونہ بقراط کو کیا سمجھی ہو بقراط ایک سحر مین قیامت برپا کریگا ایسا ساحر زبردست ہی کہ جسنے سیکڑون برس اتنے بڑے طلسم مین خدائی کی اور سب پر غالب رہا اسدن کی اسکو خبر نہ تھی کہ آفت آسمانی آئیگی کیا کیا سامان کر رکھے تھے آٹھ پہر عیش کیا کرتا تھا اب بھاگ کر قلعۂ مروارید نگار پر آیا ہی ہر چند کہ مروارید بہت ناچار ہو رہی ہی مگر یہ نہین سوجھتا کہ جاکر طلسم کشا کی اطاعت کرون جان بچے یقین ہی

کہ ساتھ بقراط کے قتل ہوگی ہم لوگ گئے اور اسکو گھیر لیا کہان جائیگی تہ تیغ آئیگی کیونکر
جان بچائیگی آخر مین بچتیائیگی شبگونہ نے پوچھا آج حضور کہان آرام فرمائین گے نورالدہر
نے کہا وہی بارگاہ قدیم ارسطوے ثانی بول اٹھے کہ ہم آج پہرا دینگے شبگونہ نے کہا
آپ افسران قدیم سے ہین ہم لوگ ملازم تو ہین آج ہم پہرا دینگے ہرچند سکندر نے منع کیا
مگر شبگونہ قدمون پر نورالدہر کے گر پڑی عرض کرتی تھی میرے ساتھ والے مجھے
بد اعتقاد ہونگے کہین گے تمہاری خطا نہین معاف ہوئی کہ پہرا تمہارا اور دولت طلسم کشا
پر نہ مقرر ہوا مین شرمندہ ہونگی نورالدہر نے سکندر کو منع کیا کہ آپ خاموش رہین
یہ کہتی ہے یہ راسخ الاعتقاد ہے آج اسی کا پہرا ہمنے مقرر کیا شبگونہ نے باہر آکر کرسی
بچھائی اُسپر بیٹھی ساحر جابجا مقرر کیے ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو گرد
بارگاہ نورالدہر پہرا دے رہی ہے دو پہر سے شب گذری تھی کہ نورالدہر تشریف لائے
سب سردار پہونچا کر پلٹ گئے نورالدہر داخل بارگاہ ہوے شبگونہ نے جاکر آرام
کرایا جب نورالدہر سو گئے تو شبگونہ اپنے مقام سے اٹھکر آئی بغور دیکھا کہ کل تختہ جات
طلسمی جسم پر آراستہ ہین اب حیران ہے کہ طلسم کشا کو ہاتھ نہین لگا سکتی کیونکر لیجاؤن آخر
سوچتے سوچتے جھولی سے تین تپلے فولادی نکالے انکو چھوڑا تینون تپلے تین پاؤن سے
لپٹ گئے ایک پائے پر شبگونہ نے خود ہاتھ ڈالا مع چھپر کھٹ نورالدہر کو اُٹھا کر پچھلی
سحر سے اندھیرا کر دیا ہے قبۂ بارگاہ کو توڑ لیکر مکان پر آئی صراحت اور افغان نے
کہا اے شبگونہ طلسم کشا کو قتل کرین شبگونہ نے کہا صاحبو خاموش رہو ایسا نہو کہ طلسم کشا
بیدار ہو جائے صراحت جادو و افغان تاجدار نے کہا اے شبگونہ اگر یہ خوف ہے
تو تم انکو لیکر چلو ہم آگ لشکر طلسم کشا پر برسا کر آتے ہین شبگونہ نے اُسی طرح چھپر کھٹ کو
اُٹھایا تین تپلے فولادی تین پاؤن مین لپٹے ہین ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالے ہوے ہے
اس طرح پلنگ لیے جاتی ہے صراحت و افغان و ملازمان شبگونہ فلک اُٹھے آسمان پر
آکر آگ برسانے لگے اہل اسلام مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی پکارتے تھے اے رحیم
کریم اس آفت آسمانی سے بچالے بندون کو اپنے مہلت دے نظم

برفگن از چہرۂ انور نقاب تا شود شرمندہ بودِ آفتاب
لاشریک و بیمثال و لایزال ذات پاک تست ای عالیجناب
از تو آزاد است ہر پابند غم از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر شکل می آید نظر از ہر حجاب

افغان نے ایک گولہ بارگاہ سکندر مین پھینک دیا بارگاہ جو جلی تو ملازمان سکندر بھاگے ہلڑ جو ہوا آنکھ سکندر کی کھل گئی پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیا طلسم کشا کو کوئی لیگیا ساحرون نے عرض کی کہ طلسم کشا کا حال تو ہمکو معلوم نہین مگر ہزارہا ساحر آسمان پر اُڑ رہے ہین وہی اشیاے سحر پھینک رہے ہین سکندر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جانب افغان تاجدار اور ایک جانب صراحت مکارہ اور کئی ہزار ساحران شبگونہ یہ سب سحر کر رہے ہین سکندر نے صراحت و افغان کو پہچان کر للکارا کہ ای نمک حرامو ان بندگان خدا نے تمھارا کیا لیا ہی کہ تم انکو قتل کر رہے ہو یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ افغان کے مع صراحت چار ٹکڑے ہوے باقی ساحرون کو سکندر دیکھنے لگے پہچانا کہ یہ سب ہمراہیان شبگونہ ہین خدمتگارون سے کہا جا کر شبگونہ کو خبر کرو کہ ملازم تمھارے لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاوین تو تم شکایت کرو گی اگر ہاتھ ہلا دون تو ایک سحر مین سب کو مٹا دون مگر تمھارا پاس ہی کہ تم ہماری طرفدار ہو خدمتگار گئے جا کے دیکھا کہ مکان شبگونہ خالی پڑا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شبگونہ مکان کو خالی کر گئی دو چار ساحر جو وہان موجود تھے جب انھون نے پکارا تو انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے کہا ہم خدمتگاران شاہی ہین بادشاہ نے ہمکو بھیجا ہی یہ آواز سنکر وہ سب بھاگے خدمتگارون نے پلٹ کے سکندر سے سب حال بیان کیا سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق تند ور گری کہ وہ جو سحر کر رہے تھے سب اُسمین گرفتار ہو کر سامنے آئے معلوم ہوتا تھا کہ ایک کمند مین سب بندھے ہوے ہین سکندر نے خدمتگارون سے کہا جا کر طلسم کشا کو خبر کرو ان قیدیون

کے بارے مین وہی حکم دینگے اور اُنسے پوچھا جائیگا کہ تم لوگ کسی کے سحر مین ہو یا تمکو
کسی نے حکم دیا ہی کہ لشکر پر سحر کرو فرستادگان سکندر نے دربارگاہ پر جاکر دیکھا کہ
نگہبان بیہوش پڑے ہین اندر جو گئے دیکھا کہ چھپر کھٹ ندارد بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی
وہ روتے ہوے سامنے سکندر کے آئے عرض کی ای شہریار جو لوگ در دولت
پر نگہبان تھے وہ سب بیہوش پڑے ہین ہمسے بے ادبی ہوئی کہ بارگاہ مین چلے گئے
دیکھا کہ مع چھپر کھٹ شاہزادہ ندارد ہی یہ سُنکر سکندر نے اُن سب پر سحر کیا کہ وہ سب
دم محبت کا بھرنے لگے پوچھا سکندر نے کہ تمکو کسنے حکم دیا کہ تم لشکر پر سحر کرتے تھے
تمکو کچھ خوف نہین ہوا کہ اپنے لشکر کو آپ تباہ کرتے ہو اُن سب نے کہا ہمکو ہماری افسر
ملکہ شبگونہ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کو تباہ کرو وہ بخدمت بقراط گئین اور طلسم کشا کو مع
چھپر کھٹ اُٹھا کر لیگئین جب اُنھون نے دیکھا کہ طلسم کشا اشیاے طلسمی زیب جسم کیے
ہوے ہین تو وہ گرفتار نہ کرسکین آخر اُنھون نے اس طرح سحر کیا کہ تین پتلے فولادی چھوٹی
سے نکالے اُنھون نے تین پاے اُٹھا لیے چوتھا پایہ اُنھون نے خود اُٹھایا ہمسے کہہ گئین
ہین کہ جب لشکر تباہ ہو جائے تو تم سب قصر مروارید نگار مین آنا ہم بموجب حکم شبگونہ
سحر کر رہے تھے سکندر نے اُن سب پر سے سحر اُتار لیا اور حکم دیا کہ اِن سب کو قید کرو وہ
سب قید ہوے سکندر روتے ہوے بارگاہ مین آئے شبرنگ سے سب حال بیان
کیا اور کہا ای شاطر لشکر جاکر خبر تو لاؤ یہ تو ہم جانتے ہین کہ تحفہ جات اُنکے زیب جسم ہین
اُنپر سحر تاثیر نہ کریگا جس مقام پہ ہوش آئیگا وہ تیغہ طلسمی لیکر اُٹھین گے مگر خوف یہ ہی
کہ وہ یکہ و تنہا کس کس سے مقابلہ کرینگے ہمراہیان بقراط بہت ہین یہان وہ وقت ہی
کہ بقراط دربار مین مروارید کے بیٹھا ہی صحبت عیش و جشن آراستہ ہی ساقیان پریچہرہ
جام دے رہے ہین نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

بھرا رہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین — شراب اِنکے عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر مین
ہمارے دل مین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا — کھلے ہین پھول نرگس کے یہان شاخ صنوبر مین
نہین جاتا سر مو سبزۂ خط آتش رخ سے — تفاوت یان نہین بالو نہین اور بال سمندر مین

گلا مقتل مین ہمنے کیا مزہ لے لے کے کٹوایا ‌ ‌ ‌ مگر گھولا ہی قاتل قند تونے آب خنجر مین
کیا ہی اُس سراپا نور کو تحریر خط ہمنے ‌ ‌ ‌ بجا ہی باندھیے گر بازوِ مرغ منور مین
لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزے کا ‌ ‌ ‌ نہین معلوم کائی جم چلی ہی آب کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو اُسنے یہ نظر آیا ‌ ‌ ‌ کہ ہی اک پارۂ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین
صف مژگان مین اُسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ ‌ ‌ ‌ کھڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازون کے یہ لشکر مین

مروارید کہہ رہی ہی یا خداوند آپ کو کچھ طلسم کشائی کی بھی فکر ہی یا آٹھ پہر گانا ہی سُنا کرتے ہین
بقراط جواب دیتا ہی ای ملکۂ عالم قدرت کو کیا فکر ہی جو ملازم گئے ہین وہ فکر کر رہے ہونگے
اب آپ پر ثابت ہو گا کہ ہمنے بیٹھے بیٹھے کیا تقدیر کی ہماری یہی قدرت ہی کہ ظہور اُسکا
ثابت نہین ہوتا باطن مین مٹانے کی طلسم کشا کے تدبیرین ہو رہی ہین مروارید
جواب دیتی ہی آپ نے اسی غرور مین طلسم مٹایا بقراط بیٹھے بیٹھے ہنسا کہا لو تقدیر پوری
ہو گئی مروارید نے کہا آپ روز ایسا ہی فرماتے ہین آپ کی تقدیر اُلٹی ہو گی کوئی
شعبدہ نہین چلتا بقراط کہتا ہی دیکھو ظاہر ہوا چاہتا ہی ای مروارید مسلمان جو برسون
مین فکر کرینگے قدرت وہ چشم زدن مین مٹا دینگے سب اہل دربار ہنس رہے ہین بقراط
نے غصے مین حکم دیا صاحبو گانا موقوف کرو اب وقت آگیا ظہور تقدیر قدرت ہوا چاہتا
ہی یہ ذکر تھا کہ شبگونہ چھپر کھٹ لیے ہوئے نورالدہر کا پہونچی سامنے بقراط کے
لاکر رکھدیا کہا یا خداوند اب طلسم کشا کو سنبھالیے مین جان پر کھیل کے اُٹھا لائی سب
باتین جو کرنے لگے طلسم کشا کی آنکھ کھلی آواز دی ارے کوئی حاضر ہی برلے وضو پانی
لاؤ بقراط نے پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اپنے مرنے
کا سامان کر تو قید ہو کر آیا ہی اب زیادہ باتین نہ بنا نورالدہر نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ
بقراط تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار جمع ہی کئی ہزار افسران فوج بیٹھے ہوئے باتین کر رہے
ہین نورالدہر نے خیال کیا کہ مجھ پر سحر تو نہین ہی جب اپنے کو محفوظ پایا تحفہ جات اپنے
پاس پائے تیغۂ طلسمی لیکر اُٹھے نعرہ کیا کہ او مکار آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی
سب افسران فوج لینا لینا کہکر اُٹھے چہار طرف سے تلوار پڑنے لگی یہ غلغلہ تھا کہ اُنکو

گرفتار کرلو اسقدر تلوارین پڑین کہ نورالدہر خوب زخمی ہوے مگر شمشیرزنی کر رہے ہین کہ عین وقت پر شبرنگ پہونچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے نورالدہر اُس مجمع عام مین لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شبرنگ یہ حال دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ شبرنگ مقام افسوس ہو کہ آقا اکیلے گھرے ہوے ہین کوئی سردار نہ پہونچا سکندر نے جو مجکو بھیجا ہی مین کیا کرون میرے کیے کیا ہوسکتا ہو آقاے نامدار کو خداے تعالے بچاے نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است	روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر	صانع نیک و بد و خالق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است	بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکے است

نورالدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین شبرنگ دیکھ رہا ہو کہ نورالدہر لڑتے ہوے طرف تخت بقراط کے چلے یہ سمجھ گیا کہ آقا کا قصد ہو کہ بقراط کو جاکر مارون مگر ہر طرف سے نورالدہر پر بلوہ ہو ایک پہلوان دیو خصال پشت پر نورالدہر کے آیا اُسنے آکر ہاتھ مارا چمک تلوار کی دیکھکر نورالدہر پلٹے وہ تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نورالدہر پیچھے ہٹے تھے کہ دوسرے کافر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ زخم سر چہ پارہ ہوگیا بس نورالدہر لہرا کر گرے بیچ بارگاہ مین پڑے ہین بقراط غل مچا رہا ہو کہ یارو اس جوان کا سر کاٹ لو مگر نورالدہر پڑے ہوے للکار رہے ہین کوئی خوف سے قریب نہین آتا ہو کافر ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر کوئی نزدیک نہین جاتا شبرنگ بیقرار ہو کہ کیا کرون کیونکر آقا کو بچاؤن اب کئی کافر تلوارین تول کر بڑھے شبرنگ نے جو دیکھا کہ یہ کافر آتے ہین اگر انھون نے حملہ کیا تو آقا کیونکر بچین گے ایک حقہ آتشبازی نکالکر داغدیا کئی کے منھ جلے اندھیرا ہوگیا کچھ حقہ آتشبازی کا اندھیر اکچھ مرنے کی ساحرون کی جو صدا بلند ہوئی اُسکا اندھیرا اب شبرنگ ٹٹول رہا ہو کہ آقا کو پاؤن تو لے بھاگون مگر ہاتھ نہین پڑتا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من فلان ساحر بود روشنی ہوگئی بقراط نے دیکھا کہ نورالدہر اُس مقام پر ندارد شبرنگ نے بھی دیکھا کہ

نور الدہر کو کوئی اُٹھا لیگیا کلیجہ پکڑ لیا جی مین کہتا ہر اگر کوئی دشمن لیگیا تو غضب ہوا جان
بچنا دشوار ہوگی اور اگر کوئی دوست لیگیا تو وہ علاج کریگا کہ ہر طرف سے ہلڑ ہوا کہ ارے
اس عیار کو مار لو اسنے کئی ساحرون کو مارا جب ساحر طرف شبرنگ کے چلے
شبرنگ گے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مارکے بھاگا لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا
بقراط حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کون طلسم کشا کو لیگیا مجکو داغ دیگیا کہا اے مرواریدا
تونے دیکھا کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا اسقدر زخمی ہوا کہ زمین پر پڑا تھا کسی کو بھی اتنی
جرات نہوئی کہ سر کاٹ لیتا آخر کوئی اٹھا لیگیا اتنے ساحر جمع تھے کسی سے نہوسکا کہ طلسم کشا
کو کوئی روک لے مرواریدنے کہا یا خداوند اصل مطلب یہ ہو کہ طلسم کشا سے سب
ساحر ڈرتے ہین خوف جان سے قریب نہ گئے آپ جابجا نامے لکھیے شاید کوئی ساحرہ
لیگئی ہو تو وہ قدرت کے پاس لے آئے اور تحریر مین انعام لکھیے کہ جو طلسم کشا کو لائیگا
وہ انعام معقول پائیگا جب ہم طلسم کشا کو قتل کرینگے تو اُسکو عہدۂ نیابت دینگے بقراط
نے اسی وقت جابجا نامے لکھے کہ جو طلسم کشا کو لیگیا ہو پاس قدرت کے لے آئے
کہ قدرت انعام معقول دینگے یہ نامے جو پاس ساحرون کے گئے بعض نے فوراً
جواب لکھا کہ یا خداوند ہم نہین لائے ہم بروقت جنگ نہین پہونچے بعض کے
جواب کا بقراط مشتاق ہر مگر شبرنگ روتا ہوا سامنے سکندر کے آیا سب
حال بیان کیا سکندر نے نجم سے کہا اے نجم ستارہ شناسی مین دیکھو کہ آقا کو دوست
لیگیا کہ دشمن لیگیا نجم نے قرعہ پھینکا بعد تھوڑی دیر کے بیان کیا کہ گھبرائیے نہین طلسم کشا
کو دوست لیگیا ہے دشمن نہین لیگیا انشاء اللہ بخیر و عافیت آوینگے یہ لوگ تو سب انتظار
مین نور الدہر کے ہین مگر حال نور الدہر کا تحریر کرتا ہون کہ ایک قلعہ ہے موسوم
بجواہر نگار ملکہ جواہر پری وہان کی حاکم ہین باپ اُنکے مغفور جنتی ہین نور الدہر
جواہر پری سے عقد کرکے آئے تھے یہ طلسم بالا باختر مین بیان ہوتا ہے کہ جب
ملکہ آسمان پری نور الدہر کو ساتھ لیکر قلعۂ جواہر نگار پر آئی ہین تو جواہر پری
کا عجیب حال تھا مان جواہر پری کی روتی ہوئی سامنے ملکہ آسمان پری کے

آئین کہا حضور بارہ برس کی دولت لٹتی ہی یہ کنیز آپ کی جواہر پری سے چھٹتی ہی اب آنکھین اُسکی چھت کو لگی ہین دم توڑ رہی ہی جب کبھی ہوش آتا ہی تو یہ اشعار حسرت بار زبان پر جاری ہوتے ہین

نظم

گھر مرا ایک جنون تونے جو برباد کیا — سیکڑون خانۂ زنجیر کو آباد کیا
ایک عالم ہی خریدار اُسی خوش قد کا — سرو کو مول لیا کسنے جو آزاد کیا
غیر کو نامہ ہی سرنامہ مرے نام کا ہی — مہربان زور یہ تمنے ستم ایجاد کیا
ضعف مین ٹوٹ سکا جب نہ حباب دریا — ہمنے تجویز اُسے بیضۂ فولاد کیا
نکہت گل کی روش اے فلک ناہنجار — تونے اُس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا
تائے غیرون کو دیے رہگئے وحشت زدہ ہم — ہائے قاصد نہ کبھی تجنے ہمین شاد کیا
ایک دل دو کی رسائی ہو بھلا کیا ناسخ — خود فراموش ہوا مین جو اُسے یاد کیا

ملکہ آسمان پری نے آکر نورالدہر سے ذکر کیا نورالدہر شکل حکیم بنکر پاس جواہر پری کے آئے دیکھا آنکھین بند دل دردمند پلنگ پر پڑی ہی نورالدہر نے پہچانا کہ یہ وہی معشوقہ ہی جسکے پاس عالم طفولیت مین دیوزاد لائے تھے اور عقد ہوا تھا یہ سوچکر سرہانے بیٹھ گئے سر لیکر زانو پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم آنکھین کھولو طالب تمھارا سرھانے حاضر ہی جواہر پری نے آنکھین کھولدین ہاتھ گلے مین ڈالدیے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین جواہر پری کے پہونچی تسکین قلب ہوئی نورالدہر نے سینہ سے لگا لیا عارض گلرنگ کے بوسے لیے جواہر پری کو ہوش آگیا اُٹھ بیٹھی پریزادون مین غلغلہ ہوا کہ کیا عمدہ حکیم ہی کیا خوب علاج کیا سب عارضہ دفع ہوگیا مگر ملکہ قریشہ سلطان گوشے سے یہ سب باتین سنتی تھین خالہ سے کہا کہ اب مناسب ہی کہ انکا عقد ساتھ اسی حکیم کے کر دیجیے اور آگاہ ہوجیے کہ یہ پوتے صاحبقران کے ہین جو میری مادر گرامی ملکہ آسمان پری کے شوہر ہین مادر جواہر پری رضامند ہوئین بڑی دھوم سے شادی نورالدہر کی ہوئی آسمان پری سب کو ساتھ لیکر طرف گلستان ارم کے گئین راہ مین طلسم گوہر نگار ملا سب اُسمین قید

ہوے نورالدہر نے آکر ان سب کو رہا کیا مکلل خان مسلمان ہوا بیٹا اسکا نجم دس
جبی ہر اسنے نورالدہر سے بھائی چارہ کیا اور زوجہ مکلل خان ملکہ عظیمہ جنیہ نے
نورالدہر کو بیٹا کیا ہر اسی وجہ مین طلسم فتح ہوا نورالدہر طلسم فتح کرکے پردۂ دنیا
چلے آئے ملکہ جواہر پری و فغفور جنی وغیرہ آکر اپنے ملک مین بسے ایک دیو ہر کوہستان
قاف سے کہ ہومان میخوار اسکو کہتے ہین اُسنے شہرۂ حسن جواہر پری سُنا لشکر کو
لیکر چڑھ آیا فغفور کو آکر پیغام دیا کہ جواہر پری کی شادی میرے ساتھ کرو فغفور
نے نامہ پھاڑ ڈالا جواب دیا کہ یہ شاہزادی بہو صاحبقران کی ہر مجکو کیا اختیار ہر
کہ مین شادی کردون اُس دیو نے جنگ آغاز کی فغفور زخمی ہوے قلعہ مین بھاگ کر
آئے دیو نے قلعہ گھیر لیا اور قسم کھائی کہ کل قلعہ فتح کرلونگا جواہر پری نے کئی سے
زہ ہاے دیو تلاش نورالدہر مین روانہ کیے کہ اُس شہریار کو ڈھونڈھکر لاؤ وہی
اس بیجا کو جواب دینگے. دیو زادون نے پردۂ دنیا کو تمام چھان ڈالا ایک دیو طلسم
خیال سکندری مین پہونچا جابجا یہی ذکر سُنا کہ اِس طلسم کے نورالدہر فتاح ہین
دیو ڈھونڈھتا ہوا دربار مرواریدین پہونچا دیکھا نورالدہر بیہوش پڑے ہین اُٹھاکر
لیگیا قلعہ مین جاکر پہونچایا جواہر پری نورالدہر کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی فغفور جنی
نے کہا بیٹا بیقرار نہو یہ زخمدار ہین مرہم سلیمانی لگا ڈٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین
دوسرے ہی روز نورالدہر کو ہوش آیا زخم سب اچھے ہوگئے تھے دیکھا سب رو رہے
ہین نورالدہر نے پوچھا کیا معرکہ ہر جواہر پری نے عرض کی اے شہریار ہومان میخوار
میرے لینے کو آیا ہر قلعہ گھرا ہوا ہر اُسنے بلوہ کیا ہر نورالدہر اُٹھے ایک دیو کی گردن
پر سوار ہوے ہومان بلوہ کیے ہوے آتا تھا قریب خندق کے پہونچ چکا تھا کہ نعرۂ
نورالدہر کی آواز سُنکر بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا میدان مین آکر دو کا دیو پلٹ پڑا
چہ بدست لگائی نورالدہر نے چہ بدست قلم کی تیغۂ طلسمی سے دیو کو قلم کیا ساتھ والون
کو اُسکے شکست دی مال اسباب لوٹ لیا بفتح و فیروزی پلٹ کر آئے جواہر پری نے
جشن کیا اور فخر کرتی تھین کہ میرے شوہر نے آکر لڑائی کو فتح کیا اب کسکی مجال ہر کہ

میرا نام زبان پہ لائے دیا مجھے ستائے مین نے مادر مہربان سے کہا تھا کہ اُسی شہریار
کو تلاش کرائیے آخر اُس تلاش کا انجام نیک ہوا کہ وہ سرکش مارا گیا ہنگامۂ عیش و نشاط
گرم ہو ساقی بچے حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین ہو اہل صحبت عیش و جشن کی صحبت
مین ہین ملکہ جواہر پری اُس صحبت عیش سے اُٹھین صحن بارگاہ مین آئین کہ آسمان
پہ ابر سیاہ چھایا بوندیان پڑنے لگین کنیزون نے عرض کی حضور بارگاہ مین چلین ملکہ
پلٹین کہ صحبت مین شاہزادے کے پاس جاؤن ساتھ والیون سے کہتی ہین وہ شہریار
جانے کی جلدی کر رہے ہین طلسم کی فتاحی کی ضرورت ہو فرماتے ہین کہ ہم کئی سال سے
اِس طلسم مین آوارہ ہین اب جائین سامنے قلعۂ مروارید نگار کے پہونچین کہ مروارید
کو قتل کرین اور بقراط پر ہاتھ پڑے کہ اُس طلسم کا خاتمہ ہو سب مرحلے فتح ہو چکے ہین
اب صرف قتل بقراط باقی ہو اور بعد قتل بقراط غرویۂ باختر پر لشکرکشی ہو وہ دو زنگی
بہت مغرور ہو بڑے بڑے پہلوان اُسکے ساتھ ہین مگر انشاء اللہ جب صاحبقران
پہونچین گے تب اُسکو حال جرأت کھلے گا لہذا کل شاہزادہ ضرور جائیگا یہی مجکو ہول ہو
کہ کیا کہکے شاہزادے کو روکون یہ باتین کرتی تھین کہ ابر جو آسمان پر اُٹھا تھا وہ پھیلتا
ہوا سر پر قصر کے آکر پھٹا اُسمین سے ایک پنجہ گرا جواہر پری کو اُٹھا لیگیا ہلڑ ہوا
کہ جواہر پری کو کوئی لیگیا کنیزین روتی ہوئین سامنے نورالدہر کے آئین اور رو کر
عرض کی کہ ملکہ صحن مین کھڑی تھین ایک ابر سیاہ آیا وہ قصر پر آکر پھٹا اُسمین سے پنجہ
گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا نورالدہر نے حکم دیا عبدالرؤف جنی برادر عبدالرحمٰن جو اس
جزیرے مین ہین اُنکو لاؤ اُنسے پوچھا جائے تو مین کوشش مین مصروف ہون عبدالرؤف
حاضر ہوے نورالدہر نے سب حال بیان کیا عبدالرؤف نے قرعہ پھینک کر زائچہ
تیار کیا کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا لاشہ اُس دیو کا دیو لیکر جو بھاگے پہلو مین اسی
صحرا کے ایک قصر ہو کہ اُسکو قصر ابیض کہتے ہین ملکہ بیضا وہ جادو وہین اُس دیو
کی رہتی ہو لاشہ بھائی کا دیکھکر بہت روئی اور کہا مین جاکر ابھی جواہر پری کو لاتی
ہون کہ اُسی کے سبب سے میرا بھائی قتل ہوا ابر تیرہ و تار اُٹھا کر لائی خود اُس ابر

مین مخفی تھی تڑپکر گری ملکہ جواہر پری کو اُٹھا لیگئی اُسی قصر ابیض مین پہونچی لیکن
اب اُسکا ارادہ ہی کہ قصر البحرین مین لیجائے کہ وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا حضور کو
مناسب ہی کہ قصر البحرین مین تشریف لیجائین وہان پتہ ملکہ کا ملیگا نور الدہر اُسی وقت
تیار ہوے چند دیوزادون کو فغفور پدر ملکہ نے حکم دیا کہ شاہزادے کو قصر البحرین
مین لیجاؤ نجومی نے کہدیا کہ یا تو آپ کے جانے پر پہونچیگی یا آپ اُسی مقام پر پاوینگے
یقین ہی کہ جنگ پڑے کہ وہ ساحرہ ہی نور الدہر نے کہا مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا لوح محفوظ
میرے گلے مین ہی دیوزاد تخت لیکر آئے نور الدہر اُسپر سوار ہو کر چلے چند ساعت مین
قصر معلوم ہونے لگا دیوزادون نے لاکر قصر مین نور الدہر کو اُتارا وہ قصر وسیع ہی ہر طرف
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر ایک قصر مین جاتے ہین اور آواز دیتے ہین ایک قصر مین جو
پہونچے کان مین آواز آئی کہ کوئی درد رسیدہ یہ اشعار پڑھکے رو رہا ہی **نظم**

ای مغنی سن مرے نالے ذرا پردیس مین — درد ہی ایسا بھلا کاہے کو تیرے دیس مین
ہی تصور مین جو اپنے آج وہ گل پیرہن — چشم بلبل ہی جو بلبل چشم ہر یان کھیس مین
چشم ارباب قناعت مین تفاوت کچھ نہین — تاج شاہی اور خروس خانگی کے کیس مین
خوار جو ظاہر مین ہین انکو حقارت سے نہ دیکھ — کیمیا گر پھرتے ہین اکثر گدا کے بھیس مین
میرے ساغر کو نہ سختی سے ڈھکیل ای میفروش — شیشۂ دل ٹوٹ جاتا ہی ذرا سی ٹھیس مین
صحبت رندان ساغر کش مجھے آتی ہی یاد — پھنس گیا ہون حلقۂ زہاد کاسہ لیس مین
ہی سفر ظاہر مین ناسخ چشم باطن سے مگر — دیکھتا ہون دیس کو دن رات مین پردیس مین

نور الدہر اُس صدا پر متوجہ ہوے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی اُسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر مسلسل
ومطوق بال پریشان چہرہ اُداس عالم یاس مین تڑپ رہی ہین نور الدہر نے آواز دی
صاحب نہ گھبراؤ مین آپہونچا جواہر پری نے جو نور الدہر کو دیکھا شگفتہ ہو گئین آغوش
کو پھیلایا کہا ای شہر یار آپ سے یقین تھا کہ کنیز کی تلاش کیجیے گا بیضا وہ جادو یہان
لاکر قید کر گئی ہی جلد اسکے مجبور ہا کیجیے نور الدہر بڑھے کہ جا کر ملکہ کو رہا کرین کہ ایک
ہوا چلی دیکھا ایک دیونی للکارتی ہوئی آتی ہی کہ او جوان خبر دار تو میری قیدی کے

پاس نہ جانا یہ کہکے زمین پر آئی سحر کرنے لگی نور الدہر لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین سحر
باطل ہوجاتا ہی جب کئی سحر اُسنے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی دیونی نے پکارکر آواز دی او
جوان تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہوا ہی کہ تجھپر میرا سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکے جھپٹی ملکہ کو فوراً
اُٹھا لیا لے بھاگی کہتی ہوئی کہ اب ایسے مقام پر لیجاؤنگی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو ملکہ
رو روکر کہنے لگین کہ ای شہریار آپ سے جدا ہوئی دیکھیے اب کہان ملاقات ہوگی فلک
درپی آزار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی نور الدہر نے بھی کلمات حسرت کہے کئی تیر مارے
ساحرہ نے جلادیے تھوڑے عرصے مین نظرون سے مخفی ہوگئی نور الدہر نے دیوون
سے کہا تخت لیچلو اب چلکر عبدالرؤف سے پوچھون کہ اب کہان جاؤن وہ مقام
بتاوینگے یہ کہکر نور الدہر سوار ہوے قصر جواہر نگار مین آئے مان ملکہ کی روتی
ہوئی دوڑین کہ ای شہریار آپ کی کنیز کا پتہ ملا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ ساحرہ
قصر البحرین سے اُٹھا لیگئی عبدالرؤف کو بلاؤ نجومی صاحب نے پھر زائچہ کھینچا کہا
آپ تنہا تشریف لیجائین بائین پر جو صحرا ہی اُسی صحرا مین آپ کی کوشش سے مقام ملیگا
مگر راہ مین تکلیف ہوگی نور الدہر اسی وقت روانہ ہوے جنگلون مین پھر رہے ہین
جو مکان ملا اُسمین جاکر تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی جنگل مین جاکر دیکھا کہ دیو ہومان ہفت سر مشعل سلیمانی کا مالک ایک گوشے مین بیٹھا
ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے قریب جاکر پوچھا کہ ای ہومان خیر تو ہی ہومان نے جو
نور الدہر کو دیکھا جانتا ہی کہ میرے آقا کے فرزند ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای
شہریار مین قصر سلیمانی مین عیش کرتا تھا ایک دن بیضاوۂ جادو آئی کہ کوہ بیضا پر
رہتی ہی آکر مجھپر سحر کیا مین نے قصد کیا کہ مین اُسکو مارون مگر اُسکے سحر سے مقابلہ نہ کرسکا
ہفت سر مشعل کو اُٹھا لیگئی کہتی تھی تو نے غضب کیا کہ کوچک سلیمان کا مطیع ہوا اب جو
مسلمان ملیگا اُسکو تباہ کرونگی یہانتک کہ پردۂ دنیا مین جاؤنگی اور کوچک سلیمان کو بھی
اُٹھا لاؤنگی مشعل لیکر چلی گئی مین اس صحرا مین آیا رو رہا ہون مگر بشارت ہوئی تھی کہ تیرا
مطلب پورا ہوگا خدا نے آپ کو پہونچایا نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا دیو ہومان

نورالدہر کو ساتھ لیکر چلا چند ساعت مین برابر کوہ بیضا کے پہونچا کہا ای شہریار یہی کوہ
بیضا ہی اسی پر اُس ساحرہ کا مقام ہی نورالدہر بالاے کوہ چلے ایک گھاٹی طی ہوئی
تھی کہ پہلو سے آواز آئی او جوان تو کون ہی کہ بالاے کوہ جاتا ہی یہ مقام بیضا وہ جادو
کا ہی جانے کا ارادہ نہ کرنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سامنے سے آتا ہی
نہایت قوی تن و قوی من ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آکر قریب پہونچا
کہا ای جوان مین تجھپر احسان کرتا ہون اسکو غنیمت جان ورنہ چبا چبا کر کھاونگا ہڈیان
تک سرمہ کر دونگا یہ کہکے چوبدست لگائی نورالدہر نے جست کر کے خالی دی پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دیو نے چنگھاڑ ماری اور کہا کہ وہ آدم زاد کو مارا نورالدہر نے
پہلو سے نعرہ کیا کہ او بیحیا مین تیرا حریف موجود ہون دیو نے چوبدست کو پھینک کر
چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ دیو جھکا نورالدہر نے ایک
گھونسہ مارا دیو چیخین مارنے لگا کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے نورالدہر نے لپٹ کر
دیو کو دے مارا سر اُسکا کھینچ لیا دیو ہومان دور سے دیکھ رہا ہی تعریفین کر رہا ہی
کہ فرزندان کوچک سلیمان سب دیو کش ہین نورالدہر دیو کو مار کر آگے بڑھے دوسرے
دیو نے آکر گھیرا اُسکو بھی مارا سات دیو پے در پے آئے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے
نورالدہر بالاے کوہ آئے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہی جو طائر آتا ہی کباب ہو کر گرتا
ہی نورالدہر نے لوح محفوظ کو گلے سے اُتار اچمکاتے ہوے طرف آگ کے چلے جون
جون قریب آگ کے جاتے ہین شعلے بجھتے جاتے ہین جب قریب اُس آتش کے پہونچے
ایک تڑاقا ہوا آگ کے اندر سے بیضا وہ جادو نکلی نعرہ کر کے نورالدہر پر جا پڑی
چاہتی ہی اُٹھا لیجاوٗن نورالدہر نے لوح محفوظ کو چمکایا بیضا وہ جادو کو معلوم ہوا کہ
شعلۂ آتش سامنے آیا ہاتھ کھینچ لیا ہر مرتبہ سحر کرتی ہی سحر تاثیر نہین کرتا آخر آواز دی
کہ ای دیو رعد آواز اس جوان کو آکر کھالے پہلوے کوہ سے ایک دیو نہایت بلند بالا
مثل رعد کے گرجتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا ہاتھ مارا نورالدہر نے کلائی پکڑ کے
کھینچا جیسے ہی جھٹکا مارا وہ دیو منھ کے بل گرا نورالدہر نے گھونسے مارنا شروع کیے

دیو پکارتا تھا کہ ای بیضاوہ جادو مجکو بچاے مین اس آدم زاد کے پنجے سے کیونکر
رہائی پاؤنگا جب گھونسہ مارتا ہی معلوم ہوتا ہی گرز پڑا دو تین ضربون مین مرجاؤنگا اس
ظالم کے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤنگا دو چار گھونسے نورالدہر نے ایسے مارے کہ دیو رعد آواز
کا سر پھٹ گیا بیضاوہ جادو نے دور سے دیکھا کہ دیو رعد آواز مارا گیا چیخین مارکر
رونے لگی کہتی تھی او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے معین کو مارا یہ دیو اس کوہ بیضا کا
نگہبان تھا مگر تو جس واسطے آیا ہی وہ مطلب پورا نہوگا جواہر پری کو اس مقام پر نہ پائیگا
مین نے جواہر پری کو بالاے کوہ اورنگ پہونچا دیا وہان تو نہ جا سکیگا یہ کہکے اُڑی
اور نگاہون سے غائب ہوگئی ہومان نے بالاے کوہ آکے کہا ای شہریار تمام پہاڑ پر
تلاش کیجیے شاید قیدی ملجاے تمام پہاڑ کو چھانا جواہر پری کا نشان نہ پایا دیو ہومان
نے سب مال اسباب وہان کا لیا نورالدہر کو گردن پہ سوار کیا طرف کوہ اورنگ کے
چلا راہ مین صحراہاے ویران بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے درخت ملے اکثر جابجا
دیو زاد ملے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے دیو ہومان کہتا ہی ای شہریار آپ کے
تمام کے سب دیوزاد دشمن ہین صاحبقران زمان اٹھارہ برس ان جنگلون مین پھرے
بڑے بڑے دیوزادون کو مارا جو نام آپکا سنتا ہی آپ کے ساتھ بغاوت کرتا ہی مگر
آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی نورالدہر نے پوچھا باعث کیا تھا کہ صاحبقران ان
جنگلون مین آئے دیو ہومان نے کہا باعث یہ تھا کہ آسمان پری نہ چاہتی تھین کہ
صاحبقران پردہ دنیا پر جائین کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ صاحبقران کو پہونچائین
انتہا یہ کہ اپنے چچا کو لیجا کر قید کیا بعد مدت بسیار جب صاحبقران کوہ نورستان پر پہونچے
بی بی آصفاے باصفا مادر حضرت خضر معین ہوئین کہ مین آپکو پردہ دنیا پر پہونچادونگی
آسمان پری وہان بھی پہونچین اُن بزرگ دین سے کلام سخت کرنے لگین اُنھون نے
خاک سجادہ پھینکی آسمان پری جلنے لگین قریشہ سامنے آکر روئی کہ حضور معاف کرین
اب ایسی حرکت نہوگی اور آسمان پری کو سمجھایا ای مادر مہربان باوا جان کو جانے دیجیے
نامہ و پیام رہیگا پھر بھی کبھی تشریف لاوینگے تب آسمان پری راضی ہوئین پردہ قاف

کے کل سخت مقام صاحبقران نے فتح کیے اِن جنگلون مین کوئی راستہ چل نہ سکتا تھا ان
سب مقامات کے نگہبانون کو صاحبقران نے مارا تب پردۂ دنیا پہونچے راہ مین
بڑے بڑے معرکے پڑے مگر وہ تو صاحب اقبال تھے جس مقام پر پہونچے مدد غیبی
شریک حال ہوئی اُس مقام کو فتح کیا ہر مقام پر لڑتے بھڑتے پہونچے ہر مقام کو فتح
کیا نورالدہر حال شوکت جد عالی تبار کا سن سنکر خوش ہو رہے ہین فرماتے ہین کہ جو
جو کارہائے نمایان دادا جان نے کیے وہ انسان سے ممکن نہین ہومان نے عرض کی
کہ حضور سے جو جو کارہائے نمایان ظاہر ہوتے ہین اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ اُنکے پوتے ہین
یہ باتین ہو رہی ہین کہ ہاہوے دلیران کی صدا کان مین آئی نورالدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا
کہ ایک صحرائے وسیع مین ہزارہا نرہ ہائے دیو نقابدار زرین پوش کو گھیرے ہوے
ہین تلوار چل رہی ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی اگرچہ سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ ہی
وہ باز جو سر پر سایہ فگن رہتا ہو سر پر تڑپ رہا ہی جس طرف نقابدار جاتا ہی اُسی طرف
وہ باز بھی جاتا ہو جسپر عکس ڈالتا ہو وہ جل جاتا ہی مگر بلوہ دیوون کا کم نہین ہوتا نقابدار
عاجز ہو رہا ہی نورالدہر نے ہومان سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین برائے مدد نقابدار جاؤن
کوئی فرزندون مین صاحبقران کے ایسا نہین ہی کہ جسکی اِسنے مدد نہ کی ہو لہذا ضرور یہ ہی
کہ جا کر شریک جنگ ہون یہ کہکے تیغ طلسمی کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید اسی کافران
بیحیا واسی نابکاران پر دغا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ نورالدہر ہمائے اوج
رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✤ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ✤ پناہ لشکر اسلام
نورالدہر کز ہمیتش ✤ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ✤ نعرہ کرکے نورالدہر
چلے تھے کہ ہومان نے عرض کی غلام کو حضور ہٹاتے ہین مین امیدوار ہون کہ بشکل
مرکب بنجاؤن آپ مجھپر سوار ہو جیسے مثل برق تڑپونگا نورالدہر نے منظور کیا ہومان
بشکل مرکب تیار ہوا نورالدہر اُسپر سوار ہوے بڑے زور و شور سے گرے جس سردار
کا ارادہ کیا اُسی کے سر پر مرکب پہونچا اُسنے وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیکر ہاتھ مارا
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ

نقابدار زمرد پوش و یاقوت پوش بارہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو ساتھ لیے آگر گرے فوج کو تہ و بالا کر دیا تھوڑے عرصے مین وہ سب دیو زاد بھاگے نور الدہر لڑتے ہوے قریب نقابدار زرین پوش آے نے جھک کر ادب سے سلام کیا نقابدار زرین پوش نے دعاے جان درازی دی نقابدار نے عیار کو اشارہ کیا کہ بارگاہ کو استادکرادُ بارگاہ زرنگار استادہ ہوئی نقابدار نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بحیرت پوچھا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تمھارا پردۂ قاف مین کیونکر آنا ہوا نور الدہر نے حال بیان کیا نور الدہر نے پوچھا آپ پر یہ معرکہ کیونکر گذرا یہ کون تھے جنھون نے آپ کو گھیرا تھا نقابدار نے کہا مین شکار کھیل رہا تھا کہ دیو جاماسپ کہ اُسی کی سرحد مین یہ صحرا ہے خبر شکار آپڑا مین اسوقت حیران ہورہا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا تمھارے آتے ہی دونون نقابدار بھی آئے جمکر تلوار چلی دیو جاماسپ میرے ہاتھ سے مارا گیا تب لشکر پر شکست ہوئی دونون نقابدار تو رخصت ہو کر چلے گئے نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا کہ مین قلعۂ جواہر نگار پر آیا تھا بیضا وہ جادو ملکہ جواہر پری کو گرفتار کر لائی ہے اُسی کی جستجو مین نکلا ہون اور مشعل ہومان بھی اُسی کے قبضے مین ہے نقابدار نے کہا اے ہومان ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ہم تمھاری ملاقات کو آئے تھے جب تو تم بعیش و فرحت تھے ہومان نے کہا آپ کے جانے کے بعد یہ معرکہ گذرا نقابدار نے کہا سامنے کوہ اورنگ ہے کل جو مین اُدھر سے گذرا تو کوئی بصداے نحیف و ضعیف یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا مین سوچا کہ یہ مقام پردۂ قاف ہے کوئی دیو یا غول ہوگا ایسا نہو کہ بہکاتا ہو مگر صاف یہ آواز آتی تھی **نظم**

ہوا مین لوٹتے ہین خاک پر گل آج بسمل سے
گلستان قتل کا میدان ہے تیغ ناز قاتل سے

صدا ہر دم یہ آتی ہے درا ے نالۂ دل سے
نکل جائیگا اک دن لیلی جان تن کی محمل سے

پے تحصیل زر زاہد خدا کا ذکر کرتا ہے
لیا کرتا ہے یہ گویا درم عقد انامل سے

مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیون گریزان ہے
کوئی دریا نہین کرتا کنارہ اپنے ساحل سے

سراپا وہ پری پیکر دلا پتلہ ہے جادو کا
خمیر اُسکا ہوا کیا خاک و آب چاہ بابل سے

نصیحت سے منجم شاعرون کو کہتے ہین اکثر — زحل ہو نحس دو نسبت نہ روے یار کے تل سے
یہ ہین اشعار شور انگیز اک مطرب کی الفت مین — کہ اوراق اپنے دیوان کے مشابہ ہین جلاجل سے
در فتار اگر ہو بند میخوار دو اور سحر آوُ — بھرے ہین جام آنکھونکے شراب شیشۂ دل سے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا — کہ لیلی جھانکتی ہو منھ نکالے اپنی محمل سے

نور الدہر نے کہا اگر وہ مقام آپ کو معلوم ہو تو مجکو چلکر بتا دیجیے نقابدار نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے کل مین آپ کے ساتھ چلونگا وہ مقام بتا دونگا نور الدہر نے وہ شب ہمراہ نقابدار بسر کی بوقت صبح نقابدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہ اورنگ کے چلے جب سامنے کوہ کے آئے تو نور الدہر نے دور سے دیکھا کئی ہزار نرہ ہاسے دیو گرد کوہ کے بیٹھے ہین نور الدہر نے چاہا تلوار کھینچکر بڑھون نقابدار نے منع کیا کہا مین جاتا ہون انمین تکرار ہوئی آخر دونون تلوار کھینچ کر جا پڑے مجمع دیوان مین لڑنے لگے سب دیو بدحواس ہوکر اُٹھے کئی سو دیوان دونون جوانون کے ہاتھ سے مارے گئے دیوزادونکو بھگا کر نور الدہر طرف کوہ کے چلے نقابدار زرین پوش پشت پر ہمراہ لاے کوہ پہونچے دیکھا بیضاوہ جادو بیٹھی سحر کر رہی ہو ان دونون پر سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی نور الدہر جھپٹ کر جا پڑے دیکھا سامنے ایک پنجرہ ہو اسمین جواہر پری قید بیٹھی ہین جب بیضاوہ جادو کے قریب پہونچے بیضاوہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا نقابدار نے دور سے دیکھا کہ نور الدہر چاہتے ہین کہ ہاتھ تلوار کا مارون بیضاوہ بھاگ جاتی ہو نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر پھر کمان مین پیوست کرکے مارا سینہ پر بیضاوہ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بیضاوہ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا نور الدہر لوح محفوظ کو چمکاتے ہوے قریب پنجرے کے پہونچے جواہر پری کو قید سے رہا کیا نقابدار نے ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین لاؤ محافہ آیا محافہ مین جواہر پری کو سوار کیا نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم تم اب قلعۂ جواہر نگار پر جاؤ مین اب رخصت ہوتا ہون جواہر پری نے بمنت کہا کہ ایک شب کے واسطے قلعہ پر چلیے ہم آپ کو روانہ کر دینگے نور الدہر ہمراہ جواہر پری کے قلعۂ جواہر نگار پر آئے جواہر پری نے محفل عیش و

جیش آراستہ کی پریزادان دُردرگوش و مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

سودا ہی مجکو عشق خط سبز رنگ سے
ممکن نہین کہ عقل نہ زائل ہو بنگ سے
خوشبو یہ ہی ترے دہن غنچہ رنگ کی
شرمندہ ہی گلاب کا نیچہ تفنگ سے
لکھ لکھ کے حال اُسکے محل پر گرائیے
قاصد نہین ملا کوئی بہتر تینگ سے
ٹوٹے جو پانون تو بھی جاتین پھر امر بیض
بیٹھا گیا نہ کونے مین میخوار رانگ سے
ہمخواب تو ہوا نہ کبھی مجھسے ایک شب
یارون نے مجکو آج اُتارا پلنگ سے
ہر امر مین خیال ہی مجکو مآل کا
ایذا ہی صلح یار سے راحت ہی جنگ سے
گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو
کر آج میرے کان مین باتین تفنگ سے
گل کر دیا چراغ ہماری حیات کا
بتی اُڑائی تونے نگہ کے خدنگ سے
گذرے جو باغ مین وہ سوار سمند ناز
گلگون بھی آگے بڑھ نہ سکے گل کے رنگ سے
پہونچون مین ناتوان ہوا گر کوے یار تک
سوراخ مور کم نہین مجکو سرنگ سے
پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہی
ناسخ حصول کچھ نہین مشق شلنگ سے

رات بھر جلسہ عیش و نشاط رہا صبح کو نورالدہر جواہر پری سے رخصت ہوے حاملان تخت آئے نورالدہر سوار ہو کر چلے جیسے ہی قلعہ سے باہر نکلے غلغلہ کی آواز آئی کہ او جوان کہان جاتا ہی تونے غضب کیا کہ بیضا وہ جادو کو مارا باپ بیضا وہ جادو کا دیو زرین پوش ساٹھ ہزار دیوزاد سے آپڑا نورالدہر بھی لڑنے لگے مگر بیقرار و بیتاب جواہر پری ہرچند دیوزادون کو اشارہ کرتی ہین مگر کوئی بخوف جان نہین جاتا نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اس مشکل کو آسان کر نظم

بود بجان و جگر طالب وصال حبیب
گروہ صاحب قسمت وران نیک نصیب
چراست آدم خاکی اسیر حرص و ہوا
چراست بندۂ ناچیز در پی تخریب
ہر آنکہ از دل و جان ست عابد معبود
سو عبادت حق نفس را دہد ترغیب
خداست آن کہ رساند بہ بندگان روزی
بہر بہانہ و ہر حیلہ و بہر ترکیب
خداست چارہ گر درد ہر دل بیمار
برای دارو ہر لا دوا خداست طبیب

خداست خالق اکبر کہ چار عنصر را
بیک وجود دہد حسب واقعہ ترتیب

خداست آنکہ زیک قطرہ میکند پیدا
بشر عجیب عجیب و دگر غریب غریب

نوشت کاتب قدرت بلوح موجودات
عجیب صورت و نقش عجیب و خط عجیب

خداست آنکہ مرا و را خداے خود خوانند
ہنود و مسلم و آتش پرست و اہل صلیب

خداست خالق و بخشندہ و رحیم و کریم
خداست حامی و ہادی و رہنما و ادیب

خداست آنکہ درین دہر کرد ہندی را
غنی و صاحب مال و امیر و اہل نصیب

بیقرار ہوکر دعا مانگ رہے ہین دیوزادون کا چہار جانب سے بلوہ ہو مگر نورالدہر جنگ کر رہے ہین کبھی طرف میمنہ اور کبھی جانب میسرہ حملے کرتے ہین اور یہی چاہتے ہین کہ جس طرح ہو اپنے کو تا با افسر پہونچاؤن مگر افسر دیوان سامنے نہین آتا دور سے طرز جنگ نورالدہر دیکھ رہا ہو کہ جو دیو سامنے پہونچا ہاتھ سے شاہزادے کے مارا گیا لاشے دیوون کے گر رہے ہین دریاے خون جاری ہو اُس عالم یاس مین نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی نورالدہر نے دیکھا کہ سامنے نقابدار زرین پوش ایک صحرا مین شکار کھیل رہا ہو وہی بارہ ہزار جوان گرد نقابدار ہین قضاے کار عیار کی نگاہ نورالدہر پر پڑی نقابدار سے عرض کی کہ نورالدہر کو دیوزادون نے گھیرا ہو جلد مدد کیجیے نقابدار نے جو پلٹ کے دیکھا بسبب خون قرابت رگون مین خون دوڑنے لگا وہین سے نعرہ کیا باشید اے کافران بیحیا واے نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش کشندہ دیوان قاف صاحبقران عصر نقابدار نے جو یہ نعرہ کیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا جنگ کرتے ہوے قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے نقابدار بہادر یہ کلمہ کیا کہا خبردار دعوی صاحبقرانی نہ کرنا اے نقابدار بہادر فرزندان صاحبقران کیا تمسے باہر ہین یہ کہکے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نقابدار نے کلائی پکڑلی نورالدہر کو یقین ہوا کہ کلائی ٹوٹ جائیگی ہنس کر کہا کہ اے نقابدار بہادر مین تمسے جنگ کشتی چاہتا ہون مجکو حلوا نہ جاننا زور اپنا نہ دکھاؤ مین بھی کم نہین ہون نقابدار نے کہا اِس جنگ سے فارغ ہو لیجیے پھر میرے آپ کے امتحان ہوگا یہ کہکے ہاتھ چھوڑدیا اور خود جنگ

ہین مصروف ہوا نور الدہر آگے بڑھے ہوے جاتے ہین نقابدار چاہتا ہے ہین
برابر دیو زرین پوش کے پہونچون اور نور الدہر چاہتے ہین کہ مین افسر دیوان
کو قتل کرون ہر چند کہ نقابدار گھوڑے پر سوار ہے اور نور الدہر پیدل جنگ کر رہے
ہین مگر جست وخیز کرتے ہوے پہلے نور الدہر ہی برابر دیو زرین پوش کے پہونچے
راہ مین کئی سو دیو قتل کیے دیو زرین پوش نے جو قریب اپنے نور الدہر کو پایا چوبدست
گھما کر لگائی نور الدہر نے چوبدست قلم کی تیغہ طلسمی دست زبردست نور الدہر کمرگاہ
پر ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے بڑی تعریف کی قریب آکر کہا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ خوب جنگ کرتے ہو دیوکشی مین طاق شہرۂ آفاق ہو
تمسے کون ہو سکتا ہے حقیقت مین دیوکش اور دیو بند ہو بدیع الزمان کے فرزند ہو تمھارے
نام کا پردۂ قاف مین ڈنکا بج رہا ہے ہر سرکش تمھارے نام سے کانپتا ہے ملکہ جواہر پری
نے جو خبر گنی کرد قلعہ پر جنگ ہو رہی ہے مع فوج دیوان نکل آئین نور الدہر کو بیچ مین لیا
نقابدار نے کہا کیون ای نور الدہر اب مقابلہ نہ کروگے نور الدہر نے کہا مین موجود
ہون آپسے روگردانی نہ کرونگا نقابدار سے وعدہ ہوا نور الدہر آکر بارگاہ جواہر پری
مین فروکش ہوے نقابدار نے جاتے ہی بارگاہ استاد کر کے طبل جنگی بجوا دیا نور الدہر
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر فرما رہے ہین کہ بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہے خدا
اُسکے سامنے میری آبرو رکھے مگر انشاء اللہ سر میدان یا تو میری قضا اُسکے ہاتھ سے
ہے یا سر میدان کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لونگا جواہر پری نے جو شاہزادے کو پریشان
پایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُر در گوش مرصع پوش بلائین وہ سامنے آکر
بناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا — صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہو گیا — لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
کسقدر خوش رنگ ہے ساقی مۓ رنگین عشق — شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
سرخ دامن ہے جو میرے اشک پونچھے یار نے — ہے غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا
جس سے شیدا سے رخ گلرنگ کو زخمی کیا
آئنہ خانہ مین آیا وہ گلابی پوش جب
دیدہ مخمور کی رنگت وہ آنکھون مین کھبی
اسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر
کون گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہر بر

واہ ری تاثیر وہ دختر گلابی ہو گیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہوگیا
روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہوگیا
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہوگیا

ساری رات عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نماز سحر پڑھکر مصروف دعا ہوے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجکو غالب کرنا سامنے نقابدار کے فنون سیاہ گری مین کم نہون ہر فن مین غالب رہون نظم

تاکے از ہجر نیجان باشم
در غمت خون دل خورم تاکے
تاکے اندر زمانہ سرگردان
کن کرم تاکہ زافت دوران
رہنما شو براہ صدق و یقین
دہ فراغت کہ درمیان جہان
باشم اندر عبادتت مشغول
ہندیم گرچہ کن کرم یارب
ہر زمان بر زبان بود ذکرت

زار و گمزور و ناتوان باشم
دم بخود گنگ و بے زبان باشم
روز و شب مثل آسمان باشم
ہر شب و روز در امان باشم
تاکہ خالی نہ ہر گمان باشم
فارغ از فکر این و آن باشم
تاکہ من زندہ در جہان باشم
کہ ثنا خوان بہر زبان باشم
روز تا شب بدل نہان فکرت

نورالدہر دعائین مانگ رہے تھے کہ فغفور چینی نے آکر عرض کی حضور اب دعا ختم کیجیے نقابدار میدان مین آگیا مرکب چمکار ہا ہے نورالدہر نے سجادہ بیٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے باہر نکل کر ایک دیو کو اشارہ کیا وہ لوٹ کر بشکل مرکب بنا اسپر سوار ہوے جواہر پری تخت پر سوار ہوئیں فغفور چینی بھی ہمراہ ہین مگر جواہر پری بہت بیقرار ہے دعائین کر رہی ہی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز میرے وارث کی آبرو بچائیو

نقابدار کو زیر کرکے لائین اپنے دل کی مراد پائین نقابدار کو بڑا غرہ ہو یا کوئی
باعث ایسا ہو کہ مقابلہ نہو نورالدہر مرکب اُڑاتے ہوے میدان مین پہونچے نگاہ
نقابدار کی پڑی قصد ہوا کہ مرکب اُڑاوُن مقابلۂ نورالدہر مین جاؤن کہ ایک دیو
آسمان سے آیا اُسنے ایک مکتوب ہاتھ مین نقابدار کے دیا نقابدار نے وہ کاغذ
پڑھا پڑھتا جاتا ہو اور آنکھون سے آنسو جاری ہین جب تمام وکمال کاغذ پڑھ چکا
گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا نورالدہر سے صاحب سلامت کی کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی
مین مجبور ہون ناموس نے نامہ لکھا ہو کہ قہقہہ سر حشیمی فوج کثیر سے چڑھ آیا ہو ارادہ
ہو کہ قلعہ تسخیر کرون شاہزادیون کا ارادہ ہو کہ جان اپنی دیدین آبرو ریزی نہو سرداران
نے مجکو لکھا ہو کہ اپنے کو جلد پہونچائیے تمہاری اقبالمندی ہو کہ تمکو میرے ہاتھ سے
پروردگار نے بچایا لہذا مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکے مرکب پھیرا تخت پہ سوار ہوا
دیوزادون نے سائبان زرنفتی سر پہ کھینچا بازسپید نے آکر سر پہ سایہ کیا سب دیوزاد
سمٹ کر آئے نوبت نقارے بجتے ہوے اِس ساز و سامان سے نقابدار روانہ
ہوگیا نورالدہر پلٹ کر سامنے جواہر پری کے آئے جواہر پری نے پوچھا ای
شہریار یہ کیا ہوا نقابدار کیون چلاگیا نورالدہر نے کہا قہقہہ سر حشیمی اُنکے ملک پر چڑھ
آیا ہو اُسکے استیصال کو گئے ہین اُس سے جاکر مقابلہ کرینگے ہمسے وعدہ کرگئے ہین کہ
اب جس مقام پر سامنا ہوگا وہان مقابلہ کرینگے لہذا اب وعدہ پختہ ہوا کسی مقام پر
آکر ضرور اُلجھے گا حقیقت مین بقول صاحبقران کس دھوم سے یہ نقابدار آتا ہو
کسی نقابدار کو یہ شوکت نصیب نہین ہوئی ہمارے قبلہ و کعبہ زمرد پوش بلکرآئے
تھے اور طلسم توڑا تھا مگر یہ عظم و شان نہ تھا اب پروردگار اِسکے مقابلے سے ہم لوگون
کو امان دے آجتک تو اِسکا یہی ارادہ تھا کہ صاحبقران سے لڑون اب آج مجھسے
بھی راضی ہوا اگر اس دعوی پر قائم رہا تو چچا جان ہمارے رستم پیلتن و جہانگیر
پہلوان
ہژبر دلیرہ سے بھی مقابلہ کریگا مگر ملکہ اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو دیر ہوگئی جالما
تخت حاضر ہوے نورالدہر سوار ہوکر چلے صحرائے شکارگاہ سلیمانی سے گذر چلے

ہین کوہ بلور سامنے معلوم ہوتا ہو مثل برق چمک رہا ہو کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ او ظالم کہان جاتا ہو دیو زرین پوش کو تونے مارا مین کیا تجکو زندہ جانے دونگا یہ کہکے کمان کاندھے سے اُتاری سوامن کا تیر جوڑا تاک کر سینۂ بے کینۂ نورالدہر پہ مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی سے اُسکو قلم کیا لیکن سری جو کٹ کر گری پایۂ تخت ٹوٹا ایک دیو حامل تخت کا شانہ زخمی ہوا وہ دیو تخت چھوڑ کر علحدہ ہو گیا نورالدہر تخت سے گرے جس دیو نے تیر مارا تھا زنگال آدمخوار اُسکا نام ہو یہ چھپٹا کہ دیو زادون کو گرفتار کرون اور دیو زادون نے قصد کیا تھا کہ نورالدہر کو روکین لیکن بخوف جان سامنے سے زنگال کے بھاگے اب نورالدہر ہوا مین گرتے ہوے آتے ہین دل مین خیال کرتے ہین کہ اے نورالدہر ہزار ہا گز کی بلندی سے گرتا ہون یقین ہو کہ جس مقام پہ گرونگا استخوان چور چور ہو جائینگے عرض کر رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز داور رب کارساز اِس آفت سے بچالے رحم اپنا شریک حال فرما

نظم

می کند کلک قدرتِ تو قدیر	ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را شرف تو بخشیدی	خاک را لطف کردی نور منیر
مرحمت کردۂ تو انسان را	دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم	رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت	سجدۂ عجز مے کند ہر پیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت	ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاک تو ہست عالم غیب	واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی	حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لا شریک توئی	تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی	یافتہ از تو صورت ہستی

اسی بیقراری مین تھے کہ قضاے کار مرجانہ جادو ہوا پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی آنکی جو نگاہ جمال نورالدہر پہ پڑی جھپٹ کے پنجہ دیا لے اُڑی نورالدہر بیہوش ہوگئے

تھے مرجانہ نورالدہر کو اپنے باغ مین لائی کہ باغ اسکا بیرون سرحد دیوار قہقہہ ہی جسکو
جبل اعلی کہتے ہین نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب مہیا کیے نورالدہر ہوشیار
ہوے مرجانہ نے کہا ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہی وصل میرا قبول کر ورنہ اس حال
خراب سے مارونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین دیکھ وہ سامنے دیوار
قہقہہ ہی اس طرف میری حکومت ہی جسکو چاہون آنے دون جسکو چاہون نہ آنے دون
بڑے بڑے دیوزاد میری اطاعت مین ہین مجھسے پوچھکر راستہ چلتے ہین تجکو حکومت پردہ قاف
کی دونگی نورالدہر نے خیال کیا کہ میرے تحفہ جات میرے جسم پر آراستہ ہین لوح محفوظ
گلے مین پڑی ہی ہاتھ پانؤن قابو مین ہین اکڑکر اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا او ملعونہ کیا بکتی ہی
مین تیرا وصل قبول نکرونگا بہتر یہ ہی کہ جان دون لیکن تیرا وصل نہ قبول کرون یہ سنکر مرجانہ
نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی نورالدہر تیغ کھینچے ہوے قریب پہونچے تب مرجانہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روک کر تیغ طلسمی کا وار کیا مرجانہ کے دو ٹکڑے
ہوے باغ مین دیکھا کہ کئی سو جوان بارہ دری مین قید ہین اُن سب کو قید سے رہا کیا
وہ سب شاہزادے اور تاجرزادے تھے کلمہ پڑھ پڑھکر سب بہ صدق دل مسلمان
ہوے ہر شخص نے اپنی گرفتاری کی صورت بطرز نو بیان کی نورالدہر سنکر حیران
ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے طرف طلسم خیال سکندری کے کوچ کیا دن
بھر مین دس کوس راستہ طی کیا شام کو ایک صحرا مین اُترے وہ جوانان رہا شدہ بارہ سو
جوان ہین حفاظت کر رہے ہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری یعنی دوپہر رات
گذر گئی تو صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آکر
گرا خنابین خیمون کی قطع کرنے لگا جو سامنے آیا وہ مارا گیا ہاڑ جو ہوا نورالدہر اُٹھے
باہر آکر لشکر کا یہ حال دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکار اُٹھے کہ ای پروردگار بندے تیرے یون
قتل ہو رہے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے کئی سو جوان مارکر سامنے افسر کے پہونچے
اُسنے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے اُسکا وار
روک کر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا وہ گینڈا اٹھا کر بھاگا نورالدہر اُسکے پیچھے چلے

اگر وہ جوان بھاگا ہوا جاتا ہی رکتا نہین سارا لشکر اُسکے پیچھے بھاگا جاتا ہی نور الدہر اکیلے لڑتے ہوے جاتے ہین جہان اُسنے جا بارگ کون وہین پر نور الدہر نے نعرہ کیا اور جا پڑے چند ہاتھ تلوار کے مارے پھر وہ لوگ بھاگے یہان یہ حال گذرا کہ لشکر نور الدہر مین طہماس بن عنقویل دیو پیرو رکہ عاشق جمال نور الدہر ہی جب اِسنے چند عرصہ تک نور الدہر کو نہ دیکھا بیمار ہو گیا صبح کو شبرنگ کرسی کنارے پر صحرا کے بچھا دیتا ہی طہماس آکر بیٹھتا ہی جملہ شاہزادیان اور سب سردار بھی یاد مین نور الدہر کی اُسی مقام پر آکر بیٹھتے ہین طہماس مایوس یاد مین شاہزادے کے یہ اشعار رو رو کر پڑھتا ہی **نظم**

کونسی شب ہی جو رو رو کے نہین کٹتی ہی
شام ہوتی ہی ادھر چھاتی ادھر پھٹتی ہی

صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل
بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہی

درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون
آسمان چرخ مین آتا ہی زمین پھٹتی ہی

کسکی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون
میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہی

لاش پہ لاش نکلتی ہی ترے کوچے سے
کیا تماشا ہی کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہی

حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہی آگاہ
آرسی سامنے سے اُسکے نہین ہٹتی ہی

شب ہجران کی درازی کا گلہ کیا کیجے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہی

گوش وہ ہی جو سنا کرتا ہی افسانۂ حسن
وہ زبان ہی جو صنم نام ترا رٹتی ہی

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہی

طہماس کے رونے پر نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و ہمامے مرصع پوش اور شعلۂ جوالہ وغیرہ بیتاب و بیقرار رویا کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کس ساعت سے شاہزادہ گیا کہ آج تک پلٹ کر نہین آیا کون ایسا دشمن تھا جو شہزادے کو اُٹھا لیگیا کہ آجتک پتہ نملا دیکھیے اب شاہزادہ کیونکر ملے پھر بھی ہمارا غنچۂ آرزو کھلے ایک روز کا ذکر ہی کہ سب سردار وغیرہ حسب معمول کنارے پر صحرا کے بیٹھے یاد مین نور الدہر کی رو رہے ہین اور سب بیقرار و بیچین دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طہماس وغیرہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان زخمدار و بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی

نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر بشنہ ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر بطہماس
وغیرہ نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلوان ہاتھ سے شاہزادے کے زخمی ہوکر
مع لشکر بھاگا ہے کیا جرأت و شوکت ہے کہ اسکے تعاقب مین آتے ہین ادھر سے ان لوگون
نے بلوہ کیا وہ پہلوان گھبرا کر پلٹا نورالدہر سے سامنا پڑا اسنے مجبور ہوکر ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے روک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے
سردارا ان نورالدہر نے فوج پر حملہ کیا فوج والے بھاگے نورالدہر نے کہا یہ لوگ
جانے نہ پائین سارا لشکر تعاقب مین چلا شبرنگ نے لاکر مرکب طلسمی حاضر کیا اُسپر
نورالدہر سوار ہوئے دو پہر برابر وہ سب بھاگے ہوئے چلے گئے آخر ایک صحرا مین
آکر سب کو گھیرا وہ سب عذر کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سب مطیع اسلام
ہوئے نورالدہر اُسی مقام پر اُتر پڑے صبح کو دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی
لاکھون فوج چلی آتی ہے دن بھر فوج آئی رات کو تانتا نوٹا جس مقام پر پہونچا تھا اُسی
مقام پر اُتر پڑا نورالدہر حیران ہین کہ یہ لشکر عظیم کہانسے آیا افسر انکا کون ہے شبرنگ کو
حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ لشکر بے پایان کسکا ہے شبرنگ گیا اور دریافت کرکے
آیا عرض کی ای شہریار وہ پہلوان اول جسکو حضور نے قتل کیا اُسکا نام مغلول دیو کش
تھا اُسکو بقراط ثانی نے بھیجا تھا کہ فوجین بحساب جمع ہوچکی ہین طلسم کشا کو لگا لاؤ وہ
پہلوان زخمی ہوکر بھاگا جانتا تھا کہ طلسم کشا ضرور میرا تعاقب کرینگے آپ کے لشکر تک
بھاگتا ہوا آیا اور حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہانسے بارہ کوس پر قلعۂ مروارید نگار ہے اور
بارہ کوس کے گرد مین فوجین آچکی ہین اور ساحرون کو بھی نامے بقراط ثانی نے لکھے ہین
وہ بھی بروقت آئینگے بڑے غضب کا مقابلہ پڑیگا مروارید نے بقراط سے کہا ہے کہ اتنی
فوج ہو کہ طلسم کشا سے بلوہ نہ رک سکے گا ایسا مقابلہ پڑے کہ لشکر نورالدہر تباہ ہوجائے
کوئی چالیس لاکھ فوج بتاتا ہے کوئی کہتا ہے اس سے بھی زیادہ ہے سردارون نے عرض کی
آنے دیجیے انشاء اللہ سب سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے نورالدہر باہر آکر بیٹھے کہ صحرا سے پھر
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بقراط ثانی تخت پر سوار ہے مروارید آفت خیز پہلو مین بیٹھی ہے

چالیس لاکھ فوج پشت پر علمہاے زرنگار کے پھرہرے کھلے ہوے اِس شوکت سے
بقراط آکر مقابلہ نورالدہر مین اُترا نورالدہر فوج کثیر دیکھکر گھبرا گئے فرمایا کہ بڑی فوجین
یہان جمع ہوگئین سکندر ثانی نے عرض کی حضور فوج سے تردد نکرین یہ میلہ فقط دیکھنے
کا ہی ایک سحر مین اِسکو مٹادونگا کیا یہ لوگ بچ سکتے ہین مگر غلام نے خبر سُنی ہی کہ کل سے
فوجین اور آئینگی یہ لوگ تو جلوسی ہمراہ آئے ہین نورالدہر بیٹھے دیکھا کیے دن بھر فوج
آیا کی چار پہر دن اِسی ہنگامہ مین گذرا شام کو نورالدہر اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے سردارون
مین بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی شبرنگ سے کہا دریافت
توکرو کہ اب یہ نوبت و نقارہ کیسا بجا شبرنگ نے عرض کی مین نے ہرکارے مقرر کردیے
ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی ای شہریار ایک بادشاہ
موسوم بہ کتیاد فیروزہ پوش سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا ہی رات بھر کتیاد کی فوج آیا
کی صبح کو نورالدہر پھر باہر آکر بیٹھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر
سوار چھ لاکھ فوج پشت پر جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی کہتا ہوا آتا ہی کہ لشکر طلسم کشا
پر جا پڑون ابھی لشکر کو پامال کردون سب لشکر پراگندہ ہوجائے کہ بقراط ثانی بارگاہ
سے نکل آیا کہا ای رفیق و شفیق وای سپہ سالار قدرت ابھی تامل کرو اور چند بادشاہ آنیکو
ہین جو جو بادشاہ مسلمان ہونے سے باقی ہین وہ سب آئینگے وہ بلوہ کرون کہ طلسم کشا
کو بھاگتے راستہ نہ ملے سالار اُسکا نام ہی وہ کلام بقراط سُنکر اُتر پڑا دوپہر تک چھ لاکھ
فوج آئی دوپہر بجے پھر گرد اُڑی ایک بادشاہ گینڈے پر سوار پانچ لاکھ فوج پشت پر
علمہاے سیاہ کے پھرہرے کھلے ہوے معلوم ہوا مفتون آفت خیز اِسکا نام ہی سات
روز تک برابر اِسی طرح کتنے ہی بادشاہ آئے اور سب آنکر اُترے کُل صحرا فوجون سے
بھر گیا نورالدہر حیران تھے کہ اِس فوج سے کیونکر مقابلہ مین سر بر ہونگا گھوڑے کا بڑھانا
مشکل پڑیگا فوج بیحساب ہی اب دوسرا حال عرض کرتا ہون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
صاحبقران زمان بہ فوج کثیر آکر پہونچے نورالدہر استقبال کرکے صاحبقران کو
کولے آئے بارگاہ گوہر نگار نورالدہر مین صاحبقران آکر بیٹھے سب سردار ساتھ ہین چند

جادوگرنیان ابر پر سوار آئین وہ بھی آکر اُترین نورالدہر آنے سے صاحبقران کے
بہت خوش ہوے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان
سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر سعد بن قباد والاتبار بشوکت تمام آکر پہونچے بادشاہ
کو بھی نورالدہر استقبال کرکے لائے بارگاہ نورالدہر مین آکر بادشاہ تخت پر بیٹھے
نورالدہر باہر کھڑے ہین تماشہ آمد فوج بادشاہ کا دیکھ رہے ہین کئی جادوگرنیان
بادشاہ کے ساتھ بھی آئین وہ بھی آکر بیٹھین نورالدہر نے دیکھا کہ بعد آنے بادشاہ
کے پھر گرد اُڑی ایرج نوجوان بصد شوکت وشان آکر پہونچے صاحبقران خود
بارگاہ سے نکل آئے ایرج کو گھوڑے سے اُتروایا مگر دیکھا تیور پر بل پڑے ہین تیغہ
دودمہ سکندری کے قبضے پر ہاتھ ہر فرماتے ہین کہ اگر ہم نہ آتے تو اِس جنگ کا انتظام
نہوتا صاحبقران نے ایرج سے فرمایا بابا جنگ سخت ہے لقراط کے ساتھ بہت
فوجین جمع ہوگئی ہین خدا انجام بخیر کرے ایرج نے کہا داداجان جب مردان عالم کی
تلوار کھینچے گی کافر نوک دُم بھاگین گے کہ پھر گرد اُڑی شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر بشوکت
تمام وبہ تکلف مالاکلام آکر پہونچے بعد آنے جہانگیر کے آمد فوج موقوف ہوئی یہ سب
سردار مع چند اپنی اپنی ہمراہی جادوگرنیون کے آئے ہین کہ ذکر جنکے مقامات گذشتہ
پر لکھ چکا ہون ناظرین پر واضح ہوگا مگر ہمراہ نورالدہر جو سامان ہے وہ کسی کے ساتھ
نہین ہے سکندر ثانی ویسا بادشاہ عالیجاہ نجم اختر شناس ایسا رفیق شاہزادیان چیدہ
جادوگرنیان منتخب جنمین سے ہر ایک کو دعوئی ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھا دینگے الغرض
جب بارگاہ نورالدہر مین سب سردار آکر جمع ہوے تو نورالدہر نے اشارہ کیا
شبرنگ بن عمرو نے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز سامنے حاضر کیے
دور کہ جام گردش مین آیا نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین بصد سوز وگداز یہ
اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہے	کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہے
تاثیر گلرخون کے تصور کی دیکھنا	لخت جگر جو گل ہے تو آنسو گلاب ہے

حیرت سی ہی طلسم جہان دیکھکر مجھے
کہتے ہین زخم تن کہ ملے بوسے کسقدر
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنا ہے دشت
آغاز حسن وان ہی یہان زندگی تمام
ہم بیکسون کو غم نہین مرنے کا محتسب
دلغون کو قطع کر کہ ہے ہین دشمن جہان
یوسف کی طرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا
اُس مست نے جو کی سو دریا نگاہ گرم
کسکو ہمارے یار کے نظارے کی ہی تاب
ہی عشق اُسکے روے کتابی سے بس مجھے

یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہی
قاتل سے ہمسے حشر کے دن یہ حساب ہی
زنجیر موج آبلۂ پا حباب ہی
پیری ہی اپنی یار کا عہد شباب ہی
فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہی
سا ئیون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہی
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی
پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہی
خورشید جسکو کہتے ہین اُسکی نقاب ہی
ناسخ جو شوخ صاحب اُمّ الکتاب ہی

رات بھر اس جلسہ مین بسر ہوئی نورالدہر سب کی خاطر کر رہے ہین مگر ایرج کے تیور پر بل پڑا ہوا ہی ہر مرتبہ فرماتے ہین بھائی صاحب طبل جنگی بجوائیے مین مقابلہ کرونگا نورالدہر جواب دیتے ہین ای برادر تقدم ہمارے یہان جائز نہین ہی اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم جواب دینگے مگر بقراط دربار مین بیٹھا ہی تمام پہلوانان غدار و ساحران مکار جمع ہین اُس مجمع سے ایک پہلوان موسوم بہ قیلاب خارہ شکن بل کرتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے سر میدان طلسم کشا کو ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے ہاتھ سے امان پاوینگے سر میدان زیر کرونگا طبل جنگی بجوائیے بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بزردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند
لگے ہونے آنکھونسے تارے نہان

لباس فلک لاجوردی ہوا
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

نورالدہر نماز سے فراغت حاصل کر کے بیرون بارگاہ آئے سب سردار ساتھ مین

تخت شاہنشاہی سامنے آیا امیر خود نورالدہر کے ہمراہ ہین فرماتے ہین پروردگار
اسکو مظفر و منصور کرے اِس طلسم مین بڑی تکلیف اُٹھائی نورالدہر نے عرض کی
حضور کا اقبال شریک تھا کہ تمام مرحلہ جات فتح ہوے بیچ مین تخت شاہنشاہی نورالدہر
سب سے آگے بڑھے ہوے بدیع الزمان خوش ہین مگر قاسم کہتے ہین کہ داداجان
شوکت نورالدہر کی بڑھاتے ہین دیکھیے ساتھ ساتھ آتے ہین شوکت پوتے کی خود
بڑھاتے ہین سب صاحب سر میدان دیکھ لینگے کہ ایرج نوجوان کس عظم وشان سے
آیا کہ اُسکے آنے سے بقراط کو خوف پیدا ہوا نورالدہر سُنکر خاموش ہو رہے کہ سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا بقراط تخت پر سوار مرو ارید پہلو مین باون لاکھ ساحران غدار ہمراہ
ایک ایک ساحر اُبلا ہوا چار سو تاجدار و افسران نامدار اپنی اپنی فوجون کو ساتھ لیے
ہوے اِس دھوم سے لشکر بقراط کا میدان مین آیا کہ اندھیرا ہوگیا بقراط نے تخت اپنا
روکا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرڑ کا کہکر ہٹے کہ قیلاب خارہ شکن
نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت بقراط کے آیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان بقراط
نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قیلاب گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا سلحشوری
دکھائی پھر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکل کر مقابلہ کرے
سعید نوجوان سردار جہانگیر گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اجازت
طلب کی بادشاہ نے فرمایا ای سعید نوجوان حریف زبردست سے مقابلہ ہے عرض
کی اقبال حضور شریک ہوگا یہ کہکے سامنے قیلاب کے آیا قیلاب نے بعد گفتگو نیزہ مارا
سعید نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے سعید
نے نیزہ قیلاب کا نکالا قیلاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر نیزہ نکلنے سے بہت شرمندہ
ہے ہاتھ تلوار کا مارا سعید نوجوان نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑے ون
مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے ہٹا گوشۂ سپر کو کاٹ کر تلوار تا دو ابرو
پہونچی قیلاب نے دوسرا ہاتھ مارا سعید نوجوان لپٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا قیلاب
سمجھ گیا کہ سعید زبون ہے کشتی مین زیر کر لونگا اب جو دونون اُترے سعید نوجوان لڑنے

لگا گر جہانگیر کو بڑا قلق ہر کہ میرا سردار زخمداری مین لڑ رہا ہی خدا اسکو بچائے ای خالق بے نیاز ذوالجلال رب کا ئنات میرے سردار کو بچا لے زخمدار ہو رہا ہی نظم

می کند کلک قدرت تو قدیر
ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را شرف تو بخشیدی
خاک را لطف کردۂ توقیر
مرحمت کردۂ تو انسان را
دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو مے کنی تقسیم
رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
سجدۂ عجز مے کند ہر پیر
خامہ عاجز نہ شرح اوصافت
ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاک تو ہست عالم غیب
واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی
حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لا شریک توئی
تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی
یافتہ از تو صورت ہستی

آخر سعید نوجوان کے سر سے اسقدر خون بہا کہ بیہوش ہو کر گرا قیلاب نے قصد کیا کہ گرفتار کر لون جہانگیر کو تاب نہ باقی رہی جہانگیر نے مرکب اڑا دیا سامنے قیلاب کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے ایک گھونسہ اسکے گینڈے کو مارا کہ سر پھٹ گیا قیلاب کو وا جہانگیر نے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا چاہا چرخ دیکر مارون فوج والے دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی جہانگیر بھی زخمی ہوے اور قیلاب ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر اس ہلڑ مین سعید گرفتار ہو گیا ہمراہی لشکر اسلام جادوگرنیان جو ہین اُنھون نے قصد کیا کہ سحر کرین مگر لبقراط نے جب دیکھا کہ ملازم قیلاب کو لے آئے اور سعید کو بھی گرفتار کر لیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے مگر کئی لاکھ ساحران لبقراط مارے گئے جب لشکر پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے تو جہانگیر نے چابک کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچانا اگر سعید کے قتل کا ارادہ کرے تو مجھے خبر لے چابک و اسطے خبر کے گیا قیلاب نے سعید کو لاکر اول زخمدوزی کرائی پھر قید خانہ بھیجدیا کہا صبح کو دربار بھجونگا

چابک نے یہ خبر جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر نے حکم دیا ہمکو سویرے خبر پہونچانا کہ کسوقت
وہ دربار مین طلب کرتا ہی نور الدہر نے جہانگیر کو بدمزاج پایا کئی مرتبہ پوچھا عم
نامدار آپ ملول نہون تدبیر رہائی سعید ہوجائیگی جہانگیر نے جھلا کر جواب دیا کیا
ہم پایہ کمی کا رکھتے ہین کسی کی معرفت رہائی ہو ہم آپ رہا کر لائینگے نور الدہر خاموش
ہو رہے مگر قیلاب نے صبح کو دربار مین سعید کو طلب کیا سعید بل کرتا ہوا آیا قیلاب
نے کہا خداوند کو سجدہ کر سعید نے جواب دیا او نامرد تو نے کیا مجکو بجرأت زیر کیا ہی
جو سوال مذہب کرتا ہی قیلاب نے جھلا کر جلاد کو بلایا جلاد آیا کوٹے کا خط گردن پر
دیا چابک نے جہانگیر کو آکر خبر دی جہانگیر اکیلے دربار سے اُٹھے دربار سے نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے لشکر بقراط مین آئے کسی نے بقراط کو خبر دی کہ فرزند حمزہ تنہا
لشکر مین آیا ہی بقراط نے حکم دیا گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا جہانگیر
دو گھڑی کامل لڑے آخر مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا گھوڑے سے گرے ازروے
بلوہ کے کفار نے گرفتار کرلیا جب چابک نے دیکھا کہ جہانگیر گرفتار ہوے روتا ہوا
دوبہار مین آیا صاحبقران نے پوچھا کیون چابک خیر تو ہی عرض کی کہ آقاے نامدار
براے رہائی سعید گئے تھے گرفتار ہوگئے صاحبقران یہ سُنکر نہایت پریشان ہوے
خواجہ عمرو کو حکم دیا دریافت کرو کہ قیلاب کا کیا ارادہ ہی اگر قتل کرنے کا اُسکا
قصد ہو تو ہمکو جلد خبر دو خواجہ عمرو براے خبر گئے دریافت کرکے آئے کہ یہانسے
قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ مفتون کہتے ہین مفتون تیرہ ورون نامے ایک پہلوان
ہی کہ وہ وہان کا حاکم و ناظم ہی قیلاب نے جہانگیر و سعید کی قید وہان روانہ کردی
صاحبقران یہ سُنکر چاہتے ہین کہ حکم دین کہ جاکر رہا کرو نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے
کہا یہ بار تو غلام کے ذمہ ہی یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے طہماس نے
جو دیکھا کہ آقا جاتے ہین یہ بھی نکلکر ہمراہ ہوا قیلاب کا پہلوان مستور بیشہ نشین ساٹھ
ہزار فوج سے قید لیے جاتا تھا کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ منم گل گلزار خلیل الرحمن
نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نعظم نعرۂ نور الدہر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران بختم و بقہر ہشتہ ستارہ

حشم شاہزادہ نور الدہر ایک طرف سے نعرہ طہماس ہوا کہ منم شیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیوپرور دونون جوان آکر گرے نور الدہر نے بڑھکر مستور کو قتل کیا جب مستور مارا گیا فوج والے بھاگے جاکر مفتون تیرہ درون کو خبر کی وہ کئی لاکھ فوج لیکر آیا نور الدہر آکر جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے کہ مفتون آکر پہونچا حکم دیا کہ دونو کو گھیر لو فوج نے آکر گھیرا جہانگیر نے جو دیکھا کہ طہماس و نور الدہر گھرے ہوے لڑ رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای حاکم بے نیاز میری رہائی کی صورت نکلے کہ اس جنگ کو فتح کرون

نظم

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — وی بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان جنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور — حیف بر مجبوری ما وای بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و سجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم — چون نریزد اشک خون کلک گرافشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولے مگر — صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکل کشاے ما توئی — وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

مگر نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے آکر طہماس نے گھیرا اب ارادہ ہی کہ مفتون تیرہ درون کو مارلین کہ ایک ابر آسمان پر آیا ابر مین سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو لیچلا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک دیو خونخوار مجکو لیے جاتا ہی گردن مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا مارا اور گھونسہ ماردیا کہ دیو کا سر پھٹ گیا نور الدہر زمین پر گرے مفتون نے آواز دی کہ یارو اب گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج بلوہ کرکے چلی طہماس نے جنگ کرکے فوج کو روکا مرکب طلسمی تا بہ نور الدہر پہونچا یا کہا کون حضور کو لیچلا تھا نور الدہر نے کہا ایک دیو خونخوار تھا مگر

مین نے اُسکو مار لیا وہ دیکھو صحرا مین لاشہ پڑا ہی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوکر مصروف
جنگ ہوے لڑائی ہو رہی ہی نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش آکر ہمہ تنہا مصروف جنگ ہوا نور الدہر نے
جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر جنگ کو روکا اڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے مفتون
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا میرے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغہ طلسمی پر لگا تھا
پھر ہاتھ تیغہ طلسمی کا مار دیا مفتون کے دو ٹکڑے ہوے لشکر والے شکست کھا کے بھاگے
نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا یہان ایرج کو شاپور نے خبر دی کہ قید جہانگیر طرف
قلعۂ مفتون کے گئی ہی اور نور الدہر واسطے رہائی کے گئے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا
فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے شاپور ہمراہ ایرج کو لیکر چلا ایرج اُسوقت پہونچے کہ
نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے ساتھ لیکر چلین کہ نعرۂ ایرج کی آواز آئی ایرج
نے نور الدہر کو للکارا کیون کشتی گیرزادے تو نے بڑا فتور کیا کہ آکر جہانگیر کو رہا کر لیا کیا
مین نہ رہا کر سکتا تھا ای عم نامدار آپ میرے پاس آئیے اِس کشتی گیرزادے کا ساتھ نہ
دیجیے مجھے شاق ہی کہ آپ کو یہ رہا کرے مین اگر خبر پاتا تو کیا برلے رہائی نہ آتا نور الدہر
نے کہا بھائی تمھین نے رہا کیا مین کب اِسکا دعوی کرتا ہون کہ جرأت مین مین تمسے بہتر
ہون تم بڑے بہادر ہو مین کب تمہارا سامنا کر سکتا ہون ایرج نے قریب آکر ہاتھ تلوار
کا اُٹھایا جب تو طہماس کو بہت ناگوار ہوا ساطور اُٹھایا نور الدہر نے منع کیا کہ ای طہماس
خبردار ساطور نہ مارنا طہماس نے ساطور روکا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا طہماس کو
زخمی کیا جب طہماس زخمی ہو چکا ایرج طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے منع کیا
کہ ای ایرج بس انتہا کی سختی کر چکے اب ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پریشان کرونگا ایرج
کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا پھر ایرج نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نور الدہر بھی مرکب اُڑا کر
سامنے آئے کہا اب مین مجبور ہون کہ تمنے سرکشی کی انتہا کر دی نقابدار زرین پوش
نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج و نور الدہر مین تلوار چلا چاہتی ہی گھوڑا اُڑا کر بیچ مین
آیا اور دونون کو گھُرکا کہ یہ کیا حرکت ہی دشمن دباو ڈالین گے ابھی فوج بھاگ کر گئی ہی

اگر کوئی اور افسر آگیا تو کیا ہوگا نور الدہر نے کہا اے نقابدار بہادر میرے سردار
کو انھون نے زخمی کیا مین نے اسپر بھی صبر کیا اب یہ مجکو کمزور سمجھے ہین مر اسر دباتے ہین
آپ ہٹ جایئے تماشہ دیکھیے کہ یہ میرا کیا کر لیتے ہین نقابدار نے منع کیا اور کہا مین نہ لڑنے
دونگا اور کسی وقت لڑ لینا یہ کہکے دونون کو الگ کیا اور نہ لڑنے دیا ایرج نوجوان
جہانگیر و سعید کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے نور الدہر نقابدار سے باتین کرتے
ہوے آتے ہین کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی مفتون کا بھائی جیحون اپنے بھائی کے
مارے جانے کی خبر سُنکر تین لاکھ فوج سے آپڑا نقابدار و نور الدہر مصروف جنگ ہوے
مگر فوج کا زیادہ بلوہ ہے ایرج کو آکر شاپور نے خبر دی کہ نور الدہر وغیرہ گھر گئے
اور نقابدار بھی گھرا ہے دونون جوان مصروف جنگ ہین مگر انتہا کا بلوہ ہے ایرج و
جہانگیر و سعید بھی نعرے کرکے آپڑے مگر نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا قریب
جیحون کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر فوج کو کیا اشارہ کر رہا ہے جیحون نے
جو نقابدار کو دیکھا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار
کا مارا کہ جیحون کے دو ٹکڑے ہوے پھر فوج پر آکر گرے یہ سب شیر جب مل کر لڑے
فوج کی کیا تاب تھی کہ اِنسے لڑ سکتی آخر سب شکست کھاکے بھاگے نقابدار تو رخصت
ہوگیا یہ سب جوان دریاے خون مین نہائے ہوے لشکر مین آئے بقراط کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ مفتون و جیحون و دستور مارے گئے ایرج و نور الدہر لڑائی فتح
کرکے ابھی آئے ہین صاحبقران علاج مین فرزندون کے مصروف ہین یہ سنکر قیلاب
بہت جھلایا مگر مفتون و جیحون کا مارے جانا سُنکر حیران ہے کہ ایسے پہلوان زبردست
مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مین اُنپر غالب نہ تھا دیکھیے میدان مین کیا گذرے بقراط سے
عرض کی یا خداوند کسی ساحر کو بھیجیے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے تو مطلب حاصل ہو جبتک
طلسم کشا نہ قتل ہوگا مطلب نہ پورا ہوگا بقراط نے طرف ساحرون کے دیکھا ایک
ساحرہ موسومہ بہ گلفشان جادو یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر لشکر کو تباہ کرتی ہون
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر کے چلی ایک نخل پہ آکر بیٹھی ارادہ ہے کہ

سحر کر دون کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ایک فیل مست چھوٹ گیا ہی وہ درختون کو گراتا ہوا
آتا ہی ایک طرف سے دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب مرکب پر سوار ہاتھی کے تعاقب مین آتا ہی قریب ہاتھی کے آکر
للکارا کہ او ظالم کہان جاتا ہی ہاتھی پلٹ پڑا اُس جوان نے گھوڑے سے کود کر ہاتھی کو
ایک گھونسہ مارا کہ ہاتھی چیخ مار کر پلٹا نیزہ دارون نے ہاتھی کو گھیر لیا ہاتھی آن کر تھان
پر بندھ گیا گلفشان جادو بصورت مبدل لشکر مین اُتری ایک دوکاندار سے پوچھا
کہ یہ جوان کون تھا جسنے ہاتھی کو گرفتار کرادیا دوکاندار نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند
امیر با توقیر ہین گلفشان جادو کو فکر ہوئی کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کرون آخر
معلوم ہوا کہ اپنی بارگاہ مین گئے ہین تعاقب مین چلی جب دربارگاہ جہانگیر پر پہونچی دیکھا
کہ ایک عیار طرار دروازے پر بیٹھا ہی گلفشان نے آکر چابک کو سلام کیا کہا اپنے
آقا سے عرض کرو کہ ایک شخص آپ کا مشتاق ہی اندر بلوائیے چابک نے دیکھا ساحر وضع ہی
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے حباب ماردیا گلفشان بیہوش ہوکر گری چابک نے
چاہا قتل کرون کہ زمین تھرائی ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے چابک کو اُٹھا لیا اور گلفشان کی
کمر مین پنجہ دیکر وہ پتلی لے اُڑی گلفشان کا ایک باغ ہی اسمین لیجاکر پتلی نے اُتارا
گلفشان ہوشیار ہوئی کہا کیون عیار طرار تو نے بڑی تیزی کی مجکو بیہوش کیا میرے
ساتھ نگہبان مقرر ہین مجکو کوئی قتل نہین کر سکتا تو اُس شہریار کا کون ہی چابک نے کہا
مین شاطر ہون تب گلفشان نے حال اپنے عشق کا بیان کیا چابک نے کہا میری خطا
معاف فرمائیے مین آپ کے حال سے واقف نہ تھا ساحر وضع دیکھکر آپ کے درپے آزار
ہوا اب آپ نہ گھبرائیے مین آپ سے آقا کو ملاؤنگا یہان بلاکے لاؤنگا گلفشان نے
چابک کو بہت مطمئن کیا ایک موتیون کا مالا بھی دیا چابک تو اس فکر مین چلا کہ شاہزادے
کو بلاکر لاؤن ایسی ساحرہ زبردست ہی اگر یہ شریک ہوگی تو بقراط کو بڑے ملال پہونچینگے
وہان بقراط نے بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا شاہزادیان جو گا رہی تھین اُنھون نے
پوچھا یا خداوند باعث رنج و ملال کیا ہی بقراط نے کہا گلفشان ہاتھ سے جاتی ہی کوئی ساحر

ایسا ہو کہ اسکو گرفتار کر لائے کہ مین اسکو سزا دون ابھی ابھی قتل کرون کہ وہ جہانگیر پر عاشق
ہو گئی ہو بھائی اسکا بیخ چنار اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا کہا یا خداوند مین ابھی اسکا سر
لاتا ہون یہ کہکے چلا اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت پہونچا کہ گلفشان جادو محفل آراستہ
کر رہی ہو کنیزین حاضر ہین کہ بیخ چنار آکر پہونچا آسمان سے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے
غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا گلفشان نے سر اٹھایا بیخ چنار نے ایک گولہ مارا
گولہ آکر پھٹا اسمین سے دھوان نکلا گلفشان بیہوش ہوئی کنیزین جابجا گرین بیخ چنار
اترا کہ گرفتار کر کے لیجاؤن کہ زمین سے پتلی نکلی چاہا گلفشان کو اٹھا لیجاؤن بیخ چنار
نے پتلی پر گولہ مارا سینہ پہ پتلی کے گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا پتلی کے مرتے ہی گلفشان
کی زبان مین سوزن دی اور نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلفشان کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو اس حال مین پایا کہ بیخ چنار سامنے کھڑا ہو للکار رہا ہو کوڑا لیے ڈرا رہا ہو گلفشان
نے کہا او دیوانے مین نے کیا خطا کی کہا صحبت کیون آراستہ کر رہی تھی گلفشان نے
جواب دیا میرے یہان ہمیشہ جلسہ رہتا ہو بموجب قاعدۂ قدیم درستی صحبت کر رہی تھی
اب بیخ چنار کچھ جواب نہین دے سکتا آخر اسنے کہا کہ ای ہمشیرہ قدرت نے مجکو حکم
دیا ہو مگر مین نے تمھارے یہان جلسہ مین کسی کو نہ پایا اور قدرت نے فرمایا ہو کہ فرزند
حمزہ پر عاشق ہوئی ہیں وہ فرزند حمزہ یہان کہان ہو میری نظرون سے تو نہان ہو
قصد کیا کہ ہین کو رہا کرون مگر وہان چابک جو پہونچا جہانگیر کو شکارگاہ مین پایا تمام
کیفیت آکر عرض کی جہانگیر چابک کے ساتھ چلے جب باغ تھوڑی دور رہا چابک نے
کہا آپ اس مقام پر ٹھہریے مین پہلے ہو آؤن یہ کہکر چابک بڑھا جب قریب باغ کے
آیا دیکھا تو ایک کنیز کھڑی رو رہی ہو اس سے جو پوچھا اسنے حال گرفتاری گلفشان بیان
کیا چابک نے اس کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا گلفشان بندھی ہو اور
ایک ساحر عذر کر رہا ہو چابک نے سامنے آکر سلام کیا بیخ چنار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ
ایک کنیز ہو مہ جبین پری طلعت خوبصورت سینہ ابھرا ہوا حیران ہو کر پوچھا اری تو کون ہو
کہا مین حضور کی رازدان ہون میرے ساتھ چلیے مین اس مسلمان کو گرفتار کرا دون ایسا

کمرے مین چھپا بیٹھا ہو بیخ چنار ساتھ چلا باقی کنیزین اُسی مقام پر ٹھہری رہین اِدھر چابک نے ایک مقام پر آکر کہا دیکھیے وہ سامنے فرزند حمزہ بیٹھا ہو چنار نے کہا مجھے کوئی نہین معلوم ہوتا چابک نے کہا گولہ پھینکیے اور گیر کی آواز دیجیے پانؤن اُسکے زمین پکڑلے پھر چل کر قتل کیجیے مگر ہنسے جاتی ہو بیخ چنار کو لپٹی جاتی ہو بیخ بہت بیقرار ہوا جھولی سے گولہ نکالا کہا تیرے کہنے پر سحر کرتا ہون یہ کہکے گولہ پھینکا چابک نے جو دیکھا کہ بیخ کا مُنھ پھرا لپٹ کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک بیخ کے مرتے ہی چابک نے جھپٹ کر گلفشان کو رہا کیا گلفشان نے رہا ہوتے ہی پوچھا کہ مہتر صاحب تم کیونکر آئے چابک نے کہا شاہزادے کو لایا ہون تھوڑی دور پر باغ کے ٹھہرا آیا ہون اگر آپ حکم دین تو بلالاؤن گلفشان نے کہا کہین جلدی لاؤ چابک جہانگیر کو بلاکر لایا گلفشان نے استقبال کرکے مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا ایک شوخ و تشنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

اُس پری رخسار پر پھبتی کہی ہو حور کی
بیچ تو یہ ہو بات سوجھی ہو مجھے کیا دور کی

آہ پڑجائے الٰہی تجھپہ مجھ مخمور کی
محتسب تو نے صراحی مے کی چکنا چور کی

دور سے دیکھی جھلک جو عارض پرنور کی
بام جانان پر نظر آئی تجلی طور کی

جان بچنے کی کوئی صورت نظر آتی نہین
پیچلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی

جسم کو چھوڑا نہین مین نے وطن آیا قریب
روح نے اپنے بدن سے گرد غربت دور کی

گردن ساقی کی ہو کیسی صفائی میکشو
کیون نہ خم ہو جائے گردن شیشۂ بلور کی

پڑگیا ہو عکس جو ساقی کے حسن سبز کا
قطرۂ مے مین ہو رنگت دانۂ انگور کی

جائے خون ہو جسم ساقی مین شراب لعل گون
آنکھ ساغر کی ہو گردن شیشۂ بلور کی

دست رنگین اور تیرے ساعد سیمین نہین
شعلے مین یاقوت کے شمعین ہین یہ کافور کی

گھر ہمارا ہجر مین تاریک ہو مانند گور
ایک حالت ہو شب ماہ شب دیجور کی

کیا برستی ہو بجائے ابر رحمت بیکسی
ہو یہی تربت مقرر ناسخ مغفور کی

صحبت عیش و طیش آراستہ ہو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو وہان بقراط غصے مین بیٹھا ہو کہ ایک طائر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا بقراط نے کہا لو غضب ہوا بیخ چنار بھی مارا گیا

ابتو وہ گیسو بریدہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہو غرضکہ بقراط نے پکار کر آواز دی تم مین کوئی ایسا ہو کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر کے لائے برجبیس جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی دونون کو لاتا ہون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا یہان صحبت کا یہ رنگ ہو کہ گلفشان جادو پہلو مین جہانگیر کے بیٹھی ہو آپسمین اختلاط ظاہری ہو رہا ہو کنیزین پھر رہی ہین مگر چاپک ہوشیار ہر طرف دیکھ رہا ہو کہ برجبیس جادو آکر پہونچا اُسنے آسمان سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ فرزند حمزہ پہلو مین بیٹھا ہو وہین سے تڑپ کر نعرہ کیا کہ باش او پسر حمزہ کہان جائیگا یہ کہکے گرا ہاتھ مین اسباب سحر تھا پھینک مارا جہانگیر تو گر کر بیہوش ہوے کنیزین جا بجا گرین مگر گلفشان جادو نے اپنے اوپر سحر نہین آنے دیا اُٹھکر نعرہ کیا کہ او ناہنجار بدکردار یہ کیا حرکت کی یہ کہکے گولہ مارا برجبیس نے گولہ کاٹا کئی سحر آپس مین رد و بدل ہوے یکایک برجبیس نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ دھوان نکلا وہ منھ پر گلفشان کے پہونچا گلفشان بیہوش ہو کر گری برجبیس جادو چلا کہ گلفشان کو گرفتار کر لون اور جہانگیر کو قتل کرون چاپک نے دور سے دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی میان برجبیس صاحب وہ عیار یہان چھپا ہوا بیٹھا ہو پہلے اُسکو آکر گرفتار کر لیجیے جو جبیس ہمراہ ہوا مگر جمال جہان آرائے کنیز دیکھکر لٹو ہو گیا کہ ایک نازنین ہو کمسن حسین و جمیل سینہ پر اُبھار باتین بیقرار ہنسے جاتی ہو نازنین نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب میرے ساتھ چلیے مین اُسکو بتا دون تم اُس مکار کو گرفتار کر لو برجبیس پوچھتا چلا آتا ہو کہ وہ کس مقام پہ ہو کنیز نے تبلایا وہ سامنے درخت کی آڑ مین بیٹھا ہو برجبیس نے سر اُٹھا کر دیکھا کوئی سامنے نظر نہ آیا نازنین سے کہا گولہ مار دیے زمین اُسکے پانون تھام لے تب چل کر گرفتار کر لیجیے برجبیس نے منھ پھیر کر گولہ مارا چاپک تو قریب کھڑا تھا اُسنے خنجر مار دیا کہ شکم چاک فقط پاک برجبیس کے مرتے ہی گلفشان کو ہوش آیا جہانگیر نے چاپک کی بہت تعریف کی کہا او بدا وہ بڑا کمال کیا ورنہ یہ گرفتار کر کے لیجاتا گلفشان نے کہا اب نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین بقراط کو معلوم ہو گیا اُسنے ساحرون کا تار باندھ دیا ہو بہت سے ساحر اُسکی صحبت مین ایسے ہین کہ اُنکو اپنے سحر پہ ناز ہو اگر نہین سے

کوئی آگیا تو جان بچنا دشوار ہوگی جہانگیر پشت مرکب پر سوار ہوے چابک نے بھی
یہی صلاح دی کہ نکل چلیے **گلفشان** نے ابر بنایا اُسمین چھپ کر چلی **جہانگیر و چابک**
جاتے ہین ابر سر پہ لہرا رہا ہو **گلفشان** ہوشیار جاتی ہو چہار جانب دیکھتی ہوئی کہ اگر
کوئی آئے تو مین اُسکو روکون **جہانگیر** مرکب مہمیز کیے ہوے جاتے ہین **چابک** بھی
کہتا ہو جھٹ پٹ نکل چلیے مگر **بقراط** دربار مین بیٹھا تھا کہ بھرطائر نے آکر صدا دی **بقراط**
نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیا کمبخت غافل ہین کہ دام مین عیار کے آجاتے ہین غضب ہوا
کہ **برجیس** بھی مارا گیا ایک پہلوان بیٹھا ہو کہ **مہتاب** اُسکا نام ہو یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند
مجکو حکم ہو کہ مین پسر **حمزہ** کی مشکین باندھکر لاؤن **بقراط** نے حکم دیا **مہتاب** باہر آیا
تین لاکھ فوج کا افسر ہو اُن سب کو ساتھ لیکر چلا **جہانگیر** ایک صحرا مین آکر ٹھہرے ہین
کہ سامنے سے گرد اُڑی **مہتاب** تین لاکھ فوج سے پیدا ہوا آتے ہی کل فوج کو حکم دیا
کہ پسر **حمزہ** کو چہار جانب سے گھیر لو **جہانگیر** بھی نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی
گلفشان کہ ابر مین چھپی ہوئی ہو اِسنے جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا ابر سے
اُترتے اُترتے ایک گولہ مارا کہ پھول برسنے لگے کئی سو جوان مبہوت ہوکر یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

سامنا کرتا ہو کیا اُسکا شبستان مین چراغ　مرد میدان ہو تو نکلے دن کو میدان مین چراغ
جب نہ دیکھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ　رکھدیا ہے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ
شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی　لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ
روشنی کی اُسکے حلقون مین جو روے یار نے　ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ
کونسا بلبل پھنسا ہو دام مین صیاد کے　باغبان گھی کے جلاتا ہو گلستان مین چراغ
کیا لکھون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین　اِسقدر ہونگے نہ اک سر چراغان مین چراغ
داغ دل کی روشنی ہو بوریاے فقر پر　شیر کی چربی سے جلتا ہو نیستان مین چراغ
ہوگیا اُسپر زلیخا کو یقین فانوس کا　حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ
عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ　میری مٹی کے جلین گے کوے جانان مین چراغ

خاک کا پیوند ہونگا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

گئی ہزار جوان سر ٹکرا کر مرے مگر جہانگیر کو سحر کرنا گلفشان کا بہت ناگوار ہوا ادھر مہتاب نے بھی پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو جہانگیر نے گلفشان کو منع کیا کہ ای گلفشان سحر نہ کرو ہماری بدنامی ہو گلفشان رک گئی جہانگیر جنگ کر رہے ہین چابک دیکھتا ہو کہ آقا گھرے ہوے لڑ رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ ای خالق کارساز ای بندہ نواز اس مشکل سے آقاے نامدار کو بچالے

نظم

در گلستان جہان یک رنگ شو مانند گل
کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل

نوش کن ہر دم زمیناے محبت جام مُل
صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل

یک زبان با نیک و بد یک دل بہر و یار باش

نیک و بد را در جہان کن خوش دل از کردار خویش
ساز با خلق نکو خلق جہان را یار خویش

دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش
مثل خور رو ے زمین کن روشن از انوار خویش

سایہ گستر در جہان چون ابر گوہر بار باش

چابک دعائین کر رہا ہو کبھی حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہو اپنے آقا کو بچا رہا ہو قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے آئے تھے شبرنگ نے خبر دی کہ جہانگیر کو ایک پہلوان نے گھیرا ہو نورالدہر آپڑے دو چار سو جوان ساتھ تھے مصروف جنگ ہوے نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مہتاب کے پہونچے مہتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قاش زمین سے مہتاب کو اُٹھا لیا مہتاب نے کہا الامان نورالدہر نے جواب دیا امان بشرط ایمان مہتاب بصدق دل مسلمان ہوا نورالدہر مہتاب و فوج کو ساتھ لیکر چلے وہان بقراط کو از روے علم سحر کے معلوم ہوا کہ مہتاب مسلمان ہوگیا جھلا کر کہا یارو جو جاتا ہو وہ مسلمان ہوتا ہو یا مارا جاتا ہو اب خود قدرت جاتے ہین کئی پہلوان

اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہکر کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین ہم جاکر نبیرۂ حمزہ کو سزا دیتے
ہین تین پہلوان سفاک تیرہ دروں و بیباک فوج کش و نمناک خارہ شگاف
تین تین لاکھ فوج کے افسر تھے یہ تینون سردار اپنی اپنی کل فوج لیکر چلے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے صاحبقران کے کان مین آواز نوبت و نقارے کی جو پہونچی سر
اُٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج کہان جاتی ہو کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ تین افسر نو لاکھ فوج لیکر براے گرفتاری نورالدہر جاتے ہین ہر چند کہ وہ واسطے
شکار کے گئے تھے مگر راہ مین جنگ پڑی جہانگیر کو بلوہ سے بچایا مہتاب کو مسلمان
کرلیا انکو لیے ہوے آتے ہین یہ نو لاکھ فوج اُنکو روکنے جاتی ہو ایرج نے جو یہ سُنا
کہا دادا جان مین جاکر اِن سردارون کو رد کون امیر نے کچھ جواب نہ دیا ایرج و
قاسم اپنے مقام سے اُٹھے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے چلے سرداران ایرج بھی
ساتھ ہین نیلم و قیلم وغیرہ اور ایک طرف سرداران قاسم ہین مثل قیماس خان
خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ رستم کو جو معلوم ہوا کہ بیٹا اور پوتا ہمارا نورالدہر
کو بچانے جاتا ہو یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھے پشت استر مالا کبود پہ سوار ہوے سردار
سب ساتھ ہین گھوڑے کو بڑھایا سامنے اُن تینون سردارون کے آکر نعرہ کیا کہ
باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن و پیلکن نعرہ کرکے جا پڑے
جنگ ہونے لگی قاسم نے جو خبر سنی کہ قبلہ و کعبہ جا پڑے جنگ ہو رہی ہو قاسم نے
مرکب کو بڑھایا ایرج کو آگے کرلیا ایرج نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک
ایرج آن آفتاب منیر ✽ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✽ یہ تینون شیر لڑ رہے ہین فوج
بھاگتی پھرتی ہو اودھر سے نورالدہر آتے تھے اِنکو جو معلوم ہوا کہ میری گرفتاری کو
فوج بقراط نے بھیجی تھی اُسکو ایرج و قاسم و علم شاہ نے گھیرا ہو یہ بھی نعرہ
کرکے جا پڑے اُن تینون سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ فرزندان حمزہ کو
گھیر کر مار لو پہلے سب کے سفاک تیرہ دروں مقابلۂ نورالدہر مین آیا چند حربے
آپس مین ردو قدح ہوے نورالدہر نے تیغۂ خارہ شگاف سے سفاک کو مار اسفاک

کو مار کر بڑھے بیباک فوج کش نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا اول اسنے
نور الدہر پر تیر مارا نور الدہر نے تیر کو خالی دیا بیباک نے کئی تیر مارے نور الدہر قلم کرتے
ہوے قریب پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کو کھینچا اُسکے وار کو
گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مار دیا بیباک کے دو ٹکڑے ہوے نمناک خارہ تشگاف نے
جب دو بھائیون کا لاشہ دیکھا خوف جان سے بھاگا اُدھر سے ایرج آتے تھے ایرج کو
معلوم ہوا کہ دو بھائی ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے گرز بن اخنفر کو بڑھا کر مقابلۂ
نمناک مین آئے نمناک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار خالی دیکر کلائی
تھام لی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا نمناک بصدق دل مسلمان ہوا اتبو کل فوج نے لڑنا موقوف
کیا جو مارے جانے سے بچے تھے وہ بصدق دل مسلمان ہوے رستم سب کو ساتھ لیکر
طرف لشکر کے چلے ہر چند کہ ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نور الدہر سے مقابلہ کرون مگر
رستم جب بہ نگاہ قہر طرف ایرج کے دیکھتے ہین تو ایرج کو یقین ہوتا ہے کہ دادا جان
کے خلاف ہوگا تلوار تول کر رک جاتے ہین ہر کارون نے یہ سب خبرین صاحبقران
کو پہونچائین کہ آپ کے فرزندون نے جا کر لڑائی کو فتح کیا نمناک خارہ تشگاف
مسلمان ہوا رستم سب کو ساتھ لیکر آتے ہین صاحبقران یہ خبر سُنکر خوش ہوے خود
واسطے استقبال کے اُٹھے فرمایا کہ رستم ایسا ہی دلیر ہے جس جنگ پر رستم جائے وہ
لڑائی فتح نہو یہ کہتے ہوے راہ مین آکر ٹھہرے رستم کو گلے سے لگا لیا ایرج و نور الدہر
کو دیکھا کہ نور الدہر چاہتے ہین ایرج سے کلام کرین مگر ایرج بہ غصہ جواب دیتے ہین
امیر نے قریب آکر ایرج کو نور الدہر سے بغلگیر کرایا اور فرمایا کہ آپس مین چشمک نہ رہے
سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ آج ہمارے فرزندون
نے بڑی لڑائی فتح کی صحبت عیش آراستہ کرو خواجہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے کیا کچھ مجکو بھی
دیگا امیر نے فرمایا کہ اچھا کچھ تو گاؤ خواجہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

برق کو اسیر عبث گرنے کی ہین تیاریان	برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہین چنگاریان
موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی	کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اہو خط اُسکے گورے گالون پر یہ تو نے کیا کیا
خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو

چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندھیاریان
خون بلبل سے مگر سینچین گئی ہین کیاریان
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان
خانۂ قاضی مین جا کر کیجیے میخواریان
کر گئے ہین یار اپنی اپنی یون ہی باریان
خوب اگلے کر گئے گرم اپنی دکانداریان

مقام صدر پر نور الدہر بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ہرکارے جو واسطے خبر کے حاضر تھے خبرین لیکر سامنے بقراط کے پہونچے بعد دعا کے عرض کی کہ آج لشکر حمزہ مین بڑا عیش و جیش ہے سب کیفیت ہرکارون نے سامنے بقراط کے بیان کی بقراط نے یہ سنکر جواب دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سب سردار آمادہ ہوے کہ کل ایسی جنگ کرین کہ مسلمانون کو عاجز کردین لشکر اسلام کے ہرکارون سنے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو دوپہر رات گئے صورت بدلے ہوے لشکر بقراط مین آئے اتنا بڑا لشکر ہے کہ اِس سرے سے اُس سرے تک جانا دشوار ہے مگر ٹہلتے ہوے خواجہ سامنے بارگاہ بقراط کے پہونچے دیکھا ایک ساحر زبردست بارگاہ سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو چہار طرف سے لشکر مسلمانان پر سحر کرو کہ مسلمان شکست کھا کے بھاگین اور ہمارا مطلب پورا ہو منم کاشان جادو خواجہ نے جو اُس ساحر کو آمادہ دیکھا اُسی کے ساتھ ہو لیے ایک مقام پر آکر سلام کیا کاشان جادو نے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون جو ارادہ آپ کا ہے وہی ارادہ میرا بھی ہے اگر حکم ہو تو سحر کرون کہ سب لشکر سر ٹکرانے لگے کاشان جادو نے کہا اے ساحر تیری کیا حقیقت ہے میرے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین جس وقت یہ سحر کرینگے تو زمین لشکر طلسم کشا کی ہلا دینگے آج کوئی زندہ نہ بچے گا آج مین ارادہ کر کے نکلا ہون عمرو نے کہا اچھا کنارے چلیے تو مین آپ کو آگاہ کرون کہ کیا کمال رکھتا ہون کاشان جادو کو خواجہ ایک درۂ کوہ مین

لے گھسے باتین کرتے کرتے کاشان جادو کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باہر نکلے ساتھ والون سے کہا ہان صاحبو سحر تیار کرو سب ساحرون نے اپنے اپنے لکہ ہاے ابر اُڑائے عمرو نے کہا سامنے جو لشکر ہو اُسپر سحر گراؤ سب نے عرض کی یہ تو لشکر خداوند ہو عمرو نے کہا ہمارا یہی کمال ہو کہ اس طرف سحر کرینگے اور اُدھر لشکر طلسم کشا ویران ہوگا سب ساحرون نے لکہ ہاے ابر لشکر بقراط پر گرائے تیر برسنے لگے کئی لاکھ جادوگر بارے گئے کسی کے سحر سے آگ گری کہ ہزارون خیمے جلنے لگے کسی کے سحر سے منھ برسا جسپر قطرہ گرا وہ دیوانہ ہوگیا اہل لشکر فریاد کرنے لگے خواجہ تو یہ سحر کرا کر نکل گئے بقراط نے جو صداے فریاد سُنی گھبرا گیا باہر نکل کر کہا او نالائق یہ کیا کیا سب نے کہا ہمارے افسر نے حکم دیا ہو کہ اسی لشکر پر سحر کرو ہم اپنے مالک کا حکم بجالاتے ہین ہرچند بقراط منع کرتا ہو کون مانتا ہو بقراط نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا برق چمکی کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے رات بھر لشکر مین تلاطم رہا صبح کو بقراط سوار ہوا اُدھر سے نور الدہر لشکر لیکر آئے مقابلہ مین لشکر جب سرمایۂ جادو طرف سے بقراط کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے طرف سکندر کے دیکھا سکندر نے نجم کو اشارہ کیا نجم نے جاکر اُس ساحر کا سحر روکا آپس مین سحر چلنے لگے نجم نے بہ علم اخترشناسی دریافت کرکے ایک چوٹی دار ناریل مارا سرمایۂ جادو ناریل چلتے ہی دیوانہ ہوگیا پکار پکار کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا **نظم**

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہو	قطب کو جنبش نہین ہو آسمان گردش مین ہو
حیف ہو بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے	روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہو
تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے	چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہو
پار اُترے کیا سلامت بحر اُلفت سے کوئی	سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہو
گرد پھرنے کا ترا سودا ہوا ہو ہم کو یار	ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہو
دائرے مین عشق کے جسنے کہ مارا ہو قدم	صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہو
خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین	تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہو

جستجو مین تیر انجم کی طرح ای ماہ حسن
گنبد گردون سے نکلے جسطرح سے ہوسکے

ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہی
ڈر ہر گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردشین ہی

سرمایۂ جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے اشارہ کیا کہ سر بقراط کا لا
سرمایۂ جادو اپنے ہوش مین نہ تھا فوراً جا پڑا بقراط کو گالیان دینے لگا ہر مرتبہ پکارتا
تھا او بیحیا خداوند بنکر بیٹھا ہی تجھسے کیا ہوسکتا ہی بقراط نے ہر چند منع کیا مگر سرمایہ
نہین مانتا لڑتا ہوا چلا آتا ہی کئی ہزار ساحر مارے جب تو بقراط جھلایا بڑھکر سحر کیا کہ
سرمایہ پر پھول برسے سحر اُتر گیا بقراط کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہ یا خداوند خطا معاف
کیجیے مین اپنے ہوش مین نہ تھا بقراط نے کہا نجم کا سر لاؤ سرمایہ پھر مقابلۂ نجم مین آیا
چاہا نجم پر جا پڑون نجم نے ایک دستک دی کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سرمایہ پر حملہ
کیا سرمایہ نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن مگر شیر نے مہلت نہ دی چیر پھاڑ کر کھا گیا اسیطرح
کئی ساحر مقابلۂ نجم مین آئے مگر نجم نے قتل کیا بقراط نے جھلا کر کہا کہ یارو تم مین کوئی
ایسا نہین کہ نجم کو گرفتار کر لائے ترکش جادو چلا کر دوڑا کتا ہوا کہ یا خداوند نجم وہ
شخص ہی جسنے سحر خوب حاصل کیا مگر میرے سامنے کا بچہ ہی گردن پکڑ کے لاؤنگا قدرت
کو سجدہ کراؤنگا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا میدان مین آیا نجم نے دستک دیکر صحرا
سے شیر بلایا شیر نے ترکش پر حملہ کیا ترکش نے شیر کو ہلاک کیا کئی جانوران درند آئے
مگر ترکش نے سب کو قتل کیا انھین جانورون کا خون لیکر نجم پر پھینک مارا بدن مین
نجم کے آبلے پڑ گئے ترکش نے بڑھکر نجم کو گرفتار کر لیا سامنے بقراط کے لایا کہا بقراط
کو سجدہ کر نجم نے کہا ہرگز سجدہ نہ کرونگا کئی مرتبہ بقراط نے کہا کہ ای نجم چاہتا ہون تیری
خطا معاف کرون نجم نے جھلا کر جواب دیا کہ مین نے تیری خطا کیا کی جو تجھ سے ہوسکے قصور
نہ کر خدلے ما بزرگ است بقراط نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ پرہول جادو
اُسکا نام ہی وہ تلوار کھینچ کر قریب نجم آیا آکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے جو سامنے
کھڑے تھے قصد کیا کہ جا پڑون اور نجم کو رہا کرلون سکندر ثانی نے تخت سے اُتر کر
عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ابھی جا کر نجم کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے کودکا بلند

ہو کر نعرہ کیا پر ہول جادو پر برق گری کہ پر ہول کے دو ٹکڑے ہوے مار کر پر ہول کو جو سکندر رہ گرے اول ایک گولہ طرف بقراط کے مارا کہ اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے مین نجم کو اُٹھا لیا بقراط نے دیکھا کہ سکندر نجم کو لیے جاتا ہی جھولی پر ہاتھ ڈال کر گولہ نکالا سکندر پہ کھینچ مارا سکندر نے خالی دیا اور چاہا بلند ہون بقراط نے جب دیکھا کہ گولے نے تاثیر نہ کی ہاتھ اپنا کاٹا خون چھینک مارا خون جو سکندر پر پڑا سکندر کے ہاتھ سے نجم چھوٹا نجم خود ساحر زبردست ہی چھوٹتے ہی لڑنے لگا اسقدر آگ برسائی کہ کئی ہزار ساحر جلے بقراط نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تڑپ کے تخت سے اُٹھا عقاب بنکر نجم پہ آپڑا سکندر نے دور سے دیکھا کہ نجم گرفتار ہوا چاہتا ہی ران کو چاک کیا خون چلو مین لیکر عقاب پر چھینک مارا اب تو بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے پر گرنے لگے اِسقدر پر گرے کہ سکندر چھپ گئے سکندر نے چاہا اُن پرون کو دفع کرون دور سے سب نے دیکھا کہ سکندر طائرون کے بیچ مین گھرے ہوے ہین اور طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین زمزمہ سرائی مین یہ آواز ہی جیسے یہ اشعار پڑھ رہے ہین سکندر کو بڑھ بڑھ کے سناتے ہین نظم

عاشق کی سعادت ہی جو سر اُسکا جھکا ہی
قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی

جب وادیِ وحشت مین گذر میرا ہوا ہی
ہر ایک بگولہ پئے تعظیم اُٹھا ہی

نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی

جو دن ہی سو ہی دیو سفید اپنی نظر مین
جو رات ترے ہجر مین ہی کالی بلا ہی

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے
کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی

ممکن نہین تا حشر جو کم ہو غم خونخوار
گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی

گر آکبھی پامال کر اس شوق مین ذرات
گلشن مین جو ہی شاخ گل اک دست دعا ہی

دعوائے خدائی جو بتو ہی نہ پھرو دور
سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی

خالق نے یہ سرخ اُسکے کف پا کو بنایا
ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی

گر سودۂ الماس نہ تھا لون چھڑکتا
یہ بہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی

ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو
جسدن سے مرا سر ترے قدمون سے جدا ہی

عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار — عشق اسکو نہ کیسے یہ زمانے مین دبا ہے
کیسے جو طویل اسکو سزاوار ہو ناسخ — جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہے

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے سکندر جھوم گئے بقراط نے اور طائرون کو زور دیا سب طائرون نے سکندر کو گھیر لیا ہر طرف سے گھر گھر کر آتے ہین سکندر کو صورت دکھاتے ہین کوئی پر مارتا ہے کوئی منقار مار دیتا ہے آخر سکندر کو گھیر کر سامنے بقراط کے لائے بقراط نے سکندر کو گرفتار کر لیا زبان مین سحر ان دی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان اسپر تمکو بڑا ناز تھا اب اسکو لیجا کر قتل کرونگا نجم نے جب دیکھا کہ سکندر گرفتار ہو گئے تو یہ لڑتا ہوا نکل آیا نور الدہر نے کہا اے نجم اب سکندر کی تدبیر رہائی کرنا چاہیے نجم نے کہا حضور کوئی دربار مین بقراط کے نہین جا سکتا اُسنے اپنے سامنے قید کیا ہے کسکی مجال ہے کہ اُسکے سامنے جائے اور سکندر کو رہا کرے بقراط طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا آج لشکر کفار مین بڑی خوشی ہے کہ بادشاہ لشکر نور الدہر گرفتار ہوا بقراط نے بارگاہ مین آکر سکندر کو قفس مین بند کیا وہ قفس سامنے لٹکا دیا اور کہتا تھا بعد ایک دن کے اسکو قتل کرونگا یہان دربار نور الدہر مین یہی باتین ہو رہی ہین کہ خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا اے طلسم کشا سب سردار موجود ہین اور مجھپر قرضہ چڑھا ہوا ہے اگر سردار میرے قرضہ کی تدبیر کرین اور کچھ مجھے دین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ آج ہی سکندر کی رہائی ہو گی نور الدہر نے دس توڑے منگوائے سامنے خواجہ کے پیش کیے نجم نے دو ہزار روپیہ دیے ارسطو نے بھی دو ہزار دیے سب شاہزادیون نے تھوڑا تھوڑا دیا مبلغ خطیر جمع ہو گیا خواجہ نے سب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکلے طرف لشکر بقراط کے چلے یہان وہ وقت ہے کہ بقراط دربار مین بیٹھا ہے سب شاہزادیان جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا رہائی سکندر کی تدبیر کریگا یا خداوندا کیسی تقدیر ہے کہ سارہان زادہ نہ آسکے بقراط بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے مگر نہایت عیش پسند ہے شاہزادیون کو اشارہ ہے کہ قدرت کے سامنے گاؤ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان صنم تمکین بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ترے گلگون ہین ای رنگین ادا باد بہاری سے | بنائین غازہ رخسار گل گرد سواری سے
ہنسی آتی ہی اُس گل کو ہماری اشکباری سے | شگفتہ ہوتے ہین گل جیسے روش ابر بہاری سے
فراق یار مین نفرت ہی مجکو بادہ خواری سے | کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے
پس از مردن چلا ہون سوے جانان بیقراری سے | مشابہ ہوگیا ہی گنبد مدفن عماری سے
ترے آگے چمن ہی پانی پانی شرمساری سے | روانی مین مشابہ رنگ گل ہی خون جاری سے
گریزان وہ سہی قد کیون ہی میری اشکباری سے | کہین شمشاد بھی کرتے ہین وحشت نہر جاری سے
جو دعوائے ہدایت ہی گذر عالی وقاری سے | ہوئے نقش قدم قصر بیابان خاکساری سے
فراق یار مین آئی اجل ابر بہاری سے | ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوندی کی کٹاری سے
مریض عشق ہون جبسے ہوئی نفرت زمانے کو | گریزان جسطرح ہوتے ہین سب امراض ساری سے
جو اک دن وصل کی راحت تو اک دن رنج فرقت کا | وہ ہین ہمدرد میرے جنکو تپ آتی ہی باری سے
نظر آتا ہی شیشہ سربریدہ ہجر ساقی مین | شراب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سے
دلیل اسپر ہی کیا جو حکم کرتا ہی نجاست کا | کہ موگردش مین زاہد کم نہین ہی آب جاری سے
شہادت پائی ہی جو عشق زلف یار مین ہمنے | ہوا نقشہ عیان مار سیہ کا خون جاری سے
تنزل مین ترقی کرتی ہی افتادگی ناسخ | کہ معراج شجر پائی نے پائی خاکساری سے

بقراط مست بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ کیا مجال ہی جو میرے دربار مین ساربان زادہ آئے جلاکر پھونک دونگا قدرت کی کرامت آج تم سب نے دیکھی کہ سکندر ثانی ایسے شخص کو گرفتار کر لیا اب ساربان زادہ کیا آسکتا ہی سترہ سو ساحر بیٹھے ہوے ہین سب درست کہہ رہے ہین **بقراط** غرور نشۂ شراب مین بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر دناتا ہوا ایسی خوشبو دماغ مین آئی کہ سب جھومنے لگے **بقراط** نے ہنسکر کہا شاید میرا کوئی بھائی آتا ہی کہ نعرہ ہوا منم جمشید برادر سامری **بقراط** نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک شخص جسکے چار ہاتھ اور دو سر ہین اور نیچے کا دھڑ مثل گدھے کے ہی تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی برابر آواز دیتا ہی کہ منم خداوند جمشید **بقراط** تخت سے اُٹھا کہا بھائی صاحب آپکے مروارید نے کان مین **بقراط** سے کہا یا خداوند ہوشیار رہیے گا شاید ساربان زادہ ہو جمشید نے کہا او مروارید کیا

بدگمانی کرتی ہو ہماری صورت کوئی بن سکتا ہو آنکھ ذرا ملا سر اُٹھا تب تجکو معلوم ہو ہم دلون
کا حال جانتے ہین یہ جو جمشید نے کہا مرواریدکانپنے لگی دست بستہ عرض کی یا خداوند
مجکو گمان ہوا تھا کہ آپ آگاہ ہوگئے حقیقت مین آپ میرا نے خداوند ہین ہملوگ بندگان
فرمانبردار ہین جمشید نے کہا او بقراط تجکو خبر ہو کہ آج کیا ہوگا ہمکو فرشتون نے خبر دی
کہ ساربان زادہ تیری فکر مین آئیگا اور سکندر کو رہا کر لیجائیگا اسواسطے ما بدولت تشریف
لائے کہ جا کر بقراط کو بچائین شراب کے قرابے منگواؤ القاب سامری مین پڑھدون
تم سب ایک سانس مین ایک ایک جام پیو دو دو سو برس عمر مین بڑھ جاویگی ابتو سب ساحر
جمشید کے گرد آئے ہر ساحر کہتا ہو کہ یا خداوند میری عمر بڑھا دیجیے قرابے شراب کے
لا کر رکھے گئے جمشید نے قرابون پر ہاتھ رکھا کچھ پڑھنا شروع کیا چھو چھو کر کے اشارہ
کیا کہ سب ملکر پیو ایک جام سے زیادہ کوئی نہ پیے ہر ایک جام مین دو دو سو برس کی
عمر بڑھیگی ابتو ساحر بڑے بڑے جام ڈھونڈھکر لائے قرابون پر ہجوم کیا جس طرح سبیل
پر پیاسے گرتے ہین ہر طرف سے ہلڑ ہو کہ ہمین جام پلاؤ ایک ایک پی رہا ہو آخر سب
جھومنے لگے بقراط نے دو جام پیے تھوڑے ہی عرصے مین وہ قرابے شراب سے
خالی ہوے بقراط نے کہا بھائی صاحب فوج ولے محروم رہے جاتے ہین ایک مرتبہ
القاب اور پڑھدیجیے جمشید نے ہنسکر کہا وہ سب ہمارے بندے ہین بھلا ہم اُن کو
محروم رکھین گے دو مٹکے اور آئے اُنپر بھی جمشید نے چھو چھو کی فوج والے دوڑ کے
اندر آئے وہ مٹکے اُٹھا کر لیگئے بعض نے جب دیکھا کہ شراب ہو چکی تو مٹکون کو توڑ کر ٹھیکرے
اُنکے پانی سے دھو دھو کر پینے لگے کہتے تھے یہ کرامت کی چیز ہو دھوون بھی خالی از کرامت
نہوگا الغرض تھوڑے عرصے مین بقراط بیٹھے بیٹھے بلبلایا تخت سے اُٹھا پکارا بھائیو آؤ
جمشید نقلی نے پوچھا کہ کون ہو بقراط نے کہا سب بھائی آئے ہین مجھسے اشارے
کر رہے ہین جمشید نقلی نے کہا سب کی ٹانگ لو بقراط ہنستا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا
جاہا بڑھون کہ بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اسکے گرتے ہی
سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ عمرو عیار بن امیۂ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

نعرہ کرکے اول قفس کو کھولا سکندر نے نکلتے ہی ارادہ کیا
کہ بقراط کو قتل کرون عمرو نے منع کیا مگر بقراط کی ریش تراشی ایک بال ریش کا باقی
رکھا اُسمین ایک گھنگرو باندھ دیا اور پھر ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر گلے مین باندھ دیا اُسکا
مضمون یہ تھا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری او بیحیا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیجاتا
مگر دعا دے صاحبقران کو کہ اُنکی ممانعت ہی کہ بیہوشی مین کسی بادشاہ جلیل کو قتل نہ کرنا
تیری قضا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہی مین سکندر کو لینے آیا تھا لیے جاتا ہون تیرا علاج اسقدر
کافی تھا جو کیا گیا او مغرور تو کہتا تھا کہ عمرو نہ آسکے گا دیکھا کہ ہم کیونکر آئے سکندر کو لیگئے
اب سر میدان مقابلہ کرنا ایک تاجدار کو عورت بنا کے اُسکے پہلو مین لٹا دیا اسباب وہان کا
لوٹ لیا ہر چند سکندر نے چاہا کسی کو قتل کرون مگر خواجہ مانع ہوے کہ کسی کے قتل کرنیکا
موقع نہین سکندر خواجہ کو لیکر نکل گئے صبح کو بقراط ہوشیار ہوا دیکھا پہلو مین ایک حسین
سو رہی ہی اُس تاجدار کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ایک داڑھی منڈا مجکو لپٹاتا ہی ایک تمانچہ
مارا بقراط نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کیا تمکو رحم نہین پہونچی اسمین اور
لوگ بھی بیدار ہوے اپنے اپنے حال کو دیکھکر بہت شرمائے بقراط نے وہ پرچہ دیکھا
بہت جھلایا مُنھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دیکھنا اس فضیحت کا کیا بدلہ کرتا ہون وہان داڑھی ندارد
پائی گھونگرو چھن سے بولا تو بہت شرمایا کہنے لگا کہ ابھی عمرو کو لاتا ہون شاہزادیون
نے کہا یا خداوند ایسا نہو آپ کسی بلا مین پھنس جائین تاجدارون نے بھی منع کیا کہ قدرت
کا ابھی جانا بہتر نہین ہی کسی خلاف وقت ارادہ کیجیے گا مگر بقراط کو آٹھ پہر یہی خیال ہی
کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن اور سزاے معقول دون یہان خواجہ سکندر کو لیکر آئے
نور الدہر بہت خوش ہوے صاحبقران نے بھی عمرو کو کچھ دیا سرداران صاحبقران

نے بھی سلوک کیا اسکندر نے عمرو کو بہت کچھ دیا مگر ہرکارون نے خواجہ کو خبر دی کہ بقراط
آپکی فکر مین ہے گرفتار کرنے آتا تھا مگر سردارون نے اُسکو روکا نہین آنے دیا اپنے کو
بچاییے گا عمرو نے اسکا خیال کیا بصورت مبدل لشکر بقراط مین آیا ایک کمیدان کو بیہوش
کیا اُسکو اپنی صورت بناکے چھوڑ دیا وہ لشکر مین پھرنے لگا بقراط نے دور سے دیکھا کہ
عمرو ہمارے لشکر مین پھر رہا ہے جھپٹ کر اُٹھا گرفتار کرلیا دربار مین آکر ستون سے
باندھا سب سردار مارنے لگے وہ کمیدان موسوم بہ سرشنک جادو غل مچاتا ہے کہ یا خداوند
مین عمرو نہین ہون بقراط نے کہا اور مزہ دیکھیے انکار کرتا ہے کہ مین عمرو نہین ہون جب
بہت مار پڑچکی کہ منھ وغیرہ اُسکا سوج گیا بلک کر کہا کہ یا خداوند تقدیر کیسے مجکو پہچانیے مین
سرشنک جادو ہون عمرو نے مجکو گرفتار کرلیا تھا بھائی اسکا زرشنک جادو بیٹھا تھا
اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ کل سے میرا بھائی نہین ملتا ہے یا خداوند اسکا منھ دھلوایئے
بقراط نے کہا نہین قتل کرو آخر ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سر اُڑ گیا جب سرشنک
قتل ہوگیا تو مرنے کے ساحر کی علامت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نامم سرشنک جادو
بود بقراط نے منھ پیٹ لیا زرشنک یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی عمرو کو لاتا ہون میرے بھائی
کو قتل کرایا سر بارگاہ یہ ذلت ہوئی مگر یا خداوند آپ کیسے خداوند ہین کہ عمرو کو پہچان نہ سکے
اور میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہر چند لوگون نے روکا مگر زرشنک نے نہ مانا روتا ہوا
چلا باہر جو نکلا ساتھ والون نے پوچھا کہ کیون اے افسر کیا ہوا زرشنک نے کہا بھائی میرا
سرشنک جادو کیسا جری و بہادر تھا اُسکو عمرو نے اپنی صورت بناکے قتل کرایا مین نے
ہر چند خداوند سے کہا کہ اسکا منھ دھلوایئے نہ مانا اور قتل کر ڈالا اب مین عمرو کو لینے جاتا
ہون شاگردان عمرو یہان موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے خواجہ کے آئے اور سب
حال بیان کیا کہ آپکی عیاری کی یہ تاثیر ہوئی کہ زرشنک جادو بھائی اُسکا آپکی گرفتاری
کو آتا ہے اپنے کو بچایئے خواجہ نے کہا مین خود اُسکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوے
صحرا مین آکر کچھ تدبیر کی زرشنک جادو غصہ مین آتا ہے ایک مقام پہ آکر دیکھا کہ زرنہ نخلستان
ہے اُسمین عمرو چھپا ہوا بیٹھا ہے زرشنک جادو نے کھڑے ہوکر خوب پہچانا کہ شنیک

عمرو بیٹھا ہی خوب سحر کیا جب سمجھ لیا کہ ہاتھ پانؤن اُسکے زمین نے تھام لیے ہونگے
تب جھپٹ کر گرفتار کیا کھینچا ہوا لیکے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک گنوار جو اپنے کھیت سے
دیکھ رہا تھا دوڑا ہوا آیا کہا ای تاجدار یہ کون شخص ہی کل اِسنے میرے لڑکے کے کپڑے
اُتار لیے تھے مین تلاش مین اُسکی تھا مجھے دیجیے کہ مین اِسکو قتل کرون زرشک نے
کہا میرے ساتھ چل سامنے خداوند کے چلکر قتل کرنا وہ گنوار ساتھ ہوا جیسے ہی دربار مین
آکر پہونچے سب سردار خوش ہو گئے کہا ای زرشک بڑا کام کیا اِس ظالم کو کہان پایا
زرشک نے کہا کہ ایک جنگل مین چھپا تھا مین نے وہان سے گرفتار کیا دیکھنا کس طرح اُسکو
قتل کرتا ہون یہ ٹھاکر صاحب بھی ساتھ ہین اِنکے لڑکے کے کپڑے اِسنے اُتار لیے تھے
یہ کہتے ہین مین قتل کرون بقراط نے خوش ہو کر کہا جس طرح چاہو جلد قتل کرو جلاد جمع
ہوے عمرو کو سامنے بقراط کے بٹھایا جلاد خنجر کھینچ کر سر پر آیا جیسے ہی خنجر مارا وہ گنوار
قہقہہ مار کر ہنسا کہا یا خداوند بڑے شخص کو آپ نے قتل کیا یہ تو لدھیانے کا بھڑبھونجا تھا
زنبیل مین عمرو کی رہتا تھا آج اِسکی قضا تھی آپ کے سامنے مارا گیا یہ کہکے جھپٹ کر قریب
بقراط کے آیا کہا دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی جیسے ہی بقراط اُدھر پلٹا گنوار نے ایک دھول
کسکر لگائی تاج بقراط کا اُتار لیا اور نعرہ کرکے بھاگا نعرہ عمرو

کز ان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ درغنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زنگرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

او بقراط اب تیری قضا قریب ہی انشاءاللہ سرمیدان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا
اور زرشک جادو سے تو سمجھ لونگا یہ کہکے جست کی سراچہ بارگاہ کا چاک کیا باہر بارگاہ کے
جاکر بھاگے بہت جادوگر دوڑے کسی نے عمرو کو نہ پایا مگر زرشک جادو کہ اِسنے
پیچھا نہ چھوڑا دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب خواجہ نے دیکھا کہ مین جنگل مین پہونچ گیا اور وہ چلا ہی
آتا ہی تب خواجہ پلٹے زرشک نے سحر کیا پانؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے زرشک
قریب آیا اور تلوار کھینچی خواجہ دعائین مانگنے لگے کہ ای کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر
اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

عقل و علم و ذکا عطا کردی
عاصیان را گناہ بخشیدی
گرد کلفت ز آئینہ شستی
لطف و احسان براہ دلداری
گاہ کردی درون دل مسکن
گاہ کردی فقیر سلطان را
گاہ خواندی بقرب دوران را
ہرچہ کردی بعالم ایجاد
نیست تاب فرشتہ یا انسان

مرحمت گنج بے بہا کردی
حق بخشش چہ خوش ادا کردی
دل اہل صفا صفا کردی
بر سر خلق ہا رہا کردی
گاہ در عین دیدہ جا کردی
صاحب ملک را گدا کردی
گاہ موصول را جدا کردی
عین حق کردی و بجا کردی
دم زند پیش حکمت ای رحمان

خواجہ کے دعائین مانگتے مانگتے ذہن مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعون ہاتھ تلوار کا ماردے ہنسکر کہا آپ تماشہ دیکھیے گا دیکھیے اِس میرے بٹوے مین کیا کیا چیز ہی جو مال چاہیے اُٹھا لیجیے مین عذر نہ کرونگا زرشنک حیران ہوا کہ بٹوے مین کیا تماشہ ہی کہا خواجہ اِسے کھولو خواجہ نے زنبیل کی چوراسی گھنڈیان کھولین کہا ملاحظہ فرمائیے زرشنک نے جھک کر دیکھا چہار طرف روپیون کا انبار لگا ہی بڑے بڑے قطعہ جات اور مکان بنے ہین گھبرا کر سر نکال لیا کہتا تھا خواجہ یہ کیا مقام ہی عمرو نے کہا اچھی طرح تماشہ دیکھیے زرشنک پھر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا جہاز چلے آتے ہین شاہزادیان اُتر رہی ہین جب یہ خوب تماشے مین مصروف ہوا تو خواجہ نے زرشنک کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی زرشنک زنبیل مین گرا حیران کھڑا تھا کہ مین کس مقام پر آیا کہ لوگون نے آکر گھیر لیا ایک کہتا ہی کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا ہوگا ایک ٹوکری دے رہا ہی کہ یہ ٹوکری سر پہ رکھ مٹی ڈھو کنارے دریا کے چبوترہ بن رہا ہی وہان ٹوکریان مٹی کی دن بھر ڈال ورنہ شام کو کھانا نہ ملیگا زرشنک نے بگڑ کر کہا کیا مین مزدور ہون کہ ایک جوان قوی ہیکل نے آکر دو دھولین ماردین اور کپڑے اُتروا لیے ایک عزقی باندھنے کو دی زرشنک مٹی ڈھونے لگا سحر یاد کرتا ہی سحر یاد نہین آتا حیران ہوا کہ سحر میرا کیا ہوا یہان بقراط نے جو

خیال کیا معلوم ہوا کہ زرشسک کو عمرو نے قید کر لیا ہی چلاّ کر کہا یارو دیکھتے ہو عمرو کیا
غضب کر رہا ہی جو گیا مارا گیا زندہ پلٹ کے نہین آتا اسکو عمرو نے قید کر لیا ہی اب کوئی
تم مین ایسا ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لائے یا مین خود جاؤن کسی ساحر نے جواب نہ دیا
بقراط خود اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین عمرو کی چلا یہان خواجہ پلٹ کر آئے ہین
چالاک سے باتین کر رہے ہین کہ آج خدا نے بچایا مین گرفتار ہو گیا تھا چالاک نے
کہا اب ہوشیار رہیے یہ کہکے چالاک ہٹا بقراط نے جو عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا
پنجے مین دبا لیا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو مجکو لیے جاتا ہی چالاک نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام قبلہ و کعبہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ایک جانب جھپٹا بقراط
نے راہ مین دیکھا کہ ایک صحرا مین ایک مہجبین نہایت حسین دہائی دے رہی ہی کہ
یا خداوند میری مدد کو پہونچیے مین ہر وقت آپ ہی کو یاد کرتی ہون آپ ہی سے فریاد کرتی
ہون بقراط دیکھکر بیقرار ہو گیا سوچا کہ یہ مہجبین کون ہی کہ میرا نام لیکر فریاد کر رہی ہی آسمان
سے اُتر آیا قریب آکر پوچھا اری تو کون ہی اُس نازنین نے کہا مین سوا سے خداوند کے
کسی سے بات نہ کرونگی بقراط نے کہا وہ خداوند مین ہی ہون جسکو تو یاد کرتی ہی جب بقراط
نے اپنا نام بتایا تب وہ نازنین قریب آئی عرض کی یا خداوند میرا شوہر نہایت بدصنع ہی
مجکو مار کر نکال دیا امیدوار ہون کہ اسکو سزا دیجیے مجکو بچا لیجیے بقراط نے دیکھا کہ تھوڑی
دور پر ایک جوان سونٹا ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور گالیان دے رہا ہی کہ او شغل یہ تیرا
دھگڑا ہی نازنین نے کہا دیکھیے خداوند وہ شوہر میرا آگیا بقراط بڑھا کہ اُسپر سحر کر دون
اپنے پاس کھینچ لون جیسے ہی آگے بڑھا اُس نازنین نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک ۔ عیاری من آنم چیست دچالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کف
خاک ۔ نہ آید باد گرد تیز گامم ۔ خلیفہ اولم چالاک نامم ۔ جھٹکا مار کر حباب مار دیا کہ بقراط
بیہوش ہوا چالاک نے چاہا اسکا سر کاٹ لون عمرو نے کہا ای فرزند ایسا نہ کرنا یہ مالک
طلسم خیال سکندری ہی رگ و ریشہ مین اسکے ساحری بھری ہی یہ ہاتھ سے طلسم کشا
کے قتل ہوگا تین اسکے تحریر مین ہون اُٹھ نہین سکتا چالاک نے پنجانہ خواجہ کا باندھا

اور لے بھاگا تھوڑے عرصے مین زمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے بقراط کو ہوشیار کیا بقراط نے اُٹھتے ہی چہار جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا پتلی سے پوچھا پتلی نے کہا اُسکا بیٹا اُسکا پشتارہ باندھکر لے گیا بقراط یہ سُنکر بہت جھلایا اِس فکر مین ہوا کہ عمرو نکل گیا پھر جاکر اُسکو لاؤن پتلی تو غائب ہو گئی بقراط جنگل مین کھڑا سوچ رہا ہی کہ اب کیا کرون کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی بقراط پلٹا دیکھا ایک زرنۂ درختان کے قریب ایک عورت بیٹھی رو رہی ہی بقراط قریب آیا پوچھا ای نازنین تو کون ہی اُسنے کہا ای شخص میرا حال نہ پوچھ مین آوارۂ دشت ادبار عجب کیفیت مین ہون میری یہ صورت ہی **نظم**

کیا گنہ ذکر پری ہی گر مرے دیوان مین
سورۂ جن کیا نہین ای زاہد و قرآن مین

راگ سے بہتر کہین آواز آئی کان مین
سانس کا پردہ ہوا پردہ ترے دالان مین

یہ اثر دیکھا نہین ہمنے کسی تعویذ مین
نامۂ جانان جو آیا جان آئی جان مین

ہی گمان روزن دیوار چشم غول پر
ہون بیابان مین مگر ہی کوے جانان دھیان مین

ہجر جانان مین اجل آئی سیہ خانہ ہی تنگ
کیا تڑپتے ہم اگر ہوتے کسی میدان مین

چشم کی گردش نے مارا شکوۂ ابرو نہین
ہی کہین تلوار سے تیزی زیادہ اس سان مین

کوئی دیتا ہی کسی کو ای بخیل ایسا جواب
کشتی درویش ڈوبی اشک کے طوفان مین

ہو بجاے شمع روشن یہ دل سوزان مرا
سینۂ صد چاک چلمن ہو ترے دالان مین

یہ زمین اچھی نہ تھی ناسخ ولیکن فکر نے
حسن پیدا کر دیا ہی لون کے اعلان مین

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے بقراط اشعار درد آمیز سُنکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ای مہ جبین تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تو درد رسیدہ اور آفت دیدہ ہی اُس نازنین نے ٹھنڈھی سانس کھینچی اور کہا ای شخص میرا حال نہ پوچھ ورنہ صدمہ ہوگا بقول شاعر شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + مین چاہتی ہون کوئی شیر بھیڑیا آکر مجکو کھا جاے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن بقراط نے پوچھا ایسی کیا مصیبت ہی جیسے جان دینا گوارا کرتی ہی نازنین نے کہا میرا باپ شہنشاہ تاجران تھا اِس راہ سے جو نکلا قزاق آپڑے مال لوٹ لیا باپ کو گرفتار کر لیا سامنے میرے لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی تین

دن گذرے ہین کہ اسی جنگل مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہون کوئی شیر بھیڑیا نہ آیا کہ مجکو
کھا جاتا اُس نازنین نے اِس درد سے اپنا حال بیان کیا کہ بقراط بیقرار ہوگیا چاہتا ہی
بلائین لون اسکے گرد پھرون نازنین نے باتین کرتے کرتے بغل سے گلابی نکالی چند
قطرے پیے بقراط نے کہا کیون صاحب یہ کیا ہی نازنین نے کہا سہارا زندگی کا ہی تین دن
مین اسی کی وجہ سے جان بچی اسکے نشے مین اپنے کو بہلاتی ہون یون جان بچاتی ہون
بقراط نے کہا چند قطرے ہمین بھی دو نازنین نے کہا میری جان کیونکر بچے گی بقراط
نے کہا مٹکے شراب کے مہیا کردونگا مجھے تمنے نہین پہچانا مین خداوند بقراط ہون تمکو
وہ اختیار دونگا کہ کئی ہزار شاہزادیان تمھاری خدمت مین مصروف رہین یہ سنکر وہ نازنین
ہنسی کہا یا خداوند آپ اگر ایسے ذی اختیار ہین تو شراب حاضر ہی مگر مجکو گلابی منگوا دیجیے گا
بقراط نے کہا ایک گلابی کیسی مٹکے کے انبار کردونگا جب اُس نازنین نے بغل سے
گلابی نکال کردی لیکن عرض کی کہ یا خداوند میری خوش نصیبی کہ آپ تک پہونچی لیکن سب
شاہزادیون کا افسر کیجیے گا شراب منگوا دیجیے گا بقراط نے کہا اتفاق سے مین اس مقام
پر تنہا آگیا ہون مگر سب کچھ کرسکتا ہون کہو تو ابھی یہ صحرا پھولون سے بھر جائے سب طرح
پر صاحب اختیار ہون ہر چند کہ مسلمانون نے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کہ طلسم قدیم
برباد کیا مگر اب بھی کسی بات مین عاجز نہین ہون تمکو آسمان پہ لیچلونگا بہشت و دوزخ
دکھاؤنگا یہ کہکے شراب پی گیا پیتے ہی لڑکھڑایا کہا کیون صاحب اِس شراب مین کیا تھا
نازنین نے کہا سنکھیا ملی تھی بقراط جھپٹا کہ اِسکو گرفتار کرلون بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر
گرا بیہوش ہوا برق نے نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی
کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
چھلاوہ ہون نام بھی برق ہی
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی

یہ کہکے جھپٹا کہ سر کاٹ لون
کہ زمین کانپی ایک پتلی پیدا ہوئی للکارتی ہوئی کہ او عیار مکار خداوند پر ہاتھ نہ اُٹھانا برق
نے جو پتلی کو دیکھا بھاگا اُس پتلی نے بقراط کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ ایسے دھوکے

کھاتے ہین ابھی اسی طرح کی عیاری عمرو کا بیٹا کر چکا تھا پھر اسی عیاری پر آپ نے
اُسکے شاگردسے دھوکھا کھایا آپ کو یہ کیا ہوگیا ہر ہر مقام پر عیار پھرا کرتے ہین نئے
نئے شعبدے دکھاتے ہین نئی نئی صورت سے سامنے آتے ہین نکل جاتے جاکر بارگاہ
مین بیٹھیے بقراط اُسی تپلی کے کاندھے پر سوار ہوکر بارگاہ مین آیا سب ساحرون نے
پوچھا یا خداوند عمرو کو لائے بقراط نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار ہے کہ در
بارگاہ پر ہنگامہ ہوا بقراط نے پوچھا کہ یہ کیسا بلڑ ہو ہرکارون نے عرض کی کہ ایک
عیارہ بچی آئی ہو نہایت چست و چالاک پوچھتی ہو کہ قدرت کہان ہین مروارید نے
کہا شاید شعلہ شمشیر زن ہوگی ہماری عملداری مین رہتی ہو معلوم ہوتا ہو اُسنے خبر سنی ہو
بیقرار ہوکر آئی ہو اب عمرو کو مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا
کہ ایک عیارۂ بیباک نہایت چست و چالاک ہو قنتورۂ زربفتی و بیتیا وہ سقرلاطی سے آراستہ
و پیراستہ و نیچے حمائل ابروسے خدار کھچی ہوئی تلوار زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم
ہوتا ہو ناگنیان اوس چاٹنے آئی ہین یا بخت سیاہ کا سامنا ہو یا شب ہجر عاشقان ہو یا یہ
بات ہو کہ راہ پردۂ ظلمات ہو کل اہل دربار جمال اُس مہ جبین کا دیکھکر بیقرار ہو گئے
کوئی ٹھنڈی سانسین کھینچتا ہو کوئی کلیجہ پکڑے بیٹھا ہو بقراط بھی زانو بدلنے لگا پیشانی
پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا اُس نازنین نے آکر سجدہ کیا مروارید کے سامنے ہاتھ باندھکر
کھڑی ہوئی کہتی تھی اے ملکۂ عالم کیا رنج ہو سب خبر پاچکی کہ لشکر مسلمانان مین کوئی عیار ہو
اُسکو عیاری پر اپنی بڑا ناز ہو مروارید نے کہا اے شعلۂ شمشیر زن کئی عیار مین چالاک
بیٹا عمرو کا برق فرنگی شاگرد عمرو کا عمرو تو اب بڈھا ہوا مگر اِن سب کا اُستاد ہو شعلہ
نے کہا یا خداوند جاتی ہون اگر بنتا ہو تو برق کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے چمکتی ہوئی
چلی برق فرنگی بعد جانے بقراط کے حیران کھڑا ہو کہ مین نے بقراط کو نہ مارا بے حیا
قبضہ مین آکر نکل گیا کیونکر دربار مین اُسکے جاؤن اس خیال مین کھڑا تھا کہ طرف سے
لشکر بقراط کے گرد اُڑی برق دیکھنے لگا دامنہ گرد پھٹا دیکھا کہ ایک عیارہ نہایت
چست و چالاک عیاری مین بیباک حسین و جمیل جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو برق نے

کلیجہ پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی دیکھو فقط نظارے کے مشتاق ہین اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو تمہارے ہجر مین بیقرار ہین اپنا تو یہ قول ہی

نظم

سرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ — دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

نیمجان دل ہی طلبگار سلوک شمشیر — آبرو اپنی ہی اب ابرو خمدار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُنکے — عشق بازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

روے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ — قدر اُس شیٔ کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑیے ای شجر حسن لبون کے عناب — ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جسکا ہو اُسی سے ہی تعلق رکھتا — پانون کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا — قتل کر ہاتھ پہ اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلاے نہ تو گاڑے کوئی ہمکو آتش — مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

برق یہ اشعار پڑھکر طرف اُس عیارہ کے بڑھا اُس عیارہ نے آواز دی ارے تیرا کیا نام ہی تو عمرو کا کون ہی برق نے کہا شاگرد نام شاگرد ہون مگر شعلۂ شمشیر زن نے نیمچہ کھینچا برق پر جا پڑی نیمچہ آپس مین چلنے لگا مگر برق وار نہین کرتا کہتا جاتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرے ہاتھ حمائل گردن ہون تب نیمچہ پڑے کہ بار جسم سے اُتر جائے مگر شعلۂ شمشیر زن نیمچے مار رہی ہی بجلی ہی کہ چمک رہی ہی برق خالیان دے رہا ہی اپنے کو بچاتا ہی شعلۂ شمشیر زن بلاے روزگار طرار و فرار و مکار و غدار اس حسن سے لڑ رہی ہی کہ برق عاجز ہو رہا ہی کہ پہلو سے گرد اُڑی کئی کنیزین اس عیارہ کی نیمچے کھینچے ہوے آئین شعلۂ شمشیر زن نے آواز دی اس بھورئے کو گھیر لو وہ کنیزین چہار جانب سے نیمچے کھینچ کر گرین برق تو اُنکی طرف متوجہ ہوا خالیان دینے لگا شعلۂ شمشیر زن نے پشت سے آکر نیمچہ مارا کہ برق زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ایک جست کی کہ دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ لو صاحب جاتے ہین جمال جہان آرا کے مشتاق رہے درد قلب لیکر چلے امیدوار ہون کہ پھر بھی جمال جہان آرا دیکھون شعلہ نے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہی مین

تیرے استاد کی فکر مین آئی ہون بڈھے کو بچاؤ اُس سے جا کر خبر کر دو کہ ملکہ شعلہ شمشیر زن
تیرے مقابلے کو آئی ہین برق نے کہا اب وہ تجھپر توجہ نہ کرینگے کہ اُنکی بہو بچھڑی اگر ایسا
نہوتا تو تجھ سے چکی پسواتے شعلہ یہ سُنکر جھپٹی برق بھاگ کر نکل گیا شعلہ شمشیر زن
نے کنارے اگر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوئی
کمر مین خم گاڑھے کی چدریا میلی اوڑھے ہوئے لٹھیا ہاتھ مین جھریان پیشانی پر پڑی ہوئین
اِس حال سے لشکر مین آئی جا بجا پھرنے لگی ہر ایک سے پوچھتی ہے بارگاہ طلسم کشا کونسی ہے
ایک طرف سے چالاک آتا تھا اُس سے جو شعلہ نے پوچھا چالاک نے کہا بڑھی بی کیا
مطلب ہے مگر چالاک سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیارہ ہے قبلہ و کعبہ کی فکر مین آئی ہے چالاک نے
ہاتھ تھام لیا کہا بڑی بی میرے ساتھ چلو مین بارگاہ طلسم کشا دکھا دون بلکہ طلسم کشا فقرا
کو خیرات تقسیم کرتے ہین روپیہ اشرفیان وغیرہ بھی دیتے ہین میرے ساتھ چلو مین تمکو کچھ
دلوا بھی دونگا شعلہ چالاک کے ساتھ چلی جب تھوڑی دور گئی چالاک نے کہا وہ دیکھو
طلسم کشا کھڑے ہین جیسے ہی شعلہ پلٹی چالاک نے حلقہ ہائے کمند مارے گردن مین
حلقے پڑے ہوئے چالاک نے جھٹکا مارا شعلہ گری چالاک نے حباب مار کر بیہوش کیا
اپنے مقام پر لا کر گرم پانی منگوایا منھ دھلوایا رنگ و روغن جو چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک
مہ جبین شعلہ رخسار قمر عذار حسین و جمیل ہے چالاک صورت زیبا دیکھنے لگا کہ سامنے سے
دیکھا برق فرنگی زخمدار آتا ہے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بیقرار ہو رہا ہے نظم

یوسف کو کب زلیخا روے برابری ہے — اُس ماہ کا جہان مین جو ہے سو مشتری ہے
لکھتا ہون حال اپنا سب اُسکو رطب و یابس — ہونٹون پہ پان ہے خشکی آنکھون مین گر تری ہے
لکھتا ہون وصف مژگان ترکش ہو قلمدان — نوک قلم ہے پیکان نالے قلم سری ہے
پیتا ہون ساغر مے ساقی جو مین پیاپی — صد چاک اِس الم سے زاہد کی ساغری ہے
یہ ہے جمال جانان یہ ضعف چشم گریان — عینک نگاہ کو یان سد سکندری ہے
ہیرے ہین اُسکے دندان یاقوت لعل خندان — دُر سے چمک وہ چندان تشخیص جوہری ہے
دشتِ جنون مین لیلی مجنون ہی مجھکو سمجھی — ایسی مرے بدن کی زور و نہ لاغری ہے

مانند شاخ گل ہی شمشیر دست قاتل　ڈھال اُسکے عکس رخ سے پھولون کی ٹوکری ہی
ناسخ جو اُس صنم کو ہی دعویِ خدائی　اُسکے پیام بر کو لاف پیمبری ہی

دور سے دیکھا کہ معشوق پنجے مین چالاک کے گرفتار ہی پکار کر آواز دی ای برادر یہ
تمھاری بھاوج ہی اسکو زیادہ نہ ستاؤ رہا کر دو چالاک نے جو برق کو بیقرار دیکھا
رہا کر دیا شعلہ شمشیر زن جست وخیز کرتی ہوتی چلی مگر کہ گئی کہ ای چالاک تجھسے سمجھونگی
چالاک نے جواب دیا میرا بھائی تمپر عاشق ہی جو چاہو سزا دو ہم سزا کے مستحق ہین شعلہ
جست وخیز کرتی ہوئی نکل گئی برق بھی پیچھے شعلہ شمشیر زن کے چلا چالاک نے بڑھکر
ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اُس ظالم کے پیچھے کہان جاتے ہو قاتل عالم ہی ایسا نہو دشمنون کو ستانے
برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا برق تڑپتا رہگیا شعلہ شمشیر زن نکل گئی بعد تھوڑی دیر
کے برق بیقرار ہوا تلاش مین شعلہ کی چلا اول دربارگاہ بقراط پر آیا وہان خبر سنی کہ ملکہ عالم
اپنے باغ مین ہین برق در باغ پر پہونچا چند کنیزین جو ٹہل رہی تھین ایک کو برق نے
بیہوش کیا کہ اُسکا شگوفہ نام تھا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی گلہائے
رنگا رنگ سے پیراستہ ہی عندلیبان خوشنوا درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرون مین
آب صاف وشفاف بھرا ہوا ہی حباب شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ معشوق شعبدہ باز
کی آنکھین گردش مین ہین برق سیر دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا مسند شاہانہ بچھی ہی
شعلہ شمشیر زن مسند شاہانہ پہ بہ غرور وتکبر بیٹھی ہی گرد کنیزان زرین پوش ہین ایک گائن
شوخ وتشنگ موسوم بہ خوشرنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

خار مطلوب جو ہوئے تو گلستان مانگون　بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون
خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین　تمسے مٹی بھی نہ ای گبر ومسلمان مانگون
بخت وارون نے زبانکو یہ اثر بخشا ہی　تلخی مرگ مزہ دے جو نمکدان مانگون
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب　روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون
بادشاہی سے فقیری کا ہی پایہ بالا　بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون
رنج سے عشق کے ہی راحت دنیا بدتر　زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا | بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
جامۂ جسم بھی رکھے گا نہین دست جنون | پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون
ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد | گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
کب سے در پر ترے سائل ہو نہین آتش کیطرح | وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

برق فرنگی شگوفہ بنا ہوا گانے والی کے پہلو مین آبیٹھا طبلے والی سے طبلہ لیا تڑپ تڑپ کے بجانے لگا وہ وہ ٹکڑے باندھ رہا ہو کہ سازندون کو وجد ہو گانے کو رونق ہوئی شعلۂ شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا آنکھ ملا کر نگاہ پہچانی قریب بلا کر کہا اری او شگوفہ ذرا میرے پاس تو آ برق تڑپ کے قریب آیا شعلۂ شمشیر زن نے کہا دیکھ گانے والی کیا کہتی ہو جیسے ہی برق پلٹا شعلہ نے حلقہاے کمند مارے برق کی گردن مین پڑے برق گرا شعلہ نے حباب مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا واری یہ کون ہو شعلہ نے کہا وہی برق فرنگی کنیز نے کہا واری اسکو ستون سے مین باندھ دون شعلہ نے کہا باندھ دے ذرا اپنا حال دیکھے اُس کنیز نے پشتارہ لیا اور شعلۂ شمشیر زن سے آنکھ ملا کر کہا کہ او مکارہ آگاہ ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم | بباغ دین زکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بہر کشور بلاے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیری کیا مجال ہو کہ میرے فرزند کو گرفتار کر سکے دیکھ یون آنکھون مین خاک ڈال کر لیجاتے ہین شعلۂ شمشیر زن نے دیکھا کہ خواجہ پشتارہ دلیگر جست جو کرتے ہین سراچۂ بارگاہ کے اُس پار پہونچے کنیزین لینا لینا کہکر دوڑین مگر خواجہ کو کون پا سکتا ہو جنگل مین آکر خواجہ نے برق کو ہوشیار کیا کہا او بیوقوف ایسی ظالم پہ تو عاشق ہوا ہو اُسپر یہ غفلت جب تو گیا ہو مین نے تجھے بیقرار دیکھا سوچا کہ یہ معشوق کو دیکھنے جاتا ہو پہلے سے جاکر بیٹھ رہا جو گمان تھا وہی ہوا کہ اُسنے بلایا اور تم بیخوف سامنے چلے گئے اے برق بہت سمجھ کر کام کیا کرو برق نے کہا اُستاد میرے تو حواس درست نہین ہین چاہتا ہون کہ سامنے جاکر جان دیدون میرے دل پر چھریان چل رہی ہین تمام عالم آنکھون مین تاریک معلوم ہوتا ہو نظم

خرام ناز مین شمشیر بران کی روانی ہی
ہراک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہی
وہ ایسا کونسا معشوق ہی جسکو نہین چاہا
ترقی حسن کی کھینچے نہین دیتی شبیہ اُسکی
خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
مٹا لے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
خیال آیا ہی ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
جسے دیکھا وہ ماہ چار دہ مطلوب ہی اُسکو
فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہی جو چاہے
نہین ملنے کا سودا ہمکو اس بازار عالم مین
نگہ پھرتی ہی اُسکی یک بیک دیوانہ ہوئیگا
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی اپنا ای آتش

تری پاپوش ای ترک ستمگر سیف ثانی ہی
دلیل اسپر ہماری نظم کا کاف بیانی ہی
یہ فردین جتنی ہین اُنپر ہماری بھی نشانی ہی
اِدھر بہزاد عاجز ہی اُدھر مجبور مانی ہی
غذا میری دو نان گندم داؤد خانی ہی
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہی
زمین شعر پر نازل بلاے آسمانی ہی
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہی
کباب نرگسی ہی یا شراب ارغوانی ہی
عداوت کی ہی ارزانی محبت کی گرانی ہی
پری سمجھا ہی دل جسکو بلاے ناگہانی ہی
موافق ہی فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہی

خواجہ نے دیکھا برق مبہوت ہو رہا ہی بات نہین سنتا کہا ای برق ہمکو بڑا افسوس ہی کہ تمھاری جان جائیگی ہرچند کہ تمھارے گانے نے اُسکو بھی بیقرار کیا ہی مگر وہ بڑے ربط و ضبط کی ہی تمھارا خیال نہین کرتی سر میدان مقابلہ کی تدبیر کرین میدان مین سمجھ لوگے یا نہین دیر تک خواجہ برق کو سمجھایا کیے مگر برق وحشت کی باتین کرتا ہی خواجہ ناچار ہوے برق کو چھوڑ دیا مگر چالاک سے آگر کہا کہ برق کی فکر رکھنا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ مین ہر وقت اُسکی فکر مین رہتا ہون مگر برق جنگل مین حیران کھڑا ہی چاہتا ہی اُسی کے خیمے مین جاؤن کہ چند کنیزین خیمے سے شعلہ کے نکلین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین ایک کنیز کو برق نے پھر بیہوش کیا اُسکا نام گلشن تھا گلشن کی شکل بنکر بارگاہ مین شعلہ کی گیا جھک کر سلام کیا بلائین لینے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم آپ کا شعلۂ حسن قلب کو جلاتا ہی شعلہ نے جو دیکھا کہ آج گلشن کو کیا ہوا ہی کہ سراپا کی بلائین لیتی ہی آنکھ ملائی آنکھ ملتے ہی اُس نے پہچانا باتون مین لگا کر حلقہاے کمند مارے برق گرا شعلہ نے حباب

مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز پھر جھپٹ کر اُٹھی کہا ملکہ مجھے دیجیے مین اسکو ستون سے
باندھ دون شعلہ چونکی کہا کیون گلعذار کیا ہو دیکھ مجھے کون دیکھ رہا ہو جیسے ہی گلعذار
پلٹی شعلہ نے حلقہاے کمند مارے یہ حقیقت مین کنیز تھی گرتے ہی اسنے کہا کہ واری سنبھلیے
مین آپ کی پرانی کنیز ہون شعلہ بہت شرمائی مگر کہا اسکا منھ دھلاؤ گلعذار کا منھ دھلایا
وہی صورت اصلی تھی اب چاؤن چاؤن ہونے لگی کوئی کہتی ہو واری آپ نے خیال نہ
کیا شعلہ نے کہا اسی فقرے پر عمرو لیگیا تھا مجکو دھوکہ ہوا ایک کنیز اور جھک کر سامنے
آئی کہا واری اب دھوکہ نہوگا مین اسکو قید کرون یہ کہکے پشتارہ اُٹھا لیا اور آنکھ ملا کر
شعلہ سے نعرہ کیا نعرہ چالاک ﴿ بعیاری منم آنکہ چست و چالاک ﴿ بچشم دشمن اندازم
کف خاک ﴿ نہ آید باد گرد تیز گامم ﴿ خلیفہ اولم چالاک نامم ﴿ ای بھابھی صاحب تمھارے
عشق مین یہ مبہوت و بیقرار ہو ورنہ یہ وہ بلاے روزگار ہو کہ تمھاری مشکین باندھ کر
لیجائیگا معشوقہ اپنی بنائیگا یہ کہکے جست کی برق کو لیکر نکل گیا شعلہ بہت جھلائی کہتی تھی
کہ یہ نگوڑے ہر وقت موجود رہتے ہین جسپر دھوکہ ہوا وہ کنیز اصلی نکلی کیا طرار و فرار ہین
کیا جلد عیاری کرتے ہین مگر مین اسکو گرفتار کرکے لاتی ہون دار پہ کھینچ دون ساری عیاری
بھلاؤن یہ کہکے چست و چالاک ہوکر چلی چالاک نے برق کو لاکر جنگل مین چھوڑ دیا
بہت سمجھایا کہ بھائی ہوشیار رہو وہ تمھاری فکر مین ہو برق نے کہا سمجھا جائیگا چالاک
تو چلا گیا برق حیران کھڑا ہو چہار جانب دیکھ رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کس فقرے سے جاؤن
نظارہ جمال جہان آرا تو کرون کہ قلب کو تسکین ہو کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا شعلہ شمشیر زن
بناز معشوقانہ جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو اُسنے جو برق کو کھڑے ہوے دیکھا وہین سے
للکارا کہ او عاشق فاسق تیری قضا لیکر آئی ہو یہ کہکے جھپٹی برق سیدھا کھڑا ہو شعلہ نے
آکر تیغچہ مارا برق کہتا جاتا ہو ملکہ عالم سمجھ کے وار کرو ایسا نہو کہ مین زخمی ہو جاؤن تو تمھین
کو صدمہ ہو گا شعلہ کہتی ہو نگوڑے مین تیرے مار ڈالنے کی فکر مین ہون اور تو زخمی ہونے
کو کہتا ہو مین تیرے قتل کے درپے ہون لڑتے لڑتے برق نے ایک مقام پر حلقہاے
کمند مارے شعلہ لڑکھڑا کر گری برق جست کرکے چلا کر سینہ پہ چڑھ کے مشکین باندھون

شعلہ نے دس صباب منھ پر مارے برق نے پانچ دفع کیے پانچ منھ پر پڑے کہ برق لڑکھڑا کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین پشتارہ لگا کر چلی مگر سوچتی جاتی ہی کہ کوئی اسکا معین آتا ہوگا کہ سامنے سے گرد اڑی خنجر باز نامے کنیز کو دیکھا کہ جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ واری غضب ہوا آپ کے لشکر پہ عیار آپڑے کئی سو عیار بچیان قتل ہوئین لائیے پشتارہ مجھے دیجیے آپ لشکر مین چلکر لڑیے بلوے کو سنبھالیے ورنہ خیمہ لٹ جائیگا شعلہ نے جو آنکھ ملائی تو پہچانا کہ چالاک ہی نیمچہ کھینچکر آواز دی او نا عیار دور رہنا میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا چالاک سمجھا کہ پہچان گئی چالاک پیچھے ہٹا مگر بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کروں شعلہ جست و خیز کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی برق کو ایک ستون سے باندھا ہوشیار کیا برق کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مین اسیر طرۂ گیسو و فیچ خنجر ابرو ہون

نظم

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پاے بوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتے ہین گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈ ھنے آئے ہین کانٹون کو چمن مین آبلے

کوئی سرگردان نہین ہی جستجوے یار مین
پڑ گئے ہین پاے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہی طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پانؤن کے چھالے تو تندر خار صحرا کر چکے
پھوڑیے اب چل کے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہونگے کفن مین آبلے

اسقدر مجھسے زمانے کی ہوا ہی برخلاف
کیا عجب باد صبا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانے مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہون پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش چھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پاے کوہکن مین آبلے

رو رو کر یہ اشعار برق نے جو سامنے شعلہ کے پڑھے شعلہ کو رحم آگیا کہا ای برق کچھ عیاری کا بھی زور ہی جس طرح زبان چلتی ہی اس طرح کچھ کام بھی تو کرو برق نے کہا ای

ملکۂ عالم ایسی عیاری کرون کہ رہا ہوکر چلا جاؤن مگر آپ کے خلاف نگذرے شعلہ نے
کہا کیونکر عیاری کریگا برق نے کہا یہ خنجر جو میری کمر مین لگا ہو اسمین یہ کمال ہو کہ اگر مین
کسی کے ماردن تو دو ٹکڑے کرون اور تمھارے ہاتھ سے یہ خنجر نہ کاٹے گا شعلہ نے کہا
ای برق دیوانہ ہوا ہو اگر تو نے چورنگ کاٹنا سیکھا ہو تو ہمنے بھی چورنگ کاٹنا سیکھا ہو
ایسا خنجر مارون کہ لوہے کے بھی دو ٹکڑے ہون برق نے کہا میرا ہاتھ کھول دیجیے مین
سر جھکا کر بیٹھون خنجر ماریے اگر میرا سر اڑ جائے تو مین نے خون اپنا معاف کیا اور اگر نہ کٹا تو
پھر مین لگاؤنگا مگر تمپر نہ لگاؤنگا کوئی بکری یا کتا لانا اسپر ہاتھ لگاؤنگا شعلہ نے کہا اسکی نوبت
نہ آئیگی ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کردونگی یہ کہکے خنجر اٹھا لیا برق کو رہا کر دیا کہا ای برق
خنجر لگاتی ہون برق نے کہا مین نے خون اپنا معاف کیا شعلہ نے خنجر اٹھا لیا کہا ای
برق لگاتی ہون یہ کہکے خنجر کھینچا خنجر نیام سے باہر نکلا ایک دھوان نیام سے نکلا شعلہ
غش کھا کر گری بیہوش ہوئی برق نے نعرہ کیا خنجر اپنا اٹھا لیا جست کرکے بھاگا کنیزون
نے ملکہ کو بیدار کیا شعلہ اٹھی جھلا کر کہا یہ نگوڑے عجب عجب عیاریان سوچتے ہین عجب
چالاکی کر گیا اسی غصے مین بیٹھی تھی کہ مروارید کا چوبدار آیا کہا ملکۂ عالم آپ کو ملکہ مروارید
نے بلایا ہو شعلہ چوبدار کے ساتھ ہوئی دربار مین مروارید کے آئی مروارید نے کہا
ای شعلہ شمشیر زن کیا معرکہ گذرا شعلہ شمشیر زن نے سب حالات بیان کیے مروارید
نے سنکر کہا آخراب کیا ارادہ ہو شعلہ نے کہا طبل جنگی بجوائیے مروارید نے حکم دیا کہ طبل جنگی
بنام شعلہ شمشیر زن بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے
خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مروارید
نے طبل جنگی بجوایا ہو نام پر شعلہ شمشیر زن عیارہ کے کل وہ میدان مین نکلے گی برق فرنگی
کو للکارے گی امیر طرف برق کے متوجہ ہوے فرمایا کہ مہتر صاحب سنتے ہو کل میدان
مین مقابلہ ہو تمسے مقابلہ پڑیگا برق رونے لگا کہا آقاے نامدار میرا تو ہاتھ اسپر نہ اٹھے گا
عمرو نے اٹھکر ایک دھول لگائی کہا ارے گدھے عاشق ہوا ہو مقابلہ نہ کریگا تو معشوق
کیونکر پائیگا برق نے کہا استاد مجکو مار ڈالیے مگر معشوق کے سامنے گستاخی نہ کرونگا خواجہ

خفا ہو رہے ہین برق اپنی کیے جاتا ہی کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا قبلہ و کعبہ آپ
اُسے کیون حیران کرتے ہین ہم اسکی طرف سے لڑینگے خواجہ نے کہا لو میان برق یہ
تمھارے مددگار ہین کہ جنکو آجتک یہ نہین معلوم کہ عیاری کیا چیز ہی اور عیاری کسکو کہتے
ہین یہ تمھاری طرف سے لڑینگے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان
ہونے لگین عیارون نے بھی میدان مین جاکر تیاریان کرنا شروع کین مگر برق فرنگی
رات کو بہت بیقرار رہا آخر پریشان ہو کر اُٹھا گریبان چاک چہرے پر خاک یہ اشعار
پڑھتا ہوا طرف صحرا کے چلا **نظم**

بے سبب کیونکہ کہون ہر گل ہی خندان باغ مین — کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین
یون تصور ہی دل پر داغ مین اُس چال کا — جسطرح سے کبک ہوتے ہین خرامان باغ مین
جوش رونے کا ہوا ے کوے جانان کو چلین — آتی ہی برسات تو جاتے ہین انسان باغ مین
دیدۂ قمری اگر روشن ہو تیرے نور سے — سرو بنجائین ابھی سرو چراغان باغ مین
ہجر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان — ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
نکہت زلف صنم کے سونگھنے والے ہین ہم — بوے گل سے ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار — مجکو یاد آتا ہی نا سمجھ کوے جانان باغ مین

منظور ہی کہ رات ہی کو گرفتار کرلون یہ سوچتا ہوا جاتا ہی وہان شعلہ شمشیر زن کو کب چین ہی
یہ بھی تلاش مین برق کے نکلی ہی دور سے دیکھا کہ برق فرنگی جنگل مین ٹہل رہا ہی کنارے
آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک طفل خوبصورت کی شکل بنکر چلی برق نے دیکھا
کہ ایک طفل حسین آتا ہی پکار کر آواز دی کہ میان صاحبزادے کہان جاتے ہو وہ لڑکا پلٹا
کہا میان برق کی تلاش مین جاتا ہون برق نے کہا مین برق کو تلاش کردون مگر کیا
مطلب ہی طفل نے کہا مین شعلہ کا غلام ہون اُنکی ایک کنیز ہی گلبدن اُسپر عاشق ہوا ملکہ
کو جو معلوم ہوا اُنھون نے اِس جرم پر مجکو قید کیا مین آج قید سے نکل کر بھاگا ہون خبر
مین نے سنی ہی کہ برق سے اور اُنسے مقابلہ ہی مین سوچا کہ پاس برق کے جاؤن
اُنسے ملکہ کو گرفتار کرادون برق نے کہا مین ہی برق فرنگی ہون طفل نے کہا میرے

ساتھ چلیے مین ملکہ کو گرفتار کرا دون برق اُس طفل کے ساتھ ہوا طفل ہر مقام پر دیکھتا جاتا ہی کہ برق کہین غفلت کرے تو مین گرفتار کرون ایک مقام پر نخلستان ملا ہیر پھیر کا راستہ تھا طفل نے جھکائی دیکر حلقہ ہاے کمند مارے برق نے اِشارہ دیکھ لیا جست کر کے الگ ہوا حلقہ ہاے کمند گلے مین نہ آئے برق نے الگ آکر کہا اى جان جہان مین نے پہچانا شعلہ شمشیر زن لڑنے لگی برق ہر مرتبہ منتین کرتا ہی کہ اى ملکۂ عالم مین آپ سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا مین سر جھکاؤن آپ سر کاٹ لیجیے شعلہ کب مانتی ہی کھیچے مارے جاتی ہی برق نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دی جیسے ہی شعلہ رُکی برق نے حلقہاے کمند مارے گلے مین شعلہ کے پڑے برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے جھپٹ کر چاہا گرفتار کرون شعلہ نے کہا ہان اِسے مارلے برق سمجھا کوئی اور عیارہ بھی آگئی دوسری طرف پلٹا شعلہ تڑپ کر اُٹھی کمندین کاٹ کر پھر لڑنے لگی دو گھڑی برابر تیغ چلا برق نے کسی مقام پر شعلہ کو غافل نہ پایا آخر جست کر کے بھاگا شعلہ نے دور تک پیچھا کیا برق جا کر ایک جھاڑی مین چھپا کمند کو خس پوش کیا جیسے ہی شعلہ اُس مقام پر پہونچی برق نے شیر کی آواز دی شعلہ رُکی برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے چاہا جست کر کے چھاتی پر سوار ہون مشکین باندھ لون مگر شعلہ نہایت تیز و طرارہ ہی دونون ہاتھون مین حباب لیے ہوے تھی برق پر پھینک مارے برق نے کئی روکے ایک منھ پر پڑ گیا برق بیہوش ہو کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین لیکر چلی کہ اِسکو قتل کر ڈالون جب کنارے پر لشکر کے پہونچی دیکھا کہ کئی عیارچیان آتی ہین پکارتی ہوئین کہ اى ملکۂ عالم غضب ہوا کہ عیار آپ کے لشکر پر آپڑے چالاک نے کئی عیارچیون کو قتل کیا سب بھائی برق کے آپ کو ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ہمارے بھائی کو قتل کرے اور ہم بیٹھے دیکھا کرین اِس وجہ سے آپڑے ہین شعلہ نے جو اپنا نام سُنا کہ مجھے تلاش کر رہے ہین گھبرا گئی ایک کنیز نے کہا پشتارہ مجھے دیجیے آپ چلکر لڑائی روکیے شعلہ نے پشتارہ کنیز کو دیا جیسے ہی کنیز نے پشتارہ پایا جست کر کے الگ ہوئی آواز دی اى شعلہ منم چالاک بن عمرو یہ کہکے بھاگا شعلہ ناچار ہو کر پلٹی مگر نہایت سوچ مین ہی

کہ صبح کو کیا ہوگا خود میدان میں آئی جا بجا کمندین لگائین کہین غار کھدوایا رات بھر ترکیب کرتی رہی برق فرنگی آکر سو رہا اس خیال مین کہ صبح کو سمجھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
عنادل لحن دل کش بر کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
علم آفتاب نکلا جب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار

دیگر

خروس صبحدم آواز برداشت
لحاف غنچہ از رو در کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
ہر انجم سیاہ رو بہ فرار

صبح کا ہونا صداے اذان بلند ہوئی جا بجا گھنٹ و ناقوس بجے شعلۂ شمشیر زن دربار مین مروارید کے آئی گلنار جوڑا پہنے ہوئے زیور مین پھولون کے آراستہ عطر وغیرہ لے ہوئے مگر بقراط نے جو شعلہ کو دلہن بنے ہوئے دیکھا زانو بدلنے لگا کہا اے ملکۂ عالم آئیے شعلہ نے جو دیکھا کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے پیچھے ہٹی بقراط نے کہا اے ملکۂ عالم اگر آج تمنے برق کو مار لیا تو تمھارا بڑا نام ہوگا عمرو کی کمر ٹوٹ جائیگی ایسا شاگرد جانباز سرفروش اگر گرفتار ہو گیا تو عمرو جیتے جی مر جائیگا یہ ہر مقام پر چالاکی کرتا ہے شعلہ نے کہا یا خداوند وہ عیاری کرون کہ عیارون کے ہوش اُڑ جائین رات کو بھی مین نے گرفتار کیا تھا مگر چالاک رہا کر لیگیا میدان مین بھی گرفتار کرلونگی بقراط نے کہا اب سوار ہو جیسے شعلہ جست کرکے ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے تخت اُٹھا لیا کئی سحر عیار بچیان گرد گھیرے ہوئے مگر بقراط بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے ہر مرتبہ اپنا تخت اِسکے تخت سے ملا دیتا ہے شعلہ تخت اپنا بڑھا دیتی ہے غرضکہ نوبت نقارے بجتے ہوئے اِس شوکت و شان سے میدان کارزار مین آکر پہونچی اِدھر سے لشکر اسلام آیا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار بادشاہ جاہ تخت پر سوار نورالدہر سب کے آگے بڑھے ہوے ایک طرف عیاران اسلام ہین خواجہ صندوق عیاری پر مہتر قران نامدار صندوق کے پائے پر ہاتھ رکھے ہوے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ چہار جانب سے خواجہ کے

صندوق کو گھیرے ہوے برق ایک جانب مگر سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے آنسو بہتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا **نظم**

بعد مدت کے جنون قاصد محبوب آیا — جیب کے ٹکڑے اُڑے جب کہین مکتوب آیا

تنگ آکر مری بالین سے تو اُٹھا پھرتا — قاصدا سچ تو یہ ہو آپ مین مین خوب آیا

رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر — راہ جانان سے عجب رنگ مین مین ڈوب آیا

عشق ہوتا ہو حسینون کو نظر بازون سے — دی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا

دور سے مجکو جو آتے ہوے دیکھا تلخ — سالک دشت جنون بولے وہ مجذوب آیا

شعلۂ شمشیر زن نے جو برق کو اِس حال پر ملال سے دیکھا بقراط سے کہا دیکھیے نگوڑے نے کیا مکاری سے حال اپنا بنایا ہو مین جانتی ہون کہ یہ عیاری ہو مین ان باتون کو کب مانتی ہون نگوڑا چاہتا ہو عاشق بنکر عیاری کرون وہ نیچہ بارون کہ سر کٹ کر دھڑ سے گرے عمرو کے کلیجہ پر صدمہ ہونچے یہان میدان آراستہ ہونے لگا مگر صاحبقران کو بڑا خیال ہو فرما رہے ہین اے برق کیا تدبیر کی برق عرض کرتا ہو آقاے نامدار سامنے معشوق کے تدبیر کیا سر جھکا دینگے کہ قتل کر ڈالے خواجہ فرماتے ہین اے برق اگر آج تم ہار گئے تو کل دن خلاف پڑا ہو کئی دن کے بعد تیجہ ہوگا کون کون پھول اُٹھائیگا برق کہتا ہو اُستاد آپ کو اختیار ہو یہی سب بھائی بند میرے ہر تقریب مین شریک ہونگے میری آبرو ہو جائیگی مگر معشوق کو بلوائیے گا اگر وہ پھول اُٹھائے تو بڑا آرام ملے غنچۂ آرزو کھلے دل شگفتہ رہے عمرو نے کہا بھلا وہ سرکش کاہے کو آئیگی برق نے کہا آپ لوگ ضرور لاوینگے ہمارے مہربان چالاک شتین کرکے لاوینگے ہماری روح کو شاد کرینگے اتنے عرصے مین صفین جبین برق نے نقیبون کو اشارہ کیا شاگردان عمرو میدان مین آئے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے کہ جنکا مطلب یہ تھا **نظم**

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار

اسی مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزّ و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداروں مین	عیش وعشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام	ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا دان نہ خزان کو بھی کسی موسم مین	کبھی گل منھ دہی کا عالم کبھی لائے کی بہار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو	تکیہ اگو نہ وگو زن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی	کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے برق خوب رویا کہتا تھا یارو یہی نوبت ہماری بھی ہوگی گھڑی دو گھڑی مین ہمارا ابھی کوچ ہی سب بھائی سمجھانے لگے کہ ای برق نہ گھبراؤ تم غالب آؤگے معشوق کو گرفتار کرلاؤگے جب نقیب نقابت کرکے ہٹے شعلہ شمشیر زن تخت سے کودی جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین آئی اٹھلنگین لگانے لگی نیچہ چمکا کر آواز دی وہ نگوڑا عاشق فاسق کہان ہی عمرو نے کہا ہان بیٹا جا کر مقابلہ کرو مگر یہ خیال رہے کہ ہمارے شاگرد رشید ہو سمجھ کے مقابلہ کرنا برق نے کہا استاد معشوق کے سامنے بے ادبی کرنا طریق عاشقان سے بعید ہی اب غلام رخصت ہوتا ہی دعاے خیر سے غلام کو یاد فرمائیگا گا ہے گا ہے مزار غریبان پر آئیے گا یہ کہکر برق خوب رویا قدمون سے خواجہ کے جدا ہوکر چلا تلوار کمین پھینکی خنجر کمین پھینکا کمندین الگ ڈالدین ہتھیار سب پھینک دیے مہتر چالاک نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو برق نے پلٹ کر کہا کہ بھائی صاحب تم اسمین دخل نہ دو مین جان اپنی نثار کرنے جاتا ہون چاہتا ہون کہ مردانہ وار جان دون اور ہاتھ باندھکر عرض کرون کہ ای عروس شوخ وشنگ ہم حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا پر سے چلے قبر پر آکر فاتحہ ضرور پڑھنا بیت جو آئی بے مروت بعد مردن بر مزار ما ✢ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما ✢ بلکہ قبر سے آوازآئیگی سننے والے سنین گے یہ صدا ہوگی فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✢ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✢ یہان قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہین راہ عشق گم گشتگان وادی ہجر کو بتاتے ہین نظم

گالیان کھاتے ہین گالون کا جو بوسا لیلیا	ای بت بے باک اپنا ہمنے حق اسے لیا
جب مرا قاصد چلا تیری طرف ای تیغ زن	خط کے بدلے ثواب کا ایک آدھ پرزہ لے لیا

جبکہ بازار محبت مین تر اوحشی گیا
چین کے عشق زلف کا آخر کو سودا لےلیا

ای قمر ملک بقا کا ہی سفر درپیش اب
پھر تو سے آخر اپنے ساتھ کیا کیا لے لیا

ای برادرمین تو جان اپنی دینے کو جاتا ہون برق فرنگی یہ باتین کرکے روتا ہوا طرف میدان کے چلا کل سلاح جسم پہ کے پھینک دیے شعلہ نے جو برق کو اس حال سے آتے ہوے دیکھا گوپھن سر سے کھولا کلا گوپھن مین پتھر دیکر مارا برق فرنگی بیٹھ گیا پتھر سر پر سے نکل گیا دوسرا پتھر شعلہ نے نیچا مارا برق نے جست کرکے خالی دیا جو پتھر شعلہ مارتی ہی برق اسکو خالی دیتا ہی سات پتھر شعلہ نے مارے برق نے خالی دیے جب برق قریب پہونچا تو شعلہ نے کمندین مارنا شروع کین برق کمندون کو بھی خالی دے رہا ہی رو روکر کہتا جاتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین ہاتھ گلے مین ڈالون تب نیچہ مارو کہ کوئی حوصلہ مجکو باقی نہ رہے میری عجب طرح کی کیفیت ہی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین روے سحر نہ دکھائی دیتا تھا موذن اذان کو بھی نہ اُٹھتا تھا طائران سحر خیز بھی غائب ہو گئے تھے تڑپ تڑپ کے راتین کاٹین جب نیر اعظم بلند ہوتا تھا تب معلوم ہوتا تھا کہ سحر ہوئی ورنہ اپنی یہ کیفیت تھی نظم

ایک دم پاتا نہین چین اپنے گھر مین آئنہ
محو ہی نظارۂ رشک قمر مین آئنہ

گھب رہا ہی سب حسینون کی نظر مین آئنہ
دیکھو ہی طاؤس کے ہر اک پر مین آئنہ

دیکھ لیتا ہون مین اپنی روتی صورت دشت مین
جا بجا اشکون کا تھالا ہی سفر مین آئنہ

مجکو جو حیرت تصور مین ہی لکھ سکتا نہین
دون بجاے نامہ دست نامہ بر مین آئنہ

ہو گیا وہ مست عکس چشم میگون دیکھکر
ساغر مے سے سوا نکلا اثر مین آئنہ

اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال
بنگیا سیلاب اپنی چشم تر مین آئنہ

جب نہ تب مُنھ دیکھ لیتا ہی وہ قاتل کھینچکر
یہ کٹاری ہی دیا اُسکی کمر مین آئنہ

قدر بیتابی سے ہی ناسخ دل عشاق کی
گر نہو سیماب کب ٹھیرے نظر مین آئنہ

شعلہ نے جھلاکر کہا او بے حیا نیچہ اُٹھاے تو بھی وار کر برق آغوش تمنا کھولے ہوے بڑھا آخر شعلہ نے نیچہ کھینچا جیسے ہی نیچہ مارا برق نے خالی دیا دو وار خالی گئے تیسرا نیچہ

جو اسنے مارا برق کے سر پہ پڑا کہ زخم کاری آیا برق زخم کھاکر سامنے سے شعلہ کے
بھاگا کنیزان شعلہ نے ہلڑ کیا واہ سبحان اللہ اسی منھ پہ دعواے عشق تھا ایک زخم کھاکر
بھاگا جاتا ہی عشق نہ تھا یہ عیاری تھی کہ جسمین سب جانین کہ میان برق عاشق ہین معشوق
کے ہاتھ کا زخم کھاکر بھاگنا اسی نامرد کا کام ہی عیارون کو بھی بہت ناگوار ہوا چالاک
نے پکارکر کہا ای برق اگر زخم کی تاب نتھی تو کیون زخم کھایا مقابلہ کیا ہوتا برق
کسی کو جواب نہین دیتا بھاگا ہوا جاتا ہی مگر شعلہ تعاقب مین جاتی ہی برق جست و خیز
کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین جاکر غائب ہوا شعلہ پلٹی طرف عیارون کے دیکھکر
کہا کیون صاحبو برق کیسا عیار تھا تم لوگون کو دعوی تھا کہ برق بڑا عیار طرار ہی مگر
ایک زخم کھاکر بھاگا اب جسکو تمام رگ کی ہو وہ نکلے چالاک نے قصد کیا کہ جا پڑون
خواجہ نے منع کیا کہ دیکھو تو اس بھاگ جانے مین شاید کوئی مطلب ہو چالاک نے کہا
اسکا للکارنا ناگوار ہوتا ہی عیاری کی آبرو گئی عمرو نے کہا اسقدر عیار کھڑے ہین جمعین
کو آبرو کا بڑا خیال ہی آج تو جو گذرا وہ گذرا کل مقابلہ کرنا آج میدان مین نہ جاؤ شعلہ نے
کئی آوازین دین جب کوئی مقابلے مین اسکے نہ آیا نیچہ تانے ہوے میدان مین ٹہلنے
لگی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک مادۂ آہو زرینہ نخلستان سے نکلی بدحواس آتی ہی شعلہ
سمجھی کہ یہ مادۂ آہو اپنے مقام پر بیٹھی ہوگی کسی نے ستایا جو بدحواس آتی ہی راہ پر کھڑی
ہوئی مادۂ آہو گھبرائی چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر شعلہ نے گھیر کر حلقہ تاسے کمند
مارے گلے مین مادۂ آہو کے پڑے مادۂ آہو گرکر تڑپنے لگی شعلہ نے جست کرکے سینہ پہ
گھٹنہ رکھا چاہا باندھ لون مادۂ آہو جو تڑپی پستان دبی دودھ کی دھار نکلی منھ پر شعلہ
کے پڑی شعلہ بیہوش ہوکر گری اندر سے کھال کے بعجلت تمام تڑپتا ہوا برق فرنگی
نکلا اور اپنے نام کا نعرہ اسطرح کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
ہی زیر قدم غرب ہو شرق ہی

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
اب تو عیارون مین ہلڑ ہوا

کہا ای برق سبحان اللہ کیا عیاری کی ہی برق پتھارہ لیکر بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑین
عیارون نے دیکھا کہ برق اکیلا ہی ایسا نہو سب عیار بچیان ملکر مارلین عیار عیار بچیون پر
آپڑے ایک ایک نے ایک ایک کنیز کو اُٹھا لیا برق کو گھیر کر بیچ مین لے لیا برق
تنتا ہوا سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای برق کیا کار نمایان کیا
یہ کہکے شعلہ کو خیمے مین پہونچایا شعلہ نے بھی اس عیاری کی بڑی تعریف کی اور کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی مگر بقراط نے جو دیکھا کہ عیار خوشی خوشی پلٹے اور برق
شعلہ کو خیمہ مین بٹھا کر باہر آیا ہی جل گیا پہلو مین بقراط کے ایک جادوگر کھڑا ہی شقیل جادو
اُسکا نام ہی کہا ای شقیل برق کو اُٹھا لا مین اسکو سزا دونگا میرے سامنے گستاخی کر گیا
شقیل جھپٹا پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر گیا تڑپ کے گرا برق کو اُٹھا لیا مگر سکندر
ثانی بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے جیسے ہی شقیل نے برق کی کمر مین پنجہ دیا چاہا لیکر بلند
ہون سکندر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ شقیل کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شقیل کا
کہ برق چھوٹا سکندر نے تخت اپنا بڑھایا ساحر بھی دوڑ پڑے کل جادوگر اور کل
شاہزادیان مثل ہماے مرصع پوش وغیرہ لشکر بقراط پر جا پڑین سحر چلنے لگا مگر سکندر
نے آج ایسی جوانمردی کی کہ بقراط کے سحر باطل کیے جو سحر بقراط نے کیا سکندر نے
دفع کر دیا ایک مقام پر بقراط جم گیا سکندر پر سحر کرنے لگا آگ برسائی پانی کا دریا بنایا
مگر سکندر نے سب کو مٹایا بقراط نے حیران ہو کر نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون اپنا لیکر
سکندر پر پھینک مارا سکندر نے خون اپنی پیشانی کا لیکر ہتھیلی پر رکھا خون بقراط
اُس خون مین ملگیا سکندر نے وہ سب خون بقراط پر کھینچ مارا بقراط کے بدن مین
آبلے پڑ گئے آخر بقراط سامنے سے بھاگا ایک طرف سے نور الدہر کو بھی آتے ہوے
دیکھا تھا آخر نہ ٹھیرا طبل امان بجوا کے پلٹا لشکر صاحبقران اپنی جانب پلٹا بقراط دربار
مین آیا کہا یارو آج تو سکندر نے بڑی جرأت کی کہ قدرت سے مقابلہ کیا اُسکو گمان ہی
کہ مین سحر مین طاق ہون لیکن اگر جو مقابلہ پڑا تو سر میدان قتل کر دونگا یارو تم استغنا سر
بیٹھے ہو کسی سے نہین ہوسکتا کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے پھر مجکو خوف نہ رہے سکندر کو گھیر کر

مارلون دیکھون تو اُسکا سحر کیا کرتا ہی قضاے کار ایک ساحرہ اِسکی صحبت مین بیٹھی ہی کہ بڑی مکار
اور بلاے روزگار ہی اپنے مقام سے اُٹھی سیماے آسمان سیر نام ہی کہا یا خداوند مین وعدہ
کرتی ہون کہ طلسم کشا کو قید کر لاؤنگی یہ کہکے روانہ ہوئی سارے لشکر کو چھانا کوئی موقع نہ ملا
سامنے بارگاہ نورالدہر کے آئی ایک حسین عورت کی صورت بنکر بارگاہ کو دیکھ رہی ہی کہ
نورالدہر بارگاہ سے نکلے ارادہ ہی کہ دربار عام مین جاؤن ابتو سب سردار آگئے ہونگے
جیسے ہی باہر نکلے نگاہ اِس مکارہ پر پڑی اُف کرکے دل پکڑ لیا پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کر
آواز دی کیون نازنین کس فکر مین کھڑی ہی یہ رونے لگی کہا حضور میرا باپ تاجر تھا اُسکو قزاق
پکڑ لیگئے کل سے بھوکی پیاسی ماری ماری پھرتی ہون حیران ہون کہ کہان جاؤن اور کہان بیٹھکر
بسر کرون اِسی حیرت مین کھڑی ہون نورالدہر چاہتے تھے کہ جواب دون کہ شبرنگ بھی
آپہونچا تیور نورالدہر کے دیکھکر سراپا اِس مکارہ کا دیکھا یہ بھی یہی سمجھا کہ کوئی تاجرزادی ہی
مگر گرفتار رنج والم ہی مبتلاے دام غم ہی چہرہ اُترا ہوا ہونٹھ سوکھے ہوے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے شبرنگ نے قریب آکر کہا بی صاحب خیمہ مین آؤ نہین جانتی ہو کہ یہ سارا
لشکر انھین کا ہی اِس لشکر کے مالک یہی ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ دیکھنے والے رشک کرینگے
سیما شبرنگ کے ساتھ ہولی شبرنگ نے سیما کو خیمہ مین پہونچایا نورالدہر کو بھی انتہا
کا اشتیاق تھا پلٹ پڑے کہا اب اِسوقت دربار نہ جائینگے اپنے خیمے مین آکر بیٹھے بارگاہ
گوہر نگار سلیمانی کو سیما بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی کہ کل سامان مہیا ہین بارگاہ مثل عروس شب اول
آراستہ ہی نورالدہر آکر مسند پر بیٹھے محبت آمیز باتین کرنے لگے سیما ایک مکارہ ہی معاً فق
سوال کے جواب دیتی ہی دل لُبھا رہی ہی نورالدہر اِسکی باتون پر پسے جاتے ہین شبرنگ
کو اشارہ کیا کہ اِسکو شراب پلاؤ شبرنگ نے جام لبریز کیا کہا لو ملکہ پیو اِسنے اِنکار کیا کہ مجکو
عادت نہین ہی شبرنگ نے کہا یہ شراب کم نشے کی ہی تب سیما نے چند گھونٹ پیے شراب
پیکر پھر اِسنے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا نورالدہر کی طرف اِشارہ کیا سر جھکا کر کہا آپ بھی
نوش فرمائیے نورالدہر نے اُسکی خاطر سے جام لے لیا پھر اس خیال سے کہ نہین معلوم اسکا
مذہب کیا ہی جام شراب شبرنگ کو دیدیا شبرنگ پی گیا اب سیما چاہتی ہی کہ شبرنگ بھی

باہر جائے تو مین انکو گرفتار کرلون مگر شبرنگ کب ملتا ہو مثل ہمزاد کے پاس بیٹھا ہو دن
جو زیادہ چڑھا سکندر نے کہا آج کیا سبب ہو کہ شہریار تشریف نہین لائے آدمی دریافت
کو بھیجا جائے کہ کیون نہین تشریف لائے ہمارے مرصع پوش اُٹھی کہ مین جاکر دریافت
کرتی ہون سکندر نے کہا ادب کے خلاف ہو مین خود جاؤنگا ہرچند سردارون نے روکا
مگر سکندر نے نہ مانا جب سکندر چلے تو کل سردار ساتھ ہوے نجم بھی ساتھ ہین ارسطو
بھی ہمراہ ہین کل شاہزادیان بھی ہمراہ چلین یہان نورالدہر سیما سے باتین کر رہے ہین
سیما چاہتی ہو شراب پلاکر بیہوش کرون کہ ہرکارون نے خبر دی حضور سکندر ثانی تشریف
لاتے ہین نورالدہر واسطے استقبال کے اُٹھے سیما نے کہا اے شہریار بادشاہ لشکر تشریف
لاوینگے اُنکے ساتھ مصاحب بھی ہونگے لہذا یہ کنیز کسی پردے مین بیٹھے شبرنگ نے ایک
طرف اشارہ کیا سیما چھپ کر بیٹھی کہ سکندر بارگاہ مین تشریف لائے نورالدہر نے
مقام صدر پر جگہ دی سکندر نے بیٹھتے ہی پوچھا آج حضور بارگاہ مین کیون نہین تشریف
لائے نورالدہر نے کہا مین نے قصد کیا تھا مگر کچھ دل نہ چاہا اسوجہ سے رُک گیا لہذا تیسرے
پہر کو دربار ہوگا سکندر نے زیادہ کہنے کا موقع نہ پایا چند ساعت ٹھہرے اور اُٹھکر چلے
مگر ہمارے مرصع پوش نے جو ایک طرف پردہ پڑا ہوا دیکھا سکندر کو اشارہ کیا کہ یہ
پردہ کیسا ہو ذرا دریافت تو کیجیے سکندر بسبب حجاب کے نہ دریافت کرسکے سیدھے چلے
گئے نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ کنارے پر صحرا کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم شام کو
وہان جاکر نشست کرینگے شبرنگ نے بہت خوب کہکر سامان شروع کیا کنارے پر صحرا کے
خیمہ استادہ کیا گلابیان شراب کی رکھین پہر دن رہے نورالدہر بارگاہ مین آئے سکندر
وغیرہ سے ملاقات کی تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھے بعد اُسکے دربار برخاست کیا سکندر اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے سب شاہزادیان بھی ہمراہ آئین سکندر نے سب کی طرف متوجہ ہوکر
کہا کہ آج شاہزادے کا مزاج کچھ بے لطف ہو صبح کو تشریف نہین لائے آخر وقت جو آئے تو
چند ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے ہمارے مرصع پوش نے کہا ہمنے خبر سُنی ہو کہ کوئی عورت آئی ہو
اُسکی محبت مین مصروف ہین سکندر نے کہا ہمنے تو کسی کو نہین دیکھا ہمارے مرصع پوش

نے کہا مین نے آپ کو اشارہ کیا تھا کہ بارگاہ مین ایک طرف پردہ پڑا ہی آپ نے کچھ جواب نہ دیا مین خاموش ہو رہی سکندر نے کہا مقام تردد کا ہی نجم اختر شناس کو بلاؤ ایسا نہو بقراط نے کچھ فتور کیا ہو نجم حاضر ہوا سکندر نے یہ حال بیان کیا نجم نے اوراق لکالے قہقہہ مار کر کہا ای شہریار آپ نے جلد خبر لی سیماے آسمان سیر فرستادہ بقراط آئی ہی رنگ اپنا جما رہی ہی سکندر نے کہا مین ابھی جا کر اسکا رنگ مٹا لئے دیتا ہون یہ کہکے اُٹھے نجم بھی ساتھ ہوا سب شاہزادیان اشتیاق مین چلین نور الدہر آکر بیٹھے ہین سیما چاہتی ہی کہ اگر شاہزادہ گرفتار نہو سکے تو تحفہ جات ہی لیکر نکل جاؤن مگر پھر دل سے کہتی ہی اتنی مشقت کی اور طلسم کشا چھوٹ جائے مگر شبرنگ بن عمرو شاہزادے کے رضامند کرنے کو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جوش ہی کیا تیرے آتے ہی دل بیتاب کا
بنگیا خم ساقیا گویا شراب ناب کا

کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دل بیتاب کا
خط مین ہو جاتا ہی عالم ماہی بے آب کا

اُسنے جو پونچھا پسینہ روے عالمتاب کا
بنگیا رومال کونا چادر مہتاب کا

ذکر کیا ہی ہجر ساقی مین شراب ناب کا
جبکہ اپنے حلق سے اُترے نہ قطرہ آب کا

عشق گیسو مین یہ عالم ہی دل بیتاب کا
نالۂ پیچان جو ہی اک سانپ ہی سیماب کا

کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پر خون ہوگیا
ہی مو گلگون مین ساقی جو مزہ خوناب کا

کم نہین ہی شام سے صبح شب فرقت سیاہ
ہین یقین خورشید پر بھی کرمک شب تاب کا

پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے اندلون
سب کو میری چشم تر پر شبہہ ہی گرداب کا

ہی صفا حاصل تو بینائی بھی ہی ای دل ضرور
صاف ہو کر آئنہ محتاج ہی سیماب کا

مین نے اُسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

بستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہی ہمین
ہر گڑھا دریا مین ہی ناسخ سبب گرداب کا

نور الدہر خوش بیٹھے ہین معشوقہ پہلو مین سیما اپنا رنگ جما رہی ہی چاہتی ہی شراب پلاؤن اور لے بھاگون اگر تحفہ جات بھی ملجائین تو پھر کیا کہنا ورنہ تحفہ جات یہین رہجائین گے تو کیا حرج ہی پھر لیجاؤنگی مقدم طلسم کشا کا قتل ہی لیجاتے ہی قتل کر دونگی دم بھر کی مہلت

نہ دونگی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا نورالدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو بلا
اطلاع کون آتا ہے کہ سامنے سے سکندر ثانی نمودار ہوے پشت پر سب شاہزادیان
نجم اختر شناس ارسطوے ثانی سیما سب کو دیکھا گھبرائی نورالدہر سے کہا انکو
منع کیجیے کہ یہان نہ آئین میرا پردہ فاش ہوتا ہے تا ہم سکندر ثانی بلا تکلف چلے آئے آتے ہی
کہا نیک بخت تو کون ہے نورالدہر کچھ کہنے کو تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی حضور
اسمین دخل نہ دین نورالدہر نے پھر کہا کہ آپ انکا حال نہ پوچھین مین آپ سے کہدونگا مگر
سکندر ثانی نے سیما کا ہاتھ تھام لیا جیسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھا سیما نے ایک چیخ ماری کہ اے
شہریار ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے نجم نے قریب آکر منھ پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی نجم نے منھ پر ہاتھ
پھیرا وہ صورت تبدیل ہوگئی دیکھا ایک جادوگرنی سن رسیدہ ہے بال سفید چہرے پر جھریان
پڑی ہین سکندر نے کہا او لکاتہ نہین جانتی کہ ہم یہان موجود ہین نورالدہر نے جو
صورت کریہ دیکھی نفرت ہوئی سکندر نے حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرو شاہزادیون نے
گرفتار کیا مگر سکندر نے کہا اسکی کیا خطا ہے بقراط نے اسکو بھیجا ہے اگر حکم ہو تو اسکو روانہ
کرین جاکر بقراط کو ستائے سب نے اس راے کو منظور کیا سکندر ثانی نے گلے سے
موتیون کا مالہ اُتار اگلے مین سیما کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی سیما کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین
اُبل آئین بیہودہ باتین کرنے لگی ہاتھ باندھکر سامنے سکندر کے کھڑی ہوئی کہتی تھی جو
حکم ہو وہ بجالاؤن سکندر نے کہا بقراط کا سر لاؤ سیما بہت خوب کہکر چلی صحن مین آکر
پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی یہان بقراط دربار مین بیٹھا ہے کہ رہا ہے کہ سیما پہونچ گئی
طلسم کشا کو لایا چاہتی ہے کہ سب نے دیکھا سیما اُڑتی ہوئی آتی ہے بقراط نے کہا شاید مطلب
نہوا بے نیل مقصود پلٹی ہے سیما آکر پہونچی سامنے بقراط کے کھڑے ہوکر عرض کی یا خداوند
چلیے آپ کو سکندر نے طلب کیا ہے اگر تامل کیجیے گا تو مین زبردستی لیجاؤنگی مروارید آفت خیز
جو پہلو مین بیٹھی ہے اسکو بہت ناگوار ہوا کہا کیون سیما قدرت سے زبان درازی کرتی ہے
کلمہ سخت کہتی ہے سیما نے کہا مین آپ سے خوف نہ کرونگی اور قدرت کو پکڑکے لیجاؤنگی سامنے
سکندر کے پہونچاؤنگی مروارید نے کہا ہٹ سامنے سے بقراط ہمارا مہمان ہے ہم اسیواسطے

کدو کاوش کررہے ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین اُنکے مقام پر اُنکو پہونچاوین یہ پھر جاکر
آباد ہوئین سیما آگے بڑھی ہاتھ بڑھایا کہ بقراط کی گردن پکڑلون مروارید نے ہاتھ
ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ سیما کے دو ٹکڑے ہوے سیما کو مار کر حکم کیا کہ لاشہ اِسکا پھینک
دو بقراط نے کہا اے مروارید تمنے اِسے مارڈالا یہ نہ دریافت کیا کہ کسکے سحر مین تھی
مروارید نے کہا اُسنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا کہ گردن آپکی پکڑلے مین کیونکر گوارا کرتی بہن
اِسکی ہوشیار مکارہ روتی ہوئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند سیما نے جو خطا کی اُسکی سزا
پائی مگر مین جاکر طلسم کشا کو لاتی ہون بڑا کمال اُسنے کیا تھا مگر سکندر کے سحر مین دیوانی
ہوکر آئی مناسب یہ تھا کہ سحر اسپر سے اُتارتے کس بےبسی سے بہن میری قتل ہوئی اُسکے
خون کا بدلہ لونگی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤنگی اور فوراً قتل کرونگی ہر چند مروارید نے
منع کیا مگر ہوشیار مکارہ نے نہ مانا کہا مجکو کیونکر گوارا ہو کہ بہن میری یون قتل ہوجائے اور
مین بیٹھی دیکھا کرون یہ کہکر چلی لشکر طلسم کشا مین آئی جا بجا پھرنے لگی فقیرنی بنی پھر رہی ہر
ہر جگہ سوال کرتی ہو لشکر نورالدہر آباد ہر دوکاندار پیسہ روپیہ دیتے ہین ہوشیار لیتی پھرتی
ہر ایک بازار مین پہونچی وہان شبرنگ بھی تھا ہوشیار نے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر
کہا میان شاطر صاحب مین یہ چاہتی ہون کہ سامنے طلسم کشا کے پہونچون اپنی غربت کا
سوال کرون کچھ ایسا ملے کہ غربت کٹے شبرنگ نے دیکھا تیور سے پہچان لیا شبرنگ
تو اِس فکر مین ساتھ ہوا کہ راہ مین اِسکو دھوکہ دیکر گرفتار کرلونگا ہوشیار اِس فکر مین ہر
کہ راہ مین اِسپر سحر کرون ایک نخل کی آڑ مین پہونچی شبرنگ تو پیچھے ہٹا کہ حلقہاے کمند
مارون مگر ہوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ لڑکھڑا کر گرا ہوشیار نے شبرنگ کو ایک
درہ کوہ مین ڈالدیا اور سحر سے اپنی صورت تبدیل کی شبرنگ کی صورت بنکر تیار ہوئی
طرف بارگاہ نورالدہر کے چلی یہان نورالدہر بارگاہ سے اُٹھے ہین طرف اپنی بارگاہ
کے جاتے ہین کہ شبرنگ نقلی سامنے آیا نورالدہر نے پوچھا آج بوقت دربار کیون نہین
آئے شبرنگ نقلی نے جواب دیا انتظام مین بازارون کے مصروف تھا نورالدہر
خاموش ہورہے نجم ہمراہ ہر چال چلین شبرنگ کا دیکھا کان اِسکے کھڑے ہوے قریب

نورالدہر نے آکر عرض کی حضور خدا خیر کرے میرا خیال غلط ہو شبرنگ کے کچھ عجب طریقے معلوم ہوتے ہین ہم سب سے بہ خلق و محبت ملتا تھا آج کیا ہوا کہ ہمسے صاحب سلامت تک نہین کرتا نورالدہر نے کہا یہ عیار رہین انکی باتون پر خیال نہ کرو کسی فکر مین ہوگا نجم خاموش ہو رہا سمجھ گیا کہ آقا سچ فرماتے ہین مگر شبرنگ نقلی ساتھ نورالدہر کے بارگاہ مین آیا اب رنگ اپنا جما رہا ہو کبھی گاتا ہو کبھی کہتا ہو بقراط کو پکڑ لاؤنگا مین نے فکر کی ہو نورالدہر کہہ رہے ہین ای شبرنگ اگر بقراط کو پکڑ لائے تو بڑا نام ہوگا ہمکو بھی یہ خیال ہو کہ اگر بقراط گرفتار ہو کر آجائے اور شاید اطاعت دین اسلام کرے تو بڑے لطف کی بات ہو جہان کہین ساحرون سے مقابلہ ہو تو اسکو نامہ لکھین یہ آکر قیامتین برپا کریگا ہوشیار نے جواب دیا ای شہریار اُسنے برسون خدائی کی ہو اب وہ کا ہیکو اطاعت کریگا مگر مین تدبیر کر رہا ہون قضاے کار شاپور شیردل عیار ایرج نوجوان کا تمام کو جو پھرنے نکلا درہ کوہ مین آیا دیکھا کہ شبرنگ بیہوش پڑا ہو شاپور نے چاہا ہوشیار کرون وہ سحر مین ہوشیار کے تھا بیدار نہوا شبرنگ کو اُٹھا کر بارگاہ نورالدہر مین لایا نجم کو بلایا سب حال کہا نجم نے شبرنگ کو سحر کرکے ہوشیار کیا حال پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ راہ مین ایک فقیرنی ملی مگر وہ ساحرہ تھی اُسنے مجکو بیہوش کیا شاید فکر مین آقا کی گئی ہو شاپور نے کہا اپنے کو جلد پہونچاؤنگا سمجھ کے کام کرنا شبرنگ نے کہا مین قاعدے سے جاؤنگا یہان ہوشیار نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو کہ طلسم کشا کو پلاؤن اور بیہوش کرکے بھاگون کہ شبرنگ نے سراچہ چاک کرکے دیکھا میری صورت پر ایک ساحرہ بیٹھی ہو شراب پلایا چاہتی ہو شبرنگ نے نہایت پھرتی سے پشت پر آکر حلقہاے کمند مارے ساحرہ کمندون مین پھنسی شبرنگ نے حباب مار کر گرفتار کرلیا نورالدہر حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک شبرنگ نے ایک شبرنگ کو گرفتار کیا جب شبرنگ گرفتار کر چکا تو عرض کی کہ ای آقاے نامدار یہ ساحرہ ہو آپ کی فکر مین آئی تھی یہ ذکر تھا کہ نجم بھی آکر پہونچا نجم نے آتے ہی اُسکو قتل کیا اور لاشہ بیرون لشکر پھنکوا دیا ہرکارون نے بقراط کو خبر دی کہ ہوشیار قتل ہو گئی بقراط نے کہا طلسم کشا

صاحب اقبال ہی کیسی کیسی آفتون سے بچتا ہی گوشیار مکارہ میری بہن سیماگی یہ کہکے اُٹھی
کہ ہمشیرہ نے بڑا کام کیا تھا مگر اُنکے مصاحبون مین جو نجم ہی اب اُسکو گرفتار کیا چاہیے
تو اُسکی صورت پر بہت دھوکھا کھاوینگے نجم پر کوئی ہاتھ نہ ڈالیگا ہر شخص اُسکے دام
مین پھنس جائیگا اگر نجم دستیاب ہوا تو طلسم کشا کیسا سکندر تک کو لاؤن اور رفتہ رفتہ
سب کو لے آؤن یہ کہکے بصورت مبدل چلی لشکر مین آکر پھرنے لگی پھرتی ہوئی دربارگاہ
نجم پر پہونچی نجم بیرون بارگاہ بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک عورت حسین وجمیل حیران حیران
پھر رہی ہی نجم نے پکارا کہ ارے ذرا ادھر آ تو کون ہی جو حیران حیران پھر رہی ہی گوشیار
نے بڑھکر کہا ای شہریار آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار پریشان پھر رہی ہون
چاہتی ہون کوئی قتل کر ڈالے تو بہتر ہی میرا باپ تاجر جلیل تھا لشکر کفار مین مرا لوگون
نے سب مال لوٹ لیا اور مجکو نکال دیا فریادی آئی ہون طلسم کشا سے فریاد کرون
کہ میری داد ملے نجم نے رحم کھاکر بلا لیا جیسے ہی یہ خیمے مین آئی شراب کو دیکھکر رونے لگی
کہا آج کئی دن گذرے کہ اس کمبخت کا سامنا نہین ہوا نجم نے کہا لو پیو اسنے ایک جام آپ
پیا اور ایک جام نجم کو دیا نجم نے بخوف پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوا گوشیار نے خوب اپنے
سحر مین مبتلا کیا ایک صندوق مین نجم کو بند کر دیا آپ بشکل نجم نکلی قریب بارگاہ سکندر تھی
پہلے بارگاہ سکندر مین آئی سکندر نے کہا ای نجم آؤ اسوقت خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گوشیار نے عرض کی اسوقت دل گھبرایا کہ چلکر حضور کی زیارت کرون بلا تکلف
چلا آیا سکندر نے بیٹھنے کو جگہ دی نجم نے عرض کی اسوقت غلام کے یہان شراب نہ
تھی خاص اسواسطے آیا سکندر نے کہا ای نجم شراب کباب سب کچھ حاضر ہین بیٹھو شراب
پیو کباب کھاؤ ہم سب طرح موجود ہین کھانا منگوائین کھاؤ اسوقت تمھاری بدحواسی
سے پریشان ہوا کہ بے وقت آئے نجم نقلی نے کہا فقط شراب کی خواہش سے آیا یہ
کہکے گلابی اُٹھائی ایک جام آپ پیا اور ایک جام سکندر کو دیا سکندر بھی بے اندیشہ
انجام پی گئے شراب پیتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آیا سکندر گھبرا کر اُٹھے گر کر بیہوش
ہوے قضاے کار شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا قریب بارگاہ نجم پہونچا خدمتگارون سے

پوچھا کہ نجم کیا کرتے ہین خدمتگارون نے کہا کہ ایک عورت آئی تھی اُس سے کچھ باتین
کرکے براے ملاقات سکندر گئے ہین شبرنگ کو کھٹکا ہوا طرف بارگاہ سکندر کے
دوڑا یہان اتنے عرصے مین گوشیار نے سکندر کو بیہوش کرکے اُٹھایا چاہتی ہو لیکے
چلون اور اسکو قید کرکے پھر اسی کی شکل بنکر جاکر طلسم کشتا کو دھوکھا دون شبرنگ
نے آکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سکندر کو اُٹھایا چاہتی ہو شبرنگ نے للکارا کہ خبردار
شہریار کو نہ اُٹھانا گوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ زمین پر گرا ہزار غل مچایا مگر کوئی اسکی
مدد کو نہ پہونچا گوشیار نے دونون کو اُٹھالیا سوچی کہ اب راز کھلے گا سکندر و شبرنگ
کو لیکر بلند ہوئی شبرنگ نے غل مچایا کہ یارو دوڑو سکندر کو اور مجکو ساحرہ لیے جاتی ہو
ارسطوے ثانی دربارگاہ پر اپنی بیٹھے تھے آواز شبرنگ کی سُنکر للکارا کہ او ساحرہ
خبردار آگے نہ بڑھنا مگر گوشیار نہ رُکی اُڑتی ہوئی چلی ارسطو نے پیچھا کیا وسط میدان
مین آکر گوشیار کو گھیرا آپس مین سحر چلنے لگا قضاے کار بقراط ثانی دربارگاہ پر کھڑا تھا
کہ ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا کچھ آواز دی بقراط خود چلا اُسوقت پہونچا کہ ارسطو
نے سحر کیا ہو گوشیار خاموش کھڑی ہو ارادہ ہوا ارسطو کا کہ سکندر و شبرنگ کو رہا
کردن کہ نعرہ بقراط کی آواز آئی للکارا کہ او ارسطو خبردار گوشیار کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ
ابھی تجکو قتل کرونگا منم بقراط ثانی ارسطو نے جو بقراط کو دیکھا گھبراگیا بقراط نے
جھپٹ کر ارسطو کو بھی گرفتار کیا تینون کو گرفتار کرکے لیچلا گوشیار رفخر کہتی ہو کہ یا
خداوند مین ایسی تدبیر سے پہونچی کہ پہلے نجم کو گرفتار کیا نجم کی شکل بنکر سکندر کو لیا شبرنگ
عین وقت پر آیا مین نے اُسکو بھی بیہوش کیا ارسطو نے پیچھا کیا تھا آخر یہ بھی گرفتار ہوا
اب ان تینون کو چلکر قتل کیجیے بقراط خوشی خوشی سکندر و ارسطو و شبرنگ کو لیے ہوے
بارگاہ مین آیا سکندر کو دیکھکر شاہزادیان خوشیان کرنے لگین کہ یا خداوند بڑا شخص گرفتار
ہوا اب اسکو قتل کیجیے بقراط نے زبان مین سکندر کی سوزن دی تینون کو قفس مین
بند کیا ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے سکندر اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے
مردانہ وار جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است

اگر تجھ نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبوری و ناچاری ہی اور اگر ابھی رشتۂ حیات نہین قطع ہوا ہی تو تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کرسکے اب سکندر نے جو مردانہ کلام کیا بقراط نے حکم دیا کہ جلادون کو بلاؤ انکو قید نہ کرونگا یہان جلاد جلاد کا ہلڑ ہی شاہزادیان ڈھول بجا رہی ہین بقراط کو خوش کر رہی ہین اور اشعار عاشقانہ گا رہی ہین جلادون کی طلب ہی مگر سکندر خوش بیٹھے ہین ارسطو کو سمجھا رہے ہین کہ اے ارسطو خوف نہ کرنا انشاءاللہ اگر آقا کو خبر ملیگی تو فوراً تشریف لاوینگے شاہزادیان ہلڑ کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

لگادے پھر وہی ای گنج زر شاخ
ہوا ہی دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مر بی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمونکے سو دیمین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ

قدم سے تیرے ای ابر کرامت
پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ

کھڑے سائے تلے جسکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشہ نخل ہی نخل توکل
ہر اک میوہ ہی رکھتی اُسکی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جسے ہمنے کہا ہے
لگائی جاتی ہی وان شاخ پر شاخ

سراپا یار کی منقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی
ہرے پن سے ہی مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا
ملیگی جھنک کے آتش بارور شاخ

یہان صحبت بقراط مین تو ہنگامہ ہی سب سردار چلے آتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ گوشیار نے آج بازو طلسم کشا کا توڑ دیا اب انکو زندہ نہ چھوڑیے کیون میان ارسطو طلسم کشا کے بڑے خیر خواہ تھے کیسے گرفتار ہوے اب طلسم کشا کہان ہین تمھین آکر بچائین ارسطو دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر دشمنون کے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے انکے طعن و تشنیع سے بچالے آج بڑا غریو ہی اس ہنگامے سے تو ہی بچائیگا طلسم کشا سے بخیر و عافیت ملائیگا نظم

هست پیش ہر نظر نور خدا | مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
بر جبین خوبرویان جہان | جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
بر گدا سائل بباب دولتش | خاک بوس بارگہ ہر بادشا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان | مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان | در دعا گوئی دہان خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند | جان و مال خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او می دہد | بیند او را در خلا و در ملا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار | مثل آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جہان | خواہش دولت نہ فکر کیمیا
دائما خدار گردن در سجود | کن عبادت کن عبادت ہندیا

دربار مین جلاد بلائے جا رہے ہین مگر لشکر مین ہلڑ جو ہوا نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے پوچھا یارو خیر تو ہے سب نے عرض کی ایک ساحرہ نجم کی صورت بنکر سکندر کو لیچلی اور ایک پنجہ مین شبرنگ تھا ارسطوے ثانی اُسکی فکر مین گئے پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری نور الدہر پریشان کھڑے ہوے ہین کہ شاپور سامنے آیا نور الدہر نے پکارکر کہا ای معتمد والاگہر دربار کفار سے خبر تو لاؤ کہ سکندر پر کیا گذری شاپور دوڑا تھوڑی دیر مین واپس آیا مگر روتا ہوا پہونچا عرض کی ای شہریار سامان قتل سکندر ہو رہا ہے مگر سکندر ثانی مردانہ وار گفتگو کر رہے ہین ابتک تو اُنکے چہرے پر ہراس نہین ہے مگر حضور جلدی کرین یہ خبر نور الدہر کو دیکر بھاگا آکر ایرج سے اطلاع کی کہ ای شہریار اب یہ وقت احسان ہے نور الدہر تحفہ جات جسم پر آراستہ کرنے لگے مگر ایرج فوراً سوار ہوے عقب مین سردار چلے دربار بقراط مین جلاد شلنگین لگا رہے ہین سکندر زیر تیغ بیٹھے ہین کہ ایرج کے نعرے کی آواز آئی کہ باشید

ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر | اگر تیغ کین برکشم از غلاف

تزلزل فتد درمیان مصاف	اگر تیغ برسنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ایرج لڑتے ہوے طرف سکندر کے چلے بقراط نے کہا انکے پاس کوئی تحفہ نہین ہی جسکا جی چاہے انکو روک لے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ایرج اُسی مقام پر ٹھہر گئے زمین نے پانوٗن تھام لیے سرداران ایرج منھ کے بھل گرے بقراط نے کہا سب کو گرفتار کرلو سب گرفتار ہو گئے ہتکڑیان بیڑیان پنہاکر بٹھایا شاپور نے جو باہر سے دیکھا کہ ایرج جاکر گرفتار ہو گئے اور جلاد اُنکے سرپر تلوار کھینچکر آیا بقراط کہتا ہی پہلے اِسی کو قتل کرو ایرج حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین شاپور خدمتگار بنکر اندر آیا جلاد کی صورت بنا خنجر کھینچ کر قریب جلاد کے آیا کہا تو ہٹ جا مین قتل کرونگا جلاد نے اِنکار کیا شاپور نے جلاد کو خنجر مارا طرف ایرج کے دوڑا بقراط نے کہا ارے یہ کون ہی اِسکو مار لو ایک ساحر نے اُٹھ کے سحر کیا کہ شاپور بھی لڑکھڑا کر گرا شاپور کو بھی ہتکڑیان بیڑیان پنہا دین شاپور دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم سب کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے

نظم

بود ہمیشہ منور ز بدیدہ جلوۂ رب — بروز صورت خورشید و مثل ماہ بشب
بدیر و کعبہ بود ذات واحدش موجود — کہ اوست موجد ہر دین و ملت و مذہب
بہر دیار مقیم ست حضرت قیوم — چہ ہند و سند و چہ ایران و روم و شام و عرب
برای روزی ہر روز حضرت رزاق — وسیلہ گردد و پیدا کند زغیب سبب
بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید — رود ز خاطر غمناک ورد و رنج و تعب
بباغ دہر گل از خار مے کند پیدا — ز خاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
بدوست طالب حق را رجوع دل باید — بہر آرب و ہر مدعا و ہر مطلب
برای بندہ فقط بندگی بکار آید — کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد — کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بمہر کرد عطا نور لازوال خدا — بہ آب جوش و خروش و بہ رعد شور و شغب
بحمد خالق عالم گذار ہندی عمر — گہی بروز کن این کار نیک گاہ بشب

جلاد سر پر کھڑا ہوا ہی بقراط سے کہہ رہا ہی یا خداوند حکم ہو تو قتل کروں یہان نورالدہر
بن بدیع الزمان تحفہ جات جسم پر آراستہ کر چکے ہین شاہزادیان خبر سنکر آئین سب نے
مجمع کیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دربار بقراط مین چل کر خون کے دریا بہائین گے
سکندریہ کو چھڑائین گے نورالدہر کہتے ہین کہ تم لوگ نہ چلو مین اکیلا جاتا ہون انشاءاللہ
تعالے جاتے ہی سکندر کو رہا کرونگا یہ کہکر حکم دیا مرکب لاؤ مرکب طلسمی آیا شاہزادہ
سوار ہوا ہر چند کہ منع کیا تھا مگر شاہزادیان کب مانتی ہین سحر اپنے اپنے تیار کر کے
چلین سب عاشق جمال نورالدہر ہین کب گوارا ہی کہ شاہزادہ اکیلا جائے دربار
بقراط ایسے مکار کا ہی جسکی اب حیلہ و حوالہ پر اوقات ہی جرأت تو چھوڑ چکا آٹھ پہر
یہی خیال ہی کہ مکر سے نورالدہر کو گرفتار کر لون برابر شاہزادیان بلند ہوئین لکہا ہے
ابر کڑکتے ہوے پھول ابرون سے برس رہے ہین جیسے ہی جلاد نے ایرج پر ہاتھ
اُٹھایا شاپور بلک گیا کہ اے کارساز دو ہی بندہ نواز میرے آقا کو بچالے ایسا نہو ہاتھ
تلوار کا پڑ جائے ہائے مین نے پہلے نہ سوچا خیال نہ رہا کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج ہین خبر سنتے ہی
جا پڑینگے افسوس آقائے نامدار کو کوئی ایسا تحفہ نہ ملا کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرتا مگر کیا دل گردہ ہی کہ
ساحرون پر آپڑے بارگاہ مین گھسکر لڑے آخر سحر سے ناچار ہوے تو رحیم و کریم ہی جلاد نے
جیسے ہی خنجر مارا ایرج نے تو آنکھین بند کر لین مگر آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا
بقراط نے پکار کر کہا ارے دوسرے جلاد کو بلاؤ اتنے عرصے مین فریاد کی آواز آئی
نورالدہر نے باہر آتے ہی شمشیر زنی شروع کی لوح کو جو چمکایا ساحر نابینا ہونے لگے بقراط
نے جو ہاؤ ہو سنا گھبرا کر تخت سے اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا آپڑے بقراط کے
ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا سردارون کو حکم دیا ارے باہر جا کر سحر کرو طلسم کشا کو اندر نہ
آنے دو چند سردار باہر نکلے دیکھا نورالدہر لوح چمکاتے ہوے آتے ہین سب سردارون
نے ملکر سحر کیے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تحفہ جات جسم پر آراستہ تیغہ طلسمی ہاتھ مین
کھنچا ہوا ابو تیتار جادو کئی ہزار ساحرون کا غول ساتھ لیکر ترغیب جنگ کرتا ہوا بڑھا ہی
کہ طلسم کشا کو ازروے بلوے کے گرفتار کر لون کہتا ہی ہان یارو جم کر جنگ کرو شعلہ جوالہ

نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ ہے گجرہ پھولون کا ہاتھ سے اُتار کر پھینکا بوتیمار جھوما بدحواسی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

باغ ہستی مین ہین بس نخل ماتم چاہیے
دے خوشی اورونکو اے گردون ہمین غم چاہیے

تنگ اِس عالم مین ہون اب اور عالم چاہیے
وحشیون کو ماورائے عرش اعظم چاہیے

فرقت محبوب مین جاری کرون سیلاب اشک
ہون مین آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

سارے عالم کے بخیلون سے محبت ہے مجھے
جو غنی بالذات ہو گیا اُسکو خاتم چاہیے

اک پری اندام کو تسخیر کرنا ہے مجھے
یا سلیمان ایک دم کو آج خاتم چاہیے

ایک دم فرصت نہین مجکو بتون کی یاد سے
کہتے ہین زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے

سودۂ الماس کی جراح کرتے ہین تلاش
مجکو بہر داغ فرقت آج مرہم چاہیے

دے جسے رفعت خدا اُسکو تواضع ہے ضرور
ہو اگر محراب مسجد بھی اُسے خم چاہیے

ہین تری محراب ابرو کے تصور مین صنم
چشم تر کیونکر نہو کعبہ مین زمزم چاہیے

سال بھر ناسخ غم شاہ شہیدان کیجیے
ہر مہینے کے عوض ماہ محرم چاہیے

شعلۂ جوالہ نے جو یہ سحر کیا بوتیمار جادو کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے بلبلاتا ہوا چلا شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری سامنے بوتیمار کے آئی بوتیمار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن شعلہ نے کہا بقراط کے لشکر کو قتل کرو بوتیمار سب ساحرون کو ساتھ لیکر فوج بقراط پر جا پڑا نورالدہر نے جو مہلت پائی طرف بارگاہ کے لڑتے ہوے چلے وہان بارگاہ مین بقراط گھبرا رہا ہے کہتا ہے کیا غضب ہوا کہ کوئی قتل نہین ہوتا ہاے مین نے کیا کیا مروارید آفت خیز نے سامنے آکر کہا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے وہ جنگ پڑے کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے بھاگتے راستہ نملے اِس رنگ سے جنگ ہو رہی تھی کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے جو خبر سنی کہ نورالدہر گئے ہین بارگاہ سے نکل کر اشقر پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ نورالدہر دربارگاہ بقراط پر لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہے نورالدہر لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکی دو دو ہزار ساحر نابینا ہوے منہ

کے بجل گر رہے ہین امیر نے نور الدہر کو جو مصروف جنگ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

باشید ای کافران جبیا وای نابکاران پر دغا منم کوچک سلیمان نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دست راست سے نعرۂ لندھور ہوا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا رہ اگر فتم تا بہ ہندوستان ✤ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ✤ بائین طرف سے مالک کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ✤ سپہ دار در لشکر اہل دین ✤ پھر تو جملہ سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے نعرے ہوے مثل بدیع الزمان و قاسم و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ فرخ بخت فرزند فرخ شہسوار سب سردار آکر گرے جنگ ہونے لگی نور الدہر نے جو فرصت پائی پلٹ کر دیکھا کہ ہر بر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران یعنی صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر ور لڑتا بھڑتا برابر پہونچا ہی نور الدہر گھوڑے سے کود ے گھوڑا طہماس نے سنبھالا لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا ایرج سرنگون بیٹھے ہین جلاد سر پر کھڑا ہی نور الدہر نے بڑھکر جلاد کو مارا قریب آکر لوح کا عکس ڈالا کہا بھائی اٹھو کمر سے نکالکر تلوار دی ایرج نے چاہا قید کو توڑدین مگر وہ قید سحر تھی نہ ٹوٹی ایرج نے جھلاکر زنجیر پر سر دے مارا نور الدہر نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر اس جہالت سے کیا فائدہ سحر پر کیا زور ہی کہ ایک طرف سے لڑتی ہوئی ہماے مصمع پوش پہونچی اسنے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان قید مین مبتلا ہین کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق کڑک کر گری کہ سب قید دور ہو گئی نور الدہر نے لوح کا عکس ایرج پر ڈالا ایرج لڑتے ہوے قریب قفس سکندر کے پہونچے قفس سے لپٹ گئے مگر قفس نہ ٹوٹا سکندر منتین کرتے ہین کہ حضور تکلیف نہ کرین کہ نور الدہر آکر پہونچے نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا کہ قفس ٹوٹا ایرج نے زبان سے سکندر کے سوزن نکال لی سکندر نے کہا ای شہریار سبحان اللہ نور الدہر نے اشارہ کیا کہ وہ آتشخو شعلہ مزاج ہر کوئی کلمہ طعن و تشنیع کا نہ کہنا ابھی بگڑ جائیگا سکندر نے اٹھتے ہی وہ آگ برسائی کہ کئی ہزار ساحر جلے کئی شعلے بقراط پر گرے دریاے

آب نے جوش مارا کئی ہزار ساحر ڈوبے مچھلیان نکل کر طرف بقراط کے چلین بقراط
نے ہاتھ ہلادیا مچھلیان جل گئین نورالدہر نے شبرنگ و ارسطو و شاپور کو بھی رہا کیا
شاپور و شبرنگ رہا ہوتے ہی حقۂ آتشبازی مارنے لگے ارسطو تڑپ تڑپ کر گرنے
لگے آخر بقراط تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا کہ لوح طلسمی سحر بھلاتی ہی نورالدہر کی تلوار کی
پناہ نہین ایک طرف صاحبقران جنگ مین مصروف ہین سردارون کو کون روکے
یہ کسی کے روکے سے کب رکتے ہین ایک طرف سے بادشاہ لڑتے ہوے آتے ہین
ہزار ساحر سحر کرتے ہین مگر بادشاہ کے گلے مین نقش دفع سحر پڑا ہوا ہی جو سحر قریب آیا
باطل ہوا تین شیر اس طرح کے ہین جنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طرف سے صاحبقران
زمان لڑتے بھڑتے ہوے ایک طرف سے نورالدہر بن بدیع الزمان لوح چمکاتے
ہوے ایک سمت سے بادشاہ جمجاہ نقش دفع سحر چمکاتے ہوے دروازے پہ بقراط کے
لڑ رہے ہین آخر بقراط نے سردارون کو اشارہ کیا کہ طبل بازگشت بجواؤ فوجون کو جدا
کر لو نورالدہر قریب تخت کے پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی امیر نے نورالدہر
کا ہاتھ تھام لیا فرمایا ہمارے قاعدے کے خلاف ہوتا ہی اب وہ امان مانگتا ہی اپنا کام
کر چکے پلٹو نگر سکندر نے وہ آگ برسائی ہی کہ ہزارون ساحر جل گئے ہزارون بھاگتے
پھرتے ہین بعض مُنہ کے بھل گرتے ہین صاحبقران نورالدہر کو ساتھ لیکر باہر نکلے
سکندر بھی امیر کو دیکھکر رُکے سحر کرنا موقوف کیا امیر نے کہا خبردار اب کوئی تلوار
نہ کھینچے جب صاحبقران نے اس طرح فرمایا سب سردارون نے تلوارین نیام مین کین
بہ فتح و فیروزی پلٹے بقراط تخت پر بیٹھا پھر بلبلانے لگا کہتا ہی کیون یارو تمنے دیکھا مین نے
حمزہ کو پھیر دیا اب اگر لڑتے تو سب کو گرفتار کر لیتا سردار تعریفین کر رہے ہین کہ یا خداوند
آپ خوب بھاگے ہم دیکھ رہے تھے کہ رنگ روے قدرت متغیر تھا ہر سرکش متحیر تھا
خوب جلدی طبل بازگشت بجوایا خوب مسلمانون کو دھوکھا دیا بقراط نے بیتاب ہوکر
کہا یارو تم مین کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لاے کئی ہزار جادوگر جمع تھے
مگر سب نے سر جھکا لیے تب بقراط اپنے مقام سے خود اُٹھا کہا خود قدرت جاتے ہین

جا کر طلسم کشا کو لائین گے ابتو سردار پریشان ہوئے کئی جادوگر یہ کہکر اُٹھے کہ قدرت
تکلیف نہ کرین ہم لوگ جاتے ہین جو بن پڑیگا تو طلسم کشا کو لیکر آوینگے ورنہ اپنی جان
دینگے کہ کوئی بات اُٹھا رکھین گے تب بقراط خاموش ہوا چار جادوگر چلے نہنگ و
پتنگ و کلنگ و سرنگ یہ چارون سحر مین یگانۂ آفاق ہین مکر و حیلہ مین طاق ہین
جا کر لشکر نور الدہر مین پھرنے لگے نور الدہر ہر شب بخیمۂ شعلۂ جوالہ آتے ہین شعلۂ جوالہ
بیٹھی ہوا انتظار کر رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ صاحبو کیا تدبیر کرون آج طلسم کشا نہین
آئے کئی شاہزادیان ایسی سدراہ ہوتی ہین کہ رُک جاتے ہین ایک کنیز نے عرض کی
کنارے چلیے تو مین عرض کرون شعلۂ جوالہ ساتھ اُس کنیز کے گوشے مین آئی وہ
کنیز نہنگ جادو ہی باتون مین لگا کر یہ فقرہ کہا کہ آج خیمۂ ہمائے مرصع پوش مین
گئے ہین آپ کے یہان نہ آوینگے یہ سُنکر شعلۂ جوالہ بھڑکی کہنے لگی بی ہمائے مرصع پوش
سے مجھسے فساد ہوگا مین منع کرونگی کہ میرے یہان آنے مین سدراہ نہوا کیسے نہنگ
نے اِدھر اُدھر کی باتون مین لگا کر سحر کیا جام شراب پلایا شعلۂ جوالہ بیہوش ہوئی
شعلہ کو ایک صندوق مین بند کیا آپ بشکل شعلۂ جوالہ آکر بیٹھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر
عرض کی کہ شاہزادہ آتا ہی نہنگ نے بڑھکر استقبال کیا جیسے ہی شاہزادہ آیا مسند پر
بٹھایا کنیز سے اِشارہ کیا کہ ہان کچھ گاؤ کنیز گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

آتی ہی آج جا بجا بدلی — ساقیا جلد آ ہوا بدلی
برگ تر آئے برگ خشک گرے — ہر شجر نے بھی اب ضیا بدلی
رنگ چہرے کا یان بدلنے لگا — آنکھ تیری جہان ذرا بدلی
لالۂ آتشین گراتی ہی — تیری عاشق ہی ساقیا بدلی
ہر دھوان تیری آتش مے کا — نام لوگون نے رکھدیا بدلی
اثر دست یار سے برسون — تیری رنگت نہ ای حنا بدلی
دھوپ مین میکشی کا لطف نہین — بھیجدے جلد ای خدا بدلی
رند میخوار جب پکارتے ہین — دور سے دیتی ہی صدا بدلی

یہ اشعار نور الدہر نے سنے چاہا اختلاط ظاہری کرے دن نہنگ نے ہاتھ باندھکر کہا اگر مناسب
ہو تو تحفہ جات الگ کرڈالیے نور الدہر نے لوح وغیرہ اُتار کر رکھی نہنگ حیران ہو کہ کیا
کرون ایک کنیز نے آکر تحفہ جات اُٹھالیے کہا حضور انکو داخل خزانہ کردون یہ سرنگ
جادوہر ایک نے آکر نہنگ سے اشارہ کیا کہ اب نہ گھبراؤ گرفتار کیے لیتے ہین یہ
کلنگ جادوہر چارون نے گھیر کر نور الدہر پہ بلوہ کیا ایک نے تو تحفہ جات کو
اُٹھالیا تھا ایک نے اُن اشیا کو اپنے قبضے مین کیا دو نے پہلو پہ سے سحر کیا نور الدہر بیہوش
ہوے چارون نے ملکر سب کنیزون کو بیہوش کیا نور الدہر کو لیکر روانہ ہوے مگر خواجہ
عمرو پھرتے ہوے بارگاہ نور الدہر مین آئے دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین
نور الدہر ندارد سب کو ہوشیار کیا پوچھا آقا کہان گئے سب نے کہا ہم لوگ بیہوش ہوے
مگر طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر یا جادوگرنی صحبت مین آکر آقا کو گرفتار کر لیگئی
خواجہ نے تلاش کیا شعلۂ جوالہ کو ایک صندوق مین پایا زبان مین سوزن تھی خواجہ
نے سوزن نکالی تب شعلہ کی آنکھ کھلی اتفاق سے نجم اختر شناس بھی آئے خواجہ
شعلۂ جوالہ سے پوچھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا شعلۂ جوالہ نے سب حال بیان کیا
کہ مین نہین سمجھی کہ کیا اُفتاد پڑی نجم اختر شناس نے پوچھا اے شہنشاہ امم عیاری
یہ مضمون سمجھ مین نہین آتا آخر نجم نے اوراق نکالے اوراق دیکھکر نجم رونے لگے کہا
خواجہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو جادوگر لیگئے جاکر دریافت تو کرو کہ طلسم کشا کہان
ہین خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے نجم بھی ساتھ آئے دیکھا خدمتگار رو رہے ہین خواجہ نے
آکر پوچھا سب نے کہا تین چار کنیزین ملکر اندر گئین اب جو ہمنے جاکے دیکھا آقا کو نہ پایا
عمرو نے کہا تحفہ جات تو دیکھو تلاش جو کی تحفہ جات نہ ملے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ تحفہ جات
بھی گئے اور طلسم کشا کو بھی لیا اب تو دم بھر مین سارے لشکر مین خبر ہو گئی سکندر ثانی
و شاہزادیان دوڑتی ہوئی آئین سکندر نے کہا بارگاہ بقراط کی ہلا دونگا جو وہ بھیجا سوچا
ہو وہ نہوگا طلسم کا خاتمہ ہوا ہم لوگ کیا ہاتھ مین مہندی لگائے ہین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران
تشریف لائے صاحبقران کے سنکر ہوش اُڑ گئے غصہ مین کانپنے لگے فرمایا کہ یہ بھیجا گیا

سمجھا ہی سکندر نے کہا ای شہریار جن ساحرون پر اُسکو دعوی تھا کہ وہ روک لینگے
وہ تو مارے گئے اب مکر و حیلہ سے کام لیتا ہی ساحران مکار و غدار جمع ہین ایسے ایسے
حیلے کر رہے ہین صاحبقران نے فرمایا ای سکندر اب کیا صلاح ہی تحفہ جات بھی
اُسکے قبضے مین گئے اور طلسم کشا کو بھی لیگیا سکندر نے کہا خواجہ جاوین اور خبر لاوین
غلام ابھی چلتے ہین دربار مین اُسکے دریاے خون بہاوینگے آقا کو نہ قتل ہونے دینگے
کیا طلسم کشا بے وارث ہین غلام کیا بیکار ہین سب شاہزادیان تڑپنے لگین سب سے
زیادہ شعلۂ جوالہ کو انتشار ہی کہتی ہی ای شہریار یہ معاملہ میری ذات سے ہوا پہلے مجھی کو
بیہوش کیا کیون نہ اُس شہریار کے جاؤن خواجہ اُسی وقت روانہ ہوے طہماس دیوانہ
ہوگیا ہی شعلۂ جوالہ بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی نظم

بیشتر نشۂ ایجاد سے بیہوش ہون مین
خم گردون بھی نہ تھا جبسے کہ مدہوش ہون مین

حسرت وصل مین دریا کیطرح بہتے ہین اشک
مثل ساحل ہمہ تن غم سے ہم آغوش ہون مین

ناز سے خنجر قاتل نہین ہوتا عریان
ہوس قتل مین مدت سے کفن پوش ہون مین

قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سر بھی قلم
تو سبکدوش ہوا کیون نہ سبکدوش ہون مین

نہین ممکن خم گردون مین ٹھہرنا میرا
مستی عشق سے وہ بادۂ سرجوش ہون مین

ہمہ تن وصف سراپاے صنم مین ہون زبان
ایک وصف دہن تنگ مین خاموش ہون مین

یار آتا ہی عیادت کو نہ تو آتی ہے
تیری خاطر سے بھی ای موت فراموش ہون مین

اپنی آواز سے یہ اُنس ہی مجکو ناسخ
مثل دف بزم جہان مین ہمہ تن گوش ہون مین

ہمارے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگایا اشک پاک کیے کہا بوا کیون
روتی ہو ہم سب کی جب جان جائیگی تب اُنپر ہاتھ ڈال سکے گا ای شہریار چلیے سکندر
نے کہا خواجہ پلٹ کے آمین تو ہم سب چلتے ہین مگر خواجہ بصورت مبدل اُسوقت دربار
مین پہونچے کہ چارون جادوگر مع تحفہ جات سامنے بقراط کے پہونچے بقراط نے سب
تحفے اپنے قبضے مین کیے تخت پر سامنے رکھ لیے نور الدہر کو ہوشیار کیا پکار کر کہا کیون ای
نبیرۂ حمزہ تو نے اقبال ہمارا دیکھا ہم کئی سو برس سے دنیا مین خدائی کرتے ہین دیکھا کیا

تقدیر کی نورالدہر نے کہا او بھگوڑے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا سب مرحلہ جات فتح ہو گئے ساحرون نے کیا کر لیا اب جو تجکو بن پڑے وہ کر کریم کارساز مالک ہی غرضکہ بقراط کے سب سردار آکر جمع ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یا خداوند اب کلام نہ کیجیے جلد انکو زیر تیغ بٹھائیے ایسا نہو سکندر وغیرہ آجائین بقراط نے کہا اگر سکندر آوین تو وہ سحر کر دون کہ بارگاہ مین نہ آسکین باہر کل لشکر کو حکم دیدو کہ تیار رہے سب لشکر کمربندی کر رہا ہی مروارید نے کہا یا خداوند فوج سے آپ بیخوف رہیے بیالیس ہزار فوج اب بھی موجود ہی اور سات سرافسر ہین سب آمادہ حرب وپیکار ہین افسرون کو بقراط نے رخصت کیا کہا جاکر فوج کا انتظام کرو اب خواجہ دیکھ رہے ہین کہ صرف بقراط تخت پر بیٹھا ہی اور نورالدہر سامنے بیٹھے ہین تحفہ جات تخت پر رکھے ہین نورالدہر سے کلام ہو رہا ہی مگر نورالدہر کسی مقام پر کلام مین کمی نہین کرتے جو بقراط نے کہا اُسکا جواب سختی سے یہی دیا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر بقراط حکم دے رہا ہی کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا خواجہ نے چہار جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک وشبرنگ وشاپور وغیرہ بہ صورت مبدل حاضر ہین اور شبرنگ تو حقہ آتشبازی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی چاہتا ہی جا پڑون تحفہ جات اُٹھا لون یا اپنی جان دون خواجہ نے آنکھ سے اشارہ کیا خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خرابی واقع ہوگی بقراط نے جلاد کو طلب کیا جلاد کو جو شبرنگ نے دیکھا بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ ای کریم کارساز میرے آقاے نامدار کو بچالے

نظم

چون کشد بیرون خزان از باغ پاے عندلیب
بوم شوم آید درین گلشن بجاے عندلیب

گل شود در خانۂ گلچین چراغ زندگی
گر قبول افتد بہ پیش حق دعاے عندلیب

بہر آزادی ست پیش باغبان وقت بہار
از دعاے عندلیب والتجاے عندلیب

باغبان اندر قفس دارد چرا ناحق اسیر
چیست غیر از عشق گل دیگر خطاے عندلیب

در ثناے گل چو بلبل ہند یا بکشا زبان
تا شود موزون صدایت چون صداے عندلیب

شبرنگ تڑپ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی کہ سرکار نہ وڑے ہوے آئے بقراط

کے سامنے آکر عرض کی کہ صاحبقران دسکندر لشکر تیار کر رہے ہین ایسا نہو آپڑین بقراط
نے حکم کیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچ کر بڑھا نورالدہر نے طرف آسمان کے دیکھا
پکار اُٹھے کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اِس مشکل کو آسان کر تیری رحیمی اور کریمی سے
سارا طلسم فتح کر چکا ہون کیا قتل بقراط میرے ہاتھ سے مقدر نہین ہر کیا مجھے قضا لیکر آئی ہر
ای رحیم وکریم وقت آخر ہر اِس حقیر کا بھی احوال ظاہر ہی مجھ عاجز پر رحم کر نظم

خداوندا شبم را روز گردان — چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید — درین شب روسپیدم کن چو خورشید

ای خالق بے نیاز وای رب کارساز اِس آفت سے بچالے اِس ظالم کے ہاتھ سے
نجات دے نورالدہر نے بیتاب ہو کر دعا کی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بقراط جھلا رہا ہر
کہتا ہر کہ او جلاد جلدی کر جلد سر کاٹ لے کہ لکۂ ابر گلنار آسمان پر اُٹھا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی
کرتے ہین خوشبوے مشک وعنبر آرہی ہر بقراط ابر کو دیکھکر زانو بدلنے لگا کہتا ہر ملکہ
سردار حسینان آتی ہین کہ وہ لکۂ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار
ہر نہایت حسین وجمیل کہ چھوٹ حسن کی زمین پر پڑ رہی ہر تخت پر گرد کنیزین مثل ستارگان
بیچ مین وہ ماہ تابان تخت اُترا بقراط کھڑا ہو گیا کہا ای سردار حسینان ہمپر یہ آفت
پڑی اور تمکو خبر نہین سردار حسینان نے سر اُٹھا کر نورالدہر کو دیکھا کہ ایک جوان
حسین وجمیل مسلسل ومطوق بیٹھا ہر مگر چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب وانتخاب
سردار حسینان دیکھکر دنگ ہو گئی پوچھا کہ یا خداوند یہ گنہگار کون ہر بقراط نے کہا اِسی ظالم
کے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ان لوگون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا ای ملکہ
سردار حسینان یہ لوح رکھی ہر یہ تحفہ جات سب اِس شخص کو ملے سردار حسینان
نے کہا یا خداوند جو مین عرض کرون اُسکو بخیال سُنیئے آپ اِس شخص کے ہاتھ سے بہت
مجبور وناچار ہوے اور آپ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین تمام طلسم مین
مشہور تو ہر بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے تو آج بعد خرابی بسیار صورت دکھائی ہمنے
بڑے بڑے رنج وغم اُٹھائے سردار حسینان نے عرض کی کہ یا خداوند میرا کلام

تو تمام ہونے دیجیے جو مین عرض کرون اُسکو سماعت فرمائیے یقین ہی کہ کلام کنیز کا پسند
ہوگا بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم مین چاہتا ہون کہ تمکو طرۂ پیغمبری دون اور نائب اپنا
کرون یقین ہی کہ خوب انتظام کروگی سردار حسینان جمال بیمثال نور الدہر دیکھکر بیقرار
ہو رہی ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہو ہر مرتبہ جمال بیمثال پہ نگاہ ڈالتی ہو اور زانو پر
ہاتھ مارتی ہی دل سے کہہ رہی ہو افسوس ایسا جوان بیمثال اس مصیبت مین مبتلا ہو آخر
وفور بیقراری مین یہ اشعار حسرت آثار زبان سے نکل گئے نظم

بسائون نافۂ مشک ختن مو باف گیسو مین
لگاؤن سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو مین

جھکی رہتی ہین آنکھین بہر سجدہ طاق ابرو مین
لکھا ہو آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین

چمکتا ہی سنہرا رنگ ایسا اُس پری رو کا
کہ ہی جزو بدن سونے کا تعویذ اُسکے بازو مین

ترا کوچہ وہ گلشن ہی کہ جب اُسکا خیال آیا
زیادہ ہوگئے سب داغ دل پھولون سے خوشبو مین

جو میزان خرد مین ہین برابر اسفل و اعلی
ہمیشہ سنگ و زر ہموزن ہی دیکھو ترازو مین

دکھایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو
کئی رنگون کے جب تعویذ باندھے اُسنے بازو مین

عوض افسون کے جادوگر مرے اشعار پڑھتے ہین
کہ وقت فکر دل رہتا ہی اُسکی چشم جادو مین

خط رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون
تو ہی در نجف کیطرح ہو ہر ایک آنسو مین

کہان وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو کھا
برنگ زلف گو بل پڑ گئے ہین شاخ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند گلدستہ
جھکا ہی سر مرا جب سے تری محراب ابرو مین

ہزارون پا بزنجیر اُسکے یہ پابند ہین اب بھی
تفاوت ہی قد دلجو مین اور سرو لب جو مین

کسی مین نرگسی مین سنگ یہ بھی پُر قیمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون پلے ہین ترازو مین

بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اشعار کیسے پڑھ رہی ہو سردار حسینان نے ہوشیار ہو کر
جواب دیا کہ یا خداوند خود بخود دل گھبرایا اسوجہ سے یہ اشعار پڑھ دیے شاعر نے عجب
رنگ کے یہ اشعار کہے ہین میرا کہنا یہ قبول ہو کہ اس جوان کو قید کیجیے اور اشتہار چھپوان
کرائیے ڈھنڈھورا پٹے کل رعایا کو خبر ہو سب آکر جمع ہون اُسی مقام پر اُسکو قتل کیجیے
سب دیکھین کہ ہمارا دشمن قتل ہوا سب کو اپنی جان بچنے کا خیال ہو گا سب کو اپنے اپنے

گھرون مین خوشی ہو کہ اب جان بچی ایسے شخص کو آپ تنہائی مین قتل کرتے ہین بقراط
نے کہا اے سردار حسینان ہمکو خوف یہ ہو کہ ایسا نہو عیار آکر اسکو رہا کر لیجائین اکثر ایسا
ہوا ہو یہ سنکر سردار حسینان اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند مین اسکی حفاظت کرونگی
کیا مجال ہو کہ کوئی قدم رکھ سکے مین آٹھ پہر جاگونگی اتنا دن اور اتنی رات بسر کیجیے کل صبح
کو مین میدان خونی مین لیکر آؤنگی وہان قتل کیجیے کہ سب کو معلوم ہو بقراط نے کہا اے
سردار حسینان اگر تم حفاظت کرو تو مین البتہ قبول کرون شاہزادیان اس جوان
پر عاشق ہین بروقت قتل اسکے تلوار چلیگی وہ ہنگامۂ عظیم ہوگا کہ خون کے دریا بہ جاوینگے
سکندر ثانی ایسا زبردست ساحر اسکے لشکر کا بادشاہ ہو سردار حسینان نے کہا
یا خداوند وہ سحر کرون کہ سکندر دیوانے ہو جائین کوئی آنہ سکے آپ نے کیا میرے
سحر کو فراموش کیا زمین کو جنبش ہوگی اگر حکم دیجیے تو آسمان کو زمین پر کھینچ لون ایسا
سحر کرون کہ سب کی زبانین بند ہو جائین آخر بقراط راضی ہوا وجہ یہ ہو کہ بقراط حسن
وجمال سردار حسینان پر مدت سے عاشق ہو اسکے قول کو رد نہ کر سکا اور گھبرا کر کہا اے
سردار حسینان تمہارے حکم مین دخل نہین دے سکتا مگر میرا دل دھڑکتا ہو لیکن یہ
تحفہ جات کسکے پاس رکھون سردار حسینان نے سب چیزین اُٹھالین جھولی مین رکھین
اپنے مقام سے اُٹھی سرزنجیر نور الدہر کو تھاما سامنے قصر تھا اُسمین شاہزادے کو
قید کیا خود کرسی بچھا کو بیٹھی بقراط نے کہا سب لشکر کو حکم دیدیا جائے کہ وہ سب تیار
رہین ہروقت کمربندی مین بسر ہو جسوقت مسلمان قصد کرین تو اُنکو سب ملکر روک لین
سردار حسینان نے کہا لشکر کو حکم پہونچ گیا کہ مین حکم پہونچاؤن بقراط نے کہا اب تمکو اختیار
ہو جس طرح مناسب جانو انتظام کرو سردار حسینان نے باہر نکل کر افسران فوج کو بلاکر
حکم دیا کہ صاحبو تیار رہو اگر اہل اسلام آنے کا قصد کرین تو اُنکو روکو ہمارے لشکر تک
نہ آنے پائین سب افسرون نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ہم لوگون کو جان ودل سے خیال ہو
کیا مجال ہو کہ مسلمان آسکین ایسا بڑھکر لڑین کہ اُنکے دانت کھٹے کر دین سب سے زیادہ
شاہزادیون کا خیال ہو سردار حسینان نے کہا اُن سب کو تو مین دیوانہ کردونگی دیکھنا

اِس شب کو کیا ہوتا ہی مگر تم لوگ آمادہ رہو بقراط ہنس رہا ہو شاہزادیون سے کہتا ہو کہ یہ
معشوقۂ قدرت ہو دیکھو کس طرح دل سے انتظام کر رہی ہو مگر بڑی سرکش ہو کئی سال
گذرے کہ مین نے اسپر نگاہ ڈالی مگر اِسنے انکار ہی کیا مین مجبور رہا اب اِسکو لالچ دی ہو
کہ تجکو اپنا نائب کرونگا طرۂ پیغمبری عطا کرونگا اگر اسکو قدرت کا خیال نہین ہو تو یہ انتظام
کیون قبول کیا اصل یہ ہو کہ یہ شاہزادی سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق
ہو اسکے سحر کا کوئی جواب نہ دے سکے گا بچپن سے اِسکو سحر سیکھنے کا شوق رہا دمامہ جادو
کی نواسی ہو اور مشمش کی پوتی دونون سے اِسنے سحر حاصل کیا ہو مشمش و دمامہ نے اِسکو
کامل و اکمل کر دیا سکندر سے تو مین خود مقابلہ کرونگا شاہزادیون پر سحر سردار حسینان
کر لیگی بیشک تنکے چنوادیگی سب ہاتھ باندھکر سامنے آئینگی جو حکم یہ دیگی وہ بجا لائینگی سب
سرداران بقراط خوشیان کر رہے ہین مگر خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر باہر نکلے سامنے
صاحبقران کے آئے سب عیار بھی پلٹ آئے مگر شبرنگ چیخین مار مار کر روتا ہو
خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند کیون پریشان ہوتا ہو کیون بلک بلک کے روتا
ہو صورت رہائی کی پروردگار نے پیدا کی شبرنگ نے پوچھا وہ کیا بات ہو خواجہ نے
کہا تو نے تیور نہین دیکھے یہ شاہزادی سردار حسینان جو آئی ہو وہ تمہارے آقا پر
عاشق ہو گئی اُسی نے تو بچایا کہ قتل معطل رہا خود حفاظت کو بیٹھی ہو اے سکندر رات
کا خیال رکھنا اُسکے تیور سے ہمکو معلوم ہو گیا کہ رات کو بلوہ کریگی جسوقت لشکر کفار مین
ہلڑ ہو تم لوگ بھی جا پڑنا شعلۂ جوالہ یہ کہکر اُٹھی کہ اس کام پر مین رہونگی فوراً خبر پہونچاؤنگی
وہ وقت خدا لائے کہ آقا کو لڑتے ہوے دیکھون تمکو آکر خبر کرون یہان تو یہ صلاحین ہوئین
سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ سامنے سکندر کے موجود ہین ہر ایک کا یہ قول
ہو کہ لڑائی پڑے تو بقراط کو گھیر لین نجم نے اوراق دیکھکر کہا اِس جنگ مین لڑائی فتح ہوگی
اور انشاء اللہ تعالی یہ بیجا بقراط ثانی جو دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہو اور سب کے دھوکہ
دینے کو تقدیرین بگھارا کرتا ہو اِسی لڑائی کے انجام پر ضرور ضرور طلسم کشا کے ہاتھ سے
قتل ہوگا اور اِسی شہزادی سردار حسینان کی کوشش سے ہمارے آقا کی رہائی ہوگی

صاحبقران نے فرمایا ای کاہن نجم اختر شناس جیسا تم کہتے ہو حق تعالی اپنے فضل وکرم
سے ایسا ہی کرے لیکن میرا دل گھبراتا ہی یہ پہاڑسی رات مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوگی
یہان یہ حال گذرا کہ سردار حسینان جو در قید خانہ پر بیٹھی ہی جمال نور الدہر کو دیکھتی جاتی
ہی آپسمین اشارے ہو رہے ہین نور الدہر اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان ذرا یہانتک آؤ کہ جمال جہان آرا دیکھین کچھ بات چیت ہو سردار حسینان
اشارے کر رہی ہی کہ تامل فرمایئے رات ہونے دیجیے فوراً تدبیر آپ کی رہائی کی ہوگی
تحفہ جات میرے پاس ہین پہر رات گئے بقراط نے دربار برخاست کیا ٹہلتا ہوا سامنے
سردار حسینان کے آیا کہا کیون ای مہ جبین ہوشیار بیٹھی ہو مین تمکو دیکھنے آیا ہون
سردار حسینان نے جواب دیا کہ آپ جاکر آرام فرمایئے آپ کو حال کھل جائیگا جو شب کو
معرکہ گذریگا وہ آپ کو خبر ہوگی اب مین سحر تیار کر رہی ہون گرد لشکر کے حصار کردونگی کہ
کوئی نہ آسکے کنارے پر آکر سب رک جائین آگے نہ بڑھ سکین بقراط بہت خوش ہوا
اپنی خوابگاہ مین آکر سو یا سردار حسینان ٹہلتی ہوئی اندر آئی نور الدہر کے پاس
بیٹھ گئی نور الدہر بھی جمال بیمثال دیکھکر دنگ ہو رہے ہین دل سے کہہ رہے ہین
کہ ہماری معشوقون مین کوئی ایسی حسین نہین ہی یہ عشق انجام ہی سردار حسینان نے
کہا مین آپ کو نکال لیچلون نور الدہر نے کہا مثل چورون کے نہ جاؤنگا تحفہ جات
مجکو دو مین لڑتا ہوا نکلون سردار حسینان نے تحفہ جات جھولی سے نکالے نور الدہر
نے لوح محفوظ گلے مین ڈالی لوح طلسمی پہنی سلاح طلسمی زیب جسم کیے سب قید سحر دفع ہوگئی
اب جو شاہزادے نے سلاح جسم پہ آراستہ کیے سردار حسینان جمال بیمثال دیکھکر وجد
کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار ایک امیر کی کنیز امید وار ہی کہ معشوقان شاہی سے میرا
مرتبہ زیادہ رہے مین دمامہ کی نواسی مشمش کی پوتی ہون حسب ونسب مین میرا کوئی
مثل نہین لہذا مرتبہ بھی سب سے زیادہ رہے مین عجائب وغرائب دکھاتی مگر اسکا موقع
نہین ہر وقت بہت تنگ ہی خدا آپ کو بخیر و عافیت تا بہ لشکر پہونچائے قضائے کار
شعلہ جوالہ غرق زمین ہو کر آئی ہی یہ سب باتین سن رہی تھی زمین سے سر نکالا کہا ای

ملکۂ عالم ہم اپنی ذات سے تمہاری کنیز ہین کہ تمنے شہریار کی رہائی مین کد و کوشش کی ہم سب
تمہارے ممنون احسان رہین گے کبھی قدمبوسی سے سر نہ اُٹھائین گے تمنے ہم سب پر احسان
کیا خاطر جمع رکھیے سب سردار انتظار رہین ہین اُنکے نعرے کی صدا بلند ہوئی اور رفو رآ سب
آپڑے سکندر کے دل کو لگی ہی شاہزادیان تڑپ رہی ہین صاحبقران نے خاصہ نوش
نہین کیا بارگاہ سلیمانی مین سب جمع ہین طہماس دیوانہ ہوگیا ہی نورالدہر نے فرمایا اے
شعلۂ جوالہ لشکر کو تیار رکھنا اور طہماس ہمارا عاشق صادق ہی اُسنے جو میری تکلیف
سُنی دیوانہ ہوگیا انشاءاللہ ہماری آواز سُنکر اُسکے ہوش درست ہوجائین گے اے
شعلۂ جوالہ جاؤ لشکر مین خبر کرو اب مین نکلتا ہون یہان بھی سب ساحر تیار ہین میرے
نکلتے ہی بلوہ ہوگا سب افسرون نے لشکر تیار کیا ہی یہ کہکر نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر
قبضہ کیا اور قید خانہ سے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ اے ساحران غدار آگاہ ہوجاؤ کہ مین
رہا ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمٰن و نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد
بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
نقارا بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک گوشے سے سردار حسینان دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ
نورالدہر پر زیادہ بلوہ ہی کچھ ماش کے دانے پھینک مارے کبھی زیور پھولون کا
گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف ہنگامہ ہی کہ ہم سب
سردار حسینان کے عاشق صادق ہین اگر حکم دے تو جان دین کہ طبل سکندری پر
چوب پڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران ازجہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالنجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایکطرف سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی نعرۂ شاہ صنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم ایک طرف سے سکندر ثانی آکر گرا ایکطرف سے نجم وارسطوے ثانی اور ایکطرف سے سب شاہزادیون نے آکر سحر کیا لاکھون ساحر سٹرکرنے لگے زبان پر یہ اشعار تھے نظم

نقرئی تھین یہ ہوئین جھانوے سے زر کی ایڑیان	کسقدر نازک ہین میرے سیمبر کی ایڑیان
چوٹی اُس کافر کی ایڑی تک ہو بیشک شام ہی	اور گوری گوری کا نور سحر کی ایڑیان
جبکہ سو جاتا ہو آنکھون سے لگا لیتے ہین ہم	رات بھر مین لاکھ بار اُس بیجبر کی ایڑیان
مدتون آٹھون پہر تڑپا ہون کوے یار مین	گھس گئی ہین ہاے مجھ خستہ جگر کی ایڑیان
کب ٹھہرتے ہین نظر مین عارض حور و پری	نرم ہین اُنسے زیادہ اُس سیمبر کی ایڑیان
مسجد اقصیٰ سے پہونچا عرش اعلیٰ تک براق	چھو گئیین ناسخ نہ شاہ بحر و بر کی ایڑیان

سکندر نے آگ برسا دی ہو شاہزادیان جم جم کے سحر کر رہی ہین ادھر کنیزون نے جاکر بقراط کو جگایا بقراط نے جو آواز نعرۂ نورالدہر کی سُنی پوچھا یارو یہ کیا ہوا ہاے طلسم ٹٹتا ہو شاہزادیون نے عرض کی بی سردار حسینان صاحب جمال طلسم کشا پہ عاشق ہوئین جس شاہزادی نے جمال دیکھا وہ اُنکی خیر خواہ ہوئی اُسی طرح سے بی سردار حسینان بھی پھنسین نورالدہر کو رہا کردیا تحفجات زیب جسم کردیے اب وہ مصروف جنگ ہین سب سردار بھی آپڑے خوب زور و شور سے مغلوبہ ہو رہی ہو بقراط یہ شنکر آنکھین ملتا ہوا اُٹھا تخت پر سوار ہوا باہر نکلکر دیکھا لاکھون جادوگر دیوانہ وار وحشی مثال چیختے پھرتے ہین بعض بھاگ کر نکل گئے بعض فوج بقراط کو قتل کر رہے ہین لشکر بیدل ہو رہا ہو صاحبقران و بادشاہ مجمع ساحران نامی مین لڑ رہے ہین صدہا ساحر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے صدہا کو بادشاہ نے قتل کیا سکندر نے جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود پڑا الماس نے جو سُنا کہ آقا نے رہائی پائی غصے مین ساطور لیکر نکلا آکر شریک جنگ ہوا نورالدہر کو مرکب پہونچایا پہلو پہ نورالدہر کے لڑنے لگا جسکو ساطور مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے یکایک بقراط نے تخت سے دیکھا کہ سردار حسینان ایک گوشے مین کھڑی ہو کبھی ماش کے دانے پھینک

دیتی ہو ہزارون جادوگر بھاگنے لگتے ہین اسنے جھلا کر آواز دی کیون بی سرداحسینان
تمنے ہمارے عشق کا بھی پاس نہ کیا دشمن کی شریک ہوگئین سرداحسینان نے کچھ
جواب نہ دیا بقراط کی طرف سے منھ پھیر لیا مگر نورالدہر لڑتے ہوے طرف بقراط
کے چلے بقراط چاہتا ہو حصار کرون سردارحسینان اُسکو دفع کر رہی ہو رنگ سحر
بقراط نہین جمتا ہرچند بقراط نے کدوکوشش کی مگر نورالدہر کے طماس وغیرہ
ساتھ ہین سردارحسینان نے یہ بھی سحر کردیا کہ بقراط بھاگ کر نہ نکل جائے جب
آسمان پر سر اُٹھاتا ہو اندھیرا معلوم ہوتا ہو جدھر نگاہ اُٹھاتا ہو پہاڑ معلوم ہوتے
ہین نورالدہر لڑتے بڑھتے قریب بقراط کے پہونچے بقراط نے کئی سحر کیے مگر تاثیر
نہوئی جب نورالدہر قریب آئے اور ہاتھ تلوار کا اُٹھایا تب بقراط نے تیغہ اُٹھاکر
مارا نورالدہر نے تیغہ طلسمی پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکہ ہاتھ مارو یا بقراط نے
بہت اپنے کو بچایا ہزار ہزار تدبیر کی کہ طلسم کشا کا وار مجھپر نہ پڑے لیکن کوئی سحر کام
نہ آیا چمک کے تلوار جو گری بقراط کے دو ٹکڑے ہوے برابر تخت بقراط کے
گبران قیل کن وزیر اعظم اسکا کھڑا تھا مرنے پر بقراط کے رونے لگا مگر آندھی
سیاہ اُٹھی ہزارون پہاڑ اُڑ گئے دریا خشک ہوگئے گبران یہ ہنگامہ دیکھکر بھاگا بعد
اِسکے نکل جانے کے ساحرون نے جو اپنے سر پر کسی کو سرپرست نہ پایا فریاد کرتے ہوے
قریب صاحبقران کے آئے امیر نے ہاتھ روکا سب کو سرفراز کیا اب دیکھا کہ
مرواریدچاہتی ہو کہ اُڑ کر نکل جاؤن سردارحسینان نے ہاتھ ہلا دیا کہ مروارید
کے دو ٹکڑے ہوے صاحبقران سب کو امان دیکر داخل قلعہ مروارید نگار
ہوے تمام طلسم اسلام آباد ہوا نورالدہر کے نام پر فتاحی قرار پائی نذرین گذر رہی
ہین خواجہ سب سے انعام لے رہے ہین جو کچھ ملتا ہو اُسکو قبضے ہین کرتے ہین اور کہرہے
ہین کہ اے آقاے نامدار مجکو کچھ ملنا چاہیے روپیہ سب طرف سے نہین ملتا کہ نورالدہر
نے سکندر سے جھک کر کہا چند شاہزادیون کو بھیجیے کہ سردارحسینان کو استقبال
کرکے لائین سکندر یہ کہکر اُٹھے کہ ہم خود براے استقبال جاتے ہین آسنے آپکی

جان بخشی کی ہم سب پر احسان ہی سکندر باہر گئے سردار حسینان حیران کھڑی تھین
کہ کس ذریعہ سے اندر جاؤن کہ سکندر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم چلیے مین
آپ کے استقبال کو آیا ہون سردار حسینان خوش ہوگئی ساتھ سکندر کے
بارگاہ مین آئی کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی صاحبقران نے اول عقد سردار حسینان
کا ساتھ نور الدہر کے کیا پھر اور شاہزادیون کا عقد نور الدہر سے کیا اور جو جو
سردار مشتاق عقد تھے اُن سب کے عقد پڑھے گئے کل افسرون کو علے قدر مراتب
ہر ایک کے انعام تقسیم ہوا خلعت دیے گئے چالیس روز تک جشن رہا لاکھون
روپے فقیرون کو خیرات کیے گئے

تقریظ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق ارض وسما و نعت جناب محمد مصطفےٰ ؐ و منقبت حیدر کرار غیر فرار قاتل عمرو
و عنتر کنندۂ در خیبر زوج زہراؑ اطہر یدالہٰ شبیر و شبر حقیر بتقصیر عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ
و کعبہ کی سیعت زبانی کیا تحریر کرون شاید ناظرین باتمکین اپنے مقام پر کہین کہ بیٹا باپ
کی تعریف کرتا ہی اس خیال سے زبان نہین کھول سکتا جائے خوض و غور ہی کہ اول
آخر کی تین جلدین ہوشربا کی لکھین اُسکے بعد فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا
تحریر کیا کہ ناظرین نے پسند فرمایا اُسکے بعد بقیۂ ہوشربا کی دو جلدین لکھین کہ ناظرین
نے خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمایا اُسکے بعد تین جلدین طلسم ہفت پیکر کی لکھین
بعد ہفت پیکر کے طلسم خیال سکندری کی تین جلدین لکھین یہ چودہ جلدین بحجم معقول
بازار مین ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین یقین ہی جس کتاب کو دیکھین نظر نہ ہٹے یہ جی چاہے
کہ کتاب کو ہاتھ سے رکھین صفت نثاری بھی دکھائی کہ آخر جلد فتنۂ نور افشان مین
ایک نثر مقدمۂ ولادت باسعادت جناب اشرف انبیا علیہ التحیۃ والثنا مین تحریر فرمائی